بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر دُرِّ منثور

مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد اوّل

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ۰ محمد بوستان ۰ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ۰ پاکستان

نام کتاب	تفسیر درمنثور مترجم (جلد اول)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی
	من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیرنگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	-/2850 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

انسانی زندگی رواں دواں ہے۔ کوئی چاہے بھی تب بھی اس کے بہاؤ کو نہیں روک سکتا۔ عموماً انسان کی ذاتی ضروریات اسے اس انداز میں جکڑے ہوئے ہوتی ہیں کہ اپنی ذات سے بالا ہو کر اسے سوچنا اور کوئی کردار ادا کرنا اس کے لئے ناممکن سا ہوتا ہے۔ مگر کتنے ہی خوش بخت ہیں وہ لوگ جو اپنی انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھلائی کا سوچتے ہیں اور کچھ نہ کچھ کرنے میں مصروف کار رہتے ہیں۔

حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری قدس سرہ العزیز انہیں یگانہ روزگار افراد میں سے تھے جنہوں نے محض اپنی ذاتی منفعتوں کو پیش نظر نہیں رکھا بلکہ دوسروں کے لئے سوچا خصوصاً اپنے متعلقین کی اصلاح، فکری پختگی اور مقصد سے لگن جیسے عظیم اوصاف پیدا کرنے کی طرف توجہ فرمائی اور یہ تڑپ عطا کی کہ ملک وملت کی خدمت میں ہی ان کی معراج ہے۔

ناچیز کو 1981ء میں ضیاء القرآن کی پبلی کیشنز کی خدمت سونپی گئی اور ان اعلیٰ مقاصد کی طرف توجہ دلائی گئی جو ادارہ قائم کرتے وقت معین کئے گئے تھے اور یہ عہد لیا گیا کہ ادارہ کو اوج کمال تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کروں گا اور اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں بخشی ہیں انہیں صرف کرنے میں بخل سے کام نہ لوں گا اور دعاؤں سے نوازا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے طفیل اپنے بندے کی دعا کی لاج رکھی۔ مجھے خدمت کی توفیق نصیب فرمائی مشکلات کو آسان کیا اور نئی نئی جہتوں پر کام کرنے کی راہیں کھول دیں۔

حضور ضیاء الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ خواہش تھی کہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ میں تصنیف و تالیف کا ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو دین اسلام خصوصاً اہلسنت کی فکری راہنمائی کا فریضہ سرانجام دے اور اسلام کی تعلیمات کو افراط وتفریط کے بغیر اہل اسلام تک پہنچائے تاکہ مسلم معاشرہ ظاہری و باطنی محاسن سے آراستہ و پیراستہ ہو۔

اس وقت قارئین کی خدمت میں امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ''درمنثور'' کو پیش کیا جا رہا ہے جسے ادارہ ضیاء المصنفین کے فضلاء نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

ادارہ نے آپ کے اعلیٰ ذوق کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس کی اشاعت میں ظاہری و باطنی محاسن کا اہتمام کرنے کی پوری کوشش کی ہے امید واثق ہے کہ اعتماد و محبت کا یہ سلسلہ مزید بڑھتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں یہ دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے طفیل ہماری اس کاوش کو دنیا و آخرت کی کامیابیوں کا وسیلہ بنا دے۔ اپنے دین متین کی بیش از بیش خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے اور جملہ احباب کی طرف سے جو اعتماد نصیب ہے اس پر پورا اترنے کی ہمت عطا فرمائے۔

دعاؤں کا طالب

محمد حفیظ البرکات شاہ

کلمات تحسین

حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے 1957ء میں جس علمی تحریک کا آغاز کیا تھا اس کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ تصنیف و تالیف کا ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جو امت مسلمہ کے تمام طبقات کو فکری اور علمی رہنمائی مہیا کرے۔ آپ کے وصال کے بعد ادارہ ضیاء المصنفین کی باقاعدہ تشکیل مئی 2000ء میں ہوئی۔

آستانہ عالیہ امیر السالکین رحمۃ اللہ علیہ اور دار العلوم محمدیہ غوثیہ کے خادم ہونے کی وجہ سے اس کے انتظامی اور مشاورتی شعبوں کی نگرانی فقیر کو تفویض کی گئی۔

مختصر سے عرصہ میں متعلقہ شعبوں نے جس حسن و خوبی سے اپنے فرائض کو سرانجام دیا وہ میری توقعات سے بڑھ کر ہیں۔

اس وقت امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر (کمال الدین) سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 849-911ھ کا علمی شاہکار قرآن حکیم کی تفسیر "درمنثور" کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جس کی سعادت دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف کے تین فضلاء مدرسین کو نصیب ہوئی اور اس کی اشاعت کا شرف ادارہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز کو حاصل ہو رہا ہے۔

اس علمی کام کو قارئین کے سامنے پیش کرنے میں جن احباب نے بھی حصہ لیا ہے میں انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور بروز قیامت ہم سب کو حضور شافع یوم نشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت نصیب فرمائے۔

محمد امین الحسنات شاہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ امیر السالکین رحمۃ اللہ علیہ، بھیرہ شریف

پرنسپل مرکزی دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف

حقیقت حال

2001ء میں جب ہم تینوں ساتھی سید محمد اقبال شاہ، محمد انور مگھالوی اور ناچیز محمد بوستان تفسیر مظہری کے ترجمہ سے فارغ ہوئے تو الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر (درمنثور) کا اردو ترجمہ کیا جائے ادارہ ضیاء المصنفین کے ششماہی اجلاس میں اس پر غور و خوض ہوا ادارہ ہذا کے صدر پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اس کی منظوری دی یوں اس پر کام کا آغاز ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو جو قبول عام عطا فرمایا وہ اظہر من الشمس ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علمی میدان میں ان سے ایسے ایسے کام لئے جو علماء کی پہچان بن گئے آپ کی مختلف فنون پر جوامع کتب موجود ہیں جن سے بالغ نظر محققین اور مصنفین فائدہ اٹھاتے ہیں اور فن میں درک و بصیرت حاصل کرتے ہیں۔

آپ کی تصانیف کی تعداد پانچ سو سے زائد ہے آپ کا اپنا قول تین سو کا ملتا ہے اور کچھ علماء سے 460 تعداد ذکر کی ہے۔ آپ کی تصانیف تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور طب وغیرہ پر ہیں۔

تفسیر درمنثور حقیقت میں آپ کی مبسوط تفسیر ترجمان القرآن کا خلاصہ ہے اس تلخیص کی وجہ آپ نے یہ بیان کی کہ میں نے لوگوں کی ہمتوں کو اس کے استفادہ سے قاصر پایا اس لئے اس کے اختصار کی ضرورت محسوس ہوئی۔

یہ تفسیر علم کا ایک خزانہ ہے کسی بھی آیت کے بارے میں اسلاف سے جو منقول ہے آپ نے اسے یکجا کر دیا ہے جس وجہ سے کوئی پہلو مخفی نہیں رہتا اور حق تک رسائی حاصل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

ہم نے ترجمہ کے ساتھ مصادر کی تخریج کا بھی اہتمام کیا ہے۔ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کے دورہ حدیث کے طلباء کو یہ فریضہ سونپا گیا جس کو انہوں نے باحسن نبھایا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت کے کئی مراجع ذکر کرتے ہیں تخریج میں صرف ایک مرجع کا ذکر کیا گیا ہے جو متن کے قریب ترین ہے۔

ہم تینوں ساتھی ان تمام طلباء خصوصاً علامہ افتخار تبسم اور حافظ ندیم اختر کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے تخریج والے مقالے چیک کئے اور اس مرحلہ کو آسان بنایا اور علامہ افتخار تبسم صاحب نے تمام مسودہ پر نظر ثانی بھی کی۔

وَلِلّٰهِ الْحَمْد

مترجمین

مقدمہ

امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ کا زمانہ اوران کی زندگی

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ان یکتا اور یگانہ شخصیات میں سے تھے جن کی زندگی کا اکثر حصہ ورثۂ اسلامی کی خدمت میں گزرا۔ خصوصاً تفسیر اور حدیث ان کی خدمت کا مرکز رہے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی شخصیت کے متعلق دو قسم کے نظریات موجود ہیں۔ بعض نے ان کی عظمت کو انتہائی بلند انداز میں خراج تحسین پیش کیا جبکہ بعض لوگوں نے ان کی زندگی پر ایسی تنقید کی جس نے ان کی تمام عظمتوں پر پردہ ڈال دیا۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ انسان پر اپنے زمانہ کے حالات وواقعات کا گہرا اثر ہوتا ہے۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ ہم آپ کے زمانہ کے سیاسی اور معاشرتی حالات پر طائرانہ نظر ڈالیں۔

امام موصوف رحمہ اللہ نے برجیہ اور جراکسہ بادشاہوں کے زمانہ میں 849ھ میں منصۂ شہود پر جلوہ فرمایا اور 911ھ میں اس دارفانی کو خیر باد کہا۔ یہ دور ظلم وتشدد، عدم ثبات اور اضطراب کا دور تھا۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی زندگی کے مختصر دور میں دس سے زیادہ سلاطین کا بدلتا ہوا اقتدار دیکھا۔ ایک سال میں تین بادشاہ متواتر مسند اقتدار پر براجمان ہوئے۔ ا۔ ملک ظاہر ابونصر الاینالی المؤیدی، ۲۔ ابوسعید تمر بغا الظاہری، ۳۔ الملک الاشرف قایتبالی المحمودی۔ ان سلاطین نے ایک سال سے کم عرصہ میں سلطنت کی حکمرانی کے لیے آپس میں جھگڑا کیا اور ہر ایک نے بادشاہی کا اپنا حصہ وصول کیا۔ ان اقتدار کے حریصوں نے فتنہ وفساد کی آگ کو خوب بھڑکائے رکھا اور امراء کو قلعہ کی خدمت سے روکے رکھا۔ یہ امام سیوطی رحمہ اللہ کے دور کے سیاسی حالات تھے جن میں آپ نے زندگی بسر کی اور یہ حقیقت ہے کہ حالات زمانہ کا عکس اس وقت کے باسیوں پر ضرور پڑتا ہے۔ معاشرتی اعتبار سے بھی یہ دور کچھ قابل فخر نہ تھا۔ افتراق وانتشار کا اژدہا ہر طرف اپنا بھیانک منہ کھولے ہوئے تھا۔ اس وقت کا معاشرہ کئی متضاد اور نفرت آمیز طبقات میں منقسم تھا۔ انہیں کوئی مشن ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں کرسکتا تھا اور کوئی ہدف انہیں ایک میز پر نہیں لاسکتا تھا۔

ایسے سیاسی اور معاشرتی حالات میں بھی علم کا شجر ثمر بار اپنی ترقی اور منزل کی طرف بڑھتا اور بلند ہوتا رہا اور اس کی ترقی کے مندرجہ ذیل تین اسباب تھے:

ا۔ علماء مشرق ومغرب سے ہجرت کر کے مصر اور شام میں تشریف لائے اور جنوب مغرب میں کوچ کر آئے۔

۲۔ ان مدارس میں علم کثرت سے پھلتا پھولتا رہا جو ان سلاطین کے دور سے پہلے کے بنے ہوئے تھے۔ مساجد اور مدارس کو ان سربراہوں کے دور میں اور زیادہ شہرت نصیب ہوئی۔

۳۔ جلیل القدر اساتذہ اور طلبہ پر بہت زیادہ اموال اور جائیدادیں وقف تھیں۔ اس کی خدمت کے لیے زمانے کے امراء، اہل ثروت، علماء، تجار اور پیشہ ور لوگ قرب الٰہی کی خاطر علم کے عروج اور علم کی خدمت کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے

جانے کی کوشش کرتے تھے۔

۴۔ مؤلفین کی طباعت کتب پر کوشش اور شوق، جنہوں نے اس تمام علمی ورثہ کو دوبارہ مدون کیا جو تاتاریوں اور صلیبی جنگوں کی نظر ہو گیا تھا۔ ان مذکورہ حالات میں امام سیوطی رحمہ اللہ نے آنکھ کھولی اور ان کی نیکیوں سے خوب استفادہ کیا، لیکن ان کی برائی سے انتہائی کم متاثر ہوئے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کا اسم، نسب اور نسبت

آپ کا نام حافظ عبدالرحمٰن ابن الکمال ابوبکر بن محمد بن سابق الدین ابن الفخر عثمان ابن ناظر الدین الھمام الخضیر ی السیوطی ہے۔ صاحب معجم المؤلفین نے یہ اضافہ کیا ہے: الطولونی المصر ی الشافعی۔ آپ کا لقب جلال الدین اور کنیت ابوالفضل ہے۔

امام مذکور اپنا نسب عجمی اصل کی طرف بیان کرتے تھے۔ وہ خود بیان فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ثقہ شخص نے بتایا کہ اس نے میرے والد صاحب سے سنا تھا کہ وہ ذکر فرماتے تھے کہ ان کا جد اعلیٰ عجمی تھا اور مشرقی تھا۔ امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میرا جد اعلیٰ ہمام الدین اہل حقیقت اور مشائخ طریقت میں سے تھا اور ان کے بعد کے لوگ اہل وجاہت و سیاست تھے۔ ان میں سے بعض شہر کے حاکم تھے، بعض محاسب تھے اور بعض تاجر تھے۔ میں نہیں جانتا کہ ان میں سے میرے والد صاحب کے علاوہ کسی نے علم کی کماحقہٗ خدمت کی ہو۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کی پیدائش اور نشوونما

آپ محلّہ سیوط میں مغرب کے بعد اتوار کی رات یکم رجب المرجب 841ھ میں پیدا ہوئے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ پیدائش یہی لکھی ہے اور مؤرخین کا بھی اسی پر اتفاق ہے، لیکن ابن ایاس اور ابن باشا البغدادی کا خیال ہے کہ وہ جمادی الآخرۃ میں پیدا ہوئے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ کے والد گرامی نے 855ھ میں 5 صفر سوموار کی شب وفات پائی جبکہ امام سیوطی رحمہ اللہ کی عمر چھ سال تھی۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کی تلاش علم اور حصول علم کے لیے سفر

امام سیوطی رحمہ اللہ نے آٹھ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے قرآن حکیم حفظ کر لیا۔ اس کے بعد جو کتب میسر تھیں ان کو یاد کیا۔ آپ نے العمدۃ، منہاج الفقہ والاصول اور الفیہ ابن مالک زبانی یاد کیں۔

اس کے بعد علم کی تلاش میں مشغول ہو گئے۔ 864ھ کے آغاز میں جبکہ آپ کی عمر مبارک سولہ سال تھی، فقہ اور علم نحو بہت سے مشائخ سے حاصل کیا۔ علم فرائض علامہ شہاب الدین الشارمساحی سے حاصل کیا اور حصول فقہ کے لیے شیخ الاسلام البلقینی کی خدمت میں رہے حتیٰ کہ ان کا وصال ہو گیا۔ پھر ان کے بیٹے علم الدین البلقینی سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ چودہ سال کا طویل عرصہ علامہ استاذ الوجود محی الدین الکافیاجی کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ ان سے تفسیر، اصول، عربیہ، معنی کے فنون سیکھے۔

علمی تشنگی بجھانے کے لیے آپ نے کثرت سے سفر کیا، آپ فیوم، محلّہ اور دمیاط تشریف لے گئے اور شام، حجاز، یمن، ہند

اورمغرب کا بھی سفراختیارفرمایا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کا تبحر علمی اور مہارت تامہ

امام سیوطی رحمہ اللہ کو سات علوم پر کامل عبورتھا: تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معنی، بیان، بدیع۔ آپ کو عرب بلغاء کی طرح مہارت حاصل تھی۔ امام سیوطی رحمہ اللہ کو ان علوم میں مہارت حاصل کرنے کا حددرجہ شوق تھا حتیٰ کہ خودفرماتے ہیں فقہ اور نقول کے علاوہ ان سات علوم میں مجھے وہ مقام حاصل ہے جس تک میرے شیوخ میں سے بھی کوئی نہیں پہنچا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کی مسموعات

امام موصوف رحمہ اللہ نے شیخ سیف الدین الحنفی رحمہ اللہ کے پاس کشاف اور توضیح کے کئی اسباق پڑھے اوران کے والد انہیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مجلس میں لے آتے تھے اور شیخ سیرانی رحمہ اللہ کے پاس صحیح مسلم پڑھی تھی لیکن اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تھا۔ اسی طرح شفا، الفیہ ابن مالک، شرح الشذور، المغنی (فی اصول فقہ الحنفیہ)، شرح عقائد (للتفتازانی) بھی شیخ مذکور کے پاس پڑھی۔ شیخ شمس مرزبانی الحنفی پر کافیہ اوراس کی شرح پڑھی اور المتوسط، الشافیہ اوراس کی شرح (للجاررودی) اور الفیہ العراقی کا کچھ حصہ بھی شیخ شمس سے سنا۔ اور علامہ البلقینی سے بھی اسباق پڑھے اوران کے پاس بیشمار کتب پڑھیں۔ الشرف المناوی کی موت تک ان کے ساتھ رہے۔ ان کے پاس بھی بے حدوحساب کتب پڑھیں۔ سیف الدین محمد بن محمد الحنفی کے اسباق کا بھی لزوم کیا۔ علامہ شمنی اور علامہ کافیجی کے دروس بھی لیتے رہے۔ سماعت روایت کے باوجود خود لکھتے ہیں کہ میں نے سماع روایت زیادہ نہیں کی کیونکہ میں اس سے زیادہ اہم کام قراءت درایت میں مشغول رہا۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کے مشائخ، تلامذہ اور ہم عصر

امام سیوطی رحمہ اللہ نے تقریباً اپنے ڈیڑھ سو شیوخ کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے مشہور یہ ہیں: حضرات احمد الشارمساحی، عمر البلقینی، صالح بن عمر بن رسلان البلقینی، محی الدین الکافیجی، القاضی شرف الدین المناوی رحمہم اللہ۔

اور آپ سے متعدد لوگوں نے شرف تلمذ حاصل کیا اور سب سے معروف قابل ذکر شخصیت حضرت العلامہ المحدث الحافظ شمس الدین محمد بن علی بن احمد الداودی المصری الشافعی رحمہ اللہ ہیں۔

طلب علم اور سماع کے وقت کئی علماء کی معیت نصیب ہوئی جن میں سے قابل ذکر حضرت علامہ شمس الدین سخاوی، علی الاشمونی رحمہما اللہ ہیں۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کا عقیدہ

امام سیوطی رحمہ اللہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذوات کے دفاع اور سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کے متعلق جو کتب تحریر فرمائی ہیں ان سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ آپ مسلک اہل سنت کے حامل تھے اوراس کے علاوہ ان کا کوئی

مسلک معروف نہیں ہے لیکن تصوف کی طرف مائل تھے، جس کی وجہ ان کے جداعلیٰ ہمام تھے۔ لیکن کتاب وسنت کا علم رکھنے کی وجہ سے ان تمام تصرفات سے محفوظ تھے جو بعض جاہل صوفیاء کو لاحق ہوتے ہیں اوران سے صادر ہوتے ہیں۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کے آثار

جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو لوگوں سے الگ تھلگ ہو گئے اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ پس زندگی کے بقیہ بائیس سال کے عرصہ میں مکتبہ اسلامیہ کو متعدد تصانیف کی میراث عطا فرمائی۔ بعض علماء فرماتے ہیں آپ کی تصانیف کی تعداد مختلف فنون میں چھ سو تک پہنچتی ہے مثلاً تفسیر، علوم تفسیر، حدیث، علوم حدیث، فقہ، اصول فقہ، سیرت، تاریخ اور عربی کی تمام فروعات۔ صاحب ہدیۃ العارفین نے آپ کی متعدد تصانیف ذکر کی ہیں جن کی تعداد تقریباً چھ سو تک پہنچی ہوئی ہے اور خود مصنف نے بھی یہی تعداد نقل کی ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کی وفات حسرت آیات

امام موصوف کی حیات مستعار بحث و تالیف سے عبارت ہے۔ اپنے گھر میں روضۃ المقیاس میں اپنے آپ کو پابند کیے رکھا اور اس سے باہر نہ نکلے۔ اس حال میں رہے حتی کہ سات دن متواتر بیمار رہنے کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے بائیں بازو میں شدید درد اور ورم تھا۔ اس کی وجہ سے 19 جمادی الاولیٰ 911ھ کو جمعرات کے روز وصال فرما گئے۔ آپ کو قوسون کے قریب دفن کیا گیا۔

علم تفسیر

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے اپنے شہرہ آفاق مقدمہ میں لکھا ہے کہ قرآن حکیم عربوں کی لغت اور اس کے اسالیب بلاغت میں نازل ہوا ہے۔ وہ اس کے معانی کو مفردات وتراکیب کے لحاظ سے سمجھتے تھے۔ نیز قرآن جملوں اور آیات کی صورت میں توحید اور فرائض دینیہ کے بیان کے لیے حسب ضرورت نازل ہوتا رہا۔ بعض آیات عقائد ایمانیہ پر مشتمل ہیں، بعض ظاہری احکام کو بیان کرتی ہیں، بعض مقدم اور بعض مؤخر ہیں۔ بعض مؤخر، مقدم کے لیے ناسخ ہوتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجمل کی تفسیر خود بیان فرماتے تھے اور ناسخ ومنسوخ میں خود ہی امتیاز فرماتے تھے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس کو جانتے تھے اور آیات کے اسباب نزول بھی وہ پہچانتے تھے اور اس کے منقول ہونے کے حال کا مقتضی بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معلوم تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے معلوم ہوتا ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ اس آیت کریمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر دی۔

علامہ موصوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قرن اول سے قرآن سینہ بسینہ منتقل ہوتا آیا ہے حتیٰ کہ اس کے معارف، علوم کی صورت اختیار کر گئے اور ان پر کتب کی تدوین ہونے لگی، علوم قرآنیہ کے متعلق آثار واخبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول ہیں۔ یہ سلسلہ طبری، واقدی اور ثعلبی رحمہم اللہ جیسے مفسرین تک پہنچا۔ پس انہوں نے اس کے متعلق آثار نقل فرمائے۔

پھر علوم لسان، کلام کی ایک صنعت بن گئے، مثلاً لغت، احکام، اعراب اور تراکیب میں بلاغت وغیرہ۔ اس کے بعد کتب مدون کی گئیں اس کے بعد کہ وہ تمام چیزیں عربوں کے ملکہ میں تھیں جن میں کسی نقل اور کتاب کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا تھا۔ پھر اہل زبان کی کتب سے یہ علوم حاصل کیے گئے۔ پھر قرآن حکیم کی تفسیر میں اس کی ضرورت محسوس کی گئی کیونکہ قرآن عربی لغت میں تھا اور ان کے منہاج بلاغت پر تھا۔

تفسیر کی اقسام اور اس کے مناہج کے متعلق رقم طراز ہیں: تفسیر کی دو قسمیں ہیں: ۱۔ تفسیر نقلی جو سلف صالحین سے منقول ہوتی ہے اور ناسخ اور منسوخ، اسباب نزول اور رائے کے مقاصد کی پہچان ہے اور یہ تمام صرف اور صرف صحابہ اور تابعین کی نقل سے معلوم ہوتی ہے۔

اور دوسری تفسیر کی قسم وہ ہے جس میں لغت، اعراب اور بلاغت کی معرفت کے لیے لغت کی طرف رجوع کیا جاتا ہے تا کہ مقاصد واسالیب کے مطابق معنی معلوم ہو جائے۔

تفسیر کی ضرورت

امام سیوطی رحمہ اللہ الاتقان میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ایسی زبان کے ذریعے خطاب فرمایا جس کو وہ سمجھتے تھے۔ اس لیے اس نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب کو ان کی لغت پر نازل فرمایا۔ تفسیر کی

ضرورت ایک قاعدہ کو سمجھنے کے بعد ذکر کی جائے گی۔ اور وہ قاعدہ یہ ہے کہ ہر انسان جو بھی کتاب لکھتا ہے وہ اس طریقہ پر لکھتا ہے کہ وہ بغیر شرح کے سمجھی جا سکے لیکن شرح کی ضرورت تین امور کی وجہ سے پڑتی ہے:

۱۔ مصنف کا کمال فضیلت: چونکہ وہ اپنی تبحر علمی کی وجہ دقیق معانی کا سمندر ایک مختصر عبارت میں سمو دیتا ہے۔ بعض اوقات اس کی مراد کو سمجھنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ پس ان خفیہ معانی کے انکشاف کے لیے شروح کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ بعض ائمہ نے اپنی تصانیف پر خود شروح لکھی ہیں جو دوسروں کی شروح کی نسبت معنی و مراد پر زیادہ دلالت کرتی ہیں۔

۲۔ کبھی مصنف بعض مسائل کو مکمل نہیں کرتا اور اس کی شرائط کو ذکر نہیں کرتا یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ واضح ہیں یا یہ سوچ کر چھوڑ دیتا ہے کہ یہ دوسرے علم سے متعلق ہیں۔ پس شارح کو محذوف کے بیان اور اس کے مراتب کی وضاحت کی ضرورت پڑتی ہے۔

۳۔ کبھی لفظ کئی معانی کا احتمال رکھتا ہے جیسے مجاز، اشتراک اور دلالت التزام میں ہوتا ہے۔ پس مصنف کی غرض اور اس کی ترجیح کے بیان کا محتاج ہوتا ہے۔

اور تصانیف میں کبھی انسان سے سہواً کوئی غلطی واقع ہو جاتی ہیں یا کسی چیز کا تکرار ہو جاتا ہے یا کسی مبہم کو حذف کر دیتا ہے۔ پس شارح کو اس بات پر آگاہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا تو ہم کہتے ہیں:

قرآن حکیم افصح العرب ﷺ کے زمانہ میں عربی زبان میں نازل ہوا اور وہ لوگ اس کے ظواہر اور احکام کو جانتے تھے۔ لیکن اس کے باطنی دقائق، بحث و نظر اور نبی کریم ﷺ سے سوال کرنے کے بعد ظاہر ہوتے تھے جیسا کہ ارشاد ربانی نازل ہوا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (انعام:82) تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی ہم میں سے کون ہے جو ظلم نہیں کرتا تو رسول اللہ ﷺ نے ظلم کی تفسیر شرک سے بیان فرمائی اور اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾ (لقمان) کے قول سے استدلال فرمایا۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آسان حساب کے متعلق سوال فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد اعمال کا پیش کرنا ہے۔ اسی طرح حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے خیط ابیض اور خیط اسود کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کی وضاحت صبح کی سفیدی اور سیاہی سے بیان فرمائی۔ اس کے علاوہ بھی صحابۂ کرام نے حضور نبی کریم ﷺ سے چند استفسارات کیے۔

پس ہم بھی اسی طرح تفسیر کے محتاج ہیں جس طرح صحابۂ کرام اس کی تفسیر کے محتاج تھے۔ نیز ہم ان چیزوں کے بھی محتاج ہیں جو بغیر سیکھے ہم نہیں سمجھ سکتے جنکا مدار احکام لغت پر ہوتا ہے۔ جبکہ وہ لوگ ایسی چیزوں کے محتاج نہیں تھے۔ پس ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت تفسیر کے زیادہ محتاج ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن کی تفسیر کبھی مختصر الفاظ کی ہوتی ہے اور کبھی ان کے معانی کے انکشاف کے متعلق ہوتی ہے اور کبھی بعض احتمالات کو بعض پر ترجیح دینے کے لیے ہوتی ہے۔

علم تفسیر کا شرف اور اس کی فضیلت

امام سیوطی، علامہ الاصبہانی رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے بلند مرتبہ کام جو انسان کرتا ہے وہ قرآن کی تفسیر ہے۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ صنعت کا شرف اس کے موضوع کے شرف کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے صیاغت (سناروں والا کام) دباغت (چمڑہ رنگنے کا کام) سے افضل ہے۔ کیونکہ صیاغت کا موضوع سونا اور چاندی ہے اور یہ دونوں دباغت کے موضوع سے افضل ہیں جو مردار کی جلد ہے۔ یا مقصود کے شرف کی وجہ سے اس کام کو شرف حاصل ہوتا ہے جیسے طب کی صنعت۔ یہ کناست (جھاڑو دینا) کی صنعت سے اشرف ہے کیونکہ طب کا مقصود صحت کا افادہ ہے اور کناست کا مقصود آرام کی جگہ کی صفائی ہے۔ یا اس کام کا شرف اس کی شدت احتیاج کی وجہ سے ہوتا ہے جیسے فقہ۔ کیونکہ فقہ کی ضرورت طب کی ضرورت سے زیادہ ہے۔ کیونکہ کائنات کا ہر واقعہ فقہ کا محتاج ہوتا ہے خواہ وہ کسی مخلوق کے فرد سے متعلق ہو۔ کیونکہ فقہ کے ذریعے دین و دنیا کے احوال کی اصلاح کا انتظام ہوتا ہے جبکہ طب کی ضرورت بعض افراد کو بعض اوقات میں پڑتی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تفسیر کی صنعت تین جہات سے شرف رکھتی ہے: بجہۃ الموضوع کیونکہ اس کا موضوع اللہ کا کلام ہے جو ہر حکمت کا سرچشمہ ہے اور ہر فضیلت کا منبع ہے۔ اس میں پہلے لوگوں کی اخبار بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کے متعلق اخبار بھی ہیں۔ تمہارے متعلقہ احکام بھی ہیں، بار بار پڑھنے سے اس کی حکمت بوسیدہ نہیں ہوتی اور اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ یا شرف مقصود کی جہت سے ہوتا ہے۔ چونکہ اس کی غرض اور مقصود مضبوط زنجیر کا پکڑنا ہے اور حقیقی سعادت تک رسائی حاصل کرنا ہے جس کو فنا نہیں ہے۔ رہا شدت ضرورت کی وجہ سے شرف، تو ہر کمال خواہ دینی ہو یا دنیاوی، جلدی ملنے والا ہو یا تاخیر سے یہ تمام علوم شرعیہ اور معارف دینیہ کے محتاج ہیں اور یہ علوم و معارف کتاب اللہ کے علم پر موقوف ہیں۔ یہ تمام بحث علم تفسیر کی فضیلت اور اس کے شرف کے بیان کی جہت سے تھی۔ لیکن تفسیر اور تاویل کے درمیان فرق کی حیثیت سے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ تفسیر کا لغوی معنی ایضاح اور تبیین ہے۔ اسی مفہوم میں سورۂ فرقان کی آیت کریمہ ہے: وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيرًا ﴿٣٣﴾۔

اور تفسیر کا اصطلاحی معنی یہ ہے کہ وہ علم جس میں قرآن حکیم کے متعلق بشری طاقت کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی مراد پر دلالت کی حیثیت سے بحث کی جاتی ہے۔ اور علم تفسیر کی تعریف علماء نے اس طرح کی ہے: وہ علم جس میں کتاب عزیز کے احوال کے متعلق اس کی جہت نزول، سند، آراء، الفاظ اور معانی (جو الفاظ کے متعلق ہوتے ہیں اور جو احکام کے متعلق ہوتے ہیں) سے بحث کی جاتی ہے۔ یہ تعریف بہت سی جزئیات پر مشتمل ہے جو علم قراءت، علم اصول، علم قواعد لغت (مثلاً صرف، نحو، معانی، بیان، بدیع) کے متعلق ہیں۔

تفسیر کی علماء نے ایک تیسری تعریف بھی کی ہے: وہ علم جس میں الفاظ قرآن کے بولنے کی کیفیت، ان کے معانی، ان کے احکامات افرادیہ اور ترکیبیہ کے متعلق بحث کی جاتی ہے اور ان معانی کے متعلق بحث ہوتی ہے جن پر ترکیب کی حالت میں

2B

الفاظ کو محمول کیا جاتا ہے اور اس کے علاوہ بھی کچھ چیزیں زیر بحث آتی ہیں مثلاً نسخ کی معرفت، سبب نزول اور ایسی چیزیں جن کے ساتھ مقام کی وضاحت ہو مثلاً قصہ اور مثال وغیرہ۔

یہ تعریف مذکورہ بالا دونوں تعریفوں کے بین بین ہے۔ اس کو پہلی تعریف کی طرف لوٹانا زیادہ سہل ہے اور وہاں جو تفصیل کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد کلام الٰہی کی مراد کو بشری طاقت کے مطابق بیان کرنا ہے۔

اور تاویل لغوی اعتبار سے تفسیر کے مترادف ہے۔ صاحب قاموس فرماتے ہیں:

أَوَّلَ الْكَلَامَ تَأْوِيْلًا وَتَأَوَّلَهُ ''یعنی کلام میں غور و فکر کرنا، اس کی تقدیر اور تفسیر بیان کرنا۔ اسی معنی میں قرآن حکیم کی آیت کریمہ ہے فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗٓ إِلَّا اللّٰهُ (آل عمران:7)

اسی طرح بہت سی آیات میں تاویل کا لفظ استعمال ہوا ہے اور ان تمام آیات میں اس کا معنی بیان، کشف اور ایضاح ہے۔

اور مفسرین کی اصطلاح میں تاویل کا معنی مختلف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں، یہ تفسیر کے مترادف ہے۔ پس اس معنی کے اعتبار سے ان کے درمیان نسبت تساوی ہوگی اور متقدمین علماء میں یہ معنی عام مشہور ہے۔ اسی سے مجاہد کا قول ہے: إِنَّ الْعُلَمَاءَ يَعْلَمُوْنَ تَأْوِيْلَهٗ یعنی علماء قرآن کی تفسیر کو جانتے ہیں۔ امام ابن جریر رحمہ اللہ کا قول اس کی تفسیر میں ہے ''اَلْقَوْلُ فِيْ تَأْوِيْلِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كَذَا'' یعنی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تفسیر یہ ہے۔ اہل تاویل کا اس آیت میں اختلاف ہے۔

بعض مفسرین فرماتے ہیں: تفسیر عموم اور خصوص کے اعتبار سے تاویل کے مخالف ہے۔ تفسیر اعم مطلق ہے۔ گویا تاویل سے مراد کسی دلیل کی وجہ سے لفظ کا ایسا مدلول بیان کرنا ہے جو مروج معنی کے علاوہ ہو۔ اور تفسیر سے مراد مطلقاً لفظ کا مدلول بیان کرنا ہے، خواہ وہ مدلول متبادر ہو یا غیر متبادر ہو۔

بعض علماء فرماتے ہیں تفسیر، تاویل سے جدا اور مخالف ہے۔ تفسیر قطعی ہوتی ہے کہ اس کلمہ کی مراد الٰہی یہ ہے اور تاویل میں یہ ہے کہ بغیر قطعیت کے چند احتمالات میں سے کسی احتمال کو ترجیح دینا ہے۔ یہ امام ماتریدی رحمہ اللہ کا قول ہے۔ یا تفسیر کا مطلب روایت کے طریق سے لفظ کا بیان ہے اور تاویل درایت کے طریق سے لفظ کا بیان ہے۔ یا تفسیر ان معانی کا بیان ہے جو وضع عبارت سے مستفاد ہوتے ہیں اور تاویل ان معانی کا بیان ہے جو اشارہ کے طریق سے مستفاد ہوتے ہیں۔ یہ مفہوم علمائے متاخرین میں مشہور ہے جیسا کہ علامہ آلوسی نے اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ اس موضوع پر مختلف آراء ذکر کرنے کے بعد علامہ مذکور لکھتے ہیں، یہ تمام اقوال جن کا ہم نے ذکر کیا ہے اور جنکا ہم نے ذکر نہیں کیا، یہ سب آج کے عرف کے مخالف ہیں کیونکہ اب مؤلفین کے نزدیک جو متعارف ہے وہ یہ ہے کہ تاویل قدسی معانی اور ربانی معارف کا بیان ہے جو عارفین کے دلوں پر غیب کے بادلوں سے اترتے ہیں اور تفسیر اس کے مخالف ہے، آپ دیکھتے ہیں کہ تاویل اس مفہوم کے ساتھ خاص ہے جو اشارہ سے ماخوذ ہوتا ہے اور تفسیر اس مفہوم کے ساتھ خاص ہے جو عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔

تفسیر کی اقسام

علامہ زرکشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب البرہان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تفسیر کی چار اقسام بیان فرمائی ہیں: ا۔ جس کو عرب اپنے کلام میں جانتے ہیں۔ ۲۔ وہ جس سے جہالت کی وجہ سے کوئی شخص معذور نہیں سمجھا جاتا۔ اس میں حلال اور حرام چیزیں آتی ہیں۔ ۳۔ وہ قسم جس کو صرف علماء جانتے ہیں۔ ۴۔ وہ قسم جسے صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جو اس کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے، علامہ زرکشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ تقسیم صحیح ہے۔ اور رہی وہ قسم جس کو عرب جانتے ہیں اس سے مراد وہ قسم ہے جس میں عربوں کی زبان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ لغت اور اعراب کے اعتبار سے ہے۔ لغت کے معانی کی معرفت اور اسماء کے مسمیات کی معرفت مفسر کے لیے ضروری ہے لیکن قاری کے لیے یہ لازم نہیں۔ پھر اگر کوئی ایسی صورت ہو جس کو الفاظ اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہوں اور وہ عمل کو ثابت کرتی ہو۔ تو اس میں ایک اور دو شخصوں کی خبر، ایک یا دو اشعار سے استشہاد کافی ہوتا ہے اور اگر ایسی صورت ہو کہ جس میں علم ثابت ہوتا ہو تو پھر ایک اور دو اشخاص کی خبر کافی نہیں ہے بلکہ اس لفظ کا مشہور ہونا اور اشعار میں کثرت سے اس کے شواہد کا ہونا ضروری ہے۔ رہا اعراب کا مسئلہ تو اگر اس کا اختلاف معنیٰ و تبدیل کر دیتا ہو تو اس کا مفسر اور قاری کے لیے جاننا ضروری ہے تاکہ مفسر حکم کی معرفت تک پہنچ سکے اور قاری غلطی سے محفوظ رہے۔ اور اگر اعراب کی ایسی صورت ہو کہ اس کا معنیٰ تبدیل نہ ہوتا ہو تو اس کا جاننا قاری کے لیے ضروری ہے تاکہ غلطی سے مامون رہے اور مفسر پر اس کا جاننا واجب نہیں کیونکہ وہ مقصود تک اس کے بغیر بھی پہنچ جاتا ہے۔

لیکن اس سے جہالت مفسر وقاری ہر ایک کے حق میں جہالت ہے۔ جب یہ بات مسلم ہے تو جو تفسیر اس قسم کی طرف راجع ہو مفسر کے لیے عرب زبان میں جو کچھ وارد ہے اس پر آگاہی ضروری ہے۔ جو شخص لغت کے حقائق اور اس کے مفہومات سے آشنا نہ ہو اس کے لیے کتاب عزیز کی تفسیر کرنا جائز نہیں۔ اس کا تھوڑا سا سیکھ لینا کافی نہیں ہے کیونکہ کبھی لفظ مشترک ہوتا ہے اور لیکن ایک معنیٰ جانتا ہے۔

۲۔ ایسی تفسیر جس سے ناواقف ہونا کسی کے لیے عذر نہیں ہے۔ یہ تفسیر کی وہ قسم ہے جس میں نصوص کے معانی کی طرف ذہن فوراً پہنچ جاتا ہے۔ ایسی نصوص جو احکام شریعت اور دلائل توحید کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہوتی ہیں۔ پس ہر لفظ جو ایک واضح معنیٰ اور مفہوم رکھتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ یہی اللہ کی مراد ہے تو اس قسم کا حکم مختلف نہیں ہوتا اور اس کی تاویل ملتبس نہیں ہوتی کیونکہ ہر شخص آیت کریمہ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد:19) سے توحید کا معنیٰ سمجھتا ہے کہ الوہیت میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے اگرچہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ ''لَا'' کا کلمہ لغت میں نفی کے لیے وضع کیا گیا ہے اور ''اِلَّا'' اثبات کے لیے موضوع ہے اور اس کلمہ کا مقتضیٰ حصر ہے اور ہر شخص بداہۃً جانتا ہے کہ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ اور اس جیسے دوسرے اوامر کا مطلب مامور کی ماہیت کو بجالانا ہے، اگرچہ وہ نہیں جانتا کہ اِفْعَلْ صیغہ کا تقاضا وجوباً یا ندباً ترجیح ہے۔ تو جس تفسیر کا تعلق اس قسم سے ہو کوئی شخص الفاظ کے معانی سے جہالت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہر شخص کے لیے یہ معانی بداہۃً معلوم

ہوتے ہیں۔

۳۔ وہ تفسیر جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جو غیوب کے قائم مقام ہوتی ہے جیسے وہ آیات جو قیام قیامت، بارش کے نزول اور مافی الارحام کے علوم کو مشتمل ہیں۔ اسی طرح روح کی تفسیر اور حروف مقطعات کی تفسیر۔ وہ آیات جو قرآن میں اہل حق کے نزدیک متشابہ ہیں ان کی تفسیر میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور ان کے مراد تک پہنچنا صرف تین طریقوں سے ہو سکتا ہے: یا تو کوئی نص قرانی اس کا مفہوم و معنی متعین کرے یا نبی کریم ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی ہو یا اس کی تاویل پر امت کا اجماع ہو۔ پس ان تینوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ پائی جائے تو ہم جان لیں گے کہ یہ ان علوم میں سے ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔

۴۔ ایسی تفسیر جسکا مرجع علماء کا اجتہاد ہوتا ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے جس پر تاویل کا اطلاق ہوتا ہے اور تاویل کا مطلب لفظ کو اس کے معنی مراد کی طرف پھیرنا ہے۔ پس مفسر ناقل اور مؤول مستنبط ہوتا ہے۔ اس میں احکام کا استنباط، مجمل کا بیان اور عموم کی تخصیص وغیرہ شامل ہیں۔

ہر وہ لفظ جو دو یا دو سے زائد معانی کا احتمال رکھتا ہے۔ اس میں علماء کے علاوہ افراد کے لیے اجتہاد جائز نہیں ہے اور علماء پر لازم ہے کہ وہ شواہد اور دلائل پر اعتماد کریں، صرف اپنی رائے پر اعتماد نہ کریں جیسا کہ پیچھے گزر چکا ہے۔

تفسیر کی ایک اور اعتبار سے تقسیم

بعض علماء نے تفسیر کی ایک دوسری جہت سے تین اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ تفسیر بالدرایت: اس کو تفسیر بالرائے بھی کہتے ہیں۔

۲۔ تفسیر بالاشارہ: اس کو تفسیر اشاری کہتے ہیں۔

۳۔ تفسیر بالروایت: اس کو تفسیر بالماثور کہتے ہیں۔

تفسیر کی پہلی دونوں قسموں کا مقصود بیان کرنے کے بعد ہم تفسیر بالماثور پر تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

تفسیر بالرائے کا معنی تفسیر بالاجتہاد ہے۔ اگر اجتہاد ایسی مستند چیز پر موقوف ہو جس سے استشہاد کیا جاتا ہو اور وہ اجتہاد جہالت اور گمراہی سے پاک ہو تو وہ قابل تعریف ہوتا ہے اور جو ایسا نہ ہو وہ قابل مذمت ہوتا ہے۔

اور تفسیر اشاری سے مراد ظاہر قرآن سے ہٹ کر کسی اشارۂ خفیہ کی وجہ سے قرآن کی تاویل کرنا ہے جو ارباب سلوک و تصوف پر ظاہر ہوتا ہے اور ظاہر معنی اور اس خفیہ اشارہ کو جمع کرنا ممکن ہوتا ہے۔

تفسیر بالماثور

وہ تفسیر ہے جس میں قرآن حکیم، سنت یا کلام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے مراد الٰہی بیان کی جاتی ہے۔ مثلاً قرآن حکیم میں ہے وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرہ: 187) اس آیت

میں مِنَ الْفَجْرِ کا کلمہ اَلْخَیْطُ الْاَبْیَضُ کے مراد کی شرح اور بیان ہے۔ اسی طرح قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (الاعراف 23) یہ آیت بعض وجوہ تفسیر کے مطابق فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ (البقرہ:37) میں موجود کلمات کے لفظ کا بیان ہے۔ اسی طرح حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ (المائدۃ:3) آیت کریمہ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ (المائدۃ:1) کے الفاظ مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ کا بیان ہے۔ اور لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (المائدۃ:12) کا ارشاد ان دوعہدوں کا بیان ہے جن کا ذکر اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (البقرہ:40) میں ہے۔ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ کا بیان لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَیْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (المائدۃ:12) ہے اور اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ کا بیان لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ (المائدۃ:12) ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۙ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۙ (الطارق 3-2) اس ارشاد میں النَّجْمُ الثَّاقِبُ کا کلمہ الطَّارِقِ کے کلمہ کا بیان ہے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی مثالیں موجود ہیں جو کتاب الٰہی میں غور وفکر سے مل سکتی ہیں۔ قرآن کی شرح جو احادیث میں وارد ہے مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ ...... (الانعام:82) میں موجود ظلم کی تفسیر شرک سے بیان فرمائی اور پھر بطور دلیل اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ۝ (لقمان) کا ارشاد تلاوت فرمایا۔ اسی طرح فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۝ (الانشقاق:8) کی تفسیر العرض (اعمال کا پیش کرنا) سے فرمائی۔ یہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ" یعنی جس سے حساب میں مناقشہ ہو گیا اسے عذاب ہوگا۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ (الانشقاق) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے مراد العرض ہے (اعمال کا پیش ہونا)۔ اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (الانفال:60) میں موجود قوۃ کی تفسیر تیراندازی سے بیان فرمائی۔ احادیث صحیحہ میں کثرت سے اقوال موجود ہیں۔ تفسیر کی ان دونوں اقسام کو قبول کرنے میں کوئی شک نہیں ہے۔

تفسیر بالقرآن کی قبولیت میں اس لیے شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مراد کو دوسروں سے زیادہ جانتا ہے۔ اور سب کتابوں سے سچی کتاب قرآن حکیم ہے۔ اور تفسیر بالحدیث کا تسلیم کرنا اس لیے ضروری اور غیر مشکوک ہے کیونکہ بہترین ہدایت اور رہنمائی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے اور آپ کا منصب بھی شرح و بیان تھا جبکہ ہم یقینی طور پر آپ کی عصمت اور مامونیت کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (النحل:44)

اور تفسیر کی تیسری قسم جو صحابہ کرام کے آثار سے مروی ہے اس کے متعلق مستدرک (للحاکم) میں ہے کہ اس صحابی کی تفسیر، جو وحی اور نزول قرآن کے وقت موجود تھا مرفوع کے حکم میں ہے۔ اسی طرح امام حاکم رحمہ اللہ نے مطلق یہ قول ذکر کیا ہے جبکہ بعض علماء نے اس کو نزول کے بیان سے مقید کیا ہے اور ایسی بات سے مقید کیا ہے جس میں صحابی کی اپنی رائے کی گنجائش نہ ہو۔ اگر مذکورہ دونوں صورتیں نہ ہوں تو وہ موقوف کے حکم میں ہوگی۔

امام حاکم رحمہ اللہ اور ان کے ہم فکر لوگوں کے قول کے مطابق صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم وحی اور نزول کے وقت موجود تھے اور انہوں نے اسباب نزول کا مشاہدہ کیا تھا جس کی وجہ سے کتاب کے معانی ان پر واضح تھے۔ نیز ان کی فطرت سلامت تھی اور ان کے نفوس وقلوب صاف شفاف تھے اور فصاحت وبیان میں بھی بلند مقام پر فائز تھے۔ اس لیے کلام الٰہی کی مراد سمجھنا ان کے لیے ممکن تھا اور اس فہم صحیح اور سلامت فکر کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد کو یقین سے حاصل کر لیتے تھے۔

اور وہ تفاسیر جو تابعین سے منقول ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں یہ بھی تفسیر بالماثور ہے کیونکہ تابعین نے صحابہ سے علم حاصل کیا تھا اور بعض علماء فرماتے ہیں: یہ تفسیر بالرائے میں داخل ہے۔

اور تفسیر ابن جریر طبری میں قرآن حکیم کے بیان میں بہت سے صحابہ اور تابعین کے اقوال منقول ہیں۔ لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکثر تفسیر بالماثور راویوں تک یہودیوں، فارسیوں اور اہل کتاب کے ذریعے پہنچی، بعض علماء فرماتے ہیں: انبیائے کرام علیہم السلام کے اپنی امتوں کے ساتھ واقعات، ان کے معجزات، ان کی کتب اور ان کی تاریخ مثلاً اصحاب کہف کا واقعہ، ارم ذات العماد کا شہر، بابل کا جادو، عوج بن عنق اور امور غیب مثلاً قیامت کی علامت، قیام قیامت اور جو کچھ قیامت کے دن اور قیامت کے بعد واقع ہونے والا ہے۔ یہ تقریباً تمام مواد یہود ونصاریٰ کے ذریعے راویوں تک پہنچا، اکثر ان میں سے خرافات اور مفتریات ہیں جن کے متعلق راویوں نے مروی عنہم کو سچا سمجھا، حتیٰ کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ان کی بات کو سچ سمجھ کر روایت کر دیا۔ اس لیے امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں تین چیزوں کی کوئی اصل نہیں ہے۔ ا۔ تفسیر، ملاحم اور مغازی۔ پس تمام مفید روایات کو مستقل کتب میں جمع کرنا واجب ہے جس طرح کہ بعض روایات کتب احادیث موجود ہیں اور ان کی اسانید کی جرح وتعدیل کرنا بھی واجب ہے۔ پھر تفسیر میں وہ احادیث ذکر کرنی چاہئیں جو سند کے اعتبار سے صحیح ہوں جس طرح کہ کتب فقہ میں احادیث ذکر کی جاتی ہیں لیکن ان کے مخرج کی طرف نسبت کرنا ضروری ہے۔

وہ تفسیر جس میں قرآن کی تفسیر قرآن سے ہو یا سنت صحیحہ مرفوعہ سے ہو اس کی وجاہت اور قبولیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور قرآن کی تفسیر جو صحابۂ کرام اور تابعین کی طرف منسوب ہے اس میں کئی اعتبار سے ضعف پایا جاتا ہے: ا۔ اسلام کے دشمنوں نے ان کی اصل کو ختم کر دیا ہے۔ مثلاً یہود اور فارس کے زندیق لوگ۔ ۲۔ مختلف مذاہب فقہیہ کے اصحاب نے اپنے اپنے مسلک ومذہب کی ترویج کے لیے ایسی روایات نقل کی ہیں۔ ۳۔ صحیح اور غیر صحیح کا ملاپ، نیز بہت سے اقوال کا نقل ہونا جو بغیر سند اور ... کے صحابہ اور تابعین کی طرف منسوب ہیں۔ ۴۔ ایسی بہت سی روایات اسرائیلیات سے بھری ہوئی ہیں اور ان میں بہت سی ایسی خرافات بھی ہیں جن کے بطلان پر دلیل قائم ہے۔ ۵۔ اور سابقہ کتب سے جو صحیح بھی منقول ہے مثلاً تورات، انجیل تو اس کے متعلق ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توقف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہم اس کی تصدیق نہ کریں کیونکہ ہوسکتا ہے یہ اس مواد سے ہو جو ان کی کتب میں تحریف شدہ ہے اور نہ اس کی تکذیب کریں کیونکہ ہوسکتا ہے یہ وہ کلام ہو جو اہل کتاب کی دست برد سے محفوظ رہا ہو۔

انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تفسیر بالماثور کی دو قسمیں ہیں:

ا۔ایک وہ جس کی قبولیت کی صحت پر دلائل کثیر ہوں، اس کو ورد کرنا کسی کے لیے مناسب نہیں اور اس سے غفلت اور بے اعتنائی جائز نہیں ہے۔

۲۔ دوسری وہ جو کسی سبب غیر معروفہ کی وجہ سے صحیح نہ ہو، اس کا رد کرنا واجب ہے۔ اس کا قبول کرنا اور اس کے متعلقات میں مشغول ہونا جائز نہیں ہے۔ ہاں اس کے غلط ہونے کی تشخیص اور تنبیہ کی خاطر اس سے تعرض جائز ہے تا کہ کوئی سادہ لوح اس سے دھوکے میں مبتلا نہ ہو جائے۔

تفسیر بالماثور کی تدوین اور تفسیر بالماثور میں مشہور کتب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین رحمہم اللہ کا دور آیا تو اس میں کثرت سے تفاسیر مرتب ہوئیں۔ ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور تابعین رحمہم اللہ کے ارشادات جمع کیے گئے۔ مثلاً حضرات سفیان بن عیینہ، وکیع بن جراح، شعبہ بن الحجاج، یزید بن ہارون، عبدالرزاق، آدم بن ابو ایاس، اسحاق بن راہویہ، روح بن عبادہ، عبد بن حمید، ابوبکر بن ابی شیبہ، علی بن ابی طلحہ، بخاری اور دوسرے علماء کی تفاسیر رحمہم اللہ۔ ان کے بعد تفسیر ابن جریر مرتب ہوئی جو اہم تفاسیر میں سے ہے۔ پھر حضرات ابن ابی حاتم، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ، ابن حبان وغیرہم رحمہم اللہ نے تفاسیر لکھیں۔ ان تفاسیر میں سے ہر تفسیر صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال پر منحصر ہیں، لیکن امام ابن جریر رحمہ اللہ کی تفسیر میں اقوال کی توجیہ بھی کی گئی ہے اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح بھی دی گئی ہے نیز اس میں اعراب اور استنباط کا بھی ذکر ہے۔

تفسیر بالماثور کی مشہور کتب یہ ہیں۔

ا۔تفسیر ابن جریر، ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ یہ اہم ترین اور جامع ترین تفسیر ہے۔

۲۔تفسیر ابو اللیث السمرقندی، اس میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال درج ہیں لیکن اس میں اسانید کا ذکر نہیں ہے۔

۳۔تفسیر ابن کثیر، یہ تفسیر، تفاسیر ماثورہ میں سے اصح ترین تفسیر ہے۔ اگرچہ مکمل طور پر اصحیت کا قول اس کے بارے بھی نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔تفسیر بغوی، یہ تفسیر بھی اسانید سے خالی ہے۔

۵۔تفسیر بقی بن مخلد، علامہ ابن حزم کہتے ہیں کہ میں قطعی طور پر کہتا ہوں کہ دور اسلام میں اس تفسیر کی مثل کوئی تفسیر مرتب نہیں کی گئی۔ اس کی ہم پلہ نہ تفسیر ابن جریر ہے اور نہ کوئی دوسری تفسیر۔

۶۔اسباب النزول للواحدی، اس میں مصنف نے اسباب نزول جو ماثور و منقول ہیں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی تفسیر کی ایک خاص نوع ہے۔ اس میں تاویل کی گنجائش نہیں ہوئی۔

۷۔الناسخ والمنسوخ لابی جعفر النحاس، اس میں مؤلف نے الناسخ کے متعلق گفتگو کی ہے اور انہوں نے اسانید کے ساتھ علماء

کے اقوال ذکر کئے ہیں۔ نسخ کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اس کا انہوں نے اس کا احاطہ کیا ہے اگرچہ وہ ان کے نزدیک صحیح نہ بھی تھا۔ یہ بھی تفسیر کی ایک قسم ہے جس میں رائے کی مجال نہیں ہے۔

۸۔ تفسیر الدر المنثور للسیوطی، یہ وہ تفسیر ہے جس کو ہم پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

تفسیر الدر المنثور کی تعریف اور مؤلف کا انداز تحریر

الامام السیوطی رحمہ اللہ خود اپنی کتاب الاتقان میں فرماتے ہیں میں نے ایک مسند کتاب جمع کی ہے جس میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تفسیر کا بیان ہے۔ اس میں دس ہزار سے زائد احادیث موجود ہیں، کچھ مرفوع اور کچھ موقوف ہیں۔ یہ چار مجلدات ہیں۔ الحمد للہ مکمل ہو چکی ہے اور میں نے اس کا نام ترجمان القرآن رکھا ہے۔ اس کی تصنیف کے دوران میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی، اس میں ایک طویل قصہ ہے جس میں ایک حسین بشارت ہے۔

اس تفسیر کے مقدمہ میں علامہ مذکور فرماتے ہیں: میں نے جب اپنی کتاب ترجمان القرآن مرتب کی اس میں میں نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی تفاسیر کا اسانید کے ساتھ تذکرہ کیا۔ الحمد للہ۔ وہ ضخیم چار جلدوں میں مکمل ہوئی۔ اس میں میں نے تمام احادیث اور آثار کو ان کے مخارج سے اسانید کے ساتھ ذکر کیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ علم کے حصول کا شوق و ذوق ماند پڑ گیا ہے اور احادیث کے متون پر بھی انحصار میں رغبت ہونے لگی ہے اس لیے میں نے اس تطویل سے یہ مختصر تفسیر تلخیص کی اور صرف اثر کے متن پر اکتفا کیا اور ہر اثر کو معتبر مخرج سے منسوب کیا۔ اور میں نے اس کا نام ''الدر المنثور فی التفسیر بالماثور'' رکھا۔

ہم اب اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں تفسیر بالماثور کے طریقہ کا کامل التزام کیا ہے اور انہوں نے اپنی نقل کردہ روایات میں رائے کے عمل کو خلط ملط نہیں کیا جس طرح کہ دوسرے مفسرین نے کیا ہے۔ اسی چیز کو انہوں نے ہمارے لیے اس کتاب میں ایک واضح مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

خطبۃ الکتاب

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے آثار کو دوبارہ منصۂ شہود پر زندہ فرمایا جو ایک وقت میں صفحۂ ہستی سے مٹ چکے تھے، جس نے اخبار ماثورہ کے لیے اسناد عالی کے ساتھ پہنچنے والے اقوال و آثار کے ساتھ تفسیر لکھنے کی توفیق بخشی اور میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ کے کلمہ کے ساتھ ایسی شہادت دیتا ہوں جو شہادت دینے والے کے اجر میں اضافہ کا باعث ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و مولا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کے وہ عبد مقرب ہیں جنہوں نے ایمان کی فجر صادق کو ذوق طلوع بخشا اور کج رو اور فسق و فجور کی گمراہیوں میں بھٹکنے والوں کی ظلمتوں کو اپنے روشن پیغام سے کافور کر دیا۔ درود ہو آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو علم مرفوع اور فضل مشہور کے حامل تھے جب تک یہ گردش لیل و نہار قائم ہے ان پاک طینت ذوات پر دائمی درود و سلام ہو۔

حمد و ثناء اور درود و سلام کے بعد! جب میں نے کتاب ترجمان القرآن مرتب کی جو ایسی تفسیر تھی جس میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار و اقوال منقول تھے۔ الحمدللہ وہ چند جلدوں میں مکمل ہوئی۔ میں نے اس میں آثار کو اسانید کے ساتھ نقل کیا اور جن کتب سے نقل کیا ان کا حوالہ بھی دیا لیکن میں نے دیکھا کہ ہمتیں کوتاہ ہوگئی ہیں اور ذوق علم اس تطویل کے پڑھنے سے قاصر ہو گیا ہے اور صرف متون احادیث میں رغبت ہونے لگی ہے تو میں نے اس طویل کتاب سے یہ مختصر کتاب مرتب کی ہے جس میں متن کے ذکر پر انحصار کیا ہے لیکن ہر اثر کے مخرج کا بھی ساتھ ذکر کیا ہے میں نے اس کا نام الدر المنثور فی التفسیر بالماثور رکھا ہے! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کے اجر میں اضافہ فرمائے اور اسے اپنے کرم اور احسان سے خطا اور نافرمانی سے محفوظ فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکیوں کی توفیق بخشنے والا اور غلطیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔

خطبۃ الکتاب

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے آثار کو دوبارہ منصۂ شہود پر زندہ فرمایا جو ایک وقت میں صفحۂ ہستی سے مٹ چکے تھے، جس نے اخبار ماثورہ کے لیے اسناد عالی کے ساتھ پہنچنے والے اقوال و آثار کے ساتھ تفسیر لکھنے کی توفیق بخشی اور میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کے کلمہ کے ساتھ ایسی شہادت دیتا ہوں جو شہادت دینے والے کے اجر میں اضافہ کا باعث ہو اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور اس کے وہ عبد مقرب ہیں جنہوں نے ایمان کی فجر صادق کو ذوق طلوع بخشا اور کج رو اور فسق و فجور کی گمراہیوں میں بھٹکنے والوں کی ظلمتوں کو اپنے روشن پیغام سے کافور کر دیا۔ درود ہو آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر جو علم مرفوع اور فضل مشہور کے حامل تھے جب تک یہ گردش لیل و نہار قائم ہے ان پاک طینت ذوات پر دائمی درود و سلام ہو۔

حمد و ثناء اور درود و سلام کے بعد! جب میں نے کتاب ترجمان القرآن مرتب کی جو ایسی تفسیر تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار و اقوال منقول تھے۔ الحمدللہ وہ چند جلدوں میں مکمل ہوئی۔ میں نے اس میں آثار کو اسانید کے ساتھ نقل کیا اور جن کتب سے نقل کیا ان کا حوالہ بھی دیا لیکن میں نے دیکھا کہ ہمتیں کوتاہ ہوگئی ہیں اور ذوق علم اس تطویل کے پڑھنے سے قاصر ہو گیا ہے اور صرف متون احادیث میں رغبت ہونے لگی ہے تو میں نے اس طویل کتاب سے یہ مختصر کتاب مرتب کی ہے جس میں متن کے ذکر پر انحصار کیا ہے لیکن ہر اثر کے مخرج کا بھی ساتھ ذکر کیا ہے میں نے اس کا نام الدر المنثور فی التفسیر بالماثور رکھا ہے! اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مؤلف کے اجر میں اضافہ فرمائے اور اسے اپنے کرم اور احسان سے خطا اور نافرمانی سے محفوظ فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکیوں کی توفیق بخشنے والا اور غلطیوں پر پردہ ڈالنے والا ہے۔

آیاتہا ۷ سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۱ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

''سب تعریفیں اللہ کے لیے جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا۔ بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا۔ مالک ہے روز جزاء کا۔ تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ چلا ہم کو سیدھے راستے پر۔ راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا''۔

امام عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت اسود سے سورۂ فاتحہ کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ قرآن مجید کا حصہ ہے؟ اسود نے فرمایا: ہاں۔

امام عبد بن حمید اور محمد بن نصر المروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اور ابن الانباری نے المصاحف میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فاتحۃ الکتاب اور معوذتین، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ، اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ لکھتے تھے۔ لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان چیزوں سے کچھ بھی نہ لکھتے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فاتحۃ الکتاب اور معوذتین لکھے تھے۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا عبداللہ قرآن حکیم میں فاتحۃ الکتاب نہیں لکھتے تھے اور فرماتے اگر میں اسے لکھتا تو سب سے پہلے لکھتا۔

امام الواحدی نے اسباب النزول میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب مکہ میں عرش کے نیچے والے خزانہ سے نازل کی گئی ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابونعیم نے (دلائل النبوۃ میں) واحدی اور ثعلبی نے ابو میسرہ عمرو بن شرجیل سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ میں جب اکیلا ہوتا ہوں تو میں کوئی آواز سنتا ہوں، قسم بخدا مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی اہم حادثہ واقع ہونے والا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا معاذ اللہ! اللہ تعالیٰ

1۔ اسباب النزول، صفحہ 11، مطبوعہ بیروت

آپ کو کسی پریشانی اور مصیبت میں گرفتار نہیں کرے گا اللہ کی قسم آپ امانت دار ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچی بات کرتے ہیں۔ پھر جب ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ نبی کریم ﷺ گھر پر تشریف فرمانہ تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے حضور ﷺ کی (گزشتہ) گفتگو کا ذکر کیا اور کہا کہ تم محمد ﷺ کے ساتھ ورقہ کے پاس جاؤ، جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا ہمارے ساتھ ورقہ کے پاس چلو، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا (ابوبکر!) تجھے یہ ساری باتیں کس نے بتائی ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بتائی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ دونوں ورقہ کے پاس گئے اور سارا ماجرا بیان کیا، فرمایا جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو پیچھے سے یا محمد کی آواز سنتا ہوں میں یہ سن کر اس جگہ سے بھاگ آتا ہوں۔ ورقہ نے کہا آئندہ جب تیرے پیچھے سے آواز آئے تو بھاگنا نہیں ٹھہرے رہنا حتیٰ کہ اس کی باتیں سننا پھر میرے پاس آکر مجھے بتانا۔ پس جب آپ تنہا ہوئے تو یہ ندا آئی اے محمد ﷺ کہو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ حتیٰ کہ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ تک پڑھا۔ کہا بلکہ کہو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ پس رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ورقہ کے پاس آئے اور سب کچھ بتایا۔ ورقہ نے رسول اللہ ﷺ کو کہا بشارت ہو، بشارت ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ہی وہ ذات ہیں جن کی (آمد) کی بشارت ابن مریم نے دی تھی اور آپ کے پاس موسیٰ علیہ السلام والا فرشتہ آیا ہے اور آپ بھیجے ہوئے نبی ہیں (1)۔

امام ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں ابن اسحٰق کے طریق سے بنی سلمہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ جب بنی سلمہ کے جوان مسلمان ہوئے اور عمرو بن الجموح کے بیٹے نے بھی اسلام قبول کر لیا تو عمرو بن جموح کی بیوی نے اسے کہا کیا تم نے سنا ہے جو آپ کا بیٹا اس شخص سے روایت کرتا ہے؟ عمرو نے کہا بیٹا تو نے اس شخص سے کیا بات سنی ہے؟ بیٹے نے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ۝ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۝ تک پڑھا، عمرو کہنے لگا کتنا خوبصورت اور حسین کلام ہے۔ کیا اس کا تمام کلام اسی طرح ہے؟ بیٹے نے کہا اے والد محترم! اس سے بھی خوبصورت کلام فرماتا ہے۔ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے (2)۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابوسعید بن الاعرابی نے اپنی معجم میں اور طبرانی نے الاوسط میں مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابلیس نے چیخ ماری جب فاتحۃ الکتاب نازل ہوئی تھی اور یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی تھی۔

وکیع اور فریابی نے اپنی اپنی تفسیر میں، ابوعبداللہ نے فضائل القرآن میں، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے اپنی اپنی تفسیر میں ابوبکر ابن الانباری نے کتاب المصاحف میں ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابونعیم نے الحلیۃ میں مجاہد کے طریق سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب مدینہ میں نازل ہوئی (3)۔ وکیع نے اپنی تفسیر میں مجاہد سے

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 2، صفحہ 158، مطبوعہ المکتبۃ العربیۃ حلب بیروت۔ 2۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 413
3۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 367، مطبوعہ دار المحاسن القاہرہ۔

روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی، ابوبکر بن الانباری نے المصاحف میں قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب مکہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن الضریس نے فضائل قرآن میں ایوب سے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ام القرآن کہنا مکروہ ہے۔ وہ فرماتے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ (الرعد) لیکن فاتحۃ الکتاب کہنا چاہیے۔

امام دارقطنی نے روایت کیا ہے اور اس روایت کو انہوں نے صحیح بھی کہا ہے اور البیہقی نے السنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اَلْحَمْدُ پڑھو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھو۔ یہ (سورۃ) ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس کی آیتوں میں سے ایک ہے (2)۔

امام بخاری نے اور دارمی نے اپنی مسند میں، ابوداؤد، ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی مردویہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سورۃ) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، ام القرآن، ام الکتاب اور سبع مثانی ہے (3)۔ امام احمد نے اپنی مسند میں ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اپنی اپنی تفاسیر میں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ام القرآن ہی ام القرآن ہے۔ یہ فاتحۃ الکتاب ہے، یہ سبع مثانی ہے، یہ قرآن عظیم ہے (4)۔ الثعلبی نے عبدالجبار بن العلاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفیان بن عیینہ فاتحۃ الکتاب کو وافیہ کہا کرتے تھے۔ الثعلبی نے عفیف بن سالم سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن یحییٰ بن ابی کثیر سے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا تو الکافیہ کے متعلق پوچھ رہا ہے؟ میں نے کہا الکافیہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا الفاتحہ۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ اپنے ماسوا کی کفایت کرتی ہے لیکن اس کا ماسوا اس کی کفایت نہیں کرتا۔ الثعلبی نے الشعبی سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے پسلی میں درد کی شکایت کی تو شعبی نے فرمایا تو اساس القران پڑھ! اس نے پوچھا اساس القرآن کیا ہے؟ فرمایا فاتحۃ الکتاب۔ دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں صحیح سند کے ساتھ عبد خیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سبع مثانی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ حضرت علی سے کہا گیا یہ تو چھ آیات ہیں حضرت علی نے فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ایک آیت ہے (5)، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سات آیتیں ہیں۔ بسم اللہ ...... ان میں سے ایک آیت ہے، یہ سبع مثانی، قرآن عظیم ہے اور یہ ام القرآن ہے اور یہ فاتحۃ الکتاب ہے (6)۔

1۔ سنن ابی داؤد، جلد 1، صفحہ 205 مطبوعہ وزارت تعلیم پاکستان
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 312، مطبوعہ دار المحاسن القاہرہ
3۔ شرح سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 371 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
4۔ تفسیر طبری، جلد 1 صفحہ 55 مطبوعہ، بیروت
5۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 313
6۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 436، مطبوعہ، بیروت

امام دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ امامت کراتے وقت جب قرأت شروع فرماتے تو بسم اللہ سے شروع فرماتے۔ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں بسم اللہ، اللہ کی کتاب کی آیت ہے اگر چاہو تو فاتحۃ الکتاب پڑھ لو، یہ ساتویں آیت ہے(1)۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝ تلاوت فرمائی اور فرمایا اے ام سلمہ یہ سات (آیات) ہیں۔ احمد، بخاری، دارمی، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی نے ابوسعید بن المعلی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے نبی کریم ﷺ نے بلایا۔ میں نے (نماز کی حالت میں) آپ کو جواب نہ دیا۔ رسول ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ (الانفال:24) پھر فرمایا میں تجھے مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی عظیم ترین سورت کے متعلق بتاؤں گا آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب ہم مسجد کے دروازہ سے نکلنے والے تھے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھے قرآن کی عظیم ترین سورت بتاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

امام ابوعبید، احمد، ترمذی، دارمی، نسائی، ابن خزیمہ، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور ابوذر الہروی نے فضائل قرآن میں اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابی بن کعب کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا اے ابی! حضرت ابی متوجہ ہوئے لیکن آپ ﷺ کو جواب نہ دیا۔ حضرت ابی نے نماز مختصر فرمائی اور نبی کریم ﷺ نے پوچھا ابی! جب میں نے تجھے بلایا تھا تو تو نے جواب کیوں نہ دیا، حضرت ابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نماز پڑھ رہا تھا کیا تم نے اس کلام میں یہ نہیں پڑھا جو میری طرف وحی کیا گیا ہے۔ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (الانفال:24)؟ حضرت ابی نے عرض کی کیوں نہیں! ان شاء اللہ پھر کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ میں تجھے ایسی سورت بتاؤں جس کی مثال نہ تورات میں ہے، نہ انجیل میں ہے، نہ زبور میں ہے اور نہ فرقان میں ہے؟ حضرت ابی نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نماز میں کیسے پڑھتا ہے؟ ابی نے ام القرآن پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس سورت کی مثل نہ تورات میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ فرقان میں، یہ سبع من مثانی ہے یا فرمایا سبع مثانی ہے اور یہ قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے (اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے صحیح قرار دیا ہے)(2)۔

امام دارمی، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن قرار دیا ہے) نسائی، عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد المسند میں، ابن الضریس نے فضائل القرآن میں، ابن جریر، ابن خزیمہ اور حاکم نے العلاء عن ابیہ عن ابی ہریرہ عن ابی بن کعب کے سلسلہ سے

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 306

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 45-744، رقم الحدیث 51-2048 مطبوعہ ریاض

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ام القرآن کی مثل نہ تورات میں کوئی سورت اتری ہے اور نہ انجیل، میں نہ زبور میں اور نہ فرقان میں۔ یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔ یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے اور میرے بندے کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے سوال کیا(1)۔ امام مسلم، نسائی، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس جبریل امین بھی تھے آسمان کے اوپر سے کسی چیز کے ٹوٹنے کی آواز سنائی دی تو جبرائیل نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا اے محمد ﷺ یہ وہ فرشتہ ہے جو اترا ہے، اس سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا۔ فرمایا وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، سلام نیاز پیش کیا اور پھر کہا ان دونوروں کی مبارک ہو جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کئے گئے۔ ۱۔ فاتحۃ الکتاب۔ ۲۔ اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات آپ دونوں میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے وہ آپ کو عطا کیا جائے گا(2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ ابو زید سے روایت کیا ہے اور یہ صحابی فرماتے ہیں میں مدینہ کے ایک راستہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں ام القرآن پڑھتے ہوئے سنا نبی کریم ﷺ ٹھہر گئے، غور سے اس کی تلاوت سنتے رہے حتیٰ کہ اس نے سورت ختم کر لی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین میں اس سورت کی مثال موجود نہیں ہے(3)۔

امام ابو عبید، احمد، بخاری، مسلم اور ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول ﷺ نے ایک جنگی مہم میں تیس شہسواروں کے ساتھ بھیجا ہم ایک عرب قبیلہ کے پاس اترے، ہم نے ان سے مہمان نوازی کا تقاضا کیا تو انہوں نے انکار کر دیا ان کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا وہ ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ تمہارے درمیان کوئی بچھو کا دم کرنے والا ہے؟ ابو سعید فرماتے ہیں میں نے کہا ہاں میں (دم کرتا ہوں) لیکن میں دم نہیں کروں گا جب تک کہ تم ہمیں کچھ (نذرانہ) نہ دو گے انہوں نے کہا ہم تمہیں تیس بکریاں دیں گے۔ ابو سعید فرماتے ہیں میں نے اس پر الحمد شریف سات مرتبہ پڑھی تو وہ ٹھیک ہو گیا۔ جب ہم نے بکریوں پر قبضہ کر لیا تو ہمارے دلوں میں ان بکریوں کے حلال ہونے کے متعلق شبہ پیدا ہوا۔ ہم ان کے کھانے سے رک گئے حتیٰ کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ سارا ماجرا سنایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے معلوم تھا یہ دم ہے ان بکریوں کو تقسیم کر دو اور اپنے ساتھ میرا بھی حصہ رکھو(4)۔

امام احمد، بخاری اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چند صحابہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے جس میں بچھو کا ڈسا ہوا یا سانپ کا ڈسا ہوا تھا اس قبیلہ کا ایک فرد صحابہ کرام کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے ہمارے قبیلہ میں ایک شخص ہے جسے بچھو نے کاٹا ہے یا سانپ نے کاٹا ہے۔ صحابہ

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11 صفحہ 205، رقم الحدیث: 3125، مطبوعہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1 صفحہ 271، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ المعجم الاوسط، جلد 3 صفحہ 413، رقم الحدیث: 2887، مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض
4۔ سنن ابی ماجہ، جلد 3، صفحہ 13، رقم الحدیث 156

کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک آدمی اس کے ساتھ گیا اور بکریوں کا نذرانہ وصول کرنے کی شرط پر سورۂ فاتحہ پڑھی۔ پس وہ شخص ٹھیک ہوگیا۔ وہ بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس نذرانہ کو ناپسند کیا اور کہا تم نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے۔ حتیٰ کہ وہ مدینہ طیبہ پہنچے تو عرض گزار ہوئے یارسول اللہ ﷺ! فلاں شخص نے اللہ کی کتاب پر اجر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجر لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں جید سند کے ساتھ عبد اللہ بن جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا کیا میں تجھے اس سورت کے متعلق نہ بتاؤں جو قرآن میں سب سے آخر میں نازل ہوئی؟ میں نے کہا یا رسول اللہ بتایئے۔ فرمایا فاتحۃ الکتاب۔ میرا خیال ہے آپ ﷺ نے فرمایا اس سورت میں ہر بیماری سے شفا ہے (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور دارقطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سورۂ فاتحہ کے ساتھ دم پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری (2)۔

امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب زہر سے شفاء ہے (3)۔

امام ابوالشیخ ابن حبان نے کتاب الثواب میں ایک دوسرے طریق سے حضرات ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً اسی طرح روایت کی ہے۔ دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ثقہ رجال کی سند سے عبد الملک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب ہر مرض سے شفاء ہے (4)۔ ثعلبی نے معاویہ بن صالح عن ابی سلیمان کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب رسول ﷺ کسی غزوہ میں ایک شخص کے پاس سے گزرے جس کو سر درد کی تکلیف تھی۔ کسی صحابی نے اس کے کان میں ام القرآن پڑھی تو وہ ٹھیک ہوگیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ام القرآن ہے اور یہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ اور حاکم نے (اور انہوں نے اس کو صحیح بھی قرار دیا ہے) اور بیہقی نے دلائل میں خارجہ بن تمیمی سے اور انہوں نے اپنے چچا سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے پھر جب حاضری دیکر واپس آرہے تھے تو ایک قوم کے پاس سے گزرے جن میں ایک پاگل شخص تھا جو لوہے کے سنگلوں سے باندھا ہوا تھا۔ اس مجنون شخص کے گھر والوں نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی اس مریض کا علاج ہے۔ بے شک تمہارا ساتھی (نبی کریم ﷺ) خیر لایا ہے حضرت خارجہ کے چچا فرماتے ہیں میں نے اس مجنوں پر فاتحۃ الکتاب تین دن پڑھی۔ ہر روز دو مرتبہ صبح و شام اپنی تھوک جمع کر کے اس پر تھوک دیتا تھا۔ پس وہ مجنون ٹھیک ہوگیا۔ انہوں نے مجھے سو بکریاں پیش کیں۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ سارا واقعہ سنایا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کھاؤ اور جو باطل دم کے ساتھ

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 450، رقم الحدیث: 2367، مطبوعہ بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 20 صفحہ 113، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 450، رقم الحدیث: 2368، مطبوعہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 450، رقم الحدیث 2370

کھاتا ہے (اس کے لیے جائز نہیں) تو نے تو حق کے دم کے ساتھ کھایا ہے(1)۔ بزار نے اپنی مسند میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو اپنا پہلو بستر پر رکھے اور فاتحۃ الکتاب، اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے تو تو موت کے سوا ہر چیز سے امن میں ہوگا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ام القرآن اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے قرآن کا تیسرا حصہ تلاوت کرلیا(2)۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور الفریابی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فاتحۃ الکتاب قرآن کا تیسرا حصہ ہے۔ امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فاتحۃ الکتاب قرآن کا 2/3 حصہ ہے۔

حاکم نے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے اور ابوذر الہروی نے فضائل میں بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے۔ ایک جگہ اترے۔ پس آپ ﷺ کے ساتھ ایک صحابی چل رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں تجھے قرآن کا افضل ترین حصہ نہ بتاؤں تو آپ ﷺ نے اس پر سورۃ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تلاوت فرمائی(3)۔

ابن الضریس نے فضائل القرآن میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر احسانات فرمائے ہیں ان میں مجھے یہ بھی عطا فرمایا کہ (اے محبوب) میں نے تجھے فاتحۃ الکتاب عطا فرمائی ہے۔ یہ میرے عرش کے خزانوں میں ہے پھر میں نے اسے اپنے اور تیرے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے(4)۔ اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے فاتحۃ الکتاب کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ سورت عرش کے نیچے کے خزانہ سے نازل کی گئی ہے۔ حاکم نے روایت کیا ہے اور اس نے اسے صحیح بھی کہا ہے اور ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں ابوذر الہروی نے فضائل میں، بیہقی نے شعب میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۂ بقرہ مجھے ذکر اول سے عطا کی گئی اور فاتحۃ الکتاب اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے سے عطا کی گئی اور المفصل نافلہ ہے(5)۔

امام دیلمی نے مسند الفردوس میں عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب اور آیۃ الکرسی جو شخص اپنے گھر میں پڑھتا ہے اس کے گھر والے اس دن انسان اور جن کی آنکھ سے بچے رہتے ہیں۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1 صفحہ 747، رقم الحدیث 2055 مطبوعہ، بیروت

2۔ المعجم الاوسط، جلد 3، صفحہ 33، رقم الحدیث: 2056 مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 444، رقم الحدیث: 2358 مطبوعہ، بیروت

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 448، رقم الحدیث 2363

5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 485، (2478)۔

امام ابوالشیخ نے الثواب میں، الطبرانی، ابن مردویہ، دیلمی، الضیاء المقدسی نے المختارۃ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں عرش کے نیچے سے اتری ہیں ان کے علاوہ کوئی چیز عرش کے نیچے سے نہیں اتری: (۱) ام الکتاب (۲) آیۃ الکرسی (۳) سورۂ بقرہ کی آخری آیات (۴) الکوثر (1)۔ ابن الضریس نے ابوامامہ سے اس کی مثل موقوف نقل کی ہے۔

امام ابونعیم اور دیلمی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۂ فاتحہ اتنی کفایت کرتی ہے جتنی کفایت قرآن کا کوئی اور جز نہیں کرتا اگر فاتحہ الکتاب کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور پورے قرآن کو دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو سورۂ فاتحہ، قرآن سے سات گنا زیادہ ہوگی (2)۔

امام ابوعبید نے فضائل میں الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فاتحۃ الکتاب پڑھی گویا اس نے تورات، انجیل، زبور اور فرقان پڑھی۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک سو چار کتب نازل فرمائیں پھر ان کے علوم چار کتب میں رکھے تورات، انجیل، زبور، فرقان پھر تورات، انجیل اور زبور اور قرآن میں رکھے پھر قرآن کے علوم المفصل (سورتوں) میں رکھے پھر المفصل کے علوم فاتحۃ الکتاب میں رکھے پس جس نے فاتحۃ الکتاب کی تفسیر کو جان لیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے تمام نازل شدہ کتب کی تفسیر کو جان لیا (3)۔

امام وکیع نے اپنی تفسیر میں ابن الانباری نے المصاحف میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں ابونعیم نے الحلیہ میں مجاھد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابلیس نے چار مواقع پر چیخیں ماریں۔ ۱: جب سورہ فاتحہ نازل ہوئی۔ ۲: جب اس پر لعنت کی گئی۔ ۳: جب اسے زمین کی طرف اتارا گیا۔ ۴: جب محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا۔ ابن الضریس نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب سورۂ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نازل ہوئی تو ابلیس کو بڑی تکلیف ہوئی اس نے بہت زور سے چیخ ماری اور اپنے آپ کو لوہے سے مارا، مجاہد فرماتے ہیں جس نے چیخیں ماریں اور اپنے آپ کو لوہے سے مارا وہ ملعون ہے۔

امام ابن الضریس نے عبدالعزیز بن الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب فاتحہ الکتاب نازل ہوئی تو اس نے اس طرح چیخیں ماریں جس طرح اس نے اپنے اوپر لعنت ہونے کے دن چیخیں ماری تھیں، ابوعبید نے مکحول سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ام القرآن، قرأت ہے، مسئلۃ ہے اور دعا ہے۔ ابوالشیخ نے الثواب میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو فاتحۃ الکتاب آخر تک پڑھ ان شاء اللہ تیرا وہ کام پورا ہوگا۔ ابن قانع نے معجم الصحابہ میں رجاء الغنوی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ شفاء طلب کرو ان الفاظ سے جن سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے حمد کرنے سے پہلے خود اپنی حمد فرمائی اور ان الفاظ سے شفاء طلب کرو جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح خود

1۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 8، صفحہ 235، (7920)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 144، (2386)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 451، (2371)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمائی ہے ہم نے عرض کی اے اللہ کے نبی وہ کیا ہے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پس جس کو قرآن شفا نہیں دیتا اسے اللہ تعالیٰ بھی شفا نہیں دیتا(1)۔

امام ابوعبید نے ابوالمنہال سیار بن سلامہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو ایک مہاجر شخص نے پایا جبکہ آپ تہجد پڑھ رہے تھے آپ صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اس پر زائد کچھ نہ پڑھتے تھے تکبیر کہتے، تسبیح کہتے پھر رکوع کرتے اور سجدہ کرتے جب صبح ہوئی تو اس شخص نے یہ سب کچھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری ماں کے لیے ہلاکت ہو کیا یہ ملائکہ کی نماز نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں بے شک ملائکہ کو صرف فاتحہ پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ابن الصلاح نے ذکر کیا ہے کہ قراءۃ القرآن ایک خصوصیت ہے جو صرف انسان کو عطا کی گئی ہے، فرشتوں کو یہ سعادت نہیں ملی وہ انسان سے قرآن سننے کے حریص ہیں (2)۔

امام ابن الضریس نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ فاتحہ کے آغاز میں حاضر ہوا وہ اس شخص کی مانند ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد میں حاضر ہوا اور جو سورۂ فاتحہ کے اختتام پر حاضر ہوا وہ اس شخص کی مانند ہے جو مال غنیمت (جمع کرنے کے وقت) حاضر ہو حتی کہ وہ تقسیم ہو گیا۔

امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں حضرت شداد بن اوس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے کوئی سونے کے لیے بستر پر جائے تو اسے ام القرآن اور ایک سورت پڑھنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے(3)۔

امام الشافعی نے الام میں، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں احمد نے اپنی مسند میں، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے السنن میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی اس کی نماز (کامل) نہیں ہے(4)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ام القرآن دوسری تمام (آیات) کا عوض ہے لیکن دوسری تمام (آیات) اس کا عوض نہیں (5)۔

امام احمد اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ فرمایا ہر وہ نماز جس میں فاتحۃ الکتاب نہ پڑھی جائے وہ نامکمل ہے(6)۔

امام مالک نے مؤطا میں اور سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں ابوعبیدہ نے فضائل میں اور ابن ابی شیبہ اور احمد نے اپنی

1۔ معجم الصحابہ، جلد 4، صفحہ 1622، 444، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز
2۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 147، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق 3۔ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، جلد 6، صفحہ 292 مطبوعہ دار المسیرۃ بیروت
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی کتاب الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 38 مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 322، دار المحاسن القاہرہ 6۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ جلد 4، صفحہ 87

مسند میں، بخاری نے جزء القراءۃ میں مسلم نے اپنی صحیح میں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن الانباری نے المصاحف میں، ابن حبان، دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو وہ نماز ناکمل ہے وہ ناکمل ہے وہ ناکمل ہے تین مرتبہ فرمایا۔ ابوالسائب فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ کبھی میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں (کیا اس وقت بھی فاتحہ پڑھنی ہے) انہوں نے میرے بازو کو حرکت دی اور کہا اے فارسی! اس وقت دل میں پڑھا کر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے۔ پس نماز کا نصف میرے لیے ہے اور نماز کا نصف میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو وہ سوال کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پڑھو۔ بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اس کا اول میرے لیے ہے اور اس کا آخر میرے بندے کے لیے ہے اور بندے کے لیے وہ ہے جو وہ سوال کرے۔ بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لیے ہے اور اس کے لیے وہ ہے جو اس نے سوال کیا(1)۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نماز کو میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے جب بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی۔ جب بندہ کہتا ہے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف، نصف ہے۔ اس سورت کا آخر میرے بندے لیے ہے اور اس کے لیے وہی ہے جو اس نے مانگا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے اور بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے سوال کیا۔ جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ پھر فرماتا

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1 صفحہ 312

2۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 99 مطبوعہ، بیروت

مسند میں، بخاری نے جزء القراءۃ میں مسلم نے اپنی صحیح میں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن الانباری نے المصاحف میں، ابن حبان، دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو وہ نماز ناکمل ہے وہ ناکمل ہے وہ ناکمل ہے تین مرتبہ فرمایا۔ ابوالسائب فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ کبھی میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں (کیا اس وقت بھی فاتحہ پڑھنی ہے) انہوں نے میرے بازو کو حرکت دی اور کہا اے فارسی! اس وقت دل میں پڑھا کر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے۔ پس نماز کا نصف میرے لیے ہے اور نماز کا نصف میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہ ہے جو وہ سوال کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑھو۔ بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد بیان کی بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ بندہ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اس کا اول میرے لیے ہے اور اس کا آخر میرے بندے کے لیے ہے اور بندے کے لیے وہ ہے جو وہ سوال کرے۔ بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے بندے کے لیے ہے اور اس کے لیے وہ ہے جو اس نے سوال کیا(1)۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نماز کو میں نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کیا ہے جب بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء کی۔ جب بندہ کہتا ہے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصف، نصف ہے۔ اس سورت کا آخر میرے بندے لیے ہے اور اس کے لیے وہی ہے جو اس نے مانگا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفسیر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے اور بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے سوال کیا۔ جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی۔ جب بندہ کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری ثناء بیان کی۔ پھر فرماتا

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1 صفحہ 312

2۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 99، مطبوعہ، بیروت

ہے یہ میرے لیے ہے اور باقی اس کے لیے ہے(1)۔

امام طبرانی نے الاوسط حضرت میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فاتحہ الکتاب تلاوت فرمائی پھر فرمایا، تمہارا رب فرماتا ہے: اے ابن آدم میں نے تجھ پر سات آیات نازل فرمائی ہیں، تین میرے لیے ہیں اور تین تیرے لیے ہیں اور ایک میرے اور تیرے درمیان ہے، جو میرے لیے ہیں وہ یہ ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَۙ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِۙ۝ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِؕ۝ اور جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُؕ۝۔ تیری طرف سے عبادت ہے اور میری طرف سے تیری معاونت ہے اور وہ آیات جو تیرے لیے ہیں وہ یہ ہیں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَۙ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ﴰ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ۠۝۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام ابوعبید، ابن سعد نے (الطبقات میں) ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن الانباری نے (المصاحف میں) دارقطنی اور حاکم، بیہقی، خطیب اور ابن عبدالبران دونوں نے کتاب المسألہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سورۂ فاتحہ، بسم اللہ سے آخر تک ایک ایک آیت علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھتے تھے اور اعراب کے شمار کرنے کی طرح شمار کرتے تھے اور بسم اللہ کو بھی شمار کیا اور لوگوں پر شمار نہ کیا(2)۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، دارقطنی اور بیہقی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت بریدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مسجد سے باہر نہیں نکلوں گا حتی کہ تمہیں ایک آیت یا ایک سورت کے متعلق بتاؤں گا جو سلیمان علیہ السلام کے بعد میرے سوا کسی نبی پر نازل نہیں ہوئی۔ حضرت بریدہ فرماتے ہیں آپ ﷺ چلے تو میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل پڑا حتی کہ آپ ﷺ مسجد کے دروازے پر پہنچ گئے، پس آپ ﷺ نے مسجد کی دہلیز سے ایک پاؤں نکالا تھا اور دوسرا ابھی مسجد میں تھا کہ میں نے دل میں سوچا کہ آپ ﷺ وہ سورت بتانا بھول گئے ہیں پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا جب تم نماز پڑھتے ہو تو قرآن کا آغاز کس طرح کرتے ہو؟ میں نے کہا بسم اللہ سے تو فرمایا یہی ہے یہی ہے۔ پھر آپ مسجد سے باہر تشریف لے گئے(3)۔

امام ابن الضریس نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بسم اللہ ایک آیت ہے۔

امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابن خزیمہ نے اپنی کتاب البسملۃ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا شیطان نے بسم اللہ لوگوں سے چوری کر لی ہے۔ ابوعبید، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت سے غافل ہو گئے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے علاوہ کسی نبی پر نہیں اتری مگر یہ کہ سلیمان علیہ السلام پر اتری تھی۔ اور وہ آیت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 307، مطبوعہ دار المحاسن القاہرہ
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 1 صفحہ 310
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 438، (2328)

الرَّحِيْمِ ہے(1)۔

امام دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل امین جب میرے پاس وحی لیکر آتے ہیں تو پہلے بسم اللہ پڑھتے ہیں(2)۔

امام الواحدی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بسم اللہ ہر سورت پر نازل ہوئی(3)۔

امام ابوداؤد، البزار، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) بیہقی نے المعرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ بسم اللہ کے نزول سے پہلے کسی سورت کا اختتام یا سورتوں کا فاصلہ نہیں جانتے تھے۔ امام البزار اور طبرانی نے یہ زائد ذکر کیا ہے کہ جب بسم اللہ نازل ہوتی تو آپ جان لیتے کہ پہلی سورت ختم ہوگئی ہے اور دوسری سورت شروع ہوگئی ہے(4)۔

امام حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح بھی کہا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسلمان بسم اللہ کے نزول سے پہلے کسی سورت کا اختتام نہیں جانتے تھے جب بسم اللہ نازل ہوتی تو وہ جان لیتے کہ پہلی صورت ختم ہوگئی ہے(5)۔

امام ابوعبید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں لوگ سورت کا اختتام نہیں جانتے تھے حتی کہ بسم اللہ نازل ہوئی جب بسم اللہ نازل ہوتی وہ جان لیتے کہ پہلی سورت ختم ہوگئی ہے اور دوسری شروع ہو گئی ہے۔

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جب جبریل امین آتے تو بسم اللہ پڑھتے۔ آپ ﷺ جان لیتے کہ یہ نئی سورت ہے(6)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور الواحدی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم دو سورتوں کا فاصلہ نہ جانتے تھے حتیٰ کہ بسم اللہ نازل ہوئی(7)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ نماز میں بسم اللہ پڑھتے تھے جب سورت کو ختم کرتے تو بسم اللہ پڑھتے اور فرماتے تھے کہ بسم اللہ پڑھنے کے لیے ہی تو المصحف (قرآن) میں لکھی گئی ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل نے مجھے نماز کا طریقہ سکھایا وہ کھڑا ہوا اور ہمارے لیے تکبیر کہی پھر ہر نماز میں بسم اللہ پڑھی(8)۔

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1 صفحہ 305
2۔ اسباب النزول، صفحہ 11 مطبوعہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1 صفحہ 356، (845) مطبوعہ الریاض۔
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 43
5۔ شعب الایمان، جلد 2 صفحہ 439، (2332)
6۔ ایضاً: (2333)
7۔ ایضاً: (2336)
8۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 307

امام ثعلبی نے حضرت علی بن زید بن الجد عان سے روایت ہے کہ عبادلہ (عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن زبیر) بسم اللہ سے قرأت شروع کرتے تھے اور اس کو جہراً پڑھتے تھے (1)۔

امام ثعلبی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں مسجد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا ایک شخص آیا اور نماز شروع کی اس نے ثناء پڑھی اور تعوذ پڑھا اور پھر الحمد للہ رب العالمین پڑھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اس طرح پڑھنا سنا تو فرمایا اے فلاں تو نے اپنی نماز کو توڑ دیا ہے کیا تجھے معلوم نہیں کہ بسم اللہ، الحمد سے ہے۔ جس نے بسم اللہ کو چھوڑ دیا اس نے ایک آیت کو چھوڑ دیا اور جس نے ایک آیت کو چھوڑ دیا اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ امام ثعلبی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ جب نماز میں سورت شروع فرماتے تو بسم اللہ پڑھتے اور فرماتے جس نے بسم اللہ کو چھوڑ دیا اس نے کمی کر دی اور فرماتے یہ سبع مثانی کی تکمیل ہے۔

امام ثعلبی نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بسم اللہ چھوڑ دی اس نے اللہ کی کتاب کی ایک آیت چھوڑ دی۔

امام شافعی نے الام میں، دارقطنی، حاکم انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے، اور بیہقی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ میں آئے تو لوگوں کو نماز پڑھائی اور بسم اللہ نہ پڑھی اور جب نیچے کی طرف گئے اور اوپر اٹھے تو تکبیر بھی نہ کہی۔ مہاجرین اور انصار نے سلام کے بعد انہیں کہا۔ اے معاویہ تم نے نماز سے چوری کی ہے۔ بسم اللہ کہاں گئی اور تکبیر کہاں گئی، پھر جب اس کے بعد نماز پڑھائی تو سورۂ فاتحہ کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی اور دوسری سورت کے ساتھ بھی بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی، سجدہ کی طرف گئے تو تکبیر بھی کہی۔ بیہقی نے زہری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نماز کی سنت میں سے ہے کہ تو بِسْمِ اللّٰهِ پڑھے اور جس نے سب سے پہلے مدینہ میں بِسْمِ اللّٰهِ کو مخفی کیا وہ عمرو بن سعید بن العاص تھے یہ بڑے حیادار شخص تھے (2)۔

امام ابو داؤد، ترمذی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز بِسْمِ اللّٰهِ سے شروع فرماتے تھے (3)۔

امام البزار، دارقطنی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو الطفیل رحمہ اللہ کے طریق سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عمار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرضی نمازوں میں فاتحۃ الکتاب اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے تھے (4)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں دارقطنی اور بیہقی نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

1۔ ایضاً: جلد 1 صفحہ 311
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلاۃ، جلد 2 صفحہ 50
3۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 304۔
4۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 302

جب نماز شروع فرماتے تھے تو اَلْحَمْدُ میں بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے (1) اور ساتھ ملائی جانے والی سورت میں بھی بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے اور یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ امام دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے (2)۔

امام طبرانی، دارقطنی، اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ کے طریق سے اور دارقطنی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو جہراً بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے ہوئے سنا (3)۔

امام دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت نعیم مجمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھا انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھی حتیٰ کہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تک پہنچ گئے پھر کہا آمین لوگوں نے بھی کہا آمین اور آپ جب بھی سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ سے اٹھتے تو تکبیر کہتے۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نماز پڑھتا ہوں (4)۔

امام دارقطنی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اور نبی کریم ﷺ دونوں سورتوں میں بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے (5)۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو کیسے قراءت کرتا ہے میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ بھی کہو (6)۔

امام دارقطنی اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو نماز پڑھتا ہے تو کیسے قرأت کرتا ہے میں نے کہا میں الحمد سے شروع کرتا ہوں فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ پڑھو (7)۔

امام دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی وہ تمام بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے (8)۔

امام دارقطنی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلاۃ جلد 2، صفحہ 49
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 307
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 308
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 357، (849)
5۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 302
6۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 302
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 308
8۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 305

علیہ السلام نے کعبہ شریف کے پاس میری امامت کرائی اور بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھا(1)۔

امام دارقطنی نے حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (اور یہ بدری صحابی ہیں) فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے رات کی نماز، صبح کی نماز اور جمعہ کی نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھی(2)۔

امام دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے(3)۔

امام ابوعبید نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فاتحۃ الکتاب بِسْمِ اللّٰهِ کے ساتھ سات آیتیں ہیں(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حاکم نے مستدرک میں اور انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں، ابوذر الہروی نے فضائل میں خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نے نبی کریم ﷺ سے بِسْمِ اللّٰهِ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اس کے درمیان اور اللہ کے اسم اکبر کے درمیان آنکھ کی سیاہی اور سفیدی جیسا قرب ہے(5)۔

امام ابن جریر، ابن عدی نے الکامل میں، ابن مردویہ، ابونعیم نے الحلیہ میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور ثعلبی نے انتہائی ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کاتب کے پاس لے گئی تاکہ معلم اسے تعلیم دے۔ معلم نے عیسیٰ سے کہا لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الخ عیسیٰ نے معلم سے کہا بِسْمِ اللّٰهِ کا کیا معنی ہے۔ معلم نے کہا مجھے تو معلوم نہیں، عیسیٰ نے کہا الباء سے مراد بہاء اللہ ہے اور سین سے مراد اس کی سناء ہے اور میم سے مراد اس کی مملکت ہے اور اللہ سارے جھوٹے معبودوں کا معبود حقیقی ہے، الرحمٰن سے مراد رحمان الدنیا و الآخرۃ ہے اور رحیم سے مراد رحیم الآخرۃ ہے(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے جویبر عن الضحاک سے اسی کی مثل روایت کیا ہے، ابن جریج اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے جبریل امین جب محمد ﷺ کے پاس آئے تو کہا اے محمد ﷺ بسم اللہ پڑھو۔ فرمایا اللہ کے ذکر سے پڑھو۔

اللہ تمام مخلوق کی عبادت کے لائق اور عبادت کا مستحق۔

الرحمٰن۔ یہ رحمۃ سے فعلان کے وزن پر صفت کا صیغہ ہے۔ الرحیم، جو اس سے رحم کو پسند کرتا ہے اس کے ساتھ انتہائی شفقت و رحمت کا مظاہرہ کرنے والا۔ اور اس سے بہت دور جو یہ پسند کرتا ہے کہ اس پر کئی گنا عذاب ہو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ''اللہ'' اسم اعظم ہے۔

1۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 309

2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 310

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 311

4۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 217، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

5۔ شعب الایمان، جلد 2 صفحہ 437، 2327

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ھذا، جلد 1 صفحہ 63

امام ابن ابی شیبہ اور بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن الضریس نے فضائل میں، ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کا اسم اعظم "اللہ" ہے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ قرآن حکیم میں ہر اسم سے پہلے اس کا ذکر فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے الدعاء میں الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کا اسم اعظم یا اللہ ہے۔ ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ الرحمٰن اسم ممنوع ہے (1) ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ الرحیم ایسا اسم ہے جو لوگ اپنے لیے نہیں رکھ سکتے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے روایت کیا ہے کہ الرحمٰن تمام مخلوق کے لیے ہے اور الرحیم مومنین کے ساتھ خاص ہے۔ بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الرحمٰن سے مراد الرفیق (دوست) ہے اور الرحیم سے مراد مخلوق پر رزق کے ذریعے مہربانی فرمانے والا۔ یہ دونوں اسماء نرمی اور شفقت پر دلالت کرتے ہیں لیکن ایک دوسرے سے زیادہ نرمی پر دلالت کرتا ہے۔ ابن جریر نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے اسم الرحمٰن پر عیب لگایا جائے گیا تو وہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہو گیا (2)۔

امام البزار، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میرے باپ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھے وہ دعا نہ سکھاؤں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔ فرمایا حضرت عیسیٰ یہ دعا اپنے حواریوں کو سکھاتے تھے اگر تجھ پر احد پہاڑ کی مثل قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس دعا کی برکت سے اتار دے گا۔ میں نے کہا ضرور بتائیے۔ فرمایا یہ دعا پڑھ اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ، كَاشِفَ الْغَمِّ اور البزار کے الفاظ یہ ہیں وَ كَاشِفَ الْكُرَبِ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمٰن بن سابط سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کے ساتھ دعا فرماتے تھے اور یہ دعا دوسروں کو سکھاتے بھی تھے۔ اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ وَكَاشِفَ الْكُرَبِ وَمُجِيْبَ الْمُضْطَرِّيْنَ وَرَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا اَنْتَ تَرْحَمُنِيْ فَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ (4)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن سلیمان عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایک ایسی سورت نازل کی ہے جو مجھ سے پہلے کسی نبی اور رسول پر نازل نہیں کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس سورت کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ وہ سورت سورۂ فاتحہ ہے اس کا نصف میں نے اپنے لیے کیا ہے اور نصف اپنے بندوں کیلئے کیا ہے۔ اس میں ایک آیت میرے اور میرے بندوں کے درمیان مشترک ہے جب بندہ کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرے دو رقت پر دلالت کرنے والے اسماء سے دعا مانگی۔ ایک دوسرے سے زیادہ رقت پر دلالت کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 69
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 67
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 696، (1898)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 109، (29866)، مطبوعہ مدینہ منورہ

الرَّحِیْمِ، الرَّحْمٰنِ سے زیادہ رقت پر دلالت کرتا ہے دونوں رقت پر دلالت کرنے والے۔ جب بندہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرا شکریہ ادا کیا اور میری حمد بیان کی جب کہتا ہے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گواہی دی کہ میں رب العالمین ہوں یعنی انسانوں، جنوں، ملائکہ، شیاطین کا رب ہوں، ساری مخلوق کا رب ہوں اور ہر چیز کا رب ہوں پھر جب الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میری عظمت بیان کی۔ جب بندہ کہتا ہے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ (یعنی حساب کے دن کا مالک) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گواہی دی کہ میرے سوا اس دن کوئی مالک نہیں ہوگا اور جب کہتا ہے مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نے میری ثناء بیان کی۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ (یعنی میں اللہ کی عبادت کرتا ہوں اور اسے ایک مانتا ہوں) وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک آیت میرے اور میرے بندے کے درمیان مشترک ہے۔ وہ میری عبادت کرتا ہے پس یہ حصہ میرے لیے ہے اور وہ مجھ سے مدد طلب کرتا ہے تو یہ حصہ اس کے لیے ہے اور میرے بندے کے لیے وہی ہے جو اس نے طلب کیا۔ اِهْدِنَا کا معنی یہ ہے کہ ہماری رہنمائی فرما۔ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اس سے مراد دین اسلام ہے کیونکہ دین اسلام کے علاوہ کوئی دین مستقیم نہیں جس میں توحید نہیں ہے، صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ: اس سے مراد انبیائے کرام اور وہ مومنین ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اسلام اور نبوت کا انعام فرمایا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ یعنی بندہ کہتا ہے ان لوگوں کے دین کے علاوہ دین کی طرف راہنمائی فرما جن پر تیرا غضب ہوا اور اس سے مراد یہودی ہیں۔ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ اس سے مراد نصاریٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے جنہیں گمراہ فرما دیا ہدایت دینے کے بعد۔ ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان پر اللہ کا غضب ہوا اور انہیں بندر اور خنازیر بنا دیا اور بتوں کے پجاری ان کا برا ٹھکانا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ یعنی آگ کا براترین ٹھکانا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنین کے سیدھے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب امام ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ اے محمد ﷺ یہ (آمین) آگ سے تیری نجات ہے اور تیری امت کی نجات ہے اور تیرے دین کے پیروکاروں کی نجات ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں حدیث میں رقیقان کے الفاظ ہیں اور یہ تصحیف ہے اصل میں رفیقان ہے اور رفیق اللہ کے اسماء میں سے ہے (1)۔

امام ابن مردویہ اور ثعلبی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب بسم اللہ الخ نازل ہوئی تو بادل مشرق کی طرف دوڑا، ہوا رک گئی اور سمندر موجیں مارنے لگا، چوپائے ہمہ تن گوش ہو کر سننے لگے، شیطانوں کو آسمان سے پتھر لگنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم اٹھائی کہ جس چیز پر بسم اللہ پڑھی جائے گی اس میں برکت ڈالی جائے گی۔

امام وکیع اور ثعلبی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے انیس فرشتوں سے اسے نجات دے تو وہ بسم اللہ پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے جنت کر دے۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں ابن عباس سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ معلم جب بچے کو کہتا ہے پڑھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تو معلم،

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 447، (2362)

بچے اور اس کے والدین کیلئے آگ سے برأت (کا پروانہ) لکھا جاتا ہے۔ ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب تو کسی مشکل میں پڑے تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھ اللہ تعالیٰ اس ذکر کی برکت سے بہت سے مصائب سے جو چاہے گا ٹال دے گا۔

امام الحافظ نے عبد القادر الرہاوی سے الاربعین میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ کام جو اہمیت والا ہو اس کا آغاز بِسْمِ اللّٰہِ سے نہ ہو تو وہ بے برکت ہوتا ہے۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور امام ابو نعیم نے الحلیہ میں عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رات کو گدھے ہینگنا شروع کردیں تو کہو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (1)۔

امام ابو الشیخ نے العظمۃ میں صفوان بن سلیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جن انسانوں کے سامان اور کپڑے کو استعمال کرتے ہیں پس جو تم میں سے کپڑا اٹھائے یا رکھے تو کہے بسم اللہ کیونکہ اللہ کا اسم مہر ہے۔

امام ابو نعیم اور دیلمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب بسم اللہ نازل ہوئی تو پہاڑوں نے شور کیا حتی کہ اہل مکہ نے ان کی آواز سنی لوگوں نے کہا محمد ﷺ نے پہاڑوں پر جادو کر دیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے ایک دھواں بھیج دیا حتی کہ اس نے اہل مکہ پر سایہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بسم اللہ پڑھے گا اس یقین سے کہ پہاڑوں نے اس کے ساتھ تسبیح بیان کی ہے تو وہ پہاڑوں کی آواز نہیں سنے گا۔ دیلمی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بسم اللہ شریف پڑھی اس کے لیے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور چار ہزار گناہ مٹائے جائیں گے اور اس کے چار ہزار درجات بلند کئے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا آپ ﷺ کی قرأت مد کے ساتھ ہوتی تھی پھر بسم اللہ پڑھی۔ تو اسم اللہ جلالت پر مد کی۔ الرحمٰن پر مد کی۔ رحیم پر کی (2)۔

امام الحافظ ابو بکر البغدادی نے الجامع میں حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بسم اللہ ہر کتاب کی چابی ہے۔ الخطیب نے الجامع میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر کتاب کی ابتداء میں بسم اللہ ہو اگرچہ وہ اشعار کی کتاب ہو۔

امام الخطیب نے الزہری سے روایت کیا ہے کہ سنت قائم ہو چکی ہے کہ شعروں میں بِسْمِ اللّٰہِ نہ لکھی جائے۔ ابن ابی شیبہ، ابو بکر بن ابی داؤد اور الخطیب نے الجامع میں حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ ناپسند کرتے تھے کہ اشعار سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ لکھیں الخطیب نے الشعبی سے روایت کیا ہے کہ علماء کا اجماع ہے کہ شعر سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ نہ لکھیں۔ ابو عبید اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں مجاہد اور شعبی سے روایت کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات ناپسند کرتے تھے کہ جنبی آدمی بِسْمِ اللّٰہِ لکھے (3)۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 315، مطبوعہ مصر 2۔ سنن الدار قطنی، جلد 1، صفحہ 308 3۔ فضائل القرآن، صفحہ 218

امام ابونعیم نے تاریخ اصبہان میں، ابن اشتہ نے المصاحف میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تعظیم الٰہی کی خاطر خوبصورت بِسْمِ اللّٰهِ لکھی اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا۔ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے خوبصورت اور ترتیب کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی تو اسے بخش دیا گیا۔

امام السّلفی نے اپنے جزء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا باء کو میم کی طرف لمبا نہ کیا جائے حتیٰ کہ سین ختم ہو جائے۔

خطیب نے الجامع میں الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بسم اللّٰہ کو لمبا کرنے سے منع فرمایا۔ الخطیب اور ابن اشتہ نے المصاحف میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الباء کو میم کی طرف لمبا کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ حتیٰ کہ سین لکھی جائے۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو بسم اللہ لکھے تو سین کو واضح کر۔

الخطیب نے الجامع میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی بسم اللّٰہ لکھے تو الرحمٰن کو لمبا کرے۔

امام دیلمی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے معاویہ دوات کو رکھ دے، قلم کو علیحدہ کر، الباء کو سیدھا لکھ، سین کو جدا کر اور میم کو گہرا کر اور اللہ کو خوبصورت کر الرحمٰن کو لمبا کر، رحیم کو عمدہ کر اور اپنا قلم اپنے دائیں کان میں رکھ کیونکہ یہ تجھے یاد دلائے گا۔

الخطیب نے مطر حضرت الوراق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان جو رسول اللہ ﷺ کے کاتب تھے، انہیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ باء اور سین کے حروف کو جمع کرو اور سین کو میم کی طرف لمبا کرو پھر اللہ، الرحمٰن الرحیم کے حروف کو جمع کرو اور اللہ کے اسماء میں سے کسی اسم کو کتابت اور قرأت میں لمبا نہ کرو۔

امام ابوعبید نے حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بِسْمِ اللّٰهِ کو "بم" لکھنے کو ناپسند کرتے تھے کیونکہ اس طرح آغاز میں سین رہ جاتی ہے(1)۔

امام ابوعبید نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن سیرین کے لیے (بم) لکھا تو ابن سیرین نے کہا رک جاؤ سین لکھو۔ اس بات سے بچو کہ تم میں سے کوئی گناہ میں ملوث ہو اور اسے علم بھی نہ ہو(2)۔

امام ابوعبید، عمران بن عون سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کاتب کو مارا جس نے بسم اللہ میں سین سے پہلے میم کو لکھا۔ کاتب سے پوچھا گیا کہ تجھے امیر المومنین نے کیوں مارا ہے تو اس نے کہا سین نہ لکھنے کی وجہ سے مارا ہے(3)۔

1۔ فضائل القرآن، صفحہ 218 2۔ ایضاً، صفحہ 219 3۔ ایضاً، صفحہ 219

امام ابن سعد نے طبقات میں حضرت جویریہ بنت اسماء رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے اس کاتب کو معزول کر دیا تھا جس نے بسم اللہ میں سین کو نہیں لکھا تھا اور (بم) لکھا تھا۔ ابن سعید نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ وہ باء کو اس طرح لکھنا ناپسند کرتے تھے کہ اسے میم کی طرف لمبا کیا جائے حتی کہ پہلے سین لکھی جائے۔ (بم) لکھنے میں بڑا سخت قول (وارد) ہے۔

الخطیب نے حضرت معاذ بن معاذ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت سوار کے پاس بسم اللہ لکھی تو میں نے باء کو لمبا کر دیا اور سین کو نہ لکھا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا سیدنا محمد ﷺ اور حضرت حسن اس کو ناپسند کرتے تھے۔

خطیب نے حضرت عبداللہ بن صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے بسم اللہ لکھی اور باء کو اتنا بلند کر دیا کہ وہ طویل ہوگئی۔ اللیث سے اس کو ناپسند کیا اور اس کا انکار کیا۔ اور فرمایا تو نے معنی بدل دیا ہے یعنی باء، لام بن گئی ہے۔

امام ابو داؤد نے مراسیل میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک زمین پر پڑی کتاب کے اوپر سے گزرے تو آپ ﷺ نے اس کتاب کے پاس بیٹھے نوجوان کو فرمایا اس کتاب میں کیا ہے؟ اس نے کہا بِسْمِ اللّٰهِ تو فرمایا جس نے ایسا کیا اس پر لعنت کی گئی بسم اللہ کو اپنے مقام پر رکھا کرو۔ خطیب نے تالی التلخیص میں حضرت انس سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جس نے اس کاغذ کو اٹھا لیا جس پر بِسْمِ اللّٰهِ لکھی ہوئی تھی تا کہ اس کی بے ادبی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ شخص صدیقین میں لکھا جائے گا اور اس کے والدین سے عذاب کی تخفیف کی جائے گی اگر چہ وہ کافر ہوں گے۔

امام ابن ابی داؤد نے البعث میں حضرت ام خالد بن سعید بن العاص رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتی ہیں میں نے سب سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھی تھی۔

امام ثعلبی نے کلبی کے طریق سے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مکہ میں کھڑے ہو کر بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی تو قریش نے کہا: اللہ تعالیٰ تیرا منہ چھوٹا کردے۔

امام ابو داؤد نے اپنی مراسیل میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں بِسْمِ اللّٰهِ جہراً پڑھتے تھے۔ اہل مکہ مسیلمہ کو الرحمٰن کہتے تھے۔ لوگ یہ سن کر کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) یمامہ کے خدا کی طرف بلاتا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے بِسْمِ اللّٰهِ مخفی پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے وصال تک کبھی جہراً نہ پڑھی۔ طبرانی نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے تو مشرکین آپ سے استہزاء کرتے اور کہتے محمد ﷺ یمامہ کے خدا کا ذکر کرتا ہے مسیلمہ کو الرحمٰن کہا جاتا تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے مخفی پڑھنے کا حکم دیا (1)۔ طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بِسْمِ اللّٰهِ آہستہ پڑھتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی انہوں نے اس کو حسن بھی کہا ہے۔ نسائی، ابن ماجہ، اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی

1۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 11، صفحہ 440، (12245)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکمہ
2۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 255، (739)

اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے باپ نے مجھے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے سنا تو فرمایا اے بیٹے یہ کیا بدعت ہے؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو جہراً بِسْمِ اللّٰهِ پڑھتے نہیں سنا (1)۔ ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے بِسْمِ اللّٰهِ بلند آواز سے پڑھنا بدوؤں کی قرأت ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا امام کا بلند آواز سے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھنا بدعت ہے۔

امام ابن الضریس نے یحییٰ بن عتیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ قرآن کریم کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ لکھو اور ہر دو سورتوں کے درمیان بھی لکھو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ: سب تعریفیں اللہ کے لیے

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، الخطابی نے الغریب میں بیہقی نے الادب میں دیلمی نے مسند الفردوس میں، اور ثعلبی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ الحمد، شکر کی اصل ہے اس بندے نے شکر ادا نہیں کیا جس نے اس کی حمد نہیں کی (2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی چوری ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے میری اونٹنی لوٹا دی تو میں اپنے رب کا شکریہ ادا کروں گا۔ وہ اونٹنی عربوں کے ایک قبیلہ میں پہنچ گئی جس میں ایک مسلمان عورت بھی رہتی تھی۔ اس نے خیال کیا کہ وہ اس کو بھگا کرلے جائے۔ اس عورت نے دیکھا کہ قوم غافل ہے۔ وہ اس اونٹنی پر سوار ہوئی اور اسے بھگا کرلے گئی۔ صبح کے وقت مدینہ طیبہ پہنچ گئی۔ صحابہ کرام نے جب دیکھا تو بہت خوش ہوئے وہ اس کو ساتھ لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو دیکھا تو فرمایا الحمد للہ! صحابہ کرام انتظار کرنے لگے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور شکر روزہ رکھتے ہیں یا نماز پڑھتے ہیں۔ صحابہ کرام نے خیال کیا کہ آپ بھول گئے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ آپ نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری اونٹنی لوٹائے گا تو میں اپنے رب کا شکر کروں گا (لیکن آپ نے شکر تو نہیں کیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں نے کہا نہیں تھا الحمد للہ۔

امام ابن جریر اور حاکم نے تاریخ نیسابور میں اور دیلمی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت الحکم بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (حکم کو صحابیت کا شرف حاصل ہے)۔ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا تو تو نے اللہ کا شکریہ ادا کیا، پس اللہ تعالیٰ تیری نعمت میں اضافہ کرتا ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ الحمد کلمہ شکر ہے۔ جب بندہ الحمد للہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے میرا شکریہ ادا کیا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا الحمد شکر ہے، اور اللہ کی نعمت کا مقابل ہے، اس کی نعمت کا اقرار ہے، اس کی ہدایت اس کی ابتداء وغیرہ کا اقرار ہے (4)۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 33، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 196، مطبوعہ بیروت
3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 70
4۔ ایضاً،

نے فرمایا ہم نے سبحان اللہ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو جان لیا یہ الحمد کیا ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ کلمہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے اور یہ کہنے کو وہ محبوب رکھتا ہے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے(1)۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ الحمد للہ، رحمٰن کی چادر ہے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابوعبدالرحمٰن الجبائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نماز شکر ہے، روزہ شکر ہے، ہر نیکی کا کام جو تم اللہ کی رضا کیلئے کرتے ہو وہ شکر ہے اور افضل ترین شکر الحمد ہے۔ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے شعب الایمان میں جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل الذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور افضل الدعا الحمد للہ ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے(2)۔ امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے پر اللہ تعالیٰ نے کوئی نعمت فرمائی اور اس نے الحمد للہ کہا تو جو نعمت عطا کی گئی اس سے افضل ہے جو اس سے لیا گیا (یعنی حمد ہر نعمت پر افضل ہے)(3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے پر اللہ تعالیٰ کا کوئی انعام ہو تو اس سے الحمد افضل ہے(4)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے الشعب میں حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے پر کوئی نعمت فرمائے اس پر وہ اس کی حمد کرے تو وہ حمد اس نعمت سے افضل ہوگی خواہ وہ کوئی بھی نعمت ہو(5)۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا تمام کی تمام اپنی کثرت کے ساتھ میرے کسی امتی کے ایک ہاتھ میں ہو پھر وہ کہے الحمد للہ تو حمد اس دنیا سے افضل ہوگی۔

امام احمد، مسلم اور نسائی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طہارت ایمان کا نصف ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ زمین اور آسمان کو بھر دیتا ہے، نماز نور ہے، صدقہ دلیل ہے، صبر ضیاء ہے۔ قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف حجت ہے، ہر شخص صبح کرتا ہے تو اپنے نفس کو بیچنے والا ہے، وہ اسے آزاد کرنے والا ہے یا اس ہلاک کرنے والا ہے(6)۔ سعید بن منصور، امام احمد، ترمذی اور ابن مردویہ نے بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ نصف میزان ہے، الحمد للہ میزان کو بھرتا ہے، اللہ اکبر آسمان اور زمین کو بھرتا ہے، پاکیزگی نصف میزان ہے اور روزہ نصف صبر ہے(7)۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تسبیح نصف میزان ہے، الحمد للہ میزان کو بھرتا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 70
2۔ شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 90، (4371)
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4 صفحہ 287، (3805)، مطبوعہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 98، (4404)
5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 98، (4405)
6۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 118، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
7۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 44، (3519)، مطبوعہ، بیروت

اللہُ، اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے (1)۔

امام احمد، بخاری نے الادب المفرد میں، نسائی اور حاکم نے (اس نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور ابونعیم نے الحلیہ میں بیہقی نے الشعب میں حضرت الاسود بن سریع التمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو وہ محامد نہ بتاؤں جن کے ساتھ میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کی حمد کی ہے۔ فرمایا یقیناً تمہارا رب حمد کو پسند فرماتا ہے (2)۔ ابن جریر نے الاسود بن سریع سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک اس کی حمد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں اسی وجہ سے تو اپنی تعریف میں فرمایا الحمد للہ (3)۔ بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ آہستہ کام کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور عجلت شیطان کی طرف سے ہے اور کوئی چیز اللہ کی بارگاہ میں عذروں کو قبول کرنے سے زیادہ نہیں ہے اور اللہ کی بارگاہ میں حمد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے (4)۔

امام ابن شاہین نے السنہ میں اور دیلمی نے ابان عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا توحید جنت کی قیمت ہے، الحمد للہ ہر نعمت کی قیمت ہے، لوگ جنت کو اپنے اعمال کے ساتھ تقسیم کریں گے (5)۔ الخطیب نے تالی التلخیص میں ثابت عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ توحید جنت کی قیمت ہے اور حمد ہر نعمت کے شکر کی ادائیگی ہے۔ ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اہمیت والا کام جو حمد الٰہی سے شروع نہ کیا گیا ہو وہ بے برکت ہے (6)۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ کہے الحمد للہ تو فرشتہ کہتا ہے رب العالمین۔ جب بندہ رب العالمین کہے تو فرشتہ کہتا ہے یرحمک اللہ۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن السنی اور ابونعیم نے الطب النبوی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے ہر اس چھینک کے وقت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ کہا جو اس نے سنی اسے کبھی ڈاڑھ اور کانوں کی تکلیف نہ ہوگی۔

حکیم ترمذی نے حضرت واثلہ بن الاسقع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چھینک مارنے والے نے جلدی سے الحمد للہ کہا اسے پیٹ کا کوئی مرض تکلیف نہیں پہنچائے گا (7)۔ حکیم الترمذی نے حضرت موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر چھینک مارنے والا سات سمندروں کے پیچھے چھینک مارے تو تم مجھے یاد کرو (8)۔ بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 44، (3519)، مطبوعہ، بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 712، (6515)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 70
4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 89، (4367)
5۔ مسند الفردوس از دیلمی، جلد 2، صفحہ 74، (2415)
6۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 4، صفحہ 433، (1065) مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض
7۔ نوادر الاصول، صفحہ 152، مطبوعہ دار صادر بیروت
8۔ ایضاً، صفحہ 153

4B

فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے خاندان کے افراد میں سے ایک لشکر بھیجا تو یہ دعا فرمائی ''اَللّٰھُمَّ لَکَ عَلَیَّ اِنْ رَدَدْتَھُمْ سَالِمِیْنَ اَنْ اَشْکُرَکَ حَقَّ شُکْرِکَ'' کچھ عرصہ بعد وہ صحیح سلامت واپس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے کہا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی سَابِغِ نِعَمِ اللّٰہِ'' میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کو صحیح سلامت لوٹائے گا تو میں شکر کروں گا جیسا شکر کرنے کا حق ہے فرمایا کیا میں نے (الحمد للہ کہہ کر) ایسا کر نہیں دیا (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الشکر میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سعید بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کا ایک لشکر بھیجا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں سلامت لوٹائے گا اور انہیں مال غنیمت عطا فرمائے گا تو مجھ پر اللہ کا شکر واجب ہے۔ کچھ عرصہ بعد وہ مال غنیمت لے کر سلامتی کے ساتھ واپس آ گئے کسی صحابی نے کہا ہم نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ اگر یہ صحیح سلامت اور مال غنیمت لے کر واپس آ گئے تو مجھ پر اللہ کا شکر واجب ہے؟ فرمایا میں نے شکر ادا کر دیا ہے۔ میں نے کہا تھا ''اَللّٰھُمَّ شُکْرًا وَ لَکَ الْفَضْلُ الْمَنُّ فَضْلًا'' (2)۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے باپ کا خچر گم ہو گیا تو انہوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے لوٹا دے گا تو میں اس کی ایسے محامد کے ساتھ حمد کروں گا جو اسے پسند ہیں کچھ وقفہ کے بعد وہ خچر اپنی زین اور لگام کے ساتھ واپس آ گیا وہ اس پر سوار ہو گئے جب سیدھے بیٹھ گئے تو اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہا الحمد للہ۔ اس سے زیادہ کلام نہ کیا۔ اس کے متعلق ان سے کچھ کہا گیا تو انہوں نے فرمایا کیا میں نے کوئی چیز چھوڑی ہے یا کوئی چیز باقی رکھی ہے میں نے مکمل تعریف اللہ کے لیے کر دی ہے (3)۔ بیہقی نے منصور عن ابراہیم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ الحمد للہ بہت سی کلاموں سے زیادہ ثواب کا حامل ہے۔ ابوالشیخ اور بیہقی نے محمد بن حرب سے روایت کیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا الحمد ذکر اور شکر ہے اس کے علاوہ کوئی چیز ذکر و شکر نہیں ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں بندہ جب سبحان اللہ کہتا ہے تو یہ مخلوق کی صلاۃ ہے اور جب کہتا ہے الحمد للہ تو یہ وہ کلمۂ شکر ہے کہ جب تک کوئی بندہ یہ کلمہ نہ کہے اس نے کبھی شکر ادا نہ کیا۔ اور جب بندہ کہتا ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یہ وہ کلمۂ اخلاص ہے کہ جب تک بندہ یہ نہیں کہتا اللہ تعالیٰ بندے کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔ جب بندہ کہتا ہے اللہ اکبر یہ آسمان اور زمین کو بھر دیتا ہے اور جب کہتا ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسلام قبول کیا اور تابعداری کا مظاہرہ کیا۔

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ: جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کا

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رب العالمین کے متعلق نقل کیا ہے کہ العالمین سے مراد جن و انس ہیں (4)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 95، (4390) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96، (4391) 3۔ ایضاً، (4392)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 73، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر رحمہما اللہ نے مجاہد سے بھی العالمین کا معنی جن و انس نقل کیا ہے (1) ابن جریر نے سعید بن جبیر سے بھی اس کی مثل مفہوم روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رب العالمین کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ساری مخلوق کا معبود ہے، تمام آسمان اور جو کچھ ان میں مخلوق ہے۔ تمام زمینیں اور جو کچھ ان کے اندر ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے خواہ معلوم ہے یا نا معلوم ہے (2)۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابو یعلی نے مسند میں ابن عدی نے الکامل میں ابو الشیخ نے العظمہ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں الخطیب نے التاریخ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مکڑی کم ہوگئی، آپ نے اس کے متعلق پوچھا تو کوئی خبر نہ ملی آپ اس کی وجہ سے پریشان ہوئے آپ نے ایک شہسوار کداء کی طرف دوڑایا، ایک شام کی طرف اور ایک عراق کی طرف دوڑایا تا کہ وہ پوچھ کر آئیں کہ کسی نے کوئی مکڑی دیکھی ہے یا نہیں یمن کی طرف جانے والا شہسوار مکڑیوں کی ایک مٹھی لایا اور حضرت عمر کے سامنے ڈال دیں جب آپ نے انہیں مردہ دیکھا تو تکبیر بلند کی اور پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہزار امت پیدا فرمائی ہے چھ سو سمندر میں ہیں اور چار سو خشکی میں ہیں اور ان امتوں میں جو چیز سب سے پہلے ہلاک ہوگی وہ مکڑی ہوگی جب ایک ہلاک ہوگی تو سلسلہ چل پڑے گا جیسے کسی دھاگہ میں پروئی ہوئی چیز کا دھاگہ ٹوٹتا ہے (تو وہ متواتر گرنے لگتی ہے) (3)۔

امام ابن جریج نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے رب العالمین کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہر قسم کے عالم کا رب۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت تبیع الحمیری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں عالمین ہزار امت ہیں چھ سو سمندر میں ہیں اور چار سو خشکی میں ہیں۔

امام امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے رب العالمین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انس ایک عالم ہے۔ جن ایک عالم ہے اور ان کے علاوہ فرشتوں کے اٹھارہ ہزار عالم ہیں اور زمین کے چار زاویے ہیں ہر زاویہ میں تین ہزار عالم ہیں اور ان میں سے پانچ سو عالم اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیے ہیں (4)۔ ثعلبی نے شہر بن حوشب کے واسطہ سے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ العالمین سے مراد فرشتے ہیں اور یہ اٹھارہ ہزار اسی فرشتے ہیں ان میں سے چار سو یا پانچ سو فرشتے مشرق میں ہیں، اتنے ہی فرشتے مغرب میں ہے۔ اتنے ہی دنیا کے تیسرے کندھے پر ہیں، اتنے ہی فرشتے دنیا کے چوتھے کندھے پر ہیں اور ہر فرشتے کے ساتھ اس کے معاون فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابو الشیخ نے اور امام ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اٹھارہ ہزار عالم ہیں دنیا میں ان میں سے ایک ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 73
3۔ الکامل از ابن عدی، جلد 7، صفحہ 58، (1511)، مطبوعہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 74

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۲﴾: بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا

امام عبد بن حمید نے مطر الوراق کے واسطہ سے قتادہ سے سورۂ فاتحہ کی تفسیر روایت کی ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وہ قول اور حمد ہے کہ مخلوق میں سے کسی نے اس کا کا یہ وصف بیان نہیں کیا۔ الرحمٰن الرحیم اس نے اپنی مدح فرمائی ہے۔ مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اس دن سے مراد وہ دن ہے جس میں لوگوں کو جزاء دی جائے گی۔ پھر فرمایا یعنی تم اسطرح کہو اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ۔ اپنی ذات پر آگاہی بخشی ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صراط مستقیم سے مراد صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ہے اور اس سے مراد انبیاء کا راستہ ہے۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ سے مراد یہود ہیں وَ لَا الضَّآلِّیْنَ سے مراد نصاریٰ ہیں۔

امام دار قطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھا تو اسے ایک آیت شمار کیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کو دوسری الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو تیسری، مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ کو چوتھی آیت شمار کیا اور فرمایا اسی طرح اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ اور اپنی پانچوں انگلیاں جمع فرمادیں (1)۔

مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳﴾: ترجمہ مالک ہے روز جزا کا

امام ترمذی، ابن الانباری اور ابن ابی الدنیا نے کتاب المصاحف میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ مَلِك کو بغیر الف کے پڑھتے تھے (2)۔

ابن الانباری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ، ابو بکر، عمر، طلحہ، زبیر، عبد الرحمٰن بن عوف اور معاذ بن جبل مٰلِكِ کو بغیر الف کے ملك پڑھتے تھے۔ امام احمد نے الزہد میں، ترمذی، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ، ابو بکر، عمر، عثمان الف کے ساتھ مٰلِكِ پڑھتے تھے (3)۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت سالم عن ابیہ کے طریقہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ، حضرت ابو بکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے تھے (4)۔ وکیع نے اپنی تفسیر میں، عبد بن حمید، ابوداؤد اور ابن ابی داؤد نے زہری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے تھے۔ اور سب سے پہلے جس نے بغیر الف کے پڑھا تھا وہ مروان تھا۔

امام ابن ابی داؤد اور الخطیب نے ابن شہاب کے طریق سے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ، ابو بکر اور عمر مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے تھے۔ ابن ابی داؤد نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ، ابو بکر، عمر، عثمان، معاویہ اور اس کا بیٹا یزید یہ سب مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے ہیں۔ ابن شہاب کہتے ہیں مروان نے سب سے پہلے بغیر الف کے مَلِكِ پڑھا تھا۔

ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے زہری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ، حضرات ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر ابن

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 435، (2318)
2۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 116 مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 38، (2928)
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 515، (169)، مطبوعہ الریاض

مسعود اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی یہ تمام حضرات مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے۔ ابن ابی داؤد اور ابن ابی ملیکہ نے نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھا۔

امام ابن ابی داؤد، ابن الانباری اور دارقطنی نے الافراد میں، ابن جمیع نے اپنی معجم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے تھے۔

امام حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مٰلِكِ پڑھتے تھے (1)۔ امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مٰلِكِ کو الف کے ساتھ پڑھا ہے اور غیر کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام وکیع، الفریابی، ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے کئی طرق سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الف کے ساتھ مٰلِكِ پڑھتے تھے (2)۔

امام وکیع اور سعید بن منصور نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ مٰلِكِ پڑھتے تھے (3)۔

امام وکیع، الفریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی داؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مٰلِكِ الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔ عبد بن حمید نے ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مٰلِكِ پڑھا تھا۔

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن مسعود اور بہت سے صحابہ سے روایت کیا ہے کہ يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد یوم حساب ہے (4)۔ اس روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس دن اس کے ساتھ حکم کا کوئی مالک نہ ہوگا جس طرح کہ لوگ دنیا میں مالک ہیں۔ اور يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد مخلوق کے حساب کا دن ہے۔ وہ قیامت کا دن ہے وہ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزاء دے گا اگر اعمال اچھے ہوں گے تو جزاء بھی اچھی ہوگی اگر اعمال برے ہوں گے تو جزاء بھی بری ہوگی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے (5)۔ عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یوم الدین کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ بندوں کو ان کے اعمال کے مطابق جزاء دے گا۔

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بارش کی کمی کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے منبر لانے کا حکم دیا پھر اسے عیدگاہ میں رکھا گیا اور ایک دن لوگوں کے لیے مقرر فرمایا کہ وہ باہر نکلیں۔ آپ ﷺ تشریف لائے جبکہ سورج طلوع ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ تکبیر کہی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 252، (2911)
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 532، (172)، مطبوعہ ریاض
3۔ ایضاً، 171
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 79
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 79-76

اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی پھر فرمایا تم نے اپنی زمینوں کے بنجر ہو جانے کی شکایت کی اور عرصہ دراز سے بارش نہیں اتری۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اسے پکارو اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعا کو قبول کرے گا پھر آپ ﷺ نے یہ دعا مانگی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُمَّ اَنْتَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَ نَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْ قُوَّةً وَّ بَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ۔ ابوداؤد فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند مفید ہے۔ اہل مدینہ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ پڑھتے ہیں اور حدیث ان کی حجت ہے (1)۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ترجمہ: تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن حاتم نے ابن عباس سے اِيَّاكَ نَعْبُدُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے ہم تجھے ایک مانتے ہیں اور تجھی سے ڈرتے ہیں اور تجھ سے امید رکھتے ہیں تو ہمارا رب ہے تیرے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اور ہم تجھ سے تیری اطاعت پر اور اپنے تمام امور پر مدد طلب کرتے ہیں (2)۔

امام وکیع اور الفریابی نے حضرت ابورزین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سنا آپ نے یہ حروف پڑھے اور آپ فصیح و بلیغ قریشی تھے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا آپ نے دونوں صیغوں کو مرفوع پڑھا۔ الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابورزین سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ، پہلے ہمزہ پھر مد، پھر شد پڑھی۔

ابو القاسم البغوی اور الماوردی نے معرفۃ الصحابہ میں، طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہمارا ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دشمن سے مقابلہ ہوا میں نے آپ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ فرمایا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ گر رہے ہیں ملائکہ انہیں آگے اور پیچھے سے مار رہے ہیں (3)۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝: چلا ہم کو سیدھے راستہ پر

امام حاکم نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے اور ذہبی نے انکا تعاقب کیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے الصراط کو صاد کے ساتھ پڑھا (4)۔ سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری نے التاریخ میں اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ الصراط کو سین کے ساتھ پڑھتے تھے (5)۔

ابن الانباری نے عبداللہ بن کثیر سے روایت کیا ہے کہ وہ الصراط کو سین کے ساتھ پڑھتے تھے۔

ابن الانباری نے الفراء سے نقل کیا ہے کہ حضرت حمزہ رحمہ اللہ نے الزراط زاء کے ساتھ پڑھا۔ الفراء کہتے ہیں الزراط

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 476، (1225)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 80، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی
3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 2، صفحہ 592، مطبوعہ المکتبۃ العربیہ حلب
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 253، (2912)
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 532، مطبوعہ ریاض

زاء کے اخلاص کے ساتھ قبیلہ عذرہ، کلب اور بنی العین کی لغت ہے، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمیں اپنا دین حق الہام فرما۔ ابن جریر نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہمیں ہدایت دینے والا راستہ الہام فرما اور وہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس میں کوئی کجی نہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الطراط کا معنی طریق (راستہ) نقل کیا ہے (2)۔

وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، المحاملی نے المصنف کے نسخہ سے امالی میں اور حاکم حضرت نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۝ سے مراد اسلام ہے اور یہ آسمان اور زمین کے درمیان جو وسعت ہے اس سے بھی زیادہ وسیع ہے (3) ابن جریج نے ابن عباس سے اس کا معنی الاسلام نقل کیا ہے۔ ابن جریر نے ابن عباس اور کئی دوسرے صحابہ سے اس کا معنی الاسلام روایت کیا ہے (4)۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن بھی کہا ہے) نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک سیدھا راستہ بنایا ہے اور اس کی اطراف پر دو دیواریں ہیں جن میں دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ان دروازوں پر لٹکے ہوئے پردے ہیں اور راستہ کے دراز ہ پر ایک بلانے والا ہے جو یہ کہہ رہا ہے اے لوگو! تمام کے تمام راستہ پر چلو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ ایک بلانے والا راستہ کے اوپر سے بلا رہا ہے جب کوئی انسان ان دروازوں میں سے کسی دروازہ کو کھولنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے تیرے لیے ہلاکت ہو اس کو نہ کھول اگر تو اس کو کھولے گا تو اس میں گھس جائے گا، الصِّرَاطَ سے مراد اسلام ہے دروازے اللہ کی حدود ہیں اور کھلے ہوئے دروازے اللہ کی محارم ہیں اور راستہ کے سرے پر بلانے والا کتاب اللہ ہے اور اوپر سے بلانے والا اللہ کی طرف سے وہ واعظ ہے جو ہر مسلمان کے دل میں ہوتا ہے (5)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابوبکر ابن الانباری نے المصاحف میں اور حاکم انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ کی تفسیر کتاب اللہ سے کی ہے (6)۔

امام ابن الانباری نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ راستہ مختصر ہے شیاطین اس کے اوپر آ جاتے ہیں۔ اے اللہ کے بندو! یہ سیدھا راستہ ہے اس کی اتباع کرو۔ اور الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ اللہ کی کتاب ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔

امام ابن ابی شیبہ، دارمی، ترمذی (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے المصاحف میں ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ فتنے ہوں گے۔ میں نے کہا ان سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ فرمایا کتاب اللہ، اس میں تم سے پہلے لوگوں کے واقعات بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کی خبریں بھی ہیں، اس میں تمہارے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ بھی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 86 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 445، (7216) 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا جلد 1، صفحہ 86

یہ قول فصل ہے مزاح نہیں ہے۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے یہ اس کا پختہ ذکر ہے اور یہی الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت الکبیر میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وہ ہے جس پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑا۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرمایا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ وہ ہے جس کی ایک طرف پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑا اور اس کی دوسری طرف جنت میں ہے۔ بیہقی نے الشعب میں قیس بن سعد عن رجل کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قرآن نور مبین، ذکر حکیم اور الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے (2)۔ عبد بن حمید، ابن جریج، ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن عساکر نے عاصم الاحول کے طریق سے حضرت ابو العالیہ سے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعد کے دونوں ساتھی ہیں ہم نے اس کا ذکر حضرت حسن کے سامنے کیا تو انہوں نے فرمایا ابو العالیہ نے سچ کہا ہے اور خالص بات کی ہے۔ حاکم نے ابو العالیہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح بھی کہا ہے کہ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھی ہیں (3)۔ عبد بن حمید نے حضرت ابو العالیہ الریاحی سے روایت کیا ہے فرمایا اسلام کو سیکھو اور جب تم اس کو سیکھ لو تو پھر اس سے انحراف نہ کرو اور تمہیں الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پر چلنا لازم ہے کیونکہ الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے مراد اسلام ہے اس سے دائیں، بائیں انحراف نہ کرو۔ سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابن المنذر اور بیہقی نے کتاب الرؤیا میں حضرت سفیان سے روایت کیا ہے فرمایا قرآن کی تفسیر میں اختلاف نہیں ہے یہ ایک جامع کلام ہے اور اس سے یہ یہ مراد ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں، ابونعیم نے الحلیہ میں ابوقلابہ سے روایت کیا ہے فرمایا، ابودرداء نے فرمایا تو پوری طرح سمجھ نہیں رکھتا حتی کہ تو قرآن میں کئی وجوہ دیکھے۔ ابن سعد نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس کو خوارج کے متعلق بتاتے ہوئے سنا جنہوں نے حکومت کا انکار کیا تھا اور حضرت علی بن ابی طالب سے جدا ہو گئے تھے فرمایا ان سے بارہ ہزار جدا ہوئے تھے۔ حضرت علی نے مجھے بلایا اور فرمایا ان کی طرف جاؤ ان سے مخاصمہ کرو اور انہیں کتاب وسنت کی طرف بلاؤ اور قرآن کے ساتھ ان سے نہ جھگڑو کیونکہ قرآن کئی وجوہ رکھتا ہے لیکن سنت کے ذریعے ان سے مناظرہ کرو۔

امام ابن سعد نے حضرت عمران بن مناح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا اے امیر المومنین میں ان سے کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہوں، ہمارے گھروں میں یہ نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے لیکن قرآن جمال ہے کئی وجوہ رکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے وہ اور کہیں گے لیکن ان سے سنت کے ساتھ جھگڑا کر کیونکہ اس سے انہیں بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں، ابن عباس ان کے پاس گئے اور سنن کے ساتھ ان سے مناظرہ کیا تو ان کے پاس کوئی دلیل نہ رہی۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ۔ راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 326، (1935) 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 226، 1598

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 284، (3025)

امام وکیع، ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری ان دونوں نے المصاحف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ وہ صِرَاطَ مَنْ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۝ پڑھتے تھے (1)۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے صراط من انعمت نماز میں پڑھا تھا (2)۔

ابن الانباری نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عَلَيْهِمِيْ یعنی ہاء اور میم کے کسرہ اور یاء کے اثبات کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابن الانباری نے اعرج سے روایت کیا ہے کہ وہ علیھمو یعنی ہاء اور میم کے ضمہ اور واؤ کے الحاق کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابن الانباری نے حضرت عبد اللہ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ انعمت علیھمو یعنی ہاء کے کسرہ میم کے ضمہ اور واؤ کے الحاق کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابن الانباری نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ وہ عَلَيْهُمْ یعنی ہاء اور میم کے ضمہ کے ساتھ بغیر واؤ کے پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں عکرمہ اور اسود دونوں صراط من انعمت پڑھتے تھے۔ ثعلبی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ چھٹی آیت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی تفسیر یہ نقل کی ہے ملائکہ، انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین جنہوں نے تیری اطاعت کی اور تیری عبادت کی ان کا راستہ (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک قول اس کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ مومنین کا راستہ (4)۔ ابن جریر نے حضرت ابوزید سے صِرَاطَ الَّذِيْنَ کی تفسیر نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے راستہ کے ساتھ روایت کی ہے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الربیع بن انس سے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ اس سے مراد انبیائے کرام ہیں۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد یہود اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے بھی یہود و نصاریٰ کی تفسیر نقل کی ہے۔ اسی طرح عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر سے یہی تفسیر نقل کی ہے۔ امام عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، ابن جریر اور البغوی نے معجم الصحابہ میں، المنذر اور ابوالشیخ نے عبد اللہ بن شقیق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے اس شخص نے بتایا جس نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا جبکہ آپ وادی قریٰ میں گھوڑے پر سوار تھے بنی القین کے ایک شخص نے پوچھا الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے یا رسول اللہ سے کون مراد ہیں؟ فرمایا یہود۔ پھر پوچھا الضَّآلِّيْنَ سے کون مراد ہیں؟ فرمایا نصاریٰ (6)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ

1۔ سنن سعید بن منصور جلد 2، صفحہ 533، (77-176)، مطبوعہ ریاض
2۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 290، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 88،
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 61، (2329)

ﷺ وادی القریٰ کے لوگوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے ایک شخص نے کہا یہ کون ہیں فرمایا یہ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ یعنی یہود ہیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ دوسرا طائفہ کن کا ہے فرمایا الضَّآلِّيْنَ یعنی نصاریٰ ہیں (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن شقیق کے طریق سے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کے متعلق پوچھا تو فرمایا یہود ہیں میں نے پوچھا الضَّآلِّيْنَ سے کون مراد ہیں فرمایا نصاریٰ۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن شقیق عن رجل من بلقین عن ابن عم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ وادی القریٰ میں تھے میں نے پوچھا آپ کے نزدیک یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ (یہود ہیں) اور الضَّآلِّيْنَ نصاریٰ ہیں (2) سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں سعید بن منصور نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد یہود ہیں اور الضَّآلِّيْنَ نصاریٰ ہیں (3)۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، انہوں نے اسے حسن کہا ہے، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان نے اپنی صحیح میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ یہود ہیں الضَّآلِّيْنَ نصاریٰ ہیں (4)۔ احمد، ابوداؤد، ابن حبان، الحاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور طبرانی نے الشرید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے پاس سے نبی کریم ﷺ گزرے جبکہ میں اسطرح بیٹھا تھا کہ میرا بایاں ہاتھ میری پیٹھ کے پیچھے تھا۔ اور میں اپنے ہاتھ کی جڑوں پر سہارا لیے ہوئے تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ کی طرح بیٹھتا ہے (5)۔

امام ابن جریج نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد یہود اور الضَّآلِّيْنَ سے مراد نصاریٰ ہیں۔ ابن جریج نے مجاہد سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد یہود اور الضَّآلِّيْنَ سے مراد نصاریٰ ہونے میں مفسرین کا کوئی اختلاف میں نہیں جانتا۔

آمین کا ذکر

امام وکیع اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا جبریل نے رسول اللہ ﷺ کو فاتحہ الکتاب پڑھائی پھر جب وَلَا الضَّآلِّيْنَ پر پہنچے تو کہا کہو آمین تو آپ ﷺ نے کہا آمین۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں اس کو حسن کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت وائل بن حجر الحضرمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا پھر آمین کہا اور اس کے ساتھ آپ آواز کو لمبا کرتے تھے (4)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے وائل بن حضرت حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 537، (179)
2۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 95-91
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 299، (7703)
4۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 34، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ کہا تو پھر رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ آمِیۡن کہا(1)۔

امام طبرانی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں داخل ہوئے پھر جب سورۂ فاتحۃ الکتاب سے فارغ ہوئے تو تین مرتبہ آمین کہا(2)۔ امام ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کہا تو امین کہا(3)۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کہے تو تم آمین کہو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول کرے گا(4)۔

امام مالک، شافعی ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ جس کی آمین، ملائکہ کی آمین سے موافقت کرے گی اس کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے(5)۔

امام ابویعلی نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہ نے جید سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ کہتا ہے اور اس کے مقتدی آمین کہتے ہیں تو آسمان اور زمین والے متوجہ ہوتے ہیں اور جس نے آمین نہ کہی وہ اس شخص کی مانند ہے جو کسی قوم کے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا لیکن انہوں نے اپنے حصے (مال غنیمت) سے نکالے لیکن اس کا حصہ نہ نکلا، اس نے کہا میرا حصہ کیوں نہیں نکلا تو کہا تو نے آمین نہیں کہی(6)۔

امام ابوداؤد نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوزہیر النمیری سے روایت کیا ہے ان کو شرف صحابیت حاصل ہے، فرماتے ہیں جب انسان دعا مانگے تو اس کا اختتام امین سے کرے کیونکہ آمین صحیفہ پر مہر کی مانند ہے اور فرمایا میں تجھے اس کے متعلق بتاؤں؟ ہم ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہمارے پاس ایک شخص آیا جو سوال کرنے میں اصرار کر رہا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور اس کی باتیں سنتے رہے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے مہر لگائی تو اس نے واجب کر دیا ایک شخص نے پوچھا کس کے ساتھ مہر لگائے فرمایا آمین سے۔ کیونکہ اگر امین کے ساتھ مہر لگائی تو واجب کر دیا(7)۔ امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود تمہاری کسی چیز پر اتنا حسد نہیں کرتے جتنا کہ آمین پر تم سے حسد کرتے ہیں(8)۔ ابن ماجہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود تمہاری کسی بات پر اتنا تم سے حسد نہیں کرتے جتنا کہ آمین پر تم سے حسد کرتے ہیں پس تم آمین زیادہ کہا کرو(9)۔ ابن عدی نے الکامل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود انتہائی حاسد

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 289، (2668) مطبوعہ دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، (2667)
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 462، (854) مطبوعہ، بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 289، (2666)
5۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 34
6۔ مسند ابویعلی، جلد 5، صفحہ 229، مطبوعہ بیروت
7۔ شرح سنن ابوداؤد، جلد 4، صفحہ 200، (914) مطبوعہ مکتبۃ الرشید الریاض
8۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 464، (856) مطبوعہ بیروت
9۔ ایضاً، (859)

قوم ہے وہ تم سے تین چیزوں پر حسد کرتی ہے، سلام کا پھیلانا، صف کا سیدھا کرنا اور آمین (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہود حاسد قوم ہے وہ مسلمانوں پر تین چیزوں پر زیادہ حسد کرتے ہیں۔ سلام کا لوٹانا، صفوں کا قائم کرنا، اور فرضی نمازوں میں امام کے پیچھے انکا آمین کہنا۔

الحرث بن اسامہ نے اپنی مسند میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تین خصال عطا کئے گئے ہیں مجھے نماز صفوں میں عطا کی گئی، مجھے سلام عطا کیا گیا جو اہل جنت کا سلام ہے، مجھے آمین عطا کیا گیا جو تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی کو عطا نہیں ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے تھے اور ہارون علیہ السلام آمین کہتے تھے۔ حکیم ترمذی کے الفاظ یہ ہیں اللہ تعالیٰ نے میری امت کو تین چیزیں عطا فرمائی ہیں جو ان سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائیں۔ سلام۔ یہ اہل جنت کا سلام ہے۔ ملائکہ کی طرح صفوف اور آمین مگر یہ کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو آمین کی سعادت عطا کی گئی تھی۔ الطبرانی نے الدعاء میں، ابن عدی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آمین مومن بندوں کی زبان پر رب العالمین کی مہر ہے۔

امام جویبر نے اپنی تفسیر میں ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آمین کا کیا معنی ہے فرمایا: اے میرے پروردگار قبول فرما۔ ثعلبی نے کلبی کے طریق سے ابن صالح عن ابن عباس سے اس کی مثل روایت کی ہے۔ وکیع اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ہلال بن یساف اور مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آمین اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ ابن ابی شیبہ نے حکیم بن جبیر سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مستحب ہے کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ آمِيْن کہا جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو تو اس طرح کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ کہے تو جو دعا تو چاہے اس سے مدد طلب کر۔

امام ابن شاہین نے السنۃ میں اسماعیل بن مسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ آمِيْن بِسْمِ اللّٰهِ تھا، اسماعیل کہتے ہیں حسن سے جب آمین کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کی تفسیر کیا ہے تو انہوں نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اسْتَجِبْ اے اللہ قبول فرما۔ دیلمی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بسم اللہ پڑھی پھر فاتحۃ الکتاب پڑھی پھر آمین کہی تو آسمان میں ہر مقرب فرشتہ اس کیلئے استغفار کرتا ہے۔

1۔ الکامل از ابن عدی، جلد 4، صفحہ 229، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

سورۂ بقرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

امام ابن الضریس نے فضائل میں، ابوجعفر النحاس نے الناسخ والمنسوخ میں ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے فرمایا سورۂ بقرہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ ابن مردویہ نے عبد اللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ سورۂ بقرہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ ابوداؤد نے ناسخ ومنسوخ میں عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلی سورت جو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی وہ سورۂ بقرہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت جامع بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ایک غزوہ میں تھے جس میں امام عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے لوگوں کے درمیان یہ بات پھیل گئی کہ لوگ سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران کہنا ناپسند کرتے ہیں حتی کہ وہ کہتے ہیں وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے اور وہ سورت جس میں آل عمران کا ذکر ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو سنا جب وہ وادی کے بطن میں جا رہے تھے اور جمرہ ان کے دائیں طرف تھا پھر انہوں نے کعبہ کی طرف منہ کیا، پھر سات کنکریاں پھینکیں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی پھر جب فارغ ہوئے تو فرمایا قسم ہے اس کی جسکے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں یہاں سے اس ذات نے کنکریاں پھینکی تھیں جس پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی (1)۔ ابن الضریس، الطبرانی نے الاوسط میں ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ نساء اسی طرح تمام قرآن میں سورتوں کا ذکر نہ کرو بلکہ کہو وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے وہ سورت جس میں آل عمران کا ذکر ہے اس طرح پورے قرآن میں سورتوں کا ذکر کرو (2)۔ امام بیہقی نے الشعب میں صحیح سند کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا سورۂ بقرہ نہ کہو بلکہ اس طرح وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رمضان شریف میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ پڑھی، میں نے خیال کیا کہ ایک رکعت اس کے ساتھ پڑھیں گے پھر آپ ﷺ نے سورۂ نساء شروع فرما دی وہ پڑھی پھر آل عمران شروع کر دی وہ بھی آہستہ آہستہ پڑھی، جب آپ ﷺ کسی تسبیح والی آیت سے گزرتے تو تسبیح کرتے جب کسی سوال والی آیت سے گزرتے تو سوال کرتے اور جب کسی تعوذ والی آیت سے گزرتے تو پناہ مانگتے (4)۔

1۔ صحیح بخاری، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 36-235، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 519، (582)
3۔ ایضاً، (583) 4۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 264 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

امام احمد، ابن الضریس اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑی تھی آپ ﷺ نے سورہ بقرہ، آل عمران اور نساء پڑھی، جب آپ بشارت والی آیت سے گزرتے تو دعا مانگتے اور رغبت کرتے، جب خوف والی آیت سے گزرے تو دعا مانگتے اور پناہ طلب کرتے۔

امام ابوداؤد، ترمذی نے شمائل میں، نسائی اور بیہقی نے حضرت عوف بن مالک اشجعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات کھڑا نماز پڑھ رہا تھا آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو سورہ بقرہ پڑھی۔ آپ کسی آیت رحمت سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور دعا مانگتے اور آیت عذاب سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور پناہ مانگتے پھر آپ ﷺ نے قیام کی مقدار رکوع فرمایا اور رکوع میں یہ تسبیح پڑھی "سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ" پھر قیام کی مقدار سجدہ کیا اور سجدہ میں بھی رکوع والی تسبیح پڑھی۔ پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے تو آل عمران پڑھی پھر ایک ایک سورت پڑھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت سعید بن خالد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک رکعت میں السبع الطوال (سات پہلی بڑی سورتیں) پڑھیں۔

امام ابوعبید، احمد، عبد بن حمید، حمید بن زنجویہ نے فضائل قرآن میں مسلم، ابن الضریس، ابن حبان، الطبرانی، ابوذر الہروی نے فضائل میں حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوامامہ الباہلی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے قرآن پڑھو کیونکہ قیامت کے دن یہ اپنے پڑھنے والوں کی شفاعت کرتے ہوئے آئے گا "زہراوین پڑھو یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کا دفاع کرتے ہوئے آئیں گی گویا دونوں بادل ہیں یا گویا دونوں پر پھیلائے ہوئے پرندوں کے گروہ ہیں جو اپنے مالکوں کے بارے جھگڑ رہے ہیں سورۂ بقرہ پڑھو، کیونکہ اس کا (پڑھنا) برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے جادوگر، کاہن اس کو پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے (2)۔

امام احمد اور بخاری نے تاریخ میں، مسلم، ترمذی اور محمد بن نصر نے حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن اور دنیا میں قرآن کے مطابق عمل کرنے والوں کو لایا جائے گا ان کے آگے آگے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ہوں گی فرمایا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی تین مثالیں بیان فرمائیں جن کو میں ابھی تک نہیں بھولا۔ گویا وہ دونوں بادل ہیں یا گویا وہ دفاع کرنے والی ہیں یا گویا دو سیاہ سائبان ہیں جن کے درمیان کی جگہ بلند ہے یا گویا وہ دونوں پر پھیلائے ہوئے پرندوں کے دو گروہ ہیں جو اپنے مالک کے متعلق جھگڑ رہے ہیں (3)۔ امام ابن ابی شیبہ، احمد بن حنبل اور ابن ابی عمر العرلی نے اپنی اپنی مسانید میں، دارمی، محمد بن نصر، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۂ بقرہ سیکھو کیونکہ اس کا پکڑنا

1۔ شرح سنن ابی داؤد، جلد 4، صفحہ 79، (850)، مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض
2۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 229
3۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 270

(پڑھنا) برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اس کو جادوگر اور کاہن پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر آپ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا سورۂ بقرہ اور آل عمران سیکھو گویا یہ دونوں روشن اور چمکدار ہیں جو قیامت کے روز اپنے پڑھنے اور عمل کرنے والوں پر سایہ کئے ہوئے ہوں گی گویا دونوں بادل ہیں گویا دونوں اس کا دفاع کرنے والی ہیں یا دونوں پر پھیلائے ہوئے پرندوں کے دوگروہ ہیں (1)۔ طبرانی اور ابوذر الہروی نے فضائل میں ضعیف سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زہراوین یعنی سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران سیکھو کیونکہ یہ قیامت کے روز آئیں گی گویا یہ دو بادل ہیں یا گویا یہ دونوں پر پھیلائے ہوئے پرندوں کے دوگروہ ہیں جو اپنے مالکوں کے بارے جھگڑ رہے ہیں۔ بقرہ سیکھو کیونکہ اس کا پکڑنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اس کو کاہن اور جادوگر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتے (2)۔

امام البزار نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور حضرات ابوذر الہروی اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بقرہ اور آل عمران پڑھو کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن آئیں گی گویا وہ دو بادل ہیں یا دفاع کرنے والی ہیں یا پر پھیلائے ہوئے پرندوں کے دوگروہ ہیں۔

امام ابوعبید اور دارمی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تمہارے بھائی نے خواب میں دیکھا ہے کہ لوگ ایک خوفناک لمبے پہاڑ کے سامنے چل رہے ہیں اور پہاڑ کے اوپر دو سبز درخت ہیں جو آواز دے رہے ہیں کیا تم میں کوئی سورۂ بقرہ پڑھنے والا ہے کیا تم میں کوئی سورۂ آل عمران پڑھنے والا ہے، جب ایک شخص نے کہا ہاں تو وہ دونوں سبز درخت اپنے تنوں کے ساتھ اس کے قریب ہوگئے حتیٰ کہ وہ شخص ان دونوں درختوں سے چمٹ گیا پس وہ دونوں اسے پہاڑ پر چڑھا لے گئے (3)۔

امام دارمی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس کسی شخص نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے ایسی دو سورتیں پڑھی ہیں جن میں وہ اسم اعظم ہے جب اس کے وسیلہ سے دعا مانگی جاتی ہے تو قبول ہوتی ہے اور جب اس کے وسیلہ سے سوال کیا جاتا ہے تو عطا کیا جاتا ہے۔ ابوعبید اور ابن الضریس نے ابومنیب سے انہوں نے اپنے چچا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھیں۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو اسے حضرت کعب نے فرمایا کیا تو نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی ہے اس نے کہا ہاں، تو فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ان سورتوں میں وہ اسم اعظم ہے جب اس کے ساتھ دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ اس شخص نے کہا مجھے اس کے متعلق بتا دیجئے فرمایا قسم بخدا میں تجھے نہیں بتاؤں گا اگر میں تجھے بتاؤں تو ہوسکتا ہے کہ تو کوئی ایسی دعا مانگ لے کہ جس میں میں اور تم ہلاک ہوجائیں (4)۔

امام احمد، مسلم اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھ لیتا تو وہ ہم میں عظیم ہوجاتا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 748، (2057)
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 23، (10828)، مطبوعہ دارالفکر بیروت
3۔ فضائل القرآن، صفحہ 236، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
4۔ ایضاً

امام دارمی نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھی وہ قیامت کے روز یہ کہتے ہوئے آئیں گی اے ہمارے پروردگار اس پر کوئی گرفت نہیں ہے۔ الاصبہانی نے الترغیب میں عبدالواحد بن ایمن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران جمعہ کی رات کو پڑھی اس کے لیے اتنا اجر ہوگا جتنا کہ لبیدا اور عروبا کے درمیان فاصلہ ہے۔ لبیدا ساتویں زمین ہے اور عروبا ساتواں آسمان ہیں۔ حمید بن زنجویہ نے فضائل الاعمال میں عبدالواحد بن ایمن سے انہوں نے حمید الشامی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے رات کو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی اس کے لیے اتنا اجر ہوگا جتنا لبیدا اور عروبا کے درمیان فاصلہ ہے۔ لبیدا ساتویں زمین اور عروبا ساتواں آسمان ہے۔

امام حمید بن زنجویہ نے فضائل القرآن میں محمد بن ابی سعید کے طریق سے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے جمعہ کی رات سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی تو اس کے لیے نور ہوگا جیسا کہ عریبا اور عجیبا کے درمیان نور ہے خود فرماتے ہیں عریبا سے مراد عرش ہے اور عجیبا سے مراد نچلی ساتویں زمین ہے۔

امام ابو عبید نے حضرت ابو عمران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص تھا جس نے قرآن پڑھا تھا اس نے اپنے پڑوسی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس کو پھر قصاصاً قتل کیا گیا، اس سے قرآن کی ایک ایک سورت جدا ہو گئی حتیٰ کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران ایک جمعہ کو باقی رہ گئیں پھر آل عمران بھی اس سے جدا ہو گئی پھر ایک جمعہ کو صرف بقرہ رہ گئی اسے کہا گیا مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ (ق:29) پھر سورۂ بقرہ بڑے بادل کی طرح نکلی۔ ابو عبید نے بتایا کہ وہ دونوں اس کے ساتھ قبر میں رہیں اور اس کا دفاع کرتی رہیں اور اس کے ساتھ انس کرتی رہیں اور قرآن کی یہی دو سورتیں آخر میں باقی رہ گئیں (1)۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو سورۂ بقرہ، آل عمران، النساء ایک رات میں پڑھتا ہے وہ اطاعت گزاروں میں لکھا جاتا ہے (2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کو نامراد نہیں فرمائے گا جو رات کے جوف میں کھڑا ہو کر سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھتا ہے۔

امام ابو عبید نے سعید بن عبدالعزیز التنوخی سے روایت کیا ہے کہ حضرت یزید بن الاسود الحرشی رحمہ اللہ بیان کرتے تھے کہ جس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران ایک دن میں پڑھیں وہ شام تک نفاق سے بری ہو گیا۔ اور جس نے ان دونوں سورتوں کو رات میں پڑھا وہ صبح تک نفاق سے بری ہو گیا۔ فرمایا اپنے مخصوص معمول تلاوت کے علاوہ ہر دن اور ہر رات کو ان دونوں سورتوں کی تلاوت کرتے تھے (3)۔

ابو ذر نے فضائل میں حضرت سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جو بندہ سجدہ

1۔ فضائل القرآن، صفحہ 236، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق 2۔ ایضاً، صفحہ 237 3۔ ایضاً

کرنے سے پہلے ایک رکعت میں سورہ بقرہ اور آل عمران پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔

امام احمد، مسلم اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے(1) ترمذی کے الفاظ یہ ہیں وہ گھر جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔

امام ابوعبید، نسائی، ابن الضریس اور محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور اپنے گھروں کو قبور نہ بناؤ اور اپنی آوازوں کو قرآن کے ساتھ مزین کرو کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے(2)۔

امام ابوعبید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے(3)۔

امام ابن عدی نے الکامل میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن سیکھو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بے شک شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے(4)۔ طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گھر جس میں سورۂ بقرہ تلاوت کی جاتی ہے اس رات اس گھر میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ ابن الضریس، نسائی، ابن الانباری نے المصاحف میں، طبرانی نے الاوسط اور الصغیر میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ضعیف سند کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے ہو پھر وہ تھک جائے اور سورۂ بقرہ کا پڑھنا چھوڑ دے کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے(5)۔ دارمی، محمد بن نصر، ابن الضریس، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ ہر چیز کی ایک کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان سورۂ بقرہ ہے اور شیطان جب سورۂ بقرہ سنتا ہے تو اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں یہ پڑھی جاتی ہے اور شیطان گوز مار رہا ہوتا ہے(6)۔ ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں سہل بن سعد الساعدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان سورۂ بقرہ ہے جس نے دن کے وقت اپنے گھر اس کی تلاوت کی اس کے گھر میں شیطان تین راتیں داخل نہیں ہوتا(7)۔

امام وکیع، الحرث بن ابو اسامہ، محمد بن نصر اور ابن الضریس نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 265، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ فضائل القرآن، صفحہ 228، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
3۔ ایضاً
4۔ الکامل لابن عدی، جلد 7، صفحہ 427 (1679) مطبوعہ بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 453، (2779)
6۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 748، (2060) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 453، (2378)

5B

فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن کا افضل حصہ سورۂ بقرہ ہے عظیم ترین آیت آیۃ الکرسی ہے اور شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ سعید بن منصور، ترمذی، محمد بن نصر، ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی کوہان ہوتی ہے اور قرآن کی کوہان سورۂ بقرہ ہے، اس میں ایک آیت ہے جو قرآن کی آیات کی سردار ہے وہ آیۃ الکرسی ہے۔ کسی گھر میں نہیں پڑھی جاتی جس میں شیطان ہوتا ہے مگر وہ اس گھر سے نکل جاتا ہے (1)۔ بخاری نے تاریخ میں السائب بن حباب سے روایت کیا ہے کہا جاتا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل تھا۔ فرمایا سورۂ بقرہ قرآن کی کوہان ہے۔

امام دیلمی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے وہ قرآن کا خیمہ ہے اس کو سیکھو کیونکہ اس کا سیکھنا برکت ہے اور اس کا چھوڑنا حسرت ہے اس کو کاہن اور جادوگر نہیں سیکھ سکتے (2)۔ دارمی نے خالد بن معدان سے موقوفاً اسی طرح روایت کیا ہے۔ امام احمد، محمد بن نصر اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت معقل بن یسار سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۂ بقرہ قرآن کی کوہان اور اس کی چوٹی ہے، اس کی ہر آیت کے ساتھ 80 فرشتے نازل ہوئے اور اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ عرش کے نیچے سے نکالا گیا پھر اس سورت کے ساتھ ملا دیا گیا (3)۔

امام بغوی نے معجم الصحابہ میں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ربیعہ الحرشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا قرآن کا کون سا جزء افضل ہے فرمایا وہ سورۂ جس میں گائے کا ذکر ہے پھر عرض کی گئی سورۂ بقرہ میں سے کون سا جزء افضل ہے فرمایا آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور یہ عرش کے نیچے سے نازل ہوئی ہیں۔ عبید، احمد، بخاری (نے صحیح میں تعلیقاً ذکر کی ہے) امام مسلم، نسائی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل النبوۃ میں کئی طرق سے حضرت اسید بن حضیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہے تھے اور ان کی گھوڑی ان کے قریب بندھی ہوئی تھی اچانک گھوڑی اچھلنے لگی، حضرت اسید خاموش ہو گئے تو وہ بھی ٹھہر گئی پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو وہ پھر اچھلنے لگی وہ خاموش ہوئے تو وہ بھی پرسکون ہو گئی، پھر تیسری مرتبہ انہوں نے تلاوت شروع کی وہ پھر اچھلنے لگی پھر وہ خاموش ہوئے تو وہ بھی ٹھہر گئی۔ پھر انہوں نے تلاوت شروع کی تو پھر وہ اچھلنے لگی وہ اپنے بیٹے یحییٰ کی طرف گئے جو کہ گھوڑی کے قریب تھا۔ تاکہ وہ گھوڑی اس پر نہ چڑھ جائے۔ جب انہوں نے اسے پکڑا پھر آسمان کی طرف سر اٹھایا تو چھتری کی مثل کوئی چیز تھی جس میں چراغوں کی مثل چیزیں تھی پھر وہ چھتری آسمان کی طرف بلند ہو گئی۔ حتیٰ کہ ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ جب صبح ہو گئی تو یہ سارا واقعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے معلوم ہے وہ کیا تھا؟ اس نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا وہ فرشتے تھے تیری قرآن کی آواز کی وجہ سے قریب ہو گئے تھے۔ اگر تو پڑھتا رہتا تو لوگ ان کو صبح دیکھ لیتے اور وہ لوگوں سے پوشیدہ نہ ہوتے (4)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 748، (59-2058)
2۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 2، صفحہ 344، (3559) مطبوعہ مکہ مکرمہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 323، مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ دلائل النبوۃ، جلد 7، صفحہ 84

امام ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں رات کو سورۂ بقرہ پڑھ رہا تھا تو میں نے اپنے پیچھے سے دھماکہ کی آواز سنی میں نے گمان کیا کہ میرا گھوڑا بھاگ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو عبید پڑھو۔ وہ متوجہ ہوئے تو چراغ کی مثل زمین اور آسمان کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔ پس مجھے پڑھنے کی طاقت نہ ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فرشتے تھے جو تیرے سورۂ بقرہ کی تلاوت کرنے کی وجہ سے اترے تھے۔ اگر تو پڑھتا رہتا تو عجائب کا مشاہدہ کرتا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چاندنی رات کو نماز پڑھ رہا تھا اور میری گھوڑی باندھی ہوئی تھی وہ اچھلنے کودنے لگی اور وہ ڈر گئی پھر اچھلی تو میں نے سر اٹھایا ایک بادل ہے جو مجھ پر چھایا ہوا ہے وہ میرے اور چاند کے درمیان حائل ہو چکا ہے۔ میں ڈر گیا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا آپ ﷺ نے فرمایا وہ ملائکہ تھے جو رات کے آخر میں تیری سورۂ بقرہ کی قرأت سننے آئے تھے (2)۔ ابو عبید نے حضرت محمد بن جریر بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اہل مدینہ کے بزرگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کیا جناب نے نہیں دیکھا کہ ثابت بن قیس بن شماس کے گھر میں گزشتہ رات چراغ روشن رہے۔ فرمایا شاید اس نے سورۂ بقرہ تلاوت کی ہو۔ ثابت سے جب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے سورۂ بقرہ پڑھی تھی (3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک صحابی باہر تشریف لے گئے تو انہیں راستہ میں شیطان ملا، دونوں نے ایک دوسرے کو پچھاڑنا شروع کر دیا، صحابی نے شیطان کو پچھاڑ دیا۔ شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں اس صحابی نے اسے چھوڑ دیا۔ شیطان نے کہا نہیں (بتاتا) دوسری مرتبہ انہوں نے اسے پکڑ لیا اور ایک دوسرے کو گرانے لگے، تو صحابی نے اسے گرا دیا۔ اس نے کہا اب مجھے چھوڑ دے میں تمہیں ایک ایسی بات ضرور بتاؤں گا جو تجھے اچھی لگے گی۔ صحابی نے اسے چھوڑ دیا اور کہا مجھے وہ بات بتا۔ اس لعین نے کہا نہیں۔ صحابی نے تیسری مرتبہ پکڑ لیا پھر کشتی شروع ہو گئی۔ صحابی نے پھر اسے گرا دیا اور اب اس کے سینہ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اس کا انگوٹھا پکڑ کر منہ میں چبانے لگا۔ شیطان نے کہا مجھے چھوڑ دے۔ صحابی نے کہا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتی کہ تو مجھے وہ بات بتا دے۔ اس نے کہا سورۂ بقرہ کیونکہ اس کی کوئی آیت شیطانوں کے وسط میں نہیں پڑھی جاتی مگر شیطان تتر بتر ہو جاتے ہیں یا جس گھر میں یہ پڑھی جاتی ہے اس میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن یہ تجھے کس نے بتائی ہے اس نے کہا، اس نے جس کو عمر بن خطاب کے علاوہ تم نہیں دیکھتے۔ امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ اور محمد بن نصر المروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو بڑی تعداد میں تھا۔ آپ

1۔ مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 740، (2035)
2۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 1 صفحہ 208، (565)
3۔ فضائل القرآن از ابو عبید، صفحہ 66

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر والوں سے قرآن کے متعلق پوچھا یعنی ایک سے پوچھا کہ اسے کتنا قرآن یاد ہے۔ پھر آپ ایک شخص کے پاس آئے جو جوان تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے فلاں تیرے پاس کتنا قرآن ہے؟ اس نے بتایا کہ میرے پاس یہ یہ ہے اور سورۂ بقرہ ہے، فرمایا کیا تیرے پاس سورۂ بقرہ ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا جا! تو اس لشکر کا امیر ہے۔ لشکر میں سے ایک معزز شخص نے کہا قسم بخدا مجھے سورۂ بقرہ سیکھنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر یہ کہ میں اس کے ساتھ قیام نہیں کر سکوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرآن سیکھو اور اس کی تلاوت کرو کیونکہ قرآن کی مثال اس شخص کیلئے جو اس کو سیکھتا ہے پھر اس کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے ساتھ قیام کرتا ہے اس کستوری سے بھری ہوئی بوری کی طرح ہے جسکی خوشبو ہر طرف مہکتی ہے اور جو اس کو سیکھتا ہے اور سویا رہتا ہے جبکہ قرآن اس کے سینہ میں ہوتا ہے اس کی مثال اس کستوری کی بوری کی ہے جسکا منہ باندھ دیا گیا ہے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عثمان بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عامل بنایا حالانکہ میں ان چھ افراد میں سے عمر میں چھوٹا تھا جو ثقیف سے وفد کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی میں سورۂ بقرہ پڑھتا تھا (2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت الصلصال بن الدلہمس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے گھروں میں سورۂ بقرہ پڑھو اور انہیں قبور نہ بناؤ فرمایا جو سورۂ بقرہ پڑھے گا اسے جنت میں ایک تاج پہنایا جائے گا (3)۔ وکیع، دارمی، محمد بن نصر اور ابن الضریس نے حضرت محمد بن الاسود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے رات کو سورۂ بقرہ تلاوت کی اسے اس کے بدلے جنت میں تاج پہنایا جائے گا۔ طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے سورۂ بقرہ پڑھی اس نے زیادہ کرلیا اور عمدہ کرلیا۔

امام وکیع اور ابوذر الہروی نے فضائل میں حضرت التیمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا قرآن میں کونسی صورت افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا سورۂ بقرہ، پھر میں نے پوچھا کون سی آیت افضل ہے؟ فرمایا آیۃ الکرسی۔

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قرآن میں بلند عظمت سورۂ بقرہ ہے اور بلند عظمت آیت، آیۃ الکرسی ہے۔ حاکم (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) ابوذر الہروی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا سورۂ بقرہ، سورۂ نساء، سورۂ حج، سورۂ نور سیکھو کیونکہ ان میں فرائض ہیں (4)۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے السنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! میری رائے وہ ہے جو آپ کی رائے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے منگیتر کو کہا کیا تو نے قرآن کا کوئی حصہ پڑھا ہوا ہے اس نے کہا سورۂ بقرہ اور المفصل میں سے ایک سورت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 6، (2876)
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 308، مطبوعہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 455، (85-2384)، مطبوعہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 477، (2451)

میں نے تیرا اس کے ساتھ نکاح کر دیا اس شرط پر کہ تو اسے پڑھائے گا اور تعلیم دے گا(1)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا تجھے کتنا قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا سورۂ بقرہ اور اس کے ساتھ والی سورت۔ فرمایا اٹھ اس عورت کو بیس آیات سکھا دے اور یہ تیری بیوی ہے۔ مکحول کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں (2)۔ الزبیر بن بکار نے الموفقیات میں عمران بن ابان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان کے پاس ایک چور لایا گیا تو آپ نے فرمایا میں تو تجھے خوبصورت دیکھ رہا ہوں تیرے جیسا تو چوری نہیں کرتا۔ کیا تو قرآن کا کچھ حصہ پڑھا ہوا ہے اس نے کہا ہاں۔ میں سورۂ بقرہ پڑھتا ہوں۔ فرمایا جا میں نے سورۂ بقرہ کی وجہ سے تیرے ہاتھ تجھے دے دیئے۔ بیہقی نے اپنی سنن میں ابو جمرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عباس کو کہا میں بہت تیز قراءت کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا میں صرف سورۂ بقرہ پڑھوں اور ترتیل کے ساتھ پڑھوں تو میرے نزدیک یہ سارا قرآن پڑھنے سے محبوب ہے۔

خطیب نے رواۃ مالک میں، امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر نے سورۂ بقرہ بارہ سال میں پڑھی جب اس کو ختم کیا تو ایک اونٹ ذبح کیا۔ امام مالک نے مؤطا میں ذکر کیا ہے کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ عبداللہ بن عمر آٹھ سال تک سورۂ بقرہ پڑھتے رہے۔

امام ابن سعد نے طبقات میں حضرت میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۂ بقرہ چار سال میں سیکھی۔ امام مالک، سعید بن منصور اور بیہقی نے سنن میں عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز پڑھی تو اس کی دونوں رکعتوں میں سورۂ بقرہ پڑھی۔

امام شافعی نے الام میں، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو سورۂ بقرہ پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا سورج طلوع ہونے والا ہے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا اگر طلوع ہوتا تو آپ ہمیں غافل نہ پاتے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر نے عید کے روز سورۂ بقرہ پڑھی حتی کہ ایک بوڑھا شخص قیام کے لمبے ہونے کی وجہ سے ڈول رہا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور المروزی نے الجنائز میں، ابوذر الہروی نے فضائل میں شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار میت کے پاس سورۂ بقرہ پڑھتے تھے۔

امام ابوبکر بن الانباری نے المصاحف میں ابن وہب عن سلیمان کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا جبکہ میں موجود تھا، سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کو پہلے کیوں ذکر کیا گیا ہے حالانکہ ان سے پہلے اسی 80 سے زائد سورتیں مکہ میں نازل ہوئی تھیں۔ انہوں نے فرمایا وہ جانتا ہے جس نے ان کو مقدم کیا ہے وہی ان کی تقدیم کی وجہ جانتا ہے۔ وہ ذات ہے جس پر سوال کی انتہاء ہوتی ہے اور اس سے سوال نہیں کیا جاتا۔ امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ دونوں نے

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 3، صفحہ 50-249، مطبوعہ دارالمحاسن قاہرہ۔ 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی جلد 7، صفحہ 242، باب النکاح، مطبوعہ دارالفکر بیروت

المصنف میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسیلمہ کذاب سے جنگ کے روز نبی کریم ﷺ کا شعار یہ تھا۔ یَا اَصْحَابَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ (اے سورہ بقرہ والو!)(1)

امام احمد نے الزہد میں حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابو اسید الانصاری رضی اللہ عنہ ایک صبح اٹھے تو یہ کہہ رہے تھے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اس رات کو میرا وظیفہ فوت ہو گیا ہے اور میرا وظیفہ سورۂ بقرہ تھی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ گائے مجھے سینگ مار رہی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مسدد سے انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے سورۂ بقرہ کے ساتھ قسم اٹھائی اور ایک روایت میں ہے قرآن کی کسی سورت کے ساتھ قسم اٹھائی تو اس پر ہر آیت کی وجہ سے قسم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کی کسی سورت کے ساتھ قسم اٹھائی اس پر ہر آیت کے بدلے یمین صبر (منعقدہ) ہے جو چاہے تو قسم کو پورا کرے جو چاہے قسم کو توڑ دے۔ امام احمد اور حاکم نے الکنی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے یاقوت اور موتیوں سے مرصع دو پر بنا دے گا۔ ابو احمد فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے۔

آیاتها ۲۸۶ | سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ ۲ | رکوعاتها ۴۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ''الف لام میم''۔

امام وکیع اور عبد بن حمید نے ابو عبد الرحمٰن السلمی سے روایت کیا ہے کہ وہ الٓمّٓ کو ایک آیت اور حمٓ کو ایک آیت شمار کرتے تھے۔ بخاری (نے تاریخ میں) ترمذی (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) ابن الضریس، محمد بن نصر اور ابن الانباری (نے المصاحف میں) حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابن مردویہ، ابوذر الہروی (نے فضائل میں) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لیے اس کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ہیں میں الٓمّٓ کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن الضریس، طبرانی اور محمد بن نصر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل موقوف نقل کی ہے۔ محمد بن نصر، ابو جعفر النحاس نے کتاب الوقف والابتداء میں، الخطیب نے تاریخ میں اور ابو نصر السجزی نے الابانۃ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 529، (33571)، مطبوعہ مکتبۃ الزمان

پڑھو کیونکہ تمہیں اس پر اجر دیا جائے گا میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے۔ لیکن الف (کی) دس (نیکیاں) ہیں، لام (کی) دس (نیکیاں) ہیں اور میم (کی) دس نیکیاں ہیں اور یہ 30 ہیں۔ ابن ابی شیبہ، البزار، المرہبی (نے فضل العلم میں) ابوذر الہروی، ابونصر السجزی نے ضعیف سند کے ساتھ عوف بن مالک الاشجعی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر حرف بدلے ایک نیکی لکھے گا میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ﴿ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ایک حرف ہے لیکن الف، ذال، الف اور کاف (علیحدہ علیحدہ حرف ہیں)

امام محمد بن نصر اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور السجزی نے حضرت عوف بن مالک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے ایک نیکی لکھے گا میں نہیں کہتا کہ بسم اللہ (ایک حرف ہے) لیکن باء، سین اور میم علیحدہ علیحدہ حروف ہیں۔ اور میں الٓمّٓ کو حرف نہیں کہتا بلکہ الف حرف ہے لام حرف ہے اور میم حرف ہے۔ محمد بن نصر السلفی نے کتاب الوجیز میں مجاز اور مجیز کے ذکر میں انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کا ایک حرف پڑھا اللہ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا۔ یعنی باء، تاء، ثاء۔ (1)

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اور ابونصر السجزی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب انسان اپنے کام سے فارغ ہو پھر اپنے گھر لوٹ آئے تو اسے قرآن کے پاس آنا چاہیے پھر اسے کھول کر اس کی تلاوت کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا اور میں نہیں کہتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے لیکن الف کی دس نیکیاں ہیں، لام کی دس نیکیاں ہیں اور میم کی دس نیکیاں ہیں۔

ابوجعفر النحاس نے الوقف والابتداء میں اور ابونصر السجزی نے حضرت قیس بن سکن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا قرآن سیکھو کیونکہ اس کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے بدلے دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور میں نہیں کہتا الٓمّٓ حرف ہے لیکن میں کہتا ہوں الف (کی) دس (نیکیاں) ہیں، لام (کی) دس (نیکیاں) ہیں اور میم (کی) دس (نیکیاں) ہیں۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الم کی یہ تفسیر روایت کی ہے کہ اَنَا اللّٰهُ اَعْلَمُ یعنی الف سے اَنَا، لام سے اللّٰهُ اور میم سے اَعْلَمُ مراد ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الٓمّٓ حروف ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء کے ہجاء کے حروف سے مشتق ہیں (3)۔ امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الٓمّٓ، حم اور ن کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ کاٹا ہوا اسم ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الٓمّٓ، المص، الر، المر، کھیعص، طه، طس، یس، ص، حم، ق اور ن کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ قسم ہیں اللہ تعالیٰ

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 342، (1983) مطبوعہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 102 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

نے ان کی قسم اٹھائی ہے اور یہ اللہ کے اسماء سے ہیں(1)۔

امام ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ قسم ہے(2)۔

امام ابن جریج نے حضرت ابن مسعود سے الٓمّٓ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ امام ابن جریج اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے الٓمّٓ، حم اور طس کے متعلق روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی تفسیر میں عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت عامر سے روایت کیا ہے کہ ان سورتوں کے آغاز میں حروف مقطعات کے متعلق پوچھا گیا مثلاً الٓمّٓ، الر تو انہوں نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کے ہجاء کے حروف ہیں۔ جب ان کو تو ملائے گا تو اللہ کے اسماء میں ایک اسم بن جائے گا۔ عبد بن حمید نے ربیع بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الٓمّٓ میں الف اس کے اسم جلالت اللہ کی چابی ہے اور لام اس کے اسم لطیف کی چابی ہے اور میم اس کے اسم مجید کی چابی ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورتوں کے آغاز اللہ کے اسماء میں سے ہیں۔

ابوالشیخ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں السدی سے روایت کیا ہے کہ سورتوں کے آغاز اللہ کے اسماء ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ قرآن کے اسماء میں سے ایک اسم ہے(3)۔ ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ قرآن کے اسماء میں سے ایک اسم ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ، حم، المص، ص، آغاز ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن کا آغاز فرمایا ہے(5)۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الٓمّٓ، طسم، فواتح ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سورتوں کا آغاز فرمایا ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تمام سورتوں کے آغاز الٓمّٓ، الر، حم، ق وغیرہ ہجاء ہیں جن کا ایک معنی اور مفہوم ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ اور اس جیسے دوسرے حروف سورتوں کے اسماء ہیں(6) ابن اسحاق اور بخاری نے تاریخ میں اور ابن جریر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انہوں نے عبداللہ بن رباب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابو یاسر بن اخطب یہود کے گروہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ ﷺ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ پڑھ رہے تھے، ابو یاسر کا بھائی حیی بن اخطب یہودیوں کے پاس آیا اور کہا تم جانتے ہو واللہ میں نے محمد (ﷺ) کو وہ تلاوت کرتے سنا ہے جو ان پر نازل ہوا ہے الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ یہودیوں نے کہا واقعی تو نے سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حیی یہودیوں کو لیکر حضور ﷺ کے پاس گیا۔ یہودیوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 101　2۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 102　3۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 100　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً　6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 101

نے کہا اے محمد ﷺ کیا تمہیں یاد نہیں جو تو تلاوت کرتا ہے اس میں الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں یہ اس کلام میں موجود ہے۔ یہود نے کہا کیا یہ جبریل تمہارے پاس اللہ کی طرف لایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ وہ کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے تجھ سے پہلے انبیاء مبعوث فرمائے ہیں ہم نہیں جانتے کہ آپ کے سوا ان میں سے کسی نبی کے لیے اللہ نے اس کی بادشاہی کی مدت اور اس کی امت کی عمر بیان کی ہو۔

امام حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا، الف، ایک، لام، تیس اور میم چالیس یہ کل اکہتر سال بنتے ہیں کیا تم اس نبی کے دین میں داخل ہو گئے جس کی بادشاہی کی مدت اور اس کی امت کی عمر اکہتر سال ہے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے محمد کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے۔ فرمایا۔ ہاں، اس نے پوچھا کیا ہے فرمایا آلمص۔ اس نے کہا یہ زیادہ بھاری اور طویل ہے۔ الف، ایک، لام تیس، میم چالیس، صاد نوے یہ کل ایک سو اکسٹھ سال بنتے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا اے محمد ﷺ کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے فرمایا ہاں ہے۔ اس نے کہا کیا؟ فرمایا (الر)۔ اس نے کہا یہ زیادہ بھاری اور طویل ہے۔ الف ایک، لام تیس، راء دوسو یہ کل دوسو اکتیس سال ہو گئے۔ پھر پوچھا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے۔ فرمایا ہاں المر کہنے لگا یہ پہلے سے زیادہ بھاری اور طویل ہے۔ الف ایک، لام تیس، میم چالیس، راء دوسو، کل دوسو اکہتر سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا اے محمد تو نے ہم پر معاملہ کو خلط ملط کر دیا ہے حتیٰ کہ ہمیں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا کہ تمہیں تھوڑا دیا گیا ہے یا زیادہ۔ پھر وہ کھڑے ہو گئے، ابو یاسر نے اپنے بھائی حیی اور دوسرے ان کے ساتھی علماء کو کہا کہ تمہیں کیا معلوم ہو سکتا ہے محمد ﷺ کو یہ تمام تعداد دی گئی ہو۔ 271,231,161,71 اور یہ کل 734 سال بنتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہم پر اس کا معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے وہ یہ گمان کرتے تھے کہ یہ آیات ان کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ (آل عمران: 7)(1)

امام ابن المنذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود محمد ﷺ اور آپ کی امت کو جانتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ محمد ﷺ مبعوث ہوں گے۔ وہ محمد ﷺ کی امت کی مدت نہیں جانتے تھے۔ جب محمد ﷺ مبعوث ہوئے اور الٓمّٓ نازل ہوا تو کہنے لگے ہم جانتے تھے کہ یہ امت مبعوث ہوگی اور ہم ان کی مدت نہیں جانتے تھے کہ وہ کتنی ہے۔ اگر محمد ﷺ سچا ہے تو وہ اس امت کا نبی ہے ہمارے لیے بیان کر دیا گیا ہے کہ اس کی مدت کتنی ہے کیونکہ الٓمّٓ ہمارے حساب جمل کے اعتبار سے اکہتر سال بنتی ہے ہم اس دین کو کیا کریں جسکی مدت ہی کل اکہتر سال ہے۔

پھر جب الر نازل ہوئی اور ان کے حساب جمل کے اعتبار سے اس کی مدت دوسو اکتیس سال بنتی تھی تو کہنے لگے اب یہ دو سو اکتیس سال اور اکہتر سال ہو گئے۔ کہا گیا ہے پھر آلمر نازل ہوا تو ان کے حساب جمل کے حساب سے دوسو اکہتر سال بنتی تھی اسی طرح تمام سورتوں کے آغاز میں حروف مقطعات نازل ہوئے تو کہنے لگے ہم پر انکا معامہ مشتبہ ہو گیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ تین حروف، انتیس حروف تہجی سے

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 107

ہیں اور تمام زبانیں ان کو استعمال کرتی ہیں۔ ان حروف میں سے ہر حرف اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم کی چابی ہے اور ان میں کوئی حرف نہیں ہے مگر وہ آیت ہے اور ان میں سے کوئی حرف نہیں ہے مگر وہ قوم کی مدت اور ان کی عمر کے متعلق ہے۔ الف، اللہ تعالیٰ اسم جلالت کی چابی ہے۔ لام اس کے اسم اللطیف کی چابی ہے، الف سے مراد اللہ کی نعمتیں، لام سے مراد اللہ کا لطف، اور میم سے مراد مجد اللہ۔ الف ایک سال، لام تیس سال، میم چالیس سال (1)۔

امام ابن المنذر، ابوالشیخ بن حبان سے اپنی تفسیر میں حضرت داؤد بن ابو ہند رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے شعبی سے سورتوں کے آغاز کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اے داؤد ہر کتاب کا ایک راز ہوتا ہے اور اس قرآن کا راز سورتوں کے آغاز ہیں، ان کو چھوڑ کر اور کچھ پوچھو۔

حضرت ابو نصر السجزی نے الابانہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا آخری حرف جو جبریل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کئے وہ الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہیں (2)۔

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ۔

یہ ذیشان کتاب ذرا شک نہیں اس میں۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن الضریس، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیات مومنین کی تعریف ہیں اور دو آیتیں کفار کی صفت ہیں اور 13 آیات منافقین کی صفت میں ہیں اور چالیس نمبر آیت سے ایک سو بیس تک بنی اسرائیل کے متعلق نازل ہوئیں۔ وکیع نے مجاہد سے نقل کیا ہے فرمایا پہلی چار آیات الْمُفْلِحُوْنَ تک مومنین کی صفت میں نازل ہوئیں۔ اس کے بعد دو آیات (عَظِيْمٌ) تک کفار کی صفت میں نازل ہوئیں اور دس تک آیات منافقین کے حق میں نازل ہوئیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیات ایمان والوں کے متعلق ہیں اور دو آیتیں کفار کے سرداروں کے متعلق ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الٓمّٓ اللہ تعالیٰ کے اسم کا حرف ہے الکتاب سے مراد قرآن ہے۔ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ کا معنی ہے اس میں کوئی شک نہیں (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذٰلِكَ الْكِتٰبُ کا معنی هٰذَا الْكِتَابُ (یہ کتاب) نقل کیا ہے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت عکرمہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ کا معنی لَا شَكَّ فِيْهِ (اس میں شک نہیں)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 102
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 119
3۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 120
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 111
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 286، (3032)
6۔ تفسیر طبری، جلد 1، صفحہ 111

نقل کیا ہے(1)۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے لَا رَیْبَ کا معنی اَلشَّكُّ مِنَ الْكُفْرِ (کفر کا شک) نقل کیا ہے۔ الطستی نے مسائل ابن عباس میں نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے لَا رَیْبَ فِیْهِ کے متعلق بتایئے تو انہوں نے فرمایا لَا شَكَّ فِیْهِ یعنی اس کا معنی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ابن نافع نے کہا کیا عرب ریب کا یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں جانتے ہیں کیا تو نے ابن الزبعری کا یہ قول نہیں سنا۔

لَیْسَ فِی الْحَقِّ یَا اُمَامَةَ رَیْبٌ　اِنَّمَا الرَّیْبُ مَا یَقُوْلُ الْكَذُوْبُ

یعنی اے امامہ حق میں کوئی شک نہیں ہے، ریب وہ ہوتا ہے جو کوئی جھوٹا شخص بیان کرتا ہے۔

عبد بن حمید نے قتادہ سے بھی اس کی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے بھی یہی نقل کیا ہے(2)۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ۔

"یہ ہدایت ہے پرہیزگاروں کیلئے"۔

امام وکیع نے اور ابن جریر نے شعبی رحمہ اللہ سے هُدًى کا مطلب گمراہی سے ہدایت پانا نقل کیا ہے(3)۔ ابن جریر نے حضرت ابن مسعود سے هُدًى کا معنی نور نقل کیا ہے اور فرمایا لِّلْمُتَّقِیْنَ سے مراد مومنین ہیں(4)۔ ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ جن کو ہدایت نصیب ہو چکی ہے وہ اس کو چھوڑنے پر عذاب الٰہی سے ڈرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اس کی تصدیق کی وجہ سے اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں(5)۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے ایک مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ہدایت ان مومنین کے لیے ہے جو شرک سے اجتناب کرتے ہیں اور اس کی اطاعت کے مطابق عمل کرتے ہیں(6)۔ عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ہدایت اور روشنی بنایا ہے ان کے لیے جو اس کی تصدیق کرتے ہیں اور قرآن متقین کے لیے نور ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز لوگوں کو ایک کھلی زمین میں روک لیا جائے گا ایک منادی کرنے والا ندا دے گا متقین کہاں ہیں۔ پس وہ رحمٰن کی رحمت میں کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے حجاب نہیں فرمائے گا اور نہ ان سے وہ پوشیدہ ہو گا کہا جائے گا المتقون کون ہیں؟ ارشاد ہو گا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرک سے اجتناب کیا اور بتوں کی عبادت سے بچتے رہے، اور خالص اللہ کی عبادت کرتے رہے، پس وہ جنت کی طرف چلے جائیں گے۔

امام احمد، عبد بن حمید، البخاری نے التاریخ میں، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے)، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عطیہ السعدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (اور عطیہ کو شرف

1۔ کتاب الزہد از امام احمد، صفحہ 175 مطبوعہ بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 113　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 115　6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 116

صحابیت حاصل تھا)، فرماتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن اس وقت تک متقین کی صف میں شامل نہیں ہوتا حتی کہ اس چیز کو ترک کر دے جس میں حرج نہیں اس وجہ سے کہ کہیں اس میں حرج نہ ہو(1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے ان سے پوچھا کہ تقویٰ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کیا تو نے کبھی کانٹوں والا راستہ اختیار کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا پھر تو نے گزرتے وقت کیا کیا تھا؟ اس نے کہا جب میں کانٹا دیکھتا تو اس سے ہٹ جاتا تھا یا اس سے بچ کر جاتا تھا یا اس سے نہیں گزرتا تھا۔ فرمایا یہی تقویٰ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم نے حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ ہمارے لیے تقویٰ کی تعریفات میں ایک جامع اور مختصر کلام میں تعریف فرما دیں۔ انہوں نے فرمایا تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی توفیق سے رحمت الٰہی کی امید کرتے ہوئے اللہ کی اطاعت کے اعمال کرنا اور تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کے عذاب کے خوف سے اللہ کے نور کی توفیق سے اللہ تعالیٰ کی نافرنی کو ترک کرنا۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مکمل تقوی یہ ہے کہ انسان اللہ سے ڈرے حتی کہ رائی کے ذرہ برابر غلطی سے بھی اس سے ڈرے حتی کہ بعض حلال امر کو بھی چھوڑ دے اس اندیشہ سے کہ کہیں حرام نہ ہو، یہ چیز اس کے اور حرام کے درمیان پردہ بن جائے گی۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ تقویٰ ہمیشہ متقین کے ساتھ رہا حتیٰ کہ انہوں نے اکثر حلال چیزوں کو حرام کے اندیشہ سے ترک کئے رکھا۔ امام ابن ابی الدنیا نے سفیان الثوری سے روایت کیا ہے کہ متقین کو اس نام سے اس لیے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ وہ اس سے بھی بچتے ہیں جس سے بچا نہیں جاتا۔

امام ابن ابی الدنیا نے عبد اللہ بن المبارک سے روایت کیا ہے کہ اگر ایک شخص سو چیزوں سے اجتناب کرے اور ایک چیز سے اجتناب نہ کرے تو وہ متقین میں سے نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مکمل تقویٰ یہ ہے کہ تو ان چیزوں کا علم حاصل کرے جن کا تجھے علم نہیں حتی کہ تو ان کو جان لے۔ ابن ابی الدنیا نے رجاء سے روایت کیا ہے کہ جسکو اپنا متقی ہونا پسند ہے تو وہ اونٹ کے بچے سے بھی زیادہ فروتر ہو جائے کہ جو بھی اس کے پاس آتا ہے وہ بلبلا اٹھتا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے مالک بن انس عن وہب بن کیسان کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے عبد اللہ بن زبیر کی طرف نصیحت لکھی: حمد وصلوٰۃ کے بعد بے شک اہل تقویٰ کی کچھ علامات ہیں جن کی وجہ سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور وہ اپنے نفسوں سے تقوی کی پہچان کراتے ہیں مثلاً مصیبت پر صبر کرنا، قضائے الٰہی پر راضی ہونا، نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور قرآن کے حکم کی تابعداری کرنا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو کہا تھا اے بیٹے تین چیزوں کے ذریعے انسان کے تقویٰ کا استدلال کیا جاتا ہے جو مصیبت اس پر

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 517، (4215) مطبوعہ بیروت

اترے اس میں بحسن وخوبی اللہ پر توکل کرے جو اس پر عنایات ہوں ان پر راضی ہو اور جو فوت ہو جائے اس میں دلچسپی نہ رکھے۔

ابن ابی الدنیا نے سہم بن سحاب سے روایت کیا ہے کہ تقویٰ کا معدن یہ ہے کہ تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے سعید بن ابی سعید المقبری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کی اے خیر کی تعلیم دینے والے! میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کیسے بن سکتا ہوں جیسا کہ اس سے ڈرنا چاہیے۔ انہوں نے فرمایا ایک چھوٹے سے عمل کے ساتھ وہ یہ کہ تو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے دل کی گہرائیوں سے۔ اور جتنی تیری استطاعت ہے اس کو پوری طرح صرف کر کے عمل کر، اپنی جنس کے بیٹوں پر رحم کر جس طرح تو اپنے نفس پر رحم کرتا ہے، اس نے کہا میری جنس کے بیٹوں سے کیا مراد ہے؟ اے خیر کے معلم! فرمایا تمام اولاد آدم۔ جو تکلیف تو پسند نہیں کرتا کہ تجھے پہنچے تو کسی دوسرے کو وہ (تکلیف) نہ پہنچا (اگر تو ان خیر کے احکام پر عمل کرے گا) تو یقیناً تو اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تقوی کی اصل یہ ہے کہ تو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کر پھر تو تقویٰ اور پرہیزگارتی کے ساتھ لوگوں کو فضیلت دے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تقویٰ کا آغاز حسن نیت سے ہے اور اس کا خاتمہ توفیق الٰہی سے ہے، بندہ ان کے درمیان ہے، وہ ہلکات اور شبہات کے درمیان ہے۔ نفس اپنی آسائش پر معاونت کرتا ہے جبکہ دشمن بڑا مکار، بیدار مغز اور چاک وچوبند ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت محرز الطفاری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تقویٰ کی چابیوں کی کیسے امید رکھتا ہے جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے۔ ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت کیا ہے کہ دن کو روزہ رکھنا اور رات کو قیام کرنا اور ان کے درمیان میں معاملات کو خلط ملط کرنا تقویٰ نہیں ہے بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ نے جو حرام کیا ہے اسے ترک کر دے، جو اللہ نے فرض کیا ہے وہ ادا کرے اور جسے اس کے بعد نیکی کی توفیق دی گئی ہے وہ خیر ہی خیر ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت محمد بن یوسف الفریابی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے سفیان سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ سفیان الثوری کا ہر وقت تذکرہ کرتے ہیں اور جناب تو ساری رات سوئے رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے فرمایا خاموش! اس چیز کا دارومدار تقویٰ پر ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت شبیب بن شبہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے ایک حکیم عبدالملک بن مروان کے دربار میں متقی کا وصف بیان کر رہا تھا کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کو مخلوق پر ترجیح دے آخرت کو دنیا پر ترجیح دے، خواہشات نفس اس کو غم میں مبتلا نہ کریں، لالچ اس کے لیے رکاوٹ نہ ہو، اپنے ارادہ کی بلندیوں کو اپنے دل کی نظر سے دیکھے اور بلندیوں کا متلاشی ہو، اس کا زہد پوشیدہ ہو، جب لوگ سو جائیں تو وہ غم کی حالت میں رات گزارے، دنیا میں مغموم، مسجون زندگی گزارے اس کے ارادہ سے راحت کا تصور ختم ہو جائے لیکن موت کا خیال دور نہ ہو، اس کی شفاء قرآن ہو، اور اس کی دوا حکمت کا کلام اور موعظۂ حسنہ ہو، اس وعظ ونصیحت پر عوض طلب نہ کرے، وعظ ونصیحت کے علاوہ اسے کسی چیز میں راحت ولذت نہ ملے۔ عبدالملک نے کہا

میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ہم سے زیادہ پرامید ہے اور اچھی زندگی والا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انسان متقین سے نہیں ہوتا حتیٰ کہ اپنے شریک کے محاسبہ کی نسبت اپنا محاسبہ زیادہ کرے حتیٰ کہ جان لے کہ اس کا کھانا کہاں سے آیا ہے، اس کا لباس کہاں سے آیا ہے، اس کا پینا کہاں سے آیا ہے۔ کیا یہ حلال ذرائع سے آیا ہے یا حرام ذرائع سے (1)۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے زمام حکومت سنبھالی تو اللہ تعالیٰ کی ثناء بیان کی پھر فرمایا میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ کا ڈر ہر چیز کا خلف ہے لیکن اللہ کے ڈر کا کوئی خلف نہیں۔ ابن ابی الدنیا نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا تو اسے کہا بات کر اس نے کہا متقین کیلئے مبارک ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قیامت متقین کی خوشی کا دن ہے۔ ابن ابی الدنیا نے محمد بن یزید الرحبی سے روایت کیا ہے کہ ابو درداء کو کہا گیا کہ انصار میں کوئی گھر ایسا نہیں جس میں شعر و شاعری نہ ہو لیکن آپ اشعار کیوں نہیں کہتے۔ انہوں نے فرمایا میں نے اشعار کہے ہیں سنو!

يُرِيْدُ الْمَرْءُ اَنْ يُّعْطٰى مُنَاهُ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّامَا اَرَادَا
يَقُوْلُ الْمَرْءُ فَائِدَتِيْ وَذُخْرِيْ وَتَقْوَى اللّٰهِ اَفْضَلُ مَااسْتَفَادَا

انسان خواہش کرتا ہے کہ اس کی ہر تمنا پوری ہو لیکن اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کو پورا فرماتا ہے۔
انسان کہتا ہے میرا فائدہ اور میرا ذخیرہ حالانکہ اس کے فائدہ سے اللہ کا خوف و تقویٰ افضل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العفیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ معاذ بن جبل کے ساتھیوں میں سے تھے۔ فرمایا اہل جنت چار طبقوں میں جنت میں جائیں گے۔ پہلے متقین پھر شاکرین پھر خائفین پھر اصحاب الیمین

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝۳

"وہ جو ایمان لائے ہیں غیب پر اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور اس سے جو ہم نے روزی دی خرچ کرتے ہیں"۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ الخ یہ متقین کی صفت ہے (2)۔ ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے مذکورہ آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تصدیق کرتے ہیں اس کی جو اللہ کی طرف سے آیا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد عرب کے مومنین ہیں اور فرمایا ایمان کا معنی تصدیق ہے اور الغیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو بندوں سے غائب ہے مثلاً جنت، دوزخ اور جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے۔ اس کی تصدیق وہ اہل کتاب کی وجہ سے یا اس علم کی بنیاد پر نہیں کرتے جو ان کے پاس تھا۔ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ اس سے مراد اہل کتاب کے مومنین ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں گروہوں کو جمع کر کے فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلٰى

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 89، مطبوعہ مصر 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 116 3۔ ایضاً

هُدًى وہ اپنے رب کی توفیق سے ہدایت پر ہیں (1)۔ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ، ملائکہ، رسل، یوم آخرت، جنت، دوزخ، آگ، اللہ کی ملاقات اور مرنے کے بعد حیات پر ایمان رکھتے ہیں (2)۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ مرنے کے بعد اٹھنے، حساب، جنت، دوزخ پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جو وعدہ فرمایا اس کی تصدیق کی (3)۔

امام الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ کے متعلق مجھے بتایئے۔ انہوں نے فرمایا جو لوگوں کے حواس سے غائب ہے مثلاً جنت، دوزخ۔ نافع نے کہا کیا عرب اس مفہوم کو جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے ابوسفیان بن حارث کا شعر نہیں سنا۔

وَبِالْغَيْبِ آمَنَّا وَقَدْ كَانَ قَوْمُنَا يُصَلُّوْنَ لِلْأَوْثَانِ قَبْلَ مُحَمَّدِ

ہم غیب پر ایمان لائے جبکہ ہماری قوم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بتوں کی پوجا کرتی تھی۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مندہ اور ابونعیم ان دونوں نے معرفۃ الصحابہ میں حضرت تویلہ بنت اسلم سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے بنی حارثہ کی مسجد میں ظہر یا عصر کی نماز پڑھی ہم مسجد ایلیاء کی طرف متوجہ تھے (یعنی ہمارا منہ بیت المقدس کی طرف تھا کیونکہ پہلے قبلہ وہی تھا) ہم نے دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کر لیں تو ایک خبر دینے والا آیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت الحرام کی طرف منہ کر لیا ہے۔ پس مرد (حالت نماز میں ہی) عورتوں کی جگہ پھر گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ لوٹ گئیں۔ بقیہ دو رکعتیں ہم نے بیت الحرام کی طرف منہ کر کے ادا کیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری اس نماز کی خبر پہنچی تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو غیب پر ایمان لائے۔ سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور، احمد بن منیع نے اپنی مسند میں ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور ابن مردویہ نے حضرت الحرث بن قیس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابن مسعود سے کہا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا حساب ہوگا جو تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وجہ سے ہم پر سبقت لے گئے اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت ابن مسعود نے فرمایا اللہ کی بارگاہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تمہارے ایمان لانے کا حساب ہوگا حالانکہ تم نے انہیں دیکھا بھی نہیں ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا امر بالکل واضح تھا ہر اس شخص کے لیے جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، قسم ہے اس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں کوئی شخص ایمان بالغیب لانے والے سے افضل ایمان والا نہیں ہے پھر آپ نے الٓمّٓ سے الْمُفْلِحُوْنَ تک آیات تلاوت فرمائیں (4)۔ البزار، ابویعلی، المرہبی نے فضل العلم میں، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے بتاؤ کہ ایمان والوں میں سے از روئے ایمان افضل کون ہیں؟ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ملائکہ؟ فرمایا وہ اسی طرح ہیں ان کے لیے ایمان قبول کرنا حق تھا اور ان کو ایمان لانے سے کوئی چیز مانع نہ تھی اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 117 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 118 عن الربیع بن انس 3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 45-544 مطبوعہ ریاض

نے ان کو وہ مقام دیا جو اللہ نے انہیں عطا فرمایا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ پھر انبیاء کا ایمان افضل ہوگا جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات اور نبوت سے نوازا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ اسی طرح ہیں ان کیلئے ایمان قبول کرنا حق تھا اور انہیں کوئی چیز ایمان قبول کرنے سے مانع نہ تھی۔ اللہ نے انہیں وہ مقام عطا فرمایا تھا جو انہیں عطا فرمایا تھا۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ پھر شہداء کا ایمان افضل ہوگا جو انبیاء کے ساتھ شہید ہوئے فرمایا وہ بھی اسی طرح تھے کہ ان کے لیے ایمان قبول کرنا حق تھا اور کوئی چیز انہیں مانع بھی نہیں تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں انبیاء کی شہادت کے شرف سے نوازا تھا بلکہ ان کے علاوہ لوگ ہیں جو از روئے ایمان کے افضل ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو ابھی مردوں کی صلبوں میں ہیں، میرے بعد آئیں گے، مجھ پر ایمان لائیں گے جبکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں، وہ میری تصدیق کریں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں، وہ معلق کاغذ پائیں گے اس میں جو ہوگا اس پر عمل پیرا ہوں گے یہ لوگ از روئے ایمان افضل ہیں (1)۔

حضرت حسن بن عروہ نے اپنے مشہور حزب میں، بیہقی نے دلائل میں، اصبہانی نے الترغیب میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں از روئے ایمان کون لوگ زیادہ عجیب لگتے ہیں؟ صحابہ نے کہا ملائکہ۔ فرمایا ان کو کیا تھا کہ وہ ایمان نہ لاتے جبکہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں رہتے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی حضور! پھر انبیاء! فرمایا ان کو کیا تھا کہ وہ ایمان نہ لاتے ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ صحابہ نے کہا پھر ہمیں فرمایا تمہیں کیا تھا کہ تم ایمان نہ لاتے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ خبردار ساری مخلوق سے از روئے ایمان عجیب وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ کتاب کو پائیں گے جو کچھ اس میں ہوگا اس پر ایمان لائیں گے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا کچھ پانی ہے؟ کیا کچھ پانی ہے؟ صحابہ نے عرض کی نہیں۔ پھر پوچھا کیا مشکیزہ ہے؟ صحابہ مشکیزہ لے آئے، وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے رکھا گیا، آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا پھر اپنی انگلیاں علیحدہ علیحدہ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی اس طرح پھوٹنے لگا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے عصا مارنے سے پھوٹتا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا لوگوں میں اعلان کر دو کہ وضو کر لیں، لوگ نبی کریم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان وضو کرنے لگے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارادہ پانی پینے کا تھا۔ جب سب لوگوں نے وضو کر لیا تو آپ ﷺ نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی، پھر آپ لوگوں سے باتیں کرنے کے لیے بیٹھ گئے، فرمایا اے لوگو مخلوق میں تعجب انگیز ایمان کن لوگوں کا ہے؟ لوگوں نے کہا ملائکہ کا۔ فرمایا ملائکہ کیسے ایمان نہ لاتے وہ تو ہر معاملہ کا آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! نبیوں کا! فرمایا انبیاء کیوں ایمان نہ لاتے ان پر تو آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ کے اصحاب کا۔ فرمایا میرے صحابہ ایمان کیوں نہ لاتے وہ بھی تو (معجزات) اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں لیکن سب سے زیادہ تعجب انگیز ایمان ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد آئیں گے، مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا وہ میری تصدیق کریں گے حالانکہ انہوں نے مجھے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 96، (6993)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 538

دیکھا نہیں ہوگا یہ میرے بھائی ہیں (3)۔

امام اسماعیلی نے اپنی معجم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون لوگ از روئے ایمان تعجب خیز ہیں، عرض کی گئی کہ ملائکہ فرمایا وہ کیسے ہو سکتے ہیں حالانکہ وہ آسمان میں رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان امور کا مشاہدہ کرتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔ عرض کی گئی پھر انبیاء۔ فرمایا وہ کیسے ان کے پاس تو وحی آتی ہے۔ صحابہ نے کہا، ہم! فرمایا تم کیسے تم پر تو اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اللہ کا رسول موجود ہے لیکن ان لوگوں کا ایمان تعجب خیز ہے جو میرے بعد آئیں گے، مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا یہ لوگ از روئے ایمان تعجب خیز ہیں یہ لوگ میرے بھائی ہیں اور تم میرے اصحاب ہو۔ البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کونسی مخلوق از روئے ایمان تعجب خیز ہے، صحابہ نے کہا ملائکہ، فرمایا ملائکہ کیسے ایمان نہ لاتے؟ صحابہ نے کہا انبیاء! فرمایا انبیاء کی طرف تو وحی آتی ہے وہ کیسے ایمان نہ لاتے تعجب خیز ایمان تو ان لوگوں کا ہے جو میرے بعد آئیں گے، وحی پر مشتمل کتاب پائیں گے وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کی پیروی کریں گے، یہ لوگ تمام لوگوں سے از روئے ایمان متعجب ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں حضرت عوف بن مالک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے بھائی اور اصحاب نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں! لیکن وہ لوگ جو تمہارے بعد آئیں گے مجھ پر ایمان لائیں گے جیسے تم ایمان لائے ہو اور تمہاری تصدیق کی طرح میری تصدیق کریں گے وہ تمہاری نصرت کی طرح میری نصرت کریں گے، کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔

امام ابن عساکر نے الاربعین السباعیہ میں ابو ہدبہ کے طریق سے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ابو ہدبہ کذاب (جھوٹا) شخص تھا۔ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔ ایک صحابی نے عرض کی کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں تم میرے اصحاب ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو میرے بعد آئیں گے مجھ پر ایمان لائیں گے حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہوگا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ الخ۔

امام احمد، دارمی، الباوردی، ابن قانع نے معجم الصحابہ میں بخاری نے تاریخ میں، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابو جمعہ الانصاری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا کوئی قوم از روئے اجر ہم سے عظیم ہے؟ ہم آپ پر ایمان لائے، ہم نے آپ کی اتباع کی۔ فرمایا تمہیں ان چیزوں سے کون سی چیز مانع تھی جبکہ اللہ کا رسول تمہارے درمیان تھا، تم پر آسمان سے وحی آتی ہے۔ بلکہ وہ قوم زیادہ اجر کی مستحق ہے جو میرے بعد آئیں گے دو تختیوں کے درمیان کتاب ان کے پاس آئے گی وہ اس پر ایمان لائیں گے اور جو کچھ اس میں احکام ہوں گے اس پر عمل کریں گے یہ تم سے زیادہ اجر کے مستحق ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی عمر، احمد اور حاکم نے حضرت ابو عبد الرحمٰن الجہنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ دو سوار ظاہر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "کندیان او مذحجیان" حتیٰ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 6، صفحہ 528، (14104)
2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 52، (16692)

6B

کہ وہ قریب آ گئے تو وہ مذحج قبیلہ کے دونوں شخص تھے۔ ایک ان میں سے قریب آیا تا کہ آپ ﷺ کی بیعت کرے جب آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے عرض کی یارسول اللہ جو آپ پر ایمان لایا، آپ کی اتباع کی اور آپ کی تصدیق کی اسے کیا ملے گا؟ فرمایا اس کے لیے سعادت ہے۔ پھر اس نے آپ ﷺ کے ہاتھوں کو مس کیا اور واپس چلا گیا۔ پھر دوسرا آیا حتی کہ اس نے آپ کے ہاتھوں کو پکڑا تا کہ بیعت کرے تو اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ جو آپ پر ایمان لائے، آپ کی تصدیق کرے اور آپ کی اتباع کر حالانکہ اس نے آپ کو دیکھا نہ ہو اس کا کیا حکم ہے فرمایا اس کے لیے سعادت ہے، پھر اس کے لیے سعادت ہے۔ پھر اس نے آپ ﷺ کے ہاتھ کو مس کیا اور واپس چلا گیا(1)۔

امام الطیالسی، احمد اور بخاری نے تاریخ میں الطبرانی اور حاکم نے حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس کے لیے سعادت ہے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات مرتبہ سعادت ہے اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا حالانکہ اس نے مجھے نہیں دیکھا(2)۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ سعادت ہے اس شخص کے لیے جس نے آپ کی زیارت کی اور آپ پر ایمان لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سعادت ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سعادت پھر سعادت پھر سعادت ہے اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری زیارت نہیں کی(3)۔

امام طیالسی اور عبد بن حمید نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابن عمر کے پاس آیا اور کہا اے! عبدالرحمٰن! کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی ان آنکھوں سے دیکھا تھا؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا ہاں۔ فرمایا تمہارے لیے سعادت ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا کیا میں تجھے خبر نہ دوں ایک ایسی بات کی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے اس شخص نے کہا ضرور بتائیے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سعادت ہے اس کیلئے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا۔ اور تین مرتبہ سعادت ہے اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا اور مجھے دیکھا نہیں۔

امام احمد، ابویعلی اور طبرانی نے حضرت انس سے رایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سعادت ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لایا اور سات مرتبہ سعادت ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور مجھے دیکھا نہیں(4)۔

امام حاکم نے ابوہریرہ سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ میری امت کے لوگ میرے بعد آئیں گے ان میں کوئی پسند کرے گا کاش اپنے اہل اور مال کے بدلے میری زیارت کو خرید لے(5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن اسحاق نے حضرت ابن عباس سے **یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں(6)۔ امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 55، (16701)
2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 248
3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 248
4۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 504، (3378)
5۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 95
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 21، (120)

نے مذکورہ الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ نماز کو اس کے فرائض کے ساتھ قائم کرتے ہیں اور حساب کر کے اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں (1) ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اقامۃ الصلوٰۃ کا معنی رکوع، سجود، خشوع اور پوری توجہ کے ساتھ تمام ارکان کو ادا کرنا ہے (2)۔ عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اقامۃ الصلوٰۃ کا معنی نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنا۔ اس کے لیے وضو کرنا، رکوع کرنا اور سجدہ کرنا ہے۔ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کا یہ مطلب نقل کیا ہے کہ وہ اللہ کے فرائض میں خرچ کرتے ہیں جو اللہ نے ان پر فرض کئے ہیں یعنی اس کی اطاعت اور اس کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں۔

امام ابن المنذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ دوسرے نفقات کے علاوہ خاص زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ نماز کا ذکر جہاں بھی ہوتا ہے ساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر ہوتا ہے اب یہاں زکوٰۃ کا نام نہیں لیا تو نماز کے ذکر کے بعد فرمایا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے مرد کا اپنے اہل پر خرچ کرنا (3)۔ امام ابن جریر نے الضحاک سے مذکورہ جملہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نفقات قربت ہیں اور وہ ان کے ذریعے اپنی خوشحالی اور تنگ دستی کے مطابق ان کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرتے تھے حتی کہ سورہ برأت میں صدقات کے فرائض نازل ہوئے۔ یہ پہلے صدقات کے ناسخ ہیں (4)۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

"اور وہ جو ایمان لائے ہیں اس پر (اے حبیب) جو اتارا گیا آپ پر اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب (کی توفیق) سے اور وہی دونوں جہانوں میں کامیاب ہیں"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے کہ جو آپ اللہ کی طرف سے لائے ہیں وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور جو آپ سے پہلے مرسلین لائے ہیں اس کی بھی تصدیق کرتے ہیں وہ ان کے درمیان فرق نہیں کرتے جو ان کے رب کی طرف سے پہلے رسول لے کر آئے ہیں اور اس کا وہ انکار نہیں کرتے اور وہ مرنے کے بعد اٹھنے، قیامت قائم ہونے، جنت، دوزخ، حساب، میزان پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ اس پر ایمان لائے جو آپ سے پہلے نازل ہوا اور اس کا انکار کرتے ہیں جو آپ لیکر آئے ہیں (5)۔

1۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 121 — 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 120 — 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 121
4۔ ایضاً — 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 122

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ سے مراد فرقان ہے جس کے ذریعے اللہ نے حق و باطل کے درمیان فرق کیا اور وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ سے مراد پہلی کتب ہیں جو گزر چکی ہیں۔ آیت نمبر 5 میں ان خوش نصیبوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ وہ ہدایت وفلاح کے حق دار ہیں اور اللہ نے ان کے لیے حق کو مقدر کر دیا ہے۔ یہ اہل ایمان کی صفت ہے اس کے بعد مشرکین کی صفت ذکر فرمائی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد المسند میں، حاکم اور بیہقی نے الدعوات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ ایک اعرابی آیا اس نے کہا یا نبی اللہ! میرا ایک بھائی ہے اس کو تکلیف ہے۔ پوچھا کیا تکلیف ہے۔ عرض کی اس کو تھوڑا سا جنون ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ، وہ لے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسے لٹا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ فاتحہ، سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیات، سورۂ بقرہ کی آیت 163، آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات، آل عمران کی آیت نمبر 18، سورۂ الاعراف کی آیت نمبر 54، سورۂ مومنون کی آیت نمبر 116، سورۂ جن کی آیت نمبر 3، سورۂ الصافات کی پہلی دس آیات اور سورۂ حشر کی آخری تین آیات، قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر اس آدمی کو دم فرمایا تو وہ اس طرح اٹھ کھڑا ہوا کہ اسے کبھی تکلیف ہوئی ہی نہیں تھی (1)۔

امام ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے طریق سے عن رجل عن ابیہ کے سلسلہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

دارمی اور ابن الضریس نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں جس نے سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی اور آیۃ الکرسی کے بعد کی دو آیات سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات تلاوت کیں اس دن اس کے اور اس کے گھر والوں کے قریب نہ شیطان آئے گا اور نہ ہی کوئی ایسا امر لاحق ہوگا جو ناپسند ہوگا اور یہ آیات کسی مجنون پر پڑھی جائیں گی تو وہ ٹھیک ہو جائے گا۔

امام دارمی، ابن المنذر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس نے رات کو سورۂ بقرہ کی آیات پڑھیں تو صبح تک اس گھر میں اس رات شیطان داخل نہ ہوگا یعنی پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی اور آیۃ الکرسی کے بعد کی دو آیات، سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات جن کا آغاز لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے ہے۔

امام سعید بن منصور، دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مغیرہ بن سبیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور یہ مغیرہ کے عبداللہ اصحاب میں سے تھے فرماتے ہیں جو سورۂ بقرہ کی یہ دس آیات پڑھے گا وہ قرآن نہیں بھولے گا۔ پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی، اسکے بعد کی دو آیات اور آخری تین آیات (2)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 458، (8269)، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 429، (138)

کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسکو روک کر نہ رکھو اسے جلدی اپنی قبر کی طرف لے جاؤ، اور قبر پر اس کے سرہانے سورۂ بقرہ کی پہلی آیات اور اس کی پائنتی سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں (1)۔

امام طبرانی نے الکبیر میں حضرت عبدالرحمٰن بن العلاء بن لجلاج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے میرے والد محترم نے فرمایا اے بیٹے جب تو مجھے میری لحد میں رکھے تو یہ کہنا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ پھر مجھ پر مٹی ڈال دینا پھر قبر پر میرے سر کے قریب سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور آخری آیات تلاوت کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے (2)۔ ابن النجار نے اپنی تاریخ میں محمد بن علی المطلبی کے طریق سے خطاب بن سنان عن قیس بن ربیع عن ثابت بن میمون عن محمد بن سیرین کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ابن سیرین فرماتے ہیں ہم ایک سفر کے دوران یسیری کے مقام پر اترے تو وہاں کے لوگ آگئے اور کہنے لگے کہ یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ ہمارے پاس اس جگہ جو بھی اترتا ہے اس کا مال لے لیا جاتا ہے۔ میرے تمام ساتھی چلے گئے لیکن میں اس حدیث پر بھروسہ کرتے ہوئے ٹھہرا رہا جو مجھے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو تینتیس آیات پڑھے گا اسے اس رات کوئی خونخوار درندہ، مال کو ہانک کر لے جانے والا چور نقصان نہیں پہنچائے گا اور صبح تک اس کی ذات، اسکے اہل، اسکا مال سلامت رہے گا۔ جب رات ہوئی تو میں نہ سویا حتی کہ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ تیس سے زیادہ مرتبہ آئے جبکہ انہوں نے تلواریں سونتی ہوئی تھیں لیکن وہ مجھ تک نہ پہنچے۔ جب صبح ہوئی تو میں روانہ ہو گیا۔ ان میں سے ایک شخص مجھے ملا تو اس نے کہا جناب آپ انسان ہیں یا جن ہیں؟ میں نے کہا انسان۔ اس نے کہا کیا وجہ ہے کہ ہم تیری طرف ستر مرتبہ آئے اور ہر مرتبہ ہمارے اور تیرے درمیان لوہے کی دیوار حائل ہو گئی۔ میں نے ان کو حدیث سنائی اور تینتیس آیات یہ ہیں سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیات الْمُفْلِحُوْنَ تک، آیۃ الکرسی، اسکے بعد والی دو آیات خٰلِدُوْنَ تک، سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات یعنی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے آخر تک، سورۂ اعراف کی تین آیات اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ سے مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ تک (اعراف 54-56) بنی اسرائیل کی آیت نمبر 110 قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ، سورۂ الصافات کی پہلی دس آیات طِيْنٍ لَّازِبٍ تک، سورۂ رحمٰن کی آیت نمبر 35,33 یعنی يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ سے فَلَا تَنْتَصِرٰنِ تک، سورۂ حشر کے آخر سے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ سے سورۃ کے آخر تک، سورۂ جن کی دو آیات وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ سے عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا تک۔

میں نے یہ حدیث حضرت شعیب بن حرب رحمہ اللہ سے بیان کی تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ ہم ان آیات کو آیات حرب کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان میں ہر مرض کی دواء ہے۔ انہوں نے میرے سامنے، جنون، جذام، برص وغیرہ کا ذکر کیا۔ حضرت محمد بن علی فرماتے ہیں میں نے یہ آیات ایک مفلوج بزرگ پر پڑھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ بیماری دور فرمادی۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے سورۂ بقرہ کی پہلی دس آیات دن کے آغاز میں پڑھیں شام تک شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا اور اگر شام کے وقت پڑھے گا تو صبح تک

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 16، (9294)
2۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 161، (4243)

شیطان اس کے قریب نہیں آئے گا اور کوئی ناپسندیدہ امر اپنے گھر والوں اور مال میں نہیں دیکھے گا اگر انہیں مجنون پر پڑھے گا تو وہ ٹھیک ہو جائے گا یعنی سورۂ بقرہ کی پہلی چار آیات، آیۃ الکرسی، اور اسکے بعد والی دو آیات اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات (1)۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝۶ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَ عَلٰی سَمۡعِہِمۡ ؕ وَ عَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ ۫ وَّ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۝۷

''بیشک جنہوں نے کفر اختیار کرلیا ہے یکساں ہے ان کے لیے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے''۔

امام ابن جریج، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الکبیر میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت نمبر 6 کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔ یعنی ان کو آپ کا ڈرانا اور نہ ڈرانا برابر ہے اور قرآن کی بھی ان کے سامنے یہی مثال ہے انہیں اس سے رہنمائی نہیں ملتی۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ انتہائی خواہش فرماتے تھے کہ تمام لوگ ایمان لے آئیں اور ہدایت کی پیروی کریں لیکن آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو آگاہ کر دیا کہ صرف وہی ایمان کے نور سے فیض یاب ہوگا جس کی سعادت ذکر اول میں لکھی جا چکی ہے اور گمراہ بھی وہی ہوگا جس کی بدبختی ذکر اول میں لکھی جا چکی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور پر امید ہو جاتے ہیں، کبھی قرآن پڑھتے ہیں اور مایوس ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں جنتیوں اور دوزخیوں کے متعلق آگاہ نہ کردوں، صحابہ نے کہا ضرور ارشاد فرمایئے۔ فرمایا الٓمّٓ ۝ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ ۝ۙ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَیۡبِ وَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ۝ۙ وَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَ مَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۚ وَ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝ؕ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ ٭ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ یہ جنتیوں کا ذکر ہے۔ صحابہ کرام نے کہا ہم امید رکھتے ہیں کہ ہم ہی یہ لوگ ہوں گے۔ پھر فرمایا اِنَّ الَّذِیۡنَ سے عَذَابٌ عَظِیۡمٌ تک یہ دوزخی لوگ ہیں۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ تو یہ نہیں ہیں فرمایا ہاں تم یہ نہیں ہو۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ جو انکار کرتے ہیں آپ پر نازل شدہ قرآن کا اگرچہ وہ آپ سے پہلے نازل شدہ کلام کا اقرار کرتے ہیں ان پر آپ کا ڈرانا نہ ڈرانا برابر ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے انہوں نے اس کا بھی انکار کیا ہے جو تیری ذات وصفات کا ذکر ان کی کتابوں میں تھا اور انہوں نے انکار کیا اس عہد کا جو ان سے آپ کے متعلق لیا گیا تھا۔ پس انہوں نے انکار کیا جو آپ لے کر آئے اور اس کا بھی

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 464، (2412)

انکار کیا جو ان کے پاس پہلے انبیاء کالایا ہوا کلام تھا۔ پس یہ آپ کا خوف دلانا کیسے سنیں گے جب کہ یہ انکار کر چکے ہیں آپ کی ان صفات کا جو ان کے پاس مذکور ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے ہدایت پانے سے انہیں محروم کر دیا ہے کیونکہ انہوں نے اس حق کی تکذیب کی ہے جو آپ اپنے رب کی طرف لائے ہیں۔ اگر چہ آپ سے پہلے نازل شدہ کا یہ اقرار بھی کرتے ہیں۔ چونکہ یہ آپ کی مخالفت کرتے ہیں اس لیے ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ اس آیت سے مراد یہود کے علماء ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے متعلق نقل کیا ہے کہ یہ دونوں آیات کفار کے رئیسوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر کیا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراہیم: 28) فرمایا یہ لوگ بدر کے روز قتل ہوئے اور ان سرداروں میں سے ابوسفیان اور الحکم بن ابی العاص کے علاوہ کوئی بھی اسلام میں داخل نہ ہوا (2)۔

امام ابن المنذر نے السدی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت نمبر 4 کی تفسیر یہ نقل فرمائی ہے کہ آپ انہیں وعظ کریں یا نہ کریں، امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے شیطان کی اطاعت کی۔ پس وہ ان پر مسلط ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ پس وہ ہدایت کے نور کو نہ دیکھیں گے اور حق کی آواز کو نہ سنیں گے اور حقائق کو نہ سمجھیں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے دلوں اور کانوں پر مہر ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے (3)۔

امام ابن جریج نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت نمبر 5 کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ حق کی آواز سمجھیں گے نہ حق کا پیغام سنیں گے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے پس وہ حقیقت کا رخ زیبا نہیں دیکھ پائیں گے۔

امام الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ نافع نے کہا کیا ختم کا یہ مفہوم عرب جانتے ہیں فرمایا کیا تو نے اعشیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔

صَهْبَاءَ طَافَ يَهُوْدُ بِهَا فَاَبْرَزَهَا وَ عَلَيْهَا خَتَمَ

یہود نے صہباء کا طواف کیا پس اس نے اس پر مہر لگا دی۔

امام سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری اور ابو رجاء رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے ان میں سے ایک نے غِشَاوَةٌ اور دوسرے نے غَشْوَةٌ پڑھا ہے (4)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝۸

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 33-32-29-126
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 126
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 131
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 546، (182)

''اور کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر حالانکہ وہ مومن نہیں''۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد اوس وخزرج کے منافقین ہیں اور وہ لوگ ہیں جو ان کے پیروکار تھے (1)۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سورۂ بقرہ کی پہلی سو آیات یہود کے علماء اور اوس وخزرج کے منافقین کے متعلق ہیں۔ آپ نے ان کے نام اور نسب بھی بتائے ہیں۔

حضرت ابن جریر نے حضرت ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ اس آیت سے مراد منافقین ہیں (2)۔ امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ سے لیکر وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ تک آیات منافقین کے متعلق ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت منافق کی صفت ہے۔ یہ اس بندے کی صفت ہے جو باطنی خیانت کرتا ہو۔ کثرت سے اختلاف کرتا ہو، زبان سے اعتراف کرتا ہو اور دل سے انکار کرتا ہو، زبان سے تصدیق کرتا ہو، عمل سے مخالفت کرتا ہو، صبح ایک حالت پر ہو اور شام کو دوسری حالت پر ہو، کشتی کی طرح ڈولتا ہو، جدھر کی ہوا چلے ادھر ہی چلا جائے۔ ابن المنذر نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک اس آیت سے زیادہ خوفناک آیت کوئی نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحیٰی بن عتیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں محمد، حجاج کے ذکر کے وقت یہ آیت پڑھتے تھے اور کہتے میں اس کے علاوہ اس آیت سے زیادہ ڈرتا ہوں۔

امام ابن سعد نے ابو یحیٰی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے حذیفہ سے پوچھا جب کہ میں ان کے پاس بیٹھا تھا نفاق کیا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو زبان سے باتیں کرے اور ان کے مطابق عمل نہ کرے۔

يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ؕ۝۹

''فریب دینا چاہتے ہیں اللہ کو اور ایمان والوں کو اور (حقیقت میں) نہیں فریب دے رہے مگر اپنے آپ کو اور اس حقیقت کو نہیں سمجھتے''۔

حضرت احمد بن منیع نے اپنی مسند میں ضعیف سند کے ساتھ ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ ایک مسلمان نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ نجات کیا ہے فرمایا تو اللہ کو دھوکا نہ دے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کو کیسے دھوکا دے سکتے ہیں؟ فرمایا تو عمل تو وہ کرے جس کا اس نے تجھے حکم دیا ہے اور اس عمل سے ارادہ غیر اللہ کا کرے۔ پس ریاکاری سے بچو کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ ریاکار کو قیامت کے روز مخلوق کے سامنے چار ناموں سے پکارا جائے گا۔ یا کافر، یا فاجر، یا خاسر، یا غادر تیرا عمل ضائع ہو گیا اور تیرا اجر ختم ہو گیا۔ آج اللہ کی بارگاہ میں تیرا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اے دھوکا دینے والے آج اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 134 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

عمل کا اجر اس سے تلاش کر جس کے لیے تو عمل کرتا تھا۔ پھر آپ نے سورۂ کہف کی آیت نمبر 110 فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ اور سورۂ نساء کی آیت نمبر 142 اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ تلاوت فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ وہ ظاہرا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہیں اور ان کا مقصود یہ ہے کہ اس کے ذریعے وہ اپنے خون مال محفوظ کر لیں اور ان کے دلوں میں مقصود اور غرض اور ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن زید سے اس مذکورہ آیت کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا یہ منافقین کے متعلق ہے جو اللہ تعالیٰ اس کے رسول مکرم ﷺ اور مومنین کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے ہیں۔ فرمایا انہیں شعور نہیں کہ وہ جو کفر و نفاق چھپائے ہوئے ہیں اس کا نقصان ان کو ہی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا (المجادلہ:18) فرمایا وہ منافق ہے۔ یہ آیت انہوں نے وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ تک تلاوت کی(1)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ مکر اور دھوکہ (کرنے والا) آگ میں ہے تو میں اس امت کا مکار ترین شخص ہوتا(2)۔

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ ۙ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۢ ۙ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ⑩

"ان کے دلوں میں بیماری ہے پھر بڑھادی اللہ نے ان کی بیماری اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے بوجہ اس کے جو وہ جھوٹ بولا کرتے تھے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت میں مذکورہ مرض کا معنی شک نقل کیا ہے(3)۔ ابن جریر نے ابن مسعود سے اس کی مثل روایت کیا ہے(4)۔ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے مَّرَضٌ کا معنی نفاق اور عَذَابٌ اَلِيْمٌ کا معنی دردناک سزا اور يَكْذِبُوْنَ کا معنی تبدیلی کرنا روایت کیا ہے(5)۔

الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کی وضاحت فرمائیں تو انہوں نے فرمایا مرض کا مطلب نفاق ہے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

أُجَامِلُ أَقْوَامًا حَيَاءً وَقَدْ أَرَى صُدُوْرَهُمْ تَغْلِيْ عَلَيَّ مِرَاضُهَا

میں ایک قوم سے حیا کی وجہ سے حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے سینے مجھ پر منافقت کی وجہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 39-136
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 324، (5268)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 41-140
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

سے کھولتے رہتے ہیں۔

پھر نافع نے پوچھا اَلِيْمٌ کا کیا معنی ہے فرمایا دردناک: نافع نے پوچھا عرب کیا یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا

نَامَ مَنْ كَانَ خَلِيًّا مِّنْ اَلَمٍ وَبَقِيْتُ اللَّيْلَ طُوْلًا لَمْ اَنَمِ

جو درد والم سے محروم تھا وہ آرام کی نیند سو گیا جب کہ طویل رات میں نے بے آرامی اور بے خوابی میں گزاری۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں ہر جگہ اَلِيْمٌ کا معنی دردناک ہے، ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ پورے قرآن میں اَلِيْمٌ کا معنی الموجع (دردناک) ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَّرَضٌ کا معنی اللہ تعالیٰ کے امر میں شک کرنا نقل کیا ہے۔ فرمایا جھوٹ سے بچو کیوں کہ یہ نفاق کا دروازہ ہے۔ فرماتے ہیں قسم بخدا ہم جھوٹ اور تکبر کے علاوہ کسی دوسرے عمل کو بندے کے دل میں فساد کو جلدی پیدا کرنے والا نہیں دیکھتے (1)۔ ابن جریر نے ابن زید سے اس آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یہ دین میں مرض ہے، اس سے مراد جسمانی مرض نہیں ہے، اور اس سے مراد منافقین ہیں۔ اور مرض سے مراد وہ شک ہے جو انہیں اسلام کے متعلق لاحق تھا (2)۔

امام ابن جریر نے الربیع رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ اہل نفاق کے متعلق ہے اور مرض سے مراد وہ شک ہے جو ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے امر کے متعلق تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس شک کو بڑھا دیا (3)۔

امام ابن جریر نے الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس روایت میں عَذَابٌ اَلِيْمٌ سے مراد دردناک عذاب ہے اور قرآن حکیم میں ہر جگہ اَلِيْمٌ کا معنی موجع یعنی دردناک ہے۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ ۙ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ ۝۱۱

اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَ لٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۲

''اور جب کہا جائے انہیں کہ مت فساد پھیلاؤ زمین میں تو کہتے ہیں ہم ہی تو سنوارنے والے ہیں: ہوشیار! وہی فسادی ہیں لیکن سمجھتے نہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے الفساد کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فساد سے مراد کفر اور نافرمانی والے اعمال ہیں (5)۔ امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب وہ معصیت کے سرکش گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اور پھر انہیں اس سے روکا جاتا ہے تو کہتے ہیں ہم ہدایت پر ہیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 41-140 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 142
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 145 6۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 146

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم مومنین اور اہل کتاب کے درمیان اصلاح کا ارادہ کرتے ہیں (1)۔ وکیع، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عباد بن عبداللہ الاسدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ سلیمان نے تلاوت کی اور کہا اس آیت کے مصداق ابھی نہیں آئے (2)۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۱۳

''اور جب کہا جائے انہیں ایمان لاؤ جیسے ایمان لائے (اور) لوگ تو کہتے ہیں کیا ہم ایمان لائیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف۔ خبردار! بے شک وہی احمق ہیں مگر وہ جانتے نہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تم بھی اس طرح تصدیق کرو جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے تصدیق کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی اور رسول ہیں اور جو ان پر نازل کیا گیا ہے وہ حق ہے تو کہتے ہیں کیا ہم اس طرح ایمان لے آئیں جس طرح ایمان لائے بیوقوف۔ تو وہ السُّفَهَآءُ سے مراد اصحاب محمد لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خبردار بے شک وہی احمق ہیں جاہل ہیں، کچھ سمجھتے نہیں ہیں (3)۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ایک کمزور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جس طرح حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ایمان لائے ابن جریر نے ابن مسعود سے كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اس سے مراد اصحاب محمد لیتے تھے (4)۔ الربیع اور ابن زید سے بھی یہی تفسیر مروی ہے۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۖۚ وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝۱۴ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَ يَمُدُّهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝۱۵

''اور جب ملتے ہیں ایمان والوں سے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے ہیں اور جب اکیلے ہوتے ہیں اپنے شیطانوں کے پاس تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف (انکا) مذاق اڑا رہے ہیں اللہ سزا دے رہا ہے انہیں اس مذاق کی اور ڈھیل دیتا ہے انہیں تا کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں''۔

امام الواحدی اور ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور اسکے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی۔ واقعہ اس طرح ہے کہ وہ ایک دن نکلے تو ان کی ملاقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ سے ہوئی، عبداللہ بن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 146
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 144
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 48-147
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 148

ابی کہنے لگا دیکھو ان بیوقوفوں کو تم سے کس طرح دور کرتا ہوں۔ وہ آگے بڑھا اور سیدنا صدیق اکبر کا ہاتھ پکڑا اور کہا خوش آمدید اے بنی تیم کے سردار، اے شیخ الاسلام اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار میں دوسرے، ذات رسول پر اپنی جان اور مال کو نثار کرنے والے۔ پھر اس نے حضرت عمر کا ہاتھ پکڑا اور کہا خوش آمدید اے عدی بن کعب کے سردار، حق و باطل میں فرق کرنے والے، اللہ کے دین میں مضبوط، اللہ کے رسول کی خاطر اپنا جان و مال قربان کرنے والے۔ پھر اس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا خوش آمدید اے اللہ کے رسول کے چچا کے بیٹے، اے اللہ کے رسول کے داماد، اے اللہ کے رسول کے علاوہ بنی ہاشم کے سردار پھر جب صحابہ کرام جدا ہو گئے تو عبداللہ بن ابی کہنے لگا تم نے دیکھا میں نے کیا کیا۔ جب تم بھی انہیں دیکھو تو ایسا کیا کرو جیسا میں نے کیا ہے اور ان کی خیر کے ساتھ تعریف کرو۔ مسلمان جب نبی کریم ﷺ کے پاس لوٹ کر آئے اور اس ساری گفتگو کے متعلق بتایا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن حاتم نے حضرت ابن عباس سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودی جب صحابہ کرام سے ملتے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہیں اور جب اپنے ہم مسلکوں سے ملتے تو کہتے ہم تمہارے دین پر ہیں، ہم اصحاب محمد سے استہزاء کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان سے انتقام لینے کے لیے ان سے استہزاء کرتا ہے تا کہ اپنے کفر میں بھٹکتے رہیں (2)۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس آیت میں اہل کتاب کے منافقین کا ذکر ہے، اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا اور ان کے استہزاء کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ جب اپنے ہم مسلکوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے دین پر ہیں اور ہم محمد ﷺ کے اصحاب سے استہزاء کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں اس استہزاء کی سزا دے گا، ان کے لیے جنت سے جہنم میں ایک دروازہ کھولا جائے گا پھر انہیں کہا جائے گا کہ جنت کی طرف آؤ، جب وہ ادھر آئیں گے تو دوزخ میں جھونک دیئے جائیں گے، اس وقت مومنین عروسی پلنگوں پر مسند آراء ہوں گے اور ان کی حالت زار کا مشاہدہ کر رہے ہوں گے جب وہ کافر دروازہ (جنت) پر پہنچیں گے تو اسے بند کر دیا جائے گا مسلمان ان کی اس رسوائی کو دیکھ کر ہنسیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ کا یہی مطلب ہے جب ان پر دروازہ بند ہو گا تو مسلمان قہقہے لگائیں گے۔ اللہ کے ارشاد فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ (المطففین) کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھی اللہ کے رسول پر ایمان لائے لیکن وہ خاص تمہاری طرف مبعوث ہوا ہے اور جب وہ یہود سے ملتے ہیں جو انہیں تکذیب کرنے کا حکم دیتے تھے ہم تمہارے ساتھ ہیں یعنی تمہارے دین پر ہیں ہم مسلمان قوم سے استہزاء کرتے ہیں (3)۔

امام ابن الانباری نے الیمانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لَقُوْا کو لَاقُوْا پڑھا ہے۔ امام ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے خَلَوْا کا معنی مَضَوْا (گزرنا) نقل کیا ہے۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کا یہ معنی

1۔ اسباب النزول، صفحہ 13، مطبوعہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 57-56-54-51-149
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 51-149

نقل کیا ہے کہ جب وہ اپنے کفار رؤساء کے ساتھ تنہا ہوتے ہیں (1)۔

حضرت عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ جب وہ منافقین اور مشرکین ساتھیوں کے ساتھ علیحدہ ہوتے ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے جب وہ اپنے مشرک بھائیوں اور اپنے قائدین اور شرارتی سرغنوں کے ساتھ علیحدہ ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم اس مسلمان قوم سے استہزاء کرتے ہیں (3)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ کا یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ دوزخی جب دوزخ میں ہوں گے تو انہیں کہا جائے گا دوزخ سے باہر نکلو اور ان کے لیے دوزخ کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ جب وہ دروازے کھلے دیکھیں گے تو دوڑ کر آئیں گے اور نکلنے کا ارادہ کریں گے۔ جب بالکل دروازوں کے قریب پہنچ جائیں گے تو دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور مومنین ان کی یہ رسوائی اپنے پلنگوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ اس ارشاد کا یہی مفہوم ہے جب دروازے ان پر بند ہونگے تو مومنین قہقہے لگائیں گے۔ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۙ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ (المنافقون) کا یہی معنی ہے۔ پس آج مومنین کفار پر ہنس رہے ہیں (عروسی) پلنگوں پر بیٹھے (کفار کی خستہ حالی کو) دیکھ رہے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے يَمُدُّهُمْ کا معنی یہ روایت کیا ہے کہ وہ انہیں ڈھیل دیتا ہے تا کہ وہ کفر میں سرکشی کرتے رہیں (4)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے يَعْمَهُوْنَ کا معنی يَتَمَادَوْنَ (سرکشی کرنا) نقل کیا ہے (5)۔ الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ مجھے يَعْمَهُوْنَ کے متعلق بتائیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا يَلْعَبُوْنَ، يَتَرَدَّدُوْنَ (کھیلنا اور بھٹکنا)۔ حضرت نافع نے کہا کیا عرب يَعْمَهُوْنَ کا یہ معنی جانتے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

اَرَانِيْ قَدْ عَمِهْتُ وَ شَابَ رَأْسِيْ وَهٰذَا اللَّعْبُ شَيْنٌ بِالْكَبِيْرِ

میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں کھیل رہا ہوں اور میرے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں اور اس وقت کا کھیل بزرگ آدمی کے لیے عیب ہے۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَمُدُّهُمْ کا معنی يَزِيْدُهُمْ نقل کیا ہے یعنی وہ ان میں اضافہ کرتا ہے تا کہ وہ گمراہی میں بھٹکتے رہیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 149 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 150 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 51-150
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 56-155 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 157 6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 56-155

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۪ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۶﴾

''(یہ) وہ لوگ ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی ہدایت کے بدلے مگر نفع بخش نہ ہوئی ان کی (یہ) تجارت اور وہ صحیح راہ نہ جانتے تھے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت میں ضلالت سے مراد کفر اور ہدایت سے مراد ایمان نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے گمراہی کو اختیار کیا اور ہدایت کو چھوڑ دیا (2)۔ عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ایمان لائے پھر کفر کیا (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے ہدایت پر گمراہی کو پسند کیا۔ فرماتے ہیں قسم بخدا میں نے ان کو دیکھا کہ وہ ہدایت سے گمراہی کی طرف، جماعت سے گروہ بندی کی طرف، امن سے خوف کی طرف اور سنت سے بدعت کی طرف نکل گئے (4)۔

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِىْ ظُلُمٰتٍ لَّا يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷﴾ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّ رَعْدٌ وَّ بَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِىْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ؕ وَ اللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ ؕ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ۙ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾

''انکی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی پھر جب جگمگا اٹھا اس کا آس پاس تو لے گیا اللہ ان کا نور اور چھوڑ دیا انہیں گھپ اندھیروں میں کہ کچھ نہیں دیکھتے۔ یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو وہ نہیں پھریں گے۔ یا پھر جیسے زور کا مینہ برس رہا ہو بادل سے جس میں اندھیرے ہوں اور گرج اور چمک ہو، ٹھونستے ہیں اپنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 158
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 60-158

انگلیاں اپنے کانوں میں کڑک کے باعث موت کے ڈر سے اور اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو۔ قریب ہے کہ بجلی اچک لے جائے ان کی بینائی، جب چمکتی ہے ان کے لیے تو چلنے لگتے ہیں اس کی روشنی میں اور جب اندھیرا چھا جاتا ہے ان پر تو کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر چاہے اللہ تو لے جائے ان کے سننے کی قوت اور ان کی بینائی، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الصابونی نے المائتین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لیے یہ مثال بیان فرمائی ہے جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور مسلمان ان سے نکاح کر لیتے ہیں اور وہ ان کے وارث بن جاتے ہیں اور مال غنیمت میں ان کے حصہ دار بنتے ہیں۔ پس جب وہ مرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے (اسلام والی) عزت سلب کر لیتا ہے جیسے آگ جلانے والا آگ کی روشنی ختم کر دیتا ہے اور چھوڑ دیا انہیں عذاب میں بہرے، گونگے اور اندھے یہ نہ ہدایت کا پیغام سنتے ہیں نہ ہدایت کا ماہ درخشاں انہیں دکھائی دیتا ہے اور نہ حقائق و معارف کو سمجھتے ہیں۔ الصیب سے مراد بارش ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مثال بیان فرمائی ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں منافقین کے لیے اسلام میں ابتلاء اور خوف ہے، فرماتے ہیں قریب ہے کہ قرآن حکیم ان منافقین کی پوشیدہ کارروائیوں پر مسلمانوں کی رہنمائی کر دے، فرماتے ہیں جب منافقین کو اسلام میں کوئی عزت ملتی ہے تو مطمئن ہو جاتے ہیں اور اگر اسلام کو کسی آزمائش کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو یہ (دوں ہمت اور لالچی) ٹھہر جاتے ہیں تاکہ کفر کی طرف لوٹ جائیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ (الحج: 11) ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی کنارہ پر کھڑے کھڑے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے کئی صحابہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے مدینہ طیبہ پہنچنے کے ساتھ اسلام قبول کیا پھر منافقت کرنے لگے۔ پس ان کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو اندھیرے میں ہو پھر وہ آگ جلائے۔ جب آگ کا اردگرد روشن ہو جائے یعنی غلاظت و اذیت دور ہو جائے تو وہ دیکھتا ہے حتیٰ کہ جن چیزوں سے بچنا ہے وہ انکو پہچان لیتا ہے۔ پس اسی اثناء میں اس کی آگ بجھ جاتی ہے تو اسے تکلیف دہ چیزوں سے بچنے کا کوئی حیلہ معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح منافق شرک کی ظلمت میں تھا پھر اس نے اسلام قبول کیا اس نے حلال و حرام پہچان لیا، خیر و شر کا ارادہ کیا۔ اسی دوران اس نے کفر اختیار کیا۔ پس وہ اب حرام سے حلال کی اور شر سے خیر کی تمیز نہیں کر سکتا۔ وہ بہرے، گونگے اور اندھے ہو چکے ہیں وہ اسلام کی طرف نہیں لوٹیں گے۔ اَوْ كَصَيِّبٍ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کے دو منافق رسول اللہ ﷺ سے بھاگ کر مشرکین کے پاس پہنچ گئے۔ ان کو اس بارش سے واسطہ پڑا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اس میں سخت گرج اور کڑک تھی اور بجلی تھی جب انہیں کڑک سنائی دیتی تو وہ ڈر کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونستے کہ کہیں کڑک ان کے کانوں میں داخل ہو کر انہیں قتل نہ کر دے۔ جب بجلی چمکتی تو وہ اس کی روشنی میں چلتے اور نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 78-70-68-163

چمکتی تو انہیں کچھ دکھائی نہ دیتا۔ اپنی جگہ ٹھہرے رہتے اور چلتے نہ تھے اور کہتے کاش صبح ہو جاتی اور ہم محمد ﷺ کے پاس پہنچ جاتے اور اپنے ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھ دیتے۔ پس صبح ہوئی تو وہ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا اور اپنے ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک پر رکھ دیئے اور اسلام کے تقاضوں کو خوب نبھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو نکلنے والے منافقین کی حالت کی مثال بیان کی ہے اور ان منافقین کی مثال بیان کی ہے جو مدینہ طیبہ میں رہتے ہیں، وہ منافقین جب نبی کریم ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوتے تو اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تا کہ کلام نبوی ان کے ذہنوں میں اتر نہ جائے یا کوئی چیز یاد نہ کر لیں پھر وہ مر جائیں، جیسا کہ وہ دو نکلنے والے منافق اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالتے تھے۔ جب ان کے مال اور اولاد زیادہ ہو گئی، مال غنیمت اور فتح ملی تو کہنے لگے دین محمد سچ ہے اور اس پر قائم ہو گئے جیسا کہ وہ دو منافق چلتے تھے جب بجلی چمکتی تھی۔ اور جب مال ہلاک ہو گئے اولاد مرنے لگی اور مصائب سے دوچار ہونے لگے تو کہا یہ سب مصائب دین محمد کی وجہ سے ہیں۔ پس وہ مرتد ہو گئے جیسا کہ وہ دو منافق ہو گئے تھے جب ان پر بجلی نہ چمکی تھی (1)۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے السدی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیات کا یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بھی نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافق کے لیے یہ ایک مثال بیان فرمائی ہے اور بِنُوْرِهِمْ سے مراد ان کا وہ ایمان ہے جس کے ساتھ وہ کلام کرتے تھے۔ اور ظلمت سے مراد ان کا کفر اور گمراہی ہے اور الصیب سے مراد بارش ہے۔ یہ منافق کی مثال ہے کہ جس کے پاس اللہ کی کتاب ہے، اس کے ساتھ کلام کرتا ہے اور لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل کرتا ہے پھر جب تنہا ہوتا ہے تو ایسے گھناؤنے افعال کرتا ہے جو لوگوں کے سامنے نہیں کرتا، جس ڈگر پر وہ چل رہا ہے یہ انتہائی تاریک ہے، ظلمات سے مراد گمراہی ہے اور الْبَرْقُ سے مراد ایمان ہے۔ اس آیت میں اہل کتاب مراد ہیں۔ وَ اِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ۔ پس ایک شخص ہے جو حق کی ایک طرف کو پکڑتا ہے لیکن اس سے تجاوز نہیں کر سکتا (2)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَثَلُهُمْ الخ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لیے مثال بیان فرمائی ہے جو حق کو دیکھتے تو ہیں لیکن اس کو بیان کرنے سے ان کی زبانیں گنگ ہیں حتیٰ کہ جب وہ کفر کی ظلمت سے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے کفر اور نفاق کی وجہ سے ان کے نور کو بجھا دیتا ہے اور پھر انہیں کفر کی تاریکیوں میں چھوڑ دیتا ہے جہاں سے نہ انہیں ہدایت کا نور نظر آتا ہے اور نہ وہ حق کے راستے پر قائم رہ سکتے ہیں، وہ خیر اور نیکی کا پیغام سننے، حق کی بات کہنے اور حقیقت کا آفتاب دیکھنے سے بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، وہ شاہراہ ہدایت اور خیر کے چشمہ شیریں کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

اَوْ كَصَيِّبٍ الخ کے متعلق فرماتے ہیں یہ ان کے اس کفر، قتل سے ڈر، مسلمانوں سے اختلاف اور تمہیں ڈرانا وغیرہ کی تاریکیوں کی مثال ہے جسے کوئی شخص بارش کی تاریکی میں ہوتا ہے اور اپنے کانوں میں کڑک کی وجہ سے اپنی انگلیاں ٹھونستا ہے وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ ان پر بطور انتقام موت کو مسلط کرنے والا ہے جس کی روشنی اتنی تیز ہے کہ ان کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 77-69-68-163

2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 78، 64-163

آنکھوں کو اچک دے پھر وہ بجلی چمکتی ہے یعنی وہ حق کو پہچان لیتے ہیں۔اور حق کے ساتھ کلام کرتے ہیں تو ان کی باتوں سے یوں لگتا ہے کہ وہ حق پر قائم ہیں پھر جب حق سے کفر کی طرف لوٹتے ہیں تو متحیر ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔جب انہوں نے حق کو سننے اور جاننے کے بعد ترک کیا تھا۔اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس جرم میں ان کی قوت سماعت سلب کر لیتا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر یہ بیان فرمائی کہ آگ کے روشن ہونے سے مراد ان کا مومنین اور ہدایت کی طرف متوجہ ہونا ہے اور ان کے نور کے لے جانے سے مراد ان کا کفار اور گمراہی کی طرف متوجہ ہونا ہے اور بجلی کا چمکنا اور اس کا بجھنا بھی اس قسم کی مثالیں ہیں وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں جمع کرنے والا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے۔مَثَلُهُمْ الخ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ منافق کے لیے مثال بیان فرمائی کہ منافق لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھتا ہے اس بناء پر وہ مسلمانوں سے نکاح کرتا ہے، اس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کا وارث ہوتا ہے۔اسکی بنا پر وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتا ہے اور اس کلمہ کی ہی برکت سے اپنے خون اور مال کو محفوظ کرتا ہے پھر جب موت کا فرشتہ پہنچ جاتا ہے تو اس کلمہ کی اس کے دل میں کوئی اصل نہیں ہوتی اور اس کے عمل کی کوئی وقعت و منزلت نہیں ہوتی ہے(3) اللہ تعالیٰ منافق سے یہ ساری حقیقتیں سلب کر لیتا ہے اور انہیں تاریکیوں میں چھوڑ دیتا ہے اور وہ اندھے شخص کی طرح ان تاریکیوں میں بھٹکتا رہتا ہے جس طرح وہ دنیا میں حق کو دیکھنے اور اطاعت الٰہی سے اندھا تھا اور پیغام حق سننے سے بہرا تھا۔پس وہ حق کو موت کے وقت نہیں دیکھتے اور اپنی گمراہی کی تاریکیوں سے واپس نہیں لوٹتے، نہ وہ توبہ کرتے ہیں اور نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں اَوْ كَصَيِّبٍ الخ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ منافق کی بزدلی کی مثال بیان فرمایا ہے وہ اتنا ڈرپورک ہے کہ جب بھی کوئی آواز سنتا ہے تو یہی سمجھتا ہے کہ ابھی مجھ پر یہ گرے گی جب بھی کوئی چیخ سنتا ہے تو یہ لرزنے لگتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ بھی ابھی مجھ پر آئی۔اور جب کبھی کوئی زوردار آواز سنتا ہے تو یہی کہتا ہے کہ میں ابھی مرا۔قوم نے اسے بزدل کر دیا ہے اور حق کے لیے اس کی مدد چھوڑ دی ہے۔اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری آیت میں فرمایا۔يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ (منافقون:4) گمان کرتے ہیں کہ ہر گرج ان کے خلاف ہی ہے۔

فرماتے ہیں الْبَرْقُ سے مراد اسلام ہے اور اَلظُّلْمَةُ سے مراد مصائب اور فتنے ہیں جب منافق اس کی وجہ سے طمانیت، عافیت، سہولت اور زندگی کی راحتیں دیکھتا ہے تو کہتا ہے ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب کبھی اسلام کی وجہ سے مصیبت اور کسی امتحان میں مبتلا ہوتا ہے تو اس بیچارے کی آواز گلے میں اٹک جاتی ہے اور امتحان میں صبر نہیں کرتا اور نہ اجر و ثواب کی امید رکھتا ہے اور نہ اچھے انجام اور کامیابی کی امید رکھتا ہے۔منافق دنیا کا بندہ ہوتا ہے۔دنیا کی خاطر خوش ہوتا ہے اور دنیا کی خاطر ناراض ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی صفات کا ذکر کیا ہے۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور ابو یعلی نے اپنی مسند میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 83-77-69-68-163
2۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 181-164
3۔ایضاً، جلد 1، صفحہ 164

رضی اللہ عنہما سے کئی طرق کے واسطہ سے صیب کا معنی بارش روایت کیا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے مجاہد، ربیع اور عطاء نے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا بارش وہاں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یَكَادُ الْبَرْقُ الخ یعنی بجلی چمکتی ہے لیکن اس نے ان کی آنکھوں کو اچکا نہیں اور قرآن میں جہاں بھی کاد، اکاد، کادو استعمال ہوا ہے وہ اس مفہوم میں ہے کہ وہ فعل کبھی نہیں پایا جائے گا۔

وکیع نے المبارک بن فضالہ سے روایت کیا فرماتے ہیں میں نے حضرت حسین کو یَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ پڑھتے سنا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٢١﴾

"اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے پیدا فرمایا تمہیں اور جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ"۔

امام البزار، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، عبد بن حمید، طبرانی نے الاوسط میں اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے المفصل سورتیں پڑھیں جبکہ ہم مکہ میں حج کرنے والے تھے اس میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا ارشاد نہ تھا(2)۔ ابو عبید، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن الضریس، ابن المنذر اور ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا قرآن میں جہاں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ سے خطاب ہے وہ مکی ہے اور جہاں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب ہے وہ مدنی ہے(3)۔ ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے ضحاک سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ ابو عبید نے میمون بن مہران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جہاں قرآن میں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ، یا بنی آدم سے خطاب ہے وہ مکی ہے اور جہاں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے خطاب ہے وہ مدنی ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کا خطاب مکی ہے اور يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا خطاب مدنی ہے۔ ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے عروہ سے روایت کیا ہے فرمایا حج یا کسی فریضہ کا جہاں تک تعلق ہے یا حد اور جہاد کا تعلق ہے یہ سب چیزیں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں اور جہاں قرآن میں گزشتہ امتوں کا ذکر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 171 — 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 244، (2888)

3۔ فضائل القرآن از ابو عبید، صفحہ 367، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

ہے یا ضرب الامثال کا ذکر ہے وہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہر وہ سورت جس میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ذکر ہے وہ مدنی ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ کا خطاب کفار اور مومنین دونوں فریقین کے لیے ہے فرماتے ہیں اُعْبُدُوْا کا معنی ہے وَحِّدُوْا (توحید بیان کرو)(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مذکورہ آیت کا معنی ہے کہ اے لوگو! عبادت کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تمہیں اور پیدا کیا ان لوگوں کو جو تم سے پہلے تھے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں لَعَلَّکُمْ میں لعل کی کے معنی میں ہے اور سورۂ شعراء کی آیت نمبر 129 میں کی کے معنی میں نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے عون بن عبد اللہ بن عُتبہ سے روایت کیا ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہو وہاں وجوب کے معنی میں ہوتا ہے۔

وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد سے تَتَّقُوْنَ کا معنی تُطِیْعُوْنَ (تم اطاعت کرو) روایت کیا ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے ان الفاظ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم آگ سے بچو۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

"وہ جس نے بنایا تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت اور اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے اس سے کچھ پھل تمہارے کھانے کے لیے پس نہ ٹھہراؤ اللہ کے لیے اور مقابل اور تم جانتے ہو"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ سے مذکورہ آیت میں فراش کا یہ معنی نقل کیا ہے جس پر چلا جائے، بچھونا، ٹھہرنا۔ یعنی اس نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا بنایا اور اس پر آسمان کو قبہ کی طرح تعمیر فرمایا اور یہ زمین کے اوپر چھت ہے۔ امام ابو داؤد، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! انسان مشقت میں مبتلا ہے، بچے ضائع ہو گئے ہیں، مال ختم ہو گئے ہیں اور مویشی ہلاک ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ہمارے لیے بارش طلب فرمائیں، ہم آپ کی بارگاہ میں اللہ تعالیٰ کی سفارش پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی سفارش پیش کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ آپ سبحان اللہ کہتے رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 185، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

اپنے اصحاب کے چہروں پر پریشانی دیکھی تو فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہوتو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کا مرتبہ کیا ہے، اس کی شان بہت عظیم ہے، کسی کے پاس اس کو بطور سفارش پیش نہیں کیا جاتا، وہ آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے اور اس کا عرش، آسمانوں پر ہے اور آسمان زمین پر اس طرح ہیں۔ آپ ﷺ نے قبہ کی طرف اپنی انگلیوں کا اشارہ کیا اور آسمان میں اس طرح کی چرچراہٹ ہے جیسے سوار کی وجہ سے کجاوے میں ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان زمین پر قبہ کی طرح بنا ہوا ہے۔

امام ابوالشیخ، حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ زمینیں آسمان کی اطراف سے گھیری ہوئی ہیں اور سمندر خیموں کے اطراف کی طرح ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قاسم بن ابو برہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان چکور شکل میں نہیں ہے لیکن وہ قبہ کی شکل میں ہے جسے لوگ سبز دیکھتے ہیں۔

حضرت ابوالشیخ، العظمہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ بارش آسمان سے ہوتی ہے یا بادل سے ہوتی ہے فرمایا آسمان سے، بادل تو فقط نشانی ہے بارش اس پر آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ حضرت ابو الشیخ نے وہب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نہیں جانتا کہ بارش آسمان سے بادل میں نازل ہوتی ہے یا اللہ تعالیٰ بادل میں بارش پیدا فرماتا ہے پھر وہ نیچے برساتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بادل بارش کیلئے چھاننی ہے اگر بادل نہ ہوتا تو پانی ایک جگہ گرتا اور اسکو خراب کر دیتا۔ اور بیج آسمان سے اترتا ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے خالد بن معدان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بارش ایک پانی ہے جو عرش کے نیچے سے نکلتا ہے پھر پے در پے ہر آسمان پر اترتا ہے حتیٰ کہ پہلے آسمان میں جمع ہو جاتا ہے اور جس جگہ جمع ہوتا ہے اسے الاریم کہا جاتا ہے پھر کالے بادل آتے ہیں وہ آسمان میں داخل ہو کر اس بارش کو پیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے انہیں لے جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پانی ساتویں آسمان سے نازل ہوتا ہے پھر اس سے ایک قطرہ بادل پر اونٹ کی طرح گرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت خالد بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادل سے بارش آسمان کی طرف سے ہوتی ہے، بادل کی بارش سمندر کی طرف سے بھی ہوتی ہے جو بادل اٹھا کر لاتے ہیں۔ پس کڑک اور بجلی اسے میٹھا کرتے ہیں پس جو سمندروں سے ہوتا ہے اس سے پودے نہیں اگتے اور جو پودے اگتے ہیں وہ آسمان کے پانی سے ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے جو قطرہ نازل فرماتا ہے اس سے گھاس اگتی ہے یا سمندر میں موتی بنتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب بارش برستی ہے تو دریاؤں میں صدف اپنے منہ کھول لیتے ہیں جو قطرہ ان میں گرتا ہے وہ موتی بن جاتا ہے۔ ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ صدفوں میں موتی بارشوں کے ذریعے پیدا فرماتا ہے بارش کے وقت اصداف اپنے منہ کھول لیتے ہیں پس بڑا موتی، بڑے قطرے سے ہوتا ہے اور چھوٹا موتی چھوٹے قطرے سے ہوتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے الام میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں المطلب بن حنطب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دن اور رات میں کوئی وقت ایسا نہیں جبکہ بارش نہ برس رہی ہو، اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے اسے وہاں پھیر دیتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب بارش نازل ہوتی ہے تو ساتھ ہی بیج بھی نازل ہوتا ہے اگر تم چمڑے کا دسترخوان بچھاؤ تو تم اسے دیکھ لو۔

حضرت ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ بارش کی آمیزش جنت سے ہے، جنت کی آمیزش زیادہ ہوتی ہے تو برکت زیادہ ہوتی ہے اگرچہ بارش کم ہوتی ہے اور جب جنت کی آمیزش کم ہوتی ہے تو برکت کم ہوتی ہے اگرچہ بارش زیادہ ہوتی ہے۔

ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ کوئی سال، دوسرے سال سے بارش کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے اسے پھیر دیتا ہے اور بارش کے قطروں کے ساتھ فرشتے نازل ہوتے ہیں اور جہاں وہ بارش ہونی ہے جس کو رزق ملنا ہے اور جو ہر قطرے سے پیدا ہونا ہوتا ہے یہ سب چیزیں وہ لکھتے ہیں۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کی ابن عباس سے یہ تفسیر نقل کی ہے اور ان چیزوں کو اللہ کا شریک بنا کر شرک نہ کرو جو نہ نفع دے سکتی ہیں اور نہ نقصان اور تم جانتے ہو کہ تمہارے لیے کوئی اور رب نہیں ہے جو اس کے علاوہ تمہیں رزق عطا کرے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَنْدَادًا کا معنی اشباھًا (ہم مثل) روایت کیا ہے۔ احضرت بن مسعود سے ابن جریر نے یہ مفہوم روایت کیا ہے ان مردوں کو اللہ کا ہم پلہ نہ بناؤ جن کی تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اطاعت کرتے ہو (2)۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے انداد کا مفہوم پوچھا تو انہوں نے فرمایا الاشباہ والامثال، پوچھا کیا انداد کا یہ مفہوم عرب جانتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا

اَحْمَدُ اللّٰهَ فَلَا نِدَّلَهٗ بِيَدِهِ الْخَيْرُ مَاشَاءَ فَعَلَ

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اس کی مثل کوئی نہیں اس کے ہاتھ میں خیر ہے جو چاہے کرے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 188
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 187

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے انداد کا معنی شرکاء نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوف بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ ﷺ نے مؤذن کی آواز سنی اس نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو آپ ﷺ نے فرمایا فطرت پر ہے اس نے کہا اَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے الانداد (بتوں) کی غلامی کا پٹہ اتار کر پھینک دیا ہے۔ ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری نے الادب المفرد میں، نسائی، ابن ماجہ اور ابو نعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کو ایک شخص نے کہا جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کا مقابل بنا دیا ہے (یوں کہا کرو) جو اللہ وحدہ چاہے (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت قتیلہ بنت صیفی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی عالم نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی اے محمد ﷺ تم بہت اچھی قوم ہوتے اگر تم شرک نہ کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم کیسے شرک کرتے ہیں۔ اس یہودی نے کہا تم میں سے کوئی کہتا ہے لَا وَالْكَعْبَةِ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قسم اٹھائے تو رب الکعبۃ کی قسم اٹھائے۔ پھر یہودی نے کہا اے محمد تم بہت اچھی قوم ہوتے اگر تم اللہ کے شریک نہ بناتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیسے؟ اس نے کہا تم میں سے کوئی کہتا ہے مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو تم میں سے ایسا کہے تو یوں کہے۔ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ۔ (2)

امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت طفیل بن سخبرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ یہودیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے یہودیوں کو کہا تم اچھی قوم ہوتے اگر تم یہ نہ کہتے کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں، یہودیوں نے کہا تم اچھی قوم ہوتے اگر تم ماشاء اللہ وشاء محمد نہ کہتے۔ پھر فرماتے ہیں نصاریٰ کا گروہ گزرا تو انہیں کہا کہ تم اچھی قوم ہوتے اگر تم مسیح کو ابن اللہ نہ کہتے۔ نصاریٰ نے کہا تم اچھی قوم ہوتے اگر تم یہ نہ کہتے جو اللہ نے چاہا اور محمد ﷺ نے چاہا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنا خواب نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا، نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ طفیل نے خواب دیکھا ہے اور تم ایسا کلمہ کہتے ہو حیاء مجھے تمہارے سامنے کہنے سے مانع ہے۔ تم یہ نہ کہا کرو بلکہ اس طرح کہا کرو۔ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت حذیفہ بن الیمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فلاں نہ کہا کرو بلکہ یہ کہا کرو مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ۔ (4)

امام ابن جریج نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے انداد کا معنی عدلاء (مساوی) روایت کیا ہے یعنی اللہ کے مدمقابل نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ اللہ نے تمہیں پیدا فرمایا ہے اور آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ وکیع، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے مذکورہ آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کے مدمقابل نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ ایک خدا ہے تورات اور انجیل میں

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 214، مطبوعہ دار صادر بیروت
2۔ طبقات ابن سعد
3۔ تہذیب الکمال، جلد 9، صفحہ 236، مطبوعہ دار الفکر بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 558، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

اس کا کوئی مدمقابل نہیں (1)۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۪ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَ لَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ ۚۖ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۴﴾

"اور اگر تمہیں شک ہو اس میں جو ہم نے نازل کیا اپنے (برگزیدہ) بندے پر تو لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور بلالو اپنے حمایتوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے"۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں آیا مگر اسکو ایسے معجزات عطا کیے گئے جن پر لوگ ایمان لائے اور مجھے قرآن عطا کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کیا ہے (چونکہ یہ معجزۂ قرآن قیامت تک رہنے والا ہے) اس لیے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے روز میرے امتی زیادہ ہوں گے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے وَاِنْ كُنْتُمْ الخ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ یہ آیت کریمہ ان کفار کے متعلق ہے جو اس چیز (قرآن) میں شک کرتے تھے جو محمد ﷺ لائے تھے۔ عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت میں مذکور مِّثْلِهٖ کی ضمیر کا مرجع قرآن نقل کیا ہے۔ فرمایا ان لوگوں کو بلاؤ جو تمہاری گواہی دیں کہ تمہارا کلام قرآن جیسا ہے جب تم اس کے مقابلہ میں کلام پیش کرو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں رَيْبٍ کا معنی شک ہے اور مِّثْلِهٖ میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے یعنی ایسا کلام پیش کرو جو قرآن کی مثل حق اور سچ ہو اس میں باطل اور جھوٹ کی آمیزش نہ ہو (3)۔

وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں مِّثْلِهٖ کی ضمیر مرجع قرآن ہے اور شُهَدَآءَ سے مراد ایسے لوگ ہیں جو کہ جب تم ان کو لے آؤ تو وہ تمہارے حق میں گواہی دیں کہ فلاں کلام قرآن کی مثل ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن اسحٰق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے شُهَدَآءَ سے مراد عقیدہ میں حمایتی ہیں اگر تم اسکا مقابل پیش نہ کر سکو اور ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے تو پھر تمہارے لیے حق واضح ہو گیا (5)۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا الخ کا مطلب یہ ہے کہ تم ہرگز اس پر قادر نہیں ہو گے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 188 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 160 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 190
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 191

اور ہرگز تمہیں اس کا مقابل کلام پیش کرنے کی طاقت نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں دوزخ کے ذکر سے گزرے تو آگ سے اللہ کی پناہ مانگے اور جب جنت کے ذکر سے گزرے تو اللہ سے جنت کا سوال کرے (1)۔ ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابن ابی لیلی سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے ایک آیت تلاوت فرمائی تو فرمایا میں آگ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور دوزخیوں کے لئے ہلاکت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں۔ میں تمہیں آگ سے ڈراتا ہوں یہاں تک کہ آپ کی چادر کی ایک طرف آپ کے کندھے سے گر گئی (2)۔

امام عبد بن حمید نے طلحہ عن مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے روایت ہے کہ وہ قرآن حکیم میں ہر جگہ وقود کو واؤ کو ضمہ کے ساتھ پڑھتے تھے لیکن سورۂ بروج میں واؤ کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ عبدالرزاق، سعید بن منصور، الفریابی، ہناد بن السری (فی کتاب الزہد) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الکبیر میں اور حاکم (انہوں نے اسکو صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے الشعب میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جن پتھروں کا ذکر کیا ہے اس سے مراد کبریت کے پتھر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے جیسے چاہا بنا رکھا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے یہ بھی نقل فرمایا ہے کہ یہ سیاہ کبریت کے پتھر ہیں ان کے ساتھ کفار کو آگ میں سزا دی جائے گی (4)۔ ابن جریر نے عمرو بن میمون سے نقل کیا ہے کہ اس آیت میں الْحِجَارَةُ سے مراد کبریت کے پتھر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے دن سے پہلے آسمان میں تخلیق کر رکھا ہے۔ ان کو کافروں کے لیے تیار کر رکھا ہے (5)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہزار سال آگ جلائی حتیٰ کہ وہ سرخ ہوگئی اور پھر ہزار سال جلائی حتیٰ کہ وہ سفید ہوگئی پھر ہزار سال جلائی تو وہ سیاہ ہوگئی اور یہ بالکل سیاہ ہے اسکا شعلہ نہیں بجھے گا (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہزار سال آگ جلائی گئی حتیٰ کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار سال جلائی گئی تو سفید ہوگئی پھر ہزار جلائی تو سیاہ ہوگئی پس اب یہ سیاہ تاریک ہے (7)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 300 مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 51

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 194 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت۔ 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 193

6۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 489، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت

7۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب صفۃ النار، جلد 9، صفحہ 42، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، مالک، بخاری اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی آدم کی آگ جہنم کی آگ کا 1/70 جزء ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آگ بھی کافی تھی۔ فرمایا دوزخ کی آگ 69 جزء زیادہ گرم ہے اور اس کا ہر جزء اس آگ کی مثل ہے(1)۔

امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کیا تم دوزخ کی آگ کو اپنی اس آگ کی طرح سرخ سمجھتے ہو جو تم خود جلاتے ہو۔ دوزخ کی آگ تو تارکول سے بھی زیادہ کالی ہے(2)۔

ترمذی نے ابو سعید کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن بھی کہا ہے فرمایا تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا 1/70 جزء ہے اور جہنم کی آگ کا ہر جزء اس آگ کی مثل ہے(3)۔

امام ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح بھی کہا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا 1/70 جزء ہے۔ اگر یہ آگ پانی کے ساتھ دو مرتبہ بجھائی نہ گئی ہوتی تو تم اس سے کچھ بھی نفع نہ اٹھا سکتے اور تمہاری یہ آگ اللہ سے دعا مانگتی ہے کہ اسے اس آگ میں دوبارہ نہ لوٹایا جائے(4)۔

امام بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ تمہاری یہ آگ دوزخ کی آگ کا 1/70 جزء ہے، اگر اس کو سمندر میں دو مرتبہ غوطہ نہ دیا جاتا تو تم اس سے نفع نہ اٹھا سکتے۔

امام بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ کا 1/7 جزء ہے اس آگ کو سمندر میں دو مرتبہ گزارا گیا ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا ہوتا تو اس میں اللہ تعالیٰ کسی کے لیے منفعت نہ رکھتا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تمہاری یہ آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے(6)۔

امام ابن اسحاق فرماتے ہیں یہ ان کافروں کے لیے تیار کی گئی جو تمہاری مثل کفر کی روش اختیار کیے ہوئے ہیں(7)۔

وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا ۙ قَالُوْا هٰذَا الَّذِیْ رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۙۗ وَّ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵﴾

''اور خوشخبری دیجئے انہیں جو ایمان لائے اور کیے نیک عمل (کہ) یقیناً ان کے لیے باغات ہیں بہتی ہیں ان کے

1۔ موطا امام مالک، صفۃ جہنم، صفحہ 733، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ ایضاً
3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب صفۃ النار، جلد 9، صفحہ 42
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 9، صفحہ 581، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 70، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 52، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 194

نیچے نہریں کھلایا جائے گا انہیں ان باغوں سے کوئی پھل (تو صورت) دیکھ کر کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے کھلایا گیا تھا اور دیا گیا انہیں پھل (صورت میں) ملتا جلتا اور ان کے لیے جنت میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، البزار، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن ابی داؤد اور بیہقی دونوں نے البعث میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابن مردویہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار کیا جنت کیلئے کوئی تیار ہے؟ کیونکہ جنت کی ہلاکت کا کوئی تصور نہیں ہے، رب کعبہ کی قسم! جنت چمکتا ہوا نور، مہکتی ہوئی خوشبو، پختہ محل، جاری نہر، پکا ہوا پھل، حسین شکیل بیوی، بہت سے لباس، ابدی مقام جہاں پھل ہیں اور سلامتی کا گھر ہے، سبز پھل خیر اور نعمت ہے، بلند اور خوشگوار جگہ میں ہے۔ صحابہ کرام نے کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ! ہم تیار ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم ان شاء اللہ کہو۔ تو تمام نے کہا ان شاء اللہ!(1)۔

امام احمد، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، ترمذی اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، بیہقی نے البعث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ارشاد فرمائیں جنت کی تعمیر کیسی ہے فرمایا اس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔ اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں، اس کی لپائی کستوری کی ہے، اس کی مٹی زعفران ہے جو اس میں داخل ہوگا خوش وخرم رہے گا، کبھی مایوس نہ ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا کبھی موت کی تلخی سے دوچار نہ ہوگا، نہ اس کا لباس بوسیدہ ہوگا اور نہ اس کی جوانی پر زوال آئے گا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، الطبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے جنت کی کیفیت پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا جو جنت میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ زندہ رہے گا مرے گا نہیں۔ خوش رہے گا کبھی مایوس نہ ہوگا، اس کے کپڑے پرانے نہ ہوں گے اور اس کا عنفوان شباب ختم ہوگا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ اس کی تعمیر کیسی ہے؟ فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس کی لپائی عمدہ کستوری سے ہے، اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں، اس کی مٹی زعفران ہے(3)۔

حضرت البزار اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی دیوار کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، ان کی انگیٹھیوں میں عود ہندی (خوشبودار لکڑی) جلے گی، جنتیوں کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی، اس کی مٹی زعفران اور اس کی خوشبو کستوری ہے۔ ابن المبارک نے الزہد میں ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ جنت کی دیوار کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے، اس کے ذرے موتی اور یاقوت ہیں اور اس کے سنگریزے موتی ہیں اور اس کی مٹی زعفران ہے۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 578، مطبوعہ دارالکتب العربیہ، بیروت
2۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 75
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 28

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جنت کی زمین سفید ہے اور اس کا صحن کافور کی چٹانیں ہیں، اس کے اردگرد ریت کے ٹیلوں کی طرح کستوری کے ٹیلے ہیں۔ اس میں جاری نہریں ہیں، اہل جنت پہلے اور آخری اس میں جمع ہوں گے اور ایک دوسرے کو پہچانیں گے، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی ہوا بھیجے گا جو کستوری کی خوشبو ان کے اوپر بکھیرے گی پس مرد جب اپنی بیوی کے پاس آئے گا تو اس کا حسن اور خوشبو زیادہ ہو چکی ہوگی۔ بیوی کہے گی تو جب میرے پاس سے گیا تھا تو بھی میں تجھ پر متعجب تھی لیکن اب تو مزید تیرا حسن و جمال عجیب لگ رہا ہے۔

امام ابو نعیم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جنت کی زمین چاندی کی ہے۔

امام البزار، الطبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت کے اردگرد دیوار بنائی ہے، جس کی ایک اینٹ سونے کی ہے اور ایک اینٹ چاندی کی ہے پھر اس میں نہریں نکالی ہیں اور اس میں (پھلدار) درخت لگائے ہیں جب ملائکہ جنت کے حسن اور رونق کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں تو بادشاہوں کی منازل سے زیادہ پاکیزہ ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم نے حضرت ابو سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ابن صائد نے جنت کی مٹی کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی مٹی سفید خالص کستوری ہے (2)۔ ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنہ میں، ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابو زمیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جنت کی زمین کے متعلق ابن عباس سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا چاندی کا سفید مرمر ہے گویا شیشہ ہے۔ پھر پوچھا اس کا نور کیسا ہے؟ فرمایا سورج کے طلوع ہونے کے وقت جو کیفیت ہوتی ہے اس قسم کی روشنی جنت میں ہے لیکن اس میں نہ زیادہ گرمی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈک ہے، پھر پوچھا اس کی نہریں کیسی ہیں کیا وہ نالیوں میں چلتی ہیں فرمایا نہیں وہ سطح زمین پر چلتی ہیں لیکن نہ ادھر پھیلتی ہیں نہ ادھر۔ پھر پوچھا اس کا لباس کیسا ہے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے اس پر انار جیسا پھل لگتا ہے، جب اللہ کا ولی اس سے لباس کا ارادہ کرے گا تو اس درخت کی ٹہنیاں اسکی طرف جھک آئیں گی پھر اس کے لیے ستر جوڑے کپڑوں کے نکل آئیں گے جو رنگ برنگے ہونگے پھر وہ مل جائے گا اور اپنی پہلی کیفیت پر لوٹ جائے گا (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے، اس میں اس کے پھل لگائے اور اس میں نہریں نکالی ہیں، پھر جنت کی طرف دیکھا اور فرمایا بول! تو جنت نے کہا قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ (المومنون 1) پھر فرمایا میری عزت و جلال! کی قسم تیرے اندر بخیل میرا قرب نہیں پائے گا۔ البزار نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو سفید پیدا فرمایا۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 732 مطبوعہ دارالفکر بیروت 2۔ صحیح مسلم، 18 3۔ معجم اوسط از طبرانی، رقم الحدیث، 5648

ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک کوڑے کی مقدار جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے(1)۔ امام احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کی کمان کی مقدار جنت میں جگہ اس جگہ سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے(2)۔ امام ابن شیبہ اور ہناد بن السری نے الزہد میں اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک بالشت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے(3)۔

امام ترمذی اور ابن ابی الدنیا نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں جو نعمتیں ہیں ان میں سے اگر اتنی مقدار ظاہر ہو جائے جو ایک ناخن اٹھاتا ہے تو آسمانوں اور زمین کے کناروں کے درمیان جو کچھ ہے اس کو آراستہ کر دے، اگر کوئی جنتی مرد جھانکے اور اس کا کنگن ظاہر ہو جائے تو سورج کی روشنی اس طرح ختم ہو جائے جیسے سورج ستاروں کی روشنی ختم کر دیتا ہے(4)۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت حارثہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تو ان کی والدہ حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے حارثہ کے مقام کے متعلق بتایا جائے اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ کسی جگہ پر ہے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ میں کیا کرتی ہوں فرمایا وہ ایک جنت میں نہیں کئی جنتوں میں ہے اور وہ فردوس اعلیٰ میں ہے(5)۔

امام ترمذی نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس کو حسن کہا ہے اور حاکم نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ڈرتا ہے وہ رات کے آخری حصہ میں سفر کرے، جس نے رات کے آخری حصہ میں سفر کیا وہ منزل پر پہنچ گیا خبردار اللہ تعالیٰ کا سامان بہت مہنگا ہے(6)۔

امام حاکم نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ڈرتا ہے وہ رات کے آخری حصہ میں سفر کرے اور جس نے رات کے آخری حصہ میں سفر کیا وہ منزل پر پہنچ گیا خبردار! اللہ تعالیٰ کا سامان بہت مہنگا ہے۔ خبردار اللہ کا سامان جنت ہے۔ تھرتھرانے والی آ گئی اور اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا اور موت اپنی ہولناکیوں کے ساتھ آ رہی ہے(7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ پر کتاب نازل فرمائی بے شک اہل جنت کا دن بدن حسن و جمال زیادہ ہوتا جائے گا جیسا کہ دنیا میں قباحت اور بڑھاپا بڑھتا جاتا ہے(8)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس جنت کے نیچے نہریں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ تَحْتِهَا میں ھا ضمیر کا مرجع جنتیوں کی رہائش گاہیں ہیں ان

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب فضل الغدو والروح فی سبیل اللہ، جلد 8-7، صفحہ 113، رقم الحدیث 1648، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

2۔ صحیح بخاری، باب بدء الخلق، جلد 3، صفحہ 1187، رقم الحدیث 3080، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 38

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10-9 صفحہ 9، (2538) 5۔ صحیح بخاری، صفحہ 567

6۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب صفۃ القیامۃ، جلد 10-9، صفحہ 202

7۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 343، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 8۔ مصنف ابن شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 35

کے نیچے نہریں چلتی ہیں۔ امام ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کی نہریں کستوری کے پہاڑوں کے نیچے سے پھوٹتی ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ ابن حبان نے التفسیر میں، بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنت کی نہریں کستوری کے پہاڑ کے نیچے سے پھوٹتی ہیں (2)۔ احمد اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سیحان، جیحان، الفرات اور النیل یہ سب جنت کی نہریں ہیں (3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک نہر ہے جسے البیدخ کہا جاتا ہے، اس کے اوپر یاقوت کے قبے ہیں اور اس کے نیچے اگنے والی عورتیں ہوں گی۔ اہل جنت کہیں گے ہم البیدخ چلیں وہ وہاں پہنچیں گے تو ان عورتوں سے مصافحہ کریں گے۔ جب کسی مرد کو کوئی عورت پسند آئے گی تو وہ اس کی کلائی کو پکڑے گا۔ وہ اس کے پیچھے چل پڑے گی اور اس کی جگہ ایک اور پیدا ہو جائے گی۔

امام احمد، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں نسائی، ابو یعلی، بیہقی نے الدلائل میں الضیاء المقدسی نے صفۃ الجنۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو اچھا خواب پسند تھا۔ ایک عورت آئی اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نکالی گئی ہوں اور جنت میں داخل کی گئی ہوں پھر میں نے ایک دھما کہ خیز آواز سنی جو اس جنت سے آئی تھی پھر میں نے فلاں فلاں شخص کو دیکھا حتیٰ کہ اس نے بارہ آدمی شمار کیے جن کو رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے ایک جنگی مہم پر روانہ کر چکے تھے، ان کو لایا گیا تو ان پر ریشمی لباس تھے اور ان کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا، پھر حکم ہوا انہیں البیدخ کی نہر کی طرف لے جاؤ اور اس میں نہلاؤ پس جب وہ غسل کر کے نکلے تو ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح روشن تھے۔ پھر انہیں سونے کی کرسیوں کے پاس لایا گیا وہ ان کے اوپر بیٹھ گئے پھر سونے کا ایک تھال لایا گیا جس میں تازہ پھل تھے انہوں نے ان میں سے جو چاہا کھایا وہ ان پھلوں کو ادھر ادھر کرتے اور جو جی میں آتا وہ کھاتے، خوشخبری دینے والا آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جنگ میں یہ صورت حال پیش آئی ہے، فلاں، فلاں شہید ہو گئے ہیں حتیٰ کہ اس نے بارہ افراد کے نام لیے آپ ﷺ نے فرمایا اس عورت کو میرے پاس بلاؤ وہ عورت آئی تو فرمایا اس شخص کے سامنے اپنا خواب بیان کر۔ اس آدمی نے کہا بالکل اسی طرح ہوا جیسا اس عورت نے کہا ہے فلاں، فلاں شہید ہو چکے ہیں (3)۔

امام بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک نہر ہے جس کی لمبائی جنت کی طرح ہے اس کے کناروں پر کنواری عورتیں آمنے سامنے کھڑی خوبصورت آواز میں گا رہی ہیں جن کو لوگ سنیں گے حتیٰ کہ وہ یہ خیال کریں گے کہ جنت میں اس کی مثل لذت کہیں نہیں ہے۔ ہم نے پوچھا اے ابو ہریرہ وہ گانا کیا ہو گا فرمایا

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 11، صفحہ 416 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 46

3۔ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ، جلد 17، صفحہ 146، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، رؤیۃ المراۃ، جلد 7، صفحہ 26، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

ان شاء اللہ، اللہ کی تسبیح، تحمید، تقدیس اور اللہ تعالیٰ کی تعریف ہوگی۔

امام احمد بن حنبل نے الزہد میں دار قطنی نے المدبج میں حضرت المعتمر بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک نہر ہے جو کنواری عورتیں اگاتی ہے۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت انس سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے جسے ریان کہا جاتا ہے اس کے اوپر ایک شہر ہے جو مرجان کا بنا ہوا ہے اس کے سونے سے تیار شدہ ہزار دروازے ہیں وہ حامل قرآن کے لیے ہیں۔

امام ابن المبارک، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے البعث میں مسروق سے روایت کیا ہے کہ جنت کی نہریں بغیر کھائیوں کے چلتی ہیں اور جنت کی کھجوریں تنے سے لے کر شاخوں تک پھلوں سے لدی ہوتی ہیں، ان کا پھل ٹیلوں کی مثل ہے، جب ان کا پھل توڑا جائے گا تو اس کی جگہ دوسرا پیدا ہو جائے گا اور گچھے بارہ ہاتھ لمبے ہیں (1)۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم، الضیاء المقدسی ان دونوں نے صفۃ الجنۃ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تم یہ خیال کرتے ہو گے کہ جنت کی نہریں کھائیوں میں زمین کے اندر چلتی ہیں، قسم بخدا انہیں وہ سطح زمین پر چلتی ہیں اس کے کنارے موتیوں کے خیمے ہیں، اور اس کی مٹی اذفر کستوری ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اذفر کیا ہے فرمایا جس میں کسی اور چیز کی آمیزش نہ ہو۔ ابن ابی الدنیا اور الضیاء اور ابن مردویہ نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کی نہریں جنت عدن سے اکھٹی نکلتی ہیں پھر مختلف نہروں کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب انہیں اس سے عطا کیا جائے گا۔ (آلایہ)

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ سے **كُلَّمَا رُزِقُوْا مِنْهَا مِنْ ثَمَرَةٍ رِّزْقًا** کی تفسیر روایت کی ہے کہ جب انہیں جنت میں پھل دیا جائے گا تو وہ اس کو دیکھ کر کہیں گے یہ تو ہمیں اس سے پہلے دنیا میں دیا گیا ہے ان کو جو جنت میں پھل ملے گا وہ رنگ اور دیکھنے میں دنیا کے پھل کے مشابہ ہوگا لیکن ذائقہ میں اس کے مشابہ نہیں ہوگا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی بن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کہیں گے کہ جنت میں آنے سے پہلے دنیا کے پھلوں میں سے ہمیں ایسا پھل دیا گیا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کہیں گے ہمیں دنیا میں یہ پھل دیا گیا تھا، فرماتے ہیں جنت کا پھل شکل میں دنیا کے پھل کے مشابہ ہوگا لیکن جنت کے پھل کا ذائقہ انتہائی عمدہ اور پاکیزہ ہوگا (3)۔

امام مسدد، ہناد نے الزہد میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دنیا میں جنت کی چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں ہے سوائے اسماء کے (یعنی دنیا اور جنت کی چیزیں حقیقت میں مختلف ہیں نام کے اعتبار سے ایک جیسی ہیں) (4) امام دیلمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 195 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 196 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 200 4۔ ایضاً

فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے شادی کے کھانے میں جنت کی خوشبو کا ایک مثقال ہوتا ہے(1)۔
عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد سے اس ارشاد کے متعلق روایت کیا ہے کہ لوگ پوچھتے ہیں دنیا کی چیزوں کو آخرت کی چیزوں سے کیا مشابہت ہے فرمایا ہر صنف کی ایک مثل ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ من قبل کا معنی یہ ہے کہ یہ تو اس پھل کی مثل ہے جو ہمیں کل دیا گیا تھا۔ ابن جریر نے یحییٰ بن کثیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص کے پاس ایک تھال لایا جائے گا وہ اس میں سے کھائے گا پھر دوسرا تھال لایا جائے گا تو وہ کہے گا یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے دیا گیا ہے، فرشتہ کہے گا رنگ ایک ہے اور ذائقہ مختلف ہے(3)۔ وکیع، عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے وَاُتُوْا بِهٖ مُتَشَابِهًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ رنگ میں مشابہ اور ذائقہ میں مختلف ہوں گے جیسے کھیرے، ککڑیاں (رنگ میں سارے ایک جیسے ہوتے ہیں اور ذائقہ میں مختلف ہوتے ہیں)(4)
امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مذکورہ الفاظ کی یہ تفسیر روایت کی ہے کہ جنت کے پھل عمدہ اور بہترین ہوں گے ان میں کوئی گھٹیا اور خراب نہ ہوگا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تمام پھل جنت میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوں گے کوئی ان میں خراب اور رذیل نہ ہوگا کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ دنیا کے پھلوں میں بعض خراب ہوتے ہیں(6)۔
امام بزار اور طبرانی نے ثوبان سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب جنت میں جنتی ایک پھل توڑے گا تو فوراً اس کی جگہ اسی طرح کا دوسرا پیدا ہو جائے گا۔

امام ابن عساکر اپنی تاریخ میں ابن حیوۃ عن خالد بن یزید بن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں الجزیرہ کی زمین میں سفر کر رہا تھا جب کہ میرا گزر چند راہبوں اور علماء کے پاس سے ہوا، میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے کہا ہم اس گرجا کے راہب کے پاس جا رہے ہیں اور ہم اس کے پاس ہر سال آتے ہیں، وہ ہمیں آئندہ سال ہونے والے واقعات کے متعلق خبر دیتا ہے۔ میں نے کہا میں بھی اس راہب کے پاس چلتا ہوں تا کہ میں دیکھوں کہ اس کے پاس کیا ہے۔ میری مراد یہ تھی کہ اس کے پاس کوئی کتب ہیں۔ میں اس کے پاس پہنچا تو وہ اپنے گرجا کے دروازے پر کھڑا تھا۔ میں نے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا مسلمان ہوں۔ اس نے پوچھا کیا محمد ﷺ کی امت سے ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا ان کے علماء سے ہے یا جہلاء سے ہے؟ میں نے کہا میں نہ ان کے علماء سے ہوں اور نہ میں ان کے جہلاء سے ہوں۔ اس نے کہا کیا تم کہتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو گے؟ اس کے کھانے کھاؤ گے اور اس کے مشروبات پیو گے اور بول و براز نہیں کرو

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 139، مطبوعہ عباس احمد الباز مکہ مکرمہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 196
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 197
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 199
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 198
6۔ ایضاً

گے؟ میں نے کہاں ہم یہی کہتے ہیں اور بات ہے بھی اسی طرح۔ اس نے کہا دنیا میں کوئی اس کی مثال ہے تو بیان کرو۔ میں نے کہا اس کی مثال، جنین کی ہے جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اللہ کی طرف سے اس کو رزق ماں کے پیٹ میں ملتا ہے لیکن وہ پیشاب، پاخانہ نہیں کرتا۔ فرماتے ہیں (یہ مثال سن کر) اس راہب کا رنگ فک ہو گیا۔ پھر راہب نے مجھے کہا کیا تو نے مجھے کہا نہیں تھا کہ میں ان کے علماء سے نہیں ہوں۔ میں نے کہا میں نے تجھ سے جھوٹ نہیں بولا تھا۔ پھر راہب نے کہا تمہارا گمان ہے کہ تم جنت میں داخل ہو گے، اس کا کھانا کھاؤ گے، اس کے مشروب پیو گے لیکن اس میں کچھ کمی نہیں آئے گی۔ میں نے ہم یہی کہتے ہیں اور بات ہے بھی اسی طرح۔ اس نے کہا دنیا میں اس کی کوئی مثال؟ میں نے کہا اس کی دنیا میں مثال حکمت ہے اگر تمام لوگ بھی جان لیں تو اس میں کچھ کمی نہیں آتی، راہب کا چہرہ متغیر ہو گیا پھر کہا تو نے تو کہا تھا کہ میں ان کے علماء سے نہیں ہوں؟ میں نے کہا میں نے تجھ سے جھوٹ نہیں بولا تھا واقعی میں نہ ان کے علماء سے ہوں اور نہ ان کے جہلاء سے ہوں (1)۔

امام حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنتیوں کی بیویاں حیض، پاخانہ، رینٹ اور تھوک سے پاک ہوں گی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اہل جنت کی بیویاں غلاظت اور اذیت سے پاک ہوں گی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نہ ان کو حیض آئے گا اور نہ ان کو حدث لاحق ہوگا اور نہ ان کو رینٹ آئے گی (3)۔ وکیع، عبد الرزاق اور ہناد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ اہل جنت کی بیویاں حیض، بول، براز، رینٹ، کھنگار، تھوک، منی اور بچے سے پاک ہوں گی (4)۔

امام وکیع اور ہناد نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی بیویوں کو نہ حیض آئے گا، نہ منی آئے گی، نہ بچے جنم دیں گی، نہ پاخانہ کریں گی، نہ پیشاب کریں گی اور نہ تھوکیں گی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکو بول و براز، غلاظت اور گناہ سے پاک فرمایا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلا گروہ جنت میں داخل ہوگا ان کی صورتیں چودھویں کے چاند کی صورت پر ہوں گی، نہ وہ جنت میں تھوکیں گے اور نہ کھنگار پھینکیں گے، نہ پاخانہ کریں گے، ان کے برتن اور ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہو گی اور ان کی انگیٹھیوں میں عود ہندی جلے گی۔ ان کی کنکریاں کستوری کی ہوگی۔ ہر جنتی کے لیے دو بیویاں ہوں گی اتنی حسین ہوں گی کہ گوشت کے اندر سے پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، اہل جنت کے درمیان کوئی اختلاف نہ ہوگا اور نہ بغض ہوگا، ان کے

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 16، صفحہ 308، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 202
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 201 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 202۔ 4۔ ایضاً

دل ایک دل کی مانند ہوں گے، وہ صبح شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس روایت کو صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلا گروہ جو جنت میں داخل ہوگا ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح ہوں گے اور دوسرا گروہ آسمان میں چمکنے والے ستارے سے خوبصورت ہوگا اور ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی اور ہر بیوی پر کپڑوں کے ستر سوٹ ہوں گے لیکن اس کے باوجود ان جوڑوں (سوٹ) کے پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا (1)۔

امام احمد اور ترمذی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ادنیٰ درجہ والے شخص کے لیے بھی اسی ہزار خادم اور بہتر بیویاں ہوں گی اور اس کی رہائش کا قبہ، موتیوں، یاقوت اور زبرجد سے تیار کیا گیا ہوگا اور اتنا بڑا ہوگا جتنی مسافت جابیہ اور صنعاء کے درمیان ہے (2)۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، صحابہ کرام آپس میں تذکرہ کر رہے تھے کہ جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں؟ تو ابو ہریرہ نے فرمایا کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہر جنتی کے لیے دو بیویاں ہوں گی اور اور ستر جوڑوں کے پیچھے سے انکی پنڈلیوں کا گودا نظر آئے گا۔ اور جنت میں کنوارا کوئی نہیں ہوگا (3)۔ ترمذی اور البزار نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسے صحیح بھی کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک شخص کا نکاح ستر عورتوں سے ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ اس پر قادر ہوگا؟ فرمایا اس کو سو مردوں کی قوت عطا کی جائے گی (4)۔ ابن السکن نے المعرفہ میں اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حاطب بن ابی بلتعہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنت میں مومن کا بہتر عورتوں سے نکاح ہوگا ستر آخرت کی عورتیں ہوں گی اور دو دنیا کی عورتیں ہوں گی۔

امام ابن ماجہ اور ابن عدی نے الکامل میں، بیہقی نے البعث میں حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا اس کا بہتر بیویوں سے نکاح کرے گا دو آہو چشم موٹی موٹی آنکھوں والیاں ہوں گی اور ستر اس کی میراث سے اہل جنت سے ہوں گی۔ اور کوئی جنتی عورت نہیں ہوگی مگر اس کی مرغوب فرج ہوگی اور جنتی مرد کے لیے ایسا ذکر ہوگا جو دوہرا نہ ہوگا (5)۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ادنی مرتبہ کا شخص وہ ہوگا جس کے سات درجات ہوں گے وہ چھٹے درجہ پر ہوگا اور اس کے اوپر ساتواں درجہ ہوگا اور اس جنتی کے

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 237، باب صفۃ القیامۃ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، کتاب الجنۃ، جلد 10، صفحہ 26   3۔ صحیح بخاری، 460

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی باب جماع اہل الجنۃ، جلد 19 صفحہ 8

5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 582، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ بیروت

لیے تین سو خادم ہوں گے صبح و شام اس کے پاس سونے کے تین سو تھال لائے جائیں گے اور ہر تھال میں ایسا رنگ ہوگا جو دوسرے میں نہ ہوگا وہ پہلے سے جس طرح لذت اٹھائے گا اسی طرح آخری سے لذت اٹھائے گا وہ کہے گا اے میرے پروردگار اگر مجھے اجازت ہو تو میں اہل جنت کو کھلاؤں اور پلاؤں پھر بھی جو کچھ میرے پاس ہے اس میں کمی نہ ہو۔ اور اس جنتی کے لیے موٹی موٹی آنکھوں والی آہو چشم بہتر بیویاں ہوں گی ان میں سے ایک میل زمین گھیرے گی (1)۔

امام بیہقی نے البعث میں حضرت ابو عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر جنتی مرد کا چار ہزار کنواری اور آٹھ ہزار ثیبہ اور ایک سو حوروں سے نکاح کیا جائے گا وہ ہر سات دنوں میں جمع ہوں گی اور ایسی خوبصورتی سے یہ نغمہ گائیں گی جسکی مثل مخلوق نے کبھی نہ سنی ہوگی۔ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہم کبھی ہلاک نہ ہوں گی، ہم نرم و نازک ہیں، ہم کبھی سخت مزاج نہ ہوں گی، ہم ہمیشہ خوش رہنے والیاں ہیں، ہم کبھی ناراض نہ ہوں گی، ہم اپنے مقام پر ٹھہرنے والیاں ہیں، کبھی سفر نہ کریں گی مبارک ہو اسے جو ہمارے لیے ہیں اور ہم اس کے لیے ہیں۔

امام احمد اور بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں صبح کے وقت جانا یا شام کے وقت لوٹنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں تم میں سے کسی کے لیے کمان کی مقدار ہونا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اگر اہل جنت کی عورتوں میں کوئی عورت زمین پر جھانکے تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہو جائے اور زمین و آسمان کے درمیان خوشبو بھر جائے اور اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (2)۔ ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں امام ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت سات سمندروں میں تھوک دے تو وہ سمندر شہد سے زیادہ میٹھے ہو جائیں۔ امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر اہل جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین پر جھانکے تو ساری زمین کستوری کی خوشبو سے بھر جائے۔ ابن ابی شیبہ اور ہناد بن السری نے کعب سے روایت کیا ہے کہ اگر اہل جنت کی کوئی عورت اپنی ہتھیلی ظاہر کر دے تو زمین و آسمان کا درمیان روشن ہو جائے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ہناد بن السری نے الزہد میں، نسائی، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا اے ابو القاسم تمہارا خیال ہے کہ اہل جنت کھاتے پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جنتیوں میں سے ایک شخص کو کھانے، پینے، جماع کرنے اور شہوت میں تم جیسے سو مردوں کی طاقت عطا کی جائے گی فرمایا جو شخص کھاتا، پیتا ہے اس کو حاجت ہوتی ہے جبکہ جنت پاک ہے اس میں کسی قسم کی غلاظت اور گندگی نہ ہوگی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی حاجت پسینہ کی شکل میں کستوری کی مہک کی طرح بہہ جائے گی، جب وہ پسینہ نکل جائے گا تو اس کا پیٹ خود

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 537، مطبوعہ دار صادر بیروت
2۔ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، جلد 5، صفحہ 2401، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب صفۃ الجنۃ، جلد 7، صفحہ 32، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

بخود بار یک ہو جائے گا(1)۔

امام ابو یعلی، طبرانی، ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا اہل جنت نکاح کریں گے فرمایا پے در پے جماع کریں گے نہ منی ختم ہوگی نہ خواہش (2)۔

امام بزار، الطبرانی اور الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنی عورتوں سے جنت میں حقوق زوجیت پورے کریں گے فرمایا ایک شخص ایک دن میں سو کنواری عورتوں سے حقوق زوجیت ادا کرے گا۔

امام ابو یعلی اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم جنت میں اپنی عورتوں سے اپنی حاجت پوری کریں گے جیسا کہ ہم دنیا میں ان سے اپنی خواہش پوری کرتے ہیں، فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے ایک شخص ایک دن میں سو کنواری عورتوں سے اپنی خواہش پوری کرے گا(3)۔ ابن ابی حاتم اور الطبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا اہل جنت نکاح کریں گے، فرمایا ہاں۔ ایسی فرج کے ساتھ جو نہ اکتائے گی اور ایسے ذکر کے ساتھ جو دوہرا نہ ہوگا اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہوگی۔ پے در پے جماع کریں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا اہل جنت اپنی بیویوں کو چھوئیں گے؟ فرمایا ہاں، ایسے ذکر کے ساتھ جو اکتائے گا نہیں۔ اور ایسی فرج کے ساتھ جس کی خواہش ختم نہیں ہوگی اور ایسی شہوت کے ساتھ جو ختم نہ ہوگی۔

الحرث بن ابی اسامہ اور ابن ابی حاتم نے حضرات سلیم بن عامر اور الہیثم الطائی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جنت میں جماع کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا مرغوب فرج کے ساتھ اور نہ اکتانے والے ذکر کے ساتھ، اور ایک شخص جنت میں چالیس سال کی مقدار اپنا تکیہ لگا کر بیٹھا رہے گا، اس سے گھومے گا نہیں اور نہ ہی اس سے اکتائے گا اور اس مقام پر وہی کچھ اسے ملے گا جس کی اس کا نفس خواہش کرے گا اور جس سے اس کی آنکھیں لذت محسوس کریں گی۔

امام بیہقی نے البعث میں، ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں خارجہ العذری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے تبوک کے مقام پر ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا یا رسول اللہ ﷺ کیا اہل جنت جماع کریں گے، فرمایا ان میں سے ہر شخص کو ایک دن میں تمہارے ستر آدمیوں سے زیادہ قوت دی جائے گی۔

امام طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بول اور جنابت پسینہ کی شکل میں کستوری کی خوشبو کے ساتھ ان کی مینڈھیوں کے نیچے سے بہہ جائے گا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب صفۃ الجنۃ، جلد 7، صفحہ 37، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 1، صفحہ 160، مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بیروت 3۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 432، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں منی اور موت نہیں ہے، جنتی عورتوں سے متواتر صحبت کرتے رہیں گے (1)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل جنت عورتوں سے صحبت کریں گے لیکن وہ بچے جنم نہ دیں گی۔ جنت میں منی اور موت نہیں ہے (2)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عطاء الخراسانی سے اس کی مثل روایت کیا ہے (3)۔

امام وکیع، عبدالرزاق، ہناد، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں خواہش کے مطابق جماع ہوگا لیکن بچہ نہ ہوگا، فرمایا جنتی متوجہ ہوگا پس وہ نظر کرے گا تو اسکی شہوت پیدا ہو جائے گی پھر وہ دیکھے گا تو اس کے لیے دوسری شہوت پیدا ہو جائے گی (4)۔ الضیاء المقدسی نے صفۃ الجنۃ میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ پوچھا گیا کیا جنت میں ہم وطی کریں گے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے متواتر، بار بار جماع ہوگا جب مرد ایک مرتبہ جماع سے فارغ ہوگا تو عورت پھر پاک اور باکرہ ہو جائے گی۔

امام بزار اور طبرانی نے الصغیر میں اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت اپنی عورتوں سے جماع کریں گے پھر وہ دوبارہ ان کے پاس آئیں گے تو وہ باکرہ ہوں گی (5)۔ عبد بن حمید، احمد بن حنبل نے زوائد الزہد میں اور ابن المنذر نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مومن جب اپنی بیوی کا ارادہ کرے گا تو وہ اس کو باکرہ پائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل جنت میں سے ایک شخص کا قد نوے میل ہو گا، عورت کا قد تیس میل ہوگا اور اس کے بیٹھنے کی جگہ ایک جریب ہوگی اور مرد کی شہوت، عورت کے جسم سے ستر سال جاری رہے گی اور وہ لذت محسوس کرے گی (6)۔ احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابوداؤد نے البعث میں معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند کو اذیت نہیں پہنچاتی لیکن جنت کی حور اس کی بیوی سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے غارت کرے تیرے ساتھ اس کا عارضی رشتہ ہے وہ تجھے چھوڑ کر عنقریب ہمارے پاس آ جائے گا (7)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام ابن اسحٰق، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ خیر کا ثواب اور شر کا عذاب ہمیشہ ہوگا اس میں انقطاع نہ ہوگا۔ امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے اس آیت کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ جنت میں مریں گے نہیں۔ الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 11، صفحہ 421 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 420 3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر الجنۃ، جلد 7 صفحہ 36 5۔ معجم صغیر از طبرانی، صفحہ 249
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب صفۃ الجنۃ، جلد 7، صفحہ 31 7۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 502، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ بیروت

عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق نے ان سے کہا کہ مجھے اس ارشاد کی تفسیر بیان کیجئے۔ فرمایا وہ اس میں وہ ٹھہرے رہیں گے ہمیشہ ہمیشہ۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ مفہوم جانتے ہیں فرمایا ہاں! کیا تو نے عدی بن زید کا یہ شعر نہیں سنا۔

هَلْ مِنْ خَالِدٍ اِمَّا هَلَكْنَا وَهَلْ بِالْمَوْتِ يَا لِلنَّاسِ عَارٌ

کیا ہمیشہ رہیں گے یا ہم ہلاک ہو جائیں گے اے لوگو! کیا موت سے بھاگنا (ممکن) ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہل جنت، جنت میں داخل ہوں گے اور دوزخی، دوزخ میں پھر ان کے درمیان اعلان کرنے والا اٹھے گا (اور اعلان کرے گا) اے دوزخیو! (اب) کوئی موت نہیں ہے۔ اے جنتیو! (اب) کوئی موت نہیں ہے، جو جہاں ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا (1)۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت کو کہا جائے گا ہمیشہ (زندہ) رہو گے اب موت نہیں آئے گی۔ دوزخیوں کو کہا جائے گا ہمیشہ اسی عذاب میں (زندہ) رہو گے اب کوئی موت نہیں آئے گی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن ماجہ، حاکم انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موت کو سینگوں والے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا پھر اسے پل صراط پر ٹھہرایا جائے گا۔ ارشاد ہو گا اے اہل جنت، وہ ڈرتے کانپتے ہوئے دیکھیں گے کہ کہیں انہیں ان نعمتوں سے نکال نہ دیا جائے۔ ارشاد ہو گا اسے جانتے ہو وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے، پھر ارشاد ہو گا اے دوزخیو! وہ خوش ہو کر متوجہ ہوں گے کہ ہو سکتا ہے انہیں اس عذاب سے نکالا جائے گا۔ پھر ارشاد ہو گا کیا اسے جانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ پس موت کو پل صراط پر ذبح کرنے کا حکم ہو گا پھر فریقین کو کہا جائے گا جس جس جگہ تم ہو تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور اس میں موت نہیں ہو گی (3)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا جب وہ یمنیوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا اے لوگو! (میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کی طرف سے بھیجا گیا ہوں) آپ کا ارشاد یہ ہے کہ میں تمہاری طرف اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں، اللہ کی طرف لوٹنا ہے جنت یا دوزخ کی طرف لوٹنا ہے بغیر موت کے ہمیشہ رہنا ہے بغیر سفر کے ہمیشہ ٹھہرنا ہے ایسے جسموں میں رہنا ہے جو مریں گے نہیں (4)۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر دوزخیوں کو یہ کہا جائے گا کہ تم دنیا میں موجود کنکریوں کی مقدار دوزخ میں رہو گے تو وہ خوش ہوں گے اور اگر جنتیوں کو کہا جائے گا کہ تم کنکریوں کی تعداد جنت میں رہو گے تو وہ پریشان ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر ہر گروہ کے لیے ہمیشہ رہنا مقدر کر دیا ہے (5)۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 17، صفحہ 162، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2397، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 575، رقم الحدیث: 4327، مطبوعہ دار الکتب العربیہ، بیروت
4۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 387، مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض 5۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 10، صفحہ 222، مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی، بیروت

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا ۙ وَّ یَهْدِیْ بِهٖ كَثِیْرًا ؕ وَ مَا یُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ ۪ وَ یَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

''بے شک اللہ حیا نہیں فرماتا کہ ذکر کرے کوئی مثال مچھر کی یا اس سے بھی حقیر چیز کی تو جو ایمان لائے وہ خوب جانتے ہیں کہ مثال حق ہے ان کے رب کی طرف سے (اتری ہے) اور جنہوں نے کفر کیا ہو وہ کہتے ہیں کیا قصد کیا اللہ نے اس مثال کے ذکر سے گمراہ کرتا ہے اللہ اس سے بہتیروں کو اور ہدایت دیتا ہے اس سے بہتیروں کو اور نہیں گمراہ کرتا اس سے مگر نافرمانوں کو۔ وہ جو ڈرتے رہتے ہیں عہد خداوندی کو اسے پختہ باندھنے کے بعد اور کاٹتے رہتے ہیں اسے، حکم فرمایا اللہ نے جس کے جوڑنے کا اور فساد مچاتے رہتے ہیں زمین میں وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لیے كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا اور اَوْ كَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ کے ساتھ مثالیں بیان فرمائیں تو منافقین نے کہا اللہ تعالیٰ ایسی امثال بیان کرنے سے پاک ہے اللہ تعالیٰ نے اس وقت مذکورہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام عبد الغنی الثقفی نے اپنی تفسیر میں اور الواحدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے خداؤں کا ذکر فرمایا وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا (الحج: 73) (اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے) اسی نے ان کے خداؤں کے مکر کا ذکر فرمایا کہ وہ عنکبوت (مکڑی) کے جالے کی طرح ہے۔ تو انہوں نے کہا کیا دیکھا تو نے کہ اللہ تعالیٰ مکھی اور مکڑی کا ذکر فرما رہا ہے اس قرآن میں جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے وہ ان مثالوں سے کیا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ الخ (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مکڑی اور مکھی کا ذکر فرمایا تو مشرکین نے کہا مکڑی اور مکھی کو کیوں ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 203
2۔ اسباب النزول، صفحہ 14، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 204

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیات نازل ہوئیں یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ (الحج:73) تو مشرکین نے کہا یہ امثال کیا ہیں۔ وہ یہ اور اس قسم کی دوسری مثالیں کیوں بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ مچھر مقصود نہیں بلکہ مثال مراد لی ہے۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مچھر اللہ کی مخلوق سے کمزور ترین ہے۔ امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمۃ میں اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ میں نہ رہو اگر وہ کسی سے بے پرواہ ہوتا تو مچھر، چیونٹی اور رائی سے ہوتا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ الخ کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے کہ یہ مثال حق ہے اور یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کی طرف سے آیا ہے (2)۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت مجاہد سے اس آیت سے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ مومنین اس مثال پر ایمان لاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں ایسی مثالوں کے ذریعے ہدایت دیتا ہے اور فاسق اس کو جانتے ہیں پھر کفر کرتے ہیں (3)۔ ابن جریر نے ابن مسعود اور دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے کہ یُضِلُّ بِهٖ كَثِیْرًا الخ کا مطلب یہ ہے کہ وہ منافقین کو اس کے ساتھ گمراہ کرتا ہے اور مومنین کو اس کے ساتھ ہدایت دیتا ہے۔ اور فاسقین سے مراد منافقین ہیں۔ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الخ کے متعلق فرمایا کہ وہ پہلے اس کا اقرار کرتے ہیں پھر کفر کر کے اس عہد کو توڑتے ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ کافر اس کو جانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کا یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ انہوں نے فسق کا ارتکاب کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے فسق کی وجہ سے انہیں گمراہ کر دیا ہے۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ الخ سے مراد حرور یہ ہیں۔ فرمایا عہد کے توڑنے سے بچو اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے والوں کو فاسقین کہا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ عہد کو توڑنے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے کو ناپسند فرمایا ہے اور اس پر وعید سنائی ہے اور قرآن کی کئی آیات میں بطور نصیحت، موعظت اور محبت عہد کو ذکر فرمایا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ ایسی وعید کسی دوسرے گناہ پر فرمائی ہو جو اس نے عہد کو توڑنے پر فرمائی، جو اللہ کا عہد اور وعدہ دے اسے چاہیے کہ اسے ضرور پورا کرے (6)۔

1۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 5، صفحہ 274، مطبوعہ عباس احمد الباز مکہ مکرمہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 208
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 212
6۔ ایضاً

امام احمد، البزار، ابن حبان، طبرانی نے الاوسط میں، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ خبردار اس کا ایمان نہیں جس کے لیے امانت نہیں، اس کا دین نہیں جس کے لیے عہد کی پاسداری نہیں (1)۔ طبرانی نے الکبیر میں عبادہ بن الصامت اور ابوامامہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔ طبرانی نے الاوسط میں ابن عمر سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن عہد، ایمان (کی علامت) ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ سے مراد رحم اور قرابت ہے (3)۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے وَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ وہ اس میں معصیت اور گناہ کے عمل کرتے ہیں۔ ابن المنذر نے مقاتل سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ کے متعلق روایت کیا ہے کہ اس سے مراد دوزخی ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر وہ اسم جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کے علاوہ کی طرف کی ہے مثلاً خاسر، مسرف اور ظالم، فاسق تو اس سے مراد کفر ہوتا ہے اور جس اسم کو اہل اسلام کے لیے استعمال فرمایا ہے اس سے مراد گناہ ہوتا ہے (4)۔

كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ۚ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۸﴾

"کیونکر تم انکار کرتے ہو اللہ کا حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں زندہ کیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر اسی کی طرف تم پلٹائے جاؤ گے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کئی دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت کا معنی یہ ہے کہ تم کچھ بھی نہ تھے اس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر وہ تمہیں مارے گا پھر تمہیں قیامت کے روز زندہ کرے گا (5)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے آباء کی صلبوں میں تھے اور کچھ بھی نہ تھے حتیٰ کہ اس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر وہ حق کی موت مارے گا تمہیں حق کی زندگی کے ساتھ زندہ کرے گا جب وہ تمہیں اٹھائے گا (6)۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے اس آیت کی یہ تفسیر

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 78
2۔ تاریخ کبیر از بخاری، جلد 1، صفحہ 319، مطبوعہ حیدرآباد دکن
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 212
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 213
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 214
6۔ ایضاً

نقل کی ہے وہ اپنے آباء کی صلبوں میں مردہ تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا، پھر انہیں باہر نکالا پھر وہ انہیں ایسی موت دے گا جو یقینی ہے پھر انہیں قیامت کے روز زندہ کرے گا، ان دو موتوں اور زندگیوں کا ذکر اس آیت میں ہے(1)۔ وکیع اور ابن جریر نے ابوصالح سے نقل کیا ہے کہ وہ قبر میں تمہیں زندہ کرے گا پھر وہ تمہیں موت دے گا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے متعلق روایت فرمایا ہے کہ تم کچھ نہ تھے حتیٰ کہ اس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر وہ تمہیں حق کی موت دے گا پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثۡنَتَيۡنِ وَ اَحۡيَيۡتَنَا اثۡنَتَيۡنِ (المومن:11) اس آیت کی مثل ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ سے یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ وہ کچھ نہ تھے اس نے انہیں موت دی پھر زندہ کیا پھر زندگی کے بعد قیامت کے روز اس کی بارگاہ میں وہ لوٹیں گے(4)۔

هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَ لَکُمۡ مَّا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا ٭ ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ ؕ وَ هُوَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۲۹﴾

"وہی تو ہے جس نے پیدا کیا تمہارے لیے سب کا سب پھر توجہ فرمائی اوپر کی طرف تو ٹھیک ٹھیک بنا دیا انہیں سات آسمان اور وہ سب کو خوب جانتا ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس نے اپنی کرم نوازی سے ابن آدم کے لیے بطور نعمت ساری زمین کو مسخر کر دیا ہے مخصوص عرصہ تک یہ اس کے لیے سامان زیست اور نفع بخش چیزیں اور گزارے کی روزی ہے(5)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت مجاہد سے اس آیت کے متعلق یہ روایت کیا ہے کہ خَلَقَ بمعنی سخر ہے یعنی اس نے تمہارے لیے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب مسخر کیا ہے پھر توجہ فرمائی اوپر کی طرف۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے زمین کو آسمان سے پہلے پیدا فرمایا، جب زمین کو پیدا فرمایا تو اس سے دخان (دھواں) اٹھا۔ اسی لیے فرمایا پھر اس نے توجہ فرمائی اوپر کی طرف تو ٹھیک ٹھیک بنا دیا انہیں سات آسمان۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر بنائے اور سات زمینیں ایک دوسرے کے نیچے بنائیں(6)۔ امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں السدی کے طریق سے ابو مالک اور ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، مرہ الہمدانی سے انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور کئی دوسرے صحابہ سے مذکورہ آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا اور پانی سے پہلے اس نے کوئی چیز پیدا نہیں تھی جب اس نے تخلیق کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 215 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 214 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 219 6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 223

ارادہ فرمایا تو پانی سے دھواں نکالا پس وہ دھواں پانی پر بلند ہوا تو اس کو آسمان بنادیا پھر پانی خشک ہوا تو اسے زمین بنادیا پہلے اس کو ایک سطح میں پھاڑا پھر اسے پھاڑا تو دو دنوں میں یعنی اتوار اور سوموار کو اسے سات زمینیں بنادیا۔ پھر زمین کو مچھلی کے اوپر پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس کا ذکر نٓ وَالْقَلَمِ کے ارشاد میں فرمایا اور مچھلی پانی سے ہے اور پانی ایک چٹان پر ہے اور چٹان ایک فرشتہ کی پیٹھ پر ہے اور فرشتہ ایک اور چٹان پر ہے اور چٹان ہوا میں ہے۔ حضرت لقمان نے جس چٹان کا ذکر کیا ہے وہ یہی ہے نہ وہ آسمان میں ہے اور نہ زمین میں ہے، مچھلی نے حرکت کی اور تڑپی تو زمین ہلنے لگی اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑوں کو گاڑھ دیا۔ پس پہاڑ زمین پر فخر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ اَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ (النحل:15) اس قدرت کاملہ کے مالک نے زمین میں پہاڑ پیدا فرماتے پھر زمین پر رہنے والوں کی خوراک اور درخت پیدا فرمائے اور جو کچھ زمین کے لیے موزوں تھا منگل اور بدھ دو دنوں میں پیدا فرمایا۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ (فصلت:9) الی قولہ وَ بٰرَكَ فِیْهَا (فصلت:10) فرماتے ہیں زمین میں درخت اگائے اور اس میں خوراک کا اندازہ فرمایا پھر زمین والوں کو فرمایا۔ فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىٕلِیْنَ۝۱۰۔ (فصلت)

پس جو پوچھے، معاملہ اسی طرح ہے، ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ (فصلت:11) یہ دھواں پانی کے سانس لینے سے پیدا ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ایک آسمان بنایا پھر چیر کر اسے دو دنوں خمیس اور جمعہ میں سات آسمان بنائے، جمعہ کو جمعہ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں آسمانوں اور زمین کی تخلیق جمع ہوئی۔ اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا (فصلت:12)

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان میں فرشتے، اس کے اوپر رہنے والی دوسری مخلوق، سمندر، پہاڑ، سردی اور وہ کچھ جو عقلی انسانی کو معلوم نہیں پھر پہلے آسمان کو ستاروں سے سجایا اور ان ستاروں کو آسمان کے لیے زینت اور شیطانوں سے حفاظت کرنے کے لیے پیدا فرمایا پھر جب یہ سب کچھ اپنی پسند کا مکمل ہوا تو عرش کی طرف توجہ فرمائی (1)۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے کہ اس نے ساتوں آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ فرماتے ہیں پانی پر آگ کو جاری فرمایا۔ پس سمندر سے بخارات اٹھے، ہوا کی طرف بلند ہوئے پھر اس سے آسمان بنادیئے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے کہ اس نے آسمان کو بلند کیا فَسَوّٰىهُنَّ پھر انکی تخلیق کو ٹھیک ٹھیک بنایا (2)۔

امام عثمان بن سعید الدارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب اشیاء کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا، کیونکہ اس کا عرش پانی پر تھا اور نہ کوئی زمین تھی اور نہ کوئی آسمان تھا، تو پہلے ہوا کو پیدا فرمایا پھر ہوا کو پانی پر مسلط فرمایا حتیٰ کہ پانی کی موجوں میں اضطراب آگیا اور ٹیلوں کی طرح ابھرنے لگیں، پھر اللہ تعالیٰ نے پانی سے دھویں مٹی اور جھاگ نکالی، دھویں کو حکم دیا تو وہ بلند ہوگیا اور بڑھ گیا پھر اس سے آسمانوں کو پیدا فرمایا اور مٹی سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 222
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 21-219

زمینیں پیدا فرمائیں اور جھاگ سے پہاڑ پیدا فرمائے۔

امام احمد، بخاری نے التاریخ میں، مسلم، نسائی، ابن المنذر، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مٹی کو پیدا فرمایا پھر اتوار کے دن اس میں پہاڑوں کو پیدا فرمایا، سوموار کے دن درختوں کو پیدا فرمایا، منگل کے دن مکروہ چیزوں کو پیدا فرمایا، بدھ کے روز نور کو پیدا فرمایا، پھر جمعرات کو زمین میں چوپائے پھیلائے، جمعہ کے دن عصر کے بعد آدم کو پیدا فرمایا (1)

امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن بھی کہا ہے) ابن ماجہ اور عثمان بن سعید الدارمی نے الرد علی الجہمیہ میں، ابن ابی الدنیا میں المطر میں، ابن ابی عاصم نے السنۃ میں، ابویعلی نے ابن خزیمہ نے التوحید میں، ابن ابی حاتم، ابو احمد، الحاکم نے الکنیٰ میں، الطبرانی نے الکبیر میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اللالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ہم نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا ان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال ہے ساتویں آسمان کے اوپر سمندر ہے۔ پھر سمندر کے اوپر والے اور نیچے والے حصہ کے درمیان اتنی مسافت ہے جتنی کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے پھر اس کے اوپر آٹھ پہاڑی بکرے ہیں جن کے سروں اور کھروں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے اس کے اوپر عرش ہے جس کے نچلے اور اوپر والے حصہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین وآسمان کے درمیان ہے، اللہ تعالیٰ کا علم اس کے اوپر ہے اور بنی آدم کے اعمال میں سے کوئی چیز اس پر مخفی نہیں ہے (2)۔

اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، البزار، ابوالشیخ نے العظمۃ میں ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین اور آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے، اسی طرح ساتویں آسمان تک ہر دو آسمانوں کے درمیان مسافت ہے، زمینوں کے درمیان بھی اسی طرح کی مسافت ہے، ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان اس تمام مسافت کی مثل مسافت ہے اگر تم اپنے ساتھی کے لیے گڑھا کھودو پھر تم اسے اس میں لٹکا دو تو اللہ تعالیٰ کا علم اسے پالے گا۔

امام ترمذی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک بادل گزرا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر جانتے ہیں، فرمایا یہ بادل ہے یہ زمین کو سیراب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اس شہر کی طرف لے جاتا ہے جو اس کی عبادت نہیں کرتے اور اس کا شکر ادا نہیں کرتے پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر

1۔ صحیح مسلم، جلد 18-17 صفحہ 111، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند احمد بن حنبل، جلد 1، صفحہ 206 مطبوعہ دار صادر بیروت

جانتے ہیں فرمایا اس کے اوپر آسمان ہے، پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس کے اوپر ایک رکی ہوئی موج اور محفوظ چھت ہے، تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس کے اوپر آسمان ہے۔ پوچھا تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے، صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس کے اوپر دوسرا آسمان ہے، کیا تم جانتے ہو ان دونوں آسمانوں کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اسکا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا ان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے حتی کہ آپ ﷺ نے سات آسمان شمار فرمائے اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت بیان فرمائی۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو اس کے اوپر کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، فرمایا اس کے اوپر عرش ہے۔ پوچھا کیا تم جانتے ہو ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا جتنا دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ یہ زمین ہے، کیا تم جانتے ہو اس کے نیچے کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اسکا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اس کے نیچے دوسری زمین ہے اور ان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے حتی کہ سات زمینیں شمار فرمائیں (اور) ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ شمار فرمایا(1)۔

حضرت عثمان بن سعید الدارمی نے الردعلی الجہمیہ میں، ابن المنذر، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، اللالکائی اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا آسمان اور زمین کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے اور ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی ہے۔ اور آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے، پھر کرسی اور پانی کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ عرش پانی پر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش سے اوپر ہے اور وہ جانتا ہے جس ڈگر پر تم ہو۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ کی ذات برکت والی ہے، اس کی سفیدی کتنی شدید ہے اور دوسرے آسمان کی سفیدی اس سے بھی شدید ہے پھر اسی طرح کہتے گئے حتی کہ ساتوں آسمانوں کا ذکر کیا اور ساتوں آسمانوں کے اوپر پانی کو پیدا فرمایا اور پانی کے اوپر عرش کو پیدا فرمایا، آسمان دنیا کے اوپر سورج، چاند، ستارے اور رجوم پیدا فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ آسمان کیا ہے فرمایا یہ ایک موج ہے جو تم سے روکی گئی ہے۔ اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے الاوسط میں اور ابوالشیخ نے ربیع بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان دنیا ایک رکی ہوئی موج ہے اور دوسرا آسمان سفید سنگ مرمر ہے، تیسرا لوہا ہے اور چوتھا تانبا ہے اور پانچواں چاندی ہے، چھٹا سونا ہے اور ساتواں سرخ یاقوت ہے اور اس کے اوپر نور کے صحرا ہیں، اس کے اوپر کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور ایک فرشتہ جس کے سپرد

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11۔ صفحہ 131، (3298)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت

پردے ہیں اس کو میطاطروش کہا جاتا ہے۔ ابوالشیخ نے سلیمان فارسی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان دنیا سبز زمرد سے ہے اور اس کا نام رقیعاء ہے دوسرا آسمان سفید چاندی سے ہے اور اس کا نام ازقلون ہے، تیسرا آسمان سرخ یاقوت سے ہے اور اس کا نام قیدوم ہے، چوتھا آسمان سفید موتیوں سے ہے اور اس کا نام ماعونا ہے اور پانچواں آسمان سرخ سونے سے ہے اور اس کا نام ریقا ہے، چھٹا آسمان زرد یاقوت سے ہے اور اس کا نام دقناء ہے اور ساتواں آسمان نور سے ہے اور اس کا نام عریبا ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان دنیا کا نام رقیع ہے اور ساتویں آسمان کا نام الصراخ ہے۔ عثمان بن سعید الدارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمانوں کا سردار وہ آسمان ہے جس میں عرش ہے اور زمینوں کی سردار زمین وہ ہے جس پر تم رہتے ہو۔ ابن ابی حاتم نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن عباس نے ابوالجلد کی طرف لکھا کہ آسمان کس چیز کا بنا ہوا ہے؟ انہوں نے جواباً لکھا کہ آسمان ایک رکی ہوئی موج ہے۔ ابن ابی اتم نے حبہ العوفی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس طرح قسم اٹھاتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آسمان کو دھویں اور پانی سے پیدا فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان دودھ سے بھی زیادہ سفید ہے۔ عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان ثوری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمینوں کے نیچے ایک چٹان ہے ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اس چٹان کی وجہ سے آسمان کی سبزی ہے۔ ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر چیز میں غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وخوص نہ کرو، بے شک ساتویں آسمان سے کرسی تک سات ہزار نور ہیں اور وہ اس کے اوپر ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ یہ آسمان ایک دوسرے کے اوپر ہیں اور ہر دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے (1)۔

امام ابن الضریس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں زیادہ عدل والی آیت وہ ہے جس کے آخر میں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے کوئی اسم ہے۔ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٢٩﴾ (البقرہ)

وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾

"اور یاد کرو جب فرمایا تمہارے رب نے فرشتوں سے میں مقرر کرنے والا ہوں زمین میں ایک نائب کہنے لگے کیا تو مقرر کرتا ہے زمین میں جو فساد برپا کرے گا اس میں اور خون ریزیاں کرے گا حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 223

ہیں تیری حمد کے ساتھ اور پاکی بیان کرتے ہیں تیرے لئے۔ فرمایا بے شک میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں جہاں اِذْ استعمال ہوا ہے وہ معاملہ ہو چکا ہوتا ہے ابن جریر نے حسن سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں جَاعِلٌ بمعنی فاعل ہے(1)۔ ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ قرآن میں جہاں بھی جعل استعمال ہوا ہے وہ خلق کے معنی میں ہے(2)۔

امام وکیع، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے انکی تخلیق سے پہلے انہیں نکالا پھر ابن عباس نے بطور دلیل اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی آیت تلاوت فرمائی(3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور اس کو صحیح بھی کہا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل کرنے سے پہلے جنت سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ الخ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے زمین پر جن رہتے تھے، انہوں نے زمین میں فساد برپا کیا، خونریزی کی۔ جب انہوں نے فساد فی الارض کو اپنا وطیرہ بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرشتوں کے لشکر مسلط فرمائے۔ انہوں نے انہیں مارا اور سمندری جزیروں تک بھگا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا جنوں کی طرح یہ انسان بھی زمین میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے(4)، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابلیس کا تعلق ملائکہ کے ایک قبیلہ سے ہے جنہیں جن کہا جاتا ہے۔ وہ فرشتے سموم کی آگ سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ابلیس کا نام حارث تھا۔ یہ جنت کے داروغوں میں سے ایک داروغہ تھا اور اس قبیلہ کے علاوہ باقی تمام فرشتے نور سے پیدا کئے گئے ہیں اور جن آگ کے شعلہ سے پیدا کیا گیا ہے اور وہ آگ کی زبان ہے جو آگ کے بھڑکنے کے وقت آگ کی ایک طرف ہوتی ہے۔ زمین پر سب سے پہلے جن سکونت پذیر ہوئے، پھر انہوں نے دنگا وفساد شروع کر دیا اور قتل وغارت کو معمول بنالیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ابلیس کو فرشتوں کے لشکر میں بھیجا۔ پس اس نے ان سے جنگ شروع کی اور انہیں پہاڑوں اور جزیروں کی طرف بھگا دیا۔ جب ابلیس یہ کام سرانجام دے چکا تو اس میں غرور پیدا ہوا۔ کہنے لگا میں نے ایسا کام کیا ہے جو کسی اور نے نہیں کیا، اللہ تعالیٰ اس کے دل کی کیفیت پر مطلع ہوا لیکن فرشتے اس بات سے آگاہ نہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا تو زمین میں اسے خلیفہ بنا رہا ہے جو فساد برپا کرے گا اور اس میں خون ریزیاں کرے گا جس طرح جنوں نے کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، فرمایا میں ابلیس کے غرور ونخوت پر مطلع ہو چکا ہوں جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 227
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 228
3۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 264، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 287، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کہ تم اس کی اس کیفیت پر مطلع نہیں ہو (1)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کی مٹی لانے کا حکم دیا تو وہ لائی گئی پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو لیس دار اور بدبودار مٹی سے پیدا فرمایا۔ پس آپ کا جسم چالیس راتیں پڑا رہا۔ ابلیس آتا اور اپنے پاؤں سے اس جسم کو ٹھوکر مارتا تو آواز پیدا ہوتی۔ پھر وہ حضرت آدم کے جسم کے منہ سے داخل ہوتا اور دبر سے نکل جاتا، دبر سے داخل ہوتا اور منہ سے نکل جاتا پھر کہتا تو کچھ بھی نہیں ہے تجھے کس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ قسم بخدا اگر مجھے تجھ پر مسلط کیا گیا تو میں ضرور تجھے ہلاک کر دوں گا اور اگر تجھے مجھ پر مسلط کیا گیا تو میں تیری نافرمانی کروں گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم کے جسم میں اپنی روح پھونکی تو وہ روح سر کی طرف آئی جہاں جہاں سے وہ روح گزرتی گئی وہاں گوشت اور خون پیدا ہوتا گیا۔ جب روح ناف تک پہنچی تو آدم علیہ السلام نے اپنے جسم کی طرف دیکھا اور اپنا سراپا آپ کو بہت پسند آیا، آدم علیہ السلام نے اٹھنا چاہا لیکن اٹھ نہ سکے اسی طرف خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (الانبیاء، 37) میں اشارہ ہے جب جسم میں روح مکمل ہوگئی تو آپ نے چھینک ماری اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ یہ کلمات اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام فرمائے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰهُ یَآ اٰدَمُ۔ وہ فرشتے جو ابلیس کے ساتھ تھے صرف انہیں خطاب کرتے ہوئے فرمایا آدم کو سجدہ کرو۔ سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے سجدہ نہ کیا۔ اس نے انکار کیا اور تکبر کیا، شیطان کے دل میں تکبر پیدا ہوا اور کہنے لگا میں اس کو سجدہ نہیں کرتا اور میں اس سے بہتر ہوں اور عمر میں بڑا ہوں اور از روئے تخلیق اس سے طاقتور ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو ہر خیر سے کلی طور پر مایوس کر دیا اور اس کو دھتکارا ہوا شیطان بنا دیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے روز پیدا فرمایا اور جنوں کو جمعرات کو پیدا فرمایا اور آدم کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا، پس جنوں کی ایک قوم نے کفر کیا پس فرشتے ان کی طرف زمین پر آئے اور ان سے جنگ کی، زمین پر اس وقت فساد اور خون ریزی تھی۔ اسی وجہ سے فرشتوں نے کہا کیا تو اسے خلیفہ مقرر کرتا ہے جو زمین میں فساد برپا کرے گا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آگ کو پیدا کیا تو فرشتے اس سے ڈر گئے اور کہنے لگے اے ہمارے رب تو نے اس کو کیوں پیدا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کے لئے جو میری مخلوق سے یہ میری نافرنی کرے گا۔ اس وقت فرشتوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق نہ تھی۔ فرشتوں نے کہا اے میرے پروردگار کیا کوئی ہم پر ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ ہم تیری نافرمانی کریں گے؟ فرمایا نہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ زمین میں ایک مخلوق پیدا کروں اور اس میں ایک خلیفہ بناؤں، وہ زمین میں خون ریزیاں کرے گی اور فساد پھیلائے گی۔ فرشتوں نے کہا کیا تو اسے زمین میں خلیفہ بناتا ہے جو زمین میں فساد پھیلائے گا پس ہمیں زمین پر اپنا خلیفہ بنا۔ ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 231
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 229
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 237

امام ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب مخلوق پیدا فرمائی تو عرش کی طرف متوجہ ہوا اور آسمان دنیا کی بادشاہی پر ابلیس کو مقرر فرمایا وہ فرشتوں کے قبیلہ سے تھا جنہیں جن کہا جاتا ہے ان کو جن اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ جنت کے داروغے تھے اور ابلیس بھی انکے ساتھ ایک داروغہ تھا، پس ابلیس کے دل میں تکبر پیدا ہوا اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ نے مجھے بادشاہی عطا فرمائی اور جنت کا داروغہ بنایا کیونکہ میرے اندر صلاحیت زیادہ تھی، پس اللہ تعالیٰ اس کے خیالات پر مطلع ہوا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے پروردگار کیا تو اس کو زمین میں خلیفہ مقرر کرتا ہے جو فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں انسان کو پیدا کرنے والا ہوں وہ ایک دوسرے سے حسد کرنے والے ہوں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے اور زمین میں فساد پھیلائیں گے۔ فرشتوں نے عرض کی کیا تو اس کو خلیفہ مقرر کر رہا ہے جو فساد برپا کرے گا۔ ابن عباس نے فرمایا ابلیس آسمان دنیا کے فرشتوں کا امیر تھا، پس اس نے تکبر کیا اور معصیت و نافرمانی کا ارادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے تکبر و سرکشی کو جان لیا تو فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے کہ ابلیس کے نفس میں بغاوت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتوں کو معلوم تھا کیونکہ اللہ نے انہیں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک خونریزی اور فساد فی الارض سے زیادہ کوئی چیز ناپسندیدہ نہیں ہے (2)۔

امام ابن المنذر اور ابن بطہ نے اپنی امالی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا اپنی رائے پر عمل کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی رائے کو رد کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں فرشتوں نے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے کہا کیا تو اسے زمین میں خلیفہ مقرر کرتا ہے جو زمین میں فساد برپا کرے گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب التوبہ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے ملائکہ نے لبیک لبیک کہا تھا، جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا کیا تو اسے زمین میں خلیفہ بنا رہا ہے جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خون بہائے گا، پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر زیادتی کی تو اللہ نے ان کی رائے سے اعراض فرمالیا پس فرشتے چھ سال عرش کے اردگرد لبیک لبیک کہتے ہوئے عذرخواہی کیلئے طواف کرتے رہے اور یہ کہتے رہے لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نَتُوْبُ اِلَیْکَ۔ ہم حاضر ہیں اور تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تجھ سے توبہ طلب کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زمین مکہ کی جگہ سے پھیلائی گئی، ملائکہ بیت اللہ کا طواف کرتے تھے اور ملائکہ ہی پہلے طواف کرنے والے تھے۔ مذکورہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 232 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 235

یں فی الارض سے مراد یہی زمین ہے۔ کسی نبی کی قوم جب ہلاک ہوتی اور وہ نبی اور نیک لوگ عذاب سے بچ جاتے تو وہ سب یہاں آتے اور اللہ تعالیٰ کی یہاں عبادت کرتے رہتے حتی کہ ان کا وصال ہو جاتا۔ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت شعیب، حضرت صالح کی قبور زمزم اور رکن کے درمیان ہیں(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں التسبیح سے مراد تسبیح ہے اور تقدیس سے مراد نماز ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلام وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لئے منتخب فرمایا اور وہ یہ کلام ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِهٖ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔(3)

امام ابن جریر اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے فرشتوں کی نماز کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جبرئیل امین تشریف لائے اور فرمایا آسمان دنیا والے قیامت تک سجدہ میں ہیں اور کہہ رہے ہیں سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ۔ اور دوسرے آسمان والے قیامت تک رکوع میں ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَ الْجَبَرُوْتِ۔ اور تیسرے آسمان والے قیامت تک قیام میں ہیں اور کہہ رہے ہیں سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے کہ وَ نُقَدِّسُ لَكَ کا معنی ہے ہم تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں(5)۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے التقدیس کا معنی تطہیر نقل کیا ہے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ روایت کیا ہے، ہم تیری عظمت اور تیری بڑائی بیان کرتے ہیں(7)۔ عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابوصالح سے مذکورہ الفاظ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم تیری عظمت بیان کرتے ہیں اور تیری بزرگی بیان کرتے ہیں(8)۔ وکیع، سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے تحت لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ابلیس کی معصیت اور معصیت کے لئے اس کی تخلیق کا علم تھا(9)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے مذکورہ جملہ کے تحت نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ اس کی اس خلیفہ سے انبیاء، رسل اور نیک لوگ ہوں گے اور جنت میں رہنے والے ہوں گے(10)۔ امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے الامل میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اور آپ کی ذریت کو پیدا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 242
2۔ ایضاً
3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 77، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 241
5۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 242
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً
9۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 243
10۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 245

فرمایا تو فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب زمین ان کی گنجائش نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں موت کو پیدا کرنے والا ہوں، فرشتوں نے کہا پھر تو ان لوگوں کے لئے زندگی خوشگوار نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں امید کو بھی پیدا کرنے والا ہوں۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب العقوبات میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، بیہقی نے الشعب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا تو فرشتوں نے کہا اے ہمارے پرودگار کیا تو اسے زمین میں خلیفہ بنا رہا ہے جو زمین میں فساد برپا کرے گا اور خون ریزی کرے گا جبکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، فرشتوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم بنی آدم سے تیرے زیادہ اطاعت گزار ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تم فرشتوں میں سے دو فرشتوں کو لے آؤ، ہم انہیں زمین پر اتارتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ وہ کیسے اعمال کرتے ہیں فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب ہاروت و ماروت تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں زمین میں اتر جاؤ، پس ان کے لئے زہرہ ستارہ کو ایک خوبصورت عورت کی شکل میں پیش کیا گیا، وہ عورت ان کے سامنے آئی تو ان دونوں نے اس سے اپنی خواہش نفس پوری کرنے کا سوال کیا۔ اس عورت نے کہا قسم بخدا تمہاری خواہش اس وقت تک پوری نہ ہوگی جب تک تم شرکیہ کلمات نہ کہو، انہوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ وہ عورت چلی گئی اور ایک بچہ اٹھائے ہوئے لوٹی پھر ان دونوں نے اس سے قضائے شہوت کا سوال کیا تو اس نے کہا تم مجھ سے اپنا مطلب پورا نہیں کر سکتے حتی کہ تم اس بچے کو قتل کر دو۔ انہوں نے کہا ہم قسم بخدا اس کو کبھی قتل نہ کریں گے، وہ واپس چلی گئی، پھر تیسری مرتبہ آئی تو اس کے ہاتھ میں شراب کا پیالہ تھا، ہاروت و ماروت نے پھر اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ اس نے کہا تمہاری خواہش پوری نہ ہوگی حتی کہ تم یہ شراب پی لو۔ پس ان دونوں نے شراب پی اور نشہ میں دھت ہو گئے۔ وہ اس عورت پر پل پڑے اور بچے کو بھی قتل کر ڈالا، جب انہیں ہوش آیا تو عورت نے کہا قسم بخدا پہلے تم نے جن باتوں سے انکار کیا تھا نشہ کی حالت میں ان سب کا تم نے ارتکاب کر دیا ہے۔ پس ان دونوں فرشتوں کو عذاب دنیا اور عذاب آخرت کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔ ابن سعد نے طبقات میں احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی اور حکیم نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا فرمایا جس میں تمام زمین کے ٹکڑوں کے اجزاء تھے۔ اسی وجہ سے اولاد آدم مختلف شکلوں پر ہے، بعض ان میں سے سرخ، بعض سفید، بعض سیاہ اور بعض گندمی رنگ ہیں، بعض نرم مزاج، بعض سخت مزاج، بعض بدنیت اور بعض نیک سیرت ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے صحیح کہا ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین سے دو ہزار

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 400، مطبوعہ دار صادر بیروت

سال پہلے کعبہ تخلیق ہوا۔ لوگوں نے پوچھا زمین سے پہلے یہ کیسے پیدا ہوا جبکہ یہ بھی زمین کا حصہ ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ پانی پر ایک گول جزیرہ کی مانند تھا اور اس پر دو فرشتے دن رات دو ہزار سال تک اللہ کی تسبیح بیان کرتے رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا تو اس جزیرہ سے اس کو پھیلا دیا اور کعبہ کو زمین کے درمیان میں کر دیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو عرش اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک کو بھیجا کہ زمین سے مٹی لائے۔ جب فرشتہ مٹی لینے کے لئے اترا تو زمین نے کہا میں تجھ سے اس ذات کا واسطہ دے کر سوال کرتی ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے کہ تو مجھ سے آج کوئی ایسی چیز نہ لے جا جس سے کل آگ کو حصہ ملے۔ پس اس فرشتہ نے مٹی نہ اٹھائی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تجھے میرے حکم کی تعمیل سے کس چیز نے روکا ہے؟ اس نے عرض کی زمین نے مجھ سے تیری ذات کے واسطہ سے سوال کیا، پس میرے لئے یہ امر بڑا مشکل تھا کہ میں تیرے واسطہ کو رد کرتا، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتے کو بھیجا اس کے ساتھ بھی یہ صورت حال پیش آئی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام حاملین عرش کو بھیجا (لیکن سب واپس آ گئے)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا، زمین نے اسے بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کا واسطہ دیا لیکن ملک الموت نے کہا جس ذات نے مجھے بھیجا ہے وہ تیری نسبت اطاعت کا زیادہ حقدار ہے۔ پس ملک الموت نے تمام زمین سے ایک مٹھی بھری جس میں اچھی اور بری جگہ کے اجزاء موجود تھے حتی کہ کعبہ کی جگہ کے پاس سے مٹھی بھری پھر اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ پس اس مٹی پر جنت کا پانی ڈالا گیا پس وہ بدبودار مٹی بن گئی، پھر اپنے دست قدرت سے اس سے آدم کی تخلیق فرمائی پھر آپ کی پیٹھ پر مسح فرمایا، پھر فرمایا۔ تبارک اللہ احسن الخالقین۔ پھر اسے چالیس راتیں پڑا رہنے دیا اس میں روح نہیں پھونکی گئی تھی۔ پھر اس میں روح پھونکی گئی، روح آدم کے سر سے سینہ تک سرایت کر گئی، آدم نے اٹھنا چاہا، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (الانبیاء: 37) جب روح آدم میں جاری ہوئی تو آپ بیٹھ گئے اور چھینک ماری۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ آدم علیہ السلام نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا رَحِمَكَ رَبُّكَ پھر فرمایا ان فرشتوں کے پاس جاؤ اور انہیں سلام کرو، آدم علیہ السلام نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، فرشتوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارے اور تمہاری اولاد کا سلام ہے۔

اے آدم تجھے کون سی جگہ پسند ہے کہ جہاں میں تجھے تمہاری اولاد دکھاؤں؟ حضرت آدم نے عرض کی میرے رب کے دائیں ہاتھ کی طرف اور میرے رب کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا اور ان کو ان کی تمام اولاد اور جو کچھ اللہ تعالیٰ قیامت تک پیدا کرنے والا تھا سب دکھا دیا۔ صحت مند اپنی حالت پر، آزمائش میں مبتلا اپنی حالت پر اور سارے انبیائے کرام اپنی اپنی ہیئت پر دکھا دیئے۔ حضرت آدم نے عرض کی اے میرے رب کیا تو ان تمام کو عافیت نہیں دے گا۔ فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے، پس حضرت آدم نے اپنی اولاد میں ایک شخص دیکھا جس کا نور پھیلا ہوا تھا۔ آدم نے پوچھا اے میرے رب یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تیرا بیٹا داؤد ہے، پوچھا اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساٹھ سال، آدم نے پوچھا میری عمر کتنی ہے فرمایا ہزار سال عرض کی میری عمر میں سے چالیس سال کم کر دو اور اس کی عمر میں چالیس

سال کا اضافہ کردو۔ پھر ایک دوسرے شخص کو دیکھا جس کا نور پھیلا ہوا تھا۔ اس پر ایسا نور تھا جیسا کسی اور نبی پر نہ تھا۔ آدم نے پوچھا یہ کون ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت آدم نے کہا شکر ہے اس ذات کا جس نے میری اولاد سے ایسے بلند مقام لوگ پیدا فرمائے جو مجھ سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ میں اس سے حسد نہیں کرتا۔

جب آدم علیہ السلام کی عمر کے نوسو ساٹھ سال گزر گئے تو فرشتے روح قبض کرنے کے لئے سامنے آ گئے آدم علیہ السلام نے پوچھا تم کیا چاہتے ہو، فرشتوں نے کہا ہم تماری روح قبض کرنا چاہتے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے کہا میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں۔ فرشتوں نے کہا کیا یہ چالیس سال آپ نے اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو عطا نہیں کئے تھے؟ آدم علیہ السلام نے کہا میں نے تو کسی کو کچھ نہیں دیا تھا، ابو ہریرہ نے کہا آدم علیہ السلام نے انکار کیا اور آپ کی اولاد نے بھی انکار کیا، آدم علیہ السلام بھی بھول گئے اور آپ کی اولاد بھی بھول گئی۔

امام ابن جریر، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود اور دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو زمین پر بھیجا کہ اسکی مٹی لے آؤ۔ زمین نے کہا میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں کہ تو مجھ سے کچھ کمی کرے، جبرائیل امین واپس لوٹ گئے اور کچھ لیکر نہ گئے، جبرائیل نے کہا اے میرے رب زمین نے تیری پناہ طلب کی تو میں نے اسے پناہ دے دی، پھر اللہ تعالیٰ نے میکائیل فرشتے کو بھیجا اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا زمین نے پناہ طلب کی تو ملک الموت نے کہا میں اللہ سے اس بات کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں واپس لوٹ جاؤں اور اس کے حکم پر عمل نہ کروں، پس ملک الموت نے سطح زمین سے مٹی اٹھائی آپ نے ایک جگہ سے مٹی نہ اٹھائی بلکہ ملی جلی مٹی اٹھائی سرخ، سفید، سیاہ ہر قسم کی مٹی اٹھائی، اسی وجہ سے بنی آدم کی شکلیں اور مزاج مختلف ہیں، ملک الموت مٹی اٹھا کر اوپر لے گئے، پھر اسے پانی سے تر کیا حتی کہ وہ لیس دار مٹی بن گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا میں مٹی سے انسان کی تخلیق کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بشر کی تخلیق فرمائی تا کہ شیطان اس پر بڑائی کا اظہار نہ کرے، پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی متناسب اعضاء کے ساتھ تخلیق فرمائی۔ پس مٹی کے جسم کی حیثیت سے چالیس سال آپ علیہ السلام جمعہ کے دن کی مقدار پڑے رہے۔ ملائکہ آدمؑ کے جسم کے پاس سے گزرے تو دیکھ کر گھبرا گئے۔ سب سے زیادہ پریشان ہونے والا ابلیس تھا۔ وہ حضرت آدم سے گزرتا تو اسے مارتا۔ پس آدم کے جسم سے آواز نکلتی جس طرح کھنک دار مٹی سے آواز نکلتی ہے۔ ابلیس کہتا اسے کس لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر وہ آدم کے منہ سے داخل ہوتا اور دبر سے نکل جاتا اور اس نے فرشتوں سے کہا اس سے مت ڈرو کیونکہ تمہارا رب بے نیاز ہے اور یہ کھوکھلا ہے۔ اگر مجھے اس پر غلبہ دیا گیا تو میں اسے ہلاک کردوں گا۔ پھر جب وہ وقت آ گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کے جسم میں روح پھونکنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے فرمایا جب میں اس میں روح پھونک دوں تو تم اس کو سجدہ کرنا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکی اور وہ آدم کے سر میں داخل ہوئی تو فرشتوں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، آدم نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَرْحَمُكَ رَبُّكَ۔ پھر جب روح آدم علیہ السلام کی گردن میں داخل ہوئی تو آپ نے جنت کے پھلوں کی طرف دیکھا۔ جب روح آپ کے پیٹ میں پہنچی تو آپ کو کھانے کا شوق ہوا تو آپ روح کے ٹانگوں میں پہنچنے

سے پہلے جنت کے پھلوں کی طرف لپکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (الانبیاء: 37)(1)

امام ابن سعد نے طبقات میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ رب العزت نے ابلیس کو بھیجا وہ سطح زمین سے اچھی اور نمکین مٹی لے گیا، پس اس سے اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا، پس ہر وہ شخص جس کو اس نے اچھی زمین سے پیدا فرمایا وہ سعادت کی طرف جائے گا اگرچہ وہ کافروں کی اولاد سے ہو ہر وہ شخص جس کو اس نے نمکین زمین سے پیدا فرمایا وہ بدبختی کی طرف جائے گا اگرچہ وہ انبیاء کی اولاد سے ہو۔ اسی وجہ سے ابلیس نے کہا کیا میں اس کو سجدہ کروں جس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا ہے؟ یہ مٹی میں خود زمین سے اٹھا کر لایا ہوں، اسی وجہ سے آدم کو آدم کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا خمیر مٹی سے لیا گیا تھا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو زمین کی سطح سے پیدا کیا گیا۔ اس میں اچھی، بری اور ردی تمام قسم کے اجزاء تھے اسی وجہ سے آپ کی اولاد میں ہر قسم کے لوگ نظر آتے ہیں(3)۔ ابن سعد اور ابن عساکر نے ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آدمؑ تین قسم کی مٹی سے پیدا کئے گئے سیاہ، سفید اور سرخ(4)۔

امام ابن سعد نے طبقات میں، عبد بن حمید، ابوبکر الشافعی نے الغیلانیات میں اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اس مٹی سے پیدا فرمایا جسے دحناء کہا جاتا ہے(5)۔ دیلمی نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوع حدیث روایت کی کہ ہواء، بلا، خواہش، مصیبت اور شہوت کو آدم علیہ السلام کی مٹی کے ساتھ گوندھا گیا ہے(6)۔

امام طیالسی، ابن سعد، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابویعلی، ابن حبان، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت میں آدم علیہ السلام کا جسم تیار فرمایا تو پھر اسے کچھ مدت چھوڑے رکھا۔ ابلیس اس جسم کے اردگرد چکر لگاتا اور دیکھتا کہ یہ ہے کیا۔ جب اس نے دیکھا کہ یہ اندر سے کھوکھلا ہے تو اسے علم ہوا کہ یہ ایسی مخلوق ہے جو کسی چیز کی مالک نہیں ہے۔ ابوالشیخ کی روایت میں یہ الفاظ ہے کہ یہ ایسی مخلوق ہے جو مالک نہیں ہے میں اس پر کامیابی حاصل کرلوں گا(7)۔ ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی اور روح ان کے سر تک پہنچی تو آدم علیہ السلام نے چھینک ماری اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، جواباً اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔

امام ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا تو انہوں نے چھینک ماری۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے کا الہام فرمایا۔ پھر جواباً اللہ تعالیٰ نے فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 233　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 245　3۔ ایضاً
4۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 7، صفحہ 379، مطبوعہ دار المسیرہ　5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 380
6۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 4، صفحہ 351　7۔ صحیح مسلم، جلد 16-15، صفحہ 135، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

یَرْحَمُكَ اللّٰهُ، اسی وجہ سے اس کی رحمت اسکے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔ حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو آدم میں روح جاری ہوئی تو انہوں نے چھینک ماری اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَرْحَمُكَ رَبُّكَ (1)۔

امام ابن سعد، ابو یعلی، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر اس مٹی کو گوندھا پھر اسے چھوڑے رکھا حتی کہ وہ بدبودار سیاہ مٹی بن گئی پھر اسے تخلیق فرمایا اور اسے صورت عطا فرمائی۔ پھر چھوڑے رکھا حتی کہ وہ بجنے والی مٹی کی طرح ہوگئی، ابلیس آدم علیہ السلام کے جسم کے قریب سے گزرتا تو کہتا تو کسی امر عظیم کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آدم علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ نے روح پھونکی سب سے پہلے روح ان کی آنکھوں اور ناک کے بانسہ میں داخل ہوئی۔ آپ نے چھینک ماری تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی حمد کرنے کی تلقین فرمائی۔ آدم علیہ السلام نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا تو اللہ تعالیٰ نے یَرْحَمُكَ رَبُّكَ فرمایا پھر فرمایا اے آدم اس گروہ کی طرف جاؤ اور انہیں سلام کرو اور غور کرو کہ وہ کیا کہتے ہیں، آدم علیہ السلام فرشتوں کے گروہ کے پاس آئے ان کو سلام کیا تو انہوں نے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ پھر آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اللہ تعالیٰ نے پوچھا فرشتوں نے کیا کہا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو کچھ انہوں نے کہا تھا۔ آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے آدمؑ نے کہا اے میرے رب میری اولاد کیا ہے۔ فرمایا میرے ایک ہاتھ کو اختیار کر۔ آدم علیہ السلام نے کہا میں اپنے رب کے دائیں ہاتھ کو اختیار کرتا ہوں اور میرے رب کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ پھیلایا، جو آدم کی اولاد سے پیدا ہونے والا تھا وہ الرحمٰن عزوجل کی ہتھیلی میں تھا (2)۔

امام احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا اور آپ کی لمبائی ساٹھ ہاتھ تھی۔ فرمایا ملائکہ کے اس گروہ کے پاس جاؤ اور سنو کہ وہ تجھے کیسے سلام دیتے ہیں؟ وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہے، آدم علیہ السلام تشریف لے گئے اور کہا السلام علیکم۔ فرشتوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، فرشتوں نے رحمۃ اللہ کے الفاظ کا اضافہ کیا۔ پس جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علیہ السلام کی صورت میں ساٹھ ہاتھ لمبا ہوگا پھر انسانیت اس وقت سے اب تک چھوٹی ہوتی گئی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اہل جنت، جنت میں جرد، مرد، سفید رنگ، گھنگریالے بالوں کے ساتھ اور سرمہ لگائے ہوئے داخل ہوں گے اور ان کی عمر تینتیس سال ہوگی اور وہ آدم علیہ السلام کی صورت میں ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 287، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 31، مطبوعہ دار بیروت لبنان
3۔ صحیح مسلم، جلد 18-17، صفحہ 147، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

چوڑے ہوں گے (1)۔

امام مسلم، ابوداؤد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم کی تخلیق فرمائی، اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے، اسی دن جنت سے نیچے اتار لئے گئے، اسی دن ان کا وصال ہوا اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی (2)۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے جسم کو بغیر روح کے آسمان میں ڈال دیا پھر جب ملائکہ نے ان کو دیکھا تو اس کی تخلیق دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے، پس ابلیس آیا اور قریب گھبرا کر کھڑا ہو گیا، پھر مزید قریب آیا، پاؤں کے ساتھ ٹھوکر ماری تو آدم کے جسم سے آواز آئی۔ ابلیس کہنے لگا یہ تو خالی ہے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن جریج رحمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو آسمان دنیا میں پیدا فرمایا۔ آسمان دنیا کے فرشتوں نے آدم کے سامنے سجدہ کیا اور دوسرے آسمانوں کے فرشتوں نے سجدہ نہیں کیا۔ ابوالشیخ نے صحیح سند کے ساتھ ابن زید سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو ایک فرشتہ بھیجا۔ اس وقت زمین بہت وسیع تھی، اللہ تعالیٰ نے اس فرشتے کو حکم فرمایا کہ اس سے ایک میرے لئے مٹھی بھر کر لے آ میں اس سے ایک مخلوق بناؤں گا۔ فرشتہ مٹھی بھرنے لگا تو زمین نے کہا میں اللہ تعالیٰ کے اسماء کی پناہ مانگتی ہوں اس بات سے کہ تو آج مجھ سے مٹھی بھر لے جس سے ایک ایسی مخلوق تخلیق ہو جن میں سے کچھ لوگ جہنم کا حصہ بنیں۔ فرشتہ اوپر چڑھ گیا اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا زمین نے تیرے اسماء کے ذریعے پناہ مانگی ہے اس بات سے کہ اس سے میں مٹھی بھر کر لے جاؤں جس سے ایسی مخلوق تخلیق ہو جس کا کچھ حصہ جہنم کا حصہ ہو۔ پس یہ سن کر مجھے تو تجاوز کی ہمت نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ بھیجا۔ جب وہ زمین کے پاس آیا تو زمین نے پھر اسی طرح فریاد کی جس طرح پہلے کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیسرا فرشتہ بھیجا اس کو بھی زمین نے پہلے کی طرح عرض کی وہ بھی واپس چلا گیا اور مٹی نہ لے گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی پہلے دو فرشتوں کی طرح سوال فرمایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو بلایا جس کا نام اس وقت فرشتوں میں حباب تھا۔ اسے فرمایا کہ زمین سے میرے لئے ایک مٹھی بھر کر لے آ۔ ابلیس چل پڑا اور زمین کے پاس پہنچ گیا، زمین نے اس سے بھی پہلے فرشتوں کی طرح کلام کی، اس نے مٹھی بھر لی اور زمین کی کچھ نہ سنی، جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا اس نے تجھ سے میرے اسماء کے ساتھ پناہ نہیں مانگی تھی؟ اس نے کہا مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے اسماء میں سے کوئی ایسا اسم نہیں تھا جو اسے تجھ سے پناہ دیتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں لیکن تو نے مجھے حکم دیا تھا پس میں نے تیری اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب صفۃ الجنۃ، جلد 7، صفحہ 35، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ابوداؤد، رقم الحدیث 3604، مطبوعہ مکتبۃ الرشید ریاض

نے فرمایا میں اس مٹی سے ایسی مخلوق تیار کروں گا جو تیرے چہرے کو برا کر دے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس مٹی کو جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈالا حتی کہ وہ گوندھی ہوئی مٹی بن گئی۔ یہ پہلی گوندھی ہوئی مٹی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے چھوڑے رکھا حتی کہ وہ بد بودار سیاہ مٹی بن گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے آدم کے جسم کی تخلیق فرمائی پھر اسے چالیس سال جنت میں چھوڑے رکھا حتی کہ وہ ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی بن گئی پھر اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو وحی فرمائی کہ جب میں آدم میں روح پھونکوں تو تم اس کو سجدہ کرتے ہوئے گر جانا۔ آدم جنت میں چت لیٹے ہوئے تھے، جب روح کو محسوس کیا تو بیٹھ گئے، پھر چھینک ماری۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے رب کی حمد کر۔ (آپ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یَرْحَمُكَ رَبُّكَ، اسی وجہ سے کہا جاتا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتُهٗ غَضَبَهٗ۔ ابلیس کے سوا سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ وہ کھڑا رہا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ کس چیز نے روکا تجھے اس سے کہ تو سجدہ کرے جب میں نے حکم دیا تجھے۔

اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ اپنا مکر اللہ کے سامنے نہیں چلا سکتا جو وہ اپنے دوسرے ساتھیوں پر چلاتا ہے، ابلیس نے کہا۔ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا...... وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (الاعراف: 17) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ (سبا: 20) اور تحقیق سچ کر دکھایا ان ناشکروں پر شیطان نے اپنا گمان۔ اس کا گمان یہ تھا کہ وہ ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۱ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۳۲ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝۳۳

"اور اللہ نے سکھا دیئے آدم کو تمام اشیاء کے نام پھر پیش کیا انہیں فرشتوں کے سامنے اور فرمایا بتاؤ تو مجھے نام ان چیزوں کے اگر تم (اپنے اس خیال میں) سچے ہو۔ عرض کرنے لگے ہر عیب سے پاک تو ہی ہے کچھ علم نہیں ہمیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھا دیا۔ بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ فرمایا اے آدم بتا دو انہیں ان چیزوں کے نام پھر جب آدم نے بتا دیئے فرشتوں کو ان کے نام تو اللہ نے فرمایا کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے کہ میں خوب جانتا ہوں سب چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے تھے"

امام الفریابی، ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو آدم اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ سطح زمین سے پیدا کئے گئے جس میں سرخ، سفید اور سیاہ

اجزاء تھے۔ اسی وجہ سے لوگوں کے رنگ مختلف ہیں کچھ سرخ، کچھ سفید اور کچھ سیاہ ہیں، کچھ نیک فطرت اور کچھ خبیث نیت(1)۔ عبد بن حمید نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سطح زمین سے پیدا فرمایا یعنی سرخ، سفید اور سیاہ مٹی سے پیدا فرمایا۔ ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرمایا کیا تم جانتے ہو آدم علیہ السلام کو آدم کا نام کیوں دیا گیا؟ اس لئے کہ ان کی تخلیق ادیم الارض (سطح زمین) سے ہوئی(2)۔ ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا کے متعلق روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پلیٹ، ہنڈیا کا اسم بتایا اور ہر چیز سکھادی حتیٰ کہ پھسکی کا نام بھی بتادیا اور گندگی کے کیڑے کا نام بھی بتادیا(3)۔

امام وکیع اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی جملہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اسم انہیں سکھادیا حتیٰ کہ پیالہ پلیٹ اور آہستہ جوان ہونے والا پھسکی اور غلیظ کیڑے کا نام بھی بتادیا(4)۔ وکیع اور ابن جریر نے سعید بن جبیر نے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہر چیز کے متعلق علم عطا فرمادیا حتیٰ کہ اونٹ، گائے اور بکری سب کے متعلق بتادیا(5)۔ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس جملہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تخلیق فرمایا تھا سب کے متعلق آگاہ فرمادیا۔

امام دیلمی نے حضرت ابو رافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے لئے میری امت کی مٹی اور پانی میں مثال پیش کی گئی اور میں نے تمام اسماء جان لئے جو آدم علیہ السلام نے جان لئے تھے(6)۔ وکیع نے تاریخ میں ابن عساکر اور دیلمی نے عطیہ بن یسر سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان اسماء میں ہزار پیشوں کے نام بھی بتادیے اور فرمایا کہ آدم! اپنی اولاد کو کہہ دو کہ اگر وہ دنیا سے اعراض نہ کرسکیں تو دنیا کو ان پیشوں کے ذریعے طلب کریں، دین کے ذریعے دنیا طلب نہ کریں کیونکہ دین فقط میرے لئے ہے۔ ہلاکت ہے اس کے لئے جو دین کے ذریعے دنیا طلب کرے اس کے لئے بربادی ہے(7)۔ ابن جریر نے ابن زید سے مذکورہ جملہ کے تحت نقل کیا ہے کہ الاسماء سے مراد تمام اولاد کے اسماء ہیں۔ ثُمَّ عَرَضَهُمْ فرمایا ان کو آدم کی پیٹھ سے نکالا(8)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے مذکورہ جملہ کے متعلق روایت کیا ہے کہ اسماء سے مراد فرشتوں کے اسماء ہیں(9)۔ عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی مخلوق کے نام بتا دیے پھر جو فرشتے نہیں جانتے تھے وہ بتادیا پس آدم علیہ السلام نے ہر چیز کا نام لیا اور ہر چیز کو اس کی جنس کی طرف منسوب کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ جملہ کے متعلق روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء بتادیئے اور یہ وہ اسماء تھے جن کو لوگ اب جانتے ہیں: انسان، چوپایہ، زمین، سمندر، نرم، پہاڑ، گدھا اور اس قسم کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 246 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 247 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 4، صفحہ 166، مطبوعہ عباس احمد الباز مکہ مکرمہ
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 416 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 248 9۔ ایضاً

دوسری اشیاء سب کے نام بتا دیئے۔ پھر ان تمام چیزوں کے اسماء فرشتوں کے سامنے پیش کئے جو آدم علیہ السلام کو تعلیم دیئے تھے۔ فرمایا تم مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو یعنی اگر تم جانتے ہو کہ زمین میں خلیفہ نہیں بناؤں گا۔ فرشتوں نے کہا تیری ذات پاک ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے کہ اس کے سوا کوئی غیب جانے۔ ہم تیری بارگاہ میں رجوع کرتے ہیں ہمیں اس طرح کا علم نہیں ہے جیسا تو نے آدم علیہ السلام کو سکھایا ہے۔ فرشتے علم غیب سے اس جملہ کے ساتھ برأت کا اظہار کر رہے ہیں (1)۔ ابن جریر نے مجاہد سے ثُمَّ عَرَضَهُمْ کے متعلق روایت کیا ہے کہ فرشتوں پر اسماء کے مسمیات کو پیش کیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی تخلیق کرنی چاہی تو فرشتوں نے کہا اللہ تعالیٰ کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا جو اس کے نزدیک ہم سے معزز ہو اور ہم سے زیادہ علم رکھتی ہو۔ پس اس وجہ سے وہ تخلیق آدم کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کئے گئے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں نے آپس میں سرگوشی کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کرے گا جو اس کے نزدیک ہم سے معزز ہو اور ہم سے زیادہ علم رکھتی ہو۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم کی تخلیق فرمائی تو انہیں آدم کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور سجدہ کرانے کی وجہ ان کی آپس کی کلام تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرشتوں پر فضیلت عطا فرمائی انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ آدم علیہ السلام سے افضل نہیں ہیں۔ فرشتوں نے کہا اگر ہم اس سے افضل نہیں ہیں تو ہم اس سے زیادہ عالم ہیں کیونکہ ہم اس سے پہلے موجود ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا اسم سکھا دیا، پس ہر چیز کا نام لیتے تھے۔ پھر ایک امت کو ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ فرشتوں سے ارشاد ہوا کہ ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو۔ پس وہ توبہ کرنے لگے اور عرض کی پاک ہے تیری ذات ہم کو کوئی علم نہیں۔ ابن جریر نے ابن عباس سے اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ کے متعلق روایت کیا ہے کہ علیم وہ ہوتا ہے جس کا علم کامل ہوتا ہے اور حکیم وہ ہوتا ہے جو اپنے حکم میں کامل ہوتا ہے (4)۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے کہ بنی آدم زمین میں فساد پھیلائیں گے اور خونریزیاں کریں گے۔ اور اعلم ماتبدون سے مراد ان کا یہ قول ہے اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا...... اور وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ سے مراد ابلیس کا تکبر ہے جو وہ اپنے نفس میں چھپائے ہوئے تھا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ابلیس نے جو سجدہ کرنے سے انکار چھپایا ہوا تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تم ظاہر کرتے ہو۔ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔ یعنی میں پوشیدہ باتوں کو بھی اسی طرح جانتا ہوں جس طرح علانیہ باتوں کو جانتا ہوں (6)۔ امام ابن جریر نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 246 | 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 249 | 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 253 | 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 250 | 6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 255

قتادہ اور حسن سے روایت کیا ہے کہ مَا تُبْدُوْنَ سے مراد اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا ہے اور وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ سے مراد ان کا ایک دوسرے کو یہ کہنا ہے کہ ہم اس سے بہتر ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مہدی بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے سنا ہے، حسن بن دینار نے ان سے پوچھا اے ابوسعید اللہ تعالیٰ نے جو فرشتوں سے وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ فرمایا ہے اس کا کیا مطلب ہے ملائکہ نے کون سی بات چھپائی ہوئی تھی، حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور فرشتوں نے ایک عجیب مخلوق دیکھی تو ان کے ذہنوں میں کچھ خیال آیا وہ ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگے۔ بعض نے کہا تم اس مخلوق کے متعلق اتنے کیوں پریشان ہو اللہ تعالیٰ ہم سے کوئی معزز مخلوق پیدا نہیں فرمائے گا۔ یہی بات تھی جو انہوں نے چھپا رکھی تھی (2)۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٭ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۴﴾

''اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کیا اور تکبر کیا۔ اور (داخل) ہو گیا وہ کفار (کے ٹولے) میں''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے کہ سجدہ آدم کے لئے تھا اور اطاعت اللہ کے لئے تھی۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اسی آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو فرشتوں نے آدم کے سامنے سجدہ کیا اس کرامت کی وجہ سے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آدم کو عزت بخشی تھی۔ ابن عساکر نے ابو ابراہیم المزنی سے روایت کیا ہے کہ ان سے ملائکہ کا آدم کو سجدہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو فرشتوں کے سجدہ کے لئے کعبہ کی طرح بنایا تھا (3)۔ ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت محمد بن عباد بن جعفر المخزومی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فرشتوں کا آدم کو سجدہ کرنا اشارہ کے ساتھ تھا۔ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے الضمرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب فرشتوں کو آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا تو سب سے پہلے حضرت اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی پر قرآن لکھ دیا (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا تو سب سے پہلے اسرافیل علیہ السلام نے سجدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کو بدلہ عطا فرماتے ہوئے اس کی پیشانی پر قرآن لکھ دیا (5)۔ عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ سجدہ آدم کو تھا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 256 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 255

3۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 398، مطبوعہ دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

اطاعت اللہ کی تھی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو شرف بخشا تھا اس پر ابلیس نے حسد کیا اور کہا میں ناری ہوں اور یہ طینی (مٹی کا بنا ہوا) ہے گناہ کا آغاز تکبر سے ہوا اللہ کے دشمن نے آدم کو سجدہ کرنے سے تکبر کیا (1)۔ ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابلیس کا نام عزازیل تھا اور یہ چار پروں والے فرشتوں میں سے معزز ترین تھا لیکن بعد میں ابلیس ہو گیا۔ ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابلیس کو اس لئے ابلیس کہا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر خیر سے مایوس کر دیا (2)۔ ابن اسحاق نے المبتدا میں، ابن جریر اور ابن الانباری نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابلیس معصیت پر سوار ہونے سے پہلے فرشتوں میں سے تھا اور اس کا نام عزازیل تھا اور یہ زمین کے باسیوں میں سے تھا، انتہائی عبادت گزار تھا اور سب سے زیادہ ظالم تھا، اسی وجہ سے اس میں تکبر پیدا ہوا اور یہ فرشتوں کے اس قبیلہ سے تھا جنہیں جن کہا جاتا تھا (3)۔ ابن جریر نے السری سے روایت کیا ہے کہ ابلیس کا نام الحرث تھا (4)۔

امام وکیع، ابن المنذر اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابلیس جنت کے داروغوں میں تھا اور آسمان دنیا کے امور کی تدبیر کرتا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابلیس آسمان دنیا کے فرشتوں کا رئیس تھا (5)۔ ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابلیس ملائکہ میں معزز ترین فرد تھا اور بہت بڑے قبیلہ میں تھا اور جنتوں کا داروغہ تھا اور آسمان دنیا کی سلطانی اس کے سپرد تھی اور زمین کی بادشاہی بھی اس کو حاصل تھی۔ اس نے دیکھا کہ اس کو آسمان والوں پر حکمرانی اور عظمت حاصل ہے پس اس نے دل میں تکبر چھپا رکھا تھا جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سامنے سربسجود ہونے کا حکم دیا تو اس کا وہ تکبر ظاہر ہو گیا جس کو پہلے وہ چھپائے ہوئے تھا۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا فرمائی اس سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ انہوں نے کہا ہم ایسا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے آگ بھیجی جس نے انہیں جلا کر راکھ کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا فرمایا اور فرمایا آدم کو سجدہ کرو۔ انہوں نے کہا ہاں (ہم سجدہ کرتے ہیں) ابلیس اس قوم سے تھا جنہوں نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا (6)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو پیدا فرمایا تو فرمایا میں مٹی سے انسان کو پیدا کرنے والا ہوں جب میں اسے پیدا کروں تو تم اس کو سجدہ کرنا۔ فرشتوں نے کہا ہم ایسا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ برسائی جس نے انہیں جلا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرے فرشتے پیدا فرمائے اور انہیں فرمایا میں مٹی سے انسان کو پیدا کرنے والا ہوں۔ جب میں اسے پیدا کروں تو تم اسے سجدہ کرنا۔ انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 262　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 260　3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 257
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 261　5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 258　6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 260

بھی انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی آگ برسائی جس نے انہیں جلا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اور فرشتے پیدا فرمائے فرمایا میں مٹی سے انسان کو پیدا کرنے والا ہوں جب میں اسے پیدا کروں تو تم اسے سجدہ کرنا ان فرشتوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی، سوائے ابلیس کے یہ پہلے کافروں میں سے تھا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن عامر المکی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو اپنے نور سے پیدا فرمایا جنوں کو آگ سے پیدا فرمایا چوپاؤں کو پانی سے پیدا فرمایا اور آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ ملائکہ میں اطاعت رکھ دی اور جنوں اور انسانوں میں معصیت رکھ دی۔ محمد بن نصر نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کو سجدہ کا حکم دیا تو اس نے سجدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے لئے اور جو تیری اولاد میں سے سجدہ کرے گا اس کے لئے جنت ہے، ابلیس کو سجدہ کا حکم دیا تو اس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا تو فرمایا تیرے لئے اور جو تیری اولاد سے سجدہ سے انکار کرے گا اس کے لئے دوزخ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابلیس موسیٰ علیہ السلام سے ملا تو کہا اے موسیٰ تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لئے چن لیا اور جب تو نے اس کی طرف توبہ کی تو اس نے تیرے ساتھ کلام فرمایا میں اب توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میری سفارش کرو کہ وہ میری توبہ قبول فرمائے، موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے میں سفارش کرتا ہوں، موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں التجا کی تو ارشاد ہوا اے موسیٰ تو نے اپنا کام پورا کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات ہوئی تو فرمایا تو آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کر تیری توبہ قبول کی جائے گی۔ پھر ابلیس نے تکبر کیا اور غصے کا اظہار کیا۔ کہنے لگا میں نے اسے اس کی زندگی میں سجدہ نہیں کیا تھا تو اب اس کے مرنے کے بعد سجدہ کروں (یہ ناممکن ہے) پھر ابلیس نے کہا اے موسیٰ تیرا مجھ پر حق ہے کیونکہ تو نے میری اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت کی ہے پس تو مجھے تین جگہ ذکر کرنا میں تجھے ان مقامات پر ہلاک نہیں کروں گا۔ جب تجھے غصہ آئے تو مجھے یاد کرنا کیونکہ میں تیرے اندر خون کی طرح چلتا ہوں، اور جب میدان جنگ میں دشمن کی طرف بڑھنے کا موقع آئے تو مجھے یاد کرنا کیونکہ جب دشمن کی طرف بڑھنے کا وقت آتا ہے تو میں ابن آدم کے پاس آتا ہوں اور میں اسے اس کا بیٹا اور اس کی بیوی یاد دلاتا ہوں یہاں تک کہ وہ پیٹھ پھیر لیتا ہے اور اس عورت کے پاس بیٹھنے سے بچو جو محرمہ نہیں ہے کیونکہ میں اس کی طرف سے تجھے پیغام پہنچانے والا ہوں گا اور تیری طرف سے اسے پیغام پہنچانے والا ہوں گا۔

امام ابن المنذر نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نوح علیہ السلام جب کشتی پر سوار ہوئے ابلیس آ گیا۔ نوح علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں۔ پوچھا کیسے آیا ہے؟ کہنے لگا میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ تم میرے لئے اللہ تعالیٰ سے پوچھو کہ کیا میری توبہ کی کوئی صورت ہے، اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، کہ اس کی توبہ کی فقط ایک صورت ہے کہ یہ آدم علیہ السلام کی قبر پر آ کر اسے سجدہ کرے۔ ابلیس نے کہا میں نے جسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 260

زندگی میں سجدہ نہیں کیا اس کے وصال کے بعد اسے سجدہ کروں (یہ محال ہے) پس اس نے تکبر کیا اور کافروں میں ہوگیا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے مجاہد عن جنادہ بن ابی امیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میری سب سے پہلی خطا حسد تھی، ابلیس نے آدم علیہ السلام سے حسد کیا۔ اسے جب سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، اسی حسد نے اسے معصیت پر برانگیختہ کیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کی تخلیق ابتداءً گمراہی اور ضلالت پر فرمائی تھی پھر وہ ملائکہ جیسے اعمال کرتا رہا پھر وہ اپنی جبلت پر لوٹ گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کافروں میں سے تھا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو کافر پیدا فرمایا تھا وہ ایمان لانے کی استطاعت بھی نہیں رکھتا تھا۔

وَ قُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۵﴾

"اور ہم نے فرمایا اے آدم رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں اور دونوں کھاؤ اس سے جتنا چاہو جہاں سے چاہو اور مت نزدیک جانا اس درخت کے ورنہ ہو جاؤ گے اپنا حق تلف کرنے والوں میں سے"۔

امام طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے آدم علیہ السلام نبی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ نبی اور رسول تھے اللہ تعالیٰ نے ان سے بالمشافہ کلام فرمائی تھی، فرمایا اے آدم تم اور تیری بیوی جنت میں ٹھہرو (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی کون ہیں؟ فرمایا آدم علیہ السلام۔ پوچھا کیا وہ نبی تھے؟ فرمایا ہاں۔ ان سے کلام کی گئی تھی؟ میں نے پوچھا پھر کون نبی تھے؟ فرمایا نوح علیہ السلام اور ان دونوں کے درمیان دس آباء تھے (2)۔ امام احمد، بخاری نے تاریخ میں، البزار اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے نبی کون تھے؟ فرمایا آدم علیہ السلام۔ پھر میں نے پوچھا یا رسول اللہ وہ نبی تھے؟ فرمایا ہاں وہ نبی تھے، اللہ نے ان سے کلام فرمائی تھی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رسول کتنی تعداد میں تھے فرمایا تین سو پندرہ کا جم غفیر رسول تھے (3)۔

امام عبد بن حمید اور الآجری نے الاربعین میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ان رسولوں میں پہلا رسول کون تھا؟ فرمایا آدم۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ نبی مرسل تھے؟ فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا پھر اس میں اپنی روح پھونکی پھر اپنے سامنے اس کو سنوارا۔

1۔ مجمع الزوائد، باب ذکر الانبیاء، جلد 8، صفحہ 104، مطبوعہ دارالفکر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 265، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تاریخ کبیر از بخاری، جلد 1، صفحہ 29، مطبوعہ حیدر آباد دکن

امام ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ فرمایا ہاں ان سے اللہ نے کلام فرمائی تھی۔ پوچھا آدم اور نوح کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ فرمایا دس صدیاں۔ پھر پوچھا نوح اور ابراہیم کے درمیان کتنی مدت تھی؟ فرمایا دس صدیاں۔ پھر پوچھا یارسول اللہ انبیاء کتنے تھے؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار، پھر پوچھا یارسول اللہ ان میں سے رسول کتنے تھے؟ فرمایا تین سو پندرہ کا جم غفیر تھا(1)۔

امام احمد، ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوذر نے پوچھا اے اللہ کے نبی، سب سے پہلے نبی کون تھا؟ فرمایا آدم۔ پوچھا کیا وہ نبی تھے؟ فرمایا ہاں وہ نبی تھے جن سے کلام کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا تھا پھر اس میں اپنی روح پھونکی تھی پھر بالمشافہ فرمایا اے آدم! میں نے پوچھا یا رسول اللہ انبیاء کی تعداد کتنی تھی؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار اور ان میں سے رسول تین سو پندرہ کا جم غفیر تھا۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الشکر میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بیہقی نے الشعب میں، ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا رب، آدم تیرے احسان کا شکر کیسے ادا کر سکتے تھے، تو نے اسے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا پھر اس میں تو نے اپنی روح پھونکی تو نے اسے جنت میں ٹھہرایا، تو نے ملائکہ کو اس کے سامنے سجدہ کرنے کو کہا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس نے یہ تمام احسانات میری طرف سے جان لئے اور میری ان پر حمد کی پس یہ میرے احسان کا شکر تھا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا اور جمعہ کے دن انہیں جنت میں داخل کیا اور انہیں جنت الفردوس میں رکھا۔

امام عبد بن حمید، حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام جنت میں نماز عصر کے وقت سے غروب شمس تک کے وقت کی مقدار ٹھہرے رہے(3)۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر، ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں، اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن عصر کے بعد زمین کی سطح سے پیدا فرمایا تو اس کا نام آدم رکھا پھر ان سے ایک عہد لیا، پھر وہ اس عہد کو بھول گئے تو ان کا نام الانسان رکھا۔ ابن عباس فرماتے ہیں قسم بخدا سورج غروب نہ ہوا کہ آپ جنت سے زمین کی طرف اتار دیئے گئے(4)۔ الفریابی، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم جنت میں دن کا کچھ وقت ٹھہرے اور یہ گھڑی اس وقت دنیا کے ایام میں ایک سو تین سال ہے(5)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 288، (3039) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 752، مطبوعہ دارالفکر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 591 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 4۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 387
5۔ کتاب الزہد از امام احمد، صفحہ 62، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے الزہد میں حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام جنت میں ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کی مقدار ٹھہرے (1)۔ عبداللہ نے زوائد میں موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام جنت میں دن کا چوتھائی ٹھہرے اور یہ دو گھڑیاں اور نصف ہے اور یہ دو سو پچاس سال ہیں پھر آپ جنت پر سو سال روتے رہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکر نے سدی عن ابی مالک اور عن صالح عن ابن عباس اور عن ابن مسعود وناس من الصحابۃ رضی اللہ عنہم کے طرق سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں پیدا فرمایا تو وہ جنت میں چلتے تو وحشت محسوس کرتے ان کے لئے کوئی ساتھی نہ تھا جس سے وہ انس کرتے پس وہ سوئے پھر جاگے تو ان کے سر کے قریب ایک عورت بیٹھی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے پیدا فرمایا تھا۔ حضرت آدم نے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا عورت، پوچھا تجھے کس لئے پیدا کیا گیا ہے، اس نے کہا تا کہ تو مجھ سے سکون حاصل کرے۔ فرشتوں نے کہا اے آدم اس عورت کا نام کیا ہے آدم علیہ السلام نے فرمایا حواء۔ یہ سوال فرشتوں نے آپ کے علم کو پرکھنے کے لئے کیا تھا۔ فرشتوں نے پوچھا اس کا نام حواء کیوں رکھا گیا ہے فرمایا کیونکہ یہ زندہ شخص سے پیدا کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں ٹھہرو (2)۔

سفیان بن عیینہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام سو گئے، تو حضرت حواء ان کی پسلی سے پیدا کی گئیں حضرت آدم نے اٹھ کر دیکھا تو پوچھا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا انا اسا یعنی سریانی زبان میں بتایا کہ میں عورت ہوں۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے متعلق مجھ سے خیر کی وصیت قبول کرو کیونکہ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلی کا ٹیڑھا حصہ اس کا سر ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنا شروع کرو گے تو تم اس کو توڑ دو گے اور اگر تم اسے اپنی حالت میں چھوڑ دو گے تو اس کی اس حالت میں چھوڑ دو گے کہ اس میں ٹیڑھا پن ہوگا پس مجھ سے عورتوں کے متعلق خیر کی وصیت قبول کرو (3)۔

حضرت ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت حواء کا یہ نام اس لئے ہے کہ وہ ہر زندہ شخص کی ماں ہے (4)۔

ابو الشیخ اور ابن عساکر نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عورت کو مرأۃ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ المرء (مرد) سے پیدا ہوئی ہے اور حواء اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ہر زندہ شخص کی ماں ہے۔

امام اسحاق بن بشیر اور ابن عساکر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ملائکہ نے آدم کو سجدہ کیا تو ابلیس بھاگ گیا وہ کبھی ادھر دیکھتا اور کبھی ادھر کہ کیا اس کے علاوہ کسی نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے، پس اللہ تعالیٰ نے دوسرے فرشتوں کو محفوظ فرما لیا پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو فرمایا اے آدم اٹھ اور فرشتوں کو سلام کر۔ آپ اٹھے سلام کیا اور انہوں

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 62، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 263

3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1212، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

4۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 39، مطبوعہ دار بیروت لبنان

نے سلام کا جواب دیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے سامنے مسمیات کو پیش کیا اور فرمایا تم کہتے تھے کہ تم آدم سے زیادہ جاننے والے ہو، تم ان اشیاء کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ فرشتوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ (البقرہ:32) بے شک علم تیری عطاء ہے اور تیری قدرت میں ہے، ہمیں تو صرف وہی علم ہے جو تو نے ہمیں سکھایا ہے۔ جب انہوں نے اپنے عجز کا اقرار کر لیا تو آدم علیہ السلام سے فرمایا تم اب ان کو ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ آدم علیہ السلام نے کہا یہ اونٹنی ہے، یہ اونٹ ہے، یہ گائے ہے، یہ بھیڑ ہے، یہ بکری ہے، یہ گھوڑا ہے اور یہ میرے رب کی تخلیق ہے، ہر چیز جس کا نام آدم علیہ السلام نے رکھا قیامت تک اس کا وہی نام رہے گا، آپ ہر چیز کا نام لیتے رہے جب وہ آپ کے سامنے سے گزرتی حتی کہ گدھا بچ گیا، گدھا آخری تھا جو آپ کے پاس سے گزرا۔ گدھا آپ کے پیچھے سے آیا آدم علیہ السلام نے اسے کہا اے گدھے آگے سے آ، ملائکہ جان گئے کہ آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز ترین ہیں اور آدم کا علم بھی فرشتوں سے زیادہ ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اے آدم تم جنت میں داخل ہو جاؤ اور وہاں عزت واحترام کی زندگی بسر کرو۔ آپ جنت میں داخل ہوئے تو حضرت حواء کی تخلیق سے پہلے انہیں درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا۔ آدم علیہ السلام جنت میں کسی مخلوق سے مانوس نہیں ہوتے تھے اور نہ کسی چیز سے سکون حاصل کرتے تھے اور جنت میں کوئی چیز ان کے مشابہ نہ تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر نیند طاری فرما دی اور یہ پہلی نیند تھی پھر آپ کی بائیں طرف کی چھوٹی پسلی سے حضرت حواء کو پیدا فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام بیدار ہوئے تو بیٹھ گئے۔ حضرت حواء کو حضرت آدم کے ساتھ مشابہت تھی اور ہر عورت کی ایک پسلی مرد کی نسبت زیادہ ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام سکھا دیا۔ پھر فرشتے آپ کے پاس آئے اور انہیں مبارک باد دی اور آدم علیہ السلام کو سلام کیا اور کہا اے آدم یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ عورت ہے، پوچھا اس کا نام کیا ہے، فرمایا حواء۔ پوچھا تو نے ان کا نام حواء کیوں رکھا ہے فرمایا کیونکہ یہ زندہ سے پیدا کی گئی ہے۔ پس دونوں میں اللہ تعالیٰ کی روح پھونکی گئی۔ پس انسان جو کسی چیز پر رحمت کرتا ہے وہ اس رحمت الہیہ کا ثمرہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اشعث الحدانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت حواء جنت کی عورتوں میں سے ہیں اور جب وہ حاملہ ہوتی تھیں مذکر سے یا مؤنث سے تو بچہ ان کے پیٹ میں دکھائی دیتا تھا۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے لئے ان کی بیوی کو بھی پیدا فرمایا پھر ایک فرشتہ بھیج کر انہیں ہم بستری کا حکم فرمایا۔ آدم علیہ السلام نے ہم بستری کی جب فارغ ہوئے تو حضرت حواء نے آدم علیہ السلام سے کہا اے آدم یہ خوشبو ہے ہم اس سے اضافہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود اور دوسرے صحابہ سے نقل کیا ہے کہ الرغد کا معنی الھنی (خوشگوار) ہے (1)۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ الرغد کا معنی فراخ معیشت ہے (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 246 2۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ تم دونوں اس سے جتنا چاہو کھاؤ۔ جب چاہو تم پر کوئی حساب نہ ہوگا (1)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس درخت سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو منع فرمایا وہ گندم تھا (2)۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس درخت سے آدم کو منع کیا گیا تھا وہ گندم تھا لیکن جنت کی وہ گندم کا دانہ گائے کے گردے کی مقدار ہے مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے (3)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس درخت سے مراد گندم کا درخت ہے (4)۔ عبد ابن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جس درخت سے منع کیا گیا وہ انگور کی بیل تھی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے، حضرات وکیع، ابن سعد، ابن جریر اور ابو الشیخ نے جعدہ بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا آدم کو جس درخت کی وجہ سے فتنہ میں ڈالا گیا تھا وہ انگور تھا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کے لئے یہ فتنہ بن گیا اور آدم نے جو کھایا وہ انگور تھا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بادام تھا، میں کہتا ہوں قدیم نسخہ میں یہی تھا اور میرے نزدیک الکرم (انگور) سے اس کو تبدیل کیا گیا ہے (7)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس درخت سے مراد انجیر ہے۔

امام ابن جریر نے بعض صحابہ سے بھی یہی روایت کیا ہے (8)۔ ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ کھجور کا درخت تھا۔ ابوالشیخ نے یزید بن عبداللہ بن قسیط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ لیموں کا درخت تھا۔ احمد نے الزہد میں شعیب الجبائی سے روایت کیا ہے کہ وہ درخت گندم تھا اس کو الرعۃ کہا جاتا ہے اور ان کا لباس نور تھا (9)۔

امام ابن ابی حاتم نے اور ابوالشیخ نے ابوالعالیہ رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ درخت ایسا ہے کہ جو وہ کھاتا ہے اسے حدث لاحق ہو جاتا ہے اور جنت میں حدث کا ہونا مناسب نہیں تھا۔ حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جس درخت سے آزمایا تھا اس سے قبل فرشتوں کو بھی آزمایا گیا تھا اور ہر مخلوق کو آزمائش میں ڈالا گیا ہے!

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 246 2۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 266 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 265
5۔ ایضاً۔ جلد 1، صفحہ 266 6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 67-266 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 267
8۔ ایضاً 9۔ کتاب الزہد از امام احمد، صفحہ 62، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کو اپنی اطاعت سے آزماتا پس آدم علیہ السلام پر آزمائش جاری رہی حتی کہ آپ ممنوع امر کا ارتکاب کر بیٹھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو آزمایا تو انہیں جنت میں ٹھہرایا گیا اور جتنا چاہیں جو چاہیں کھاتے رہیں۔ اور انہیں ایک درخت سے منع کیا گیا تھا کہ وہ اس درخت سے نہ کھائیں۔ آدم علیہ السلام اس درخت کے قریب پہنچے پس یہ آزمائش کا سلسلہ جاری رہا حتی کہ اس ممنوع امر کا ارتکاب کر بیٹھے، پھر اس وقت آپ کا ستر کھل گیا حالانکہ آپ شرم گاہ کی طرف دیکھتے نہ تھے پھر آدم کو زمین پر اتارا گیا۔

فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۠ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَلَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝۳۶

"پھر پھسلا دیا انہیں شیطان نے اس درخت کے باعث اور نکلوا دیا ان دونوں کو وہاں سے جہاں وہ تھے اور ہم نے فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے اور اب تمہارا زمین میں ٹھکانہ ہے اور فائدہ اٹھانا ہے وقت مقرر تک"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاَزَلَّهُمَا کا معنی فَاَغْوَاهُمَا نقل کیا ہے۔ یعنی شیطان نے اس درخت کے سبب ان دونوں کو سیدھے راستے سے ہٹا دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے عاصم بن بہدلہ سے اس کا معنی نحاھما روایت کیا ہے یعنی ان سے ان دونوں کو ہٹا دیا۔ ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش سے روایت کیا ہے کہ سورۂ بقرہ میں ہماری قرأت میں فَاَزَلَّهُمَا کی جگہ فوسوس ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود اور دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ (البقرہ:35) تو ابلیس نے آدم وحواء کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ وہ ایک سانپ کے پاس آیا جو ایک چار ٹانگوں والا اونٹ کی مانند بڑا جانور تھا اور یہ تمام جانوروں سے خوبصورت تھا، پس ابلیس نے سانپ سے کہا کہ وہ اسے اپنے منہ میں لے جائے حتی کہ وہ اسے آدم تک پہنچا دے، پس سانپ نے اسے اپنے منہ میں داخل کیا اور پھر وہ سانپ جنت کے داروغوں کے پاس سے گزر گیا اور جنت میں داخل ہو گیا۔ فرشتوں کو معلوم نہیں تھا جو اللہ نے ارادہ فرمایا تھا۔ پس شیطان نے سانپ کے منہ سے بات کی اور اس کی کلام کی پرواہ نہ کی گئی۔ پس ابلیس آدم کے پاس پہنچا اور کہا اے آدم کیا میں تیری راہنمائی ہمیشہ کے درخت پر نہ کروں اور ایسی بادشاہی پر جو کبھی بوسیدہ نہ ہوگی۔ اور اس نے ان کے سامنے قسمیں اٹھائیں کہ میں تمہارا مخلص ہوں، آدم علیہ السلام نے وہ درخت کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت حواء بیٹھ گئی اور وہ دانہ کھا لیا پھر اس نے آرام سے کہا اے آدم کھا لے میں نے کھایا ہے تو مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچی ہے پس جب آدم علیہ السلام نے کھایا تو دونوں کی شرمگاہیں ظاہر ہو گئیں اور دونوں نے جنت کے پتوں سے اپنے آپ کو ڈھانپنا شروع کر دیا (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 271

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کے دشمن ابلیس نے اپنے آپ کو زمین کے جانوروں پر پیش کیا کہ وہ اسے اٹھالیں حتی کہ وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل ہو جائے اور آدم سے کلام کرے، تمام جانوروں نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا تھا حتی کہ اس نے سانپ سے بات کی اور کہا میں اولاد آدم سے تجھے بچاؤں گا بے شک تو میرے ذمہ میں ہوگا اگر تو مجھے جنت میں لے جائے۔ پس سانپ نے اپنی کچلیوں کے درمیان اٹھالیا حتی کہ وہ اسے جنت میں لے گیا۔ سانپ کے منہ سے شیطان نے بات کی اور یہ پہلے ڈھکا ہوا تھا اور چار ٹانگوں پر چلتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی اس خیانت کی وجہ سے برہنہ کر دیا اور پیٹ کے بل اسے چلنے پر مجبور کر دیا۔ ابن عباس فرماتے ہیں جہاں اسے پاؤ اسے قتل کر دو اور اللہ کے دشمن کے ذمہ کو اس کے متعلق توڑو (1)۔

امام سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ درخت جس سے حضرت آدم اور ان کی زوجہ کو منع کیا گیا تھا وہ دانہ گندم کا تھا جب ان دونوں نے اس سے کھایا تو ان کا ستر ظاہر ہو گیا۔ پہلے ان کے ستر پر ان کے ناخن کا لباس تھا۔ پس وہ دونوں جنت کے پتے چمٹانے لگے۔ انجیر کے پتے ایک دوسرے پر چمٹانے لگے۔ آدم علیہ السلام جنت میں پیٹھ پھیر کر چلنے لگے تو جنت کے ایک درخت نے ان کا سر پکڑ لیا، پس ان کے رب نے انہیں نداء دی اے آدم تو بھاگتا ہے؟ عرض کی نہیں لیکن اے میرے پروردگار مجھے تجھ سے حیا آرہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں نے تجھے جنت عطا نہیں فرمائی تھی اور اس ایک درخت کے علاوہ سب درخت تیرے لئے مباح نہیں کئے تھے؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی یارب واقعی یہ نوازشات تھیں لیکن اے میرے پروردگار تیری عزت کی قسم مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ کوئی تیرے نام کے ساتھ جھوٹی قسم بھی کھائے گا۔ فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم میں ضرور تجھے زمین پر اتاروں گا پھر تو سخت زندگی بسر کرے گا۔ پس آدم و حواء جنت سے اتارے گئے حالانکہ وہ جنت میں جو چاہتے کھاتے تھے پھر وہ غیر لذیذ کھانے اور پینے کی طرف اتارے گئے۔ پس آپ نے لوہے کی صنعت کو جان لیا، انہیں کھیتی باڑی کا حکم دیا گیا، پس آپ نے زراعت شروع کر دی پھر اس کھیتی کو پانی دیتے رہے حتی کہ وہ پک کر تیار ہو گئی پھر آدم نے اسے گاہا، پھر اسے صاف کیا پھر اسے پیسا پھر گوندھا پھر اس کی روٹی پکائی اور پھر اسے کھایا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں جو پیغام دینا چاہا وہ پیغام پہنچایا، آدم علیہ السلام جب جنت سے اترے تو رونے لگے اور اتنے روئے کہ کوئی دوسرا اتنا نہیں رویا۔ اگر داؤد علیہ السلام کے اپنی خطا پر رونے کو اور یعقوب علیہ السلام کے اپنے بیٹے پر رونے کو، ابن آدم کے اپنے بھائی پر رونے کو اور پھر تمام اہل زمین کے رونے کو ایک ترازو میں رکھا جائے اور دوسرے ترازو میں آدم علیہ السلام کے رونے کو رکھا جائے جب آپ زمین پر اترے تھے تو وہ تمام رونا ملکر بھی آدم علیہ السلام کے رونے کے برابر نہ ہوگا (2)۔ ابن عساکر نے عبدالعزیز بن عمیرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا میرے جوار سے نکل جا اور میری عزت کی قسم میرا نافرمان میرے گھر میں میرے قریب نہیں رہ سکتا اے جبریل اسے نکال دے لیکن سختی سے نہیں۔ جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں جنت سے نکال دیا (3)۔ امام ابن اسحاق نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 272   2۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 2، صفحہ 350، مطبوعہ دار المسیرۃ   3۔ ایضا، جلد 1 صفحہ 351

المبتدا میں، ابن سعد، احمد، عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے التوبۃ میں، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا آدم علیہ السلام لمبی کھجور کی مانند ساٹھ ہاتھ طویل تھے، ان کے بال گھنے تھے، جب لغزش ہوگئی تو ستر کھل گیا جبکہ آپ نے اپنا ستر نہیں دیکھا تھا، آپ جنت میں بھاگے تو ایک درخت کے ساتھ اٹک گئے، اس درخت نے آپ کی پیشانی کو پکڑ لیا، آدم علیہ السلام نے اس درخت سے فرمایا مجھے چھوڑ دے، درخت نے کہا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو ارشاد فرمایا کیا تو مجھ سے بھاگتا ہے؟ کہا اے رب میں تجھ سے حیا کرتا ہوں۔ فرمایا اے آدم میرے پڑوس سے نکل جا۔ میری عزت کی قسم میں اپنے نافرمان کو نہیں ٹھہراتا اگر میں زمین کے برابر تیری مثل مخلوق پیدا کروں پھر وہ میری نافرمانی کریں تو میں انہیں نافرمانوں کے گھر میں ٹھہراؤں گا، آدم علیہ السلام نے عرض کی اگر میں توبہ کروں تو کیا تو میری توبہ قبول فرمائے گا؟ فرمایا ہاں، اے آدم!(1)

امام ابن عساکر نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منیع اور ابن ابی الدنیا نے کتاب البکاء میں، ابن المنذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم، بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم میں نے تجھے جس درخت کے کھانے سے منع فرمایا تھا اس کو تو نے کیوں کھایا تھا؟ اس نے کہا اے رب حواء نے میرے لئے وہ خوشنما کر کے پیش کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس کو یہ سزا دیتا ہوں کہ وہ حاملہ ہوگی تو تکلیف سے ہوگی۔ بچہ جنم دے گی تب بھی تکلیف سے ہوگی اور ہر مہینہ میں اسے دو مرتبہ خون آئے گا فرمایا حضرت حواء یہ سن کر رونے لگی تو ارشاد ہوا تجھ پر اور تیری بیٹیوں پر رونا ہے۔

امام دارقطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء کی طرف جبریل کو بھیجا۔ جب انہیں حیض کا خون شروع ہوا تھا اور اس نے اپنے پرودگار سے گزارش کی کہ مجھے خون آیا ہے جسے میں نہیں جانتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تجھے اور تیری اولاد کو اسی خون میں لت پت کروں گا، اور اس خون کو میں تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے کفارہ اور پاکیزگی کا باعث بناؤں گا۔ بخاری اور حاکم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل نہ ہوتے تو گوشت کبھی بدبودار نہ ہوتا، اگر حضرت حواء نہ ہوتی تو کوئی عورت اپنے خاوند سے خیانت نہ کرتی (2)۔

امام بیہقی نے الدلائل میں، الخطیب نے التاریخ میں، الدیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابن عساکر نے ایک کمزور سند کے ساتھ ابن عمر سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ مجھے آدم پر دو اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے، میرا شیطان کافر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری اعانت فرمائی حتیٰ کہ وہ مسلمان ہوگیا اور میری ازواج مطہرات نے بھی میری معاونت کی، آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی حضرت حواء نے ان کی خطا پر معاونت کی (3)۔ ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ کی حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 288، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 194
3۔ مسند الفردوس از دیلمی، جلد 4، صفحہ 123، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ میرے بیٹے اونٹ والے کو مجھ پر فضیلت دی گئی ہے کیونکہ اس کی بیوی اس کے دین کے معاملہ میں اس کی معاون تھی اور میری بیوی خطا پر میری معاون تھی۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، الاجری (فی الشریعۃ) اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا باہم مناظرہ ہوا تو آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو آدم ہی ہے جس نے لوگوں کو اغواء کیا اور انہیں جنت سے نکالا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا تو ہی موسیٰ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہر نعمت عطا فرمائی اور اپنی رسالت کے لئے منتخب فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں (میں ہی وہ موسیٰ ہوں) آدم علیہ السلام نے فرمایا تو مجھے ایک ایسے امر پر ملامت کرتا ہے جو میری تخلیق سے پہلے مقدر ہو چکا تھا (1)۔

حضرات عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا آپس میں جھگڑا ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا (اے آدم) تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا تجھے جنت میں ٹھہرایا، ملائکہ کو تیرے سامنے سجدہ کا حکم دیا، اور تو نے اپنی اولاد کو جنت سے نکالا اور تو نے انہیں مشقت میں مبتلا کیا۔ آدم نے فرمایا تو موسیٰ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت اور اپنی کلام کے لئے منتخب فرمایا تو مجھے ایک ایسے معاملہ میں ملامت کر رہا ہے جس کے متعلق تجھے علم ہے کہ وہ میری تخلیق سے پہلے مقدر ہو چکا تھا، پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

امام ابوداؤد، الآجری اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا رب ہمیں وہ آدم دکھا جس نے ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے باہر نکالا، اللہ تعالیٰ نے انہیں آدم علیہ السلام سے ملاقات کرا دی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا، تو ہمارا باپ آدم ہے؟ آدم علیہ السلام نے کہا ہاں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص روح پھونکی اور تجھے تمام اسماء سکھا دیئے اور ملائکہ کو اس نے حکم دیا کہ وہ تیرے سامنے سجدہ کریں۔ آدم علیہ السلام نے کہا ہاں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا کہ تو نے ہمیں جنت سے باہر نکالا، آدم علیہ السلام نے پوچھا تو کون ہے، انہوں نے کہا موسیٰ! آدم علیہ السلام نے فرمایا تو بنی اسرائیل کا نبی ہے جس کے ساتھ اللہ نے حجاب کے پیچھے کلام فرمایا اور تیرے اور اپنے درمیان کسی پیغام رساں کو حائل نہیں فرمایا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں (میں وہی موسیٰ ہوں) آدم نے فرمایا تجھے معلوم نہیں کہ یہ معاملہ کتاب اللہ میں میری تخلیق سے پہلے موجود تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں (یہ تو ہے)۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا پھر تو مجھے ایک ایسے معاملہ میں کیوں ملامت کر رہا ہے جو تقدیر الٰہی میں پہلے ہی مقدر ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس دلیل کے ساتھ آدم علیہ السلام موسیٰ

1۔ صحیح مسلم، جلد 16-15، صفحہ 165، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

علیہ السلام پر غالب آ گئے آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے (1)۔

امام نسائی، ابو یعلی، طبرانی اور الآجری نے حضرت جندب البجلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا مناظرہ ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے آدم تو وہ ہے جس کو اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، تجھ میں اپنی روح پھونکی، ملائکہ کو تیرے سامنے سجدہ کرایا، تجھے جنت میں ٹھہرایا، اور تو نے وہ کام کیا کہ تو نے اپنی ساری اولاد کو بھی جنت سے نکال دیا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا تو وہ موسیٰ ہے جس کو اللہ نے اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا، تجھ سے کلام فرمائی، تجھے تورات عطا کی اور تجھے قرب خاص عطا فرمایا؟ کیا میں پہلے پیدا ہوا یا یہ معاملہ پہلے طے ہو چکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

امام ابو بکر الشافعی نے الغیلانیات میں حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم و موسیٰ کی باہم گفتگو ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو آدم ہے جسے اللہ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، تیرے سامنے ملائکہ کو سجدہ کرایا، تو نے ایسی خطا کی جس نے تجھے جنت سے باہر نکال دیا، آدم علیہ السلام نے فرمایا تو وہ موسیٰ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لئے منتخب فرمایا تجھ پر تورات نازل فرمائی اور تجھ سے کلام فرمایا میری لغزش میری تخلیق سے کتنا عرصہ پہلے مقدر تھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے، ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم اور موسیٰ علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو آدم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا۔ تیرے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرایا، تجھے جنت میں داخل کیا پھر تو نے ہم کو جنت سے نکالا؟ آدم علیہ السلام نے جواباً فرمایا تو وہ موسیٰ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام کے لئے منتخب فرمایا اپنا قرب خاص عطا فرمایا تجھ پر تورات کو نازل فرمایا، میں تجھ سے اس کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے سب کچھ تجھے عطا فرمایا یہ سب کچھ کتنا عرصہ میری تخلیق سے پہلے مقدر تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تورات سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ تجھ پر تیری تخلیق سے دو ہزار سال پہلے مقدر تھا۔ پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آ گئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس ارشاد کے متعلق روایت فرمایا ہے کہ اس سے مراد آدم، حواء، ابلیس اور سانپ ہیں جنہیں اترنے کا حکم ملا تھا اور وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ سے مراد یہ ہے کہ تم نے قبور میں ٹھہرنا ہے اور وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ سے مراد یہ ہے کہ زندگی تک تمہیں فائدہ اٹھانا ہے (2)۔

حضرت ابو الشیخ نے مجاہد رحمہ اللہ سے مذکورہ ارشاد کے متعلق روایت کیا ہے کہ جنہیں اترنے کا حکم ملا تھا وہ آدم، سانپ اور شیطان تھے، ابو الشیخ نے قتادہ سے اور انہوں نے ابو صالح سے روایت کیا ہے کہ اهْبِطُوْا کا ارشاد آدم، حواء اور سانپ کو تھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ ارشاد آدم، حواء اور ابلیس کو تھا۔

1۔ سنن ابو داؤد، صفحہ 362، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 77-276، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سانپوں کو قتل کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا یہ پیدا کئے گئے ہیں اور یہ اور انسان ایک دوسرے کے دشمن ہیں، اگر کوئی انہیں دیکھے تو یہ اسے ڈراتے ہیں اگر یہ انسان کو کاٹ لیں تو اسے تکلیف پہنچاتے ہیں پس انہیں جہاں بھی پاؤ انہیں قتل کرو۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ زمین کے اوپر تم نے ٹھہرنا ہے اور زمین کے نیچے تم نے ٹھہرنا ہے وَّمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ اور پھر مخصوص وقت تک فائدہ اٹھانا ہے حتیٰ کہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف چلے جاؤ گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت آدم کو جس زمین پر اتارا گیا اس کا نام دجناء تھا وہ مکہ اور طائف کے درمیان تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم کو الصفا (پہاڑی) پر اور حوا کو مروہ (پہاڑی) پر اتارا گیا۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے ہند کی زمین پر اتارا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہند میں دجناء کے علاقہ میں اتارا گیا۔

امام ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے البعث میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے فرمایا بہترین (آب وہوا) کا علاقہ ہند ہے اس میں آدم علیہ السلام کو اتارا گیا اور اس کی ہوا کو جنت کے درخت سے معلق کیا گیا۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو ہند میں اور حوا کو جدہ میں اتارا گیا پھر وہ حضرت حواء کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ مزدلفہ میں جمع ہوئے۔

حضرت حواء مزدلفہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے قریب ہوئیں اسی وجہ سے اس کو مزدلفہ کہا جاتا ہے (ازدلف کا معنی قریب ہونا ہے) اور دونوں یہاں جمع ہوئے اس لئے اس کو جمع بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ابی حاتم نے رجاء بن ابی سلمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو آپ گھٹنوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے تھے اور ابلیس کو اتارا گیا تو وہ انگلیوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے آسمان کی طرف سر اٹھائے ہوئے تھا۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حمید بن ہلال سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نماز میں پہلوؤں پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ ابلیس اسی کیفیت میں زمین پر اتارا گیا تھا۔

امام طبرانی، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام ہند میں اترے تو انہوں نے وحشت محسوس کی پھر جبریل اترے اور اذان دی اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دومرتبہ کہا، پھر اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ دومرتبہ کہا۔ آدم نے پوچھا محمد کون ہے؟ فرمایا یہ تیری اولاد میں سے آخری نبی ہے۔(1)

1۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 2، صفحہ 360، مطبوعہ دار المسیرہ

حضرت ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابن المنذر اور ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارا گیا تو وہ ہند میں اترے اور ان کا سر آسمان کو چھور ہا تھا زمین نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ آدم بھاری ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت آدم کے سر پر رکھا تو وہ ستر ہاتھ نیچے ہو گئے اور آدم علیہ السلام کے ساتھ عجوہ کھجور، اترنج اور کیلے اترے۔ جب آپ کو زمین پر اتارا گیا تو عرض گزار ہوئے اس بندے کے رب جس کے اور میرے درمیان تو نے دشمنی پیدا فرمائی ہے اگر تو اس پر میری مدد نہیں کرے گا تو میں اس پر طاقت نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تیرا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا لیکن میں اس پر ایک فرشتہ مقرر کروں گا آدم نے عرض کی رَبِّ زِدْنِي اے میرے پروردگار میرے لئے اس میں اضافہ فرما، فرمایا میں ایک برائی کے بدلے ایک سزا دوں گا اور ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں دوں گا حتی کہ اس پر اضافہ کر دوں گا۔ آدم نے پھر عرض کی رَبِّ زِدْنِيْ اے میرے رب میرے لئے اس میں اضافہ فرما، فرمایا جب تک جسم میں روح باقی ہوگی تو بہ کا دروازہ کھلا ہوگا، شیطان کہنے لگا اے اس بندے کے رب جس کو تو نے عزت بخشی ہے اگر تو میری اس کے خلاف مدد نہیں کرے گا تو میں اس پر قادر نہیں ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا بچہ پیدا ہوگا تو تیرا بھی ایک بچہ پیدا ہوگا۔ اس نے کہا اے اللہ میرے لئے اس میں اضافہ فرما۔ فرمایا تو اس میں اس طرح گردش کرے گا جیسے خون گردش کرتا ہے اور تو ان کے سینوں میں گھر بنائے گا۔ پھر اس نے عرض کی یارب میرے لئے اس میں اضافہ فرما۔ فرمایا وَ اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ (بنی اسرائیل:64)(1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا تو ان کا سر آسمان کو چھور ہا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان کا سر زمین کی طرف کر دیا حتی کہ وہ ساٹھ ہاتھ لمبے اور سات ہاتھ چوڑے تھے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام کو ہند کی زمین پر اتارا گیا تو آپ کے ساتھ جنت کے درخت بھی تھے، انہوں نے ان کو بھی زمین پر لگا دیا اور آدم کا سر آسمان پر اور پاؤں زمین پر تھے۔ آپ ملائکہ کا کلام سنتے تھے اور آپ پر تنہائی شاق گزری، پس اللہ تعالیٰ نے ان کے سر کو جھکا کر ستر ہاتھ کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ میں تجھے ایک ایسے گھر میں اتارنے والا ہوں جس کے اردگرد طواف کیا جائے گا جس طرح عرش کے اردگرد فرشتے طواف کرتے ہیں اور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی جس طرح ملائکہ عرش کے اردگرد نماز پڑھتے ہیں۔ پھر آپ بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے پس ہر قدم کی جگہ ایک شہر تھا اور ہر دو قدموں کے درمیان جنگل تھا حتی کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے بیت اللہ کے طواف کے لئے باب الصفاء میں داخل ہوئے اور اس کے پاس نماز پڑھی پھر آپ شام کی طرف تشریف لے گئے اور وہاں ہی آپ کا وصال ہوا (3)۔

حضرت ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 438، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 422، مطبوعہ دار بیروت لبنان
3۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 625، مطبوعہ دار الفکر بیروت

وحشی جانور ڈر گئے اور جو کچھ زمین پر تھا ان کی لمبائی کی وجہ سے ڈر گئے پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ستر ہاتھ تک کم کر دیا(1)۔

امام ابن جریر نے اپنی تاریخ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام جنت سے باہر آئے تو جس چیز کے پاس سے گزرتے اسے تکلیف ہوتی۔ ملائکہ کو کہا گیا اس کو چھوڑ دو زمین سے جو چاہے اپنا زادراہ لے لے، پس جب آپ زمین پر اترے تو آپ نے پیدل چالیس حج کئے۔

امام سعید بن منصور نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام ہند کی زمین پر اترے اور آپ کے ساتھ جنت کی چار لکڑیاں تھیں یہ وہ لکڑیاں تھیں جن کے ساتھ لوگ خوشبو حاصل کرتے ہیں۔ آپ نے بیل پر سوار ہو کر بیت اللہ کا حج کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام جنت سے نویں یا دسویں گھڑی نکلے اور اپنے ساتھ جنت کے درخت کی ایک ٹہنی بھی لائے اور آپ کے سر پر جنت کے درخت کا تاج تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا اور حواء کو جدہ میں اتارا گیا اور ابلیس کو بصرہ سے چند میل کے فاصلہ پر دست بیسان میں اتارا گیا اور سانپ کو اصبہان میں اتارا گیا۔

امام ابن جریر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جبکہ آپ ہند کے علاقے میں تھے کہ بیت اللہ شریف کا حج کریں تو آدم علیہ السلام نے حج کیا۔ جب آدم علیہ السلام قدم رکھتے تو وہ شہر بن جاتا اور دو قدموں کے درمیان جنگل بن گیا حتی کہ آپ بیت اللہ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ نے اس کا طواف کیا اور مناسک حج ادا کئے پھر جب واپس آنے لگے تو جب آپ مازمین کے مقام پر تھے تو فرشتوں سے ملاقات ہوئی، فرشتوں نے کہا اے آدم تیرا حج قبول ہوا۔ پس آدم علیہ السلام کے دل میں کچھ بڑائی آئی، جب فرشتوں نے آپ کے چہرہ پر بڑائی کے آثار دیکھے تو کہا اے آدم ہم نے تیری تخلیق سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا پس آپ یہ سن کر عجز کا پیکر بن گئے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے الام میں، بیہقی نے دلائل میں اصبہانی نے الترغیب میں حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام نے حج کیا پھر ملائکہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے اے آدم تیری عبادت مقبول ہوگئی اور ہم نے تجھ سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا۔

امام الخطیب نے التاریخ میں ایک ایسی سند سے حضرت یحییٰ بن اکثم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، جس میں ایک غیر معروف راوی ہے، یحییٰ بن اکثم فرماتے ہیں انہوں نے حضرت واثق کی مجلس میں پوچھا کہ آدم علیہ السلام کا حج کے موقع پر حلق کس نے کیا تھا، فقہاء جواب دینے سے عاجز آ گئے۔ واثق نے کہا میں ایسے شخص کو بلاتا ہوں جو تمہیں اس کا جواب بتائے گا، اس نے علی بن محمد بن جعفر بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی ابی طالب کو بلایا اور یہی سوال پوچھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے باپ نے میرے جد امجد سے اور انہوں نے اپنے باپ اور انہوں نے دادا سے روایت کر کے

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 422، مطبوعہ دارالفکر بیروت

بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ وہ جنت سے یاقوت لیکر زمین پر اترے پس وہ یاقوت لیکر آئے اسے آدم کے سر سے مس کیا تو تمام بال جھڑ گئے پس جہاں تک اس یاقوت کا نور پہنچا وہ علاقہ حرم بن گیا۔

امام بزار، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا تو اسے جنت کے پھولوں کا زادراہ دیا اور انہیں ہر چیز کا فن سکھایا، پس تمہارے پھل جنت سے ہیں لیکن یہ پھل متغیر ہو جاتے ہیں جب کہ جنت کے پھل متغیر نہیں ہوتے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے۔ حضرت حاکم نے اسے صحیح بھی کہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام جنت کے پھلوں کے تیس قسموں کے ساتھ زمین پر اترے، بعض وہ تھے جن کا داخل وخارج کھایا جاتا تھا اور بعض کا داخل (اندرونی حصہ) کھایا جاتا تھا اور خارج (بیرونی حصہ) پھینکا جاتا تھا۔ بعض کا خارج کھایا جاتا تھا اور داخل پھینکا جاتا تھا۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب البکاء میں حضرت علی بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلی چیز جو آدم علیہ السلام نے زمین پر اترنے کے بعد تناول فرمائی وہ امرود تھا، جب آپ پاخانہ کے لئے بیٹھے تو اتنی تکلیف ہوئی جتنی کہ عورت کو بچہ جننے کے وقت ہوتی ہے۔ آپ شرقاً غرباً گئے تو حل کی صورت نظر نہ آئی حتی کہ جبریل نازل ہوئے انہوں نے آدم کو پیشاب کرنے کی کیفیت پر بٹھایا تو غلاظت باہر نکل آئی جب آپ نے بدبو محسوس کی تو وہاں ستر سال بیٹھ کر روتے رہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر تین چیزیں اتریں۔ سندان (اہرن، وہ لوہا جس پر لوہار چیزوں کو کوٹتا ہے) زنبور (کیل نکالنے کا آلہ) اور ہتھوڑا۔

حضرات ابن عدی اور ابن عساکر نے التاریخ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام زمین پر اترے تو آپ کے ساتھ سندان، زنبور اور ہتھوڑا تھا اور حضرت حواء جدہ میں اتریں (1)۔ ابن عساکر نے جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا فرمایا تو اس میں سونے اور چاندی کو پیدا نہ فرمایا پھر جب آدم وحواء زمین پر اترے تو ان کے ساتھ سونا اور چاندی اتارے پس زمین میں ان کے لئے چشمے جاری فرما دیئے تاکہ آدم وحواء کی اولاد نفع حاصل کرتی رہے۔ اور اسی سونے اور چاندی کو حضرت حواء کا مہر بنایا پس کسی کے لئے بغیر مہر کے نکاح کرنا مناسب نہیں۔ حضرت ابن المنذر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اتارا تو آٹھ اشیاء کو ان کے ساتھ اتارا اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری میں سے ہر ایک کا جوڑا جوڑا۔ اور آپ کے ساتھ صنعت کاری کے آلات اتارے۔ ان میں بیج، انگور کی بیل اور نیاز بو وغیرہ بھی تھی۔ باسنہ کے متعلق بعض علماء فرماتے ہیں اس سے مراد آلات صنعت ہیں اور بعض

1۔ الکامل لابن عدی، جلد 1، صفحہ 423، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت

فرماتے ہیں اس سے مراد ہل کا پھل ہے۔ اور یہ خالص عربی لفظ نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ (فی العظمۃ) نے السری بن یحییٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا تو آپ کے ساتھ مختلف چیزوں کے بیج تھے۔ ابلیس نے ان کے اوپر اپنا ہاتھ رکھ دیا جس پر اس کا ہاتھ آ گیا ان کی منفعت ختم ہو گئی۔

امام ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم و حواء زمین پر برہنہ اکٹھے اترے اور ان پر جنت کے پتے تھے۔ آدم علیہ السلام کو گرمی لگی تو آپ رونے بیٹھ گئے اور حواء سے کہا مجھے گرمی سے تکلیف ہو رہی ہے۔ جبریل روئی لیکر آئے اور حواء کو اس کو کاتنے کے لئے کہا اور کاتنے کا طریقہ بھی سکھایا۔ آدم علیہ السلام کو کپڑے بننے کا حکم دیا اور ان کو طریقہ بھی سکھایا۔ جنت میں آدم علیہ السلام نے حضرت حواء کے حقوق زوجیت ادا نہیں کئے تھے حتی کہ جنت سے باہر آ گئے۔ آدم حواء جدا جدا سوتے تھے حتی کہ جبریل آئے اور آدم کو اپنی بیوی کے پاس جانے کو کہا اور جماع کا طریقہ بھی بتایا۔ جب آدم و حواء ہم بستر ہوئے تو جبریل آئے اور پوچھا کہ تم نے اپنی بیوی کو کیسا پایا ہے آدم نے کہا صالحہ (نیک عورت ہے) (1)

حضرت دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے کپڑے بننے کا کام آدم علیہ السلام نے کیا تھا۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کسان تھے، ادریس علیہ السلام درزی تھے، نوح علیہ السلام ترکھان تھے، ہود علیہ السلام تاجر تھے، ابراہیم علیہ السلام بکریاں چراتے تھے، داؤد علیہ السلام زرہ بنانے والے تھے، سلیمان علیہ السلام کھجور کے پتے فروخت کرنے والے تھے، موسیٰ علیہ السلام اجیر (مزدور) تھے، عیسیٰ علیہ السلام سیاح تھے اور محمد ﷺ شجاع (بہادر) تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا رزق آپ کے نیزے کے نیچے رکھا تھا (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو کہا میرے قریب آ جا، میں تمہیں کتاب اللہ میں مذکور انبیائے کرام کے متعلق بتاتا ہوں، آدم علیہ السلام کسان تھے، نوح علیہ السلام ترکھان تھے، ادریس علیہ السلام درزی تھے، داؤد علیہ السلام زرہیں بنانے والے تھے، موسیٰ علیہ السلام چرواہے تھے، ابراہیم علیہ السلام بیج بکھیرنے والے تھے اور بہت زیادہ مہمان نواز تھے اور شعیب علیہ السلام چرواہے تھے، لوط علیہ السلام بھی کھیتی باڑی کرنے والے تھے، صالح علیہ السلام تاجر تھے، سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے، آپ ہر مہینے کی ابتداء میں چھ، وسط میں تین اور آخر میں بھی تین روزے رکھتے تھے، آپ کی نو سو لونڈیاں تھیں اور تین سو بیویاں تھیں اور حضرت عیسیٰ بن مریم کل کے لئے کچھ چھپا کر نہ رکھتے تھے، فرماتے جس نے مجھے صبح غذا دی ہے وہ شام کو بھی فراہم فرمائے گا اور جس نے عشاء کا کھانا دیا ہے وہ صبح کا کھانا بھی عطا فرمائے گا۔ تمام رات اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ دن کو اللہ کی تسبیح کرتے اور ہمیشہ روزہ رکھتے اور پوری رات قیام فرماتے تھے (3)۔

1۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 2، صفحہ 353، مطبوعہ دار المیسرہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 361
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 652، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

حضرات ابوالشیخ، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام جنت سے حجر اسود کو ساتھ لے کر آئے۔ آپ اس کے ساتھ اپنے آنسو پونچھتے تھے اور آدم علیہ السلام کے آنسو جنت سے نکلنے کے بعد جب بھی نکلے وہ جنت کی طرف لوٹ گئے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا گیا تو آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وحشت کی شکایت کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میرے گھر کے سامنے دیکھو میرے فرشتے تمہیں طواف کرتے نظر آئیں گے پس تم بھی ان کی طرح کعبہ کو طواف کرو، پس آپ کے سامنے جنگل تھے اور آپ کے قدموں کے درمیان نہریں اور چشمے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام ہند میں اترے تو خوشبو کا درخت پیدا ہوا۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام جنت سے دو نمازوں کے درمیان نکلے یعنی نماز ظہر اور نماز عصر کے درمیان نکلے، آپ کو زمین پر اتارا گیا اور آپ جنت میں آخرت کے ایام میں سے نصف یوم ٹھہرے اور وہ پانچ سو سال بنتے ہیں اس دن کے حساب سے جس کی مقدار بارہ گھڑیاں ہے اور دن ہزار سال ہے اس حساب سے جو اہل دنیا شمار کرتے ہیں آدم علیہ السلام ہند میں ایک پہاڑ پر اترے جسے نود کہا جاتا تھا۔ حضرت حواء جدہ میں اتریں آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت کی خوشبو بھی اتری پس وہ درختوں اور وادیوں کے ساتھ معلق ہوگئی۔ پس وہ تمام جگہ خوشبو سے معطر ہوگئی پھر آدم علیہ السلام کی خوشبو کو لایا گیا، فرشتوں نے کہا اس پر جنت سے خوشبو کو اتارا گیا ہے۔ آدم علیہ السلام کے ساتھ حجر اسود بھی اترا یہ برف سے بھی زیادہ سفید تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا بھی اترا تھا جو جنت کی آس لکڑی کا تھا، اس کی لمبائی موسیٰ علیہ السلام کے قد کے مطابق دس ہاتھ تھی۔ نیز مر اور لبان بھی اترے تھے پھر اس کے بعد آپ پر آہرن، زنبور اور دو ہتھوڑے اترے تھے، آدم علیہ السلام پہاڑ پر اترے تو لوہے کی سلاخ دیکھی جو پہاڑ پر اگی ہوئی تھی، فرمایا یہ اس میں سے ہے پس آپ نے ہتھوڑے کے ساتھ درخت توڑنے شروع کر دیئے جو کہ پرانے ہو چکے تھے اور جھکے ہوئے تھے پھر اس لوہے کی سلاخ پر لکڑیوں کے ساتھ آگ جلائی تو وہ پگھل گئی۔ سب سے پہلے آپ نے اس لوہے سے چھری بنائی، آپ اس کے ساتھ کام کرتے تھے پھر آپ نے تنور بنایا جو نوح علیہ السلام کو میراث میں ملا تھا اور یہی ہند میں عذاب کے ساتھ ابل رہا ہے۔ جب آدم علیہ السلام نے حج کیا اور حجر اسود کو جبل ابی قیس پر رکھا تو وہ اہل مکہ کے لئے تاریک راتوں میں روشنی کرتا تھا جس طرح چاند روشنی کرتا ہے۔ اسلام سے چار سال پہلے حیض والی عورتیں اور جنبی لوگ اس کو چھوتے تھے اس لئے یہ سیاہ ہو گیا۔ قریش نے اس پتھر کو جبل ابی قیس سے نیچے اتارا، آدم علیہ السلام نے ہند سے مکہ تک پیدل چالیس حج کئے۔ آدم علیہ السلام جب زمین پر اتارے گئے تو آپ کا سر آسمان کو چھوتا تھا اسی وجہ سے آپ گنجے ہو گئے اور آپ کی اولاد بھی گنجی ہو جاتی ہے۔ آپ کے قد کی طوالت کی وجہ سے خشکی کے چوپائے بھاگ گئے اور اس دن وحشی بن گئے اور آدم علیہ السلام پہاڑ پر کھڑے ہو کر فرشتوں

1۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 2، صفحہ 354، مطبوعہ دار المسیرہ

کی آوازیں سن رہے تھے اور جنت کی خوشبو محسوس کرتے رہے۔ پھر آپ کا قد ساٹھ ہاتھ کر دیا گیا اور پھر وصال تک یہی قد رہا۔ اور آدم علیہ السلام کا حسن سوائے یوسف علیہ السلام کے کسی میں جمع نہ ہوا۔ آدم علیہ السلام نے یہ کہنا شروع کر دیا میرے رب میں تیرے گھر میں تیرا پڑوسی تھا، تیرے سوا میرا کوئی رب نہیں ہے، تیرے سوا کوئی تاڑنے والا نہیں ہے، میں جنت میں جو چاہتا تھا کھاتا تھا اور جہاں چاہتا تھا رہتا تھا۔ تو نے مجھے اس مقدس پہاڑ کی طرف اتار دیا، میں فرشتوں کی آوازیں سنتا تھا اور میں انہیں دیکھتا تھا کہ وہ کیسے عرش کو گھیرے رکھتے ہیں۔ میں جنت کی خوشبو سونگھتا تھا پھر تو نے مجھے زمین پر اتار دیا اور تو نے میرا قد ساٹھ ہاتھ کر دیا۔ اب مجھے نہ فرشتوں کا دیدار ہوتا ہے اور نہ ان کی کلام سنائی دیتی ہے۔ اب مجھ سے جنت کی خوشبو بھی ختم ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جواباً فرمایا اے آدم تیری نافرمانی کی وجہ سے یہ سب کچھ میں نے تیرے ساتھ کیا تھا۔

جب آدم وحواء کو برہنہ دیکھا تو فرمایا آدم! آٹھ جوڑوں میں سے ایک مینڈھا ذبح کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ زمین پر نازل کئے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے مینڈھا ذبح کیا پھر اس کی اون لی اور اسے حضرت حواء نے کاتا اور اسے بنا۔ آدم علیہ السلام نے اپنے لئے جبہ خود بنا اور حضرت حواء کے لئے قمیض اور دوپٹہ تیار کیا۔ دونوں نے وہ لباس پہنا، وہ دونوں مزدلفہ میں جمع ہوئے اس لئے اس جگہ کو جمع کہا جاتا ہے۔ عرفہ کے مقام پر دونوں نے ایک دوسرے کو پہنچانا اس لئے اسے عرفہ کہتے ہیں، سو سال جوان سے فوت ہو چکے تھے اور انہوں نے چالیس سال تک نہ کھایا نہ پیا تھا اور اس سے پہلے آدم علیہ السلام حضرت حواء کے قریب بھی نہ گئے تھے (1)۔

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی زبان جنت میں عربی تھی\ جب ان سے لغزش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان سلب کر لی اور آپ سریانی زبان بولنے لگے جب پھر توبہ کی تو عربی زبان آپ کو لوٹا دی گئی (2)۔

امام ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کی طرف وحی فرمائی کہ آدم وحوا کو میرے پڑوس سے نکال دو کیونکہ انہوں نے میری نافرمانی کی ہے آدم علیہ السلام روتے ہوئے حواء کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ کے جوار سے نکلنے کے لئے تیار ہو جا، یہ معصیت کی پہلی شامت ہے، جبریل نے آپ کے سر سے تاج اتار لیا اور میکائیل نے آپ کی پیشانی سے اکلیل (جواہر سے مرصع پٹکا) اتار لیا اور اس کے ساتھ ایک ٹہنی لٹکا دی۔ آدم علیہ السلام نے سمجھا جلد سزا شروع ہو گئی ہے۔ آپ نے سر جھکا لیا اور معافی، معافی کی آواز لگانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے بھاگنے کی وجہ سے یہ کہہ رہے ہو عرض کی نہیں میرے آقا تیرے حیاء کی وجہ سے ایسا کر رہا ہوں (3)۔ حضرات اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جب جنت سے زمین پر اتارا گیا تو آپ بیت اللہ شریف کی جگہ سجدہ کرتے ہوئے گر پڑے اور آپ چالیس سال سجدہ میں پڑے رہے اور سر نہ اٹھایا (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین پر اتارا تو کہا گیا

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 35، مطبوعہ دار بیروت، بیروت 2۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 2، صفحہ 351، مطبوعہ دار المیسرہ

3۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 351، مطبوعہ دار المیسرہ 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 355

کہ تو روٹی، زیتون کے ساتھ نہیں کھائے گا حتی کہ تو موت کی مثل عمل کرے (1)۔ ابن عساکر نے عبد الملک بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم وابلیس کو زمین پر اتارا گیا تو ابلیس نے نوحہ کیا حتیٰ کہ آدم علیہ السلام بھی رونے لگے پھر اس نے بلند آواز میں گانا گایا اور پھر ہنسنے لگا (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہونے سے پہلے آپ کی موت آپکی آنکھوں کے سامنے رہتی تھی اور آپ کی امید آپ کے پیچھے رہتی تھی۔ جب گناہ سرزد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے امید سامنے کر دی اور موت پیچھے کر دی، آپ موت تک امید کرتے رہے (3)۔

امام وکیع اور احمد نے الزہد میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کے گناہ میں ملوث ہونے سے پہلے موت ان کی آنکھوں کے سامنے اور امید پیٹھ کے پیچھے رہتی تھی۔ جب خطا لاحق ہوئی تو امید کو آنکھوں کے سامنے کر دیا گیا اور موت کو پیٹھ کے پیچھے کر دیا گیا (4)۔ ابن عساکر نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کی عقل آپ کی تمام اولاد کی عقل کی مثل تھی (5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جب زمین پر اتارا گیا تو آپ کے پیٹ نے حرکت کی اسی وجہ سے آپ کو غم لاحق ہوا۔ آپ کو سجھائی نہیں دیتا تھا کہ آپ کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ بیٹھ جا تو آپ بیٹھ گئے۔ جب قضائے حاجت کر لی تو ہوا کو پایا جزع کرنے لگے اور رونے لگے اور اپنی انگلیوں کے پورے کاٹنے لگے پس آپ ہزار سال اپنی انگلیوں کو کاٹتے رہے (6)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو جب جنت سے اتارا گیا تو آپ اتنے روئے کہ ایسا کوئی دوسرا نہ رویا۔ اگر تمام اولاد آدم کا رونا، داؤد علیہ السلام کے اپنی خطا پر رونے سمیت ایک پلڑے میں رکھا جائے تو آدم علیہ السلام کے رونے کے برابر نہ ہوگا جب وہ جنت سے نکلنے کے وقت روئے تھے۔ آپ نے چالیس سال آسمان کی طرف سر نہ اٹھایا (7)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں، ابن عدی نے الکامل میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، الخطیب اور ابن عساکر نے التاریخ میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ اگر داؤد علیہ السلام کے رونے اور تمام اہل زمین کے رونے کا آدم علیہ السلام کے رونے سے موزانہ کیا جائے تو وہ آدم علیہ السلام کے رونے کے برابر نہ ہوگا۔ حضرت بیہقی رحمہ اللہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کا آپ کی تمام اولاد کے آنسوؤں سے میزان کیا جائے تو آپ کے آنسوؤں کا وزن بڑھ جائے گا (8)۔

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 438، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 360
4۔ کتاب الزہد از امام احمد، صفحہ 62، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 361
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 352 7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 353 8۔ ایضاً

امام ابن سعد نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام تین سو سال روتے رہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کو فرمایا کہ تم زمین پر اتر جاؤ اور موت کے لئے بچے پیدا کرو اور خرابی کے لئے تعمیر کرو (1)۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا خراب ہونے کے لئے بناؤ اور فنا کے لئے بچے پیدا کرو۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو زمین پر گدھ اور سمندر میں مچھلی تھی، ان کے علاوہ زمین پر کچھ نہ تھا۔ جب گدھ نے آدم کو دیکھا اور وہ مچھلی کے پاس پناہ لیتی اور ہر رات اس کے پاس گزارتی تو گدھ نے مچھلی سے کہا اے مچھلی زمین پر ایک ایسی چیز آج اتاری گئی ہے جو دو پیروں پر چلتی ہے اور اپنے ہاتھ سے پکڑتی ہے۔ مچھلی نے گدھ سے کہا اگر تو سچ کہہ رہی ہے تو پھر نہ میرے لئے سمندر میں نجات ہے اور نہ تیرے لئے خشکی میں نجات ہے (2)۔

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿٣٧﴾

"پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے چند کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم فرمانے والا"۔

امام طبرانی نے المعجم الصغیر میں، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو انہوں نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلاَّ غَفَرْتَ لِیْ؟ (اے اللہ میں تجھ سے محمد کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کیا تو مجھے معاف نہیں فرمائے گا؟) اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اور پوچھا محمد کون ہے؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی تیرا اسم بڑا بابرکت ہے جب تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں نے اپنا سر عرش کی طرف اٹھایا تو اس پر لَاۤ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا پس مجھے معلوم ہو گیا کہ اس ذات سے معزز تیری بارگاہ میں اور کوئی نہیں ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے آدم یہ تیری اولاد سے آخری نبی ہے، اگر یہ نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا (3)۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے التوبہ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیہ مذکورہ کے متعلق نقل فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار کیا تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی کیا تو نے مجھ میں اپنی

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 437، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 278، مطبوعہ مکتبہ خانجی وسعادۃ مصر

3۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 359، مطبوعہ دار المسیرۃ

خاص روح نہیں پھونکی؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پھر آدم علیہ السلام نے عرض کی کیا تیری رحمت تیرے غضب سے سبقت نہیں لے گئی؟ فرمایا کیوں نہیں۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار اگر میں توبہ کروں اور اپنی اصلاح کرلوں تو کیا تو مجھے جنت کی طرف لوٹا دے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو آپ کھڑے ہوئے اور کعبہ کے پاس آئے پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ نے وہاں انہیں یہ دعا الہام فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَ تَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا یُبَاشِرُقَلْبِیْ وَ یَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّامَا کَتَبْتَ لِیْ، وَاَرْضِنِیْ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ۔

''اے اللہ تو میرے ظاہر و باطن پر آگاہ ہے پس میری معذرت کو شرف قبول عطا فرما اور تو جانتا ہے جو کچھ میرے نفس میں ہے پس میرا گناہ معاف فرما۔ اے اللہ میں تجھ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے دل سے متصل ہو اور سچے یقین کا سوال کرتا ہوں حتی کہ میں جان لوں کہ مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی مگر جو میری تقدیر میں لکھی گئی ہے اور جو تو نے میرے لئے تقسیم فرمایا اس پر مجھے خوش رکھ''۔

اللہ تعالیٰ نے آدم کی طرف وحی فرمائی اے آدم تیری توبہ قبول ہوگئی ہے، میں نے تیرا گناہ معاف کر دیا اور جو بھی ان کلمات کے ذریعے مجھ سے دعا مانگے گا میں اس کا گناہ معاف کردوں گا اور اس کی ضرورت و معاملہ میں کفایت کروں گا، اس سے شیطان کو دور بھگاؤں گا اور اس کے لئے ہر تاجر سے آگے تجارت کروں گا اور دنیا کو اس کی طرف متوجہ کروں گا اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتے ہوئے آئے گی اگرچہ وہ انسان دنیا کا ارادہ نہیں کرے گا (2)۔

حضرت الجندی، طبرانی اور ابن عساکر نے فضائل مکہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمانے کا ارادہ فرمایا تو انہیں بیت اللہ شریف کے طواف کی اجازت فرمائی، اس وقت بیت اللہ ایک سرخ ٹیلا کی مانند تھا۔ جب آپ نے دو رکعتیں پڑھیں تو آپ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوگئے اور یہ دعا کیا اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَ تَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَ تَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اِیْمَانًا یُبَاشِرُقَلْبِیْ وَ یَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّامَا کَتَبْتَ لِیْ، وَاَرْضِنِیْ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ (اس کا ترجمہ پچھلی روایت میں گزر چکا ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تیرا گناہ معاف کردیا ہے اور جو تیری اولاد میں سے اس دعا کے ساتھ مجھے پکارے گا میں اس کے گناہ معاف کردوں گا اور اس کے رنج و الم دور کروں گا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سے فقر کو دور کردوں گا اور ہر تاجر سے بلند میں اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 279
2۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 358، مطبوعہ دار المسیرہ

لئے تجارت کردوں گا اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتے ہوئے آئے گی اگرچہ وہ اس کا ارادہ نہ کرتا ہوگا(1)۔

حضرت الازرقی نے تاریخ مکہ میں طبرانی نے الاوسط میں، بیہقی نے الدعوات میں اور ابن عساکر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم کو زمین کی طرف اتارا گیا تو آپ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور بیت اللہ کے سامنے دو رکعتیں پڑھیں پھر سابقہ روایت کے مطابق دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے سابقہ روایت کے مطابق جواب عطا فرمایا(2)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابو الشیخ نے العظمہ میں، ابو نعیم نے الحلیہ میں عبید بن عمیر اللیثی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اے میرے پروردگار! کیا میں نے کوئی ایسا کام کیا ہے جو تو نے میری تقدیر میں پہلے میرے متعلق لکھ دیا تھا یا میں نے خود اپنی طرف سے یہ کام کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے یہ کام تیری تقدیر میں پہلے لکھ دیا تھا عرض کیا اے میرے پروردگار جس طرح تو نے یہ کام ہونا میرے متعلق لکھ دیا تھا اسی طرح اس کو معاف بھی فرما دے پس فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ کا یہی مطلب ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی یا رب اگر میں توبہ کرلوں اور اپنی اصلاح کرلوں تو کیا تو مجھے جنت میں لوٹا دے گا؟ فرمایا میں تجھے جنت میں لوٹا دوں گا تو آدم وحواء نے یہ دعا کی۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:23) پس آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے استغفار کیا اور توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اللہ کا دشمن ابلیس قسم بخدا اپنے گناہ سے باز نہ آیا اور جرم کرنے کے بعد توبہ نہ کی بلکہ اس نے قیامت تک کے لئے مہلت طلب کی پس اللہ تعالیٰ نے جس نے جو سوال کیا اس کو وہی عطا فرمایا(4)۔

حضرات ثعلبی نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کلمات سے مراد رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

حضرات ابن المنذر رسے نے ابن جریر کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کلمات سے مراد رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا...... ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے کلمات کی تفسیر رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا...... نقل فرمائی ہے اگر اللہ تعالیٰ اس ارشاد کو بیان نہ بھی فرماتا تو علماء اپنی تحقیق وتجسس کے ذریعے جان لیتے کہ یہی کلمات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سکھائے تھے(5)۔

1۔ ایضاً، جلد2، صفحہ 431
2۔ ایضاً، جلد2، صفحہ 358
3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد3، صفحہ 273، مطبوعہ مکتبہ خانجی وسعادۃ مصر
4۔ شعب الایمان، جلد5، صفحہ 434، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً

حضرات وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بھی کلمات کی تفسیر رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا..... نقل کی ہے(1)۔

حضرت عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اور الضحاک رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن اسحق التمیمی کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو سکھائے فرمایا حج کی شان اور طریقہ سکھایا اور کلمات سے یہی مراد ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کلمات سے مراد یہ الفاظ ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، رَبِّ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، رَبِّ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ، لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، رَبِّ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

" تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، تیری ذات ہر نقص سے پاک ہے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، اے میرے پروردگار میں نے غلط کام کیا اور اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے معاف فرمادے، بے شک تو بہتر معاف فرمانے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے اور تیری حمد کے ساتھ ہم تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، میں نے غلط کام کیا۔ اور اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھ پر رحم فرما، بے شک تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے، تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تیری ذات پاک ہے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو میری توبہ قبول فرما، بے شک تو بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے"۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کلمات کی تفسیر میں بھی مذکورہ روایت کی دعا نقل فرمائی ہے۔ انہوں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے لیکن اس میں شک ظاہر فرمایا ہے(2)۔

امام ہناد نے الزہد میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے کہ جب آدم سے لغزش ہوئی تو انہوں نے کلمہ اخلاص کی پناہ لی عرض کی لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، رَبِّیْ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ (ترجمہ گزر چکا ہے)

امام ابن عساکر نے جویبر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آدم نے دوسو سال توبہ طلب کی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ کلمات عطا فرمائے اور ان کی تلقین فرمائی۔ فرماتے ہیں آدم علیہ السلام بیٹھ کر رو رہے تھے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھے ہوئے تھے جبریل امین آئے اور ان پر سلام کیا۔ آدم علیہ السلام روئے اور جبریل امین بھی اس کے رونے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 281 2۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 2، صفحہ 59-358، مطبوعہ دار المسیرہ

کی وجہ سے رونے لگے، جبریل نے کہا اے آدم یہ کون سی مصیبت ہے جس نے تجھے ہر مصیبت سے بے پرواہ کر دیا ہے اور یہ رونا کیسا ہے؟ ارشاد فرمایا اے جبریل میں یوں نہ گریہ زاری کروں اللہ تعالیٰ نے مجھے آسمانوں کی بادشاہی سے زمین کی پستی کی طرف اتار دیا ہے، آرام کے گھر سے زوال اور سفر کے گھر کی طرف بھیج دیا ہے، نعمتوں کے گھر سے تکلیف اور شقاوت کے گھر کی طرف بھیج دیا ہے، خلد سے اتار کر فنا کی طرف اتار دیا ہے، میں اس مصیبت کو کیسے شمار کروں، جبریل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آدم کی گفتگو کے متعلق عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل آدم کے پاس جا اور اسے بتا کہ اے آدم کیا میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا کیا میں نے تجھ میں اپنی خاص روح نہیں پھونکی؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا کیا میں نے اپنے فرشتوں کو تیرے سامنے سربسجود نہیں کیا؟ فرمایا کیوں نہیں۔ فرمایا کیا میں نے تجھے اپنی جنت میں نہیں ٹھہرایا۔ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا اور تو نے میری نافرمانی کی؟ عرض کی کیوں نہیں فرمایا میری عزت وجلال اور میرے علو مرتبہ کی قسم اگر زمین کے برابر لوگ تیری مثل ہوں اور پھر وہ میری نافرمانی کریں تو میں انہیں گناہگاروں کے زمرہ میں شامل کروں گا لیکن اے آدم میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے، میں نے تیری آواز اور تیری گریہ زاری کو سنا اور تیرے رونے پر مجھے رحم آیا اور تیری لغزش کو اٹھا دیا، پس تو ان الفاظ میں دعا کر لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، رَبِّ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، رَبِّ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ، رَبِّ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔ کلمات سے یہی الفاظ مراد ہیں (1)۔

امام ابن المنذر نے محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم سے لغزش ہوئی تو اس کا آپ کو بہت رنج ہوا اور انتہائی ندامت محسوس ہوئی۔ جبریل آئے اور کہا اے آدم کیا میں تجھے توبہ کا دروازہ نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تیری توبہ قبول فرمائے گا۔ فرمایا کیوں نہیں، ضرور بتایئے اے جبریل! جبریل نے کہا تم اپنی جگہ سے اٹھو، اپنے رب سے مناجات کرو، اس کی عظمت بیان کرو اور اس کی تعریف کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی مدح سے کوئی چیز زیادہ محبوب نہیں ہے، آدم نے پوچھا جبریل! میں اس کی مدح کیسے کروں۔ جبریل نے کہا اس طرح کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ کُلُّهٗ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر اپنی خطا کا اقرار کرو اور یہ کلمات کہو سُبْحَانَکَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَعَمِلْتُ سُوْءً ا فَاغْفِرْلِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ بِجَاهِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ کَرَامَتِهٖ عَلَیْکَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ فرماتے ہیں آدم علیہ السلام نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تجھے یہ کلمات کس نے سکھائے؟ آدم نے عرض کی یارب جب تو نے مجھ میں اپنی خاص روح پھونکی اور مجھے مکمل انسان بنایا

1۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 2، صفحہ 359، مطبوعہ دار المسیرہ

یعنی سننے، یکھنے اور سمجھنے والا انسان بنایا تو میں نے عرش کے پایوں پہ لکھا ہوا دیکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب میں نے تیرے نام کے بعد کسی مقرب فرشتے اور مرسل نبی کا نام نہیں دیکھا سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے تو میں نے جان لیا کہ یہ تیری مخلوق میں سے معزز ترین شخص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا، میں نے تیری توبہ قبول فرمائی اور تیری خطا معاف فرمادی، فرماتے ہیں آدم نے اپنے رب کی حمد کی اور اس کا شکریہ ادا کیا اور خوشی خوشی واپس لوٹے اس طرح کوئی بھی اپنے رب سے مسرور نہیں لوٹا۔ آدم کا لباس نور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ینزع عنھما لباسھما لیریھما سوا تھما یعنی ان کا نورانی لباس اتار لیا گیا۔ پھر آدم کو فرشتے مبارک باد پیش کرنے کے لئے آئے۔ فرشتے آپ کو اس طرح مبارک باد پیش کرتے اے ابومحمد توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دس محرم الحرام کو آدم کی توبہ قبول ہوئی۔

امام دیلمی نے مسند الفردوس میں ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ الخ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت فرمایا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہند کے علاقے میں اور حضرت حواء کو جدہ میں اور ابلیس کو بیسان میں اور سانپ کو اصبہان میں اتارا۔ سانپ کے اونٹ کی طرح پاؤں تھے۔ آدم علیہ السلام ہندوستان میں اپنی خطا پر سو سال روتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف جبریل کو بھیجا اور فرمایا اے آدم کیا میں نے تجھے اپنے دست قدرت سے پیدا نہیں فرمایا؟ کیا میں نے تجھ میں اپنی خاص روح نہیں پھونکی؟ کیا میں نے فرشتوں کو تیرے سامنے سجدہ نہیں کرایا؟ کیا میں نے اپنی بندی حواء کا تجھ سے نکاح نہیں کیا؟ آدم نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا پھر یہ رونا کیسا ہے؟ عرض کی میں اس لئے رو رہا ہوں کہ مجھے رحمٰن کے جوار سے نکالا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے یہ کلمات کہنے چاہئیں اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمانے والا ہے اور تیری توبہ قبول فرمانے والا ہے یہ کلمات کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ یہی کلمات آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سکھائے تھے (1)۔

حضرت ابن النجار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ان کلمات کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو سکھائے تھے اور پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی تو فرمایا یہ کلمات تھے انہوں نے محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین کے واسطہ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی (2)۔

الخطیب نے امالی میں اور ابن عساکر نے ایسی سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے جس میں مجہول راوی ہیں۔ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آدم علیہ السلام نے درخت کھایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں تجھے اپنے پڑوس سے دور کرتا ہوں، میری عزت کی قسم میں اس کو اپنا جوار عطا نہیں کرتا

1۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 3، صفحہ 151، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 355، مطبوعہ دارالمیسرہ

جو میری نافرمانی کرتا ہے۔ پس آپ زمین پر اترے تو آپ کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا۔ زمین رونے لگی اور چیخنے لگی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم آج تیرہویں چاند کو روزہ رکھو۔ انہوں نے روزہ رکھا تو ان کا تیسرا حصہ سفید ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آج چودھویں کا روزہ رکھو۔ آپ نے روزہ رکھا تو آپ کا دوثلث سفید ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آج پندرہویں کا روزہ رکھو۔ پس آپ نے روزہ رکھا تو پورا چہرہ سفید ہو گیا۔ اسی وجہ سے ان دنوں کو ایام بیض کہتے ہیں (1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال کر زمین پر اتارا تو فرمایا اے آدم چار چیزوں کی حفاظت کر۔ 1، جو میرے لئے تیرے پاس ہے۔ 2، جو تیرے لئے میرے پاس ہے۔ 3، جو میرے اور تیرے درمیان ہے۔ 4، جو تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے۔ وہ جو میرے لئے تیرے پاس ہے وہ یہ ہے کہ تو فقط میری عبادت کر کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرا۔ اور جو تیرے لئے میرے پاس ہے وہ یہ ہے کہ میں تجھے تیرے عمل کا پورا پورا بدلہ دوں گا اور ذرہ برابر کمی نہیں کروں گا اور جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو مجھ سے دعا مانگے گا تو میں تیری دعا کو قبول کروں گا اور جو تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو لوگوں کے پاس وہ چیز لے جانا پسند کر جو تو پسند کرتا ہے کہ وہ تیرے پاس لے آئیں (2)۔

امام احمد نے الزہد میں بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت سلمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا اے آدم ایک چیز میرے لئے ہے اور ایک تیرے لئے ہے اور ایک میرے اور تیرے درمیان ہے اور جو میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ تو میری عبادت کر اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرا اور جو تیرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ جو تو عمل کرے گا میں تجھے اس کی جزاء دوں گا اور تجھے معاف کر دوں گا بے شک میں غفور رحیم ہوں اور وہ چیز جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو مجھ سے سوال کرے گا دعا مانگے گا میں تیری دعا کو قبول کروں گا اور تجھے عطا کروں گا (3)۔

امام بیہقی نے ایک دوسرے طریق سے سلمان سے مرفوع روایت کی ہے۔

حضرات الخطیب اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو آپ ٹھہرے رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر بیٹوں نے آدم سے کہا اے ہمارے والد محترم کلام فرمائیے حضرت آدم نے چالیس ہزار کے مجمع میں خطبہ دیا جو سب آپ کی نسل سے تھے، آدم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اے آدم تو اپنی کلام کو کم کر حتی کہ تو میرے جوار کی طرف لوٹ آئے (4)۔

حضرات خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرمایا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین پر اتارا تو آپ کی اولاد کثیر ہو گئی اور بڑھ گئی۔ ایک دن آپ کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے، سب آپ کے پاس جمع ہوئے اور آپ کے اردگرد بیٹھ کر باتیں کرنے لگے لیکن آدم خاموش بیٹھے تھے بالکل بات نہیں کرتے تھے، آپ کی اولاد نے

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 440، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 61، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 62-361 4۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 447، مطبوعہ دار الفکر بیروت

آپ سے کہا کہ کیا وجہ ہے آپ ہمارے ساتھ باتیں کیوں نہیں کرتے، آپ خاموش کیوں ہیں؟ آدم علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹو اللہ تعالیٰ نے جب سے مجھے اپنے جوار سے نکال کر زمین کی طرف اتارا ہے اس نے مجھ سے عہد لیا کہ اے آدم کلام کم کرحتی کہ تو میرے جوار کی طرف جنت میں لوٹ آئے (1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام بوڑھے ہو گئے حتی کہ آپ کے پوتے آپ کے ساتھ کھیلتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ تم اپنے پوتوں کو اپنے ساتھ کھیلنے سے منع کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا جو میں نے دیکھا ہے وہ انہوں نے نہیں دیکھا اور جو میں نے سنا ہے وہ انہوں نے نہیں سنا۔ میں جنت میں تھا، میں نے کلام (الٰہی) سنا تھا اور میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر میں خاموش رہوں گا تو وہ مجھے جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابن الصلاح نے امالی میں محمد بن نصر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم نے عرض کی یارب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے کمائی کرنے میں مشغول کر دیا ہے پس تو مجھے ایسی چیز سکھا دے جس میں تیری حمد اور تیری تسبیح ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے آدم جب تو صبح کرے تو تین مرتبہ کہہ اور جب شام کرے تو بھی تین مرتبہ کہہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِئُ مَزِيْدَهٗ۔ پس یہ کلمات حمد و تسبیح کے جامع ہیں۔ ابوالشیخ نے العظمہ میں قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام بادل سے پانی پیتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت کعب سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے دینار اور دراہم آدم نے بنائے۔

امام ابن عساکر نے معاویہ بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے آدم علیہ السلام نے دراہم و دینار بنائے اور معیشت کا دارومدار ان دوسکوں پر ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے آدم علیہ السلام کا وصال ہوا۔

امام ابن سعد، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابی بن کعب کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام تشریف لائے تو اپنے بیٹوں سے کہا جاؤ اور میرے لئے جنت سے پھل چن کر لاؤ۔ وہ نکلے تو انہیں راستے میں فرشتے ملے، انہوں نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہمارے باپ نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم اس کے لئے جنت سے پھل چن کر لے آئیں، فرشتوں نے کہا واپس لوٹ جاؤ تمہاری کفایت کی گئی ہے۔ پس وہ فرشتوں کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔ جب حضرت حواء نے فرشتوں کو دیکھا تو گھبرا گئیں اور آدم علیہ السلام کے قریب ہو گئیں اور ان سے چمٹ گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے دور ہو جا، مجھ سے دور ہو جا، میں تجھ سے پہلے آیا تھا، میرے اور فرشتوں کے درمیان سے ہٹ جا، فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی روح قبض کی۔ پھر انہیں غسل دیا، خوشبو لگائی اور کفن پہنایا اور پھر ان کی نماز جنازہ پڑھی پھر ان کے لئے قبر کھودی اور ان کو دفن کیا۔ پھر فرشتوں نے کہا اے اولاد آدم تمہارے مردوں کے متعلق یہی سنت ہے، پس تم ایسا کیا کرو (3)۔

1۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 362، مطبوعہ دارالمسیرہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 353
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 495، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام پر جب وفات کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف کفن اور خوشبو جنت سے بھیجی۔ جب حضرت حواء نے ملائکہ کو دیکھا تو گھبرا گئیں۔ حضرت آدم نے فرمایا میرے اور میرے رب کے فرستادوں کے درمیان سے دور ہو جا جو بھی مجھے مشقت برداشت کرنی پڑی وہ تیری وجہ سے تھی اور مجھے جو بھی مصیبت پہنچی وہ تیری وجہ سے پہنچی (1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کے ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر بیٹے تھے سب سے بڑا یغوث تھا، آدم نے اسے کہا بیٹا جاؤ اگر تجھے کوئی فرشتہ ملے تو اسے کہنا کہ وہ میرے لئے جنت سے کھانا لے آئے اور پینے کے لئے مشروب لے آئے۔ پس یغوث گیا تو اسے کعبہ کے قریب جبریل ملا، اس نے یغوث سے آدم کے لئے کھانے کا سوال کیا تو جبریل نے کہا لوٹ جا، تیرا باپ فوت ہو چکا ہے۔ پس وہ دونوں لوٹے تو آدم جان دے رہے تھے۔ پس جبریل اسے ملے اور ان کے لئے کفن، خوشبو اور بیری کے پتے لے آئے پھر فرمایا اے بنی آدم کیا تم دیکھتے ہو میں نے تمہارے باپ کے ساتھ کیا کیا ہے۔ پس تم بھی اپنے مردوں کے ساتھ ایسا کرو۔ پس انہیں غسل دیا اور کفن دیا، خوشبو لگائی پھر کعبہ کی طرف اٹھا کر لے گئے۔ اس پر چار تکبیریں کہیں پھر انہیں دوسری قبور کے قریب قبلہ کے متصل رکھ دیا پھر انہوں نے مسجد الخیف میں انہیں دفن کیا (2)۔

امام دارقطنی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت آدم کی نماز جنازہ جبریل نے پڑھی انہوں نے چار تکبریں کہیں، اس دن مسجد الخیف میں ملائکہ کی امامت کرائی۔ قبلہ کی جانب انہیں رکھا، نیز آدم کے لئے لحد بنائی گئی اور ان کی قبر کو کوہان کی مانند بنایا گیا (3)۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس جنازہ لایا گیا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے چار تکبریں کہیں اور فرمایا آدم علیہ السلام پر فرشتوں نے چار تکبیریں کہی تھیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام کے لئے لحد بنائی گئی، طاق مرتبہ پانی سے انہیں غسل دیا گیا فرشتوں نے کہا یہ آدم علیہ السلام کی اولاد کے لئے سنت ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم کی قبر بیت المقدس اور مسجد ابراہیم کے درمیان جنگل میں ہے، آپ کے پاؤں چٹان کے پاس ہیں آپ کا سر مسجد ابراہیم کے پاس ہے اور ان کے درمیان اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے (5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کی وفات پر مخلوق

1۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 364، مطبوعہ دارالمیسرہ 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 459، مطبوعہ دارالفکر بیروت

سات دن تک روتی رہی۔

حضرات ابن عدی نے الکامل میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن عساکر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں ہر شخص کو اس کے نام سے پکارا جاتا ہے لیکن آدم کی کنیت ابومحمد ہے اور جنتی تمام جرد مرد ہوں گے لیکن حضرت موسیٰ بن عمران کی داڑھی جنت میں ناف تک پہنچتی ہوگی (1)۔

حضرات ابن عدی اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتیوں میں کسی کی کنیت نہیں ہے لیکن آدم کی تعظیم وتوقیر کے لئے ابومحمد کنیت رکھی گئی ہے (2)۔

امام ابن عساکر نے کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں کسی کی داڑھی نہ ہوگی سوائے آدم علیہ السلام کے ناف تک آپ کی سیاہ داڑھی ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں آپ کی داڑھی نہیں تھی، داڑھیاں آدم کے بعد شروع ہوئیں آدم کے علاوہ جنت میں کسی کی کنیت نہ ہوگی آدم کی کنیت ابومحمد ہوگی (3)۔

امام ابوالشیخ نے بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم کے سوا جنت میں کسی کی کنیت نہیں ہے، آدم علیہ السلام کی کنیت ابومحمد ہوگی اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عزت بخشی ہے۔

امام ابن عساکر نے غالب بن عبداللہ العقیلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دنیا میں آدم کی کنیت ابوالبشر تھی اور جنت میں ابومحمد ہوگی (4)۔

حضرت ابوالشیخ نے العظمہ میں خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم ہند میں اترے اور جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کو پانچ سو بیٹے اٹھا کر بیت المقدس کی طرف لے گئے آپ کا طول تیس میل تھا۔ وہاں انہوں نے ان کو دفن کیا اور انہوں نے آپ کا سر چٹان کے پاس رکھا اور آپ کے پاؤں بیت المقدس سے باہر تیس میل کے فاصلہ پر تھے۔

امام طبرانی نے ابو برزہ الاسلمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم کو جب زمین پر اتارا گیا تو فرشتوں سے کلام کرنے سے بھی روک دیا گیا۔ آدم علیہ السلام فرشتوں کی کلام سے مانوس ہوتے تھے۔ آدم جنت سے نکلنے پر سو سال روتے رہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو کیوں پریشان ہے؟ انہوں نے عرض کی میں کیسے پریشان نہ ہوں تو نے مجھے جنت سے اتار دیا ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ میں دوبارہ جنت میں لوٹوں گا یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو اس طرح دعا کر

1۔ اَللّٰھُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ رَبِّ اِنِّیْ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ۔

2۔ اَللّٰھُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ رَبِّ اِنِّیْ عَمِلْتُ سُوْءً ا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

1۔ الکامل لابن عدی، جلد 4، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 566
3۔ تہذیب تاریخ، جلد 2، صفحہ 345
4۔ ایضاً

3. اَللّٰھُمَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ رَبِّ اِنِّیْ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔

جو اللہ تعالیٰ نے فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ محمد ﷺ پر اتارا ہے اس میں كَلِمٰتٍ سے مراد یہی دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہی کلمات تیری اولاد کے لئے بھی ہیں آدم نے اپنے بیٹے ہبۃ اللہ کو کہا جنہیں اہل تورات اور اہل انجیل شیث کہتے ہیں، اپنے رب کی عبادت کر اور اس سے پوچھ کہ کیا وہ مجھے جنت کی طرف لوٹائے گا یا نہیں۔ اس بیٹے نے عبادت کی اور سوال کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اسے جنت کی طرف لوٹانے والا ہوں، حضرت شیث نے کہا میرا باپ مجھ سے علامت کا سوال کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے اس پر حور کے کنگنوں میں سے ایک کنگن عطا کیا۔ جب شیث آئے تو آدم علیہ السلام نے پوچھا کیا جواب ملا ہے؟ شیث نے کہا مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ وہ آپ کو جنت کی طرف لوٹانے والا ہے۔ آدم علیہ السلام نے کہا تو نے کوئی علامت طلب کی تھی۔ شیث نے کنگن نکالا، آدم دیکھ کر پہچان گئے اور سجدہ میں گر گئے اور زار و قطار رونے لگے حتی کہ آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی نہر جاری ہو گئی۔ اس کے آثار ہند میں پہچانے جاتے ہیں۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ ہند میں سونے کا خزانہ اسی کنگن سے پیدا ہوتا ہے۔ پھر فرمایا تو میرے لئے اللہ تعالیٰ سے جنت کے پھلوں میں سے کھانا طلب کر۔ جب وہ اس کے پاس سے باہر نکلا تو آپ کا وصال ہو گیا، جبریل امین آئے اور پوچھا کہاں جا رہا ہے۔ شیث نے کہا میرے باپ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اپنے رب سے اس کے لئے جنت کے پھلوں سے کھانا طلب کروں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم کا فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اس سے نہیں کھائے گا حتی کہ وہ جنت کی طرف لوٹ آئے گا۔ وہ وصال فرما چکے ہیں۔ فوراً واپس جاؤ۔ پس جبریل علیہ السلام نے حضرت آدم کو غسل دیا، کفن دیا اور خوشبو لگائی اور نماز جنازہ پڑھائی پھر جبریل نے کہا تم بھی اپنے مردوں سے اسی طرح کیا کرو(1)۔

امام ابو الشیخ نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کی قبر مسجد الخیف میں بنائی گئی اور حضرت حواء کی قبر جدہ میں بنائی گئی۔

حضرات ابن ابی حنیفہ نے اپنی تاریخ میں، ابن عساکر نے الزہری اور الشعبی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام جنت سے اترے تو آپ کی اولاد پھیل گئی اور آپ کے بیٹوں نے آدم کے ہبوط سے تاریخ مقرر فرمائی، اور اسی تاریخ کا سلسلہ چلتا رہا حتی کہ نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تو پھر نوح کی بعثت سے تاریخ چلتی رہی حتی کہ غرق کا واقعہ رونما ہوا پھر نار ابراہیم تک طوفان سے تاریخ چلتی رہی، بنو اسحٰق نے نار ابراہیم سے یوسف علیہ کی بعثت تک نار ابراہیم سے تاریخ چلائی، پھر یوسف علیہ السلام کی بعثت سے موسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک اور موسیٰ کی بعثت سے ملک سلیمان تک اور ملک سلیمان سے ملک عیسیٰ تک اور بعثت عیسیٰ علیہم السلام سے رسول اللہ ﷺ کی بعثت تک تاریخ کا سلسلہ چلتا رہا اور بنو اسماعیل نے بنائے بیت تک نار ابراہیم سے تاریخ چلائی۔ پس تاریخ بنیاد بیت سے پھر شروع ہوئی تو اس طرح چلتی رہی حتی

1۔ مجمع الزوائد، باب ذکر الانبیاء، جلد 8، صفحہ 365، مطبوعہ دار الفکر بیروت

کہ قبیلہ معد متفرق ہو گیا پھر جب کوئی خاندان تہامہ سے نکلتا تو وہ اپنے نکلنے کے وقت سے تاریخ کا تعین کرتا حتیٰ کہ کعب بن لوی فوت ہوا۔ پھر انہوں نے اس کی وفات سے تاریخ کا تعین کیا یہاں تک کہ ہاتھی والا واقعہ پیش آیا پھر اس واقعہ سے تاریخ شروع ہوئی حضرت عمر نے ہجرت کے واقعہ سے تاریخ کا تعین فرمایا اور یہ سترہ یا اٹھارہ ہجری کا سال تھا۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبد العزیز بن عمران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ آدم علیہ السلام کے ہبوط سے تاریخ کا تعین کرتے آئے حتی کہ نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا پھر نوح کی اپنی قوم کے متعلق دعا سے تاریخ کا تعین ہوا پھر طوفان سے تاریخ متعین ہوئی پھر نار ابراہیم سے پھر بنو اسماعیل نے بنیان کعبہ سے تاریخ کا تعین کیا پھر کعب بن لوی کی موت سے تعین ہوا پھر ہاتھی والے سال سے تعین ہوا پھر مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت سے تاریخ کا تعین فرمایا۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾

"ہم نے حکم دیا اتر جاؤ اس جنت سے سب کے سب پھر اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے (پیغام) ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی انہیں نہ تو خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو وہ دوزخی ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں ھُدًی سے مراد انبیاء، رسل اور بیان ہے (1)۔

حضرت ابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ زمین پر آدم کے اترنے سے زمین پر اللہ کے ولی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کے لئے زمین کو کبھی خالی نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ اللہ کے اولیاء رہے ہیں جو اس کی اطاعت کے اعمال کرتے رہے ہیں۔

حضرت ابن الانباری نے المصاحف میں ابو الطفیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے هُدَايَ کو یاء کی تثقیل اور فتح کے ساتھ پڑھا۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَلَا خَوْفٌ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ آخرت میں انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور يَحْزَنُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ موت سے وہ غمگین نہ ہوں گے۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ابلیس کو اتارا گیا تو اس نے کہا اے رب تو نے مجھ پر لعنت کی ہے پس اس کا علم کیا ہے؟ فرمایا جادو، اس کی قرأت کیا ہے؟ فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 283، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

شعر، فرمایا اس کی کتابت کیا ہے؟ فرمایا وشم، (جسم پر نشان لگانا) کھانا کیا ہے؟ فرمایا ہر مردار اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ اس کا پینا کیا ہے؟ فرمایا ہر نشہ آور چیز، پوچھا رہائش کہاں ہے؟ فرمایا حمام میں، مجلس کہاں ہے؟ فرمایا بازاروں میں، پوچھا اس کی آواز کیا ہے؟ فرمایا مزمار۔ اس کا جال کیا ہے؟ فرمایا عورتیں (1)۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے کہا یا رب آدم کو زمین پر اتارا گیا ہے، مجھے معلوم ہے اس کے لئے کتاب اور رسل ہوں گے پس ان کی کتاب اور رسل کون ہیں؟ فرمایا ان کے رسل ملائکہ اور انبیاء ہیں، ان کی کتب تورات، انجیل، زبور اور فرقان ہیں۔ پوچھا میری کتابت کیا ہے؟ فرمایا الوشم، تیری قرأت اشعار اور تیرے رسل کاہن اور تیرا کھانا وہ ہے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور تیرا پینا ہر نشہ آور چیز ہے اور تیرا اصدق جھوٹ ہے اور تیرا مکان حمام ہے اور تیرا جال عورتیں ہیں اور تیرا مؤذن مزمار ہے اور تیری مسجد بازار ہیں۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَ اِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ﴿۴۰﴾ وَ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَ لَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۠ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۫ وَّ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ ارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾

"اے اولاد یعقوب! یاد کرو میرا وہ احسان جو کیا میں نے تم پر اور پورا کرو تم میرے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو میں پورا کروں گا تمہارے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو اور صرف مجھ سے ڈرا کرو۔ اور ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل کی ہے میں نے یہ سچا ثابت کرنے والی ہے اس کو جو تمہارے پاس ہے اور نہ بن جاؤ تم سب سے پہلے انکار کرنے والے اس کے اور نہ خریدو تم میری آیتوں کے عوض تھوڑی سی قیمت اور صرف مجھی سے ڈرا کرو۔ اور مت ملایا کرو حق کو باطل کے ساتھ اور مت چھپاؤ حق کو حالانکہ تم اسے جانتے ہو اور صحیح ادا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ"۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اسرائیل سے مراد یعقوب علیہ السلام ہیں۔

حضرات عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اسرائیل سے مراد یعقوب علیہ السلام ہیں۔

حضرات عبد بن حمید اور ابن المنذر نے ابو مجلز سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام ایک گرفت کرنے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 277، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

والے شخص تھے ایک دفعہ ان کی ملاقات ایک فرشتہ سے ہوئی۔ فرشتہ نے ان کی ران پر مارا۔ جب یعقوب علیہ السلام نے یہ صورت حال دیکھی تو آپ نے فرشتے کو پکڑ لیا اور فرمایا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتی کہ تو میرا نام رکھے۔ اس فرشتے نے آپ کا نام اسرائیل رکھا۔ ابومجلز کہتے ہیں کیا آپ دیکھتے ہیں کہ فرشتوں کے اسماء میں سے اسرائیل، جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے سوائے ان دس انبیاء کے نوح، ہود، صالح، لوط، شعیب، ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے دونام ہوں سوائے اسرائیل اور عیسیٰ علیہ السلام کے۔ اسرائیل کا دوسرا نام یعقوب ہے اور عیسیٰ کا دوسرا نام المسیح ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اسرائیل، میکائیل، جبریل اور اسرافیل تیرے قول عبداللہ کی طرح ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے عبداللہ بن الحرث البصری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایل عبرانی زبان میں اللہ کو کہتے ہیں (2)۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ یہود کے علماء۔ یعنی اے علمائے یہود یاد کرو میری ان نعمتوں کو جو میں نے تم پر کی ہیں اور تمہارے آباؤ اجداد پر کی ہیں۔ اس نے انہیں فرعون اور اس کی قوم سے نجات عطا فرمائی۔ اَوۡفُوۡا بِعَہۡدِیۡۤ اور جو میں نے تم سے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق وعدہ لیا تھا اس کو پورا کرو اُوۡفِ بِعَہۡدِکُمۡ میں تمہارے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا یعنی تم اس کی تصدیق اور اتباع کرو گے تو میں تم سے بوجھ ساقط کر دوں گا وَ اِیَّایَ فَارۡہَبُوۡنِ اس بات سے ڈرو کہ کہیں میں تم پر بھی ایسا عذاب نہ نازل کر دوں جو تم سے پہلے لوگوں پر نازل کیا تھا، وَ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلۡتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمۡ وَ لَا تَکُوۡنُوۡۤا اَوَّلَ کَافِرٍۭ بِہٖ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے نازل کیا ہے درآں حالیکہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے اور تم پہلے انکار کرنے والے نہ بنو کیونکہ تمہارے پاس جو علم ہے وہ دوسرے لوگوں کے پاس نہیں ہے وَ تَکۡتُمُوا الۡحَقَّ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو تمہیں معرفت حاصل ہے اس کو نہ چھپاؤ اور جو کچھ تمہارے پاس آ چکا ہے اس کو نہ چھپاؤ جبکہ تم اپنی گزشتہ کتب میں میرے نبی کی ان بلند شانوں اور عظمتوں کو پڑھ چکے ہو (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَوۡفُوۡا بِعَہۡدِیۡۤ یعنی میں نے جو تمہیں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنے نبی کی نافرمانی سے منع کیا ہے اس کے متعلق میرے عہد کو پورا کرو اُوۡفِ بِعَہۡدِکُمۡ میں تم سے راضی ہوں گا اور تمہیں جنت میں داخل کروں گا (4)۔

حضرت ابن المنذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 286، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً جلد 1 صفحہ 286
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 288

امام ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْۤ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ سے مراد وہ میثاق ہے جو سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 12 لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ میں ذکر کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مذکورہ جملہ کے متعلق یہ روایت کیا ہے کہ وہ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا تھا اور جو ان سے عہد کیا تھا اس عہد کا ذکر وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ...... (المائدہ:12) میں ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو میں نے تم پر فرض کیا ہے وہ تم پورا کرو اور جو میں نے اس کے مقابلہ میں اپنے او پر لازم کیا ہے میں تمہارے لئے اس کو پورا کروں گا۔

امام عبد بن حمید، ابو الشیخ نے العظمہ میں الضحاک رحمہ اللہ سے یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ تم میری اطاعت کا وعدہ کرو میں تمہارے لئے جنت کا وعدہ پورا کروں گا۔

امام ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بِمَاۤ اَنْزَلْتُ سے مراد قرآن ہے اور مَا مَعَكُمْ سے مراد تورات وانجیل ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كَافِرٍۭ بِهٖ میں ہ ضمیر کا مرجع قرآن ہے (2)۔

امام ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اے اہل کتاب ایمان لاؤ جو میں نے محمد ﷺ پر نازل کیا ہے جبکہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس کی جو پہلے تمہارے پاس ہے کیونکہ تم تورات اور انجیل میں آپ ﷺ کا تذکرہ پڑھتے ہو۔ پس تم محمد ﷺ کا پہلے انکار کرنے والے نہ ہو جاؤ اور میری آیات کے سکھانے پر اجر نہ لو۔ ابن عباس فرماتے ہیں ان کی پہلی کتاب میں یہ لکھا ہوا تھا کہ اے ابن آدم مفت علم سکھاؤ جس طرح تمہیں مفت سکھایا گیا ہے (3)۔

حضرت ابو الشیخ نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا کے متعلق نقل فرمایا ہے کہ جو تعلیم دیتے ہو اس پر اجرت نہ لو کیونکہ علماؤ حکماء کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اپنا اجر اللہ کے پاس پائیں گے اے ابن آدم مفت تعلیم دو جس طرح تجھے بغیر کسی معاوضہ کے علم کی نعمت میسر آئی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ کا مطلب یہ ہے کہ سچائی کو جھوٹ کے ساتھ نہ ملاؤ (4) وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور حق کو نہ چھپاؤ جبکہ تم جانتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہودیت ونصرانیت کو اسلام کے ساتھ نہ ملاؤ جبکہ تم جانتے ہو کہ اللہ کا دین اسلام ہے اور یہودیت ونصرانیت بدعت ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں اور انہوں نے محمد ﷺ کو چھپایا حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تورات وانجیل میں آپ کا تذکرہ پڑھتے رہتے ہیں کہ آپ نیکی کا انہیں حکم کریں گے اور برائی سے منع کریں گے ان کے لئے حلال چیزوں کو حلال کریں گے اور ناپاک چیزوں کو حرام کریں گے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوزید رحمہ اللہ سے مذکورہ الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حق سے مراد تورات ہے جو اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 289 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 290 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 292

نازل فرمائی اور باطل سے مراد وہ تحریر ہے جو وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حق سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے ارْكَعُوْا کا معنی صلوا نماز پڑھو روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ انہیں حکم دیا کہ تم امت محمدیہ کے ساتھ نماز پڑھو، ان سے ہو جاؤ اور ان کے ساتھ ہو جاؤ۔

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۴۴

"کیا تم حکم کرتے ہو (دوسرے) لوگوں کو نیکی کا اور بھلا دیتے ہو اپنے آپ کو حالانکہ تم پڑھتے ہو کتاب کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے"۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یہ خطاب اہل کتاب کو ہے جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے حالانکہ وہ کتاب کی تلاوت کرتے تھے اور جو احکام اس میں تھے ان سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

امام ثعلبی اور واحدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ مدینہ طیبہ کے یہودیوں کے متعلق نازل ہوئی ان میں سے ایک شخص اپنے سسرال، قریبی رشتہ داروں اور رضاعی متعلقین کو کہتا کہ اپنے دین پر ڈٹے رہو اور جو تمہیں یہ شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتا ہے اس پر قائم رہو کیونکہ اس کا حکم حق ہے وہ لوگوں کو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی پیروی اور اس پر ثابت قدمی کا حکم دیتے تھے لیکن خود ایسا نہیں کرتے تھے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں لوگوں کو داخل ہونے کا حکم دیتے تھے۔ لیکن خود قبول نہیں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس قبیح خلق سے منع فرمایا کہ تم لوگوں کو حکم دیتے ہو جبکہ تم خود کتاب کی تلاوت کرتے ہو، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و کردار کے متعلق پڑھتے ہو، کیا تم اتنے نادان ہو اس حقیقت کو کیوں نہیں سمجھتے (4)۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل فرمائی ہے کہ تم لوگوں کو تورات کے عہد اور نبوت کے انکار سے منع کرتے ہو حالانکہ تم خود میرے رسول کی تصدیق کے عہد کا انکار کرتے ہو جو اس تورات کے اندر موجود ہے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 292 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 294

3۔ اسباب النزول، صفحہ 14، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 97-296 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 296

متعلق روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابو الدرداء نے فرمایا انسان اس وقت تک مکمل فقاہت حاصل نہیں سکتا حتی کہ وہ اللہ کی ذات کے متعلق لوگوں پر ناراض ہو پھر وہ اپنے کردار پر نظر کرے تو اللہ تعالیٰ کے لئے وہ اپنے اوپر زیادہ پریشان ہو (1)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، البزار، ابن ابی داؤد البعث میں، ابن المنذر، ابن حبان، ابونعیم (الحلیہ میں) ابن مردویہ اور بیہقی (الشعب میں) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میں نے کئی لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ جب وہ کٹ جاتے تو پھر صحیح ہو جاتے۔ میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں کیا وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے (2)۔

امام احمد، بخاری اور مسلم نے اسامہ بن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ قیامت کے روز ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا پس اس کی انتڑیاں اور معدہ باہر آ جائے گا اور وہ اس کے اردگرد ایسے چکر لگا رہا ہوگا جیسے گدھا چکی کے اردگرد چکر لگاتا ہے دوزخی اس کے اردگرد چکر لگائیں گے اور پوچھیں گے ارے فلاں تجھے کیا ہوا تمہیں یہ مصیبت کیسے پہنچی کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا اور برائی سے منع نہیں کرتا تھا؟ وہ کہے گا میں تمہیں نیکی کا حکم کرتا تھا اور خود عمل نہیں کرتا تھا تمہیں برائی سے منع کرتا تھا اور خود وہ برائی کرتا تھا (3)۔

حضرت الخطیب نے اقتضاء العلم بالعمل میں اور ابن النجار نے تاریخ بغداد میں حضرت جابر کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے ارشاد فرمایا جنتی لوگ دوزخیوں پر جھانکیں گے اور پوچھیں گے تمہارے دوزخ میں جانے کا سبب کیا ہے؟ ہم تو تمہاری تعلیم کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئے۔ دوزخی کہیں گے ہم تمہیں حکم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔

امام طبرانی اور الخطیب (اقتضاء العلم بالعمل میں) اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ولید بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتی دوزخیوں پر جھانکیں گے اور پوچھیں گے تم دوزخ میں کیوں داخل ہوئے؟ قسم بخدا ہم تو تمہاری ہی تعلیم کی وجہ سے جنت میں داخل ہوئے۔ دوزخی جواب دیں گے ہم کہتے تھے لیکن خود عمل نہیں کرتے تھے (4)۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں ولید بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اپنے خطاب میں ارشاد فرمایا حکم دینے والے دوزخ میں جائیں گے اور جوان کی اطاعت کریں گے وہ جنت میں جائیں گے۔ جنتی پوچھیں گے جبکہ امراء دوزخ میں ہوں گے کہ تم دوزخ میں کیسے داخل ہوئے ہم تو تمہاری اطاعت کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئے وہ کہیں گے ہم کچھ چیزوں کا حکم دیتے تھے لیکن خود ان کے خلاف کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک قوم دوزخیوں پر جھانکے گی تو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 297
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 249، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 462
4۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 102، مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض

پوچھیں گے تم کس وجہ سے دوزخ میں ہو، ہم تو تمہاری تعلیم کے مطابق عمل کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم تمہیں تعلیم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں اسی وجہ سے تم دوزخ میں ہو(1)۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنتی لوگ دوزخیوں پر جھانکیں گے تو پوچھیں گے کس عمل نے تمہیں دوزخ میں داخل کیا، ہم تو تمہاری تعلیم وتربیت کے سبب جنت میں داخل ہوئے؟ وہ کہیں گے ہم نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود نیکی نہیں کرتے تھے۔

امام طبرانی، خطیب (الاقتضاء میں) اور الاصبہانی نے (الترغیب میں) جید سند کے ساتھ جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عالم کی مثال جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا اس چراغ کی مانند ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے جبکہ اپنے نفس کو جلا دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں جندب البجلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو لوگوں کو وعظ کرتا ہے اور اپنے آپ کو فراموش کرتا ہے اس کی مثال چراغ کی ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور اپنے آپ کو جلاتا ہے۔

امام طبرانی اور الخطیب (الاقتضاء میں) حضرت ابوہریرہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگوں کو تعلیم دیتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے اس کی مثال چراغ کی ڈیوٹ کی طرح ہے جو اپنے آپ کو جلا کر لوگوں کو روشنی دیتی ہے۔

حضرات ابن قانع نے اپنی معجم میں، الخطیب نے الاقتضاء میں سلیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جب عالم (لوگوں کو) تعلیم دیتا ہے اور خود عمل نہیں کرتا تو وہ اس چراغ کی مانند ہوتا ہے جو لوگوں کو روشنی دیتا ہے اور خود جلتا ہے، (2) الاصبہانی نے الترغیب میں ضعیف سند کے ساتھ ابو امامہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز برے عالم کو لایا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا وہ اپنے قصب کے ارد گرد گھومے گا (میں نے پوچھا قصب سے کیا مراد ہے فرمایا معدہ انتڑیاں) جیسے گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے کہا جائے گا ہائے افسوس تو اس مصیبت میں کیوں گرفتار ہے ہم نے تو تیری وجہ سے راہ راست کو پایا تو وہ کہے گا جس چیز سے میں تمہیں منع کرتا تھا وہ خود کرتا تھا۔

امام طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی قول یا عمل کی دعوت دیتا ہے اور خود اس پر عمل نہیں کرتا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس برائی سے رک جائے جس سے لوگوں کو منع کرتا تھا جس کی طرف بلاتا ہے اس پر خود بھی عمل شروع کردے۔

امام ابن مردویہ، بیہقی (شعب الایمان) اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابن عباس میں چاہتا ہوں کہ نیکی کا حکم دوں اور برائی سے منع کروں کیا میں اس طرح تبلیغ کا حق ادا کردوں گا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں امید کرتا ہوں، نیز فرمایا اگر تجھے تین آیات قرآنیہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 209، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ معجم الصحابہ، جلد 6، صفحہ 349، 701، مطبوعہ الباز مکہ مکرمہ

سے رسوائی کا خدشہ نہیں ہے تو ضرور ایسا کر اس شخص نے پوچھا وہ آیات کون سی ہیں؟ فرمایا۔ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔ کیا یہ آیت تو نے سمجھ لی ہے؟ اس نے کہا نہیں فرمایا دوسری آیت یہ ہے لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (الصف:3) کیا یہ آیت تو نے سمجھ لی ہے (اور اس پر عمل کر لیا ہے)؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا تیسری آیت یہ ہے جو حضرت صالح کا قول ہے وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ (ھود 11) کیا یہ آیت تو نے سمجھ لی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو ابن عباس نے فرمایا پھر تبلیغ اپنے نفس سے شروع کر (1)۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دنیا میں جس خطیب نے بھی خطبہ دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کا خطبہ پیش کرے گا جو بھی اس نے اس خطبہ سے ارادہ کیا ہوگا (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور احمد نے الزہد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس شخص کے لئے ایک بار ہلاکت ہے جو علم نہیں رکھتا اگر اللہ چاہتا تو اسے علم عطا فرما دیتا اور اس شخص کے لئے سات بار ہلاکت ہے جو علم رکھتا ہے اور عمل نہیں کرتا (3)۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو نہیں جانتا اس کے لئے ہلاکت ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے علم عطا فرماتا اور جو جانتا ہے پھر عمل نہیں کرتا اس کے لئے سات مرتبہ ہلاکت ہے۔

وَ اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ ﴿۴۵﴾

"اور مدد لو صبر اور نماز سے اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر عاجزی کرنے والوں پر بھاری نہیں"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نماز اور صبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معونت ہیں پس ان دونوں سے مدد طلب کرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب العزاء میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر بندے کا اللہ کے لئے پہنچنے والی مصیبت کا اعتراف ہوتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں ثواب کی امید کا مظاہرہ ہوتا ہے کبھی ایک شخص جزع کرتا ہے حالانکہ وہ بڑا سخت مزاج ہوتا ہے اس سے صرف صبر کو ہی تصور کیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر کی دو قسمیں ہیں مصیبت کے وقت صبر کرنا اچھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی محارم (حرام کردہ چیزیں) سے رکنا اس سے بھی بہتر اور اچھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر دو دروازوں میں ہے محبوب چیزوں میں اللہ کی رضا کے لئے رک جانا اگرچہ نفوس اور ابدان پر شاق بھی ہو اور ناپسندیدہ چیزوں سے رک جانا اگرچہ خواہش اس کی طرف مائل بھی ہو پس جو اس طرح ہوگا وہ ان صابرین سے ہوگا جن پر ان شاء اللہ سلام بھیجا جائے گا۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 88، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 250

3۔ کتاب الزہد از امام احمد، صفحہ 176، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرات ابن ابی الدنیا نے کتاب الصبر میں، ابوالشیخ نے الثواب میں اور دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبر کی تین قسمیں ہیں۔ مصیبت پر صبر، طاعت پر صبر اور معصیت پر صبر (1)۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان اور الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹے میں تجھے ایسے کلمات نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا میں نے عرض کی حضور! ضرور کرم فرمایئے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا اللہ کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا، خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچان وہ تجھے تکلیف و شدت میں پہچانے گا اور یہ جان لے کہ جو تجھے تکلیف پہنچی ہے وہ تجھ سے کبھی خطا نہیں ہوسکتی تھی اور جس تکلیف سے تو بچ جائے وہ کبھی تجھے لاحق ہونے والی نہیں تھی اور اگر تمام مخلوق کوئی چیز تجھے عطا کرنے پر جمع ہو جائے جبکہ اللہ تعالیٰ نے وہ چیز تجھے عطا کرنے کا ارادہ نہ کیا ہو تو وہ تمام لوگ بھی تجھے عطا کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔ یا اگر تمام لوگ تجھ سے کسی چیز کو روکنا چاہیں جس کے عطا کرنے کا اللہ نے ارادہ کیا ہو تو یہ تمام لوگ اس کو دور نہیں کر سکتے قیامت تک جو کچھ ہونا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے، جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر، اگر تو حفاظت چاہے تو اللہ تعالیٰ سے حفاظت طلب کر اور اللہ کے لئے عمل کر یقین میں شکر کے ساتھ۔ اور یہ بھی جان لے کہ ناپسندیدہ چیزوں پر شکر خیر کثیر ہے اور نصرت، صبر کے ساتھ ہے خوشحالی تنگی کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے (2)۔

امام دارقطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ، بیہقی اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فرمایا کیا میں تجھے کچھ کلمات نہ سکھا دوں جن سے تو نفع حاصل کرے، انہوں نے کہا ضرور کرم فرمایئے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا، اللہ کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کو پہچان وہ تجھے شدت میں پہچانے گا، جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر، جو کچھ ہونا ہے اس پر قلم خشک ہو چکا ہے، اگر بندے کسی چیز سے تجھے نفع پہنچانے کا ارادہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں نہیں لکھا ہے تو وہ لوگ تجھے وہ چیز عطا کرنے پر قادر نہ ہوں گے، اگر تمام لوگ تجھے تکلیف پہنچانے کی کوشش کریں جو اللہ تعالیٰ نے تیری تقدیر میں نہیں لکھی تو وہ تمام لوگ تجھے وہ تکلیف پہنچانے پر قادر نہ ہوں گے، اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ تو یقین میں سچائی کے ساتھ عمل کرے تو ایسا ضرور کر اور اگر تو طاقت نہیں رکھتا تو ناپسندیدہ چیز (سے بچنے) پر صبر میں خیر کثیر ہے اور یہ بھی جان لے کہ نصرت، صبر کے ساتھ ہے کشادگی تنگی کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔

حضرت حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک دن میں رسول اللہ

1۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 2، صفحہ 416، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 27، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ﷺ کے پیچھے سوار تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسے چند خصال نہ بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ تجھے نفع دے گا، میں نے عرض کی کیوں نہیں ضرور کرم فرمایئے۔ فرمایا تجھ پر علم سیکھنا ضروری ہے کیونکہ علم مومن کا دوست ہے حلم مومن کا وزیر ہے عقل مومن کی رہنما ہے عمل اسکی قیمت ہے، شفقت اس کا باپ ہے، نرمی اس کا بھائی ہے اور صبر اس کے لشکر کا امیر ہے (1)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور الخرائطی نے کتاب الشکر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان کے دو نصف ہیں ایک نصف صبر میں ہے اور ایک نصف شکر میں ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت اسی طرح نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے فرماتے ہیں یہ حدیث روایت کے اعتبار سے محفوظ ہے۔

امام بیہقی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فرمایا ایمان چار ستونوں پر قائم ہے صبر، عدل، یقین، جہاد (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ افضل ایمان کون سا ہے؟ فرمایا صبر اور نرمی۔ عرض کی گئی کہ کس مومن کا ایمان کامل ہے؟ فرمایا جو از روئے اخلاق کے اچھا ہے (5)۔

امام بیہقی نے عبداللہ بن عبید بن عمیر اللیثی عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت فرمایا ہے کہ میں ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ایمان کیا ہے؟ فرمایا صبر اور نرمی کرنا، پھر اس نے پوچھا کون سا اسلام افضل ہے؟ فرمایا جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔ پھر پوچھا کونسی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا جس نے برائی سے ہجرت کی (یعنی برائی کو چھوڑ دیا)۔ پھر پوچھا کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا جس نے خون بہایا اور جس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹے گئے۔ پھر پوچھا کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا تنگ دست کا صدقہ میں کوشش کرنا، پھر پوچھا کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا جس کا قیام لمبا ہو (6)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا صبر اور نرمی کرنا۔ اس نے کہا میں اس سے افضل کا ارادہ کرتا ہوں۔ فرمایا تو اللہ کو اس کے کسی چیز کے متعلق فیصلہ کے بارے میں متہم نہ کر (7)۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایمان صبر اور نرمی کا نام ہے اور صبر اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے رکنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا کرنا ہے۔ (8)

امام ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر ایمان

1۔ نوادر الاصول، جلد 7، صفحہ 52، مطبوعہ دار صادر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 123، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 123
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 71
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 122
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 123
8۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 123

میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو سر جسم میں رکھتا ہے، جب سر کاٹ دیا جائے تو باقی جسم بدبودار ہو جاتا ہے اور اس کا ایمان کامل نہیں جس میں صبر نہیں (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے نفس کو دنیا کے ہموم میں داخل کر اور ان سے صبر کے ذریعے باہر نکل اور تیرا علم تجھے لوگوں کو تکلیف پہنچانے سے روکے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں اپنی خواہشات کو پورا کیا تو یہ چیز آخرت میں اس کے اور اس کی خواہش کے درمیان حائل ہو جائے گی اور جس نے خوشحال لوگوں کی زیب و زینت کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا وہ آسمان کے بادشاہ کی (نظر) میں ذلیل ہوگا اور جس نے تنگ رزق پر صبر کیا اللہ تعالیٰ فردوس میں جہاں چاہے گا اسے ٹھہرائے گا (3)۔

امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فلاح پا گیا جس نے اسلام قبول کیا اور اس کا رزق بقدر ضرورت تھا اور اس نے اس پر صبر کیا (4)۔

امام بیہقی نے ابوالحویرث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو اسے جس کو اللہ تعالیٰ نے بقدر ضرورت رزق عطا فرمایا اور اس نے اس پر صبر کیا (5)۔

امام بیہقی نے عسعس بن سلامہ عن ابی حاضر اسدی کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نہ پایا تو اس کے متعلق پوچھا۔ وہ آیا اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ارادہ کیا میں اس پہاڑ میں چلا جاؤں اور علیحدگی میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا اسلام کی کسی جگہ میں ناپسندیدہ امر پر ایک لمحہ کے لئے صبر کرنا علیحدگی میں بیٹھ کر چالیس سال کی عبادت سے افضل ہے (6)۔

امام بیہقی نے عسعس کے طریق سے حضرت ابو حاضر الاسدی سے رحمہ اللہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نہ پایا تو اس کے متعلق پوچھا۔ عرض کی گئی وہ علیحدگی میں عبادت کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے بلا بھیجا۔ وہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان کی جگہوں میں سے کوئی جگہ انسان کے اکیلے ساٹھ سال عبادت کرنے سے افضل ہے۔ یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ دہرایا (7)۔

امام بخاری نے الادب میں، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت فرمایا ہے کہ وہ مسلمان جو لوگوں کے ساتھ مل کر رہتا ہے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرتا ہے وہ اس مسلمان سے بہتر ہے جو لوگوں کے ساتھ مل کر نہیں رہتا اور ان کی اذیتوں پر صبر نہیں کرتا (8)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو پسند

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 71 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 124 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 125 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 126 7۔ جلد 7، صفحہ 27-126
8۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10-9، صفحہ 229، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت کی گرمی اور شدت سے بچائے، پھر فرمایا خبردار جنت کا عمل بلند جگہ پر خزانہ کیا گیا ہے، تین مرتبہ فرمایا۔ خبردار دوزخ کا عمل شہوت کی وجہ سے آسان کیا گیا ہے یہ تین مرتبہ فرمایا اور سعادت مندوہ ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا اور جو آزمائش میں ڈالا گیا پھر اس نے صبر کیا۔ ہائے افسوس، ہائے افسوس!(1)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر والوں نے مشقت میں تین دن صبر کیا انہیں اللہ تعالیٰ رزق عطا فرمائے گا(2)۔

حضرت حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھوکا رہا یا محتاج ہوا پھر لوگوں سے اسے چھپائے رکھا (یعنی لوگوں کے سامنے اس نے اپنی بھوک کو ظاہر نہ کیا) تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال اسے رزق حلال عطا فرمائے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ مومن متقی جس سے اللہ تعالیٰ دنیا کو تین دن روک لے پھر وہ اس پر راضی ہو کوئی جزع وفزع نہ کرے تو اس کے لئے جنت واجب ہے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت شریح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے مصیبت لاحق ہوتی ہے تو میں اس پر چار مرتبہ اللہ کی حمد کرتا ہوں۔ میں اس لئے حمد کرتا ہوں کہ اس سے بڑی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا اور اس کی حمد کرتا ہوں کیونکہ اس نے مجھے اس مصیبت پر صبر عطا فرمایا اور میں اس کی حمد کرتا ہوں کیونکہ اس نے مجھے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنے کی سعادت عطا فرمائی کیونکہ اس میں ثواب کی امید رکھتا ہوں اور میں اس کی حمد کرتا ہوں کیونکہ اس نے یہ مصیبت میرے دین میں نہیں پہنچائی(5)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے، فرمایا کیا تم میں کوئی یہ ارادہ کرتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ بغیر تعلیم کے علم عطا فرمائے اور بغیر ہدایت کے ہدایت عطا فرمائے، کیا تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندھے پن کو دور کردے اور اسے بصیر بنادے، خبردار جو دنیا سے دلچسپی نہیں رکھے گا اور امیدیں اور آرزوئیں کم رکھے گا اسے اللہ تعالیٰ بغیر سیکھے علم عطا فرمائے گا اور بغیر کسی کی رہنمائی کے ہدایت عطا فرمائے گا۔ خبردار تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے جن کے لئے بادشاہی بغیر قتل اور ظلم کے قائم نہ ہوگی اور انہیں غنا میسر نہ آئے گی سوائے بخل اور فخر کے۔ اور ان کو محبت نہیں ملے گی سوائے دین میں جرم کرنے اور خواہش کی اتباع کرنے کے مگر تم میں سے جو اس زمانہ کو پائے اور فقر پر صبر کرے حالانکہ وہ غنا پر قادر ہو، اور بغض پر صبر کرے حالانکہ وہ محبت کے حصول پر قادر ہو، ذلت پر صبر کرے حالانکہ وہ عزت پر قادر ہو اور یہ سب کچھ وہ رضاء الٰہی کے لئے برداشت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے پچاس صدیقین کا ثواب عطا فرمائے گا(6)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 148 | 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 215 | 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 229 | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 360

امام احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل ایمان صبر اور نرمی ہے (1)۔

امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سوال سے بچنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بچا لیتا ہے اور جو مستغنی ہونا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ مستغنی کر دیتا ہے اور جو صبر کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق عطا فرماتا ہے، صبر سے بہتر اور وسیع چیز تمہیں عطا نہیں کی گئی (2)۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے اپنی بہتر زندگی صبر کو پایا (3)۔

امام ابونعیم نے الحلیۃ میں میمون بن مہران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبر کے بغیر انسان کو کوئی بڑی خیر میسر نہیں آتی (4)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد الصَّلٰوةِ

امام ابن جریر نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس مذکورہ آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کی خوشنودی کے لئے نماز پڑھنا مقصود ہے اور جان لو کہ صبر اور نماز اللہ کی اطاعت ہیں (5)۔

امام احمد، ابوداؤد اور ابن جریر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی مہم درپیش ہوتی تو آپ نماز کی طرف رجوع فرماتے (6)۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت ابودرداء سے روایت کیا ہے کہ جس رات ہوا چلتی تو مسجد آپ ﷺ کی پناہ گاہ ہوتی حتیٰ کہ ہوا رک جاتی اور آسمان پر جب کوئی حادثہ رونما ہوتا مثلاً سورج یا چاند گرہن ہوتا تو آپ نماز کی پناہ لیتے۔ احمد نسائی اور ابن حبان نے صہیب کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت فرمایا ہے کہ انبیائے کرام کو جب کوئی خوف لاحق ہوتا تو وہ نماز کی طرف پناہ لیتے (7)۔ سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہیں ان کے بھائی قثم کی وفات کی خبر دی گئی جبکہ وہ سفر میں تھے تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا پھر وہ راستہ سے ایک طرف ہو گئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اس میں جلوس (قعدہ) کو لمبا فرمایا پھر اٹھ کر اپنی سواری کی طرف چل پڑے اور زبان سے یہ کہہ رہے تھے وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ وَ اِنَّهَا لَكَبِیْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِیْنَ۔ (8)

حضرات سعید بن منصور، ابن المنذر، حاکم، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک سفر میں تھے انہیں ان کے بیٹے کی وفات کی خبر دی گئی تو آپ سواری سے اتر پڑے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا پھر فرمایا ہم نے وہی کیا جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا فرمایا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ۔ (9)

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 426، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 12، مطبوعہ دارصادر بیروت
3۔ کتاب الزہد، صفحہ 146، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 5-4، صفحہ 146، مطبوعہ مکتبۃ الخانجی وسعادۃ مصر
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 299، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 298
7۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 333، مطبوعہ دارصادر بیروت
8۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 559، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 299

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبادہ بن محمد بن عبادہ بن الصامت سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں جب حضرت عبادہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا تم میں سے کسی انسان کے لئے مجھ پر رونا ناجائز ہے، پس جب میری روح پرواز کر جائے تو تم وضو کرو اور اچھی طرح وضو کرو پھر تم میں سے ہر شخص مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھے پھر اللہ کے بندوں اور اپنے لئے استغفار کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ پھر مجھے جلدی جلدی قبر میں لے جانا(1)۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی نے معمر عن الزہری عن حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف عن امہ ام کلثوم بنت عقبہ کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے (ام کلثوم پہلی ہجرت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں) فرماتی ہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن پر غشی طاری ہوئی تو لوگوں نے سمجھا کہ ان کی روح پرواز کر گئی ہے تو ان کی بیوی ام کلثوم مسجد کی طرف چلی گئی اور صبر اور نماز سے استعانت طلب کرنے کے حکم کے مطابق استعانت طلب کرنے لگی۔ جب عبدالرحمٰن کو افاقہ ہوا تو فرمایا ابھی ابھی مجھ پر غشی طاری ہو گئی تھی؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا تم نے سچ کہا میرے پاس دو فرشتے آئے تھے، انہوں نے مجھے کہا کہ چل ہم تیرا فیصلہ العزیز الامین کے پاس لے جاتے ہیں، ایک دوسرے فرشتے نے کہا تم دونوں لوٹ جاؤ، یہ ان خوش نصیب افراد میں سے ہے جن کے لئے سعادت اس وقت سے لکھی جا چکی ہے جب کہ یہ اپنی ماؤں کے پیٹوں میں تھے، جتنا وقت اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے بیٹے ان سے لطف اندوز ہوتے رہے، اس کے بعد انہوں نے ایک ماہ زندگی گزاری پھر وصال فرما گئے(2)۔

امام بیہقی نے الشعب میں مقاتل ابن حیان رحمہ اللہ سے اسی مذکورہ ارشاد کے تحت نقل فرمایا ہے کہ آخرت کی طلب پر فرائض اور نماز پر صبر کے ذریعے مدد حاصل کرو اور نماز کی حفاظت کرو اور اس کو اپنے اوقات میں ادا کرو اور اس میں تلاوت، رکوع، سجود، تکبیر، تشہد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھو اور اس کا ہر رکن اچھے طریقے سے ادا کرو یہی نماز کی اقامت ہے اور اس کا اتمام ہے فرماتے ہیں وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ، لیکن تیرا بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھرنا منافقین پر اور یہود پر بڑا گراں ہے مگر تواضع و انکساری کرنے والوں پر نہیں(3)۔

امام ابن جریر نے ضحاک رحمہ اللہ سے کبیرہ کا معنی ثقیلہ (بھاری) نقل کیا ہے(4)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے اس ارشاد کے تحت نقل فرمایا ہے کہ مشرکین نے کہا اے محمد قسم بخدا تو ہمیں ایک ایسے کام کی طرف بلاتا ہے جو بہت بڑا ہے یعنی ان کی مراد نماز اور اللہ پر ایمان لانا تھی(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْخٰشِعِيْنَ سے مراد اللہ تعالیٰ کے نازل شدہ کلام کی تصدیق کرنے والے ہیں(6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْخٰشِعِيْنَ کا معنی مومنین روایت کیا ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 114
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 115، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 300
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 299
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 300

امام ابن جریر نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے الْخٰشِعِيْنَ کا معنی خائفین (ڈرنے والے) روایت کیا ہے(1)۔

الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۴۶﴾

''جو یقین کرتے ہیں کہ وہ ملاقات کرنے والے ہیں اپنے رب سے اور وہ اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن میں جہاں بھی ظن استعمال ہوا ہے وہ یقین کے معنی میں ہے(2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جو آخرت کے ظن میں سے ہے وہ علم کے معنی میں ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کے تحت نقل کیا ہے فرماتے ہیں وہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ قیامت کے روز اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ کر جانے والے ہیں(4)۔

يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَ اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

''اے اولاد یعقوب! یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ میں نے فضیلت دی تھی تمہیں سارے جہان والوں پر''۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ یہ آیت تلاوت کرتے تو فرماتے وہ قوم گزر چکی ہے اب تم مراد ہو۔

امام ابن جریر نے حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو تم پر احسانات ہیں اور اللہ نے جو تمہیں ایام عطا فرمائے ان کو یاد کرو۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نعمۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ تمام نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر شمار کی ہیں یا جو ان کے علاوہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پتھر سے چشمے جاری فرمائے، ان پر من وسلویٰ اتارا اور انہیں فرعونیوں کی عبودیت سے نجات عطا فرمائی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے اَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ کے ضمن میں روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں انہیں اس عالم پر فضیلت دی گئی جس میں وہ تھے اور ہر زمانہ کا ایک علیحدہ عالم ہے(5)۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے اس ارشاد کے تحت نقل فرمایا ہے کہ وہ جن لوگوں کے درمیان تھے ان پر انہیں فضیلت دی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس زمانہ میں جو لوگ تھے ان پر انہیں فضیلت دی کیونکہ انہیں رسل اور کتابیں اور بادشاہی عطا فرمائی اور ہر زمانہ کے لئے ایک عالم ہے(6)۔

1۔ ایضاً 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 301 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 303
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 268، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 304

وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْـًٔا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا یُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ۝۴۸

"اور ڈرو اس دن سے جب نہ بدلہ دے سکے گا کوئی شخص کسی کا کچھ بھی اور نہ قبول کی جائے گی اس کے لئے سفارش اور نہ لیا جائے گا اس سے کوئی معاوضہ اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے"۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے فرماتے ہیں میں نے ابی بن کعب کے سامنے اس آیت میں لَا تَجْزِیْ اور لَا تُقْبَلُ کو تاء کے ساتھ پڑھا اور لَا یُؤْخَذُ کو یاء کے ساتھ پڑھا۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ کوئی مومن شخص کسی کافر شخص کو کوئی فائدہ و منفعت نہیں پہنچائے گا۔

امام ابن جریر نے عمر بن قیس الملائی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اہل شام میں سے بنو امیہ کے ایک شخص سے روایت کیا ہے جس کی اچھی تعریف کی گئی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ عدل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا فدیہ (1)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عدل سے مراد فدیہ ہے (2)۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہماری قرأت میں سورہ بقرہ کی پچاس آیتوں سے پہلے لَا تُقْبَلُ کی جگہ لَا یُؤْخَذُ ہے۔

وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ۝۴۹

"اور یاد کرو جب نجات بخشی ہم نے تمہیں فرعونیوں سے جو پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب (یعنی) ذبح کرتے تھے تمہارے بیٹوں کو اور زندہ رہنے دیتے تھے تمہاری عورتوں کو (بیٹیوں) کو اس میں بڑی بھاری آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کاہنوں نے فرعون سے کہا کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری بادشاہی کو ختم کر دے گا، فرعون نے ہر ہزار عورتوں پر ایک سو آدمی نگرانی کے لئے مقرر کر دیئے اور ہر سو آدمیوں پر دس اور پھر تمام پر دس آدمی اور نگران مقرر کیے۔ اس نے کہا شہر میں ہر حاملہ عورت کو دیکھو جب وہ بچہ جنم دے تو اسے ذبح کر دو اگر وہ بچی جنم دے تو اسے چھوڑ دو۔ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ فرعون بنی اسرائیل کا چار سو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 309 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 308 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 312

سال سے مالک تھا، پس کاہنوں نے فرعون سے کہا اس سال مصر میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تجھے ہلاک کر دے گا اس نے شہر میں عورتوں کے لئے دایہ عورتوں کو بھیجا، جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس کے پاس لایا جاتا تو وہ اسے قتل کر دیتا اور بچیوں کو زندہ رکھتا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بلاء کا معنی نعمۃ روایت کیا ہے(1)۔

امام وکیع نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔

وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾

"اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھر ہم نے بچالیا تم کو اور ڈبو دیا فرعونیوں کو اور تم (کنارے پر) کھڑے دیکھ رہے تھے"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو ان کے لئے پھاڑ دیا حتی کہ وہ خشک راستہ بن گیا جس میں وہ چلتے تھے لیکن ان کے دشمن کو اللہ تعالیٰ نے غرق کر دیا یہ اللہ کی طرف سے نعمت ہے اللہ تعالیٰ انہیں جتا رہا ہے تاکہ وہ اس کا شکریہ ادا کریں اور اس کے حق کو پہچانیں۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہود کو دیکھا کہ وہ عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں پوچھا اس دن یہ لوگ روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا یہ وہ نیک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن سے نجات عطا فرمائی تھی، پس اس دن موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام سے تعلق رکھتے ہیں آپ ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا(2)۔

امام طبرانی اور ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہرقل نے معاویہ کو لکھا کہ اگر مسلمانوں میں نبوت کا کچھ علم باقی ہے تو مجھے میرے سوالوں کا جواب دو، ہرقل نے پوچھا مجرہ کیا ہے؟ قوس سے کیا مراد ہے اور وہ جگہ کون سی ہے جس کو سورج کی دھوپ کبھی نہیں لگی مگر صرف ایک مخصوص وقت میں؟ فرماتے ہیں جب معاویہ کے پاس کتاب اور پیغام رساں پہنچا تو اس نے کہا یہ سوالات آج کے دن کس سے پوچھوں، کون ان کے جواب دے گا؟ لوگوں نے کہا ابن عباس، معاویہ نے وہ ہرقل کا خط لپیٹا اور ابن عباس کے پاس بھیج دیا۔ ابن عباس نے اس کا جواب لکھا کہ قوس سے مراد زمین والوں کو غرق سے امان دینا ہے اور مجرہ آسمان کا دروازہ ہے جس سے آسمان پھٹے گا اور وہ جگہ جہاں سورج کی کرنیں کبھی نہیں پڑیں مگر ایک لمحہ تو یہ وہ جگہ ہے جہاں سے سمندر پھٹ گیا تھا (بنی اسرائیل وہاں سے بآسانی گزر گئے تھے)(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 315
2۔ صحیح مسلم، جلد 8-7، صفحہ 8، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 2-1، صفحہ 320، مطبوعہ مکتب الخانجی والسعادۃ مصر

امام ابویعلی اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے لئے سمندر یوم عاشورا کو پھٹا تھا(1)۔

وَ اِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰۤى اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ۝۵۱

"اور یاد کرو جب ہم نے وعدہ فرمایا موسیٰ سے چالیس رات کا پھر بنالیا بچھڑے کو (معبود) اس کے بعد اور تم سخت ظالم تھے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ میں اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ ذی القعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے تھے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب موسیٰ اپنی قوم کو پیچھے چھوڑ گئے اور ان پر ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر گئے۔ آپ طور پر چالیس راتیں ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تورات تختیوں میں نازل فرمائی۔ اللہ کریم نے موسیٰ علیہ السلام سے قریب سے گفتگو فرمائی اور موسیٰ علیہ السلام نے قلم کے چلنے کی آواز سنی اور ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ چالیس دنوں میں آپ کو حدث لاحق نہ ہوا حتیٰ کہ آپ طور سے اتر آئے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ وہ بچھڑا جس کی بنو اسرائیل نے عبادت کی اس کا نام یہبوب تھا۔

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۝۵۲

"پھر درگزر فرمایا ہم نے تم سے اس (ظلم عظیم) کے بعد شاید کہ تم شکر گزار بن جاؤ"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہم نے تمہیں معاف کر دیا بچھڑے کی پوجا کرنے کے بعد(3)۔

وَ اِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝۵۳

"اور جب عطا فرمائی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حق و باطل میں تمیز کی قوت تا کہ تم سیدھی راہ پر چلنے لگو"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ کتاب سے مراد فرقان ہے جو حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَلْفُرْقَانَ کا کلمہ تورات، انجیل، زبور اور فرقان کا جامع ہے(5)۔

1۔ مسند ابویعلی موصلی، جلد 3، صفحہ 395، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 322
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 326
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 326
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 327

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىِٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىِٕكُمْ ؕ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۵۴

"اور یاد کرو جب کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے اے میری قوم! بے شک تم نے ظلم ڈھایا اپنے آپ پر بچھڑے کو (خدا) بنا کر۔ پس چاہیے کہ توبہ کرو اپنے خالق کے حضور، سو قتل کرو اپنوں کو (جنہوں نے شرک کیا)۔ یہ بہتر ہے کہ تمہارے لئے تمہارے خالق کے نزدیک۔ پھر حق تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اپنے رب کا حکم سنایا کہ تم اپنے آپ کو قتل کرو۔ پس جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی وہ احتباء کی حالت میں بیٹھ گئے اور جنہوں نے بچھڑے کی عبادت نہیں کی تھی وہ اٹھ کھڑے ہوئے، ہاتھوں میں خنجر پکڑ لئے انتہائی تاریکی چھا گئی پس وہ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ حتی کہ تاریکی اور اندھیرا ختم ہو گیا۔ پس ستر ہزار افراد قتل ہو چکے تھے جو قتل ہو چکا تھا اس کے لئے یہ قتل ہونا توبہ تھا اور جو باقی بچ گیا تھا اس کے لئے یہی توبہ تھی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ ہماری توبہ کیا ہے؟ فرمایا تم ایک دوسرے کو قتل کرو۔ پس انہوں نے چھریاں اٹھالیں ہر ایک شخص اپنے بھائی، باپ اور بیٹے کو قتل کرنے لگا، اللہ کی قسم کوئی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ وہ کس کو قتل کر رہا ہے۔ حتی کہ ان میں سے ستر ہزار آدمی قتل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی فرمائی کہ انہیں حکم دو کہ وہ ہاتھ اٹھالیں (یعنی قتل کرنا بند کر دیں) پس جو قتل ہو گیا اس کی بخشش ہو گئی اور جو باقی ہیں ان کی توبہ قبول ہو گئی۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ کے تحت نقل کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کو سخت آزمائش کا حکم دیا گیا تو کھڑے ہوئے اور چھریوں کے ساتھ گلے کاٹنے لگے، ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے حتی کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی مقررہ کڑی سزا پوری ہو گئی۔ جب وہ اس حد کو پہنچ گئے تو ان کے ہاتھوں سے چھریاں گر گئیں اور قتل کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو زندہ کے لئے توبہ قرار دیا اور مقتول کے لئے شہادت قرار دیا۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن جریر نے الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب بنو اسرائیل کو اپنے آپ کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا تو وہ باہر نکلے اور ان کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام بھی تھے۔ انہوں نے تلواریں چلائیں اور خنجر مارنے لگے۔ اسی اثناء میں موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ بلند کئے ہوئے تھے حتی کہ انہوں نے ایک دوسرے کو فنا کر دیا۔ انہوں نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 329

اے اللہ کے نبی ہمارے لئے دعا کیجئے، انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے بازوؤں کو پکڑا۔ ان کے قتل و غارت کا سلسلہ چلتا رہا حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو قتل سے روک دیا۔ پس تمام نے ہتھیار ڈال دیئے، موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل مقتولوں پر پریشان ہوئے، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تجھے کس چیز نے غم میں مبتلا کیا ہے۔ جو قتل ہو گیا وہ میرے پاس زندہ ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے اور جو باقی بچ گئے ہیں ان کی توبہ قبول ہو چکی ہے۔ اس ارشاد سے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل خوش ہو گئے (1)۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ مجھے اِلٰی بَارِئِکُمْ کا معنی بتایئے تو انہوں نے فرمایا اس کا معنی خالق ہے۔ نافع نے پوچھا کیا باری کا معنی خالق لوگ جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے تبع کا قول نہیں سنا۔

شَهِدْتُ عَلٰی اَحْمَدَ اَنَّهٗ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئِ النَّسَمِ

میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق گواہی دیتا ہوں کہ وہ روحوں کے پیدا کرنے والے اللہ کے رسول ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے باری کا معنی خالق روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے قوم کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنایا کہ ایک دوسرے کو خنجروں کے ساتھ قتل کرو پس انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

وَ اِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

"اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے تجھ پر جب تک ہم نہ دیکھ لیں اللہ کو ظاہر پس اس (گستاخی پر) آلیا تم کو بجلی کی کڑک نے اور تم دیکھ رہے تھے، ہم نے جلد اٹھایا تمہیں تمہارے مرنے کے بعد کہ کہیں تم شکر گزار بنو"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے جَهْرَةً کا معنی عَلَانِيَة نقل فرمایا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا یہ وہ ستر افراد تھے جن کو موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے منتخب کر کے لے گئے تھے پس ان کی اس گستاخی پر سخت کڑک نے انہیں آلیا اور وہ مر گئے پھر مرنے کے بعد انہیں زندہ کیا تا کہ اپنی اصل عمروں کو پورا کر لیں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قوم کو سزا دی گئی اللہ تعالیٰ نے بطور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 330
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 332
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 336

سزا انہیں موت دی پھر انہیں بقیہ عمریں پوری کرنے کے لئے زندہ فرمایا(1)۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع نے ان سے کہا کہ مجھے الصّٰعِقَۃُ کا مطلب بتائیں تو ابن عباس نے فرمایا العذاب اور اس کی اصل موت ہے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب الصّٰعِقَۃُ کا یہ مفہوم جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے لبید بن ربیع کا یہ شعر نہیں سنا۔

وَقَدْ كُنْتُ اَخْشٰى عَلَيْكَ الْحُتُوْفَ وَقَدْ آمَنُكَ الصَّاعِقَة

مجھے تجھ پر موت کا خدشہ ہے جبکہ میں تیرے متعلق عذاب کے نزول سے امن میں ہوں۔

وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾

"اور ہم نے سایہ کر دیا تم پر بادل کا اور اتارا تم پر من وسلوی کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں، انہوں نے ہم پر کوئی زیادتی نہیں کی بلکہ وہ اپنی ہی جانوں پر زیادتی کرتے رہتے تھے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جس بادل سے بنی اسرائیل پر سایہ کیا گیا اس سے ٹھنڈا اور پاکیزہ بادل وہ ہوگا جس میں قیامت کے دن اللہ کا حکم آئے گا اور یہ وہ بادل ہے بدر کے روز جس میں ملائکہ اترے تھے اور یہ بادل اتیہ میں ان کے ساتھ رہا تھا(2)۔

حضرات وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یہ وہ بادل نہیں تھا جس میں قیامت کے روز اللہ کا حکم آئے گا۔ یہ بادل صرف بنی اسرائیل کے لئے تھا(3)۔

حضرت ابوالشیخ نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے الْغَمَامَ سے مراد سفید بادل ہے جس میں پانی نہ ہو۔

امام عبد بن حمید نے ابومجلز سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں تیہ کے صحراء میں بادل کا سایہ کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ واقعہ صحراء میں پیش آیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کی دھوپ سے بچانے کے لئے بادل کا سایہ کر دیا، انہیں من وسلوی کھلایا جب وہ صحراء کی طرف نکلے تھے۔ من ان پر برف اور اولوں کی طرح گرتا تھا اور وہ برف سے زیادہ سفید تھا اور طلوع فجر سے گرنا شروع ہوتا اور طلوع شمس تک باقی رہتا۔ ہر شخص اپنے اس دن کی خوراک اٹھا لیتا تھا جو زیادہ اٹھاتا تھا وہ خراب ہو جاتا تھا اور اس کے پاس باقی نہیں رہتا تھا حتی کہ جب چھٹا دن جمعہ کا ہوتا تو جمعہ اور ساتویں دن کی خوراک بھی لے لیتے تھے۔ وہ اضافی دن کی خوراک ان کے پاس باقی رہتی تھی تاکہ جب عید کا دن ہو تو معیشت کی طلب کا معاملہ ان کی زندگی کو مکدر نہ کرے۔ یہ سب معاملات صحراء میں تھے۔

حضرات عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْمَنَّ ایک ایسی چیز ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 336 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 337 3۔ ایضاً

جو اللہ تعالیٰ نے شبنم کی مثل ان پر اتاری تھی اور وہ گاڑھے شیرے کی مانند ہوتی تھی۔ السَّلْوٰی، چڑیا سے بڑا پرندہ تھا۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المَنَّ گوند تھی اور السَّلْوٰی پرندہ تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ ہمارے لئے یہاں پانی کیسے آئے گا اور کھانا کہاں سے اترے گا، پس اللہ تعالیٰ نے ان پر من اتارا اور وہ ترنجبین کے درخت پر گرتا تھا(1)۔

حضرات عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا المَنَّ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا جوار، چھنے ہوئے آٹے کی مثل نرم روٹی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المَنَّ سے مراد شہد کی مثل مشروب ہے جو ان پر اترتا تھا وہ اس کو پانی کے ساتھ ملاتے اور پیتے تھے(2)۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المَنَّ رات کے وقت درختوں کے اوپر ان کے لئے گرتا تھا۔ وہ صبح کے وقت جاتے اور جتنا چاہتے اس سے کھاتے اور السَّلْوٰی بٹیر کی مانند ایک پرندہ تھا اس سے وہ جتنا چاہتے کھاتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ المَنَّ آسمان سے درختوں پر گرتا تھا لوگ اس کو کھاتے تھے اور السَّلْوٰی سے مراد بٹیر ہے(3)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کھنبی، المَنَّ میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے(4)۔

امام احمد اور ترمذی نے اس کی مثل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، نسائی نے حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت ابو سعید الخدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود اور دوسرے صحابہ سے روایت کیا ہے کہ السَّلْوٰی بٹیر کی مثل پرندہ تھا(5)۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے بٹیر السَّلْوٰی ہے۔

امام عبد الرزاق عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں السَّلْوٰی سرخ پرندہ تھا، جنوبی ہوا اسے جمع کرتی تھی۔ ایک شخص اتنی مقدار ذبح کرتا تھا جتنی اسے اس دن ضرورت ہوتی تھی۔ اگر وہ اس سے زائد ذبح کرتا تو وہ خراب ہو جاتا تھا اور وہ باقی نہیں رہتا تھا حتیٰ کہ جب چھٹا دن جمعہ کا ہوتا تو وہ چھٹے اور ساتویں دن کا کھانا جمع کر لیتے تھے(6)۔

حضرت سفیان بن عیینہ اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے گوشت کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں گوشت سے کم چیز کھلاؤں گا جو زمین میں معلوم ہے۔ پس اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 388 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 338
4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 187، مطبوعہ دار صادر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 339
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 42-340

تعالیٰ نے ان پر ایک ہوا چلائی جس نے ان کے گھروں کے پاس سلوی (بٹیر) بکھیر دیا اور ایک میل لمبائی میں ایک میل چوڑائی میں اور بلندی میں نیزہ کی مقدار تھا پس انہوں نے دوسرے دن کے لئے جمع کیا تو گوشت بدبودار ہو گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے السَّلْوٰی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کبوتر کی مثل موٹا پرندہ ہے وہ ان کے پاس آتا وہ ہفتہ سے ہفتہ تک کی خوراک لے لیتے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا ظَلَمُوْنَا کے تحت یہ روایت کیا ہے کہ ہم ظلم کرنے سے بہت بلند ہیں۔ امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یَظْلِمُوْنَ کا معنی یَضُرُّوْنَ ہے یعنی اپنے آپ کو نقصان پہنچاتے تھے (2)۔

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْیَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَیْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰیٰكُمْ ؕ وَ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۸﴾

"اور یاد کرو جب ہم نے حکم دیا داخل ہو جاؤ اس بستی میں پھر کھاؤ اس میں جہاں سے چاہو اور جتنا چاہو اور داخل ہونا دروازے سے سر جھکاتے ہوئے اور کہتے جانا بخش دے (ہمیں) ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں۔ اور ہم زیادہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو"۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ هٰذِهِ الْقَرْیَةَ سے مراد بیت المقدس ہے (3)۔ وکیع، الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ تم تنگ دروازے سے داخل ہو رکوع کی حالت میں اور کہو ہم مغفرت طلب کرتے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں وہ سرینوں کے بل داخل ہوئے اور استہزاءً حِطَّةٌ کی جگہ حنطہ کہا۔ پس فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ سے یہی مراد ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ یہ بیت المقدس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ تھا جس میں انہیں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا اس باب کو باب حطہ کہا جاتا تھا (5)۔

امام وکیع، الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی (الکبیر میں) اور ابو الشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہیں کہا گیا کہ تم سروں کو جھکائے ہوئے داخل ہو اور حطہ کہو۔ انہوں نے کہا حِنْطَةٌ حَبَّةٌ حَمْرَاءُ فِیْهَا شَعِیْرَةٌ، اس تبدیلی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا میں فرمایا (6)۔

امام ابن جریر، طبرانی، ابو الشیخ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہوں نے کہا هطی سمقاثا ازبہ مزبا، عربی میں اس کا معنی حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَمْرَاءُ مَثْقُوْبَه فِیْهَا شَعِیْرَةٌ سَوْدَاءُ یعنی گندم کا سرخ دانہ ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 340 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 343 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 50، 345
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 344 6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 50-349

جو چھیدا ہوا ہو اور اس میں سیاہ جو رکھا ہوا ہو۔ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قُوْلُوْا حِطَّةٌ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہماری خطاؤں کو معاف کردے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ انہیں فرمایا اپنے سروں کو جھکاؤ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو(2)۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قُوْلُوْا حِطَّةٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ دروازہ قبلہ کی جانب تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بیت المقدس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ حطہ تھا۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ داخل ہو جاؤ اور حِطَّةٌ کہو ان کے لئے دروازہ چھوٹا کردیا گیا تھا تاکہ سر جھکا کر گزریں، پھر جب انہوں نے سجدہ کیا تو کہا حنطة (گندم)(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم بیان کرتے تھے کہ یہ دروازہ بیت المقدس کا تھا۔ پھر فرمایا تم کہو کہ اے اللہ ہمارے گناہ معاف کردے تو ہم تمہاری خطاؤں کو معاف کردیں گے اور محسنین کو زیادہ دیں گے۔ فرمایا جو خطا کار ہو گا اس کی خطا معاف ہو جائے گی اور جو محسن ہو گا اللہ تعالیٰ اس کا احسان زیادہ فرمائے گا لیکن انہوں نے حکم الٰہی کو بدل ڈالا انہوں نے جان بوجھ کر حکم الٰہی کی مخالفت کی سرکشی کرتے ہوئے اور امر الٰہی کے خلاف جرات کرتے ہوئے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ کے متعلق روایت کیا ہے کہ جو تم سے پہلے محسن تھا اس کے احسان میں اضافہ کیا جائے گا اور جو خطا کار ہو گا ہم اس کی خطا معاف کردیں گے(3)۔

امام عبدالرزاق، احمد، بخاری، مسلم، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی اسرائیل کو کہا گیا کہ تم سجدہ کرتے ہوئے دروازہ سے داخل ہو اور کہو کہ ہم کو معاف کردے تو انہوں نے حکم کو بدل دیا وہ چوتڑوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کہا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ (جو میں گندم کا دانہ)(5)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دروازہ سے بنی اسرائیل کو جھک کر داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا، وہ اس میں سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 345 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 346 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 344

4۔ ایضاً۔ جلد 1، صفحہ 348 5۔ صحیح بخاری، جلد 3، رقم الحدیث 3222، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

داخل ہوئے اور حِطَّةٌ کی جگہ انہوں نے حنطة فی شعیرة کہا(1)۔

امام ابوداؤد، الضیاء المقدسی (المختارہ میں) نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو یہ ارشاد فرمایا اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰیٰكُمْ۔

امام ابن مردویہ نے ابوسعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے حتیٰ کہ جب رات کا آخری وقت آیا تو ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا جسے ذات الحنظل کہا جاتا تھا۔ فرمایا یہ گھاٹی آج رات اس دروازے کی مثل ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰیٰكُمْ۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس امت میں ہماری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے اور بنی اسرائیل میں حِطَّةٌ کے مکتوب کی طرح ہے۔

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ﴿۵۹﴾

''پس بدل ڈالا ان ظالموں نے اور بات سے جو کہا گیا تھا انہیں تو ہم نے اتارا ان ستم پیشہ لوگوں پر عذاب آسمان سے بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کتاب اللہ میں جہاں رِجْزٌ استعمال ہوا ہے اس سے مراد عذاب ہے(2)۔

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرات سعید بن مالک، اسامہ بن زید اور خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ طاعون رجز ہے اور اس عذاب کا بقیہ ہے جو تم سے پہلے لوگوں کو دیا گیا۔ جب طاعون کسی علاقہ میں ہو اور تم بھی وہاں ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب تمہیں خبر پہنچے کہ کسی دوسرے علاقہ میں یہ ہے تو اس علاقہ میں نہ جاؤ(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت العالیہ رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ الرجز سے مراد غضب ہے(4)۔

وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۭ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ۭ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۭ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۶۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 349
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 351
3۔ صحیح مسلم، جلد 14، صفحہ 162، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 351

''اور یاد کرو جب پانی کی دعا مانگی موسیٰ نے اپنی قوم کے لئے تو ہم نے فرمایا مارو اپنا عصا فلاں چٹان پر، فوراً بہہ نکلے اس چٹان سے بارہ چشمے، پہچان لیا ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ، کھاؤ اور پیو اللہ کے دیئے ہوئے رزق سے اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ پانی تیہ کے صحراء میں اپنی قوم کے لئے مانگا تھا۔ موسیٰ نے ان کے لئے پتھر پر عصا مارا تو اس سے بارہ چشمے جاری ہوئے ہر قبیلہ کے لئے علیحدہ چشمہ تھا جس سے وہ پانی پیتے تھے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ پانی کا مطالبہ صحراء میں کیا تھا جب کہ انہیں اندیشہ ہوا کہ وہ پیاسے مر جائیں گے۔ پس حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے پانی کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنا عصا پتھر پر مارنے کا حکم دیا، وہ پتھر طور پہاڑ کا تھا جو وہ اپنے ساتھ اٹھا کر لائے تھے حتیٰ کہ جب وہ کسی جگہ پڑاؤ کرتے تو موسیٰ اس پر اپنا عصا مارتے۔ پس اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے۔ ہر گروہ اپنا مشرب جان لیتا، اور ہر گروہ اپنے معین چشمہ سے مستفید ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشمے جاری ہوئے یہ معاملہ تیہ میں پیش آیا جبکہ وہ تیہ کے صحراء میں بھٹک رہے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے جویبر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے وہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا موسیٰ پھوڑا لیتے تھے اور ہر قبیلہ کا ایک شخص کھڑا ہوتا تھا۔ موسیٰ پتھر پر عصا مارتے تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو جاتے پھر ہر چشمہ ایک شخص کی طرف جاری ہوتا تو وہ شخص اس چشمہ کی طرف اپنے قبیلہ کو بلاتا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلَا تَعْثَوْا کا مطلب وَلَا تَسْعَوْا یعنی (فساد کی کوشش نہ کرو) ہے (3)۔

امام ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ مطلب روایت کیا ہے کہ زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش نہ کرو (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو مالک رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ روایت کیا ہے کہ گناہوں کے ساتھ زمین پر نہ چلو۔ امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ زمین میں فساد کرتے ہوئے نہ پھرو (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے قوم کے لئے پانی طلب کیا پھر فرمایا اے گدھو! پیو۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا میرے بندوں کو گدھے نہ کہو۔

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 353
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 355
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 354
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 355

لَنَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَ قِثَّآىِٕهَا وَ فُوْمِهَا وَ عَدَسِهَا وَ بَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَ ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ ۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ﴿٦١﴾

"اور یاد کرو جب تم نے کہا اے موسیٰ! ہم صبر نہیں کر سکتے ایک طرح کے کھانے پر سو آپ دعا کیجئے ہمارے لئے اپنے پروردگار سے کہ نکالے ہمارے لئے وہ جن کو زمین اگاتی ہے (مثلاً) ساگ اور ککڑی اور گیہوں اور مسور اور پیاز۔ موسیٰ نے کہا کیا تم لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدلے میں جو عمدہ ہے۔ (اچھا) جا رہو کسی شہر میں تمہیں مل جائے گا جو تم نے مانگا۔ اور مسلط کر دی گئی ان پر ذلت اور غربت اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے۔ یہ سب کچھ اس وجہ سے تھا کہ وہ انکار کرتے رہے تھے اللہ کی آیتوں کا اور قتل کرتے تھے انبیاء کو ناحق۔ یہ (سب کچھ) اسی وجہ سے تھا کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جایا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ طَعَامٍ وَّاحِدٍ سے من وسلویٰ مراد ہے۔ اس کے بدلے انہوں نے سبزیاں طلب کیں اور دوسری اشیاء جن کا ذکر آیت کریمہ میں ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ صحراء میں من وسلویٰ کے کھانے سے اکتا گئے اور انہوں نے اس معیشت کا مطالبہ کیا جس پر پہلے وہ گزارا کرتے تھے۔ انہوں نے موسیٰ سے عرض کی کہ ہمارے لئے دعا فرمائیں (2)۔

حضرات عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فوم سے مراد روٹی ہے، ایک روایت میں ہے کہ اس سے مراد گندم ہے ایک روایت میں فرمایا الحنطہ (گندم) (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی (فی الکبیر) نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے پوچھا کہ فوم سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا الحنطہ (گندم)۔ اس نے پوچھا کیا فوم کا یہ مفہوم عرب جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے احیحہ بن الجلاح کا یہ شعر نہیں سنا۔

قَدْ كُنْتُ اَغْنَى النَّاسِ شَخْصًا وَاحِدًا وَرَدَ الْمَدِيْنَةَ عَنْ زِرَاعَةِ فُوْمِ

میں ایک شخص لوگوں کو غنی کرتا تھا جس نے پورے شہر کو گندم کی کاشت سے روک دیا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 356، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 358 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 358

حضرات وکیع، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد اور عطار رحمہ اللہ سے اس کا معنی الخبز (روٹی) نقل کیا ہے(1)۔
حضرات عبد بن حمید اور ابن جریر نے الحسن اور ابو مالک رحمہ اللہ سے فوم کا معنی الحنطہ (گندم) نقل کیا ہے(2)۔
حضرات عبد بن حمید اور ابن جریر نے الحسن اور ابو مالک رحمہ اللہ سے فوم کا معنی الخبز (روٹی) نقل کیا ہے(3)۔
امام ابن ابی حاتم نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فوم کا معنی لہسن نقل کیا ہے۔
امام ابن جریر نے ربیع بن انس سے نقل کیا ہے کہ فوم سے مراد ثوم (لہسن) ہے اور ایک قرأت میں ثُوْمِهَا بھی ہے(4)۔
حضرات سعید بن منصور، ابن ابی داؤد (فی المصاحف) اور ابن المنذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ثُوْمِهَا پڑھا ہے(5)۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میری قرأت زید کی قرأت ہے اور میں نے دس سے زائد حروف ابن مسعود کی قرأت سے لئے ہیں۔ ان میں سے ایک ثُوْمِهَا بھی ہے۔
امام الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ فُوْمِهَا سے کیا مراد ہے ابن عباس سے فرمایا اس سے مراد الحنطہ (گندم) ہے۔ اس نے کہا کیا لوگ اس کا یہ مفہوم جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے ابو محجن ثقفی کا یہ شعر نہیں سنا۔

قَدْ كُنْتُ اَحْسِبُنِيْ كَاَ غْنٰى وَاحِدٍ   قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ عَنْ زِرَاعَةِ فُوْمٍ

میں اپنے آپ کو یہ خیال کرتا تھا کہ ایک شخص نے مستغنی کر دیا ہے کہ لوگ گندم کی کاشت کی طرف پیش قدمی کریں۔
پھر فرمایا اے ابن الازرق جس نے اسے ابن مسعود کی قرأت پر پڑھا تو اس کے نزدیک یہ بدبودار (تھوم) چیز ہے۔
امیہ بن ابی الصلت نے کہا۔

كَانَتْ مَنَازِ لُهُمْ اِذْذَاكَ ظَاهِرَةً   فِيْهَا الْفَرَادِ يْسُ وَالْفُوْمَاتُ وَالْبَصَلُ

ان کے مکانات وہاں ظاہر تھے ان میں باغات، گندم اور پیاز تھے۔
امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر ہے۔

اَنْفٰى الدِّيَاسُ مِنَ الْقَوْمِ الصَّحِيْحِ   كَمَا اَنْفٰى مِنَ الْاَرْضِ صَوْبُ الْوَابِلِ الْبَرْدِ

صحیح قوم سے قتال نے اسے اس طرح صاف کر دیا ہے جیسے بارش کے پانی نے زمین کو صاف کر دیا۔
امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت میں ادنی کا معنی اردء (گھٹیا) کیا ہے(6)۔ حضرت سفیان بن عیینہ، ابن جریر اور حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مصر سے مراد کوئی شہر لیا ہے(7)۔

1۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 357 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 358
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 359 5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 563، مطبوعہ مکہ مکرمہ
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 360 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 361

امام ابن جریر نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے فرعون کا شہر مصر نقل کیا ہے(1)۔

حضرت ابن ابی داؤد نے اور ابن الانباری نے المصاحف میں اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مِصْرً کو بغیر تنوین کے پڑھتے تھے اور فرماتے یہ وہ شہر ہے جسے پر صالح بن علی حکمران تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہے جن سے جزیہ لیا جاتا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے قتادہ اور حضرت حسن بصری سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو ذلت کی حالت میں اپنے ہاتھ سے جزیہ دیتے تھے(2)۔

امام ابن جریر نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے الْمَسْكَنَةُ کا معنی الفاقۃ روایت کیا ہے(3)۔

امام ابن جریر نے الضحاک سے وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ کا یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے(4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَبَآءُوْ کا معنی اِنْقَلَبُوْا (پھر گئے) روایت کیا ہے۔

امام ابوداؤد، الطیالسی، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنو اسرائیل نے ایک دن میں تین سو انبیاء قتل کیے تھے پھر دن کے آخر میں سبزیوں کے بازار لگائے۔ احمد نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے سخت عذاب اس شخص کو دیا جائے گا جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا جسے کسی نبی نے قتل کیا اور اسے سخت عذاب ہوگا جو گمراہی کا امام ہوگا اور جو تصویریں بنانے والوں میں سے تصویر بنانے والا ہوگا(5)۔

امام حاکم نے روایت نقل کی ہے اور اس نے اسے صحیح بھی کہا ہے اور ذہبی نے بھی ان کا تعاقب کیا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا نبی اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نبیء اللہ نہیں لیکن نبی اللہ ہوں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور صحیح نہیں ہے(6)۔

امام ابن عدی نے حمران بن اعین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا السلام علیک یا نبی اللہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نبی اللہ نہیں بلکہ میں نبی اللہ ہوں(7)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کو ہمزہ کے ساتھ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا نہ ابوبکر نے نہ عمر نے نہ خلفاء نے۔ یہ ہمزہ بعد کے لوگوں کی بدعت ہے(8)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰى وَالصّٰبِـِٕيْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 361 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 363 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 364 5۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 407، مطبوعہ دار صادر بیروت
6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 251، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ الکامل لابن عدی، جلد 3، صفحہ 367، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 8۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 251

وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾

''یقین کرو اسلام کے پیروکار ہوں یا یہودی، عیسائی ہوں یا صابی جو کوئی بھی ایمان لائے اللہ پر اور دن قیامت پر اور نیک عمل کرے تو ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے رب کے ہاں اور نہیں کوئی اندیشہ ان کے لئے اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

حضرت ابن ابی عمر العدنی نے اپنی مسند میں اور ابن ابی حاتم نے سلمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان اہل دین کے متعلق دریافت کیا جن کے ساتھ میرا تعلق تھا، پھر ان کی نماز اور عبادت کا ذکر کیا گیا تو یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت الواحدی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب سلمان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے ساتھیوں کا واقعہ ذکر فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخ میں ہیں۔ سلمان فرماتے ہیں مجھ پر زمین تاریک ہوگئی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ فرماتے ہیں اس آیت کے نزول کے بعد مجھے یوں محسوس ہوا گویا میری رسی کھل گئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت سلمان کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی اور حضرت سلمان نیساپور کے لشکر کے ایک فرد تھے اور آپ ان کے سرداروں میں سے تھے۔ ابن الملک آپ کا دوست تھا اور بھائی بنا ہوا تھا۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بغیر فیصلہ نہیں کرتا تھا، وہ دونوں اکٹھے شکار کو سوار ہو کر جاتے تھے، ایک دفعہ وہ دونوں شکار پر تھے کہ اچانک انہیں ایک خیمہ دکھائی دیا۔ وہ دونوں اس میں آئے اس میں دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور اس کے پاس مصحف ہے جس کی وہ تلاوت کر رہا ہے اور رو رہا ہے۔ حضرات ابن الملک اور سلمان نے اس شخص سے اس مصحف کے متعلق پوچھا تو اس شخص نے کہا جو اس کتاب کو سیکھنا چاہتا ہے وہ تمہاری طرح کھڑا نہیں رہتا، اگر تم اس کتاب کو سیکھنا چاہتے ہو تو نیچے اترو تا کہ میں تمہیں یہ کتاب سکھاؤں۔ وہ دونوں سواری سے نیچے اترے تو اس شخص نے کہا یہ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہے، اس نے اس میں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی نافرمانی سے منع فرمایا ہے، اس میں ہے کہ نہ چوری کرو نہ زنا کرو نہ باطل طریقہ سے لوگوں کے مال حاصل کرو۔ پھر اس نے انہیں قرآن کے دوسرے احکام بتائے۔ اس میں ہے کہ انجیل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ پر نازل کی۔ پس اس شخص کی باتیں دونوں کے دلوں میں اتر گئیں۔ ان دونوں نے توبہ کی اور اسلام قبول کیا۔ اس شخص نے ان کو بتایا کہ تم پر تمہاری قوم کا ذبیحہ حرام ہے۔

وہ دونوں اس شخص سے احکام الہیہ سیکھتے رہے حتی کہ بادشاہ کی عید کا دن تھا، اس نے کھانا جمع کیا پھر سرداروں اور دوسرے لوگوں کو جمع کیا۔ بادشاہ نے ابن الملک کی طرف بھی پیغام بھیجا اور اسے بھی دعوت پر مدعو کیا تا کہ وہ بھی لوگوں کے ساتھ مل کر کھائے، اس نوجوان نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا میں تم سے اعراض کرنے والا ہوں، تم اور تمہارے ساتھی کھا

1۔ اسباب النزول، صفحہ 15، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

لو۔ جب اس کے پاس بار بار پیغام رساں آنے لگے تو اس نے انہیں بتایا کہ وہ ان کا کھانا نہیں کھاتا۔ تب بادشاہ نے اپنے بیٹے کی طرف پیغام بھیجا اور اسے بلایا اور پوچھا کہ تیرا معاملہ کیا ہے؟ اس نے کہا ہم تمہارا ذبیحہ نہیں کھاتے تم کفار ہو تمہارا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ بادشاہ نے اسے کہا اس کا تجھے کس نے حکم دیا ہے؟ اس نے بتایا کہ اس راہب نے مجھے یہ بتایا ہے۔ بادشاہ نے راہب کو بلایا اور پوچھا کہ میرا بیٹا کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا تیرا بیٹا سچ کہتا ہے، بادشاہ کہنے لگا اگر خون بہانا ہمارے مذہب میں برا نہ ہوتا تو میں تجھے قتل کر دیتا لیکن تو ہماری زمین سے نکل جا۔ پس اس نے ایک مدت کے لئے اپنے ملک سے بدر کر دیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم دونوں اس شخص کی جلاوطن ہونے پر رونے لگ گئے۔

اس شخص نے بادشاہ کے بیٹے اور سلمان سے کہا اگر تم سچے ہو تو موصل کے کنیسہ (عبادت خانہ) میں ساٹھ افراد ہیں جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں تم بھی اس میں پہنچ جاؤ، وہ راہب چل پڑا اور سلمان اور ابن الملک پیچھے رہ گئے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے ابن الملک سے کہا کہ ہمارے ساتھ چلو، ابن الملک نے کہا ٹھیک ہے چلتے ہیں، ابن الملک نے سامان بیچ کر تیاری شروع کر دی جب اس نے تاخیر کر دی تو حضرت سلمان خود چل پڑے حتی کہ موصل پہنچ گئے، آپ اپنے اس ساتھی کے پاس اترے جو بیعہ کا مالک تھا، اس بیعہ (کنیسہ) میں یہ شخص تمام راہبوں سے بلند درجہ تھا۔ سلمان اس کے ساتھ عبادت وریاضت میں مشغول ہو گیا اور وہ اپنے آپ کو تھکاتا تھا۔ حضرت سلمان نے ایک دن اسے کہا کہ تم مجھے بتاؤ کہ جو تم مجھے حکم دیتے ہو وہ افضل ہے یا جو میں خود کرتا ہوں وہ افضل ہے، راہب نے کہا جو تو کرتا ہے وہ افضل ہے۔ پھر کنیسہ کے مالک نے بلایا اور کہا تو جانتا ہے یہ کنیسہ میرا ہے اور اس کا میں سب سے زیادہ حق دار ہوں۔ اگر میں اس سے ان لوگوں کو نکالنا چاہوں تو ایسا کر سکتا ہوں لیکن میں ان کی عبادت کے اعتبار سے کمزور ہوں، میں ایک دوسرے کنیسہ کی طرف منتقل ہونا چاہتا ہوں جہاں اس کی نسبت عبادت آسان ہے۔ اگر تو یہاں رہنا چاہتا ہے تو یہاں رہ اور اگر میرے ساتھ چلنا چاہتا ہے تو میرے ساتھ چل سلمان نے پوچھا از روئے رہنے والوں کے کونسا بیعہ (کنیسہ) بہتر ہے۔ اس راہب نے کہا یہ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر اسی کنیسہ میں رہوں گا۔ سلمان وہاں ٹھہر گئے۔ بیعہ کے مالک نے سلمان کو ان کے ساتھ عبادت کرنے کی وصیت کی۔

پھر اس عالم شیخ نے بیت المقدس جانے کا ارادہ کیا تو اس نے سلمان کو بلایا اور کہا میں بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں اگر تو چاہے تو میرے ساتھ چل، اگر چاہے تو یہاں ٹھہرا رہ۔ سلمان نے اس سے پوچھا کون سا امر افضل ہے میرا آپ کے ساتھ چلنا یا یہاں ٹھہرا رہنا؟ اس نے کہا تیرا میرے ساتھ چلنا بہتر ہے۔ آپ اس کے ساتھ چل پڑے۔ وہ راستہ کے اوپر ایک اپاہج کے پاس سے گزرے۔ جب اس نے ان دونوں کو دیکھا تو بلند آواز سے کہا اے راہبوں کے سردار! مجھ پر رحم کرو اللہ تجھ پر رحم کرے، راہب نے اس سے کوئی کلام نہ کی اور نہ اس کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں چلتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچ گئے، شیخ نے حضرت سلمان سے کہا جاؤ اور علم حاصل کرو، اس مسجد میں روئے زمین کے علماء تشریف لاتے ہیں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ان کی باتیں سننے کے لئے نکل پڑے۔ ایک دن حضرت سلمان پریشان ہو کر لوٹے۔ شیخ نے پوچھا سلمان غمگین کیوں ہے؟ حضرت سلمان نے کہا ساری کی ساری خیر پہلے انبیاء کرام اور ان کے متبعین لے گئے ہیں۔ شیخ نے کہا

پریشان نہ ہو کیونکہ ایک نبی باقی ہے جس سے از روئے متبعین کے کوئی نبی افضل نہیں ہے، ان کے ظہور کا یہی زمانہ ہے مجھے اپنے بارے تو یقین نہیں ہے کہ میں اس کی ملاقات سے مشرف ہوں گا لیکن تو جوان عمر ہے شاید تو ان کا دیدار کرے، وہ عرب کی زمین پر ظاہر ہوں گے اگر تو ان کو پالے تو ان پر ایمان لے آنا اور ان کی اتباع کرنا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے شیخ سے کہا مجھے اس نبی کی کوئی علامت بتا دیجئے۔ شیخ نے کہا ہاں اس کی علامت یہ ہے کہ اس کی پیٹھ پر ختم نبوت کی مہر لگی ہوگی، وہ ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا پھر وہ دونوں لوٹے حتی کہ اس اپاہج شخص کے پاس پہنچے۔ اس نے پہلے کی طرح بلند آواز سے کہا اے راہبوں کے سردار! مجھ پر رحم کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ شیخ نے اپنا گدھا اس کی طرف موڑ دیا۔ پھر اس نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر بلند کیا پھر زمین پر ڈال دیا۔ اس کے بعد اس کے لئے دعا کی اور کہا اللہ کے اذن سے کھڑا ہو جا پس وہ شخص صحیح وسلامت کھڑا ہو گیا اور چلنے لگا۔ حضرت سلمان متعجب ہو کر اس کی طرف دیکھ رہے تھے اور راہب چلا تو وہ حضرت سلمان سے غائب ہو گیا اور حضرت سلمان کو اس کے متعلق کوئی علم نہ تھا۔

پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ راہب کی تلاش میں نکل پڑے۔ راستہ میں قبیلہ کلب کے دو عرب شخص ملے۔ آپ نے ان سے راہب کے متعلق پوچھا تو ایک نے اپنی سواری بٹھا دی اور کہا ہاں گلہ چرانے والا یہ ہے۔ اس نے آپ کو سوار کیا اور مدینہ طیبہ لے آیا۔ حضرت سلمان فرماتے ہیں اس وقت مجھے ایسی تکلیف اور رنج لاحق ہوا کہ پہلے ایسا کبھی لاحق نہیں ہوا تھا، ایک جہینیہ عورت نے سلمان کو خرید لیا۔ آپ اور اس عورت کا غلام ایک ایک روز باری باری اس عورت کی بکریاں چراتے تھے۔ سلمان دراہم جمع کرتے تھے اور محمد ﷺ کے خروج کے منتظر تھے۔ ایک دن وہ بکریاں چرا رہے تھے کہ آپ کا ساتھی پیچھے سے آیا اور بتایا کہ تجھے معلوم ہے آج مدینہ طیبہ میں ایک ایسا شخص آیا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ سلمان نے اسے کہا تم بکریوں کے پاس ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں۔ سلمان مدینہ طیبہ پہنچے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور آپ کے ارد گرد چکر لگایا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ اس کا ارادہ پہچان گئے۔ آپ ﷺ نے پیٹھ سے کپڑا اٹھایا حتی کہ مہر نبوت ظاہر ہو گئی، جب سلمان نے مہر نبوت کو دیکھا تو آپ کے قریب آئے اور گفتگو شروع کی پھر آپ چلے گئے اور کچھ دیناروں کے ساتھ ایک بکری خریدی پھر اسے بھونا اور کچھ دیناروں کے ساتھ روٹیاں خریدیں، پھر یہ تمام چیزیں لیکر بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ سلمان نے کہا یہ صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی مجھے ضرورت نہیں، اسے لے جاؤ، اس کو دوسرے مسلمان کھالیں۔ پھر سلمان گئے اور چند دیناروں کے ساتھ روٹی اور گوشت خریدا پھر وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ سلمان نے کہا یہ ہدیہ ہے۔ فرمایا بیٹھ اور کھا، سلمان بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ اور سلمان نے مل کر وہ کھانا کھایا۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کا اس دوران ذکر کر رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ وہ روزہ رکھتے تھے، نماز پڑھتے تھے اور آپ پر ایمان لاتے تھے اور یہ گواہی دیتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی تعریف سے فارغ ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے سلمان وہ دوزخی ہیں۔ حضرت سلمان پر یہ جملہ

شاق گزرا۔ حضرت سلمان کہہ چکے تھے کہ اگر وہ آپ کو پالیتے تو آپ کی تصدیق کرتے اور آپ کی اتباع کرتے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِـِٕیْنَ الخ نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سلمان فارسی نے نبی کریم ﷺ سے ان نصاریٰ کے متعلق پوچھا اور ان کے اعمال کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اسلام پر نہیں مرے، سلمان کہتے ہیں مجھ پر زمین تاریک ہوگئی، میں نے ان کی نیکیوں میں کوشش کا ذکر کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، نبی کریم ﷺ نے سلمان کو بلایا اور فرمایا تیرے ساتھیوں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ فرمایا جو میرے متعلق سننے سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر فوت ہوا وہ خیر پر ہے اور جس نے میری نبوت کے متعلق سن لیا اور پھر مجھ پر ایمان نہ لایا تو وہ ہلاک ہوگیا (2)۔

امام ابوداؤد نے الناسخ والمنسوخ میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ (آل عمران) (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن نجی عن علی کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ یہود کو یہود اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ (الاعراف: 156) کہا تھا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم تمام لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں کہ یہود کو یہود کیوں کہا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے کلمہ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ (الاعراف: 156) کہنے کی وجہ سے انہیں یہود کہا جاتا ہے۔ اور نصرانیوں کو نصرانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم زیادہ جانتے ہیں کہ یہود کو یہود کیوں کہا جاتا ہے اور نصرانیوں کو نصاریٰ کیوں کہا جاتا ہے۔ یہود کو اس نام سے اس لئے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ (الاعراف: 156) کہا تھا جب آپ کا وصال ہوا تو ان کو یہ کلمہ بہت پسند آیا تو وہ اپنے آپ کو یہودی کہنے لگے اور نصرانیوں کی نصرانی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ (آل عمران: 52) حواریوں نے کہا نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (آل عمران: 52) پس وہ نصرانیت سے موسوم ہوگئے۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نصاریٰ کو ایک دیہات ناصرہ کی وجہ سے اس نام سے موسوم کیا جاتا ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اترے تھے پس انہوں نے یہ نام خود رکھا اس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا (5)۔

امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نصاریٰ کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا جاتا ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیہات کا نام ناصرہ تھا (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 370　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 372
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 366　5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 367　6۔ ایضاً

حضرات وکیع، عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصائبون، یہود، مجوس اور نصاریٰ کے درمیان ایک قوم تھی جن کا کوئی دین نہیں تھا(1)۔

حضرت ابن المنذر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے الصابئون نہ یہودی تھے نہ نصرانی وہ مشرکوں کی ایک قوم تھی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی۔

امام عبد الرزاق نے مجاہد رحمہ اللہ روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الصائبون کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ نصاریٰ، مجوس اور یہود کے درمیان ایک قوم تھی ان کا نہ ذبیحہ حلال ہے اور نہ ان سے نکاح حلال ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصابئون، نصرانیوں اور مجوسیوں کے درمیان ایک منزل ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صابئون، یہود کی طرف گئے اور ان سے پوچھا کہ تمہارا کیا دین ہے؟ یہود نے کہا ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں، وہ ہمارے پاس یہ احکام لے کر آئے اور انہوں نے ان ان چیزوں سے منع کیا ہے۔ یہ ہماری کتاب تورات ہے جو ہماری اتباع کرے گا وہ جنت میں جائے گا۔ پھر صابئون، نصاریٰ کے پاس گئے تو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وہی کچھ کہا جو یہودیوں نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا تھا۔ انہوں نے کہا یہ انجیل ہماری کتاب ہے۔ پس جو ہماری اتباع کرے گا وہ جنت میں جائے گا، الصابئون نے کہا یہ لوگ کہتے ہیں ہم اور ہمارے متبعین جنت میں جائیں گے اور یہود کہتے ہیں ہم اور ہمارے متبعین جنت میں جائیں گے، پس ہم کوئی دین قبول نہیں کرتے پس اللہ تعالیٰ نے ان کا نام الصابئون رکھ دیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصابئون اہل کتاب کا ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتے تھے(2)۔

امام وکیع نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصابئون، اہل کتاب کا ایک طائفہ ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صابئون وہ قوم ہے جو ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں اور قبلہ کے علاوہ طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور زبور کی تلاوت کرتے ہیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صابی وہ ہوتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتا ہے اس کی کوئی شریعت نہیں ہوتی جس پر عمل پیرا ہو اور وہ کفریہ بات نہیں کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو الزناد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصابئون وہ قوم ہے جو عراق کے پاس رہتی ہے اور کوثی میں رہتے ہیں اور تمام نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔

حضرت عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ کہتے ہیں اَلصّٰبِئُوْنَ وَمَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 368　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 368　3۔ ایضاً

الصّٰبِئُوْنَ الصّٰبِئُوْنَ۔ کہتے ہیں الْخَاطِئُوْنَ وَمَا الْخَاطِئُوْنَ الْخَاطِئُوْنَ۔(یعنی خطا کرنے والے، کیا ہیں خطا کرنے والے، خطا کرنے والے)

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَیْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۚ فَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَكُنْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۴﴾

"اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ وعدہ اور بلند کیا تم پر طور کو (اور حکم دیا) پکڑ لو جو ہم نے تم کو دیا مضبوطی سے اور یاد رکھنا وہ (احکام) جو اس میں درج ہیں شاید کہ تم پرہیزگار بن جاؤ پھر منہ موڑ لیا تم نے پختہ وعدہ کرنے کے بعد تو اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم ضرور ہو جاتے نقصان اٹھانے والوں میں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ طور ایک پہاڑ ہے جس کے قریب یہود اترے تھے وہ ان کے اوپر بلند کیا گیا۔ فرمایا میرا حکم مان لو ورنہ میں یہ تمہارے اوپر ماروں گا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طور وہ پہاڑ ہے جس پر تورات نازل ہوئی اور بنی اسرائیل اس کے نیچے رہتے تھے(2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طور اس پہاڑ کو کہتے ہیں جو کچھ اگائے، جو کچھ نہ اگائے وہ طور نہیں ہے(3)۔

حضرات الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طور، سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبطی لوگ پہاڑ کو طور کہتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں بِقُوَّةٍ کا معنی بجد ہے۔ یعنی مضبوطی اور سنجیدگی سے پکڑنا(5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَّ اذْكُرُوْا مَا فِیْهِ کے ضمن میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو کچھ تورات میں ہے اس کو پڑھو اور اس کے مطابق عمل کرو(6)۔

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ شاید تم ان اعمال سے رک جاؤ جن میں تم پہلے مبتلا تھے(7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 374 | 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 375 | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 374
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 376 | 6۔ ایضاً | 7۔ ایضاً

وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِی السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕیْنَ ﴿۶۵﴾ فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۶۶﴾

اورتم خوب جانتے ہوانہیں جنہوں نے نافرمانی کی تھی تم میں سے سبت کے قانون کی تو ہم نے حکم دیا انہیں کہ بن جاؤ بندر پھٹکارے ہوئے۔ پس ہم نے بنادیا اس سزا کو عبرت ان کے لئے جو اس زمانہ میں موجود تھے اور جو بعد میں آنے والے تھے اور اسے نصیحت بنادیا پرہیزگاروں کے لئے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَلِمْتُمْ کا معنی عَرَفْتُمْ روایت کیا ہے یہ ان کو مصیبت سے ڈرانا ہے فرماتے ہیں تم بچو اس عذاب سے جو ہفتہ والوں کو پہنچا۔ جب انہوں نے میری نافرمانی کی اور حد سے تجاوز کیا۔ فرماتے ہیں انہوں نے ہفتہ کے دن شکار کرنے کی جرأت کی تھی تو ہم نے کہا دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کرتوتوں کی وجہ سے ان کو بندر بنادیا تھا اور مسخ شدہ کبھی تین دن سے زیادہ زندہ نہیں رہا نہ اس نے کھایا نہ پیا اور نہ اس کی نسل چلی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے ہفتہ کے احکام میں تجاوز کیا تھا وہ فوراً بندر بنا دیئے گئے تھے پھر وہ ہلاک ہو گئے تھے۔ مسخ شدہ کی نسل نہیں چلتی۔

حضرت ابن المنذر رکے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بندر اور خنازیر ان کی نسل ہیں جو مسخ کیے گئے تھے۔

امام ابن المنذر رنے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کی نسل ختم ہو گئی تھی۔

حضرات ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے لکھا ہے کہ ان کے دل مسخ ہو گئے تھے، وہ بندروں کی شکل میں مسخ نہیں کئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی مثال بیان فرمائی کہ ان کی مثال گدھے کی ہے جو کتابیں اٹھائے ہوتا ہے۔

حضرات عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے لئے مچھلیاں حلال کی گئی تھیں اور ہفتہ کے روز شکار کرنا ان پر حرام تھا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے پس وہ لوگ تین حصوں میں تقسیم تھے کچھ لوگ تو وہ تھے جو ہفتہ کو شکار نہیں کرتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جو خود تو حرام کا ارتکاب نہیں کرتے تھے لیکن دوسروں کو منع بھی نہیں کرتے تھے۔ تیسرا وہ گروہ تھا جو نافرمانی کرتا تھا اور پے در پے کرتا تھا۔ جب انہوں نے سرکشی کو اپنا معمول بنایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا دھتکارے ہوئے بندر بن جاؤ، پس وہ مرد اور عورتیں بندر بن گئے اور بھیڑیے ان کو غراتے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خٰسِـِٕیْنَ کا معنی ذلیلین کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 380 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 381

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی صٰغِرِیْنَ (حقیر) نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی مثل معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فَجَعَلْنٰهَا میں ضمیر کا مرجع ان کے گناہ ہیں اور مَا بَیْنَ یَدَیْهَا اور وَمَا خَلْفَهَا سے مراد آگے پیچھے والے دیہات ہیں اور مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ کا مطلب یہ ہے کہ قیامت تک بعد میں آنے متقین کے لئے یہ ان کے کرتوت بطور نصیحت ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فَجَعَلْنٰهَا میں ھا ضمیر کا مرجع مچھلیاں ہیں اور مَا بَیْنَ یَدَیْهَا اور وَمَا خَلْفَهَا سے مراد ان کے پہلے اور پچھلے گناہ ہیں (2)۔

حضرت ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فَجَعَلْنٰهَا میں ھا ضمیر کا مرجع ان کے مسخ کی سزا ہے اور نَکَالًا کا معنی سزا ہے فرماتے ہیں پس ان کے بعد والوں کو میری سزا سے ڈرنا چاہیے وَمَا خَلْفَهَا اور جو ان کے ساتھ باقی ہیں ان کو بھی ڈرنا چاہیے اور یہ سزا متقین کے لئے یاددہانی اور عبرت ہے (3)۔

حضرت عبد بن حمید نے سفیان سے مَا بَیْنَ یَدَیْهَا اور وَمَا خَلْفَهَا سے مراد گناہ روایت کیا ہے اور متقین سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖۤ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۝۶۷

"اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تمہیں کہ ذبح کرو ایک گائے۔ وہ بولے کیا آپ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں؟ آپ نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے کہ میں شامل ہو جاؤں جاہلوں (کے گروہ) میں"۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب "من عاش بعد الموت" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے دو شہر تھے ایک حصینہ تھا اور اس کے دروازے تھے اور دوسرا خربہ تھا۔ حصینہ والے شام کو اپنے شہر کے دروازے بند کر دیتے۔ جب صبح اٹھتے تو شہر کی دیواروں پر کھڑے ہو کر دیکھتے کہ کیا شہر کے ارد گرد کوئی حادثہ رونما ہوا ہے؟ ایک دن صبح انہوں نے دیکھا کہ ایک مقتول شہر کی دیوار کے ساتھ پڑا ہوا ہے، خربہ شہر والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے اور اس کے بھائی کا جوان بیٹا اس پر رو رہا ہے، کہہ رہا ہے کہ تم نے میرے چچا کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم شام کے وقت سے جب ہم نے دروازہ بند کیا تھا اس وقت سے ہم نے دروازہ نہیں کھولا ہے، تمہارے اس ساتھی کے خون کا ہمارے پاس کوئی ذمہ دار نہیں ہے۔ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 387 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 385 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 383

طرف وحی فرمائی کہ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ...... فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ۔

فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک نوجوان شخص تھا جو اپنی دکان چلاتا تھا اور اس کا باپ بوڑھا تھا۔ ایک دفعہ ایک دوسرے شہر سے ایک شخص اس سے سامان لینے کے لئے آیا اور اسے سامان کی قیمت عطا کر دی۔ وہ جوان اس کو ساتھ لے کر چلا تا کہ دکان کھول کر اس کو سامان دے جبکہ دکان کی چابی اس کے باپ کے پاس تھی جو دکان کے سایہ میں سویا ہوا تھا۔ اس شخص نے جوان کو کہا کہ باپ کو بیدار کر۔ بیٹے نے کہا والد محترم سوئے ہوئے ہیں میں ان کو نیند سے بیدار کرنا پسند نہیں کرتا۔ وہ دونوں واپس پلٹے پھر اس شخص نے جوان کو پہلے سے دگنی قیمت دی اس شرط پر کہ وہ والد صاحب کو جگا دے لیکن بیٹے نے انکار کیا، سامان لینے والا واپس چلا گیا۔ بوڑھا باپ بیدار ہوا تو بیٹے نے اسے بتایا کہ اللہ کی قسم ایک شخص اتنا اتنا سامان خریدنے آیا تھا، اس نے مجھے اتنی اتنی قیمت دی تھی لیکن میں نے آپ کو نیند سے بیدار کرنا پسند نہ کیا۔ باپ نے بیٹے کو ملامت کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے والد سے حسن سلوک کی بنا پر وہ بچھڑی عطا فرمائی تھی جو بنو اسرائیل کو مطلوب تھی۔ بنی اسرائیل اس کے پاس آئے کہ یہ بچھڑی ہمیں بیچ دے۔ اس نے کہا نہیں میں نہیں بیچتا۔ لوگوں نے کہا ہم تجھ سے لے لیں گے۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا اسے کچھ سامان پر راضی کرو، لوگوں نے اسے کہا آپ کا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس نے کہا میرا حکم یہ ہے کہ تم اس گائے کو ترازو کے ایک پڑے میں رکھو اور دوسرے پلڑے میں سونا رکھو، جب سونا زیادہ ہو جائے گا تو میں وہ لے لوں گا اور گائے تمہارے حوالے کر دوں گا۔ لوگوں نے ایسا کیا۔ پھر وہ گائے لے کر اس مقتول شیخ کی قبر کے پاس آئے، دونوں شہروں کے لوگ جمع ہوئے، اس گائے کو ذبح کیا پھر اس کا کچھ حصہ قبر پر مارا تو وہ شخص سر جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہا مجھے میرے بھتیجے نے قتل کیا ہے، اس پر میری زندگی کا عرصہ طویل ہو گیا تھا اور وہ میرا مال لینا چاہتا تھا، یہ کہنے کے بعد وہ شخص پھر مر گیا۔

حضرات عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں عبیدہ السلمانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا ایک شخص بے اولاد تھا اور اس کا مال کثیر تھا۔ اس کا بھتیجا وارث تھا، اس نے چچا کو قتل کیا پھر رات کے وقت اٹھا کر ایک شخص کے دروازے پر پھینک آیا پھر صبح کے وقت قتل کا دعویٰ ان لوگوں پر خود کر دیا حتیٰ کہ آپس میں ہتھیاروں سے لیس ہو کر لڑنے پر تل گئے لیکن صاحب عقل لوگوں نے مشورہ دیا کہ تم آپس میں کیوں لڑتے ہو، یہ اللہ کا رسول تمہارے درمیان موجود ہے۔ وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، تمام ماجرا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ۔ فرمایا اگر وہ اعتراض نہ کرتے تو میں کوئی گائے جائز قرار دے دیتا لیکن انہوں نے شدت اختیار کی تو ان پر شدت کی گئی حتیٰ کہ وہ اس گائے تک پہنچ گئے جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔ پس انہوں نے وہ گائے ایک شخص کے پاس پائی لیکن صرف وہ ایک ہی گائے تھی۔ اس شخص نے کہا اللہ کی قسم میں اس کے مقابلہ میں جلد بھر سونا سے کم نہیں لوں گا۔ پس انہوں نے وہ گائے خرید کر ذبح کی پھر اس کا گوشت اس میت کو مارا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تجھے کس نے قتل کیا ہے، اس نے کہا میرے بھائی کے بیٹے نے۔ پھر وہ مر گیا۔

پس اس کے مال سے بھتیجے کو کچھ نہ دیا گیا اور ابھی تک قاتل کو وراثت نہیں ملتی (1)۔

امام عبدالرزاق نے عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلا فیصلہ جو کیا گیا کہ قاتل وارث نہ ہوگا یہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے متعلق تھا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے سب سے پہلے جس قاتل کو میراث سے روکا گیا وہ گائے والا تھا (3)۔ ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کا ایک شخص انتہائی امیر تھا اور اس کے بھتیجے نادار اور فقراء تھے اور وہ شخص بے اولاد تھا، اس کے بھتیجے ہی وارث بنتے تھے، بھتیجوں نے کہا کاش ہمارا چچا مر جاتا اور ہم اس کے مال کے وارث بن جاتے۔ جب ان پر زیادہ عرصہ گزر گیا کہ وہ فوت نہ ہوا تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہا کیا تمہارے لئے یہ ممکن ہے کہ تم اس بوڑھے چچا کو قتل کر دو اور اس کی دیت کا مطالبہ دوسرے شہر والوں سے کرو جس سے تمہارا تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ ان دو شہروں میں سے ایک میں رہتے تھے جن میں اگر کوئی شخص قتل کر کے دنوں شہروں کے درمیان پھینکا جاتا تو اس مقتول اور دونوں شہروں کے درمیان کی جگہ پیمائش کی جاتی جس کے وہ قریب پایا جاتا ان پر دیت لازم کر دی جاتی، جب شیطان نے سب کچھ مزین کر کے دکھا دیا تو انہوں نے اپنے چچا کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور پھر قتل کر دیا پھر اس شہر کے دروازے پر پھینک آئے جس کے ساتھ ان کا اپنا تعلق نہیں تھا۔ جب صبح ہوئی وہ بھتیجے شہر والوں کے پاس آئے اور مطالبہ کیا کہ ہمارا چچا تمہارے شہر کے دروازے پر مرا پڑا ہے پس اللہ کی قسم ہم تم سب سے دیت لیں گے۔ شہر والوں نے کہا ہم قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہم نے قتل نہیں کیا ہے اور نہ ہمیں اس کے قاتل کا علم ہے، ہم نے تو شام کے وقت سے صبح تک دروازہ کھولا نہیں ہے۔ وہ سب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے، تو جبریل آئے اور یہ ارشاد لائے۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْۤا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔

حضرت سفیان بن عیینہ نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کی ایک عبادت گاہ تھی جس کے بارہ دروازے تھے۔ ہر قبیلہ کا ایک علیحدہ دروازہ تھا جس کے ذریعے وہ عبادت گاہ میں داخل ہوتے اور نکلتے تھے۔ پس ایک قبیلہ کے دروازہ پر مقتول پایا گیا جو ایک قبیلہ کے دروازے پر قتل کیا گیا تھا اور پھر اسے دوسرے دروازے پر گھسیٹ کر ڈالا گیا تھا۔ دونوں قبیلوں والے آپس میں لڑنے لگے۔ ایک قبیلہ کہتا تم نے اسے قتل کیا ہے، دوسرا کہتا تم نے قتل کیا ہے اور پھر گھسیٹ کر ہمارے دروازے پر لے آئے ہو، وہ جھگڑا کرتے ہوئے موسیٰ کے پاس آئے تو اللہ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ وہ گائے کی تلاش میں نکلے تو ملنی مشکل ہوگئی پھر موسیٰ کے پاس آئے اور عرض کی اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّ لَا بِكْرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ ؕ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ۞ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ۞ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُبَیِّنْ لَّنَا مَا هِیَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیْنَا ؕ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 388 ، 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 405

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 263 مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ۝۔ اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو گائے کو نہ پا سکتے۔ وہ گائے اس وقت تین دینار کی تھی، اگر وہ ادنیٰ سی گائے لے لیتے اور اسے ذبح کر دیتے تو ان کو کفایت کر جاتی لیکن انہوں نے جب سختی کی تو ان پر سختی کی گئی۔

وہ گائے تلاش کرنے گئے تو اس مذکورہ صفات پر گائے ایک شخص کے پاس پائی۔ انہوں نے اس سے بیچنے کو کہا تو اس نے کہا میں سو دینار میں بیچوں گا۔ انہوں نے کہا یہ تین دینار کی ہے۔ انہوں نے لینے سے انکار کر دیا پھر وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ ہم نے مذکورہ صفات والی گائے ایک شخص کے پاس دیکھی ہے لیکن وہ سو دینار سے کم میں نہیں دیتا جبکہ وہ گائے حقیقت میں تین دینار کی ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس کا مالک ہی اس کے متعلق بہتر جانتا ہے، اگر وہ چاہے تو بیچے چاہے تو نہ بیچے، وہ پھر اس شخص کے پاس گئے اور کہا کہ ہم سو دینار میں لیتے ہیں۔ اس نے کہا میں اب دوسو دینار سے کم میں نہیں دوں گا۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ! تو نے پہلے سو دینار پر ہمیں بیچی تھی اور تو راضی ہو گیا تھا پس ہم نے وہ لے لی تھی، اس نے کہا نہیں میں دوسو دینار سے کچھ بھی کم نہیں کروں گا۔ انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے اور بتایا کہ پہلے اس نے سو دینار میں ہمیں دی تھی لیکن اب جب ہم لوٹ کر گئے ہیں تو وہ کہتا ہے میں دوسو دینار سے کم میں نہیں دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ زیادہ جانتا ہے اگر چاہے تو بیچے چاہے تو نہ بیچے، پھر بنی اسرائیل واپس چلے اور کہا ہم دوسو دینار میں لیتے ہیں اس نے کہا اب میں چار سو دینار سے کم نہیں لوں گا۔ انہوں نے کہا بھائی! تو نے دوسو دینار میں بیچی تھی اور ہم نے لے لی تھی۔ اس نے کہا میں چار سے کم میں نہیں دوں گا۔ وہ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور بتایا کہ ہم نے دوسو دینار اسے دیئے لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ میں چار سو سے کم میں نہیں دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ مالک ہے زیادہ جانتا ہے چاہے تو فروخت کرے چاہے تو نہ کرے۔ پھر وہ لوٹ کر آئے اور کہا کہ ہم چار سو دینار میں لیتے ہیں۔ اس نے کہا میں اب آٹھ سو دینار سے کم میں نہیں بیچوں گا۔ وہ اسی طرح موسیٰ اور اس شخص کے درمیان گھومتے رہے۔ جب وہ واپس آتے تو وہ شخص قیمت دوگنا کر دیتا حتیٰ کہ اس نے کہا میں اس کی کھال بھر سونا کے برابر بیچوں گا۔ انہوں نے وہ خرید لی، اسے ذبح کیا اور اس کی ران کا گوشت میت کو مارا تو وہ زندہ ہو گیا اور اس نے بتایا کہ مجھے فلاں نے قتل کیا ہے۔

وہ ایک شخص کا چچا تھا جو بہت مالدار تھا اور اس کی صرف ایک بیٹی تھی، اس شخص نے سوچا کہ چچا کو قتل کر کے اس کے مال کا وارث بن جاؤں اور اس کی بیٹی سے شادی کر لوں، اس نے چچا کو قتل کیا تو وہ کسی چیز کا وارث نہ بنا، اس وقت سے قاتل میراث کا وارث نہیں ہوتا، موسیٰ نے کہا اس گائے کی بڑی شان ہے اس کے مالک کو میرے پاس بلاؤ، وہ اس کو بلا کر لے آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس سے گائے کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا ہاں اس کی بڑی شان ہے، میں بازار میں خرید و فروخت کرتا تھا۔ ایک شخص نے مجھ سے اس مال کا سودا کیا جو میرے پاس تھا۔ میں نے اسے وہ فروخت کر دیا اور مجھے اس مال سے بہت زیادہ منافع کی امید تھی، میں وہ سامان لینے گھر گیا جو میں نے دوسرے شخص کو فروخت کیا تھا تو چابی میری والدہ کے سر کے نیچے پڑی تھی۔ میں نے اس کو نیند سے بیدار کرنا آداب کے خلاف سمجھا۔ میں اس شخص کی طرف لوٹ آیا اور میں نے کہا میرے اور تیرے درمیان جو بیع ہوئی تھی وہ ختم! وہ شخص چلا گیا۔ پھر جب میں گھر لوٹا تو میری یہ گائے پیدا ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے میرے

دل میں اس کی محبت ڈال دی۔ پس میرے نزدیک اس سے کوئی چیز محبوب نہیں تھی۔ اس کو کہا گیا کہ یہ تجھے اپنی والدہ سے حسن سلوک کی بنا پر عطا کی گئی ہے۔

قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ ۭ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ۭ فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ﴿۶۸﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاۗءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ﴿۶۹﴾ قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ۙ اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ۭ وَ اِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَ لَا تَسْقِي الْحَرْثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ۭ قَالُوا الْــٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ۭ فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

بولے دعا کیجئے ہمارے لئے اپنے رب سے کہ وہ بتائے ہمیں کہ کیسی ہے وہ گائے؟ موسیٰ نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے ہے جو نہ بوڑھی ہو اور نہ بالکل بچی بلکہ درمیانی عمر کی ہو تو بجالاؤ جو تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔ کہنے لگے دعا کرو ہمارے لئے اپنے رب سے کہ بتائے ہمیں کیسا رنگ ہو؟ اس کا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایسی گائے جس کی رنگت خوب گہری زرد ہو جو فرحت بخشے دیکھنے والوں کو۔ کہنے لگے پوچھو، ہمارے لئے اپنے رب سے کہ کھول کر بیان کرے ہمارے لئے کہ گائے کیسی ہو، بے شک گائے مشتبہ ہو گئی ہے ہم پر اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ضرور اس کو تلاش کر لیں گے۔ موسیٰ بولے اللہ فرماتا ہے وہ گائے جس سے خدمت نہ لی گئی ہو کہ ہل چلائے زمین میں اور نہ پانی دے کھیتی کو بے عیب بے داغ۔ (عاجز ہو کر) کہنے لگے اب آپ لائے صحیح پتہ پھر انہوں نے ذبح کیا اسے اور وہ ذبح کرتے معلوم نہیں ہوتے تھے"۔

امام البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل اگر کوئی ادنیٰ سی گائے لے لیتے تو وہ ان کو کفایت کر جاتی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بنی اسرائیل اِنَّآ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ نہ کہتے تو کبھی ان کو گائے نہ ملتی اگر وہ کوئی گائے بھی لے کر ذبح کر دیتے تو وہ ان کو کفایت کر جاتی۔ لیکن انہوں نے سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سختی کی۔

حضرات الفریابی، سعید بن منصور اور ابن المنذر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت

کرتے ہیں فرمایا اگر بنی اسرائیل ادنیٰ سی گائے لے لیتے اور ذبح کر دیتے تو وہ ان کو کفایت کر جاتی۔ لیکن انہوں نے شدت کی اگر وہ اِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ نہ کہتے تو وہ گائے کو نہ پا سکتے (1)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہیں ایک ادنیٰ سی گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن انہوں نے شدت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر شدت فرمائی۔ اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو قیامت تک ان کے لئے گائے ظاہر نہ ہوتی (2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے قوم (بنی اسرائیل) کو ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن انہوں نے جب شدت اختیار کی تو ان پر شدت کی گئی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر وہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو کبھی گائے ظاہر نہ ہوتی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر وہ کوئی ادنیٰ سی گائے لے کر ذبح کر دیتے تو وہ ان کو کفایت کرتی لیکن انہوں نے شدت کی اور موسیٰ علیہ السلام سے بطور تلبیس سوال کئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر شدت فرمائی (4)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے متعدد طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَارِضٌ کا معنی بوڑھی اور بکر کا معنی چھوٹی اور عوان کا معنی نصف نقل کیا ہے۔

امام الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے فَارِضٌ کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا بوڑھی بہت بڑی عمر کی۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ مفہوم جانتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا

لَعَمْرِیْ لَقَدْ اَعْطَیْتَ ضَیْفَكَ فَارِضاً　　تُسَاقُ اِلَیْهِ مَا تَقُوْمُ عَلٰی رِجْلٍ

(میری عمر کی قسم تو نے اپنے مہمان کو بوڑھی گائے پیش کی ہے، اس کو تو وہ پیش کی جاتی ہے جو اپنے قدموں پر چلتی ہے)

حضرت نافع نے پوچھا صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا کا کیا معنی ہے؟ حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فاقع خالص زرد رنگ کو کہتے ہیں، نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا تو نے لبید بن ربیعہ کا یہ شعر نہیں سنا۔

سَدْماً قَلِیْلاً عَهْدُهٗ بِاَنِیْسِهٖ　　مِنْ بَیْنِ اَصْفَرَ فَاقِعٍ وَّدِفَانِ

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الفارض کا معنی عمر رسیدہ، بکر کا معنی چھوٹی اور عَوَانٌ کا معنی نصف ہے (6)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 7، صفحہ 26، مطبوعہ دار الصمیعی بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 401
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 400
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 95، 94، (392)
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 95، (393)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بکر پر ٹھہر جانے کو پسند کرتے تھے پھر عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ کا معنی روایت کیا کہ وہ درمیانی عمر کی ہو کیونکہ وہ طاقتور اور حسین ہوتی ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا کا معنی سخت زرد کیا ہے جس کی زردی سے سفیدی پھوٹتی ہو (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے صَفْرَآءُ کا معنی یہ روایت کیا ہے جس کے کھر زرد ہوں، فَاقِعٌ لَّوْنُهَا سے مراد خالص رنگ والی ہے۔

حضرات عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے فَاقِعٌ لَّوْنُهَا کا معنی صاف رنگ والی روایت کیا ہے۔ تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ جو دیکھنے والوں کو خوش کرنے والی ہو (3)۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، الخطیب اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے زرد جوتا پہنا، جب تک پہنے رہے خوش رہے گا، صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ کے ارشاد میں یہ اشارہ ہے۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت حسن سے صَفْرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا کا معنی سخت سیاہ رنگ نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ الْبَـقَرَ تَشَّبَهَ عَلَيْنَا پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے یحیٰی سے اور انہوں نے حضرت یعمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ الْبَـقَرَ تَشَّبَهَ عَلَيْنَا پڑھا ہے اور فرمایا الباقر، البقر سے زیادہ ہے۔

ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہماری قرأت میں اِنَّ الْبَقَرَ مُتَشَابِهٌ عَلَيْنَا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے لَّا ذَلُوْلٌ کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ اس پر کام نہ کیا گیا ہو یعنی اس سے زمین نہ پھاڑی گئی ہو اور اس سے کھیتی کو پانی نہ لگایا گیا ہو، عیب سے سلامت ہو (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ اس کو زمین میں ہل چلانے کے لئے مطیع نہ بنایا گیا ہو، اور وہ شبہ سے سلامت ہو اس میں نہ سفید داغ ہوں اور نہ سیاہ داغ ہوں (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُسَلَّمَةٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس میں کوئی عیب نہ ہو (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے لَّا شِيَةَ فِيْهَا کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ اس کا رنگ ایک ہو، اس میں کسی دوسرے رنگ کی آمیزش نہ ہو (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 395 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 398 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 99-398
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 397 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 05-404 6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 06-05-404
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 406 8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 407

حضرات عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے لَا ذَلُوْلٌ کام نے اس کو مطیع نہ کیا ہو۔ مُسَلَّمَةٌ، عیوب سے سلامت ہو لَّا شِيَةَ فِيهَا اس میں سفید داغ نہ ہو، قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ، کہنے لگے اب آپ نے ہمارے لئے حق بیان کیا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے محمد بن کعب رحمہ اللہ سے فَذَبَحُوْهَا وَ مَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ کا یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ انہوں نے ذبح کی اور وہ اس کی قیمت کی زیادتی کی وجہ سے ذبح کرنے والے نہیں تھے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے چالیس سال گائے کو تلاش کیا حتی کہ انہوں نے ایک شخص کے پاس مذکورہ صفات سے متصف گائے پالی۔ وہ گائے مالک کو بہت عزیز اور پیاری تھی۔ وہ اس کو زیادہ سے زیادہ قیمت پیش کرتے رہے لیکن وہ متواتر انکار کرتا رہا حتی کہ انہوں نے اسے کھال بھر دینار دیئے۔ پھر انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کا کوئی عضو میت کو مارا تو وہ کھڑا ہو گیا جبکہ اس کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تجھے کس نے قتل کیا؟ اس نے کہا مجھے فلاں نے قتل کیا۔

امام وکیع اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ذبح اور نحر گائے میں برابر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَذَبَحُوْهَا انہوں نے اسے ذبح کیا۔

حضرات وکیع اور عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے لئے ذبح تھا اور تمہارے لئے نحر ہے پھر انہوں نے فَذَبَحُوْهَا اور فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، تلاوت کیا۔

وَ اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۷۲﴾

''اور یاد کرو جب قتل کر ڈالا تھا تم نے ایک شخص کو پھر تم ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگانے لگے اور اللہ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے''۔

حضرات عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے فَادّٰرَءْتُمْ کا معنی اِخْتَلَفْتُمْ نقل کیا ہے۔ یعنی جب تم نے ایک نفس کو قتل کیا پھر اس کے متعلق جھگڑنے لگے، اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا جو تم چھپا رہے تھے(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں المسیب بن رافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس شخص نے سات کمروں کے اندر نیکی کی اللہ تعالیٰ اس کو بھی ظاہر کرنے والا ہے۔ اور جس نے سات کمروں کے اندر برائی کی اللہ تعالیٰ اس کو بھی ظاہر کرنے والا ہے، اور اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ۔

امام احمد، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک شخص بند چٹان کے اندر کوئی عمل کرے جس کا کوئی دروازہ اور سوراخ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل لوگوں پر ظاہر کرے گا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 07-06-05-404 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 408 3۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 14، (412)

خواہ کیسا ہی عمل ہو (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بیہقی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو کوئی عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس کے عمل کی رداء پہنائے گا، اگر نیک عمل ہوگا تو نیک اور اگر برا عمل ہوگا تو بری۔

امام بیہقی نے ایک اور طریق سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا باطن نیک ہوگا یا برا ہوگا اللہ تعالیٰ اس پر اس باطن کے اعتبار سے رداء ظاہر کرے گا جس کے ساتھ وہ پہچانا جائے گا بیہقی فرماتے ہیں یہ موقوف اصح ہے(2)۔

امام ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف کہا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو فرمایا، مومن کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ مومن ہے جو نہیں مرتا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے کانوں کو ان آوازوں سے بھر دیتا ہے جن کو پسند کرتا ہے۔ اگر ایک بندہ ایک ایسے کمرے میں اللہ سے ڈرتا ہے جو ستر کمروں کے اندر ہے اور ہر کمرے پر ایک لوہے کا دروازہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے پھر بھی اس کے عمل کی چادر پہنائے گا حتی کہ لوگ اس کا تذکرہ کریں گے اور اس کے عمل سے زیادہ اس کی تعریف کریں گے۔ صحابہ نے پوچھا عمل سے زیادہ تعریف کیسے ہوگی یا رسول اللہ! فرمایا اس لئے کہ متقی ایک سے زیادہ عمل کی طاقت رکھتا تو زیادہ عمل کرتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کافر کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کافر وہ ہے جو نہیں مرتا حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے کانوں کو ان آوازوں سے بھر دیتا ہے جو اسے ناپسند ہوتی ہیں۔ اگر فاجر شخص ایک ایسے کمرے کے اندر برائی کرے جو ستر کمروں کے اندر ہو اور ہر ایک کمرے کا دروازہ لوہے کا ہو تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اسے اس کے عمل کی چادر پہنائے گا حتی کہ اس کے متعلق باتیں کریں گے اور زیادتی بھی کریں گے۔ صحابہ نے عرض کی حضور زیادتی کس لئے؟ فرمایا کیونکہ فاجر اگر برائی میں زیادہ کر سکتا تو زیادہ کرتا(3)۔

حضرت ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے عمل کی چادر پہنانے والا ہے۔

امام بیہقی نے ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے اگر ابن آدم ستر کمروں کے اندر نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کی چادر اسے پہنائے گا حتی کہ وہ اس کے ساتھ پہچانا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پردے میں اعمال کرتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو اپنی رحمت کے پردے سے نکال دیتا ہے پس اس کا پردہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

1۔ شعب الایمان از بیہقی، جلد 5، صفحہ 359، رقم الحدیث، 6940، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، (6942)
3۔ ایضاً۔ (6943)

حضرات ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابوادریس الخولانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے اس کو مرفوع روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کا پردہ چاک نہیں فرماتا جب تک اس میں ذرہ برابر بھی نیکی اور خیر ہو۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر انسان اپنی عبادت کو اس طرح چھپائے جس طرح اپنی برائی کو چھپاتا ہے تو اللہ تعالیٰ پھر بھی اس کو ظاہر کر دے گا۔

فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۳﴾

"تو ہم نے فرمایا کہ مارو اس مقتول کو گائے کے کسی ٹکڑے سے (دیکھا) یوں زندہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ مردوں کو اور دکھاتا ہے تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں شاید تم سمجھ جاؤ"۔

حضرات وکیع، الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے اس میت کو اس ہڈی کے ساتھ مارا جو بھربھری ہڈی سے ملی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ انہوں نے میت کو گائے کی ران کا گوشت مارا۔ جب انہوں نے یہ عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس میت کو زندہ کر دیا حتی کہ اس نے اپنے قاتل کے متعلق بتایا۔ اس نے یہ بات کی اور پھر مر گیا۔

امام وکیع اور ابن جریر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے گائے کی ران اس میت کو ماری تو وہ زندہ ہو گیا اس نے صرف اتنی بات کی کہ مجھے فلاں نے قتل کیا ہے پھر وہ دوبارہ فوت ہو گیا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ گائے کی ران میت کو ماری تو وہ زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا اس نے کہا مجھے فلاں نے قتل کیا ہے پھر وہ مر گیا(2)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کندھوں کے درمیان کا گوشت مارا(3)۔

امام ابن جریر نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایک ہڈی لے کر مقتول پر ماریں تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے میت کی روح لوٹا دی، اس نے اپنے قاتل کا نام بتایا پھر فوت ہو گیا(4)۔

كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى (اسی طرح اللہ تعالیٰ مردہ کو زندہ کرتا ہے)

حضرات عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا ایک جوان اپنی والدہ سے بہت حسن سلوک کا مظاہرہ کرتا تھا وہ رات کا 1/3 حصہ نماز پڑھتا، 1/3 حصہ اپنی والدہ کے سرہانے بیٹھتا اور اسے تسبیح و تہلیل یاد کراتا اور کہتا اے امی جان! اگر تو قیام پر قادر نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تہلیل اور تکبیر کہہ۔ یہ دونوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 415 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 414 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 415 4۔ ایضاً

عمل اس کی پوری زندگی کے معمول تھے۔ جب صبح اٹھتا تو پہاڑ پر آتا، لکڑیاں اپنی پیٹھ پر اٹھاتا، انہیں بازار لے آتا، انہیں فروخت کرتا، ان کی رقم میں سے 1/3 حصہ صدقہ کرتا، 1/3 حصہ اپنی ذات کے لئے باقی رکھتا اور 1/3 حصہ اپنی والدہ کو پیش کرتا، اس کی والدہ اس میں سے نصف کھاتی اور نصف صدقہ کر دیتی۔ یہ عمل بھی اس کی پوری زندگی کا معمول تھا۔

جب عرصہ دراز گزر گیا تو اس کی والدہ نے اسے کہا بیٹا! مجھے تیرے باپ کی میراث سے ایک گائے ملی تھی۔ میں نے اس کی گردن پر مہر لگائی تھی اور اسے ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب کے اللہ کے نام پر (جنگل میں) گائیوں میں چھوڑ آئی تھی۔ پھر اس نے کہا میں اس کا رنگ اور ہیئت تجھے بتاتی ہوں، جب تو ان گائیوں کے پاس جائے تو اس ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب کے اللہ کے نام کے ساتھ بلانا وہ ایسا ہی کرے گی جیسا اس نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ اس نے کہا اس کی علامت یہ ہے کہ وہ نہ بوڑھی ہے اور نہ بچی ہے، وہ درمیانی عمر کی ہے، وہ گہرے زرد رنگ کی ہے، دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی ہے، جب تو اس کی جلد کو دیکھے گا تو یوں محسوس کرے گا کہ اس کی جلد سے سورج کی شعاعیں نکل رہی ہیں، اس پر کوئی کام نہیں کیا گیا ہے، نہ اس پر ہل جوتے گئے ہیں نہ اس کے ذریعے کھیتی کو پانی لگایا گیا ہے، عیوب سے بالکل سلامت ہے، اس میں کوئی داغ دھبہ نہیں ہے، اس کا رنگ ایک ہے، جب تو اسے دیکھنا تو اس کو گردن سے پکڑنا، وہ اسرائیل کے اللہ کے اذن سے تیری اتباع کرے گی۔

وہ نوجوان چلا گیا اور اس نے اپنی والدہ کی وصیت کو یاد رکھا۔ وہ جنگل میں دو یا تین دن پھرتا رہا حتی کہ تیسرے دن یا دوسرے دن کی صبح وہ پلٹا اور اس نے حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کے اللہ کا واسطہ دے کر اس گائے کو بلایا تو وہ گائے اس کے پاس آ گئی اور اس نے چرنا چھوڑ دیا۔ وہ نوجوان کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ نوجوان نے اسے گردن سے پکڑا، گائے بولی اے نوجوان اپنی والدہ سے نیکی کرنے والے تو مجھ پر سوار ہو جا، یہ تیرے لئے آسانی کا موجب ہو گا۔ نوجوان نے کہا میری والدہ نے مجھے تیرے اوپر سوار ہونے کا حکم نہیں دیا تھا۔ اس نے مجھے تجھے ہانکنے کا حکم دیا تھا۔ میں اس کی بات کو پورا کرنا پسند کرتا ہوں۔ گائے بولی اسرائیل کے اللہ کی قسم اگر تو مجھ پر سوار ہوتا تو تو مجھ پر کبھی قادر نہ ہوتا، اے اپنی والدہ سے نیکی کرنے والے نوجوان اگر تو اس پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھڑ جانے کا حکم دے تو تیری والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کی وجہ سے اور اپنے خدا کی اطاعت کرنے کی وجہ سے یہ اپنی جگہ سے اکھڑ جائے گا۔

وہ نوجوان چل پڑا حتی کہ جب وہ اپنے گھر سے ایک دن کی مسافت پر تھا تو اللہ کا دشمن ابلیس اس کے سامنے آیا اور وہ گائیں چرانے والے شخص کی صورت اختیار کئے ہوئے تھا۔ کہنے لگا اے جوان یہ گائے کہاں سے لایا ہے تو اس پر سوار کیوں نہیں ہو جاتا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تو تھک چکا ہے، میں خیال کرتا ہوں کہ تو اس گائے کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہے، میں تجھے ایسا اجر دوں گا جو تجھے نفع دے گا اور تجھے نقصان نہیں پہنچائے گا، میں گائیں چرانے والوں میں سے ہوں، مجھے اپنے گھر والوں کی ملاقات کا شوق ہوا تو میں نے ایک بیل لیا، اس پر اپنا کھانا اور سامان سفر لادا حتی کہ جب میں نصف راستہ پر پہنچا تو میرے پیٹ میں درد ہوا، میں قضاء حاجت کے لئے گیا تو میرا بیل پہاڑ کے اندر بھاگ گیا اور مجھے چھوڑ گیا، میں نے اس کو

تلاش کیا لیکن مجھے وہ نہ مل سکا۔ اب مجھے اپنی جان کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے، میرے پاس نہ سامان سفر ہے نہ پانی ہے، اگر تو مجھے اپنی گائے پر سوار کر دے اور مجھے اپنی چراگاہ تک پہنچا دے اور مجھے موت سے بچا لے تو میں تجھے اس کے بدلے دو گائیں دوں گا۔

نوجوان نے کہا بنی آدم ایسے نہیں کہ انہیں یقین قتل کر دے اور ان کے نفوس انہیں ہلاک کر دیں، اگر اللہ تعالیٰ تیرے متعلق یقین جانتا ہے تو بغیر زادراہ اور پانی کے تجھے اپنی منزل تک پہنچائے گا اور میں کسی ایسے شخص کو سوار کرنے والا نہیں ہوں جس کو سوار کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا، میں عبد مامور ہوں، اگر میرے آقا کو یہ علم ہوگا کہ میں نے اس کی گائے کے معاملہ میں نافرمانی کی ہے تو وہ مجھے ہلاک کر دے گا اور مجھے سخت سزا دے گا۔ میں اپنی خواہش کو اپنے آقا کی خواہش پر ترجیح دینے والا نہیں ہوں، اے شخص سلامتی کے ساتھ چلا جا۔ ابلیس نے نوجوان سے کہا میں تجھے ہر اس قدم کے بدلے ایک درہم دوں گا جو تو میری منزل کی طرف اٹھائے گا اور یہ بہت بڑا مال ہے اور اس گائے کے ذریعے میں موت سے بچ جاؤں گا۔ نوجوان نے کہا زمین کا سونا اور چاندی سب میرے آقا کا ہے، اگر اس میں سے تو کچھ دے گا تو وہ جان لے گا کہ اس کے مال سے دیا ہے، لیکن تو مجھے آسمان کا سونا اور چاندی دے تو پھر بھی میں کہوں گا کہ یہ میرے مالک کا ہے۔ ابلیس نے کہا کیا آسمان میں بھی سونا چاندی ہے یا کوئی اس پر قادر ہے۔ نوجوان نے کہا کیا بندہ وہ کر سکتا ہے جو اس کے آقا نے اسے حکم نہ دیا ہو جیسے تو آسمان کے سونے اور چاندی پر طاقت نہیں رکھتا۔

ابلیس نے نوجوان سے کہا میں تجھے تمام غلاموں سے اپنے معاملہ میں عاجز تصور کرتا ہوں، نوجوان نے کہا عاجز وہ ہوتا ہے جو اپنے رب کی نافرمانی کرتا ہے، ابلیس نے اسے کہا مجھے تیرے پاس کوئی زادراہ اور پانی وغیرہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ نوجوان نے کہا میرا زاد تقویٰ ہے اور میرا کھانا گھاس ہے اور میرا پینا پہاڑوں کے چشموں سے ہے۔ ابلیس نے کہا کیا میں تجھے کوئی ایسا حکم نہ دوں جو تیری رہنمائی کرے؟ نوجوان نے کہا تو اپنے آپ کو ہی وہ حکم دے۔ ان شاء اللہ میں تو ہدایت پر ہوں، ابلیس نے اسے کہا میں تجھے نصیحت قبول کرنے والا نہیں دیکھتا؟ نوجوان نے کہا، اپنے نفس کے لئے ناصح وہ ہے جو اپنے آقا کی اطاعت کرتا ہے اور جو اس پر حق ہے وہ ادا کرتا ہے، اگر تو شیطان ہے تو میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اگر تو انسان ہے تو یہاں سے نکل جا مجھے تیری نصیحت کی کوئی ضرورت نہیں ہے، ابلیس یہ سن کر تین لحات اپنی جگہ جامع وساکت رہا۔ اگر وہ جوان ابلیس کو سوار کر دیتا تو نوجوان گائے پر کبھی قادر نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے روکے رکھا۔

جب نوجوان اپنی منزل کی طرف رواں تھا تو ایک پرندہ سامنے سے اڑا اور وہ گائے جلدی سے اٹھالی۔ نوجوان نے گائے کو بلایا اور کہا ابراہیم، اسماعیل، اسحق و یعقوب کے الٰہ کا واسطہ تو میرے پاس آ جا۔ گائے اس کی طرف آئی اور اس کے سامنے کھڑی ہو گئی اور اس نے کہا اے نوجوان کیا تو نے اس پرندے کو نہیں دیکھا جو تیرے سامنے سے اڑا تھا؟ یہ ابلیس تھا اس نے مجھے اچک لیا تھا، جب تو نے اسرائیل کے الٰہ کے واسطہ سے مجھے بلایا تو ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھے اس سے چھین لیا اور تیری والدہ کے ساتھ نیکی اور اپنے رب کی اطاعت کی وجہ سے مجھے تیری طرف لوٹا دیا۔ پس تو چل اب تو سفر کرے گا تو ان شاء

اللہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جائے گا۔

نوجوان بالآخر گھر پہنچ گیا، اپنی ماں کے پاس گیا تو اسے راستہ کا سارا ماجرا سنایا، ماں نے کہا اے بیٹے! میں تجھے دیکھتی ہوں کہ رات دن اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھانے کی وجہ سے تو تھک گیا ہے، اب تو یہ گائے لے جا اور اس کو بیچ ڈال، اس کی ثمن لے اور اس کے ذریعے اپنے آپ کو قوت اور راحت دے۔ نوجوان نے کہا اسے کتنے میں فروخت کروں، ماں نے کہا تین دینار میں لیکن میری رضا کی شرط پر۔ وہ نوجوان منڈی میں گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا تا کہ مخلوق اس کی قدرت کا کرشمہ دیکھ لے۔ اس فرشتہ نے نوجوان سے کہا یہ گائے کتنے میں فروخت کرو گے۔ اس نے کہا تین دینار میں لیکن اپنی والدہ کی رضا کی شرط پر۔ فرشتہ نے کہا چھ دینار لے لو، اور اپنی والدہ سے مشورہ نہ کرو۔ اس نوجوان نے کہا اگر تو مجھے اس کے برابر وزن دے پھر بھی میں فروخت نہیں کروں گا حتی کہ اپنی والدہ محترمہ سے مشورہ کرلوں۔ نوجوان گیا، اپنی والدہ کو اس بیع کے متعلق بتایا تو والدہ نے کہا اس کو چھ دینار میں فروخت کرنا لیکن میری رضا کی شرط پر۔ نوجوان پھر منڈی میں گیا۔ پھر وہی فرشتہ (انسانی شکل میں) آیا اور پوچھا کیا کرو گے؟ اس نے کہا چھ دینار میں بیچوں گا لیکن والدہ محترمہ کی رضا پر، فرشتہ نے کہا یہ بارہ دینار لے لے اور اپنی والدہ سے مشورہ چھوڑ دے۔ نوجوان نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا۔

نوجوان پھر اپنی والدہ کے پاس گیا۔ اس نے کہا بیٹا! وہ جو تیرے پاس آیا تھا وہ انسانی شکل میں فرشتہ تھا، اگر وہ تیرے پاس آئے تو اسے کہنا کہ میری والدہ تجھے سلام کہتی ہے اور پوچھتی ہے کہ اس گائے کو کتنے میں فروخت کروں، فرشتہ نے کہا اے نوجوان تجھ سے یہ گائے موسیٰ بن عمران ایک مقتول کے لئے خریدیں گے، جو بنی اسرائیل سے قتل ہوا ہے اور اس کا بہت زیادہ مال تھا اور وہ اپنے باپ کا اکلوتا لڑکا تھا اور اس کا ایک بھائی تھا جس کے بہت سے بیٹے تھے، وہ کہتے تھے کہ کیسے ہم اس کو قتل کریں اور کیسے اس کا مال لے لیں۔ انہوں نے اس لڑکے کو قتل کر کے ایک گھر کے اندر پھینک دیا۔ صبح گھر والوں نے اس لڑکے کو گھر کے دروازے کے باہر ڈال دیا، اس لڑکے کے چچا کے بیٹے آئے اور اس گھر والوں کو پکڑ لیا۔ وہ ان کو موسیٰ کے پاس لے کر چلے، موسیٰ پر یہ معاملہ بڑا پیچیدہ ہو گیا۔ موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ ایک شدید زرد رنگ کی گائے لے کر ذبح کرو۔ پھر اس کا کوئی حصہ اس مقتول کو مارو۔

انہوں نے اس نوجوان کی گائے کا قصد کیا تو انہوں نے وہ جلد بھر دنانیر کے ساتھ وہ گائے خریدی۔ پھر اسے ذبح کیا اور لڑکے کو اس کا گوشت مارا تو وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے قاتل کے متعلق خبر دی کہ میرے چچا کے بیٹوں نے مجھے قتل کیا ہے اور یہ گھر والے میرے قتل سے بری ہیں۔ موسیٰ نے انہیں یہ حکم سنایا تو وہ کہنے لگے اے موسیٰ تو ہم سے مزاح کرتا ہے ہمارے چچا کا بیٹا قتل ہوا ہے (اور تو ہمیں گائے ذبح کرنے کا حکم دے رہا ہے)۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب وہ رسوا ہو جائیں گے، پس انہوں نے گائے کی کھال بھر دیناروں کے ساتھ وہ گائے خریدی، تو نوجوان نے اس مال میں سے 2/3 حصہ بنی اسرائیل کے لوگوں میں تقسیم کر دیا اور ایک حصہ اپنے استعمال میں لایا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً ؕ وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۴﴾

”پھر سخت ہو گئے تمہارے دل یہ منظر دیکھنے کے بعد بھی وہ تو پتھر کی طرح (سخت) ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت کیونکہ کئی پتھر ایسے بھی ہیں جن سے بہہ نکلتی ہیں نہریں اور کئی ایسے بھی ہیں کہ جو پھٹتے ہیں تو ان سے پانی نکلنے لگتا ہے اور کئی ایسے بھی ہیں جو گر پڑتے ہیں خوف الٰہی سے اور اللہ بے خبر نہیں ہے ان (کرتوتوں) سے جو تم کرتے ہو“۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مردوں کو زندہ کرنا دکھایا اور انہیں مقتول کا معاملہ دکھایا اس کے بعد بھی ان کے دل سخت ہو گئے۔ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً پھر اللہ تعالیٰ نے پتھر کی برأت کا اظہار کیا لیکن بد بخت، شقی القلب انسان کی برأت کا اظہار نہیں فرمایا۔ فرمایا وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهٰرُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ؕ وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ (1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وَ اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بعض پتھر تمہارے دلوں سے بھی زیادہ نرم ہیں، کیونکہ تمہیں حق کی طرف بلایا جاتا ہے (لیکن تم اسے قبول نہیں کرتے اور تمہارے دل کلام الٰہی سن کر پسیج نہیں جاتے۔ جبکہ پتھر خشیت الٰہی سے پھٹ جاتے ہیں)

حضرات عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر پتھر جس سے پانی نکلتا ہے یا پانی کی وجہ سے پھٹتا ہے یا پہاڑ کی بلندی سے گرتا ہے تو یہ سب خشیت الٰہی کی وجہ سے ہوتا ہے اس کے متعلق قرآن نازل ہوا ہے (2)۔

حضرات عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ کے تحت نقل فرمایا ہے کہ پتھر جو زمین پر گرتا ہے اگر تمام لوگ اس پر جمع ہو جائیں تو وہ اسے نہ گرا سکیں یا اس کو نہ روک سکیں گے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے گرتا ہے۔

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَ قَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 17-412　　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 420

"اے مسلمانو! کیا تم یہ امید رکھتے ہو کہ (یہ یہودی) ایمان لائیں گے تمہارے کہنے سے حالانکہ ایک گروہ ان میں ایسا تھا جو سنتا تھا کلام الٰہی کو پھر بدل دیتے تھے اسے خوب سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر"۔

امام ابن اسحٰق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور ان کے مومنین ساتھیوں کو یہود کے ایمان لانے کی امید سے مایوس کر دیا ہے۔ فرمایا اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا...... الخ۔ یعنی انہوں نے کلام الٰہی کو سنا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے رویت باری تعالیٰ کا سوال کیا پس اس گستاخی پر انہیں سخت کڑک نے آلیا۔

حضرات عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ جو لوگ تورات میں تحریف کرتے تھے اور جو لکھتے تھے وہ ان کے علماء تھے (1) اور جنہوں نے کتاب کو پس پشت ڈالا وہ تمام یہود تھے۔ ابن جریر نے سدی سے یَسْمَعُوْنَ کَلٰمَ اللّٰهِ کے تحت نقل کیا ہے کہ کلام الٰہی سے مراد تورات ہے اور وہ اس میں تحریف کرتے تھے (4)۔

وَ اِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْۤا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۷۶ اَوَ لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ۝۷۷

"اور جب ملتے ہیں ایمان لانے والوں سے تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے ہیں اور جب تنہا ملتے ہیں ایک دوسرے سے تو کہتے ہیں (ارے) کیا بیان کرتے ہو ان سے جو کھولا ہے اللہ نے تم پر، یوں تو وہ دلیل قائم کریں گے تم پر ان باتوں سے تمہارے رب کے سامنے کیا۔ تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟ کیا وہ (یہ) نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں"۔

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب وہ تمہارے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خصوصاً جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب آپس میں تنہائی میں ملتے ہیں تو کہتے ہیں عربوں کے سامنے اس کا ذکر نہ کرو کیونکہ پہلے تم اس کے وسیلہ سے عربوں پر فتح طلب کرتے تھے پس وہ ان میں سے ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے متعلق تم سے جھگڑیں گے کہ یہ خود ان کے نبی ہونے کا اعتراف کرتے تھے۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے اس نبی کی اتباع کا وعدہ اور عہد لیا تھا اور یہ نبی خود انہیں خبر دیتا ہے کہ جس نبی کے وہ منتظر تھے وہ میں ہوں، اور ہم اپنی کتاب میں اس کا تذکرہ پڑھتے ہیں پس تم اس کا انکار کرو اور اس کا اقرار نہ کرو (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں یہود سے منافقین مراد ہیں اور بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ اس نبی کی وجہ سے جو اللہ نے تمہیں اعزاز بخشا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 423　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 426　4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 425

حضرات عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ قریظہ کے قلعہ کے نیچے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے بندروں اور خنازیر کے بھائیو! اے شیطان کے غلامو! انہوں نے کہا محمد ﷺ کو اس کے متعلق کس نے بتایا اور یہ ظہور اسلام اور داعی اسلام کا معاملہ تمہاری طرف سے ظاہر ہوا ہے، کیا تم ان کے سامنے بیان کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا تا کہ ان کے لئے تمہارے خلاف یہ امر حجت بن جائے (1)۔

امام ابن جریر نے ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ کی بستی میں مومن کے علاوہ کوئی داخل نہ ہو، تو یہود کے سرداروں نے کہا تم جاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے اور جب لوٹ کر آنا تو انکار کر دینا۔ وہ صبح کے وقت مدینہ طیبہ آتے اور عصر کے بعد واپس چلے جاتے۔ ان کے اس طرز عمل کا ذکر سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 72 میں ہے وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۝ جب مدینہ میں داخل ہوتے تو کہتے ہم مسلمان ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے منصوبوں اور معاملات کو دیکھنے کے لئے آتے تھے، مومنین یہ گمان کرتے کہ یہ مومنین ہیں، وہ انہیں کہتے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں تورات میں یہ حکم نہیں فرمایا تو کہتے کیوں نہیں۔ پھر جب اپنی قوم کی طرف واپس پلٹتے تو کہتے اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت یہود کے متعلق نازل ہوئی جو ایمان لائے اور پھر منافقانہ طرز اپنایا۔ وہ خود عرب مومنین کے سامنے بیان کرتے کہ کن وجوہ کی بنا پر انہیں عذاب دیا گیا پھر وہ ایک دوسرے کو کہتے کہ تم عذاب کے متعلق کیوں بتاتے ہو؟ مسلمان کہیں گے ہم تم سے اللہ کی بارگاہ میں زیادہ محبوب ہیں اور زیادہ معزز ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی عورت نے بدکاری کی پھر وہ فیصلہ طلب کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ان کو رخصت کی امید تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے عالم ابن صوریا کو بلایا اور فرمایا تو خود فیصلہ کر۔ اس نے کہا گدھے پر سوار کریں اور گدھے کی دم کی طرف منہ کر کے اسے بٹھائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، لیکن ہماری عورتیں حسین تھیں اور ہمارے مرد ان کی طرف جلدی کرتے تھے اس لئے ہم نے حکم الٰہی کو بدل ڈالا، اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ۔

حضرت عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ایمان کا دعوی کرنے والے یہود تھے جب وہ ایمان والوں سے ملتے تو کہتے ہم ایمان لائے وہ ایسا اس لئے کرتے تا کہ وہ مسلمانوں کو خوش کریں اور جب تنہائی میں ایک دوسرے سے ملتے تو ایک دوسرے کو کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان پر احکام بیان فرمائے ہیں اور ان کی کتاب میں جو محمد ﷺ کی رفعت وعظمت کا ذکر کیا ہے اس کو بیان نہ کیا کرو، اگر تم یہ چیزیں مسلمانوں کے سامنے بیان کرو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 427 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 428 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 427

گے تو وہ تمہارے خلاف، تمہارے رب کے حضور حجت بنائیں گے۔ فرمایا جو وہ مسلمانوں سے مل کر اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہیں اور تنہائی میں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتے ہیں اور ان کی تکذیب کرتے ہیں ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اَوَ لَا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ کے تحت لکھا ہے کہ جو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار اور تکذیب پوشیدہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے اور جو وہ مسلمانوں سے ملاقات کے وقت آمنا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے (1)۔

وَ مِنْهُمْ اُمِّیُّوْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّاۤ اَمَانِیَّ وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾

"اور ان میں کچھ ان پڑھ ہیں جو نہیں جانتے کتاب کو بجز جھوٹی امیدوں کے اور وہ تو محض وہم و گمان ہی کرتے رہتے ہیں"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اُمِّیُّوْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس رسول کی تصدیق نہ کی جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور نہ اس کتاب کی تصدیق کرتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھی پھر جہلاء کو کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فرمایا وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے ہیں پھر اللہ نے ان کو امیین فرمایا کیونکہ وہ کتاب اللہ اور رسول اللہ کا انکار کرتے تھے (2)۔

امام ابن جریر نے ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ امیون سے مراد وہ ہیں جو اچھی طرح لکھ نہ سکتے ہوں (3)۔

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے امیین سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ کتاب کے اندر کیا ہے وَ اِنْ هُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ وہ آپ کی نبوت کا انکار فقط گمان اور ظن پر کر رہے ہیں (4)۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ یہود ہیں جو کتاب کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے اور ظن سے گفتگو کرتے تھے جو کتاب اللہ میں نہیں ہوتی تھی۔ وہ کہتے یہ کتاب اللہ سے ہے یہ ان کی جھوٹی امیدیں ہیں جو وہ لگائے بیٹھے ہیں (5)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رایت کیا ہے کہ اَمَانِیَّ سے مراد باتیں ہیں (6)۔ ابن جریر نے ابن عباس سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے مونہوں سے جھوٹ بکتے ہیں (7)۔

حضرات عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَمَانِیَّ کا معنی جھوٹ نقل کیا ہے اور یَظُنُّوْنَ کا معنی یَكْذِبُوْنَ (جھوٹ بولتے ہیں) روایت کیا ہے (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 429
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 430
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 434
5۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 432
6۔ ایضاً، جلد 1۔ صفحہ 432
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 434-432

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴿۷۹﴾

''پس ہلاکت ہوان کے لئے جو لکھتے ہیں کتاب اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں یہ نوشتہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ حاصل کرلیں اس کے عوض تھوڑے سے دام، سو ہلاکت ہوان کے لئے بوجہ اس کے جو لکھا ان کے ہاتھوں نے اور ہلاکت ہوان کے لئے بوجہ اس مال کے جو وہ (یوں) کماتے ہیں''۔

حضرات وکیع، ابن المنذر اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی۔ احمد، ہناد بن السری (الزہد میں)، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ابی الدنیا (فی صفۃ النار) ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن حبان (صحیح میں) حاکم (مستدرک میں)، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں وَیْلٌ جہنم میں ایک وادی ہے جس میں کافر انتہاء تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال گرتا جائے گا(1)۔ ابن جریر نے عثمان بن عفان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَیْلٌ دوزخ میں ایک پہاڑ ہے۔ یہود کو یہ سزا اس لئے ملے گی کیونکہ انہوں نے تورات میں تحریف کی اور اس میں من پسند چیزیں داخل کردیں اور خواہشات سے روکنے والے احکام مٹادیئے اور انہوں نے تورات میں سے نبی مکرم محمد ﷺ کا اسم گرامی مٹادیا(2)۔

حضرت البزار اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دوزخ میں ایک پتھر ہے جس کو وَیْلٌ کہا جاتا ہے اس پر عرفاء چڑھیں گے اور اس سے اتریں گے۔

حضرت الحربی نے اپنے فوائد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ویحك یا عائشه، تو میں اس جملہ سے گھبرا گئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جلد غصہ میں آنے والی! ویحك اور ویلك رحمت ہے اس سے جزع نہ کر لیکن وَیْلٌ سے جزع کر۔

امام ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الویح اور الویل دو دروازے ہیں ویح رحمت کا دروازہ ہے اور وَیْلٌ عذاب کا دروازہ ہے۔

حضرات سعید بن منصور، ابن المنذر، طبرانی اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَیْلٌ جہنم کی ایک وادی ہے جس میں دوزخیوں کی پیپ بہے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے نعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَیْلٌ جہنم میں ایک کشادہ وادی ہے۔

امام ابن المبارک نے (الزہد میں) ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے (البعث میں) عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 436 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 437

فرماتے ہیں وَیۡلٌ جہنم میں ایک وادی ہے، اگر اس میں پہاڑ چلائے جائیں تو اسکی گرمی کی شدت سے وہ پگھل جائیں (1)۔

حضرات ہناد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَیۡلٌ جہنم کی تہہ میں بہنے والی پیپ ہے، ایک روایت میں ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس میں پیپ بہتی ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے عمر مولیٰ عفرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تو سنے کہ اللہ فرماتا ہے وَیۡلٌ تو یہ دوزخ مراد ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ یہ یہود کے علماء کے متعلق ہے، جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی صفت کو تورات میں لکھا ہوا پایا کہ آپ کی آنکھیں سرگیں ہیں، آنکھیں موٹی موٹی ہیں، درمیانہ قد، بال مناسب گھنگریالے ہیں، چہرہ نہایت حسین ہے، تو انہوں نے حسد اور بغض کی وجہ سے ان صفات کو مٹا دیا، ان کے پاس قریش کے لوگ آئے اور انہوں نے پوچھا کہ تم تورات میں امی نبی کا ذکر پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں تورات میں ہم جس کی یہ صفات پڑھتے ہیں زیادہ طویل ہے، آنکھیں نیلی ہیں، بال سیدھے ہیں، پس قریش یہ سن کر انکار کرنے لگے اور کہا یہ ہم میں سے نہیں ہے۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے تورات میں اوصاف بیان فرمائے، پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو یہود کے علماء نے حسد کی بنا پر آپ کی صفات کو اپنی کتابوں میں بدل دیا اور کہا ہم آپ کی صفات اپنی کتابوں میں نہیں پاتے اور نادان لوگوں کو کہا یہ اس نبی کی صفات نہیں ہیں جو فلاں فلاں چیز کو حرام کرے گا جیسی صفات انہوں نے خود لکھی ہوئی تھیں، انہوں نے آپ کی صفات کو برعکس صفات سے بدل ڈالا، پس انہوں نے لوگوں پر معاملہ مشتبہ کر دیا اور یہود کے علماء نے یہ گھناؤنی حرکت اس لئے کی تھی کہ انہیں یہ جاہل اور زیر نگیں لوگ ان کو تورات کی حفاظت کی وجہ سے نذرانے پیش کرتے تھے۔ پس انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ یہ جاہل لوگ ایمان لے آئے تو ان کے نذرانے بند ہو جائیں گے۔

امام عبد الرزاق نے (المصنف میں)، بخاری، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اے مسلمانو! تم اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق کیوں پوچھتے ہو جبکہ تمہاری کتاب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل فرمائی ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے متعلق بڑی واضح اور غیر مبہم باتیں بتائی ہیں جن میں کسی قسم کا التباس نہیں ہے (3) اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل ڈالا ہے اور اس میں تبدیلی کی ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے تحریر لکھ کر کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے بدلے ثمن وصول کریں۔ کیا جو ان کے مسائل کے متعلق تمہارے پاس علم آچکا ہے اس نے تمہیں منع نہیں کیا ہے؟ اللہ کی قسم ہم نے یہود میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس کتاب کے متعلق سوال کیا ہو جو تم پر نازل کی گئی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 437 2۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 435 (من قول ابی عیاض)

3۔ شعب الایمان، جلد اول، رقم الحدیث، 176، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہود اپنی طرف سے تحریر لکھتے تھے اور پھر اسے عربوں کے ہاتھ فروخت کرتے تھے اور انہیں کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس اس طرح وہ عربوں سے تھوڑی سی قیمت وصول کرتے تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے لوگ اپنے ہاتھ سے کتابیں لکھتے تاکہ لوگوں سے پیسے بٹوریں اور کہتے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہ ہوتی تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ثَمَنًا قَلِيْلًا سے مراد دنیا کا ساز وسامان ہے۔ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ یعنی ہلاکت ہے ان کے لئے اس کی وجہ سے جو وہ نادان لوگوں کا مال کھاتے تھے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی داؤد (المصاحف میں) اور ابن ابی حاتم نے ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ وہ مصاحف کی کتابت اجرت پر کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے اور دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھتے تھے۔ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ۔ حضرت وکیع نے الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی اجرت پر کتابت قرآن کو مکروہ سمجھتے تھے اور دلیل اسی مذکورہ آیت کو بناتے تھے۔

امام وکیع اور ابن ابی داؤد محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ مصاحف کی خرید وفروخت کو مکروہ قرار دیتے تھے۔ عبدالرزاق، ابوعبید، ابن ابی داؤد ابوالضحیٰ سے روایت فرماتے ہیں فرمایا میں نے کوفہ کے علماء عبداللہ بن یزید الخطمی، مسروق بن الاجدع اور شریح سے قرآن کریم کی خرید وفروخت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم کتاب اللہ کی ثمن نہیں لیتے۔

حضرت ابن ابی داؤد نے قتادہ کے طریق سے زرارہ عن مطرف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں تستر کی فتح کے وقت الاشعری کے ساتھ موجود تھا ہم نے دانیال کو سوس میں پایا اور ہم نے اس کے ساتھ کتان کی دو رسیاں اور ایک تابوت پایا جس میں کتاب اللہ تھی۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس پر حملہ کیا وہ بلعنبر سے تھا جس کا نام حرقوص تھا۔ الاشعری نے دونوں رسیاں اسے دے دیں اور اسے دوسو درہم بھی عطا کئے، ہمارے ساتھ ایک نصرانی مزدور تھا جس کا نام نعیم تھا۔ اس نے کہا یہ تابوت اور جو کچھ اس کے اندر ہے مجھے بیچ دو۔ انہوں نے کہا اس میں سونا چاندی یا کتاب اللہ ہے؟ پس ہم نے وہ تابوت دو رسیوں میں اسے فروخت کر دیا اور کتاب اسے بغیر قیمت کے دے دی انہوں نے کتاب کو فروخت کرنا مکروہ سمجھا۔ قتادہ فرماتے ہیں اسی وجہ سے مصاحف کی بیع مکروہ ہے کیونکہ اشعری اور اس کے ساتھیوں نے کتاب اللہ کی بیع کو مکروہ قرار دیا تھا۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے طریق سے سعید بن المسیب اور الحسن رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ دونوں مصاحف کی بیع کو ناپسند کرتے تھے۔

حضرات ابن ابی داؤد اور حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے مصاحف کی بیع کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ابراہیم اس کی بیع وشراء کو ناپسند کرتے تھے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 278، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 438

حضرت ابن ابی داؤد نے سالم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی ایسے شخص کے پاس آتے جو مصاحف کی بیع کر رہا ہوتا تو فرماتے کتنی بری تجارت ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے عبادہ بن نسی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں المصاحف کو نہ فروخت کرو اور نہ خریدو۔

امام ابن ابی داؤد نے ابن سیرین اور ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن حکیم کی خرید و فروخت ناپسند فرماتے تھے۔ ابن ابی داؤد نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی مصاحف کی بیع ناپسند فرماتے تھے۔

امام ابن ابی داؤد نے نافع رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ مصاحف کی بیع پر ہاتھ ٹوٹ جائیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی داؤد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ قرآن حکیم کی خرید وفروخت پر ہاتھ ٹوٹ جائیں۔

امام ابن ابی داؤد نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے سالم بن عبداللہ کو یہ فرماتے سنا کہ سب سے بری تجارت قرآن حکیم کی ہے۔ ابن ابی داؤد نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی مصاحف کی بیع وشراء کو ناپسند کرتے تھے۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی داؤد نے عبداللہ بن شقیق عقیلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ مصاحف کی بیع کو مکروہ سمجھتے تھے فرماتے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المصاحف کی بیع پر سختی کرتے تھے اور اسے بہت بڑا (گناہ) سمجھتے تھے۔

امام ابن ابی داؤد نے ابن شہاب کے واسطہ سے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ المصاحف کی بیع کو شدید مکروہ سمجھتے تھے اور فرماتے تھے اپنے بھائی کی کتاب کے ساتھ مدد کر یا اسے ہبہ کر۔ ابن ابی داؤد نے علی بن حسین سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مصاحف نہیں بیچے جاتے تھے اور ایک شخص منبر کے پاس ایک کاغذ لے کر آتا تھا اور کہتا کون ثواب کی خاطر مجھے یہ لکھ دے گا؟ پھر دوسرا آتا وہ لکھتا حتی کہ المصحف مکمل ہو جاتا۔

حضرت ابن ابی داؤد نے مسروق اور علقمہ اور عبداللہ بن یزید الانصاری، شریح اور عبادہ یہ تمام علماء مصاحف کی خرید و فروخت کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے ہم کتاب اللہ پر اجرت نہیں لیتے۔ ابن ابی داؤد نے ابراہیم سے اور انہوں نے اپنے اصحاب سے روایت کیا ہے کہ وہ مصاحف کی خرید وفروخت ناپسند کرتے تھے۔ ابن ابی داؤد نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مصاحف کی بیع ناپسند کرتے تھے اور فرماتے میں پسند کرتا ہوں کہ جو مصاحف کی بیع کرتے ہیں انہیں سزا دی جائے۔

امام ابن ابی داؤد نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں علماء اجرت پر قرآن کی کتابت کرنے اور مصاحف کو بیچنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ ابن ابی داؤد نے ابن جریج نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عطاء نے فرمایا سلف صالحین مصاحف کو نہیں بیچتے تھے، یہ بدعت اب شروع ہوئی ہے۔ وہ کعبہ کے قریب حطیم میں مصاحف لے کر بیٹھتے تھے، ایک دوسرے کو کہتا جبکہ وہ کاتب ہوتا اور طواف کر رہا ہوتا اے فلاں طواف سے فارغ ہو کر میرے پاس آنا اور میرے لئے قرآن حکیم لکھنا۔ وہ قرآن کا کچھ حصہ لکھتا۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا حتی کہ وہ مصحف کی کتابت سے فارغ ہو جاتا۔

حضرت ابن ابی داؤد نے عمرو بن مرۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے زمانہ میں لوگ جمع ہوتے تھے اور قرآن لکھتے تھے پھر وہ اجرت پر غلاموں کو لیتے جو ان کے لئے قرآن لکھتے پھر وہ غلام لکھنے کے بعد ان صحیفوں کو فروخت کرتے۔ سب سے پہلے غلاموں نے ہی قرآن فروخت کئے۔

امام ابوعبید اور ابن ابی داؤد نے عمران بن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابومجلز رحمہ اللہ سے مصاحف کی بیع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا قرآن معاویہ کے زمانہ میں بیچے گئے پس تم ان کو نہ بیچو۔

حضرت ابن ابی داؤد نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کتاب اللہ کی شان خرید وفروخت سے بلند ہے۔

امام ابن سعید نے حنظلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں طاؤس رحمہ اللہ کے ساتھ جا رہا تھا، وہ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو قرآن بیچ رہے تھے تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔

وہ علماء جنہوں نے قرآن کی بیع وشراء کی رخصت دی

امام ابن ابی داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے قرآن کی بیع کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا لا باس اس میں کوئی حرج نہیں، وہ اپنے ہاتھوں کی محنت کی اجرت لیتے ہیں۔

امام ابن ابی داؤد نے ابن الحنفیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے یہی سوال ہوا۔ انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں، وہ کاغذ کی قیمت لیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابوعبید اور ابن ابی داؤد نے شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا مصاحف کی بیع میں کوئی حرج نہیں، وہ کتاب اللہ نہیں بیچتے، وہ کاغذ اور اپنے ہاتھوں کی محنت بیچتے ہیں۔ ابن ابی داؤد نے جعفر سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مصاحف کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اجرت اس کی کتابت پر دی جاتی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابوعبید، ابن ابی داؤد نے مطر الوراق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، ان سے پوچھا گیا کہ مصاحف کی بیع جائز ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا اس امت کے بہترین افراد حسن اور شعبی اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے۔

حضرت ابن ابی داؤد نے حمید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ مصاحف کی بیع ناپسند کرتے تھے اور مطر الوراق رحمہ اللہ بھی اسی مسلک پر رہے حتیٰ کہ اس کی رخصت دے دی۔

امام ابن ابی داؤد نے الحسن رحمہ اللہ سے کئی طرق کے ذریعے روایت کیا ہے کہ مصاحف کی بیع وشراء میں کوئی حرج نہیں۔

حضرت ابن ابی داؤد نے الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مصاحف کی بیع وشراء میں کوئی قباحت نہیں دیکھتے تھے۔

حضرات ابوعبید اور ابن ابی داؤد نے ابوشہاب موسیٰ بن نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا کیا مصحف کے متعلق مجھ پر تیرا کوئی معاوضہ ہے تو اس کے بدلے میں سامان خرید لے۔ عبدالرزاق ابوعبید اور ابن ابی داؤد نے کئی طرق سے ابن عباس سے روایت فرمایا ہے مصاحف کو خرید لیکن اس کو فروخت نہ کر۔ امام ابن ابی داؤد نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مصاحف کے خریدنے میں رخصت دی گئی ہے اور اس کی بیع کو ناپسند کیا گیا ہے۔ حضرت ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے فرمایا اسی طرح انہوں نے رخصت دی گویا کوئی اس کی سند ہے۔

امام ابوعبید اور ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے مصاحف کی بیع میں فرمایا اس کو خریدو مگر بیچو نہیں۔ حضرت ابن ابی داؤد نے سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

وَ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً ؕ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۰﴾

''اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوئے گی ہمیں (دوزخ کی) آگ بجز گنتی کے چند دن آپ فرمائیے کیا لے رکھا ہے تم نے اللہ سے کوئی وعدہ تب تو خلاف ورزی نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کی یا (یونہی) بہتان باندھتے ہو اللہ پر جو جانتے ہی نہیں''۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور الواحدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود کہتے تھے دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور ہمیں دنیا کے ایام کے مطابق ہر ہزار سال کے بدلے ایک دن آگ میں عذاب دیا جائے گا اور یہ سات ایام بنتے ہیں پھر عذاب ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی (1)۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور الواحدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل کتاب نے جہنم کی دونوں اطراف کے درمیان چالیس (دنوں) کی مسافت پائی۔ انہوں نے کہا دوزخیوں کو صرف چالیس (دنوں) کی مقدار عذاب ہوگا پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو انہیں آگ کی لگام چڑھائی جائے گی وہ اس میں چلیں گے حتی کہ وہ سقر تک پہنچ جائیں گے جس میں زقوم کا درخت ہے اور وہ اس مقام پر معین دنوں میں سے دن کے آخر میں پہنچیں گے پھر انہیں دوزخ کے داروغے کہیں گے اے اللہ کے دشمنو! تم کہتے تھے کہ تمہیں دوزخ میں معین دن صرف عذاب ہوگا اب تعداد و شمار ختم ہو گیا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کا سلسلہ باقی ہے وہ بلندی پر چڑھیں گے اور مونہوں کے بل گریں گے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہود نے کہا ہمیں صرف چالیس دن آگ کا عذاب ہوگا جتنے دن ہم نے بچھڑے کی عبادت کی تھی (3)۔

حضرات عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک دن یہود جمع ہوئے اور نبی کریم ﷺ سے انہوں نے مخاصمہ کیا، کہنے لگے ہمیں متعین دن آگ کا عذاب ہوگا اور انہوں نے چالیس دنوں کا ذکر کیا۔ پھر ہم سے پیچھے آنے والے لوگ اس میں جلیں گے۔ ان کا اشارہ صحابہ کرام اور نبی کریم ﷺ کی طرف تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 440، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 438 (روایت بالمعنی)
3۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 439

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور آپ نے اپنا ہاتھ ان کے سروں پر لوٹایا، تم نے جھوٹ کہا ہے، تم نے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں جلنا ہے اور ہم تمہارے پیچھے ان شاء اللہ کبھی نہیں آئیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا تمہیں اللہ اور اس تورات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو اللہ تعالی نے موسیٰ پر طور سیناء کے دن نازل فرمائی تھی، وہ دوزخی کون ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تورات میں ذکر کیا ہے؟ یہود نے کہا بے شک ان کا رب ان پر سخت ناراض ہوا۔ پس ہم آگ میں چالیس دن رہیں گے پھر ہم نکل جائیں گے اور اس میں تم ہمارے پیچھے رہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا ہے، اللہ کی قسم ہم اس میں کبھی تمہارے پیچھے نہیں آئیں گے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تصدیق اور یہود کی تکذیب کے لئے یہ آیات نازل فرمائیں (2)

امام احمد، بخاری، دارمی، نسائی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب خیبر فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو زہر آلود بکری پیش کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام یہود کو جمع کرو جو بھی یہاں موجود ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا فلاں، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا، بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے انہوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا اگر میں تم سے کسی چیز کے متعلق پوچھوں تو کیا سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں اے ابا القاسم! اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ جان لیں گے جیسے آپ نے ہمارے باپ کے متعلق جان لیا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا دوزخی کون ہیں؟ کہنے لگے ہم دوزخ میں تھوڑا عرصہ رہیں گے پھر تم اس میں ہمارے نائب ہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (بکواس نہ کرو) ہم کبھی اس میں تمہارے پیچھے نہیں آئیں گے (3)۔

حضرت عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مذکورہ آیت میں عہد سے مراد پختہ وعدہ ہے، یعنی کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی پختہ عہد لیا جیسا کہ تم کہتے ہو (4)۔ ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہود نے بزعم خویش دوزخ میں چند دن رہنے کا عقیدہ قائم کیا تو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے فرمایا کہ ان سے کہو کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق کوئی عہد لیا ہے یا فرماتے ہیں عہد سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے یعنی کیا تم نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا ہے تم نے شرک نہیں کیا ہے اور تم نے اللہ تعالیٰ کا انکار نہیں کیا ہے۔ اگر تم نے ایسا کہا ہے تو پھر میں اس کی امید کر سکتا ہوں اور اگر تم نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہی نہیں کیا تو پھر تم اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم نہیں جانتے (5)۔

حضرت عبد بن حمید نے قتادہ سے اس عہد والے ارشاد کے متعلق روایت کیا ہے کہ اگر تو تم نے اللہ سے یہ عہد لیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے عہد کی خلاف ورزی نہیں کرے گا یا تم خود اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ بات کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ فرماتے ہیں قال القوم کا معنی ہے قوم نے جھوٹ بولا، باطل بات کی یعنی انہوں نے ایسی بات کی جو وہ نہیں جانتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 440، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 449
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 451، مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 441
5۔ ایضاً

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۸۲﴾

''ہاں (ہمارا قانون یہ ہے) جس نے جان کر برائی کی اور گھیر لیا اس کو اس کی خطا نے تو وہی دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی جنتی ہیں وہ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں''۔

حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَيِّئَةً سے مراد شرک روایت کیا ہے۔

حضرت عبد بن حمید نے مجاہد اور عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ سے اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ کا معنی روایت کیا ہے کہ شرک اس کو گھیرے ہوئے ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ جس نے تمہاری مثل اعمال کیے اور اس نے بھی اس چیز کا انکار کیا جس کا تم نے کیا ہے حتیٰ کہ اس کے کفر نے اس کو گھیر لیا یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی باقی نہ رہی تو یہی لوگ دوزخی ہیں اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اور جنہوں نے ایمان قبول کیا اور نیک اعمال کیے یعنی وہ اس پر ایمان لایا جس کا تم نے انکار کیا اور اس نے وہ امور دینیہ بجالائے جن کو تم نے چھوڑ دیا تو ان کے لئے جنت ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ اس آیت میں خبر دے رہے ہیں کہ ثواب وعذاب کا دارومدار خیر وشر پر ہے اور یہ نیک عمل کرنے والوں اور نہ کرنے والوں پر دائمی ہوگا اس میں انقطاع نہ ہوگا (1)۔

امام وکیع اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا اس آیت میں الخطیئۃ کیا مراد ہے؟ فرمایا قرآن پڑھو، جس آیت پر اللہ تعالیٰ نے عذاب کا وعدہ کیا ہے وہ خَطِيْٓـَٔتُهٗ ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خَطِيْٓـَٔتُهٗ سے مراد ایسا گناہ کبیرہ ہے جو آگ کے عذاب کا موجب ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ کا معنی یہ ہے کہ اس کے گناہ اس کے دل کو گھیر لیں پس جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو گناہوں کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کے دل پر چھا جاتی ہے حتیٰ کہ مٹھی کی طرح اس کا دل بند ہو جاتا ہے پھر فرمایا ہر گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ کا وعدہ فرمایا ہے وہ خَطِيْٓـَٔتُهٗ ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے الربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مذکورہ جملہ کا مطلب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 442
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 445
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

یہ ہے کہ وہ جو اپنی خطا پر توبہ کرنے سے پہلے مر جائے (1)۔

امام وکیع اور ابن جریر نے الاعمش سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس گناہ کے ساتھ انسان مر جائے (2)۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ ذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۸۳﴾

"اور یاد کرو جب لیا تھا ہم نے پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے (اس بات کا) کہ نہ عبادت کرنا بجز اللہ کے اور ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا نیز رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں سے بھی (مہربانی کرنا) اور کہنا لوگوں سے اچھی باتیں اور صحیح ادا کرنا نماز اور دیتے رہنا زکوٰۃ۔ پھر منہ موڑ لیا تم نے مگر چند آدمی تم سے (ثابت قدم رہے) اور تم روگردانی کرنے والے ہو"۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ سے مراد میثاقکم ہے (3)۔

امام ابن جریر نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ لیا تھا کہ وہ خالصۃً اللہ کی عبادت کریں گے اور کسی غیر کی عبادت نہیں کریں گے (4)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِیْثَاقَ سے مراد وہ عہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے لیا تھا اور تم غور سے سنو جو اس نے ان سے عہد لیا تھا وہ یہ ہے لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ۫ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا الخ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عیسیٰ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا ہم لَا یَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ پڑھتے ہیں کیونکہ ہم آیت کے آخر میں ثم تو لوا پڑھتے ہیں تم تَوَلَّیْتُمْ پڑھتے ہو، اس لئے تم لَا تَعْبُدُوْنَ پڑھو۔

امام ابن جریر نے ضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور انہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا حکم دو جنہوں نے ابھی تک یہ کلمہ نہیں پڑھا (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس مذکورہ جملہ سے یہی مراد ہے کہ نیکی کا لوگوں کو حکم دو اور برائی سے روکو۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد تمام لوگ ہیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 445
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 446
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 447
4۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 448
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 451
6۔ شعب الایمان، جلد پنجم، رقم الحدیث، 6682، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطاء اور ابوجعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الناس سے مراد تمام لوگ ہیں (1)۔ امام ابوعبید، سعید بن منصور، ابن المنذر نے عبدالملک بن سلمان سے روایت کیا ہے کہ زید بن ثابت وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا پڑھتے تھے اور ابن مسعود بھی وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا پڑھتے تھے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی سے تَوَلَّیْتُمْ کا معنی تَرَکْتُمْ روایت کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَوَلَّیْتُمْ کا معنی یہ ہے کہ تم نے میری اطاعت سے اعراض کیا مگر وہ تھوڑے سے افراد جنہیں میں نے اپنی اطاعت کے لئے منتخب فرمایا (3)۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِیَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۸۴﴾ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ٘ تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِؕ وَ اِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ اِخْرَاجُهُمْؕ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ یَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْیٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ اِلٰۤى اَشَدِّ الْعَذَابِؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۵﴾ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ٘ فَلَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۸۶﴾ع

اور یاد کرو جب لیا ہم نے تم سے پختہ وعدہ کہ تم اپنوں کا خون نہیں بہاؤ گے اور نہیں نکالو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے (اس وعدہ پر ثابت رہنے کا) اقرار بھی کیا اور تم خود اس کے گواہ ہو۔ پھر تم وہی ہو نا (جنہوں نے یہ وعدے کئے) کہ اب قتل کر رہے ہو اپنوں کو اور نکال باہر کرتے ہو اپنے گروہ کو ان کے وطن سے (نیز) مدد دیتے ہو ان کے خلاف (دشمنوں) کو گناہ اور ظلم سے اور اگر آئیں تمہارے پاس قیدی بن کر (تو بڑے پاکباز بن کر) انکا فدیہ ادا کرتے ہو حالانکہ حرام کیا گیا تھا تم پر ان کا گھروں سے نکالنا تو کیا تم ایمان لاتے ہو کتاب کے کچھ حصہ پر اور انکار کرتے ہو کچھ حصہ کا (تم خود ہی کہو) کیا سزا ہے ایسے نابکار کی تم میں سے سوائے اس کے کہ رسوا ہے دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن تو انہیں پھینک دیا جائے گا سخت ترین عذاب میں اور اللہ بے خبر نہیں ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 452 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 453 3۔ ایضاً

(کرتوتوں) سے جو تم کرتے ہو۔ یہ ہیں وہ لوگ جنہوں نے مول لے لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے عوض تو نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی"۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے لَا تَسْفِكُوْنَ کوتا کے فتحہ، فاء کے کسرہ اور کاف کے رفع کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عبد بن حمید نے طلحہ بن مصرف سے روایت کیا ہے کہ وہ فاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہم نے ان سے عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کو قتل نہیں کرو گے اور ایک دوسرے کو اپنے گھروں سے نہیں نکالو گے پھر تم نے خود اس میثاق کا اقرار کیا اور تم خود ہی اس کے گواہ ہو(1)۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ کا مفہوم یہ ہے کہ تم گواہ ہو کہ جو میں نے تم سے میثاق لیا تھا وہ حق ہے۔ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی تم نے مشرکوں کو قتل کیا حتی کہ تم نے ان کے ساتھ اپنے خون بھی بہائے وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِیْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِیَارِهِمْ فرمایا تم ان کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو تَظٰهَرُوْنَ عَلَیْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ جب اوس و خزرج قبائل کے درمیان جنگ جاری تھی تو بنو قینقاع خزرج کے ساتھ تھے اور نضیر اور قریظہ، اوس قبیلہ کے ساتھ تھے ہر گروہ نے اپنے بھائیوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی امداد کی حتی کہ اپنوں کے خون بہائے۔ جب جنگ کا سلسلہ ختم ہوا تو تورات کے ارشاد کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھی دیا وَ اِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ حالانکہ تم جانتے ہو کہ یہ تم پر تمہارے دین میں فرض ہے وَ هُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْكُمْ اور تمہاری کتاب میں ان کا گھروں سے نکالنا بھی حرام قرار دیا گیا ہے۔ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ۔ یعنی تم مومن بن کر اپنے قیدیوں کا فدیہ دیتے ہو اور کفر کرتے ہوئے پھر اپنے ساتھیوں کو ان کے گھروں سے نکالتے ہو(2)۔

امام ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن سلام کوفہ میں جالوت کے سردار کے پاس سے گزرے، وہ ان عورتوں کی طرف سے فدیہ دے رہا تھا جن سے عربوں نے جماع نہیں کیا تھا اور ان کا فدیہ نہیں دے رہا تھا جن سے عربوں نے جماع کیا تھا، عبد اللہ بن سلام نے اسے کہا کہ کیا تیری کتاب میں یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ تم تمام عورتوں کی طرف سے فدیہ دو(3)۔

امام سعید بن منصور نے ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ اِنْ یَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ پڑھتے تھے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہماری قرأت میں وَاِنْ یُّؤْخَذُوْا تُفْدُوْهُمْ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے عبد الرحمٰن السلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت کا پہلا حصہ عام ہے اور اس کا آخری حصہ خاص ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یُرَدُّوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 55-454 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 455-56,59 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 459

اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے دنیا کے قلیل کو آخرت کے کثیر پر ترجیح دی (1)۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ قَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ٘ وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ٘ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿۸۷﴾

''اور بے شک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب اور ہم نے پے در پے ان کے پیچھے پیغمبر بھیجے اور دیں ہم نے عیسیٰ (علیہ السلام) بن مریم (علیہا السلام) کو روشن نشانیاں اور ہم نے تقویت دی انہیں جبرائیل (علیہ السلام) سے تو کیا جب کبھی لے آیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر ایسا حکم جسے تمہارے نفس پسند نہ کرتے تو تم اکڑ گئے بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو قتل کرنے لگے''۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو مالک رحمہ اللہ سے قَفَّيْنَا کا معنی اَتْبَعْنَا کیا ہے یعنی ہم نے ان کے پیچھے بھیجے۔

امام ابن عساکر نے جویبر عن الضحاک کے سلسلہ سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اس آیت میں الْكِتٰبَ سے مراد تورات ہے یعنی ہم نے موسیٰ کو تورات یکبارگی مفصل اور محکم عطا فرمائی پھر موسیٰ علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے یہ رسول مبعوث فرمائے، اشمویل بن بابل، مشائیل، شعیا بن امصیا، حزقیل، ارمیا بن حلقیا یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ داؤد بن ایشا یہ سلمان علیہ السلام کے والد ہیں، مسیح عیسیٰ بن مریم، یہ وہ رسل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور موسیٰ بن عمران کے بعد امت کے لئے ان کو منتخب فرمایا اور ان سے وعدہ لیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کو اور آپ کی امت کی صفات کو ایک دوسرے تک پہنچاؤ۔

وَ اٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ۔

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر اور ابن اسحاق رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ان آیات سے مراد وہ معجزات ہیں جو آپ کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے، مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، مٹی سے پرندے کی مانند تخلیق، بیماروں کو شفا دینا، غیب کی خبریں دینا اور انجیل کے ساتھ ان پر تورات کے احکام کا لوٹانا (2)۔

وَ اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایدنا کا معنی قوینا کیا ہے یعنی ہم نے انہیں روح القدس کے ذریعے تقویت پہنچائی۔ ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں روح القدس سے مراد وہ اسم ہے جس کے ذریعے عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 463 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 464 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 465

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ روح القدس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے الربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں القدس سے مراد رب تعالیٰ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے القدس کا معنی طہر نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے السدی رحمہ اللہ سے القدس کا معنی برکت نقل کیا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے اسماعیل بن ابی خالد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ ہم نے جبرئیل کے ذریعے ان کی مدد کی۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ روح القدس سے مراد جبرئیل ہے۔

ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا روح القدس جبریل ہے۔

امام ابن سعید، احمد، بخاری، ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان کیلئے مسجد میں منبر رکھوایا۔ حضرت حسان نے رسول اللہ ﷺ کا اشعار کے ذریعے دفاع کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرما جس طرح وہ اپنے نبی کا اشعار کے ذریعے دفاع کرتا ہے(2)۔

امام ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روح القدس نے میرے دل میں پھونک ماری کہ کوئی نفس اس وقت تک نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ اپنا رزق مکمل کر لے گا۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور عمدہ طریقہ سے رزق طلب کرو۔

امام الزبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روح القدس کے کلام سے یہ ہے کہ زمین کو ہرگز یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ آپ ﷺ کے جسم کو کھائے۔

فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ٚ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۔

حضرت ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فریقاً سے مراد طائفہ (گروہ) ہے۔

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝۸۸

"اور یہودی بولے ہمارے دلوں پر تو غلاف چڑھے ہیں۔ نہیں بلکہ پھٹکار دیا ہے انہیں اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے وہ بہت ہی کم ایمان رکھتے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قلب کو اس لئے قلب کہتے ہیں کیونکہ یہ مختلف کیفیات میں بدلتا رہتا ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ آپ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ پڑھتے تھے یعنی ان کے دل تو علم سے بھرے ہوئے ہیں وہ کیسے علم حاصل کریں اور دل تو حکمت کے لئے برتن کی حیثیت رکھتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قُلُوْبُنَا غُلْفٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 466 2۔ جامع ترمذی، باب انشاد الشعر، جلد 2، صفحہ 107، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ

کہا ہمارے دل علم سے پہلے ہی لبریز ہیں۔ وہ علم محمد ﷺ اور کسی دوسرے کے علم کے محتاج نہیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطیہ رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمارے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے(1)۔ وکیع نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے دلوں پر مہر لگی ہوئی ہے۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان پر پردہ ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے مذکورہ جملہ کے تحت نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمارے دل نہیں سمجھتے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص میں، ابن جریر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دل چار قسموں پر ہیں: ۱۔ وہ دل جو ڈھکا ہوا ہوتا ہے یہ کافر کا دل ہے۔ ۲۔ وہ دل جو الٹا ہوتا ہے یہ منافق کا دل ہے۔ ۳۔ وہ دل جو صاف ہوتا ہے اس میں سراج کی مثل کوئی چیز ہوتی ہے یہ مومن کا دل ہے۔ ۴۔ اور ایک دل وہ ہوتا ہے جس میں ایمان اور نفاق ہوتا ہے، ایمان، درخت کی مثل ہوتا ہے اسے پاک پانی بڑھاتا ہے اور نفاق کی مثال زخم کی مثل ہے اسے پیپ اور خون بڑھاتا ہے جو مادہ غالب آجاتا ہے وہ دوسرے کو ہلاک کر دیتا ہے(4)۔

امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے فرماتے ہیں فتنہ کو دلوں پر پیش کیا جاتا ہے پس جو اس کا انکار کرتا ہے اس پر سفید داغ پیدا ہو جاتے ہیں اور جو اس کا انکار نہیں کرتا اس کے دل میں سیاہ داغ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر دل پر دوسرا فتنہ پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ انکار کرتا ہے جس نے پہلے انکار کیا تھا تو اس کے دل میں سفید داغ مزید پیدا ہو جاتا ہے اور اگر وہ انکار نہیں کرتا ہے تو مزید سیاہ داغ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر ایک فتنہ پیش کیا جاتا ہے، اگر وہ دل انکار کرتا ہے تو وہ سفیدی شدید ہو جاتی ہے پھر اس کو کبھی کوئی فتنہ نقصان نہیں پہنچاتا اور اگر وہ دل پہلی دو مرتبہ انکار نہیں کرتا تو وہ سیاہ ہو جاتا ہے اور الٹا ہو جاتا ہے وہ حق کو نہیں پہچانتا اور کبھی برائی کا انکار نہیں کرتا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایمان دل میں ایک مختصر سفیدی میں ظاہر ہوتا ہے، جیسے جیسے ایمان بڑھتا جاتا ہے وہ سفیدی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ جب ایمان مکمل ہوتا ہے تو وہ سفیدی پورے دل کو گھیر لیتی ہے۔ اور نفاق بھی دل میں بالکل چھوٹی سی سیاہی کی مانند ظاہر ہوتا ہے، جوں جوں نفاق بڑھتا جاتا ہے وہ سیاہی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ جب نفاق مکمل ہوتا ہے تو دل بھی مکمل طور پر سیاہ ہو جاتا ہے۔ قسم بخدا اگر تم بندۂ مومن کا دل چیرو تو تم اسے سفید پاؤ گے اور اگر کسی منافق کا دل چیرو تو تم اسے سیاہ پاؤ گے(6)۔

امام احمد نے جید سند کے ساتھ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دل چار قسم کے ہوتے ہیں: ۱۔ صاف دل جس میں چراغ کی مثل کوئی چیز ہوتی ہے، وہ روشن ہوتا ہے۔ ۲۔ وہ دل جو غلاف میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 468 (قول ابن عباس) 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 467

5۔ مستدرک حاکم، جلد چہارم، رقم الحدیث 8446، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ شعب الایمان، جلد اول، رقم الحدیث 38، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ ۳۔ وہ دل جو الٹا ہوتا ہے۔ ۴۔ وہ دل جو ڈھکا ہوا ہوتا ہے، پس وہ دل جو صاف ہوتا ہے وہ مومن کا دل ہے، اس میں اس کا چراغ اس کا نور ہوتا ہے۔ ۲۔ وہ دل جو غلاف میں لپٹا ہوا ہوتا ہے وہ کافر کا دل ہے اور وہ دل جو الٹا ہوتا ہے وہ منافق کا دل ہے جو پہنچا تا ہے پھر انکار کرتا ہے اور وہ دل جو ڈھکا ہوا ہوتا ہے اس میں ایمان اور نفاق ہوتا ہے اور اس میں ایمان کی مثال ایسے ہوتی ہے جیسے سبزی کی مثال ہے، اس کو پاکیزہ پانی بڑھاتا ہے اور اس میں نفاق کی مثال، زخم کی مثال ہے، اسے پیپ اور خون زیادہ کرتا ہے۔ پس جو مادہ غالب آجاتا ہے وہ دوسرے کو مغلوب کر دیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ کا معنی یہ روایت کیا ہے کہ ان میں سے بہت تھوڑے ایمان لاتے ہیں(2)۔

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۫ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٩﴾

"اور جب آئی ان کے پاس اللہ کی طرف سے وہ کتاب (قرآن پاک) جو تصدیق کرتی تھی ہے اس کتاب کی جو ان کے پاس تھی اور وہ اسے پہلے فتح مانگتے تھے کافروں پر (اس نبی کے وسیلہ سے) تو جب تشریف فرما ہوا ان کے پاس وہ نبی جسے وہ جانتے تھے تو انکار کر دیا اس کے ماننے سے سو پھٹکار ہو اللہ کی (دانستہ) کفر کرنے والوں پر"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں کتاب سے مراد قرآن ہے جو تورات اور انجیل کی تصدیق کرنے والا ہے(3)۔ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ

امام ابن اسحق، ابن جریر، ابن المنذر، ابونعیم اور بیہقی نے (دلائل میں) حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے تمہارے مشائخ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی شان کو عربوں میں ہم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تھا، ہمارے ساتھ یہود رہتے تھے، وہ اہل کتاب تھے اور ہم بت پرست تھے اور جب ہم ان کو کوئی ناپسندیدہ امر پہنچاتے تو وہ کہتے ایک نبی اس زمانہ میں مبعوث ہونے والا ہے ہم اس کی اتباع کریں گے پھر اس کے ساتھ مل کر ہم تمہیں قوم عاد اور قوم ارم کی طرح قتل کریں گے پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو مبعوث فرمایا تو ہم نے اتباع کی اور انہوں نے انکار کیا۔ اللہ کی قسم وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کا ارشاد ہمارے اور یہود کے متعلق نازل ہوا(4)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 17 مطبوعہ دار صادر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 279 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 472
4۔ ایضاً

بیہقی نے دلائل میں سدی کے طریق سے ابو مالک اور ابوصالح کے واسطہ سے ابن عباس، مرہ، ابن مسعود اور دوسرے کئی صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرب یہود کے پاس سے گزرتے تو وہ انہیں تکلیف پہنچاتے۔ اور وہ محمد ﷺ کا ذکر اپنی کتاب میں پڑھتے تھے وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے کہ وہ نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمائے تاکہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ مل کر عربوں سے جنگ کریں۔ پھر جب محمد ﷺ تشریف لائے تو یہود نے انکار کیا جب کہ بنی اسرائیل میں کوئی نبی نہیں تھا۔

امام ابونعیم نے دلائل میں عطاء اور الضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی نضیر اور بنی قریظہ کے یہود نبی کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے محمد ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے فتح طلب کرتے تھے، وہ آپ کے وسیلہ سے کفار کے خلاف دعا مانگتے تھے اور کہتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَنْصِرُكَ بِحَقِّ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اِلَّا نَصَرْتَنَا عَلَيْهِمْ فَيُنْصَرُوْنَ۔ اے اللہ ہم تجھ سے نبی امی کے واسطہ سے مدد طلب کرتے ہیں تو ہماری عربوں کے خلاف مدد فرما پس ان کی مدد کی جاتی تھی پھر جب انہوں نے محمد ﷺ کی آمد کو جان لیا اور انہیں کوئی شک نہ رہا تو انہوں نے انکار کر دیا (1)۔

امام ابونعیم نے دلائل میں الکلبی کے طریق سے ابوصالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کی آمد سے پہلے مدینہ کے یہود جب مشرکین عرب کے قبائل اسد، غطفان، جہینہ اور عذرہ سے جنگ کرتے تو ان کے خلاف نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کے واسطہ سے مدد طلب کرتے تھے اور اس طرح دعا مانگتے تھے۔ اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہماری مدد فرمائے گا اپنے نبی کے اسم گرامی کے واسطہ سے اور اس کتاب کے واسطہ سے جو تو نے اس پر نازل فرمائے گا جس کا تو نے وعدہ فرمایا کہ تو اسے آخر زمانہ میں مبعوث کرے گا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود کفار کے خلاف محمد ﷺ کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے، دعا کرتے اے اللہ اس نبی کو مبعوث فرما جس کا ذکر ہم تورات میں پاتے ہیں کہ وہ انہیں عذاب دے گا اور انہیں قتل کرے گا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے محمد ﷺ کا انکار کر دیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ عربوں میں مبعوث ہو گئے ہیں تو ان کا انکار عربوں سے حسد کی وجہ سے کیا تھا حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں (3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے دلائل میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں خیبر کے یہود، غطفان سے جنگ کرتے تھے، جب جنگ میں ہزیمت کا اندیشہ ہوتا تو یہ دعا مانگتے اے اللہ ہم تجھ سے محمد نبی امی کے واسطہ سے سوال کرتے ہیں جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ تو اس کو آخر زمانہ میں ہمارے لئے مبعوث فرمائے گا، تو ہماری ان کفار کے خلاف مدد فرما اور جب پھر وہ اس دعا کے ساتھ جنگ کرتے تو وہ غطفان کو شکست دے دیتے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 97-96، مطبوعہ مکتبہ عربیہ 2۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 97، مطبوعہ مکتبہ عربیہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 473

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ یعنی اے محبوب! یہ تیرے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے کافروں پر(1)۔

امام ابن اسحق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہود، اوس وخزرج پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلہ سے فتح طلب کرتے تھے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عربوں سے مبعوث فرمایا تو انہوں نے اپنی ہی بات کا انکار کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہ کیا۔ معاذ بن جبل، بشر بن البراء اور داؤد بن سلمہ نے یہود سے کہا اے یہودیو! اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو۔ تم ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مدد طلب کرتے تھے۔ ہم مشرک تھے، تم ہمیں بتاتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہونے والی ہے، تم خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات بیان کرتے تھے۔ سلام بن مشکم نے کہا جو بنی نضیر سے تھا۔ وہ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم جانتے ہوں اور یہ وہ نبی نہیں ہے جس کا ہم تم سے ذکر کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ......(2)

امام احمد، ابن قانع، طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں سلمہ بن سلامہ بن وقش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور یہ اہل بدر سے ہیں فرماتے ہیں بنی عبدالاشہل میں ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تھوڑا پہلے ایک دن اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور بنی اشہل کی مجلس پر آ کر رک گیا، سلمہ نے کہا میں اس وقت مجلس کے اندر جوان شخص تھا، مجھ پر ایک چادر تھی، میں اپنے گھر کے صحن میں پہلو کے بل لیٹا ہوا تھا۔ بعثت، قیامت، حساب، میزان، جنت اور دوزخ کا تذکرہ چھیڑا تو اس نے کہا یہ مشرک، بت پرست، مرنے کے بعد اٹھنے کا عقیدہ نہیں رکھتے، لوگوں نے اسے کہا اے فلاں تجھ پر افسوس ہے تو یہ خیال کرتا ہے کہ لوگ مرنے کے بعد اٹھیں گے اور اپنے اپنے اعمال کے مطابق جنت اور دوزخ میں جائیں گے۔ اس نے کہا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے اسے یہ پسند ہے کہ دنیا میں اس آگ سے اس کے لئے ایک تنور ہو جس کو لوگ گرم کریں پھر اس میں اسے داخل کریں پھر اس کو مٹی لگا کر بند کر دیں لیکن قیامت کے روز اس آگ سے بچ جائے۔ انہوں نے کہا تجھ پر افسوس اس کی نشانی کیا ہے؟ اس نے کہا ان شہروں کی طرف سے نبی مبعوث ہوگا۔ اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کیا۔ لوگوں نے پوچھا ہم اسے کب دیکھیں گے؟ راوی فرماتے ہیں اس نے نوعمروں میں سے میری طرف دیکھ کر کہا یہ نوجوان اپنی عمر میں اس نبی کو پالے گا۔ سلمہ فرماتے ہیں قسم بخدا ایک رات اور ایک دن نہیں گزرا تھا حتی کہ اللہ نے اپنا رسول مبعوث فرما دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے لیکن اس بدبخت یہودی نے حسد اور بغی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا۔ ہم نے اسے ملامت کیا اور کہا کہ کیا تو ہی ہمیں اس نبی کے متعلق بتاتا نہیں تھا؟ تو اس نے کہا واقعی بتاتا تھا لیکن یہ وہ نہیں ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب مشرکین عرب کے خلاف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خروج کے واسطہ سے نصرت طلب کرتے تھے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے دیکھا کہ یہ تو عربوں سے مبعوث ہوئے ہیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور حسد کی آگ میں جلتے رہے(4)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد دوم، رقم الحدیث 3042، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 472
3۔ مستدرک حاکم، جلد سوم، رقم الحدیث، 5764
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 473

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا کا ارشاد یہود کے حق میں نازل ہوا۔ انہوں نے محمد ﷺ کو پہچانا تھا کہ آپ نبی ہیں لیکن آپ ﷺ کی نبوت کا انہوں نے انکار کیا تھا (1)۔

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹۰

''بہت بری چیز ہے جس کے بدلے سودا چکایا انہوں نے اپنی جانوں کا وہ یہ کہ کفر کرتے ہیں اس (کتاب) کے ساتھ جو اللہ نے نازل کی حسد کے مارے کہ نازل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنا فضل (وحی) جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں سے، سو وہ حقدار ہو گئے مسلسل ناراضگی کے اور کافروں کے لئے ذلیل و رسوا کرنے والا عذاب ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ سے مراد یہود ہیں جنہوں نے قرآن حکیم اور محمد ﷺ کا انکار فقط عربوں سے حسد و بغی کی وجہ سے کیا تھا۔ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ انجیل اور عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے اور قرآن اور محمد ﷺ کے احکام کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ ان پر غضب فرمایا (2)۔

امام الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ مجھے فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ کے متعلق بتاؤ تو ابن عباس نے فرمایا برا ہے وہ جس کے بدلے میں انہوں نے اپنے نفسوں کو بیچا اس طرح کہ انہوں نے دنیا کی تھوڑی چیز کے لالچ میں آخرت کے حصص کو فروخت کر دیا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ مفہوم و معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

يُعْطِيْ بِهَا ثَمَنًا فَيَمْنَعُهَا وَيَقُوْلُ صَاحِبُهَا اَلَا تَشْتَرِيْ

وہ اس کے بدلے اسے ثمن دیتا ہے، لیکن وہ اس کو روکتا ہے اور اس کا مالک کہتا ہے کیا تو نہیں خریدتا۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ نے اس نبی کو دوسرے لوگوں سے پیدا فرما دیا ہے اس لئے انہوں نے انکار و کفر کیا۔ پس وہ اس نبی کے انکار کی وجہ سے پے در پے غضب کے مستحق ہو گئے۔ اور غضب کی وجہ یہ بھی تھی کہ انہوں نے تورات میں جو کچھ آپ ﷺ کے متعلق احکامات و صفات تھیں ان کو ضائع کر دیا (3)۔

امام ابن جریر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار اور محمد ﷺ کے انکار کی وجہ سے پے در پے غضب کے مستحق ہو گئے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 474
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 477
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 479 (روایت بالمعنیٰ)
4۔ ایضاً

B

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو یہود نے نبی کریم ﷺ کے ظہور نبوت سے پہلے تورات میں تبدیلی کی تھی اور جو انہوں نے نبی کریم ﷺ کا انکار کیا تھا اور جو کتاب آپ ﷺ لے کر آئے تھے اس کا انکار کیا تھا، ان سب چیزوں کی وجہ سے پے در پے غضب کے مستحق ہو گئے (1)۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَ يَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ۗ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ؕ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۹۲﴾

"اور جب ان سے کہا جاتا ہے ایمان لے آؤ اس پر جسے اللہ نے اتارا ہے تو کہتے ہیں ہم تو (صرف) اس پر ایمان لائے ہیں جو نازل کی گئی ہم پر اور کفر کرتے ہیں اس کے علاوہ (دوسری کتابوں) کے ساتھ حالانکہ وہ بھی حق ہے تصدیق کرتا ہے اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے۔ آپ فرمایئے پھر تم کیوں قتل کرتے رہے اللہ کے پیغمبروں کو اس سے پہلے اگر تم (اپنی کتاب پر ہی) ایمان رکھتے تھے؟ اور بے شک آئے تمہارے پاس موسیٰ روشن دلیلیں لے کر پھر تم نے بنا لیا بچھڑے کو (اپنا معبود) اس کے بعد اور تم (تو عادی) جفاکار ہو"۔

امام ابن جریر نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں وَرَآءَهٗ سے مراد بعدہ ہے (2)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِمَا وَرَآءَهٗ سے مراد قرآن ہے (3)۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ وَ رَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ ؕ خُذُوْا مَاۤ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّ اسْمَعُوْا ؕ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا ۗ وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ؕ قُلْ بِئْسَمَا يَاْمُرُكُمْ بِهٖۤ اِيْمَانُكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

"اور یاد کرو جب ہم نے لیا تم سے پختہ وعدہ اور بلند کیا تمہارے سروں پر کوہ طور (اور تمہیں حکم دیا) کہ پکڑ لو جو ہم نے تمہیں دیا مضبوطی سے اور (خوب غور سے) سنو۔ انہوں نے (زبان سے) کہا ہم نے سن لیا اور (دل میں کہا) نہیں مانا۔ سیراب ہو چکے تھے ان کے دل بچھڑے (کے عشق) سے یہ ان کے پیہم انکار کی نحوست تھی۔ فرمایئے بہت برا ہے جس کا حکم کرتا ہے تمہیں (یہ) تمہارا (عجیب و غریب) ایمان اگر تم ایمان دار ہو"۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ کا مطلب یہ ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 480　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 482　3۔ ایضاً

انہوں نے بچھڑے کی محبت کو پیا حتی کہ وہ ان کے دلوں میں رچ بس گئی (1)۔

قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَ لَنْ یَّتَمَنَّوْهُ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۹۵﴾

''آپ فرمایئے اگر تمہارے لئے ہی دار آخرت (کی راحتیں) اللہ کے ہاں مخصوص ہیں تمام لوگوں کو چھوڑ کر تو بھلا آرزو تو کرو موت کی اگر تم سچ کہتے ہو۔ اور وہ ہرگز کبھی بھی اس کی تمنا نہ کریں گے اپنی کارستانیوں کے خوف سے اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو''۔

امام ابن جریر نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہود نے کہا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی (البقرہ: 111) اور کہا نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ (المائدہ:18) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ لیکن انہوں نے موت کی تمنا نہ کی (2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اے محمد ﷺ یہود سے کہو اگر آخرت کا گھر تمہارے لئے خاص ہے جیسا کہ تمہارا گمان ہے اور مومنین کو اس میں جگہ نہیں ملے گی تو پھر موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو، رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تم اگر بات میں سچے ہو تو کہو اَللّٰهُمَّ اَمِتْنَا (اے اللہ ہمیں موت دے) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں کہے گا مگر وہ اپنی تھوک کے گلے میں اٹکنے کی وجہ سے مر جائے گا۔ انہوں نے ایسا کہنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اپنے اعمال کی وجہ سے موت کی کبھی تمنا نہیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے وقت فرمایا اللہ کی قسم وہ کبھی موت کی تمنا نہیں کریں گے (3)۔

ابن اسحق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو فریق جھوٹا ہے اس پر موت کی دعا کرو، تو یہود نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر وہ اس کی تمنا کرتے تو جو پوری سطح زمین پر تھے سب مر جاتے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دار آخرت سے مراد جنت ہے اور خَالِصَةً کا معنی خاص ہے۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ کا معنی یہ ہے کہ تم موت کا سوال کرو۔ فرمایا وہ کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔ بِمَا قَدَّمَتْ کا معنی اَسْلَفَتْ ہے یعنی گزشتہ اعمال کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کریں گے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 486

2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 489

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 274 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 488

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 92-91-490

علیحدگی اختیار کرلیں گے۔فرمایا میرا دوست فرشتہ جبریل ہے اور الله نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر جبریل ہی اس کا ساتھی اور قریبی ہوتا ہے یہود نے کہا! پھر تو ہم آپ سے علیحدہ ہی رہیں گے۔اگر اس جبریل کے علاوہ کوئی فرشتہ آپ کا ساتھی ہوتا تو ہم آپ کی اتباع کرتے اور آپ کی تصدیق کرتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہیں میری تصدیق سے کون سی چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا جبرئیل ہمارا دشمن ہے۔اس وقت الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ...... كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ پس اس وجہ سے وہ پے در پے غضب کے مستحق بن گئے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے الشعبی رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی الله عنہ روحاء کے مقام پر اترے تو آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ پتھروں کی طرف دوڑ کر جا رہے ہیں، حضرت عمر رضی الله عنہ نے اس کی وجہ پوچھی تو لوگوں نے بتایا کہ وہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پتھروں میں نماز پڑھی تھی۔حضرت عمر رضی الله عنہ نے فرمایا سبحان الله! رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر کسی وادی سے گزرتے اور نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ نماز ادا فرما لیتے تھے۔پھر آپ نے فرمایا کہ یہود مجھ پر چھا گئے تھے جب میں ان کے مدرسہ میں گیا تھا۔انہوں نے مجھے کہا آپ سے زیادہ ہمارے نزدیک آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی دوسرا معزز نہیں ہے کیونکہ آپ ہمارے پاس تشریف لائے ہیں۔میں نے کہا مجھے الله تعالیٰ کی کتب پر انتہائی تعجب ہوتا ہے کہ کیسے یہ ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں تورات قرآن کی تصدیق کرتی ہے اور قرآن تورات کی تصدیق کرتا ہے۔پس ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو میں ان سے کلام کر رہا تھا، میں نے کہا میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں تم جو اپنی کتاب میں پڑھتے ہو کیا تم جانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم الله کے رسول ہیں انہوں کہا ہاں۔میں نے کہا الله کی قسم تم ہلاک ہو گئے کیونکہ تم جانتے ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم الله کے رسول ہیں اور پھر تم ان کی اتباع نہیں کرتے ہو۔وہ کہنے لگے ہم ہلاک نہیں ہوئے۔ہم نے اس سے پوچھا کہ آپ کے پاس پیغام نبوت کون لایا ہے؟ تو انہوں نے ہمارے دشمن جبریل کا نام لیا۔کیونکہ وہ سختی، شدت، جنگ اور ہلاکت اور اس قسم کی دوسری چیزیں لاتا ہے، میں نے پوچھا تمہاری کس فرشتہ سے صلح ہے۔انہوں نے کہا میکائل سے جو بارش اور رحمت لاتا ہے۔میں نے پوچھا ان کے رب کی بارگاہ میں ان کا کیا مقام ہے؟ انہوں نے کہا ایک الله تعالیٰ کے دائیں اور دوسرا بائیں جانب ہے۔میں نے کہا جبریل کے لئے میکائیل سے دشمنی کرنا حلال نہیں ہے اور نہ میکائل کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ جبریل کے دشمنوں سے مصالحت کرے، بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ دونوں فرشتے اور ان کا پروردگار ان سے صلح رکھتے ہیں جو ان تمام سے صلح رکھتے ہیں اور ان سے وہ جنگ کرتے ہیں جو ان میں سے کسی سے جنگ کرتے ہیں۔میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تاکہ میں آپ کو اس ساری گفتگو کے متعلق عرض کروں، جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے ان آیات کے متعلق نہ بتاؤں جو مجھ پر نازل ہوئیں؟ میں نے عرض کی یا رسول الله ضرور فرمایئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ سے لِّلْكٰفِرِيْنَ تک تلاوت فرمائی۔میں نے عرض کی یا رسول الله! الله کی قسم میں یہود کے پاس سے اس لئے اٹھ کر آیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 496

ہوں تا کہ آپ کو وہ باتیں بتاؤں جو انہوں نے مجھ سے کی ہیں۔ میں نے ان کو کہا میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے اپنے نبی کو آگاہ فرمادیا ہے۔ یہ صحیح الاسناد ہے۔ لیکن الشعبی نے حضرت عمر سے ملاقات نہیں کی ہے(1)۔

سفیان بن عیینہ نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہود کے پاس آتے تھے اور ان سے گفتگو کرتے تھے، یہود نے کہا آپ سے زیادہ کوئی معزز آپ کا ساتھی ہمارے پاس نہیں آتا، آپ ہمیں اس فرشتے کے متعلق بتائیں جو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی لیکر آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جبریل! یہود نے کہا فرشتوں میں سے وہ ہمارا دشمن ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی وہ ہوتا جو ہمارے نبی کا ساتھی تھا تو ہم آپ کی اتباع کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے نبی کا ساتھی کون تھا انہوں نے کہا میکائیل، حضرت عمر نے پوچھا ان دونوں کا ماجرا کیا ہے؟ یہود نے کہا جبریل عذاب اور انتقام نازل کرتا ہے اور میکائیل رحمت اور بارش نازل کرتا ہے، ہر ایک دوسرے کا دشمن ہے، حضرت عمر نے کہا ان کا رب کے حضور مقام و مرتبہ کیا ہے، یہود نے کہا وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے قریبی فرشتے ہیں، ایک اس کی دائیں جانب ہے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، اور دوسرا بائیں جانب ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا اگر بات اسی طرح جس طرح تم کہہ رہے ہو تو پھر وہ دونوں آپس میں دشمن نہیں ہیں پھر حضرت عمر ان کی مجلس سے اٹھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو بلایا اور یہ آیت مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ...... پڑھ کر سنائیں۔ حضرت عمر نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اسی بات پر یہود سے جھگڑ کر ابھی آرہا ہوں۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب یہود کے پاس گئے۔ انہوں نے حضرت عمر کو دیکھا تو انہوں نے خوش آمدید کہا۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اللہ کی قسم میں تمہارے پاس تمہاری محبت کی وجہ سے نہیں آیا، مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے، میں تم سے کچھ سننے کے لئے آیا ہوں۔ یہود نے آپ سے پوچھا تمہارے نبی کا ساتھی فرشتہ کون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبریل۔ انہوں نے کہا وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے رازوں پر مطلع کر دیتا ہے اور جب بھی آتا ہے جنگ اور قحط سالی لے کر آتا ہے لیکن ہمارا ساتھی تو میکائیل ہے وہ جب آتا ہے تو شادابی اور سلامتی لے کر آتا ہے، حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ یہود کی باتیں انہیں بتائیں تو حضرت عمر کے پہنچنے سے پہلے یہ آیت کریمہ قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ نازل ہو چکی تھی(1)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مدینہ طیبہ کے بالائی علاقہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زمین تھی، جس پر آپ چکر لگاتے تھے اور آپ کا راستہ یہود کے مدارس کے پاس سے تھا۔ جب آپ گزرتے تو یہود کے پاس جاتے ان سے باتیں سنتے۔ ایک دن آپ ان کے پاس گئے تو آپ نے کہا میں تمہیں اس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تورات کو موسیٰ کلیم اللہ پر طور سیناء کے مقام پر اتارا کیا تم اپنی کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پاتے ہو؟ یہود نے کہا ہاں ہم ان کا تذکرہ اپنے ہاں لکھا ہوا پاتے ہیں لیکن ان کا ساتھی جو ان پر وحی لاتا ہے وہ جبریل ہے اور جبریل ہمارا دشمن ہے، وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 498
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 499

عذاب، جنگ اور زمین میں دھنسنے جیسے افعال لے کر آتا ہے، اگر ان کا ساتھی میکائیل ہوتا تو ہم ان پر ایمان لاتے، کیونکہ میکائیل رحمت اور بارش لاتا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا جبریل کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا مقام ہے؟ یہود نے کہا جبرئیل اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ہے اور میکائیل بائیں جانب ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جو اس کا دشمن ہے جو اللہ کی دائیں جانب ہے وہ اس کا بھی دشمن ہے جو اللہ کی بائیں جانب ہے اور جو اللہ کی بائیں جانب والے کا دشمن ہے وہ دائیں جانب والے کا بھی دشمن ہے اور جو ان دونوں کا دشمن ہے وہ اللہ کا بھی دشمن ہے۔ پھر حضرت عمر فاروق لوٹے تاکہ نبی کریم ﷺ کو ان باتوں کی خبر دیں تو حضرت عمر فرماتے ہیں جبرئیل مجھ سے پہلے وحی لے کر پہنچ چکے تھے، نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر کو بلایا اور یہ آیت سنائی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ...... حضرت عمر نے عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں فقط اسی بات کے بتانے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا تھا(1)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر سے ملا اور کہا کہ جبرئیل جس کا تذکرہ تمہارا ساتھی کرتا ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ حضرت عمر فاروق نے کہا جو اللہ تعالیٰ، فرشتوں، رسولوں، جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے اللہ تعالیٰ ان کافروں کا دشمن ہے۔ فرماتے ہیں حضرت عمر کی زبان کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی۔ ابن جریر نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب یہی واقعہ ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، بخاری، نسائی، ابو یعلی، ابن حبان اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن سلام نے نبی کریم ﷺ کی آمد کی خبر سنی جبکہ وہ ایک زمین میں موسم خریف گزار رہے تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی جناب میں آپ سے تین سوال پوچھنا چاہتا ہوں جن کے جوابات صرف نبی ہی جانتا ہے۔ قیامت کی پہلی علامت کیا ہے؟ جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہے؟ اس کی وجہ کیا ہے کہ بچہ کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی ماں کے مشابہ ہوتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل نے ابھی ان باتوں کے متعلق بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا جبرئیل نے بتایا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جبریل نے بتایا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا وہ تو ملائکہ میں سے یہود کا دشمن ہے۔ آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ...... الآیۃ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کی پہلی علامت یہ ہے کہ مشرق سے آگ نکلے گی جو لوگوں کو مغرب میں اکٹھا کر دے گی اور جنتیوں کا پہلا کھانا وہ گوشت کا ٹکڑا ہوگا جو مچھلی کے جگر کے ساتھ اضافی ہوتا ہے بچے کی شکل کبھی ماں سے اور کبھی باپ سے مشابہت اس لئے ہوتی ہے کہ جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر سبقت لے جاتا ہے تو بچہ باپ کے مشابہ ہوتا ہے جب عورت کا پانی مرد کے پانی سے سبقت لے جاتا ہے تو بچہ عورت کے مشابہ ہوتا ہے۔ عبداللہ بن سلام نے یہ جواب سن کر کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔(3)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل نے اللہ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 499 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 505

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 108، مطبوعہ دار صادر بیروت

اذن سے قرآن اتارا اور اس پر آپ کے دل کو مضبوط کر دیا اور آپ کے دل پر اس کو مربوط کر دیا مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی اور یہ قرآن پہلی نازل شدہ کتب کی آیات کی اور ان رسل کی تصدیق کرنے والا ہے جن کو اللہ نے مبعوث فرمایا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں تورات وانجیل کی قرآن تصدیق کرنے والا ہے۔ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو سراپا ہدایت اور مومنین کے لئے مژدہ بنایا ہے کیونکہ مومن جب قرآن سنتا ہے تو اسے یاد کرتا ہے اور اسے دل میں محفوظ کرتا ہے، اس سے نفع اٹھاتا ہے اور اس سے اس کا دل مطمئن ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس سے جو وعدہ فرمایا ہے اس کی وہ تصدیق کرتا ہے۔ اس طرح وہ یقین کی دولت کو ہر لمحہ سمیٹتا رہتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے عبید اللہ العتکی رحمہ اللہ کے طریق سے ایک قریشی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے کہا میں تم سے اس کتاب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو تم پڑھتے ہو کہ کیا تم اس میں یہ پڑھتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میرے متعلق بشارت دی کہ تمہارے پاس رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا، یہود نے کہا یقیناً ہم آپ کا ذکر اپنی کتاب میں پڑھتے ہیں لیکن ہم آپ کو اس لئے ناپسند کرتے ہیں کیونکہ آپ اموال کو حلال کرتے ہیں اور خون بہاتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ والی آیت نازل فرمائی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبریل تمہارے قول عبد اللہ کی طرح ہے، جبر کا معنی عبد اور ائیل کا معنی اللہ ہے۔

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں، الخطیب نے المتفق والمفترق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرائیل (کا معنی) عبد اللہ، میکائیل (کا معنی) عبید اللہ اور ہر اسم جس میں ایل ہو وہ عبد اللہ کے معنی میں ہے۔

امام دیلمی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل کا نام عبد اللہ ہے اور اسرافیل کا نام عبد الرحمٰن ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرائیل کا اسم عبد اللہ اور میکائیل کا اسم عبید اللہ، اسرافیل کا نام عبد الرحمٰن ہے ہر چیز جو ایل کی طرف لوٹتی ہو وہ اللہ کی عبادت کرنے والی ہے (5)۔

امام ابن المنذر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرائیل کا نام عبد اللہ، میکائیل کا نام عبید اللہ اور فرمایا الال (کا معنی) اللہ ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً (التوبہ: 10) فرمایا اس کا معنی ہے وہ اللہ کا لحاظ نہیں کرتے۔

امام ابو عبید اور ابن المنذر نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت جبرئیل کو جبرال پڑھتے تھے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 501 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 504 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 505
4۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 15، مطبوعہ دار صادر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 503

فرماتے تھے جبر کا معنی عبد ہے اور ال کا معنی اللہ ہے۔

امام وکیع نے علقمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جبریل اور میکائیل پڑھتے تھے۔

امام وکیع اور ابن جریر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبر کا معنی عبد اور ایل سے مراد اللہ ہے اور میک کا معنی عبد اور ایل سے مراد اللہ ہے، اسراف کا معنی عبد اور ایل سے مراد اللہ ہے(1)۔

امام طبرانی، ابوالشیخ (العظمہ میں) بیہقی نے الشعب میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ جبرئیل باتیں کر رہے تھے، اچانک آسمان کا افق پھٹ گیا۔ جبرئیل اپنے آپ کو پست کرنے لگے اور اکھٹے ہونے لگے اور زمین کے قریب ہونے لگے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک فرشتہ آ گیا۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور تجھے بادشاہ نبی اور عبد نبی بننے کا اختیار دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل نے میری طرف اپنے ہاتھ سے تواضع کرنے کا اشارہ کیا تو میں جان گیا کہ وہ مجھے نصیحت کر رہے ہیں۔ میں نے کہا میں عبد نبی بننا چاہتا ہوں۔ وہ فرشتہ آسمان کی طرف بلند ہو گیا۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل میں نے تجھ سے اس کے متعلق پوچھنے کا ارادہ کیا تھا پھر میں نے تیری حالت دیکھی تو تجھ سے سوال نہ کیا اے جبرئیل یہ کون تھا؟ جبرئیل نے کہا یہ اسرافیل فرشتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس دن سے اسے پیدا فرمایا ہے یہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہے، اوپر نظر نہیں اٹھاتا، اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ستر نوروں میں جو نور اس کے قریب ہوتا ہے پھٹ جاتا ہے، لوح محفوظ اس کے سامنے ہے۔ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں یا زمین میں کسی کام کا حکم فرماتا ہے تو لوح محفوظ بلند ہوتی ہے، یہ اپنی پیشانی اٹھاتا ہے اور اس میں دیکھ لیتا ہے، اگر وہ کام میرے متعلق ہو تو یہ مجھے حکم دیتا ہے، اگر میکائیل کے متعلق ہو تو اسے اس کا حکم دیتا ہے اور اگر وہ کام ملک الموت کے متعلق ہو تو اسے حکم دیتا ہے میں نے پوچھا جبرئیل تیری کیا ڈیوٹی ہے۔ فرمایا ہواؤں اور لشکروں پر میری ڈیوٹی ہے۔ میں نے پوچھا میکائیل کی کیا ذمہ داری ہے جبرئیل نے کہا نباتات اور بارش کی ذمہ داری اس کے سپرد ہے۔ میں نے پوچھا ملک الموت کا کیا کام ہے جبرئیل نے کہا وہ روحیں قبض کرتا ہے، میرا گمان تھا کہ وہ قیامت کے قیام کے ساتھ اترا ہے، جو آپ نے اس کی آمد کے وقت میری کیفیت دیکھی تھی اس کی وجہ قیامت کے قیام کا خوف تھا(2)۔

امام طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں افضل ترین فرشتے کے متعلق نہ بتاؤں۔ وہ جبرئیل ہے اور نبیوں میں سے افضل نبی آدم ہیں اور دنوں میں سے افضل دن جمعہ ہے اور مہینوں میں سے افضل مہینہ رمضان ہے اور راتوں میں سے افضل رات لیلۃ القدر ہے اور عورتوں میں سے افضل عورت مریم بنت عمران ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت عبدالعزیز بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 503
2۔ شعب الایمان، جلد 1 صفحہ 177، رقم الحدیث، 157
3۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد اول، رقم الحدیث، 475، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

جبرئیل علیہ السلام کا نام فرشتوں میں خادم اللہ ہے۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت جبرئیل نے کہا میرا رب مجھے کسی کام کی طرف بھیجتا ہے تاکہ میں وہ کام کروں تو میں تقدیر کو دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ سے سبقت لے چکی ہوتی ہے۔

ابوالشیخ نے موسیٰ بن عائشہ سے روایت کیا ہے رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جبرئیل آسمان والوں کا امام ہے، ابوالشیخ نے عمرو بن مرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل جنوب کی ہوا پر متعین ہے۔ بیہقی نے الشعب میں ثابت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو لوگوں کی حوائج وضروریات پر متعین فرمایا ہے، جب مومن دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرئیل اس کی حالت کو روک لے کیونکہ میں اس کی دعا پسند کرتا ہوں، جب کافر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرئیل اس کی حاجت کو پورا کردے کیونکہ میں اس کی دعا کو ناپسند کرتا ہوں (1)۔ ابن ابی شیبہ نے ثابت عن عبداللہ بن عبید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل انسانوں کی حوائج پر متعین ہے، جب مومن اپنے رب سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کی حاجت کو روک لے کیونکہ اس کی دعا کی زیادتی مجھے محبوب ہے اور جب کافر سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے جبرئیل) اس کی حاجت پوری کردے میں اس کی دعا کو ناپسند کرتا ہوں۔

امام بیہقی اور الصابونی نے المائتین میں جابر بن عبداللہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل کے سپرد انسانوں کی حاجات ہیں، جب مومن دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرئیل میرے بندے کی حاجت کو روک لے کیونکہ میں اس سے اور اس کی آواز سے محبت کرتا ہوں اور جب کافر دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرئیل میرے بندے کی حاجت کو پورا کردے میں اس کو اور اس کی آواز کو ناپسند کرتا ہوں (2)۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ میں تیری صورت کو دیکھوں جبرئیل نے کہا کیا آپ یہ پسند کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے کہا فلاں وقت رات کو بقیع الفرقد میں میں آپ کو اپنی شکل دکھاؤں گا۔ جبرئیل اپنے وعدہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اپنے پروں میں سے ایک پر پھیلایا تو اس نے آسمان کے افق کو ڈھانپ لیا حتی کہ آسمان سے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

امام احمد اور ابوالشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے جبرئیل کو اترتے ہوئے دیکھا اس نے کائنات کو بھر دیا اور اس پر سندس کا لباس تھا اور ان کے ساتھ موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے (3)۔ ابو الشیخ نے شریح بن عبید سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان کی طرف بلند ہوئے تو جبرئیل کو اپنی اصل شکل میں دیکھا، اس کی تخلیق میں اس کے پروں پر زبرجد، موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے۔ فرمایا مجھے یوں محسوس ہوا کہ میری آنکھوں کے سامنے سے افق کو اس نے ڈھانپ دیا ہے۔ میں نے پہلے بھی جبرئیل کو مختلف صورتوں میں دیکھا تھا اور اکثر میں اسے دحیہ

1۔ شعب الایمان، جلد ہفتم، رقم الحدیث، 10034 2۔ کنزل العمال، جلد دوم، رقم الحدیث، 3263، مطبوعہ مسسۃ الرسالۃ
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 140، رقم الحدیث، 15168

کلبی کی شکل میں دیکھتا تھا اور کبھی میں اسے دیکھتا تھا جیسے کوئی شخص اپنے ساتھی کو چھانی کے پیچھے سے دیکھتا ہے۔

ابن جریر نے حضرت حذیفہ سے اور ابن جریر اور قتادہ سے روایت کیا ہے اور ان کی احادیث ایک دوسرے کی احادیث میں داخل ہیں۔ جبرئیل کے دو پر ہیں اور اس کے اوپر موتیوں سے مرصع ایک چادر ہے، اس کے اگلے دانت چمکدار ہیں، اس کی پیشانی روشن ہے، اس کا سر مضبوط مرجان کی مثل ہے اور مرجان ایک موتی ہے گویا وہ برف ہے اور اس کے پاؤں سبزی مائل ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل کے دونوں کندھوں کے درمیان پانچ سو سال تیز رفتار پرندے کے اڑنے کا فاصلہ ہے۔

ابوالشیخ نے وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے جبرئیل کی تخلیق کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ذکر کیا جاتا ہے کہ ان کے کندھے کے درمیان جو جگہ ہے وہ سات سو سال پرندے کے اڑنے کی مسافت ہے۔

امام ابن سعد اور بیہقی نے دلائل میں عمار بن ابی عمار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے جبرئیل اصل شکل میں دکھاؤ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کو نہیں دیکھ سکو گے، حضرت حمزہ نے عرض کی حضور! مجھے ضرور وہ دکھایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھے تو جبرئیل اس لکڑی پر اترے جو کعبہ میں لگائی گئی تھی جس پر مشرک طواف کرتے وقت اپنے کپڑے لٹکا دیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی نظر کو اٹھاؤ اور دیکھو، حمزہ نے نظریں اٹھائیں تو جبرئیل کے قدموں کو دیکھا جو سفید زبرجد کی مثل تھے پس حضرت حمزہ غش کھا کر گر پڑے (1)۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جبرئیل علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اپنی شکل دکھائے، جبرئیل نے کہا آپ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا میں تجھے اصل شکل میں دیکھنا پسند کرتا ہوں۔ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے، جبرئیل اس چاندنی رات میں آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہوگئی جب آپ نے اسے دیکھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہوا تو جبرئیل آپ کو سہارا دیئے ہوئے تھے اور ایک ہاتھ آپ کے سینہ پر اور دوسرا ہاتھ کندھوں کے درمیان رکھے ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مخلوق میں سے کوئی چیز اس طرح کی نہیں دیکھی۔ جبرئیل نے کہا اگر آپ اسرافیل کو دیکھتے تو آپ کی کیا حالت ہوتی، اس کے بارہ پر ہیں، ایک پر اس کا مشرق میں ہے اور ایک پر مغرب میں ہے اور عرش اس کے کندھے پر ہے اور کبھی وہ عظمت الٰہی کی وجہ سے اپنے آپ کو سکیڑ لیتا ہے حتی کہ وہ پوشیدہ چیز کی مثل ہو جاتا ہے حتی کہ اس کے عرش کو کوئی چیز نہیں اٹھاتی سوائے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت سیدنا صدیق اکبر جبرئیل کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو سنتے تھے لیکن اسے دیکھتے نہیں تھے۔

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب میں نے جبرئیل کو دیکھا اور جبرئیل کو کسی نے نہیں دیکھا مگر وہ اندھا ہو گیا مگر یہ کہ وہ دیکھنے والا نبی ہو لیکن یہ تیری آخری عمر میں ہوگا۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 81، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ابوالشیخ نے حضرت ابوسعید کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک نہر ہے اس میں کبھی جبرئیل داخل ہوتا ہے اور پھر نکلتا ہے اور اپنے پروں کو جھاڑتا ہے تو ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔

امام ابوالشیخ نے ابوالعلاء بن ہارون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل ہر روز نہر کوثر میں غوطہ لگاتا ہے پھر اپنے پروں کو جھاڑتا ہے تو ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جبرئیل میرے پاس آتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے ساتھی کے پاس آتا ہے اور وہ ایسے سفید کپڑوں میں ملبوس ہوتا ہے جس پر موتی اور یاقوت جڑے ہوتے ہیں، اس کا سر راستہ کی مانند ہے اور اس کے بال مرجان کی طرح ہیں اور اس کا رنگ برف کی طرح ہے، پیشانی روشن ہے، دانت چمکدار ہیں، اس کے اوپر دو چادریں ہیں جو موتیوں سے مرصع ہیں، اس کے دو پر سبز ہیں اور اس کے پاؤں سبزی میں ڈھکے ہوئے ہیں اور اس کی اصلی صورت ایسی ہے کہ آسمان کے افق کو بھر دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے روح اللہ میں تجھے اصل صورت میں دیکھنے کی خواہش کرتا ہوں، پس اس نے اصل صورت اختیار کی تو دونوں افقوں کو بھر دیا۔

ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل کو فرمایا کیا تو نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے، جبرئیل نے کہا میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان آگ یا نور کے ستر حجابات ہیں، اگر میں ان کو قریب سے دیکھوں تو جل جاؤں۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے الحلیہ میں ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ آسمان کے علاوہ بھی کسی مخلوق کے ذریعے پوشیدہ ہے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اور عرش کے گرد رہنے والے فرشتوں کے درمیان ستر نور کے اور ستر آگ کے، ستر ظلمت کے، ستر رفارف استبرق کے، ستر رفارف سندس کے، ستر سفید موتیوں کے، ستر سرخ موتیوں کے، ستر زرد موتیوں کے، ستر سبز موتیوں کے، ستر روشنی کے، ستر برف کے، ستر اولوں کے اور ستر عظمت الٰہیہ کے حجابات ہیں جن کی توصیف ممکن نہیں فرماتے ہیں پھر عرض کی کہ مجھے اس فرشتہ کے متعلق بتائیں جو اللہ تعالیٰ کے قریب رہتا ہے فرمایا جو فرشتہ قریب رہتا ہے وہ اسرافیل ہے پھر جبرئیل پھر میکائیل اور پھر ملک الموت کا مقام ہے (علیہم السلام) (1)

امام احمد نے الزہد میں ابوعمران الجونی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جبرئیل امین رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو وہ رو رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کی میں کیوں نہ روؤں! اللہ کی قسم جب سے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو پیدا فرمایا ہے میری آنکھ آنسوں سے خشک نہیں ہوئی اس خوف سے کہ کہیں مجھ سے اس کی نافرمانی نہ ہو جائے اور پھر وہ مجھے دوزخ میں پھینک دے۔

احمد نے الزہد میں رباح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبرئیل کو فرمایا تو جب

1۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 251، مطبوعہ دارالفکر بیروت

آتا ہے تیری آنکھوں میں آنسو ہوتے ہیں؟ عرض کی جب سے اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا ہے میں کبھی نہیں ہنسا(1)۔

احمد نے اپنی مسند میں اور ابوالشیخ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے میں نے کبھی میکائیل کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تو انہوں نے عرض کی جب سے آگ پیدا کی گئی ہے میکائیل نہیں ہنسا ہے(2)۔

امام ابوالشیخ نے عبدالعزیز بن ابی داؤد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل کی طرف دیکھا تو وہ دونوں رو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کیوں رو رہے ہو حالانکہ تمہیں علم ہے میں ظلم نہیں کرتا۔ جبرئیل و میکائیل نے عرض کی یارب ہم تیری تدبیر سے بے خوف نہیں ہیں۔ فرمایا اسی طرح دونوں نے فرمایا کیونکہ تدبیر الٰہی سے وہی بے خوف ہوتا ہے جو خاسر ہوتا ہے۔

امام ابوالشیخ نے اللیث کے طریق سے خالد بن سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اسرافیل آسمان والوں کے لئے اذان دیتے ہیں، وہ دن کی بارہ ساعتوں اور رات کی بارہ ساعتوں کے لئے اذان دیتے ہیں اور ہر گھڑی کے لئے اذان ہے، اس کی اذان کو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی مخلوق سنتی ہے لیکن انسان اور جن نہیں سنتے پھر بڑے بڑے فرشتے آگے بڑھتے ہیں اور وہ سب کی امامت کراتے ہیں۔ فرمایا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ میکائیل ملائکہ کی بیت المعمور میں امامت کراتے ہیں۔

حکیم ترمذی نے زید بن رفیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس جبرئیل اور میکائیل آئے جبکہ آپ ﷺ مسواک فرما رہے تھے، آپ ﷺ نے مسواک جبرئیل کو دے دیا تو جبرئیل نے کہا مسواک بڑے کو دو تو آپ ﷺ نے میکائیل کو مسواک دیا کیونکہ وہ بڑا ہے۔

امام ابوالشیخ نے عکرمہ بن خالد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خالد نے کہا یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سی مخلوق معزز ہے، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل آئے تو آپ ﷺ نے یہی سوال جبرئیل سے پوچھا اس نے بھی کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے، پس جبرئیل اوپر گئے پھر نیچے اترے اور بتایا کہ اللہ کی بارگاہ میں معزز ترین مخلوق جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت ہے۔ جبرئیل صاحب جنگ اور رسولوں کے پاس وحی لانے والا ہے اور میکائیل بارش برسانے والا اور ہر پتہ کو اگانے والا اور ہر پتے کو گرانے والا ہے اور ملک الموت بحر و بر میں ہر بندے کی روح قبض کرنے والا ہے اور اسرافیل اللہ کا امین ہے اس کے اور اس کے بندوں کے درمیان۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی بارگاہ میں مقرب ترین مخلوق جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے پچاس ہزار سال کی مسافت پر ہیں، جبرئیل اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ہے اور میکائیل بائیں جانب ہے اور اسرافیل ان دونوں کے درمیان ہے۔ ابوالشیخ نے خالد بن ابی عمران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل امین، اللہ کے رسولوں کی طرف اللہ کا امین ہے، میکائیل ان کتب کو لیتا

1۔ کتاب الزہد از امام احمد، صفحہ 36، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 224، مطبوعہ دار صادر بیروت

ہے جو لوگوں کے اعمال کی ہوتی ہیں اور اسرافیل دربان کے قائم مقام ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد، ابن ابی داؤد (المصاحف میں)، ابو الشیخ نے العظمہ میں، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسرافیل صور پھونکنے والا ہے، جبرئیل اللہ کی دائیں جانب ہے اور میکائیل بائیں جانب ہے اور اسرافیل ان دونوں کے درمیان ہے۔

امام ابو الشیخ نے وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ملائکہ میں سے اللہ کے قریب جبرئیل پھر میکائیل ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کا اس کے اچھے عمل کی وجہ سے ذکر فرماتا ہے تو فرماتا ہے فلاں ابن فلاں نے میری اطاعت کا فلاں عمل کیا ہے، اس پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ پھر میکائیل جبرئیل سے پوچھتا ہے ہمارے رب نے کیا کیا، وہ کہتا ہے فلاں شخص کا اچھے عمل کی وجہ سے ذکر کیا گیا ہے تو وہ بھی اس بندے کے لئے دعا کرتا ہے۔ پھر میکائیل سے آسمان والے پوچھتے ہیں ہمارے رب نے کیا کیا؟ میکائیل کہتا ہے فلاں ابن فلاں کا اچھے عمل کے ساتھ تذکرہ کیا گیا ہے تو وہ اس کے دعا کرتے ہیں۔ پس یہ سلسلہ زمین تک جاری رہتا ہے اور جب کسی بندے کا ذکر برے عمل کی وجہ سے ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلاں ابن فلاں نے میری نافرمانی کی اس پر میری لعنت ہو۔ پھر میکائیل جبرئیل سے پوچھتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا کیا؟ وہ کہتا ہے فلاں بن فلاں برے عمل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ پس اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ یہ سلسلہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جاری رہتا ہے حتیٰ کہ زمین تک پہنچ جاتا ہے۔

حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان میں میرے دو وزیر جبرئیل و مکائیل ہیں اور زمین پر ابوبکر و عمر ہیں (1)۔

امام طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان میں دو فرشتے ہیں ایک شدت کا حکم کرتا ہے اور ایک نرمی کا حکم کرتا ہے اور ہر ایک درست کام کرتا ہے وہ فرشتے جبرئیل اور میکائیل ہیں۔ اور دو نبی ہیں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا سختی کا حکم دیتا ہے اور ہر ایک صحیح حکم کرنے والا ہے۔ اور ابراہیم اور نوح کا ذکر فرمایا اور فرمایا میرے دو دوست ہیں ایک نرمی کا حکم دیتا ہے اور دوسرا سختی کا حکم دیتا ہے ہر ایک اپنے کام میں ٹھیک ہے، آپ نے ابوبکر و عمر کا ذکر کیا (1)۔

البزار، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چند بزرگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ! ابوبکر کہتے ہیں کہ نیکیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور برائیاں بندوں کی طرف سے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نیکیاں اور برائیاں اللہ کی طرف سے ہیں۔ ایک قوم نے ابو بکر کے نکتہ نظر سے اتفاق کیا ہے اور ایک قوم نے حضرت عمر کے خیال کی اتباع کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 290، رقم الحدیث، 3046، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 11، صفحہ 179، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

درمیان اسرافیل کے فیصلہ کے ساتھ فیصلہ کروں گا جو انہوں نے جبرئیل اور میکائیل کے درمیان کیا تھا۔ میکائیل وہی کہتے تھے جو ابوبکر کہتے ہیں اور جبرئیل وہ کہتے تھے جو عمر کہتے ہیں۔ جبرئیل نے میکائیل سے کہا ہم آسمان والے اور زمین والے اختلاف کریں گے تو اسرافیل سے فیصلہ کرائیں گے تو وہ دونوں اپنا فیصلہ اسرافیل کے پاس لے گئے تو اس نے ان کے درمیان تقدیر کی حقیقت کے ساتھ فیصلہ کیا یعنی خیر، شر، میٹھا، کڑوا سب الله تعالیٰ کی طرف سے ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر بے شک الله تعالیٰ اگر یہ ارادہ فرماتا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو ابلیس کو پیدا ہی نہ کرتا، ابوبکر نے کہا الله اور اس کے رسول نے سچ فرمایا(1)۔ حاکم نے ابوالملیح عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی دو رکعتیں پڑھیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہلکی پھلکی رکعتیں پڑھیں، فرماتے ہیں میں نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكَائِيْلَ وَ اِسْرَافِيْلَ وَ مُحَمَّدٍ اَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ

''اے الله! اے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب! میں آگ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ یہ دعا آپ نے تین مرتبہ کی''(2)۔

احمد نے الزہد میں حضرت عائشہ رضی الله عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی طاری ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا میں آپ کے چہرے کو صاف کر رہی تھی اور آپ کے لئے شفا کی دعا کر رہی تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہوا تو فرمایا نہیں بلکہ میں جبریل، میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے ساتھ رفیق اعلیٰ کا الله سے سوال کرتا ہوں۔

وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَ مَا يَكْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ﴿٩٩﴾ اَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠٠﴾ وَ لَمَّا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٠١﴾

''اور یقیناً ہم نے اتارے ہیں آپ پر روشن نشان اور کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ان کا بجز نافرمانوں کے۔ کیا (یوں نہیں) کہ جب کبھی انہوں نے وعدہ کیا تو پھر توڑ پھینکا اسے انہیں میں سے ایک گروہ نے بلکہ ان کی اکثریت تو (سرے سے) ایمان ہی نہیں لائی۔ اور جب آیا ان کے پاس رسول الله کی طرف سے تصدیق کرنے والا اس کتاب کی جو ان کے پاس ہے تو پھینک دیا ایک جماعت نے اہل کتاب سے الله کی کتاب کو اپنی پشتوں کے پیچھے جیسے وہ کچھ جانتے ہی نہیں''۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، ابن صوریا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 395، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 721، (6610)

نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے محمد آپ ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جو ہم جانتے ہوں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر واضح آیت (نشانی) نازل فرمائی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۚ وَمَا يَكْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ نازل فرمائی (1)۔

امام مالک بن الصیف کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جو یہود سے محمد ﷺ کے متعلق میثاق لیا تھا اس کا ذکر ہوا تو یہود نے کہا اللہ کی قسم ہم سے تو محمد ﷺ کے متعلق کوئی عہد نہیں لیا گیا اور نہ کوئی وعدہ لیا گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اَوَكُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ۭ بَلْ اَكْثَرُھُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ کا ارشاد نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ہم نے آپ کی طرف واضح آیات نازل کیں، آپ ان پر ان آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور صبح وشام ان کو آگاہ کرتے ہیں اور آپ ان کے پاس امی ہیں جس نے کسی انسان کے پاس کوئی کتاب نہیں پڑھی اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے اس کے متعلق بھی آپ ان کو خبر دیتے ہیں، اس میں ان کے لئے بیان اور عبرت ہے اور ان کے خلاف حجت ہے اگر یہ حقیقت کو جان لیتے (2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے نَّبَذَهٗ کا معنی نَقَضَهٗ (توڑنا) روایت کیا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج سے نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ زمین پر وہ کوئی بھی عہد کرتے تو توڑ دیتے تھے ایک دن عہد کرتے تھے اور دوسرے دن توڑ دیتے تھے۔ فرماتے ہیں عبداللہ کی قرأت میں نَقَضَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ہے (4)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے لَمَّا جَاۗءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ...... کے تحت روایت کیا ہے کہ جب محمد ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے آپ کے ساتھ تورات کا معارضہ کیا۔ قرآن اور تورات اصول میں متفق پائے گئے، تو انہوں نے تورات کو پس پشت پھینک دیا اور آصف کی کتاب اور ہاروت وماروت کے جادو کو لے لیا، گویا وہ جانتے ہی نہیں کہ محمد ﷺ کی اتباع اور آپ کی تصدیق کا حکم تورات میں ہے (5)۔

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۤ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَي الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ ھَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا ھُمْ بِضَاۗرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 507 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 506 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 509
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 510

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۭ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝١٠٢

"اور پیروی کرنے لگے اس کی جو پڑھا کرتے تھے شیطان سلیمان کے عہد حکومت میں حالانکہ سلیمان نے کوئی کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے ہی کفر کیا سکھایا کرتے تھے لوگوں کو جادو نیز وہ بھی جو اتارا گیا دو فرشتوں پر (شہر) بابل میں (جن کے نام) ہاروت اور ماروت تھے اور (کچھ) نہ سکھاتے تھے وہ دونوں کسی کو جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو نری آزمائش ہیں (ان پر عمل کر کے) کفر مت کرنا (اس کے باوجود) لوگ سیکھتے رہے ان دونوں سے وہ منتر جس سے جدائی ڈالتے تھے خاوند اور اس کی بیوی میں اور وہ ضرر نہیں پہنچا سکتے اپنے جادو منتر سے کسی کو بغیر اللہ کے ارادہ کے اور وہ سیکھتے ہیں وہ چیز جو ضرر رساں ہے ان کے لئے اور نہیں نفع پہنچا سکتی انہیں اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس نے اس کا سودا کیا اس کے لئے آخرت میں (رحمت الٰہی سے) کوئی حصہ نہیں اور بہت بری ہے وہ چیز بیچا ہے انہوں نے جس کے عوض اپنی جانوں (کی فلاح کو) کاش وہ کچھ جانتے"۔

حضرت سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں شیاطین چوری چھپے آسمان سے باتیں سنتے ہیں پھر جب کوئی ایک کلمہ سچ سن لیتا تو اس پر ہزار جھوٹ بولتا پس لوگوں کے دلوں میں یہ جھوٹ رچ بس گئے اور انہوں نے ان جھوٹی باتوں کو مدون کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد کو اس پر مطلع فرما دیا آپ نے وہ ساری کتب اکٹھی کر کے اپنی کرسی کے نیچے دفن کروا دیں۔ جب حضرت سلیمان کا وصال ہوا تو شیطان راستہ پر کھڑا ہو گیا اور کہا کیا میں تمہاری سلیمان کے خزانے پر رہنمائی نہ کروں، ان کے اس محفوظ خزانے کی مثل کسی کے پاس خزانہ نہیں ہے، لوگوں نے کہا ہاں بتادے۔ لوگوں نے ان کتابوں کو آپ کی کرسی کے نیچے سے نکالا تو وہ جادو کی کتب تھیں اور قوموں نے ان کو متواتر نقل کیا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کی برأت کو نازل فرمایا اس جادو کے متعلق جو لوگ آپ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ فرمایا وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰي مُلْكِ سُلَيْمٰنَ۔(1)

امام نسائی، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آصف حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا اور وہ اسم اعظم جانتا تھا، وہ ہر چیز حضرت سلیمان کے حکم سے لکھتا تھا اور اسے آپ کی کرسی کے نیچے دفن کرتا تھا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہوا تو شیاطین نے وہ تحریریں نکالیں اور ان کی ہر دو سطروں کے درمیان جادو اور کفریہ عبارتیں لکھ دیں۔ شیطانوں نے کہا حضرت سلیمان ان پر عمل کرتے تھے، پس جاہل لوگوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا اور آپ کو برا بھلا کہا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ) ان کے علماء اس مسئلہ میں توقف کر گئے، جاہل لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کی شان میں نازیبا کلمات کہتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر آپ کی برأت نازل فرمائی وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 517

حکمرانی ختم ہو گئی تو جنوں اور انسانوں میں سے چند گروہ مرتد ہو گئے اور انہوں نے خواہشات کی پیروی کی۔ جب حضرت سلیمان کو پھر بادشاہی مل گئی تو لوگ دین پر عمل پیرا ہو گئے۔ آپ ان شیطانوں کی کتب پر غالب آ گئے اور انہیں اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا، پھر جب آپ کا وصال ہو گیا تو جن وانس اپنی کتب پر غالب آ گئے۔ انہوں نے کہا یہ اللہ کی کتاب ہے جو اس نے سلیمان پر نازل کی تھی اور سلیمان نے اسے ہم سے چھپائے رکھا تھا، پس انہوں نے اس کو ترویج دے کر اسے دین بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ نازل فرمایا کہ وہ لوگ اس خواہشات کی پیروی کرتے تھے جو شیاطین ان کے پاس پڑھتے تھے۔ یہ لہو ولعب کے آلات تھے اور ہر وہ چیز جو اللہ کے ذکر سے روکتی تھی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ فرماتے یا کوئی اور کام کرنے لگتے تو اپنی انگوٹھی اپنی بیوی الجرادہ کو دے دیتے تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو آزمائش میں مبتلا کرنا چاہا جس میں اللہ نے انہیں مبتلا کیا تھا تو انہوں نے انگوٹھی اپنی بیوی کو دی تو شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کی شکل میں آیا اور کہا کہ میری انگوٹھی مجھے دے، شیطان نے وہ انگوٹھی لے لی اور پہن لی۔ جب اس نے وہ انگوٹھی پہنی تو شیاطین، جن اور انسان اس کے قریب ہو گئے۔ پھر جب حضرت سلیمان اپنی بیوی کے پاس آئے اور اپنی انگوٹھی طلب کی تو بیوی نے کہا تو جھوٹ بول رہا ہے تو سلیمان نہیں ہے، حضرت سلیمان سمجھ گئے کہ آزمائش کی گھڑی آ پہنچی ہے۔ شیاطین نے ان ایام میں جادو اور کفر سے ملوث کتابیں لکھیں۔ پھر انہیں حضرت سلیمان کی کرسی کے نیچے دفن کر دیا پھر انہیں نکال کر لوگوں کے سامنے پڑھا اور کہا کہ حضرت سلیمان ان کتب کی وجہ سے لوگوں پر غالب رہتے تھے۔ لوگوں نے حضرت سلیمان سے برأت کا اظہار کیا اور ان کی طرف کفر کو منسوب کرنے لگے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور ان پر یہ آیات نازل فرمائیں: وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا۔(1)

امام ابن جریر نے شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود نے کہا محمد ﷺ کی طرف دیکھو یہ حق کو باطل کے ساتھ ملاتا ہے، یہ سلیمان کا انبیاء کے ساتھ ذکر کرتا ہے حالانکہ وہ جادوگر تھے، ہوا پر سوار ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ (الآیہ)(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود نے ایک دفعہ نبی کریم ﷺ سے تورات کے چند امور کے متعلق سوال کیا، وہ جس چیز کے متعلق سوال کرتے تھے اللہ تعالیٰ اس کے متعلق قرآن نازل فرما دیتے تھے، پس آپ یہود سے جھگڑا کرتے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ جو ہم پر نازل کیا گیا ہے یہ اس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ یہود نے آپ ﷺ سے جادو کے متعلق پوچھا اور اس کے ذریعے آپ سے مخاصمہ شروع کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ (الآیہ) شیطانوں نے جان بوجھ کر ایک کتاب لکھی جس میں جادو اور کہانت وغیرہ کے متعلق امور تھے، پس انہوں نے اس کتاب کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی نشست کے نیچے دفن کر دیا اور حضرت سلیمان (از خود) غیب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 516 2۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 518

نہیں جانتے تھے، جب حضرت سلیمان کا وصال ہوا تو شیطانوں نے وہ جادو باہر نکالا اور اس کے ساتھ لوگوں کو دھوکا دیا اور کہا یہ وہ علم ہے جو حضرت سلیمان چھپائے ہوئے تھے اور لوگ آپ سے حسد کرتے تھے، پس نبی کریم ﷺ نے یہود کو اس جادو کی حقیقت کے متعلق بتایا تو وہ واپس اپنا منہ لے کر لوٹ گئے اور اللہ نے یہود کی حجت کو ختم کر دیا(1)۔

امام سعید بن منصور نے خصیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت سلیمان جب کسی درخت کو اگا ہوا دیکھتے تو پوچھتے تو کس مرض کا علاج ہے؟ وہ درخت اپنے سب فوائد بیان کر دیتا۔ جب الخرنوبہ کا درخت پیدا ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا تو کس مرض کی دوا ہے؟ اس نے کہا میں تیری مسجد کو خراب کروں گا۔ پس کچھ عرصہ بعد آپ کا وصال ہو گیا تو شیطانوں نے ایک کتاب لکھی اور اسے حضرت سلیمان کی جائے نماز میں رکھ دیا اور کہا ہم تم لوگوں کو اس چیز پر رہنمائی کرتے ہیں جو حضرت سلیمان عمل میں لاتے تھے، وہ چلے اور وہ کتاب نکال لائے، اس کتاب میں جادو اور شرکیہ دم تھے۔ پس اللہ نے وَ اتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ وَ لٰكِنَّ الشَّیٰطِیْنَ كَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ (الایہ) نازل فرمائی۔ یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت ابی کی قرأت میں وما یتلی ہے۔ فرشتے انہیں اس جادو کو سیکھنے سے منع کرتے حتی کہ سات مرتبہ منع کرتے، اگر وہ شخص انکار کرتا اور سیکھنے پر بضد ہوتا تو وہ اس کو سکھا دیتے۔ پس اس سے نور خارج ہوتا حتی کہ وہ آسمان میں چھا جاتا۔ فرماتے ہیں وہ معرفت جس کے ذریعے عرفان حاصل کرتا تھا (وہ نکل جاتی)(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر نے ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت سلیمان نے ہر جانور سے عہد لیا تھا، جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچتی تو وہ اس عہد کے واسطہ سے سوال کرتا تو وہ جانور اس کا راستہ چھوڑ دیتا۔ لوگوں نے اس کو جادو تصور کیا اور کہا کہ حضرت سلیمان اس پر عمل کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مَا كَفَرَ سُلَیْمٰنُ الایۃ(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا تَتْلُوْا کا معنی ماتتبع (اتباع کرنا) روایت کیا ہے(4)۔

امام ابن جریر نے عطاء سے مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو وہ بیان کرتے تھے(5)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے عَلٰى مُلْكِ سُلَیْمٰنَ کا معنی فی ملك سلیمان کیا ہے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد حکومت میں(6)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ کفریہ دھندا نہ آپ کے مشورہ سے تھا اور نہ آپ کی رضا سے تھا، یہ تو ایسی چیز تھی جو شیطانوں نے خود گھڑی تھی۔ اور سحر (جادو) کی دو قسمیں تھیں۔ ایک وہ جو شیاطین سکھاتے تھے اور ایک وہ جو ہاروت و ماروت سکھاتے تھے(7)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ کے تحت روایت کیا ہے یہ ایک دو [illegible] جادو تھا جس کے

1۔ تفسیر طبری [illegible] آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 512
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 576
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 517
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 514
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 515
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 518

ذریعے لوگوں نے مخاصمہ کیا تھا کیونکہ ان کے درمیان ملائکہ کا کلام جس کو جب انسانوں نے سیکھا تو اس کو بنایا اور اس پر عمل کیا تو وہ جادو بن گیا(1)۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک جادو وہ تھا جو شیاطین سکھاتے تھے اور وہ جادو جو فرشتے سکھاتے تھے وہ میاں بیوی کے درمیان تفریق تھی(2)۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ وہ تھا جس کے ذریعے میاں بیوی کے درمیان تفریق ہوتی تھی(3)۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے مذکورہ جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جادو نازل نہیں فرمایا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ وہ دو فرشتے آسمان کے فرشتوں سے تھے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلِكَيْنِ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں یہ اہل بابل کے دو کافر شخص تھے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ا ۔ ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الْمَلَكَيْنِ کی تفسیر میں جبرئیل ومیکائیل کے نام روایت کئے ہیں۔ (بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ) یعنی ہاروت و ماروت لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

ابن ابی حاتم نے عطیہ سے روایت کیا ہے وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ سے مراد یہ ہے کہ جبرئیل ومیکائیل پر جادو نہیں اترا۔

بِبَابِلَ

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بابل کی زمین میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ وہ ملعون جگہ ہے(4)۔

دینوری نے المجالسہ میں اور ابن عساکر نے نعیم بن سالم کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (نعیم بن سالم متہم ہے) فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو بابل میں جمع فرمایا تو ان کی طرف شرقی، غربی، قبلی اور بحری ہوا چلائی پس اس ہوا نے سب کو بابل میں جمع کر دیا۔ پس وہ جمع ہوئے اور اس دن دیکھ رہے تھے کہ وہ کس لئے جمع ہوئے۔ ایک منادی کرنے والے نے ندا دی مغرب جس کے دائیں اور مشرق جس کے بائیں طرف ہے اور اس کا منہ بیت اللہ شریف کی طرف ہے اس کے لئے اہل السماء کا کلام ہے، یعرب بن قحطان اٹھا، کہا گیا اے یعرب بن قحطان بن ہود، تو وہ ہے پس سب سے پہلے اس نے عربی میں کلام کیا۔ اس طرح ندا کرنے والا ندا کرتا رہا کہ جس نے یہ کام کیا ہے اس کے لئے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 520 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 522 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 520
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 451، مطبوعہ دار الفکر بیروت

ہے حتی کہ لوگ بہتر زبانوں پر گفتگو کر رہے تھے، آواز کٹ گئی اور زبانیں خلط ملط ہو گئیں اس لئے اس شہر کا نام بابل رکھا گیا اس دن زبان بابلی تھی۔ ملائکہ جفاء، ملائکہ جہل، ملائکہ سیف (تلوار) ملائکہ الیاس (شدت) زمین پر اترے حتی کہ وہ عراق تک پہنچے، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا جدا جدا ہو جاؤ۔ ایمان کے فرشتہ نے کہا میں تو مدینہ اور مکہ میں رہوں گا، حیاء کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا، شفاء کے فرشتہ نے کہا میں دیہات میں رہوں گا، صحت کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا، جفاء کے فرشتہ نے کہا میں مغرب میں رہوں گا، جہالت کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا، تلوار کے فرشتہ نے کہا میں شام میں رہوں گا، شدت اور تنگی کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا، فنا کے فرشتہ نے کہا میں یہاں رہوں گا، مروت کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا، شرف کے فرشتہ نے کہا میں بھی تم دونوں کے ساتھ رہوں گا۔ پس غنی، مروت اور شرف کے فرشتے عراق میں جمع ہو گئے۔

امام ابن عساکر نے ایک سند کے ذریعے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جس میں مجہول راوی ہیں فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار چیزیں پیدا فرمائیں اور ان کے پیچھے اور چار چیزیں پیدا فرمائیں، قحط سالی کو پیدا فرمایا اور پیچھے الزہد کو پیدا فرمایا اور اسے حجاز میں ٹھہرایا عفت کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے غفلت کو پیدا کیا اور اسے یمن میں ٹھہرایا، رزق کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے طاعون کو پیدا فرمایا، اسے شام میں ٹھہرایا، فجور کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے درہم کو پیدا فرمایا اور اسے عراق میں ٹھہرایا (1)۔

امام ابن عساکر نے سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ میرے لئے کچھ منازل کا انتخاب کر۔ کعب نے حضرت عمر کو لکھا اے امیر المومنین ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ کچھ اشیاء جمع ہوئی ہیں۔ سخاوت نے کہا میں یمن کا ارادہ کرتی ہوں، حسن اخلاق نے کہا میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ جفاء نے کہا میں حجاز کا ارادہ کرتی ہوں، فقر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا، شدت نے کہا میں نے شام کا ارادہ کیا ہے، تلوار نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی، علم نے کہا میں عراق کا ارادہ رکھتا ہوں، عقل نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ غنی نے کہا میں مصر رہوں گا، ذلت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی۔ اے امیر المومنین اپنے نفس کے لئے اب خود پسند کر لیں جب یہ خط حضرت عمر کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا پھر تو عراق ہی رہنے کی جگہ ہے۔

امام ابن عساکر نے حکیم بن جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ بتایا گیا کہ اسلام نے کہا میں شام کی زمین کو جانے والا ہوں، موت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی۔ بادشاہی نے کہا میں عراق جانے والی ہوں قتل نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا، بھوک نے کہا میں عرب کی زمین میں جانے والی ہوں، صحت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی۔

امام ابن عساکر نے دغفل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مال نے کہا میں عراق میں رہوں گا، غدر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا، طاعت نے کہا میں شام میں رہوں گی، جفاء نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی، مروت نے کہا میں حجاز

1۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 1، صفحہ 77

میں رہوں گی، فقر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا۔

ہاروت وماروت کا تذکرہ

آدم علیہ السلام کے واقعہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث گزر چکی ہے اور دوسرے آثار باقی ہے۔ سعید، ابن جریر اور خطیب نے اپنی تاریخ میں نافع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عمر کے ساتھ ایک سفر کیا، جب رات کا آخری وقت تھا تو ابن عمر نے کہا اے نافع دیکھ کیا الحمراء ستارہ طلوع ہو چکا ہے؟ دو یا تین مرتبہ کہا نہیں۔ پھر میں نے کہا اب طلوع ہو چکا ہے، ابن عمر نے فرمایا اسے خوش آمدید نہ ہو۔ میں نے کہا سبحان اللہ! وہ ایک اطاعت گزار، حکم الٰہی کو سننے والا اور تابعداری کرنے والا ستارہ ہے (آپ نے ایسا کیوں کہا)۔ ابن عمر نے فرمایا میں نے وہی کہا ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا رب تو بنی آدم کے گناہوں پر کیسے صبر کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے انہیں آزمائش میں ڈالا ہے اور تمہیں عافیت دی ہے۔ فرشتوں نے کہا اگر ہم ان کی جگہ ہوتے تو کبھی تیری نافرمانی نہ کرتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اپنے میں دو فرشتوں کا انتخاب کرو اور خوب انتخاب کرو تو انہوں نے ہاروت وماروت کا انتخاب کیا(1)۔ پس وہ دونوں زمین پر اترے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر الشبق کو ڈال دیا۔ میں نے پوچھا الشبق کیا ہے؟ فرمایا الشہوۃ۔ ایک عورت آئی جس کو زہرہ کہا جاتا تھا۔ پس وہ ان کے دلوں میں اتر گئی ہر فرشتہ اپنے ساتھی سے اس کی محبت اور اپنے جذبات دوسرے سے چھپائے ہوئے تھا۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کیا تیرے دل میں بھی وہ جذبات ہیں جو میں محسوس کر رہا ہوں؟ دوسرے نے کہا ہاں۔ پس دونوں نے اس عورت سے مطلب براری کا ارادہ کیا۔ اس عورت نے کہا میں تمہیں اپنے اوپر قدرت نہیں دوں گی حتیٰ کہ تم مجھے وہ اسم سکھا دو جس کے ساتھ تم آسمان کی طرف بلند ہوتے ہو اور پھر اترتے ہو۔ پہلے تو ان بیچاروں نے اسے سکھانے سے انکار کیا۔ پھر ایک دن دونوں نے اس سے مطلب براری کا سوال کیا تو اس نے بھی انکار کر دیا۔ پس دونوں نے وہ اسم اسے سکھا دیا۔ جب وہ اڑ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ستارہ بنا دیا اور دونوں فرشتوں کے پر کاٹ دیئے، پھر دونوں نے توبہ کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں پہلے کی طرح بنا دوں اور پھر تمہیں قیامت کے روز عذاب دوں گا اور اگر چاہو تو میں تمہیں دنیا میں عذاب دے دوں اور قیامت کے دن تمہیں پہلی کیفیت پر لوٹا دوں۔ ایک نے دوسرے سے کہا (بھائی!) دنیا کا عذاب تو ختم ہونے والا ہے! پس دونوں نے دنیا کے عذاب کو عذاب آخرت پر ترجیح دی، اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف وحی کی کہ تم دونوں بابل پہنچو، وہ بابل آئے تو دونوں کو قیامت تک عذاب جھیلنے کے لئے زمین وآسمان کے درمیان الٹا لٹکا دیا۔

امام سعید بن منصور نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں ایک سفر میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو انہوں نے مجھے فرمایا، ستارہ کو تاڑو، جب وہ طلوع ہو تو مجھے جگا دینا۔ جب وہ طلوع ہوا تو میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جگایا تو وہ سیدھے بیٹھ گئے اور اس ستارہ کو دیکھ کر برا بھلا کہنے لگے میں نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 527

ستارہ ہے جو نکلتا ہے اور اطاعت کرتا ہے اس کو آپ کیوں برا بھلا کہہ رہے ہیں انہوں نے فرمایا یہ بنی اسرائیل میں بدکار عورت تھی فرشتوں کو اس کی وجہ سے سزا ملی (1)۔

بیہقی نے شعب الایمان میں موسیٰ بن جبیر عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم عن ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ فرشتوں نے دنیا پر جھانکا تو انہوں نے اولاد آدم کو دیکھا کہ وہ نافرمانیاں کر رہے ہیں، فرشتوں نے کہا یا رب یہ لوگ کتنے نادان ہیں، یہ تیری عظمت کو کتنا کم جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم انکی جگہ ہوتے تو تم بھی میری نافرمانی کرتے۔ فرشتوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے، ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اپنے میں سے دو فرشتے منتخب کرو تو انہوں نے ہاروت و ماروت کا چناؤ کیا پھر وہ زمین پر اترے تو ان میں انسانوں جیسی شہوت رکھی گئی پھر ان کے لئے ایک عورت پیش کی گئی تو وہ نہ بچ سکے حتیٰ کہ معصیت میں مبتلا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تم عذاب دنیا اور عذاب آخرت میں ایک کا چناؤ کرو۔ ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا تو کون سا پسند کرتا ہے؟ دوسرے نے کہا عذاب دنیا ختم ہونے والا ہے اور عذاب آخرت ہمیشہ رہنے والا ہے۔ پس دونوں نے عذاب دنیا کو اختیار کیا، یہی دو فرشتے ہیں جن کا ذکر قرآن نے وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَیْنِ...... الایہ میں کیا ہے (2)۔

اسحٰق بن راہویہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے العقوبات میں، ابن جریر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ زہرہ جسے عرب زہرہ کہتے ہیں اور عجمی اناہید کہتے ہیں، میں اس کی حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں۔ دو فرشتے تھے جو لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے۔ ان کے پاس زہرہ نامی عورت آئی، تو ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو بتائے بغیر اس عورت سے مطلب براری کا ارادہ کیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا اے میرے بھائی میرے دل میں ایک خیال ہے جو میں تیرے سامنے ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ دوسرے نے کہا بتاؤ شاید میرے دل میں بھی ایسا ہی خیال ہو۔ پس وہ دونوں اس عورت سے مطلب براری کے معاملہ میں متفق ہو گئے، زہرہ عورت نے ان سے کہا، کیا تم مجھے اس اسم کے بارے نہیں بتاؤ گے جس کے ذریعے تم اوپر جاتے ہو اور نیچے اترتے ہو۔ فرشتوں نے کہا وہ اللہ کا اسم اعظم ہے۔ عورت نے کہا میں تمہیں اپنے اوپر قدرت نہیں دوں گی حتیٰ کہ تم مجھے وہ اسم اعظم سکھا دو۔ ایک نے دوسرے سے کہا اس کو وہ سکھا دے۔ دوسرے نے کہا کیسے سکھاؤں اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔ پہلے نے کہا ہم اللہ کی رحمت کی وسعت سے امید رکھتے ہیں۔ پس اس نے وہ سکھا دیا تو اس نے وہ اسم اعظم پڑھا اور آسمان کی طرف اڑ گئی آسمان میں اس کے چڑھنے کی وجہ سے ایک فرشتہ آسمان میں خوفزدہ ہوا۔ پس اس نے اپنا سر جھکا دیا اور اب تک نہیں بیٹھا اور اللہ نے اس عورت کو ستارہ بنا دیا (3)۔

امام ابن راہویہ اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت کرے زہرہ پر کیونکہ یہ وہ ہے جس نے ہاروت و ماروت دو فرشتوں کو فتنہ میں مبتلا کیا (4)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 1، صفحہ 583
2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 181، رقم الحدیث، 163، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 525
4۔ کنز العمال، جلد 1، صفحہ 743، مطبوعہ مکتبۃ التراث

امام عبد بن حمید اور حاکم نے ابو العباس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زہرہ ایک قوم کی عورت تھی اس کو اپنی قوم میں بیذحت کہا جاتا تھا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے(1)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ عورت جس کی وجہ سے دو فرشتے فتنہ میں مبتلا ہوئے وہ مسخ کی گئی اور یہ اب زہرہ ستارہ ہے(2)۔

موحد بن عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا (العقوبات میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں ثوری عن موسیٰ بن عقبہ عن سالم عن ابن عمر عن کعب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ملائکہ نے اولاد آدم کے اعمال کا ذکر کیا اور جو وہ گناہ کرتے ہیں ان کا تذکرہ کیا، ان سے کہا گیا اگر تم ان کی جگہ ہوتے تو تم بھی ایسا ہی کرتے جیسے یہ کرتے ہیں۔ پس فرمایا تم اپنے میں سے دو فرد منتخب کرو۔ انہوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا، انہیں کہا گیا کہ میں بنی آدم کی طرف رسول مبعوث کرتا ہوں لیکن میرے اور تمہارے درمیان کوئی رسول نہیں ہے۔ میں تم دونوں کو اتار رہا ہوں، تم کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرانا، زنا نہ کرنا، شراب نہ پینا۔ کعب فرماتے ہیں اللہ کی قسم وہ جس دن اترے تھے اس دن کی شام نہ ہوئی تھی کہ انہوں نے تمام منہیات کا ارتکاب کر دیا(3)۔

حاکم نے سعید بن جبیر عن ابن عمر کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما الحمراء ستارہ کو دیکھنے کے بعد فرماتے کیا وہ طلوع ہو چکا ہے اسے خوش آمدید نہ ہو۔ پھر فرماتے فرشتوں میں سے دو فرشتے ہاروت و ماروت نے اللہ تعالیٰ کی طرف اترنے کا سوال کیا۔ پس وہ دونوں زمین پر اترے۔ وہ لوگوں کے معاملات کے فیصلے کرتے تھے۔ جب شام ہو جاتی تو وہ چند کلمات پڑھتے اور آسمان کی طرف بلند ہو جاتے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک حسین عورت کی محبت میں گرفتار کر دیا اور ان میں شہوت پیدا فرما دی، پہلے تو وہ اس سے دور رہے، بالآخر وہ اس کے پیار سے مجبور ہو گئے۔ وہ اس کو پھسلاتے رہے حتی کہ اس نے ان سے مقررہ وقت کا وعدہ کر دیا۔ وہ اپنے وقت مقررہ پر پہنچی تو اس نے کہا مجھے وہ کلمات سکھاؤ جن کی وجہ سے تم اوپر چڑھ جاتے ہو، پس انہوں نے اسے وہ اسم اعظم سکھا دیا، اس نے وہ اسم پڑھا اور اوپر چڑھ گئی، وہ مسخ کر دی گئی جیسا کہ تم اسے ستارہ کی شکل میں دیکھ رہے ہو، شام کو فرشتوں نے اب وہ اسم اعظم پڑھا لیکن آسمان کی طرف نہ چڑھ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو پیغام بھیجا کہ عذاب آخرت اگر چاہو تو تمہیں وہ ملے گا۔ اگر عذاب دنیا چاہو تو قیامت تک تمہیں وہ ملے گا۔ ایک فرشتے نے دوسرے کو مشورہ دیا کہ ہم دنیا کے عذاب کو لاکھ گنا اختیار کریں گے پس ان دونوں کو قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)(4)

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سفر میں اترا۔ جب رات ہوئی تو آپ نے اپنے لڑکے سے کہا دیکھو حمراء ستارہ طلوع ہو چکا ہے، اس کا طلوع ہونا مبارک نہ ہو،

1۔ مستدرک حاکم، جلد دوم، رقم الحدیث، 3052
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 283
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 525
4۔ مستدرک حاکم، جلد چہارم، رقم الحدیث، 8796 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ اسے زندہ نہ رکھے، یہ دو فرشتوں کو مبتلا کرنے والی عورت ہے۔ فرشتوں نے کہا تھا تو نافرمان انسانوں کو کیسے چھوڑتا ہے جبکہ یہ خونریزیاں کرتے ہیں اور تیری محارم سے تجاوز کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے بندوں کو ایسی شہوت میں مبتلا کیا ہے اگر میں تمہیں بھی شہوات میں مبتلا کرتا تو تم بھی ایسا ہی کرتے جیسا وہ کرتے ہیں۔ فرشتوں نے کہا ہم ایسا ہرگز نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر اپنے میں سے دو فرشتوں کا انتخاب کرو تو فرشتوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تم دونوں کو زمین پر اتارنے والا ہوں اور تم سے یہ عہد لینے والا ہوں کہ تم شرک نہ کرنا، زنا نہ کرنا اور خیانت نہ کرنا۔ وہ زمین پر اترے تو ان پر شہوت ڈال دی گئی۔ زہرہ ان کے پاس ایک خوبصورت شکل میں پیش ہوئی تو انہوں نے اس سے مطلب براری کا ارادہ کیا۔ اس عورت نے کہا میں ایک ایسے دین پر ہوں کہ جب تک کوئی میرے دین کا پیروکار نہ ہو وہ میرے پاس نہیں آسکتا۔ انہوں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے؟ اس نے کہا آگ پرست (مجوسیہ)۔ فرشتوں نے کہا کیا ہم شرک کریں اس کا تو ہم اقرار نہیں کرسکتے پھر وہ ان سے دور رہی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر ایک دن سامنے آئی تو انہوں نے خواہشات کو پورا کرنا چاہا۔ اس عورت نے کہا میرا ایک خاوند ہے اور میں ناپسند کرتی ہوں کہ وہ میرے اس فعل پر آگاہ ہو اور اسے شرمندگی ہو۔ صرف ایک صورت میں تم اپنی خواہش پوری کرسکتے ہو جب تم میرے دین کا اقرار کرو اور یہ شرط بھی طے کرو کہ تم مجھے بھی آسمان کی طرف لے جاؤ گے۔ تو میں تمہاری خواہش کو پورا کرسکتی ہوں فرشتوں نے (محبت سے مغلوب ہوکر) مجوسیت کا اقرار کرلیا، اور جو چاہتے تھے وہ مطلب اس سے پورا کیا پھر وہ اسے آسمان کی طرف لے گئے۔ جب یہ دونوں فرشتے آسمان تک پہنچ گئے تو وہ ان سے اچک لی گئی اور اس کے پر کاٹ دیئے گئے پھر یہ دونوں فرشتے ڈرتے ہوئے اور شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے اور روتے ہوئے زمین پر گر پڑے۔

زمین میں ایک نبی تھا جو دو جمعوں کے درمیان دعا کرتا تھا پھر جب جمعہ کا دن ہوتا تو اس کی دعا قبول ہو جاتی، ان فرشتوں نے کہا ہم اگر فلاں نبی کے پاس جائیں، اس سے عرض کریں، وہ ہمارے لئے توبہ کی قبولیت کی درخواست کرے (تو ہوسکتا ہے کام بن جائے)، وہ دونوں اس نبی کے پاس حاضر ہوئے (اپنا مدعا پیش کیا) تو اس نبی نے کہا اہل زمین، اہل اسمان کے لئے کیسے معافی طلب کریں؟ فرشتوں نے کہا ہم آزمائش میں ڈالے گئے ہیں، اس نبی نے فرمایا تم جمعہ کے دن آجانا وہ جمعہ کے دن آئے تو اس نبی نے ارشاد فرمایا، تمہارے متعلق دعا قبول نہیں ہوئی، آئندہ جمعہ کو پھر آنا، وہ آئندہ جمعہ کو آئے تو اس نبی نے فرمایا تمہیں اختیار دیا گیا ہے دنیا میں معافی اور آخرت کا عذاب اختیار کرلو اور اگر چاہو تو دنیا کا عذاب پسند کرلو اور تم قیامت کے روز حکم الٰہی کے مطابق ہو گے۔ ایک نے کہا دنیا کا تھوڑا سا عرصہ گزرا ہے۔ دوسرے نے کہا افسوس! پہلے میں نے تیری بات مانی تھی اب تو میری بات مان لے، وہ عذاب جو ختم ہونے والا ہے وہ اس عذاب کی طرح نہیں ہے جو باقی رہنے والا ہے۔ اس نے کہا ہم قیامت کے روز حکم الٰہی کے فیصلہ کے مطابق ہوں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ ہمیں عذاب دے۔ دوسرے نے کہا نہیں میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم نے آخرت کے عذاب کے خوف کی وجہ سے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا ہے، وہ دونوں عذاب جمع نہیں فرمائے گا۔

فرماتے ہیں انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کیا، پس وہ دونوں فرشتے لوہے کی چرخیوں میں جکڑ کر آگ سے بھرے ہوئے پرانے کنوئیں میں الٹے لٹکائے گئے ہیں۔ ابن کثیر کہتے ہیں اس روایت کی سند جید ہے یہ روایت معاویہ بن صالح عن نافع کی سند سے زیادہ اثبت اور اصح ہے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب لوگوں سے معاصی اور کفر کا ارتکاب ہوا تو آسمان میں فرشتوں نے کہا اے عالم کے رب تو نے انہیں اپنی عبادت اور اطاعت کے لئے بھیجا تھا یہ تو ان گناہوں میں پڑ گئے ہیں اور کفر پر سوار ہو گئے ہیں، نفوس کا قتل، حرام خوری، زنا، چوری، شراب پینا ان کا شغل بن گیا ہے، فرشتے لوگوں کے خلاف بددعا کرتے اور انہیں معذور نہ سمجھتے، کہا گیا کہ وہ غیب میں ہے پس تم ان کو ملامت نہ کرو۔ فرشتوں سے کہا گیا تم اپنے میں سے افضل ترین فرشتوں کا انتخاب کرو، میں انہیں احکام دوں گا اور انہیں چند چیزوں سے منع کروں گا۔ فرشتوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا۔ پس وہ دونوں زمین پر اترے اللہ تعالیٰ نے ان میں بنی آدم جیسی شہوت رکھ دی۔ اور انہیں حکم دیا کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، نیز انہیں قتل کرنے، حرام مال کھانے، زنا کرنے، شراب پینے سے منع فرمایا کچھ عرصہ وہ فرشتے زمین پر لوگوں کے معاملات کا حق کے ساتھ فیصلہ کرتے رہے۔ یہ حضرت ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں ایک عورت تھی جس کا حسن عورتوں میں ایسا تھا جیسا زہرہ ستارہ کا حسن دوسرے ستاروں میں ہے، وہ دونوں فرشتے اس عورت کے پاس آئے اور اس کی محبت میں گرفتار ہو کر اس کی ہر بات مان گئے اور انہوں نے اس سے مطلب براری کا اظہار کیا تو اس نے انکار کیا مگر اس صورت میں جب وہ اس کے دین کو قبول کریں۔ فرشتوں نے اس سے اس کا دین پوچھا تو اس نے ایک بت باہر نکالا اور کہا میں اس کی عبادت کرتی ہوں، فرشتوں نے کہا ہمیں اس کی عبادت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ دونوں واپس چلے گئے، کچھ عرصہ گزرا تو پھر وہ دونوں اس عورت کے پاس آئے اور اپنے نفس کا ارادہ ظاہر کیا، عورت نے پھر پہلے کی طرح کہا، وہ واپس چلے گئے، کچھ وقت بعد لوٹ کر آئے اور اپنی خواہش نفس کا اظہار کیا۔ جب عورت نے دیکھا کہ یہ بت کی عبادت سے تو انکاری ہیں تو اس نے کہا تین کاموں میں سے ایک کر دو تو میں تمہاری خواہش کو پورا کروں گی یا تو تم اس بت کی عبادت کرو، یا اس شخص کو قتل کر دو یا یہ شراب پی لو۔ انہوں نے کہا یہ تینوں کام حلال نہیں ہیں لیکن شراب ان میں سے آسان ہے۔ انہوں نے شراب پی پھر اسی عورت سے اپنی خواہش کو پورا کیا پھر انہیں اندیشہ ہوا کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے فعل کی خبر نہ دے دے، انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ جب نشہ اترا تو معلوم ہوا کہ ہم ایسی خطا کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ انہوں نے آسمان کی طرف چڑھنے کا ارادہ کیا تو وہ اوپر نہ جا سکے اس وقت فرشتوں پر ان کا راز کھلا تو فرشتوں نے ان کے کرتوت دیکھ کر بڑا تعجب کیا۔ پس فرشتوں کو معلوم ہوا کہ جو غیب میں ہوتا ہے اس میں خشیت کم ہوتی ہے، اس کے بعد سے فرشتے زمین والوں کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ (الشوریٰ:5)
اور ملائکہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں ہر اس کے لئے جو زمین میں ہے۔

اب ان فرشتوں کو کہا گیا کہ عذاب دنیا یا عذاب آخرت کونسا پسند کرو گے؟ انہوں نے کہا دنیا کا عذاب ختم ہونے والا ہے جبکہ عذاب آخرت کی انتہا نہیں ہے۔ پس انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کیا۔ ان دونوں فرشتوں کو بابل میں عذاب ہو رہا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان والوں نے اہل زمین کو دیکھا اور ان کے افعال کو دیکھا تو کہنے لگے یا رب زمین والے گناہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرے ساتھ ہو اور وہ مجھ سے غائب ہیں، ارشاد ہوا تم اپنے میں سے تین فرشتوں کا انتخاب کرو، انہوں نے تین فرشتے منتخب کئے کہ وہ زمین پر جائیں گے اور لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کریں گے۔ ان میں انسانوں جیسی شہوت رکھی گئی، انہیں حکم ملا کہ شراب نہ پینا، کسی نفس کو بغیر وجہ کے قتل نہ کرنا، زنا نہ کرنا، اور کسی بت کو سجدہ نہ کرنا، پس ان میں سے ایک نے تو معذرت کر لی اور اس کی معذرت قبول کر لی گئی، دو فرشتے زمین پر اترے، ان کے پاس ایک حسین وجمیل عورت آئی جس کا نام اناہیلہ تھا۔ وہ دونوں اس کی محبت میں گرفتار ہو گئے، وہ اس کے گھر پہنچے، دونوں نے اپنی خواہشات نفس کا ارادہ کیا۔ تو اس عورت نے کہا میں تمہارے ساتھ تعلقات قائم نہیں کروں گی حتی کہ تم شراب پیو، میرے پڑوسی کے بیٹے کو قتل کرو اور میرے اس بت کو سجدہ کرو۔ فرشتوں نے کہا ہم بت کو سجدہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے شراب پی پھر قتل کیا پھر بت کو سجدہ بھی کر دیا، آسمان والوں نے ان کے کردار کو ملاحظہ کیا اور اس عورت نے ان سے کہا مجھے وہ کلمہ بتاؤ جس کو تم کہتے ہو تو اڑ جاتے ہو، انہوں نے اسے وہ بھی بتا دیا، وہ اڑ گئی اللہ نے اسے ستارہ بنا دیا۔ یہ زہرہ ستارہ وہی عورت ہے۔ اور دونوں فرشتوں کی طرف سلیمان بن داؤد کو بھیجا گیا کہ عذاب دنیا اور عذاب آخرت میں ایک اختیار کر لو، انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا، وہ آسمان اور زمین کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔

امام ابن جریر نے ابوعثمان النہدی عن ابن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اولاد آدم کثیر ہو گئی اور انہوں نے نافرمانیاں شروع کر دیں تو زمین اور پہاڑوں کے ملائکہ نے انسانوں کے لئے بدعا کی، اے ہمارے پروردگار انسانوں کو مہلت نہ دے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے شہوت کو تم سے دور کر دیا ہے اور شیطان کو بھی تمہارے دلوں سے دور رکھا ہے، اگر میں تمہیں محفوظ نہ رکھتا تو تم بھی ایسا ہی کرتے۔ فرمایا، فرشتے آپس میں کہنے لگے اگر ہمیں آزمایا جاتا تو ہم محفوظ رہتے، اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم فرمایا کہ تم اپنے میں سے افضل فرشتوں کا انتخاب کرو۔ انہوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا۔ وہ دونوں زمین پر اترے اور زہرہ بھی اہل فارس کی ایک عورت کی شکل میں ان کی طرف اتری جسے اہل فارس بیدخت کہتے تھے۔ فرمایا ان فرشتوں نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی۔ ملائکہ ایمان والوں کے لئے استغفار کرتے تھے۔ جب ان دو فرشتوں سے بدکاری ہوئی تو اب سب زمین والوں کے لئے استغفار کرنے لگے۔ پس ان دو فرشتوں کو عذاب دنیا اور عذاب آخرت کے درمیان اختیار دیا گیا، پس انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کیا(2)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 292، (6696)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت (روایت بالمعنی)

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 524

حضرات عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے زہری کے طریق سے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ملائکہ میں سے دو فرشتے زمین پر اترے گئے تاکہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کریں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ملائکہ انسانوں کے حکام کا مذاق اڑاتے تھے پس ایک عورت ان دو فرشتوں کے پاس اپنا مقدمہ لے گئی تو وہ اس کی وجہ سے خوف زدہ ہوئے پھر وہ آسمان کی طرف چڑھ گئے۔ پس بالآخر ان کے آسمان کی طرف بلند ہونے کے درمیان اسی عورت کا مسئلہ آڑے آ گیا۔ (یہ جرم کر بیٹھے) تو انہیں عذاب دنیا اور عذاب آخرت کے درمیان اختیار دیا گیا۔ تو انہوں نے عذاب دنیا کو اختیار کیا(1)۔

امام سعید بن منصور نے خصیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں مجاہد رحمہ اللہ کے ساتھ تھا، ہمارے پاس سے ایک قریش کا آدمی گزرا، مجاہد نے اسے کہا، جو تو نے اپنے باپ سے سنا ہے وہ ہمارے سامنے بیان کر۔ اس نے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا تھا کہ ملائکہ نے جب انسانوں کے اعمال کو دیکھا اور ان کے برے اعمال کو دیکھا، انسانوں کا کوئی عمل فرشتوں سے پوشیدہ نہ تھا، تو وہ فرشتے ایک دوسرے کو کہنے لگے انسانوں کو دیکھو، یہ ایسے ایسے برے اعمال کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ پر کتنی جرأت کرتے ہیں، فرشتے انسانوں کے عیوب بیان کرتے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا جو کچھ تم انسانوں کے بارے کہہ رہے ہو میں وہ سن رہا ہوں۔ تم دو فرشتوں کا انتخاب کرو، وہ دو فرشتے زمین پر اتارے جائیں گے اور ان میں شہوت رکھی جائے گی جیسی انسانوں میں ہے تو فرشتوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا اور کہا یا رب ہم میں ان جیسا شریف النفس کوئی نہیں ہے پس ان کو زمین پر اتارا گیا اور ان میں انسانوں جیسی شہوت رکھی گئی، زہرہ ستارہ ایک عورت کی شکل میں پیش کی گئی، جب انہوں نے اس عورت کو دیکھا تو چارہ ضبط نہ رہا۔ کانوں اور آنکھوں پر شہوت چھا گئی۔ جب انہوں نے آسمان کی طرف اڑنے کا ارادہ کیا تو وہ ایسا نہ کر سکے۔ پھر ان کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا تم نے یہ کیا کر دیا ہے؟ پس اس جرم کی سزا کے طور پر انہیں عذاب دنیا یا عذاب اخرت اختیار کرنے کو کہا گیا۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا، تیرا کیا خیال ہے۔ اس نے کہا میرا خیال تو یہ ہے کہ مجھے دنیا کا عذاب دیا جائے کیونکہ میرے نزدیک دنیا میں عذاب کا ملنا آخرت کے ایک لمحہ عذاب ملنے سے آسان ہے۔ پس وہ دونوں زنجیروں میں باندھ کر الٹے لٹکائے گئے ہیں اور آزمائش میں ڈالے گئے ہیں(2)۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان کو فرشتوں کی طرف کھولا تو انہوں نے انسانوں کے اعمال دیکھے، انہوں نے انسانوں کی خطاؤں کو دیکھا تو کہنے لگے یا رب یہ انسان جس کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا ہے اور اس کو مسجود ملائکہ بنایا ہے اور ہر چیز کے اسماء سکھائے ہیں یہ برائیاں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم بھی ان کی جگہ ہوتے تو تم بھی ایسا ہی کرتے۔ فرشتوں نے کہا سبحانك۔ ہم ایسا ہرگز نہ کرتے، انہیں حکم دیا کہ فرشتوں کا انتخاب کرو جنہیں زمین پر اتارا جائے گا، فرشتوں نے ہاروت و ماروت کا انتخاب کیا، انہیں زمین پر اتارا گیا اور ان کے لئے زمین میں ہر چیز حلال کی گئی لیکن یہ کہا گیا کہ شرک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا اور شراب نہ پینا اور کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 520
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 581، (205)

ایسے نفس کو قتل نہ کرنا جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ ان کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی جسے نصف حسن دیا گیا تھا، اس کا نام بیدخت تھا۔ انہوں نے اس عورت کو دیکھا تو اس سے مطلب براری کا پروگرام بنایا۔ عورت نے کہا یہ امر ممکن نہیں جب تک کہ تم اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ، شراب نہ پیو اور ایک شخص کو قتل نہ کرو اور اس بت کو سجدہ نہ کرو۔ فرشتوں نے کہا ہم اللہ کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا، دوبارہ اس عورت کے پاس جا۔ اس عورت نے کہا جب تک تم شراب نہیں پیو گے کام نہیں بنے گا، انہوں نے شراب پی، اور نشہ میں دھت ہو گئے۔ ان کے پاس ایک سائل آیا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ جب ان فرشتوں سے یہ سب کچھ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے لئے آسمان کو کھولا تو انہوں نے کہا سبحانك! تو ہی زیادہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد کی طرف وحی بھیجی کہ انہیں عذاب دنیا اور عذاب آخرت میں اختیار ہے تو انہوں نے عذاب دنیا کو اختیار کیا۔ تو ان کے پاؤں سے گردنوں تک بیڑیاں ڈالی گئیں جس طرح اونٹوں کی گردنوں میں ڈالی جاتی ہیں اور انہیں بابل میں یہ سزا دی گئی (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الدنیا میں اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے بچو یہ ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ مسحور کن ہے (2)۔

الخطیب نے مالک عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بھائی عیسیٰ نے فرمایا اے حواریوں کے گروہ دنیا سے بچو، یہ تمہیں مسحور نہ کرے، اللہ کی قسم یہ ہاروت و ماروت سے زیادہ مسحور کن ہے۔ اور جان لو کہ دنیا پیٹھ پھیرنے والی ہے اور آخرت آنے والی ہے، ان میں سے ہر ایک کے لئے بیٹے ہیں، تم آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے بیٹے نہ بنو، آج عمل کا موقع ہے اور حساب نہیں ہے، کل حساب ہو گا، عمل کا سلسلہ ختم ہو چکا ہو گا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبداللہ بن بسر المازنی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے بچو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ ہاروت و ماروت سے زیادہ مسحور کن ہے (3)۔

امام ابن جریر نے الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب انسانوں سے گناہ سرزد ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا انکار صادر ہوا تو فرشتوں نے آسمان میں کہا اے اس عالم کے رب! تو نے انسانوں کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لئے پیدا کیا ہے اور یہ کفر پر سوار ہو گئے ہیں، جانوں کو قتل کر رہے ہیں، حرام مال کھا رہے ہیں، چوری، زنا، شراب نوشی ان کا معمول بن گیا ہے۔ انہوں نے انسانوں کے لئے بددعا کی اور ان کو معذور نہیں سمجھتے تھے۔ فرشتوں سے کہا گیا کہ یہ غیب میں ہیں۔ انہوں نے انسانوں کا عذر قبول نہ کیا۔ فرشتوں سے کہا گیا کہ تم اپنے میں سے دو فرشتوں کا انتخاب کرو، میں انہیں اپنے احکام دوں گا اور گناہوں سے انہیں منع کروں گا، فرشتوں نے ہاروت و ماروت کا چناؤ کیا، انہیں زمین پر اتارا گیا اور ان میں بنی اسرائیل کی شہوت رکھی گئی اور انہیں حکم دیا گیا کہ اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، کسی حرام نفس کو قتل نہ کرو اور حرام مال نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 524
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 339، (10504)
3۔ نوادر الاصول از حکیم ترمذی، صفحہ 25 مطبوعہ دار صادر بیروت

کھانا، چوری اور زنا نہ کرنا اور شراب نہ پینا۔ وہ فرشتے کچھ عرصہ زمین پر لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرتے رہے اور یہ حضرت ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں ایک عورت تھی جس کا حسن لوگوں میں اس طرح تھا جیسے کواکب میں زہرہ کا حسن ہے۔ اس نے ان سے میل جول سے انکار کیا، تو وہ دونوں اس کی ہر بات کے سامنے جھک گئے اور اس سے مطلب براری کا ارادہ کیا اس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا حتی کہ تم میرے دین کو اختیار کرو، انہوں نے اس کے دین کے متعلق پوچھا تو اس نے ایک بت کو ظاہر کیا اور کہا میں اس کی عبادت کرتی ہوں۔ انہوں نے کہا ہمیں اس بت کی عبادت کی ضرورت نہیں۔ وہ چلے گئے اور کچھ عرصہ اپنے نفس پر ضبط کرتے رہے پھر اس کے پاس آئے اور اس کی باتوں کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا اور مطلب براری کا ارادہ کیا، عورت نے کہا یہ ممکن نہیں جب تک تم میرا دین اختیار نہ کرو۔ انہوں نے کہا ہمیں اس بت کی پوجا کرنے کی حاجت نہیں ہے، جب اس عورت نے دیکھا کہ یہ بت کی عبادت تو نہیں کرتے۔ اس نے کہا تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرلو یا تو بت کی عبادت کرو، یا ایک شخص کو قتل کرو یا یہ شراب پی لو، انہوں نے کہا یہ تینوں کام ٹھیک نہیں ہیں لیکن ان میں سے شراب پینا قدرے آسان ہے۔ اس نے انہیں شراب پلا دی، جب وہ مدہوش ہو گئے تو انہوں نے اس عورت کے ساتھ بدکاری کی، پھر ان کے پاس سے ایک شخص گزرا جبکہ یہ بدکاری میں مشغول تھے تو انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا تا کہ کہیں راز فاش نہ کر دے۔ جب نشہ اترا تو انہیں معلوم ہوا کہ ان سے کیا کیا سرزد ہو گیا۔ اب انہوں نے آسمان پر چڑھنے کا ارادہ کیا تو وہ نہ چڑھ سکے اور ان کے درمیان اور آسمان کے فرشتوں کے درمیان سے پردہ اٹھا تو فرشتوں کو ان کے کرتوت معلوم ہوئے اور پہچان گئے کہ جو غائب ہوتا ہے اس میں خشیت کم ہوتی ہے، اس کے بعد وہ اہل زمین کے لئے توبہ کرنے لگے۔ جب ان دو فرشتوں سے جرم سرزد ہو گیا تو انہیں سزا میں اختیار دیا گیا کہ دنیا کا عذاب یا آخرت کا عذاب۔ انہوں نے کہا عذاب دنیا ختم ہونے والا ہے اور عذاب آخرت ختم ہونے والا نہیں ہے، اس لئے انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کیا اور انہیں بابل میں عذاب دیا گیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے السنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میرے پاس ایک عورت دومۃ الجندل سے آئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد آپ سے جادو کے متعلق پوچھنے کے لئے آئی تھی جس پر اس نے عمل نہیں کیا تھا۔ اس عورت نے بتایا کہ میرا خاوند مجھ سے غائب ہو گیا تھا، میرے پاس ایک بڑھیا آئی تو میں نے اس سے شکایت کی۔ اس بوڑھی نے کہا اگر تو ایک کام کرے تو میں تجھے کہوں، میں اس کو ایسا کر دوں گی کہ وہ تیرے پاس آ جائے گا۔ پس جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس دو سیاہ کتے لے کر آئی، ایک پر وہ سوار ہوئی اور دوسرے پر میں سوار ہوئی۔ کچھ وقت گزرا کہ ہم بابل پہنچ گئیں۔ میں نے دو آدمی دیکھے جو الٹے لٹکے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا تو کیسے آئی ہے؟ میں نے کہا میں جادو سیکھنے آئی ہوں، انہوں نے کہا ہم تیری آزمائش ہیں تو کفر نہ کر اور واپس لوٹ جا۔ میں نے اصرار کیا اور کہا کہ میں واپس نہیں جاؤں گی۔ انہوں نے کہا اس تنور کی طرف جا اور اس میں پیشاب کر پھر میرے پاس آنا۔ میں گئی تو میرے جسم پر کپکپی طاری تھی اور مجھ پر خوف طاری تھا، میں لوٹ کر ان کے پاس آئی تو میں نے کہا جو تم نے کہا تھا وہ عمل کر دیا ہے۔ فرشتوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 526

پوچھا کیا تونے کچھ دیکھا ہے؟ میں نے کہا میں نے تو کچھ نہیں دیکھا، فرشتوں نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، تو نے ہمارے کہنے کے مطابق عمل نہیں کیا، تو واپس چلی جا اور کفر نہ کر تو ابھی دین کے معاملہ پر ہے۔ میں نے اصرار کیا تو انہوں نے کہا جا اور اس تنور میں پیشاب کر آ۔ میں گئی پیشاب کیا۔ میں نے دیکھا ایک شہسوار ہے جس نے لوہے کے ساتھ اپنے منہ کو لپیٹے ہوئے ہے، وہ مجھ سے باہر نکلا حتی کہ وہ آسمان پر چڑھ گیا اور مجھ سے غائب ہو گیا۔ میں واپس ان فرشتوں کے پاس آئی اور میں نے کہا میں نے کر دیا ہے جو تم نے کہا تھا۔ انہوں نے پوچھا پھر کیا دیکھا؟ میں نے کہا میں نے شہسوار دیکھا جو لوہے کے ساتھ اپنا چہرہ ڈھانپے ہوئے تھا وہ مجھ سے خارج ہوا تھا۔ پھر آسمان پر چڑھ گیا تھا اور مجھ سے غائب ہو گیا تھا۔ انہوں نے کہا تو نے اب سچ کہا ہے۔ یہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا۔ میں نے اس عورت کو کہا اللہ کی قسم مجھے تو کوئی چیز معلوم نہیں ہوئی اور نہ انہوں نے مجھے کوئی بات کہی ہے۔ اس بوڑھی عورت نے کہا اگر تو معلوم کرنا چاہتی ہے تو یہ گندم لے اور اس کو بو دے۔ پھر مجھے کہا گیا اس کی دیکھ بھال کر۔ پھر مجھے کہا گیا اس کو کاٹ دے تو میں نے کاٹ دی۔ پھر مجھے کہا گیا اسے صاف کر، میں نے صاف کر دی۔ پھر مجھے کہا گیا کہ اسے خشک کر تو میں نے اسے خشک کیا۔ پھر مجھے کہا گیا کہ اس کو پیس ڈال تو میں نے پیسا۔ پھر کہا گیا اس کی روٹی پکا تو میں نے روٹی پکائی، جب میں نے دیکھا کہ میں کوئی چیز اٹھاتی ہوں وہ چیز میرے ہاتھ سے گر جاتی ہے۔ پھر مجھے بہت شرمندگی ہوئی اے ام المومنین خدا کی قسم نہ پہلے میں نے کبھی یہ عمل کیا تھا اور نہ آئندہ کروں گی۔ میں نے صحابہ کرام سے پوچھا جبکہ وہ کثیر تعداد میں موجود تھے۔ کسی نے اس کا جواب نہ پایا تمام لوگ لاعلمی پر فتویٰ دینے سے ڈرتے تھے لیکن ابن عباس یا جوان کے پاس کوئی شخص تھا اس نے کہا اگر تیرے والدین دونوں زندہ ہوتے یا ایک زندہ ہوتا تو وہ تمہاری اس جواب کے سلسلہ میں کفایت کرتے (1)۔

امام ابن المنذر رنے اوزاعی کے طریق سے حضرت ہارون بن رباب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں عبد الملک بن مروان کے پاس گیا تو اس کی مجلس میں ایک شخص تھا جس کے لئے تکیہ لگایا گیا تھا اور وہ اس کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص وہ ہے جو ہاروت و ماروت سے ملاقات کر چکا ہے۔ میں نے پوچھا یہ شخص ملاقات کر چکا ہے؟ لوگوں نے بتایا ہاں یہ ان سے ملاقات کر چکا ہے۔ میں نے کہا بیان کیجئے اللہ تجھ پر رحم فرمائے اس نے بات شروع کی تو وہ آنسوؤں پر ضبط نہ کر سکا، اس نے کہا میں بچہ تھا اور میں اپنے والد کو نہیں جانتا تھا، میری والدہ مجھے ضرورت کے مطابق مال دیتی تھی اور اسے خرچ کرتا اور ضائع کرتا تھا لیکن میری والدہ مجھ سے کبھی مؤاخذہ نہیں کرتی تھی، جب عرصہ دراز گزر گیا اور والدہ صاحبہ بوڑھی ہو گئیں تو میں نے جاننا چاہا کہ یہ مال میری والدہ کے پاس کہاں سے آتا تھا۔ میں نے ایک دن والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ تمہارے پاس یہ مال کہاں سے آتا ہے؟ اس نے کہا بیٹا کھاؤ، عیش کرو اور پوچھو نہیں تیرے لئے یہ بہتر ہے۔ میں نے اصرار کیا تو اس نے بتایا کہ تیرا باپ جادوگر تھا۔ میں اس سے پوچھتا رہا اور متواتر سوال کرتا رہا تو وہ مجھے ایک کمرے میں لے گئی جس میں کثیر اموال موجود تھے۔ میری والدہ نے کہا اے بیٹے یہ سب مال تیرا ہے، کھا اور عیش کر، اس کے متعلق مت پوچھ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 529

میں نے کہا میرے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ یہ مال کہاں سے آیا ہے۔

میری والدہ نے کہا تیرا باپ جادوگر تھا اور یہ مال اس نے جادو کے ذریعے جمع کیا تھا۔ اس نے کہا میں نے کھا لیا جو کھا لیا اور گزر چکا جو گزر چکا پھر میں نے سوچا کہ ہوسکتا ہے کہ مال ختم ہو جائے۔ پس مجھے بھی جادو سیکھنا چاہیے تا کہ میں بھی مال جمع کروں جیسے میرے باپ نے جمع کیا تھا۔ میں نے اپنی والدہ سے پوچھا میرے باپ کا خاص دوست کون تھا؟ اس نے کہاں فلاں جو فلاں مکان میں رہتا ہے۔ میں نے تیاری کی اور اس کے پاس پہنچا اور اس کو سلام دیا۔ اس شخص نے پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا میں تیرے فلاں دوست کا فلاں بیٹا ہوں۔ اس نے کہا خوش آمدید۔ کیسے تشریف لائے یقیناً تیرے باپ نے اتنا مال چھوڑا ہے کہ تجھے کسی کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ میں نے کہا میں جادو سیکھنے آیا ہوں۔ اس نے کہا بیٹا اس کا ارادہ نہ کر، اس میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے۔ میں نے کہا میں ضرور سیکھوں گا۔ اس نے مجھے کئی واسطے دیئے اور اصرار کیا کہ میں یہ نہ سیکھوں۔ میں نے کہا میں یہ ضرور سیکھوں گا۔

اس نے کہا اگر تو مصر ہے تو اب چلا جا فلاں دن مجھے یہاں آ کر ملنا۔ میں واپس چلا گیا اور وقت مقرر پر پھر اسے آ کر ملا۔ انہوں نے پھر مجھے قسمیں دے کر اس کام سے باز رہنے کو کہا۔ وہ کہتا جادو کا ارادہ نہ کر اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ میں نے پھر اصرار کیا، جب اس نے میرے اصرار کو دیکھا تو اس نے مجھے کہا میں تجھے ایسی جگہ داخل کروں گا جس میں تو نے اللہ کا ذکر نہیں کرنا۔ اس نے مجھے زمین کے نیچے ایک سرنگ میں داخل کیا۔ تین سو سے زیادہ سیڑھیاں داخل ہوا، مجھے دن کی روشنی وہاں محسوس نہیں ہوتی تھی۔ جب میں انتہائی نیچے پہنچا تو وہاں ہاروت و ماروت زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہوا کے اندر لٹکے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھیں ڈھال کی مانند تھیں، ان کے سروں کی تشبیہ بھی ذکر کی مگر مجھے یاد نہیں رہی، اور ان کے پر تھے میں نے جب ان کی طرف دیکھا تو میں نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو ہاروت و ماروت نے اپنے زور سے پر مارے اور زور سے ایک لمحہ کے لئے چیخ ماری اور پھر خاموش ہو گئے۔ پھر میں نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، تو ان کی پھر وہی کیفیت ہو گئی میں تیسری مرتبہ کلمہ پڑھا تو پھر ان کی پہلی کیفیت ہو گئی، پھر وہ خاموش ہو گئے تو میں بھی خاموش ہو گیا۔ انہوں نے میری طرف دیکھا اور پوچھا کیا تو آدمی ہے؟ میں نے کہاں ہاں۔ میں نے پوچھا جب میں نے اللہ کا ذکر کیا تو تمہاری یہ کیفیت کیوں ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا یہ وہ اسم ہے جب سے ہم عرش کے نیچے سے نکلے ہیں ہم نے نہیں سنا۔

انہوں نے پوچھا تیرا کس امت سے تعلق ہے؟ میں نے کہا سیدنا محمد ﷺ کی امت سے میرا تعلق ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے پوچھا کیا لوگ ایک شخص پر جمع ہو گئے ہیں یا متفرق ہیں؟ میں نے کہا ایک شخص پر جمع ہو گئے ہیں۔ یہ سن کر ان کو تکلیف ہوئی پھر پوچھا لوگوں کے آپس میں تعلقات کیسے ہیں؟ میں نے کہا برے ہیں۔ اس جواب پر وہ خوش ہوئے۔ پھر پوچھا کیا بحیرہ طبریہ تک عمارتیں پہنچ گئیں ہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ تو اس جواب سے وہ پریشان ہوئے۔ پھر وہ خاموش ہو گئے۔

میں نے پوچھا جب میں نے تمہیں ایک شخص پر لوگوں کے اجتماع کی خبر دی تو تمہیں یہ جواب اچھا نہ لگا اس کی کیا وجہ تھی؟

انہوں نے کہا جب تک لوگ ایک شخص پر جمع رہیں گے قیامت قریب نہ ہوگی۔ میں نے کہا جب میں نے تمہیں لوگوں کے اختلافات کے متعلق بتایا تو خوش ہوئے اس کی کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا اس سے ہمیں قرب قیامت کی امید ہوئی۔ میں نے کہا جب تمہیں بحیرہ طبریہ تک عمارتوں تک نہ پہنچنے کی خبر دی گئی تو اس سے تم کیوں رنجیدہ ہوئے۔ انہوں نے کہا قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی حتی کہ عمارتیں بحیرہ طبریہ تک پہنچ جائیں گی۔ میں نے ان سے کہا مجھے کوئی وصیت کرو تو انہوں نے کہا اگر قدرت رکھتا ہے تو سویا نہ کر کیونکہ معاملہ بڑا سنجیدہ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہاروت و ماروت کا واقعہ یہ ہے کہ ملائکہ نے انسانوں کے ظلم پر بڑا تعجب کیا کہ ان کے پاس رسل کتب اور نشانیاں آچکی ہیں اور پھر بھی یہ بدکاریاں کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دو فرشتے منتخب کرو میں انہیں زمین پر اتاروں گا جو بنی آدم کے درمیان فیصلے کریں گے۔ پس انہوں نے ہاروت و ماروت کو منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں زمین پر اتارا تو فرمایا تم دونوں نے بھی بنی آدم، ان کے ظلم اور ان کے گناہوں پر تعجب کیا جب کہ ان کے پاس رسل، کتب یکے بعد دیگرے آتے تھے۔ اور تمہارے اور میرے درمیان کوئی پیغام رساں نہیں ہے، یہ احکام بجالانا اور اس طرح دعوت دینا، اللہ تعالیٰ نے کچھ ان کو احکامات دیئے اور کچھ چیزوں سے انہیں منع فرمایا۔ پھر وہ دونوں زمین پر اترے تو ان جیسا اللہ تعالیٰ کا کوئی اطاعت گزار نہ تھا، پس انہوں نے فیصلے کئے تو عدل کیا۔ وہ دن کے وقت انسانوں کے فیصلے کرتے اور شام کو آسمانوں پر چلے جاتے اور ملائکہ کے ساتھ رہتے۔ صبح کے وقت اترتے اور فیصلے کرتے رہتے حتی کہ زہرہ ستارہ حسین عورت کی شکل میں ان کے پاس آیا، اس نے جھگڑا کیا اور انہوں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ جب وہ چلی گئی تو ایک کے دل میں اس کی محبت کے جذبات مچل رہے تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا جیسے میں محسوس کر رہا ہوں تم بھی محسوس کر رہے ہو؟ اس نے کہاں ہاں۔ انہوں نے اس عورت کو بلایا کہ تو ہمارے پاس آجائے تو ہم تیرے حق میں فیصلہ کر دیں گے۔ جب وہ واپس آئی تو انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اور اسے کہا کہ ہمارے پاس آ۔ جب وہ آئی تو ان دونوں نے اس کے لئے اپنی شرم گاہیں کھول دیں۔ اور ان کے دلوں میں شہوت تھی حالانکہ ان میں ایسی شہوت نہ تھی جیسی انسانوں میں عورتوں کی شہوت اور لذت ہوتی ہے۔ جب وہ اس حد تک پہنچ گئے تو انہوں نے اس کو حلال کر دیا زہرہ اڑ گئی اور ستارہ کی شکل اختیار کر لی، جب شام ہوئی تو انہوں نے آسمان کی طرف عروج کیا تو انہیں دھتکار دیا گیا اور اجازت نہ ملی۔ اب ان کے پر ان کے متحمل نہ تھے، پھر ان دونوں نے ایک انسان کے پاس آکر استغاثہ کیا اور عرض کی کہ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا فرمائیں، اس انسان نے کہا، اہل زمین، آسمان والوں کے لئے کیسے دعا کریں۔ انہوں نے کہا ہم نے آسمانوں میں اپنے رب کو تیرا ذکر خیر کرتے سنا ہے۔ اس شخص نے ان سے ایک دن مقرر فرمایا کہ وہ اس دن ان کے لئے دعا کرے گا۔ اس نے دعا کی تو اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا گیا اور انہیں عذاب دنیا اور عذاب آخرت میں اختیار دیا گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا ہم جانتے ہیں کہ آخرت میں اللہ کے عذاب کے گروہ اتنے اتنے ہمیشہ ہیں، ہاں دنیا کے ساتھ سات مثل، پس انہیں بابل میں اترنے کا حکم دیا گیا اور وہاں ان کو عذاب ہو رہا ہے، وہ لوہے کی

زنجیروں میں لٹکے ہوئے ہیں اور اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں (1)۔

امام زبیر بن بکار نے الموفقیات، ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے مسخ شدہ چیزوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا تیرہ چیزیں ہیں، ہاتھی، ریچھ، خنزیر، بندر، الجریث (ایک مچھلی کی قسم ہے) گوہ، چمگادڑ، بچھو، پانی کا سیاہ کیڑا، مکڑی، خرگوش، سہیل (ستارہ) اور زہرہ (ستارہ)۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ان کے مسخ کا سبب کیا ہے؟ فرمایا، ہاتھی ایک ظالم لوطی شخص تھا جو کسی نر اور خشک کو نہیں چھوڑتا تھا، ریچھ مؤنث تھی جو لوگوں کو اپنی طرف بلاتی تھی، خنزیر نصاری میں سے تھا جنہوں نے مائدہ کا سوال کیا تھا، جب نازل ہوا تو انہوں نے کفر کیا۔ بندر یہود ہیں جنہوں نے ہفتہ کے حکم میں تجاوز کیا تھا۔ جریث ایک دیوث (بے غیرت) شخص تھا جو اپنی بیوی کی طرف دوسرے مردوں کو بلاتا تھا، گوہ ایک اعرابی تھا جو اپنی چھڑی کے ذریعے حاجیوں کی چوری کرتا تھا۔ اور چمگادڑ ایک مرد تھا جو کھجور کے درختوں کے اوپر سے پھل چوری کر لیتا تھا اور بچھو ایک شخص تھا جو کسی پر اپنی زبان سے سلام نہیں کرتا تھا۔ دعموص پانی کا کیڑا چغل خور تھا جو محبوبوں کے درمیان جدائی ڈالتا تھا، مکڑی ایک عورت تھی جس نے اپنے خاوند پر جادو کیا تھا۔ خرگوش ایک عورت تھی جو حیض سے پاک نہیں ہوتی تھی (یعنی حیض کے ایام گزرنے کے بعد غسل نہیں کرتی تھی) سہیل، یمن سے دسواں حصہ اکٹھا کرنے والا ایک شخص تھا اور زہرہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کی بیٹی تھی جن کے ذریعے ہاروت و ماروت فتنہ میں مبتلا ہوئے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جبرئیل امین ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جبکہ پہلے اس وقت کبھی نہیں آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف اٹھے اور فرمایا جبرئیل! کیا وجہ ہے تیرا رنگ بدلا ہوا ہے؟ جبرئیل نے کہا میں آپ کے پاس نہیں آیا حتی کہ اللہ نے آگ کی چابیوں کا حکم فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل میرے لئے آگ کی صفت بیان کر اور جہنم کی کیفیت ذکر کر۔ جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ نے جہنم کا حکم دیا تو اس کو ہزار سال جلایا گیا حتی کہ وہ سفید ہوگئی پھر حکم ہوا تو اسے ہزار سال جلایا گیا حتی کہ وہ سرخ ہوگئی پھر جلانے کا حکم ہوا پھر ہزار سال جلائی گئی تو وہ سیاہ ہوگئی پس اب وہ سیاہ ہے، اس کے شرارے روشن نہیں ہیں اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر جہنم سے سوئی کے سوراخ کی مقدار بھی کھولا جائے تو تمام روئے زمین پر رہنے والے اس کی گرمی کی وجہ سے مر جائیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر کفار کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا آسمان اور زمین کے درمیان لٹکا دیا جائے تو تمام اہل زمین اس کی گرمی کی وجہ سے مر جائیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اگر جہنم کے داروغوں میں سے کوئی ایک اہل دنیا کے سامنے ظاہر ہو جائے اور پھر وہ اسے دیکھ لیں تو تمام زمین والے اس کے چہرے کی قباحت اور اس کی بدبو کی وجہ سے مر جائیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر اس آگ والوں کی زنجیروں کے حلقوں میں سے ایک حلقہ دنیا کے پہاڑوں پر رکھا جائے جس کا ذکر اللہ نے کتاب میں کیا ہے تو یہ پہاڑ بہنے لگ جائیں اور نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 527

ٹھہریں یہاں تک کہ نچلی زمین تک پہنچ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبرئیل یہ میرے لئے کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل کی طرف دیکھا تو وہ رو رہا تھا، پوچھا جبرئیل تو کیوں رو رہا ہے حالانکہ تیرا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑا رتبہ ہے؟ جبرئیل نے کہا میں کیوں نہ روؤں، میں رونے کا زیادہ مستحق ہوں، ہوسکتا ہے میں علم الٰہی میں اس حالت کے علاوہ کسی دوسری حالت پر ہوں، میں نہیں جانتا شاید میں بھی ابلیس کی طرح آزمائش میں ڈالا جاؤں، وہ بھی تو ملائکہ میں سے تھا اور میں نہیں جانتا میں بھی ہاروت و ماروت کی طرح مبتلا کیا جاؤں۔ پس رسول اللہ ﷺ بھی رو پڑے اور جبرئیل بھی روئے، دونوں روتے رہے حتیٰ کہ آواز آئی یا جبرئیل و یا محمد اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ و مامون کر دیا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے الحسین اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ دونوں جادو سکھاتے تھے اور ان سے عہد لیا تھا کہ وہ کسی کو نہ سکھایا کریں حتیٰ کہ کہہ دیا کریں کہ ہم آزمائش ہیں پس تو کفر نہ کر(2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فتنہ کا معنی بلاء (آزمائش) ہے(3)۔

امام البزار اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو کسی کاہن یا جادوگر کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد ﷺ پر اتارا گیا ہے (حاکم نے اسے صحیح کہا ہے)

امام البزار نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بدشگونی کی یا اس کے لئے بری فال پکڑی گئی، خود کہانت کا دھندا کیا یا اس کے لئے کہانت کا عمل کیا گیا، یا جادو کیا یا اس کے لئے جادو کیا گیا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جس نے گرہ لگائی اور جو کاہن کے پاس آیا پھر اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ کا انکار کیا۔

امام عبدالرزاق نے صفوان بن سلیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تھوڑا یا زیادہ جادو سیکھا تو اللہ کی طرف سے یہ اس کا آخری عہد ہوگا(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ جادو کے ذریعے میاں بیوی کو جدا کر دیتے تھے اور ان میں بغض پیدا کر دیتے تھے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس آیت میں بِاِذْنِ اللّٰهِ سے مراد قضاء اللہ ہے(6)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ عَلِمُوْا کے تحت روایت کیا ہے کہ اہل کتاب جانتے تھے اور اپنی کتاب میں پڑھتے تھے اور جو ان سے عہد لیا گیا تھا اس کی وجہ سے آگاہ تھے کہ جادوگر کا قیامت کے روز اللہ کی بارگاہ میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔

امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا شیطان اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکر لوگوں میں بھیجتا ہے، سب سے قریبی اس کا وہ شیطان ہوتا ہے جو بہت

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 277، مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 530
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 531
4۔ کنز العمال، جلد 6، صفحہ 743
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 532
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 533

بڑا فتنہ برپا کر کے آتا ہے، ایک شیطان کہتا ہے فلاں شخص کے ساتھ رہا حتیٰ کہ میں نے اس کو چھوڑا تو وہ یہ یہ کہہ رہا تھا۔ ابلیس کہتا ہے اللہ کی قسم تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا۔ پھر ایک اور شیطان آتا ہے کہتا ہے میں نے اس شخص کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈال دی۔ ابلیس اسے اپنے قریب کرتا ہے، نزدیکی دیتا ہے اور اسے گلے لگاتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو نے عظیم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

امام ابوالفرج الاصبہانی نے الاغانی میں عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ذریح ابوقیس کو فرمایا میں تیرے لئے حلال کرتا ہوں کہ تو میرے اور میرے نفس کے درمیان جدائی ڈال دے، کیا تو نے عمر بن خطاب کو یہ فرماتے نہیں سنا کہ مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں میاں بیوی کے درمیان جدائی ڈالوں یا ان کی طرف تلوار لے کر چلوں۔ ابن ماجہ نے ابورہم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل سفارش نکاح میں دو شخصوں کے درمیان سفارش کرنا ہے (1)۔ ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَلَاقٍ کا معنی قوام روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نصیب روایت کیا ہے۔

امام الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ مجھے مِنْ خَلَاقٍ کا معنی بتائیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا من نصیب (حصہ)۔ نافع نے پوچھا عربوں میں یہ مفہوم معروف ہے؟ ابن عباس سے فرمایا ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر نہیں سنا۔

يَدْعُوْنَ بِالْوَيْلِ فِيْهَا لَا خَلَاقَ لَهُمْ إِلَّا سَرَابِيْلُ مِنْ قِطْرٍ وَّ أَغْلَالُ

وہ دوزخ میں ہلاکت کو پکاریں گے ان کے لئے تارکول اور بیڑیوں کے سوا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے بھی خلاق کا معنی نصیب روایت کیا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے الحسن رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس کا دین نہ ہوگا (4) مذکورہ آیت میں ابن جریر اور ابن حاتم نے سدی سے مَا شَرَوْا کا معنی باعوا نقل کیا ہے (5)۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ۭ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

''اور اگر وہ ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو (اسکا) ثواب اللہ کے ہاں بہت اچھا ہوتا کاش وہ کچھ جانتے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ قرآن میں ہر چیز جس کا ذکر لَوْ کے ساتھ ہے وہ ہمیشہ نہیں ہوگی۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے مذکورہ بالا آیت میں لَمَثُوْبَةٌ کا معنی ثواب روایت کیا ہے (6)۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 480، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 535
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 1 صفحہ 536
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 538

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

''اے ایمان والو! (میرے حبیب سے کلام کرتے وقت) مت کہا کرو'' رَاعِنَا'' بلکہ کہو'' اُنْظُرْنَا'' اور (انکی بات پہلے ہی) غور سے سنا کرو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں اور ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور نے سنن میں، احمد نے الزہد میں، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا آپ نے اسے کہا کہ تو میرے ساتھ عہد کر۔ فرمایا جب تو اللہ کو یہ فرماتے سنے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تو غور سے سن کیونکہ وہ یا تو خیر ہوگا جس کا حکم ہو رہا ہوگا یا شر ہوگا جس سے منع کیا جا رہا ہوگا۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے الحلیہ میں خیثمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو تم قرآن میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پڑھتے ہو وہ تورات میں يَا اَيُّهَا الْمَسَاكِيْنُ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے خیثمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو قرآن میں يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ہے وہ تورات اور انجیل میں يَا اَيُّهَا الْمَسَاكِيْنُ ہے۔

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یہود کی زبان میں رَاعِنَا قبیح گالی ہے۔ یہودی رسول اللہ ﷺ کے لئے اسے آہستہ سے استعمال کرتے تھے۔ جب صحابہ کرام کو یہود نے یہ لفظ استعمال کرتے سنا تو وہ اعلانیہ کہنے لگے یہود یہ لفظ استعمال کرتے اور پھر آپس میں ہنستے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ لفظ یہود کی زبان میں گالی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم انْظُرْنَا کہو، مراد یہ تھا کہ ہمیں پھر اپنا ارشاد سنایئے۔ اس آیت کے نزول کے بعد مومنین کہتے تھے کہ جس کو تم یہ لفظ استعمال کرتے ہوئے سنو اس کی گردن اڑا دو، تو یہود اس کے بعد اس لفظ کے استعمال سے رک گئے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس سے مذکورہ ارشاد کے تحت روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام تو اس معنی میں رَاعِنَا استعمال کرتے کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے رعایت فرمایئے، جیسے تم کہتے ہو اَعْطِنَا ہمیں عطا فرمایئے (1)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مالک بن الصیف اور رفاعہ بن زید جن کا تعلق یہود سے تھا۔ جب یہ نبی کریم ﷺ سے ملتے تو کہتے رَاعِنَا سَمْعَكَ وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ (ہماری طرف متوجہ ہو سنو کبھی نہ سنو) مسلمانوں نے سمجھا کہ یہ کوئی ایسا جملہ ہے جس کے ساتھ اہل کتاب اپنے انبیاء کی تعظیم کرتے ہیں تو مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے استعمال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ایمان والو رَاعِنَا نہ کہو (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 540 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 541

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابوصخر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لے جاتے تو مومنین میں سے جسے کوئی کام ہوتا تو آپ کو پکار کر کہتا اور اَرْعِنَا سَمْعَكَ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی کہنا پسند نہ فرمایا اور حکم دیا کہ تم اُنْظُرْنَا کہو تا کہ وہ رسول کی تعظیم وتوقیر کریں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم نے دلائل میں قتادہ رحمہ اللہ سے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہود یہ کلمہ بطور استہزاء کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے مومنین کی زبان ایسا کلمہ کہنے کو ناپسند فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابونعیم نے دلائل میں عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہود رَاعِنَا سَمْعَكَ کہتے تھے حتی کہ مسلمانوں نے بھی یہ کہنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے یہود کی بات کو پسند نہ کیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن اسحاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قول کا معنی اَرْعِنَا سَمْعَكَ روایت کیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے تحت خلافاً روایت کیا ہے یعنی خلاف نہ کہو (4)۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کا معنی یہ ہے کہ اس طرح نہ کہو کہ تم ہماری بات سنو اور ہم تمہاری بات سنتے ہیں قُوْلُوا انْظُرْنَا، یا رسول اللہ! ہمیں سمجھائیے اور ہمارے لئے وضاحت فرمائیے (5)۔

امام ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب عرب کے مشرک ایک دوسرے سے بات کرتے تو کہتے، اَرْعِنِی سَمْعَكَ، تو انہیں اس سے منع کیا گیا (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، النحاس نے اپنی ناسخ میں عطاء سے رَاعِنَا کے متعلق روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں انصار کی یہ ایک لغت تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ کہنے سے منع فرما دیا اور فرمایا اُنْظُرْنَا کہو (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رَاعِنًا پڑھا اَلرَّاعِنُ اسی بات کو کہتے ہیں جس کے ذریعے مزاح کیا جائے۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے اسْمَعُوْا کے تحت روایت کیا ہے کہ جو تمہیں کہا جائے اسے غور سے سنو (8)۔ ابونعیم نے الحلیہ میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آیت میں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوا اس کی اصل میرے اوپر ہے۔

امام ابونعیم نے لکھا ہے کہ میں نے حدیث ابن ابی خیثمہ کے علاوہ باقی سب مرفوع احادیث لکھی ہیں جبکہ لوگ اس کو مرفوع جانتے ہیں (9)۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 540 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 540 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 539 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 44-540 6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 541 7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 545 9۔ کنز العمال، جلد 1، صفحہ 604 رقم الحدیث، 32920

عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۰۵﴾

''نہیں پسند کرتے وہ لوگ جو کافر ہیں اہل کتاب سے اور نہ مشرک کہ اتاری جائے تم پر کچھ بھلائی تمہارے رب کی طرف سے اور اللہ خاص فرمالیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا فضل (فرمانے) والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں رحمۃ سے مراد قرآن اور سلام ہے۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ۗ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۶﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۰۷﴾

''جو آیت ہم منسوخ کردیتے ہیں یا فراموش کرادیتے ہیں تو لے آتے ہیں (دوسری) بہتر اس سے یا (کم از کم) اس جیسی، کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ کرسکتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی یار و مددگار نہیں''۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم (فی الکنی)، ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی بھی وحی نازل ہوئی جو رات کے وقت نازل ہوئی اور دن کے وقت بھلا دی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ (الآیہ)

امام طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار کے دو آدمیوں نے ایک سورت پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی، وہ دو انصاری اس کی تلاوت کرتے تھے۔ ایک رات وہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ اس سورت کا ایک حرف بھی نہ پڑھ سکے۔ وہ صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور سارا واقعہ عرض کیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ منسوخ کردی گئی ہے یا بھلا دی گئی ہے پس وہ اس کو بھول گئے۔

حضرت زہری نون کے ضمہ کے ساتھ نُنْسِهَا پڑھتے تھے (1)۔

امام بخاری، نسائی، ابن الانباری (فی المصاحف)، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر نے فرمایا ہم میں سب سے زیادہ قاری ابی اور بہتر فیصلہ کرنے والا علی رضی اللہ عنہ ہے۔ اور ہم ابی کی قرأت سے کوئی چیز چھوڑتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے ابی کہتے ہیں کہ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے میں اس کو نہیں

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 288، رقم الحدیث، 13141

چھوڑوں گا حالانکہ اللہ فرماتا ہے مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا (جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا فراموش کرا دیتے ہیں)(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابو داؤد نے اپنی الناسخ میں، ان کے بیٹے نے المصاحف میں، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر اور حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا پڑھتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ سعید بن المسیب تُنۡسِهَا پڑھتے ہیں تو سعد نے کہا قرآن نہ المسیب پر اور نہ آل المسیب پر نازل ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰۤى (الاعلیٰ:6) (ہم خود آپ کو پڑھائیں گے پس آپ اسے نہ بھولیں گے) وَاذۡكُرۡ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيۡتَ (الکھف:24) (یاد کرو اپنے رب کو جب تو بھول جائے)(2)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہم جو آیت بدل دیتے ہیں یا اسے چھوڑ دیتے ہیں بدلتے نہیں تو۔ نَاۡتِ بِخَيۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا فرماتے ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہم ایسی آیت لائیں گے جس میں تمہارے لئے منفعت زیادہ ہو گی اور اس میں تمہارے لئے نرمی ہو گی(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نُنۡسِهَا یعنی ہم اس کو مؤخر کر دیتے ہیں۔

امام ابن الانباری نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَوۡ نُنۡسِهَا پڑھا ہے۔

امام ابو داؤد نے اپنی ناسخ میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابی کی قرأت میں نُنۡسِكَ ہے۔

آدم بن ابی ایاس، ابو داؤد (فی الناسخ)، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ابن مسعود کے اصحاب سے روایت کیا ہے ماننسخ کا معنی یہ ہے کہ ہم اس کے خط کو ثابت رکھتے ہیں اور اس کے حکم کو بدل دیتے ہیں۔ اَوۡ نُنۡسِهَا اپنے پاس ہم اس کو روک لیتے ہیں(4)۔

حضرت آدم، ابن جریر اور بیہقی نے عبید بن عمیر اللیثی رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ یا ہم اس کو ترک کر دیتے ہیں اور اسے ان کے پاس سے اٹھا لیتے ہیں(5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن مسعود کی قرأت میں (مَا نُنۡسِكَ مِنۡ اٰيَةٍ اَوۡ نَنۡسَخۡهَا)

امام عبد بن حمید، ابو داؤد (الناسخ میں)، ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک آیت دوسری آیت کو منسوخ کرتی تھی۔ اللہ کا نبی ایک آیت اور سورت اور سورت کا وہ حصہ جو اللہ چاہتا پڑھتے تھے پھر وہ اٹھا دی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو وہ بھلا دیتا تھا۔ اسی چیز کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: مَا نَنۡسَخۡ الخ۔ اس آیت میں

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 155، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 548
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 51، (547)
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 547
5۔ ایضاً

تخفیف بھی ہے، رخصۃ بھی ہے، امر بھی ہے اور نہی بھی ہے (1)۔

حضرت ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا ؕ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ پھر فرمایا وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ (النحل: 101) (اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ) اور فرمایا یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ (الرعد: 39) مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے)

امام ابوداؤد اور ابن جریر نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ قرآن میں چند امور نازل فرماتا ہے پھر انہیں اٹھا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا (2)

امام ابن جریر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے نبی کو قرآن پڑھاتا ہوں پھر میں اسے بھلاتا ہوں، قرآن میں کوئی ایسی چیز نہیں جو منسوخ ہوگئی ہو اور تم اس کی تلاوت کرتے ہو (3)۔

امام ابوداؤد نے اپنی کتاب الناسخ میں، ابن المنذر، ابن الانباری نے المصاحف میں، ابوذر الہروی نے فضائل میں ابو امامہ بن سہل بن حنیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ایک شخص کے پاس ایک سورت تھی، وہ رات کو اٹھا اس کی تلاوت کرنے لگا تو وہ اس کی تلاوت نہ کرسکا، دوسرا صحابی اٹھا تو وہ بھی اس کی تلاوت نہ کرسکا، تیسرا اٹھا تو وہ بھی قادر نہ ہوا، صبح نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور صورت حال عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ گزشتہ رات منسوخ ہوگئی ہے۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں، بیہقی نے دلائل میں ایک دوسرے طریق سے ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انصار صحابہ کرام کے ایک گروہ نے انہیں بتایا ہے کہ ایک شخص رات کو اٹھا۔ وہ اس سورت کو پڑھتا تھا جو اسے یاد تھی تو وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے علاوہ کوئی چیز نہ پڑھ سکا، دوسرے صحابہ کے ساتھ بھی رات کو ایسا ہی واقعہ پیش آیا، صبح انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس سورت کے متعلق پوچھا تو کچھ وقت آپ ﷺ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا پھر فرمایا گزشتہ رات وہ سورت منسوخ ہوگئی ہے اور ان کے سینوں سے اور ہر اس چیز سے منسوخ ہوگئی ہے جس پر لکھی ہوئی تھی (4)۔

امام ابن سعد، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد (فی الناسخ)، ابن الضریس، ابن جریر، ابن المنذر، ابن حبان اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بئر معونہ کے مقتولوں کے متعلق قرآن نازل کیا جس کی ہم تلاوت کرتے تھے حتیٰ کہ وہ بعد میں منسوخ ہوگیا۔ وہ یہ ارشاد تھا۔ اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَ اَرْضَانَا۔ (5)

امام مسلم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ایک سورت پڑھتے تھے جسے طول اور شدت میں سورۂ برأت کے مشابہ سمجھتے تھے لیکن پھر مجھے وہ بھلا دی گئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 547، 51
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 548 (من قول الربیع)
3۔ ایضاً
4۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 157، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 551

لیکن اس میں سے صرف یہ الفاظ یاد ہیں لَوْ كَانَ لِاَبْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَابْتَغٰى وَادِيًا ثَالِثًا لَا يَمْلَأُ جَوْفَهٗ اِلَّا التُّرَابُ (اگر انسان کے لئے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کا متلاشی ہو، اس کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھرے گی) اور ہم ایک سورت پڑھتے تھے جسے ہم المسبحات میں سے کسی ایک سورت کے مشابہ سمجھتے تھے (المسبحات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن سے پہلے سبح یا یسبح آتا ہے) اس کی ابتداء سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ سے تھی پھر ہم وہ بھول گئے لیکن اس میں سے مجھے یہ الفاظ یاد ہیں يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ فَتُكْتَبُ شَهَادَةً فِيْ اَعْنَاقِكُمْ فَتُسْاَلُوْنَ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ (اے ایمان والو! تم وہ کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو تمہاری گردنوں میں شہادت لکھی جاتی ہے پھر اس کے متعلق قیامت کے روز تم سے سوال ہوگا) (1)

حضرت ابوعبید نے فضائل میں اور ابن الضریس نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ برأت کی طرح سخت سورت نازل ہوئی پھر وہ اٹھالی گئی اور مجھے اس سے صرف یہ یاد ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِاَقْوَامٍ لَّا خَلَاقَ لَهُمْ۔ (اللہ تعالیٰ اس دین کی ایسی قوم سے بھی مدد فرمائے گا جن کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہ ہوگا) ابن الضریس نے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

لَيُؤَيِّدَنَّ اللّٰهُ هٰذَا الدِّيْنَ بِرِجَالٍ مَّا لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَّلَوْ اَنَّ لِا بْنِ آدَمَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَّالٍ لَتَمَنّٰى وَادِيًا ثَالِثًا وَّلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ اِلَّا مَنْ تَابَ فَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

"اللہ تعالیٰ اس دین کی ان لوگوں کے ذریعے تائید فرماتا ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا اور اگر انسان کے لئے دو وادیاں مال کی ہوں تو وہ تیسری وادی کی بھی خواہش کرے اور انسان کا پیٹ صرف مٹی ہی بھرے گی مگر جس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام ابوعبید، احمد، الطبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی نے الشعب میں ابو واقد اللیثی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی تو ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور جو آپ کی طرف وحی آچکی ہوتی ہم وہ سیکھتے۔ فرماتے ہیں ایک دن میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے نماز کو قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے مال اتارا اور اگر انسان کے لئے ایک وادی ہو تو وہ دوسری کا بھی اپنے پاس ہونا پسند کرے، اگر اس کے پاس دوسری بھی ہو تو وہ تیسری کو بھی ساتھ ملانا پسند کرے اور انسان کے پیٹ کو صرف مٹی ہی بھرے گی اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر عنایت فرماتا ہے جو توبہ کرتا ہے (2)۔

امام ابوداؤد، احمد، ابویعلی اور طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں یہ پڑھتے تھے لَوْ كَانَ لِا بْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ وَ فِضَّةٍ لَّا بْتَغَى الثَّالِثَ وَلَا يَمْلَأُ بَطْنَ ابْنِ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 7، صفحہ 125 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 271، (10277)

آدَمَ اِلاَّ التُّرَابُ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔ (اس کا ترجمہ گزر چکا ہے)(1)

امام ابوعبید اور احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم یہ پڑھتے تھے لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِلْأَ وَادٍ مَالاً لَاَحَبَّ اِلَيْهِ مِثْلَهٗ وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلاَّ التُّرَابُ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔(2)

امام ابوعبید، بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اگر انسان کے لئے ایک وادی مال ہو تو وہ اس کے ساتھ اس کی مثل ایک اور پسند کرے اور انسان کی آنکھ کو صرف مٹی ہی بھرے گی اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مجھے معلوم نہیں کہ یہ قرآن سے ہے یا نہیں (3)۔

حضرت البزار اور ابن الضریس نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو نماز میں یہ الفاظ پڑھتے ہوئے سنا: لَوْ كَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ ذَهَبٍ لَابْتَغٰى اِلَيْهِ ثَانِياً وَلَوْ اُعْطِيَ ثَانِيًا لَابْتَغٰى ثَالِثًا لَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلاَّ التُّرَابُ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔

امام ابن الانباری نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأۃ میں اس طرح ہے۔ اِبْنُ آدَمَ لَوْ اُعْطِيَ وَادِياً مِّنْ مَّالٍ لَّابْتَغٰى ثَانِيًا وَّلَا لْتَمَسَ ثَالِثاً وَلَوْ اُعْطِيَ وَادِيَيْنِ مِنْ مَّالٍ لَّالْتَمَسَ ثَالِثاً وَّلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلاَّ التُّرَابُ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔(4)

امام ابن الضریس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم یہ پڑھتے تھے لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَاءِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ وَاِنَّ كُفْراً بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَاءِكُمْ (یعنی اپنے آباء سے اعراض نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے لئے کفر ہے اور تمہارا کفر یہ ہے کہ تم آباء سے انحراف واعراض کرو)

امام عبدالرزاق، احمد اور ابن حبان نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کے ساتھ کتاب نازل فرمائی اس قرآن میں آیت رجم تھی۔ پس رجم کیا گیا اور ہم نے اس کے بعد رجم کیا۔ پھر فرمایا ہم یہ بھی پڑھتے تھے وَلَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَاءِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ اِنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَاءِكُمْ۔

امام الطیالسی، ابوعبید اور طبرانی نے عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم یہ پڑھتے تھے۔ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَاءِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ۔ پھر آپ نے زید بن ثابت سے پوچھا اے زید! کیا اسی طرح ہے؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہاں۔

امام ابن عبدالبر نے التمہید میں، عدی بن عدی بن عمیر بن قزوہ عن ابیہ عن جدہ عمیر بن قزوہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے حضرت ابی سے فرمایا کیا ہم کتاب اللہ میں اس طرح نہیں پڑھتے تھے۔ اِنَّ انْتِفَاءَكُمْ مِنْ آبَاءِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ (تمہارا اپنے والدین سے نفی کرنا کفر ہے)۔ حضرت ابی نے فرمایا کیوں نہیں اسی طرح تھا۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 368، مطبوعہ دار صادر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2364، رقم الحدیث 6073، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 2365، 6074

پھر حضرت عمر نے پوچھا کیا ہم اس طرح نہیں پڑھتے تھے اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ (بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے) یہ اس کتاب سے تھا جو ہم سے مفقود ہو چکی ہے؟ ابی نے کہا واقعی یہ اس کتاب میں تھا۔

امام ابوعبید، ابن الضریس، ابن الانباری نے المسور بن مخرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے پوچھا جو ہم پر نازل کیا گیا ہے کیا اس میں تو نے یہ بھی پڑھا ہے۔ اَنْ جَاهِدُوْا كَمَا جَاهَدْتُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ تم اس طرح جہاد کرو جس طرح تم نے پہلی مرتبہ جہاد کیا تھا۔ اور اب ہم یہ قرآن میں نہیں پاتے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا یہ حصہ ساقط کر دیا گیا ہے۔

امام ابوعبید، ابن الضریس، ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے سارا قرآن لے لیا ہے، اسے کیا معلوم سارا قرآن کیا ہے، بہت سا قرآن منسوخ ہو گیا ہے۔ انسان کو اس طرح کہنا چاہیے۔ میں نے وہ لے لیا ہے جو اس میں سے ظاہر ہے۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن الانباری اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عبیدہ السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ قرأت جو رسول اللہ ﷺ پر آخری سال وصال میں پیش کی گئی وہ یہ ہے جس کو اب لوگ تلاوت کرتے ہیں اور جس پر حضرت عثمان نے لوگوں کو جمع فرمایا۔

حضرت ابن الانباری، ابن اشتہ نے المصاحف میں حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل ہر سال رمضان میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے اور جس سال آپ کا وصال ہوا اس سال دو مرتبہ دور کیا۔ اور صحابہ سمجھتے تھے کہ ہماری قرأت آخری عرضہ کی قرأت ہے۔

امام ابن الانباری نے ابو الظبیان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم کون سی قرأت کو پہلی قرأت شمار کرتے ہو؟ ہم نے کہا عبداللہ کی قرأت۔ اور ہماری قرأت آخری قرأت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبرئیل ان پر ہر سال قرآن رمضان میں پیش کرتا تھا اور آخری سال دو مرتبہ دور کیا اور عبداللہ نے اس کی شہادت دی جو منسوخ ہوا اور جو بدل گیا۔ ابن الانباری نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں ابن عباس نے فرمایا تم کون سی قرأت شمار کرتے ہو؟ ہم نے کہا عبداللہ کی قرأت کو۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ جبرئیل پر ایک مرتبہ قرآن پیش کرتے تھے لیکن آخری سال دو مرتبہ پیش کیا اور عبداللہ کی قرأت آخری قرأت ہے۔

امام ابن الانباری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل، نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہر سال قرآن کا دور کرتا تھا اور آخری سال دو مرتبہ دور کیا۔ میں نے اس سال نبی کریم ﷺ سے قرآن سیکھا تھا۔

امام ابن الانباری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا اگر میں جانتا کہ کوئی شخص اس آخری مرتبہ سننے میں مجھ سے مؤخر ہے تو میں اس کی طرف سفر کر کے جاتا۔

حاکم نے سمرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن حکیم رسول اللہ ﷺ پر تین مرتبہ پیش کیا گیا۔ صحابہ فرماتے

ہیں ہماری قراءت آخری مرتبہ پیش کرنے کے مطابق ہے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (1)۔

حضرت ابوجعفر النحاس نے اپنی کتاب الناسخ میں ابوالبختری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لائے تو ایک شخص لوگوں کو ڈرا رہا تھا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ شخص لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہا ہے۔ فرمایا یہ لوگوں کو نصیحت نہیں کر رہا لیکن یہ اپنا تعارف کرا رہا ہے کہ میں فلاں بن فلاں ہوں تم مجھے پہچان لو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا اور پوچھا کیا تو قرآن کے ناسخ ومنسوخ کو سمجھتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری مسجد سے نکل جا اور اس میں وعظ اور نصیحت نہ کر۔

حضرت ابوداؤد اور النحاس نے الناسخ والمنسوخ میں اور بیہقی نے السنن میں ابوعبدالرحمٰن اسلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو وعظ ونصیحت کر رہا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا تو ناسخ و منسوخ کے احکامات جانتا ہے اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔

حضرت النحاس، طبرانی نے الضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن عباس ایک شخص کے پاس سے گزرے جو واقعات بیان کر رہا تھا۔ آپ نے اسے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور پوچھا کیا تو الناسخ والمنسوخ جانتا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو فرمایا تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ دارمی نے اپنی مسند میں اور النحاس نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں کو فتوی ان تین شخصوں میں سے ایک کو دینا چاہیے جو شخص قرآن کے ناسخ ومنسوخ کو جانتا ہو اور وہ شخص عمر رضی اللہ عنہ ہے۔ ۲۔ قاضی جس کو قضاء سے چھٹکارا نہ ہو۔ ۳۔ احمق متکلف شخص۔ میں پہلے دو شخصوں سے نہیں ہوں اور تیسرا ہونا میں ناپسند کرتا ہوں۔

اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۰۸﴾ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَ اصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۰۹﴾ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۰﴾

1۔ مستدرک حاکم، جلد دوم، رقم الحدیث، 2904، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

"کیا تم (یہ) چاہتے ہو کہ پوچھو اپنے رسول ﷺ سے (ایسے سوال) جیسے پوچھے گئے موسیٰ سے اس سے پہلے اور جو بدل لیتا ہے کفر کو ایمان سے وہ (قسمت کا مارا) تو بھٹک گیا سیدھے راستہ سے۔ دل سے چاہتے ہیں بہت سے اہل کتاب کہ کسی طرح پھر بنا دیں تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر (انکی یہ آرزو) بوجہ اس حسد کے ہے جو ان کے دلوں میں ہے (یہ سب کچھ) اس کے بعد جبکہ خوب واضح ہو چکا ہے ان پر حق۔ پس (اے غلامان مصطفیٰ) معاف کرتے رہو اور درگزر کرتے رہو۔ یہاں تک کہ بھیج دے الله (ان کے بارے میں) اپنا حکم۔ بے شک الله تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور صحیح ادا کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ اور جو کچھ آگے بھیجو گے اپنے لئے نیکیوں سے ضرور پاؤ گے اس کا ثمر الله کے ہاں۔ یقیناً الله تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو خوب دیکھ رہا ہے"۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے رسول الله ﷺ سے کہا اے محمد ﷺ ہمارے پاس ایسی کتاب لے آؤ جو آپ ہم پر آسمان کی طرف سے نازل کریں یا ہمارے لئے تم نہریں جاری کر دو تو ہم آپ کی اتباع کریں گے اور تصدیق کریں گے۔ الله تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ كَمَا سُىِٕلَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ نازل فرمائی (1)۔ حیی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب یہود میں سے انتہائی سخت تھے۔ الله تعالیٰ نے رسول الله ﷺ کو جب عربوں میں سے مبعوث فرمایا تو وہ عربوں سے انتہائی حسد کرتے تھے اور وہ لوگوں کو اسلام سے روکنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ الله تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیات نازل فرمائیں۔ وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ...... (الآیہ)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول الله کاش کہ ہمارے کفارات بھی بنی اسرائیل کے کفارات کی طرح ہوتے، رسول الله ﷺ نے ارشاد فرمایا جو تمہیں عطا کیا گیا ہے وہ بہتر ہے۔ جب بنی اسرائیل میں سے کسی سے کوئی جرم سرزد ہوتا تو وہ اسے اپنے دروازے پر لکھا ہوا پاتا اور اس کا کفارہ بھی ساتھ لکھا ہوا ہوتا۔ اگر وہ کفارہ ادا کرتا تو یہ اس کے لئے دنیا میں رسوائی کا باعث بنتا اور اگر کفارہ ادا نہ کرتا تو اس کے لئے آخرت میں رسوائی کا باعث بنتا۔ الله تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر احکام عطا فرمائے ہیں وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء: 110) اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم کرے اپنے آپ پر پھر مغفرت مانگے الله تعالیٰ سے تو پائے گا الله کو بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا اور پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ان کے درمیان جتنے گناہ سرزد ہوئے ہیں یہ ان کے لئے کفارہ ہیں۔ پس الله تعالیٰ نے اس موقع پر اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ...... (الآیۃ) کی آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے السدی رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عربوں نے محمد ﷺ سے مطالبہ کیا کہ وہ الله تعالیٰ کو ہمارے سامنے لے آئے تا کہ ہم بالمشافہ زیارت کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ الله سے روایت کیا ہے کہ قریش نے محمد ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 556 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 557 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 556

سے مطالبہ کیا کہ وہ ہمارے لئے صفا پہاڑی کو سونا بنا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ایسا ہو جائے گا لیکن اگر تم نے پھر انکار کیا تو بنی اسرائیل کے دستر خوان والی صورت بنے گی۔ پھر انہوں نے اپنی بات سے رجوع کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اَمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَسْـَٔلُوْا رَسُوْلَكُمْ...... (الآیۃ) کا ارشاد نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَمَنْ يَّتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد خوشحالی کو شدت سے بدلنا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے کہ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ کا معنی سیدھے راستہ سے ہٹ جانا ہے۔

امام ابو داؤد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں کعب بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مشرکین اور یہود مدینہ رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بعد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو اذیتیں پہنچاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ اور مسلمانوں کو صبر کا حکم دیا اور معاف کرنے کو ارشاد فرمایا۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ...... (آل عمران: 186)۔ اور یقیناً تم سنو گے ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور ان لوگوں نے جنہوں نے شرک کیا اذیت دینے والی بہت سی باتیں اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اور ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ...... (الآیہ)

امام بخاری، مسلم، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام، مشرکین اور یہود کو معاف کر دیتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا اور وہ ان کی اذیتوں پر صبر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا (آل عمران: 186) اور فرمایا وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا ۚ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (الآیہ) رسول اللہ ﷺ پہلے حکم الٰہی کے مطابق معافی دیتے رہے حتیٰ کہ کفار کو قتل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے اجازت فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے صنادید قریش کو قتل کر دیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے زہری اور قتادہ رحمہ اللہ سے (وَدَّ كَثِيْرٌ) کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت میں اہل کتاب سے مراد کعب بن الاشرف ہے (3)۔

امام ابن جریر نے الربیع بن انس رحمہ اللہ سے حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں مِنْ قِبَلِ اَنْفُسِهِمْ یعنی جس حسد کا آغاز ان کے نفسوں سے تھا۔ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ یعنی ان کے لئے واضح ہو گیا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 556
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 558
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 560
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 562

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡحَقُّ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے لئے واضح ہو گیا تھا کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تورات اور انجیل میں آپ کا ذکر، آپ کی نبوت اور آپ کی صفات کو پاتے ہیں اور اس کے بعد کہ ان پر واضح ہو چکا ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے جو محمد ﷺ لے کر آئے ہیں (1)۔

فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو انہیں معاف کرنے اور ان سے درگزر کرنے کا حکم دیا حتی کہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا حکم آ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ برأت میں کفار سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ فرمایا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ (توبہ:29) اللہ تعالیٰ نے عفو والی آیت کو اس آیت کے ذریعے منسوخ کر دیا اور اہل کتاب کو قتل کرنے کا حکم دے دیا حتی کہ وہ اسلام قبول کریں یا جزیہ ادا کریں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مشرکین سے درگزر کرنے اور ان سے اعراض کرنے کا حکم فرمایا تھا لیکن وہ احکام منسوخ کر دیئے اور فرمایا قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ (توبہ:29) جو اللہ پر ایمان نہیں لائے ان سے جنگ کرو۔ اور فرمایا فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَيۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو (توبہ:5) (2)

امام ابن جریر اور نحاس نے اپنی تاریخ میں فَاعۡفُوۡا وَاصۡفَحُوۡا کے تحت لکھا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ قَاتِلُوا الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ (توبہ:29) ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِكُمۡ مِّنۡ خَيۡرٍ کا مطلب یہ ہے کہ جو تم دنیا میں خیر کے اعمال کرو گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَجِدُوۡهُ عِنۡدَ اللّٰهِ کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کا ثواب اللہ کے حضور پاؤ گے (4)۔

وَقَالُوۡا لَنۡ يَّدۡخُلَ الۡجَنَّةَ اِلَّا مَنۡ كَانَ هُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰى ؕ تِلۡكَ اَمَانِيُّهُمۡ ؕ قُلۡ هَاتُوۡا بُرۡهَانَكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۱﴾ بَلٰى ۚ مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَلَهٗۤ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

''اور انہوں نے کہا نہیں داخل ہو گا جنت میں (کوئی بھی) بغیر ان کے جو یہودی ہیں یا عیسائی۔ یہ ان کی من گھڑت باتیں ہیں۔ آپ (انہیں) فرمایئے لاؤ اپنی کوئی دلیل اگر تم سچے ہو۔ ہاں جس نے بھی جھکا دیا اپنے آپ کو اللہ کے لئے اور وہ مخلص بھی ہو تو اس کے لئے اس کا اجر ہے اپنے رب کے پاس، نہ کوئی خوف ہے انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 562 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 563 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 564 4۔ ایضاً

اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے"۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے کہا جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو یہودی ہو گا۔ نصاریٰ نے کہا صرف وہ داخل ہوگا جو نصرانی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ان کی جھوٹی تمنائیں ہیں جو انہوں نے ناحق اللہ تعالیٰ پر لگائی ہوئی ہیں۔ اے محبوب فرمادو کہ تم اگر اپنی باتوں میں سچے ہو تو اس پر حجت لاؤ۔ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ کے لئے مخلص ہوا۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کیا (1)۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۪ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّ هُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

"اور کہتے ہیں یہودی کہ نہیں ہیں عیسائی سیدھی راہ پر اور کہتے ہیں عیسائی نہیں ہیں یہودی سیدھی راہ پر حالانکہ وہ سب پڑھتے ہیں (آسمانی) کتاب اسی طرح کہی ان لوگوں نے جو کچھ نہیں جانتے ان کی سی بات تو (اب) اللہ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن جن باتوں میں وہ جھگڑتے رہتے تھے"۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب نجران کے نصاریٰ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو یہود کے علماء بھی آ گئے۔ وہ آپس میں رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں جھگڑنے لگے، رافع بن حریملہ نے کہا تم کسی مذہب پر نہیں ہو۔ اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا، ایک نجرانی نے یہود کو کہا تم کسی مذہب و دین پر نہیں ہو۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کا انکار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ (الایہ) (2)

امام ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ ان لوگوں کی بات ہے جو نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا پہلے نصاری کا ایک دین اور مذہب تھا لیکن بعد میں انہوں نے بدعات ایجاد کیں اور تفرقہ میں پڑ گئے (3)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے پوچھا یہ کون لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 567 (من قول الربیع) 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 569
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 570

ہیں جونہیں جانتے؟ فرمایا یہ وہ امتیں ہیں جو یہود و نصاریٰ سے پہلے تھیں (1)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ سے مراد عرب ہیں جنہوں نے یہ کہا کہ محمد ﷺ کسی دین پر نہیں ہیں (2)۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو روک دے اللہ کی مسجدوں سے کہ ذکر کیا جائے ان میں اللہ کے نام (پاک) کا اور کوشاں ہو ان کی ویرانی میں، انہیں مناسب نہیں تھا کہ داخل ہوتے مسجدوں میں مگر ڈرتے ڈرتے ان کے لئے دنیا میں (بھی بڑی) ذلت ہے۔ اور ان کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے''۔

ابن اسحٰق اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قریش نے نبی کریم ﷺ کو کعبہ میں نماز پڑھنے سے روکا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں جو بیت المقدس میں گندگی ڈالتے تھے اور لوگوں کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے (4)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد رومی لوگ ہیں جو بیت المقدس پر غالب آ گئے اور اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ کے تحت فرماتے ہیں کہ آج کوئی رومی بیت المقدس میں داخل نہیں ہوتا مگر ڈرتے ہوئے کہ کہیں اس کی گردن نہ اڑا دی جائے۔ جزیہ کی ادائیگی کے ساتھ اسے خوفزدہ کیا گیا پس وہ جزیہ ادا کرتا ہے اور لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ کے تحت فرماتے ہیں دنیا میں اس کی رسوائی یہ ہوئی کہ جب المہدی کا دور تھا تو اس نے قسطنطنیہ فتح کیا یہی ان کی رسوائی ہے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اللہ کے دشمن رومی ہیں، یہود کے بغض نے انہیں اس بات پر برانگیختہ کیا کہ انہوں نے بخت نصر البابلی المجوسی کی بیت المقدس کی تخریب میں اعانت کی تھی (6)۔

ابن ابی حاتم نے کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نصاریٰ جب بیت المقدس پر غالب آ گئے تو انہوں نے اس کو جلا دیا پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو یہ آیت نازل فرمائی وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ ...... (الآیہ) پس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 571 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 573
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 573,75,76 6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 573

پھر زمین پر کوئی نصرانی ایسا نہ تھا جو بیت المقدس میں داخل ہوتا مگر ڈرتے ڈرتے داخل ہوتا۔

امام ابن جریر نے ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں لکھا ہے کہ اس سے مراد مشرکین ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے دن بیت اللہ شریف کی طرف جانے سے رسول اللہ ﷺ کو روکا تھا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو صالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مشرکین کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں مگر ڈرتے ہوئے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ کے تحت نقل کیا ہے کہ وہ ذلیل ہو کر جزیہ دیتے ہیں۔ یہ ان کی دنیا میں رسوائی ہے (2)۔

امام احمد اور بخاری نے تاریخ میں بسر بن ارطاۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَمِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ (اے اللہ ہمارے تمام کاموں کا انجام اچھا کردے اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچالے) (3)

وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

"اور مشرق بھی اللہ تعالیٰ کا ہے اور مغرب بھی۔ سو جدھر بھی تم رخ کرو وہیں ذات خداوندی ہے بے شک اللہ تعالیٰ فراخ رحمت والا خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابو عبید نے الناسخ والمنسوخ میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے السنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔ سب سے پہلی چیز جو ہمارے لئے قرآن سے منسوخ ہوئی وہ قبلہ کی سمت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پس رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور بیت اللہ شریف کو ترک کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت اللہ شریف کی طرف پھیر دیا اور پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ فرمایا وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ (بقرہ:149) (4)

امام ابن المنذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے اس مذکورہ آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ لوگ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ تقریباً اٹھارہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ اور جب آپ نماز پڑھتے تو اپنا سر آسمان کی طرف بلند کرتے اور حکم الٰہی کے منتظر رہتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا قبلہ ہونا منسوخ فرما کر کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 574
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 576
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 181، مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ معرفۃ السنن والآثار للبیہقی، جلد 2، صفحہ 314، مطبوعہ مکتبہ دار الوغی

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، النحاس (فی الناسخ)، طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نفلی نماز سواری کے اوپر جدھر منہ ہوتا پڑھ لیتے تھے پھر دلیل کے طور پر ابن عمر نے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تلاوت کیا۔ ابن عمر فرماتے ہیں یہ آیت اس نفلی نماز کے بارے نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ نازل ہوئی کہ تم سواری پر نفلی نماز پڑھ لو جدھر تمہاری سواری کا منہ ہو (2)۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے غزوۂ انمار میں نبی کریم ﷺ کو سواری پر مشرق کی طرف منہ کر کے نفلی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سواری پر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور جب فرضی نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو سواری سے اتر پڑتے اور قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کرتے اور نفلی نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اونٹنی کا منہ جدھر ہوتا اسی طرف منہ کر کے تکبیر کہہ دیتے اور جس طرف سواری جا رہی ہوتی تھی ادھر ہی نماز پڑھ دیتے (5)۔

امام ابوداؤد الطیالسی، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اس کو ضعیف کہا ہے)، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، العقیلی (انہوں نے اس کو ضعیف کہا ہے)، دارقطنی، ابونعیم (الحلیہ میں) اور بیہقی نے السنن میں حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم تاریک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، ہم ایک جگہ اترے، ہر ایک شخص نے پتھر لے کر جائے نماز بنائی اور اس میں نماز پڑھی، جب صبح ہم نے دیکھا تو ہم نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی تھی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے آج رات غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فرمایا تمہاری نماز ہو گئی (6)۔

امام دارقطنی، ابن مردویہ، بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں میں بھی شامل تھا۔ ایک دفعہ اتنی تاریکی میں ہم تھے کہ ہمیں قبلہ کی سمت معلوم نہیں ہوتی تھی۔ ہم میں سے کچھ نے کہا کہ قبلہ ادھر شمال کی طرف ہے۔ پس انہوں نے نماز پڑھی اور اس سمت کی نشاندہی کے لئے خط کھینچ دیئے اور بعض ساتھیوں نے کہا قبلہ ادھر جنوب کی طرف ہے۔ پس انہوں نے بھی نماز پڑھ کر خط کھینچ لئے۔ جب صبح ہوئی اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 578
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 579
3۔ معرفۃ السنن والآثار، جلد 2، صفحہ 319، رقم الحدیث 2892
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 6، مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 5
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 579

سورج طلوع ہوا تو وہ خطوط غیر قبلہ کی طرف تھے، جب ہم سفر سے واپس آئے تو ہم نے نبی کریم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا، آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ (الآیہ) نازل فرمائی (1)۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رنے علماء سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم سے قبلہ کی سمت گم ہو گئی، ہر انسان نے ایک سمت منہ کر کے نماز پڑھ لی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے اس رات کی نماز کا مسئلہ عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ نازل فرمایا (2)۔

امام ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، اس کو انتہائی کہر (دھند) سے واسطہ پڑا حتی کہ وہ قبلہ کی سمت بھی معلوم نہ کر سکے۔ انہوں نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی۔ پھر سورج کے طلوع ہونے کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے۔ پھر جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو سارا واقعہ گوش گزار کیا، اس وقت اللہ تعالیٰ نے وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ نازل فرمادیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر رنے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارا بھائی (نجاشی) فوت ہو گیا ہے اس کی نماز جنازہ پڑھو، صحابہ کرام نے عرض کی ہم ایک ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھیں جو مسلمان نہیں تھا؟ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ (الایہ) (آل عمران:199) صحابہ نے عرض کی وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ (الایہ) نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن:60) کا ارشاد نازل ہوا تو صحابہ نے پوچھا کدھر منہ کر کے دعا کریں تو اس وقت فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ کا ارشاد نازل ہوا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرف شرقاً، غرباً منہ کر لو ادھر ہی اللہ کی سمت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی اور بیہقی نے اپنی سنن میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَجْهُ اللّٰهِ کا معنی قبلہ اللہ ہے تم مشرق و مغرب جہاں بھی ہو اس کی طرف منہ کر لو (5)۔

امام عبد بن حمید اور ترمذی نے قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کا ناسخ قول وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ: 149) ہے۔ ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ مشرق و مغرب کے درمیان جو جگہ ہے وہ قبلہ ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 11
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 601، مطبوعہ دار الصمیعی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 579
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 581
5۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 248، مطبوعہ دار الفکر بیروت
6۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 171، مطبوعہ مکتبہ دار الحدیث قاہرہ

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے جب تم بیت اللہ کی طرف منہ کرو(1)۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

"اور یہ کہتے ہیں کہ بنا لیا ہے اللہ نے (اپنا) ایک بیٹا، پاک ہے وہ (اس تہمت سے)۔ بلکہ اسی کی ہے جو چیز آسمان میں ہے اور زمین میں۔ سب اسی کے فرمانبردار ہیں"۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ ابن آدم نے میری تکذیب کی حالانکہ اس کو یہ زیب نہیں تھا، ابن آدم نے مجھے گالی دی حالانکہ اسکو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا، انسان کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میں اس کو پہلی حالت پر لوٹانے پر قادر نہیں ہوں اور انسان کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس نے کہا میرا بیٹا ہے، حالانکہ میری ذات کسی کو بیوی بنانے یا بیٹا بنانے سے پاک ہے(2)۔

امام بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم نے میری تکذیب کی اور تکذیب کرنا اس کو مناسب نہیں تھا اس نے مجھے گالی دی جب کہ اس کا مجھے گالی دینا مناسب نہیں تھا۔ اس کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے ہرگز نہیں لوٹائے گا جس طرح اس نے پہلے مجھے پیدا کیا تھا حالانکہ اعادہ پر ابتداءً پیدا کرنا آسان نہیں۔ اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس نے کہا اللہ نے بیٹا بنا لیا حالانکہ میں اللہ ہوں جو احد، بے نیاز ہے نہ کسی کو جنا ہے، نہ جنم دیا گیا ہے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے(3)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن مردویہ، بیہقی نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا کوئی شخص اس اذیت پر زیادہ صبر کرنے والا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سنی جاتی ہے۔ لوگ اس کیلئے بیٹے کا ذکر کرتے ہیں اور وہ اس کے شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ وہ انہیں رزق دیتا ہے اور عافیت عطا فرماتا ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے غالب بن عجرد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے ایک شامی آدمی نے بتایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا فرمایا اور اس میں درخت پیدا فرمائے زمین میں کوئی ایک درخت بھی ایسا نہیں تھا جو انسان نے اگایا ہو لیکن یہ اس کا پھل استعمال کرتے ہیں حتی کہ فاجر لوگ یہ اتنا بڑا کلمہ کہتے ہیں، اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (اللہ نے بیٹا بنایا) جب وہ یہ کہتے ہیں تو زمین کانپ جاتی ہے اور درختوں کے کانٹے نکل آتے ہیں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 140
2۔ صحیح بخاری باکتاب التفسیر جلد 2، صفحہ 644، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 1903، رقم الحدیث 91-4690 مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 2262، رقم الحدیث، 5748

حضرت ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر بیٹے کا بہتان باندھا تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنی پاکی بیان فرمائی فرمایا سبحانہ!

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور محاملی نے اپنی امالی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے سبحانہ میں اللہ تعالیٰ ہر نقص اور ہر عیب سے اپنی پاکی بیان فرما رہا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے الاسماء والاصفات میں حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ جو سبحان اللہ کہتا ہے اس کا کیا مطلب ہے فرمایا ہر نقص سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا۔

امام ابن جریر، دیلمی اور الخطیب نے الکفایہ میں دوسرے متعدد موصول طرق سے موسیٰ بن طلحہ بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ طلحہ بن عبیداللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سبحان اللہ کی تفسیر پوچھی تو فرمایا ہر نقص اور کمزوری سے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنا۔

امام ابن مردویہ نے سفیان ثوری رحمہ اللہ کے طریق سے عبداللہ بن عبیداللہ بن موہب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے طلحہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے سبحان اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ہر عیب سے اللہ کی پاکی بیان کرنا۔

امام ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے روایت کیا ہے کہ ان سے سبحان اللہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ ایسا اسم ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی جاتی ہے اور ہر عیب سے اس کی پاکی بیان کی جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا سبحان اللہ کا کیا مطلب ہے تو آپ نے فرمایا یہ ایسا کلمہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا سبحان اللہ ایسا کلمہ ہے جو لوگ اپنی طرف منسوب کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام عبد بن حمید نے یزید بن الاصم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کا مطلب ہم جانتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، الحمدللہ اس کا مطلب بھی ہم جانتے ہیں یہ ساری نعمتیں اس کی طرف سے ہیں اور اس پر اس کی حمد بیان کی جاتی ہے، اللہ اکبر کا معنی ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے بڑی نہیں ہے، لیکن یہ سبحان اللہ کیا ہے، ابن عباس نے فرمایا تو اس کو کیوں نہیں جانتا؟ یہ وہ کلمہ ہے جس کو اللہ نے اپنے لئے پسند فرمایا اور ملائکہ کو اس کا ذکر کرنے کا حکم دیا اور اس کلمہ کا اس کی مخلوق میں سے بہتر لوگوں نے قصد کیا۔

كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس نے الناسخ میں، ابن حبان، طبرانی نے الاوسط میں، ابونصر السجزی نے الابانہ، میں ابونعیم نے الحلیہ میں، الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابوسعید خدری رحمہ اللہ سے

اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے، ارشاد فرمایا قرآن حکیم میں جہاں قنوت کا ذکر ہے اس سے مراد طاعت ہے (1)۔ ابن جریر اور ابن المنذر نے کئی طرق سے ابن عباس سے قٰنِتُوْنَ کا معنی مُطِیْعُوْنَ روایت کیا ہے (2)۔

امام طستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے قٰنِتُوْنَ کا معنی پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مقرون (اقرار کرنے والے)۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عدی بن زید کا قول نہیں سنا۔

قَانِتًا لِلّٰهِ يَرْجُوْ عَفْوَهٗ يَوْمَ لَا يَكْفُرُ عَبْدٌ مَا اَدْخَرَ

اللہ تعالیٰ کا اقرار کرتے ہوئے وہ اس کے عفو کی امید رکھتا ہے اس دن جس میں ذخیرہ شدہ اعمال کا بندہ انکار نہیں کرے گا۔

امام ابن جریر نے عکرمہ سے قٰنِتُوْنَ کا معنی عبودیت کا اقرار کرنے والے کیا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک اطاعت کرنے والا اور اقرار کرنے والا ہے کہ اللہ اس کا رب ہے اور اس کا خالق ہے (4)۔

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ وَ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۱۱۷﴾

"موجد ہے آسمان اور زمین کا اور جب ارادہ فرماتا ہے کسی کام کا تو صرف اتنا حکم دیتا ہے اسے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے زمین اور آسمانوں کو خود ایجاد کیا اور ان کی تخلیق میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہے۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ اس نے آسمان اور زمین کو ایجاد کیا اور پیدا کیا، اس سے پہلے کوئی چیز پیدا نہیں کی گئی تھی تاکہ وہ ان کی تخلیق میں شامل ہوتی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں دعا کی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِذَا اَرَدْتَ اَمْرًا فَاِنَّمَا تَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ۔ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا سن کر فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہے (6)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 75، مطبوعہ دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 584
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 583
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 585، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6۔ صفحہ 47

وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ لَوْ لَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِیْنَاۤ اٰیَةٌ ؕ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ؕ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ قَدْ بَیَّنَّا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۱۱۸﴾

’’اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کچھ نہیں جانتے کہ کیوں نہیں کلام کرتا ہمارے ساتھ (خود) اللہ یا کیوں نہیں آتی ہمارے پاس کوئی نشانی۔ اسی طرح کہی تھی ان لوگوں نے جو ان سے پہلے (گزرے) تھے ان کی سی (بے سروپا) بات۔ ملتے جلتے ہیں ان سب کے دل۔ بے شک ہم نے صاف صاف بیان کر دی ہیں (اپنی) نشانیاں اس قوم کے لئے جو یقین رکھتے ہیں‘‘۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے رافع بن حریملہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا یا محمد اگر تو اللہ کی طرف سے رسول ہے جیسا کہ تو کہتا ہے تو اللہ سے کہو کہ وہ ہم سے خود کلام کرے تا کہ خود ہم اس کے کلام کو سنیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اس سے مراد عرب کے کفار ہیں لَوْ لَا یُكَلِّمُنَا اللّٰهُ۔ اللہ ہم سے کلام کیوں نہیں فرماتا۔ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہم نے بھی اسی طرح کہا تھا۔ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ یعنی عرب یہود، انصاری وغیرہ ہم کے دل مشابہ ہو گئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نصاریٰ ہیں اور الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد یہود ہیں (2)۔

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۙ وَّ لَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۱۹﴾

’’بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو (اے حبیب ﷺ) حق کے ساتھ (رحمت کی) خوش خبری دینے والا (عذاب سے) ڈرانے والا اور آپ سے باز پرس نہیں ہوگی ان دوزخیوں کے متعلق‘‘۔

وکیع، سفیان بن عیینہ، عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرے والدین کے ساتھ کیا ہوا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ پھر آپ نے کبھی یوم وصال تک اپنے والدین کا ذکر نہ کیا۔ میں کہتا ہوں یہ حدیث مرسل اور ضعیف الاسناد ہے (3)۔

ابن جریر نے داؤد بن ابی عاصم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن فرمایا میرے والدین کہاں ہیں؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (4)۔ میں کہتا ہوں یہ روایت بھی معضل اور ضعیف الاسناد ہے، ان سے کوئی حجت قائم نہیں ہو سکتی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 92-590 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 591 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 594 4۔ ایضاً

امام ابن المنذر رنے اعرج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ لَا تُسْئَلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِیْمِ پڑھتے تھے۔ یعنی اے محمد ﷺ دوزخیوں کے متعلق سوال نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْجَحِیْمِ سب سے بڑی آگ کو کہتے ہیں۔

وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَ لَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۱۲۰﴾

"اور ہرگز خوش نہیں ہوں گے آپ سے یہودی اور نہ عیسائی۔ یہاں تک کہ آپ پیروی کرنے لگیں ان کے دین کی۔ آپ (انہیں) کہہ دیجئے کہ اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ اور اگر (بفرض محال) آپ پیروی کریں ان کی خواہشوں کی اس علم کے بعد بھی جو آپ کے پاس آچکا ہے تو (پھر) نہیں ہوگا آپ کے لئے اللہ کی گرفت سے بچانے والا کوئی یار اور نہ کوئی مددگار"۔

امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا ہے کہ مدینہ کے یہودی اور نجران کے نصاریٰ میں سے ہر ایک گروہ یہ امید رکھتا تھا کہ نبی کریم ﷺ ان کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو قبلہ بنا دیا تو دونوں گروہوں پر یہ امر شاق گزرا اور وہ اپنے اپنے دین کی موافقت سے مایوس ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى (الآیۃ)

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتُ عَلَیْكُمْ وَ اَنِّیْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ اتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْــٴًـا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس کی تلاوت کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہی ایمان لائے ہیں اس کے ساتھ اور جو کوئی انکار کرتا ہے اس کا تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری وہ نعمت جو میں نے تم پر فرمائی اور (خصوصاً یہ کہ) میں نے تم کو فضیلت دی (اس زمانہ کے) سب لوگوں پر۔ اور ڈرو اس دن سے کہ نہ پکڑا جائے گا کوئی آدمی کسی کے عوض اور نہ قبول کیا جائے گا اس سے مالی تاوان اور نہ نفع دے گی اسے کوئی

سفارش اور نہ ہی ان کی امداد کی جائے گی"۔

امام عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ کا معنی یہ ہے کہ وہ کتاب کے حلال کو حلال کہتے ہیں اور اس کے حرام کو حرام کہتے ہیں۔ وہ اس میں کسی قسم کی تحریف و تبدیلی نہیں کرتے ہیں (1)۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور الہروی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ اس کی اتباع کرتے ہیں جیسے اتباع کرنے کا حق ہے پھر آپ نے بطور دلیل یہ آیت تلاوت کی وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا (الشمس:2) جب چاند سورج کی اتباع کرے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن الخطاب سے يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب وہ جنت کے ذکر سے گزرے تو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرے اور جب آگ کے ذکر سے گزرے تو اللہ تعالیٰ کی آگ سے پناہ مانگے۔

الخطیب نے کتاب الرواۃ میں مالک سے ایسی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں مجہول راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ اس کی اتباع کرتے ہیں جیسے اتباع کرنے کا حق ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن مسعود سے کئی طرق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے حلال کو حلال کرتے ہیں اور اس کے حرام کو حرام کرتے ہیں اور اس کی اسی طرح تلاوت کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل کیا ہے اور اس کے کلمات میں تحریف نہیں کرتے (3) اور اس کی غیر مناسب تاویل نہیں کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ اس کو بیان کرتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے نازل کیا اور اس کو چھپاتے نہیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ سے مراد لوگوں میں محمد ﷺ کے صحابہ بھی ہیں جو آیات الٰہیہ پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی تصدیق کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ابن مسعود فرماتے تھے اللہ کی قسم اس کی تلاوت کے حق سے مراد یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال کرنا اور اس کے حرام کو حرام کرنا اور اس کو اس طرح پڑھنا جس طرح اللہ نے اس کو نازل کیا ہے اور اس کے الفاظ و معانی میں تحریف نہ کرنا۔ فرمایا ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا، بنی اسرائیل گزر چکے ہیں، تمہارا غیر کو سنانے کا کوئی فائدہ نہیں (4)۔

امام وکیع اور ابن جریر نے الحسن رحمہ اللہ سے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وہ کتاب کی محکم آیات پر عمل کرتے ہیں اور متشابہات پر ایمان لاتے ہیں اور جو انہیں سمجھ نہیں آتا اسے وہ اس کے جاننے والے کے ذمہ کرتے ہیں (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 598 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 600
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 98-597 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 599

ابن جریر نے مجاہد سے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ وہ اس کی اتباع کرتے ہیں جس طرح اتباع کرنے کا حق ہے (1)۔

وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۲۴﴾

''اور یاد کرو جب آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے چند باتوں سے تو انہیں پورے طور پر بجالایا۔ الله نے فرمایا بے شک میں بنانے والا ہوں تمہیں تمام انسانوں کا پیشوا۔ عرض کی میری اولاد سے بھی؟ فرمایا نہیں پہنچتا میرا وعدہ ظالموں تک''۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس سے وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ کے قول کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں الله تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو طہارت کے ساتھ ابتلاء کیا۔ پانچ کا تعلق سر سے ہے اور پانچ کا تعلق پورے جسم سے ہے۔ سر میں یہ پانچ چیزیں ہیں مونچھوں کا کاٹنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈال کر صاف کرنا، مسواک کرنا اور سر کی مانگ نکالنا۔ اور جسم میں پانچ چیزیں یہ ہیں ناخن کاٹنا، زیر ناف بال صاف کرنا، ختنہ کرنا، بغلوں کے بال نوچنا، پاخانہ اور پیشاب کی جگہ کو پانی کے ساتھ دھونا (2)۔

امام ابن اسحٰق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ کلمات جن کے ساتھ الله تعالیٰ نے ابراہیم کا ابتلاء کیا اور پھر آپ نے ان کو تکمیل تک پہنچایا وہ یہ ہیں: الله تعالیٰ نے جب اپنی قوم کو چھوڑنے کا حکم دیا تو آپ کا الله کی رضا کے لئے قوم کو چھوڑنا۔ الله کی رضا کے لئے نمرود پر حجت قائم کرنا جب آپ اس مقام پر کھڑے ہوئے جس میں لوگوں کو آپ سے اختلاف تھا۔ آپ کا ان کے آگ میں پھینکے پر صبر کرنا تاکہ رضائے الٰہی میں آپ کو جلا دیں، آپ کا اپنے وطن سے ہجرت کرنا جب الله تعالیٰ نے اس کو چھوڑ کر چلے جانے کا حکم دیا۔ الله نے جو آپ کو ضیافت کا حکم دیا پھر آپ کا اس پر قائم رہنا، اور بچے کے ذبح کرنے پر آپ کو آزمایا گیا۔ جب آپ ان تمام آزمائشوں سے گزر گئے تو الله تعالیٰ نے مصائب سے نجات عطا فرمادی۔ الله نے فرمایا میرے سامنے سر تسلیم خم کردو تو عرض کی میں نے تمام جہانوں کو پالنے والے کے سامنے سر جھکا دیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ کلمات جن سے آپ کو آزمایا گیا وہ دس تھے۔ چھ انسان کے اندر ہیں اور چار مشاعر میں ہیں۔ وہ جو انسان کے اندر ہیں وہ یہ ہیں۔ زیر ناف بال صاف کرنا، بغلوں کے بال نوچنا یا ختنہ کرنا، ناخن کاٹنا، مونچھیں کاٹنا، مسواک کرنا اور جمعہ کے دن غسل کرنا اور وہ چار جن کا تعلق مشاعر سے ہے وہ یہ ہیں۔ بیت الله شریف کا حج کرنا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، رمی جمار کرنا اور طواف افاضہ کرنا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس دین کے ساتھ جن کو بھی آزمایا گیا سوائے ابراہیم کے کوئی بھی پورا نہ اتر سکا (4)۔ الله تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 599 2۔ ایضاً۔ جلد 1، صفحہ 604 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 605 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 4-603

ارشاد فرمایا وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ پوچھا گیا کلمات سے کیا مراد ہے فرمایا اسلام کے تیس حصے ہیں دس سورۃ برأت میں ہیں اَلتَّآىٕبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ ...... الایہ (التوبہ: 112) دس سورۃ قد افلح، اور سأل سائل، وَ الَّذِیْنَ یُصَدِّقُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ (المعارج) اور دس سورۃ احزاب میں ہیں اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ الی آخرہ۔ (الاحزاب: 35) حضرت ابراہیم نے ان تمام کو پورا کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے برأت لکھ دی وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى (النجم: 37) اور ابراہیم جو پوری طرح احکام بجالائے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی طرق سے روایت کیا ہے کہ کلمات میں سے مناسک حج بھی ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کلمات سے مراد اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ اور منسک مقام ابراہیم، بیت اللہ شریف کے رہنے والوں کے رزق، اور ابراہیم و اسماعیل کی اولاد میں سے بعثت محمد ﷺ کے متعلق آیات ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کلمات سے مراد اس آیت وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ کے بعد والی آیات ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ستارے سے آزمایا تو آپ اس پر راضی ہوئے، چاند سے آزمایا تو اس سے راضی ہوئے، سورج سے آزمایا تو اس سے راضی ہوئے، ہجرت سے آزمایا تو اس سے راضی ہوئے، ختنہ سے آزمایا تو اس سے راضی ہوئے، اپنے بیٹے سے آزمایا تو اس سے راضی ہوئے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے فَاَتَمَّهُنَّ کا معنی فَاَدّٰهُنَّ روایت کیا ہے یعنی ان کلمات کو ادا کیا (5)۔ ابن ابی حاتم نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک حضرت ابراہیم کی فطرت سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ذکر اور ہاتھوں اور پاؤں کے جوڑوں کو دھونا فطرت ابراہیم سے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چھ چیزیں حضرت ابراہیم کی فطرت سے ہیں: مونچھوں کا کاٹنا، مسواک کرنا، مانگ نکالنا، ناخن کاٹنا، استنجاء کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا۔ فرمایا تین کا تعلق سر سے ہے اور تین کا جسم سے ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے پانچ چیزوں کا تعلق فطرت سے ہے، ختنہ کرنا، زیر ناف بال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 607 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 606 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 607 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 609 6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 178

صاف کرنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن کاٹنا، بغلوں کے بال نوچنا(1)۔

امام بخاری اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن کاٹنا، مونچھیں کاٹنا فطرت سے ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ مونچھیں کاٹنا، داڑھی کا لمبا کرنا، مسواک کرنا، پانی سے ناک صاف کرنا، ناخن کاٹنا، ہاتھوں کے جوڑوں کا دھونا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف بال صاف کرنا، پانی سے استنجاء کرنا، مصعب فرماتے ہیں دسویں چیز میں بھول گیا مگر وہ کلی ہوگی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فطرت یہ ہے کلی کرنا، پانی سے ناک صاف کرنا، مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن کاٹنا، بغلوں کے بال نوچنا، زیر ناف بال صاف کرنا، ہاتھوں کے جوڑ دھونا۔ وضو کرنے کے بعد جسم کا پانی چھڑکنا اور ختنہ کرنا(4)۔

امام البزار اور طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طہارت چار چیزوں میں ہے مونچھیں کاٹنا، زیر ناف بال صاف کرنا، ناخن کاٹنا اور مسواک کرنا(5)۔

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مونچھیں کاٹنے، ناخن کاٹنے، زیر ناف بال صاف کرنے، بغلوں کے بال نوچنے کا ہمارے لئے وقت متعین فرمایا ہے کہ چالیس دنوں سے زیادہ ان کو نہ چھوڑا جائے(6)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، جبریل آپ کے پاس آنے میں لیٹ ہوگئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ مجھ سے کیوں لیٹ نہ ہوتے جب کہ تم میرے اردگرد رہنے والے نہ مسواک کرتے ہو نہ تم اپنے ناخن کاٹتے ہو نہ اپنی مونچھیں کاٹتے ہو اور نہ اپنے ہاتھوں کے جوڑ صاف کرتے ہو(7)۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسے حسن بھی کہا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ اپنی مونچھیں کاٹتے تھے فرمایا کیونکہ رحمٰن کے خلیل ابراہیم ایسا کرتے تھے(8)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) اور نسائی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 875، مطبوعہ وزارت تعلیم بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 1، صفحہ 159، مطبوعہ مکتبۃ ارشد ریاض
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 178، مطبوعہ مکتبۃ الزمان
5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 185، رقم الحدیث، 10401، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
6۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 100، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ
7۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 432 (12224)
8۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 100

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی مونچھیں نہ کاٹیں وہ ہم میں سے نہیں (1)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو صاف کرو (2)۔

امام البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجوس کی مخالفت کرو، مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک مجوسی آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے داڑھی مونڈھی ہوئی تھی اور مونچھیں بڑی بڑی رکھے ہوئے تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارا دین ہے۔ فرمایا لیکن ہمارے دین میں یہ ہے کہ مونچھیں کاٹو اور داڑھی کو لمبا کرو (3)۔

امام البزار نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس کی مونچھیں لمبی تھیں، فرمایا مجھے قینچی دو اور مسواک دو۔ آپ ﷺ نے مسواک اس کے ہونٹ پر رکھا اور جو مونچھیں اس سے زائد تھیں وہ کاٹ دیں۔

امام البزار، الطبرانی نے الاوسط میں، بیہقی نے الشعب میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے روز نماز کے لئے جانے سے پہلے ناخن کاٹتے اور مونچھیں کاٹتے تھے (4)۔

امام ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ مرد ہر چالیس دن کے اندر زیر ناف بال صاف کرے اور بغلوں کے بال نوچے جب وہ ظاہر ہوں اور اپنی مونچھوں کو لمبا نہ چھوڑے اور جمعہ سے جمعہ تک ناخن کاٹے۔

ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ناخن کاٹو کیونکہ شیطان گوشت اور ناخن کے درمیان چلتا ہے۔ طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ وابصہ بن معبد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر چیز کے متعلق پوچھا حتی کہ میں نے ناخنوں کے اندر جو میل ہوتی ہے اس کے متعلق بھی پوچھا فرمایا اس چیز کو چھوڑ دے جو تجھے شک میں مبتلا کرے اور اس چیز کو اختیار کر جو تجھے شک میں نہ ڈالے (5)۔

امام البزار نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے وہم کیوں نہ ہو جب کہ تم میں کوئی ایک اپنے پوروں اور ناخنوں کے درمیان (میل) اٹھائے ہوئے ہوتا ہے۔ بیہقی نے الشعب میں قیس بن حازم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تو آپ کو اس میں وہم ہوا۔ آپ سے پوچھا تو فرمایا مجھے وہم کیوں نہ ہو تم میں سے ہر کوئی اپنے ناخنوں اور پوروں کے درمیان (میل) اٹھائے ہوئے ہوتا ہے (6)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 226، مطبوعہ مکتبۃ الزمان
2۔ صحیح بخاری، جلد پنجم، رقم الحدیث، 5553، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 227
4۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 384، مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 545، مطبوعہ دار الفکر بیروت
6۔ کنز العمال، جلد 6، صفحہ 659، رقم الحدیث، 17262-63

امام ابن ماجہ اور الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک کرو کیونکہ مسواک منہ کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے اور رب کی رضا کا باعث ہے۔ جب بھی میرے پاس جبریل آئے مسواک کی وصیت کی حتی کہ مجھے اپنے اوپر اور اپنی امت پر اس کے فرض ہونے کا اندیشہ ہوا۔ اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کے لئے مسواک فرض کر دیتا اور میں مسواک کرتا ہوں حتی کہ مجھے اپنے منہ کے اگلے حصہ (مسوڑھوں) کے گھس جانے کا اندیشہ ہوا (1)۔

امام طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کرنا منہ کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے اور رب کی رضا کا سبب ہے اور نظر کی جلا کا موجب ہے (2)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر مسواک کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ منہ کو صاف کرتا ہے، رب کی رضا کا باعث ہے، ملائکہ کی خوشی کا موجب ہے، نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے اور یہ سنت سے ہے، آنکھوں کی بینائی تیز کرتا ہے، دانتوں کی زردی کو دور کرتا ہے، مسوڑوں کو مضبوط کرتا ہے، بلغم کو دور کرتا ہے منہ میں خوشبو پیدا کرتا ہے (3)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر گراں گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت ان کو مسواک کرنے کا حکم دیتا (4)۔

امام احمد نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر شاق گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت وضو کا حکم دیتا اور ہر وضو کے وقت مسواک کا حکم دیتا (5)۔

امام البزار، ابو یعلی اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ ہمیشہ مسواک کا ذکر کرتے تھے حتی کہ ہمیں اس کے متعلق قرآن نازل ہونے کا اندیشہ ہوا (6)۔

امام احمد، الحرث بن ابی اسامہ، البزار، ابو یعلی، ابن خزیمہ، دارقطنی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابو نعیم نے کتاب السواک میں، بیہقی نے الشعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک کے ساتھ نماز، بغیر مسواک والی نماز پر ستر گنا فضیلت رکھتی ہے (7)۔

امام البزار اور بیہقی نے جید سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے، فرمایا ہے: مسواک کے ساتھ دو رکعتیں بغیر مسواک کے ستر رکعتوں سے افضل ہیں (8) احمد اور ابو یعلی نے مسند جید کے ساتھ

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 171، رقم الحدیث، 289، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 179
3۔ الکامل لابن عدی، جلد 3، صفحہ 507، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ابی داؤد مع شرح، جلد 1، صفحہ 148، رقم الحدیث، 36، مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت
5۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 514، رقم الحدیث، 1118
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 262، (2550)
7۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 245، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت
8۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 38 مطبوعہ دار الفکر بیروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے مسواک کا حکم دیا گیا حتی کہ میں نے یہ گمان کیا کہ اس کے متعلق قرآن یا وحی نازل ہو جائے گی (1)۔

امام احمد، ابو یعلی اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں سوتے تھے مگر آپ کے پاس مسواک ہوتا تھا، جب آپ بیدار ہوتے تو پہلے مسواک کرتے (2)۔

امام طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبریل مجھے مسواک کی وصیت کرتے رہے حتی کہ مجھے اپنی داڑھوں پر خوف ہونے لگا (3)۔

امام البزار، ترمذی الحکیم نے نوادر الاصول میں کلیح بن عبداللہ الخطمی عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ چیزیں مرسلین کی سنت ہیں۔ حیا، حلم، پچھنے لگوانا، مسواک کرنا اور خوشبو لگانا (4)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نہیں سوتے تھے اور نہ بیدار ہوتے تھے مگر پہلے مسواک کرتے تھے (5)۔

امام طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ گھر سے نماز کے لئے نکلتے تو مسواک کرتے تھے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ دن اور رات کے وقت سونے کے بعد اٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے تھے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ گھر میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا آپ جب گھر میں داخل ہوتے تو مسواک کرتے تھے (8)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا تمہارے منہ قرآن کا راستہ ہیں ان کو مسواک کے ساتھ پاک کرو۔ ابو نعیم نے کتاب السواک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے۔

امام ابن السنی اور ابو نعیم نے طب نبوی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک انسان کی فصاحت کو زیادہ کرتا ہے۔

امام ابن السنی نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن کا پڑھنا اور مسواک کرنا بلغم

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 263، رقم الحدیث، 2256، مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 157، (5723)
3۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 251، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
4۔ نوادر الاصول، صفحہ 212، مطبوعہ دار صادر بیروت
5۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 266، (2568)
6۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 293، (5261)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 155 (1791)
8۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 128، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

کو دور کرتا ہے۔ ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ میں سمویہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی رات نہ سوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے مسواک کر لیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابونعیم نے کتاب السواک میں ضعیف سند کے ساتھ ابوعتیق عن جابر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بستر پر جانے سے پہلے مسواک کرتے تھے اور جب رات کو اٹھتے تھے اور جب نماز کی طرف جاتے تھے تو بھی مسواک کرتے تھے، میں نے ان سے کہا آپ نے اپنے نفس کو تکلیف دی ہے انہوں نے فرمایا۔ مجھے اسامہ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ ان اوقات میں مسواک کرتے تھے (1)۔ ابونعیم نے حسن سند کے ساتھ عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر شاق گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان کو سحری کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ طبرانی نے الاوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا خوف نہ ہوتا تو میں انہیں ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا (2)۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی، ابویعلی، ابن خریمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک منہ کے لئے طہارت اور رب کی رضا کا موجب ہے (3)۔

امام احمد اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسواک ضرور کیا کرو یہ منہ کو پاک کرتا ہے اور رب تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے (4)۔

امام احمد نے ضعیف سند کے ساتھ قثم یا تمام بن عباس سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم میرے پاس زرد دانتوں کے ساتھ کیوں آتے ہو، مسواک نہیں کرتے ہو؟ اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر مسواک اس طرح فرض کر دیتا جیسا کہ ان پر وضو فرض کیا ہے (5)۔ طبرانی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ مسواک کان کی اس جگہ رکھتے تھے جہاں کاتب قلم رکھتا ہے (6)۔

امام العقیلی نے الضعفاء میں اور ابونعیم نے السواک میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ جب سفر فرماتے تو مسواک، کنگھی، سرمہ دانی، بوتل اور شیشہ ساتھ لے جاتے تھے۔

امام ابونعیم نے ایک کمزور سند کے ساتھ رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ مسواک کرنا واجب ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں مسواک کا اس طرح حکم دیا جاتا تھا کہ ہم سمجھنے لگے کہ اس کے متعلق کوئی حکم نازل ہو جائے گا (7)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 155 (1788)
2۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 138 (1260) مطبوعہ مکتبۃ المعارف
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 154 (1792) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 108، مطبوعہ دار صادر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 442
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 37
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 156

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وضو ایمان کا نصف ہے اور مسواک کرنا وضو کا نصف ہے، اگر مجھے اپنی امت پر تکلیف کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا۔ مسواک کے ساتھ بندہ جو دو رکعتیں پڑھتا ہے وہ ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو مسواک کے بغیر پڑھتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسواک کرو اور صفائی کرو اور طاق مرتبہ کرو، اللہ طاق ہے اور وہ طاق کو پسند کرتا ہے(2)۔

امام ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے وضو کے وقت جوڑوں کا خاص خیال رکھنے کا حکم دیا کیونکہ ان میں میل زیادہ تیزی سے بھرتی ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ایسی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس میں مجہول راوی ہے۔ حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوع ذکر کیا ہے فرمایا اپنے ناخن کاٹو اور اور کٹے ہوئے ناخنوں کو دفن کرو اور اپنے جوڑوں کو صاف کرو(3)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی نے شمائل میں، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل کتاب اپنے بالوں کا سدل کرتے تھے اور مشرک مانگ نکالتے تھے اور نبی کریم ﷺ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے ہر اس کام میں جس میں آپ کو کوئی حکم نہیں ملا ہوتا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے پہلے سدل فرمایا پھر مانگ نکالی(4)۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے جید سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بالوں کو دور کرنے کے لئے کوئی لیپ لگاتے تو ہاتھ کے ساتھ زیر ناف بال الگ کر دیتے تھے(5)۔

امام بیہقی نے انتہائی ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ چونا استعمال نہ کرتے تھے جب بال زیادہ ہو جاتے تو اس کو مونڈ دیتے تھے(6)۔

امام احمد، بیہقی نے شداد بن اوس سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے اور عورتوں کیلئے اچھا ہے۔

امام طبرانی نے مسند الشامیین میں، ابوالشیخ نے کتاب العقیقہ میں، بیہقی نے حضرت ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابوداؤد نے عثیم بن کلیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے کفر والے بال پھینک دو، ان کو مونڈ ڈالو ایک اور شخص نے مجھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے ساتھ والے شخص کو فرمایا اپنے کفر والے بال پھینک دے اور ختنہ کر(7)۔

بیہقی نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا جو اسلام قبول کرے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 157
2۔ ایضاً
3۔ نوادر الاصول، صفحہ 45، مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 257، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد چہارم، رقم الحدیث، 3752
6۔ تفسیر قرطبی، جلد 2، صفحہ 101
7۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 2، صفحہ 182 مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض

اسے ختنہ کرنا چاہے(1)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عثمان بن ابی العاص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں ختنہ کی مجلس میں بلایا گیا تو فرمایا ہم عہد رسالت مآب ﷺ میں ختنہ کے پروگرام پر آتے تھے اور اس کے لئے بلایا نہیں جاتا تھا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بچے میں سات چیزیں ساتویں دن سنت ہیں، اس کا نام رکھنا، اس کا ختنہ کرنا، اس سے تکلیف دہ چیزوں کا دور کرنا، عقیقہ کرنا، سر مونڈنا، عقیقہ سے اس کو آلودہ کرنا اور اس کے سر کے بالوں کا سونے یا چاندی کے ساتھ وزن کرنا۔

امام ابوالشیخ نے کتاب العقیقہ میں اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن اور امام حسین کا ختنہ کرایا اور ہر ایک کا ختنہ ساتویں دن ہوا(2)۔

امام بیہقی نے موسیٰ بن علی بن رباح عن ابیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسحٰق علیہ السلام کا ختنہ ساتویں دن کیا۔ اور اسماعیل علیہ السلام کا ان کی بلوغت کے وقت کیا۔

امام ابن سعد نے حیی بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کا ختنہ ہوا تو آپ کی عمر تیرہ سال تھی۔

حضرت ابوالشیخ نے العقیقہ میں موسی بن علی بن رباح عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو ختنہ کا حکم ملا جب آپ کی عمر اسی سال تھی۔ آپ نے جلدی سے کلہاڑے کے ساتھ ختنہ کر دیا تو آپ کو اس پر بہت تکلیف ہوئی آپ نے اللہ تعالیٰ کو پکارا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تو نے ہمارے آلہ بتانے سے پہلے جلدی کی۔ عرض کی یا رب میں نے تیرے حکم میں تاخیر کو ناپسند کیا۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑے کے ساتھ ختنہ کیا جب کہ آپ کی عمر تیس سال تھی(3)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے حضرت ابراہیم نے ختنہ کیا جب کہ آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی آپ نے کلہاڑے کے ساتھ ختنہ کیا اس کے بعد آپ اسی سال زندہ رہے(4)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے سعید بن المسیب کے طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کلہاڑے کے ساتھ ختنہ کیا جب کہ آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ اس کے بعد آپ اسی سال زندہ رہے۔ حضرت سعید فرماتے ہیں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا۔ اور سب

1۔ بیہقی بحوالہ موسوعہ، موسوعہ، جلد 8، صفحہ 85
2۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 29، مکتبۃ العلوم والحکم
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 265
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 395 (8439) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت

سے پہلے انہوں نے سفید بال دیکھے۔ عرض کی یارب یہ کیا ہے؟ فرمایا وقار اے ابراہیم۔ حضرت ابراہیم نے دعا کی اے میرے پروردگار میرے وقار میں اضافہ فرما اور سب سے پہلے آپ نے مہمان نوازی کی اور سب سے پہلے آپ نے اپنی مونچھوں کو کاٹا اور سب سے پہلے آپ نے اپنے ناخن کاٹے اور سب سے پہلے آپ نے زیر ناف بال لوہے سے صاف کئے۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے مہمان کی مہمان نوازی کی، سب سے پہلے آپ نے مونچھیں کاٹیں، سب سے پہلے آپ نے بڑھاپا کے آثار دیکھے، سب سے پہلے آپ نے ناخن کاٹے، سب سے پہلے کلہاڑے کے ساتھ آپ نے ختنہ کیا(1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہاجر سارہ کی خادمہ تھی۔ وہ انہوں نے حضرت ابراہیم کو دے دی۔ حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام نے دوڑ میں مقابلہ کیا تو حضرت اسماعیل سبقت لے گئے اور حضرت ابراہیم کی گود میں جا کر بیٹھ گئے۔ سارہ نے کہا قسم بخدا میں اس کی تین اشراف چیزوں میں تبدیلی کروں گی۔ حضرت ابراہیم کو خدشہ ہوا کہیں یہ حضرت ہاجر کے ناک یا کان نہ کاٹ دے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا کیا تو کوئی اور کام کر کے اپنی قسم کو پورا کر سکتی ہے۔ تو اس کے کان چھید دے تو کان چھیدنے کا آغاز یہاں سے ہوا۔

امام بیہقی نے سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سارہ کی ترش روئی کی وجہ سے تکلیف محسوس کی تو اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی، سب سے پہلے آپ نے شلوار استعمال کی، سب سے پہلے آپ نے مانگ نکالی، سب سے پہلے زیر ناف بال لوہے سے صاف کئے، سب سے پہلے ختنہ کیا، سب سے پہلے مہمان نوازی کی سب سے پہلے بوڑھے ہوئے (ان کے بال سفید ہوئے)۔

امام وکیع نے واصل مولیٰ بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی اے ابراہیم تو میرے نزدیک تمام اہل زمین سے معزز ہے جب تو سجدہ کرے تو زمین تیری شرمگاہ نہ دیکھے۔ فرمایا پس ابراہیم نے شلوار بنالی۔

امام حاکم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان کی ہتھیلی پر انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان سفید بال ظاہر ہوئے۔ پھر وہ ہتھیلی ابراہیم علیہ السلام کے سر کے قریب ہوتی گئی حتیٰ کہ انتہائی قریب ہوگئی پھر آسمان نے وہ حضرت ابراہیم کے سر میں ڈال دیئے اور کہا وقار کو بڑھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان بالوں کی طرف وحی کی کہ غالب آجاؤ تو (سارے سر میں سفیدی چھا گئی) سب سے پہلے آپ کے بال سفید ہوئے اور آپ نے سب سے پہلے ختنہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو ابراہیم علیہ السلام پر وہ نازل کیا تھا جو محمد ﷺ پر نازل کیا ہے اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۝ (التوبہ) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۝ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۝ وَ الَّذِيْنَ هُمْ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 395 (8441) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت

لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ۟ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۟ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۟ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۟ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۟ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۟ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۟ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (مومنون:10-1)۔ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ...... الایۃ (الاحزاب:35) اور سورۂ سأل میں الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ۟ وَ الَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ۟ لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ۟ وَ الَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ۟ وَ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۟ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ۟ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۟ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ۟ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۟ وَ الَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۟ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ۟ (المعارج) ان سہام کو ابراہیم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی نے پورا نہیں کیا(1)۔

امام ابن سعد نے طبقات میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے خیر کا سوال کیا۔ پس آپ کے سر کا 2/3 حصہ سفید ہو گیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ دنیا میں عبرت ہے اور آخرت میں نور ہے۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت سلمان فارسی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم اپنے بستر پر گئے تو دعا مانگی یا اللہ خیر عطا فرما۔ صبح آپ اٹھے تو 2/3 حصہ سفید ہو چکا تھا۔ آپ کو یہ کیفیت اچھی نہ لگی تو کہا گیا تو پریشان نہ ہو یہ دنیا میں عبرت اور آخرت کا نور ہے۔ سب سے پہلے آپ کے بال سفید ہوئے تھے۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جس نے مہندی اور کتم کا خضاب لگایا وہ ابراہیم علیہ السلام تھے(2)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود اور نصاریٰ بالوں کو نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو(3)۔ ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ نے ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہترین چیز جس سے تم سفیدی کو تبدیل کرو وہ مہندی اور کتم ہے(4)۔

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو بدلو اور یہود کے ساتھ مشابہت نہ کرو(5)۔

امام البزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا عجمیوں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو اور داڑھیوں کو بدلو (یعنی مہندی وغیرہ لگاؤ)

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور البزار نے سعد بن ابراہیم عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب

1۔ مستدرک حاکم، جلد دوم، رقم الحدیث، 4024، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند الفردوس از دیلمی، جلد 1، صفحہ 29، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 875

4۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 226، مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ

5۔ ایضاً

رومیوں نے حضرت لوط علیہ السلام کو قید کر لیا تھا تو سب سے پہلے حضرت ابراہیم نے خطبہ دیا۔ پھر آپ نے جنگ کی حتی کہ رومیوں سے حضرت لوط علیہ السلام کو آزاد کرالیا(1)۔

امام ابن عساکر نے حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے چلے جنہوں نے حضرت لوط کو قید کر لیا تھا تو سب سے پہلے آپ نے لشکر کو جنگ میں میمنہ، میسرہ، قلب کی شکل میں مرتب کیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے یزید بن ابی زید رحمہ اللہ سے روایت کیا انہوں نے ایک شخص سے جس کا انہوں نام لیا تھا۔ فرمایا سب سے پہلے جس نے جھنڈے باندھے تھے وہ ابراہیم علیہ السلام تھے۔ آپ کو خبر پہنچی کہ حضرت لوط علیہ السلام پر قوم نے حملہ کر دیا ہے اور انہیں قید کر کے لے گئے ہیں۔ تو آپ نے جھنڈے باندھے اور اپنے غلاموں اور موالیوں کے ساتھ ان کی طرف پیش قدمی کی حتیٰ کہ آپ نے دشمن قوم کو پالیا اور آپ نے حضرت لوط اور آپ کے اہل کو ان سے آزاد کرالیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الرمی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے ریشمی کپڑے کا استعمال حضرت ابراہیم نے کیا۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے جس نے مہمان نوازی کی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے(2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی الدنیا، ابونعیم نے الحلیہ میں، بیہقی نے الشعب میں عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم خلیل الرحمٰن کی کنیت ابوالضیفان تھی، آپ کے محل کے چار دروازے تھے تاکہ کوئی شخص محروم نہ رہ جائے(3)۔

امام بیہقی نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام جب کھانا کھانے لگتے تو ایک میل تک کسی ایسے شخص کی تلاش کرتے جو آپ کے ساتھ کھانا کھائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخوان میں، الخطیب نے اپنی تاریخ میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں، الغسولی نے اپنے جزء میں حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کے وقت مرد کا دوسرے مرد سے معانقہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا یہ قوموں کا سلام تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ اہل کتاب اور محبت کرنے والوں کا سلام تھا۔ سب سے پہلے جنہوں نے معانقہ کیا وہ خلیل الرحمٰن تھے(4) وہ ایک دفعہ اپنے جانوروں کو بیت المقدس کے پہاڑوں سے دوسروں پہاڑوں کی طرف ہانکتے ہوئے نکلے تو انہوں نے ایک خوبصورت آواز سنی جو اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کر رہی تھی۔ پس آپ جس مقصد کو جا رہے تھے وہ بھول گئے اور اس آواز کی طرف متوجہ ہو گئے، کیا دیکھا کہ ایک اٹھارہ ہاتھ لمبا شیخ اللہ کی توحید بیان کر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے پوچھا اے شیخ تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا جو آسمان میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 331
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 97، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد ہفتم، رقم الحدیث 18-9617
4۔ مسند الفردوس از دیلمی، جلد 1، صفحہ 29 (45) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے، پوچھا زمین کا رب کون ہے؟ اس نے کہا جو اوپر ہے۔ پوچھا اس کے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ شیخ نے کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَحْدَهٗ۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا تیرا قبلہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کعبہ کی طرف۔ پھر پوچھا تیرا کھانا کیا ہے؟ اس نے کہا میں گرمیوں میں پھلوں کو جمع کرتا ہوں اور سردیوں میں ان کو کھاتا ہوں۔ پوچھا کیا تیری قوم سے کوئی باقی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پوچھا تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا اس غار میں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہمیں اپنے گھر لے جا۔ اس نے کہا میرے اور اس غار کے درمیان ایک وادی ہے جو عبور نہیں کی جاسکتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تو اسے کیسے عبور کرتا ہے؟ اس نے کہا میں اس پر آتا جاتا رہتا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے کہا ہمیں لے چل۔ شاید جو ذات اسے تیرے لئے مطیع کر دیتی ہے میرے لئے بھی مطیع کر دے۔ وہ دونوں چل پڑے حتی کہ انتہا تک پہنچ گئے۔ چلتے ہوئے ہر ایک دوسرے پر تعجب کر رہا تھا۔ جب وہ غار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ان کا قبلہ بھی حضرت ابراہیم کا قبلہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے پوچھا سب سے سخت دن کون سا ہے؟ شیخ نے کہا جب اللہ تعالیٰ حساب کے لئے اپنی کرسی لگائے گا جس دن جہنم بھڑکائی جائے گی، ہر مقرب فرشتہ اور نبی مرسل گر جائے گا اور اسے اپنے نفس کی پڑی ہوگی۔ ابراہیم نے اسے کہا یا شیخ اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس ہولناکی سے بچائے۔ شیخ نے کہا میری دعا سے کیا ہوگا؟ آسمان میں میری دعائیں تیس سال سے محبوس ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا میں تجھے بتانہ دوں کہ کس چیز نے تیری دعا کو روکا ہوا ہے۔ شیخ نے کہا ضرور بتاؤ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کے سوال کو روک لیتا ہے اللہ اپنے بندے کی آواز سے محبت کرتا ہے۔ پھر اس کے ہر سوال کو ایسا ذخیرہ کر دیتا ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اور جب بندے سے بغض رکھتا ہے تو اس کی حاجت کو فوراً پورا کر دیتا ہے یا اس کے سینے میں مایوسی ڈال دیتا ہے تاکہ اس کی آواز کو روک لے۔ تیری کون سی دعا آسمان میں محبوس ہے۔ شیخ نے کہا یہاں میرے پاس سے ایک نوجوان گزرا جس کے سر پر مینڈھیاں تھیں، تقریباً تین سال کا عرصہ گزر چکا ہے اس کے پاس بکریاں تھیں۔ میں نے پوچھا یہ کس کی بکریاں ہیں؟ اس نے کہا اللہ کے خلیل ابراہیم کی ہیں۔ میں نے کہا اے اللہ اگر زمین میں تیرا کوئی خلیل ہے تو وہ مجھے دنیا سے کوچ کرنے سے پہلے دکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تیری دعا قبول ہو چکی ہے پھر دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا۔ اس دن سے معانقہ شروع ہوا اس سے پہلے لوگ ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے۔ پھر اسلام کی آمد کے ساتھ مصافحہ آ گیا۔ پھر نہ کسی نے سجدہ کیا اور نہ معانقہ کیا۔ مصافحہ کرنے والوں کی انگلیاں ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے ان کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابونعیم نے الحلیہ میں کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی مجھے یہ چیز تکلیف دیتی ہے کہ میں اپنے سوا کسی کو تیری عبادت کرتے ہوئے نہ دیکھوں، پس اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو اتارا جو حضرت ابراہیم کے ساتھ عبادت کرتے تھے اور آپ کے ساتھ رہتے تھے (1)۔

امام احمد اور ابونعیم نے نوف البکالی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے کہا یا رب زمین میں

1۔ کتاب الزہد از امام احمد، صفحہ 100، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

میرے سوا کوئی تیری عبادت کرنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین ہزار فرشتے اتارے جن کی آپ نے تین دن امامت کرائی۔

امام ابن سعد نے الکلبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے مہمان نوازی کی، جنہوں نے سب سے پہلے ثرید بنائی، سب سے پہلے سفید بال دیکھے جب کہ آپ کے پاس مال اور خدام کی کثرت تھی۔

امام ابن ابی شیبہ نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے ثرید حضرت ابراہیم نے بنائی۔ دیلمی نے عبیط بن شریط سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جنہوں نے......روٹی بنائی وہ ابراہیم علیہ السلام تھے (1)۔

امام احمد نے الزہد میں مطرف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے جنہوں نے علیحدگی اختیار کی وہ ابراہیم علیہ السلام تھے، انہوں نے خدا کی یاد کے لئے اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کی تھی۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا جس کو سب سے پہلے قیامت کے روز کپڑے پہنائے جائیں گے وہ ابراہیم علیہ السلام ہوں گے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ قیامت کے روز برہنہ پا اور برہنہ جسم ہوں گے پس قیامت کے روز جس کو سب سے پہلے کپڑے پہنائے جائیں گے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے (3)۔ ابونعیم نے الحلیہ میں عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ قیامت کے روز برہنہ پا اور برہنہ جسم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا میں اپنے خلیل کو برہنہ نہیں دیکھ رہا ہوں؟ پس حضرت ابراہیم کو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے اور وہ پہلے شخص ہوں گے جن کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن الحرث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قیامت کے روز ابراہیم علیہ السلام کو دو قبطی کپڑے پہنائے جائیں گے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیرہ کا لباس پہنایا جائے گا جب کہ آپ عرش کی دائیں جانب ہوں گے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا خیر البریہ (اے ساری مخلوق سے بہتر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لقب ابراہیم علیہ السلام کا ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوصالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے تلاش رزق میں محنت کی لیکن کھانے کے پانے پر قادر نہ ہوئے۔ پھر وہ ایک دفعہ سرخ نرم زمین سے گزرے تو اس سے کچھ مٹی اٹھالی پھر اپنے گھر والوں کی

1۔ کنزالعمال، جلد 11، صفحہ 489، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 329 3۔ ایضاً

4۔ کتاب الزہد از امام احمد، صفحہ 100 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 329

طرف لوٹ آئے۔ گھر والوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا سرخ گندم، پس انہوں نے جب کھولا تو سرخ دانے ہی تھے۔ پس جب اس میں سے آپ کچھ کاشت کرتے تو اس کی اصل سے فرع تک خوشے نکلتے جن میں پے درپے دانے ہوتے تھے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت سلمان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم کے اوپر دو بھوکے شیر چھوڑے گئے تو انہوں نے آپ کو محبت سے چاٹا اور آپ کو سجدہ کیا (آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی) (2)

امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے پیغام بھیجا گیا کہ میں قرآن پاک کو ایک قرأت میں پڑھوں تو میں نے عرض کی یارب میری امت پر آسانی فرما۔ دوبارہ ارشاد ہوا دو قرأتوں پر پڑھو میں نے عرض کی یارب میری امت پر آسانی فرما، تیسری مرتبہ ارشاد ہوا سات قرأتوں پر پڑھو، ہر بار جو تو نے سوال کو لوٹایا ہے۔ اس کے برابر اب مجھ سے مانگ لے۔ میں نے عرض کی یا اللہ میری امت کو بخش دے، اے اللہ میری امت کو بخش دے اور تیسری دعا میں نے اس دن کے لئے موخر کر دی ہے جس دن ساری مخلوق حتی کہ ابراہیم بھی مجھ سے امید لگائے ہوئے ہوں گے (3)۔

امام احمد نے الزہد میں ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے تھے، مسکینوں اور مسافروں پر رحم فرماتے تھے، ان کے پاس مہمان نہ آتے تو گردن لمبی کر کے انتظار کرتے، پھر مہمان کی تلاش میں راستہ پر نکل پڑتے، آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ملک الموت انسانی شکل میں آپ کے پاس سے گزرے، اس نے سلام کیا تو آپ نے اسے سلام کا جواب دیا پھر پوچھا تو کون ہے، اس نے کہا میں مسافر ہوں۔ فرمایا میں یہاں تیرے جیسے شخص کے لئے بیٹھا تھا۔ آپ نے ملک الموت کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا چلو، آپ اسے اپنے گھر لے آئے۔ جب حضرت اسحٰق نے ملک الموت کو دیکھا تو پہچان گئے۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام رونے لگے۔ جب سارہ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو روتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی اس کی وجہ سے رونے لگی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ کو روتے دیکھا تو آپ بھی رونے لگے۔ جب ملک الموت نے ابراہیم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ پھر ملک الموت اوپر چڑھ گئے۔ جب وہ بلند ہو گئے تو ابراہیم علیہ السلام غصہ میں ہو گئے اور فرمایا تم میرے مہمان کی وجہ سے رونے لگے حتی کہ وہ چلا گیا۔ حضرت اسحٰق نے کہا ابا حضور! آپ مجھے ملامت نہ کریں میں نے آپ کے ساتھ ملک الموت کو دیکھا تھا، میرے خیال میں آپ کی موت کا وقت آ گیا ہے، آپ اپنے گھر والوں کو وصیت کریں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک کمرہ تھا جس میں آپ عبادت کرتے تھے، جب آپ اس سے باہر نکلتے تھے تو اسے بند کر دیتے تھے اور کوئی اس میں داخل نہیں ہوتا تھا۔ حضرت ابراہیم نے اپنے عبادت خانہ کا دروازہ کھولا تو اندر ایک شخص بیٹھا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تجھے یہاں کس نے داخل کیا اور کس کی اجازت سے تو داخل ہوا؟ اس نے کہا رب البیت کی اجازت سے اور کہا رب البیت (گھر کا مالک) اس کا زیادہ حق دار ہے پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کمرہ کے ایک کونہ میں نماز پڑھنے لگے اور دعا میں مصروف ہو گئے جس طرح وہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 330 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 100 3۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 273

پہلے کرتے تھے۔ ملک الموت بلند ہوا تو پوچھا گیا کہ تو نے کیا دیکھا، ملک الموت نے کہا یا رب میں تیرے ایسے بندے سے ہو کر آیا ہوں کہ اس کے بعد زمین میں بہتر شخص نہ ہوگا۔ ملک الموت سے پوچھا گیا تو نے اس بندے سے کیا دیکھا؟ اس نے کہا کہ اس نے تیری مخلوق میں سے کسی کو نہیں چھوڑا مگر اس نے اس کے دین اور معیشت کے لئے خیر کی دعا مانگی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ٹھہرے رہے جتنا اللہ نے چاہا۔ پھر آپ آئے دروازہ کھولا تو ایک شخص پھر اندر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا ملک الموت۔ حضرت ابراہیم نے کہا اگر تو سچا ہے تو مجھے کوئی ایسی نشانی دکھا دے تا کہ میں پہچان لوں کہ تو ملک الموت ہے۔ ملک الموت نے کہا اپنا چہرہ پھیر لے اے ابراہیم۔ پھر کہا اب دیکھو تو اس نے وہ صورت دکھائی جس کے ساتھ وہ مومنین کی روحیں قبض کرتا ہے۔ پھر آپ نے ایک ایسا نور اور رونق دیکھی جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر ملک الموت نے کہا اب دیکھو، اس وقت وہ صورت دکھائی جس کے ساتھ آپ کفار اور فجار کی روح قبض کرتے ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر رعب طاری ہو گیا حتی کہ آپ نے اپنا پیٹ زمین سے ملا دیا، قریب تھا کہ حضرت ابراہیم کی روح پرواز کر جاتی، فرمایا اس کو پہچان جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اور اس کی طرف جا۔ ملک الموت اوپر چلے گئے، ان سے کہا گیا کہ ابراہیم سے نرمی اختیار کر، ملک الموت آیا تو ابراہیم علیہ السلام اپنے انگوروں میں تھے۔ ملک الموت ایک بوڑھے شخص کی صورت میں تھے اب اس کی کوئی چیز سلامت نہ تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو دیکھا تو اس پر رحم کیا پھر اپنی خورجی اٹھا کر انگوروں میں چلے گئے اور کچھ انگور خورجی میں چن کر لائے پھر آ کر اس بوڑھے کے سامنے رکھ دیئے اور فرمایا کھاؤ۔ وہ ہاتھ رکھتا اور دکھاتا کہ وہ کھا رہا ہے اور وہ اس کو اپنی داڑھی میں اپنے سینے پر چبا کر گرا رہا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعجب ہوا اور فرمایا تیری کتنی عمر باقی ہے اور کتنی گزار چکا ہے؟ اس نے حضرت ابراہیم کی عمر کا حساب لگایا اور کہا میری اتنی عمر گزر چکی ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا میری بھی اتنی عمر گزر چکی ہے۔ میں انتظار میں ہوں کہ میں تیری مثل ہو جاؤں۔ اے اللہ مجھے اپنے پاس بلا لے، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نفس خوش ہوا تو ملک الموت نے اسی وقت ان کی روح قبض کر لی۔

امام حاکم نے واقدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام غوطہ دمشق کے ایک دیہات برزہ میں پیدا ہوئے ایک پہاڑ کے قریب جسے قاسیون کہا جاتا ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابوالسکن الہجری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہتے ہیں حضرت خلیل اچانک فوت ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام بھی اچانک فوت ہوئے، حضرت سلیمان بن داؤد بھی اچانک فوت ہوئے اور نیک لوگ بھی اچانک فوت ہوئے۔ یہ مومن پر تخفیف ہے اور کافر پر شدت ہے۔

روایت کیا ہے کہ ملک الموت حضرت ابراہیم کے پاس روح قبض کرنے کے لئے آیا تو حضرت ابراہیم نے کہا اے ملک الموت کیا تو نے کبھی دیکھا ہے کہ خلیل، خلیل کی روح قبض کرے۔ ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا جو کچھ ابراہیم نے کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملک الموت، ابراہیم علیہ السلام سے کہو کہ کیا تو نے ایسا کوئی خلیل دیکھا ہے جو اپنے خلیل کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہو؟ ملک الموت واپس آیا اور یہ پیغام سنایا تو حضرت ابراہیم نے کہا ابھی میری روح قبض کر لے۔

امام ابونعیم نے الحلیۃ میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ انبیائے کرام کے سامنے ملک الموت کو بھیجتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف ملک الموت کو بھیجا تا کہ ان کی روح قبض کرے۔ حضرت ملک الموت حضرت ابراہیم کے گھر میں ایک خوبصورت نوجوان کی شکل میں داخل ہوئے۔ حضرت ابراہیم ایک غیور شخص تھے۔ جب وہ داخل ہوا تو ابراہیم علیہ السلام کی غیرت ابھری فرمایا اے اللہ کے بندے تجھے میرے گھر میں کس نے داخل کیا ہے؟ ملک الموت نے کہا اس گھر کے مالک نے داخل کیا ہے۔ حضرت ابراہیم معاملہ سمجھ گئے۔ ملک الموت نے کہا اے ابراہیم مجھے تیری روح قبض کرنے کو کہا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے ملک الموت تو مجھے مہلت دے تا کہ اسحٰق علیہ السلام آ جائے۔ جب اسحٰق اندر داخل ہوئے تو آپ اس کی طرف کھڑے ہوئے اور ہر ایک نے دوسرے کو گلے لگایا۔ پس ملک الموت نے اس معانقہ کو چھڑایا۔ ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹے تو عرض کی یا رب میں نے تیرا خلیل دیکھا ہے جو موت سے پریشان ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ملک الموت تو میرے خلیل کے پاس نیند کی حالت میں جا اور اس کی روح قبض کر، پس ملک الموت اس وقت آئے جب حضرت ابراہیم سوئے ہوئے تھے، اور اس وقت ان کی روح قبض کی (1)۔

امام احمد نے الزہد میں المروزی نے الجنائز میں، ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو پوچھا گیا کہ موت کو کیسے پایا۔ حضرت ابراہیم نے کہا موت کو کیسا پایا؟ فرمایا میں نے اپنے نفس کو پایا گویا کہ معدہ سے روح کھینچی جارہی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ ہم نے تجھ پر موت کو آسان کر دیا ہے۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے العزاء میں اور ابن ابی داؤد نے البعث میں، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومنین کی اولاد جنت میں ایک پہاڑ میں ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ ان کی کفالت کرتے ہیں حتیٰ کہ قیامت کے روز ان کے والدین کی طرف ان کو لوٹا دیں گے (2)۔

امام سعید بن منصور نے مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے بچے جنت کے اندر سبز چڑیوں کی طرح درخت کے اوپر ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام ان کی کفالت کرتے ہیں (3)۔

اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (الآیہ)

امام عبد بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ مطلب روایت کیا ہے کہ آپ کے دین، آپ کی رہنمائی اور آپ کی سنت کی پیروی کی جائے گی۔ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ عرض کی کہ میری اولاد میں سے دوسرے لوگوں کے لئے امام ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ظالموں کے دین، ہدایت اور سنت کی پیروی نہیں ہوگی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ عہد قیامت کے دن کے

1۔ حلیۃ الاولیاء از ابونعیم، جلد 4، صفحہ 278، مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1 صفحہ 541، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تہذیب تاریخ دمشق، جلد 2، صفحہ 160، مطبوعہ دار المیسرۃ

متعلق ہے کہ ظالم کو قیامت کے روز اللہ کا عہد نہیں پہنچے گا لیکن دنیا میں انہوں نے اس کو پایا اور وہ مسلمانوں کے وارث بنے ان سے نکاح کئے وغیرہ لیکن قیامت کے روز اللہ کا عہد اور اس کی عزت و کرامت اس کے دوستوں پر منحصر ہوگی (1)۔

امام ابن جریر نے ربیع رحمہ اللہ سے اِنِّیۡ جَاعِلُكَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ تیری اقتداء کی جائے گی اور پیروی کی جائے گی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ یعنی میری اولاد سے بھی ایسے بنا دے جن کی اقتداء کی جائے (2)۔

امام الفریابی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا میں تجھے لوگوں کے لئے امام بنانے والا ہوں۔ قَالَ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ حضرت ابراہیم نے عرض کی میری اولاد میں سے بھی امام بنا تو اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے انکار فرمایا اور ارشاد فرمایا میرا عہد ظالموں تک نہیں پہنچتا۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے اسی قول لَا یَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں ظالم امام نہیں بناؤں گا جس کی اقتداء کی جائے (3)۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی نسل میں سے ظالم بھی ہوں گے جن کو عہد الٰہی نہیں پہنچے گا، پس اس کی شان کے لائق نہیں کہ وہ ظالموں کو والی بنائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَا یَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ کا مطلب یہ ہے کہ آپ پر معصیت الٰہی میں کسی کے لئے عہد نہیں ہے کہ آپ اس کی اطاعت کریں (4)۔

امام وکیع اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لَا یَنَالُ عَهۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ کی تفسیر میں فرمایا۔ اطاعت صرف نیکی میں ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ معصیت میں مخلوق کی طاعت نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صرف نبی کی اطاعت فرض ہے۔

وَ اِذۡ جَعَلۡنَا الۡبَیۡتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمۡنًا ؕ وَ اتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّی ؕ وَ عَهِدۡنَاۤ اِلٰۤی اِبۡرٰهٖمَ وَ اِسۡمٰعِیۡلَ اَنۡ طَهِّرَا بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَ الۡعٰكِفِیۡنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوۡدِ ﴿۱۲۵﴾

"اور یاد کرو جب ہم نے بنایا اس گھر (خانہ کعبہ) کو مرکز لوگوں کے لئے اور امن کی جگہ اور (انہیں حکم دیا کہ)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 612، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 610
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 611
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 612

بنالو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز اور ہم نے تاکید کردی ابراہیم کو کہ خوب صاف ستھرا رکھنا میرا گھر طواف کرنے والوں، اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لئے"۔

امام ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْبَیْتَ سے مراد کعبہ ہے۔

امام ابن جریر نے ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَثَابَةً لِّلنَّاسِ کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ لوگ اس کی طرف لوٹتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے تحت روایت کیا ہے کہ ان کی اس کے متعلق خواہش پوری نہیں ہوتی، وہ حاضر ہوتے ہیں، زیارت کرتے ہیں، پھر گھر واپس جاتے ہیں، پھر لوٹ آتے ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ہر جگہ سے اس کی طرف آتے ہیں (3)۔

امام سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے الشعب میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس کی طرف آتے ہیں، ان کی خواہش کبھی پوری نہیں ہوتی، وہ حج کرتے ہیں اور پھر لوٹ جاتے ہیں۔ اَمْنًا جو اس میں داخل ہو جاتا ہے اسے ڈرایا نہیں جاتا (4)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَمْنًا کے تحت روایت کیا ہے کہ لوگوں کے لئے یہ جائے امن ہے (5)۔

امام ابن جریر نے ابو العالیہ سے اَمْنًا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ دشمنی سے امن کی جگہ ہے، اس میں ہتھیار نہیں اٹھائے جاتے، زمانہ جاہلیت میں ان کے اردگرد سے لوگوں کو اچک لیا جاتا تھا جب کہ اس کے رہنے والے امن میں ہوتے تھے (6)۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى

امام عبد بن حمید نے ابو اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ کے اصحاب وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى پڑھتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس مقام کو جائے نماز بنانے کا حکم دیا۔

امام عبد بن حمید نے عبدالملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے سعید بن جبیر کو وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى پڑھتے سنا۔ یعنی انہوں نے اتخذوا کو خاء کے کسرہ کے ساتھ امر کا صیغہ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد، العدنی، دارمی، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی داؤد (فی المصاحف)، ابن المنذر، ابن مردویہ، ابونعیم (فی الحلیہ)، طحاوی، ابن حبان، دارقطنی (فی الافراد) اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تین مقامات پر اپنے رب کی موافقت کی ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اگر آپ مقام ابراہیم علیہ السلام کو جائے نماز بنادیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 616 | 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 615 | 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 616 | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً

اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى کا ارشاد نازل فرمادیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیکوکار اور فاجر لوگ آتے ہیں اس لئے اگر آپ ان کو پردہ کرنے کا حکم دے دیں (تو بہتر ہوگا) اسی موقع آیت حجاب نازل ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آپ کی ازواج غیرت کی بنا پر جمع ہوئیں تو میں نے کہا عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ تحریم کی آیت نمبر ۵ ان الفاظ میں اتار دی (1)۔

امام مسلم، ابن ابی داؤد، ابونعیم (فی الحلیہ) اور بیہقی نے السنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طواف کے تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکروں میں آہستہ چلے حتیٰ کہ جب طواف سے فارغ ہوگئے تو مقام ابراہیم کا قصد کیا اس کے پیچھے دو رکعتیں ادا فرمائیں اور یہ آیت پڑھی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔

امام ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے جابر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مقام ابراہیم پر ٹھہرے تو حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ یہی مقام ابراہیم ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں (2)۔

امام طبرانی اور الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو جائے نماز بنالیں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھیں تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (4)۔

امام ابن ابی داؤد نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے یہ مقام بیت اللہ شریف سے ملا ہوا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر آپ اس کو بیت اللہ سے تھوڑا ہٹا دیں؟ تاکہ لوگ اس کی طرف نماز پڑھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کردیا، پس اللہ تعالیٰ نے وَاتَّخِذُوْا الخ کا ارشاد نازل فرمادیا۔

امام ابن ابی داؤد اور ابن مردویہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اگر ہم مقام کے پیچھے نماز پڑھیں (تو کتنا اچھا ہو) تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد وَاتَّخِذُوْا الخ نازل فرمایا۔ پہلے مقام ابراہیم بیت اللہ شریف کے قریب تھا پس رسول اللہ ﷺ نے اسے موجودہ جگہ میں تبدیل فرمادیا۔ مجاہد فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک رائے قائم کرتے تھے تو اس کے مطابق قرآن نازل ہوجاتا تھا۔

امام ابن مردویہ نے عمر بن میمون عن عمر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا کہ وہ مقام ابراہیم کے پاس سے گزرے اور عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اپنے رب کے خلیل ابراہیم کے مقام پر کھڑے نہ ہوں۔ ارشاد فرمایا کیوں نہیں، عرض کی کیا ہم اس کو جائے نماز نہ بنالیں؟ پس تھوڑا وقت گزرا کہ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى کا ارشاد نازل ہوگیا۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، دارقطنی نے الافراد میں ابومیسرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر نے عرض کی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 600 (215) مطبوعہ دار الصمیعی 2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 446، باب نمبر 34، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 29 (10841) مطبوعہ دار الفکر بیروت 4۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 120، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

یارسول اللہ یہ ہمارے رب کے خلیل کا مقام ہے کیا ہم اس کو جائے نماز نہ بنالیں۔اس وقت مذکورہ ارشاد نازل ہوا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مقام ابراہیم جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے وہ وہی ہے جو مسجد میں ہے۔کثرت کے بعد پورے حج کو مقام ابراہیم بنادیا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مقام ابراہیم تمام حرم ہے۔

امام ابن سعد، ابن المنذر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ مقام ابراہیم آسمان سے اتارا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے اور الازرقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت تھا، اس کا نور ختم کیا گیا۔اگر یہ نور ختم نہ کیا جاتا تو زمین و آسمان کا مابین روشن ہوتا اور الرکن بھی اسی طرح ہے۔

امام الترمذی، ابن حبان، حاکم، بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الرکن اور المقام دونوں جنت کے یواقیت میں سے دو یاقوت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا نور ختم کر دیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ مشرق و مغرب کے مابین کو روشن کر دیتے (1)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رکن اور مقام جنت کے یواقیت میں سے دو یاقوت ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مقام ابراہیم کے پتھر کو اللہ نے نرم کیا اور رحمت بنایا۔حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوتے تھے اور حضرت اسماعیل پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رکن اور مقام جنت کے یاقوت سے ہیں۔اگر ان کو انسانوں کی خطائیں نہ چھوتیں تو یہ مشرق و مغرب کا مابین روشن کر دیتے اور اس کو کسی مصیبت زدہ یا بیمار نے نہیں چھوا مگر اسے شفا ہوگئی (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اگر اس کو جاہلیت کی نجاستیں نہ چھوتیں تو اس کو مصیبت زدہ نہ چھوتا مگر اس کو شفا ہوتی اور اس کے علاوہ زمین پر جنت کی کوئی چیز نہیں ہے (4)۔

امام الجندی نے فضائل مکہ میں سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رکن اور مقام جنت کے پتھروں میں سے دو پتھر ہیں۔

امام الازرقی نے تاریخ مکہ میں اور الجندی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قیامت کے روز حجر اور مقام احد پہاڑ کی مثل آئیں گے، ان کی دو دو آنکھیں اور دو دو ہونٹ ہونگے، بلند آواز کے ساتھ منادی کریں گے اور اس شخص کے لئے گواہی دیں گے جس نے ان کے ساتھ وفا کے ساتھ موافقت کی ہوگی۔

1۔جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 107، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان 2۔مستدرک حاکم، جلد 1 صفحہ 456، مطبوعہ مکتبہ ومطابع النصر الحدیثہ
3۔شعب الایمان، جلد 3 صفحہ 449 4۔ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے ابن الزبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مقام کو چھو رہے ہیں فرمایا تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا تمہیں صرف اس کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، المنذر اور الازرقی نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کو مقام کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے نہ اس کو چھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس امت نے کچھ ایسے تکلفات کیے ہیں جو پہلی امتوں نے نہیں کیے، ہمیں بعض لوگوں نے بتایا ہے جنہوں نے حضرت ابراہیم کی ایری اور انگلیوں کے نشان دیکھے تھے پس اس امت نے اس کو چھو چھو کر ان نشانات کو مٹا دیا ہے (1)۔

امام الازرقی نے نوفل بن معاویہ الدیلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عبد المطلب کے عہد میں مقام کو المہاۃ کی صورت میں دیکھا تھا۔ ابو محمد الخزاعی فرماتے ہیں المہاۃ سے مراد سفید موتی ہے۔

امام الازرقی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس نشان کے متعلق پوچھا جو مقام پر تھا تو انہوں نے فرمایا یہ پتھر پہلے بھی اسی کیفیت میں تھا جیسا کہ آج ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مقام کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی بنانے کا ارادہ فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں اعلان حج کرنے کا حکم فرمایا تو آپ مقام پر کھڑے ہوئے یہ مقام بلند ہوا حتیٰ کہ تمام پہاڑوں سے بلند ہو گیا۔ پس آپ نے نیچے دیکھا اور فرمایا اے لوگو اپنے رب کا حکم قبول کرو، پس لوگوں نے اس کو قبول کیا۔ پس لوگوں نے کہا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اثر اس پتھر پر تھا جب اللہ نے ارادہ فرمایا تھا۔ پس آپ دائیں بائیں دیکھتے تھے اور کہتے تھے لوگو! اپنے رب کا حکم قبول کرو، جب آپ فارغ ہوئے تو انہیں مقام کو قبلہ بنانے کا حکم دیا پس آپ نے اسے اپنے سامنے رکھا آپ دروازہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے جب کہ وہ آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ یہ آپ کا قبلہ رہا جب تک اللہ نے چاہا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کعبہ کے دروازہ کی طرف اس کے سامنے نماز پڑھتے رہے پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو انہیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا۔ آپ ہجرت سے پہلے اور کچھ وقت ہجرت کے بعد بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس قبلہ کی طرف آپ کو پھیرنا پسند فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور دوسرے انبیاء کا پسندیدہ تھا۔ پس مدینہ میں رہتے ہوئے آپ میزاب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے پھر آپ مکہ تشریف لائے تو جب تک مکہ میں رہے مقام کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے مُصَلًّى کا معنی مدعی روایت کیا ہے (2)۔

امام الازرقی نے کثیر بن ابی کثیر بن المطلب بن ابی وداعہ السہمی عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سیلاب باب بنی شیبہ سے مسجد حرام میں داخل ہوتے تھے جب کہ حضرت عمر نے ابھی بلند بند نہیں باندھا تھا۔ سیلاب آتے تو وہ مقام کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتے اور بعض اوقات اس کو کعبہ قریب کر دیتے، حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب کے دور میں ام نہشل کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 620 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 69 (214)

سیلاب آیا، تو وہ بھی مقام کو اپنی جگہ سے بہا کر لے گیا حتیٰ کہ مقام مکہ کی نچلی طرف پایا گیا پھر اس کو وہاں سے اٹھا کر لایا گیا اور کعبہ کے غلافوں کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ اس کے متعلق حضرت عمر کو لکھا گیا تو آپ رمضان شریف میں گھبرائے ہوئے تشریف لائے۔ جب کہ مقام کی جگہ بھی سیلاب نے ختم کر دی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بلایا اور اللہ کا واسطہ دے کر اس بندے سے متعلق پوچھا جو اس مقام کی جگہ جانتا ہو۔ المطلب بن ابی وداعہ نے کہا اے امیر المومنین مجھے اس کے مقام کا علم ہے مجھے اس کے متعلق پہلے ہی اندیشہ تھا۔ اس لئے میں نے پیمانہ کے ساتھ اس کی جگہ سے رکن تک اور اس کی جگہ سے باب الحجر تک اور اس کی جگہ سے زمزم تک پیمائش کی تھی، وہ پیمائش میرے پاس گھر میں موجود ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا تو میرے پاس بیٹھ جا اور کوئی دوسرا آدمی بھیج جو وہ پیمائش اٹھا کر لے آئے۔ جب وہ پیمائش لائی گئی تو وہ پیمائش اسی جگہ پوری ہوئی۔ پھر حضرت عمر نے لوگوں سے پوچھا اور ان سے مشورہ کیا تو سب نے کہا یہی مقام ہے، جب حضرت عمر کو یقین ہو گیا تو اسے نصب کرنے کا حکم دیا۔ پہلے اس کا مقام بیت اللہ کے قریب تھا پھر اسے تبدیل کر دیا پھر آج تک اسی مقام پر ہے۔

امام الازرقی نے سفیان بن عیینہ عن حبیب بن الاشرس کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مکہ کے بالائی علاقہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بند باندھنے سے پہلے ام نہشل کے سیلاب نے مقام ابراہیم کو اپنی جگہ سے ہٹا دیا تھا اور کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس کا اصل مقام کیا ہے، حضرت عمر تشریف لائے اور پوچھا کہ کون اس کی جگہ کو جانتا ہے، عبد المطلب بن ابی وداعہ نے کہا اے امیر المومنین میں نے پیمانہ کے ساتھ اس کی پیمائش کی ہوئی ہے، مجھے اس کا یہی اندیشہ پہلے ہی تھا، اس لئے میں نے حجر سے مقام تک، رکن سے مقام تک اور کعبہ کی طرف سے سب پیمائش کر رکھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ پیمائش لے آؤ، وہ پیمائش لے آیا تو اس کے مطابق مقام کو اپنی جگہ رکھا گیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیلاب کو روکنے کے لئے بند باندھ دیا تھا، حضرت سفیان نے فرمایا یہ بات ہمیں ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ مقام ابراہیم پہلے بیت اللہ کے ایک کونہ میں تھا۔ پھر اس مقام پر رکھا گیا جس پر اب ہے۔ لوگ جو کہتے ہیں کہ فلاں جگہ پر تھا یہ درست نہیں ہے۔ (اصل مقام یہی ہے جہاں اب ہے، سیلاب نے اسے اپنی جگہ سے دور کر دیا تھا۔ لوگوں نے کعبہ کے ساتھ رکھ دیا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصل مقام تلاش کر کے اسے اپنی جگہ پر رکھوایا تھا)

امام الازرقی نے ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مقام ابراہیم جہاں اب ہے زمانۂ جاہلیت میں بھی یہاں ہی تھا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر، عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی یہی رہا مگر سیلاب نے خلافت عمر کے زمانہ میں اسے اپنی جگہ سے ہٹا دیا تھا۔ پھر لوگوں نے اسے کعبہ کے ساتھ رکھ دیا حتیٰ کہ حضرت عمر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کی موجودگی میں اسے اپنی جگہ پر لوٹایا۔

امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مقام ابراہیم بیت اللہ کے متصل تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پیچھے کر دیا۔

امام ابن سعد نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ کون ہے جسے مقام

ابراہیم کا اصل مقام معلوم ہو۔ تو ابو وداعہ بن صبیرہ السہمی نے کہا اے امیر المومنین میں نے دروازے تک اس کا اندازہ کیا تھا اسی طرح رکن اور رکن اسود تک اور زمزم تک اس کی پیائش کی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ پیائش لے آؤ۔ وہ لے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی پیائش کے مطابق مقام ابراہیم کو اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

امام الحمیدی اور ابن نجار نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بیت اللہ کے طواف کے ساتھ چکر لگائے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں ادا کرے، اور زمزم کا پانی پیے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے گا خواہ وہ کسی مقدار کو بھی پہنچے ہوئے ہوں۔

امام الازرقی نے عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انسان بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرتا ہے تو رحمت الٰہی میں گھس جاتا ہے۔ جب داخل ہوتا ہے تو رحمت الٰہی اسے گھیر لیتی ہے، پھر ہر قدم کے اٹھانے اور رکھنے کے وقت اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں پانچ سو نیکیاں لکھتا ہے اور پانچ سو برائیاں ساقط کرتا ہے اور پانچ سو درجات بلند کرتا ہے پھر جب وہ طواف سے فارغ ہوتا ہے اور مقام ابراہیم پر آ کر دو رکعتیں ادا کرتا ہے یعنی مقام سے پیچھے دو رکعتیں ادا کرتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح اس دن گناہوں سے پاک تھا جس دن اس کی والدہ نے اس کو جنم دیا تھا۔ اور اس کے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر لکھا جاتا ہے، ایک فرشتہ رکن پر اس کا استقبال کرتا ہے اور اس کو کہتا ہے، نئے سرے سے عمل شروع کر گزشتہ تیرے گناہ معاف ہو گئے ہیں اور اپنے خاندان کے ستر آدمیوں کی سفارش کر۔

امام ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کا طواف کیا، پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ یہ فتح مکہ کے دن کا واقعہ ہے(1)۔

امام بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں (2)۔

امام الازرقی نے طلق بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے، سایہ سمٹا اور مجلس ختم ہوئی تو ہم نے ایک سانپ کی چمک دیکھی جو بنی شیبہ کے دروازے سے آیا تھا۔ لوگ اس کو دیکھنے لگے، اس نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے پھر مقام کے پیچھے اس نے دو رکعتیں ادا کیں، ہم اس کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا اے عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا فرما دیا اور ہماری زمین میں غلام اور نادان بچے ہیں، ہمیں ان کے متعلق تجھ سے خطرہ ہے۔ اس نے بطحاء کے ٹیلا کی طرح اپنے سر کو اکٹھا کر کے ٹیلا بنایا پھر اس پر اپنی دم رکھی اور آسمان کی طرف بلند ہو گیا حتیٰ کہ ہمیں نظر نہ آیا۔

الازرقی نے ابوالطفیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں جنوں میں سے ایک عورت وادی ذی

1۔ سنن ابوداؤد، باب فی رفع الیدا ذارأی البیت، جلد 1 صفحہ 258، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان 2۔ ایضاً، باب امر الصفا والمروۃ، جلد 1، صفحہ 261

طوی میں رہتی تھی، اس کا صرف ایک ہی بیٹا تھا، وہ اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ وہ لڑکا اپنی قوم میں شریف تھا۔ اس نے نکاح کیا پھر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا۔ جب اس کی شادی کا ساتواں دن تھا تو اس نے اپنی ماں سے کہا اے امی جان! میں دن کے وقت کعبہ کا طواف کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی ماں نے اسے کہا، بیٹا! مجھے تجھ پر قریش کے سفہاء سے خوف ہے۔ اس نے کہا میں سلامتی کی امید رکھتا ہوں۔ ماں نے اس کو اجازت دے دی تو اس نے سانپ کی صورت اختیار کی اور کعبہ کی طرف چل پڑا اس نے طواف کے سات چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو نفل ادا کیے پھر وہ واپس آیا تو اس کے سامنے بنی سہم کا ایک جوان آیا اس نے اسے قتل کر دیا۔ مکہ میں ایک غبار اڑا حتی کہ پہاڑ بھی اس کی وجہ سے دکھائی نہیں دیتے تھے، ابوالطفیل نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ غبار کسی عظیم جن کی موت کے وقت اٹھتا ہے، پس بنی سہم نے اپنی زمین پر صبح کے وقت بہت سے مردہ افراد دیکھے جنہیں جنوں نے قتل کیا تھا۔ ان میں ستر گنجے بوڑھے تھے جو اس نوجوان کے علاوہ تھے۔

امام الازرقی نے الحسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں کوئی ایسا شہر نہیں جانتا جس میں اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو سوائے مکہ کے۔ فرمایا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى۔ فرمایا مکہ میں پندرہ مقامات پر دعا قبول ہوتی ہے۔ ملتزم کے پاس، میزاب کے نیچے، رکن یمانی کے پاس، صفا پر، مروہ پر۔ صفا و مروہ کے درمیان، رکن اور مقام کے درمیان، کعبہ کے اندر، منیٰ میں، مزدلفہ میں، عرفات میں اور تینوں جمرات کے پاس۔

وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ

امام ابن جریر نے عطار رحمہ اللہ سے وَعَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ ہم نے ابراہیم کو حکم دیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ کے تحت روایت کیا ہے کہ میرے گھر کو بتوں سے پاک کرو۔ ابن ابی حاتم نے مجاہد اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ میرے گھر کو بتوں، شکوک و شبہات، جھوٹ اور رجس سے پاک کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میرے گھر کو بتوں، شرک اور جھوٹ سے پاک کرو (2) اور الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ سے مراد نمازی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب بندہ کھڑا ہوتا ہے تو وہ طواف کرنے والوں میں سے ہوتا ہے اور جب بیٹھتا ہے تو عاکفین میں سے ہوتا ہے اور جب نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو وہ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ میں سے ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے سوید بن غفلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو مسجد میں طہارت کی حالت میں بیٹھے وہ معتکف ہے حتی کہ وہ مسجد سے نکل جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ثابت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے کہا میرا خیال ہے کہ میں امیر سے بات کر کے مسجد حرام میں سونے والوں کو منع کروں کیونکہ یہ مسجد میں جنبی ہوتے ہیں اور بے وضو ہو جاتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 621 2۔ ایضاً

ہیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تو ایسا نہ کر کیونکہ عبداللہ بن عمر سے ایسے لوگوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ عاکفون ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابوبکر بن ابوموسیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا کہ طواف افضل ہے یا نماز؟ تو ابن عباس نے فرمایا اہل مکہ کیلئے نماز افضل ہے اور باہر سے آنے والوں کیلئے طواف افضل ہے (1)۔ ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسافروں کے لئے میرے نزدیک نماز سے طواف افضل ہے (2)۔

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ کے لئے نماز افضل ہے اور اہل عراق کے لئے طواف (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حجاج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا تمہارے لئے طواف افضل ہے اور اہل مکہ کے لئے نماز (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حج کے بعد، عمرہ سے طواف افضل ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میرے نزدیک تیرا طواف کرنا، عمرہ کی طرف نکلنے سے بہتر ہے (5)۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۲۶﴾

''اور یاد کرو جب عرض کی ابرہیم نے اے میرے رب! بنا دے اس شہر کو امن والا اور روزی دے اس کے باشندوں کو طرح طرح کے پھلوں سے (یعنی) جو ان میں سے ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر۔ اللہ نے فرمایا (ان میں سے) جس نے کفر بھی کیا اسے بھی فائدہ اٹھانے دوں گا چند روز پھر مجبور کروں گا اسے دوزخ کے عذاب کی طرف اور یہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے''۔

امام احمد، مسلم، نسائی اور ابن جریر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا میں مدینہ طیبہ کو دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان حرم بناتا ہوں، نہ اس میں شکار کیا جائے گا نہ اس کے کانٹے دار درخت کاٹے جائیں گے (6)۔

امام مسلم اور ابن جریر نے رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں دو پتھریلے کناروں کے درمیان کی جگہ کو حرم بناتا ہوں (7)۔

امام احمد نے ابوقتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی زمین میں ایک

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 372، مطبوعہ مکتبہ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 371 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 372

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 445

6۔ صحیح مسلم، باب فضل المدینۃ، جلد 1، صفحہ 440، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی 7۔ ایضاً

ٹیلہ پر سقیا کے گھروں کے قریب نماز پڑھی پھر یہ دعا مانگی اے اللہ تیرے خلیل اور تیرے بندے اور تیرے نبی ابراہیم نے اہل مکہ کے لئے دعا کی تھی، میں محمد تیرا بندہ، تیرا رسول تجھ سے اہل مدینہ کے لئے ویسی ہی دعا مانگتا ہوں جیسی ابراہیم نے تجھ سے مکہ کے لئے مانگی تھی۔ میں تیری بارگاہ سے دعا کرتا ہوں کہ تو اہل مدینہ کے صاع، مد اور پھلوں میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ ہمارے لئے مدینہ اسی طرح محبوب بنا دے جس طرح تو نے ہمارے لئے مکہ محبوب بنایا تھا۔ اور جو اس میں بیماری ہے اسے ہم سے دور ڈال دے۔ اے اللہ میں نے دونوں پتھریلے ٹیلوں کے درمیان کی جگہ کو حرم بنایا ہے جس طرح تو نے ابراہیم کی زبان پر حرم کو حرم قرار دیا ہے(1)۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کی طرف دیکھا اور یہ دعا فرمائی اے اللہ میں دو پہاڑوں کے درمیان کے علاقہ کو حرم بناتا ہوں جیسے ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ اے اللہ اہل مدینہ کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما(2)۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی اے اللہ ابراہیم تیرا بندہ تیرا خلیل اور تیرا نبی ہے اور میں تیرا بندہ، تیرا نبی ہوں اس نے تجھ سے مکہ کے لئے دعا کی تھی۔ میں تجھ سے مدینہ کے لئے اس کی مثل دعا کرتا ہوں جو ابراہیم نے مکہ کے لئے کی تھی اور اس کے ساتھ ایک مثل اور کی بھی دعا کرتا ہوں(3)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دعا کی اے اللہ ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل نے اہل مکہ کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔ اور میں محمد تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں اور میں تجھ سے اہل مدینہ کے لئے ان کے صاع اور ان کے مد میں ایسی برکت ڈالنے کی دعا کرتا ہوں جیسی تو نے اہل مکہ کے لئے ڈالی تھی اور اس برکت کے ساتھ دو برکتیں مزید ڈال دے(4)۔

امام احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا حضرت ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ میں نے مدینہ کو حرم بنایا جس طرح ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا اور میں مدینہ کے مد اور صاع کے لئے ایسی دعا کرتا ہوں جیسی ابراہیم نے مکہ کے لئے کی تھی(5)۔

امام بخاری اور الجندی نے فضائل مکہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی اے اللہ ابراہیم تیرے بندے اور تیرے نبی نے اہل مکہ کے لئے دعا کی اور میں اہل مدینہ کے لئے تجھ سے ویسی ہی دعا کرتا ہوں جیسی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کے لئے دعا کی تھی۔

امام احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 309، مطبوعہ دار صادر بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 441، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 442
4۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 656، مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ صحیح مسلم۔ جلد 1، صفحہ 440

اے اللہ مدینہ کو برکت میں مکہ سے چار گنا کر دے (1)۔

امام الارزقی نے مکہ کی تاریخ میں اور الجندی نے محمد بن الاسود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے شخص تھے جنہوں نے حرم کے لئے نشان نصب کئے تھے اور ان جگہوں کی طرف جبریل نے اشارہ کیا تھا۔ الجندی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ آسمان میں بھی حرم مکہ کی طرح حرم ہے۔

امام الازرقی، طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے چھ افراد پر لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا قبول کی جاتی ہے۔ ۱۔ کتاب اللہ میں زیادتی کرنے والا۔ ۲۔ تقدیر الٰہی کو جھٹلانے والا۔ ۳۔ اور ایسا غالب شخص جو اس کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے جس کو اللہ نے عزت بخشی اور اس کو عزت دینے کی کوشش کرے جسے اللہ نے ذلیل کیا۔ ۴۔ میری سنت کا تارک۔ ۵۔ اور میری اولاد پر ایسا امر حلال جاننے والا جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے۔ ۶۔ اللہ کے حرام کو حلال سمجھنے والا (2)۔

امام بخاری نے بغیر سند کے اور ابن ماجہ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے فتح مکہ کے سال نبی کریم ﷺ کو یہ خطبہ دیتے سنا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مکہ کو اس دن سے حرم بنایا ہے جس دن سے اس نے اس کو پیدا کیا ہے اور یہ قیامت تک حرام ہے اس کا نہ درخت کاٹا جائے گا نہ اس کے شکار کو ڈرایا جائے گا اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی۔ مگر اس کے لئے جو اس کا اعلان کرے۔ حضرت عباس نے عرض کی اِلَّا الْاِذْخَرَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یعنی گھاس کی استثناء فرما دیں کیونکہ یہ گھروں اور قبروں میں استعمال ہوتی ہے رسول اللہ ﷺ نے اِلَّا الْاِذْخَرَ فرما کر گھاس کی استثناء فرما دی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اس دن سے حرم بنایا ہے جس دن سے اس نے آسمانوں، زمین، سورج اور چاند کو پیدا فرمایا اور یہ مکہ کے دو پہاڑ (ابوقبیس اور اس کے سامنے والا جبل نور) رکھے۔ یہ قیامت تک حرمت الٰہی کی وجہ سے حرام ہے۔ اس میں مجھ سے پہلے اور میرے بعد کسی کے لئے جنگ حلال نہیں ہے۔ اور میرے لئے بھی ایک گھڑی کے لئے حلال کیا گیا تھا۔ یہ قیامت تک اللہ کی حرمت کی وجہ سے حرام ہے۔ نہ اس کا کانٹا توڑا جائے گا نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا اور نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے گا اور نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی مگر اس کے لئے اٹھانی جائز ہے جو اس کا اعلان کرائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! اِلَّا الْاِذْخَرَ گھاس کی استثناء فرما دیں کیونکہ یہ ہمارے لوہار اور ہمارے گھروں کے استعمال میں آتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس گھاس کی استثناء فرما دی (4)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 442 2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 443، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب 103، جلد 3، صفحہ 522، (3109) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 227، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

4۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 247

فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مکہ پر اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح عطا فرمائی تو آپ کھڑے ہوئے۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ سے ہاتھی کو روک دیا تھا اور اس پر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو غلبہ عطا فرمایا۔ اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی کے لئے حلال کیا گیا ہے۔ یہ قیامت تک حرام ہے نہ اس کا درخت کاٹا جائے گا نہ اس کے شکار کو بھگایا جائے گا نہ اس کی گری پڑی چیز اٹھائی جائے گی۔ لیکن اس کے لئے جائز ہوگی جو اس کا اعلان کرائے۔ اور وہ جس کا کوئی قریبی قتل کیا گیا ہو اس کو دو چیزوں میں اختیار ہے یا فدیہ لے لے یا قصاص لے لے۔ اہل یمن سے ایک شخص اٹھا جس کو ابو شاہ کہا جاتا تھا، اس نے کہا یا رسول اللہ میرے لئے یہ خطبہ لکھ دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوشاہ کو لکھ دو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! اذخر گھاس کی استثناء فرمادیں کیونکہ یہ ہماری قبور اور ہمارے گھروں میں استعمال ہوتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الا ذخر کی استثناء فرمادی (1)۔ ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ حرم ہے اللہ تعالیٰ نے اسے حرم بنایا ہے اس کے گھروں کا بیچنا اور اس کے مکانوں کو اجرت پر دینا حلال نہیں (2)۔

امام الازرقی نے تاریخ مکہ میں زہری رحمہ اللہ سے رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا کے تحت روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے مکہ کو حرم نہیں بنایا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرم بنایا ہے اور یہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ تمام لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرکشی کرنے والا وہ شخص ہے جو حرم میں قتل کرے، جو غیر قاتل کو قتل کرے اور جو زمانہ جاہلیت کی عداوت اور کینہ پر عمل کرے۔

امام الازرقی نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ حرم عرش تک برابر حرم ہے۔

امام الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ حرم حرم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی حرمت کو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے مقدر فرمایا ہے۔ یہ چودہ گھروں میں سے چوتھا گھر ہے اور ہر آسمان میں ایک بیت (گھر) ہے اور ہر زمین میں سے ایک گھر ہے اور اگر یہ نیچے گریں تو بالکل ایک دوسرے کے اوپر گریں گے۔

امام الازرقی نے الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بیت اللہ شریف، بیت المعمور کے متوازی ہے جو ان دونوں کے درمیان ساتویں آسمان تک جگہ ہے یا نیچے ساتویں زمین تک جگہ ہے سب حرم ہے۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں البیت المعمور جو آسمان میں ہے اس کو الضراح کہا جاتا ہے اور بنائے کعبہ کے اوپر ہے اور ہر روز ستر ہزار فرشتے اس کا عمرہ کرتے ہیں جنہیں پہلے کبھی زیارت کا شرف حاصل نہیں ہوا ہوتا۔ اور ساتویں آسمان کے لئے حرم ہے جو حرم مکہ کے متوازی ہے۔

امام ابن سعد اور الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے حرم کے نشان نصب کئے وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور یہ مقامات آپ کو جبریل علیہ السلام نے دکھائے تھے۔ جب مکہ فتح ہوا تو

1۔ سنن ابوداؤد، باب فی تحریم مکة، جلد 1، صفحہ 276، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 331، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

رسول اللہ ﷺ نے تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیجا کہ جو نشانات مٹ چکے ہیں ان کو نئے سرے سے بنا دیں۔

امام الازرقی نے حسین بن القاسم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے بعض اہل علم کو یہ فرماتے سنا ہے جب حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے نفس پر شیطان کے حملہ کا اندیشہ ہوا تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو بھیجا جنہوں نے مکہ کو ہر طرف سے گھیر لیا اور اسکے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔ پس جہاں جہاں فرشتے کھڑے تھے اللہ تعالیٰ نے اس علاقہ کو حرم بنا دیا۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی رَبَّنَا اَرِنَا مَنَا سِكَنَا۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اپنے مناسک دکھا) تو جبریل امین اترے اور ابراہیم علیہ السلام کو ساتھ لے کر مناسک حج دکھائے اور انہیں حدود حرم پر بھی آگاہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پتھر رکھ کر نشان لگاتے گئے اور ان پر مٹی ڈالتے گئے۔ پس حدود پر ان کی رہنمائی جبریل نے کی تھی۔ فرماتے ہیں میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی بکریاں حرم کے اندر چلتی تھیں اس سے باہر نہیں نکلتی تھیں، جب بھی انتہاء تک پہنچتی تھیں تو حرم میں لوٹ آتی تھیں۔

امام الازرقی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے حرم کے نشان لگائے تھے اور حضرت جبریل نے آپ کو مقامات دکھائے تھے۔ وہ پتھر اپنی جگہ پر رہے حتی کہ قصی آئے تو انہوں نے دوبارہ وہیں پتھر لگوائے پھر وہ پتھر لگے رہے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا دور آیا تو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے ساتھ تمیم بن اسد الخزاعی کو بھیج کر پھر نئے پتھر لگوائے۔

امام البزار اور طبرانی نے محمد بن الاسود بن خلف عن ابیہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ حرم کے پتھر نئے نصب کرے۔

امام الازرقی نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا اے لوگو! یہ گھر اپنے رب سے متصل ہے وہ تم سے سوال کرنے والا ہے۔ پس جن چیزوں کے متعلق وہ تم سے سوال کرنے والا ہے ان میں غور و فکر کرو۔ خبردار اللہ کا ذکر کرو کیونکہ جب تم میں سے کوئی مکہ کا رہنے والا ہو تو تم اس میں خون ریزی نہ کرو اور اس میں چغلی کے ساتھ نہ چلو۔

امام البزار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قریش کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا اس میں جو تم عمل کرتے ہو اس میں غور و فکر کرو، تم سے اپنے اعمال پر باز پرس ہوگی اور اللہ کو یاد کرو کیونکہ اس کا رہنے والا سود نہیں کھاتا اور چغلی نہیں کھاتا۔

امام الازرقی نے ابو نجیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طوفان اور سیلاب کے زمانہ میں حرم کے اندر بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو نہیں کھاتی تھیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں جویریہ بن اسماء عن عمہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے فرمایا میں نے ایک قوم کے ساتھ حج کیا اور ہم ایک جگہ پر اترے اور ہمارے ساتھ ایک عورت بھی تھی۔ وہ جب نیند سے بیدار ہوئی تو اس کے اوپر ایک سانپ تھا جس نے اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی تھی حتی کہ ہم حرم کی حدود کے اندر داخل ہوئے تو وہ سانپ چلا گیا۔ ہم نے مکہ

میں داخل ہو کر مناسک حج ادا کیے پھر لوٹ آئے۔ جب ہم وہاں پہنچے جہاں سانپ عورت کا طوق بن گیا تھا تو ہم نے پڑاؤ کیا۔ وہ عورت سو گئی۔ پھر بیدار ہوئی تو سانپ اس پر لپٹ چکا تھا۔ پھر اس سانپ نے پھنکار ماری تو وادی سانپوں سے بھر گئی اور اس عورت کو ان سانپوں نے نوچنا شروع کر دیا حتی کہ صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔ میں نے اس عورت کی لونڈی سے پوچھا ہمیں اس عورت کے متعلق بتا اس کا کیا معاملہ ہے تو اس نے بتایا کہ اس نے تین مرتبہ بدکاری کی اور ہر مرتبہ بچہ جنم دیا۔ جب بچہ پیدا ہوتا تو وہ تنور جلا کر بچہ اس میں ڈال دیتی۔

امام الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جس نے کسی مسلمان کو بغیر کسی وجہ کے اللہ کے حرم سے نکالا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز عرش کے سایہ کے نیچے سے نکال دے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور الازرقی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کی ایک لونڈی مکہ مکرمہ میں آئی جب وادی ذی طویٰ پہنچی تو اس نے حرم کی تعظیم کے لئے اپنے جوتے اتار دیئے (1)۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کے لاکھ آدمیوں نے حج کیا، جب وہ حرم کی حدود میں پہنچے تو انہوں نے جوتے اتار دیئے پھر ننگے پاؤں حرم میں داخل ہوئے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انبیائے کرام جب حرم کی علامات پر پہنچتے تو اپنے جوتے اتار دیتے تھے (2)۔

امام الازرقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حواریوں نے حج کیا، جب وہ حرم میں داخل ہوئے تو حرم کی تعظیم کے لئے پیدل چلے۔

امام الازرقی نے حضرت عبدالرحمٰن بن سابط سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا تو حجر اسود کو سلام کیا اور مسجد کے درمیان کھڑے ہو گئے اور بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا مجھے معلوم ہے کہ زمین پر اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا گھر نہیں بنایا جو تجھ سے زیادہ اسے محبوب ہو۔ اور زمین پر کوئی ایسا شہر نہیں ہے جو تجھ سے زیادہ اسے محبوب ہو اور میں تجھ سے عدم دلچسپی اور اعتراض کرتے ہوئے نہیں نکل رہا لیکن کفار نے مجھے نکالا ہے۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب آپ مکہ سے نکل رہے تھے، اللہ کی قسم مجھے نکالا جا رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تو ہی شہروں میں سے اللہ کے نزدیک محبوب ترین شہر ہے اور اس کی بارگاہ میں معزز ہے، اگر تیرے رہنے والوں نے مجھے نہ نکالا ہوتا تو میں نہ نکلتا۔

امام ترمذی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا تو شہروں میں سے کتنا پاکیزہ شہر ہے اور تو کتنا مجھے محبوب ہے۔ اگر تیری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں تیرے علاوہ کہیں نہ رہتا (3)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 238 2۔ ایضاً 3۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 232، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

امام ابن سعد، احمد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ، الازرقی اور الجندی نے حضرت عبداللہ بن عدی بن الحمراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب کہ آپ اونٹنی پر سوار تھے اور غصہ کی حالت میں تھے۔ آپ ﷺ نے مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اللہ کی قسم تو اللہ کی بہتر زمین ہے اور اللہ کی محبوب ترین زمین ہے اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں نہ نکلتا (1)۔

امام الازرقی، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں مکہ میں ایک قبیلہ تھا جنہیں عمالیق کہا جاتا تھا وہ بڑے عزت دار اور مالدار تھے۔ ان کے پاس گھوڑوں، اونٹوں اور دوسرے جانوروں کی کثرت تھی وہ مکہ اور اس کے اردگرد، نعمان اور اس کے اردگرد چرتے تھے، بادل ان پر سایہ فگن رہتا تھا، ان کی معیشت بڑی فراخ تھی، ان کی وادیاں سرسبز وشاداب تھیں، ان کی زمین بڑی زرخیز تھی، ان کے درخت گھنے تھے۔ انتہائی خوشحال زندگی گزارتے تھے۔ لیکن انہوں نے بدکاری، اسراف، سرعام گناہ کرنا اور غریبوں پر ظلم ستم کرنا اپنا معمول بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ نعمتیں سلب کرلیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک لی اور قحط سالی کو ان پر مسلط کر کے ان میں جان اور مال کی کمی کردی۔ وہ مکہ میں پانی فروخت کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں مکہ سے نکال دیا اس کے ذریعے جس کو ان پر مسلط کیا گیا تھا حتی کہ وہ حرم سے نکل گئے اور وہ اس کے اردگرد رہنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر مزید قحط سالی کردی حتی کہ اپنے آباء جیسی غریب زندگی گزارنے لگے۔ وہ حمیر قبیلہ کی مسافر قوم تھی۔ جب وہ یمن کے شہروں میں داخل ہوئے تو جدا جدا ہو گئے اور ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد قبیلہ جرہم کو حرم میں بسایا۔ انہوں نے بھی عرصہ دراز کے بعد سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو ہلاک کردیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں جب حج کا موقع آتا تو سب باہر نکل جاتے اور کوئی شخص مکہ میں نہ رہتا تھا۔ ایک چور شخص پیچھے رہ گیا۔ اس نے ایک سونے کا ٹکڑا چرانے کا قصد کیا۔ پھر وہ کعبہ کے اندر داخل ہوا تاکہ وہ سونے کا ٹکڑا اٹھالے، جب اس نے اپنا سر بیت اللہ کے سوراخ میں داخل کیا (تو وہ پھنس گیا) لوگوں نے اس کا سر اندر اور سرین باہر دیکھی، پھر لوگوں نے اسے کتوں کے آگے ڈال دیا اور کعبہ کے سوراخ کو بند کردیا۔

امام الازرقی اور طبرانی نے حویطب بن عبدالعزیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم زمانۂ جاہلیت میں کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے، ایک عورت اپنے خاوند سے بھاگ کر کعبہ کی پناہ لینے آئی۔ پیچھے سے اس کا خاوند بھی پہنچ گیا، اس نے عورت کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ میں نے اس شخص کو زمانہ اسلام میں دیکھا تھا کہ اس کا ہاتھ شل تھا۔

امام الازرقی نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الحطیم، رکن، مقام، زمزم اور الحجر کے درمیان ہے۔ اساف اور نائلہ ایک مرد اور عورت تھے، وہ کعبہ میں داخل ہوئے تو مرد نے عورت کو کعبہ کے اندر بوسہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو پتھر بنا دیا۔ پھر کعبہ سے نکال کر ایک کو زمزم کی جگہ نصب کیا گیا اور دوسرے کو کعبہ کے سامنے رکھ دیا گیا تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں اور ان جیسے افعال شنیعہ سے اجتناب کریں۔ اس جگہ کو حطیم کہا جاتا ہے، کیونکہ یہاں قسمیں اٹھوانے کے لئے لوگ جمع ہوتے تھے اور

1۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 232 مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ یہاں جس ظالم کے متعلق بددعا کی گئی وہ ہلاک ہو گیا اور بہت کم یہاں گناہ کی قسم اٹھائی گئی لیکن فوراً اس کو سزا ملی۔ یہ لوگوں کو ظلم سے روکنے والی جگہ ہے اور لوگ یہاں جھوٹی قسمیں اٹھانے سے ڈرتے تھے۔ یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کا سراج منیر طلوع فرمایا۔ پس اب اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مؤخر فرما دیا۔

امام الازرقی نے ایوب بن موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک عورت تھی جس کے ساتھ اس کے چچا کا چھوٹا بیٹا تھا جس کے لئے وہ محنت مشقت کر کے روزی لاتی تھی۔ ایک دن اس عورت نے اس بچے سے کہا اے بیٹے میں تجھ سے غائب ہو جاتی ہوں اور مجھے تجھ پر کسی ظالم کے ظلم کرنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ میرے بعد اگر کوئی تیرے پاس ظالم آ جائے تو اللہ تعالیٰ کا مکہ میں ایک گھر ہے، کوئی گھر اس کے مشابہ نہیں ہے اور مفاسد اس کے قریب نہیں جاتے اور اس گھر پر غلاف ڈالے ہوئے ہیں۔ کبھی اگر کوئی ظالم تجھ پر ظلم کرے تو اس گھر کے رب سے پناہ مانگ لینا، وہ تیری بات سنے گا۔ فرماتے ہیں ایک شخص آیا اور اس کو اپنا غلام بنا لیا۔ جب غلام نے بیت اللہ شریف کو دیکھا تو اس کی صفت پہچان گیا، وہ سواری سے اتر کر کعبہ سے چمٹ گیا۔ اس کا مالک آیا، اس نے اسے پکڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو مالک کا ہاتھ خشک ہو گیا۔ دوسرا ہاتھ بڑھایا تو وہ بھی خشک ہو گیا۔ اس نے زمانہ جاہلیت میں فتویٰ طلب کیا تو اسے فتویٰ دیا گیا کہ ہر ہاتھ کے بدلے ایک اونٹ ذبح کر۔ اس نے اونٹ قربان کئے تو اس کے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔ اس نے وہ غلام چھوڑ دیا اور آزاد کر دیا۔

امام الازرقی نے عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحرث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی کنانہ کا ایک شخص زمانہ جاہلیت میں اپنے چچا کے بیٹے پر ظلم و ستم روا رکھتا تھا اس نے اسے اللہ تعالیٰ اور اپنی قرابت کے واسطے دیئے لیکن اس نے انکار کیا۔ وہ لڑکا حرم شریف میں داخل ہو گیا اور اس نے دعا مانگی اے اللہ میں تجھ سے ایک مجبور شخص کی طرح دعا کرتا ہوں کہ تو میرے چچا کے بیٹے کو ایسی بیماری میں مبتلا کر دے جس کا کوئی علاج اور دوا نہ ہو۔ راوی فرماتے ہیں وہ لڑکا واپس آیا تو اس کے چچا کا بیٹا پیٹ کی بیماری میں مبتلا تھا۔ اس کا پیٹ مشکیزہ کی طرح پھولتا گیا حتیٰ کہ پھٹ گیا۔ عبدالمطلب نے کہا کہ میں نے یہ واقعہ ابن عباس سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا میں نے ایک شخص دیکھا تھا جس نے اپنے چچا کے بیٹے کے لئے اندھا ہونے کی دعا کی تھی پھر میں نے اسے دیکھا کہ اندھے کو پکڑ کر لایا جاتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے انہوں نے خطبہ دیا اے اہل مکہ! اس حرم کے متعلق اللہ سے ڈرو کیا تمہیں معلوم ہے تمہارے اس حرم میں تم سے پہلے کون رہتے تھے؟ وہ بنو فلاں تھے، انہوں نے اس کی حرمت کو پامال کیا تو وہ ہلاک ہو گئے اور بنو فلاں نے اس کی حرمت کو حلال کیا تو وہ بھی ہلاک ہو گئے حتیٰ کہ آپ نے بہت سے خاندان شمار کئے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم کسی اور جگہ دس گناہ کرنا میرے نزدیک اس میں ایک گناہ کرنے سے بہتر ہے (1)۔

امام الجندی نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل جاہلیت حرم میں کوئی جرم کرتے تو فوراً پکڑے جاتے تھے۔ ہو سکتا ہے پھر وہی فوری سزا کا دور لوٹ آئے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 443 (4012)

امام الازرقی، الجندی اور ابن خزیمہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے قریش سے فرمایا اس گھر کے والی تم سے پہلے طسم تھے۔ انہوں نے اس کے حق کی تحقیر کی اور اس کی حرمت کو پامال کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا پھر جرہم قبیلہ کے لوگ اس کے والی بنے، انہوں نے اس کے حقوق کا خیال نہ رکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی ہلاک کر دیا۔ پس تم اس کی اہانت نہ کرو اور اس کی حرمت کا احترام کرو۔

امام الازرقی اور الجندی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کسی اور جگہ ستر گناہ کرنا مکہ میں ایک گناہ کرنے سے زیادہ اچھا لگتا ہے۔

امام الجندی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس طرح مکہ میں نیکیاں زیادہ ہوتی ہیں اسی طرح گناہ بھی کئی گنا زیادہ ہو جاتے ہیں۔

امام الازرقی نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مکہ میں ایک غلطی سو غلطیاں شمار ہوتی ہیں اور نیکیوں کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔

حضرت ابو بکر الواسطی نے بیت المقدس کے فضائل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مکہ ایک شہر ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے عظمت بیان فرمائی ہے اور اس کو بہت بلند حرمت عطا کی ہے۔ مکہ کو پیدا فرمایا اور اسے ہزار سال زمین کی تخلیق سے پہلے ملائکہ کے ساتھ گھیر دیا۔ اور مدینہ کو بیت المقدس کے ساتھ ملایا پھر ہزار سال بعد تمام زمین کو یکبارگی پیدا فرمایا۔

وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ

امام الازرقی نے محمد بن المنکدر رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حرم کو رکھا تو اس کے لئے طائف کو فلسطین سے نقل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن مسلم الطائفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم کے لئے دعا فرمائی کہ یا اللہ انہیں پھلوں کا رزق عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے طائف کو فلسطین سے نقل فرمایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور الازرقی نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے شام کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات نقل فرمایا، اس کو طائف میں رکھا اور یہ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے کیا۔

امام الازرقی نے سعید بن المسیب بن یسار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت نافع بن جبیر بن مطعم وغیرہ کے کسی بیٹے سے سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی سنا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اہل مکہ کیلئے پھلوں سے رزق ملنے کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے طائف کی زمین کو شام سے منتقل فرمایا اور اسے یہاں حرم کے رزق کیلئے بچھا دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 629، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

امام الازرقی نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مومنین کے لئے دعا فرمائی اور کفار کو چھوڑ دیا ان کے لئے کوئی دعا نہ فرمائی۔ ارشاد فرمایا وَمَنْ كَفَرَ الخ

حضرت سفیان بن عیینہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے وَارْزُقْ اَهْلَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ اور آخرت پر ایمان لانے والوں کے لئے رزق طلب کیا تو اللہ نے فرمایا جنہوں نے پہلے کفر کیا انہیں میں رزق دوں گا۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی دعا میں مومنین کو خاص فرمایا تھا، تمام لوگوں کے لئے آپ نے سوال نہیں کیا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ كَفَرَ الخ نازل فرمایا کہ میں ان کو بھی رزق دوں گا جس طرح میں مومنین کو رزق دوں گا، میں مخلوق پیدا کرتا ہوں تا کہ ان کو رزق دوں۔ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ (میں اسے بھی فائدہ اٹھانے دوں گا چند روز پھر مجبور کروں گا اسے دوزخ کے عذاب کی طرف) پھر حضرت ابن عباس سے كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ (اسراء:20) کی آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابی بن کعب نے وَمَنْ كَفَرَ کے متعلق فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہے وہ اپنے رب سے سوال کر رہے ہیں کہ جو کفر کرے اسے بھی تھوڑے رزق سے متمتع فرما۔ میں کہتا ہوں ابن عباس نے اسے فَاَمْتِعْهٗ امر کے صیغہ کے ساتھ پڑھا ہے اسی وجہ سے انہوں نے اسے ابراہیم کا کلام شمار کیا ہے(1)۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

''اور یاد کرو جب اٹھا رہے تھے ابراہیم (علیہ السلام) بنیادیں خانہ کعبہ کی اور اسماعیل (علیہ السلام) بھی۔ اے ہمارے پروردگار قبول فرما ہم سے (یہ عمل) بے شک تو ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قواعد سے مراد بیت اللہ کی بنیادیں ہیں۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم، الجندی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ انہوں نے فرمایا اے جوانو! مجھ سے پوچھو، میں تمہارے درمیان جاننے والا ہوں۔ لوگوں نے آپ سے بہت سے سوال کئے۔ ایک شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح کرے مقام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ کیا وہی ہے جو ہم کہتے ہیں؟ سعید بن جبیر نے پوچھا تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو، اس نے کہا ہم کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام جب تشریف لائے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی نے سواری سے اترنے کی گزارش کی تو آپ نے اترنے سے انکار کیا، وہ یہ پتھر اٹھا کر لائی، سعید بن جبیر نے فرمایا بات اس طرح نہیں ہے۔ فرمایا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سب سے پہلے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 629

عورتوں میں سے جس نے کمر بند باندھا وہ حضرت اسماعیل کی والدہ تھی۔ انہوں نے اس لئے کیا تھا تا کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے جو جذبات ہیں وہ ٹھنڈے ہو جائیں۔ پھر حضرت ابراہیم، ہاجرا اور اس کے بیٹے اسماعیل کو لے کر آئے اور بیت اللہ کے قریب ایک درخت کے نیچے زمزم کے اوپر مسجد کی بالائی طرف پر اتارا۔ اس وقت مکہ میں کوئی شخص نہیں رہتا تھا اور نہ یہاں پانی تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں یہاں ٹھہرایا اور ان کے پاس ایک خورجی چھوڑی جس میں کھجوریں تھیں اور ایک مشکیزہ چھوڑا جس میں پانی تھا۔ حضرت ابراہیم واپس آئے تو ام اسماعیل بھی اس کے پیچھے آئی اور کہا اے ابراہیم تو کہاں جا رہا ہے اور ہمیں ایسی وادی میں چھوڑ کر جا رہا ہے جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ کوئی دوسری خورد ونوش کی چیز؟ حضرت ہاجرہ نے یہ بات بار بار دہرائی لیکن آپ متوجہ نہ ہوئے، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اللہ نے تجھے یہی حکم دیا ہے، حضرت ہاجرہ واپس لوٹ آئیں۔ حضرت ابراہیم چلے گئے حتیٰ کہ چلتے چلتے جب گھاٹی میں پہنچے جہاں سے حضرت ہاجرہ اور بچہ نظر نہ آتے تھے تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے یہ دعا مانگی رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَ ارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ (ابراہیم: 37) حضرت اسماعیل کی والدہ آپ کو دودھ پلاتی رہی اور مشکیزہ میں موجود پانی پیتی رہی حتیٰ کہ جب مشکیزہ میں پانی ختم ہو گیا اور خود بھی پیاسی ہو گئیں اور بچہ بھی پیاسا ہو گیا تو آپ نے اسماعیل کی طرف دیکھا کہ زمین پر پیاس کی وجہ سے پاؤں مار رہا ہے تو ان کی اس کیفیت کو برداشت نہ کر سکنے کی وجہ سے آپ اٹھ کر چلی گئیں۔ آپ نے پہاڑوں میں سے صفا کی پہاڑی کو اپنے قریب ترین پایا۔ آپ اس پر چڑھ گئیں پھر وادی کی طرف دیکھا شاید کوئی شخص نظر آ جائے لیکن آپ کو کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ پھر آپ صفا سے اتریں حتیٰ کہ وادی میں پہنچ گئیں۔ آپ نے اپنی چادر کی ایک طرف اٹھائی اور ایک محنت کرنے والے انسان کی طرح تیز چلیں حتیٰ کہ وادی کو عبور کر گئیں۔ پھر آپ مروہ پر چڑھیں اس پر کھڑے ہو کر دیکھا شاید کوئی شخص نظر آ جائے۔ آپ نے اس طرح سات چکر لگائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہے اسی وجہ سے لوگ ان دو پہاڑوں کے درمیان سعی کرتے ہیں۔

جب آپ مروہ پر چڑھیں تو آپ نے ایک آواز سنی تو خود سے کہا صہ (ٹھہرو) پھر آپ نے پوری توجہ سے اس آواز کو سنا۔ فرمایا کیا تو نے سنا ہے کہ تیرے پاس ایک مددگار ہے۔ پس وہ زمزم کے پاس ایک فرشتہ تھا اس نے اپنی ایڑی ماری یا فرمایا اس نے اپنا پر مارا حتیٰ کہ پانی ظاہر ہو گیا۔ آپ اس پانی کو ہاتھ کے ساتھ جمع کر رہی تھیں اور اپنے مشکیزہ میں چلو بھر بھر کر ڈال رہی تھی لیکن وہ متواتر ابل رہا تھا۔ ابن عباس فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت اسماعیل کی والدہ پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو یونہی چھوڑ دیتی یا فرمایا اگر وہ پانی سے چلو نہ بھرتی تو زمزم ایک جاری چشمہ ہوتا۔ پس حضرت ہاجرہ نے خود پانی پیا اور اپنے بیٹے کو دودھ پلایا۔

اس فرشتہ نے آپ کو کہا تھا اپنے ضیاع کا اندیشہ نہ کرو، یہاں اللہ تعالیٰ کا گھر ہے جسے یہ بچہ اور اس کا باپ تعمیر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس [illegible] والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اس وقت بیت اللہ زمین سے ٹیلہ کی طرح بلند تھا سیلاب آتے تھے اور اس کے دائیں بائیں سے گزر جاتے تھے۔ یہ ماں، بیٹا یہاں ٹھہرے رہے حتیٰ کہ ان کے پاس سے جرہم قبیلہ کے چند لوگ گزرے،

انہوں نے یہی راستہ اختیار کیا اور وہ مکہ کی نچلی طرف اتر پڑے۔ انہوں نے ایک پرندہ یہاں گھومتے دیکھا تو انہوں نے کہا یہ پرندہ پانی کے اوپر ہی گھومتا ہے، ہم اس وادی میں جائیں اس میں پانی ہوگا۔ انہوں نے ایک یا دو آدمی بھیجے تو انہوں نے پانی دیکھ لیا۔ وہ واپس آئے اور قافلہ والوں کو پانی کے متعلق بتایا۔ وہ تمام وہاں آئے تو حضرت سماعیل علیہ السلام کی والدہ پانی کے پاس بیٹھی تھی۔ انہوں نے کہا کیا تو ہمیں اجازت دیتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس قیام کرلیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں لیکن اس پانی پر تمہارا کوئی حق نہیں ہوگا۔ قافلہ والوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ام اسماعیل نے یہ ان کے حق کو کم کرنے کے لئے کہا حالانکہ آپ انسانوں سے محبت کرتی تھیں۔

یہ لوگ وہاں رہنے لگے اور اپنے باقی ماندہ افراد کی طرف پیغام بھیجا تو وہ بھی یہاں پہنچ گئے حتی کہ وہاں چند لوگوں نے اپنے گھر بنا لئے، حضرت اسماعیل ان کے معاشرہ میں پروان چڑھنے لگے اور آپ نے عربی ان سے سیکھی۔ جب آپ جوان ہوئے تو آپ کا عنفوان شباب انتہائی مسرت کن تھا۔ قبیلہ جرھم نے اپنی ایک عورت کا نکاح حضرت اسماعیل سے کر دیا اور ام اسماعیل مر چکی تھی۔ حضرت ابراہیم کچھ عرصہ بعد آئے تا کہ اپنے اہل وعیال کی کیفیت معلوم کریں تو وہ گھر پہنچے تو وہاں حضرت اسماعیل موجود نہ تھے، بیوی سے ان کے متعلق پوچھا تو اس نے کہا وہ ہمارے لئے رزق کی تلاش میں نکلے ہیں۔ پھر آپ نے حالات زندگی پوچھے تو اس نے کہا ہم انتہائی تکلیف سے دوچار ہیں، رزق کی بہت تنگی ہے، حالات بڑے پریشان کن ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تیرا خاوند گھر آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور اسے کہنا کہ اپنے گھر کی دہلیز بدل دے۔ جب حضرت اسماعیل تشریف لائے تو انہوں نے کچھ انسیت محسوس کی۔ پوچھا کوئی مہمان آیا تھا، بیوی نے کہا اس کیفیت کا ایک بوڑھا آیا تھا۔ اس نے تیرے متعلق پوچھا، میں نے اسے بتایا۔ اس نے مجھ سے حالات زندگی دریافت کئے تو میں نے اسے بتایا کہ ہم بڑے مشکل حالات سے دوچار ہیں۔ پوچھا کیا اس نے کوئی وصیت بھی فرمائی تھی۔ ہاں اس نے مجھے تجھ کو سلام کہنے کو کہا تھا اور کہا تھا کہ اپنے دروازہ کی دہلیز بدل دو، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرا باپ تھا اور اس نے مجھے تجھ کو جدا کرنے کا حکم دیا ہے، پس تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔ آپ نے اس بیوی کو طلاق دے دی اور اس کی خاندان جرھم کی دوسری ایک عورت سے نکاح کرلیا، کچھ عرصہ کے بعد حضرت ابراہیم پھر یہاں تشریف لائے تو اتفاق سے اسماعیل پھر بھی گھر پر نہ تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل کی بیوی سے استفسار کرنے لگے تو اس نے بتایا کہ وہ رزق کی تلاش میں نکلے ہیں، حضرت ابراہیم نے پوچھا تمہارے حالات کیسے ہیں، تمہاری معیشت کیسی ہے،؟ اس بیوی نے کہا الحمد للہ اللہ کا فضل و احسان ہے ہر چیز کی فراوانی ہے۔ پوچھا تمہارا کھانا کیا ہے؟۔ اس عورت نے کہا گوشت، پوچھا تمہارا پینا کیا ہے؟ اس نے کہا پانی، حضرت ابراہیم نے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِي اللَّحْمِ وَ الْمَاءِ اے اللہ ان کے لئے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس رات دانے موجود نہیں تھے ورنہ آپ دانوں کے لئے دعا فرما دیتے پس ان دو چیزوں (کھجور اور پانی) پر کوئی شخص مکہ کے علاوہ کسی جگہ اکتفاء کرے گا تو وہ اس کو موافق نہ آئیں گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا سرتاج آئے تو اسے سلام کہنا اور یہ پیغام بھی دینا کہ اپنے دروازے کی

دہلیز کو ثابت رکھ۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام آئے تو پوچھا کیا کوئی مہمان آیا تھا۔ بیوی نے کہا ہاں ایک حسین وجمیل انتہائی اجلے لباس میں مرقع حسن خلق اور حسن خلق شخص آیا۔ اس نے مجھ سے تمہارے متعلق پوچھا تو میں نے اسے بتایا۔ پھر اس نے ہماری معیشت کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا، ہمارے حالات بہتر ہیں۔ پوچھا کیا اس نے کوئی وصیت بھی کی تھی؟ بیوی نے کہا ہاں وہ آپ کو سلام کہتے تھے اور انہوں نے تجھے اپنے دروازے کی دہلیز قائم رکھنے کو کہا تھا۔ حضرت اسماعیل نے فرمایا وہ میرا باپ تھا اور دہلیز سے مراد تو ہے اور اس نے مجھے تجھ کو اپنے پاس روکنے کو کہا ہے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت اسماعیل ایک درخت کے نیچے زمزم کے کنویں کے پاس تیر تراش رہے تھے۔ جب حضرت ابراہیم کو آتے ہوئے دیکھا تو آپ تعظیماً کھڑے ہوئے اور آداب فرزندی بجالائے۔ اور باپ نے بھی بیٹے سے شفقت اور پیار کا خوب اظہار کیا۔ پھر فرمایا اسماعیل اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے۔ عرض کی جو اس کا حکم ہے اس کو بجالایئے۔ فرمایا اس میں تم میرے معاون ہو گے؟ عرض کی حاضر! بندہ معاونت کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں اس کا گھر تعمیر کروں اور ایک بلند ٹیلے کی طرف اشارہ فرمایا، پس وہاں گھر کی بنیادیں رکھی گئیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے تھے اور ابراہیم تعمیر کرتے تھے جب دیواریں کچھ بلند ہو گئیں تو حضرت اسماعیل علیہ السلام یہ پتھر (مقام ابراہیم) اٹھا کر لائے اور آپ کے نیچے رکھ دیا۔ حضرت ابراہیم اس کے اوپر کھڑے ہو گئے، اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے رہے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے رہے اور یہ دعا مانگتے رہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

امام معمر کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ابراہیم براق پر سوار ہو کر حضرت اسماعیل کے گھر آتے تھے اور میں نے سنا کہ جب ابراہیم واسماعیل آپس میں ملے تو رونے لگے حتیٰ کہ پرندے بھی ان کے ساتھ رونے لگے (1)۔

امام ابن سعد طبقات میں ابوجہم بن حذیفہ بن غانم سے روایت کرتے ہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بلد حرام کی طرف جانے کا حکم دیا۔ ابراہیم براق پر سوار ہوئے اسماعیل آپ کے آگے اور ہاجرہ پیچھے بیٹھی ہوئی تھی، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر اس وقت دو سال تھی اور جبریل بھی آپ کے ساتھ تھے جو بیت کی جگہ کی رہنمائی کر رہے تھے، حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کو یہاں اتارا اور خود حضرت ابراہیم شام چلے گئے۔ پھر اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ وہ بیت اللہ تعمیر کرے۔ اس وقت حضرت ابراہیم کی عمر مبارک 100 سال تھی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیس سال تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر بیت اللہ کی تعمیر کی، والد صاحب کے جانے کے بعد حضرت اسماعیل کا وصال ہوا تو انہیں کعبہ کے متصل حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حطیم کے اندر دفن کیا گیا۔ اپنے باپ کے وصال کے بعد ثابت بن اسماعیل اپنے جرہم ماموؤں کے ساتھ کعبہ کے متولی بنے رہے (2)۔

امام دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ کے

1۔ صحیح بخاری، باب اتخذ اللہ ابراہیم خلیلا، جلد 1، صفحہ 474، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

2۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 50 مطبوعہ دار صادر بیروت

تحت روایت کیا ہے۔ فرمایا ایک چکور بادل آیا اس کا سر تھا اور کلام کر رہا تھا کہ گھر کی بلندی میرے چاروں کونوں کے برابر کرو تو انہوں نے کعبہ کو اس کے چاروں کونوں کے برابر بلند کیا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، اسحق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، الحرث بن ابی اسامہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، الازرقی، حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور امام بیہقی نے دلائل میں حضرت خالد بن عرعرہ سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کیا آپ مجھے بیت اللہ کے متعلق بتائیں گے؟ کیا یہ زمین پر پہلا گھر ہے؟ فرمایا نہیں لیکن یہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لئے بنایا گیا جس میں برکت و ہدایت رکھی گئی، اس میں مقام ابراہیم ہے جو اس میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابراہیم جب یہ گھر بنا رہے تھے تو پریشان ہوئے کہ اسے کیسے بناؤں۔ اللہ تعالیٰ نے السکینہ کو بھیجا، یہ سخت ہوا تھی اور اس کے دو سر تھے۔ اور کعبہ کے ارد گرد طوق کی مانند ہوگئی، حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ یہ ہوا جہاں ٹھہری ہے وہاں تک تعمیر کرو، پس حضرت ابراہیم نے تعمیر فرمائی، جب حجر اسود کو رکھنے کی جگہ پہنچے تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے کہا جاؤ اور میرے لئے ایک پتھر تلاش کر کے لاؤ جو میں یہاں رکھوں، حضرت اسماعیل پہاڑوں میں گھومتے رہے تو حضرت جبریل یہ پتھر لائے اور اسے رکھ دیا۔ حضرت اسماعیل آئے تو پوچھا یہ پتھر کہاں سے آیا ہے فرمایا اسے وہ لے کر آیا ہے جو میرے اور تیرے بیٹوں پر بھروسا نہیں کرتا۔ یہ کعبہ قائم رہا پھر گر گیا۔ دوبارہ اسے عمالقہ نے بنایا تھا پھر گر گیا تو جرہم نے تعمیر کیا۔ پھر گرا تو قریش نے تعمیر کیا۔ جب قریش نے حجر اسود رکھنے کا ارادہ کیا تو اس کے مقام پر رکھنے کے بارے جھگڑنے لگے اور کہا جو اس دروازے سے پہلے آئے گا وہی اسے رکھے گا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب بنی شیبہ سے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کپڑا لانے کا حکم دیا اسے بچھایا اور پتھر اس کے درمیان رکھ دیا۔ ہر قریش کے خاندان میں سے ایک شخص کو ایک کونا پکڑنے کو کہا۔ انہوں نے اسے بلند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اسے اپنی جگہ رکھ دیا (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الازرقی اور حاکم نے سعید بن المسیب کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم آرمینیہ سے آئے اور آپ کے ساتھ سکینہ تھی جو بیت اللہ کی جگہ کی طرف رہنمائی کر رہی تھی اور وہ سکینہ ایسی تھی جیسے مکڑی اپنا جالا بناتی ہے۔ پس آپ نے سکینہ کے نیچے کھدائی کی اور بیت اللہ کی بنیادیں ظاہر کیں۔ ایک بنیاد تیس افراد سے کم لوگوں سے ہلتی نہیں تھی۔ میں نے پوچھا اے ابو محمد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ۔ انہوں نے فرمایا یہ پھر بعد میں ہوا۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباس سے اس قول وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں القواعد سے مراد وہ بنیادیں ہیں جو پہلے تعمیر تھیں (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور الجندی نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام نے

1۔ مسند الفردوس از دیلمی، جلد 4، صفحہ 403 (7171) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 637
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 631

عرض کی اے میرے پروردگار کیا وجہ ہے کہ مجھے اب فرشتوں کی آوازیں سنائی نہیں دیتیں فرمایا تیری خطاء کی وجہ سے۔لیکن زمین پر اتر جاؤ اور میرا گھر بناؤ اور پھر اس کو گھیر لو (طواف کرو) جس طرح تو نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ میرے اس گھر کو گھیرے ہوئے ہیں جو آسمان میں ہے۔لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت آدم نے بیت اللہ پانچ پہاڑوں سے تعمیر کیا تھا، حراء، لبنان، طور زیتا، طور سیناء، الجودی۔ یہ حضرت آدم کی تعمیر قائم رہی حتی کہ بعد میں اسے ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو فرمایا میں تیرے ساتھ ایک گھر کو بھی اتار رہا ہوں، اس کا بھی طواف کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کا طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب طوفان کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے وہ گھر اٹھا لیا، انبیائے کرام حج کرتے تھے اور اس کا مکان نہ جانتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس کی تعمیر کی سعادت عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ ابراہیم کو اس کی اصل جگہ بتائی، آپ نے پانچ پہاڑوں سے اس کی تعمیر کی حراء، لبنان، ثبیر، جبل طور، جبل حمر، یہ جبل بیت المقدس ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دنیا کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پانی کے چار ارکان پر بیت اللہ کے ارکان کو رکھا پھر بیت اللہ کے نیچے زمین پھیلائی گئی (2)۔

امام عبد الرزاق، الازرقی نے تاریخ مکہ میں الجندی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ کی جگہ کو تخلیق فرمایا اور اس کے ارکان ساتوں زمینوں میں تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے علیاء بن احمر سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین مکہ شریف میں آیا تو اس نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ کی دیواریں بناتے ہوئے دیکھا جو وہ پانچ پہاڑوں سے بنا رہے تھے۔ اس نے پوچھا تم میری اس زمین میں کیا کر رہے ہو۔ حضرت ابراہیم و اسماعیل نے کہا ہم اللہ کے بندے ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس کعبہ کی تعمیر کریں۔ ذوالقرنین نے کہا جو تم دعویٰ کرتے ہو اس کی دلیل پیش کرو، پس پانچ مینڈھے کھڑے ہوئے اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ اسماعیل و ابراہیم اللہ کے بندے ہیں جنہیں اس کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا میں نے تسلیم کر لیا پھر وہ چلا گیا۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے کہ حرم برابر عرش تک حرم ہے۔ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ بیت اللہ اس وقت زمین پر اتارا گیا جب آدم علیہ السلام زمین پر اترے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ارشاد فرمایا تھا کہ میں تیرے ساتھ اپنے گھر کو اتار رہا ہوں، اس کے اردگرد طواف کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کے اردگرد طواف کیا جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام نے کعبہ کا طواف کیا اور جو بعد میں مومنین آئے انہوں نے بھی طواف کیا حتی کہ جب طوفان کا زمانہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کو غرق کیا تھا اس کو زمین سے اٹھا لیا تھا۔ اسے اہل زمین کی سزا لاحق نہیں ہوئی تھی۔ پس آدم علیہ السلام نے ان نشانات پر دوبارہ تعمیر فرمائی تھی (3) ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل فرمایا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 632　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 633　3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 632

بیت اللہ شریف کو چار پہاڑوں سے بنایا گیا ہے حراء، طورزیتا، طورسینا اور لبنان۔

امام بیہقی نے دلائل میں سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔ آدم علیہ السلام جنت سے باہر تشریف لائے تو آپ کے ایک ہاتھ میں پتھر تھا اور دوسرے ہاتھ میں پتے تھے، آپ نے پتے ہند میں بکھیر دیئے، جو کچھ خوشبو نظر آتی ہے یہ اس کا فیضان ہے اور پتھر یہ سفید یاقوت تھا اس کے ذریعے روشنی حاصل کی جاتی تھی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنایا اور حجر اسود رکھنے کی جگہ پر پہنچے تو اسماعیل کو فرمایا: ایک پتھر لے آؤ جو یہاں رکھوں، حضرت اسماعیل ایک پہاڑ سے پتھر اٹھا لائے آپ نے فرمایا کوئی اور لاؤ۔ حضرت اسماعیل بار بار پتھر لاتے رہے لیکن کوئی آپ کو پسند نہ آیا۔ پھر ایک مرتبہ پتھر لانے کے لئے اسماعیل علیہ السلام گئے تو جبریل علیہ السلام ہندوستان سے وہ پتھر لے کر آئے جو آدم علیہ السلام جنت سے لے کر آئے تھے۔ حضرت ابراہیم نے وہ پتھر لگادیا۔ جب اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو پوچھا یہ پتھر کون لایا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جو تجھ سے زیادہ چست ہے (1)۔

امام ثعلبی نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابوالقاسم الحسن بن محمد بن حبیب رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے ابو بکر محمد بن احمد القطان البلخی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا جو قرآن کے عالم تھے کہ ابراہیم علیہ السلام سریانی زبان بولتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام عربی زبان بولتے تھے، ہر ایک دوسرے کی بات سمجھتا تھا لیکن ہر ایک دوسرے کی زبان بول نہیں سکتا تھا۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل کو کہتے ھل لی کثیبا۔ یعنی مجھے پتھر اٹھا کر دو۔ حضرت اسماعیل کہتے ھاک الحجر فخذہ یہ ہے پتھر پکڑ لو۔ پھر جب پتھر رکھنے کی جگہ باقی رہ گئی تو حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر کی تلاش میں گئے، ادھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان سے پتھر لے آئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام واپس آئے تو ابراہیم علیہ السلام اپنی جگہ پر اس کے اوپر کھڑے تھے۔ اسماعیل نے پوچھا ابوجی! یہ کون لایا ہے؟ فرمایا یہ وہ لایا ہے جو تیری اولاد پر اعتماد نہیں کرتا۔ پس دونوں نے وہ مکان مکمل کیا اس ارشاد وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ سے یہی مراد ہے۔

امام بیہقی نے ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سن بلوغت کو پہنچے تو کعبہ کی عورت نے آگ جلائی۔ اس کے شرارے اڑ کر کعبہ کے غلافوں پر جا پڑے۔ پس وہ جل گیا۔ لوگوں نے کعبہ کو گرایا اور پھر نئے سرے سے تعمیر فرمایا۔ جب حجر اسود رکھنے کی جگہ پہنچے تو قریش اس کو اٹھا کر رکھنے کے متعلق جھگڑ پڑے۔ سب نے اتفاق کیا کہ ہم اس کا فیصلہ تسلیم کریں گے جو پہلے آئے گا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ آپ ایک جوان کی حیثیت سے تھے۔ آپ نے دھاری دار چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ تمام نے آپ کو حکم مقرر کرلیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو کپڑے پر رکھنے کا حکم دیا۔ پھر ہر قبیلہ کے سردار کو کپڑے کی ایک ایک طرف پکڑائی۔ پھر جب چادر کو بلند کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھ دیا پھر زبانوں پر آپ کی تعریفات جاری ہوگئیں حتیٰ کہ لوگوں نے آپ کو امین کہا۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے جب کہ ابھی وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ عرب جب اونٹ ذبح کرتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے تاکہ اس میں برکت کی دعا فرمائیں۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 53، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت

ابوالولید الازرقی نے تاریخ مکہ میں سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کعبہ آسمانوں اور زمینوں کی تخلیق سے چالیس سال پہلے جھاگ کی طرح تھا پھر اس سے زمین پھیلائی گئی۔

الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو زمینوں کی تخلیق سے پہلے پیدا فرمایا۔

الازرقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے عرش پانی پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تیز چلنے والی ہوا بھیجی جو پانی کے ساتھ ٹکرا گئی تو قبہ نما بیت اللہ کی جگہ پر جزیرہ ظاہر ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے نیچے سے زمین پھیلا دی پھر اس پر پہاڑوں کے کیل لگائے، سب سے پہلا پہاڑ جو لگایا گیا وہ ابوقبیس کا تھا اسی وجہ سے اس کو ام القریٰ کہا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بیت اللہ چار ستونوں پر پانی کے اوپر آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے موجود تھا۔ پس اس کے نیچے سے زمین پھیلائی گئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین کعبہ کے نیچے سے پھیلائی گئی۔

امام الازرقی نے حضرت علی بن الحسین سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ اس گھر کے طواف کی ابتداء کیسے ہوئی، کیوں ہوئی اور کب سے ہوئی اور کہاں سے ہوئی۔ حضرت ابن عباس سے فرمایا اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہمیں چھوڑ کر تو اسے خلیفہ بنا رہا ہے جو زمین میں فساد برپا کریں گے اور خون بہائیں گے، آپس میں حسد کریں گے اور بغض رکھیں گے۔ اے ہمارے پروردگار ہم سے خلیفہ بنا، ہم نہ تو زمین میں فساد برپا کریں گے اور نہ خون بہائیں گے اور نہ آپس میں بغض رکھیں گے، نہ حسد کریں گے نہ بدکاری کریں گے اور ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، تیری پاکی بیان کرتے ہیں، تیری اطاعت کرتے ہیں اور تیری نافرمانی نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، فرشتوں نے سمجھ لیا کہ جو کچھ اللہ کی بارگاہ میں انہوں نے عرض کیا ہے وہ رد کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ پس انہوں نے عرش کی پناہ لی اور اپنے سروں کو بلند کیا اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا اور غضب الٰہی سے وہ رو رہے تھے اور آہ و زاری کر رہے تھے۔ انہوں نے عرش کے اردگرد تین دفعہ چکر لگائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نظر کرم فرمائی، ان پر رحمت الٰہی کا نزول ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے عرش کے نیچے زبرجد کے چار ستونوں پر ایک گھر بنایا اور ان ستونوں کو سرخ یاقوت سے ڈھانپ دیا اس گھر کو الضراح کہا جاتا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا اس گھر کا طواف کرو اور عرش کو چھوڑ دو۔ ملائکہ نے اس گھر کا طواف کیا اور عرش کو چھوڑ دیا پس یہ ان پر زیادہ آسان ہو گیا اور وہ بیت المعمور تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ دن اور رات میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے تھے اور پھر اس میں وہ کبھی لوٹ کر نہیں آتے تے پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا زمین میں اس کی مثل اور اسی کی مقدار میں میرا ایک گھر بناؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی زمینی مخلوق کو حکم دیا کہ اس گھر کا تم طواف کرو جس طرح آسمان والے البیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔

امام الازرقی نے لیث بن معاذ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بیت اللہ اللہ تعالیٰ کے پندرہ گھروں میں سے پانچواں ہے۔ سات آسمانوں میں ہیں سات نچلی زمین کی تہوں تک ہیں اور بلند ترین وہ ہے جو عرش کے قریب ہے۔

ان گھروں میں سے ہر گھر کا حرم ہے جس طرح بیت اللہ کا حرم ہے اگر ان میں سے کوئی گھر گرے تو نچلی زمین کی تہوں تک ایک دوسروں کے اوپر ہی گریں گے اور آسمانوں اور زمینوں کے ہر گھر کو آسمان والے اور زمین والے آباد کرتے ہیں جس طرح اس گھر کو لوگ آباد کرتے ہیں۔

امام الازرقی نے عمرو بن سیار المکی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب کسی فرشتہ کو کسی کام کے لئے زمین پر مبعوث فرمایا تو اس فرشتہ نے اللہ تعالیٰ سے بیت اللہ کا طواف کرنے کی اجازت طلب کی۔ تو وہ فرشتہ احرام کی حالت میں زمین پر اترا۔

امام ابن المنذر اور الازرقی نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو انہیں حکم دیا کہ وہ مکہ کی طرف جائیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے لئے بیاباں اور زمین کی مسافت کو لپیٹ دیا ہر بیاباں جس سے آپ گزرے وہ ایک قدم کی مسافت ہو گیا۔ اور زمین میں جو دریا و سمندر تھے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک قدم کی مسافت میں سکیڑ دیا اور آپ جس جگہ قدم رکھتے وہ جگہ آباد ہو جاتی اور برکت والی ہو جاتی حتی کہ آپ مکہ پہنچ گئے، اس سے پہلے آپ کا رونا دھونا انتہائی شدید تھا کیونکہ آپ پر شدید مصیبت آپڑی تھی حتی کہ فرشتے بھی آپ کے رونے کی وجہ سے روتے تھے اور آپ کی پریشانی کی وجہ سے پریشان ہوتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جنت کے خیموں میں ایک خیمہ کے ساتھ آدم علیہ السلام کو تسلی دی اور اسے مکہ میں کعبہ کی جگہ رکھا جب کہ ابھی کعبہ نہیں تھا اور یہ خیمہ جنت کے یواقیت میں سے سرخ یاقوت کا تھا، اس میں سونے کی تین قنادیل تھیں اور ان میں جنت کا نور چھلکتا تھا، ان کے ساتھ حجر اسود بھی اترا تھا۔ یہ اس وقت جنت کا سفید یاقوت تھا اور یہ حضرت آدم کے لئے کرسی تھا، آپ اس پر بیٹھتے تھے۔ جب آدم علیہ السلام مکہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو محفوظ کر دیا اور اس خیمہ کی فرشتوں کے ذریعے حفاظت فرمائی۔ فرشتے زمین والوں سے اس کو محفوظ رکھتے تھے اور اس وقت زمین کے رہنے والے جن اور شیاطین تھے اور زمین والوں کے لئے جنت کی کسی چیز کو دیکھنا جائز نہیں کیونکہ جو جنت کی کسی چیز کو دیکھ لیتا تھا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی اس وقت زمین پاک صاف تھی۔ اس میں نہ خونریزی کی نجاست تھی اور نہ اس میں گناہوں کی آلودگی تھی۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے ملائکہ کا مسکن بنایا اور ان کو زمین میں اسی طرح ٹھہرایا جس طرح وہ آسمان میں رہتے تھے۔ وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تھے اور عبادت سے ڈھیلے نہیں ہوتے تھے۔ فرشتے حرم کی حدود پر صف باندھ کر کھڑے ہوتے تھے اور حرم کی طرف ان کی پیٹھ ہوتی تھی اور آگے تمام حرم ہوتا تھا ان سے کوئی جن اور شیطان تجاوز نہیں کرتا تھا۔ فرشتوں کے مقام کی وجہ سے یہ ایریا آج تک حرم ہے اور حرم کے نشانات وہاں لگائے گئے ہیں جہاں فرشتے ٹھہرے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حواء پر حرم میں داخلہ حرام کیا تھا اور آدم علیہ السلام کے خیمہ کی طرف دیکھنا بھی حرام کیا تھا اس غلطی کی وجہ سے جو ان سے جنت میں سرزد ہوئی تھی۔ پس آپ نے کچھ بھی نہ دیکھا حتی کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔ آدم علیہ السلام جب رات کے وقت ان سے ملاقات کا ارادہ کرتے تو پورے حرم کو عبور کر کے باہر جا کر ان سے ملاقات کرتے حضرت آدم کا خیمہ حرم میں باقی رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس خیمہ کی جگہ مٹی اور پتھروں سے ایک

مکان تعمیر کیا، وہ ہمیشہ آباد رہا حتی کہ نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا تو سیلاب نے اسے جڑ سے اکھیڑ دیا اور اس کی جگہ بھی چھپ گئی پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور خیمہ کی جگہ جہاں بنو آدم نے مکان بنایا تھا اس کی بنیادوں کو تلاش کرنے کا حکم فرمایا حضرت ابراہیم زمین کھودتے رہے حتیٰ کہ ان بنیادوں تک پہنچ گئے جو اولاد آدم نے خیمہ کی جگہ رکھی تھیں۔ جب آپ مقصود تک پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ نے بادل کے ذریعے اس بیت کی جگہ سایہ کر دیا۔ وہ بادل اس بیت پر چھایا رہا اور حضرت ابراہیم کے لئے قواعد کی جگہ کی رہنمائی کرتا رہا اور آپ پر سایہ فگن رہا حتی کہ آپ نے بنیادیں کھڑی کر دیں۔ پھر بادل چھٹ گیا۔ اسی بات کی اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ (الحج: 26) پس جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے معمور فرمایا ہے وہ اللہ کی حمد کر رہا ہے۔

امام وہب بن منبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے پہلی کتب میں سے ایک کتاب پڑھی جس میں کعبہ کے امر کا ذکر تھا۔ فرماتے ہیں اس میں پڑھا تھا کہ ہر فرشتہ جو زمین پر اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اسے بیت اللہ کی زیارت کا حکم دیتا ہے وہ عرش سے احرام کی حالت میں تلبیہ پڑھتے ہوئے آتا ہے حتی کہ حجر اسود کا استسلام کرتا ہے پھر وہ بیت اللہ کے سات چکر لگاتا ہے، بیت اللہ کے اندر دو رکعت نماز پڑھتا ہے پھر اوپر چڑھ جاتا ہے۔

امام الجندی نے فضائل مکہ میں وہب بن منبہ رحمہ الہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ نے کوئی فرشتہ اور بادل نہیں بھیجا اور وہ وہاں سے گزرتا ہے جہاں اس کو بھیجا گیا ہوتا ہے حتی کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر لیتا ہے پھر اسے جو حکم ہوتا ہے اسے بجالاتا ہے۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جبریل کو آدم و حوا کے پاس بھیجا انہیں فرمایا کہ ایک گھر بناؤ، جبریل نے ان کو جگہ کے تعین کے لئے خط کھینچ دیا، آدم زمین کھودتے اور حضرت حواء مٹی اٹھا کر باہر پھینکتی تھیں حتی کہ پانی تک پہنچ گئے۔ نیچے سے آواز آئی اے آدم بس کافی ہے جب وہ گھر تعمیر کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ وہ اس کا طواف کریں اور ارشاد ہوا تو پہلا انسان ہے اور یہ پہلا گھر ہے پھر زمانہ گردش کرتا رہا حتیٰ کہ نوح علیہ السلام کا زمانہ آیا تو انہوں نے حج کیا پھر حالات بدلتے رہے حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کی دیواریں کھڑی کیں۔

امام ابن اسحاق الازرقی، بیہقی نے دلائل میں عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر نبی نے حج کیا سوائے حضرت ہود اور صالح علیہما السلام کے۔ حضرت نوح علیہ اسلام نے اس کا حج کیا پھر جب زمین پر سیلاب آیا تو ہر چیز غرق ہو گئی۔ بیت اللہ سرخ ٹیلہ کی مانند تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو آپ اپنی قوم کی اصلاح میں مشغول رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمالی۔ آپ حج نہ کر سکے حتی کہ وصال ہو گیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے کعبہ کی جگہ کا تعین فرمایا تو ابراہیم نے حج کیا۔ ان کے بعد ہر نبی نے حج کیا(1)۔

امام احمد نے الزہد میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ستر انبیاء نے حج کیا ان میں سے حضرت موسیٰ بن عمران بھی تھے ان پر دو قطوانی چادریں تھیں، ان میں سے یونس علیہ السلام بھی تھے جو کہتے تھے لَبَّیْكَ كَاشِفَ الْكَرْبِ۔ میں

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 46، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حاضر ہوں اے مشکلات کو ٹالنے والے (1)۔

امام الازرقی، ابوالشیخ (نے العظمہ میں) اور امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا تو آپ کا سر آسمان میں تھا اور پاؤں زمین میں تھے، وہ کشتی کی مثل ہچکولے کھا رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ساٹھ ہاتھ تک آپ کو جھکا دیا۔ عرض کی یا رب کیا وجہ ہے اب میں فرشتوں کی آواز نہیں سنتا اور نہ ان کی آہٹ سنتا ہوں؟ فرمایا آدم اس کی وجہ تیری اپنی خطا ہے لیکن تم جاؤ اور میرے لئے ایک گھر بناؤ اور اس کا طواف کرو اور اس کے اردگرد مجھے یاد کرو، جس طرح تو نے فرشتوں کو میرے عرش کے اردگرد ذکر کرتے دیکھا ہے۔ آدم علیہ السلام چلے تو زمین ان کے لئے لپیٹ دی گئی اور صحراء بھی مختصر کر دیئے گئے۔ جس بیاباں سے گزرتے وہ ایک قدم کی مسافت ہوتا، اللہ تعالیٰ نے پانی کی گزرگاہیں اور دریا سب سکیڑ دیے اور آپ کے لئے ان کو قدم کی مسافت کر دیا۔ جب زمین پر آپ قدم رکھتے وہ آباد اور بابرکت ہو جاتی حتی کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ آپ نے بیت اللہ بنایا۔ حضرت جبریل نے اپنا پر زمین پر مارا اور ساتویں زمین تک قائم بنیاد کو ظاہر کر دیا۔ ملائکہ نے ایسی ایسی چٹانیں پھینکیں جن کو تیس آدمی اٹھانے کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ حضرت آدم نے بیت اللہ پانچ پہاڑوں سے تعمیر فرمایا لبنان، طور زیتا، طور سیناء، الجودی اور حراء حتی کہ زمین کے اوپر قائم ہو گیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس گھر کی بنیاد رکھی اور اس میں نماز پڑھی اور اس کا طواف کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان بھیجا۔ وہ ایک ناراضگی اور عذاب تھا۔ جب طوفان ختم ہوا تو آدم علیہ السلام کی بو بھی ختم ہو چکی تھی۔ طوفان سند اور ہند کی زمین کے قریب نہ گیا۔ طوفان نے کعبہ کی جگہ کو مٹا دیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو بھیجا۔ انہوں نے اس کی بنیادیں کھڑی کیں اور اس کی نشانیاں بنائیں پھر اس کے بعد قریش نے اسے بنایا اور یہ کعبہ البیت المعمور کے متوازی ہے، اگر وہ گرے تو کعبہ کے اوپر گرے گا۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجا تو انہیں بیت اللہ کی جگہ ہی اتارا۔ آپ حرکت کرنے میں کشتی کی مانند تھے۔ پھر آپ پر حجر اسود اتارا جو سفیدی کی وجہ سے چمک رہا تھا، آدم علیہ السلام نے اسے پکڑ کر سینے سے لگایا اور اس سے مانوس ہوئے۔ پھر ان پر قضاء (فیصلہ) نازل ہوا۔ ارشاد ہوا اے آدم چلو۔ آدم علیہ السلام چل پڑے، آپ ہند یا سند کی زمین پر تھے۔ یہاں جتنا اللہ نے چاہا ٹھہرے رہے۔ پھر آپ کا حجر اسود کی طرف اشتیاق بڑھا تو ارشاد ہوا کہ حج کرو، پس آپ نے حج کیا تو فرشتوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ فرشتوں نے کہا اے آدم تیرا حج قبول ہو، ہم نے اس گھر کا تجھ سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا۔

امام الازرقی نے ابان سے روایت کیا ہے کہ بیت جو اتارا گیا تھا وہ ایک یاقوۃ یا ایک ذرہ تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بیت اللہ سرخ یاقوت سے تھا اور لوگ کہتے ہیں وہ سبز زمرد سے تھا۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 44، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام الازرقی نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن الزبیر نے کعبہ بنایا تو مزدوروں کو حکم دیا کہ زمین میں اس کی بنیادوں کو انتہائی گہرائی تک لے جاؤ وہ نیچے پہنچے تو اونٹوں کی طرح بڑی بڑی چٹانیں آ گئیں، حضرت زید نے کہا مزید کھودو۔ جب وہ نیچے گئے تو آگ کا خلا تھا۔ حضرت زید نے پوچھا کیا وجہ ہے کام رک گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم اس سے نیچے جانے کی طاقت نہیں رکھتے ہم نے آگے ایک عظیم منظر دیکھا ہے۔ حضرت زید نے فرمایا اس پر ہی تعمیر شروع کر دو۔ عطاء فرماتے ہیں یہ وہ چٹانیں تھیں جن پر آدم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا تھا۔

امام الازرقی نے حضرت عبید اللہ بن ابی زیاد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو فرمایا اے آدم میرے لئے ایک گھر بناؤ جو میرے آسمان والے گھر کے برابر ہو جس میں تو اور تیری اولاد عبادت کریں جس طرح کہ میرے فرشتے میرے عرش کے اردگرد عبادت کرتے ہیں۔ پس آدم علیہ السلام کے پاس فرشتہ آیا، آدم علیہ السلام بنیادیں کھودتے گئے حتی کہ ساتویں زمین تک پہنچ گئے، ملائکہ نے ان بنیادوں میں بڑی بڑی چٹانیں ڈالیں حتی کہ زمین کے اوپر تک تعمیر ہو گیا۔ آدم علیہ السلام کے ساتھ سرخ کھوکھلا یاقوت بھی اترا تھا، اس کے سفید چار ارکان تھے۔ آپ نے ان کو بنیادوں پر رکھا۔ وہ یاقوت اسی طرح باقی رہا حتیٰ کہ غرق کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھالیا۔

امام الازرقی نے عثمان بن ساج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے سعید نے خبر دی ہے کہ آدم علیہ السلام نے ستر حج پیدل فرمائے۔ فرشتے انہیں دو پہاڑی راستوں کے درمیان ملے تو کہا اے آدم تیرا حج قبول ہوا۔ لیکن ہم نے تجھ سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا۔

امام الازرقی نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور اس کو مرفوع بیان کرتے تھے کہ آدم علیہ السلام نے عرض کی یا رب میں اپنی شقاوت کا اعتراف کرتا ہوں، مجھے تیرے کے نور سے کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر آسمان والے گھر کے متوازی البیت الحرام اتارا اور اس کی بنیاد جنت کے یاقوت سے تھی لیکن اس کا طول آسمان اور زمین کے درمیان تھا۔ حضرت آدم کو اس کے طواف کرنے کا حکم دیا تو اس طرح آدم علیہ السلام میں جو قلبی اضطراب تھا وہ دور ہو گیا۔ پھر نوح علیہ السلام کے زمانہ میں وہ اٹھالیا گیا۔

امام الازرقی نے امام ابن جریج عن مجاہد رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے ان میں البیت الحرام کو رکھا اس وقت وہ کھوکھلے سرخ یاقوت کا تھا، اس کے دو دروازے تھے، ایک مشرقی اور دوسرا مغربی، اس کو البیت المعمور کے متوازی بنایا۔ جب غرق کا زمانہ آیا تو دو ریشمی کپڑوں میں لپیٹ کر اسے اٹھالیا اور وہ قیامت تک ان کپڑوں میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے رکن (حجر اسود) جبل ابوقبیس کو عطا فرمایا۔ ابن عباس فرماتے ہیں یہ سونا تھا پس غرق کے زمانہ میں اٹھالیا گیا۔ ابن جریج کہتے ہیں، جو یبر نے کہا پہلے بیت المعمور مکہ میں تھا غرق کے زمانہ میں آسمان کی طرف اٹھالیا گیا۔ اب وہ آسمان میں ہے۔

امام الازرقی نے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بیت اللہ شریف آدم کے لئے

رکھا گیا آپ اس کا طواف کرتے تھے اور اس کے پاس اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کا حج کیا اور آپ سیلاب سے پہلے یہاں تشریف لائے تھے۔ جب سیلاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کر دیا تو زمین کو شدید نقصان ہوا اور کعبہ ایک سرخ ٹیلہ تھا جس کی جگہ معروف تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو قوم عاد کی طرف مبعوث فرمایا تو آپ اپنی قوم کی اصلاح و تربیت میں مشغول رہے حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا اور آپ حج کی سعادت حاصل نہ کر سکے پھر اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا قوم ثمود کی طرف تو آپ بھی مشغول رہے اور حج نہ کر سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اس جگہ اتارا تو آپ نے حج کیا اور مناسک حج سیکھے اور لوگوں کو اس کی زیارت کے لئے بلایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو نبی بھی تشریف لایا اس نے حج کیا۔

امام الازرقی نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فرمایا میں تیرے ساتھ اپنا گھر اتارنے والا ہوں جس کے اردگرد طواف کیا جائے جس طرح میرے عرش کا طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس نماز پڑھی جائے گی جس طرح میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔ وہ اسی طرح قائم رہا حتیٰ کہ طوفان نوح کا زمانہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اٹھا لیا پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس جگہ پہنچایا۔ آپ نے پانچ پہاڑوں حراء، ثبیر، لبنان، طور اور جبل احمر سے اس کو تعمیر فرمایا۔

امام الجندی نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفینہ نوح نے بیت اللہ کے اردگرد سات چکر لگائے حتیٰ کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم غرق ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو اٹھا لیا اور اس کی بنیادیں باقی رہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو یہاں جگہ عطا فرمائی تو آپ نے پھر اس کو تعمیر فرمایا وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ سے یہی مراد ہے۔ اور رکن (حجر اسود) ابوقبیس پہاڑ کو عطا کیا حتیٰ کہ جب ابراہیم تعمیر فرما رہے تھے تو ابوقبیس پہاڑ نے ندا دی اے ابراہیم حجر اسود یہ ہے۔ وہ آئے اسے کھودا پھر حضرت ابراہیم نے اسے اپنی جگہ لگا دیا۔

امام الاصبہانی نے اپنی ترغیب میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس گھر کا طواف کر اس سے پہلے کہ تیرے ساتھ کوئی دوسرا واقعہ پیش آئے، آدم علیہ السلام نے عرض کی یا رب کوئی حادثہ پیش آئے گا؟ فرمایا جسے تو نہیں جانتا یعنی موت۔ عرض کی موت کیا ہے؟ فرمایا تو اس کا ذائقہ ضرور چکھے گا۔ عرض کی میرا میرے اہل میں سے خلیفہ کون ہو گا؟ فرمایا میں یہ آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کروں گا، پس اللہ نے یہ منصب آسمانوں پر پیش کیا تو سب نے معذرت کی، اللہ تعالیٰ نے پھر زمینوں پر پیش کیا تو انہوں نے بھی انکار کیا۔ پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے بھی معذرت کی۔ لیکن آپ کے اس بیٹے نے یہ منصب قبول کر لیا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، آدم علیہ السلام ہند کی زمین سے حج کرنے کے لئے چلے، آپ جس جگہ اترے اس میں کھایا اور پیا تو وہ آپ کے بعد آباد ہو گئی حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ آپ کا ملائکہ نے بطحاء میں استقبال کیا، عرض کی السلام علیکم یا آدم آپ کا حج قبول ہو لیکن ہم نے اس گھر کا حج آپ سے دو ہزار سال پہلے کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ اس وقت کھوکھلا سرخ

یاقوت تھا اس کے دو دروازے تھے جو اس کا طواف کرتا اس کو بیت اللہ کے اندر والا نظر آتا اور جو اندر ہوتا اسے باہر طواف کرنے والے نظر آتے۔ پس آدم علیہ السلام نے مناسک حج ادا کئے، اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی اے آدم تو نے مناسک حج ادا کر لئے ہیں؟ عرض کی ہاں یارب! فرمایا اب اپنی حاجت طلب کر تیری حاجت پوری کی جائے گی۔ عرض کی میری حاجت یہی ہے کہ تو میرا گناہ اور میری اولاد کا گناہ معاف کر دے۔ فرمایا اے آدم تیرا گناہ تو ہم نے اس وقت معاف کر دیا تھا جب تجھ سے یہ (بھول کر) سرزد ہوا تھا۔ لیکن تیری اولاد کے گناہ کا مسئلہ اس طرح ہے کہ جو مجھے پہچان لے گا اور مجھ پر ایمان لے آئے گا اور میرے رسولوں اور میری کتابوں کی تصدیق کرے گا تو ہم اس کے گناہ بھی معاف کر دیں گے۔

امام ابن خزیمہ، ابوالشیخ (العظمۃ میں) اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام بیت اللہ شریف ہزار مرتبہ آئے اور کبھی بھی سوار ہو کر نہ آئے ہمیشہ ہند سے پیدل چل کر آتے تھے آپ نے تین سو حج کئے اور سات سو عمرے کئے۔ سب سے پہلا حج آدم نے کیا تھا۔ آپ عرفات میں کھڑے تھے کہ جبریل امین آپ کے پاس آئے اور کہا اے آدم آپ کا حج قبول ہوا لیکن ہم نے اس گھر کا طواف آپ کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے کیا تھا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے بیت اللہ کا طواف فرشتوں نے کیا تھا۔ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان انبیاء کی قبور ہیں۔ انبیائے کرام میں سے کسی نبی کو جب اپنی قوم ستاتی تو وہ اپنی قوم سے باہر نکل جاتا اور وہاں آ کر عبادت کرتا حتیٰ کہ اس کا وصال ہو جاتا۔

الازرقی اور بیہقی نے شعب الایمان میں وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آدم علیہ السلام جب زمین کی طرف اترے تو انہوں نے وحشت محسوس کی جب اس کی وسعت دیکھی اور اپنے علاوہ وہاں کوئی شخص نظر نہ آیا۔ عرض کی یارب کیا یہ تیری زمین آباد نہیں ہے اور اس میں تیری حمد اور پاکی بیان کرنے والا میرے سوا اور کوئی نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس میں تیری اولاد میں سے کچھ لوگ پیدا کروں گا جو میری تسبیح و تقدیس بیان کریں گے اور میں اس میں ایسے گھر بناؤں گا جن میں میرا ذکر بلند کیا جائے گا اور ان میں میری مخلوق تسبیح بیان کرے گی، میں تجھے اس میں ایک ایسے گھر میں رکھوں گا جس کو میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں اور اپنی کرامت کے ساتھ خاص کرتا ہوں اور میں نے اپنے نام کی وجہ سے زمین کے تمام گھروں پر اسے ترجیح بخشی ہے، میں نے اس کو اپنا گھر کہا ہے، میں نے اپنی عظمت کے ساتھ اسے عزت و شرف بخشا ہے اور اپنی حرمت کے ساتھ اسے مخصوص کیا ہے، میں نے اسے تمام گھروں سے زیادہ اپنے ذکر کے لئے حق دار ٹھہرایا ہے۔ میں اسے ایک مبارک جگہ رکھوں گا جو میں نے اپنے لئے خاص کی ہے اور میں نے اس کے لئے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے اس کی جگہ کو پسند کیا ہے، میری شان کے لائق نہیں کہ میں گھروں میں رہوں اور نہ یہ گھر مجھے سما سکتے ہیں، میری حرمت بہت عظیم ہے۔ جس نے اس کی تعظیم کی اس نے میری حرمت کا خیال کیا اور جس نے اس کے رہنے والوں کو امن دیا وہ اس وجہ سے میرے امن کا مستحق ہوا اور جس نے اس گھر کے رہنے والوں کو خوفزدہ کیا اس نے میرے ذمہ کو توڑ دیا۔ اور جس نے اس کی شان کی

تعظیم کی اس نے میری ذات کی تعظیم کی اور جس نے اس کی اہانت کی اس نے میری شان کی تحقیر کی۔

ہر بادشاہ کی ایک محفوظ جگہ ہوتی ہے اور مکہ کا بطن میری محفوظ جگہ ہے جس کو میں نے صرف اپنے لئے پسند کیا ہے میں اللہ مکہ والا ہوں، اس کے اہل میری پناہ میں ہیں اور میرے گھر کے پڑوسی ہیں اس کو آباد کرنے والے اور اس کے زائرین میرے وفد ہیں اور میرے مہمان ہیں، میری ضمان میں ہیں، میرے سپرد ہیں اور میرے جوار میں ہیں، میں نے لوگوں کے لئے اس کو پہلا گھر بنایا ہے، میں اس کو آسمان والوں اور زمین والوں سے آباد رکھوں گا، وہ اس میں فوج درفوج، غبار آلود، بکھرے بالوں کے ساتھ ہر کمزور اونٹنی پر جوق در جوق آئیں گے ہر گہرے راستہ سے۔ اور وہ تکبیر بلند کر رہے ہوں گے اور مل کر تلبیہ کہتے ہوئے امید (مغفرت) رکھے ہوئے ہوں گے۔ پس جو اس کا عمرہ کرے گا (اسے عزت ملے گی) اور کریم کا حق ہوتا ہے کہ اپنے مہمان زائرین اور ملاقاتیوں کو عزت عطا کرے اور جو کوئی حاجت لے کر آئے اس کی حاجت پوری کرے۔ اے آدم جب تک تو زندہ ہے تو اس کو آباد رکھے گا اور تیرے بعد قومیں اور تیری اولاد میں سے انبیاء اسے آباد رکھیں گے۔ ہر امت کے بعد دوسری امت، ہر قوم کے بعد دوسری قوم اور ہر نبی کے بعد دوسرا نبی اسے آباد رکھے گا حتی کہ یہ سلسلہ تیری اولاد میں سے ایک نبی پر ختم ہوگا جس کا نام محمد ہوگا اور وہ خاتم النبیین ہے۔ پس میں اس نبی کو اس کعبہ کے آباد کرنے والوں اس کے رہنے والوں سے کروں گا اور اس کے محافظوں، اس کے والیوں، اس کی نگرانی کرنے والوں اور اس کے زائرین کو پانی پلانے والوں سے کروں گا، جب تک وہ اس دنیا میں رہے گا وہ اس گھر پر میرا امین ہوگا، جب وہ میری طرف لوٹ آئے گا تو وہ میرے پاس اجر اور حصہ، جو میں نے اس کے لئے قربت و وسیلہ کا مقام متعین و ذخیرہ کر رکھا ہے اور جنت کے اندر جو افضل مقام میں نے اس کے لئے مخصوص کر رکھا ہے وہ پالے گا۔

اور اس گھر کا نام، اس کا ذکر، اس کا شرف اس کی بزرگی اور عزت کا شرف تیری اولاد میں سے ایک نبی کو بخشوں گا جو اس نبی (محمد ﷺ) سے پہلے ہوگا اور وہ اس نبی محمد ﷺ کا باپ ہوگا، اس کا نام ابراہیم ہوگا۔ وہ اس گھر کی بنیادیں اٹھائے گا اور اس کے ہاتھوں ہی اس کی تعمیر مکمل ہوگی اور اس کا پانی پلانے کا انتظام بھی اس کے سپرد ہوگا، میں اسے کعبہ کا مقام حل وحرم اور موقف دکھاؤں گا، اس کو مشاعر و مناسک حج سکھاؤں گا۔ میں اسے امت واحدہ بناؤں گا، وہ میرے حکم کا پابند اور اطاعت کرنے والا ہوگا، میرے راستہ کا داعی ہوگا، میں اس کو مقام اجتباء عطا کروں گا اور اسے صراط مستقیم پر چلاؤں گا، میں اسے آزماؤں گا تو وہ صبر کرے گا اور میں اسے عافیت بخشوں گا تو وہ شکر ادا کرے گا، میں اسے حکم دوں گا تو وہ اسے بجالائے گا، وہ میرے لئے نذر مانے گا تو میں اسے پورا کروں گا۔ وہ مجھ سے وعدہ کرے گا تو پورا کرے گا میں اس کی دعا کو اس کی اولاد کے حق میں قبول کروں گا میں اس کی سفارش اس کی اولاد کے حق میں قبول کروں گا، میں انہیں اس گھر کا رہنے والا، محافظ اور ساقی بناؤں گا، اور انہیں اس گھر کی خدمت، نگرانی کا شرف بھی عطا کروں گا حتی کہ وہ ان تمام چیزوں کو خود بدل دیں گے، جب وہ بدل دیں گے تو میں قدرت رکھتا ہوں کہ ایک کو بدل کر دوسرے کو اس کے قائم مقام کر دوں۔ میں ابراہیم کو اہل شریعت بناؤں گا، جن وانس تمام جو بھی اس جگہ آئے گا وہ ابراہیم کی اقتداء کرے گا اور آپ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا اور آپ کی راہنمائی کی

اقتداء کرے گا، جس نے ایسا کیا اس نے اپنی نذر کو پورا کیا اور اپنی عبادت کو مکمل کیا اور اپنے مقصود کو پالیا اور جس نے ایسا نہ کیا اس نے اپنی عبادت کو ضائع کیا اور اپنی مراد کو نہ پا سکا اور اس نے اپنی نذر کو پورا نہ کیا اور جس نے مجھ سے ان مقامات پر سوال کیا تو میں کہوں گا: میں پراگندہ بال، غبار آلود اور اپنی نذروں کو پورا کرنے والوں اور اپنی عبادتوں کی تکمیل کرنے والوں اور ساری کائنات سے منہ موڑ کر اپنے رب کی طرف ہو جانے والوں کے ساتھ ہوں۔ الجندی نے عکرمہ اور وہب بن منبہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں بیت اللہ کی جگہ ایک بالشت یا زیادہ تھی۔ ملائکہ، آدم سے پہلے اس کا حج کرتے تھے پھر آدم نے حج کیا ملائکہ نے آدم کا استقبال کیا اور کہا اے آدم تو کہاں سے آیا ہے، آدم نے کہا میں نے بیت اللہ کا حج کیا ہے۔ فرشتوں نے کہا ملائکہ نے تجھ سے دو ہزار سال پہلے حج کیا ہے(2)۔

امام بیہقی نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا تو انہوں نے عرض کی یا رب کیا وجہ ہے کہ میں فرشتوں کی اس طرح آواز نہیں سنتا جس طرح میں جنت میں سنا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم اس کی وجہ تیری خطا ہے، جا میرے لئے ایک گھر بنا پھر اس کا طواف کر جس طرح تو نے دیکھا کہ فرشتے طواف کرتے ہیں۔ آدم علیہ السلام چل پڑے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچے اور بیت اللہ تیار کیا اور آدم علیہ السلام کے قدم کی جگہ پر آبادیاں، نہریں اور سبزہ پیدا ہو گیا اور صحراء اور بیاباں آپ کے ایک قدم کا فاصلہ بن گئے۔ آدم علیہ السلام نے ہند سے چل کر بیت اللہ کے چالیس حج کئے(3)۔

امام بیہقی نے وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو مکہ کی طرف چلنے کا حکم دیا، آپ کے لئے زمین کو لپیٹ دیا حتیٰ کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ ابطح کے مقام پر فرشتوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے آپ کو خوش آمدید کہا اور کہا اے آدم ہم تیرے منتظر تھے، تیرا حج قبول ہو، ہم اس گھر کا تجھ سے دو ہزار سال پہلے حج کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم پر جبریل کو حکم دیا کہ وہ انہیں مناسک حج سکھائیں، جبریل آپ کو لے کر گئے حتیٰ کہ عرفات، مزدلفہ، منیٰ اور جمار پر ٹھہرایا اور ان پر نماز، زکوٰۃ، روزہ اور غسل جنابت کے احکام اتارے اور فرمایا بیت اللہ، آدم علیہ السلام کے زمانہ میں سرخ یاقوت تھا، جنت کے یاقوت کا نور چمکتا تھا اس کے اور اس کے جنت کے سونے کی پتریوں کے دو شرقی اور غربی دروازے تھے، اس میں جنت کی پتریوں کی تین قنادیل تھیں، ان سے بھی نور نکلتا تھا، سفید یاقوت کے ٹکڑوں کی وجہ سے اس کا دروازہ چمکتا تھا۔ اس وقت رکن سفید یاقوت کا ایک ٹکڑا تھا۔ یہ نوح علیہ السلام کے زمانہ تک اسی کیفیت میں رہا۔ لیکن طوفان کے وقت اسے اٹھا لیا گیا اور اسے عرش کے نیچے رکھا اور زمین دو ہزار سال خراب رہی۔ پھر اسی طرح معاملہ چلتا رہا حتیٰ کہ ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ تعمیر کرنے کا حکم ملا۔ پس سکینہ آئی گویا وہ بادل ہے اس میں ایک سر تھا جو بولتا تھا اور اس کا ایک سر تھا

1۔ شعب الایمان، کتاب المناسک، جلد 3، صفحہ 432 (3985) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 434 (3986) 3۔ ایضاً (3987)

جیسے انسان کا سر ہوتا ہے۔ اس سکینہ نے کہا اے ابراہیم میرے سایہ کی مقدار پر کعبہ تعمیر کرو اور اس پر اضافہ نہ کرو اور نہ اس پر کمی کرو، ابراہیم علیہ السلام نے اس بادل کے سایہ کی مقدار متعین کر لی پھر ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے مل کر بیت اللہ تعمیر کیا اور اس کی اس وقت چھت نہ تھی۔ لوگ اس میں اپنے زیورات اور مال متاع پھینکتے تھے حتیٰ کہ جب وہ بھرنے کے قریب ہوا تو پانچ آدمی چوری کرنے کے لئے اس میں داخل ہوئے، ہر ایک ایک کونہ پر کھڑا ہو گیا اور پانچواں آدمی اندر گھس گیا، وہ سر کے بل گرا اور ہلاک ہو گیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے سفید سانپ بھیجا جس کا سر اور دم سیاہ تھے، پانچ سو سال تک وہ بیت اللہ کی حفاظت کرتا رہا جو کوئی اس کے قریب جاتا تھا وہ ہلاک ہو جاتا تھا، یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا حتیٰ کہ قریش نے کعبہ کو تعمیر کیا(1)۔ الازرقی اور بیہقی نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے پوچھا کہ مجھے اس کعبہ کے متعلق بیان فرمائیں اس کا معاملہ کیا ہے؟ حضرت کعب نے فرمایا یہ گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے آدم علیہ السلام کے ساتھ اتارا تھا، یہ سرخ یاقوت کا تھا اور کھوکھلا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ میرا گھر ہے تو اس کے اردگرد طواف کر اور اس کے اردگرد نماز پڑھ جیسا کہ تو نے دیکھا کہ میرے فرشتے میرے عرش کے اردگرد طواف کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، اس کے ساتھ فرشتے بھی نازل ہوئے۔ انہوں نے اس کی بنیادیں پتھروں سے اٹھائیں پھر اس گھر کو ان بنیادوں پر رکھا گیا جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کیا تو بیت اللہ کو آسمان کی طرف اٹھا لیا اور بنیادیں باقی رہیں(2)۔

امام بیہقی نے عطاء بن ابی رباح عن کعب الاحبار رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کعبہ نے اپنے رب کے حضور شکایت کی اور آہ و بکا کی اے میرے رب میرے زائرین کم ہیں اور لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا میں تیری طرف انجیل بھیجنے والا ہوں اور تیرے لئے زائرین بنانے والا ہوں جو تیرا اس طرح اشتیاق رکھیں گے جیسے کبوتری اپنے انڈوں کا اشتیاق رکھتی ہے(3)۔

امام الازرقی اور بیہقی نے عبدالرحمٰن بن سابط عن عبداللہ بن ضمرہ السلولی رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مقام سے رکن تک اور رکن سے بئر زمزم تک ستر انبیاء کی قبور ہیں وہ حج کرنے کے لئے آتے تھے اور یہاں ان کا وصال ہو گیا تھا پھر یہاں ان کی قبریں بنی تھیں(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تبع کعبہ کے ارادہ سے آیا حتیٰ کہ جب وہ کراع الغمیم کے مقام پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک تیز ہوا چلائی، وہ اتنی تیز تھی کہ کھڑے شخص کے قدم اکھیڑ دیتی تھی، کھڑا شخص بیٹھ گیا اور گر گیا، ہوا لوگوں پر چلتی رہی، لوگوں کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی۔ تبع نے اپنے دو علماء کو بلایا اور پوچھا یہ کیا ہے جو مجھ پر مسلط کی گئی ہے؟ ان دونوں علماء نے کہا کیا تو ہمیں امن دیگا؟ اس نے کہا تم امن میں ہو، انہوں نے کہا تو بیت اللہ کے ارادہ سے آیا ہے اور جو اس کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے اس گھر کی حفاظت فرماتا ہے۔ تبع نے پوچھا کہ مجھ سے یہ تکلیف کیسے

1۔ شعب الایمان، کتاب المناسک، جلد 3، صفحہ 435 (3989)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 436 (3990)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 440 (4001)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 441 (4006)

دور ہو گی؟ علماء نے کہا تو احرام کے دو کپڑے پہن لے پھر لبیک لبیک کہہ کر اندر داخل ہو، اس گھر کا طواف کر اور کسی کو تکلیف نہ پہنچا، اس نے کہا اگر میں ایسا ارادہ کرلوں تو یہ ہوا دور ہو جائے گی، علماء نے کہا ہاں۔ اس نے احرام باندھا پھر تلبیہ کہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہوا تاریک رات کے ٹکڑے کی طرح واپس چلی گئی (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کو دیکھا تو فرمایا۔ مرحبابك، تیری کتنی بلند عظمت ہے، تیری حرمت کتنی زیادہ ہے اور مومن کی حرمت تجھ سے اللہ کی بارگاہ میں زیادہ ہے (2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے کعبہ کی طرف دیکھ کر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تجھے شرف و کرامت بخشی اور مومن کی حرمت تجھ سے زیادہ ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مکہ فتح کیا تو اس کی طرف چہرہ کر کے فرمایا تو حرمت والا ہے، تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے اور اللہ کی بارگاہ میں تجھ سے زیادہ عظمت والا مومن ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور الازرقی نے مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب بیت اللہ کو دیکھا، جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تھے، تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی اے اللہ اس گھر کے شرف، تعظیم، تکریم اور ہیبت میں اضافہ فرما اور جو اس کی عظمت، شرف اور تکریم کی خاطر اس کا عمرہ یا حج کرے تو اس کی عزت و شرف میں اضافہ فرما (3)۔

امام شافعی نے الام میں ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیت اللہ کو دیکھتے تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگتے: اے اللہ اس گھر کے شرف، تکریم اور ہیبت میں اضافہ فرما اور جو اس کے شرف، تکریم، تعظیم اور نیکی کے ارادہ سے اس کا حج و عمرہ کرے اس کے شرف و عزت میں اضافہ فرما (4)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کعبہ کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں، کعبہ نے شکایت کی یارب میری طرف لوٹنے والے اور میرے زائرین کم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میں انسان کو پیدا کرنے والا ہوں جس میں خشیت بھی ہو گی اور سجدہ کرنے والا بھی ہو گا، وہ تجھ سے اس طرح محبت کریں گے جیسے کبوتری اپنے انڈوں سے محبت کرتی ہے۔

امام الازرقی نے حضرت جابر الجزری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت کعب الاحبار یا حضرت سلمان فارسی کعبہ کے صحن میں بیٹھے تھے، فرمایا کعبہ نے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے اردگرد نصب شدہ بتوں کی شکایت کی اور فال کے تیروں کے نکالنے کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میں نور کو نازل کرنے والا ہوں اور انسان کو پیدا کرنے والا ہوں جو اس طرح تجھ سے محبت کرے گا جس طرح کبوتری اپنے انڈوں سے محبت کرتی ہے اور وہ گدھوں کی طرح تیرے پاس آئیں

1۔ شعب الایمان، کتاب المناسک، جلد 3، صفحہ 442 (4009) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 444 (4014)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 81، (29624)، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ کتاب الام للشافعی، جلد 2، صفحہ 169، دار المعرفۃ بیروت

گے۔ کسی نے پوچھا جناب! کعبہ کی زبان ہے؟ فرمایا ہاں اس کے دو کان اور ہونٹ بھی ہیں۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جبریل رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو ان کے سر پر سبز پٹی باندھی ہوئی تھی اور اس پر غبار لگا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ غبار جو میں آپ کے سر کی پٹی پر دیکھ رہا ہوں یہ کیا ہے۔ جبریل نے کہا میں نے بیت اللہ کی زیارت کی اور ملائکہ کا رکن پر ہجوم تھا۔ یہ وہ غبار ہے جو فرشتوں کے پروں کی وجہ سے اڑ رہا تھا۔

امام الازرقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام نے حج کیا اور مناسک حج ادا کئے جب حج کر چکے تو عرض کی یا رب ہر عامل کے لئے اجر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! میں نے تجھے بخش دیا ہے لیکن تیری اولاد میں سے جو اس گھر کی زیارت کے لئے آئے گا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرے گا تو میں اس کے گناہ بخشش دوں گا، آدم علیہ السلام نے حج کیا، تو ملائکہ انہیں الردم کے مقام پر ملے۔ فرشتوں نے کہا تیرا حج قبول ہوا اے آدم، ہم نے تجھ سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا طواف کیا ہے۔ آدم نے پوچھا تم اس کے اردگرد کیا پڑھتے ہو؟ فرشتوں نے کہا ہم یہ پڑھتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ راوی فرماتے ہیں پھر آدم علیہ السلام جب طواف کرتے تو یہ کلمات کہتے۔ حضرت آدم علیہ السلام سات طواف رات کے وقت اور پانچ طواف دن کے وقت کرتے تھے۔

امام الازرقی، الجندی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام نے حج کیا اور بیت اللہ کے سات چکر لگائے، طواف کے دوران ملائکہ سے ملاقات ہوئی تو فرشتوں نے کہا، اے آدم تیرا حج قبول ہو! لیکن ہم نے تجھ سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا حج کیا تھا آدم نے پوچھا تم طواف میں کیا کہتے ہوا نہوں نے کہا ہم یہ کلمات کہتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ آدم علیہ السلام نے کہا اس میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا اضافہ کرو تو ملائکہ نے اس کا اضافہ کیا، پھر ابراہیم علیہ السلام نے گھر کو بنانے کے بعد حج کیا انہیں طواف کے دوران فرشتے ملے اور سلام کیا تو حضرت ابراہیم نے پوچھا تم طواف کے وقت کیا کہتے ہو فرشتوں نے کہا ہم تیرے باپ آدم سے پہلے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے تھے انہوں نے ہمیں فرمایا کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا اضافہ کرو۔ ابراہیم نے کہا، اس پر تم اَلْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کا بھی اضافہ کرو، تو ملائکہ نے یہ بھی کیا۔

امام الجندی اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام کے اترنے سے پہلے بیت اللہ جنت کے یواقیت سے ایک یاقوت سے بنا ہوا تھا۔ اس کے سبز زمرد کے دو دروازے تھے، ایک شرقی اور ایک غربی، اس میں جنت کی قنادیل تھیں (1) اور آسمان میں جو البیت المعمور ہے جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر وہ قیامت تک نہیں آئیں گے۔ وہ بیت المعمور، اس کعبہ کے متوازی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو کعبہ کی جگہ اتارا تو آپ کشتی کی طرح شدید ہچکولے کھا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو نازل فرمایا وہ چمکتا تھا گویا وہ سفید ہے۔ آدم علیہ السلام نے اس کو پکڑا سینے سے لگایا اور اس سے مانوس ہوئے۔ انسانوں سے جو اللہ نے میثاق لیا تھا

1۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 3، صفحہ 272 (4815) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

وہ حجر اسود میں رکھا تھا۔ پھر آدم علیہ السلام پر عصا کو اتارا اور پھر آدم سے فرمایا چلو تو وہ چل پڑے، آپ ہند کی زمین میں تھے، جتنا اللہ نے چاہا وہاں ٹھہرے رہے، پھر انہیں بیت اللہ کا شوق ہوا تو انہیں کہا گیا اے آدم حج کر، آپ حج کے ارادہ سے چلے تو جہاں آپ نے قدم رکھا وہاں سبزہ اور آبادی ہوگئی اور بیاباں آپ کے قدموں کے درمیان ہوگئے حتی کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ فرشتوں سے ملاقات ہوئی، انہوں نے کہا اے آدم تیرا حج قبول ہو۔ ہم نے تجھ سے دو ہزار سال پہلے اس گھر کا حج کیا تھا۔ آدم نے پوچھا تم اس کے اردگرد کیا کہتے تھے انہوں نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ آدم علیہ السلام جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو یہی کلمات کہتے۔ آدم علیہ السلام دن کے وقت سات طواف کرتے تھے۔

آدم علیہ السلام نے عرض کی یا رب اس گھر کو آباد کرنے والے میری اولاد سے بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں اسے تیری اولاد میں سے ایک نبی کے ذریعے آباد کرنے والا ہوں جس کا نام ابراہیم ہے اور میں اس کو اپنا خلیل بناؤں گا، میں اس کے ہاتھوں اس کی تعمیر کروں گا اور اس کے زائرین کو پانی پلانے کا کام بھی اس کے سپرد کروں گا، میں اسے اس کا حل، حرم اور مواقف بناؤں گا، میں اسے مشاعر اور مناسک سکھاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ جو میری اولاد میں سے اس گھر کا حج کرے اور وہ کسی کو تیرا شریک نہ ٹھہرائے تو تو اسے جنت میں میرے ساتھ ملا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم جو حرم میں فوت ہوگا اور کسی کو میرا شریک نہیں ٹھہراتا ہوگا تو میں قیامت کے روز اسے امن کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

امام الجندی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے کہا کہ آدم علیہ السلام نے بیت اللہ کا طوف کیا تو اسے فرشتے ملے، انہوں نے آپ سے مصافحہ کیا اور سلام کیا اور فرشتوں نے کہا اے آدم تمہارا حج قبول ہو، اس گھر کا طواف ہم تجھ سے دو ہزار سال پہلے کر چکے ہیں۔ آدم نے پوچھا تم طواف کے دوران کیا کہتے ہو، فرشتوں نے کہا ہم یہ کہتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ آدم علیہ السلام نے کہا میں اس میں ولَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا اضافہ کروں گا۔

امام الازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کعبہ کی جگہ مٹ گئی تھی اور یہ حضرت نوح اور آدم علیہ السلام کے زمانہ تک پوشیدہ رہی اور یہ جگہ گول سرخ ٹیلہ کی طرح تھی، اس پر سیلاب کا پانی نہیں چڑھتا تھا لیکن لوگ جانتے تھے کہ یہاں بیت اللہ کی جگہ ہے لیکن متعین مقام نہ تھا۔ مظلوم اور پناہ طلب کرنے والے دور دراز سے یہاں آتے تھے، اس کے پاس دعائیں مانگتے تھے، جو یہاں دعا کرتا اس کی دعا قبول ہو جاتی، لوگ بیت اللہ کی جگہ کا طواف کرتے تھے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے لئے جگہ کا تعین فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس گھر کی آبادی اپنے دین کے اظہار اور اپنے شعائر کے اظہار کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین پر اتارا۔ اس وقت سے یہ گھر معظم محترم رہا۔ قومیں اور ملتیں بدلتی رہیں اور مٹتی رہیں لیکن یہ اپنی حرمت کے ساتھ قائم رہا۔ فرمایا فرشتے اس سے پہلے حج کرتے تھے۔

امام الازرقی نے عثمان بن ساج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم خلیل اللہ کو آسمان کی طرف بلند کیا گیا آپ نے زمین کے مشارق و مغارب کو دیکھا تو کعبہ کی جگہ پسند فرمائی۔ ملائکہ نے کہا اے اللہ کے خلیل تو نے زمین میں اللہ

کے حرم کو پسند کیا۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے سات پہاڑوں کے پتھروں سے اس کو تعمیر کیا، بعض علماء نے پانچ لکھے ہیں۔ ملائکہ ان پہاڑوں سے پتھر اٹھا کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس لاتے تھے۔

امام الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام، السکینہ، تیز ہوا اور فرشتہ شام سے آئے تھے۔ سکینہ نے کہا ابراہیم بیت اللہ پر رکے رہو۔ اسی وجہ سے کوئی ظالم بادشاہ اکھڑ مزاج اعرابی بھی جب طواف کرتا ہے تو اس پر سکینہ اور وقار طاری ہوتا ہے۔

امام الازرقی نے بشر بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم آرمینیہ سے آئے اور آپ کے ساتھ سکینہ، فرشتہ اور ہوا بطور راہنما تھے۔ حضرت ابراہیم کے لئے جگہ کا تعین ہوا جیسے مکڑی اپنے گھر کے لئے جگہ کا تعین کرتی ہے۔ پس آپ نے چٹان اٹھائی اور وہ اتنی بڑی تھی کہ اسے تیس آدمی اٹھا سکتے تھے۔ سکینہ نے کہا مجھ پر اس کعبہ کو بنا۔ اس وجہ سے کوئی اکھڑ مزاج اعرابی یا ظالم اس میں داخل ہوتا ہے تو اس پر سکینہ ہوتی ہے۔

امام الازرقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم آئے تو فرشتہ، سکینہ اور تیز ہوا بطور دلیل تھے حتی کہ بیت اللہ کا تعین ہوا جیسے مکڑی اپنے گھر کا تعین کرتی ہے اور اسے لازم پکڑتی ہے۔ پس آپ کے لئے اس کی بنیادوں میں اونٹوں کی کوہانوں کی مثل چٹانیں ظاہر ہوئیں۔ وہ اتنی بڑی تھیں کہ ان کو تیس آدمی حرکت دے سکتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو فرمایا اٹھو اور میرے لئے ایک گھر بناؤ۔ عرض کی یا رب کہاں بناؤں؟ فرمایا میں تجھے دکھاؤں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا جس میں ایک سر تھا جو ابراہیم سے باتیں کرتا تھا۔ فرمایا اے ابراہیم تیرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اس بادل کی مقدار خط کھینچ لے۔ آپ اسے دیکھ کر خط کھینچتے گئے، اس سر نے کہا کیا تو نے خط کھینچ لیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا جی ہاں۔ پھر وہ بادل اٹھ گیا پھر زمین سے اٹھی ہوئی بنیاد ظاہر ہوئی، اس پر ابراہیم علیہ السلام نے بنیادیں رکھیں۔

امام الازرقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ بیت اللہ پانچ پہاڑوں سے تعمیر کیا گیا ہے۔ طور سینا، طور زیتا، لبنان، الجودی، حراء اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی بنیادیں حراء سے ہیں۔

امام الازرقی نے حضرت شعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کے بنانے کا حکم دیا گیا تو آپ حجر اسود کی جگہ تک پہنچ گئے۔ آپ نے اسماعیل کو فرمایا میرے لئے ایک پتھر لاؤ جو لوگوں کے لئے علامت ہو جس سے لوگ طواف شروع کریں، آپ پتھر لے آئے لیکن آپ کو پسند نہ آیا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس یہ پتھر لایا گیا تو فرمایا میرے پاس وہ شخص پتھر لایا ہے جو تیرے پتھر پر مجھے بھروسہ نہیں کراتا۔

امام الازرقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام یہ پتھر جنت سے لائے تھے اور اس کو وہاں رکھا جہاں تم دیکھتے ہو۔ تم ہمیشہ خیر پر رہو گے جب تک یہ تمہارے درمیان رہے گا پس حتی المقدور اس کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ ہو سکتا ہے وہ وقت آجائے کہ یہ اس جگہ لوٹ جائے جہاں سے یہ آیا ہے۔

امام احمد، ترمذی (اور ترمذی نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور ابن خزیمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت سے اترا تھا اور یہ دودھ سے بھی زیادہ سفید تھا، اس کو انسانوں کی خطاؤں نے سیاہ کر دیا ہے(1)

امام البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجر اسود جنت کا پتھر ہے۔

امام الازرقی اور الجندی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رکن (حجر اسود) جنت سے ہے، اگر یہ جنت سے نہ ہوتا تو ختم ہو چکا ہوتا۔

امام الازرقی اور الجندی نے حضرت ابن عباس کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا اگر حجر اسود پر زمانہ جاہلیت کی نجاستیں اور غلاظتیں نہ ہوتیں اور گناہوں والے ہاتھ نہ لگے ہوتے تو میں اس کے ساتھ ہر بیماری سے شفا طلب کرتا اور اسے آج بھی اسی طرح پاتا جس طرح اللہ نے اسے تخلیق کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تاریک کر دیا ہے تاکہ دنیا والے جنت کی زینت دیکھ نہ لیں۔ یہ جنت کے یاقوت سے سفید یاقوت تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر آدم کے لئے اتارا جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو کعبہ کی جگہ اتارا تھا۔ یہ کعبہ بننے سے پہلے زمین پاک تھی، اس پر کوئی گناہ واقع نہیں ہوا تھا اور نہ اس پر ایسے ہاتھ لگے تھے جو اسے ناپاک کر دیتے۔ حرم کے اطراف پر فرشتوں کی ایک صف کھڑی کی گئی جو زمین کے جنوں سے اس حرم کی حفاظت کرتے تھے۔ اس وقت زمین پر جن رہتے تھے اور ان کے لئے اس کو دیکھنا جائز نہیں تھا کیوں کہ وہ جنت سے تھا جو جنت کو دیکھ لے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ فرشتے حرم کی اطراف پر تھے جہاں اب ہر طرف سے نشان لگائے گئے ہیں۔

حضرت ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ گھر جس میں آدم کو ٹھکانا ملا تھا یہ سرخ یاقوت کا تھا، اس کے دو دروازے تھے، ایک مشرقی اور دوسرا مغربی۔ اس میں جنت کے نور کی قندیلیں اویزاں تھیں لیکن برتن سونے کے تھے اور وہ سفید یاقوت کے ٹکڑوں سے جڑے ہوئے تھے اور حجر اسود اس وقت یاقوت کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس کو دیکھنا مناسب نہیں مگر اس کے لئے جس کے لئے جنت واجب ہو، جو اس کو دیکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور حرم کو اسی لئے حرم کہتے ہیں کیوں کہ جن اس کے اندر نہیں جا سکتے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو آدم کے لئے اتارا تھا اور زمین اس وقت پاک تھی، اس میں کوئی گناہ نہیں ہوا تھا اور اس کو پاک کرنے والے لوگ موجود تھے۔ اس وقت اس کے رہنے والے جن تھے۔

امام الجندی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجر اسود اللہ کی زمین میں اللہ کا دایاں ہاتھ ہے، جس نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کو نہیں پایا اس نے حجر اسود کو استسلام کر دیا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی بیعت کی۔

امام الازرقی اور الجندی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ حجر اسود زمین میں اللہ کا ہاتھ ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مصافحہ کرتا ہے۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین پر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے علاوہ جنت کی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ دونوں جنت کے جوہروں میں سے دو جوہر ہیں۔ اگر ان کو اہل شرک نے مس نہ کیا ہوتا تو جو مصیبت زدہ اور بیمار اس کو چھوتا تو اللہ اسے شفا دیتا۔

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 107، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

امام الازرقی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجر اسود اتارا گیا تو اس وقت چاندی سے زیادہ سفید تھا، اگر اسے زمانۂ جاہلیت کی غلاظتوں اور نجاستوں نے مس نہ کیا ہوتا تو جو بیمار اسے چھوتا وہ ٹھیک ہو جاتا۔

امام الازرقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود کو کثرت سے چھوا کرو، ہوسکتا ہے تم اس کو مفقود پاؤ۔ لوگ ایک رات طواف کریں گے، جب صبح ہوگی تو اسے مفقود پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے کوئی چیز نہیں اتاری مگر قیامت کے دن سے پہلے اسے جنت میں لوٹا دے گا۔

امام الازرقی نے یوسف بن ماہک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس قبلہ والوں کے لئے حجر اسود کو عید بنایا ہے جیسے بنی اسرائیل کے لئے مائدہ کو عید بنایا تھا۔ تم ہمیشہ خیر پر رہو گے جب تک یہ تمہارے درمیان رہے گا اور جبریل نے اسے اپنی جگہ پر رکھا تھا۔

امام الازرقی نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے لوگوں کے سینوں سے قرآن اور حجر اسود کو اٹھالے گا۔

امام الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تمہاری کیا حالت ہوگی جب قرآن سینوں سے اٹھالیا جائے گا اور تمہارے دلوں سے مٹا دیا جائے گا اور حجر اسود بھی اٹھالیا جائے گا۔

امام الازرقی نے عثمان بن ساج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے جو اٹھایا جائے گا وہ حجر اسود، قرآن اور خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، اس گھر کا حج کرلو، حجر اسود کو استلام کرلو، اللہ کی قسم اس کو اٹھالیا جائے گا یا اس کو آسمانی حکم لاحق ہوگا۔ یہ دونوں پتھر جنت سے اتارے گئے ہیں، ایک اٹھایا گیا ہے تو دوسرا بھی اٹھایا جائے گا۔ جو میں کہہ رہا ہوں اگر بات اس طرح نہ ہو تو میری قبر سے گزرتے وقت کہہ دینا کہ یہ عبداللہ بن عمرو کذاب کی قبر ہے (1)۔

امام حاکم نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کی طرف منہ کیا اور استلام کیا۔ پھر اپنے ہونٹ اس پر رکھ کر طویل مقدار روتے رہے۔ دیکھا تو عمر رضی اللہ عنہ بھی رو رہے تھے۔ پوچھا اے حضرت عمر یہاں آنسو بہائے جاتے ہیں (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ہے جنت کی کوئی چیز اس کے علاوہ زمین پر نہیں ہے اور یہ مھاۃ (سفید موتی) کی طرح سفید تھا۔ اگر زمانہ جاہلیت کی نجاست نے اسے مس نہ کیا ہوتا تو جو بیمار اور مصیبت زدہ اسے چھوتا درست ہو جاتا (3)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 275، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 456 (4056)
3۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 146 (11314)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رکن اسود آسمان سے نازل ہوا۔ پس وہ جبل ابی قبیس پر رکھا گیا تھا وہ سفید موتی کی طرح تھا۔ پس چالیس سال جبل ابوقبیس پر رہا پھر حضرت ابراہیم کی بنیادوں پر رکھا گیا۔

امام الازرقی نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجر اسود جنت کے یاقوتوں میں سے ایک یاقوت ہے اور اس کی واپسی کی جگہ جنت ہے۔ راوی فرماتے ہیں ابن عباس نے فرمایا اگر جاہلیت کے ہاتھوں نے اسے مس نہ کیا ہوتا تو یہ کوڑھی کے مریض اور برص کے مریض شفایاب کرتا۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے رکن (حجر اسود) اور مقام (مقام ابراہیم) کورات کے وقت آدم کے ساتھ اتارا اور آدم علیہ السلام رکن اور مقام کے درمیان اترے جب صبح ہوئی تو رکن اور مقام کو دیکھا پس آپ انہیں پہچان گئے، انہیں گلے لگایا اور ان سے انس کیا۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حجر اسود جنت سے اتارا اور وہ انتہائی سفیدی کی وجہ سے چمکتا تھا، حضرت آدم علیہ السلام نے اسے پکڑا، سینے سے لگایا اور اس سے انس کیا۔

امام الازرقی نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حجر اسود کو آسمان سے ایک فرشتہ لایا تھا۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام جنت سے اترے اور آپ کے ساتھ حجر اسود آپ کی بغل میں تھا۔ یہ جنت کے یاقوت کا ایک یاقوت تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کا نور ختم نہ کر دیا ہوتا تو کوئی شخص اس کو دیکھنے کی قدرت نہ رکھتا اور آپ باسہ اور عجوہ کھجور کے ساتھ اترے۔ ابومحمد الخزاعی فرماتے ہیں باسہ سے مراد صنعت کاروں کے آلات ہیں۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب سے حجر اسود کے متعلق پوچھا تو کعب نے فرمایا وہ جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجر اسود کو اگر لاشعوری کی حالت میں حائضہ عورتوں اور جنبی افراد نے نہ چھوا ہوتا تو جو مجزوم اور برص والا اس کو چھوتا شفایاب ہوتا۔

امام الازرقی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجر اسود دودھ کی طرح سفید تھا، اس کا طول بازو کی ہڈی کی طرح ہے۔ یہ مشرکین کے مس کرنے کی وجہ سے سیاہ ہو گیا، اگر مشرکین نے اس کو نہ چھوا ہوتا تو جو بیمار اسے چھوتا ٹھیک ہو جاتا۔

امام الازرقی نے عثمان بن ساج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے ابن نبیہ الحجی نے اپنی والدہ سے روایت کر کے بتایا ہے کہ اس کے باپ نے اسے بتایا کہ اس نے حجر اسود کو جلنے سے پہلے دیکھا تھا، وہ اتنا سفید تھا کہ انسان اس میں اپنا چہرہ دیکھتا تھا۔ عثمان فرماتے ہیں مجھے زہیر نے خبر دی کہ اسے یہ بات پہنچی ہے کہ حجر اسود جنت کے یاقوت کا ٹکڑا تھا، یہ انتہائی سفید تھا، یہ چمکتا تھا لیکن مشرکین کی نجاستوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ یہ پہلی شکل کی طرف لوٹ جائے گا، قیامت کے روز موٹائی، چوڑائی میں

جبل ابی قبیس کی طرح ہوگا۔اس کی دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔ یہ ہر اس شخص کے متعلق گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اس کا استسلام کیا ہوگا اور ہر اس شخص کے خلاف گواہی دے گا جس نے اس کو بغیر حق کے استسلام کیا ہوگا۔

امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجر اسود جنت کے یواقیت میں سے سفید یاقوت تھا، اسے مشرکین کی خطاؤں نے سیاہ کر دیا ہے، قیامت کے روز یہ احد پہاڑ کی طرح ہوگا دنیا کے ہر اس شخص کے متعلق گواہی دے گا جس نے اس کا استسلام کیا ہوگا اور اس کو بوسہ دیا ہوگا۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ رکن اسود کو اٹھائے گا، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ساتھ یہ دیکھے گا، اس کی ایک زبان ہوگی جس کے ساتھ یہ بولے گا اور ہر اس شخص کے متعلق گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ اسے استسلام کیا ہوگا (1)۔

امام الازرقی نے حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجر اسود جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے، فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں سلمان کی جان ہے، قیامت کے روز حجر اسود آئے گا تو اس کی دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے اور یہ ہر اس شخص کے متعلق گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ استسلام کیا ہوگا۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجر اسود زمین میں اللہ کا (دایاں ہاتھ) ہے جس کے ساتھ وہ اپنی مخلوق سے مصافحہ کرتا ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جو مسلمان اس کے پاس کھڑا ہو کر اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ماجہ نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے رکن اسود کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا مجھے ابو ہریرہ نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے، جو اس کے ساتھ ہاتھ ملانے میں شریک ہوا اس نے رحمٰن کے ساتھ ہاتھ ملایا (2)۔

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجر اسود کی ایک زبان اور دو ہوٹ ہوں گے۔ یہ قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گا جس نے اسے حق کے ساتھ استسلام کیا ہوگا (3)۔

امام ابن خزیمہ، طبرانی (الاوسط میں)، حاکم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز حجر اسود جبل ابی قبیس سے بھی بڑا ہو کر آئے گا۔ اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے۔ یہ اس کے متعلق بات کرے گا جس نے حسن نیت کے ساتھ اس کو استسلام کیا ہوگا۔ یہ اللہ کا دایاں

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 450 (4636) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 444 (2957) باب نمبر 32، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 450 (4036)

(ہاتھ) ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے مصافحہ کرتا ہے(1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پتھر میں خیر دیکھو کیوں کہ یہ قیامت کے روز آئے گا، یہ شفاعت کرنے والا ہوگا، اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہوں گے، جس نے اس کو استسلام کیا ہوگا اس کے متعلق گواہی دے گا(2)۔

امام الجندی نے عطاء بن السائب عن محمد بن سابط عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی نبی کی امت ہلاک ہو جاتی تو وہ مکہ میں تشریف لے آتا۔ وہ نبی اور اس کے ساتھی یہاں عبادت کرتے رہتے حتیٰ کہ اس نبی کا وصال ہو جاتا۔ حضرت نوح، ہود، صالح اور شعیب علیہم السلام کا وصال یہاں ہوا اور ان کی قبور زمزم اور حجر اسود کے درمیان ہیں۔

امام الازرقی اور الجندی نے عطاء بن السائب عن عبدالرحمٰن بن سابط کے سلسلے سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مکہ میں خون بہانے والا، سود کھانے والا تاجر اور چغلی کھانے والا نہیں ٹھہرے گا۔ فرمایا زمین مکہ سے پھیلائی گئی۔ ملائکہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں اور فرشتے ہی بیت اللہ کا پہلے طواف کرنے والے ہیں۔ یہ مکہ کی زمین ہے، ملائکہ اس کا طواف کرتے تھے۔ فرشتے ہی پہلے طواف کرنے والے ہیں، یہی زمین ہے جس کے متعلق اللہ نے فرمایا اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً (البقرہ:30) (کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں) پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کی قوم جب ہلاک ہو جاتی اور وہ نبی اور نیک لوگ جو اس کے ساتھ بچ جاتے تھے وہ مکہ میں آجاتے اور وصال تک یہاں عبادت کرتے رہتے تھے۔ حضرت نوح، ہود، شعیب، صالح علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور زمزم، حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہیں۔

امام الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے سرخ اونٹ پر حج کیا۔ وہ روحاء سے گزرے تو ان پر دو قطوانی چادریں تھیں، ایک اوپر اور دوسری نیچے لپٹی ہوئی تھیں۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا پھر صفا و مروہ کے درمیان دوڑے، جب وہ طواف کر رہے تھے اور سعی کر رہے تھے تو آپ نے آسمان سے ایک آواز سنی: اے میرے بندے میں تیرے ساتھ ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے۔

امام الازرقی نے مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسجد حرام میں زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان ستر انبیاء کی قبور ہیں، جن میں ہود، صالح اور اسماعیل علیہم السلام بھی ہیں اور آدم، ابراہیم، یعقوب اور یوسف علیہم السلام کی قبور بیت المقدس میں ہیں۔

امام الازرقی اور الجندی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کعبہ کو دیکھنا ایمان کی تازگی کا موجب ہے۔ الازرقی اور الجندی نے ابن المسیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے ایمان اور تصدیق کی حالت میں کعبہ کی طرف دیکھا وہ خطاؤں سے اس طرح نکل گیا جیسے بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 457، مطبوعہ مکتبۃ النصر الحدیثۃ 2۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 542 (5487) مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام الازرقی اور الجندی نے زہیر بن محمد عن ابی السائب المدنی رحمہ اللہ کے سلسلہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں جس نے کعبہ کو ایمان اور تصدیق کی حالت میں دیکھا اس کے گناہ اس طرح گر جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں فرمایا اور جو مسجد میں بیٹھا ہے اور بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے، اس کا نہ طواف کر رہا ہے اور نہ نماز پڑھ رہا ہے تو وہ اس شخص سے افضل ہوتا ہے جو اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے اور بیت اللہ کو نہیں دیکھتا۔

امام ابن ابی شیبہ، الجندی، الازرقی اور بیہقی نے شعب الایمان میں عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بیت اللہ کو دیکھنا عبادت ہے(1) اور بیت اللہ کو دیکھنے والا رات کو قیام کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے، عاجزی کرنے والے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے قائم مقام ہے۔

امام الجندی نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بغیر طواف اور بغیر صلوٰۃ کے کعبہ کو ایک نظر دیکھنا ایک سال کی عبادت، سال کے قیام، سال کے رکوع اور سال کے سجود کے برابر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور الجندی نے طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، بیت اللہ کو دیکھنا روزے دار، ہمیشہ قیام کرنے والے، اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی عبادت سے افضل ہے(2)۔

امام الازرقی نے ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کعبہ کی طرف دیکھنے والا دوسرے شہروں میں عبادت میں محنت کرنے والے کی طرح ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور الازرقی نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے(3)۔

امام الازرقی، الجندی، ابن عدی، بیہقی نے شعب الایمان میں (بیہقی نے اسے ضعیف کہا ہے) اصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ہر رات اور ہر دن میں ایک سو بیس رحمتیں ہیں، ان میں سے ساٹھ اس گھر کے طواف کرنے والوں پر، چالیس نمازیوں پر اور بیس اس کی زیارت کرنے والوں پر نازل ہوتی ہیں(4)۔

امام الجندی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرمایا بیت اللہ شریف کی کثرت سے زیارت کیا کرو اس سے پہلے کہ اسے اٹھا لیا جائے اور لوگ اس جگہ کو بھول جائیں۔

البزار نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس گھر کی زیارت سے سعادتیں حاصل کرلو، یہ دو دفعہ پہلے گرایا جا چکا ہے اور تیسری مرتبہ اٹھایا جائے گا(5)۔

امام الجندی نے زہری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا اللہ کعبہ کو بیت المقدس کی طرف اٹھا لے

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 455(4052) 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 343، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً 4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 454(4051)
5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 441، مطبوعہ مکتبۃ النصر الحدیثہ

گا۔ جب وہ نبی کریم ﷺ کی قبر سے مدینہ طیبہ سے گزرے گا تو کہے گا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ۔ رسول ﷺ جواباً فرمائیں گے وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا كَعْبَةَ اللّٰهِ مَاحَالُ اُمَّتِيْ۔ اے کعبہ تجھ پر سلام ہو میری امت کا کیا حال ہے؟ پھر کعبہ کہے گا اے محمد (ﷺ) جو میری طرف آپ کا امتی آیا اس کا میں ذمہ دار ہوں اور جو آپ کا امتی مجھ تک نہ آیا اس کے آپ ذمہ دار ہیں۔

امام ابوبکر الواسطی نے فضائل بیت المقدس میں حضرت خالد بن معدان سے روایت کیا ہے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ کعبہ چٹان تک پہنچ جائے گا جس طرح کہ دلہن خاوند کے پاس پہنچائی جاتی ہے، اور کعبہ کے ساتھ تمام حج اور عمرہ کرنے والے ہوں گے، جب الصخرہ (چٹان) کعبہ کو دیکھے گی تو کہے گی زیارت کرنے والوں اور زیارت کئے جانے والے کو خوش آمدید۔

امام الواسطی نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ بیت الحرام کو بیت المقدس کی طرف بھیجا جائے گا، وہ دونوں جنت میں لے جائے جائیں گے، ان میں ان کے زائرین بھی ہوں گے اور اعمال کی پیشگی اور حساب بیت المقدس میں ہوگا۔

امام ابن مردویہ اور الاصبہانی نے الترغیب میں اور دیلمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو کعبہ کو میری قبر کی طرف بھیجا جائے گا وہ سلام عرض کرے گا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ میں کہوں گا وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا بَيْتَ اللّٰهِ، مَا صَنَعَ بِكَ اُمَّتِيْ بَعْدِيْ۔ اے اللہ کے گھر تجھ پر سلام ہو، میری امت نے میرے بعد تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کعبہ کہے گا اے محمد جو میرے پاس آیا اس کی میں کفایت کروں گا اور اس کی میں سفارش کروں گا اور جو میرے پاس نہیں آیا اس کی آپ کفایت کریں گے اور آپ اس کے شفیع ہوں گے۔

امام الازرقی نے ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ بنایا اس کی اونچائی نو ہاتھ تھی اور زمین میں اس کا عرض بتیس ہاتھ تھا یعنی حجر اسود سے رکن شامی تک جو سامنے سے حجر کے پاس ہے اور رکن شامی سے مغربی رکن تک جس میں حجر اسود ہے تیس ہاتھ عرض تھا اور پیچھے کی طرف سے یعنی غربی رکن سے یمانی رکن تک اکتیس ہاتھ تھا اور رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان بیس ہاتھ تھا، کعبہ کو کعبہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کی بناوٹ کعب جیسی ہے۔

فرمایا آدم علیہ السلام کی بنیادیں اسی طرح کی تھیں اور آپ نے اس کے فارسی دروازے بنائے اور اس کو مکمل غلاف پہنائے اور اس کے پاس اونٹ ذبح کئے اور ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کے پہلو میں ایک باڑ بنائی تھی جس کے اوپر کیکر کی شاخوں کا چھپر تھا۔ اس میں بکریاں داخل ہوتی تھیں۔ یہ اسماعیل علیہ السلام کی بکریوں کا باڑہ تھا۔ بیت اللہ کے اندر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دائیں جانب ایک گڑھا کھودا تھا۔ اس میں کعبہ کے لئے جو تحفے اور ہدیے آتے تھے اس میں ڈالے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حجر اسود جبل ابی قبیس کو ودیعت کیا تھا جب اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں زمین کو غرق کیا تھا اور فرمایا جب میں اپنے خلیل کو دیکھوں گا کہ وہ میرا گھر بنا رہا ہے تو میں اس کے لئے اس کو پھر نکالوں گا۔ پھر اس کو جبریل امین لائے تھے اور اس کو اپنی جگہ پر رکھا تھا اور اس پر ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر فرمائی تھی۔ یہ شدید سفیدی کی وجہ سے چمکتا تھا

اس کا نور نصف حرم تک ہر طرف چمکتا تھا اور اس کی اب سخت سیاہی کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت اور اسلام میں اسے یکے بعد دیگرے جلنے کا سامنا کرنا پڑا۔

امام مالک، شافعی، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے اپنی قوم کو نہیں دیکھا جب انہوں نے کعبہ بنایا ہے تو قواعد ابراہیم سے کچھ حصہ چھوڑ دیا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ اس کو قواعد ابراہیم پر نہیں لوٹائیں گے؟ فرمایا تمہاری قوم کا زمانہ کفر قریب نہ ہوتا (تو میں ایسا کر دیتا)۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی ان دو رکنوں کا استسلام ترک کیا ہو جو حجر اسود کے ساتھ ملے ہوئے ہیں مگر بیت اللہ قواعد ابراہیم پر مکمل نہ فرمایا(1)۔

امام الازرقی نے ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ نے کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر بنایا تھا۔ فرمایا کعبہ خلقۃً کعب کی شکل کا ہے اس لئے اس کو کعبہ کہتے ہیں۔ فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی چھت نہیں بنائی تھی اس میں مٹی استعمال نہیں کی تھی بلکہ اس میں پتھر استعمال کیے تھے۔

امام الازرقی نے ابو المرتفع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ الحجر میں تھے، پہلا پتھر جو منجنیق سے کعبہ میں لگا تھا تو ہم نے کعبہ کے رونے کی آواز سنی تھی جیسے مریض آہ آہ کر کے روتا ہے۔

امام الجندی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے خواب میں کعبہ کو دیکھا، یہ نبی کریم ﷺ سے باتیں کر رہا تھا اور یہ عرض کر رہا تھا کہ یا محمد ﷺ اگر آپ کی امت گناہوں سے نہیں رکے گی تو میں پھٹ جاؤں گا حتی کہ میرا ہر پتھر اپنی اپنی جگہ ہوگا۔

امام الجندی نے وہیب بن الورد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اور سفیان بن سعید الثوری رحمہ اللہ رات کو طواف کر رہے تھے، سفیان واپس آ گئے اور میں ابھی طواف میں تھا، میں الحجر (حطیم) میں داخل ہوا اور میزاب رحمت کے نیچے میں نے نماز پڑھی۔ جب میں سجدہ میں تھا تو میں نے کعبہ کے پردوں اور کعبہ کے پتھروں کے درمیان سے کلام سنی۔ کعبہ کہہ رہا تھا اے جبریل میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور پھر تیرے پاس یہ شکایت کرتا ہوں کہ یہ طواف کرنے والے اردگرد کیا کر رہے ہیں، دل لگی کی باتیں کرنا یہ ان کی فحش کلامی اور ان کی نحوست (کیا مصیبت ہے) وہیب نے کہا میں نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ بیت اللہ جبریل کے پاس شکایت کر رہا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

امام دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْنَا فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (2)۔

1۔ صحیح مسلم، باب واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا، جلد 1، صفحہ 429، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

2۔ سنن الدارقطنی، باب القبلۃ للصائم، جلد 2، صفحہ 185 (26) مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے۔
وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ يقولان رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

"اے ہمارے رب! بنادے ہم کو فرماں بردار اپنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک ایسی جماعت پیدا کرنا جو تیری فرماں بردار ہو اور بتادے ہمیں ہماری عبادت کے طریقے اور توجہ فرما ہم پر (اپنی رحمت سے) بے شک تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدالکریم رحمہ اللہ سے مُسْلِمَيْنِ کا معنی مخلصین روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سلام بن ابی مطیع رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام پہلے ہی مسلمان تھے لیکن انہوں نے ثابت قدمی کا سوال کیا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ سے مراد عرب ہیں (1)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا کہا تو جبریل امین ان کے پاس آئے اور انہیں بیت اللہ میں لے گئے اور کہا ان قواعد (بنیادوں) کو اٹھاؤ آپ نے بنیادیں اٹھائیں، دیواریں مکمل کیں پھر جبریل نے آپ کو پکڑا اور آپ کو الصفا پر لے گئے اور بتایا یہ شعائر اللہ سے ہے۔ پھر وہ لے کر مروہ کے اوپر گئے اور کہا یہ بھی شعائر اللہ سے ہے۔ پھر انہیں منیٰ کی طرف لے گئے، جب عقبہ میں تھے تو ابلیس درخت کے پاس کھڑا تھا۔ جبریل نے کہا تکبیر کہو اور اس کو کنکری مارو۔ آپ نے تکبیر کہی اور اس کو کنکری ماری۔ پھر ابلیس یہاں سے چل کر جمرۂ وسطیٰ کے پاس کھڑا ہو گیا، جب جبریل اور ابراہیم اس کے برابر پہنچے تو جبریل نے کہا تکبیر کہو اور اس کو پتھر مارو۔ آپ نے تکبیر کہی اور اسے پتھر مارا۔ پھر ابلیس چلا گیا حتیٰ کہ جمرۂ قصویٰ کے پاس پہنچ گیا۔ جبریل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا تکبیر کہو اور اس کو پتھر مارو۔ آپ نے تکبیر کہی اور پتھر مارا۔ پس ابلیس چلا گیا یہ خبیث حج میں کوئی چیز داخل کرنا چاہتا تھا لیکن اسے قدرت حاصل نہ ہوئی۔ پھر جبریل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور انہیں مزدلفہ لے آئے اور کہا یہ المشعر الحرام ہے۔ پھر انہیں عرفات لے گئے۔ جبریل نے پوچھا جو کچھ میں نے آپ کو دکھایا ہے آپ نے جان لیا ہے؟ یہ تین مرتبہ کہا تو حضرت ابراہیم نے کہا ہاں، پھر جبریل نے کہا اب لوگوں میں حج کا اعلان کرو، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کیسے اعلان کروں۔ جبریل نے کہا اس طرح کہو يَآاَيُّهَا النَّاسُ اَجِيْبُوْا رَبَّكُمْ اے لوگو! اپنے رب کا حکم مانو۔ یہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 639، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

نے تین مرتبہ کہا پس بندوں نے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَبَّيْكَ سے جواب دیا۔ پس جس نے حضرت ابراہیم کے اس اعلان کا جواب دیا وہ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا (1)۔

امام ابن جریر نے ابن المسیب عن علی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو عرض کی یا رب میں نے کعبہ تعمیر کر دیا ہے۔ اب میرے پروردگار ہمیں مناسک حج دکھا، ہمارے لئے وہ ظاہر فرما اور ہمیں ان کی تعلیم دے تو اللہ تعالیٰ نے جبریل کو بھیجا پس آپ نے جبریل کی معیت میں حج کیا (2)۔

امام سعید بن منصور الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام نے پیدل حج کیا ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المقام کعبہ کی اصل میں تھا، اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ پس جبل ابوقبیس اور اس کے ساتھ والے پہاڑ عرفات تک سب نظر آگئے۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو مناسک حج دکھا دیئے۔ پوچھا عَرَفْتَ پہچان گئے؟ تو عرض کی ہاں اسی وجہ سے عرفات کو عرفات کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابومجلز سے وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الآیہ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم بیت اللہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو جبریل آیا اور بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی دکھائی۔ وہ دونوں العقبہ کی طرف چلے، شیطان سامنے آیا تو جبریل نے سات کنکریاں اٹھالیں اور ابراہیم کو بھی سات کنکریاں پیش کیں۔ پس جبریل نے وہ کنکریاں پھینکیں اور تکبیریں کہیں پھر ابراہیم کو کہا یہ کنکریاں مارو اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہو حتی کہ شیطان اکتا گیا پھر جبریل اور ابراہیم علیہما السلام جمرۂ وسطی کی طرف چلے پھر شیطان سامنے آیا تو جبریل نے سات کنکریاں اٹھائیں اور (ابراہیم کو بھی پیش کیں) دونوں نے کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی حتی کہ شیطان اکتا گیا۔ پھر جمرۂ قصوی پر آئے، ان کے سامنے پھر شیطان آیا تو جبریل نے سات کنکریاں اٹھائیں اور ابراہیم علیہ السلام کو بھی کنکریاں پیش کیں اور کہا کنکری مارو اور تکبیر کہو۔ دونوں نے کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی حتی کہ شیطان کو اکتا دیا پھر جبریل علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کو منی میں لے آئے اور کہا یہاں لوگ اپنے سر منڈائیں گے پھر انہیں مزدلفہ لے آئے یہاں لوگ دو نمازیں اکٹھی پڑھیں گے۔ پھر عرفات لے آئے اور کہا عَرَفْتَ (پہچان گئے)؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں۔ اسی وجہ سے عرفات کو عرفات کہا جاتا ہے (3)۔

الازرقی نے زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام البیت الحرام کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو عرض کی یا رب ہمیں مناسک دکھا۔ اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا پس انہوں نے آپ کو حج کرایا حتی کہ جب دسویں ذی الحجہ کا دن تھا تو ابلیس سامنے آیا، جبریل نے کہا اسے کنکریاں مارو تو حضرت ابراہیم نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ پھر دوسرے دن پھر تیسرے دن اسی طرح ہوا پس دو پہاڑوں کے درمیان کو بھر دیا پھر آپ منبر پر

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 615 (220) مطبوعہ دار الصمیعی مکہ مکرمہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 641
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 227 (15092)

چڑھے اور اعلان کیا اے اللہ کے بندو! اپنے رب کا حکم مانو پس آپ کی اس دعوت کو سمندروں کے درمیان سے ہر اس شخص نے سن لیا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان تھا۔ انہوں نے لبیك اللھم لبیك کہا اور زمین پر سات مسلمان یا اس سے زیادہ باقی رہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور زمین پر رہنے والے ہلاک ہو چکے ہوتے اور سب سے پہلے جنہوں نے آپ کے اعلان کا جواب دیا وہ اہل یمن تھے۔

امام الازرقی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مناسک سے مراد مذابح ہے۔

امام الجندی نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا اٹھو اور میرے لئے ایک گھر کی تعمیر کرو۔ عرض کی یا رب کہاں تعمیر کروں؟ فرمایا میں تمہیں بتاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا۔ جس کا ایک سر تھا اس بادل نے کہا اے ابراہیم تیرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اس بادل کی مقدار نشان لگالے۔ راوی فرماتے ہیں حضرت ابراہیم بادل کو دیکھ کر خط کھینچتے گئے۔ پھر بادل نے پوچھا خط کھینچ لیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا ہاں۔ پھر وہ بادل اوپر چلا گیا۔ حضرت ابراہیم نے بنیادیں کھودیں تو زمین سے اٹھی ہوئی بنیادیں ظاہر ہوئیں حضرت ابراہیم نے تعمیر شروع کر دی۔ جب تعمیر سے فارغ ہوئے تو عرض کی یا رب کعبہ تعمیر ہو گیا ہے ہمیں مناسک دکھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف جبریل کو بھیجا۔ آپ نے جبریل کے ساتھ حج کیا حتیٰ کہ جب دسویں ذی الحجہ کا دن تھا شیطان سامنے آیا، تو جبریل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کنکریاں اٹھا کر اسے مارو تو آپ نے سات کنکریاں ماریں، دوسرے تیسرے اور چوتھے دن بھی ایسا ہوا پھر جبریل نے کہا ثبیر پہاڑ پر چڑھو، دونوں اس پر چڑھے تو ابراہیم علیہ السلام نے اعلان فرمایا اے اللہ کے بندو اپنے رب کا حکم مانو، اے اللہ کے بندو اللہ کی اطاعت کرو۔ پس آپ کی اس دعوت کو سمندروں کے درمیان سے ہر اس شخص نے سن لیا جس کے دل میں ایمان ذرہ کے برابر تھا۔ انہوں نے کہا لَبَّیْكَ اَطَعْنَاكَ اَللّٰھُمَّ اَطَعْنَاكَ۔ یہ وہ مناسک ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو عطا فرمائے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ اور ہمیشہ سات یا کچھ زائد سطح زمین پر مسلمان رہے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور زمین والے ہلاک ہو جاتے۔

امام ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے فرمایا جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے مناسک ادا کئے تو جمرۂ عقبہ کے پاس آپ کے سامنے شیطان آیا، تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں حتیٰ کہ وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر وہ تیسرے جمرہ کے پاس آیا تو آپ نے پھر اسے کنکریاں ماریں حتیٰ کہ وہ زمین میں دھنس گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں شیطانوں کو رجم کیا جاتا ہے اور تمہارے باپ ابراہیم کی ملت کی اتباع کی جاتی ہے (1)۔

امام الطیالسی، احمد، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے جب مناسک حج دیکھے تو مسعیٰ (سعی کرنے کی جگہ) کے پاس آپ کے سامنے شیطان آیا، اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آگے بڑھنے کی کوشش کی تو حضرت ابراہیم اس سے سبقت لے گئے پھر حضرت ابراہیم کو جبریل ساتھ لے کر

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 466 (4077)

چلے حتیٰ کہ انہیں منیٰ دکھایا فرمایا یہ لوگوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے۔ جب جمرۂ عقبہ پہنچے تو شیطان سامنے آیا، آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ بھاگ گیا، پھر جبریل آپ کو جمرۂ وسطیٰ پر لے کر آئے تو پھر شیطان آ گیا آپ نے اس کو پھر سات کنکریاں ماریں حتیٰ کہ وہ چلا گیا، پھر جبریل آپ کو مزدلفہ لے آئے اور کہا یہ مشعر ہے پھر عرفہ لے آئے اور بتایا عرفہ ہے۔ جبریل نے پوچھا اَعَرَفْتَ کیا آپ نے پہچان لیا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں۔ اسی سے عرفہ کو عرفہ کہتے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں تلبیہ کیسا تھا؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کرنے کے اعلان کا حکم دیا گیا تو پہاڑوں کو حکم ہوا کہ سر جھکا دیں تو انہوں نے سر جھکا دیئے پس آپ کے لئے سارے شہر بلند کئے گئے آپ نے لوگوں میں اعلان حج فرمایا (1)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم و اسماعیل کو مناسک سکھائے، عرفات میں ٹھہرنا، مزدلفہ سے چلنا، رمی جمار، بیت اللہ کا طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی۔

رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱۲۹

"اے ہمارے رب! بھیج ان میں ایک برگزیدہ رسول انہیں میں سے تاکہ پڑھ کر سنائے انہیں تیری آیتیں اور سکھائے انہیں یہ کتاب اور دانائی کی باتیں اور پاک صاف کر دے۔ انہیں بے شک تو ہی بہت زبردست (اور) حکمت والا ہے"۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ام الکتاب میں خاتم النبیین تھا جب کہ آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے، میں تمہیں اس کی ابتداء سے آگاہ کروں گا، (میں) اپنے باپ ابراہیم کی دعا، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت، اور اپنی والدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا، اسی طرح انبیاء کرام کی مائیں دیکھتی ہیں (2)۔

امام احمد، ابن سعد، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ کے معاملہ کی ابتداء کیا ہے۔ فرمایا (میں) دعائے ابراہیم، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں (3) اور میری والدہ نے دیکھا اس سے نور نکلا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔

امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن عساکر نے جویبر کے طریق سے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں ابراہیم کی دعا ہوں۔ فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی دیواریں کھڑی کرنے کے بعد یہ دعا مانگی تھی رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ (الآیۃ) (4)

1۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 464
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 643
3۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 149، مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِّنْهُمْ سے مراد امت محمد ﷺ ہے حضرت ابراہیم کو کہا گیا یہ تیری دعا قبول کی گئی ہے وہ رسول آخر زمانہ میں ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آیت میں رَسُولًا سے مراد سیدنا محمد ﷺ ہیں (2)۔ امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں حکمت سے مراد سنت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حکمت سے مراد سنت ہے۔ فرمایا ان کے ساتھ یہی کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں رسول مبعوث فرمایا جو ان میں سے تھا۔ وہ آپ کا نام ونسب جانتے تھے۔ اس نے انہیں ظلمات سے نور کی طرف نکالا اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دی (3)۔

حضرت ابو داؤد رحمہ اللہ نے اپنی مراسیل میں مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے قرآن عطا فرمایا اور حکمت میں سے اس کی دو مثل عطا فرمایا۔

امام ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے وَيُزَكِّيهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ انہیں شرک سے پاک کرتا ہے اور انہیں شرک سے نکالتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْعَزِيزُ کا معنی یہ ہے کہ جب وہ انتقام لیتا ہے تو اپنے انتقام میں غالب ہوتا ہے اور حکیم کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حکم میں حکمت پنہاں ہوتی ہے۔

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرٰهِمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ ۚ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَإِنَّهُ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۙ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۳۱﴾

"اور کون روگردانی کرسکتا ہے دین ابراہیم سے بجز اس کے جس نے احمق بنا دیا ہو اپنے آپ کو اور بے شک ہم نے چن لیا ابراہیم کو دنیا میں اور بلاشبہ وہ قیامت کے دن نیکوکاروں میں ہوں گے۔ اور یاد کرو جب فرمایا اس کو اس کے رب نے (اے ابراہیم) گردن جھکا دو۔ عرض کی میں نے اپنی گردن جھکا دی سارے جہانوں کے پروردگار کے سامنے"۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ إِبْرٰهِمَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود و نصاریٰ نے آپ کی ملت سے انحراف کیا تھا۔ یہودیت اور نصرانیت ان کی اپنی بدعت تھی، یہ اللہ کی طرف نہ تھی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم کی ملت اسلام کو چھوڑ دیا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو ملت ابراہیم کے ساتھ مبعوث کیا تھا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 644 (من الربع) 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 645

امام ابن جریر نے ابن زید سے اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ کے تحت روایت کیا ہے فرمایا جس نے اپنے حصہ میں خطا کی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو مالک رحمہ اللہ سے وَ لَقَدِ اصْطَفَیْنٰهُ کا معنی اِخْتَرْنَاهُ (یعنی ہم نے اسے چن لیا ہے) کیا ہے۔

وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِیْهِ وَ یَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ؕ﴿۱۳۲﴾

''اور وصیت کی اسی دین کی ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب نے اے میرے بچو! بے شک اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے تمہارے لئے یہی دین، سو تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو''۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اسد بن یزید سے روایت کیا ہے کہ مصحف عثمان میں الف کے بغیر وَ وَصّٰى تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اسلام کی وصیت کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو اسی کی مثل وصیت کی تھی (2)۔

امام ثعلبی نے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہارا موت کا وقت ہو تو تمہارا اللہ کے متعلق اچھا گمان ہو۔

امام ابن سعد نے الکلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے یہ آپ کی اولاد میں سب سے بڑے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجر قبطیہ تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے اسحاق پیدا ہوئے اور آپ کی والدہ سارہ تھی۔ پھر مدن، مدین، بیشان، زمران، اشبق اور شوح پیدا ہوئے، ان کی والدہ قنطوراء خالص عربوں میں سے تھی بیشان کے بیٹے مکہ میں آکر مکین ہوئے۔ مدین، مدین کی زمین میں مقیم ہوئے ان کی وجہ سے اس علاقہ کا نام مدین ہے اور باقی تمام بھی مختلف علاقوں میں چلے گئے۔ دوسروں بیٹوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا اے ہمارے والد محترم آپ نے اسماعیل اور اسحٰق علیہم السلام کو اپنے ساتھ ٹھہرایا ہے اور ہمیں اجنبی علاقوں میں قیام کرنے کا حکم دیا ہے؟ فرمایا مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم سکھایا جس کے ذریعے ان کو پانی ملتا تھا اور ان کی مدد کی جاتی تھی (3)۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوْبَ الْمَوْتُ ۙ اِذْ قَالَ لِبَنِیْهِ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِیْ ؕ قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 646 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 648

3۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 47، مطبوعہ دار صادر بیروت

"بھلا کیا تم (اس وقت) موجود تھے جب آ پہنچی یعقوب کو موت جب کہ پوچھا اس نے اپنے بیٹوں سے کہ تم کس کی عبادت کرو گے میرے (انتقال کر جانے کے) بعد؟ انہوں نے عرض کی ہم عبادت کریں گے آپ کے خدا کی اور آپ کے بزرگوں ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحٰق کے خدا کی جو خدائے وحدہٗ لاشریک ہے اور ہم اسی کے فرمانبردار رہیں گے"۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کُنْتُمْ کے مخاطب اہل مکہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہود، نصاریٰ اور کوئی دوسرا شخص حاضر نہیں تھا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے اپنی موت کے وقت عہد لیا تھا کہ تم صرف اللہ کی عبادت کرنا۔ انہوں نے اقرار کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق گواہی دی ہے کہ انہوں نے اپنی عبادت کا اقرار کیا تھا اور وہ مسلمان تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے دادا باپ ہے اور دلیل کے طور پر یہ آیت تلاوت کرتے تھے قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ

امام ابن جریر نے حضرت ابوزید سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل کا ذکر پہلے فرمایا کیوں کہ وہ بڑے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں چچا کو باپ کہا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں خالو والد ہے اور چچا والد ہے۔ اور پھر یہ آیت تلاوت کی قَالُوْا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبَآىِٕكَ...... الآیہ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَ اِلٰهَ اٰبِیْكَ پڑھتے تھے۔

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۴﴾

"یہ ایک جماعت تھی جو گزر چکی انہیں فائدہ دے گا جو (نیک عمل) انہوں نے کمایا اور تمہیں نفع دیں گے جو (نیک اعمال) تم نے کمائے اور نہ پوچھے جاؤ گے تم اس سے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ سے مراد ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب اور الاسباط علیہم السلام ہیں۔

وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِیْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۳۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 651

"اور (یہودی) کہتے ہیں یہودی بن جاؤ (عیسائی کہتے ہیں) عیسائی بن جاؤ (تب) ہدایت پالو گے۔ آپ فرمایئے میرا دین تو دین ابراہیم ہے جو باطل سے منہ موڑنے والا حق پسند تھا اور وہ نہیں تھا شرک کرنے والوں سے"۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن صوریا الاعور نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہدایت وہی ہے جس پر ہم کاربند ہیں، اے محمد تو ہماری اتباع کر ہدایت پا جائے گا، نصاریٰ نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ ارشاد نازل فرمایا ہے وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے حنیف کا معنی المستقیم (سیدھا) روایت کیا ہے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس کا معنی حاجاً (حج کرنے والا) روایت کیا ہے(2)۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے حنیفاً کا معنی متبعاً (اتباع کرنے والا) روایت کیا ہے(3)۔ ابن ابی حاتم نے خصیف سے اس کا معنی المخلص روایت کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابوقلابہ سے روایت کیا ہے کہ حنیف وہ ہوتا ہے جو ابتداء سے لے کر آخر تک تمام نبیوں پر ایمان لائے۔

امام ابن المنذر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں جو حَنِيْفًا مُّسْلِمًا اور حُنَفَآءَ مُسْلِمِيْنَ آیا ہے اس کا معنی حَجَاجاً (حج کرنے والے) ہے۔

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آسان دین حنیف کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔

امام بخاری نے الادب المفرد اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی اللہ کو کون سا دین پسند ہے؟ فرمایا آسان دین حنیف (4)۔

حضرت ابوالترس نے الغرائب میں اور حاکم رحمہ اللہ نے تاریخ میں ابوموسیٰ المدینی نے الصحابہ میں اور ابن عساکر نے حضرت سعد بن عبداللہ بن مالک الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین، آسان دین حنیف ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۳۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1 صفحہ 652
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 654
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 655
4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 255 (203)

"کہہ دو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو نازل کیا گیا ہماری طرف اور جو اتارا گیا ابراہیم و اسماعیل و اسحق و یعقوب اور ان کی اولاد کی طرف اور جو عطا کیا گیا موسیٰ اور عیسیٰ کو اور جو عنایت کیا گیا دوسروں نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے، ہم فرق نہیں کرتے ان میں کسی (پر ایمان لانے) میں اور ہم تو اللہ کے فرمانبردار ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے معقل بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تورات، زبور اور انجیل پر ایمان لاؤ قرآن تمہاری گنجائش رکھتا ہے۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت میں قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ...... الآیۃ کی تلاوت کرتے تھے اور دوسری میں اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ (آل عمران) تلاوت کرتے تھے(1)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں اکثر پہلی رکعت میں قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ...... الآیۃ اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ...... (آل عمران:64) تلاوت کرتے تھے(2)۔

امام وکیع نے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اپنی عورتوں، اپنی اولاد اور اپنے خدام کو ان انبیائے کرام کے اسماء سکھاؤ جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے تاکہ وہ ان پر ایمان لائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے فرمایا قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے الاسباط سے یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مراد ہیں اور یہ بارہ تھے ان میں ہر ایک سے امت کا ایک گروہ پیدا ہوا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الاسباط سے مراد یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یوسف، بنیامین، روبیل، یہوذا، شمعون، لاوی، دان، قہات، کوذ اور بالیوق ہیں(4)۔

امام طبرانی، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن عبد الثمالی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے میں اگر قسم اٹھاؤں تو اس میں سچا ہوں گا کہ میری امت کے پہلے گروہ سے پہلے کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا سوائے بارہ افراد کے (اور وہ یہ ہیں) ابراہیم، اسماعیل، اسحق، یعقوب، الاسباط، موسیٰ و عیسیٰ بن مریم علیہم السلام۔

1۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 151، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 450 (1152) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 657
4۔ ایضاً

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِیْ شِقَاقٍ ۚ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۱۳۷﴾

''تو اگر یہ بھی ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو جب تو وہ ہدایت پا گئے اور اگر وہ منہ پھیریں تو (معلوم ہو گیا کہ) وہی مخالفت پر کمر بستہ ہیں، تو کافی ہو جائے گا آپ کو ان کے مقابلے میں اللہ اور وہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَاۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ نہ کہو کیوں اللہ کی کوئی مثل نہیں بلکہ تم فَاِنْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْ اٰمَنْتُمْ بِهٖ کہو(1)۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں، خطیب نے اپنی تاریخ میں ابو جمرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فَاِنْ اٰمَنُوْا بِالَّذِیْ اٰمَنْتُمْ بِهٖ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے شِقَاقٍ کا معنی فراق (علیحدگی) روایت کیا ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عثمان تجھے شہید کیا جائے گا جب کہ تو سورۂ بقرہ پڑھ رہا ہو گا اور تیرے خون کا قطرہ فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ پر گرے گا۔ علامہ ذہبی مختصر المستدرک میں فرماتے ہیں یہ روایت نرا جھوٹ ہے اور اس کی سند میں احمد بن محمد بن عبد الحمید الجعفی ہے جو متہم بالکذب ہے(2)۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں، ابو القاسم بن بشران نے امالی میں، ابو نعیم نے المعرفہ میں اور ابن عساکر نے ابو سعید مولی بنی اسد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مصری لوگ حضرت عثمان پر حملہ آور ہوئے تو قرآن کریم آپ کے سامنے پڑا تھا انہوں نے آپ کے ہاتھوں پر تلوار ماری تو آپ کا خون فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ پر گرا، آپ نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور کہا اللہ کی قسم یہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل (سورتیں) لکھی تھیں۔

امام ابن ابی حاتم نے نافع بن ابی نعیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بعض خلفاء کی طرف حضرت عثمان کا مصحف بھیجا گیا، میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا مصحف آپ کی گود میں تھا جب آپ کو شہید کیا گیا تھا اور خون فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ پر گرا تھا نافع نے فرمایا میری آنکھوں نے خون اس آیت پر خود دیکھا۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں عمرہ بنت ارطاۃ العدویہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل والے سال مکہ کی طرف نکلی، ہم مدینہ طیبہ پہنچے تو ہم نے اس مصحف کو دیکھا جو شہادت کے وقت آپ کی گود میں تھا آپ کے خون کا پہلا قطرہ اس آیت فَسَیَكْفِیْكَهُمُ اللّٰهُ پر گرا، عمرہ کہتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 659 2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 110 (4555) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہیں جنہوں نے آپ پرحملہ کیا تھا ان میں سے کوئی بھی صحیح موت نہیں مرا۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۫ وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

"(ہم پر) اللہ کا رنگ (چڑھا ہے) اور کس کا رنگ خوبصورت ہے اللہ کے رنگ سے ہم تو اسی کے عبادت گزار ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صِبْغَةَ اللّٰهِ سے مراد اللہ کا دین ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس فطرت سے مراد وہ فطرت ہے جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا (2)۔

امام ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ کیا تیرا رب رنگ کرتا ہے، فرمایا اللہ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ندا دی اے موسیٰ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کیا تیرا رب رنگ کرتا ہے، آپ کہہ دیجئے ہاں میں سرخ، سفید اور سیاہ رنگ کرتا ہوں، تمام رنگ میرے رنگنے میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ اس حدیث کو ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود اپنے بیٹوں کو یہودی رنگ کرتے تھے اور نصاریٰ اپنے بیٹوں کو نصاریٰ رنگ کرتے تھے اور اللہ کا رنگ اسلام ہے اور اسلام جو اللہ کا رنگ ہے اس سے خوبصورت اور پاکیزہ رنگ نہیں ہے، یہ وہ اللہ کا دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے انبیاء کو مبعوث فرمایا (3)۔

امام ابن النجار نے تاریخ بغداد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد سفید رنگ ہے۔

قُلْ اَتُحَآجُّوْنَنَا فِي اللّٰهِ وَ هُوَ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ۚ وَ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۚ وَ نَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۰﴾ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ لَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ ۚ وَ لَا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۱﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 661 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 662 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 660

"آپ فرمائیے کیا تم جھگڑتے ہو ہمارے ساتھ اللہ کے بارے میں حالانکہ وہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک اور ہمیں ہمارے اعمال اور تمہیں تمہارے اعمال فائدہ پہنچائیں گے ہم تو اسی کی اخلاص سے عبادت کرتے ہیں۔ کیا تم کہتے ہو کہ ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب اور ان کے بیٹے یہودی تھے یا عیسائی؟ فرمائیے کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو چھپاتا ہے گواہی جو اللہ کی طرف سے اس کے پاس ہے اور اللہ بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو۔ وہ ایک امت تھی جو گزر چکی، اسے ملے گا جو اس نے کمایا اور تمہیں ملے گا جو تم نے کمایا اور تم سے نہ پوچھا جائے گا اس سے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی حاتم نے احضرت بن عباس سے تُحَآجُّوْنَنَا کا ترجمہ تُخَاصِمُوْنَنَا (تم ہم سے جھگڑتے ہو) روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تُجَادِلُوْنَنَا (تم ہم سے جھگڑتے ہو) روایت کیا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَنْ اَظْلَمُ الخ کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ یہ یہود کے متعلق ہے کیونکہ انہوں نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام اور دوسرے انبیاء کے متعلق کہا کہ وہ یہود یا نصاریٰ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تمہارے پاس اس کی کوئی شہادت ہے تو مجھ سے وہ شہادت نہ چھپاؤ جب کہ اللہ جانتا ہے کہ تم جھوٹے ہو(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ اہل کتاب ہی تھے جنہوں نے اسلام کو چھپایا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ یہ اللہ کا دین ہے اور انہوں نے یہودیت اور نصرانیت کو اپنایا اور محمد ﷺ کی ذات وصفات پر بھی پردہ ڈالنے کی کوشش کی حالانکہ وہ جانتے تھے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یعنی قوم کے پاس اللہ کی طرف سے شہادت تھی کہ انبیاء کرام یہودیت اور نصرانیت سے بری ہیں(4)۔

امام ابن جریر نے قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ سے مراد ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب علیہم السلام اور الاسباط ہیں(5)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے ابوالملیح رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چالیس سے سو تک یا اس سے زائد افراد امت ہیں۔

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۴۲﴾

"اب کہیں گے بے وقوف لوگ کہ کس چیز نے پھیر دیا ان (مسلمانوں) کو اپنے قبلہ سے جس پر وہ اب تک تھے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 663 | 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 664 | 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 665
4۔ ایضاً | 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 667

آپ فرمایئے اللہ ہی کا ہے مشرق بھی اور مغرب بھی، ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف''۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد (الناسخ میں)، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت البراء بن عازب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اپنے ننہال انصار کے پاس ٹھہرے۔ آپ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ آپ کو پسند یہ تھا کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو۔ آپ ﷺ نے پہلی نماز جو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی وہ عصر کی نماز تھی۔ اور آپ کے ساتھ دوسرے لوگوں نے بھی اسی طرح یہ نماز پڑھی پھر ان میں سے ایک شخص جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ ایک دوسری مسجد کے نمازیوں کے پاس سے گزرا جب کہ وہ رکوع میں تھے۔ اس شخص نے کہا میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ وہ نماز کی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے، پھر انہیں یہ پریشانی ہوئی کہ جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھتے رہے جب کہ ابھی قبلہ نہیں بدلا تھا اور وہ لوگ جو شہید ہو گئے ان کی نمازوں کا کیا بنے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (بقرہ: 143) (1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور اکثر آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ...... الآیہ (بقرہ: 144) کئی مسلمانوں نے کہا ہم خواہش کرتے ہیں کہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ جنہوں نے تحویل قبلہ سے پہلے نمازیں پڑھی ہیں ان کا کیا بنے گا اور ہماری جو بیت المقدس کی طرف نمازیں ان کا کیا ہو گا؟ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ (بقرہ: 143) بے وقوف لوگوں نے کہا یعنی اہل کتاب نے کہا ان کو پہلے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا ہے جس پر پہلے یہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل کیا۔ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ...... (الآیہ)

امام ترمذی، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھیں۔ آپ کعبہ کی طرف نماز پڑھنا پسند کرتے تھے۔ آپ آسمان کی طرف سر اٹھاتے تھے تو اللہ نے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ (الآیہ) نازل فرمائی پھر آپ نے کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔ لوگوں میں سے نادان یعنی یہود نے کہا ان کو اس قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا ہے جس پر یہ پہلے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ (2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اور النحاس نے الناسخ میں اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی

1۔ صحیح بخاری، باب التوجہ الی القبلۃ، جلد 1، صفحہ 57، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 7۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 85، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

2۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 85

اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے قرآن میں قبلہ کا نسخ واقع ہوا۔ واقعہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئے تو یہاں اکثریت یہود کی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔ یہود اس سے خوش ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ دس سے زائد مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ لیکن آپ حضرت ابراہیم کا قبلہ پسند فرماتے تھے، آپ دعا کرتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ اسی پر اللہ تعالیٰ نے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ کا ارشاد نازل فرمایا۔ یہود کو اس سے شک ہوا تو انہوں نے کہا ان کو اس قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا ہے جس پر یہ تھے؟ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ اور فرمایا فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ: 115) (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد (الناسخ میں)، النحاس اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں جب کہ کعبہ بھی آپ کے سامنے ہوتا تھا۔ پھر سولہ مہینے آپ مدینہ طیبہ میں بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھتے رہے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دے دیا۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں پہلا نسخ قبلہ کا ہوا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ محمد ﷺ بیت المقدس کی چٹان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور یہ یہود کا قبلہ تھا، آپ سترہ ماہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے تاکہ یہود ایمان لے آئیں اور آپ کی اتباع کریں اور اس کے ساتھ وہ ان پڑھ عربوں کو دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ...... الآیہ۔ اور فرمایا قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ۔ ابن جریر نے عکرمہ سے مرسلاً نقل کی ہے۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف دیکھا تو جبریل سے کہا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہود کے قبلہ کے علاوہ قبلہ کی طرف پھیر دے۔ جبریل نے کہا میں بھی آپ کی طرح بندہ ہوں، میں کسی چیز کا مالک نہیں سوائے اس کے کہ جو مجھے حکم دیا جاتا ہے۔ اپنے رب سے دعا مانگو اور اس کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ آسمان کی طرف اس امید پر دیکھتے رہتے تھے کہ جبریل وہ حکم لائے گا جو میں نے سوال کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ۔ فرمایا تم ہمیشہ اپنے سوال کی خاطر آسمان کی طرف دیکھتے رہے۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو۔ پس آپ ﷺ نے نماز کے اندر ہی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دیا۔ وَ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ یعنی زمین کے جس حصہ میں ہو فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ نماز میں اپنے چہرے پھیر لو (شَطْرَهٗ) کعبہ کی طرف۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قبلہ شام سے کعبہ کی طرف رجب میں تبدیل ہوا تھا جب کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ طیبہ آمد کو سترہ ماہ گزر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس رفاعہ بن قیس، قردم بن عمرو، کعب بن اشرف، نافع بن ابی نافع، حجاج بن عمرو جو کعب بن

1۔ تفسیر طبری، جلد 1، صفحہ 577

اشرف کا حلیف تھا۔ الربیع بن ابی الحقیق، کنانہ بن ابی الحقیق آئے اور کہا اے محمد (ﷺ) آپ کو اس قبلہ سے کس چیز نے پھیرا ہے جس پر آپ پہلے تھے حالانکہ تم کہتے ہو کہ تم ملت ابراہیم اور دین ابراہیم پر ہو، آپ پہلے قبلہ کی طرف لوٹ جائیں تو ہم آپ کی اتباع کریں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ وہ آپ کو اپنے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِیْ كَانُوْا عَلَیْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۴۲﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الآیہ……

وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ یہ (حکم) اگرچہ بہت بھاری ہے لیکن ان لوگوں پر نہیں جن کو اللہ نے ثابت قدمی عطا فرمائی۔ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ یعنی تمہاری نماز جو قبلہ اولی کی طرف پڑھی گئی اور تمہاری اپنے نبی کی تصدیق اور تمہاری دوسرے قبلہ کی طرف آپ ﷺ کی اتباع کسی چیز کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں فرمائے گا۔ ان تمام چیزوں کا تمہیں اجر عطا فرمائے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ…… فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۴۷﴾ (البقرہ) (1)

امام وکیع، عبد بن حمید، ابوداؤد (الناسخ میں)، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ السُّفَهَآءُ سے مراد یہود ہیں (2)۔

امام ابوداؤد نے (الناسخ میں) مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں پہلا نسخ قبلہ کا ہے پھر پہلی نماز کا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ بیت المقدس کی طرف سولہ ماہ نماز پڑھتے رہے پھر بعد میں قبلہ تبدیل ہوگیا (3)۔

امام بیہقی نے دلائل میں زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے مکہ سے نکلنے کے سترہ ماہ بعد رجب میں قبلہ مسجد حرام کی طرف پھیرا گیا اور رسول اللہ ﷺ آسمان کی طرف اپنا چہرہ اٹھاتے تھے جب کہ آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھ رہے ہوتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی طرف اپنا چہرہ پھیرنے کا حکم نازل فرمایا تو بے وقوف لوگ یعنی یہود نے یہ کہنا شروع کردیا کہ یہ شخص اپنے شہر اور اپنے باپ کے بنائے ہوئے گھر سے محبت کرنے لگا ہے، ان لوگوں کو کیا ہے کہ کبھی ایک سمت منہ کرتے ہیں اور کبھی دوسری سمت منہ کرتے ہیں، صحابہ کرام میں بعض نے کہا ان لوگوں کا کیا ہوگا جو ہم میں سے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہوئے فوت ہوگئے ہیں، مشرکین خوش ہوئے اور کہا کہ محمد ﷺ پر قبلہ کا معاملہ ملتبس ہوگیا ہے، ہوسکتا ہے وہ تمہارے دین پر آجائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (4)۔

امام ابن جریر نے السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کیا تو لوگوں

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 575، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 5
3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 118 (1967) مطبوعہ دار الفکر بیروت
4۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 574

میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ لوگ مختلف نظریات رکھتے تھے۔ منافقین نے کہا ان لوگوں کو کیا ہے، ایک وقت تک ایک قبلہ پر رہتے ہیں پھر اسے چھوڑ کر دوسرے قبلہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، مسلمانوں نے کہا کاش ہمیں اپنے ان بھائیوں کے متعلق معلوم ہو جاتا جو وصال کر گئے ہیں جب کہ انہوں نے بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھی تھیں، کیا اللہ تعالیٰ نے ان کی نمازیں قبول فرمائی ہیں یا نہیں؟ یہود نے کہا، محمد (ﷺ) اپنے باپ کے شہر اور اپنے مولد سے محبت کرنے لگا ہے، اگر وہ ہمارے قبلہ پر ثابت قدم رہتا تو ہم امید کر سکتے تھے کہ یہ وہ ہمارا ساتھی ہے جس کے ہم منتظر تھے۔ مکہ کے مشرکین نے کہا، محمد (ﷺ) پر اپنا دین خلط ملط ہو گیا ہے، اس نے تمہارے قبلہ کی طرف توجہ کی ہے، اسے معلوم ہو گیا ہے کہ تم اس سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ ہو سکتا ہے تمہارے دین میں داخل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے متعلق سَيَقُولُ السُّفَهَآءُ ...... اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ تک آیات نازل فرمائیں اور اس کے بعد والی آیات دوسرے دو گروہوں کے متعلق نازل فرمائیں (1)۔

امام مالک، ابوداؤد (الناسخ میں)، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ آمد کے بعد سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر جنگ بدر سے دو مہینے پہلے کعبہ کو قبلہ بنایا گیا (2)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے السنن اور دلائل میں حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ طیبہ آنے کے بعد سولہ ماہ بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھیں پھر جنگ بدر سے دو ماہ قبل مسجد حرام کو قبلہ بنایا گیا (3)۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں حضرت سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس کی طرف ربیع الاول سے جمادی الآخرہ تک نماز پڑھی۔

امام ابن جریر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ انصار نے نبی کریم ﷺ کے مدینہ آنے سے پہلے تین سال بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی اور نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ آنے کے بعد سولہ ماہ قبلۂ اولیٰ کی طرف نماز پڑھی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ آنے کے بعد سولہ ماہ پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی۔

امام ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ آئے تو تیرہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی (5)۔

امام البزار، ابن جریر نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے نو یا دس ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی، آپ ایک دفعہ مدینہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے جب کہ دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے تھے تو آپ ﷺ نے اپنا چہرہ کعبہ کی طرف پھیر دیا، بے وقوفوں نے کہا انہیں اپنے قبلہ سے کس چیز نے پھیر دیا ہے جس پر پہلے تھے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 18 — 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 8 — 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 8 — 5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی ان میں سے میرے سوا کوئی بھی باقی نہیں رہا(1)۔

امام ابوداؤد (الناسخ میں)، ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے پھر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (البقرہ:144) تو بنی سلمہ کے پاس سے ایک شخص گزرا جب کہ وہ نماز کے رکوع میں تھے اور فجر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے، اس نے بلند آواز سے کہا، خبردار قبلہ کعبہ کی طرف تبدیل ہو چکا ہے، اس نے یہ جملہ دو مرتبہ کہا وہ رکوع کی حالت میں ہی کعبہ کی طرف پھر گئے (2)۔

امام مالک، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد (الناسخ میں) اور نسائی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ صبح کی نماز قباء میں پڑھ رہے تھے، ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا رسول اللہ ﷺ پر آج رات قرآن اترا ہے، حکم دیا گیا ہے کہ وہ کعبہ کی طرف منہ کر لیں، پس تم کعبہ کی طرف منہ کر لو، پہلے ان کے چہرے شام کی طرف تھے پس وہ کعبہ کی طرف پھر گئے (3)۔

زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں عثمان بن عبد الرحمٰن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو قبلہ کے متعلق امر الٰہی کا انتظار کرتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اہل کتاب کے افعال میں سے کئی ایسے افعال کرتے تھے جن کا نہ آپ کو حکم دیا گیا تھا اور نہ آپ کو منع کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے، آپ دو رکعت پڑھ چکے تو جبریل امین تشریف لائے اور اشارہ کیا کہ بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں اور جبریل نے بھی کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ (البقرہ:144) نازل فرمائی اور وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ کا ارشاد نازل فرمایا۔ منافقین نے کہا محمد ﷺ اپنی زمین اور اپنی قوم کی طرف اشتیاق کرنے لگا ہے اور مشرکین نے کہا محمد نے ہمیں اپنا قبلہ اور وسیلہ بنانے کا ارادہ کیا ہے اور اس نے جان لیا ہے کہ ہمارا دین ان کے دین سے زیادہ ہدایت یافتہ ہے اور یہود نے مومنین سے کہا، تمہیں کس چیز نے مکہ کی طرف پھیرا ہے اور کس وجہ سے تم نے موسیٰ علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام اور دوسرے انبیائے کرام کے قبلہ کو چھوڑا ہے۔ قسم بخدا تم فتنہ میں مبتلا کئے گئے ہو۔ مومنین نے کہا ہماری قوم میں جو افراد فوت ہو چکے ہیں معلوم نہیں کہ ہمارے اور ان کے قبلہ کا ایک حکم ہے یا نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سَيَقُوْلُ السُّفَهَاۗءُ سے بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ تک آیات نازل فرمائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قبلہ کے حکم میں آزمائش تھی۔ نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ پہنچنے کے بعد سولہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف منہ کر

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 645، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 331 (3814) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　3۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 85، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

نے کا حکم فرمایا۔ بعض لوگوں نے کہا انہیں کس چیز نے قبلہ سے پھیر دیا ہے جس پر پہلے یہ تھے، اس شخص کو اپنے پیدائشی وطن سے محبت ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَ الْمَغْرِبُ ؕ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ بعض لوگوں نے کہا اب قبلہ بدل گیا ہے، وہ اعمال جو ہم نے قبلہ اولیٰ میں کیے تھے ان کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی کسی امر سے آزماتا ہے تا کہ وہ جان لے کہ اطاعت گزار کون ہے اور نافرمان کون ہے اور قضائے الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، اخلاص اور ایمان میں کئی درجات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مقبول ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ نے عمارہ بن اوس الانصاری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے، ایک شخص دروازے پر کھڑا ہوا جب کہ ہم نماز میں تھے۔ اس شخص نے بلند آواز سے کہا نماز کعبہ کی طرف واجب ہو گئی ہے پس ہمارا امام، عورتیں اور بچے سب کعبہ کی طرف پھر گئے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور البزار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمارے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی کرنے والا آیا، اس نے کہا اب قبلہ بیت اللہ کو بنا دیا گیا ہے جب کہ امام دو رکعتیں پڑھ چکا تھا۔ پس سب لوگ گھوم گئے اور بقیہ دو رکعتیں کعبہ کی طرف ادا کیں۔

ابن سعد نے محمد بن عبد اللہ بن جحش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی، قبلہ بیت اللہ کو بنایا گیا جب کہ ہم ظہر کی نماز میں تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کی طرف پھر گئے تو ہم بھی آپ کے ساتھ پھر گئے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ فرماتے ہیں وہ ان کی شبہات، ضلالات اور فتنوں سے نکلنے کی جگہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب اتنا کسی چیز پر ہم سے حسد نہیں کرتے جتنا کہ جمعہ کے متعلق ہم سے حسد کرتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی اور وہ اس کو نہ پاسکے۔ نیز وہ ہم سے قبلہ پر حسد کرتے ہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی اور وہ اسے گم کر بیٹھے اور وہ ہم سے حسد کرتے ہیں جو ہم امام کے پیچھے آمین کہتے ہیں۔

امام طبرانی نے عثمان بن حنیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے آنے سے پہلے صرف اللہ پر ایمان لانے کے قول کی طرف بلاتے تھے اور بیت المقدس کی طرف منہ کرنے کی طرف دعوت دیتے تھے جب ہماری طرف ہجرت فرمائی اور فرائض نازل ہوئے۔ مدینہ نے مکہ کو منسوخ کر دیا اور بیت الحرام نے بیت المقدس کو منسوخ کر دیا پس ایمان قول اور عمل دونوں پر مشتمل ہو گیا (2)۔

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم اس وقت رسول اللہ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 243، مطبوعہ دار صادر بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 121 (1976) مطبوعہ دار الفکر بیروت

ﷺ کے ہمراہ تھے جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ پس آپ ﷺ نے سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر قبلہ کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا(1)۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۭ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰي عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٤٣﴾

''اور اسی طرح ہم نے بنا دیا تمہیں (اے مسلمانو) بہترین امت تا کہ تم گواہ بنو لوگوں پر اور (ہمارا) رسول تم پر گواہ ہو اور نہیں مقرر کیا ہم نے (بیت المقدس کو) قبلہ جس پر آپ (اب تک) رہے مگر اس لئے کہ ہم دیکھ لیں کہ کون پیروی کرتا ہے (ہمارے) رسول کی (اور) کون مڑتا ہے الٹے پاؤں۔ بے شک یہ (حکم) بہت بھاری ہے مگر ان پر (بھاری نہیں) جنہیں اللہ نے ہدایت فرمائی اور نہیں اللہ کی یہ شان کہ ضائع کردے تمہارا ایمان بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بہت ہی مہربان (اور) رحم فرمانے والا ہے''۔

امام سعید بن منصور، احمد، ترمذی، نسائی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، الاسماعیلی رحمہم اللہ (اپنی صحیح میں) اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوسعید کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے مذکورہ آیت میں وَّسَطًا کا معنی عدلاً روایت کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے وَّسَطًا کا معنی عدلاً روایت کیا ہے(3) امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی روایت کیا ہے(4)۔

امام ابن سعد نے القاسم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم کون ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ اس شخص نے کہا ہم کہتے ہیں تم سبط ہو اور تم کہتے ہو تم وسط ہو۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا سبحان اللہ۔ سبط بنی اسرائیل میں تھا اور امت وسط تمام امت محمد ﷺ ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 119 (1969) مطبوعہ دارالفکر بیروت
2۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 120، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 12
4۔ ایضاً

ان سے پوچھا جائے گا تم نے پیغام توحید پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ان کی امت کو بلایا جائے گا پھر ان سے پوچھا جائے گا کیا نوح نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا اور کوئی شخص نہیں آیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام سے ارشاد ہوگا تمہارا گواہ کون ہے؟ وہ کہیں گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت۔ اس آیت میں اسی عدالت کا ذکر ہے۔ الوسط کا معنی عدل ہے۔ پس تمہیں بلایا جائے گا۔ تم نوح علیہ السلام کی تبلیغ کی گواہی دو گے اور میں تم پر گواہی دوں گا (1)۔

امام سعید بن منصور، احمد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک نبی تشریف لائے گا اور اس کے ساتھ ایک شخص ہوگا، ایک اور نبی تشریف لائے گا اس کے ساتھ دو شخص ہوں گے اور (کسی کے ساتھ) اس سے زیادہ (امتی) ہوں گے۔ نبی کی قوم کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کیا اس نبی نے تمہیں پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے نہیں۔ پھر نبی سے پوچھا جائے گا کیا تو نے پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گا ہاں۔ اسے کہا جائے گا تیری اس پیغام رسانی پر کون گواہ ہے؟ وہ نبی کہے گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو بلایا جائے گا۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کیا اس نبی نے اپنی امت کو پیغام پہنچا دیا تھا وہ کہیں گے ہاں۔ ان سے سوال ہوگا تمہیں کیسے علم ہے، امت محمد یہ کہے گی ہمارے نبی تشریف لائے تھے تو انہوں نے ہمیں بتایا تھا کہ رسولوں نے پیغام پہنچا دیا تھا۔ اس آیت میں یہی مراد ہے۔ وَسَطًا کا معنی عدلاً ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا میں اور میرے امتی قیامت کے روز ایک ٹیلے پر مخلوق کو دیکھ رہے ہوں گے، اس وقت ہر شخص یہی خواہش کرے گا کہ وہ ہم میں سے ہوتا اور ہر نبی کی اپنی قوم تکذیب کرے گی اور ہم گواہی دیں گے اس نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے تم گواہی دو گے کہ رسولوں نے پیغام الٰہی پہنچا دیا تھا اور رسول تم پر گواہی دے گا جو تم نے کیا ہوگا (4)۔

امام ابن المنذر اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ کے ایک جنازہ میں تشریف لائے اور میں آپ کے پہلو میں تھا، بعض لوگوں نے کہا اللہ کی قسم یا رسول اللہ! یہ شخص بہت اچھا تھا، یہ پاک دامن مسلمان تھا اور یہ ایسا تھا۔ انہوں نے اس کی خوب تعریف کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ کہتا ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ جو ہمارے لئے ظاہر ہوتا ہے (ہم وہی کہتے ہیں) اسرار کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَجَبَتْ (اس پر جنت واجب ہوگئی)۔ راوی فرماتے ہیں ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی حارثہ کے ایک شخص کے جنازہ میں تھے یا بنی عبد الاشہل کے جنازہ میں تھے، ایک شخص نے کہا یہ انسان بہت برا تھا، ہمیں جہاں تک علم ہے یہ فحش کلام تھا، یہ ایسا تھا، یہ ایسا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ایسا کہتے ہو؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 120، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 618 (222) مطبوعہ دار الصمیعی مکہ مکرمہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 13 4۔ ایضاً

باطن کی باتیں تو اللہ بہتر جانتا ہے ہم تو وہی کہتے ہیں جو ظاہر ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَجَبَتْ (اس پر دوزخ واجب ہوگئی) پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔(1)

امام الطیالسی، احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ (نوادر الاصول) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ ایک جنازہ کے پاس سے گزرے، اس میت کی بہت تعریف کی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا وجبت وجبت وجبت پھر ایک جنازہ سے گزرے اس کی برائی بیان کی گئی نبی کریم ﷺ نے فرمایا وجبت وجبت۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس جملہ کی وجہ پوچھی تو فرمایا جس کی تم نے تعریف کی ہے اس کے لئے جنت واجب ہے اور جس کا ذکر تم نے شر کے ساتھ کیا ہے اس پر دوزخ واجب ہے، تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ یہ جملہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا۔ حکیم ترمذی نے یہ زائد ذکر کیا ہے کہ پھر آپ ﷺ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ الخ کی آیت تلاوت کی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، ترمذی، نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا میت کی خیر کے ساتھ تعریف کی گئی۔ حضرت عمر نے فرمایا وجبت وجبت پھر ایک جنازہ گزرا، اس کا شر کے ساتھ ذکر کیا گیا تو حضرت عمر نے فرمایا وجبت۔ الاسود نے پوچھا کیا واجب ہوا ہے۔ فرمایا میں نے بالکل اسی طرح کہا ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا جس مسلمان کے متعلق چار شخص خیر کی گواہی دے دیں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ہم نے پوچھا حضور! جس کے متعلق تین گواہی دیں؟ فرمایا تین (کا بھی یہی حکم ہے)۔ ہم نے عرض کی جس کے متعلق دو خیر کی گواہی دیں فرمایا دو (کا بھی یہی حکم ہے) پھر ہم نے آپ سے ایک کے متعلق نہیں پوچھا (3)۔

امام احمد، ابن ماجہ، طبرانی، البغوی، حاکم (فی الکنی)، دارقطنی (فی الافراد)، حاکم (فی المستدرک) اور بیہقی رحمہم اللہ نے (فی السنن) حضرت ابوزہیر ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قریب ہے تم اپنے نیکو کاروں کو برے لوگوں سے جان لو۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے؟ فرمایا اچھی تعریف اور بری تعریف کے ساتھ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک جنازہ پر نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے، لوگوں نے کہا یہ اچھا آدمی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وجبت (اس کے لئے جنت واجب ہوگئی) ایک اور جنازہ لایا گیا لوگوں نے کہا یہ برا آدمی تھا، فرمایا وجبت (اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی)۔ حضرت ابی بن کعب نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (5)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 294 (3061) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 183 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

3۔ ایضاً 4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 120 مطبوعہ مکتبۃ النصر الحدیثیہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 13

امام احمد، ابو یعلی، ابن حبان، حاکم، ابو نعیم نے الحلیہ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان مر جائے اور اس کے قریبی پڑوسی گھروں میں سے چار افراد اس کے متعلق یہ گواہی دے دیں کہ وہ تو اس کے متعلق خیر ہی جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہاری گواہی اس کے حق میں قبول فرمائی اور جو اس کے اعمال تم نہیں جانتے وہ میں نے اس کے معاف کر دیئے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک انصاری کا جنازہ گزرا تو اس کی خیر کے ساتھ تعریف کی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت، پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو اس کا ذکر اس کے برعکس کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وجبت۔ عرض کی یا رسول اللہ کیا واجب ہوا ہے؟ فرمایا ملائکہ آسمان میں اللہ کے گواہ ہیں اور تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو (2)۔

الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان فوت ہوتا ہے اور اس کے متعلق اس کے قریبی پڑوسیوں میں سے دو شخص گواہی دیتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ ہم تو اس کے متعلق خیر ہی جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں تم گواہ رہو، میں نے ان دونوں کی شہادت قبول کی ہے اور جو یہ نہیں جانتے وہ گناہ میں نے معاف فرما دیئے ہیں۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس امت کو ایسی تین خصلتیں عطا کی گئی ہیں جو کسی کو عطا نہیں کی گئیں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے۔ نبی کو کہا جاتا ہے تبلیغ کرو کوئی حرج نہیں ہے اور تو اپنی قوم پر گواہ ہے اور تو دعا کر تیری دعا قبول کروں گا۔ اور اس امت کو بھی یہی کہا گیا ہے مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج: 78) اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی۔ لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔ تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (غافر: 60)

امام ابن جریر نے زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی نوازشات و عنایات دیکھ کر دوسری امتیں کہیں گی اللہ کی قسم قریب تھا کہ یہ تمام امت انبیاء ہوتی (3)۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حبان بن ابی جبلہ رحمہ اللہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندوں کو جمع فرمائے گا سب سے پہلے حضرت اسرافیل کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو نے میرے عہد کے ساتھ کیا کیا۔ کیا تو نے میرا عہد پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گا ہاں، میں نے یا رب وہ پیغام جبریل کو پہنچا دیا تھا۔ پھر جبریل کو بلا کر پوچھا جائے گا کیا اسرافیل نے تجھے میرا عہد پہنچا دیا تھا؟ جبریل کہے گا جی ہاں۔ اسرافیل بری ہو جائے گا پھر جبریل سے پوچھا جائے گا۔ کیا تو نے میرا عہد پہنچا دیا تھا؟ وہ کہے گا ہاں میں نے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1 صفحہ 534، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 14
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 15

رسل کو پہنچا دیا تھا، رسل کو بلا کر پوچھا جائے گا کیا جبریل نے میرا پیغام تمہیں پہنچا دیا تھا؟ رسل کہیں گے ہاں۔ جبریل کو بھی چھوڑ دیا جائے گا۔ پھر رسولوں سے سوال ہوگا کیا تم نے میرا عہد پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے جی ہاں ہم نے امتوں کو پیغام پہنچا دیا تھا۔ امتوں کو بلایا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا کیا رسل نے تمہیں میرا عہد پہنچا دیا تھا بعض امتیں تکذیب کریں گی اور بعض تصدیق کریں گی۔ رسل عرض کریں گے ہمارے پاس ان کے خلاف گواہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کون؟ رسل کہیں گے امت محمد ﷺ پھر امت محمد ﷺ کو بلا کر پوچھا جائے گا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ رسل نے امتوں کو پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے جی ہاں۔ دوسری امتیں کہیں گی یارب ہمارے خلاف وہ کیسے گواہی دے رہے ہیں جنہوں نے ہمارا دور پایا ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا (اے امت محمد ﷺ) تم ان کے متعلق کیسے گواہی دے رہے ہو جب کہ تم نے ان کو پایا ہی نہیں ہے؟ امت محمد یہ عرض کرے گی اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف رسول مبعوث فرمایا تھا اور تو نے ہم پر کتاب نازل کی تھی اور تو نے اس کتاب میں ہمیں بتایا تھا کہ رسل نے پیغام پہنچا دیا تھا۔ ہم نے اس کے مطابق گواہی دی ہے جو تو نے ہمیں بتایا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہوں نے سچ کہا۔ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا الخ کے ارشاد میں یہی مراد ہے الوسط کا معنی عدل ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ کے طریق سے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز تم لوگوں پر گواہ ہو گے، وہ نوح علیہ السلام، قوم ہود، قوم صالح، قوم شعیب پر گواہ ہوں گے اور امت محمد یہ گواہی دے گی کہ رسولوں نے انہیں پیغام پہنچایا اور انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ ابوالعالیہ نے فرمایا ابی کی قرأت میں ہے لِتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

امام ابن ابی حاتم نے عطاء رحمہ اللہ سے وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا کے تحت روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ گواہی دیں گے کہ جب ان کے پاس حق پہنچا تو یہ اس پر ایمان لائے تھے اور اس کو قبول کیا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی۔

عبد بن حمید نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کے اذن سے ایک نبی تشریف لائے گا جب کہ اس کے ساتھ ایک امتی بھی نہ ہوگا، اس کے حق میں امت محمد ﷺ گواہی دے گی کہ اس نبی نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ارشاد ہوگا اے نوح کیا تو نے پیغام پہنچا دیا تھا؟ وہ کہیں گے ہاں یارب! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا گواہ کون ہے؟ حضرت نوح عرض کریں گے یارب محمد (ﷺ) اور آپ ﷺ کی امت۔ فرمایا جب بھی کسی نبی کو بلایا جائے گا تو اس کی امت اس کی تکذیب کرے گی۔ لیکن یہ امت (محمدیہ) اس کی تبلیغ کرنے کی گواہی دے گی۔ جب اس امت کے بارے سوال ہوگا تو کسی اور سے نہیں صرف ان کے نبی ﷺ سے پوچھا جائے گا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حبان بن ابی جبلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک ٹیلے پر امت محمد ﷺ بلند کی جائے گی، وہ رسولوں کے حق میں امتوں کے خلاف پیغام حق پہنچانے کی گواہی دے گی اور ان میں سے ہر وہ شخص گواہی دے گا جس کے دل میں اپنے مسلمان بھائی کے متعلق کوئی کجی نہیں ہوگی۔

امام مسلم، ابوداؤد اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 15

ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز لعنت کرنے والے شہداء اور شفعاء نہ ہوں گے (1)۔

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ۔

امام ابن جریر نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس آیت میں قبلہ سے مراد بیت المقدس ہے۔ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں آزماتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کون اطاعت کرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِلَّا لِنَعْلَمَ کا مطلب یہ ہے کہ تاکہ اہل یقین کو اہل شک سے ممتاز کردے۔ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً یعنی تحویل قبلہ اہل شک کے لئے بہت بڑا ثقل ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ بھی مرتد ہو گئے تھے انہوں نے بھی کہا تھا کہ کبھی ادھر اور کبھی ادھر۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً کے تحت روایت کیا ہے انہیں جو بیت المقدس سے کعبہ کی طرف پھرنے کا حکم دیا گیا تھا وہ بہت برا تھا (2)۔

امام وکیع، الفریابی، الطیالسی، احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، المنذر، ابن حبان، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف چہرہ پھیرا تو مسلمانوں نے عرض کی ان لوگوں کی کیا کیفیت ہوگی جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کے بعد فوت ہو گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ۔ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ سے مراد بیت اللہ کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی نمازیں ہیں (4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی ارشاد کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ نماز جو تم نے قبلہ کی تبدیلی سے پہلے پڑھی ہے وہ ضائع نہ ہوگی۔ مومنین پریشان ہو گئے تھے کہ ان کی نمازیں قبول نہ ہوں گی جو بیت المقدس کی طرف پڑھ کر وصال کر گئے ہیں (5)۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ رَءُوْفٌ کا معنی یَرْاَفُ بِكُمْ ہے یعنی وہ تم پر مہربانی فرمانے والا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ

1۔ نوادر الاصول از حکیم ترمذی، صفحہ 108، مطبوعہ دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 21
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 23
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 24

مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۴﴾

''ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا منہ کرنا آسمان کی طرف تو ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو اس قبلہ کی طرف جسے آپ پسند کرتے ہیں (لو) اب پھیر لو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (اے مسلمانو) جہاں کہیں تم ہو پھیر لیا کرو اپنے منہ اس کی طرف اور بے شک وہ جنہیں کتاب دی گئی ضرور جانتے ہیں کہ یہ حکم برحق ہے ان کے رب کی طرف سے اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں''۔

امام ابن ماجہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف اٹھارہ مہینے نماز پڑھی پھر کعبہ کی طرف قبلہ پھیرا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ میں تشریف لانے کے دو ماہ بعد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تو اکثر اپنا چہرہ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی کیفیت معلوم ہوئی کہ آپ کعبہ سے محبت رکھتے ہیں۔ جبریل امین اوپر جاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے رہتے تھے۔ جب وہ زمین و آسمان کے درمیان ہوتے تھے تو ان کے حکم لانے کے منتظر رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل ہماری اس نماز کا کیا حال ہوگا جو ہم نے بیت المقدس طرف پڑھی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ کا ارشاد نازل فرمایا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھیں پھر اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی طرف پھرنے کا حکم فرمایا، ارشاد فرمایا قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ کا ارشاد نازل فرمایا۔

امام نسائی، بزار، ابن المنذر، طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید بن المعلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد کی طرف جاتے تھے۔ مسجد سے گزرتے تو اس میں نماز پڑھتے تھے۔ ایک دن ہم گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، میں نے عرض کی حضور! کیا واقعہ ہوا میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ نازل فرمائی حتیٰ کہ آپ اس کی تلاوت سے فارغ ہو گئے تو میں نے اپنے ساتھی سے کہا آیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے اترنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لیں، ہم ہی پہلے تھے جنہوں نے نماز پڑھی۔ ہم چھپ گئے اور ہم نے نماز پڑھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور آپ نے ظہر کی نماز کعبہ کی طرف پڑھائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 541 (1010) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 119 (1968) مطبوعہ دار الفکر بیروت

طرف نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کعبہ کی طرف متوجہ ہونا پسند فرماتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی پسند پر قبلہ تبدیل فرما دیا فرمایا اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لو (1)۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود نے کہا محمد ہماری مخالفت کرتا ہے اور ہمارے قبلہ کی اتباع کرتا ہے، پس رسول اللہ ﷺ قبلہ کی تبدیلی کی دعا مانگتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ الخ والا ارشاد نازل فرمایا۔ پس کعبہ کی طرف منہ کرنے سے یہود کا اعتراض ختم کر دیا۔ مرد عورتوں کی جگہ اور عورتیں مردوں کی جگہ پھر گئیں (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، احمد بن منیع (فی مسندہ)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی (فی الکبیر) اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت ابراہیم کا قبلہ ہے جو میزاب کی طرف تھا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابو داؤد (فی الناسخ)، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے قول شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے تحت روایت کیا ہے کہ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سے مراد مسجد حرام کی سمت ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، دینوری رحمہم اللہ (فی المجالسہ)، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں شَطْرَهٗ سے مراد قبلہ ہے (5)۔

امام ابو داؤد، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شَطْرَهٗ کا معنی نحوہ روایت کیا ہے (یعنی اس کی طرف) (6)۔

امام آدم اور دینوری (فی المجالسۃ) امام بیہقی نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ شَطْرَهٗ کا معنی نحوہ (اس کی طرف) ہے۔

امام وکیع، سفیان بن عیینہ، عبد ابن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، دینوری رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے شَطْرَ کا معنی تلقاء (سامنے) روایت کیا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت رفیع رحمہ اللہ سے حبش کی زبان کے مطابق شَطْرَ کا معنی تلقاء روایت کیا ہے۔

امام ابو بکر بن ابی داؤد نے المصاحف میں ابو رزین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قراءت میں حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَهٗ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بیت سارا قبلہ ہے اور بیت کا قبلہ دروازہ ہے (8)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ بیت، اہل مسجد کا قبلہ ہے۔ اور مسجد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 26
2۔ ایضاً
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 627 (226) مطبوعہ دار الصمیعی مکہ مکرمہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 29
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 30
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 28
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 28
8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 29

اہل حرم کا قبلہ ہے اور حرم زمین کے مشرق و مغرب میں رہنے والے میرے امتیوں کا قبلہ ہے۔

امام ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت وَاِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ میں یہود مراد ہیں (1)۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَنَّهُ الْحَقُّ سے مراد قبلہ ہے یعنی اہل کتاب جانتے تھے کہ قبلہ کی تبدیلی حق ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے الناسخ میں اور امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اہل کتاب جانتے تھے کہ کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے انبیاء کا قبلہ تھا لیکن انہوں نے جان بوجھ کر ترک کیا ہے۔ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ یعنی وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور قبلہ کا معاملہ چھپاتے ہیں۔

وَلَىِٕنْ اَتَیْتَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰیَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَاۤ اَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ؕ وَلَىِٕنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

"اور اگر آپ لے آئیں اہل کتاب کے پاس ہر ایک دلیل (پھر بھی) نہیں پیروی کریں گے آپ کے قبلہ کی اور نہ آپ پیروی کرنے والے ہیں ان کے قبلہ کی اور نہ وہ ایک دوسرے کے قبلہ کو ماننے والے ہیں اور اگر (بفرض محال) آپ پیروی کریں ان کی خواہشوں کی اس کے بعد کہ آچکا آپ کے پاس علم تو یقیناً آپ اس وقت ظالموں میں (شمار) ہوں گے"۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے نہ تو یہود، نصاریٰ کے قبلہ کی اتباع کرنے والے ہیں اور نہ نصاریٰ، یہود کے قبلہ کی اتباع کرنے والے ہیں (2)۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

"جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہیں انہیں جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بے شک ایک گروہ ان میں چھپاتا ہے حق کو جان بوجھ کر"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں یَعْرِفُوْنَهٗ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کتاب کے ذریعے پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یَعْرِفُوْنَهٗ سے مراد یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں بیت الحرام ہی قبلہ ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 31 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 32 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 33

امام ابن جریر نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ بیت الحرام ہی وہ قبلہ ہے جس کا انہیں حکم دیا گیا ہے لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ میں الحق سے مراد قبلہ ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ سے مراد اہل کتاب ہیں۔ فرماتے ہیں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپاتے ہیں حالانکہ وہ ان کا ذکر تورات وانجیل میں پاتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بعض اہل کتاب جو مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہم اپنی کتابوں میں موجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کی وجہ سے آپ کو اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ جانتے تھے۔ رہے ہمارے بیٹے تو ہمیں معلوم نہیں کہ عورتوں نے کیا کیا (3)۔

امام الثعلبی نے السدی الصغیر عن الکلبی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ۔ پس تم اے عبد اللہ یہ معرفت کیسی رکھتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن سلام نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ میں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو میں اس طرح پہچان گیا جس طرح میں اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں جب میں اسے دوسرے بچوں کے ساتھ دیکھتا ہوں اور مجھے اپنے بیٹے کی بنسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت زیادہ ہے۔ حضرت عمر نے کہا وہ کیسے؟ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے حق ہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب میں ان کی صفات بیان فرمائی ہیں اور مجھے معلوم نہیں عورتیں کیا کرتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا اے ابن سلام اللہ تعالیٰ نے تجھے توفیق بخشی۔

امام طبرانی نے حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب میں دین کی تلاش میں نکلا تو میں اہل کتاب کے راہبوں کے پاس پہنچ گیا۔ وہ کہا کرتے تھے یہ اس نبی کا زمانہ ہے جو عرب کی زمین سے ظاہر ہوگا، اس کی علامات ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان گول اٹھی ہوئی نبوت کی مہر ہے۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

"یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے تو ہر گز نہ بن جانا شک کرنے والوں سے"۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں اور امام ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ شک میں مبتلا نہ ہوں، بے شک کعبہ ہی تیرا قبلہ ہے اور یہی تجھ سے پہلے انبیاء کا قبلہ تھا (4)۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۗ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۴۸﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 33 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 35 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 34 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 35

''اور ہر قوم کے لئے ایک سمت (مقرر) ہے وہ اسی کے طرف منہ کرتی ہے پس آگے بڑھ جاؤ دوسروں سے نیکیوں میں، تم کہیں ہو لے آئے گا اللہ تعالیٰ تم سب کو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ سے مراد اہل ادیان ہیں فرماتے ہیں ہر دین والوں کے لئے ایک قبلہ ہوتا ہے جو پسند کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ادھر ہی قبلہ پھیر دیا جدھر مومنوں نے توجہ کی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ کل کو وِّجْهَةٌ کی طرف مضاف کر کے پڑھتے ہیں۔ فرمایا کبھی انہوں نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی جب کہ اس سے پہلے کعبہ کی طرف نماز پڑھی۔

امام ابو داؤد نے الناسخ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا یہ ان کی بیت المقدس کی طرف نماز اور کعبہ کی طرف نماز کا بیان ہے۔

امام ابن جریر اور امام ابن ابی داؤد رحمہما اللہ (المصاحف میں) نے منصور رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ہم اس کو اس طرح پڑھتے ہیں۔ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا قِبْلَةً يَّرْضَوْنَهَا (2)۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا وَ لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا کا مطلب یہ ہے کہ ہر صاحب ملت کا قبلہ ہوتا ہے جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے (3)۔

امام ابو داؤد نے الناسخ میں حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود کے لئے ایک جہت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتے ہیں اور نصاریٰ کے لئے ایک جہت ہے جس کی طرف وہ منہ کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت بخشی اے امت محمد یہ کہ تمہارا قبلہ ہی صحیح قبلہ ہے۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ اسے مُوَلَّاهَا پڑھتے تھے۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ

امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تم اپنے قبلہ پر خوش نہ ہو دوسری نیکیوں کی طرف ہی جلدی کرو (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو زید سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ نیکیوں میں جلدی کرو، تم جہاں بھی ہو گے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمہیں لے آئے گا (5)۔

امام بخاری، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہماری نماز پڑھی، ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہوا، ہمارا ذبیحہ کھایا وہ مسلمان ہے، اس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے پس تم اللہ کے ذمہ کو نہ توڑو (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 36 — 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 37 — 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 36
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 38 — 5۔ ایضاً — 6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 56، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ وَ مِنْ حَیْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ ۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِیْ ۗ وَ لِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ عَلَیْكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

”اور جہاں سے بھی آپ (باہر) نکلیں تو موڑ لیا کریں (نماز کے وقت) اپنا رخ مسجد حرام کی طرف اور بے شک یہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے اور نہیں اللہ تعالیٰ بے خبر جو کچھ تم کرتے ہو۔ اور جہاں سے آپ (باہر) نکلیں تو موڑ لیا کریں اپنا رخ (نماز کے وقت) مسجد حرام کی طرف اور (اے مسلمانو) جہاں کہیں تم ہو تو پھیر لیا کرو اپنے منہ اس کی طرف تاکہ نہ رہے لوگوں کو تم پر اعتراض (کی گنجائش) بجز ان لوگوں کے جو ناانصافی کریں ان سے سو نہ ڈرو تم ان سے (بلکہ صرف) مجھ سے ڈرا کرو تاکہ میں پورا کردوں اپنا انعام تم پر تاکہ تم راہ راست پر ثابت قدم رہو“۔

امام ابن جریر نے سدی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے اور عن مرہ عن ابن مسعود و ناس من الصحابہ رضی اللہ عنہم کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس کی طرف نمازیں پڑھنے کے بعد کعبہ کی طرف اپنا چہرہ کر لیا تو مکہ کے مشرکین نے کہا محمد اپنے دین کے متعلق متحیر ہے، اس نے اب اپنا قبلہ تمہارا بنا لیا ہے اور اسے معلوم ہو گیا ہے کہ تم اس سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ ہو سکتا ہے وہ تمہارے دین میں داخل ہو جائے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: لِئَلَّا یَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْكُمْ حُجَّةٌ ۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۗ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَ اخْشَوْنِیْ۔(1)

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِلنَّاسِ سے مراد اہل کتاب ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو قبلہ بنا دیا تو اہل کتاب نے کہا یہ شخص اپنے باپ کے گھر اور اپنی قوم کے دین سے محبت کرنے لگا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے حجت سے مراد ان کا یہ کہنا ہے کہ تو ہمارے قبلہ کی طرف لوٹ آیا ہے(3)۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں، امام ابن جریر، امام ابن المنذر نے حضرت قتادہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ سے مراد مشرکین عرب ہیں، جب قبلہ کعبہ کو بنایا گیا تو انہوں نے کہا اب وہ تمہارے قبلہ کی طرف لوٹ آیا ہے ہو سکتا ہے تمہارے دین کی طرف لوٹ آئے(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 42　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 41　4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ سے مراد مشرکین قریش ہیں۔ وہ عنقریب تم پر حجت قائم کریں گے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے بیت اللہ کی طرف پھیرنے کی وجہ سے حجت قائم کی تھی، انہوں نے کہا عنقریب محمد (ﷺ) ہمارے دین کی طرف لوٹ آئے گا جیسے وہ ہمارے قبلہ کی طرف لوٹ آیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (بقرہ:153)(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد اہل کتاب ہیں اور الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ سے مراد مشرکین قریش ہیں۔

كَمَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ یَتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِنَا وَ یُزَكِّیْكُمْ وَ یُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

''جیسا کہ بھیجا ہم نے تمہارے پاس رسول تم میں سے پڑھ کر سناتا ہے تمہیں ہماری آیتیں اور پاک کرتا ہے تمہیں اور سکھاتا ہے تمہیں کتاب اور حکمت اور تعلیم دیتا ہے تمہیں ایسی باتوں کی جنہیں تم جانتے ہی نہیں تھے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جیسا میں نے تم پر کرم کیا ہے پس تم اس پر میرا ذکر کرو۔

فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ﴿۱۵۲﴾

''سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا اور شکر ادا کیا کرو میرا اور میری ناشکری نہ کیا کرو''۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم میری اطاعت کر کے مجھے یاد کرو میں اپنی مغفرت کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا (2)۔

حضرت ابو الشیخ اور دیلمی نے جویبر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے بندوں کے گروہ میری اطاعت کے ساتھ تم مجھے یاد کرو میں اپنی مغفرت کے ساتھ تمہیں یاد کروں گا (3)۔

امام ابن لال، دیلمی اور ابن عساکر نے ابو ہند الداری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری اطاعت کے ساتھ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ پس جو مجھے اطاعت کرتے ہوئے یاد کرے گا تو مجھ پر حق ہے کہ میں اسے اپنی مغفرت کے ساتھ یاد کروں اور جو مجھے یاد کرے گا جب کہ وہ میرا نافرمان ہوگا تو مجھ پر حق ہے کہ میں اسے ناراضگی کے ساتھ یاد کروں (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 42
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 46
3۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 3، صفحہ 150 (4405) مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 179 (4486)

ہے میرا تمہیں ذکر کرنا تمہارا مجھے ذکر کرنے سے بہتر ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو تو میرا شکر ادا کرتا ہے اور جب تو مجھے بھول جاتا ہے تو تو میری ناشکری کرتا ہے(1)۔

ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب مجھے بتا کہ میں کیسے تیرا شکر ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مجھے یاد کر مجھے کبھی نہ بھول پس جب تو مجھے یاد کرے گا تو تو میرا شکر ادا کرے گا اور جب تو مجھے بھول جائے گا تو تو میری ناشکری کرے گا۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چار عطا کئے اسے چار ہی عطا کئے گئے اس کی تفسیر کتاب میں ہے کہ جس نے ذکر کیا اللہ نے اس کا ذکر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور جس نے دعا کی اس کی دعا کو قبولیت عطا کی گئی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومن: 60) تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔ جس نے شکر عطا کیا اس کو زیادہ عطا کیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ (ابراہیم: 7) اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا جو استغفار عطا کرے گا اسے مغفرت دی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ (نوح) اپنے رب سے مغفرت طلب کرو، وہ بہت زیادہ مغفرت کرنے والا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کرتا ہے جو مومن اسے یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کے ساتھ یاد کرتا ہے اور جو کافر یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب کے ساتھ یاد کرتا ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، امام احمد نے الزہد میں اور امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ظالموں کو کہہ دو کہ وہ مجھے یاد نہ کیا کریں کیونکہ مجھ پر حق ہے کہ جو مجھے یاد کرے میں اسے یاد کروں، بے شک ظالموں کو میرا یاد کرنا ان پر لعنت کرنا ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، ان سے پوچھا گیا قاتل، شرابی اور زانی جو اللہ کو یاد کرتا ہے اس کا کیا حکم ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ۔ ابن عمر نے فرمایا یہ شخص جب اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہے، حتیٰ کہ وہ بندہ خاموش ہو جائے۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت خالد بن ابی عمران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اس نے اللہ کا ذکر کیا، اگرچہ اس کی نماز، اس کا روزہ اور قرآن کی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10 صفحہ 82
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 126 (4529) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 46
4۔ کتاب الزہد، صفحہ 92

تلاوت کم بھی ہو اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی وہ اللہ کو بھول گیا، اگرچہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوت قرآن زیادہ بھی ہو(1)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے سے وہ سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق گمان رکھتا ہے۔ جب وہ میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ تنہا میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی تنہا اس کا ذکر کرتا ہوں، اگر وہ مجھے کسی محفل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب آتا ہوں اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک قدم اس کے قریب ہوتا ہوں، اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں(2)۔

امام احمد اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تو مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھے خود یاد کروں گا، اگر تو مجھے کسی مجمع میں یاد کرے گا تو میں ملائکہ کے مجمع میں یاد کروں گا فرمایا اس سے بہتر مجمع میں یاد کروں گا۔ اگر تو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا تو میں تیرے ایک کرم قریب ہوں گا، اگر تو میرے پاس چل کر آئے گا تو میں تیرے پاس دوڑ کر آؤں گا(3)۔

امام طبرانی نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مجھے تنہا اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اسے ملائکہ کے گروہ میں یاد کرتا ہوں۔ وہ مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے رفیق اعلیٰ میں یاد کرتا ہوں(4)۔

امام ابن ابی الدنیا نے الذکر میں، البزار اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اے ابن آدم جب تو مجھے تنہا یاد کرتا ہے تو میں تجھے تنہا یاد کرتا ہوں اور جب تو مجھے کسی مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع اور تعداد میں زیادہ افراد میں یاد کرتا ہوں جس میں تو مجھے یاد کرتا ہے(5)۔

امام ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ حرکت کرتے ہیں(6)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ شرائع اسلام بہت زیادہ ہیں آپ مجھے کوئی ایک ایسا عمل بتائیں جس کی میں پیروی کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے(7)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 452 (687)
2۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 343، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مسند امام احمد، صفحہ 3، جلد 138
4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 79، مطبوعہ دارالفکر بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 406 (551)
6۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 280 (3792)
7۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل الدعاء، جلد 2، صفحہ 173 مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

امام ابن ابی الدنیا، البزار، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی نے مالک بن یخامر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا آخری کلام جس پر میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا وہ یہ تھی کہ میں نے عرض کی اللہ کی بارگاہ میں کون سا عمل محبوب ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا موت کے وقت بھی تیری زبان اللہ کے ذکر سے تر ہو (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ابو المخارق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا معراج کی رات میں ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرا جو عرش کے نور میں تھا، میں نے پوچھا یہ کوئی فرشتہ ہے، بتایا گیا نہیں۔ میں نے پوچھا یہ کوئی نبی ہے بتایا نہیں نہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو دنیا میں رہتا تھا تو اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی اور اس کا دل مساجد کے ساتھ معلق رہتا تھا اور یہ اپنے والدین کو گالی گلوچ نہیں دیا کرتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد (الزہد میں) اور ابن ابی الدنیا نے سالم بن ابو الجعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابو الدرداء سے کہا گیا کہ فلاں شخص نے سو افراد آزاد کیے ہیں۔ حضرت ابو درداء نے فرمایا ایک آدمی کے مال سے سو آدمیوں کا آزاد ہونا بڑا نیک عمل ہے اور اس سے بھی افضل عمل اور افضل ایمان جو دن رات کے ساتھ لازم ہو یہ ہے کہ تم میں سے کسی کی زبان اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہے (2)۔

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں ایک ایسے عمل سے آگاہ نہ کروں جو تمہارے اعمال میں سے بہتر ہو اور تمہارے مالک کی بارگاہ میں پاکیزہ اور تمہارے درجات میں بلند ترین ہو اور تمہارے سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بھی بہتر کہ تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو پھر ان کی گردن اڑاؤ۔ صحابہ کرام نے عرض کی ضرور کرم فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ذکر (3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کے لئے کوئی صیقل ہوتا ہے اور (دلوں کے زنگ کو دور کرنے کا) صیقل اللہ کا ذکر ہے ذکر الٰہی سے زیادہ کوئی چیز عذاب الٰہی سے نجات دینے والی نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ کے راستہ میں جہاد بھی اس مرتبہ کا نہیں ہے۔ فرمایا اگرچہ وہ اپنی تلوار سے جہاد کرتا رہے حتیٰ کہ تلوار ٹوٹ جائے (4)۔

امام البزار، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو رات کی تکالیف برداشت کرنے سے عاجز ہو، جو مال کو خرچ کرنے سے بخیل ہو اور جب دشمن حملہ کرے اور وہ جہاد کرنے سے عاجز ہو تو اسے کثرت سے اللہ کا ذکر کرنا چاہیے (5)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 393 (516)
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 178
3۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی فضل الدعاء، جلد 2، صفحہ 173، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان
4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 396 (522)
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 390 (508)

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان کا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جو ذکر الٰہی کی بنسبت عذاب سے زیادہ نجات دلانے والا ہو۔ عرض کی گئی اللہ کے راستہ میں جہاد بھی ایسا نہیں ہے۔ فرمایا جہاد بھی ایسا نہیں ہے لیکن جب مجاہد اپنی تلوار سے لڑتا رہے حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے (تو اس کا یہ مرتبہ ہے)(1)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الشکر میں، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا چار چیزیں جس کو عطا کی گئی ہوں اسے دنیا اور آخرت کی خیر عطا کی گئی ہے (1) شکر کرنے والا دل (2) ذکر کرنے والی زبان (3) مصائب پر صبر کرنے والا بدن (4) ایسی بیوی جو اپنے نفس اور خاوند کے مال میں خیانت نہ کرتی ہو(2)۔

امام ابن حبان نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں تو میں اس ہموار فرش پر اللہ کا ذکر کریں گی اللہ انہیں بلند درجات میں داخل کرے گا۔

امام بخاری، مسلم اور بیہقی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے(3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کوئی دن رات ایسا نہیں گزرتا مگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے صدقہ فرماتا ہے اور بندے پر اللہ کی طرف سے اس سے افضل کوصدقہ نہیں کہ اسے اللہ تعالیٰ اپنا ذکر الہام کردے۔

امام ابن ابی شیبہ نے خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر روز صدقہ فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر صدقہ فرماتا ہے اس میں سے اللہ کے ذکر سے کوئی چیز افضل نہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک شخص کے کمرے میں دراہم ہوں جنہیں وہ (متواتر) تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کا ذکر کر رہا ہو تو اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہوگا(4)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اہل جنت کسی گزشتہ وقت پر حسرت کا اظہار نہیں کریں گے سوائے اس گھڑی کے جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا(5)۔

امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو گھڑی انسان کی بغیر ذکر الٰہی کے گزر جاتی ہے قیامت کے روز وہ اس پر حسرت کا اظہار کرے گا(6)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، یہ دونوں حضرت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو قوم ذکر الٰہی کے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 71، مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 104 (4429)
3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 401 (536)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 10 صفحہ 72 مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 392 (512)
5۔ ایضاً، (511)

لئے مختص ہے اسے ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان میں ذکر فرماتا ہے جو اس کے پاس ہیں (1)۔

ابن ابی الدنیا نے حضرات ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا ذکر کرنے والوں کے لئے چار باتیں ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے، ملائکہ انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اس مجمع میں یاد فرماتا ہے جو اس کے پاس ہے۔

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر کے لئے اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں (2)۔

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندے میں تجھ سے ایسا سلوک فرماتا ہوں جو تو میرے متعلق گمان کرتا ہے اور میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں جب تو میرا ذکر کرتا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صبح و شام اللہ کا ذکر کرنا اللہ کے راستہ میں تلواریں توڑنے اور سخاوت کرتے ہوئے مال عطا کرنے سے عظیم عمل ہے (4)۔ ابن ابی شیبہ نے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر دو آدمیوں میں سے ایک اللہ کے راستہ میں گھوڑوں پر سوار ہو اور دوسرا اللہ کا ذکر کرے تو اللہ کا ذکر کرنے والا از روئے اجر کے افضل ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد (الزہد میں) نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر ایک شخص سبز نیزے دیتے ہوئے رات گزارتا ہے، احمد کے الفاظ میں مد مقابل (کافر) پر نیزوں سے ضرب لگاتا ہے اور دوسرا شخص قرآن پڑھتا ہے یا اللہ کا ذکر کرتا ہے تو دیکھے گا کہ اللہ کا ذکر کرنے والا افضل ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اگر دو شخصوں میں سے ایک مشرق سے اور ایک مغرب سے آئے ایک کے پاس سونا ہو جسے وہ حق پر خرچ کرے اور دوسرا اللہ کا ذکر کرے حتیٰ کہ وہ ایک راستہ میں ملاقات کریں تو جو ذکر کرنے والا ہوگا وہ افضل ہوگا (7)۔

امام بخاری، مسلم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے فرشتے راستوں کا چکر لگاتے ہیں اور وہ اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں جب وہ کسی قوم کو اللہ کا ذکر

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 345، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعا، جلد 1، صفحہ 495، مطبوعہ مکتبہ نصر حدیثیہ
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 497
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 170 (35047) مطبوعہ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً (35056)
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170 (35049)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 172 (35068)

کرتے ہوئے پالیتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دینے میں ادھر اپنی حاجت کی طرف آؤ۔ پس وہ فرشتے اس قوم کو آسمان تک اپنے پروں میں گھیر لیتے ہیں۔ جب لوگ جدا ہوتے ہیں تو وہ فرشتے آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں، ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے تم کہاں سے آئے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح تکبیر اور حمد بیان کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیتے تو اور زیادہ سخت عبادت کرتے، زیادہ تیری حمد کرتے اور زیادہ تیری تسبیح بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے وہ کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت کا سوال کررہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت ہوتی؟ وہ کہتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو ان کی جنت کی حرص اور شدید ہوتی اور طلب میں مزید اضافہ ہوتا اور رغبت زیادہ ہوتی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ آگ سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے آگ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ آگ دیکھ لیتے تو ان کی کیا کیفیت کیا ہوتی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر انہوں نے دوزخ دیکھی ہوتی تو اور زیادہ سے اس بھاگنے والے ہوتے اور زیادہ اس سے خوف کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو معاف کردیا ہے۔ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے فلاں شخص ان میں سے نہیں ہے، وہ تو کسی غرض دنیوی کے لئے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ وہ قوم ہے اس کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے حلقہ میں تشریف لائے۔ پوچھا تمہیں کس چیز نے (یہاں) بٹھایا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہم اللہ کا ذکر اور اس کی حمد کرنے کے لئے بیٹھے ہیں جو اس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی اور جو اس نے ہم پر احسان فرمایا۔ پوچھا صرف اللہ کے ذکر کی خاطر تم بیٹھے ہو؟ صحابہ نے عرض کی ہم فقط اللہ کے ذکر کے لئے بیٹھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تم سے تہمت کی بنا پر قسم نہیں طلب کی بلکہ میرے پاس جبریل آیا ہے اور اس نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے مباہات فرمارہا ہے(2)۔

امام احمد، ابویعلی، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج اہل محشر جان لیں گے کہ اہل کرم کون ہیں، پوچھا گیا یارسول اللہ اہل کرم کون ہیں؟ فرمایا ذکر کی مجالس والے(3)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن رواحہ جب صحابہ کرام میں سے کسی کو ملتے تو کہتے آؤ ہم ایک لمحہ کے لئے اپنے رب کی تصدیق کریں۔ ایک دن انہوں نے ایک شخص کو یہ کہا تو وہ شخص ناراض

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 344، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ جامع ترمذی، باب ما جاء فی فضل الدعاء، جلد 2، صفحہ 173، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان 3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 401 (535)

ہوا۔ وہ شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ابن رواحہ کو نہیں دیکھتے کہ وہ آپ کے ایمان سے انحراف کر کے ایک لمحے کے لئے ایمان کی طرف رغبت دلاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابن رواحہ پر رحم فرمائے، وہ ان مجالس کو پسند کرتا ہے جس کی وجہ سے ملائکہ مباہات کرتے ہیں (1)۔

امام احمد، البزار، ابویعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا ہے جو قوم ذکر الٰہی کے لئے جمع ہوتی ہے اور اس سے مقصود ان کا رضائے الٰہی ہوتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے کھڑے ہو جاؤ تمہیں بخش دیا گیا ہے تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں (2)۔

امام طبرانی نے سہل بن حنظلیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قوم ذکر الٰہی کے لئے جمع ہوتی ہے تو ایک منادی آسمان سے ندا دیتا ہے کھڑے ہو جاؤ اس حال میں کہ تمہیں بخش دیا گیا ہے، تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں (3)۔ بیہقی نے عبداللہ بن مغفل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قوم ذکر الٰہی کے لئے جمع ہوتی ہے تو ایک منادی آسمان سے ندا دیتا ہے کھڑے ہو جاؤ درآں حالیکہ تمہیں بخش دیا گیا ہے۔ تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئیں ہیں اور جو قوم کسی مجلس میں جمع ہوتی ہے پھر علیحدہ علیحدہ ہو جاتی ہے جس میں وہ ذکر الٰہی نہیں کرتی ہے تو قیامت کے روز یہ چیز ان کی حسرت کا باعث ہوگی (4)۔

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا کوئی عمل اللہ کے ذکر کی نسبت عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہو۔ تمہارے مالک کی بارگاہ میں پاکیزہ ہو، تمہارے درجات میں بلند ترین عمل ہو اور تمہارے لئے سونا اور چاندی صدقہ کرنے سے بہتر ہو اور اس عمل سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن سے ملو اور تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں صحابہ نے عرض کی حضور! ضرور کرم فرمائیے فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

امام احمد نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا افضل ایمان کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ کے لئے بغض رکھے اور تیری زبان اللہ کے ذکر میں مصروف رہے۔ پوچھا پھر کیا ہے؟ فرمایا تو لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو تو اپنے لئے پسند کرے اور لوگوں کے لئے وہ ناپسند کرے جو تو اپنے لئے ناپسند کرے اور تو اچھی بات کہے یا خاموش رہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر ایک شخص کے کمرے میں دنانیر ہوں وہ عطا کرتا رہے اور دوسرا شخص اللہ کا ذکر کرنے والا ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہوگا (6)۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10 صفحہ 75
2۔ ایضاً، جلد 10 صفحہ 75 (16764)
3۔ ایضاً، جلد 10 صفحہ 76 (16767)
4۔ شعب الایمان جلد 1، صفحہ 400 (533)
5۔ مجمع الزوائد، جلد 1 صفحہ 227 (211)
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 170 (35050)

امام عبداللہ بن احمد نے حضرت ابودرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر پتھر، درخت اور مٹی کے ڈھیلے کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور اللہ تعالیٰ کو خوشحالی میں بھی یاد کرو تکالیف میں تمہارا ذکر کیا جائے گا۔ ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں ابودرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوگ جن کی زبانیں اللہ کے ذکر سے تر رہتی ہیں ان میں سے کوئی جنت میں داخل ہوگا تو ہنس رہا ہوگا(1)۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سو مرتبہ تکبیر کہنا میرے نزدیک سو دینار صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے(2)۔

امام عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جو قوم اللہ کے ذکر کے لئے جمع ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ان کا ان کے مجمع سے زیادہ معزز و محترم مجمع میں ذکر کرتا ہے اور جو قوم جدا ہوتی ہے جب کہ انہوں نے اپنی مجلس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا ہوتا تو قیامت کے روز وہ ان کے لئے حسرت ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک مرتبہ اللہ اکبر کہنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کا کوئی عمل ذکر کی نسبت آگ کے عذاب سے زیادہ نجات دلانے والا نہیں ہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ کے راستہ میں جہاد بھی اس مرتبہ کا نہیں ہے؟ فرمایا جہاد بھی نہیں ہے مگر یہ کہ تو اپنی تلوار کے ساتھ مارتا رہے حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے پھر تو اپنی تلوار کے ساتھ مارتا رہے حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے پھر تو اپنی تلوار کے مارتا رہے حتیٰ کہ وہ ٹوٹ جائے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے فرمایا میں صبح کے وقت اللہ کا ذکر کروں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے یہ میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں صبح سے گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کروں حتیٰ کہ سورج طلوع ہو جائے(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرا اس قوم سے ہونا جو صبح کی نماز سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں، مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں گھوڑوں کی پیٹھوں پر اللہ کے راستہ میں سورج کے طلوع ہونے تک جہاد کروں، اور میرا اس قوم میں ہونا جو عصر کی نماز سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرتے ہیں مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں سورج کے غروب ہونے تک اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار رہوں(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو بندہ خوشی میں اللہ کی حمد کرتا ہے اور خوشحالی میں بھی اس کی حمد کرتا ہے پھر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اللہ کو پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں یہ ضعیف بندے کی معروف آواز ہے پس فرشتے اس کی سفارش کرتے ہیں اور جو بندہ خوشی میں اللہ کا ذکر نہیں کرتا اور خوشحالی میں اس کی حمد نہیں کرتا پھر اس کو کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے تو وہ اللہ کو پکارتا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں یہ ناپسندیدہ آواز ہے(6)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 170 (35052) 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 170 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 169 (35046)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170 (35048) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 172 (35070) 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 61 (29480)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جعفر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سخت اعمال تین ہیں۔ (1) ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا (2) اپنے نفس سے انصاف کرنا (3) مال میں مواسات۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان والے اہل ذکر کے گھروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ ان کے لئے اس طرح روشنی دیتے ہیں جیسے ستارے زمین والوں کے لئے روشنی دیتے ہیں (1)۔

امام البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور ذکر کے حلقوں کی تلاش میں رہتے ہیں جب وہ ان کے پاس آتے ہیں تو انہیں گھیر لیتے ہیں پھر اپنے لیڈر کو آسمان کی طرف رب العزت کی بارگاہ میں بھیجتے ہیں وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم تیرے بندوں میں سے کچھ بندوں کے پاس آئے وہ تیری نعمتوں کی تعظیم بجالا رہے تھے اور تیری کتاب کی تلاوت کر رہے تھے اور تیرے نبی محمد ﷺ پر درود پڑھ رہے تھے وہ تجھ سے اپنی آخرت اور دنیا کی خیر کا سوال کر رہے تھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے انہیں میری رحمت سے ڈھانپ دو، وہ ایسی مجلس ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا۔

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ذکر کی مجالس کا کیا فائدہ ہے فرمایا ذکر کی مجالس کا فائدہ جنت ہے (2)۔

امام ابن ابی الدنیا، البزار، ابویعلی، الطبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الدعوات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ کے چلنے والے فرشتے مجالس ذکر پر اترتے اور ٹھہرتے ہیں پس جنت کے باغوں میں کچھ چر لیا کرو۔ صحابہ نے عرض کی جنت کے باغ کہاں ہیں؟ فرمایا ذکر کی مجالس، صبح و شام اللہ کے ذکر کی طرف جایا کرو اور اس کا ذکر اپنے نفسوں کو کرایا کرو۔ جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ جان لے کہ اللہ کی بارگاہ میں اس کا کیا مقام ہے تو اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے دل میں کتنا مقام ہے؟ اللہ تعالیٰ بندے کو اپنی بارگاہ میں وہی مقام دیتا ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں مقام دیتا ہے (3)۔

امام احمد اور ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو چر لیا کرو۔ پوچھا جنت کے باغ کیا ہیں؟ فرمایا ذکر کے حلقے۔

امام طبرانی نے عمرو بن عبسہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے رحمٰن کے دائیں ہاتھ کی طرف۔ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ کچھ مرد ہوں گے جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء ان کے چہروں کی سفیدی دیکھنے والوں کی نظروں کو خیرہ کر رہی ہوگی، ان کے مقام اور ان کے قرب الٰہی کو دیکھ کر انبیائے کرام اور شہداء رشک کریں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا مختلف قبائل سے جمع ہونے والے جو اللہ کے ذکر کے لئے جمع

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 170 ، مجمع الزوائد، جلد 10 صفحہ 78، (16773)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1 صفحہ 494، مطبوعہ مکتبۃ النصر الحدیثیہ
3۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 78 (16771)

ہوتے ہیں، وہ اچھی اچھی کلام چنتے ہیں جیسے کھجوریں کھانے والا اس میں سے اچھی اچھی چنتا ہے(1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ قیامت کے روز ایسے لوگ اٹھائے گا جن کے چہروں پر نور ہوگا اور وہ موتیوں کے منبروں پر ہوں گے، لوگ ان پر رشک کریں گے، نہ وہ انبیاء ہوں گے اور نہ شہداء۔ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ ان کی صفات بیان فرمائیں تاکہ ہم ان کو پہچان لیں۔ فرمایا وہ مختلف قبائل، مختلف شہروں کے لوگ جو اللہ کی رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں اللہ کے ذکر پر جمع ہوتے ہیں (اور) اس کا ذکر کرتے ہیں(2)۔

امام الخرائطی نے الشکر میں خلید العقری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر گھر کی زینت ہوتی ہے اور مساجد کی زینت وہ مرد ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

امام بیہقی نے الدعوات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو کیا تم دعا میں اجتہاد کو پسند کرتے ہو، لوگوں نے کہا ہاں فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ۔

امام احمد نے الزہد میں عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اگر تو میرا ذکر کرے گا تو میں تیرا ذکر کروں گا، اگر تو مجھے بھول جائے گا تو میں تجھے بھول جاؤں گا اور تو اجتناب کر اس سے کہ میں تجھے ایسی حالت میں پاؤں کہ اس حالت میں تیری طرف نظر کرم نہ کروں۔

امام عبد اللہ نے الزوائد میں معاویہ بن قرہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا اگر تو ایسی قوم میں ہو جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہو اور پھر تیرے لئے کوئی حاجت ظاہر ہو تو اٹھتے وقت اسی پر سلام کر، پس جب تک وہ اس مجلس ذکر میں بیٹھے رہیں گے تو ان میں شریک ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابو جعفر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں ذکر اور شکر سے کوئی چیز محبوب نہیں ہے(3)۔

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الشکر میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ نبی کریم ﷺ کی دعا سے تھا اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ۔(4)

امام احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں تیرے لئے پسند کرتا ہوں کہ تو ہر نماز کے بعد یہ دعا ترک نہ کرے۔ اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِکْرِكَ وَ شُکْرِكَ وَ حُسْنِ عِبَادَتِكَ۔(5)

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے ابو الجلد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 78 (16771) 2۔ ایضاً، جلد 10 صفحہ 77 (16750)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 60 (29474) 4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 100 (4411) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 99 (4410)

موسیٰ علیہ السلام کے سوال میں پڑھا ہے کہ انہوں نے عرض کی یارب میں تیرا شکر کیسے ادا کروں جب کہ تیری چھوٹی سی نعمت کا مقابلہ میرے تمام اعمال بھی نہیں کر سکتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اے موسیٰ اب تو نے میرا شکرادا کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے سلیمان التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر انعام اپنی شان کے لائق فرمایا ہے اور ان کو شکر کا مکلف ان کی استطاعت کے مطابق کیا ہے (2)۔

امام ابن ابی الدنیا نے عبدالملک بن مروان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا کسی بندے نے محبوب ترین اور شکر میں بلیغ ترین کلمہ ان کے نزدیک کسی نے نہیں کہا مگر اس نے جس نے یہ کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْعَمَ عَلَیْنَا وَهَدَانَا لِلْاِسْلَامِ۔

امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے الاصبغ بن نباتہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے بِسْمِ اللّٰهِ الْحَافِظِ مِنَ الْمُؤْذِیْ۔ اور جب باہر نکلتے تو اپنے ہاتھ کو پیٹ پر ملتے اور یہ کہتے یَالَهَامِنْ نِّعْمَةٍ لَوْیَعْلَمُ الْعِبَادُ شُكْرَهَا(3)۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے نعمت کو روک لیتا ہے اور جب اس کا شکرادا نہ کیا جائے تو اسے عذاب میں بدل دیتا ہے۔

حضرت ابن ابی الدنیا اور الخرائطی دونوں نے کتاب الشکر میں، حاکم، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر اپنی نعمت کرتا ہے اور بندہ یہ جان لیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے نعمت ملی ہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت کا شکر لکھ دیتا ہے اس سے پہلے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی گناہ پر شرمندگی جان لیتا ہے تو اس کو معاف کر دیتا ہے قبل اس کے کہ وہ استغفار کرے۔ ایک انسان دینار کے ساتھ کپڑا خریدتا ہے پھر اسے پہنتا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے تو اس کپڑے کے گھٹنے تک پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرما دیتا ہے (4)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو شخص صبح اٹھ کر یہ کہتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی حُسْنِ الْمَسَاءِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی حُسْنِ الْمَبِیْتِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی حُسْنِ الصَّبَاحِ۔ تو اس نے دن اور رات کا شکرادا کر دیا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ سے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب وہ شکر کیا ہے جو تیری شان کے لائق ہے؟ فرمایا تیری زبان ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہے۔ عرض کی یارب ہم کبھی ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ تیرا ذکر کرنا خلاف ادب سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کیا حالت ہے؟

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 85 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 138 (4578) 3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 113 (4468)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 92 (4379) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 95 (4388)

عرض کی پیشاب، پاخانہ کے وقت اور جنابت کے غسل کے وقت یا جب ہم بغیر وضو کے ہوتے ہیں۔ فرمایا یقیناً تم میرا ذکر کیا کرو۔ پوچھا یا رب میں کیسے تیرا شکر ادا کروں؟ فرمایا اس طرح کہا کرو سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَجَنِّبْنِيَ الْاَذٰى، سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَقِنِي الْاَذٰى۔(1)

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اسحق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے سلام کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی پھر وہ شخص ایک دن آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے فلاں تو کیسا ہے؟ اس نے کہا اگر میں شکر کروں تو خیر کے ساتھ ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اس شخص نے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ مجھ سے پوچھتے اور میرے لئے دعا فرماتے تھے، آج آپ نے حالات پوچھے ہیں اور میرے لئے دعا نہیں فرمائی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پہلے میں تجھ سے خیریت دریافت کرتا تھا تو اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور آج میں نے تجھ سے خیریت پوچھی تو تو نے شکر میں شک کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دنیا میں تمہیں کوئی چیز نقصان نہیں پہنچائے گی اگر تم اس کا شکریہ ادا کرو گے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اپنی دعا میں یہ کہتے تھے: اَسْاَلُكَ تَمَامَ النِّعْمَةِ فِي الْاَشْيَاءِ كُلِّهَا وَالشُّكْرَ لَكَ عَلَيْهَا حَتّٰى تَرْضٰى وَ بَعْدَ الرِّضَا۔ میں تجھ سے تمام چیزوں میں نعمت کی تکمیل اور ان پر شکر کی توفیق مانگتا ہوں حتی کہ تو راضی ہو جائے اور رضا کے بعد بھی انہیں چیزوں کا طلب گار ہوں۔

حضرت ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت ابو حازم سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے انہیں کہا آنکھوں کا شکر کیا ہے؟ ابو حازم نے کہا اگر تو ان کے ساتھ کوئی خیر دیکھے تو اس کا اعلان کر، اگر تو ان کے ساتھ کوئی برائی دیکھے تو اسے چھپا دے۔ اس نے پوچھا کانوں کا شکر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اگر تو خیر سنے تو اسے یاد کر لے، اگر تو ان سے برائی سنے تو اسے چھپا دے۔ اس نے پوچھا ہاتھوں کا شکر کیا ہے؟ ابو حازم نے کہا ان کے ساتھ ایسی چیز نہ پکڑ جو ان کے لئے پکڑنی جائز نہیں ہے اور ان میں جو اللہ کا حق ہے اس کو نہ روک۔ اس شخص نے پوچھا پیٹ کا شکر کیا ہے؟ اس کے نیچے والے حصہ میں طعام ہو اور اوپر والے میں علم ہو۔ اس شخص نے پوچھا فرج (شرم گاہ) کا شکر کیا ہے؟ فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ (المومنون: 6) الی قولہ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ۝ اس شخص نے پوچھا قدموں کا شکر کیا ہے فرمایا اگر تو ایسے زندہ کو دیکھے جس پر تو رشک کرتا ہے تو ان قدموں کے ساتھ ان جیسے اعمال کر اور اگر تو ایسے مردہ کو دیکھے جس سے تو ناراض ہے تو اپنے قدموں کو اس کے اعمال سے روک دے۔ پس تو اس طرح شکر کرنے والا ہے۔ جس نے زبان سے شکر ادا کیا اور اپنے تمام اعضاء سے شکر ادا نہیں کیا تو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے پاس چادر ہو، وہ اس کی ایک طرف کو پکڑے ہوئے ہو اور اس کو پہنے نہیں وہ اس کو گرمی، سردی، برف، اولے اور بارش سے کوئی فائدہ نہیں دیتی (2)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 104 (4428) 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 134 (4564)

امام بیہقی نے الشعب میں علی بن المدینی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا، زہد کی حد کیا ہے؟ فرمایا تو خوشحالی میں شاکر ہو اور مصیبت میں صبر کرنے والا ہو۔ جب اس طرح ہوگا تو زاہد ہوگا، سفیان سے پوچھا گیا شکر کیا ہے؟ فرمایا جن چیزوں سے اللہ نے منع فرمایا ان سے اجتناب کر (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کی نعمتوں کو شکر کے ساتھ قید کرو اور اللہ کا شکر گناہ کا ترک ہے (2)۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے محمد بن لوط الانصاری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ شکر معصیت کا ترک ہے (3)

ابن ابی الدنیا نے مخلد بن حسین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ شکر گناہوں کو ترک کرنا ہے۔

امام بیہقی نے الجنید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضرت السری رحمہ اللہ نے پوچھا شکر کیا ہے؟ میں نے کہا میرے نزدیک شکر یہ ہے کہ گناہوں پر کسی نعمت سے مدد حاصل نہ کی جائے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زہری سے پوچھا گیا زاہد کون ہے؟ فرمایا جس کا حرام اس کے صبر پر غالب نہ ہو اور حلال اس کو شکر سے مانع نہ ہو (4)۔

ابن ابی الدنیا نے عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں شکر حمد کے جسم اور اس کی اصل اور اس کی فرع سے ہوتا ہے۔ پس انسان کے بدن، کان، آنکھ اور قدموں وغیرہ میں اللہ کی نعمتیں ہیں ان کو دیکھنا چاہیے، انسان کے بدن میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں اللہ کی نعمت نہ ہو۔ پس بندے پر حق ہے کہ اللہ کی ان نعمتوں کو اللہ کی اطاعت میں صرف کرے اور دوسری نعمتیں رزق میں ہیں، انسان پر حق ہے کہ وہ رزق کی نعمتوں کو بھی اللہ کی اطاعت میں استعمال کرے، جس نے ایسا کیا اس نے شکر کے جسم، اس کی اصل اور فرع کو پکڑ لیا۔

حضرت ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عامر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں شکر نصف ایمان ہے، صبر نصف ایمان ہے اور یقین مکمل ایمان ہے (5)۔ بیہقی نے فرمایا ہمیں حضرت ابو عبد الرحمٰن السلمی نے بتایا کہ استاذ ابو سہل محمد بن سلیمان الصعلوکی سے پوچھا گیا کہ شکر اور صبر سے کون افضل ہے؟ فرمایا دونوں برابر ہیں شکر خوشحالی کا وظیفہ ہے اور صبر تکلیف کا فریضہ ہے۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ شکر کرنے والے طاعم (کھانے والے) کے لئے صبر کرنے والے روزے دار کی مثل اجر ہے (6)۔

امام بیہقی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے صرف کھانے، پینے میں اللہ کی نعمتوں کو پہچانا، پس اس کا عمل کم ہوا اور اس کا عذاب حاضر ہوا (7)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 106 (4438) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 130 (4546) 3۔ ایضاً، (4547)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 131 (4553) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109 (4448) 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 111 (4461)
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 113 (4467)

امام بیہقی نے فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تم پر شکر کرنا لازم ہے کیونکہ بہت کم ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جن پر اللہ کی کوئی نعمت ہو پھر وہ زائل ہوگئی ہو اور پھر لوٹ آئی ہو(1)۔

امام بیہقی نے حضرت عمارہ بن حمزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تمہیں نعمتوں کی اطراف پہنچیں تو ان کی انتہا کو قلت شکر کے ذریعے دور نہ کرو(2)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دین میں اپنے سے بلند کو دیکھا اور دنیا میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اسے صابر، شاکر لکھ دے گا اور جس نے دین میں اپنے سے کم کو دیکھا اور دنیا میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اسے نہ صابر لکھے گا اور نہ شاکر لکھے گا(3)۔

ابن ابی الدنیا نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رحمہ اللہ کی سند سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس میں دو خصلتیں ہوں اللہ تعالیٰ اسے صابر شاکر لکھ دیتا ہے اور جس میں یہ خصلتیں نہ ہوں اللہ تعالیٰ اسے شاکر صابر نہیں لکھتا۔ جس نے دین میں اپنے سے بلند کو دیکھا پھر اس کی اقتداء کی۔ اور جس نے دنیا میں اپنے سے کم کو دیکھا اور جس نے دنیا میں اپنے سے بلند کو دیکھا پھر فوت شدہ پر افسوس کیا تو اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر نہیں لکھے گا۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واہ! مومن کا ہر حال خیر ہے اگر اسے خوشحالی پہنچے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے خیر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے خیر ہے(4)۔

امام نسائی اور بیہقی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے مومن پر تعجب ہوتا ہے، اگر اسے کوئی چیز عطا کی جائے اور وہ کہے الحمدللہ تو اس نے شکر کیا۔ اگر مصیبت میں مبتلا ہو اور کہے الحمدللہ تو اس نے صبر کیا مومن کو ہر حال میں اجر ملتا ہے حتیٰ کہ وہ لقمہ جو اپنے منہ کی طرف اٹھاتا ہے اس پر بھی اسے اجر ملتا ہے(5)۔

امام بیہقی نے روایت کیا ہے (اور اسے ضعیف کہا ہے) کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میں تین خصلتیں ہوں اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت میں داخل کرے گا، اسے اپنی محبت دکھائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوگا وہ شخص کہ جب اسے کوئی نعمت ملے تو شکر ادا کرے اور جب مقابل پر قادر ہو تو معاف کر دے اور جب اسے غصہ آئے تو ڈھیلا پڑ جائے(6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میں تین چیزیں ہوں اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت کے سائے میں پناہ دے گا، اس پر اپنی رحمت کا پردہ فرمائے گا اور اسے اپنی محبت میں داخل کرے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ وہ تین چیزیں کیا ہیں فرمایا جب نعمت میسر آئے تو شکر کرے، جب قادر ہو تو معاف

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 131 (4556)   2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 132 (4560)   3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137 (4575)

4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 116 (4487)   5۔ ایضاً، (4485)   6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 105 (4432)

کرے جب غصہ آئے تو کمزور پڑ جائے (1)۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن ابی الدنیا نے الشکر میں، الفریابی نے الذکر میں، المعمر ی نے عمل الیوم واللیلہ میں، طبرانی نے الدعاء میں، ابن حبان، بیہقی اور المستغفر ی دونوں نے الدعوات میں عبداللہ بن غنام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت یہ کہا اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ فَلَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ۔ اس نے اپنے دن کا شکرادا کر دیا۔ اور جس نے شام کے وقت ایسا کہا تو اس نے اپنی رات کا شکرادا کر دیا (2)۔

امام ابن ابی الدنیا نے السری بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ طائف میں تھے کہ لوگوں پر بارش ہوئی۔ پس آپ نے لوگوں کو خطاب فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق کا سامان (بارش) مہیا فرمایا ہے اس پر اس کی حمد کرو۔ مجھے نبی کریم ﷺ سے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر کوئی انعام فرماتا ہے پھر وہ اس کی حمد کرتا ہے تو اس نے اس نعمت کا شکرادا کر دیا۔

امام ابن ابی الدنیا اور الخرائطی دونوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مصیبت زدہ کو دیکھا اور یہ دعا پڑھی تو اس نے اس نعمت کا شکرادا کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی جَمِیْعِ خَلْقِهٖ تَفْضِیْلًا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بندے پر انعام کرے پھر وہ اس کا شکر یہ ادا کرے اور اس نعمت کی وجہ سے اللہ کے لئے تواضع کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں اس نعمت سے نفع دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے آخرت میں درجات بلند فرماتا ہے اور جس پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انعام فرمایا اور اس نے شکرادا نہ کیا اور نہ اللہ کے لئے اس نے تواضع کی تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس نعمت کا نفع اس سے روک لیتا ہے اور اس کے لئے آگ کا طبق کھول دیتا ہے پھر آخرت میں چاہے گا تو عذاب دے گا اور چاہے گا تو اس سے تجاوز فرمائے گا۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جو بندہ ٹھنڈا پانی پیتا ہے اور وہ بغیر کسی تکلیف کے اس کے گلے سے گزر جاتا ہے اور بغیر اذیت کے جاری ہوتا ہے تو اس پر شکر کرنا واجب ہے۔

امام ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کوئی ایسا کام پیش آتا جو آپ کو اچھا لگتا تو آپ اللہ کا شکرادا کرنے کے لئے سجدہ کرتے (3)۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے رسول نے انہیں فرمایا

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 105 (4433)
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 89 (4368)
3۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی سورۃ الشکر، جلد 1، صفحہ 191، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

میں جبریل سے ملا اور اس نے مجھے خوشخبری سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فرماتا ہے کہ جو آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر درود بھیجوں گا اور جو آپ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا۔ پس میں نے اس پر اللہ کا سجدہ شکر ادا کیا۔

حضرت الخرائطی نے کتاب الشکر میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ جب کسی مصیبت زدہ کو دیکھتے تو سجدہ میں گر جاتے۔

ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور الخرائطی نے الشکر میں حضرت شداد بن اوس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ کریں تو تم یہ کلمات کثرت سے کہو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِی الْاَمْرِ، وَالْعَزِیْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَ اَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَ اَسْاَلُكَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِیْمًا وَّلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔

حضرت الخرائطی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا، افضل ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور افضل شکر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ہے۔

الخرائطی اور بیہقی نے الدعوات میں حضرت منصور بن صفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو یہ کہہ رہا تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانِیْ لِلْاِسْلَامِ وَجَعَلَنِیْ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے عظیم شکر ادا کیا۔

الخرائطی نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اے لوگو! دو چیزیں یاد کرلو نعمت کا شکر اور ایمان کا اخلاص۔

حضرت الخرائطی نے ابو عمر الشیبانی رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے طور کے دن فرمایا یارب میں نے نماز پڑھی تو یہ بھی تیری توفیق سے اور جو میں نے صدقہ کیا یہ بھی تیری توفیق سے، اگر میں نے تیرے احکامات پہنچائے ہیں تو یہ بھی تیری توفیق سے ہے۔ پس میں تیرا شکر کیسے ادا کروں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اب تو نے میرا شکر ادا کیا۔

حضرت ابن ابی الدنیا، الخرائطی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن قرط الازدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، یہ صحابہ کرام میں سے تھے فرماتے تھے نعمت، منعَم علیه (جس پر انعام کیا گیا) کے منعِم (نعمت کرنے والے) کے شکر کے ساتھ قائم رہتی ہے۔

حضرت الخرائطی نے جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو تجھ پر انعام کرنے والا ہے اس کا شکر ادا کر کیونکہ جب تو شکر کرے گا تو نعمتیں ختم نہ ہوں گی اور جب تو ناشکری کرے گا تو نعمتیں باقی نہ رہیں گی شکر نعمت میں زیادتی کا باعث ہے اور غیر سے امان ہے۔

الخرائطی سے خالد الربعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ایسے اعمال جو جلدی سزا کے مستحق ہے۔ ان میں سے چند یہ ہیں کہ امانت میں خیانت کی جائے، رحم (رشتہ داری) کو توڑا جائے۔ احسان کی ناشکری کی جائے۔

حضرت الخرائطی نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے بری بات التجدیف ہے۔ ابوعبید نے کہا کہ اصمعی کہتے ہیں التجدیف کا معنی نعمتوں کی ناشکری ہے۔ الاموی نے کہا ہے التجدیف یہ ہے کہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے اسے اپنی محنت کا ثمرہ سمجھنا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

''اے ایمان والو! مدد طلب کیا کرو صبر اور نماز (کے ذریعہ) سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنیوالوں کیساتھ ہے''۔

امام الحاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر درد کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی، لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی روح پرواز کرگئی ہے حتیٰ کہ لوگ ان کے پاس سے اٹھ گئے اور لوگوں نے اسے کپڑا اوڑھا دیا۔ ان کی زوجہ ام کلثوم بنت عقبہ مسجد کی طرف گئی اور صبر اور نماز سے جو مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس سے مدد حاصل کرنے لگی۔ لوگ کچھ وقت ٹھہرے رہے جبکہ آپ ابھی غشی میں تھے پھر انہیں افاقہ ہوگیا۔

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

''اور نہ کہا کرو انہیں جو قتل کیے جاتے ہیں اللہ کی راہ میں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (اسے) سمجھ نہیں سکتے''۔

ابن مندہ نے المعرفہ میں السدی الصغیر عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تمیم بن الحمام بدر میں شہید ہوا اور یہ آیت اس کے اور دوسرے شہداء کے متعلق نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کا معنی فی طاعة اللہ ، فی قتال المشرکین، یعنی اللہ کی اطاعت میں مشرکین سے جنگ کرنا۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ شہداء سبز پرندوں کی صورتوں میں جنت کے اندر زندہ ہیں، جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں اور جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن جریر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ شہداء کی ارواح جنت میں انتہائی سفید پرندوں (کی صورتوں) میں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنۃ الماویٰ

میں سبز پرندے ہیں جس میں شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں بلند ہوتی ہیں اور مومنین کے نابالغ بچے جنت کی چڑیوں میں سے چڑیاں ہیں جو چرتی اور گھومتی ہیں۔

امام عبدالرزاق نے معمر عن قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچتی ہے کہ شہداء کی روحیں سفید پرندوں کی صورتوں میں ہیں جنت کے پھل کھاتی ہیں (1)۔

امام الکلبی نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے شہداء کی روحیں سفید پرندوں کی صورتوں میں ہیں جو عرش کے نیچے معلق قنادیل میں پناہ لیتی ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ شہداء کی روحیں سفید پرندوں میں معروف ہیں، جنت کے پھل کھاتی ہیں اور سدرہ ان کی رہائش ہے۔ اللہ تعالیٰ مجاہد کو خیر کی تین خصلتیں عطا فرماتا ہے، جو اللہ کے راستہ میں شہید ہوتا ہے وہ زندہ ہوتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے اور جو غالب آتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر عظیم عطا فرماتا ہے اور جو مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رزق حسن عطا فرماتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ شہداء جنت کے پھلوں کی وجہ سے زندہ ہیں اور وہ جنت کی خوشبو پاتے ہیں جب کہ وہ جنت میں نہیں ہیں (3)۔

مالک، احمد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ نے حضرت کعب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں جو جنت کے پھلوں یا جنت کے درختوں سے معلق ہیں (4)۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں عبداللہ بن کعب بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء کی ارواح سبز پرندوں کی صورتوں میں ہیں جو جنت کی قنادیل کے ساتھ معلق ہیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں لوٹائے گا (5)۔

امام نسائی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت سے ایک شخص کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے ارشاد فرمائے گا اے انسان تو نے اپنے مقام کو کیسا پایا؟ وہ کہے گا اے میرے پروردگار بہت اچھی منزل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو سوال کر اور کسی خواہش کا اظہار کر۔ وہ عرض کرے گا میں کیا سوال کروں اور کیا خواہش کروں، میں صرف اتنا سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا کی طرف لوٹا دے، میں دس مرتبہ اللہ کے راستہ میں شہید کیا جاؤں یہ اس لئے وہ کہے گا کیونکہ اس نے شہادت کی فضیلت ملاحظہ کر لی ہوگی (6)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 65-264 (9558) مطبوعہ بیروت لبنان 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 48 3۔ ایضاً

4۔ جامع ترمذی، باب ما جاء فی ثواب شہید، جلد 1، صفحہ 197 مطبوعہ دار القرآن والحدیث ملتان

5۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 266 (9556) 6۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 61 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۵۵﴾ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۫ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

''اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں کسی ایک چیز کے ساتھ یعنی خوف اور بھوک اور کمی کرنے سے (تمہارے) مالوں اور جانوں اور پھلوں میں اور خوشخبری سنایئے ان صبر کرنے والوں کو جو کہ جب پہنچتی ہے انہیں کوئی مصیبت تو کہتے ہیں بے شک ہم صرف اللہ ہی کے ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہی وہ (خوش نصیب) ہیں جن پر ان کے رب کی طرف طرح طرح کی نوازشیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ سیدھی راہ پر ثابت قدم ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو خبر دی ہے کہ دنیا مصیبت کا گھر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس دنیا میں آزمائش میں ڈالے گا (اس لئے) صبر کا حکم فرمایا اور انہیں بشارت دی ہے۔ فرمایا وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ، اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ مومن جب قضائے الٰہی کے سامنے جھک جاتا ہے اور مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تین بھلائیاں لکھ دیتا ہے۔ اللہ کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت، ہدایت کے راستوں کی تحقیق۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہا اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت کی کمی کو پورا کر دیتا ہے۔ اس کے انجام کو بہتر کرتا ہے اور اس کے لئے نیک صالح بدل بناتا ہے جس سے وہ راضی ہوتا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ الخ کے تحت نقل کیا ہے کہ اس آیت کے مخاطب محمد ﷺ کے اصحاب ہیں (2)۔

حضرت سفیان بن عیینہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جویبر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے ضحاک کی طرف لکھ کر بھیجا کہ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ خاص ہے یا عام ہے؟ ضحاک نے فرمایا یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جو تقویٰ کا خوگر ہے اور فرائض ادا کرتا ہے (3)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ کا معنی یہ ہے کہ ہم تمہیں آزمائیں گے یعنی مومنین کو ہم آزمائیں گے۔ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ یعنی جو مصائب پر قضائے الٰہی کے تحت صبر کرنے والے ہیں انہیں جنت کی بشارت دو اُولٰٓىِٕكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ اور جنہوں نے مصیبتوں پر صبر کیا ان پر مغفرت ہے اور ان کے لئے رحمت اور عذاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 53، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 51
3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 116 (9690) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

سے امن ہے وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ یعنی مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہنے کی وجہ سے ہدایت یافتہ ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے رجاء بن حیوہ رحمہم اللہ سے ونقص من الثمرات کے تحت روایت کیا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آتا ہے جس میں کھجوروں پر پھل نہیں لگتا، سوائے ایک کھجور کے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے رجاء بن حیوۃ رحمہم اللہ کے طریق سے کعب سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

طبرانی اور ابن امردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری امت کو ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو کسی دوسری امت کو نہیں دی گئی۔ وہ یہ ہے کہ مصیبت کے وقت یہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہتے ہیں (1)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مصیبت کے وقت اس امت کو ایک ایسی چیز دی گئی ہے جو ان سے پہلے انبیائے کرام کو نہیں عطا کی گئی تھی۔ اگر یہ انبیائے کرام کو عطا کی جاتی تو یعقوب علیہ السلام کو عطا کی جاتی کیونکہ انہوں نے يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ (یوسف:84) کہا تھا۔ بیہقی کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ اس امت کے سوا کسی امت کو استرجاع اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ عطا نہیں کیا گیا کیا تو نے یعقوب علیہ السلام کا قول نہیں سنا ہے؟ يٰٓاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ (یوسف:84)(2)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو طاقت رکھتا ہے کہ وہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے صلوٰۃ، رحمت اور ہدایت کا مستحق ہو جائے تو اسے ایسا کرنا چاہیے اور نیکی کمانے کی قوت صرف اللہ کی مدد سے ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر حق ثابت کرے گا اس حق کے ساتھ جو اللہ نے اس کے لئے ثابت کیا ہے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو وفا کرنے والا پائے گا۔

امام وکیع، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا (نے کتاب العزاء میں) ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دونوں طرف کا بوجھ اچھا ہے اور جو بوجھ درمیان میں ہے وہ بھی اچھا ہے (دونوں طرف کے بوجھ سے مراد اس آیت میں اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ہے اور درمیانے بوجھ سے مراد وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ہے۔

حضرت ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس شخص میں چار خصال ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا (1) جس کے معاملہ کی عصمت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو (2) جب مصیبت پہنچے تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ کہے (3) جب اسے کوئی چیز ملے تو الحمد للہ کہے (4) اور جب اس سے کوئی گناہ سرزد ہو تو استغفر اللہ کہے (4)۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے العزاء میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مصیبت پر صبر کرے گا حتیٰ کہ اچھی تعزیت کے ساتھ اسے لوٹا دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تین سو درجات لکھے گا اور ہر دو

1۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 76 (3943) مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 53
3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 116 (9688)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 117 (9692)

درجات کے درمیان زمین وآسمان جیسا فاصلہ ہوگا۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے العزاء میں یونس بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ربیعہ بن ابی عبد الرحمٰن سے پوچھا صبر کی انتہاء کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا تو مصیبت کے دن اسی طرح ہو جس طرح مصیبت سے پہلے تھا۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے کتاب الاعتبار میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سلیمان بن عبد الملک نے اسے ان کے بیٹے کی موت کے وقت کہا کیا مومن اتنا صبر کرتا ہے کہ وہ مصیبت کی وجہ سے تکلیف محسوس نہیں کرتا؟ حضرت عمر بن عبد العزیز نے کہا اے امیر المومنین آپ کے نزدیک محبوب اور مکروہ برابر نہیں ہے لیکن صبر مومن کی پناہ گاہ ہے۔

امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ مسلمان کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے پھر اس کو یاد کرتا ہے اگرچہ اس کا زمانہ لمبا بھی ہو جاتا ہے پھر اس کو اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہنے کی توفیق ہوتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس وقت اس کا قصد فرماتے ہیں اور اسے مصیبت کے دن اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہنے کی طرح اجر عطا فرماتا ہے۔

امام سعید بن منصور، العقیلی نے الصعفاء میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حکیم ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی نعمت اگرچہ اس کو بہت عرصہ گزر چکا ہو، بندہ جب اس نعمت پر حمد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت ثواب عطا فرماتے ہیں اور کوئی مصیبت اگرچہ اس کا زمانہ بہت گزر چکا ہو بندہ اس کے لئے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت اس کا اجر وثواب عطا فرماتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے العزاء میں سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جس نے چالیس سال بعد اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہا اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت کے دن جیسا ثواب عطا کرے گا۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انسان کو کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے اور چالیس سال بعد وہ اس مصیبت کو یاد کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس وقت بھی ایسا ہی اجر عطا فرماتے ہیں جیسا کہ اس نے مصیبت کے دن اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا ہو۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں ابو سلمہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر میرے پاس آئے اور فرمایا کہ میں نے آج رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے جس سے میں بہت خوش ہوا ہوں۔ فرمایا کسی مسلمان کو مصیبت پہنچے اور وہ مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھے پھر کہے۔ اَللّٰھُمَّ اجۡرُنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَاَخۡلِفۡ لِیۡ خَیۡرًا مِّنۡھَا تو اللہ ایسا ہی کرتا ہے (اللہ تعالیٰ اس مصیبت پر اجر عطا فرماتا ہے اور اس کو بہتر بدل عطا فرماتا ہے) حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے یہ دعا یاد کر لی۔ جب ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو میں اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا پھر میں نے کہا اَللّٰھُمَّ اجۡرُنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَاَخۡلِفۡ لِیۡ خَیۡرًا مِّنۡھَا۔ پھر میں نے خیال کیا

کہ میرے لئے ابوسلمہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ کا بہتر بدل رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیا(1)۔

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ بندے کو جب کوئی مصیبت لاحق ہو پھر وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھے پھر یہ کہے اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا تو اللہ عالیٰ اس مصیبت میں اسے اجر عطا فرماتا ہے اور اسے بہتر بدل عطا فرماتا ہے۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں جب ابوسلمہ کا وصال ہوا تو میں نے اسی طرح کہا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بہتر بدل رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیے(2)۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی انسان کا بچہ فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم نے میرے بندے کے دل کا پھل قبضہ میں لے لیا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اس نے تیری حمد کی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بنا دو اور اس گھر کا نام بیت الحمد رکھ دو(3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک موت کی وجہ سے گھبراہٹ (فطرتی امر) ہے جب تم میں سے کسی کے پاس اپنے بھائی کی وفات کی خبر آئے تو اسے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۔ وَ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۝ (الزخرف) کہنا چاہیے(4)۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے العزاء میں حضرت ابوبکر بن ابی مریم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے مشائخ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل مصیبت پر مصیبت نازل ہوتی ہے وہ اس پر جزع فزع کرتے ہیں۔ پھر کوئی گزرنے والا ان کے پاس سے گزرتا ہے اور کہتا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ تو اس مصیبت میں اس شخص کا اجر مصیبت والوں سے زیادہ ہوتا ہے۔

امام طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ بھی مصیبت ہے؟ ارشاد فرمایا مومن کو جو بھی ناپسندیدہ امر لاحق ہوتا ہے وہ مصیبت ہے(5)۔

البزار نے ضعیف سند کے ساتھ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 118 (9697) 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 300، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ جامع ترمذی، باب المصیبۃ اذا احتسب، جلد 1، صفحہ 121۔ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

4۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 77 (3945) 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 78 (3948)

روایت کیا ہے فرمایا جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اسے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ بھی مصائب میں سے ہے(1)۔ البزار نے ضعیف سند کے ساتھ شداد بن اوس سے مرفوع حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے العزاء میں شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا تسمہ ٹوٹ جائے اسے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا چاہیے کیونکہ یہ مصیبت ہے۔

حضرت ابن ابی الدنیا اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عوف بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس کا تسمہ ٹوٹ جائے اسے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہنا چاہیے کیونکہ یہ مصیبت ہے، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا نے عوف بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود چل رہے تھے ان کا تسمہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ پوچھا گیا کیا اس جیسے فعل پر بھی اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ بھی مصیبت ہے۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن المنذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا، پوچھا گیا کیا ہوا؟ فرمایا میرا تسمہ ٹوٹ گیا ہے پس اس سے مجھے تکلیف پہنچی اور جو چیز تکلیف دے وہ مصیبت ہے۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے الامل میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا اس نے جوتے کو لوہے کی نتھنی لگوا رکھی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بڑی لمبی امید لگا رکھی ہے جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے پھر وہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر صلوٰۃ، ہدایت اور رحمت کا نزول ہوتا ہے اور یہ اس کے لئے ساری دنیا سے بہتر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے العزاء میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چراغ بجھ گیا تو کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ، عرض کی گئی یا رسول اللہ کیا یہ مصیبت ہے؟ فرمایا ہاں ہر وہ چیز جو مومن کو اذیت دے وہ مصیبت ہے اور اجر ہے۔

حضرت ابن ابی الدنیا نے حضرت عبد العزیز بن ابی داؤد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے خبر پہنچی ہے کہ چراغ بجھ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا جو تجھے تکلیف دے وہ مصیبت ہے۔ طبرانی اور سمویہ نے فوائد میں ابو امامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ اس شخص نے عرض کی حضور! یہ تسمہ ہے اس پر یہ کلمہ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مصیبت ہے(2)۔

امام ابن السنی نے عمل یوم ولیلۃ میں حضرت ابو ادریس الخولانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام چل رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تسمہ ٹوٹ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا کسی صحابی

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 117 (9693)
2۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 78 (3947)

نے کہا کیا یہ مصیبت ہے؟ فرمایا ہاں ہر وہ شے جو مومن کو تکلیف دے وہ مصیبت ہے۔

حضرت دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، آپ کو انگوٹھے میں کانٹا لگا ہوا تھا، آپ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھ رہے تھے اور اس جگہ کو مل رہے تھے۔ جب میں نے آپ کا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھنا سنا تو میں آپ کے قریب ہوئی اور میں نے دیکھا تو وہ معمولی سا نشان تھا میں ہنس پڑی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اتنا زیادہ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اس کانٹے کی وجہ سے پڑھ رہے ہیں؟ آپ ﷺ مسکرا دیئے اور میرے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا اے عائشہ اللہ تعالیٰ جب کسی چھوٹے (زخم، تکلیف) کو بڑا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو ایسا کر دیتا ہے اور جب بڑے کو چھوٹا کرنا چاہتا ہے تو ایسا بھی کر دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تجھ سے جماعت کے ساتھ نماز فوت ہو جائے تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھو کیونکہ یہ بھی مصیبت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سواد بن داؤد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ پہنچے تو جماعت ہو چکی تھی آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا حتیٰ کہ ان کی آواز مسجد سے باہر سنی گئی۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور عبد بن حمید نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے صدمہ کے وقت ہی صبر ہے۔ اور ابن آدم آنسوؤں کا مالک نہیں ہوتا انسان کی محبت اپنے بھائی کی طرف (فطرتی امر) ہے (1)

امام ابن سعد نے حضرت خیثمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس اپنے بھائی عتبہ کی موت کی خبر پہنچی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ نے پیدا فرمائی ہے انسان اس پر قدرت نہیں رکھتا۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کو اپنے بچے پر روتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس عورت نے کہا آپ کو میری مصیبت کی پرواہ نہیں ہے۔ جب آپ تشریف لے گئے تو اس عورت کو بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ تھے۔ عورت انتہائی پریشان ہو گئی۔ وہ آپ ﷺ کے دروازے پر آئی۔ کوئی دربان آپ کے دروازہ پر نہ پایا۔ عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا صبر تو پہلے صدمہ کے وقت ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن دو مسلمانوں کے (میاں، بیوی) تین بچے بلوغت سے پہلے فوت ہو گئے ہوں گے وہ ان کے لئے آگ سے بچاؤ کا باعث ہوں گے۔ حضرت ابوذر نے کہا جس کے دو بچے فوت ہو گئے ہوں فرمایا دو بھی۔ حضرت ابو المنذر رسید القراء نے کہا یا رسول اللہ میرا ایک بچہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک بھی (دوزخ کی آگ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 551 (6667) مطبوعہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، باب الصبر عند المصیبۃ، جلد 3، صفحہ 161، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت

سے بچاؤ کا باعث ہوگا) اور یہ پہلے صدمہ میں ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے کریب بن حسان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم میں سے ایک شخص فوت ہو گیا اس کے باپ کو اس کی وجہ سے انتہائی رنج ہوا اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی جوشب نے کہا کیا میں تجھے اس کی مثل واقعہ کے متعلق نہ بتاؤں جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود دیکھا ہے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس کے ساتھ ایک بیٹا تھا جو فوت ہو چکا تھا اس کا باپ انتہائی پریشانی میں تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اسے کیا ہوا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ اس کا بیٹا فوت ہو گیا ہے اس کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں آیا کرتا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ملے اور فرمایا اے فلاں کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تیرا بیٹا تیرے پاس بچوں کے دوڑنے کی طرح دوڑ رہا ہو، اے فلاں کیا تجھے یہ پسند ہے کہ تیرا بیٹا تیرے پاس بچوں کے کھیلنے کی طرح کھیل رہا ہو اے فلاں کیا تجھے یہ چیز خوش کرتی ہے کہ تیرا بیٹا تیرے پاس خوبصورت نوجوان کی شکل میں ہو یا تجھے یہ پسند ہے کہ تجھے کہا جائے جنت میں داخل ہو یہ اس کا ثواب ہے جو تجھ سے لیا گیا ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، نسائی، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) بیہقی نے شعب الایمان میں معاویہ بن قرہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا جاتا رہتا تھا اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی ہوتا تھا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کیا تو اپنے اس بیٹے سے محبت کرتا ہے اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے ایسے ہی محبت کرتا ہوں جیسے اس سے محبت کرتا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ دن نہ دیکھا تو پوچھا فلاں کے بیٹے کو کیا ہوا (نظر نہیں آیا)؟ عرض کی وہ فوت ہو گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کے باپ سے ملاقات کی اور فرمایا کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو جنت کے دروازوں میں سے کسی دروازے پر آئے تو اس کو کھولنا چاہے تو وہ بچہ دوڑ کر آئے حتیٰ کہ تیرے لئے خود دروازہ کھولے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ فضیلت اسی ایک شخص کے لئے ہے یا ہم تمام کے لئے ہے فرمایا تم تمام کے لئے ہے(2)۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن بچے یا اپنی کسی حاجت کی وجہ سے مصیبت میں مبتلا رہتا ہے حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتا ہے تو اس کا کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

امام مالک کے مؤطا میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن پر اس کی اولاد اور حاجات کے بارے میں مصیبتیں آتی رہی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا(3)۔

امام احمد اور طبرانی نے عقبہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اپنی صلب کے تین بچوں نے رلایا ہو (یعنی جس کے تین بچے فوت ہو گئے ہوں) اور اس نے ان پر رضائے الٰہی کی خاطر صبر کیا ہو تو اس

1۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی ثواب من قدم ولدا، جلد 1، صفحہ 126، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان
2۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 93 (3993)
3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 158 (9836)

کے لئے جنت واجب ہے(1)۔

امام البزار اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا آپ ﷺ کو اطلاع ملی کہ ایک انصاری عورت کا بچہ فوت ہو گیا ہے اور اس نے اس پر جزع وفزع کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی تھے۔ جب آپ ﷺ اس عورت کے پاس پہنچے تو فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو نے جزع، فزع کیا ہے۔ اس عورت نے کہا میں جزع فزع کیسے نہ کروں میرا بچہ فوت ہو گیا ہے اور میرے بچے زندہ نہیں رہتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الرقوب وہ عورت ہے جس کے بچے زندہ رہتے ہیں۔ کیونکہ کسی مسلمان عورت کی اولاد میں سے تین بچے فوت ہوئے ہوں اور اس نے ان پر ثواب کی نیت سے صبر کیا ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔ حضرت عمر نے عرض کی حضور! جس کے دو فوت ہوئے ہوں فرمایا جس کے دو فوت ہوئے ہوں (اس کے لئے بھی یہی حکم ہے)

امام مالک نے مؤطا میں ابو النضر السلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اور اس نے ان پر ثواب کی نیت سے صبر کیا ہو تو وہ بچے آگ سے اس کے لئے ڈھال ہوں گے۔ ایک عورت نے کہا جس کے دو فوت ہوئے ہوں؟ فرمایا جس کے دو فوت ہوئے ہوں (اس کے لئے بھی یہی حکم ہے)(2)۔

امام احمد اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کی اولاد میں سے تین بچے فوت ہو گئے ہوں پھر وہ ان پر ثواب کی نیت سے صبر کرے تو جنت میں داخل ہو گا۔ ایک عورت نے کہا دو جس کے فوت ہوئے ہوں اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا جس کے دو فوت ہوئے ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے(3)۔

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن دو مسلمان (میاں، بیوی) کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان بچوں پر رحمت کی وجہ سے ان دونوں مسلمانوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا دو بچوں کے فوت ہونے کا بھی یہی حکم ہے؟ فرمایا جس کے دو فوت ہو جائیں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ صحابہ نے پوچھا کیا جس کا ایک فوت ہو جائے؟ فرمایا جس کا ایک فوت ہو جائے (اس کے لئے بھی یہ انعام ہے) پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کچا گرنے والا بچہ اپنی ناف کے ساتھ کھینچ کر اپنی ماں کو جنت کی طرف لے جائے گا جب وہ ثواب کی نیت سے اس پر صبر کرے گی(4)۔

امام طبرانی نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تین (بچے) دفن کئے پھر ان پر صبر کیا اور مقصود رضائے الٰہی تھا تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔ ام ایمن نے عرض کی جس نے دو

1۔ معجم کبیر، جلد 17، صفحہ 300 (829) مطبوعہ بغداد 2۔ مؤطا امام مالک، کتاب الجنائز، جلد 1، صفحہ 235 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 132 (9745) 4۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 92 (3991)

دفن کئے ہوں؟ فرمایا جس نے دو دفن کئے ہوں۔ پھر عرض کی جس نے ایک دفن کیا ہو؟ پھر آپ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا جس نے ایک دفن کیا ہو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے(1)۔

امام احمد، ابن قانع نے معجم الصحابہ میں اور ابن مندہ نے المعرفہ میں حوشب رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا جس کا بچہ فوت ہو گیا ہو پھر اس نے صبر کیا ہو اور اس سے مقصود رضائے الٰہی ہو تو اسے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جا اس کے فضل کی وجہ سے جو ہم نے تجھ سے لیا تھا(2)۔

امام نسائی، ابن حبان، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آفرین پانچ چیزوں کے لئے جو میزان میں کتنی بھاری ہیں لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمدللہ وہ نیک بچہ جو انسان کا فوت ہو جاتا ہے اور آدمی اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرتا ہے(3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے العزاء میں اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان بن مظعون کا بیٹا فوت ہو گیا تو انہیں اس کا بہت دکھ ہوا، انہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور آگ کے سات دروازے ہیں، کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ تو جنت کے جس دروازے سے آئے تو اپنے بیٹے کو اپنے پہلو میں پائے۔ وہ تیرے نیفہ سے پکڑ کر تیرے لئے تیرے رب کی بارگاہ میں سفارش کرے؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے جو بچے فوت ہو گئے ان کا بھی یہی حکم ہے جو عثمان کے لئے ہے؟ فرمایا ہاں جس نے بھی صبر کیا اور ثواب کی امید رکھی(4)۔

امام نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندۂ مومن سے راضی نہیں ہوتا جس کی اہل زمین میں پسندیدہ چیز ضائع ہو جائے اور وہ صبر کرے اور جنت سے کم کی امید رکھے(5)۔

امام ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عقل کو تین اجزاء پر تقسیم فرمایا ہے، جس میں یہ تینوں اجزاء ہوں وہ عقل مند ہے اور جس میں یہ تینوں اجزاء نہ ہوں وہ بے عقل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے حسن معرفت، اللہ کے لئے حسن طاقت اور اللہ کے لئے حسن صبر۔

امام ابن سعد نے مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا بیٹا عبد اللہ فوت ہوا تو اچھا لباس پہن کر کنگھی کر کے باہر تشریف لائے۔ ان سے اس موقع پر ایسے لباس اور ایسی زینت کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے دو مصیبتوں پر تین چیزوں کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہر ایک چیز مجھے پوری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ ۝۱۵۸

1۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 245 (2030) 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 467 3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 136 (9755)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 137 (8761) 5۔ سنن نسائی، جلد 1 صفحہ 264 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

"بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو حج کرے اس گھر کا یا عمرہ کرے تو کچھ حرج نہیں اسے کہ چکر لگائے ان دونوں کے درمیان اور جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو اللہ تعالیٰ بڑا قدردان خوب جاننے والا ہے"۔

امام مالک نے موطا میں، امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن ابی داؤد، ابن انباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں، حضرت ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ عروہ نے ان سے پوچھا کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ کوئی صفا و مروہ کی سعی نہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا اے میرے بھانجے تو نے غلط کہا ہے اگر یہ مفہوم ہوتا جو آپ نے بیان کیا ہے تو عبادت اس طرح ہوتی فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا۔ لیکن یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ انصار اسلام قبول کرنے سے پہلے مناۃ بت کے لئے احرام باندھتے تھے جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور جو اس بت کے لئے احرام باندھتا تھا وہ صفا و مروہ کی سعی کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کی سعی کو سنت بنا دیا پس اب کسی کے لئے صفا و مروہ کی سعی چھوڑنا جائز نہیں ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، بخاری، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی داؤد فی المصاحف، ابن ابی حاتم، ابن السکن اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے صفا و مروہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ہم زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کی زیارت کرتے تھے جب اسلام آیا تو ہم رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمادی (2)۔

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں یہ آیت انصار کے حق میں نازل ہوئی۔ وہ زمانہ جاہلیت میں جب احرام باندھتے تھے تو صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنا ان کے لئے حلال نہیں ہوتا تھا پھر جب ہم آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی داؤد (فی المصاحف)، ابن ابی حاتم اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں شیاطین زمانہ جاہلیت میں تمام رات صفا و مروہ کے درمیان ہجو یہ اشعار پڑھتے رہتے تھے۔ صفا و مروہ میں بت تھے جن کو وہ خدا سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم صفا و مروہ کا طواف نہ کریں کیونکہ یہ ایک ایسا کام تھا جو ہم زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔ فرمایا اس پر کوئی گناہ نہیں لیکن اجر ہے (4)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار نے عرض کی کہ صفا و مروہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59

2۔ صحیح بخاری، باب ماجاء فی السعی بین الصفا والمروۃ، جلد 1، صفحہ 223، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 297 (3069) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 58

کے درمیان سعی زمانہ جاہلیت کے امر سے ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (1)۔

امام ابن جریر نے عمرو بن حبیش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابن عباس سے جا کر پوچھو، وہ موجود لوگوں میں زیادہ جانتے ہیں اس کے متعلق جو محمد ﷺ پر نازل ہوا ہے۔ میں ابن عباس کے پاس آیا، مسئلہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا ان دونوں پہاڑوں پر بت رکھے ہوئے تھے، جب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو صفا و مروہ کے درمیان سعی رک گئے حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ صفا و مروہ کی سعی سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہیں اور ان کا طواف کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے تو ان دونوں کے درمیان سعی کی سنت قائم ہو ہوگئی (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صفا پر ایک بت تھا جسے اساف اور مروہ پر ایک بت تھا جسے نائلہ کہا جاتا تھا۔ زمانہ جاہلیت کے لوگ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو صفا و مروہ درمیان بھی سعی کرتے تھے اور دونوں بتوں کو چھوتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ صفا و مروہ کا بتوں کی وجہ سے طواف کیا جاتا ہے، ان کا طواف شعائر سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ صفا مذکر ہے کیونکہ اس پر جو بت تھا وہ مذکر تھا اور مروہ کو مؤنث بنایا گیا کیونکہ اس پر جو بت تھا وہ مؤنث تھا (4)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر رحمہم اللہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار نے کہا ان دو پتھروں کے درمیان سعی جاہلیت کا عمل ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ فرمایا یہ عمل خیر ہے۔ جس کے متعلق میں نے تمہیں بتایا ہے جو ان کا طواف نہ کرے تو اس پر حرج نہیں ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو بطور نفل کیا پس یہ سنن میں سے ہے۔ عطاء فرمایا کرتے تھے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کعبہ کی جگہ ستر مکان بدل دیتا (5)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں تہامہ کے لوگ صفا و مروہ کے درمیان طواف نہیں کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، ان دونوں پہاڑوں کے درمیان طواف کرنا ابراہیم و اسماعیل کی سنت ہے (6)۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں زہری عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں انصار میں سے کچھ لوگ زمانہ جاہلیت میں مناۃ (بت) کے لئے احرام باندھتے تھے۔ مناۃ مکہ اور مدینہ کے درمیان بت تھا، انہوں نے پوچھا اے اللہ کے نبی ہم صفا و مروہ کے درمیان مناۃ کی تعظیم کی وجہ سے طواف نہیں کرتے تھے، کیا اب ہم پر ان کے طواف میں کوئی حرج ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ عروہ کہتے ہیں میں

1۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 553، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 57 3۔ ایضاً

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 636 (234) مطبوعہ دار الصمیعی مکہ مکرمہ

5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 637 (235) 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا جلد 2، صفحہ 59

نے حضرت عائشہ سے کہا مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا اے میرے بھانجے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صفا و مروہ شعائر اللہ سے ہیں۔ زہری نے کہا میں نے یہ واقعہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا یہ علم ہے۔ ابو بکر نے کہا میں نے اہل علم لوگوں کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا حکم نازل فرمایا اور صفا و مروہ کے طواف کا حکم نازل فرمایا تو نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی ہم صفا و مروہ کے درمیان زمانہ جاہلیت میں طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا ہے اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کا ذکر نہیں فرمایا ہے کیا ہم پر کوئی حرج ہے کہ ہم ان کا طواف نہ کریں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ابو بکر کہتے ہیں سنو یہ آیت دونوں فریقوں کے متعلق نازل ہوئی جنہوں نے ان پہاڑیوں کے درمیان سعی کی اور جنہوں نے سعی نہ کی (1)۔

امام وکیع، عبدالرزاق، عبد بن حمید، مسلم، ابن ماجہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میری عمر کی قسم اللہ تعالیٰ نے اس کا حج اور عمرہ مکمل نہ فرمایا جس نے صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ۔ (2)

امام عبد بن حمید اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار صفا و مروہ کے درمیان سعی کو ناپسند کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے درمیان سعی کرنا نفل ہے (3)۔

امام ابو عبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے المصاحف میں، ابن المنذر اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کو فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَّطَّوَّفَ بِہِمَا پڑھتے تھے (4)۔ عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن مسعود کے مصحف میں ہے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ لَّا یَّطَّوَّفَ بِہِمَا۔ (5)

امام ابن ابی داؤد نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا پڑھتے تھے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِہِمَا پڑھتے تھے، پس جس نے ان کا طواف چھوڑ دیا اس پر کوئی حرج نہیں ہے (6)۔

امام سعید بن منصور، حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا میں مروہ سے پہلے صفا سے شروع کرتا ہوں اور طواف سے پہلے نماز پڑھتا ہوں یا نماز سے پہلے طواف کرتا ہوں۔ ذبح کرنے سے پہلے حلق کراتا ہوں یا حلق کرانے سے پہلے ذبح کرتا ہوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ سب اللہ کی کتاب سے حاصل کرو وہ یاد کرنے کے قابل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ۔ اس میں صفا مروہ سے پہلے ہے۔ فرمایا وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَکُمْ حَتّٰی یَبْلُغَ الْہَدْیُ مَحِلَّہٗ (البقرہ: 196) پس اس آیت کی وجہ سے حلق سے پہلے ذبح ہے فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 2۔ ایضاً 3۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 414، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 61 3۔ ایضاً 6۔ مجمع الزوائد جلد 3، صفحہ 554 (5531)

طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (الحج:26) اس آیت میں نماز سے پہلے طواف ہے(1)۔

امام وکیع نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا صفا سے سعی کیوں شروع کی جاتی ہے فرمایا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔

امام مسلم، ترمذی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ اپنے حج میں صفا کے قریب تشریف لے گئے تو فرمایا اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ۔ پس اللہ تعالیٰ نے کلام کو جس سے شروع کیا ہے تم بھی اسی سے شروع کرو۔ آپ ﷺ نے سعی صفا سے شروع کی اور اس پر چڑھ گئے (2)۔

امام شافعی، ابن سعد، احمد، ابن المنذر، ابن قانع اور بیہقی رحمہم اللہ نے حبیبہ بیت ابی تجران رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے ہوئے دیکھا جب کہ لوگ آپ کے آگے تھے اور آپ ﷺ لوگوں کے پیچھے سعی فرما رہے تھے حتی کہ تیز سعی کی وجہ سے آپ کے گھٹنے دیکھے۔ آپ اپنی ازار لپیٹے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے کہ سعی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض فرمادی ہے(3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے سوال ہوا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کی ہے پس سعی کرو(4)۔

امام وکیع نے ابوالطفیل عامر بن واثلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صفا و مروہ کے درمیان سعی کے متعلق پوچھا تو فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے سعی کی تھی۔

امام طبرانی، بیہقی نے ابوالطفیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تمہاری قوم کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی اور یہ سنت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ سچ کہتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام کو مناسک کی ادائیگی کا حکم ہوا تو سعی کی جگہ کے درمیان شیطان آپ کے سامنے آیا، اس نے ابراہیم سے سبقت لے جانے کی کوشش کی لیکن حضرت ابراہیم اس سے سبقت لے گئے(5)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو صفا و مروہ کے درمیان طواف کرتے دیکھا تو فرمایا یہ ان چیزوں میں سے ہے جو تمہیں ام اسماعیل نے وراثت میں دی ہیں(6)۔

الخطیب نے تالی التلخیص میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرت ہاجرہ اور اسماعیل علیہما السلام تھے۔ آپ نے انہیں بیت اللہ کے قریب چھوڑا۔ حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 297 (3071) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 62 مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 247 ، مطبوعہ دار صادر بیروت

4۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 553 (5527) مطبوعہ دارالفکر بیروت 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 3554

6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 297 (3072) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

ہاجرہ نے کہا کیا اس کا تجھے اللہ نے حکم دیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا ہاں۔ پھر بچہ پیاسا ہوا تو حضرت ہاجرہ نے دیکھا تو قریب ترین پہاڑ صفا تھا، آپ دوڑ کر اس پر چڑھ گئیں۔ اس نے دیکھا تو اسے کوئی چیز نظر نہ آئی پھر اس نے دیکھا تو قریب ترین پہاڑ مروہ تھا، آپ نے دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا فرمایا۔ یہ صفا و مروہ کی پہلی سعی تھی پھر وہ واپس آئی تو انہوں نے اپنے سامنے کمزوری آواز سنی، اس آواز میں یہ تھا کہ اگر تیرے پاس پانی نہیں ہے تو ادھر آؤ۔ پس جبریل نے آپ کے سامنے زمزم پر زور سے ایڑی ماری تو پانی نکل آیا۔ آپ کوئی چیز لے آئیں تا کہ اس میں پانی کو جمع کریں تو جبریل نے حضرت ہاجرہ سے کہا تو پیاس سے گھبرا رہی ہے، یہ اللہ کے مہمانوں کا شہر ہے پیاس کا خدشہ نہیں کرتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیت اللہ کا طواف صفا و مروہ کے درمیان سعی اور رمی جمار اللہ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان کی اور کوئی غرض نہیں ہے (1)۔

امام الازرقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنے میں سنت یہ ہے انسان صفا سے اترے حتی کہ چلتے ہوئے گزرگاہ کے بطن میں پہنچ جائے پھر جب یہاں پہنچے تو سعی کرے حتی کہ اس سے گزر جائے۔ پھر چل کر مروہ پر آئے۔

امام الازرقی نے مسراق کے طریق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ صفا کی طرف نکلے پھر صفا کی چوڑائی پر کھڑے ہوئے اور تلبیہ کہا میں نے ان سے کہا لوگ یہاں تلبیہ کہنے (اہلال) سے منع کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو اہلال کیا ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے رب کے حضور قبولیت ہے جب وہ وادی میں آئے تو انہوں نے رمل کیا تھا اور کہا تھا رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ۔

امام طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب صفا کی چوڑائی پر کھڑے ہوئے تو فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی۔

وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے عبداللہ کی قرأت میں وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ہے۔

امام سعید بن منظور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حضرت صفا و مروہ پر دعا کرتے تھے۔ تین مرتبہ تکبیر کہتے اور سات مرتبہ یہ کلمہ پڑھتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔ حضرت عبداللہ بن عمر اتنی لمبی دعا مانگتے تھے کہ ہم تھک جاتے تھے جب کہ ہم جوان لوگ تھے۔ آپ کی دعا میں سے یہ کلمات بھی تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يُحِبُّكَ وَيُحِبُّ مَلٰٓئِكَتَكَ وَيُحِبُّ رُسُلَكَ وَيُحِبُّ عِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنِيْ اِلَيْكَ وَاِلٰى مَلٰٓئِكَتِكَ وَاِلٰى

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 630 (1685)

رُسُلِكَ وَاِلَى عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْنِيْ لِلْيُسْرٰى وَجَنِّبْنِيْ لِلْعُسْرٰى وَاغْفِرْلِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْاَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ وَمِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ وَاغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ اَللّٰهُمَّ اِذْ هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ فَلَا تَنْزِعْهُ مِنِّيْ وَلَا تَنْزِعْنِيْ مِنْهُ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ عَلَى الْاِسْلَامِ وَقَدْ رَضِيْتَ عَنِّيْ اَللّٰهُمَّ لَا تُقَدِّمْنِيْ لِلْعَذَابِ وَلَا تُؤَخِّرْنِيْ لِسَيِّئِ الْفِتَنِ۔ اے اللہ مجھے ان لوگوں سے کردے جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور تیرے فرشتوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے رسل اور تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں اے اللہ مجھے اپنی ذات کا اور اپنے فرشتوں کا محبوب بنادے اور اپنے رسل اور اپنے نیک بندوں کا محبوب بنادے۔ اے اللہ آسان کام میرے لئے آسان کردے اور مشکل سے مجھے بچالے اور دنیا و آخرت میں مجھے معاف کردے مجھے متقین ائمہ سے اور جنت نعیم کے ورثاء سے بنادے۔ اور قیامت کے دن میری خطائیں معاف کردے۔ اے اللہ تو نے خود فرمایا ہے ادعونی استجب لکم (تم مجھ سے مانگو تو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا) تو وعدہ خلافی نہیں کرتا اے اللہ جب تو نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی ہے تو مجھ سے یہ چھین نہ لینا اور مجھے اس سے جدا نہ کردینا حتی کہ میری وفات اسلام پر ہو جائے جب کہ تو مجھ سے راضی ہو۔ اے اللہ مجھے عذاب کے لئے پیش نہ کرنا اور مجھے برے فتنوں کے لئے پیچھے نہ چھوڑ دینا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو تم میں سے حج کرنے کے لئے آئے تو اسے پہلے بیت اللہ شریف کا طواف کرنا چاہیے، اس کے سات چکر لگائے پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھے (1) پھر صفا پر آئے اور قبلہ شریف کی طرف منہ کرکے کھڑا ہو جائے پھر سات تکبیریں کہے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد و ثناء کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، اپنے لئے دعا مانگے۔ مروہ پر بھی اسی طرح کرے۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں جب نماز کے لئے کھڑا ہو، جب بیت اللہ کو دیکھے، صفا و مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمرات کے پاس (2)۔

امام شافعی نے الام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نماز میں ہاتھ بلند کئے جائیں، جب بیت اللہ کو دیکھے، صفا و مروہ پر، عرفات پر، مزدلفہ میں، دو جمروں کے پاس اور میت پر۔

فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے زیادہ قدردان کوئی نہیں ہے اور اللہ سے زیادہ کوئی خیر کی جزاء دینے والا نہیں ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 371، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 436

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۚ وَ اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾

"بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان چیزوں کو جو ہم نے نازل کیں روشن دلیلوں اور ہدایت سے اس کے بعد بھی کہ ہم نے کھول کر بیان کر دیا انہیں لوگوں کے واسطے (اپنی) کتاب میں یہی وہ لوگ ہیں کہ دور کرتا ہے انہیں الله تعالیٰ (اپنی رحمت سے) اور لعنت کرتے ہیں انہیں لعنت کرنے والے۔ البتہ جو لوگ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں اور ظاہر کر دیں (جو اب تک چھپاتے رہے) تو ایسے لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہوں"۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معاذ بن جبل اخو بنی سلمہ، سعد بن معاذ اخو بنی اشہل، خارجہ بن زید اخو الحرث بن الخزراج نے یہود کے علماء سے تورات کی کچھ چیزوں کے متعلق پوچھا پس ان یہودیوں نے ان چیزوں کو چھپایا اور خبر دینے سے انکار کر دیا۔ الله تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ الله سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر رحمہم الله نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے روایت کیا ہے کہ یہ اہل کتاب تھے جنہوں نے اسلام جو الله کا دین ہے اسے چھپایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شانوں کو چھپایا حالانکہ وہ تورات و انجیل میں اپنے پاس آپ کا ذکر لکھا ہوا پاتے تھے۔ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ الله کے فرشتے اور مومنین ان پر لعنت کرتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ اہل کتاب تھے جنہوں نے حسد اور بغی کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی صفات کو چھپایا حالانکہ وہ اپنے پاس آپ کا ذکر لکھا ہوا پاتے تھے۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود کا ایک شخص تھا جس کا ایک انصاری دوست تھا جس کا نام ثعلبہ بن غنمہ تھا، انصاری نے پوچھا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اپنی کتابوں میں پاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں (4)۔

امام عبد بن حمید نے عطاء رحمہ الله سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں اللّٰعِنُوْنَ سے مراد جن و انس اور ہر جانور ہے۔

امام سعید بن منصور اور امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چوپاؤں پر جب سال سخت ہو جاتا ہے (یعنی چارہ وغیرہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے) تو وہ کہتے ہیں یہ نافرمان انسانوں کی وجہ سے شدت ہے۔ نافرمان انسانوں پر الله لعنت کرے (5)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب جانور قحط کا شکار ہوتے ہیں تو انسانوں میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 65 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 65 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً جلد 2، صفحہ 67

سے جو فاجر لوگ ہیں ان کے لئے بددعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے بارش روک دی گئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابونعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں مجاہد سے روایت کیا ہے زمین کے جانور، بچھو اور کیڑے مکوڑے کہتے ہیں کہ ان کے گناہوں کی وجہ سے بارش روکی گئی ہے پس وہ فاجر انسانوں پر لعنت کرتے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر چیز فاجروں پر لعنت کرتی ہے حتیٰ کہ کیڑے اور بچھو بھی کہتے ہیں انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے بارش ہم سے روک دی گئی ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہر چیز ان پر لعنت کرتی ہے حتیٰ کہ کیڑے بھی۔

امام ابن ماجہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں تھے، ارشاد فرمایا کافر کو دونوں آنکھوں کے درمیان ضربیں لگائی جاتی ہیں جن کو جن وانس کے علاوہ ہر جانور سنتا ہے۔ پس اس پر ہر جانور لعنت کرتا ہے جب اس کی آواز سنتا ہے۔ يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ سے یہی مراد ہے۔ یعنی زمین کے کیڑے ان پر لعنت کرتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کافر کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے تو ایک جانور آتا ہے جس کی آنکھیں تانبے کی ہانڈیاں ہیں ان کے ساتھ لوہے کے دو گرز ہوتے ہیں، وہ اسے دونوں کندھوں کے درمیان مارتے ہیں، وہ کافر چیختا ہے، اس کی آواز اور کوئی نہیں سنتا مگر وہ اس پر لعنت کرتا ہے اور ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے سوائے جن وانس کے (3)۔

امام ابن جریر نے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کافر کو گڑھے میں ڈالا جاتا ہے تو اسے ہتھوڑا مارا جاتا ہے۔ وہ ایسی چیخ مارتا ہے کہ جن وانس کے علاوہ ہر چیز اس کی آواز کو سنتی ہے اور جو چیز اس کی آواز کو سنتی ہے وہ اس پر لعنت کرتی ہے (4)۔ بیہقی نے شعب الایمان میں عبدالوہاب بن عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت کلبی کو یہ فرماتے سنا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ سے مراد یہود ہیں۔ فرمایا جس نے کسی کو لعنت کی اور وہ اس لعنت کا مستحق نہ ہو تو لعنت یہودی کی طرف لوٹتی ہے اور يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ سے یہی مراد ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن مروان رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ مجھے کلبی نے ابوصالح عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے خبر دی ہے کہ ایک شخص اپنے ساتھی کو کسی مسئلہ میں لعنت کرتا ہے پھر لعنت آسمان کی طرف جلدی سے بلند ہوتی ہے وہ اس آدمی کو اس لعنت کا اہل نہیں پاتی تو لعنت اس شخص کی طرف لوٹ آتی ہے جو لعنت کرتا ہے پھر اس کو بھی لعنت کا اہل نہیں پاتی تو وہ یہود کی طرف چلی جاتی ہے۔ پس يَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ سے یہی مراد ہے پھر جو ان میں سے توبہ کرے تو اس سے لعنت اٹھ جاتی ہے اور جو باقی ہوتے ہیں ان میں لعنت قائم رہتی ہے۔

1۔ تفسیر ایضاً، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 67   2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 68   4۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے کوئی علمی بات پوچھی گئی جو اس کے پاس تھی پھر اس نے وہ چھپالی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کی لگام دے گا (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس سے کوئی علمی سوال ہوا اس نے اسے چھپایا تو قیامت کے روز اسے آگ کی لگام دی جائے گی (2)۔

امام ابن ماجہ اور المرہبی نے فضل العلم میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی ایسا علم چھپایا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دین کے معاملہ میں لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے آگ کی لگام دے گا (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اس امت کے آخری پہلوں پر لعنت کریں گے۔ پس جس نے حدیث کو چھپایا یقیناً اس نے وہ چھپایا جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا (4)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس بندے کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہو پھر وہ اس کو چھپائے تو قیامت کے دن وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اسے آگ کی لگام دی گئی ہوگی (5)۔

ابو یعلی اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس سے علم کے متعلق سوال کیا گیا پھر اس نے اسے چھپایا تو وہ قیامت کے دن آئے گا جب کہ اسے آگ کی لگام دی گئی ہوگی (6)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر اور ابن عمرو رضی اللہ عنہم کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جو علم حاصل کرتا ہے پھر اس کو بیان نہیں کرتا اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو خزانہ جمع کرتا ہے اور خرچ نہیں کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ علم جو بیان نہ کیا جائے وہ اس خزانہ کی مانند ہے جو خرچ نہ کیا جائے (7)۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، بخاری، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ الخ قرآن میں نہ ہوتی تو میں کسی کے سامنے کچھ بیان نہ کرتا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (8)۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 159 (266) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 158 (264)
3۔ ایضاً، (265)
4۔ ایضاً، (263)
5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 129 (10192) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
6۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 102 (10089)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 129
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 66

امام ابوداؤد نے الناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے حکم سے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ بَیَّنُوْا مستثنیٰ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا سابقہ کا کفارہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَصْلَحُوْا کا مطلب یہ ہے کہ ان کے آپس میں جو معاملات تھے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملات تھے ان کی اصلاح کی و بینوا اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے پاس آیا اس کو بیان کیا اور نہ چھپایا اور نہ اس کا انکار کیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ کا معنی یہ ہے کہ میں ان سے تجاوز کروں گا۔ وَ اَنَا التَّوَّابُ

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم، ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں ابوزرعہ عمرو بن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلی چیز جو لکھی گئی وہ یہ تھی اَنَا التَّوَّابُ اَتُوْبُ عَلٰی مَنْ تَابَ میں بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہوں جو توبہ کرے گا میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓىِٕكَ عَلَیْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

”بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور مرے اس حال پر کہ وہ کافر تھے یہی وہ لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب لوگوں کی۔ ہمیشہ رہیں گے اس میں، نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قیامت کے روز کافر کو روکا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے گا، پھر ملائکہ اس پر لعنت کریں گے پھر تمام لوگ اس پر لعنت کریں گے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہاں النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ سے مراد مومنین ہیں(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دو مومن آدمی لعنت کرتے ہیں اور دو کافر لعنت کرتے ہیں ایک دوسرے کو کہتا ہے اللہ تعالیٰ ظالم پر لعنت کرے تو وہ لعنت کافر پر لوٹتی ہے کیونکہ وہ ظالم ہے پس مخلوق کا ہر فرد اس پر لعنت کرتا ہے(4)۔ امام عبد بن حمید نے جریر بن حازم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حسن رحمہ اللہ کو یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 70
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 71
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 71

آیت اس طرح پڑھتے ہوئے سنا۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔(1)

ابن جریر نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا سے مراد یہ ہے کہ وہ لعنت کی حالت میں جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ کا معنی ہے کہ انہیں مہلت نہیں دی جائے گی کہ وہ عذر پیش کر سکیں (2)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لَا يُنْظَرُوْنَ کا معنی لَا يُؤَخَّرُوْنَ ہے۔ یعنی ان کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔

وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾

"اور تمہارا خدا ایک خدا ہے نہیں کوئی خدا بجز اس کے بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، دارمی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابومسلم الکجی نے السنن میں ابن الضریس، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک یہ آیت کریمہ اور دوسری الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ﴿۲﴾ (آل عمران)(3)

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرکش جنوں پر سورۂ بقرہ کی ان آیات سے زیادہ کوئی چیز سخت نہیں ہے جو سورہ بقرہ میں ہیں۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ......(دو آیات)

امام ابن عساکر نے حضرت ابراہیم بن وثمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ آیات جن کے ذریعے جنون کو دور کیا جاتا ہے اور جو شخص روز ان کو پڑھے تو اس سے جنون کا مرض دور ہو جائے گا وہ یہ ہیں اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ...... الایہ، آیۃ الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری آیات، سورہ اعراف آیت نمبر 54 اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ ...... الی المحسنین، سورۂ حشر کی آخری آیات اور ہمیں خبر پہنچی ہے۔ یہ آیات عرش کے کناروں پر لکھی ہوئی ہیں اور وہ فرمایا کرتے تھے گھبراہٹ اور جنون کی وجہ سے یہ آیت لکھ کر بچوں کو دو (یعنی یہ آیات لکھ کر بچوں کے گلے میں ڈال دو)

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ الْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

"بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کی گردش میں اور جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں اٹھائے جو نفع پہنچاتی ہیں لوگوں کو اور جو اتارا اللہ تعالیٰ نے بادلوں سے پانی پھر زندہ کیا اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 72 2۔ ایضاً 3۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 186، مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان

کے ساتھ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور پھیلا دیئے اس میں ہر قسم کے جانور اور ہواؤں کے بدلتے رہنے میں اور بادل میں جو حکم کا پابند ہو کر آسمان اور زمین کے درمیان (لٹکتا رہتا) ہے (ان سب میں) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ قریش نے نبی کریم ﷺ سے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ ہمارے لئے صفا (پہاڑ) سونا بنا دے تا کہ اس کے ساتھ دشمن کے خلاف قوت حاصل کریں پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی میں ان کو یہ چیز عطا کر دوں گا اور میں صفا کو ان کے لئے سونا بنا دوں گا لیکن اس کے بعد اگر انہوں نے کفر کیا تو میں انہیں ایسا سخت عذاب دوں گا جو میں کسی اور کو نہیں دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے عرض کی اے میرے پروردگار مجھے اور میری قوم کو چھوڑ دے میں ان کو ہر روز دعوت دیتا رہوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی یہ صفا کا آپ سے کیسے مطالبہ کرتے ہیں یہ تو صفا کے سونا بننے سے بھی بڑے بڑے معجزات دیکھ چکے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قریش نے یہود سے کہا کہ تم ہمیں وہ بیان کرو جو موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس آیات لائے تھے تو یہود نے بتایا کہ مادرزاد اندھے کو اور برص کے مریض کو ٹھیک کرتے تھے اور اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اس وقت قریش نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے صفا کو سونا بنا دے تا کہ ہم اس سے یقین حاصل کریں اور دشمن کے خلاف اس کے ذریعے قوت حاصل کریں۔ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے یہی سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میں تمہیں یہ چیز عطا کروں گا لیکن اگر اس کے بعد انہوں نے تکذیب کی تو میں انہیں ایسا عذاب دوں گا جو کسی اور نہیں دونگا۔ نبی کریم ﷺ نے عرض کی (یارب) مجھے اور میری قوم کو چھوڑ دے میں انہیں ہر روز دعوت دیتا رہوں گا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، یہ دن اور رات کا آنا، صفا کے سونا بننے سے عظیم ہے(1)۔

امام وکیع، الفریابی، آدم بن ایاس، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ (فی العظمہ) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو الضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ نازل ہوئی تو مشرکوں نے تعجب کیا اور کہا کہ محمد (ﷺ) کہتا ہے تمہارا خدا ایک ہے اگر وہ سچا ہے تو ہمارے پاس اس کی کوئی دلیل لے آئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ نازل فرمائی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ پر مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل ہوئی وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ تو کفار مکہ نے کہا ایک خدا تمام لوگوں کی ضروریات کیسے پوری کرے گا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں، پس اس سے انہیں معلوم ہو گیا کہ اللہ ایک ہے اور وہ ہر چیز کا خدا ہے اور ہر چیز کا خالق ہے(2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 75 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 74

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ

حضرت ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رات پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا نام شراہیل ہے۔ جب رات کا وقت آتا ہے تو وہ ایک سیاہ موتی لیتا ہے جسے وہ مغرب کی طرف سے لٹکا تا ہے۔ جب سورج اس کو دیکھتا ہے تو وہ آنکھ جھپکنے سے بھی جلدی غائب ہو جاتا ہے۔ سورج کو حکم ہے کہ وہ اس وقت تک غروب نہ ہو حتی کہ وہ یہ موتی دیکھ لے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو رات ہو جاتی ہے۔ وہ موتی لٹکا رہتا ہے حتی کہ دوسرا فرشتہ آتا ہے اس کو ہراہیل کہا جاتا ہے۔ وہ سفید موتی لے کر آتا ہے، اس کو وہ مطلع کی طرف لٹکا دیتا ہے۔ جب شراہیل مطلع کو دیکھتا ہے تو اس کی طرف وہ موتی لٹکا دیتا ہے۔ سورج اس سفید موتی کو دیکھتا ہے تو طلوع ہو جاتا ہے اور سورج کو حکم ہے کہ جب اس سفید موتی کو دیکھے تو طلوع ہو پس جب سورج طلوع ہوتا ہے تو دن ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْفُلْكِ سے مراد کشتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ

امام ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے مخلوق کو پھیلایا۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب پاؤں کی آواز تھم جائے (یعنی لوگ جب چلنا بند کر دیں اس سے مراد رات کا وقت ہے) تو باہر نکلنا کم کر دو کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جو چاہتا ہے پھیلاتا ہے (1)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے ہواؤں کو بادل کے لئے رحمت بنا دیتا ہے اور رحمت سے پہلے بشارت بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے ان ہواؤں کو عذاب بنا دیتا ہے انہیں ایسی بے فائدہ بنا دیتا ہے کہ عمل تلقیح بھی نہیں کرتیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے قرآن میں جہاں ریاح استعمال ہوا ہے وہ رحمت اور جہاں ریح استعمال ہوا ہے وہ عذاب ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا کو گالی نہ دو کیونکہ یہ رحمٰن کے سانس سے ہے لیکن کہو اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَخَيْرِ مَافِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ (اے اللہ ہم تجھ سے اس ہوا کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور جو اس میں خیر ہے اور جس خیر کے ساتھ بھیجی گئی ہے ہم اس کا بھی سوال کرتے ہیں اور ہم تیری بارگاہ میں اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 614 (1632) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 78

اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس سے بھی پناہ مانگتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن شداد بن الہاد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا اللہ تعالیٰ کی روح سے ہے، جب تم اسے دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبدہ رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ ہوائیں رحمت ہیں، ان میں سے بعض عذاب ہیں جب تم ہوا کی آواز سنو تو کہو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحَ رَحْمَۃٍ وَّلَا تَجْعَلْھَا رِیَاحَ عَذَابٍ۔

حضرت ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پانی اور ہوا اللہ کے لشکروں میں سے دو لشکر ہیں اور ہوا بڑا لشکر ہے۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا کے دو پر اور ایک دم ہے۔

امام ابوعبید، ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا کی آٹھ قسمیں ہیں۔ ان میں سے چار رحمت ہیں اور چار عذاب ہیں۔ رحمت یہ ہیں: ناشرات، مبشرات، مرسلات، ذاریات اور عذاب یہ ہیں: عقیم، صرصر، یہ دونوں خشکی میں ہوتی ہیں، عاصف، قاصف، یہ دونوں سمندر میں ہوتی ہیں۔

حضرت ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا کی آٹھ قسمیں ہیں۔ چار رحمت ہیں اور چار عذاب ہیں۔ رحمت یہ ہیں: المنتشرات، المبشرات، المرسلات، الرخاء اور عذاب یہ ہیں: العاصف، قاصف، یہ دونوں سمندر میں ہیں عقیم، صرصر، یہ خشکی میں ہیں۔

حضرت ابوالشیخ نے عیسیٰ بن ابی عیسیٰ الخیاط سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ہوائیں سات قسم کی ہیں۔ صبا، دبور، جنوب، شمال، خروق، نکباء، ریح القائم۔ صبا مشرق سے آتی ہے، دبور مغرب سے آتی ہے، جنوب قبلہ کی بائیں جانب سے آتی ہے، شمال قبلہ کی دائیں جانب سے آتی ہے، نکباء، صبا اور جنوب کے درمیان ہوتی ہے، خروق شمال اور دبور کے درمیان ہوتی ہے اور ریح القائم یہ مخلوق کے سانس ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوائیں کعبہ پر ہیں۔ جب تو ان کو جاننے کا ارادہ کرے تو اپنی پیٹھ کعبہ کے ساتھ لگا لے۔ شمال تیری بائیں جانب سے ہوگی، یہ اس طرف سے ہے جس میں پتھر لگا ہوا ہے، جنوب تیرے دائیں جانب ہوگی۔ یہ بھی اس طرف سے ہوگی جس میں حجر اسود لگا ہوا ہے۔ صبا تیرے سامنے ہوگی، یہ کعبہ کے دروازہ کے سامنے سے آتی ہے اور دبور کعبہ کے پیچھے سے آتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حسین بن علی الجعفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے اسرائیل بن یونس سے پوچھا کہ ریح (ہوا) کے یہ نام کیوں ہیں؟ انہوں نے فرمایا قبلہ کے اوپر ہیں، جو قبلہ کے شمال میں ہے اس کا نام شمال ہے، جو جنوب

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 298 (3075)

میں ہے اس کا نام جنوب ہے۔ صباوہ ہے جو کعبہ کے سامنے سے آتی ہے، دبوروہ ہے جو پیچھے سے آتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے ضمرہ بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دبور، ریح غربیہ، قبول شرقیہ، شمال جنوبیہ، یمان قبلیہ اور نکباء چاروں طرف سے آتی ہے۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں شمال وہ ہوا ہے جو جدی کے درمیان سے آتی ہے، دبوروہ ہے جو سورج کے مغرب سے لے کر سہیل ستارہ تک چلتی ہے۔

ابوالشیخ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنوب کی ہوا جنت کی ہوا سے ہے ابن ابی الدنیا نے کتاب السحاب میں لکھا ہے اور ابن جریر، ابوالشیخ، ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنوب کی ہوا جنت سے ہے اور یہ درختوں میں عمل تلقیح کرتی ہے، اس میں لوگوں کے بہت سے منافع ہیں اور شمال آگ سے نکلتی ہے پھر جنت سے گزرتی ہے۔ پس اسے جنت کا ایک جھونکا لگتا ہے تو وہ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، اسحٰق بن راہویہ رحمہ اللہ نے اپنی اپنی مسند میں اور ابوالشیخ، البزار اور بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جنت میں سات سال کے فاصلہ کے ساتھ ہوا کے بعد ہوا پیدا فرمائی ہے جس کا دروازہ بند ہے۔ اس دروازے کی دراڑوں سے تم پر ہوا آتی ہے، اگر وہ دروازہ کھل جائے تو جو کچھ زمین وآسمان کے درمیان ہے وہ اڑ جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک الازیب ہے اور تمہارے نزدیک یہ جنوب ہے۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنوب تمام ہواؤں کی سردار ہے، اس کا نام اللہ کے نزدیک الازیب ہے۔ اس کے سات دروازے ہیں، یہ ان دروازوں کی دراڑوں سے آتی ہے۔ اگر اس کا ایک دروازہ کھولا جائے تو جو کچھ زمین وآسمان کے درمیان ہے وہ بکھر جائے۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں شمال زمین کا نمک ہے۔ اگر شمال ہوا نہ ہوتی تو زمین بدبودار ہو جاتی۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزہد میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر ہوا کو تین دن لوگوں سے روک دیا جائے تو زمین وآسمان میں جو کچھ ہے وہ بدبودار ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا کا ایک پر ہے اور چاند پانی کے غلاف کی طرف پناہ لیتا ہے۔

حضرت ابوالشیخ نے عثمان الاعرج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا کے مساکن حاملین عرش فرشتوں کے پیروں کے نیچے ہیں۔ ہوا ابھرتی ہے تو وہ سورج کی گاڑی پر پڑتی ہے۔ پس ملائکہ اس کے کھینچنے پر متعین ہیں۔ پھر وہ سورج کی گاڑی سے سمندر میں واقع ہوتی ہے پھر سمندر میں ابھرتی ہے تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر واقع ہوتی ہے، پھر پہاڑوں کی چوٹیوں

سے ابھر کر خشکی میں واقع ہوتی ہے اور شمال جنت عدن سے گزرتی ہے اور اس کی خوشبو حاصل کرتی ہے پھر شمال اکیلی سات ستاروں کی کرسی سے مغرب کی طرف آتی ہے۔ دبورا کیلی سورج کے غروب ہونے کی جگہ سے مطلع شمس تک اور سات ستاروں کی کرسی تک پہنچتی ہے۔ یہ ایک دوسرے کی حد میں داخل نہیں ہوتی ہیں۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا مکہ کے راستہ پر ہمارے لئے تیز ہوگئی اور حضرت عمر حج کر رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا ہوا کے متعلق تمہارے پاس کوئی ارشاد نبوی ہے؟ میں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ہوا اللہ کی روح سے ہے۔ یہ رحمت اور عذاب لاتی ہے، اس کو برا بھلا مت کہو۔ اس کی خیر کا اللہ سے سوال کرو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو(1)۔

امام شافعی نے صفوان بن سلیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوا کو برا بھلا نہ کہو اور اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ہوا پر لعنت کی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا ہوا کو لعنت نہ کر، یہ مامورہ ہے۔ جو کسی ایسی چیز کو لعنت کرتا ہے جو لعنت کی مستحق نہیں ہوتی تو لعنت اس لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے(2)۔

امام الشافعی، ابوالشیخ، البیہقی نے المعرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب بھی ہوا چلتی حضور ﷺ گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے اور دعا کرتے اَللّٰهُمَّ اِجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيْحًا۔ اے اللہ اس ہوا کو ہمارے لئے رحمت بنا دے۔ اسے عذاب نہ بنانا، اسے ریاح بنانا اور ریح نہ بنانا۔ ابن عباس فرماتے ہیں اللہ کی قسم اس کی تفسیر قرآن حکیم میں ہے اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا (القمر: 19) ارسلنا علیھم الریح القیم (النازعات: 41) اور فرمایا اَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ (الحجر: 22) اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ (الروم: 46) (یعنی جہاں ریاح آیا ہے وہ رحمت کی ہوائیں ہیں اور جہاں ریح استعمال ہوا ہے وہ عذاب کی ہوا ہے اس لئے آپ ہوا کے ریاح بنانے کی دعا کرتے اور ریح بنانے کی پناہ مانگتے۔)

امام ترمذی، نسائی، عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوا اللہ کی روح سے ہے، اس کو برا بھلا نہ کہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی خیر اور اس میں جو کچھ ہے اس کی خیر کا سوال کرو اور جس امر کے ساتھ بھیجی گئی ہے اس کی خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے، جو کچھ اس میں ہے اس کے شر اور جس امر کے ساتھ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ مانگو(3)۔

1۔ سنن ابن ماجہ، باب النہی عن سب الریح، جلد 4، صفحہ 249 (3727) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 315 (5235) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ جامع ترمذی، باب ماجاء فی النہی عن سب الریح، جلد 4، صفحہ 451 (2252) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہوا چلی تو لوگوں نے اسے برا بھلا کہا، ابن عباس نے فرمایا اس کو برا بھلا نہ کہو یہ رحمت لاتی ہے اور عذاب لاتی ہے لیکن تم کہو اے اللہ اس کو رحمت بنا دے اس کو عذاب نہ بنا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ہوا چلتی اور بھنور بناتی تو آپ فرماتے ہیں تکبیر کہو کیونکہ یہ اڑا کر لے جانے والی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دن، رات، سورج، چاند اور ہوا کو برا بھلا نہ کہو، یہ کسی قوم پر بطور عذاب بھیجی جاتی ہیں اور کسی قوم پر بطور رحمت بھیجی جاتی ہیں (1)۔

وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن عسا کر نے معاذ بن عبداللہ بن حبیب الجہنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عباس کو دیکھا وہ کعب کی بیوی کے بیٹے سے سوال کر رہے تھے کہ کعب کو بادل کے متعلق کچھ کہتے ہوئے سنا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا بادل بارش کی چھاننی ہے، اگر بادل نہ ہوتا تو جب آسمان سے بارش برستی تو جس پر بارش پڑتی وہ خراب ہو جاتی اور میں نے حضرت کعب کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے زمین ایک سال کچھ اگاتی ہے اور دوسرے سال کچھ اگاتی ہے اور میں نے انہیں یہ بھی فرماتے ہوئے سنا کہ بیج بارش کے ساتھ آسمان سے اترتے ہیں پھر وہ زمین سے اگ آتے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا تو نے سچ کہا، میں نے بھی کعب سے یہی سنا تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بادل زمین سے اٹھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنت میں ایک درخت ہے جو بادل کے پھل دیتا ہے اور کالا بادل ان پھلوں سے ہوتا ہے جو پک جاتا ہے اور بارش اٹھا لاتا ہے اور سفید بادل وہ پھل ہوتا ہے جو پکا نہیں ہوتا اور پھل اٹھائے ہوئے نہیں ہوتا۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے ابوالمثنی سے روایت کیا ہے کہ زمین نے عرض کی یا رب مجھے پانی سے سیراب کر (لیکن) اس طرح تیز نہ ہو جس طرح تو نے طوفان (نوح) کے موقع پر اتارا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیرے لئے بادل کو چھاننی بنا دوں گا۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں اور ابوالشیخ نے الغفاری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بادل پیدا ہوتا ہے تو بہت عمدہ کلام کرتا ہے اور بہت عمدہ ہنستا ہے۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ سمندر سے بادل اٹھے پھر شام کی طرف سے آئے تو وہ پانی کا چشمہ ہے یا فرمایا بہت زیادہ بارش ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا تمہارے رب کی سخت ترین مخلوق دس چیزیں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، صفحہ 302 (26310) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہیں۔ پہاڑ، لوہا پہاڑوں کو تراشتا ہے۔ آگ لوہے کو کھا جاتی ہے، پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور زمین و آسمان کے درمیان مسخر بادل پانی اٹھالاتا ہے، ہوا بادلوں کو ادھر ادھر لے جاتی ہے، انسان اپنے ہاتھ کے ساتھ ہوا سے بچاؤ کرتا ہے اور ہوا میں اپنی حاجت کو جاتا ہے اور نشہ انسان پر غالب آتا ہے اور نیند نشہ پر غالب آتی ہے۔ غم نیند سے روکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی سخت ترین مخلوق دل کا روگ ہے۔

حضرت ابوالشیخ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آپ بادل کی طرف دیکھتے تو فرماتے اللہ نے تمہیں رزق دیا ہے لیکن تم اپنے گناہوں کی وجہ سے محروم ہو جاتے ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی افق پر گہرا بادل دیکھتے تو جس کام میں ہوتے وہ چھوڑ دیتے اور نماز شروع کر دیتے پھر بادل کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّمَا اُرْسِلَ بِهٖ اے اللہ ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس کے شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجا گیا ہے۔ اگر بارش ہو جاتی تو یہ دعا کرتے اے اللہ اسے نفع بخش بنادے۔ یہ دو یا تین مرتبہ فرماتے۔ اگر بادل چھٹ جاتا اور بارش نہ ہوتی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد فرماتے (1)۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَ لَوْ یَرَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ یُرِیْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْهِمْ ؕ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾

"اور کچھ لوگ وہ ہیں جو بناتے ہیں اوروں کو اللہ کا مدمقابل محبت کرتے ہیں ان سے جیسے اللہ سے محبت کرنا چاہیے اور جو ایمان لائے ہیں وہ سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں اللہ سے۔ اور کاش! (اب) جان لیتے جنہوں نے ظلم کیا (جو وہ اس وقت جانیں گے) جب (آنکھوں سے) دیکھ لیں گے عذاب کہ ساری قوتوں کا مالک اللہ ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (خیال کرو) جب بیزار ہو جائیں گے وہ جن کی تابعداری کی گئی ان سے جو تابعداری کرتے رہے اور دیکھ لیں گے عذاب کو اور ٹوٹ جائیں گے ان کے

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 334 (3889) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

تعلقات۔ اور کہیں گے تابعداری کرنے والے کاش! ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم بھی بیزار ہو جاتے ان سے جیسے وہ (آج) بیزار ہو گئے ہیں ہم سے۔ یونہی دکھائے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کے (برے) اعمال کہ باعث پشیمانی ہوں گے ان کے لئے اور وہ (کسی صورت میں) نہ نکل پائیں گے آگ (کے عذاب) سے"۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ الخ میں اس بات کا اظہار ہے کہ وہ حق کو انداد کے ذریعے نقصان پہنچاتے ہیں، وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ الخ میں اس چیز کا اظہار ہے کہ مومنین اللہ تعالیٰ سے اس سے زیادہ محبت کرتے جتنی کہ کفار اپنے بتوں سے کرتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ انداد سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی وہ اطاعت کرتے تھے جیسا کہ مومنین اللہ کی اطاعت کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ انہیں کوئی حکم فرماتا تھا اور وہ لوگوں کی اطاعت کرتے تھے اور اللہ کی نافرمانی کرتے تھے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انداداً سے مراد شرکاء ہیں۔ یعنی وہ اپنے خداؤں سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے مومنین اللہ سے محبت کرتے ہیں اور مومنین اللہ تعالیٰ سے اس سے زیادہ محبت کرتے ہیں جتنی کہ کفار اپنے بتوں سے محبت کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ لوگ اپنے بتوں سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے محبت ہوتی ہے اور مومنین اللہ تعالیٰ سے اس سے زیادہ محبت کرتے ہیں جتنی کہ کفار اپنے خداؤں سے کرتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت الربیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا یعنی اگر اے محمد ﷺ آپ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کو دیکھیں انہوں نے میرے علاوہ میرے شریک بنا رکھے ہیں جن سے وہ اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ جب قیامت کے روز میرا وہ عذاب دیکھیں گے جو میں نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے تو جان لیں گے کہ قوت تو ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، ان شرکاء کے پاس نہیں ہے۔ یہ بت انہیں کچھ فائدہ نہ دیں گے اور ان کے عذاب کو وہ ٹال نہیں سکیں گے۔ میں ان کو یقین دلاؤں گا کہ جو میرا کفر کرتا ہے اس کے لئے میرا عذاب سخت ہے اور جو میرے ساتھ کسی اور خدا کا دعویٰ کرتا ہے اس کے لئے میرا عذاب شدید ہے (3)۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں جعفر بن محمد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک انگوٹھی میں یہ لکھا تھا اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا سے مراد وہ جابر اور قائد لوگ ہیں جو شر اور شرک میں سردار تھے۔ مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا سے مراد پیروی کرنے والے اور کمزور لوگ ہیں (4)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا سے مراد وہ شیاطین ہیں جو انسانوں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 80
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 81
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 84
4۔ ایضاً

برأت کا اظہار کریں گے (1)۔ امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں الاسباب سے مراد مودت ومحبت ہے (2)۔ امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الاسباب سے مراد منازل ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الاسباب سے مراد الارحام (رشتہ اور تعلق) ہے (4)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الاسباب سے مراد وہ تعلقات ہیں جو ان کے دنیا میں تھے (5)۔

امام عبد بن حمید نے ابی صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الاسباب سے مراد الاعمال ہیں۔

امام عبد بن حمید نے اور ابن جریر نے الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الاسباب سے مراد اسباب المنازل ہیں (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الاسباب سے مراد قیامت کے روز ندامت کے اسباب ہیں اور اسباب سے مراد ان کے دنیا کے تعلقات ہیں جن کو وہ قائم رکھتے تھے اور جن کی وجہ سے وہ آپس میں محبت کرتے تھے۔ پس قیامت کے روز یہ اسباب عداوت ودشمنی کی شکل میں ہو جائیں گے اور وہ ایک دوسرے پر لعنت کریں گے (7)۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کرۃ کا معنی دنیا کی طرف لوٹنا ہے (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے اعمال خبیثہ قیامت کے روز ان پر باعث حسرت ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دوزخ کے اہل دوزخی ہی ہیں، وہ آگ سے کبھی نہیں نکلیں گے۔

ابن ابی حاتم نے اوزاعی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ثابت بن معبد کو سنا فرماتے ہیں دوزخی پہلے دوزخ سے نکلنے کی امید رکھتے تھے حتی کہ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ کا ارشاد نازل ہوا تو ان کی امیدیں ختم ہوگئیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۶۸﴾ اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ الْفَحْشَآءِ وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

"اے انسانو کھاؤ اس سے جو زمین میں ہے حلال (اور) پاکیزہ (چیزیں) اور شیطان کے قدموں پر قدم نہ رکھو۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ وہ تو حکم دیتا ہے تمہیں فقط برائی اور بے حیائی کا اور یہ کہ بہتان باندھو اللہ پر جو تم جانتے ہی نہیں"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 85　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 86　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 87
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 86-85　6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 87　7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 86　8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 88

تلاوت کی گئی یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ الخ تو سعد بن ابی وقاص کھڑے ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے مستجاب الدعوۃ بنا دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے سعد اپنا کھانا حلال کر لے تو تو مستجاب الدعوۃ ہو جائے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے انسان اپنے پیٹ میں ایک لقمہ حرام کا ڈالتا ہے تو چالیس دن اس سے اس کی عبادت قبول نہیں کی جاتی اور جو گوشت سود اور حرام سے پیدا ہوتا ہے وہ آگ کا زیادہ مستحق ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کے عمل کے پیچھے نہ چلو (1)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جو کام قرآن کے مخالف ہے وہ شیطان کے خطوات سے ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ شیطان کے قدموں پر نہ چلو۔ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ شیطان کے وسوسوں کی اتباع نہ کرو۔ ابو الشیخ نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ شیطان کی تزیین کی پیروی نہ کرو۔ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کی ہر نافرمانی شیطان کے خطوات سے ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا جو قسم یا نذر غصہ میں ہو وہ شیطان کے خطوات سے ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان کے پاس کسی جانور کے تھن اور نمک لایا گیا وہ تناول فرما رہے تھے، ایک شخص علیحدہ بیٹھا تھا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے ساتھی کو بھی پیش کرو۔ اس نے کہا میں نہیں کھاتا۔ پوچھا کیا تو روزہ دار ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے پوچھا کیا وجہ ہے؟ اس نے کہا میں نے اپنے اوپر تھنوں کو ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ خطوات الشیطان سے ہے، کھا اور اپنی قسم کا کفارہ دے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خطوات الشیطٰن سے مراد گناہوں کی نذریں ہیں۔ عبد بن حمید نے عیسیٰ بن عبد الرحمٰن السلمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حسن کے پاس آیا تو اس نے آپ سے پوچھا جب کہ میں آپ کے پاس بیٹھا تھا، اس نے کہا میں نے قسم اٹھائی ہے کہ اگر میں ایسا ایسا نہ کروں تو مجھ پر گھٹنوں کے بل چل کر حج کرنا لازم ہے، حضرت حسن نے فرمایا یہ شیطان کے خطوات سے ہے، تو حج کر اور سوار ہو جا اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔

امام عبد بن حمید نے عثمان بن غیاث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جس نے نذر مانی تھی کہ وہ اپنی ناک میں سونے کا حلقہ ڈالے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ شیطان کے خطوات سے ہے، وہ شخص ہمیشہ گناہ گار رہے گا۔ پس اسے چاہیے کہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ شیطان کو شیطان اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ شیطانی کام کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 92

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے اِنَّمَا يَاْمُرُكُمْ بِالسُّوْٓءِ کے تحت روایت کیا ہے کہ سوء سے مراد معصیت ہے اور الْفَحْشَآءِ سے مراد زنا ہے وَ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی وہ اپنی طرف سے بحائر، سوائب، وصائل، حوامی (یہ مختلف عمروں کی اونٹیاں جو ہیں جن کو عرب بتوں کی نذر کے طور پر چھوڑ دیتے تھے، نہ ان کا گوشت کھاتے تھے نہ ان پر سوار ہوتے تھے) کو حرام قرار دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام کیا ہے (1)۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاۤ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

''اور جب کہا جاتا ہے ان سے پیروی کرو اس کی جو نازل فرمایا، اللہ نے تو کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادوں کو، اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ سکتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں''۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا سے ڈرایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا اے محمد ہم تو اس دین کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے وہ ہم سے زیادہ جاننے والے تھے اور ہم سے زیادہ بہتر تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے مَاۤ اَلْفَيْنَا کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس کا معنی وجدنا (ہم نے پایا) ہے انہوں نے کہا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کیا آپ نے نابغہ بن ذبیان کا شعر نہیں سنا۔

فَحَسِبُوْهُ فَاَلْفَوْهُ كَمَا زَعَمَتْ   تِسْعًا وَّ تِسْعِيْنَ لَمْ يَنْقُصْ وَلَمْ يَزِدِ

پس انہوں نے اس کو شمار کیا تو انہوں نے اس کو ناوے پایا اس میں کمی بیشی نہ تھی۔

امام ابن جریر نے الربیع اور قتادہ رحمہما اللہ سے بھی اَلْفَيْنَا کا معنی وجدنا روایت کیا ہے۔(3)

وَ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَمَثَلِ الَّذِيْ يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّ نِدَآءً ؕ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷۱﴾

''اور مثال ان کی جنہوں نے کفر (اختیار) کیا۔ ایسی ہی جیسے کوئی چلا رہا ہو ایسے (جانوروں) کے پیچھے جو نہیں سنتے سوائے خالی پکار اور آواز کے یہ لوگ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں سو وہ کچھ نہیں سمجھتے''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 93   2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 94   3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 95

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ ان کی مثال گائے، گدھے اور بکریوں کی ہے، اگر تو ان کو کچھ کہے تو وہ کچھ نہیں جانتے سوائے اس کے کہ وہ آواز سنتے ہیں اور ایسے ہی کفار ہیں، اگر تو انہیں نیکی کا حکم دے یا برائی سے روکے یا انہیں نصیحت کرے تو یہ آپ کی بات کو نہیں سمجھتے مگر صرف آواز سنتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کی مثال چوپائے کی ہے، وہ آواز سنتا ہے لیکن بات کا مفہوم نہیں سمجھتا اسی طرح کافر آواز کو سنتا ہے لیکن سمجھتا نہیں ہے (2)۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے اس آیت کا مفہوم بتائیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے منافقین اور کفار کی آوازوں کو چوپاؤں کی آوازوں کے ساتھ تشبیہ دی ہے یعنی وہ نہیں سمجھتے۔ ابن الازرق رحمہ اللہ نے پوچھا کیا عرب یہ مفہوم سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا آپ نے بشر بن ابی حازم کا یہ شعر نہیں سنا۔

هَضِيمُ الْكَشْحِ لَمْ يَغْمُزْ بِبُؤْسٍ　　وَلَمْ يَنْعِقْ بِنَاحِيَةِ الرِّبَاقِ

باریک پیٹ والا ہے کبھی کسی شدت اور تکلیف نے چھوا ہی نہیں اور منہ سے کبھی بولا ہی نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الَّذِیْ یَنْعِقُ سے مراد چرواہا ہے اور بِمَا لَا یَسْمَعُ سے مراد جانور ہے۔ فرمایا وہ گدھے اور بکری کی مثل ہے جو آواز کو سنتے ہیں سمجھتے نہیں۔

امام وکیع نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں کافر کو چوپائے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جو آواز سنتا ہے لیکن سمجھتا نہیں ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے عطاء نے اس آیت کے متعلق بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ سے فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ تک یہ تمام آیات یہود کے متعلق نازل فرمائی ہیں۔ یعنی یہ آیت بھی یہود کے متعلق ہے۔ (3)

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

”اے ایمان والو کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور شکر ادا کیا کرو اللہ تعالیٰ کا اگر تم صرف اسی کی عبادت کرتے ہو“۔

امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پاک ہے اور وہ صرف پاک کو ہی قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اسی بات کا حکم دیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 96　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 99

جس کا اس نے مرسلین کو حکم دیا ہے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ (المومنون) اور اس میں مسلمانوں کو بھی یہی حکم دیا ہے فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ پھر آپ ﷺ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کر کے آیا، اس کے بال پراگندہ ہیں، چہرے پر گرد و غبار ہے، اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے یارب یارب کی آوازیں لگاتا ہے۔ جب کہ اس کا کھانا بھی حرام ہے، اس کا پینا بھی حرام ہے، اس کا پہننا بھی حرام ہے اور اس کو حرام کی غذا دی گئی ہے، اس کی دعا کیسے قبول ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ طیبات سے مراد حلال ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک دن فرمایا میں نے ایک دن چنے کی دال کھائی تو میں نے اس میں پھونک ماری۔ ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ حضرت عمر نے فرمایا دور ہو جا تو بات کو نہیں سمجھا ہے، اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ حلال کمائی سے کھاؤ، اس نے اچھا کھانا کھانا مراد نہیں لیا۔

امام ابن جریر نے الضحاک رحمہ اللہ سے اس کے تحت روایت کیا ہے الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد الَّذِیْنَ صَدَقُوْا ہے یعنی تم وہ رزق حلال کھاؤ جو ہم نے تمہارے لئے حلال کیا تھا لیکن تم نے خود اس کو حرام کیا تھا، میں نے تم پر کھانے پینے کی چیزیں حرام نہیں کیں۔ وَ اشْكُرُوْا لِلّٰهِ اور اللہ کا شکر ادا کرو ایسی تعریف کے ساتھ جس کا وہ اہل ہے، ان نعمتوں پر جو اس نے تم پر حلال فرمائیں اور تمارے لئے پاکیزہ بنا دیں (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوامیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال فرمائی ہیں ان میں اولاد اور مال سے زیادہ کوئی چیز حلال اور پاک نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خوش ہوتا ہے جو کھانا کھائے، مشروب پیے پھر اس پر اللہ کی حمد بیان کرے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۷۳﴾

”اس نے حرام کیا ہے تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور بلند کیا گیا ہو جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیکن جو مجبور ہو جائے درآنحالیکہ وہ نہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو تو اس پر (بقدر ضرورت کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت گناہ بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 100

امام احمد، ابن ماجہ، دار قطنی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے دو مردے اور دو خون حلال کئے گئے ہیں مچھلی اور مکڑی، جگر اور تلی (1)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ الخ

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَمَآ اُهِلَّ کا معنی ماذبح یعنی جو غیر اللہ کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جو طواغیت کے لئے ذبح کیا گیا ہو(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو غیر اللہ کے لئے ذبح کیا گیا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَمَنِ اضْطُرَّ یعنی جو حرام چیز کے استعمال پر مجبور ہو جائے غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ یعنی جو حرام چیز کھائے جب کہ وہ مجبور ہو تو کوئی حرج نہیں اور جو کھائے جب کہ مجبور نہ ہو تو وہ باغی ہے اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے غَيْرَ بَاغٍ یعنی مردار میں حد سے بڑھنے والا نہ ہو یعنی اس کے کھانے میں حد سے تجاوز کرنے والا نہ ہو۔

حضرت سفیان بن عیینہ اور آدم بن ایاس، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے المعرفہ میں اور السنن میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ غَيْرَ بَاغٍ کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں پر بغاوت کرنے والا اور ان پر زیادتی کرنے والا نہ ہو، جو شخص صلہ رحمی کو قطع کرتے ہوئے، ڈاکہ ڈالتے ہوئے یا زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے یا ائمہ اور جماعت سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے یا اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے نکلا ہو اور پھر مردار کے کھانے پر مجبور ہوا ہو تو اس کے لئے یہ حلال نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو ڈاکہ ڈالتا ہے اس کے لئے اس آیت میں رخصت نہیں ہے فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ یعنی مجبوری کی حالت میں مردار کھانے میں کوئی گناہ نہیں ہے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی جس نے اضطرار کی حالت میں حرام کھایا اس کو اللہ معاف فرمانے والا ہے اور وہ اس بندے پر رحم فرمانے والا ہے کیونکہ اس نے حالت اضطرار میں حرام چیز کو حلال کر دیا ہے۔

امام وکیع نے حضرت ابراہیم اور امام الشعبی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب انسان مجبور ہو جائے تو اتنی مقدار میں کھائے جو اس کو قائم وزندہ رکھ سکے۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کے کھانے پر مجبور ہو پھر اس نے اسے گندا سمجھتے ہوئے نہ کھایا اور پیاسا مر گیا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 580 (3218) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 103

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو مجبور ہو اور کھانے میں حد سے بڑھنے والا نہ ہو اور حلال سے حرام تک تجاوز کرنے والا نہ ہو تو وہ تھوڑی سی مقدار حرام سے لے سکتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۙ اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ لَا يُزَكِّيْهِمْ ۖۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۱۷۴)

"بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور خرید لیتے ہیں اس کے بدلے حقیر سا معاوضہ سو وہ نہیں کھا رہے اپنے پیٹوں میں سوائے آگ کے اور بات تک نہ کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اور نہ (ان کے گناہ بخش کر) انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اور آل عمران کی آیت اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الخ (آل عمران 77) یہود کے متعلق نازل ہوئی ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے محمد ﷺ کے اسم مبارک کو چھپایا اور اس پر لالچ کی بنیاد پر تھوڑا سا مال لیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اہل کتاب نے حق، ہدایت، اسلام، شان محمد ﷺ میں سے اپنی کتاب سے چھپایا تھا اس کا اس آیت میں ذکر ہے اُولٰٓئِكَ مَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ فرمایا جو وہ اس کتمان حق پر اجرت لیتے ہیں وہ ان کے پیٹوں میں آگ ہے (3)۔

امام الثعلبی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے محمد ﷺ کی بعثت سے پہلے یہود کے سرداروں سے پوچھا تم تورات میں کیا پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تورات میں یہ پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام کے بعد ایک نبی مبعوث فرمائے گا جس کا نام محمد ہوگا، وہ زنا، شراب اور کھیل کود کے آلات، خونریزی کو حرام کرے گا۔ پھر جب محمد ﷺ کی بعثت ہوئی اور آپ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو سرداروں نے یہود سے پوچھا کیا یہ وہ نبی ہے جس کا ذکر تم تورات میں پڑھتے ہو۔ یہود نے سرداروں کے مال کے لالچ کی خاطر کہا یہ وہ نہیں ہے، پس سرداروں نے یہود کو اموال دیئے پس یہود کو جھٹلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ثعلبی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت یہود کے سرداروں اور ان کے علماء کے متعلق نازل ہوئی۔ یہود کے علماء نچلے طبقے کے لوگوں سے ہدیہ اور نذرانے وصول کرتے تھے اور وہ لوگ امید رکھتے تھے کہ مبعوث ہونے والا نبی ان سے ہوگا جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو عربوں سے پیدا فرمایا تو یہود کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 107　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 108　3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 107

علماء کو اپنے نذرانوں کے ضیاع اور اپنی ریاست کے زوال کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے محمد ﷺ کی صفات کو بدلنے کا قصد کیا۔ پھر انہوں نے محمد ﷺ کی صفات کو بدل کر دوسری صفات لوگوں کے سامنے پیش کیں اور کہا کہ آخر زمانہ میں جو نبی مبعوث ہو گا اس کی یہ صفات ہیں اور جو نبی آیا ہے اس کی یہ صفات نہیں ہیں۔ جب سادہ اور ان پڑھ لوگوں نے محمد ﷺ کی صفات کو ان تبدیل شدہ صفات کے مخالف پایا تو انہوں نے محمد ﷺ کی اتباع نہ کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْتُمُوْنَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ الْكِتٰبِ۔

اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ﴿۱۷۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۷۶﴾

"یہ وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی ہدایت کے عوض اور عذاب کو نجات کے بدلے (تعجب ہے) کس چیز نے اتنا صابر بنا دیا انہیں آگ کے (عذاب) پر۔ یہ سزا اس وجہ سے ہوگی کہ اللہ نے جو اتاری کتاب حق کے ساتھ اور بے شک جو لوگ اختلاف ڈال رہے ہیں کتاب میں وہ دور دراز کے جھگڑوں میں پھنسے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہوں نے ہدایت پر گمراہی کو اور مغفرت پر عذاب کو ترجیح دی فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ وہ دوزخیوں والے عمل پر کتنے جری ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کی قسم ان کو آگ پر صبر نہ ہوگا لیکن فرمایا وہ آگ پر کتنے جری ہیں (1)۔

ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس عمل پر کتنی جری ہیں جو انہیں آگ کے قریب کرتا ہے۔

ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے کہ فَمَاۤ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ استفہام کے طریقہ پر ہے یعنی کون سی چیز ہے جس نے انہیں آگ پر صبر دلایا (3)۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں شقاق بعید کا معنی عداوة بعیدة ہے۔

امام عبد بن حمید نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دو شخص مجھ پر کتنے زیادہ سخت ہیں اور جو قرآن میں جھگڑتا ہے مَا یُجَادِلُ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (غافر: 4) وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْكِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ۔

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآىٕلِیْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 110 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 109 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 110

وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

”نیکی (بس یہی) نہیں کہ (نماز میں) تم پھیر لو اپنے رخ مشرق کی طرف اور مغرب کی طرف بلکہ نیکی (کا کمال) تو یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان لائے الله پر اور روز قیامت پر اور فرشتوں پر اور کتاب پر اور سب نبیوں پر اور دے اپنا مال الله کی محبت سے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو اور (خرچ کرے) غلام آزاد کرنے میں اور صحیح صحیح ادا کیا کرے نماز اور دیا کرے زکوٰۃ اور جو پورا کرنے والے ہیں اپنے وعدوں کو جب کسی سے وعدہ کرتے ہیں اور کمال نیک ہیں جو صبر کرتے ہیں مصیبت میں اور سختی میں اور جہاد کے وقت۔ یہی لوگ ہیں جو راست باز ہیں اور یہی لوگ حقیقی پرہیزگار ہیں“۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے کہ انہوں نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی پھر پوچھا پھر یہی آیت تلاوت فرمائی پھر پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا جب تو نیکی کرے تو تیرا دل اسے پسند کرے اور جب تو برائی کرے تو تیرا دل اس کو ناپسند کرے۔

امام اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے قاسم بن عبد الرحمٰن رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابوذر کے پاس آیا اور پوچھا ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی لَيْسَ الْبِرَّ الخ۔ اس شخص نے کہا میں نے آپ سے نیکی کے متعلق سوال نہیں کیا ہے۔ ابوذر نے فرمایا ایک شخص رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا اور بالکل یہی سوال کیا جو تو نے مجھ سے کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی، وہ شخص اس جواب پر راضی نہ ہوا جس طرح تو راضی نہیں ہوا ہے تو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا قریب ہو جا، وہ قریب ہوا تو ارشاد فرمایا جو مومن کوئی نیکی کرتا ہے تو اسے ثواب کی امید کی وجہ سے نیکی اسے خوش کرتی ہے اور جب برائی کرتا ہے تو برائی اسے پریشان کرتی ہے اور وہ اس کے عذاب سے ڈرتا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت حسن بن علی علیہما السلام سے شام سے آتے وقت ایمان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے یہی آیت کریمہ پڑھی۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود مغرب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 114

نماز کے متعلق ہے۔ یہ نیکی نہیں کہ تم نماز پڑھو اور تمہیں علم نہ ہو۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے اور حدود و فرائض نازل ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرائض پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی یعنی نماز کے متعلق نازل ہوئی یعنی صرف نماز پڑھنا ہی نیکی نہیں بلکہ نیکی وہ اطاعت الٰہی ہے جو انسان کے دل میں ثابت ہوتی ہے(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے نیکی کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی پھر رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کو بلایا اور اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اس شخص نے فرائض کو قبول کیا جب اس نے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کا اقرار کیا پھر وہ شخص اسی حالت میں مرا تو اس کے متعلق خیر کی امید کی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ الْبِرَّ الخ کا ارشاد نازل فرمایا۔ یہود مغرب کی طرف اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ فرمایا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ الخ(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود مغرب کی طرف اور نصاریٰ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ پس یہ آیت کریمہ لَيْسَ الْبِرَّ الخ نازل ہوئی(4)۔

حضرت ابو عبید نے فضائل میں اور حضرت ثعلبی نے ہارون کے طریق سے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا پڑھا ہے۔

امام وکیع ابن ابی شیبہ، ابن المنذر نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے اس آیت پر عمل کیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا لَيْسَ الْبِرَّ الخ۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ نیکی صرف مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں نہیں ہے بلکہ نیکی اطاعت الٰہی کا دلوں میں ثابت ہو جانا ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہماری قرأت میں لَيْسَ الْبِرَّ کی جگہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اَنَّ الْبِرَّ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، الآجری (فی الشریعۃ)، اللالکائی (فی السنۃ)، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص پیدل چلتے ہوئے آیا جس کے بال بڑے حسین تھے، سفید لباس زیب تن تھا، لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا ہم اسے نہیں جانتے تھے اور نہ وہ مسافر محسوس ہوتا تھا پھر اس شخص نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 113　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 114　4۔ ایضاً

ہوسکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ وہ آیا اس نے اپنے گھٹنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے پاس رکھ دیئے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ پھر اس نے پوچھا اسلام کیا فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا، پھر اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ، فرشتوں، یوم آخرت، کتاب، نبیوں، جنت، دوزخ، بعثت بعد الموت اور تقدیر پر ایمان لانا۔ اس نے پوچھا احسان کیا ہے؟ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کیفیت میں عمل کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر یہ کیفیت ممکن نہ ہو تو اس طرح عمل کر کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس شخص نے پوچھا قیامت کب تک قائم ہوگی؟ فرمایا مسئول عنہا، سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس شخص نے پوچھا قیامت کی نشانیاں کیا ہیں؟ فرمایا، برہنہ پا، نادار بکریوں کے چرواہے جب بلند عمارتیں بنائیں گے، لونڈیاں اپنی مالکوں کو جنم دیں گی۔ (پھر وہ چلا گیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو بلاؤ تو تلاش بسیار کے باوجود کچھ نظر نہ آیا پس دو یا تین دن گزرے تو فرمایا اے ابن الخطاب کیا تو اس سائل کو جانتا ہے؟ حضرت عمر نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ جبریل تھا جو تمہیں دین سکھانے آیا ہے۔

امام احمد، البزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے جبریل آیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھے اسلام کے متعلق بیان فرمایئے۔ فرمایا تو اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کے لئے جھکا دے اور تو گواہی دے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فرمایا جب تو ایسا کرے گا تو تو نے اسلام قبول کرلیا۔ پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ایمان کے متعلق بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ پر، آخرت کے دن، ملائکہ، کتاب، نبیین، موت، حیات بعد الموت پر ایمان لانا، جنت اور دوزخ پر ایمان لانا، حساب اور میزان پر ایمان لانا اور تمام تقدیروں پر ایمان لانا خواہ وہ خیر ہوں یا شر ہوں۔ فرمایا جب تو ایسا کرے گا تو تو ایمان دار ہوگا۔ پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے احسان کے متعلق بتایئے۔ فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ کے لئے اس طرح عمل کرے کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر یہ کیفیت ممکن نہ ہو (کم از کم اتنا تو ہو کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

امام البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا جس کے لباس پر سفر کا کوئی اثر نہیں تھا، وہ لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھ گیا پھر اس نے اپنے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر رکھے اور عرض کی یا محمد! اسلام کیا ہے؟ فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے مہینہ کے روزے رکھنا، بیت اللہ کا حج کرنا اگر راستہ کی طاقت رکھتا ہو، فرمایا اس شخص نے کہا اگر میں ان چیزوں پر عمل پیرا ہو جاؤں تو مومن ہوں؟ فرمایا ہاں۔ اس شخص نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر اس شخص نے پوچھا یا محمد احسان کیا ہے؟ فرمایا تو اللہ سے ڈرے گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہ دیکھے تو (اتنا تصور ہو کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا اگر میں ایسا کروں تو محسن ہوں؟ فرمایا ہاں۔ اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس شخص نے کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کب قائم ہوگی؟ فرمایا مسئول عنہا، سائل سے

زیادہ نہیں جانتا۔ وہ شخص واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو میری طرف بلاؤ۔ صحابہ نے اسے پیچھے سے تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ جبریل تھا جو تمہارے پاس تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے اور ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم بیٹھے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی اپنی جگہ گوٹھ مار کر بیٹھے تھے۔ اچانک ایک شخص آیا جو انتہائی خوبصورت تھا اور اس کی خوشبو تمام لوگوں سے عمدہ تھی، اس کا لباس بھی تمام لوگوں سے اجلا اور صاف تھا۔ اس نے پوچھا یا محمد اسلام کیا ہے؟ فرمایا یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔ نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، بیت اللہ کا حج اور رمضان کے روزے رکھے۔ اس نے کہا اگر میں یہ تمام اعمال کرلوں تو میں مسلمان ہوں گا؟ فرمایا ہاں۔ پھر اس شخص نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر اس شخص نے عرض کی یا محمد آپ مجھے ایمان کے متعلق بیان فرمائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ، فرشتوں، کتاب، انبیاء پر ایمان لانا اور تمام تقدیروں پر ایمان لانا۔ اس نے کہا میں ایسا کردوں تو میں ایمان دار ہوں گا؟ فرمایا ہاں۔ اس شخص نے کا آپ نے سچ کہا۔

امام احمد اور نسائی نے معاویہ بن حیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے پوچھا اسلام کیا ہے فرمایا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مال کی محبت کے باوجود مال دینا۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں وکیع، سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مال عطا کرے جب کہ صحیح ہو (اور) اس مال کا حریص بھی ہو، اس سے زندگی کی امید رکھتا ہو اور اسے فقر کا اندیشہ بھی ہو(1)۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں المطلب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ کا کیا مطلب، ہے ہم تمام اپنے مال سے محبت کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اپنے مال کو اس وقت دے جب کہ تیرا نفس تجھے عمر کا لمبا ہونا، اور فقر (کا خوف) یاد دلا رہا ہو۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل صدقہ یہ ہے کہ تو صدقہ کرے جب کہ تو صحیح ہو بقاء کی امید رکھتا ہو، فقر کا خوف ہو اور تو سستی نہ کر(2) حتی کہ جب (تیری روح) حلقوم تک پہنچ جائے تو تو کہے فلاں کے لئے اتنا صدقہ، فلاں کے لئے اتنا صدقہ مگر اب تو وہ فلاں (وارث) کا ہو چکا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 115 2۔ سنن نسائی، جلد 3،5، صفحہ 69-68، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوزرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ شخص جو موت کے وقت خرچ کرتا ہے یا صدقہ کرتا ہے اس کی مثال اس شخص کی ہے جو ہدیہ دیتا ہے جب خود سیر ہو چکا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ذَوِی الْقُرْبٰی

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قریبی رشتہ دار ہیں۔

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے سنن میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ افضل صدقہ ایسے ذی رحم پر ہے جو (دشمنی کی بنا پر) اعراض کرنے والا ہو۔

امام احمد، دارمی اور طبرانی نے حکیم بن حزام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ افضل صدقہ کیا ہے؟ فرمایا اعراض کرنے والے رشتہ دار پر۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے اپنی ایک لونڈی آزاد کی تو فرمایا اگر تو یہ اپنے کسی ماموں کو دے دیتی تو تیرا اجر زیادہ ہوتا۔

خطیب نے تالی التلخیص میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ایک لونڈی آزاد کرنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اپنی بہن کو دے دے، تو اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کے ساتھ اپنی بہن سے صلہ رحمی کرے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے۔

امام ابن المنذر نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس ایک مثقال سونا ہے (اس کو کہاں صدقہ کروں)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو اپنے قریبی رشتہ داروں میں خرچ کر۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں سلمان بن عامر الضبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسکین پر صدقہ، ایک صدقہ کا اجر ہے اور ذی رحم پر صدقہ دو اجر کا باعث ہے، ایک اجر صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا (1)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جو میں اپنے خاوند پر اور اپنی پرورش میں یتیم بچوں پر خرچ کروں وہ میری طرف سے صدقہ کے قائم مقام ہوگا؟ فرمایا تجھے دو اجر ملیں گے۔ ایک صدقہ کا اجر اور دوسرا قرابت کا اجر (2)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ابْنَ السَّبِیْلِ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابْنَ السَّبِیْلِ سے مراد وہ مہمان ہے جو مسلمان کے پاس ٹھہرتا ہے۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 412 (1844) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 406 (1834)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابْنَ السَّبِيْلِ وہ ہے جو تجھ پر گزرے اور وہ مسافر ہے(1)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالسَّآىِٕلِيْنَ

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سائل سے مراد وہ ہے جو تجھ سے سوال کرے(2)۔

امام احمد، ابوداؤد اور ابن ابی حاتم نے الحسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سائل کا حق ہے اگر چہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔

امام ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سائل کو عطا کرو اگر چہ وہ گھوڑے پر بھی آئے۔ ابن ابی شیبہ نے سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ بن مریم نے فرمایا سائل کا حق ہے اگر چہ وہ ایسے گھوڑے پر آئے جس کا طوق چاندی کا ہو۔

ابن سعد، ترمذی انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے، ابن خزیمہ، ابن حبان نے عبدالرحمٰن بن بجید عن جدتہ ام بجید سے روایت کیا ہے یہ ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی تھی۔ عرض کی یا رسول اللہ مسکین جو میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے پھر میں کوئی چیز اپنے پاس نہیں رکھتا جو میں اسے عطا کروں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو جلا ہوا جانور کا کھر پالے تو وہ اسے دے دے۔ ابن خزیمہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ تو اپنے سائل کو نہ لوٹا اگر چہ کھر کے ساتھ(3)۔

امام سعید بن منصور اور ابن سعد نے عمرو بن معاذ الانصاری رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان کی دادی حواء سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سائل کو (کچھ دے کر) لوٹاؤ اگر چہ وہ جلا ہوا کھر ہی ہو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حمید بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ سائل کو (کچھ دے کر) لوٹاؤ اگر چہ کونج کے سر کے برابر بھی کوئی چیز ہو(4)۔

امام ابونعیم، ثعلبہ، دیلمی اور خطیب نے مالک کے راوۃ سے کمزور سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مومن کو ہدیہ اس کے دروازے پر سائل ہے۔ ابن شاہین، ابن نجار نے اپنی تاریخ میں ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی اللہ کے تحائف کی طرف نہ کروں جو وہ اپنی مخلوق کی طرف بھیجتا ہے۔ ہم نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا فقیر اللہ کا ہدیہ ہے، وہ اس کو قبول کرے یا نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَفِي الرِّقَابِ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کا مطلب غلاموں کو آزاد کرنا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ کا مطلب یہ ہے کہ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 117
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 118
3۔ جامع ترمذی، جلد 3 صفحہ 53 (665) مطبوعہ قاہرہ
4۔ مصنف ابن شیبہ، جلد 2، صفحہ 392 (10284)

نے فرضی نمازوں کو مکمل کیا وَاٰتَى الزَّكٰوةَ یعنی فرض زکوٰۃ ادا کی۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، دارقطنی ابن مردویہ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے پھر یہ آیت لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ الخ تلاوت فرمائی (1)۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا زکوٰۃ کے بعد بھی مال میں کوئی حق ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ زکوٰۃ عمدگی پر برانگیختہ کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید نے الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا انسان پر زکوٰۃ کے علاوہ بھی کوئی چیز لازم ہے؟ فرمایا ہاں پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ...... الآیہ

امام عبد بن حمید نے ربیعہ بن کلثوم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے میرے والد صاحب نے بتایا کہ مجھے مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا نماز دو قسم کی ہے اور زکاۃ (بھی) دو قسم کی ہے اللہ کی قسم یہ بات اللہ کی کتاب میں ہے میں تجھ پر اس کے متعلق قرآن پڑھتا ہوں میں نے کہا پڑھو۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ پس جو اس حکم کے علاوہ ہے وہ تمام کا تمام نفل ہے اَقَامَ الصَّلٰوةَ یہ فرض نماز کی دلیل ہے وَاٰتَى الزَّكٰوةَ یہ فرضی زکوٰۃ کا بیان ہے پس فرض اور نفلی ہر ایک (نماز، زکوٰۃ) کی دو دو قسمیں بن گئیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جس نے اللہ کا کسی کو عہد دیا پھر اس کو توڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیتا ہے اور جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ دیا پھر اس کو توڑا تو قیامت کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے جھگڑنے والے ہوں گے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ سے مراد یہ ہے جو وہ آپس میں اور دوسرے لوگوں کے درمیان جب عہد کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ سے مراد بیماری ہے اور حِيْنَ الْبَاْسِ سے مراد جنگ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم بیان کرتے تھے کہ الْبَاْسَآءِ سے مراد بوس اور فقر ہے اور الضَّرَّآءِ الضراء سے مراد بیماری اور تکلیف ہے (4) اور حِيْنَ الْبَاْسِ سے مراد جنگ کے میدان کا وقت ہے۔

1۔ جامع ترمذی، جلد 3، صفحہ 48 (659) مطبوعہ قاہرہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 118
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 119
4۔ ایضاً

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے اَلْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ کے متعلق پوچھا تو فرمایا اَلْبَاْسَآءِ سے شادابی اور الضَّرَّآءِ سے مراد قحط سالی ہے۔ ابن الازرق نے پوچھا کیا عرب اس کا مفہوم جانتے ہیں ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے زید بن عمرو کا یہ قول نہیں سنا ہے۔

اِنَّ الْاِلٰہَ عَزِیْزٌ وَّاسِعٌ حَکَمٌ بِکَفِّہٖ الضُّرُّ وَالْبَاْسَاءَ وَالنِّعَمُ

اللہ تعالیٰ غالب اور وسعت والا ہے شادابی اور قحط اور نعمتوں کا سب اختیار اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُولٰٓئِکَ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے یعنی یہ لوگ راست باز ہیں۔

امام ابن جریر نے الربیع رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ انہوں نے ایمان کی کلام سے کلام کیا۔ پس ایمان کی حقیقت عمل ہے کہ انہوں نے اللہ کی تصدیق کی اور الحسن فرماتے تھے یہ ایمان کی کلام اور عمل کی حقیت ہے کیونکہ اگر قول کے ساتھ عمل نہ ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں (1)۔

حکیم ترمذی نے حضرت ابو عامر الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ نیکی کی تکمیل کیا ہے؟ فرمایا تو پوشیدہ بھی وہی عمل کرے جو تو اعلانیہ کرتا ہے۔

امام ابن عساکر نے ابراہیم بن ابی شیبان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے زید بن رفیع رحمہ اللہ سے پوچھا، میں نے کہا اے ابو جعفر تم خوارج کے متعلق کیا کہتے ہو جو وہ لوگوں کو کافر کہتے ہیں؟ فرمایا انہوں نے اللہ کے اس ارشاد لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ...... الایہ کی تکذیب کی ہے۔ پس جو ان چیزوں پر ایمان لائے گا وہ مومن ہوگا اور جو ان چیزوں کا انکار کرے گا وہ کافر ہوگا۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۷۸﴾

”اے ایمان والو فرض کیا گیا ہے تم پر قصاص جو (ناحق) مارے جائیں، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت پس جس کو معاف کی جائے اس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ چیز تو چاہیے کہ طلب کرے (مقتول کا وارث) خون بہا دستور کے مطابق (اور قاتل کو چاہیے)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 123

کہ اسے ادا کر دے اچھی طرح۔ یہ رعایت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے۔ تو جس نے زیادتی کی اس کے بعد تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عربوں کے دو قبیلوں کی چھوٹی سی بات پر جنگ چھڑی ہوئی تھی ان کے درمیان قتل اور زخموں کا سلسلہ جاری تھا حتی کہ انہوں نے غلام اور عورتیں بھی قتل کی تھیں ان کی صلح نہ ہوئی حتی کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ ہر قبیلہ دوسرے سے مال اور جنگی تیاری میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتا تھا۔ انہوں نے قسمیں اٹھا رکھی تھیں کہ وہ راضی نہ ہوں گے حتی کہ دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اپنے غلام کے بدلے قتل کر لیں۔ عورت کے بدلے مرد قتل کر لیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ ...... الآیہ۔ وہ عورت کے بدلے مرد کو قتل نہیں کرتے تھے لیکن مرد کو مرد کے بدلے اور عورت کو عورت کے بدلے قتل کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ (المائدہ:45) پس اللہ تعالیٰ نے نفس اور نفس سے کم میں، جان بوجھ کر جرم کرنے میں آزاد لوگوں کے مردوں اور عورتوں کو قصاص میں برابر قرار دیا اور قتل عمد میں غلاموں کے مردوں اور عورتوں کو برابر قرار دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت دو قبیلوں کے متعلق نازل ہوئی جن کا تعلق عرب قبائل سے تھا۔ انہوں نے اندھا دھند جنگ کی جب کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا زمانہ تھا۔ ایک قبیلہ کہتا ہم اپنے غلام کا بدلہ لیں گے اور ہم اپنی فلاں لونڈی کا بدلہ لیں گے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ الخ(1)۔

امام ابن جریر اور امام ابن مردویہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار کے دو قبیلوں کے درمیان جنگ تھی۔ ایک قبیلہ دوسرے پر غالب تھا تو گویا انہوں نے فضیلت طلب کی۔ نبی کریم ﷺ ان کے درمیان صلح کرانے کے لئے تشریف لائے۔ اس وقت یہ آیت اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ الخ نازل ہوئی۔ ابن عباس فرماتے ہیں اَلنَّفْسَ بِالنَّفْسِ نے اس کو منسوخ کر دیا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم سے پہلے لوگوں کے پاس دیت کا حکم نہ تھا وہ یا تو قصاص لے سکتے تھے یا معاف کر سکتے تھے۔ پس یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جو دوسروں سے زیادہ تھے جب زیادہ لوگوں میں کوئی غلام قتل ہو جاتا تو وہ کہتے ہم اس کے بدلے میں آزاد کو قتل کریں گے اور جب ان کی کوئی عورت قتل ہو جاتی تو وہ کہتے ہم اس کے بدلے مرد کو قتل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد (نے الناسخ میں)، ابوالقاسم الزجاجی نے امالی میں اور امام بیہقی نے سنن میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں حد سے تجاوز اور شیطان کی اطاعت تھی، ان میں کسی قبیلہ کی جب تعداد زیادہ ہوتی اور ان کا غلام کسی دوسری قوم کے غلام کے ہاتھوں قتل ہو جاتا تو وہ کہتے ہم اپنی تفضیل اور عزت کے اظہار کے لئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 124 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 125 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 125

آزاد مرد قتل کریں گے اور جب ان کی عورت کو کوئی دوسری عورت قتل کر دیتی تو کہتے ہم عورت کے بدلے مرد کو قتل کریں گے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اَلْعَبْدُ بِالْعَبْدِ (الآیہ) حد سے تجاوز کرنے سے انہیں منع کیا پھر سورۂ مائدہ کی آیت نازل ہوئی فرمایا وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (المائدہ:45)

امام النحاس نے اپنی ناسخ میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اس آیت کو اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ (الآیہ)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے جو قتل عمد میں دیت کے ساتھ مقتول کے ورثاء کو راضی کرے تو طالب کو اچھے انداز سے مطالبہ کرنے اور اَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ میں مطلوب کو اچھے انداز میں ادائیگی کرنے کا حکم دیا گیا ہے(1)۔ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ یہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے جو بنی اسرائیل پر نہ تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے خون کے استحقاق کے بعد دیت لینے کے بعد اس کے بھائی کی طرف سے اسے کچھ معاف ہو جائے تو پھر طالب پر ضروری ہے کہ وہ اچھے انداز میں دیت کا مطالبہ کرے اور قاتل کو چاہیے کہ وہ بھی اچھے طریقے سے ادا کرے، ادائیگی میں کوئی ضرر و نقصان نہ پہنچائے یہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نرمی ہے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس (الناسخ میں)، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں قصاص تھا۔ دیت کا حکم ان میں نہ تھا، پس اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فرمایا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَ الْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَ الْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى ؕ فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ قتل عمد میں عفو یہ ہے کہ وہ دیت قبول کرے پھر طالب معروف طریقہ سے مطالبہ کرے اور مطلوب اچھے طریقے سے ادا کر دے۔ جو احکام تم سے پہلی قوموں پر تھے ان میں تمہارے لئے تخفیف پیدا فرما دی۔ پس جس نے دیت قبول کرنے کے بعد قتل کیا اس کے لئے دردناک عذاب ہے(2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنو اسرائیل میں جب کوئی عمداً قتل کیا جاتا تو اس کی جزاء صرف قصاص ہی تھا پس دیت اللہ تعالیٰ نے صرف اس امت کے لئے حلال فرمائی پھر حکم دیا کہ طالب عمدہ طریقہ سے دیت کا مطالبہ کرے اور مطلوب اچھے انداز میں ادائیگی کرے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مقتولوں میں بنی اسرائیل کے لئے صرف قصاص کا حکم تھا، ان میں جان یا زخم کی دیت نہیں تھی۔ ان کے لئے صرف یہ حکم تھا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ...... الآیہ لیکن اللہ تعالیٰ نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تخفیف فرمائی، ان کے لئے نفس اور زخم میں دیت کا بھی حکم نازل فرمایا ہے۔ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ سے یہی مراد ہے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 129 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 133 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 133

ابن جریر، الزجاجی نے امالی میں قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رحمۃ سے مراد وہ رحمت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رحم فرمایا، ان کو دیت کا کھانا عطا فرمایا۔ دیت کو ان کے لئے حلال فرمایا جب کہ پہلے کسی قوم کے لئے یہ حلال نہ تھی۔ اہل تورات کے لئے قصاص یا عفو تھا، درمیان میں ارش کا حکم نہ تھا۔ اہل انجیل کے لئے صرف عفو تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے قصاص، عفو اور دیت کو مقرر فرمایا۔ اگر یہ امت چاہے تو ان کے لئے دیت حلال ہے جب کہ پہلے کسی امت کے لئے حلال نہ تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ابن شریح الخزاعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس کو قتل یا زخم کی مصیبت پہنچائی گئی ہو اس کو تین چیزوں میں اختیار ہے یا تو قصاص لے یا معاف کردے یا دیت لے لے۔ اگر کوئی چوتھی چیز کا ارادہ کرے تو اس کے ہاتھ روک لو، جو اس کے بعد تجاوز کرے گا اس کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے دیت لینے کے بعد قتل کرنے والے پر صرف قتل ہے، اس سے دیت قبول نہیں کی جائے گی۔ ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا(1)۔

امام سمویہ نے فوائد میں حضرت سمرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی شخص کسی کو قتل کر دیتا تو وہ اپنی قوم کے ساتھ مل جاتا اور اس کی قوم آتی اور اس کی طرف سے دیت پر صلح کر دیتی۔ پس قاتل باہر نکلتا تو اسے اپنے نفس پر امن ہوتا لیکن پھر اسے قتل کیا جاتا اور اس کی طرف دیت پھینک دی جاتی۔ یہ زیادتی اور اعتداء ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دیت لینے کے بعد قتل کرنے والے کو قتل ہی کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

"اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے اے عقل مندو! تاکہ تم (قتل کرنے سے) پرہیز کرنے لگو"۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ کا مطلب یہ ہے کہ اس میں تمہارے لئے نصیحت اور سزا ہے جب ظالم شخص کو قصاص کا تصور ذہن میں آئے گا تو وہ قتل سے رک جائے گا(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس قصاص کو عقل والوں کے لئے عبرت بنایا ہے اور اس میں جاہل اور بے وقوف لوگوں کے لئے نصیحت ہے۔ کتنے لوگ جو اس گھناؤنے فعل (قتل) کا ارادہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 134 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 135 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 138

کرتے تو اس کو کر گزرتے اگر انہیں قصاص کا خوف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض کے قتل سے اس قصاص کے ذریعے روک دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو بھی حکم فرماتا ہے اس میں انسان کے لئے دنیا و آخرت کی اصلاح ہوتی ہے اور جس سے اللہ نے منع کیا ہوتا ہے اس میں یقیناً فساد ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کسی اصلاح کرنے والے احکام کو زیادہ جانتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قصاص میں حیات ہے کیونکہ مقتول کے بدلے صرف قاتل ہی قتل ہوگا (1)۔

حضرت سفیان بن عیینہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قصاص میں زندگی اس طرح ہے کہ بعض دوسروں کو قصاص کی وجہ سے منع کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس میں عقل و دانش ہوگی وہ قصاص کو یاد کرے گا تو قصاص کا خوف اسے قتل سے روک دے گا۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم قصاص کے خوف سے خون ریزی سے بچ جاؤ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس کو وَلَكُمْ فِي الْقَصَاصِ حَيٰوةٌ پڑھا ہے یعنی قرآن کے واقعات میں تمہارے لئے زندگی ہے۔

امام آدم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جس نے دیت لینے کے بعد قتل کیا یہ فَمَنِ اعْتَدٰى کا مفہوم ہے۔ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ فرماتے ہیں تمہیں دیت کا حکم عطا کیا گیا ہے جب کہ تورات والوں کے لئے قصاص یا عفو کا حکم تھا اور انجیل والوں کے لئے صرف عفو کا حکم تھا۔ قصاص وغیرہ کا حکم بھی نہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین احکام دیئے قصاص، دیت یا عفو۔ وَلَكُمْ فِي الْقَصَاصِ حَيٰوةٌ اللہ تعالیٰ نے قصاص کو حیات فرمایا ہے کیونکہ بہت سے لوگ قتل کا ارادہ کرتے ہیں لیکن قصاص کا خوف انہیں اس جرم سے روک لیتا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا ۖۚ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٨٠﴾

"فرض کیا گیا ہے تم پر جب قریب آجائے تم میں سے کسی کے موت بشرطیکہ چھوڑے کچھ مال کہ وصیت کرے اپنے ماں باپ کے لئے اور قریبی رشتہ داروں کے لئے انصاف کے ساتھ۔ ایسا کرنا ضروری ہے پرہیزگاروں پر"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَيْرًا ۖۚ کی تفسیر مالاً سے نقل کی ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خَيْرًا ۖۚ سے مراد مال کثیر ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن میں ہر جگہ الخیر سے مراد مال ہے۔ مثلاً ان ترك خيراً لحب الخير (العادیات:8) اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ (ص 32) اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا (النور 33) (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 138 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 144 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 145 4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو شخص ساٹھ دینار نہ چھوڑے اس نے خیر نہیں چھوڑا۔ امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے ایک مولی کے پاس اس کی موت کے وقت تشریف لے گئے، اس کے پاس سات سو دراہم تھے یا چھ سو دراہم تھے۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا میں وصیت نہ کروں؟ فرمایا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنْ تَرَكَ خَيْرًا اور تم جو مال چھوڑ کر جا رہے ہو وہ مال کثیر نہیں ہے۔ اپنا یہ مال اپنے ورثاء کے لئے چھوڑ جاؤ(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ میں وصیت کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا تیرا کتنا مال ہے؟ اس نے کہا تین ہزار۔ حضرت عائشہ نے پوچھا تیرے بچے کتنے ہیں؟ اس نے کہا چار۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنْ تَرَكَ خَيْرًا (اگر زیادہ مال چھوڑے) اور تیرا یہ مال تھوڑا ہے۔ یہ اپنے اہل وعیال کیلئے چھوڑ دے تو یہ افضل ہے(2)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اگر میت سات سو درہم چھوڑے تو وہ وصیت نہ کرے۔

امام عبد بن حمید نے ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وصیت اس پر ہے جو مال کثیر چھوڑ جائے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے امام زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے وصیت کو حق قرار دیا ہے خواہ مال کم ہو یا زیادہ ہو۔

امام عبد بن حمید، بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مسلم پر حق نہیں ہے کہ اس پر تین راتیں گزر جائیں مگر اس کے پاس وصیت ہونی چاہیے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھ پر کبھی تین راتیں نہیں گزری ہیں مگر میرے پاس وصیت تھی۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اپنے نفسوں کو اپنے رب سے خرید لو، کسی انسان کے لئے یہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ کسی معاملہ میں حق اللہ میں بخل کرتا رہے حتی کہ جب موت قریب آئے تو اپنے مال کو ادھر ادھر تقسیم کرنا شروع کر دے۔ پھر حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا اے ابن آدم تیری ہلاکت ہو، اللہ سے ڈر، دو بری چیزیں جمع نہ کر، تیرا مال زندگی میں برائی ہے اور موت کے وقت بھی برائی ہے، اپنے ان قریبی رشتہ داروں کو دیکھ جو محتاج ہیں اور وارث نہیں ہیں اپنے مال سے ان کے لئے معروف طریقہ پر وصیت کر(3)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے عبید اللہ بن عبداللہ بن معمر قاضی البصرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 146 — 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 229 (30946) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 67 (16368) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

نے وصیت کی اس نے کچھ لوگ مقرر کئے تو ہم ان مقرر لوگوں کو دیں گے اور اگر وہ اس طرح وصیت کرے جہاں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس مال کو خرچ کرو تو ہم اس کے قریبی رشتہ داروں کو دیں گے (1)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جس نے کسی قوم کے لئے وصیت کی ہو اور پھر اس نے ان کا نام لیا ہو اور قریبی رشتہ بھی محتاج چھوڑے ہوں تو میں ان سے وہ مال چھین کر قریبی رشتہ داروں کو دوں گا (2)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کوئی شخص قریبی رشتہ داروں کے علاوہ میں ثلث مال کی وصیت کرے تو اس کے لئے ثلث کے ثلث کی وصیت جائز ہے اور باقی دو ثلث اس کے قریبی رشتہ داروں کو دیا جائے گا (3)۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد نے الناسخ میں، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ بقرہ تلاوت کی، جو کچھ اس میں احکام تھے وہ بیان کئے حتیٰ کہ وہ اس آیت سے گزرے تو فرمایا یہ آیت منسوخ ہے (4)۔

امام ابوداؤد، النحاس نے الناسخ میں، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وصیت کے متعلق روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے اولاد اپنے باپ کی وارث ہوتی تھی اور والدین کے لئے وصیت ہوتی تھی پھر اس حکم کو لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ (النساء: 7) نے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں والدین کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی وارث نہیں ہوتا تھا مگر اقربین کے لئے وصیت تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آیت میراث نازل فرمائی اور میت کے مال کے ثلث میں اقربین کی وصیت کو قائم رکھا (5)۔

امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں اور ناسخ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وصیت کا حکم آیت میراث کے نزول تک قائم رہا حتیٰ کہ آیت میراث نے اسے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو وارث تھے ان کے لئے آیت میراث نے وصیت کو منسوخ کر دیا اور جو قریبی رشتہ دار وارث نہیں تھے ان کے لئے وصیت کے حکم کو منسوخ نہیں کیا (6)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس آیت کو آیت میراث نے منسوخ کر دیا ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے شریح سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنے پورے مال کی وصیت کر دیتا تھا حتیٰ کہ آیات میراث نازل ہوئیں (8)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 82 (16430) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 81، (16426)
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 83 (16433)
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 143
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا جلد 2، صفحہ 142
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 142
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 143
8۔ ایضاً، جلد 2 صفحہ 143

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میراث اولاد کے لئے اور وصیت والدین اور اقربین کے لئے تھی اور یہ پھر منسوخ ہو گئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الخیر اور المال کا اطلاق ہزار اور اس سے زائد رقم پر ہوتا ہے۔ پس والدین اور اقربین کے لئے وصیت کرنے کا حکم دیا پھر والدین کے لئے وصیت کا حکم منسوخ کر دیا پھر ہر میراث پانے والے کا حصہ وصیت سے ختم کر دیا کہ جس کو میراث ملتی ہے اس کے لئے وصیت نہیں ہے۔ پس وصیت صرف ایسے رشتہ داروں کے لئے ہے جو وارث نہیں ہیں خواہ وہ قریبی ہوں یا نہ ہوں۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ اور نسائی نے عمرو بن خارجہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر خطبہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لئے میراث سے اس کا حصہ مقرر فرمایا ہے پس کسی وارث کے لئے وصیت جائز نہیں۔

امام احمد، عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں ابو امامہ الباہلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق دیا ہے پس اب وارث کے لئے وصیت نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وارث کے لئے وصیت جائز نہیں ہے مگر اس وارث کے لئے جس کے لئے دوسرے ورثاء جائز قرار دیں۔

فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ بَعْدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَاۤ اِثْمُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۸۱﴾ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ جَنَفًا اَوْ اِثْمًا فَاَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَاۤ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸۲﴾

"پھر جو بدل ڈالے اس وصیت کو سن لینے کے بعد تو اس کا گناہ انہیں بدلنے والوں پر ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور جسے اندیشہ ہو وصیت کرنے والے سے کسی طرف داری یا گناہ کا پس وہ صلح کرادے ان کے درمیان تو کچھ گناہ نہیں اس پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے موصی (وصیت کرنے والا) کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور وہ وصیت میں گناہ سے بری ہے (1) اور جسے وصیت میں ظلم کا خوف ہو تو اولیاء پر کوئی حرج نہیں کہ وہ غلطی کو درست کر دیں۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے وصیت کو سننے کے بعد بدلا تو تبدیلی کا گناہ اس پر ہوگا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 147 2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وصی اگر میت سے وصیت سننے کے بعد اس کو نافذ نہ کرے جب کہ وہ وصیت عدل پر مبنی ہو تو اس کا گناہ وصی پر ہوگا جس نے اس وصیت کو بدلا۔ میت نے چونکہ وصیت صحیح کی تھی اس پر کوئی حرج نہیں، وہ اس گناہ سے بری ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ اللہ تعالیٰ اس وصیت کو سننے والا ہے اور اس کو جاننے والا بھی ہے اور جسے وصیت کرنے والے سے غلط وصیت کرنے کا اندیشہ ہو یا گناہ کا خطرہ ہو تو وہ اس کے درمیان اصلاح کر دے یعنی اس کو وہ صحیح سمت لوٹا دیں اللہ تعالیٰ وصی پر پردہ فرمانے والا ہے کیونکہ اس نے ورثہ کے درمیان اصلاح کرائی۔ رحیم، میت کی وصیت کے ظلم کے خلاف تبدیلی میں اس کو رخصت دیدی گئی ہے۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے جَنَفًا کا معنی پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا معنی وصیت میں ظلم کرنا ہے۔ ابن الازرق رحمہ اللہ نے کہا کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عدی بن زید کا یہ قول نہیں سنا۔

اُمُّكَ يَا نَعْمَانُ فِيْ اَخَوَاتِهَا يَاْتِيْنَ مَايَاْتِيْنَهُ جَنَفاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الجنف کا معنی خطا کرنا ہے اور اثم کا معنی جان بوجھ کر گناہ کرنا ہے (1)۔

حضرت سفیان بن عیینہ اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جَنَفًا کا معنی خطا غلطی کرنا ہے اور اِثْمًا کا معنی جان بوجھ کر غلطی کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے جَنَفًا کا معنی جیفاً یعنی ظلماً نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فَمَنْ خَافَ مِنْ مُّوْصٍ...... الآیہ یہ اس وقت کا معاملہ ہے جو انسان قریب الموت ہو جائے پھر عدل نہ کر سکے اور حقوق العباد میں کوتاہی کرلے تو لوگ اسے کہیں کہ اس طرح وصیت کر اور فلاں کو اتنا مال دے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جو ظلم کے ساتھ وصیت کرے تو میت کا ولی یا امام وقت اسے کتاب و سنت کے مطابق درست کر دے یا اس کے لئے تبدیلی کرنا جائز ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وصیت میں ظلم اور نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ ہے۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زندگی میں صدقہ کو غلط کرنے والے کے صدقہ کو جو لوٹاتا ہے وہ اسی طرح وصیت میں موت کے وقت غلطی کرنے والے کی وصیت کو صحیح سمت لوٹا دے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 154 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 149

امام عبدالرزاق نے الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ جب کوئی شخص وصیت کرتا تھا تو اس کی وصیت میں کوئی تبدیلی نہیں کی جاتی تھی حتی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی پھر وصیت میں حق کے مطابق تبدیل کی گئی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۴﴾

''اے ایمان والو فرض کیے گئے ہیں تم پر روزے جیسے فرض کیے گئے تھے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے کہ کہیں تم پرہیزگار بن جاؤ۔ یہ گنتی کے چند روز ہیں۔ پھر جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھ لے اور جو لوگ اسے بہت مشکل سے ادا کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا اور جو خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو وہ اس کے لئے زیادہ بہتر ہے، اور تمہارا روزہ رکھنا ہی بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانتے ہو''۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ نے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نماز تین احوال میں پھیری گئی، روزہ تین احوال میں پھیرا گیا، نماز کے تین احوال یہ ہیں۔ نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا کا ارشاد نازل فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنا چہرہ مکہ کی طرف کر لیا۔ یہ ایک تبدیلی تھی۔ فرمایا پہلے لوگ نماز کے لئے جمع ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو نماز پر آگاہ کرتے تھے حتی کہ وہ اس طریقہ کو اچھا نہ سمجھنے لگے پھر ایک انصاری شخص جن کا نام عبداللہ بن زید تھا وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایک خواب دیکھا ہے، اگر میں کہوں کہ میں اس وقت سویا ہوا نہیں تھا تو بھی میں سچا ہوں گا میں سونے والے اور بیدار شخص کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دو دو مرتبہ کہا حتیٰ کہ وہ اذان سے فارغ ہو گیا۔ پھر وہ تھوڑی دیر رکا رہا پھر پہلے کی طرح کلمات کہے لیکن اس نے اس میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کا اضافہ کیا۔ رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا یہ کلمات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو سکھا دو تا کہ وہ ان کے ساتھ اذان دے، ان کلمات کے ساتھ سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے پاس بھی اسی قسم کا ایک آدمی آیا تھا لیکن یہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے یہ دوسری تبدیلی ہے۔

پہلے صحابہ کرام نماز کے لئے آتے تو نبی کریم ﷺ کچھ نماز پہلے پڑھ چکے ہوتے تو ایک آدمی دوسرے کے پاس جاتا اور پوچھتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی جا چکی ہیں؟ وہ بتاتا کہ ایک یا دو۔ تو وہ پہلے ان دو یا ایک رکعت کو مکمل کرتا پھر جماعت میں شریک ہوتا۔ حضرت معاذ تشریف لائے اور کہا میں آپ کو ہمیشہ ایک حالت میں نہیں پاتا تھا مگر میں اسی حالت میں آپ کے ساتھ شریک ہو جاتا تھا پھر بعد میں بقیہ نماز مکمل کرتا تھا۔ پس حضرت معاذ آئے۔ نبی کریم ﷺ کچھ نماز پہلے پڑھ چکے تھے تو وہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر جب نبی کریم ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو حضرت معاذ نے کھڑے ہو کر بقیہ نماز مکمل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معاذ نے تمہارے لئے سنت قائم کر دی ہے۔ پس تم بھی اس طرح کیا کرو۔ یہ تیسری تبدیلی ہے۔

روزے کے احوال یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ہر مہینہ کے تین روزے رکھتے تھے اور عاشورہ کا روزہ رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کئے اور یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۳﴾ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَ عَلَى الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْكِیْنٍ کا ارشاد نازل فرمایا پس جو چاہے روزے رکھے اور جو چاہے مسکین کو کھانا کھلائے، یہ اس کے قائم مقام ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ نازل فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے روزہ مقیم صحیح شخص پر لازم کر دیا اور مریض اور مسافر کو رخصت عطا فرمائی اور بوڑھے فرتوت شخص کے لئے کھانا کھلانے کو ثابت فرمایا جو روزے رکھنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، یہ دو حالتیں ہیں۔ فرماتے ہیں لوگ کھاتے پیتے رہتے تھے اور اپنی ازواج کے پاس جاتے تھے۔ جب تک کہ سوتے نہیں تھے جب سو جاتے تو روزے کے مخالف ہر امر سے رک جاتے تھے۔ ایک انصاری جس کا نام صرمہ تھا، وہ روزے کی حالت میں شام تک کام کرتا تھا۔ وہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچا، عشا کی نماز پڑھی اور سو گیا، نہ کچھ کھایا اور نہ پیا حتیٰ کہ صبح روزے کی حالت میں کی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو دیکھا جب کہ وہ انتہائی تکلیف میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کیا وجہ ہے، میں تجھے انتہائی تکلیف اور مشقت میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں کل سارا دن (روزے کی حالت میں) کام کرتا، رہا جب شام کو گھر واپس آیا تو میں لیٹا اور سو گیا پھر صبح میں نے روزے کی نیت کر لی۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی سونے کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستری کر چکے تھے، پس وہ بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنا مسئلہ عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ (البقرہ: 187) الی قولہ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَى الَّیْلِ۔ (البقرہ: 187)(1)

1۔ سنن ابوداؤد مع حاشیہ عون، جلد 1، صفحہ 197، مطبوعہ دار الکتب العربیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ سے مراد اہل کتاب ہیں۔

امام ابن جریر نے شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نصاریٰ پر بھی رمضان کے روزے فرض تھے جس طرح ہم پر رمضان کے روزے فرض ہیں، ان کے روزے گرمیوں کے موسم میں آتے تو وہ انہیں دوسرے موسم کی طرف پھیر دیتے تھے اور (کفارہ کے طور پر) ان میں اضافہ کر دیتے تھے حتی کہ وہ پچاس دن ہو گئے۔ پس اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ ان پر بھی روزے فرض تھے (1)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہم سے پہلے نصاریٰ تھے جن پر رمضان کے روزے فرض تھے اور ان پر فرض تھا کہ وہ رات کو سونے کے بعد کوئی چیز نہ کھائیں نہ پئیں اور نہ رمضان کے مہینہ میں اپنی بیویوں سے حقوق زوجیت ادا کریں، نصاریٰ پر رمضان کے روزے سخت ہوئے تو انہوں نے متفقہ طور پر رمضان کے روزوں کو موسم بہار کی طرف پھیر دیا اور کہا ہم اس پر بیس دن زیادہ کر دیں گے، یہ ہماری اس تبدیلی کا کفارہ ہوگا۔ مسلمان بھی، نصاریٰ کی طرح روزہ رکھتے رہے (یعنی سونے کے بعد کچھ کھاتے پیتے نہ تھے)۔ قیس بن صرمہ اور عمر بن خطاب کا واقعہ پیش آیا تو اللہ تعالیٰ نے صبح کے طلوع ہونے سے پہلے تک ان کے لئے کھانا پینا اور جماع کرنا حلال قرار دیا (2)۔

امام ابن حنظلہ نے اپنی تاریخ میں، النحاس نے ناسخ میں اور طبرانی نے معقل بن حنظلہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت فرمایا ہے کہ نصاریٰ پر رمضان کے مہینے کے روزے تھے۔ پس ان کا بادشاہ مریض ہو گیا تو انہوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا تو ہم ان روزوں پر دس کا اضافہ کر دیں گے۔ پھر ان کے دوسرے بادشاہ نے گوشت کھایا اور اس کے منہ کو تکلیف ہوگئی۔ انہوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا تو ہم ان روزوں پر سات روزوں کا اضافہ کریں گے۔ پھر ان کا ایک اور بادشاہ تھا۔ انہوں نے کہا ہم بقیہ تین روزوں کو مکمل کر کے دس روزے اضافہ رکھیں گے اور یہ روزے ہم موسم بہار میں رکھیں گے۔ پس اس طرح ان کے روزے پچاس ہو گئے۔

امام ابن جریر نے ربیع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے لوگوں پر روزہ ایک عشاء سے دوسری عشاء تک فرض ہوتا تھا (3)۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَلَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ سے مراد اہل کتاب ہیں (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم گزشتہ لوگوں کی طرح کھاتے پیتے اور عورتوں سے بچتے رہو (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد ہر مہینہ کے تین روزے تھے اور پورے مہینہ کو اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ کا نام نہیں دیا ہے۔ اس سے پہلے لوگوں کے یہی تین روزے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینہ کے روزے فرض فرمائے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 155، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 155 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 156 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 157

امام سعید بن منصور نے ابوجعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان کے روزوں نے ہر روزہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد رمضان کے تیس روزے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے پہلے ہر مہینہ کے تین روزے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے نازل فرما کر ان کو منسوخ کر دیا۔ پہلے روزہ عشاء سے شروع ہوتا تھا اور اس میں اللہ تعالیٰ نے مسکین کو کھانا کھلانے کا فدیہ بھی رکھا تھا، مسافر و مقیم میں سے جو چاہتا مسکین کو کھانا کھلاتا تھا اور افطار کرتا تھا اور اس بات کی شرعاً رخصت تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کا ارشاد نازل فرمایا، دوسرے روزوں میں اللہ تعالیٰ نے فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ذکر نہیں فرمایا پس فدیہ منسوخ ہو گیا۔ پھر فرمایا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ یعنی سفر میں افطار کی اجازت ہے پھر دوسرے دنوں میں اس کی قضاء کر لے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پہلے لوگوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مہینہ فرض کیا تھا اور پہلے وہ ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے اور دو رکعت نماز صبح اور دو رکعت نماز شام کو ادا کرتے تھے حتیٰ کہ ان پر اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مہینہ فرض فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے پہلا روزہ نوح علیہ السلام اور ان کے بعد والوں کا تھا حتیٰ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے بھی روزے رکھے اور ان کے پہلے تین روزے تھے جو عشاء تک ہوتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے بھی اسی طرح روزہ رکھا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کا روزہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے کی امتوں پر بھی فرض کیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلی امتوں میں سے ہر امت پر پورے رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے جس طرح ہم پر پورے رمضان کے روزے فرض ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نصاریٰ پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے تھے جس طرح تم پر فرض کئے گئے ہیں۔ اس کی تصدیق قرآن میں ہے كُتِبَ عَلَيْكُمُ الآیہ۔ نصاریٰ کا معاملہ یہ تھا کہ انہوں نے ایک دن پہلے روزہ رکھا۔ کہنے لگے ہم خطا نہیں کریں گے پھر ایک دن مقدم کیا اور ایک دن مؤخر کہنے لگے ہم خطا نہیں کریں گے۔ ان کا آخری معاملہ یہ ہوا کہ انہوں نے کہا ہم دس دن پہلے رکھیں گے اور دس دن مؤخر کریں گے حتیٰ کہ ہم خطا نہیں کریں گے۔ پس وہ روزوں کا مہینہ بھی گم کر بیٹھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور ان پر فرض تھا کہ جب کوئی شخص عشاء کی نماز پڑھ کر سو جائے تو اس پر کھانا پینا اور عورتوں سے حقوق زوجیت حرام ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پہلے لوگوں پر روزہ اس طرح فرض تھا کہ جب

ان میں سے کوئی کھانے کے بغیر بھی سو جاتا تھا تو اس کے لئے آئندہ رات تک کھانا حلال نہیں ہوتا تھا۔ اسی طرح ان کے لئے رمضان کی راتوں میں عورتوں سے حقوق زوجیت بھی حرام تھا اور یہ حکم ان پر ثابت رہا لیکن تمہیں اس کی رخصت دی گئی ہے۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں عاشورہ کا روزہ رکھا جاتا تھا، جب رمضان نازل ہوا تو پھر جو چاہتا عاشورہ کا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

امام سعید اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اسی طرح روزے فرض تھے جس طرح اہل کتاب پر تھے۔ ایک شخص عشاء کی نماز یا سونے سے پہلے تک کھا پی سکتا تھا اور جماع کر سکتا تھا۔ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتا یا سو جاتا تھا تو یہ تمام امور آنے والی رات تک ممنوع ہو جاتے تھے پس اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ (البقرہ: 187) نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ

امام عبد بن حمید نے ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیا تو یہ آیت پڑھی اور فرمایا یہ آیت منسوخ ہے۔

امام ابن ابی حاتم، نحاس نے الناسخ میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ ارشاد نازل ہوا تو جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا افطار کرتا اور مسکین کو کھانا کھلاتا پھر فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کا ارشاد نازل ہوا تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا لیکن بوڑھے فرتوت کے لئے جائز تھا اگر وہ چاہے تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دے اور روزہ نہ رکھے۔

امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ جو مسکین کو کھانا کھلانے کا فدیہ دیتا تو اس کا روزہ مکمل ہو جاتا تھا۔ پھر فرمایا فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ۔ اور فرمایا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ پہلے بوڑھے مرد، عورت کے لئے رخصت تھی جب کہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں کہ ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔ اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ، جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے وہ روزہ رکھے۔ اور ایسے بوڑھے شخص کے لئے افطار کی رخصت کو باقی رکھا جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں کہ وہ افطار کر دیں اور مساکین کو کھانا کھلا دیں اسی طرح یہ رخصت حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے ہے جب کہ انہیں بیماری کا اندیشہ ہو تو وہ بھی افطار کر لیں اور ہر روزہ کی جگہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں اور ان پر قضا نہیں ہے۔

امام دارمی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابوعوانہ، ابن ابی حاتم، نحاس، ابن حبان، طبرانی، حاکم، بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت سلمہ بن اکوع رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں عَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ کی آیت نازل ہوئی تو جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور فدیہ دیتا حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ

الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ تو اس آیت سے سابقہ آیت منسوخ ہوگئی۔

امام ابن حبان نے حضرت سلمہ بن الاکوع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہم رمضان کے مہینہ میں مرضی سے روزے رکھتے تھے جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا اور فدیہ دیتا تھا حتیٰ کہ یہ آیت فَمَنْ شَهِدَ الخ نازل ہوئی۔

امام بخاری نے ابولیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں اصحاب محمد ﷺ نے خبر دی کہ جب رمضان شریف نازل ہوا تو لوگوں پر یہ حکم بہت مشکل ہوا۔ پس جو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلاتا تو وہ رمضان کے روزے نہ رکھتا پھر صحابہ کرام پر روزوں کا ترک بھی شاق گزرا جو مشکل سے روزہ رکھ سکتے تھے اور پھر ان کو اس کی رخصت دی گئی پھر اس حکم کو وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ کے ساتھ منسوخ کیا گیا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا(1)۔

امام ابن جریر نے ابولیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب محمد ﷺ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو صحابہ کو ہر ماہ تین دن نفلی روزے رکھنے کا حکم دیا۔ یہ روزے فرض نہیں تھے۔ پھر رمضان کے روزے نازل ہوئے اور لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہ تھے تو یہ ان کے لئے انتہائی مشقت کا باعث ہوا۔ پس جو روزہ نہیں رکھتا تھا وہ مسکین کو کھانا کھلاتا تھا پھر یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ...... الآیہ پھر یہ رخصت مریض اور مسافر کے لئے تھی اور ہمیں روزے کا حکم تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے عامر الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ نازل ہوئی تو غنی لوگ روزہ نہیں رکھتے تھے اور کھانا کھلاتے تھے۔ پس لوگوں نے روزہ صرف فقراء کے لئے کر دیا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَمَنْ شَهِدَ الخ پھر تمام لوگوں نے روزہ رکھا۔

امام وکیع اور عبد بن حمید نے ابولیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رمضان شریف میں عطاء بن ابی رباح کے پاس گیا جب کہ وہ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے پوچھا کیا تو رمضان میں کھانا کھا رہا ہے؟ انہوں نے فرمایا روزہ کا حکم پہلے نازل ہوا تو جو چاہتا روزہ رکھتا اور جو چاہتا افطار کرتا اور ایک دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلاتا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ پھر اپنی طرف سے دو مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ پھر جب فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ کا ارشاد ہوا تو مریض، مسافر، شیخ کبیر کے علاوہ ہر مسلمان کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہو گیا۔ بوڑھے کے لئے جائز تھا کہ وہ افطار کرے اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

امام وکیع، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ (نے المصنف میں) بخاری، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ پڑھتے تھے اور فرمایا یہ منسوخ ہے اور اس کی ناسخ بعد والی آیت فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ہے۔

امام وکیع، سفیان، عبد الرزاق، الفریابی، بخاری، ابو داؤد (الناسخ میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 333، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

الانباری (مصاحف میں)، طبرانی، دارقطنی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے وہ اس آیت میں یُطِیْقُوْنَهٗ کو یُطَوَّقُوْنَ واؤ کی شد کے ساتھ پڑھتے تھے۔ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مشقت اور تکلیف کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں یہ آیت منسوخ نہیں ہے، اس سے مراد بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہیں، وہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور روزے قضاء نہ کریں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، حاکم (ان دونوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ تکلیف کے ساتھ روزہ رکھتے ہوں تو ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں اور جو مسکین کے کھانا سے زائد دیں تو یہ اس کیلئے بہتر ہے۔ اور تمہارے لئے روزہ رکھنا بہتر ہے فرماتے ہیں یہ آیت منسوخ نہیں ہے، اس میں رخصت صرف اسی بوڑھے کے لئے ہیں جو روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا ایسا مریض جو جانتا ہو کہ اب اسے شفا مشکل ہے(1)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ یُطَوَّقُوْنَهٗ پڑھتی تھیں(2)۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ عَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ پڑھتے تھے۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور ابن الانباری نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی یُطَوَّقُوْنَهٗ پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے یعنی جو لوگ انتہائی مشکل سے روزے رکھ سکتے ہیں جیسے انتہائی بوڑھا شخص تو ان پر فدیہ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ پڑھتے تھے اس کا معنی بھی مشکل سے روزہ رکھنا ہے(3)۔

امام سعید بن منصور اور امام ابوداؤد نے الناسخ میں اور امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ اسے عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے اگر وہ روزے کی طاقت رکھتے ہوں تو وہ روزہ رکھیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ ایسے بوڑھے کے متعلق ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ پس اس کو رخصت دی گئی ہے کہ ہر دن کے مقابلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد (الناسخ میں)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ کا ارشاد منسوخ نہیں ہے، اس سے مراد وہ بوڑھا شخص ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن کے لئے نصف صاع گندم دے یعنی ایک مد روٹی کیلئے ایک مد سالن کیلئے۔

امام ابن سعد نے طبقات میں مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت قیس بن السائب کے مولیٰ کے متعلق نازل ہوئی۔ اس نے روزہ نہ رکھا اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلایا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ اس شخص کے متعلق ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو مگر انتہائی تکلیف کے ساتھ تو ایسے شخص کے لئے روزہ افطار کرنا اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 166 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 165

کھلانا جائز ہے مثلاً حاملہ عورت، دودھ پلانے والی عورت، بوڑھا فرتوت اور دائمی مریض (1)۔

امام ابن جریر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ ارشاد ایسے بوڑھے شخص کے متعلق ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور وہ ہر روز کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابویعلی، ابن المنذر، دار قطنی اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ موت سے پہلے ایک سال روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتے تھے تو انہوں نے ثرید کا ایک بڑا برتن تیار کروایا پھر تیس مساکین کو بلا کر انہیں کھلایا۔

امام طبرانی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انسان موت سے ایک سال پہلے روزہ رکھنے سے عاجز آ جائے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور دار قطنی (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی حاملہ لونڈی یا دودھ پلانے والا لونڈی سے کہا کہ تو ان لوگوں کی قائم مقام ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس تجھ پر ایک مسکین کو ایک روزہ کے بدلے کھانا کھلانا ہے اور تجھ پر ان روزوں کی قضا نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور دار قطنی نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹوں میں سے ایک کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجا کہ وہ حضرت ابن عمر سے حمل کی حالت میں رمضان کے روزے کے متعلق پوچھے تو حضرت ابن عمر نے فرمایا وہ افطار کرے اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حاملہ عورت روزے افطار کرے اور وہ دودھ پلانے والی عورت جسے بچے کی تکلیف کا اندیشہ ہو تو وہ بھی افطار کرے اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور ان پر قضا نہیں ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عثمان بن الاسود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اپنی عورت کے متعلق پوچھا کہ وہ حاملہ ہے اور روزہ رکھنا اس کے لئے مشکل ہے؟ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا اسے افطار کا حکم دے اور وہ ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے، جب ٹھیک ہو جائے تو قضا کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دودھ پلانے والی کو اگر خطرہ ہو تو وہ بھی افطار کرے اور کھانا کھلائے اور حاملہ کو بھی اپنے نفس کے ضیاع کا خوف ہو تو وہ افطار کرے اور قضاء کرے اور یہ مریض کی طرح ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ دونوں روزہ افطار کریں اور روزے کی قضاء کریں۔

امام عبد بن حمید نے النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حاملہ اور دودھ پلانے والیوں کو جب خطرہ ہو تو افطار

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 166 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 4، صفحہ 216، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

کریں اور اس کی جگہ روزے قضاء کریں۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب انسان کو رمضان میں اپنی جان کا اندیشہ ہو تو وہ روزہ افطار کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے منبر پر سورۂ بقرہ پڑھی جب اس آیت پر پہنچے تو طَعَامُ مِسْكِيْنٍ پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بھی مسکین واحد کا صیغہ پڑھا ہے۔

امام وکیع نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ فدیہ اہل مکہ کے مد کے مطابق ایک مد ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے طاؤس سے اپنی والدہ کے متعلق پوچھا کہ وہ پیاس کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتی تھیں تو انہوں نے فرمایا وہ افطار کریں اور ہر روز ایک مد گندم کھلائیں۔ میں نے پوچھا کس علاقہ کا مد ہو؟ فرمایا اپنے علاقہ کے مد کے مطابق دے۔

امام دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس کو بڑھاپا لاحق ہو اور وہ رمضان کا روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ہر روز ایک مد گندم کھلائے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صدقات و کفارات کا اندازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کے ساتھ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ

امام وکیع نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسکین کو ایک صاع کھانا کھلا دے۔ عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ دو مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کئی مساکین کو کھانا کھلا دے۔

امام وکیع اور عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رمضان کا روزہ افطار کیا جب کہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے تو انہوں نے ہر دن کے بدلے چار مساکین کو کھانا کھلایا۔

امام دار قطنی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے قیس بن السائب کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رمضان کے مہینہ کا انسان فدیہ دے تو ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور میری طرف سے تم ہر دن کے بدلے دو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ امام ابن جریر نے ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ روزہ رکھنا، فدیہ دینے سے بہتر ہے (1)۔ امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بیہقی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 172

رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر انسان کا عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔ انسان کھانا پینا اور شہوت میرے لئے ترک کرتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں، جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو وہ اسے جزاء دے گا تو خوش ہوگا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاک ہے(2)۔ امام احمد اور بیہقی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا رب فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، بندہ اس کے ذریعے آگ سے بچاؤ کرتا ہے اور وہ میرے لئے ہے میں اس کی جزا دوں گا۔ فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔

امام بیہقی نے ایوب بن حسان الواسطی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ایک شخص کو سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے سوال کرتے ہوئے سنا اس شخص نے کہا اے ابو محمد، نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے لئے ہے لیکن روزہ، یہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا (یہ حدیث کیسی ہے)۔ ابن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ احادیث میں سے عمدہ اور محکم حدیث ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب کرے گا۔ اس کے مظالم کی وجہ سے اس کے تمام اعمال دوسرے لوگوں کو دیئے جائیں گے حتیٰ کہ صرف روزہ ہی اس کے لئے بچ جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے باقی مظالم اٹھالے گا اور اسے روزے کی وجہ سے جنت میں داخل فرمادے گا۔

امام امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری و مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزہ کے۔ یہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔ روزہ ڈھال ہے، جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ بری باتیں اور چیخ و پکار نہ کرے، اگر کوئی اسے گالی دے تو اسے کہے میں روزہ دار ہوں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جن کے ساتھ وہ خوش ہوتا ہے۔ جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو خوش ہوگا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن خزیمہ اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں: ایک ان میں ایسا دروازہ ہے جسے ریان کہا جاتا ہے، قیامت کے روز

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 273، (8893) 2، ایضاً، جلد 2، صفحہ 72 (8896)

3۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 326، مطبوعہ دارالمعرفۃ، بیروت

اس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے، ان کے ساتھ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔ ارشاد ہوگا روزہ دار کہاں ہیں؟ پس وہ اس سے داخل ہوں گے، جب ان کا آخری فرد داخل ہوگا تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس دروازہ سے کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ ابن خزیمہ نے یہ زائد روایت کیا ہے جو اس دروازہ سے داخل ہوگا وہ پیئے گا اور جو پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ میں ریا کاری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ میرے لئے ہے اور روزے کی میں جزاء دوں گا، وہ میرے لئے کھانا پینا ترک کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو ایمان کی حالت میں اور ثواب کی خاطر رمضان کا روزہ رکھے گا اس کے پہلے گناہ معاف ہو جائیں گے (1)۔

امام نسائی اور بیہقی نے عمرو عن سعید بن ابیہ عن جدہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے روزہ دار کے لئے روزہ افطار کرتے وقت مقبول دعا ہوتی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کا سونا عبادت ہے، اس کا خاموش ہونا تسبیح ہے، اس کا عمل دوگنا ہے، اس کی دعا مقبول ہے اور اس کا گناہ معاف ہے۔

ابن عدی (نے الکامل میں) ابوالحسن محمد بن احمد بن جمیع الغسانی، ابوسعید بن الاعرابی اور بیہقی رحمہم اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جو بندہ روزہ کی حالت میں صبح کرتا ہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں، اس کے اعضاء تسبیح کرتے ہیں اور آسمان والے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جاتا ہے۔ اگر وہ ایک یا دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے آسمان نور سے روشن ہو جاتے ہیں۔ اس کی بیویوں میں سے آہو چشم حوریں دعا کرتی ہیں اے اللہ اس کو ہماری طرف بھیج، ہم اس کے دیدار کی مشتاق ہیں۔ اگر وہ تہلیل، تسبیح اور تکبیر کہتا ہے تو اس کو ستر ہزار فرشتے ملتے ہیں جو اس کے اس ذکر کا ثواب شام تک لکھتے رہتے ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کو روزے نے ایسے کھانے اور پینے سے روکے رکھا جس کی اس کو خواہش تھی تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل کھلائے گا اور جنت کا مشروب پلائے گا۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم کو بتاؤ کہ جو بندہ میری رضا کے لئے روزہ رکھے گا میں اس کے جسم کو صحت بخشوں گا اور اس کا اجر بھی بڑا کروں گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم سمندر میں ایک غزوہ پر جا رہے تھے کہ ایک منادی نے ندا دی اے کشتی والو! تم اپنی بات بتاؤ۔ حضرت ابوموسیٰ نے کہا میں نے کہا کیا تم نہیں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 271 (8875)

دیکھتے کہ ہوا ہمارے لئے پاکیزہ ہے اور لنگر ہمارے لئے اٹھائے گئے ہیں اور کشتی ہمارے لئے سمندر کی گہرائی میں چل رہی ہے، اس نے فرمایا کیا میں تمہیں اس فیصلہ کے متعلق نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ فیصلہ لازم کر رکھا ہے کہ جو بندہ دنیا میں اللہ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو ایک دن پیاسا رکھے گا اللہ پر حق ہے کہ اسے قیامت کے دن سیراب کرے۔

امام احمد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میں آپ سے حاصل کروں تو مجھے اللہ اس کا نفع دے فرمایا تجھ پر روزہ لازم ہے، اس کی مثل کوئی عمل نہیں ہے۔

امام بیہقی نے عبداللہ بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قیامت کے روز روزہ داروں کے لئے دستر خوان لگائے جائیں گے، وہ کھا رہے ہوں گے اور لوگ حساب کی تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔

امام بیہقی نے حضرت کعب الاحبار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا ہر کھیتی والے کو اپنی کھیتی کا بدل دیا جاتا ہے اور زیادہ بھی دیا جاتا ہے لیکن اہل قرآن اور روزہ داروں کو اجر بغیر حساب کے دیئے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک کام کرنے والوں کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک مخصوص دروازہ ہوگا جس سے ان کو بلایا جائے گا اور روزہ داروں کے لئے جو دروازہ ہوگا اس کا نام ریان ہے(1)۔

امام مالک نے مؤطا میں، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی فرماتے تھے اور وہ اپنے رب سے روایت فرماتے تھے کہ تمہارا رب فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے میرا بندہ اس کے ذریعے آگ سے بچاؤ کرتا ہے۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بیہقی نے عثمان بن ابی العاص الثقفی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ روزہ آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی کی جنگ سے ڈھال ہوتی ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن خزیمہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو چیر پھاڑ نہ دیا جائے(3)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 274 (7903) 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 272 (8891) 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 273 (8898)

ڈھال ہے جب تک اسے پھاڑا نہ جائے پوچھا گیا یہ کس سے پھٹتا ہے فرمایا جھوٹ اور غیبت سے پھٹتا ہے۔

امام ترمذی اور بیہقی نے بنی سلیم کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا سبحان اللہ نصف میزان ہے، الحمدللہ میزان کو بھر دیتا ہے، اللہ اکبر آسمان اور زمین کے درمیان کو بھر دیتا ہے، وضو نصف میزان ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ نصف صبر ہے اور ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے کھانا پیش کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی کھاؤ۔ اس نے عرض کی میں روزہ سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ دار کے پاس جب کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے روزہ دار کیلئے دعا کرتے ہیں حتیٰ کہ دوسرے لوگ کھانا کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں یا کھانا ختم کر دیتے ہیں۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جب کہ آپ ﷺ کھانا کھا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلال کھانا کھاؤ۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں روزے سے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا رزق جنت میں بچا ہوا ہے۔ (فرمایا) اے بلال تجھے معلوم ہے کہ روزہ دار کی ہڈیاں بھی تسبیح کرتی ہیں اور جب تک روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جاتا ہے فرشتے روزہ دار کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں روزہ دار کے پاس جب کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کے مفاصل تسبیح بیان کرتے ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یزید بن خلیل رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے (3)۔

امام ابو یعلی، طبرانی، بیہقی نے حضرت سلمہ بن قیصر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 333 (9618)　2۔ ایضاً، (9617)　3۔ ایضاً، (9615)

تعالیٰ کی رضا کے لئے ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے اتنا دور کرتا ہے جتنا کہ کوا بچپن سے اڑنا شروع کرے حتی کہ بوڑھا ہو کر مرجائے جتنی مسافت وہ اڑتے ہوئے طے کرے گا۔

امام احمد اور البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام البزار اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ روزہ دار کی دعا، مسافر کی دعا، مظلوم کی دعا۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ مسجد کی طرف تشریف لے گئے، مسجد میں صحابہ کرام کا ایک گروہ بیٹھا تھا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے پاس طاقت ہو وہ نکاح کرے ورنہ اس پر روزہ ہے کیونکہ یہ شہوت کو کم کرتا ہے ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اور روزہ دار کو اس کے لئے بلایا جائے گا اور جو روزہ دار ہوگا وہ اس میں داخل ہوگا اور جو اس میں داخل ہوگا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا (1)۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ روزہ دار کی افطار کے وقت جو دعا ہوتی ہے وہ رد نہیں کی جاتی۔

امام البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز روزہ داروں کے لئے ایک مخصوص حوض ہوگا جس پر روزہ داروں کے علاوہ کوئی وارد نہیں ہوگا۔ ابن ابی الدنیا اور البزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو موسیٰ کو ایک جنگی مہم پر سمندر میں روانہ کیا۔ اسی اثناء میں وہ تھے کہ تاریک رات میں انہوں نے لنگر اٹھا دیئے جب کہ ہاتف غیبی نے اوپر سے آواز دی اے کشتی والو ٹھہرو، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کی خبر دیتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر لازم کر رکھا ہے۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں میں نے کہا اگر تو خبر دینے والا ہے تو ہمیں بتا۔ اس ہاتف غیبی نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ فیصلہ لازم کر رکھا ہے کہ جو گرمی کے دن میں اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے لئے پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ پیاس والے دن (قیامت) اسے سیراب فرمائے گا۔

امام ابن سعد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الدعوات میں الحرث الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کو پانچ کلمات پر عمل کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو کہیں کہ وہ بھی ان کلمات کے مطابق عمل کریں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ تھوڑی سی تاخیر کریں، عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ کلمات پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ نیز آپ بنی اسرائیل کو حکم دیں کہ وہ ان کلمات پر عمل کریں۔ یا تو آپ انہیں ان باتوں کا حکم دیں ورنہ میں انہیں حکم دیتا ہوں۔ حضرت یحییٰ

1۔ جامع ترمذی، جلد 3، صفحہ 137 (765)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

علیہ السلام نے کہا مجھے اندیشہ ہے کہ اگر آپ ان کلمات کے ساتھ مجھ سے سبقت لے گئے تو مجھے زمین میں دھنسا دیا جائے یا مجھے عذاب دیا جائے، تمام لوگ بیت المقدس میں جمع ہوئے اور وہ ہجوم سے بھر گیا، آپ ایک بلند جگہ پر بیٹھے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ کلمات کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور تمہیں بھی حکم دیا ہے کہ تم بھی اس کے مطابق عمل کرو۔ پہلا یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ جو اللہ کا شریک ٹھہراتا ہے اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو اپنے خالص سونے یا چاندی کے ذریعے ایک غلام خریدتا ہے پھر اسے کہتا ہے یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے تو کام کر اور اس کا صلہ مجھے پہنچا۔ وہ کام کرتا ہے اور اس کا صلہ مالک کے علاوہ کسی کو پہنچاتا ہے۔ تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اس کا غلام اس طرح ہو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں نماز کا حکم دیا ہے، جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر نہ دیکھو۔ اللہ تعالیٰ بندے کے سامنے ہوتا ہے جب تک وہ نماز میں ادھر ادھر نہیں دیکھتا، اس نے تمہیں روزے کا حکم دیا۔ اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جو ایک گروہ کے ساتھ ہے اور اس کے پاس ایک خوشبو کی تھیلی ہے۔ گروہ کا ہر فرد اس کی خوشبو کو پسند کر رہا ہے، روزہ دار کی بو اللہ کی بارگاہ میں کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس نے تمہیں صدقہ کا حکم دیا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے جس کو دشمن نے گرفتار کر لیا ہو اور اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے ہوں۔ وہ آگے بڑھیں تا کہ اس کی گردن اڑا دیں تو اس نے کہا میں تم کو اپنے نفس کا قلیل و کثیر کے ساتھ فدیہ دیتا ہوں۔ پس اس نے اپنے نفس کا ان کو فدیہ دے دیا۔ اس نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اللہ کا ذکر کرو۔ اس کی مثال اس شخص کی ہے جس کے پیچھے اس کا دشمن تیزی سے نکلا ہے حتیٰ کہ وہ ایک مضبوط قلعہ پر آیا تو اس نے اپنے نفس کو دشمن سے بچا لیا۔ اسی طرح بندہ شیطان سے اپنے نفس کو نہیں بچا سکتا ہے مگر اللہ کے ذکر سے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنگ کرو غنیمت پاؤ گے، روزے رکھو صحت مند ہو جاؤ گے، سفر کرو غنی ہو جاؤ گے۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں، طبرانی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے، روزہ عرض کرے گا اے رب میں نے اس کو کھانے سے اور شہوت کے پورا کرنے سے روکے رکھا، پس تو اس کے متعلق میری سفارش قبول فرما، قرآن کہے گا میں نے اس کو رات کی نیند سے روکے رکھا اس کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔ پس دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

امام ابو یعلی اور طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ایک شخص نفلی روزہ رکھتا ہے پھر اسے زمین بھر سونا دیا جائے تو حساب کے دن سے پہلے اس کا ثواب مکمل نہ ہوگا۔

بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ اللہ کی رضا کیلئے روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس دن کی وجہ سے آگ سے اس کے چہرے کو ستر سال دور کر دیتا ہے (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط اور الصغیر میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 349 (1717) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق بنا دے گا جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کے درمیان مسافت جتنی ہوگی۔ طبرانی نے عمرو بن عبسہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک دن اللہ کی رضا کے لئے روزہ رکھا آگ اس سے سو سال کی مسافت دور ہوگی۔

امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی رضا کیلئے ایک دن روزہ رکھے گا اس دن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو ستر سال (کی مسافت) دور کرے گا(1)۔

امام ترمذی نے ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی رضا کے لئے ایک دن روزہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان ایک خندق بنا دے گا۔ اس کی چوڑائی اتنی ہوگی جتنی کہ زمین و آسمان کے درمیان مسافت ہے۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ روزہ دار جب وہ افطار کرتا ہے، عادل امام اور مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ اس کو بادلوں کے اوپر اٹھاتا ہے، اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ کچھ عرصہ بعد(2)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ داروں کے مونہوں سے کستوری کی خوشبو مہکتی ہوگی۔ ان کے لئے قیامت کے دن عرش کے نیچے دستر خوان لگایا جائے گا، وہ اس سے کھائیں گے جب کہ لوگ شدت میں ہوں گے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک دستر خوان لگایا ہے، جس کے اوپر ایسے کھانے ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے ہیں اور نہ کانوں نے سنے ہیں اور نہ کسی کے دل میں ان کا تصور آیا ہے اور اس دستر خوان پر صرف روزہ دار بیٹھیں گے۔

حضرت ابو الشیخ بن حبان نے الثواب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز جب روزہ دار اپنی قبور سے اٹھیں گے تو اپنے روزے کی خوشبو کی وجہ سے پہچانے جائیں گے ان کے مونہوں کی خوشبو کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ ہوگی، ان کے لئے دستر خوان اور آفتابے رکھے ہوئے ہوں گے جن پر کستوری کی مہر لگی ہوگی، ارشاد ہوگا کھاؤ تم بھوکے ہو، پیو تم پیاسے ہو، لوگوں کو چھوڑو اور آرام کرو، تم نے اس وقت تھکاوٹ برداشت کی جب لوگ استراحت میں ہوتے تھے اور کھاتے پیتے تھے، لوگ اس وقت مشقت اور پیاس میں ہوں گے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاھوال میں مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، سورج لوگوں کے سروں کے اوپر ایک ہاتھ کی بلندی پر ہوگا، جہنم کے دروازے کھلے ہوں گے، ان کے اوپر اس کے شعلے اور گرم لو چل رہی ہوگی اور دوزخ کے شعلے ان پر نکل رہے ہوں گے حتیٰ کہ زمین پر لوگوں کے پسینہ سے ایسی بدبو اٹھے گی جیسی مردار کی بدبو ہوتی ہے

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 349 (1718) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 384 (1752)

اور روزہ دار (اس وقت) عرش کے سائے میں ہوں گے۔

امام الاصبہانی نے الترغیب میں احمد بن ابی الحواری رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں ابوسلیمان رحمہ اللہ نے بتایا وہ فرماتے ہیں میرے پاس ابوعلی الاصم رحمہ اللہ ایک عمدہ حدیث لے کر آئے جو میں نے دنیا میں ان سے سنی تھی، فرمایا روزہ داروں کے لئے ایک دستر خوان لگایا جائے گا جس سے وہ کھائیں گے جب کہ لوگ حساب (کی تلخی) میں مبتلا ہوں گے۔ لوگ عرض کریں گے یا رب ہمارا حساب ہو رہا ہے اور یہ لوگ (کھانے) کھا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جب یہ روزہ دار تھے تم نے افطار کیا تھا۔ یہ راتوں کو قیام میں ہوتے تھے اور تم سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابو مالک الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک کمرہ ہے جس کا ظاہر اندر سے، اندر ظاہر سے نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اس کے لئے تیار کر رکھا ہے جو نرم کلام ہے، کھانا کھلاتا ہے، متواتر روزے رکھتا ہے اور رات کو نماز پڑھتا ہے جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں (1)۔

امام بیہقی نے نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہا جاتا ہے کہ روزہ افطار کرنے کے وقت ہر مومن کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو دنیا میں فوراً اس کی دعا پوری کی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ کی جاتی ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما افطاری کے وقت یہ دعا مانگتے تھے یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ اغْفِرْلِیْ

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا تم میں سے کون جنازہ میں شریک ہوا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں، فرمایا کس نے مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ فرمایا کس نے صدقہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے۔ فرمایا صبح روزہ کس نے رکھا ہے؟ حضرت عمر نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وجبت وجبت (جنت واجب ہوگئی)

امام ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس جا رہے تھے کہ ہمارا گزر ایک راہب کے پاس سے ہوا، اس نے کہا دستر خوان لگائے جائیں گے اور سب سے پہلے جوان سے کھائیں گے وہ روزہ دار ہوں گے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، دارقطنی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ بغیر رخصت اور بغیر مرض کے چھوڑ دیا پوری زندگی کے روزے اس کی قضاء نہ کریں گے اگرچہ وہ روزہ رکھ بھی لے۔

امام دارقطنی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بغیر عذر کے ایک دن رمضان کا روزہ نہ رکھا اس پر ایک مہینہ کے روزے ہیں۔

امام دارقطنی نے رجاء بن جمیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو رمضان کا

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 404 (3892)
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 273 (8900)

ایک روزہ قضاء کرے وہ بارہ دن روزے رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بارہ مہینوں میں ایک مہینہ پر راضی ہوا۔

امام ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی میں نے رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو صدقہ کرا اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرا اور اس روزہ کی جگہ اور روزہ رکھ (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے جان بوجھ کر بغیر سفر اور مرض کے روزہ چھوڑ دیا تو کبھی اس کی ادائیگی نہ ہوگی اگرچہ وہ ساری زندگی روزہ رکھے (2)۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے جان بوجھ کر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا وہ ساری زندگی اس کو پورا نہ کر سکے گا (3)۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

"ماہ رمضان المبارک جس میں اتارا گیا قرآن اس حال میں کہ یہ راہ حق دکھاتا ہے لوگوں کو اور (اس میں) روشن دلیلیں ہیں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کرنے کی، سو جو کوئی پائے تم میں سے اس مہینہ کو تو وہ یہ مہینہ روزے رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں رکھ لے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تمہارے لئے سہولت اور نہیں چاہتا تمہارے لئے دشواری اور (چاہتا ہے کہ) تم گنتی پوری کر لیا کرو اور اللہ کی بڑائی بیان کیا کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر گزاری کیا کرو"۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن عدی، بیہقی (السنن میں) اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور موقوف روایت کیا ہے کہ رمضان نہ کہو کیونکہ رمضان اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے بلکہ تم شہر رمضان کہو۔

امام وکیع اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان نہ کہو کیونکہ تجھے معلوم نہیں کہ رمضان کیا ہے؟ شاید یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ بلکہ تم شہر رمضان کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے شہر رمضان کہا ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان کا یہ نام اس لئے ہے کیونکہ اس

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 347 (9774)
2۔ ایضاً، (9784)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 348 (9785)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 173

میں گناہ جل جاتے ہیں اور شوال کا یہ نام اس لئے ہے کہ گناہ اس میں اٹھائے جاتے ہیں جس طرح اونٹنی اپنی دم اٹھاتی ہے۔

امام ابن مردویہ اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کا یہ نام اس لئے ہے کیونکہ اس میں گناہ جل جاتے ہیں۔

امام ابن مردویہ اور الاصبہانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ رمضان کیا ہے؟ فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ مومنین کے گناہ جلا دیتا ہے اور ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے، پوچھا گیا شوال کیا ہے؟ فرمایا اس میں لوگوں کے گناہ اٹھائے جاتے ہیں۔ پس ہر گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا عید کے دونوں مہینے کم نہیں ہوتے۔ یعنی رمضان اور ذی الحجہ۔

امام البزار، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رجب داخل ہوتا تو یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ۔ اے اللہ ہمارے لئے رجب اور شعبان میں برکت ڈال اور ہمیں رمضان کا مہینہ پہنچا۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ جو اللہ نے مجھ پر روزے فرض کیے ہیں ان کے متعلق بتایئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کا مہینہ مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے۔ اس نے پوچھا مجھ پر جو اللہ نے زکوٰۃ فرض کی ہے اس کے متعلق بتایئے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے شرائع اسلام کے متعلق آگاہ کیا۔ اس شخص نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت بخشی میں کوئی نفلی عمل نہیں کروں گا اور جو اللہ نے مجھ پر فرض کیا ہے اس میں کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گیا اگر اس نے سچ کر دکھایا، یا (فرمایا) جنت میں داخل ہوا اگر اس نے (اپنی بات کو) سچ کر دکھایا(1)۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان باندھے جاتے ہیں(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی اور بیہقی نے عرفجہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم عتبہ بن فرقد رحمہ اللہ کے پاس تھے اور وہ ہمیں رمضان کے متعلق بیان کر رہے تھے، اچانک نبی کریم ﷺ کا ایک صحابی تشریف لایا۔ عتبہ بن فرقد خاموش ہو گئے، کہا اے ابوعبداللہ ہمیں رمضان کے متعلق بتایئے کہ کیسے تم نے رسول اللہ ﷺ کو اس کے متعلق کہتے ہوئے سنا ہے، اس صحابی نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رمضان مبارک ایسا مہینہ ہے جس میں جنت کے دروازے کھولے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 324، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 325

جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے اور ہر رات ایک منادی ندا کرتا ہے اے خیر کے تلاش کرنے والے ادھر آ۔ اے شر کے تلاش کرنے والے رک جا حتیٰ کہ رمضان ختم ہو جاتا ہے (1)۔

امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر افطاری کے وقت اللہ کے لئے چند لوگ آگ سے آزاد کئے گئے ہوتے ہیں۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک درمیان میں جتنے گناہ صغیرہ ہوتے ہیں یہ سب چیزیں کفارہ ہیں جب کہ انسان گناہ کبیرہ سے اجتناب کرے۔

امام ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کی حدود کو پہچانا اور جن چیزوں سے روزے کی حفاظت ضروری ہے اس سے حفاظت کرے تو پہلے سب گناہوں کا کفارہ ہوگا۔

امام ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر افطار کے وقت اللہ کے لئے کچھ آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات کو ہوتے ہیں (2)۔

امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو تمام شیاطین اور سرکش جن باندھ دیئے جاتے ہیں اور آگ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رکھا جاتا، ہر رات کو ایک منادی ندا دیتا ہے اے خیر کے متلاشی متوجہ ہو، اے شر کے متلاشی رک جا، اللہ کے لئے آگ سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات کو سلسلہ جاری رہتا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو فرمایا ہم تمہیں خوشخبری سناتے ہیں کہ تمہارے پاس رمضان کا مبارک مہینہ آ چکا ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کئے ہیں اس میں جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کئے جاتے ہیں، شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی خیر سے محروم ہو گیا وہ محروم ہو گیا (4)۔

امام احمد، البزار، ابو الشیخ (فی الثواب) بیہقی اور الاصبہانی (فی الترغیب) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کو رمضان کے پانچ ایسے خصائل دیئے گئے ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو عطا نہیں کئے گئے روزے دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ ان کے لئے ملائکہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 270
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 308 (1643)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 307 (1642)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 270 (8867)

استغفار کرتے رہتے ہیں حتی کہ وہ روزہ افطار کرلیں۔ اللہ تعالیٰ ہر روز اپنی جنت کو مزین فرماتا ہے پھر فرماتا ہے ہوسکتا ہے میرے نیک بندے دنیا سے تکلیف اور مشقت اٹھائیں اور وہ تیری طرف لوٹ آئیں، رمضان میں شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے، جتنی خلاصی اس مہینہ میں کی جاتی ہے اتنی اور کسی مہینہ میں نہیں کی جاتی اور انہیں آخری رات معاف کردیا جاتا ہے۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ کیا یہ لیلۃ القدر ہے فرمایا نہیں لیکن عامل کو پورا اجر دیا جاتا ہے جب وہ اپنا عمل کرلیتا ہے۔

امام بیہقی اور الاصبہانی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کو رمضان میں پانچ ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ (1) جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ میری امت کی طرف دیکھتا ہے اور جس کی طرف اللہ دیکھے گا اسے کبھی عذاب نہ دے گا (2) ان کے مونہوں کی بو شام کے وقت اللہ کے نزدیک کستوری سے زیادہ پاک ہوتی ہے (3) ملائکہ ہر صبح اور ہر شام ان کے لئے استغفار کرتے ہیں (4) اللہ تعالیٰ اپنی جنت کو حکم دیتا ہے کہ وہ تیار ہوجائے اور میرے بندوں کے لئے مزین ہوجائے، ہوسکتا ہے وہ دنیا کی تھکاوٹ سے آرام حاصل کرنے کے لئے میرے گھر اور میری کرامت میں آجائیں (5) جب آخری رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ تمام کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟ فرمایا نہیں کیا تم مزدوروں کی طرف نہیں دیکھتے جو کام کرتے ہیں جب وہ کام سے فارغ ہوتے ہیں تو انہیں پورا پورا اجر دیا جاتا ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور اصبہانی نے الترغیب میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے لئے رمضان کی ہر رات چھ ہزار (آدمی) آگ سے آزاد ہوتے ہیں اور جب آخری رات ہوتی ہے تو گزشتہ تمام راتوں کی تعداد کے برابر آزاد کئے جاتے ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پورا مہینہ ان میں سے کوئی ایک نہیں بند نہیں کیا، سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ہر رات صبح کے طلوع ہونے تک منادی ندا دیتا ہے اے خیر کے متلاشیو! مکمل کرو اور خوش ہو۔ اے شر کے متلاشی رک جا اور آسمان کی طرف دیکھ، کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ ہم اس کو بخش دیں؟ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ ہم اس کی توبہ قبول فرمالیں؟ کوئی ہے دعا کرنے والا کہ ہم اس کی دعا قبول فرمالیں؟ کیا ہے کوئی سوال کرنے والا کہ ہم اس کا سوال پورا فرمادیں؟ ہر افطاری کے وقت رمضان میں اللہ تعالیٰ کے لئے آگ سے ساٹھ ہزار افراد آزاد ہوتے ہیں جب عید کا دن ہوتا ہے جتنے پہلے پورے مہینے میں آزاد کئے گئے ہوتے ہیں ان کی مثل اس دن آزاد کئے جاتے ہیں یعنی تیس مرتبہ ساٹھ ساٹھ ہزار آزاد کئے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن خزیمہ (فی الصحیح)، بیہقی اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم پر یہ مہینہ پہنچ چکا ہے یعنی رمضان کا مہینہ آچکا ہے رسول اللہ کی قسم مسلمانوں پر، مسلمانوں کے لئے اس سے بہتر مہینہ نہیں گزرا اور منافقین پر اس سے برا مہینہ نہیں گزرا۔ رسول اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ اس کا اجر

وثواب اس کے داخل ہونے سے پہلے لکھتا ہے اور اس کے داخل ہونے سے پہلے اس کا بوجھ اور شقاوت لکھتا ہے۔ یہ اس لئے کہ مومن عبادت پر قوت حاصل کرنے کے لئے اس میں نفقہ تیار کرتا ہے اور منافق اس میں مومنین کی غیبت اور ان کی پردہ دری تیار کرتا ہے یہ مہینہ مومنین کے لئے غنیمت ہے اور فاجر لوگوں پر چٹی ہے(1)۔

امام العقیلی (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے)، ابن خزیمہ (صحیح میں)، بیہقی، خطیب اور الاصبہانی (ترغیب میں) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن خطاب فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس بڑا بابرکت عظمت والا مہینہ پہنچ چکا ہے، یہ ایسا مہینہ ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے کو فرض اور اس کے رات کے قیام کو نفل قرار دیا ہے، جو اس میں ایک نیکی کرے گا وہ اس طرح ہوگا گویا اس نے غیر رمضان میں فرض ادا کیا اور جو اس میں فرض ادا کرے گا وہ اس شخص کی مانند ہوگا جس نے غیر رمضان میں ستر فرائض ادا کئے ہوں، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ مہینہ غم خواری کا ہے۔ اس مہینہ میں مومن کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے اور جو اس میں کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرائے گا تو یہ اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اس کی گردن آگ سے آزاد ہو جائے گی اور اس کو روزہ دار کی مثل اجر ملے گا لیکن روزہ دار کے اجر میں کمی نہیں ہوگی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم میں سے ہر شخص ایسا مال پاتا ہے جس کے ساتھ روزے دار کو روزہ افطار کرائے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اسے بھی عطا فرماتا ہے جو دودھ کے گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ سے روزہ دار کو روزہ افطار کراتا ہے اور جو روزہ دار کو سیر ہو کر کھلائے گا اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے اس طرح پلائے گا کہ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا حتی کہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کا پہلا اور درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری عشرہ آگ سے آزادی کا ہے۔ جس نے رمضان میں اپنے غلام سے تخفیف کی اس کو بخش دیا جائے گا اور آگ سے آزاد کر دے گا۔ پس اس میں چار خصلتوں کی کثرت کرو، دو خصلتیں ایسی ہیں جن کے ذریعے تم اپنے رب کو راضی کرو گے اور دو ایسی ہیں جن سے تمہیں استغناء نہیں۔ وہ دو خصلتیں جن کے ذریعے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ یہ ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اس سے استغفار کرنا۔ وہ دو خصلتیں جن سے تمہیں غنا نہیں وہ یہ کہ تم جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا ذکر کیا اور فرمایا یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ نے تم پر فرض کئے ہیں اور میں نے اس کا قیام سنت بنایا ہے۔ جو رمضان کا روزہ رکھے گا اور رات کو قیام کرے گا ایمان کی حالت میں اور ثواب کی نیت سے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جائے گا جیسے بچے کو ماں جنم دیتی ہے تو اس دن اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فرض نماز دوسری نماز تک کفارہ ہے اور جمعہ مابعد جمعہ تک کفارہ ہے ان گناہوں کے لئے جو درمیان میں ہوئے اور ایک رمضان کا مہینہ آئندہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 271 (8876)

رمضان کے مہینے کے تک درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔ سوائے تین گناہوں کے۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا، سنت کا ترک کرنا اور عہد کو توڑنا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے اللہ کا شریک ٹھہرانا تو پہچان لیا ہے یہ عہد توڑنا اور سنت کا ترک کیا ہے؟ فرمایا عہد توڑنا یہ ہے کہ تو ایک شخص کی دائیں ہاتھ کے ساتھ بیعت کرے پھر تو اس کی مخالفت کرے اور اسے اپنی تلوار کے ساتھ قتل کردے اور سنت کا ترک ہے جماعت سے نکل جانا۔

امام ابن خزیمہ، بیہقی اور الاصبہانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے۔ سبحان اللہ! تم کس کا استقبال کر رہے ہو اور تمہارا کون استقبال کر رہا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا وحی نازل ہوئی ہے یا دشمن پہنچ چکا ہے؟ فرمایا نہیں رمضان کا مہینہ (آچکا ہے)۔ اس کی پہلی رات کو اللہ تعالیٰ ان تمام قبلہ والوں کی مغفرت فرماتا ہے، قوم میں ایک شخص اپنے سر کو حرکت دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا واہ واہ۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا یہ سن کر تیرا سینہ تنگ ہوا ہے؟ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم یا رسول اللہ ایسا نہیں۔ لیکن میں نے منافق کے بارے سوچا ہے (کہ کیا اس کی بھی مغفرت ہو جائے گی)؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا منافق کافر ہے اور کافر کے لئے اس میں کچھ نہیں ہے۔

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کے لئے منبر بنایا گیا تو اس کی تین سیڑھیاں تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ پھر دوسری پر چڑھے تو فرمایا آمین۔ حتیٰ کہ جب تیسری پر چڑھے تو فرمایا آمین، مسلمانوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ آمین آمین آمین کہہ رہے ہیں لیکن ہم کوئی دعا کرنے والا نہیں دیکھتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل مجھ سے پہلے، پہلی سیڑھی پر چڑھے اور کہا اے محمد! میں نے کہا لبیک وسعدیک، جبریل نے کہا جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے ایک کو پایا پھر اس کی مغفرت نہیں ہوئی تو اللہ اسے تباہ و برباد کرے (اور مجھے کہا) تم کہو آمین۔ میں نے آمین کہی۔ پھر جب وہ دوسری سیڑھی پر چڑھے تو کہا اے محمد میں نے کہا لبیک وسعدیک۔ اس نے کہا جس نے رمضان کا مہینہ پایا، دن کا روزہ رکھا، رات کو قیام کیا پھر مر گیا اور اس کی مغفرت نہیں ہوئی وہ دوزخ میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ اسے تباہ کرے (اور مجھے کہا) تم کہو آمین۔ میں نے کہا آمین، جب جبریل تیسری سیڑھی پر چڑھے تو کہا اے محمد ﷺ میں نے کہا لبیک وسعدیک۔ اس نے کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے اور پھر مر جائے اور اس کی مغفرت نہ ہو اور دوزخ میں چلا جائے تو اللہ اسے بھی تباہ و برباد کرے اور کہا تم کہو آمین تو میں نے کہا آمین۔

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے سعد بن اسحق بن کعب بن عجرہ عن ابیہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا منبر لے آؤ ہم منبر لے آئے جب آپ پہلی سیڑھی چڑھے تو فرمایا آمین، جب دوسری سیڑھی چڑھے تو فرمایا آمین، پھر جب تیسری سیڑھی چڑھے تو فرمایا آمین۔ جب آپ اترے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے آج آپ سے ایک ایسی بات سنی ہے جو پہلے نہیں سنتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جبریل میرے پاس آیا اور کہا

ہلاک ہو جائے وہ شخص جس نے رمضان پایا پھر اس کی مغفرت نہیں ہوئی۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل نے کہا برباد ہو جائے وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ پر درود نہ پڑھے۔ میں نے کہا آمین، جب میں تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل نے کہا ہلاک ہو جائے وہ جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا یا ان میں سے ایک کو پایا پھر انہوں نے اسے جنت میں داخل نہیں کیا۔ میں نے کہا آمین۔

امام ابن حبان نے حضرت الحسن بن مالک بن حویرث عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ منبر پر چڑھے پھر جب ایک سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا آمین پھر دوسری پر چڑھے فرمایا آمین پھر تیسری پر چڑھے فرمایا آمین۔ پھر فرمایا میرے پاس جبریل آیا اور کہا اے محمد جو رمضان کو پائے پھر اس کی بخشش نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرے۔ میں نے کہا آمین، پھر کہا جس نے اپنے والدین کو یا ایک کو پایا پھر وہ دوزخ میں داخل ہوا اللہ اس کو بھی ہلاک کرے۔ میں نے کہا آمین، جبریل نے کہا جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور وہ آپ درود نہ پڑھے اللہ اس کو بھی تباہ کرے۔ میں نے کہا آمین۔

امام ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے اور فرمایا آمین آمین آمین، عرض کی گئی یا رسول اللہ آپ منبر پر چڑھے اور آپ نے فرمایا آمین آمین آمین۔ آپ ﷺ نے کہا جبریل میرے پاس آیا اور اس نے کہا جو رمضان کا مہینہ پائے پھر اس کی مغفرت نہ ہو اور دوزخ میں داخل ہو جائے تو اللہ اس کو تباہ کرے (مجھے کہا) تم کہو آمین تو میں نے آمین کہا۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب رمضان کا مہینہ آتا تو کمر بستہ ہو جاتے پھر آپ بستر پر نہ آتے حتیٰ کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جاتا۔ امام بیہقی اور اصبہانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب رمضان کا مہینہ آتا تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ کی نماز زیادہ ہو جاتی اور دعا میں گڑ گڑاہٹ پیدا ہو جاتی اور رمضان میں انتہائی خوفزدہ ہو جاتے۔

امام البزار اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رمضان داخل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا رمضان میں رات کے پہلے تیسرے حصے میں یا آخری تیسرے حصے میں ایک منادی ندا دیتا ہے کیا کوئی سائل نہیں ہے جو سوال کرے تو اسے عطا کیا جائے، کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا نہیں ہے کہ وہ مغفرت طلب کرے تو اس کی مغفرت کی جائے، کیا کوئی توبہ کرنے والا نہیں ہے کہ وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے۔

امام بیہقی اور الاصبہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا رمضان شریف میں صدقہ کرنا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت ایک سال سے

دوسرے سال تک رمضان کے مہینہ کی خاطر مزین کی جاتی ہے۔ حوریں ایک سال سے دوسرے سال تک رمضان کے روزہ داروں کے لئے مزین کی جاتی ہیں۔ جب رمضان داخل ہوتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ میرے لئے اس مہینہ میں کچھ اپنے بندوں میں سے کر دے۔ حور کہتی ہے اے اللہ میرے لئے اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے میرے سرتاج بنادے۔ جس نے کسی مسلمان پر بہتان نہیں لگایا اور نشہ آور چیز استعمال نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹادے گا اور جس نے اس مہینہ میں کسی مسلمان پر بہتان باندھا یا نشہ آور چیز استعمال کی تو اللہ تعالیٰ اس کے سال کے گناہ ضائع فرمادے گا۔ رمضان کے مہینہ سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے گیارہ مہینے بنائے جن میں تم کھاتے، پیتے اور لطف اندوز ہوتے ہو اور اس نے یہ ایک مہینہ اپنے لئے بنایا ہے پس رمضان کے مہینے سے ڈرو کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے۔

امام دارقطنی (نے الافراد میں) طبرانی، ابونعیم (نے الحلیہ میں)، بیہقی اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت سال کے آغاز سے دوسرے سال تک رمضان کے لئے مزین کی جاتی ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ہوا چلتی ہے جنت کے پتوں سے آہو چشم حوروں پر، وہ کہتی ہیں یا رب ہمارے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے خاوند بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔

حکیم الترمذی (نے نوادر الاصول میں)، ابن خزیمہ، ابوالشیخ (نے الثواب میں)، ابن مردویہ، بیہقی، الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابو مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دن سنا اور رمضان کا چاند طلوع ہو چکا تھا ارشاد فرمایا اگر بندے جان لیں جو کچھ رمضان کی فضیلت ہے تو میرے امتی خواہش کریں کہ پورا سال رمضان ہو۔ ایک شخص نے عرض کی اے اللہ کے نبی ہمیں اس کی فضیلت بیان فرمایئے، فرمایا جنت کو رمضان کے لئے ایک سال سے دوسرے سال تک مزین کیا جاتا ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے سے ہوا چلتی ہے تو جنت کے پتے آواز دینے لگتے ہیں۔ آہو چشم حوریں اس کو دیکھتی ہیں تو کہتی ہیں یا رب ہمارے لئے اس مہینہ میں اپنے بندوں میں سے خاوند بنادے جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ پس کہا جاتا ہے جو رمضان کا ایک دن روزہ رکھتا ہے اسے جنت کی حور سے بیاہ دیا جاتا ہے ایک ایسے خیمہ میں جو موتیوں سے بنا ہوا ہے جیسا کہ اللہ نے صفت بیان فرمائی ہے حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ ﴿۷۲﴾ (الرحمٰن) ان حوروں میں سے ہر حور پر ستر جوڑے ہوں گے، وہ جوڑا دوسرے سے مختلف نہ ہوگا اور ستر قسم کی خوشبو دی گئی ہوگی۔ ہر ایک کا رنگ دوسری سے مختلف نہ ہوگا، ان عورتوں میں سے ہر عورت کی خدمت کے لئے ستر ہزار خادمات اور ستر ہزار خادم ہوں گے اور ہر خادم کے ساتھ سونے کا ایک تھال ہوگا جس میں ایک رنگ کا کھانا ہوگا۔ اس کے ہر لقمہ کی لذت پہلے لقمہ سے مختلف پائے گی۔ ان میں ہر عورت کے لئے سرخ یاقوت کے ستر ہزار پلنگ ہوں گے، ہر پلنگ پر ستر بستر ہوں گے جن کے اندر کا کپڑا استبرق ہوگا اور ہر بستر پر ستر صوفے ہوں گے۔ اس کی مثل اسی عورت کے خاوند کو دیا جائے گا۔ ہر پلنگ سرخ یاقوت کا ہوگا، اس کو موتیوں سے مزین کیا گیا ہوگا، اس پر سونے کے دو کنگن ہوں گے۔ یہ اس دن کا بدل ہے جس دن اس نے روزہ رکھا، دوسری نیکیوں کی جزاء اس کے علاوہ ہے۔

امام بیہقی اور الاصبہانی نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں پھر ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا حتی کہ رمضان کی آخری رات آجاتی ہے اس کی کسی رات میں بندۂ مومن نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر سجدہ کے بدلے ڈیڑھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کیلئے جنت میں سرخ یاقوت سے گھر بناتا ہے جس کے ساتھ ہزار دروازے ہوں گے۔ اس میں سونے کا ایک محل ہوگا جو سرخ یاقوت سے مرصع ہوگا۔ جب رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ رمضان کے اس دن کی مثل تک اور اس کے لئے ہر روز ستر ہزار فرشتے صبح سے شام تک استغفار کرتے ہیں اور رمضان کے مہینہ میں دن یا رات کے وقت سجدہ کرتا ہے اس کے بدلے ایک درخت ہوگا جس کے سایہ میں پانچ سو سال ایک سوار چلے گا۔

امام البزار اور بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور از روئے حرمت کے عظیم ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مہینوں کا سردار رمضان کا مہینہ ہے اور دنوں کا سردار جمعہ ہے۔ بیہقی نے کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دن اور رات کی گھڑیوں کا چناؤ کیا اور ان میں فرضی نمازوں کو مقرر فرمایا پھر دنوں کو منتخب فرمایا اور ان میں سے جمعہ بنایا، مہینوں کو چنا پھر ان سے رمضان کا مہینہ بنایا راتوں کو چنا اور ان میں لیلۃ القدر بنائی، مقامات کو چنا اور ان میں سے مساجد بنائیں۔

امام ابو الشیخ (نے الثواب میں)، بیہقی اور الاصبہانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جنت رمضان کے دخول کی خاطر ایک سال سے دوسرے سال تک تیاری کی جاتی ہے اور مزین کی جاتی ہے۔ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو عرش کے نیچے ہوا چلتی ہے جس کو مثیرہ کہا جاتا ہے جنت کے پتے اور دروازے کے کیواڑوں کے حلقے پھڑ پھڑاتے اور ہلتے ہیں تو آواز سنی جاتی ہے کہ سننے والوں نے کبھی اس سے خوبصورت آواز نہیں سنی ہوگی۔ پھر موٹی آنکھوں والی حوریں اچھلتی ہیں اور جنت کی بلندی میں جھانکتی ہیں پھر ندا دیتی ہیں کیا کوئی اللہ کی طرف نکاح کا پیغام بھیجنا والا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا نکاح کر دے وہ موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں ہائے جنت کے رضوان یہ رات کون سی ہے وہ انہیں تلبیہ کے ساتھ جواب دیتا ہے پھر کہتا ہے۔ یہ رمضان کی پہلی رات ہے۔ امت محمد ﷺ کے روزہ داروں پر جنت کے دروازے کھولے گئے ہیں اے جبریل زمین پر اتر جا اور سرکش شیطانوں کو جکڑ دے اور انہیں بیڑیاں ڈال دے پھر انہیں سمندر میں پھینک دے حتیٰ کہ یہ محمد ﷺ میرے حبیب کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ رمضان کی ہر رات کو منادی کو فرماتا ہے کہ تین مرتبہ ندا دے کوئی سوالی ہے کہ میں اس کا سوال پورا کروں، کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں، کیا کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔ کون امیر بھرے ہوئے خزانوں والی ذات کو قرض دے گا جو کسی چیز سے محروم نہیں ہے، جو پورا پورا بدلہ دینے والا ہے ذرہ برابر بھی کمی کرنے والا نہیں ہے۔ فرمایا اور ہر روز رمضان کے مہینہ میں افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ ایسے لاکھ آدمی آزاد فرماتا ہے جن پر دوزخ واجب ہو

چکی تھی اور جب رمضان کا آخری دن ہوتا ہے اس دن اللہ تعالیٰ اتنی مقدار میں بندے آگ سے آزاد فرماتا ہے جتنے اس نے پہلے دن سے لے کر آخری دن تک آزاد فرمائے تھے اور پھر لیلۃ القدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبریل کو حکم فرماتا ہے وہ ملائکہ کے گروہ میں زمین پر اترتا ہے اور ان کے پاس سبز جھنڈا ہوتا ہے۔ وہ جھنڈا کعبہ کی پیٹھ پر لگایا جاتا ہے اور جبریل کے چھ سو پر ہیں اور ان میں سے دو پر ایسے ہیں جن کو وہ صرف اسی رات کھولتا ہے وہ مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتے ہیں۔ جبریل ملائکہ کو اس رات برانگیختہ کرتا ہے، وہ ہر کھڑے ہونے والے اور بیٹھنے والے پر سلام کرتے ہیں اور ہر نماز پڑھنے والے پر سلام کرتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں حتیٰ کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔ جب فجر طلوع ہوتی ہے تو جبریل ندا دیتا ہے اے ملائکہ کے گروہ کوچ کرو۔ وہ کہتے ہیں اے جبریل اللہ تعالیٰ نے احمد ﷺ کی امت کے مومنین کی حوائج کا کیا کیا ہے؟ جبریل کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آج کی رات ان کی طرف دیکھا ہے، ان کو معاف فرما دیا ہے اور ان کو بخش دیا ہے سوائے چار شخصوں کے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کون ہیں، فرمایا وہ دائمی شراب پینے والا، والدین کا نافرمان، رشتہ داری کو توڑنے والا اور مشاحن۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ مشاحن کون ہے فرمایا قطع تعلق کرنے والا۔

جب فطر کی رات ہوتی ہے اس رات کو انعام کی رات کہا جاتا ہے، جب فطر کی صبح ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے وہ زمین پر اترتے ہیں اور گلیوں کے دہانوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز سے ندا دیتے ہیں جس کو جنوں اور انسانوں کے علاوہ اللہ کی تمام مخلوق سنتی ہے فرشتے کہتے ہیں اے امت محمد ﷺ اپنے رب کریم کی طرف نکلو وہ بڑی جزا دے گا اور بڑے بڑے گناہ معاف کر دے گا جب وہ اپنی عیدگاہ سے نکلتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں مزدور جب مزدوری کر لے تو اس کی کیا جزاء ہے؟ ملائکہ کہتے ہیں اے ہمارے معبود اور ہمارے آقا اس کو پوری جزاء ملنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے ملائکہ تم گواہ رہو میں نے ان کے روزے کا ثواب اور ان کے قیام کا ثواب اپنی رضا اور مغفرت کو بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے مانگو! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! تم اس مجمع میں جو مانگو گے میں تمہیں ضرور عطا کروں گا۔ تم اپنی دنیا کا سوال کرو گے تو میں تمہاری طرف دیکھوں گا اور میری عزت کی قسم میں تمہاری لغزشوں پر پردہ ڈالوں گا جب تک تم مجھے دیکھتے رہو گے اور میری عزت کی قسم میں تمہیں اصحاب حدود کے سامنے رسوا نہیں کروں گا، تم واپس جاؤ تمہاری بخشش کی گئی ہے، تم نے مجھے راضی کیا میں تم سے راضی ہوں۔ پس ملائکہ خوش ہوتے ہیں اور اس امت کو جو اللہ نے عطا فرمایا ہے رمضان کے مہینہ میں افطاری کے وقت اس کی وجہ سے استغفار کرتے ہیں۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے اپنے بندوں پر روزے فرض کیے ہیں اور وہ رمضان کا مہینہ ہے، اے موسیٰ جو قیامت کے دن آئے گا اور اس کے نامۂ اعمال میں دس رمضان ہوں گے تو ابدال میں سے ہوگا اور جو قیامت کے دن آئے گا اور اس کے نامۂ اعمال میں بیس رمضان ہوں گے تو وہ مخبتین میں سے ہوگا اور جو قیامت کے روز آئے گا اور اس کے نامۂ اعمال میں تیس رمضان ہوں گے تو میرے نزدیک از روئے ثواب شہیدوں سے افضل ہوگا، اے موسیٰ میں حاملین عرش کو حکم دیتا ہوں

جب رمضان داخل ہوتا ہے کہ وہ عبادت سے رک جائیں، جب روزے دار رمضان میں دعا مانگیں تو وہ ان کی دعا پر آمین کہیں اور میں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے کہ میں رمضان کے روزے رکھنے والے کی دعا کو رد نہیں کروں گا، اے موسیٰ میں رمضان میں آسمان، زمین، پہاڑوں، چوپائیوں اور حشرات الارض کو الہام کرتا ہوں کہ وہ رمضان کے روزے رکھنے والوں کے لئے استغفار کریں۔ اے موسیٰ! ایسے تین افراد تلاش کرو جو رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ پھر ان کے ساتھ نماز پڑھو اور ان کے ساتھ کھاؤ اور پیو۔ میں کسی ایسی جگہ اپنی عقوبت اور سزا کو نہیں اتارتا جہاں ایسے شخص ہوں جنہوں نے رمضان کے روزے رکھے ہوئے ہوں، اے موسیٰ اگر تو مسافر ہے تو آگے بڑھ، اگر تو مریض ہے تو لوگوں کو حکم دے کہ تجھے اٹھا کر لے جائیں اور عورتیں، حیض والیوں اور چھوٹے بچوں کو حکم دو کہ وہ تیرے ساتھ ظاہر نہ ہوں جہاں رمضان کے روزے کے وقت روزہ دار ظاہر ہوتے ہیں۔ میں اگر اپنے آسمان اور اپنی زمین کو اجازت دوں تو روزہ داروں پر سلام کریں اور ان سے کلام کریں اور انہیں جو میں جزاء دینے والا ہوں اس کی بشارت دیں، میں اپنے رمضان کے روزے رکھنے والے بندوں کو کہتا ہوں کہ وہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں، تم نے مجھے راضی کر لیا اور ہم نے تمہارے روزوں کا ثواب یہ بنا دیا ہے کہ تمہیں آگ سے آزاد کر دیا ہے، میں تمہارے بہت آسان حساب لوں گا اور میں تمہاری لغزشوں کو معاف کروں گا اور کسی کے سامنے میں تمہیں رسوا نہیں کروں گا اور میری عزت کی قسم تم رمضان کے روزوں کے بعد اور اس جگہ ٹھہرنے کے بعد آخرت کے متعلق مجھ سے جو سوال کرو گے میں تمہیں عطا کروں گا اور تم مجھ سے دنیا کے متعلق سوال کرو گے تو میں تمہیں دیکھوں گا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں، بیہقی اور الاصبہانی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا مغفور (بخشا ہوا) ہے اور رمضان میں اللہ سے سوال کرنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی (فی الشمائل)، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ مال کی سخاوت میں تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور جب جبریل رمضان میں ملاقات کرتے تو آپ ﷺ پہلے سے زیادہ جود وسخا کا مظاہرہ کرتے اور رمضان میں ہر رات کو جبریل آپ سے ملاقات کرتا حتی کہ رمضان ختم ہو جاتا۔ وہ نبی کریم ﷺ پر قرآن پیش کرتے تھے جب جبریل آپ سے ملاقات کرتے تو رسول اللہ ﷺ تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مہینہ تمہارے پاس آیا ہے۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اور جو اس سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور اس کی خیر سے محروم نہیں رہتا مگر وہ جو ازلی محروم ہو (2)۔

امام البزار نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے ہر دن اور ہر رات میں (لوگ) اللہ کے لئے آزاد ہوتے ہیں اور ہر دن اور رات میں ہر مسلمان کی ایک دعا مقبول ہوتی ہے۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 326، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت　2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 308 (1644)

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ اپنے بندے کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو کبھی عذاب نہیں دیتا اور ہر روز اللہ کیلئے ایک لاکھ آگ سے آزاد شدہ ہوتے ہیں۔ جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس رات پورے مہینہ کی تعداد کے برابر آزاد فرماتا ہے۔ جب فطر کی رات ہوتی ہے تو ملائکہ ڈرے ہوئے ہوتے ہیں یا امید لگائے ہوئے ہوتے ہیں اور جبار اپنے نور کے ساتھ تجلی فرماتا ہے اور اس کی کیفیت، وصف بیان کرنے والے بیان نہیں کر سکتے۔ وہ ملائکہ سے ارشاد فرماتا ہے جب کہ وہ کل عید منائیں گے اے فرشتوں کے گروہ۔ مزدور کی کیا جزاء ہے جب کہ وہ عمل کرے۔ فرشتے کہتے ہیں اس کو پورا اجر ملنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کر دی ہے۔

امام طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا جب کہ رمضان کا مہینہ آ چکا تھا، تمہارے پاس برکت کا مہینہ آ چکا ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس مہینہ میں اپنی رحمت سے ڈھانپ دے گا، رحمت نازل ہوگی، گناہ ساقط ہوں گے اور اس میں دعا قبول ہوگی۔ اللہ تمہاری نیکیوں کے مقابلہ کو دیکھے گا اور ملائکہ پر تمہارے ذریعے فخر و مباہات فرمائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی نیکیاں دکھاؤ۔ شقی (بدبخت) وہ ہے جو اس مہینہ میں اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی (نے الاوسط میں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رمضان تمہارے پاس آ چکا ہے، اس میں جنت کے دروازے کھولے جائیں گے اور اس میں دوزخ کے دروازے بند کئے جائیں گے، اس میں شیاطین کو جکڑ دیا جائے گا۔ ہلاکت ہے اس کے لئے جس نے رمضان پایا اور پھر اس کی بخشش نہ ہوئی۔ جب رمضان میں اس کی بخشش نہیں ہوئی تو پھر کب ہوگی۔

حضرت ابوالشیخ نے الثواب میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کا مہینہ میری امت کا مہینہ ہے، ان کا مریض مریض ہوتا ہے تو وہ اس کی بیمار پرسی کرتے ہیں اور جب مسلم روزہ رکھتا ہے تو جھوٹ نہیں بولتا اور نہ غیبت کرتا ہے اور اس کا افطار کرنا اچھا ہے۔ وہ اپنے فرائض کی محافظت کے لئے عشاء کی نمازوں کی طرف سعی کرتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور الاصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ رکھا اور تین چیزوں (کے شر) سے محفوظ رہا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں، حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ تین چیزیں کیا ہیں جو اس میں برابر ہیں؟ فرمایا اس کی زبان، پیٹ اور فرج (شرم گاہ) یہ تینوں چیزیں اس میں برابر ہیں۔

امام الاصبہانی نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان کے مہینہ میں ایک تسبیح، دوسرے مہینوں کی ہزار تسبیحوں (سبحان اللہ) سے افضل ہے۔

امام الاصبہانی نے حضرت معلیٰ بن الفضل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ لوگ چھ مہینے دعا کرتے تھے کہ

رمضان کا مہینہ ان کو پہنچے اور چھ مہینے دعا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ یہ ان سے قبول فرمائے۔

امام الاصبہانی نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رمضان میں جمعہ کی فضیلت باقی تمام ایام پر اس طرح ہے جس طرح رمضان کی فضیلت باقی تمام مہینوں پر ہے۔

امام الاصبہانی نے ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان کے ایک دن کا روزہ ہزار دن سے افضل ہے اور اس میں ایک تسبیح (سبحان اللہ) ہزار تسبیح سے افضل ہے اور رمضان میں ایک رکعت، ہزار رکعت سے افضل ہے۔

امام اصبہانی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان سلامتی سے گزر جائے تو سارا سال سلامت ہوتا ہے۔ جب جمعہ سلامت ہو تو تمام دن سلامت ہوتے ہیں۔

امام الاصبہانی نے اوزاعی کے طریق سے مکحول، قاسم بن مخیمرہ اور عبدۃ بن ابی لبابۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے حضرات ابولبابہ الباہلی، واثلہ بن الاسقع اور عبد اللہ بن بشر رضی اللہ عنہم کو سنا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جنت رمضان کے مہینہ کے لئے ایک سال کی ابتداء سے لے کر دوسرے سال تک مزین کی جاتی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے نفس اور دین کو رمضان کے مہینہ میں محفوظ کر لیا اللہ تعالیٰ اس کو آہو چشم حور سے بیاہے گا اور اسے جنت کے محلات میں سے ایک محل عطا فرمائے گا اور جو برائی کرے گا یا کسی مومن پر بہتان لگائے گا یا رمضان کے مہینہ میں نشہ آور مشروب پیے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال کے عمل ضائع فرما دے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے مہینہ سے ڈرو کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے، اس نے تمہارے لئے گیارہ مہینے بنائے جن میں تم کھاتے، پیتے ہو اور رمضان کا مہینہ اللہ کا مہینہ ہے، اس میں اپنے نفسوں کی حفاظت کرو۔

امام الاصبہانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کبھی مصیبت میں مبتلا نہ ہوگی جب تک یہ رمضان کے مہینہ کو قائم رکھیں گے۔ ایک انصاری نے کہا رمضان کو ضائع کرنے سے کیا مصیبت پڑے گی؟ فرمایا محارم کو پامال کرنا، جو برائی کرے گا یا زنا کرے گا یا چوری کرے گا اس سے رمضان کا مہینہ قبول نہیں کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی اگلے سال تک لعنت برستی رہے گی۔ اگر رمضان سے پہلے ایسا شخص مر جائے تو اسے آگ کی بشارت دو۔ پس رمضان کے مہینہ سے ڈرو کیونکہ اس میں نیکیاں کئی گنا ہو جاتی ہیں اور اسی طرح برائیاں بھی کئی گنا ہو جاتی ہیں۔

امام الاصبہانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رمضان کی پہلی رات تھی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، پھر فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دشمن سے، تمہاری جنت سے کفایت فرمائی ہے اور تم سے دعا کی قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے، ارشاد فرمایا ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (غافر:60) خبردار اللہ تعالیٰ نے ہر سرکش شیطان پر سات فرشتے مسلط کئے ہیں، وہ نہیں چھوٹتا حتی کہ رمضان کا مہینہ گزر جاتا ہے، خبردار آسمان کے دروازے پہلی رمضان کی پہلی رات سے لے کر آخری رات تک کھلے رہتے ہیں۔ خبردار رمضان میں دعا قبول ہوتی ہے حتی کہ جب (آخری) عشرہ کی پہلی رات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ عبادت کے لئے کمربستہ ہو جاتے اور اپنے گھر سے نکل جاتے اور ان راتوں میں

اعتکاف بیٹھتے اور راتوں کو زندہ کرتے۔ پوچھا گیا شَدُّ الْمِئْزَرِ (کمر بستہ ہونے) کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا آپ ﷺ اس عشرہ میں اپنی ازواج مطہرات سے جدا ہو جاتے تھے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اسحٰق بن ابی اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابو ہریرہ نے کعب سے پوچھا اپنے اعمال میں رمضان کو کیسا پاتے ہو؟ کعب نے کہا اس کو گناہوں کو اتارنے والا پاتے ہیں۔

امام احمد، البزار، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی نے عمرو بن مرہ الجہنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قضاعہ قبیلہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اگر میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دوں، پانچوں نمازیں ادا کروں رمضان کا روزہ رکھوں اور اس کا قیام کروں اور زکوٰۃ ادا کروں تو میں کن لوگوں سے ہوں گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو ان اعمال پر مرے گا وہ قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اس طرح ہوگا۔ آپ ﷺ نے دونوں انگلیوں کو کھڑا کیا۔ جب کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان نہ ہو۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رمضان آتا تھا تو آپ خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور فرماتے یہ مبارک مہینہ وہ ہے جس کا روزہ اللہ نے فرض کیا ہے اور اس کا قیام فرض نہیں فرمایا ہے۔ پس انسان کو یہ کہنے سے بچنا چاہیے کہ جب فلاں روزہ رکھے گا تو میں روزہ رکھوں گا، جب فلاں افطار کرے گا تو میں بھی افطار کروں گا۔ خبردار روزہ صرف کھانے پینے سے رکے رہنے کا نام نہیں بلکہ جھوٹ، باطل اور لغو سے بھی روزہ ہونا چاہیے۔ خبردار اس مہینہ سے آگے نہ بڑھو۔ جب چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور چاند دیکھو تو افطار کرو اور اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو تعداد پوری کرو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

امام احمد، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی نے شعب الایمان میں اور اصبہانی نے الترغیب میں واثلہ بن الاسقع سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابراہیم پر صحائف رمضان کی پہلی رات کو نازل ہوئے اور تورات چھ پر رمضان کو نازل ہوئی اور انجیل نازل ہوئی جب کہ رمضان کی تیرہ راتیں گزر چکی تھیں، زبور نازل ہوئی جب کہ رمضان کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا جب کہ رمضان کی چوبیس راتیں گزر چکی تھیں (1)۔

امام ابو یعلی، ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر صحائف رمضان کی پہلی رات کو نازل فرمائے موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی جب کہ رمضان کی چھ راتیں گزر چکی تھیں اور داؤد علیہ السلام پر زبور نازل فرمائی جب کہ رمضان کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں، عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل فرمائی جب کہ رمضان کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں اور محمد ﷺ پر فرقان نازل فرمایا جب کہ رمضان کی چوبیس راتیں گزر چکی تھیں۔

امام ابن الضریس نے ابو الجلد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحائف رمضان کی پہلی رات نازل فرمائے اور انجیل نازل فرمائی جب کہ رمضان کے مہینے کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 174

قرآن نازل فرمایا جب کہ رمضان کی چوبیس راتیں گزر چکی تھیں اور ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی نے فرمایا مجھے تورات کی جگہ سبع طوال (پہلی سات سورتیں) عطا کی گئی ہیں اور انجیل کی جگہ مجھے مئین عطا کی گئی تھیں (وہ سورتیں جن کی آیات سو یا اس کے قریب ہیں) اور زبور کی جگہ المثانی عطا کی گئی ہے اور المفصل سورتوں کے ساتھ مجھے فضیلت دی گئی ہے۔

حضرت محمد بن نصر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں الصحف الاولیٰ رمضان کی پہلی رات نازل ہوئے۔ اور تورات رمضان کی چھ تاریخ کو نازل ہوئی اور انجیل بارہ رمضان کو نازل ہوئی اور زبور اٹھارہ رمضان کو نازل ہوئی اور قرآن چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔

امام ابن جریر، محمد بن نصر (کتاب الصلوٰۃ) ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مقسم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عطیہ بن الاسود رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ میرے دل میں شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ کے متعلق اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ کے ارشادات کے متعلق شک ہے کیونکہ قرآن تو شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ربیع الاول تمام مہینوں میں اترا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا قرآن رمضان میں لیلۃ القدر اور لیلۃ مبارکہ میں یک بارگی اترا ہے پھر اس کے بعد مختلف مہینوں اور مختلف ایام میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا گیا (1)۔

امام الفریابی، ابن جریر، محمد بن نصر، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، بیہقی اور الضیاء (فی المختارہ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن یک بارگی نازل ہوا، ایک روایت میں ہے چوبیس رمضان کو اتارا گیا اور آسمان دنیا میں بیت العزت میں رکھا گیا (2) پھر جبریل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا کر کے اتارتے رہے اور ترتیل سے پڑھتے رہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا رمضان کا مہینہ، لیلۃ المبارکہ اور لیلۃ القدر، تین چیزوں کا ذکر ہے۔ لیلۃ القدر ہی لیلۃ مبارکہ ہے اور یہ رمضان میں ہے قرآن ذکر سے البیت المعمور کی طرف یک بارگی اتارا گیا۔ وہی ستاروں کے وقوع کی جگہ ہے جہاں قرآن واقع ہوا۔ پھر امر و نہی کی صورت میں اور جنگی احکام کی صورت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا نازل ہوا (3)۔

امام ابن الضریس، نسائی، محمد بن نصر، ابن جریر، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن رمضان میں لیلۃ القدر کو یک بارگی آسمان دنیا کی طرف اتارا گیا، پھر جب اللہ تعالیٰ زمین میں کسی کام کا ارادہ فرماتا تو اس کے متعلق قرآن کو نازل فرماتا حتیٰ کہ اس کو جمع کر دیا (4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن جبریل پر لیلۃ القدر میں یکبارگی نازل ہوا اور وہ اس کو لے کر نہیں اترتے تھے مگر جس کے لانے کا اسے حکم دیا جاتا تھا (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 175، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 174 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 175

امام ابن الضریس نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن رمضان میں لیلۃ القدر میں یکبارگی نازل ہوا پھر بیت العزت میں رکھا گیا پھر لوگوں کے کلام کے جواب میں بیس سال کے اندر نبی کریم ﷺ پر اتارا گیا۔

امام ابویعلی، ابن عساکر نے حضرت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت علی شہید ہوئے تو انہوں نے خطبہ دیا اور فرمایا اللہ کی قسم آج رات تم نے ایسے شخص کو ایسی رات میں قتل کیا ہے جس میں قرآن نازل ہوا ہے، اس میں عیسیٰ علیہ السلام کو (آسمانوں) پر اٹھایا گیا، اسی رات یوشع بن نون کو قتل کیا گیا اور اسی رات بنی اسرائیل کی توبہ قبول ہوئی۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے رمضان میں قرآن نازل ہوتا تھا حتی کہ وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اور محمد ﷺ کا وصال ہو گیا۔ پس قرآن سے ہر چیز لیلۃ القدر میں نازل ہوئی تھی۔ جو اس سال میں نازل ہونی ہوتی تھی پھر ساتویں آسمان سے جبریل ہر آسمان دنیا میں نازل ہوتا، اور جبریل علیہ السلام محمد ﷺ پر وحی لے کر آتے تھے جس کا اس کے رب نے اسے حکم دیا ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن الضریس نے داؤد بن ابی ہند رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عامر الشعبی سے کہا رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل ہوا، کیا جو رمضان میں نازل ہوتا تھا اس کے علاوہ پورے سال میں بھی آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا، انہوں نے فرمایا کیوں نہیں، لیکن جبریل امین محمد ﷺ پر رمضان میں پیش کرتے تھے جو پورے سال میں نازل ہوتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ جو چاہتا اس کو حکم فرماتا اور جو چاہتا ثابت رکھتا اور منسوخ کرتا جو منسوخ کرتا اور جو چاہتا بھلا دیتا۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رمضان کا روزہ قرآن میں نازل کیا گیا۔

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ

امام ابن المنذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ لوگ اس قرآن سے ہدایت پاتے ہیں اور اس میں حلال و حرام اور حدود ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس میں حلال و حرام کے واضح دلائل ہیں (1)۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان کے مہینہ کے نزول سے پہلے عاشورہ کا روزہ رکھا جاتا تھا جب رمضان نازل ہوا تو اسے چھوڑ دیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ عاشورہ کے روزہ کا حکم دیتے تھے، ہم نے اس پر بحث کی اور آپ نے اپنی طرف سے ہمیں اس کی ترغیب دی۔ جب رمضان فرض ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے نہ ہمیں اس کا حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا اور ہمیں اس کی ترغیب دی (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 175
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 311 (9358) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فَمَنْ شَهِدَ کا مطلب یہ ہے کہ جو گھر میں ٹھہرا ہوا ہو(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو سفر کی حالت میں کسی شہر میں مقیم ہو جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب انسان مقیم ہو۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس نے رمضان کو پایا جب کہ وہ مقیم تھا پھر سفر شروع کیا تو اس پر روزہ لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔(2)

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رمضان آئے جب کہ کوئی شخص گھر میں ہو پھر وہ سفر کا ارادہ کرے تو وہ روزہ رکھے۔

امام دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جو رمضان کے مہینہ کا ایک روزہ چھوڑ دے حالت حضر میں تو وہ ایک اونٹ صدقہ کرے، اگر نہ کر پائے تو تیس صاع کھجور مساکین کو کھلائے۔

وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ

امام ابن جریر نے حضرت الحسن اور ابراہیم النخعی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو وہ روزہ نہ رکھے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفر میں روزہ نماز کی مثل ہے۔ جب روزہ نہ رکھے گا تو نماز قصر کرے گا اور جب نماز پوری پڑھے گا تو روزہ رکھے گا(4)۔

حضرات سفیان بن عیینہ، ابن سعد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس بن مالک القشیری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسافر پر روزہ اور نصف نماز ساقط کر دی ہے اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت سے روزہ ساقط کر دیا ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے سفر میں روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا، آسانی اور تنگی ہے پس تم اللہ کی آسانی کو پکڑو(6)۔

امام مالک، شافعی، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت حمزہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر میں روزہ کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو روزہ رکھو اور اگر چاہو تو نہ رکھو(7)۔

امام دارقطنی نے حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 176 مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 180
3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 283 (9015)
5۔ سنن نسائی، جلد 4، صفحہ 190، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 188
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 280 (8985)

ﷺ میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں کیا مجھے روزہ رکھ لینے میں کوئی حرج ہے؟۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کی طرف سے رخصت ہے، جو اس پر عمل کرے گا تو اچھا ہے، اگر روزہ رکھنا چاہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید اور مسلم نے سفر میں روزہ کے متعلق نقل کیا ہے کہ اگر تو روزہ رکھنا چاہے تو روزہ رکھ لے، اگر تو نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھ(1)۔

امام عبد بن حمید اور دارقطنی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے سفر میں یہ سب کام کئے: روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا، نماز مکمل بھی پڑھی اور قصر بھی کی۔

امام خطیب نے تالی التلخیص میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں سفر میں رخصت کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو عیاض رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نبی کریم ﷺ رمضان میں سفر پر تشریف لے گئے۔ لوگوں میں یہ ندا دی گئی کہ جو چاہے (سفر میں) روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے، حضرت ابو عیاض سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کس پر عمل کیا تھا فرمایا آپ ﷺ نے روزہ رکھا تھا اور آپ اس بات کے زیادہ حق دار تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفر میں روزہ رکھنے والے اور نہ رکھنے والے دونوں کو معیوب نہیں سمجھتا۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن المسیب اور عامر رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ دونوں کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رمضان میں سفر کرتے تھے، روزہ دار روزہ رکھے ہوئے ہوتے تھے اور روزہ نہ رکھنے والے بھی ہوتے تھے۔ افطار کرنے والے روزہ دار پر عیب نہیں لگاتے تھے اور روزہ دار مفطر پر اعتراض نہیں کرتے تھے۔

امام مالک، شافعی، عبد بن حمید، بخاری اور ابو داؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان میں سفر کیا تو ہم میں سے بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا، نہ روزہ داروں نے افطار کرنے والوں پر اعتراض کیا اور نہ افطار کرنے والوں نے روزہ رکھنے والوں کو تنقید کا نشانہ بنایا(2)۔

امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رمضان کے مہینہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے، ہم میں سے بعض روزہ دار تھے اور بعض افطار کئے ہوئے تھے، افطار کرنے والے نے روزہ دار پر تنقید نہ کی اور روزہ رکھنے والوں نے افطار کرنے والوں پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جو طاقت رکھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے تو یہ بھی اچھا ہے اور جو کمزوری محسوس کرتا ہے اور روزہ نہیں رکھتا تو یہ بھی اچھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 357، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 687 (1845)، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت کعب بن عاصم الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سفر میں روزہ رکھنا نیکی سے نہیں ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان میں روزہ نہ رکھنا میرے نزدیک روزہ رکھنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفر میں روزہ نہ رکھنا، صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر صدقہ کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے سفر میں روزہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ رخصت ہے جو آسمان سے نازل ہوئی ہے اگر تم چاہو تو واپس کردو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے سفر میں روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اگر تم صدقہ کرو اور وہ واپس کردیا جائے تو کیا تم ناراض نہ ہوگے؟ یہ صدقہ ہے جو اللہ نے تم پر کیا ہے۔

امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سفر میں رمضان کا روزہ رکھنے والا، حضر میں افطار کرنے والے کی طرح ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفر میں روزہ رکھنے والا حضر میں افطار کرنے والے کی طرح ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفر میں افطار ضروری ہے(4)۔

امام عبد بن حمید نے محرز بن حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ سفر میں تھے تو انہوں نے رمضان کا روزہ رکھا، جب سفر سے واپس آئے تو حضرت ابو ہریرہ نے انہیں وہ روزہ قضاء کرنے کا حکم دیا۔

امام عبد بن حمید نے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو روزے کے اعادہ کا حکم دیا جس نے رمضان میں سفر کی حالت میں روزہ رکھا تھا۔

امام وکیع اور عبد بن حمید نے عامر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے سفر میں روزے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اگر تجھ پر یہ آسان ہو تو روزہ رکھ۔ ایک روایت میں ہے اگر آسان ہو تو روزہ رکھو، اگر مشکل ہو تو افطار کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ

عبد بن حمید، نسائی اور ابن جریر نے خیثمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک سے سفر میں روزہ

1۔ سنن نسائی، جلد 4، صفحہ 176، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 279 (8967)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 183
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 279 (8969)

کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا روزہ رکھے۔ میں نے کہا فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو ہم بھوکے سفر کرتے تھے اور بھوک پر ہی اترتے تھے۔ آج ہم سیر ہو کر سیر کرتے ہیں اور سیری پر ہی اترتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے افطار کیا تو یہ رخصت ہے اور جس نے روزہ رکھا تو یہ افضل ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا سفر میں روزہ اگر چاہو تو نہ رکھو اور اگر چاہو تو رکھو اور روزہ رکھنا افضل ہے۔

امام عبد بن حمید نے العوام عن مجاہد کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں روزہ رکھتے بھی تھے اور نہ بھی رکھتے تھے، صحابہ کرام نے دیکھا کہ آپ روزہ رکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کھاؤ، میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے، العوام نے کہا میں نے مجاہد سے کہا نظریہ کیا ہے؟ فرمایا رمضان میں روزہ رکھنا، غیر رمضان کے روزے سے افضل ہے۔

امام عبد بن حمید نے ابوالبختری کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبیدہ نے فرمایا جب آدمی سفر کرے جب کہ اس نے رمضان کے روزے پہلے رکھے تھے بقیہ دن بھی اسے روزے رکھنے چاہئیں پھر انہوں نے دلیل کے طور پر فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ کی آیت پڑھی حضرت ابن عباس فرماتے تھے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے۔

امام عبد بن حمید نے محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ سے پوچھا کیا میں رمضان میں سفر کروں؟ فرمایا نہیں۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رمضان آجائے تو انسان سفر پر نہ نکلے، اگر نکلے اور پہلے رمضان کے روزے رکھ چکا ہے تو اب سفر میں بھی روزہ رکھے کیونکہ رمضان میں ادائیگی غیر رمضان کی ادائیگی کی نسبت بہتر ہے۔

امام عبد بن حمید نے ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رمضان کا مہینہ داخل ہو جائے تو انسان سفر نہ کرے۔ اگر سفر کرنا مجبور ہو تو اسے روزہ رکھنا چاہیے۔

امام عبد بن حمید نے عبدالرحمن بن القاسم سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم بن محمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، ان کو سلام کیا اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے عرض کی عمرہ کا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا تو بیٹھا رہا حتی کہ یہ مہینہ داخل ہو گیا ہے، اب سفر نہ کر۔ انہوں نے عرض کی میرے ساتھی اور میرے گھر والے سفر پر نکل چکے ہیں۔ حضرت عائشہ نے فرمایا اگر ممکن ہے تو ان کو بھی واپس بلا لو، پھر ٹھہرے رہو حتی کہ رمضان کا مہینہ گزر جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ام ذرہ رحمہا اللہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی، میری طرف ایک پیغام رساں آیا اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا۔ یہ کیا ہے؟ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 183 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 280 (8974)

نے کہا میرے بھائی کا پیغام لانے والا ہے وہ سفر کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نہ نکلو حتی کہ یہ مہینہ گزر جائے۔ اگر رمضان راستہ میں آجائے تو میں وہاں ہی مقیم ہو جاؤں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اگر چاہے تو افطار کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کو قید نہیں بنایا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جو رمضان کا مہینہ پالے اس کے سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں، پھر افطار کرے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابو داؤد نے سنان بن سلمۃ بن محبق الہذلی عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس سواری ہو جو اسے ایسی جگہ تک پہنچاتی ہو جہاں انسان کھانے سے سیر ہو سکتا ہے تو جہاں اسے رمضان آجائے وہ روزہ رکھے۔

امام ابن سعد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے مریضوں اور مسافروں پر رمضان کے افطار کا صدقہ کیا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے کعب قبیلہ کے ایک فرد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے شہسواروں نے ہم پر حملہ کیا، میں جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھو اور ہمارے اس کھانے میں سے کچھ کھاؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں روزہ دار ہوں۔ فرمایا بیٹھو میں تمہیں نماز اور روزے کا مسئلہ بتاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے نصف نماز ساقط کر دی ہے اور روزہ مریض، مسافر اور حاملہ عورت سے ساقط کر دیا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ سے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ کے تحت نقل کیا ہے کہ مسافر چاہے تو بعد میں روزے متواتر رکھے چاہے تو متفرق رکھے(1)۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رمضان کی قضاء کے بارے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر چاہے تو متواتر رکھے۔ اگر چاہے تو متفرق رکھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (دوسرے ایام میں گنتی پوری کرے)

امام ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رمضان کے قضاء روزوں کے متعلق روایت کیا ہے کہ جیسے تو چاہے روزے رکھ، ابن عمر نے فرمایا جیسے تو نے افطار کیے ہیں ویسے رکھ(2)۔

امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو شخص مرض یا سفر کی وجہ سے روزے نہ رکھے تو وہ رمضان کے مہینہ کے قضاء روزے متواتر رکھے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 293 (9127) 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 293 (9132)

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان سے رمضان کے قضاء روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ، بس جب گنتی پوری کر دے تو تفریق میں کوئی حرج نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے رمضان کے قضاء روزے متفرق رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت اس لئے نہیں دی کہ وہ تمہیں بعد میں مشقت میں مبتلا کرنا چاہتا ہے۔ پس تعداد پوری کرو اور جیسے چاہو روزے رکھو۔

امام دار قطنی نے رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تعداد پوری کرو اور جیسے چاہو روزے رکھو۔

امام ابن ابی شیبہ اور دار قطنی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے رمضان کے قضاء روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا تعداد پوری کرو جیسے چاہو روزے رکھو(1)۔

امام دار قطنی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان کے قضاء روزے متفرق رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

امام وکیع، ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک عورت نے پوچھا کہ وہ رمضان کے روزے کی قضاء کرے؟ فرمایا تو روزے رکھ جیسے تیری مرضی ہو اور تعداد پوری کر کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

امام ابن المنذر، دار قطنی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ مُتَتَابِعَاتٍ نازل ہوا تھا لیکن مُتَتَابِعَاتٍ کا لفظ ساقط ہو گیا اور امام بیہقی فرماتے ہیں یہ لفظ منسوخ ہو گیا۔ اس حدیث کو امام دار قطنی نے صحیح کہا ہے۔

امام دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس پر رمضان کے روزے ہوں وہ اسے متواتر رکھنے چاہئیں متفرق نہ رکھے۔

امام دار قطنی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے ضعیف کہا ہے، نبی کریم ﷺ سے رمضان کے قضاء روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا متواتر روزے رکھے، اگر علیحدہ علیحدہ رکھے تب بھی جائز ہوں گے۔

امام دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رمضان کے قضاء روزے چاہے تو متفرق رکھے۔ چاہے تو متواتر رکھے۔

امام دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث بھی اسی کی مثل نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور دار قطنی نے محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ سے یہ خبر پہنچی ہے کہ رمضان کے روزوں کی قضاء میں تفریق کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تیرے اوپر منحصر ہے مثلاً اگر

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 293(9119)

کسی شخص پر قرض ہو اور وہ اس کو ایک ایک دو دو درہم کر کے دے تو کیا وہ ادا نہیں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ زیادہ لائق ہے کہ اسے قبول فرمالے اور بخشش فرمادے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں اس کی سند احسن اور مرسل ہے پھر اسے دوسرے طریق سے حضرت جابر سے مرفوع متصل روایت کیا ہے اور اسے ضعیف کہا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں الیسر سے مراد سفر میں افطار ہے اور عسر سے مراد سفر میں روزہ رکھنا ہے (2)۔

امام ابن مردویہ نے محجن بن الادرع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمحہ کے لئے اسے دیکھا اور پھر فرمایا کیا تو دیکھتا ہے کہ یہ سچی نماز پڑھ رہا ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ یہ شخص اہل مدینہ میں سے زیادہ نماز پڑھنے والا ہے۔ فرمایا تو اس کو یہ بات نہ سنا ورنہ تو اسے ہلاک کردے گا اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس امت سے آسانی کا ارادہ فرمایا ہے تنگی کا ارادہ نہیں فرمایا ہے۔

امام احمد نے الاعرج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمہارا بہتر دین آسان دین ہے۔ تمہارا دین آسان ترین ہے۔

امام ابن سعد، احمد، ابو یعلی، طبرانی، ابن مردویہ نے عروہ التمیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہمارے لئے اس میں کچھ حرج ہے؟ فرمایا اے لوگو! اللہ کا دین آسان ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

امام البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آسانی کرو، سختی اور تنگی نہ کرو، نرمی کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دین پختہ دین ہے، اس میں نرمی کے ساتھ لوگوں کو داخل کرو۔

امام البزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دین پختہ دین ہے اور اس میں نرمی سے داخل کرو، تیزی سے دوڑنے والا نہ تو زمین کا سفر طے کرتا ہے اور نہ سواری کو باقی رکھتا ہے۔

امام احمد نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا اسلام نرم اور مطیع (گھوڑا) ہے اس پر سوار نہیں ہوتا مگر جو نرم اخلاق ہو۔

امام بخاری، نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دین آسان ہے، دین پر کوئی نہیں آئے گا مگر دین اس پر غالب آجائے گا، راہ اعتدال پر چلو اور اللہ کا قرب حاصل کرو، بشارتیں سناؤ اور صبح و شام اور رات کے کچھ وقت سے مدد طلب کرو۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 292، (9113) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 188

امام طیالسی، احمد اور بیہقی نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ کو پکڑا، پھر ہم اکٹھے چلتے رہے۔ ایک شخص اچانک ہمارے سامنے آیا جو نماز پڑھ رہا تھا اور کثرت سے رکوع و سجود کرتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اسے ریا کار سمجھتا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا تم پر اعتدال کی راہ اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ جو اس دین پر غالب آنے کی کوشش کرتا ہے یہ دین اس پر غالب آجاتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا یہ دین پختہ ہے۔ اس میں لوگوں کو نرمی کے ساتھ داخل کرو۔ اللہ کی عبادت کو لوگوں کے نزدیک ناپسندیدہ نہ بنادو کیونکہ تیز دوڑانے والا نہ سفر طے کرتا ہے اور نہ سواری کو باقی رکھتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دین پختہ دین ہے اس میں لوگوں کو نرمی کے ساتھ داخل کرو اپنے نفس کے نزدیک اپنے رب کی عبادت کو مبغوض نہ بنادو کیونکہ تیز دوڑنے والا نہ سفر طے کرتا ہے اور نہ سواری باقی رکھتا ہے۔ پس تو ایسے شخص کے عمل کی طرح عمل کر جو گمان کرتا ہے کہ وہ کبھی نہیں مرے گا اور احتیاط کر (اور) تو ڈر کہ کل تو مرے جائے گا۔

امام طبرانی اور بیہقی نے سہل بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف بن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو، پہلے لوگ اپنے نفسوں پر سختی کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے تو ان کے بقایا لوگوں کو گرجا گھروں اور دوسرے گھروں (عبادت خانوں) میں پاؤ گے۔

امام بیہقی نے معبد الجہنی رحمہ اللہ کے طریق سے بعض صحابہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم عمل سے افضل ہے، اعمال میں سے بہتر عمل درمیانہ عمل ہے۔ اللہ کا دین قاسی (سخت) اور عالی کے درمیان ہے، نیکی دو چیزوں (افراط وتفریط) کے درمیان ہے اور یہ اللہ کی مدد سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے اور بری ترین چال، تیز چال ہے۔

امام ابن عبید اور بیہقی نے اسحٰق بن سوید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن مطرف نے بتکلف عبادت کی تو مطرف نے انہیں کہا اے عبداللہ علم عمل سے افضل اور نیکی دو چیزوں کے درمیان ہے اور بہتر کام درمیانی کام ہے اور بری رفتار تیز رفتار ہے۔

امام ابو عبید اور بیہقی نے تمیم الداری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تم اپنے دین سے اپنے نفس کے لئے کچھ حاصل کرو اور اپنے نفس سے اپنے دین کے لئے کچھ حاصل کرو حتی کہ معاملہ ایسی عبادت پر قائم رہے جس کے کرنے کی تو طاقت رکھتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ تو اس کی رخصت پر عمل کرے جس طرح وہ پسند فرماتا ہے کہ تو اس کے فرائض پر عمل کرے۔

احمد، البزار، ابن خزیمہ، ابن حبان، طبرانی (الاوسط میں) اور بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ تو اس کی رخصت پر عمل کرے جس طرح وہ ناپسند کرتا ہے کہ تو اس کی نافرمانی کرے

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک کون سا دین پسندیدہ ہے؟ فرمایا سیدھا اور آسان (یعنی دین اسلام)

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے انہیں کہا میں سفر میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی رخصت کو قبول نہیں کرتا اس پر عرفہ کے پہاڑوں کی مثل گناہ ہے۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن یزید بن ادیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے ابو درداء، واثلہ بن اسقع، ابوامامہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رخصت کے قبول کرنے کو اس طرح پسند فرماتا ہے جس طرح بندہ اپنے رب کی مغفرت کو پسند کرتا ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے میری ٹھوڑی اپنے کندھے پر رکھی تاکہ میں حبشیوں کا کھیل دیکھوں حتی کہ میں تھک گئی اور ان کے کھیل کو دیکھنا چھوڑ دیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہود جانتے ہیں کہ ہمارے دین میں وسعت ہے یعنی میں سیدھی اور آسان شریعت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔

حکیم الترمذی نے نوادرالاصول میں الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کا دین غلو سے نیچے اور کوتاہی سے بلند ہے۔

عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سفر میں روزہ رکھنے والے پر اور روزہ نہ رکھنے والے پر طعن واعتراض نہ کرو، تو اپنے لئے اس میں سے آسانی کو اختیار کر، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَ لَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا تجھ پر لازم ہے کہ آسانی کو اختیار کر، اللہ تعالیٰ صرف آسانی کا ہی ارادہ فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلِتُکْمِلُوا الْعِدَّۃَ سے مراد یہ ہے کہ رمضان کی تعداد پوری کرو۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن المنذر، دارقطنی نے اپنی سنن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے مہینہ سے پہلے روزے نہ رکھو حتی کہ تم چاند دیکھ لو یا تیس دن مکمل کر لو پھر روزہ رکھو حتی کہ عید کا چاند دیکھ لو یا تیس دن مکمل کر لو(1)۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رمضان کے مہینہ سے پہلے ایک یا دو روزے نہ رکھو مگر یہ کہ کوئی ایسا دن آ جائے جس میں تم نفلی روزہ پہلے رکھتے ہو اور روزہ نہ رکھو حتی کہ چاند دیکھ لو اور مطلع ابر آلود ہو جائے تو تیس دن مکمل کرو پھر عید کرو۔

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو، اگر مطلع ابر آلود ہو جائے تو تم تعداد مکمل کرو اور بعض روایات میں ہے تیس دن مکمل کرو(2)۔

1۔ سنن نسائی، جلد 4، صفحہ 135، مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ 2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 327، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت

امام دار قطنی نے رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا رمضان کے لئے شعبان کی تعداد پوری کرو اور ایک روزہ اس مہینہ سے پہلے نہ رکھو اور جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب چاند کو دیکھو تو افطار کرو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن کی تعداد مکمل کرو اور پھر افطار کرو کیونکہ مہینہ اتنے کا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ ہاتھوں کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا اور تیسری مرتبہ اشارہ کیا تو انگوٹھے کو بند کر لیا یعنی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے (1)۔

امام دار قطنی نے عبد الرحمٰن بن زید بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے اصحاب نبی ﷺ سے سنگت اختیار کی اور انہوں نے ہمیں بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو۔ اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو جائے تو تیس دن شمار کرو۔ اگر دو عادل آدمی گواہی دیں تو روزہ رکھو، افطار کرو اور قربانی دو۔

امام دار قطنی نے ابو مسعود الانصاری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے تیس دن مکمل کرنے کے لئے صبح کو روزہ رکھا دو۔ اعرابی آئے اور انہوں نے چاند دیکھنے کی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر گواہی دی کہ انہوں نے کل چاند دیکھا تھا تو آپ ﷺ نے افطاری کا حکم فرمادیا۔

امام ابن جریر نے الضحاک رحمہ اللہ سے وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ مریض اور مسافر نے جتنے دن روزے نہیں رکھے اتنی تعداد مکمل کریں (2)۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور المروزی نے کتاب العیدین میں زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عید الفطر کے دن تکبیریں کہیں۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسلمانوں پر حق ہے کہ وہ جب شوال کا چاند دیکھیں تو تکبیریں شروع کر دیں حتیٰ کہ عید کی نماز سے فارغ ہو جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ۔ (3)

امام طبرانی نے معجم صغیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی عیدوں کو تکبیر کے ساتھ مزین کرو۔

امام المروزی، دار قطنی اور بیہقی نے سنن میں ابو عبد الرحمٰن اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ عید الفطر میں عید الاضحیٰ سے زیادہ تکبیروں میں شدت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے لئے نکلتے تو تکبیر کہتے حتیٰ کہ عید گاہ میں پہنچ جاتے اور نماز ادا فرما لیتے، جب نماز ادا فرما لیتے تو تکبیر کو ختم کر دیتے (4)، امام بیہقی نے ایک دوسرے طریق سے موصولاً عن الزہری عن سالم عن ابن عمر کی سند سے نقل کی ہے اور اسے ضعیف کہا ہے (5)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں نافع بن عبد اللہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین

1۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 163، مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 188 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 189
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 487 (5621) 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 487 (5621)

پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے تو بلند آواز سے تکبیر و تہلیل کہتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں سنت یہ ہے کہ تو عید کے دن تکبیریں کہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور المروزی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح تکبیر کہتے تھے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

امام ابن ابی شیبہ، المروزی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ اس طرح تکبیر کہتے تھے اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اَجَلُّ عَلٰى مَاهَدَانَا۔

امام بیہقی نے ابو عثمان النہدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیں اس طرح تکبیر سکھاتے تھے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اَعْلٰى وَاَجَلُّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ صَاحِبَةٌ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ وَلَدٌ اَوْيَكُوْنَ لَكَ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ اَوْيَكُوْنَ لَكَ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنَا۔

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾

"اور جب پوچھیں آپ سے (اے میرے حبیب) میرے بندے میرے متعلق تو (انہیں بتاؤ) میں (ان کے) بالکل نزدیک ہوں، قبول کرتا ہوں دعا، دعا کرنے والے کی جب وہ دعا مانگتا ہے مجھ سے پس انہیں چاہیے کہ میرے حکم مانیں اور ایمان لائیں مجھ پر تاکہ وہ کہیں ہدایت پا جائیں"۔

امام ابن جریر، بغوی (معجم)، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے الصلت بن حکیم عن رجل من الانصار عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے مناجات کریں یا بعید ہے کہ ہم اس کو ندا کریں نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی جب آپ انہیں مجھ سے مانگنے کا حکم کریں گے اور یہ مجھ سے مانگیں گے تو میں ان کی دعاؤں کو قبول کروں گا (2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام نے پوچھا ہمارا رب کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا ہمارا رب کہاں ہے (فرمایا) اوپر عرش پر پھر یہ تلاوت فرمائی اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى (طٰہٰ:5) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 488، (5626) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 190 3۔ ایضاً

سے عاجز نہ ہوا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت اُدْعُوْنِیْٓ (المومنون:60) الخ نازل فرمائی ہے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارا رب دعا کو سنتا ہے یہ کیسا معاملہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جب وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومنون:60) کا ارشاد نازل ہوا تو صحابہ نے کہا کاش ہمیں معلوم ہوتا کہ کس وقت ہم دعا کریں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام سفیان بن عیینہ نے اپنی تفسیر میں، حضرت عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں سفیان عن ابی کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسلمانوں نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے مناجات کیا کریں یا دور ہے کہ ہم اس کو ندا کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومنون:60) تو صحابہ نے کہا اے اللہ کے نبی ہم کیسے دعا مانگیں، تو یہ آیت نازل ہوگئی۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر نے حضرت عبداللہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (المومنون:60) کا ارشاد نازل ہوا تو صحابہ نے عرض کی ہم کیسے اس کو پائیں گے تاکہ ہم اس سے دعا کریں؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ صحابہ نے کہا ہمارے رب نے سچ فرمایا وہ ہر جگہ ہے۔

امام ابن المنذر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسلمانوں نے عرض کی کیا ہمارا رب قریب ہے کہ ہم اس سے مناجات کریں یا بعید ہے کہ ہم اسے ندا کریں؟ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سمندروں کی چابی کشتیاں ہیں، زمین کی چابی راستے ہیں اور آسمان کی چابی دعا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور احمد نے الزہد میں حضرت کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب کیا تو قریب ہے کہ میں تجھ سے مناجات کروں یا تو بعید ہے کہ میں تجھے ندا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں اس کے پاس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا رب میں کبھی ایسی حالت میں ہوتا ہوں کہ میں اس حالت میں تیرا ذکر کرنے سے تیری ذات کو بلند سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کون سی حالت ہے؟ عرض کی جنابت اور غائط (پیشاب یا پاخانہ) کا وقت، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تو میرا ہر حال میں ذکر کیا کر۔

ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ایک جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہم کسی بلند جگہ پر چڑھتے یا کسی وادی میں اترتے تو ہم نے تکبیر کے ساتھ اپنی آوازیں بلند کیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قریب ہوئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 190

نفسوں پر نرمی کرو کیونکہ کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو۔ تم اس ذات کو پکار رہے ہو جو سننے والی اور دیکھنے والی ہے جس ذات کو تم پکار رہے ہو وہ تم اسے اس سے بھی زیادہ قریب ہے جتنا کہ تم میں سے کوئی اپنی سواری کی گردن کے قریب ہے(1)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنے بندے سے اس کے گمان کے متعلق سلوک کرتا ہوں جو وہ میرے متعلق رکھتا ہے اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

امام احمد، داؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے)، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت سلمان الفارسی کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا تمہارا رب بڑا حیادار ہے۔ بہت کریم ہے، اسے اس بات سے حیا آتی ہے کہ بندہ اس کی طرف ہاتھ بلند کرے اور وہ انہیں خالی واپس موڑ دے۔

امام بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے تورات میں پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حیادار ہے، کریم ہے، اسے حیا آتی ہے کہ وہ ان ہاتھوں کو خالی موڑ دے جن کے ذریعے سے خیر کا سوال کیا گیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور حاکم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب حیادار ہے اسے حیا آتی ہے کہ جب بندہ اس کی طرف ہاتھ بلند کرے تو وہ انہیں واپس لوٹا دے حتی کہ وہ ان میں خیر ڈال دیتا ہے۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جواد ہے، کریم ہے، اسے حیا آتی ہے کہ بندۂ مسلم جب دعا مانگے تو وہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے (اور) ان میں کچھ بھی نہ ہو۔

امام طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حیادار ہے، کریم ہے، اسے حیا آتی ہے کہ بندہ ہاتھ بلند کرے پھر وہ انہیں خالی واپس کر دے ان میں خیر نہ پائے۔ جب تم میں سے کوئی اپنے ہاتھ بلند کرے تو یوں کہے یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ لَا اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ یہ تین مرتبہ کہے پھر جب ہاتھوں کو لوٹائے تو اپنے چہرے پر اس خیر کو انڈیل دے۔

امام طبرانی نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ کسی چیز کے سوال کے لئے اللہ کی بارگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر حق بن جاتا ہے کہ وہ جو سوال کر رہے ہیں وہ ان کے ہاتھوں میں ڈال دے۔

طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حیادار ہے، کریم ہے، وہ اس بات سے حیا فرماتا ہے کہ بندہ اپنے ہاتھ اس کی جناب میں بلند کرے اور وہ بغیر کچھ عطا کئے انہیں خالی موڑ دے۔

امام طبرانی نے الدعاء میں ولید بن عبداللہ بن ابی مغیث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی دعا مانگتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو بلند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں میں برکت اور رحمت ڈال دیتا ہے، وہ انہیں خالی نہیں لوٹاتا حتیٰ کہ وہ اپنے ہاتھوں کو چہرے پر مل لے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد6، صفحہ 85، (29665)

امام البزار اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم ایک چیز میرے لئے ہے اور ایک چیز تیرے لئے ہے اور ایک میرے اور تیرے درمیان ہے اور ایک تیرے اور میرے بندوں کے درمیان ہے۔ وہ چیز جو میرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ تو میری عبادت کرے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور وہ چیز جو تیرے لئے ہے وہ یہ ہے کہ جو تو عمل کرے گا میں تجھے اس کا پورا پورا اجر دوں گا اور وہ چیز جو میرے اور تیرے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تیرے اوپر دعا مانگنا ہے اور مجھ پر قبول کرنا ہے اور وہ چیز جو تیرے اور میرے بندوں کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو ان کے لئے وہی پسند کرے جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری (الادب المفرد) اور حاتم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو مسلمان بھی اللہ سے کوئی ایسی دعا مانگتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ اس دعا کے بدلے تین خصال میں سے ایک ضرور عطا فرماتا ہے یا تو اس کی دعا کو فوراً شرف قبولیت عطا فرماتا ہے یا اسے آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ فرما دیتا ہے یا اس سے اس کی مثل کوئی اور تکلیف دور فرما دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی پھر تو ہم زیادہ دعا مانگیں گے۔ فرمایا اللہ زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک تم میں سے کوئی جلدی نہ کرے تو اس کی دعا قبول کی جاتی ہے یعنی وہ کہے کہ میں نے دعا کی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

امام الحاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تقدیر کے آنے سے احتیاط کچھ مفید نہیں، دعا نفع دیتی ہے اس کے بارے میں جو مصیبت نازل ہو چکی ہے اور جو ابھی نازل نہیں ہوئی۔ مصیبت نازل ہوتی ہے تو دعا اس سے ملاقات کرتی ہے۔ پس وہ قیامت تک آپس میں جھگڑتی رہیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تقدیر کو صرف دعا لوٹاتی ہے اور عمر میں اضافہ صرف نیکی کرتی ہے۔

امام ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دعا اس کے لئے بھی نفع بخش ہے جو نازل ہو چکی ہے اور اس کے لئے بھی جو نازل نہیں ہوئی اے اللہ کے بندو تم پر دعا کرنا لازم ہے۔

امام ترمذی، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ سے دعا مانگو جب کہ تم اس کی قبولیت کا یقین رکھتے ہو اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعا کو قبول نہیں فرماتا۔

امام حاکم نے حضرت انس سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ دعا سے عاجز نہ آجاؤ کیونکہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو قیامت کے روز بلائے گا حتیٰ کہ اسے اپنے سامنے کھڑا کرے گا پھر ارشاد ہوگا اے میرے بندے! میں نے تجھے دعا مانگنے کا حکم دیا اور میں نے تجھ سے وعدہ کیا کہ میں تیری دعا قبول کروں گا، کیا تو نے مجھ سے دعا مانگی تھی؟ وہ کہے گا ہاں یارب۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے مجھ سے دعا مانگی

تو میں نے تیری دعا قبول کی۔ کیا تو نے مجھ سے فلاں فلاں دن اس پریشانی کو دور کرنے کی دعا نہیں مانگی تھی جو تجھے لاحق تھی پھر میں نے وہ تیری پریشانی دور کی تھی۔ وہ مومن عرض کرے گا کیوں نہیں یارب۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے لئے دنیا میں فوراً تیرا کام کر دیا تھا اور تو نے فلاں فلاں دن اس غم و پریشانی کے لئے دعا مانگی تھی جو تجھے لاحق تھی کہ میں اس کو دور کروں اور تجھے اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ عرض کرے ہاں یارب میں نے دعا مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اس دعا کے بدلے جنت میں یہ یہ ذخیرہ کیا ہے۔ تو نے مجھ سے حاجت کے لئے دعا مانگی تھی تو میں نے اسے تیرے لئے پورا کر دیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن اللہ سے جو دعا کرتا ہے اس کے لئے اسے بیان کیا جاتا ہے یا تو جلدی اس کے لئے اس کام کو پورا کر دیا جاتا ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ مومن اس مقام پر کہے گا کاش اس کی دعا سے دنیا میں کچھ بھی جلدی عطا نہ کیا گیا ہوتا۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ بندہ جب بھی اللہ کی بارگاہ میں سوال کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے یا تو دنیا میں فوراً کام کر دیا جاتا ہے یا آخرت میں اسے ذخیرہ کر دیا جاتا ہے۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب تک تم میں سے کسی کی دعا میں گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ ہو تو دعا قبول کی جاتی ہے جب تک کہ وہ جلدی نہ کرے کہ وہ کہے میں نے دعا کی تھی تو میں اپنی دعا کی قبولیت نہیں دیکھتا، پھر اس کیفیت میں دعا کو ترک کر دے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک بندہ جلدی نہ کرے خیر پر ہوتا ہے۔ صحابہ نے پوچھا جلدی کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا وہ کہے میں نے اپنے رب سے دعا کی بس میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کو ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کو کہو کہ تم اپنی زبانوں سے مجھ سے دعا مانگتے ہو جب کہ تمہارے دل مجھ سے دور ہوتے ہیں، جو تم دعا مانگتے ہو وہ رائیگاں جاتی ہے اور فرمایا تم مجھ سے دعا مانگتے ہو جب کہ تمہارے ہاتھوں پر خون ہوتا ہے، اپنے ہاتھوں کو خون سے دھوؤ یعنی اپنی خطاؤں سے پاک کرو پھر میرے پاس آؤ اور مجھے پکارو۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے اگر تو چاہے تو بخش دے سوال پورے یقین سے کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی روکنے والا نہیں۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سطح زمین پر جو مسلمان اللہ تعالیٰ نے دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ وہ اسے عطا فرماتا ہے یا اس سے اس کی مثل تکلیف دور کر دیتا ہے جب تک کہ وہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ مانگے۔

امام احمد نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو بندہ دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا سوال پورا فرماتا ہے یا اس سے اس کی مثل تکلیف دور فرماتا ہے جب تک کہ وہ گناہ اور قطعی رحمی کی دعا نہ کرے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعا قبول کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دعا کا اذن عطا فرماتا ہے۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے سوال کرے اور استجابت (قبولیت) کو پہچانے تو یوں کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور جو یہ نہ کہہ سکے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ

حکیم ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ کا عرفان حاصل کرلو جیسا کہ اس کے عرفان کا حق ہے تو تمہاری دعاؤں کی وجہ سے پہاڑ بھی اپنی جگہوں سے ہل جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے الزہد میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دعا نیکی میں اس طرح کفایت کرتی ہے جس طرح کھانے میں نمک کفایت کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن شعیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے سعید بن المسیب کے پہلو میں مغرب کی نماز پڑھی تو میں نے بلند آواز سے دعا کی۔ انہوں نے مجھے منع فرمایا اور کہا تیرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے قریب نہیں ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کے لئے دعا کے لئے (دروازے) کھولے گئے ہیں اس کے لئے قبولیت کے دروازے بھی کھولے گئے ہیں۔ امام ترمذی کے الفاظ یہ ہیں جس کے لئے دعا کا دروازہ کھولا گیا ہے اس کے لئے رحمت کا دروازہ کھولا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین سوال عافیت کا سوال ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو فرمایا، (اے آدم) ایک میرے لئے ہے اور ایک تیرے لئے ہے اور ایک میرے اور تیرے درمیان ہے۔ پس تیری طرف سے سوال کرنا اور دعا کرنا ہے اور مجھ پر قبول کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے جب انسان دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ثناء کرتا ہے تو اس کی قبولیت واجب ہو جاتی ہے اور جو ثناء سے پہلے دعا کرتا ہے تو اس کی مقبولیت کی امید ہوتی ہے۔

امام ابن مردویہ نے نافع بن معدیکرب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اور عائشہ رضی اللہ عنہا موجود تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یارب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال! اسی وقت جبریل امین اترے اور یہ پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ میرا نیک بندہ، خلوص نیت اور پاک دل کے ساتھ جب یہ کہتا ہے یارب تو میں کہتا ہوں لبیک (میں حاضر ہوں) پھر میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 85 (29668) 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 22 (29168)

امام ابن ابی الدنیا (نے الدعاء میں) ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں الاصبہانی میں الترغیب میں اور دیلمی نے کلبی کے طریق سے عن ابی صالح عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہیں جابر بن عبداللہ نے مجھے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ کی آیت تلاوت فرمائی پھر یہ کہا اے اللہ مجھے دعا کا حکم دیا گیا ہے اور تو نے قبولیت کی ذمہ داری لی ہے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَا اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُ اَنَّكَ فَرْدٌ اَحَدٌ صَمَدٌ لَمْ تَلِدْ وَلَمْ تُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَكَ كُفُوًا اَحَدٌ وَاَشْهَدُ اَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ، وَلِقَائَكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةَ حَقٌّ، وَالنَّارَ حَقٌّ وَالسَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّكَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ معنی لِيَدْعُوْنِيْ (مجھ سے دعا مانگو) روایت کیا ہے اور وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب وہ مجھ سے دعا مانگیں گے تو میں ان کی دعا قبول فرماؤں گا۔

امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا کا معنی فَلْيُطِيْعُوْنِيْ (میری اطاعت کریں) روایت کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے بھی فَلْيَسْتَجِيْبُوْا کا معنی فَلْيَدْعُوْنِيْ روایت کیا ہے، فرماتے ہیں جب وہ مجھ سے دعا مانگیں گے تو میں ان کی دعا کو شرف قبولیت عطا کروں گا (2)۔ عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے ربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں يَرْشُدُوْنَ کا معنی يَهْتَدُوْنَ ہے (3)۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۚ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

"حلال کر دیا گیا ہے تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا۔ وہ تمہارے لئے پردہ، زینت و آرام ہیں اور تم ان کے لئے پردہ، زینت و آرام ہو۔ جانتا ہے اللہ تعالیٰ کہ تم خیانت کیا کرتے تھے اپنے آپ سے پس اس نے نظر کرم فرمائی تم پر اور معاف کر دیا تمہیں سو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور طلب کرو جو (قسمت میں) لکھ دیا ہے اللہ نے تمہارے لئے اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے تمہارے لئے سفید ڈورا سیاہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 192 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 193

ڈورے سے صبح کے وقت پھر پورا کرو روزہ کو رات تک اور نہ مباشرت کرو ان سے جب کہ تم اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں۔ یہ الله کی حدیں ہیں ان (کو توڑنے) کے قریب بھی نہ جانا۔ اسی طرح بیان فرماتا ہے الله تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے تاکہ وہ تقویٰ اختیار کرلیں"۔

امام وکیع، عبد بن حمید، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، النحاس (الناسخ میں)، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت البراء بن عازب رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے جب کوئی شخص روزہ رکھتا پھر افطاری کے وقت افطار سے پہلے سو جاتا تو وہ رات اور دن کے وقت کچھ نہ کھاتا حتیٰ کہ دوسرے دن کی شام ہو جاتی۔ قیس بن صرمہ الانصاری نے روزہ رکھا ہوا تھا، وہ سارا دن اپنی زمین میں محنت مزدوری کرتے رہے، شام کے وقت گھر آئے، بیوی سے پوچھا کیا تیرے پاس کھانا ہے؟ بیوی نے کہا نہیں لیکن میں تمہارے لئے کھانا ابھی تلاش کرتی ہوں۔ حضرت قیس پر نیند غالب آ گئی اور آپ سو گئے بیوی جب کھانا لے کر آئی تو وہ سو چکے تھے۔ بیوی نے کہا تمہارے لئے خسارہ ہو تم سو گئے ہو؟ دوسرے دن جب آدھا دن گزرا تو بھوک کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہو گئی۔ یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا گیا تو یہ آیت کریمہ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَآئِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْـَٔـٰنَ بَـٰشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (الآیہ) نازل ہوئی۔ لوگ اس کے نزول سے بہت خوش ہوئے (1)۔

امام بخاری نے حضرت البراء رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رمضان کا مہینہ آتا تھا تو لوگ پورے رمضان میں اپنی بیویوں کے قریب نہیں جاتے تھے اور کچھ لوگ اس سلسلہ میں اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے اس پر الله تعالیٰ نے یہ آیت عَلِمَ اللهُ الخ نازل فرمائی۔

امام احمد بن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حسن سند کے ساتھ حضرت کعب بن مالک رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ رمضان میں جب روزہ رکھ لیتے پھر افطاری کے وقت سو جاتے تو ان پر کھانا پینا اور عورتیں حرام ہو جاتی تھیں حتیٰ کہ پھر دوسرے دن شام کو افطار کرتے۔ حضرت عمر فاروق رضی الله عنہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس سے واپس پلٹے، آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو باتیں کرتے رہے تھے، تو اپنی بیوی کو سویا ہوا پایا۔ آپ نے اسے بیدار کیا اور حقوق زوجیت ادا کرنے چاہے، بیوی نے کہا میں تو سو چکی تھی۔ حضرت عمر رضی الله عنہ نے فرمایا میں تو نہیں سویا تھا۔ پھر آپ نے حقوق زوجیت ادا فرمائے۔ کعب بن مالک نے اسی طرح کیا تھا۔ حضرت عمر رضی الله عنہ صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا اس وقت الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت کے نزول سے پہلے مسلمان جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو ان پر کھانا، پینا اور عورتیں حرام ہو جاتی تھیں حتیٰ کہ دوسرے دن شام کو روزہ افطار کر لیتے۔ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 98-197 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 198

عمر رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے بعد اپنی زوجہ سے حقوق زوجیت ادا کیے اور صرمہ بن قیس پر نیند غالب آ گئی جب آپ مغرب کی نماز پڑھ چکے تھے، آپ نے افطار کا کھانا نہیں کھایا تھا۔ آپ بیدار نہ ہوئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھ چکے تھے، آپ اس وقت اٹھے اور کھانا کھایا اور پانی پیا، صبح نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اور شام کے بعد فجر کے طلوع ہونے تک کھانے پینے اور جماع کرنے کی اجازت فرمائی۔ اس آیت میں الرَّفَثُ سے مراد عورتوں سے مجامعت ہے۔ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی تم عشاء کے بعد کھاتے، پیتے اور عورتوں سے مجامعت کرتے ہو۔ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ ان سے اب مباشرت کرو، وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ، یعنی بچے طلب کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت عفو اور رحمت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان کے مہینے میں مسلمان جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ان پر عورتیں اور کھانا حرام ہو جاتا تھا حتیٰ کہ دوسرے دن شام ہو جاتی پھر کچھ مسلمانوں نے عشاء کی نماز کے بعد کھانا کھالیا اور عورتوں سے جماع کر لیا، ان میں سے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پس صحابہ نے اس بات کی شکایت نبی کریم ﷺ سے فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمانوں میں سے کوئی جب دن کو روزہ رکھتا حتیٰ کہ شام کو کھانا نہ کھاتا تو دوسرے دن شام تک روزے کی پابندیوں کے ساتھ رہتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سو گئے تو دل میں حقوق زوجیت کا خیال آیا تو اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا فرمائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے اس خطا کار نفس کی اللہ کی بارگاہ میں اور آپ کی بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں۔ میرے نفس نے مجھے رات کو مجامعت پر برانگیختہ کیا تو میں نے مجامعت کر دی۔ کیا میرے لئے کوئی رخصت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر رخصت تو واقعۃً نہیں تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا پھر ان کے عذر کی قبولیت کی خبر دی کہ قرآن میں اجازت آ گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ اس آیت کو سورۂ بقرہ کے درمیان میں رکھو، پس اللہ تعالیٰ نے صبح کے طلوع ہونے سے پہلے تک کھانے پینے اور جماع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے ثابت سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضان میں اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کر بیٹھے تو آپ کو انتہائی پریشانی ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی (3)۔

امام ابو داؤد اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جب لوگ عشا کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ان پر کھانا پینا اور حقوق زوجیت ادا کرنا حرام ہو جاتا تھا اور وہ آئندہ رات تک روزہ رکھتے تھے۔ پس ایک شخص نے اپنی بیوی سے خیانت کی اور اپنی بیوی سے مجامعت کر دی جب کہ وہ عشا کی نماز پڑھ چکا تھا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 198 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 99-198 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 198

اس نے افطار نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے باقی لوگوں کو آسانی، رخصت اور منفعت دینے کا ارادہ فرمایا تو یہ آیت کریمہ نازل فرما کر رخصت عطا فرما دی اور آسانی کر دی۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا کا ارشاد بنی خزرج کے ایک شخص ابوقیس بن صرمہ کے بارے میں نازل ہوا۔

امام وکیع اور عبد بن حمید نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ جب روزہ رکھتے تھے پھر ان میں سے کوئی ایک شام کو افطاری کرنے سے پہلے سو جاتا تھا تو اسے دوسرے دن کی شام تک بھوکا پیاسا رہنا پڑتا تھا اور جب کوئی مجامعت کرنے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر آئندہ رات تک اسے مجامعت کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔ ایک انصاری شیخ جس کا نام صرمہ بن مالک تھا وہ روزے کی حالت میں اپنے اہل کے پاس آیا اور شام کا کھانا طلب کیا، گھر والوں نے کہا کہ ہم تیرے لئے تازہ اور گرم کھانا تیار کرتے ہیں جس کے ساتھ آپ روزہ افطار کریں۔ شیخ انصاری نے (کھانے کی انتظار میں) سر رکھا اور سو گئے۔ گھر والے کھانا لائے تو وہ سو چکے تھے گھر والوں نے کہا کھاؤ۔ انہوں نے کہا میں تو سو گیا تھا۔ انہوں نے کھانا نہ کھایا اور بھوک کی وجہ سے ساری رات بل کھاتے گزار دی۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا معاملہ عرض کیا، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے گزشتہ رات اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا کہ وہ تو سو گئی تھی، میں نے گمان کیا کہ وہ ویسے کہہ رہی ہے، میں نے اس سے مجامعت کر لی۔ اس نے بتایا کہ وہ واقعی سو گئی تھی، پس اللہ تعالیٰ نے صرمہ بن مالک کے متعلق وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ تک کا ارشاد نازل فرمایا اور حضرت عمر بن خطاب کے بارے اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ کا ارشاد نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رمضان کے روزوں سے پہلے لوگوں کو ہر مہینہ تین روزے رکھنے کا حکم تھا یعنی ہر دس دن میں ایک روزہ رکھنے کا حکم تھا اور صبح و شام دو، دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم تھا نماز اور روزے کا یہ آغاز تھا۔ لوگ یہی روزے رکھتے تھے۔ رمضان شریف کے روزے فرض ہونے کے بعد جب لوگ سو جاتے تھے تو آئندہ رات تک عورتیں اور کھانا ان پر حرام ہو جاتا تھا، کچھ مسلمانوں نے سونے کے بعد اپنی بیویوں سے جماع کیا اور کھانا کھا لیا تو یہ ان کی نفسوں سے خیانت تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان شریف میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ روزے رکھتے تھے، جب ان میں سے کوئی شام کرتا تو افطار کے وقت کھاتا، پیتا اور اپنی بیوی سے جماع کرتا لیکن جب سو جاتا تو آئندہ رات تک یہ سب کچھ اس پر حرام ہو جاتا۔ کچھ لوگ اس معاملہ میں اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا اور سونے کے بعد طلوع فجر سے پہلے تک یہ سارے معاملات حلال فرما دیئے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابتدائے اسلام میں مسلمان اس طرح

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 199 2۔ ایضاً

کرتے تھے جس طرح اہل کتاب کرتے تھے۔ جب کوئی سو جاتا تو وہ کھانا نہیں کھاتا تھا حتی کہ آئندہ شام آ جاتی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا کا ارشاد نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے اور اہل کتاب کے روزے کے درمیان امتیاز کرنے والی چیز سحری کا کھانا ہے۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الرَّفَثُ سے مراد جماع ہے(1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الرَّفَثُ سے مراد جماع ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔ الدخول، التغشی، الافضاء، المباشرۃ، الرفث، اللمس، المس، المسیس ان سب کا معنی جماع ہے اور روزے میں رفث سے مراد جماع ہے اور حج میں رفث سے مراد جماع پر برانگیختہ کرنے والی گفتگو ہے۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ کا معنی یہ ہے کہ وہ تمہارے لئے سکون ہیں اور تم ان کے لئے سکون ہو(2)۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ کیا مطلب ہے تو حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ (عورتیں) تمہارے لئے سکون ہیں تم ان کی طرف سے رات اور دن کو سکون لیتے ہو۔ ابن الازرق نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ بن زبیان کا یہ قول نہیں سنا۔

اِذَا مَا الضَّجِيْعُ ثَنٰى عِطْفَهَا تَثَنَّتْ عَلَيْهِ فَكَانَتْ لِبَاسًا

(جب عورت کے پہلو میں اس کا خاوند سوتا ہے تو وہ اس پر لوٹتا ہے اور وہ اس پر لوٹتی ہے تو وہ اس کے لئے سکون کا باعث ہوتی ہے)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں یحییٰ بن العلاء عن ابن انعم سے روایت کیا ہے کہ سعد بن مسعود الکندی رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو پوچھا یا رسول اللہ! مجھے حیا آتی ہے کہ میری بیوی میری شرم گاہ دیکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں؟ اللہ نے تجھے ان کے لئے لباس بنایا ہے اور انہیں تیرے لئے لباس بنایا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا میں تو یہ چیز ناپسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی حقوق زوجیت ادا کرتا ہوں اور ایسا معاملہ پیش آتا ہی ہے۔ حضرت عثمان نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا میں تو ایسا کرتا ہوں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ایسا کرتے ہیں پھر آپ کے بعد کون ایسا حیادار ہو سکتا ہے۔ جب عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ واپس گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عثمان) بن مظعون انتہائی حیادار اور شرمیلے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 194   2۔ ایضاً

امام ابن سعد نے سعد بن مسعود اور عمارہ بن غراب الیحصبی رحمہما اللہ سے اس کو روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے تَخْتَانُوْنَ یعنی تم خیانت کرتے ہوئے اپنی ازواج سے جماع کرتے ہو۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ کا معنی اِنْكَحُوْهُنَّ روایت کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مباشرت کا معنی جماع ہے اور اللہ تعالیٰ نے کنایہ فرمایا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پوری کتاب اللہ میں مباشرت کا معنی جماع ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ سے مراد اولاد ہے (4)۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد، قتادہ اور ضحاک رحمہم اللہ سے یہی معنی روایت کیا ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یہ روایت کیا ہے کہ مَا كَتَبَ اللّٰهُ سے مراد لیلۃ القدر ہے (5)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

امام عبد الرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ رخصت تلاش کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھی ہے۔

عبد الرزاق، سعد بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عباس سے کہا تم یہ آیت کیسے پڑھتے ہو۔ وَابْتَغُوْا یا وَاتَّبِعُوْا فرمایا جو میں چاہوں پڑھ لوں تجھ پر پہلی قرأت لازم ہے (6)۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ رمضان میں فجر کے طلوع ہونے کے بعد جنبی ہوتے تھے پھر غسل کرتے اور روزہ رکھتے تھے۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے ان سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جو جنبی ہونے کی حالت میں صبح کرتا ہے کیا وہ روزہ رکھے؟ فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان میں بغیر احتلام کے جماع کے ساتھ جنبی ہونے کی حالت میں صبح کرتے اور پھر روزہ رکھتے تھے۔

امام مالک، شافعی، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں جنبی ہونے کی حالت میں صبح کرتا ہوں جب کہ میں روزے کا بھی ارادہ رکھتا ہوں؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں جنبی ہونے کی حالت میں صبح کرتا ہوں اور روزے کا ارادہ بھی رکھتا ہوں پھر میں غسل کرتا ہوں اور اس دن روزہ بھی رکھتا ہوں، اس شخص نے عرض کیا حضور! آپ تو ہماری مثل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے الزامات دور فرما دیئے ہیں، آپ ﷺ غصہ میں آگئے اور فرمایا اللہ کی قسم میں امید رکھتا ہوں کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 202　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 201　3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 202
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 203　5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 204　6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 204

ہوں اور تقویٰ کو زیادہ جاننے والا ہوں۔

امام ابوبکر الانباری نے کتاب الوقف والا بتداء میں روایت کیا ہے اور الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا مفہوم پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ سے مراد رات کی تاریکی سے دن کی سفیدی ہے۔ نافع نے پوچھا کیا یہ مفہوم عرب جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا آپ نے امیہ کا یہ قول نہیں سنا۔

اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ ضَوْءُ الصُّبْحِ مُنْغَلِقٌ وَالْخَيْطِ الْاَسْوَدُ لَوْنُ اللَّيْلِ مَكْتُوْمٌ

خیط ابیض سے مراد صبح کی روشنی ہے جو مشکل سے پھوٹتی ہے اور خیط اسود سے مراد رات کا رنگ ہے جو لپٹا ہوا ہوتا ہے۔

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیات نازل ہوئیں تو مِنَ الْفَجْرِ کے الفاظ نازل نہ ہوئے۔ لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو ایک شخص اپنے پاؤں میں سفید اور سیاہ دھاگہ باندھ لیتا اور وہ کھاتا پیتا رہتا حتی کہ وہ دھاگے واضح طور پر دیکھ لیتا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْفَجْرِ کا حکم نازل فرمایا۔ پھر لوگوں کو علم ہوا کہ اس سے مراد رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی ہے (1)۔

امام سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا کا ارشاد نازل ہوا تو میں نے دو رسیاں لیں جن میں ایک سیاہ تھی اور ایک سفید تھی، میں نے ان کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ دیا، میں ان کو دیکھتا رہا تو ان میں سے سفید، سیاہ سے میرے لئے واضح نہ ہوئی، جب میں نے صبح کی تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، جو کچھ میں نے کیا تھا وہ سب کچھ بیان کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو تیرا تکیہ بہت چوڑا تھا۔ اس سے مراد دن کی سفیدی اور رات کی تاریکی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کے احکام سکھائے، پانچوں نمازوں کے بارے بتایا کہ کیسے اپنے اپنے وقت میں ادا کرنی ہیں۔ پھر فرمایا جب رمضان آجائے تو کھاؤ اور پیو حتی کہ تیرے لئے فجر کے سیاہ دھاگے سے سفید دھاگہ واضح ہو جائے پھر تو اپنا روزہ کو مکمل کر رات تک۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ سفید اور سیاہ دھاگہ صبح کا کیا ہے، میں نے سیاہ اور سفید دھاگے بٹ لئے۔ فجر کے وقت میں انہیں دیکھتا تھا میں انہیں برابر دیکھتا رہا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ جو آپ نے مجھے وصیت فرمائی وہ میں نے یاد کر لی تھی لیکن اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔ فرمایا اے ابن حاتم تجھے کس چیز نے منع کیا تھا، ایک ایسے انداز میں مسکرائے گویا آپ کو معلوم تھا جو کچھ میں نے کیا تھا۔ میں نے عرض کی کہ میں نے سفید اور سیاہ دھاگے بٹ لئے۔ پھر میں رات کو انہیں دیکھتا رہا، میں نے ان کو برابر پایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ آپ کی داڑھیں نظر آگئیں۔ پھر فرمایا میں نے تجھے بتایا نہیں تھا کہ اس سے مراد فجر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 206

کی سفیدی ہے، اس سے مرادرات کی تاریکی سے دن کی روشنی ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، بخاری اور ابن جریر نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! سیاہ دھاگے سے سفید دھاگہ سے کیا دو دھاگے ہی مراد ہیں؟ فرمایا پھر تو تو چوڑی گدی والا ہے اگر تو دو دھاگے دیکھے۔ پھر فرمایا نہیں بلکہ اس سے مرادرات کی تاریکی اور دن کی سفیدی ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے جابر جعدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے متعلق پوچھا تو فرمایا اس سے مراد رات اور دن ہے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب فجر طلوع ہوئی تو فرمایا اب تمہارے لئے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے واضح ہو گیا(3)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ابن عباس سے پوچھا سحری کب تک کھانی جائز ہے؟ اس شخص نے کہا جب مجھے شک ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تک تجھے شک رہے کھاتا رہ حتی کہ تیرے لئے سیاہی سے سفیدی واضح ہو جائے۔

امام وکیع نے ابوالضحیٰ سے روایت کیا ہے کہ لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ پھیلنے والی فجر آسمان میں ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان دھاگوں سے مراد دونوں فجریں ہیں، وہ فجر (فجر کاذب) جو آسمان میں پھیلتی ہے، وہ کسی چیز کو حلال، حرام نہیں کرتی ہے لیکن وہ فجر (فجر صادق) جو پہاڑوں کی چوٹیوں پر ظاہر ہوتی ہے وہ پینے کو حرام کر دیتی ہے(4)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن جریر نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان سحری سے منع نہ کرے اور نہ وہ فجر جو لمبائی میں پھیلتی ہے۔ لیکن اس فجر کے وقت سحری سے رک جاؤ جو افق پر ظاہر ہوتی ہے(5)۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انہیں بلال کی اذان سحری سے نہ روکے کیونکہ وہ رات کو اذان دیتے ہیں تم کھاؤ، پیو حتی کہ تم ابن ام مکتوم کی اذان سن لو۔ کیونکہ وہ اذان اس وقت دیتے ہیں جب فجر طلوع ہو جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد اور ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے) نے حضرت طلق بن علی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھاؤ اور پیو اور اوپر کی طرف پھیلانے والی صبح تمہیں نہ روکے، کھاؤ اور پیو حتی کہ تمہارے لئے سرخی عرضاً پھیل جائے۔

امام احمد نے روایت کیا ہے وہ فجر نہیں ہے جو افق میں طولاً پھیلتی ہے بلکہ وہ فجر ہے جو سرخی عرضاً پھیلتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 206
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 209
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 207
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 276 (8972)

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، دارقطنی اور بیہقی نے محمد بن عبدالرحمٰن عن ثوبان کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہیں خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فجر کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو سرحان کی دم کی طرح ہوتی ہے وہ کسی چیز کو حلال وحرام نہیں کرتی اور وہ فجر جو افق پر طولاً پھیلتی ہے وہ نماز کو حلال کرتی ہے اور کھانے کو حرام کرتی ہے۔ حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے (1)۔

امام دارقطنی، حاکم (انہوں اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا فجر کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ فجر ہے جو کھانے، پینے کو حرام کرتی ہے اور نماز کو حلال کرتی ہے اور ایک وہ فجر ہے جس میں کھانا حلال ہوتا ہے اور نماز حرام ہوتی ہے (2)۔

امام ابن ابن شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جو روزہ رکھنا چاہے تو اسے سحری کھانی چاہیے خواہ کوئی چیز بھی کھالے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابواؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب ادھر سے رات آجائے اور ادھر سے دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزہ دار روزہ کھول دے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جو روزہ افطار کر دے پھر سورج ظاہر ہو جائے تو وہ روزہ قضا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا روزہ رات تک مکمل کرو۔

امام حاکم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں سویا ہوا تھا، دو شخص میرے پاس آئے، انہوں نے میرے پہلوؤں کو پکڑ لیا اور مجھے ایک خوفناک پہاڑ کے پاس لے گئے۔ مجھے کہا اس پر چڑھو میں نے کہا میں اس پر نہیں چڑھ سکتا۔ انہوں نے کہا ہم اس کو آپ کے لئے آسان بنا دیں گے۔ میں اس کے اوپر چڑھا حتی کہ جب میں پہاڑ کے درمیان میں تھا میں نے سخت آوازیں سنیں، میں نے پوچھا یہ کون سی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ دوزخیوں کی آوازیں ہیں۔ پھر وہ مجھے لے کر چلے تو ایسی قوم کے پاس پہنچا جو سینوں کے بل لٹکے ہوئے تھے، ان کی باچھیں پھٹی ہوئی تھیں اور ان کی باچھوں سے خون بہہ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ کھولنے سے پہلے روزہ کھول دیتے ہیں۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے لیلیٰ بشیر بن الخصاصیہ کی بیوی سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے دو دن ملا کر روزہ رکھنے کا ارادہ کیا۔ مجھے بشیر نے اس سے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ملا کر دو دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا نصاریٰ ایسا کرتے تھے لیکن تم روزہ رکھو جیسا اللہ نے تمہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے اور روزہ رات تک مکمل کرو جب رات ہو جائے تو روزہ افطار کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 207 2۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 165، مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو دن اور ایک رات متواتر روزہ رکھا تو جبریل آپ کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کا صوم وصال قبول فرمایا ہے اور آپ کے بعد کسی کو یہ اجازت نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ رات تک روزہ مکمل کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عائشہ سے فرمایا کہ وہ صوم وصال کو ناپسند فرماتی ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس صوم وصال کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دن کا روزہ فرض کیا ہے فرمایا ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ جب رات آ جائے تم مفطر ہو چاہو تو کچھ کھاؤ چاہو تو نہ کھاؤ (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ یہود ونصاریٰ (افطار میں) تاخیر کرتے ہیں (3)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور ترمذی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ ہمیشہ خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے (4)۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کی آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں؟ فرمایا تم میری مثل نہیں ہو، مجھے کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا صوم وصال نہ رکھو۔ صحابہ نے عرض کیا آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ فرمایا میں تم جیسا نہیں ہوں میں رات گزارتا ہوں مجھے کھلایا اور پلایا جاتا ہے (6)۔

امام بخاری اور ابوداؤد نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ صوم وصال نہ رکھو، جو تم میں سے وصال کا ارادہ کرتا ہو تو سحری تک وصال کرے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں رات گزارتا ہوں تو میرا ایک کھلانے والا ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور میرا ایک پلانے والا ہے جو مجھے پلاتا ہے (7)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 331 (9596)
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 331 (9597)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 277 (8944)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 278 (8953)
5۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 336، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے صحابہ کرام پر رحم کرتے ہوئے منع فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے(1)۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صوم وصال سے منع فرمایا، مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ آپ تو صوم وصال رکھتے ہیں۔ فرمایا تم میں سے کون میری مثل ہے میں رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور مجھے پلاتا ہے(2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صرف کھانے، پینے سے رکے رہنا روزہ نہیں۔ لغو باتوں اور جماع سے رکنا بھی ضروری ہے۔ اگر کوئی تجھے گالی دے یا جہالت کا مظاہرہ کرے تو تو صرف اتنا کہہ دے میں روزہ دار ہوں، میں روزہ دار ہوں۔

امام بخاری، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا جو روزہ دار جھوٹی بات اور جھوٹ پر عمل اور جہالت کو نہیں چھوڑتا اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے اور پینے کے ترک کرنے کی ضرورت نہیں(3)۔

امام حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہت سے قیام کرنے والے ایسے ہوتے ہیں کہ قیام سے ان کا حصہ صرف بیداری ہوتا ہے اور بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ اس سے ان کا حصہ صرف بھوک اور پیاس ہوتی ہے۔

امام بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں غیبت روزے کو پھاڑ دیتی ہے اور استغفار اس کو جوڑ دیتا ہے، تم میں سے جو اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ کل وہ ایسے روزے کے ساتھ آئے جس کو جوڑا گیا ہو تو وہ ایسا کرے (یعنی استغفار کرے)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تم روزہ رکھو تو اپنے کانوں، اپنی آنکھوں اور اپنی زبان کا جھوٹ سے اور محارم کا روزہ رکھو اور خادم کو تکلیف دینا چھوڑ دو، روزے والے دن تم پر وقار اور سکون ہونا چاہیے۔ اپنے روزے والے دن اور افطار والے دن کو برابر نہ کرو(4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے طلق بن قیس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، ابوذر نے فرمایا جب تو روزہ رکھے تو جتنی طاقت رکھتا ہے اپنی حفاظت کر۔ طلق جب روزہ رکھتے تو کمرے میں داخل ہو جاتے تھے اور صرف نماز کے لئے باہر آتے تھے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، دو خصلتیں ایسی ہیں جس نے ان سے حفاظت کر لی اس کا روزہ سلامت ہو گیا (فرمایا وہ دو خصلتیں) غیبت اور جھوٹ ہیں(6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں روزہ دار عبادت میں ہوتا ہے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 336، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 326

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 271 (888) 5۔ ایضاً، (8889) 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 272 (8887)

جب تک غیبت نہیں کرتا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے روزہ نہیں رکھا جو سارا دن لوگوں کے گوشت کھاتا رہا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ جھوٹ روزے کو توڑ دیتا ہے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ ہرگز نہ کہے کہ میں نے سارا رمضان قیام کیا اور اس کا روزہ رکھا۔ پس مجھے معلوم نہیں کہ کیا انہوں نے اپنی تعریف کرنے کو ناپسند فرمایا یا فرمایا سونا یا جاگنا ضروری ہے۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ المباشرۃ، الملامسۃ اور المس کا معنی جماع ہے لیکن اللہ تعالیٰ جس سے چاہتا ہے کنایہ فرماتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ کا ارشاد اس شخص کے متعلق ہے جو مسجد میں رمضان میں یا غیر رمضان میں اعتکاف کرتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے معتکف پر رات کے وقت یا دن کے وقت جماع حرام کیا ہے حتی کہ اپنا اعتکاف مکمل کرے(4)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ اعتکاف کی حالت میں مجامعت کرتے تھے حتی کہ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ کا ارشاد نازل ہوا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے جب کوئی شخص اعتکاف کرتا تھا تو مسجد سے نکل جاتا تھا اور اگر وہ چاہتا تھا تو جماع کر لیتا تھا پس اس پر یہ آیت نازل ہوئی(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ حالت اعتکاف میں اپنی عورتوں سے حقوق زوجیت ادا کرتے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے جب لوگ اعتکاف بیٹھتے تھے تو کوئی شخص پیشاب کی غرض سے نکلتا تھا تو اپنی بیوی سے جماع بھی کر لیتا تھا پھر غسل کرتا تھا پھر اپنی اعتکاف کی جگہ لوٹ آتا تھا۔ پس اس عمل سے منع کیا گیا(8)۔

امام ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں مساجد میں عورتوں سے جماع سے منع کیا گیا جیسا کہ انصار کرتے تھے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 271(8889) 2۔ ایضاً، (8890) 3۔ ایضاً، (8888)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 216 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 216
7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 217

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب معتکف جماع کرے گا تو اس کا اعتکاف باطل ہو جائے گا اور وہ نئے سرے سے اعتکاف کرے گا(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اس معتکف کے بارے میں روایت کیا ہے جس نے اپنی بیوی سے جماع کیا تھا۔ فرمایا وہ نئے سرے سے اعتکاف کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور حتی المقدور قرب الٰہی چاہنے کی کوشش کرے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے اس معتکف کے بارے روایت کیا ہے جس نے جماع کیا تھا فرمایا وہ دینار صدقہ کرے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن سے ایسے شخص کے متعلق روایت کیا ہے جس نے اعتکاف کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کی ہو، فرماتے ہیں اس کا وہی حکم ہے جو رمضان میں اعتکاف کی حالت میں جماع کر لیتا ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو اعتکاف کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرے تو اس پر وہی کفارہ ہے جو رمضان میں معتکف پر ہے جب کہ وہ جماع کرے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معتکف نہ بوسہ لے اور نہ مباشرت کرے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معتکف خرید و فروخت نہ کرے(6)۔

وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِی الْمَسٰجِدِ

امام دارقطنی اور بیہقی نے حضرت زہری عن سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے طریق سے اور حضرت عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے رہے حتی کہ آپ کا وصال ہو گیا پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔ معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ وہ حاجت انسانیہ کے بغیر مسجد سے نہ نکلے نہ جنازہ کے پیچھے جائے نہ مریض کی عیادت کرے، نہ عورت کو مس کرے، نہ اس سے مباشرت کرے اور اعتکاف صرف مسجد جماعت میں ہے۔ آخری جملہ بعض علماء فرماتے ہیں یہ عروہ کا قول ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں یہ زہری کا کلام ہے اور جنہوں نے اس کو حدیث میں داخل کیا ہے انہیں وہم ہوا ہے۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ معتکف گناہوں سے رکنے والا ہے اور اس کے لئے اس طرح اجر جاری ہوتا ہے جیسے تمام نیکیاں کرنے والے کے لئے اجر جاری ہوتا ہے۔ (اس کو بیہقی نے ضعیف کہا ہے)

امام طبرانی نے (الاوسط میں)، الحاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، بیہقی نے (انہوں نے اسے ضعیف کہا ہے) اور الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں معتکف

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 338 (9680)　2۔ ایضاً، (9686)　3۔ ایضاً، (9683)　4۔ ایضاً، (9685)
5۔ ایضاً، (9689)　6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 339 (9690)

تھے، ایک شخص ان کے پاس کسی کام کے لئے آیا تو آپ اس کے ساتھ چل پڑے اور فرمایا میں نے اس قبر والی ذات ﷺ سے سنا ہے کہ جو اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے چلتا ہے اور اس کام کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے تو یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے اور جس نے اللہ کی رضا کے لئے ایک دن اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان تین خندقیں بنا دے گا جو زمین و آسمان کے درمیان کی مسافت سے بھی زیادہ چوڑی ہوں گی۔

امام بیہقی نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں دس دن اعتکاف کیا وہ دو حجوں اور دو عمروں کی طرح ہے۔

امام بیہقی نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معتکف کے لئے ہر روز حج (کا ثواب) ہے۔ بیہقی فرماتے ہیں حضرت حسن رحمہ اللہ ایسی بات نہیں کرتے تھے مگر جو انہیں کسی سے پہنچی ہوتی تھی۔

امام بیہقی نے حضرت زیاد بن السکن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زبید الیامی اور کچھ لوگ نیروز اور مہرجان کے روز اپنی مساجد میں اعتکاف کرتے تھے پھر کہتے تھے انہوں نے اپنے کفر پر اعتکاف کیا اور ہم نے اپنے ایمان پر اعتکاف کیا (اے اللہ) ہماری بخشش فرما۔

امام بیہقی نے حضرت عطاء الخرسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معتکف کی مثال اس محرم کی مثل ہے جو اپنے آپ کو رحمٰن کے سامنے ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے اللہ کی قسم میں تیرے در کو نہیں چھوڑوں گا حتی کہ تو مجھ پر رحم فرمائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب قضاء الحوائج میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حسین بن علی کے پاس آیا اور عرض کی کہ ایک کام کے سلسلہ میں میرے ساتھ چلیں، حضرت حسین نے فرمایا میں معتکف ہوں۔ وہ شخص حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ عرض کیا۔ حضرت الحسن نے فرمایا اگر وہ تیرے ساتھ چل پڑتے تو یہ ان کے اعتکاف سے بہتر تھا اللہ کی قسم کسی کام کے لئے تیرے ساتھ چلنا میرے نزدیک ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے افضل ہے۔

امام بخاری نے جزء التراجم میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کے ساتھ کسی کام کے لئے چلنا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں اپنی اس مسجد میں ایک مہینہ اعتکاف کروں، جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت کے لئے اس کے ساتھ چلا حتی کہ اس نے اس کی وہ حاجت پوری کر دی تو اللہ تعالیٰ اس دن اس شخص کے قدم ثابت فرمائے گا جس دن قدم لڑکھڑائیں گے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت محمد بن واسع الازدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی ایک دن اعانت کی تو یہ اس کے ایک مہینہ اعتکاف سے بہتر ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس مسجد کا موذن اور امام ہو اس میں اعتکاف صحیح ہے (1)۔

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 200، مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اعتکاف صرف مسجد میں ہوتا ہے۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعتکاف صرف روزے کے ساتھ ہوتا ہے (1)۔

امام مالک نے قاسم بن محمد اور حضرت نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چونکہ قرآن کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کا ذکر روزے کے ساتھ کیا ہے اس لئے اعتکاف روزے کے بغیر نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ معتکف پر روزہ لازم ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اعتکاف نہیں ہے مگر روزے کے ساتھ (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت علی اور حضرت عثمان بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معتکف پر روزہ واجب نہیں ہے بشرطیکہ اس نے اپنے اوپر روزہ شرط کرلیا ہو (5)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معتکف پر روزہ لازم نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اپنے اوپر خود لازم کرے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں معتکف مریض کی عیادت کرے، جنازہ میں شامل ہو، جمعہ پڑھنے کے لئے آئے، اپنے گھر والوں کے پاس آئے لیکن ان سے مجلس اختیار نہ کرے۔

امام مالک، بخاری، مسلم، نسائی، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک کو میرے حجرے میں داخل کرتے تھے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مسجد میں ہوتے تھے تو میں آپ کو کنگھی کرتی تھی وہ گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے مگر حاجت کے لئے جب کہ آپ معتکف ہوتے تھے (7)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے (8)۔

امام بخاری، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھتے تھے اور جس سال آپ کا وصال ہوا تھا اس میں بیس دن اعتکاف کیا تھا (9)۔

امام مالک نے اہل فضل و دین سے روایت کیا ہے کہ وہ رمضان کے آخری دس دن میں اعتکاف کرتے تھے اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس نہ لوٹتے تھے حتی کہ وہ لوگوں کے ساتھ عید میں شریک ہوتے تھے۔

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 200، مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 334 (2925)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 333 (9620)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 334 (9620)
5۔ ایضاً، (9624)
6۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 199
7۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 345، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 344
9۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 348

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ علماء پسند کرتے تھے کہ معتکف لیلۃ الفطر بھی مسجد میں گزارے تا کہ صبح کے وقت عیدگاہ کی طرف جانا مسجد سے ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تو لیلۃ الفطر اس مسجد میں گزار جس میں تو نے اعتکاف کیا تا کہ عیدگاہ کی طرف جانا مسجد سے ہو(2)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو محبت کے ساتھ دیکھا اس کا یہ عمل میری اس مسجد میں ایک سال اعتکاف کرنے سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ مستحاضہ تھیں جب کہ وہ معتکف تھیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ سے مراد طَاعَةُ اللّٰهِ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے حُدُوْدُ اللّٰهِ کا معنی معصیۃ اللہ روایت کیا ہے یعنی اعتکاف میں مباشرت کرنا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حدود اللہ سے مراد جماع ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے كَذٰلِكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اسی طرح اللہ بیان فرماتا ہے۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۸﴾

"اور نہ کھاؤ ایک دوسرے کا مال آپس میں ناجائز طریقہ سے اور نہ رسائی حاصل کرو اس مال سے (رشوت دے کر) حاکموں تک تا کہ یوں کھاؤ کچھ حصہ لوگوں کے مال کا ظلم سے حالانکہ تم جانتے ہو (کہ اللہ نے یہ حرام کیا ہے)"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اس شخص کے متعلق ہے جس کے اوپر کسی کا مال (قرض) ہو لیکن اس کے خلاف گواہی موجود نہ ہو، وہ مال کا انکار کر دے اور حکام کے پاس جھگڑا لے جائے حالانکہ وہ جانتا ہو کہ حق اس کے خلاف ہے۔ اور اسے معلوم ہو کہ یہ گناہ ہے تو یہ حرام کھانا ہے(4)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تو جھگڑا نہ کر جب کہ تجھے معلوم ہو کہ تو ظالم ہے۔

امام ابن المنذر نے قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اپنے بھائی کے مال کا جھگڑا حکام کے پاس نہ لے جا جب کہ تجھے معلوم ہے کہ تو ظالم ہے کیونکہ قاضی کا فیصلہ تیرے لئے کوئی ایسی چیز حلال نہیں کرے گا جو تجھ پر حرام ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الباطل سے مراد ظلم ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 338(9678)
2۔ ایضاً، (9679)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 339(9700)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 220

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ امرؤالقیس بن عباس اور عبدان بن اشوع الحضرمی کچھ زمین کے بارے میں جھگڑے اور امرؤ القیس نے قسم اٹھانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک بشر ہوں اور تم میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہو۔ شاید تم میں سے بعض اپنی دلیل پیش کرنے میں دوسرے سے زیادہ تیز ہو پھر میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں اس کے مطابق جو میں نے سنا، پس میں نے جس کے لئے اس کے بھائی کے حق میں فیصلہ کر دیا وہ ہرگز نہ لے، میں اس کے لئے آگ کے ٹکڑے کا فیصلہ کروں گا۔

امام احمد نے حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی انسان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کا مال بغیر حق کے لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان پر مسلمان کا مال حرام قرار دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص کپڑا فروخت کرے پھر اپنے بھائی سے کہے کہ اگر تو اسے ناپسند کرتا ہے تو ایک ہزار کے ساتھ اس کو واپس کر دے یہ بھی۔ اسی آیت کے حکم میں آتا ہے کہ اپنے مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عبدرب الکعبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے کہا یہ تمہارے چچا کا بیٹا ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم آپس میں باطل طریقہ سے مال کھائیں اور اپنے آپ کو قتل کریں جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الخ پس انہوں نے دونوں ہاتھوں کو ملا کر اپنے منہ پر رکھا اور کہا تو اللہ کی اطاعت میں اس کی اطاعت کر اور اللہ کی نافرمانی کی صورت میں اس کی نافرمانی کر۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ۭ قُلْ هِىَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ۭ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى ۚ وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۸۹﴾

''دریافت کرتے ہیں آپ سے نئے چاندوں کے متعلق (کہ یہ کیونکر گھٹتے بڑھتے ہیں) فرمایئے یہ وقت کی علامتیں ہیں لوگوں کے لئے اور حج کے لئے اور یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم داخل ہو گھروں میں ان کے پچھواڑے سے ہاں نیکی تو یہ ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور آیا کرو گھروں میں ان کے دروازوں سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اس امید پر کہ کامیاب ہو جاؤ''۔

امام ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ حضرت معاذ بن جبل اور ثعلبہ بن غنمہ رضی اللہ عنہما کے متعلق نازل ہوئی، ان دونوں کا تعلق انصار سے تھا، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس چاند کو کیا ہے کہ ظاہر ہوتا ہے تو دھاگے کی مثل باریک ہوتا ہے پھر بڑھتا جاتا ہے حتی کہ بڑا

ہو کر گول ہو جاتا ہے، پھر آہستہ آہستہ گھٹتا جاتا ہے اور باریک ہوتا جاتا ہے حتی کہ پہلے کی طرح ہو جاتا ہے۔ ایک حالت پر کیوں نہیں رہتا تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یہ لوگوں کے قرض کی ادائیگی، ان کے روزے اور ان کی عید، ان کی عورتوں کی عدت اور وہ شروط جن کے لئے کوئی مدت متعین ہوتی ہے ان سب چیزوں کے وقت کے تعین کے لئے گھٹتا بڑھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ چاند کیوں بنائے گئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یہ اس لئے بنائے ہیں تا کہ مسلمان اس کے مطابق اپنے روزے رکھیں، اپنی عید کریں، مناسک حج ادا کریں اور اپنی عورتوں کی عدت کا اندازہ لگائیں اور اپنے قرضوں کا وقت کے تعین کریں۔ مزید اللہ بہتر جانتا ہے جو ان کی تخلیق میں مصلحت ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا چاندوں کی تخلیق کیوں کی گئی؟ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ مسلمانوں کے روزوں اور افطار، حج، مناسک حج، عورتوں کی عدت کا تعین اور قرضہ کی ادائیگی کے وقت کو بیان کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے چاندوں کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی کہ لوگ ان کے ذریعے اپنے قرض کی ادائیگی کا وقت، عورتوں کی عدت اور اپنے حج کے وقت کا تعین کر سکیں (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ چاند تمہارے حج، روزے، قرض کی ادائیگی اور عورتوں کی عدت کی تعین کے لئے بنائے گئے ہیں۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے اس آیت کے متعلق بتائیں تو آپ نے فرمایا لوگوں کی عورتوں کی عدت، قرض کی ادئیگی اور لوگوں کی شروط کے وقت کے تعین کے لئے ہیں۔ نافع نے پوچھا لوگ یہ مفہوم جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ عَلَى وَقْتٍ مُسَخَّرَةً   إِذَا قَضَتْ سَفَرًا اسْتَقْبَلَتْ سَفَرًا

(سورج تابع فرماں ہو کر ایک وقت پر چلتا ہے جب ایک سفر ختم کر لیتا ہے تو نیا سفر شروع کر دیتا ہے)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چاند لوگوں کے وقتوں کے تعین کے لئے بنایا ہے۔ پس تم چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن مکمل کرو۔

امام احمد، طبرانی، ابن عدی اور دارقطنی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 222　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 223

فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے چاند لوگوں کے اوقات کے لئے بنائے ہیں، جب تم چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم اسے دیکھو تو افطار کرو، اگر تم پر مطلع ابر آلود ہو تو تیس دن مکمل کرو۔

لَيۡسَ الۡبِرُّ بِاَنۡ تَاۡتُوا الۡبُيُوۡتَ الآیہ

امام وکیع، بخاری اور ابن جریر نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ جب زمانہ جاہلیت میں احرام باندھ لیتے تھے تو اپنے گھر میں پچھواڑے سے داخل ہوتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام الطیالسی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار جب حج کرتے تھے پھر لوٹ کر آتے تھے تو اپنے گھر میں پیچھے سے داخل ہوتے تھے۔ ایک انصاری آیا تو وہ دروازے سے داخل ہوا۔ اس پر اعتراض کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے ابن جابر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قریش کو حمس کہا جاتا ہے وہ احرام کی حالت میں اپنے دروازوں سے داخل ہوتے تھے اور انصار اور دوسرے عرب احرام کی حالت میں اپنے گھروں کے دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں تھے۔ آپ اس کے دروازے سے باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر الانصاری بھی نکلا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ قطبہ بن عامر ایک فاجر شخص ہے کیونکہ وہ آپ کے ساتھ دروازے کے ذریعے باہر نکلا ہے، اس سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تجھے اس عمل پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی حضور! میں نے آپ کو جو کرتے دیکھا میں نے بھی وہی کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تو احمس شخص ہوں۔ اس انصاری نے کہا میرا دین آپ کا دین ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اہل مدینہ کے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جب ان میں سے کسی کو اپنے دشمن سے کوئی خطرہ ہوتا تو وہ امن طلب کرتا۔ جب وہ احرام باندھ لیتا تو وہ اپنے گھر کے دروازے سے داخل نہ ہوتا اور اپنے گھر کے پیچھے سے ایک سوراخ بنالیتا (اور اس سے داخل ہوتا)۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو وہاں ایک محرم شخص تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے، آپ ﷺ اس کے دروازے سے داخل ہوئے تو وہ محرم شخص بھی دروازے سے داخل ہوا۔ اس کو پیچھے سے ایک شخص نے آواز دی اے فلاں تو محرم ہے اور تو لوگوں کے ساتھ دروازے سے داخل ہو گیا ہے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ محرم ہیں تو میں بھی محرم ہوں۔ آپ احمس ہیں تو میں بھی احمس ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور تمام مسلمانوں کے لئے دروازوں سے داخل ہونے کو حلال فرمادیا (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قیس بن جبیر النہشلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ جب احرام باندھ لیتے تھے تو باغ میں اور گھر میں دروازے سے داخل نہ ہوتے تھے اور الحمس (قریش) اپنے گھروں کے دروازوں سے داخل ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام ایک گھر میں داخل ہوئے تو ایک انصاری شخص رفاعہ بن تابوت آیا اور اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 224 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 226

نے باغ کی دیوار پھلانگی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، جب آپ ﷺ دروازے سے نکلے تو وہ بھی آپ کے ساتھ باہر نکلا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو دروازے سے نکلتے دیکھا تو میں بھی اس سے نکل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو احمس ہوں۔ رفاعہ نے کہا اگر آپ احمس ہیں تو ہمارا دین تو ایک ہے جس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار جب عمرہ کا احرام باندھتے تھے تو ان کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی تھی جس سے وہ ڈرتے تھے۔ ایک شخص عمرہ کا احرام باندھتا پھر اسے کوئی حاجت لاحق ہوتی تو وہ واپس گھر جاتا۔ اس وقت گھر کے دروازے سے داخل نہیں ہوتا تھا تاکہ اس کے اور آسمان کے درمیان سے کوئی چیز حائل نہ ہو جائے۔ پس وہ پیچھے سے دیوار کا سوراخ کرتا پھر اپنے حجرے میں کھڑا ہو کر اپنی حاجت کا حکم کرتا۔ پھر اسی سوراخ سے نکل جاتا تھا حتی کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے زمانہ میں عمرہ کا احرام باندھا تھا، آپ ﷺ حجرہ میں داخل ہوئے، آپ ﷺ کے پیچھے بنی سلمہ کا ایک انصاری شخص بھی داخل ہوا، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا میں احمس ہوں اور الحمس (قریش) اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے تھے، انصاری نے کہا میں بھی احمس ہوں، میں آپ کے دین پر ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرب لوگ جب حج کرتے تھے تو اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہیں ہوتے تھے، وہ اپنے پیچھے سے نقب لگاتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع فرمایا تو آپ تشریف لا رہے تھے تو آپ کے ساتھ ایک مسلمان شخص تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ گھر کے دروازے پر پہنچے اس شخص کو پیچھے روک لیا اور اندر داخل ہونے سے انکار کیا۔ اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں احمس ہوں۔ یہ لوگ جو ایسا کرتے تھے ان کو الحمس کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں احمس ہوں۔ پس تو داخل ہو جا تو وہ شخص داخل ہوا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت کے لوگوں میں سے جب کوئی شخص اپنے کسی عزیز یا چچازاد کے گھر میں داخل ہوتا تو وہ بالوں کے خیمہ سے پچھلا پردا اٹھا کر داخل ہوتا، اس سے لوگوں کو منع کیا گیا اور انہیں گھروں کے دروازوں سے داخل ہونے اور سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کوئی شخص اعتکاف کرتا تو وہ اپنے گھر کے دروازے سے داخل نہ ہوتا۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ابن ابی حاتم نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل یثرب جب اپنی عید سے واپس لوٹتے تھے تو اپنے گھروں کے پچھواڑے سے داخل ہوتے تھے اور وہ اس کو نیکی تصور کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 224 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 225 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کسی کام کے کرنے کاارادہ کرتا پھر اس سے رک جاتا تو وہ اپنے گھر کے دروازے کی طرف سے داخل نہیں ہوتا تھا حتی کہ وہ کام کرلیتا جس کا اس نے ارادہ کیا ہوتا تھا۔

وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۱۹۰﴾

''اور لڑو اللہ کی راہ میں ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور (ان پر بھی) زیادتی نہ کرنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا زیادتی کرنے والوں کو''۔

امام آدم بن ابی ایاس (نے اپنی تفسیر میں) اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کو کفار سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَا تَعْتَدُوْا یعنی عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کرو نہ بوڑھے کو نہ اسے جو صلح کرے اور اپنا ہاتھ جنگ سے روک لے۔ اگر تم نے ایسے لوگوں کو قتل کیا تو تم زیادتی کرنے والے ہوگے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ جہاد میں کسی جنگ میں ایک عورت مقتولہ پائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمادیا (2)۔

امام ابن ابی اشیبہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے لوگوں کو جنگ کے لئے بلایا اور پھر مدینہ طیبہ کے قریب ہم نے پڑاؤ کیا حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ کا نام لے کر چلو اور اللہ کی رضا کے لئے دشمن سے جنگ کرنا اور کسی بوڑھے فرتوت، کسی معصوم بچے اور کسی عورت کو قتل نہ کرنا اور نہ مال غنیمت میں خیانت کرنا۔

امام وکیع اور ابن ابی شیبہ نے حضرت یحییٰ بن یحییٰ الغسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عمر بن عبد العزیز کی طرف اس آیت کے متعلق استفسار کر کے لکھا تو انہوں نے فرمایا یہ بچوں اور ان عورتوں کے متعلق ہے جن کی طرف سے تیرے لئے جنگ جاری نہیں ہوئی ہے۔

وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَ الْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَ لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْكُمْ فِیْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۹۱﴾ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۹۲﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 228 2۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1098 (2852) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

''اور قتل کرو انہیں جہاں بھی انہیں پاؤ اور نکال دو انہیں جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا تھا اور فتنہ انگیزی تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے اور نہ جنگ کرو ان سے مسجد حرام کے قریب یہاں تک کہ وہ (خود) تم سے وہاں جنگ کرنے لگیں سو اگر وہ لڑیں تم سے تو پھر قتل کرو انہیں۔ یہی سزا ہے (ایسے) کافروں کی۔ پھر اگر وہ باز آجائیں (تو جان لو کہ) اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن سے روایت کیا ہے کہ وَاقْتُلُوْهُمْ میں ھُمْ ضمیر کا مرجع مشرکین ہیں۔ الطستی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے ثَقِفْتُمُوْهُمْ کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا وَجَدْتُمُوْهُمْ (تم انہیں پالو) نافع نے پوچھا کیا عرب یہ مفہوم جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان کا قول نہیں سنا۔

فَاِمَّا یَثْقَفَنَّ بَنِیْ لُؤَیٍّ جُذَیْمَۃَ اِنَّ قَتْلَھُمْ دَوَاءُ

اگر تم نبی لؤی جزیمہ کو پالو تو ان کو قتل کرنا بھی دواء ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں فتنہ سے مراد شرک ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فتنہ (شرک) جس پر تم قائم ہو وہ قتل سے بڑا ہے۔

امام ابن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فتنہ سے مراد مومن کا بتوں کی عبادت کی طرف لوٹنا ہے یعنی مومن کا بت کی عبادت کی طرف لوٹنا مومن پر اس سے زیادہ سخت ہے کہ وہ اعلائے حق کے لئے شہید ہو جائے (1)۔

امام عبد بن حمید نے ابو بکر بن عیاش کے طریق سے عاصم سے روایت کیا ہے اس آیت میں قتل کے متعلق جتنے صیغے استعمال ہوئے ہیں سب کا تعلق باب مفاعلہ سے ہے اور آخری صیغہ فَاقْتُلُوْهُمْ بغیر الف کے ہے یعنی یہ مجرد باب نصر ینصر سے ہے۔

امام عبد بن حمید نے ابو الاحوص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابو اسحٰق کو یہ تمام صیغے بغیر الف کے پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

امام عبد بن حمید نے الاعمش سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ کے اصحاب ان تمام صیغوں کو بغیر الف کے پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے الناسخ میں اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے پہلے حکم ہوا کہ مسجد حرام کے پاس تم خود جنگ کا آغاز نہ کرو پھر یہ حکم منسوخ کر کے فرمایا جہاد کرو حتی کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد اور النحاس نے الناسخ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ (البقرہ: 217) کی آیات، سورۂ توبہ کی آیات فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: 5) اور وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً (توبہ: 36) کے ساتھ منسوخ ہو گئیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَاِنِ انْتَهَوْا کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ توبہ کر لیں۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 229
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 232

وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹۳﴾

''اورلڑتے رہوان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ (وفساد) اور ہوجائے دین صرف اللہ کے لئے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں تو (سمجھ لو) کہ سختی (کسی پر) جائز نہیں مگر ظالموں پر''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ فتنہ سے مراد شرک ہے۔ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ یعنی خالص توحید اللہ کے لئے ہوجائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فتنہ سے مراد شرک ہے۔ فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ یعنی صرف ان سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، النحاس (نے ناسخ میں) اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ کا حکم پہلے موجود تھا حتی کہ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ کا ارشاد نازل ہوا تو پہلا حکم منسوخ ہوگیا۔ فتنہ سے مراد شرک ہے اور وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جائے۔ اس کلمہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کی اور اسی کی دعوت دی اور ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں حتی کہ وہ کہہ دیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ فرمایا ظالم وہ ہوتا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے انکار کرتا ہے، اس سے جنگ کی جائے گی حتی کہ وہ کہہ دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

امام ابن جریر نے الربیع سے روایت کیا ہے وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فرماتے ہیں حتی کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے (2)۔

امام ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے الظّٰلِمِيْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے انکاری ہوں۔

امام بخاری، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فتنہ کے دور میں دو آدمی آئے اور کہا لوگوں نے (فساد) کیا ہے اور آپ ابن عمر ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں، آپ کو کونسی چیز خروج سے مانع ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی کا خون حرام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا ہم نے جہاد کیا حتی کہ فتنہ نہ رہا اور دین خالص اللہ کے لئے ہوگیا اور تم یہ چاہتے ہو کہ تم جہاد کرو حتی کہ فتنہ باقی رہے اور دین غیر اللہ کے لئے ہوجائے۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 235 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 233 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 234

اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۹۴﴾

"حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کا بدلہ ہے اور ساری حرمتوں میں (فریقین کے رویہ میں) برابری چاہیے تو جو تم پر زیادتی کرے تم اس پر زیادتی کر لو (لیکن) اس قدر جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہو اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور جان لو یقیناً اللہ (کی نصرت) پرہیزگاروں کے ساتھ ہے"۔

امام بخاری نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر کے پاس آیا اور کہا تجھے کس چیز نے اس بات پر برانگیختہ کیا ہے کہ تم ایک سال حج کرو اور ایک سال عمرہ کرو اور اللہ کے راستہ میں جہاد چھوڑ دو حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ جہاد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کتنی ترغیب دی ہے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا اے میرے بھتیجے اسلام کی بنیاد پانچ ارکان پر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پانچ نمازیں ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ اس شخص نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا (الحجرات:9) اگر اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ اور قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ حضرت ابن عمر نے فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایسا کیا تھا اور اس وقت اسلام تھوڑا تھا اور ایک شخص اپنے دین کے بارے میں فتنہ میں مبتلا ہوتا تو لوگ اسے قتل کر دیتے یا اسے عذاب دیتے حتی کہ اسلام کثیر ہو گیا پس فتنہ نہیں رہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت سعد کے پاس آیا اور کہا کیا آپ لوگوں کے ساتھ مل کر جہاد نہیں کریں گے حتی کہ فتنہ باقی نہ رہے۔ حضرت سعد نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا حتی کہ فتنہ نہ رہا لیکن تو اور ذوالبطین چاہتے ہو کہ میں جہاد کروں تا کہ فتنہ باقی رہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ چھ ہجری کو عمرہ کے ارادہ سے چلے تو مشرکین نے آپ کو بیت اللہ شریف میں داخل ہونے اور اس تک پہنچنے سے روک دیا اور جو آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے انہیں بھی آپ کے ساتھ ذی قعدہ کے حرمت والے مہینہ میں روک دیا۔ حتی کہ فیصلہ ہوا کہ آئندہ سال بیت اللہ میں داخل ہوں گے، پس آپ ﷺ اور مسلمان آئندہ سال بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ اسی واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام الواحدی نے حضرت الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے ابن عباس نے فرمایا یہ آیت صلح حدیبیہ میں نازل ہوئی۔ اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بیت اللہ سے روک دیا گیا پھر مشرکین نے آپ سے صلح کی اس شرط پر کہ آپ آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں، جب اگلا سال آیا تو آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے عمرہ قضاء کی تیاری کی، مسلمانوں کو اندیشہ تھا کہ قریش اپنا وعدہ پورا نہیں کریں گے اور وہ انہیں مسجد حرام سے روکیں گے اور ان سے لڑیں گے صحابہ کرام نے حرمت والے مہینہ میں جنگ کو ناپسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرما دی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام تشریف لائے، انہوں نے ذی القعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے۔ جب وہ حدیبیہ کے مقام پر تھے تو مشرکین نے انہیں روک لیا، رسول اللہ ﷺ نے اس سال واپس جانے اور آئندہ سال آنے پر صلح کر لی اور یہ بھی شرط طے ہوئی کہ آپ آئندہ سال مکہ میں تین دن رہیں گے اور آپ کے ساتھ اہل مکہ میں سے کوئی نہیں جائے گا۔ یہ معاہدہ طے ہو جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے حدیبیہ کے مقام پر اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا، حلق کرایا یا قصر کرایا۔ جب آئندہ سال آیا تو وہ سب آئے حتیٰ کہ مکہ میں داخل ہوئے اور یہ ذی القعدہ کا مہینہ تھا، انہوں نے عمرہ کیا اور تین دن ٹھہرے اور مشرکین نے فخر کیا تھا جب انہوں نے آپ کو حدیبیہ کے مقام پر روک دیا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے بدلے میں وہی مہینہ عطا فرمایا۔ آپ آئندہ سال مکہ میں اسی مہینہ میں داخل ہوئے تھے جس مہینہ میں انہوں نے آپ کو روکا تھا، ارشاد فرمایا اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کو ذی قعدہ میں احرام کی حالت میں بلد حرام سے روکنے کی وجہ سے فخر کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو آئندہ سال مکہ مکرمہ میں داخل کیا، آپ ﷺ نے عمرہ قضاء فرمایا اور حدیبیہ کے موقع پر جو وہ حائل ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اس کا بدلہ آئندہ سال دے دیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ ذی القعدہ میں عمرہ کی نیت سے تشریف لائے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور بھی تھے، حتیٰ کہ جب حدیبیہ کے مقام پر تھے تو مشرکین نے انہیں روک لیا، پس نبی کریم ﷺ نے ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیں گے اور آئندہ سال عمرہ کریں گے، مکہ میں تین دن قیام کریں گے اور وہ ہتھیاروں کو نیاموں میں ڈال کر مکہ میں داخل ہوں گے، مکہ کا کوئی فرد ان کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف نہیں جائے گا صحابہ کرام نے حدیبیہ کے مقام پر اپنے قربانی کے جانور ذبح کیے، حلق کروایا یا قصر کروایا، حتیٰ کہ جب آئندہ سال آیا تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ذی قعدہ میں ہی عمرہ کرنے تشریف لائے حتیٰ کہ انہوں نے مکہ میں تین دن قیام کیا، مشرکین اپنے اس رویہ پر فخر کر رہے تھے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو واپس کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سال کے بدلے آئندہ سال ذی قعدہ میں ہی اپنے محبوب کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی سعادت بخشی، اسی کے متعلق ارشاد فرمایا اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (3)۔

امام ابن جریر اور النحاس (الناسخ میں) نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیبیہ کے روز کا واقعہ ہے جب مشرکین نے نبی کریم ﷺ کو بیت الحرام میں داخل ہونے سے روک دیا تھا جب کہ آپ ﷺ عمرہ کے ارادہ سے تشریف لائے تھے، تو رسول اللہ ﷺ آئندہ سال عمرہ کے لئے مکہ میں داخل ہوئے تھے۔ پس اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ میں عمرہ پہلے اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ کے عمرہ کا بدل ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 237　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 236　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 238

امام بیہقی نے دلائل میں عروہ اور ابن شہاب رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے واقعہ کے بعد آئندہ سال 7 ہجری کو ذی قعدہ میں عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے۔ اس ذی قعدہ میں ہی مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے روکا تھا۔ اللہ نے اسی عمرہ کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مہینہ میں عمرہ فرمایا تھا جس میں مشرکین نے آپ کو روکا تھا۔

امام ابوداؤد (الناسخ میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے السنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ اور جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا (شوریٰ:40) اور وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ (الشوریٰ:41) اور وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ (النحل:126) یہ تمام آیات مکہ میں نازل ہوئیں اس وقت مسلمان قلیل تھے اور انہیں ایسی طاقت حاصل نہ تھی جس کے ساتھ وہ مشرکین کو زیر کر سکتے، مشرکین مسلمانوں کو گالیاں دیتے اور اذیتیں پہنچاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جتنی جس کو تکلیف پہنچے اتنا ہی وہ بدلہ لے سکتا ہے یا وہ صبر کرے یا معاف کر دے، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوت بخشی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں اور اتحاد سے اپنی قوت کو بڑھائیں۔ زمانۂ جاہلیت کی طرح ایک دوسرے سے دشمنی نہ کریں فرمایا وَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا (الاسراء:33) یعنی سلطان اس کی مدد کرے گا حتی کہ وہ ظالم سے اس کو انصاف لے کر دے گا اور جو اپنی ذات کے لئے غلبہ پائے گا وہ عاصی اور حد سے تجاوز کرنے والا ہوگا اور جاہلیت کے عمل کی طرح عمل کرنے والا ہوگا اور وہ اللہ کے فیصلہ سے راضی نہیں ہوا۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْهِ فرمایا اس حرمت والے مہینہ اور حرمت والے شہر میں لڑو جیسا کہ وہ تم سے لڑ رہے ہیں (1)۔

امام احمد، ابن جریر اور النحاس (ناسخ میں) نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرام میں جنگ نہیں کرتے تھے مگر جب جنگ کی جاتی تھی تو آپ بھی جنگ کرتے تھے۔ جب یہ حرمت والے مہینے آتے تو آپ ٹھہر جاتے حتی کہ یہ مہینے گزر جاتے۔

وَ اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛۚ وَ اَحْسِنُوْا ۛۚ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۹۵﴾

"اور خرچ کیا کرو اللہ کی راہ میں اور نہ پھینکو اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں اور اچھے کام کیا کرو بے شک اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 239

امام وکیع، سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ کا مطلب یہ ہے کہ غربت و افلاس کے خوف سے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے رک جانا(1)۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ کو ترک کر دینا، خرچ کرو اگرچہ کھجور کا نصف حصہ ہی ہو۔

امام الفریابی، ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں التَّهْلُكَةِ یہ نہیں کہ انسان اللہ کے راستہ میں قتل ہو جائے، بلکہ التَّهْلُكَةِ یہ ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ سے انسان رک جائے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے متعلق نازل ہوئی(3)۔

امام وکیع اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے متعلق نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ اللہ کے راستہ میں چلتے تھے، ایک آدمی زادراہ لیتا تھا اور وہ از روئے زادراہ کے دوسرے سے افضل ہوتا تھا وہ اپنے زاد سے خشک خرچ کرتا تھا حتی کہ اس کے زاد سے کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہتی تھی جس کے ساتھ وہ اپنے ساتھی کی غم خواری اور مدد کرتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ سفر کرتے تھے اور کنجوسی کا مظاہرہ کرتے تھے اور اپنے اموال خرچ نہیں کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے پیسہ خرچ کریں(5)۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے الشعب میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یہ آیت بخل کے متعلق نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ بغیر خرچ کے ان جنگی مہموں پر نکلتے تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ فرماتے تھے۔ پھر یا تو ان کا زادراہ ختم ہو جاتا تھا یا چلنے سے عاجز آجاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس میں سے خرچ کریں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ التَّهْلُكَةِ یہ ہے کہ لوگ بھوک، پیاس اور چلنے کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں۔ جس کے پاس اضافی مال ہو اس کو فرمایا وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ

امام عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن جریر، البغوی (معجم میں)، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن قانع اور طبرانی نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 240
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 241
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 241
5۔ ایضاً

الضحاک بن ابی جبیرہ سے روایت کیا ہے کہ انصار اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے تھے اور صدقہ کرتے تھے۔ پس ایک دفعہ قحط پڑ گیا تو ان کی سوچ بدل گئی اور وہ خرچ کرنے سے رک گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام سفیان بن عیینہ اور عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرمایا تمہیں مفلسی کا خوف حق میں خرچ کرنے سے نہ روکے۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے السنن میں حضرت اسلم ابوعمران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم قسطنطنیہ میں تھے، اہل مصر پر گورنر عقبہ بن عامر تھے اور شام کے گورنر فضالہ بن عبید تھے۔ پس روم کے بادشاہ کی طرف سے ایک بہت بڑا لشکر نکلا۔ ہم نے ان کے مقابلہ میں صف بندی کی، مسلمانوں کے ایک شخص نے اس لشکر پر حملہ کیا حتی کہ وہ ان میں داخل ہو گیا، لوگ چیخنے لگے اور کہنے لگے سبحان اللہ! اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہے۔ ابوایوب صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! تم لوگ اس آیت کی یہ تاویل کر رہے ہو، یہ آیت ہمارے گروہ انصار کے متعلق نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو عزت بخشی اور اس کے مددگار زیادہ ہو گئے تو لوگ آہستہ آہستہ آپس میں کہنے لگے کہ ہمارے مال ضائع ہو چکے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت بخشی ہے اور اس کے مددگار کثیر ہیں۔ اگر ہم اپنے اموال کی دیکھ بھال کریں اور جو ضائع ہو چکا ہے اس کی اصلاح کریں (تو بہتر ہوگا)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہماری بات کا رد نازل فرمایا۔ پس تہلکہ یہ ہے کہ اموال کی دیکھ بھال کی جائے اور اس کی اصلاح کی جائے اور جہاد ترک کر دیا جائے (1)۔

امام وکیع، سفیان بن عیینہ، الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ان سے پوچھا گیا اس آیت کا یہی مطلب ہے کہ ایک شخص دشمن سے مقابلہ کرے پھر لڑتے لڑتے شہید ہو جائے؟ براء نے فرمایا نہیں اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کرتا رہتا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے اور کہتا ہے اللہ تعالیٰ کبھی میری مغفرت نہیں کرے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویہ، طبرانی، بیہقی نے الشعب میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص گناہ کرتا رہتا تھا پھر کہتا تھا اللہ میری کبھی مغفرت نہیں فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تُلْقُوْا الخ۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عبیدہ السلمانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مایوسی ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں التَّهْلُكَةِ سے مراد اللہ کا عذاب ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے دمشق کا محاصرہ کیا تو ایک شخص نے اکیلے دشمن کی طرف جلدی کی، مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا اور اس کا تذکرہ عمرو بن العاص کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 245 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 244 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 246

سامنے کیا، آپ نے اس شخص کو بلا بھیجا اور واپس لوٹا دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ۔

امام ابن جریر نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَ اَحْسِنُوْا کا مطلب یہ ہے کہ فرائض ادا کرو (1) عبد بن حمید نے ابو اسحٰق سے اسی طرح روایت کیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَحْسِنُوْا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق حسن ظن رکھو (3)۔

وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِیْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْیَةٌ مِّنْ صِیَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَاۤ اَمِنْتُمْ ٚ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ فِی الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۹۶﴾

"اور پورا کرو حج اور عمرہ اللہ (کی رضا) کے لئے پھر اگر تم گھر جاؤ تو قربانی کا جانور جو آسانی سے مل جائے (وہ بھیج دو) اور نہ منڈاؤ اپنے سر یہاں تک کہ پہنچ جائے قربانی کا جانور اپنے ٹھکانے پر۔ پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اسے کچھ تکلیف ہو سر میں (اور وہ سر منڈا لے) تو وہ فدیہ دیدے روزوں سے یا خیرات سے یا قربانی سے اور جب تم امن میں ہو جاؤ (اور حج سے پہلے مکہ پہنچ جاؤ) تو جو فائدہ اٹھانا چاہے عمرہ کا حج کے ساتھ تو جو اسے میسر ہو قربانی دے۔ پھر جسے قربانی کی طاقت نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے حج کے وقت اور سات جب تم گھر لوٹ آؤ۔ یہ پورے دس (روزے) ہوئے۔ یہ رعایت اس کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔ اور ڈرا کرو اللہ سے اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم، ابونعیم (دلائل میں)، ابن عبد البر التمہید میں حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا جب کہ آپ جعرانہ کے مقام پر تھے، اس شخص نے جبہ پہنا ہوا تھا اور اس پر خوشبو کے داغ تھے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں عمرہ کیسے کروں۔ پس اللہ تعالیٰ نے وَ اَتِمُّوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 247 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

اَلْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کی میں یہاں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنا جبہ اتار دے اور خوشبو کے اثر کو زائل کر دے پھر جو تو حج میں افعال کرتا ہے عمرہ میں بھی کر۔

امام شافعی، احمد، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ جعرانہ کے مقام پر تھے۔ اس شخص نے جبہ پہن رکھا تھا اور اس پر خوشبو لگی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میں عمرہ کیسے ادا کروں؟ راوی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ پر وحی کا نزول ہونے لگا پس آپ ﷺ نے کپڑا اوڑھ لیا۔ یعلی فرماتے ہیں میں خواہش کیا کرتا تھا کہ کبھی نبی کریم ﷺ کو ایسی حالت میں دیکھوں کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو، حضرت عمر نے فرمایا کیا تجھے نبی کریم ﷺ کو وحی کی حالت میں دیکھنا پسند ہے (تو دیکھ لے)۔ آپ نے کپڑا اٹھایا تو میں نے آپ کی طرف دیکھا آپ سے آواز آ رہی تھی جیسے جوان اونٹ کی آواز ہوتی ہے جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا عمرہ کے متعلق سوال کرنے والا کہاں ہے؟ فرمایا خوشبو کا اثر دھو ڈال اور اپنا جبہ اتار دے اور اپنے عمرہ میں وہ افعال کر جو تو اپنے حج میں کرتا ہے (1)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس، حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ یعنی اپنے گھر سے احرام باندھے (یہ اتمام حج وعمرہ ہے) (2)

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اتمام حج وعمرہ یہ ہے کہ تم اپنے گھر سے احرام باندھو (3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حج وعمرہ کا اتمام یہ ہے کہ حج اور عمرہ کو علیحدہ علیحدہ ادا کیا جائے اور حج کے مہینوں کے علاوہ کسی مہینہ میں کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اس کے لئے حلال ہونا جائز نہیں حتی کہ وہ اس کو مکمل کرے اور حج کا اتمام دسویں کے دن ہے جب عقبہ پر رمی کر لے اور بیت اللہ کا طواف کر لے تو حلال ہو جائے گا اور عمرہ کا اتمام یہ ہے کہ جب بیت اللہ کا طواف کر لے اور صفا و مروہ کی سعی کر لے تو حلال ہو جائے گا (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حج وعمرہ کا اتمام وہ احکام ہیں جن کی ادائیگی کا حج وعمرہ میں حکم دیا گیا ہے۔

1۔ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب ما یفعل بالعمرۃ ما یفعل، جلد 1، صفحہ 241 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 249 3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 447 (4025) مطبوعہ الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 248

امام ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے علقمہ اور ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ ان کی قرأت میں اَقِیْمُو الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ اِلَى الْبَيْتِ تھا۔ یعنی حج کرنے والا بیت اللہ کی زیارت اور مناسک حج سے تجاوز نہ کرے اور عمرہ کرنے والا بیت اللہ کی زیارت اور صفا و مروہ کی سعی سے تجاوز نہ کرے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَقِیْمُو الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ الْبَيْتِ پڑھا ہے پھر فرمایا عمرہ حج کی طرح واجب ہے (2)۔

امام ابن مردویہ، بیہقی (سنن میں) اور اصبہانی نے الترغیب میں ابن مسعود سے روایت فرمایا ہے کہ تمہیں چار چیزوں کے قیام کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، حج قائم کرو، عمرہ الی البیت قائم کرو، حج اکبر ہے اور عمرہ حج اصغر ہے (3)۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں یزید بن معاویہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں ولید بن عقبہ کے زمانہ میں مسجد میں ایک حلقہ میں بیٹھا تھا جس میں حذیفہ بھی تھے، وہاں کوئی نہ رکاٹ تھی اور نہ کوئی سپاہی تھا۔ اچانک ایک غیبی آواز آئی جو ابو موسیٰ کی قرأت پڑھتا ہے وہ اس زاویہ کی طرف آجائے جو کندہ کے ابواب کے قریب ہے اور جو عبد اللہ بن مسعود کی قرأت پڑھتا ہے وہ اس زاویہ پر آجائے جو عبد اللہ کے گھر کے قریب ہے۔ ان دونوں نے سورۂ بقرہ کی آیت میں اختلاف کیا۔ ایک نے اس طرح پڑھا اَتِمُّو الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلْبَيْتِ اور ایک نے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ پڑھا۔ حضرت حذیفہ غصہ میں آگئے اور ان کی آنکھیں سرخ ہو گئیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور یہ حضرت عثمان کا دور خلافت تھا۔ فرمایا تم امیر المومنین کے پاس جاؤ یا میں جاتا ہوں۔ اسی طرح تم سے پہلے لوگ تھے پھر آپ آئے اور بیٹھ گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا پس آپ نے جنگ کی جس نے غلط روش اختیار کی حتی کہ اللہ نے اپنے دین کو غلبہ دے دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح قبض فرمائی اور لوگوں نے اسلام میں بہت زیادہ طعنہ زنی کی پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کو خلیفہ بنایا اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ باقی رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔ پھر لوگوں نے اسلام میں بڑی تیزی سے عیب لگائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو خلیفہ بنایا۔ آپ نے اسلام کو عدل و انصاف پر قائم فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض فرمائی۔ لوگوں نے اسلام میں تیزی سے طعنہ زنی کی پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان کو خلیفہ بنایا اللہ کی قسم تم اس میں طعنہ زنی کرو گے اور اس تمام دین کو ہی ختم کر دو گے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ اَتِمُّوا الْحَجَّ پڑھتے پھر کلام کو ختم کر دیتے تھے پھر پڑھتے تھے اَلْعُمْرَةُ لِلّٰهِ یعنی عمرۃ کی ۃ کو رفع کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے یہ نفل ہے (4)۔

امام سفیان بن عیینہ، شافعی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ تم حج سے پہلے عمرہ کا حکم دیتے ہو اللہ تعالیٰ نے تو حج کا عمرہ سے پہلے ذکر فرمایا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تم مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ (النساء: 11) اس وصیت اور دین میں کس کو پہلے پورا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 248
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 251
3۔ سنن صغیر از بیہقی، باب العمرۃ، جلد 2، صفحہ 141 (1483)
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب العمرۃ لتطوع، جلد 4، صفحہ 349 مطبوعہ دار الفکر بیروت

کرتے ہو؟ لوگوں نے کہا دین کو۔ فرمایا یہاں بھی اسی طرح ہے (یعنی ذکر بعد میں ہے لیکن ادائیگی پہلے ہے)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں عمرہ، حج کی طرح واجب ہے اس پر جس کو راستہ کی طاقت ہو(1)۔

امام سفیان بن عیینہ، شافعی (فی الام) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کی قسم، عمرہ اللہ کی کتاب میں حج سے متصل ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ (2)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن حمید نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تمہیں قرآن میں چار چیزوں کے قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، حج اور عمرہ قائم کرو(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عمرہ چھوٹا حج ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی داؤد نے المصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اَقِيْمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلْبَيْتِ پڑھتے تھے پھر فرماتے اللہ کی قسم اگر مجھے اس چیز کا ڈر نہ ہوتا کہ میں عمرہ کے وجوب کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ارشاد نہیں سنا ورنہ میں کہہ دیتا کہ عمرہ حج کی طرح واجب ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عمرہ واجب ہے، اللہ کی مخلوق میں جس کو طاقت ہے اس پر حج اور عمرہ واجب ہیں(5)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ کے سوا تمام لوگوں پر عمرہ واجب ہے، اہل مکہ پر عمرہ واجب نہیں مگر جب وہ بھی کسی افق سے آئیں تو ان پر بھی عمرہ واجب ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کی مخلوق پر حج اور عمرہ واجب ہے اور یہ اس پر واجب ہیں جو طاقت رکھتا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ مگر اہل مکہ پر عمرہ واجب نہیں کیونکہ وہ اہل البیت ہیں ان پر حج فرض ہے اور ان کا عمرہ طواف کی وجہ سے ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حج اور عمرہ تمام لوگوں پر فرض ہیں سوائے اہل مکہ کے، ان کا عمرہ ان کا طواف ہے۔ پس جس کے درمیان اور حرم کے درمیان وادی کا بطن ہو وہ مکہ میں بغیر احرام کے داخل نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ پر عمرہ نہیں ہے، عمرہ وہ کرتا ہے جو بیت اللہ کی زیارت اس لئے کرتا ہے تاکہ طواف کرے اور اہل مکہ جب چاہتے ہیں طواف کرتے ہیں۔

1۔ سنن کبریٰ، از بیہقی، جلد 4، صفحہ 351
2۔ سنن صغیر از بیہقی، باب العمرۃ، جلد 2، صفحہ 142 (1486)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 224 (13661) مطبوعہ مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، (13659)
5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 644 (1732) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حج فرض ہے اور عمرہ نفل ہے۔ شافعی (نے الام میں) عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے ابوصالح ماہان الحنفی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج جہاد اور عمرہ نفل ہے (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کیا عمرہ واجب ہے؟ فرمایا نہیں لیکن تمہارے لئے عمرہ کرنا اچھا ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حج وعمرہ دونوں فرض ہیں جس سے چاہو آغاز کرلو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ زید بن ثابت سے حج سے پہلے عمرہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ دو نمازیں ہیں اور ایک روایت میں ہے یہ اللہ کے لئے تجھ پر دو عبادتیں ہیں جس سے چاہو آغاز کرلو (5)۔

امام الشافعی نے الام میں حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس خط میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن حزم کو لکھا تھا اس میں تھا کہ عمرہ حج اصغر ہے (6)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ فرمایا تو اللہ کی عبادت کیا کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ اور حج کر اور عمرہ کر اور اپنے امیر کی بات سن اور اطاعت کر اور تجھ پر اعلانیہ یہ چیزیں واجب ہیں اور خفیہ ادا کرنے سے بچ (7)۔

امام ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک افضل ایمان وہ ہے جس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد افضل ہے جس میں خیانت نہ ہو اور ایسا حج جو مقبول ہو (8)۔

امام مالک (نے مؤطا میں) ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 233 (13645)

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 460 (2989) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 223 (13646)

4۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 643 (1730) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً

6۔ کتاب الام للشافعی، باب باطل تعجب العمرہ و وجوب الحج، جلد 2، صفحہ 133 مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت

7۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 429 (3975)

8۔ الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان، باب فضل الایمان، جلد 1، صفحہ 365 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عمرہ سے دوسرے عمرہ تک جتنے گناہ صغیرہ سرزد ہوتے ہیں دوسرا عمرہ ان کے لئے کفارہ ہے اور مقبول حج کی جزا جنت کے سوا کچھ نہیں ہے (1)۔

امام احمد نے حضرت عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے الشعب میں الاصبہانی نے الترغیب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حاجی جو تسبیح کہتا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اور جو اللہ اکبر کہتا ہے ہر ایک کے بدلے خوش خبری دی جاتی ہے (2)۔

امام مسلم اور ابن خزیمہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام پہلے سارے گناہ ختم کر دیتا ہے۔ ہجرت پہلے سارے گناہ ختم کر دیتی ہے اور حج پہلے سارے گناہ ختم کر دیتا ہے (3)۔

امام طبرانی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! میں بزدل ہوں اور میں کمزور آدمی ہوں (جہاد نہیں کر سکتا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے جہاد کی طرف آؤ جس میں کانٹا نہیں ہے اور وہ حج ہے (4)۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت علی بن حسین سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے جہاد کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تیری ایسے جہاد کی طرف راہنمائی نہ کروں جس میں کانٹا نہیں ہے؟ فرمایا وہ حج ہے (5)۔

امام عبدالرزاق، عبدالکریم الجزری سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں بزدل آدمی ہوں، دشمن کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تیری ایسے جہاد کی طرف راہنمائی نہ کروں جس میں جنگ نہیں کرنی پڑتی۔ اس نے عرض کی ضرور کرم فرمایئے۔ فرمایا تجھ پر حج و عمرہ لازم ہے (6)۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاد افضل عمل ہے کیا ہم (عورتیں) جہاد نہ کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا افضل جہاد مقبول حج ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی داؤد (نے المصاحف میں) اور ابن خزیمہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا ان پر ایسا جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں ہے، فرمایا حج اور عمرہ (8)۔

امام نسائی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بوڑھے ضعیف اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہیں (9)

1۔ صحیح بخاری باب وجوب العمرة وفضلها، جلد 1، صفحہ 238

2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 472 (4043)

3۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 76، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

4۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 135 (2910) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم، بیروت

5۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 5، صفحہ 8-7 (8809) مطبوعہ المکتب الاسلام بیروت

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8 (8810)

7۔ صحیح بخاری حج النساء، جلد 1، صفحہ 250

8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 122 (12655)

9۔ سنن نسائی، باب فضل الحج، جلد 5، صفحہ 14-113، مطبوعہ دار الریان للتراث بیروت

امام ابن خزیمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ کی گواہی دے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے۔ حج اور عمرہ کرے غسل جنابت کرے، وضو کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج ہر کمزور آدمی کا جہاد ہے(1)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عمرو بن عبسہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل عمل مقبول حج یا مقبول عمرہ ہے(2)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ وحدہٗ پر ایمان لانا پھر جہاد پھر مقبول حج تمام اعمال سے افضل ہے۔ اسی طرح جس طرح سورج کے مطلع اور مغرب کے درمیان مسافت ہے(3)۔

امام احمد، ابن خزیمہ، طبرانی (فی الاوسط)، حاکم اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مقبول حج کی جزاء جنت ہی ہے۔ عرض کی گئی اس کی مقبولیت کیا ہے؟ فرمایا کھانا کھلانا اور اچھی کلام کرنا اور ایک روایت میں ہے سلام کو پھیلانا(4)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کرو کیونکہ حج گناہوں کو اس طرح دھو دیتا ہے جس طرح پانی میل کو دھو دیتا ہے۔

امام البزار نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حاجی اپنے اہل میں سے چار سو آدمیوں کی سفارش کرے گا اور وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا (اور وہ گناہوں سے پاک تھا)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابوالقاسم کو یہ فرماتے سنا ہے جو بیت اللہ کے ارادہ سے آئے گا اور اونٹ پر سوار ہوگا تو اونٹ جو قدم اٹھائے گا اور جو قدم رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لئے ایک نیکی لکھے گا اور ایک خطا معاف فرمائے گا اور ایک درجہ بلند کرے گا حتی کہ وہ بیت اللہ پہنچ کر طواف کرے گا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے گا پھر حلق کرائے گا یا قصر کرائے گا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسا کہ جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا اور وہ گناہوں سے پاک تھا۔ پس اسے نئے سرے سے عمل کرنے چاہئیں(5)۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 416 (2902) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 114 مطبوعہ دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 342 4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 479 (4119)
5۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 478 (4115)

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے وفد تین ہیں، غازی، حاجی اور عمرہ کرنے والا (1)۔

امام البزار نے جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں۔ اس نے انہیں بلایا تو انہوں نے اللہ کی دعوت کو قبول کیا، انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ نے انہیں عطا فرمایا۔

امام ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں، اگر وہ اس سے دعا مانگیں گے تو وہ ان کی دعائیں قبول فرمائے گا، اگر وہ مغفرت طلب کریں گے تو ان کی مغفرت فرمائے گا (2)۔

امام بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر مکہ کے رہنے والے یہ جان لیتے کہ ان پر حج کرنے والوں کا کتنا حق ہے تو یہ حاجیوں کی آمد پر ان کا استقبال کرتے اور ان کی سواریوں کو چومتے کیونکہ وہ تمام لوگوں میں سے اللہ کا وفد ہیں۔

امام البزار، ابن خزیمہ، طبرانی (فی الصغیر)، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حاجیوں کی بخشش ہو جاتی ہے اور حجاج جس کے لئے دعا کرتے ہیں ان کی بھی بخشش ہو جاتی ہے۔ بعض روایات میں ہے اے اللہ حجاج کی مغفرت فرما اور جس کے لئے حاجی دعا کرے اس کی بھی مغفرت فرما (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسدد نے اپنی مسند میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حاجی کی اور حاجی جن کے لئے دعا کرتے ہیں ذی الحجہ، محرم، صفر اور دس دن ربیع الاول کے اوقات میں مغفرت ہو جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کعبہ کے دروازے کے پاس خطبہ دیا اور فرمایا جو اس گھر کی زیارت کے لئے آیا ہو اور وہ اس میں نماز پڑھنے کی غرض سے اس کے قریب آیا ہو حتیٰ کہ اس نے حجر اسود کو استلام کیا ہو تو اس کے پہلے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے اس گھر کا حج کیا اور اس کا مقصود ہی صرف حج ہو تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا اور وہ گناہوں سے پاک تھا۔

امام حاکم نے حضرت ام معقل رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح بھی کہا ہے کہ ان کے خاوند نے اللہ کے راستہ میں ایک اونٹ تیار کیا اور حضرت ام معقل رضی اللہ عنہا نے عمرہ کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے خاوند سے وہ اونٹ مانگا تو اس نے وہ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنا واقعہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند کو حکم دیا کہ اسے اونٹ دے دے اور فرمایا حج و عمرہ بھی فی سبیل اللہ کے زمرہ میں ہیں اور رمضان میں عمرہ ایک حج کے برابر ہے یا فرمایا حج سے کفایت کرتا ہے (4)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 608 (1611)
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 476 (4106)
3۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 609 (1612)
4۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 657 (1774)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا تو ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا تو میرے ساتھ حج پر چل۔ خاوند نے کہا میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ میں تیرے ساتھ اس پر سوار ہو کر حج کروں۔ اس عورت نے کہا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر میرے ساتھ حج پر چل۔ خاوند نے کہا وہ تو میں نے اپنے لئے اور تیری اولاد کے لئے چھوڑا ہے۔ بیوی نے کہا فلاں اونٹ پر سوار ہو کر میرے ساتھ حج کر، خاوند نے کہا وہ تو اللہ کی راہ کے لئے روکا ہوا ہے، عورت نے کہا اپنی کھجوریں بیچ کر چلو۔ اس نے کہا وہ تو تیری اور میری خوراک ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ مکہ سے لوٹ کر آئے تو اس نے خاوند کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور اسے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام عرض کرنا اور پوچھنا کہ آپ کے ساتھ حج کرنے کا کتنا ثواب ہے۔ اس کا خاوند نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور سارا واقعہ عرض کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو اس اونٹ پر اس کے ساتھ حج کرتا جس کو تو نے فی سبیل اللہ روکا ہوا تھا تو بھی وہ فی سبیل اللہ ہی ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ عورت کے حج کرنے کی حرص پر تعجب کرتے ہوئے ہنسے اور فرمایا میری طرف سے اسے سلام اور رحمت پہنچانا اور اسے بتانا کہ میرے ساتھ عمرہ کرنا رمضان میں حج کے برابر ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں عمرہ کے دوران فرمایا تیرا اجر تیری تھکاوٹ اور خرچ کے مطابق ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم ابوذر کے پاس سے ربذہ کے مقام سے گزری تو آپ نے ان سے فرمایا تمہیں حج نے ہی تھکایا ہے۔ پس نئے سرے سے عمل کرو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن مسعود نے ایک قوم سے یہ فرمایا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حبیب بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا کیا تجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کے بعد نئے سرے سے اعمال کرو۔ فرمایا نہیں یہ عثمان اور ابوذر نے کہا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حجاج کا گروہ دیکھا اور فرمایا اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ مغفرت کے بعد ان کے لئے کیا ہے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حاجی، عمرہ کرنے والا اور غازی تکبیر کہتا ہے تو اس سے متصل بلندی بھی تکبیر کہتی ہے پھر اس سے متصل بلندی تکبیر کہتی ہے حتی کہ افق ختم ہو جاتا ہے۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو حج کا ارادہ رکھتا ہے تو اسے جلدی کرنی چاہیے کیونکہ کوئی چیز گم ہو سکتی ہے، کوئی فرد مریض ہو سکتا ہے اور کوئی ضرورت پیش آسکتی ہے (3)۔

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (فرض)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 658
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 644 (1733)
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 617 (1645)

حج کے لئے جلدی کرو کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ اس کو کیا لاحق ہو جائے گا۔

امام الاصبہانی نے ابو جعفر محمد بن علی عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے حج کو کسی دنیا کی حاجت کے لئے چھوڑا تو وہ حاجیوں کو واپس آئے ہوئے دیکھ لے گا اپنی حاجت کے پورا ہونے سے پہلے اور جو انسان اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لئے ساتھ نہیں چلتا خواہ وہ حاجت پوری ہو یا نہ ہو اس کو اللہ تعالیٰ ایک ایسے شخص کی مدد پر لگائے گا جو اس سے ناجائز کام کرائے گا اور اس میں اس کا اجر بھی نہیں ہوگا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ جو تیرے بندے تیرے گھر کی زیارت کے لئے آتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا ہر زائر کا مزور پر حق ہوتا ہے، اے داؤد ان کے لئے یہ ہے کہ میں انہیں دنیا میں عافیت دیتا ہوں اور جب میں ان سے ملاقات کروں گا تو میں انہیں معاف کروں گا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے یا حج کرتے ہوئے احرام باندھے ہوئے اور تلبیہ کہتے ہوئے چلتا ہے سورج اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوتا ہے اور وہ شخص گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

امام بیہقی نے الشعب میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجاج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں، اگر وہ سوال کرتے ہیں تو انہیں عطا کیا جاتا ہے۔ اگر وہ دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا قبول کی جاتی ہے اگر وہ خرچ کرتے ہیں تو انہیں بدل دیا جاتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں ابو القاسم کی جان ہے جو تکبیر کہنے والا کسی اونچی جگہ پر تکبیر کہتا ہے اور تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہتا ہے تو اس کے سامنے جو کچھ ہوتا ہے وہ سب تلبیہ و تکبیر کہتے ہیں حتیٰ کہ سلسلہ زمین ختم ہو جاتا ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجاج کرام اور عمرہ کرنے والے اللہ کے وفد ہیں جو وہ مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں عطا فرماتا ہے اور ان کی دعاؤں کو شرف قبولیت عطا فرماتا ہے اور جو انہوں نے دراہم خرچ کئے ہوتے ہیں ان کے بدلے لاکھوں عطا فرماتا ہے(2)۔

امام البزار، طبرانی اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ما اَمْعَرَ حَاجٌّ قَطُّ (کبھی کوئی حاجی فقیر نہیں ہوا) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا گیا امعار کا کیا مطلب ہے فرمایا فقیر و تنگ دست ہونا۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج و عمرہ کے درمیان متابعت کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو اس طرح ختم کرتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے سونے اور چاندی کے خبث کو دور کرتی ہے اور مقبول حج کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں اور جو شخص ایک دن احرام کی حالت میں گزارتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوتا ہے(3)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 475 (4104) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 476 (4105) 3۔ سنن نسائی، کتاب الحج، جلد 5، صفحہ 16-115

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ حج اور عمرہ کے درمیان متابعت رکھو، ان کی متابعت فقر اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح بھٹی لوہے کے خبث (زنگ) کو دور کرتی ہے(1)۔

امام البزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث اسی طرح روایت کی ہے۔

امام الحرث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے حضرت عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ سے اسی طرح مرفوع حدیث روایت کی ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جس نے تلبیہ کیا اور تکبیر کہی اس کو بشارت دی گئی عرض کی گئی جنت کی؟ فرمایا ہاں۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی احرام باندھنے والے نے احرام نہیں باندھا مگر اس کے گناہوں کے ساتھ سورج غروب ہوا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو بھی اس کے پاس دین و دنیا کی حاجت لے کر آیا وہ اپنی حاجت لے کر واپس لوٹا۔

امام ابو یعلی، طبرانی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو حج و عمرہ کیلئے نکلا اور اسی سفر میں اس کا وصال ہو گیا تو اس پر نہ اعمال کی پیشی ہو گی نہ اس کا حساب ہو گا پس ارشاد ہو گا جنت میں داخل ہو جا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں پر فخر فرماتا ہے(3)۔

امام الحرث بن اسامہ نے اپنی مسند میں اصبہانی نے الترغیب میں جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مکہ کے راستہ پر جاتے یا واپس آتے ہوئے فوت ہو گیا اس پر نہ اعمال کی پیشی ہو گی اور نہ اس کا حساب ہو گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج و عمرہ کا احرام باندھا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے اور اس کے لئے جنت واجب ہو گئی(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جب حاجی اپنے گھر سے نکلتا ہے اور تین دن سفر کر لیتا ہے یا تین راتیں سفر کر لیتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا اور اس پر کوئی گناہ نہیں تھا۔ باقی دن اس کے درجات کی بلندی ہوتی ہے اور جس نے کسی میت کو کفن پہنایا اسے جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔ جس نے میت کو غسل دیا وہ گناہوں سے پاک ہو گیا اور جس نے میت کی قبر میں مٹی ڈالی تو اس کا چلو اس کے میزان میں پہاڑ سے بھی بھاری ہو گا(5)۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 408 (2887) 2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 449 (4029)
3۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 152 (4589) 4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 448 (4026) 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 478 (4114)

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حاجی کا اونٹ جو قدم اٹھاتا ہے اور ہاتھ رکھتا ہے ہر ایک کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے یا ایک گناہ مٹاتا ہے یا اس کا درجہ بلند فرماتا ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت حبیب بن الزبیر الاصبہانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کیا تجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حجاج نئے سرے سے عمل شروع کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے یہ خبر حضرت عثمان بن عفان اور ابوذر غفاری کی طرف سے پہنچی ہے یہ فرماتے ہیں کہ وہ نئے سرے سے عمل کرتے ہیں(2)۔

امام بیہقی نے الزہری کے طریق سے حضرت سعید بن میسب عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عمر کے پاس سے گزرا جب کہ وہ حج کر چکا تھا۔ حضرت عمر نے اس سے پوچھا کیا تو نے حج کر لیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت عمر نے فرمایا ان کاموں سے اجتناب کر جن سے تجھے منع کیا گیا ہے۔ اس شخص نے کہا میں کوشش میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا اپنے عمل نئے سرے سے شروع کر(3)۔

امام بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک حج کی وجہ سے تین شخصوں کو جنت عطا فرماتا ہے۔ میت، اس کی طرف سے حج کرنے والا اور اس کی وصیت کو پورا کرنے والا(4)۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بندے کے جسم کو میں نے صحت بخشی، میں نے اس کے رزق میں وسعت فرمائی پھر اس پر پانچ سال گزر جائیں اور میری طرف نہ آئے تو وہ محروم آدمی ہے(5)۔

امام ابو یعلی نے خباب بن الارت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس بندے کے جسم کو میں نے صحت بخشی اس کے رزق میں وسعت فرمائی پھر پانچ سال گزر جائیں اور وہ ان سالوں میں میرے پاس نہ آئے تو وہ محروم ہے(6)۔

امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر مہینہ میں ایک عمرہ ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تم جہاد سے واپس آ کر زین اتارِ دو تو حج و عمرہ کے لئے رخت سفر باندھ لو کیونکہ یہ بھی ایک جہاد ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں روزہ اور نماز بدن کو تکلیف دیتے ہیں اور مال کی مشقت نہیں دیتے ہیں، صدقہ مال کی مشقت دیتا ہے اور بدن کی مشقت نہیں دیتا لیکن میں حج سے زیادہ کوئی دوسرا عمل نہیں جانتا جو مال اور بدن دونوں کی مشقت کا جامع ہو۔

1۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 479 (4116) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 479 (4117) 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 479 (4118)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 480 (4123) 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 483 (4133)
6۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 444 (1027) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فرماتے ہیں کسی نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا ہو پھر مرض یا دشمن کی وجہ سے روک دیا گیا ہو اس پر میسر ہدی کا ذبح کرنا لازم ہے، خواہ وہ بکری ہو یا اس سے بڑا جانور ہو۔ اگر وہ حج فرض کر رہا تھا تو اس پر اس کی قضا لازم ہے اور اگر نفلی حج کر رہا تھا تو اس پر قضا نہیں ہے۔ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ پھر اگر اس نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا تو اس کو ذبح کرنے کا وقت دسویں ذی الحجہ ہے اور اگر عمرہ کا احرام باندھا ہوا تھا تو اس کا مقام بیت اللہ ہے جب وہ پہنچ جائے (1)۔

امام ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے جو بیت اللہ سے روک دیا جاتا تھا تو وہ احرام کی حالت میں باقی رہتا تھا حتی کہ اس کی ہدی اپنے مقام پر پہنچ جاتی جب ہدی محل پر پہنچ جاتی تو وہ سر کا حلق کرا لیتا (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم عن علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کوئی شخص حج کا احرام باندھے پھر روک دیا جائے تو وہ میسر ہدی بھیجے۔ اگر اس نے ہدی کے محل تک پہنچنے سے پہلے حلق کروا لیا یا خوشبو لگا دی یا دواء کے ساتھ علاج کیا تو اس پر روزوں کا صدقہ کا یا ہدی دینے کا فدیہ ہے اور تین روزے تین دن ہیں۔ صدقہ چھ مسکینوں کے لئے تین صاع ہیں...... ہر مسکین کے لئے نصف صاع ہے اور نسک (ہدی) بکری ہے۔ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ پھر جب تم امن میں ہو جاؤ یعنی جب مرض سے بری ہو جائے تو وہ بیت اللہ کی طرف چل پڑے اس پر حج اور عمرہ ہے۔ اگر کوئی اشہر حج میں حج تمتع کرتے ہوئے واپس لوٹ آیا ہو تو اس پر میسر ہدی بکری ہے۔ اگر وہ بکری نہ پائے تو حج میں تین روزے رکھے اور سات روزے رکھے جب واپس لوٹ آئے۔ ابراہیم فرماتے ہیں میں نے یہ حدیث سعید بن جبیر کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا کہ ابن عباس نے یہ مکمل حدیث بیان کی تھی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے المحصر سے مراد وہ شخص ہے جو مکمل روک دیا گیا ہو (4)۔

امام مالک، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میسر ہدی سے مراد بکری ہے (5)۔

امام وکیع، سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہدی سے مراد گائے یا اونٹ ہے ان سے پوچھا گیا کیا بکری کافی نہیں ہے فرمایا نہیں (6)۔

امام وکیع، سفیان بن عیینہ، عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو انسان ہدی پائے تو کبھی انسان کو ایک اونٹ اور دو اونٹ بھی میسر ہوتے ہیں۔

امام وکیع، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اونٹ، گائے، بھیڑ بکری کی آٹھوں قسموں میں سے جو میسر ہو وہ دے جو بڑی ہو گی وہ افضل ہو گی (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 268 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 293 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 255
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 261 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 162 7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 259

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اگر انسان خوشحال ہے تو اونٹ اور گائے کی قربانی دے ورنہ بکری کی قربانی دے (1)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قاسم کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ سے مراد بکری ہے۔

امام سفیان بن عیینہ، الشافعی (الام میں)، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حصر (روکنا) صرف دشمن کی وجہ سے ہوتا ہے اور جس کو کوئی مرض یا تکلیف یا ضلال ہو اس پر کچھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِذَآ اَمِنْتُمْ پس امن ہمیشہ خوف سے ہی ہوتا ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ احصار صرف دشمن سے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ احصار صرف جنگ سے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ احصار، مرض یا دشمن یا کسی ایسے امر سے ہے جو روک دے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ہر وہ چیز جو محرم کو روک دے وہ احصار ہے۔

امام بخاری اور نسائی نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ، سلام بن عبد اللہ نے حضرت ابن عمر سے عرض کی کہ اس سال حج نہ کریں تو بہتر ہے ہمیں اندیشہ ہے کہ آپ کو بیت اللہ تک نہیں جانے دیا جائے گا۔ یہ وہ دور تھا جب عبد اللہ بن زبیر پر لشکر کشی کی گئی تھی۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے نکلے تھے تو کفار نے ہمیں بیت اللہ تک جانے سے روک دیا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے ہدی نحر کی تھی اور سر کا حلق کرایا تھا (3)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو روکا گیا تو آپ ﷺ نے حلق کرایا اور اپنی ازواج سے حقوق زوجیت ادا کئے اور اپنی ہدی نحر کی حتی کہ آپ ﷺ نے آئندہ سال عمرہ کیا (4)۔

وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ

امام بخاری نے حضرت المسور رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلق کرانے سے پہلے قربانی کی اور صحابہ کرام کو بھی اسی عمل کا حکم دیا (5)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بغیر سند کے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ بدل اس پر ہے جس نے حج کو جماع کی وجہ سے توڑا جو عذر کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے روک دیا گیا ہو اس کے لئے حلال ہونا اور لوٹنا جائز نہیں ہے اگر اس کے پاس پچاس ہدی ہو تو وہ محصر ہے اور وہ ہدی کو آگے بھیجنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہاں ہی ذبح کر دے اگر آگے بھیجنے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کے لئے حلال ہونا جائز نہیں ہے حتی کہ ہدی محل تک پہنچ جائے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 261 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 257 3۔ صحیح بخاری، باب اذا احصر المعتمر، جلد 1، صفحہ 243
4۔ ایضاً، 5۔ ایضاً باب النحر قبل الحلق، جلد 1، صفحہ 243 6۔ ایضاً، باب من قال لیس علی المحصر بدل، جلد 1، صفحہ 44-243

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل حدیبیہ کو (آئندہ سال) ہدی کا بدل ساتھ لے جانے کا حکم دیا گیا تھا جس میں وہ حلالی ہو گئے تھے، اونٹ اگلے سات کم ہو گئے تھے تو انہیں رخصت دی گئی تھی کہ جو اونٹ نہ پائے وہ گائے خرید لے (1)۔

امام حاکم نے حضرت ابوحاصر الحمیری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اس سال عمرہ کرنے کے لئے نکلا جس سال حضرت ابن الزبیر کا محاصرہ کیا گیا تھا اور میرے ساتھ ہدی بھی تھی، ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا گیا تو میں نے اسی جگہ اپنی ہدی ذبح کر دی اور حلالی ہو گیا جب آئندہ سال آیا تو میں اپنے عمرہ کو قضاء کرنے کے لئے نکلا۔ پہلے میں ابن عباس کے پاس آیا میں نے ان سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے ہدی کا بدل لے جانے کو کہا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو حدیبیہ کے سال ذبح کی گئی ہدایا کا بدل، قضاء کے عمرہ میں لے جانے کا حکم دیا تھا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو ذبح کرنے سے پہلے حلق کرالے تو وہ خون بہائے۔ پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ۔

امام ابن جریر نے اعرج سے روایت کیا ہے کہ وہ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ اور هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ (المائدہ: 95) کو دال کے کسرہ کے ساتھ مشدد پڑھتے تھے۔

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے السنن میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے مقام پر احرام کی حالت میں تھے کہ مشرکین نے ہمیں روک دیا اور میرے بال لمبے تھے، جوئیں میرے چہرے پر گرتی تھیں، نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور پوچھا کیا تجھے یہ جوئیں تکلیف دیتی ہیں میں نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا حلق کرا دے۔ فرمایا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین دن روزے رکھو، چھ مسکینوں کے درمیان ایک فرق صدقہ کرو، یا میسر ہدی دو (3)۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا الخ کی وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ سے استثناء فرمائی ہے۔

امام وکیع، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں کعب بن عجرہ کے پاس بیٹھا تھا تو میں نے اس آیت ففدیۃ طعام الخ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ میرے متعلق نازل ہوئی ہے میرے سر میں اذیت (تکلیف) تھی میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جوئیں میرے چہرے پر بکھری ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں آپ میں یہ کیا تکلیف دیکھ رہا ہوں۔ کیا تیرے پاس بکری نہیں ہے میں نے عرض کی نہیں فرمایا تین روزے رکھ یا چھ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 660 (1785) 2۔ ایضاً (1786) 3۔ صحیح بخاری، باب قول اللہ فمن کان منکم مریضا، جلد 1، صفحہ 244

مساکین کو کھانا کھلا اس طرح کہ ہر مسکین کو نصف صاع کھانا ملے اور اپنے سر کا حلق کروالے۔ پس اس کا نزول خاص میرے لئے ہے اور تمہارے لئے عام ہے(1)۔

امام ترمذی اور ابن جریر نے حضرت کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی اس سے میری ذات ہی مراد تھی۔ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے پوچھا کیا تجھے جوئیں تکلیف دیتی ہیں میں نے کہا ہاں، پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی(2)۔

امام ابن مردویہ اور الواحدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ہم حدیبیہ کے مقام پر اترے تو کعب بن عجرہ آئے جب کہ ان کے چہرے پر سر کی جوئیں بکھری ہوئی تھیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے ان جوؤں نے بہت تنگ کر رکھا ہے پس اس جگہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرما دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا النسك سے مراد بکری ہے اور روزے تین ہیں اور کھانا چھ مساکین میں ایک فرق ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے، فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا سے مراد وہ شخص ہے جس کی مرض شدید ہو۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مریض سے مراد وہ شخص ہے جس کے سر میں کوئی تکلیف یا زخم ہو یا سر میں اذیت ہو۔ اور الاذی سے مراد جوئیں ہیں۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ سے کیا مراد ہے فرماتے ہیں جوئیں اور دوسری تکالیف جو سر میں ہوں(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عجرہ سے پوچھا کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے تکلیف دیتی ہیں انہوں نے عرض کی ہاں۔ فرمایا سر کا حلق کروادے اور فدیہ دے دے، تین دن روزے رکھ یا چھ مساکین کو کھانا کھلا دے یا بکری ذبح کر دے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا روزے تین ہیں۔ صدقہ تین صاع چھ مساکین کو دینے ہیں اور نسک سے مراد بکری ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے یہی روایت فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں جہاں اَوْ، اَوْ استعمال ہوا ہے وہاں اختیار ہے۔ پس جو جو احکام ہیں وہ ترتیب وار ہیں(6)۔

امام ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں جہاں بھی اَوْ، اَوْ استعمال ہوا ہے وہ اختیار ہے۔

1۔ صحیح مسلم، باب جواز حلق الرأس للمحرم، جلد 1، صفحہ 382، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 278
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 274
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 280
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 282
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 284

امام مالک اور ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذافہ بن قیس کو بھیجا اور انہوں نے ایام تشریق میں یہ اعلان کیا کہ یہ ایام کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے لئے ہیں لیکن جس پر ہدی کا بدل روزے ہوں تو وہ ان دنوں میں روزے رکھ سکتا ہے (1)۔

امام دار قطنی نے حضرت زہری بن سعید بن المسیب عن عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قوم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ وہ منی میں طواف کریں۔ پس لوگوں نے ندا دی کہ یہ ایام کھانے، پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے متعلق ہیں۔ پس ان دنوں میں کوئی روزہ نہ رکھے لیکن جس نے ہدی کے بدل کے طور پر روزہ رکھا ہو تو اس کے لئے جائز ہے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حج تمتع کرنے والے کے لئے تین روزے صرف احرام کی حالت میں جائز ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں متمتع روزے نہ رکھے مگر ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں میں۔ ابن ابی شیبہ نے ابن ابی نجیح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجاہد نے فرمایا متمتع اگر چاہے تو ایک روزہ شوال میں اور ایک روزہ ذی العقدہ میں رکھ لے۔

حضرت طاؤس اور عطاء فرماتے ہیں یہ تین روزے صرف ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں رکھے، مجاہد فرماتے ہیں اشہر حج میں یہ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حاجی کے متعہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا مہاجرین اور انصار اور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات نے حجۃ الوداع کے موقع پر احرام باندھا ہوا تھا، ہم نے تلبیہ کہا پھر جب مکہ مکرمہ پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے حج کے احراموں کو عمرہ بنا دو لیکن جنہوں نے ہدی کو قلادہ پہنایا ہے اس کے لئے یہ حکم نہیں۔ پس ہم نے طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی، پھر ہم اپنی عورتوں کے پاس آئے اور ہم نے کپڑے پہن لئے فرمایا جس نے ہدی کو قلادہ پہنایا ہو وہ حلالی نہ ہو گا حتی کہ اس کی ہدی اپنے مقام پر پہنچ جائے پھر ہمیں آٹھویں ذی الحجہ کی شام حج کا احرام باندھنے کا حکم فرمایا جب ہم مناسک حج سے فارغ ہوئے تو ہم نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا، صفا و مروہ کی سعی کی اور ہم اپنی عورتوں کے پاس آئے اور ہم نے اپنے لباس پہن لئے۔ پس ہمارا حج مکمل ہو گیا اور ہم پر ہدی واجب ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَ سَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۔ اور بکری اس میں کفایت کرتی ہے۔ پس ایک سال میں لوگوں نے حج و عمرہ کی دو عبادتیں اکٹھی کیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے نبی مکرم ﷺ کی سنت میں یہ حکم وارد فرمایا اور اہل مکہ کے سوا باقی تمام لوگوں کے لئے عمرہ و

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 301
2۔ سنن الدار قطنی، باب القبلۃ للصائم، جلد 2، صفحہ 187 (35)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 302

حج اکٹھے کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ فرمایا ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ حج کے مہینوں سے مراد شوال ذوالقعدہ اور ذوالحجہ ہیں پس جس نے ان مہینوں میں عمرہ اور حج اکٹھے کئے ان پر دم یا روزے واجب ہیں۔ الرَّفَثُ سے مراد جماع ہے الفسوق سے مراد گناہ ہیں اور الجدال سے مراد جھگڑا ہے(1)۔

امام مالک، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے حج کے مہینوں یعنی شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے مہینوں میں عمرہ کیا وہ متمتع ہے اس پر ہدی واجب ہے یا ہدی نہ ہو تو روزے واجب ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا جس نے شوال یا ذی قعدہ میں عمرہ کیا پھر وہاں ٹھہرا رہا حتی کہ اس نے حج بھی کر لیا تو وہ متمتع ہے اس پر میسر ہدی واجب ہے اور جو ہدی نہ پائے اس پر تین روزے (حج کے دوران) واجب ہیں اور سات روزے جب کہ وہ گھر لوٹ آئے اور جس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا پھر واپس لوٹ آیا تو وہ متمتع نہیں ہے یہ حکم اس لئے ہے جو ٹھہرا رہے اور لوٹ کر نہ آئے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر نے فرمایا جب حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر وہاں ٹھہرا رہے تو وہ متمتع ہے اگر لوٹ آئے تو متمتع نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام جب حج کے مہینوں میں عمرہ کرتے تو اس سال حج نہ کرتے اور نہ ہدی دیتے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا پھر واپس لوٹ آیا پھر اسی سال حج کیا تو وہ متمتع نہیں ہے یہ حکم اس کے لئے ہے جو وہاں عمرہ کرنے کے بعد ٹھہرا رہے اور واپس گھر نہ آئے۔

امام حاکم نے حضرت ابی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ فصیام ثلاثة ايام متتابعات پڑھتے تھے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ کے تحت روایت کیا ہے جب تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آؤ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اس جملہ کے تحت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جب تم اپنے شہروں کی طرف لوٹ آؤ(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب تم اپنے شہروں کی طرف لوٹ آؤ جہاں بھی ہو۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ رخصت ہے اگر چاہے تو راستہ میں رکھ لے چاہے تو گھر آ کر رکھے اور ان سات روزوں کو متفرق نہ رکھے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء اور حضرت حسن رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے عطاء نے کہا اگر چاہے تو راستہ میں رکھے اور حسن نے کہا ہے جب تم اپنے شہر لوٹ آؤ تو رکھو۔

1۔ صحیح بخاری، باب ذلک لمن یکن اهله حاضری المسجد الحرام، جلد 1، صفحہ 14-213
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 305
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 304

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا اگر مکہ میں ٹھہرا ہوا ہے تو وہاں بھی چاہے تو رکھ سکتا ہے۔

امام وکیع اور ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر چاہے تو یہ روزے متفرق رکھے۔

امام ابن جریر نے الحسن رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہدی کا کامل بدل ہیں (1)۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج تمتع فرمایا تھا اور ہدی دی تھی، ہدی آپ ذوالحلیفہ سے ساتھ لے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے پہلے عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا لوگوں نے بھی نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا۔ لوگوں میں سے کچھ وہ تھے جو ہدی ساتھ لے کر آئے تھے اور کچھ ہدی ساتھ لے کر نہیں آئے تھے۔ نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو لوگوں سے فرمایا جو تم میں سے ہدی لے کر آیا ہے وہ حلال نہیں ہو سکتا حتی کہ وہ حج ادا کرے اور جو ہدی ساتھ نہیں لائے وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کریں اور قصر کرا دیں اور حلال ہو جائیں پھر حج کا احرام باندھ لیں اور جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ حج کے دوران تین روزے رکھے اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ جائے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آیت تمتع قرآن حکیم میں نازل ہوئی اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا پھر حج تمتع کو منسوخ کرنے والی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اور نہ رسول اللہ ﷺ نے وصال تک حج تمتع سے منع فرمایا پھر ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا اظہار کیا (3)۔

امام مسلم نے ابونضرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تمتع کا حکم کرتے تھے اور ابن الزبیر اس منع کرتے تھے جب اس کا ذکر جابر بن عبد اللہ کے سامنے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث تو میرے ہاتھوں لوگوں میں پھیلی ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا پھر جب حضرت عمر کھڑے ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے جو چاہتا ہے حلال فرماتا ہے ان چیزوں میں سے جو چاہتا ہے اور قرآن اپنی منازل میں نازل ہوا پس حج اور عمرہ مکمل کرو جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے اور اپنے حج کو اپنے عمرہ سے علیحدہ کرو کیونکہ اس طرح تمہارا حج بھی مکمل ہوگا اور تمہارا عمرہ بھی مکمل ہوگا (4)۔

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بطحاء میں آیا آپ ﷺ نے پوچھا تو نے کس کا احرام باندھا ہے؟ میں نے کہا میں نے نبی کریم ﷺ کے احرام جیسا احرام باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا ہدی ساتھ لائے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا بیت اللہ کا طواف کر اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کر کے حلال ہو جا۔ میں نے بیت اللہ کا طواف کیا صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر میں اپنی قوم کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے مجھے کنگھی کی اور میرے سر کو دھویا میں ابوبکر اور عمر کے زمانہ خلافت میں اسی کے مطابق لوگوں کو فتویٰ دیتا تھا میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 305
2۔ صحیح مسلم، باب وجوب الدم علی التمتع، جلد 1، صفحہ 403
3۔ ایضاً، باب جواز التمتع، جلد 1، صفحہ 403
4۔ صحیح مسلم، باب جواز ادخال الحج علی العمرۃ، جلد 1، صفحہ 393

موسم حج میں کھڑا تھا ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کیا تو نہیں جانتا جو امیر المومنین نے حج کے متعلق نئی بات نکالی ہے۔ میں نے کہا اے لوگو! جن کو ہم نے فتویٰ دیا ہے اسے اس کی تائید کرنی چاہیے۔ یہ امیر المومنین تمہارے پاس آنے والے ہیں پس تم ان کی اقتداء کرو۔ جب حضرت عمر آئے تو میں نے کہا اے امیر المومنین یہ آپ نے حج کے متعلق کیا نئی بات نکالی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا اگر ہم کتاب اللہ پر عمل کریں تو اللہ کا ارشاد ہے اَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔ اور اگر ہم اپنے نبی کی سنت پر عمل کریں تو کوئی شخص حلال نہ ہوتی کہ ہدی ذبح کرلے (1)۔

امام اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور احمد نے حضرت الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے حج تمتع سے منع کرنے کا ارادہ کیا تو ابی بن کعب نے انہیں کہا کہ یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔ اس کے متعلق کتاب اللہ نازل ہو چکی ہے اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا تھا۔ پس عمر اتر آئے (اور اعلان نہ کیا)

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم دیتے تھے۔ حضرت عثمان نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں بات کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا تھا۔ حضرت عثمان نے کہا ہاں لیکن ہم (اس وقت) خوفزدہ ہوتے تھے (2)۔

امام اسحٰق بن راہویہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے حج تمتع کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہمارے لئے جائز تھا تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حج تمتع رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے ساتھ خاص تھا (3)۔

امام مسلم نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے دو متعے ہمارے ساتھ خاص تھے یعنی عورتوں سے متعہ اور متعۃ الحج (4)۔

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے درمیان متعہ کے متعلق اختلاف ہوا جب کہ وہ دونوں عسفان میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم ایسے عمل سے منع کرنا چاہتے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے مسئلہ پر اڑا ہوا دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں (حج اور عمرہ) کا اکٹھا تلبیہ کہا (5)۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو جمرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھے حج تمتع کرنے کا حکم فرمایا میں نے ان سے ہدی کے متعلق پوچھا تو فرمایا اس میں اونٹ یا گائے یا بکری ہے یا بدنہ میں شراکت ہے۔ فرمایا کچھ لوگ اس کو (حج تمتع) ناپسند کرتے تھے پس میں سویا تو میں نے خواب میں

1۔ صحیح مسلم، باب جواز تعلیق الاحرام، جلد 1، صفحہ 401
2۔ ایضاً، باب جواز التمتع، جلد 1، صفحہ 401
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 402
4۔ ایضاً
5۔ صحیح مسلم، باب جواز التمتع، جلد 1، صفحہ 402

دیکھا کہ ایک انسان منادی کررہا ہے حج مبرور اور مقبول حج تمتع ہے۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اپنا خواب سنایا۔ انہوں نے کہا اللہ اکبر (یہ) ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے(1)۔

امام حاکم (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے)، مجاہد اور عطاء رحمہما اللہ کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب لوگوں میں بات پھیل گئی تو ہم حج کرنے کے ارادہ سے نکلے حتی کہ ہمارے حلالی ہونے سے صرف چند راتیں باقی تھیں تو ہمیں حلالی ہونے کا حکم دیا گیا ہم نے کہا کیا ہم میں سے کوئی عرفہ کی طرف جائے گا اور اس کی شرم گاہ سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے خطاب فرمایا۔ کیا اے لوگو! تم مجھے اللہ کے بارے بتاتے ہو اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اگر مجھے اس حکم کا پہلے علم ہوتا تو میں ہدی ساتھ لے کر نہ آتا اور میں بھی حلالی ہو جاتا جس طرح لوگ حلالی ہوئے ہیں۔ پس جس کے پاس ہدی نہ ہو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر کی طرف لوٹ جائے۔ پس جو ہدی پائے وہ اسے نحر کرے۔ پس ہم سات افراد کی طرف سے ایک اونٹ نحر کرتے تھے۔ عطاء فرماتے ہیں ابن عباس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس دن صحابہ کرام میں بکریاں تقسیم فرمائی تھیں، پس حضرت سعد بن ابی وقاص کے حصہ میں بکرا آیا تھا جس کو آپ نے خود ذبح کیا تھا(2)۔

امام مالک نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حج سے پہلے عمرہ کرنا اور ہدی دینا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں ذی الحجہ میں حج کے بعد عمرہ کروں۔

ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے ان قریبی چھ علاقوں کے لوگ ہیں۔ عرفہ، عرنہ، رجیع نخلتان، مرالظہران اور ضجنان۔ مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد اہل حرم ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اہل حرم ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تمام حرم مسجد حرام ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام الازرقی نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا ہے کہ ان سے مسجد حرام کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ تمام حرم ہے۔

امام الازرقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مسجد حرام جس کی بنیاد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی وہ حزورہ سے مسعیٰ تک اور سیل جیاد کے مخرج تک تھی۔

امام الازرقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم اللہ کی کتاب میں پڑھتے ہیں کہ مسجد

1۔ صحیح بخاری، باب فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج، جلد 1، صفحہ 228　　2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 647 (1742)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 307

حرام کی حد الحزورہ سے المسعیٰ تک ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں احصار میں مسجد حرام کے رہنے والوں میں سے کسی کے لئے رخصت نہیں ہے کیونکہ جب کوئی مریض ہو جائے گا تو اسے اٹھا کر لے جائے گا اور وقوف عرفات اور طواف اٹھا کر کرایا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے حاضری المسجد الحرام سے مراد اہل مکہ ہیں ان کے لئے حج تمتع جائز نہیں اور مشعر کے قریب ہونے کی وجہ سے ان پر احصار بھی نہیں ہے۔

امام الازرقی نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا حج تمتع کس کے لئے جائز ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ پس وہ دیہات جو مسجد حرام کے قریب ہیں جن کے رہنے والے حج تمتع نہیں کر سکتے وہ مکہ کے یہ قریبی علاقے ہیں۔ نخلتان، الظہران، عرفہ، ضجنان اور رجیع وہ دیہات جو مسجد حرام کے ضمن میں نہیں ہیں ان کے رہنے والے حج تمتع کر سکتے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو ان کے لئے سفر کی مسافت بنتی ہے اور سفر کی مسافت وہ ہے جس میں نماز قصر کرنی پڑتی ہے مثلاً عسفان، جدہ، رہاط اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے شہر ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ کے علاوہ تمام لوگوں کے لئے حج تمتع کرنا جائز ہے اور اس کی دلیل یہ ارشاد ہے۔ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے تھے اے اہل مکہ حج تمتع تمہارے لئے نہیں ہے یہ اہل آفاق کے لئے حلال کیا گیا ہے اور تم پر حرام کیا گیا ہے تم میں سے کوئی ایک وادی طے کرتا ہے پھر عمرہ کا احرام باندھ لیتا ہے (2)۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کنواری عورت حج میں عمرہ کر سکتی ہے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے اس کو رخصت دی ہے اگر وہ مسجد الحرام کے رہنے والوں سے نہ ہو۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ پر حج تمتع میں ہدی نہیں ہے پھر دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ پر حج تمتع نہیں ہے پھر مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ پر متعہ نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ اور جو مکہ کو وطن بنالے ان کے لئے متعہ یعنی حج تمتع نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ کے علاوہ تمام لوگوں کو حج تمتع کی اجازت ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 307   2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مکہ پر نہ حج تمتع ہے نہ احصار ہے وہ احرام باندھ رکھیں حتی کہ وہ اپنا حج مکمل کرلیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مطرف سے روایت کیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا اور فرمایا اگر لوگوں کو اللہ کے عذاب، اللہ کی سزا اور اللہ کی شدت کا اندازہ ہوتا تو کبھی ان کے آنسو نہ تھمتے اور ان کی آنکھیں کسی چیز سے ٹھنڈی نہ ہوتیں۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ ۙ وَ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۫ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۷﴾

”حج کے چند مہینے ہیں جو معلوم ہیں پس جو نیت کرے ان میں حج کی تو اسے جائز نہیں بے حیائی کی بات اور نہ نافرمانی اور نہ جھگڑا حج کے دنوں میں اور جو تم نیک کام کرو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، اور سفر کا توشہ تیار کرو اور سب سے بہتر توشہ تو پرہیز گاری ہے اور ڈرتے رہو مجھ سے اے عقل مندو!“۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور حضرت ابن مردویہ رضی اللہ عنہ نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (حج کے یہ مہینے ہیں) شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج کے معلوم مہینے ہیں شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ۔

امام خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ کے تحت شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کا ذکر فرمایا۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ سے مراد شوال، ذی تعدہ اور ذی الحجہ ہیں (2)۔

امام شافعی (نے الام میں)، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے کہ انہوں نے حج کے مہینوں کے نام لئے ہوں انہوں نے فرمایا ہاں وہ شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کا نام لیتے تھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما، عطاء اور ضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

1۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 351، مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض　2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 791 (334) مطبوعہ دار الصمیعی

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 311

امام وکیع، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کئی طرق کے ذریعے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا حج کے مہینے شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں (1)۔

امام وکیع، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ سے مراد شوال، ذی القعدہ اور ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی اور بیہقی نے متعدد طرق کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ سے مراد شوال ہے، ذی قعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ حج صرف انہیں میں فرض ہے (3)۔

امام ابن المنذر، دارقطنی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ سے مراد شوال، ذی القعدہ اور دس راتیں ذی الحجہ کی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات حسن، محمد اور ابراہیم رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اشہر حج میں عمرہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حج معلوم مہینے ہیں ان میں عمرہ نہیں ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کسی عالم کو شک نہیں کہ حج کے مہینوں کے علاوہ میں عمرہ کرنا، حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے سے افضل ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے حج اور اپنے عمرہ کو علیحدہ علیحدہ کرو حج، اشہر حج میں کرو اور عمرہ اشہر حج کے علاوہ میں کرو اس طرح تمہارا حج اور تمہارا عمرہ مکمل ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں القاسم سے حج کے مہینوں میں عمرہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا لوگ اس عمل کو مکمل تصور نہیں کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ کے تحت فرمایا کہ جس نے ان مہینوں میں حج کا احرام باندھ لیا (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرض کرنے والا عمل احرام ہے (7)۔ ابن ابی شیبہ نے الضحاک سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ احرام سے حج فرض ہو جاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 2، صفحہ 311 | 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 310 | 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 313 | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 315
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب بیان اشہر الحج، جلد 4، صفحہ 342، مطبوعہ دارالفکر بیروت

امام ابن المنذر، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حج کو فرض احرام کرتا ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فرض احرام باندھنے سے حج ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ احرام باندھنا حج کا فریضہ ہے۔

امام ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا اس پر یہ چیزیں فرض ہو گئیں (1)۔

امام شافعی نے الام میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کسی کے لئے حج کا احرام باندھنا مناسب نہیں مگر حج کے مہینوں میں کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن خزیمہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں باندھا جائے گا کیونکہ حج میں سنت حج کے مہینوں میں حج کا احرام باندھنا ہے (3)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ حج کا احرام باندھے مگر حج کے مہینوں میں۔

امام الشافعی (نے الام میں)، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے موقوفاً اسی طرح نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس شخص کو فرمایا جس نے حج کا احرام حج کے مہینوں کے علاوہ کسی مہینہ میں باندھا تھا، اس کو عمرہ بنالے کیونکہ تیرا حج نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ۚ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو ان مہینوں میں حج فرض کرلے تو اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ حج کا تلبیہ کہے پھر اپنی زمین پر ٹھہرا رہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تلبیہ اور احرام سے حج فرض ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تلبیہ سے حج فرض ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تلبیہ سے حج فرض ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء اور ابراہیم رحمہما اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے خلاد بن السائب عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل امین آیا اور مجھے حکم دیا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ کے وقت اپنی آوازوں کو بلند کیا کریں کیونکہ یہ حج کا شعار ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن خزیمہ، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت زید بن خالد الجہنی سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 315
2۔ کتاب الام، باب الوقت الذی یجوز فیہ الحج والعمرہ، جلد 2، صفحہ 155
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 616 (1642)
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 619 (1652)

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس جبریل امین آیا اور کہا کہ اپنے صحابہ کو حکم دو کہ وہ تلبیہ کے ساتھ اپنی آوازوں کو بلند کریں کیونکہ یہ حج کا شعار ہے(1)۔ ابن ابی شیبہ نے ابن الزبیر سے روایت کیا ہے کہ تلبیہ حج کی زینت ہے۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور خون بہانا(2)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کوئی تلبیہ کہنے والا تلبیہ نہیں کہتا مگر اس کے دائیں بائیں پتھر یا درخت یا مٹی کے ڈھیلے جو بھی ہوتے ہیں سب تلبیہ کہتے ہیں حتی کہ دائیں، بائیں سے سلسلہ زمین ختم ہو جاتا ہے (یعنی زمین کی انتہاء تک پتھر اور شجر تلبیہ کہتے جاتے ہیں)(3)

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو محرم اللہ کے لئے قربانی دیتا ہے اور تلبیہ کہتا ہے حتی کہ سورج غروب ہو جاتا ہے تو سورج اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوتا ہے۔ پس وہ لوٹتا ہے جیسے اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا تو اس پر کوئی گناہ نہیں تھا(4)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ کا تلبیہ یہ تھا۔ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ۔ ابن عمر اس میں لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ کے الفاظ کا اضافہ کرتے تھے(5)۔

بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کو سواری نے گرا کر اس کی گردن توڑ دی جب کہ وہ محرم تھا وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور اس کو اس کے کپڑوں میں ہی کفن دو اور اس کے سر کو اور چہرے کو نہ ڈھانپو کیونکہ یہ قیامت کے روز تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا(6)۔

امام امام شافعی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کبھی اپنے تلبیہ میں حج اور عمرہ کا نام نہیں لیا(7)۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے تلبیہ میں سے یہ بھی تھا لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْخَلْقِ لَبَّيْكَ۔(8)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 619(1653)
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 427، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 425
4۔ ایضاً، جلد 3۔ صفحہ 427
5۔ سنن نسائی، باب کیفیۃ التلبیۃ، جلد 5، صفحہ 160 مطبوعہ دار الریان للتراث بیروت
6۔ صحیح مسلم، باب ما یفعل بالمحرم اذا مات، جلد 1، صفحہ 384 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
7۔ کتاب الام، باب ہل یسمی الحج او العمرۃ عند الاہلال او یکفی النیۃ منھا، جلد 2، صفحہ 155، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
8۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 618(1650)

امام شافعی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بھتیجے سے سنا کہ وہ تلبیہ کہہ رہا تھا یَا ذَاالْمَعَارِجِ، سعد نے فرمایا اِنَّہٗ لَذُوالْمَعَارِجِ (وہ صاحب معارج ہے) لیکن ہم اس طرح عہد رسالت میں تلبیہ نہیں کہتے تھے (1)۔

امام شافعی نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب تلبیہ سے فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت کا سوال کرتے۔ اور اس کی رحمت کے واسطہ سے آگ سے پناہ مانگتے (2)۔

امام شافعی نے حضرت محمد بن المنکدر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کثرت سے تلبیہ کہتے تھے (3)۔

فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ ۙ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ؕ

امام طبرانی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الرفث سے مراد عورتوں کے ساتھ اشارۃً جماع کی باتیں کرنا اور فحش گوئی ہے اور الفسوق سے مراد تمام گناہ ہیں، جدال سے مراد اپنے ساتھی سے جھگڑنا ہے (4)۔

امام ابن مردویہ اور اصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا رفث سے مراد جماع ہے اور ولا فسوق سے تمام گناہوں اور جھوٹ سے منع کرنا ہے۔

امام وکیع، سفیان بن عیینہ، الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابویعلی، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ الرفث سے مراد جماع ہے، فسوق سے مراد گناہ، جدال سے مراد جھگڑا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ تیرا اپنے بھائی سے جھگڑا کرنا حتیٰ کہ وہ تجھ پر غصے ہو یا تو اس پر غصے ہو (5)۔

ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رفث سے مراد عورتوں سے مجامعت اور ان کو بوسہ دینا اور چھونا ہے اور ان پر فحش کلام کرنا ہے، فسوق سے مراد اللہ کی نافرمانی کے تمام کام ہیں اور جدال سے مراد جھگڑا ہے (6)۔

امام سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عباس سے فَلَا رَفَثَ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا الرَّفَثُ سے مراد وہ رفث نہیں ہے جو اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ (البقرہ: 187) کی آیت میں ہے اس سے مراد جماع ہے اور یہاں الرَّفَثُ سے مراد فحش کلامی اور اشارۃً جماع کا ذکر کرنا ہے (7)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ چل رہا تھا جب کہ وہ احرام باندھے ہوئے تھے وہ اونٹوں کے متعلق رجز پڑھ رہے تھے۔

1۔ کتاب الام، باب کیفیۃ التلبیۃ، جلد 2، صفحہ 156
2۔ کتاب الام، باب ما یستحب من القول فی اثر التلبیۃ، جلد 2، صفحہ 157
3۔ ایضاً، باب التلبیۃ فی کل حال، جلد 2، صفحہ 157
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 22 (10914) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم بیروت
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 799 (339)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 319
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 318

وَهُنَّ يَمْشِيْنَ بِنَا هَمِيْسًا إِنْ تَصْدُقِ الطَّيْرُ نَنِكْ لَمِيْسَا

میں نے کہا تم احرام کی حالت میں رفث کا ارتکاب کر رہے ہو انہوں نے فرمایا الرفث سے مراد ایسی باتیں ہیں جن میں عورتوں کا ذکر ہو(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں رفث سے مراد جماع، فسوق سے مراد گناہ، جدال سے مراد گالی دینا اور جھگڑا کرنا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رفث سے مراد عورتوں سے جماع ہے اور فسوق سے مراد گالی دینا اور جدال سے مراد جھگڑنا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں رفث سے مراد عورتوں کا ذکر کرنا ہے اور مردوں اور عورتوں کا جماع کرنے کی باتیں کرنا ہے جب کہ وہ جماع کا زبانی ذکر کریں۔ فسوق سے مراد حرم میں گناہوں اور نافرمانیوں کا ارتکاب کرنا ہے۔ جدال سے مراد گالی دینا ہے اور جھگڑا کرنا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن عمر حدی خوان کو کہتے کہ عورتوں کا ذکر نہ کرے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر فرماتے تھے عورتوں سے بچو کیونکہ فحش کلامی رفث ہے طاؤس نے فرمایا میں نے یہ بات ابن عباس سے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا ابن الزبیر نے سچ کہا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ محرم کے لئے الاعراب مکروہ ہے۔ ان سے پوچھا گیا الاعراب کیا ہے فرمایا محرم کہے کہ اگر میں حلالی ہوتا تو تیرے ساتھ جماع کرتا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ رَفَثَ سے مراد عورتوں کا ذکر کرنا ہے، جِدَال سے مراد تیرا اپنے ساتھی سے جھگڑنا ہے حتی کہ وہ تجھ سے ناراض ہو جائے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور الشیرازی نے الالقاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں رَفَثَ سے مراد جماع نافرمانی کرنا اور ساتھیوں کو برے القاب سے یاد کرنا ہے مثلاً تو اپنے بھائی کو کہے اے ظالم، اے فاسق اور جدال یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے جھگڑے حتی کہ وہ تجھ سے ناراض ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ رَفَثَ سے مراد جماع ہے، فُسُوْقَ سے مراد معاصی ہیں اور جِدَال سے مراد جھگڑا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ضحاک اور حضرت عطاء رحمہم اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رَفَثَ کا معنی عورتوں کے پاس آنا، فُسُوْقَ گالی دینا، جِدَال، جھگڑنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے رَفَثَ کا معنی جماع کرنا، فُسُوْقَ کا معنی گالی دینا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 318 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3۔ صفحہ 803(344)

جِدَالَ کا معنی حج میں اختلاف کرنا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے رفث کا معنی جماع، فسوق کا معنی گالی دینا اور جدال کا معنی جھگڑا روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ قریش جب منیٰ میں جمع ہوتے تو کہتے ہمارا حج تمہارے حج سے زیادہ مکمل ہے، دوسرے کہتے ہمارا حج تمہارے حج سے زیادہ مکمل ہے تو اس آیت میں اس جھگڑے سے منع کیا گیا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ مختلف مواقف میں ٹھہرتے تھے اور آپس میں جھگڑتے تھے ہر ایک یہ دعویٰ کرتا کہ اس کا موقف، موقف ابراہیم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مناسک حج بتائے تو اس جھگڑے کو ختم کر دیا۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ کا مطلب یہ ہے کہ حج کا وقت معلوم ہے۔ اب حج میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے، پہلے لوگ دو سال ذی الحجہ میں حج کرتے اور دو سال محرم میں حج کرتے پھر لوگوں نے ابو یمامہ کی تاخیر کی وجہ سے صفر میں حج کیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج سے پہلے صدیق اکبر کا حج ذی قعدہ میں واقع ہوا۔ پھر آئندہ سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی الحجہ میں حج کیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا زمانہ اپنی ہیئت پر گھوم آیا ہے جس ہیئت پر اللہ نے اسے آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے دن بنایا تھا(2)۔

امام سفیان بن عیینہ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ یعنی حج ذی الحجہ میں ہو گیا ہے۔ اب کوئی مہینہ مؤخر نہیں ہو گا۔

امام سفیان، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اس گھر کا حج کیا اور اس میں فحش کلامی اور گناہ نہ کیا تو وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اس دن گناہوں سے پاک تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسوق ہے، اس کو قتل کرنا کفر ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا حج پورا کیا جب کہ اس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہے تو اس کے پہلے سارے گناہ معاف ہو گئے۔

امام ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی بارگاہ میں جہاد فی سبیل اللہ اور رفث، فسق اور جدال سے پاک حج سے محبوب کوئی عمل نہیں ہے(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 330 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 332 3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 409 (2889)

4۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 58، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی 5۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 10 صفحہ 401

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین وآسمان کے درمیان جہاد فی سبیل اللہ کے بعد مقبول حج سے افضل کوئی عمل نہیں جس میں فحش کلامی، فسق اور جھگڑا نہ ہو۔

امام حاکم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے، فرماتی ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کی غرض سے نکلے۔ بار برداری والا جانور ابوبکر کے غلام کے ساتھ تھا۔ ہم بیٹھ کر ایک جگہ انتظار کرنے لگے تاکہ وہ سواری پہنچ جائے۔ غلام پیدل چل کر آرہا تھا اور اس کے ساتھ اونٹ نہ تھا۔ ابوبکر نے پوچھا اونٹ کہاں ہے اس نے کہا آج رات وہ گم ہوگیا ہے، ابوبکر اسے مارنے لگے اور کہا ایک اونٹ تھا وہ بھی تو نے گم کر دیا، تو انسان ہے؟ لیکن یہ سارا منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ مسکرا رہے تھے اور فرمایا اس محرم کی طرف دیکھو کیا کر رہا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں محرم نہ شیشہ دیکھے اور نہ کسی کے لئے بددعا کرے اگرچہ وہ اس پر ظلم بھی کرے۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۡ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

امام عبد بن حمید، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن المنذر، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل یمن حج کرتے تھے تو زادراہ ساتھ نہ لے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم توکل کرنے والے ہیں پھر وہ یہاں آکر لوگوں سے سوال کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ ارشاد نازل فرمادیا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ اپنے گھروں سے نکلتے تھے تو ان کے ساتھ زادراہ نہیں ہوتا تھا۔ وہ کہتے تھے ہم اللہ کے گھر کا حج کریں گے، (کیا) وہ ہمیں کھانا نہیں کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمادیا کہ (زادراہ ساتھ لو اور بہتر زاد تقویٰ ہے) جو تمہیں لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچائے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ جب احرام باندھتے تھے اور ان کے ساتھ زادسفر ہوتا تو اسے پھینک دیتے اور نیا زادراہ حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرما کر انہیں منع فرمادیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ کیک، آٹا اور ستو ساتھ لے لیا کرو(4)۔

امام طبرانی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ خرچ میں ایک دوسرے پر بھروسا کرتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ زادراہ ساتھ لیا کریں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بدو لوگ بغیر زادراہ کے حج کو آتے تھے اور کہتے تھے ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی(5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اہل یمن کے کچھ لوگ حج کرتے تھے اور زادراہ ساتھ نہیں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 623(1667)
2۔ صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالیٰ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی، جلد 1، صفحہ 206
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 338
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 336
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 337

لاتے تھے، پس اللہ نے انہیں خرچ ساتھ لانے کا حکم دیا اور بتایا کہ بہتر زاد تقویٰ ہے۔

امام سفیان بن عیینہ اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لوگ ایام حج میں بغیر زادراہ کے مکہ مکرمہ میں آتے تھے۔ اللہ نے انہیں زادراہ ساتھ لانے کا حکم دیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زادراہ سے مراد ستو، آٹا اور کیک (وغیرہ) ہیں۔

امام وکیع اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے الخشکنا تج اور ستو روایت کیا ہے۔

امام سفیان بن عیینہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کیک اور زیتون کا تیل روایت کیا ہے۔

امام وکیع، سفیان بن عیینہ، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید نے شعبی سے روایت کیا ہے وَتَزَوَّدُوْا فرمایا کھانا، کھجور اور ستو ساتھ لے جائے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَتَزَوَّدُوْا تو ایک فقیر مسلمان کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم تو زادراہ پاتے ہی نہیں کہ ہم ساتھ لے جائیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اتنا زادراہ ساتھ لے جاؤ جو تجھے لوگوں سے سوال کرنے سے بچالے اور بہتر زادراہ تقویٰ ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں سفیان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ کی قرأت میں تَزَوَّدُوْا التَّقْوٰی ہے۔

امام طبرانی نے حضرت جریر بن عبداللہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو دنیا میں زادراہ ساتھ لے گا وہ اسے آخرت میں نفع دے گا(1)۔

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بندے اللہ کے بندے ہیں اور شہر اللہ کے شہر ہیں۔ پس جہاں بھی تو خیر کو پائے وہاں ٹھہر جا اور اللہ سے ڈر۔

امام احمد، بغوی (معجم میں) بیہقی نے سنن میں اور اصبہانی نے ایک دیہاتی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور مجھے ان احکامات کی تعلیم دینے لگے جو اللہ نے آپ کو سکھائے تھے ان میں سے جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ تو اللہ کے ڈر کی وجہ سے جو چھوڑے گا اللہ تعالیٰ تجھے اس سے بہتر عطا فرمائے گا۔

امام احمد، بخاری (نے الادب میں)، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم، بیہقی نے شعب الایمان میں اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سی چیز لوگوں کو زیادہ جنت میں داخل کرنے والی ہے، فرمایا اللہ کا خوف اور حسن اخلاق۔ پوچھا گیا کون سی چیز لوگوں کو زیادہ دوزخ میں داخل کرنے والی ہے؟ فرمایا الاجوفان یعنی منہ اور فرج (شرم گاہ)(2)

ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں بنی سلط کے ایک شخص سے روایت کیا ہے کہتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا جب کہ آپ یہ کہہ رہے تھے مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ اس کو رسوا کرتا ہے اور نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور تقویٰ ادھر ہے

1۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 305 (2271) 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 360 (7919)

تقویٰ ادھر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔

امام الاصبہانی نے حضرت قتادہ بن عیاش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میری قوم پر مقرر فرمایا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع کہہ کر آنے لگا تو فرمایا اللہ تعالیٰ تقویٰ کو تیرا زادراہ بنائے اور تیرے گناہ بخش دے اور تجھے خیر کی طرف متوجہ کرے تو جہاں بھی ہو۔

امام ترمذی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ مجھے زادراہ عطا فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا زادراہ عطا فرمائے۔ اس نے عرض کی کچھ اضافہ فرمائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمائے۔ اس نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کچھ مزید کرم فرمائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے لئے نیکی کو آسان فرمائے تو جہاں بھی ہو(1)۔

امام ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جو سفر کا ارادہ رکھتا تھا، اس نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمایئے۔ فرمایا میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور ہر بلندی پر چڑھتے وقت تکبیر کہنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جب وہ چلا گیا تو فرمایا اے اللہ اس کے لئے زمین کو سمیٹ دے اور اس پر سفر آسان فرما(2)۔

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا سچائی امانت ہے، جھوٹ خیانت ہے، سب سے بڑی ذہانت تقویٰ ہے اور سب سے بڑی نادانی فجور ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التقویٰ میں حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہوں نے اپنے بیٹے عبد اللہ کو لکھا کہ حمد وصلوٰۃ کے بعد میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو اس سے ڈرا اس نے اسے پورا پورا اجر عطا فرمایا اور جس نے اس کو قرض دیا اس کو اس نے جزا دی جس نے اس کا شکر ادا کیا اس نے اس کو زیادہ دیا اور تقویٰ کو ہمیشہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ اور اپنی دل کی اسے چمک بنا اور یہ جان لے کہ جس کی کوئی نیت نہیں اس کا کوئی عمل نہیں جس کی کوئی نیکی نہیں اس کا کوئی اجر نہیں اور جس کے پاس نرمی نہیں اس کے لئے مال نہیں اور جس کا اخلاق نہیں اس کے لئے کوئی جدید (دوست) نہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حسن سے پوچھا قرآن کی زینت کیا ہے فرمایا تقویٰ۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ تورات میں ہے اے ابن آدم اللہ سے ڈر اور سو جا جہاں بھی تو ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایمان برہنہ ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے، اس کی زینت حیاء ہے اور اس کا مال عفت ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 107 (2477) 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 108 (2488)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت داؤد بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ جو چیز بندے کو اللہ کے سامنے قائم رکھے گی وہ تقویٰ ہے پھر اس کے پیچھے ورع ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے معاویہ کو لکھا حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ سے ڈر۔ جب تو اللہ سے ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ لوگوں سے تیری کفایت فرمائے گا اور جب تو لوگوں سے ڈرے گا تو یہ لوگ تجھے اللہ کی طرف سے کچھ فائدہ نہ دیں گے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوحازم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چودہ دشمن میری تاڑ میں ہیں ان میں سے چار یہ ہیں: شیطان مجھے گمراہ کرے گا، مومن مجھ سے حسد کرے گا، کافر مجھے قتل کرے گا، منافق مجھ سے بغض رکھے گا۔ اور ان میں سے دس یہ ہیں: بھوک، پیاس، گرمی، سردی، برہنہ ہونا، بڑھاپا، مرض، فقر، موت اور آگ۔ میں ان سے بچاؤ کی طاقت نہیں رکھتا مگر مکمل ہتھیار سے اور تقویٰ سے افضل کوئی ہتھیار نہیں ہے۔

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سلیمان بن داؤد نے فرمایا مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو لوگوں کو عطا کیا گیا اور وہ بھی ہمیں عطا کیا گیا جو لوگوں کو عطا نہیں کیا گیا اور ہم نے وہ بھی جان لیا جو لوگ جانتے ہیں اور وہ بھی جو لوگ نہیں جانتے ہیں اور ہم نے خفیہ اور اعلانیہ حالت میں تقویٰ اور رضا وغضب کی حالت میں عدل اور غنا وفقر میں میانہ روی سے افضل کوئی چیز نہیں دیکھی۔

امام الاصبہانی نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں اگرچہ اسے ناپسند بھی کرتے ہیں۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۱۹۸﴾

''نہیں ہے تم پر کوئی حرج (اگر حج کے ساتھ ساتھ) تم تلاش کرو اپنے رب کا فضل (رزق) پھر جب واپس آؤ عرفات سے تو ذکر کرو اللہ کا مشعر حرام (مزدلفہ) کے پاس اور ذکر کرو اس کا جس طرح اس نے تمہیں سکھایا اور اگرچہ تم اس سے پہلے گمراہوں میں سے تھے''۔

امام سفیان، سعید بن منصور، بخاری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز زمانۂ جاہلیت کی منڈیاں اور بازار تھے، پس لوگ حج کے موسم میں تجارت کرنے سے ہچکچانے لگے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ موسم حج میں تجارت

کرنے میں کوئی گناہ نہیں (1)۔

امام وکیع، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد اور ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ موسم حج میں بیع وتجارت سے اجتناب کرتے تھے اور کہتے تھے یہ اللہ کے ذکر کے دن ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابوداؤد، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے عبید بن عمیر عن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ پہلے لوگ موسم حج میں منی، عرفہ اور ذوالمجاز کے بازار میں بیع وشراء کرتے تھے پھر احرام کی حالت میں بیع کرنے سے ڈرنے لگے اس وقت اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ، عبید بن عمیر فرماتے ہیں کہ وہ المصحف میں یہ پڑھتے تھے (3)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ التیمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عمر سے پوچھا ہم لوگ کرائے دیتے ہیں، کیا ہمارا حج ہے۔ عبداللہ بن عمر نے فرمایا کیا تم لوگ طواف نہیں کرتے، صفا ومروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے، عرفات نہیں جاتے، رمی جمار نہیں کرتے، سر نہیں منڈاتے، میں نے کہا کیوں نہیں (ہم یہ سب کام کرتے ہیں)۔ ابن عمر نے فرمایا ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بالکل یہی سوال کیا جو تو نے مجھ سے کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کوئی جواب نہ دیا حتی کہ جبریل یہ آیت لے کر آئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر یہ آیت سنائی اور فرمایا تم حجاج ہو (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کو اس طرح پڑھا ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ (5)۔

وکیع، ابوعبید، ابن ابی شیبہ، بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی اس آیت میں فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ کے الفاظ پڑھتے تھے (6)۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت اس طرح نازل ہوئی لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ اور ابن مسعود کی قرأت میں تھا فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ فَابْتَغُوْا حِيْنَئِذٍ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ کا مطلب یہ ہے کہ احرام سے پہلے اور احرام کے بعد خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ ایام حج میں خرید وفروخت سے اجتناب کرتے تھے پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام ابوداؤد نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کو پڑھا پھر فرمایا لوگ منی میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 341 — 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 343 — 3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 618 (1648)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 341 — 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 342 — 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 341

تجارت کرنے سے اجتناب کرتے تھے۔ پس انہیں حکم دیا گیا کہ جب عرفات سے واپس آئیں تو تجارت کریں۔

امام سفیان بن عیینہ اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس آیت سے یہ ثابت ہے کہ دنیا میں تجارت ہے اور آخرت میں اجر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ گیارہویں کی رات کو لیلتہ الصدر کہتے تھے اور لوگ کسی توڑ پھوڑ، گم شدہ چیز اور اپنی حاجت میں سے کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے اور نہ اس رات میں تجارت کرتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لئے اپنی ضروریات زندگی کی طرف متوجہ ہونے کو حلال قرار دیا اور فضل الٰہی کو تلاش کرنے کو مباح قرار دیا۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ

امام وکیع، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرفات کو یہ نام اس لئے دیا جاتا ہے کیونکہ جبریل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا یہ فلاں جگہ ہے، یہ فلاں جگہ ہے تو حضرت ابراہیم کہتے **عَرَفْتُ عَرَفْتُ**، اسی وجہ سے اس کا نام عرفات پڑ گیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے عرفات کے اس نام کی وجہ یہ تھی کہ جب ابراہیم کو مناسک حج دکھائے گئے تو آپ سے کہا گیا عرفت۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے مقام پر خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی پھر فرمایا امابعد۔ آپ جب بھی خطبہ دیتے تو فرماتے امابعد۔ آج کا دن حج اکبر ہے، خبردار مشرک اور بت پرست یہاں سے سورج غروب ہونے سے پہلے چلتے تھے جب سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایسے ہوتا ہے جیسے مردوں کے عمامے ان کے چہروں میں اور ہم سورج کے غروب ہونے کے بعد جائیں گے۔ وہ مشعر حرام (مزدلفہ) سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد جاتے تھے جب سورج پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایسا لگتا گویا مردوں کے عمامے ان کے چہروں میں ہیں اور ہم اہل شرک کی مخالف کرتے ہوئے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے جائیں گے، ہمیں ہدایت دی گئی ہے(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عرفات سے صبح سے پہلے لوٹا اس کا حج مکمل ہوا اور جس سے یہ فوت ہوا اس کا حج فوت ہوا۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انسان جب تک حلالی ہو بیت اللہ کا طواف کرتا رہے حتی کہ حج کا احرام باندھ لے پھر جب عرفہ کی طرف سوار ہو جائے تو جس کو اونٹ، گائے یا بکری جو میسر ہو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 346 2۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 601(6229)

ساتھ لے، اگر میسر نہ ہو تو تین روزے حج کے دوران رکھے اور یہ نویں ذی الحجہ سے پہلے رکھے، اگر تیسرا روزہ نویں ذی الحجہ کا ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر وہ چل کر عرفات میں ٹھہرے نماز عصر سے رات کی تاریکی چھا جانے تک پھر عرفات سے چل پڑے اور مزدلفہ پہنچ جائے جہاں جا کر رات گزاریں پھر کثرت سے اللہ کا ذکر، تسبیح وتہلیل کریں یہ صبح ہونے تک کرتے رہیں، پھر یہاں سے چل پڑیں کیونکہ لوگ یہاں سے چل پڑتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ثُمَّ اَفِیۡضُوۡا مِنۡ حَیۡثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسۡتَغۡفِرُوا اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ حتی کہ جمروں پر کنکریاں ماریں۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرفہ کی حد بلند پہاڑ سے لے کر جو بطن عرنہ پر، عرفہ کے پہاڑوں تک ہے یعنی ملتقی وصیق اور وادی عرفہ۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام عرفات موقف ہے اور تمام منی منحر (ذبح کرنے کی جگہ) ہے اور تمام مزدلفہ موقف ہے اور مکہ کا ہر راستہ، راستہ اور منحر ہے (1)۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں جانور نحر کیا ہے اور منی تمام نحر کی جگہ ہے پس اپنی اپنی جگہ نحر کر دو اور میں نے یہاں وقوف کیا اور عرفہ تمام موقف ہے اور میں نے یہاں وقوف کیا اور مزدلفہ سارا موقف ہے (2)۔

امام احمد نے جبیر بن مطعم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمام عرفات موقف ہے اور وادی عرنہ سے دور رہو اور تمام مزدلفہ موقف ہیں اور وادی محسر سے دور رہو اور مکہ کا ہر راستہ منحر ہے اور تمام ایام تشریق ذبح کرنے کا وقت ہیں (3)۔

امام ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے اور الفاظ بھی ان کے ہیں) اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ عرفہ میں ٹھہرے تو فرمایا یہ عرفہ موقف ہے اور عرفہ تمام موقف ہے۔ پھر جب سورج غروب ہو گیا تو چل پڑے اور حضرت اسامہ آپ کے پیچھے تھے اور وہ اپنے ہاتھ سے آہستگی کا اشارہ کر رہے تھے۔ لوگ دائیں بائیں دوڑ رہے تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہو کو فرماتے لوگو! سکون کو لازم پکڑو۔ پھر آپ ﷺ مزدلفہ پہنچے، دو نمازیں (مغرب اور عشاء) اکٹھی پڑھائیں۔ جب صبح ہوئی تو آپ جبل قزح پر تشریف لائے۔ اس کے اوپر ٹھہرے اور ارشاد فرمایا یہ جبل قزح ہے، یہ موقف ہے اور مزدلفہ سارا موقف ہے۔ پھر آپ چلے حتی کہ وادی محسر تک پہنچے۔ آپ نے سواری کو تیز چلایا حتی کہ اس وادی کو تیزی سے عبور کر گئے۔ پھر آپ ٹھہرے، اس وقت آپ کی سواری پر پیچھے حضرت الفضل تھے۔ پھر آپ جمرہ پر آئے، اس پر کنکریاں ماریں، پھر آپ منحر میں آئے، وہاں فرمایا یہ منحر (ذبح کی جگہ) ہے اور منی تمام منحر ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) حضرت یزید بن شیبان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمارے پاس ابن مربع الانصاری آئے جب کہ ہم

1۔ سنن ابن ماجہ، باب الذبح، جلد 3، صفحہ 489 (3048)
2۔ صحیح مسلم، باب حجۃ النبی ﷺ، جلد 1، صفحہ 400
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 89
4۔ سنن ابن ماجہ، باب الموقف بعرفات، جلد 3، صفحہ 470 (3010)

موقف میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا پیغام رساں بن کر آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اپنے مشاعر پر ہو جاؤ کیونکہ تم حضرت ابراہیم کی وراثت پر ہو(1)۔

امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفہ سے چلے تو آپ پر سکون اور وقار کی کیفیت تھی اور آپ کے پیچھے سواری پر حضرت اسامہ سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! تم پر وقار اور سکون ہونا چاہیے کیونکہ نیکی گھوڑے اور اونٹ دوڑانے میں نہیں ہے۔ فرماتے ہیں میں نے ہاتھ اٹھائے ہوئے نہیں دیکھا حتی کہ آپ مزدلفہ پہنچے پھر آپ نے اپنے پیچھے الفضل بن عباس کو بٹھایا اور فرمایا اے لوگو! نیکی گھوڑوں اور اونٹوں کو تیز چلانے میں نہیں ہے، سکون اختیار کرو۔ فرماتے ہیں میں نے ہاتھ بلند کرتے نہیں دیکھا حتی کہ آپ منی میں پہنچ گئے(2)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عرفہ سے چلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیچھے سے اونٹوں کے مارنے اور جھڑکنے کا شور سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کوڑے کے ساتھ لوگوں کی طرف اشارہ فرمایا اور ارشاد فرمایا اے لوگو! سکون کو لازم پکڑو کیونکہ نیکی تیز چلنے میں نہیں ہے(3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔ فرماتے ہیں تیز چلنے کا آغاز دیہاتیوں کی طرف سے ہوا تھا، وہ لوگوں کے ہجوم کے کناروں پر ٹھہرتے تھے اور انہوں نے اپنے کوڑے اور لاٹھیاں لٹکائی ہوئی ہوتی تھیں۔ جب لوگ چلتے تو وہ اپنی لاٹھیاں کھٹکھٹاتے پس لوگ بھاگ پڑتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کی اونٹنی کے پاؤں کا درمیانی حصہ زمین پر نہیں لگتا تھا اور آپ فرما رہے تھے اے لوگو سکون سے چلو(4)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عرفہ سے چلے تو کیسے چلتے تھے (فرماتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات سے انہیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا اور آپ کی چال معتدل تھی لیکن جب راستہ کشادہ پاتے تو تیز چلاتے(5)۔

امام ابن خزیمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرے رہے حتی کہ سورج غروب ہو گیا پھر آپ نے تکبیر و تہلیل، اللہ کی عظمت و بڑائی بیان کی اور چلتے رہے حتی کہ مزدلفہ پہنچ گئے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرفات سے چلے تو یہ کہہ رہے تھے

اِلَيْكَ تَعْدُوْ قَلِقاً وَضِيْنُهَا مُخَالِفاً دِيْنَ النَّصَارٰى دِيْنُهَا

امام شافعی نے الام میں اور عبد الرزاق نے المصنف میں اور سعید بن منصور نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے

1۔ سنن ابن ماجہ، باب الموقف عرفات، جلد 3، صفحہ 471 (3011)

2۔ سنن ابوداؤد، باب الدفعۃ من عرفۃ، جلد 2، صفحہ 134، مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض

3۔ صحیح بخاری، باب امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالسکینۃ عند الافاضۃ، جلد 1، صفحہ 226

4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 637 (1710)

5۔ صحیح مسلم، باب الافاضۃ من عرفات الی المزدلفۃ، جلد 1، صفحہ 417

روایت کیا ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب عرفہ سے چلے تو یہ کہہ رہے تھے۔

اِلَیْکَ تَعْدُوْ قَلِقاً وَضِیْنُھَا　　مُخَالِفاً دِیْنَ النَّصَارٰی دِیْنُھَا

امام عبدالرزاق نے حضرت عبدالمالک بن ابی بکر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام، ابوسلمہ بن سفیان رحمہم اللہ کو بطن عرفہ کی ایک طرف ٹھہرے ہوئے دیکھا اور میں بھی ان کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا جب امام یہاں سے چلا تو ان دونوں حضرات نے کہا

اِلَیْکَ تَعْدُوْ قَلِقاً وَضِیْنُھَا　　مُخَالِفاً دِیْنَ النَّصَارٰی دِیْنُھَا

وہ یہ الفاظ کثرت سے کہتے تھے، وہ کہتے ہیں انہوں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ سے جاتے ہوئے یہ کہتے تھے۔

امام بخاری، مسلم، نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اسامہ بن زید رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا۔ جب آپ عرفہ سے مزدلفہ جا رہے تھے پھر مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جاتے ہوئے الفضل بن عباس کو بٹھایا تھا وہ دونوں کہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ تلبیہ کہتے رہتے تھے حتیٰ کہ جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارتے (1)۔

امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ عرفہ سے چلے تھے تو وہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھے۔ جب گھاٹی میں پہنچے تو آپ ﷺ نے سواری کو بٹھا دیا اور حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو میں نے لوٹا پیش کیا آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ پھر آپ سوار ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ مزدلفہ پہنچ گئے۔ یہاں مغرب وعشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھیں (2)۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازوں کو جمع فرمایا اور ایک اقامت کے ساتھ مغرب کی تین رکعتیں اور عشاء کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ

امام وکیع، سفیان، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، الازرقی نے تاریخ مکہ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے مشعر حرام کے متعلق پوچھا گیا تو وہ خاموش رہے حتیٰ کہ جب سواریوں کے قدم مزدلفہ میں اترے تو فرمایا یہ مشعر حرام ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مشعر حرام تمام مزدلفہ ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو جبل قزح

1۔ صحیح مسلم، باب استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ، جلد 1، صفحہ 415　　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 416

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 348

پر بھیڑ کرتے دیکھا تو فرمایا یہ لوگ کیوں بھیڑ کر رہے ہیں یہ تمام جگہ مشعر ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مشعر حرام سے مراد پہاڑ اور اسکے اردگرد کا علاقہ ہے(1)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ابن جریر نے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دونوں پہاڑ جو مزدلفہ میں ہیں ان کا درمیان حصہ مشعر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مزدلفہ کے دونوں پہاڑوں کے درمیان جو جگہ ہے وہ مشعر حرام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں پایا جو مجھے مشعر حرام کے متعلق خبر دیتا۔

امام مالک اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرفہ سارا موقف ہے سوائے وادی عرنہ کے اور مزدلفہ تمام موقف ہے سوائے وادی محسر کے۔

امام الازرقی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بطن عرنہ سے دور رہو اور بطن محسر سے دور رہو(2)۔

امام الازرقی نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے علماء سے پوچھا مزدلفہ کہاں ہے؟ انہوں نے فرمایا جب تو عرفہ کے دونوں پہاڑی راستوں سے چلے، وہ وادی محسر تک ہے اور وہ دونوں پہاڑی راستے جو عرفہ کے ہیں وہ مزدلفہ سے نہیں ہیں لیکن وہ اس تک پہنچانے والے ہیں فرمایا تو جہاں چاہے ٹھہر جا اور میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ تو جبل قزح سے نیچے ٹھہرے۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آپ عرفہ میں ٹھہرے تھے۔ یہ موقف ہے اور عرفہ تمام موقف ہے اور جب قزح پر ٹھہرے تو فرمایا یہ موقف ہے اور مزدلفہ تمام موقف ہے(3)۔

امام ابن خزیمہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشعر حرام میں ٹھہرتے تھے اور لوگ بھی ٹھہرتے تھے، لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔ تکبیر کہتے اور تہلیل کرتے تھے اور اس کی عظمت و بزرگی بیان کرتے تھے حتی کہ آپ منیٰ کی طرف چلے جاتے۔

امام الازرقی نے نافع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے جب بھی حج کرتے تھے اور قزح پر ٹھہرتے تھے اور آپ نہیں پہنچ سکتے تھے حتی کہ ان کے لئے اسے خالی کیا جاتا اور جب بھی آپ حج کرتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 347 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 633 (1697) 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 647 (1742)

توامام کے ساتھ جبل قزح پر ٹھہرتے تھے۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے کمزور اہل کو پہلے بھیج دیتے تھے۔ وہ مشعر حرام میں رات کے وقت وقوف کرتے تھے۔ ممکن حد تک اللہ کا ذکر کرتے۔ پھر امام کے وقوف سے پہلے اور اس کے چلنے سے پہلے وہ چلے جاتے تھے۔ کچھ منی میں فجر کی نماز سے پہلے پہنچ جاتے اور کچھ بعد میں پہنچتے تھے۔ جب وہ آتے تو جمرہ پر کنکریاں مارتے، ابن عمر فرماتے تھے کہ ایسے لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی ہے (1)۔

امام ابوداؤد، الطیالسی، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صبح کی نماز کے بعد مزدلفہ میں یہ کہتے ہوئے سنا کہ مشرکین سورج کے طلوع ہونے کے بعد یہاں سے چلتے تھے اور کہتے تھے اشرق ثبیر (یہ ثبیر پہاڑ روشن ہوگیا) اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی مخالفت فرمائی تھی اور آپ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے چلے تھے (2)۔

امام الازرقی نے حضرت کلیب الجہنی رحمۃ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو حج کے موقع پر دیکھا آپ عرفہ سے مزدلفہ کی طرف چلے اور مزدلفہ میں آگ جلائی گئی تھی، اس کے قصد سے چلے اور اس کے قریب جا کر اترے۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنھم کے زمانہ میں آگ جلائی جاتی تھی۔

امام الازرقی نے اسحٰق بن عبد اللہ بن خارجہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب سلیمان بن عبد الملک بن مروان پہاڑی راستوں سے چلا تو اس نے آگ دیکھی جو قزح پر جلائی گئی تھی۔ اس نے خارجہ بن زید کو کہا اے ابوزید اس آگ کا آغاز کس نے کیا تھا۔ خارجہ نے کہا زمانۂ جاہلیت میں قریش نے پہلے یہ جلائی تھی اور وہ حرم سے عرفہ کی طرف نہیں نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل اللہ ہیں۔ خارجہ نے کہا مجھے میری قوم کے لوگوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے یہ آگ زمانۂ جاہلیت میں دیکھی تھی اور وہ اس وقت حج کرتے تھے۔ جنہوں نے مجھے بتایا ان میں حسان بن ثابت بھی ہے اور کئی دوسرے افراد بھی ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ قصی بن کلاب نے مزدلفہ میں آگ جلائی تھی جہاں وہ ٹھہرا تھا تاکہ عرفات سے چلنے والا اس آگ کو دیکھ لے (اور آسانی سے یہاں پہنچ جائے)

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں عبد اللہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلا پھر ہم مزدلفہ آئے تو دو نمازیں اکٹھی پڑھیں، ہر نماز علیحدہ علیحدہ تھی، اذان اور اقامت ایک تھی اور عشاء کا کھانا ان کے درمیان تھا۔ پھر جب فجر طلوع ہوگئی تو فجر کی نماز پڑھی۔ کسی کہنے والے نے کہا فجر طلوع ہو چکی ہے۔ کسی نے کہا ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی۔ پھر فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دونوں نمازیں اپنے وقتوں سے اس جگہ پھیری گئی ہیں یعنی مغرب اور عشاء نمازیں۔ لوگ مزدلفہ نہیں پہنچے تھے حتی کہ عشاء کی نماز مؤخر ہو چکی تھی اور فجر کی نماز اس (اندھیرے) وقت

1۔ صحیح بخاری، باب من قدم ضعفۃ اھلہ بلیل فیقفون بالمزدلفۃ ویدعون، جلد 1، صفحہ 227 2۔ صحیح بخاری، باب متی یدفع من جمع، جلد 1، صفحہ 228

میں پڑھتے تھے۔ پھر وہ ٹھہرے رہے حتی کہ اچھی طرح روشنی ہوگئی۔ پھر فرمایا اگر امیر المومنین اس وقت چلے تو سنت کو پالے گا۔ پس مجھے معلوم نہیں آپ نے یہ قول پہلے کیا یا حضرت عثمان پہلے چل پڑے، آپ تلبیہ کہتے رہے حتی کہ دسویں کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں (1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حج کی سنت سے یہ ہے کہ امام ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح منیٰ میں پڑھے پھر سویرے عرفہ کی طرف جائے اور پھر وہاں ٹھہرا رہے جہاں اس کے لئے ٹھہرنے کا فیصلہ کیا گیا ہو۔ حتی کہ جب سورج ڈھل جائے تو لوگوں کو خطبہ دے، پھر ظہر اور عصر کی نمازیں اکٹھی پڑھے۔ پھر عرفات میں ہی ٹھہرا رہے حتی کہ سورج غروب ہوجائے پھر چل پڑے۔ پھر جب بڑے جمرہ پر کنکریاں مارے تو اس کے لئے عورتوں اور خوشبو کے علاوہ سب چیزیں حلال ہوجائیں گی حتی کہ بیت اللہ کا طواف کرے تو عورتیں اور خوشبو بھی حلال ہوجائے گی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت عروہ بن مضرس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ مزدلفہ میں تھے۔ میں نے عرض کی میں آپ کے پاس جبل طیی سے آیا ہوں اور میری سواری تھک گئی ہے اور میں خود بھی چلنے سے عاجز آ گیا ہوں، اللہ کی قسم میں نے کوئی پہاڑ نہیں چھوڑا مگر میں اس پر ٹھہرا ہوں۔ کیا میرا حج ہوگیا ہے؟ فرمایا جس نے ہمارے ساتھ اس مکان پر یہ نماز پڑھی پھر وہ اس موقف میں ٹھہرا رہا حتی کہ امام چل پڑا اور وہ اس پہلے دن یا رات کے وقت عرفات میں ٹھہرا تھا تو اس کا حج مکمل ہوگیا اور اپنی میل کچیل اتار دے (3)۔

امام شافعی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے دسویں کی رات کو پالیا اور فجر کے طلوع ہونے سے پہلے جبل عرفہ پر ہی ٹھہرا تو اس نے حج کو پالیا اور جس نے وقوف عرفات نہ کیا اور وہ اس میں سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ٹھہرا تو اس کا حج فوت ہوگیا۔ اسے چاہیے کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے، پھر حلق کرائے یا قصر کرائے اگر چاہے اور اگر اس کے پاس ہدی ہو تو اسے حلق کرانے سے پہلے ذبح کرے۔ جب طواف اور سعی سے فارغ ہوجائے تو حلق کرائے یا قصر کرائے پھر گھر لوٹ آئے۔ آئندہ سال حج کا موقع پائے اور طاقت رکھتا ہو تو حج کرے اور بدنہ ہدی دے۔ اگر ہدی نہ پائے تو تین روزے حج کے دوران رکھے اور سات روزے واپس آ کر رکھے۔

امام مسلم اور نسائی نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے تلبیہ کہا جب وہ مزدلفہ سے چلے، ایک اعرابی نے پوچھا یہ کون ہے؟ عبداللہ نے فرمایا کیا لوگ بھول گئے ہیں یا گمراہ ہوگئے ہیں، میں نے اس ذات کو اسی مقام پر لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہتے سنا ہے جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی تھی (4)۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ کا حکم عام نہیں

1۔ صحیح بخاری، باب متی یصلی الفجر بجمع، جلد 1، صفحہ 228
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 634 (1700)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 634 (1700)
4۔ صحیح مسلم، باب الدفع من عرفات، جلد 1، صفحہ 415،

ہے۔ یہ اہل مکہ کے لئے ہے، یہ مزدلفہ سے نکلتے تھے اور باقی تمام لوگ عرفات سے نکلتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عمل کا انکار کیا اور یہ آیت نازل فرمائی ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس آیت میں مِّنْ قَبْلِهٖ کی ضمیر سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ کہ اس میں ضالین سے مراد جاہلین ہے (یعنی تم ناواقف تھے)

امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دسویں کے دن سواری پر کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا اور آپ فرما رہے تھے حج کے مناسک حاصل کرلو، میں نہیں جانتا شاید میں اس حج کے بعد حج نہیں کروں گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے جعفر بن محمد عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے میں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے متعلق بتائیے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو سال رہے اور حج نہ کیا پھر دسویں سال اعلان کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کریں گے۔ بہت سے لوگ مدینہ طیبہ میں جمع ہوگئے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرے اور آپ کے عمل کے مطابق عمل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ نکلے حتی کہ ہم ذوالحلیفہ پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز ادا فرمائی پھر آپ القصواء اونٹنی پر سوار ہوگئے حتی کہ جب بیداء کے مقام پر سواری سیدھی کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تھے اور آپ پر قرآن نازل ہورہا تھا اور آپ اس کی مراد بتارہے تھے، پس ہم نے ہر وہ عمل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کے ساتھ تلبیہ کہا۔ لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اور لوگوں نے بھی اسی طرح تلبیہ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر اس میں سے کسی چیز کو لازم کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تلبیہ کہتے رہے حتی کہ ہم آپ کے ساتھ بیت اللہ پہنچ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکن کو استسلام کیا، طواف کے تین چکروں میں رمل کیا اور چار چکر مناسب چال چلے پھر آپ مقام ابراہیم پر آئے اور وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ:125) کا ارشاد تلاوت فرمایا۔ آپ نے اس کے اور بیت اللہ کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی۔ ان میں آپ نے سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تلاوت فرمائی۔ پھر آپ بیت اللہ شریف کی طرف لوٹ آئے، رکن کو سلام کیا پھر دروازہ سے صفا کی طرف نکلے جب صفا کے قریب پہنچے تو یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ (بقرہ:158) آپ نے سعی اس طرف سے شروع کی جس کا اللہ نے پہلے ذکر فرمایا۔ پس آپ نے صفا سے آغاز فرمایا، آپ اس کے اوپر چڑھے حتی کہ آپ کو بیت اللہ نظر آیا آپ نے تکبیر کہی پھر کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ

1۔ صحیح مسلم، باب فی رمی الجمار، جلد 1، صفحہ 419

وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَ نَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے درمیان دعا فرمائی۔

راوی فرماتے ہیں آپ نے یہ عمل تین مرتبہ دھرایا۔ پھر آپ مروہ کی طرف اترے حتی کہ آپ کے قدم جم گئے۔ تو آپ نے وادی کے بطن میں رمل کیا حتی کہ جب آپ مروہ پر چڑھنے لگے۔ تو آہستہ آہستہ چلنے لگے حتی کہ مروہ کے اوپر پہنچ گئے مروہ پر بھی آپ نے وہی عمل کیا جو صفا پر کیا تھا حتی کہ آخری چکر مروہ پر تھا۔ پھر فرمایا اگر مجھے معاملہ کا پہلے علم ہوتا تو میں پیچھے نہ رہتا۔ میں ہدی ساتھ نہ لایا ہوتا اور میں اس احرام کو عمرہ کا احرام بنا دیتا۔ پس تم میں سے جس کے پاس ہدی نہیں ہے وہ حلالی ہو جائے اور اس کو عمرہ بنا دے۔ تمام لوگ حلالی ہو گئے اور قصر کرالی۔ لیکن نبی کریم ﷺ اور جن لوگوں کے پاس ہدایا تھیں وہ حلالی نہ ہوئے۔ پھر جب آٹھویں ذی الحجہ کا دن تھا تو منی کی طرف متوجہ ہوئے اور حج کا احرام باندھا۔ رسول اللہ ﷺ سواری پر سوار ہوئے۔ آپ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں منی میں پڑھیں پھر آپ تھوڑی دیر ٹھہرے رہے حتی کہ سورج طلوع ہو گیا۔ آپ نے اپنے لئے خیمہ لگانے کا حکم دیا جو بالوں سے بنا ہوا تھا۔ پس وہ کھالوں سے بنایا گیا تھا۔

پھر رسول اللہ ﷺ چل پڑے اور قریش کو کوئی شک نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ مزدلفہ میں مشعر حرام کے پاس ٹھہرے تھے جیسا کہ قریش زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے۔ آپ ﷺ چلتے رہے حتی کہ عرفہ پہنچے۔ پس آپ ﷺ نے قبہ دیکھا جو کھالوں سے بنایا گیا تھا۔ آپ ﷺ اس میں اترے حتی کہ جب سورج غروب ہو گیا تو قصواء اونٹنی کو تیار کرنے کا حکم دیا آپ اس پر سوار ہو کر وادی کے بطن میں تشریف لائے، لوگوں کو خطبہ دیا فرمایا تمہارے خون اور تمہارے اموال تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا دن اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرمت والا ہے۔ خبردار زمانہ جاہلیت کا ہر کام میرے قدموں کے نیچے رکھا گیا ہے اور جاہلیت کے خون ختم کر دیئے گئے ہیں اور پہلا خون جو میں معاف کرتا ہوں وہ عثمان بن ربیعہ بن الحرث بن عبد المطلب کا خون ہے اور جاہلیت کا سورج بھی ساقط ہو گیا ہے اور پہلا سود جو میں ختم کرتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ سب کا سب ختم کیا گیا ہے اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ذریعے لیا ہے اور تم نے اللہ کے کلمہ کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا ہے اور تمہارے لئے ان پر یہ حق ہے کہ تمہارے بستر پر کسی سے وطی نہ کریں جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر ایسا کرے تو انہیں مارو لیکن زخمی نہ کرو اور ان کے لئے تم پر رزق اور لباس ہے معروف طریقہ پر۔

میں تم میں ایسی چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو اس کے بعد گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب ہے اور تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا تو تم کیا کہو گے، صحابہ نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے پیغام حق پہنچا دیا، اپنا فرض ادا کر دیا اور دین کو خالص کر دیا، فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا۔ پھر حضرت بلال نے اذان دی پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی، ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھے پھر آپ قصواء پر سوار ہوئے حتی کہ موقف پر آئے اور القصواء کو صخرات پر بٹھایا اور جبل المشاۃ آپکے سامنے تھا۔ پھر آپ ﷺ

نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور ٹھہرے رہے حتی کہ سورج غروب ہو گیا اور جب سورج کی ٹکیہ غائب ہو گئی تھوڑی دیر کے بعد زردی ختم ہو گئی آپ ﷺ نے اسامہ کو اپنے پیچھے بٹھایا اور آپ یہاں سے چل پڑے، آپ نے قصواء کی نکیل کھینچی حتی کہ اس کا سر کجاوہ تک پہنچ گیا اور آپ اپنے دائیں ہاتھ اشارہ کرتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے اے لوگو! آرام سے چلو۔ جب آگے کوئی پہاڑ آجاتا تو آپ اونٹنی کی مہار ڈھیلی کر دیتے حتی کہ آپ چلتے چلتے مزدلفہ پہنچ گئے۔ آپ نے یہاں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ مغرب وعشاء کی نمازوں کو اکٹھا پڑھا۔ ان کے درمیان نوافل نہ پڑھے۔ پھر آپ ﷺ لیٹ گئے حتی کہ فجر طلوع ہوئی، آپ ﷺ نے نماز فجر اس وقت پڑھی جب صبح آپ کے لئے ظاہر ہو گئی۔

پھر آپ قصواء پر سوار ہو کر مشعر حرام پہنچے۔ آپ اس کے اوپر چڑھے اور کعبہ کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد بڑائی اور اس کی توحید بیان کی۔ آپ یہاں ٹھہرے رہے حتی کہ اچھی طرح اجالا ہو گیا پھر آپ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے چلے حتی کہ وادی محسر پہنچے۔ آپ تھوڑے سے تیز چلے پھر آپ نے درمیانی راستہ اختیار کیا جو جمرہ کبریٰ پر جاتا ہے حتی کہ آپ اس جمرہ پر آئے جو درخت کے قریب ہے آپ ﷺ نے اس کو سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی۔ آپ نے وادی کے بطن سے کنکریاں ماری تھیں۔ پھر آپ ﷺ لوٹ کر منحر (ذبح کی جگہ) میں آئے اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ ذبح کئے اور باقی اونٹوں کو ذبح کرنے کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا اور آپ نے اپنی ہدی میں انہیں شریک فرمایا پھر ہر اونٹ کا ایک ٹکڑا ہنڈیا میں پکانے کا حکم دیا۔ وہ پکایا گیا تو نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ گوشت تناول فرمایا اور اس کا شوربا پیا۔ پھر آپ سوار ہوئے اور بیت اللہ کی طرف چل پڑے۔ آپ ﷺ نے مکہ میں ظہر کی نماز پڑھی، پھر آپ بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم پر پانی پلا رہے تھے، فرمایا اے بنو عبدالمطلب پانی کھینچو اگر مجھے لوگوں کا تم پر پانی کھینچنے میں بھیڑ کرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچتا۔ انہوں نے ایک ڈول لٹکایا اور آپ ﷺ نے اس سے پانی پیا(1)۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۹۹

"پھر تم بھی (اے مغروران قریش) وہاں تک (جا کر) واپس آؤ جہاں جا کر دوسرے لوگ واپس آتے ہیں اور معافی مانگو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے"۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم (دلائل میں) اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں قریش اور جو ان کے دین پر چلتے تھے وہ مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے، ان کو الحمس کہا جاتا تھا اور باقی تمام عرب عرفات میں ٹھہرتے تھے، جب اسلام آیا تو نبی کریم ﷺ کو عرفات میں آنے کا حکم ہوا۔

1۔ سنن ابن ماجہ، باب حجۃ الرسول ﷺ، جلد 3، صفحہ 502، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

پھر قریش بھی یہاں ٹھہرتے تھے اور یہاں سے چلتے تھے اسی بات کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے (1)۔

امام بخاری اور مسلم نے ہشام بن عروہ عن ابیہ نے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ الحمس کے علاوہ عرب بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف کرتے تھے اور الحمس سے مراد قریش اور جو ان سے پیدا ہوتا تھا۔ لوگ برہنہ طواف کرتے تھے لیکن الحمس ان کو کپڑے دیتے تھے، مرد، مردوں کو اور عورتیں عورتوں کو کپڑے دیتی تھیں اور حمس، مزدلفہ سے نہیں نکلتے تھے اور باقی تمام لوگ عرفات پہنچتے تھے۔ ہشام نے بتایا کہ مجھے میرے باپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے بتایا کہ الحمس وہ لوگ ہیں جن کے متعلق یہ آیت کریمہ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ نازل ہوئی فرماتی ہیں لوگ عرفات سے چلتے تھے اور الحمس مزدلفہ سے چلتے تھے اور وہ کہتے تھے ہم نہیں چلیں گے مگر حرم سے جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو وہ بھی عرفات کی طرف لوٹ آئے (2)۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں قریش نے کہا ہم بیت اللہ کے رہنے والے ہیں ہم حرم سے تجاوز نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ الخ۔

امام بخاری، مسلم، نسائی اور طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرا اونٹ گم ہو گیا، میں اس کی تلاش میں عرفہ کے دن نکلا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں لوگوں کے ساتھ ٹھہرے ہوئے دیکھا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! آپ تو حمس سے ہیں، آپ یہاں کیا کر رہے ہیں۔ قریش حمس سے شمار ہوتے تھے، طبرانی نے یہ زائد روایت کیا ہے کہ شیطان نے ان کو راہ راست سے بھٹکانے کے لئے یہ کہا تھا کہ تم اپنی حرمت کے علاوہ کسی کی چیز کو عظیم سمجھو گے تو لوگ تمہاری حرمت کو حقیر سمجھیں گے اس لئے وہ حرم سے نہیں نکلتے تھے (3)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے اس کو صحیح بھی کہا ہے فرماتے ہیں قریش مزدلفہ سے جاتے تھے اور کہتے تھے ہم حمس ہیں، ہم حرم سے نہیں نکلیں گے اور انہوں نے عرفہ کو موقف بنانا چھوڑ دیا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانۂ جاہلیت میں عرفہ کے مقام پر لوگوں کے ساتھ اونٹ پر وقوف کرتے ہوئے دیکھا۔ پھر آپ نے صبح مزدلفہ میں اپنی قوم کے ساتھ کی۔ آپ ان کے ساتھ ٹھہرے رہے پھر جب وہ چلے تو آپ بھی وہاں سے چل پڑے (4)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب کہ آپ پر نزول قرآن کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا کہ آپ عرفات میں لوگوں کے ساتھ ایک اونٹ پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر آپ لوگوں کے ساتھ یہاں سے روانہ ہوئے اور یہ کام توفیق الٰہی سے ہی ہو سکتا ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرب عرفہ میں ٹھہرتے تھے جب کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 352
2۔ صحیح بخاری، باب الوقوف بعرفۃ، جلد 1 صفحہ 226، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 635، 1704، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 656 (1772)

قریش مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ (1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں قریش مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے اور لوگ عرفہ میں ٹھہرتے تھے سوائے شیبہ بن ربیعہ کے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قریش اور ان کے رشتہ دار اور حلیف عرفات میں لوگوں کے ساتھ نہیں ٹھہرتے تھے۔ وہ لوگ مغمس سے نکلتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ والے ہیں، ہم اس کے حرم سے نہیں نکلیں گے، پس اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ بھی وہاں سے نکلیں جہاں سے لوگ نکلتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی سنت بھی عرفات سے نکلنا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے آیت میں الناس سے مراد ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے قریش کہتے تھے کہ ہم حمس اہل حرم میں اور مزدلفہ حرم سے خارج نہیں ہے۔ پس انہیں عرفات میں پہنچنے کا حکم دیا گیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ عرفہ میں ٹھہرتے تھے لیکن قریش اور ان کے حلیف مزدلفہ میں رہتے تھے اور یہ حمس کہلاتے تھے۔ بعض نے کہا تم حرم کی تعظیم کرو کیونکہ اگر تم غیر حرم کی تعظیم کرو گے تو ہوسکتا ہے لوگ تمہاری حرمت کی ہتک کریں، پس وہ حق کے موقف میں نہ ٹھہرے اور مزدلفہ میں وقوف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ لوگ عرفات سے چلتے ہیں تو تم بھی وہاں سے چلو۔

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا میں فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے میرے وعدہ پر ایمان لائے، میرے رسل کی تصدیق کی، اب ان کی جزاء کیا ہونی چاہیے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ان کو بخش دینا چاہیے۔ اس آیت میں اسی بخشش کا ذکر ہے (2)۔

امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاضاحی میں اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو آگ سے آزاد کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ قریب ہوتا ہے پھر ملائکہ کے سامنے اپنے بندوں پر فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے جو انہوں نے ارادہ کیا ہے (ان کے لئے وہی ہے (3)۔

امام احمد، ابن حبان، حاکم انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اہل عرفات کی وجہ سے اہل سماء پر فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے دیکھو میرے بندے میرے پاس پراگندہ بال اور غبار آلود آئے ہیں (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 352 2۔ ایضاً 3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 636 (1705) 4۔ ایضاً، (1708)

وَتَشْتِيْتِ الْاُمُوْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّمَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّمَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ و شَرِّمَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَ شَرِّبَوَائِقِ الدَّهْرِ۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاضاحی میں اور ابن ابی عاصم اور طبرانی دونوں نے الدعاء میں اور بیہقی نے الدعوات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو بندہ اور بندی اللہ تعالیٰ سے ان دعاؤں کے ساتھ عرفہ کی رات دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا جو سوال ہوگا عطا فرمائے گا سوائے قطع رحمی کے سوال کے۔ اور یہ دس کلمات ہیں جو ہزار مرتبہ کہنے ہیں۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ عَرْشُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْبَحْرِ سَبِيْلُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي النَّارِ سُلْطَانُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْقُبُوْرِ قَضَائُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ، سُبْحَانَ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ، سُبْحَانَ الَّذِيْ وَضَعَ الْاَرْضَ، سُبْحَانَ الَّذِيْ لَا مَلْجَا وَلَا مَنْجٰى مِنْهُ اِلَّا اِلَيْهِ، پوچھا گیا تو نے کیا یہ رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ فرمایا ہاں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت صدقہ بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے مجاہد سے پوچھا کیا عرفہ کے دن قرآن کی تلاوت افضل ہے یا ذکر، انہوں نے فرمایا قرآن افضل ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاضاحی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کہ آپ اس وقت عرفات میں تھے میں اس موقف کو نہیں چھوڑوں گا جب تک مجھ میں یہاں ٹھہرنے کی طاقت ہے کیونکہ زمین میں کوئی دن ایسا نہیں جس میں عرفہ سے زیادہ آگ سے آزاد کئے جاتے ہوں۔ اس لئے اس دن زیادہ سے زیادہ دعا کیا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ وَاَوْسِعْ لِيْ فِي الرِّزْقِ وَاصْرِفْ عَنِّيْ فَسَقَةَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ یہ دعا آپ اکثر مانگتے تھے۔

امام طبرانی نے الدعاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرفہ کی شام رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَرٰى مَكَانِيْ وَتَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ وَلَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِّنْ اَمْرِيْ اَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ، الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْاَلُكَ مَسْاَلَةَ الْمَسَاكِيْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَاَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الْمَضْرُوْرِ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَيْنَاهُ وَنَحِلَ لَكَ جَسَدُهٗ وَرَغِمَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ لِيْ رَءُوْفًا رَحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ۔ (1)

امام طبرانی نے الدعاء میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ عرفہ کی شام بلند آواز سے یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدٰى وَزَيِّنَّا بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى پھر آہستہ آواز میں یہ دعا مانگتے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ رِزْقًا طَيِّبًا مُبَارَكًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُمِرْتُ بِالدُّعَاءِ وَقَضَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ بِالْاِجَابَةِ وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ وَعْدَكَ وَلَا تَنْكُثُ عَهْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَيْرٍ فَحَبِّبْهُ اِلَيْنَا وَيَسِّرْهُ لَنَا وَمَا كَرِهْتَ مِنْ

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 174 (11405)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم، بیروت

شَرٍّ فَكَرِّهْهُ إِلَيْنَا وَجَنِّبْنَاهُ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْإِسْلَامَ بَعْدَ إِذْ أَعْطَيْتَنَاهُ۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابوذر الہروی نے المناسک میں ابومجلز سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس عرفات میں وقوف کے وقت حاضر ہوا تو میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ اللہ اکبر، وللہ الحمد تین بار۔ پھر انہوں نے ایک مرتبہ یہ کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ پھر کہا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَغْفُوْرًا۔ پھر سورۂ فاتحہ پڑھنے کی مقدار خاموش رہے پھر یہی وظیفہ دہراتے رہے حتیٰ کہ یہاں سے چل پڑے۔

امام بیہقی نے الشعب میں ابوسلیمان الدارانی عن عبداللہ بن احمد بن عطیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پہاڑ پر وقوف کے متعلق پوچھا گیا اور یہ پوچھا گیا کہ یہ حرم میں کیوں داخل نہیں ہے؟ فرمایا اس لئے کہ کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم باب اللہ ہے۔ جب لوگوں نے بیت اللہ کا قصد کیا تو وہ پہلے دروازے پر تضرع وزاری کرتے ہوئے ٹھہرے رہے، عرض کی گئی امیر المومنین وقوف مزدلفہ کیوں ہے؟ فرمایا کیونکہ جب انہیں حرم میں داخلہ کا اذن ملا تو پھر انہیں دوسرے حجاب کے پاس ٹھہرایا اور وہ مزدلفہ ہے، پھر جب ان کی تضرع وزاری طویل ہوگئی تو منیٰ میں قربانی دے کر قرب حاصل کرنے کی اجازت دی گئی پھر جب انہوں نے اپنی میل کچیل اتار دی اور قربانیاں پیش کر چکے تو وہ پہلے گناہوں سے پاک ہوگئے۔ پھر انہیں پاکیزگی کی حالت میں وفد بن کر اپنی بارگاہ میں حاضری کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پوچھا گیا اے امیر المومنین ایام تشریق کے روزے کیوں حرام کئے گئے ہیں؟ فرمایا کیونکہ لوگ اللہ کے زائرین ہیں اور وہ اس کی ضیافت میں ہیں، مہمان کے لئے، میزبان کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا جائز نہیں۔ پوچھا گیا اے امیر المومنین ایک انسان کعبہ کے غلاف سے لٹک جاتا ہے یہ کس لئے ہے؟ فرمایا اس کی مثل اس طرح ہے کہ غلام اپنے آقا کا کوئی جرم کرتا ہے تو وہ اس کے کپڑوں سے لپٹ جاتا ہے، اس کی طرف جاتا ہے، اس کا ارادہ کرتا ہے تاکہ اس کے جرم کو معاف کر دے (1)۔

امام ابن زنجویہ، الازرقی، الجندی، مسدد، البزار، ابن مردویہ اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد خیف میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک انصاری اور ایک بنی ثقیف کا شخص آئے اور دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا اور عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس ایک سوال کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ تم مجھ سے کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو تم خود پوچھ لو۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ خود بتادیں تو ہمارے ایمان اور یقین میں مزید قوت اور پختگی آئے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصاری سے فرمایا تو اس لئے آیا ہے تاکہ تو اپنے گھر سے نکلنے اور بیت الحرام کا ارادہ کرنے کے متعلق پوچھے اور یہ سوال کرے کہ اس میں تیرے لئے کیا اجر وثواب ہے اور تیرا طواف اور اس کا ثواب کیا ہے، تیرا رمی جمار کرنا اور اس میں جو ثواب ہے وہ کیا ہے۔ پھر طواف افاضہ کرنا اور اس کا ثواب کیا ہے؟ انصاری نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں بالکل یہی پوچھنے آیا

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 468 (4084)

ہوں۔فرمایا تو جب اپنے گھر سے بیت اللہ کا قصد کر کے نکلتا ہے تو تیرا اونٹ جو قدم اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور تیرا ایک گناہ معاف فرماتا ہے اور جو تو طواف کرتا ہے تو اس کے لئے تو قدم اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے اور طواف کے بعد تو دو رکعتیں پڑھتا ہے تو اس کا ثواب اس طرح ہے جیسے تو نے بنی اسرائیل کا کوئی فرد آزاد کیا اور تیرا صفا و مروہ کے درمیان طواف کرنا اس طرح ہے جیسے ستر افراد آزاد کئے ہیں اور رہا عرفات میں تیرا ٹھہرنا تو اس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور فرشتوں کے سامنے تمہاری وجہ سے مباحات فرماتا ہے اور کہتا ہے میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس ہر دور دراز راستہ سے پراگندہ بال اور غبار آلود آئے ہیں میری رحمت کی اور مغفرت کی امید رکھتے ہیں اور اگر ان کے گناہ ریت کے ذروں اور بارش کے قطروں اور سمندر کی جھاگ، آسمان کے ستاروں جتنے بھی ہیں تو میں نے ان کو معاف کر دیا ہے پھر فرماتا ہے اے میرے بندو تم جاؤ تمہاری مغفرت کر دی گئی ہے اور جن کی تم نے سفارش کی ہے ان کی بھی مغفرت کر دی گئی ہے اور رہا تیرا رمی جمار کرنا تو اللہ تعالیٰ ہر کنکری کے بدلے تیرا بڑا اور ہلاک کرنے والا گناہ معاف فرماتا ہے، رہا تیرا ذبح کرنا تو یہ تیرے رب کی بارگاہ میں تیرے لئے ذخیرہ ہے، رہا تیرا بیت اللہ کا طواف کرنا یعنی طواف افاضہ کرنا تو تو طواف کرتا ہے اور تیرے اوپر کوئی گناہ نہیں ہوتا، تیرے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو تیرے کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھتا ہے اور کہتا ہے بقیہ زندگی میں عمل کر تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

امام البزار، طبرانی اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا ایک انصاری اور ایک ثقفی آئے، سلام کیا پھر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ سے سوال کرنے آئے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو تمہیں خود بتا دوں جو تم مجھ سے پوچھنے آئے ہو اور اگر چاہو تو میں نہ بتاؤ خود پوچھو۔انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ خود ہی بتا دیں کہ ہم کیا پوچھنے آئے ہیں۔ثقفی نے انصاری سے کہا تم پوچھو۔انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ آپ خود ہی مجھے بتائیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو مجھ سے اپنے گھر سے نکل کر بیت اللہ کی طرف آنے اور اس میں جو ثواب ہے اس کے متعلق پوچھنے آیا ہے اور ان دو رکعتوں کے متعلق پوچھنے آیا ہے جو طواف کے بعد ہوتی ہیں اور ان میں ثواب کتنا ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی اور ان میں جو ثواب ہے وہ پوچھنے کے لئے آیا ہے، عرفہ میں ٹھہرنے اور اس کا ثواب پوچھنے کے لئے آیا ہے، رمی جمار اور اس کا ثواب پوچھنے کے لئے آیا ہے، اپنی قربانی اور اس کا ثواب پوچھنے کے لئے آیا ہے۔انصاری نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے واقعی میں یہی پوچھنے آیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو گھر سے نکل کر بیت اللہ کا قصد کرتا ہے تو تیری سواری جو قدم رکھتی اور اٹھاتی ہے اس کے بدلے تیرے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک گناہ صاف کیا جاتا ہے، رہا طواف کے بعد دو رکعتوں کے ثواب کا مسئلہ تو وہ ایسے ہے جیسے بنی اسرائیل کے ایک شخص کو آزاد کرنا ہے اور رہا صفا و مروہ کے درمیان سعی کا مسئلہ تو یہ ستر افراد آزاد کرنے کی طرح ہے۔رہا تیرا وقوف عرفات تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر اپنی شان کے لائق نزول فرماتا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرماتا ہے اور کہتا ہے میرے بندے میرے پاس پراگندہ بال اور غبار آلود ہر راستہ سے آئے ہیں میری

جنت کی امید رکھے ہوئے ہیں۔ اگر ان کے گناہ ریت کے ذرات، بارش کے قطرات، سمندر کی جھاگ کے برابر ہوتے تو بھی میں انہیں معاف کر دیتا۔ اے میرے بندو! جاؤ تمہاری بخشش کی گئی ہے اور جس کی تم نے سفارش کی ہے ان کی بھی سفارش ہو گئی ہے۔ رہا تمہارا رمی جمار کرنا تو ہر کنکری جو تم نے پھینکی ہے وہ تیرے ہلاک کرنے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ رہا تیرا قربانی کرنا تو یہ تیرے لئے رب کے حضور ذخیرہ ہے اور رہا تیرا حلق کرانا تو ہر بال جس کا تو نے حلق کرایا اس کے بدلے میں ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک گناہ معاف کیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد تو طواف افاضہ کرتا ہے تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ ایک فرشتہ آتا ہے جو تیرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنے ہاتھ رکھتا ہے اور کہتا ہے آئندہ عمل کر تیرے سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تم پر اس جگہ احسان فرمایا ہے، اس نے تمہارے نیکوکاروں کو قبول فرمایا ہے اور جو تم نے اچھائی طلب کی وہ تمہیں عطا فرمائی ہے اور تمہارے گناہ گاروں کو نیکوکاروں کی وجہ سے معاف فرما دیا سوائے ان فرضوں کے جو تمہارے ایک دوسرے کے اوپر ہیں، پس اللہ کا نام لے کر چلو۔

پھر مزدلفہ کی صبح ہوئی تو فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا اس جگہ، اس نے تمہارے نیکوکاروں کی نیکیاں قبول فرمائی ہیں اور تمہارے نیکوکاروں کی وجہ سے تمہارے گناہ گاروں کو معاف فرمایا ہے اور تمہارے آپس میں جو ایک دوسرے پر حقوق تھے وہ بھی اس نے اپنی طرف سے دے دیئے ہیں۔ تم اللہ کا نام لے کر چلو، صحابہ کرام نے کہا یا رسول اللہ! کل آپ ہمارے ساتھ چلے تھے تو مغموم و پریشان تھے، آج آپ چلے ہیں تو خوش و مسرور ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک سوال کیا تو وہ مجھے عطا نہ ہوا۔ میں نے تمہارے حقوق العباد کی معافی کے متعلق سوال کیا تھا اور یہ سوال پورا نہ ہوا تھا۔ لیکن آج کے دن جبریل میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ کا رب تجھے سلام کہتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے آپ کے غلاموں کے حقوق العباد کی بھی ضمانت دی ہے، میں نے ان کا عوض اپنی جناب سے دیا ہے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن فرمایا اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے آج کے دن تم پر احسان فرمایا ہے، اس نے حقوق العباد کے علاوہ تمہارے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں اور اس نے تمہارے گناہ گاروں کو تمہارے نیکوکاروں کی وجہ سے معاف فرمایا ہے تمہارے نیکوکاروں کو وہ عطا فرمایا جو اس نے مانگا۔ پس اللہ کا نام لے کر چلو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ میں تھے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نیکوکاروں کو معاف فرما دیا ہے اور تمہارے نیک لوگوں کی سفارش تمہارے مجرم لوگوں کے حق میں قبول فرمائی ہے، رحمت نازل ہوتی ہے تو سب پر نازل ہوتی ہے پھر مغفرت کو زمین پر بکھیرا تو ہر توبہ کرنے والے پر واقع ہوئی جو بھی اپنی زبان اور اپنے ہاتھوں کی حفاظت کرتا ہے، ابلیس اور اس کا لشکر واویلا اور ہلاکت پکار رہے ہیں۔

امام ابن ماجہ، حکیم الترمذی نے نوادر الاصول میں عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے سنن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 355

پلاؤ۔ حضرت عائشہ نے فرمایا مسروق! تجھے روزہ نہیں ہے؟ مسروق نے کہا نہیں مجھے اندیشہ ہے کہ آج کا دن قربانی کا دن نہ ہو۔ حضرت عائشہ نے فرمایا ایسا نہیں ہے وہ عرفہ کا دن ہے جس دن امام عرفات میں آتا ہے اور وہ قربانی کا دن ہے جس دن امام قربانی کرتا ہے اے مسروق تو نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ اس روزے کو ہزار روزوں کے برابر قرار دیتے تھے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاضاحی میں اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ذی الحجہ کے دس دن، ہر دن فضیلت میں ہزار دن کے برابر ہے اور عرفہ کا دن دس ہزار دنوں کے برابر ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت الفضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی زبان، کان اور آنکھ کی عرفہ کے دن حفاظت کی اس کے عرفہ کے دن سے آئندہ عرفہ کے دن تک گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (3)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن عباس سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں الفضل بن عباس عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے، وہ نوجوان عورتوں کو تکتے تھے اور ان کی طرف دیکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے یہ وہ دن ہے جس نے آج کے دن اپنے کانوں، آنکھوں اور زبان کی حفاظت کی اس کی بخشش ہو گئی (4)۔

امام المروزی نے کتاب العیدین میں حضرت محمد بن عباد المخزومی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کوئی مومن شہید نہیں ہوتا مگر جس کا نام عرفہ کی رات شہیدوں میں لکھا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے الاضاحی میں اور المروزی نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ شہروں میں تعریف کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا تعریف عرفات میں ہوتی ہے (تعریف کا مطلب یہ ہے کہ حاجی جس طرح عرفات میں جمع ہوتے ہیں اسی طرح دوسرے شہروں کے میدانوں میں عرفہ کے دن جمع ہونا)

امام ابن ابی الدنیا نے ابوعوانہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حسن بصری کو عرفہ کے دن عصر کے بعد بیٹھتے ہوئے دیکھا، آپ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور دعا مانگ رہے تھے اور لوگ آپ کے اردگرد جمع تھے۔ المروزی نے مبارک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے الحسن، بکر بن عبداللہ، ثابت بنانی، محمد بن واسع، غیلان بن جریر کو دیکھا بصرہ میں عرفہ مناتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور المروزی نے حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرفہ کے دن عمرو بن حریث کو مسجد میں دیکھا جب کہ لوگ ان کے اردگرد جمع تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، المروزی نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے بصرہ میں تعریف کی وہ ابن عباس تھے۔

امام المروزی نے حضرت حکم سے روایت کیا ہے کوفہ میں جس نے سب سے پہلے تعریف کی وہ معصب بن زبیر تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن ابی الدنیا، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 358 (3765)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 358 (3766)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 462 (4071)
4۔ طبقات کبریٰ، جلد 4، صفحہ 54، مطبوعہ دار صادر بیروت

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید ہیں، یہ کھانے، پینے کے دن ہیں (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفہ کو صبح کی نماز پڑھتے تو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر یہ کہتے، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک یہ تکبیر کہتے تھے۔

امام حاکم نے (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اسے ضعیف کہا ہے) ابو الطفیل کے طریق سے حضرت انس اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرضی نمازوں میں بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے اور فجر میں قنوت پڑھتے تھے اور عرفہ کے دن صبح نماز سے تکبیر شروع کرتے تھے اور ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک پڑھتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، المروزی (نے عیدین میں) اور حاکم نے عبید اللہ بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد ایام تشریق کے آخری دن کی نماز ظہر یا عصر تک تکبیر کہتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ عرفہ کی صبح فجر کی نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے پھر ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک ختم نہیں کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، المروزی، حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک تکبیر کہتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور حاکم نے حضرت عمیر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمارے پاس عبد اللہ بن مسعود تشریف لائے تو وہ عرفہ کے دن صبح کی نماز سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک تکبیریں کہتے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے تھے جو میرے ساتھ کوئی مرد یا عورت آئے تو وہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے یہ کھانے، پینے اور تکبیر کا دن ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الصوم، جلد 1، صفحہ 600 (1586) 2۔ ایضاً، کتاب صلاۃ العیدین، جلد 1، صفحہ 439 (1111)

پلاؤ۔ حضرت عائشہ نے فرمایا مسروق! تجھے روزہ نہیں ہے؟ مسروق نے کہا نہیں مجھے اندیشہ ہے کہ آج کا دن قربانی کا دن نہ ہو۔ حضرت عائشہ نے فرمایا ایسا نہیں ہے وہ عرفہ کا دن ہے جس دن امام عرفات میں آتا ہے اور وہ قربانی کا دن ہے جس دن امام قربانی کرتا ہے اے مسروق تو نے یہ نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ اس روزے کو ہزار روزوں کے برابر قرار دیتے تھے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاضاحی میں اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ذی الحجہ کے دس دن، ہر دن فضیلت میں ہزار دن کے برابر ہے اور عرفہ کا دن دس ہزار دنوں کے برابر ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت الفضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی زبان، کان اور آنکھ کی عرفہ کے دن حفاظت کی اس کے عرفہ کے دن سے آئندہ عرفہ کے دن تک گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (3)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن عباس سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں الفضل بن عباس عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے، وہ نوجوان عورتوں کو تکتے تھے اور ان کی طرف دیکھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے میرے بھائی کے بیٹے یہ وہ دن ہے جس نے آج کے دن اپنے کانوں، آنکھوں اور زبان کی حفاظت کی اس کی بخشش ہوگئی (4)۔

امام المروزی نے کتاب العیدین میں حضرت محمد بن عباد المخزومی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کوئی مومن شہید نہیں ہوتا مگر جس کا نام عرفہ کی رات شہیدوں میں لکھا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے الاضاحی میں اور المروزی نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ شہروں میں تعریف کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا تعریف عرفات میں ہوتی ہے (تعریف کا مطلب یہ ہے کہ حاجی جس طرح عرفات میں جمع ہوتے ہیں اسی طرح دوسرے شہروں کے میدانوں میں عرفہ کے دن جمع ہونا)

امام ابن ابی الدنیا نے ابو عوانہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حسن بصری کو عرفہ کے دن عصر کے بعد بیٹھتے ہوئے دیکھا، آپ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں اور دعا مانگ رہے تھے اور لوگ آپ کے ارد گرد جمع تھے۔ المروزی نے مبارک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے الحسن، بکر بن عبداللہ، ثابت بنانی، محمد بن واسع، غیلان بن جریر کو دیکھا بصرہ میں عرفہ مناتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور المروزی نے حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرفہ کے دن عمرو بن حریث کو مسجد میں دیکھا جب کہ لوگ ان کے ارد گرد جمع تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، المروزی نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سب سے پہلے جس نے بصرہ میں تعریف کی وہ ابن عباس تھے۔

امام المروزی نے حضرت حکم سے روایت کیا ہے کوفہ میں جس نے سب سے پہلے تعریف کی وہ مصعب بن زبیر تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن ابی الدنیا، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 358 (3765)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 358 (3766)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 462 (4071)
4۔ طبقات کبریٰ، جلد 4، صفحہ 54، مطبوعہ دار صادر بیروت

اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید ہیں، یہ کھانے، پینے کے دن ہیں (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ یوم عرفہ کو صبح کی نماز پڑھتے تو گھٹنوں کے بل بیٹھ کر یہ کہتے، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک یہ تکبیر کہتے تھے۔

امام حاکم نے (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اسے ضعیف کہا ہے) ابوالطفیل کے طریق سے حضرت انس اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرضی نمازوں میں بسم اللہ جہراً پڑھتے تھے اور فجر میں قنوت پڑھتے تھے اور عرفہ کے دن صبح نماز سے تکبیر شروع کرتے تھے اور ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک پڑھتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، المروزی (نے عیدین میں) اور حاکم نے عبید اللہ بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ عرفہ کے دن کی فجر کی نماز کے بعد ایام تشریق کے آخری دن کی نماز ظہر یا عصر تک تکبیر کہتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ عرفہ کی صبح فجر کی نماز کے بعد تکبیر کہتے تھے پھر ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک ختم نہیں کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، المروزی، حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ عرفہ کی صبح سے ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک تکبیر کہتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور حاکم نے حضرت عمیر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمارے پاس عبد اللہ بن مسعود تشریف لائے تو وہ عرفہ کے دن صبح کی نماز سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک تکبیریں کہتے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے تھے جو میرے ساتھ کوئی مرد یا عورت آئے تو وہ عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے یہ کھانے، پینے اور تکبیر کا دن ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الصوم، جلد 1، صفحہ 600 (1586) 2۔ ایضاً، کتاب صلاۃ العیدین، جلد 1، صفحہ 439 (1111)

''پھر جب تم پورے کر چکو حج کے ارکان تو اللہ کو یاد کرو جس طرح اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ذکر الٰہی کرو اور کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب دے دے ہمیں دنیا میں ہی (سب کچھ) نہیں ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ۔ اور بعض لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے۔ انہی لوگوں کو بڑا حصہ ملے گا (دونوں جہانوں میں) بسبب ان کی (نیک) کمائی کے اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب چکانے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں مناسک سے مراد حج ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مناسک سے مراد حج ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مناسک سے مراد خون بہانا بھی روایت کیا ہے۔ عرب دسویں کے دن قربانیوں سے فارغ ہو کر اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں پر فخر کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا فرمایا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مشرکین حج میں بیٹھتے تھے اور اپنے آباء و اجداد کے جنگی کارناموں کا ذکر کرتے تھے اور اپنے نسبوں کو شمار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ پر زمانہ اسلام میں یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ کا ذکر کرو الخ۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء (المختارہ میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت کے لوگ حج کے موسم میں ٹھہرتے تھے تو ایک شخص ان میں سے کہتا کہ میرا باپ کھانا کھلاتا تھا، [illegible] تھا، دیتیں برداشت کرتا تھا سوائے اپنے آباؤ اجداد کے تذکروں کے اور کچھ نہیں ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل [illegible]

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب لوگ حج سے فارغ ہوتے تھے تو اپنے آباء پر فخر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب لوگ مناسک حج مکمل کر لیتے اور جمرہ کے پاس ٹھہرتے تو اپنے آباء کا ذکر کرتے اور زمانہ جاہلیت کی اپنی جنگیں اور کارنامے یاد کرتے اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرما دی (1)۔

امام الفاکہی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنے آباء کا ذکر کرتے تھے، ایک ان میں سے کہتا کہ میرا باپ کھانا کھلاتا تھا، دوسرا کہتا میرا باپ تلوار سے جنگ کرتا تھا، تیسرا کہتا میرا باپ ماتھے کے بال کاٹتا تھا پس اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ کا ذکر کرو۔

امام وکیع اور ابن جریر نے حضرات سعید بن جبیر اور عکرمہ رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوگ زمانہ جاہلیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 357

میں اپنے آباء کے کارناموں کو یاد کرتے تھے جب کہ وہ عرفہ میں ٹھہرتے تھے۔ پس مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام وکیع، عبد بن حمید نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ جب منیٰ میں اترتے تو اپنے آباء پر فخر کرتے ایک کہتا میرے باپ نے ایسا ایسا کیا تھا۔ دوسرا کہتا میرے باپ نے یہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمادیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ بچے کے بارے میں قول ہے کہ وہ زبان کھولتا ہے تو اپنے باپ اور اپنی ماں کو پکارتا ہے۔ اللہ نے فرمایا اللہ کا نام یاد کرو۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اس سے كَذِكۡرِكُمۡ اٰبَآءَكُمۡ کے متعلق پوچھا گیا کہ انسان پر ایک دن گزرتا ہے جب کہ وہ اپنے باپ کو یاد ہی نہیں کرتا (تو اللہ تعالیٰ نے یہ تشبیہ کیوں دی ہے کہ اللہ کو اپنے باپ کی طرح یاد کرو)۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ کی نافرمانی کی جائے تو اللہ کے لئے زیادہ ناراض ہو بنسبت اس ناراضگی کے جب کہ تیرے باپ کا ذکر برائی سے کیا جائے۔

فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دیہاتی لوگ موقف میں آتے تو دعا کرتے یا اللہ اس سال کو بارش والا سال بنادے، شادابی کا سال بنادے اچھی اولاد کا سال بنادے۔ آخرت کے امور میں سے کچھ ذکر نہ کرتے اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمادی، ان کے بعد دوسرے مومنین آتے تھے تو وہ دنیا و آخرت دونوں کی بھلائی مانگتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ۔

امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لوگ زمانۂ جاہلیت میں جب مشعر حرام میں ٹھہرتے تو دعا مانگتے ایک کہتا اے اللہ مجھے اونٹ عطا فرما، دوسرا کہتا اے اللہ مجھے بکریاں عطا فرما، پس اللہ تعالیٰ نے فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا وَمَا لَهٗ فِى الۡاٰخِرَةِ مِنۡ خَلَاقٍ ۞ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۞ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ نَصِيۡبٌ مِّمَّا كَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰهُ سَرِيۡعُ الۡحِسَابِ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن جریر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر کرتے تھے اور دعا مانگتے تھے اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما، ہمیں دشمن پر غلبہ عطا فرما، ہمیں نیکوکاروں کی طرف لوٹا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ یہ دعا مانگتے تھے اے ہمارے رب ہمیں رزق اور فتح عطا فرما۔ وہ آخرت کے متعلق کچھ نہیں مانگتے تھے پس یہ آیات نازل ہوئیں۔ ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابو یعلی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا مانگتے تھے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابو یعلی، ابن حبان، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 360
2۔ سنن ابوداؤد، باب الاستغفار، جلد 5، صفحہ 429 (1490) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کو دیکھا جو اس چوزے کی مانند تھا جس کے بال و پر نوچ لئے گئے ہوں۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میں یہ دعا مانگتا ہوں اے اللہ جو سزا تو نے مجھے آخرت میں دینی ہے وہ مجھے دنیا میں جلدی دے دے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! پھر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو یہ دعا کیوں نہیں مانگتا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ آپ ﷺ نے اس کے لئے یہ دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرمائی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری (الادب) اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثابت نے انہیں کہا کہ تمہارے بھائی پسند کرتے ہیں کہ تم ان کے لئے دعا کرو تو انہوں نے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ کے الفاظ سے دعا کی، انہوں نے پھر دعا کے لئے کہا تو آپ نے فرمایا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے تمہارے تمام امور کا ذکر کروں، جب اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا میں بھلائی عطا فرمادے گا اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرمادے گا اور تمہیں آگ کے عذاب سے بھی بچالے گا تو تمہیں ساری خیر عطا فرمادے گا۔

امام شافعی، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری (تاریخ میں)، ابو داؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن الجارود، ابن حبان، طبرانی، حاکم انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عبد اللہ بن السائب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان یہ دعا کرتے ہوئے سنا۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں رکن کے پاس سے جب بھی گزرا تو میں نے اس پر ایک فرشتہ آمین کہتے ہوئے دیکھا جب تم رکن کے پاس سے گزرو تو یہ دعا مانگو رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک فرشتہ رکن یمانی پر مقرر ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ آمین آمین کہتا ہے۔ پس تم یہ دعا مانگو رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (3)

امام ابن ماجہ اور الجندی نے فضائل مکہ میں حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا ہے ان سے رکن یمانی کے متعلق پوچھا گیا جب کہ وہ طواف کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا مجھے ابو ہریرہ نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا گیا جب کہ وہ طواف کر رہے تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس پر ستر فرشتے متعین ہیں جو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھتا ہے وہ فرشتے آمین کہتے ہیں (4)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 43 (29340) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 453 (4045)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 453 (4046)
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 444 (2957)

امام الازرقی نے ابن ابی نجیح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طواف میں حضرات عمر اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما اکثر یہ دعا مانگتے تھے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد نے الزوائد میں حضرت حبیب بن صہبان الکاہلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں عمر بن خطاب کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا وہ طواف میں یہی دعا مانگتے تھے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ، اور ان سے میری جدائی بھی اسی دعا پر ہوئی تھی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایام تشریق میں یہ دعا پڑھنا مستحب ہے رَبَّنَآ اٰتِنَا الخ۔

امام عبد بن حمید نے عطا سے روایت کیا ہے فرمایا جو بھی اپنے گھر کی طرف لوٹنے لگے تو یہی دعا مانگے رَبَّنَآ اٰتِنَا الخ۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تین قسم کے لوگ وہاں تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین، کفار اور منافقین۔ اس آیت میں ان کا تذکرہ ہے کہ ان میں سے کچھ صرف دنیا کی غرض سے اور دنیا کے سوال کے لئے حج کرتے ہیں اور آخرت کا ارادہ نہیں کرتے اور نہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ دوسرے وہ جو دنیا و آخرت دونوں کا سوال کرتے ہیں اور تیسرا گروہ وہ ہے جس کا تذکرہ اس آیت میں ہے مَنۡ یُّعۡجِبُكَ قَوۡلُهٗ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا (البقرہ:204)(1)

امام احمد اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی دعا افضل ہے؟ فرمایا جس میں تو اپنے رب سے دنیا و آخرت کی معافی و عافیت طلب کرے۔ پھر وہ دوسرے دن آیا۔ یہی سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تو اپنے رب سے دین، دنیا اور آخرت میں عفو و عافیت طلب کرے پھر وہ تیسرے دن آیا۔ یہی سوال دہرایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تو اپنے رب سے عفو اور عافیت طلب کرے پھر وہ چوتھے دن آیا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی دعا افضل ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں تو اپنے رب سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرے، جب دنیا میں تجھے یہ دونوں چیزیں عطا کی جائیں گی پھر آخرت میں بھی عطا کی جائیں گی تو تو فلاح پا جائے گا(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں حَسَنَةً سے مراد عافیت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ذہبی نے فضل العلم میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے دنیا میں حَسَنَةً سے مراد علم و عبادت ہے اور آخرت میں حَسَنَةً سے مراد جنت ہے(3)۔

ابن جریر نے السدی سے روایت کیا ہے دنیا میں حَسَنَةً سے مراد مال ہے اور آخرت میں حسنة سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ دنیا میں حسنہ سے مراد پاکیزہ رزق اور نافع علم ہے، ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ حسنات میں سے نیک صالحہ عورت بھی ہے۔ ابن المنذر نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 364
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 127، مطبوعہ دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 362

مروی ہے کہ حَسَنَۃً سے مراد تعریف ہے۔ ابن ابی حاتم نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ مِّمَّا كَسَبُوْا سے مراد نیک اعمال ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سَرِيْعُ الْحِسَابِ سے مراد سَرِیْعُ الْاَحْصَارِ (جلدی شمار کرنے والا) ہے۔

امام شافعی نے الام میں، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، عبد بن حمید، ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا میں نے ایک قوم کی خدمت کے لئے بطور مزدور اپنے آپ کو پیش کیا اس شرط پر کہ وہ مجھے سوار کر کے لے جائیں گے اور میں نے اجر کم کر دیا اس شرط پر کہ وہ میرے لئے دعا کریں گے جب کہ میں ان کے ساتھ حج کروں گا۔ کیا میرے لئے یہ عمل جائز ہے؟ ابن عباس نے فرمایا تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے متعلق اللہ نے فرمایا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبد اللہ کے اصحاب اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

"(اور خوب) یاد کر لو اللہ تعالیٰ کو ان دنوں میں جو معدودے چند ہیں اور جو جلدی کر کے دو دنوں میں ہی چلا گیا تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں اور جو کچھ دیر وہاں ٹھہرا رہا تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں (بشرطیکہ) وہ ڈرتا رہا ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے اور (خوب) جان لو تمہیں اس کی بارگاہ میں اکٹھا کیا جائے گا"۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت میں اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد تین ایام ہیں، قربانی کا دن اور اس کے بعد کے دو دن ان دنوں میں تو جس دن میں چاہے ذبح کر اور ان میں افضل دن پہلا دن ہے۔

امام الفریابی، ابن ابی الدنیا اور ابن المنذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں ایک روایت میں ہے کہ دسویں ذی الحجہ کے بعد تین دن ہیں۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، المروزی (العیدین میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی (الشعب میں) اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی طرق کے ذریعے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں اور ایام معلومات سے مراد، دس دن (ذی الحجہ کے) ہیں (1)۔

امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد ایام

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 359 (3770)

تشریق ہیں جن میں اللہ کی تسبیح تہلیل اور تکبیر و تجید بیان کی جاتی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا، المحاملی نے امالی میں اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الایام المعلومات سے مراد دس دن ہیں اور اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے احضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَیَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد چار دن ہیں، یوم النحر اور تین دن اس کے بعد۔

امام المروزی نے حضرت یحیٰی بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت میں معدود دنوں میں ذکر کا جو حکم ہے اس سے مراد فرضی نمازوں کے بعد ایام تشریق میں تکبیریں کہنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حاجی ان دنوں میں منیٰ کے اندر تکبیریں کہے اور وہ فرماتے تھے کہ تکبیر واجب ہے اور بطور دلیل وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ تلاوت کرتے تھے۔

امام المروزی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے السنن میں حضرت عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباس کو دسویں ذی الحجہ کو تکبیر کہتے ہوئے اور یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے دیکھا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد ایام تشریق میں تکبیر کہنا ہے اور وہ ہر نماز کے بعد کہتے تھے اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ منیٰ میں نمازوں کے بعد تین مرتبہ تکبیر کہتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

امام المروزی نے حضرت الزہری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ تمام ایام تشریق میں تکبیریں کہتے تھے۔

امام سفیان بن عیینہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عباس کو یوم الصدر (گیارہ ذی الحجہ) کو تکبیریں کہتے ہوئے سنا اور وہ اپنے ساتھیوں کو بھی تکبیر کہنے کا حکم دیتے تھے مجھے یہ معلوم نہیں انہوں نے اس کی دلیل وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ کو بنایا تھا یا فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ والی آیت کو بنایا تھا۔

امام مالک نے حضرت یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہیں خبر پہنچی ہے کہ عمر بن خطاب گیارہویں کے دن منیٰ سے نکلے اور جب سورج کچھ نکل آیا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی حتی کہ انکی تکبیر بیت اللہ تک پہنچی، پھر تیسرے دن نکلے جب سورج ڈھل چکا تھا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ پس جان لیا گیا کہ حضرت عمر رمی جمار کے لئے نکلے ہیں۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جمرہ پر سات کنکریاں ماریں اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر کہا اور یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّ ذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّ عَمَلًا

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 359 (3770)

مَشْكُوْرًا اور فرمایا میرے باپ نے بتایا تھا کہ نبی کریم ﷺ جب کنکریاں مارتے تھے تو اسی طرح کہتے تھے۔

امام بخاری، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ جمرہ دنیا پر سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے اور سکون سے ہو جاتے تو قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاتے اور طویل وقت کھڑے دعا مانگتے رہتے اور دعا میں ہاتھ اٹھائے ہوئے ہوتے تھے پھر ذات العقبہ پر وادی کے بطن سے رمی جمار کرتے اور اس کے پاس نہ ٹھہرتے پھر واپس چلے جاتے تھے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے(1)۔

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے۔ فرماتی ہیں جب آخری دن رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو آپ روانہ ہوئے پھر آپ واپس آئے اور ایام تشریق کی راتیں منیٰ میں ٹھہرے رہے جب سورج ڈھل جاتا تو آپ ﷺ رمی جمار کرتے تھے، ہر جمرہ پر سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اور جمرہ اولیٰ اور جمرہ ثانیہ کے پاس ٹھہرے اور طویل قیام فرمایا اور آہ زاری کرتے رہے، تیسرے جمرہ پر رمی کی اور اس کے پاس نہ ٹھہرے(2)۔

امام احمد، نسائی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کی صبح فرمایا کہ میرے لئے کنکریاں چن لاؤ، جب وہ آپ کے ہاتھ پر رکھی گئیں تو فرمایا بس اسی کی مثل ہوں، دین میں غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگ دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے(3)۔

امام حاکم نے ابو البداح بن عاصم بن عدی عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو اجازت دی تھی کہ وہ ایک دن کنکریاں ماریں اور ایک دن چھوڑ دیں(4)۔

امام الازرقی نے ابن الکلبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جمار کو جمار اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ آدم علیہ السلام ابلیس کو پتھر مارتے تھے اور وہ سامنے بھاگتا تھا اور جمار کا معنی اسراع (جلدی کرنا) ہے۔ ابن ابی شیبہ نے ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو کنکریاں قبول کی جاتی ہیں۔ وہ اٹھالی جاتی ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے ابو الطفیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عباس سے کہا زمانۂ جاہلیت اور زمانہ اسلام سے لوگ رمی جمار کرتے آرہے ہیں (تو یہ کنکریاں کدھر جاتی ہیں) انہوں نے فرمایا جو ان میں سے قبول ہو جاتی ہیں اٹھالی جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ ثبیر پہاڑ سے بھی بڑا پہاڑ بن چکا ہوتا۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان سے ان کنکریوں کے متعلق پوچھا گیا جو زمانۂ جاہلیت اور زمانۂ اسلام سے متواتر پھینکی جارہی ہیں یہ کیسے ایک بہت بڑا بند نہ ہو گیا جو راستہ روک لیتا۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک فرشتہ متعین فرمایا ہے جو ان میں سے قبول ہو جاتی ہے اٹھالی جاتی ہیں اور جو مقبول نہیں ہوتی ہیں وہ چھوڑ دی جاتی ہیں۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ جس بندے کا حج

1۔ صحیح بخاری، باب اذا رمی الجمرتین یقوم مستقبل القبلۃ ویسھل، جلد 1، صفحہ 236
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 651، (1756)
3۔ سنن نسائی، باب التقاط الحصیٰ، جلد 5، صفحہ 268
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 652 (1758)

قبول فرماتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالی جاتی ہیں۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ان سے کہا گیا کہ ہم زمانۂ جاہلیت میں جو کنکریاں دیکھتے تھے اور آج مسلمان بہت زیادہ ہیں ان کنکریوں کو زیادہ ہونا چاہیے تھا؟ ابن عمر نے فرمایا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ جس کا حج قبول فرماتا ہے اس کی کنکریاں اٹھالیتا ہے۔

امام الازرقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کنکریاں ایک قرب ہیں جو ان میں سے قبول کی جاتی ہیں اٹھالی جاتی ہیں جو قبول نہیں کی جاتیں وہ باقی رہتی ہیں۔

امام طبرانی نے الاوسط میں، دارقطنی اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یارسول اللہ یہ پتھر جو ہر سال پھینکے جاتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں یہ کم ہوتے ہیں زیادہ نہیں ہوتے۔ فرمایا جو قبول ہوجاتے ہیں وہ اٹھالئے جاتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو پہاڑوں کی مثل تمہیں نظر آتے (1)۔ طبرانی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے رمی جمار کے متعلق پوچھا اور دریافت کیا کہ ہمارے لئے ان میں کیا اجر ہے؟ فرمایا میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تو ان کی اپنے رب کے پاس زیادہ احتیاج پائے گا (2)۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ منیٰ کا میدان تنگ ہے، حج کے دوران اس میں اتنے لوگ کیسے سما جاتے ہیں؟ فرمایا منیٰ لوگوں کے ساتھ اس طرح کھل جاتا ہے جس طرح بچہ کے لئے رحم کھل جاتا ہے۔ طبرانی نے الاوسط میں ابودرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منیٰ کی مثال رحم کی طرح ہے، یہ تنگ ہوتا ہے جب اس میں حمل ٹھہرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وسیع فرمادیتا ہے۔

امام الازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں منیٰ کو منیٰ اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ جب جبریل علیہ السلام، آدم علیہ السلام سے جدا ہونے لگے تو کہا تمن (تمنا کر) تو آدم علیہ السلام نے کہا اَتَمَنَّى الْجَنَّةَ (میں جنت کی تمنا کرتا ہوں) پس اس کو منیٰ کہا گیا کیونکہ یہ آدم علیہ السلام کی تمنا کی جگہ ہے۔

امام الازرقی نے حضرت عمر بن مطرف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں منیٰ کو منیٰ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ اس میں خون بہائے جاتے ہیں۔ حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! ہم آپ کے لئے کوئی تعمیر نہ کریں تاکہ آپ اس کے سایہ میں بیٹھیں۔ فرمایا نہیں، منیٰ پہلے لوگوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے (3)۔ بیہقی نے الشعب میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہم منیٰ میں ہیں، اگر لوگوں کو منیٰ میں اترنے کے متعلق علم ہوجائے تو وہ مغفرت کے بعد فضیلت سے خوش ہوں (4)۔

امام مسلم اور نسائی نے حضرت نبیشہ الہذلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایام تشریق

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 650(1752)
2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 401(13479)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 638(1714)
4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 477(4113)

کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن حذیفہ کو منیٰ میں چکر لگا کر یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ ان دنوں روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق کے روزوں سے منع فرمایا۔ فرمایا یہ کھانے، پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں (3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوالشعثاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ابن عمر کے پاس ایام تشریق کے درمیان والے دن گئے تو کھانا پیش کیا گیا۔ ان کا بیٹا کھانے سے ایک طرف ہو گیا۔ ابن عمر نے اسے فرمایا قریب آ جاؤ اور کھاؤ۔ اس نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ ابن عمر نے فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دن کھانے اور اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں۔

امام حاکم نے مسعود بن الحکم الزرقی عن امہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سفید دراز گوش پر انصار کی گھاٹی میں دیکھ رہی ہوں اور وہ کہہ رہے ہیں اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ روزے کے دن نہیں ہیں۔ یہ کھانے، پینے اور ذکر کے دن ہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خلدہ الانصاری رحمۃ اللہ کے حوالہ سے ان کی ماں سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایام تشریق میں یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ یہ کھانے پینے اور بیویوں کے دن ہیں (5)۔ ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ نے بشر بن سحیم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایام تشریق میں خطبہ دیا اور فرمایا جنت میں صرف مسلمان نفس ہی داخل ہوگا اور یہ ایام کھانے پینے کے لئے ہیں (6)۔

امام مسلم نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور اوس بن الحدثان کو ایام تشریق میں بھیجا کہ اعلان کریں کہ جنت میں صرف مومن داخل ہوگا اور یہ منیٰ کے دن کھانے اور پینے کے دن ہیں (7)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منیٰ کے دن کھانے، پینے کے دن ہیں (8)۔

امام ابوداؤد، ابن ابی الدنیا اور حاکم نے ابومرۃ مولی ام ہانی سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے باپ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے، دونوں کے سامنے کھانا رکھا گیا تو فرمایا کھاؤ، عبداللہ نے کہا میں روزہ دار ہوں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کھاؤ یہ وہ دن ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ افطاری کا حکم دیتے

1۔ صحیح مسلم، باب تحریم الصوم ایام التشریق، جلد 1، صفحہ 360
2۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 367
3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، کتاب الصوم، جلد 1، صفحہ 600 (1588)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 394 (15265)
6۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 350 (1720)
7۔ صحیح مسلم، باب تحریم الصوم فی ایام التشریق، جلد 1، صفحہ 360
8۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 350 (1719)

تھے اور روزہ رکھنے سے منع فرماتے تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں یہ ایام تشریق تھے۔

امام ابن ابی الدنیا اور البزار نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سال کے چھ دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ۱۔ یوم الفطر۔ ۲۔ یوم الاضحیٰ۔ ۳، ۴، ۵ ایام التشریق۔ ۶ وہ دن جس میں رمضان کا شک ہو۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایام تشریق کے روزے سے منع فرمایا اور فرمایا یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایام تشریق کے متعلق پوچھا گیا کہ ان کو ایام تشریق کیوں کہا جاتا ہے انہوں نے فرمایا کہ لوگ ان دنوں میں اپنی قربانیوں کا گوشت سورج کی دھوپ میں خشک کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کو ایام تشریق کہا جاتا ہے۔ تشریق کا معنی دھوپ میں گوشت خشک کرنا ہے۔

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تعجیل و تاخیر میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے جو دو دنوں میں جلدی چلا جائے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور جو تاخیر کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں۔ فرمایا یہ حکم اس کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرے۔

امام الفریابی اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ دو دنوں میں جانا اس کے لئے حلال ہے جو ڈرے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جن دنوں میں اللہ تعالیٰ نے حاجی کے لئے جانے کی اجازت دی ہے ان میں جس کے لئے سورج غروب ہو جائے تو وہ اس دن نہ جائے بلکہ دوسرے دن کنکریاں مار کر جائے۔

امام سفیان بن عیینہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لِمَنِ اتَّقٰى کا مطلب یہ ہے کہ جو احرام کی حالت میں شکار سے بچا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ عبداللہ کے مصحف میں لِمَنِ اتَّقَى اللّٰهَ تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن یعمر دیلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے جب کہ آپ عرفات میں کھڑے تھے اور مکہ کے لوگ آپ کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ حج کیسے ہے؟ فرمایا حج عرفات (میں حاضری) ہے، حج عرفات (میں حاضری) ہے، جس نے عرفہ کی رات کو صبح کے طلوع ہونے سے پہلے پا لیا اس نے منیٰ کے تین دن پا لئے۔ پھر آپ ﷺ نے سواری پر پیچھے ایک شخص بٹھایا جو ان دنوں کے متعلق اعلان کر رہا تھا(1)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 305، (3100)

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے جو دو دنوں میں جلدی چلا گیا اس کو بخش دیا گیا اور جس نے ان سے تاخیر کی اس کو بھی بخش دیا گیا(2)۔

امام وکیع، الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو دو دنوں میں جلدی چلا گیا اس کی بخشش ہو گئی اور جو تاخیر سے گیا اس کی بھی بخشش ہو گئی۔ بیہقی نے سنن میں ابن عباس سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے جو دو دنوں میں جلدی چلا گیا اس کو بخش دیا گیا اور جس نے تین دن تک تاخیر کی اس کو بھی بخش دیا گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو دو دنوں میں جلدی چلا گیا وہ مغفور ہو کر لوٹا(2)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو دو دنوں میں چلے جائیں اور جو تیسرے دن تاخیر کرے گا اس کو بھی کوئی گناہ نہیں۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جو متقی ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں یہ تاخیر معاف کی گئی ہے۔

امام وکیع اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو دو دنوں میں چلا گیا اس پر آئندہ سال تک کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر سے گیا اس پر بھی آئندہ سال تک کوئی گناہ نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں ضحاک کی جان ہے، یہ آیت کریمہ، اقامت اور سفر کرنے کے متعلق نازل ہوئی ہے یعنی جو ٹھہرا رہے اس پر بھی گناہ نہیں اور جو سفر کر جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں بلکہ وہ گناہوں سے بری ہے۔

امام سفیان بن عیینہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام گناہوں سے پاک ہو گیا اور جو تاخیر سے گیا وہ بھی تمام گناہوں سے بری ہو گیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لِمَنِ اتَّقٰى یعنی جو حج میں تقوی کا پیکر رہا۔ قتادہ فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے کہ ابن مسعود فرماتے تھے کہ جس نے حج میں تقویٰ اختیار کیا اس کے پہلے سارے گناہ معاف ہو گئے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک مہاجرہ عورت نے حج کیا پھر جب وہ واپس آئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزری، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تو نے تقویٰ اختیار کیا؟ اس عورت نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نئے سرے سے عمل کر (پہلے تیرے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے حجاج کرام کو فرمایا کیا تمہیں حج کے علاوہ کوئی اور غرض یہاں لائی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ فرمایا تم نے تقویٰ اختیار کیا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا پھر نئے سرے سے عمل شروع کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 371 2۔ ایضاً 3 ایضاً، جلد 2، صفحہ 371 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 373

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب عمرہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے تو حج کی کیا کیفیت ہوگی۔ (یعنی یہ بدرجہ اولیٰ مٹا دے گا)، او جو دونوں کے اندر چلا گیا اس کی بخشش ہوگئی۔ لوگ اس آیت کی کچھ اور تاویل کرتے ہیں جو اس میری تاویل کے مخالف ہے(1)۔ وکیع، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر نے معاویہ بن مرہ المزنی سے روایت کیا ہے فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔ فرمایا وہ گناہوں سے اس طرح نکل گیا جس طرح جس دن اس کی والدہ سے اسے جنم دیا تھا (اور اس پر کوئی گناہ نہیں تھا)

ابن ابی شیبہ نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ نے یہ مناسک بنائے تاکہ انسانوں کے گناہ معاف کردے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ۔ اس کے تمام گناہ ختم کر دیئے گئے اگر وہ بقیہ عمر میں تقویٰ اختیار کرتا رہا۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ان سے کہا گیا کہ لوگ کہتے ہیں حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب وہ ہر برائی کو چھوڑ دیتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت خیثمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تم حج کرو تو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو، ہوسکتا ہے تیرا یہ سوال قبول ہو جائے۔

امام اصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ حجاج کرام سے مصافحہ کرو اس سے پہلے کہ وہ گناہوں میں ملوث ہو جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حجاج کرام، عمرہ کرنے والوں اور غازیوں سے ملو، پس وہ گناہوں میں ملوث ہونے سے پہلے تمہارے لئے دعا کریں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم حجاج کرام سے ملتے تھے اور ان کے جدا ہونے سے پہلے ان سے مصافحہ کرتے تھے۔

امام الاصبہانی نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ان سے پوچھا گیا حج مبرور کون سا ہے؟ انہوں نے فرمایا جب لوٹے تو دنیا سے عدم دلچسپی کا مظاہرہ کرے اور آخرت میں رغبت رکھے۔

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنا حج مکمل کرے تو اسے جلدی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ جانا چاہیے کیونکہ اس میں اجر زیادہ ہے(2)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے تشریف لاتے تو ہر زمین کی بلند جگہ پر تین تکبیریں کہتے۔ پھر یہ کلمات کہتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ، تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 371

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 650 (1753)

حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔(1)

امام ابن حبان نے الضعفاء میں اور ابن عدی نے الکامل میں، دار قطنی نے العلل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ سے جفا کی (2)۔

امام سعید بن منصور، ابو یعلی، طبرانی، ابن عدی، دار قطنی اور بیہقی نے الشعب میں ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کیا اور میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ اس طرح ہوگا گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی (3)۔

امام حکیم ترمذی، البزار، ابن خزیمہ، ابن عدی، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے (4)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری زیارت کرنے کے لئے آیا دوسری کوئی غرض نہ ہو فقط میری زیارت ہی اسے کھینچ لائی ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے روز اس کا شفیع بنوں (5)۔

امام طیالسی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو میری زیارت کرے گا میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو دونوں حرموں میں سے ایک میں وفات پائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے امن والے لوگوں سے اٹھائے گا (6)۔

امام بیہقی نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ اور جو دونوں حرموں میں سے کسی ایک میں مرے گا قیامت کے روز وہ امن والے لوگوں سے اٹھایا جائے گا (7)۔

امام العقیلی نے الضعفاء میں اور بیہقی نے الشعب میں آل الخطاب کے ایک شخص کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے قصداً میری زیارت کی وہ قیامت کے روز میرے جوار میں ہوگا اور جو مدینہ طیبہ میں ٹھہرے گا اور اس کی شدت پر صبر کرے گا تو قیامت کے روز میں اس کا شہید یا شفیع ہوں گا اور جو دونوں حرموں میں سے ایک میں مرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے امن والے لوگوں میں سے اٹھائے گا (8)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ثواب کی نیت سے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کرے گا قیامت کے روز میں اس کا گواہ یا شفیع ہوں گا (9)۔

1۔ موطا امام مالک، باب جامع الحج، جلد 1، صفحہ 421 (243)، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ کامل ابن عدی، جلد 9، صفحہ 248، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 489 (4159)

4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 490 (4159)

5۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 291 (13149)

6۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 489 (4153)

7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 488 (4151)

8۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 488 (4152)

9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 489-90 (4157)

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی میری قبر کے پاس سلام پیش کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ متعین فرمائے گا جو مجھ تک اس کا سلام پہنچائے گا اور سلام اس کی آخرت و دنیا کے امور میں کفایت کرے گا اور قیامت کے روز میں اس کا شہید یا شفیع ہوں گا (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹاتا ہے حتی کہ میں اس پر سلام لوٹاتا ہوں (2)۔ بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی قبر پر آتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرتے تھے اور قبر کو نہیں چھوتے تھے پھر حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر سلام پیش کرتے تھے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت محمد بن المنذر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس روتے ہوئے دیکھا اور وہ آنسو بہائے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے (4)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت منیب بن عبد اللہ بن ابی امامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت انس کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر پر تشریف لائے اور ٹھہر گئے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ میں نے گمان کیا کہ انہوں نے نماز شروع کی ہے، پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ پر سلام کیا پھر واپس لوٹ گئے (5)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت سلیمان بن سحیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، سلام عرض کرتے ہیں، کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں فرمایا ہاں اور ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں (6)۔

امام بیہقی نے حضرت حاتم بن مروان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ ارادۃً ایک شخص کو مدینہ طیبہ بھیجتے تاکہ ان کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام پیش کرے (7)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے ابو فدیک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے لوگوں سے سنا ہے کہتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی کہ جو نبی کریم ﷺ کی قبر انور کے پاس کھڑا ہوا اور یہ آیت تلاوت کی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (پھر یہ کہا) صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ، یہ ستر مرتبہ کہا تو فرشتہ اس کا جواب دیتا ہے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا فُلَانُ اے فلاں تجھ پر درود ہو، تیری کوئی حاجت ساقط نہ ہوگی (یعنی تمام حاجات پوری ہوں گی) (8)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو حرب الہلالی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک اعرابی نے حج کیا، جب وہ مسجد نبوی کے

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 489 (4156)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 491 (4161)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 490 (4160)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 491 (4163)
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 491 (4164)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 491 (4165)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 491 (4166)
8۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 492 (4169)

دروازے پر آیا تو اپنی سواری کو بٹھا دیا اور اسے باندھ دیا پھر مسجد میں داخل ہو کر قبر انور پر آیا، رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس کے سامنے کھڑا ہو گیا پھر کہا میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! میں آپ کی بارگاہ میں گناہوں اور خطاؤں سے بوجھل ہو کر آیا ہوں اپنے رب کے حضور آپ کی سفارش طلب کرنے آیا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (نساء:64) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں گناہوں سے بوجھل ہو کر آپ کی بارگاہ میں آیا ہوں اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کی سفارش چاہتا ہوں کہ وہ میرے گناہ معاف فرما دے اور آپ کی سفارش میرے حق میں قبول فرمائے پھر وہ لوگوں کے سامنے آیا اور یہ اشعار پڑھے

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِي التُّرَابِ اَعْظُمُهٗ ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ ۔۔۔ فِيْهِ الْعَفَافُ وَ فِيْهِ الْجُوْدُ وَ الْكَرَمُ

اے بہتر ذات جس کا جسم اطہر مٹی میں مدفون ہے، جس کی خوشبو سے کائنات کے نشیب وفراز معطر ومعنبر ہوئے ہیں، اس قبر اطہر کے لئے میری جان قربان ہو جائے جس میں آپ ﷺ آرام فرما ہیں، وہ قبر منور جس میں پیکر عفت موجود ہے اور جس میں سراپا جود وکرم ذات جلوہ افروز ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حاجی جب آتا تو اسے کہتے اللہ تعالیٰ تیری عبادت قبول فرمائے اور تجھے اجر عظیم عطا فرمائے اور تیرے خرچ کا تجھے نعم البدل عطا فرمائے۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی سفر سے اپنے اہل کے پاس آئے تو اسے اپنے اہل کے لئے ہدیہ لانا چاہیے پس اسے گھر والوں کو ضرور تحفہ دینا چاہیے خواہ وہ پتھر ہی ہوں (2)۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۲۰۴﴾

"اور (اے سننے والے) لوگوں سے وہ بھی ہے کہ پسند آتی ہے تجھے اس کی گفتگو دنیاوی زندگی کے بارے میں اور وہ گواہ بناتا رہتا ہے اللہ کو اس پر جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ (حق کا) سخت ترین دشمن ہے"۔

امام ابن اسحق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب جنگ ہوئی جس میں عاصم اور مرثد شہید ہوئے تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہائے افسوس ان مقتولوں پر جو نہ تو اپنے گھر والوں کے پاس بیٹھے اور نہ اپنے ساتھی کا پیغام پہنچا سکے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ کہ اس کی زبان سے جو اسلام کا اظہار ہو رہا ہے اس کا دل اس کے مخالف ہے، یہ جھگڑالو ہے، جب آپ سے کلام کرے گا تو آپ کو لوٹا دے گا

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 96-495 (4178) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 502 (4204)

اور جب یہ آپ کے پاس سے اٹھ کر جائے گا تو زمین میں فساد برپا کرے گا، کھیتی اور نسل کو ہلاک کرے گا اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا یعنی اللہ تعالیٰ نہ اس کے عمل کو پسند کرتا ہے اور نہ اس سے راضی ہے وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (البقرہ: 207) یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے راستہ میں جہاد کے ذریعے اپنے نفسوں کا سودا کیا حتی کہ وہ شہید ہو گئے یعنی اس جنگ میں (1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابواسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے حضرت حبیب کے قتل پر لوگوں کو جمع کیا تھا وہ یہ لوگ تھے عکرمہ بن ابی جہل، سعید بن عبداللہ بن ابی قیس بن عبدود، الاخنس بن شریق الثقفی حلیف بنی زہرہ، عبیدہ بن حکیم بن امیہ بن عبد شمس اور امیہ بن ابی عتبہ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت الاخنس بن شریق الثقفی حلیف بنی زہرہ کے متعلق نازل ہوئی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ آیا اور کہنے لگا میں اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے آیا ہوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں سچا ہوں پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی باتوں سے خوش ہوئے پھر جب وہ نبی کریم سے اٹھ کر باہر گیا تو مسلمانوں کی کھیتی اور گدھوں کے پاس سے گزرا تو کھیتی کو جلا دیا اور گدھوں کے پاؤں کاٹ دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الْاَرْضِ (البقرہ:205)(2)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں مکہ میں بیٹھا ہوا تھا، لوگوں نے مجھ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو میں نے کہا الاخنس بن شریق اس سے مراد ہے، ہمارے ساتھ اس کی اولاد سے ایک جوان بیٹھا تھا۔ جب میں اٹھا تو وہ میرے پیچھے آیا اور کہا قرآن اہل مکہ کے متعلق نازل ہوا ہے، اگر تو دیکھے کہ تو کسی کا نام نہ لے حتی کہ تو مکہ سے نکل جائے تو ایسا ضرور کر۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوسعید المقبری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے محمد بن کعب القرظی سے مذاکرہ کیا، اس نے کہا اللہ کی بعض کتب میں ہے کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں جن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہیں اور ان کے دل صبر سے بھی زیادہ کڑوے ہیں، نرم بھیڑوں کی کھالوں کا لباس پہنے ہوئے ہیں، دین کے ذریعے دنیا کماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا وہ مجھ پر جرأت کرتے ہیں اور مجھے دھوکا دیتے ہیں میری عزت کی قسم میں ان پر ایک ایسا فتنہ نازل کروں گا جو ان میں سے حلیم کو حیران و ششدر کر دے گا، محمد بن کعب نے کہا یہ اللہ کی کتاب میں موجود ہے وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا، سعید نے کہا اب میں جان گیا ہوں کہ یہ آیت کس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ محمد بن کعب نے فرمایا یہ آیت ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی لیکن اب عام ہے (3)۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت ربیع بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ تیری قوم کو کیا ہے کہ وہ بھیڑوں کی کھالیں پہنتے ہیں اور راہبوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں، ان کے کلام شہد سے زیادہ میٹھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 377 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 376 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 378

ہیں اور دل صبر (ایک کڑوا درخت ہے) سے زیادہ کڑوے ہیں، کیا وہ میرے ساتھ دھوکہ کرتے ہیں، مجھے دھوکا دینا چاہتے ہیں؟ میری عزت کی قسم میں ان کو ایسے فتنہ میں مبتلا کروں گا کہ ان کا عالم بھی حیران ہو گا، کسی کا جادو اور کہا کہانت میرے سامنے نہیں چل سکتی جو مجھ پر ایمان لائے وہ مجھ پر ہی توکل کرے اور جو ایمان نہ لائے اسے میرے سوا کوئی اور الٰہ تلاش کرنا چاہیے۔

امام احمد نے الزہد میں وہب رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے علماء کو فرمایا وہ دین کے علاوہ چیزیں سیکھتے ہیں اور دین کے عمل کے علاوہ اعمال سیکھتے ہیں، آخرت کے عمل کے ذریعے دنیا چاہتے ہیں، بھیڑوں کی جلدوں کو پہنتے ہیں اور اپنے شریر نفسوں کو چھپاتے ہیں۔ وہ تمہارے پینے کی چیز میں تنکے سے بھی بچتے ہیں اور محارم میں سے پہاڑوں کی مثل نگل جاتے ہیں [وہ لوگوں پر پہاڑوں کی مثل دین کو بھاری کرتے ہیں اور پہلو اٹھانے میں ان کی مدد نہیں کرتے۔ سفید کپڑے پہنتے ہیں اور نمازوں کو لمبا کرتے ہیں [وہ اس کے ذریعے یتیموں اور بیواؤں کا مال کم کرتے ہیں [میری عزت کی قسم میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تم پر ایسا فتنہ ڈالوں گا کہ اس میں صاحب الرائے کی رائے اور حکیم کی حکمت بھی ختم ہو جائے گی۔

وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی بہت جھگڑالو روایت کیا ہے۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے اس کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا اَلْجَدَلُ، اَلْمُخَاصِمُ فِي الْبَاطِلِ (باطل میں جھگڑنے والا)۔ ابن الازرق نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے مہلہل کا یہ قول نہیں سنا۔

إِنَّ تَحْتَ الْأَحْجَارِ حَزْمًا وَجُودًا   وَخَصِيمًا أَلَدَّ ذَا مِغْلَاقِ

پتھروں کے نیچے سراپا احتیاط، سراپا سخاوت اور جھگڑالو، امن کے دروازے بند کرنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ایسا ظالم ہے جو سیدھا نہ ہو۔

امام وکیع، احمد، بخاری، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نزدیک مبغوض ترین شخص بہت زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے (1)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس میں چار عادات پائی جائیں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس میں نفاق کی ایک علامت ہے حتی کہ وہ اس کو ترک کر دے۔ جب اسے امین بنایا جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد کرے تو عہد شکنی کا مظاہرہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو حق سے تجاوز کرے (2)۔

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 340 (8429)
2۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب خصال المنافق، جلد 1، صفحہ 56، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

لئے یہی گناہ کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑا کرنے والا ہو(1)۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تیرے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ تو جھگڑا کرنے والا ہو اور تیرے لئے ظالم ہونا کافی ہے کہ تو جھگڑا کرنے والا ہو اور تیرے لئے جھوٹا ہونا کافی ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق جھوٹ باتیں گھڑے۔

امام احمد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس کا کلام زیادہ ہوگا اس کا جھوٹ بھی زیادہ ہو گا، جس کی قسمیں زیادہ ہوں گی اس کا گناہ بھی زیادہ ہوگا اور جس کا جھگڑا زیادہ ہوگا اس کا دین سلامت نہ ہوگا۔

امام بیہقی نے الشعب میں عبدالکریم الجزری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پرہیزگار اور نیکوکار کبھی جھگڑا نہیں کرتا(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے جھگڑے میں زیادتی کی وہ گناہ گار ہے اور جس نے خصومت میں کمی کی اس نے جھگڑا کیا اور وہ حق کی طاقت نہیں رکھتا جس نے اس پر قسم اٹھائی جس پر معاملہ کا دارومدار تھا، صبر کی فضیلت تصبر (کوشش سے صبر کرنا) ہے اور جس نے پاک دامنی کو لازم پکڑا بادشاہ اور بازاری لوگ اس کے سامنے ذلیل ہو گئے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت الاحنف بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تین آدمی تین شخصوں سے انتقام نہیں لے سکتے۔ حلیم، احمق سے، نیکوکار فاجر سے اور شریف کمینے سے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمرو بن العلاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دو شخصوں نے کبھی ایک دوسرے کو گالیاں نہیں دیں مگر وہ غالب آئے گا جو ان میں سے زیادہ کمینہ ہوگا(5)۔

وَ اِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِیُفْسِدَ فِیْهَا وَ یُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْفَسَادَ ﴿۲۰۵﴾

”اور جب وہ حاکم بن جاتا ہے تو سرتوڑ کوشش کرتا ہے کہ ملک میں فساد برپا کردے اور تباہ کردے کھیتوں کو اور نسل انسانی کو اور اللہ تعالیٰ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا“۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ زمین میں فساد برپا کرتا ہے، کھیتوں کو تباہ کرتا ہے اور انسان اور حیوان ہر چیز کی نسل کو ہلاک کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن ابی حاتم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان سے جب اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ زمین میں ظلم و عداوت پھیلاتا ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش روک لیتا ہے، پس بارش کے نہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 340 (8432)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 354 (8489)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 347 (8462)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 347 (8460)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 352 (8480)

ہونے کی وجہ سے کھیتیاں اور نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ پھر حضرت مجاہد نے دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ (الروم:41)(1)

امام وکیع، الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ الْحَرْثَ سے مراد کھیتی اور النَّسْلَ سے مراد ہر جانور کی نسل ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ نسل سے مراد ہر حیوان اور انسان کی نسل ہے(3)۔ الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے کہا کہ مجھے اس آیت کے متعلق بتائیں تو انہوں نے فرمایا النَّسْلَ سے مراد پرندے اور چوپائے ہیں۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ مفہوم جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے یہ شاعر کا قول نہیں سنا۔

كُهُوْلُهُمْ خَيْرُ الْكُهُوْلِ وَنَسْلُهُمْ كَنَسْلِ الْمُلُوْكِ لَا تَبُوْرَ لَا تَخْزِيْ

ان کے ادھیڑ عمر کے لوگ، ادھیڑ عمر والوں میں سے بہتر ہیں اور ان کی نسل بادشاہوں کی نسل کی طرح ہے نہ ہلاک ہوتے ہیں، نہ رسوا ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس محرم کے پاس نعلین نہ ہوں تو خفین پہن لے۔ پوچھا گیا کیا ان کو کاٹ دے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتا۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۲۰۶﴾

"اور جب کہا جائے اسے کہ (میاں) خدا سے تو ڈرو تو وہ اکساتا ہے اسے غرور گناہ پر۔ پس اس کے لئے جہنم کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے"۔

امام وکیع، ابن المنذر، طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنے بھائی سے کہے اتَّقِ اللّٰهَ (تو اللہ سے ڈر) اور وہ کہے تو اپنے نفس کا خیال کر تو مجھے حکم دیتا ہے(4)۔

امام ابن المنذر اور بیہقی نے الشعب میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے مالک بن مغول سے کہا تو صرف اللہ سے ڈر پس اس نے اپنا رخسار اللہ کی بارگاہ میں اظہار تواضع کے لئے زمین پر رکھ دیا(5)۔

امام احمد نے الزہد میں حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو کہا اللہ سے ڈرو۔ وہ آدمی چلا گیا تو حضرت عمر نے فرمایا ہم میں خیر نہیں ہوگی اگر وہ ہمیں یہ نہ کہے اور ان میں خیر نہ ہوگی اگر وہ ہمیں یہ نہ کہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 383 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً جلد 2، صفحہ 384
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 301، (8246) 5۔ ایضاً، (8247)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لَبِئْسَ الْمِهَادُ یعنی جو انہوں نے اپنے نفسوں کے لئے بچھونا بچھایا ہے وہ برا ہے۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ۝۲۰۷

"اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے اپنی جان (عزیز) بھی اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کے لئے اور اللہ نہایت مہربان ہے اپنے بندوں پر"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت صہیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب میں نے مکہ سے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو قریش نے مجھے کہا اے صہیب تو ہمارے پاس آیا تھا تو تیرے پاس کوئی مال نہیں تھا اور اب تو جا رہا ہے تو تیرے پاس مال ہے اللہ کی قسم ایسا کبھی نہیں ہوگا، حضرت صہیب فرماتے ہیں میں نے ان سے کہا اگر تم میرا مال لینا چاہتے ہو تو لے لو اور میرا راستہ چھوڑ دو۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے، میں نے اپنا مال انہیں دے دیا اور انہوں نے میرا راستہ چھوڑ دیا، میں چل پڑا اور مدینہ طیبہ پہنچ گیا، جب میرے اس سودے کی خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا رَبِحَ الْبَيْعَ صُهَيْبُ۔ صہیب کو اس سودے میں نفع ہوا۔

امام ابن سعد، الحرث بن ابی اسامہ (نے اپنی مسند میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم۔ ابونعیم (الحلیہ میں) اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت صہیب ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے آ رہے تھے تو قریش کا ایک گروہ آپ کے پیچھا گیا، آپ اپنی سواری سے اتر پڑے اور اپنے ترکش کے تیر نکال کر بکھیر دیئے، پھر فرمایا اے قریش کے گروہ تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ تیرانداز ہوں، اللہ کی قسم تم مجھ تک نہیں پہنچ سکو گے حتی کہ میں اپنے ترکش کے سارے تیر مار دوں اور پھر میں مقدور بھر اپنی تلوار سے لڑوں پھر اس کے بعد تم جو چاہو کرو۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں اپنا مال اور خزانہ جو مکہ میں موجود ہے تمہیں بتا دوں اور تم میرا راستہ چھوڑ دو، انہوں نے کہا ٹھیک ہے جب آپ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا رَبِحَ الْبَيْعُ، سودا نفع بخش ہے پھر یہ آیت نازل ہوئی، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ الخ (1)۔

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت صہیب بن سنان اور ابوذر کے بارے نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ صہیب بن سنان، ابوذر الغفاری اور جندب بن السکن (یہ بھی ابوذر کے خاندان سے تھے) کے متعلق نازل ہوئی۔ ابوذر قریش سے بھاگ آئے تھے اور نبی کریم ﷺ کے

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 228، مطبوعہ دار صادر بیروت 2۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 24، صفحہ 229، مطبوعہ دار الفکر بیروت

پاس پہنچ گئے تھے۔ جب وہ ہجرت کر کے آ رہے تھے تو قریش انہیں الظہر ان کے مقام پر ملے، آپ ان سے بھاگ کر آ گئے حتی کہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ لیکن صہیب کو ان کے گھر والوں نے پکڑ لیا تھا پھر آپ نے ان کو اپنا مال فدیہ دیا تھا۔ جب ہجرت کر کے نکلے تو منقذ بن عمر بن جدعان نے انہیں پکڑ لیا بقیہ مال اس نے لے لیا اور آپ کا راستہ چھوڑ دیا (1)۔

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت صہیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو میں نے بھی نکلنے کا ارادہ کیا، قریش کے چند نوجوانوں نے مجھے روک لیا، پھر میں نکلا تو میرے کچھ سفر طے کرنے کے بعد کچھ لوگ ملے تا کہ وہ مجھے واپس مکہ کی طرف لوٹا دیں، میں نے ان کو کہا کیا میں تمہیں سونے کے اوراق دے دوں تو میرا راستہ چھوڑ دو گے؟ تو انہوں نے بات مان لی۔ میں نے انہیں کہا کہ دروازہ کی دہلیز کے نیچے زمین کھودو اس کے نیچے سونے کے اوراق مدفون ہیں۔ میں پھر نکلا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں قبا میں پہنچ گیا۔ ابھی آپ قبا سے مدینہ واپس نہیں آئے تھے۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابو یحیٰ تیرا سودا نفع بخش ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مہاجرین و انصار کے متعلق ہے (3)۔

امام وکیع، الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ایک جنگ میں تھے کہ ایک آدمی آگے بڑھا، جنگ کی اور قتل ہو گیا، لوگوں نے کہا اس نے اپنے آپ کو خود ہلاکت میں ڈالا ہے۔ حضرت عمر کی طرف یہ لکھ کر بھیجا گیا تو حضرت علی نے کہا ایسا نہیں ہے جیسا لوگوں نے کہا ہے، یہ شخص ان لوگوں سے ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہشام بن عامر نے دشمن کی صف پر حملہ کیا حتی کہ اس کو چیر دیا تو لوگوں نے کہا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ہے تو ابو ہریرہ نے کہا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ (5)۔

امام بیہقی نے سنن میں مدرکہ بن عوف الاحمسی سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا جس نے جنگ نہاوند میں اپنے نفس کو خریدا۔ مدرکہ نے کہا وہ میرا ماموں تھا، لوگوں نے گمان کیا کہ اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ لوگ جھوٹ کہہ رہے ہیں وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے دنیا کے بدلے آخرت خریدی تھی۔

امام ابن عساکر نے کلبی عن ابی صالح عن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ کے متعلق نازل ہوئی، ان کو اہل مکہ نے پکڑ لیا تھا اور انہیں عذاب دیا تھا تا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 387 2۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 452 (5706) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 387 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 388 5۔ ایضاً

انہیں پھر شرک باللہ کی طرف لوٹا دیں۔ ان صحابہ کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں: عمار، امیہ، سمیہ، ابو یاسر، بلال، خباب، عباس مولی حویطب بن عبد العزیٰ، رضی اللہ عنہم (1)۔

امام طبرانی، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن عساکر نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں چکر لگائے، وہ غار میں آئے پھر واپس چلے گئے۔ فرمایا ہائے صہیب میرے لئے صہیب نہیں ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ صہیب کی طرف حضرت ابوبکر کو بھیجا، ابوبکر نے انہیں نماز پڑھتے ہوئے پایا، ابوبکر نے نبی کریم ﷺ کو رپورٹ دی کہ میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے پایا ہے اور میں نے اس کی نماز کو توڑنا پسند نہیں کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اچھا کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس رات چل پڑے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نکلے اور ابوبکر کی زوجہ ام رومان کے پاس گئے۔ ام رومان نے کہا میں تجھے یہاں کیوں دیکھ رہی ہوں، تیرے دونوں بھائی چلے گئے ہیں اور تیرے لئے کچھ زاد راہ چھوڑ گئے ہیں۔ حضرت صہیب فرماتے ہیں میں نکلا حتی کہ میں اپنی بیوی کے پاس گیا۔ اپنی تلوار، اپنا ترکش اور اپنی کمان لی حتی کہ میں مدینہ طیبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کو بیٹھے ہوئے پایا۔ جب مجھے ابوبکر نے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھے میرے بارے میں اس آیت کے نزول کی خوشخبری سنائی اور پھر میرا ہاتھ پکڑا۔ میں نے کچھ ملامت کا اظہار کیا۔ انہوں نے عذر پیش کیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے نفع کی خوشخبری سنائی فرمایا اے ابو یحییٰ تیرا سودا سود مند ہے (2)۔

امام ابن ابی خیثمہ اور ابن عساکر نے حضرت مصعب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ رومیوں سے بھاگ کر آئے تو ان کے پاس بہت مال تھا، وہ مکہ میں آئے تو عبد اللہ بن جدعان سے ان کا معاہدہ ہوا اور اس نے آپ کو حلف دیا۔ رومیوں نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو نینویٰ سے پکڑ لیا۔ پھر جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو صہیب آپ کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ قریش نے انہیں کہا اسے اہل اور مال نہیں ملے گا، آپ نے مال ان کو دے دیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا سودا نفع بخش ہوا، اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ**۔ آپ کے بھائی حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ تھے (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک خط آیا جس میں تھا کہ اہل کوفہ میں کچھ لوگوں نے قرآن اس طرح پڑھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی۔ میں نے کہا انہوں نے اختلاف کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کو کیسے معلوم ہوا؟ فرمایا میں نے **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا** (دو آیتیں) تلاوت کیں، جب وہ ایسا کریں گے تو صاحب قرآن برداشت نہیں کرے گا۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی **وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ**۔ **وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ**۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ نے سچ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 24، صفحہ 222 2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 227،28 3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 230

امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اسی اثناء میں کہ ابن عباس حضرت عمر کے پاس بیٹھے تھے اور وہ آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ قرآن لوگوں میں پھیل چکا ہے؟ میں نے کہا اے امیر المومنین یہ کوئی پسندیدہ بات نہیں۔ حضرت عمر نے کہا کیوں؟ میں نے کہا جب وہ قرآن پڑھیں گے تو ایک دورے پر غالب آنے کی کوشش کریں گے، جب ایسا ہوگا تو اختلاف کریں گے، جب اختلاف کریں گے تو ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ حضرت عمر نے کہا اگر میرے بس میں ہوتا تو میں اس کو لوگوں سے چھپا دیتا۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے حضرت عمر کے پاس یہ آیت پڑھی اور فرمایا دو شخصوں نے آپس میں قتال کیا۔ حضرت عمر نے ابن عباس سے پوچھا یہ کیسے؟ فرمایا اے امیر المومنین میں یہاں دیکھتا ہوں کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جب انہیں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو اسے گناہ کا غرور پکڑ لیتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کچھ وہ ہیں جو اپنے نفس کو اللہ کی رضا کے لئے خریدتے ہیں، یہ کھڑا ہوتا ہے اور دوسرے کو اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتا ہے، پھر وہ اسے قبول نہیں کرتا اور اسے گناہ کا غرور گھیرے میں لے لیتا ہے۔ دوسرا کہتا ہے میں نے اپنے نفس کو رضائے الٰہی کے لئے بیچا ہے۔ پس وہ اس سے جھگڑ پڑتا ہے پس وہ دونوں آپس میں لڑ پڑے، حضرت عمر نے کہا اے ابن عباس اللہ تعالیٰ تجھے ہمیشہ شاداب رکھے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ آیت وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۝ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ تلاوت کی اور فرمایا دو شخص آپس میں لڑ پڑے۔

امام وکیع، عبد بن حمید، بخاری (تاریخ میں)، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور الخطیب نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا رب کعبہ کی قسم دو شخص لڑ پڑے(2)۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر نے صالح ابو خلیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر نے کسی شخص کو یہ آیات وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ الخ۔ پڑھتے سنا تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ ایک شخص نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو قتل کر دیا گیا(3)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت اس مسلمان کے متعلق نازل ہوئی جو کسی کافر سے ملا اور اسے کہا کہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جب تو یہ کہے گا تو مجھ سے تو اپنا خون اور مال محفوظ کرے گا مگر شرعی حق کی وجہ سے یہ دونوں چیزیں تجھ سے لی جا سکتی ہیں۔ اس کافر نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ مسلمان نے کہا اللہ کی قسم میں اللہ کے لئے اپنے نفس کو ضرور فروخت کروں گا۔ وہ آگے بڑھا جنگ شروع کی حتی کہ قتل ہو گیا(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 386 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 388 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 388

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۲۰۸﴾ فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۰۹﴾

''اے ایمان والو داخل ہو جاؤ اسلام میں پورے پورے اور نہ چلو شیطان کے نقش قدم پر۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور اگر تم پھسلنے لگو اس کے بعد کہ آچکی ہیں تمہارے پاس روشن دلیلیں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے كَآفَّةً کو منصوب پڑھا ہے اور فرماتے ہیں یہ اہل کتاب کے مومنین کو خطاب ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ ساتھ تورات کے بعض احکامات اور ان پر نازل شدہ مسائل میں کچھ پر ابھی عمل پیرا تھے۔ اللہ نے فرمایا دین محمد کی شریعت میں مکمل طور پر داخل ہو جاؤ اور اس میں سے کسی چیز کو نہ چھوڑو، تورات اور اس کے جو احکامات ہیں ان پر صرف تمہارا ایمان کافی ہے۔

امام ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ ثعلبہ، عبد اللہ بن سلام، ابن یامین، اسد، اسید (یہ دونوں کعب کے بیٹے ہیں)، سعید بن عمرو اور قیس بن زید کے متعلق نازل ہوئی۔ یہ تمام یہودی تھے، انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ہفتہ کے دن کی ہم تعظیم کرتے تھے اب بھی آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس میں اپنی عبادت کیا کریں اور تورات اللہ کی کتاب ہے، آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم رات کے وقت اس کی کھڑے ہو کر تلاوت کیا کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ خطاب اہل کتاب سے ہے اور كَآفَّةً کا معنی جمعاً ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ السِّلْمِ کا معنی طاعت ہے اور كَآفَّةً کا معنی جمعاً ہے۔

امام ابن جریر اور حضرت ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ السِّلْمِ سے مراد الاسلام ہے اور الزلل، ترک اسلام ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاِنْ زَلَلْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْكُمُ الْبَيِّنٰتُ کہ اگر تم محمد ﷺ کے پہنچنے کے بعد گمراہ ہو گئے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ عزیز کا معنی یہ ہے کہ وہ جب انتقام لینا چاہے تو انتقام لینے پر غالب ہو۔ حَكِيْمٌ کا معنی یہ ہے کہ اپنے حکم میں حکیم ہے یعنی اس کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 392 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 394

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ قُضِيَ الْاَمْرُ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۲۱۰﴾

"کیا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ آئے دن ان کے پاس اللہ کا عذاب چھائے ہوئے بادلوں (کی صورت) میں اور فرشتے اور (ان کا) فیصلہ ہی کر دیا جائے اور (آخرکار) اللہ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے سارے معاملات"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولین وآخرین تمام لوگوں کو قیامت کے مقررہ دن پر جمع فرمائے گا، سب لوگ کھڑے ہوں گے، آنکھیں آسمان کی طرف اٹھی ہوں گی اور فیصلہ کے منتظر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائیوں میں عرش سے کرسی پر (اپنی شان کے لائق) نزول فرمائے گا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے (العظمہ میں) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نزول فرمائے گا تو اس کے اور مخلوق کے درمیان ستر ہزار پردے ہوں گے، ان میں سے کچھ پردے نور، ظلمت اور پانی کے ہوں گے، پانی اس تاریکی میں ایسی آواز پیدا کرے گا کہ دل دہل جائیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بادلوں کے سایوں میں آئے گا تو سارے پردے کٹ چکے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ اور بادل ہوگا اور وہ صرف تیہ میں بنی اسرائیل کے لئے آیا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آئے اور اس میں ملائکہ آئیں گے(1)۔

امام ابن جریر اور دیلمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بادلوں کے پردے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ فرشتوں کے ساتھ پوشیدہ ہو کر آئے گا، اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے(2)۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابی بن کعب کی قرأت اس طرح تھی هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ وَالْمَلَائِكَةُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ، فرماتے ہیں فرشتے بادلوں کے سایہ میں آئیں گے۔ یہ اس قول کی طرح ہے يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا (فرقان:25)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ بادلوں کے پردوں میں آئے گا اور فرشتے اس کے اردگرد ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں موت کے وقت اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 396 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 397

بادلوں کے پردوں میں ان کے پاس آئے گا اور فرشتے ان کے پاس آئیں گے۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے قُضِيَ الْأَمْرُ یعنی جب قیامت قائم ہوگی۔

سَلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ كَمْ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ ۭ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۱۱﴾

"آپ پوچھئے بنی اسرائیل سے کہ ہم نے انہیں کتنی روشن دلیلیں عنایت فرمائیں اور جو (قوم) بدل ڈالے اللہ کی نعمت کو اس کے مل جانے کے بعد، تو یقیناً اللہ تعالیٰ (اس قوم کو) سخت عذاب دینے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل سے مراد یہود ہیں اور اس آیت میں اٰيَةٍۢ بَيِّنَةٍ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو قرآن میں ذکر ہیں اور جو قرآن میں ذکر نہیں ہیں۔ وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ یعنی جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے پاس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات بھیجیں، عصائے موسیٰ، ید بیضا، ان کے لئے سمندر کو پھاڑ دیا، ان کے دشمن کو غرق کیا جب کہ وہ دیکھ رہے تھے، ان پر بادلوں کے سایے کیے۔ ان پر من وسلویٰ نازل فرمایا اور وَمَنْ يُّبَدِّلْ نِعْمَةَ اللّٰهِ کے متعلق فرماتے ہیں جو اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۘ وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۲۱۲﴾

"آراستہ کر دی گئی ہے کافروں کے لئے دنیا کی (فانی) زندگی اور مذاق اڑاتے ہیں یہ ایمان والوں کا حالانکہ پرہیزگاروں کی شان بلند ہوگی ان سے قیامت کے دن اور اللہ تعالیٰ روزی تو جسے چاہے بے حساب دے دیتا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا...... سے مراد وہ کفار ہیں جو دنیا کو طلب کرتے ہیں اور مسلمان جو آخرت کی طلب کرتے ہیں ان سے یہ مزاح کرتے ہیں، ابن جریر فرماتے ہیں میرا گمان یہ ہے کہ یہ عکرمہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کفار نے کہا اگر محمد ﷺ نبی ہوتے تو ہمارے سردار اور اشراف لوگ ان کی اتباع کرتے، اللہ کی قسم ان کی پیروی تو فقط وہ لوگ کر رہے ہیں جو غریب و حاجت مند ہیں۔ مثلاً عبد اللہ بن مسعود اور ان کے ساتھی وغیرہ (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 403

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کفار کی زندگی کا مقصود و مطلوب صرف یہ دنیا ہے۔ وہ مسلمانوں کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ کسی نظریہ اور عقیدہ کے حامل نہیں ہیں اور وہ یہ بطور استہزاء کہتے تھے اور قیامت کے روز متقی ان سے بلند ہوں گے۔

امام عبدالرزاق نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ یعنی جنت میں وہ ان سے بلند ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عباس سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی نگران نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی محاسبہ کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی رب کا محاسبہ نہ ہوگا۔ میمون بن مہران سے بِغَيْرِ حِسَابٍ کا یہ معنی مروی ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے کثیر عطا فرماتا ہے۔

حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ نے بغیر حساب کے متعلق فرمایا جس کو مال کے کم ہونے کا اندیشہ ہو وہ حساب کے ساتھ خرچ کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے خزانے تو خرچ کرنے سے کم ہی نہیں ہوتے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۣ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۠ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٢١٣﴾

"(ابتداء میں) سب لوگ ایک ہی دین پر تھے (پھر جب ان میں اختلاف پیدا ہو گیا) تو بھیجے اللہ نے انبیاء خوش خبری سنانے والے اور ڈرانے والے اور نازل فرمائی ان کے ساتھ کتاب برحق تاکہ فیصلہ کر دے لوگوں کے درمیان جن باتوں میں وہ جھگڑنے لگے تھے اور کسی نے اختلاف نہیں کیا اس میں بجز ان لوگوں کے جنہیں کتاب دی گئی تھی بعد از اں کہ آ گئی تھیں ان کے پاس روشن دلیلیں (اس کی وجہ) ایک دوسرے سے حسد تھا۔ پس اللہ نے ہدایت بخشی انہیں جو ایمان لائے تھے ان سچی باتوں پر جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے، اپنی توفیق سے۔ اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف"۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابویعلی اور الطبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ ایک امت تھے یعنی تمام اسلام پر تھے۔

امام البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس صدیاں تھیں اور تمام لوگ شریعت حق پر تھے۔ پھر اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام بھیجے۔ یہ آیت عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں اس طرح ہے کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ ایک امت تھے جب آدم علیہ السلام پر پیش کئے گئے تھے۔ اللہ نے انہیں اسلام پر پیدا فرمایا تھا اور تمام نے اللہ تعالیٰ کے لئے عبودیت کا اقرار کیا تھا۔ اور اس وقت تمام ایک امت یعنی مسلمان تھے۔ پھر آدم علیہ السلام کے بعد سے اختلاف شروع ہوا۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ الناس سے مراد آدم ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے کَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو مبعوث فرمایا اور کتاب نازل فرمائی اختلاف کے بعد اور بنی اسرائیل کو کتاب اور علم دیا گیا تھا۔ انہوں نے دنیا کی طلب اور جھوٹی جاہ وحشمت کے حصول کی خاطر آپس میں اختلاف کیا بعض نے دوسروں پر بغاوت کی اور ایک دوسرے کی گردنیں کاٹیں۔ پس اللہ نے ایمان والوں کو ہدایت عطا فرمائی یعنی اختلاف کے وقت اللہ نے انہیں ہدایت عطا فرمائی۔ وہ اختلاف سے پہلے بھی ان احکامات کو قائم کرتے رہے جو رسل لے کر آئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت پر قائم رہے تھے، نماز قائم کرتے تھے اور زکوٰۃ دیتے تھے اور اختلاف سے جدا رہتے تھے۔ یہ قیامت کے روز انبیائے کرام کے حق میں اور ان کی قوموں کے خلاف گواہی دیں گے۔ قوم نوح، قوم ہود، قوم صالح، قوم شعیب، آل فرعون سب کے خلاف گواہی دیں گے کہیں گے کہ ان کو ان کے رسولوں نے پیغام حق پہنچایا تھا لیکن انہوں نے اپنے رسل کی تکذیب کی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوگ پہلے کفر پر تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم اولون، آخرون ہیں۔ قیامت کو تمام لوگوں سے پہلے ہم جنت میں داخل ہوں گے مگر دوسرے لوگوں کو ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں بعد میں دی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی جب لوگوں نے حق کے متعلق اختلاف کیا۔ یہ وہ دن ہے جس کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہوا تو اللہ نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی، لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں، یہود ہفتہ کے دن کو عبادت کے طور پر مناتے ہیں اور نصاریٰ اتوار کے دن کو عبادت کے طور پر مناتے ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس انبیائے کرام تشریف لائے، لوگ آدم علیہ السلام سے پھیلے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان میں انبیاء مبعوث فرمائے جو بشارت دینے والے اور عذاب الٰہی سے ڈرانے والے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2 صفحہ 405 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 408

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس نسلیں تھیں، وہ سب ہدایت اور شریعت پر تھیں۔ پھر اس کے بعد اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ یہ پہلے رسول تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھیجا تھا اور اس وقت بھیجا تھا جب لوگوں میں اختلاف ہو گیا تھا اور حق کو چھوڑ چکے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسل مبعوث فرمائے اور کتاب نازل فرمائی جس کے ذریعے وہ مخلوق پر حجت قائم فرمائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے کہ لوگوں کا جمعہ کے دن کے بارے میں اختلافات ہوا۔ یہود نے ہفتہ کے دن کو منایا اور انصاری نے اتوار کے دن کو منایا۔ اللہ تعالیٰ نے امت محمد کو جمعہ کے دن کی ہدایت عطا فرمائی۔ قبلہ کے بارے اختلاف کیا۔ نصاریٰ نے مشرق کو قبلہ بنایا، یہود نے بیت المقدس کو اور اللہ نے امت محمد ﷺ کو قبلہ کی ہدایت عطا فرمائی۔ نماز میں اختلاف ہوا۔ بعض نے ان میں سے رکوع کیا اور سجدہ نہ کیا۔ بعض نے سجدہ کیا اور رکوع نہ کیا۔ بعض نماز پڑھتے ہوئے باتیں کرتے تھے، بعض نماز پڑھتے ہوئے چلتے تھے، پس اللہ نے امت محمد ﷺ کو ہر مسئلہ میں حق کی ہدایت عطا فرمائی، روزوں میں اختلاف کیا، بعض نے دن کو روزہ رکھا۔ بعض نے بعض کھانوں کا روزہ رکھا۔ پس اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت عطا فرمائی۔ حضرت ابراہیم کے متعلق اختلاف ہوا۔ یہود نے کہا وہ یہودی تھے، نصاریٰ نے کہا وہ نصرانی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حنیفا مسلما بنایا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ ﷺ کو حق کی ہدایت عطا فرمائی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لوگوں نے اختلاف کیا، یہودیوں نے آپ کے متعلق جھوٹ بولا اور ان کی والدہ ماجدہ پر بہتان عظیم لگایا، نصاریٰ نے آپ کو خدا اور خدا کا بیٹا کہا اور اللہ نے آپ کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ بنایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے امت محمد ﷺ کو حق کی ہدایت عطا فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبد اللہ کی قرأت میں اس طرح تھا فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا عَنْهُ۔ یعنی اسلام کے متعلق اختلاف کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت اس طرح تھی فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْ لِمَا اخْتَلَفُوْا مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ لِيَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ ابو العالیہ اس ایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شبہات، ضلالات اور فتنوں سے نکلنے کے راستے کی راہنمائی فرمائی (2)۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 409 2۔ ایضاً

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ﴿۲۱۴﴾

"کیا تم خیال کر رہے ہو کہ (یوں ہی) داخل ہو جاؤ گے جنت میں حالانکہ نہیں گزرے تم پر وہ حالات جو گزرے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے ہوئے ہیں، پہنچی انہیں سختی اور مصیبت اور وہ لرزا ٹھے یہاں تک کہ کہہ اٹھا (اس زمانہ کا رسول اور جو ایمان لے آئے تھے اس کے ساتھ کب آئے گی اللہ کی مدد؟ سن لو یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ یہ آیت یوم الاحزاب میں نازل ہوئی۔ اسی دن نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام انتہائی مصیبت میں مبتلا ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومن کو آگاہ کیا ہے کہ یہ دنیا مصیبت کا گھر ہے، وہ اس میں انہیں آزمائے گا اور مزید بتایا کہ انبیائے کرام اور پہلے چیدہ لوگوں کے ساتھ ایسا کیا گیا ہے۔ یہ آگاہی اس لئے بخشی تا کہ مومنین کے دل تسلی پائیں۔ الْبَاْسَآءُ سے مراد فتنے ہیں اور الضَّرَّآءُ سے مراد بیماری ہے۔ زُلْزِلُوْا۔ وہ فتنوں اور لوگوں کی اذیتوں کی وجہ سے لڑکھڑائے۔

امام احمد، بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ہمارے لئے مدد طلب نہیں فرمائیں گے، کیا آپ ہمارے لئے دعا نہیں فرمائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے کسی کے سر کی مانگ پر آری رکھی جاتی تھی جو اس کے قدموں تک پہنچ جاتی تھی لیکن یہ تکلیف بھی اسے دین سے برگشتہ نہیں کرتی تھی۔ لوہے کی کنگھیوں کے ساتھ اس کی ہڈیوں اور گوشت کے درمیان کنگھی کی جاتی تھی۔ یہ چیز بھی اس کو دین سے نہیں پھیرتی تھی۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم یہ امر مکمل ہوگا (یعنی اسلام غالب آئے گا) حتی کہ ایک سوار صنعاء سے حضر موت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ کے سوا کسی کا اندیشہ نہ ہوگا اور اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا اسے خوف ہوگا (ڈاکوؤں اور چوروں کا نہیں) لیکن تم جلدی کر رہے ہو(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، یوم الاحزاب میں مسلمانوں کو انتہائی تکلیف کا سامنا کرنا پڑا حتی کہ کسی نے کہا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا (الاحزاب: 12) ترجمہ: نہیں وعدہ کیا ہم سے (فتح کا) اللہ اور اس کے رسول نے مگر صرف دھوکا دینے کے لئے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تم سے پہلے انبیائے کرام اور مومنین کو بھی ایسی شدید تکلیف سے آزمایا گیا تا کہ اہل طاعت، اہل معصیت سے ممتاز ہو جائیں۔ پہلی قوموں کو ایسی ایسی تکالیف سے آزمایا گیا کہ ان کے رسول نے کہا مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ حالانکہ وہ نبی سب سے بہتر اور سب سے زیادہ صبر کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی زیادہ معرفت رکھنے والا تھا۔

1۔ صحیح بخاری، باب علامات النبوۃ فی الاسلام جلد 1 صفحہ 510 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2 صفحہ 411

امام حاکم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کا مصیبت کے ذریعے تجربہ کرے گا حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی سونے کا آگ کے ذریعے تجربہ کرتا ہے پس ان میں بعض خالص سونے کی طرح نکلے گا۔ یہ وہ شخص ہوگا جس کو اللہ نے گناہوں سے نجات دی ہوگی اور بعض سیاہ سونے کی طرح نکلیں گے یہ وہ ہے جو فتنہ میں مبتلا کیا گیا ہوگا(1)۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۱۵﴾

"آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں آپ فرمایئے جو کچھ خرچ کرو (اپنے) مال سے تو اس کے مستحق تمہارے ماں باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں اور یتیم ہیں اور مسکین ہیں اور مسافر ہیں۔ اور جو نیکی تم کرتے ہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت زکوٰۃ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ اس سے مراد وہ نفقہ ہے جو مرد اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے اور اس سے مراد وہ صدقہ ہے جو وہ صدقہ کرتا ہے، زکوٰۃ نے اس کو منسوخ کر دیا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مومنین نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا وہ اپنے اموال کو کہاں خرچ کریں؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور یہ نفقہ نفلی تھا۔ ان سب کے علاوہ زکوٰۃ کا حکم ہے(3)۔

امام ابن المنذر نے ابن حبان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا ہم اپنے اموال کو کہاں خرچ کریں؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس نے اموال کو خرچ کرنے کی جگہیں بتادیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے اموال خرچ کرنے کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے پوچھا کہ وہ اموال کو کہاں خرچ کریں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ فرمایا اے ابن آدم اپنی کوشش اور سعی یہاں صرف کر، مال لے کر ادھر ادھر نہ جا اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو نہ چھوڑ دے۔

امام دارمی، البزار، ابن المنذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے اصحاب محمد ﷺ سے کوئی بہتر قوم نہیں دیکھی۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تیرہ مسائل کے متعلق دریافت کیا، حتیٰ کہ آپ کا وصال ہوگیا اور تمام مسائل قرآن میں ہیں۔ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (البقرہ:219) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 350 (7878) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 413 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 414

الْحَرَامِ (البقرہ: 217) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى (البقرہ 220) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ (البقرہ: 222) يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ (الانفال: 1) يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ (البقرہ: 215) صحابہ کرام آپ ﷺ سے اس چیز کے متعلق پوچھتے تھے جوان کے لئے نفع بخش ہوتی۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾

''فرض کیا گیا ہے تم پر جہاد اور وہ ناپسند ہے تمہیں اور ہوسکتا ہے کہ تم ناپسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم پسند کرو کسی چیز کو حالانکہ وہ تمہارے حق میں بری ہو اور (حقیقت حال) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور مومنین کو مکہ میں توحید، نماز، زکوۃ کا حکم دیا تھا اور جنگ نہ کرنے کا ارشاد تھا۔ جب مدینہ طیبہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی تو باقی تمام فرائض نازل ہوئے اور جنگ کرنے کی اجازت بھی مل گئی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی کہ تم پر قتال فرض کیا گیا ہے اور جنگ سے منع کرنے کے بعد انہیں جنگ کرنے کی اجازت دی گئی۔ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ یعنی قتال تمہارے لئے باعث مشقت ہے۔ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا یعنی مشرکین سے جنگ ہوسکتا ہے تم پسند نہ کرو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو اللہ تعالیٰ اس کا انجام فتح، مال غنیمت اور شہادت کو بنا دے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اس ارشاد کی وجہ سے لوگوں پر قتال واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں اس وقت کے لوگوں پر قتال فرض تھا (1)۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جہاد ہر شخص پر فرض ہے خواہ وہ بیٹھا رہے یا جہاد میں شریک ہو۔ پیچھے رہنے والے سے اگر مدد طلب کی جائے تو مدد کرے، اس سے استغاثہ کیا جائے تو معاونت کرے، اگر اس کی ضرورت نہ ہو تو بیٹھا رہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت کو وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (البقرہ: 285) کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اس حدیث کو ابن جریر نے عکرمہ عن ابن عباس کے سلسلہ سے موصولاً روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ عَسٰى جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے استعمال ہو تو اس کا مطلب وجوب ہوتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 415

امام ابن المنذر رنے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن میں عَسٰی ہر جگہ وجوب کے لئے ہے کیونکہ اللہ کی طرف سے عَسٰی وجوب کے لئے ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں عسیٰ سے مذکورہ ہر چیز واجب ہے سوائے دو مقامات کے، ایک سورۂ تحریم میں عَسٰی رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ (التحریم: 5) اور دوسرا بنی اسرائیل میں عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ (الاسراء: 8)

امام ابن المنذر رنے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عسیٰ دو طرح استعمال ہوتا ہے ایک واجب امر کے لئے جیسے فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ (القصص: 67) اور دوسرا غیر واجب کے لئے جیسے مثلاً عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ تمام وہ چیزیں جن کو مومن ناپسند کرتا ہے وہ بہتر نہیں ہوتیں اور نہ تمام چیزیں جن کو مومن پسند کرتا ہے وہ بری ہوتی ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھا آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن عباس جو اللہ تعالیٰ مقدر فرمادے اس پر راضی ہوجا، اگرچہ وہ تیری خواہش کے خلاف بھی ہو کیونکہ یہی چیز کتاب اللہ میں ثابت ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے؟ جب کہ میں نے قرآن میں پڑھا ہے فرمایا وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔـا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔـا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔(1)

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ پھر پوچھا کون سا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ فرمایا جو عمدہ ہو، پوچھا اگر میں ایسا نہ کرسکوں تو پھر؟ فرمایا تو کاری گر بن اور جو اچھی طرح کام نہیں کرسکتا اس کے لئے کام کر، پھر پوچھا اگر میں ایسا بھی نہ کرسکوں تو پھر؟ فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے بچا، یہ ایسا صدقہ ہے جو تو اپنے نفس پر کرتا ہے(2)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ عرض کی گئی پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا، پوچھا گیا پھر کون سا؟ فرمایا مقبول حج(3)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل عمل وقت پر نماز ادا کرنا اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنا(4)۔

امام مالک، عبد الرزاق (نے المصنف میں)، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا اور اللہ جانتا ہے جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے، روزے دار، قیام، خشوع، رکوع اور سجود کرنے والے کی طرح ہے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کا اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 416
2۔ شعب الایمان، باب فی الجہاد، جلد 4، صفحہ 7 (4208)
3۔ صحیح مسلم، باب کون للایمان باللہ افضل الاعمال، جلد 1، صفحہ 62
4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 8، (4213)

ضامن ہوتا ہے کہ وہ شہید ہو جائے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا یا اجر وغنیمت کے ساتھ اسے صحیح وسلامت لوٹائے گا (1)۔

امام بخاری اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل سکھائیں جو جہاد کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کوئی ایسا عمل نہیں پاتا حتی کہ تو اس بات کی طاقت رکھتا ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لئے نکلے تو تو مسجد میں داخل ہو جائے اور قیام کرے اور اس میں سستی نہ کرے اور تو روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ اس شخص نے کہا میں ایسا تو نہیں کر سکتا، ابو ہریرہ نے فرمایا مجاہد کا گھوڑا اپنی رسی میں آگے پیچھے دوڑتا ہے تو مجاہد کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں (2)۔

امام مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیں جو جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہو؟ فرمایا تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، عرض کی گئی کیوں نہیں یا رسول اللہ! فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثل اس شخص کی مانند ہے جو ہمیشہ قیام کرتا ہے، روزہ رکھتا ہے اور آیات الٰہی کو پڑھتے ہوئے رات گزارتا ہے اور روزے اور نماز سے سست نہیں پڑتا حتی کہ مجاہد اپنے اہل کی طرف لوٹ آئے (3)۔

امام ترمذی، البزار، حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام میں سے ایک شخص ایک گھاٹی سے گزرا جس میں میٹھے پانی کا چھوٹا سا چشمہ تھا، وہ اس صحابی کو بہت اچھا لگا۔ اس نے کہا اگر میں اس وادی میں ٹھہروں اور لوگوں سے جدا ہو جاؤں (تو کتنا اچھا ہے) لیکن میں رسول اللہ ﷺ کے مشورہ کے بغیر ایسا ہرگز نہیں کروں گا، اس نے اپنی اس خواہش کا اظہار رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایسا نہ کر کیونکہ تم میں سے کسی کا اللہ کے راستہ میں ٹھہرنا ساٹھ سال گھر والوں میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمادے اور تمہیں جنت میں داخل کرے۔ تم اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، جو اللہ کے راستہ میں اونٹنی دوہنے کے وقفہ کی مقدار بھی جہاد کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہے (4)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، کون سا شخص افضل ہے؟ فرمایا وہ مومن جو اپنے نفس اور مال کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا وہ مومن جو کسی گھاٹی میں اللہ کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے (5)۔

ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں از روئے منزل بہتر شخص کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ (ضرور کرم فرمائیے)۔ فرمایا وہ شخص جو اپنے گھوڑے کو سر سے اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے کے لئے) پکڑتا ہے حتی کہ فوت ہو جاتا ہے یا شہید ہو جاتا ہے۔ (فرمایا) میں تمہیں اس

1۔ سنن نسائی، باب ماتکفل اللہ بمجاہد فی سبیل اللہ، جلد 6، صفحہ 17، مطبوعہ دار الریان للتراث بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 9 (4216)
3۔ سنن ترمذی، جلد 7، صفحہ 90 (1619) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 15 (4230)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 8، (4214)

شخص کے متعلق نہ بتاؤں جو اس مرتبہ میں قریب ہے؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا وہ شخص جو کسی گھاٹی میں علیحدہ رہتا ہے، نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اور لوگوں کے شرور سے علیحدہ رہتا ہے۔ فرمایا میں تمہیں برے ترین انسان کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں ضرور بتایئے۔ فرمایا وہ جو اللہ کے نام سے سوال کرتا ہے اور اسے عطا نہیں کیا جاتا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے اسلام کی تین صورتیں ہیں، سفلی، علیا اور غرفہ۔ سفلی اسلام جس میں عام مسلمان داخل ہیں، تو ان میں سے کسی سے سوال نہیں کرے گا مگر وہ کہے گا میں مسلم ہوں۔ علیا اسلام یہ ہے۔ ان کے اعمال میں تفاضل ہے، بعض مسلمان، بعض سے اعمال میں افضل ہوتے ہیں اور عرفہ اسلام یہ ہے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا، اس کو وہی شخص پائے گا جو ان میں سے افضل ہوگا (2)۔

امام البزار نے حضرت حذیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کے آٹھ حصص ہیں: اسلام ایک حصہ ہے، نماز ایک حصہ ہے، زکوٰۃ ایک حصہ ہے، روزہ ایک حصہ ہے، حج بیت اللہ ایک حصہ ہے، امر بالمعروف ایک حصہ ہے، نہی عن المنکر ایک حصہ ہے، جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے اور نامراد ہے وہ شخص جس کا کوئی حصہ نہیں۔ اصبہانی نے ترغیب میں حضرت علی سے اس کی مثل مرفوع روایت کی ہے۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ پر ایمان لانا، اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا اور مقبول حج۔ جب وہ شخص واپس چلا گیا تو فرمایا تم پر اس سے آسان عمل کھانا کھلانا، نرم کلام کرنا اور حسن اخلاق سے پیش آنا ہے، پھر وہ شخص واپس چلا تو فرمایا تجھ پر اس سے آسان عمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو تجھ پر فیصلہ کیا ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے متعلق بدگمانی کرنے والا نہ ہو۔

امام احمد، طبرانی اور حاکم نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرو کیونکہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ رنج والم سے نجات دیتا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر اللہ کے راستہ میں جہاد فرض ہے کیونکہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ رنج والم دور فرماتا ہے (4)۔

امام احمد، البزار اور طبرانی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے حتی کہ اس وقت لوٹتا ہے جب غازی جہاد سے لوٹتا ہے (5)۔

1۔ سنن ترمذی، جلد 7، صفحہ 114 (1652)
2۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 318 (822)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 84 (2404)
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 173 (9278) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
5۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 272، مطبوعہ دار صادر بیروت

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو اس حال میں مرا کہ نہ اس نے جہاد کیا اور نہ اس کے دل میں جہاد کی تڑپ پیدا ہوئی تو وہ نفاق کے ایک شعبہ پر مرا (1)۔

امام نسائی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں ایک دن دوسرے ہزار دنوں سے بہتر ہے (2)۔

امام احمد، طبرانی اور حاکم نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کسی مہم پر روانہ کیا تو ایک عورت آئی اور عرض کی یا رسول اللہ آپ نے یہ لشکر روانہ فرمایا ہے اور میرا خاوند بھی اس میں شامل ہے جب کہ میں اس کے روزہ کے ساتھ روزہ رکھتی ہوں اور اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتی ہوں اور اس کی عبادت کے ساتھ عبادت کرتی ہوں۔ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کے ذریعے میں اس کے عمل کو پہنچ جاؤں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نماز پڑھ اور کبھی نہ بیٹھ، روزہ رکھ اور کبھی افطار نہ کر، اللہ کا ذکر کر اور کبھی سستی نہ کر۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اس کی طاقت رکھتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو اس کی طاقت رکھے تو بھی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تو اس کے عمل کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکتی (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جب مجاہد اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے نکلتا ہے تو اس کے گناہ اس کے دروازے پر پل کی طرح ہوتے ہیں۔ جب وہ واپس آتا ہے تو ان میں سے مچھر کے برابر بھی کوئی باقی نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے چار چیزوں کا ضامن ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل اور مال کا نعم البدل عطا فرمائے گا اور وہ جو بھی موت مرے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا، اگر وہ واپس لوٹے گا تو اللہ اسے اجر و غنیمت کے ساتھ صحیح و سالم لوٹائے گا اور سورج غروب نہیں ہوگا مگر اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوگا۔

امام احمد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک شخص کے پیٹ میں (جہاد) فی سبیل اللہ کے غبار اور جہنم کے دھویں کو جمع نہیں فرمائے گا اور جس کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کے تمام جسم کو آگ پر حرام کر دے گا اور جو اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے گا اس کے لئے شہداء کی مہر کے ساتھ مہر لگائی جائے گی، وہ قیامت کے روز آئے گا تو اس کا رنگ زعفران جیسا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی اس کی وجہ سے اولین و آخرین اسے پہچان لیں گے، وہ کہیں گے فلاں پر شہداء کی مہر ہے اور جو اللہ کے راستہ میں اونٹنی کے دو ہنے کے وقفہ کی مقدار جہاد کرے گا اس کے لئے جنت واجب ہے۔

امام ابوداؤد، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے اللہ کی راہ میں تیر میں پیکان لگایا پھر وہ فوت ہو گیا یا قتل ہو گیا وہ شہید ہے، یا اس کو گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا یا کسی موذی چیز نے ڈس لیا یا اپنے بستر پر مر گیا اللہ نے جو موت چاہی اس

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 12 (4223) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 16 (4233) 3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 82 (2397)

کودی تو وہ شہید ہے اور اس کے لئے جنت ہے(1)۔

امام البزار نے حضرت ابو ہند رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ہیں فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثل روزے دار قائم اللیل اطاعت شعار بندے کی ہے جو کبھی روزے، نماز اور صدقہ میں سستی نہیں کرتا ہے۔

امام احمد، بخاری، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوعبس عبد الرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاؤں اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوئے اللہ نے آگ پر ان کو حرام کر دیا(2)۔

امام البزار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاؤں اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوئے اللہ نے آگ پر ان کو حرام کر دیا۔

امام البزار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاؤں اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوئے اللہ نے اس پر آگ کو حرام کر دیا۔

امام احمد نے حضرت مالک بن عبد اللہ الخثعمی رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام حاکم نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ازروئے منزل (مقام) بہتر شخص کے متعلق نہ آگاہ کروں؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں (ضرور کرم فرمایئے)۔ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو اللہ کے راستہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑتا ہے حتی کہ وہ قتل ہو جاتا ہے یا فوت ہو جاتا ہے۔ کیا میں تمہیں اس شخص کے بارے نہ بتاؤں جو اس کے قریب ہے؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ نماز قائم کرتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اور گواہی دیتا ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔(3)

امام ابن سعد نے ام بشر بنت البراء بن معرور سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کیا میں تمہیں اس کے بعد سب سے بہتر شخص کے متعلق نہ آگاہ کروں، صحابہ نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا یہ وہ شخص ہے جو اپنی بکریوں میں نماز قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اپنے مال میں اللہ کا حق جانتا ہے۔ لوگوں کے شرور سے بھی دور ہے(4)۔

امام نسائی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے سال لوگوں کو خطاب فرمایا جب کہ آپ ایک کھجور کے ساتھ پیٹھ لگائے ہوئے تھے، فرمایا کیا میں تمہیں سب لوگوں سے بہتر شخص کے متعلق آگاہ نہ کروں؟ سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اللہ کے راستہ میں اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر یا اپنے اونٹ کی پیٹھ پر یا اپنے قدموں پر جہاد کرتا رہا حتی کہ اس پر موت آگئی اور لوگوں میں بدترین وہ شخص ہے جو فاجر اور جری ہے، اللہ کی کتاب پڑھتا ہے اور اس میں سے کسی چیز کا خیال نہیں کرتا(5)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 22، (4248)
2۔ صحیح بخاری، باب من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ، جلد 1، صفحہ 394
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 77 (2379)
4۔ طبقات ابن سعد جلد 8، صفحہ 14-313، مطبوعہ دار صادر بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 12، صفحہ 77 (2380)

امام ابوداؤد اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین ایسے شخص ہیں جن کا اللہ ضامن ہے: وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلا، وہ اللہ کی ضمان میں ہے حتی کہ وہ فوت ہو جائے گا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا یا اسے اجر (عظیم) اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا اور وہ شخص جو سلام کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہوا، وہ اللہ کی ضمان میں ہے (1)۔

امام حاکم نے حضرت ابن الخصاصیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تا کہ اسلام پر بیعت کروں۔ آپ نے مجھ پر شرط رکھی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دوں، پانچ نمازیں ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں، زکوٰۃ ادا کروں اور حج کروں اور اللہ کے راستہ میں جہاد کروں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ان میں سے دو چیزوں کی طاقت نہیں رکھتا، ایک زکوٰۃ تو میرے پاس صرف دس اونٹ ہیں وہی میرے اہل کی کشادگی اور سواری کے لئے ہیں، دوسری جہاد تو لوگ کہتے ہیں کہ جو جہاد سے پیٹھ پھیر آیا وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ جب مجھ پر جنگ گرم ہو تو میں موت کو ناپسند کروں اور میرا دل گھبرا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے (میری یہ بات سن کر) ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، پھر اس کو حرکت دی، پھر فرمایا جب نہ زکوٰۃ دو گے اور نہ جہاد کرو گے تو جنت میں کیسے داخل ہو گے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں آپ سے ان تمام باتوں پر بیعت کرتا ہوں (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پھوڑی گئی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں حفاظت کرتی رہی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روتی رہی (3)۔

امام احمد، نسائی، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابو ریحانہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آنکھ پر آگ حرام ہے جس نے اللہ کے خوف سے آنسو بہائے، اس آنکھ پر آگ حرام ہے جو اللہ کے راستہ میں جاگتی رہی اور وہ آنکھ جو اللہ کے محارم کی پامالی دیکھ کر غضب ناک ہوئی اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں پھوڑی گئی (4)۔ حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے تم پر فتنے آئیں گے جیسے تاریک رات کے ٹکڑے ہوتے ہیں، ان فتنوں سے وہی شخص نجات پائے گا، جو پہاڑوں میں رہنے والا ہو گا اپنی بکریوں کے دودھ سے غذا کھاتا ہو گا یا وہ شخص جو پہاڑی راستوں کے پیچھے اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اپنی تلوار سے کمایا ہوا مال فی کھاتا ہو گا (5)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والا اللہ کی ضمان میں ہے یا تو اس کو اپنی مغفرت و رحمت تک پہنچائے گا اور یا پھر اسے اجر و غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 83، (2400) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 89 (2421) 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 92 (2430)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 93-92 (2432) 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 102 (2460)

اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اور قیام کرتا ہے، جو کبھی سستی نہیں کرتا حتی کہ مجاہد جہاد سے لوٹ آئے (1)۔

امام ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جن کو آگ نہیں چھوئے گی، وہ آنکھ جو خشیت الٰہی کی وجہ سے روئی اور وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستہ میں حفاظت کرتے ہوئے رات گزار دی۔

امام ابویعلی اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں کبھی آگ نہیں چھوئے گی۔ وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستہ میں جاگتے ہوئے رات گزاری اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی (2)۔

امام طبرانی نے حضرت معاویہ بن حیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین ایسے شخص ہیں جن کی آنکھیں آگ کو نہیں دیکھیں گی۔ وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں حفاظت کرتی رہی، وہ آنکھ جو خشیت الٰہی کی وجہ سے روئی اور وہ آنکھ جو اللہ کی محارم کے ارتکاب کو دیکھ کر غضب ناک ہوئی۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں لیلۃ القدر سے آگاہ نہ کروں۔ وہ محافظ جو خوف کی زمین میں حفاظت کرتا رہا ہو سکتا ہے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر نہ آئے۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آنکھ قیامت کے دن رونے والی ہوگی لیکن وہ آنکھ جو اللہ کے محارم کی وجہ سے غضب ناک ہوئی اور وہ آنکھ جو اللہ کے راستہ میں بیدار رہی اور وہ آنکھ جس سے خوف الٰہی کی وجہ سے مکھی کے سر کی مثل آنسو نکلے (یہ نہیں روئیں گی)

امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ کے راستہ میں ایک رات حفاظت کرنا انسان کے گھر میں ہزار سال روزہ رکھنے اور قیام کرنے سے افضل ہے سال تین سو دنوں کا ہے اور یہ دن ایک ہزار سال کی طرح ہے (4)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کے راستہ میں خوشی سے ایک مرتبہ نکلا تو جو اس کو اس راستہ میں غبار لاحق ہوگا اس کی مثل قیامت کے روز اس کے لئے کستوری ہوگی (5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے کسی صحابی نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 342 (2754) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 465 (4330) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 90، (2424)

4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 50 349 (2770)

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 352 (2775)

فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں اونٹنی کے دوہنے کے وقفہ کی مقدار جہاد کیا اور شہید ہو گیا یا ویسے فوت ہو گیا وہ جنت میں داخل ہوا۔ جس نے تیر پھینکا دشمن کو لگا یا نہ لگا اس کے لئے گردن آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔ جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرتے ہوئے بوڑھا ہوا تو قیامت کے دن اس کے لئے بڑھاپا (سفید بال) نور ہو گا۔ اور جس کو اللہ کے راستہ میں کوئی زخم لگا تو وہ قیامت کے روز آئے گا تو اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہو گی اور اس کا رنگ زعفران کی طرح ہو گا (1)۔

امام بیہقی نے حضرت اکیدر بن حمام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے ایک صحابی نے بتایا کہ ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے اپنے میں سے ایک نوجوان کو کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ اور پوچھو کہ جہاد کے برابر کون سا عمل ہے؟ وہ حاضر خدمت ہوا اور سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی چیز نہیں۔ پھر ہم نے اسے دوبارہ بھیجا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا جواب دیا۔ پھر ہم نے کہا یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تیسری مرتبہ جواب ہو گا۔ اگر آپ نے اس بار بھی فرمایا کوئی عمل جہاد کے مساوی نہیں تو تو عرض کرنا کہ اس کے قریب کون سا عمل ہے؟ وہ حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عمل اس کے برابر نہیں۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کے قریب کون سا عمل ہے؟ فرمایا اچھی کلام کرنا، ہمیشہ روزہ رکھنا، ہر سال حج کرنا۔ کوئی چیز اب بھی اس کے قریب نہیں ہے۔

امام نسائی، ابن حبان اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں جو مجھ پر ایمان لایا اور اسلام قبول کیا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور جنت کے وسط میں گھر کا ضامن ہوں اور جنت کے اعلیٰ کمروں میں گھر کا ضامن ہوں پس جس نے ایسا کیا اس نے نیکی کرنے کی کوئی جگہ نہیں چھوڑی اور برائی سے بچنے کے لئے اجتناب کے لئے کوئی جگہ نہیں چھوڑی وہ جہاں مرنا چاہے مرے (2)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے راستہ میں صف میں انسان کا کھڑا ہونا اللہ کے نزدیک ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے (3)۔

امام احمد اور البزار نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں پہنچا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش، شاباش تو نے بہت عظیم سوال کیا ہے، تو نے بہت عظیم بات پوچھی ہے، یہ اس شخص پر بڑا آسان ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا ارادہ کیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صرف اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا حتی کہ تو فوت ہو جائے اور تو اسی عمل پر ہو۔ پھر فرمایا اے معاذ اگر تو چاہے تو میں تجھے اس معاملہ کی اصل بتا دوں اور اس معاملہ کا قوام اور اس کی کوہان کی چوٹی کے بارے آگاہ کروں۔ حضرت معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور بتایئے، فرمایا اس معاملہ کی اصل یہ ہے کہ تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 258 (9539) 2۔ مستدرک حاکم، کتاب البیوع، جلد 2، صفحہ 69 (2355)
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 15 (4231)

اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی گواہی دے اور اس معاملہ کا قوام نماز اور زکوٰۃ ہیں اس کی کوہان کی چوٹی الله کے راستہ میں جہاد کرنا ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں حتی کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ کی گواہی دیں، جب وہ ایسا کرلیں تو انہوں نے اپنے خون اور اپنے اموال محفوظ کر لئے مگر شرعی حق کے ساتھ (یہ چیزیں ان سے لی جائیں گی) اور ان کا حساب الله پر ہے۔

رسول الله ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے کوئی چہرہ زخمی نہیں ہوا اور کوئی قدم غبار آلود نہیں ہوا کسی ایسے عمل میں جس سے مقصود درجات آخرت ہوں فرضی نمازوں کے بعد، جہاد کی طرح کوئی عمل نہیں ہے، اور بندے کے میزان میں راہ خدا میں صرف کئے جانے والے جانور یا اس پر بندہ کسی کو سوار کر کے جہاد پر بھیجتا ہے، اس سے بھاری عمل کوئی نہیں ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے، اس کو حاصل نہیں کرتا مگر جو سب سے افضل ہو (1)۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نہ جہاد کیا اور نہ کسی غازی کے لئے سامان جہاد تیار کیا یا نہ کسی مجاہد کے جانشین کی حیثیت سے آپ کے گھر والوں کی خیر کے ساتھ دیکھ بھال کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے ایک سخت حادثہ سے دوچار کرے گا۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول الله ﷺ نے فرمایا کوئی ایسا گھر جس سے کوئی مجاہد جہاد کے لئے نہیں نکلتا یا وہ کسی مجاہد کے لئے سامان جہاد تیار نہیں کرتے یا کسی مجاہد کے بچوں کی دیکھ بھال نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ انہیں موت سے پہلے کسی مصیبت اور حادثہ میں مبتلا کرے گا (2)۔

امام عبدالرزاق، احمد، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا جس نے اونٹنی کے دوہنے کی مقدار جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہے اور جس نے صدق دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کا سوال کیا پھر وہ فوت ہو گیا یا قتل کیا گیا تو اس کے لئے شہید کا اجر ہے اور جسے اللہ کی راہ میں زخم لگا یا کسی مصیبت میں گرفتار ہوا تو قیامت کے روز اس کا زخم بہہ رہا ہوگا اس کا رنگ زعفران کی طرح ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی اور جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوا اس پر شہداء کی مہر ہوگی (3)۔

امام نسائی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے پروردگار کی طرف سے روایت فرمایا ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ میری رضا کی خاطر اللہ کے راستہ میں نکلے گا میں اس کا ضامن ہوں اگر اسے واپس لوٹایا تو اجر و غنیمت کیساتھ

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 24-223 (7885) 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 172، (9275)

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 23 (4250)

لوٹاؤں گا اور اگر اس کی روح قبض کر لوں گا تو اس کے گناہ معاف کر دوں گا (1)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا چہرہ اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے آگ کے دھویں سے بھی محفوظ فرمائے گا اور جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں گے اللہ تعالیٰ اس کے قدموں کو آگ سے محفوظ فرمائے گا (2)۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے اور ایک قریشی جوان راستہ سے علیحدہ چل رہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا وہ فلاں نہیں ہے؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں وہی ہے۔ فرمایا اسے بلاؤ، صحابہ کرام نے اسے بلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تو راستہ سے ہٹ کر چل رہا ہے، اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں غبار کو ناپسند کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے علیحدہ نہ ہو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ جنت کی خوشبو ہے۔

امام ابویعلی، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس کے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود ہوں گے اللہ تعالیٰ آگ پر اسے حرام کر دے گا۔

امام ترمذی نے حضرت ام مالک البہز یہ رحمہا اللہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اور اس کے قرب کا ذکر کیا، میں نے عرض کی اس فتنہ میں لوگوں میں سے بہتر شخص کون ہو گا؟ فرمایا جو اپنے مویشیوں میں رہتا ہو گا اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہو گا اور وہ شخص جو اپنے گھوڑے کے سر سے پکڑے گا وہ دشمن کو ڈرائے گا اور دشمن اسے ڈرائیں گے (یعنی جو جہاد پر ہو گا) (3)۔

امام ترمذی، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص آگ میں کبھی داخل نہ ہو گا جو خشیت الٰہی کی وجہ سے رویا ہو گا حتی کہ دودھ کھیری میں واپس چلا جائے اور کسی مسلمان کے نتھنے میں جہنم کا دھواں اور اللہ کی راہ کا غبار جمع نہ ہو گا (4)۔

حضرت ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کی بارگاہ میں دو قطروں اور دو اثر سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے آنسو کا قطرہ جو خشیت الٰہی کی وجہ سے ٹپکتا ہے، وہ خون کا قطرہ جو اللہ کی راہ میں بہتا ہے اور اثر ان سے مراد اللہ راہ میں اثر (نشان) اور اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضہ کا اثر (نشان) (5)

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کی دو قسمیں ہیں جس کا جہاد سے مقصود رضائے الٰہی ہو امام کی اطاعت

1۔ سنن نسائی، جلد 6، صفحہ 18، مطبوعہ دار الریان للتراث بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 43 (4296)
3۔ سنن ترمذی، کتاب الفتن، جلد 9، صفحہ 18 (2177)
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التوبۃ، جلد 4، صفحہ 228 (7667)
5۔ سنن ترمذی، باب فضل المرابط، جلد 7، صفحہ 121، (1669)

کرے، اپنا نفیس مال خرچ کرے، مخالف کو قیدی بنائے اور فساد سے اجتناب کرے تو اس کا سونا اور بیدار ہونا سب اجر ہے اور جس نے بطور فخر، ریا اور شہرت جہاد کیا اور امام کی نافرمانی کی اور زمین میں فساد پھیلایا تو وہ کسی تھوڑے سے اجر کے ساتھ بھی نہیں لوٹے گا(1)۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لشکر اللہ کے راستہ میں جنگ کرتا ہے پھر وہ سلامت رہتے ہیں اور غنیمت حاصل کرتے ہیں تو انہوں نے آخرت کے اجر کے دو ثلث جلدی لے لیے اور ایک اجر ان کے لئے باقی ہے اور جو لشکر جھنڈا لہراتا ہے، ڈراتا ہے پھر شہید ہو جاتا ہے تو ان کے لئے اجر مکمل ہوا(2)۔

امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم بیع عینیہ کرو گے اور گائیوں کے دم پکڑو گے اور کھیتی باڑی پر راضی ہو گے اور جہاد ترک کر دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر دائمی ذلت مسلط کر دے گا حتی کہ پھر تم اپنے دین کی طرف لوٹ آؤ گے۔

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کو کسی مہم پر روانہ ہونے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا لشکر رات کو ہی روانہ ہو جائے یا ٹھہرا رہے حتی کہ صبح ہو جائے؟ فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ جنت کے باغیچوں میں سے کسی باغیچہ میں رات گزارو(3)۔

امام الطبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندۂ مومن کا دل اللہ کے راستہ میں حرکت کرتا ہے تو اس سے اس طرح خطائیں گرتی ہیں جیسے کھجور کے خوشے گرتے ہیں(4)۔

امام البزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک حج چالیس جہاد سے افضل ہے اور ایک جہاد چالیس حج سے افضل ہے۔ فرمایا جب انسان اسلام کا حج کرتا ہے تو جہاد اس کے لئے چالیس حج سے افضل ہے اور اسلام کا جہاد چالیس غزوات سے بہتر ہے۔

امام طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کا حج کرنا جس نے (پہلے) حج نہ کیا ہو وہ دس غزوات سے بہتر ہے اور جس نے حج کیا ہو اس کا جہاد کرنا دس (نفلی) حجوں سے بہتر ہے اور سمندر میں ایک جہاد خشکی میں دس جہادوں سے افضل ہے اور جس نے سمندر عبور کیا اس نے گویا تمام وادیوں کو عبور کیا اور جہاد میں چلنے والا، خون میں لت پت کی طرح ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک حج دس غزوات سے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 30 (4265)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 88-287 (2414)
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 18 (4239)
4۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 36-235 (6086)
5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 11 (4221)

افضل ہے اور ایک غزوہ، دس حجات سے افضل ہے(1)۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، غزوہ تبوک میں حج کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگنے والے زیادہ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حج کر لیا ہے اس کے لئے جہاد چالیس حجات سے افضل ہے۔

امام عبدالرزاق نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کے راستہ میں ایک سفر، پچاس حجات سے افضل ہے۔

امام مسلم، ترمذی اور حاکم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنت کے دروازے تلواروں کے سائیوں کے نیچے ہیں(2)۔

امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے راستہ میں جہاد کرنے والا میری ضمان میں ہے اگر میں اس کی روح قبض کرلوں گا تو میں اسے جنت کا وارث بناؤں گا اور اگر واپس لوٹاؤں گا تو اجر و غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں گا(3)۔

امام احمد، ابویعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، طبرانی اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا وہ اللہ کی ضمان میں ہے، جس نے مریض کی عیادت کی وہ اللہ کی ضمان میں ہے، جو مسجد کی طرف صبح گیا یا شام کو گیا تو وہ اللہ کی ضمان میں ہے، جو جنگ کے ساتھ امام پر داخل ہوا وہ اللہ کی ضمان میں ہے اور جو گھر میں بیٹھا رہا کسی کی غیبت نہیں کی وہ اللہ کی ضمان میں ہے(4)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی نے عبداللہ بن حبشی خثعمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا ایمان جس میں شک نہ ہو، جہاد جس میں خیانت نہ ہو اور مقبول حج۔ پوچھا گیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا جهد المقل، یعنی کم مال والا بقدر وسعت صدقہ کرے۔ پوچھا گیا کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا جس نے ہر اس چیز کو چھوڑ دیا جو اللہ نے حرام کی ہے۔ پھر پوچھا گیا کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا جس نے اپنے نفس اور مال کے ساتھ مشرکین سے جہاد کیا۔ عرض کی گئی کون سا شہید افضل ہے؟ فرمایا جس کا خون بہایا گیا ہو اور اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی گئی ہوں(5)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں درہم و دینار خرچ کیے اسے جنت کے دروازے سے ندا دی جائے گی اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے۔ پس جو نماز پڑھنے والوں سے ہو گا اسے نماز کے دروازے سے بلایا جائے گا اور جو جہاد کرنے والوں سے ہو گا اسے جہاد کے دروازوں سے بلایا جائے گا اور جو اہل صدقہ سے ہو گا اس کو صدقہ کے دروازے سے بلایا جائے گا، ابوبکر نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اسے تو کوئی نقصان و ضرر نہ ہو گا؟ رسول اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 12(4222) 2۔ سنن ترمذی، جلد 7، صفحہ 118(1659) 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 91(1620)
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 99(2450) 5۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 411

ﷺ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں تو ان (خوش نصیبوں) سے ہوگا (1)۔

امام مالک، عبدالرزاق (نے المصنف میں)، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ضامن ہوتا ہے اس شخص کا جو اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے اور اسے گھر سے نہیں نکالتا مگر جہاد فی سبیل اللہ اور مجھ پر ایمان لانے اور میرے رسولوں کی تصدیق کی وجہ سے نکلا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔ اسے جنت میں داخل کرے گا یا اسے اجر و غنیمت کے ساتھ اپنے گھر لوٹائے گا اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اللہ کے راستہ میں جو زخمی ہوگا وہ قیامت کے دن آئے گا تو اسی حالت میں ہوگا جس دن زخمی ہوا تھا اس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری (جیسی) ہوگی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے اگر مسلمانوں پر شاق نہ ہوتا تو میں کسی جنگ سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کے راستہ میں لڑی جاتی لیکن میں ایسی سواریاں نہیں پاتا جن پر مسلمانوں کو سوار کروں اور نہ وہ خود سواری کا بندوبست رکھتے ہیں۔ پس وہ نکلیں گے اور میرے بعد ان کے لئے پیچھے رہنا تکلیف کا باعث ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کے راستہ میں جہاد کروں پھر میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں (2)۔

امام ابن سعد نے حضرت سہیل بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اللہ کے راستہ میں ایک لمحہ کے لئے تم میں سے کسی کا ٹھہرنا، اپنے گھر میں ساری عمر نیک عمل کرنے سے بہتر ہے (3)۔

امام احمد نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے، تو ایک شخص ایک غار کے پاس سے گزرا جس کا تھوڑا سا پانی تھا اس نے دل میں خیال کیا کہ وہ اس پانی کے ساتھ قیام کرے اور جو اس میں پانی ہے اس سے خوراک حاصل کرے اور اس کے اردگرد کی سبزیاں حاصل کرے اور لوگوں سے الگ تھلگ رہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی خواہش کا ذکر کیا گیا تو فرمایا مجھے یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ نہیں بھیجا گیا، مجھے اسلام کی آسان شریعت کے ساتھ بھیجا گیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اللہ کی راہ میں صبح کے وقت یا شام کے وقت جانا دنیا و مافیہا سے افضل ہے اور تم میں سے کسی کا صف (جہاد) میں کھڑا ہونا ساٹھ سال کی نماز سے افضل ہے۔

امام احمد نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ پر ایمان (رسل کی) تصدیق، جہاد فی سبیل اللہ اور مقبول حج۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس میں زیادتی فرمائیں فرمایا نرم کلام کرنا، کھانا کھلانا، سخاوت کرنا، حسن اخلاق سے پیش آنا۔ اس شخص نے عرض کی میں ایک کلمہ چاہتا ہوں فرمایا جا اور پھر اپنے نفس کے بارے اللہ کے فیصلہ پر بدگمانی نہ کر (4)۔

امام احمد نے حضرت الشفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، یہ مہاجرات میں سے تھیں کہ رسول اللہ ﷺ سے افضل ایمان کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اللہ پر ایمان لانا، اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا اور مقبول حج۔

1۔ سنن نسائی، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ، جلد 6، صفحہ 47
2۔ شعب الایمان، باب الجہاد، جلد 4، صفحہ 17
3۔ طبقات ابن سعد، جلد 5، صفحہ 453، مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 204، مطبوعہ دار صادر بیروت

امام حکیم الترمذی نے نوادر الاصول میں الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اسلام کی بنیاد دس ارکان پر ہے۔ اللہ کے لئے اخلاص، یہ فطرت ہے، نماز، یہ ملت ہے، زکوٰۃ، یہ طہارت ہے، روزہ، یہ ڈھال ہے، حج، یہ شریعت ہے، جہاد، یہ عزت ہے، نیکی کا حکم کرنا، یہ حجت ہے، برائی سے منع کرنا، یہ بچانے والا ہے، اطاعت، یہ عصمت ہے اور جماعت، یہ الفت ہے(1)۔

امام احمد نے حضرت عمرو بن عنبسہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں اونٹنی کے دودھ دوہنے کے وقفہ کی مقدار جہاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ پر حرام کر دے گا(2)۔

امام طبرانی اور ابو المنذر نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اس کے لئے جنت واجب ہے(3)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس کا دل اللہ کے راستہ میں غبار سے خلط ملط ہوا اس پر اللہ نے آگ حرام کر دی(4)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے بغیر جہاد کے نشان کے ملے گا تو وہ اس حال میں ملے گا کہ اس میں شکستگی ہوگی۔

امام طبرانی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قوم جہاد ترک کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب دیتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جب لوگ دینار و درہم پر بخل کرنے لگیں، گائیوں کی دموں کے متلاشی بن جائیں، اللہ کے راستہ میں جہاد ترک کر دیں اور بیع عینیہ کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر مصیبت ڈالے گا اور اس مصیبت کو دور نہیں کرے گا حتی کہ وہ اپنے دین کی طرف لوٹ آئیں(5)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کے راستہ میں صبح کے وقت یا شام کے وقت جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے(6)، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے سہل بن سعد کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کے راستہ میں شام کے وقت اور صبح کے وقت جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے(7)۔ مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں صبح یا شام کے وقت جانا ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے(8)۔

1۔ نوادر الاصول، الاصل 162 فی صلۃ الاولاء و حقیقۃ الولایۃ، صفحہ 09-207 مطبوعہ دار صادر بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 387

3۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 38-337 (246)

4۔ مستدرک حاکم، جلد 20، صفحہ 89 (2420)

5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 12 (4229)

6۔ ایضا، جلد 4، صفحہ 26 (4256)

7۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3۔ صفحہ 343 (2756)

8۔ سنن نسائی، باب فضل الروحہ فی سبیل اللہ، جلد 6، صفحہ 15

امام البزار نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں صبح یا شام کے وقت جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں صبح یا شام کے وقت جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (1)۔

امام احمد نے حضرت معاویہ بن جریج رحمہ اللہ کی حدیث اسی طرح نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت اسحٰق بن رافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے مقداد سے یہ خبر پہنچی ہے کہ مجاہد جب اپنے گھر سے نکلتا ہے تو جو پیچھے اہل قبلہ اہل ذمہ اور چوپائے چھوڑ جاتا ہے ان میں سے ہر ایک کی تعداد کے برابر اس پر ایک قیراط جاری ہوتا ہے اور ہر رات کا قیراط پہاڑ کی مثل ہوتا ہے یا فرمایا احد کی مثل ہوتا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں پر بھی وہی احکام ہیں جو مردوں پر ہیں سوائے جمعہ، جنائز اور جہاد کے (2)۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۖ وَ صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ كُفْرٌۢ بِهٖ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَ اِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ الْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۖ وَ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ۖ وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۱۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۱۸﴾

"وہ پوچھتے ہیں آپ سے کہ ماہ حرام میں جنگ کرنے کا حکم کیا ہے؟ آپ فرمایئے کہ لڑائی کرنا اس میں بڑا گناہ ہے لیکن روک دینا اللہ کی راہ سے اور کفر کرنا اس کے ساتھ اور (روک دینا) مسجد حرام سے اور نکال دینا اس میں بسنے والوں کو اس سے، اس سے بھی بڑے گناہ ہیں اللہ کے نزدیک اور فتنہ (وفساد) قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اور ہمیشہ لڑتے رہیں گے تم سے یہاں تک کہ پھیر دیں تمہیں تمہارے دین سے اگر بن پڑے اور جو پھرے تم میں

1۔ سنن ترمذی، جلد 7، صفحہ 113 (1649)
2۔ مصنف عبدالرزاق، باب جہاد النساء، جلد 5، صفحہ 298

سے اپنے دین سے پھر مر جائے حالت کفر پر تو یہی وہ (بدنصیب) ہیں کہ ضائع ہوں گے ان کے عمل دنیا و آخرت میں اور یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں (تو) یہی لوگ امید رکھتے ہیں اللہ کی رحمت کی اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس کی قیادت ابوعبیدہ بن جراح یا عبیدہ بن الحرث کو سونپی تھی۔ جب وہ جانے لگے تو محبت اور عشق کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں رونے لگے، پس وہ بیٹھ گئے اور ان کی جگہ عبداللہ بن جحش کو بھیجا، آپ ﷺ نے انہیں ایک خط دیا اور فرمایا کہ اس کو نہ پڑھنا حتی کہ فلاں مقام پر پہنچ جاؤ اور فرمایا کسی ساتھی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کرنا جب انہوں نے وہ خط پڑھا تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور کہا ہم نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو سنا اور اطاعت کی، پھر اپنے ساتھیوں کو خبر دی اور ان پر وہ خط پڑھا، دو آدمی واپس لوٹ گئے اور باقی آپ کے ساتھ چل پڑے۔ وہ لشکر ابن الحضرمی سے ملا اور اسے قتل کر دیا اور انہیں معلوم نہیں تھا کہ جمادی الثانی کی آخری تاریخ ہے یا رجب کی یکم تاریخ ہے، مشرکین نے مسلمانوں کو کہا تم نے حرمت والے مہینہ میں قتال کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بعض نے کہا اگر انہیں گناہ نہیں ہوگا تو ان کے لئے اس جہاد کا اجر بھی نہیں ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا الخ (1)۔

امام البزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن فلاں کو سریہ میں بھیجا تو وہ عمرو بن الحضرمی سے بطن نخلہ میں ملے۔ آگے مذکور حدیث نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کو شہر حرام میں مسجد حرام سے روک لیا، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو شہر حرام میں آئندہ سال فتح عطا فرمائی، مشرکین نے رسول اللہ ﷺ پر شہر حرام میں قتال کی وجہ سے اعتراض کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ قِتَالٌ فِیْهِ كَبِیْرٌ ...... الآیہ۔ محمد ﷺ نے لشکر روانہ فرمایا تو وہ عمرو بن الحضرمی سے ملے، وہ جمادی الثانی کی آخری رات یا رجب کی پہلی رات کو طائف سے آ رہا تھا۔ صحابہ کرام نے سمجھا کہ یہ جمادی کی آخری رات ہے جب کہ وہ رجب کی پہلی رات تھی انہیں پتہ نہ چلا۔ پس ایک صحابی نے اسے قتل کر دیا اور جو اس کے پاس سامان تھا وہ بھی لے لیا۔ مشرکین نے مسلمانوں کو اس واقعہ پر عار دلائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں یعنی مسجد حرام سے نکالنا اس سے بڑا جرم ہے جو اصحاب محمد ﷺ سے سرزد ہوا ہے اور شرک اس سے بھی سخت جرم ہے (2)۔

امام ابن اسحٰق نے حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 420، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 421

عمرو بن الحضرمی کے واقعہ کے متعلق نازل ہوئی تھی۔

امام ابن مندہ اور ابن عساکر نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صفوان بن بیضاء کو عبداللہ بن جحش کے لشکر میں ابواء سے پہلے بھیجا۔ پس انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا اور ان میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا، یہ سات افراد پر مشتمل تھا اور ان کی قیادت عبداللہ بن جحش الاسدی کر رہے تھے، ان میں عمار بن یاسر، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ، سعد بن ابی وقاص، عتبہ بن غزوان اسلمی حلیف بنی نوفل یا سہل بن بیضاء، عامر بن فہیرہ، واقد بن عبداللہ الیربوعی حلیف عمر بن خطاب۔ آپ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو ایک خط دیا اور حکم فرمایا کہ وہ اسے نہ پڑھے حتی کہ ملل پر پہنچ جائے۔ جب وہ ملل کے بطن میں اترے تو خط کھولا، اس میں یہ تھا کہ چلتے جاؤ حتی کہ تم بطن نخلہ میں اترو اور ساتھیوں سے کہو کہ جو موت کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیے کہ ساتھ چلے اور وصیت کرے اور میں وصیت کرنے والا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کو عملی جامہ پہنانے والا ہوں پس وہ چل پڑے اور سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان پیچھے چلے گئے اور اپنا اونٹ گم کر دیا۔ ابن جحش بطن نخلہ تک چلے تو وہاں الحکم بن کیسان، عبداللہ بن المغیرہ بن عثمان اور عمرو حضرمی کو پایا، جنگ شروع ہوگئی، الحکم بن کیسان اور عبداللہ بن المغیرہ کو انہوں نے قیدی بنالیا اور مغیرہ بھاگ گیا اور عمرو الحضرمی قتل ہوگیا، اس کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا تھا، یہ پہلا مال غنیمت تھا جو اصحاب محمد ﷺ کو حاصل ہوا تھا۔ جب وہ دو قیدیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ واپس آئے اور مال غنیمت لے کر لوٹے تو مشرکین نے کہا محمد ﷺ دعویٰ تو کرتا ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے جب کہ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شہر حرام کو حلال کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اے مشرکین تم نے اللہ کا انکار کیا ہے اور محمد ﷺ کو شہر حرام میں مسجد حرام میں جانے سے روکا ہے یہ شہر حرام میں قتال سے بڑا جرم ہے۔ آیت کریمہ میں الْفِتْنَةُ سے مراد شرک ہے یعنی اللہ کے نزدیک شہر حرام میں جنگ کی بہ نسبت شرک زیادہ گناہ ہے (1)۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی تمیم کے ایک شخص کو رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹے سے لشکر میں روانہ کیا تھا، وہ ابن حضرمی کے پاس سے گزرا جو طائف سے مکہ کی طرف شراب لا رہا تھا، اس نے اسے تیر مار کر ہلاک کر دیا۔ اس وقت قریش اور محمد ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا۔ پس اس نے اسے جمادی الآخرۃ کے آخری دن یا رجب کے پہلے دن قتل کیا تھا۔ قریش نے کہا شہر حرام میں جنگ جب کہ ہمارے ساتھ معاہدہ بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمادیں قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ...... الآیہ۔ اللہ کا انکار کرنا اور بتوں کی عبادت کرنا یہ حضرمی کے قتل سے بھی بڑا جرم ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابو مالک الغفاری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش کو روانہ کیا، تو ان کی ملاقات بطن نخلہ میں مشرکین کے کچھ لوگوں سے ہوگئی۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ آج جمادی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 420 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 421

الآخرہ کی آخری تاریخ ہے جب کہ وہ رجب کی پہلی تاریخ تھی، مسلمانوں نے الحضرمی کو قتل کر دیا، مشرکین نے کہا تم نہیں کہتے تھے کہ شہر حرام اور بلد حرام میں جنگ حرام ہے اور تم نے شہر حرام میں قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرما دی یہ جس کا تم نے ارتکاب کیا ہے وہ حضرمی کے قتل سے بڑا جرم ہے اور شرک جس پر تم قائم ہو یہ قتل سے بڑا گناہ ہے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں زہری عن عروہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی چھوٹی سی جماعت ایک مہم پر روانہ فرمائی اور ان کا امیر عبداللہ بن جحش کو بنایا وہ چلتے رہے حتی کہ نخلہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے عمرو بن حضرمی کو قریش کے ایک تجارتی قافلہ میں پایا۔ ابھی شہر حرام کے شروع ہونے میں ایک دن باقی تھا۔ مسلمان جھگڑ پڑے تو مسلمانوں میں سے کسی نے کہا یہ دشمنوں کی جماعت ہے اور مال غنیمت ہے جو اللہ کی طرف سے تمہیں عطا کیا گیا ہے، ہمیں معلوم نہ تھا کہ آج کا دن حرمت والے مہینے کا ہے یا نہیں، ایک کہنے والے نے کہا آج کے دن کو ہم شہر حرام سے شمار کرتے ہیں، ہم کسی لالچ کے لئے اس کو حلال نہیں کرتے، پس سامان دنیا کا ارادہ کرنے والے غالب آ گئے۔ انہوں نے ابن حضرمی پر حملہ کر دیا۔ اسے انہوں نے قتل کر دیا اور قافلہ کو مال غنیمت بنا دیا۔ کفار قریش کو اس کی خبر پہنچ گئی اور ابن الحضرمی مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان پہلا مقتول تھا، کفار کے وفد سوار ہو کر نبی کریم ﷺ کے پاس مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور کہا کیا تم حرمت والے مہینہ میں جنگ حلال کرتے ہو، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا کہ حرمت والے مہینہ میں جنگ حرام ہے جیسے پہلے تھی اور مومنین سے جو انہوں نے حلال سمجھا ہے مثلاً شہر حرام میں انہیں روکنا اور انہیں اللہ کے راستہ سے روکنا انہیں عذاب دینا، قید کرنا تا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ یہ مسلمانوں کے جرم سے بڑا ہے اسی طرح کفار کا اللہ تعالیٰ کا انکار کرنا، مسلمانوں کو مسجد حرام میں حج کرنے اور نماز پڑھنے سے روکنا اور مسجد حرام سے انہیں نکالنا جب کہ مسلمان مسجد حرام کے رہنے والے تھے اور انہیں دین سے برگشتہ کرنے کے لئے آزمائش میں ڈالنا (یہ سب مسلمانوں کے جرم سے بڑے جرم ہیں) اور ہمیں خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرمی کی دیت دی تھی اور شہر حرام کو اسی طرح حرام فرمایا تھا جیسے پہلے حرام تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ (توبہ: 1) کا ارشاد نازل فرمایا (2)۔

امام عبدالرزاق اور ابوداؤد (نے الناسخ میں)، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے زہری اور مقسم رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں واقد بن عبداللہ، عمرو الحضرمی کو رجب کی پہلی رات ملے، ان کا خیال تھا ابھی جمادی الآخرۃ باقی ہے۔ پس انہوں نے عمرو الحضرمی کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیات نازل فرمائیں، زہری فرماتے ہیں ہمیں جو خبریں پہنچی ہیں ان میں یہ ہے کہ شہر حرام میں قتال نبی کریم ﷺ حرام فرماتے تھے پھر بعد میں حلال کیا تھا (3)۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے یزید بن رومان رحمہ اللہ کے طریق سے عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 422 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 17، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 424

ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا اور فرمایا وہاں رہنا حتی کہ تم قریش کی خبریں ہمارے پاس لے آؤ، آپ ﷺ نے انہیں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ یہ حرمت والا مہینہ تھا۔ آپ ﷺ نے عبداللہ کو ایک خط دیا تھا، انہیں یہ بتانے سے پہلے کہ وہ مہم پر جائیں گے۔ فرمایا تم اور تمہارے ساتھی چلے جائیں حتی کہ جب دو دن کی مسافت طے کر جاؤ تو اپنے اس خط کو کھولنا اور اس کو پڑھنا، اس میں جو میرا حکم ہے اس کو نافذ کرنا اور کسی ساتھی کو اپنے ساتھ جانے پر مجبور نہ کرنا، جب وہ دو دن کی مسافت طے کر گئے تو خط کو کھولا اس میں یہ لکھا تھا۔ چلتے جاؤ حتی کہ نخلہ پہنچ جاؤ۔ پس تم قریش کی خبریں ہمارے پاس پہنچانا جو تمہیں ان کی طرف سے میسر آئیں۔ حضرت عبداللہ بن جحش نے اپنے ساتھیوں سے خط پڑھنے کے بعد فرمایا ہم نے حکم الٰہی کو سنا اور اس کی اطاعت کی جو تم میں سے شہادت کی رغبت رکھتا ہو وہ میرے ساتھ چلے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نافذ کرنے والا ہوں اور جو تم میں سے شہادت سے دلچسپی نہیں رکھتا وہ واپس چلا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں تم میں سے کسی کو مجبور کروں۔ پس تمام لوگ آپ کے ساتھ چلے حتی کہ جب نجران پہنچ گئے تو سعد بن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان نے اپنا اونٹ گم کر دیا۔ پس وہ اس کی تلاش میں لشکر سے پیچھے رہ گئے۔ باقی تمام صحابہ چلتے گئے حتی کہ نخلہ کے مقام پر پہنچے، عمرو بن الحضرمی، حکم بن کیسان، عثمان اور مغیرہ بن عبداللہ ان کے پاس سے گزرے۔ ان کے پاس سامان تجارت تھا، وہ طائف سے چمڑے اور زیتون کا تیل لا رہے تھے۔ جب صحابہ نے انہیں دیکھا تو واقد بن عبداللہ ان کے سامنے آئے۔ اس نے سر منڈایا ہوا تھا۔ جب ان مشرکوں نے انہیں سر منڈائے ہوئے دیکھا تو عمار نے کہا تم پر ان کی طرف سے کوئی ڈر نہیں، صحابہ کرام نے ان کے متعلق مشورہ کیا۔ یہ جمادی الآخرہ کا آخری دن تھا۔ صحابہ نے کہا اگر تم ان کو قتل کرو گے تو شہر حرام میں قتل کرو گے، اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو یہ آج رات حرم مکہ میں داخل ہو کر تم سے محفوظ ہو جائیں گے، پس صحابہ کرام نے انہیں قتل پر اتفاق کیا، واقد بن عبداللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی کو تیر مارا اور اسے قتل کر دیا، عثمان بن عبداللہ، حکم بن کیسان قیدی ہو گئے، اور مغیرہ بھاگ گیا۔ صحابہ کرام اس کو پکڑنے سے عاجز آ گئے، صحابہ کرام نے قافلہ ہانکا اور اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں نے تمہیں حرمت والے مہینے میں قتال کا حکم نہیں دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں اور قافلہ کو روک دیا اور اس میں سے کچھ بھی نہ لیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے جب یہ ارشاد فرمایا تو صحابہ بہت پریشان ہوئے۔ انہوں نے خیال کیا کہ وہ ہلاک ہو گئے، دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان پر سختی کا مظاہرہ کیا، جب قریش کو ان کے واقعہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا محمد (ﷺ) نے حرام خون بہایا ہے، مال لے لیا ہے اور مردوں کو قیدی بنالیا ہے۔ اس نے حرمت والے مہینہ کو حلال قرار دے دیا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جب یہ ارشاد ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے وہ قافلہ لے لیا اور قیدیوں سے فدیہ قبول کیا۔

مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم جنگ کی خواہش کیا کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ۔ صحابہ کرام کا یہ گروہ آٹھ افراد پر

مشتمل تھا اور نویں ان کے حضرت امیر عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ وہ عَنْ قِتَالٍ فِيْهِ پڑھتے تھے۔ اور انہوں نے اس کا مفہوم بھی یہی بیان کیا ہے یَسْـَٔلُوْنَكَ، عَنْ قِتَالٍ فِيْهِ (یعنی وہ آپ سے اس مہینہ میں جنگ کے متعلق پوچھتے تھے) (2)

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ کی قرأت میں اس طرح تھا یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ عن قِتَالٍ فِيْهِ۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ قَتْلٍ فِيْهِ پڑھتے تھے۔

حضرت عطاء بن میسرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں سورہ برأت میں شہر حرام میں قتال حلال کیا گیا ارشاد فرمایا فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً (التوبہ:36)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو فرمایا یہ منسوخ ہے، حرمت والے مہینوں میں جنگ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امام النحاس نے (الناسخ میں) حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت میں فیه سے مراد فی الشهر الحرام ہے اور کبیر کا معنی عظیم ہے۔ ان مہینوں میں جنگ ممنوع تھی حتی کہ آیت السیف جو سورۂ برأت میں ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (توبہ:5) اس کے ساتھ یہ حکم منسوخ ہو گیا، پس حرمت والے مہینوں اور دوسرے مہینوں میں جنگ مطلقاً مباح ہو گئی۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں فتنہ سے مراد شرک ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ کا فاعل کفار قریش ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ یہ اس امت کے بہتر لوگ ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اہل رجاء سے شمار کیا ہے، کیونکہ جس نے امید کی اس نے طلب کیا اور جو ڈرا وہ بھاگ گیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ یہ لوگ اس امت کے بہتر لوگ ہیں اللہ نے انہیں اہل رجاء بنایا ہے جیسا کہ تم سنتے ہو۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ ؕ قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ ؗ وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا ؕ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَا ذَا يُنْفِقُوْنَ ؕ۬ قُلِ الْعَفْوَ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ۙ﴿۲۱۹﴾

”وہ پوچھتے ہیں آپ سے شراب اور جوئے کی بابت، آپ فرمائیے ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور کچھ فائدے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 418 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 417 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 426

بھی ہیں لوگوں کے لئے اور ان کا گناہ بہت بڑا ہے ان کے فائدے سے اور پوچھتے ہیں آپ سے کیا خرچ کریں؟ فرمائیے جو ضرورت سے زیادہ ہو اسی طرح کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے حکموں کو تا کہ تم غور وفکر کرو"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، نسائی، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس (الناسخ میں)، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، بیہقی اور الضیاء المقدسی نے المختارہ میں حضرت سے روایت کیا ہے انہوں نے عرض کی اے اللہ ہمارے لئے شراب کے بارے واضح اور شافی حکم نازل فرما، کیونکہ یہ مال اور عقل کو ضائع کرتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ جو سورۂ بقرہ میں ہے۔ حضرت عمر کو بلا کر یہ آیت ان پر تلاوت کی گئی۔ انہوں نے پھر عرض کی یا اللہ شراب کے متعلق واضح اور شافی بیان نازل فرما تو پھر سورہ نساء کی آیت نمبر 43 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى نازل ہوئی۔ جب نماز کھڑی ہوتی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منادی ندا دیتا کہ نشہ والا شخص نماز کے قریب نہ آئے۔ حضرت کو بلا کر یہ آیت ان پر تلاوت کی گئی۔ حضرت عمر نے عرض کی یا اللہ شراب کے متعلق کوئی شافی بیان نازل فرما۔ اس بار سورۂ مائدہ کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر کو بلا کر ان پر یہ آیت پڑھی گئی جب فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ﴿۹۱﴾ (المائدہ) پر پہنچے تو حضرت عمر نے کہا اِنْتَهَیْنَا اِنْتَهَیْنَا (ہم رک گئے ہم رک گئے)(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم شراب پیتے تھے، پس یہ آیت یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ نازل ہوئی، ہم نے کہا ہم اس سے وہ پیتے ہیں جو ہمیں نفع دیتا ہے تو سورۂ مائدہ کی آیت نازل ہوئی، صحابہ نے کہا اَللّٰهُمَّ قَدِ انْتَهَیْنَا، اے اللہ ہم رک گئے۔

امام الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب سورۂ بقرہ میں شراب کی حرمت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرما دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں خمر کو خمر اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ عمدہ حصہ صاف ہوتا ہے اور اس کا گدلا حصہ گھٹیا ہوتا ہے۔

امام ابوعبید، بخاری (الادب المفرد میں)، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المیسر سے مراد جوا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ المیسر سے مراد جوا ہے۔ اس کو المیسر اس لئے کہا جاتا ہے کیونکہ عربوں کا قول ہے۔ اَیْسَرَ جَزُوْرًا اس نے اونٹوں کو ذبح کر کے ٹکڑے ٹکڑے کیا یہ تیرے اس جھول کی طرح ہے ضَعْ كَذَا وَ كَذَا۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس الناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

1۔ جامع الترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 11، صفحہ 132 (3049)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 431 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 429

المیسر سے مراد جوا ہے۔ ایک آدمی زمانۂ جاہلیت میں اپنے اہل اور مال کو داؤ پر لگاتا تھا، جو غالب آجاتا تھا وہ دوسرے کا مال اور اہل لے جاتا تھا۔ قُلْ فِیْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِیْرٌ یعنی اس کے پینے سے جو دین میں کمی آتی ہے وہ بہت زیادہ ہے وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ جب لوگ اس کو پیتے ہیں تو لذت وفرحت حاصل کرتے ہیں اور ان کے نفع سے ان کا گناہ زیادہ ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى کی آیت نازل فرمائی پھر لوگ نماز کے وقت شراب نہیں پیتے تھے اور جب عشاء کی نماز پڑھتے تو شراب پی لیتے تھے اور ظہر تک نشہ اتر جاتا تھا۔ پھر کچھ مسلمانوں نے شراب پی اور ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے اور ناپسندیدہ باتیں کرنے لگے پس اللہ تعالیٰ نے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ (المائدہ:90) کی آیت نازل فرمائی پس شراب حرام قرار دی گئی اور اس سے منع کیا گیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ کی آیت، کو اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ (المائدہ:90) کی آیت نے منسوخ کر دیا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے ذریعے شراب کو پہلی مرتبہ معیوب قرار دیا گیا اور اس کے منافع سے مراد اس کی قیمت اور سرور وفرحت کا حاصل ہونا ہے جو اس کے پینے کے بعد حاصل ہوتا ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے منافع سے مراد قبل التحریم یعنی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے کے منافع ہیں اور ان کے گناہ سے مراد ان کی حرمت کے نزول کے بعد کا گناہ ہے(4)۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۬ؕ قُلِ الْعَفْوَ۔

امام ابن اسحق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام کا ایک گروہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب انہیں اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ عرض کی ہم نہیں جانتے کہ ہمیں اپنے اموال میں سے کیا خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ہم اس مال سے کتنا خرچ کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمادیا۔ اس سے قبل ایک شخص اپنا مال خرچ کر دیتا تھا حتی کہ وہ صدقہ کرنے اور اپنے کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں پاتا تھا تو اس پر صدقہ کیا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابان عن یحییٰ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ معاذ بن جبل اور ثعلبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے غلام اور اہل ہیں، ہم اپنے اموال میں سے کیا خرچ کریں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس (نے الناسخ میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْعَفْوَ سے مراد وہ مال ہے جو تمہارے اموال میں واضح نہ ہو اور یہ حکم زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے(5)۔

امام وکیع، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 431 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب فی تحریم الخمر، جلد 8، صفحہ 285، مطبوعہ دارالفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 433 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 434 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 438

میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَلْعَفْوَ سے مراد وہ مال ہے جو تمہارے اہل وعیال سے فارغ ہو(1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبدالمالک بن مروان نے سعید بن جبیر کی طرف خط لکھ کر عفو کے متعلق پوچھا تو سعید بن جبیر نے فرمایا اَلْعَفْوَ تین قسموں پر ہے جیسے گناہوں سے تجاوز کرنا، نفقہ میں میانہ روی کرنا، ان دونوں کا ذکر یَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ۬ قُلِ الْعَفْوَ میں ہے اور لوگوں کے درمیان احسان کے لئے عفو کرنا اس کا ذکر اس آیت میں ہے اِلَّاۤ اَنْ یَّعْفُوْنَ اَوْ یَعْفُوَا الَّذِیْ بِیَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (البقرہ:237)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اَلْعَفْوَ کا حکم دیا تا کہ ایسا نہ ہو کہ تو مال کو خرچ کر دے پھر خود لوگوں کے سامنے سوال کرنے کے لئے بیٹھ جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَلْعَفْوَ سے مراد ضروریات سے زائد مال ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن ابی نجیح عن طاؤس رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَلْعَفْوَ سے مراد ہر چیز سے آسان حصہ ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں اس سے مراد فرضی صدقہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَلْعَفْوَ کے حکم میں کوئی معلوم مقدار فرض نہیں ہے پھر فرمایا خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ (الاعراف:199) اس کے بعد متعین فرائض نازل ہوئے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قُلِ الْعَفْوَ کی آیت زکوٰۃ کی آیت سے منسوخ ہے(3)۔

امام بخاری اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جو غنا چھوڑ جائے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ کا آغاز اپنے عیال سے کرو، عورت کہتی ہے یا مجھے کھانا دو یا مجھے طلاق دے دو، غلام کہتا ہے مجھے کھلاؤ اور مجھے کام پر لگاؤ، بیٹا کہتا ہے مجھے کھلاؤ، تو مجھے کس کے لئے چھوڑے گا؟(4)۔

امام ابن خزیمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہتر صدقہ وہ ہے جو غنا باقی رکھے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور صدقہ کا آغاز اپنے عیال سے کرو، عورت کہتی ہے مجھ پر خرچ کر یا مجھے طلاق دے دے، غلام کہتا ہے مجھ پر خرچ کر یا مجھے بیچ دے۔ بیٹا کہتا ہے تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جس کے پیچھے غنا ہو اور اپنے عیال سے صدقہ شروع کرو(5)۔

امام ابو داؤد، نسائی، ابن جریر، ابن حبان اور الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کا حکم دیا تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک دینار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اپنے اوپر صدقہ کر دے۔ اس نے کہا میرے پاس دوسرا دینار بھی ہے۔ فرمایا یہ اپنے بیٹے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 437 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 441 3۔ ایضاً

4۔ صحیح بخاری، باب الصدقۃ الا ... الخ، جلد 2، صفحہ 518 (1361) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

5۔ سنن ابی داؤد، جلد 6، صفحہ 430 (1796) مطبوعہ مکتبہ الرشد ریاض

پر خرچ کر، اس نے کہا ایک اور دینار بھی ہے۔ فرمایا یہ اپنی بیوی پر صدقہ کر۔ اس نے کہا ایک اور بھی ہے۔ فرمایا اپنے خادم پر صدقہ کر، اس نے کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا تو زیادہ بہتر دیکھتا ہے (کہ اسے کہاں خرچ کرے) (1)

امام ابن سعد، ابوداؤد اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ابوحصین السلمی انڈے کی مثل سونا لے کر آیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ کان سے ملا ہے، آپ یہ لے لیں اور یہ صدقہ ہے، میں اس کے علاوہ کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ لیکر اتنے زور سے پھینکا اگر وہ اسے لگ جاتا تو زخمی کر دیتا، فرمایا تم میں سے کوئی اپنی سب ملکیت لے کر آتا ہے اور کہتا ہے یہ صدقہ ہے، پھر لوگوں کا راستہ روک کر بیٹھ جاتا ہے۔ بہتر صدقہ وہ ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد بھی غنا رہے اور اپنے عیال سے صدقہ شروع کرو (2)۔

امام بخاری اور مسلم نے حکیم بن حزام کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اپنے عیال سے صدقہ شروع کرو اور بہتر صدقہ وہ ہے جس کے کرنے کے بعد انسان غنی رہے اور جو اپنے آپ کو سوال سے پاک رکھنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پاک رکھتا ہے اور جو لوگوں سے غنی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مستغنی رکھتا ہے (3)۔

امام مسلم اور نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو فرمایا کہ اپنے نفس سے آغاز کر اور اپنے نفس پر صدقہ کر، اگر کوئی چیز بچے گی تو وہ اپنے اہل کے لئے ہوگی اور جو تیرے اہل سے بچے گا وہ تیرے رشتہ داروں کے لئے ہوگا اور جو کچھ تیرے قریبی رشتہ داروں سے بچے گا وہ ایسے ایسے ہوگا (4)۔

امام ابویعلی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین قسم کے ہیں، اللہ کا ہاتھ بلند ہے اور عطا کرنے والے کا ہاتھ اس کے قریب ہے اور سائل کا ہاتھ قیامت تک نیچا ہے۔ حتی المقدور سوال کرنے سے بچو۔ اگر تجھے مال عطا کیا جائے تو اس کا تیرے اوپر اظہار ہونا چاہیے اور اپنے عیال سے صدقہ کا آغاز کر اور بچے ہوئے مال سے کچھ صدقہ کر۔ اور بقدر کفایت روزی پر تمہیں ملامت نہیں کیا جائے گا (5)۔

امام ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت مالک بن نضلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھ تین ہیں۔ اللہ کا ہاتھ بلند ہے۔ عطا کرنے والے کا ہاتھ اس کے قریب ہے اور مانگنے والے کا ہاتھ پست ہے۔ پس اضافی مال صدقہ کر اور اپنے نفس پر خرچ کرنے سے عاجز نہ ہو (6)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کپڑے صدقہ کرنے کا حکم دیا تو لوگوں نے کپڑے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 439
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 6، صفحہ 428 (1793)
3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 519 (1361) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
4۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 72 (41) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مستدرک حاکم، کتاب الزکوۃ، جلد 1، صفحہ 67-566 (1483،85) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ سنن ابوداؤد، جلد 6، صفحہ 403 (1769) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض

ڈالے، ان کپڑوں میں سے دو کپڑوں کا اس شخص کے لئے حکم فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے صدقہ کی ترغیب دی تو وہ شخص آیا اور اس نے بھی اپنے دو کپڑوں میں سے ایک ڈال دیا۔ آپ ﷺ نے بلند آواز سے فرمایا کہ اپنا کپڑا اٹھالے(1)۔

امام ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ انسان ان کو ضائع کردے جن کی خوراک اس کے ذمہ ہے(2)۔

امام البزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اپنے عیال سے صدقہ کا آغاز کرو۔

امام احمد، مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن آدم اگر تو اضافی مال خرچ کرے تو یہ تیرے لئے بہتر ہے، اگر تو اضافی مال روکے رکھے گا تو یہ تیرے لئے برا ہوگا اور تجھے بقدر کفایت پر ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے اہل وعیال سے صدقہ کا آغاز کر اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے(3)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابن عوف تو اغنیاء میں سے ہے اور تو جنت میں داخل نہ ہوگا مگر گھسٹ کر۔ تو اللہ کو قرضہ دے وہ تیرے لئے تیرے پاؤں آزاد کردے گا، عرض کی یارسول اللہ میں اللہ کو کیا قرض دوں؟ فرمایا جس مال میں تو نے رات گزاری ہے اس سے بری ہوجا یعنی صدقہ کردے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ تمام مال صدقہ کردوں؟ فرمایا ہاں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اس ارادہ سے نکلے تو ادھر نبی کریم ﷺ کے پاس جبریل آگئے اور کہا، ابن عوف کو حکم دو کہ مہمان کی مہمان نوازی کرے، مساکین کو کھانا کھلائے، سائل کو عطا کرے اور اپنے عیال سے خرچ کا آغاز کرے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو وہ جس مال کی وجہ سے خبث میں گرفتار ہے اس سے پاک ہوجائے گا(4)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت رکب المصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو اس کو جس نے بغیر کسی کمزوری کے تواضع کا اظہار کیا اور بغیر کسی ذلت ومسکنت کے عاجزی کا اظہار کیا اور ایسا مال خرچ کیا جو اس نے گناہ کے ذریعے نہیں کمایا تھا اور مسکین اور حقیر لوگوں پر رحم کیا، پاک دامن اور حکمت والے لوگوں کے ساتھ مجلس اختیار کی اور مبارک ہو اسے جس نے تواضع کی، جس کی کمائی حلال ہے، جس کا باطن صحیح ہے، جس کا ظاہر اچھا ہے، لوگوں سے اپنے شر کو دور کیا، اپنے مال سے فارغ مال خرچ کیا اور اپنی باتوں میں فضول باتوں کو روکے رکھا(5)۔

امام البزار نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ نماز کے بارے کیا ارشاد فرماتے ہیں ارشاد فرمایا مکمل عمل ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ میں آپ سے صدقہ کے متعلق پوچھتا ہوں؟ فرمایا یہ ایک عجیب شے ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے افضل عمل تو چھوڑ دیا ہے، پوچھا وہ کیا ہے؟

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 6، صفحہ 429(1795) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 450(1812)
3۔ صحیح مسلم، جلد 7، صفحہ 112(97) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 206(3335) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 225(3388)

میں نے کہا روزہ۔ فرمایا بہتر ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ کروں؟ فرمایا کھجور، میں نے عرض کی اگر ایسا نہ کرسکوں تو؟ فرمایا عمدہ کلام کے ساتھ۔ میں نے عرض کی اگر ایسا نہ کرسکوں تو؟ فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تو اپنے آپ میں نیکی کی کوئی چیز نہ چھوڑے۔

امام احمد، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ابو قلابہ عن ابی اسماء عن ثوبان کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل دینار وہ ہے جو انسان اپنے ساتھیوں میں اللہ کے راستہ پر خرچ کرتا ہے، ابو قلابہ نے کہا، اپنے عیال سے شروع کر۔ پھر ابو قلابہ نے کہا اس شخص سے عظیم اجر والا کون ہوسکتا ہے جو اپنے چھوٹے بچوں پر خرچ کرتا ہے، وہ انہیں مانگنے سے بچاتا ہے، اللہ انہیں اس کے ساتھ نفع دیتا ہے اور ان کی مدد فرماتا ہے(1)۔

امام مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دینار جو تو نے اللہ کے راستہ میں خرچ کیا، وہ دینار جو تو نے گردن آزاد کرنے میں خرچ کیا، وہ دینار جو تو نے کسی مسکین پر خرچ کیا، وہ دینار جو تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا، سب سے زیادہ اجر والا وہ دینار ہے جو تو نے اپنے اہل پر خرچ کیا(2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت کدیر الضبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کرے اور آگ سے دور کرے۔ فرمایا عدل والی بات کر اور اضافی مال کسی کو عطا کردے۔ اس نے عرض کی یہ تو بہت سخت ہے، ہر وقت میں عدل والی بات نہیں کرسکتا اور نہ میں اپنا اضافی مال دے سکتا ہوں۔ فرمایا کھانا کھلا اور سلام کو پھیلا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم یہ بھی سخت ہے۔ فرمایا کیا تیرے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اپنے اونٹ اور مشکیزہ کو دیکھ، اپنے اہل بیت کو پلا، وہ (بچارے) ایک دن چھوڑ کر پیتے ہیں۔ شاید تیرا اونٹ ہلاک نہ ہو جائے اور تیرا مشکیزہ پھٹ نہ جائے حتی کہ تیرے لئے جنت واجب ہو جائے۔ وہ تکبیر کہتے ہوئے چلا گیا۔ پھر وہ بعد میں شہید ہو گیا تھا(3)۔

امام ابن سعد نے حضرت طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے میں نے آپ کا ارشاد سنا کہ صدقہ کرو، تمہارے لئے صدقہ کرنا بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اپنے عیال سے صدقہ کا آغاز کرو، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بہن اور اپنے بھائی پر (پہلے صدقہ کرو) پھر جو تیرا اقربی ہے پھر جو تیرا اقربی ہے۔

مسلم نے خیثمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم عبداللہ بن عمرو کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اس کا خزانچی آیا وہ داخل ہوا تو عبداللہ بن عمرو نے پوچھا کیا تو نے غلاموں کو ان کی خوراک دے دی ہے اس نے کہا نہیں۔ فرمایا جاؤ اور انہیں کھانا دو، عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے یہ گناہ کافی ہے کہ ان سے کھانا روکے جن کا وہ مالک ہے(4)۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 7، صفحہ 71 (38)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 72 (39)
3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 219 (3374)
4۔ صحیح مسلم، جلد 7، صفحہ 72 (40)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کھول کر آیات بیان فرماتا ہے تاکہ تم دنیا و آخرت میں غور وفکر کرو، یعنی دنیا کے زوال وفنا ہونے میں اور آخرت کے آنے اور اس کے باقی رہنے میں غور وفکر کرو (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ تاکہ تم دنیا و آخرت میں غور وفکر کرو یعنی دنیا کے زوال اور اس کے فنا ہونے میں، آخرت کے آنے اور اس کی بقاء میں غور وفکر کرو۔ عبدالرزاق نے قتادہ سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ تم دنیا پر آخرت کی فضیلت جان لو (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت الصعق بن حزن التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت الحسن رحمہ اللہ کے پاس موجود تھا انہوں نے یہ آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا اللہ کی قسم جس نے دنیا میں غور کیا اس نے جان لیا کہ دنیا مصائب کا گھر ہے پھر دار فنا ہے اور اس نے جان لیا کہ آخرت دار جزاء ہے پھر دار بقاء ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے دنیا میں غور وفکر کیا اس نے ایک کی دوسری پر فضیلت جان لی۔ اس نے جان لیا کہ دنیا دار بلاء ہے۔ پھر دار فناء ہے اور آخرت دار بقاء پھر دار جزاء ہے۔ پس تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جنہوں نے دنیا کی حاجت کو آخرت کی حاجت کے لئے ختم کر دیا ہو۔

فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْیَتٰمٰی ؕ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ ؕ وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۲۰﴾

"دنیا اور آخرت (کے کاموں) میں، اور پوچھتے ہیں آپ سے یتیموں کے بارے میں۔ فرمایئے (ان سے الگ تھلک رہنے سے) ان کی بھلائی کرنا بہتر ہے، اور اگر (کاروبار میں) تم انہیں ساتھ ملا لو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے بگاڑنے والے کو سنوارنے والے سے اور اگر چاہتا اللہ تو مشکل میں ڈال دیتا تمہیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا حکمت والا ہے"۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (الاسراء:34) اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی (النساء:10) تو جس کے پاس کوئی یتیم تھا تو اس نے اس کا کھانا اپنے کھانے سے، اس کا پینا اپنے پینے سے جدا کر دیا، پس یتیم کے کھانے سے جو بچ جاتا تو وہ دوبارہ اسے خود کھاتا یا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 443 2۔ عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 338 (259) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

خراب ہو جاتا تو اسے پھینک دیا جاتا، یہ معاملہ صحابہ کرام پر بڑا گراں گزرا، انہوں نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پس لوگوں نے اپنے کھانے یتیموں کے کھانوں سے ملالئے اور ان کے مشروبات اپنے مشروبات سے ملالئے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یتیم کے بارے آیات نازل ہوئیں تو لوگ ان سے اجتناب کرنے لگے نہ ان کے ساتھ کھاتے نہ پیتے اور نہ ان سے خلط ملط ہوتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی۔ لوگوں نے اپنے کھانے میں پھر یتیموں کو اپنے ساتھ ملالیا، اور دوسری چیزوں میں بھی شریک کرلیا۔

امام عبد بن حمید، ابن الانباری اور النحاس نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس آیت کریمہ سے پہلے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت نمبر 34 وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ نازل ہوئی، تو لوگ یتیموں کو نہ کھانے میں اور نہ کسی اور کام میں شریک کرتے تھے، مسلمانوں پر یہ امر بڑا شاق گزرا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے رخصت فرمائی وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (نساء:10) کا ارشاد نازل ہوا تو لوگ رک گئے اور وہ یتیموں کو کھانے اور اموال میں شریک نہیں کرتے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کئی گھر ایسے تھے جن کی پرورش میں یتیم بچے تھے، یتیم کا ریوڑ ہوتا تھا اور ان گھر والوں کا خادم ہوتا تھا، گھر والے اپنے خادم کو بھیجتے تھے۔ وہ یتیم کی بکریاں چراتا تھا یا گھر والوں کا ریوڑ ہوتا تھا اور یتیم کا خادم ہوتا تھا۔ وہ یتیم کے خادم کو اپنی بکریاں چرانے کے لئے بھیجتے تھے۔ جب وہ اکٹھے ہوتے تھے تو اکٹھا کھانا کھاتے تھے۔ کبھی کھانا یتیموں کا ہوتا اور خادم گھر والوں کا ہوتا۔ وہ اپنے خادم کو حکم دیتے کہ وہ کھانا تیار کرے، کبھی کھانا گھر والوں کا ہوتا اور خادم یتیم کا ہوتا، وہ یتیم کے خادم کو کہتے تھے کہ کھانا تیار کرے پھر وہ اکٹھے کھاتے تھے۔ جب آیت کریمہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی، عرض کی اب بکریوں کے لئے کوئی چرواہا نہیں ہے، یتیم کے لئے کوئی کھانا تیار کرنے والا خادم نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تمہارا کلام سن چکا ہے، اگر وہ چاہے گا تو جواب عطا فرمادے گا۔ پس یہ آیت کریمہ يَسْــَٔـلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى الخ نازل ہوئی اور یہ بھی نازل ہوئی: وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى (النساء:3) پس لوگ چار کاموں پر منحصر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس طرح تمہیں خدشہ ہوا کہ تم یتیموں کے ساتھ انصاف نہیں کرسکو گے اور تم ان کے ساتھ اختلاط سے رک گئے حتیٰ کہ تم نے ان کے متعلق مسئلہ پوچھا تم نے تمام عورتوں میں عدل کے بارے سوال کیوں نہیں کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 444

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فرمایا مخالطة یہ ہے کہ وہ یتیم تمہارے دودھ سے پیے اور تم اس کے دودھ سے پیو، وہ تمہاری پلیٹ سے کھائے اور تم اس کی پلیٹ سے کھاؤ۔ اور تم اس کے پھلوں سے کھاؤ۔ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ فرماتے ہیں جو جان بوجھ کر یتیم کا مال کھانا چاہتا ہے اور جو اس سے بچتا ہے اور اس کی اصلاح کی پرواہ نہیں کرتا اللہ ان دونوں کو جانتا ہے۔ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ابن عباس فرماتے ہیں اگر اللہ چاہتا تو تمہارے لئے وہ بھی حلال نہ فرماتا جو تمہیں میسر آتا ہے جس کا تم قصد نہیں کرتے ہو۔

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا کا ارشاد نازل فرمایا تو مسلمانوں نے یتیموں کو ساتھ ملانا ناپسند کیا اور کسی چیز میں بھی ان کی شرکت سے بچاؤ کرنے لگے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَیْرٌ...... الآیہ وہ تمہیں منع کر دیتا اور تم پر تنگی کرتا لیکن اس نے تم پر وسعت اور آسانی فرمائی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے اِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب تو اپنے مال کے ساتھ یتیم کے مال کو ملاتا ہے تو اللہ جانتا ہے کہ کیا تو یتیم کے مال کی اصلاح کرنا چاہتا ہے یا اس کو خراب کرنا چاہتا ہے اور اسے ناحق کھانا چاہتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ، یعنی اگر اللہ چاہتا تو یتیموں کا مال جو تمہیں ملا ہے اسے باعث ہلاکت بنا دیتا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو تمہیں تکلیف دیتا پس تم نہ فریضہ ادا کر سکتے اور نہ تم حق کو قائم کر سکتے۔

امام وکیع اور عبد بن حمید نے حضرت الاسود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں یتیم کے کھانے کو اپنے کھانے کے ساتھ ملاتی ہوں اور اس کے مشروب کو اپنے مشروب کے ساتھ ملاتی ہوں اور میں ناپسند کرتی ہوں کہ یتیم کا کھانا میرے پاس عیب کی طرح ہو۔

وَ لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى یُؤْمِنَّ ؕ وَ لَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَتّٰى یُؤْمِنُوْا ؕ وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ یَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۖۚ وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلَى

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 445 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 448 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 449

الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۲۱﴾

"اور نہ نکاح کرو مشرک عورتوں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں اور بے شک مسلمان لونڈی بہتر ہے (آزاد) مشرک عورت سے اگرچہ وہ بہت پسند آئے تمہیں اور نہ نکاح کر دیا کرو (اپنی عورتوں کا) مشرکوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لائیں اور بے شک مومن غلام بہتر ہے (آزاد) مشرک سے اگرچہ وہ پسند آئے تمہیں۔ وہ لوگ تو بلاتے ہیں دوزخ کی طرف اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنی توفیق سے اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حکم لوگوں کے لئے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے حضرت مقاتل بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت حضرت ابومرثد الغنوی رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی کہ وہ عناق سے نکاح کر لیں۔ وہ عورت حسن و جمال کی پیکر تھی لیکن تھی مشرکہ، ابومرثد اس وقت مسلمان ہو چکے تھے۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! وہ مجھے بہت پسند کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ الخ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس (الناسخ میں) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکات میں سے اہل کتاب کی عورتوں کو مستثنیٰ کیا ہے فرمایا وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ (مائدہ:5)(1)

امام ابوداؤد نے الناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ کی آیت کو اہل کتاب کی عورتوں کے نکاح نے منسوخ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی عورتوں کو مسلمانوں کے لئے حلال قرار دیا ہے اور مسلمان عورتوں کو اہل کتاب کے مردوں پر حرام قرار دیا ہے۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، اللہ نے مشرکات میں سے اہل کتاب کی عورتوں کو حلال قرار دیا ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو لوگ مشرکات سے نکاح کرنے سے رک گئے حتیٰ کہ بعد میں اَلْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ نازل ہوئی پھر لوگوں نے اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کیے۔

امام وکیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، النحاس نے الناسخ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں اس آیت میں مشرکات سے مراد بت پرستوں کی عورتیں ہیں(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 451 — 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 171 مطبوعہ دارالفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 452

امام آدم، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْمُشْرِكٰتِ سے مراد مشرکین مکہ کی عورتیں ہیں پھر ان میں سے اہل کتاب کی عورتوں کو حلال کیا (1)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکات سے مراد عرب کی وہ عورتیں ہیں جن کے لئے کوئی کتاب نہیں ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابراہیم رحمہ اللہ سے یہودی اور نصرانی عورت سے نکاح کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد نہیں ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ۔ انہوں نے فرمایا یہ مجوسیوں اور بت پرستوں کے متعلق ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور بیہقی نے شقیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے حضرت حذیفہ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا تو حضرت عمر نے انہیں خط لکھا کہ اس کو چھوڑ دو، حضرت حذیفہ نے لکھا کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ حرام ہے اس لئے میں اس کو چھوڑ دوں۔ حضرت عمر نے فرمایا میں یہ تو نہیں کہتا کہ یہ حرام ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ تم ان میں سے بدکار عورتیں لاؤ گے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کو مکروہ جانتے تھے اور بطور دلیل وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ پیش کرتے تھے (4)۔

امام بخاری اور النحاس الناسخ میں حضرت نافع عن عبداللہ بن عمر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جب ان سے نصرانی یا یہودی عورت سے مسلمان مرد کے نکاح کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مشرکات کو حرام کیا ہے اور میں اس سے بڑا شرک کوئی نہیں جانتا کہ ایک عورت کہے اس کا رب عیسیٰ ہے یا اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ ہے (5)۔

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ

امام الواحدی اور ابن عباس نے سدی کے طریق سے حضرت ابو مالک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی، ان کی ایک سیاہ لونڈی تھی، وہ اس پر ناراض ہوئے تو اسے طمانچہ مارا پھر پریشان ہوئے، اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کا سارا ماجرا عرض کیا، نبی کریم ﷺ نے پوچھا اے عبداللہ وہ کیسی عورت ہے عرض کی وہ روزہ رکھتی ہے، نماز پڑھتی ہے، اچھی طرح وضو کرتی ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُهٗ کی گواہی دیتی ہے۔ فرمایا اے عبداللہ وہ مومنہ ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اسے آزاد کرتا ہوں اور اس سے نکاح کروں گا، انہوں نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے عبداللہ پر طعن کیا اور کہا اس نے لونڈی سے نکاح کر لیا ہے

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 171
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 176 (12667) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
3۔ سنن کبری، از بیہقی، جلد 7، صفحہ 122
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 475 (16166) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
5۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2024 (4981) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

اور لوگ اس وقت مشرکہ عورتوں سے نکاح کرنا چاہتے تھے اور ان کے احساب میں رغبت کی وجہ سے ان کے ساتھ نکاح کو ترجیح دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اس کی مثل روایت کیا ہے اگرچہ وہ سند کے اعتبار سے معضل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت حذیفہ کی ایک سیاہ لونڈی تھی۔ انہوں نے اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔

حضرت سعید بن منصور، عبد بن حمید (نے اپنی مسند میں)، ابن ماجہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے ارشاد فرمایا عورتوں کے حسن کی وجہ سے ان سے نکاح نہ کرو، ہو سکتا ہے ان کا حسن ہی انہیں ہلاک کر دے اور نہ عورتون سے ان کے مال کی وجہ سے نکاح کرو، ہو سکتا ہے ان کے اموال ہی انہیں سرکش بنا دیں، ان سے نکاح دین پر کرو، کالی، چھیدوں والی دین دار لونڈی افضل ہے (1)۔

امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال، اس کے حسب، اس کے جمال اور اس کے دین کے لئے، تو دین دار عورت سے نکاح کرنے میں کامیابی حاصل کر، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں (2)۔

امام مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا عورت سے نکاح اس کے دین، اس کے مال اور اس کے جمال پر کیا جاتا ہے۔ تجھ پر دین دار عورت سے نکاح کرنا لازم ہے تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں (3)۔

امام احمد، البزار، ابو یعلی، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت سے نکاح ان خصال میں سے کسی ایک خصلت کی وجہ سے کیا جاتا، اس کا جمال، اس کا مال، اس کا دین۔ پس تجھ پر دین دار اور اخلاق والی عورت سے نکاح کرنا لازم ہے تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (4)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا جو کسی عورت سے اس کی عزت کی وجہ سے نکاح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ذلت میں اضافہ کرے گا، جو کسی عورت سے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے فقر (غربت) میں اضافہ کرے گا اور جو کسی عورت سے اس کی حسب کی وجہ سے نکاح کرے گا اللہ اس کی دناءت (خست، کمینگی) میں اضافہ کرے گا، جو کسی عورت سے صرف اس غرض سے نکاح کرے گا تاکہ اس کی نظر جھکی رہے اور اس کی فرج محفوظ رہے یا اپنا رشتہ جوڑے تو اللہ تعالیٰ اس مرد کے لئے اس میں برکت دے گا اور اس

1۔ سنن ابن ماجہ، باب تزویج ذات الدین، جلد 2، صفحہ 423 (1859) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم، کتاب الرضا، جلد 10 صفحہ 44 (53)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم، کتاب الرضا، جلد 10 صفحہ 44 (54)

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 175 (2680)

عورت کے لئے اس مرد میں برکت دے گا۔

امام البزار نے حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مریض کی عیادت کرو، جنازوں کے ساتھ جاؤ اور شادی میں آنا تم پر لازم نہیں ہے اور تم پر یہ بھی لازم نہیں ہے کہ تم کسی عورت سے اس کے حسن کی وجہ سے نکاح کرو، یہ ایک ایسا فعل ہے جو خیر نہیں لاتا، اور تم پر یہ بھی لازم نہیں ہے کہ تم کسی عورت سے مال کی کثرت کی وجہ سے نکاح کرو، یہ ایسا فعل ہے جو خیر نہیں لاتا لیکن دین دار اور امانت دار عورتوں سے نکاح کرو۔

وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا

امام ابن جریر نے حضرت ابوجعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ولی کے ذریعے نکاح کرنا کتاب اللہ سے ثابت ہے پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا۔(1)

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح نہیں ہوتا مگر ولی کے ذریعے (2)۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ اور ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح نہیں ہے مگر ولی کے ذریعے اور حضرت عائشہ کی حدیث میں ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو سلطان (بادشاہ) اس کا ولی ہے (3)۔

امام شافعی، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، تین مرتبہ فرمایا اور مرد اس سے حقوق زوجیت ادا کرلے تو اسے مہر ملے گا کیونکہ اس نے اس کی شرم گاہ کو حلال کیا۔ اگر وہ دیری کریں تو سلطان اس کا ولی ہے جس کا ولی نہیں (4)۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت کسی عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ عورت اپنا نکاح خود کرے، بے شک زانیہ وہ ہے جو اپنا نکاح خود کرتی ہے (5)۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح نہیں ہوتا مگر ولی اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں (6)۔

امام بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح جائز نہیں (7)

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 455 2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 4، صفحہ 169 (1101) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 434 (1880) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب النکاح، باب 4، صفحہ 170 (1102)

5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 435 (1882) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب لا نکاح الا بشاہدین، جلد 7، صفحہ 125، مطبوعہ دار الفکر بیروت 7۔ ایضاً

امام مالک اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عورت اپنے ولی یا اپنے اہل میں سے کسی صاحب الرائے یا سلطان کی اجازت کے بغیر نکاح نہ کرے (1)۔

الشافعی اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ولی مرشد اور دو عادل گواہی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا (2)۔

وَلَعَبۡدٌ مُّؤۡمِنٌ خَيۡرٌ مِّن مُّشۡرِكٍ وَلَوۡ أَعۡجَبَكُمۡ

امام بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ صحابہ نے کہا، یہ اس لائق ہے کہ نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح کر دیا جائے، سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ اگر یہ بات کرے تو سنی جائے۔ راوی فرماتے ہیں پھر آپ خاموش ہو گئے، پھر مسلمان فقراء میں سے ایک شخص گزرا، آپ ﷺ نے پوچھا اس کے متعلق کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا یہ اس لائق ہے کہ نکاح کا پیغام دے تو نکاح نہ کیا جائے، سفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر بات کرے تو نہ سنی جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ شخص اس کی مثل زمین بھر آدمیوں سے بہتر ہے (3)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین، اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس کا نکاح کر دو اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور وسیع و عریض فساد پھیلے گا (4)۔

امام ترمذی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو حاتم المزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس کا نکاح کر دو، اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت فتنہ و فساد ہوگا، پس تم اس کا نکاح کر دو (یہ تین مرتبہ فرمایا) (5)

امام حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت معاذ الجہنی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے لئے عطا کیا اور اللہ کے لئے روکا، اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ کے لئے ناراض ہوا اس کا ایمان مکمل ہے (6)۔

وَيَسۡـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلۡمَحِيضِۖ قُلۡ هُوَ أَذٗى فَٱعۡتَزِلُواْ ٱلنِّسَآءَ فِي ٱلۡمَحِيضِ وَلَا تَقۡرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطۡهُرۡنَۖ فَإِذَا تَطَهَّرۡنَ فَأۡتُوهُنَّ مِنۡ حَيۡثُ أَمَرَكُمُ ٱللَّهُۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ ﴿٢٢٢﴾

1۔ مؤطا امام مالک، کتاب النکاح، جلد 5، صفحہ 525 (5) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن کبریٰ بیہقی، باب النکاح الا بالولی، جلد 7، صفحہ 112، مطبوعہ دار الفکر بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل الفقراء، جلد 4، صفحہ 473 (4120) 4۔ جامع ترمذی، باب النکاح، جلد 1، صفحہ 128، مطبوعہ تالیفات اشرفیہ پاکستان

5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 128 6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 178، (2496)

"اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے حیض کے متعلق۔ فرمایئے وہ تکلیف دہ ہے پس الگ رہا کرو عورتوں سے حیض کی حالت میں اور نہ نزدیک جایا کرو ان کے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو جاؤ ان کے پاس جیسے حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے۔ بے شک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے صاف ستھرا رہنے والوں کو"۔

امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس (الناسخ میں) ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہود کی عورتیں حائضہ ہوتیں تو وہ انہیں گھر سے نکال دیتے اور گھروں میں نہ ان کے ساتھ کھاتے نہ پیتے اور نہ اکٹھے رہتے، رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ کے بارے پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ مذکورہ آیت نازل فرمائی، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے ساتھ گھروں میں رہو، اس کے ساتھ سوائے جماع کے سارے معاملات کرو، یہود کو یہ بات پہنچی تو کہنے لگے یہ شخص ہر معاملہ میں ہماری مخالفت ہی کرنا چاہتا ہے۔ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہود یہ کہہ رہے ہیں کیا ہم اپنی بیویوں کے ساتھ نہ رہا کریں؟ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ اقدس (یہ سن کر) متغیر ہو گیا حتی کہ ہم نے سوچا کہ آپ ﷺ ان پر ناراض ہو گئے ہیں۔ وہ دونوں چلے گئے تو انہیں راستہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں آنے والا دودھ کا ہدیہ (لانے والا) ملا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی بھیج کر انہیں بلایا پھر انہیں دودھ پلایا تو انہیں معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ ان پر ناراض نہیں ہیں (1)۔

امام نسائی اور البزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے کہا جو اپنی بیوی کی دبر کی طرف سے قبل میں وطی کرتا ہے اس کا بچہ بھینگا ہوتا ہے، انصار کی عورتیں اپنے خاوندوں کو دبر (پچھلا حصہ) کی طرف قبل (فرج) میں وطی کرنے کی اجازت نہیں دیتی تھیں، انصار رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو پہلے انہوں نے عورت کی حالت حیض میں مرد کے جماع کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الخ عورتیں تمہاری کھیتی ہیں اور کھیتی سے مراد بچے کی جگہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قرآن حیض والی عورت کے متعلق نازل ہوا مسلمان بھی عجمیوں کی طرح ان کو گھروں سے نکال دیتے تھے۔ پس اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے اس عمل کے متعلق فتویٰ طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، مومنوں نے اعتزال کا مفہوم یہ سمجھا کہ جس طرح وہ پہلے انہیں گھروں سے نکال دیتے تھے وہی مراد ہے۔ حتی کہ آیت کا آخری حصہ تلاوت فرمایا۔ پس مومنین نے اعتزال کا مفہوم سمجھ لیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جنہوں نے حیض کے متعلق پوچھا تھا وہ ثابت بن الدحداح تھے (2)۔

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حبان سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ثابت بن الدحداح کے متعلق نازل ہوئی۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 16 (243) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 457

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگ حیض والی عورت کو اپنے گھر میں نہیں ٹھہراتے تھے اور نہ ایک برتن میں اسے کھانا کھلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔ پس جب تک وہ حیض سے ہو اس کی فرج حرام کر دی اور باقی تمام معاملات حلال قرار دیئے (1)۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا جب کہ وہ حیض سے تھیں، یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں پر لازم کر دیا ہے (2)۔

امام عبد الرزاق (نے المصنف میں)، سعید بن منصور اور مسدد نے اپنی مسند میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنی اسرائیل کی عورتیں مردوں کے ساتھ صف میں نماز پڑھتی تھیں اور وہ لکڑی کے قوالب بنواتی تھیں جن کے ساتھ ان کا قد بلند ہو جاتا تھا یہ اس لئے کرتی تھیں تا کہ اپنے دوست کو دیکھ سکیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر حیض ڈال دیا اور انہیں مساجد سے منع کر دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے ان پر حیض مسلط کر دیا پس وہ پیچھے کر دی گئیں۔ ابن مسعود نے فرمایا فَاَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ (انہیں پیچھے کرو جیسے اللہ نے انہیں پیچھے کیا)

امام عبد الرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں بنی اسرائیل کی عورتیں لکڑی کی جوتے بنواتی تھیں وہ ان کے ساتھ مساجد میں مردوں کے لئے آراستہ ہوتی تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر مساجد میں آنا حرام کر دیا اور ان پر حیض مسلط ہو گیا۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت یزید بن بابنوس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے میں نے کہا تم العراک کے بارے کیا کہتی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہاری اس سے مراد حیض ہے؟ ہم نے کہا ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم بھی اس کو وہی نام دو جو اللہ نے اسے دیا ہے (3)۔

امام طبرانی اور دارقطنی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے (4)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حیض والی عورت حیض کے شروع ہونے سے لے کر دس دن تک انتظار کرے۔ اگر تو وہ طہر دیکھ لے تو وہ طاہر ہے اگر دس دن سے خون تجاوز کر جائے تو مستحاضہ ہے۔

امام ابو یعلی اور دارقطنی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حیض والی عورت پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس دن انتظار کرے، اگر دس سے خون تجاوز کر جائے تو مستحاضہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 456
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 113 (296) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
3۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الحیض، جلد 1، صفحہ 307
4۔ سنن الدار قطنی، جلد 1، صفحہ 210 (24) کتاب الحیض مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ
5۔ ایضاً (28)

امام دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الحیض تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس دن تک ہے(1)۔

امام دارقطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حیض تین، چار، پانچ، چھ، سات، آٹھ، نو، دس دن ہے، اگر اس سے زائد ہو جائے تو مستحاضہ ہے(2)۔

امام دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کم از کم حیض تین دن ہے(3)۔

امام دارقطنی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کم از کم حیض تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے(4)۔

امام دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حیض کا خون دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا(5)۔

امام دارقطنی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زیادہ سے زیادہ حیض پندرہ دن ہے(6)۔

امام دارقطنی نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حیض کا وقت کم از کم ایک دن ہے(7)۔

امام دارقطنی نے شریک اور حسین بن صالح رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زیادہ حیض پندرہ دن ہے(8)۔

امام طبرانی نے حضرت شریک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمارے نزدیک ایک عورت کو مہینے کے پورے صحیح پندرہ دن حیض آتا ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت الاوزاعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہماری عورت صبح حیض سے ہوتی ہے اور شام کو پاک ہو جاتی ہے(9)۔

قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَذًى سے مراد خون ہے(10)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَذًى سے مراد غلاظت ہے(11)۔

ابن المنذر نے ابو اسحٰق الطالقانی عن محمد بن حمیر عن فلان بن السری کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حیض کی حالت میں عورتوں سے پرہیز کرو کیونکہ جذام کا مرض حیض کے دنوں کی اولاد سے ہے۔

امام ابو العباس السراج نے اپنی مسند میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 209 (21) کتاب الحیض مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 1، صفحہ 209 (19)
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 209 (22)
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 219 (61)
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 209 (23)
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 208 (15)
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 208 (12)
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 209 (18)
9۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 209 (17)
10۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 457
11۔ ایضاً

اپنی بیوی کے پاس حالت حیض میں آتا ہے پھر اس کا بچہ جذام کے مریض میں مبتلا پیدا ہوتو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس نے الناسخ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ کے تحت روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں اپنی عورتوں کی فرج (شرم گاہوں) میں وطی سے جدار ہو (1)۔

امام ابوداؤد نے نبی کریم ﷺ کی کسی زوجہ محترمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی حائضہ بیوی سے ملاطفت کرنا چاہتے تو اس کی فرج پر کپڑا ڈال دیتے اور پھر جو ارادہ ہوتا کرتے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، النحاس (ناسخ میں) اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے ان سے پوچھا گیا کہ مرد کے لئے عورت کس حد تک حلال ہے جب کہ وہ حائضہ ہو؟ حضرت عائشہ نے فرمایا اس کی فرج کے علاوہ سب حلال ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں ہم میں سے کوئی جب حائضہ ہوتی اور نبی کریم ﷺ اس سے مباشرت فرمانا چاہتے تو اسے حیض کے خون نکلنے کی جگہ کپڑا باندھنے کا حکم فرماتے پھر مباشرت کرتے۔ فرماتی ہیں جتنا رسول اللہ ﷺ کو اپنے نفس پر ضبط تھا تم میں سے اتنا ضبط کس کو ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، بیہقی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ جب ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ سے مباشرت کرنا چاہتے اور وہ حائض ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسے کپڑا باندھ لینے کا حکم فرماتے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی کسی زوجہ سے مباشرت کرنا چاہتے اور وہ حائضہ ہوتی تو اس کی نصف رانوں تک یا گھٹنوں تک ازار ہوتا اور اس کپڑے سے وہ یہ حصہ چھپائے ہوئے ہوتی (6)۔

امام ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں اور نبی کریم ﷺ ایک کپڑے میں رات گزارتے حالانکہ میں حائضہ ہوتی تھی، اگر آپ ﷺ کو میری طرف سے غلاظت لگ جاتی تو آپ ﷺ اس جگہ کو دھو دیتے تھے اور اسے کچھ شمار نہیں کرتے تھے اور اگر آپ ﷺ کے کپڑے کو میری طرف سے کوئی چیز لگ جاتی تو آپ اس کو دھو دیتے اور اس کا کچھ شمار نہ کرتے اور اس میں نماز پڑھتے تھے (7)۔

امام ابوداؤد نے حضرت عمارہ بن غراب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ان کی پھوپھی نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ہم میں سے کوئی عورت حیض سے ہوتی ہے اور اس کے لئے اس کے خاوند کے لئے ایک ہی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 458
2۔ سنن ابوداؤد، باب الحیض، جلد 2، صفحہ 38 (257) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 459
4۔ صحیح مسلم، باب الحیض، جلد 3، صفحہ 184 (2) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 115 (292) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
6۔ سنن ابوداؤد کتاب الطہارۃ، جلد 2، صفحہ 32 (252) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 34 (254)

بستر ہوتا ہے اب وہ کیا کرے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں تمہیں وہ بتاتی ہوں جو عمل رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا، آپ تشریف لائے پھر مسجد میں تشریف لے گئے حتی کہ میری آنکھ لگ گئی۔ آپ ﷺ نے سردی محسوس کی تو فرمایا میرے قریب ہو جا، میں نے کہا میں حائضہ ہوں۔ فرمایا اپنی رانوں کو کھول دے۔ پس میں نے اپنی رانوں کو کھولا آپ ﷺ نے اپنے رخسار اور سینہ میری رانوں پر رکھا۔ میں آپ کے اوپر لیٹ گئی، حتی کہ آپ کا جسم گرم ہوا تو سو گئے (1)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب میں حائضہ ہوتی تو رسول اللہ ﷺ مجھے ازار باندھنے کا حکم دیتے پھر مباشرت کرتے (2)۔

امام مالک نے ربیعہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹی ہوئی تھیں آپ فوراً اٹھ کھڑی ہوئیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا، کیا تجھے حیض آ گیا ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا ہاں۔ فرمایا اپنا ازار مضبوطی سے باندھ دے اور اپنے بستر پر لوٹ آ (3)۔

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا۔ میں اٹھ گئی اور اپنے حیض والے کپڑے پہن لئے آپ ﷺ نے پوچھا کیا تجھے حیض آ گیا ہے؟ میں نے کہاں ہاں۔ آپ نے مجھے بلایا پھر میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی (4)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لحاف میں لیٹی ہوئی تھی، مجھے عورتوں کی طرح حیض لاحق ہو گیا، میں لحاف سے نکل گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تجھے حیض آ گیا ہے؟ میں نے کہا میں نے عورتوں کی طرح حیض دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ چیز ہے جو آدم کی بیٹیوں پر مسلط کی گئی ہے۔ فرماتی ہیں میں اٹھ گئی اپنی اصلاح کی (یعنی حیض والے کپڑے باندھ لئے) پھر واپس آ گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ لحاف میں داخل ہو جا۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں داخل ہو گئی (5)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ام حبیبہ سے پوچھا تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حالت حیض میں کیا کرتی ہو؟ فرماتی ہیں جب ہم میں سے کسی کو حیض شروع ہوتا تو وہ اپنی رانوں کے نصف تک کپڑا باندھ لیتی پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیٹ جاتی (6)۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن سعد الانصاری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا حیض کی حالت میں عورت میرے لئے کتنی حلال ہے؟ فرمایا ازار سے اوپر جو حصہ ہے وہ تیرے لئے حلال ہے (7)۔

1۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ جلد 2، صفحہ 36 (255) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 39 (258)
3۔ موطا امام مالک، جلد 1 صفحہ 58 (94) مطبوعہ بیروت
4۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 115 (294)
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 347، (637) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 348 (638)
7۔ سنن ابوداؤد، باب فی المذی، جلد 1، صفحہ 482 (198) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض

امام ترمذی نے حضرت عبد اللہ بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے حائضہ عورت کو ساتھ کھانا کھلانے کے متعلق پوچھا تو فرمایا اس کو ساتھ کھلایا کر(1)۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا مرد کے لئے عورت حائضہ ہو تو کتنی حلال ہے؟ فرمایا جو ازار سے اوپر ہے اور اس سے بھی بچنا افضل ہے۔

امام مالک اور بیہقی نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا عورت میرے لئے حیض کی حالت میں کتنی حلال ہے؟ فرمایا اس کا ازار مضبوطی سے باندھ دے پھر اس کے اوپر جو چاہے کر(2)۔

امام مالک، شافعی اور بیہقی نے حضرت نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف آدمی بھیجا جو آپ سے پوچھے کہ کیا مرد عورت سے مباشرت کر سکتا ہے جب کہ عورت حیض سے ہو، حضرت عائشہ نے فرمایا اس کے نیچے والے حصے پر اپنا ازار مضبوطی سے باندھ دے پھر اگر مرد چاہے تو اس سے مباشرت کرے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ حائضہ عورت سے مرد کے لئے کتنا حصہ حلال ہے؟ فرمایا جو حصہ ازار سے اوپر ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا حائضہ عورت مرد کے لئے کتنی حلال ہے؟ فرمایا جو ازار سے اوپر ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے عورت سے کتنا حصہ حلال ہے جب کہ وہ حائضہ ہو؟ فرمایا اس کا ازار باندھ دو پھر جو چاہو کرو۔

اما مطبرانی نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ مرد کے لئے عورت کتنی حلال ہے جب کہ وہ حائضہ ہو فرمایا جو ازار سے اوپر ہے اور اس کا جو حصہ ازار کے نیچے ہے حرام ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ تین دن خون کی تیزی کے وقت اجتناب کرتے تھے اور پھر اس کے بعد مباشرت کرتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی عورت جب حائضہ ہو تو مرد کے لئے کتنی حلال ہے؟ فرمایا جماع کے علاوہ تمام حلال ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں کہ مرد اپنی بیوی کے پیٹ اور اس کی رانوں کے درمیان ملاعبت کرے۔

1۔ جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 19، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ پاکستان

2۔ مؤطا امام مالک، جلد 1، صفحہ 57(93) مطبوعہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 58(95)

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 312، مطبوعہ دار الفکر بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 458

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس نے الناسخ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے قریب نہ جاؤ حتی کہ وہ خون سے پاک ہو جائیں (1)۔

امام عبدالرزاق نے (المصنف میں)، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور النحاس نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حَتّٰى يَطْهُرْنَ کا مطلب یہ ہے کہ خون ختم ہو جائے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جس نے حائضہ عورت سے جماع کیا یا عورت کی دبر میں وطی کی یا جو کاہن کے پاس گیا اس نے اس کا انکار کیا جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ پر نازل کیا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کیا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص عورت سے حیض کی حالت میں وطی کر بیٹھے وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرے (4)۔

امام ابوداؤد اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مرد عورت سے خون کی حالت میں حقوق زوجیت ادا کرے تو ایک دینار صدقہ کرے اور جب خون کے ختم ہونے کے وقت ایسا کرے تو نصف دینار صدقہ کرے (5)۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب خون سرخ آرہا ہو اور وطی کرے تو ایک دینار صدقہ کرے اور جب خون زرد ہو تو نصف دینار صدقہ کرے (6)۔

امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دینار کے دو خمس دینے کا حکم فرمایا (7)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے بیوی سے حقوق زوجیت ادا کیے ہیں جب کہ وہ حائضہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک غلام آزاد کرنے کا حکم دیا اور اس وقت ایک غلام کی قیمت ایک دینار تھی۔

فَإِذَا تَطَهَّرْنَ

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس (الناسخ میں) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب پانی کے ساتھ پاک ہو جائیں (8)۔

امام سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق (المصنف میں)، ابن جریر، ابن المنذر، النحاس نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 461 — 2۔ ایضاً — 3۔ جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 19

4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 25(449) — 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 28(250) — 6۔ جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 20

7۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 31(251) — 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 463

کیا ہے فَاِذَا تَطَهَّرْنَ یعنی (جب غسل کرلیں) مرد کے لئے عورت حلال نہیں ہے حتی کہ وہ غسل کرلے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے ایک دوسرے طریق سے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب عورت پاک ہو جائے تو مرد اسے وضو کا حکم دے اور اس سے مجامعت کرے (3)۔

امام ابن المنذر نے ایک دوسرے طریق سے مجاہد اور عطاء رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب عورت طہر دیکھ لے تو کوئی حرج نہیں کہ وہ پانی کے ساتھ پاکیزگی حاصل کرے اور مرد اس کے غسل کرنے سے پہلے اس سے وطی کرے۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک اعرابی آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم چار مہینے صحرائی علاقہ میں ہوں گے اور ہم میں حیض و نفاس والی عورتیں اور جنبی بھی ہوں گے تو ہم کیا کریں۔ فرمایا تم پر مٹی پر تیمم لازم ہے (4)۔

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے حیض کے بعد غسل کرنے کا طریقہ پوچھا۔ آپ ﷺ نے اسے غسل کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا خوشبو کی ٹکیہ لے لے اور اس کے ساتھ طہارت حاصل کر (یعنی خون نکلنے کی جگہ لگا دے)۔ اس نے عرض کی اس کے ساتھ کیسے طہارت حاصل کروں؟ فرمایا اس سے طہارت حاصل کر۔ اس عورت نے کہا اس خوشبو کے ساتھ کیسے طہارت حاصل کروں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے ساتھ طہارت حاصل کر۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور کہا آپ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ جہاں خون کے نشان ہیں وہاں خوشبو لگا (5)۔

فَأْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ مرد اس کے پاس آئے جب وہ پاک ہو حیض سے نہ ہو (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے پاس آؤ جب وہ پاک ہو۔ حیض سے نہ ہو۔

امام دارمی، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت نقل فرمایا ہے کہ جہاں اللہ نے تمہیں ان سے علیحدہ ہونے کا حکم دیا تھا (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل مفہوم روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 463 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ سنن کبری از بیہقی، باب ما روی فی الحیض، جلد 1، صفحہ 216، مطبوعہ دار الفکر بیروت

5۔ صحیح بخاری، جلد 1 صفحہ 119 (308) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 465 7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 464

امام ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تم اپنی عورت کی فرج میں وطی کرو، اس کے علاوہ کسی طرف تجاوز نہ کرو(1)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جہاں اللہ نے تمہیں حیض کی حالت میں جماع سے منع کیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جہاں اس نے طہر میں فرج میں جماع کرنے کا حکم دیا ہے اور حیض میں فرج میں بھی ان سے جماع نہ کرو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن الحنفیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جہاں نکاح کرنے سے پہلے اور حلال ہونے سے پہلے اس نے منع کیا تھا۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یعنی جہاں سے خون نکلتا ہے وہاں جماع کرو۔ اگر وہاں نہیں کرے گا جہاں حکم دیا گیا ہے تو وہ التَّوَّابِيْنَ اور الْمُتَطَهِّرِيْنَ سے نہیں ہوگا(2)۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے توابین کا معنی گناہوں سے توبہ کرنے والے اور متطھرین کا معنی پانی سے پاکیزگی حاصل کرنے والے کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے الاعمش سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد گناہوں سے توبہ کرنے والے شرک سے پاک لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے عورت کی دبر میں وطی کی وہ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (پاک لوگوں) میں سے نہیں ہے۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا، جب وہ وضو سے فارغ ہوا تو اس نے یہ دعا پڑھی اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، ابوالعالیہ نے فرمایا پانی سے پاکیزگی اچھی ہے لیکن المتطھرون سے مراد گناہوں سے پاک لوگ مراد ہیں۔

ترمذی نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر یہ کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، تو اس شخص کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے(3)۔

ابن ابی شیبہ نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے جب وہ وضو سے فارغ ہوتے تھے تو یہ کہتے تھے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ

امام ابن ابی شیبہ نے الضحاک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جب طہارت حاصل کرتے تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 464 — 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 331 (1272) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

3۔ جامع ترمذی، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 9، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ پاکستان

مذکورہ کلمہ شہادت اور دعا پڑھتے تھے۔

امام القشیری نے الرسالہ میں اور ابن النجار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا اس کی شخص کی طرح ہوتا ہے جس کا گناہ ہوتا ہی نہیں ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توبہ کی علامت کیا ہے؟ فرمایا ندامت (شرمندگی)

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہوتا ہے جس کا گناہ ہی نہ ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابو المنذر اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان خطا کرنے والا ہے اور بہتر خطا کرنے والے وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں (2)۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی تھی اولاد آدم خطا کرنے والی ہے اور بہتر خطا کرنے والے توبہ کرنے والے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ان سے پوچھا گیا کیا میں احرام کی حالت میں اپنے اوپر پانی ڈالوں؟ تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۲۳﴾

"تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں سو تم آؤ اپنے کھیت میں جس طرح چاہو اور پہلے پہلے کرلو اپنی بھلائی کے کام اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان لو کہ تم ملنے والے ہو اس سے اور (اے حبیب) خوش خبری دو مومنوں کو"۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابونعیم حلیہ میں اور بیہقی نے سنن میں روایت فرماتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہود کہتے تھے کہ جب مرد عورت کے پیچھے کی طرف سے فرج میں وطی کرے، اور وہ حاملہ ہو جائے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ...... تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جیسے چاہو آؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وطی فرج میں ہو تو آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف ہو (دونوں طرح جائز ہے)(3)

امام سعید بن منصور، دارمی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 388 (7040) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 420 (7127)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 474

مسلمانوں سے کہا جو اپنی بیوی سے پیچھے کی طرف سے فرج میں وطی کرتا ہے اس کا بیٹا بھینگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے جب کہ وطی فرج میں ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے (المصنف میں)، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مرہ الہمدانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی ایک مسلمان سے ملا اور اسے کہا تم عورتوں کی پیٹھ کی طرف سے جماع کرتے ہو گویا اس نے اس کیفیت کو ناپسند کیا۔ صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس مسئلہ کا ذکر کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رخصت دے دی کہ وہ عورتوں سے جیسے چاہیں ان کی فروج میں جماع کریں، چاہیں تو آگے کی طرف سے کریں، چاہیں تو ان کے پیچھے کی طرف سے کریں(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہود مسلمانوں سے مزاح کرتے تھے کہ وہ عورتوں کے ساتھ پیچھے کی طرف سے ہو کر فرج میں جماع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی(3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار اپنی عورتوں سے حقوق زوجیت ادا کرتے جب کہ وہ پہلو کے بل لیٹی ہوئی ہوتی تھی اور قریش چت لٹا کر جماع کرتے تھے۔ ایک قریشی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا تو اس نے اپنے طریقہ سے حقوق زوجیت کا ارادہ کیا تو عورت نے کہا نہیں ایسے کرو جیسے وہ کرتے تھے۔ اس واقعہ کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی گئی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، پہلو کے بل لیٹ کر جیسے چاہو مجامعت کرو جب کہ وہ عمل ایک سوراخ (فرج) میں ہو۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن علی رحمہ اللہ نے اسے بتایا کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ کچھ صحابہ کرام ایک دن بیٹھے ہوئے تھے، ایک یہودی بھی ان کے قریب تھا۔ کسی صحابی نے کہا میں اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہوں جب کہ وہ پہلو کے بل لیٹی ہوئی ہوتی ہے۔ دوسرے نے کہا میں اس سے مجامعت کرتا ہوں جب کہ وہ کھڑی ہوتی ہے۔ تیسرے نے کہا میں اس سے وطی کرتا ہوں جب کہ وہ بیٹھی ہوتی ہے، یہودی نے کہا تمہاری مثال چوپائیوں والی ہے۔ لیکن ہم (یہود) تو ایک ہیئت پر جماع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔(4)

امام وکیع، ابن ابی شیبہ اور دارمی نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ یہود مسلمانوں کے سخت احکام پر اعتراض کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے تھے، وہ کہتے تھے اے اصحاب محمد اللہ کی قسم تمہارے لئے عورتوں کے پاس آنے کا صرف ایک طریقہ حلال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اپنی خواہش کو ہر طریقہ سے پورا کرنے کی رخصت عطا فرمادی(5)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 45-840 (366,68) مطبوعہ دار الصمیعی مکہ مکرمہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 470
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 517 (16671) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 470
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 518، (16673)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہود ایک حسد کرنے والی قوم تھی، انہوں نے کہا اے اصحاب محمد ﷺ اللہ کی قسم تمہارے لئے عورتوں کے پاس آنے کا صرف ایک طریقہ ہی حلال ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی اور یہ آیت نازل فرمادی، پس اللہ تعالیٰ نے اجازت فرمادی کہ مرد اپنی بیوی سے جیسے چاہے لطف اندوز ہو، چاہے تو آگے کی طرف آئے، چاہے تو پیچھے کی طرف آئے لیکن راستہ ایک ہی استعمال کرتے (یعنی فرج میں خواہش پوری کرے)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا تم اپنی عورتوں کے پاس جانوروں کی طرح آتے ہو اونٹ کی طرح انہیں بٹھاتے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فرمایا مرد عورت کے پاس آئے جیسے چاہے جب کہ عمل ہو فرج میں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے عورتوں کے پاس آنے کے متعلق مسلمانوں کو عار دلائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور یہود کو جھٹلایا اور مسلمانوں کو اپنی عورتوں کے پاس آنے کی ہر طرح کی رخصت دے دی۔

امام ابن عساکر نے حضرت محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن عمر و ہمیں بتاتے ہیں کہ عورتوں کے پاس مرد آتے تھے جب کہ وہ الٹی سوئی ہوئی ہوتی تھیں۔ یہود نے کہا جو اس کیفیت میں عورت کے پاس آئے اس کا بچہ بھینگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۪ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی نے الشعب میں حضرت صفیہ بنت شیبہ عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب مہاجرین مدینہ طیبہ آئے تو انہوں نے اپنی عورتوں کے پاس ان کی فرج میں ان کی پچھلی طرف سے آنے کا ارادہ کیا، عورتوں نے اس طریقہ سے انکار کیا۔ عورتیں ام سلمہ کے پاس آئیں اور یہ مسئلہ ان کے سامنے پیش کیا، حضرت ام سلمہ نے نبی کریم ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ عورتیں تمہاری کھیتی ہے تم اپنی کھیتی میں جیسے چاہو آؤ، لیکن راستہ ایک ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، دارمی، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما سے کہا میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں لیکن مجھے وہ بات پوچھنے میں حیا آرہا ہے، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے پوچھ جو تیرے دل میں ہے، انہوں نے کہا میں آپ سے عورتوں کی دبر کی طرف سے فرج میں وطی کرنے کے متعلق پوچھتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا مجھے ام سلمہ نے بتایا کہ انصار اس طرح نہیں کرتے تھے جب کہ مہاجر اس طرح کرتے تھے اور یہود کہتے تھے کہ جو اپنی عورت سے دبر کی طرف سے فرج میں وطی کرے گا اس کا بچہ بھینگا ہو گا۔ مہاجرین جب مدینہ طیبہ آئے تو انہوں نے انصار کی عورتوں سے نکاح کیا، پس انہوں نے دبر کی طرف سے فرج میں وطی کرنی چاہی تو عورت نے اپنے خاوند کی اطاعت سے انکار کر دیا اور اس نے کہا ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے حتی کہ ہم رسول اللہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 341(265)

صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھ لیں۔ وہ عورت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور یہ مسئلہ عرض کیا، انہوں نے کہا بیٹھ جا ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے۔ جب آپ تشریف لائے تو انصاری عورت نے سوال کرنے میں شرم محسوس کی، وہ باہر نکل گئی اور حضرت ام سلمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسئلہ عرض کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو بلاؤ۔ وہ بلائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ کی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا راستہ ایک ہے (1)۔

امام مسند ابی حنیفہ میں حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرا خاوند میرے پیچھے کی طرف سے آگے کی طرف آتا ہے میں پیچھے کے عمل کو ناپسند کرتی ہوں۔ جب یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں جب کہ راستہ ایک ہو۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، نسائی، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، الخرائطی (مساوی الاخلاق) اور بیہقی نے سنن میں اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہلاک ہو گیا۔ فرمایا تجھے کس چیز نے ہلاک کیا ہے؟ عرض کی آج رات میں نے اپنی بیوی سے دبر کی طرف سے فرج میں جماع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ آیت نازل فرمائی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فرمایا آگے کی طرف آؤ، پیچھے کی طرف آؤ، لیکن دبر اور حیض سے اجتناب کرو (2)۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت انصار کے چند لوگوں کے متعلق نازل ہوئی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ مسئلہ دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر حالت (وکیفیت) میں آؤ جب کہ ہو فرج میں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور الخرائطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حمیر قبیلہ کے چند لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ مسائل دریافت کئے۔ ایک شخص نے کہا میں عورتوں سے محبت کرتا ہوں اور میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دبر کی طرف سے آؤں، اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی یہ آیت ان کے سوالوں کے جواب میں نازل کی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ ۫ وَ قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کے پاس آگے کی طرف سے اور پیچھے کی طرف سے جب کہ ہو فرج میں (3)۔

امام ابن راہویہ، دارمی، ابوداؤد، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں مجاہد عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ابن عمر۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ نے خیال کیا کہ یہ انصار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 475 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 476 3۔ ایضاً

کا قبیلہ ہے اور یہ بت پرست ہیں اور ان کے ساتھ یہود کا قبیلہ ہے اور یہ یہود اہل کتاب ہیں اور یہود کو علم میں فضیلت سمجھی جاتی تھی اور لوگ اکثر معاملات میں ان کی پیروی کرتے تھے اور اہل کتاب کا مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس ایک طریقہ سے آتے تھے، یہ عورت کو زیادہ ڈھانپنے والا تھا اور انصار نے اسی طریقہ کو اپنایا اور قریش چت لٹا کر جماع کرتے تھے اور وہ ان سے لطف اندوز ہوتے تھے جب کہ وہ سیدھی یا الٹی یا چت لیٹی ہوتی تھی۔ جب مہاجرین مدینہ طیبہ آئے تو ایک شخص نے انصار کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ وہ اس کے پاس پیچھے کی طرف سے آنے لگا تو اس نے انکار کیا۔ اس نے کہا ہم تو ایک طریقہ سے آتے ہیں، اس طرح کرو ورنہ مجھ سے دور ہو جاؤ۔ یہ معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ سیدھی ہوں یا الٹی ہوں لیکن ہو فرج میں تو جیسے چاہو آؤ۔ یعنی دبر کی طرف سے قبل (فرج) میں ہو۔ طبرانی نے یہ زائد روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا ابن عمر نے فرمایا اس کی دبر میں، پس ابن عمر وہم میں پڑ گئے۔ پس حدیث اسی طرح نقل کی ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور دارمی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ حالت حیض میں عورتوں سے اجتناب کرتے تھے اور وہ ان کے ساتھ دبر میں وطی کرتے تھے۔ پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۖ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ یعنی فرج میں اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اس سے تجاوز نہ کرو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اور مجاہد، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک شخص آیا اور کہا کیا تم آیت حیض کے متعلق میری تشفی نہیں فرماؤ گے؟ ابن عباس نے فرمایا کیوں نہیں۔ اس نے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ۖ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ تلاوت کی تو ابن عباس نے فرمایا اللہ نے تمہیں اس جگہ وطی کرنے کا حکم دیا ہے جہاں سے خون آتا ہے پھر تمہیں ان کے پاس آنے کا حکم ہے۔ اس شخص نے کہا اللہ نے فرمایا نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۠ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ۔ یعنی تم اپنی کھیتی میں آؤ جیسے چاہو (پس دبر میں وطی بھی جائز ہے)۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا افسوس! دبر میں وطی بھی حرث میں شامل ہے؟ اگر مسئلہ اس طرح ہوتا جیسے تو کہہ رہا ہے تو پھر حیض کا حکم منسوخ ہوتا۔ جب فرج میں حیض آتا تو دبر میں وطی کر لیتا لیکن اَنّٰى شِئْتُمْ کا مطلب یہ ہے کہ دن اور رات جس وقت چاہو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ یعنی پیٹ کی طرف سے پیٹھ کی طرف جیسے چاہو لیکن دبر اور حیض میں نہ ہو (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابو صالح سے روایت کیا ہے فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ یعنی اگر تو چاہے تو اس کے پاس آ جب کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 474 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 472 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 517 (16668)

چت لیٹی ہو[اگر چاہے تو اس کے پاس آ جب کہ وہ الٹی ہو[اگر تو چاہے تو وہ گھٹنوں اور ہاتھوں پر ٹیک لگائے ہوئے ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تو اس کے پاس آئے اس کے سامنے سے، اس کے پیچھے سے جب کہ وطی دبر میں نہ ہو(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تم اپنے عورتوں کے فروج میں ہر طرح سے آؤ(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ میں اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا تھا فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ، میں سمجھا تھا کہ یہ میرے لئے حلال ہے۔ آپ نے فرمایا اے بیوقوف، اَنّٰى شِئْتُمْ کا مطلب یہ ہے کہ جیسے تم چاہو وہ بیٹھی ہو، کھڑی ہو۔ چت لیٹی ہو، الٹی لیٹی ہو لیکن ہو فرج میں۔ اس سے تجاوز نہ کر۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حرث سے مراد جائے ولادت ہے(4)۔

سعید بن منصور اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اپنی کھیتی میں آ جہاں سے کچھ اگتا ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے تم جیسے چاہو اپنی بیوی کے پاس آؤ جب کہ وطی دبر میں نہ ہو اور عورت حالت حیض میں نہ ہو(6)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حرث سے مراد فرج ہے۔ وہ فرماتے تھے تم جیسے چاہو وہ چت لیٹی ہو، الٹی لیٹی ہو جیسے تم چاہو لیکن فرج سے کسی دوسری طرف تجاوز نہ ہو مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ کا یہی مطلب ہے(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ عورت کی دبر میں وطی کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے الحرث سے مراد قبل (فرج) ہے جس سے نسل اور حیض آتا ہے۔ فرماتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ الخ یعنی تم جس طریقہ سے چاہو آؤ(8)۔

امام دارمی اور الخرائطی نے مساوی الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مرد اپنی بیوی کے پاس آئے وہ کھڑی ہو یا بیٹھی ہو، آگے سے، پیچھے سے جیسے چاہے لیکن عمل ہو آنے کی جگہ میں۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا تو اس کے پاس آ جہاں سے حیض آتا ہے اور بچہ پیدا ہوتا ہے(9)۔ بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تو اس کے پاس فرج میں آئے جب وہ چت لیٹی ہو یا الٹی لیٹی ہو(10)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 517 (16665)　2۔ ایضاً، (16672)　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 518 (16677)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 469
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب اتیان النساء فی ادبارہن، جلد 7، صفحہ 196، مطبوعہ دار الفکر بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 469　7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 470　8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 471
9۔ سنن کبریٰ، از بیہقی، جلد 7، صفحہ 196، مطبوعہ دار الفکر بیروت　10۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ اور خرائطی نے مساوی الاخلاق میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ اس کے پاس آئے خواہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو جس حال میں آئے جب کہ دبر میں نہ ہو(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، دارمی اور بیہقی نے حضرت ابو القعقاع الحرمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہا میں جیسے چاہوں اپنی بیوی کے پاس آؤں۔ ابن عباس نے فرمایا ہاں۔ پوچھا جہاں چاہوں، ابن مسعود نے فرمایا ہاں، اس نے پوچھا جب چاہوں؟ ابن مسعود نے فرمایا ہاں۔ اس شخص نے ابن مسعود کو سمجھایا کہ وہ اس کی مقعد (دبر) میں آنا چاہتا ہے، ابن مسعود نے فرمایا نہیں عورتوں کی دبر تم پر حرام ہے(2)۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد اور نسائی نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم اپنی عورتوں کے کس حصہ میں آئیں اور کیا چھوڑ دیں؟ فرمایا وہ تیری کھیتی ہے جیسے چاہے آ، لیکن اس کے چہرے پر نہ مار اور اسے برا بھلا نہ کہہ اور نہ اسے چھوڑ مگر گھر میں اسے کھلا جب تو کھائے، اسے پہنا جب تو پہنے اور یہ کیسے نہ ہو تم ایک دوسرے سے علیحدگی میں مل چکے ہو، مگر جو اس پر حلال ہو۔

امام شافعی نے (الام میں)، ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت خزیمہ بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ عورتوں کی دبر میں وطی کا کیا حکم ہے؟ فرمایا حلال ہے یا فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ جب وہ واپس مڑا تو فرمایا تو نے کیسے سوال کیا تھا کہ دبر کی طرف سے قبل میں ہو تو جائز ہے لیکن دبر کی طرف سے دبر میں وطی جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ حق کے بیان سے نہیں شرماتا تم اپنی عورتوں کی دبر میں وطی نہ کرو(3)۔

امام الحسن بن عرفہ نے اپنے جزء میں اور ابن عدی اور دارقطنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حیا کرو، اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے نہیں شرماتا، عورتوں کی دبر میں وطی حلال نہیں ہے(4)۔

ابن عدی نے جابر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورتوں کی دبر (میں وطی کرنے سے) بچو۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے)، نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو کسی مرد سے بدفعلی کرتا ہے یا عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے(5)۔

امام ابوداؤد، الطیالسی، احمد اور بیہقی نے اپنی سنن میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی

3۔ سنن ابن ماجہ، باب النھی عن الاتیان النساء فی ادبارھن، جلد 2، صفحہ 456 (1924)

4۔ سنن الدارقطنی، باب النکاح، جلد 3، صفحہ 288 (108) مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ

5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 90 (1165) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کریم ﷺ نے فرمایا جو عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے یہ چھوٹی لواطت ہے(1)۔

امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ سے حیاء کرو جیسے حیاء کرنے کا حق ہے، اپنی عورتوں کی دبر میں وطی نہ کرو۔

امام احمد، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ملعون ہے جو اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرتا ہے۔

امام ابن عدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مرد یا عورت کی دبر میں لواطت کی اس نے کفر کیا۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مردوں اور عورتوں کی دبر میں وطی کرنا کفر ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہیں یہ موقوف اصح ہے(2)۔ وکیع اور البزار نے عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتا، تم اپنی عورتوں کی دبر میں وطی نہ کرو۔

امام نسائی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ سے حیاء کرو، اللہ تعالیٰ حق کے بیان سے نہیں شرماتا، تم عورتوں کی دبر میں وطی نہ کرو (ابن کثیر کہتے ہیں موقوف اصح ہے)

امام ابن عدی نے الکامل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی دبر میں وطی نہ کرو۔

امام ابن وہب اور ابن عدی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورتوں کی دبر میں وطی کرتا ہے وہ ملعون ہے۔

امام احمد نے حضرت طلق بن یزید یا یزید بن طلق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حق کے بیان سے حیاء نہیں فرماتا تم اپنی عورتوں کی دبر میں وطی نہ کرو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی دبر میں وطی کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ حق کے بیان سے حیا نہیں فرماتا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اپنی عورتوں کی دبر میں وطی نہ کرو، اللہ تعالیٰ حق کے بیان کرنے سے نہیں شرماتا(3)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب اتیان فی ادبار ہن، جلد 7، صفحہ 198، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 355 (5375) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنی عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر عنایت نہیں فرمائے گا (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، نسائی اور بیہقی نے الشعب میں طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن عباس سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جو بیوی کی دبر میں وطی کرتا ہے تو ابن عباس نے فرمایا یہ شخص مجھ سے کفر کے متعلق پوچھتا ہے۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی نے الشعب میں عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے ایسا کرنے والے شخص کو سزا دی تھی۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے عورتوں کی دبر میں وطی کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ایسا نہیں کرتا مگر کافر (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے متعلق روایت کیا گیا جو اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا یہ چھوٹی لواطت ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرات سعید بن المسیب اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہما اللہ سے اس کے متعلق پوچھا تو ان دونوں نے اس کو ناپسند کیا اور منع فرمایا۔ عبد اللہ بن احمد اور بیہقی نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا مجھے عقبہ بن وشاح نے بتایا کہ ابو درداء نے فرمایا ایسا نہیں کرتا مگر کافر (4)۔ فرماتے ہیں مجھے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ چھوٹی لواطت ہے۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے) فرماتے ہیں کچھ چیزیں قرب قیامت کے وقت اس امت میں پائی جائیں گی۔ ان میں ایک یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی یا اپنی لونڈی کی دبر میں لواطت کرے گا۔ یہ ان چیزوں میں ہے جن کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور اس پر اللہ اور اس کا رسول سخت ناراض ہوتے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ عورت عورت سے وطی کرے گی اور یہ بھی اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے، ان لوگوں کی نماز ہی نہیں جب تک یہ اس عمل پر قائم رہیں حتی کہ اللہ کی بارگاہ میں خالص توبہ کر لیں، حضرت زر فرماتے ہیں میں نے ابی بن کعب سے پوچھا توبہ نصوح کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا توبہ نصوح یہ ہے کہ جب تجھ سے کوئی غلطی ہو جائے تو گناہ پر شرمندہ ہو اور اپنی ندامت کے ساتھ اپنی برائی کو چھوڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔ پھر کبھی اس گناہ کی طرف نہ لوٹے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو عورت کی دبر میں وطی کرتا ہے وہ ایسا ہی ہے

1۔ سنن ابن ماجہ، باب النہی عن اتیان النساء فی ادبارہن، جلد 2، صفحہ 456 (1923)

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب اتیان النساء فی ادبارہن، جلد 7، صفحہ 199

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 198

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 97-198

5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 375، (5457)

جیسے مرد سے بدفعلی کرتا ہے پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَ لَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ۚ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ یعنی جہاں سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حیض کی حالت میں جدا ہونے کا حکم دیا تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ الخ اور فرمایا اگر تو چاہے تو وہ کھڑی ہو، بیٹھی ہو سیدھی لیٹی ہو یا الٹی لیٹی ہو لیکن ہو فرج میں۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طاؤس سے عورتوں کی دبر میں وطی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ کفر ہے، یہ عمل قوم لوط سے شروع ہوا، وہ اپنی عورتوں کی دبر میں وطی کرتے تھے اور مرد مرد سے لواطت کرتا تھا۔

امام ابوبکر الاثرم نے سنن میں، اور ابو بشر دولابی نے الکنی میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورتوں کی دبر تم پر حرام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، دارمی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عورتوں کی دبر تم پر حرام ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ موقوف حدیث اصح ہے۔ حفاظ حدیث فرماتے ہیں اس مسئلہ کے متعلق تمام مرفوع احادیث جن کی تعداد تقریباً بیس ہے سب کی سب ضعیف ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے اور ان میں سے موقوف صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں منکر ہے کسی طریق سے بھی صحیح نہیں ہے جیسا کہ بخاری، البزار، نسائی اور دوسرے علماء نے تصریح کی ہے۔

امام نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوالنضر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نافع مولی بن عمر سے کہا کہ تمہارے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ تم اکثر کہتے ہو کہ ابن عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے عورتوں کی دبر میں وطی کرنے کا فتویٰ دیا تھا؟ انہوں نے فرمایا لوگوں نے مجھ پر جھوٹ گھڑا ہے۔ میں ابھی آپ کو اصل حقیقت سے آگاہ کرتا ہوں۔ ابن عمر قرآن پڑھ رہے تھے اور میں آپ کے پاس تھا۔ جب آپ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ کی آیت پر پہنچے تو فرمایا اے نافع تم اس آیت کے نزول کے متعلق جانتے ہو میں نے کہا نہیں فرمایا ہم قریشی لوگ عورتوں کی دبر کی طرف سے قبل میں وطی کرتے تھے۔ ہم جب مدینہ طیبہ پہنچے تو ہم نے انصار کی عورتوں سے نکاح کئے ہم نے اپنے طریقہ پر ان سے وطی کرنی چاہی تو انہوں نے اس طریقہ کو ناپسند کیا اور اس کا انکار کیا اور انصار کی عورتیں یہود کے طریقہ پر تھیں پہلو کے بل ان سے وطی کی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ الخ۔

امام دارمی نے حضرت سعید بن یسار ابوالحباب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا آپ لونڈیوں کی دبر میں وطی کے بارے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کیا کوئی مسلمان بھی ایسا کرتا ہے۔

امام بیہقی نے سنن میں عکرمہ بن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ وہ دبر میں وطی کو انتہائی عیب شمار کرتے تھے (1)۔

الواحدی نے الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ مہاجرین کے متعلق نازل ہوئی، جب وہ مدینہ طیبہ آئے تو انہوں نے انصار اور یہود کے درمیان عورتوں کے آگے اور پیچھے کی طرف سے وطی کرنے کا ذکر

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب اتیان الرجال فی الا دبار نہن، جلد 7، صفحہ 199

کیا جب کہ وطی فرج میں ہو۔ یہود نے پیچھے کی طرف سے آنے کو معیوب کہا، انہوں نے کہا یہ صرف آگے کی طرف سے ہی جائز ہے۔ یہود نے کہا ہم اپنی کتاب میں پڑھتے ہیں کہ جو عورتوں کے ساتھ ایسی حالت میں وطی کرتے ہیں جب کہ وہ چت لیٹی ہوئی نہیں ہوتی ہیں تو وہ اللہ کے نزدیک گندے ہیں۔ اسی طریقہ کی وجہ سے بھینگا پن اور اعضاء کی خرابی ہے۔ مسلمانوں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور عرض کی ہم زمانۂ جاہلیت میں اور زمانۂ اسلام میں جیسے چاہتے تھے عورتوں کے پاس آتے تھے اب یہود نے ہم پر اعتراض کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہود کو جھٹلایا اور یہ آیت نازل فرمائی **نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ** الآیہ۔ فرمایا فرج ہی بچے کی کھیتی ہے۔ پس تم اپنی کھیتی میں آؤ جیسے چاہو آگے سے، پیچھے سے (لیکن) ہو فرج میں۔

مذکورہ آیت کریمہ کے متعلق دوسرا قول

امام اسحٰق بن راہویہ (نے اپنی سند اور تفسیر میں) بخاری اور ابن جریر نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ایک دن **نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ** کی آیت پڑھی تو ابن عمر نے فرمایا کیا تم اس آیت کا شان نزول جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ آیت کریمہ عورتوں کی دبر میں وطی کرنے کے متعلق نازل ہوئی (1)۔

امام بخاری ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ** فرمایا دبر میں آؤ (2)

امام الخطیب نے رواۃ مالک میں نضر بن عبد اللہ الازدی کے طریق سے حضرت عن مالک عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے آیت کریمہ **نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ** کے متعلق روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا مرد اگر چاہے تو قبل (فرج) میں وطی کرے، اگر چاہے تو دبر میں کرے۔

امام الحسن بن سفیان نے اپنی مسند میں، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور ابو نعیم نے مستخرج میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ عورتوں کی دبر میں وطی کرنے کی رخصت کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر، طبرانی (الاوسط میں)، ابن مردویہ اور ابن النجار نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اپنی عورت کی دبر میں وطی کی تو لوگوں نے اس کو عجیب سمجھا اور انہوں نے کہا اس کے لنگوٹ کردو، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی **نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ**۔ (3)

امام الخطیب نے راوۃ مالک میں احمد بن حکم العبدی کے طریق سے حضرت مالک عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے نقل کیا ہے ابن عمر فرماتے ہیں ایک انصاری عورت اپنے خاوند کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائی تو یہ آیت نازل ہوئی **نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ** (الآیہ)۔

امام نسائی اور ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم عن ابن عمر کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک آدمی نے اپنی بیوی کی دبر میں وطی کی پھر اس کو بڑا دکھ ہوا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی **نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ**۔ (4)

امام دارقطنی نے غرائب مالک میں ابو بشر الدولابی کے طریق سے بیان کرتے ہیں سند بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 472 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 473 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 473 4۔ ایضاً

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ابن عمر نے فرمایا اے نافع میرے سامنے قرآن پکڑو۔ انہوں نے قرآن پڑھا جب نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ کی آیت پر پہنچے تو مجھے فرمایا اے نافع تم جانتے ہو کہ یہ آیت کیوں نازل ہوئی۔ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ ایک انصاری کے متعلق نازل ہوئی جس نے اپنی بیوی کی دبر میں وطی کی تھی، لوگوں نے اس کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔ میں نے ابن عمر سے پوچھا کیا دبر کی طرف سے قبل میں اس نے وطی کی تھی؟ ابن عمر نے فرمایا نہیں دبر میں وطی کی تھی۔ الرفا نے فوائد تحریج الدارقطنی میں نبانا ابواحمد بن عدوس نبأ ناعلی بن جعد نبأ نا ابن ابی ذئب عن نافع عن ابن عمر کے سلسلے سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عمر نے فرمایا ایک شخص نے اپنی بیوی کی دبر میں وطی کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فرماتے ہیں میں نے ابن ابی ذئب سے کہا آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے فرمایا اس کے بعد اس کے متعلق میں کیا کہوں۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور حضرت احمد بن اسامہ التجیبی رحمہ اللہ نے اپنے فوائد میں نافع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۂ بقرہ پڑھی پھر جب اس آیت نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ سے گزرے تو فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیوں نازل ہوئی؟ فرمایا نہیں فرمایا یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی عورتوں کی دبروں میں وطی کرتے تھے۔

امام دارقطنی اور دعلج دونوں نے غرائب مالک میں ابومصعب اور اسحق بن محمد القروی کے طریق سے حضرت نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھ پر قرآن پکڑو پھر انہوں نے اس کی تلاوت شروع کی حتی کہ وہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ کی آیت پر پہنچے تو فرمایا اے نافع کیا تم جانتے ہو یہ آیت کیوں نازل ہوئی؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ آیت ایک انصاری کے متعلق نازل ہوئی جس نے بیوی کی دبر میں وطی کی تھی پھر اسے دل میں پریشانی لاحق ہوئی، اس نے نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ دارقطنی کہتے ہیں یہ حدیث حضرت امام مالک سے ثابت ہے، ابن عبدالبر کہتے ہیں اس معنی کی ابن عمر سے روایت صحیح معروف اور مشہور ہے۔

امام ابن راہویہ، ابویعلی، ابن جریر، الطحاوی (مشکل الاثار) اور ابن مردویہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کی دبر میں وطی کی تو لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ۔(1)

امام نسائی، طحاوی، ابن جریر اور دارقطنی نے حضرت عبدالرحمٰن بن القاسم عن مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا اے ابوعبداللہ لوگ سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ العبد یا العلج نے میرے باپ کے متعلق جھوٹ بولا، مالک نے کہا میں یزید بن ہارون پر گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھے سالم بن عبد اللہ عن ابن عمر کے سلسلے سے بالکل اسی طرح روایت کیا ہے جس طرح نافع نے کیا ہے، مالک سے کہا گیا کہ حادث بن یعقوب ابوالحباب سعید بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابن عمر سے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن ہم لونڈیاں خریدتے ہیں، کیا ہم ان کے لئے تحمیض کرلیا کریں، ابن عمر نے پوچھا التحمیض کیا ہے، انہوں نے دبر (میں وطی کا) ذکر کیا، ابن عمر نے کہا اف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 473

اف کیا مومن یا فرمایا مسلم ایسا کرتا ہے؟ مالک نے فرمایا میں ربیعہ پر گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے مجھے ابوالحباب عن ابن عمر کے سلسلہ سے بالکل اسی طرح بتایا جس طرح ابن عمر نے کہا ہے۔ دارقطنی کہتے ہیں یہ حدیث امام مالک سے محفوظ اور صحیح ہے۔

امام نسائی نے یزید بن رومان کے طریق سے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے کہ مرد اپنی بیوی کی دبر میں وطی کرے۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں محمد بن کعب القرظی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا تو اس نے کہا تم عورت کی دبر میں وطی کے بارے کیا کہتے ہو؟ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قریش کے شیخ یعنی حضرت عبد اللہ بن علی بن السائب رضی اللہ عنہ سے پوچھ، انہوں نے فرمایا یہ غلیظ اور گندا فعل ہے اگرچہ حلال ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت دراوردی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زید بن اسلم سے کہا گیا کہ محمد بن المنکدر عورتوں کی دبر میں وطی کرنے سے منع کرتے تھے، زید نے کہا میں محمد پر گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے خود مجھے بتایا کہ وہ ایسا کرتے تھے(2)۔

امام ابن جریر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے عورت کی دبر میں وطی کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بتایا کہ گزشتہ رات میں نے اپنی لونڈی سے دبر میں وطی کا ارادہ کیا تو اس نے انکار کیا، میں نے تیل سے مدد حاصل کی(3)۔

امام الخطیب نے رواۃ مالک میں ابوسلیمان الجرجانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے مالک بن انس سے بیویوں کی دبر میں وطی کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابھی میں نے اس فعل سے غسل کیا ہے۔ ابن جریر نے کتاب النکاح میں ابن وہب کے طریق سے مالک سے روایت کیا ہے کہ یہ عمل مباح ہے۔

امام طحاوی نے حضرت اصبغ بن الفرج عن عبد اللہ بن القاسم رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے دین میں کسی مقتدیٰ شخص کو نہیں پایا جو عورت کی دبر میں وطی کے حلال ہونے میں شک کرتا ہو پھر انہوں نے بطور دلیل یہ آیت پڑھی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ پھر فرمایا اس سے واضح حکم اور کیا ہو سکتا ہے۔

امام طحاوی، حاکم (مناقب الشافعی) اور خطیب نے حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے انہوں نے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ سے اس کی تحلیل و تحریم کے متعلق کوئی حدیث صحیح مروی نہیں ہے اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حلال ہے۔

امام حاکم نے ابن عبد الحکم سے روایت کیا ہے کہ امام شافعی نے محمد بن الحسن سے اس مسئلہ پر مناظرہ کیا تو محمد بن الحسن نے یہ دلیل پیش کی کہ حرث، فرج میں ہوتی ہے، امام شافعی نے کہا پھر تو فرج کے علاوہ پورا جسم حرام ہو گا پھر الزامی جواب دیتے ہوئے کہا کیا اگر کوئی پنڈلیوں کے درمیان یا پیٹ کی سلوٹوں میں وطی کرے تو کیا اس میں حرث ہے؟ امام محمد نے کہا نہیں۔ امام

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب اتیان الرجال فی ادبارہن، جلد 7، صفحہ 197 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 472

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 473

شافعی نے فرمایا کیا یہ عمل حرام ہوگا، امام محمد نے کہا نہیں، امام شافعی نے کہا پھر جو آپ نہیں کہتے اس کے ساتھ حجت کیسے پیش کرتے ہیں۔ الحاکم نے کہا شاید یہ امام شافعی کا پہلا قول ہو، امام شافعی کے دوسرے قول میں دبر میں وطی صراحۃً حرام ہے۔

اس آیت کے متعلق تیسرا قول

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، ابن منیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، الضیاء (فی المختارہ) نے حضرت زائدہ بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عزل (جب مرد کی منی ٹپکنے لگے تو اسے فرج سے باہر گرادے اسے عزل کہتے ہیں) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا تم نے کثرت سے یہ سوال کیا ہے، اگر اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد ہے تو پھر وہی حکم ہے اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق ارشاد نہیں ہے تو میں کہتا ہوں اللہ کا ارشاد ہے نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (الایہ) اگر تم چاہو تو عزل کرو، اگر چاہو تو نہ کرو(1)۔

امام وکیع اور ابن ابی شیبہ نے ابو ذراع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر سے فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اگر چاہے تو عزل کرے، اگر چاہے تو عزل نہ کرے(2)۔ ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے انہوں نے اس آیت کے تحت فرمایا اگر تو چاہے تو عزل کر، اگر تو چاہے تو عزل نہ کر(3)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم عزل کرتے تھے اور اس زمانہ میں قرآن نازل ہو رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر پہنچی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منع نہ فرمایا(4)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، بیہقی نے جابر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میری ایک لونڈی ہے، میں اس سے وطی کرتا ہوں میں ناپسند کرتا ہوں کہ وہ حاملہ ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو عزل کرلے لیکن جو اس کی تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور جنم دے گی۔ وہ شخص چلا گیا، تھوڑے عرصہ بعد واپس آیا تو بتایا کہ لونڈی حاملہ ہوگئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھے پہلے بتایا تھا کہ جو تقدیر میں ہے وہ ضرور جنم دے گی(5)۔

امام مالک، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کیا تم عزل کرتے ہو، تم پر ایسا نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں یہ تو تقدیر ہے قیامت کے دن تک جس روح نے پیدا ہونا ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی(6)۔

امام مسلم اور بیہقی نے ابو سعید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا، ہر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 474
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 518 (16676) مطبوعہ مکتبۃ الایمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 474
4۔ صحیح مسلم، باب حکم العزل، جلد 10 صفحہ 13-12 (138) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، (134)
6۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 1998 (4912) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
7۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، جلد 9، صفحہ 11 (133)

پانی سے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شے کے پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کوئی چیز اس کو روک نہیں سکتی (7)۔

امام عبدالرزاق، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ہم عزل کرتے تھے جب کہ یہود کہتے ہیں کہ یہ موءودۃ صغری ہے (چھوٹا زندہ درگور کرنا ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود نے جھوٹ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اس کو پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو کچھ مانع نہیں (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میری لونڈی ہے میں اس سے عزل کرتا ہوں اور میں اس کا حاملہ ہونا ناپسند کرتا ہوں اور میں اس سے وہی ارادہ کرتا ہوں جو مرد کرتے ہیں اور یہود کہتے ہیں کہ عزل موءودۃ صغریٰ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود نے جھوٹ بکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر اسے پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا تو تو کبھی اس کو نہ روک سکتا (2)۔ البزار اور بیہقی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا گیا کہ یہود کہتے ہیں یہ موءودۃ صغریٰ ہے فرمایا یہود نے جھوٹ بکا ہے (3)۔

امام مالک، عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے عزل کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا تیری کھیتی ہے، اگر تو چاہے تو اسے سیراب کر چاہے تو پیاسا رکھ (4)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے عزل کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ابن آدم کے لئے ممکن نہیں کہ وہ اس نفس کو قتل کردے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے، وہ تیری کھیتی ہے، اگر تو چاہے تو اسے پیاسا رکھ، اگر چاہے تو اسے سیراب کر (5)۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد عورت سے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنے سے منع فرمایا (6)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرمایا لونڈی سے عزل کیا جائے گا اور آزاد عورت سے مشورہ لیا جائے گا (7)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عزل کے بارے آزاد عورت سے مشورہ کیا جائے گا اور لونڈی سے مشورہ نہیں کیا جائے گا (8)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس عادتوں کو ناپسند فرماتے

1۔ جامع ترمذی، کتاب النکاح، جلد 1، صفحہ 135، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 230، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، باب العزل، جلد 7، صفحہ 230
4۔ مؤطا امام مالک کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 595 (99) مطبوعہ بیروت
5۔ مصنف عبدالرزاق، باب العزل، جلد 7، صفحہ 146 (12572) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
6۔ سنن ابن ماجہ باب العزل، جلد 2، صفحہ 458 (1928) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب قال یعزل عن الحرۃ باذنھا، جلد 7، صفحہ 231
8۔ مصنف عبدالرزاق، باب الحرۃ فی العزل جلد 7، صفحہ 143 (12561)

تھے، سونے کی انگوٹھی پہننا، تہبند کا گھسیٹنا، ایسی خوشبو استعمال کرنا جس کا رنگ ہو، بڑھاپے کو بدلنا، معوذات کے علاوہ دم کرنا، تعویز لٹکانا، چوسر کے پانسے پھینکنا، غیر محل میں زینت کا اظہار، آزاد عورت سے عزل کرنا اور بچے کو بگاڑنا، یہ دس حرام ہیں (1)

اس آیت کے متعلق چوتھا قول

امام عبد بن حمید نے ابن الحنفیہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں اَنّٰى شِئْتُمْ سے مراد اِذَا شِئْتُمْ ہے یعنی جب چاہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ کے تحت فرمایا کہ اس سے مراد بچہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ جماع کے وقت بسم اللہ پڑھنا ہے (2)۔

امام عبد الرزاق (المصنف میں) ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، اگر ان کے لئے بچہ مقدر کیا گیا تو اسے کبھی شیطان نقصان نہیں پہنچائے گا (3)۔

امام عبد الرزاق اور العقیلی (الضعفاء میں) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں میرے خلیل ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم سامان نہ بنائیں مگر مسافر جیسا سامان بنائیں۔ ہم قیدی نہ بنائیں مگر جن سے خود نکاح کریں یا آگے ان کا کسی سے نکاح کریں اور ہمیں حکم دیا کہ جب ہم میں سے کوئی اپنے اہل پر داخل ہو تو نماز پڑھے اور اپنی اہلیہ کو حکم دے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھیں۔ وہ دعا کرے اور اہلیہ کو حکم دے کہ وہ آمین کہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص عبد اللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے ایک نوجوان لڑکی سے نکاح کیا ہے اور مجھے خدشہ ہے کہ وہ مجھ سے لڑے گی، عبد اللہ نے فرمایا الفت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جھگڑنا شیطان کی طرف سے ہے۔ وہ ناپسند کر رہا ہے جو اللہ نے اس کے لئے حلال کیا ہے۔ جب وہ تیرے پاس آئے تو اسے اپنے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دے پھر یہ دعا کر اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ اَهْلِيْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيَّ وَارْزُقْنِيْ مِنْهُمْ وَارْزُقْهُمْ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ وَفَرِّقْ بَيْنَنَا اِذَا فَرَّقْتَ اِلٰى خَيْرٍ۔ (4)

امام عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ نے ابو سعید مولی بنی اسد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دعوت دی۔ ان میں حضرات ابوذر اور ابن مسعود بھی تھے۔ انہوں نے مجھے سکھایا کہ جب تیری اہلیہ تیرے پاس آئے تو تو دو رکعت نماز پڑھ اور اسے حکم دے کہ وہ تیرے پیچھے نماز پڑھے پھر اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اللہ تعالیٰ سے اس کے خیر کا سوال کر اور اس کے شر سے پناہ مانگ پھر اپنے حقوق پورے کر (5)۔

1۔ سنن بیہقی، باب من کرہ العزل، جلد 7، صفحہ 232
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 478
3۔ جامع ترمذی، کتاب النکاح، جلد 1، صفحہ 129، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ
4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 191 (10460)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 192 (10462)

امام عبدالرزاق نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کے پاس آئے تو یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْمَا رَزَقْتَنَا وَلَا تَجْعَلِ الشَّيْطَانَ نَصِيْبًا فِيْمَا رَزَقْتَنَا۔ فرمایا امید کی جاتی ہے کہ اگر عورت حاملہ ہوئی تو نیک بچہ ہوگا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور الخرائطی نے مکارم اخلاق میں علقمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود جب اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرتے پھر جب فارغ ہوتے تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ فِيْمَا رَزَقْتَنَا نَصِيْبًا۔

امام الخرائطی نے عطاء سے قَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جماع کے وقت بسم اللہ پڑھنا ہے۔

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾

"اور نہ بناؤ اللہ (کے نام) کو رکاوٹ اس کی قسم کھا کر کہ نیکی نہ کرو گے اور پرہیزگاری نہ کرو گے اور صلح نہ کراؤ گے لوگوں میں اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تو مجھے اپنی قسم کی وجہ سے نیکی نہ کرنے کے لئے آڑ نہ بنا لیکن تو قسم کا کفارہ ادا کر اور نیکی کا کام کر (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے قریبی رشتہ دار سے بات نہ کرنے یا صدقہ نہ کرنے کی قسم اٹھائے یا دو شخصوں کے درمیان رنجش ہو اور وہ قسم اٹھائے کہ میں ان کے درمیان صلح نہیں کراؤں گا اور کہے کہ میں نے قسم اٹھائی ہوئی ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں ایسا شخص اپنی قسم توڑ کر کفارہ دے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نیکی یا تقویٰ میں سے کسی کام کے نہ کرنے پر قسم اٹھاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے (4)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک آدمی قسم اٹھاتا تھا کہ وہ صلہ رحمی نہیں کرے گا، لوگوں کے درمیان صلح نہیں کرائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت عائشہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے نذر مانی ہے کہ اگر میں فلاں سے بات کروں تو میرا ہر غلام آزاد ہے اور میرا تمام مال بیت اللہ کے لئے پردہ ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا نہ اپنے غلاموں کو آزاد کر اور نہ اپنے مال کو بیت اللہ کے لئے پردہ بنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا تَجْعَلُوا

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 194 (10467)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 480
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 479
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 480

اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ پس تو اپنی قسم کا کفارہ دے۔

امام ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں اللہ کی قسم نہ اٹھاؤ اگرچہ تم نذر مانو (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص قسم اٹھاتا تھا ایک ایسے کام کی جو درست نہ ہوتا تھا پھر اپنی قسم کے ساتھ اس کی علت بیان کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا غیر مناسب کام کرنے کے بجائے نیکی کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا یہ بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کا ارادہ کرتا پھر ان میں سے ایک اس پر ناراض ہوتا یا اس پر کوئی شک کرتا تو وہ قسم اٹھا دیتا کہ وہ ان کے درمیان صلح نہیں کرائے گا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ سیدنا ابوبکر صدیق کے بارے میں نازل ہوئی جو انہوں نے مسطح کے بارے میں قسم اٹھائی تھی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ کے تحت نقل فرمایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کو سننے والا ہے جس پر انہوں نے قسم اٹھائی ہے (علیم) اور وہ اس کو جاننے والا ہے۔ یہ حکم قسم کا کفارہ کے نزول سے پہلے کا ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا اپنا اہل کے بارے قسم پر اصرار کرنا اس کی بنسبت قسم کا کفارہ دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ بہتر اور اتم ہے (3)۔

امام احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس چیز میں قسم اور نذر نہیں ہے جس کا انسان مالک نہیں ہے اور نہ اللہ کی نافرمانی میں اور نہ قطع رحمی میں قسم اور نذر ہے۔ جس نے کوئی قسم اٹھائی پھر وہ اس کے علاوہ بہتر کام دیکھے تو اسے قسم والا کام چھوڑ دینا چاہیے اور وہ کام کرنا چاہیے جو بہتر ہو، اس کا چھوڑنا اس کا گناہ ہے (4)۔

امام ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قطع رحمی یا معصیت پر قسم اٹھائی تو اس کا قسم میں سچا ہونا یہ ہے کہ وہ قسم توڑ دے اور اپنی قسم سے رجوع کر لے (5)۔

امام مالک، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی کام پر قسم اٹھائے پھر اس کے علاوہ ہر کام میں بہتری دیکھے تو اسے اپنی قسم کا کفارہ دینا چاہیے اور وہ کام کرنا چاہیے جو بہتر ہو (6)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 481　　2۔ ایضاً　　3۔ صحیح بخاری، جلد 6 صفحہ 2444 (6250) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

4۔ سنن ابن ماجہ، باب افارقتا تر لھا جلد 2، صفحہ 554 (2111)　　5۔ ایضاً (2119)

6۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی جلد 7، صفحہ 10 (1530) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر اللہ نے چاہا تو میں کسی کام پر قسم اٹھاؤں گا پھر اس کے علاوہ کسی کام کو بہتر دیکھوں گا تو میں وہ کام کروں گا جو بہتر ہوگا اور کفارہ ادا کر کے قسم سے آزاد ہو جاؤں گا (1)۔

امام مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی کام پر قسم اٹھائے پھر اس کے علاوہ کام بہتر دیکھے تو اس کو وہ کام کرنا چاہیے جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دینا چاہیے (2)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو امارت طلب نہ کر، اگر وہ تجھے بغیر سوال کے عطا کی جائے گی تو اس پر تیری اعانت کی جائے گی، اگر تجھے تیری طلب پر عطا کی گئی تو تجھے اس کے سپرد کر دیا جائے گا اور جب تو کسی بات پر قسم اٹھائے پھر اس سے بہتر کوئی دوسرا کام دیکھے تو وہ کر جو بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے (3)۔

امام ابوداؤد اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انصار میں سے دو بھائی تھے جن کے درمیان میراث کا مسئلہ تھا۔ ایک نے دوسرے سے تقسیم کا مطالبہ کیا تو دوسرے نے کہا اگر تو نے دوبارہ مجھ سے تقسیم کا مطالبہ کیا تو میں تیرے ساتھ کبھی نہیں بولوں گا اور میرا تمام مال کعبہ کے بڑے دروازے کے لئے ہوگا۔ حضرت عمر نے اسے کہا کعبہ تیرے مال سے مستغنی ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور اپنے بھائی سے کلام کر، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، قطع رحمی اور جس چیز کا انسان مالک نہیں (ان تمام میں) قسم اور نذر نہیں ہے (4)۔

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت مالک الجشمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے چچا کا بیٹا میرے پاس آیا ہے، میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں نہ اسے کچھ عطا کروں گا اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا، فرمایا اپنی قسم کا کفارہ ادا کر (5)۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۲۵﴾

"نہیں پکڑے گا تمہیں اللہ تعالیٰ تمہاری لایعنی قسموں پر لیکن پکڑے گا تمہیں ان قسموں پر جن کا ارادہ تمہارے دلوں نے کیا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا حکم والا ہے"۔

امام مالک نے مؤطا میں، وکیع، شافعی نے الام میں، عبدالرزاق، بخاری، مسلم، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کئی طرق کے ذریعے روایت کیا ہے فرماتی ہیں یہ آیت کریمہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی کلام میں لَا وَاللّٰهِ، بَلٰى وَاللّٰهِ، وَكَلَّا وَاللّٰهِ کہتا ہے۔ ابن جریر نے یہ زائد

1۔ صحیح بخاری، جلد 6، صفحہ 2450 (6273)
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 553 (2108) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 6، صفحہ 2443 (6248)
4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 333 (7823) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن ابن ماجہ جلد 2، صفحہ 553 (2109)
6۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 477 (9) مطبوعہ بیروت

میں، الضیاء المقدسی نے المختارہ میں العباس بن مرداس السلمی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لئے مغفرت و رحمت کی عرفہ کی شام دعا فرمائی اور بہت کثرت سے دعا فرمائی، عرض کی یا رب تو اس بات پر قادر ہے کہ تو مظلوم کو اس کی مظلومیت کی وجہ سے خیر عطا فرما دے اور تو اس ظالم کو بھی بخش دے۔ اس رات آپ کی دعا قبول نہ ہوئی۔ جب مزدلفہ کی صبح تھی تو آپ ﷺ نے پھر یہی دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرائے، صحابہ کرام نے تبسم فرمانے کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں اللہ کے دشمن ابلیس کی وجہ سے مسکرایا ہوں، جب اسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے حق میں میری دعا قبول فرمائی ہے تو وہ موت اور ہلاکت پکارنے لگا اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا(1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے الاضاحی میں اور ابو یعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ نے عرفات والوں پر احسان فرمایا ہے اور ان کی وجہ سے ملائکہ کے سامنے فخر فرماتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی طرف دیکھو پراگندہ بال، گرد آلود ہر دور دراز راستہ طے کر کے آئے ہیں، میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی دعاؤں کو قبول فرمالیا ہے اور ان کی شفاعت بھی قبول فرمائی ہے اور ان کے گناہ گاروں کو ان کے صالحین کی وجہ سے معاف کر دیا ہے اور حقوق العباد کے علاوہ جو بھی ان کے نیکوکاروں نے مجھ سے مانگا میں نے انہیں عطا فرما دیا ہے۔ جب لوگ مزدلفہ کی طرف جاتے ہیں اور وہاں وقوف کی دعا و رغبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے بندے ٹھہرے اور دعائیں اور رغبت مانگی تو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا، ان کی سفارشوں کو بھی قبول کیا۔ ان کے مجرموں کو ان کے نیکوکاروں کی وجہ سے معاف کیا، میں نے ان کے نیکوکاروں کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو انہوں نے مانگا اور ان کے اوپر جو تاوان تھے ان کا میں کفیل بن گیا(2)۔

امام ابن المبارک نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ عرفات میں ٹھہرے۔ اس وقت سورج غروب ہونے والا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا لوگوں کو میری بات سننے کے لئے خاموش کرو، حضرت بلال اٹھے اور اعلان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی بات سنو، پس لوگ خاموش ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میرے پاس جبریل ابھی آئے۔ انہوں نے مجھے میرے رب کا سلام پہنچایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل عرفات کو بخش دیا ہے اور اہل مشعر کو بھی بخش دیا ہے اور ان کی طرف سے حقوق العباد کا ضامن بن گیا ہے، حضرت عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ مغفرت و بخشش ہمارے ساتھ خاص ہے؟ فرمایا یہ تمہارے لئے بھی ہے اور قیامت تک جو تمہارے بعد آئیں گے ان کے لئے بھی ہے۔ عمر بن خطاب نے فرمایا اللہ کی خیر زیادہ اور پاکیزہ ہے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مزدلفہ کی صبح انہیں فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو، پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر کرم نوازی فرمائی ہے، اس مزدلفہ میں اس نے تمہارے گناہ گاروں کو تمہارے محسنین کی وجہ سے معاف فرما دیا ہے اور تمہارے نیکوکاروں کو وہ عطا فرمایا جو انہوں نے مانگا، اللہ کا نام لے کر چلو(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 355 2۔ مسند ابو یعلیٰ، جلد 3، صفحہ 398، (4092) 3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 478 (3024)

روایت کیا ہے یہ اس کے ساتھ اپنی کلام کو ملاتا ہے (6)۔

امام ابوداؤد، ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی نے عطاء بن ابی رباح کے طریق سے روایت کی ہے کہ ان سے یمین لغو کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ آدمی کا اپنی قسم میں یو کہنا ہے: كَلَّا اللّٰهِ، بَلٰى وَاللّٰه (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں لوگ کسی معاملہ میں جھگڑا کرتے تو ایک کہتا ہے لَا وَاللّٰهِ، دوسرا کہتا ہے كَلَّا وَاللّٰهِ وہ معاملہ میں جھگڑا کرتے اور ان کے دل اس قسم پر پختہ نہ ہوتے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں لغو قسم، مزاح اور ہزل میں ہوتی ہے مثلاً ایک شخص کہتا ہے لَا وَاللّٰهِ، بَلٰى وَاللّٰهِ، یہ ایسی قسم ہے کہ اس میں کفارہ نہیں ہے۔ کفارہ اس قسم کا ہوتا ہے جس کے اوپر دل کا ارادہ پختہ ہو کہ وہ ایسا کرے گا یا نہیں کرے گا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کی مشق کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک صحابی بھی تھے۔ ایک شخص نے تیر پھینکا تو کہا اللہ کی قسم تیر نشانہ پر لگا (یا کہا) اللہ کی قسم میرا تیر نشانہ پر نہ لگا۔ جو صحابی نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ شخص حانث ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں تیراندازوں کی قسمیں لغو ہیں، ان میں نہ کفارہ ہے اور نہ ان میں سزا ہے (4)۔ ابوالشیخ نے عطاء کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمرو سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں لغو قسم یہ ہے، لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے عکرمہ کے پاس سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو یہ ہے لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ۔ (5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے طاؤس کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو یہ ہے کہ تو غصہ کی حالت میں قسم اٹھائے (6)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کی یہ تاویل بیان فرماتی تھیں کہ ایک شخص تم میں سے کسی چیز پر قسم اٹھاتا ہے اور وہ اسے سچا سمجھتا ہے، لیکن وہ اس کے خلاف ہوتی ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو یہ ہے کہ ایک شخص کسی شے پر قسم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 485 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 494
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 49، مطبوعہ دارالفکر بیروت 6۔ ایضاً 7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 49
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 487

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت محمد بن ابی بکر ثقفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب کہ وہ دونوں منیٰ سے عرفہ کی طرف آرہے تھے کہ تم اس دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ہم میں سے تلبیہ کہتا اس پر بھی اعتراض نہ کیا جاتا اور جو ہم میں سے تکبیر کہنے والا ہوتا اس پر بھی اعتراض نہ کیا جاتا (1)۔

امام بخاری، مسلم اور ابوداؤد نے ام الفضل بنت الحرث سے روایت کیا ہے کہ لوگوں کا ان کے پاس نبی کریم ﷺ کے عرفہ کے دن روزے کے متعلق اختلاف ہوگیا، بعض نے کہا آپ روزہ دار ہیں، بعض نے کہا آپ کا روزہ نہیں ہے۔ حضرت ام الفضل نے آپ ﷺ کی طرف ایک دودھ کا پیالہ بھیجا جب کہ آپ اونٹ پر سوار تھے تو آپ ﷺ نے وہ نوش فرمالیا (2)۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا (الاضاحی میں) اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں عرفہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا (3)۔

امام ترمذی نے ابونجیح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرفہ کے روزے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا اور آپ ﷺ نے روزہ نہ رکھا تھا۔ حضرت عمر کے ساتھ حج کیا تھا انہوں نے روزہ نہ رکھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تھا انہوں نے روزہ نہ رکھا تھا اور نہ میں خود روزہ رکھتا ہوں اور نہ حکم دیتا ہوں اور نہ اس سے منع کرتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابوقتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عرفہ کے دن کا روزہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ معاف فرمادے گا (4)۔

امام مؤطا میں امام مالک نے قاسم بن محمد کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ عرفہ کے دن روزہ رکھتی تھیں۔ قاسم فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ کو عرفہ کی شام کو دیکھا، امام چلا گیا اور آپ وہاں ٹھہری رہی حتی کہ آپ کے سامنے جگہ خالی ہوگئی پھر آپ نے مشروب منگوا کر روزہ افطار کیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں سال کا کوئی دن ایسا نہیں جس میں عرفہ کے دن سے زیادہ میرے نزدیک روزہ رکھنا محبوب ہو۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے عرفہ کے دن کا روزہ ہزار دن کے روزہ کی مانند ہے (5)۔ بیہقی نے مسروق سے روایت کیا ہے کہ وہ عرفہ کے دن حضرت عائشہ کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے پانی

1۔ صحیح بخاری، باب التلبیۃ والتکبیر اذا غدی من منی الی عرفۃ، جلد 1، صفحہ 225
2۔ ایضاً، باب الوقوف علی الدابۃ بعرفۃ، جلد 1، صفحہ 225
3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 356 (1732)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 355 (1730)
5۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 357 (3764)

اٹھائے اور اس کا گمان ہو کہ ایسی ہی تھی جیسی اس نے قسم اٹھائی ہے لیکن وہ اس کے خلاف تھی (8)۔

امام ابن جریر نے عطیہ العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو یہ ہے کہ ایک شخص ایک کام پر قسم اٹھائے اور وہ اسے سچ تصور کرتا ہو لیکن حقیقت میں وہ کام ایسا نہ ہو (1)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، یہ آیت اس شخص کے متعلق ہے جو کسی نقصان دہ امر کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم اٹھاتا ہے پھر وہ کوئی دوسرا کام اس سے بہتر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو قسم اٹھانے اور بہتر کام کرنے کا حکم دیا ہے فرمایا یمین لغو میں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص کسی کام پر قسم اٹھائے جس میں وہ سچائی نہ دیکھتا ہو اور اس کے گمان میں ہو کہ اس نے غلطی کی ہے تو اس قسم کا کفارہ ہے اور اس میں گناہ نہیں ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو یہ ہے کہ تو کسی ایسی چیز کو حرام کردے جو اللہ نے تیرے لئے حلال کی ہے پس ایسی قسم میں تجھ پر کفارہ نہیں ہے۔ وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ فرمایا یعنی جس قسم میں تمہارے دلوں کا گناہ کا پختہ ارادہ ہو، پس اس میں تم پر کفارہ ہے۔

امام وکیع، عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو یہ ہے کہ انسان مصیبت پر قسم اٹھائے مثلاً یہ کہ وہ نماز نہیں پڑھے گا، نیکی نہیں کرے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو یہ ہے کہ ایک شخص کسی کام پر قسم اٹھائے پھر وہ بھول جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائے گا لیکن وہ کفارہ دے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو سے مراد بغیر ارادہ کے غلط قسم اٹھانا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص لَا وَاللّٰهِ وَ بَلٰى وَاللّٰهِ کہتا ہے یہ لغت عرب سے ہے، قسم نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یمین لغو یہ ہے کہ ایک شخص اپنے گمان کے مطابق کسی کام پر سچی قسم اٹھائے حالانکہ حقیقت میں وہ جھوٹا ہو یہ یمین لغو ہے اور اس پر تمہارا مؤاخذہ نہیں ہے، وَ لٰكِنْ یُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ، فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کسی چیز پر قسم اٹھائے جب کہ وہ جانتا ہو کہ وہ اس قسم میں جھوٹا ہے، یہ وہ قسم ہے جن پر مؤاخذہ ہوگا۔

امام ابن المنذر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ حلال چیز کو حرام کرنے پر قسم اٹھاتے تھے پھر کہتے تھے جب ہم نے قسم اٹھائی ہے اور اپنے اوپر ایک چیز حرام کی ہے تو ہمارے لئے مناسب ہے کہ ہم اپنی قسم کو سچا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْ تَبَرُّوْا وَ تَتَّقُوْا وَ تُصْلِحُوْا بَیْنَ النَّاسِ، اس میں کفارہ نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 487 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 494

نازل فرمائی، یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ (التحریم: 1) اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو لونڈی کو اپنے اوپر حرام کرنے کی وجہ سے کفارہ کا حکم دیا ہے۔ حکم دیا ہے کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں اور اپنی لونڈی کی طرف رجوع کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے لَا یُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِكُمْ کا ارشاد نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ یعنی جب قسم سے بندہ تجاوز کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی صفت غفاری کا اظہار کرتا ہے۔ حَلِیْمٌ وہ حلیم ہے اس قسم پر کفارہ لازم نہیں فرمایا پھر کفارہ کا حکم نازل فرمایا۔

لِلَّذِیْنَ یُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۲۶

''ان کے لئے جو قسم اٹھاتے ہیں کہ وہ اپنی بیویوں کے قریب نہ جائیں گے مہلت ہے چار ماہ کی پھر اگر رجوع کرلیں (اس مدت میں) تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے''۔

امام عبدالرزاق، ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن الانباری نے المصاحف میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے لِلَّذِیْنَ یُقْسِمُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ اور فرماتے ایلاء قسم ہے اور قسم ایلاء ہے۔

امام ابن المنذر نے ابی بن کعب سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے مصحف ابی میں لِلَّذِیْنَ یُقْسِمُوْنَ پڑھا ہے۔

امام الشافعی، عبد بن حمید، عبدالرزاق، ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الایلاء یہ ہے کہ انسان ہمیشہ اپنی بیوی سے مجامعت نہ کرنے کی قسم اٹھائے (1)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص قسم اٹھاتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے مجامعت نہیں کرے گا پھر وہ چار مہینے انتظار کرتا ہے۔ اب اگر وہ اس سے مجامعت کرے گا تو اپنی قسم کا کفارہ دے گا۔ اگر اس کی مجامعت سے پہلے چار مہینے گزر جاتے ہیں تو سلطان اس کو اختیار دے گا یا تو رجوع کرلے، یا اسے طلاق دے دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، طبرانی، بیہقی اور خطیب نے تالی التلخیص میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل جاہلیت کا ایلاء ایک سال، دو سال اور اس سے زائد ہوتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کا وقت چار مہینے مقرر فرمادیا۔ اگر چار مہینوں سے کم ایلاء ہوگا تو وہ ایلاء نہ ہوگا (3)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب عزم الطلاق انقضاء ... ائع جلد 7، صفحہ 380 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 512
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب الرجل یحلف لا یطأ امراۃ، جلد 7، صفحہ 381

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت اس شخص کے متعلق ہے جو اپنی بیوی سے ایلاء کرتا ہے مثلاً کہتا ہے اللہ کی قسم میرا سر اور تیرا سر جمع نہیں ہوگا، میں تیرے قریب نہیں آؤں گا اور میں تجھ سے وطی نہیں کروں گا۔ فرمایا زمانۂ جاہلیت کے لوگ اسے طلاق شمار کرتے تھے، پس اس کے لئے چار مہینے حد مقرر کی گئی، اگر وہ ان کے اندر رجوع کرے تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور وہ عورت اس کی بیوی ہے، اور اگر چار مہینے گزر گئے اور اس نے ان چار مہینوں میں رجوع نہ کیا تو عورت مطلقہ ہو جائے گی۔ عورت اب اپنے نفس کی مختار ہے اور اس کا پہلا خاوند بھی اسے پیغام نکاح بھیج سکتا ہے۔ اس کا پہلا خاوند عدت کے اندر بھی اسے پیغام نکاح بھیج سکتا ہے، لیکن دوسرے شخص کے لئے عدت کے اندر ایسا کرنا جائز نہیں۔ اگر دوبارہ اس سے نکاح کرے گا تو اسے دو طلاقوں کا اختیار ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر قسم جو جماع سے مانع ہو وہ ایلاء ہے۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم اور شعبی رحمہما اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا ایلاء نہیں ہے مگر قسم کے ساتھ۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ خالد بن سعید بن العاص نے اپنی بیوی کو ایک سال چھوڑے رکھا جب کہ اس نے قسم نہیں اٹھائی تھی، حضرت عائشہ نے اسے فرمایا کیا تو نے آیت ایلاء نہیں پڑھی ہے؟ کسی مرد کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنی بیوی کو چار مہینوں سے زیادہ چھوڑے رکھے (اور اس کے قریب نہ جائے)

امام عبد بن حمید نے قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا جب کہ وہ خالد بن العاص المخزومی کو نصیحت کر رہی تھیں اس بارے میں کہ وہ طویل عرصہ اپنے بیوی کے قریب نہیں گئے تھے۔ آپ نے فرمایا اے خالد طویل عرصہ قریب نہ جانے کی روش سے بچ تو نے سنا ہے کہ اللہ نے میت کی بیوی کے لئے کتنی عدت مقرر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو چار مہینے انتظار کا حکم فرمایا ہے اور یہ طویل مدت مقرر فرماتی ہے۔

حضرت محمد بن مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا ہمیں یہ خبر نہیں پہنچی کہ زیادہ مدت گزرنے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن حضرت عائشہ نے اسے ڈرایا ہے اور یہ ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے اور اسے ایلاء کی مشابہت سے ڈرایا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایلاء نہیں ہے مگر غضب کے ساتھ (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایلاء کی دو قسمیں ہیں: ایک ایلاء غضب میں ہوتا ہے اور دوسرا رضا میں ہوتا ہے۔ غضب میں ایلاء کی مدت جب چار مہینے گزر جائے تو عورت مرد سے جدا ہو جاتی ہے اور جو رضا میں ہوتا ہے اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی نے عطیہ بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک بچہ جس کی والدہ فوت ہوگئی وہ میرا رشتہ دار تھا۔ میرے والد صاحب نے قسم اٹھائی کہ وہ میری ماں سے حقوق زوجیت ادا نہیں کریں گے حتی کہ وہ اس بچے کا دودھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 502

چھڑا دے۔ چار مہینے گزر گئے تو علماء نے کہا تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی ہے۔ میرے والد صاحب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے نقصان پہنچانے کی خاطر قسم اٹھائی تھی تو وہ تجھ سے جدا ہو گئی ورنہ نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ام عطیہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں ہمارا ایک بچہ پیدا ہوا وہ بڑا موٹا اور اچھی صحت کا تھا۔ لوگوں نے اس کے باپ کو کہا تم اس غلام کو اچھی غذا دیتے ہو۔ اس کے باپ نے کہا میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں اس کی ماں کے قریب نہیں جاؤں گا جب تک کہ یہ بچے کا دودھ نہیں چھڑا دیتی۔ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم، تیری بیوی تجھ سے فارغ ہو گئی، وہ میاں بیوی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور مقدمہ پیش کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے اپنی طرف سے یہ قسم اٹھائی تھی یا اس پر غصہ کا اظہار کرتے ہوئے قسم اٹھائی تھی۔ اس بچہ کے والد نے کہا نہیں میں تو بچے کی اصلاح چاہتا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اصلاح میں ایلاء نہیں ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں اپنی بیوی کے دو سال قریب نہیں جاؤں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے تو نے ایلاء ہی کیا ہے۔ اس شخص نے کہا میں نے اس لئے قسم اٹھائی تھی کہ وہ بچے کو اتنا عرصہ دودھ پلاتی رہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تو ایلاء نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنی بیوی کو کہا اللہ کی قسم میں تیرے قریب نہیں آؤں گا حتی کہ تو اپنے بچے کا دودھ چھڑا دے۔ حضرت علی نے فرمایا اللہ کی قسم یہ ایلاء نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے حماد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ اپنی بیوی کے قریب نہیں جائے گا جب تک کہ وہ بچے کو دودھ پلاتی رہے گی۔ ابراہیم نے فرمایا میرے خیال میں ایلاء غصہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس الفیء (رجوع) غضب کے بعد ہوتا ہے، ابراہیم نے کہا میں اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔ حماد نے کہا میں بھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت یزید بن الاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر میں ابن عباس سے ملا اور کہا میں نے بہلل بنت یزید سے نکاح کیا ہے اور مجھے پتہ چلا ہے کہ اس کے حلق میں کوئی تکلیف ہے پھر کہا اللہ کی قسم میں نکل آیا اور اس سے بات نہ کی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا چار مہینے گزرنے سے پہلے تیرا اس کے ساتھ مجامعت کرنا ضروری ہے (2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابراہیم رحمہ اللہ سے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ اپنی بیوی سے کلام نہیں کرے گا، پس اس کی مجامعت سے پہلے چار مہینے گزر گئے۔ ابراہیم نے فرمایا ایلاء جماع نہ کرنے کی قسم میں ہوتا ہے اور مجھے اس قسم کے ایلاء ہونے کا اندیشہ ہے (3)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 451 (11631) 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 446 (11604) 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 448 (11613)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کوئی شخص ایک مہینہ یا دو مہینے یا تین مہینے کے لئے ایلاء کرے تو اس کی قسم پوری ہوگئی اور اس پر ایلاء کا حکم جاری نہ ہوگا۔

امام شافعی، عبد بن حمید اور بیہقی نے طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چار مہینے سے کم مدت ایلاء نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر بیوی سے ایک مہینہ بھی ایلاء کرے گا تو اس پر ایلاء ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک مہینہ اپنی بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم اٹھائی پھر اسے چھوڑے رکھا حتی کہ چار مہینے گزر گئے، تو النخعی نے فرمایا یہ ایلاء ہے، بیوی اس سے بائنہ ہوگئی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت وبرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے دس دن بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم اٹھائی پھر اس پر چار مہینے گزر گئے، وہ حضرت عبد اللہ کے پاس آیا تو انہوں نے اسے ایلاء بنا دیا۔

امام عبد بن حمید نے ابن ابی لیلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر ایک دن کے لئے ایلاء کیا تو وہ بھی ایلاء ہے۔

امام عبد بن حمید نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا اللہ کی قسم میں تجھ سے آج رات وطی نہیں کروں گا۔ پس وہ اس وجہ سے اس کے قریب نہیں گیا۔ فرمایا اگر وہ اس کے قریب نہ گیا حتی کہ چار مہینے گزر گئے تو وہ ایلاء ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور ابن المنذر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے فَاِنْ فَآءُوْ فِیْهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الفیء سے مراد جماع ہے۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی طرق کے ذریعے روایت کیا ہے کہ الفیء سے مراد جماع ہے (1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الفیء سے مراد جماع ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الفیء سے مراد رضا ہے (راضی ہونا)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الفیء سے مراد رضا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسروق نے کہا الفیء سے مراد جماع ہے ان سے کہا گیا آپ نے ان کے علاوہ دوسرے علماء سے یہ مسئلہ نہیں پوچھا، شعبی نے فرمایا میری نظر میں وہ اس سے بہت بلند ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الفیء سے مراد گواہ بنانا ہے۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الفیء سے مراد جماع ہے اگر اس کو مرض یا قید کی وجہ سے کوئی عذر ہو تو زبان کے ساتھ رجوع کرے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، میاں، بیوی کے درمیان مرض یا سفر

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الایلاء، جلد 6، صفحہ 461 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 462 (11677)

یا قیدیا کوئی اور چیز حائل ہو تو معذور سمجھا جائے گا۔ پس اس کا گواہ بنانا رجوع ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو الشعثاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں نے علقمہ سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا تھا۔ پھر وہ نفاس یا کسی دوسری وجہ سے اس کے ساتھ وطی نہیں کر سکتا تھا تو علقمہ نے فرمایا وہ دل اور زبان سے رجوع کرے اور اس پر راضی ہو جائے تو رجوع ہو جائے گا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابو الشعثاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس کا زبان سے رجوع کرنا بھی رجوع ہوگا(1)۔ عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب وہ دل میں رجوع کرلے گا تو یہ کافی ہوگا(2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے ایلاء کرے پھر چار مہینوں سے پہلے مجامعت کرلے تو اس پر (کفارہ نہیں ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ یعنی اس قسم کو بخشنے والا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ یہ امید رکھتے تھے کہ ایلاء کا کفارہ رجوع ہی ہے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس پر کفارہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر وہ رجوع کرنے لگا تو کفارہ دے گا۔ اگر رجوع نہیں کرے گا تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ اب عورت اپنے نفس کی زیادہ حقدار ہوگی۔

وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۷﴾

"اور اگر پکا ارادہ کرلیں طلاق دینے کا تو بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے"۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن المنذر راور ابن مردویہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے وَاِنْ عَزَمُوا السَّرَاحَ۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ایلاء کی مدت چار ماہ گزر جائے تو اس پر کچھ بھی نہیں ہوگا حتی کہ توقف کیا جائے گا۔ خاوند اسے طلاق دے گا یا اسے روک کے رکھے گا(5)۔

امام شافعی، ابن جریر اور بیہقی نے طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایلاء کرنے والے کو روک لیتے تھے ایک روایت میں ہے وہ ایلاء شمار نہیں کرتے تھے اگرچہ چار مہینے بھی گزر جائیں حتی کہ توقف کیا جائے گا(6)۔

امام مالک، شافعی، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ایک شخص نے

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 463(11682) 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 463(11681) 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 511
4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 453(11643) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 520 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 532

اپنی بیوی سے ایلاء نہیں کیا تو اس پر طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ چار مہینے گزر جائیں حتی کہ توقف کیا جائے گا یا تو خاوند طلاق دے گا یا رجوع کرے گا(1)۔

مالک، شافعی، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر اور بیہقی نے ابن عمر سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں جس نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا پھر جب چار مہینے گزر جائیں گے تو توقف کیا جائے گا حتی کہ خاوند طلاق دے یا رجوع کرے(2)۔

امام بخاری اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایلاء وہ جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے مدت گزرنے کے بعد کسی کے لئے حلال نہیں ہے مگر یہ کہ وہ معروف طریقہ سے روک لے یا انہیں طلاق دینے کا پختہ عزم کرے۔ جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ شخص جو اپنی بیوی سے ایلاء کرے فرماتے ہیں چار مہینے گزرنے کے بعد توقف کیا جائے گا یا تو طلاق دے یا رجوع کرے(4)۔

امام شافعی، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ کے سامنے بیان کیا گیا کہ ایک شخص قسم اٹھاتا ہے کہ وہ پانچ مہینے اپنی بیوی کے قریب نہیں جائے گا، آپ ایسے شخص پر کسی قسم کا حکم نافذ نہ فرماتی تھیں حتی کہ توقف کیا جائے گا اور آپ فرماتی تھیں (چار) پانچ ماہ کے عرصہ کے بعد حکم کیسے نافذ کیا جاسکتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اور تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ۔(5)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور بیہقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ابوذر اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں مدت کے گزرنے کے بعد توقف کیا جائے گا یا رجوع کرے گا یا طلاق دے گا(6)۔

امام شافعی اور بیہقی نے حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے دس سے زیادہ صحابہ کا نظریہ پایا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایلاء کرنے والے کو روکا جائے گا(7)۔

امام ابن جریر، دار قطنی اور بیہقی نے سہیل بن ابی صالح عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے بارہ صحابہ کو پایا جو کہتے تھے کہ ایلا کرنے والے پر کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا حتی کہ چار مہینے گزر جائیں، پھر توقف کیا جائے گا، اگر وہ رجوع کرے تو فبہا ورنہ اسے طلاق دے گا(8)۔

امام بیہقی نے ثابت بن عبیدہ مولیٰ زید بن ثابت رحمہ اللہ بارہ صحابہ کرام سے روایت فرماتے ہیں کہ ایلاء سے طلاق نہ ہوگی حتی کہ توقف کیا جائے گا(9)۔

1۔ مؤطا امام مالک، کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 556 (17) مطبوعہ بیروت
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 377، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 5 صفحہ 2026 (4985)
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الایلاء، جلد 7، صفحہ 378، مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ ایضاً
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 457 (11658)
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الایلاء، جلد 7، صفحہ 376
8۔ ایضاً جلد 7، صفحہ 377
9۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 376

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرات عمر بن الخطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، زید بن ثابت، ابن مسعود، ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت فرماتے ہیں ایلاء ایک طلاق بائنہ ہے، جب رجوع کرنے سے پہلے چار مہینے گزر جائیں تو عورت اپنے نفس کی خود مالک ہوگی (1)۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طلاق کی عزیمت چار ماہ گزرنے کے بعد ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید نے ایوب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جب چار مہینے ایلاء کے بعد گزر جائیں تو عورت کو طلاق بائنہ ہو جاتی ہے اور وہ آگے نکاح کر سکتی ہے اور اس پر عدت نہیں ہے، ابن جبیر نے بتایا کہ ہاں ابن عباس کا یہی نظریہ تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مرد اپنی بیوی سے ایلاء کرے اور اسے چار مہینے گزر جائے تو اسے طلاق بائنہ ہو جاتی ہے، اس کے بعد وہ تین حیض عدت گزارے گی پھر اس کا خاوند اس کی عدت میں اسے نکاح کا پیغام بھیج سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ کوئی شخص عدت میں اسے نکاح کا پیغام نہیں بھیج سکتا اور جب عدت گزر جائے گی تو پہلے خاوند اور کسی دوسرے شخص کو برابر نکاح کا پیغام بھیجنے کی اجازت ہوگی (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایلاء کے بارے میں روایت کیا ہے کہ جب چار ماہ گزر جائیں تو عورت کو ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی اور اب نکاح کا پیغام اس کا پہلا خاوند اور کوئی دوسرا شخص عدت کے بعد ہی دے سکتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اگر اپنی بیوی کو کہے کہ میں ایک سال تک تیرے قریب آؤں تو تجھے تین طلاق۔ اگر اب وہ سال گزرنے سے پہلے اس کے قریب جائے تو اسے تین طلاق واقع ہو جائیں گی اور اگر وہ اس کے قریب نہیں جاتا حتی کہ چار ماہ گزر جاتے ہیں تو عورت کو ایک طلاق بائنہ ہو جائے گی اور اگر سال گزرنے سے پہلے وہ اس سے نکاح کر لیتا ہے پھر اس کے ساتھ وطی نہیں کرتا حتی کہ سال گزر جاتا ہے تو اس پر ایلاء کا حکم داخل نہیں ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ اگر ایک سال تک میں تیرے قریب آؤں تو تجھے طلاق، ابراہیم فرماتے ہیں اگر وہ اس کے قریب جائے گا تو وہ بائنہ ہو جائے گی۔ اگر وہ اس کے قریب نہیں جائے گا حتی کہ چار مہینے گزر جائیں گے تو عورت ایک طلاق کے ساتھ بائنہ ہو جائے گی۔ اگر وہ اس سے دوبارہ نکاح کرے گا اور سال گزرنے سے پہلے اس سے وطی کرے گا تو وہ بائنہ ہو جائے گی۔ اگر اس کے قریب نہیں جائے گا حتی کہ چار ماہ گزر جائیں گے تو اس پر دوسرا ایلاء داخل ہو جائے گا۔

امام مالک نے سعید بن المسیب اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں جو شخص اپنی بیوی سے

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 454 (11641)
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 454 (11640)
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 455 (11645)
4۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 557 (18) مطبوعہ بیروت

ایلاء کرے پھر چار مہینے گزر جائیں تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی اور عدت کے اندر خاوند کو رجوع کرنا جائز ہوگا (4)۔

امام مالک نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں غلام کا ایلاء آزاد آدمی کے ایلاء کی طرح واجب ہے اور غلام کا ایلاء دو ماہ ہے (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں غلام کا ایلاء دو ماہ ہے۔

امام عبدالرزاق نے معمر سے اور انہوں نے زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں غلام کا ایلاء لونڈی سے چار ماہ ہے۔ معمر عن قتادہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے کہ غلام کا ایلاء آزاد عورت سے چار ماہ ہے۔ مالک نے عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو باہر نکلے اور ایک عورت کو یہ اشعار کہتے ہوئے سنا یہ رات طویل ہے اور اس کی اطراف تاریک ہیں اور مجھے اس بات نے بیدار رکھا ہے کہ میرا دوست نہیں جس کے ساتھ میں دل بہلاؤں۔ اللہ کی قسم اگر اللہ کی ذات کا مجھے خیال نہ ہوتا تو اس کے پہلو اس چار پائی سے حرکت کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ سے پوچھا کہ عورت خاوند کے بغیر کتنا عرصہ رہ سکتی ہے تو انہوں نے بتایا کہ چھ ماہ یا چار ماہ۔ حضرت عمر نے فرمایا میں لشکر میں سے کسی کو چار ماہ سے زیادہ نہیں روکوں گا۔

امام ابن ابی اسحق اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الاشراف میں حضرت سائب بن جبیر مولی ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے سائب نے صحابہ کرام سے ملاقات کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سنا کرتا تھا کہ ایک رات وہ مدینہ طیبہ کی گلیوں کا چکر لگا رہے تھے۔ آپ اکثر رات کو گشت کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ ایک عورت کے دروازے سے گزرے جو دروازہ بند کیے ہوئے اندر یہ اشعار پڑھ رہی تھی:

یہ رات طویل ہو چکی ہے اور اس کے ستارے اپنی بلندی کو پہنچ چکے ہیں اور مجھے اس بات نے بیدار کر رکھا ہے کہ دل بہلانے کے لئے میرا دوست نہیں۔ اللہ کی قسم اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات نہ ہوتی تو اس چار پائی سے اس کے پہلو حرکت کرتے۔ میں رات گزارتی غفلت میں نہ تعجب کرتی اور نہ کسی پر لعنت کرنے والی ہوتی، باطن لطیف ہوتا اور اس کو بستر اس کو نہ گھیرتا وہ مجھ سے مختلف انداز میں دل لگی کرتا گویا رات کی تاریکی میں اس کا ابرو چاند کی طرح ظاہر ہوا۔ اسے خوش کرتا جو اس کے قریب کھیلتا وہ مجھے اپنی محبت میں عتاب کرتا اور میں اسے عتاب کرتی لیکن میں رقیب اور نگران سے ڈرتی ہوں جو ہمارے نفسوں کی نگرانی کرتا ہے جس کا کاتب کبھی سست نہیں ہوتا اور کبھی اس سے کوتاہی نہیں ہوتی۔

پھر اس عورت نے کہا میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اپنے گھر میں وحشت محسوس کرنے اور خاوند کے غائب ہونے کی شکایت کروں گی اور اپنے اخراجات کی کمی کا بھی شکوہ کروں گی۔ عمر پر اللہ رحم فرمائے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عمر نے اس کی طرف نفقہ اور لباس بھیجا اور اپنے عامل کی طرف لکھا کہ اس کے خاوند کو آزاد کر دے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر نے اپنی بیٹی حفصہ سے پوچھا عورت کتنا

1۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 558 (19)، مطبوعہ بیروت

عرصہ خاوند کے بغیر گزار سکتی ہے اس نے کہا چھ ماہ۔ حضرت عمر نے فرمایا یقیناً میں کسی شخص کو چھ ماہ سے زیادہ نہیں روکوں گا۔

امام الزبیر بن بکار نے الموفقیات میں محمد بن معن سے روایت کیا ہے فرمایا ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کی اے امیر المومنین میرا خاوند دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے اور میں ناپسند کرتی تھی کہ میں آپ کی بارگاہ میں یہ شکوہ کروں کہ وہ طاعت الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اپنے خاوند کی تعریف پر بہتر جزاء عطا فرمائے۔ وہ بار بار یہ جملہ کہتی رہی اور حضرت عمر جواب میں یہی کہتے رہے۔ وہاں کعب الاسدی موجود تھے، اس نے حضرت عمر سے کہا اے امیر المومنین اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان فیصلہ کر۔ حضرت عمر نے فرمایا کیا اس نے اپنی بات میں کسی فیصلہ کا ذکر کیا ہے، کعب نے کہا یہ شکایت کر رہی ہے کہ اس کا خاوند اس سے دور رہتا ہے اور یہ اپنا حق طلب کر رہی ہے، حضرت عمر نے کعب کو کہا تم ہی اس کا فیصلہ کرو، تو نے ہی اس کی بات سمجھی ہے، حضرت کعب نے فرمایا اس کا خاوند پیش کرو، وہ آیا تو کعب نے اسے فرمایا تیری بیوی تیری شکایت کر رہی ہے۔ اس نے کہا کیا اس کے نفقہ میں کوئی کمی کی ہے، کعب نے کہا نہیں۔ اس وقت عورت نے یہ اشعار پڑھے:

اے قاضی میرے خاوند کو مسجد نے میرے پہلو میں سونے سے غافل کر دیا ہے، یہ دن رات سوتا نہیں ہے اور میں عورتوں کے حکم میں اس کی تعریف نہیں کرتی، اس کی عبادت میرے پہلو میں سونے سے عدم دلچسپی ہے۔ اے کعب فیصلہ کر اور متردد نہ ہو۔

خاوند نے کہا مجھے اس کے بستر پر سونے اور اس کے پردہ میں آنے سے اس بات نے غافل کر دیا ہے جو سورۂ نحل اور سبع طوال میں اور کتاب اللہ میں جو بڑے بڑے خوفناک ارشاد نازل ہوئے ہیں ان کی وجہ سے مجھے کسی بات سے دلچسپی نہیں ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا سب سے بہتر قاضی کا فیصلہ یہ ہے کہ اے شخص تجھ پر اس عورت کا حق ہے، عقل مند کو چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ پس تو اس کو اپنا حق دے اور لیت ولعل چھوڑ دے۔

پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے چار عورتوں کو مباح کیا ہے۔ پس تین دن اور تین راتیں تیرے لئے ہیں ان میں تو عبادت کیا کر اور ایک دن اور ایک رات اس عورت کے لئے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں رہا کہ میں تیری کس بات پر تعجب کروں۔ کیا تیری معاملہ فہمی پر یا تیرے ان کے درمیان فیصلہ پر جا میں نے تجھے بصرہ کی قضاء کا عہدہ سونپا ہے۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک عورت سامنے آئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اپنے خاوند کو بلاؤ، وہ عورت کو تکلیف دیتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ کے بندے تیری بیوی کیا کہتی ہے، اس شخص نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت عطا فرمائی میرا سر اس سے کبھی خشک نہیں ہوا، عورت نے کہا مہینہ میں ایک مرتبہ بھی نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے عورت سے پوچھا کیا تو اس سے ناراض ہے؟ عورت نے کہا ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں اپنے سر قریب کرو، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی پیشانی، مرد کی پیشانی کے اوپر رکھی۔ پھر یہ دعا فرمائی اے اللہ ان کے درمیان الفت پیدا فرما، ان کو ایک دوسرے کے ساتھ محبت عطا فرما۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمڑے کے ایک بازار سے گزرے، اور آپ کے ساتھ حضرت عمر تھے۔ ایک عورت سر پر کھالیں اٹھائے ہوئی سامنے آئی۔ جب اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کھالیں پھینک دیں اور آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چومنے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا اور تیرے خاوند کا کیا حال ہے، اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت سے نوازا مجھے دوسرا اس سے زیادہ محبوب نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

امام ابو یعلی اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی طرح کا واقعہ نقل فرمایا ہے۔

امام مسلم، ابو داؤد اور نسائی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر ہر صبح صدقہ ہے۔ ملاقات کرنے والے پر سلام کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا صدقہ ہے، اپنی اہلیہ سے مجامعت صدقہ ہے، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرتا ہے اور اسے صدقہ کا ثواب ملتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر کوئی شخص حرام جگہ یہ عمل کرتا تو کیا گناہ گار نہ ہوتا (1)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مالدار لوگ اجر میں بڑھ گئے۔ فرمایا کیا تم نمازیں نہیں پڑھتے، روزے نہیں رکھتے اور جہاد نہیں کرتے۔ میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ وہ بھی ہماری طرح نماز، روزہ اور جہاد کرتے ہیں اور وہ صدقہ دیتے ہیں، ہم صدقہ نہیں دیتے، فرمایا تیرا ایسے شخص کی بات سننا جو سنا نہیں سکتا پھر تیرا اس حاجت کو بیان کرنا یہ بھی صدقہ ہے۔ تیرا کسی نابینا شخص کی راستہ کی طرف ہدایت کرنا صدقہ ہے اور ضعیف کی مدد کرنا بھی صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے اور بیوی کے پہلو میں سونا بھی صدقہ ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم میں سے کوئی شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے اور اسے اجر ملتا ہے؟ فرمایا بتاؤ تمہارا کیا خیال ہے اگر تو غیر محل میں ایسا کرتا تو کیا تجھ پر گناہ ہوتا (یا نہیں)؟ میں نے کہا گناہ ہوتا۔ فرمایا کیا تم شر کا شمار کرتے ہو اور نیکی کا حساب نہیں لگاتے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا اپنی زوجہ سے جماع کرنا اس میں تیرے لئے اجر ہے، میں نے کہا اپنی شہوت کو پورا کرنے میں کیسے میرے لئے اجر ہوگا؟ فرمایا بتاؤ اگر تیرے لئے بیٹا پیدا ہو پھر وہ بڑا ہو تو اس سے خیر کی امید رکھتا ہو پھر وہ فوت ہو جائے تو کیا تجھے ثواب ہوگا؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تو نے اسے پیدا کیا تھا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے۔ [فر]مایا کیا تو نے اسے ہدایت د[ی] تھی؟ میں نے کہا نہیں بلکہ اللہ نے

1۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 197، (83) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2۔] شعب الایمان (19[illegible]) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

اسے ہدایت دی تھی۔ فرمایا تو نے اسے رزق دیا تھا؟ میں نے کہا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رزق دیا تھا۔ فرمایا اسے حلال میں رکھ اور اسے حرام سے بچا۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے گا تو اسے زندہ کرے گا۔ اگر چاہے گا تو اسے مارے گا اور تیرے لئے اجر ہوگا۔

امام ابن السنی اور ابونعیم نے الطب النبوی میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ وہ ہر جمعہ اپنی بیوی سے مجامعت کرے تو اس کے لئے دو اجر ہوں گے۔ ایک جمعہ کے غسل کا اجر اور دوسرا مجامعت کے غسل کا اجر۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اپنے نفس کو جماع پر مجبور کرتا ہوں اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ایک ایسی روح نکالے گا جو اللہ کی تسبیح بیان کرے گی۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اس کا خاوند اس کے ساتھ مجامعت نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو بلا بھیجا اور وجہ پوچھی تو اس نے کہا بوڑھا ہو گیا ہوں اور میری طاقت ختم ہو گئی ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا کیا تو ہر مہینہ ایک مرتبہ مجامعت کرتا ہے۔ اس نے کہا اس سے تو زیادہ مرتبہ کرتا ہوں۔ حضرت عمر نے پوچھا کتنی مرتبہ کرتا ہے؟ اس نے کہا ہر طہر میں ایک مرتبہ۔ حضرت عمر نے عورت سے فرمایا تو چلی جا اس میں اتنی طاقت ہے جو ایک عورت کے لئے کافی ہے۔

وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ؕ وَ لَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ؕ وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۪ وَ لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۲۸﴾

''اور طلاق دی ہوئی عورتیں روکے رکھیں اپنے آپ کو تین حیضوں تک اور جائز نہیں ان کے لئے کہ چھپائیں جو پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے رحموں میں اگر وہ ایمان رکھتی ہوں اللہ پر اور روز آخرت پر ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں ان کو لوٹانے کے اس مدت میں اگر وہ ارادہ کرلیں اصلاح کا اور ان کے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے مردوں کے حقوق ہیں ان پر دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ عزت والا حکمت والا ہے''۔

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں اسماء بنت یزید بن السکن الانصاریہ سے مروی ہے فرماتی ہیں مجھے عہد رسالت

مآب ﷺ میں طلاق دی گی اور پہلے مطلقہ کے لئے عدت نہیں ہوتی تھی، اس وقت اللہ تعالیٰ نے طلاق کے لئے عدت نازل فرمائی۔ فرمایا وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ سب سے پہلے ان کے متعلق طلاق کی عدت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کوئی شخص طلاق دیتا تھا تو اس کی عدت نہیں ہوتی تھی۔

امام ابوداؤد، نسائی اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ اور وَالّٰٓیْٔ یَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ (الطلاق:4) یہ آیات نازل ہوئیں تو ان میں عدت کا ذکر تھا۔ یہ آیت کریمہ نازل فرما کر غیر مدخول بہا عورتوں کی عدت سے استثناء فرمادی، ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا (الاحزاب:49) پھر تم انہیں طلاق دو اس سے پہلے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ، پس تمہارے لئے ان پر عدت گزارنا ضروری نہیں ہے تم جسے شمار کرو (2)۔

امام مالک، شافعی، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس، دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ الاقراء سے مراد اطہار ہیں (3)۔

امام مالک، شافعی اور بیہقی نے حضرت ابن شہاب عن عروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن جب تیسرے حیض کے خون میں داخل ہوئی تو منتقل ہوگئی، ابن شہاب فرماتے ہیں میں یہ بات عمرہ بنت عبدالرحمٰن کے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا عروہ نے سچ کہا ان سے اس مسئلہ میں کئی لوگوں نے جھگڑا کیا۔ لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ حضرت عائشہ نے فرمایا تم جانتے ہو اقراء کیا ہے؟ فرمایا اقراء اطہار ہیں۔ ابن شہاب فرماتے ہیں میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں نے ایک فقیہ کو یہ کہتے سنا ہے یہی مراد ہے جو حضرت عائشہ نے فرمایا ہے (4)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور بیہقی نے حضرات ابن عمر اور زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ اقراء سے مراد اطہار ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں محمد ﷺ کے اصحاب سے مروی ہے کہ اقراء سے مراد حیض ہیں (5)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قروء سے مراد حیض ہیں (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قروء سے مراد حیض ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کی عدت تین حیض مقرر فرمائی پھر اس سے غیر مدخول بہا عورت جس کو طلاق دی گئی ہو اس کو عدت سے مستثنیٰ فرمایا۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب نزول الآیۃ فی العدی، جلد 7، صفحہ 414
2۔ سنن نسائی، باب ما استثنی من عدۃ المطلقات۔، جلد 3، صفحہ 187، مطبوعہ دار الریان للتراث قاہرہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 531
4۔ موطا امام مالک، باب ماجاء فی اقراء العدۃ، جلد 2، صفحہ 77-576 (55-54) مطبوعہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 527
6۔ ایضاً

طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا (احزاب:49) اے ایمان والو جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے پھر تم انہیں طلاق دے دواس سے پہلے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ۔ پس تمہارے لئے ان پر عدت گزارنا ضروری نہیں ہے جسے تم شمار کرو۔ ایسی عورت اگر چاہے تو طلاق والے دن ہی دوسرے خاوند سے نکاح کرسکتی ہے، پھر ان تین حیضوں سے استثناء فرمائی ارشاد فرمایا وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ (الطلاق:4) اس سے مراد وہ بوڑھی عورتیں ہیں جنہیں حیض نہیں آتا وہ چھوٹی عورتیں ہیں جنہیں حیض نہیں آتا ان کی عدت تین ماہ ہے، اسی طرح حاملہ عورت بھی تین حیضوں والی کے حکم سے مستثنیٰ ہے اس کے متعلق ارشاد ہے اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (الطلاق:4) اس کی عدت وضع حمل ہے۔

امام مالک، شافعی، عبد الرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی نے عمرہ اور عروہ کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب عورت طلاق کے بعد تیسرے حیض میں داخل ہوگئی تو اپنے خاوند سے بائنہ ہو جائے گی اور دوسرے خاوندوں کے لئے حلال ہو جائے گی کہ وہ اسے نکاح کا پیغام بھیجیں۔ حضرت عمرہ فرماتی ہیں حضرت عائشہ فرماتی ہیں القرء سے مراد طہر ہے حیض نہیں ہے (1)۔

امام مالک، الشافعی، عبد الرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی، زید بن ثابت سے مروی ہے فرماتے ہیں جب مطلقہ تیسرے حیض میں داخل ہو تو عورت اپنے خاوند سے بائنہ ہو جائے گی اور دوسرے مردوں کے لئے پیغام نکاح کے لئے حلال ہو جائے گی (2)۔

امام مالک، شافعی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مرد اپنی عورت کو طلاق دے پھر وہ تیسرے حیض میں داخل ہو جائے تو وہ مرد سے بری ہو جائے گی اور مرد اس سے بری ہو جائے گا، وہ اس کی وارث نہ ہو گی اور وہ اس کا وارث نہ ہوگا (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر اس کو ترک (چھوڑ) کر دیا حتی کہ دو حیض گزر گئے، پھر اسے تیسرا حیض آیا، جب تیسرے حیض سے فراغت کے بعد غسل خانہ میں غسل کرنے کے لئے بیٹھی تو اس کا خاوند آیا اور تین مرتبہ کہا میں نے تجھ سے رجوع کر لیا، وہ دونوں میاں بیوی حضرت عمر کے پاس آئے۔ حضرت عمر نے ابن مسعود سے کہا، جب کہ وہ ان کے پہلو میں بیٹھے تھے، آپ کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہے؟ فرماتے ہیں میرا خیال تو یہ ہے کہ تیسرے حیض سے غسل کرنے سے پہلے تک یہ مرد اس کا زیادہ حق دار ہے۔ حضرت عمر نے کہا میری بھی یہی رائے ہے (4)۔

امام شافعی، عبد الرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تیسرے حیض کا غسل کرنے سے پہلے تک مرد کو رجوع کا حق حاصل ہے، اگر تیسرے حیض تک رجوع نہ کیا حتی کہ اس نے تیسرے حیض کا غسل

1۔ موطا امام مالک، باب ماجاء فی اقراء العدة، جلد 2، صفحہ 576 (54) 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 578 (57)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 578 (58)
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب الاقراء والحیض، جلد 7، صفحہ 417، مطبوعہ دار الفکر بیروت

کرلیا تو وہ دوسرے مردوں کے لئے حلال ہو جائے گی (1)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابو عبیدہ بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی پھر اس نے رجوع کیا جب کہ وہ تیسرے حیض میں داخل ہو چکی تھی، ابی نے فرمایا منافق کیسے فتویٰ دے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے منافقت سے محفوظ رکھے اور ہمیں آپ کو منافق کہنے سے محفوظ فرمائے۔ اور اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ اسلام میں تجھ سے ایسا کوئی عمل سرزد ہو پھر تم فوت ہو جاؤ اور تم اس مسئلہ کو بیان نہ کرو۔ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ جب تک تیسرے حیض کا غسل نہ کرے اور نماز حلال نہ ہو جائے تو یہ مرد اس کا زیادہ حق دار ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت الحسن رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت عمر، عبداللہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو طلاق دے پھر اسے تین حیض آئیں، پھر مرد اس کے غسل کرنے سے پہلے طلاق دے دے تو غسل سے پہلے مرد اپنی بیوی کا زیادہ حق دار ہے (3)۔

امام وکیع نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حیض والی عورت میں حیض ہی شمار ہوں گے اگرچہ اسے سال میں ایک مرتبہ ہی حیض آتا ہو۔

امام مالک اور شافعی نے محمد بن یحییٰ بن حیان سے روایت کیا ہے کہ ان کے دادا کے نکاح میں ایک ہاشمیہ اور ایک انصاریہ عورت تھی انہوں نے انصاریہ کو طلاق دے دی جب کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی اس کو سال کا عرصہ گزر گیا، پھر خاوند ہلاک ہو گیا اور اسے حیض نہ آیا تھا۔ انصاریہ نے دعویٰ کیا کہ میں اس کی وارث ہوں کیونکہ مجھے ابھی تک حیض نہیں آیا، لوگ جھگڑا لے کر حضرت عثمان کے پاس پہنچے، آپ نے انصاریہ کے لئے میراث کا فیصلہ فرما دیا، ہاشمیہ عورت نے حضرت عثمان کو ملامت کیا حضرت عثمان نے فرمایا یہ تمہارے چچا کے بیٹے کا عمل ہے، حضرت عثمان کا اشارہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف تھا (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا کہ جب مرد عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دے دے تو وہ حیض عدت میں شمار نہیں ہوگا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرء سے مراد طہر نہیں، حیض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ**، اس آیت میں اللہ تعالیٰ لقر وئهن نہیں فرمایا۔

امام شافعی نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری شخص جس کا نام حیان بن منقذ تھا اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ وہ صحیح سلامت تھی اور ان کی بیوی اس کی بچی کو دودھ پلا رہی تھی۔ پس سترہ مہینے اس

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب الاقراء والحیض، جلد 7، صفحہ 417، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ مؤطا امام مالک، باب طلاق المریض، جلد 2، صفحہ 572 (43) مطبوعہ بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب لاتحتد بالحیضۃ التی ا لخ، جلد 7، صفحہ 418

عورت کو حیض نہ آیا اور دودھ پلانا ہی حیض سے مانع تھا۔ پھر حیان مریض ہو گیا، میں نے کہا آپ کی بیوی تمہاری وارثت کا دعوٰی کرتی ہے، حیان نے اپنے خاندان والوں کو کہا۔ مجھے عثمان کے پاس اٹھا کر لے جاؤ، وہ اسے اٹھا کر لے گئے تو انہوں نے اپنی بیوی کے بارے ذکر کیا، حضرت عثمان کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود تھے اور زید بن ثابت بھی موجود تھے، حضرت عثمان نے ان دونوں حضرات سے پوچھا تمہاری اس مسئلہ میں کیا رائے ہے؟ دونوں نے فرمایا ہماری رائے یہ ہے کہ اگر یہ شخص مرجائے تو عورت وارث ہوگی اور عورت مرجائے تو مرد اس کا وارث ہوگا۔ یہ ان عورتوں سے نہیں ہے جو حیض سے مایوس ہوتی ہیں اور نہ یہ ان باکرہ عورتوں سے ہے جو ابھی حیض کی عمر کو نہیں پہنچی ہیں۔ پھر یہ حیض پر ہی عدت گزارے گی خواہ کم عرصہ میں پوری ہو یا زیادہ عرصہ میں پوری ہو۔ حیان نے اپنی بیوی سے اپنی بچی لے لی، جب دودھ پلانا نہ رہا تو عورت کو حیض شروع ہوا پھر دوسرا حیض آیا پھر حیان فوت ہو گیا جب کہ ابھی عورت کو تیسرا حیض نہیں آیا تھا، تو اس عورت نے متوفی عنہا زوجہا کی عدت گزاری اور خاوند کی وارثت سے حصہ لیا۔

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، دارقطنی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، لونڈی کی طلاق، دو طلاقیں ہیں اور اس کی عدت دو حیض ہیں (1)۔ ابن ماجہ اور بیہقی نے ابن عمر سے اسی کی مثل مرفوع حدیث روایت کی ہے (2)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طلاق مردوں کے اعتبار سے ہے اور عدت عورتوں کے اعتبار سے ہے (3)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت علی، ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طلاق مردوں کے اعتبار سے ہوگی اور عدت عورتوں کے اعتبار سے ہوگی (4)۔

امام مالک اور بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طلاق، مردوں کے لئے ہے اور عدت عورتوں کے لئے ہے (5)۔

امام مالک نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مستحاضہ کی عدت ایک سال ہے (6)۔

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے راویت کیا ہے کہ عورت اپنے حمل کو چھپاتی تھی حتی کہ وہ دوسرے خاوند کے لئے کر دیتی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آیت میں اس سے منع فرمایا ہے (7)۔

1۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب طلاق الامۃ، جلد 40، صفحہ 286 (1182)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 537 (2079)

3۔ سنن کبری از بیہقی، باب الطلاق بالرجال والعدۃ بالنساء، جلد 7، صفحہ 369

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 370

5۔ موطا امام مالک، باب جامع عدۃ الطلاق، جلد 2، صفحہ 582 (70) مطبوعہ دار احیاء بیروت

6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 583 (71)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 539

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ عورتیں اپنے حملوں کو چھپاتی ہیں اور دوسرے خاوند کی طرف منسوب کرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت میں مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ سے مراد حمل اور حیض ہے، عورت اگر حاملہ ہو تو اس کے لئے حمل کو چھپانا حلال نہیں ہے۔ اگر حائضہ ہو تو حیض کو نہ چھپائے (1)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ سے مراد، حیض اور بچہ ہے مطلقہ کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں حائضہ ہوں جب کہ وہ حیض سے نہ ہو اور نہ یہ کہے کہ میں حاملہ ہوں، اور جب کہ وہ حاملہ نہ ہو اور یہ نہ کہے کہ میں حاملہ نہیں جب کہ وہ حاملہ ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ سے مراد حمل ہے اور یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ اس سے مراد حیض ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حیض ہے (4)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْۤ اَرْحَامِهِنَّ سے مراد حیض ہے (5)۔

وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مرد اپنی بیوی کو ایک طلاق دے یا دو طلاقیں دے جب کہ وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک رجوع کا خاوند حق دار ہے اور عورت کے لئے اپنے حمل کو چھپانا حلال نہیں ہے (6)۔

امام ابن المنذر نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ سے مراد عدت کے اندر رجوع کرنا ہے۔ یہ غفار قبیلہ کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی۔ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی جب کہ اسے عورت کے حمل کے متعلق علم نہ تھا پھر اس سے رجوع کر لیا اور اسے اپنے گھر واپس لے آیا۔ پھر اس نے بچہ جنم دیا اور مر گئی اور اس کا بچہ بھی مر گیا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ پس اس آیت نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لئے بیان فرمایا کہ انہوں نے عورتوں کو طلاق کیسے دینی ہے اور کیسے عورتوں نے انتظار کرنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 537
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 420
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 536
4۔ ایضاً
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 420
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 541

وکیع، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تین قروء کے اندر مرد کو رجوع کرنے کا حق ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ مرد عدت میں رجوع کرنے کا زیادہ حق دار ہے(2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عدت میں مرد کو رجوع کا زیادہ حق ہے(3)

وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ۔

امام ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ جب عورتیں اللہ کی اطاعت کریں اور اپنے خاوند کی اطاعت کریں تو مرد پر لازم ہے کہ اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے، اسے تکلیف نہ دے اور کشادگی کے ساتھ اس پر خرچ کرے(4)۔

امام ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن الاحوص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار تمہاری عورتوں پر تمہارا حق ہے اور تمہاری عورتوں کے لئے تم پر حق ہے، تمہارا حق تمہاری عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں تمہارے ناپسندیدہ لوگوں کو اجازت نہ دیں، خبردار اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کے لباس اور طعام کے سلسلہ میں حسن ادائیگی کا مظاہرہ کرو(5)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ عورت کا مرد پر کیا حق ہے؟ فرمایا جب تو کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب تو خود پہنے تو اسے بھی پہنائے اور اس کے چہرے پر نہ مار، اسے برا بھلا نہ کہہ اور نہ اسے جھڑک مگر گھر کے اندر(6)۔

امام ابن عدی نے قیس بن طلق عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے تو جلدی فارغ نہ ہو حتی کہ عورت بھی اپنی خواہش پوری کر لے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنی حاجت پوری کرنا پسند کرتا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابویعلی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنی اہلیہ سے جماع کرے تو اسے چاہیے کہ اس کی تصدیق چاہے۔ اگر عورت سے پہلے فارغ ہو جائے تو جلدی نہ کرے اور عبدالرزاق کے الفاظ میں ہے اگر اپنی حاجت پوری کر لے اور ابھی عورت نے حاجت پوری نہ کی ہو تو جلدی سے دور نہ ہو۔

امام وکیع، سفیان بن عیینہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ میں اپنی عورت کے لئے زیب و زینت کروں جیسا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ عورت میرے لئے زیب و زینت کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ لَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور میں پسند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 542 2۔ ایضا 3۔ ایضا 4۔ تفسیر طبری، جلد 2، صفحہ 543

5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 88 (1163) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ سنن ابن ماجہ، باب حق المرأۃ علی الزوج، جلد 2، صفحہ 417 (1850)

نہیں کرتا کہ میں اس سے اپنے تمام حقوق حاصل کرلوں کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے لِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ۔(1)

امام ابن ماجہ نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نورہ لگایا اور اپنے ہاتھ سے زیر ناف بال دور کئے (2)۔

امام الخرائطی نے مساوی الاخلاق میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی شخص نورہ لگاتا تھا۔ جب وہ پیٹ کے نیچے کے حصہ تک پہنچتا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود لگاتے تھے۔

امام الخرائطی نے حضرت محمد بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ثوبان مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا پڑوسی تھا۔ وہ حمام میں داخل ہوتا تھا۔ میں نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہو اور حمام میں داخل ہوتے ہو، ثوبان نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حمام میں داخل ہوتے تھے پھر زیر ناف بالوں پر نورہ لگاتے تھے۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینہ میں نورہ لگاتے تھے اور ہر پندرہ دن میں ناخن کاٹتے تھے۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ گھر میں داخل ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلا کام کیا کرتے تھے؟ فرمایا مسواک کرتے تھے (3)۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں درجہ سے مراد فضیلت ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر جہاد کی فضیلت عطا فرمائی، مرد کو عورت پر میراث میں بھی فضیلت حاصل ہے اور دوسری تمام چیزوں ہیں جن میں اللہ نے مردوں کو فضیلت عطا فرمائی (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مردوں کو عورت پر یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ مرد، عورت کو طلاق دے دے تو اس کے لئے اس معاملہ میں کچھ اختیار نہیں ہے۔

امام وکیع، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں درجہ سے مراد امارت ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّاۤ اَنْ يَّخَافَاۤ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 544
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 261 (37521)
3۔ صحیح مسلم الکتاب الطہارۃ، جلد 4، صفحہ 123 (43) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 544

"طلاق دو بار ہے پھر یا تو روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ اور جائز نہیں تمہارے لئے کہ لو تم اس سے جو تم نے دیا ہے انہیں کچھ بھی بجز اس کے کہ دونوں کو اندیشہ ہو کہ وہ قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کی حدوں کو پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کی حدوں کو تو کوئی حرج نہیں ان پر کہ عورت کچھ فدیہ دے کر جان چھڑا لے۔ یہ حدیں ہیں اللہ کی سو ان سے آگے نہ بڑھو اور جو کوئی آگے بڑھتا ہے اللہ کی حدوں سے سو وہی لوگ ظالم ہیں"۔

امام مالک، شافعی، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں ہشام بن عروہ عن ابیہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مرد جب اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا تو پھر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا تھا تو یہ اس کے لئے جائز ہوتا ہے اگرچہ وہ اس کو ہزار مرتبہ طلاق دے دیتا تھا، ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ کرتا تو اسے طلاق دیتا پھر جب عدت کے گزرنے کا وقت قریب آتا تو رجوع کر لیتا پھر اسی طرح طلاق دیتا۔ پھر کہتا اللہ کی قسم میں تجھے نہ کبھی پناہ دوں گا اور نہ کبھی تو دوسروں کے لئے حلال ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ پس اس دن سے لوگوں نے نئے سرے سے طلاق دی، پس ان میں سے بعض نے طلاق دی اور بعض نے طلاق نہ دی(1)۔

امام ترمذی، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں ہشام بن عروہ عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں کی یہ کیفیت تھی کہ ایک شخص اپنی بیوی کو جتنی طلاقیں دینا چاہتا تھا دے سکتا تھا وہ طلاق دیتا عورت ابھی عدت میں ہوتی تو پھر رجوع کر لیتا، اگرچہ وہ کتنی ہی طلاق دیتا رہتا۔ حتی کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو کہا اللہ کی قسم میں کبھی تجھے طلاق نہیں دوں گا کہ تو مجھ سے جدا ہو جائے اور نہ میں تجھے اپنے پاس رکھوں گا، عورت نے کہا یہ کیسے ہوگا؟ اس نے کہا میں تجھے طلاق دوں گا۔ پھر جب تیری عدت گزرنے کے قریب ہوگی تو میں تجھ سے رجوع کرلوں گا۔ وہ عورت حضرت عائشہ کے پاس حاضر ہوئی اور اپنا معاملہ عرض کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے حالات سن کر خاموش رہیں حتی کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے، پھر اس نے نبی کریم ﷺ کے سامنے مسئلہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے حتی کہ یہ ارشاد نازل ہوا اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر لوگوں نے نئے سرے سے طلاق دینی شروع کی بعض نے طلاق دی اور بعض نے طلاق نہ دی(2)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں پہلے طلاق کی کوئی تعداد متعین نہ تھی، مرد عورت کو طلاق دیتا پھر رجوع کر لیتا تھا۔ وہ جب تک عدت میں ہوتی وہ اس سے رجوع کر لیتا۔ ایک شخص اور اس کی اہلیہ کے درمیان یہی مسئلہ پیدا ہوا تو اس نے بیوی سے کہا اللہ کی قسم میں تو تجھے ایسا بنا دوں گا کہ نہ تو مطلقہ ہوگی اور نہ خاوند والی ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 548، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ جامع ترمذی، باب ما جاء فی الطلاق المعتوہ، جلد 1، صفحہ 143، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ

گی۔ وہ اسے طلاق دیتا جب عدت گزرنے کے قریب ہوتی تو رجوع کر لیتا پس اس نے یہ معاملہ کئی دفعہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پس ان کے لئے تین طلاقیں مقرر فرمائیں ایک اور دو طلاقوں تک رجوع کر سکتا ہے، تیسری طلاق کے بعد رجوع کا حق نہیں ہے حتی کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے۔

امام ابن النجار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس ایک عورت آئی اور طلاق کے متعلق پوچھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کا مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔

امام ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ (بقرہ:228) کی آیت کریمہ نازل ہوئی کیونکہ ایک مرد اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر وہی شخص رجوع کا زیادہ حق دار سمجھا جاتا تھا اگرچہ وہ تین مرتبہ بھی طلاق دے چکا ہوتا تھا پس یہ حکم منسوخ کر دیا فرمایا اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۠ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔(1)

امام عبدالرزاق نے حضرت ثوری رحمہ اللہ سے اور انہوں نے بعض فقہاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں ایک شخص اپنی بیوی کو جتنی طلاقیں چاہتا دے دیتا اور اس پر کوئی عدت نہیں ہوتی تھی۔ پس وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتی تھی اگر وہ چاہتی تھی۔ ایک غیرت مند شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ کسی اور سے نکاح کر لے گی اور اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ کسی اور کا ہو جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ پس اس آیت کریمہ نے باقی ہر طلاق کو منسوخ کر دیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر طلاق کے لئے ایک حیض ہے۔ پس اس آیت کریمہ سے ماقبل طلاق کی تمام صورتوں کو منسوخ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے طلاق کی حد تین متعین فرمائی۔ اگر مرد نے بیوی کو تین طلاقیں نہ دی ہوں تو جب تک وہ عدت میں ہے مرد کو رجوع کا زیادہ حق ہے۔

امام وکیع، عبدالرزاق، سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد (نے الناسخ میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس، ابن مردویہ، بیہقی نے ابورزین الاسدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ؟! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ پھر تیسری طلاق کا کہاں ذکر ہے؟ فرمایا تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ۔ تیسری طلاق کا ذکر ہے۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ، پھر تیسری طلاق کا ذکر کیا ہے فرمایا

1۔ سنن نسائی، باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، جلد 5، صفحہ 212، مطبوعہ دار الریان للتراث قاہرہ

التسریح باحسان۔ تیسری طلاق کا ذکر ہے(1)۔

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ مجھے اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ۔ کے متعلق کچھ بتایئے کیا عرب زمانۂ جاہلیت میں تین طلاقیں جانتے تھے؟ انہوں نے فرمایا ہاں، عرب تین طلاقیں قطع تعلق کرنے والی جانتے تھے، کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا کہ اسے اس کی بیوی کے رشتہ داروں نے پکڑ لیا اور کہا ہم تجھ سے ڈنڈا نہیں اٹھائیں گے حتی کہ تو اپنی بیوی کو طلاق دے، تو نے اسے بہت تکلیف دی ہے۔ اس نے کہا اے میری بیوی تجھے طلاق ہے۔ اسی طرح لوگوں کے امور طے ہوتے ہیں، اور تو مصیبت ہے۔ عورت کے رشتہ داروں نے کہا اللہ کی قسم ہم تجھ سے لاٹھی نہیں اٹھائیں گے جب تک کہ تو اسے تین طلاقیں نہیں دے گا، اعشیٰ نے کہا

تو مجھ سے جدا ہو جا، جدائی لاٹھی سے بہتر ہے، لاٹھی میرے سر پر چمکتی رہے گی۔

عورت کے رشتہ داروں نے کہا لاٹھی نہیں اٹھائیں گے جب تک تو اسے تین طلاقیں نہیں دے گا۔ اعشیٰ نے کہا تو مجھ سے جدا ہو جا اے محفوظ فرج والی، کسی قسم کی تجھ پر مذمت نہیں ہے۔ اسی طرح تو ہم میں ٹھہری رہی اسی طرح تجھے......؟ تو کسی قبیلہ کے نوجوان کا مزا چکھ لے میں بھی تیری طرح لوگوں کی لڑکیوں کا مزا چکھنے والا ہوں۔

امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عورت کے حیض سے پاک ہونے کے بعد جماع سے پہلے ایک طلاق دے پھر جب اسے حیض آئے، پھر پاک ہو تو دوسری طلاق دے پھر اس کو چھوڑے رکھ حتی کہ وہ پھر پاک ہو جائے اس کے بعد اگر چاہے تو طلاق دے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مرد اپنی بیوی کو طہر کی حالت میں جماع سے پہلے طلاق دے، پھر جب اسے حیض آئے پھر پاک ہو تو اس کا ایک قرء مکمل ہوا۔ پھر دوسری طلاق دے پھر اسے دوسرا حیض آئے تو یہ دو طلاقیں ہوئیں اور دو قرء ہو گئے پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری طلاق کا ذکر فرمایا فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ پھر وہ اسے اگر چاہے تو اس طہر میں طلاق دے دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن میں التسریح سے مراد طلاق ہے، بیہقی نے سدی کے طریق سے ابو مالک اور ابو صالح عن ابن عباس اور عن مرہ عن ابی مسعود رضی اللہ عنہم اور دوسرے صحابہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ یہ وہ حد ہے جہاں تک انسان رجوع کر سکتا ہے، یعنی جب ایک طلاق دے یا دو طلاقیں دے پھر روک لے اور معروف طریقہ سے اس سے رجوع کرے یا خاموش رہے، حتی کہ اس کی عدت گزر جائے۔ پس ایسی صورت میں مرد زیادہ حق دار ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مرد اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے تو اسے تیسری طلاق دینے میں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ پھر اگر وہ اسے معروف طریقہ سے روک لے تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 550 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 548

پھر اس سے حسن سلوک سے پیش آئے یا اچھے انداز سے اسے چھوڑ دے اور اس کے حق میں سے کچھ ظلما نہ لے (1)۔

امام شافعی، عبد الرزاق، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب وہ نکاح کرتے تو کہتے میں نے تجھ سے نکاح کیا فَاِمۡسَاكٌۢ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ تَسۡرِيۡحٌۢ بِاِحۡسَانٍ پر جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین حلال طلاق ہے (2)۔

امام البزار نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورتوں کو طلاق نہ دو مگر تہمت اور شک کی بنیاد پر۔ اللہ تعالیٰ مزہ چکھنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں فرماتا (یعنی آج ایک سے نکاح کیا اسے طلاق دے دی پھر دوسری عورت سے نکاح کیا اسے طلاق دے دی)

امام عبد الرزاق نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے معاذ اللہ تعالیٰ نے سطح زمین پر عتاق سے زیادہ محبوب چیز پیدا نہیں کی اور اللہ تعالیٰ نے سطح زمین پر طلاق سے زیادہ مبغوض چیز پیدا نہیں کی۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بطال نے مدینہ میں اپنی بیوی کو ہزار طلاق دی پھر اپنا مسئلہ حضرت عمر کے پاس لے آیا اور کہا میں تو دل لگی کر رہا تھا۔ حضرت عمر نے درہ بلند کیا اور فرمایا تیرے لئے تین طلاقیں کافی ہیں (3)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے متعلق فرمایا، جس نے اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دی تھیں، تین طلاقیں ہو گئیں۔ اب وہ اس مرد کے لئے حلال نہیں ہے حتیٰ کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے۔ فرمایا اگر اس نے ایسا کیا تو میں اسے سزا دوں گا (4)۔

امام بیہقی نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جس شخص نے اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دیں وہ اس کے لئے حلال نہیں حتیٰ کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرلے (5)۔

امام بیہقی نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ کے طریق سے ایک صحابی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں۔ آپ نے فرمایا تین طلاقوں نے تجھ پر وہ عورت حرام کردی ہے اور باقی طلاقوں کو اپنی عورتوں پر تقسیم کر دے (6)۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی نے علقمہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شخص نے گزشتہ رات اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیں۔ میں نے پوچھا کیا تو نے یکبارگی یہ طلاقیں دی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 548

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 504 (2018) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب امضاء الثلاث الخ، جلد 7، صفحہ 334 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 435

تھیں؟ اس نے کہا ہاں فرمایا تو اپنی عورت کو جدا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا ایسا ہو گیا جیسا تو نے کہا تھا۔

فرماتے ہیں ایک شخص آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو گزشتہ رات ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دے دی ہیں اور پوچھا کہ تو نے اسے یک بارگی یہ کہا تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا تو اپنی بیوی کو جدا کرنا چاہتا تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اسی طرح ہے جیسا تو نے کہا ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے طلاق کا امر بیان فرمایا ہے۔ پس جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی جیسا کہ اللہ نے حکم فرمایا ہے۔ پس اس کے لئے حکم بیان کر دیا گیا ہے اور جس نے اپنے اوپر معاملہ کو خلط ملط کیا تو میں بھی اس کے ساتھ ایسا ہی کروں گا۔ اللہ کی قسم تم اپنے اوپر معاملہ کو خلط ملط نہیں کرو گے اور ہم اس کو اسی طرح تم پر محمول کریں گے جیسا تم کہو گے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس عورت کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دی گئی ہیں وہ مدخول بہا عورت کی طرح ہے (2)۔

امام مالک، شافعی، ابوداؤد اور بیہقی نے محمد بن ایاس بن البکیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں جب کہ ابھی تک اس نے دخول نہیں کیا تھا۔ پھر اس نے دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہا، وہ مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا تو میں اس کے ساتھ گیا تا کہ اس کے لئے مسئلہ پوچھوں۔ اس نے ابوہریرہ اور عبداللہ بن عباس سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہمارا خیال تو یہ ہے کہ جب تک وہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے اس وقت تک تو اس سے نکاح نہیں کر سکتا ہے۔ اس نے کہا میں نے اسے یک بارگی طلاقیں دی تھیں۔ ابن عباس نے فرمایا جو کچھ تیرے ہاتھ میں تھا وہ تو نے چھوڑ دیا ہے (3)۔

امام مالک، شافعی، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت معاویہ بن ابی عیاش الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس محمد بن ایاس بن بکیر آیا اور کہا کہ ایک دیہاتی نے اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دی ہیں، تمہاری اب کیا رائے ہے۔ ابن الزبیر نے کہا ہمارے اس مسئلہ میں کوئی قول نہیں ہے، تم ابن عباس اور ابوہریرہ کے پاس جاؤ، میں ان دونوں کو حضرت عائشہ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں، ان سے جا کر پوچھو، وہ گئے اور مسئلہ دریافت کیا تو ابن عباس نے ابوہریرہ سے کہا اے ابوہریرہ فتویٰ دو، تمہارے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے، ابوہریرہ نے فرمایا ایک طلاق تجھ سے اسے جدا کر دیتی ہے اور تین اسے حرام کر دیتی ہیں حتی کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے، ابن عباس نے بھی اسی طرح فرمایا (4)۔

امام مالک، شافعی اور بیہقی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص عبداللہ بن عمرو بن العاص کے پاس اس شخص کا مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا جس نے اپنی بیوی کو چھونے سے پہلے تین طلاقیں دی تھیں، میں نے کہا باکرہ کی ایک طلاق ہے، عبداللہ بن عمرو نے فرمایا تو فیصلہ کرنے والا ہے، ایک اس کو جدا کر دیتی ہے اور تین اسے حرام کر دیتی ہیں حتی کہ وہ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب امضاء الثلاث الخ، جلد 7، صفحہ 435
2۔ ایضاً
3۔ موطا امام مالک، باب طلاق البکر، جلد 2، صفحہ 579 (37) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 571 (38)

کسی دوسرے خاوند سے نکاح کر لے (1)۔

امام شافعی اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص ابن عباس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔ فرمایا ہم تین کو لیتے ہیں اور ستانوے کو چھوڑ دیتے ہیں (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دے دے تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہے حتی کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے (3)۔ بیہقی نے قیس بن ابی حازم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے مغیرہ بن شعبہ سے مسئلہ پوچھا تو میں بھی وہاں موجود تھا، اس نے پوچھا اس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں۔ مغیرہ نے فرمایا تین نے اسے حرام کر دیا اور ستانوے اضافی ہیں (4)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت سوید بن غفلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عائشہ خثعمیہ رضی اللہ عنہا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو عائشہ خثعمیہ نے کہا، جناب کو خلافت مبارک ہو! حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں اور تو خوشی کا اظہار کر رہی ہے، جا تجھے تین طلاقیں ہیں۔ فرماتے ہیں اس نے اپنے کپڑے لپیٹ لئے اور عدت گزرنے تک بیٹھی رہی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف بقیہ مہر اور دس ہزار بطور صدقہ بھیجے۔ جب مال پہنچانے والا اس کے پاس پہنچا تو حضرت عائشہ خثعمیہ رضی اللہ عنہا نے کہا جدائی کرنے والے حبیب کی طرف سے یہ تھوڑا مال ہے۔ جب حضرت حسن کو اس کی یہ بات پہنچی تو آپ رونے لگے اور فرمایا، اگر میں نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا (یا فرمایا) میرے باپ نے مجھے بیان نہ کیا ہوتا کہ جو شخص اقراء کے وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے یا فرمایا غیر مدخول بہا کو تین طلاقیں دے تو وہ اس شخص پر حلال نہیں ہے حتی کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے، تو میں اس عورت سے رجوع کر لیتا (5)۔

امام شافعی، ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت رکانہ بن عبد یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس نے اپنی بیوی سہیمہ کو تین طلاقیں دے دیں پھر اس نے اپنے اس واقعہ کی اطلاع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیش کی اور کہا کہ میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم تو نے فقط ایک کا ارادہ کیا تھا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ عورت اس کو واپس کر دی، پھر اس نے دوسری طلاق حضرت عمر کے زمانہ میں دی تھی اور تیسری عثمان کے زمانہ میں دی تھی (6)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ رکانہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔

1۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 570 (38)
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب جعل الثلاث واحدا، جلد 7، صفحہ 337
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 335، باب امضاء الثلاث ان کن مجموعات
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 336
5۔ ایضاً
6۔ مستدرک حاکم، صفحہ 218 (2808) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

آپ ﷺ نے پوچھا تیرا اس سے کیا ارادہ تھا؟ اس نے کہا ایک طلاق، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم تو نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا۔ فرمایا وہ اسی طرح ہے جیسا تو نے کہا تھا۔ پس آپ ﷺ نے وہ عورت اسے لوٹا دی (1)۔

امام عبدالرزاق، مسلم، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ، ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دو سال دور خلافت میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگوں نے ایک ایسے امر میں جلدی شروع کر دی ہے جس میں ان کے لئے ڈھیل تھی، اگر ہم ان پر یہ نافذ کر دیں۔ پس آپ نے تین طلاقوں کو تین شمار کرنے کا فیصلہ لاگو کر دیا (2)۔

امام شافعی، عبدالرزاق، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابوالصہباء نے ابن عباس سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تین سال تک تین طلاقیں (اکٹھی) ایک شمار کی جاتی تھیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں (3)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جس کو ابوالصہباء کہا جاتا تھا، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ سوال کرتا تھا، اس نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کے عہد میں اور حضرت عمر کے ابتدائی سالوں میں جو شخص بیوی کو تین طلاقیں دیتا اسے وہ ایک شمار کرتے تھے۔ ابن عباس نے فرمایا کیوں نہیں ایسا ہی تھا، جب کوئی شخص دخول سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیتا تھا تو عہد رسالت مآب ﷺ میں اور عہد صدیقی میں اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں اسے ایک شمار کیا جاتا تھا۔ پھر جب لوگوں کو حضرت عمر نے دیکھا کہ وہ اس مسئلہ میں بار بار ارتکاب کر رہے ہیں تو فرمایا ان پر تین طلاقوں کو ہی نافذ کر دو (4)۔

امام عبدالرزاق، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن یزید ابو رکانہ، یا رکانہ نے طلاق دی اور اس نے مزنیہ (قبیلہ) کی عورت سے نکاح کیا تھا، پس وہ عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کی وہ مجھے اتنا بھی فائدہ نہیں دیتا جتنا کہ جیسے یہ بال، کسی بال کو دیتا ہے اس نے اپنے سر سے بال پکڑ (کر دکھایا) پس میرے اور اس کے درمیان تفریق کر دو، نبی کریم ﷺ کو غیرت آئی آپ ﷺ نے رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلایا پھر حاضرین مجلس کو فرمایا کیا تم فلاں کو دیکھتے ہو، اس کا فلاں فلاں عضو عبد یزید کے مشابہ ہے اور فلاں ایسا ایسا اس کے مشابہ ہے؟ صحابہ نے کہا جی ہاں پھر نبی کریم ﷺ نے عبد یزید کو فرمایا اس کو طلاق دے۔ اس نے طلاق دے دی پھر فرمایا تو اپنی بیوی سے رجوع کر لے اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے اسے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے۔ تو رجوع کر لے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (الطلاق: 1) (5)

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 106 (1177) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 9، صفحہ 60 (15) باب طلاق الثلاث مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 61 (16)
4۔ سنن الکبریٰ از بیہقی، باب جعل الثلاث واحدۃ، جلد 7، صفحہ 338
5۔ ایضاً جلد 7 صفحہ 339

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رکانہ نے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو اس پر لوگوں کو شدید غم ہوا، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو نے اسے کیسے طلاق دی تھی؟ اس نے کہا میں نے ایک مجلس میں تین طلاقیں دی تھیں۔ فرمایا ہاں یہ تو ایک طلاق ہے، اگر تو چاہے تو رجوع کر لے پس اس نے رجوع کر لیا۔ ابن عباس کا نظریہ یہ تھا کہ ہر طہر میں ایک طلاق ہے، یہی طریقہ ہے جس پر لوگوں کا عمل ہے اسی کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (الطلاق:1)(1)

امام ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تو ایک منہ سے (یعنی ایک لفظ سے) تین طلاقیں دے گا تو ایک طلاق ہوگی۔

امام حاکم نے روایت کیا ہے اور انہوں نے اس روایت کو صحیح بھی کہا ہے کہ ابوالجوزاء رحمہ اللہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ زمانۂ رسالت میں تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھیں؟ فرمایا ہاں۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عورت کے ساتھ دخول نہیں ہوا اس کی طلاق ایک ہے(2)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کوفہ میں ایک شیخ کہتا تھا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب کوئی شخص ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے تو اسے ایک پر محمول کیا جائے گا، لوگ گروہ در گروہ اس کے پاس آکر یہ مسئلہ سنتے تھے۔ اعمش کہتے ہیں میں بھی آیا اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک شیخ نکلا، میں نے پوچھا ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے والے کے متعلق تو نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا سنا ہے۔ اس نے کہا میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دے تو اسے ایک طلاق کی طرف پھیرا جائے گا۔ میں نے پوچھا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کیسے سنا ہے؟ اس نے کہا میں نے آپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں ایک مجلس میں دے دے تو وہ اس سے جدا ہو جائے گی اور اس پر حلال نہ ہوگی حتی کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔ میں نے کہا افسوس ہے تجھ پر! یہ تو تیرے قول کے خلاف ہے۔ اس نے کہا صحیح یہی ہے، لیکن ان لوگوں نے مجھ سے اس قول کا ارادہ کیا ہے(3)۔

امام بیہقی نے مسلمہ بن حضرت جعفر الاحمس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص جہالت کی وجہ سے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دے تو وہ اسے سنت کی طرف لوٹا کر اسے ایک طلاق بنا دے اور یہ لوگ یہ مسئلہ تمہاری طرف سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ نے فرمایا معاذ اللہ! یہ ہمارا قول نہیں ہے، جس نے تین طلاقیں دیں وہ اتنی ہی ہیں جتنی اس نے کہی ہیں(4)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب جعل الثلاث واحدۃ، جلد 7، صفحہ 339
2۔ ایضاً، باب ماجاء فی طلاق لم یدخل بھا، جلد 7، صفحہ 335
3۔ ایضاً، باب جعل الثلاث واحدۃ، جلد 7، صفحہ 339
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 340

امام بیہقی نے حضرت بسام الصیرفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو عورت کو جہالت کی بناء پر یا علم ہوتے ہوئے تین طلاقیں دے تو عورت اس سے بری ہے (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا کہ مجھے اپنی طلاق کے متعلق بتا۔ اس نے کہا میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دی تھیں جب کہ وہ یمن کی طرف گیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو جائز قرار دیا (2)۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

امام ابوداؤد (نے ناسخ میں) اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مرد اپنی عورت کے اس مال سے کھاتا تھا جو اس نے خود بطور مہر عورت کو دیا ہوتا تھا اور اس کے علاوہ جو مال عورت کو کہیں سے ملا ہوتا تھا اور مرد اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پس اس آیت کے نزول کے بعد عورتوں کے مال سے مردوں کے لئے درست نہ رہا مگر حق کے ساتھ۔ ارشاد فرمایا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۖ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ...... پھر فرمایا فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا (النساء:4) پھر اگر وہ بخش دیں تمہیں کچھ اس سے خوش دلی سے تو کھاؤ خوش گوار سمجھتے ہوئے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اگر نافرمانی عورت کی طرف سے ہو اور وہ فدیہ دینا چاہے تو تمہارا اس فدیہ کو لینے میں کوئی حرج نہیں (3)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ حضرت ثابت بن قیس اور حبیبہ رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تو اس کو اس کا باغ واپس کر دے گی؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے اسے بلایا اور معاملہ ذکر کیا۔ پوچھا میرے لئے یہ باغ واپس لینا جائز ہو گا، فرمایا ہاں (4) شافعی، احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ کے طریق سے حضرت حبیبہ بنت سہل الانصاری رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ ثابت بن قیس کے نکاح میں تھی، صبح کے وقت نبی کریم ﷺ نکلے۔ آپ ﷺ نے اندھیرے میں دروازہ کے پاس حبیبہ کو پایا، پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا میں حبیبہ بنت سہل ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں اور ثابت اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ جب ثابت بن قیس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ حبیبہ بنت سہل ہے۔ اس نے کہا ہے جو اللہ نے چاہا ہے، حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جو کچھ اس نے مجھے دیا تھا وہ میرے پاس

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب جعل الثلاث واحدۃ، جلد 7، صفحہ 340
2۔ سنن ابن ماجہ، باب من طلق ثلاثا فی مجلس واحد، جلد 2، صفحہ 507 (2024)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 555 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 554

ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اس سے لے لے وہ اس نے لے لیا اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس بیٹھ گئی(1)۔

امام عبدالرزاق، ابوداؤد، ابن جریر اور بیہقی نے عمرہ کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حبیبہ بنت سہل حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، انہوں نے اسے مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا۔ وہ صبح کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنے خاوند کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ثابت کو بلایا اور فرمایا اس کا بعض مال لے لے اور اسے جدا کر دے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ یہ صلح ہو گی؟ فرمایا ہاں۔ ثابت نے کہا میں اسے دو باغ بطور مہر دیئے جو اس کے قبضے میں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں لے لے اور اس کو جدا کر دے۔ ثابت نے ایسا کر دیا۔ پھر حبیبہ نے ابی بن کعب سے نکاح کیا تھا پھر وہ اسے لے کر شام گئے تو وہاں ہی ان کا وصال ہو گیا(2)۔

امام بخاری، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جمیلہ بنت عبد اللہ بن سلول، حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا مجھے اس کے خلق اور دین پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن میں بغض کی وجہ سے اس کے ساتھ رہ نہیں سکتی، میں اسلام میں رہ کر کفر کو پسند نہیں کرتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس کا باغ واپس کر دے گی؟ اس نے کہاں ہاں۔ آپ ﷺ نے ثابت سے فرمایا باغ قبول کر لے اور اسے طلاق دے دے۔ ابن ماجہ کے الفاظ اس طرح ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اس سے اپنا باغ واپس لینے اور زیادتی نہ لینے کا حکم فرمایا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا خلع کی اصل ہے؟ انہوں نے فرمایا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں پہلا خلع عبداللہ بن ابی کی بہن کا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ میرا سر اور اس کا سر کبھی جمع نہیں ہو سکتے، میں نے پردہ اٹھایا تو میں نے اسے مردوں کے ایک گروہ میں آتے ہوئے دیکھا، یہ تمام سے زیادہ سیاہ تھا اور کوتاہ قد تھا اور بدصورت تھا۔ اس کے خاوند نے کہا یا رسول اللہ میں نے اسے اپنا بہترین مال دیا تھا یعنی اپنا باغ (بطور مہر) دیا تھا کیا مجھے یہ اپنا باغ واپس کر دے گی، رسول اللہ ﷺ نے عورت سے پوچھا تو کیا کہتی ہے؟ اس نے کہا میں وہ باغ بھی واپس کر دوں گی اور اگر چاہے تو کچھ زیادہ بھی دوں گی۔ راوی فرماتے ہیں آپ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کر دی(4)۔

امام احمد نے حضرت سہل بن ابی حثمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت حبیبہ بنت سہل، حضرت ثابت بن قیس بن سماس رضی اللہ عنہما کی نکاح میں تھی، وہ اسے ناپسند کرتی تھی، وہ بدشکل شخص تھا۔ وہ حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اس کو دیکھ نہیں سکتی، اگر اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کے چہرے پر تھوک دیتی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تو وہ باغ واپس کر دے گی جو اس نے بطور مہر تجھے دیا تھا؟ اس نے کہا ہاں۔ اس نے اس کا باغ واپس کر دیا اور ان کے درمیان آپ ﷺ نے جدائی کر دی اور یہ اسلام میں پہلا خلع تھا۔

1۔ موطا امام مالک، باب ماجاء فی الخلع، جلد 2، صفحہ 564 (31)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 554
3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 524 (2056)
4۔ تفسیر طبری، ایضاً، جلد 2، صفحہ 553

امام ابن جریر نے عبداللہ بن رباح سے اورانہوں نے حضرت جمیلہ بنت ابی بن سلول رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی۔ اس نے اس کی نافرمانی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے جمیلہ کو بلا بھیجا (وہ آئی) تو فرمایا اے جمیلہ تو ثابت کو کیوں ناپسند کرتی ہے؟ جمیلہ نے کہا اللہ کی قسم میں نہ اس کے دین کو اور نہ اس کے خلق کو ناپسند کرتی ہوں لیکن میں صرف اس کی بدصورتی کو ناپسند کرتی ہوں، آپ ﷺ نے جمیلہ سے کہا کیا تو باغ واپس کردے گی، اس نے کہا ہاں۔ اس نے باغ واپس کردیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان جدائی کردی (1)۔

امام ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حبیبہ بنت سہل، ثابت بن قیس بن شمس کے نکاح میں تھی۔ وہ اس کو ناپسند کرتی تھی، وہ بدشکل آدمی تھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم اللہ کا خوف نہ ہوتا تو یہ میرے پاس آتا تو میں اس کے چہرے پر تھوک دیتی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو اس کا باغ واپس کردے گی؟ اس نے کہا جی ہاں۔ اس نے اس کا باغ واپس کردیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کردی (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت جمیلہ بنت ابی بن سلول رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور خلع کرنے کا ارادہ کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھے مہر کیا دیا تھا؟ اس نے کہا باغ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا باغ اسے واپس کردے (3)۔

امام بیہقی نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی میں اپنے خاوند کو ناپسند کرتی ہوں اور اس سے جدائی چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یا تو اس کا وہ باغ واپس کردے گی جو اس نے تجھے بطور مہر دیا تھا اور اس کا مہر ایک باغ تھا، عورت نے کہا ہاں، وہ بھی اور کچھ زیادہ بھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیرے مال سے زیادتی نہیں لی جائے گی لیکن باغ واپس کرنا ہوگا۔ اس نے کہا میں باغ واپس کرتی ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر اس کا فیصلہ کردیا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کی خبر ہوئی تو اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کو قبول کیا (4)۔

امام بیہقی نے ایک طریق سے عطاء کے واسطہ سے ابن عباس سے موصولاً روایت کی ہے اور فرماتے ہیں مرسل ہی صحیح ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کے نکاح میں زینب بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول تھی اور اس کا مہر ایک باغ تھا۔ اس نے اپنے خاوند کو ناپسند کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تو اس کا وہ باغ واپس کردے گی جو اس نے تجھے دیا تھا؟ اس نے کہا ہاں اور کچھ زائد بھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زیادتی نہیں لی جائے گی لیکن باغ واپس کرنا ہوگا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے واپس کردوں گی، پس آپ ﷺ نے اس کے لئے باغ لے لیا اور اسے جدا کردیا۔ جب ثابت کو اس فیصلہ کی خبر پہنچی تو اس نے کہا میں نے اللہ کے رسول کے فیصلہ کو تسلیم کیا (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میری بہن نے اپنے خاوند سے خلع کا ارادہ کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 554
2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 524
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب الخلع بالطلاق، جلد 7، صفحہ 313
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 314
5۔ ایضاً

اور وہ اپنے خاوند کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنا مسئلہ ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کردے گی تا کہ وہ تجھے طلاق دے دے؟ اس نے کہاں وہ باغ بھی واپس کروں گی کچھ زائد بھی دوں گی، اس نے اس سے خلع کیا اور اسے اس کا باغ بھی واپس کر دیا اور کچھ زائد بھی دیا(1)۔

امام البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور ایسی باتیں کی گویا وہ ناپسند کرتی ہے رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کیا تو اس کا باغ اسے واپس کردے گی۔ اس نے کہاہاں، حضور ﷺ نے ثابت کو بلا بھیجا اور فرمایا اس سے باغ لے لے اور اسے طلاق دے دے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ کا ارشاد میاں، بیوی کے لئے ہے اور فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ کا ارشاد اولوالامر کے لئے ہے۔ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ کے تحت فرمایا کہ زیادتی اور ظلم عورت کی طرف سے ہوتو اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے عورت سے فدیہ لینے کو حلال کیا ہے اور خلع جائز نہیں ہے مگر سلطان کے سامنے اور جب عورت راضی ہو اور خاوند کی اطاعت شعار ہو تو پھر مرد کو اس مال سے واپس لینا حلال نہیں ہے جو اس نے اسے دیا تھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ظلم عورت کی طرف سے ہو تو مرد کے لئے فدیہ لینا حلال ہے اور جب ظلم مرد کی طرف سے ہو تو اس کے لئے کچھ لینا حلال نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں خلع صحیح نہیں ہے لیکن جب کہ فساد عورت کی طرف سے ہو، عبد بن حمید نے اللیث سے روایت کیا ہے کہ مجاہد نے اِلَّآ اَنْ يُّخَافَا کو یاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اعمش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبد اللہ کی قرأت میں اِلَّآ اَنْ يَّخَافُوْا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب کے نزدیک فدیہ کی صورت میں ایک طلاق ہے مگر جب کہ دونوں کو گمان ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو ان پر کوئی حرج نہیں کہ وہ عورت اس صورت میں فدیہ دے اور اس کے بعد عورت اس کے لئے حلال نہیں ہے حتیٰ کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرلے(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خلع کو طلاق بائن بنایا ہے(3)۔

امام مالک، شافعی، عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت ام بکر الاسلمیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اس نے اپنے خاوند عبد اللہ بن اسید سے خلع کیا پھر وہ میاں، بیوی اس سلسلہ میں حضرت عثمان کے پاس آئے، تو حضرت عثمان نے فرمایا خلع طلاق ہے مگر جو تم نے آپس میں لین دین طے کیا ہے وہ وہی ہوگا(4)۔

امام عبد الرزاق نے المصنف، ابن المنذر اور بیہقی نے طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب الخلع بالطلاق، جلد 7، صفحہ 314
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 552
3۔ سنن کبریٰ، باب الخلع ہل ہو فسخ او طلاق، جلد 7، صفحہ 316، مطبوعہ دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً

رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس سے اس عورت کے متعلق پوچھا جس کو اس کے خاوند نے دو طلاقیں دیں پھر اس عورت نے اس مرد سے خلع کر لیا کیا اب وہ مرد اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے، ابن عباس نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے طلاق کا ذکر آیت کی ابتداء اور اس کے آخر میں کیا ہے اور خلع ان کے درمیان ہے اور خلع طلاق نہیں ہے اس لئے وہ اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر مجھے یہ معلوم نہ ہوتا کہ میرے لئے چھپانا حلال نہیں ہے تو میں یہ بات کسی سے بیان نہ کرتا کہ ابن عباس فدیہ کو طلاق کو شمار نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ مرد طلاق دے۔ پھر فرماتے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ طلاق کا ذکر اس سے پہلے کیا پھر فدیہ کا ذکر کیا اور اسے طلاق نہیں بنایا پھر فرمایا فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ (البقرہ:230) فدیہ کو طلاق کے ذکر کے درمیان، طلاق شمار نہیں کیا۔

امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں پھر اس سے خلع کر لیا تو مرد اگر چاہے تو اس عورت سے نکاح کر سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَ لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْـًٔا اِلَّاۤ اَنْ یَّخَافَاۤ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَیْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاۤ اَنْ یَّتَرَاجَعَاۤ۔

امام شافعی اور عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہر کام جس کو مال جائز قرار دے وہ طلاق نہیں ہے یعنی خلع طلاق نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ناپسند فرماتے تھے کہ مرد خلع کرنے والی عورت سے اس سے زیادہ مال واپس لے جو اس نے دیا تھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حمید الطویل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رجاء بن حیوہ سے کہا کہ حضرت الحسن رحمہ اللہ خلع میں مہر سے زیادہ مال واپس لینے کو ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا حضرت قبیصہ بن ذویب رحمہ اللہ نے فرمایا اس کے بعد والی آیت پڑھو فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے کثیر مولی سمرہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اپنے خاوند کی نافرمانی کی آپ نے اسے کثیر کے گھر میں رہنے کا حکم دیا وہ تین دن ٹھہری رہی پھر اس نے اسے نکال دیا، حضرت عمر نے عورت سے پوچھا کہ تو نے کیا محسوس کیا۔ اس نے کہا میں نے صرف ان دونوں میں راحت محسوس کی ہے۔ حضرت عمر نے کہا اس سے خلع کر دے اگر چہ اس کی کان کی بالی پر ہی کرو (1)۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خلع کر لے اپنے سر کے بالوں کی چوٹی سے کم کے بدلے میں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 564

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن شہاب الخولانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی بیوی کو ہزار درہم پر طلاق دی۔ پھر ان کا مقدمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو فرمایا تیرے خاوند نے تجھے طلاق بیچ دی ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس طرح طلاق کو جائز قرار دیا۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میرا خاوند جب موجود ہوتا تو مجھ سے کوئی اچھا سلوک نہ کرتا اور جب غائب ہوتا تو مجھے محروم رکھتا، مجھ سے ایک دن لغزش ہوئی، میں نے اسے کہا کیا تو مجھ سے خلع کرے گا اس کے بدلے جو کچھ میری ملکیت میں ہے، مرد نے کہا ہاں۔ پس میں نے ایسا کیا پھر میرے چچا معاذ بن عفراء، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جھگڑا لے گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلع کو جائز قرار دیا اور اس نے میرے سر کا جوڑا اور اس سے کم مال لینے کا اسے حکم دیا۔

امام مالک، شافعی، عبد بن حمید اور بیہقی نے نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صفیہ بنت عبید کی لونڈی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی عورت نے اپنے خاوند سے تمام مال پر خلع کیا جو اس کے پاس تھا۔ عبداللہ بن عمر نے اس کا انکار نہ کیا(1)۔

امام مالک اور بیہقی نے نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ربیع بنت معوذ اور اس کا چچا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ربیع نے بتایا کہ اس نے حضرت عثمان کے زمانہ میں اپنے خاوند سے خلع کیا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے اس کا انکار نہ کیا، عبداللہ بن عمر نے فرمایا خلع کرنے والی کی عدت مطلقہ والی کی عدت ہے(2)۔

امام بیہقی نے عروہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قاضی کی عدالت کے بغیر اپنی بیوی سے خلع کیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے جائز قرار دیا(3)۔

امام مالک نے سعید بن المسیب، ابن شہاب اور سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خلع کرنے والی عورت کی عدت تین قروء ہیں(4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ خلع کرنے والی کی عدت مطلقہ کی عدت کی مثل ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ربیع نے اپنے خاوند سے خلع کیا تو اس کے چچا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عدت کا مسئلہ پوچھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ایک حیض عدت گزارے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے تین حیض عدت گزارے حتیٰ کہ حضرت عثمان نے بھی یہی کہا تھا، ابن عمر بھی یہی فتویٰ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہم سے بہتر تھے اور ہم سے زیادہ عالم تھے(5)۔ مالک، ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خلع کرنے والی کی عدت ایک حیض ہے(6)۔

1۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 565، (32)، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، (33)
3۔ سنن کبریٰ، باب الخلع عند غیر السلطان، جلد 7، صفحہ 316
4۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 578 (60)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 119 (18462) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً، (18461)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خلع کرنے والی کی عدت ایک حیض ہے (1)۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں خلع کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک حیض عدت گزارنے کا حکم دیا (اس حدیث کو ترمذی نے حسن اور حاکم نے صحیح کہا ہے) (2)

امام ترمذی نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں اپنے خاوند سے خلع کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک حیض گزارنے کا حکم دیا (3)۔

امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن ولید بن عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہا کہ مجھے اپنا واقعہ بتا تو اس نے کہا کہ میں نے اپنے خاوند سے خلع کیا پھر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور پوچھا کہ مجھ پر کتنی عدت ہے، حضرت عثمان نے فرمایا تجھ پر کوئی عدت نہیں ہے مگر یہ کہ تیرے خلع کا زمانہ قریب ہے تو ایک حیض ٹھہری رہے، انہوں نے کہا میں اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فیصلہ کی اتباع کرتا ہوں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مریم المغالیہ کے بارے فرمایا تھا اور وہ ثابت بن قیس کی بیوی تھی اور اس نے اس سے خلع کیا تھا (4)۔

امام نسائی نے حضرت ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے اپنی بیوی کو مارا اور اس کا ہاتھ توڑ دیا ان کی بیوی جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی تھی۔ اس کا بھائی اس کی شکایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت کو بلا بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تیرا اس پر ہے وہ لے لے اور اس کا راستہ چھوڑ دے، اس نے کہا ٹھیک ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ایک حیض عدت گزارنے کا اور پھر اپنے اہل کے پاس جانے کا حکم دیا (5)۔

امام شافعی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ وہ دونوں حضرات خلع کرنے والی عورت کے متعلق فرماتے ہیں کہ اسے خاوند طلاق دے تو اسے طلاق واقع نہ ہوگی کیونکہ اس نے ایسی عورت کو طلاق دی ہے جس کا وہ مالک نہیں ہے (6)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب عورتیں خلع کا ارادہ کریں تو تم ان کا انکار نہ کرو۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو عورت بغیر کسی وجہ کے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی بو حرام ہے اور فرمایا خلع کرنے والیاں منافقات ہیں (7)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت اپنے خاوند سے بلاوجہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 120 (18464)، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی کتاب الطلاق، جلد 5، صفحہ 127 (1185) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 126 (1185) 4۔ سنن نسائی، جلد 6، صفحہ 18، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ 5۔ ایضاً

6۔ سنن کبریٰ، جلد 7، صفحہ 317، مطبوعہ دار الفکر بیروت 7۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الطلاق، جلد 5، صفحہ 130 (186)

طلاق کا سوال نہ کرے ورنہ جنت کی بو نہیں پائے گی حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہوتی ہے (1)۔

امام احمد، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلع کرنے والیاں اور اپنے خاوندوں سے چھڑانے والیاں ہی منافقات ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلع کرنے والیاں اور اپنے خاوندوں سے چھڑانے والیاں ہی منافقات ہیں (3)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا

امام نسائی نے محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں اکٹھی دی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا اللہ کی کتاب سے مزاح کیا جاتا ہے جب کہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں حتی کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اسے قتل نہ کر دوں (4)؟

امام بیہقی نے رافع بن سحبان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہیں اس کا کیا حکم ہے؟ عمران نے فرمایا اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور اس پر اس کی بیوی حرام ہو گئی ہے۔ وہ شخص چلا گیا اور ابو موسیٰ کے سامنے ذکر کیا۔ آپ نہیں دیکھتے کہ عمران بن حصین نے ایسا فتویٰ دیا ہے وہ شخص حضرت عمران کا عیب بیان کرنا چاہتا تھا۔ ابو موسیٰ نے کہا اللہ اکبر ابو نجید کی مثل فتویٰ ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۲۳۰

"(دوبارہ طلاق دینے کے بعد) پھر اگر وہ طلاق دے اپنی بیوی کو تو وہ حلال نہ ہو گی اس پر اس کے بعد یہاں تک کہ نکاح کرے کسی اور خاوند کے ساتھ۔ پس اگر وہ (دوسرا) طلاق دے تو کوئی حرج نہیں ان دونوں پر کہ رجوع کر لیں بشرطیکہ انہیں خیال ہو کہ وہ قائم رکھ سکیں گے اللہ کی حدوں کو اور یہ حدیں ہیں اللہ کی وہ بیان فرماتا ہے انہیں ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں خاوند بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ اس کے لئے حلال نہیں ہے حتی کہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے (5)۔

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، صفحہ 523 (2054)
2۔ سنن کبریٰ، جلد 7، صفحہ 316، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 560
4۔ سنن نسائی، جلد 6-5، صفحہ 142، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 569

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ کا تعلق فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ کے ساتھ ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت میں تیسری طلاق کا ذکر ہے اور تیسری طلاق کی اللہ تعالیٰ نے یہ سزا مقرر فرمائی کہ وہ عورت اس کے لئے اب حلال نہیں حتیٰ کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے۔

امام ابن المنذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فَاِنْ طَلَّقَهَا تیسری طلاق ہے۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک غلام نے اپنی آزاد عورت کو دو طلاقیں دیں تو ام سلمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فتویٰ پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا وہ عورت اس پر حرام ہوگئی ہے یہاں تک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

امام شافعی اور بیہقی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں غلام دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور دو طلاقیں دے سکتا ہے اور لونڈی بطور عدت دو حیض گزارے گی اگر اسے حیض نہیں آتا تو دو مہینے گزارے گی(2)۔

امام مالک، شافعی، نحاس اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب غلام اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے دے تو وہ اس پر حرام ہو جاتی ہے حتیٰ کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے خواہ وہ عورت آزاد ہو یا لونڈی ہو اور لونڈی کی عدت دو حیض ہیں اور آزاد کی عدت تین حیض ہیں(3)۔

امام مالک، شافعی اور بیہقی نے ابن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نفیع جو حضرت ام سلمہ کا مکاتب غلام تھا اس نے اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں پھر اس نے حضرت عثمان بن عفان سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ تجھ پر حرام ہوگئی ہے(4)۔

امام مالک، شافعی اور بیہقی نے سلمان بن یسار سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مکاتب غلام نفیع نے اپنی آزاد بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس نے رجوع کا ارادہ کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات نے اسے مشورہ دیا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر مسئلہ پوچھیں۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو حضرت زید ثابت رضی اللہ عنہ بھی وہاں موجود تھے۔ اس نے دونوں سے مسئلہ پوچھا تو دونوں نے کہا تجھ پر عورت حرام ہے، تجھ پر عورت حرام ہے(5)۔

حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ عورت اس پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہے حتیٰ کہ وہ کسی غیر سے نکاح کرے اور وہ اس سے جماع کر لے۔

امام ابن المنذر نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ عائشہ بنت عبد الرحمٰن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 569 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب عدۃ الامۃ، جلد 7، صفحہ 425، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ مؤطا امام مالک، باب طلاق العبد، جلد 2، صفحہ 574 (50) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، (48)
5۔ ایضاً، (47)

بن عتیک النضری کے متعلق نازل ہوئی، وہ اپنے چچازاد بھائی رفاعہ بن وہب بن عتیک کے نکاح میں تھی۔ اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔ اس نے بعد میں حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر القرظی رحمہ اللہ سے نکاح کرلیا، پھر اس نے بھی اسے طلاق دے دی، وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ عبدالرحمٰن نے مجھے چھونے سے پہلے طلاق دے دی ہے، کیا اب میں پہلے خاوند (رفاعہ) سے نکاح کرسکتی ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں حتیٰ کہ وہ (تجھ سے) جماع کرلے۔ وہ ٹھہری رہی جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اس نے مجھ سے جماع کرلیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اپنے پہلے قول کے ساتھ جھوٹ بولا تھا۔ پس میں تیرے دوسرے قول کی تصدیق نہیں کرتا، وہ ٹھہری رہی حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کا وصال ہوگیا، وہ عورت حضرت ابوبکر کے پاس آئی اور کہا کہ مجھ سے دوسرے خاوند نے جماع کرلیا ہے کیا اب میں پہلے خاوند کی طرف لوٹ جاؤں، حضرت ابوبکر نے فرمایا میں اس وقت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں موجود تھا۔ جب آپ ﷺ نے تجھے کہا تھا کہ تو اس کے پاس واپس نہ جا، جب ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے تو وہ حضرت عمر کے پاس آئی تو حضرت عمر نے اسے کہا، اگر تو دوبارہ میرے پاس آئی تو میں تجھے رجم کروں گا، پس آپ نے بھی اسے منع فرمایا۔ پس اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی، یعنی دوسرا خاوند وطی کرنے کے بعد طلاق دے تو پھر پہلے خاوند کی طرف لوٹ سکتی ہے۔

امام شافعی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں۔ رفاعہ القرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی کہ میں رفاعہ کے عقد نکاح میں تھی۔ اس نے مجھے طلاق دے دی (یعنی تین طلاقیں دے دیں) پھر مجھ سے عبدالرحمٰن بن زبیر نے نکاح کیا۔ اس کے پاس کپڑے کے پلو کی طرح ہے (یعنی وہ نامرد ہے)۔ رسول اللہ ﷺ (اس کا یہ جملہ سن کر) مسکرائے اور پوچھا کیا تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے (ایسا نہیں ہوگا) حتیٰ کہ تو اس کا مزہ چکھ لے اور وہ تیرا مزہ چکھ لے(1)۔

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس نے ایک خاوند سے نکاح کرلیا۔ اس نے جماع سے پہلے اسے طلاق دے دی۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا وہ پہلے کے لئے حلال ہے؟ فرمایا نہیں حتیٰ کہ وہ اس کا مزہ چکھ لے جیسا کہ پہلے نے چکھا تھا(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ عورت جس کو رفاعہ القرظی نے طلاق دی تھی اس کا نام تمیمہ بنت وہب بن عبید تھا اور یہ بنی نضیر سے تھی۔

امام مالک، شافعی، ابن سعد اور بیہقی نے حضرت زبیر بن عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رفاع بن سموأل القرظی نے اپنی عورت تمیمہ بنت وہب کو رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تین طلاقیں دیں، پھر اس سے عبدالرحمٰن بن زبیر نے نکاح کرلیا، اس نے اس سے جماع کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکے تو اس نے اسے جدا کردیا اس کے پہلے

1۔ جامع ترمذی، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 34 (118) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 10، صفحہ 5، (115) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

خاوند رفاعہ نے اس سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے رفاعہ کو نکاح کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا وہ تیرے لئے حلال نہیں ہے حتی کہ وہ (غیر) اس کا مزہ چکھ لے (1)۔

امام البزار، الطبرانی اور بیہقی نے زبیر بن عبدالرحمن بن الزبیر عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رفاعہ بن سموأل نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مجھ سے عبدالرحمن نے شادی کی ہے۔ لیکن اس پاس کپڑے کے پلو کی طرح ہے اور اس نے اپنے کپڑے کی پلو کی طرف اشارہ کیا، رسول اللہ ﷺ اس کے کلام سے اعراض فرماتے رہے۔ پھر فرمایا کیا تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے (ایسا ہرگز نہیں ہوگا) حتی کہ وہ اس کا مزہ چکھ لے اور خاوند اس کا مزہ چکھ لے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے متعلق دریافت کیا گیا جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی تھی پھر اس عورت نے دوسرے خاوند سے نکاح کرلیا تھا۔ وہ اس کے پاس داخل ہوا لیکن جماع سے پہلے اسے طلاق دے دی، کیا یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہے؟ فرمایا نہیں حتی کہ وہ دوسرے کا مزہ چکھ لے اور دوسرا خاوند اس کا مزہ چکھ لے (3)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں پھر اس سے دوسرے مرد نے اس سے نکاح کرلیا۔ اس نے دروازہ بند کردیا اور پردہ لٹکا دیا پھر اس کے ساتھ جماع کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی کیا وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہے؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں حتی کہ وہ اس کا ذائقہ چکھ لے اور ایک روایت میں ہے حتی کہ دوسرا اس سے جماع کرلے (4)۔

امام احمد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس کے عقد نکاح میں ایک عورت تھی، اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں، پھر اس عورت نے دوسرے خاوند سے نکاح کرلیا، پھر اس خاوند نے جماع سے پہلے اسے طلاق دے دی، کیا ایسی عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں حتی کہ وہ اس کا مزہ پالے اور وہ عورت اس کا مزہ پالے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے متعلق فرمایا جس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دی تھیں پھر اس نے دوسرے خاوند سے نکاح کرلیا تھا پھر اس نے دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی۔ پہلا خاوند اسے لوٹانا چاہتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں حتی کہ دوسرا خاوند اس کا مزہ چکھ لے (6)۔

1۔ موطا امام مالک، باب نکاح المحلل وما اشبہہ، جلد 2، صفحہ 531 (17)
2۔ سنن کبری از بیہقی، باب امضاء الثلاث، جلد 7، صفحہ 333، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 570
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 573
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 572
6۔ ایضاً

امام احمد اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الغمیصاء یا الرمیصاء نبی کریم ﷺ کے پاس اپنے خاوند کی شکایت لے کر آئی کہ وہ اس سے جماع نہیں کر سکتا، تھوڑی دیر بعد اس کا خاوند آ گیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ جھوٹ کہتی ہے، وہ اس کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ لیکن یہ پہلے خاوند کے پاس لوٹنا چاہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے حتی کہ دوسرا خاوند یہ مزہ چکھ لے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تین طلاقوں والی عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہے حتی کہ دوسرا خاوند اس سے جماع کرلے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں حتی کہ نر کے حرکت کرنے کی طرح وہ اس کو حرکت دے لے، (یعنی اس سے جماع کرلے) (2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے خاوند کے لئے حلال نہیں ہے حتی کہ اس کو حرکت دے دے (یعنی پوری طرح وطی کرے) (3)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں پھر اس کے بھائی نے اس سے مشورہ کے بغیر اس عورت سے نکاح کرلیا تاکہ اپنے بھائی کے لئے حلال کردے، کیا ایسی عورت پہلے خاوند کے لئے جائز ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا نہیں۔ رغبت کے نکاح کے ساتھ حلال ہوتی ہے۔ ہم ایسے (حیلہ امیز نکاح) کو عہد رسالت مآب ﷺ میں زنا اور بدکاری شمار کرتے تھے۔

امام ابواسحٰق الجوز جانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے یہی مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا نہیں مگر نکاح رغبت کے ساتھ عورت حلال ہوگی نہ کہ حیلہ سازی کے نکاح کے ساتھ حلال ہوگی، اللہ کی کتاب کے ساتھ استہزاء نہ کرو۔ تب حلال ہوگی جب دوسرا خاوند اس کا مزہ چکھ لے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام احمد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت کی۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے (4)۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت کرے (5)۔

امام ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 542 (16945)، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 541
3۔ ایضاً، جلد 3۔ صفحہ 542
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6-5، صفحہ 37 (1120)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 6-5، صفحہ 36 (1119)

حلالہ کرانے والے پر لعنت کی (1)۔ ابن ماجہ نے عبداللہ بن عباس سے یہی الفاظ نقل کئے ہیں (2)۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں مستعار نر کے متعلق نہ بتاؤں؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ارشاد فرمایئے۔ فرمایا وہ حلالہ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت کرے (3)۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت کرے (4)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابوبکر الاثرم (اپنی سنن میں) اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حلالہ کرنے والے اور حلالہ کرانے والے کو لایا جائے گا تو میں انہیں رجم کروں گا (5)۔ بیہقی نے حضرت سلیمان بن یسار سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے شخص کا مقدمہ لایا گیا جس نے ایک عورت سے اس لئے نکاح کیا تھا تا کہ اس کے پہلے خاوند کے لئے اسے حلال کر دے۔ حضرت عثمان نے ان کے درمیان جدائی کر دی اور فرمایا عورت پہلے خاوند کے پاس نکاح رغبت کے ساتھ لوٹتی ہے، مکاری کے نکاح کے ساتھ نہیں لوٹتی (6)۔ عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے۔ پس وہ اسے پریشان کرے گا۔ اس نے شیطان کی اطاعت کی، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اس پریشانی سے نکلنے کا راستہ نہیں بنایا، اس شخص نے کہا حلالہ کرنے والے شخص کے بارے تمہارا کیا نظریہ ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا جو اللہ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے دھوکا کی سزا دے گا۔ مالک، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو شخص لونڈی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اسے خرید لیتا ہے تو وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی حتی کہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح کرے (7)۔ مالک نے سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں حضرات سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جو اپنے غلام کا اپنی لونڈی سے نکاح کر دیتا ہے پھر وہ غلام اسے تین طلاقیں دے دیتا پھر اس کا آقا وہ لونڈی اس غلام کو ہبہ کر دیتا ہے، کیا ملک یمین (قبضہ) کی وجہ سے وہ لونڈی، غلام کے لئے دوبارہ حلال ہو جائے گی، حضرت سعید اور سلیمان نے فرمایا نہیں حتی کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے (8)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6-5، صفحہ 36 (1119) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، المحلل والمحلل، جلد 2، صفحہ 460 (1934)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 461 (1936)
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب نکاح المحلل، جلد 7، صفحہ 208، مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ مصنف عبدالرزاق، باب التحلیل، جلد 6، صفحہ 265 (10777) مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت
6۔ سنن کبریٰ، باب نکاح المحلل، جلد 7، صفحہ 208
7۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 537 (30) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
8۔ ایضاً، (31)

امام بیہقی نے حضرت عبیدہ السلمانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب کسی شخص کی لونڈی، کسی کے نکاح میں ہو پھر وہ خاوند اسے طلاق دے دے یعنی تین طلاقیں دے دے پھر اس لونڈی کا آقا اس سے وطی کرے تو وہ اس خاوند کے لئے حلال نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس سے کوئی دوسرا خاوند نکاح کرے اور اسے وہ شخص حلال کرے گا جس پر پہلے وہ حرام ہو پھر وہ اس سے نکاح کرے اور پھر وطی کر کے طلاق دے تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگی (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آقا کا اپنی لونڈی سے وطی کرنا اس کو اپنے خاوند کے لئے حلال نہیں کرتا حتی کہ دوسرا خاوند اس سے نکاح کر کے وطی کرے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو جماع سے پہلے ہی طلاق دے دی وہ شخص ابن عباس سے مسئلہ پوچھنے آیا جب کہ ابو ہریرہ بھی حضرت ابن عباس کے پاس موجود تھے، ابن عباس نے فرمایا اے ابو ہریرہ یہ مشکل مسائل میں سے ایک ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک طلاق اسے جدا کر دیتی ہے اور تین طلاقیں اسے حرام کر دیتی ہیں، ابن عباس نے فرمایا اے ابو ہریرہ تو نے یہ مسئلہ واضح کر دیا ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ پر دو امر مشکل تھے۔ یہ آیت کریمہ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يَّتَرَاجَعَاۤ۔ پس میں نے قرآن پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ دوسرا خاوند اس عورت کو طلاق دے دے تو وہ پہلے تین طلاقیں دینے والے کے پاس لوٹ آئے گی۔ فرماتے ہیں میں ایک ایسا شخص تھا جسے بہت زیادہ مذی آتی تھی۔ میں نے اس کا حکم پوچھنے سے شرم محسوس کیا کیونکہ آپ کی صاحبزادی میرے عقد نکاح میں تھی میں نے حضرت مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ کو یہ مسئلہ پوچھنے کے لئے کہا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مذی میں وضو ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ پہلے خاوند کی عدت سے فارغ ہونے کے بعد جب عورت دوسرے خاوند سے نکاح کرے گی پھر وہ اس سے دخول کرے گا تو پہلے خاوند پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اس سے نکاح کرے جب کہ دوسرا اسے طلاق دے دے یا مر جائے پس وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہوگی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنْ ظَنَّاۤ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ اگر میاں بیوی کو یقین ہو کہ اس کا نکاح مکاری اور حیلہ پر قائم نہیں ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ سے مراد یہ ہے کہ وہ اطاعت الٰہی اور حکم الٰہی کو قائم رکھ سکیں گے۔

1۔ سنن کبریٰ، باب نکاح المحلل، جلد 7، صفحہ 376
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 537
3۔ تفسیر طبری، جلد 2، صفحہ 574

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَ لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۫ وَّ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مَاۤ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَ الْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۲۳۱﴾

"اور جب تم طلاق دے دو عورتوں کو اور وہ پوری کر لیں اپنی عدت پس یا تو روک لو انہیں بھلائی کے ساتھ یا چھوڑ دو انہیں بھلائی کے ساتھ اور نہ روکو انہیں تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو اور جو کوئی کرے گا اس طرح تو وہ ظلم کرے گا اپنی ہی جان پر اور نہ بنالو اللہ کی آیتوں کو مذاق اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہے اور (یاد کرو) جو اس نے نازل فرمایا تم پر قرآن اور حکمت وہ نصیحت فرماتا ہے تمہیں اس سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر عدت کے مکمل ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا پھر طلاق دیتا پھر رجوع کر لیتا تھا۔ وہ اسے تنگ کرتا تھا اور اسے تکلیف دیتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام مالک، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ثور بن زید الدیلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر رجوع کر لیتا تھا جب کہ اسے اس کی کوئی حاجت نہیں ہوتی تھی اور وہ اسے اپنے پاس رکھنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ وہ اسے تکلیف دینے کی غرض سے اس کی عدت کو طول دینا چاہتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ لوگوں کو نصیحت فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ ایک انصاری کے متعلق نازل ہوئی جسے ثابت بن یسار کہا جاتا تھا، اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی حتی کہ جب اس کی عدت کے دو یا تین دن باقی تھے تو اس نے رجوع کر لیا پھر اس نے اسے طلاق دے دی، پھر جب کچھ دن باقی تھے تو اس نے رجوع کر لیا پھر طلاق دے دی، حتی کہ اس بیچاری نے نو مہینے عدت گزاری، اس طرح اس نے اسے تکلیف پہنچائی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا لَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، ضِرَارًا کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص اپنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 576 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 577

بیوی کو طلاق دے پھر اس کے حیض کا آخری دن باقی ہو تو رجوع کرے پھر طلاق دے پھر آخری حیض کا آخری دن باقی ہو تو پھر رجوع کر لے۔ اس طرح وہ عورت کو تکلیف پہنچاتا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے الحسن سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی عورت کو طلاق دیتا ہے پھر اس کی عدت گزرنے کے قریب پہنچتی ہے تو وہ اس سے رجوع کرنے پر گواہ قائم کر لیتا ہے پھر طلاق دے دیتا ہے۔ پھر جب عدل گزرنے کے قریب پہنچتی ہے تو رجوع پر گواہ بنالیتا ہے، اس سے اس کا مقصود اس کی عدت کو طول دینا ہوتا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ شخص جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر اسے چھوڑے رکھتا ہے حتیٰ کہ اس کی عدت کے آخری دن رجوع کر لیتا ہے وہ اس کو اپنے پاس رکھنے کی غرض سے رجوع نہیں کرتا بلکہ وہ اسے تکلیف پہنچانے اور اس کی عدت کو لمبا کرنے کے لئے ایسا کرتا ہے۔ پھر وہ اسے طلاق دے دیتا ہے پھر جب عدت کا آخری دن ہوتا ہے تو وہ رجوع کر لیتا ہے۔ یہ ہے وہ شخص جو تکلیف پہنچاتا ہے اور یہ ہے وہ شخص جو آیات الٰہیہ کا استہزاء کرتا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر خاموش ہو جاتا ہے حتیٰ کہ اس کی عدت میں سے چند دن باقی ہوتے ہیں تو وہ رجوع کر لیتا ہے پھر اسے طلاق دیتا ہے۔ پس اس طرح اس کی عدت نو حیض یا نو ماہ بن جاتی ہے۔ اسی لئے فرمایا وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا۔(4)

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس قوم کا کیا حال ہوگا جو اللہ کی حدود کے ساتھ استہزاء کرتی ہے۔ ایک شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھ سے رجوع کیا، میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھ سے رجوع کیا، میں نے تجھے طلاق طلاق دی، میں نے تجھ سے رجوع کیا۔ یہ مسلمانوں کی طلاق نہیں ہے۔ عورت کو عدت سے پہلے طلاق دو(5)۔

حضرت ابوبکر بن ابی داؤد نے المصاحف میں عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ایسے ہی واقعات پر نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دوسرے شخص کو کہتا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح تجھ سے کر دیا پھر کہتا میں نے یہ مزاحا کہا ہے۔ کہتا میں نے آزاد کیا پھر کہتا میں نے دل لگی کرتے ہوئے کہا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جو بطور مزاح یا سنجیدگی میں کہے گا وہ اس پر لاگو ہو جائیں گی (1) طلاق (2) آزاد کرنا (3) نکاح۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 575
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب و اذا طلقتم النساء، جلد 7، صفحہ 368
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 575
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 577
5۔ سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 504 (2017)

امام ابن ابی عمر نے اپنی مسند میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر کہتا میں نے دل لگی کی ہے، غلام آزاد کرتا پھر کہتا میں نے دل لگی کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد نازل فرمایا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو طلاق دے گا یا آزاد کرے گا پھر کہے گا میں نے مزاح کیا تھا تو اس کا یہ قول معتبر نہ ہوگا، اس کی طلاق اور آزاد کرنا واقع ہو جائے گا اور اس پر ان کا حکم نافذ ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی حالانکہ وہ دل لگی کر رہا تھا اس کا طلاق دینے کا ارادہ نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا نازل فرمایا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر طلاق لازم کر دی۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا اور کہتا تھا میں دل لگی کر رہا تھا۔ آزاد کرتا تھا تو کہتا تھا میں دل لگی کر رہا تھا۔ نکاح کرتا تھا اور کہتا میں دل لگی کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا۔ کا ارشاد نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے طلاق دی یا غلام آزاد کیا یا نکاح کیا یا کسی کا نکاح کرایا خواہ وہ سنجیدہ حالت میں ہو یا مزاح کی حالت میں ہو اس پر وہ حکم نافذ ہو جائے گا(1)۔

امام طبرانی نے الحسن عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا تھا پھر کہتا میں نے مزاحا ایسا کیا ہے، پھر غلام آزاد کرتا تھا اور کہتا میں نے مزاحا ایسا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا کا ارشاد نازل فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے طلاق دی یا حرام کیا یا نکاح کیا، یا کسی دوسرے کا نکاح کرایا پھر کہا کہ میں مزاح کرنے والا تھا تو اس کو سنجیدہ ہی سمجھا جائے گا۔

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی بھی متصور ہوتی ہے اور ان میں مزاح بھی سنجیدگی متصور ہوتی ہے (وہ یہ ہیں) نکاح، طلاق اور رجوع کرنا(2)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چار چیزیں مقفل ہیں نذر، طلاق، عتق اور نکاح(3)۔

امام مالک، عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جن میں مزاح کا تصور نہیں۔ نکاح، طلاق، عتاق(4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابودرداء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تین باتیں ایسی ہیں جن میں مزاح کرنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 578
2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الطلاق، جلد 6-5، صفحہ 125 (1184) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبری از بیہقی، باب صریح الفاظ الطلاق، جلد 7، صفحہ 341
4۔ مؤطا امام مالک، باب جامع النکاح، جلد 2، صفحہ 548 (56)

والا بھی سنجیدہ متصور ہوتا ہے نکاح، طلاق اور عتاق۔

امام عبدالرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چار چیزیں ایسی ہیں جن میں مزاح کی گنجائش نہیں۔ نکاح، طلاق، عتاق اور صدقہ۔

امام عبدالرزاق نے عبدالکریم بن امیہ عن جدہ بن ہبیرہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جن میں مزاح کرنے والے اور سنجیدہ کا حکم برابر ہے۔ طلاق، صدقہ، عتاق۔ عبدالکریم فرماتے ہیں طلق بن حبیب رحمہ اللہ نے فرمایا ہدی اور نذر۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے مزاحاً طلاق دی اس کی طلاق نافذ ہے جس نے دل لگی کرتے ہوئے آزاد کیا اس کا عتق نافذ ہو گیا جس نے مزاحاً نکاح کیا اس کا نکاح نافذ ہوگا۔

امام مالک، شافعی، عبدالرزاق، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ سو طلاقیں دی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا تین طلاقوں نے اسے تجھ پر حرام کر دیا اور بقیہ تجھ پر بوجھ ہیں تو نے اللہ کی آیات کے ساتھ مزاح کیا ہے (1)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے انہیں بتایا کہ اس نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں تو ابن مسعود نے فرمایا تین طلاقوں کے ساتھ وہ تجھ سے جدائی کی گئی ہے اور باقی تجھ پر گناہ اور زیادتی ہیں (2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت داؤد بن عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے دادا نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیں پھر میرے والد صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا ماجرا عرض کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیرا دادا اللہ سے نہ ڈرا، تین تو اس کی جائز تھیں، باقی ستانوے ظلم و زیادتی ہیں، اللہ چاہے گا تو اسے عذاب دے گا، چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن عباس سے اس شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دیں تو عبداللہ بن عباس نے فرمایا جوزاء (برج) کے سرے پر جو تین ستارے ہیں وہ اس کی جدائی کے لئے کافی ہیں۔

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ یَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَیْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۲﴾

1۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 550 (1)، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب الاختیار، جلد 7، صفحہ 332

''اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں اپنی عدت تو نہ منع کرو انہیں کہ نکاح کر لیں اپنے خاوندوں سے جب کہ رضامند ہو جائیں آپس میں مناسب طریقے سے۔ یہ فرمان الٰہی (ہے) نصیحت کی جاتی ہے اس کے ذریعے اس کو جو تم میں سے یقین رکھتا ہو اللہ پر اور قیامت پر۔ یہ بہت پاکیزہ ہے تمہارے لئے اور بہت صاف اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔

امام وکیع، بخاری، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت معقل بن یسار رحمہ اللہ کے طریق سے بیان کیا ہے فرماتے ہیں میری ایک بہن تھی، میرے چچا کا بیٹا میرے پاس آیا کہ میں اپنی بہن کا نکاح اس سے کر دوں۔ پہلے میری یہی بہن ان کے عقد نکاح میں تھی۔ پھر انہوں نے طلاق دے دی تھی اور عدت گزرنے تک رجوع نہیں کیا تھا، میرا چچازاد بھائی اس کی خواہش کرتا تھا اور میری بہن بھی اسے ہی پسند کرتی تھی۔ پھر اس نے دوسرے لوگوں کے ساتھ دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا، میں نے اپنے چچازاد بھائی سے کہا ارے احمق میں نے اس کا تجھ سے پہلے نکاح کر کے تجھے عزت بخشی تھی تو نے پھر خود طلاق دی تھی اب تو پھر پیغام نکاح لے کر آیا ہے۔ اللہ کی قسم اب وہ تیرے پاس کبھی نہیں آئے گی۔ وہ میرا چچازاد بھائی بالکل بے عیب تھا اور میری بہن بھی چاہتی تھی کہ اس کی طرف لوٹ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادوں کو جان لیا اور مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ میرے متعلق نازل ہوئی میں نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اس کا نکاح اپنے چچازاد بھائی سے دوبارہ کر دیا۔ بعض روایات میں ہے کہ جب معقل نے یہ آیت سنی تو کہا میں نے اپنے رب کا ارشاد سنا اور اس کی اطاعت کی۔ پھر انہوں نے اپنے چچازاد بھائی کو بلایا اور کہا میں تجھ سے نکاح کرتا ہوں اور تجھے عزت دیتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت اس شخص کے متعلق نازل ہوئی جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیتا تھا، پھر جب اس کی عدت گزر جاتی تو اسے خیال آتا کہ وہ اس سے رجوع کر کے نکاح کرے اور عورت میں بھی اس پہلے خاوند سے نکاح کا ارادہ رکھتی تھی تو اس کے اولیاء اسے پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح سے روکتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو ایسا کرنے سے منع فرمایا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ کا معنی فَلَا تَمْنَعُوْهُنَّ روایت کیا ہے۔ یعنی تم انہیں نہ روکو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت مزینہ قبیلہ کی ایک عورت کے متعلق نازل ہوئی، جسے اس کے خاوند نے طلاق دی تھی پھر وہ عدت گزارنے کے بعد جدائی ہوگئی تھی تو اس کے بھائی معقل بن یسار نے اسے پہلے خاوند سے نکاح کرنے سے روکا اور اسے وہ تکلیف پہنچاتا تھا کہ کہیں وہ پہلے خاوند کی طرف لوٹ نہ جائے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2041 (5021)، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 582
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 581

اور اس کی بہن حضرت جمل بنت یسار رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی جو ابو البداح کے عقد میں تھی۔ اس نے اسے طلاق دی تھی پھر اس کی عدت گزر گئی تو ابو البداح نے اس کی طرف پیغام نکاح بھیجا، تو معقل نے بہن کو نکاح کرنے سے روکا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو اسحٰق الہمدانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فاطمہ بنت یسار کو خاوند نے طلاق دے دی پھر اس نے دوبارہ نکاح کا پیغام بھیجا تو معقل نے انکار کیا اور کہا ہم نے تجھے نکاح کر دیا تھا پھر تو نے اس کو طلاق دی تھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ...... (2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ چار آیات جابر بن عبد اللہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ اس کی ایک چچازاد بہن تھی۔ اسے اس کے خاوند نے ایک طلاق دے دی تھی۔ پھر جب اس کی عدت گزر گئی تو اس نے رجوع کا ارادہ کیا، پس جابر نے انکار کیا اور کہا تو نے ہماری چچازاد بہن کو طلاق دی تھی پھر تو دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے، عورت بھی اپنے پہلے خاوند کے پاس واپس جانا چاہتی تھی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے سدی عن ابی مالک کے طریق سے روایت کیا ہے کہ جب عورت مہر پر راضی ہو، اسی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی پھر وہ شرمندہ ہوا اور عورت بھی شرمندہ ہوئی، خاوند نے رجوع کا ارادہ کیا تو اس کے ولی نے انکار کر دیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن کی اس آیت میں اولیاء کو خطاب ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے روایت نقل کی ہے کہ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ سے مراد مہر، گواہ اور نکاح ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بغیر خاوند کے جو عورتیں ہیں ان کا نکاح کرو، ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ان کے درمیان مہر کیا ہے فرمایا جس پر ان کے اہل راضی ہو جائیں (4)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ اللہ جانتا ہے جو ان سے ہر ایک کی دوسرے سے محبت ہے اے ولی وہ تم نہیں جانتے۔

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۚ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 581 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 582 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 584

عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَ تَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۗ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۳﴾

''اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو پورے دوسال (یہ مدت) اس کے لئے ہے جو پورا کرنا چاہتا ہے دودھ کی مدت۔ اور جس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ہے کھانا ان ماؤں کا اور ان کا لباس مناسب طریقہ سے۔ تکلیف نہیں دی جاتی کسی شخص کو مگر اس کی حیثیت کے مطابق۔ نہ ضرر پہنچایا جائے کسی ماں کو اس کے لڑکے کے باعث اور نہ کسی باپ کو (ضرر پہنچایا جائے) اس کے لڑکے کے باعث اور وارث پر بھی اسی قسم کی ذمہ داری ہے۔ پس اگر دونوں ارادہ کرلیں دودھ چھڑانے کا اپنی مرضی اور مشورہ سے تو کوئی گناہ نہیں دونوں پر اور اگر تم چاہو تو دودھ پلواؤ (دایہ سے) اپنی اولاد کو، پھر کوئی گناہ نہیں تم پر جبکہ تم ادا کردو جو دینا ٹھہرایا تھا تم نے مناسب طریقہ سے اور ڈرتے رہو اللہ سے اور (خوب) جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اسے دیکھنے والا ہے''۔

امام وکیع، سفیان، عبدالرزاق، آدم، عبد بن حمید، ابوداؤد (الناسخ میں) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَالْوَالِدٰتُ سے مراد مطلقات ہیں اور حَوْلَيْنِ سے مراد دوسال ہیں لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا فرماتے ہیں عورت نقصان کی غرض سے بچے کو دودھ پلانے سے انکار نہ کرے تاکہ باپ کو تکلیف پہنچے وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ یعنی باپ اپنے بیٹے کی وجہ سے ماں کو تکلیف نہ پہنچائے یعنی باپ ماں کو دودھ پلانے سے نہ روکے تاکہ ماں پریشان رہے۔ عَلَى الْوَارِثِ یہاں الْوَارِثِ سے مراد ولی ہے فرماتے ہیں معروف طریقہ پر نفقہ، کفالت اور رضاعت اس پر بھی ضروری ہے اگر بچے کا اپنا مال نہ ہو اور ماں کو تکلیف بھی نہ ہو فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فرماتے ہیں اگر میاں بیوی بچے کا دودھ چھڑانے کا باہم رضامندی اور مشورہ سے ارادہ کریں جب کہ اپنی ذاتوں اور بچے کا نقصان نہ ہو فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا تو ان پر کوئی حرج نہیں ہے وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ اگر تم چاہو کہ دودھ پلاؤ دایہ سے اپنی اولاد کو جب تمہیں بچے کے ضیاع کا اندیشہ ہو تو پھر کوئی گناہ نہیں تم پر جب کہ تم ادا کردو جو دودھ پلانے کا معاوضہ تم نے ٹھہرایا تھا مناسب طریقہ سے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کا یہ مفہوم بیان فرماتے تھے کہ ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے جب کہ اس سے اس کا ایک بیٹا ہے تو وہ دوسری عورت کی بنسبت دودھ پلانے کی زیادہ حق دار ہے، یہ عورتیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں، یہ حکم اس کے لئے ہے جو مدت رضاعت کو مکمل کرنا چاہتا ہے۔ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ اس سے مراد باپ ہے

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب وعلی الوارث مثل ذلک، جلد 7، صفحہ 478، مطبوعہ دارالفکر بیروت

جس کا بیٹا ہے رِزْقُهُنَّ سے مراد ماں کا رزق ہے۔ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا فرماتے ہیں اللہ دودھ پلانے والیوں کے نفقہ کے سلسلہ میں کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی کہ اس کو طاقت ہے۔ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا یعنی مرد بیوی کو تکلیف نہ دے اس طرح کہ بچے اس سے چھین لے جب کہ وہ بچہ نہ دینا چاہتی ہو۔ وَ لَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ، یعنی عورت بھی ایسا نہ کرے کہ جب اس کا خاوند اسے طلاق دے تو وہ اسے نقصان پہنچائے اور خاوند کو تکلیف پہنچانے کے لئے بچہ اس کی طرف بھیج دے۔ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا یعنی والدین اگر بچے کا دو سال سے پہلے دودھ چھڑانے کا ارادہ کریں۔ عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا جب کہ دونوں اس پر متفق ہوں۔ وَ اِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ انسان پر کوئی حرج نہیں کہ وہ کسی دایہ سے بچے کو دودھ پلائے اور اس کا اجر اس کے حوالے کر دے۔ اِذَا سَلَّمْتُمْ دودھ پلانے والوں کے اجر کے سلسلہ میں جب تم اللہ کے امر کو تسلیم کر لو۔ مَّاۤ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی جو تم دایہ کو اس کی مقررہ اجرت سے زیادہ دے دو، وَ اتَّقُوا اللّٰهَ، یعنی اس کی نافرمانی نہ کرو پھر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ڈرایا اور فرمایا خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے جو تم کر رہے ہو۔

امام حاکم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پھر مجھے وہ فرشتہ لے کر چلا میں نے عورتوں کو دیکھا جن کے پستانوں کو سانپ نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں، بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جو اپنی اولاد کو دودھ نہیں پلاتی تھیں۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ الْوَالِدٰتُ سے مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں طلاق ہو جاتی ہے یا ان کا خاوند فوت ہو جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو عورت چھ ماہ میں بچہ جنے وہ پورے دو سال دودھ پلائے اور جو سات ماہ میں بچہ جنے وہ تیس ماہ دودھ پلائے تا کہ تیس ماہ مکمل ہو جائیں۔ جب نو ماہ میں بچہ جنے تو وہ اکیس ماہ دودھ پلائے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (احقاف:15)(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رضاع (دودھ پلانے) کی مدت دو سال مکمل متعین فرمائی ہے اس کے لئے جو رضاعت کو مکمل کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر فرمایا اور دو سال سے پہلے اور بعد جو دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابو الاسود الدیلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس عورت کا مقدمہ پیش کیا گیا جس نے چھ ماہ میں بچہ جنا تھا، حضرت عمر نے اس کو رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس فیصلہ کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اس پر رجم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ الْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ۔ پس چھ ماہ حمل کے ہیں اور دو سال دودھ پلانے کے ہیں تو یہ کل تیئس مہینے بنتے ہیں(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 588 2۔ ایضاً 3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب فی اقل الحمل، جلد 7، صفحہ 442

امام وکیع ،عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے فاید بن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عثمان کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ ماہ میں بچہ جنا تھا، حضرت عثمان نے اسے رجم کا حکم فرمایا، ابن عباس نے فرمایا اگر یہ کتاب اللہ کے ساتھ جھگڑا کرے تو جھگڑا کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ۔ اور دوسری آیت میں فرمایا وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ اس نے چھ ماہ پیٹ میں اٹھائے رکھا پھر یہ اسے دو سال دودھ پلائے گی، حضرت عثمان نے اس عورت کو بلایا اور رہا کر دیا۔ ابن جریر نے زہری کے طریق سے ایک اور سند سے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن عمر اور ابن عباس سے دو سال کے بعد دودھ پلانے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے وَ الْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ۔ تلاوت کی اور فرمایا ہم دو سال کے بعد کسی رضاعت کے متعلق کسی چیز کی حرمت کا نظریہ نہیں رکھتے۔ (یعنی دودھ سال بعد بچہ دودھ پیے تو اس سے رضاعت ثابت نہ ہوگی) (1)

امام ابن جریر نے ابوالضحیٰ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے سنا کہ (اس آیت کے موجب) ان دو سالوں میں ہی رضاعت ثابت ہوتی ہے (2)۔

امام ترمذی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاع سے حرمت ثابت نہیں ہوتی مگر اس صورت میں جب وہ آنتوں کو چیرے اور دودھ چھڑانے سے پہلے ہو (3)۔

امام ابن عدی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاع سے حرمت کا ثبوت نہیں ہوتا مگر جو دو سال کے اندر ہو (4)۔

امام الطیالسی اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت ثابت نہیں ہوتی اور بالغ ہونے کے بعد یتیمی کا کوئی تصور نہیں۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور ابن عدی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلوغت کے بعد یتیمی نہیں ہے اور دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت نہیں ہے اور دن سے لے کر رات تک خاموشی نہیں ہے اور روزے میں صوم وصال نہیں ہے اور معصیت میں نذر نہیں ہے اور معصیت میں نفقہ نہیں ہے اور رشتہ داری ختم کرنے میں قسم نہیں ہے۔ ہجرت کے بعد دارالکفر میں جانا جائز نہیں ہے (یا یہ معنی کہ علم کی تحصیل شروع کرنے کے بعد اس کو چھوڑنا جائز نہیں ہے) فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ عورت کے لئے خاوند کی اجازت کے بغیر قسم اٹھانا لغو ہے۔ بچہ کی قسم باپ کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہے، غلام کی قسم آقا کی اجازت کے بغیر درست نہیں ہے، نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہے اور ملکیت سے پہلے آزاد کرنا نہیں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 589　2۔ ایضاً

3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5،6، صفحہ 77، (1152)　4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ماجاء فی تحدید ذلک بالحولین، جلد 7، صفحہ 462

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اس طرح ہے لِمَنْ اَرَادَتْ اَنْ يُّكْمِلَ الرِّضَاعَةَ۔

امام ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ باپ پر ماؤں کا نفقہ اور لباس اس کی معاشی حالت کے مطابق ہوگا(1)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ یعنی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ بچہ باپ پر ڈال دے جب کہ وہ کوئی دوسری دودھ پلانے والی نہ پائے اور مرد کے لئے بھی اسے تکلیف دینا جائز نہیں ہے کہ وہ اس سے بچہ چھین لے جب کہ وہ بچہ کو دودھ پلانا چاہتی ہو۔ وَعَلَى الْوَارِثِ وارث سے مراد میت کا ولی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے عطاء، ابراہیم اور شعبی رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ بچے کا وارث اس پر خرچ کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فرماتے ہیں وارث پر نفقہ واجب ہے۔ ایک روایت میں ہے بچہ کا نفقہ وارث پر ہے جب کہ بچے کا اپنا مال نہ ہو۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فرماتے ہیں بچے کے وارث پر رضاعت کی اجرت واجب ہے جب کہ بچے کا مال نہ ہو، جیسا کہ باپ پر رضاعت کی اجرت واجب تھی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عطاء سے پوچھا وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے فرمایا بچے کے وارث پر اس کی مثل ہے جو اللہ نے ذکر فرمایا۔ میں نے پوچھا کیا دودھ پلانے والی کی اجرت پر بچے کی وارث کو مجبور کیا جائے گا جب کہ وارث اسے پسند نہ بھی کرتا ہو، انہوں نے فرمایا کیا وہ اسے مرنے کے لئے چھوڑ دے گا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے پاس اپنے بچے کے وارث سے بچے کے نفقہ کے متعلق جھگڑتے ہوئے آئی، تو عبد اللہ نے بچے کے مال سے خرچ کرنے کو کہا اور وارث سے کہا کیا تم نے یہ نہیں پڑھا وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ اگر بچے کا اپنا مال نہ ہوتا تو میں تجھ پر اس کے نفقہ کا فیصلہ کرتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انسان کو اپنے غریب بھائی کے نفقہ پر مجبور کیا جائے گا جب وہ خوشحال ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں ہر ذی رحم محرم کو نادار کے خرچ پر مجبور کیا جائے گا۔

امام سفیان، عبد الرزاق، ابوعبید نے (الاموال میں) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، النحاس (الناسخ میں) اور بیہقی نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ عمر بن خطاب نے ایک لاوارث بچہ کے خرچ کے لئے اس کے چچازاد بھائی کو قید کیا۔

امام سفیان بن عیینہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فرماتے ہیں بچے کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 593

وارث پر لازم ہے کہ وہ اس کو دودھ پلائے، جیسا کہ اس کے باپ پر لازم ہوتا ہے (جب کہ وہ زندہ ہو)۔

امام ابن جریر اور نحاس نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وارث سے مراد بچہ ہے (1)۔

امام وکیع نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بچہ کا دودھ اس کے حصہ سے ہوگا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت عطاء الخراسانی عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فرماتے ہیں وارث پر بچے کا خرچ لازم ہے حتی کہ اس کا دودھ چھڑا دیا جائے اگر اس کے باپ نے مال نہ چھوڑا ہو (2)۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے مجاہد اور شعبی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فرماتے ہیں وارث پر لازم ہے کہ وہ تکلیف نہ پہنچائے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں فِصَالًا کا معنی دودھ چھڑانا ہے (4)۔

امام وکیع، سفیان، عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مشورہ دو سال سے کم میں ہے، عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ والد کی اجازت کے بغیر بچے کا دودھ چھڑا دے اور باپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ عورت کی رضا کے بغیر دودھ چھڑائے (5)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بچے کی ماں سے دودھ پلاؤ یا کسی غیر سے، کوئی حرج نہیں ہے جب تم اس کا وہ اجر عطا کر دو جو تم نے طے کیا ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر والد اور والدہ راضی ہوں تو دایہ سے دودھ پلانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ۚ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۳۴﴾

"اور جو لوگ فوت ہو جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں بیویاں تو وہ بیویاں انتظار کریں چار مہینے اور دس دن اور جب پہنچ جائیں اپنی (اس) مدت کو تو کوئی گناہ نہیں تم پر اس میں جو کریں وہ اپنی ذات کے بارے میں مناسب طریقہ سے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب واقف ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 601
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 603
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 478، مطبوعہ دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 606
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 609

ہے کہ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ جب کوئی شخص مرجاتا اور اپنی بیوی چھوڑ جاتا تو ایک سال اس کے گھر میں عدت گزارتی اور اس پر اس کے خاوند کے مال سے خرچ کیا جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ متوفی عنھا کی عدت چار ماہ دس دن ہے، لیکن اگر عورت حاملہ ہو تو اس کی عدت وضع حمل ہے اور عورت کے لئے میراث کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ (النساء:12) میراث کو بیان فرمایا اور وصیت اور نفقہ کو چھوڑ دیا۔ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ یعنی جب عورت کو طلاق ہو جائے یا اس کا خاوند مرجائے تو عدت گزرنے کے بعد اس پر کوئی حرج نہیں کہ نکاح کرنے کی خاطر میک اپ، بناؤ سنگھار کرے اور یہ ہو معروف طریقہ پر (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو العالیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں چار مہینوں کے ساتھ دس دنوں کا اضافہ اس لئے کیا کیونکہ ان دنوں میں اس حمل میں روح پھونکی جاتی ہے (2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ یہ دس دن اوپر کیوں ہیں فرمایا ان میں بچے میں روح پھونکی جاتی ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیعہ اور یحییٰ بن سعید رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَشْرًا سے مراد دس راتیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ سے مراد یہ ہے کہ جب ان کی عدت گزر جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ میں خطاب اولیاء کو ہے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے ابن ابی نجیح کے طریق سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ الخ اس عدت کا گزارنا خاوند کے گھر میں عورت پر واجب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 240 نازل فرمائی وَ الَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ یَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِیَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَیْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسی عورت کے لئے سال بطور وصیت مکمل فرمایا اگر چاہے تو اپنی وصیت میں ٹھہری رہے مگر چاہے تو نکل جائے اور یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "غیر اخراج" ہے۔ عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں، ابن عباس نے فرمایا اس آیت نے خاوند کے گھر میں عورت کے عدت گزارنے کو منسوخ کر دیا۔ پس وہ جہاں چاہے عدت گزارے اور یہ اللہ کا قول غیر اخراج ہے، عطاء فرماتے ہیں اگر عورت چاہے تو اپنے خاوند کے اہل کے پاس عدت گزارے اور اپنی وصیت میں ٹھہری رہے، اگر چاہے تو نکل جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ (البقرہ:240) عطاء فرماتے ہیں پھر میراث کا حکم آیا تو رہائش (سکنی) منسوخ ہوگئی پس جہاں چاہے عدت گزارے اس کے لئے سکنی نہیں ہے (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 613
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 617
3۔ ایضاً
4۔ سنن کبریٰ، کتاب العدد، جلد 7، صفحہ 435، مطبوعہ دار الفکر بیروت

ہے کہ وہ متوفی عنہاز وجہا یعنی جس عورت کا خاوند فوت ہو چکا ہو اس کے لئے خوشبو اور زینت ناپسند فرماتے تھے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا یَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا۔ اس آیت میں فِیْ بُیُوْتِكُمْ نہیں فرمایا یعنی یہ نہیں فرمایا کہ تمہارے گھروں میں عدت گزاریں وہ عورت جہاں چاہے عدت گزارے (1)۔

امام مالک، عبدالرزاق، ابن سعد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت فریعہ بنت مالک بن سنان سے روایت کیا ہے یہ ابوسعید الخدری کی بہن ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور پوچھا کہ میں بنی خدرہ کی طرف سے اپنے اہل میں لوٹ جاؤں، کیونکہ ان کا خاوند اپنے غلاموں کی تلاش میں نکل گیا تھا جو بھاگ گئے تھے حتیٰ کہ اس نے قدوم میں انہیں پایا تو غلاموں نے اسے قتل کر دیا۔ فرماتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنے خاندان میں واپس چلی جاؤں، میرے خاوند نے مجھے ایسے گھر میں نہیں چھوڑا ہے جس کا وہ مالک ہو اور نہ نفقہ موجود ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں (لوٹ جا) میں چلی گئی حتیٰ کہ جب میں حجرہ یا مسجد میں تھی کہ آپ ﷺ نے پھر مجھے بلایا یا آپ نے مجھے بلانے کا کسی کو حکم دیا، پھر فرمایا۔ تو نے کیسے کہا ہے؟ میں نے اپنا واقعہ پورا عرض کیا تو فرمایا تو اپنے گھر میں ٹھہر حتیٰ کہ عدت مکمل ہو جائے۔ فرماتی ہیں میں نے اسی گھر میں چار مہینے، دس دن عدت گزاری۔ فرماتی ہیں جب حضرت عثمان کا دور خلافت تھا تو آپ نے مجھے بلا بھیجا، پھر انہوں نے مجھ سے یہ مسئلہ پوچھا تو میں نے پورا واقعہ بتایا، آپ نے پھر اسی کے مطابق فیصلہ فرمایا (2)۔

امام مالک اور عبدالرزاق نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ان عورتوں کو مقام البیداء سے واپس کر دیتے تھے جن کے خاوند فوت ہو چکے ہوتے تھے اور ابھی عدت میں ہوتی تھیں، آپ انہیں حج سے روکتے تھے (3)۔

امام مالک اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس عورت کا خاوند فوت ہو چکا ہو اور جس کو طلاق بائنہ دی گئی ہو وہ اپنے گھر میں ہی رات گزارے (4)۔

امام مالک، عبدالرزاق، بخاری، مسلم، ابواؤد، ترمذی، نسائی نے حضرت حمید بن نافع عن زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کے سلسلہ سے روایت کیا ہے حضرت زینب نے ان تین احادیث کی خبر دی، فرماتی ہیں میں نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ کے پاس آئی جب ان کا باپ سفیان بن حرب فوت ہو گیا تھا، تو اس نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی، پھر لونڈی نے اس خوشبو میں تیل ملایا پھر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے پیٹ پر اس کو ملا، پھر کہا اللہ کی قسم مجھے اس خوشبو کے لگانے کی ضرورت نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے ہے کہ کسی ایسی عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے، لیکن خاوند کے وصال پر چار مہینے دس دن سوگ منائے۔ حضرت زینب فرماتی ہیں میں زینب بنت جحش کے پاس گئی، جب اس کا بھائی عبداللہ فوت ہو گیا تو انہوں نے بھی خوشبو لگائی پھر فرمایا اللہ کی قسم مجھے خوشبو لگانے کی ضرورت نہ تھی لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی ایسی عورت پر حلال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 615
2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5,6 صفحہ 158 (1204)
3۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 591 (88)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 592 (90)

نہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے مگر خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ منائے۔ حضرت زینب فرماتی ہیں میں نے اپنی والدہ ام سلمہ کو یہ فرماتے سنا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بیٹی کا خاوند فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھ میں تکلیف ہے کیا ہم اس کو سرمہ لگا لیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ فرمایا نہیں، نہیں پھر فرمایا یہ چار ماہ دس دن ہے جب کہ زمانۂ جاہلیت میں کوئی عورت سال مکمل ہونے پر مینگنی پھینکتی تھی (1)۔ حمید فرماتے ہیں میں نے زینب کو پوچھا سال کے مکمل ہونے پر مینگنی کیوں پھینکتی تھی، زینب نے کہا، عورت کا جب خاوند فوت ہو جاتا تھا تو وہ چھوٹی سی کوٹھری میں داخل ہو جاتی تھی اور ناقص ترین کپڑے پہنتی تھی نہ کوئی خوشبو استعمال کرتی تھی اور نہ کوئی اور چیز حتی کہ اس پر سال گزر جاتا تھا۔ پھر ایک چوپایا گدھا یا بکری یا پرندہ لایا جاتا پھر وہ اس کے کمرے کے اندر داخل کیا جاتا جب بھی کوئی چیز داخل کی جاتی تو وہ مر جاتی تھی پھر وہ نکلتی تھی اس کو مینگنی دی جاتی تھی پھر وہ اس مینگنی کو پھینکتی تھی اس کے بعد جو خوشبو وغیرہ لگانا چاہتی تھی تو اس کی طرف رجوع کرتی تھی۔

امام مالک اور مسلم نے صفیہ بنت ابی عبید کے طریق سے حضرت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما ازواج مطہرات سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی ایسی عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منائے لیکن خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ منائے (2)۔ نسائی اور ابن ماجہ نے صفیہ عن حفصہ سے اور حضرت عائشہ کی حدیث عروہ کے طریق سے روایت کی ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی ایسی عورت کے لئے حلال نہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ سوگ منائے، لیکن خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ منائے، وہ نہ سرمہ لگائے نہ رنگا ہوا کپڑا پہنے لیکن جو بننے سے پہلے رنگا ہوا ہو اور نہ خوشبو لگائے مگر جب حیض سے پاک ہو تو قسط یا اظفار خوشبو کا تھوڑا سا استعمال کر سکتی ہے (3)۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے اور نہ گیرو کا رنگا ہوا کپڑے پہنے اور نہ زیور استعمال کرے اور نہ خضاب لگائے اور نہ سرمہ لگائے (4)۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میں نے اپنی آنکھوں پر صبر لگا رکھا تھا۔ فرمایا اے ام سلمہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ صبر ہے۔ اس میں خوشبو نہیں ہے۔ فرمایا یہ چہرے کو گورا کرتا ہے تو یہ رات کے وقت لگایا کر اور خوشبو کے ساتھ کنگھی نہ کیا کر اور نہ مہندی استعمال کر کیونکہ یہ خضاب ہے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ میں کس چیز کے ساتھ کنگھی کروں؟

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5,6 صفحہ 138 (97-96-1195) 2۔ صحیح مسلم، جلد 9.10 صفحہ 98 (63)

3۔ سنن نسائی، جلد 3، صفحہ 202، مطبوعہ دار الریان للتراث قاہرہ 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 202

فرمایا بیری کے پتوں کے ساتھ، ان کے ساتھ تو اپنے سر کو ڈھانکے گی (1)۔

امام مالک نے حضرت سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، لونڈی کی عدت جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو، دو ماہ پانچ دن ہے (2)۔

امام مالک نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ام الولد کا جب آقا فوت ہو جائے تو اس کی عدت ایک حیض ہے (3)۔

امام مالک نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ام الولد کی عدت جب اس کا آقا فوت ہو جائے تو دو حیض ہیں (4)۔

امام مالک نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یزید بن عبد الملک نے کہا کہ امہات الاولاد کے آقا فوت ہو جائیں تو ایک حیض یا دو حیضوں کے بعد ان کے نکاح کرو اور دوسری عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں تو وہ چار ماہ دس دن عدت گزاریں، قاسم بن محمد نے کہا سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا اور ام الولد، آقا کی بیوی نہیں ہوتی (5)۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ام الولد کے بارے میں ہمارے نبی کی سنت کو ہم پر ملتبس نہ کرو، جب ام ولد کا آقا فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے۔

وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ۬ وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۵﴾

''اور کوئی گناہ نہیں تم پر اس بات میں کہ اشارہ سے پیغام نکاح دو ان عورتوں کو یا جو چھپائے ہو تم اپنے دلوں میں۔ جانتا ہے اللہ تعالیٰ کہ تم ضرور ان کا ذکر کرو گے البتہ نہ وعدہ لینا ان سے خفیہ طور پر بھی مگر یہ کہ کہو (ان سے) شریعت کے مطابق کوئی بات اور نہ پکی کر لو نکاح کی گرہ یہاں تک کہ پہنچ جائے عدت اپنی انتہا کو اور جان لو کہ یقیناً اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے سو اس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا حلم والا ہے''۔

1۔ سنن نسائی، جلد 3، صفحہ 202، مطبوعہ دار الریان للتراث
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 204
3۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 593 (93) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، (92)
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 593
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 592 (91)

امام وکیع، الفریابی، عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، النجار، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تعریض یہ ہے کہ کوئی شخص کہے کہ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں میں ایسی ایسی عورت کو پسند کرتا ہوں، مجھے عورتوں کی غرض ہے میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے نیک عورت میسر فرمائے لیکن اسے صراحۃً نکاح کا پیغام نہ دے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عدت میں تعریض یہ ہے کوئی شخص عدت گزارنے والی عورت سے کہے کہ اگر تمہارا خیال ہو تو تو مجھ سے سبقت نہ لے جائے میری خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تیرے درمیان موافقت پیدا فرمادے اس قسم کی کلام میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس طرح کہے میں تجھ سے رغبت رکھا ہوں میں نے خواہش کی تھی کہ میں تجھ سے نکاح کروں تاکہ وہ اسے آگاہ کردے کہ وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ لیکن پختہ عہد نہ لے اور عقد نہ کرے (3)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ کے سلسلہ روایت کیا ہے کہ مرد عورت کو عدت کے دوران اس طرح کہے، تو میرے نزدیک معزز ہے، میں تجھ سے رغبت رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ تجھ سے خیر پیدا فرمائے یا رزق پیدا فرمائے اسی جیسی کلام کرے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر نے ابراہیم رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے نکاح کی تعریض میں ہدیہ دینے میں کوئی حرج نہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَكْنَنْتُمْ کا معنی اسررتم (جو تم پوشیدہ کرتے ہو) (6) عبدالرزاق نے الضحاک سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فرماتے ہیں داخل ہو کر سلام کرے اور ہدیہ دے سکتا ہے اگر چاہے اور کلام نہ کرے (7)۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے راویت کیا ہے عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ یعنی اللہ نے جان لیا ہے کہ تم ان کو نکاح کا پیغام دینے کا ذکر کرتے ہو (8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دل میں تم اس کو یاد کرتے ہو (9)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 880 (383) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 619

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب لاجناح الخ، جلد 3، صفحہ 533 (16849) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ مؤطا امام مالک، باب ماجاء فی الخطبۃ، جلد 2، صفحہ 524 (3) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 621 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 624

7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 623 8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 624 9۔ ایضاً

سِرًّا فرماتے ہیں اس طرح نہ کہے میں تیرا عاشق ہوں تو مجھ سے عہد کر کہ تو میرے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرے گی۔ اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔ اگر تیرا خیال ہو تو تو مجھ سے اپنے نفس کے ساتھ سبقت نہ لے جائے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص زنا کے لئے اس کے پاس جائے حالانکہ وہ اس سے تعریض نکاح پیش کر چکا ہو (2)۔

امام عبدالرزاق نے الحسن، ابومجلز اور النخعی رحمہم اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام طستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا کا مطلب پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا السر سے مراد جماع ہے، نافع رحمہ اللہ نے پوچھا کیا عرب اس کا یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے امرئ القیس کا یہ شعر نہیں سنا

اَلَا زَعَمَتْ بَسْبَاسَةُ الْيَوْمَ اَنَّنِيْ   كَبُرْتُ وَاَنْ لَّا يُحْسِنَ السِّرَّا مَثَالِيْ

خبردار آج بسباسہ (بدبخت) کہتی ہے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرے جیسے لوگ جماع پر قادر نہیں ہوتے

امام بیہقی نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا کا یہ معنی پہنچا ہے کہ فحش گوئی، یعنی مرد اس کو اپنی طرف سے جماع کرنے کا اشارہ نہ کرے (3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ جو شخص عورت سے عہد لیتا ہے کہ وہ اپنے نفس کو روکے رکھے اور کسی دوسرے سے نکاح نہ کرے، ایسا کرنے سے اس ارشاد میں روکا گیا ہے۔ سعید بن جبیر سے اسی طرح مروی ہے۔

امام سفیان اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا کے تحت یہ روایت کیا ہے کہ عدت کے اندر اسے نکاح کا پیغام نہ دے اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا فرماتے ہیں اس طرح کہے کہ تو بڑی خوبصورت ہے، خوش شکل ہے، تجھ سے رغبت کی جاتی ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر نے اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کے تحت فرمایا ہے کہ وہ اسے کہے کہ تو حسین و جمیل ہے تو سراپا خیر ہے یا عورتیں میری ضرورت و حاجت ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ فرماتے ہیں تم نکاح نہ کرو یہاں تک کہ ان کی عدت گزر جائے (4)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عدت کے اندر عورت کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 30-626
2۔ ایضاً، رخ جلد 2، صفحہ 626
3۔ سنن الکبریٰ از بیہقی، باب التعریض، جلد 2، صفحہ 179
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 638

وعدہ نہ دے کہ میں عدت گزرنے کے بعد تجھ سے نکاح کروں گا۔ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ، ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ وعید ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖۚ وَّ مَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَ عَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ ۚ مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲۳۶﴾

''کوئی حرج نہیں تم پر اگر تم طلاق دے دوان عورتوں کو جن کو تم نے چھوا بھی نہیں اور نہیں مقرر کیا تم نے ان کا مہر اور خرچہ دو انہیں مقدور والے پر اس کی حیثیت کے مطابق اور تنگدست پر اس کی حیثیت کے مطابق۔ یہ خرچہ مناسب طریقہ پر ہونا چاہئے۔ یہ فرض ہے نیکوکاروں پر''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں المس سے مراد نکاح ہے اور فَرِيْضَةً سے مراد مہر ہے۔ مَتِّعُوْهُنَّ فرماتے ہیں مرد عورت سے نکاح کرے اور اس کا مہر مقرر نہ کرے پھر اسے دخول سے پہلے طلاق دے تو اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ اسے اپنی خوشحالی اور تنگ دستی کے مطابق متعہ (تین کپڑے) دے۔ اگر وہ خوشحال ہے تو خادم وغیرہ کے ساتھ متعہ دے۔ اگر تنگ دست ہے تو اسے تین کپڑے یا اسی جیسی چیز عطا کرے (1)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں متعہ طلاق میں اعلیٰ ترین خادم ہے اور اس سے کم چاندی ہے اور اس سے کم لباس ہے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک خوشحال شخص کو متعہ کا حکم دیا تو فرمایا اتنا اسے عطا کرے، یہ پہنائے، پھر اس کا شمار کیا گیا تو تیس درہم کی مقدار بنتا تھا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کم از کم متعہ تیس درہم ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مہر مقرر کرنے اور دخول سے پہلے طلاق دے دے تو اس پر صرف متعہ واجب ہے (3)۔

وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَ لَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 633,35 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 635 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 643

اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۳۷﴾

''اور اگر تم طلاق دو انہیں اس سے پہلے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ اور مقرر کر چکے تھے ان کے لئے مہر تو نصف مہر (ادا کرو) جو تم نے مقرر کیا ہے مگر یہ کہ وہ (اپنا حق) معاف کر دیں یا معاف کر دے وہ جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے۔ اور (اے مردو!) اگر تم معاف کر دو تو یہ بہت قریب ہے تقویٰ سے اور نہ بھلایا کرو احسان کو آپس (کے لین دین) میں۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے''۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اعمش سے روایت کیا ہے عبد اللہ کی قرأت میں مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ کی جگہ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُجَامِعُوْهُنَّ ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فرماتے ہیں، ایک آدمی ایک عورت سے نکاح کرتا ہے اور اس کے لئے مہر بھی مقرر کرتا ہے، پھر اس دخول سے پہلے طلاق دے دیتا ہے تو اسے نصف مہر ملے گا اس سے زیادہ نہ ہوگا لیکن وہ خود معاف کر دیں (تو انہیں اختیار ہے) یہ ایسی عورت کا حکم ہے جو ثیبہ ہو اور ایسی باکرہ جس کا نکاح اس کے باپ کے علاوہ کسی نے کیا ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ عفو بھی مقرر کیا ہے، اگر یہ چاہیں تو معاف کریں، اگر چاہیں تو نصف لے لیں اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ یعنی باکرہ بچی کا باپ معاف کرے۔ اللہ تعالیٰ نے باپ کو یہ اختیار دیا ہے بچی کو کوئی حق نہیں ہے جب اس کو اس وقت طلاق ہو جائے اور وہ باپ کی پرورش میں ہو (1)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور نحاس نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو عورت جس کو دخول سے پہلے طلاق دی گئی ہو جب کہ اس کا مہر مقرر کیا گیا ہو تو سورۂ احزاب کی آیت کے مطابق اس کے لئے متعہ تھا پھر جب سورۂ بقرہ کی یہ آیت نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایسی عورت کے لئے نصف مہر مقرر فرمایا ہے، اس صورت میں اس کے لئے متعہ نہیں ہوگا۔ آیت احزاب اس کے ساتھ منسوخ ہو گئی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابوبکر الہذلی نے اس شخص کے متعلق پوچھا جس نے اپنی عورت کو جماع سے پہلے طلاق دی تھی، کیا ایسی عورت کے لئے متعہ ہے؟ فرمایا ہاں، ابوبکر نے ان سے کہا، فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ نے اس کو منسوخ نہیں کر دیا الحسن نے فرمایا اس کو کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا ہے۔

امام شافعی، سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو شخص عورت سے نکاح کرے پھر اس سے خلوت بھی کرے پھر جماع سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس کو نصف مہر ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ اِلَّاۤ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 647،48 | 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 647

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 254، مطبوعہ دار الفکر بیروت

يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۭ وَ اَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۭ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایسی عورت کو نصف مہر ملے گا اگر چہ وہ اس کے قدموں کے درمیان بیٹھا بھی ہو(1)۔

امام طستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ مجھے اِلَّآ اَنْ يَّعْفُوْنَ اَوْ يَعْفُوَا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ کے متعلق بتاؤ۔ ابن عباس نے فرمایا مگر یہ کہ عورت اپنا نصف مہر چھوڑ دے یا خاوند اس کو نصف باقی بھی دے دے اور کہے کہ یہ میری ملکیت میں تھی اور میں نے اسے نکاح کرنے سے روکے رکھا (اس لئے باقی نصف مہر بھی اسے دے دے) نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں تو نے زہیر بن ابی سلمی کا یہ شعر نہیں سنا۔

حَزَمًا وَبَرًّا لِلْاِلٰهِ وَشِيْمَةً تَعْفُوْ عَلٰى خُلُقِ الْمُسِيْءِ الْمُفْسِدِ

محتاط اور اپنے معبود کے لئے نیکی کرنے والا اچھی خصلت والا برے اخلاق والے کو بھی معاف کر دیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی (الاوسط میں) اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ سے مراد خاوند ہے(2)۔ وکیع، سفیان، الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ الَّذِيْ بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ سے مراد خاوند ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اس کا باپ، اس کا بھائی یا کوئی ایسا شخص ہے جس کی اجازت کے بغیر اس عورت کا نکاح نہیں ہو سکتا ہے(4)۔ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے کئی طرق کے ذریعے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد خاوند ہے(5)۔

امام شافعی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب ان کے خاندان کی کسی عورت کو نکاح کا پیغام دیا جاتا تو آپ حاضر ہوتی تھیں اور جب نکاح کی گرہ باقی ہوتی تو آپ عورت کے کسی رشتہ دار مرد کو کہتی کہ اس کا نکاح کر دو کیونکہ عورت خود نکاح کرنے کی اہل نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر، مجاہد، ضحاک، شریح، ابن المسیب، شعبی، نافع اور محمد بن کعب رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد خاوند ہے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابو بشر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طاؤس اور مجاہد نے فرمایا اس سے مراد ولی ہے۔ سعید بن جبیر نے فرمایا خاوند ہے، طاؤس اور مجاہد حضرت سعید بن جبیر سے اس مسئلہ میں گفتگو کرتے رہتے حتی کہ دونوں نے سعید کی اتباع کی (7)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 255، مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 654
3۔ ایضاً
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 252، مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 654
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 545 (16988)
7۔ ایضاً، (16985)

امام ابن ابی شیبہ نے عطاء، الحسن، علقمہ اور زہری رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ولی ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ عفو سے راضی ہے اور اس کا حکم فرمایا۔ پس اگر عورت معاف کرے تو جیسے چاہے معاف کرے، اگر وہ بخل کرے تو اس کا ولی معاف کرے تو بھی جائز ہے اگرچہ عورت انکار ہی کرے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِلَّآ اَنۡ یَّعۡفُوۡنَ سے مراد عورتیں ہیں اور اَوۡ یَعۡفُوَا الَّذِیۡ بِیَدِهٖ عُقۡدَةُ النِّكَاحِ سے مراد ولی ہے (3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن میسب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عفو الزوج (خاوند کا معاف کرنا) یہ ہے کہ وہ تمام مہر ادا کرے اور عورت کا عفو یہ ہے کہ وہ نصف مہر چھوڑ دے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَ اَنۡ تَعۡفُوۡۤا اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰی وہ تقوی کے زیادہ قریب وہ ہے جو دونوں میں سے معاف کردے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو عفو میں سبقت لے جانے کا حکم فرمایا ہے اور اس میں فضل و احسان ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَنۡ تَعۡفُوۡۤا سے مراد یہ ہے کہ خاوند معاف کردیں۔

امام وکیع، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ لَا تَنۡسَوُا الۡفَضۡلَ بَیۡنَکُمۡ فرماتے ہیں آپس میں طلاق اور دوسری کسی صورت میں فضل کو نہ بھولو (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ فضل سے مراد معروف ہے یعنی آپس میں نیکی اور بھلائی کو نہ بھولو (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فضل اور معروف پر لوگوں کو برانگیختہ کر رہے ہیں اور اس کی رغبت دلا رہے ہیں (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے غلام کی شادی کرے تو اس کی مدد کرے اسے مکاتب بنائے تو اس کی مدد کرے اس قسم کی دوسری عطیہ کی مثالیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس سائل آئے اور اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اسے اس کے لئے دعا کردینی چاہیے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 545 (16997) 2۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 650 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 652
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 660 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 662 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 663
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 662

امام سعید بن منصور، احمد، ابوداؤد، ابن ابی حاتم، الخرائطی (مساوی الاخلاق) اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قریب ہے لوگوں پر ایسا سخت زمانہ آ جائے، کہ خوشحال آدمی اپنے مال پر کنجوس ہو جائے اور سختی کرے اور فضل کو بھول جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔ ارشاد فرمایا آپس میں احسان کو مت بھولو۔ ابن مردویہ نے دوسرے طریق سے حضرت علی سے یہ روایت مرفوعاً نقل کی ہے۔

امام شافعی، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے محمد بن جبیر بن مطعم عن ابیہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ابھی تک دخول نہیں کیا تھا کہ اسے طلاق دے دی۔ پھر اس مرد نے عورت کو پورا مہر بھیجا اس سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا میں صاحب فضل لوگوں میں سے ہوں (1)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ کی بیٹی اور اس کی والدہ زید بن خطاب کی بیٹی تھی اور عبداللہ بن عمرو کی بیٹی، عبداللہ بن عمر کے بیٹے کے نکاح میں تھی، وہ مر گیا اور اس نے ابھی جماع نہیں کیا تھا نہ مہر مقرر کیا تھا پس اس کی ماں نے اپنی بیٹی کا مہر طلب کیا تو ابن عمر نے کہا اس کے لئے مہر نہیں ہے، اگر اس کے لئے مہر ہوتا تو ہم کبھی نہ روکتے اور اس لڑکی پر ظلم نہ کرتے، لیکن اس لڑکی کی ماں نے عبداللہ بن عمر کی بات نہ مانی، فیصلہ زید بن ثابت کے پاس گیا تو انہوں نے فرمایا اس کے لئے مہر نہیں اور اس کے لئے میراث ہے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ عبداللہ بن مسعود کے پاس آئے اور کہا کہ ہم میں سے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کے لئے مہر مقرر نہیں کیا اور نہ اس سے جماع کیا حتی کہ وہ مر گیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے لے کر اس مسئلہ سے مشکل مسئلہ مجھ سے نہیں پوچھا گیا۔ تم کسی اور کے پاس جاؤ، وہ لوگ ایک مہینہ تک آپ کے پاس آتے جاتے رہے۔ پھر آخر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ہم جب آپ سے نہ پوچھیں تو کس سے پوچھیں؟ آپ اس شہر میں آخری صحابی ہیں، ہم آپ کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں دیکھتے، عبداللہ بن مسعود نے کہا میں یہ مسئلہ تمہیں اپنی رائے اور اجتہاد سے بتاتا ہوں، اگر یہ درست ہے تو اللہ وحدہٗ لاشریک کی طرف سے ہے، اگر غلط ہے تو میری طرف سے خطا ہے، اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس کو مہر ملے گا جیسے دوسری عورتوں کا مہر ہوتا ہے، اس میں کمی بیشی نہ ہو گی اور اس کو میراث بھی ملے گی، اس پر چار مہینے دس دن عدت ہوگی۔ یہ اشجع قبیلہ کے لوگوں سے سن کر فیصلہ فرمایا تھا۔ پس وہ اٹھ کھڑے ہوئے ان میں معقل بن یسار بھی تھے۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں جو آپ نے فیصلہ کیا ہے بالکل اسی طرح ہماری ایک عورت کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا تھا جس کا نام بروع بنت واشق تھا۔ راوی فرماتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اتنے خوش ہوئے کہ پہلے کبھی اتنے خوش نہیں ہوتے تھے سوائے اسلام لانے کے دن کے۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اے اللہ اگر یہ فیصلہ درست ہے تو تیری توفیق سے ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 662 2۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 527 (10)، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس عورت کا خاوند مر جائے اور اس کے لئے مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو اس کو میراث ملے گی، اس پر عدت بھی ہوگی اور اس کو مہر نہیں ملے گا اور فرمایا ہم کتاب اللہ کے مقابلہ میں اشجع قبیلہ کے اعرابی کا قول قبول نہیں کرتے (1)۔

امام شافعی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ جس عورت کا خاوند مر جائے جب کہ اس کا مہر مقرر کیا گیا ہو (اس کا کیا حکم ہے؟) فرمایا اس کے لئے مہر اور میراث ہے (2)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب پردے ڈال دیئے جاتے ہیں (یعنی جب میاں بیوی خلوت میں ہوتے ہیں) تو مہر واجب ہو جاتا ہے۔ یہ فیصلہ آپ نے اس عورت کے حق میں فرمایا جس نے ایک مرد سے نکاح کیا تھا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت الاحنف بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب پردہ ڈال دیا جائے، دروازہ بند کر دیا جائے تو عورت کو پورا مہر ملے گا اور اس پر عدت بھی ہوگی (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت زرارہ بن اوفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں خلفائے راشدین کا فیصلہ یہ تھا کہ جو دروازہ بند کر دے یا پردہ لٹکا دے تو عدت اور مہر واجب ہو جاتا ہے (5)۔

امام مالک اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مرد اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے پھر پردے لٹکا دیئے جاتے ہیں تو مہر واجب ہو جاتا ہے (6)۔

امام بیہقی نے حضرت محمد بن ثوبان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عورت کا ازار کھولا، اس کی شرم گاہ کو دیکھا پس مہر واجب ہو گیا (7)۔

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿۲۳۸﴾

"پابندی کرو سب نمازوں کی اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی اور کھڑے رہا کرو اللہ کے لئے عاجزی کرتے ہوئے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الصَّلَوٰتِ سے مراد فرضی نمازیں ہیں۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبد اللہ بن مسعود کی قرأت اس طرح تھی حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نماز پر محافظت سے مراد ان کی وقت پر

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 247، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 528 (12)

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب من قال من اغلق بابا، جلد 7، صفحہ 255 5۔ ایضاً 6۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 528 (13)

7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب من قال من اغلق بابا، جلد 7، صفحہ 256، مطبوعہ دار الفکر بیروت

محافظت ہے اور نماز سے سہو سے مراد ان کے وقت سے سہو ہے (1)۔

امام مالک، شافعی، بخاری، ابو داؤد، نسائی اور مسلم نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اہل نجد سے آیا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ اس کی آواز کی گنگناہٹ سنائی دیتی تھی لیکن ہم اس کی بات نہیں سمجھتے تھے۔ حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوگیا پھر اس نے اسلام کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دن اور رات میں پانچ نمازیں ہیں۔ پھر اس نے پوچھا ان کے علاوہ بھی کوئی نماز مجھ پر لازم ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفلی نماز پڑھے اور رمضان کے مہینہ کے روزے، اس نے پوچھا اس کے علاوہ بھی مجھ پر کوئی روزہ فرض ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے (پھر) رسول اللہ ﷺ نے زکاۃ کا ذکر فرمایا۔ اس نے پوچھا اس کے علاوہ بھی مجھ پر صدقہ لازم ہے؟ فرمایا نہیں مگر یہ کہ تو نفلی صدقات دے، وہ شخص واپس ہوا اور یہ کہہ رہا تھا اللہ کی قسم میں اس پر نہ زائد کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کامیاب ہوگیا اگر اس نے سچ کر دکھایا (2)۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنے سے منع کیا گیا تھا۔ ہمیں اچھا لگتا تھا کہ کوئی عقل مند دیہاتی شخص آئے اور آپ ﷺ سے کچھ پوچھے اور ہم سنیں۔ پس ایک دیہاتی آیا اور اس نے عرض کی یا محمد ﷺ! آپ کا ایک مبلغ ہمارے پاس پہنچا ہے اور کہتا ہے کہ آپ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ پھر اس دیہاتی نے پوچھا آسمان کو کس نے پیدا کیا، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے۔ پھر اس نے پوچھا زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ نے پھر پوچھا ان پہاڑوں کو کس نے نصب کیا اور جو کچھ ان میں ہے کس نے پیدا کیا؟ فرمایا اللہ نے۔ دیہاتی کہنے لگا آسمان وزمین کے خالق اور پہاڑوں کے نصب کرنے والے کی قسم کیا اللہ نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے؟ فرمایا ہاں پھر پوچھا کہ تمہارا مبلغ کہتا ہے ہم پر دن، رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں؟ فرمایا اس نے سچ کہا، دیہاتی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے کیا اللہ نے تمہیں ان نمازوں کا حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر دیہاتی نے کہا تمہارا مبلغ کہتا ہے کہ ہم پر ہمارے اموال میں زکاۃ لازم ہے؟ فرمایا اس نے کہا سچ کہا ہے۔ پھر دیہاتی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ دیہاتی نے پوچھا تمہارا مبلغ کہتا ہے کہ ہم پر سال میں ایک مہینہ کے روزے فرض ہیں؟ فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ دیہاتی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا آپ کا مبلغ کہتا ہے ہم پر حج لازم ہے جس کو راستہ کی طاقت ہو؟ فرمایا اس نے سچ کہا ہے۔ دیہاتی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں ان فرائض پر نہ زیادتی کروں گا اور نہ کمی کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کر دکھایا تو یقیناً جنت میں جائے گا (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 663 2۔ صحیح بخاری، جلد 11، صفحہ 25(46)

3۔ صحیح مسلم، باب السؤال عن ارکان الاسلام، جلد 1، صفحہ 30، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ایوب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو میں کروں تو وہ مجھے جنت کے قریب کر دے اور دوزخ سے دور کر دے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر۔ جب وہ واپس مڑا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اگر اس کو مضبوطی سے تھامے رکھے گا تو جنت میں داخل ہو گا(1)۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میری ایسے عمل پر راہنمائی فرمائیں اگر میں اسے کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں، فرمایا اللہ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرضی نماز قائم کر، فرضی زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھو، اس اعرابی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر نہ کبھی اضافہ کروں گا اور نہ اس میں کمی کروں گا۔ جب وہ واپس چلا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بس جسے یہ پسند ہو کہ اہل جنت میں سے کسی کو دیکھے تو وہ اس شخص کو دیکھے(2)۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا جب میں فرضی نمازیں پڑھوں، رمضان کے روزے رکھوں اور حلال کو حلال کروں اور حرام کو حرام کروں اور اس پر کچھ اضافہ نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہوں گا فرمایا ہاں، اس شخص نے کہا اللہ کی قسم میں ان احکام پر کچھ اضافہ نہیں کروں گا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تو اہل کتب کے پاس جائے گا۔ جب تو ان کے پاس پہنچے تو انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت کی طرف دعوت دینا۔ اگر وہ تمہاری اس معاملہ میں اطاعت کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ یہ تسلیم کر لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لیا جائے گا اور ان کے فقراء پر لوٹایا جائے گا، اگر وہ یہ مان جائیں تو ان کے عمدہ اور اچھے مال نہ لینا، مظلوم کی دعا سے بچ کیوں کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے(4)۔

امام ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے خود عہد کر رکھا ہے کہ جو ان نمازوں کی ان کے وقت پر محافظت کرے گا میں اسے اپنے عہد کی وجہ سے جنت میں داخل کروں گا اور جو ان پر محافظت نہیں کرے گا اس کے لئے میرا کوئی عہد نہیں ہے(5)۔

امام ابو داؤد نے حضرت فضالہ اللیثی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ

1۔ صحیح مسلم، باب السؤال عن ارکان الاسلام، جلد 1، صفحہ 31، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 32
4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب فرض الزکاۃ، جلد 2، صفحہ 378 (1783)
5۔ سنن ابن ماجہ، باب الصلوات الخمس، جلد 2، صفحہ 184 (1403)

ﷺ نے مجھے (احکام شرع کی) تعلیم دی، اس تعلیم میں یہ بھی تھا کہ پانچ نمازوں کی ان کے اوقات میں محافظت کر (1)۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کی ہیں جو ان کو ادا کرے گا اور ان میں سے کوئی نماز ان کے حق کی کوتاہی کرتے ہوئے ضائع نہیں کرے گا۔ ایک روایت میں ہے: جو ان نمازوں کا اچھی طرح وضو کرے گا اور ان کو ان کے وقت میں ادا کرے گا اور ان کا رکوع وخشوع مکمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ پر اس کے لئے عہد ہے کہ وہ اسے بخش دے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا اس کے لئے اللہ پر کوئی عہد نہیں، اگر چاہے گا تو اسے بخش دے گا اور اگر چاہے گا تو اس عذاب دے گا (2)۔

امام نسائی، دارقطنی اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ ان نمازوں سے پہلے یا بعد میں مجھ پر کچھ لازم ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اس شخص نے قسم اٹھائی اللہ کی قسم وہ نہ ان پر زیادتی کرے گا اور نہ ان میں کمی کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اس نے سچ کر دکھایا تو جنت میں داخل ہوگا (3)۔

امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت فضالہ الزاہرانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی کہ پانچ نمازوں پر محافظت کر میں نے کہا میرے لئے کچھ ایسے اوقات ہیں جن میں میری بہت زیادہ مصروفیت ہوتی ہے، آپ مجھے کوئی ایسا جامع کام بتائیں جب میں اسے ادا کروں تو وہ میرے لئے کافی ہو، آپ ﷺ نے فرمایا عصرین کی محافظت کر یہ لفظ میری لغت میں نہیں تھا۔ میں نے کہا عصران سے کیا مراد ہے، فرمایا سورج کے طلوع ہونے سے پہلے کی نماز اور سورج کی غروب ہونے سے پہلے کی نماز (4)۔

امام مالک، احمد، نسائی، ابن خزیمہ، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عامر بن سعید رضی اللہ عنہ سے راویت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے سعد اور دوسرا اصحابہ کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو بھائی تھے، ایک دوسرے سے افضل تھا۔ جو افضل تھا وہ فوت ہو گیا پھر دوسرا چالیس دن اس کے بعد زندہ رہا پھر وہ بھی فوت ہو گیا، صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے پہلے کی فضیلت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا دوسرا نماز نہیں پڑھتا تھا؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں وہ بھی نماز پڑھتا تھا۔ فرمایا پھر اس میں بھی کوئی کمی نہیں، تمہیں پتا ہے کہ اس کی نماز نے اسے کس مقام پر پہنچا دیا۔ نماز کی مثال ایک جاری گہری میٹھی نہر کی ہے جو کسی شخص کے دروازے پر ہو جس میں ہر روز وہ داخل ہوتا ہو (یعنی غسل کرتا ہو) تمہارا کیا خیال ہے اس پر کچھ میل باقی ہوگی؟ (فرمایا) تم نہیں جانتے کہ (دوسرے کو) اس کی نماز نے کہاں تک پہنچا دیا (5)۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 301، مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 328
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 317 (720) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 69 (51)
5۔ موطا امام مالک، جلد 1، صفحہ 174 (91) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قضاعہ قبیلہ کے دو آدمی تھے، دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اسلام قبول کیا ان میں سے ایک شہید ہو گیا، دوسرا ایک سال مزید زندہ رہا۔ طلحہ بن عبید اللہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ دونوں میں جو مؤخر فوت ہوا تھا اسے شہید سے پہلے جنت میں داخل کیا گیا، مجھے بہت تعجب ہوا، صبح ہوئی تو میں نے اپنا خواب نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا اس نے اپنے بھائی کے فوت ہونے کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے تھے ...... ہزار رکعت نماز نہیں پڑھی تھی، سال کی اتنی اتنی رکعت نہیں پڑھی تھیں (1)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، البزار اور ابو یعلی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ جان لیا کہ نماز حق اور واجب ہے تو وہ جنت میں داخل ہوا (2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں (3)۔

امام ابو یعلی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر ان کے دین میں سے جو چیز سب سے پہلے فرض کی وہ نماز ہے، آخر تک جو باقی رہے گی وہ نماز ہے، سب سے پہلے محاسبہ بھی نماز کا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کی نماز کو دیکھو، اگر وہ مکمل ہوگی تو مکمل لکھی جائے گی، اگر ناقص ہو گی تو ارشاد ہوگا کیا اس کے کوئی نوافل ہیں؟ پس اگر نوافل ہوں گے تو ان کے ذریعے فرائض پورے کئے جائیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا کیا اس کی زکاۃ مکمل ہے، اگر وہ مکمل ہوگی تو مکمل لکھی جائے گی، اگر اس میں کمی ہوگی تو ارشاد ہوگا اس کا نفلی صدقہ دیکھو، اگر اس کا نفلی صدقہ ہوگا تو صدقہ سے اس کی زکاۃ مکمل کی جائے گی (4)۔

امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت حنظلہ الکاتب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے نمازوں کے رکوع، سجود اور ان کے اوقات کی محافظت کی اور اس نے جان لیا کہ یہ اللہ کی طرف سے حق ہیں وہ جنت میں جائے گا (5)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے بندے کے جس عمل کا محاسبہ ہوگا وہ نماز ہے۔ اگر نماز درست ہوگی تو اس کے لئے تمام اعمال درست ہوں گے اگر نماز درست نہ ہوگی تو تمام اعمال فاسد ہوں گے (6)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 333، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 40، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، باب فرض الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 15 (1596) مطبوعہ دار الفکر بیروت
4۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 403 (4110) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 46 (2824) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ مجمع الزوائد، باب فرض الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 20 (1608) مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام احمد، ابن حبان اور طبرانی نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن نماز کا ذکر فرمایا اور فرمایا جس نے نماز کی محافظت کی تو اس کے لئے یہ نماز قیامت کے دن نور، برہان اور نجات ہوگی اور جو اس کی محافظت نہیں کرے گا اس کے لئے نہ نور ہوگا نہ برہان اور نہ نجات ہوگی اور قیامت کے روز وہ فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا(1)۔

امام البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں جس کے لئے نماز نہیں اور اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کا ایمان (کامل) نہیں، جو امانت دار نہیں، اس کی نماز (کامل) نہیں جو پاک نہیں اس کا دین (کامل) نہیں جو نمازی نہیں، نماز کا دین میں وہ مرتبہ ہے جو جسم میں سر کا مرتبہ ہے(2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں ابو القاسم ﷺ نے فرمایا جو قیامت کے روز پانچ نمازوں کے ساتھ آئے گا جب کہ اس نے نمازوں کے وضو اور ان کے اوقات، رکوع اور سجود کی محافظت کی ہوگی، اس میں سے کچھ کم نہیں کیا ہوگا، وہ آئے گا تو اس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں عہد ہوگا کہ وہ اسے عذاب نہیں دے گا اور جو ان نمازوں میں کوتاہی کرے گا اس کا اللہ کی بارگاہ میں کوئی عہد نہیں، اگر وہ چاہے گا تو اس پر رحم فرمائے گا، چاہے گا تو اسے عذاب دے گا(3)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے تین چیزوں کی حفاظت کی وہ یقیناً دوست ہے اور جس نے ان کو ضائع کیا وہ یقیناً دشمن ہے۔ نماز، روزہ اور جنابت (کا غسل)(4)

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اردگرد بیٹھے امتیوں کو فرمایا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا نماز، زکوٰۃ، امانت، شرم گاہ، پیٹ اور زبان(5)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا معاصی کو چھوڑ دے، یہ بہتر ہجرت ہے اور نمازوں کی محافظت کر، یہ افضل ترین نیکی ہے(6)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نمازوں کو اپنے اوقات پر پڑھا اور ان کے لئے مکمل وضو کیا اور ان کے لئے قیام خشوع، رکوع اور سجود کو مکمل کیا تو وہ نمازیں روشن ہو کر نکلتی ہیں اور کہہ رہی ہوتی ہیں اللہ تمہاری حفاظت کرے جیسے تو نے ہماری حفاظت کی اور جس نے وقت پر نماز نہ پڑھی اور نہ اس کے لئے وضو مکمل کیا اور نہ اس کا خشوع، رکوع اور سجود مکمل کیا تو وہ تاریک، سیاہ ہو کر نکلتی ہے۔ اور کہتی ہے اللہ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا حتی کہ جب اس طرح ہوتی ہے تو اللہ چاہے تو اسے لپیٹا جاتا ہے

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 169، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 2۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 154 (2313) مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض

3۔ مجمع الزوائد، باب فرض الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 21 (1615)، مطبوعہ دار الفکر بیروت

4۔ ایضاً، (1616) 5۔ ایضاً (1617) 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 138 (1676)

جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے پھر اس نماز کو پڑھنے والے کے چہرے پر مارا جاتا ہے(1)۔

امام محمد، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم ظہر کی نماز کا انتظار کر رہے تھے۔ فرمایا تمہیں معلوم ہے تمہارے پروردگار کا کیا ارشاد ہے؟ ہم نے کہا نہیں، فرمایا تمہارا رب فرماتا ہے جس نے نمازوں کو اپنے اوقات پر پڑھا اور ان کی محافظت کی اور ان کے حق کو حقیر جانتے ہوئے ضائع نہ کیا تو اس شخص کے لئے مجھ پر عہد ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں اور جو ان نمازوں کو وقت پر نہ پڑھے اور ان کی محافظت نہ کرے اور ان کے حق کو حقیر سمجھتے ہوئے ضائع کرے تو اس کے لئے مجھ پر کوئی حق نہیں ہے، اگر میں چاہوں گا تو اسے عذاب دوں گا، اگر چاہوں گا تو اس کو بخش دوں گا(2)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا رب کیا فرماتا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ سوال فرمایا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میری عزت وجلال کی قسم کوئی بندہ نماز کو اپنے وقت پر نہیں پڑھتا مگر میں اسے جنت میں داخل کرتا ہوں اور جو نماز کو وقت پر ادا نہیں کرتا اگر میں چاہوں گا تو اس پر رحم فرماؤں گا اور اگر چاہوں گا تو اسے عذاب دوں گا(3)۔

امام البزار اور طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندہ وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے، اس کے رکوع، سجود اور قرأت کو مکمل کرتا ہے تو نماز کہتی ہے اللہ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی پھر اس کو آسمان کی طرف چڑھایا جاتا ہے، اس نماز کے لئے نور اور روشنی ہوتی ہے، اس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جو اچھی طرح وضو نہیں کرتا اور رکوع وسجود اور قرأت کو مکمل نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے اللہ تجھے ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا پھر اسے آسمان کی طرف بلند کیا جاتا ہے اور اس پر اندھیرا ہوتا ہے، آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں پھر اسے لپیٹا جاتا ہے جیسے پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہے، پھر اسے اس نمازی کے منہ پر مارا جاتا ہے(4)۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور افضل عمل پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز، پھر اس نے یہی سوال کیا تو فرمایا نماز، اس نے پھر یہی سوال کیا تو فرمایا نماز، تین مرتبہ فرمایا۔ پھر اس نے پوچھا تو فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔ اس شخص نے کہا میرے والدین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیتا ہوں(5)۔

1۔ مجمع الزوائد، باب المحافظۃ علی الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 39 (1677) 2۔ معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 142، مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد

3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 281 4۔ مجمع الزوائد، باب فیمن لا یتم صلاتہ، جلد 2، صفحہ 304 (2734)

5۔ الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان، جلد 5، صفحہ 8 (1722)، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

امام طبرانی نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سلمان کے پاس رات گزاری تا کہ ان کی کوشش واجتہاد کو دیکھے۔ وہ رات کے آخری حصے میں اٹھے تو انہوں نے وہ نہ دیکھا جو وہ ان کے متعلق تصور کرتے تھے۔ سلمان کے سامنے یہ ماجرا ذکر کیا گیا تو سلمان نے کہا ان پانچ نمازوں کی حفاظت کرو، یہ ان زخموں کا کفارہ ہیں جو میدان جہاد میں نہیں لگ سکے۔ جب لوگ عشاء کی نماز پڑھتے ہیں تو وہ تین کیفیتوں میں ہوتے ہیں، ایک وہ جس پر گناہوں کا بوجھ ہوتا ہے اور اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہوتا، بعض وہ ہوتے ہیں جن کے لئے اجر ہوتا ہے اور کوئی گناہ نہیں ہوتا، بعض وہ ہوتے ہیں جن کے لئے نہ اجر ہوتا ہے نہ ان پر گناہ ہوتا ہے۔ پس جو رات کی تاریکی اور لوگوں کی غفلت کو غنیمت سمجھتا ہے۔ پھر وہ گناہوں میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوتا ہے یہ وہ شخص ہے جس کے اوپر بوجھ ہے اور اس کے لئے اجر نہیں ہے اور وہ شخص جس کے لئے اجر ہوتا ہے اور اس کے لئے گناہ نہیں ہوتا۔ وہ شخص ہے جو رات کی تاریکی اور لوگوں کی غفلت کو غنیمت سمجھتا ہے پھر رات کو اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کے لئے اجر ہے اور اس پر کوئی بوجھ نہیں ہے اور وہ جن کے لئے نہ اجر ہوتا ہے اور نہ گناہ ہوتا ہے یہ وہ شخص ہے جو نماز پڑھ کر سو جاتا ہے اس شخص کے لئے نہ اجر ہے اور نہ اس پر گناہ کا بوجھ ہے۔ فرمایا ایسی عبادت سے بچو جس کے بعد انسان خستہ ہو جائے اور تم پر میانہ روی لازمی ہے۔ اسی پر دوام پکڑ (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ احکام ایسے ہیں جو ایمان کے ساتھ ان کو ادا کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو پانچ نمازوں پر محافظت کرے گا یعنی ان کے وضو، رکوع، سجود، اوقات پر محافظت کرے گا، رمضان کے روزے رکھے گا، اگر راستہ کی طاقت رکھتا ہے حج کرے گا، زکوۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرے گا اور امانت ادا کرے گا۔ عرض کی گئی اے اللہ کے نبی، امانت کی ادائیگی کیا ہے۔ فرمایا جنابت سے غسل۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ اپنے دین میں کسی شی پر ابن آدم کو امین نہیں فرمایا (2)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اللہ تعالیٰ نہیں بنائے گا جس کا اسلام میں حصہ ہوگا اس شخص کی طرح جس کا اسلام میں حصہ نہیں ہوتا اور اسلام کے حصص تین ہیں نماز، روزہ، زکاۃ (3)۔

امام دارمی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کی چابی نماز ہے۔

امام دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز، دین کا ستون ہے (4)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز میزان ہے، جس نے اس کو پورا کیا، اس نے پورا اجر پایا (5)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص آیا اور عرض کی یا رسول اللہ

1۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 217 (6015) 2۔ معجم صغیر، صفحہ 772، مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد

3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 145، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 4۔ مسند الفردوس، جلد 2، صفحہ 404 (3795) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 147 (3151) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ﷺ! اسلام میں الله کے نزدیک کون سی چیز محبوب ہے؟ فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا اور جس نے نماز ترک کی اس کا دین نہیں ہے اور نماز دین کا ستون ہے(1)۔

امام ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم، بیہقی نے سنن میں حضرت ثوبان رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول الله ﷺ نے فرمایا حق پر استقامت اختیار کرو اور تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے (تم سے کچھ کمی ہو جائے گی) اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں سے بہتر عمل نماز ہے۔ وضو پر صرف مومن ہی محافظت کرے گا(2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول الله ﷺ نے فرمایا جنہوں نے ان فرضی نمازوں پر محافظت کی اسے غافلوں میں سے نہیں لکھا جائے گا اور جس نے ایک رات میں سو آیات تلاوت کیں وہ قیام کرنے والوں میں سے لکھا جائے گا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مسروق رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے ان نمازوں پر محافظت کی وہ غافلوں میں سے نہیں ہے بے شک ان میں کوتاہی ہی ہلاکت ہے۔

امام مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے روز الله سے مسلمان ہو کر ملاقات کرے اسے ان نمازوں پر محافظت اختیار کرنی چاہیے جب بھی ان کے لئے اذان دی جائے، ابو داؤد کے لفظ اس طرح ہیں جہاں بھی اذان دی جائے پانچوں نمازوں پر محافظت کرو کیوں کہ یہ سنن ہدی میں سے ہیں الله تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے سنن ہدیٰ شروع فرمائی ہیں، نمازوں سے پیچھے نہیں رہے گا مگر منافق جس کا نفاق ظاہر ہوگا اور تو نے دیکھا کہ ایک شخص کو دو آدمیوں کے درمیان اٹھا کر لایا گیا حتی کہ صف میں کھڑا کیا گیا اور تم میں سے کوئی ایسا نہ ہو مگر اس کے لئے مسجد ہونی چاہیے اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو گے اور اپنی مسجد کو چھوڑ دو گے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے اور تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے تو تم کفر کرو گے(4)۔

امام ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول الله ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے روز بندے کا سب سے پہلے جس عمل کا محاسبہ ہوگا وہ اس کی نماز ہے، اگر وہ درست ہوگی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا، اگر نماز درست نہ نکلی تو وہ خائب وخاسر ہوگا، اگر اس کے فرائض میں کمی ہوگی تو الله تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کیا میرے بندے کے کوئی نفل ہیں۔ پس فرائض کی کمی کو نفلوں سے پورا کیا جائے گا پھر اس کے تمام اعمال کے لئے ایسا ہی ہوگا(5)۔

امام ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت تمیم الداری رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 39 (2807)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 221 (448) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 452 (1160)
4۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 108، مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 197 (1425) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

سب سے پہلے جس چیز کا قیامت کے روز بندے سے حساب ہوگا وہ اس کی نماز ہے، اگر وہ کامل ہوگی تو اس کے لئے کامل لکھی جائے گی، اگر کامل نہ ہوگی تو اللہ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو تم اس کے کوئی نفل دیکھتے ہو تو اس کے فرائض کے ضیاع کو نوافل سے پورا کر دو۔ پھر زکاۃ میں اسی کی مثل معاملہ کیا جائے گا۔ پھر اعمال کا محاسبہ اسی طرح ہوگا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت نعمان بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب میں پانچ نمازیں پڑھوں، رمضان کے روزے رکھوں، حرام کو حرام اور حلال کو حلال کروں اور اس پر کچھ اضافہ نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں پھر اس شخص نے کہا اللہ کی قسم میں اس پر کچھ زائد نہیں کروں گا (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی سعد بن بکر کا ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور پوچھا آپ کو کس نے پیدا کیا اور آپ سے پہلے لوگوں کو کس نے پیدا کیا اور تیرے بعد کے لوگوں کا خالق کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ۔ میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے تجھے رسول بنایا ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر پوچھا ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو کس نے پیدا کیا اور ان کے درمیان رزق کس نے جاری کیا؟ فرمایا اللہ۔ پھر اس نے کہا میں قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اس نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے؟ فرمایا ہاں۔ ہم نے آپ کی کتاب میں پایا ہے اور تمہارے مبلغوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم رات اور دن میں پانچ نمازیں ان کے وقتوں پر ادا کریں، میں تمہیں قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اس اللہ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا ہم آپ کی کتاب میں پاتے ہیں اور تمہارے مبلغین نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے اموال میں سے کچھ حصہ نکال کر اپنے فقراء کو دیں، میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے تمہیں اس کا حکم دیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میں ان احکام پر عمل کروں گا اور جو میری قوم میں سے میری اطاعت کرے گا۔ پس رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور فرمایا اگر اس نے سچ کر دکھایا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا (3)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ایک قوم کے پاس سے گزرا تو ان پر سلام کیا۔ انہوں نے اس کے سلام کا جواب دیا جب وہ ان لوگوں سے گزرنے لگا تو ایک شخص نے کہا، اللہ کی قسم میں اللہ کی رضا کے لئے اس شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ اہل مجلس نے کہا اللہ کی قسم تم نے بڑی بری بات کہی ہے۔ اللہ کی قسم ہم ضرور اسے بتائیں گے اے فلاں اٹھ اور اسے بتا۔ ان کے پیغام پہنچانے والے نے اسے پایا اور جو کچھ اس شخص نے کہا تھا اس کے متعلق بتایا۔ وہ شخص لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں مسلمانوں کی ایک مجلس سے گزرا جس میں فلاں شخص تھا میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا پھر جب میں ان سے گزر آیا تو ان

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 197 (1426) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب فرض الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 19 (1602) مطبوعہ دار الفکر بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 306 (8151)

میں سے ایک شخص مجھے ملا اور مجھے بتایا کہ فلاں شخص نے کہا ہے کہ میں اللہ کی رضا کے لئے اس شخص سے بغض رکھتا ہوں۔ یا رسول اللہ ﷺ! اسے بلائیے اور اس سے پوچھیے کہ وہ مجھ سے کیوں بغض رکھتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور اس کی بات کے متعلق پوچھا۔ اس نے اعتراف کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس سے کیوں بغض رکھتا ہے۔ اس نے کہا میں اس کا پڑوسی ہوں اور اس کو تاڑتا رہتا ہوں، اللہ کی قسم میں نے اسے سوائے فرضی نمازوں کے کبھی کوئی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، جب کہ فرضی نمازیں تو ہر نیک و بد پڑھتا ہے، اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے پوچھیے کیا اس نے مجھے کبھی دیکھا ہے کہ میں نے نماز کو کبھی لیٹ پڑھا ہو یا میں نے وضو میں کوئی کوتاہی کی ہو یا رکوع وسجود ٹھیک نہ کیا ہو، آپ ﷺ نے پوچھا تو اس نے کہا نہیں ایسا تو کبھی نہیں دیکھا پھر اس نے کہا میں نے کبھی اس کو روزہ رکھتے نہیں دیکھا سوائے اس مہینہ کے جس کے روزے ہر نیک و بد رکھتا ہے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے پوچھیے کبھی اس نے مجھے دیکھا ہے کہ کبھی میں نے روزے میں کوئی کوتاہی کی ہو یا اس کے حقوق میں کمی کی ہو، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا نہیں پھر اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے کبھی کسی سائل کو کچھ دیتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے اسے نہیں دیکھا کہ اس نے اپنے مال میں سے کچھ اللہ کے راستہ میں خرچ کیا ہو سوائے اس صدقہ کے جو ہر نیک و بد کرتا ہے۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! اس سے پوچھئے کیا کبھی میں نے زکوٰۃ سے کچھ چھپایا ہے یا میں نے زکوٰۃ وصول کرنے والے سے کچھ کمی کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے کہا نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اٹھ کھڑا ہو نہیں معلوم شاید یہ تجھ سے بہتر ہو (1)۔

امام البزار اور طبرانی نے مالک الاشجعی عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کوئی شخص اسلام قبول کرتا تو رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے اسے نماز کی تعلیم دیتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی ان کے پاس آیا اور کہا ہم مسلمان لوگ ہیں اور وہاں کچھ مہاجر لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم کسی شے پر نہیں ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، بیت اللہ کا حج کیا، رمضان کے روزے رکھے، مہمان کی مہمان نوازی کی وہ جنت میں داخل ہوگا (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ اسلام کے درجات میں سے کون سا درجہ افضل ہے؟ فرمایا نماز۔ پوچھا گیا پھر کیا ہے؟ فرمایا زکوٰۃ (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا اعمال کے درجات میں سے کون سا درجہ بہتر ہے؟ فرمایا نماز اور جس نے نماز نہیں پڑھی اس کا دین نہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

1۔ مجمع الزوائد، باب فرض الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 18 (1601) 2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 317 (8186) مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد
3۔ مجمع الزوائد، باب فی افضل الاسلام، جلد 1، صفحہ 202 (131) 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 209 (4368) 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 27 (1637)

ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے اور کفر کے درمیان نماز کا ترک ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے وہ عہد جو ہمارے اور ان کے درمیان ہے وہ نماز ہے۔ پس جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا (2)۔

امام محمد بن نصر المروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اور طبرانی نے حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے خلیل رسول اللہ ﷺ نے سات چیزوں کی وصیت فرمائی، فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اگرچہ تمہیں کاٹ دیا جائے یا جلا دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے اور جان بوجھ کر نماز ترک نہ کرو، جو جان بوجھ کر نماز ترک کرے گا وہ ملت سے خارج ہو جائے گا اور گناہ نہ کرو، یہ اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتے ہیں شراب نہ پیو۔ کیونکہ یہ تمام خطاؤں کی اصل ہے (3)۔

امام ترمذی، حاکم نے حضرت عبداللہ بن شقیق العقیلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں محمد ﷺ کے اصحاب نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں جانتے تھے (4)۔

امام طبرانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے بندے اور کفر اور ایمان کے درمیان (فرق) نماز ہے، اگر نماز کو چھوڑا تو شرک کیا۔

امام البزار اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کی آنکھ کو تکلیف تھی انہیں کہا گیا ہم تمہارا علاج کرتے ہیں، کیا تم کچھ دن نماز چھوڑو گے؟ فرمایا نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نماز ترک کرے گا وہ اللہ سے ملاقات کرے گا جب کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا (5)۔

امام ابن ماجہ، محمد بن نصر المروزی اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا بندے اور شرک کے درمیان نہیں ہے مگر نماز۔ پس جس شخص نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا تو اس نے شرک کیا (6)۔

امام ابویعلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اسلام کے کنڈے اور دین کے قواعد تین ہیں ان پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جس نے ان میں کسی ایک کو ترک کیا وہ کافر ہے (اور) اس کا خون بہانا حلال ہے (وہ قواعد یہ ہیں) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینا، فرضی نماز اور رمضان کے روزے (7)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے دس کلمات کی وصیت فرمائی۔ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، اگرچہ تجھے قتل کیا جائے اور جلا دیا جائے، اپنے والدین کی

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 13 (1078) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 14 (1079)
3۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 393 (8114)
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 48 (12) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ مجمع الزوائد، باب تارک الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 26 (1632)
6۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 15 (1080)
7۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 378 (2345) مطبوعہ دار المکتب العلمیہ بیروت

نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ تجھے حکم دیں کہ اپنے اہل اور مال کو چھوڑ کر نکل جا اور جان بوجھ کر فرضی نماز ترک نہ کر کیونکہ جو جان بوجھ کر فرضی نماز چھوڑے گا اس سے اللہ کا ذمہ بری ہے اور شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی اصل ہے، گناہ سے بچ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بڑی ناراضگی گناہ کی وجہ سے ہے، میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنے سے بچو اگرچہ لوگ ہلاک ہو جائیں، اگرچہ لوگوں کو موت لاحق ہو جائے تو بھی ثابت قدم رہو اور اپنے اہل پر اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کر اور ان کو ادب سکھانے کے لئے ان سے ڈنڈا نہ اٹھا اور اللہ سے انہیں ڈرا(1)۔

امام طبرانی نے حضرت امیمہ مولاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرا رہی تھی کہ ایک شخص آیا اور عرض کی مجھے وصیت فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے یا تجھے جلایا جائے اور اپنے والدین کی نافرمانی نہ کر اگرچہ وہ تجھے حکم دیں کہ اپنے اہل اور دنیا کو چھوڑ جا تو چھوڑ جا، اور شراب نہ پی کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے اور جان بوجھ کر نماز ترک نہ کر جس نے ایسا کیا اس سے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ بری ہے(2)۔

امام ابن سعد نے حضرت سماک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس کی آنکھوں میں پانی پڑ گیا جس کی وجہ سے ان کی نظر ختم ہوگئی، وہ لوگ ان کے پاس آئے جو آنکھوں کا آپریشن کرتے تھے اور پانی بہاتے تھے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا ہمیں اجازت دو تو ہم آپ کی آنکھ کا پانی نکالتے ہیں لیکن آپ پانچ دن زمین پر نماز پڑھنے سے رکے رہیں، ہاں کسی لکڑی پر سجدہ کر سکتے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ کی قسم میں تو ایک رکعت بھی نہیں چھوڑوں گا، مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس نے جان بوجھ کر ایک نماز ترک کی وہ اللہ سے ملاقات کرے گا جب کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا(3)۔

امام ابن حبان نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بادل والے دن نماز میں جلدی کرو کیوں کہ جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا(4)۔

امام احمد نے حضرت زیاد بن نعیم الحضرمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں اللہ نے فرض کی ہیں جس نے تین کو ادا کیا تو اس کو وہ کچھ فائدہ نہ دیں گی حتی کہ چاروں کو ادا کرے (1) نماز (2) زکوٰۃ (3) رمضان کا روزہ (4) بیت اللہ کا حج(5)۔

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے جان بوجھ کر نماز کو ترک کیا اللہ تعالیٰ اس کے اعمال ضائع فرما دے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے بری الذمہ ہوگا حتی کہ وہ توبہ کرتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرے۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 391، مطبوعہ دار الفکر بیروت　2۔ معجم کبیر، جلد 24، صفحہ 190 (479)، مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد

3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 26 (1632)

4۔ الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان، جلد 4، صفحہ 323 (1463) مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت

5۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 201، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جان بوجھ کر نماز کو ترک نہ کرو کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز کو ترک کرے گا اللہ اور اس کا رسول اس سے بری الذمہ ہوں گے (2)۔ ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں اور المصنف میں اور بخاری نے تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے۔ ایک روایت میں ہے اس نے کفر کیا۔

امام محمد بن نصر اور ابن عبد البر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا۔ ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے نماز کو ترک کیا اس کا دین نہیں (2)۔ ابن عبد البر نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے نماز نہیں پڑھی وہ کافر ہے۔

امام ابن عبد البر نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس کا ایمان نہیں جس کی نماز نہیں اور اس کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے نماز کو ترک کیا اس نے کفر کیا (3)۔

امام مالک اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو نماز کے لئے جگایا گیا جب کہ ان کو نیزہ لگا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا امیر المومنین نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اسلام میں اس کا کوئی حق نہیں جس نے نماز کو ترک کیا پھر آپ نے نماز پڑھی جب کہ آپ کا خون زخم سے رس رہا تھا (4)۔

امام مالک نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کی طرف لکھا کہ تمہارے امور میں سے اہم ترین میرے نزدیک نماز ہے، جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر دوام اختیار کیا اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا وہ دوسری چیزوں کو زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا (5)۔

امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کی نماز فوت ہوگئی گویا اس کے اہل اور اس کا مال تباہ و برباد ہو گیا (6)۔

امام ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کیا اس نے کبیرہ گناہوں میں سے ایک گناہ کیا (7)۔

امام طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے نمازیوں کے قتل

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 188 (7865) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب تارک الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 27 (1637) 3۔ ایضاً (1638) 4۔ ایضاً (1636)

5۔ مؤطا امام مالک، جلد 1، صفحہ 6 (6) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

6۔ الاحسان فی ترتیب صحیح ابن حبان، جلد 4، صفحہ 330 (1428) مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

7۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 410 (1020) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کرنے سے منع کیا گیا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابو یعلی نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نمازیوں کے مارنے سے منع فرمایا(2)۔

امام احمد اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ کوئی ہمیں خادم عطا فرمائیں، فرمایا تم جاؤ گھر میں تین غلام ہیں تم ایک لے لو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا نبی اللہ آپ ہی میرے لئے پسند فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا اپنے لئے خود پسند کرو، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ آپ منتخب فرمائیں، فرمایا گھر میں تین غلام ہیں، ان میں سے جو نماز پڑھ چکا ہو وہ لے جاؤ اور اسے سزا نہ دینا کیونکہ نمازیوں کے مارنے سے منع کیا گیا ہے(3)۔

امام ابو یعلی نے ام سلمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ابوالہیثم بن التیہان آیا اور خادم طلب کیا، آپ ﷺ نے اس سے وعدہ فرمایا کہ اگر غلام آئیں گے (تو اسے عطا کریں گے) پھر وہ آیا تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا ہمیں دو سیاہ غلام ملے ہیں ان میں سے تو جو چاہے لے لے۔ اس نے کہا میں آپ سے مشورہ طلب کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ غلام لے لے اس نے ہمارے پاس نماز پڑھی ہے اور اس کو مارنا نہیں کیونکہ ہمیں نمازیوں کے مارنے سے منع کیا گیا ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافقین پر بھاری نماز عشاء اور فجر کی نماز ہے، اگر وہ جانتے جو ان میں ثواب ہے تو یہ ضرور ان نمازوں میں حاضر ہوتے اگرچہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز کا حکم دوں، تکبیر کہی جائے تو کسی کو حکم دوں کہ لوگوں کو وہ نماز پڑھائے۔ پھر میں اپنے ساتھ کچھ لوگ لے کر چلوں، جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں، ایسے لوگوں کے پاس جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں ہوئے تو ان پر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں(5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تو اللہ کی عبادت کر گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر ایسا نہ ہو کہ تو اسے دیکھ سکے (تو پھر اس طرح عبادت کر کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے اور اپنے آپ کو مردوں میں شمار کر اور مظلوم کی بددعا سے بچ کیونکہ وہ قبول کی جاتی ہے، جو تم میں سے عشاء اور صبح کی نماز میں شریک ہونے کی طاقت رکھتا ہے اگرچہ گھٹنوں کے بل ہی آ سکتا ہو تو اسے حاضر ہونا چاہیے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ، البزار، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم جب کسی کو فجر اور عشاء کی نماز میں نہ دیکھتے تو اس کے متعلق ہمارا گمان اچھا نہ ہوتا(7)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 26 (44) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند ابو یعلی جلد 1، صفحہ 58 (83) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 35 (2799)
4۔ مجمع الزوائد، باب فی المشاورۃ، جلد 8، صفحہ 182، (13160)
5۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 232 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
6۔ مجمع الزوائد، باب الصلوٰۃ فی الجماعۃ، جلد 2، صفحہ 165 (2149)
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 165، (2151)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور پوچھا کیا فلاں شخص نماز میں حاضر ہے؟ صحابہ نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا فلاں شخص موجود ہے؟ صحابہ کرام نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ دونوں نمازیں (عشاء اور فجر) منافقین پر بہت بھاری ہیں، اگر تم جانتے کہ ان میں کتنا ثواب ہے تو تم نماز میں حاضر ہوتے اگرچہ تمہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگ جان لیتے جو کچھ (اجر وثواب) عشاء اور فجر کی نماز میں ہے تو وہ ضرور حاضر ہوتے اگرچہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑتا (2)۔

امام طبرانی نے حضرت الحرث بن وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت ہمیشہ اسلام پر رہے گی جب کہ یہود کی مشابہت میں وہ مغرب کی نماز کو اتنا مؤخر نہیں کرے گی کہ ستارے آپس میں مل جائیں اور جب تک نصاریٰ کی مشابہت میں فجر کو مؤخر نہیں کرے گی (3)۔

امام طبرانی نے الصنابحی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت دین کے راستہ پر رہے گی جب تک کہ وہ یہود کی مشابہت میں ستاروں کے خوب روشن ہونے تک مغرب کی نماز کا انتظار نہیں کرتے رہیں گے (4)۔

امام بخاری، مسلم اور بیہقی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صبح اور عصر کی نمازیں پڑھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا (5)۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کے ذمہ میں ہے۔ پس اللہ تم سے اپنے ذمہ کچھ طلب نہیں کرتا کیونکہ جس سے وہ اپنے ذمہ سے کچھ طلب کرے گا وہ اسے پالے گا پھر وہ اسے منہ کے بل جہنم میں گرائے گا (6)۔

امام مسلم، ترمذی اور بیہقی نے حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ کے ذمہ ہوتا ہے پس اللہ کے ذمہ کو نہ توڑو (7)۔

امام احمد، البزار، طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کے ذمہ میں ہے، پس اس کے ذمہ کو نہ توڑو، جس نے اللہ کے ذمہ کو توڑا اللہ تعالیٰ اس کو طلب کرے گا حتی کہ اسے منہ کے بل گرائے گا (8)۔

امام البزار، ابویعلی اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 3، صفحہ 29 (536) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض 2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 434 (796) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، باب وقت المغرب، جلد 2، صفحہ 56 (1737) 4۔ ایضاً، (1738)
5۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 115 (215) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 134 (261)
7۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 52 (2841) 8۔ مجمع الزوائد، باب فضل الصلوۃ وقتہا، جلد 2، صفحہ 127 (1640)

ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کے ذمہ میں ہے۔ پس اس سے بچو کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ میں سے کچھ تم سے طلب کرے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ کے ذمہ میں ہوتا ہے، جو اللہ کے ذمہ کو توڑے گا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں اوندھا گرائے گا (2)۔

امام طبرانی نے ابومالک الاشجعی عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو صبح کی نماز پڑھتا ہے وہ اللہ کے ذمہ ہوتا ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے (3)۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ شخص جس کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کے اہل و مال ہلاک ہو گئے (4)۔

امام شافعی نے نوفل بن معاویہ الدیلمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جس کی نماز عصر فوت ہوگئی گویا اس کے اہل و مال ہلاک ہو گئے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے عصر کی نماز ترک کی اس کا عمل ضائع ہوگیا (6)۔ احمد نے ابودرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عصر کی نماز جان بوجھ کر ترک کی اس کا عمل ضائع ہوگیا (7)۔

امام مسلم، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابوبصرہ الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز مخمص میں پڑھائی پھر فرمایا یہ نماز تم سے پہلے لوگوں کو دی گئی، انہوں نے اسے ضائع کر دیا، جس نے عصر کی نماز کی حفاظت کی اس کے لئے اس کا اجر دوہرا ہے اور اس کے بعد نماز نہیں ہے حتی کہ ستارے طلوع ہو جائیں (8)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ نماز (عصر) تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کی گئی تھی۔ انہوں نے اس کو ضائع کر دیا۔ پس جس نے اس کی حفاظت کی اسے دوہرا اجر دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے حتی کہ ستارے نظر آنے لگیں (9)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے عصر کی نماز بغیر عذر کے نہ پڑھی حتی کہ سورج غروب ہوگیا تو گویا اس کا اہل اور مال ہلاک ہوگیا۔ ابن ابی شیبہ نے نوفل بن معاویہ

1۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 398 (4093) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 29 (1646) مطبوعہ دارالفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 28 (1648)
4۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 203 (527) مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
5۔ کتاب الام للشافعی، باب وقت العصر، جلد 1، صفحہ 73 مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت
6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 203 (528)
7۔ مجمع الزوائد، باب تارک الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 27 (1639)
8۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 259 مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ
9۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 183، (4084)، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
9۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 304 (686) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ نمازوں میں سے ایک نماز ہے جس کی وہ فوت ہو جائے اس کا گویا اہل و مال ہلاک ہو گیا۔ ابن عمر فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ عصر کی نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس کی عصر کی نماز بغیر عذر کے فوت ہوگئی اس کا عمل ضائع ہو گیا۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت العباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت فطرت (اسلام) پر رہے گی جب تک کہ ستاروں کے خوب روشن ہونے تک مغرب کی نماز کو مؤخر نہیں کریں گے (1)۔

امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت فطرت پر رہے گی جب تک ستاروں کے طلوع ہونے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھتے رہیں گے (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت خیر کے ساتھ رہے گی (یا فرمایا) فطرت پر رہے گی جب تک کہ ستاروں کے خوب روشن ہونے تک مغرب کی نماز کو مؤخر نہیں کرے گی (3)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نمازوں میں سے افضل نماز مغرب ہے جس نے نماز مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھیں، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دے گا (4)۔

امام ابن سعد، بخاری، مسلم نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک رات نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تو فرمایا مبارک ہو تم پر یہ اللہ کی نعمت ہے کہ تمہارے علاوہ لوگوں میں سے کوئی بھی اس نماز کو پڑھنے والا نہیں ہے یا فرمایا اس وقت تمہارے علاوہ کوئی اس نماز کو نہیں پڑھ رہا ہے (5)۔

امام طبرانی نے حضرت المنکدر رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ ایک رات عشاء کی نماز کے لئے آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا یہ وہ نماز ہے جسے پہلی امتوں میں سے کسی نے اس کو نہیں پڑھا ہے (6)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات عشاء کی نماز کے لئے تشریف لائے تو صحابہ کرام سے فرمایا یہ تمہاری نماز کبھی تم سے پہلے کسی امت نے نہیں پڑھی (7)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ایک رات

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 304 (686) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 154، (1671)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 303 (685)
4۔ مجمع الزوائد، باب الصلوۃ الوسطی، جلد 2، صفحہ 51 (1718)
5۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 229، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
6۔ مجمع الزوائد، باب وقت العشاء، جلد 2، صفحہ 57 (1743)
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 59 (1749)

عشاء کی نماز کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے تاخیر کی حتی کہ گمان کرنے والے نے گمان کیا کہ آپ نماز پڑھ چکے ہیں یا باہر تشریف لانے والے نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نماز عشاء پڑھو کیونکہ اس کی وجہ سے تمہیں تمام امتوں پر فضیلت دی گئی ہے اور تم سے پہلے کسی امت نے نہیں پڑھی ہے(1)۔

امام احمد نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے میرا خیال ہے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ غلام سے اس کی نماز کے بارے محاسبہ ہوگا، اس میں اگر کمی ہوگی تو اسے کہا جائے گا تو نے نماز میں کمی کیوں کی ہے؟ وہ کہے گا یا رب تو نے مجھ پر ایک مالک مسلط کیا تھا جس نے مجھے نماز سے غافل رکھا۔ پھر ارشاد ہوگا میں نے تجھے دیکھا تو مالک کے مال سے اپنے لئے چوری کرتا تھا۔ پس تو نے اپنے عمل سے اپنے لئے کیوں نہ چوری کی؟ پس اللہ کے لئے اس پر حجت قائم ہو جائے گی(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے عبدالملک بن ربیع بن سبرعن ابیہ عن جارہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے تو اسے نماز نہ پڑھنے پر مارو(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور حاکم نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب کہ ان کی عمر سات سال ہو جائے اور انہیں نماز کی ادائیگی پر مارو جب کہ وہ بارہ سال کے ہو جائیں اور ان کے درمیان بستر میں جدائی کرو(4)۔

امام ابوداؤد نے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ بچہ کب نماز پڑھے، فرمایا جب وہ دائیں کو بائیں سے پہچان لے تو اسے نماز کا حکم دو(5)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عبداللہ بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو نماز سکھاؤ جب سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستر علیحدہ علیحدہ کر دو(6)۔

امام الحرث بن ابی اسامہ اور طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بچہ دائیں، بائیں کو پہچانے تو اسے نماز کا حکم دو(7)۔ البزار نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دو اور دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو(8)۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 289 (405) مطبوعہ مکتبۃ الرشد بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 328، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 413 (476) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 415 (477)
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 417، (479)
6۔ مجمع الزوائد، باب امر الصبی بالصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 24 (1626)
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 25 (1628)
8۔ ایضاً، (1629)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نماز کے متعلق اپنے بیٹوں کی محافظت کرو اور انہیں خیر کا عادی بناؤ، کیوں کہ اچھی عادت ہے (1)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت الحسن بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ نے نبی کریم ﷺ سے کیا یاد کیا ہے فرمایا پانچ نمازیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما لوگوں کو یہ سکھاتے تھے کہ اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اور نماز قائم کر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے وقت پر فرض کی ہے کیونکہ اس کی کوتاہی میں ہلاکت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے جعفر بن برقان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہماری طرف عمر بن عبدالعزیز نے لکھا امابعد، دین کی عزت اور اسلام کا قوام یہ ہیں، ایمان باللہ، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا پس نماز کو اپنے وقت پر پڑھ اور اس کی محافظت کر۔

الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام کا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے بارے اس طرح اختلاف تھا۔ انہوں نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کر کے اشارہ فرمایا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ نماز ان نمازوں میں ہی ہے پس تم تمام کی محافظت کرو (4)، امام مالک مؤطا میں فرماتے ہیں مجھے حضرت علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے یہ خبر پہنچی ہے فرماتے ہیں، الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صبح کی نماز ہے، بیہقی نے اس روایت کو سنن میں نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بصرہ کی جامع مسجد میں صبح کی نماز پڑھی اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی اور فرمایا یہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے، حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔ (5)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں ابن الانباری نے المصاحف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو رجاء العطاردی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی (6) انہوں نے اس میں قنوت پڑھی اور ہاتھ کو اٹھایا پھر فرمایا یہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ہے جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اس میں قنوت پڑھتے ہوئے کھڑے ہوں۔

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 236 (9155)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 76 (2709)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 678
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 676
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 244 (8603)، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، سے مراد صبح کی نماز ہے جو رات کی تاریکی میں پڑھی جاتی ہے (1)۔

امام ابن عبد البر نے التمہید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، سے مراد نماز صبح ہے رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی میں پڑھی جاتی ہے، یہ زیادہ لوگوں سے فوت ہو جاتی ہے (2)۔ عبد بن حمید، ابن جریر، ابن الانباری نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عبد اللہ بن قیس کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی، میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا یہی نماز ہے (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان کو کہا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کونسی ہے؟ صحابہ نے کہا جو ابھی آپ نے پڑھی ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، سے مراد صبح کی نماز ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، اسحٰق بن راہویہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد صبح کی نماز ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ صبح کی نماز ہے، ابن ابی شیبہ نے اس کو المصنف میں ان الفاظ میں روایت کیا ہے میں اس کو نہیں شمار کرتا مگر صبح۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت جابر بن زید کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، سے مراد فجر کی نماز ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حیان الازدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ابن عمر کو یہ کہتے ہوئے سنا جب کہ ان سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھا گیا تھا۔ ان سے کہا گیا تھا کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد عصر کی نماز ہے تو ابن عمر نے فرمایا ابو ہریرہ زیادتی کرتے ہیں ابن عمر فرماتے ہیں کہ یہ صبح کی نماز ہے (7)۔

امام سفیان بن عیینہ نے طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد فجر کی نماز ہے (8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد اور جابر بن زید رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ صبح کی نماز ہے (9)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 916، مطبوعہ دار الصمیعی بیروت 2۔ ایضاً۔
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 676
4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 579 (2208)، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 910
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 676
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 245
8۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 912 (399)
9۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 245

امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عطاء سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا میں صبح کی نماز کو گمان کرتا ہوں کیا آپ نے یہ ارشاد نہیں سنا۔ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (اسراء:78)(1)

امام عبدالرزاق نے حضرت طاؤس اور حضرت عکرمہ رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ صبح کی نماز ہے اور یہ دن اور رات کی نمازوں کے درمیان ہے (2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ایک ایسی سند سے روایت کیا ہے جس کے راوی ثقہ ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہم بیان کرتے تھے کہ یہ وہ نماز ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کیا تھا یعنی ظہر کی نماز (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھا فرمایا اس سے مراد وہ نماز ہے جو فجر کے بعد آتی ہے (یعنی ظہر)

امام احمد، بخاری (تاریخ میں)، ابوداؤد، ابن جریر، طحاوی، رویانی، ابویعلی، طبرانی اور بیہقی نے الزبرقان کے طریق سے حضرت عروہ بن زبیر عن زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز گرمی میں پڑھتے تھے اور یہ صحابہ کرام پر بہت مشکل تھی تو یہ آیت نازل ہوئی حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔ فرمایا اس سے پہلے دو نمازیں ہیں اور اس کے بعد دو نمازیں ہیں (4)۔

امام طیالسی اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی حاتم، ابویعلی، رویانی، ضیاء المقدسی نے المختارہ میں اور بیہقی نے الزبرقان عن زہرہ بن معبد کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا، پھر ان سے پوچھا کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ظہر، نبی کریم ﷺ اسے گرمی میں پڑھتے تھے (5)۔

امام احمد، ابن المنیع، نسائی، ابن جریر، شاشی اور ضیاء نے زبرقان کے طریق سے روایت کیا ہے کہ قریش کے ایک گروہ کے پاس سے زید بن ثابت گزرے جب کہ وہ اکٹھے بیٹھے تھے۔ قریش نے حضرت زید کے پاس اپنے دو غلام بھیجے تا کہ وہ ان سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھیں۔ انہوں نے فرمایا یہ ظہر کی نماز ہے پھر وہ دونوں اسامہ بن زید کے پاس گئے۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ ظہر کی نماز ہے۔ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز گرمی میں پڑھتے تھے، آپ کے پیچھے ایک یا دو صفیں ہوتی تھی اور لوگ قیلولہ اور اپنی تجارت میں مصروف ہوتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اس نماز میں کوتاہی سے رک جائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو جلا دوں گا (6)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 579 (2205)
2۔ ایضاً، جلد 579 (2206)
3۔ ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 244 مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 272 (395) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 244 (8602)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 637

امام نسائی اور طبرانی نے حضرت زہری عن سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں ایک قوم کے ساتھ تھا جن کا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق اختلاف ہوا، میں تمام لوگوں سے چھوٹا تھا، انہوں نے مجھے زید بن ثابت کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھوں میں حضرت زید کے پاس آیا اور یہ مسئلہ دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ گرمی میں ظہر کی نماز پڑھتے تھے اور لوگ قیلولہ اور بازاروں میں ہوتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ایک یا دو صفیں ہوتی تھیں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۗ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ باز آجائیں (نماز میں کوتاہی سے) ورنہ میں ان کے گھروں کو جلا دوں گا (1)۔

امام ابن جریر نے اپنی التھذیب میں حضرت عبد الرحمٰن بن ابان عن ابیہ عن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے طریق سے ایک مرفوع روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد ظہر کی نماز ہے (2)۔

امام بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ وہ، عروہ بن زبیر اور ابراہیم بن طلحہ بیٹھے ہوئے تھے، سعید بن المسیب نے فرمایا میں نے ابو سعید الخدری کو یہ فرماتے سنا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد صلوٰۃ الظہر ہے فرماتے ہیں ہمارے پاس سے ابن عمر گزرے تو عروہ نے کہا ابن عمر کو بلاؤ اور ان سے پوچھو، ہم نے اپنا ایک غلام بھیجا اس نے ابن عمر سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھا، واپس آکر اس نے بتایا کہ وہ فرماتے ہیں ظہر کی نماز ہے۔ ہم کو غلام کے قول کے بارے شک ہوا، ہم تمام ابن عمر کے پاس گئے اور خود یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ ظہر کی نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن الانباری نے المصاحف میں اور بیہقی نے حضرت قتادہ عن سعید بن المسیب عن ابن عمر بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد ظہر کی نماز ہے (3)۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، بخاری (تاریخ میں)، ابن جریر اور ابن المنذر نے کئی طریق سے زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد ظہر کی نماز ہے (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت حرملہ مولی زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم کا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق اختلاف ہوا تو انہوں نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا، میں نے ان سے پوچھا کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کون سی نماز ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ظہر۔ زید بن مالک کہتے تھے کہ یہ ظہر کی نماز ہے؟ مجھے یہ معلوم نہیں انہوں نے حضرت عائشہ سے مسئلہ سنا تھا یا کسی غیر سے سنا تھا (5)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد ظہر کی نماز ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 131 (4801) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 672 3۔ ایضاً
4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 577 (2199)، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 5۔ ایضاً، (2200)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے کئی طرق سے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ظہر ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے صلاۃ ظہر ہی الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، بخاری (التاریخ میں)، ابن جریر، ابن ابی داؤد (المصاحف میں) ابورافع مولی حفصہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں مجھے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ نے قرآن حکیم لکھنے کو فرمایا اور حکم فرمایا کہ جب تو اس آیت پر پہنچے تو میرے پاس آنا میں تمہیں خود یہ آیت لکھواؤں گی جیسے مجھے پڑھائی گی ہے۔ جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا لکھ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ صَلاةِ الْعَصْرِ میں ابی بن کعب سے ملا۔ میں نے کہا اے ابوالمنذر حضرت حفصہ اس طرح کہتی ہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ ایسے ہے جیسے اس نے کہا ہے، ہمارے کام میں مشغولیت ظہر کے وقت کے علاوہ کسی وقت میں نہیں ہوتی تھی (3)۔

امام مالک، ابوعبید، عبد بن حمید، ابویعلی، ابن جریر، ابن الانباری (المصاحف میں) اور بیہقی نے سنن میں عمرو بن رافع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت حفصہ کے لئے قرآن لکھا کرتا تھا۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ جب تو اس آیت پر پہنچے تو مجھے اطلاع کرنا۔ جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہیں بتایا۔ انہوں نے مجھے اس طرح یہ آیت لکھوائی حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى و صلاۃ العصر وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ فرمایا میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی (4)۔ عبد الرزاق نے نافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت حفصہ نے اپنے ایک غلام کو قرآن لکھنے کے لئے دیا اور فرمایا جب تو حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ کی آیت پر پہنچے تو مجھے بتانا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا تو وہ حضرت حفصہ کے پاس آیا۔ حضرت حفصہ نے اپنے ہاتھ سے یہ آیت اس طرح لکھی حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ۔ (5)

امام مالک، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری نے المصاحف میں اور بیہقی نے سنن میں ابویونس مولیٰ عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ میں ان کے لئے قرآن لکھوں اور انہوں نے فرمایا کہ جب تو اس آیت حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ الخ پر پہنچے تو مجھے آگاہ کرنا۔ میں جب اس آیت پر پہنچا تو انہیں بتایا انہوں نے مجھے یہ آیت اس طرح لکھوائی حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی تھی۔ (6)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی داؤد (المصاحف میں) ابن المنذر نے ام حمید بنت عبد الرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ اس نے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں پہلے حروف میں اس طرح پڑھتے تھے حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ (7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 672 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 675 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 674
5۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 578 (2202) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 675 7۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 578 (2202)

امام ابن ابی شیبہ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد ظہر ہے۔ اس سے پہلے دو نمازیں ہیں اور اس کے بعد دو نمازیں ہیں (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی داؤد نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں پڑھا ہے کہ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وصلاة العصر وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ۔ (2)

امام ابن الانباری نے المصاحف میں سلیمان بن ارقم عن الحسن وابن سیرین وابن شہاب الزہری کے طریق سے روایت کیا ہے زہری ان تمام سے حدیث سے زیادہ سیر تھے، ان تمام نے فرمایا جب جنگ یمامہ میں قرآن کے قاری بہت زیادہ شہید ہو گئے۔ ان کے ساتھ اس جنگ میں چار سو آدمی شہید ہوئے تھے۔ حضرت زید بن ثابت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے ملے اور کہا یہ قرآن ہمارے دین کا جامع ہے، اگر ہمارا قرآن ضائع ہو گیا تو ہمارا دین بھی ضائع ہو جائے گا۔ میں نے ارادہ کیا ہے میں قرآن کو ایک کتاب میں جمع کروں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا انتظار کرو۔ میں ابوبکر سے اس کے متعلق پوچھ لوں، ہم ابوبکر کے پاس گئے اور انہیں یہ معاملہ پیش کیا۔ انہوں نے فرمایا جلدی نہ کرو حتی کہ میں مسلمانوں سے مشورہ کر لوں۔ پھر آپ نے خطبہ دیا اور لوگوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا، لوگوں نے کہا یہ ٹھیک ہے جمع کرنا چاہیے۔ پس اس طرح انہوں نے قرآن جمع کیا۔ حضرت ابوبکر نے منادی کرائی کہ جس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ ہو وہ لے آئے، حضرت حفصہ نے فرمایا جب تم اس آیت پر پہنچو تو مجھے خبر دینا۔ جب اس آیت پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا لکھو اَلصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ۔ حضرت عمر نے کہا تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا اللہ کی قسم ہم قرآن میں کوئی ایسی چیز داخل نہیں کریں گے جو کوئی عورت بغیر کسی دلیل کے بیان کرے گی۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا لکھو وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ (العصر:1) وَاَنَّهٗ فِيْهِ اِلٰى آخِرِ الدَّهْرِ) حضرت عمر نے فرمایا ہم سے اس اعرابیہ کو دور کرو۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں نافع عن ابن عمر عن حفصہ کے طریق سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مصحف لکھنے والے سے فرمایا جب تم مواقیت الصلوۃ پر پہنچو تو مجھے آگاہ کرنا تاکہ میں وہ بات بتاؤں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ جب کاتب نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تو انہوں نے فرمایا لکھو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ (المصنف میں)، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد (المصاحف میں) اور ابن المنذر نے عبد اللہ بن رافع عن ام سلمہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے قرآن حکیم لکھنے کا انہیں حکم دیا، جب حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ الخ پر پہنچے تو فرمایا تو اس طرح لکھو حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ الخ۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد اور بیہقی نے سنن میں عمیر بن مریم کے طریق سے روایت کیا ہے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 245، مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 578 (2201)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 666

کہ انہوں نے ابن عباس کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ (1)۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد (ناسخ میں) ابن جریر اور بیہقی نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے یہ نازل ہوا (حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ الْعَصْرِ) ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جتنا اللہ نے چاہا پڑھتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا اور یہ نازل فرمایا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ان سے کہا گیا کیا پھر یہ عصر کی نماز ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے تمہیں بتایا ہے کہ کیسے نازل ہوئی اور کیسے اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کیا۔ اللہ اعلم (2)۔

امام بیہقی نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ دن اس طرح پڑھتے رہے حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلَاةِ الْعَصْرِ۔ پھر ہم نے اس طرح پڑھا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔ مجھے معلوم نہیں یہ ہے وہ یا نہیں (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت زر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عبیدہ سے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، کے متعلق پوچھو انہوں نے پوچھا تو حضرت علی نے فرمایا ہم فجر کی نماز کو الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، سمجھتے تھے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احزاب کے دن یہ فرماتے سنا انہوں (کفار) نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (یعنی) صلوٰۃ عصر سے غافل کر دیا اللہ تعالیٰ ان کی قبور اور ان کے پیٹوں کو آگ سے بھر دے (4)۔

امام ابن جریر نے ایک دوسرے طریق سے حضرت زر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اور عبیدہ السلمانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے میں نے عبیدہ کو کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے بارے پوچھیں۔ انہوں نے پوچھا تو حضرت علی نے فرمایا ہم پہلے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صبح کی نماز خیال کرتے تھے۔ پھر جب اہل خیبر سے جنگ کر رہے تھے تو انہوں نے ہمیں نماز سے روک دیا اور یہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے کا وقت تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس قوم کے دلوں اور پیٹوں کو آگ سے بھر دے جنہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مشغول رکھا پس اس دن ہمیں معلوم ہوا کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد نماز عصر ہے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، مسلم، نسائی اور بیہقی نے حضرت شتیر بن شکل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہم پہلے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، صبح کی نماز کو سمجھتے تھے حتی کہ میں نے جنگ احزاب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبور کو آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، سے مشغول رکھا حتی کہ سورج غائب ہو گیا (6) اس دن آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 665　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 670　3۔ سنن کبریٰ، جلد 1، صفحہ 459
4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 576 (2192)　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 669
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 576 (2194)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورج کے غروب ہونے تک ظہر اور عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔

امام عبدالرزاق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی سے مراد صلوٰۃ عصر ہے(1)۔

امام الدمیاطی نے کتاب الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی میں حسن بصری کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی نماز عصر ہے۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز عصر سے روک دیا حتی کہ سورج سرخ ہوگیا یا فرمایا زرد ہوگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی صلوٰۃ عصر سے مشغول رکھا اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبور کو آگ سے بھردے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی صلوٰۃ عصر ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور طبرانی نے مقسم اور حضرت سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ خندق کے موقع پر فرمایا انہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی سے مشغول رکھا ہے حتی کہ سورج غروب ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور اور اجواف (پیٹوں) کو آگ سے بھردے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگ میں تشریف لے گئے تو مشرکوں نے نماز عصر پڑھنے سے آپ کو روک دیا حتی کہ شام ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور پیٹوں کو آگ سے بھردے جنہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی سے روکا ہے(5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ احزاب میں ظہر اور عصر کی نماز بھول گئے اور مغرب کے بعد یاد آیا تو فرمایا اے اللہ جنہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی کی ادائیگی سے روکا ہے ان کے گھروں کو آگ سے بھردے(6)۔

امام البزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خندق کے روز فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبور کو آگ سے بھردے جنہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی سے مشغول رکھا حتی کہ سورج غائب ہوگیا۔

امام البزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جنگ احزاب کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی کی ادائیگی سے روکا اللہ ان کے گھروں اور قبور کو آگ سے بھردے۔ طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ ام سلمہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انہوں نے ہمیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی صلوٰۃ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 577 (2195)

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 669

3۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 1، صفحہ 472 (181)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 670

5۔ ایضاً

6۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 52 (1719)

عصر سے مشغول رکھا اللہ ان کے پیٹوں اور دلوں کو آگ سے بھر دے (1)۔

امام ابن مندہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے اہل اور مال ہلاک ہو گیا اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی جماعت کے ساتھ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ضائع ہو گئی اور یہ نماز عصر ہے۔

امام احمد، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ پھر آپ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ یہ صلوٰۃ عصر ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صلاۃ عصر ہے (3)۔

امام طبرانی نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم تمام نمازوں کی حفاظت کریں اور الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی کی حفاظت کی ہمیں وصیت فرمائی اور ہمیں بتایا کہ یہ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صلوٰۃ عصر ہے (4)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے سالم عن ابن عمر کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی نماز عصر فوت ہو جائے (اس کا اتنا خسارہ ہے) گویا اس کے اہل و مال ہلاک ہو گئے۔ فرمایا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز عصر کو الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی سمجھتے تھے (5)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے ابو صالح کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صلوٰۃ عصر ہے (6)۔

امام طحاوی نے حضرت موسیٰ بن وردان عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی صلوٰۃ عصر ہے (7)۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور طحاوی نے عبد الرحمٰن بن لبیبہ الطائفی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی کے بارے پوچھا تو فرمایا میں تجھ پر قرآن پڑھتا ہوں تم جان لو گے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نہیں فرمایا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (بنی اسرائیل: 78) اس سے مراد ظہر کی نماز ہے اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ (بنی اسرائیل: 78) سے مراد مغرب ہے وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ (النور: 58) اس میں عشاء کی نماز کا ذکر ہے۔ اور فرمایا اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (بنی اسرائیل) اس سے مراد صبح ہے پھر حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ یہ عصر ہے یہ عصر ہے (8)۔

امام ابن سعد، البزار، ابن جریر، طبرانی اور البغوی نے معجم میں کہیل بن حرملہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی، کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہم نے بھی اسی طرح اختلاف کیا تھا اور رسول

1۔ مجمع الزوائد، باب الصلوٰۃ الوسطیٰ، جلد 2، صفحہ 53 (1726) مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 670 3۔ ایضاً

4۔ معجم کبیر، جلد 7 صفحہ 248 (7010) مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد 5۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 576 (2191)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 669 7۔ شرح معانی الآثار، جلد 1، صفحہ 103 مطبوعہ وزارت تعلیم

8۔ ایضاً

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ہم موجود تھے ہمارے درمیان ایک شخص الصالح ابو ہاشم بن عتبہ بن عبد شمس تھے انہوں نے کہا میں تمہارے لئے یہ مسئلہ پوچھ کر آتا ہوں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر واپس آ کر بتایا کہ وہ عصر کی نماز ہے (1)۔

امام ابن جریر نے ابراہیم بن یزید الدمشقی سے روایت کیا ہے فرمایا میں حضرت عبدالعزیز بن مروان رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا تھا، اس نے ایک شخص کو کہا کہ فلاں شخص سے پوچھ آؤ کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے بارے کیا سنا ہے۔ اس بیٹھنے والے شخص نے کہا مجھے ابوبکر اور عمر نے بھیجا۔ میں اس وقت چھوٹا تھا تا کہ میں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے بارے پوچھوں، پس انہوں نے میری چھوٹی انگلی پکڑی اور فرمایا یہ فجر ہے، پھر ساتھ والی انگلی پکڑی اور فرمایا یہ ظہر ہے، پھر انگوٹھا پکڑا اور فرمایا یہ مغرب ہے، پھر اس کے ساتھ والی انگلی پکڑی اور فرمایا یہ عشاء ہے، پھر پوچھا اب تیری کون سی انگلی باقی ہے میں نے کہا وسطی۔ پھر فرمایا کون سی نماز باقی ہے میں نے کہا عصر تو فرمایا یہ عصر ہے (2)۔

امام البزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد نماز عصر ہے۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صلوٰۃ عصر ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صلوٰۃ عصر ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں تھا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى اور الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى نماز عصر ہے (5)۔

امام وکیع نے حضرت حمیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں میں نے پڑھا حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى۔ اور یہ نماز عصر ہے۔

امام ابن داؤد نے قبیصہ بن ذویب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں تھا حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَالصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ۔

امام سعید بن منصور اور ابو عبید نے زیاد بن ابی مریم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لئے مصحف لکھنے کا حکم دیا اور فرمایا جب تم حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ کی آیت پر پہنچو تو اسے نہ لکھنا حتی کہ مجھے آگاہ کر دو جب انہوں نے بتایا تو فرمایا اس طرح لکھو الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ (6)۔

امام ابن جریر، طحاوی اور بیہقی نے عمرو بن رافع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 670 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 671 3۔ ایضاً

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 244 (8598) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 666

6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 913، طبع دار الصمیعی، ریاض

اس طرح لکھا ہوا تھا حٰفِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى وَهِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ۔(1)

امام ابوعبید نے فضائل میں اور ابن المنذر نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے حٰفِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ ۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، بخاری نے التاریخ میں، ابن جریر اور طحاوی نے حضرت رزین بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا۔ الصلوٰۃ الوسطیٰ صلوٰۃ العصر ۔(2)

امام وکیع، الفریابی، سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور اور مسدد نے اپنی مسند میں، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے الشعب میں کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصلوٰۃ الوسطیٰ صلاۃ العصر ہے۔ اس میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے تفریط کی تھی حتی کہ سورج چھپ گیا تھا(3)۔

امام وکیع، سفیان، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى سے مراد صلوٰۃ عصر ہے(4)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے کئی طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى سے مراد صلوٰۃ عصر ہے(5)۔

امام عبد بن حمید اور طحاوی نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اس طرح تھا حٰفِظُوۡا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى وهي صلوٰۃ العصر (6)۔

اس روایت کو امام ابن ابی شیبہ نے ابو قلابہ عن ابی المہلب عن ابی بن کعب کے طرق سے روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور طحاوی نے حضرت سالم عن ابیہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى سے مراد صلوٰۃ عصر ہے(7)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح پڑھا الصلوٰۃ الوسطیٰ وصلاۃ العصر ۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى سے مراد صلاۃ عصر ہے(8)۔

امام ابن المنذر اور طبرانی نے حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى سے مراد صلاۃ عصر ہے(9)۔

امام ابن المنذر اور طحاوی نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الۡوُسۡطٰى عصر کی نماز ہے(10)۔

1۔ شرح معانی الآثار، جلد 1، صفحہ 102، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 664
4۔ ایضاً
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 903
6۔ شرح معانی الآثار، جلد 1، صفحہ 103
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 101
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 667
9۔ معجمہ کبیر، جلد 7، صفحہ 200
10۔ شرح معانی الآثار، جلد 1، صفحہ 103

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رنے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صلاة عصر ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صلاة عصر ہے(2)۔

امام دمیاطی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صلاة عصر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور بیہقی نے نافع کے طریق سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مصحف لکھنے والے سے فرمایا جب تو مواقیت صلوۃ پر پہنچے تو مجھے بتانا تا کہ میں تمہیں وہ بتاؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ پس کاتب نے انہیں بتایا تو آپ نے فرمایا یہ لکھو میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وهی صلاة العصر (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم کہتے تھے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد نماز عصر ہے اس سے پہلے دن کی دو نمازیں ہیں اور اس کے بعد رات کی دو نمازیں ہیں (4)۔

امام وکیع اور ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور عبد بن حمید نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد صلاۃ العصر ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وسطی سے مراد عصر ہے(6)۔

امام طحاوی نے حضرت ابو عبید الرحمٰن عبید اللہ بن محمد بن عائشہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آدم علیہ السلام پر جب فجر کا وقت ہوا تو انہوں نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پس یہ صبح کی نماز بن گئی، ظہر کے وقت حضرت اسحٰق کا فدیہ دیا گیا تو ابراہیم علیہ السلام نے چار رکعتیں پڑھیں تو یہ ظہر کی نماز بن گئی۔ حضرت عزیز کو زندہ کیا گیا اور پوچھا گیا تم کتنا وقت ٹھہرے رہے؟ انہوں نے کہا ایک دن۔ انہوں نے سورج کو دیکھا تو کہا دن کا کچھ حصہ، پھر آپ نے چار رکعتیں پڑھیں تو یہ عصر کی نماز ہوگئی حضرت داؤد کی مغرب کے وقت مغفرت ہوئی تو وہ اٹھے چار کی نیت سے نماز شروع کی لیکن تکلیف کی وجہ سے تیسری رکعت پر بیٹھ گئے۔ پس مغرب کی تین رکعتیں ہوگئیں اور جنہوں نے سب سے پہلے عشاء کی نماز پڑھی وہ ہمارے نبی (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسی وجہ سے لوگوں نے کہا وسطی، عصر کی نماز ہے(7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ عصر کی نماز ہے(8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد عصر کی نماز ہے(9)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عبیدہ سے الصَّلٰوةِ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 244 | 2۔ ایضاً | 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 674

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 667 | 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 244 | 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 246 (8626)

7۔ شرح معانی الآثار، جلد 1، صفحہ 104 | 8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 245 | 9۔ ایضاً

الْوُسْطٰى کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ عصر کی نماز ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد مغرب کی نماز ہے۔ ابن جریر نے قبیصہ بن ذؤیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى سے مراد مغرب کی نماز ہے، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ یہ کم اور زیادہ نہیں ہوتی اور سفر میں اس کی قصر نہیں ہوتی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کبھی نہ مؤخر کیا اور نہ اس کو جلدی پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى، کے بارے پوچھا تو فرمایا تو تمام نمازوں کی حفاظت کر الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کو پا لے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت الربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل نے ان سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان تمام نمازوں کی محافظت کر، اگر تو ایسا کرے گا تو الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کو پا لے گا، یہ ان میں سے ایک ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں شریح سے الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا تمام نمازوں کی حفاظت کرو اس کو پالو گے (2)۔

وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ

امام وکیع، احمد، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز کے اندر بولتے تھے، ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی سے نماز کے اندر بات کرتا تھا۔ حتی کہ یہ آیت وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ نازل ہوئی تو ہم سکوت کا حکم دیا گیا اور کلام کرنے سے منع کیا گیا (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے، ایک آدمی کا خادم اس کے پاس آتا جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہوتا تھا تو وہ اپنے خادم کو اپنا کام بتا دیتا تھا۔ پس اس ارشاد کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا گیا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے (4)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو لوگ اپنی حوائج کے متعلق نماز میں گفتگو کرتے تھے، جیسا کہ اہل کتاب اپنی نماز میں اپنی حاجات کے متعلق گفتگو کرتے تھے۔ حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی، پس لوگوں نے کلام ترک کر دی (5)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 577 (2196) 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 245

3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 682 (عن زید بن ارقم) 4۔ ایضاً 5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 972

امام عبدالرزاق نے المصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے، کوئی شخص اپنے بھائی کو کسی کام کا حکم دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ۔ پس لوگوں نے کلام ختم کر دی۔ قنوت کا معنی سکوت ہے اور قنوت کا معنی اطاعت بھی ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ نماز میں اپنی حاجات کا حکم دیتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ۔ پس لوگوں نے کلام کرنا چھوڑ دیا (2)۔

امام ابن جریر نے سدی کے طریق سے حضرت عن مرہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو باتیں کرتے تھے کوئی شخص اپنے ساتھی سے سرگوشی کرتا تھا اور جب کوئی سلام کرتا تو لوگ اس کا جواب دیتے، حتی کہ (ایک دن) میں آیا تو میں نے سلام کیا مگر لوگوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا، یہ بات مجھ پر بہت گراں گزری۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی تو فرمایا مجھے تجھ پر سلام لوٹانے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر یہ کہ اب ہمیں نماز میں خاموش کھڑے ہونے یعنی نماز میں باتیں نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، قنوت کا مطلب سکوت ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت زر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نماز میں باتیں کرتے تھے۔ پس میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے نماز میں باتیں نہ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی ہے قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت کلثوم بن المصطلق عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ نماز میں میرے سلام کا جواب دیتے تھے، میں ایک دن آیا سلام پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مرحمت نہ فرمایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے نیا حکم فرما دیتا ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ نماز میں اللہ کے ذکر کے سوا کوئی بات نہ کرے اور نماز میں صرف تسبیح اور تحمید ہونی چاہیے۔ قُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ۔ (5)

امام عبد بن حمید اور ابو یعلی نے حضرت المسیب عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نماز میں ایک دوسرے پر سلام کرتے تھے پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ میرے دل میں کچھ پریشانی ہوئی کہ میرے متعلق کوئی ارشاد نازل ہو چکا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا وَعَلَیْكَ السَّلَامُ اَیُّهَا الْمُسْلِمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے نیا حکم فرماتا ہے جب تم نماز میں ہوا کرو تو خاموش رہا کرو باتیں نہ کیا کرو۔

ابن ابی حاتم نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں القانت وہ ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قٰنِتِیْنَ کا معنی مصلین ہے (نماز پڑھنے والے)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 684
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 681
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 682
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 683

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ ہر دین والے نماز میں نافرمانی کرتے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں۔ پس تم اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے کھڑا ہوا کرو (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وضو میں اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے کھڑے ہوا کرو۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب تم نماز میں کھڑے ہوا کرو تو خاموش رہو کسی سے بات نہ کرو حتی کہ نماز سے فارغ ہو جاؤ، القانت وہ نمازی ہوتا ہے جو کسی سے بات نہ کرے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، اصبہانی (ترغیب میں) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قیام کو لمبا کرنا، نظر کو جھکا کر رکھنا، پہلوؤں کو پست کرنا اور خوف کا طاری ہونا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں فقہائے کرام میں سے جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا تو ادھر ادھر متوجہ ہونے کنکریاں الٹنے، آنکھوں سے کسی چیز کو تاڑنے اور کسی چیز سے کھیلنے یا دل میں کسی چیز کو تصور کرنے سے ڈرتا تھا مگر یہ کہ بھول جاتا، حتی کہ اسی خشوع وخضوع کی کیفیت میں نماز سے فارغ ہوتا (3)۔

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں **قُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قٰنِتِیۡنَ** ۔لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے اور اپنی حاجت کا حکم دیتے تھے۔ پس اس آیت کے ذریعے انہیں نماز میں باتیں کرنے اور ادھر ادھر متوجہ ہونے سے منع کیا گیا اور حکم ہوا کہ نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ کھڑے ہوں غافل اور لاپرواہ ہو کر کھڑے نہ ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل نماز، قیام کا لمبا ہونا ہے (4)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرتے تھے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے تھے۔ پھر جب ہم نجاشی سے ہو کر واپس آئے سلام پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جواب نہ دیا ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ پر نماز کی حالت میں سلام پیش کیا تھا آپ نے ہمیں جواب نہیں دیا؟ فرمایا نماز میں (ذکر) کا شغل ہے (5)۔

ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت معاویہ بن الحکم السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا، جب کہ ایک شخص کو چھینک آئی۔ میں نے کہا یرحمك اللہ۔ قوم نے مجھ پر نظریں گاڑ دیں۔ میں نے کہا کیا وجہ ہے کہ تم میری طرف دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے اپنی رانوں پر ہاتھ مارنا شروع کر دیئے۔ جب میں نے

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 681   2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 683

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 921، مطبوعہ دار الصمیعی مکہ مکرمہ   4۔ صحیح مسلم، جلد 6، صفحہ 31 (164) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ابوداؤد، جلد 4، صفحہ 210، مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض

دیکھا کہ وہ مجھے خاموش ہونے کا اشارہ کر رہے ہیں تو میں خاموش ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں اتنا بہتر معلم نہ کبھی پہلے دیکھا نہ بعد میں، اللہ کی قسم آپ ﷺ نے مجھے جھڑکا نہ مارا نہ برا بھلا کہا، فرمایا یہ نماز ہے اس میں لوگوں کی کلام جیسی کوئی بات جائز نہیں ہے، نماز تو صرف تسبیح، تکبیر اور قرآن کی قرأت کا نام ہے(1)۔

امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا۔ میں واپس آیا تو آپ سواری پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام عرض کیا تو جواب نہ دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا مجھے تیرا جواب دینے سے کوئی چیز مانع نہ تھی مگر میں نماز پڑھ رہا تھا(2)۔

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، میں نے سلام عرض کیا تو مجھے اشارہ سے جواب دیا(3)۔

امام البزار نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ پر سلام کیا جب کہ آپ نماز میں تھے نبی کریم ﷺ نے اسے اشارہ سے جواب دیا۔ جب آپ ﷺ نے نماز کا سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا ہم اپنی نمازوں میں سلام کا جواب دیتے تھے پھر ہمیں اس سے منع کیا گیا۔

امام طبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا تو آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا(4)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک سے پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں دعائے قنوت پڑھتے تھے؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا گیا کیا رکوع سے پہلے پڑھتے تھے؟ فرمایا رکوع کے تھوڑا بعد پڑھتے تھے۔ راوی فرماتے ہیں تھوڑا کا تعلق قیام کے ساتھ ہے یا قنوت کے ساتھ یہ مجھے معلوم نہیں(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ نہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے اور نہ وتر میں قنوت پڑھتے تھے۔ جب ان سے قنوت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا ہم قنوت کا معنی نہیں جانتے مگر یہ کہ قیام کا لمبا کرنا اور قرآن کی قرأت کرنا(6)۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت ابوقلابہ عن انس رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دعائے قنوت فجر اور مغرب میں پڑھی جاتی تھی(7)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

1۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 18 (33) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 25 (38)
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 4، صفحہ 170 (901)
4۔ مجمع الزوائد، باب الکلام الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 235 (2438)
5۔ سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 359 (1414)
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 99
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 199

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر اور مغرب میں قنوت پڑھتے تھے(1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح اور مغرب میں قنوت پڑھتے تھے(2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں دارقطنی اور بیہقی نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرضی نماز نہیں پڑھتے تھے مگر اس میں قنوت پڑھتے تھے(3)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابوہریرہ کو یہ فرماتے سنا ہے اللہ کی قسم میں تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی نماز پیش کرتا ہوں، ابوہریرہ عشاء اور صبح کی نماز کی آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد قنوت پڑھتے تھے، وہ مومنین کے لئے دعا کرتے تھے اور کفار پر لعنت کرتے تھے(4)۔

امام ابوداؤ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ متواتر ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز میں آخری رکعت میں سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد قنوت پڑھتے رہے اور آپ رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل، جن کا تعلق سلیم سے تھا، کے لئے بددعا کرتے رہے اور مقتدی آمین کہتے تھے(5)۔

امام ابوداؤد اور دارقطنی نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے اس شخص نے بتایا جس نے صبح کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی تھی۔ جب آپ ﷺ نے دوسری رکعت سے سر اٹھایا تو تھوڑی دیر کھڑے رہے(6)۔

امام احمد، البزار اور دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے حتی کہ دنیا سے تشریف لے گئے(7)۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ (رعل، ذکوان اور عصیہ) قبائل کے لئے بددعا کی پھر اس کو ترک کر دیا اور صبح کی نماز میں وصال تک قنوت پڑھتے رہے(8)۔

دارقطنی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ رکوع کے بعد صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے حتی کہ میں آپ سے جدا ہو گیا۔ پھر میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ بھی صبح کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت پڑھتے رہے حتی کہ میں ان سے جدا ہو گیا(9)۔

امام البزار اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قنوت پڑھی حتی کہ آپ کا وصال ہو گیا، ابوبکر نے قنوت پڑھی حتی کہ وصال ہو گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھی حتی کہ ان کا بھی وصال ہو گیا(10)۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 4، صفحہ 354 (1411) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 37، مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ
3۔ ایضاً
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 206، مطبوعہ دار الفکر بیروت
5۔ سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 358 (1413)
6۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 37
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 39
8۔ ایضاً
9۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 40
10۔ سنن کبریٰ، جلد 2، صفحہ 202

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے فجر کی نماز میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قنوت پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ اتنی مقدار قنوت پڑھتے تھے جتنا کہ ایک شخص سو آیات تلاوت کرتا ہے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے رکوع کے بعد دعا پڑھی پھر گھر دور ہو گئے تو لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رکوع سے پہلے قنوت پڑھیں تاکہ لوگ نماز میں شامل ہو جائیں۔ پس آپ نے رکوع سے پہلے قنوت پڑھی (2)۔

امام دارقطنی نے ابوطفیل عن علی وعمار کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی وعمار رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، پس آپ ﷺ نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت حمید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صبح کی نماز میں قنوت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا ہم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے (4)۔

حضرت الحرث بن ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے تھے اور فرمایا میں تمہارے ساتھ قنوت پڑھتا ہوں تاکہ تم اپنے رب سے دعا مانگو اور اس سے اپنی حاجات کا سوال کرو۔

امام ابویعلی نے ابورافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صبح کی نماز میں اللہ سے اپنی حوائج کا سوال کرو۔ طبرانی نے الاوسط میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے وتر کی نماز کے علاوہ کسی نماز میں قنوت نہیں پڑھی، جب آپ جنگ کرتے تو تمام نمازوں میں قنوت پڑھتے اور مشرکین کے لئے بددعا کرتے (5)۔

امام ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے پہلے وتروں میں دعا قنوت پڑھی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی اور بیہقی نے حضرت الحسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فرمایا مجھے میرے جد امجد رسول اللہ ﷺ نے وتر کی قنوت میں یہ کلمات سکھائے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَیْتَ اِنَّكَ تُقْضٰی وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ وَاِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ۔ طبرانی اور بیہقی نے یہ الفاظ زائد ذکر کیے ہیں وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ۔ (7)

امام بیہقی نے یزید بن ابی مریم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس اور حضرت محمد ابن علی بن

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 209، مطبوعہ دارالفکر بیروت 2۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 41، مطبوعہ دارالمحاسن قاہرہ

3۔ سنن ابن ماجہ، باب القنوت قبل الرکوع وبعدہ، جلد 2، صفحہ 68 (1183)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ مجمع الزوائد، باب القنوت، جلد 2، صفحہ 327 (2819) مطبوعہ دارالفکر بیروت

5۔ سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 338، مطبوعہ مکتبہ الرشد ریاض 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 335 (1395)

الحنفیہ رضی اللہ عنہم کو الخیف میں یہ فرماتے سنا کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں اور رات کے وتر میں ان کلمات کے ساتھ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَ تَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَاِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ۔(1)

امام دارقطنی نے الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز میں قنوت بھول جائے تو اس پر سجدہ سہو ہے(2)۔

امام دارقطنی نے حضرت سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جو شخص صبح کی نماز میں دعائے قنوت بھول جائے تو سہو کے دو سجدے کرے۔ واللہ اعلم(3)۔

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۹﴾

"پھر اگر تم کو ڈر ہو (دشمن وغیرہ کا) تو پیادہ یا سوار (جیسے بن پڑے) پھر جب تمہیں امن حاصل ہو جائے تو یاد کرو اللہ تعالیٰ کو جس طرح اس نے سکھایا ہے تمہیں جو تم نہیں جانتے تھے"۔

امام مالک، شافعی، عبد الرزاق، بخاری، ابن جریر اور بیہقی نے نافع کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جب صلوٰۃ خوف کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا امام آگے ہو اور ایک طائفہ کو امام ایک رکعت پڑھائے اور دوسرا طائفہ ان کے اور دشمن کے درمیان ہو وہ نماز نہ پڑھیں۔ جب وہ طائفہ ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ لے تو وہ پیچھے ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور سلام نہ پھیریں وہ طائفہ آگے آجائے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں۔ پھر امام سلام پھیر دے کیونکہ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہے۔ پھر ہر طائفہ ایک ایک رکعت امام کے سلام پھیرنے کے بعد خود پڑھیں، پس ہر گروہ دو رکعت پڑھیں گے، اگر خوف زیادہ ہو تو قدموں پر کھڑے ہوئے یا سواریوں پر سوار ہوتے ہوئے یا چلتے ہوئے نماز پڑھیں خواہ قبلہ کی طرف منہ ہو یا نہ ہو۔ نافع فرماتے ہیں یہ طریقہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہوگا(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور نسائی نے نافع کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کسی دن نماز خوف پڑھی، تو ایک طائفہ آپ ﷺ کے ساتھ تھا اور دوسرا طائفہ دشمن کے سامنے تھا۔ پھر یہ طائفہ ایک رکعت پڑھ کر چلا گیا اور دوسرا طائفہ آگیا۔ انہیں بھی آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھائی۔ پھر دونوں طائفوں نے ایک ایک رکعت پڑھی۔ فرماتے ہیں ابن عمر نے فرمایا جب خوف زیادہ ہو تو سوار ہو کر یا کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھیں(5)۔

1۔ سنن کبریٰ، باب دعاء القنوت، جلد 2، صفحہ 210، مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 41 (17) مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 41 (18)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 690،
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 215 (8284) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ماجہ نے حضرت نافع عن ابن عمر کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلوۃ خوف کا طریقہ یہ ہے کہ امام ایک طائفہ کو ایک رکعت پڑھائے اور دوسرا طائفہ ان کے اور دشمن کے درمیان ہو پھر وہ جنہوں نے اپنے امیر کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لی ہے وہ ان کی جگہ چلے جائیں جنہوں نے ابھی نماز نہیں پڑھی۔ پس آپ یہ آگے بڑھ کر اپنے امیر کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں، ہر طائفہ ایک رکعت علیحدہ پڑھے۔ اگر خوف زیادہ ہو تو چلتے ہوئے یا سوار ہو کر نماز پڑھیں (1)۔

امام البزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنگ کی نماز ایک رکعت ہے، جس طرح بھی کوئی شخص پڑھ لے گا اس کے لئے کافی ہوگی، اگر ایسا کرے گا تو دوبارہ نہیں پڑھے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سوار سواری پر اور پیدل قدموں پر نماز ہے۔ فَإِذَآ أَمِنتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ۔ یعنی جس طرح اس نے سکھایا ہے کہ سوار اپنی سواری پر اور پیدل اپنے قدموں پر نماز پڑھے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جنگ کی صورت میں جس طرف منہ ہو سر کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے نماز پڑھے، اس ارشاد فَرِجَالًا اور رُكْبَانًا کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فَرِجَالًا کا معنی مشاۃ ہے یعنی چلتے ہوئے (اَوْ رُكْبَانًا) فرماتے ہیں جنگ میں گھوڑوں پر اصحاب محمد ﷺ تھے، جب خوف واقع ہوا تو ارشاد ہوا کہ ہر جہت کی طرف انسان نماز پڑھ لے خواہ کھڑا ہو یا سوار ہو یا سر کے ساتھ اشارہ کرنے پر قادر ہو یا اپنی زبان کے ساتھ کلام کرنے پر قادر ہو (1)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے جب تمہیں خوف ہو کہ تم سوار ہونے کی حالت میں نماز پڑھ لو اور چلتے ہوئے اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ لو خواہ قبلہ کی طرف رخ ہو یا نہ ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فرماتے ہیں یہ نماز کا حکم دشمن کی موجودگی کی صورت میں ہے، سوار اور پیدل چلنے والا اشارے کے ساتھ نماز پڑھ لیں جدھر بھی ان کے رخ ہوں اور ایک رکعت بھی تیرے لئے کافی ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دو رکعتیں پڑھے اگر دو کی طاقت نہ رکھتا ہو تو ایک رکعت پڑھ لے، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو تکبیر کہہ دے جدھر بھی رخ ہو۔

امام عبد بن حمید نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فرماتے ہیں ایک ایک رکعت پڑھ لیں۔

امام ابوداؤد نے عبد اللہ بن انیس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے خالد بن سفیان الہذلی کی طرف بھیجا جو کہ عرفات وعرنہ کی طرف تھا، فرمایا جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔ فرماتے ہیں میں نے اسے دیکھا تو نماز عصر کا وقت تھا، میں نے سوچا کہ اندیشہ ہے میرے اور اس کے درمیان جو معاملہ ہے کہیں نماز لیٹ نہ ہو جائے۔ میں نے چلتے ہوئے

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 108 (1258) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 686

اشارے سے نماز پڑھی۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے مجھے کہا تو کون ہے؟ میں نے کہا ایک عربی باشندہ، مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو اس شخص کی خاطر لوگوں کو جمع کرتا ہے، میں اس لئے تیرے پاس آیا ہوں۔ اس نے کہا میں اسی دھندے میں لگا ہوا ہوں، میں اس کے ساتھ کچھ وقت چلا حتی کہ جب اس نے مجھے موقع دیا تو میں نے اپنی تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب جنگ میں نماز کا وقت ہو جائے تو جدھر منہ ہو اشارہ کے ساتھ نماز پڑھ لو اور سجدہ کو رکوع سے پست کرو(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تلوار سے جنگ ہو رہی ہو تو ایک رکعت اشارہ سے پڑھ لو خواہ جدھر بھی رخ ہو خواہ تم سوار ہو یا پیدل ہو یا دوڑ رہے ہو۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، نسائی، ابو یعلی اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم جنگ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز نہ پڑھ سکے حتی کہ ہم نے اس کو کافی سمجھا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ (الاحزاب: 25) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا۔ پس انہوں نے ہر نماز کے لئے اقامت کہی یہ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا کے نزول سے پہلے کا واقعہ ہے(3)۔

امام وکیع اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فرمایا تم دارالسفر سے دارالاقامۃ تک نکل جاؤ(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نماز پڑھو جیسے تم پر فرض کی گئی ہے جب خوف ہو تو ان کے لئے رخصت ہے(5)۔

وَ الَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ يَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۖۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ ۚ فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۴۰﴾

”اور جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں (انہیں چاہیے کہ) وصیت کر جایا کریں اپنی بیویوں کے لئے کہ انہیں خرچ دیا جائے ایک سال تک (اور) نہ نکالا جائے (انہیں گھر سے) پھر اگر وہ خود چلی جائیں تو کوئی گناہ نہیں تم پر جو کچھ وہ کریں اپنے معاملہ میں مناسب طور پر اور اللہ بہت زبردست بڑا دانا ہے“۔

امام بخاری اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عثمان سے

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 135 (1220) 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 212 (8262)
3۔ ایضاً، باب الحرب، جلد 1، صفحہ 416 (4780) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 690 5۔ ایضاً

پوچھا کہ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا کے ارشاد کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے، پھر تم اس کو کیوں لکھتے ہو یا آپ اس کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے، حضرت عثمان نے فرمایا اے میرے بھتیجے میں کسی چیز کو اس کی جگہ سے نہیں بدلتا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جس عورت کا خاوند مر جائے اس کا نفقہ اور رہائش ایک سال تک اس کے لئے ہے۔ پس میراث کی آیت نے اس کو منسوخ کر دیا اور اس کے لئے میراث ہی میں چوتھا اور آٹھوں حصہ مقرر فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عورت کو خاوند کے مرنے کے بعد یہ میراث ملتی تھی کہ اگر وہ چاہے تو خاوند کے فوت کے دن سے ایک سال تک اس کے گھر میں رہے۔ فرمایا فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میراث فرض فرما کر اس حکم کو منسوخ کر دیا (2)۔

امام ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کو اللہ تعالیٰ نے آیت میراث کے ساتھ منسوخ کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لئے چوتھائی اور آٹھواں حصہ فرض فرما دیا اور سال کی مدت کو چار ماہ دس دن کے ساتھ منسوخ کر دیا (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن سیرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا تو سورۂ بقرہ کی تلاوت فرمائی اور ان کے لئے اس کی تفسیر بیان فرمائی۔ جب اس آیت پر پہنچے اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨالْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (البقرہ: 180) تو فرمایا یہ آیت منسوخ ہے پھر قرأت کی۔ جب اس آیت پر پہنچے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ۚ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ تو فرمایا یہ بھی منسوخ ہے (4)۔

امام شافعی اور عبدالرزاق نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس عورت کا خاوند مر جائے اس کے لئے نفقہ نہیں ہے، اس کے لئے میراث کافی ہے۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں اور نسائی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ، سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 234 کے ساتھ منسوخ ہے جس میں اس عورت کی عدت چار ماہ دس دن ذکر ہے جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مرد عورت کے لئے ایک سال کے نفقہ کی وصیت کرتا تھا جب تک کہ وہ نہ اس گھر سے نکلے اور نہ شادی کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ فرما کر فوت شدہ خاوند والیوں پر چار ماہ دس دن عدت رکھی اور ان کے لئے چوتھائی اور آٹھواں حصہ میراث مقرر فرمائی۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس

1۔ سنن کبریٰ، جلد 2، صفحہ 651، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 694
3۔ سنن کبریٰ، جلد 7، صفحہ 435
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 933، مطبوعہ دار الصمیعی مکہ مکرمہ

آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں خاوند مرنے سے پہلے عورت کے لئے رہائش اور نفقہ کی وصیت کرتا تھا جب کہ وہ گھر سے نہ نکلے اور دوسری شادی نہ کرے پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا اور میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں عورت کے لئے چوتھائی اور اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ فرض کیا گیا، اس آیت کو یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا (البقرہ:234) نے منسوخ کر دیا اور سال تک کی وصیت کو بھی اس آیت نے منسوخ کر دیا۔

امام ابن راہویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اہل طائف میں سے مدینہ طیبہ آیا۔ اس کی اولاد بھی تھی جن میں بچیاں اور بچے بھی تھے اور اس کے ساتھ اس کے والدین اور بیوی بھی تھی۔ وہ شخص مدینہ طیبہ میں فوت ہو گیا۔ اس کی میراث کا مسئلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین اور بچوں کو معروف طریقہ پر مال دیا اور عورت کو کچھ نہ دیا لیکن وارثوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس عورت پر ایک سال تک خاوند کے ترکہ سے خرچ کریں۔ پس اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْ مَا فَعَلْنَ فِیْۤ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ عورت حلال پاکیزہ نکاح کرے تو تم پر کوئی حرج نہیں۔

وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ ﴿۲۴۱﴾ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۴۲﴾

"اور (اسی طرح) جن کو طلاق دی گئی ان کو خرچ دینا چاہیے مناسب طور پر۔ یہ واجب ہے پرہیز گاروں پر۔ اسی طرح کھول کر بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام تاکہ تم سمجھ جاؤ"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مَتَاعًۢا بِالْمَعْرُوْفِ ۚ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۳۶﴾ (البقرہ) کا ارشاد نازل ہوا تو ایک شخص نے کہا میں احسان کروں گا، تو ایسا کروں گا اگر میں احسان کا ارادہ نہیں کروں گا تو ایسا نہیں کروں گا پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِیْنَ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت کریمہ نے بعد والی آیت کریمہ کو منسوخ کر دیا۔ یعنی اس ارشاد: وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِیْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (البقرہ: 237) نے وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ کو منسوخ کر دیا۔

حضرت عتاب بن خصیف رحمہ اللہ نے فرمایا وَ لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ کا حکم فرائض سے پہلے تھا۔

امام مالک، عبد الرزاق، شافعی، عبد بن حمید، النحاس (ناسخ میں)، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر طلاق والی عورت کا متعہ (تین کپڑے) ہے لیکن جس عورت کو دخول سے پہلے طلاق دی گئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 699

ہواور اس کا مہر پہلے مقرر کیا گیا ہو تو بطور متعہ نصف مہر کافی ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر مومنہ آزاد یا لونڈی جس کو طلاق دی گئی ہو اس کے لئے متعہ ہے پھر آپ نے وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ تلاوت فرمائی۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حفص بن المغیرہ نے اپنی بیوی فاطمہ کو طلاق دی تو وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، آپ ﷺ نے اس کے خاوند سے فرمایا اس کو متعہ دے۔ اس نے کہا میرے پاس متعہ دینے کی گنجائش نہیں ہے۔ فرمایا متعہ ضروری ہے، اس کو متعہ دے اگرچہ کھجور کا نصف صاع ہی ہو۔

امام عبد بن حمید نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ ہر مطلقہ کے لئے متعہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یعلی بن حکیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا کیا متعہ مطلقہ کے لئے ہر شخص پر ہے فرمایا نہیں پوچھا کس پر ہے، فرمایا متقین پر ہے۔

امام بیہقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے شریح کے پاس اپنی بیوی کو طلاق دی تو شریح نے اسے کہا عورت کو متعہ دے، عورت نے کہا میرا اس پر کچھ متعہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مطلقات کے لئے متعہ متقین پر ہے اور محسنین پر ہے اور یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے۔

امام بیہقی نے حضرت شریح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو کہا جس نے اپنی بیوی کو چھوڑ دیا تھا کہ متقین میں سے ہونے کا انکار نہ کر اور محسنین میں سے ہونے کا انکار نہ کر۔

امام شافعی نے حضرت جابر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مطلقہ کا نفقہ اس وقت ہے جب وہ حرام نہ ہو۔ جب وہ حرام ہو جائے تو معروف طریقہ پر متعہ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۪ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۫ ثُمَّ اَحْيَاهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۲۴۳﴾ وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۴۴﴾

" کیا نہیں دیکھا تو نے ان لوگوں کی طرف جو نکلے تھے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو فرمایا انہیں اللہ تعالیٰ نے کہ مر جاؤ پھر فرمایا انہیں، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اور لڑائی کرو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے"۔

امام وکیع، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر اور حاکم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو اپنے گھروں سے طاعون کے ڈر کی وجہ سے نکلے تھے وہ چار ہزار تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم ایسی جگہ جائیں گے جہاں موت نہیں آئے گی حتی کہ وہ جب ایسی جگہ پر پہنچے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''موتوا'' مر جاؤ۔ پس ایک نبی ان کے اوپر سے گزرے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے ان کے زندہ کرنے کی دعا کی تا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں پس اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوگ داوردان دیہات کے چار ہزار افراد تھے، طاعون سے بھاگ کر نکلے تھے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے اسباط عن السدی عن ابی مالک کے طریق سے روایت کیا ہے کہ داوردان، واسط کے قریب ایک دیہات تھا، اس میں طاعون کا مرض پھیل گیا تھا، پس کچھ لوگ اپنی جگہ ٹھہرے رہے اور کچھ بھاگ نکلے، پس جو ٹھہرے رہے ان میں موت طاری ہوئی اور جو نکل گئے تھے بچ گئے تھے، جب طاعون کا مرض ختم ہو گیا تو وہ واپس آ گئے، پس جو لوگ باقی تھے انہوں نے کہا ہمارے بھائی ہم سے زیادہ محتاط تھے، اگر ہم بھی ایسا ہی کرتے جیسا انہوں نے کیا تو ہم بھی سلامت رہتے۔ اگر ہم طاعون کے وقوع تک باقی رہے تو ہم بھی ایسا ہی کریں گے جیسا انہوں نے کیا تھا، پس آئندہ سال طاعون پھر پھیل گیا۔ وہ تمام اکٹھے نکلے جو اپنی جگہ ٹھہرے رہے تھے اور جو بھاگ گئے تھے۔ وہ تقریباً تیس ہزار افراد تھے۔ وہ چلے حتی کہ ایک کھلی وادی میں آئے، پس وہ دو پہاڑوں کے درمیان اترے، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف دو فرشتے بھیجے، ایک وادی کے اوپر کی طرف سے اور ایک نیچے کی طرف سے، ان فرشتوں نے انہیں ندا دی کہ مر جاؤ تو وہ مر گئے، پھر جتنا اللہ نے چاہا اسی حالت میں پڑے رہے پھر حزقیل نبی ان کے پاس سے گزرے، انہوں نے ان کی ہڈیاں دیکھ کر تعجب کیا اور کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حزقیل کی طرف وحی فرمائی کہ ان کو ندا دو اے ہڈیو! اللہ تمہیں جمع ہونے کا حکم دیتا ہے، پس وہ ہڈیاں وادی کے اوپر اور نیچے سے جمع ہو گئیں، حتی کہ ہڈی اپنے جسم سے مل گئی، وہ ایک ڈھانچے بن گئے نہ ان کا گوشت تھا اور نہ خون تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت حزقیل کی طرف وحی فرمائی کہ ان کو پکارو کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گوشت پہن لو، تو ہڈیوں پر گوشت چڑھ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حزقیل کی طرف وحی فرمائی کہ ان ہڈیوں کو کہو کہ اللہ تمہیں کھڑا ہونے کا حکم دیتا ہے۔ پس وہ زندہ ہو کر اٹھ پڑے۔ پھر وہ اپنے شہروں کی طرف لوٹ آئے، وہ ٹھہرے رہے جب کہ وہ کپڑے نہیں پہنتے تھے سوائے اس کے ان پر کفن ہوتا تھا۔ اس زمانہ کے لوگ انہیں پہنچانتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مر گئے تھے۔ پھر وہ ٹھہرے رہے حتی کہ اس کے بعد ان کی اصل موت واقع ہوئی۔ اسباط فرماتے ہیں منصور نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب وہ اٹھے تو ان کی زبان پر تھا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ...... الخ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ موت سے بھاگنے والے اذرعات سے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 700، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 2۔ صفحہ 02-701

ابو صالح سے مروی ہے کہ وہ نو ہزار تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، ان کے موت سے ڈرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا پس سزا کے طور پر انہیں مار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی بقیہ عمریں پوری کرنے کے لئے زندہ کیا۔ اگر ان کی عمریں پوری ہو چکی ہوتیں تو موت کے بعد دوبارہ نہ اٹھائے جاتے۔

امام ابن جریر نے اشعث بن اسلم البصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر نماز پڑھ رہے تھے اور دو یہودی آپ کے پیچھے تھے۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا کیا یہ وہی ہے؟ پھر جب حضرت عمر نے جوتا پہنا تو پوچھا تمہارا اس سے کیا مطلب ہے کہ کیا یہ وہی ہے؟ انہوں نے کہا ہم اپنی کتاب میں ایک لوہے کا سینگ پاتے ہیں جس کو وہ دیا گیا جو حزقیل کو دیا گیا جو اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتے تھے، حضرت عمر نے فرمایا ہم اپنی کتاب میں حزقیل کا ذکر نہیں پاتے اور اللہ کے اذن سے مردوں کو تو صرف عیسیٰ علیہ السلام نے زندہ کیا تھا تو اس نے کہا کیا اللہ کی کتاب میں یہ نہیں ہے **وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ** (النساء: 164) (اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر ہم نے اب تک آپ سے نہیں کیا) حضرت عمر نے کہا کیوں نہیں یہ تو ہے، اور رہا مردوں کو زندہ کرنا تو ہم آپ کو بیان کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل پر وبا واقع ہوئی تھی، ان میں سے کچھ لوگ نکل گئے تھے حتیٰ کہ وہ ایک میل دور چلے گئے تھے۔ اللہ نے انہیں مار دیا پس ان پر ایک دیوار بنائی، حتیٰ کہ جب ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے حزقیل کو مبعوث کیا۔ انہوں نے کھڑے ہو کر ان پر کچھ پڑھا جو اللہ نے چاہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حزقیل کے لئے زندہ کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی **اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا** الخ۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ہلال بن سیاف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ بھاگنے والے لوگ بنی اسرائیل سے تھے۔ ان میں جب طاعون پھیلا تھا تو ان کے مالدار اور وڈیرے نکل گئے تھے اور ان کے غریب اور نادار لوگ وہیں ٹھہرے رہے تھے، جو ٹھہرے رہے تھے ان میں کئی موت کے منہ میں چلے گئے لیکن جو بھاگ گئے تھے انہیں کچھ نہیں ہوا۔ پھر ایک سال میں انہوں نے کہا اگر ہم ایسا کرتے جیسے دوسرے لوگوں نے کیا تھا تو ہم بھی نجات پاتے۔ پس تمام نے اپنا علاقہ چھوڑ دیا تو ان پر موت طاری ہو گئی، وہ ہڈیاں ہو گئے۔ پس قریبی دیہات والے ان کے پاس آئے اور انہیں ایک جگہ جمع کیا، ان کے پاس سے ایک نبی گزرے تو انہوں نے عرض کی اے میرے رب اگر تو چاہے تو ان کو زندہ کر دے، پس یہ تیرے شہروں کو آباد کریں گے اور تیری عبادت کریں گے، ارشاد ہوا ایسا ایسا پڑھو، پس اس نبی نے پڑھا پھر ہڈیوں کو دیکھا کہ وہ جڑ رہی ہیں پھر کلام پڑھی تو ہڈیوں پر گوشت چڑھنے لگا پھر کلام پڑھی تو وہ بیٹھ کر تسبیح کہنے لگے پھر ان سے کہا گیا کہ تم اللہ کے راستہ میں جہاد کرو اور جان لو کہ اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوگ جو طاعون سے بھاگے تھے اللہ نے انہیں ابطور سزا اور ناراضگی اپنی عمروں کی تکمیل سے پہلے مار دیا تھا پھر انہیں زندہ کیا تھا تا کہ وہ بقیہ عمریں پوری کریں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 701 2۔ ایضا، جلد 2، صفحہ 704

امام ابن جریر نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کالب بن یوقنا کی یوشع کے بعد روح قبض فرمائی تو بنی اسرائیل میں حزقیل کو خلیفہ بنایا جس کا تعلق بوزی سے تھا یہ ابن العجوز تھے۔ ان کو ابن العجوز اس لئے کہا جاتا تھا کیونکہ اس عورت نے بڑھاپے میں اللہ تعالیٰ نے بیٹے کا سوال کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹا عطا فرما دیا تھا۔ انہوں نے ہی اس قوم کے لئے دعا کی تھی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ الآیہ۔ (1)

امام عبد بن حمید نے وہب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک زمانہ بنی اسرائیل کے لوگ سخت مصیبت میں گرفتار رہے، تو انہوں نے اپنی مصیبت کی شکایت کی اور کہا کاش ہم مرجاتے اور اس تکلیف سے راحت حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے حزقیل کی طرف وحی فرمائی کہ تمہاری قوم بلاء (مصیبت) کی وجہ سے چیخ رہی ہے اور انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ اگر وہ مرگئے تو اس مصیبت سے راحت پا جائیں گے۔ ان کے لئے موت میں کون سی راحت ہے کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد میں انہیں زندہ کرنے قادر نہیں ہوں؟ پس وہ اتنے اتنے افراد جبانہ کی طرف چلے ان میں چار ہزار افراد تھے۔ وہب فرماتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے۔ حضرت حزقیل کو حکم ہوا اٹھو اور ان کو ندا دو جب کہ ان کی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں جنہیں پرندوں اور درندوں نے جدا کر دیا تھا، حزقیل نے ندا دی، اے ہڈیوں! اللہ تمہیں جمع ہونے کا حکم دیتا ہے۔ پس ان میں سے ہر انسان کی ہڈیاں اکٹھی ہوگئیں۔ پھر فرمایا اے ہڈیو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ پٹھے اور عقب پیدا ہو۔ پس پٹھوں اور عقب کے ساتھ ان میں سختی اور صلابت پیدا ہوگئی۔ پھر حزقیل نے ندا دی فرمایا اے ہڈیو! اللہ تمہیں گوشت پہننے کا حکم دیتا ہے۔ پس جسموں پر گوشت آ گیا اور وہ صحیح سلامت جسم ہو گئے۔ پھر حزقیل نے تیسری مرتبہ ندا دی اور پوچھا اے روحو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنے اجساد کی طرف لوٹ جاؤ۔ پس وہ اللہ کے اذن سے اٹھے اور بیک زبان تکبیر کہی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ بہت سے لوگ تھے جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے سے بھاگے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی حتیٰ کہ جس موت سے بھاگے تھے اس کا ذائقہ انہوں نے چکھ لیا۔ پھر اللہ نے انہیں زندہ کیا اور حکم دیا کہ اپنے دشمن سے جہاد کرو۔ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے ان لوگوں نے اپنے نبی سے کہا تھا کہ ابۡعَثۡ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ (البقرہ:246)(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن جریج کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ کل چالیس ہزار تھے اور آٹھ ہزار کو محفوظ رکھا تھا اور ان کے جسموں میں ہوا داخل ہوگئی تھی اور ان کے جسموں میں بدبو پیدا ہوگئی تھی کیونکہ آج بھی اس یہود کے قبیلہ میں وہ بدبو پائی جاتی ہے اور وہ لوگ جہاد سے فرار اختیار کر گئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں مارا پھر انہیں زندہ کیا پھر انہیں جہاد کا حکم دیا۔ قَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوگ طاعون سے بھاگے تھے اور وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 702 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 701 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 702

ہزاروں کی تعداد میں تھے اور فرقت نے انہیں اس طرح نہیں نکالا تھا جس طرح جنگ کے لئے نکالا جاتا ہے ان کے دل جمع تھے، پس وہ زندگی کی تلاش میں نکلے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مرجاؤ۔ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا تو وہ ہڈیاں ظاہر تھیں۔ پس وہ شخص کھڑا ہو کر دیکھنے لگا اور کہا اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ (البقرۃ:259) (کیونکر زندہ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک ہونے کے بعد سو مردہ رکھا اسے اللہ تعالیٰ نے سو سال) (1)

امام بخاری اور نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا آپ ﷺ نے مجھے بتایا کہ یہ عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے طاعون کو مومنین کے لئے رحمت بنایا ہے اور جو شخص کسی ایسے شہر میں ٹھہرا رہتا ہے جس میں طاعون پھیل چکا ہوتا ہے، یہ جان کر کہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں لکھا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کی مثل اجر عطا فرماتا ہے (2)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو طاعون کے متعلق یہ فرماتے سنا ہے کہ جب تم کسی علاقہ میں طاعون کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور اگر ایسی جگہ طاعون واقع ہو جہاں تم رہ رہے ہو تو اس سے بھاگتے ہوئے نہ نکلو (3)۔

امام سیف نے الفتوح میں شرحبیل بن حسنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسی ایسے علاقہ میں طاعون واقع ہو جس میں تم مقیم ہو تو (وہاں سے) نہ نکلو کیونکہ موت تمہاری گردنوں میں ہے اور جب کسی دوسرے علاقہ میں واقع ہو تو تم وہاں نہ جاؤ کیونکہ وہ (طاعون) دلوں کو جلا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے بعض گھر والوں کو وصیت کرتے ہوئے سنا کہ جب وبائی مرض لوگوں کو لاحق ہو جب کہ تم ان میں مقیم ہو تو وہاں ہی ثابت قدم رہو۔

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الطواعین میں، ابویعلی اور طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عدی نے الکامل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت فنا نہ ہوگی مگر طعن اور طاعون سے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طعن کو تو ہم جانتے ہیں یہ طاعون کیا ہے؟ فرمایا اونٹ کے غدہ کی طرح غدہ ہے، وہاں ٹھہرنے والا شخص شہید کی طرح ہے اور اس سے بھاگنے والا میدان جنگ سے بھاگنے والے کی طرح ہے (4)۔

امام احمد، عبد بن حمید، البزار، ابن خزیمہ اور طبرانی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرہ:245) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل اسلام اپنے اموال میں اللہ کو قرض دو وہ تمہیں کئی گنا زیادہ کر کے دے گا، ابن الدحداحہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے دو مال ہیں ایک عالیہ میں ہے اور دوسرا بنی ظفر میں ہے، اپنے کارندے کو بھیجئے ان دونوں میں سے جو بہتر ہے اس پر قبضہ کر لے۔ رسول اللہ ﷺ نے فروہ بن عمر کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 703 2۔ صحیح بخاری باب الطاعون، جلد 1، صفحہ 404، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 6، صفحہ 21 (1539) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض 4۔ مسند ابویعلی، جلد 4، صفحہ 41، (4391) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کہا چلو دیکھو کون سا بہتر ہے، جو بہتر ہے اس کو چھوڑ دے اور دوسرا لے لے۔ وہ گیا اور اس نے اسے بتایا، ابن داحداحہ نے کہا میں اپنے مال میں سے برا مال اپنے رب کو قرض نہیں دیتا، میں تو اپنے رب کو بہتر مال قرض دوں گا مجھے دنیا کے فقر کا کوئی اندیشہ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا اے میرے پروردگار ابن دحداح کے لئے جنت میں کھجور کے ایسے درخت ہوں گے جن کا پھل آسانی سے توڑا جا سکتا ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کھجوریں قرض کے طور پر طلب کیں تو اس شخص نے کہا اگر یہ نبی ہوتا تو قرض طلب نہ کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے ابوالدحداح کی طرف پیغام بھیجا اور اس سے قرض طلب کیا، ابوالدحداح نے کہا آپ میرے اور میرے مال اور میری اولاد کے میری ذات سے بھی زیادہ حق دار ہیں۔ یہ آپ کا مال ہے، اس میں سے جو چاہیں لے لیں اور جو چاہیں ہمارے لئے چھوڑ دیں۔ جب ابوالدحداح کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے میرے پروردگار ابوداحداح کے لئے جنت میں کھجور کے ایسے درخت ہوں گے جن کا پھل آسانی سے توڑا جا سکتا ہوگا۔

امام ابن اسحٰق اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ حضرت ثابت بن الدحداح رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب اس نے اپنا مال صدقہ کیا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یُقۡرِضُ اللّٰهَ قَرۡضًا حَسَنًا (البقرہ:245) کا ارشاد اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے متعلق نازل ہوا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص نے جب یہ آیت سنی تو کہا میں اللہ کو قرض دیتا ہوں اور اس نے اپنا پسندیدہ مال اللہ کے راستے میں خرچ کیا(1)۔

امام ابن جریر نے سدی سے روایت کیا ہے کہ فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضۡعَافًا كَثِیۡرَةً (البقرہ:245) میں جو ارشاد ہے کوئی شخص نہیں جانتا ہے کہ کتنا گنا مال زیادہ کیا جائے گا(2)۔

امام احمد، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوعثمان النہدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ مومن کے لئے ایک نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔ پھر میں نے اسی سال حج کیا اور میرا حج کا ارادہ نہ تھا مگر یہ کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کر کے اس حدیث کے بارے پوچھوں گا۔ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا تو میں نے ان سے پوچھا؟ حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں نے یہ نہیں کہا جس نے آپ کو یہ حدیث بیان کی ہے اسے صحیح یاد نہیں رہا، میں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی ایک نیکی کے بدلے دو لاکھ نیکیاں لکھتا ہے۔ پھر ابو ہریرہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طاعون سے بھاگنے والا اس شخص کی مانند ہے جو میدان جنگ سے بھاگتا ہے اور طاعون میں صبر کرنے والا میدان جنگ میں صبر کرنے والے کی طرح ہے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 708 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 709 3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 324 المکتب الاسلامی بیروت

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾

''کون ہے جو دے اللہ تعالیٰ کو قرض حسن تو بڑھا دے اللہ اس قرض کو اس کے لئے کئی گنا اور اللہ تعالیٰ تنگ کرتا ہے (رزق کو) اور فراخ کرتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے''۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حکیم ترمذی نوادر الاصول میں، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ کا ارشاد نازل ہوا تو ابوالدحداح الانصاری نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ ہم سے قرض چاہتا ہے؟ فرمایا ''ہاں'' اے ابا الدحداح۔ ابوالدحداح نے کہا یا رسول اللہ اپنا ہاتھ مجھے دکھائیں۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر کہا میں نے اپنے رب کو یہ باغ قرض دیا ہے، اس میں چھ سو کھجور کے درخت ہیں۔ اس باغ میں ام دحداح اور اس کے بچے بھی تھے۔ ابودحداح اس باغ کے باہر آئے اور ام دحداح کو آواز دی، اے ام دحداح انہوں نے لبیک کہا۔ ابودحداح نے کہا میں نے یہ باغ اپنے رب کو قرض دے دیا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابوالدحداح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا رب ہم سے قرض طلب کرتا ہے اس مال سے جو اس نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔ میرے دو باغ ہیں ایک عالیہ میں ہے اور ایک سافلہ میں ہے، میں ان میں سے جو بہتر ہے صدقہ کرتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابودحداح کے لئے جنت میں کھجور کے ایسے درخت ہوں گے جن کا پھل آسانی سے توڑا جا سکتا ہے(2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر بن الخطاب کے سلسلہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ نے زید بن اسلم عن عطاء بن یسار کے طریق سے اور حضرت الاعرج عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابن الدحداح نے کہا یا رسول اللہ میرے دو باغ ہیں ایک سافلہ میں ہے اور ایک عالیہ میں ہے میں نے ان میں سے ایک اپنے رب کو قرض دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے قرض قبول کر لیا ہے۔ پھر وہ باغ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یتیموں کو دے دیا جو ان کی پرورش میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے یا رب ابن دحداح کے لئے جنت میں ایسے کھجور کے باغ ہوں کہ گچھے لٹکے ہوئے ہوں جن سے پھل آسانی سے توڑا جا سکے۔

امام ابن سعد نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ الہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی اور کثیر اللہ کے نزدیک ااکھ، دو لاکھ سے زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں نے رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 709 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 708

ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کو دو لاکھ تک بڑھا دیتا ہے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ (البقرہ: 261) مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے سات بالیں۔ کا ارشاد نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے عرض کی یا رب زدامتی۔ یا اللہ میری امت کے اجر میں اضافہ فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً۔ پھر حضور ﷺ نے عرض کی یا رب میری امت کے اجر میں مزید اضافہ فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (الزمر: 10) (صبر کرنے والوں کو بے حد وحساب اجر دیا جائے گا) (1)

امام ابن المنذر نے سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (انعام: 160) پھر اضافہ کے لئے عرض کیا تو یہ آیت مَنْ ذَا الَّذِيْ الخ نازل فرمائی۔ تو حضور ﷺ نے عرض کی تو مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ الخ (البقرہ: 261) کا ارشاد نازل ہوا پھر حضور علیہ السلام نے زیادتی کے لئے عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ (الزمر: 10) صبر کرنے والوں کو بے حد وحساب اجر دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قَرْضًا حَسَنًا سے مراد اپنے اہل پر خرچ کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے ابوسفیان عن ابی حیان عن ابیہ عن شیخ لہم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ سائل کو یہ کہتے ہوئے سنتے مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا تو کہتے سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ یہ قرض حسن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ایک مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں موتیوں اور یاقوت سے کروڑ کمرے تیار فرمائے گا، کیا میں اس کی تصدیق کروں۔ حضرت کعب نے فرمایا ہاں کیا تو اس سے تعجب کرتا ہے۔ دو کروڑ، تین کروڑ اور بے شمار نیکیاں تک عطا فرماتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً اور کثیر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے حساب ہے۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا آسمان کے دروازے میں سے ایک دروازہ پر ایک فرشتہ ہے جو یہ کہتا ہے جو آج اللہ کو قرض دے گا اس کو کل بدلہ دیا جائے گا، دوسرے دروازے پر ایک فرشتہ یہ ندا دیتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بہتر بدل عطا فرما اور کنجوسی کرنے والے کا مال تلف فرما، ایک اور فرشتہ ایک اور دروازے سے ندا دیتا ہے اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ تھوڑا جو کفایت کرے وہ اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔ ایک اور دروازے سے ایک فرشتہ کہتا ہے اے بنی آدم مرنے کے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 36 (4280) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

لئے پیدا کرو اور خراب کرنے کے لئے بناؤ۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم اپنا خزانہ میرے پاس ودیعت کر، یہاں نہ جلنا ہے نہ غرق ہونا ہے اور نہ چوری کا خطرہ ہے اور میں تجھے یہ پورا پورا واپس کروں گا جب کہ تو اس کا زیادہ محتاج ہوگا (1)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَاللّٰهُ یَقْبِضُ یعنی اللہ صدقہ کو روکتا ہے وَیَبْصُۜطُ اور اچھا بدل دیتا ہے وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ فرمایا یعنی مٹی سے اس نے انہیں پیدا کیا ہے اور مٹی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قیمت چڑھ گئی تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ہمارے لئے قیمت مقرر فرمادیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیمت مقرر کرنے والا، تنگی کرنے والا، کشادگی کرنے والا اور رزق دینے والا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں اللہ سے ملوں گا اور تم میں سے کوئی مجھ سے خون اور مال کے ظلم کا مطالبہ کرنے والا نہیں ہوگا (2)۔

امام ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے نرخ مقرر فرمادیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں دعا کرتا ہوں، پھر ایک شخص آیا اور عرض کی یا رسول اللہ قیمت مقرر فرمادیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ پست کرتا ہے اور بلند کرتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ میں اللہ سے ملوں گا جب کہ تم میں سے کسی کے لئے میرے اوپر ظلم کا دھبہ نہ ہوگا (3)۔

امام البزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یا رسول اللہ ہمارے لئے قیمت مقرر فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیمت کا چڑھنا اور اشیاء کا سستا کرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے، میں امید کرتا ہوں کہ میں اپنے رب سے ملاقات کروں گا جب کہ کوئی مجھ سے کسی ایسے ظلم کا مطالبہ کرنے والا نہیں ہوگا جو میں نے اس پر کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ نے جان لیا ہے کہ جو اللہ کے راستہ میں لڑتے ہیں ان میں ایسے افراد بھی ہیں جو طاقت نہیں رکھتے اور جو نہیں لڑتے ان میں ایسے افراد بھی ہیں جس میں لڑنے کی طاقت ہے، پس اللہ تعالیٰ نے قرض کی طرف دعوت دی فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً ؕ وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ فرمایا وہ تم پر کشادگی کرتا ہے جب کہ تو جنگ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا اور اس سے اس نے رزق روک دیا ہے وہ حالانکہ خوشی سے جہاد میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پس تو اپنے مال سے اس کو قوت دے تو تیرے لئے بھی (اس کے جہاد میں) حصہ ہوگا (4)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 211 (3342) 2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 40 (2200) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 178 (6468) مطبوعہ دار الفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 11-710

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَ مَا لَنَاۤ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَ اَبْنَآىِٕنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۴۶﴾ وَ قَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَ لَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ ؕ وَ اللّٰهُ یُؤْتِیْ مُلْكَهٗ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۴۷﴾

"کیا نہیں دیکھا تم نے اس گروہ کو بنی اسرائیل سے (جو) موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد ہوا جب کہا انہوں نے اپنے نبی سے کہ مقرر کردو ہمارے لئے ایک امیر تا کہ لڑائی کریں ہم اللہ کی راہ میں۔ نبی نے کہا کہیں ایسا نہ ہو کہ فرض کردیا جائے تم پر جہاد تو تم جہاد نہ کرو۔ وہ کہنے لگے (کوئی وجہ) نہیں ہمارے لئے کہ ہم جہاد نہ کریں اللہ کی راہ میں حالانکہ ہم نکالے گئے ہم اپنے گھروں سے اور اپنے فرزندوں سے۔ مگر جب فرض کردیا ان پر جہاد تو منہ پھیر لیا انہوں نے بجز چند کے ان میں سے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے ظالموں کو۔ اور کہا انہیں ان کے نبی نے بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمادیا ہے تمہارے لئے طالوت کو امیر۔ بولے کیونکر ہوسکتا ہے اسے حکومت کا حق ہم پر حالانکہ ہم زیادہ حق دار ہیں حکومت کے اس سے اور نہیں دی گئی اسے فراخی مال و دولت میں۔ نبی نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے اسے تمہارے مقابلہ میں اور زیادہ دی ہے کشادگی علم میں اور جسم میں اور اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے اپنا ملک جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام پر وقت وصال آیا تو انہوں نے یوشع بن نون کو بنی اسرائیل پر خلیفہ بنایا۔ حضرت یوشع علیہ السلام ان میں کتاب اللہ اور اپنے نبی کی سنت کو چلاتے رہے پھر یوشع بن نون کا وصال ہوا تو انہوں نے ایک اور شخص کو خلیفہ بنایا، وہ بھی اللہ کی کتاب اور اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی سنت کو قائم کئے رہے۔ پھر انہوں نے ایک اور کو خلیفہ بنایا۔ پس وہ بھی اپنے

ساتھیوں کی سیرت پر چلتے رہے۔ پھر ایک اور شخص خلیفہ بنا، پس انہوں نے جانا اور انکار کیا۔ پھر انہوں نے تمام امور کا انکار کیا۔ پھر ایک اور شخص خلیفہ بنا تو انہوں نے تمام معاملات شریعت کا انکار کیا۔ پھر بنی اسرائیل اپنے ایک نبی کے پاس آئے جب انہیں ان کے نفسوں اور اموال میں تکلیف پہنچائی گئی، لوگوں نے عرض کی کہ اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ ہم سے جنگ کو لازم کرے، اس نبی نے ان کو کہا هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ...... (الآیہ) پس الله تعالیٰ نے طالوت کو بادشاہ بنا کر بھیجا۔ بنی اسرائیل میں دو قبیلے تھے ایک میں نبوت تھی اور ایک میں سیاست و ریاست، اور طالوت نہ نبوت کے قبیلہ سے تھا اور نہ حکومتی قبیلہ سے تھے، جب الله نے انہیں بادشاہ بنا کر بھیجا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا، انہوں نے کہا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا، تو فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ (الآیہ)(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جریج کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس وقت تورات اٹھائی گئی اور اہل ایمان نکالے گئے اور جبابرہ نے اہل ایمان اور ان کے بیٹوں کو ان کے شہروں سے نکال دیا تو ان پر قتال کو فرض کیا گیا اور یہ اس وقت تھا جب ان کے پاس تابوت آیا، بنی اسرائیل کے دو قبیلے تھے، ایک میں نبوت تھی اور دوسرے میں خلافت تھی، خلافت صرف، خلافت والے قبیلہ میں ہوتی تھی اور نبوت، نبوت والے قبیلے کے ساتھ خاص تھی، پھر جب ان کے نبی نے انہیں کہا کہ الله تعالیٰ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنا کر بھیجا ہے تو انہوں نے کہا طالوت کو ہم پر حکومت کرنے کا کیسے حق ہے جب کہ ہم اس سے بادشاہی و حکومت کے زیادہ حق دار ہیں، یہ ہمارے دونوں قبیلوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ تو نبی نے کہا الله نے اسے تم سے چنا ہے۔ پس انہوں نے اس کی ریاست کو تسلیم کرنے سے انکار کیا حتی کہ انہیں فرمایا طالوت کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس تابوت آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سکینت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جب تختیاں پھینکی تھیں تو وہ ٹوٹ گئیں پھر انہیں اٹھایا اور باقی کو جمع کیا پھر انہیں تابوت میں رکھا، عمالقہ نے وہ تابوت قبضہ میں لے لیا اور عمالقہ قوم عاد کا ایک گروہ تھا جو اریحا میں رہتا تھا۔ پھر فرشتے وہ تابوت آسمان اور زمین کے درمیان اٹھا کر لے آئے جب کہ وہ دیکھ رہے تھے حتی کہ طالوت کے پاس اسے رکھ دیا۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو کہا ٹھیک ہے۔ پس انہوں نے اس کو تسلیم کر لیا اور اس کو اپنا بادشاہ بنا لیا اور انبیائے کرام جب جنگ میں جاتے تو اس تابوت کو سامنے رکھتے اور کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اس تابوت، حجر اسود، عصا موسیٰ کے ساتھ جنت سے اترے تھے اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تابوت اور عصا موسیٰ بحیرہ طبریہ میں ہے، قیامت سے پہلے دونوں نکالے جائیں گے (2)۔

امام ابن اسحق اور ابن جریر نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں حضرت یوشع بن نون خلیفہ بنے تھے، انہوں نے ان میں تورات اور الله کے احکام قائم کئے حتی کہ الله نے ان کی روح قبض کر لی۔ پھر کالب بن یوقنا خلیفہ بنے۔ وہ ان میں تورات اور احکام الٰہی نافذ کرتے رہے حتی کہ ان کا وصال ہو گیا۔ پھر حزقیل بن بوری جو ابن العجوز تھے، وہ خلیفہ بنے، پھر الله نے حزقیل کی بھی روح قبض کر لی، بنی اسرائیل میں بڑے حادثات واقع ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 714،21
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 714،21

اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جوان کے عہد تھے وہ سب بھول گئے حتی کہ انہوں نے بت نصب کر دیئے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف الیاس بن نسی بن فنحاص بن العیز ار بن ہارون بن عمران کو نبی بنا کر بھیجا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں جو نبی آتے رہے وہ انہیں تورات کے بھولے ہوئے احکامات یاد دلاتے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے ساتھ رہتے تھے جن کو اجان کہا جاتا تھا وہ الیاس کی بات سنتا تھا اور اس کی تصدیق کرتا تھا اور الیاس علیہ السلام اس کے لئے امور چلاتے تھے جب کہ باقی تمام بنی اسرائیل نے ایک بت بنا رکھا تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے، حضرت الیاس علیہ السلام انہیں اللہ کی طرف دعوت دیتے اور وہ اس کی کوئی بات نہیں سنتے تھے۔ وہ صرف اپنے بادشاہ کی بات مانتے تھے، شام میں بادشاہ متفرق تھے، ہر بادشاہ کا ایک مخصوص علاقہ تھا جس سے وہ کھاتا تھا۔ اس بادشاہ نے حضرت الیاس علیہ السلام سے کہا جس کی طرف آپ بلاتے ہیں میں اسے باطل دیکھتا ہوں، میں فلاں، فلاں بنی اسرائیل کے بادشاہوں کو دیکھتا ہوں وہ بتوں کی عبادت کرتے ہیں، وہ کھاتے پیتے ہیں اور لطف اندوز ہوتے ہیں جب کہ ان کی دنیا سے کچھ کم نہیں ہوتا۔ حضرت الیاس نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا۔ اور آپ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور آپ اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ اس بادشاہ نے بھی اپنے دوستوں کی طرح کیا اور بتوں کی پوجا شروع کر دی۔

پھر ان کے بعد حضرت الیسع علیہ السلام خلیفہ بنے وہ تقدیر الٰہی کے مطابق کچھ عرصہ ٹھہرے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی بارگاہ میں بلا لیا، پس ناخلف لوگ پیدا ہوتے رہے، خطائیں بڑھتی گئیں اور ان کے پاس تابوت تھا جو نسل در نسل ان میں منتقل ہوتا آ رہا تھا اس میں سکینت تھی اور وہ بقیہ سامان تھا جو آل موسیٰ اور آل ہارون نے چھوڑا تھا، دشمن سے مقابلہ ہوتا تو وہ تابوت کو آگے کرتے اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ انہیں فتح دیتا تھا اور ان کے دشمن کو شکست ہوتی تھی، جب ان کے کرتوت حد سے بڑھ گئے اور انہوں نے احکام الٰہیہ کو چھوڑ دیا تو ان پر ایک دشمن نازل ہوا وہ اس کی طرف نکلے اور اپنے تابوت کو بھی نکالا جیسے پہلے نکالتے تھے پھر وہ اس کے ساتھ پیچھے مڑے، پس اس سے قتال کیا گیا حتی کہ ان کے ہاتھوں سے وہ تابوت بھی چھین لیا گیا، ان پر سخت مصیبت آ پڑی، دشمن نے انہیں روندا، حتی کہ وہ ان کی عورتوں اور بیٹوں تک پہنچ گیا، ان میں ایک نبی تھے جن کا نام شمویل تھا۔ یہ وہ ہیں جن کا ذکر اس ارشاد میں ہے اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ...... الایہ۔ بنی اسرائیل نے اس سے بات کی اور کہا ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ (مقرر کر دو ہمارے لئے ایک امیر تاکہ لڑائی کریں ہم اللہ کی راہ میں)۔

بنی اسرائیل بادشاہوں کے تابع تھے اور بادشاہ انبیائے کرام کے تابع تھے، بادشاہ تمام کو چلاتا تھا اور نبی اس کے امر کو قائم کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبریں اس کے پاس لاتا تھا۔ جب انہوں نے یہ سب کچھ اپنے نبی کے ارشاد کے مطابق کیا تو ان کا معاملہ درست رہا پھر جب ان کے بادشاہوں نے انبیاء کی نافرمانی کی اور انبیائے کرام کے احکام چھوڑ دیئے تو ان کا معاملہ بگڑ گیا بادشاہوں کی جب لوگوں نے گمراہی پر متابعت شروع کی تو انہوں نے رسولوں کا حکم چھوڑ دیا، کچھ کی وہ تکذیب کرتے تھے، ان کا کوئی بھی حکم تسلیم نہیں کرتے تھے اور کچھ انبیاء کو انہوں نے قتل کیا تھا، پس ان پر یہ مصیبت قائم

رہی حتی کہ انہوں نے اپنے نبی سے کہا ابۡعَثۡ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلۡ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔ اس نبی نے فرمایا تمہارے اندر وفا کا جذبہ نہیں ہے نہ تم میں کوئی سچائی ہے اور نہ تمہیں جہاد سے رغبت ہے۔ انہوں نے کہا ہم جہاد سے ڈرتے ہیں اور جہاد سے ہم دلچسپی نہیں رکھتے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے شہروں سے روکا گیا، ہمارے دشمن ہم پر غالب ہیں وہ ہمیں روندرہے ہیں۔ جب حد یہ ہوگئی ہے تو ہم پر جہاد کرنا ضروری ہے، ہم اپنے دشمن سے جہاد کرنے میں اپنے رب کی اطاعت کریں گے اور اپنے بیٹوں، عورتوں اور بچوں کی حفاظت کریں گے۔

جب لوگوں نے یہ کہا تو حضرت شمویل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان میں بادشاہ بھیج، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس سینگ کو دیکھ جس میں تیل ہے اور تیرے گھر میں ہے، پس جب تیرے پاس کوئی شخص آئے اور یہ تیل اس سینگ میں جوش مارنے لگے تو وہی شخص بنی اسرائیل کا بادشاہ ہوگا۔ پس وہ اس سینگ سے اپنے سر پر تیل لگائے گا اور وہ ان پر حکومت کرے گا۔ حضرت شمویل اس شخص کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ طالوت، چمڑوں کی دباغت کا کام کرتے تھے اور وہ بنیامین بن یعقوب کی اولاد سے تھا اور بنیامین کا قبیلہ ایسا تھا کہ اس میں نہ نبوت تھی اور نہ بادشاہی تھی طالوت اپنے گمشدہ جانور کی تلاش میں نکلا جب کہ اس کے ساتھ اس کا غلام بھی تھا وہ دونوں نبی علیہ السلام کے گھر کے قریب سے گزرے، غلام نے طالوت سے کہا، اگر آپ اس نبی کے پاس جائیں اور اس سے ہم اپنے جانور کے بارے میں پوچھیں اور راہنمائی حاصل کریں اور وہ ہمارے لئے خیر کی تبلیغ کریں (تو بہتر ہوگا) طالوت نے کہا جو تو نے کہا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ دونوں اس نبی کے پاس گئے۔ جب وہ اپنے جانور کے بارے بتا رہے تھے اور ان سے دعا کی التجا کر رہے تھے تو سینگ کا تیل ابلنے لگا، نبی علیہ السلام اس کی طرف اٹھے اور اسے اٹھالیا پھر طالوت سے کہا اپنا سر قریب کر، پس اس نے قریب کیا تو اس سینگ سے تیل لگایا پھر فرمایا تو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہے جس کا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے ان کا بادشاہ بنادوں۔ طالوت کا نام سریانی زبان میں شاول تھا اس کا شجرہ نسب اس طرح تھا شاول بن قیس بن اشال بن ضرار بن یحرب بن افیح بن انس بن یامین بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم۔ پس وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور اس نبی نے طالوت کو لوگوں کا بادشاہ بنادیا۔

بنی اسرائیل کے معتبر افراد اپنے نبی کے پاس آئے اور کہا، طالوت کی شان کیا ہے تم ہم پر اسے بادشاہ بناتے ہو نہ تو اس کا تعلق بیت نبوت سے ہے اور نہ بیت مملکت سے ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ نبوت اور حکومت آل لاوی آل یہوذا میں ہے۔ اس نے انہیں فرمایا اللہ نے اسے تم پر چن لیا ہے اور علم وجسم کے اعتبار سے اسے زیادتی بخشی ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک دوسرے طریق سے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنو اسرائیل نے شمویل کو کہا کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کر جس کی قیادت میں ہم جہاد کریں۔ انہوں نے فرمایا تمہارے لئے جنگ سے اللہ نے کفایت فرمائی ہے، بنی اسرائیل نے کہا ہم اپنے اردگرد کے لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ پس ہمارا ایک بادشاہ ہونا چاہیے جس کی بارگاہ میں ہم پناہ لیں، اللہ تعالیٰ نے شمویل کو وحی فرمائی کہ طالوت کو ان کا بادشاہ بنادو اور اس کو القدس کے تیل کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 19-712

ساتھ تیل لگاؤ۔ ابو طالوت کے گدھے گم ہو گئے، اس نے طالوت اور غلام کو ان کی تلاش میں بھیجا، وہ دونوں شمویل کے پاس گدھوں کے متعلق پوچھنے کے لئے آئے تو شمویل نے طالوت سے کہا کہ اللہ نے تجھے بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا ہے۔ طالوت نے کہا مجھے؟ حضرت شمویل علیہ السلام نے کہا ہاں۔ فرمایا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ میرا قبیلہ بنی اسرائیل کے قبائل سے ادنیٰ قبیلہ ہے؟ حضرت شمویل علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں مجھے معلوم ہے۔ طالوت نے پوچھا اس میری بادشاہی کی نشانی کیا ہے؟ شمویل نے کہا اس کی نشانی یہ ہے کہ تم لوٹ جاؤ تمہارے والد نے اپنے گدھے پالئے ہیں۔ شمویل نے اس (طالوت) کو القدس کا تیل لگایا۔ پھر شمویل نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ۭ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ...... (الآیہ)(1)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ میں نبی سے مراد شمویل ہیں(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد یوشع بن نون ہیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے عمرو بن مرہ کے طریق سے ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی سے مراد شمویل بن حنہ بن العاقر ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل عمالقہ سے جنگ کرتے تھے اور عمالقہ کا بادشاہ جالوت تھا۔ وہ بنی اسرائیل پر غالب آ گئے تھے اور انہوں نے ان پر ٹیکس لگا رکھا تھا اور ان سے انہوں نے تورات بھی لے لی تھی۔ بنو اسرائیل اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے تھے کہ کوئی نبی مبعوث فرما جس کی قیادت میں وہ جہاد کریں، سبط نبوت کے لوگ سب ہلاک ہو چکے تھے، صرف ایک حاملہ عورت بچی تھی، بنی اسرائیل نے اسے پکڑ کر ایک خوفناک کمرے میں بند کر دیا تاکہ اگر اس نے بچی جنم دی تو اسے بیٹے کے بدل دیا جائے گا کیونکہ بنی اسرائیل کو اس عورت کے بیٹے کی بہت خواہش تھی۔ وہ عورت بچے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتی رہتی تھی، پس اس نے بچہ جنم دیا اور اس کا نام شمعون رکھا۔

بچہ بڑا ہوا تو ماں نے اسے تورات کی تعلیم کے لئے بیت المقدس میں داخل کرایا اور ان کے علماء میں سے ایک شیخ نے اس کی کفالت کی، جب بچہ بالغ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے نبی بنایا، جبریل اس کے پاس آیا تو وہ شیخ کے پہلو میں سویا ہوا تھا اور وہ شیخ کے علاوہ کسی پر اعتماد نہیں رکھتا تھا۔ پس جبریل نے اسے شیخ کے لہجہ میں بلایا یا شاؤل۔ غلام گھبرا کر اٹھا اور شیخ کے پاس پناہ لی اور کہا اے میرے باپ تو نے مجھے بلایا ہے؟ شیخ نے اسے ''نہیں'' کہنا ناپسند کیا، پس غلام نے اس کی آغوش میں پناہ لی۔ شیخ نے کہا اے بیٹے! لوٹ جا اور سو جا، غلام واپس جا کر سو گیا، پھر جبریل نے اسے دوسری مرتبہ آواز دی، غلام پھر شیخ کے پاس آیا اور پوچھا کیا آپ نے مجھے بلایا ہے، شیخ نے کہا جاؤ، سو جاؤ اگر تیسری مرتبہ میں تجھے بلاؤں تو مجھے جواب نہ دینا۔

جب تیسری مرتبہ بلایا تو جبریل اس کے لئے ظاہر ہو گیا اور کہا کہ تم اپنی قوم کے پاس جاؤ اور اپنے رب کے پیغام کی تبلیغ کرو، اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی قوم میں نبی مبعوث کیا ہے، جب وہ اپنی قوم میں آئے تو انہوں نے اسے جھٹلا دیا اور کہا کہ تو نے جلدی کی ہے، ابھی تیرے لئے نبوت کا وقت نہیں ہوا تھا، لوگوں نے کہا اگر تو سچا ہے تو ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر جس کی راہنمائی میں ہم اللہ کے راستہ میں جہاد کریں، تمہاری نبوت کی وہ نشانی ہو گی، شمعون نے انہیں فرمایا ہو سکتا ہے تم پر قتال فرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 719 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 712 3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 357(306)

کیا جائے تو تم نہ لڑو، انہوں نے کہا ہم اللہ کے راستہ میں کیسے جہاد نہیں کریں گے؟ (جب کہ ہمارے ساتھ ایسا ایسا ہوا ہے)۔ شمعون نے اللہ سے دعا مانگی، انہیں ایک ڈنڈا دیا گیا جو اس شخص کے قد کے برابر تھا جس نے ان کا بادشاہ بننا تھا، فرمایا تمہارا بادشاہ اس کے طول کے برابر لمبا ہوگا، بنی اسرائیل کے تمام لوگوں نے پیائش کی تو کوئی بھی اتنی مقدار کا نہ نکلا۔

طالوت پانی بھرنے والا شخص تھا وہ اپنے گدھے پر پانی بھر کر لاتا تھا اس کا گدھا گم ہو گیا تھا۔ وہ اس گدھے کی تلاش میں اس راستہ پر جا پہنچا، جب انہوں نے طالوت کو دیکھا تو اسے بلایا اس کی پیائش کی گئی تو وہ اس ڈنڈا کے برابر لمبا تھا، بنی اسرائیل کے نبی نے انہیں فرمایا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا۔ قوم نے کہا پہلے تو کبھی تم نے جھوٹ نہیں بولا تھا ہم حکومت والا خاندان ہیں یہ اس خاندان سے بھی نہیں ہے۔ نہ اس کے پاس مال کی فراوانی ہے تا کہ ہم اس کی اتباع کریں، نبی نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَ زَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَ الْجِسْمِ (بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے، اسے تمہارے مقابلہ میں اور زیادہ دی ہے کشادگی علم میں اور جسم میں) (1) انہوں نے کہا اگر تم سچے ہو تو نشانی لاؤ کہ یہ بادشاہ ہے، نبی نے فرمایا اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ (البقرہ: 248) اس کی بادشاہت کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس ایک صندوق) پس وہ طابوت اور جو کچھ اس میں تھا وہ طالوت کے گھر میں رکھا گیا۔ وہ بنی اسرائیل شمعوں پر ایمان لائے اور تالوت کی بادشاہت کو بھی تسلیم کر لیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طالوت پانی بھر کر لاتا تھا اور فروخت کرتا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا (کیونکر ہو سکتا ہے اس کو حکومت کا حق ہم پر) یہ بنی اسرائیل نے اس لئے کہا تھا کیونکہ بنی اسرائیل میں دو خاندان تھے \ ایک میں نبوت تھی اور دوسرے میں بادشاہی، پس ہر نبی، نبوت کے خاندان سے ہوتا تھا اور زمین پر غلبہ اس کا ہوتا تھا جو بادشاہی خاندان سے ہوتا تھا۔ جب طالوت کو بھیجا گیا تو وہ ان دونوں خاندانوں میں سے کسی کے ساتھ بھی تعلق نہیں رکھتا تھا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ یعنی اللہ نے اسے چن لیا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے حضرت عن ابی مالک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں اَنّٰى بمعنی اَيْنَ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی عن ابی مالک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے زَادَهٗ بَسْطَةً یعنی علم اور جسم میں ان کو فضیلت تھی، اپنی بلند گردن کی وجہ سے بنی اسرائیل پر فضیلت رکھتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فِي الْعِلْمِ سے مراد جنگ کا علم ہے۔

امام ابن جریر نے وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ (الْجِسْمِ) وہ بنی اسرائیل سے کندھوں کی وجہ سے بلند تھا یعنی اس کے لئے ان سب سے بلند تھے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 20-714 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 720 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 721 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 722

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَاللّٰهُ يُؤْتِي مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ اس ارشاد میں ملک سے مراد بادشاہی ہے (1)۔ ابن المنذر نے وہب سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا طالوت نبی تھے؟ انہوں نے فرمایا نہیں ان کے پاس وحی نہیں آتی تھی۔

امام اسحٰق بن بشر نے المبتدأ میں اور ابن عساکر نے جویبر و مقاتل عن الضحاک عن ابن عباس اور کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ کا مطلب یہ ہے کہ کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس گروہ کے متعلق خبر نہیں ہے اِذْ قَالُوْا لِنَبِيٍّ لَّهُمُ، میں نبی سے مراد اشمویل ہیں۔ قَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا، یعنی عمالقہ نے ہمیں نکالا اور اس وقت عمالقہ کا سردار جالوت تھا۔ بنی اسرائیل کے نبی نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کے لئے بادشاہ بھیج۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے نَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ کیونکہ وہ نہ تو سبط نبوت سے تھا اور نہ سبط حکومت سے تھا۔ اس لئے بنی اسرائیل کے سرداروں نے کہا ہم اس سے امارت کے زیادہ حق دار ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے طالوت کو بادشاہ بنایا اور وہ ایسے قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جس میں نہ تو نبوت تھی اور نہ مملکت تھی اور بنی اسرائیل میں دو قبیلے تھے۔ ایک میں نبوت تھی اور دوسرے میں مملکت تھی، نبوت والا خاندان لاوی کی اولاد تھا اور مملکت والا خاندان یہوذا کی اولاد تھا، جب کہ طالوت کا تعلق ان دونوں سے نہیں تھا تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور تعجب کیا، انہوں نے کہا ہم پر اسے ملکیت کیسے حاصل ہو گی جب کہ اس کا تعلق نہ سبط نبوت سے ہے اور نہ سبط مملکت سے ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس کی دو بیویاں تھیں، ایک کی اولاد تھی اور دوسری کی اولاد نہیں تھی، جس کی اولاد نہیں تھی اس پر یہ بات بڑی گراں تھی۔ پس وہ پاک ہوئی اور مسجد کی طرف چلی گئی تاکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ راستہ میں اسے بنی اسرائیل کا حکیم ملا، ان کے حکماء ان کے امور کی تدبیر کرتے تھے۔ حکیم نے پوچھا تو کہاں جا رہی ہے؟ اس نے کہا مجھے میرے رب سے ایک حاجت عرض کرنی ہے، حکیم نے دعا کی اے اللہ اس کی حاجت پوری فرما، پس اس نے شمول کو جنم دیا اور اسے اللہ کے نام پر آزاد کر دیا، بنی اسرائیل اس طرح کرتے تھے کہ ایسا بچہ جب بالغ ہو جاتا تو اسے اہل مسجد کی طرف بھیجتے، وہ ان کی خدمت کرتا۔ ایک رات شمول کو ندا دی گئی۔ پس وہ حکیم کے پاس آیا اور پوچھا کیا تو نے مجھے بلایا ہے؟ اس نے کہا نہیں جب دوسری رات ہوئی تو پھر شمول کو پکارا گیا، پھر وہ حکیم کے پاس آیا اور پوچھا کیا مجھے بلایا ہے؟ حکیم نے کہا حکم جانتا تھا کہ نبوت کیسے ملتی ہے۔ اس نے کہا تجھے پہلی رات ندا کی گئی تھی؟ شمول نے کہا ہاں، تجھے اس رات بھی ندا کی گئی تھی؟ اس نے کہا ہاں۔ حکیم نے کہا اگر آج رات تجھے بلایا جائے تو یہ کہنا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ يَدَيْكَ وَالْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ اَنَا عَبْدُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ مُرْنِيْ بِمَا شِئْتَ۔
پس حضرت شمویل کی طرف وحی کی گئی، وہ حکیم اس کے پاس آیا اور پوچھا کیا مجھے اس رات پکارا گیا ہے، حضرت شمویل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 723

نے کہا ہاں میری طرف وحی کی گئی ہے، اس نے پوچھا کیا تیرے لئے کچھ ذکر کیا گیا ہے؟ حضرت شمویل نے کہا تم مجھ سے یہ نہ پوچھو۔ حکیم نے کہا ضرور تجھے میرے معاملہ کے متعلق کچھ کہا گیا ہے، پس اس نے اتنا اصرار کیا کہ اس نے بتا دیا کہ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ تیری ہلاکت آچکی ہے اور تیرے فیصلہ میں تیرے بیٹے نے رشوت دی ہے، پس وہ جو تدبیر کرے گا وہ غلط ثابت ہوگی اور وہ کوئی لشکر روانہ نہیں کرے گا مگر اسے شکست ہوگی حتی کہ اس نے ایک لشکر بھیجا اور اس کے ساتھ تورات بھی بھیجی، انہوں نے تورات کے واسطہ سے فتح طلب کی لیکن انہیں شکست ہوئی، پس تورات لے لی گئی، وہ منبر پر چڑھا جب کہ وہ غصہ سے آگ بگولا تھا، وہ گرا تو اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی یا اس کی ران ٹوٹ گئی اور پھر مر گیا اس وقت لوگوں نے اپنے نبی سے کہا کہ ہمارے لئے ایک امیر بناؤ اور وہ نبی حضرت شمویل بن حنۃ العاقر تھے۔

وَ قَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۴۸﴾

”اور کہا ان کے نبی نے کہ اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس ایک صندوق اس میں تسلی (کا سامان) ہوگا تمہارے رب کی طرف سے اور (اس میں) بچی ہوئی چیزیں ہوں گی جنہیں چھوڑ گئی ہے اولاد موسیٰ اور اولاد ہارون، اٹھا لائیں گے اس صندوق کو فرشتے۔ بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان دار ہو“۔

امام ابن المنذر نے زہری عن خارجہ بن زید بن ثابت عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ میں ان کے لئے مصحف لکھوں، پھر فرمایا میں تمہاری معاونت کے لئے ایک فصیح و بلیغ شخص معین کرتا ہوں، پس تم جس پر جمع ہو جاؤ اس کو لکھ لو اور جس آیت میں تمہارا اختلاف ہو جائے اس کا فیصلہ میرے پاس لے آنا، زید نے کہا کہ میں نے کہا یہ التابوہ ہے۔ حضرت ابان بن سعید رحمہ اللہ نے کہا التَّابُوْتُ ہے پس وہ دونوں معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے التَّابُوْتُ کی تصدیق کی تو میں نے یہی لکھ دیا۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار کے جوانوں کو حکم دیا کہ وہ مصاحف (قرآن) لکھیں اور فرمایا جس لفظ میں تمہارا اختلاف ہو جائے اسے قریش کی لغت کے مطابق لکھو، مہاجرین نے کہا یہ لفظ التَّابُوْتُ ہے اور انصار نے کہا یہ التوبوہ ہے، حضرت عثمان نے فرمایا مہاجرین کی لغت کے مطابق لکھو التَّابُوْتُ۔(1)

امام ابن سعد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ابی داؤد، ابن الانباری ان دونوں نے المصاحف میں اور ابن حبان اور بیہقی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 938 (418) مطبوعہ دار الصمیعی مکہ مکرمہ

نے سنن میں زہری کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن الیمان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اہل شام ارمینیہ اور آذر بیجان کے دیہاتوں میں اہل عراق کے ساتھ جنگ کر رہے تھے، حضرت حذیفہ کے قرآن میں ان کا اختلاف دیکھا تو حضرت حذیفہ نے عثمان بن عفان سے کہا اے امیر المومنین اس امت کی کتاب اللہ کے متعلق دستگیری کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اس طرح اختلاف میں پڑ جائیں جیسے یہود ونصاریٰ اختلاف میں مبتلا ہوئے تھے، حضرت عثمان نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف پیغام بھیجا کہ میری طرف نسخہ قرآن بھیجو تا کہ ہم اس سے نقل کر لیں پھر وہ آپ کو واپس کر دیں گے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنا صحیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا، پھر حضرت عثمان نے زید بن ثابت، سعید بن العاص، عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو پیغام بھیجا کہ اس صحیفہ کو اپنے صحائف میں لکھو اور ان تین قریش کو کہا کہ جب تم اور زید بن ثابت کا کسی لفظ میں اختلاف ہو تو قریش کی لغت کے مطابق لکھو کیونکہ قرآن قریش کی لغت کے مطابق نازل ہوا ہے ایک دن ان صحابہ کا التَّابُوْتُ اور التابوہ میں اختلاف ہوا، قریشیوں نے کہا کہ یہ التَّابُوْتُ ہے، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا یہ التابوہ ہے، پس یہ اختلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا گیا تو انہوں نے فرمایا التَّابُوْتُ لکھو کیونکہ قرآن قریش کی لغت کے مطابق نازل ہوا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے موسیٰ علیہ السلام کے تابوت کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کی وسعت کتنی تھی؟ انہوں نے فرمایا تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا تھا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں سَكِينَةٌ سے مراد رحمت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سَكِينَةٌ سے مراد طمانینت ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سَكِينَةٌ ایک بلی کی مقدار کا جانور ہے جس کی دو آنکھیں ہیں۔ ان آنکھوں میں شعاع ہے، جب دو لشکر آمنے سامنے ہوتے تو وہ جانور اپنے ہاتھ نکالتا اور ان کی طرف دیکھتا۔ پس اس کے رعب کی وجہ سے (دشمن کا) لشکر شکست کھا جاتا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں خالد بن عرعرہ بن علی عن النبی ﷺ کی سند سے روایت کیا ہے کہ السکینہ سے مراد تیز ہوا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک غیر معروف راوی ہے(2)۔

امام ابن جریر نے خالد بن عرعرہ عن علی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ سکینہ سے مراد تیز ہوا ہے اور اس کے دو سر تھے(3)۔

امام عبد الرزاق، ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن عساکر اور بیہقی نے دلائل میں ابو الاحوص کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سکینہ کا ایک چہرہ تھا جو انسان کے چہرے کی طرح تھا اور یہ تیز چلنے والی ہوا تھی(4)۔

1۔ صحیح بخاری، باب جمع القرآن، جلد 2، صفحہ 746، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 39 (10871) مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 730 4۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 360 (313)

امام سفیان بن عیینہ اور ابن جریر نے حضرت سلمہ بن کہیل عن علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ سکینہ تیز ہوا ہے جس کی ایک صورت ہے اور اس کا انسان کے چہرے کی طرح چہرہ ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت سعد بن مسعود الصدفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مجلس میں تھے، آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی پھر جھکائی اور پھر اٹھائی۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں (یعنی اہل مجلس جو آپ کے سامنے تھے)۔ پس اس پر سکینت نازل ہوئی جس کو فرشتے قبہ کی طرح اٹھائے ہوئے تھے۔ جب وہ قریب آئی تو کسی شخص نے غلط بات کہی، پس وہ ان سے اٹھالی گئی۔

امام سفیان بن عیینہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں السکینۃ اللہ کی طرف سے ہوا کی طرح ہے اس کا ایک چہرہ ہے جو بلی کے چہرے کی طرح ہے، اس کے دو پر ہیں اور بلی کے دم کی طرح دم ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابو مالک عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سکینہ جنتی سونے کا ایک تھال ہے جس میں انبیاء کے دل دھوئے جاتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس میں تختیاں ڈالی تھیں (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے سکینہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح ہے جو کلام کرتی ہے۔ پس جب لوگ کسی چیز میں اختلاف کرتے ہیں تو وہ انہیں مراد بتاتی ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ یعنی اس میں ایسی چیز ہے جس سے دل سکون حاصل کرتے ہیں یعنی جو وہ نشانیاں دیکھتے ہیں ان سے سکون حاصل کرتے ہیں۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سکینہ سے مراد وقار ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى اس سے مراد موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور تختیوں کے ٹکڑے ہیں (6)۔

امام وکیع، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تابوت میں یہ چیزیں تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا، موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے، ہارون علیہ السلام کے کپڑے، تورات کی دو تختیاں، من، اور کشادگی کا کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 729 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 730 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 731
4۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 360 (312) 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 358 (308) 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 733
7۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 947 (422)

امام اسحٰق بن بشر نے المبتدأ میں اور ابن عساکر نے کلبی کے طریق سے حضرت ابو صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى سے مراد تختیوں کے ٹکڑے، موسیٰ علیہ السلام کا عصا، حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور حضرت ہارون کی وہ قباء جس میں قبائل کی علامتیں تھیں اور اس میں ایک سونے کا تھال تھا جس میں جنت کے من میں سے ایک صاع تھا، اس سے یعقوب علیہ السلام افطار کرتے تھے اور سکینہ، سبز زبرجد سے بلی کے سر کی مثل تھی۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ فرماتے ہیں فرشتے اسے اٹھا کر لے آئے حتی کہ اس تابوت کو فرشتوں نے حضرت طالوت کے گھر میں رکھ دیا صبح کے وقت وہ ان کے گھر میں تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَاٰيَةً سے مراد علامت ہے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ۗ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ۗ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۲۴۹﴾

"پھر جب روانہ ہوا طالوت اپنی فوجوں کے ساتھ اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ آزمانے والا ہے تمہیں ایک نہر سے، سو جس نے پانی پی لیا اس سے وہ نہیں میرے ساتھیوں سے اور جس نے نہ پیا وہ یقیناً میرے ساتھیوں میں سے ہے مگر جس نے بھر لیا ایک چلو اپنے ہاتھ سے، پس سب نے پیا اس سے مگر چند آدمیوں نے ان سے (نہیں پیا) پھر جب عبور کیا اسے طالوت نے اور ان لوگوں نے جو ایمان لائے تھے اس کے ساتھ کہنے لگے کچھ طاقت نہیں ہم میں آج جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کرنے کی (مگر) کہا ان لوگوں نے جو یقین رکھتے تھے کہ وہ ضرور ملاقات کرنے والے ہیں اللہ سے کہ بارہا چھوٹی جماعتیں غالب آئی ہیں بڑی جماعت پر اللہ کے اذن سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوگ طالوت کے ساتھ نکلے تو وہ اسی ہزار تھے اور جالوت انتہائی جنگجو تھا۔ پس جب وہ چلا تو اس کے سامنے ایک لشکر چلتا تھا۔ بس اس کے ساتھی اس کے پاس جمع ہوتے تو مخالف شکست کھا جاتا تھا۔ پس جب وہ نکلے تو طالوت نے اپنے ساتھیوں سے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 358(308)

کے ذریعے آزمانے والا ہے۔ پس جو اس سے پیے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا اور جو اس سے نہیں پیے گا وہ مجھ سے ہوگا۔ پس حالات کے ڈر کی وجہ سے بعض نے اس نہر سے پی لیا، پس چار ہزار نے نہر کو عبور کیا اور چھہتر ہزار واپس لوٹ گئے، پس جس نے اس نہر سے پیا وہ پیاسا رہا اور جس نے نہ پیا مگر ایک چلو تو وہ سیر ہو گیا، جب طالوت اور ایمان والوں نے نہر کو عبور کیا تو انہوں نے جالوت کو دیکھا اور وہ بھی لوٹ آئے اور کہا ہمیں آج جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے، پس تین ہزار چھ سو اسی سے کچھ زائد لوٹ گئے اور اہل بدر کی تعداد کے برابر تین سو دس سے کچھ زائد میں طالوت بیٹھا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ کہ اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں پیاس کے ساتھ آزمانے والا ہے، پس جب وہ نہر پر پہنچے (یہ نہر اردن تھی) اکثر لوگوں نے جانوروں کی طرح منہ لگا کر اس سے پیا، پس اس پانی کے پینے کے باوجود پیاس میں اضافہ ہوا اور جنہوں نے چلو بھر کر پیا تھا وہ سیر ہو گئے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ جب طالوت جہاد کرنے کے لئے جالوت کی طرف چلے تو طالوت نے بنی اسرائیل کو کہا اللہ تعالیٰ تمہیں فلسطین اور اردن کے درمیان ایک نہر سے آزمانے والا ہے، اس نہر کا پانی میٹھا اور پاکیزہ تھا۔ پس ہر شخص نے اپنی خواہش کے مطابق پیا۔ پس جس نے چلو بھر پیا اور امیر کی اطاعت کی وہ اطاعت کی وجہ سے سیر ہو گیا اور جس نے زیادہ پیا اور نافرمانی کی تو وہ سیر نہ ہوا۔ پھر جب نہر عبور کر گئے تو پانی پینے والوں نے کہا ہمیں آج جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے کی طاقت نہیں۔ قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے چلو بھر پیا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نہر سے مراد فلسطین کی نہر ہے (3)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کفار پیتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے اور مسلمان چلو بھر پیتے ہیں اور وہ ان کے کافی ہوتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس چلو میں اتنی برکت ہوئی کہ انہوں نے خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کیا ہے انہوں نے غرفۃ کو غین کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے قَلِيْلًا مِّنْهُمْ سے مراد تین سو دس سے کچھ زائد اہل بدر کی تعداد کے مطابق تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ یہ کہتے تھے کہ اصحاب بدر، طالوت کے ساتھیوں کی تعداد کے برابر تھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 740
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 738
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 361 (316)
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 939 (423)

جنہوں نے نہر کو طالوت کے ساتھ عبور کیا تھا اور تین سو دس سے کچھ زائد مومنین نے اسے عبور کیا تھا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن صحابہ کرام کو فرمایا تم طالوت کے ساتھیوں کی تعداد کے برابر ہو، جس دن ان کا جالوت سے آمنا سامنا ہوا تھا اور صحابہ کرام جنگ میں تین سو دس سے کچھ زائد تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طالوت کے ساتھیوں کی تعداد، جالوت کے مقابلہ کے دن تین سو دس سے کچھ زائد تھی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان لوگوں کی تعداد جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے تھے ان کی تعداد طالوت کے ساتھ نہر کو عبور کرنے والوں کے برابر تھی۔ ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔

امام اسحٰق بن بشر نے المبتدأ میں اور ابن عساکر نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ وہ تین لاکھ تین ہزار تین سو تیرہ افراد تھے۔ پس تمام نے اس نہر سے پانی پیا لیکن تین سو تیرہ نے نہ پیا۔ یہ تعداد بدر کے دن نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی تعداد کے برابر تھی۔ پس طالوت نے ان کو لوٹا دیا اور تین سو تیرہ کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ شمویل نے طالوت کی طرف ایک زرہ بھیجی اور کہا جس شخص کو یہ زرہ پوری آئے گی وہ اللہ کے اذن سے جالوت کو قتل کرے گا۔ طالوت کے منادی نے ندا دی کہ جو جالوت کو قتل کرے گا میں اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کروں گا اور میری نصف بادشاہی اور نصف مال اس کا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کام حضرت داؤد بن ایشا کے ہاتھوں تکمیل تک پہنچایا۔ وہ خصرون بن فارض بن یہود بن یعقوب کی اولاد سے تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ یَظُنُّوْنَ کا معنی اس آیت میں یَسْتَیْقِنُوْنَ ہے (یعنی جو یقین رکھتے ہیں)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ فرماتے ہیں جنہوں نے اپنے نفسوں کو اللہ کے لئے فروخت کیا تھا اور موت پر اپنے نفسوں کو قائم کر دیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، بعض مومنین دوسروں سے جنگ کی کوشش میں افضل ہوئے ہیں حالانکہ تمام مومن ہوتے ہیں۔

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۵۰﴾ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۛ وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ۭ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ

1۔ صحیح بخاری، باب عدۃ اصحاب بدر، جلد 2، صفحہ 564، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 741

اللّٰہَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۵۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۵۲﴾

''اور جب سامنے آگئے جالوت اور اس کی فوجوں کے تو بارگاہ الٰہی میں عرض کرنے لگے اے ہمارے رب! اتار ہم پر صبر اور جمائے رکھ ہمارے قدموں کو اور فتح دے ہمیں قوم کفار پر۔ پس انہوں نے شکست دی جالوت کے لشکر کو اللہ کے اذن سے اور قتل کر دیا داؤد نے جالوت کو اور عطا فرمائی داؤد کو اللہ نے حکومت اور دانائی اور سکھا دیا اس کو جو چاہا اور اگر نہ بچاؤ کرتا اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کا بعض کے ذریعہ تو برباد ہو جاتی زمین لیکن اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرمانے والا ہے سارے جہانوں پر۔ یہ آیتیں ہیں اللہ کی ہم پڑھتے ہیں انہیں آپ پر (اے حبیب) ٹھیک ٹھیک اور یقیناً آپ رسولوں میں سے ہیں''۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ طالوت لشکر کا امیر تھا، داؤد کے باپ نے اسے بھائیوں کی طرف سے کوئی چیز دے کر بھیجا، داؤد نے طالوت سے کہا میں جب جالوت کو قتل کر دوں گا تو کیا ملے گا، طالوت نے کہا تیرے لئے میری بادشاہی کا تیسرا حصہ ہوگا اور میں اپنی بیٹی کا تجھ سے نکاح کروں گا۔ داؤد نے اپنا توبرہ اٹھایا اور اس میں تین پتھر رکھے پھر ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہ کا نام لیا پھر اپنا ہاتھ توبرہ میں ڈالا اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ اِلٰهِیْ وَاِلٰهِ اٰبَائِیْ اِبْرَاهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ۔ پس ابراہیم علیہ السلام کے نام پر پتھر نکالا پھر اسے اپنی غلیل میں رکھا اور جالوت کو مارا۔ وہ جالوت کے سر پر تینتیس خود کو چیر گیا اور اس پتھر نے جالوت کے علاوہ تیس ہزار افراد کو قتل کر دیا۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب طالوت، جالوت کے سامنے آیا تو جالوت نے کہا میرا مقابل سامنے لاؤ، اگر وہ مجھے قتل کر دے گا تو تمہارے لئے میری مملکت ہوگی اور اگر میں اسے قتل کر دوں گا تو تمہاری مملکت میری ہوگی۔ پس طالوت کے پاس داؤد کو لایا گیا، داؤد نے مطالبہ کیا کہ اگر وہ جالوت کو قتل کر دے گا تو وہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کریں گے، نیز اپنے مال میں اس کا فیصلہ نافذ کریں گے، طالوت نے داؤد کو ہتھیار پہنچائے تو داؤد نے ہتھیاروں کے ساتھ لڑنے کو ناپسند کیا اور کہا اگر اللہ تعالیٰ جالوت کے مقابلہ میں میری مدد نہیں فرمائے گا تو یہ ہتھیار مجھے کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ پس وہ اپنی گوپھن (ایسا آلہ جس کے ساتھ پتھر پھینکے جاتے ہیں) اور توبرہ لے کر نکلا جس میں پتھر تھے پھر جالوت اس کے سامنے آیا تو اس نے کہا تو مجھے قتل کرے گا؟ داؤد علیہ السلام نے کہا ہاں۔ جالوت نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو تو نہیں نکلا مگر ایسے جیسے تو کتے کی طرف اپنی گوپھن اور پتھروں کے ساتھ نکلا ہو۔ میں تیرے بدن کو آج ٹکڑے ٹکڑے کر کے پرندوں اور درندوں کو کھلاؤں گا، داؤد نے کہا تو اللہ کا دشمن کتے سے بھی بدتر ہے، حضرت داؤد نے پتھر اٹھایا اور گوپھن کے ساتھ مارا وہ اسے آنکھوں کے درمیان لگا حتی کہ اس کے دماغ کے پار ہو گیا، جالوت چیخا اور اس کے ساتھی ہار گئے اور اس کا سر کٹ گیا (1)۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 364 (327)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں طالوت کے ساتھ داؤد کے والد نے بھی نہر کو عبور کیا تھا اور اس کے ساتھ تیرہ بیٹے تھے اور داؤد سب سے چھوٹا تھے۔ وہ ایک دن آئے تو کہا اے ابا جان! امیں پہاڑوں کے درمیان گیا تو میں نے ایک شیر بیٹھا ہوا دیکھا، پس میں اس پر سوار ہو گیا اور اس کے کانوں سے پکڑ لیا اس نے مجھے کچھ بھی نہ کہا باپ نے کہا بیٹا! تمہیں مبارک ہو یہ خیر ہے جو اللہ نے تمہیں عطا فرمائی ہے پھر وہ ایک دن آیا تو کہا اے والد محترم میں پہاڑوں کے درمیان چلتا ہوں اور تسبیح کرتا ہوں تو تمام پہاڑ میرے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، باپ نے کہا بیٹا! مبارک ہو یہ خیر ہے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہے۔ حضرت داؤد چرواہے تھے اور ان کا باپ اس کے پاس اور اس کے بھائیوں کے پاس کھانا لاتا تھا۔ پس اس وقت کے نبی کو ایک سینگ دیا گیا جس میں تیل تھا اور لوہے کا ایک لباس بھی دیا گیا، وہ سینگ اور زرہ طالوت کے پاس بھیجی اور کہا کہ تمہارا وہ ساتھی جو جالوت کو قتل کرے گا اس کے سر پر یہ سینگ رکھا جائے، پس وہ اس سے تیل لگائے گا تو تیل ابلنے لگے گا اور وہ اس کے چہرے پر نہیں بہے گا وہ اس کے سر پر تاج کی طرح ہوگا وہ اس زرہ میں داخل ہوگا تو وہ اسے پوری آئے گی۔ طالوت نے بنی اسرائیل کو بلا کر تجربہ کیا۔ وہ کسی کو بھی زرہ پوری نہ آئی اور کسی کے سر سینگ کا تیل نہ ابلا۔ جب وہ اس عمل سے فارغ ہوا تو طالوت نے داؤد کے باپ سے کہا۔ کیا تمہارا کوئی بیٹا باقی ہے جو ہمارے پاس نہیں آیا ہے داؤد کے والد نے ہاں۔ میرا بیٹا داؤد باقی ہے، وہ ہمارے پاس کھانا لاتا ہے۔ جب داؤد، طالوت کے پاس آ رہا تھا اس نے رستہ پر تین پتھر پائے جنہوں نے داؤد سے کلام کی، کہا اے داؤد ہمیں اٹھا لے ہمارے ساتھ تو جالوت کو قتل کرے گا، داؤد نے وہ پتھر اٹھا کر اپنے توبرے میں ڈال دیئے۔ طالوت نے کہا جو جالوت کو قتل کرے گا میں اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کروں گا اور اپنی ملکیت میں اس کا حکم نافذ کروں گا، جب داؤد آیا تو لوگوں نے اس کے سر پر وہ سینگ رکھا۔ پس اس کا تیل ابلنے لگا حتیٰ کہ اس نے اس سے تیل لگایا اور وہ زرہ پہنی تو وہ بھی انہیں پوری آئی۔ وہ ایک مریض شخص تھا جو بھی اس زرہ کو پہنتا وہ اس میں حرکت کرتا یعنی وہ اس پر کھلی ہوتی تھی۔ جب داؤد نے وہ پہنی تو وہ ان پر تنگ ہو کر آئی حتیٰ کہ ٹوٹ بھی گئی پھر داؤد جالوت کی طرف چلے۔

جالوت ایک گرانڈیل اور سخت انسان تھا۔ جب اس نے داؤد کو دیکھا تو اس کے دل پر رعب طاری ہو گیا اس نے کہا اے جوان لوٹ جا مجھے تجھ پر رحم آ رہا ہے کہ میں تجھے قتل کروں؟ داؤد نے کہا نہیں بلکہ میں تجھے قتل کروں گا۔

حضرت داؤد نے پتھر نکالا اور گاپھن میں رکھا۔ جب پتھر اٹھایا تو اس کا نام رکھا اور کہا یہ میرے باپ ابراہیم کے نام کے ساتھ۔ دوسرا اٹھایا تو کہا میرے باپ اسحٰق کے نام کے ساتھ اور تیسرا اٹھایا تو کہا یہ میرے باپ حضرت اسرائیل (یعقوب علیہ السلام) کے نام کے ساتھ۔ پھر اس گاپھن کو گھمایا تو وہ تینوں پتھر ایک بن گئے۔ پھر پھینکا تو وہ جالوت کی آنکھوں میں لگا اس نے جالوت کے سر کا سوراخ کر دیا اور اسے قتل کر دیا وہ پتھر ہر انسان کو قتل کر دیتا تھا جس کو بھی لگتا تھا وہ پتھر گزرتا گیا حتیٰ کہ کوئی بھی اس کے سامنے نہ رہا، پس طالوت کے ساتھیوں نے جالوت اور اس کے ہمراہیوں کو شکست دی۔ داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا پھر طالوت کے پاس واپس آیا تو اس نے داؤد کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا اور اسے اپنی مملکت میں بھی شریک کر لیا۔ لوگ داؤد کی طرف میلان کرنے لگے اور اس سے محبت کرنے لگے۔

جب طالوت نے یہ منظر دیکھا تو دل میں داؤد سے حسد کرنے لگا اور اسے قتل کرنا چاہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس بات کا علم ہو گیا، حضرت داؤد نے اپنی آرام گاہ پر شراب کا مشکیزہ رکھ دیا اور خود چلے گئے۔ طالوت آپ کی آرام گاہ پر آیا تو حضرت داؤد علیہ السلام جا چکے تھے۔ اس نے مشکیزہ کو زور سے مارا تو اسے پھاڑ دیا۔ اس سے شراب بہہ پڑی کہنے لگا اللہ داؤد پر رحم کرے وہ کتنی زیادہ شراب پیتا تھا پھر داؤد علیہ السلام اگلی رات طالوت کے گھر آئے تو وہ سویا ہوا تھا۔ آپ نے دو تیر اس کے سرہانے اور پاؤں کی جانب رکھے اور دو تیر اس کے دائیں بائیں رکھے، جب طالوت اٹھا تو تیروں کو دیکھا اور پہچان گیا، کہنے لگا اللہ داؤد پر رحم کرے وہ مجھ سے بہتر ہے، میں اس پر غالب آتا تو اسے قتل کر دیتا اور وہ مجھ پر غالب آیا تو اس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ پھر وہ ایک دن سوار ہوا تو اس نے اسے خشکی میں پیدل چلتے ہوئے پایا جب کہ طالوت گھوڑے پر سوار تھا۔ طالوت نے کہا میں آج داؤد کو قتل کر دوں گا اور داؤد جب بھاگتا تھا تو اس کو پایا نہیں جا سکتا تھا۔ طالوت نے اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا، داؤد گھبرایا اور مزید تیز دوڑا اور غار میں داخل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے غار کے منہ پر جالا بن دیا۔ جب طالوت غار کے کنارے پہنچا تو مکڑی کا جالا دیکھ کر کہنے لگا اگر وہ اس غار میں داخل ہوتا تو مکڑی کا جالا پھٹ چکا ہوتا۔ پس اس نے داؤد کا پیچھا کرنا چھوڑ دیا۔ پھر طالوت کے قتل ہو جانے کے بعد داؤد کو بادشاہی ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے سر پر تاج نبوت بھی سجایا۔ ارشاد فرمایا وَ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَ الْحِكْمَةَ۔ حکمت سے مراد نبوت ہے، حضرت داؤد علیہ السلام کو شمعون کی نبوت اور طالوت کی بادشاہی ملی (1)۔

امام ابن المنذر نے اسحٰق سے اور ابن عساکر نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل کتاب کا خیال ہے کہ جب طالوت نے دیکھا کہ بنی اسرائیل داؤد کی طرف جھکاؤ کر رہے ہیں تو وہ حضرت داؤد علیہ السلام سے حسد کرنے لگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے یہ حسد کی بیماری دور کر دی اور طالوت کو اپنی خطا معلوم ہو گئی اور وہ اس کی توبہ اور معافی تلاش کرنے لگا۔ وہ ایک بوڑھی عورت کے پاس آیا جو اس اسم کو جانتی تھی جس کے ساتھ دعا مانگی جاتی تھی، طالوت نے بوڑھی سے کہا میں نے غلطی کی ہے جس کا کفارہ حضرت الیسع کے علاوہ مجھے کوئی نہیں بتا سکتا، کیا تو میرے ساتھ ان کی قبر پر جائے گی، پھر تو اللہ سے دعا مانگے کہ وہ اٹھیں اور میں ان سے اپنی غلطی کا کفارہ پوچھوں؟ بوڑھی نے کہا ٹھیک ہے میں تیرے ساتھ چلوں گی۔ طالوت اس بوڑھی کے ساتھ حضرت الیسع کی قبر پر پہنچا تو بوڑھی نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا مانگی، حضرت الیسع علیہ السلام قبر سے باہر آئے طالوت نے کفارہ پوچھا تو حضرت الیسع علیہ السلام نے فرمایا تیری خطا کا کفارہ یہ ہے کہ تو اپنے نفس اور اہل بیت کے ساتھ جہاد کر حتی کہ تم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے۔ پھر حضرت الیسع اپنی قبر میں تشریف لے گئے۔ طالوت نے حضرت الیسع کے حکم پر عمل کیا حتی کہ وہ بھی اور اس کے سب اہل بیت ہلاک ہو گئے۔ بنو اسرائیل حضرت داؤد پر جمع ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد پر وحی نازل فرمائی اور اسے لوہے کی صنعت سکھائی اور لوہے کو ان کے لئے نرم کر دیا، نیز اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ جب داؤد تسبیح پڑھیں تو وہ بھی ان کے ساتھ تسبیح پڑھیں اور حضرت داؤد کو ایسی خوبصورت آواز دی گئی تھی کہ ایسی کسی کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 51-750

عطا نہیں کی گئی۔ تھی جب آپ زبور کی تلاوت کرتے تو وحشی آپ کے قریب آ جاتے حتی کہ ان کی گردنوں سے پکڑا جا سکتا۔ تھا وہ تمام آپ کی آواز کان لگا کر سنتے تھے اور شیاطین نے مزامیر، برابط اور نوح کے ساز آپ کی آواز کی اصناف پر بنائے۔

وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ۙ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ۝ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

امام ابن جریر، ابن عدی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ایک صالح مسلمان کی وجہ سے اس کے سو پڑوسیوں سے مصیبت کو دور فرماتا ہے پھر انہوں نے یہ آیت وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ (الآیہ) تلاوت فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک مسلمان شخص کی نیکی کی وجہ سے اس کی اولاد، اس کی اولاد کی اولاد اور اس کے گھر والوں اور اس کے گھر کے اردگرد رہنے والوں کی خیر اور اصلاح فرماتا ہے، جب تک وہ نیک صالح شخص ان میں رہتا ہے یہ تمام لوگ اللہ کی حفاظت میں ہوتے ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ یعنی اللہ تعالیٰ نمازیوں کی وجہ سے بے نمازوں سے مصائب دور فرماتا ہے، حج کرنے والوں کی وجہ سے حج نہ کرنے والوں سے بلاؤں کو دور کرتا ہے اور زکوٰۃ دینے والوں کی وجہ سے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے مصائب دور کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ ...... اگر اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کی وجہ سے فاجروں کا دفاع نہ فرماتا اور خوش اخلاق لوگوں کی وجہ سے دوسروں کا دفاع نہ کرتا تو زمین اپنے اہل کی ہلاکت کی وجہ سے فاسد ہو جاتی (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ...... فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مومن کو کافر کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے اور مومن کی وجہ سے کافر کو بھی معاف کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے ربیع سے روایت کیا ہے لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ یعنی جو زمین پر رہنے والے ہیں وہ ہلاک ہو جائیں (4)۔

امام ابن جریر نے ابو مسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ اگر مسلمانوں کے نیک لوگ تم میں نہ ہوتے تو تم ہلاک ہو جاتے (5)۔

امام احمد، حکیم ترمذی اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شام میں ابدال ہیں اور وہ چالیس مرد ہیں، جب کوئی ایک فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک اور کو ابدال بنا دیتا ہے ان کی وجہ سے بارش برستی ہے اور ان کی وجہ سے دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے، اہل شام سے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 755 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

کی وجہ سے عذاب دور کیا جاتا ہے، ابن عساکر کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ اہل زمین سے بلاء اور غرق کو پھیرا جاتا ہے(1)۔

الخلال نے کرامات اولیاء میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی دیہات سے مصائب کو ان سات مومنین آدمیوں کی وجہ سے دور فرماتا ہے جو ان میں رہتے ہیں۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رحمٰن کے خلیل کی مثل چالیس آدمیوں سے زمین خالی نہیں ہوتی، ان کی وجہ سے تمہیں بارش دی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے، ان میں کوئی مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا مقرر فرماتا ہے(2)۔

امام طبرانی نے الکبیر میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ابدال تیس ہیں۔ ان کی وجہ سے زمین قائم ہے، ان کی وجہ سے تمہیں بارش کی نعمت ملتی ہے اور ان کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے(3)۔

امام احمد نے الزہد میں اور الخلال نے کرامات اولیاء میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کے بعد بھی زمین سات افراد سے خالی نہیں رہی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین کا دفاع کرتا ہے۔

امام الخلال نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ چالیس آدمی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت فرماتا ہے، جب ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے دوسرا مقرر فرماتا ہے۔ وہ چالیس افراد ساری زمین میں ہوتے ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے چالیس افراد ہمیشہ ایسے رہیں گے جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کی مثل ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے اہل زمین کا دفاع فرماتا ہے۔ ان کو ابدال کہا جاتا ہے، انہوں نے اس مقام کو نماز، روزہ اور صدقہ کے ذریعے نہیں پایا، لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ انہوں نے یہ مقام کیسا پایا؟ فرمایا سخاوت اور مسلمانوں کے ساتھ اخلاص کا مظاہرہ کرنے کے ساتھ(4)۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے تین سو افراد ایسے ہیں جن کے دل آدم علیہ السلام کے دل کی مثل ہیں اور مخلوق میں اللہ کے چالیس بندے ایسے ہیں جن کے دل موسیٰ علیہ السلام کے دل کی مثل ہیں اور مخلوق میں اللہ کے سات افراد ایسے ہیں جن کے دل ابراہیم علیہ السلام کے دل کی مثل ہیں اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے پانچ افراد ایسے ہیں جن کے دل جبرئیل علیہ السلام کے دل کی مثل ہیں اور مخلوق میں اللہ کے تین بندے ایسے ہیں جن کے دل میکائیل کے دل کی مثل ہیں اور مخلوق میں اللہ کا ایک بندہ ایسا ہے جس کا دل اسرافیل کے دل کی مثل ہے۔ جب ایک فوت ہو جاتا ہے تو تین میں سے ایک کو اس کی جگہ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 1، صفحہ 289، مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 46(16674) مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 45(16673)
4۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 181 (10390) مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد

مقرر فرماتا ہے، جب تین میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو پانچ میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر فرماتا ہے، جب پانچ میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو سات میں سے ایک کو اس کی جگہ متعین فرماتا ہے، جب سات میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو چالیس میں سے ایک کو اس کی جگہ متعین فرماتا ہے، جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جاتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کی جگہ مقرر فرماتا ہے، اور جب تین سو میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو عام لوگوں میں سے ایک کو اس کی جگہ متعین فرماتا ہے۔ ان کی وجہ سے حیات اور موت واقع ہوتی ہے، ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، فصلیں اگتی ہیں اور مصائب دور ہوتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے پوچھا گیا ان کی وجہ سے کیسے حیات اور موت ہوتی ہے؟ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے امت کے زیادہ ہونے کا سوال کرتے ہیں تو وہ زیادہ کر دیئے جاتے ہیں، وہ ظالم اور جابر لوگوں کے لئے بددعا کرتے ہیں تو ان کی گردنیں توڑ دی جاتی ہیں، وہ بارش طلب کرتے ہیں تو بارش ہوتی ہے، وہ سوال کرتے ہیں تو زمین سبزہ اگاتی ہے، وہ دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا سے مصائب دور ہوتے ہیں (1)۔

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل شام کو برا بھلا نہ کہو، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ان میں ابدال ہیں جن کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے (2)۔

امام ابن حبان نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین ایسے تیس افراد سے کبھی خالی نہ ہوگی جو ابراہیم خلیل اللہ کی مثل ہیں، ان کی وجہ سے تمہاری مدد کی جاتی ہے، ان کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کی وجہ سے تم پر بارش برسائی جاتی ہے۔

امام ابن عساکر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین چالیس افراد سے کبھی خالی نہیں ہوتی جن کی وجہ سے لوگوں کی مدد کی جاتی ہے، اور معاونت و نصرت ہوتی ہے اور ان کی وجہ سے لوگوں کو رزق دیا جاتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک اور متعین فرماتا ہے، اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ الحسن ان میں سے ہیں (3)۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور ابن المنذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سطح زمین پر ہمیشہ سات یا اس سے زائد مسلمان رہے ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو زمین اور اس کے رہنے والے ہلاک ہو جاتے۔

امام ابن جریر نے شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین پر ہمیشہ چودہ افراد ایسے رہتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین کا دفاع کرتا ہے اور ان کی وجہ سے زمین کی برکات نکالتا ہے، سوائے حضرت ابراہیم کے زمانہ کے کیونکہ وہ اکیلے تھے۔

امام احمد بن حنبل نے الزہد میں اور الخلال نے کرامات اولیاء میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین نوح علیہ السلام کے بعد ایسے سات افراد سے کبھی خالی نہیں ہوتی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین کا دفاع فرماتا ہے۔

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 1، صفحہ 303 2۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 65(120) 3۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 1، صفحہ 298

امام احمد نے الزہد میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نوح علیہ السلام کے بعد زمین پر ہمیشہ چودہ افراد رہے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب کو دور کرتا ہے۔

امام الخلال نے کرامات اولیاء میں زاذان سے روایت کیا ہے کہ نوح علیہ السلام کے بعد بارہ یا اس سے زائد افراد سے زمین کبھی خالی نہیں ہوتی جن کی وجہ سے اللہ اہل زمین کا دفاع کرتا ہے۔ الجندی نے فضائل مکہ میں مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین پر سات یا اس سے زائد مسلمان رہے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور اس کے رہنے والے ہلاک ہو جاتے۔

امام الازرقی نے تاریخ مکہ میں حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سطح زمین پر سات افراد یا اس سے زائد ہمیشہ ہوتے ہیں، اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین اور اس پر رہنے والے ہلاک ہو جاتے۔

امام ابن عساکر نے ابوالزاہریہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابدال تیس مرد ہیں جو شام میں ہیں ان کی وجہ سے تمہیں پناہ دی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔ جب ان میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا متعین فرماتا ہے۔

امام الخلال نے کرامات اولیاء میں حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کوئی ایسا دیہات اور شہر نہیں ہے جس میں ایسا شخص نہ ہو جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس دیہات اور شہر والوں کا دفاع کرتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب اولیاء میں حضرت ابوالزناد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب سلسلہ نبوت ختم ہوا جب کہ انبیاء زمین کے اوتاد تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ امت محمد ﷺ سے چالیس آدمی خلیفہ بنائے جن کو ابدال کہا جاتا ہے، ان میں سے کوئی شخص وصال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک اور متعین فرماتا ہے جو اس کی جگہ لیتا ہے۔ وہ زمین کے اوتاد ہیں ان میں سے تیس کے دل ابراہیم علیہ السلام کے یقین کی مثل ہیں، انہیں یہ فضیلت نماز اور روزے کی کثرت کی وجہ سے نہیں ملی بلکہ تقویٰ کی سچائی، حسن نیت، سلامتی قلوب اور تمام مسلمانوں کے ساتھ اخلاص کی وجہ سے ملی ہے۔

امام بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ نظام الٰہی پر قائم رہے گا۔ انہیں رسوا کرنے والا اور مخالفت کرنے والا کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا حتی کہ امر الٰہی (قیامت) آ جائے گا اور وہ لوگوں پر غالب ہوں گے (1)۔

امام مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا۔ انہیں رسوا کرنے والا کوئی نقصان نہیں دے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور وہ اللہ کے بندے اسی حالت میں ہوں گے (2)۔

امام بخاری اور مسلم نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ

1۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 58 (1037) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 30 (10) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

میری امت میں سے ایک قوم ہمیشہ لوگوں پر غالب رہے گی حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی جب کہ وہ غالب ہوں گے (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک طائفہ امرالٰہی پر قائم رہے گا، مخالفت کرنے والا اسے کچھ نقصان نہ پہنچائے گا (2)۔

امام حاکم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک طائفہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا (3)۔

امام مسلم اور حاکم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا، اس پر قیام قیامت تک مسلمان جہاد کرتے رہیں گے (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) (4)

امام ابو داؤد اور حاکم نے عمران بن حصین سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر لڑتا رہے گا، وہ اپنے مخالفین پر غالب رہے گا حتی کہ ان کا آخری (دستہ) مسیح دجال سے لڑے گا (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) (5)

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے معاویہ بن قرہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا، ان کو رسوا کرنے والا کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی اس حدیث کو ترمذی نے صحیح کہا ہے (6)۔

امام ابن جریر اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابو منبہ الخولانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین میں ہمیشہ ایسے پودے لگاتا رہے گا جن سے اپنی تابعداری کے کام لے گا (7)۔

امام مسلم نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کا ایک جتھہ امرالٰہی کی خاطر جہاد کرتا رہے گا جو دشمن پر غالب رہے گا، انہیں مخالفت کرنے والا کچھ نقصان نہ پہنچائے گا حتی کہ قیامت آجائے گی اور وہ لوگ اسی حالت میں ہوں گے (8)۔

امام مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل مغرب ہمیشہ حق پر غالب (قائم) رہیں گے حتی کہ قیامت قائم ہو جائے گی (9)۔

امام ابو داؤد اور حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے آغاز پر اس امت کیلئے ایسا شخص پیدا فرماتا ہے جو اس امت کیلئے اس کے دین کی تجدید کرتا ہے (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) (10)

1۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 57 (1021)
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 28، (7)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 496، (8389) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 496 (8388)
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 81 (2392)
6۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10-9، صفحہ 33 (2192)
7۔ نوادر الاصول، صفحہ 115، مطبوعہ دار صادر بیروت
8۔ صحیح مسلم، جلد 13 صفحہ 59 (1924) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
9۔ ایضاً، (1925)
10۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 567 (8592)

امام حاکم نے مناقب شافعی رحمہ اللہ میں حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب سو سال کا آغاز تھا تو اللہ تعالیٰ نے عمر بن عبدالعزیز کے ذریعے اس امت پر احسان فرمایا۔

امام بیہقی نے المدخل میں اور الخطیب نے ابوبکر المروزی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں امام احمد بن حنبل نے فرمایا جب مجھ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا ہے جسے میں نہیں جانتا تو میں امام شافعی کے قول پر بتاتا ہوں کیونکہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال کے آغاز پر ایک ایسا شخص مقرر فرماتا ہے جو لوگوں کو سنن سکھاتا ہے اور نبی کریم ﷺ سے جھوٹ کو دور کرتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں سو سال کے آغاز پر عمر بن عبدالعزیز آئے اور دو سو سال کے آغاز پر امام شافعی آئے۔

امام نحاس نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد ہر سو سال میں ایک عالم پیدا ہوتا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے دین کو تقویت دیتا ہے اور میرے نزدیک یحییٰ بن آدم ان میں سے ہے۔

امام حاکم نے مناقب شافعی میں حضرت ابوالولید حسان بن محمد الفقیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل علم میں سے ایک بزرگ کو ابوالعباس بن سریج سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے قاضی مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر عمر بن عبدالعزیز کے ذریعے سو سال کے آغاز پر احسان فرمایا، اس نے ہر سنت کو غالب کیا اور ہر بدعت کو مٹایا اور اللہ تعالیٰ نے دو سو سال کے آغاز پر امام شافعی کے ذریعے احسان فرمایا حتی کہ سنت کو ظاہر فرمایا اور بدعت کو مٹایا اور تین سو سال کے آغاز پر تیرے ذریعے مومنین پر رحم فرمایا حتی کہ تو نے ہر سنت کو طاقت دی اور بدعت کو کمزور کیا۔

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۲۵۳﴾

"یہ سب رسول، ہم نے فضیلت دی ہے (ان میں سے) بعض کو بعض پر، ان میں سے کسی سے کلام فرمایا اللہ نے اور بلند کیے ان میں سے بعض کے درجے اور دیں ہم نے عیسیٰ فرزند مریم کو کھلی نشانیاں اور مدد فرمائی ہم نے ان کی پاکیزہ روح سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ لڑتے (جھگڑتے) وہ لوگ جو ان (رسولوں) کے پیچھے آئے بعد اس کے کہ آگئیں ان کے پاس کھلی نشانیاں لیکن انہوں نے اختلاف کیا ان میں سے کوئی ایمان پر (ثابت) رہا اور ان میں سے کوئی کافر ہو گیا اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ لڑتے (جھگڑتے) لیکن اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا۔ موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی، عیسیٰ علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی مثل بنایا، جنہیں اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا پھر فرمایا ہو جا تو وہ ہو گیا۔ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی، حضرت سلیمان کو ایسی بادشاہی بخشی کہ ان کے بعد کسی کے لئے ایسی بادشاہی مناسب نہیں اور محمد ﷺ کو سابقہ اور متاخر خلاف اولی امور کی معافی کا مژدہ سنایا۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی اور محمد ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عامر الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ سے مراد محمد ﷺ ہیں۔ ابن المنذر نے ربیع بن المنذر عن ربیع بن خثیم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ سے کوئی بھی افضل نہیں ہے اور ابراہیم خلیل الرحمٰن پر بھی کوئی افضل نہیں ہے۔

امام ابن المنذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کیا تم تعجب کرتے ہو؟ خلت حضرت ابراہیم کے لئے ہے۔ کلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے اور دیدار الٰہی محمد ﷺ کے لئے ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس آیت میں مِنْۢ بَعْدِهِمْ سے مراد من بعد موسیٰ و عیسیٰ ہے (2)۔

امام ابن عساکر نے ایک انتہائی کمزور سند سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا اور ان کے پاس ابو بکر، عمر، عثمان اور معاویہ بھی تھے، اچانک حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے، نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہ سے فرمایا کیا تو حضرت علی سے محبت کرتا ہے؟ حضرت معاویہ نے کہا ہاں۔ فرمایا تمہارے درمیان تھوڑا عرصہ (رنجش) ہو گی۔ حضرت معاویہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا اللہ کا عفو اور اس کی رضا، حضرت معاویہ نے کہا ہم اللہ کی قضاء اور رضا پر راضی ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا ۗ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۵۴

"اے ایمان والو! خرچ کرو اس (مال) سے جو ہم نے دیا ہے تم کو اس سے پہلے کہ آجائے وہ دن جس میں نہ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 5، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 6

خرید وفروخت ہوگی اور نہ (کفار کے لئے) دوستی ہوگی اور نہ (ان کے لئے) شفاعت ہوگی اور جو کافر ہیں وہی ظالم ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ اس آیت میں زکوٰۃ دینے اور نفلی صدقہ کرنے کا حکم ہے(1)۔

امام ابن المنذر رنے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زکوٰۃ نے قرآن میں موجود ہر صدقہ کو منسوخ کردیا اور رمضان کے مہینہ نے ہر روزہ کو منسوخ کردیا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ لوگ دنیا میں دوستی رکھتے ہیں، بعض بعض کی سفارش کرتے ہیں لیکن قیامت کے روز متقین کی دوستی کے علاوہ کوئی دوستی نہ ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عطاء بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ اس نے فرمایا الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (کافر ہی ظالم ہیں) یہ نہیں فرمایا وَالظَّالِمُوْنَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ (ظالم ہی کافر ہیں) واللہ اعلم (2)۔

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۬ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَاۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۝۲۵۵

''اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے، زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے، نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کون ہے جو سفارش کرسکے اس کے پاس بغیر اس کی اجازت کے۔ جانتا ہے جو ان سے پہلے (ہو چکا) ہے اور جو ان کے بعد (ہونے والا) ہے اور وہ نہیں گھیر سکتے کسی چیز کو اس کے علم سے مگر جتنا وہ چاہے۔ سما رکھا ہے اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اور نہیں تھکاتی اسے زمین وآسمان کی حفاظت اور وہی ہے سب سے بلند عظمت والا''۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ابن الضریس، حاکم اور الہروی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 7 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 9

کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اللہ کی کتاب میں عظیم ترین آیت کون سی ہے؟ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا آیۃ الکرسی، فرمایا اے ابوالمنذر تمہیں علم مبارک ہو(1) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ آیۃ الکرسی کی ایک زبان اور دو ہونٹ ہیں عرش کی ساق کے پاس وہ اللہ کی تقدیس بیان کرتی ہے۔

امام نسائی، ابویعلی، ابن حبان، ابوالشیخ نے العظمہ میں، طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے کھجوروں کے کھلیان تھے، وہ اس کی دیکھ بھال کرتے لیکن وہ اسے دن بدن کم دیکھتے۔ ایک رات انہوں نے نگرانی کا پروگرام بنایا تو بالغ شخص کے مشابہ چوپایہ دیکھا۔ فرماتے ہیں میں نے سلام کیا تو اس نے جواب دیا میں نے پوچھا تو کیا ہے؟ جن ہے یا انسان ہے؟ اس نے کہا جن۔ میں نے کہا اپنا ہاتھ مجھے دے، بس اس کا ہاتھ کتے کے ہاتھ کی طرح تھا اور اس کے بال بھی کتے کی طرح تھے۔ میں نے پوچھا کیا جنوں کی تخلیق اس طرح ہے؟ اس نے کہا کچھ جن ایسے بھی ہیں جو مجھ سے زیادہ سخت ہیں۔ میں نے پوچھا تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا ہے؟ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو صدقہ کو پسند کرتا ہے پس ہم نے چاہا کہ تمہارے کھانے سے ہم بھی حصہ لیں، ابی بن کعب نے پوچھا کون سی چیز ہے جو ہمیں تمہارے (شر) سے بچا سکتی ہے؟ اس جن نے کہا آیۃ الکرسی جو سورۂ بقرہ میں ہے، جو اس کو شام کے وقت پڑھے گا وہ صبح تک ہم سے محفوظ رہے گا اور جو صبح پڑھے گا شام تک ہم سے محفوظ رہے گا۔ جب صبح ہوئی تو ابی بن کعب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اس آیۃ الکرسی کے وظیفہ کے متعلق بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس خبیث نے سچ کہا ہے(2)۔

امام بخاری نے تاریخ میں، طبرانی، ابونعیم نے المعرفہ میں ثقہ رجال کی سند سے ابن الاسقع البکری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس مہاجرین کی صفت پر تشریف لائے تو ایک شخص نے پوچھا قرآن میں کون سی آیت عظیم ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔(3)

امام احمد، ابن الضریس اور الہروی نے فضائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک صحابی سے پوچھا کیا تو نے نکاح کر لیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں میرے پاس کوئی مال نہیں ہے کہ میں اس کے ساتھ نکاح کروں۔ فرمایا کیا تیرے پاس سورۂ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ نہیں ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں یہ تو مجھے یاد ہے؟ فرمایا یہ قرآن کا چوتھائی ہے، پھر پوچھا کیا تیرے پاس قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ سورت نہیں ہے؟ اس نے کہا، ہے۔ فرمایا یہ قرآن کا چوتھائی ہے۔ پھر پوچھا کیا تیرے پاس اِذَا زُلْزِلَتِ ہیں ہے؟ عرض کی وہ تو یاد ہے فرمایا وہ قرآن کا چوتھائی ہے۔ پھر پوچھا کیا تیرے پاس اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ نہیں ہے؟ عرض کی وہ تو ہے، فرمایا وہ قرآن کا چوتھائی ہے۔ پھر پوچھا کیا تیرے پاس آیۃ

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 374 (1430) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض

2۔ معجم کبیر، جلد 1، صفحہ 201 (541) مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد 3۔ معجم کبیر، جلد 1، صفحہ 334 (999)

الکرسی نہیں ہے؟ عرض کی وہ تو ہے فرمایا پھر نکاح کر لے (1)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی وہ دوسری نماز تک محفوظ رہے گا اور اس پر محافظت نبی یا صدیق یا شہید کرتا ہے (2)۔

امام الخطیب البغدادی نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو قرآن کی کون سی (آیت) عظیم تر ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں! فرمایا اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔(3)

امام طبرانی نے حسن سند کے ساتھ حضرت الحسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی وہ اگلی نماز تک اللہ کے ذمہ میں ہوتا ہے (4)۔

امام ابوالحسن محمد بن احمد بن شمعون الواعظ نے اپنی امالی میں اور ابن النجار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے گھر میں برکت نہیں ہے، فرمایا تو آیۃ الکرسی سے غافل ہے کہ آیت الکرسی جس کھانے اور سالن پر پڑھی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت پیدا فرماتا ہے۔

امام دارمی نے حضرت ایفع بن عبد اللہ الکلاعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی کتاب میں کون سی آیت عظیم تر ہے؟ فرمایا آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ پھر پوچھا اللہ کی کتاب میں کون سی آیت آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی امت اسے پالے؟ فرمایا سورۂ بقرہ کی آخری آیت کیونکہ وہ اللہ کے عرش کے نیچے کے خزانۂ رحمت سے ہے اور دنیا و آخرت کی ہر بھلائی پر مشتمل ہے۔

امام ابن النجار نے تاریخ بغداد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے شکر کرنے والوں کا دل، صدیق کے اعمال، نبیوں کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس پر رحمت کے ساتھ اپنا دایاں ہاتھ پھیلائے گا اور اسے جنت سے کوئی چیز مانع نہیں ہے، مگر یہ کہ وہ وصال کرے گا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن الضوء بن الصلصال بن الدلہمس عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 221، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 459، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تاریخ بغداد، جلد 1، صفحہ 346 4۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 81 (2733)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اس کے اور دخول جنت کے درمیان سوائے موت کے کچھ حائل نہ ہوگا، اگر اس کا وصال ہوگا تو جنت میں داخل ہوگا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن الضریس، طبرانی، الہروی (نے فضائل میں) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ اللہ کی کتاب میں عظیم ترین آیت اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ہے (2)۔

امام ابوعبید، ابن الضریس، محمد بن نصر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورہ بقرہ کی آیت اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ سے عظیم نہ آسمان پیدا کیا ہے، نہ زمین اور نہ جنت اور دوزخ۔

امام سعید بن منصور، ابن الضریس اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آیۃ الکرسی سے آسمان، زمین، میدان اور پہاڑ میں سے کوئی چیز عظیم نہیں ہے (3)۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، دارمی، طبرانی، ابونعیم (دلائل النبوۃ) اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک انسان باہر نکلا تو اسے ایک جن ملا اور اس نے کہا کیا تو مجھ سے کشتی کرے گا، اگر تو مجھے پچھاڑ دے گا تو میں تجھے ایک ایسی آیت سکھاؤں گا کہ جب تو اسے اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت پڑھے گا تو شیطان اس گھر میں داخل نہ ہوگا، پس کشتی میں انسان نے اسے پچھاڑ دیا، جن نے کہا وہ آیت آیۃ الکرسی ہے۔ اس کو جو بھی گھر میں داخل ہونے کے وقت پڑھتا ہے اس کے گھر سے شیطان گدھے کی طرح گوز مارتے ہوئے نکل جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعود سے پوچھا گیا کیا وہ شخص حضرت عمر تھے؟ ابن مسعود نے فرمایا وہ عمر ہی ہو سکتے ہیں۔

امام المحاملی نے اپنے فوائد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع بخشے۔ تو فرمایا آیۃ الکرسی پڑھ، اللہ تعالیٰ تیری، تیری اولاد، تیرے گھر کی حفاظت کرے گا حتی کہ تیرے ارد گرد کے گھروں کی بھی حفاظت کرے گا۔

امام ابن مردویہ، شیرازی (الالقاب میں) اور الہروی نے فضائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک دن لوگوں کی طرف نکلے تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آیۃ الکرسی پڑھو، اللہ تعالیٰ تیری اور تیری اولاد کی حفاظت فرمائے گا اور تیرے گھر کی اور تیرے گھر کے ارد گرد کے گھروں کی بھی حفاظت فرمائے گا۔

امام ابن مردویہ اور شیرازی نے الالقاب میں اور الہروی نے فضائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 455، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 953
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 955 (427)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لوگوں کی طرف نکلے اور پوچھا تم میں سے کون مجھے بتائے گا کہ قرآن میں کون سی آیت عظیم ہے اور کون سی آیت زیادہ عدل پر مبنی ہے یا زیادہ خوف دلانے والی اور کون سی آیت امید افزاء ہے؟ لوگ خاموش رہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ عظیم ترین آیت قرآن میں اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ہے اور قرآن میں عدل پر مبنی آیت اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ یَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل:90) ہے اور قرآن میں خوف دلانے والی آیت یہ ہے فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ؕ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ (الزلزلہ:7,8) اور قرآن میں امید افزا آیت یہ ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:53)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ بقرہ کی آخری آیت یا آیۃ الکرسی پڑھتے تو مسکراتے تھے اور فرماتے تھے یہ دونوں آیات رحمٰن کے عرش کے نیچے کے خزانہ سے ہیں اور جب مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ (النساء:123) پڑھتے تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھتے اور جھک جاتے۔

امام ابن الضریس، محمد بن نصر اور الہروی نے فضائل میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین، میدان اور پہاڑ میں سے کوئی بھی سورۂ بقرہ سے عظیم پیدا نہیں کیا اور سورۂ بقرہ میں عظیم ترین آیت آیۃ الکرسی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابویعلیٰ، ابن المنذر اور ابن عساکر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب گھر میں داخل ہوتے تو اس کے کونوں میں آیۃ الکرسی پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں اور بیہقی نے الشعب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آیات قرآنیہ کی سردار آیت اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو ہر فرضی نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا اسے دخول جنت سے موت کے سوا کوئی چیز مانع نہ ہوگی اور جو اپنے بستر پر سوتے وقت پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس کے گھر، اس کے پڑوسی کے گھر اور اس کے اردگرد کے گھروں کی حفاظت فرمائے گا(1)۔

امام ابوعبیدہ، ابن ابی شیبہ، دارمی، محمد بن نصر اور ابن الضریس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھتا کہ جو اسلام میں پیدا ہو یا اسلام میں بالغ ہوا ہو اور وہ رات گزارے حتیٰ کہ اس آیت کو پڑھ لے اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اگر یہ تم جانتے کہ یہ کتنی برکت والی آیت ہے۔ یہ تمہارے نبی کو عرش کے نیچے والے خزانے سے عطا کی گئی ہے اور تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئی اور میں نے کبھی کوئی

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 485، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

رات نہیں گزاری حتی کہ میں آیۃ الکرسی تین مرتبہ پڑھتا ہوں اور عشاء کی نماز کے بعد کی دو رکعتوں میں اور وتروں میں اور بستر پر سونے کے وقت پڑھتا ہوں۔

امام ابوعبید نے عبداللہ بن رباح سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب کو فرمایا اے ابوالمنذر قرآن میں کون سی آیت عظیم ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اے ابوالمنذر کون سی آیت کتاب اللہ میں عظیم ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن المنذر کون سی آیت اللہ کی کتاب میں اعظم ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الخ پھر آپ ﷺ نے عبداللہ بن رباح کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا اے ابوالمنذر تجھے یہ علم مبارک ہو۔

امام ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابوذر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر کون سی آیت عظیم نازل فرمائی؟ فرمایا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ حتی کہ آخر تک پڑھی جائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیاطین میں، محمد بن نصر، طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کی کھجوریں میرے سپرد کیں، میں نے انہیں ایک کمرے میں رکھ لیا لیکن ان میں ہر روز میں کچھ کمی دیکھتا تھا، میں نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کی، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان کا عمل ہے تم اس کی تاڑ کرو۔ میں رات کو اس کی تاڑ کرنے لگا۔ جب رات کا کچھ وقت گزر گیا تو شیطان ہاتھی کی شکل میں آیا۔ جب دروازہ پر پہنچا تو دروازے کی دراز سے کسی دوسری شکل میں داخل ہوا، کھجوروں کے قریب جا کر انہیں کھانے لگا۔ میں نے اپنے کپڑے اور کس لئے اور یہ پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ (اور پھر کہا) اے اللہ کے دشمن تو صدقہ کی کھجوروں پر لپکا ہے، میں نے اس کو پکڑ لیا اور کہا دوسرے لوگ تجھ سے زیادہ اس کے مستحق ہیں۔ میں تجھے پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا اور آپ تجھے رسوا کریں گے۔ پس شیطان نے حضرت معاذ سے پھر نہ آنے کا وعدہ کیا فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صبح گیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے کہا اس نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ میں واپس نہیں آؤں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پھر آئے گا تم اس کی تاڑ کرو۔ میں دوسری رات اس کی تاڑ میں بیٹھ گیا۔ اس نے پہلے کی طرح کیا اور میں نے بھی اس کے ساتھ پہلے کی طرح کیا۔ پھر اس نے وعدہ کیا کہ میں واپس نہیں آؤں گا میں نے اس کو پھر چھوڑ دیا۔ پھر جب میں صبح رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے رات کا سارا ماجرہ عرض کیا، آپ ﷺ نے فرمایا وہ پھر آئے گا اس کی تاڑ کرو، میں تیسری رات اس کی تاڑ میں بیٹھ گیا، وہ اپنے معمول کے مطابق آیا تو میں نے بھی اسے پہلے کی طرح گرفتار کر لیا میں نے کہا اے اللہ کے دشمن تو نے پہلے دو مرتبہ واپس نہ آنے کا وعدہ کیا اور اب یہ تیری تیسری بار ہے، شیطان نے کہا میں عیالدار ہوں میں تیرے پاس نصیبین سے آیا ہوں، اگر اس کے سوا کچھ میسر آتا تو میں تیرے پاس نہ آتا اور ہم تمہارے اس شہر میں

رہتے تھے حتی کہ تمہارا نبی مبعوث ہو گیا۔ پھر جب اس پر یہ دو آیات نازل ہوئیں تو ہمیں بھگا کر نصیبین میں ڈال دیا۔ وہ دو آیات جس گھر میں پڑھی جاتی ہیں اس میں تین دن تک شیطان داخل نہیں ہوتا۔ اگر آج تو مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے وہ آیات بتا دیتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، تو بتا۔ اس نے کہا یہ آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیت اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ (285) ہیں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا پھر میں صبح رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا خبیث نے سچ کہا ہے حالانکہ ہے بڑا جھوٹا۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں میں پھر ان دونوں آیات کو پڑھتا تھا تو کوئی نقصان نہیں دیکھتا تھا۔

امام طبرانی نے السنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے مراد یہ ہے کہ اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں ہے باقی تمام جھوٹے معبود اس کی مخلوق ہیں وہ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع۔ وہ نہ رزق کے مالک ہیں نہ حیات کے اور نہ وہ قیامت کے دن اٹھانے کے مالک ہیں۔ اَلْحَیُّ، وہ زندہ ہے جس پر موت طاری نہ ہوگی۔ الْقَیُّوْمُ، ہمیشہ قائم ہے، لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ، اس کو اونگھ نہیں آتی۔ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، یعنی اس کی اجازت کے بغیر کون سا فرشتہ ہے جو سفارش کرے۔ یہ اس ارشاد کی مانند ہے۔ وَ لَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی (الانبیاء: 28) یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ، اس سے مراد آسمان و زمین کی درمیان کے مخلوق ہے۔ وَ مَا خَلْفَهُمْ، اس سے مراد وہ ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ، یعنی اپنے علوم میں جس پر انہیں اطلاع دیتا ہے وہی کچھ جانتا ہے۔ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ، یعنی اس کی کرسی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں سے بڑی ہے۔ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا، آسمانوں اور زمینوں میں سے کوئی چیز فوت نہیں ہوتی۔ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ، اس سے کوئی اعلیٰ، اعظم، اعز، اجل اور اکرم نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابو رحزہ یزید بن عبید السائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آپ ﷺ غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو بنی فزارہ کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! رب کریم سے دعا فرمائیں کہ وہ ہم پر بارش برسائے اور اپنے رب کے حضور ہماری سفارش فرمائیں، آپ کا رب آپ کی سفارش قبول فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے میں اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کروں، کون ہے جو ہمارے رب کی بارگاہ میں سفارش کرے، اس کی شان یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَظِیْمُ، وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ، یہ زمین و آسمان اس کی عظمت و جلال کی وجہ سے اس طرح چرچر کر رہے ہیں جیسے نیا کجاوہ کرتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں اور محمد بن نصر، طبرانی اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابو اسید الساعدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے باغ کی کھجوریں کاٹ کر ایک کمرے میں رکھ لیں۔ ایک شیطان ان کے اس کمرے میں آتا، کھجوریں چوری کرتا اور انہیں خراب بھی کر جاتا۔ حضرت ابو اسید الساعدی رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت

کی۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابواسید تو اس کی آمد کو غور سے سن، جب تو اس کی آمد کا سنے تو یہ پڑھ دینا بسم اللہ اجیبی رسول اللہ ﷺ اس شیطان نے کہا اے ابواسید مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس نہ لے جا میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ میں پھر تیرے گھر نہیں آؤں گا اور تیری کھجوریں چوری نہیں کروں گا اور میں تجھے ایک ایسی آیت بتاتا ہوں تو اگر اسے پڑھے گا تو تیرے گھر والوں میں شیطان نہیں آئے گا اور تو اس آیت کو اپنے برتنوں پر پڑھے گا تو شیطان ان کا پردہ نہیں اٹھائے گا، اس شیطان نے حضرت اسید سے ایسا وعدہ کیا کہ آپ اس پر راضی ہو گئے۔اس نے کہا وہ آیت کریمہ آیۃ الکرسی ہے۔حضرت اسید نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور پورا واقعہ عرض کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے لیکن ہے بڑا جھوٹا(1)۔

امام نسائی، رویانی (اپنی مسند میں)، ابن حبان، دار قطنی، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ہر فرضی نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی، اس کے لئے دخول جنت سے موت کے سوا کوئی چیز مانع نہیں (2)۔

امام ابن ابی الدنیا نے الدعاء میں، طبرانی، ابن مردویہ، الھروی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کے ساتھ دعا مانگی جائے تو قبول ہوتی ہے وہ تین سورتوں میں ہے۔ سورہ بقرہ، سورہ آل عمران اور سورۃ طٰہٰ اور ابوامامہ فرماتے ہیں میں نے (رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق) اس کو ان سورتوں میں تلاش کیا تو سورہ بقرہ میں اس کو آیۃ الکرسی میں پایا اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور آل عمران میں پایا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور سورۂ طٰہٰ میں پایا وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ (طٰہٰ:111)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ ابوایوب کے گھر کے ایک کمرے میں تشریف فرما ہوئے تو ان کا ایک کھانا ایک ٹوکری میں الماری کے اندر رکھا ہوتا تھا۔ایک شیطان بلی کی طرح ایک سوراخ سے داخل ہوتا اور ٹوکری سے کھانا اٹھا کر لے جاتا۔حضرت ابوایوب نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وہ شیطان آئے تو اس طرح کہنا، عَزَمَ عَلَیْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنْ لَا تَبْرَحِیْ وہ شیطان آیا تو ابوایوب نے یہ الفاظ کہے، شیطان نے کہا اے ابوایوب مجھے چھوڑ دے، اللہ کی قسم میں پھر واپس نہیں آؤں گا، حضرت ابوایوب نے اسے چھوڑ دیا۔پھر اس شیطان نے کہا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھادوں کہ جب تو وہ پڑھے تو اس رات، اس دن اور بعد والے دن تک شیطان تیرے گھر میں داخل نہ ہو گا۔ابوایوب نے کہا بتاؤ۔شیطان نے کہا، آیۃ الکرسی پڑھو۔حضرت ابوایوب رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور سارا واقعہ عرض کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے یہ بات سچی کی ہے پر ہے بڑا جھوٹا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں طبرانی، حاکم اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی ایک چھوٹی سی کوٹھری تھی، شیطان اس میں سے آ کر مال

1۔معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 263(585) مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد
2۔ایضاً، جلد 8، صفحہ 114(7532)
3۔مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 519(5932) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

لے جاتا، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اس کو دیکھو تو یہ کہنا بسم اللہ احببی رسول اللہ وہ جن آیا تو آپ نے یہی الفاظ کہے، آپ نے اسے پکڑا تو اس نے کہا میں پھر کبھی نہیں آؤں گا، آپ نے اسے چھوڑ دیا اور صبح حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے قیدی نے کیا کیا؟ ابو ایوب نے بتایا کہ میں نے اسے پکڑ لیا، اس نے کہا میں کبھی واپس نہیں آؤں گا۔ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوٹ کر آئے گا۔ حضرت ابوایوب نے اسے دو یا تین مرتبہ بخشا تو اس نے ہر مرتبہ یہی کہا میں پھر واپس نہیں آؤں گا، ابوایوب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے پوچھا تیرے قیدی نے کیا کیا؟ ابوایوب عرض کرتے کہ میں نے اسے پکڑ لیا تھا، اس نے کہا میں پھر واپس نہیں آؤں گا۔ فرمایا وہ پھر آئے گا۔ حضرت ابوایوب نے اسے پکڑ لیا تو اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایک ایسا وظیفہ بتاتا ہوں تو اسے پڑھے گا تو کوئی چیز تیرے قریب نہیں آئے گی اور وہ آیۃ الکرسی ہے۔ حضرت ابوایوب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بات سچی بتائی ہے لیکن ہے بڑا جھوٹا (1)۔

امام احمد، ابن الضریس، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ آپ پر کون سی آیت عظیم نازل ہوئی؟ فرمایا آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔(2)

امام ابن السنی نے حضرت ابوقتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کسی مصیبت کے وقت پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران کی طرف وحی فرمائی کہ ہر فرضی نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھو، جو ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گا میں اس کے لئے شکر کرنے والوں کا دل، ذاکرین کی زبان، نبیوں کا ثواب، صدیقین کے اعمال بنا دوں گا۔ اور اس کے پڑھنے پر مواظبت صرف نبی صدیق یا ایسا بندہ کرتا ہے، جس کا دل ایمان سے مزین ہو یا اللہ کے راستہ میں اس کی شہادت کا ارادہ کیا گیا ہو۔ ابن کثیر کہتے ہیں یہ حدیث انتہائی منکر ہے۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ پر کون سی آیت عظیم نازل ہوئی؟ فرمایا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ یعنی آیۃ الکرسی۔

امام ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں حضرت علی بن الحسین عن ابیہ عن امہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جب فاطمہ کے بچے پیدا ہونے کا وقت قریب آیا تو آپ ﷺ نے ام سلمہ اور زینب بنت جحش کو حکم دیا کہ فاطمہ کے پاس جاؤ اور اس کے پاس آیۃ الکرسی اور اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الخ (الاعراف: 54) اور معوذتین پڑھ کر اسے دم کرو۔

امام دیلمی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا

1۔ جامع ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 111، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 178، مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

جس نے اسلام میں عقل کو پایا ہو اور رات گزارتا ہو حتی کہ وہ اس آیت اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کو نہ پڑھتا ہو۔ اگر تم جانتے جو کچھ اس میں برکت ہے تو تم کسی حال میں بھی اس کو ترک نہ کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آیۃ الکرسی مجھے عرش کے نیچے والے خزانہ سے عطا کی گئی ہے اور مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا میں نے کبھی کوئی رات ایسی نہیں گزاری جس میں آیۃ الکرسی نہ پڑھی ہو۔

امام طبرانی نے حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے ایک چھوٹے سے کمرے میں کھجوریں تھیں، میں دیکھتا کہ وہ روز بروز کم ہو رہی ہیں، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کل تو اس کمرے میں ایک بلی پائے گا اسے کہنا احببی رسول اللہ (ﷺ) جب دوسرا دن ہوا تو میں نے اس کمرے میں بلی دیکھی، میں نے اسے کہا احببی رسول اللہ (ﷺ) وہ ایک بوڑھی کی شکل اختیار کر گئی اور کہنے لگی تو مجھے چھوڑ دے میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتی ہوں میں پھر کبھی نہیں آؤں گی۔ حضرت ابوایوب فرماتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا اور میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس آدمی نے کیا کیا؟ میں نے آپ ﷺ کو پورا واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ جھوٹی ہے، وہ پھر آئے گی، پھر جب آئے تو تم اسے یہی کہنا احببی رسول اللہ (ﷺ) وہ آئی میں نے یہ کہا تو وہ کہنے لگی میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتی ہوں آپ مجھے اس مرتبہ چھوڑ دیں میں پھر نہیں آؤں گی میں نے اسے چھوڑ دیا، پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے مجھے پہلے کی طرح فرمایا۔ میرے ساتھ یہ معاملہ تین مرتبہ ہوا۔ تیسری مرتبہ اس بوڑھی نے کہا اے ابوایوب میں تجھے ایک ایسی چیز سکھاتی ہوں جس کو کوئی بھی شیطان سنے گا تو وہ اس گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا آیۃ الکرسی، اس کو جو شیطان سنتا ہے نکل جاتا ہے۔ میں نے اس عمل کا ذکر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اگرچہ وہ ہے انتہائی جھوٹی (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ایک جنیہ کو پایا۔ اس نے مجھے کہا مجھے چھوڑ دے، میں تجھے ایک ایسی چیز بتاؤں گی کہ جب تو وہ کہے گا تو ہم میں سے کوئی چیز تجھے نقصان نہیں پہنچائے گی، میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے یہ سچ کہا ہے جب کہ وہ ہے جھوٹی (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے گھر میں کوئی چیز مجھے اذیت دیتی تھی، میں نے اس کی شکایت نبی کریم ﷺ سے کی، ہمارے گھر میں ایک طاق تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی تاڑ کر جب تو اسے دیکھے تو یہ کہنا احببی یدعوك رسول اللہ (ﷺ)۔ میں تاڑ رہا تھا کہ ایک چیز اس طاق سے نیچے لڑھکی، میں اس پر جھپٹا اور اس کو کہا، اخسا یدعوك رسول اللہ۔ پھر میں نے جب اسے پکڑ لیا تو مجھ پر بڑی عاجزی کا اظہار کرنے لگی اور مجھے کہا کہ میں پھر کبھی واپس نہیں آؤں گی۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 162 (4012) مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 (4013)

حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے رات کا پورا واقعہ عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ پھر لوٹ کر آئے گی۔ میرے ساتھ تین مرتبہ اس سے یہ معاملہ ہوا، ہر مرتبہ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتی کہ تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ اس نے مجھے واسطے دینے شروع کر دیئے اور انتہائی عاجزی کرنے لگی اور کہا میں تجھے ایک ایسی چیز بتاؤں گی جب تو رات کو وہ پڑھے گا تو کوئی جن اور کوئی چور تمہارے قریب نہیں آئے گا، تو آیۃ الکرسی پڑھا کر میں نے اس کو چھوڑ دیا پھر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے مجھے واسطہ دیا اور قسم دی اور انتہائی عاجزی کا اظہار کیا حتی کہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے مجھے ایک چیز سکھائی ہے کہ میں جب اسے کہوں گا تو کوئی جن اور چور میرے قریب نہیں آئے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اگر چہ ہے بہت جھوٹا (1)۔

امام بخاری، ابن الضریس، نسائی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فطرانہ کے مال کی حفاظت پر مقرر فرمایا، پس ایک آنے والا آیا اور اس مال سے چلو بھرنے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا، اس نے کہا مجھے چھوڑ دیجئے میں محتاج ہوں اور عیال دار ہوں، میں انتہائی مجبور ہوں، حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں میں نے اسے چھوڑ دیا صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابوہریرہ گزشتہ رات تیرے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے شدید حاجت اور عیالداری کا ذکر کیا تو مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا، مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور آئے گا، میں اس کی تاڑ میں بیٹھ گیا وہ آیا اور کھانے سے چلو بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ اس نے پھر کہا میں محتاج ہوں اور عیالدار ہوں، پھر کبھی نہیں آؤں گا آج مجھے چھوڑ دیں۔ مجھے رحم آ گیا تو میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا آپ کے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے حاجت کی شکایت کی اور عیالداری کا ذکر کیا تو میں نے اس پر رحم کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھ سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ میں تیسری رات بھی اسے تاڑنے لگا۔ وہ آیا اور طعام سے چلو بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ یہ تیسری مرتبہ ہے تو کہتا ہے میں پھر نہیں آؤں گا اور پھر آ بھی جاتا ہے۔ اس نے کہا اب مجھے چھوڑ دے، میں تجھے ایسے کلمات بتاتا ہوں جن کے پڑھنے سے اللہ تجھے نفع دے گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا جب تو بستر پر آئے تو آیۃ الکرسی پڑھ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ۚ وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ پر ایک محافظ ہوگا، اور شیطان

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 163 (4014)

تیرے قریب نہیں آئے گا حتی کہ صبح ہو جائے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس نے یہ بات سچ کہی ہے لیکن ہے بڑا جھوٹا (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، میرے لئے خوراک پڑی تھی لیکن اس میں (دن بدن) نقصان ہو رہا تھا۔ میں رات کو چھپ کر بیٹھ گیا تو ایک جنیہ دیکھی، میں اس پر جھپٹا اور اسے پکڑ لیا، میں نے کہا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتی کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے جاؤں گا۔ اس نے کہا میں ایک عورت ہوں جس کے بہت سے بچے ہیں۔ آج مجھے چھوڑ دے پھر کبھی نہیں آؤں گی۔ وہ دوسری اور تیسری مرتبہ آئی اور کہنے لگی آج مجھے چھوڑ دے، میں تجھے ایک ایسی چیز سکھاؤں گی جب تو وہ پڑھے گا تو تیرے سامان کے قریب ہم میں سے کوئی بھی نہیں آ سکے گا۔ جب تو بستر پر سونے کے لئے جائے تو اپنے اوپر اور اپنے مال پر آیۃ الکرسی پڑھ۔ میں نے اس ذکر کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا یہ بات اس نے سچی کہی ہے لیکن ہے بہت جھوٹی (2)۔

امام سعید بن منصور، حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورۂ بقرہ میں ایک آیت ہے جو قرآنی آیات کی سردار ہے، وہ جس گھر میں پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان نکل جاتا ہے اور وہ آیت آیۃ الکرسی ہے (3)۔

امام دارمی اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح (حم، المومن) الیه المصیر تک پڑھی اور آیۃ الکرسی پڑھی وہ شام تک ان آیات کی وجہ سے محفوظ رہے گا اور جو شام کے وقت یہ آیات پڑھے گا وہ صبح تک محفوظ رہے گا (4)۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن الضریس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے مجھے آیۃ الکرسی عرش کے نیچے سے عطا کی گئی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، دینوری نے المجالسہ میں حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرے پاس جبریل آیا اور کہا کہ ایک جن آپ سے مکاری کرے گا۔ پس آپ جب بستر پر جائیں تو آیۃ الکرسی پڑھ لیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں ابو الشیخ نے العظمہ میں ابن اسحاق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زید بن ثابت ایک رات اپنے باغ کی طرف گئے تو اس میں آپ نے آواز سنی، آپ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ ایک جن نے کہا ہمیں قحط سالی کا سامنا ہے۔ پس میں نے ارادہ کیا کہ انسانوں کے پھلوں سے کچھ لے لوں، پس تم ہمارے لئے یہ حلال کر دو۔ حضرت زید نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر زید بن ثابت نے پوچھا کیا تم ہمیں بتا سکتے ہو کہ کون سی چیز ہمیں تم سے بچا سکتی ہے؟ اس نے کہا آیۃ الکرسی۔

1۔ صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، جلد 1، صفحہ 310، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 111، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 285 (3026) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 2879، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابوعبید نے سلمہ بن قیس سے روایت کیا ہے اور یہ ایلیاء کے پہلے امیر تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل، زبور میں اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۔ سے عظیم آیۃ نازل نہیں فرمائی۔

امام ابن الضریس نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کا بھائی فوت ہو گیا تو اس نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ کون سا عمل بہتر ہے؟ فوت شدہ بھائی نے کہا قرآن۔ پھر پوچھا قرآن کی کون سی آیت؟ تو اس نے کہا آیۃ الکرسی اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ ۔ پھر پوچھا تم ہمارے لئے کس چیز کی امید رکھتے ہو؟ فرمایا ہاں تم عمل کرتے ہو اور تم جانتے نہیں ہو اور ہم جانتے ہیں اور عمل نہیں کرتے۔

امام ابن الضریس نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو شخص بستر پر آیۃ الکرسی پڑھتا ہے اس کے اوپر دو فرشتے مقرر کئے جاتے ہیں جو صبح تک اس کی حفاظت کرتے رہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، کہ بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ کیا آپ کا رب سوتا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ سے ڈرو! اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ انہوں نے تجھ سے پوچھا ہے کہ کیا تمہارا رب سوتا ہے۔ آپ اپنے ہاتھوں میں دو شیشے لیں اور رات کو اٹھیں موسیٰ علیہ اسلام نے ایسا ہی کیا۔ جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا تو موسیٰ علیہ السلام اونگھنے لگے اور اپنے گھٹنوں پر گرنے لگے۔ پھر آپ اٹھے ان شیشوں کو تھام لیا حتی کہ جب رات کا آخری وقت تھا تو پھر آپ اونگھنے لگے آپ کے ہاتھ سے وہ دونوں شیشے گر گئے اور ٹوٹ گئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اگر میں سوتا تو آسمان اور زمین گر جاتے اور ہلاک ہو جاتے جس طرح آپ کے ہاتھ میں شیشے ہلاک ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آیۃ الکرسی نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَلۡحَیُّ کا معنی ہے وہ ذات جو زندہ ہے اور کبھی اس پر موت طاری نہ ہوگی، الۡقَیُّوۡمُ ہر چیز کو قائم کرتا ہے اور ہر چیز کی نگرانی کرتا ہے، رزق دیتا ہے اور حفاظت کرتا ہے(1)۔

امام ابن آدم بن ابی آیاس، ابن جریر اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الۡقَیُّوۡمُ کا معنی اَلْقَآئِمُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ یعنی ہر چیز کا نگران ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور الحسن رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ الۡقَیُّوۡمُ کا معنی یہ ہے کہ وہ ایسی ذات ہے جس کو زوال نہیں ہے۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَلۡحَیُّ وہ ذات جس پر موت طاری نہیں ہوتی الۡقَیُّوۡمُ وہ ذات جس کا کوئی بدل نہیں ہے۔

امام آدم بن ابی ایاس، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمۃ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لَا تَاۡخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوۡمٌ فرماتے ہیں سِنَۃٌ سے مراد اونگھ ہے اور نَوۡمٌ سے مراد نیند ہے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 10-9 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 10
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 11

ابن الانباری نے کتاب الوقف والابتداء میں اور الطستی نے اپنے مسائل میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ مجھے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ کے ارشاد کے متعلق بتایئے، ابن عباس نے فرمایا الوسنان وہ شخص ہوتا ہے جو سونے والا ہو لیکن ابھی مکمل سویا نہ ہو، نافع نے کہا عرب اس کا یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے زہیر بن ابی سلمہ کا یہ شعر نہیں سنا۔ طویل زمانہ میں اسے اونگھ نہیں آئی اور وہ نہ سوتا اور نہ اس کا امر ختم ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ السنة سے مراد اونگھ ہے اور نوم سے مراد استثقال (گہری نیند) ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں السنة اس ہوا کو کہتے ہیں جو چہرے پر پڑتی ہے تو انسان اونگھنے لگ جاتا ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ یعنی وہ کمزور نہیں پڑتا۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ یعنی اس کی اجازت کے بغیر کون اس کی بارگاہ میں بات کر سکتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ یعنی وہ جانتا ہے جو دنیا کا حصہ گزر چکا ہے وَ مَا خَلْفَهُمْ اور وہ آخرت کو بھی جانتا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ یعنی جو انہوں نے پہلے اعمال کیے وَ مَا خَلْفَهُمْ اور جو انہوں نے اعمال ضائع کر دیئے۔

امام ابن جریر نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ لَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ یعنی وہ اس کے علم سے کچھ نہیں جانتے اِلَّا بِمَا شَآءَ مگر وہ جو انہیں خود بتائے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فرماتے ہیں كُرْسِیُّهُ سے مراد اس کا علم ہے۔ آپ یہ ارشاد نہیں دیکھتے وَ لَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا۔(5)

امام الخطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سے وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ کا مفہوم پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا كُرْسِیُّهُ سے مراد قدم رکھنے کی جگہ ہے اور العرش اس کی قدر کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الطبرانی، ابوالشیخ، حاکم، خطیب اور بیہقی نے حضرت ابن عباس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 12 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 13
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 14 5۔ ایضاً

رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الکرسی سے مراد قدموں کی جگہ ہے اور عرش کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابو شیخ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کرسی سے مراد قدموں کی جگہ ہے اور اس کی اس طرح چرچراہٹ ہے جیسے کجاوے کی چرچراہٹ ہوتی ہے، میں نے کہا یہ علی سبیل الاستعارہ ہے، اللہ تعالیٰ تشبیہ سے پاک ہے اور جو روایت ابن جریر نے الضحاک سے نقل کی ہے وہ اس کی وضاحت کرتی ہے فرمایا کرسیہ سے مراد وہ ہے جو عرش کے نیچے رکھی ہوئی ہے یہ وہ چیز ہے جس پر بادشاہ اپنے قدم رکھتے ہیں (1)۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر سات آسمان اور سات زمینیں اگر پھیل جائیں اور ایک دسرے سے جڑ جائیں تو پھر بھی کرسی کی وسعت کو نہیں پا سکتیں بلکہ یہ (کرسی کے مقابلہ میں) صحرا میں (انگوٹھی کے) حلقہ کی طرح ہے۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرسی کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ذر ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے صحرا میں گرا ہوا ایک حلقہ اور الکرسی پر العرش کو ایسی فضیلت ہے جیسے (انگوٹھی کے) حلقہ پر صحرا کو (طوالت) کے اعتبار سے فضیلت ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی عاصم نے السنۃ میں، البزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابو الشیخ، طبرانی، ابن مردویہ اور الضیاء المقدسی نے المختارہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے، اللہ تعالیٰ کی شان بیان فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی کرسی، آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے اور اس میں اس طرح چرچراہٹ ہے جیسے نئے کجاوے کی چرچراہٹ ہوتی ہے جب اس پر سوار ہوا جاتا ہے اور وہ بوجھ کی وجہ سے چرچراتا ہے اس سے چار انگلیوں کے برابر جگہ خالی نہیں ہے (3)۔

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابو نعیم نے الحلیہ میں ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ کرسی موتی ہے اور قلم موتی ہے اور قلم کا طول سات سو سال ہے اور کرسی کا سول اتنا ہے کہ جاننے والے بھی نہیں جانتے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کرسی، عرش کے نیچے ہے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کرسی، عرش کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور تمام پانی کرسی کے جوف میں ہے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورج کرسی کے نور کا سترواں جزء ہے اور کرسی، عرش کے نور کا سترواں جزء ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابو الشیخ اور البیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان اور زمین،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 15-14 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 15 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 15

کرسی میں اس طرح ہے جیسے صحرائی زمین میں (انگوٹھی کا) حلقہ اور عرش میں کرسی کا مقام اس طرح ہے جیسے صحرا میں حلقہ (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آسمان اور زمینیں کرسی کے جوف میں ہیں اور کرسی، عرش کے سامنے ہے (2)۔

امام ابن المنذر، ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے لائق) کرسی پر نزول فرمائے گا اور کرسی سے اس طرح چرچراہٹ کی آواز آئے گی جیسے نئے کجاوے سے تنگی کی وجہ سے آواز آتی ہے اور وہ کرسی آسمان اور زمین جتنی وسیع ہے۔

امام ابن جریر نے الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت الحسن فرماتے تھے الکرسی ہی عرش ہے (3)۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں سدی کے طریق سے ابو مالک سے اور حضرت ابو صالح عن ابن عباس عن مرۃ الہمدانی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ الْقَيُّوْمُ سے مراد قائم کرنے والا ہے اور السنۃ سے مراد نیند کی ہوا ہے جو چہرے پر پڑتی ہے اور انسان اونگھنے لگ جاتا ہے۔ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ سے مراد دنیا ہے اور وَمَا خَلْفَهُمْ سے مراد آخرت ہے۔ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ یعنی وہ اس کے علم سے کچھ نہیں جانتے مگر وہ جو اس نے انہیں خود سکھایا وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ سارے آسمان اور زمین کرسی کے پیٹ میں ہیں اور کرسی عرش کے سامنے ہے اور کرسی قدموں کی جگہ ہے لَا يَئُوْدُهٗ یعنی اس پر بوجھل نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فرماتے ہیں وہ چٹان جو ساتوں زمین کے نیچے ہے اور منتہائے خلق اس کے کناروں پر ہے اور اس پر چار فرشتے مقرر ہیں ان میں سے ہر ایک کے چار چہرے ہیں ایک انسان کا چہرہ، ایک شیر کا چہرہ، ایک بیل کا چہرہ اور ایک گدھ کا چہرہ وہ سب اس چٹان پر کھڑے ہیں اور زمینوں اور آسمانوں کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اور ان فرشتوں کے سر کرسی کے نیچے ہیں اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ عرش پر اپنی کرسی رکھے ہوئے ہے، امام بیہقی فرماتے ہیں یہ دو کرسیوں کی طرف اشارہ ہے، ایک عرش کے نیچے ہے اور دوسری عرش پر رکھی ہوئی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا یعنی اس کی حفاظت اس پر بوجھل نہیں ہے (4)۔

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا کے متعلق پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا معنی ہے لَا يُثْقِلُهٗ (یعنی اس پر بوجھل نہیں ہے) حضرت نافع رحمہ اللہ نے پوچھا عرب یہ معنی جانتے ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 952، مطبوعہ دارالصمیعی السعودیہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 15
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 17

یُعْطِی الْبِنِیْنَ وَلَا یَؤُوْدُہٗ حَمْلُھَا مَحْضُ الضَّرَائِبِ مَاجِدُ الْاَخْلَاقِ

وہ دوسود یتا ہے اور اس کا اٹھانا اس پر بوجھل نہیں ہے اس کے محصولات خالص ہیں اور وہ اچھے اخلاق کا مالک ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَا یَئُوْدُہٗ کا معنی لَا یُکْرِثُہٗ ہے۔

امام ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اَلْعَظِیْمُ وہ ذات جو عظمت میں کمال کو پہنچی ہوئی ہو(1)۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۟ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۵۶﴾

"کوئی زبردستی نہیں ہے دین میں بے شک خوب واضح ہوگئی ہے ہدایت گمراہی سے۔ تو جو انکار کرے گا شیطان کا اور ایمان لائے اللہ کے ساتھ تو اس نے پکڑ لیا مضبوط حلقہ جو ٹوٹنے والا نہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے"۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس، ابن مندہ (غرائب شعبہ میں)، ابن حبان، ابن مردویہ، بیہقی (سنن میں) اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار کی ایک عورت تھی جس کے بچے زندہ نہ رہتے تھے۔ اس نے اپنے اوپر یہ لازم کرلیا کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہے گا تو وہ اسے یہودی بنائے گی۔ جب بنی نضیر جلاوطن ہوئے تو ان میں انصار کے بیٹے بھی تھے، انہوں نے کہا ہم اپنے بیٹے نہیں چھوڑیں گے۔ اس پر یہ آیت لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ نازل ہوئی (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت خاص طور پر انصار کے متعلق نازل ہوئی، ان کی ایک عورت نے نذر مانی کہ اگر اس کا بچہ پیدا ہوگا تو وہ اسے یہودی بنادے گی، اس سے وہ بچے کی عمر کی طوالت چاہتی تھی، پھر جب اسلام آیا تو انصار میں سے کچھ لوگ یہود میں تھے، جب بنو نضیر جلاوطن ہوئے تو انصار نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے بیٹے اور ہمارے بھائی ان میں ہیں، رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے تو یہ آیت نازل ہوئی لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھیوں کو اختیار دیا گیا ہے، اگر وہ تمہیں اختیار کریں تو وہ تم میں سے ہیں، اگر وہ یہود کو اختیار کریں تو ان سے ہیں۔ پس ان کو یہود کے ساتھ جلاوطن کردیا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری عورت تھی جس کے بچے زندہ نہیں رہتے تھے، اس نے نذر مانی کہ اگر اس کا بچہ زندہ رہے گا تو اسے اہل کتاب کے دین پر رکھے گی۔ اسلام آیا تو انصار کے بچے یہود کے دین پر تھے، انہوں نے کہا ہم نے انہیں یہود کے دین پر چھوڑا تھا کیونکہ ہم اس وقت ان کے دین کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 18 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 20 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 21

اپنے دین سے افضل سمجھتے تھے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کی نعمت عطا فرمائی ہے ہم ان کو اسلام کے قبول کرنے پر مجبور کریں گے اس پر لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا ارشاد نازل ہوا۔ پس جب بنی نضیر کی جلاوطنی کا فیصلہ ہوا تو جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا وہ یہود کے ساتھ چلے گئے اور جنہوں نے اسلام قبول کرلیا وہ باقی رہے (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار کے کچھ لوگوں نے بنی قریظہ میں دودھ پیا تھا اور وہ ان کے دین پر قائم تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو ان کے گھر والوں نے انہیں اسلام قبول کرنے پر مجبور کرنے کا ارادہ کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذ ر نے ایک دوسرے طریق سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نضیر نے اوس کے کئی مردوں کو دودھ پلایا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نضیر کی جلاوطنی کا حکم فرمایا تو اوس میں سے جوان کے رضائی بیٹے تھے انہوں نے کہا ہم بھی ان کے ساتھ جائیں گے اور ان کا دین اختیار کریں گے۔ ان کے گھر والوں نے انہیں منع کیا اور اسلام پر انہیں مجبور کیا، ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے بنی نضیر میں دودھ پیا تھا۔ جب بنی نضیر کو جلاوطنی کا حکم ملا تو انصار نے اپنے ان لوگوں کو اپنے دین (دین اسلام) کے قبول کرانے کا ارادہ کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن اسحق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ بنی سالم بن عوف کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی جس کو الحصین کہا جاتا تھا، اس کے دو بیٹے نصرانی تھے اور وہ خود مسلمان تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی میں اپنے ان دو بیٹوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کروں؟ انہوں نے نصرانیت کے سوا کسی دین کو قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (5)۔

امام عبد بن حمید نے عبد اللہ بن عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بنی سالم بن عوف کا شخص تھا جس کے دو بیٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے نصرانی تھے۔ جب وہ نصرانیوں کے ساتھ مدینہ طیبہ میں طعام لے کر آئے تو ان کے باپ نے انہیں دیکھ لیا اور ان کو نصرانیوں سے چھین لیا، باپ نے کہا میں ان کو نہیں چھوڑوں گا حتی کہ یہ اسلام قبول کرلیں۔ بیٹوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا، وہ جھگڑا لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے۔ اس انصاری شخص نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میرا بعض دوزخ میں جائے اور میں دیکھ رہا ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس نے بیٹوں کا راستہ چھوڑ دیا۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور ابن المنذ ر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک ابوالحصین نامی شخص کے متعلق نازل ہوئی، جس کے دو بیٹے تھے۔ شام کے تاجر مدینہ طیبہ زیتون کا تیل بیچنے کے لئے آئے اور تیل فروخت کرنے کے بعد واپس جانے لگے تو ان کے پاس ابوالحصین کے بیٹے آئے تو انہوں نے انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 22
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 960
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 21
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 22
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 20

نصرانیت کی تبلیغ کی۔ اور نصرانی ہو گئے وہ دونوں ان کے ساتھ شام چلے گئے۔ ان کا باپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے دو بیٹے نصرانی ہو گئے ہیں اور کہیں چلے گئے ہیں۔ کیا میں ان کو تلاش کروں، آپ ﷺ نے فرمایا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ابھی تک اہل کتاب سے جنگ کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی رحمت سے دور کرے۔ یہ دونوں ایسے شخص تھے جنہوں نے سب سے پہلے کفر کیا تھا ابو الحصین کو بہت پریشانی ہوئی جب انہیں نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹوں کی تلاش کی اجازت نہ دی اس پر آیت نازل ہوئی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ (النساء:65) پس (اے مصطفیٰ) تیرے رب کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے۔ یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان'' پھر لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا حکم بعد میں منسوخ ہو گیا اور اہل کتاب سے سورۂ برأت میں جنگ کرنے کا حکم دیا گیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ یہ اس وقت حکم تھا جب لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور اہل کتاب نے جزیہ دیا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابو داؤد اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عربوں کا کوئی دین نہیں تھا۔ پس انہیں تلوار کے ذریعے دین پر مجبور کیا گیا۔ فرمایا یہود، نصاریٰ اور مجوس کو مجبور نہ کرو جب وہ جزیہ ادا کریں (3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کہ اہل کتاب کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وسق الرومی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، وہ مجھے فرماتے تھے کہ اسلام قبول کر اگر تو اسلام قبول کرے گا تو میں مسلمانوں کی امانتوں پر تجھ سے مدد حاصل کروں گا، میں مسلمانوں کی امانتوں پر اس شخص سے مدد حاصل نہیں کرتا جو مسلمانوں میں سے نہ ہو۔ میں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو حضرت عمر نے مجھے فرمایا لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ (5)

امام النحاس نے حضرت اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک بوڑھی سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ اسلام قبول کر لے سلامت رہے گی۔ اس عورت نے انکار کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ گواہ ہو جا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کو جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ (التوبۃ:73) سے منسوخ کر دیا۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر نے حضرت حمید الاعرج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ پڑھتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 21
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 23
3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 961
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 962

اور فرماتے میری قرأت مجاہد کی قرأت پر ہے(1)۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الطاغوت سے مراد شیطان ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے طواغیت کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ کاہن ہیں جن پر شیطان نازل ہوتے ہیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الطاغوت سے مراد کاہن ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الطاغوت سے مراد ساحر (جادوگر) ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں (الطاغوت) انسان کی صورت میں شیطان ہے، لوگ اس کے پاس فیصلے لے کر آتے ہیں اور وہ ان کے معاملات کا مالک ہوتا ہے(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الطاغوت سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے **فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى** کہ عروۃ وثقی سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے(6)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ عروۃ وثقی سے مراد قرآن ہے(7)۔

امام سفیان، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے العروۃ الوثقی سے مراد ایمان ہے اور سفیان کے الفاظ میں کلمۂ اخلاص ہے۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک خواب دیکھا، میں نے دیکھا کہ میں ایک سرسبز و شاداب باغ میں ہوں اور اس کے درمیان میں ایک لوہے کا ستون ہے جس کا نچلہ حصہ زمین میں ہے اور اوپر والا حصہ آسمان میں ہے اور اس کے سر پر عروہ (زنجیر) ہے۔ مجھے کہا گیا اس پر چڑھ، میں چڑھا حتی کہ میں نے اس عروہ کو پکڑ لیا، فرمایا عروہ کو مضبوطی سے میں نے پکڑا، پھر میں بیدار ہوا تو وہ عروہ میرے ہاتھ میں تھا۔ میں نے یہ خواب رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا باغ سے مراد اسلام کا باغ ہے اور عمود (ستون) سے مراد ستون اسلام ہے اور عروہ سے مراد العروۃ الوثقی ہے تو مرتے دم تک اسلام پر رہے گا(8)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 965 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 24 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 25
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 25 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 26
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 126 (30017) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
8۔ صحیح مسلم، جلد 16، صفحہ 36-35 (2484) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن عساکر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کی اقتداء کرو جو میرے بعد آنے والے ہیں (یعنی) ابوبکر وعمر (کی اقتداء کرو) وہ دونوں اللہ کی لمبی رسی ہیں جنہوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا انہوں نے عروۃ وثقی کو پکڑ لیا، جس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے (1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں القدر (تقدیر) توحید کا نظام ہے جس نے القدر کا انکار کیا پس اس کا تقدیر کا انکار توحید میں نقص ہے، جب اللہ کو ایک تسلیم کیا اور تقدیر پر ایمان لایا تو یہ عروہ وثقی ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے لَا انْفِصَامَ لَهَا کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا دخول جنت کے سوا اس کے لئے انقطاع نہیں ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۬ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۵۷﴾

”اللہ مددگار ہے ایمان والوں کا نکال لے جاتا ہے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف اور جنہوں نے کفر کیا ان کے ساتھی شیطان ہیں نکال لے جاتے ہیں انہیں نور سے اندھیروں کی طرف۔ یہی لوگ دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں“۔

امام ابن المنذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا تھا اور محمد ﷺ پر ایمان لائے تھے اور الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ پھر جب محمد ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو انہوں نے آپ ﷺ کا انکار کیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد اور مقسم رحمہما اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الظُّلُمٰتِ سے مراد گمراہی اور النُّوْرِ سے مراد ہدایت ہے (3)۔

امام ابن جریر اور الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الظُّلُمٰتِ سے مراد کفر ہے اور النُّوْرِ سے مراد ایمان ہے (4)۔

امام ابوالشیخ نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت میں ظلمات ونور سے مراد کفر وایمان ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے موسیٰ بن عبیدہ عن ایوب بن خالد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل اہواء اٹھیں گے اور فتنے نکالیں گے۔ پس جس کی خواہش ایمان ہوگی اس کا فتنہ سفید اور روشن ہوگا، جس کی خواہش کفر ہوگی اس کا فتنہ تاریک ہوگا۔ پھر

1۔ مجمع الزوائد، باب لفضل الخلفاء، جلد 9، صفحہ 40 (14356) مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 29
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 28
4۔ ایضاً

یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡ حَآجَّ اِبۡرٰہٖمَ فِیۡ رَبِّہٖۤ اَنۡ اٰتٰىہُ اللّٰہُ الۡمُلۡکَ ۘ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ رَبِّیَ الَّذِیۡ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ۙ قَالَ اَنَا اُحۡیٖ وَ اُمِیۡتُ ؕ قَالَ اِبۡرٰہٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاۡتِیۡ بِالشَّمۡسِ مِنَ الۡمَشۡرِقِ فَاۡتِ بِہَا مِنَ الۡمَغۡرِبِ فَبُہِتَ الَّذِیۡ کَفَرَ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۵۸﴾ۚ

''کیا نہ دیکھا آپ نے (اے حبیب ﷺ!) اسے جس نے جھگڑا کیا ابراہیم سے ان کے رب کے بارے میں۔ اس وجہ سے کہ دی تھی اسے اللہ نے بادشاہی۔ جب کہ کہا ابراہیم (علیہ السلام) نے (اسے) کہ میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ اس نے کہا میں بھی جلا سکتا ہوں اور مار سکتا ہوں۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نکالتا ہے سورج کو مشرق سے تو تو نکال لا اسے مغرب سے (یہ سن کر) ہوش اڑ گئے اس کافر کے اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو''۔

امام الطیالسی اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے متعلق جھگڑا کیا تھا وہ نمرود بن کنعان تھا۔

امام ابن جریر نے مجاہد، قتادہ، ربیع اور سدی رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمین میں سب سے پہلا جابر نمرود تھا۔ لوگ اس سے کھانا وصول کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا لینے کے لئے نکلے تو لوگ نمرود کے پاس سے گزرے تو اس نے پوچھا تمہارا رب کون ہے؟ لوگوں نے کہا تو ہمارا رب ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام گزرے تو اس نے پوچھا تیرا رب کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ مشرق سے سورج کو طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے طلوع کر، پس کافر مبہوت ہو گیا، نمرود نے ابراہیم کو کھانے کے بغیر لوٹا دیا۔ حضرت ابراہیم گھر والوں کی طرف آ رہے تھے تو آپ ایک ریت کے ٹیلے سے گزرے، آپ نے دل میں سوچا میں اس سے کچھ مٹی کیوں نہ لے لوں تا کہ اپنے گھر والوں کے پاس جاؤں تو ان کا دل خوش ہو جائے (کہ ابراہیم کھانا لا رہا ہے) آپ نے ریت اپنی زنبیل میں بھر لی اور گھر والوں کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے سامان رکھا اور سو گئے۔ آپ کی بیوی نے سامان کھولا تو اس میں بہت عمدہ کھانا تھا، ایسا کھانا کبھی کسی نے دیکھا ہی نہیں تھا۔ اس نے اس کھانے سے کچھ تیار کر کے حضرت ابراہیم کو پیش کیا۔ حضرت ابراہیم کو علم تھا کہ گھر والوں کے پاس کھانا نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ بیوی نے کہا یہ وہی کھانا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 31

ہے جو آپ لائے ہیں، آپ سمجھ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، آپ نے اللہ کی حمد فرمائی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس جابر بادشاہ کی طرف ایک فرشتہ بھیجا کہ تو مجھ پر ایمان لے آ، میں تجھے تیری بادشاہی عطا کئے رکھوں، گا کیا میرے سوا بھی کوئی رب ہے۔ اس جابر نے انکار کیا، دوسری مرتبہ فرشتہ یہی پیغام لایا تو اس نے پھر انکار کیا۔ پھر تیسری مرتبہ آیا تو اس نے پھر بھی انکار کیا۔ اس فرشتے نے اسے کہا تو تین دن تک اپنے لشکر جمع کر اس نے اپنے لشکر جمع کیے تو اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو حکم دیا کہ ان پر مچھروں کا دروازہ کھول دے۔ سورج طلوع ہوا لیکن مچھروں کی کثرت کی وجہ سے وہ سورج کو نہ دیکھ سکے۔ اللہ تعالیٰ نے مچھروں کو ان پر مسلط کر دیا وہ اس کے لشکریوں کا گوشت کھا گئے اور خون چوس لیا، صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔ لیکن بادشاہ کو کچھ نہ ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک مچھر کو مسلط کیا جو اس کی ناک میں داخل ہو گیا۔ پس وہ چار سو سال اس کے سر میں ٹھہرا رہا۔ (سکون کے لئے) اس جابر کے سر کو ہتھوڑے سے مارا جاتا تھا۔ لوگ اس کے لشکر کا اس سے افسوس کرتے۔ پھر وہ اپنے ہاتھ اپنے سر پر مارتا۔ وہ چار سو سال تک جبر کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے اتنی مدت یعنی چار سو سال عذاب میں مبتلا رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے موت دی۔ یہ وہی شخص تھا جس نے آسمان کی طرف ایک محل بنایا تھا، اللہ تعالیٰ نے اسے اکھیڑ پھینکا تھا(1)۔

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ جس نے ابراہیم علیہ السلام سے مناظرہ کیا تھا وہ نمرود بن کنعان تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ پہلا شخص تھا جو زمین میں بادشاہ بنا تھا، اس کے پاس دو آدمی لائے گئے، ایک کو اس نے قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ کہا میں اس طرح زندہ کرتا ہوں کہ میں جسے چاہوں چھوڑ دیتا ہوں اور مارتا ہوں، جسے چاہتا ہوں قتل کرتا ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ہم کو بیان کیا گیا کہ ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑنے والا بادشاہ نمرود بن کنعان تھا اور یہ وہ پہلا بادشاہ تھا جس نے زمین میں ظلم و جبر کیا تھا اور اسی نے بابل میں محل بنایا تھا۔ ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ اس نے دو آدمیوں کو بلا کر ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا اور کہنے لگا جسے چاہتا ہوں میں زندہ کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں قتل کرتا ہوں(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ جسے چاہتا ہوں قتل کر دیتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں، اسے زندہ چھوڑ دیتا ہوں اسے قتل نہیں کرتا۔ فرمایا زمین کے مشرق و مغرب کے چار افراد بادشاہ رہے ہیں۔ دو مومن تھے اور دو کافر تھے، مومن حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام اور ذوالقرنین۔ کافر بادشاہ یہ تھے بخت نصر اور نمرود بن کنعان۔ ان کے علاوہ کوئی پوری زمین کا مالک نہیں بنا(3)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 366 (328) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 31,32

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 32

السلام آگ سے باہر تشریف لائے تو لوگ آپ کو بادشاہ کے پاس لے گئے، آپ کبھی اس کے پاس نہیں گئے تھے، اس نے آپ سے گفتگو کی اور پوچھا تیرا رب کون ہے؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ نمرود نے کہا میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ میں چار افراد کو ایک کمرے میں داخل کرتا ہوں وہ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں حتی کہ جب بھوک سے ہلاک ہونے کے قریب آتے ہیں تو میں دو کو کھلاتا اور پلاتا ہوں وہ زندہ رہتے ہیں اور دوسرے دو کو اسی طرح بھوکا رکھتا ہوں تو وہ دونوں مر جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم جان گئے کہ یہ ایسا کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو مشرق سے سورج کو طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے طلوع کر۔ کافر مبہوت ہو گیا اور کہنے لگا یہ شخص مجنون ہے، اسے دربار شاہی سے باہر لے جاؤ۔ کیا تم اس کو دیکھتے نہیں کہ اسی جنون کی وجہ سے اس نے تمہارے خداؤں کو توڑنے کی جرأت کی اور آگ نے بھی اسے نہیں کھایا۔ بادشاہ کو خوف لاحق ہوا کہ قوم کے سامنے کہیں (ابراہیم علیہ السلام) اسے رسوا نہ کر دیں (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ایمان کی طرف ہدایت نہیں دیتا۔

أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ أَنّٰى يُحْيِ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ إِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ۖ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۵۹﴾

"یا (کیا نہ دیکھا) اس شخص کو جو گزرا ایک بستی پر درآں حال کہ وہ گری پڑی تھی اپنی چھتوں کے بل۔ کہنے لگا کیونکر زندہ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ اس کے ہلاک ہونے کے بعد۔ سو مردہ رکھا اسے اللہ تعالیٰ نے سو سال تک پھر زندہ کیا اسے۔ فرمایا کتنی مدت تو یہاں ٹھہرا رہا؟ اس نے عرض کی میں ٹھہرا ہوں گا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ نے فرمایا نہیں بلکہ ٹھہرا رہا ہے تو سو سال اب (ذرا) دیکھ اپنے کھانے اور اپنے پینے (کے سامان) کی طرف یہ باسی نہیں ہوا اور دیکھ اپنے گدھے کو اور یہ سب اس لئے کہ ہم بنائیں تجھے نشان لوگوں کے لئے اور دیکھ ان ہڈیوں کو کہ ہم کیسے جوڑتے ہیں انہیں پھر (کیسے) ہم پہناتے ہیں انہیں گوشت۔ پھر جب حقیقت روشن ہو گئی اس کے لئے (تو) اس نے کہا میں جان گیا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 34

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ کہ حضرت عزیر علیہ السلام اپنے شہر سے نکلے جب کہ آپ جوان تھے۔ آپ ایک ویران شہر کے پاس سے گزرے جس کی چھتیں گری پڑی تھیں، کہنے لگے اللہ تعالیٰ اس کے تباہ ہونے کے بعد انہیں کیسے زندہ کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو سو سال تک مار دیا۔ پھر انہیں دوبارہ زندہ کیا۔ سب سے پہلے آپ کی آنکھیں بنائی گئیں۔ آپ اپنی ہڈیوں کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ ایک دوسرے سے جڑنے لگیں۔ پھر انہیں گوشت پہنایا گیا۔ پھر آپ کے اندر روح پھونکی گئی۔ پھر آپ سے پوچھا گیا آپ کتنا عرصہ ٹھہرے رہے؟ عرض کی ایک دن یا دن کا بعض حصہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں بلکہ تم سو سال ٹھہرے رہے۔ آپ پھر اپنے شہر میں آئے، آپ کا ایک موچی پڑوسی تھا جو اس وقت جوان تھا۔ آپ پہنچے تو بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔

امام اسحٰق بن بشر، الخطیب اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سو سال تک موت دی پھر دوبارہ اٹھایا۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عزیر بن سروخا وہ شخص ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ (الآیۃ)(1)

امام ابن جریر نے عکرمہ، قتادہ، سلیمان بن بریدہ، الضحاک اور السدی رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے(2)۔

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے ابن عباس، کعب، الحسن اور وہب رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے، بعض کی روایت بعض سے زیادہ ہے۔ حضرت عزیر علیہ السلام صالح، حکیم آدمی تھے۔ ایک دن اپنی زمین کی طرف نکلے جس کی وہ دیکھ بھال کرتے تھے۔ جب آپ واپس آ رہے تھے تو ایک ویران جگہ پہنچے ظہر کے وقت آپ کو گرمی محسوس ہوئی۔ آپ اس ویرانہ میں داخل ہو گئے۔ آپ گدھے پر سوار تھے۔ آپ اپنے گدھے سے اترے۔ آپ کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں انجیر تھا اور ایک ٹوکری میں انگور تھے۔ آپ اس کھنڈر کے سایہ میں اترے اور آپ نے اپنے پاس موجود ایک پیالا نکالا، اس میں آپ نے انگور نچوڑا۔ پھر خشک روٹی نکالی اور اس پیالہ میں انگور کے رس میں ڈال دی تا کہ تر ہو جائے اور آپ کھا سکیں۔ اس کے بعد آپ گدی کے بل سو گئے اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگائی اور ان گھروں کی چھت کو دیکھنے لگے۔ آپ نے جو کچھ ان کے اندر تھا اسے دیکھا، وہ گھر اپنی چھتوں پر گرے پڑے تھے اور ان کے اہل ہلاک ہو چکے تھے۔ آپ نے پرانی ہڈیاں دیکھیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے مرنے کے بعد انہیں کیسے زندہ کرے گا آپ نے یہ جملہ اللہ تعالیٰ کے زندہ کرنے کے متعلق شک کی بنا پر نہیں کہا تھا بلکہ آپ نے تعجب کے طور پر کہا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا اور اس کی روح قبض کر لی۔ انہیں سو سال تک موت میں رکھا۔ پھر جب سو سال گزر گئے، اس دوران بنی اسرائیل میں کئی نئے کام پیدا ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہ السلام کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے آپ کے دل کو پیدا کیا تا کہ آپ معاملہ سمجھ سکیں اور آنکھوں کو پیدا کیا تا کہ آپ دیکھ بھی سکیں کہ اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 36 2۔ ایضاً

مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ پھر اس نے آپ کے دوسرے اعضاء مکمل کیے۔ جب آپ یہ سب دیکھ رہے تھے۔ پھر اس نے آپ کی ہڈیوں کو گوشت، بال اور کھال پہنائی پھر روح پھونکی۔ یہ سب کچھ آپ دیکھ رہے تھے۔ آپ سیدھے بیٹھ گئے، فرشتے نے آپ سے کہا آپ کتنا ٹھہرے ہیں؟ آپ نے کہا ایک دن۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ دوپہر کے وقت سوئے تھے اور دن کے آخری حصہ میں اٹھے تھے۔ ابھی سورج غائب نہیں ہوا تھا۔ پھر آپ نے کہا بلکہ دن کا کچھ حصہ ٹھہرا ہوں اور مجھ پر ایک دن مکمل نہیں ہوا ہے۔ فرشتے نے کہا بلکہ آپ سو سال ٹھہرے ہیں اپنے کھانے اور پینے کی چیزوں کو دیکھو وہ خشک روٹی، انگوروں کا رس جو پیالے میں تھے وہ اپنی حالت پر پڑے ہیں، نہ شیرہ میں کچھ تغیر پیدا ہوا ہے اور نہ روٹی میں کوئی تبدیلی آئی ہے۔ لَمْ يَتَسَنَّهْ کا یہی مطلب ہے کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اسی طرح انجیر اور انگور بھی اپنی حالت پر تھے، گویا آپ نے دل میں اس بات کو عجیب سمجھا۔ فرشتے نے کہا آپ نے میری بات کو عجیب سمجھا ہے، ذرا اپنے گدھے کی طرف دیکھو، آپ نے دیکھا تو اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی تھیں اور کھوکھلی ہو چکی تھیں۔ فرشتے نے ہڈیوں کو بلایا تو وہ ہر طرف سے آنا شروع ہو گئیں حتی کہ اس فرشتے نے ہڈیوں کو جوڑ دیا۔ حضرت عزیر علیہ السلام دیکھ رہے تھے۔ پھر اس فرشتہ نے ان ہڈیوں کو رگیں اور پٹھے پہنائیں، پھر گوشت چڑھایا، پھر جلد اور بال اگائے، پھر اس میں فرشتے نے روح پھونکی، وہ گدھا آسمان کی طرف سر اور کان اٹھائے ہینگتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا۔ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے یعنی اپنے گدھے کی ہڈیوں کی طرف دیکھ تمام اپنی اپنی جگہ پر جڑ گئی ہیں حتی کہ جب ڈھانچہ تیار ہو گیا تو فرمایا دیکھ ہم اسے کیسے گوشت پہناتے ہیں۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

پھر آپ گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلہ میں آئے تو لوگ آپ کو نہ پہچان سکے، آپ چلتے چلتے اپنے گھر کے پاس پہنچے، وہاں ایک اپاہج اندھی بوڑھی عورت بیٹھی تھی۔ اس پر ایک سو بیس سال گزر چکے تھے۔ وہ ان کی لونڈی تھی۔ جب حضرت عزیر گھر سے نکلے تھے وہ بیس سال کی لڑکی تھی۔ اس وقت وہ آپ کو پہچانتی اور سمجھتی تھی۔ حضرت عزیر نے اس سے پوچھا کیا یہ عزیر کا گھر ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ وہ رونے لگی اور کہا میں نے اتنے سال سے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے عزیر کا ذکر کیا ہو، لوگ تو عزیر کو بھول چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں عزیر ہوں۔ اس نے کہا سبحان اللہ! عزیر کو تو ہم سو سال سے گم کر چکے ہیں، ہم نے اس کا ذکر بھی کبھی نہیں سنا، آپ نے فرمایا میں عزیر ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے سو سال موت میں رکھا۔ پھر مجھے زندہ کیا۔ اس نے کہا عزیر مستجاب الدعوۃ تھا، وہ مریض کے لئے اور مصیبت زدہ کے لئے عافیت اور شفا کی دعا کرتا تھا، آپ دعا کریں اللہ تعالیٰ میری بصارت لوٹا دے تاکہ میں آپ کو دیکھ لوں، اگر تو عزیر ہوگا تو میں پہچان لوں گی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ آپ نے اس کو ہاتھ سے پکڑا اور کہا اللہ کے اذن سے کھڑی ہو جا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ٹانگوں کو کھول دیا۔ پس وہ صحیح ہو کر کھڑی ہو گئی گویا رسی کھل گئی ہے۔ اس نے دیکھا اور کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ عزیر ہیں۔

وہ بنی اسرائیل کے محلہ میں گئی، وہ اپنی مجلس میں بیٹھے تھے۔ حضرت عزیر کا بیٹا ایک سو اٹھارہ سال کا بوڑھا تھا اور پوتے بھی

بوڑھے تھے۔ یہ سب مجلس میں بیٹھے تھے۔ اس عورت نے کہا یہ عزیر تمہارے پاس آچکا ہے۔ انہوں نے اس کی بات کو جھٹلایا۔ اس نے کہا میں تمہاری فلاں لونڈی ہوں، عزیر نے رب سے میرے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری نظر لوٹا دی اور میری ٹانگیں بھی درست کر دیں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال موت میں رکھا ہے پھر زندہ کیا ہے۔

لوگ اٹھے آپ کی طرف گئے، آپ کو دیکھا، آپ کے بیٹے نے کہا میرے باپ کے کندھوں کے درمیان ایک سیاہ علامت تھی۔ کندھے سے کپڑا اٹھایا تو وہ عزیر ہی تھے۔ بنو اسرائیل نے کہا ہم میں عزیر کے علاوہ کوئی تورات کا حافظ نہیں تھا اور بخت نصر نے تورات کو جلا دیا تھا اور اس میں سے کوئی چیز باقی نہ تھی سوائے اس کے جو مردوں کو یاد تھی، آپ ہمارے لئے تورات لکھ دیں۔

آپ کے باپ سروخا نے تورات کو بخت نصر کے دور میں ایسی جگہ دفن کر دیا تھا کہ عزیر کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، عزیر علیہ السلام لوگوں کو ساتھ لے کر اس جگہ گئے، اس کو کھودا اور تورات باہر نکالی ورق بوسیدہ ہو چکے تھے اور لکھائی مٹ چکی تھی، آپ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بنو اسرائیل آپ کے اردگرد بیٹھے تھے، آپ نے لوگوں کے لئے تورات نئے سرے سے لکھی، آسمان سے دو ستارے اترے حتیٰ کہ آپ کے اندر داخل ہو گئے آپ کو تورات یاد ہو گئی، پس بنی اسرائیل کے لئے آپ نے تورات نئے سرے سے لکھی، اسی وجہ سے یہود نے کہا عزیر اللہ کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اسی قول کی وجہ سے ستاروں کا اترنا، تورات کی تجدید، بنی اسرائیل کے لئے آپ کا قیام تھا، آپ نے حزقیل کے دیر میں عراق کی زمین میں ان کے لئے تورات لکھی تھی اور وہ دیہات جس میں آپ کا وصال ہوا تھا اسے سابر آباد کہا جاتا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ کا مطلب یہی ہے کہ بنی اسرائیل کے لئے آپ کو نشانی بنایا کیونکہ آپ چالیس سال کی عمر میں وصال فرما گئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جوان ہی اٹھایا جیسا کہ آپ موت کے دن تھے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ کے متعلق روایت کیا ہے کہ یہ گزرنے والے نبی تھے جن کا نام ارومیا تھا (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب بیت المقدس کو کھنڈر بنا دیا گیا اور کتب جلا دی گئیں تو آپ ایک پہاڑ کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور کہا اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو سو سال موت میں رکھا۔ پھر زندہ کیا اور پہلی حالت پر آباد کیا۔ آپ دیکھ رہے تھے کہ ہڈیاں ایک دوسرے کے ساتھ کیسے جڑتی ہیں۔ پھر آپ نے ہڈیوں کی طرف دیکھا کہ ان کو پٹھے اور گوشت کیسے پہنایا جاتا ہے۔ پھر فرمایا اپنے کھانے، پینے کی اشیاء کو دیکھ اس میں کوئی تبدیل نہیں ہوئی، آپ کا کھانا ایک ٹوکری میں انجیر تھا اور گھڑے میں پانی تھا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں قریہ سے مراد بیت المقدس ہے، اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 37 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 43

پاس سے عزیر علیہ السلام گزر رہے تھے جب کہ اس کو بخت نصر نے ویران کر دیا تھا(1)۔

امام قتادہ، ضحاک اور ربیع رحمہم اللہ سے اسی کی مثل مروی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن سلیمان السیاری رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ایک شافعی آدمی کو یہ کہتے سنا کہ وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سو سال موت دی اور پھر زندہ کیا اس کا نام حزقیل بن بوزا تھا۔

امام اسحق بن بشر اور ابن عساکر نے الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہی عزیر اور بخت نصر کا معاملہ دور فترہ میں تھا۔

امام اسحق اور ابن عساکر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عزیر کا معاملہ حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان پیش آیا۔

امام اسحق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عزیر اور بخت نصر کا واقعہ عیسیٰ اور سلیمان علیہما السلام کے درمیان پیش آیا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جریج عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ خاویہ کا معنی خراب ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خاویہ کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کوئی بھی نہیں تھا، الضحاک سے مروی ہے کہ عروش سے مراد ان کی چھتیں ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے **خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا** فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے راویت کیا ہے **اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا** فرماتے ہیں ان کے خراب ہونے کے بعد تو انہیں کیسے آباد کرے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی نے البعث میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ان کا وصال چاشت کے وقت ہوا اور زندہ اس وقت ہوئے جب سورج غروب ہونے کے قریب تھا اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں پیدا کیں، وہ ان کے ساتھ ہڈیوں کو دیکھ رہے تھے کہ وہ اپنی جگہ پر کیسے جڑتی ہیں(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے انہوں نے کہا میں ایک دن ٹھہرا رہا پھر توجہ کی اور سورج کا کچھ حصہ باقی دیکھا تو فرمایا دن کا کچھ حصہ رہا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے ساتھ کھانا ایک ٹوکری انجیر کی تھی اور پینے کے لئے ایک مشکیزہ میں انگور کا شیرہ تھا۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کھانا انجیر کی ٹوکری تھی اور پینے کے لئے ایک مشکیزہ شراب تھی۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **لَمْ يَتَسَنَّهْ** کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 38 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 39 3۔ ایضاً 4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 966

بوڑھے تھے۔ یہ سب مجلس میں بیٹھے تھے۔ اس عورت نے کہا یہ عزیر تمہارے پاس آچکا ہے۔ انہوں نے اس کی بات کو جھٹلایا۔ اس نے کہا میں تمہاری فلاں لونڈی ہوں، عزیر نے رب سے میرے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری نظر لوٹادی اور میری ٹانگیں بھی درست کر دیں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال موت میں رکھا ہے پھر زندہ کیا ہے۔

لوگ اٹھے آپ کی طرف گئے، آپ کو دیکھا، آپ کے بیٹے نے کہا میرے باپ کے کندھوں کے درمیان ایک سیاہ علامت تھی۔ کندھے سے کپڑا اٹھایا تو وہ عزیر ہی تھے۔ بنو اسرائیل نے کہا ہم میں عزیر کے علاوہ کوئی تورات کا حافظ نہیں تھا اور بخت نصر نے تورات کو جلا دیا تھا اور اس میں سے کوئی چیز باقی نہ تھی سوائے اس کے جو مردوں کو یاد تھی، آپ ہمارے لئے تورات لکھ دیں۔

آپ کے باپ سروخا نے تورات کو بخت نصر کے دور میں ایسی جگہ دفن کر دیا تھا کہ عزیر کے علاوہ کوئی نہیں جانتا تھا، عزیر علیہ السلام لوگوں کو ساتھ لے کر اس جگہ گئے، اس کو کھودا اور تورات باہر نکالی ورق بوسیدہ ہو چکے تھے اور لکھائی مٹ چکی تھی، آپ ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بنو اسرائیل آپ کے اردگرد بیٹھے تھے، آپ نے لوگوں کے لئے تورات نئے سرے سے لکھی، آسمان سے دو ستارے اترے حتی کہ آپ کے اندر داخل ہو گئے آپ کو تورات یاد ہو گئی، پس بنی اسرائیل کے لئے آپ نے تورات نئے سرے سے لکھی، اسی وجہ سے یہود نے کہا عزیر اللہ کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ من ذالک)۔ اسی قول کی وجہ سے ستاروں کا اترنا، تورات کی تجدید، بنی اسرائیل کے لئے آپ کا قیام تھا، آپ نے حزقیل کے دیر میں عراق کی زمین میں ان کے لئے تورات لکھی تھی اور وہ دیہات جس میں آپ کا وصال ہوا تھا اسے سابر آباد کہا جاتا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ کا مطلب یہی ہے کہ بنی اسرائیل کے لئے آپ کو نشانی بنایا کیونکہ آپ چالیس سال کی عمر میں وصال فرما گئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جوان ہی اٹھایا جیسا کہ آپ موت کے دن تھے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ کے متعلق روایت کیا ہے کہ یہ گزرنے والے نبی تھے جن کا نام ارومیا تھا (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب بیت المقدس کو کھنڈر بنا دیا گیا اور کتب جلا دی گئیں تو آپ ایک پہاڑ کے کنارے پر کھڑے ہوئے اور کہا اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو سو سال موت میں رکھا۔ پھر زندہ کیا اور پہلی حالت پر آباد کیا۔ آپ دیکھ رہے تھے کہ ہڈیاں ایک دوسرے کے ساتھ کیسے جڑتی ہیں۔ پھر آپ نے ہڈیوں کی طرف دیکھا کہ ان کو پٹھے اور گوشت کیسے پہنایا جاتا ہے۔ پھر فرمایا اپنے کھانے، پینے کی اشیاء کو دیکھ اس میں کوئی تبدیل نہیں ہوئی، آپ کا کھانا ایک ٹوکری میں انجیر تھا اور گھڑے میں پانی تھا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں قریہ سے مراد بیت المقدس ہے، اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 37 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 43

پاس سے عزیر علیہ السلام گزر رہے تھے جب کہ اس کو بخت نصر نے ویران کر دیا تھا (1)۔

امام قتادہ، ضحاک اور ربیع رحمہم اللہ سے اسی کی مثل مروی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن سلیمان السیاری رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ایک شافعی آدمی کو یہ کہتے سنا کہ وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے سو سال موت دی اور پھر زندہ کیا اس کا نام حزقیل بن بوزا تھا۔

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عزیر اور بخت نصر کا معاملہ دور فترہ میں تھا۔

امام اسحٰق اور ابن عساکر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عزیر کا معاملہ حضرت عیسیٰ علیہما السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پیش آیا۔

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عزیر اور بخت نصر کا واقعہ عیسیٰ اور سلیمان علیہما السلام کے درمیان پیش آیا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جریج عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ خاویہ کا معنی خراب ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خاویہ کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کوئی بھی نہیں تھا، الضحاک سے مروی ہے کہ عروش سے مراد ان کی چھتیں ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے **خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا** فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے راویت کیا ہے **اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا** فرماتے ہیں ان کے خراب ہونے کے بعد تو انہیں کیسے آباد کرے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی نے البعث میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ان کا وصال چاشت کے وقت ہوا اور زندہ اس وقت ہوئے جب سورج غروب ہونے کے قریب تھا اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھیں پیدا کیں، وہ ان کے ساتھ ہڈیوں کو دیکھ رہے تھے کہ وہ اپنی جگہ پر کیسے جڑتی ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہلے انہوں نے کہا میں ایک دن ٹھہرا رہا پھر توجہ کی اور سورج کا کچھ حصہ باقی دیکھا تو فرمایا دن کا کچھ حصہ رہا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے ساتھ کھانا ایک ٹوکری انجیر کی تھی اور پینے کے لئے ایک مشکیزہ میں انگور کا شیرہ تھا۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کھانا انجیر کی ٹوکری تھی اور پینے کے لئے ایک مشکیزہ شراب تھی۔

امام ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **لَمْ يَتَسَنَّهْ** کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 38 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 39 3۔ ایضاً 4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 966

معنی لَمۡ یَتَغَیَّرۡ روایت کیا ہے (یعنی وہ تبدیل نہیں ہوا) (1)

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے لَمۡ یَتَسَنَّهۡ کا معنی پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس میں کئی سالوں نے کوئی تبدیلی پیدا نہ کی۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے کہا کیا یہ معنی عرب جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا

طَابَ مِنۡهُ الطَّعۡمُ وَ الرِّيۡحُ مَعًا لَنۡ تَرَاهُ يَتَغَيَّرۡ مِنۡ اَسَنِ

اس کا ذائقہ اور خوشبو دونوں اچھی ہیں تو اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں دیکھے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ لَمۡ یَتَسَنَّهۡ کا معنی یہ ہے کہ اس میں بدبو پیدا نہیں ہوئی (2)۔

امام ابن راہویہ نے اپنی مسند میں، ابو عبید نے الفضائل میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن الانباری نے المصاحف میں ہانی البربری مولی عثمان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے المصاحف لکھوائے تو انہیں تین آیات میں شک ہوا پس انہوں نے وہ بکری کے کندھے پر لکھ کر ابی بن کعب اور زید بن ثابت کی طرف بھیجیں۔ میں جب ان کے پاس گیا تو میں نے وہ آیات ابی بن کعب کو پیش کیں آپ نے انہیں پڑھا تو اس طرح لکھا ہوا تھا لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ (الروم: 30) حضرت ابی بن کعب نے اپنے ہاتھ سے ایک لام کو مٹا دیا اور اس طرح لکھا لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ (الروم: 30) دوسری آیت یہ تھی فَانۡظُرۡ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمۡ يَتَسَنَّهۡ۔ حضرت ابی بن کعب نے ایک نون کو مٹایا اور اس طرح لکھا لَمۡ يَتَسَنَّهۡ اور تیسری آیت یہ تھی اس میں فَاَمۡهِلِ الۡكَافِرِيۡنَ لکھا تھا آپ نے الف کو مٹایا اور فَمَهِّلِ لکھا۔ زید بن ثابت نے پھر ان آیات کو دیکھا اس کے بعد میں حضرت عثمان کے پاس گیا تو انہوں نے اس طرح مصاحف میں لکھ دیا (3)۔

امام ابو عبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن الانباری نے ہانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عثمان اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما کے درمیان پیغام رساں تھا حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھو یہ لَمۡ يَتَسَنَّنۡ ہے یا لَمۡ يَتَسَنَّهۡ ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس میں ھاء لکھو (4)۔

امام سفیان بن عیینہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلِنَجۡعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ فرمایا آپ لوگوں کے لئے نشانی اس طرح تھے کہ آپ ایک سو چالیس سال کے جوان تھے اور آپ کے پوتے سو سال کے بوڑھے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے كَيۡفَ نُنۡشِزُهَا یعنی ہم انہیں کیسے نکالیں گے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سو سال کے بعد وہ کھانا خراب نہیں ہوا حالانکہ کھانے اور پینے کی چیز تھوڑی مدت میں بھی خراب ہو جاتی ہے، اُنۡظُرۡ اِلَى الۡعِظَامِ كَيۡفَ نُنۡشِزُهَا، یعنی دیکھو ان ہڈیوں کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 47 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 48 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 47
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 46 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 54

طرف ہم کیسے ان سے ڈھانچہ تیار کرتے ہیں۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نُنْشِزُهَا کو زاء کے ساتھ پڑھا تھا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے (1)۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، مسدد، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ كَيْفَ نُنْشِزُهَا کو زاء کے ساتھ پڑھتے تھے اور زید نے اپنے مصحف میں اس پر نقطہ ڈالا تھا (2)۔

امام مسدد نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نُنْشِزُهَا کو زاء کے ساتھ لکھا ہے۔

امام الفریابی، سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی طریق کے ذریعے روایت کیا ہے کہ وہ نُنْشِزُهَا کو زاء کے ساتھ پڑھتے تھے (3)۔

امام ابن المنذر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس کو راء کے ساتھ پڑھا ہے۔ عبد بن حمید نے الحسن سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نُنْشِزُهَا کا معنی ہے نحرک کہا یعنی ہم انہیں حرکت دیتے ہیں (4)۔

حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس کا معنی ہے ہم کیسے انہیں زندہ کرتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ پڑھا فرمایا انہیں یہ کہا گیا تھا (5)۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ قَالَ اَعْلَمُ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے ابراہیم سے افضل نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ...... (6)

ابن جریر نے ہارون سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابن مسعود کی قرأت میں قیل اعلم ان اللہ تھا یعنی امر کا صیغہ تھا (7)۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ کی قرأت میں قیل اعلم تھا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ؕ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىِٕنَّ قَلْبِیْ ؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 255 (2918) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 967
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 971
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 54
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 56
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 967
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 56

یَأْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۶۰﴾

''اور یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے اے میرے پروردگار دکھا مجھے کہ تو کیسے زندہ فرماتا ہے مردوں کو، فرمایا (اے ابراہیم) کیا تم اس پر یقین نہیں رکھتے۔ عرض کی ایمان تو ہے لیکن (یہ سوال اس لئے ہے) تاکہ مطمئن ہو جائے میرا دل، فرمایا تو پکڑ لے چار پرندے پھر مانوس کر لے انہیں اپنے ساتھ پھر رکھ دے ہر پہاڑ پر ان کا ایک ایک ٹکڑا پھر بلا انہیں چلے آئیں گے تیرے پاس دوڑتے ہوئے اور جان لے یقیناً اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مردہ شخص کے پاس سے گزرے، کہتے ہیں کہ ساحل سمندر پر ایک حبشی مرا پڑا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ اسے سمندر کے جانور نوچ رہے ہیں، درندے اور پرندے اسے کھا رہے ہیں، اس وقت حضرت ابراہیم نے کہا اے میرے پروردگار یہ سمندر کے جانور، یہ درندے، پرندے اس انسان کو کھا رہے ہیں، پھر یہ بھی مر جائیں گے اور پوشیدہ ہو جائیں گے پھر تو انہیں زندہ کرے گا، پس تو مجھے دکھا کہ تو انہیں کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم کیا تجھے یقین نہیں ہے کہ میں مردوں کو زندہ کر سکتا ہوں؟ حضرت ابراہیم نے عرض کی یا رب مجھے یقین ہے لیکن یہ اس لئے عرض کیا ہے تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے اور میں تیری نشانیاں دیکھ لوں اور جان لوں کہ تو میری عرض کو قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا چار پرندے پکڑ لے۔ پھر ان کے ساتھ وہ کیا گیا جو کیا گیا۔ پرندے جو آپ نے پکڑے تھے وہ یہ تھے مرغ، مور، شتر مرغ اور مرغابی۔ آپ نے ان کے دو مختلف حصے کئے پھر چار پہاڑوں کے پاس آئے اور ہر پہاڑ پر دو مختلف حصے رکھ دیئے۔ پھر آپ وہاں سے پیچھے ہٹ آئے اور ان پرندوں کے سر آپ کے قدموں کے نیچے تھے۔ آپ نے اسم اعظم پڑھ کر انہیں بلایا تو ہر نصف اپنے دوسرے نصف کے پیچھے چلا گیا اور ہر پر اپنے جسم کی طرف چلا گیا پھر بغیر سروں کے اڑتے ہوئے آپ کے قدموں کے پاس آئے۔ وہ اپنی گردنوں کے ساتھ اپنے سر چاہتے تھے۔ آپ نے پاؤں اٹھائے تو ہر پرندے نے اپنی گردن اپنے سر پر رکھی اور پہلے کی طرح ٹھیک ہو گئے وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں وہ اپنی چاہت پر قادر ہے (حَكِيْمٌ) اپنے ارادوں کو پختہ کرنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت ابراہیم ایک راستہ پر چل رہے تھے جس پر ایک مردار گدھا پڑا تھا۔ اس پر پرندے اور درندے بیٹھے تھے۔ وہ اس کا گوشت نوچ چکے تھے اور اس کی ہڈیاں باقی تھیں۔ آپ کھڑے ہو گئے اور تعجب کرنے لگے۔ پھر کہا اے میرے پروردگار! مجھے معلوم ہے کہ تو اس کو ان درندوں اور پرندوں کے بطنوں سے جمع کرے گا، اے میرے پروردگار مجھے دکھا دے کہ تو کیسے مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی کیوں نہیں یقین ہے

لیکن خبر دیکھنے کی طرح نہیں ہوتی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کی کہ مجھے دکھا کہ تو کیسے مردوں کو زندہ کرتا ہے؟ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب آپ اپنی قوم کی اذیتوں سے دوچار تھے۔ آپ نے عرض کی اے میرے پروردگار مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تو ملک الموت نے اجازت طلب کی کہ وہ ابراہیم کو اس بات کی بشارت دیں، ملک الموت کو اجازت دی گئی۔ وہ ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کے لئے آئے تو ابراہیم علیہ السلام گھر پر نہیں تھے۔ حضرت ملک الموت ان کے گھر میں داخل ہو گئے۔ حضرت ابراہیم انتہائی غیرت مند شخص تھے۔ چونکہ آپ گئے تھے تو گھر کا دروازہ بند کر کے گئے تھے۔ جب واپس آ کر گھر میں ایک شخص کو پایا تو اسے پکڑنے کے لئے اس پر حملہ کر دیا اور پوچھا تجھے میرے گھر میں داخل ہونے کی اجازت کس نے دی تھی۔ ملک الموت نے کہا اس گھر کے مالک نے مجھے اجازت دی تھی، ابراہیم علیہ السلام نے کہا تو نے سچ کہا ہے، آپ پہچان گئے کہ یہ ملک الموت ہے، حضرت ابراہیم نے پوچھا تو کون ہے، ملک الموت نے کہا میں ملک الموت ہوں، آپ کو بشارت دینے کے لئے آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنایا ہے، حضرت ابراہیم نے اللہ کی حمد بیان کی اور کہا اے ملک الموت تو مجھے دکھا کہ تو کفار کی روحیں کیسے قبض کرتا ہے؟ ملک الموت نے کہا اے ابراہیم تو ایسا منظر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت ابراہیم نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت ملک الموت نے کہا ادھر چہرہ دیکھو، آپ نے چہرہ دوسری طرف کیا، تھوڑی دیر بعد پھر دیکھا تو ایک سیاہ شخص ہے جسکا سر آسمان میں پہنچتا ہے، اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، اس کے جسم کے بالوں میں سے ہر بال ایک انسان کی شکل میں ہے اور اس کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں، حضرت ابراہیم کو یہ منظر دیکھ کر غشی طاری ہوگئی پھر افاقہ ہوا تو ملک الموت اپنی پہلی حالت میں آ چکے تھے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے ملک الموت اگر کافر کو موت کے وقت کوئی مصیبت اور غم لاحق نہ بھی ہو تو تیری یہ صورت اس کے لئے کافی ہے، اب مجھے دکھا کہ تو مومنین کی ارواح کیسے قبض کرتا ہے؟ ملک الموت نے کہا چہرہ ادھر کرو، آپ نے چہرہ دوسری طرف کیا، تھوڑی دیر بعد دیکھا تو آپ ایک انتہائی حسین وجمیل جوان کی طرح کھڑے ہیں، سفید لباس اور انتہائی پاکیزہ خوشبو مہک رہی ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے ملک الموت مومن اگر موت کے وقت اور کوئی کرامت اور آنکھوں کی ٹھنڈک نہ پائے تو اس کے لئے آپ کی اس حسین صورت کا دیدار کافی ہے۔ ملک الموت چلے گئے۔ حضرت ابراہیم اپنے رب سے عرض کرنے لگے میرے پروردگار تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ مجھے یہ حالت دکھا دے تاکہ میں جان لوں کہ میں آپ کا خلیل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ہے؟ ابراہیم نے عرض کی کیوں نہیں لیکن یہ اس لئے عرض کیا ہے تاکہ تیرے خلیل ہو جانے پر دل مطمئن ہو جائے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 59
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 60

طرح بلایا بِاسْمِ اِلٰهِ اِبْرَاهِیْمَ تَعَالَیْنَ۔

امام ابن جریر نے الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یَاْتِیْنَكَ سَعْیًا یعنی وہ قدموں پر دوڑتے ہوئے آئیں گے (1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مرغ، مور، کوا اور کبوتر کو پکڑا تھا، پس آپ نے ان کے سر، پر، قوائم کاٹ دیئے پھر آپ پہاڑوں کے پاس آئے اور چار پہاڑوں پر گوشت، خون اور پر ڈال دیئے، پھر آواز دی گئی اے توڑی ہوئی ہڈیو! اے بکھرے ہوئے گوشت اور کاٹی ہوئی رگو جمع ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہاری روحیں تمہارے اندر لوٹا دے گا، پس ہر ہڈی، دوسری ہڈی کی طرف جھپٹی، ہر پر دوسرے پر کی طرف اڑا، ہر خون کا قطرہ دوسرے قطرے کی طرف چلا حتی کہ ہر پرندے کا خون گوشت اور پر اکٹھا ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تو نے مجھ سے سوال کیا ہے میں مردوں کو کیسے زندہ کروں گا، میں نے زمین کو پیدا کیا اور اس میں چار ہوائیں پیدا کیں شمال، صباء، جنوب اور دبور، حتی کہ جب قیامت کا دن ہوگا، صور پھونکنے والا صور پھونکے گا، زمین میں جو مقتول اور مردے ہوں گے سب اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے چار پرندے، چار پہاڑوں سے اڑ کر جمع ہوئے ہیں، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی، مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمان:28) ترجمہ "نہیں ہے تم سب کو پیدا کرنا اور مارنے کے بعد پھر زندہ کرنا (اللہ کے نزدیک) مگر ایک نفس کی مانند"۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اگرچہ یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا لیکن خبر مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ چار پرندے پکڑو پھر انہیں ذبح کر کے ان کے پر نوچ لو، پھر ان کا ہر ہر عضو کاٹ لو، اس کے بعد ان کو خلط ملط کرو، پھر ان کے چار حصے کرو، ہر حصے کو ایک پہاڑ پر رکھو پھر ان سے دور کھڑے ہو جاؤ، پس ہر عضو دوڑ کر دوسرے عضو کی طرف گیا حتی کہ وہ برابر جسم بن گیا جیسا کہ ذبح کرنے سے پہلے تھے، پھر وہ آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔

امام بیہقی نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ان کے پر اور گوشت نوچ لو اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر لو۔

امام بیہقی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں فَصُرْهُنَّ کا معنی ہے چیر پھاڑ کر ان کو ملا دو۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۶۱﴾

"مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے سات بالیں (اور) ہر بال میں سو دانہ ہو اور اللہ تعالیٰ (اس سے بھی) بڑھا دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور اللہ وسیع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 69 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 70

بخشش والا جاننے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ مثال ہے کہ ایک نیکی سات سو نیکیوں کی مثل کر دی جاتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں اشارہ ہے کہ جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرے گا اس کے لئے سات سو مرتبہ اجر ہو گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے **وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ** کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ وسعت میں مزید وسعت فرمانے والا ہے اور جس کے لئے زیادتی کرتے ہے اس کو جاننے والا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے ہجرت پر نبی کریم ﷺ سے بیعت کی، مدینہ طیبہ میں آپ کے ساتھ رہا اور آپ کی اجازت کے بغیر کہیں نہیں گیا تو اس کے لئے ایک نیکی سات سو گنا کر دی جائے گی اور جس نے اسلام پر بیعت کی اس کے لئے ایک نیکی دس کی مثل ہے(2)۔

امام ابن ماجہ نے حضرات الحسن بن علی بن ابی طالب، ابو درداء، ابو ہریرہ، ابو امامہ الباہلی، عبد اللہ بن عمر، جابر بن عبد اللہ اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے رقم بھیجی اور خود گھر میں مقیم رہا تو اس کے لئے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ہیں اور جس نے خود جہاد میں حصہ لیا اور اللہ کی رضا کے لئے خرچ بھی کیا تو اس کے لئے قیامت کے روز ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ہوں گے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی **وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ**۔(4)

امام بخاری نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا سات سو گنا تک بڑھ جاتا ہے۔

امام احمد، مسلم، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اللہ کے راستہ میں ایک نکیل والی اونٹنی صدقہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس اونٹنی کے بدلے قیامت کے روز تیرے لئے سات سو اونٹنیاں ہوں گی سب کی سب نکیل والی ہوں گی(5)۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے) نسائی، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الشعب میں حضرت خریم بن فاتک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں خرچ کیا اس کے لئے سات سو گنا لکھا جائے گا(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 76 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 74
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 345 (2761) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً
5۔ صحیح مسلم، جلد 13 صفحہ 34 (132)
6۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 32 (4268)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی بارگاہ میں اعمال سات ہیں دو عمل واجب کرنے والے ہیں اور دو عمل کا ثواب ان کی مثل ہے۔ ایک عمل کا ثواب دس مثل ہے اور ایک عمل کا ثواب سات سو ہے اور ایک عمل ایسا ہے جس کے عامل کا ثواب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ دو واجب کرنے والے عمل یہ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے جب کہ وہ اللہ کی خالص عبادت کرتا ہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو اس کے لئے جنت واجب ہے اور جو اللہ سے ملے جب کہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہو تو اس کے لئے دوزخ واجب ہے اور جو برائی کرتا ہے اسے اس کی مثل ملے گی اور جو نیکی کا ارادہ کرتا ہے اسے اس کی مثل جزا ملے گی۔ جو نیکی کرتا ہے اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ جو اپنا مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے اس کے ایک درہم کو سات سو درہم اور ایک دینار کو سات سو دینار میں بڑھا دیا جاتا ہے اور روزہ اللہ کے لئے ہے۔ اس کے عامل کا ثواب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مبارک ہو اسے جو جہاد فی سبیل اللہ میں اللہ کا ذکر زیادہ کرنے والا ہے کیونکہ اس کے ہر کلمہ کے بدلے ستر ہزار نیکیاں ہیں اور ان میں سے ہر نیکی دس گنا ہے مزید اللہ کی بارگاہ سے اسے اور بھی ملے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ نفقہ کتنا ہے؟ فرمایا اپنی قدرت کے مطابق۔ حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا میں نے معاذ سے پوچھا نفقہ سو گنا ہوتا ہے؟ معاذ نے کہا تیری سمجھ کم ہے۔ یہ تو ان کے متعلق ہے جو خرچ کرتے ہیں اور خود گھروں میں رہتے ہیں، بذات خود جہاد میں شریک نہیں ہوتے اور جب خود جہاد میں شریک ہوں اور خرچ بھی کریں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے رحمت کے ایسے خزائن چھپا رکھے ہیں جن تک علم انسان کی رسائی نہیں ہے۔ یہ اللہ کا گروہ ہے اور اللہ کا گروہ ہی غالب ہے (2)۔

امام حاکم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا اللہ کے راستہ میں خادم کی خدمت یا خیمہ کا سایہ اللہ کے راستہ میں باغ اور سواری مہیا کرنا ہے (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) (3)۔

امام ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل صدقہ اللہ کے راستہ میں خیمہ کا سایہ یا اللہ کے راستہ میں خادم کا عطیہ یا اللہ کے راستہ میں سواری مہیا کرنا ہے (4)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مجاہد کے لئے سامان تیار کیا اس نے جہاد میں حصہ لیا اور جس نے مجاہد کے گھر والوں سے

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 298 (3589) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 78 (143)، مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 100 (2452) مطبوعہ دار الکتب العالیہ بیروت

4۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 24 (1627) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

اچھا برتاؤ کیا اس نے بھی جہاد میں حصہ لیا(1)۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے مجاہد کے لئے سامان جہاد تیار کیا حتیٰ کہ وہ مکمل ہو گیا تو اس کے لئے مجاہد کی مثل اجر ہے حتیٰ کہ مجاہد شہید ہو جائے یا لوٹ آئے(2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں مجاہد کا سامان تیار کیا اس کے لئے مجاہد کی مثل اجر ہے اور جس نے مجاہد کے پیچھے اس کے گھر والوں سے حسن سلوک کیا اور اس کے گھر والوں پر خرچ کیا تو اس کو مجاہد کی طرح اجر ملے گا(3)۔

امام مسلم اور ابو داؤد نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی لحیان کی طرف پیغام بھیجا کہ ہر دو مردوں میں سے ایک جہاد میں شریک ہو۔ پھر آپ نے گھر میں رہنے والوں کو فرمایا جو جہاد میں شریک ہونے والے کے پیچھے اس کے گھر کی دیکھ بھال کرے گا اس کو مجاہد کی مثل اجر ملے گا۔

امام احمد، حاکم اور بیہقی نے حضرت سہل بن حنیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی معاونت کی یا کسی مقروض کی تنگدستی میں معاونت کی، یا کسی مکاتب غلام کے زر مکاتب کی ادائیگی میں معاونت کی اللہ تعالیٰ اسے اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا جس دن اللہ تعالیٰ کے (عرش کے) سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا(4)۔

امام ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مجاہد کے سر پر سایہ کیا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس پر سایہ فرمائے گا اور جس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کے لئے سامان تیار کیا اس کے لئے مجاہد کی مثل اجر ہے اور جس نے اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل بنائے گا(5)۔

امام احمد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے حضرت صعصعہ بن معاویہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے حدیث بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان نے اللہ کے راستہ میں جوڑا (دو) خرچ کیا جنت کے نگران اس کا استقبال کریں گے اور اسے اپنے پاس کی نعمتوں کی طرف بلائیں گے۔ میں نے پوچھا یہ کیسے ہے؟ فرمایا اگر سواریاں ہوں تو دو سواریاں، اونٹ ہوں تو دو اونٹ، اگر بیل ہوں تو دو بیل (خرچ کرے)(6)

1۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 35 (135) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 344 (2758) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 515 (9460) مطبوعہ دار الفکر بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 99 (2448)

5۔ ایضاً جلد 2، صفحہ 98 (2447)

6۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 33 (4272)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں جو خرچ کا ذکر ہے اس میں حج اور جہاد کے خرچ کا برابر حکم ہے، ایک درہم سات سو ہوگا کیونکہ حج میں خرچ کرنا بھی فی سبیل اللہ ہے۔

امام احمد، طبرانی (الاوسط میں) اور بیہقی نے سنن میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے درہم سات سو گنا ہوگا (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے، درہم سات سو ہوگا (2)۔

امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز، روزہ اور ذکر، اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے پر سات سو گنا زیادہ کئے جائیں گے (3)۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا یُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّ لَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝۲۶۲

"جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی راہ میں پھر جو خرچ کیا اس کے پیچھے نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ دکھ دیتے ہیں انہیں کے لئے ثواب ہے ان کا ان کے رب کے پاس۔ نہ کوئی خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ لوگ اپنے عطیات کا احسان جتلائیں گے، پس اس کو ناپسند فرمایا اور اس کا پہلے ذکر فرمایا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ کسی کو اللہ کے راستہ میں جہاد پر بھیجتے یا کسی پر مال خرچ کرتے۔ تو اس پر احسان جتلاتے تھے اور اسے اذیت پہنچاتے تھے۔ مثلاً کہتے میں نے اللہ کے راستہ میں اتنا خرچ کیا۔ اللہ کی بارگاہ میں اس کا کوئی ثواب نہیں ہے اور اذیت یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو کچھ دے اور پھر کہے کیا میں نے تجھے اتنا اتنا نہیں دیا تھا۔

امام ابن المنذر اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے براء بن عازب سے کہا اے براء، تیرا اپنی والدہ پر خرچ کیا ہے (وہ اپنے اہل پر وسعت رکھتے تھے) عرض کی یا رسول اللہ بہت اچھا ہے، فرمایا تیرا اپنے اہل، اولاد اور خادم پر خرچ کرنا صدقہ ہے اور اس کے پیچھے احسان نہ جتلانا اور اذیت نہ دینا (5)۔

1۔ مجمع الزوائد، باب فضل الحج والعمرۃ، جلد 3، صفحہ 477 (5268) 2۔ ایضاً، (5269) 3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 88 (2415)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 43 5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 310 (3118)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رنے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم اپنے اہل پر بغیر اسراف اور بغیر بخل کے خرچ کرو گے وہ اللہ کی راہ میں ہے (1)۔

امام طبرانی نے کعب بن عجرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک شخص گزرا، صحابہ کرام نے اس کی جلدی اور نشاط دیکھی تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش یہ اللہ کے راستہ میں ہوتا (یعنی مجاہد ہوتا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہ اپنے چھوٹے بچوں کے لئے رزق کی تلاش میں نکلا ہے تو وہ اللہ کے راستہ میں ہے، اگر وہ نکلا ہے کہ بوڑھے والدین کے لئے محنت مزدوری کرے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے، اگر وہ نکلا ہے کہ اپنے اوپر خرچ کرے (تاکہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے) اپنے آپ کو بچالے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے، اگر وہ نکلا ہے تاکہ ریاکاری اور مفاخرت کے اظہار کے لئے چلے تو وہ شیطان کے راستہ میں ہے (2)۔ عبدالرزاق نے المصنف میں ایوب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص ایک ٹیلے کے اوپر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آیا تو صحابہ کرام نے کہا کتنے عمدہ جسم والا انسان ہے! کاش اس کا جسم اللہ کی راہ میں ہوتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا (تم یہ سمجھتے ہو) کہ مقتول ہی صرف اللہ کی راہ میں ہوتا ہے؟ فرمایا جو رزق حلال کی تلاش کے لئے زمین پر چلے تاکہ اس کے ذریعے والدین کی کفالت کرے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور رزق حلال کی تلاش میں نکلے تاکہ اپنے اہل (وعیال) کا پیٹ بھرے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور جو رزق حلال کی تلاش میں نکلے تاکہ اپنی ضروریات پوری کرے تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور جو اظہار تکاثر (تکبر، لڑائی) کی تلاش کے لئے نکلے وہ شیطان کے راستہ میں ہے (3)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے والدین کی خدمت کے لئے محنت کی وہ اللہ کے راستہ میں ہے، جس نے عیال کی خوراک کے لئے محنت کی وہ اللہ کے راستہ میں ہے، جس نے اپنے نفس کو بچانے کے لئے محنت کی وہ اللہ کی راہ میں ہے اور جس نے تکبر ولڑائی کے لئے محنت کی وہ شیطان کی راہ میں ہے (4)۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ جو فاضل رقم اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا اس کو سات سو ملے گا اور جو اپنے اوپر اور اپنے اہل کے اوپر خرچ کرے گا یا مریض کی عیادت کرے گا یا راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹائے گا اس کو ایک نیکی کی دس نیکیاں عطا کی جائیں گی اور روزہ ڈھال ہے جب تک اسے پھاڑا نہ جائے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی جسمانی تکلیف میں مبتلا کیا اس کے لئے بھی حصہ ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابو مسعود البدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اپنے اہل پر ثواب کی نیت سے خرچ کرے گا وہ اس کے لئے صدقہ ہوگا (6)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 331 (26606) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 129 (282)
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 271 (9578)
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 299 (10377)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 162 (9847)
6۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 324، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

امام بخاری اور مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرے گا اس پر تجھے اجر دیا جائے گا حتی کہ جو تو اپنی بیوی کے منہ میں (لقمہ) دے گا اس کا بھی تجھے اجر ملے گا۔

امام احمد نے مقدام بن معدیکرب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تو نے خود کھایا وہ تیرے لئے صدقہ ہے، جو تو نے اپنی بیوی کو کھلایا وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جو تو نے اپنے خادم کو کھلایا وہ تیرے لئے صدقہ ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے اوپر خرچ کیا تاکہ سوال کرنے سے محفوظ رہے تو یہ صدقہ ہے اور جو اپنی بیوی اپنی اولاد اور اپنے گھر والوں پر خرچ کیا وہ صدقہ ہے (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے اوپر، اپنے اہل پر اپنی اولاد پر، اپنے رشتے داروں پر اور اپنے قرابتداروں پر خرچ کرے گا وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

امام احمد اور ابویعلی نے حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ انسان جو اپنے گھر والوں کو دیتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے (2)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب انسان اپنی بیوی کو پانی پلاتا ہے تو اس کا اسے اجر ملتا ہے (3)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو اپنی دو بیٹیوں یا بہنوں یا اپنی قرابتدار دو لڑکیوں پر خرچ کرے گا اور ان پر خرچ سے مقصود ثواب کا حصول ہو، حتی کہ وہ دونوں کو غنی کر دے یا دونوں کو سوال سے روک دے تو وہ دونوں اس کے لئے آگ سے پردہ ہوں گی (4)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان پر خرچ کرتا رہے حتی کہ وہ اس سے جدا ہو جائیں یا فوت ہو جائیں تو وہ اس کے لئے آگ سے حجاب ہوں گی۔ ایک عورت نے عرض کی خواہ دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا خواہ دو بیٹیاں ہوں (5)۔

امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میرے پاس ایک عورت آئی جس کی دو بیٹیاں تھیں اور وہ سوال کر رہی تھی اس نے میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ پایا، میں نے اسے وہ کھجور کا دانہ دے دیا، اس نے اسے دو بیٹیوں کے درمیان تقسیم کر دیا اور خود نہ کھایا پھر وہ کھڑی ہوئی اور چلی گئی، نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ کو یہ واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے فرمایا جس کو بیٹیاں عطا کی گئیں اور پھر اس نے ان سے اچھا سلوک کیا

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 239 (7932) مطبوعہ دار احیاء التراث الاسلامی بغداد

2۔ مسند ابویعلی، جلد 6 صفحہ 69 (6841) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم اوسط، جلد 1 صفحہ 472 (858) مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض

4۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 393 (938) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 56 (102)

تو وہ اس کے لئے آگ سے پردہ ہوں گی(1)۔

امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں ایک مسکینہ عورت دو بچیاں اٹھائے ہوئے میرے پاس آئی میں نے انہیں تین کھجوریں دیں۔ اس نے ایک ایک کھجور ہر ایک کو دی اور تیسری کھجور کو کھانے کے لئے منہ کی طرف اٹھایا تو وہ بھی بچیوں نے مانگ لی اس نے اس کھجور کو دو ٹکڑے کر دیا جسے وہ کھانا چاہتی تھی۔ مجھے اس کی یہ بات بہت عجیب لگی۔ میں نے اس کا یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اس کے بدلے میں جنت واجب کر دی ہے یا (فرمایا) اس کو کھجور کے بدلے آگ سے آزاد کر دیا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری (نے الادب میں)، مسلم اور ترمذی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دو بچیوں کی پرورش کی حتی کہ وہ بالغ ہو گئیں تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے داخل ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے دو یا تین لڑکیوں کی یا دو یا تین بہنوں کی پرورش کی حتی کہ وہ فوت ہو گئیں یا وہ ان کو چھوڑ کر فوت ہو گیا تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح اکٹھے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبابہ اور ساتھ والی انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں اور جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں یا وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا رہے تو وہ دونوں اسے جنت میں داخل کریں گی(4)۔

امام البزار نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، جب تک وہ اس کے ساتھ رہیں یا وہ ان کے ساتھ رہے تو وہ اسے جنت میں داخل کریں گی۔

امام البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی یتیم کی کفالت کی خواہ وہ اس کا قریبی ہو یا قریبی نہ ہو میں اور وہ جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا اور جس نے تین بیٹیوں کی کفالت کے لئے محنت کی وہ جنت میں ہے اور وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے جو روزہ دار بھی ہو قیام کرنے والا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور ابن حبان نے حضرت ابن الخدری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں ہوں یا دو بہنیں ہوں وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے اور ان کے بارے اللہ سے ڈرے، (ایک روایت میں ہے) انہیں ادب سکھائے اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 190، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ صحیح مسلم، جلد 16، صفحہ 148 (2630)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ الاحسان ترتیب صحیح ابن حبان، جلد 2، صفحہ 191 (447) مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 218 (3670) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

اوران کا نکاح کرے تو اس کے لئے جنت ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری (الادب میں) البزار، الطبرانی (الاوسط میں) اور بیہقی نے الشعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں ہوں ان کو وہ پناہ دے ان پر رحم کرے ان کی کفالت کرے اوران پر خرچ کرے تو اس کے لئے یقیناً جنت واجب ہے عرض کی گئی یارسول اللہ اگر دو بیٹیاں ہوں؟ فرمایا اگر چہ دو بیٹیاں ہوں۔ راوی فرماتے ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے اگر کوئی ایک کا ذکر کرتا تو آپ ایک فرمادیتے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کی تین بیٹیاں ہوں پھر وہ ان کی تکالیف اوران کی خوشیوں پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ دو بچیاں ہوں تو پھر؟ فرمایا دو ہوں (تب بھی یہی نوید ہے) ایک شخص نے کہا یارسول اللہ ایک بچی ہو تو پھر؟ فرمایا ایک بچی ہو تو (بھی یہی خوشخبری ہے) (3)

امام بخاری نے الادب میں اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی تین بچیاں ہوں پھر وہ ان پر صبر کرے انہیں کھلائے، پلائے اوراپنی محنت سے پہنائے تو وہ اس کے لئے آگ سے حجاب ہوں گی (4)۔

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ ﴿۲۶۳﴾

"اچھی بات کرنا اور (غلطی) معاف کردینا بہتر ہے اس صدقہ سے جس کے پیچھے دکھ پہنچایا جائے اوراللہ تعالیٰ بے نیاز ہے بڑے حلم والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی بات سے زیادہ کوئی صدقہ محبوب نہیں ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًى۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے (5)۔

امام المرہبی نے فضل العلم میں اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ

1۔ جامع ترمذی، جلد 4، صفحہ 281 (1916) مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 469، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 405 (8678)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 407 (8689)
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 147 (243) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان نے اپنے بھائی کو حکمت کے کلمہ سے افضل ہدیہ نہیں دیا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اسے زیادہ ہدیہ دیتا ہے یا اسے ہلاکت سے بچالیتا ہے(1)۔

امام طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ اس علم کی مثل صدقہ نہیں کر سکتے جو علم پھیلتا ہے(2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بہتر عطیہ حق کا کلمہ ہے جسے تو سنتا ہے پھر تو اپنے مسلمان بھائی کی طرف لے جاتا ہے پھر وہ اسے سکھاتا ہے(3)۔

امام ابن المنذر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (قول معروف) سے مراد بہتر الفاظ کے ساتھ لوٹانا ہے مثلاً یہ کہے اللہ تجھ پر رحم کرے، اللہ تجھے رزق عطا فرمائے وہ سائل کو جھڑکتا نہیں اور ترش کلامی نہیں کرتا۔

ابن جریر نے علی عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ غنی وہ جو غنا میں مکمل ہے اور الحلیم جو علم میں کامل ہے(4)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾

''اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنے صدقوں کو احسان جتلا کر اور دکھ پہنچا کر اس آدمی کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کو دکھانے کے لئے اور یقین نہیں رکھتا اللہ پر اور دن قیامت پر۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چکنی چٹان ہو جس پر مٹی پڑی ہو پھر برسے اس پر زور کی بارش اور چھوڑ جائے اسے چٹیل صاف پتھر۔ (ریا کار) حاصل نہ کر سکیں گے کچھ بھی اس سے جو انہوں نے کمایا اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کفر اختیار کرنے والوں کو''۔

امام ابن المنذر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے کوئی مال خرچ کیا پھر اس کا احسان جتلایا یا اس کو اذیت دی جس کو مال دیا تھا تو اس کا اجر ضائع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کی مثال ایک چٹان سے دی ہے جس پر مٹی ہو پھر اس پر بارش برسے اور اس پر مٹی کا ذرہ بھی باقی نہ رہے اسی طرح اللہ تعالیٰ اس شخص کے اجر کو مٹا دیتا ہے جو صدقہ دیتا ہے پھر اس کا احسان جتلاتا ہے جس طرح بارش اس مٹی کو مٹا دیتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ارشاد فرمایا کہ اپنے صدقات کو احسان جتلانے اور اذیت دینے کے ساتھ باطل نہ کرو، ورنہ تمہارے صدقات باطل ہو جائیں گے جیسے ریاء

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 280 (1764) 2۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 231 (6964) 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 43 (12421)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 43

کار کا صدقہ باطل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو لوگوں کے دکھاوے کے لئے مال خرچ کرتا ہے تو ریا کاری اس کے نفقہ کو اس طرح ختم کر دیتی ہے جیسے اس بارش نے چٹان سے مٹی کو ختم کر دیا۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن ابی زکریا رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب کوئی شخص ریا کاری کے لئے عمل کرتا ہے تو اس سے پہلے والے عمل بھی ضائع ہو جاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن المنذر اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں (یہ افراد) داخل نہ ہوں گے احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان، شراب خور، جادو پر ایمان رکھنے والا اور کاہن (1)۔

امام البزار اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تین شخصوں کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا، والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا اور احسان جتلانے والا اور تین شخص جنت میں داخل نہ ہوں گے، والدین کا نافرمان، بے غیرت، وہ عورت جو مردوں سے مشابہت کرتی ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جنت میں احسان جتلانے والا داخل نہ ہوگا یہ چیز مجھ پر شاق ہوئی حتی کہ میں نے کتاب اللہ میں احسان جتلانے والے کے متعلق یہ پایا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص جہاد کرتا ہے نہ چوری کرتا ہے نہ بدکاری کرتا ہے نہ مال غنیمت میں خیانت کرتا ہے لیکن پھر بھی قدر ضرورت کے ساتھ نہیں لوٹتا۔ پوچھا گیا ایسا کیوں؟ فرمایا ایک شخص نکلتا ہے جب اللہ کی تقدیر سے اسے کوئی مصیبت پہنچتی ہے جس کا اس پر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے تو وہ لعنت کرتا ہے اور اپنے امام کو گالی دیتا ہے اور کہتا ہے میں اس کے ساتھ پھر کبھی جنگ پر نہیں آؤں گا یہ اس پر گناہ ہے اور اس کے لئے اجر نہیں ہے اس خرچ کی مثل جو اللہ کے راستہ پر کیا جاتا ہے اور پھر اس کے پیچھے احسان جتلایا جاتا ہے اور اذیت دی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی مثال بیان فرمائی۔ لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔ (3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صفوان سے مراد پتھر ہے فَتَرَكَهٗ صَلْدًا یعنی اس کو اس طرح کر دیا ہے کہ اس پر کچھ نہیں ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ صفوان سے مراد چٹان ہے، فَتَرَكَهٗ صَلْدًا، اس کو اس طرح صاف کر دیا ہے کہ اس پر کچھ باقی نہیں ہے اسی طرح قیامت کے روز منافق اس پر قادر نہ ہوگا جو کچھ اس نے دنیا میں کمایا ہوگا (5)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 191 (75-74-7873)　2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 163 (7235) مطبوعہ مکتبہ النصر ریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 44　4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 45　5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے الوابل کا معنی بارش روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الوابل سے مراد شدید بارش ہے۔ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے روز کفار کے اعمال کے لئے بیان فرمائی ہے۔ فرمایا لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ۔ یعنی اس دن یہ کفار اعمال سے صاف ہوں گے جیسے اس بارش نے پتھر کو صاف کر دیا جس پر کچھ بھی باقی نہیں رہا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَتَرَكَهٗ صَلْدًا یعنی بارش نے اس کو خشک بنا دیا جس پر کچھ اگتا نہیں ہے۔

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ صفوان کا کیا مطلب ہے ابن عباس نے فرمایا صاف چکنا پتھر۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں، تو نے اوس بن حجر کا قول نہیں سنا۔

عَلٰى ظَهْرِ صَفْوَانٍ كَاَنَّ مُتُوْنَهٗ عَلَلْنَ بدهن يزلق المتنزلا

میں سردار ہوں اور سردار کا بیٹا ہوں جن کے اباء کے لئے پتھر کی طرح مضبوط سچی بزرگی ہے۔

حضرت نافع رحمہ اللہ نے کہا مجھے صلداً کے بارے بتایئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا مطلب چکنا پتھر ہے۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے ابو طالب کا قول نہیں سنا۔

وَاِنِّيْ لَقَرْمٌ وَابْنُ قَرْمٍ لِهَاشِمٍ لِاٰبَاءِ صِلْقٍ مجدهم معقل صلد

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾

"اور مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کے لئے تا کہ پختہ ہو جائیں ان کے دل ان کی مثال اس باغ جیسی ہے جو ایک بلند زمین پر ہو برسا ہو اس پر زور کا مینہ تو لایا ہو وہ باغ دو گنا پھل اور اگر نہ برسے اس پر بارش تو شبنم ہی کافی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ جو تم کر رہے ہو سب دیکھ رہا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومن کے عمل کے لئے بیان فرمائی ہے مقاتل سے مروی ہے کہ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے کہ وہ ثواب کی غرض سے عمل کرے۔

حضرت الحسن رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں وہ شہرت اور ریا کاری کا ارادہ نہیں کرتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے الشعبی سے روایت کیا ہے کہ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ کا معنی تصدیقاً اور یقیناً ہے (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 45 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 47

امام ابن جریر نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے یقین یقیناً من عند انفسھم (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَتَثْبِيْتًا فرماتے ہیں وہ یقین رکھتے ہیں جہاں اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب آدمی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے اگر وہ اللہ کی رضا کے لئے ہو تو اسے قائم رکھتا ہے اگر اس میں ریا کی ملاوٹ ہو تو روک لیتا ہے (3)۔

امام ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے راویت کیا ہے کہ تَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ سے مراد نیت ہے۔

امام الحاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بِرَبْوَةٍ کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ربوۃ، زمین کی بلند جگہ کو کہتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ربوۃ سے مراد ہموار بلند زمین ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ربوۃ اس بلند مکان کو کہتے ہیں جس میں نہریں نہ چلتی ہوں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل سے روایت کیا ہے اَصَابَهَا وَابِلٌ فرماتے ہیں اس باغ پر بارش برستی ہے۔

حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ الوابل سے مراد موسلا دھار بارش ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ یعنی اس کا پھل دوگناہ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ فرماتے ہیں جس طرح اس باغ کا پھل دوگنا ہوتا ہے اسی طرح اس خرچ کرنے والے کے لئے دوگنا ہوتا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ (طل) سے مراد شبنم ہے (7)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی طش (پھوار) ہے (8)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ الطل سے مراد بارش کے چھوٹے قطرے ہیں (9)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے عمل کی مثال بیان فرمائی ہے فرماتے ہیں، مومن کبھی ثواب سے محروم نہیں ہوتا جیسے یہ باغ ہر حالت میں پھل دیتا ہے اگر بارش لگے تب بھی پھل دیتا ہے اگر شبنم لگے تب بھی پھل دیتا ہے (10)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد مصر کی زمین ہے، اگر اسے شبنم لگے تو بڑھتا ہے، اگر بارش لگے تو دوہرا پھل دیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 47 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 48 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 49 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً 10۔ ایضاً

اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تَکُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَهُ الْكِبَرُ وَ لَهٗ ذُرِّیَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَاۤ اِعْصَارٌ فِیْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾

''کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں سے کہ ہو اس کا ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا بہتی ہوں اس کے نیچے ندیاں (کھجور و انگور کے علاوہ) اس کے لئے اس میں ہر قسم کے اور پھل بھی ہوں اور آ لیا ہو اسے بڑھاپے نے اور اس کی اولاد بھی کمزور ہو (تو کیا وہ پسند کرتا ہے کہ) پہنچے اس کے باغ کو بگولہ جس میں آگ ہو پھر وہ باغ جل بھن جائے ایسے ہی کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے (اپنی) آیتیں تاکہ تم غور و فکر کرو''۔

امام ابن المبارک، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے پوچھا یہ آیت کس کے متعلق نازل ہوئی اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ الخ، صحابہ کرام نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور فرمایا کہو ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے امیر المومنین میرے دل میں ایک خیال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھتیجے بیان کرو اور اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھو۔ ابن عباس نے فرمایا یہ عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کون سے عمل کی مثال ہے؟ ابن عباس نے فرمایا عمل کی مثل ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ ایک غنی آدمی کی مثال ہے جو اللہ کی اطاعت کا عمل کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے لئے شیطان کو بھیجتا ہے۔ پس وہ گناہوں کے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اپنے اعمال کو غرق کر دیتا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج رات میں نے ایک آیت تلاوت کی ہے جس نے مجھے ساری رات بیدار رکھا ہے اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ الخ فرمایا اس سے کیا مراد ہے، بعض لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں اور اللہ جانتا ہے (یہ کیسی کلام ہے)۔ میں نے پوچھا ہے کہ تمہارے پاس آیت کے متعلق کوئی علم ہے یا کوئی روایت سنی ہے؟ وہ خاموش رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا میں کچھ آہستہ آہستہ بول رہا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھتیجے! بول اور اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھ، میں نے کہا اس آیت سے مراد عمل ہے۔ فرمایا اس سے کون سا عمل مراد ہے۔ میں نے کہا میرے دل میں جو القاء کیا گیا تھا وہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے چھوڑ دیا اور خود تفسیر بیان کرنے لگے فرمایا اے بھتیجے تو نے سچ کہا ہے، اس سے مراد عمل ہے۔ ابن آدم باغ کا زیادہ محتاج ہوتا ہے جب اس کی عمر بڑھ جاتی ہے اور عیال زیادہ ہوتے ہیں اور ابن آدم قیامت کے روز اپنے عمل کا زیادہ محتاج ہوگا اے بھتیجے! تو نے سچ کہا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 51

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ایک اچھی مثال بیان فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تمام مثالیں اچھی ہیں فرماتے ہیں، بڑھاپے میں باغ لگائے پھر اس کو بڑھاپا لاحق ہو اور اس کی اولاد اس کی آخری عمر میں چھوٹی ہو، باغ پر ایک بگولا آئے جس میں آگ ہو اور اس کے باغ کو جلا دے اسے پھر اس قسم کا باغ لگانے کی قوت نہ ہو اور نہ اس کی نسل میں کوئی ایسے افراد ہوں جن پر اس نے احسان کیا ہو اور وہ اس کے ساتھ مل کر اس کی نگرانی کریں۔ اسی طرح قیامت کے روز کافر کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف اسے لوٹایا جائے گا تو اس کے لئے کوئی نیک عمل نہ ہوگا تاکہ اس کے بل بوتے پر اسے توبہ کا موقع دیا جائے جس طرح اس کے لئے کوئی قوت نہیں ہے تاکہ پہلے جیسا باغ لگا سکے اور نہ اس نے کوئی نیکی کا کام کیا جس کا صلہ اس کی طرف لوٹے جس طرح اس کو اپنی اولاد سے فائدہ نہ ہوا اور ضرورت کے وقت اجر سے محروم رہے گا جس طرح یہ شخص اپنے باغ سے بڑھاپے اور اولاد کی کمزوری کے وقت محروم رہا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ ریاکاری کے طور پر خرچ کرنے کی دوسری مثال ہے وہ لوگوں کو دکھانے کے لئے مال خرچ کرتا ہے۔ پس اس کا مال ضائع ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا نہیں فرماتا۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا وہ اپنے خرچ کا محتاج ہوگا تو وہ دیکھے گا کہ ریاکاری نے اسے جلا دیا ہے اور وہ ختم ہو گیا ہے جس طرح اس شخص نے اپنے باغ پر خرچ کیا حتی کہ جب وہ بوڑھا ہو گیا اور اس کی اولاد زیادہ ہو گئی اور اسے اپنے باغ کی ضرورت ہوئی تو باد سموم آئی اور اس کے باغ کو جلا دیا پس اس نے اس سے کچھ بھی نہ پایا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اطاعت الٰہی میں کوتاہی کرنے والے شخص کی مثال ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے غافل رہتا ہے حتی کہ مر جاتا ہے اس کی مرنے کے بعد مثال اس شخص کی مانند ہے جس کا باغ بڑھاپے کی حالت میں جل چکا ہو اور اس سے اسے کوئی فائدہ نہ پہنچا ہو جب کہ اس کی اولاد بھی چھوٹی ہو وہ بھی اسے کچھ مفید نہ ہو۔ اسی طرح اطاعت الٰہی میں کوتاہی کرنیوالا مرنے کے بعد ہر بات پر حسرت کا اظہار کرے گا (3)۔

امام ابن جریر نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا یہ اس شخص کی مثال ہے جو نیک عمل کرتا رہتا ہے حتی کہ جب اسے آخری عمر میں نیک عمل کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے وہ اس وقت برے اعمال میں مشغول ہو جاتا ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ ایک ایسے انسان کے عمل کی مثال ہے جو نیک اعمال کرتا ہے پس یہ اس کے لئے جنت کی مثال ہوتا ہے پھر وہ آخری عمر میں سرکشی پر اتر آتا ہے حتی کہ سرکش اور برائی میں مر جاتا ہے پس وہ بگولا جس میں آگ ہوتی ہے وہ اس کے باغ کو جلا دیتی ہے اور وہ آگ اس کی برائی کی وجہ سے ہوتی ہے جس پر رہتے ہوئے وہ مر جاتا ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 52　　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 50　　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 51　　5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی ایسی آیت ہے جس کے متعلق کسی نے میری تشفی نہیں کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا! اے امیر المومنین میرے دل میں اس آیت کے متعلق ایک تفسیر ہے حضرت عمر نے فرمایا، اپنے نفس کو حقیر نہ سمجھئے اور بیان کیجئے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اے امیر المومنین یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے فرمایا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تمام عمر نیک، صالح اور سعادت مندوں والے اعمال کرتا رہے حتیٰ کہ جب اس کی عمر بڑی ہو جائے اور موت کا وقت قریب آجائے اور اس کی ہڈیاں کمزور ہو جائیں، اس کو نیک اعمال پر خاتمہ کی زیادہ ضرورت ہو پھر اس وقت یہ بدبختوں والے کام کرنے لگ جائے۔ پس وہ اپنے اعمال کو خراب کر دے اور اس کی بداعمالیاں اس کے نیک اعمال کو جلا دیں۔ فرماتے ہیں اس تفسیر نے حضرت عمر کے دل پر اثر کیا اور بہت پسند کیا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمْرِيْ (اے اللہ میرے بڑھاپے اور اختتام عمر کے وقت مجھ پر رزق کو وسیع فرما دینا)(1)

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اعصار اس ہوا کو کہتے ہیں جو سموم (زہریلی) اور سخت ہو(2)۔

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے اعصار کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا سخت ہوا۔ نافع نے کہا کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

فَلَهُ فِيْ آثَارِ هِنَّ خُوَارٌ وَحَفِيْفٌ كَاَنَّهُ اِعْصَارُ

اس کے لئے ان کے آثار میں ایسی آواز اور پھڑ پھڑاہٹ ہے گویا تیز ہوا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے مثال دی ہے پھر اللہ تعالیٰ کی مثال کو سمجھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ (العنکبوت: 43) ترجمہ "اور یہ مثالیں ہیں ہم بیان کرتے ہیں انہیں لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے اور نہیں سمجھتے انہیں مگر اہل علم"۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ؕ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

"اے ایمان والو! خرچ کیا کرو عمدہ چیزوں سے جو تم نے کمائی ہیں اور اس سے جو نکالا ہے ہم نے تمہارے لئے زمین سے اور نہ ارادہ کرو ردی چیز کا اپنی کمائی سے کہ (تم اسے) خرچ کرو حالانکہ (اگر تمہیں کوئی ردی چیز دے تو)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 727 (1987) مطبوعہ ریاض 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 53

تم نہ لواسے بجز اس کے کہ چشم پوشی کرلو اس میں اور (خوب) جان لو کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے ہر تعریف کے لائق ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مَا كَسَبْتُمْ سے مراد سونا اور چاندی ہے۔ اور مِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ سے مراد دانے، کھجور اور ہر وہ چیز ہے جس پر زکوٰۃ ہوتی ہے(1)، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَا كَسَبْتُمْ سے مراد تجارت ہے اور مِمَّآ اَخْرَجْنَا سے مراد پھل ہیں(2)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پانچ وسق (بتیس من) سے کم میں صدقہ نہیں ہے اور پانچ اواق چاندی سے کم میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے، پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ نہیں ہے(3) اور مسلم کے الفاظ میں ہے دانوں اور کھجوروں میں صدقہ نہیں ہے حتی کہ وہ پانچ وسق کو پہنچ جائیں۔

امام مسلم، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چاندی کے پانچ اوقیہ (612.34 گرام) سے کم میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے۔ پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ نہیں ہے اور کھجور کے پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے(4)۔

امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو فصل بارش اور چشموں کے پانی سے سیراب ہو یا وہ بارش یا جوہڑ کے پانی سے سیراب ہو اس میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جو اونٹ کے ذریعے سیراب ہو اس میں نصف عشر بیسواں حصہ ہے(5)۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور دار قطنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کھیت نہروں اور چشموں سے سیراب ہو اس کی پیداوار میں زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور جو کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جائے اس میں زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے(6)۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کھیت بارش اور چشموں کے ذریعے سیراب ہو اس میں زکوٰۃ دسواں حصہ ہے اور جو اونٹ کے ذریعے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کی جائے اس میں زکوٰۃ بیسواں حصہ ہے(7)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دار قطنی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 54
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 975 (445) مطبوعہ دار الصمیعی الریاض
3۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 201، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 316، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ صحیح بخاری، باب العشر، جلد 1، صفحہ 201
6۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 316
7۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 81، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے گھوڑوں اور غلاموں کی زکوٰۃ تمہیں معاف کی ہے۔ پس تم چاندی کی زکوٰۃ لاؤ ہر چالیس درہموں میں ایک درہم ہے اور ایک سو نوے دراہم میں کچھ نہیں ہے۔ جب دو سو دراہم پورے ہو جائیں تو ان میں زکوٰۃ پانچ دراہم ہیں (1)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹوں میں زکوٰۃ ہے، گائے میں زکوٰۃ ہے، بکریوں میں زکوٰۃ ہے اور کپڑے میں زکوٰۃ ہے (2)۔

امام ابوداؤد نے حبیب بن سلیمان بن سمرہ عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس چیز سے زکوٰۃ دینے کا حکم دیتے تھے جو تجارت کے لئے ہوتی تھی (3)۔

امام ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر بیس دینار پر نصف دینار زکوٰۃ لیتے تھے اور چالیس دینار پر ایک دینار زکوٰۃ لیتے تھے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور دارقطنی نے عمر بن شعیب بن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں پانچ اونٹوں سے کم کچھ پر (زکوٰۃ) نہیں ہے اور چالیس بکریوں سے کم میں کچھ نہیں ہے تیس گائیں سے کم میں کچھ نہیں ہے بیس مثقال سونے سے کم میں کچھ نہیں ہے، دو سو درہم سے کم میں کچھ (زکوٰۃ) نہیں ہے، پانچ وسق سے کم میں کچھ نہیں ہے۔ کھجور، کشمش، گندم اور جو میں دسواں حصہ ہے جو بہنے والے پانی سے سیراب ہوا اس میں دسواں حصہ ہے اور جو ڈول کے ذریعے سیراب ہوا اس میں نصف عشر (بیسواں حصہ) ہے (5)۔

امام ابن ماجہ اور دارقطنی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جواہر، موتیوں، نگینوں اور زمین کی سبزیوں کھیرے، لکڑیوں کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا پتھر میں زکوٰۃ نہیں ہے سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ ان پانچ چیزوں میں بیان فرمائی ہے گندم، جو، کھجور، کشمش اور جوار (6)۔

امام دارقطنی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان چار چیزوں میں زکوٰۃ کا ذکر فرمایا گندم، جو، کشمش اور کھجور (7)۔

امام ترمذی اور دارقطنی نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خط لکھ کر سبزیوں کی زکوٰۃ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ان میں کچھ نہیں ہے (8)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو زمین

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 79
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 545 (431)، مطبوعہ الریاض
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 6، صفحہ 218 (1682) مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 382 (1791) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 356 (9860) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 397 (1815)
7۔ سنن الدارقطنی، جلد 2-1، صفحہ 96، مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ
8۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 81، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

بارش، جوہڑ اور سیلاب کے پانی سے سیراب کی جاتی ہے اس میں، سواں حصہ ہے اور جو اونٹ سے پانی کھینچ کر سیراب کی جاتی ہے اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ ہے اور زکوٰۃ صرف کھجور، گندم اور دانوں میں ہوتی ہے (لیکن) کھیرا، ککڑی، تربوز، انار، ساگ اور دوسری سبزیاں معاف ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ نے معاف فرمایا ہے (1)۔

امام دار قطنی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سبزیوں میں صدقہ (عشر) نہیں ہے اور نہ عرایا (وہ کھجور کے درخت جو مسکینوں کو ہبہ کیے جاتے تھے) میں صدقہ ہے اور پانچ وسق پیداوار سے کم میں صدقہ نہیں ہے اور کام میں لگائے جانے والے جانوروں پر زکوٰۃ واجب نہیں اور جبہہ میں زکوٰۃ نہیں ہے، الصقر بن حبیب نے کہا ہے کہ جبھہ سے مراد گھوڑے، خچر اور غلام ہیں (2)۔

امام دار قطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین جو سبزیاں اگاتی ہے ان میں زکوٰۃ نہیں ہے (3)۔

امام دار قطنی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا سبزیوں میں صدقہ نہیں ہے (4)۔

امام البزار اور دار قطنی نے حضرت طلحہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سبزیوں میں صدقہ نہیں ہے (5)۔

امام دار قطنی نے محمد بن عبداللہ بن جحش سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبزیوں میں صدقہ نہیں ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور دار قطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے معاف کیا ہے صرف تمہارے غلاموں اور گھوڑوں کا صدقہ۔ لیکن تم اپنی چاندی، کھیتی اور جانوروں کا صدقہ ادا کرو (7)۔

امام ابوداود، ابن ماجہ، دار قطنی، حاکم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا۔ دانوں سے دانے لو، بکریوں سے بکری اونٹوں سے اونٹ اور گائیوں سے گائے (8)۔

امام مالک، شافعی، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جانور کا نقصان رائیگاں ہے، کنویں میں گرنے والے کا نقصان رائیگاں ہے اور کان میں مرنے والے کا نقصان رائیگاں ہے اور دفینہ میں خمس ہے (9)۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیس گائیں ہوں تو ان میں ایک بچھڑا یا بچھڑی اور ہر چالیس گائیوں میں سے ایک مسنہ (10)۔

امام دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کام کرنے

1۔ سنن الدار قطنی، جلد 1، صفحہ 97 2۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 95 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 95 5۔ ایضاً 6۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 95، مطبوعہ دار المحاسن قاہرہ

7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 98 8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 100 (23)

9۔ جامع ترمذی، جلد 3، صفحہ 34 (642) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 10۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 79 مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

والے بیلوں میں صدقہ نہیں ہے لیکن ہر تیس میں ایک بچھڑا اور ہر چالیس میں ایک مسن یا مسنہ (1)۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہد کے دس مشکیزوں میں سے ایک مشکیزہ زکوٰۃ ہے (2)۔

حضرات ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب بن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے شہد سے عشر وصول کیا اور ابوداؤد کے الفاظ میں ہے کہ ہلال، جس کا تعلق بنی متعان سے تھا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی کھجوروں کا عشر لے کر آیا اور عرض کی کہ سلبہ وادی آپ میرے لئے محفوظ فرما دیں، رسول اللہ ﷺ نے وہ وادی اس کے نام کردی پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو سفیان بن وہب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا اور اس کے معاملہ کے متعلق دریافت کیا، حضرت عمر نے جواباً لکھا کہ اگر وہ اپنی کھجوروں کا عشر ادا کرے جو وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتا تھا تو سلبہ وادی اس کے نام کردو ورنہ یہ بارش کی مکھی ہے جو چاہے کھائے (یعنی یہ شہد بارش کی وجہ سے تیار ہوتا ہے کیونکہ بارش ہوتی ہے تو پھول وغیرہ اگتے ہیں اور مکھی چوس کر شہد تیار کرتی ہے) (3)

حضرات شافعی، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو انہوں نے حضرت انس بن مالک کو بحرین کی طرف بھیجا اور ان کے لئے یہ تحریر فرمایا کہ یہ زکوٰۃ کا فریضہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں پر فرض فرمایا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو حکم فرمایا تھا۔ پس جو اس کا مطالبہ اس کے طریقے پر کرے اسے یہ (زکوٰۃ) ادا کرنی چاہیے اور جس سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے وہ اسے ادا نہ کرے پس پچیس اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ بکریاں ہیں اور ہر پانچ میں ایک بکری ہے جب پچیس ہو جائیں تو ان میں بنت مخاض (ایسا اونٹ جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو) ہے یہاں تک کہ پینتیس ہو جائیں۔ پس ان میں بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون ہوگا اور جب چھتیس اونٹ ہو جائیں تو ان میں پینتالیس تک بنت لبون (ایسا اونٹ جو دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو) ہوگی اور جب چھیالیس ہو جائیں تو ان میں حقہ (جو تین سال کا ہو) واجب ہوگا اور یہ ساٹھ تک ہوگا جب اکسٹھ ہو جائیں تو پچھتر تک ایک جذعہ ہوگا، جب چھہتر ہو جائیں تو ان میں نوے تک دو بنت لبون ہوں گی، جب اکانوے ہو جائیں تو ایک سو بیس تک بالغ دو حقے ہوں گے۔ پھر جب ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہوگی اور ہر پچاس میں ایک حصہ ہوگا، جب صدقات کے فرائض میں اونٹوں کی عمریں مختلف ہوں تو جس پر جذعہ واجب ہو اور اس کے پاس جذعہ نہ ہو بلکہ اس کے پاس حقہ ہو تو اس سے حقہ قبول کر لیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ وہ دو بکریاں دے گا اگر اسے میسر ہوں یا بیس درہم دے گا اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ اس پر حقہ واجب ہو جب کہ اس کے پاس حقہ نہ ہو بلکہ جذعہ ہو تو اس سے جذعہ قبول کیا جائے گا اور صدقہ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں دے گا اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ اس پر بنت لبون فرض ہو اور اس کے پاس حقہ کے سوا کچھ نہ ہو تو اس سے وہ قبول کیا

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 103 2۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 80 3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 402 (182)

جائے گا اور صدقہ وصول کرنے والا بیس درہم یا دو بکریاں اسے دے گا اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ اس پر بطور زکوٰۃ بنت لبون واجب ہو اور اس کے پاس بنت مخاض ہو تو اس سے وہ قبول کی جائے گی اور ساتھ ہی دو بکریاں یا بیس درہم وصول کئے جائیں گے اور جس کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ اس پر بنت مخاض واجب ہو اور اس کے پاس صرف مذکر ابن لبون ہو تو اس سے وہ قبول کیا جائے گا اور اس کے ساتھ کچھ نہیں لیا جائے گا اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن ان کا مالک چاہے تو صدقہ کر سکتا ہے اور بکریاں جب چراگاہوں میں چرنے والی ہوں اور وہ چالیس تک پہنچ جائیں تو ایک سو بیس تک ان میں ایک بکری واجب ہوگی، جب ایک سو بیس سے زائد ہوں گی تو دو سو تک دو بکریاں ہوں گی، جب دو سو سے زائد ہوں گی تو تین سو تک تین بکریاں ہوں گی، جب تین سو سے زائد ہوں گی تو ہر سو میں ایک بکری واجب ہو گی، بطور زکوٰۃ نہ تو بوڑھی بکری لی جائے گی اور نہ عیب دار نہ نر لیا جائے گا مگر یہ کہ صدقہ دینے والا خود نر دینا پسند کرے اور متفرق (بکریوں) کو جمع نہیں کیا جائے گا اور دو شریکوں کی اکٹھی بکریوں کو جدا جدا نہیں کیا جائے گا تا کہ صدقہ سے بچ جائیں اور دو شریکوں سے لیا جائے گا وہ اپنے اپنے حصہ کے مطابق رجوع کریں گے۔ اگر چرنے پھرنے والی بکریاں چالیس تک نہ پہنچیں تو ان میں کچھ واجب نہ ہوگا مگر یہ کہ ان کا مالک چاہے اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے، اگر کسی کے پاس ایک سو نوے درہم مال ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ مگر یہ کہ مالک خود اپنی طرف سے خود دینا چاہے (تو دے سکتا ہے)(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے زہری عن سالم عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ کا نصاب اور اس کا فریضہ تحریر فرمایا لیکن اس کو عمال کی طرف روانہ نہ فرمایا حتی کہ آپ کا وصال ہو گیا، پس آپ نے وہ اپنی تلوار کے ساتھ (نیام میں) ملایا، حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کے مطابق عمل کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر عمل کیا۔ اس میں یہ لکھا تھا پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے، دس میں دو بکریاں ہیں، پچیس سے پینتیس تک ایک بنت مخاض ہے، جب اس سے زائد ہوں تو پینتالیس تک بنت لبون ہے، جب اس سے زائد ہوں تو ساٹھ تک ایک حقہ ہے، جب اس سے زائد ہوں تو پچھتر تک جذعہ ہے، جب اس سے زائد ہوں تو نوے تک دو بنت لبون ہیں، جب اس سے زائد ہوں تو ایک سو بیس تک دو حقے ہیں، اگر دو سو سے اونٹ زائد ہوں تو ہر پچاس میں ایک حقہ ہے اور ہر چالیس میں بنت لبون ہے۔ اور چالیس بکریوں میں ایک سو بیس تک ایک بکری ہے، جب اس سے زائد ہو جائیں تو دو سو تک دو بکریاں ہیں، جب اس سے زائد ہو جائیں تو تین سو تک تین بکریاں ہیں، اگر بکریاں اس سے زائد ہوں تو ہر سو میں ایک بکری ہے اور اس کے بعد سو سے کم میں کچھ واجب نہیں ہے اور دو شریکوں کی اکٹھی بکریوں کو صدقہ کے خوف سے جدا جدا نہیں کیا جائے گا اور جدا جدا کو اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور جو دو شریکوں پر واجب ہوگا وہ اپنے اپنے حصہ کے مطابق ایک دوسرے سے رجوع کریں گے اور صدقہ میں بوڑھی اور عیب دار چیز نہیں لی جائے گی۔ زہری فرماتے ہیں جب صدقہ وصول کرنے والا آئے گا تو بکریوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، ایک ثلث گھٹیا، ایک ثلث بہتر اور ایک ثلث متوسط، پس صدقہ لینے والا متوسط سے لے گا(2)۔

1۔ صحیح بخاری، باب زکوٰۃ الابل، جلد 1، صفحہ 195، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 385 (9887)

حضرات حاکم نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک تحریر لکھی تھی جس میں فرائض، سنن اور دیات کا بیان تھا وہ عمرو بن حزم کو دے کر بھیجی، پس وہ اہل یمن کے سامنے پڑھی گئی۔ اس کا متن یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ اِلٰى شَرَحْبِيْلَ بْنِ عَبْدِ كِلَالٍ، وَالْحَرْثِ بْنِ عَبْدِ كِلَالٍ وَ يَغْنَمِ بْنِ عَبْدِ كِلَالٍ یعنی محمد ﷺ کی طرف سے شرحبیل، حرث اور یغنم کی طرف۔ فرمایا حمد و ثناء کے بعد تمہاری طرف پیغام رساں آ رہا ہے تم مال غنیمت میں سے خمس دو اور وہ ادا کرو جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر زمین کا عشر فرض کیا ہے پس جس کو بارش، سیلاب کا پانی سیراب کرے یا جو جوہڑ وغیرہ سے سیراب ہو اس میں دسواں حصہ ہے جب کہ وہ پانچ وسق تک پہنچ جائے اور جو ڈول اور راہٹ کے ذریعے سیراب ہو اس میں بیسواں حصہ ہے جب کہ وہ پانچ وسق تک پہنچ جائے اور جنگل میں چل کر گزارہ کرنے والے پانچ اونٹوں میں ایک بکری ہے، حتیٰ کہ یہ حکم چوبیس اونٹوں تک ہے اور جب پچیس ہو جائیں تو ان میں ایک بنت مخاض ہے، اگر بنت مخاض نہ ہو تو مذکر ابن لبون ہو گا اور یہ حکم پینتیس تک ہے۔ جب چھتیس ہو جائیں تو ان میں ایک ابن لبون ہے حتیٰ کہ پینتالیس ہو جائیں۔ اگر پینتالیس سے ایک زائد ہو جائے تو ساٹھ تک دو ابن لبون ہیں جو بالغ ہوں، اگر ایک اور زائد ہو جائے تو پچھتر تک ایک جذعہ ہے۔ اگر اکانوے ہو جائیں تو ایک سوبیس تک دو حقے ہوں گے جو بالغ ہوں گے، ایک اور زائد ہو جائے تو پھر ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہو گی اور ہر پچاس میں ایک حقہ ہو گا۔ اور ہر تیس گائیوں میں جذع (جو اونٹ چار سال مکمل کر کے پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو) کا تبیع یا جذعہ ہو گا اور ہر چالیس گائیوں میں ایک گائے ہو گی اور ہر چالیس بکریوں میں ایک بکری ہو گی اور یہ حکم ایک سوبیس بکریوں تک ہو گا، جب ایک سو اکیس ہو جائیں تو ان میں تین بکریاں ہو گی اور یہ حکم تین سو تک پہنچنے تک ہو گا۔ اگر تین سو سے ایک زائد ہو جائے گا تو پھر ہر سو میں ایک بکری ہو گی اور صدقہ میں بوڑھی، کمزور، عیب دار اور بکریوں کا نر نہیں لیا جائے گا، اگر مالک نر دینے پر راضی ہو تو لے لیا جائے گا، متفرق بکریوں کو صدقہ کے خوف سے اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی مجتمع (بکریوں وغیرہ) کو صدقہ کے خوف سے علیحدہ علیحدہ کیا جائے گا اور دو خلیطوں سے جو بطور زکوٰۃ لیا جائے گا وہ اپنے اپنے حصہ کے مطابق ایک دوسرے سے رجوع کریں گے اور ہر پانچ اوقیہ چاندی میں پانچ درہم زکوٰۃ ہو گی اور جو اس سے زائد ہو گا ان میں ہر چالیس درہم میں ایک درہم ہو گا اور پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں کچھ واجب نہیں ہے اور ہر چالیس دینار میں ایک دینار واجب ہے، صدقہ محمد (ﷺ) اور آل بیت محمد (ﷺ) کے لئے حلال نہیں ہے۔ یہ زکوٰۃ لوگوں کے نفسوں کو پاک کرتی ہے اور یہ مومنین فقراء، فی سبیل اللہ، مسافر پر خرچ کی جائے گی۔ غلام اور کھیتی پر اور کھیت کی پیداوار پر زکوٰۃ نہیں ہے جب کہ اس کا عشر ادا کیا گیا ہو اور مسلم کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

اور فرماتے ہیں اسی تحریر میں تھا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑے گناہ یہ ہیں اللہ کا شریک ٹھہرنا، ناحق کسی مومن کو قتل کرنا، جنگ سے فرار اختیار کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود

کھانا، یتیم کا مال کھانا اور (یہ بھی اس تحریر میں تھا) عمرہ حج اصغر ہے۔ قرآن کو صرف پاکیزہ آدمی چھوئے اور ملکیت سے پہلے طلاق نہیں ہے اور خریدنے تک آزادی نہیں ہے اور کوئی شخص تم میں سے ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے جب کہ اس کی ایک طرف ظاہر ہو اور تم میں سے کوئی شخص بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز نہ پڑھے اور نہ ایک ایسے کپڑے میں کہ اس کے کندھے پر کچھ نہ ہو۔

اسی تحریر میں یہ بھی تھا کہ جو شخص کسی مسلمان کو بغیر وجہ کے ناحق قتل کرے گا اس پر قصاص ہوگا مگر یہ کہ مقتول کے اولیاء راضی ہو جائیں اور پورے نفس کی دیت سو اونٹ ہیں اور جب پوری ناک کاٹ دی جائے گی تو اس میں دیت ہے اور زبان میں دیت ہے دونوں ہونٹوں میں دیت ہے، دونوں خصیتین میں دیت ہے، ذکر میں دیت ہے، الصلب (پیٹھ) میں دیت ہے، آنکھوں میں دیت ہے، پاؤں میں نصف دیت ہے اور جو زخم دماغ تک پہنچ جائے اس کی دیت ایک بٹا تین حصہ ہے اور پیٹ کے زخم میں دیت ایک بٹا تین حصہ ہے اور وہ زخم جو ہڈی کو توڑ دے یا اپنی جگہ سے ہٹا دے اس کی دیت پندرہ اونٹ ہیں اور ہر ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں سے ایک انگلی کی دیت ایک بٹا دس حصہ ہے اور دانت کی دیت پانچ اونٹ اور وہ زخم جو ہڈی تک پہنچ جائے اور اس کی سفیدی ظاہر کر دے تو اس کی دیت پانچ اونٹ ہیں اور عورت کے بدلے میں مرد کو قتل کیا جائے گا اور سونے والوں پر ہزار دینار ہیں (1)۔

امام ابوداؤد نے حبیب المالکی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے کہا اے ابونجید تم ایسی احادیث بیان کرتے ہو جن کی اصل ہم قرآن میں نہیں دیکھتے، عمران غصہ میں آگئے اور فرمایا کیا تم نے یہ (قرآن میں) پایا ہے کہ ہر چالیس درہموں میں زکوٰۃ کا ایک درہم ہے اور اتنی بکریوں میں ایک بکری ہے اور اتنی گائیوں میں ایک گائے ہے کیا (یہ تمام چیزیں) تم نے قرآن میں پائی ہیں، اس نے کہا نہیں۔ فرمایا پھر تم نے یہ احکام کہاں سے لئے ہیں؟ تم نے ہم سے لئے ہیں اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لئے ہیں (2)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں سے ہر آزاد یا غلام مذکر یا مؤنث پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فطر کی زکوٰۃ فرض کی ہے (3)۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، دارقطنی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطر کی زکوٰۃ فرض کی ہے یہ لغو اور بے حیائی کی باتوں سے روزے کو پاک کرتی ہے اور یہ مساکین کے لئے خوراک ہے اور جو اسے نماز سے پہلے ادا کرے گا اس کی زکوٰۃ مقبول ہے اور جو نماز کے بعد ادا کرے گا پھر وہ صدقات میں صدقہ ہے (4)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارقطنی نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم ہر چھوٹے، بڑے، آزاد یا غلام کی طرف سے ایک صاع طعام (ساڑھے چار سیر) یا ایک صاع پنیر، یا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 553 (1447) مطبوعہ الریاض
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 6، صفحہ 217 (1681) مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض
3۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 85، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 403 (1827)

ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش زکوٰۃ فطر ادا کرتے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ ہم میں موجود تھے (1)۔

امام احمد، ابوداود اور دار قطنی نے ثعلبہ بن صغیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عید الفطر سے پہلے دو دن خطبہ ارشاد فرمایا اور صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر شخص کی طرف سے دینے کا حکم دیا یا ایک صاع گندم دو آدمیوں کو دینے کا حکم دیا اور یہ حکم ہر چھوٹے، بڑے، آزاد، غلام، مذکر، مؤنث، غنی، فقیر سب کے لئے یہ حکم ہے غنی لوگ ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو پاک کرے گا اور فقیر لوگ ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اس سے زیادہ دے گا جتنا اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس نے دیا ہوگا (2)۔

امام احمد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کے حکم کے نازل ہونے سے پہلے صدقہ فطر کا حکم دیا، جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے نہ ہمیں حکم دیا اور نہ منع فرمایا جب کہ ہم صدقہ فطر ادا کرتے تھے اور ہمیں آپ ﷺ رمضان کے روزوں کے حکم کے نزول سے پہلے عاشوراء کے روز کے حکم دیتے تھے، پھر جب رمضان کا حکم نازل ہوا تو آپ نے نہ ہمیں عاشوراء کے روزے کا حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا جب کہ ہم یہ روزہ رکھتے تھے (3)۔

امام دار قطنی نے حضرت ابن عمر سے اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر چھوٹے بڑے، مذکر، مونث، آزاد، غلام میں سے جن کی تم کفالت کرتے ہو سب پر صدقہ فطر فرض قرار دیا ہے (4)۔

امام شافعی نے حضرت جعفر بن محمد عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر آزاد اور ہر غلام، مرد اور عورت جن کی تم کفالت کرتے ہو سب پر صدقہ فطر واجب کیا ہے۔

امام البزار، دار قطنی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک منادی کو حکم دیا کہ وہ بطن مکہ (مکہ کی وادی) میں اعلان کرے کہ صدقہ فطر حق (اور) واجب ہے ہر مسلمان، چھوٹے، بڑے، مرد، عورت، آزاد، غلام، شہری، دیہاتی پر اور یہ ایک صاع جو یا کھجور ہے (5)۔

امام دار قطنی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان کے صدقہ کے متعلق ہر انسان کو ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ایک صاع گندم دینے پر برانگیختہ کیا (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے ہشام بن عروہ عن ابیہ عن امہ اسماء کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں صدقہ فطر اس مد کے ساتھ نکالتے تھے جس کے ساتھ وہ اپنے اہل بیت کو خوراک دیتے تھے اور الصاع کے ذریعے خوراک دیتے تھے اور تمام اہل مدینہ ایسا ہی کرتے تھے (7)۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 318، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 147 (38-37)
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 403 (1828)
4۔ سنن دار قطنی، جلد 2، صفحہ 140 (11)
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 42-141 (17)
6۔ سنن دار قطنی، جلد 2، صفحہ 144 (24)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 400 (24)

حضرت ابوحفص بن شاہین رحمہ اللہ نے فضائل رمضان میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رمضان کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں اور بلند نہیں ہوتے مگر صدقہ فطرادا کرنے کے ساتھ ابن شاہین نے فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے اور جید الاسناد ہے۔

امام مالک اور شافعی نے زریق بن حکیم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھا کہ جو مسلمان تمہارے پاس سے گزرے اس کو دیکھو اور اس کے ظاہر مال تجارت سے ہر چالیس دینار پر ایک دینار وصول کرو اور جو اس سے کم ہو اس کی زکوٰۃ اس کے حساب سے لو حتی کہ بیس دینار تک پہنچ جائے، اگر اس سے دینار کا ایک بٹا تین حصہ کم ہو جائے تو اس کو چھوڑ دو اور اس مال سے کچھ نہ لو(1)۔

امام دارقطنی نے حضرت ابو عمرو بن جماس عن ابیہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں چمڑے اور ترکش بیچا کرتا تھا۔ میرے پاس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ گزرے تو فرمایا اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر۔ میں نے کہا اے امیر المومنین یہ چمڑے کی شکل میں ہے۔ فرمایا اس کی قیمت لگا پھر اس کا صدقہ دے۔

امام البزار اور دارقطنی نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ایسے مرد یا عورت غلام کا حکم دیتے تھے جو مالک کا پرانا مال ہوتے تھے اور یہ کام کرنے والے غلام ہیں جن کے بیچنے کا ارادہ نہیں ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا صدقہ فطر نہ نکالنے کا حکم دیتے تھے اور اس غلام کا صدقہ فطر نکالنے کا حکم دیتے تھے جو فروخت کرنے کے لئے ہوتا ہے(2)۔

امام حاکم نے بلال بن الحارث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معادن قبیلہ کا صدقہ وصول کیا(3)۔

امام شافعی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے عنبر کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ وہ چیز ہے جس کو سمندر دھکیل کر باہر لاتا ہے۔ اگر اس میں کچھ فرض ہوتا تو اس میں خمس ہوتا۔

امام مالک اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زیتون میں عشر ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زیتون میں عشر ہے(5)۔

امام دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چرنے پھرنے والے گھوڑوں میں سے ہر گھوڑے پر ایک دینار ہے(6)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر غلام اور گھوڑے پر صدقہ نہیں ہے لیکن غلام میں صدقہ فطر ہے(7)۔

1۔ موطا امام مالک، جلد 1، صفحہ 255 (20) مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 128
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 561 (1467) مطبوعہ الریاض
4۔ موطا امام مالک، جلد 1، صفحہ 272 (35)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 373 (10047)
6۔ سنن دارقطنی، جلد 2، صفحہ 126
7۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 127

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں براء بن عازب سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں یہ آیت ہم انصار کے متعلق نازل ہوئی، ہم کھجوروں والے تھے ہر شخص اپنی کھجوروں سے کثرت وقلت کے اعتبار سے لیتا تھا اور کوئی شخص ایک یا دو خوشے لاتا اور انہیں مسجد میں لٹکا دیتا تھا اور اہل صفہ کے لئے یہ کھانا ہوتا تھا اور ان میں سے کسی کو جب بھوک لگتی تو وہ اس خوشے پر اپنی چھڑی کے ساتھ مارتا تو پکی اور کچی کھجوریں ٹوٹ جاتی تھیں پھر وہ انہیں کھاتا تھا اور کچھ لوگ جو نیکی سے زیادہ رغبت نہ رکھتے تھے وہ ایسا خوشہ لاتے جس میں گھٹیاں کھجوریں ہوتیں اور ایسا خوشہ لاتے جو ٹوٹ چکا ہوتا تھا پھر وہ اسے لٹکا دیتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اگر تم میں سے کسی کو ایسی چیز دی جائے جو اس نے اللہ کے راستہ میں دی ہے تو وہ اسے نہ لے مگر حیاء کرتے ہوئے اور آنکھیں بند کرتے ہوئے۔ راوی فرماتے ہیں پھر ہم میں سے ہر شخص چیز لاتا جو عمدہ اور اچھی ہوتی تھی (1)۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، ہمیں بیان کیا گیا کہ ایک شخص کے دو باغ ہوتے وہ ان میں سے گھٹیا پھل والا جسے دیکھتا اسے صدقہ کرتا اور گھٹیا کھجوریں صدقہ کی کھجوروں میں ملا دیتا پس اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو معیوب بتایا اور اس عمل سے لوگوں کو منع فرمایا۔

حضرات عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں منافقین میں سے کچھ لوگ وہ تھے کہ جب انہیں زکوٰۃ دینے کا حکم ملا تو وہ اپنے پھلوں میں سے گھٹیا پھل لے کر آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت نازل فرمائی۔

حضرات عبد بن حمید نے جعفر بن محمد عن ابیہ سے نقل فرمایا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا حکم دیا تو ایک شخص ردی کھجوریں لے کر آیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کی مقدار کا اندازہ کرنے والے شخص سے فرمایا اس کو جائز قرار نہ دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

امام حاکم نے جعفر بن محمد عن ابیہ کے طریق سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیا۔ ایک شخص ردی کھجوریں لے کر آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن رواحہ کو فرمایا اس کھجور کا اندازہ نہ کر۔ پس اس پر یہ آیت نازل ہوئی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (2)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کا حکم دیا تو ایک شخص گھٹیا کھجور کے درخت سے کھجور لے کر آیا اور رکھ دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا یہ کون لے کر آیا ہے، ہر ایک نے اپنی کھجوروں

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 400 (822) (مختصرا) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 312 (3122) مطبوعہ الریاض

کا ذکر کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ (الآیہ) رسول اللہ ﷺ نے دورنگی کھجوریں صدقہ کرنے سے منع فرمایا یا جعر وراورلون الحبیق صدقہ کرنے سے منع فرمایا (یہ دونوں گھٹیا قسم کی کھجوریں ہیں)(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سستا طعام خریدتے اور صدقہ کرتے۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئی اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

امام ابن جریر نے عبیدہ السلمانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ فرضی زکوۃ کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ ایک شخص کھجوریں کاٹتا تو اچھی کھجوریں علیحدہ کر لیتا۔ جب صدقہ لینے والا آتا تو وہ اسے ردی کھجوریں دیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ الخ، یعنی تم خبث کا ارادہ نہ کیا کرو کیونکہ تم سے میں یہ کھجوریں نہیں لیتا حتی کہ اس کی قیمت کو کم کیا جائے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے مدینہ طیبہ میں لٹکے ہوئے خوشوں میں ایک ردی کھجور کا خوشہ لٹکا دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ یہ بہت برا ہے جس نے یہ لٹکایا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (3)۔

امام ابن المنذر نے محمد بن یحییٰ بن حبان المازنی الانصاری سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اپنی قوم سے صدقہ کے طور پر مختلف قسم کی ردی کھجوریں اٹھا کر لایا (مثلاً) جعرور، اللبیہ، الایارخ، القصرہ، امعاء فارہ، یہ سب ردی اور گھٹیا کھجوریں معروف ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کو رد فرما دیا فرمایا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

امام سفیان بن عیینہ اور الفریابی نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ گھٹیا اور ردی کھجوریں صدقہ کرتے تھے پس انہیں اس سے منع کیا گیا اور اچھی چیز صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ۔

امام وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص اپنی گھٹیا چیز صدقہ کرتا تھا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (4)۔

امام ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ کے پاس چھڑی بھی تھی۔ مسجد میں کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے، ان میں ایک خوشہ ردی کھجور کا تھا۔ آپ نے اس پر اپنی چھڑی ماری اور فرمایا اگر اس کا مالک اس سے اچھی کھجور صدقہ کرتا تو اسے کچھ نقصان نہ ہوتا۔ ان کھجوروں کا مالک قیامت کے روز ردی کھجوریں کھائے گا (5)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اپنے اچھے اور

1۔ سنن دارقطنی، جلد 2، صفحہ 130 (11) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 55 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 56
4۔ ایضاً 5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 313 (3126)

عمدہ مال صدقہ کرو لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ فرمایا تمہارا اگر کسی پر حق ہو اور وہ تمہارے حق سے کم لائے تو تم اسے جید کے حساب سے نہیں لیتے حتی کہ تم اس کو کم کرتے ہو فرمایا اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ جس چیز کو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے میرے لئے کیوں پسند کرتے ہو۔ میرا حق تمہارے اچھے اموال میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:92)(1)

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسلمان کی کمائی خبیث نہیں ہوتی، لیکن تم گھٹیا کھجوریں صدقہ نہ کرو اور کھوٹے درہم صدقہ نہ کرو اور ایسی چیز صدقہ نہ کرو جس میں فائدہ نہ ہو اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ فرمایا تم ردی چیز اپنے لئے جائز قرار نہیں دیتے (2)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں خبیث چیز کا ارادہ نہ کرو کہ تم اس سے خرچ کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے صدقات سے غنی ہے (3)۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا مجھے اس ارشاد لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ کے متعلق بتایئے فرمایا تم اپنے ردی پھل اور ردی اناج کا قصد نہ کرو کہ تم وہ صدقہ میں دو گے، اگر تم ردی دو گے تو قبول نہیں کیے جائیں گے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ مفہوم جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں تم نے اعشیٰ کا یہ شعر نہیں سنا۔

یَمَّمْتُ رَاحِلَتِیْ اَمَامَ مُحَمَّدٍ اَرْجُوْ فَوَاضِلَهٗ وَ حُسْنَ نَدَاهُ

میری سواری نے محمد کے آگے جانے کا قصد کیا میں اس کی فضیلت اور اس کی اچھی مجلس کی امید کرتا ہوں۔

اسی طرح اس شعر میں استعمال ہوا ہے۔

تَیَمَّمْتُ قَیْسًا وَ کَمْ دُوْنَهٗ مِنَ الْاَرْضِ مِنْ مَهْمِهٍ ذِیْ شَزَرٍ

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے اس آیت کے متعلق عبیدہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ ارشاد زکوٰۃ اور واجب صدقہ کے متعلق ہے۔ لیکن نفلی صدقہ میں کھوٹے درہم خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ درہم کھجور سے افضل ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ کے متعلق روایت کیا ہے کہ لوگ اپنے مالوں کی زکاۃ کھجور کے ساتھ دیتے تھے اور زکوٰۃ میں ردی کھجوریں دیتے تھے۔ فرمایا اگر کوئی شخص دوسرے سے کوئی چیز طلب کرے پھر وہ اسے ردی چیز واپس کرے تو وہ نہیں لے گا مگر یہ کہ وہ اپنے حق کو اس سے کم لینے والا تصور کرے گا (5)۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے تم اپنے مقروضوں سے گھٹیا چیز نہیں لیتے اور نہ اپنی بیوع سے لیتے ہو مگر کیل میں اچھی چیز پر زیادتی کے ساتھ لیتے ہو۔ یہ ارشاد اس لئے فرمایا کیونکہ لوگ مدینہ طیبہ میں خوشے لٹکاتے تھے اور جو تم خرچ کرو تو اچھی چیز خرچ کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 54
2۔ ایضاً
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 401
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 437 (10785)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 57

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ الخبیث سے مراد ردی کھجور اور کھائے ہوئے دانے ہیں۔ فرمایا تمہارا اگر کسی پر حق ہو وہ تمہیں کھوٹے درہم دے تو تم وہ لو گے تو کیا تم اپنے حق سے کمی کرنے والے نہیں ہو گے۔

امام وکیع نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اگر تم دیکھو کہ ردی چیز کو بازار میں بیچا جا رہا ہے تو تم وہ نہیں لو گے حتی کہ اس کی قیمت کم کی جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر تمہارا کسی پر حق ہو تو تم اپنے حق سے کم لینے پر راضی نہ ہو گے، پھر تم اللہ تعالیٰ کے لئے ردی مال کے ساتھ کیسے راضی ہوتے ہو جس کے ذریعے تم اللہ کی بارگاہ کا قرب چاہتے ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تم اس ردی مال کو اچھے مال کی قیمت کے ساتھ لینے کے لئے تیار نہیں ہوتے مگر یہ کہ اس کی قیمت کم کی جائے۔

امام ابو داؤد اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن معاویہ الفاخری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے ان تین امور کو انجام دیا اس نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا (1) اللہ وحدہٗ کی عبادت کی (اور یہ گواہی دی) کہ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں (2) اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال خوش دلی سے ادا کی جو اس پر کشادگی کی وجہ سے واجب ہے (3) نہ بوڑھا جانور دیا ہو نہ مریض جانور دیا ہو اور نہ بیمار اور خراب مال دیا ہو لیکن اپنے درمیانے مال سے دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو تم سے بہتر مال کا سوال کیا ہے اور نہ تمہیں برے مال دینے کا حکم دیا ہے (1)۔

امام شافعی نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سفیان بن عبداللہ کو طائف پر عامل مقرر کیا اور فرمایا لوگوں کو کہو کہ میں تم سے وہ جانور نہیں لوں گا جو دودھ کے لئے گھر میں پالی گئی ہو اور نہ گابھن جانور لوں گا نہ دودھ والا اور نہ ایسی بکری جو کھانے کے لئے رکھی گئی ہو گی اور نہ بکریوں کا نر لوں گا ان سے بکری کا بچہ، جذعہ اور ثنیہ لو اور یہ ردی اور بہتر مال کے درمیان ہے۔

امام شافعی نے سعر بن عدی کے بھائی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے پاس دو آدمی آئے تو انہوں نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے کہ ہم لوگوں کے مال سے صدقہ وصول کریں۔ انہوں نے کہا میں نے ان کو ایک گابھن بکری پیش کی جو میں نے سب سے بہتر سمجھی، انہوں نے مجھے وہ واپس کر دی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گابھن بکری لینے سے منع کیا ہے، فرماتے ہیں پھر میں نے انہیں درمیانی قسم کی بکری دی تو وہ انہوں نے لے لی۔

امام احمد، ابو داؤد اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ میں ایک شخص کے پاس سے گزرا تو اس نے میرے لئے مال جمع کیا۔ میں نے اس کے مال میں بطور زکوٰۃ بنت مخاض لازم پائی، میں نے اسے کہا تجھ پر بنت مخاض دینا لازم ہے۔ اس نے کہا اس کا نہ دودھ ہے اور نہ وہ

1۔ سنن ابو داؤد، جلد 6، صفحہ 272 (1701) مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض

سواری کے قابل ہے لیکن یہ جو میں تمہیں دے رہا ہوں ایک عظیم موٹی اونٹنی ہے تم یہ لے لو۔ میں نے اسے کہا میں وہ نہیں لوں گا جس کے لینے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ تمہارے قریب موجود ہیں، اگر تو پسند کرے تو آپ کے پاس یہ پیش کر، اس نے کہا میں ایسا کرتا ہوں وہ میرے ساتھ اونٹنی لے کر نکلا، حتیٰ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسئلہ عرض کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو خوشی سے پیش کر رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس کا اجر عطا فرمائے گا اور ہم بھی اسے قبول کر لیتے ہیں آپ ﷺ نے وہ اونٹنی لینے کا حکم فرمایا اور اس شخص کو برکت کی دعا فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک حلال درہم (دوسرے) لاکھ سے بہتر ہے پھر یہ آیت پڑھی اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ طَیِّبٰتِ سے مراد حلال ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مغفل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ طَیِّبٰتِ سے مراد حلال مال ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الخبیث سے مراد حرام مال ہے (2)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جو حرام مال کماتا ہے پھر اس پر خرچ کرتا ہے تو اس میں اس کے لئے برکت نہیں ڈالی جاتی اور وہ صدقہ کرتا ہے تو قبول نہیں کیا جاتا اور وہ پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ اس کے لئے آگ کا زادِ راہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ساتھ نہیں مٹاتا (بلکہ) برائی کو نیکی کے ساتھ مٹاتا ہے اور خبیث کو خبیث کے ساتھ نہیں مٹاتا (3)۔

امام البزار نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ اسے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ خبیث خبیث کو نہیں مٹاتا لیکن پاکیزہ خبیث کو مٹاتا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جو مزدور حلال مال کماتا ہے اور خرچ پاکیزہ ہوتا ہے خبیث کو خبیث نہیں مٹاتا (4)۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حلال طریقہ سے مال کمانا کم ہے پس جو حرام طریقہ سے مال کماتا ہے وہ اسے غلط طریقہ پر خرچ کرتا ہے۔ اس سے یہ بہتر ہے کہ وہ یتیم کا مال نہ چھینے اور بیواؤں کو لباس پہنائے اور جو حرام طریقہ پر مال کماتا ہے پھر غلط جگہ پر خرچ کرتا ہے یہ لا علاج مرض ہے اور جو حلال طریقہ سے مال کماتا ہے اور جائز جگہ پر خرچ کرتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کو اس طرح دھو دیتا ہے جیسے پانی، چٹان سے مٹی کو صاف کر دیتا ہے (5)۔

امام ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1 صفحہ 556، (1452) مطبوعہ الریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 56
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 395 (5524) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ کتاب الزہد صفحہ 240 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 171

نے فرمایا جب تو نے زکوٰۃ ادا کی تو تو نے اپنا فرض ادا کر دیا اور جو مال حرام جمع کرے گا پھر اس کو صدقہ کرے گا تو اس کو اس کا کوئی اجر نہیں ملے گا اور اس کا بوجھ اس پر ہوگا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے فرماتے ہیں جو پاکیزہ مال کمائے (پھر زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا) تو زکوٰۃ کی عدم ادائیگی اس مال کو خبیث (ناپاک) بنادے گی اور تو حرام مال کمائے گا زکوٰۃ اس کو پاک نہیں کرے گی۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی حاجی پاکیزہ خرچ کے ساتھ حج کی طرف نکلتا ہے اور اپنا پاؤں رکاب میں رکھتا ہے پھر تلبیہ کہتا ہے تو آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے۔ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ تیرا زادراہ حلال ہے، تیری سواری حلال ہے تیرا حج مقبول ہے رد نہیں کیا گیا اور جب حرام کی کمائی کے ساتھ حج کے لئے نکلتا ہے اور اپنا پاؤں رکاب میں رکھتا ہے اور تلبیہ کہتا ہے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ تو جواباً آسمان سے ایک منادی ندا دیتا ہے لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ تیرا سفر خرچ حرام ہے، تیرا نفقہ حرام ہے، تیرا حج مردود ہے مقبول نہیں ہے۔

امام الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مال حرام کے ساتھ حج کیا اور کہا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ تو اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ تیرا حج تجھ پر لوٹا دیا گیا ہے۔

امام احمد نے ابو بردہ بن نیار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کمائی کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبول (حلال) بیع اور انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا انسان کی کون سی کمائی افضل ہے؟ فرمایا انسان کا ہاتھ سے کام کرنا اور ہر مقبول بیع۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی پاکیزہ کمائی سے کھاؤ اور تمہاری اولاد تمہاری پاکیزہ ترین کمائی ہے وہ اور ان کے مال تمہارے ہیں۔

امام احمد، عبد بن حمید، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کا پاکیزہ کھانا وہ ہے جو اس کی کمائی سے ہے اور انسان کی اولاد اس کی کمائی سے ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں انسان کا پاکیزہ ترین کھانا وہ ہے جو اس کی محنت سے ہے اور اس کی اولاد اس کی محنت و کمائی سے ہے بیٹے کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے باپ کا مال اس کی اجازت کے بغیر لے لے اور والد اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے بیٹے کی اجازت کے بغیر لے سکتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے عامر الاحول سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری اولاد سے ہمارا کیا حق ہے؟ فرمایا وہ تمہاری پاکیزہ کمائی ہیں اور ان کے مال تمہارے ہیں۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 548 (1440)

امام عبد بن حمید نے حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میرا مال ہے اور عیال نہیں ہیں اور میرے باپ کا مال ہے اور اس کے عیال بھی ہے اور میرا باپ میرا مال لے لیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انسان شرمگاہ کے سوا اپنے بیٹے کے مال سے لے سکتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انسان کے لئے اپنے بیٹے کے مال سے لینا حلال ہے۔

امام عبد بن حمید نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں باپ اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے لے سکتا ہے اور والدہ کا بھی یہی حکم ہے، لیکن بیٹے کے لئے اپنے باپ کے مال سے لینا جائز نہیں ہے مگر وہی کچھ جو باپ خوشی سے عطا فرمادے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مرد کے لئے اپنے بیٹے کے مال سے لینا جائز نہیں ہے لیکن اتنی مقدار جتنا اسے ضرورت ہو خواہ کھانا ہو یا مشروب ہو یا لباس ہو۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انسان اپنی اولاد کے مال سے نہیں لے سکتا مگر اسے ضرورت ہو تو وہ معروف طریقہ سے اپنے اوپر خرچ کر سکتا ہے بیٹا اپنے باپ کی کفالت کرے جس طرح باپ اپنے بیٹے کی کفالت کرتا ہے پھر اگر وہ خوشحال ہو تو اسے اپنے بیٹے کے مال سے لینا جائز نہیں تاکہ اپنے مال کو بچائے یا اسے حرام جگہ پر خرچ کرے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ عن الحسن رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انسان اپنے بیٹے کے مال سے جو چاہے لے سکتا ہے۔ اگر بیٹے کی لونڈی ہو تو اس سے ہم بستری کر سکتا ہے اگر چاہے۔ قتادہ فرماتے ہیں لونڈی کے متعلق جو فرمایا وہ مجھے اچھا نہیں لگا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یتیم کی ماں محتاج ہو تو اپنے اوپر اس کے مال سے خرچ کر سکتی ہے۔ پوچھا گیا ماں خوشحال ہو تو؟ فرمایا اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۸﴾

"شیطان ڈراتا ہے تمہیں تنگ دستی سے اور حکم کرتا ہے تم کو بے حیائی کا اور اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے تم سے اپنی بخشش کا اور فضل (وکرم) کا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے"۔

امام ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابن آدم کے دل میں ایک شیطان کی طرف سے خیال آتا ہے اور ایک فرشتے کی طرف سے خیال آتا ہے، شیطان کا خیال یہ ہے کہ وہ اسے برائی اور حق کو جھٹلانے کا خیال آتا ہے اور فرشتے کی طرف

ہے اور امور دین کا عالم ہے، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت عطا کی ہوتی ہے اور دین کے امور سے غافل کو اس سے محروم کیا رکھا جاتا ہے پس حکمت اللہ کے دین کی سمجھ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن نبوت کا بہتر واں جز ہے اور یہی حکمت ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نرمی حکمت کی اصل ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن کا تیسرا حصہ پڑھا اسے (فیضان) نبوت کا ثلث عطا کیا گیا اور جس نے قرآن کا نصف پڑھا اسے (فیضان) نبوت کا تیسرا حصہ عطا کیا گیا اور جس نے قرآن کے دو ثلث تلاوت کیے اسے فیضان نبوت کے دو ثلث عطا کئے گئے اور جس نے پورا قرآن پڑھا اسے پورا فیضان نبوت عطا کیا گیا، قیامت کے روز اسے کہا جائے گا پڑھ اور ہر ایک آیت کے بدلے میں ایک درجہ بلند ہو حتی کہ جتنا قرآن تیرے پاس ہے مکمل ہو جائے اس کو کہا جائے گا پکڑ پس وہ پکڑ لے گا ارشاد ہوگا کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ پس اس کے دائیں ہاتھ میں جنت ہوگی اور بائیں ہاتھ میں دوسری نعمتیں ہوں گی (1)۔

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اس نے اپنے پہلوؤں کے درمیان فیضان نبوت جمع کر لیا لیکن اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی اور جس نے قرآن پڑھا پھر اس نے کسی دوسرے کے متعلق یہ خیال کیا کہ اس کو اس سے افضل نعمت ملی ہے تو اس نے اس چیز کو بڑا جانا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا فرمایا اس کو چھوٹا سمجھا صاحب قرآن کے لئے مناسب نہیں کہ وہ غصہ کرے اس سے جو اس کے ساتھ غصہ کرے اور جہالت کا مظاہرہ نہ کرے اس سے جو اس سے جہالت کا مظاہرہ کرے جب کہ اس دل میں کلام اللہ ہے (2)۔

امام الحاکم نے عبید اللہ بن ابی نہیک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کمائی کرنے والے تاجرو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ۔ سفیان فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کے ساتھ مستغنی نہ ہو (3)۔

امام البزار، الطبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ نہ پڑھے یا یہ معنی کہ جو قرآن کے ساتھ مستغنی نہ ہو۔

امام البزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ ہم میں سے نہیں جس نے قرآن کو خوش الحانی کے ساتھ نہیں پڑھا۔

امام طبرانی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 522 (2589) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 522 (2591)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 758 (2091) مطبوعہ الریاض

عرض کی میرا خاوند مسکین ہے وہ کسی چیز پر قادر نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے خاوند سے کہا کیا تو کچھ قرآن پڑھتا ہے؟ فرمایا فلاں سورت پڑھ۔ اس نے تلاوت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاباش تیرا خاوند تو غنی ہے۔ پس وہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہی پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو عرض کی اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے ہم پر رزق کشادہ فرما دیا ہے۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں نے بنی فلاں کا حصہ خریدا ہے اور مجھے اس پر اتنا اتنا منافع ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تجھے اس سے زیادہ نفع پانے والے کی خبر نہ دوں؟ اس نے کہا کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو اس سے زیادہ نفع پانے والا ہو؟ فرمایا ایک شخص جو دس آیات کو سیکھے وہ شخص چلا گیا اور دس آیات سیکھ لیں۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس کے متعلق بتایا۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ ایک شخص کو ایک آیت سکھاتے پھر فرماتے اس آیت کو سیکھ لے کیونکہ یہ تیرے اس تمام سے بہتر ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے حتیٰ کہ آپ تمام قرآن کے متعلق یہی فرماتے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تم میں سے کسی کو کہا جائے کہ اگر تم صبح فلاں شہر کو جاؤ گے تو تمہارے لئے چار اونٹنیاں ہوں گی۔ فرماتے تھے وہ کہتا ہے میں کیسے صبح سویرے جا سکتا ہوں اگر تم میں سے کوئی صبح جائے اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کی کوئی آیت سیکھے تو یہ اس کے لئے کئی چار اونٹنیوں سے بہتر ہے حتیٰ کہ آپ نے بہت سی تعداد شمار کی۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے تجار کے گروہ! کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ جب وہ بازار سے لوٹ کر آئے تو دس آیات تلاوت کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر آیت کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے(1)۔

امام البزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ گھر جس میں قرآن پڑھا جاتا ہے اس میں خیر زیادہ ہوتی ہے اور وہ گھر جس میں قرآن نہیں پڑھا جاتا اس میں خیر کم ہوتی ہے۔

امام ابو نعیم نے فضل العلم اور ریاضۃ المتعلمین میں اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قرآن غنا ہے، اس کے بعد فقر نہیں ہے اور قرآن کے بغیر غنا نہیں ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے رجاء الغنوی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی حفظ کی نعمت عطا فرمائی اور اس نے کسی اور کے متعلق یہ گمان کیا کہ اسے اس سے افضل چیز عطا کی گئی ہے تو اس نے اللہ کی عظیم نعمت کی ناشکری کی۔

امام بیہقی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر تعلیم و تربیت کرنے والے کی تعظیم و تکریم کرنا تجھ پر واجب ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تعظیم بخشی ہے پس اس کو نہ چھوڑو۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 219 (4848)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہیں فرمائی مگر اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ بندے اس کے شان نزول کا علم حاصل کریں اور اس کا جو مقصود و مراد ہے وہ یاد رکھیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمین سے سب سے پہلے علم اٹھایا جائے گا، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن اٹھالیا جائے گا فرمایا نہیں۔ بلکہ جو اس کی تعلیم دیتے ہوں گے وہ فوت ہو جائیں گے یا فرمایا جو اس کی تاویل کو جانتے ہیں وہ فوت ہو جائیں گے اور ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جو اپنی خواہش کے مطابق اس کا مطلب بیان کریں گے۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کی دس آیات سیکھ لیتے تو ہم ان کے بعد والی دس آیات نہیں سیکھتے تھے حتیٰ کہ پہلی دس آیات کو جان لیتے تھے۔ شریک سے پوچھا گیا اس سے مراد یہ ہے کہ ہم ان پر عمل کرنا جان لیتے تھے۔ فرمایا ہاں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن جریر، ابن المنذر، الرہبی نے فضل العلم میں حضرت ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس صحابی نے بتایا جو ہمیں قرآن پڑھاتا تھا کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس آیات سیکھتے تھے۔ پھر دوسری دس آیات نہیں سیکھتے تھے حتیٰ کہ پہلی دس آیات کا علم اور عمل جان لیتے تھے فرمایا ہم نے علم اور عمل دونوں سیکھے (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے زندگی کا کچھ عرصہ گزارا ہے ہم میں سے کوئی قرآن سے پہلے ایمان لاتا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی سورت نازل ہوتی تو ہم اس کے حلال، حرام کو جانتے تھے اور ہمارے لئے مناسب نہیں تھا کہ ہم اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سورت سیکھتے جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو پھر میں نے کئی افراد دیکھے وہ ایمان سے پہلے قرآن پڑھتے تھے۔ پس وہ سورۂ فاتحہ سے آخر تک قرآن پڑھتے ہیں لیکن انہیں یہ معلوم نہ ہوتا کہ قرآن نے کیا حکم دیا ہے اور کس چیز سے منع فرمایا ہے ایسا کرنا مناسب نہیں ہے اور ردی کھجور کی طرح قرآن کو بکھیرنا مناسب نہیں۔

امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (حکمت آمیز) کلمہ مومن کی گمشدہ (میراث) ہے جہاں سے اس کو پالے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت مکحول سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چالیس دن اللہ کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کیا اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

امام ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت مکحول عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ کے طریق سے مرفوع روایت کی ہے۔

امام طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا! علماء کی مجلس کو لازم پکڑ و حکماء کا کلام سن اللہ تعالیٰ مردہ دل کو حکمت کے نور سے اس طرح زندہ کرتا ہے جس طرح مردہ زمین کو بارش کے قطرے سے زندہ کرتا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 117 (29929)

امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسد نہیں ہے مگر دو آدمیوں میں ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا پھر اس کو حق پر خرچ کرنے کی توفیق بھی عطا فرمائی دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے حکمت عطا فرمائی پھر وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور اس کی تعلیم دیتا ہے (1)۔

امام بیہقی نے الشعب میں یزید بن الاخنس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مقابلہ نہیں ہے مگر دو آدمیوں سے، ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عطا کی ہو پھر وہ اس کی دن اور رات کو حفاظت کرتا ہو اور اس میں غور و فکر کرتا ہو کوئی شخص کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے جو فلاں کو عطا فرمایا ہے مجھے بھی عطا فرماتا تو میں بھی اسی طرح اس کی حفاظت و نگرانی کرتا۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا پھر وہ اس سے خرچ کرتا ہے اور صدقہ کرتا ہے، پس کوئی شخص کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسی ہی دولت عطا فرماتا جیسی فلاں کو عطا کی گئی ہے تو میں بھی اس سے صدقہ کرتا۔ ایک شخص نے کہا ایک شخص میں جو بہادری ہوتی ہے (اس کی کیا فضیلت ہے؟) فرمایا ان دونوں صفتوں کے برابر نہیں کتا اپنے مالکوں کے پیچھے چلتا ہے۔

امام بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے (2)۔

امام ابو یعلی نے حضرت معاویہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ جس سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرماتا ہے اور جس کو دین کی سمجھ عطا نہیں ہوئی اس نے دین سے کچھ حاصل نہیں کیا۔

امام البزار اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے اور ہدایت کا اسے الہام فرماتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا افضل عبادت فقہ ہے اور افضل دین تقویٰ ہے۔

امام البزار اور طبرانی دار المرہبی نے حضرت فضل العلم میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے افضل ہے اور تمہارا بہتر دین تقویٰ ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھوڑا علم، کثیر عبادت سے بہتر ہے اور انسان کے لئے یہ تفقہ کافی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور انسان کے لئے یہ جہالت کافی ہے جب وہ اپنی رائے پر خوش ہو۔

امام طبرانی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی کمانے والے نے علم کی فضیلت کی مثل کوئی چیز نہیں کمائی جو انسان کو ہدایت کی طرف لے جاتا ہے یا اس کو ہلاکت سے روکتا ہے اور اس کا دین اس وقت تک مستقیم نہیں ہوتا حتی کہ اس کی عقل مستقیم ہو جائے۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 189، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 333، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

امام ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر تو صبح سویرے جائے اور قرآن کی ایک آیت سیکھے یہ تیرے لئے سو رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تو صبح جائے اور علم کا ایک باب پڑھے خواہ اس پر عمل کرے یا نہ کرے یہ ہزار رکعت نماز پڑھنے سے بہتر ہے (1)۔

امام المرہبی نے فضل العلم میں اور طبرانی نے الاوسط میں دار قطنی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا دین میں غور وفکر کرنے سے افضل اللہ کی کوئی عبادت نہیں ہے اور ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے اور ہر چیز ایک ستون ہے اور اس دین کا ستون فقہ ہے، ابو ہریرہ نے فرمایا میں ایک لمحہ بیٹھوں اور غور وفکر کروں میرے نزدیک یہ صبح تک رات کو زندہ کرنے (عبادت کرنے) سے زیادہ محبوب ہے (2)۔

امام ترمذی اور المرہبی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہو سکتیں اچھا چال چلن اور دین کی سمجھ (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم کی فضیلت، عبادت سے افضل ہے دین کا دارومدار تقویٰ پر ہے (4)۔

امام طبرانی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھوڑا تفقہ، زیادہ عبادت سے بہتر ہے اور تمہارے اعمال میں سے بہتر عمل وہ ہے جو آسان ہو (5)۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے سے کوئی اللہ کی عبادت افضل نہیں (6)۔

امام طبرانی نے ثعلبہ بن الحکم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں کا فیصلہ کرنے کے لئے قیامت کے روز اپنی کرسی پر بیٹھے گا تو علماء سے فرمائے گا میں نے اپنا علم اور حلم تم میں نہیں رکھا تھا مگر اس لئے کہ میں تمہاری لغزشوں کو معاف کر دوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں (میں بے نیاز ہوں) (7)

امام طبرانی نے حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کو دوبارہ اٹھائے گا پھر علماء کو علیحدہ کرے گا۔ اے علماء کے گروہ! میں نے تمہارے اندر علم اس لئے نہیں رکھا تھا کہ میں تمہیں عذاب دوں۔ جاؤ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

وَمَآ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ نَّفَقَةٍ اَوۡ نَذَرۡتُمۡ مِّنۡ نَّذۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُهٗ ؕ وَمَا

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 133 (219) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 266 (1712)
3۔ جامع ترمذی، جلد 5، صفحہ 48 (2684) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 38 (10969) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 136 (286)
6۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 266 (1711)
7۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 84 (1381)

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾

''اور جو تم خرچ کرتے ہو یا منت مانتے ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور نہیں ہے ظالموں کے لئے کوئی مددگار''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں یعلمه کا معنی یہ ہے کہ اللہ اس کو شمار کرتا ہے (1)۔

امام عبدالرزاق اور بخاری نے ابن شہاب عن عوف بن الحرث بن الطفیل کے طریق سے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بیع یا عطیہ کے متعلق فرمایا جو انہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عطا کیا تھا، اللہ کی قسم عائشہ رک جائے ورنہ میں اس کو روک دوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، حضرت عائشہ نے کہا اللہ کے لئے نذر ہے کہ میں عبداللہ بن زبیر سے کبھی بات نہیں کروں گی، حضرت عبداللہ بن زبیر نے مہاجرین کی سفارش طلب کی جب جدائی کا وقت زیادہ لمبا ہو گیا تھا، حضرت عائشہ نے کہا اللہ کی قسم میں ان کے متعلق کسی کی سفارش قبول نہیں کروں گی اور جو میں نے نذر مانی ہے اس کو کبھی نہیں توڑوں گی۔ جب وقت زیادہ گزر گیا تو ابن زبیر نے مسعود بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یعوث رضی اللہ عنہم سے بات کی یہ دونوں حضرات بنی زہرہ سے تعلق رکھتے تھے، عبداللہ بن زبیر نے کہا اللہ کا واسطہ کیا تم دونوں مجھے حضرت عائشہ کے پاس نہیں لے جاؤ گے کیونکہ اس کے لئے میرے ساتھ قطع تعلقی کی نذر ماننا حلال نہیں ہے، مسعود اور عبدالرحمٰن اپنے اوپر چادریں لپیٹے ہوئے آئے اور حضرت عائشہ سے اجازت طلب کی۔ عرض کی السلام علی النبی ورحمة الله و بر کاته کیا ہمیں اندر آنے کی اجازت ہے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا داخل ہو جاؤ انہوں نے کہا تمام لوگ اے ام المومنین! حضرت عائشہ نے کہا ہاں تمام داخل ہو جاؤ۔ حضرت عائشہ کو معلوم نہیں تھا کہ ان کے ساتھ ابن زبیر بھی ہے۔ جب وہ داخل ہوئے تو ابن زبیر بھی ان کے ساتھ حجاب میں داخل ہوئے اور حضرت عائشہ سے ملے اور رو رو کر انہیں واسطے دینے لگے، مسعود اور عبدالرحمٰن نے بھی حضرت عائشہ سے واسطے دے کر سفارش کی وہ ابن زبیر سے بات کریں اور ان کی عرض کو قبول فرمالیں، ان دونوں نے کہا کیا تجھے معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلقی سے منع فرمایا ہے اور کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی سے قطع تعلقی رکھے۔ جب انہوں نے بہت زیادہ اصرار کیا اور نصیحت کی تو حضرت عائشہ انہیں نصیحت کرنے لگیں اور آپ رو بھی رہی تھیں ارشاد فرمایا میں نے نذر مانی ہے اور نذر کا توڑنا بڑا سخت ہے وہ لوگ اپنی بات پر ڈٹے رہے حتی کہ حضرت عائشہ نے عبداللہ بن زبیر سے بات کی۔ پھر آپ نے اس نذر کی وجہ سے چالیس غلام آزاد کئے تھے، چالیس غلام آزاد کرنے کے بعد بھی جب آپ کو اپنی نذر کا توڑنا یاد آتا تو آپ اتنا روتیں کہ آپ کا دوپٹہ آنسوؤں سے تر ہو جاتا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن حجیرہ الاکبر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے نذر مانی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 61 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 444 (15851) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

ہے کہ میں اپنے بھائی سے کلام نہیں کروں گا، عبداللہ نے فرمایا شیطان کا بچہ پیدا ہوا تھا جس کا نام اس نے نذر رکھا تھا جس نے ان تعلقات کو ختم کرنے کی نذر مانی جن کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے تو اس پر لعنت اترتی ہے۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نذر مانے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت کرنی چاہیے اور جو نافرمانی کی نذر مانے وہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے (1)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح روایت کیا ہے (2)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا گناہ کی نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار کی ایک عورت گرفتار کی گئی تھی اور عضباء اونٹنی بھی پکڑی گئی تھی وہ عورت اس اونٹنی کی پشت پر بیٹھی پھر اس کو چلنے کے لئے ڈانٹا۔ وہ چلی تو اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس اونٹنی پر نجات دی تو وہ اسے ذبح کرے گی۔ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچی تو لوگوں نے عضباء اونٹنی کو دیکھا تو کہا عضباء رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی آگئی ہے۔ اس عورت نے کہا اس نے نذر مانی تھی کہ اللہ نے اسے اس پر نجات دی تو وہ اسے ذبح کرے گی۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور یہ مسئلہ ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اس نے اسے کتنی بری جزا دی ہے، اس نے نذر مانی ہے کہ اللہ نے اسے اس پر نجات دی تو اسے ذبح کرے گی۔ اللہ کی نافرمانی کی نذر کو پورا نہیں کیا جائے گا اور نہ اس چیز کی نذر کو پورا کیا جائے گا جس کا انسان مالک نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نذر کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے جب اس نے نام نہ لیا ہو (5)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ثابت بن الضحاک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بندے پر اس نذر کا پورا کرنا لازم نہیں جس کا وہ مالک نہیں (6)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نذر سے منع فرمایا اور فرمایا یہ کوئی خیر نہیں لاتی اور اس کے ذریعے صرف بخیل (کی جیب) سے مال نکالا جاتا ہے (7)۔

امام مسلم، ترمذی، نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نذر نہ مانا کرو کیونکہ نذر تقدیر کو ٹالنے کا فائدہ نہیں دیتی یہ صرف بخیل سے مال نکلوانے کا ذریعہ ہے (8)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 66 (12146) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 184، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد　3۔ ایضاً　4۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 45، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

5۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 184　6 ایضاً　7۔ صحیح مسلم جلد 2، صفحہ 44　8۔ جامع ترمذی جلد 1، صفحہ 185

امام بخاری، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نذر انسان کو وہ چیز نہیں پہنچاتی جو میں نے اس کی تقدیر میں نہیں لکھی بلکہ نذر کبھی اس تقدیر سے موافقت کر جاتی ہے جو میں نے اس کے لئے لکھی ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بخیل سے اس کے ذریعے مال نکالتا ہے۔ پس وہ مال خرچ کرتا ہے جو اس سے پہلے خرچ کرنے کے لئے تیار نہ تھا (1)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے بیٹوں کا سہارا لے کر چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اس نے کعبہ تک چل کر جانے کی نذر مانی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا یہ انسان جو اپنے آپ کو عذاب دے رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے غنی ہے (پھر آپ نے) اسے سوار ہونے کا حکم دیا (2)۔

امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس کو کیا ہوا اس کے بیٹوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے نذر مانی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے شیخ سوار ہو جا۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے اور تیری نذر سے غنی ہے (3)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میری بہن نے بیت اللہ کی طرف ننگے پاؤں چل کر جانے کی نذر مانی پھر اس نے مجھے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق مسئلہ پوچھوں، میں نے مسئلہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے چلنا چاہیے اور سوار ہونا چاہیے (4)۔

امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عقبہ بن عامر کی بہن نے نذر مانی کہ وہ پیدل حج کرے گی اور وہ اس کی طاقت نہیں رکھتی تھی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری بہن کے پیدل چلنے سے بے نیاز ہے وہ اسے چاہیے کہ وہ سوار ہو جائے اور ایک اونٹ ہدی دے (5)۔

امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری بہن کی تکلیف کا کچھ نہیں کرے گا اسے سوار ہو کر حج کرنا چاہیے اور اپنی قسم کا کفارہ دینا چاہیے (6)۔

امام ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بہن کے متعلق نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ اس نے ننگے پاؤں بغیر دوپٹہ کے حج کرنے کی نذر مانی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے حکم دو کہ وہ دوپٹہ اوڑھ لے اور سوار ہو جائے اور تین دن کے روزے رکھے (7)۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 561 (2123)　2۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 45، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً　5۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 112، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
6۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 335 (7830) مطبوعہ ریاض　7۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 566 (2134)

امام بخاری، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص دھوپ میں کھڑا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہے اس نے کھڑے ہونے اور نہ بیٹھنے اور سایہ نہ لینے اور کلام نہ کرنے اور روزہ رکھنے کی نذر مانی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے کلام کرنی چاہیے، اسے سائے میں بیٹھنا چاہیے اور اسے روزہ مکمل کرنا چاہیے (1)۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نذر مانی جس کا نام نہ لیا تو اس کا کفارہ، قسم والا کفارہ ہے۔ اور جس نے گناہ کی نذر مانی اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے، جس نے ایسی نذر مانی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے، جس نے ایسی نذر مانی جس کو وہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس کو نذر پوری کرنی چاہیے (2)۔

امام نسائی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نذر کی دو قسمیں ہیں جو نذر اللہ کی اطاعت کے بارے ہو وہ اللہ کے لئے ہے اور اس کو پورا کرنا لازمی ہے اور جو نذر اللہ کی نافرمانی کے متعلق ہو وہ شیطان کے لئے ہے اور اس کا پورا کرنا نہیں ہے اور وہ شخص وہ کفارہ دے جو قسم کا دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی اور حاکم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نافرمانی اور غصہ میں نذر نہیں ہے اور اس کا کفارہ، کفارہ یمین ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہر خطبہ میں صدقہ کا حکم دیا اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔ فرمایا مثلہ یہ ہے کہ ناک کاٹ دیا جائے اور پیدل حج کرنے کی نذر سے منع فرمایا پس جو پیدل حج کرنے کی نذر مانے وہ ہدی دے اور سوار ہو جائے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص ابن عباس کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میں نے شام تک قعیقعان پہاڑ پر برہنہ کھڑے ہونے کی نذر مانی ہے۔ ابن عباس نے فرمایا شیطان نے ارادہ کیا ہے کہ تیری شرم گاہ کو برہنہ کر دے اور تجھ پر لوگوں کو ہنسائے اپنے کپڑے پہن لے اور حجر اسود کے پاس دو رکعت پڑھ (5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نذر کی چار قسمیں ہیں جس نے مطلق نذر مانی نام نہ لیا تو اس کا کفارہ، کفارہ قسم ہے اور جو معصیت کی نذر مانے اس کا کفارہ بھی کفارہ قسم ہے اور جس نے ایسی نذر مانی جس کے پورا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کا کفارہ بھی کفارہ یمین ہے اور جو ایسی نذر مانے جو پوری کر سکتا ہے تو اسے وہ نذر پوری کرنی چاہیے (6)۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 111
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 563 (2128) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 339 (7840)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 340 (7843)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 67 (12153)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 69 (12185)

وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ۔ (اور نہیں ہے ظالموں کے لئے کوئی مددگار)

امام ابن ابی حاتم نے شریح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ظالم، سزا کا منتظر ہوتا ہے اور مظلوم، مدد کا منتظر ہوتا ہے۔

امام بخاری، مسلم اور ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم قیامت کے روز تاریکیوں کا باعث ہوگا (1)۔

امام بخاری نے الادب میں، مسلم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے روز تاریکیوں کا باعث ہوگا، بخل سے بچو کیونکہ بخل نے ہی تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا اس نے انہیں خون بہانے اور محارم کو حلال کرنے پر برانگیختہ کیا تھا (2)۔

امام بخاری نے الادب میں، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ظلم سے بچو یہ قیامت کے روز کئی تاریکیوں کا باعث ہوگا، فحش کلامی سے بچو، اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے پہلے لوگوں کو اس بات کی طرف ابھارا کہ انہوں نے خون ریزی کی، محارم کو حلال سمجھا اور رشتہ داریوں کو قطع کیا (3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے روز کئی اندھیروں کا باعث ہوگا اور فحش کلام اور فحش کام کرنے سے بچو اور بخل سے بچو کیونکہ بخل کی وجہ سے تم سے پہلے لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ بخل نے انہیں قطع تعلقی کا حکم دیا تو انہوں نے قطع تعلقی کی اور انہیں کنجوسی کا حکم دیا تو انہوں نے کنجوسی کی انہیں بدکاری کا حکم دیا تو انہوں نے بدکاری کی (4)۔

امام طبرانی نے الہرماس بن زیاد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو اونٹنی پر خطبہ دیتے ہوئے دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا خیانت سے بچو، یہ چھپی ہوئی بری خصلت ہے، ظلم سے بچو کیونکہ یہ قیامت کے روز کئی تاریکیوں کا باعث ہے، بخل سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل نے ہلاک کیا تھا حتی کہ انہوں نے اپنے خون بہائے اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی کی۔

امام الاصبہانی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ظلم نہ کرو ورنہ تم دعا کرو گے تو قبول نہ ہوگی، بارش طلب کرو گے تو بارش نہ ہوگی، مدد طلب کرو گے تو مدد نہیں کئے جاؤ گے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے دو قسم کے لوگ ہیں جنہیں میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی، انتہائی ظالم امام اور انتہائی خیانت کرنے والا۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8-7، صفحہ 140 (2030) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 424 (10832)

3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 57 (28) مطبوعہ الریاض

4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 55 (26)

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ آسمان کی طرف اس طرح بلند ہوتی ہے گویا کہ وہ شعلہ ہے (1)۔

امام طبرانی نے عقبہ بن عامر الجہنی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا قبول ہوتی ہے، والد، مسافر، مظلوم۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مظلوم کی دعا قبول ہوتی ہے اگرچہ فاجر بھی ہو پس اس کے فجور کا وبال اس کی اپنی جان پر ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو دعائیں ایسی ہیں جن کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا، مظلوم کی دعا اور وہ شخص جو اپنے بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں دعا کرتا ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مظلوم کی دعا سے بچو کیونکہ وہ بادلوں کے اوپر اٹھائی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت اور جلال کی قسم میں تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ عرصہ بعد کروں گا (3)۔

امام احمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مظلوم کی بددعا سے بچو اگرچہ وہ کافر ہی ہو کیونکہ اس کے سامنے حجاب نہیں ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے سخت غصہ آتا ہے اس پر جو ایسے شخص پر ظلم کرتا ہے جس کا میرے سوا کوئی مددگار نہیں ہے۔

امام ابو الشیخ ابن حبان نے کتاب التوبیخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے، میری عزت وجلال کی قسم میں ظالم سے جلدی اور بدیر ہر صورت میں انتقام لوں گا اور میں اس شخص سے بھی انتقام لوں گا جو مظلوم کی مدد کرنے پر قادر ہو پھر مدد نہ کرے۔

امام اصبہانی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو وہ سب اپنے سر اٹھائے اپنے قدموں پر برابر کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رب تو کس کے ساتھ ہے فرمایا میں مظلوم کے ساتھ ہوں حتی کہ اس کا اسے حق ادا کیا جائے۔

امام مردویہ اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک بادشاہ اپنی مملکت میں لوگوں سے چھپ کر پھرنے لگا حتی کہ وہ ایک ایسے شخص کے پاس گیا جس کی ایک گائے تھی وہ گائے شام کے وقت واپس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 83 (81)
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 119 (11232) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
3۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 84 (3718)

آئی اور اس کا دودھ دوہا گیا تو دودھ تیس گائیوں کے دودھ کے برابر تھا بادشاہ کے دل میں خیال آیا کہ وہ یہ گائے لے لے گا۔ جب دوسرے دن گائے چراگاہ میں چرنے کے لئے گئی اور شام کو واپس آئی تو اس کا دودھ دوہا گیا آج اس کا دودھ پندرہ گائیوں کے دودھ کے برابر تھا۔ بادشاہ نے گھر کے مالک کو بلایا اور کہا کہ مجھے اپنی گائے کے متعلق بتاؤ کیا یہ آج کسی دوسری چراگاہ میں چرنے کے لئے گئی تھی اور اس نے آج کسی دوسرے گھاٹ سے پانی پیا ہے۔ اس نے کہا ایسی کوئی بات نہیں ہے چراگاہ بھی وہی تھی اور گھاٹ بھی وہی تھا۔ بادشاہ نے کہا پھر آج اس کا دودھ کیوں کم ہو گیا ہے۔ گائے کے مالک نے کہا میرا خیال ہے کہ بادشاہ نے اس کو لینے کا ارادہ کیا ہے، اس وجہ سے اس کا دودھ کم ہو گیا ہے۔ جب بادشاہ ظلم کرتا ہے یا ظلم کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو برکت اٹھ جاتی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا، بادشاہ تجھے کیسے جان لے گا اس نے کہا بات اس طرح ہے جو میں نے کہی ہے۔ بادشاہ نے اپنے رب سے دل میں عہد کیا کہ وہ ظلم نہیں کرے گا اور نہ یہ گائے لے گا اور نہ اس کا مالک بنے گا اور کبھی اس کی ملک میں نہ ہوگی پھر جب اگلے روز گائے چرنے کے لئے گئی اور شام کو واپس آئی تو اس کا دودھ دوہا گیا تو تیس گائیوں کے برابر اس کا دودھ تھا بادشاہ نے اپنے دل میں کہا اور عبرت حاصل کی کہ بادشاہ جب ظلم کرتا ہے یا ظلم کا ارادہ کرتا ہے تو برکت اٹھ جاتی ہے اس لئے میں ہمیشہ اب عدل کروں گا اور بہتر عدل کرنے والا بنوں گا۔

امام الاصبہانی نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہ جو نیکی کرے اسے ثواب کی امید کرنی چاہیے اور جو برائی کرے اسے جزاء کا انکار نہیں کرنا چاہیے اور جو بغیر حق کے عزت حاصل کرے گا اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ اسے ذلت دے گا اور جو ظلم کے ساتھ مال جمع کرے گا اللہ تعالیٰ بغیر ظلم کے اسے فقر کا وارث بنائے گا۔

امام احمد نے الزہد میں وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو فقراء کے اموال سے غنی بنے گا میں اسے فقیر بنا دوں گا اور ہر ایسا گھر جو کمزوروں کی قوت کے ساتھ بنے گا میں اس کا انجام خراب کر دوں گا۔

إِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾

"اگر ظاہر کرو (اپنی) خیرات تو بہت اچھی بات ہے اور اگر پوشیدہ رکھو صدقوں کو اور دو انہیں فقیروں کو تو یہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے اور (صدقہ کی برکت سے) مٹا دے گا تم سے تمہارے بعض گناہ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو خبر دار ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نفلی صدقہ خفیہ طریقہ سے دینے کو اعلانیہ صدقہ پر ستر گنا فضیلت دی ہے اور فرضی صدقہ علانیہ دینے کو خفیہ طریقہ پر دینے سے پچیس درجہ فضیلت دی ہے، اسی طرح تمام اشیاء میں فرائض و نوافل کا حکم ہے (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 62، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

امام بیہقی نے الشعب میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خفیہ عمل، اعلانیہ عمل سے افضل ہے اور یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو آپ کی اقتداء کا ارادہ رکھتا ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فرض کی ہے اس کا اعلانیہ کرنا افضل ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ حکم سورۂ برأت کے نزول سے پہلے کا ہے جب فرضی صدقات کے متعلق سورۂ برأت کی آیات نازل ہوئیں تو صدقات کے ظہور کا حکم ختم ہو گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر عمل مقبول ہے جب کہ نیت سچی ہو اور خفیہ صدقہ افضل ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ صدقہ خطاء کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے(3)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ کا ارشاد منسوخ ہے اور وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذاریات:19) بھی منسوخ ہے اور قرآن کریم میں ہر صدقہ کے حکم کو سورہ توبہ کی آیت اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ الخ (التوبہ:60) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا جو کم مال والا اپنی گنجائش کے مطابق عطا کرے۔ یا جو خفیہ طور پر فقیر تک پہنچایا جائے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

امام الطیالسی، احمد، البزار، الطبرانی (الاوسط میں) اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تیری راہنمائی جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی طرف نہ کروں؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ضرور کرم فرمائیے۔ فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ نماز؟ فرمایا یہ اچھا عمل ہے جو اتارا گیا ہے جو چاہے کم پڑھے جو چاہے زیادہ پڑھے۔ پھر میں نے پوچھا روزہ یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا قرض ہے جو جزاء کا موجب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ صدقہ؟ فرمایا کئی گنا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں زائد ہے، میں نے عرض کی کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا کم آمدنی والے کا اپنی گنجائش کی مقدار صدقہ کرنا اور خفیہ طریقہ پر فقیر تک پہنچانا(4)۔

امام احمد اور طبرانی نے الترغیب میں ابی امامہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صدقہ یا ...؟ فرمایا کئی گنا اور اللہ کے نزدیک زائد ہے پھر یہ آیت نازل فرمائی مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 376 (7012) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 378 (7020)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 62 4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 291 (3576)

اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ ۪ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (245) عرض کی گئی یارسول اللہ کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا جو فقیر کو خفیہ طریقہ پر دیا جائے یا کم آمدنی والا اپنی گنجائش کے مطابق عطا کرے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ۔

امام احمد، ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ڈولنے لگی پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور انہیں زمین کے اوپر ڈال دیا پس اس طرح زمین قرار پذیر ہوگئی، فرشتوں نے پہاڑوں کی تخلیق سے تعجب کیا اور عرض کی یارب تیری مخلوق میں کوئی چیز پہاڑوں سے زیادہ سخت ہے؟ فرمایا ہاں، لوہا۔ فرشتوں نے عرض کی کیا لوہے سے بھی کوئی سخت مخلوق ہے؟ فرمایا ہاں، آگ۔ فرشتوں نے کہا کیا تو نے آگ سے بھی زیادہ کوئی سخت چیز پیدا کی ہے؟ فرمایا ہاں پانی۔ فرشتوں نے پوچھا پانی سے کوئی سخت چیز پید کی ہے؟ فرمایا ہاں ہوا۔ فرشتوں نے عرض کی ہوا سے بھی کوئی سخت چیز پیدا کی ہے؟ فرمایا ہاں ابن آدم اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اسے بائیں ہاتھ سے بھی چھپا کر کرتا ہے (یہ عمل ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے) (1)

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سات انسانوں کو اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا (1) عدل کرنے والا امام (2) وہ نوجوان جو عبادت الٰہی میں پروان چڑھا (3) وہ شخص جس کا دل مساجد سے لگا ہوا ہو (4) وہ دو شخص جو اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں، محبت الٰہی پر جمع ہوں اور محبت الٰہی پر ایک دوسرے سے جدا ہوں (5) وہ شخص جس کو منصب و جمال والی عورت (برائی کی) دعوت دے اور وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں (6) وہ شخص جو صدقہ کرے اور اتنا مخفی کرے کہ جو اس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا ہو اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو (7) اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ جائیں (2)۔

طبرانی نے معاویہ بن حیدہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پوشیدہ صدقہ رب کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکی کے کام برائی کی جگہ سے بچاتے ہیں۔ مخفی صدقہ رب کے غضب کو بجھا دیتا ہے اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے (3)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیکی کے کام برائی کی جگہ سے بچاتے ہیں، خفیہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھاتا ہے، اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے اور ہر نیکی صدقہ ہے دنیا میں نیکی کرنے والے ہی آخرت میں نیکی کرنے والے شمار ہوں گے اور دنیا میں برائی کرنے والے ہی آخرت میں برائی کرنے والے شمار ہوں گے، جنت میں سب سے پہلے نیکوکار داخل ہوں گے۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 8، صفحہ 60 (2506) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 191، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 261 (8014) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب قضاء الحوائج میں اور بیہقی نے الشعب میں اور اصبہانی نے الترغیب میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خفیہ صدقہ، رب کے غضب کو بجھا دیتا ہے، صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے، نیکی کے کام برائی کی جگہ سے بچاتے ہیں (1)۔

امام احمد نے الزہد میں سالم بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا ایک شخص تھا جس نے لوگوں کو اذیت دی تھی۔ لوگوں نے صالح علیہ السلام سے عرض کی اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے بددعا کریں۔ حضرت صالح نے فرمایا تم جاؤ، اس کے متعلق تمہارا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ وہ شخص ہر روز لکڑی لانے کے لئے جاتا تھا۔ دوسرے دن گیا اور اس کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ ایک کو اس نے کھایا اور دوسری کو صدقہ کر دیا، پھر لکڑیاں اکٹھی کیں۔ وہ لکڑیاں لے کر صحیح و سلامت لکڑیاں لے کر واپس آ گیا اور اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ صالح علیہ السلام نے اسے بلایا اور فرمایا آج تو نے کیا کام کیا ہے؟ اس نے کہا میں جا رہا تھا تو میرے پاس دو روٹیاں تھیں، میں نے ایک صدقہ کر دی اور ایک کھالی۔ صالح علیہ السلام نے فرمایا اپنی لکڑیوں کا گٹھا کھول۔ اس نے انہیں کھولا تو ان میں شہتیر کی مثل سیاہ سانپ موجود تھا۔ وہ ایک لکڑی کی جڑ چوس رہا تھا، حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا صدقہ نے اس سانپ سے اس کا دفاع کیا۔

امام احمد نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک عورت نکلی جس کے ساتھ اس کا بچہ بھی تھا۔ بھیڑیا آیا اور اس نے بچہ چھین لیا۔ وہ عورت اس کے پیچھے نکلی جب کہ اس کے پاس ایک روٹی بھی تھی۔ اس کے سامنے ایک منگتا آیا تو وہ روٹی اس نے اسے دے دی، بھیڑیا وہ بچہ واپس لے آیا اور ماں کو لوٹا دیا۔

امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین شخصوں سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اور تین شخصوں سے بغض رکھتا ہے، جن سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے وہ یہ ہیں (1) ایک شخص جو کسی قوم کے پاس آتا ہے اور اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہے اور کسی قرابت کے واسطہ سے سوال نہیں کرتا پھر ایک شخص ان تمام سے بڑھتا ہے اور پوشیدگی میں سائل کو کچھ عطا فرماتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس دینے والے کے سوا کوئی نہیں جانتا (2) وہ لوگ جو رات کو چلتے ہیں حتیٰ کہ نیند کا وقت ہو جاتا ہے تو ایک جگہ پڑاؤ کرتے ہیں اور اپنے سر رکھ دیتے ہیں پس ایک شخص کھڑے ہو کر میری بارگاہ میں اظہار بندگی کرنے لگا اور میری آیات کی تلاوت شروع کر دی (3) وہ شخص جو ایک جنگ میں دشمن سے آمنے سامنے ہوتا ہے۔ پس وہ دشمن ان کو شکست دیتے ہیں۔ پس وہ شخص سینہ تان کر آتا ہے حتیٰ کہ شہید ہو جاتا ہے یا اس کو فتح عطا کی جاتی ہے اور وہ تین افراد جن سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے وہ یہ ہیں (1) بوڑھا زانی (2) متکبر فقیر (3) ظالم غنی (2)۔

امام ابن ابی الدنیا نے اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز میں قرآن پڑھنا نماز کے باہر قرآن پڑھنے سے افضل ہے اور نماز کے باہر قرآن پڑھنا تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 248 (3442)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 577 (1520)، مطبوعہ الریاض

تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزے سے افضل ہے اور روزہ آگ سے ڈھال ہے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو مشغولیت سے پہلے جلدی جلدی اعمال صالحہ کرلو اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے اور ظاہر و پوشیدہ صدقہ کر کے اس تعلق اور رشتہ کو ملاؤ جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے، تمہیں رزق دیا جائے گا اور تمہاری مدد کی جائے گی اور تمہیں ملایا جائے گا۔

امام ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو حضرت کعب بن عجرہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا اے کعب بن عجرہ نماز اللہ تعالیٰ کے قرب کا باعث ہے، روزہ ڈھال ہے اور صدقہ خطاء کو بجھا دیتا جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اے کعب بن عجرہ لوگ صبح کے وقت جاتے ہیں (کچھ) اپنے نفس کو بیچنے والے ہوتے ہیں اور کچھ اپنی گردن کو ہلاک کرنے والے ہوتے ہیں اور کچھ اپنے نفس کو اپنی گردن کی آزادی میں خریدنے والے ہوتے ہیں (1)۔

امام ابن حبان نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے کعب بن عجرہ جنت میں ایسا گوشت اور خون کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے جو حرام کے مال پر بڑھے ہوں، ایسے شخص کے لئے آگ ہی بہتر ہے، اے کعب بن عجرہ لوگ صبح کو نکلتے ہیں، کچھ اپنے نفس کو چھڑانے والے ہوتے ہیں، پس وہ اسے آزاد کرنے والا ہے اور ایک صبح کو جاتا ہے، اس کو ہلاک کرنے والا ہوتا ہے، اے کعب بن عجرہ نماز باعث قرب ہے، روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو اس طرح بجھا دیتا ہے جیسے پانی (2)۔

امام احمد، ابن خزیمہ، حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر شخص اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا حتی کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا (3)۔

امام ابن خزیمہ اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا ہے کہ اعمال ایک دوسرے پر فخر کریں گے تو صدقہ کہے گا میں تم سب سے افضل ہوں (4)۔

امام احمد، البزار، ابن خزیمہ، طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص صدقہ کرے گا وہ ستر شیطانوں کے جبڑوں سے چھوٹ جائے گا (5)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ، صدقہ کرنے والوں پر قبور کی گرمی کو ختم کر دیتا ہے مومن قیامت کے روز اپنے صدقہ کے سایہ میں سایہ حاصل کرے گا (6)۔

1۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 266 (1995) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، جلد 5، صفحہ 9 (1723) مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 576 (1517)

4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 576 (1518)

5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 577 (1521)

6۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 212 (3347)

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ جلدی کرو کیونکہ مصیبت صدقہ کو نہیں پھلانگ سکتی۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ کرو کیونکہ صدقہ تمہیں آگ سے چھڑاتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ جلدی کرو کیونکہ مصیبت صدقہ سے نہیں گزر سکتی۔

امام طبرانی نے حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں صدقہ کے متعلق ارشاد فرمائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ آگ سے چھٹکارا دیتا ہے اور یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو رضائے الٰہی کے لئے صدقہ کرتا ہے۔

امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ غضب الٰہی کو بجھا دیتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے(1)۔

امام طبرانی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ برائی کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے(2)۔

امام طبرانی نے حضرت عمرو بن عوف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ مسلمان کی عمر میں اضافہ کرتا ہے اور اس کو بری موت سے بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے اس شخص سے کبر اور فخر کو دور کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صدقہ نہیں کیا جاتا مگر اس کی وجہ سے ستر شیطانوں کے منہ اس صدقہ کرنے والے سے جدا ہو جاتے ہیں اور ہر ایک کو اس کو اذیت دینے سے روک دیا جاتا ہے(3)۔

امام ابن المبارک نے البر میں اور الاصبہانی نے الترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ صدقہ کی وجہ سے ستر بری موتیں دور فرما دیتا ہے۔

طبرانی نے الاوسط میں اور حاکم نے ابو ہریرہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ روٹی کے ایک لقمہ، کھجور کی ایک مٹھی اور ہر ایسی چیز جو مسکین کو نفع دے، کے ذریعے تین شخصوں کو جنت میں داخل کرتا ہے، گھر کا مالک جو صدقہ کا حکم دیتا ہے، بیوی جو اصلاح کے طور پر صدقہ دیتی ہے اور خادم جو مسکین کو وہ صدقہ پیش کرتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَنْسَ خَدَمَنَا سب تعریفات اللہ کے لئے جس نے ہمارے خدام کو بھی فراموش نہیں کیا(4)

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 84، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 284(4402) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 351(9812) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 149(7178) مطبوعہ الریاض

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا جب کہ درمیان میں کوئی ترجمان نہیں ہوگا، پس وہ دائیں طرف دیکھے گا تو وہ دیکھے گا جو اس نے نیک اعمال کیے اور بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا جو اس نے برے اعمال کیے ہوں گے اور اپنے سامنے آگ کو دیکھے گا۔ پس آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ (1)۔

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کو اپنا چہرہ آگ سے بچانا چاہیے اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے ساتھ ہو۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اپنے نفس کو آگ سے خرید لے اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے سے ہو۔ کیونکہ صدقہ بھوکے کی بھوک اس طرح ختم کرتا ہے جس طرح سیر شخص کی بھوک ختم کرتا ہے۔

امام البزار اور ابو یعلی نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو۔ کیونکہ صدقہ ٹیڑھی چیز کو سیدھا کر دیتا ہے، بری موت کو دور کرتا ہے اور بھوکے کی بھوک اس طرح مٹاتا ہے جس طرح سیر شخص کی مٹاتا ہے (2)۔

امام ابن حبان نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کا ایک شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اور اس نے ساٹھ سال اپنے عبادت خانہ میں عبادت کی زمین پر بارش ہوئی اور وہ سرسبز ہو گئی، راہب نے اپنے عبادت خانہ سے جھانک کر دیکھا تو کہا اگر میں عبادت خانہ سے نیچے اتروں اور اللہ کا ذکر کروں تو اور زیادہ خیر حاصل کرلوں گا۔ وہ نیچے اترا تو اس کے پاس دو روٹیاں تھیں اسی اثناء میں کہ وہ زمین پر تھا، اسے ایک عورت ملی وہ اس سے باتیں کرنے لگا اور وہ اس سے باتیں کرنے لگی حتی کہ وہ اس سے بدکاری میں ملوث ہو گیا، پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ پھر وہ ایک تالاب میں غسل کے لئے اترا تو ایک سائل آیا، اس نے دو روٹیاں لے لینے کا اسے اشارہ کیا پھر وہ راہب مر گیا، اس کی ساٹھ سال کی عبادت کا وزن اس گناہ سے کیا گیا تو یہ گناہ اس کی نیکیوں سے بڑھ گیا پھر ایک یا دو روٹیاں جو اس نے صدقہ کی تھیں انہیں اس کی نیکیوں کے ساتھ ملایا گیا تو اس کی نیکیاں بھاری ہو گئیں اور اس کی بخشش کر دی گئی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک راہب اپنے گرجے میں ساٹھ سال عبادت کرتا رہا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس کے قریب رہنے لگی اس نے چھ راتیں اس کے ساتھ بدکاری کی پھر وہ پریشان ہوا اور وہاں سے بھاگ نکلا وہ ایک مسجد میں آیا اور وہاں تین دن پناہ لی کوئی چیز کھاتا نہیں تھا اس کے پاس ایک روٹی لائی گئی۔ اس نے اس کو دو ٹکڑے کیا آدھی دائیں طرف والے شخص کو دے دی اور آدھی بائیں طرف والے شخص کو دے دی، اللہ تعالیٰ نے

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 327، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی　　2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 58 (80) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الاحسان بترتیب ابن حبان، جلد 2، صفحہ 102 (378) مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

اس کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت کو بھیجا پس اس نے اس کی روح قبض کر لی۔ پس اس کی ساٹھ سال کی عبادت ایک پلڑے میں رکھی گئی اور چھ راتوں کا گناہ ایک پلڑے میں رکھا گیا، چھ راتوں کا گناہ بھاری ہو گیا پھر روٹی کو نیکیوں کے پلڑے میں رکھا گیا تو وہ بھاری ہو گئیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے جس کو حصفہ بن حصفہ کہا جاتا تھا فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کیا تم جانتے ہو طاقتور کون ہے؟ ہم نے کہا جو مقابل کو پچھاڑ دے! فرمایا پورا طاقتور وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔ پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو الرقوب کون ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کی جس کی اولاد نہ ہو۔ فرمایا رقوب وہ شخص ہوتا ہے جس کی اولاد ہو اور ان میں سے کچھ آگے نہ بھیجا ہو۔ پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو الصعلوک (فقیر) کون ہوتا ہے؟ ہم نے عرض کی وہ شخص جس کے پاس مال نہ ہو۔ فرمایا مکمل فقیر وہ ہے جس کے پاس مال ہو لیکن اس نے اس میں سے آگے کچھ نہ بھیجا ہو (یعنی صدقہ و خیرات نہ کیا ہو)

امام البزار اور طبرانی نے حضرت انس، نعمان بن بشیر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہو۔

امام البزار اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ سے خرید لے اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ میں تجھے اللہ کی پکڑ سے کچھ فائدہ نہیں پہنچاؤں گا۔ اے عائشہ تیرے دروازے سے کوئی سائل واپس نہ جائے اگرچہ اسے جلا ہوا بکری کا کھر ہی دے دو (2)۔

امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں ہر ایک کے ہر عضو پر صدقہ کرنا ہوتا ہے پس ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تحمید (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ) صدقہ ہے ہر تہلیل (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) صدقہ ہے ہر تکبیر (اللہ اکبر) صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان تمام کے قائم مقام ہیں (3)۔

امام البزار اور ابو یعلی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے ہر جوڑ پر ہر روز صدقہ کرنا واجب ہے، کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ تو بہت سخت امر ہے، اس کی کون طاقت رکھتا ہے؟ فرمایا نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا صدقہ ہے، راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا صدقہ ہے، کمزور آدمی کا اٹھانا صدقہ ہے، راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا صدقہ ہے، کمزور آدمی کا اٹھانا صدقہ ہے اور نماز کی طرف تم میں کوئی جو قدم اٹھاتا ہے وہ صدقہ ہے (4)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا انسان کے تین سو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 351 (9813) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 228 (3401)
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 315 (1627) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 132 (2428) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ساٹھ جوڑ ہیں، ان میں سے، ہر ایک کی طرف سے ہر روز صدقہ کرنا ہے، پس انسان جو بولتا ہے صدقہ ہے، انسان کا اپنے بھائی کی کسی معاملہ میں معاونت کرنا صدقہ ہے، پانی کا گھونٹ پلانا صدقہ ہے، راستہ سے اذیت ناک چیز کا ہٹانا صدقہ ہے(1)۔

امام البزار اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا، اس کو تیرے نامہ اعمال میں صدقہ لکھا جاتا ہے۔ اور اپنے بھائی کے ڈول میں ڈول انڈیلنا تیرے لئے صدقہ لکھا جاتا ہے، راستہ سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا تیرے لئے صدقہ لکھا جاتا ہے اور کسی بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرنا تیرے لئے صدقہ لکھا جاتا ہے۔

امام البزار نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیس قبیلہ کے کچھ لوگ چیتوں کی کھالیں پہنے ہوئے (اور) تلواریں لٹکائے ہوئے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حالت کو ناپسند کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ پھر تشریف لائے نماز پڑھی اور نشست گاہ پر بیٹھ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کا حکم دیا اور صدقہ پر برانگیختہ کیا۔ کسی نے دینار صدقہ کیا، کسی نے درہم صدقہ کیا۔ کسی نے گندم کا صاع صدقہ کیا، کسی نے کھجور کا صاع صدقہ کیا۔ ایک انصاری سونے کی تھیلی لے کر آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں پیش کی پھر لوگ متواتر اپنے صدقات لاتے رہے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑوں اور کھانوں کے دو ڈھیر دیکھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کو دیکھا وہ اس طرح چمک رہا تھا جیسے سونا ہو۔

امام البزار نے حضرت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ پر برانگیختہ کیا تو علیہ بن زید کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عزت کے علاوہ کچھ نہیں۔ میں آپ کی گواہی دیتا ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی عزت صدقہ کرتا ہوں ان لوگوں پر جو مجھ پر ظلم کریں پھر وہ بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اپنی عزت کو صدقہ کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یہ صدقہ قبول کیا ہے۔

امام البزار نے حضرت علیہ بن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ پر برانگیختہ کیا تو علیہ اٹھے اور عرض یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے صدقہ پر برانگیختہ کیا ہے اور میرے پاس میری عزت کے سوا کچھ نہیں، میں نے اپنی عزت کو صدقہ کیا ان لوگوں پر جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اعراض فرمایا جب دوسرا دن ہوا تو پوچھا علیہ بن زید کہاں ہے یا فرمایا اپنی عزت صدقہ کرنے والا کہاں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے یہ صدقہ قبول فرمایا ہے۔

امام احمد، ابو نعیم نے فضل العلم میں اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کہاں سے صدقہ کریں ہمارے پاس مال تو ہیں نہیں؟ فرمایا یہ بھی صدقہ کے ابواب میں سے ہے: اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ، استغفر اللہ، تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو، لوگوں کے راستے سے کانٹا ہٹاؤ، ہڈی اور پتھر دور کرو، اندھے کی رہنمائی کرو، گونگے بہرے کو سناؤ حتی کہ وہ سمجھ جائے، حاجت طلب کرنے والے کی رہنمائی کرو

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 55 (11027) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

جب کہ تو اس کی حاجت کی جگہ کو جانتا ہو۔ کمزور کی اپنے طاقتور بازوؤں کے ساتھ مدد کر و یہ تمام تیری طرف سے صدقہ ہیں۔ تیرا اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا اجر ہے۔ ابوذر نے کہا میرے لئے اپنی قضائے شہوت میں کیسے اجر ہو گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے اگر تیرا بچہ پیدا ہو پھر وہ بڑا ہو پھر تو اس کے اجر کی امید رکھتا ہو پھر وہ فوت ہو جائے تو کیا تو اس کے ثواب کی امید کرے گا؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کیا تو نے اسے پیدا کیا تھا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا تھا۔ فرمایا کیا تو نے اس کو ہدایت دی تھی؟ میں نے کہا بلکہ اللہ نے اسے ہدایت دی تھی۔ فرمایا کیا تو نے اسے رزق دیا تھا؟ میں نے کہا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے رزق دیا تھا۔ فرمایا اسی طرح تو اس کو حلال میں رکھ اور حرام سے اجتناب کر، اگر اللہ چاہے گا تو اسے زندہ رکھے گا۔ چاہے گا تو اسے موت دے گا جب کہ تجھے اجر ملے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے حارثہ بن وہب الخزاعی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی ایسا وقت آجائے انسان صدقہ کرے اور کوئی ایسا شخص نہ پائے جو اسے قبول کرے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صدقہ مال سے کبھی کمی نہیں کرتا پس تم صدقہ کرو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں ہمیں ایک بھونی ہوئی بکری صدقہ کی گئی۔ میں نے اس کے بازوؤں کے سوا سب صدقہ کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے بکری کا صدقہ کرنے کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا سوائے اس بازو کے (جو تم نے اپنے لئے رکھا ہے) باقی سب تمہارے لئے ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، الاصبہانی نے (الترغیب میں) اور ابن عساکر نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا اور سیدنا ابوبکر مخفی طریقہ سے تمام مال لے کر آئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے اہل کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ عرض کی اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ۔ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا ہم نے جب بھی نیکی میں آپ سے سبقت لے جانے کی کوشش کی تو آپ ہم سے سبقت لے گئے۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا اس دن میرے پاس مال تھا، میں نے سوچا کہ آج میں ابوبکر سے سبقت لے جاؤں گا۔ پس میں اپنا نصف مال لایا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اپنے اہل کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ میں نے عرض کیا اس کی مثل (یعنی نصف مال)۔ ابوبکر اپنے گھر کا سارا سامان اٹھا لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟ ابوبکر نے عرض کی ان کے لئے میں اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے کہا میں تجھ سے کبھی سبقت نہیں لے جا سکتا (3)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 351 (9811) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 352 (9816)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 574 (1510) مطبوعہ الریاض

امام ابن جریر نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت اِنۡ تُبۡدُوا الصَّدَقٰتِ یہود ونصاریٰ پر صدقہ کرنے کے متعلق نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَيُكَفِّرُ عَنۡكُمۡ مِّنۡ سَيِّاٰتِكُمۡ تلاوت فرمائی اور فرمایا یہ صدقہ ہی گناہوں کو مٹاتا ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں خَيۡرٌ لَّكُمۡ تُكَفِّرُ ہے یعنی بغیر واؤ کے ہے۔

لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ‌ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ‌ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ‌ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۲﴾

"نہیں ہے آپ کے ذمہ ان کو سیدھی راہ پر چلانا ہاں اللہ سیدھی راہ پر چلاتا ہے جسے چاہتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو (اپنے) مال سے تو (اس میں) تمہارا اپنا فائدہ ہے اور تم تو خرچ ہی نہیں کرتے ہو سوائے اللہ کی رضا طلبی کے اور جتنا کچھ تم خرچ کرو گے (اپنے) مال سے پورا ادا کر دیا جائے گا تمہیں اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

ائمہ الفریابی، عبد بن حمید، نسائی، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، بیہقی اور الضیاء نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام مشرکین کو کچھ دینا ناپسند کرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لَيۡسَ عَلَيۡكَ هُدٰٮهُمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ۔ پس ان کو مشرکوں پر خرچ کرنے کی رخصت دی گئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صرف اہل اسلام پر صدقہ کرنے کا حکم دیتے تھے حتی کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی پھر اس کے بعد ہر اس شخص کو صدقہ دینے کا حکم دیتے تھے جو بھی سوالی بن کر آئے خواہ اس کا کسی دین سے تعلق ہو۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین پر صدقہ نہیں کرتے تھے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ پس پھر آپ نے مشرکین پر صدقہ کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف اپنے دین والے لوگوں پر صدقہ کرو۔ اس پر یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام ادیان والوں پر صدقہ کرو (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن الحنفیہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ مشرکین پر صدقہ کرنا ناپسند کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 63 2۔ ایضاً 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 401 (10398)

آیت نازل فرمائی پھر لوگوں نے مشرکین پر صدقہ کیا(1)۔

امام ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں انصار کی قریظہ اور نضیر کے ساتھ رشتہ داری اور قرابت تھی، وہ ان پر صدقہ کرنے سے بچنے لگے اور ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں فرمایا گیا ہے کہ چند صحابہ نے کہا کیا ہم ان پر صدقہ کریں جو ہمارے دین پر نہیں ہیں؟ اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام ابن جریر نے الربیع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب مسلمانوں میں سے کسی شخص کا کسی مشرک آدمی کے ساتھ رشتہ ہوتا اور وہ مشرک غریب ہوتا تو مسلمان اس پر صدقہ نہیں کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ میرے دین دار بھائیوں میں سے نہیں ہے اس پر یہ مذکورہ آیت نزل ہوئی(4)۔

امام ابن المنذر رنے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نے ان سے سوال کیا جو ان کے دین پر نہیں تھا۔ پس انہوں نے دینے کا ارادہ کیا پھر کہا کہ یہ میرے دین پر نہیں ہے۔ پس یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ۔

امام سفیان اور ابن المنذر رنے حضرت عمرو الہلالی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کیا ہم اہل کتاب کے فقراء پر صدقہ کریں اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی پھر مسلمانوں کی اس امر پر راہنمائی کی گئی جو بہتر اور افضل تھا ارشاد ہوا لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا۔ (البقرہ:273)

امام ابن المنذر رنے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مسلمان پہلے ذمیوں کے فقراء پر صدقات کرتے تھے۔ جب مسلمانوں کے فقراء زیادہ ہو گئے تو انہوں نے کہا ہم صرف مسلمان فقراء پر صدقہ کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ سے مراد مشرکین ہے۔ پھر نفقہ کے اہل کو بیان فرمایا لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (بقرہ:273)(5)

امام ابن ابی حاتم نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ فرماتے ہیں جب تم رضائے الٰہی کے لئے خرچ کرو گے تو تم پر کوئی حرج نہیں کہ سائل کا عمل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں مومن کا خرچ (صدقہ) اپنے لئے ہے۔ مومن جب بھی خرچ کرتا ہے رضائے الٰہی کے لئے کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ فرماتے ہیں جب اس صدقہ اور خرچہ کا ثمرہ تمہاری طرف لوٹتا ہے تو پھر تم اس کی وجہ سے کیوں کسی کو اذیت دیتے ہو اور اس کا احسان جتلاتے ہو تو اپنی ذات کے فائدہ اور اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے اس کی جزاء دے گا(6)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 401 (10399)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 63
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 63
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 63
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 64

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت نقل کیا ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ پر خرچ کرنے کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۫ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ۚ لَا يَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۲۷۳﴾

''(خیرات) ان فقیروں کے لئے ہے جو روکے گئے ہیں اللہ کی راہ میں نہیں فرصت ملتی انہیں (روزی کمانے کے لئے) چلنے پھرنے کی زمین میں، خیال کرتا ہے انہیں ناواقف (کہ یہ) مال دار (ہیں) بوجہ ان کے سوال نہ کرنے کے۔ (اے حبیب) آپ پہچانتے ہیں انہیں ان کی صورت سے، یہ نہیں مانگا کرتے لوگوں سے لپٹ کر اور جو کچھ تم خرچ کرو گے (اپنے) مال سے پس یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے''۔

امام ابن المنذر نے حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس آیت میں فقراء سے مراد اصحاب صفہ ہیں۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب صفہ فقراء تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو ساتھ لے جائے (1)۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل صفہ کے ساتھ مل جاؤ اور انہیں بلاؤ۔ فرمایا اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں، یہ اہل و مال کی پروانہیں کرتے، جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو آپ ﷺ ان کی طرف بھیجتے اور آپ اس میں سے کچھ تناول نہ فرماتے اور جب کوئی ہدیہ آتا تو ان کی طرف بھیجتے اور اس سے خود بھی تناول فرماتے۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کو نماز پڑھاتے تو کچھ لوگ نماز میں قیام کے دوران بھوک کی وجہ سے جھک جاتے تھے اور یہ لوگ اصحابہ صفہ ہوتے تھے حتی کہ بدو لوگ کہتے یہ لوگ مجنون ہیں۔

امام ابن سعید اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابونعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اصحاب صفہ ستر افراد تھے ان میں سے کسی ایک پاس بھی اوپر کی چادر نہیں تھی۔

امام ابونعیم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صفہ مسلمانوں کی ضعیف الحال لوگوں کے لئے بنایا گیا تھا، مسلمان اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس کی طرف اپنے صدقات بھیجتے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آتے تو

1۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 16 (176) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

فرماتے السلام علیکم یا اہل الصفہ۔ وہ کہتے وعلیک السلام یا رسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ پوچھتے کیسے صبح کی ہے؟ وہ کہتے یارسول اللہ ﷺ خیر کے ساتھ صبح کی ہے۔ آپ فرماتے تم آج بہتر ہو یا اس دن جب تم میں سے کسی کو صبح کے وقت مٹھی غذا دی جائے گی اور شام کو اس کی دوسری خوراک کھلائی جائے گی۔ صبح کے وقت اس کے پاس ایک لباس ہو گا اور شام کو دوسرا لباس ہو؟ اصحاب صفہ نے کہا ہم اس دن بھی خیر سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عطا کرے گا اور ہم اس کا شکر ادا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ آج تم بہتر ہو۔

امام ابن سعد نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اصحاب صفہ ہیں اور مدینہ طیبہ میں ان کے مکانات اور خاندان نہیں تھے، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو ان پر صدقہ کرنے پر برانگیختہ کیا۔

امام سفیان، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد قریش کے مہاجر ہیں جو مدینہ طیبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کر کے آئے تھے پس لوگوں کو ان پر صدقہ کرنے کا حکم دیا گیا(1)۔

امام ابن جریر نے الربیع سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد مدینہ طیبہ کے مہاجر فقراء ہیں(2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ وہ فقراء جنہوں نے اپنے آپ کو جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے روک رکھا ہے اور وہ تجارت نہیں کر سکتے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جن کو اللہ کی راہ میں زخم لگے تھے اور وہ محتاج ہو گئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مسلمانوں کے اموال میں حق رکھ دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے رجاء بن حیوہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ تجارت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمین ساری کی ساری کفر سے بھری پڑی ہے کوئی شخص فضل الٰہی کو تلاش کرنے کے لئے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا جب بھی کفر میں نکلے گا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو مشرکوں نے مدینہ طیبہ میں محصور کر دیا تھا۔ وہ تجارت کی طاقت نہیں رکھتے تھے اور جاہل ان کی حالت دیکھ کر انہیں اغنیاء تصور کرتا ہے(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی اصحاب صفہ کی طرف راہنمائی کی ہے اور ان کے نفقات میں ان کا حصہ مقرر کیا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے صدقات ان کو دیں اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اپنی رضا کا اظہار فرمایا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 64   2۔ ایضاً   3۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 373 (350) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 64   5۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے **تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ** فرماتے ہیں آپ ان کی عاجزی اور خشوع سے انہیں پہچان لیتے تھے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن حاتم نے ربیع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس جملہ کا معنی یہ ہے کہ آپ ان کے چہروں پر بھوک برداشت کرنے کے آثار پہچان لیتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے سیماھم سے مراد ان کے کپڑوں کی بوسیدگی ہے (3)۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے زید بن قاسط السکسکی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور سوال کیا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کو بلایا اور ان کے کان میں کچھ کہا پھر اس شخص کو کہا اس کے ساتھ جاؤ پھر مجھے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ فقیر تھا؟ میں نے کہا اللہ کی قسم اس نے فقر کی وجہ سے ہی سوال کیا ہے۔ عبداللہ بن عمر نے فرمایا دراہم کو دراہم کے ساتھ اور کھجوروں کو کھجوروں کے ساتھ ملانے والا فقیر نہیں ہوتا لیکن جو اپنے نفس اور کپڑوں کو صاف رکھتا ہے اور کسی چیز پر قادر نہیں ہوتا وہ فقیر ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں جس کو ایک کھجور دو کھجوریں، ایک لقمہ اور دو لقمے گھماتے رہتے ہیں مسکین وہ ہوتا ہے جو سوال کرنے سے باز رہتا ہے وہ لوگوں سے اصرار کے ساتھ سوال نہیں کرتا (4)۔ ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر گردش کرنے والا مسکین نہیں ہے جس کو تم لقمہ لقمہ دیتے ہو مسکین وہ ہوتا ہے جو سوال کرنے سے باز رہتا ہے اور لوگوں سے اصرار کے ساتھ سوال نہیں کرتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گردش کرنے والا مسکین نہیں جس کو ایک لقمہ یا دو لقمے، ایک کھجور اور دو کھجور (کی تلاش) گھماتی رہتی ہے لیکن (کامل) مسکین وہ ہے جو اتنی خوراک نہیں پاتا جو اس کی کفایت کرے اور وہ لوگوں سے سوال کرنے سے بھی شرماتا ہے اس کی غربت اور فقر کو پہچانا بھی نہیں جاتا تا کہ اس پر صدقہ کیا جائے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہے کہ اللہ تعالیٰ حلیم، حیادار، غنی، سوال سے پرہیز کرنے والے سے محبت کرتا ہے اور فحش گو، بدزبان اصرار کے ساتھ سوال کرنے والے کو ناپسند کرتا ہے (5)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو استغناء چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے اور جو لوگوں سے اصرار کے ساتھ سوال کرتا ہے وہ آگ میں اضافہ چاہتا ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 373 (351)　　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 65　　3۔ ایضاً
4۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 333، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی　　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 66

امام مالک، احمد، ابوداؤد اور نسائی نے بنی اسد کے ایک شخص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سوال کیا جب کہ اس کے پاس ایک اوقیہ چاندی موجود ہے تو اس نے اصرار سے سوال کیا(1)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے اس کا معنی یہ بیان کیا ہے وہ شخص جو سوال کرنے میں اصرار کرتا ہے(2)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرتا تھا وہ اسے عطا فرماتے تھے لیکن اس کو ناپسند فرماتے تھے اور فرماتے یہ اصرار کے ساتھ سوال ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس چیز کو ناپسند فرماتے تھے کہ دنیا کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ یا قرآن کے واسطہ سے مانگی جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس سے اللہ کے نام پر مانگا گیا اور اس نے عطا کیا تو اسے ستر اجر ملیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں کوئی ہمیشہ سوال کرتا رہے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا جب کہ اس کے منہ پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہیں ہوگا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن حبان نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوال کرنا خراش لگانا خود نوچنا ہے، سوال کے ذریعے انسان اپنے چہرے کو نوچتا ہے۔ پس جو چاہے اپنے چہرے پر باقی رکھے جو چاہے ترک کر دے مگر یہ کہ سلطان سے سوال کرے (تو اس کے لئے یہ سزا نہیں ہے) یا مجبور ہو کر سوال کرے(4)۔

امام احمد نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ سوال کرنا قیامت کے روز سوال کرنے والے کے چہرے پر گوشت نوچنے کا باعث ہوگا پس جو چاہے اپنے چہرے پر اس خراش اور نوچنے کو باقی رکھے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بغیر فاقہ کے سوال کیا اس پر یا اس کے عیال پر ایسا فاقہ طاری ہوگا جس کی وہ طاقت نہیں رکھیں گے۔ وہ قیامت کے روز ایسے چہرے کے ساتھ آئے گا جس پر گوشت نہ ہوگا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے بغیر فاقہ کے اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولا اس پر یا اس کی عیال پر ایسا فاقہ نازل ہوگا کہ وہ برداشت نہیں کر سکیں گے اللہ تعالیٰ اس پر ایسی جگہ سے فاقہ کا دروازہ کھولے گا جس کا اسے گمان ہی نہ ہوگا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صدقہ مال سے کچھ کمی نہیں کرتا اور کوئی شخص اپنا ہاتھ صدقہ دینے کے لئے دراز نہیں کرتا مگر اس کا صدقہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں پہنچتا ہے اس سے پہلے کہ وہ سائل کے ہاتھ میں پہنچے، اور کوئی شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ غنا کے حصول کے لئے نہیں کھولتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

1۔ موطا امام مالک، صفحہ 227 (174) مطبوعہ دار الشروق مکہ مکرمہ   2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 66

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 424 (10668)   4۔ سنن ابوداؤد، جلد 6، صفحہ 382 (1758) مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض

امام احمد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو کبشہ الانماری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تین چیزوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں تم اسے یاد کرلو۔ صدقہ سے انسان کا مال کم نہیں ہوتا اور جیسے بندے پر ظلم کیا جاتا ہے اور پھر وہ اس ظلم پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو سوال کا دروازہ کھولتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں اسے یاد کرلو، دنیا چار شخصوں کے لئے ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ جسے مال اور علم عطا فرمائے پھر وہ اس میں اپنے رب سے ڈرے اور اس میں صلہ رحمی کا مظاہرہ کرے اور یہ جان لے کہ اس مال میں اللہ کا حق ہے، یہ افضل منزل ہے۔ وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ علم عطا فرمائے اور مال عطا نہ فرمائے پھر وہ نیت میں سچا ہو اور کہے میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا پس اپنی نیت کے ساتھ ہے پس ان دونوں کا اجر برابر ہے، وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور علم نہ عطا فرمایا ہو، وہ بغیر علم کے اپنے مال میں محفوظ ہو، مال کے بارے اپنے رب سے نہ ڈرتا ہو اور نہ اس میں صلہ رحمی کا مظاہرہ کرتا ہو اور نہ اس میں اللہ تعالیٰ کا حق جانتا ہو، یہ بدترین منزل ہے، وہ بندہ جس کو اللہ نے نہ مال دیا ہو اور نہ علم دیا ہو اور وہ کہتا ہو اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں اس مال کو فلاں کی طرح خرچ کرتا تو وہ بھی اپنی نیت کے ساتھ ہوگا اور ان دونوں کا گناہ برابر ہوگا۔

امام نسائی نے حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور سوال کیا۔ حضور ﷺ نے اسے عطا کیا پھر جب اس نے دروازے کی دہلیز پر پاؤں رکھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم جانتے جو سوال کرنے پر وبال ہے تو کوئی شخص کسی سے سوال کرنے کے لئے نہ جاتا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر سوال کرنے والا جانتا جو اس میں وبال ہے تو کبھی سوال نہ کرتا۔

امام احمد، البزار اور طبرانی نے حضرت عمران بن حصین سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غنی آدمی کا سوال کرنا قیامت کے روز اس کے چہرے میں عیب کا باعث ہوگا اور غنی کا سوال کرنا آگ ہے، اگر اسے تھوڑا ملے گا تو آگ تھوڑی ہوگی اور اگر زیادہ دیا گیا تو آگ زیادہ ہوگی۔ احمد، البزار اور طبرانی نے ثوبان سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو سوال کرے گا حالانکہ اسے سوال کی ضرورت نہیں تھی تو قیامت کے روز اس کے چہرے پر یہ عیب ہوگا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سوال کیا جب کہ وہ سوال کرنے سے مستغنی تھا وہ قیامت کے روز اٹھے گا تو اس کے چہرے پر خراشیں ہوں گی۔

امام حاکم نے حضرت عروہ بن محمد بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے میرے باپ نے بتایا انہیں ان کے باپ نے بتایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بنی سعد بن بکر کے لوگوں کے ساتھ گیا۔ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے کتنی غنا عطا فرمائی ہے پس تو لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کر کیونکہ اوپر والا ہاتھ دینے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ دیا گیا ہے، اللہ کا مال سوال کیا گیا ہے اور عطا کیا گیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہماری نعمت کے

ساتھ گفتگو کی (یمن کے لوگ اعطیت کو انطیت پڑھتے، بولتے تھے)(1)

امام بیہقی نے حضرت مسعود بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک شخص کو لایا گیا تا کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا اس نے کتنا مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے بتایا دو دینار یا تین دینار۔ فرمایا دو داغ یا تین داغ چھوڑے ہیں۔ میں عبداللہ بن القاسم مولی ابی بکر سے ملا تو میں نے ان کے سامنے یہ واقعہ ذکر کیا۔ انہوں نے کہا یہ شخص لوگوں سے مال اکٹھا کرنے کے لئے سوال کرتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن خزیمہ، طبرانی اور بیہقی نے حضرت حبشی بن جنادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو بغیر ضرورت کے سوال کرتا ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو انگارے چنتا ہے، ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں جو لوگوں سے اس لئے سوال کرتا ہے تا کہ زیادہ مال جمع کرلے تو یہ اس کے چہرے میں خراش کا باعث ہوگا اور قیامت کے روز جہنم میں گرم پتھروں کو کھائے گا۔ یہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص مال کی زیادتی کی خاطر لوگوں سے سوال کرتا ہے وہ انگاروں کا سوال کرتا ہے پس چاہے کم جمع کرے یا زیادہ جمع کرے(3)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور طبرانی نے الاوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو غنا کے باوجود سوال کرتا ہے وہ جہنم کے گرم پتھر زیادہ کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا غنا سے کیا مراد ہے؟ فرمایا رات کا کھانا۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سوال کیا جب کہ اس کے پاس اتنا موجود تھا جو اس کی کفایت کرسکتا تھا وہ جہنم کے انگارے زیادہ کرتا ہے، صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کتنا مال کفایت کرسکتا ہے؟ فرمایا صبح وشام کا کھانا(4)۔

امام ابن حبان نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگوں سے مال زیادہ کرنے کے لئے سوال کرتا ہے وہ آگ کا پتھر ہے، وہ اسے بھڑکاتا ہے، پس جو چاہے کم سوال کرے جو چاہے زیادہ کرے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن ابی لیلیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک سائل آیا اس نے ابوذر سے سوال کیا تو انہوں نے اسے کچھ عطا فرمایا۔ تم نے اسے دیا ہے حالانکہ یہ شخص خوشحال ہے؟ ابوذر نے فرمایا یہ سائل تھا اور سائل کا حق ہے۔ قیامت کے روز یہ خواہش کرے گا، یہ اس کے ہاتھ میں گرم پتھر ہے۔

امام مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نو یا آٹھ یا سات تھے۔ فرمایا کیا تم رسول اللہ ﷺ کی بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے عرض کی ہم آپ کی کس بات پر بیعت کریں؟ فرمایا اللہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 363 (3930) مطبوعہ الریاض
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 425 (10674)
3۔ ایضاً، (10673)
4۔ سنن ابوداؤد، جلد 6، صفحہ 365 (1749) مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض

کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، پانچ نمازیں (پڑھو) اور اطاعت کرو اور لوگوں سے سوال نہ کرو۔ میں نے ان میں سے کسی کو دیکھا کہ اس کا کوڑا گر جاتا تو وہ کسی سے اٹھا دینے کا سوال بھی نہیں کرتا تھا (1)۔

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا کیا تو بیعت کرتا ہے تیرے لئے جنت ہوگی؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ ﷺ نے شرط لگائی کہ میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا۔ میں نے کہا صحیح ہے، فرمایا اگر تجھ سے تیرا کوڑا گر جائے گا تو تو اتر کر خود اٹھائے گا، کسی سے سوال نہیں کرے گا۔

امام احمد نے حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بعض اوقات حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے مہار گر جاتی تو آپ اپنی اونٹنی کے بازو پر مارتے پھر اسے بٹھاتے اور خود اس کی مہار اٹھاتے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کیا آپ ہمیں حکم نہیں دیتے کہ ہم آپ کو اٹھا کر دے دیتے؟ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے حبیب رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں۔

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون بیعت کرے گا؟ ثوبان نے عرض کی یارسول اللہ ہم نے بیعت کر لی ہے۔ فرمایا اس بات پر بیعت کرو کہ تم کسی سے سوال نہیں کرو گے ثوبان نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ایسی بیعت کرنے والے کے لئے کیا ہوگا؟ فرمایا جنت۔ پس ثوبان سے بیعت کی۔ ابوامامہ نے کہا میں نے ثوبان کو مکہ میں دیکھا جب کہ آپ انتہائی رش میں تھے۔ آپ کا کوڑا گر جاتا جب کہ آپ سوار ہوتے تو کبھی کوڑا کسی شخص کی گردن پر گرتا۔ وہ شخص اٹھا کر آپ کو پیش کرتا تو آپ اس سے نہ لیتے حتی کہ خود سواری سے اترتے اور اٹھاتے تھے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو مجھے ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا اور میں اسے جنت کی ضمانت دوں؟ میں نے عرض کیا، میں ضمانت دیتا ہوں۔ حضرت ثوبان سے کسی سے کچھ سوال نہ کرتے تھے۔ ابن ماجہ کے الفاظ یہ ہیں کہ پس ثوبان کا کوڑا گر جاتا درآں حالیکہ وہ سوار ہوتے لیکن وہ کسی سے کوڑا پکڑانے کا نہ کہتے حتی کہ خود اترتے اور اپنا کوڑا پکڑتے (2)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے مجھے عطا فرمایا پھر میں نے سوال کیا تو پھر عطا فرمایا اس کے بعد فرمایا اے حکیم یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے۔ جو اسے نفس کی سخاوت سے لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت ڈالی جاتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی۔ وہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو کماتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ ﷺ کے بعد کسی سے کوئی چیز طلب نہیں کروں گا حتی کہ دنیا چھوڑ جاؤں گا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ حکیم کو بلاتے

1۔ صحیح مسلم، جلد 7، صفحہ 118 (08) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 408 (1837) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

تاکہ انہیں عطیہ دیں تو وہ اس سے کچھ بھی قبول کرنے سے انکار دیتے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دور خلافت میں) انہیں بلایا تاکہ انہیں کچھ پیش کریں تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، نبی کریم ﷺ کے بعد حکیم نے کبھی کسی سے کوئی چیز نہیں مانگی حتی کہ وصال فرما گئے (1)۔

امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تین چیزوں پر قسم اٹھاتا ہوں، صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا پس تم صدقہ کرو اور جو آدمی اپنے اوپر کئے گئے ظلم کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے اور جو آدمی سوال کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

امام احمد اور ابو یعلی نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے فلاں فلاں شخص کو سنا ہے وہ تعریف کر رہے تھے اور ذکر کر رہے تھے کہ آپ نے انہیں دو، دو دینار عطا فرمائے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن فلاں ایسا نہیں کرتا جب کہ اسے میں نے دس سے سو تک عطا فرمائے ہیں، پس وہ تو ایسا نہیں کہتا اللہ کی قسم تم میں سے کوئی مجھ سے سوال کر کے نکلتا ہے، وہ بغل میں آگ لے کر نکلتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ آپ انہیں کیوں عطا فرماتے ہیں؟ فرمایا میں کیا کروں مجھ سے مانگے بغیر راضی نہیں ہوتے اور اللہ تعالیٰ میرے لئے بخل کا انکار کرتا ہے (یعنی میں بخیل نہیں ہوں)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابو داؤد، نسائی نے قبیصہ بن المخارق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے ضمانت کا بوجھ اٹھایا تھا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس ضمانت کی ادائیگی کے متعلق سوال کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھہرو حتی کہ ہمارے پاس صدقہ کا مال آجائے، ہم آپ کو ادائیگی کا حکم کریں گے۔ پھر فرمایا اے قبیصہ، سوال کرنا تین افراد میں سے کسی ایک کے لئے جائز ہوتا ہے، ایک وہ شخص جو ضمانت کا بوجھ اٹھائے اس کے لئے سوال کرنا جائز ہوتا ہے حتی کہ وہ ضمانت ادا کر دے پھر وہ سوال سے رک جائے۔ دوسرا وہ شخص جس پر کوئی آفت آجائے اور اس کا مال ضائع ہو جائے تو اس کے لئے سوال کرنا جائز ہوتا ہے حتی کہ اس کی معیشت درست ہو جائے۔ تیسرا وہ شخص جس کو فاقہ لاحق ہو تو اس کے لئے سوال جائز ہوتا ہے حتی کہ اس کی قوم کے تین صاحب عقل لوگ یہ کہیں گے وہ فلاں کو فاقہ لاحق ہو چکا ہے۔ پس اس کے لئے سوال کرنا جائز ہوتا ہے حتی کہ اس کی معیشت درست ہو جائے ان تینوں کے علاوہ سوال کرنا جائز نہیں۔ اے قبیصہ سوال کرنے والا حرام کمائی کھاتا ہے۔

امام البزار، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں سے مستغنی ہو جاؤ اگرچہ مسواک رگڑنا ہو۔

امام البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ غنی حلیم سوال سے بچنے والے کو پسند کرتا ہے اور فحش گوئی کرنے والے فاجر اصرار سے سوال کرنے والے سے بغض رکھتا ہے۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 332، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

امام البزار نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میرے لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک وعدہ فرمایا تھا، جب قریظہ فتح ہوا تو میں وہ اپنا وعدہ لینے کے لئے حاضر ہوا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت یہ فرماتے ہوئے سنا جو استغناء اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی فرما دیتا ہے، جو قناعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قناعت عطا فرماتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں فیصلہ کرلیا کہ میں آپ ﷺ سے کسی چیز کا سوال نہیں کروں گا۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے صدق اور سوال کرنے سے پرہیز کا ذکر فرمایا (فرمایا) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ سوال کرنے والا ہے (1)۔

حضرت ابن سعد نے عدی الجذامی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا اے لوگو! جان لو ہاتھ تین قسم کے ہیں اللہ کا ہاتھ علیا ہے۔ عطا کرنے والا ہاتھ درمیانی ہے اور جس ہاتھ کو عطا کیا جائے وہ نیچے والا ہے۔ پس غنا اختیار کرو اگرچہ لکڑیوں کے گٹھے کے ساتھ۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاتھ تین ہیں۔ اللہ کا ہاتھ اوپر ہے، عطا کرنے والا ہاتھ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کے قریب ہے اور سائل کا ہاتھ نیچے والا ہے یہی فیصلہ قیامت تک ہے پس تم حتی المقدور سوال کرنے سے بچو (2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبریل امین نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا اے محمد ﷺ جتنا چاہو زندگی بسر کرلو بالآخر آپ نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے جو چاہو عمل کرلو تجھے اس کی جزا ملے گی، جس سے چاہو محبت کرو آپ بالآخر اس سے جدا ہوں گے اور جان لو مومن کا شرف رات کے قیام میں ہے اور مومن کی عزت لوگوں سے استغناء میں ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تونگری، سامان کی کثرت کا نام نہیں بلکہ تونگری دل کی تونگری ہے (3)۔

امام ابن حبان نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم مال کی کثرت کو غنا تصور کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا کیا تم مال کی کمی کو فقر خیال کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حقیقی غنا دل کا غنا ہے اور حقیقی فقر دل کا فقر ہے (4)۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 332، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 4، صفحہ 198، مطبوعہ دار الفکر بیروت

3۔ صحیح مسلم، جلد 3، صفحہ 115 (2343) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، جلد 2، صفحہ 461، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

امام مسلم اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ شخص دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا بقدر کفایت رزق دیا گیا اور جو اسے اللہ نے عطا فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ نے اسے قانع بنا دیا(1)۔

امام ترمذی اور حاکم نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مبارک ہو اس شخص کے لئے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی اور اس کی معیشت بقدر کفایت ہو اور قناعت کرتا ہے(2)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لالچ سے بچو کیونکہ یہی فقر ہے، ایسے کام سے بچو جس پر معذرت کرنی پڑے۔

امام حاکم اور بیہقی نے الزہد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت فرمایئے اور مختصر وصیت فرمایئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس ہو جا اور لالچ سے بچ کیونکہ یہ موجود فقر ہے اور ایسے قول و فعل سے بچ جس کے بعد معذرت کرنی پڑے۔

امام بیہقی نے الزہد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قناعت ایسا خزانہ ہے جو فنا نہیں ہوتا۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تیرے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں ایک کملی ہے، اس کا بعض ہم پہنتے ہیں بعض نیچے بچھاتے ہیں، ایک پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ دونوں میرے پاس لے آؤ، وہ کملی اور پیالہ لے کر آیا تو دونوں رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ میں پکڑ لئے اور فرمایا یہ دونوں کون خریدے گا، ایک شخص نے کہا میں یہ دونوں ایک درہم میں خریدوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ فرمایا ایک درہم سے کون زیادہ دے گا، ایک اور شخص نے کہا میں دو درہم میں لوں گا۔ آپ ﷺ نے وہ دونوں چیزیں اسے عطا فرما دیں اور دو درہم لے لئے، وہ دو درہم اس انصاری کو عطا فرمائے اور فرمایا ایک درہم کے ساتھ کوئی چیز خرید اور اپنے گھر والوں کے پاس لے جا اور دوسرے درہم کے ساتھ ایک کلہاڑا خرید اور وہ میرے پاس لے آ وہ لے کر آ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لکڑیاں کاٹ کر باندھیں پھر فرمایا جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو میں تجھے پندرہ دن نہ دیکھوں۔ اس نے پندرہ دن مزدوری کی۔ پھر وہ آیا تو اس کے پاس دس درہم تھے، بعض کے ساتھ اس نے کپڑے خریدے اور بعض کے ساتھ کھانا خریدا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس کے تو قیامت کے روز سوال کرنے کی وجہ سے اپنے چہرے پر خراش لائے۔ سوال کرنا صرف تین افراد کے لئے جائز ہے ایسا شخص جس کو مفلسی نے مٹی سے لگا دیا ہو (یعنی اتنا محتاج ہو کہ مٹی پر سوتا ہو) ایسا شخص جو خوفناک حد تک مقروض ہو، ایسا شخص جو دوسرے کی جان بچانے کے دیت کا ضامن ہوا ہو اس کا قتل ہونا

1۔ المسند صحیح مسلم، جلد 3، صفحہ 118 (2349) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 90 (9(1)) مطبوعہ الریاض

اس کو دردمند کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا اپنی رسیاں لینا پھر اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کر لانا پھر اس کو فروخت کرنا اور اس کے ذریعے سوال سے اپنے آپ کو بچانا اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرے وہ اسے دیں یا نہ دیں(1)۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھانا اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے پھر وہ اسے دے یا نہ دے(2)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پیشہ ور مومن کو پسند کرتا ہے۔

امام احمد، طبرانی، ابوداؤد اور نسائی نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو لوگوں سے استغناء اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا اور جو سوال کرنے سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچا لیتا ہے، جو کفایت چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی کفایت فرماتا ہے اور جس نے سوال کیا جب کہ اس کے پاس ایک اوقیہ چاندی ہو اس نے اصرار کیا (جو ممنوع ہے)۔

امام احمد، مسلم اور نسائی نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوال کرنے میں اصرار نہ کرو اللہ کی قسم جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے پھر اس کا سوال مجھ سے کوئی چیز نکال دے جب کہ میں اس کو ناپسند کر رہا ہوتا ہوں پھر اس میں برکت ڈالی جائے جو میں نے عطا کیا ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

امام ابن حبان نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص میرے پاس آتا ہے، مجھ سے سوال کرتا ہے پھر میں اسے عطا کرتا ہوں پھر وہ چلا جاتا ہے وہ اپنی گود میں آگ اٹھائے ہوئے ہوتا ہے۔

امام ابویعلی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سوال کرنے میں اصرار نہ کرو، اصرار کے ساتھ جو چیز ہم سے نکال لی جائے گی اس کے لئے اس میں برکت نہیں ہو گی۔

امام ابن حبان نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سونا تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص آیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی عطا فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے عطا فرمایا پھر اس نے عرض کی زیادہ عطا فرمائیے آپ ﷺ نے تین مرتبہ عطا فرمایا پھر جب وہ واپس چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص میرے پاس آتا ہے، مجھ سے سوال کرتا ہے میں اسے عطا کرتا ہوں، پھر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے، میں اسے عطا کرتا ہوں، پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا جاتا ہے، وہ اپنے کپڑے میں آگ لے کر جاتا ہے جب اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتا ہے۔

امام احمد، البزار اور ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ مال سبز اور شیریں ہے، جس کو ہم اس میں سے کچھ عطا کریں جب کہ ہمارا نفس خوش ہو اور اس کی طرف سے عمدہ طلب ہو لالچ کی بنا پر

1۔ صحیح بخاری، باب الاستعفاف فی المسئلۃ، جلد 1، صفحہ 199، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 333، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

نہ ہوتو اس مال میں اس کے لئے برکت ڈالی جائے گی اور جس کو ہم اس دنیا سے کچھ عطا کریں جب کہ ہم دل سے اس پر خوش نہ ہوں اور اس کی طرف سے طلب اچھی نہ ہو اور اس کا نفس لالچ کر رہا ہو تو اس میں اس کے لئے برکت نہیں ڈالی جاتی۔

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطیہ دیا تو میں نے عرض کی حضور! اس کو عطا فرمائیں جو مجھ سے زیادہ اس کا محتاج ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ لے لو جب تمہارے پاس اس مال سے کچھ آئے جب کہ تم اس کا لالچ نہیں کر رہے تھے اور نہ اس کے سوالی تھے تو وہ لے لیا کرو اور مال دار ہو جایا کرو اگر تم چاہو تو اس کو کھاؤ اور اگر چاہو تو اس کو صدقہ کر دو اور اگر ایسی حالت نہ ہو تو اس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ لگایا کرو۔ سالم بن عبد اللہ نے فرمایا اسی وجہ سے حضرت عبد اللہ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے اور جو چیز انہیں عطا کی جاتی وہ لوٹا دیتے نہیں تھے (1)۔

امام مالک نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک عطیہ بھیجا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واپس کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم نے عطیہ واپس کیوں کر دیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے ارشاد نہیں فرمایا کہ ہم میں سے بہتر وہ ہے جو کسی سے کوئی چیز نہ لے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ حکم سوال کرنے کے متعلق ہے (یعنی کسی سے کوئی چیز نہ مانگو) لیکن جو بغیر سوال کے ملے وہ رزق ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں کسی سے کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور جو چیز بغیر سوال کے میرے پاس آئے گی وہ میں لے لوں گا۔

امام بیہقی نے زید بن اسلم عن ابیہ کے طریقہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا آگے مذکورہ حدیث بیان کی۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ جو تجھے کوئی چیز بغیر سوال کے عطا کرے وہ قبول کر لے۔ وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا کیا ہے۔

امام ابویعلی نے حضرت واصل بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تیرے لئے بہتر ہے کہ لوگوں میں سے کسی سے کوئی چیز نہ مانگ؟ فرمایا (اس صورت میں لینا منع ہے) جب کہ تم سوال کرو، اور جو تمہارے پاس بغیر سوال کے آئے وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمایا ہے (2)۔

امام احمد، ابویعلی، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے حضرت خالد بن عدی الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کو اپنے بھائی کی طرف سے کوئی چیز پہنچے جب کہ اس نے سوال نہ کیا ہو اور نہ اس کا وہ لالچ کر رہا ہو تو اس کو قبول کر لینی چاہیے اسے واپس نہ کرے وہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف بھیجا ہے (3)۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ اس مال سے کچھ عطا

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 199، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 94 (162) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 387، (921)

فرمائے جب کہ اس نے کسی سے سوال نہ کیا ہو تو اسے وہ قبول کرنا چاہیے، وہ رزق ہے جو الله تعالیٰ نے اس کی طرف بھیجا ہے۔

امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے حضرت عائذ بن عمرو رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اس رزق میں سے کوئی چیز بغیر سوال اور بغیر لالچ کے پیش کی جائے اسے اس کے ذریعے اپنے رزق میں وسعت کرنی چاہیے، اگر خودغنی ہو تو جو زیادہ محتاج ہے اس کی طرف بھیج دینی چاہیے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں سے مستغنی ہو جاؤ اگرچہ مسواک کا ٹنا ہی ہو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حبشی بن جنادہ السلولی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے، جب کہ ایک اعرابی آیا اور آپ سے سوال کیا، سوال کرنا حلال نہیں ہے مگر ایسے فقر کی وجہ سے جو انسان کو مٹی سے لگا دے یا ایسے قرض کی وجہ سے جو خوفناک حد تک پہنچا ہوا ہو(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ الله تم سے تین چیزیں ناپسند کرتا ہے۔ قیل وقال (بحث وتکرار، جھگڑا) مال کا ضائع کرنا اور کثرت سے سوال کرنا۔ پھر جب تو کسی کو سارا دن قیل وقال میں مصروف دیکھے اور وہ رات کو لوٹتا ہے حتیٰ کہ اپنے سر مردار رکھے ہوئے ہوتا ہے الله تعالیٰ اس کے لئے دن اور رات میں کچھ حصہ نہیں بناتا اور جو تو کسی کو صاحب مال دیکھے (اور) وہ اپنی شہوت ولذت اور کھیل وکود میں مال کو صرف کر رہا ہے اور الله کے حق سے اعراض کئے ہوئے ہے تو یہ مال کا ضائع کرنا ہے۔ جب تو کسی کو ہاتھ پھیلائے ہوئے لوگوں سے سوال کرتے ہوئے دیکھے پس جو اسے عطا کریں تو ان کی مدح میں مبالغہ کرے اور جو عطا نہ کریں ان کی مذمت میں مبالغہ کرے(3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وسعت کی وجہ سے عطا کرنے والا لینے والے سے افضل نہیں ہے جب کہ لینے والا محتاج ہو۔

امام ابن حبان نے الضعفاء میں طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو وسعت کی وجہ سے عطا کرتا ہے وہ اجر میں زیادہ نہیں ہوتا اس سے جو قبول کرتا ہے جب کہ وہ محتاج ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو تم خرچ کرتے ہو وہ الله کی بارگاہ میں محفوظ ہے، وہ اس کو جاننے والا ہے اور اس کی قدردانی فرمانے والا ہے، کوئی بھی الله تعالیٰ سے زیادہ قدردان نہیں ہے اور کوئی بھی الله تعالیٰ سے زیادہ نیکی کی جزا دینے والا نہیں ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ

1۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 19 (30) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 426 (10683)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 66

اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾

''جولوگ خرچ کیا کرتے ہیں اپنے مال رات میں اور دن میں چھپ کر اور علانیہ، تو ان کے لئے ان کا اجر ہے اپنے رب کے پاس اور نہ انہیں کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

ائمہ ابن سعد، ابوبکر احمد بن ابی عاصم (نے الجہاد میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، طبرانی، ابوالشیخ نے (العظمہ میں) اور الواحدی نے یزید بن عبداللہ بن عریب المکی عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت گھوڑوں والوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

امام ابن عساکر نے ابوامامہ الباہلی سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت گھوڑوں والوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو گھوڑے باندھتے ہیں لیکن اظہار تکبر اور شرط کے لئے نہیں باندھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عمدہ نسل کے اور گھٹیا نسل کے باندھے ہوئے گھوڑے دیکھتے تو کہتے اس آیت میں ان گھوڑوں والے مراد ہیں (1)۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور الواحدی نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے اللہ راہ میں (جہاد کے لئے) گھوڑا باندھا جب کہ ریاء کاری اور شہرت کے لئے نہ باندھا ہو تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور الواحدی نے حنش الصنعانی کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس آیت کے متعلق فرماتے ہوئے سنا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے گھوڑوں کو چارہ ڈالتے ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے حضرت ابوکبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر باندھی ہوئی ہے اور گھوڑوں والے گھوڑوں پر اور گھوڑوں پر خرچ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو صدقہ دینے کے لئے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت عبدالوہاب بن مجاہد عن ابیہ عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، آپ کے پاس چار درہم تھے، آپ نے ایک درہم رات کو، ایک درہم دن کو، ایک درہم خفیہ اور ایک درہم اعلانیہ خرچ کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مسعر عن عون رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ایک شخص نے تلاوت کی پھر کہا چار درہم تھے، ایک انہوں نے رات کے وقت، ایک دن کے وقت، ایک خفیہ اور ایک اعلانیہ خرچ کیا۔

امام ابن المنذر نے ابن اسحٰق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا اے لوگو! بعض لالچ فقر ہیں،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67

بعض مایوسیاں غنا ہیں، تم وہ جمع کرتے ہو جو کھاتے نہیں ہو اور ان چیزوں کی امید رکھتے ہو، جو پاتے نہیں ہو جان لو یہ بعض بخل نفاق کا شعبہ ہیں، پس اپنے نفسوں کی بھلائی کے لئے خرچ کرو، اس آیت والے کہاں ہیں اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ الخ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے راستہ میں وہ خرچ کیا جو ان پر فرض کیا گیا ہے۔ اس میں نہ اسراف تھا نہ تنگی نہ تبذیر تھی نہ فساد تھا (1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما ہیں جنہوں نے جنگ تبوک کے لشکر کی تیاری میں مال پیش کیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ حکم زکوٰۃ کے فرض ہونے سے پہلے تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت العوفی عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اس پر عمل ہوتا تھا جب کہ سورۂ برأت نازل نہیں ہوئی تھی جب سورۂ برأت صدقات کے فرائض اور صدقات کی تفصیل کے ساتھ نازل ہوئی تو یہ صدقات ختم ہو گئے (2)۔

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷۵﴾

"جو لوگ کھایا کرتے ہیں سود وہ نہیں کھڑے ہوں گے، مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے وہ جسے پاگل بنا دیا ہو شیطان نے چھو کر، یہ حالت اس لئے ہوگی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ سوداگری بھی سود کی مانند ہے، حالانکہ حلال فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجارت کو اور حرام کیا سود کو۔ پس جس کے پاس آئی نصیحت اپنے رب کی طرف سے تو وہ (سود سے) رک گیا تو جائز ہے اس کے لئے جو گزر چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو شخص پھر سود کھانے لگے تو وہ لوگ دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام ابو یعلی نے حضرت الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سود کھانے والے لوگ قیامت کے دن پہچانے جائیں گے، وہ کھڑے نہیں ہو سکیں گے مگر مخبوط الحواس انسان کی طرح جس کا گلہ دبایا گیا ہو۔ انہوں نے بیع کو سود کی مثل کہہ کر اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ جو سود کھانے کی طرف لوٹے گا وہ لوگ دوزخی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور باقی ربا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67 2۔ ایضاً

چھوڑ دو۔ ابن عباس فرماتے ہیں یہ آیت بنی عمرو بن عوف من ثقیف اور بنی مغیرہ من بنی مخزوم کے بارے میں نازل ہوئی، بنو مغیرہ ثقیف کو سود دیتے تھے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو مکہ مکرمہ پر غلبہ عطا فرمایا تو اس دن تمام سود ختم کر دیا گیا جب کہ طائف والوں نے اس شرط پر صلح کی کہ ان کے لئے سود ہوگا اور جوان کے اوپر سود ہے وہ ختم ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے صحیفے کے آخر میں لکھا کہ ان کے لئے وہ تمام حقوق ہوں گے جو مسلمانوں کے لئے ہیں اور ان پر وہ تمام واجبات ہوں گے جو مسلمانوں پر ہیں، نہ وہ سود کھائیں گے نہ کھلائیں گے۔ بنو عمرو بن عمیر بنی مغیرہ کے ساتھ عتاب بن اسید کے پاس آئے وہ مکہ کا حکمران تھا۔ بنو مغیرہ نے کہا ہمیں سود کی وجہ سے تمام لوگوں سے زیادہ بدبخت بنا دیا گیا ہے، باقی تمام لوگوں سے سود ساقط کر دیا گیا ہے، بنو عمرو بن عمیر نے کہا ہم سے اس بات پر صلح کی گئی ہے کہ ہمارے لئے سود ہوگا۔ عتاب بن اسید نے یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھ کر بھیجا تو یہ آیت نازل ہوئی فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ (البقرۃ:279)

امام اصبہانی نے اپنی ترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز سود کھانے والا مفلوج ہو کر آئے گا، اپنی اطراف کو کھینچ رہا ہوگا۔ ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سود خور قیامت کے روز مجنون گلہ بند ہو کر اٹھے گا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک دوسرے واسطہ سے روایت کیا ہے کہ یہ اس کی حالت اس وقت ہوگی جب وہ قبر سے اٹھے گا(2)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور ربا کا ذکر کیا اور اس کی ہر قباحت بیان فرمائی، فرمایا ایک شخص جو ایک درہم سود کا حاصل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھتیس مرتبہ انسان کے زنا سے بھی بڑا گناہ ہے اور سب سے بڑھ کر سود کسی مسلمان کی عزت بگاڑنا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ربا بہتر گناہ کے برابر ہے اور سب سے چھوٹا گناہ ہے جیسے کوئی شخص اسلام میں اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ سود کا ایک درہم تیس سے زائد مرتبہ بدکاری کرنے سے بھی زیادہ شدید ہے۔ فرمایا قیامت کے روز تمام لوگوں کو کھڑے ہونے کی اجازت ہوگی خواہ نیکوکار ہوں یا فاجر ہوں لیکن سود کھانے والے کو یہ اجازت نہ ہوگی، وہ اس شخص کی مانند کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ربا ستر گناہوں کے برابر ہے، ان میں سے چھوٹا گناہ اپنی ماں سے بدکاری ہے اور سب سے بڑا سود اپنے مسلمان بھائی کی ناحق عزت خراب کرنا ہے۔

امام عبد الرزاق، احمد اور بیہقی نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں تینتیس مرتبہ بدکاری کرنا مجھے سود کا ایک درہم کھانے سے زیادہ پسند ہے، جس کے متعلق اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ وہ درہم میں نے بطور سود کھایا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 68 2۔ ایضاً

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کا ایک درہم اللہ کے نزدیک چھتیس زنا سے بھی زیادہ شدید ہے(1) اور فرمایا جس کا گوشت حرام خوری سے بڑھا ہے آگ اس کے لئے زیادہ مناسب ہے۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کے تہتر دروازے ہیں، ان میں سے آسان ترین کی مثال یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے اور سب سے بڑا سود مسلمان آدمی کی عزت اچھالنا ہے(2)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ربا کے ستر دروازے ہیں ان میں سے کم از کم کی مثال اپنی ماں سے بدکاری کرنا ہے اور سب سے بڑا سود اپنے بھائی کی عزت اچھالنا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے گناہوں سے بچو جن کی بخشش نہیں ہوتی، مال غنیمت میں خیانت کرنا، جو کسی چیز کی خیانت کرے گا وہ قیامت کے دن لے کر آئے گا۔ سود کھانا، جو سود کھائے گا وہ قیامت کے روز مخبوط الحواس اور مجنون اٹھے گا۔ پھر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابو عبید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ وہ یہ آیت تلاوت فرماتے تھے اور کہتے یہ قیامت کے روز سود خوروں کی کیفیت ہوگی۔

امام ابن جریر نے الربیع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سود خور قیامت کے دن اٹھیں گے تو شیطان کے چھونے کی وجہ سے ان کے اعضاء بیکار ہوں گے اور بعض قرأتوں میں (لَا یَقُوْمُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ) بھی ہے(3)۔

امام عبد الرزاق، احمد، بخاری، مسلم اور ابن المنذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات ربا کے متعلق نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لائے اور لوگوں پر ان آیات کی تلاوت فرمائی پھر شراب کی تجارت کو حرام کیا(4)۔

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب سورۂ بقرہ میں شراب کی حرمت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

امام ابو داؤد اور حاکم نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ جب یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مخابرہ (زمین کو نصف یا چوتھائی پر بٹائی پر دینا) ترک نہیں کرتا اس کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کا اعلان جنگ ہے(5)۔

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 330 (2703) مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 298 (6711)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 68
4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 8، صفحہ 150 (14674) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 314 (3129) مطبوعہ الریاض

امام احمد، ابن ماجہ، ابن الضریس، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ آیۃ الربا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابھی تک ہمارے سامنے اس کی تفسیر بیان نہیں کی تھی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پس تم سود اور جس میں سود کا شبہ ہو اس کو چھوڑ دو (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خطبہ دیا اور فرمایا نزول کے اعتبار سے آخری آیت (یعنی جو کسی دوسری آیت سے منسوخ نہیں ہوئی) سود کی آیت ہے اور رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا جب کہ آپ نے ہمارے لئے اس کی وضاحت نہیں فرمائی تھی۔ پس تم اس کو چھوڑ دو جو شک میں ڈالے اور اس کو اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے۔

امام بخاری، ابو عبید، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں شعبی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آخری آیت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ پر نازل فرمائی تھی وہ آیت ربا تھی (2)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آخری آیت جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی وہ آیت ربا (سود) تھی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانہ جاہلیت میں ایک شخص کا دوسرے پر قرض ہوتا تھا اور مقروض، قرض خواہ سے کہتا تم مجھ سے قرض مؤخر کر دو تمہیں اتنا زائد دوں گا تو وہ اس سے قرض کو مؤخر کر دیتا تھا، یہ ربا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کا سود یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز کچھ مدت تک کے لئے بیچتا تھا، جب وہ ادائیگی کا وقت ہو جاتا اور مقروض کے پاس قرض کی ادائیگی کی سبیل نہ ہوتی تو وہ رقم میں اضافہ کر دیتا اور قرض کی مدت کو مؤخر کر دیتا (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا وہ لوگ جو سود کو حلال سمجھ کر کھاتے ہیں لَا يَقُوْمُوْنَ وہ قیامت کے روز کھڑے نہیں ہوں گے۔ یعنی ان پر جو یہ مصیبت نازل ہوگی اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا بیع، ربا کی مثل ہے، اس کی صورت یہ تھی کہ جب قرض کی ادائیگی کا وقت ہو جاتا تو مقروض، قرض خواہ سے کہتا تم مدت میں اضافہ کر دو، میں تیرے مال میں اضافہ کروں گا۔ جب اس طرح وہ کر دیتے تو انہیں کہا جاتا کہ یہ سود ہے، وہ کہتے ہمارے لئے یہ برابر ہے کہ ہم بیع کی ابتداء میں رقم زیادہ کر لیں یا ادائیگی کے وقت زیادہ کر لیں، دونوں صورتیں برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو جھوٹا کہا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور ربا کو حرام کیا ہے پس جس کے پاس سود کی تحریم کا بیان آچکا ہے وہ اس سے رک جائے پس تحریم سے پہلے جو اس نے سود کھایا ہے وہ معاف

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 81 (2776) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ فضائل القرآن از ابو عبید، صفحہ 369، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 302، مطبوعہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67
5۔ ایضاً

ہے۔ پس تحریم کے بعد اور سود کے چھوڑنے کے بعد معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے تو اس سے بچالے اور چاہے تو نہ بچائے اور جو سود کے حرام کئے جانے کے بعد سود کو زمانہ جہالت کے لوگوں کے قول کی وجہ سے حلال سمجھے گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور وہاں ان پر موت طاری نہ ہوگی۔

امام احمد، البزار نے رافع بن خدیج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ کون سی کمائی پاکیزہ ہے؟ فرمایا انسان کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر بیع جو (شرعاً) مقبول ہو۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے رویت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھجوریں لائی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ ہماری کھجوروں میں سے تو نہیں ہیں۔ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم نے اپنی کھجوروں کے دو صاع اس کھجور کے ایک صاع کے بدلے بیچے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ سود ہے، یہ واپس کر دو، پہلے اپنی کھجور بیچو اور پھر ہمارے لئے اس کھجور سے خریدو(1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت نے ان سے کہا کہ میں نے زید بن ارقم کو ایک غلام آٹھ سو درہم میں ادھار بیچا ہے، پھر زید بن ارقم کو اس غلام کی قیمت کی ضرورت پڑ گئی میں نے ادھار کی مدت کے مکمل ہونے سے پہلے چھ سو میں خرید لیا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو نے بہت برا سودا کیا ہے اور زید کو پیغام پہنچا دو کہ انہوں نے اگر توبہ نہ کی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جو جہاد کیا ہے اس کو وہ ضائع کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا اگر میں دو سو چھوڑ دوں اور صرف چھ سو لے لوں تو پھر؟ فرمایا ہاں پھر ٹھیک ہے۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں جعفر بن محمد سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے سود کو کیوں حرام کیا ہے؟ فرمایا تاکہ لوگ نیکی کرنے سے نہ رک جائیں۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ ﴿۲۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۷﴾

”مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا ہر ناشکرے گنہگار کو، بے شک جو لوگ ایمان لائے اور کرتے رہے اچھے عمل اور صحیح صحیح ادا کرتے رہے نماز کو اور دیتے رہے زکوٰۃ کو ان کے لئے ان کا اجر ہے ان کے رب کے پاس، نہ کوئی خوف ہے انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے“۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 27، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو کم کرتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے (1)۔

امام احمد، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود اگرچہ زیادہ بھی ہو اس کا انجام کمی ہی ہوگا (2)۔ عبد الرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم نے سنا کہ سود خور پر چالیس سال نہیں گزرتے کہ وہ سود خود مٹ جاتا ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے حلال کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر حلال مال۔ اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو دائیں ہاتھ سے قبول فرماتا ہے پھر اس کو صدقہ کرنے والے کے لئے بڑھاتا رہتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے کے بچے کی پرورش کرتا ہے، حتی کہ وہ صدقہ (قیامت کے روز) پہاڑ کی مثل ہوگا (4)۔

امام شافعی، احمد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور دارقطنی نے الصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ صدقہ قبول فرماتا ہے اور اسے اپنے دائیں ہاتھ میں اسے پکڑتا ہے پھر اس کی پرورش کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے حتی کہ (صدقہ) کا لقمہ احد (پہاڑ) کی مثل ہو جاتا ہے اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ (التوبہ: 104) یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ۔ (5)

امام البزار، ابن جریر، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ صدقہ قبول فرماتا ہے اور صدقہ میں سے قبول نہیں فرماتا مگر پاکیزہ۔ اور اس صدقہ کو صدقہ کرنے والے کے لئے اسی طرح پرورش کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھیرے کی پرورش کرتا ہے یا اونٹنی کے بچے کی پرورش کرتا ہے حتی کہ وہ بڑے ٹیلے کی مثل ہوگا پھر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (6)۔

امام ابن المنذر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سود دنیا میں بڑھتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں مٹا دے گا اور سود کھانے والوں کے لئے اس میں سے کچھ بھی باقی نہ ہوگا۔ وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ یعنی اللہ تعالیٰ صدقہ کو صدقہ کرنے والے سے لیتا ہے اس سے قبل کہ وہ اس کے ہاتھ میں پہنچے جس پر صدقہ کیا جا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی پرورش کرتا رہتا ہے حتی کہ صدقہ کرنے والا اپنے رب سے ملتا ہے پھر وہ اسے عطا فرما دیتا ہے صدقہ کھجور ہو یا کوئی اور چیز ہو اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا رہتا ہے حتی کہ وہ بڑے پہاڑ کی مثل ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 69
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 82 (2279) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 8 صفحہ 316 (15353) مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت
4۔ صحیح مسلم، جلد 3، صفحہ 90 (2268) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 69
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 70

امام طبرانی نے ابو برزہ الاسلمی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی چھوٹا سا ٹکڑا صدقہ کرتا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں بڑھتا رہتا ہے حتی کہ وہ احد کی مثل ہوگا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۷۸﴾ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۹﴾

''اے ایمان والوں ڈرو اللہ سے اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود سے اگر تم (سچے دل سے) ایمان دار ہو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کرلو تو تمہیں (مل جائیں گے) اصل مال نہ تم ظلم کیا کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت بنی عبدالمطلب اور بنی مغیرہ کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی وہ دونوں زمانہ جاہلیت میں شریک تھے۔ یہ دونوں بنی ثقیف کے لوگوں کو سود پر ادھار دیتے تھے۔ ثقیف کے لوگوں سے مراد بنو عمرو بن عمیر ہیں۔ اسلام کا دور آیا تو ان دونوں کی سود پر دی ہوئی بہت سی رقم تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمانہ جاہلیت کا سود چھوڑ دو(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ثقیف نے نبی کریم ﷺ سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ جو لوگوں نے ان کا سود دینا ہے وہ انہیں ملے گا اور لوگوں کا جو ان پر سود ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ جب مکہ فتح ہوا اور عتاب بن اسید کو مکہ کا والی مقرر کیا گیا اس وقت بنو عمرو بن عوف، بنی مغیرہ سے سود لیتے تھے اور بنو مغیرہ زمانہ جاہلیت میں ان کو سود دیتے تھے، اسلام کا انصاف پسند دور آیا تو بنو عمرو بن عمیر کی بنی مغیرہ پر بہت زیادہ رقم تھی، بنو عمرو ان کے پاس آئے اور ان سے اپنے سود کا مطالبہ کیا۔ بنو مغیرہ نے اسلام میں سود دینے سے انکار کر دیا۔ وہ اپنا مقدمہ عتاب بن اسید کی طرف لے گئے، عتاب نے رسول اللہ ﷺ کی طرف لکھا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے عتاب کی طرف لکھا کہ اگر بنو عمرو اس فیصلہ پر راضی ہو جائیں تو فبہا ورنہ ان کے ساتھ اعلان جنگ کرو(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سود کا لوگ زمانہ جاہلیت میں کاروبار کرتے تھے۔ جب لوگوں نے اسلام قبول کرلیا تو انہیں اپنے راس المال لینے کا حکم دیا گیا(3)۔

امام آدم، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں اس طرح معاملہ کرتے تھے کہ ایک شخص کا دوسرے پر قرض ہوتا تھا تو مقروض اسے کہتا تم مجھ سے قرض کو مؤخر کرو تمہیں اتنا زیادہ مال دوں گا تو وہ قرض کو مؤخر کر دیتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 71 | 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 71 | 3۔ ایضاً

امام مالک اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں سود کی یہ شکل تھی کہ ایک شخص کا دوسرے پر ایک مدت تک حق ہوتا تھا۔ جب حق کی ادائیگی کا وقت آجاتا تو وہ مقروض سے کہتا قرضہ ادا کرو گے یا بڑھاؤ گے؟ اگر وہ حق ادا کر دیتا تو وہ لے لیتا ورنہ وہ حق میں زیادتی کر دیتا اور قرض خواہ مدت بڑھا دیتا (1)۔

امام ابونعیم نے المعرفہ میں ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت بنی ثقیف کے چند افراد کے متعلق نازل ہوئی جن میں یہ افراد بھی تھے۔ مسعود، ربیعہ، حبیب، عبد یالیل یہ بنو عمرو بن عمیر بن عوف الثقفی تھے اور قریش میں سے بنی مغیرہ کے متعلق نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت بنی عمرو بن عمیر بن عوف الثقفی کے افراد مسعود بن عمرو بن عبد یالیل بن عمرو، ربیعہ بن عمرو، حبیب بن عمیر سے تھا، بنو عمرو، بنی مغیرہ کو زمانۂ جاہلیت میں سود دیتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے ثقیف سے صلح کی تھی بنو ثقیف نے بنو مغیرہ سے اپنے سود کا مطالبہ کیا اور وہ بہت سا مال تھا۔ بنو مغیرہ نے کہا اللہ کی قسم ہم اسلام میں سود ادا نہیں کریں گے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے مسلمانوں سے سود کو ساقط کر دیا ہے۔ وہ اپنا معاملہ معاذ بن جبل کے پاس لے گئے بقول بعض عتاب بن اسید کے پاس لے گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ کی طرف انہوں نے لکھا کہ بنو عمرو و عمیر، بنی مغیرہ سے اپنا سود مانگتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ ان پر یہ آیت پیش کرو، اگر وہ تسلیم کر لیں تو انہیں اپنا راس المال ملے گا۔ اگر وہ انکار کریں تو انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے جنگ سے آگاہ کرو۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں (**فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ**) جو سود لینے پر مصر ہو اور اس سے نہ رکے تو مسلمانوں کے امام پر واجب ہے کہ وہ اس کو توبہ کرائے۔ اگر وہ سود سے رک جائے تو فبہا ورنہ اس کی گردن اڑا دے۔ **لَا تَظْلِمُوْنَ**، نہ تم سود لو گے۔ **وَلَا تُظْلَمُوْنَ**، نہ تمہارے راس المال کم کئے جائیں گے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قیامت کے روز سود خور سے کہا جائے گا جنگ کے لئے اپنا ہتھیار پکڑ (3)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ** کا معنی یہ ہے کہ جنگ کا یقین کرو (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس ارشاد کے تحت روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں قتل کی وعید سنائی ہے (5)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں عمرو بن الاحوص سے روایت کیا ہے کہ وہ حجۃ الوداع

1۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 672 (83) مطبوعہ دار الشروق مکہ مکرمہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 71
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 72

کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار زمانہ جاہلیت کا ہر سود ختم ہے تمہیں اپنا راس المال ملے گا، تم نہ سود لو گے اور نہ تمہارے راس المال میں کمی کی جائے گی۔ پہلا سود جو ساقط ہے وہ عباس کا سود ہے۔

امام ابن مندہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت ربیعہ بن عمرو اور اس کے ساتھیوں کے متعلق نازل ہوئی، وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کے گواہ، سود کے کاتب (لکھنے والا) پر لعنت کی ہے اور فرمایا یہ سب برابر (کے مجرم) ہیں (1)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے دس افراد پر لعنت فرمائی۔ (1) سود کھانے والا (2) سود کھلانے والا (3) سود کا گواہ بننے والا (4) سود لکھنے والا (5) گودنے والی پر (6) گدوانے والی پر (اس سے مراد یہ ہے کہ جسم میں سوئی سے چھید لگا کر اس میں سبزہ یا نیل بھر دینا) (7) صدقہ نہ دینے والے پر (8) حلالہ کرنے والے پر (9) جس کے لئے حلالہ کیا گیا (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کی یا رب قیامت کے روز حظیرہ القدس میں کون ٹھہرے گا اور کون تیرے عرش کے سایہ میں ہوگا جس دن تیرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ یہ وہ لوگ ہیں جن کی آنکھوں نے برائی میں نہیں دیکھا جو اپنے اپنے مالوں میں سود نہیں چاہتے، جو اپنے حکم پر رشوت نہیں لیتے، مبارک ہو ان کو اور اچھا ٹھکانا ہے (3)۔

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کے دونوں گواہوں اور سود لکھنے والے پر لعنت فرمائی (4)۔

امام بخاری اور ابوداؤد نے حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے گودنے والی، گدوانے والی، سود خور، سود کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے اور کتے کی قیمت، بدکاری کی کمائی سے منع فرمایا ہے اور تصویریں بنانے والوں پر لعنت کی ہے (5)۔

امام احمد، ابویعلی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سود کھانے والا، سود کھلانے والا، سود کا گواہ، سود کا کاتب، جب کہ انہیں معلوم ہو حسن و خوبصورتی کے لئے گودنے والی اور گدوانے والی، صدقہ میں ٹال مٹول کرنے والا، ہجرت کے بعد اعرابی کا مرتد ہونا یہ سب قیامت کے روز محمد ﷺ کی زبان پر ملعون ہیں (6)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 391 (5506) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 391 (5508)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 392 (5513)
4۔ جامع ترمذی، جلد 3، صفحہ 512 (1206) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ صحیح بخاری، باب الربا، جلد 1، صفحہ 280، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
6۔ مسند ابویعلی، جلد 4، صفحہ 431 (5219)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا چار شخصوں کے متعلق اللہ پر حق ہے کہ وہ انہیں جنت میں داخل نہ کرے گا اور نہ جنت کی نعمتوں کا مزہ انہیں چکھائے گا (1) دائمی شراب پینے والا (2) سود کھانے والا (3) بغیر حق کے یتیم کا مال کھانے والا (4) والدین کا نافرمان (1)۔

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ درہم جو انسان کو بطور سود ملتا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں ان تینتیس بدکاریوں سے بھی بڑا گناہ ہے جو انسان زمانہ اسلام میں کرتا ہے۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ غسیل ملائکہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سود کا ایک درہم جو انسان جانتے ہوئے کھاتا ہے وہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی شدید ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ربا (سود) کے ستر دروازے ہیں ان میں سے کم از کم کی مثال یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے برائی کرے اور سب سے بڑا سود انسان کا کسی دوسرے کی عزت اچھالنا ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پھل خریدنے سے منع فرمایا حتی کہ وہ کھایا جائے اور فرمایا جب بدکاری اور سود کسی شہر میں غالب ہو جائے تو وہ خود اپنے اوپر اللہ کے عذاب کو اتاریں گے (2)۔

امام ابو یعلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی قوم میں زنا اور ربا عام ہو جائے گا تو وہ لوگ خود اپنے اوپر عذاب الٰہی اتاریں گے (3)۔

امام احمد نے عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس قوم میں سود غالب ہو جاتا ہے ان پر قحط آ جاتا ہے اور جس قوم میں رشوت غالب ہو جاتی ہے وہ رعب (خوف) میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔

امام طبرانی نے قاسم بن عبدالواحد الوراق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن ابی اوفی کو بازار میں دیکھا وہ یہ کہہ رہے تھے اے سنارو! تمہیں خوشخبری ہو۔ انہوں نے کہا تمہیں اللہ جنت کی خوشخبری دے تم ہمیں کس چیز کی خوشخبری دے رہے؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سناروں کے متعلق فرمایا تمہیں آگ کی خوشخبری ہو۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ہر شخص سود کھانے والا ہوگا، جو سود نہیں کھائے گا اسے اس کا غبار پہنچ جائے گا (4)۔

امام مالک، شافعی، عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے مالک بن اوس بن الحدثان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے طلحہ بن عبیداللہ سے سونے کو چاندی سے بدلنا چاہا تو طلحہ نے کہا مجھے مہلت دو حتی کہ ہمارا خازن الغابہ (جگہ کا نام) سے آ جائے۔ حضرت عمر بن خطاب نے جب یہ معاملہ سنا تو انہوں نے فرمایا اللہ کی قسم

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 43 (2260) مطبوعہ الریاض
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 43 (2261)
3۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 314 (4960)
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 81 (2278) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ایسا نہ کرو، تم طلحہ سے جدا نہ ہونا حتی کہ ان سے اپنا صرف (چاندی، سونا) پورا کرلو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سونے کا چاندی سے تبادلہ کرنا سود ہے مگر جب کہ دست بدستی ہو گندم کا گندم سے تبادلہ سود ہے مگر جب دست بدستی ہو جو کا جو سے تبادلہ سود ہے۔ مگر جب دست بدستی ہو، کھجور کا کھجور سے تبادلہ سود ہے مگر جب دست بدستی ہو(1)۔

امام عبد بن حمید، مسلم، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے کا سونے سے تبادلہ برابر برابر دست بدستی ہے۔ چاندی کا چاندی سے تبادلہ برابر برابر دست بدستی ہے، کھجور کا کھجور سے تبادلہ برابر دست بدستی ہے، گندم کا گندم سے تبادلہ برابر دست بدستی ہے، جو کا جو سے تبادلہ برابر برابر دست بدستی ہے، نمک کا نمک سے تبادلہ برابر برابر دست بدستی ہے، جو زیادہ دے گا یا جو زیادہ طلب کرے گا اس نے سود لیا۔ سود لینے والے اور سود دینے والا برابر (مجرم) ہیں(2)۔

امام مالک، شافعی، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر اور بعض کو بعض پر زائد نہ کرو۔ چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر۔ بعض کو بعض پر زائد نہ کرو، اور غائب کو نقد کے بدلے نہ بیچو(3)۔

امام شافعی، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عبادہ بن الصامت سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو اور چاندی کو چاندی کے بدلے نہ بیچو ، گندم کو گندم کے بدلے نہ بیچو، جو کو جو کے بدلے نہ بیچو، کھجور کو کھجور کے بدلے نہ بیچو، نمک کو نمک کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر، نقد کو نقد کے بدلے اور دست بدستی۔ لیکن تم سونے کو چاندی کے بدلے چاندی کو سونے کے بدلے، گندم کو جو کے بدلے، جو کو گندم کے بدلے، کھجور کو نمک کے بدلے اور نمک کو کھجور کے بدلے دست بدستی جیسے چاہو کمی بیشی کے ساتھ بیچو۔ جو زیادہ دے گا یا زیادہ طلب کرے گا اس نے سود دیا(4)۔

امام مالک، مسلم اور بیہقی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلے اور ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے نہ بیچو(5)۔

امام مالک، مسلم، نسائی اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دینار ایک دینار کا بدل ہے دونوں کے درمیان زیادتی نہیں ہے ایک درہم ایک درہم کا بدل ہے دونوں کے درمیان زیادتی نہیں ہے(6)۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دینار کے بدلے دینار ہے اور درہم کے بدلے درہم ہم وزن ہیں، ان کے درمیان فضیلت نہیں ہے، نقد کو ادھار کے بدلے نہیں بیچا جائے گا(7)۔

1۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 636 (38) مطبوعہ دار الشروق مکہ مکرمہ
2۔ صحیح مسلم، جلد 11، صفحہ 13 (1584) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 632 (30)
4۔ صحیح مسلم، جلد 11، صفحہ 11 (1587)
5۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 633 (32)
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 632 (29)
7۔ صحیح مسلم، جلد 11، صفحہ 14

امام بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے ابوالمنہال سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے بیع صرف (سونے، چاندی کی بیع) کے متعلق یہ سنا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے دور میں تاجر تھے، ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دست بدست سودے میں کوئی حرج نہیں اور جو ادھار ہو جائے تو وہ جائز نہیں۔

امام مالک، شافعی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کھجور کو چھواروں کے بدلے خریدنے کے متعلق پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تازہ کھجور جب خشک ہو جاتی ہے تو اس کا وزن کم ہو جاتا ہے؟ صحابہ کرام نے کہا۔ ہاں پس آپ ﷺ نے ایسی بیع سے منع فرما دیا (1)۔

امام البزار نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے سونے کا تبادلہ سونے سے، چاندی کا چاندی سے تبادلہ برابر ہے، زیادہ دینے والا اور زیادہ طلب کرنے والا (دونوں) آگ میں ہیں۔ البزار نے ابوبکرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وصال سے دو ماہ قبل بیع صرف سے منع فرمایا تھا۔

وَ اِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸۰

"اور اگر مقروض تنگ دست ہو تو مہلت دو اسے خوشحال ہونے تک اور بخش دینا اسے (قرض) بہت بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم جانتے ہو"۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ربا کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے العوفی عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا۔ سود کے بارے حکم دیا کہ تنگ دست کو مہلت دی جائے اور امانت میں مہلت نہیں ہے لیکن امانت اہل امانت کے سپرد کی جائے گی (3)۔

امام ابن المنذر نے عطاء کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ ربا (سود) کے متعلق ہے پس معسر کے لئے صدقہ کرنا اور اس کو چھوڑ دینا تمہارے لئے بہتر ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، النحاس اور ابن جریر نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ دو آدمی کسی حق کے متعلق اپنا جھگڑا قاضی شریح کے پاس لے گئے۔ پس قاضی نے مقروض کے خلاف فیصلہ کر دیا اور اسے قید کرنے کا حکم دیا۔ ایک شخص جو اس کے قریب تھا اس نے کہا یہ شخص تنگ دست ہے اور اللہ تعالیٰ نے تنگ دست کے متعلق فرمایا ہے کہ اگر وہ تنگ

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 75 (2264) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 986 (454) مطبوعہ دار الصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 73

دست ہے تو اسے خوشحالی تک مہلت دو۔ قاضی شریح نے کہا یہ ربا (سود) کے متعلق ہے جو انصار کے قبیلہ میں ہوتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ ارشاد نازل فرمایا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا (نساء:58)(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ آیت میں ذُوْ عُسْرَةٍ سے مراد مقروض ہے(2)۔

امام ابن جریر نے السدی سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر مقروض تنگ دست ہو تو راس المال کے ساتھ خوشحالی تک مہلت دو وَ اَنْ تَصَدَّقُوْا اور فقیر پر راس المال کو صدقہ کرنا تمہارے لئے بہتر ہے، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے راس المال صدقہ کر دیا(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو تنگ دست ہو قرض خواہ اسے خوشحالی تک مہلت دے۔ اسی طرح مسلمان پر قرض کا حکم ہے۔ پس کسی مسلمان کا اپنے بھائی پر قرض ہو پھر وہ جانتا ہو کہ اس کا بھائی تنگ دست ہے تو اس کے لئے اسے قید کرنا جائز نہیں، وہ اس سے نہ مانگے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے خوشحال کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مہلت پر صدقہ کو ترجیح دی ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو شخص اپنا قرض کسی نادار، غریب پر صدقہ کر دے۔ یہ اس کے لئے اجر کے اعتبار سے بہت عظیم ہے اور جو اپنا قرض صدقہ نہیں کرتا تو وہ گناہ گار نہیں ہے اور جس نے کسی تنگ دست کو قید میں ڈال دیا تو وہ گناہ گار ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ۔ اور جس کے پاس قرض ادا کرنے کی طاقت ہو لیکن وہ ادا نہ کرے تو وہ ظالم لکھا جاتا ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید (نے اپنی مسند میں)، مسلم اور ابن ماجہ نے ابوالیسر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے فقیر تنگ دست کو مہلت دی یا اس کا قرض ساقط کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا کرے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا(5)۔

امام احمد، بخاری اور مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا تو نے دنیا میں کیا عمل کیا تھا؟ اس شخص نے کہا میں نے ذرہ برابر بھی نیکی کا عمل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ پوچھا تو اس شخص نے تیسری مرتبہ کہا تو نے مجھے دنیا میں وافر مال عطا فرمایا تھا، میں لوگوں کے ساتھ بیع وشراء کرتا تھا، میں خوشحال پر آسانی کرتا تھا اور تنگ دست کو مہلت دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنے بندے سے تجاوز کرنے کا تجھ سے زیادہ حق دار ہوں، پس اس شخص کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرما دی(6)۔

امام احمد نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا کسی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 985(453) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 73 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 74
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3 صفحہ 157 (2419) 6۔ صحیح مسلم، جلد 10، صفحہ 190 (1560) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

دوسرے پر حق ہو پھر وہ اس کو مؤخر کر دے تو اسے ہر روز صدقہ کا اجر ملے گا۔ احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا قبول ہو اور اس کی تکلیف دور ہو تو اس کو کسی تنگ دست کی تنگ دستی دور کرنی چاہیے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی تنگ دست کو خوشحالی تک مہلت دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو توبہ تک گناہوں کی مہلت دیتا ہے (یعنی اس کے گناہوں کا فوراً مؤاخذہ نہیں فرماتا)۔

امام احمد، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا اس کو ہر دن کے بدلے اس کی مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ پھر فرماتے ہیں میں نے یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو تنگ دست کو مہلت دے گا اس کو ہر دن اس کی دو مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا (1) میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ ہر روز اس کی ایک مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا اور آج آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسے دو مثل صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تک قرض کی ادائیگی کا وقت نہیں پہنچا ہو گا تو اسے ایک مثل صدقہ کا ثواب ملے گا اور اگر قرض کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو گا تو اسے ہر روز اس کی دو مثل صدقہ کا ثواب ملے گا۔

امام ابو الشیخ نے الثواب میں، ابو نعیم نے الحلیہ میں، بیہقی نے الشعب میں، الطستی نے الترغیب میں، ابن لال نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو پسند کرتا ہے کہ اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور آخرت میں اس کی تکلیف دور فرمائے تو اسے کسی تنگ دست کو مہلت دینی چاہیے یا اس کو چھوڑ دینا چاہیے (یعنی اس کا قرض معاف کر دینا چاہیے) اور جسے یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے جہنم کی تپش سے بچا کر سایہ عطا فرمائے اور اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے تو وہ مومنین پر سختی نہ کرے اور مومنین پر رحم فرمانے والا ہو جائے۔

امام مسلم نے ابو قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے بچالے تو اسے تنگ دست کو ڈھیل دینی چاہیے یا اس سے قرضہ ساقط کر دے (2)۔

امام احمد، دارمی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو اپنے مقروض کو ڈھیل دے گا یا اس کا قرض مٹا دے گا وہ قیامت کے روز عرش کے سایہ میں ہو گا (3)۔

امام الترمذی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تنگ دست کو مہلت دے گا یا اس سے قرضہ ساقط کرے گا تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا (4)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 34 (2225) مطبوعہ الریاض
2۔ صحیح مسلم، جلد 10، صفحہ 191 (32) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 537 (11259)
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6-5، صفحہ 33 (1306)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک بندے کو اپنے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا سوائے اس کے سایہ کے۔ یہ وہ ہے جو تنگ دست کو مہلت دے گا یا مقروض کا قرض چھوڑ دے گا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو تنگ دست کو مہلت دے گا یا قرض اس پر صدقہ کر دے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے عرش کے سایہ میں اسے جگہ عطا فرمائے گا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں ابو قتادہ سے اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے نجات عطا فرمائے اور اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے تو اسے تنگ دست کو مہلت دینی چاہیے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا یا اس پر آسانی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس دن اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

امام طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا یا اس کا قرض ساقط کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا۔

امام طبرانی نے اسعد بن زرارہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے جس دن اس کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا تو اسے چاہیے کہ وہ تنگ دست پر آسانی کرے یا اس کا قرض معاف کر دے۔

امام طبرانی نے ابو الیسر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائے گا وہ ایسا شخص ہوگا جس نے کسی تنگ دست کو خوشحال ہونے تک مہلت دی ہوگی یا اس پر اپنا قرض صدقہ کر دیا ہوگا اسے کہا ہوگا کہ میں نے اپنا مال رضائے الٰہی کی خاطر تجھ پر صدقہ کیا ہے اور اس کا رجسٹر پھاڑ دیا ہوگا۔

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے کتاب اصطناع المعروف میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی تنگ دست کو مہلت دے گا یا اس سے قرض ساقط کر دے گا اللہ تعالیٰ اسے جہنم کی تپش سے محفوظ فرمائے گا۔

امام عبدالرزاق، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے

ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان سے دنیا کی سختیوں میں سے کسی سختی کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی سختیوں میں ایک سختی کو دور کرے گا اور جو کسی تنگ دست کو دنیا میں سہولت دے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا اور جو دنیا میں کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے (1)۔

امام بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص نے کبھی کوئی نیکی کا عمل نہیں کیا تھا اور وہ لوگوں کو قرض دیتا تھا اور اپنے بیٹے کو کہتا جب کوئی تیرے پاس تنگ دست آئے تو اس سے تجاوز کرنا، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سے تجاوز فرمالے وہ اللہ تعالیٰ سے ملا (یعنی فوت ہوگیا) تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں سے تجاوز (معاف) فرمادیا (2)۔ مسلم اور ترمذی نے ابو مسعود البدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا محاسبہ کیا گیا تو اس کے لئے کوئی خیر کا عمل نہ پایا گیا سوائے اس کے کہ وہ لوگوں کے ساتھ معاملات کرتا تھا اور وہ خوشحال شخص تھا۔ وہ اپنے بیٹوں کو حکم دیتا تھا کہ تنگ دست سے تجاوز کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم اس سے تجاوز کرنے کے زیادہ حق دار ہیں (3)۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾

”اور ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس میں اللہ کی طرف پھر پورا پورا دے دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے اور ان پر زیادتی نہ کی جائے گی“۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن الانباری (المصاحف میں) طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی طریق کے ذریعے روایت کیا ہے کہ آخری آیت جو قرآن میں نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی وہ یہ آیت تھی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سدی اور حضرت عطیہ العوفی رحمہم اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن الانباری نے حضرت ابو صالح اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی نے دلائل میں کلبی کے طریق سے حضرت ابو صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آخری آیت ہے جو منیٰ میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اس کے نزول اور نبی کریم ﷺ کے وصال کے درمیان اکیاسی دنوں کا فاصلہ تھا (5)۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 17، صفحہ 18 (38) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً جلد 10، صفحہ 191 (31)
3۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 156، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 137
5۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سارے قرآن سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی اوراس کے نزول کے بعد نبی کریم ﷺ نو راتیں زندہ رہے پھر ربیع الاول کی دو تاریخ کو سوموار کے دن وصال فرما گئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ کے تحت روایت کیا ہے کہ خیر و شر میں سے جو کچھ کسی نفس نے کیا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ یعنی ان کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہیں کی جائے گی اوران کی برائیوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ؕ وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ ۪ وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ فَلْيَكْتُبْ ۚ وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ بِالْعَدْلِ ؕ وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى ؕ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا ؕ وَلَا تَسْــَٔـمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا ؕ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ ۪ وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ؕ۬ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۲۸۲

"اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے کو قرض دو مدت مقررہ تک تو لکھ لیا کرو اسے اور چاہیے کہ لکھے تمہارے درمیان لکھنے والا عدل و انصاف سے اور نہ انکار کرے لکھنے والا لکھنے سے جیسے سکھایا ہے اس کو اللہ نے پس وہ بھی لکھ دے اور لکھوائے وہ شخص جس کے ذمہ حق (قرضہ) ہے اور ڈرے اللہ سے جو اس کا پروردگار ہے اور نہ کمی

کرے اس سے ذرہ بھر پھر اگر وہ شخص جس پر قرض ہے بے قوف ہو یا کمزور ہو یا اس کی طاقت نہ رکھتا ہو کہ خود لکھا سکے، تو لکھائے اس کا ولی (سرپرست) انصاف سے اور بنالیا کرو دو گواہ اپنے مردوں سے اور اگر نہ ہوں دو مرد تو ایک مرد اور دو عورتیں ان لوگوں میں سے جن کو پسند کرتے ہو تم (اپنے لئے) گواہ تا کہ اگر بھول جائے ایک عورت تو یاد کرائے (وہ) ایک دوسری کو اور نہ انکار کریں گواہ جب وہ بلائے جائیں اور نہ اکتایا کرو اسے لکھنے سے خواہ (رقم قرضہ) تھوڑی ہو یا زیادہ اس کی میعاد تک یہ تحریر عدل قائم کرنے کے لئے بہت مفید ہے اللہ کے نزدیک اور بہت محفوظ رکھنے والی ہے گواہی کو اور آسان طریقہ ہے تمہیں شک سے بچانے کا مگر یہ کہ سودا دست بدستی ہو جس کا تم لین دین آپس میں کرو۔ (اس صورت میں) نہیں تم پر کچھ حرج اگر نہ بھی لکھواسے اور گواہ ضرور بنالیا کرو جب خرید و فروخت کرو اور ضرر نہ پہنچایا جائے لکھنے والے کو اور نہ گواہ کو اور اگر تم ایسا کرو گے تو یہ نافرمانی ہوگی تمہاری اور ڈرا کرو اللہ سے اور سکھاتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ (آداب معاشرت) اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابن جریر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ قرآن میں جس آیت کا تعلق عرش سے قریب ترین ہے وہ دین والی آیت ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل میں ابن شہاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن کی آخری آیت جس کا عرش سے قریب ترین تعلق ہے وہ آیت ربا اور آیت دین ہے (1)۔

امام الطیالسی، ابو یعلی، ابن سعد، احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ (العظمہ میں) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب دین (قرض) والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سب سے پہلے انکار کیا وہ آدم علیہ السلام تھے (وہ اس طرح کہ) کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ان کی پیٹھ پر مسح فرمایا تو ان سے وہ تمام انسان نکالے جو قیامت تک پیدا ہونے تھے، آدم علیہ السلام کے سامنے ان کی اولاد پیش کی گئی تو انہوں نے ان میں ایک شخص دیکھا جس کا چہرہ انتہائی روشن تھا۔ عرض کی اے رب یہ کون ہے؟ فرمایا یہ تیرا بیٹا داؤد ہے۔ پوچھا اس کی عمر کتنی ہے؟ فرمایا ساٹھ سال۔ عرض کی اے رب کریم! اس کی عمر میں اضافہ فرما۔ فرمایا ایسا نہیں ہوگا لیکن آپ کی عمر سے میں اس کی عمر میں اضافہ کروں گا۔ حضرت آدم کی عمر ہزار سال تھی۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر میں چالیس سال کا اضافہ کر دیا۔ پس آدم علیہ السلام کی عمر کم کر کے لکھی گئی اور فرشتوں کو اس پر گواہ بنا دیا گیا۔ جب آدم علیہ السلام پر موت کا وقت قریب آیا اور فرشتے روح قبض کرنے کے لئے آئے تو آدم علیہ السلام نے کہا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی ہیں، انہیں کہا گیا آپ نے یہ چالیس سال اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو ہبہ کر دیئے تھے۔ آدم علیہ السلام نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے وہ تحریر ان کے خلاف ظاہر فرمائی اور فرشتوں نے بھی ان کے خلاف گواہی دی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے ہزار سال مکمل فرمائے اور داؤد علیہ السلام کے بھی سو سال مکمل فرما دیئے (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 137
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 552 (2702) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام شافعی، عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ ادھار جس کی ضمانت دی گئی ہو ایک مقررہ مدت تک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی مدت کا ذکر کیا ہے اور اس کی اجازت دی ہے پھر بطور دلیل یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ گندم میں معلوم کیل اور معلوم مدت کے ساتھ بیع سلم کرنے کے متعلق نازل ہوئی ہے (2)۔

امام بخاری مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ دو سال اور تین سال کے لئے پھلوں کی بیع سلم کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بیع سلم کرے وہ کیل معلوم، وزن معلوم کے ساتھ مدت معلومہ تک کرے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بیع سلم، عطاء تک، فصل کاٹنے تک، کھلیان تک، رس نچوڑنے تک نہیں ہے بلکہ اس کی مدت متعین کرو۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دین کا معاملہ کرتے وقت گواہ بنانے کا حکم دیا ہے تا کہ انکار اور نسیان داخل نہ ہو۔ جس نے دین کا معاملہ کرتے وقت گواہ نہیں بنائے اس نے نافرمانی کی، مسلمانوں میں سے کسی کو گواہ کی ضرورت ہو تو گواہ بننے سے انکار نہ کرے یا جس کے پاس کوئی شہادت ہو تو جب اسے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کرے۔ اس کے بعد فرمایا وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ضرار یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کو کہے جب کہ وہ اس سے مستغنی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو انکار نہ کرے جب تجھے بلایا جائے بس اس طرح گواہ کو تکلیف ہوگی جب کہ وہ کسی دوسرے گواہ سے گواہی حاصل کر سکتا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے منع کیا ہے وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ یعنی ایسا کرنا معصیت ہے فرمایا شہادت کا چھپانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (بقرہ: 283) (4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یعنی کاتب لکھنے میں دونوں کے ساتھ عدل کرے مطلوب پر زیادتی نہ کرے اور طالب کے حق سے کمی نہ کرے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ یعنی کاتب پر لکھنا فرض ہے (5)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ یعنی کاتب جب فارغ ہو تو انکار نہ کرے (6)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 18، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 161 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 78 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 142

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے اس کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اس زمانہ میں کاتب کم تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس زمانہ میں کاتب کم تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ پہلے یہ حکم عزیمت تھا پھر وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ نے اسے منسوخ کر دیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ کا معنی یہ روایت کیا ہے جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا یہ مفہوم بیان فرمایا ہے كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے لکھنا سکھایا اور دوسرے کو محروم رکھا ہے وَلْيُمْلِلِ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ اس سے مراد مطلوب (مقروض) ہے یعنی مقروض خود کاتب کو لکھائے۔ وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْئًا قرض خواہ کے حق میں کمی نہ کرے۔ فَاِنْ كَانَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيْهًا اَوْ ضَعِيْفًا اگر مقروض عاجز ہو یا گناہ گار ہو یا بیوقوف ہو۔ اَوْ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يُّمِلَّ هُوَ یعنی اگر مقروض اچھی طرح نہ لکھوا سکتا ہو۔ فَلْيُمْلِلْ وَلِيُّهٗ تو پھر قرض خواہ کو لکھوانا چاہیے۔ بِالْعَدْلِ یعنی اس پر کوئی چیز زائد نہیں کرنی چاہیے۔ وَاسْتَشْهِدُوْا یعنی اپنے حق پر گواہ بنالو۔ شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ دو گواہ آزاد مسلمانوں میں سے۔ فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى یعنی اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں گواہ بناؤ ان میں سے جن کو تم بطور گواہ پسند کرتے ہو تا کہ اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے شہادت یاد دلائے۔ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا یعنی جس کے پاس شہادت ہے وہ شہادت سے بلانے کے وقت انکار نہ کریں۔ وَلَا تَسْئَمُوْٓا اور تم نہ اکتاؤ۔ اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا یعنی حق چھوٹا ہو یا بڑا ہو زیادہ ہو یا تھوڑا ہو اسے لکھو۔ اِلٰٓى اَجَلِهٖ کیونکہ تحریر مدت اور مال کو شمار کرتی ہے۔ ذٰلِكُمْ یہ تحریر۔ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ یعنی زیادہ عدل والی ہے۔ وَاَقْوَمُ اور زیادہ درست ہے۔ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى یعنی زیادہ لائق ہے۔ اَلَّا تَرْتَابُوْٓا یعنی حق، مدت اور گواہی جب لکھی ہوئی ہوگی تو اس میں تم شک نہیں کرو گے۔ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً سابقہ حکم سے استثناء فرمائی کہ جو تجارت دست بدستی ہو اس کو نہ لکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ جس میں مدت نہیں ہوتی۔ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَلَّا تَكْتُبُوْهَا یعنی تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم اس حاضر تجارت کو نہ لکھو۔ وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ یعنی اپنے حق پر گواہ بنالو جب اس میں مدت ہو یا نہ ہو ہر حال میں اپنے حق پر گواہ بنالو۔ وَاِنْ تَفْعَلُوْا یعنی کاتب، گواہ یا وہ چیزیں جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے اگر تم ان کو تکلیف پہنچاؤ گے۔ فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ تو یہ گناہ ہے پھر فرمایا۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ یعنی اللہ کی نافرمانی نہ کرو۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں (سَفِيْهًا) سے مراد وہ شخص ہے جو لکھوانے سے جاہل ہو (اَوْ ضَعِيْفًا) جو بیوقوف ہو۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَفِيْهًا سے مراد چھوٹا بچہ ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 142 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 144 3۔ ایضاً

امام ابن جریر نے عوفی عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں (ولیہ) سے مراد قرض خواہ ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد یتیم کا ولی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد سفیہ یا ضعیف کا ولی ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے مجاہد عن ابن عمر کے طریق سے وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب نقدی کے ساتھ بیچے تو گواہ بنا دے اور لکھے نہیں۔ مجاہد فرماتے ہیں جب ادھار بیچے تو لکھے اور گواہ بنالے۔

امام سفیان، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے مجاہد سے مذکورہ جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ آزاد لوگوں کو گواہ بننے کا حکم ہے (3)۔ سعید بن منصور نے داؤد بن ابی ہند سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے مجاہد سے لونڈی سے ظہار کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کچھ واجب نہیں ہے۔ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں ہے وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ (مجادلہ:3) تو کیا لونڈیاں عورتوں سے نہیں ہیں۔ مجاہد نے فرمایا اللہ کا ارشاد ہے وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ کیا غلاموں کو گواہ بنانا جائز ہے؟ حالانکہ یہاں بھی تو رِجَالِكُمْ (اپنے مردوں سے) فرمایا ہے غلام بھی تو مرد ہیں) (4)

امام ابن المنذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے عورتوں کی گواہی کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا دین میں اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس میں ان کی گواہی جائز ہے دوسرے معاملات میں نہیں۔

امام ابن المنذر نے مکحول سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دین (قرض) کے سوا عورتوں کی گواہی جائز نہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن عبدالرحمٰن بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حقوق میں دو مردوں کی جگہ چار عورتوں کی گواہی جائز نہیں اور عورتوں کی گواہی جائز نہیں مگر جب ان کے ساتھ مرد ہو، ایک مرد اور ایک عورت کی گواہی جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ لَّمْ يَكُوْنَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتٰنِ۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صرف عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے مگر اس معاملہ میں جس پر مرد مطلع نہیں ہوتا مثلاً عورتوں کے پوشیدہ معاملات حیض اور حمل وغیرہ۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دین وعقل کے اعتبار سے ناقص کوئی ایسی نہیں دیکھی ہیں جو صاحب عقل شخص پر تم سے زیادہ غالب آنے والیاں ہوں۔ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عقل اور دین کا نقصان کیا ہے؟ فرمایا عقل کا نقصان تو یہ ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے، یہ عقل کا نقصان ہے، کئی راتیں عورت نہ نماز پڑھتی ہے نہ رمضان کا روزہ رکھتی ہے، یہ دین کا نقصان ہے۔

امام ابن جریر نے ربیع سے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عادل لوگ ہیں (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 145 2۔ ایضاً 3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 991 (456) مطبوعہ دار الصمیعی الریاض
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 991 (457) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 146

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس کی طرف خط لکھا اور ان سے بچوں کی گواہی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواباً لکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ پس بچے ان لوگوں سے نہیں ہیں جن سے تم خوش ہو اس لئے ان کی گواہی جائز نہیں ہے (1)۔

امام شافعی اور بیہقی نے مجاہد سے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ دونوں گواہ عادل ہوں، آزاد ہوں، مسلمان ہوں۔

امام عبد بن حمید نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ وہ فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى میں (کاف) کو شد کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح تھا اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا فرماتے ہیں جب کسی مسلمان کو اس کو گواہ بنانے کی ضرورت ہو یا اس کے پاس کوئی شہادت ہو تو بلانے کے وقت انکار کرنا حلال نہیں ہے پھر وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ اضرار یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے کو کہے جب کہ وہ اس سے مستغنی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے حکم دیا ہے کہ تو انکار نہ کرے جب تجھے بلایا جائے پس وہ اس بات کے ساتھ اسے ضرر پہنچائے جب کہ اس کو اس کی ضرورت نہ ہو پس اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ان تمام ممنوعہ چیزوں کا ارتکاب معصیت ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ عن ابی عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا یعنی جب ان کے پاس گواہی ہو پھر انہیں بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الربیع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص ایک قوم کے پاس بار بار چکر لگاتا تھا اور انہیں گواہی دینے کے لئے بلاتا تھا لیکن کوئی بھی اس کے ساتھ نہ چلتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مذکورہ جملہ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص ایک بڑے قبیلے میں ایک قوم کے پاس بار بار چکر لگاتا تھا اور انہیں گواہی دینے کے لئے بلاتا تھا لیکن کوئی بھی اس کے ساتھ نہ چلتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی (4)۔ سفیان، عبد بن حمید اور ابن جریر مجاہد سے مذکورہ جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب تمہارے پاس گواہی ہو تو گواہی کو قائم کرو لیکن پھر جب تمہیں گواہی کے لئے بلایا جائے تو تمہاری مرضی ہے چاہو تو جاؤ چاہو تو نہ جاؤ(5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب اس کے پاس شہادت ہو۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 989(455) 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 160، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 150 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 151

امام ابن جریر نے حسن سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہاں تیرے لئے دو امر جمع کئے گئے ہیں جب تیرے پاس شہادت ہو تو تو شہادت دینے سے انکار نہ کر اور جب تجھے بلایا جائے شہادت کی طرف تو بھی تو انکار نہ کر(1)۔

امام ابن المنذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اَقْسَطُ کا معنی اعدل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت کو فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (البقرہ:283) کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک کوڑا خریدا تو اس پر گواہ بنایا اور کہا اللہ کا ارشاد ہے وَاَشْهِدُوْٓا اِذَا تَبَايَعْتُمْ۔

امام النحاس نے ناسخ میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تم کوئی چیز فروخت کرو تو گواہ بناؤ اور جب کوئی چیز خریدو تب بھی گواہ بناؤ اگرچہ وہ سبزی کا گٹھہ ہی ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الضحاک سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں گواہ بناؤ اگرچہ ساگ کا گٹھہ ہی ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص دو آدمیوں کے پاس آتا، انہیں تحریر لکھنے اور گواہ بننے کے لئے بلاتا تو ان میں سے ہر ایک کہتا مجھے ایک کام ہے۔ تو وہ انہیں کہتا تم دونوں کو یہ بات قبول کرنے کا حکم دیا گیا ہے، پس اس کے لئے کاتب اور شہید کو تکلیف دینا جائز نہیں ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ کاتب اور گواہ کو کوئی ایسا کام ہو جس کا چھوڑنا ممکن نہ ہو تو انہیں چھوڑ دو(3)۔

امام سفیان، عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کو (وَلَا يُضَارَرْ) مجہول کا صیغہ پڑھتے تھے(4)۔ ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی لَا يُضَارَرْ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی (وَلَا يُضَارَرْ) پڑھتے تھے اور اس کی تاویل یہ کرتے تھے کہ جس کا حق ہوتا تھا وہ جاتا تھا اور کاتب اور شاہد کو گواہی کے لئے بلاتا تھا شاید وہ مصروف یا کسی کام میں مشغول ہوتے تھے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (وَلَا يُضَارَرْ) کاتب یعنی وہ ایسی بات لکھے جو اس کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 150 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 161 3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 999، (466) مطبوعہ دار الصمیعی الریاض
5۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 10، صفحہ 161، مطبوعہ دار الفکر بیروت

لکھوائی نہیں تھی وَّلَا شَهِيْدٌ اور وہ ایسی گواہی دے جس کا اسے گواہ نہیں بنایا گیا (1)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ یعنی وہ کوئی چیز زیادہ لکھ دے یا کوئی چیز مٹا دے وَّلَا شَهِيْدٌ وہ گواہی نہ چھپائے اور حق کے ساتھ گواہی دے (2)۔

امام ابن جریر نے الربیع سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَاْبَ كَاتِبٌ اَنْ يَّكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ تو کوئی شخص کاتب کے پاس جاتا اسے کہتا میرے لئے تحریر لکھو۔ کاتب کہتا میں مشغول ہوں یا میرا کوئی کام ہے، تم کسی اور کے پاس چلے جاؤ۔ تو وہ شخص کاتب کو چمٹا رہتا اور اسے کہتا کہ تجھے میرے لئے تحریر لکھنے کا حکم دیا گیا ہے، پس وہ اس بیچارے کاتب کو نہیں چھوڑتا تھا اور اسے تکالیف پہنچاتا تھا حالانکہ اسے دوسرے کاتب بھی میسر ہوتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر تم وہ کام نہیں کرو گے جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے تو تمہارے لئے فسق ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ۔ اللہ سے ڈرو یہ تعلیم اس نے تمہیں دی ہے اس کو لے لو (4)۔

امام ابو یعقوب بغدادی نے کتاب روایۃ الکبار عن الصغار میں سفیان سے روایت کیا ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اسے اس کی توفیق بخشی جاتی ہے جو وہ نہیں جانتا ہے۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کا وارث بناتا ہے جو وہ نہیں جانتا ہے۔

امام ترمذی نے یزید بن سلمہ الجعفی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے آپ سے بہت سی احادیث سنی ہیں مجھے ان کے اول و آخر کے بھولنے کا خوف ہوتا ہے۔ پس آپ مجھے کوئی جامع کلمہ عطا فرمایئے فرمایا جو تو جانتا ہے اس کے بارے اللہ سے ڈر۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت جابر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تقوی کے معادن میں سے یہ ہے کہ جو تو جانتا ہے اس کے ساتھ وہ بھی سیکھے جو تو نہیں جانتا اور جو تو جانتا ہے اس میں نقص و تقصیر یہ ہے کہ اس میں زیادتی کا خواہش مند نہ ہو اور جو چیز انسان نہیں جانتا اس میں عدم دلچسپی کا باعث انسان کے علم میں جو ہو اس سے نفع نہ اٹھانا ہے (5)۔

امام دارمی نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ عمر بن الخطاب نے عبداللہ بن سلام سے پوچھا ارباب علم کون ہیں فرمایا جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتے ہیں پوچھا اور کون سی چیز لوگوں کے سینوں سے علم چھین لیتی ہے؟ فرمایا لالچ۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں خاموشی سیکھو پھر حلم سیکھو پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 159
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 160، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 161
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 163
5۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 240 (2513)، مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض

علم سیکھو پھر اس پر عمل سیکھو پھر علم کو پھیلاؤ (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التقوٰی میں زیاد بن جدید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو قوم تقوٰی پر فائز نہیں ہوتی اس نے سمجھ حاصل نہیں کی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں جانتا ہوں کہ میرے بندے پر میری اطاعت کو مضبوطی سے پکڑنا غالب ہے تو میں اس پر یہ احسان کرتا ہوں کہ وہ میرے ذکر میں مشغول رہے اور میری طرف ہی متوجہ رہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم اسلام کی حیات اور ایمان کا ستون ہے اور جو علم کی تعلیم دے گا اللہ تعالیٰ قیامت تک اس کے لئے اس کے اجر میں اضافہ کرتا رہے گا اور جس نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا اللہ پر حق ہے کہ اسے وہ علم بھی عطا فرمادے جو اسے حاصل نہیں ہے۔

امام ہناد نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تین شخصوں کی دعا نہیں سنتا (1) وہ شخص جس کے ساتھ زنا کے لئے عورت ہو، جب بھی وہ اپنی شہوت اس سے پوری کرتا ہے تو کہتا ہے اے رب کریم مجھے بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس عورت سے دور ہو جا میں تجھے بخش دوں گا ورنہ نہیں (2) وہ شخص جو ایک مدت تک ادھار بیع کرے اور گواہ نہ بنائے اور نہ اس کو تحریر کرائے پھر مشتری اس کے حق کا انکار کردے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے یا رب فلاں نے میرے مال کا انکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تجھے نہ اجر دوں گا نہ تیری دعا قبول کروں گا، میں نے تجھے تحریر اور گواہ قائم کرنے کا حکم دیا تھا لیکن تو نے میری نافرمانی کی (3) وہ شخص جو کسی قوم کا مال کھاتا ہے جب کہ وہ ان کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے اور پھر دعا کرتا ہے اے میرے رب جو میں نے ان لوگوں کا مال کھایا ہے وہ مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے مال انہیں واپس کردے (تجھے معاف کردیا جائے گا) ورنہ نہیں۔

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّ لَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ؕ فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ ؕ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ؕ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗۤ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾

"اور اگر تم سفر میں ہو اور نہ پاؤ کوئی لکھنے والا تو کوئی چیز گروی رکھ لیا کرو۔ اور اس کا قبضہ دے دیا کرو پھر اگر اعتبار کرلے کوئی تم میں سے دوسرے پر پس چاہیے کہ ادا کردے وہ جس پر اعتبار کیا گیا ہے اپنی امانت کو اور ضروری ہے کہ ڈرتا رہے اللہ سے جو اس کا رب ہے اور مت چھپاؤ گواہی کو اور جو شخص چھپاتا ہے اسے تو یقیناً گنہگار ہے اس کا ضمیر اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے"۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 288 (1791) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ائمہ ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت ابن عباس سے کئی طرق کے ذریعے روایت کیا ہے کہ وہ وَلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا پڑھتے تھے اور فرماتے کبھی کاتب پایا جاتا ہے اور قلم، دوات اور رجسٹر نہیں ہوتا (1) اور کتاب کا لفظ ان تمام چیزوں کو جامع ہے فرماتے تھے کہ ابی کی قرأت بھی اسی طرح تھی۔

امام عبد بن حمید نے ابوالعالیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ (فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا كِتَابًا) پڑھتے تھے اور فرماتے کبھی کاتب پایا جاتا ہے لیکن دوات اور رجسٹر نہیں پایا جاتا۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید اور ابن الانباری نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی (فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا كِتَابًا) پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کتابلسے مراد سیاہی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی (فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا كِتَابًا) پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ کاتب بہت ہیں عرب کا کوئی شہر ایسا نہیں جہاں کاتب نہ ہوں لیکن وہ کاغذ، قلم اور دوات پر قادر نہیں ہوتے تھے۔

امام ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ (فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا كِتَابًا) کاف کے ضمہ کے اور تاء کے شد کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ بغیر الف کے پڑھایا تھا (2)۔

امام سعید بن منصور نے حمید الاعرج اور ابراہیم سے روایت کیا ہے یہ دونوں فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ پڑھتے تھے (3)۔

امام سعید بن منصور نے الحسن اور ابوالرجاء سے روایت کیا ہے کہ وہ دونوں فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ پڑھتے تھے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو کسی سفر پر ہو پھر ایک مدت تک کوئی چیز بیچے پھر وہ کاتب نہ پائے تو اس کو فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ میں رخصت دی گئی ہے اور اگر کاتب پائے تو اس کے لئے رہن رکھنا واجب نہیں ہے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ ...... الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں رہن کا حکم صرف سفر میں ہی ہے۔

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودی سے ادھار کھانا خریدا تھا اور اس کے پاس ایک لوہے کی زرہ رہن رکھی تھی (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اگر تم سفر میں دین کی کتابت پر قادر نہ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1001 (467)، مطبوعہ دار الصمیعی الریاض
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 256 (2922) مطبوعہ الریاض
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1003 (471)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1003 (472)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 165
6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 341، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

ہوں تو قرض خواہ، مقروض سے رہن لے لے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اگر وہ شخص امین ہو جس پر قرض ہے تو قرض خواہ اس پر اعتماد اور اس کے متعلق حسن ظن کی وجہ سے رہن نہ رکھے فَلْيُؤَدِّ الَّذِي اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ قرض دینے والے کو قرض ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے مقروض کو ڈرایا ہے۔ فرمایا وَلْيَتَّقِ اللّٰهَ رَبَّهٗ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ یعنی حکام کے پاس گواہی نہ چھپاؤ جس کو کسی حق پر گواہ بنایا گیا ہو تو وہ ہر صورت میں گواہی ادا کرے۔ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا یعنی جو شہادت کو چھپائے گا اور بلانے کے وقت گواہی نہیں دے گا۔ فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے گواہی کو چھپانے اور ادا کرنے کو جانتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رہن پر قبضہ ضروری ہے یعنی جس کا مال ہے وہ رہن پر قبضہ کر لے پھر یہ جملہ تلاوت فرمایا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ

امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں ابو داؤد، النحاس ان دونوں نے الناسخ میں، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم (الحلیہ میں) اور بیہقی نے سنن میں جید سند کے ساتھ حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی حتی کہ جب فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا پر پہنچے تو فرمایا اس جملہ نے سابقہ حصہ کو منسوخ کر دیا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب تمہیں امن ہو تو نہ لکھواور نہ گواہی قائم کرو کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے فَاِنْ اَمِنَ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔

امام ابن ابی حاتم نے الربیع سے روایت کیا ہے وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ فرمایا کسی کے لئے اس گواہی کو چھپانا حلال نہیں جو اس کے پاس ہو اگرچہ وہ اس کی اپنی ذات، والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہو۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اٰثِمٌ قَلْبُهٗ اس کا دل فاجر ہے(2)۔

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۸۴﴾

"اللہ تعالیٰ کا ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا تم اسے چھپائے رہو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ تعالیٰ، پھر بخش دے گا جسے چاہے گا اور عذاب دے گا جسے چاہے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ شہادت کے بارے نازل ہوئی(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 141 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 167

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1004 (473) مطبوعہ دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت مقسم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ شہادت کے چھپانے اور گواہی کے قائم کرنے کے متعلق نازل ہوئی (1)۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ جب نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی تو صحابہ کرام کو بڑی پریشانی ہوئی وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ پہلے ہمیں ایسے اعمال کا مکلف بنایا گیا تھا جن کی ہم طاقت رکھتے تھے (مثلاً) نماز، روزہ، جہاد، صدقہ، اب آپ پر ایسی آیت نازل ہوئی ہے کہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم بھی وہ کہنا چاہتے ہو جو تم سے پہلے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے کہا تھا ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی؟ بلکہ تم کہو سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ (البقرہ:285) جب قوم نے یہ الفاظ کہنے کی کوشش کی تو اس کے ساتھ ان کی زبانیں آسانی سے چلنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ (البقرہ:285) کا ارشاد نازل فرمایا۔ جب صحابہ کرام نے یہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الخ نازل فرمادیا (2)۔

امام احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام کے دلوں میں ایسی پریشانی نازل ہوئی جو پہلے کبھی داخل نہیں ہوئی تھی، صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے گزارش کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کہو ہم نے سنا اور اطاعت کی اور تسلیم کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ کا ارشاد نازل فرمایا پھر صحابہ کرام نے یہ کہا تو لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا...... نازل فرمایا جب یہ عرض کیا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِیْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایسا کردیا۔ پھر عرض کیا رَبَّنَا وَ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ایسا بھی کردیا۔ پھر کہا رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ فرمایا میں نے ایسا کردیا۔ پھر کہا گیا وَ اعْفُ عَنَّا وَ اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ فرمایا میں نے ایسا کردیا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، احمد، ابن جریر ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تو میں نے انہیں بتایا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا تھا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی پھر رونے لگ گئے، ابن عباس نے پوچھا کون سی آیت تلاوت کی؟ میں نے کہا وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ ابن عباس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 169 2۔ ایضاً 3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 315 (3132) مطبوعہ الریاض

فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تھی تو صحابہ کرام کو بہت غم اور پریشانی لاحق ہوئی تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم سے ہماری باتوں اور ہمارے اعمال کا مؤاخذہ ہوا تو ہم ہلاک ہو گئے۔ لیکن ہمارے دل تو ہمارے قبضے میں نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کہو ہم نے سن لیا ہے اور ہم نے اطاعت کی۔ پس اس آیت کو اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ ..... کی آیت نے منسوخ کر دیا۔ پس خیالات کو معاف کر دیا گیا اور اعمال کا مؤاخذہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں سعید بن مرجانہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عبد اللہ بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم اگر اس کے ساتھ ہمارا مؤاخذہ کیا گیا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے پھر وہ رونے لگے حتی کہ سعید نے ان کی آواز سنی، ابن مرجانہ کہتے ہیں میں وہاں سے اٹھا اور ابن عباس کے پاس آیا جو کچھ عبد اللہ نے کہا تھا اور جو کچھ کیا تھا سب میں نے انہیں بتایا۔ ابن عباس نے فرمایا اللہ کریم ابو عبد الرحمٰن کی مغفرت فرمائے میری عمر کی قسم جب یہ آیت نازل ہوتی تھی تو مسلمانوں کو بھی اس طرح کا غم لاحق ہوا تھا جیسا کہ عبد اللہ بن عمر کو ہوا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ نازل فرمایا۔ ابن عباس نے فرمایا یہ وسوسہ ایسا تھا جس کو روکنے کی مسلمانوں کو طاقت نہ تھی پس اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ دیا ہر نفس کو اپنے قول و عمل کی جزا و سزا ملے گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، النحاس اور حاکم نے سالم سے روایت کیا ہے کہ ان کے والد نے یہ آیت پڑھی تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو جب ان کی اس کیفیت کے متعلق خبر پہنچی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمٰن پر رحم فرمائے جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام کی بھی یہی کیفیت ہوئی تھی پھر اس آیت کو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا نے منسوخ کر دیا تھا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بھی اس آیت پر پہنچتے تو رونے لگ جاتے اور فرماتے یہ شمار بڑا سخت ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے الشعب میں مروان الاصغر کے واسطہ سے ایک صحابی سے روایت کیا ہے میرا خیال ہے وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے وہ فرماتے تھے کہ اس آیت کو بعد والی آیت نے منسوخ کر دیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس نے ہمیں پریشان کر دیا ہم نے کہا کیا ہم میں سے کوئی دل میں خیال کرتا ہے پھر اس کا محاسبہ کیا جائے گا ہمیں معلوم نہیں جو اس سے معاف کیا گیا ہے اور جو معاف نہیں کیا گیا ہے؟ پس اس کے بعد لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 293 (329) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت	2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 315 (3133)

3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 297 (330)

اکْتَسَبَتْ کا ارشاد نازل ہوا تو اس نے پہلی آیت کو منسوخ کر دیا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے روایت کیا ہے کہ محاسبہ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ کے نزول سے پہلے تھا، اس آیت نے محاسبہ کو منسوخ کر دیا (1)۔

امام ابن جریر نے قتادہ کے طریق سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں اس کو لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ سے منسوخ کر دیا ہے (2)۔

امام سفیان، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن المنذر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میری امت کے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کو معاف فرمایا ہے جب تک کہ وہ کلام نہیں کرے گی اور اس خیال پر عمل نہیں کرے گی (3)۔

امام الفریابی، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو نبی اور رسول تشریف لایا جس پر کتاب نازل کی گئی تو اس پر یہ آیت وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ الخ نازل کی گئی پس پہلی امتیں اپنے انبیاء و رسل کا انکار کرتی رہیں اور کہتی تھیں کہ ہمارے خیالات پر ہمارا مؤاخذہ ہوگا جب کہ ہمارے اعضاء نے وہ عمل نہ بھی کیا ہوگا، پس وہ انکار کرتے تھے اور بھٹکتے رہے۔ جب نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بھی اسی طرح شاق گزرا جس طرح پہلی امتوں پر شاق گزرا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم سے ہمارے خیالات پر مؤاخذہ ہوگا جب کہ ہمارے اعضاء سے عمل سرزد نہ ہوا ہوگا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، تم سنو اطاعت کرو اور اپنے رب سے طلب کرو۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ الخ سے یہی مراد ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے خیالات کا مؤاخذہ ختم کر دیا اور ہر نفس کو خیر کی جزاء اور برائی کی سزا کا اصول عطا فرمایا۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا۔ پس اللہ تعالیٰ نے خطاء اور بھول کو بھی ساقط کر دیا۔ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا...... الایۃ فرمایا مسلمانوں کو اس کا مکلف نہ بنایا جس کی انہیں طاقت نہ تھی اور وہ بوجھ ان پر نہ ڈالا جو پہلی امتوں پر ڈالا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے امت مصطفیٰ ﷺ کو معاف فرما دیا اور ان کی مدد و نصرت فرمائی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ اس سے مراد تیرے باطن اور تیرے ظاہر کے اعمال ہیں يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ یہ منسوخ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ جب قیامت کے روز تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا تو ارشاد ہوگا میں تمہیں ان خیالات کی خبر دیتا ہوں جو تم نے اپنے دلوں میں چھپا رکھے تھے جن پر میرے فرشتے بھی مطلع نہیں ہوئے تھے۔ لیکن مومنین کو اللہ تعالیٰ خبر دے گا پھر ان کے خیالات کو معاف فرما دے گا يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ سے یہی مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں خبر دے گا لیکن اہل شک و ریب ان کو ان کی چھپائی ہوئی تکذیب کی خبر دے گا اس ارشاد کا یہی مطلب ہے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ (البقرہ:225) (4)

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1018 (482)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 173
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 128 (201) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 173

امام عبد بن حمید، ابوداؤد (الناسخ میں) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو تم یقین میں سے ظاہر کرتے ہو اور شک میں سے چھپاتے ہو(1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یہ ہمارے عمل اور اس کی علانیت کا راز ہے یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ جو بندہ مومن دل میں کسی نیک عمل کا خیال کرتا ہے تاکہ وہ اس کار خیر کو ادا کرے اگر وہ اس کو کر لیتا ہے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اگر وہ اس پر قادر نہیں ہوتا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے کیونکہ وہ مومن ہے اور اللہ تعالیٰ مومنین کے سر اور علانیت سے خوش ہے، اگر کوئی مومن کسی برائی کا تصور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر مطلع ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اس دن اس کی خبر دے گا جس دن سب راز فاش کر دیے جائیں گے۔ اگر وہ عمل نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائے گا حتی کہ وہ برائی کرے۔ اگر وہ عمل کر بھی لے گا تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا جیسا کہ ارشاد فرمایا اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ (الاحقاف: 16) (2)

امام ابوداؤد نے الناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت وَ اِنْ تُبْدُوْا الخ نازل ہوئی تو اس کو لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا نے منسوخ کر دیا۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت وَ اِنْ تُبْدُوْا الخ نازل ہوئی تو مسلمانوں کو انتہائی پریشانی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا اور یہ ارشاد نازل فرمایا لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔(3)

امام طبرانی نے مسند الشامیین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت وَ اِنْ تُبْدُوْا الخ نازل ہوئی تو ابوبکر، عمر، معاذ بن جبل اور سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اس سے سخت آیت ہم پر نازل نہیں ہوئی۔

امام ابن جریر نے ضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا میرے لکھنے والوں نے تمہارے صرف ظاہر اعمال لکھے لیکن جو تم نے اپنے دلوں میں چھپائے تھے ان کا میں آج میں تمہارا محاسبہ کروں گا میں جس کو چاہوں گا بخش دوں گا، جس کو چاہوں گا عذاب دوں گا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت محکمہ ہے، اس کو کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بتائے گا کہ تو نے دل میں ایسے ایسے خیال چھپائے تھے، پھر اس پر مؤاخذہ نہیں فرمائے گا(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 175 — 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 174 — 3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 196 (328)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 174 — 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 174

امام طیالسی، احمد، ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں امیہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وَ اِنْ تُبْدُوْا الخ اور مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ (النساء:123) کے ارشاد کے متعلق پوچھا تو حضرت عائشہ نے فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا ہے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا یہ بخار اور مصیبت جو بندے کو پہنچتی ہے، اس کی صورت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عتاب فرماتا ہے حتی کہ وہ ٹکڑا جو آدمی اپنی قمیض کے بازو میں رکھتا ہے پھر وہ اس سے گم ہو جاتا ہے اور اس کے لئے پریشان ہوتا ہے پھر سے اپنے پہلو میں پالیتا ہے حتی کہ بندہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے سرخ سونا، بھٹی سے نکلتا ہے (1)۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے ضحاک کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ؕ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے تحت روایت کیا ہے فرماتی ہیں انسان برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس برائی پر عمل نہیں کرتا تو اس کی معصیت کی مقدار اس پر غم اور پریشانی ڈالی جاتی ہے پس یہی اس کا محاسبہ ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں ہر بندہ جو برائی اور معصیت کا ارادہ کرتا ہے دل میں اس کا تصور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ دنیا میں فرماتا ہے، وہ ڈرایا جاتا ہے، پریشان کیا جاتا ہے، اس کا ارادہ اس پر شدید ہو جاتا ہے، اس میں سے اسے کچھ پہنچتا نہیں ہے جس طرح کہ اس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت کیا ہے کہ وہ ف یغفر اور یعذب کو رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اعمش ان کو جزم کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابوداؤد نے المصاحف میں الاعمش سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں یغفر تھا یعنی بغیر فاء کے تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے اس کے بڑے گناہوں میں سے بخش دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے چھوٹے گناہ پر عذاب دیتا ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۫ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۫ وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٛ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا

1۔ جامع ترمذی، جلد 5، صفحہ 206 (2991) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1017 (481)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 176

تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۗ وَاغْفِرْ لَنَا ۗ وَارْحَمْنَا ۗ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

''ایمان لایا یہ رسول (کریم) اس (کتاب) پر جو اتاری گئی اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے اور (ایمان لائے) مومن یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو (نیز کہتے ہیں) ہم فرق نہیں کرتے کسی میں اس کے رسولوں سے اور انہوں نے کہا ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی ہم طالب ہیں تیری بخشش کے اے ہمارے رب! اور تیری طرف ہی ہمیں لوٹنا ہے۔ ذمہ داری نہیں ڈالتا اللہ تعالیٰ کسی شخص پر مگر جتنی طاقت ہو اس کی، اس کو اجر ملے گا جو (نیک عمل) اس نے کیا اور اس پر وبال ہوگا جو (برا عمل) اس نے کمایا۔ اے ہمارے رب نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا خطا کر بیٹھیں، اے ہمارے رب! نہ ڈال ہم پر بھاری بوجھ جو تو نے ڈالا تھا ان پر جو ہم سے پہلے گزرے ہیں، اے ہمارے پروردگار! نہ ڈال ہم پر وہ بوجھ جس کے اٹھانے کی ہم میں قوت نہیں اور درگزر فرما ہم سے اور بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر، تو ہی ہمارا دوست (اور مددگار) ہے تو مدد فرما ہماری قوم کفار پر''۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ الخ کا ارشاد نازل ہوا تو صحابہ کرام کو پریشانی لاحق ہوئی انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم دل میں کچھ خیال کرتے ہیں جن پر مخلوق میں سے کسی کا آگاہ ہونا ہمیں پسند نہیں ہوتا ہمارے لئے پھر ایسا ایسا ہوگا فرمایا کیا تم ایسی کیفیت سے دوچار ہوتے ہو؟ یہ تو صریح ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ الخ کی آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے الشعب میں یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ الخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبی کے لئے حق ہے کہ وہ ایمان لائے (2)۔

امام علامہ ذہبی کہتے ہیں یحییٰ اور انس کے درمیان انقطاع ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے حق ہے کہ وہ ایمان لائے میں

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1065 (474) مطبوعہ دار الصمیعی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 315 (3134) مطبوعہ الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 178

کہتا ہوں یہ حدیث حضرت انس کی حدیث کی شاہد ہے(3)۔

امام ابن ابی داؤد نے المصاحف میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس آیت میں الْمُؤْمِنُوْنَ سے پہلے بھی آمن پڑھتے تھے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ پڑھتے تھے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو مومنین نے کہا، كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ۔ ہم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسل پر ایمان لائے۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے روایت کیا ہے لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ یعنی جو رسول لے کر آئے ہم اس کا انکار نہیں کرتے ہم ان میں سے کسی کی تکذیب نہیں کرتے۔ وَقَالُوْا سَمِعْنَا یعنی جو قرآن اللہ کی طرف سے آیا اسے ہم نے سنا وَ اَطَعْنَا اور انہوں نے اقرار کیا کہ وہ امر و نہی میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں گے۔ ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ وہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ پڑھتے تو کہتے كُلٌّ آمَنَ وَكُلٌّ لَا يُفَرِّقُ (یعنی ہر ایک ایمان لایا اور ہر ایک فرق نہیں کرتا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے غُفْرَانَكَ رَبَّنَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں (اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں) میں نے تمہیں بخشش دیا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ اور تیری طرف ہی قیامت کے روز لوٹنا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حکیم بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب اٰمَنَ الرَّسُوْلُ الخ کی آیت نازل ہوئی تو جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور آپ کی امت کی بہت تعریف فرمائی ہے آپ سوال کریں آپ کو عطا کیا جائے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ مانگا لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۭ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۭ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر ان کے دین کے معاملہ میں وسعت پیدا فرمائی۔ ارشاد فرمایا وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج:78) اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی اور فرمایا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (البقرہ:185) اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تمہارے لئے سہولت اور نہیں چاہتا تمہارے لئے دشواری۔ اور فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن:16) پس ڈرتے رہو اللہ سے جتنی تمہاری استطاعت ہے(3)۔

امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے بواسیر

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1014 (477) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 181 3۔ ایضاً

کی تکلیف تھی، میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے پڑھنے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ سے مراد عمل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت زہری عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام چیخ پڑے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم ہاتھ، پاؤں اور زبان کے عمل سے تو توبہ کرتے ہیں خیالات و وساوس سے کیسے توبہ کریں، ہم وسوسہ سے بچ کیسے سکتے ہیں تو جبرئیل امین یہ آیت کریمہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لے کر اترے، تم وسوسہ سے بچنے کی طاقت نہیں رکھتے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وُسْعَهَا کا معنی طاقتها روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر نے الضحاک رحمہ اللہ سے اِلَّا وُسْعَهَا کا معنی الا ماتطیق (جس کی طاقت رکھتا ہے) روایت کیا ہے۔

امام سفیان، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دل میں پیدا ہونیوالے وساوس سے تجاوز فرمایا ہے جب تک کہ وہ عمل نہ کرے اور کلام نہ کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو بکر الہذلی عن شہر عن ام الدرداء کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے تین صورتوں میں تجاوز فرمایا ہے۔ خطا، بھول اور مجبور کیے جانے کے وقت۔ میں نے یہ حضرت انس کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے اس کی تصدیق فرمائی تو اس کے ساتھ یہ آیت پڑھ سکتا ہے رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا الخ۔

امام ابن ماجہ، ابن المنذر، ابن حبان، طبرانی، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میری امت سے تین صورتوں میں تجاوز فرمایا ہے خطا، نسیان اور جس کام پر انہیں مجبور کیا جائے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری خاطر میری امت سے (تین صورتوں میں) تجاوز فرمایا ہے خطا، بھول اور جس کام پر انہیں مجبور کیا جائے۔

امام طبرانی نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری وجہ سے میری امت سے (تین صورتوں میں) مؤاخذہ نہیں فرماتا خطا، نسان اور جس کام پر انہیں مجبور کیا جائے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے میری امت سے خطا، بھول اور مجبوری کے عمل سے تجاوز فرمایا ہے۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 4، صفحہ 224 (928) مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 181
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 128 (201) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے خطا، بھول اور مجبور کے عمل پر مؤاخذہ ساقط کر دیا ہے۔

امام ابن عدی نے الکامل میں، ابونعیم نے التاریخ میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے خطا، نسیان اور جس امر پر انہیں مجبور کیا جائے (کا مؤاخذہ) اٹھا دیا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خطا، نسیان اور مجبوری کے عمل کو اس امت سے معاف کر دیا گیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے تین چیزیں معاف کر دیں ہیں۔ خطا، نسیان اور جس عمل پر اسے مجبور کیا جائے۔

امام سعید بن منصور نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کی تین چیزوں سے تجاوز فرمایا ہے وہ عمل جو خطا کرے، وہ عمل جو بھول کر کرے، وہ عمل جس پر مجبور کیا جائے اور جس سے مغلوب ہو جائے۔

امام ابن جریر نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا۔ تو جبرئیل نے کہا یا محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے ایسا کر دیا ہے (یعنی نسیان اور خطا کو معاف فرما دیا ہے)(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِصْرًا کا معنی عہد روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی اصرا کا معنی عہد روایت کیا ہے۔

امام الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا کا کیا مطلب ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسا عہد تو نے یہود پر لادا تھا۔ پس انہیں بندروں میں اور خنازیر میں مسخ کر دیا تھا۔ ابن الازرق نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے ابوطالب کا یہ شعر نہیں سنا۔

اَفِيْ كُلِّ عَامٍ وَّاحِدٌ وَّصَحِيْفَةٌ   يُشَدُّ بِهَا اَمْرٌ وَّثِيْقٌ وَّاَيْصَرُهٗ

امام ابن جریر نے ابن جریج سے اِصْرًا کا معنی عہد روایت کیا فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر ایسا عہد نہ ڈال جس کو اٹھانے کی ہم طاقت نہیں رکھتے اور جس کو قائم رکھنے کی ہمیں استطاعت نہیں ہے۔ جس طرح کہ تو نے یہود و نصاریٰ پر ایسا عہد ڈالا تو وہ اسے قائم نہ رکھ سکے پھر تو نے انہیں ہلاک کر دیا اور ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔ حضرت ابن جریج فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بندروں اور خنازیر (کی صورت یا عادت) میں مسخ کرنا (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کتنی ہی سختیاں تھیں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں اور کتنی تخفیف اور آسانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمائی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 182   2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 184   3۔ ایضاً صفحہ 3، صفحہ 185   4۔ ایضاً

امام ابن جریر نے عطاء بن ابی رباح سے روایت کیا ہے لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا ہمیں بندروں اور خنازیر کی شکل میں مسخ نہ فرما۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع سے لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ اِصْرًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد وہ شدت ہے جس کا اہل کتاب کو پابند کیا گیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے عبدالرحمٰن بن حسنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو اسرائیل کے کپڑوں پر پیشاب لگ جاتا تو وہ اسے قینچی کے ساتھ کاٹتے تھے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنو اسرائیل میں سے کسی کے کپڑے پر پیشاب لگ جاتا تو وہ قینچیاں چلاتا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میرے پاس ایک یہودی عورت آئی اور کہا عذاب قبر پیشاب (سے پرہیز نہ کرنے) کی وجہ سے ہوتا ہے۔ میں نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اس نے کہا نہیں (اسی وجہ سے ہوتا ہے) اس کی وجہ سے جلد اور کپڑا کاٹا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں نے اس عورت کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے(3)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم پر ایسا گناہ نہ ڈال جس کی توبہ اور کفارہ نہ ہو(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے الفضیل سے وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَاۤ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا کوئی شخص گناہ کرتا تو اسے کہا جاتا کہ تیری توبہ یہ ہے کہ تو اپنے آپ کو قتل کر پس وہ اپنے آپ کو قتل کر دیتا۔ لیکن اس امت سے یہ سختیاں دور کر دی گئیں۔

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں ایسے اعمال کا مکلف نہ بنا جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں تحریم کی شدت اور بیڑیاں جو پہلے لوگوں پر تھیں ہمیں ان کی طاقت نہیں ہے(6)۔

امام ابن جریر نے سلام بن سابور سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہمیں غلامی کی طاقت نہیں ہے(7)۔

امام ابن ابی حاتم نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ ہمیں غربت، غلامی اور غلبہ شہوت کا بوجھ نہ اٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے وَاعْفُ عَنَّا اگر ہم سے تیرے کسی امر میں قصور ہوا ہے تو ہمیں معاف فرما دے وَاغْفِرْ لَنَا ہم نے جو تیری منع کردہ چیز کا ارتکاب کیا ہے وہ بھی ہمیں بخش دے۔ وَارْحَمْنَا ہم تیری رحمت کے بغیر نہ تو تیرے کسی حکم کو بجالا سکتے ہیں اور نہ تیری ممنوعات سے بچ سکتے ہیں، کوئی شخص اس کی رحمت کے بغیر نجات نہیں پا سکتا(8)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 115 (1303) مطبوعہ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، (1305) 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 115 (1307)
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 185 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 186
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 187

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبرئیل امین یہ آیت لے کر آئے تو ان کے ساتھ کچھ فرشتے بھی تھے اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۗ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ جبریل نے کہا یہ نعمت آپ کو مل چکی ہے اور پھر ہر کلمہ کے بعد فرمایا کہ یہ نعمت تمہیں مل چکی ہے (1)۔

امام سفیان بن عیینہ اور عبد بن حمید نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جبریل نے نبی کریم ﷺ کو یہ سورت آخر تک پڑھائی پھر جب اس کو یاد کرلیا تو جبریل نے کہا اب خود پڑھو۔ جب آپ ﷺ نے پڑھی تو جس کلمہ کو پڑھتے جبریل کہتے یہ آپ کے لئے ہے، حتی کہ آپ نے سورت مکمل کرلی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیات نازل ہوئیں تو جبرئیل جب نبی کریم ﷺ کے لئے پڑھتے تو نبی کریم ﷺ کہتے آمین یارب العالمین۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہ دعائیہ آیات نبی کریم کے ساتھ خاص ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی نے اپنے رب سے سوال کیا پس اللہ تعالیٰ نے اسے وہ عطا فرمایا اور یہ دعائیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں (2)۔

امام ابوعبیدہ نے حضرت ابومیسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ بقرہ کے خاتمہ کے وقت جبریل امین نے نبی کریم ﷺ کو آمین کی تلقین کی (3)۔

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ جب اس سورۂ کی قرات سے فارغ ہوتے تو کہتے آمین (4)۔

امام ابوعبید نے جبیر بن نضیر سے روایت کیا ہے کہ جب وہ سورۂ بقرہ کا خاتمہ پڑھتے تو کہتے آمین آمین (5)۔

امام ابن السنی اور بیہقی نے الشعب میں حذیفہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے سورہ بقرہ تلاوت فرمائی جب اس کے خاتمہ پر پہنچے تو کہا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، یہ دس یا سات مرتبہ کہا۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، احمد، دارمی، بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن الضریس اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے رات کے وقت سورۂ بقرہ کی آخرت دو آیات پڑھیں وہ اس کی کفالت کریں گی (6)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 2، صفحہ 1019 (483) — 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 189

3۔ فضائل القرآن از ابوعبید، جلد 1، صفحہ 234 — 4۔ ایضاً — 5۔ ایضاً

6۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 525 (2585)، طبع دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابوعبید، دارمی، ترمذی، نسائی، ابن الضریس، محمد بن نصر، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی پھر اس سے دو آیتیں اتاریں جن کے ساتھ سورۂ بقرہ کا اختتام فرمایا، جس گھر میں تین راتیں یہ دو آیات پڑھی جائیں اس کے قریب شیطان نہیں جاتا(1)۔

امام احمد، ابوعبید اور محمد بن نصر نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ سورۂ بقرہ کی آخری ان دو آیات کو پڑھو کیونکہ یہ دونوں میرے رب نے مجھے عرش کے نیچے سے عطا فرمائی ہیں(2)۔

امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات بار بار پڑھو کیونکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو چن لیا ہے۔

امام احمد، نسائی، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے مجھے سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا کی گئی ہیں، مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملی تھیں(3)۔

امام اسحٰق بن راہویہ، احمد اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا کی گئی ہیں، مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں ہوئی ہیں۔

امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو معراج کی رات سیر کرائی گئی تو آپ کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا پھر آپ کو تین چیزیں عطا کی گئیں پانچ نمازیں عطا کی گئیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ کی امت میں سے ہر اس شخص کے بڑے بڑے گناہ جو دوزخ میں پھینک دینے والے ہیں، معاف کر دیئے گئے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔

امام حاکم اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو ایسی دو آیات کے ساتھ ختم فرمایا جو اس نے مجھے اپنے اس خزانہ سے عطا فرمائی ہیں جو عرش کے نیچے ہے پس تم ان دو آیات کو سیکھو اور اپنی عورتوں اور اپنے بیٹوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ دونوں نماز، قرآن اور دعا ہیں(4)۔

امام ابوعبید، ابن الضریس اور جعفر الفریابی (فی الذکر) نے محمد بن المنذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سورۂ بقرہ کی آخری آیات کے متعلق فرمایا یہ قرآن ہیں، یہ دعا ہیں، یہ جنت میں داخل کرتی ہیں، یہ رحمٰن کو راضی کرتی ہیں(5)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 750 (2065) مطبوعہ الریاض
2۔ فضائل القرآن از ابوعبید، جلد 1، صفحہ 232
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 460 (2399)
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 750 (2066)
5۔ فضائل القرآن از ابوعبید، جلد 1، صفحہ 233، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

امام دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آیتیں قرآن ہیں، شفا بخشنے والی ہیں، یہ ان آیات سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے وہ سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں ہیں (1)۔

امام طبرانی نے جید سند کے ساتھ شداد بن اوس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے ایک کتاب لکھی۔ پھر اس سے دو آیتیں نازل فرمائیں جن کے ساتھ سورۂ بقرہ کو ختم کیا وہ کسی گھر میں تین راتیں پڑھی جائیں تو اس گھر کے قریب شیطان نہیں جاتا۔ مسدد نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں اس شخص کو عقل مند نہیں سمجھتا جو سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھنے سے پہلے سو جائے کیونکہ یہ عرش کے نیچے کے خزانہ سے ہیں۔

امام دارمی نے محمد بن نصر، ابن الضریس اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں اس شخص کو عقل مند نہیں سمجھتا جو سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھنے سے پہلے سو جائے کیونکہ یہ عرش کے نیچے کے خزانہ سے ہیں۔

امام الفریابی، ابو عبید، طبرانی اور محمد بن نصر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے کے خزانہ سے نازل کی گئی ہیں (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات رات کے وقت تلاوت کیں اس نے زیادہ (عمل) کیا اور عمدہ کیا۔

امام الخطیب نے تلخیص المتشابہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھیں اس نے زیادہ کیا اور اچھا کیا۔

امام ابن عدی نے حضرت ابن مسعود الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے دو آیات جنت کے خزانوں سے نازل فرمائی ہیں، ان کو رحمٰن نے اپنے دست قدرت سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے لکھا ہے، جو ان کو عشاء کی نماز کے بعد تلاوت کرے گا اس کے رات کے قیام کے قائم مقام ہوں گی۔

امام ابن الضریس نے حضرت ابن مسعود البدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جس نے رات کے وقت سورۂ بقرہ کا خاتمہ پڑھا یہ اس کے رات کے قیام کے قائم مقام ہوگا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ کو سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے کے خزانہ سے عطا کی گئی ہیں۔

امام ابو یعلی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی دو رکعتوں میں پڑھتے ہوئے سنا پہلی رکعت میں آمن الرسول سے آخر تک تلاوت فرمائی اور دوسری رکعت میں آل عمران کی یہ آیات پڑھیں قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ (آل عمران:64)

امام ابو عبید نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ محمد ﷺ کو چار آیات عطا کی گئی ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کو

1۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 1، صفحہ 143 (1671) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ فضائل القرآن از ابو عبید، جلد 1، صفحہ 233

عطا نہیں کی گئیں، اور موسیٰ علیہ السلام کو ایک ایسی آیات عطا کی گئی جو محمد ﷺ کو عطا نہیں کی گئی۔ فرمایا وہ آیات جو محمد ﷺ کو عطا کی گئی ہیں وہ یہ ہیں لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ...... فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ، یہ تین آیات ہیں اور (چوتھی آیت) آیۃ الکرسی ہے اور وہ آیت جو موسیٰ علیہ السلام کو عطا کی گئی ہے وہ یہ ہے اَللّٰهُمَّ لَا تُوْلِجِ الشَّيْطَانَ فِيْ قُلُوْبِنَا وَخَلِّصْنَا مِنْهُ مِنْ اَجَلِ اَنَّ لَكَ الْمَلَكُوْتَ وَالْاَيْدَ وَالسُّلْطَانَ وَالْمُلْكَ وَالْحَمْدَ وَالْاَرْضَ وَالسَّمَاءَ وَالدَّهْرَ الدَّاهِرَ اَبَدًا اَبَدًا اٰمِيْن اٰمِيْن۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سورۂ بقرہ کی آخرت آیات تلاوت کرتے پھر کہتے یا لك نعمة يالك نعمة۔

امام ابن جریر نے تہذیب الاثار میں حضرت ایوب سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پریشانی دور کرنے کی دعا لکھی اور اسے اپنے بیٹے کو سکھانے کا حکم دیا وہ دعا یہ تھی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ سُبْحَانَكَ يَا رَحْمٰنُ مَاشِئْتَ اَنْ يَّكُوْنَ كَانَ وَمَا لَمْ تَشَأْلَمْ يَكُنْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَعُوْذُ بِالَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّمَا بَرَأَ وَاَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ السَّامَّةِ وَالْهَامَّةِ وَمِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ پھر آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات پڑھیے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بہت عظیم اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ساتوں آسمانوں کا رب ہے اور ساتوں زمین کا رب ہے، عرش کریم کا رب ہے، تیری ذات پاک ہے اے رحمٰن! جس چیز کا تو ہونا چاہتا ہے وہ ہو جاتی ہے اور جس کا ہونا نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی قوت ہے، میں پناہ مانگتا ہوں اس کی بارگاہ میں جو ساتوں آسمانوں اور ان میں جو کچھ ہے سب کو زمین پر گرنے سے روکے ہوئے ہے اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور اس چیز کے شر سے جو اس نے تخلیق فرمائی، میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کلمات تامہ کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں جن سے کوئی نیکوکار و فاجر تجاوز نہیں کر سکتا ہر اس چیز کے شر سے جو اکتا دینے والی ہو اور ڈنگ مارنے والی ہو اور دنیا و آخرت کے ہر شر سے (پناہ مانگتا ہوں)۔

1۔ فضائل القرآن از ابو عبید، جلد 1، صفحہ 232، مطبوعہ دار ابن کثیر دمشق

کتابِ رشدو ہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے

نوروسروراور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی وتفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں

مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اورعوام وخواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر دُرِّ منثور
مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد دوم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	تفسیر درمنثور مترجم (جلد دوم)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی من علماء دار العلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	-/2850 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

سورۂ آل عمران

یہ سورت، سورۂ انفال کے بعد نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس نے فضائل میں النحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ آل عمران مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے روز اس سورت کو پڑھا جس میں آل عمران کا ذکر ہے شام تک اللہ تعالیٰ اس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں(1)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے سورۂ بقرہ، آل عمران اور نساء کی تلاوت کی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حکیموں میں لکھ دیا جاتا ہے(2)۔

امام دارمی، محمد بن نصر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے آل عمران کی تلاوت کی وہ غنی ہے اور سورۂ نساء زینت عطا کرنے والی ہے(3)۔

امام دارمی، ابوداؤد نے فضائل اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ آل عمران محتاج کا کتنا اچھا خزانہ ہے جس کے ساتھ وہ رات کے آخری حصہ میں قیام کرتا ہے(4)۔

حضرت سعید بن منصور نے ابوعطاف سے نقل کیا ہے کہ تورات میں آل عمران کا نام طیبہ ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب وہ بصرہ پر امیر تھے تو سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ نے دو رکعت نماز ادا کی جن میں آپ نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالملک بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کی تو کعب نے کہا کہ اس نے ایسی دو سورتیں پڑھی ہیں جن میں ایسا اسم ہے جب اس کے واسطہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 48 (11002)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1023 (485)، مطبوعہ دار الصمیعی بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 529 (2615) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، (2615)
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1138 (553)

آیاتہا ۲۰۰ ﴿۳﴾ سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ ۳ ﴿۳﴾ رکوعاتہا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ﴿۲﴾ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ ﴿۵﴾ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۶﴾

"الف، لام، میم، اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے نازل فرمائی اس نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ، تصدیق کرنے والی ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے (اتری) ہیں اور اتاری اس نے تورات اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اور اتارا فرقان کو، بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیتوں کے ساتھ، ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ رہتی اس پر کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔ وہی ہے جو تمہاری تصوریں بناتا ہے (ماؤں کے) رحموں میں جس طرح چاہتا ہے۔ کوئی معبود نہیں بغیر اس کے (وہی) غالب ہے حکمت والا ہے"۔

امام ابن انباری نے مصاحف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا قیوم سے مراد ہر چیز کا نگہبان ہے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس لفظ کو اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ، پڑھتے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی داؤد اور ابن انباری نے مصاحف میں، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور سورۂ آل عمران کے آغاز میں الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیَّامُ پڑھا۔

امام ابن ابی داؤد نے اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ، ہے۔

امام ابن جریر اور ابن انباری نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ قرأت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن انباری نے حضرت ابو معمر سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا میں نے علقمہ کو اَلْحَیُّ الْقَیِّمُ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ عبداللہ کے شاگرد اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ قرأت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت عاصم بن کلیب سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کو سورۂ آل عمران کی قرأت بہت پسند تھی۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نجران کا ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جو ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس وفد میں چودہ افراد ان کے معززین میں سے تھے۔ ان میں سے ابو حارثہ بن علقمہ، عاقب، عبدالمسیح اور ایہم سید نے گفتگو کی۔ وہ (ایہم) نصرانیت میں اپنے بادشاہ کے دین پر تھا جب کہ ان کا آپس میں باہم اختلاف تھا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے وہی اللہ ہیں، کبھی کہتے وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور کبھی کہتے آپ تین میں سے تیسرے ہیں (نعوذ باللہ)۔ نصرانیوں کا نقطہ نظر یہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ ہونے کا استدلال وہ ان چیزوں سے کرتے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، بیماروں کو تندرست کرتے ہیں، غیب کی خبریں دیتے ہیں، مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز بناتے ہیں، اس میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن جاتا ہے حالانکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں کے لئے ایک معجزہ بنا دے۔

بیٹا ہونے کا استدلال وہ اس سے کرتے کہ وہ کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں تھا، آپ نے پنگھوڑے میں گفتگو کی جب کہ آپ سے قبل حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بھی گفتگو نہیں کی، وہ تین میں تیسرے کا استدلال اس سے کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَعَلْنَا۔ اَمَرْنَا، خَلَقْنَا، قَضَیْنَا۔ یعنی جمع متکلم کے صیغے استعمال فرمائے اگر اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا: فَعَلْتُ، اَمَرْتُ، قَضَیْتُ، خَلَقْتُ لیکن وہ تین اللہ، عیسیٰ اور مریم ہیں۔ ان تمام کے عقیدہ کے مطابق قرآن حکیم نازل ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ کا ذکر فرمایا۔ جب دو علماء نے حضور ﷺ سے گفتگو کی تو حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تم دونوں اسلام قبول کرلو۔ انہوں نے جواب دیا ہم پہلے ہی مسلمان ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تمہیں اسلام قبول کرنے سے یہ چیز مانع ہے کہ تم نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور تم صلیب کی عبادت کرتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔ ان دونوں نے کہا اے محمد ﷺ بتاؤ پھر مسیح کا باپ کون ہے؟ آپ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ اور اختلاف کے بارے میں سورۂ آل عمران کی اسی سے زائد آیات کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سورت کے آغاز میں ان کے عقائد سے اپنی پاکی، یکتا خالق ہونے اور لا شریک ہونے کا ذکر کیا۔ انہوں نے اپنی طرف سے جو کفر گھڑ رکھا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے تھے اس کا رد کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو وہ اعتقادات رکھتے تھے ان سے ان کے خلاف استدلال کیا تاکہ اس کے ذریعے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 193، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

ان پر ان کی گمراہی واضح کردے ارشاد فرمایا۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۙ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ۔ یعنی معبود برحق ہونے میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ حی ہے، اس پر موت طاری نہیں ہوتی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ان کے عقیدے کے مطابق) مر چکے ہیں، ان کے عقیدہ کے مطابق قیوم اسے کہتے ہیں جس کی بادشاہت قائم رہے جب کہ عیسیٰ علیہ السلام تو جا چکے (1)۔

امام ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن سہیل بن ابی امامہ نے بتایا جب نجران کا وفد حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے گفتگو کرے تو انہیں کے بارے میں سورۂ آل عمران کی ابتدائی اسی آیات نازل ہوئیں۔ امام بیہقی نے اس روایت کو دلائل میں ذکر کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ نصرانی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ انہوں نے پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور بہتان لگایا۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اولاد، باپ کے مشابہ ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا بات اسی طرح ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ حی ہے جس پر موت طاری نہیں ہوئی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تو فنا طاری ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے، ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے، اسے رزق بہم پہنچاتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔ حضور ﷺ نے دریافت کیا کیا عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے کسی چیز کے مالک ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کسی چیز کے بھی مالک نہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان میں سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں۔ انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔ فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام اس کے علاوہ بھی کوئی جانتے ہیں جو انہیں علم دیا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا علم دیئے گئے کے علاوہ تو کچھ نہیں جانتے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمارے رب نے رحم میں جیسی چاہی حضرت عیسیٰ کی صورت بنائی کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ ہی اس سے نجاست خارج ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے انہیں اپنے رحم میں اسی طرح اٹھائے رکھا ہے جس طرح عام عورت بچے کو رحم میں اٹھاتی ہے پھر آپ کی والدہ نے آپ کو جنا جس طرح ایک عورت اپنے بچے کو جنتی ہے۔ پھر آپ کو اسی طرح غذا دی گئی جس طرح بچے کو غذا دی جاتی ہے پھر بعد میں بھی آپ غذا کھاتے، پانی پیتے اور قضاء حاجت کرتے؟ سب نے کہا بات اسی طرح ہے۔ تو آپ نے فرمایا جو تم گمان رکھتے ہو وہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟ انہوں نے حقیقت حال کو پہچان لیا پھر محض عناد کی وجہ سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت الٓمّٓ ﴿۱﴾ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۙ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ کو نازل فرمایا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 191 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 192

امام سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ القیوم کو القیام پڑھتے۔ ابن جریر نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ پڑھتے (1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد آپ سے پہلے آنے والے رسول اور کتابیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت ہود علیہم السلام اور دوسرے انبیاء کو دیئے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں نقل کیا اس سے مراد قرآن اور مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد وہ کتابیں ہیں جو اس سے قبل گزر چکی ہے وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ مِنْ قَبْلُ هُدًى سے مراد تورات اور انجیل دو کتابیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر چیز کی وضاحت ہے اور جنہوں نے ان کتابوں کو لیا ان کی تصدیق اور ان میں موجود احکامات پر عمل کیا ان کی عصمت کا وعدہ ہے اور اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ سے مراد قرآن ہے جس نے حق اور باطل میں تفریق کر دی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال کیا گیا اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بیان کیا گیا، اس کی حدود کی وضاحت کی گئی، فرائض کو فرض قرار دیا گیا اس کے بیان کو بیان کیا گیا اس کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کی نافرمانی سے منع کیا گیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جن گروہوں نے اختلاف کیا تھا ان کے اختلاف میں حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے اور اس کے فرمان اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی آیات کا علم رکھنے اور ان میں موجود احکام کی معرفت کے بعد انکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ سے مراد یہ ہے کہ وہ جو ارادہ کرتے ہیں، جو مکر کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو ناحق باتیں کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رب اور معبود مانتے ہیں جب کہ ان کے پاس اس کے برعکس علم ہے سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ یہ سب اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے اور اس کا انکار کرنے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر بنائی گئی وہ نصاری اس کا انکار نہیں کرتے تھے جس طرح دوسرے انسانوں کی رحم میں تصویر بنائی گئیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں جب کہ ان کی یہ شان ہے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مذکر اور مؤنث ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 193 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 196 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 98-196

امام ابن جریر نے حضرت سدی کی سند سے ابو مالک، ابو صالح، حضرت ابن عباس، مرہ، حضرت ابن مسعود اور کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب رحم میں نطفہ پڑتا ہے تو چالیس دن تک اسی طرح رہتا ہے پھر چالیس روز جما ہوا خون رہتا ہے پھر چالیس روز گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ جب وہ پیدائش کے مرحلہ کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ تصویر یہ بنانے کے لئے بھیجتا ہے۔ فرشتہ دو انگلیوں کے درمیان مٹی لاتا ہے مٹی کو گوشت کے لوتھڑے میں ملا دیتا ہے۔ پھر اسے گوندھتا ہے پھر جیسا حکم ہوتا ہے اس کی تصویر بنا دیتا ہے پھر عرض کرتا ہے کیا یہ مذکر ہے یا مؤنث، بدبخت ہے یا سعادت مند، اس کا رزق، عمر، اثر اور مصائب کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم دیتا ہے فرشتہ سب لکھ لیتا ہے جب وہ جسم مرتا ہے تو اسے وہاں ہی دفن کیا جاتا ہے جہاں سے اس کی مٹی لی گئی تھی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُكُمْ فِي الْأَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاءُ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مذکر، مؤنث ہے، سرخ، سفید، سیاہ، مکمل یا نامکمل ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جب وہ انتقام لیتا ہے تو انتقام لینے میں غالب اور اپنے حکم میں حکیم ہے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

"وہی ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ پیروی کرتے ہیں (صرف) ان آیتوں کی جو متشابہ ہیں قرآن سے (ان کا مقصد) فتنہ انگیزی اور (غلط) معنی کی تلاش ہے اور نہیں جانتا اس کے صحیح معنی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے اور پختہ علم والے کہتے ہیں علم ایمان لائے ساتھ اس کے سب ہمارے رب کے پاس ہے اور نہیں نصیحت قبول کرتے مگر عقل مند"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُّحْكَمٰتٌ کے بارے میں یہ قول نقل کیا کہ اس سے مراد ناسخ، حلال، حرام، حدود، فرائض اور جن پر ایمان لایا جاتا ہے اور متشابہات سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 199 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 202

منسوخ، مقدم، مؤخر، امثال، اقسام اور جن پر ایمان لانا تو ضروری ہے لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا (1)۔

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور ان پر عمل کیا جاتا ہے اور متشابہات سے مراد جن کی پیروی نہیں کی جاتی (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور حاکم نے یہ روایت کیا ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا اور ابن مردویہ نے عبداللہ بن قیس سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سورۂ انعام کی آخری تین آیات محکمات ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیات محکمات کے متعلق یہ سنا کہ قُلْ تَعَالَوْا (انعام: 151) سے لے کر آخری تین آیات ہیں اور وَ قَضٰى رَبُّكَ (الاسراء: 23) سے لے کر بعد کی تین آیات ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے سدی کے واسطہ سے ابو مالک اور ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز کئی اور صحابہ سے یہ نقل کیا ہے کہ مُّحْكَمٰتٌ سے مراد وہ ناسخ آیات ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے اور مُتَشٰبِهٰتٌ سے مراد منسوخ آیات ہیں (4)۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مُّحْكَمٰتٌ سے مراد حلال وحرام کے احکام ہیں۔

امام عبد بن حمید اور فریابی نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد حلال وحرام کے احکام ہیں ان کے علاوہ متشابہات ہیں قرآن کا بعض، بعض کی تصدیق کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (البقرہ: 26) اللہ تعالیٰ کا فرمان كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الانعام: 125) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ (محمد: 17)

امام ابن ابی حاتم نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد ایسی آیات ہیں جن میں حکم اور جھڑک پائی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ضریس، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسحاق بن سوید سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن یعمر اور ابو فاختہ نے اس آیت هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ کے بارے میں باہم گفتگو کی۔ ابو فاختہ نے کہا اس سے مراد سورتوں کے آغاز ہیں۔ انہیں سے قرآن شروع ہوتا ہے الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ان کلمات سے سورۂ بقرہ کا آغاز ہوتا ہے الٓمّٓ ۙ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ان سے سورۂ آل عمران کا آغاز ہوتا ہے۔ یحییٰ نے کہا اُمُّ الْكِتٰبِ سے مراد وہ آیات ہیں جن میں فرائض، امر، نہی، حلال، حدود اور دین کی بنیادی چیزیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ ام الکتاب سے مراد کتاب کی اصل ہے کیونکہ یہ چیزیں تمام کتابوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 202
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 199
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 202
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 203

میں مکتوب ہیں۔

امام ابن جریر نے محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ آیات محکمات سے مراد رب کی محبت، بندے کی حفاظت، جھگڑے اور باطل کو رد کرنے والی ہیں جس معنی کے لئے انہیں وضع کیا گیا ہے نہ اس سے انہیں پھیرا جاتا ہے اور نہ ہی اس سے تحریف کی جاتی ہے (دوسری متشابہات) صدق میں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں، انہیں ایک معنی سے دوسرے معنی کی طرف پھیرا جاتا ہے۔ ان کے معانی کو بگاڑا جاتا ہے اور ان کے معانی میں تاویل کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متشابہات کے بارے میں اپنے بندوں کو اس طرح آزمائش میں ڈالا ہے جس طرح حلال وحرام کے بارے میں آزمائش میں مبتلا کیا ہے نہ انہیں باطل کی طرف پھیرا جاسکتا ہے اور نہ ہی حق سے دور کیا جاسکتا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے مالک بن دینار سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اُمُّ الْكِتٰبِ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا حلال اور حرام۔ میں نے پوچھا پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فاتحہ کیا ہے؟ فرمایا یہ ام القرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ ان آیات کو ام الکتاب فرمایا کیونکہ دین دار ان پر راضی ہوتا ہے اور متشابہات سے مراد الم، المص، المر اور الر ہیں۔

امام ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے متشابہات کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ متشابہات سے مراد قرآن میں ایسی آیات ہیں جن کو لوگوں نے پڑھا تو وہ ان پر مشتبہ ہوگئیں اس وجہ سے گمراہ ہونے والے ان کی وجہ سے گمراہ ہو گئے ہر جماعت قرآن سے آیت پڑھتی اور یہ گمان کرتی کہ یہ آیت ان کے حق میں ہے اور یہ اس متشابہ آیت وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (مائدہ: 44) کو پڑھتے پھر اس کے ساتھ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ (الانعام: 1) کو پڑھتے جب وہ یہ دیکھتے کہ امام وقت ناحق فیصلہ کرتا ہے تو کہتے اس نے کفر کیا جس نے کفر کیا اس نے اپنے آپ کو اپنے رب کے ہم پلہ قرار دیا جس نے اپنے آپ کو اپنے رب کے ہم پلہ قرار دیا اس سے اپنے رب کے ساتھ شرک کیا پس یہ امام مشرک ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن جریر نے ابن اسحاق کے واسطہ سے کلبی سے وہ ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ حضرت جابر بن عبد اللہ بن رباب سے روایت کرتے ہیں کہ ابو یاسر بن اخطب جو ایک یہودی تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا جب کہ آپ سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات تلاوت فرما رہے تھے الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۖ فِيْهِ وہ اپنے بھائی حی بن اخطب کے پاس آیا جو چند یہودیوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا ابو یاسر نے کہا کیا تم بھی جانتے ہو اللہ کی قسم میں نے ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت کرتے ہوئے سنا جس میں سے آپ پر یہ بھی نازل کیا گیا ہے الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ حی بن اخطب نے بھائی سے پوچھا تو نے واقعی سنا ہے۔ ابو یاسر نے کہا ہاں میں نے سنا ہے، وہ جماعت کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں پہنچا۔ انہوں نے عرض کی جو آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس میں آپ یہ بھی تلاوت کرتے ہیں الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بات اسی طرح ہے۔ انہوں نے عرض کی جو کچھ ہم جانتے ہیں کہ انبیاء کو ان حروف کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 204

ساتھ معبوث کیا گیا ہے تو ان میں ان انبیاء کی روحانی بادشاہت کی مدت بیان کی گئی آپ کی امت کا دورانیہ یہ ہے الف سے مراد ایک، لام سے مراد تیس اور میم سے مراد چالیس اس طرح کل اکہتر سال بنتی ہے۔

پھر اس نے پوچھا کیا آپ کے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی ایسی چیز ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہاں (المص) تو حیی کہنے لگا یہ تو بہت مشکل اور طویل ہے الف سے مراد ایک، لام سے تیس، میم سے چالیس اور صاد سے نوے یہ کل ایک سو اکتیس سال بنتے ہیں کیا آپ کے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی چیز ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں (الر) تو اس نے کہا یہ تو پہلے سے بھی زیادہ ثقیل اور طویل ہے۔ الف سے مراد ایک، لام سے تیس اور راء سے دوسو، یہ کل دوسو اکتیس سال بنتے ہیں۔ کیا آپ کے پاس اس کے علاوہ بھی کچھ ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں (المر) تو اس نے کہا یہ تو پہلے سے بھی زیادہ ثقیل اور طویل ہے۔ یہ کل دوسو اکہتر سال کا عرصہ بنتا ہے پھر اس نے کہا آپ کا معاملہ ہم پر ملتبس ہو گیا ہے ہم کچھ نہیں جانتے کہ آپ کو تھوڑا عرصہ دیا گیا ہے یا زیادہ۔

پھر حیی نے کہا اٹھ چلو۔ ابو یاسر نے اپنے بھائی اور دوسرے ساتھیوں سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ شاید یہ تمام کا مجموعہ آپ کے لئے ہو اکہتر سال، ایک سو اکتیس سال، دوسو اکتیس سال، دوسو اکہتر سال یہ کل سات سو چار سال بنتے ہیں تو وہ کہنے لگے ہمارے اوپر ان کا معاملہ مشتبہ ہو گیا ہے۔ علماء خیال کرتے ہیں کہ یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ هُوَ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ مِنۡهُ اٰیٰتٌ مُّحۡكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الۡكِتٰبِ وَ اُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ۔

حضرت یونس بن بکیر نے مغازی میں ابن اسحاق سے انہوں نے محمد بن ابی محمد سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے حضرت ابن عباس اور جابر بن رباب سے انہوں نے ابو یاسر بن اخطب سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کے پاس سے گزرا جب کہ آپ سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تلاوت کر رہے تھے پھر تمام واقعہ نقل کیا۔

امام ابن منذر نے اپنی تفسیر میں ایک اور سند سے ابن جریج سے معضل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جن کے دلوں میں کجی ہے سے مراد شک والے لوگ ہیں۔ وہ محکم کو متشابہ اور متشابہ کو محکم پر محمول کرتے ہیں، وہ تلبیس کرتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر اس کی حکمت کو ملتبس کر دیا ہے اور وَمَا یَعۡلَمُ تَاۡوِیۡلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ کی تعبیر میں فرمایا کہ قیامت کے روز اس کی تاویل کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے زَیۡغٌ کا معنی شک نقل کیا ہے (2) اور ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ زَیۡغٌ سے مراد منافق ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے فَیَتَّبِعُوۡنَ مَا تَشَابَهَ مِنۡهُ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ باب (توجیہ) ہے جس سے وہ گمراہ ہوئے اور اس میں ہلاک ہوئے اور فتنہ سے مراد شبہات ہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 207 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 208

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، دارمی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا اور ارشاد فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو اس کی تعبیر میں جھگڑ رہے ہیں تو وہی اس آیت کا مصداق ہیں ایسے لوگوں سے محتاط رہو (1) بخاری کے الفاظ یہ ہیں جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو متشابہ آیات کی اتباع کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں ذکر کیا ہے پس ان لوگوں سے محتاط رہو۔ ابن جریر کے یہ الفاظ ہیں جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی پیروی کر رہے ہیں تو ان سے محتاط رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ ابن جریر کے یہ الفاظ بھی ہیں جب تم ایسے لوگ دیکھو جو متشابہ آیات کی اتباع کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو دیکھو جو ان کے بارے میں باہم جھگڑ رہے ہیں تو ان کی مجلس میں نہ بیٹھو کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد یہی ہے۔

امام عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ سے مراد خارجی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (آل عمران:106) سے مراد خارجی ہیں۔

امام طبرانی نے ابو مالک اشعری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مجھے اپنی امت کے بارے میں تین باتوں کا خوف ہے (1) ان کے پاس مال زیادہ ہوگا تو وہ آپس میں حسد کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے (2) کتاب کے اسرار ان کے سامنے بیان کئے جائیں گے، مومن اس میں تاویل کرنا شروع کر دیں گے وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ (3) ان کے علم میں اضافہ ہوگا تو وہ اسے ضائع کریں گے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔

امام حاکم نے اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جن چیزوں کے بارے میں امت کے متعلق ڈرتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی تو وہ آپس میں مقابلہ شروع کر دیں گے پھر آپس میں لڑ پڑیں گے۔ اپنی امت کے بارے میں مجھے جس چیز سے خوف ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے لئے قرآن عام کر دیا جائے گا یہاں تک کہ مومن، کافر اور منافق سب اسے پڑھیں گے صرف مومن اس کے حلال کو حلال قرار دے گا (2)۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ کی وضاحت یہ ہے ابو یعلی نے حضرت حذیفہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ میری امت ایک جماعت ہوگی جو قرآن پڑھے گی۔ اسے یوں بکھیرے گی جس طرح ردی کھجوریں بکھیری جاتی ہیں۔ وہ اس کے ایسے معانی کریں گے جو اس کے معانی نہیں ہوں گے۔

امام ابن سعد، ابن ضریس نے فضائل میں اور ابن مردویہ نے عمر بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 210 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 316 (3139)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

دادا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک قوم کی طرف نکلے جو قرآن کے معانی میں گفتگو کر رہی تھی جب کہ آپ سخت غصہ میں تھے۔ فرمایا اسی وجہ سے تم سے پہلی امتیں بھی گمراہ ہوئیں۔ وہ انبیاء پر اختلاف کرتے اور کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکراتے تھے۔ فرمایا قرآن اس لئے نازل نہیں ہوا کہ اس کا بعض، بعض کو جھٹلائے بلکہ اس لئے نازل ہوا ہے کہ اس کا بعض، بعض کی تصدیق کرے۔ اس میں سے جس کی حقیقت کو تم پہچان لو اس پر عمل کرو اور جس کا معنی تم پر واضح نہ ہو سکے اس پر ایمان رکھو۔

امام احمد نے ایک اور سند سے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو اپنی رائے سے قرآن حکیم کے معانی بیان کرتے ہوئے سنا فرمایا تم سے پہلے لوگ بھی اسی وجہ سے ہلاک ہوئے انہوں نے کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکرایا اللہ تعالیٰ کی کتاب تو اس لئے نازل ہوئی کہ اس کا بعض، بعض کی تصدیق کرتا ہے اس کے بعض حصہ کے ساتھ بعض حصہ کی تکذیب نہ کرو۔ اس میں جس کا علم رکھتے ہو اس کے بارے میں بات کرو جس سے ناواقف ہو اس کا معاملہ عالم کے سپرد کر دو (1)۔

امام ابن جریر اور حاکم نے اسے نقل کیا حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور ابونصر سجزی نے ابانہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ پہلی کتابیں ایک دروازے سے ایک قسم میں نازل ہوئی تھیں قرآن حکیم سات دروازوں سے سات قسموں میں نازل ہوا یہ جھڑکنے والا ہے، حکم دینے والا ہے، اس میں حلال وحرام کے احکام ہیں، اس میں محکم، متشابہ اور امثال والی آیات ہیں، اس کے حلال کو حلال جانو، اس کے حرام کردہ کو حرام جانو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے اس سے رک جاؤ، اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو اس کی محکم آیات پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ اور یہ کہو ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (2) ابن ابی حاتم نے اسے حضرت ابن مسعود سے موقوفاً نقل کیا ہے۔

امام طبرانی نے عمر بن ابی سلمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا آسمان سے کتابیں ایک دروازے سے اترتی تھیں اور قرآن حکیم سات دروازوں سے سات قسموں میں اترا اس میں حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال، امر اور نہی ہے، اس کے حلال کو حلال جانو اس کے حرام کو حرام جانو، اس کے محکم پر عمل کرو متشابہ پر رک جاؤ، اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تاہم نصیحت دانش مند ہی حاصل کرتا ہے۔

امام ابن نجار نے تاریخ بغداد میں کمزور سند کے ساتھ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں تمہارے لئے حلال اور حرام کردہ چیزوں کو واضح کر دیا ہے۔ پس اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو اور حرام کردہ چیزوں کو حرام جانو، اس کی متشابہ پر ایمان لاؤ، محکم پر عمل کرو اور اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو۔

1۔ مستدرک احمد، جلد 2، صفحہ 185، مطبوعہ دار صادر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 318 (3144)

امام ابن ضریس، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن حکیم پانچ انداز میں نازل ہوا حرام، حلال، محکم، متشابہ اور امثال۔ اس کے حلال کو حلال جانو، حرام کو حرام جانو، متشابہ پر ایمان لاؤ، محکم پر عمل کرو اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔

حضرت امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم تمہارے نبی پر سات درروازوں سے سات انداز میں نازل ہوا ہے جب کہ تم سے پہلے کتاب ایک دروازے سے ایک اسلوب میں نازل ہوئی تھی۔

امام ابن جریر اور نصر مقدسی نے الحجۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرآن حکیم سات انداز میں نازل ہوا، قرآن حکیم میں شک کرنا کفر ہے، اس میں جو تم جان لو اس پر عمل کرو، جس کو نہ جان سکو اسے عالم کے پاس لے جاؤ۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کے مطالب کو کھول کر بیان کرو، اس کے غرائب کو دریافت کرو، اس کے غرائب اس کے فرائض اور حدود یعنی قرآن حکیم پانچ انداز میں نازل ہوا ہے حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال، اس کے حلال پر عمل کرو حرام سے اجتناب کرو، محکم کی اتباع کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن ذو معنی، کئی فنون کا حامل اور اس میں ظہور و خفاء ہے اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے نہ اس کی انتہاء کو پایا جا سکتا ہے جو اس میں نرمی سے داخل ہوا نجات پا گیا اور جو سختی سے داخل ہوا گمراہ ہو گیا۔ اس میں اخبار، امثال، حرام، حلال، ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ، ظہر اور بطن ہے اس کے ظہر سے مراد اس کی تلاوت اور بطن سے مراد اس کی تاویل ہے، اس کے اسرار کو جاننے کے لئے علماء کی مجلس میں بیٹھو اور سفہاء سے دور رہو عالم کی لغزش سے بچو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ نصرانیوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، فرمایا کیوں نہیں، میں یہی کہتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا ہمارے لئے یہی کافی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ والی آیت نازل کی (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری نے کتاب الاضداد میں نقل کیا ہے حاکم نے اسے نقل کیا اور صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت طاؤس نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کو یوں تلاوت کرتے وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَيَقُوْلُ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِهٖ۔

امام ابو داؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں اس طرح ہے۔ وَاِنْ حَقِيْقَةُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 208

تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۘ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے ان آیات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر پڑھا۔ انہوں نے فرمایا علم میں ان کا رسوخ یہ کہ تو اس کی محکم اور متشابہ پر ایمان لائے، اللہ تعالیٰ ہی اس کی تاویل کو جانتا ہے، تم اس کی تاویل کو نہیں جانتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرات ابوشعثاء اور ابونہیک سے نقل کیا ہے دونوں کہتے کہ تم اس آیت کو ملا کر پڑھتے ہو جب کہ یہ مقطوع ہے وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ ۘ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ۔ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا ان کا عمل ان کے قول پر ختم ہو گیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عروہ سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے متشابہ آیات کی تاویل نہیں جانتے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِندِ رَبِّنَا ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی جانب سے ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والوں کا علم قرآن حکیم کی تاویل میں یہاں آ کر ختم ہو جاتا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی جانب سے ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابی سے نقل کیا ہے کہ کتاب اللہ میں سے جو ظاہر ہو اس پر عمل کرو، جو تم پر مشتبہ ہو جائے اس پر ایمان لے آؤ اور اس کو جاننے والے کی طرف سپرد کر دو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے قرآن کے مینار ہیں جس طرح راستہ کے مینار (علامت، نشانی) ہوتے ہیں، جو تم پہچان لو اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جو تم پر مشتبہ ہو جائے اس کو چھوڑ دو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کے مینار اس طرح ہیں جس طرح راستہ کے مینار ہوتے ہیں، جو کسی پر بھی مخفی نہیں، اس میں سے جو تم پہچان لو اس کے بارے میں کسی سے سوال نہ کرو، جس کے بارے میں تمہیں شک ہو اس کا معاملہ جاننے والے کے سپرد کر دو۔

امام ابن جریر نے اشہب کے واسطہ سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ متشابہ کی تاویل اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل کو نہیں جانتے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت انس سے ابوامامہ، واثلہ بن اسقع اور ابودرداء نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے علم میں رسوخ رکھنے والوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو ہاتھوں سے نیکی کرے، جس کی زبان سچ بولے، جس کا دل استقامت کا مظاہرہ کرے، جس کا پیٹ اور شرم گاہ پاک دامن ہوں تو وہ راسخ فی العلم ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن یزید اودی سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے علم میں رسوخ رکھنے والے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جو گفتگو میں سچا، قسم کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 214　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 215　4۔ ایضاً۔ جلد 3،

پورا کرنے والا، جس کا پیٹ اور شرم گاہ پاک دامن ہوں تو وہ علم میں راسخ ہے۔

امام ابن منذر نے کلبی کے واسطہ سے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم کی تفسیر کی چار صورتیں ہیں (1) جسے علماء جانتے ہیں (2) جس کی عدم واقفیت سے لوگ معذور نہیں سمجھے جاتے جیسے حلال وحرام کے احکام (3) عرب اپنی زبان سے اسے پہچانتے ہیں (4) اس کی تاویل صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جس نے اس کے علم کا دعویٰ کیا اس نے جھوٹ بولا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن حکیم سات صورتوں میں نازل ہوا ہے، حلال وحرام کوئی بھی ان سے عدم واقفیت کی بناء پر معذور نہیں ہوتا۔ اس کی ایک تفسیر وہ ہے جو عرب کرتے ہیں۔ اس کی ایک تفسیر علماء کرتے ہیں۔ متشابہ جس کی تاویل صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کے جاننے کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں اس کی تاویل جانتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل جانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ہم محکم پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں ہم متشابہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی اطاعت نہیں کرتے یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ **كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا** کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ منسوخ کیا گیا ہے اور جو منسوخ نہیں کیا گیا سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (4)۔

امام دارمی نے اپنی مسند میں نصر مقدسی نے الحجۃ میں سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ صبیغ نامی آدمی مدینہ طیبہ آیا، وہ قرآن حکیم کی متشابہات کے بارے میں سوال کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلا بھیجا۔ آپ نے اس کے لئے کھجور کی شاخوں کی چھڑیاں تیار کرلیں، پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں عبد اللہ صبیغ ہوں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ عمر ہوں آپ نے ان چھڑیوں میں سے ایک چھڑی پکڑ لی، اسے مارا یہاں تک کہ اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ اس نے عرض کی اے امیر المومنین کافی ہے میرے سر میں جو فتور تھا وہ نکل گیا ہے۔

امام دارمی نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے کہ صبیغ عراقی مسلمانوں کے لشکروں میں قرآن حکیم کی بعض اشیاء کے بارے میں سوال کرتا تھا یہاں تک کہ مصر آ گیا۔ حضرت عمرو بن عاص نے اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ جب صبیغ عراقی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے تر چھڑیاں منگوائیں، اسے مارا یہاں تک کہ اس کی پشت کو سر اپا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 215　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 218　4۔ ایضاً

زخم بنا دیا پھر اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا پھر اسے مارا پھر چھوڑا، یہاں تک وہ صحت مند ہو گیا پھر بلایا تا کہ اسے ماریں صبیغ نے کہا اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو اچھے طریقے سے مجھے قتل کر دیں، اگر میرا علاج مقصود ہے تو اللہ کی قسم ہے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ اب مجھے اپنے علاقے میں جانے کی اجازت دے دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی آدمی اس کی مجلس میں نہ بیٹھے۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبیغ کوفی کو قرآن حکیم کے ایک حروف کے بارے میں سوال کرنے پر مارا تھا یہاں تک کہ اس کی پشت خون آلود ہو گئی تھی۔

امام ابن انباری نے مصاحف میں نصر مقدسی نے الحجۃ میں اور ابن عساکر نے سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو قرآن حکیم کے شکالات کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ حضرت عمر نے دعا کی اے اللہ مجھے اس پر قدرت عطا فرما۔ ایک دن وہ حضرت عمر کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، آپ نے اپنی آستینیں چڑھا لیں، اسے کوڑے مارنے لگے۔ پھر فرمایا اسے بنیان جانگیا پہنا دو اونٹ کے کجاوے پر سوار کر دو اور اسے اس کے قبیلہ تک پہنچا دو پھر ایک خطیب کھڑا ہو اور کہے صبیغ نے علم کی طلب کی اور اس میں غلطی کی وہ اپنی قوم میں ہمیشہ ذلیل و رسوا رہا جب کہ پہلے ان کا سردار تھا۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں ابن عساکر نے ابو عثمان نہدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کی طرف خط لکھا کہ وہ صبیغ کے پاس نہ بیٹھا کریں۔ کہا اگر وہ آتا اور ہم سو افراد ہوتے تو اٹھ کر چلے جاتے۔

امام ابن عساکر نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ وہ صبیغ کے ساتھ نہ بیٹھا کرے اس کو عطیات اور روزینہ نہ دیا کرے۔

امام نصر نے الحجۃ میں اور ابن عساکر نے زرعہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے صبیغ کو بصرہ میں دیکھا گویا وہ خارش زدہ اونٹ ہے، وہ لوگوں کے حلقہ کی طرف آتا ہے، ان کے پاس بیٹھتا ہے تو لوگ اسے پہچانتے تک نہیں۔ دوسرا حلقہ پہلے حلقے والے کو ندا دیتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عزمہ..... تو پہلے حلقے والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اسے وہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

امام نصر نے الحجۃ میں ابو اسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ صبیغ نے مخفی امور میں تکلف سے کام لیا، جس کا والی تھا اس کو ضائع کیا، جب میرا خط تیرے پاس پہنچے تو اس سے تجارت نہ کرو اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو اگر مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔

امام ہروی نے علم کلام کی معرفت میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علم کلام والوں کے بارے میں میرا وہی نقطہ نظر ہے جو صبیغ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا کہ انہیں چھڑی سے مارا جائے اونٹ پر بٹھایا جائے اور قبائل میں پھرایا جائے اور یہ اعلان کیا جائے جس نے کتاب و سنت کو چھوڑا اور علم کلام کی طرف متوجہ ہوا اس کی یہ جزا ہے۔

امام دارمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ تمہارے پاس لوگ آئیں گے جو تمہارے ساتھ قرآن

حکیم کی متشابہ آیات کے بارے میں جھگڑا کریں گے، تم ان کا مقابلہ احادیث کے (علماء) ذریعے کرو کیونکہ احادیث کے علماء کتاب اللہ کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لاتے جب کہ وہ قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، ایک، ایک آیت سے استدلال کر رہا تھا، دوسرا، دوسری آیت سے استدلال کر رہا تھا۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا گویا آپ کے چہرے پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔ فرمایا کیا تمہیں اس لئے پیدا گیا ہے کیا تمہیں اس چیز کا حکم دیا گیا ہے کہ قرآن حکیم کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکراتے رہو ذہن نشین کرلو، جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کی اتباع کرو اور جس چیز سے تمہیں روکا گیا ہے اس سے رک جاؤ۔

امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن حکیم میں جھگڑنا کفر ہے۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ باہر تشریف لاتے جب کہ آپ کے حجرہ کے باہر لوگ قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، آپ سخت غصے کے عالم میں باہر تشریف لائے محسوس ہوتا کہ آپ کے رخساروں سے خون بہہ رہا ہے، فرمایا قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑا نہ کرو، تم سے پہلی قومیں بھی آسمانی کتابوں میں جھگڑنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں، قرآن حکیم اس لئے نازل نہیں ہوا کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے حصہ کی تکذیب کرے بلکہ اس لئے نازل ہوا کہ اس کا بعض حصہ بعض حصہ کی تصدیق کرے، اس میں سے محکم آیات پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ۔

امام نصر نے الحجۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا جو قرآن حکیم کے بارنے میں پوچھ رہا تھا کہ کیا قرآن حکیم مخلوق ہے یا مخلوق نہیں۔ حضرت عمر اٹھے۔ اسے کپڑوں سے پکڑا اور حضرت علی شیر خدا کے پاس لے گئے۔ فرمایا اے ابوالحسن، کیا تم وہ نہیں سنتے جو یہ کہتا ہے؟ آپ نے پوچھا یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا یہ میرے پاس آیا ہے اور پوچھتا ہے کیا قرآن حکیم مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے؟ حضرت علی نے فرمایا یہی وہ بات ہے جس پر بہت بڑا فتنہ رونما ہوگا، جس منصب پر آپ فائز ہیں اگر میں اس منصب پر فائز ہوتا تو میں اس کی گردن اڑا دیتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ قوم نے اس کا معنی جاننے کی خواہش کی اس کا معنی تو نہ جان سکے اور فتنہ کو جا پہنچے، انہوں نے قرآن کی متشابہ آیات کی پیروی کی اور اس میں ہلاک ہو گئے۔

امام ابن انباری نے کتاب الاضداد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل کو جانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۸

''اے ہمارے رب نہ ٹیڑھے کر ہمارے دل بعد اس کے کہ تو نے ہدایت دی ہمیں اور عطا فرما ہمیں اپنے پاس سے رحمت بے شک تو ہی سب کچھ بہت زیادہ دینے والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم کر دے پھر اس آیت کو پڑھا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ترمذی، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم کر دے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا دل الٹ پلٹ ہوتے ہیں؟ فرمایا ''بنی آدم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو اللہ چاہے تو اسے سیدھا رکھے چاہے تو اسے ٹیڑھا کر دے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے۔ ہم اس کی بارگاہ میں یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے ہمیں خصوصی رحمت سے نوازے۔ بے شک وہ وہاب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے ایسی دعا نہیں سکھاتے جو میں اللہ تعالیٰ کے حضور کیا کروں؟ فرمایا کیوں نہیں، فرمایا اے اللہ جو محمد نبی کا رب ہے میرے گناہ بخش دے میرے دل کے غصہ کو دور کر دے، جب تک تو مجھے زندہ رکھے مجھے گمراہی کے فتنہ سے محفوظ رکھے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر دعا کرتے تھے اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوط کر دے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ یہ دعا کتنی ہی زیادہ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، جب وہ اسے درست کرنا چاہتا ہے تو درست کر دیتا ہے، جب اسے گمراہ کرنا چاہتا ہے تو گمراہ کر دیتا ہے، کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنتی اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو گمراہ نہ کر، ہمیں اپنی طرف سے خصوصی رحمت سے نواز، بے شک تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔ ابن ابی شیبہ کے یہ الفاظ ہیں جب وہ اسے ہدایت کی طرف پھیرنا چاہتا ہے ہدایت کی طرف پھیر دیتا ہے جب گمراہی کی طرف پھیرنا چاہتا ہے تو گمراہی کی طرف پھیر دیتا ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں امام احمد اور امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام ترمذی نے اسے روایت کرنے کے ساتھ حسن قرار دیا ہے اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ کہا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین کی طرف پھیر دے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر ایمان لائے اور اس پر بھی ایمان لائے جو پیغام حق آپ لائے ہیں، کیا آپ کو ہمارے بارے میں خوف رہتا ہے؟ فرمایا ہاں، فرمایا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جنہیں وہ الٹ پلٹ کرتا ہے(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 220
2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 25، (29199) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25 (29196)

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن جریر اور طبرانی نے سبرہ بن فاتک سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جب چاہتا ہے انہیں سیدھا کر دیتا ہے، جب چاہتا ہے انہیں ٹیڑھا کر دیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی دنیا نے اخلاص میں حاکم نے روایت کرنے کے ساتھ اسے صحیح قرار دیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کا دل چڑیا کے دل کی طرح ہے جو دن میں سات دفعہ الٹتا ہے(2)۔

امام ابن ابی دنیا نے اخلاص میں حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے۔ دل کی مثال اس پر کی مانند ہے جو کھلی زمین میں پڑا ہو۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ یہ دل کھلے میدان میں پڑے ایک پر کی مانند ہے جس کو ہوا اوپر نیچے الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔

امام مالک، امام شافعی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوعبداللہ صنابحی سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں مدینہ طیبہ آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قصار مفصل میں سے ایک ایک سورۂ پڑھی پھر آپ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو سورۂ فاتحہ اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھی (رَبَّنَا لَا تُزِغْ الخ)

امام ابن جریر، طبرانی نے سنن اور حاکم نے حضرت جابر سے روایت کی حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل اپنے دین پر مضبوط رکھ۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں جب کہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں؟ فرمایا تمام لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح ہیں جس طرح ایک دل ہوتا ہے۔ آپ اس طرح فرماتے۔ طبرانی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ انسان کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جب وہ انہیں سیدھا کرنا چاہتا ہے تو سیدھا کر دیتا ہے، جب انہیں ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے تو ٹیڑھا کر دیتا ہے(3)۔

امام احمد، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں میزان اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جب سیدھا کرنا چاہتا ہے سیدھا کر دیتا ہے، جب ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے اور آپ دعا فرماتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 342(7850) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 317(3140)
4۔ ایضاً، (3141)

امام حاکم نے مقداد سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا انسان کا دل الٹ پلٹ ہونے میں ہنڈیا سے بھی بڑھ کر ہے جب وہ جوش مار رہی ہو (1)۔

امام ابن جریر حضرت محمد بن جعفر سے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا کی تفسیر بیان فرماتے ہیں ہمارے دل کو مائل نہ کر اگرچہ ہم اپنے جسموں کے ساتھ حق سے بھٹک جائیں (2)۔

امام ابن سعد نے اپنے طبقات میں ابوعطاف سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے اے میرے رب میں بدکاری نہ کروں، اے میرے رب میں چوری نہ کروں، اے میرے رب میں ناشکری نہ کروں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا آپ ڈرتے ہیں تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں دلوں کے پھیرنے والے پر ایمان لایا ہوں۔ یہ آپ نے تین دفعہ کہا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابودرداء سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رورحہ جب مجھے ملتے تو کہتے اے عویمر بیٹھو تا کہ ہم ایک گھڑی کے لئے ایمان دار بنیں۔ ہم بیٹھ جاتے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا پھر فرماتے اے عویمر یہ ایمان کی مجالس ہیں، تیرے ایمان اور تیری مثال تیری قمیض جیسی ہے، تو اسے پہنے ہوتا ہے، تو اسے اتار دیتا ہے، تو اتارے ہوتا ہے پھر پہن لیتا ہے۔ اے عویمر دل ہنڈیا سے بھی زیادہ جلدی پھرنے والا ہے جب وہ جوش مار رہی ہو۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان قمیض کے قائم مقام ہے، کسی وقت اسے تو پہن لیتا ہے اور کسی وقت تو اسے اتار دیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت کیا ہے انسان پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس کی جلد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی نفاق کی جگہ نہیں ہوتی۔ اس پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی ایمان کی جگہ نہیں ہوتی۔

امام ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت نیند سے بیدار ہوتے تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ اِسْتَغْفَرْتُ لِذَنْبِیْ وَاَسْاَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَاِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ پڑھتے۔

تو ہی معبود برحق ہے، تو پاک ہے، میں تیری بارگاہ میں گناہوں کی بخشش کا طلب گار ہوں، تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما، مجھے صلاحیت دینے کے بعد میرے دل کو گمراہ نہ کر، اپنی بارگاہ خاص سے مجھے رحمت عطا فرما تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح ہیں جس طرح

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 317 (3142)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221

ایک دل ہوتا ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے (1)۔

امام طبرانی نے السنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝

''اے ہمارے پروردگار بے شک تو جمع کرنے والا ہے سب لوگوں کو اس دن کے لئے نہیں کوئی شبہ جس (کے آنے) میں، بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پھرتا اپنے وعدہ سے۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی اور وہی (بدبخت) ایندھن ہیں آگ کا''۔

امام ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت جعفر بن محمد خلدی سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ جس کی کوئی چیز گم ہو اس نے اس آیت (نویں) کو اس پر پڑھا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اس پر لوٹا دیتا ہے اے میرے مولا اے لوگوں کو ایسے دن جمع کرنے والے جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں میرے اور میرے مال کو جمع فرما دے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَھُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

''(ان کا طریقہ) مثل طریقہ آل فرعون کے اور ان لوگوں کے تھا جو ان سے پہلے تھے انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو پس پکڑ لیا انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آل فرعون کے اعمال کی طرح (2)۔ ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے اس کا معنی اٰلِ فِرْعَوْنَ کا معنی نقل کیا ہے ابو الشیخ نے مجاہد سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ربیع سے اس کا معنی ان کی سنت نقل کیا ہے (3)۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 223 3۔ ایضاً

الْمِهَادُ ﴿١٢﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۭ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ۭ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿١٣﴾

''(اے میرے رسول) فرمادو ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور ہانکے جاؤ گے جہنم کی طرف اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ بے شک تھا تمہارے لئے (عبرت کا) نشان (ان) دو گروہوں میں جو ملے تھے (میدان بدر میں) ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں اور دوسرا کافر تھا دیکھ رہے تھے (مسلمان) انہیں اپنے سے دو چند (اپنی) آنکھوں سے اور اللہ مدد کرتا ہے اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے یقیناً اس واقعہ (بدر) میں بہت بڑا سبق ہے آنکھ والوں کے لئے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کو رسول اللہ ﷺ نے جو تکلیف پہنچائی اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے تو آپ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کیا کہا اے جماعت یہود اسلام قبول کر لو اس سے پہلے کہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ اسی قسم کی مصیبت سے دوچار کرے جیسی مصیبت اس نے قریش کو پہنچائی ہے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد (ﷺ) تجھے یہ چیز دھوکے میں نہ ڈال دے کہ آپ نے قریش کی ایک جماعت سے جنگ کی وہ اناڑی تھے اور جنگ کے فن سے آشنا ہی نہ تھے، اللہ کی قسم اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو خوب پہچان لو گے کہ ہم ہی بہادر جنگجو لوگ ہیں اور ہماری مثل لوگوں سے آپ کا واسطہ نہیں پڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عاصم بن عمر سے وہ قتادہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ فنحاص یہودی نے غزوۂ بدر کے موقع پر کہا اے محمد (ﷺ) آپ کو یہ چیز دھوکے میں نہ ڈال دے کہ آپ قریش پر غالب آگئے ہیں اور انہیں آپ نے قتل کر دیا ہے، قریش تو اچھی طرح جنگ نہیں کر سکتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ قَدْ كَانَ لَكُمْ آیہ میں آیت سے مراد عبرت اور تفکر ہے (3)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں اور اُخْرٰى كَافِرَةٌ سے مراد قریش کی کافر جماعت ہے (4)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اہل بدر کے متعلق سورۂ انفال کی آیت نمبر ۷، سورۂ قمر کی آیت نمبر ۴۵، سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۶۴، سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۷ اور آیت نمبر ۱۲۸، سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر ۲۸، سورۂ انعام کی آیت نمبر ۷۴ اور سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲، ۱۳ نازل ہوئیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 225 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 226 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 227

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ یہاں لفظ آیت سے مراد عبرت یعنی تمہارے لئے اس میں نصیحت اور سوچ و بچار کا موقع ہے، اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی اور انہیں فتح سے نوازا مشرکوں کی تعداد نوسو پچاس تھی جب کہ صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ بدر کے روز ظاہر ہوا ہم نے مشرکوں کو دیکھا وہ ہم سے دوگنا دکھائی دیتے تھے پھر ہم نے انہیں دیکھا تو وہ ہمیں ہماری تعداد سے صرف ایک آدمی زائد محسوس ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّ يُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ (الانفال: ۴۴) میں یہی مراد ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یوم بدر کو مومنوں پر جو تخفیف ہوئی تھی اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس روز مومن تین سو تیرہ افراد تھے اور مشرک ان سے دوگنا تھے یعنی چھ سو چھبیس۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدد کی تو یہ مومنوں پر تخفیف کی صورت تھی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی، ان میں سے مہاجر چھہتر تھے۔ یہ جنگ رمضان شریف 17 تاریخ کو ہوئی جب کہ جمعہ کا دن تھا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسائل میں نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا جس کے بارے میں چاہتا ہے اپنی مدد سے انہیں قوی کر دیتا ہے۔ پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا؟

بِرِجَالٍ لَسْتُمُوْ اَمْثَالَهُمْ اَيَّدُوْا جِبْرِيْلَ نَصْرًا فَنَزَلَ

تم ان لوگوں جیسے نہیں ہو سکتے، انہوں نے جبریل کی مدد کی تو وہ نازل ہوئے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

"آراستہ کی گئی لوگوں کے لئے ان خواہشوں کی محبت یعنی عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور چوپائے اور کھیتی۔ یہ سب کچھ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابوبکر بن حفص بن عمر بن سعد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 230 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 229 3۔ ایضاً

تو حضرت عمر نے عرض کی یارب جب تو نے انہیں مزین کر دیا ہے تو اب کیا ہوگا تو پھر اگلی آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ جب یہ دونوں آیات نازل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، عرض کی اے ہمارے رب جب تو نے انہیں مزین کر دیا ہے تو اب کیا ہوگا؟

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے سیار بن حکم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی عرض کی اے ہمارے رب اب کیا ہوگا جب کہ تو نے انہیں دلوں میں مزین کر دیا ہے؟

امام ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن ابی حاتم نے اسلم سے روایت کیا ہے کہ میں نے عبداللہ ارقم کو دیکھا جو حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں خوبصورت منقش برتن لائے۔ حضرت عمر نے فرمایا اے اللہ تو نے اس مال کا ذکر کیا میں نے عرض کیا زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ اور میں نے کہا لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ (الحدید:23) ہم تو طاقت نہیں رکھتے مگر یہ کو جو تو نے ہمارے لئے مزین کیا ہے اس سے خوش ہوں۔ اے اللہ ہمیں یوں بنا دے کہ ہم اسے حق میں خرچ کریں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان زُيِّنَ لِلنَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کس نے اسے مزین کیا؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس کی مذمت کرنے والا کوئی نہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان زُيِّنَ لِلنَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں روایت نقل کی کہ شیطان نے ان کے لئے اسے مزین کیا۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری دنیا کی دو چیزیں میرے لئے محبوب بنا دی گئی ہیں عورتیں اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ ہزار اوقیہ ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ سے وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَةِ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا قنطار سے مراد ہزار اوقیہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قنطار سے مراد ہزار دینار ہے۔

امام ابن جریر نے ابی بن کعب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 233
2۔ سنن نسائی، جلد 7، صفحہ 16 مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 363 مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 234
5۔ ایضاً

تو حضرت عمر نے عرض کی یا رب جب تو نے انہیں مزین کر دیا ہے تو اب کیا ہوگا تو پھر اگلی آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ جب یہ دونوں آیات نازل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، عرض کی اے ہمارے رب جب تو نے انہیں مزین کر دیا ہے تو اب کیا ہوگا؟

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے سیار بن حکم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی عرض کی اے ہمارے رب اب کیا ہوگا جب کہ تو نے انہیں دلوں میں مزین کر دیا ہے؟

امام ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن ابی حاتم نے اسلم سے روایت کیا ہے کہ میں نے عبد اللہ ارقم کو دیکھا جو حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں خوبصورت منقش برتن لائے۔ حضرت عمر نے فرمایا اے اللہ تو نے اس مال کا ذکر کیا میں نے عرض کیا زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ اور میں نے کہا لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ (الحدید: 23) ہم تو طاقت نہیں رکھتے مگر یہ کو جو تو نے ہمارے لئے مزین کیا ہے اس سے خوش ہوں۔ اے اللہ ہمیں یوں بنا دے کہ ہم اسے حق میں خرچ کریں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان زُیِّنَ لِلنَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کس نے اسے مزین کیا؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس کی مذمت کرنے والا کوئی نہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان زُیِّنَ لِلنَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں روایت نقل کی کہ شیطان نے ان کے لئے اسے مزین کیا۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری دنیا کی دو چیزیں میرے لئے محبوب بنا دی گئی ہیں عورتیں اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ ہزار اوقیہ ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا قنطار سے مراد ہزار اوقیہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قنطار سے مراد ہزار دینار ہے۔

امام ابن جریر نے ابی بن کعب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 233
2۔ سنن نسائی، جلد 7، صفحہ 16 مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 363 مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 234
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رات میں سو آیات پڑھیں تو وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا، جس نے دو سو آیات پڑھیں وہ قانتین میں اٹھایا جائے گا، جس نے رات میں پانچ سو سے ایک ہزار تک آیات پڑھیں تو اس کے لئے اجر کا ایک قنطار ہوگا اور قنطار بڑے ٹیلے کو کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کی ہے (3)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ ہزار یا ہزار دینار ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ سو درہم اور بارہ سو مثقال ہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قنطار سے مراد اتنا سونا ہے جو بیل کی کھال میں آجائے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ سے قنطار کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ستر ہزار (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد ستر ہزار دینار ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد اسی ہزار ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو صالح سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد سو رطل ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ قنطار سے مراد سونے کے سو رطل اور چاندی کے اسی ہزار (7)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا مجھے قناطیر کے بارے میں بتایئے۔ آپ نے فرمایا اہل بیت کے ہاں قنطار سے مراد دس ہزار مثقال ہیں۔ جہاں تک بنو حسل کا تعلق ہے ان کے نزدیک قنطار سے مراد اتنا سونا یا چاندی ہے جو بیل کے چمڑے میں آجائے۔ اس نے پوچھا کیا عرب اس کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں عرب اسے جانتے ہیں۔ کیا تم نے عدی بن زید کو کہتے ہوئے نہیں سنا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 234 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 236 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 235

وَكَانُوْا مُلُوْكَ الرُّوْمِ تُجْبٰى اِلَيْهِمْ   قَنَاطِيْرُهَا مِنْ بَيْنِ قَلٍّ وَ زَائِلِ

روم کے بادشاہ ان کی طرف اپنے خزانے لاتے تھوڑے تھے یا زیادہ۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جعفر سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد پندرہ ہزار مثقال ہے اور مثقال چوبیس ہزار قیراط ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے قناطیر مقنطرہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ کثیر مال خواہ سونے کا ہو یا چاندی کا (1)۔

امام ربیع سے قناطیر مقنطرہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ کثیر مال جو ایک دوسرے پر پڑا ہو۔ سدی سے نقل کیا کہ مقنطرہ سے مراد سونا اور چاندی ہے جس سے دراہم اور دنانیر بنا دیئے گئے ہوں۔

امام ابن جریر نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد چرنے والے ہیں (2) یہی ابن منذر نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے علی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد نشان لگائے گئے گھوڑے ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد نشان لگائے گئے گھوڑے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد چرنے والے موٹے گھوڑے ہیں پھر یہ آیت پڑھی شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد موٹے خوبصورت گھوڑے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تسویم سے مراد ان کا حسن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو پنج کلیاں ہوں۔

امام مسلم اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ دنیا متاع ہے اور اس کا بہترین سامان صالح عورت ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے پلٹنے کی بہترین جگہ وہ جنت ہے (5)۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 237	2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 238	3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 239

4۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 10-48/9 (64) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت	5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 241

مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

"(اے میرے رسول) آپ فرمایئے کیا میں بتاؤں تمہیں اس سے بہتر چیز ان کے لئے جو متقی بنے ان کے رب کے ہاں باغات ہیں رواں ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے (متقی) ان میں اور ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور حاصل ہوگی انہیں خوشنودی اللہ کی اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب یقیناً ہم ایمان لائے تو معاف فرمادے ہمارے لئے ہمارے گناہ اور بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے اے اللہ تو نے ہمارے لئے دنیا کو مزین فرمایا اور ہمیں یہ بتایا کہ آخرت اس سے بہتر ہے، ہمارا حصہ اس میں رکھ جو بہترین اور باقی رہنے والی ہے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝

"(یہ مصیبتوں میں) صبر کرنے والے ہیں اور (ہر حالت میں) سچ بولنے والے ہیں اور (عبادت میں) عاجزی کرنے والے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے ہیں اور (اپنے گناہوں کی) معافی مانگنے والے ہیں سحری کے وقت"۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ صابرین سے مراد ایسی قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرے اور اپنی محارم پر صبر کرے۔ صادقین سے مراد ایسی قوم ہے جس کی نیتیں سچی ہیں ان کے دل اور زبانیں مستقیم ہیں، وہ مخفی اور ظاہر دونوں حالتوں میں سچ بولنے والی ہے۔ قٰنِتُوْنَ سے مراد اطاعت شعار ہیں۔ مُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ سے مراد نمازی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں حاضر ہوئے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ ساری رات عبادت کرتے۔ پھر حضرت نافع سے فرماتے کیا صبح ہوگئی ہے؟ وہ جواب دیتے نہیں۔ تو آپ پھر نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ جب وہ کہتے ہاں صبح ہوگئی ہے تو آپ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار اور دعا کرتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 245

دیا کہ ہم سحری کے وقت ستر دفعہ استغفار کریں (1)۔

امام ابن جریر نے جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے کہ جس نے رات کو نماز پڑھی پھر رات کے آخری حصہ میں ستر دفعہ استغفار کہی تو وہ استغفار کرنے والوں میں سے لکھ لیا جاتا ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے زہد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کون سی رات افضل ہے؟ تو حضرت جبرئیل امین نے جواب دیا اے داؤد میں اور تم کچھ نہیں جانتے مگر عرش سحری کے وقت جھومنے لگتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾

”شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی خدا سوائے اس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے یہ بھی گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل وانصاف کو نہیں کوئی معبود سوائے اس کے (جو) عزت والا حکمت والا ہے۔ بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور نہیں جھگڑا کیا جن کو دی گئی تھی کتاب مگر بعد اس کے کہ آ گیا تھا ان کے پاس صحیح علم (اور یہ جھگڑا) باہمی حسد کی وجہ سے تھا اور جو انکار کرتا ہے اللہ کی آیتوں کا تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر اگر (اب بھی) جھگڑا کریں آپ سے تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے جھکا دیا ہے اپنا سر اللہ کے سامنے اور جنہوں نے میری پیروی کی اور کہیے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی اور ان پڑھوں سے کہ کیا تم اسلام لائے؟ پس اگر وہ اسلام لے آئیں تب تو ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیر لیں تو اتنا ہی آپ کے ذمہ تھا کہ آپ پیغام پہنچا دیں (جو آپ نے پہنچا دیا) اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے (اپنے) بندوں کو“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 245 — 2۔ ایضاً

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں اور ابو منصور شجامی نے اربعین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ آل عمران کی دو آیات شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ لٹک رہی ہیں، ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ یہ آیات کہتی ہیں اے ہمارے رب تو ہمیں زمین اور اپنے نافرمان کی طرف نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی فرض نماز کے بعد تمہیں پڑھے گا وہ جیسا بھی ہو جنت میں اس کا ٹھکانہ بناؤں گا، اسے فردوس میں جگہ دوں گا، ہر روز ستر دفعہ اس کی طرف نظر رحمت کروں گا، ہر روز ستر حاجتیں پوری کروں گا، ان میں سے سب سے کم درجہ کی حاجت بخشش ہوگی اور ہر دشمن سے اسے محفوظ رکھوں گا اور اس کے خلاف اس کی مدد کروں گا۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی آیات شَهِدَ اللّٰهُ اور قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ نازل ہوئیں تو عرش کے ساتھ چمٹ گئیں۔ عرض کیا تو نے ہمیں ایسی قوم کی طرف نازل کیا ہے جو تیری نافرمانیاں کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا میری عزت، جلال اور مکان کی رفعت کی قسم جو بندہ بھی فرض نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا اس کا عمل جیسا بھی ہو میں اس کے گناہ بخش دوں گا، اسے جنت الفردوس میں رہائش دوں گا، اس کی طرف ہر روز ستر دفعہ نظر رحمت کروں گا اور اس کی ستر ضرورتیں پوری کروں گا جن میں سے سب سے کم درجہ کی حاجت مغفرت ہے۔

امام احمد، طبرانی اور ابن سنی نے عمل یوم ولیلہ میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب کہ آپ عرفہ میں تشریف فرما تھے، آپ شَهِدَ اللّٰهُ والی آیت تلاوت فرما رہے تھے، فرمایا اے میرے رب میں اس پر شہادت دیتا ہوں (1) طبرانی کے الفاظ میں ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبود برحق ہے تو عزیز و حکیم ہے۔

امام ابن عدی، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نیز آپ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، خطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن نجار نے حضرت غالب قطان سے راویت کیا ہے کہ میں تجارت کی غرض سے کوفہ آیا میں اعمش کے ہاں ٹھہرا جب رات ہوگئی تو میں نے ارادہ کیا کہ نیچے اتروں تو حضرت اعمش اٹھے اور تہجد کی نماز ادا کی آپ تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے شَهِدَ اللّٰهُ تو عرض کی اللہ تعالیٰ نے جس کی گواہی دی، میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں اور اس شہادت کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ودیعت رکھتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری طرف سے ودیعت ہے۔ آپ نے کلمات بار بار دہرائے۔ میں نے دل میں کہا آپ نے ان آیات کے بارے میں کوئی خصوصی بات سن رکھی ہے تو میں نے آپ سے پوچھ لیا تو آپ نے فرمایا مجھے ابو وائل نے حضرت عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ان آیات کو پڑھنے والا لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرے بندے نے مجھ سے وعدہ لیا تھا پس میں وعدہ پورا کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں،

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 166، مطبوعہ دار صادر بیروت

میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔

امام ابو شیخ نے العظمۃ میں حضرت حمزہ زیات سے نقل کیا ہے کہ میں ایک روز کوفہ جانے کے ارادے سے نکلا، میں ایک کھنڈر تک پہنچا، اس میں داخل ہو گیا، میں اس میں تھا کہ دو جن میرے پاس آئے، ایک نے دوسرے سے کہا یہ حمزہ بن حبیب زیات ہے جو لوگوں کو کوفہ میں پڑھاتا ہے، دوسرے نے کہا ہاں بات اسی طرح ہے، اللہ کی قسم میں اسے ضرور قتل کروں گا، پہلے نے کہا اسے چھوڑ دو بے چارہ مسکین ہے اور مسکین کی زندگی گزار رہا ہے۔ دوسرے نے کہا میں اسے ضرور قتل کروں گا۔ جب اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا میں نے پڑھا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الخ اور کہا میں اس پر گواہ ہوں تو اس نے ساتھی سے کہا اب تو صبح تک نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی حفاظت کرو۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ کی جگہ شَهِدَ اللّٰهُ اَنْ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ کا معنی ہے اے ہمارے رب عدل قائم فرما۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قسط کا معنی عدل ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود، فرشتوں اور لوگوں میں سے علماء نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے (1)۔

امام محمد بن جعفر بن زبیر نے نقل کیا ہے کہ نصاریٰ نے جو کچھ کہا اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور علماء نے اس کے برعکس گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اسلام سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغام حق لاتے ہیں اس کا اقرار کرنا ہے، اسلام وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا، اس کے ساتھ رسولوں کو مبعوث کیا، اولیاء نے اس کی طرف لوگوں کی راہنمائی کی، اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں فرمائے گا اور اس پر جزائے خیر دے گا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الدِّيۡنَ عِنۡدَ اللّٰهِ الۡاِسۡلَامُ کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ہر رسول کو اسلام کے ساتھ ہی مبعوث کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بیت اللہ شریف کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے، ہر قبیلہ کا ایک یا دو بت تھے تو اللہ تعالیٰ نے شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ نازل فرمائی تو صبح کے وقت سارے بت کعبہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ کی تفسیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 246 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 249

میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی محبت اور اس کی حکمرانی اور سلطنت کی طلب کے بعد ہی وہ گمراہ ہوئے، انہوں نے دنیا کے لالچ میں ایک دوسرے کو قتل کیا جب کہ وہ علماء تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے بنی اسرائیل کے ستر علماء کو بلایا، آپ نے انہیں تورات امانت کے طور پر دی اور ان علماء کو اس پر امین بنایا، ہر عالم کو ایک حصہ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع بن نون کو اپنا نائب بنایا۔ جب پہلا دوسرا اور تیسرا قرن (صدی یا چالیس، چالیس سال) گزر گیا تو یہودیوں میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ یہ وہی علماء تھے جو ان ستر علماء کی اولاد تھے یہاں تک کہ انہوں نے خون بہائے اور ان میں فتنہ وفساد پیدا ہو گیا۔ یہ سب کچھ ان کی طرف سے ہوا جنہیں علم دیا گیا تھا۔ اس کا بنیادی سبب دنیا کی محبت، اس کی بادشاہی، خزانوں اور زیب وزینت کی طلب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نتیجے میں ان پر جابر لوگوں کو مسلط کر دیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد نصاریٰ ہیں اور اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ سے مراد ہے کہ انہیں یہ علم عطا کر دیا گیا تھا کہ معبود برحق صرف اللہ ہے، کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں (3)۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فَاِنْ حَآجُّوْكَ سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ سے یہودی اور نصرانی جھگڑا کریں۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ فَاِنْ حَآجُّوْكَ سے مراد یہود ونصاریٰ آپ سے جھگڑا کریں انہوں نے کہا تھا دین تو یہودیت اور نصرانیت ہے تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیں میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا دیا ہے۔

امام ابن جریر نے محمد بن جعفر بن زبیر سے فَاِنْ حَآجُّوْكَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اگر وہ خَلَقْنَا، فَعَلْنَا، جَعَلْنَا اور اَمَرْنَا کے قول سے باطل استدلال کریں تو آپ کہیں اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ کیونکہ ان کا شبہ باطل ہے اور وہ حق کو خوب پہچانتے ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَنِ اتَّبَعَنِ کے بارے نقل کیا ہے کہ جو آپ کی اتباع کرتے ہیں انہیں بھی آپ کی طرح ہی قول کرنا چاہیے۔

امام حاکم نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے نقل کیا ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی میں اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسلام کے ساتھ۔ میں نے پوچھا اس کی نشانی کیا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 250 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 251 5۔ ایضاً

فرمایا اسلام کی نشانی یہ ہے کہ تو کہے میں نے اپنے آپ کو الله کے سامنے جھکا دیا پھر تو ہر چیز سے الگ تھلگ ہو جائے، تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے، یہ دونوں آپس میں بھائی بھائی ہیں، یہ آپس میں مددگار ہیں، جس نے اسلام قبول کیا اس کے بعد شرک کیا الله تعالیٰ اس سے کوئی عمل قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف آ جائے، میرا یہ کام نہیں کہ میں تمہاری کمروں سے پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچاؤں، خبردار میرا رب مجھے بلانے والا ہے اور مجھ سے پوچھنے والا ہے کیا تو نے میرے بندوں تک پیغام حق پہنچا دیا ہے؟ میں عرض کرنے والا ہوں اے میرے رب میں نے انہیں تیرا پیغام حق پہنچا دیا ہے پس تم میں سے جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں تک پیغام حق پہنچا دیں جو موجود نہیں۔ پھر تمہیں اس حال میں لایا جائے گا کہ تمہارے منہ کو فدام سے بند کر دیئے گئے ہوں گے، سب سے پہلے تمہارے بارے جو چیز بیان کرے گی وہ ران اور ہتھیلی ہوگی۔ میں نے عرض کی یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارا دین ہے؟ فرمایا یہ تمہارا دین ہے جب تو اس پر اچھی طرح عمل کرے گا یہ تیرے لئے کافی ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہ سے نقل کیا ہے کہ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں اور امیین سے مراد جو نہیں لکھتے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا سے مراد یہ ہے کہ جس نے صدق دل سے ایمان کو قبول کیا وہ ہدایت پا گیا اور اگر انہوں نے ایمان سے اعراض کیا تو آپ پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۫ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۲﴾

”بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں الله کی آیتوں کا اور قتل کرتے ہیں انبیاء کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں عدل وانصاف کا لوگوں میں سے تو خوشخبری دو انہیں دردناک عذاب کی۔ یہ ہیں وہ (بدنصیب) اکارت گئے جن کے اعمال دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مددگار“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی الله عنہ سے نقل کیا ہے میں نے عرض کی یا رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز سب سے سخت عذاب کن لوگوں کو ہوگا؟ فرمایا اس آدمی کو جس نے نبی کو قتل کیا یا اس آدمی کو جس نے برائی کا حکم دیا اور نیکی سے منع کیا۔ پھر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وَيَقْتُلُوْنَ سے ان آیات کی تلاوت کی۔ پھر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوعبیدہ بنی اسرائیل نے دن کے پہلے پہر ایک ہی وقت میں تینتالیس انبیاء کو قتل کیا، بنی اسرائیل میں سے ایک سو ستر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 252

آدمی اٹھے، انہوں نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا تو بنی اسرائیل نے پچھلے پہر ان سب کو قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں کا یہاں ذکر کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے من عاش بعد الموت میں، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اپنے بارہ حواریوں کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے بھیجا، آپ بھتیجی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے، بادشاہ کو اپنی بھتیجی بڑی خوبصورت لگتی تھی، بادشاہ نے اس لڑکی کا ارادہ کر لیا ہر روز اس کی کوئی نہ کوئی خواہش پوری کرنے لگا۔ اس لڑکی کی والدہ نے لڑکی سے کہا اگر اب بادشاہ تجھ سے کسی کام کے بارے میں پوچھے تو کہنا میرا کام یہ ہے کہ تو یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دے۔ بادشاہ نے پوچھا کوئی کام؟ تو لڑکی نے کہا میرا کام یہ ہے کہ تو یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دے۔ بادشاہ نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور کام کہو تو لڑکی نے کہا میں تجھ سے اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کہوں گی۔ جب لڑکی نے کوئی اور سوال کرنے سے انکار کر دیا تو بادشاہ نے حضرت یحییٰ کے قتل کا حکم دے دیا تو آپ کو ایک ہاتھ دھونے والے برتن میں ذبح کر دیا گیا۔ آپ کے خون کا ایک قطرہ جلدی سے نکلا وہ لگا تار جوش مارتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو بھیجا۔ ایک بڑھیا نے بخت نصر کی اس پر راہنمائی کی تو بخت نصر نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ لگا تار قتل عام کرتا رہے گا یہاں تک خون جوش مارنا چھوڑ دے گا تو اس نے ایک دن میں ایک ہی وار سے اور ایک ہی برچھے سے ستر ہزار آدمی قتل کر دیئے تو وہ خون ساکن ہو گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے معقل بن ابی مسکین سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وحی بنی اسرائیل کے لئے آتی تو انبیاء اپنی قوم کو نصیحت کرتے کوئی کتاب لے کر آتا تو بنی اسرائیل اسے قتل کر دیتے کچھ لوگ ان انبیاء کی اتباع کرتے ان کی تصدیق کرتے اور اپنی قوم کو نصیحت کرتے یہ وہ لوگ ہوتے جو لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ اہل کتاب ہیں، انبیاء کے پیروکار انہیں برے اعمال سے روکتے اور اچھی باتوں کی نصیحت کرتے تو بنی اسرائیل انہیں قتل کر دیتے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے دور میں لوگوں پر قحط آ گیا بادشاہ نے کہا وہ ہم پر بارش برسائے ورنہ ہم اسے اذیت دیں گے اس کے ہم نشینوں نے اسے کہا تو اللہ تعالیٰ کو کیسے اذیت دے گا یا اس پر ناراضگی کا اظہار کرے گا جب کہ وہ تو آسمانوں میں ہے۔ تو بادشاہ نے کہا میں زمین میں اس کے دوستوں کو قتل کر دوں گا تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف کا باعث ہو گی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل کر دی۔

امام ابن عساکر نے زید بن اسلم کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ ۙ وَّ یَقْتُلُوْنَ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 254 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 253 3۔ ایضاً

اَلِیْمٍ فرمایا یہاں الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ سے مراد عدل کرنے والے ہیں جیسے حضرت عثمان اور ان جیسے لوگ۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَاتَلُوْا لَقِسْطِ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۣ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

"کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا کچھ حصہ کتاب کا (جب) بلائے جاتے ہیں کتاب الٰہی کی طرف تا کہ تصفیہ کر دے ان کے باہمی جھگڑوں کا تو پیٹھ پھیر لیتا ہے ایک گروہ ان میں سے درآنحالیکہ وہ روگردانی کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس (بیباکی) کی وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ بالکل نہ چھوئے گی ہمیں دوزخ کی آگ مگر چند دن گنے ہوئے اور فریب میں مبتلا رکھا انہیں ان کے دین کے معاملہ میں ان باتوں نے جو وہ خود گھڑا کرتے تھے سو کیا حال ہو گیا (ان کا) جب ہم جمع کریں گے انہیں اس روز جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور پورا پورا بدلہ دیا جائیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

امام ابن جریر، ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے انہیں پیغام حق کی دعوت دی تو نعمان بن عمرو اور حرث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور دین پر ہوں۔ دونوں کہنے لگے حضرت ابراہیم تو یہودی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تورات کی طرف آؤ، وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ تو دونوں نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے 24,23 نمبر آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے نقل کیا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ سے مراد یہودی ہیں جن کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دی گئی تا کہ کتاب ان کے درمیان فیصلہ کر دے اور اللہ کے اس نبی کی طرف دعوت دی گئی جس کی صفات وہ اپنی کتاب تورات میں پاتے تھے۔ پھر انہوں نے رخ پھیر لیا جب کہ وہ اعراض کرنے والے تھے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف دعوت دی جاتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 255، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

تھی تاکہ کتاب ان کے درمیان اور حدود میں حق کے ساتھ فیصلہ کرے۔ حضور ﷺ انہیں اسلام کی طرف دعوت دیتے تھے تو وہ اس سے اعراض کرتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے نصیبًا کا معنی حصہ نقل کیا ہے اور کتاب سے مراد تورات ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کی باتوں نے انہیں اس بات سے دھوکے میں ڈالا تھا کہ ہمیں گنتی کے چند روز ہی آگ چھوئے گی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وُفِّیَتْ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہر نیک اور بد نفس نے مرنا ہے اور انہوں نے اچھا یا برا جو عمل کیا ہوگا اسکے بارے میں ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ۫ وَ تُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ۫ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۲۷﴾

"(اے حبیب یوں) عرض کرو اے اللہ اے مالک سب ملکوں کے تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں ہے ساری بھلائی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو داخل کرتا ہے رات (کا حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے تو دن (کا حصہ) رات میں اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رب العالمین سے سوال کیا کہ فارس اور روم کے ملک آپ کی امت کو عطا کر دیئے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے قُلِ اللّٰهُمَّ الخ والی آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 256 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 257 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 260

عرض کی اپنے رب سے یوں سوال کیجئے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ پھر جبرئیل امین حاضر ہوئے عرض کی اے محمد ﷺ اپنے رب سے یوں سوال کیجئے قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (الاسراء:80) آپ نے اپنے رب سے ان کلمات کے ساتھ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما دیا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے وہ اسم اعظم جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے وہ آل عمران کی اس آیت میں ہے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الدعا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں قرض کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو قرض ادا کرنا پسند کرتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھ ساتھ ہی یہ کلمات کہ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَ رَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَا تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَاتَشَاءُ اِقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ۔ اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم تو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے روک لیتا ہے، میرا قرض ادا فرما۔ اگر تجھ پر زمین بھر سونا بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا۔

امام طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے روز انہیں نہ پایا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو حضرت معاذ کے پاس آئے، فرمایا اے معاذ کیا وجہ ہے میں نے تمہیں نماز میں نہیں دیکھا؟ عرض کی ایک یہودی کا میں نے ایک اوقیہ سونا قرض دینا ہے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلا تو یہودی نے مجھے روک لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں دعا نہ سکھاؤں جس کے ساتھ تم دعا کرو اگر صبیر پہاڑ جتنا بھی تم پر قرض ہو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے اسے ادا کر دے گا، اے معاذ ان الفاظ کے ساتھ دعا کرو، یہ آیت پڑھی اور ان کلمات کا اضافہ کیا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا وَ تَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا ارْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَ تَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِكَ۔ اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم ان میں سے جو جسے چاہتا عطا فرماتا ہے اور ان میں سے جو جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے غیر کی رحمت سے غنی کر دے، مجھے فقر سے غنی کر دے۔ میری طرف سے قرض ادا فرما

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 172 (12792)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

دے، اپنی عبادت اور اپنی راہ میں جہاد کرنے کے ساتھ مجھے موت عطا کر۔

امام طبرانی نے صغیر میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسی دعا نہ سکھاؤں جس کے ساتھ تم دعا کرو، اگر احد پہاڑ کے برابر تم پر دین ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا، اے معاذ یوں دعا کیا کرو پھر مذکورہ الفاظ ذکر فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الملك کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد نبوت ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے مراد اے بندوں کے رب جو مالک ہے ان کے بارے میں تیرے سوا کوئی فیصلہ نہیں کرتا تو تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ یہ سب کچھ تیرے قبضہ قدرت میں ہے کسی اور کے قبضہ قدرت میں نہیں۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تیرے سوا کوئی اس پر قادر نہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ موسم سرما سے موسم گرما اور موسم گرما سے موسم سرما نکالتا ہے۔ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ سے مراد زندہ انسان مردہ نطفہ سے نکالتا ہے اور تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ سے مراد زندہ انسان سے مردہ نطفہ نکالتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد موسم سرما کی طویل راتوں میں دونوں کو چھوٹا کرنا اور موسم گرما کے لمبے دنوں میں راتوں کو چھوٹا کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رات میں سے جو کم کرتا ہے اسے دن میں بڑھا دیتا ہے اور دن میں جو کم کرتا ہے اسے رات میں داخل کر دیتا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ رات پندرہ گھنٹوں اور دن نو گھنٹوں کا ہو جاتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ دن پندرہ گھنٹوں کا ہو جاتا ہے اور رات نو گھنٹوں کی ہو جاتی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے دن اور رات دوسرے سے حصہ لیتا ہے۔ عبد بن حمید نے ضحاک سے نقل کیا ہے دن رات سے حصہ لیتا ہے یہاں تک کہ دن لمبا ہو جاتا ہے اور رات دن سے حصہ لیتی ہے یہاں تک کہ رات دن سے لمبی ہو جاتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ سے مراد ہے کہ زندہ انسان سے مردہ نطفہ نکالتا ہے پھر نطفہ سے زندہ انسان نکالتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ زندہ لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 61-260 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 261 3۔ ایضاً

نطفوں سے نکالتا ہے اور نطفے مردہ ہیں، انہیں زندہ لوگوں سے نکالتا ہے، جانوروں اور نباتات کی بھی یہی حالت ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو انڈے کو زندہ سے نکالتا ہے جب کہ انڈہ مردہ ہوتا ہے پھر اس سے زندہ جانور نکالتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو گٹھلی سے کھجور کا درخت اور کھجور کے درخت سے گٹھلی نکالتا ہے، سٹے سے دانا اور دانے سے سٹہ نکالتا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے اور ابو شیخ نے حضرت ابو مالک سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابو شیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کافر سے مومن اور مومن سے کافر نکالتا ہے مومن اللہ تعالیٰ کا ایسا بندہ ہے جس کا دل زندہ ہے اور کافر ایسا بندہ ہے جس کا دل مردہ ہے (4)۔

امام سعد بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت سلیمان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس دنوں تک خمیر دیا پھر اس میں اپنا ہاتھ رکھا تو اس مٹی پر ہر اچھی اور ہر خبیث چیز اوپر اٹھ آئی پھر اسے اس کے ساتھ ملا دیا پھر اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ اس وجہ سے فرمایا کہ مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے (5)۔

امام ابن مردویہ نے ابوعثمان نہدی کے واسطہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آپ کی اولاد نکالی، دائیں ہاتھ کی مٹھی بھری، فرمایا یہ جنتی ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں، بائیں ہاتھ میں ایک مٹھی بھری اس میں تمام ناکارہ لوگ آ گئے، فرمایا یہ سب جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ آپ نے بعض کو بعض سے ملا دیا۔ پس کافر کو مومن سے نکالتا ہے اور مومن کو کافر سے نکالتا ہے۔ اس آیت کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوعثمان نہدی کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تو مومن کو کافر اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے زہری کے واسطہ سے اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ خالدہ بنت اسود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ عرض کی گئی خالدہ بنت اسود ہے۔ فرمایا پاک ہے وہ ذات جو مردہ کو زندہ سے نکالتی ہے وہ ایک نیک عورت تھی اس کا والد کافر تھا (6)۔

ابن منذر نے ابوسلمہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اس آیت میں لفظ میت کو مخفف پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے یحییٰ بن وثاب سے نقل کیا ہے کہ آپ اسے اور سورۂ فاطر کی آیت نمبر 9 میں لفظ میت کو مشدد پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 263 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 264 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 265

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ کی تفسیر میں بیان کیا ہے وہ اس طرح حساب سے نہیں نکالتا کہ اسے اپنے پاس کمی کا خوف ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے بِغَيْرِ حِسَابٍ کا معنی نقل کیا ہے کہ بہت زیادہ۔ امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے تُوْلِجُ الَّيْلَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس قدرت کے ساتھ جس کے حق میں چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اس سے چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، کوئی دوسرا اس پر قادر نہیں ہوتا اور تو ہی یہ کرتا ہے یعنی اگر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض چیزوں جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مریضوں کو تندرست کرنا، مٹی سے پرندہ بنانا، غیب کی خبریں دینا پر اختیار اور حاکیت دی ہے تا کہ تمہارے لئے انہیں معجزہ بنا دے اور اس نبوت کی تصدیق بنا دے جس کے ساتھ میں نے انہیں مبعوث کیا ہے۔ جہاں تک میری قدرت کا تعلق ہے میں نے اسے یہ طاقت عطا نہیں کی نبوت کے ساتھ ملکوں کا مالک بنانا یا نبوت کو جہاں چاہوں رکھنا، رات کو دن میں داخل کرنا، دن کو رات میں داخل کرنا، زندہ کو مردہ سے نکالنا اور مردہ کو زندہ سے نکالنا اور فاسق و نیک جس کو چاہوں اسے رزق دینا، اس پر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو اختیار نہیں دیا اور نہ ہی اس چیز کا مالک بنایا ہے کیا ان کے لئے اس میں کوئی عبرت نہیں، اگر وہ اللہ ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں ہوتیں۔ جب کہ ان نصاریٰ کے علم میں ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگتے تھے اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتے رہتے تھے (1)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸﴾

''نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر اور جس نے کیا یہ کام پس نہ رہا (اس کا) اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو ان سے اپنا بچاؤ اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے (یعنی غضب سے) اور اللہ ہی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے''۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن عمرو، کعب بن اشرف، ابن ابی الحقیق اور قیس بن زید کا حلیف تھا ان لوگوں نے انصار میں سے چند آدمیوں کے ساتھ خفیہ دوستانہ بنا رکھا تھا ان لوگوں کا مقصود یہ تھا کہ انہیں دین اسلام سے برگشتہ کر دیں۔ حضرت رفاعہ بن منذر، عبد اللہ بن جبیر اور سعید بن خیثمہ نے اس جماعت سے کہا یہودیوں کی اس جماعت سے اجتناب کیا کرو ان کے ساتھ خفیہ دوستی کرنے سے محتاط رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہیں دین سے برگشتہ کر دیں تو ان انصاریوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی بات ماننے سے انکار کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان دو آیات (۲۹،۲۸) کو نازل فرمایا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 266 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 267

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرمایا کہ وہ کفار کے ساتھ نرمی اور شفقت کریں اور مومنوں کو چھوڑ کر انہیں دوست بنائیں، ہاں یہ صورت ہو کہ کفار تم پر غالب ہوں ان کے لئے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں ان کی مخالفت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً کا یہی مفہوم ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس طرح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے لاتعلق ہو جاتا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ زبان سے تقیہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کو ایسی گفتگو کرنے پر مجبور کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو تو وہ لوگوں کے ڈر سے زبان سے وہ بات کر دیتا ہے جب کہ اس کا دل مطمئن ہوتا ہے۔ یہ اسے کچھ نقصان نہیں دیتا کیونکہ تقیہ تو زبان کے ذریعے ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے سنن میں عطاء کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تُقٰىةً کا معنی ہے زبان سے گفتگو کرنا جب کہ دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور وہ اپنا ہاتھ نہ پھیلائے مبادا کہ اسے قتل کر دیا جائے اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے کیونکہ اس کے لئے کوئی عذر نہیں(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مگر تم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور حسن خلق سے پیش آؤ(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تقیہ زبان سے ہوتا ہے دل سے نہیں ہوتا(6)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ تیرے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہے تو تو اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے(7)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تقیہ قیامت تک جائز ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابورجاء سے نقل کیا ہے کہ وہ تَتَّقُوْا کو يَتَّقُوْا پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوبکر بن عیاش سے انہوں نے حضرت عاصم سے نقل کیا ہے کہ وہ تقیہ کو تقاۃ پڑھتے۔

قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ تَجِدُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 267 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 268 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 319 (3149) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 268

6۔ ایضاً۔ 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 269

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ أَمَدًا بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ ﴿٣٠﴾

''فرما دیجئے اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے یا ظاہر کرو اسے جانتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس دن موجود پائے گا ہر نفس جو کی تھی اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کی تھی اس نے برائی تمنا کرے گا کہ کاش اس کے درمیان اور اس دن کے درمیان (حائل ہوتی) مدت دراز اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنے (عذاب) سے اور اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو خبردار کیا کہ وہ جس بات کو رازدارانہ کریں گے یا اعلانیہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مُّحْضَرًا کا معنی موفر ہے یعنی وافر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ہر ایک کو یہ بات پسند ہوگی کہ وہ اپنے عمل سے کبھی ملاقات نہ کرے کیونکہ یہ ملاقات اس کے لئے موت ہے۔ جہاں تک دنیا کا معاملہ ہے اس میں وہ گناہ سے لذت حاصل کرتا تھا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَمَدًۢا بَعِيْدًا سے مراد دور جگہ ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہما اللہ سے امد کا معنی اجل بیان کیا ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی پکڑ سے خبردار کرتا ہے(5)۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾

''(اے محبوب) آپ فرمائیے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 270 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 271 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 272

محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ آپ فرمائیے اطاعت کرو اللہ کی اور (اس کے) رسول کی پھر اگر وہ منہ پھیریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو"۔

امام ابن جریر نے بکر بن اسوف کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت نے یہ کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت کو اپنی محبت کی نشانی بنایا اور جو آپ کی مخالفت کرے اس کے لئے عذاب مقدر کیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابو عبیدہ ناجی کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مختلف جماعتوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت عباد بن منصور کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کے قول کی تصدیق ان کے عمل سے ہو تو یہ آیت نازل فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ان کے قول کی تصدیق ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے کہا ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو ان کا امتحان لینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں وہ کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی قرار دیا گیا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بات اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور تم اس کی تعظیم بجالاتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ گناہ معاف فرمادے گا، اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے (4)۔

امام علامہ اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک اس کی خواہش نفس اس پیغام حق کے تابع نہ ہوگی جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو نیکی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 272 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 273

4B

تقویٰ میں میری اتباع کرو، تواضع اختیار کرو اور نفس کو مطیع بناؤ۔

امام حکیم ترمذی، ابونعیم، دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔

ابن عساکر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی الفاظ تقدیم و تاخیر کے ساتھ نقل کیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تاریک رات میں صفا پہاڑی پر چیونٹی کے حرکت کرنے سے بھی زیادہ خفیف ہے۔ شرک کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ وہ معمولی سا ظلم بھی پسند کرے اور عدل پر بغض کرے۔ دین تو صرف اللہ کے لئے محبت اور اس کے لئے ناراضگی میں ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حوشب کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت کی نشانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کی وضاحت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ تمہیں اپنے قریب کرلے گا۔ محبت سے مراد قرب ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا یعنی انہیں اپنے قریب نہیں کرتا۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ فرماؤ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اطاعت کریں کیونکہ وہ پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب پہچانتے تھے۔ یہاں ان لوگوں سے مراد نجران کا وفد ہے اور وہ اپنی کتابوں میں آپ کے اوصاف پاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے کفر پر قائم رہتے ہوئے بھی واپس چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ کفر کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابورافع سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اور اس کے پاس میرا حکم پہنچے جس کا مجھے حکم دیا گیا یا اس سے منع کیا گیا ہو تو وہ کہے ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو صرف اسی پر عمل کریں گے جو ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں (3)۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّيَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 319 (3148)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 274
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 190 (368)

وَضَعَتْهَآ اُنْثٰى ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ؕ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ۚ وَاِنِّىْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّىْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿۳۶﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم (علیہم السلام) کے گھرانے کو اور عمران کے گھرانے کو سارے جہان والوں پر۔ یہ ایک نسل ہے بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ جب عرض کی عمران کی بیوی نے اے میرے رب! میں نذر مانتی ہوں تیرے لئے جو میرے شکم میں ہے (سب کاموں سے) آزاد کر کے سو قبول فرمالے (یہ نذرانہ) مجھ سے، بے شک تو ہی (دعائیں) سننے والا (نیتوں کو) جاننے والا ہے۔ پھر جب اس نے جنا اسے (تو حیرت وحسرت سے) بولی اے رب میں نے تو جنم دیا ایک لڑکی کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا اور نہیں تھا لڑکا (جس کا وہ سوال کرتی تھی) مانند اس لڑکی کے اور (ماں نے کہا) میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آل ابراہیم کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد آل ابراہیم، آل عمران، آل یاسین اور آل محمد میں سے مومن ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو صالح گھرانوں اور دو صالح افراد کا ذکر کیا ہے جن کو جہانوں پر فضیلت دی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم سے تعلق رکھتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت عطا فرما کر تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی، یہ انبیاء، اتقیا اور اپنے رب کی اطاعت کرنے والے ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ نیت، عمل، اخلاص اور توحید میں ایک دوسرے سے ہیں (4)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اٹھو لوگوں کو خطبہ دو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ خطبہ دوں اور آپ میرے سامنے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا ایسی جگہ بیٹھ گئے جہاں وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن رہے تھے مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی گفتگو کی پھر نیچے اترے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے انہیں الفاظ کو پڑھا ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 274 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام اسحق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللہَ اصۡطَفٰۤی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے لوگوں میں سے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد کو پسند فرمایا اور آل عمران کو بھی نبوت و رسالت کے لئے جہان والوں پر منتخب فرمایا، اس طرح ان میں سے بعض بعض کی ذریت ہیں۔ یہ سب حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں۔ فرمایا یاد کرو اس وقت جب عمران کی بیوی نے کہا۔ عمران ماتان کے بیٹے تھے۔ اس عورت کا نام حسنہ بنت فاقوذ تھا۔ یہی حضرت مریم کی والدہ تھیں۔ انہوں نے التجا کی اے میرے رب میرے پیٹ میں جو ہے میں نے اسے تیرے لئے وقف کر دیا ہے، وہ آزاد ہے۔ اس التجاء کی وجہ یہ بنی کہ حضرت مریم کی والدہ سن ایاس کو پہنچ چکی تھی۔ ایک روز جب وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک مادہ پرندے کو دیکھا جو بچے کو خوراک دے رہی تھی، ان کے دل میں بھی اولاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی بچہ عطا فرمائے۔ انہیں اس وقت حیض آیا۔ جب یہ حیض سے پاک ہوئیں تو ان کے خاوند نے ان سے حقوق زوجیت ادا کیے۔ جب اسے بچے کی ولادت کے عمل کا یقین ہو گیا تو اس نے دعا کی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات عطا فرمائی اور میں نے بچہ جن دیا تو میں اسے ہر ذمہ داری سے آزاد کر دوں گی۔ بنو ماثان حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان میں سے تھے اور بنی اسرائیل کے حاکم تھے۔ محرر اسے کہتے ہیں جو دنیا کا کوئی کام نہیں کرتا تھا اور نہ ہی شادی کرتا وہ اپنی آخرت کو بہتر بنانے میں ہی مشغول رہتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور کنیسہ کی خدمت کرتا اس زمانہ میں صرف لڑکوں کو ہی اس کام کے لئے مختص کیا جاتا تھا۔ حضرت مریم کی والدہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ انبیاء کی جنس میں سے محرر ہوتے ہیں اور ہمارا خاندان تو بادشاہوں کا خاندان ہے، انبیاء کا خاندان تو نہیں جب کہ میں نے تو اپنے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے نذر کر دیا ہے تو اس کے خاوند نے کہا اگر تیرے پیٹ میں بچی ہوئی تو پھر کیا کرو گی۔ یہ بات سن کر حضرت مریم کی والدہ غمگین ہو گئیں تو اس موقع پر اس نے یہ دعا کی اے میرے رب میں نے اسے تیرے لئے نذر مانا ہے جو میرے پیٹ میں ہے پس اسے قبول کر لے، بے شک تو سمیع وعلیم ہے۔

جب اس نے بچے کو جنا تو عرض کی اے میرے رب میں نے تو اسے مؤنث جنا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا وہ مذکر جو اس کے دل میں تھا۔ اس مؤنث کے مقام و مرتبہ کا حامل نہیں جو اس نے جنی ہے۔ پھر عرض کی میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کا یہی نام تھا۔ میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان ملعون کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ شیطان اس بچی اور اس کی اولاد (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے قریب نہ گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا شیطان ہر بچے کو اپنی انگلی سے کچوکہ لگاتا ہے جس وجہ سے بچہ روتا ہے مگر حضرت مریم اور اس کے بیٹے تک شیطان نہ پہنچ سکا۔ حضرت ابن عباس نے کہا جب حضرت مریم کی والدہ نے بچی جنی تو اسے ڈر ہوا کہ بچی تو کنیسہ کی خدمت کے لئے قبول نہ کی جائے گی۔ انہوں نے حضرت مریم کو کپڑے میں

لپیٹا اور بیت المقدس میں قراء کے پاس چھوڑ آئیں۔ قاریوں نے اس کی خدمت کے بارے میں قرعہ اندازی کی کہ کون اسے پرورش میں لے کیونکہ یہ ان کے امام کی بیٹی تھی۔ قاریوں کے امام حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا جو علماء کے سردار تھے میں اسے اپنی گود میں لوں گا کیونکہ میں اس خدمت کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اس کی خالہ میری بیوی ہے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں۔ قاریوں نے کہا کیا اس صورت میں بھی جب کہ قوم (قراء) میں کوئی ایسا بھی ہو جو اس کا زیادہ ضرورت مند ہو، اگر اسے زیادہ حق دار کے لئے چھوڑا جاتا تو اسے اس کے باپ کے لئے چھوڑا جاتا۔ لیکن یہ تو آزاد ہے ہم قرعہ اندازی کریں گے جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ اس کا زیادہ مستحق ہوگا۔ وہ قاری جن قلموں سے وحی لکھتے تھے ان سے تین دفعہ قرعہ ڈالا کہ کون اس کی کفالت کرے گا تو حضرت زکریا کے نام قرعہ نکلا۔

ان کے قلموں کے قرعہ کا طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے اپنی قلمیں ایک جگہ جمع کیں پھر انہیں ڈھانپ دیا پھر ایک لڑکا جو ابھی تک بالغ نہیں ہوا تھا اور بیت المقدس کی خدمت کرتا تھا اسے کہا اپنا ہاتھ اس میں داخل کرو اور ان قلموں میں سے ایک قلم نکالو اس نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم اس سے نکالا۔ دوسرے قاریوں نے کہا ہم اس طریقہ پر راضی نہیں بلکہ ہم اپنی قلمیں پانی میں ڈالیں گے جس کا قلم جاری پانی سے نکلے گا اور اوپر اٹھ آئے گا وہ حضرت مریم کی کفالت کرے گا۔ انہوں نے اپنی قلمیں نہر اردن میں ڈال دیں تو چلتے پانی سے حضرت زکریا کا قلم اوپر اٹھ آیا۔ دوسرے قاریوں نے کہا ہم تیسری دفعہ قرعہ اندازی کریں گے جس کی قلم پانی کے ساتھ چل پڑے گی وہ مریم کی کفالت کرے گا تو حضرت زکریا کی قلم پانی کے ساتھ چلنے لگی اور دوسروں کی قلمیں چلتے پانی سے اوپر اٹھ آئیں۔ اس وقت حضرت زکریا نے انہیں اپنی کفالت میں لے لیا۔ الله تعالیٰ کے فرمان وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کا معنی ہے کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ پھر فرمایا: فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا یعنی الله تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی عبادت میں اس کو اچھی طرح پروان چڑھایا یہاں تک کہ وہ بڑی ہوگئی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے لئے بیت المقدس میں ایک کمرہ بنایا اور دیوار کے درمیان اس کا دروازہ رکھا جس تک بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھا جا سکتا تھا۔

حضرت مریم کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک دائی اجرت پر حاصل کی۔ جب دو سال پورے ہو گئے تو اس نے دودھ چھوڑ دیا۔ حضرت زکریا حضرت مریم کے کمرے کا دروازہ بند رکھتے جب کہ چابی آپ کے پاس ہی ہوتی۔ آپ کسی کو بھی ان کے پاس آنے کی اجازت نہ دیتے۔ آپ کی ضروریات کے لئے بھی حضرت زکریا کے علاوہ کوئی بھی کمرے میں نہ آتا یہاں تک کہ آپ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ رحمہ الله سے نقل کیا ہے کہ حضرت مریم کی والدہ کا نام حنہ تھا۔

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حنہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کو جنم دیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 648، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

مریم کی والدہ نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ اپنے بچہ کو کنیسہ میں عبادت کے لئے مختص کر دے گی، وہ امید رکھتی تھی کہ وہ مذکر ہوگا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ یہ ارادہ رکھتی تھیں کہ وہ عبادت کے لئے ہر کام سے اسے آزاد کر دیں گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان **مُحَرَّرًا** کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے وہ کنیسہ کا خادم ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **مُحَرَّرًا** کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ عبادت کے لئے خالص ہوگا، دنیا کا کوئی کام اس کے ساتھ خلط ملط نہ ہوگا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی نے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد کر دیا تھا، وہ مذکر اولاد کو ہی مختص کرتے تھے۔ جب کسی بچے کو مختص کر دیا جاتا تو وہ بیت المقدس میں ہی رہتا۔ اس کی خدمت کرتا، صفائی کا انتظام کرتا۔ عورت حیض کی وجہ سے یہ خدمت سرانجام نہیں دے سکتی تھی۔ اسی وجہ سے کہا مذکر مؤنث جیسا نہیں ہو سکتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے **مُحَرَّرًا** کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ میں نے اسے اللہ تعالیٰ اور کنیسہ کے لئے آزاد کر دیا ہے اب اس کے اور عبادت کے درمیان کوئی ذمہ داری حائل نہیں ہو سکتی۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں جب کوئی عورت بچہ جنتی تو ماں اسے دودھ پلاتی جب وہ خدمت کے قابل ہو جاتا تو ماں بچے کو ان کے حوالے کر دیتی جو کتابیں پڑھاتے تو ساتھ ہی کہتی یہ آزاد ہے تمہاری خدمت کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی بوڑھی اور بانجھ تھی جس کا نام حنہ تھا، اس کی اولاد نہ ہوتی تھی، وہ عورتوں پر اولاد کی وجہ سے رشک کرتی تھی۔ اس نے دعا کی اے اللہ مجھ پر بطور شکر نذر ہے، اگر تو مجھے بچہ عطا فرمائے تو میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کروں گی، وہ اس کے خادموں میں سے ہوگا۔ جب اس نے بچی کو جنا تو عرض کی میں نے تو بچی جنی ہے اور مذکر مؤنث کی طرح نہیں کیونکہ عورت کو حیض آتا ہے نیز کسی عورت کو یہ زیب نہیں کہ وہ مردوں کے ساتھ رہے۔ پھر حضرت مریم کی والدہ حضرت مریم کو لے کر بنی کاہن بن ہارون کے پاس گئی، یہ ان دونوں بیت المقدس کی خدمت کے ذمہ دار تھے۔ حضرت مریم کی والدہ نے کہا یہ نذر وصول کرو۔ میں نے اسے ہر ذمہ داری سے آزاد کر دیا ہے۔ یہ میری بیٹی ہے جب کہ کنیسہ میں تو حیض والی داخل نہیں ہو سکتی جب کہ میں تو اسے واپس نہیں لے جاؤں گی۔ وہاں کے علماء نے کہا یہ ہمارے امام کی بیٹی ہے۔ عمران انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت زکریا نے کہا یہ بچی میرے حوالے کر دو کیونکہ اس کی خالہ میرے عقد میں ہے۔ دوسرے علماء نے کہا ہمارے دل اس پر راضی نہیں۔ اس وجہ سے انہوں

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 276 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 277

نے ان قلموں کے ساتھ قرعہ اندازی کی جن کے ساتھ وہ تورات لکھتے تھے۔ قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلا جس کے نتیجہ میں آپ نے حضرت مریم کو اپنی کفالت میں لے لیا(1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتُ قرأت کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بِمَا وَضَعْتُ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَضَعْتُ کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔ عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں سفیان بن حسین سے ان الفاظ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی نے یہ کلمات اللہ تعالیٰ کے حضور بطور شکایت عرض کیے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ وَضَعَتْ کو عین کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ وَضَعَتْ کو عین کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اسے مس کرتا ہے، شیطان کے چھونے سے وہ چیختا ہے مگر حضرت مریم اور اس کا بیٹا شیطان کے چھونے سے محفوظ رہے۔ اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو وَإِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نیز حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر بچے کو شیطان کچوکہ مارتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیختا ہے مگر عمران کی بیٹی مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے محفوظ رہے کیونکہ جب حضرت مریم کی والدہ نے اسے جنا تھا تو اس وقت یہ عرض کیا تھا میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا تو شیطان صرف حجاب میں کچوکہ مار سکا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اسے دو یا تین دفعہ نچوڑتا ہے مگر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ اس سے محفوظ رہے۔ پھر حضور ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہر نومولود بچہ چیخا مگر حضرت عیسیٰ بن مریم کیونکہ نہ شیطان اس پر مسلط ہوا اور نہ ہی شیطان نے اسے کچوکہ مارا(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 278 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 280 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 280
4۔ ایضاً۔ 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 281

عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیاطین، ابلیس کے پاس آئے، کہا بتوں نے اپنے سر جھکا لیے ہیں۔ شیطان نے کہا یہ تو بہت بڑا واقعہ ہے، تم یہیں ٹھہرو۔ وہ اڑا اس نے کوئی چیز نہ پائی۔ پھر سمندر کی طرف آیا تو ان میں بھی کوئی چیز نہ پائی۔ پھر اڑا تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پایا کہ ان کی ولادت ہو چکی ہے۔ فرشتوں نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ابلیس شیطانوں کے پاس آیا اور کہا آج رات ایک نبی کی ولادت ہوئی ہے۔ اسے صرف ایک عورت نے جنا ہے، کوئی بچہ بھی نہیں جنا گیا مگر میں اس کے پاس حاضر تھا۔ صرف یہ بچہ ایسا ہے جس کے پاس میں موجود نہیں تھا۔ شیطان اس بات سے مایوس ہو گئے کہ اس رات کے بعد بتوں کی پوجا کی جائے گی۔ ابلیس نے انہیں کہا انسانوں کے پاس جاؤ اور ان پر جلد بازی اور خفت کے حوالے سے حملہ آور ہو جاؤ(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے پہلو میں شیطان نے ضرب لگائی مگر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ اس سے محفوظ رہیں، ان کے اور شیطان کے درمیان پردہ ڈال دیا گیا، اس کا وار حجاب میں لگا اور ان دونوں تک کوئی چیز نہ پہنچی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دونوں گناہ نہیں کر سکتے تھے جس طرح دوسرے لوگ گناہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ سمندر پر بھی اسی طرح چلتے تھے۔ جس طرح وہ خشکی پر چلتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یقین اور اخلاص عطا فرمایا تھا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے پہلو میں شیطان نے ضرب لگائی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی ماں اس سے محفوظ رہے، وہ گناہ پر قادر نہ تھے جس طرح دوسرے لوگ گناہ پر قادر ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے تھے، یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری ماں کو مردود شیطان سے محفوظ رکھا اس کا ہم پر کوئی بس نہیں چلتا تھا(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عمران کی بیوی نے دعا کرتے ہوئے اگر ذریتها کے الفاظ نہ کہے ہوتے تو حضرت مریم کی اولاد نہ ہوتی۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

"پھر قبول فرمایا اسے اس کے رب نے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 281 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 281

اور نگران بنا دیا اس کا زکریا کو جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں، (ایک بار) بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق)؟ مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی ماں سے اس مقصد کے لئے اس کو قبول کیا جو اس کی ماں کا ارادہ تھا کہ وہ کنیسہ کی خدمت کرے اور حضرت مریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی غذا میں پروان چڑھیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو اپنی حفاظت میں لے لیا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے نیز امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کو اپنی نگہداشت میں لیا۔ آپ حضرت مریم کے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں انگور پائے جو ایک ٹوکری میں تھے جب کہ انگوروں کا کوئی موسم نہ تھا تو کہا یہ انگور کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت مریم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اللہ تعالیٰ حساب کے بغیر رزق عطا فرماتا ہے تو اس وقت حضرت زکریا نے کہا وہ ذات جو بغیر موسم کے پھل عطا کرتی ہے وہ مجھے بانجھ بوڑھی عورت سے بچہ بھی دے سکتی ہے، وہاں ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی جب آپ کو حضرت یحییٰ کی بشارت دی گئی تو اس وقت حضرت زکریا نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے ایک نشانی بنا دے فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے کلام نہیں کرے گا تو صحیح سالم ہوگا مگر تیری زبان بول نہ سکے گی (3)۔

امام عبد بن حمید، آدم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے قلم کے ساتھ ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی (4)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نیز چند اور صحابہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم ان علماء کے سردار اور امام کی بیٹی تھی۔ اس وجہ سے علماء نے اس کے بارے میں بخل سے کام لیا اور اس بارے میں قرعہ اندازی کی کہ کون اس کو اپنی نگرانی میں لے گا اور تعلیم دے گا۔ حضرت زکریا ان دنوں سب سے افضل تھے۔ وہ بھی ان علماء کے ساتھ ہوتے تھے۔ حضرت مریم کی خالہ ان کے عقد میں تھیں۔ جب وہ اس کو لائے تو حضرت زکریا نے فرمایا میں اس کی کفالت کا زیادہ حق رکھتا ہوں، میرے عقد میں اس کی خالہ ہے۔ تمام علماء دریائے اردن کی طرف نکلے۔ انہوں نے اپنی وہ قلمیں اس میں پھینکیں جن کے ساتھ وہ تورات لکھا کرتے تھے۔ فیصلہ یہ کیا جس کی قلم ٹھہر جائے گی وہ مریم کی کفالت کرے گا۔ تمام قلمیں بہ گئیں حضرت زکریا کی قلم ٹھہر گئی گویا وہ مٹی میں گڑھی ہوئی ہے تو آپ نے حضرت مریم کو کفالت میں لے لیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 282 — 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 284
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 286 — 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 284

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو اپنے حجرہ میں رکھ لیا (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کفلھا کو مشدد پڑھا ہے اور زَكَرِيَّا الف ممدودہ کے ساتھ منصوب پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ایک ٹوکرا پایا جس میں بے موسے انگور تھے۔

امام عبد بن حمید نے ابن جریر سے انہوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ بے موسے انگور پائے۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے ہاں موسم سرما میں موسم گرما کے پھل اور موسم گرما میں موسم سرما کے پھل پائے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں رزق سے مراد علم ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کے ہاں جنت کے پھل پائے اور موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور موسم سرما کے پھل موسم گرما میں پائے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کسی کے پاس کوئی پھل نہ ہوتا تو حضرت مریم کے پاس تازہ پھل ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے اَنّٰى کا معنی این کیا ہے کہ کہاں سے پھل آتے ہیں۔

امام ضحاک سے نقل کیا ہے کہ اَنّٰى لَكِ هٰذَا کا معنی یہ ہے کہ کون تیرے پاس یہ پھل لاتا ہے۔

امام ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند روز کھانا تناول نہ فرمایا، آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لائے مگر ان کے پاس کوئی چیز نہ پائی۔ پھر آپ فاطمہ کے پاس تشریف لائے، پوچھا اے بیٹی کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جس کو میں کھالوں کیونکہ میں تو بھوکا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لے آئے تو آپ کی ایک پڑوسن نے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے یہ کھانا لے لیا اور اسے برتن میں رکھ لیا، کہا میں اس کھانے کے بارے میں اپنے آپ اور گھر والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجیح دوں گی جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سب گھر والے سخت بھوکے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ نے ایک چیز عطا فرمائی ہے جسے میں نے آپ کے لئے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بیٹی وہ پیالہ لے آؤ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 285 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 287 3۔ ایضاً

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیالہ سے پردہ ہٹایا تو وہ روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو حیران ہو گئیں اور جان گئیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی برکت ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور کھانا حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا۔ جب حضور ﷺ نے اسے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پوچھا اے بیٹی یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ عرض کی اے ابا جان یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی پھر کہا تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تجھے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سیدہ کی طرح بنایا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ انہیں رزق حسن عطا فرماتا اور اس سے پوچھا جاتا کہ یہ رزق کہاں سے آتا ہے؟ تو وہ کہتی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۖ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٨﴾

"وہیں دعا مانگی زکریا نے اپنے رب سے، عرض کی اے میرے رب عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد، بے شک تو ہی سننے والا ہے دعا کا"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور موسم سرما کے پھل موسم گرما میں دیکھے تو کہا وہ ذات پاک جو مریم کے پاس بے موسم پھل لاسکتی ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ مجھے اولاد عطا کرے، اسی وجہ سے انہوں نے وہاں یہ دعا کی (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس موسم سرما کے پھل موسم گرما میں اور موسم گرما کے پھل موسم سرما میں دیکھے جو جبرئیل امین لاتے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم سے پوچھا یہ بے موسم پھل تیرے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو حضرت مریم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق ہے، اللہ تعالیٰ ہی اسے لاتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کی خواہش کی اور کہا وہ ذات پاک جو حضرت مریم کے پاس بغیر موسم کے پھل لاسکتی ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ میری بیوی کو تندرست کردے اور اس سے مجھے اولاد عطا کردے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب محرم کے تین دن باقی تھے۔ حضرت زکریا اٹھے غسل کیا پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری سے التجاء کی۔ عرض کی اے مریم کو موسم سرما میں موسم گرما کے اور موسم گرما میں موسم سرما کے پھل عطا کرنے والے مجھے اپنی بارگاہ سے متقی اولاد عطا کر۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً کا معنی مبارک نقل کیا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 290

بِیَحْیٰی مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ سَیِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۳۹﴾

"پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے جب کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (اپنی) عبادت گاہ میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی جو تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں ملائکہ سے مراد حضرت جبرئیل امین ہیں (1) ابن جریر نے عبدالرحمٰن بن حماد سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے جب جبرئیل امین نے حضرت زکریا کو آواز دی جب کہ وہ اپنے حجرے میں عبادت کر رہے تھے (2)۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ملائکہ کو مذکر ذکر کرو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَیُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓىِٕكَةَ تَسْمِیَةَ الْاُنْثٰى (النجم: 27) وہ اس آیت میں فَنَادَاهُ الْمَلَائِكَةُ پڑھتے۔

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (فَنَادَاهُ الْمَلَائِكَةُ) کو تاء کے ساتھ پڑھا۔ ابن منذر نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قرآن حکیم میں ملائکہ کو مذکر ذکر کرتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے نقل کیا ہے کہ وہ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ تاء کے ساتھ پڑھتے ان اللہ کو الف کے نصب کے ساتھ اور یُبَشِّرُکَ کے شین کو مشدد پڑھتے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ نماز زمین میں اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں نماز سے بڑھ کر کوئی فضیلت والی چیز ہوتی تو یہ نہ فرماتا: فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَهُوَ قَآىِٕمٌ یُّصَلِّیْ۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ محراب کا معنی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

امام طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ان قربان گاہوں سے بچو یعنی مجالس میں بلند جگہ بیٹھنے سے بچو۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت موسیٰ جہنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت اس وقت تک بہتر حالت میں رہے گی جب تک وہ اپنی مساجد میں اسی طرح قربان گاہیں نہ بنائے گی جس طرح نصاری نے قربان گاہیں بنائی تھیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا ان محاریب (قربان گاہوں) سے بچو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 292
2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبید بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کہا کرتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانی ہے کہ مساجد میں عبادت کے لئے حجرے بنالیے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مساجد میں قربان گاہیں بنالی جائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ طاق میں نماز کو ناپسند کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ طاق میں نماز کو مکروہ جانتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مساجد میں قربان گاہوں کو ناپسند کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے کعب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مسجد میں قربان گاہوں کو ناپسند کرتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت معاذ کوفی سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے یُبَشِّرُ کی شین کو شد د پڑھا ہے۔ اس وقت یہ بشارت سے مشتق ہوگا۔ اس کا معنی بشارت ہوگا جس نے اسے مخفف پڑھا ہے اور باء پر زبر پڑھی اس وقت اس کا معنی سرور ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فرشتوں نے آپ سے بالمشافہ گفتگو کی اور براہ راست حضرت یحیٰی کی بشارت دی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے راویت نقل کی ہے کہ حضرت یحیٰ کا نام یحیٰ اس لئے رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کے ساتھ زندگی عطا کی (3)۔

امام ابن عدی، دار قطنی نے افراد میں، بیہقی اور ابن عسا کر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں کافر بنایا اور حضرت یحیٰ کو آپ کی ماں کے پیٹ میں مومن بنایا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں کلمہ اس لئے نام دیا کیونکہ وہ اللہ کے کلمہ سے پیدا ہوئے (4)۔

امام احمد نے زہد میں اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا میں اپنے پیٹ میں وہ پاتی ہوں جو اس کے لئے حرکت کرتا ہے جو تیرے پیٹ میں ہے۔ حضرت زکریا کی بیوی نے حضرت یحیٰ کو اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو جنم دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت یحیٰ حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تصدیق کرنے والے ہیں (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک سے انہیں الفاظ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تصدیق کرنے والوں میں سب سے پہلے حضرت یحیٰ ہیں۔ انہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 294 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 295 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 296 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 295

حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے بیٹے تھے اور وہ حضرت عیسیٰ سے بڑے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے ہیں اور ان کی سنت اور راستہ پر چلنے والے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت یحییٰ کی والدہ حضرت مریم سے کہتی میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ تیرے پیٹ میں بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ یہی ماں کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ کی تصدیق ہے۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے حضرت عیسیٰ کی تصدیق کی کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑے ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ کی والدہ حضرت عیسیٰ کی والدہ سے ملیں جب کہ ان کے پیٹ میں حضرت یحییٰ تھے جب کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت عیسیٰ کو اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے تھیں۔ حضرت زکریا کی زوجہ نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ تیرے پیٹ میں بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے (4)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سیدا کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حلیم اور متقی ہے (5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہے (6)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سیدا سے کہتے ہیں جس پر غصہ غالب نہ آسکے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مرد فقیہ اور عالم ہے (8)۔

امام احمد نے زہد میں اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ضحاک سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد اچھے اخلاق والا اور حصور سے مراد جو عورتوں سے دور رہتا ہو۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حَصُوْرًا سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے پاس نہ آتا ہو۔

امام احمد نے زہد میں وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ آسمان سے ندا کرنے والے نے ندا کی کہ یحییٰ بن زکریا ان کا سردار ہے جنہیں عورتوں نے جنم دیا ہے اور جورجیس شہداء کا سردار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد حلیم اور حصور سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے پاس نہیں آتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 296 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 297 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 298 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد حلیم اور حصور سے مراد جو عورتوں کے پاس نہ آئے (1)۔

امام احمد نے زہد میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حصور سے مراد وہ مرد ہے جسے انزال نہ ہوتا ہو (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حصور سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے قریب نہیں جاتا۔ ابن منذر کے الفاظ ہیں جو عنین ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جو بندہ بھی اللہ سے ملاقات کرے گا اس کا کوئی نہ کوئی قصور ہوگا مگر حضرت یحییٰ بن زکریا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا ان کی شرم گاہ کپڑے کے پلو کی طرح تھی وہ انگلیوں سے اشارہ کرتے (3)۔

اسے امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے حضرت ابن عمرو سے موقوف روایت نقل کی ہے جب کہ یہ روایت مرفوع سے بھی زیادہ قوی ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر انسان اللہ تعالیٰ سے گناہ کی حالت میں ملے گا اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے سزا دے گا چاہے گا تو اس پر رحم فرمائے گا مگر یحییٰ بن زکریا کیونکہ وہ سید، حصور اور صالح نبی تھے پھر حضور ﷺ زمین پر پڑے ایک تنکے کی طرف متوجہ ہوئے اسے اٹھایا فرمایا ان کی شرم گاہ اس تنکے جیسی تھی۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار آدمیوں پر دنیا اور آخرت میں بددعا کی گئی اور فرشتوں نے اس پر آمین کہی (1) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مذکر پیدا کیا تو اس نے اپنے آپ کو مونث بنایا اور عورتوں کی مشابہت اختیار کی (2) وہ عورت جسے اللہ تعالیٰ نے مؤنث بنایا تو اس نے اپنے آپ کو مذکر پیش کیا اور مردوں کی مشابہت اختیار کی (3) وہ آدمی جو نابینا کو غلط راستے پر لگائے (4) جو مرد حصور بنے اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت یحییٰ کو حصور بنایا ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت معاویہ بن صالح سے انہوں نے ایسے راوی سے حدیث نقل کی ہے جس نے حدیث کو مرفوعا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے ایسے آدمی پر لعنت کی ہے جو حضرت یحییٰ بن زکریا کے بعد خود کوشش سے حصور بنا۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حصور سے مراد ایسا مرد ہے جو عورتوں کی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 393، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 301

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 299

4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 204 (7827) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

خواہش نہ رکھتا ہو پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا، ایک گٹھلی اٹھائی اور کہا ان کے پاس ایسی ہی شرمگاہ تھی (1)۔

امام طستی نے اپنی تصنیف ''مسائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حصور کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا جو عورتوں کے پاس نہ جاتا ہو۔ ابن ازرق نے پوچھا کیا عرب بھی اس چیز کو جانتے ہیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تم نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَحَصُوْرٌ عَنِ الْخَنَا يَامُرُ النَّاسَ بِفِعْلِ الْحِرَابِ وَالتَّشْمِيْرِ

وہ فحش گوئی سے بچنے والا ہے وہ لوگوں کو جنگ کرنے اور اس کی تیاری کا حکم دیتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَ امْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۴۰ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ؕ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ۝۴۱

''زکریا کہنے لگے اے رب! کیونکر ہوگا میرے ہاں لڑکا حالانکہ آ گیا ہے مجھے بڑھاپے نے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ فرمایا بات اسی طرح ہے (جیسی تم نے کہی) لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! مقرر فرما دے میرے لئے کوئی نشانی۔ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ نہ بات کر سکو گے لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کرو اپنے پروردگار کو بہت اور پاکی بیان کرو (اس کی) شام اور صبح''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت زکریا نے ندا کو سنا تو آپ کے پاس شیطان آیا پوچھا اے زکریا جو آواز تم نے سنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں تھی یہ تو شیطان کی جانب سے تھی جو تم سے مذاق کرنا چاہتا تھا اگر یہ آواز اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی تو آپ پر اسی طرح وحی کی جاتی جس طرح دوسرے معاملات میں تیری طرف وحی کی جاتی ہے تو اس موقع پر انہیں شک گزرا تو کہا میرے ہاں بیٹا کیسے ہو سکتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس شیطان آیا، اس نے ارادہ کیا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو مکدر کر دے۔ اس نے پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ کس نے تجھے ندا کی تھی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں، میرے رب کے فرشتوں نے نداء کی ہے۔ تو شیطان نے کہا یہ تو شیطان کی جانب سے تھی، اگر یہ ندا تیرے رب کی جانب سے ہوتی تو وہ اپنی ندا کو مخفی رکھتا جس طرح تو نے اپنی ندا کو مخفی رکھا۔ تو اس وجہ سے حضرت زکریا نے عرض کی اے میرے اللہ میرے لئے کوئی نشانی بنا دے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعیب جبائی سے روایت نقل کی ہے کہ یحییٰ کی ماں کا نام اشیع تھا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَذٰلِكَ کا معنی هکذا نقل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب اگر یہ آواز تیری جانب سے ہے تو میرے لئے کوئی نشانی بنادے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میرے لئے ایک ایسی نشانی بنادے کہ میں یہ محمول کرسکوں کہ یہ آواز تیری جانب سے ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس صورتحال سے بطور سزا گزارا گیا تھا کیونکہ فرشتوں نے براہ راست آپ سے گفتگو کی تھی اور حضرت یحییٰ کی بشارت دی تھی۔ حضرت زکریا نے فرشتوں کی گفتگو کے بعد یہ التجاء کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو بولنے سے روک دیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدالرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان کسی مرض کے بغیر بولنے سے رک گئی تھی۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان تین دن اور تین رات بولنے سے رک گئی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت جبیر بن نفیر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان پھول گئی تھی یہاں تک کہ آپ کے منہ کو بھر دیا تھا اور کلام سے روک دیا تھا، تین دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو بولنے کے قابل بنادیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اِلَّا رَمْزًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ ہونٹوں سے اشارہ کرتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِلَّا رَمْزًا کی وضاحت میں یہی نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس لفظ کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اشارہ کرنا۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ رمز کا معنی یہ ہے کہ وہ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرے اور گفتگو نہ کرے (4)۔

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رمز کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کو پکڑ لے اور اپنے ہاتھ سے لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگے (5)۔

امام طستی نے اپنی تصنیف مسائل اور ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اِلَّا رَمْزًا کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا معنی ہاتھ اور سر سے اشارہ کرنا ہے نافع نے سوال کیا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

مَا فِي السَّمَآءِ مِنَ الرَّحْمٰنِ مُرْتَمَزٌ اِلَّا اِلَيْهِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ وِزْرٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 304 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 305
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 306 5۔ ایضاً

"آسمان میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کوئی ایسی جگہ نہیں جو جائے پناہ ہو (جس کی طرف اشارہ کیا جائے) اور نہ ہی زمین میں کوئی جائے پناہ ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ذکر کرنے میں رخصت عطا فرماتا تو حضرت زکریا علیہ السلام کو رخصت عطا فرماتا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۗ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا۔ تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ لوگوں سے تین دن تک صرف اشاروں سے کلام کرے گا اور اپنے رب کو کثرت سے یاد کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے ذکر سے لوگوں کو رخصت عطا فرماتا تو انہیں رخصت فرماتا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (الانفال:45) اے ایمان والو جب تم دشمن جماعت سے ملو تو ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرو(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے العشي اور الْاِبْكَارِ کے معنی کی یہ وضاحت کی ہے کہ العشي سے مراد جب سورج غروب ہونے لگے اور ابکار سے مراد فجر کا آغاز ہے(2)۔

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝٤٢ يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ وَاسْجُدِيْ وَارْكَعِيْ مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ۝٤٣ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۭ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۠ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝٤٤ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝٤٥

"اور جب کہا فرشتوں نے اے مریم! بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے تمہیں اور خوب پاک کر دیا ہے تمہیں اور پسند کیا ہے تجھے سارے جہان کی عورتوں سے۔ اے مریم! خلوص سے عبادت کرتی رہ اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر رکوع کرنے والوں کے ساتھ۔ یہ (واقعات) غیب کی خبروں میں سے ہیں ہم وحی کرتے ہیں ان کی آپ کی طرف اور نہ تھے آپ ان کے پاس جب پھینک رہے تھے وہ (مجاور) اپنی قلمیں (یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ) کون ان میں سے سرپرستی کرے مریم کی اور نہ تھے آپ ان کے پاس جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 307 2۔ ایضاً

جب کہا فرشتوں نے اے مریم اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے تجھے ایک حکم کی اپنے پاس سے اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا معزز ہوگا دنیا اور آخرت میں اور (اللہ کے) مقربین سے ہوگا''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰىكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں وہ عورتیں جو اونٹ کے ہودج میں سوار ہوئیں ان میں سے بہترین قریش کی عورتیں ہیں، چھوٹے بچوں پر سب سے زیادہ شفیق ہیں اور خاوند کے مال کی حد درجہ نگہبانی کرنے والی ہیں، حضرت ابو ہریرہ نے کہا حضرت مریم بنت عمران کبھی بھی اونٹ پر سوار نہ ہوئیں، شیخین نے آیت کے بغیر اس روایت کو نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ عورتوں میں سے بہترین عورت حضرت مریم بنت عمران ہیں اور عورتوں میں سے بہترین عورت حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہاں بھر کی عورتوں میں سے بہترین حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ، حضرت مریم اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون ہیں (3)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے چار عورتوں کو جہاں بھر کی عورتوں پر فضیلت دی۔ حضرت آسیہ بنت مزاحم، حضرت مریم بنت عمران، حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہما۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن منذر، ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاں بھر کی عورتوں میں سے فضیلت کے اعتبار سے تیرے لئے حضرت مریم بنت عمران، حضرت حدیجہ بنت خویلد، حضرت فاطمہ بنت محمد اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں (4) ابن ابی شیبہ نے اس روایت کو حسن سے مرسل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں میں سے کثیر لوگ باکمال ہوئے مگر عورتوں میں سے صرف حضرت مریم بنت عمران اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے کمال پایا۔ عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح کھانوں پر ثرید کھانے کی فضیلت ہوتی ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 308 2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 488، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 650، (4160)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 171 (4745)
5۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 532، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہے مگر حضرت مریم بتول کے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمار بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ میری امت کی کئی عورتوں پر یوں فضیلت رکھتی ہیں جس طرح حضرت مریم جہاں بھر کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتی عورتوں کی سردار حضرت مریم بنت عمران پھر حضرت فاطمہ پھر حضرت خدیجہ پھر حضرت آسیہ زوجہ فرعون ہیں (3)۔

امام ابن عساکر نے مقاتل کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی کہ چار عورتیں اپنے اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ بنت مزاحم، حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ ان میں سے علم کے اعتبار سے سب سے افضل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا ہیں (4)۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ، حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ زوجہ فرعون اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بعد جہان بھر کی عورتوں کی سردار ہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مکحول سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورتیں اونٹ کے ہودجوں میں سوار ہوئیں ان میں سے بہترین قریش کی عورتیں ہیں، وہ اپنے چھوٹے بچوں پر حد درجہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی حد درجہ نگہبانی کرتی ہیں، اگر میں جانتا ہوتا کہ حضرت مریم بنت عمران بھی اونٹ پر سوار ہوئی تھیں تو میں ان پر کسی کو فضیلت نہ دیتا (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے اعتبار سے تجھے پاکیزہ بنایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تجھے حیض سے پاک کیا اور تجھے اس زمانے کی عورتوں پر فضیلت دی جس میں وہ رہ رہے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم کنیہ میں ہی عبادت کرتی رہتی تھیں ان کے ساتھ کنیسہ میں ایک نوجوان تھا جس کا نام یوسف تھا، اس کے والدین نے بھی اس کے بارے میں نذر مانی تھی اور وہ کنیسہ میں عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ یہ دونوں کنیسہ میں ہی رہتے۔ جب حضرت مریم اور یوسف کا پانی ختم ہو جاتا تو دونوں اپنے گھڑے اٹھاتے اور اس جگہ چلے جاتے جہاں سے پانی ملتا وہ گھڑے بھرتے پھر واپس لوٹتے۔ اسی دوران فرشتے حضرت مریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 309
2۔ ایضاً
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 107، مطبوعہ دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 388 (32272) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 403 (32402)

کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا یٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰىكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ جب حضرت زکریا نے یہ بات سنی تو کہا عمران کی بیٹی کی تو بڑی شان ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ سے مراد یہ ہے کہ لمبا قیام کرو (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت مریم کو لمبا قیام کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے قیام کیا یہاں تک ان کے قدموں میں سوجن آ گئی۔

ابن جریر نے اوزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم اتنا قیام کرتی تھیں کہ ان کے قدموں سے پیپ بہہ نکلتی (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم اتنی دیر نماز پڑھتی رہتیں کہ ان کے قدموں میں سوجن آ جاتی۔

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے اقْنُتِيْ لِرَبِّكِ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ اپنے رب کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرو (4)۔

حضرت قتادہ سے تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اپنے رب کی اطاعت کرو ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وَارْكَعِيْ وَاسْجُدِيْ فِي السَّاجِدِيْنَ۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ میں تاء سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات لی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ سے مراد یہ ہے کہ حضرت مریم کو جب مسجد میں رکھا گیا تو علماء نے ان کے بارے میں قرعہ اندازی کی جب کہ یہ علماء وحی کی کتابت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے قلموں کے ساتھ قرعہ اندازی کی کہ کون اس کی کفالت کرے گا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت آپ وہاں نہ تھے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قلمیں پانی میں پھینکیں، وہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ گئیں جب کہ حضرت زکریا کی قلم اوپر اٹھ آئی پھر حضرت زکریا نے آپ کی کفالت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قلمیں پھینکیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پانی میں اپنے عصا پھینکے جو پانی کے بہاؤ میں بہہ گئے جب کہ حضرت زکریا کا عصا پانی کے بہاؤ کے سامنے ٹھہر گیا تو اس طرح قرعہ اندازی میں آپ غالب رہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے انہوں نے وہ قلم پھینکے جن کے ساتھ وہ تورات لکھا کرتے تھے۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَقْلَامَهُمْ سے مراد پیالے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 310 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 311 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 313 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 314

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کو حضرت یحییٰ عطا فرمایا اور اس کی عمر تین سال ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت عطا فرمائی۔ ایک روز وہ اپنے حجرے میں تھیں کہ فرشتوں نے یعنی جبرئیل امین نے ان سے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ نے تمہیں منتخب کرلیا ہے اور فحش باتوں سے آپ کو پاک کردیا ہے اور آپ کی امت کی عورتوں پر تمہیں فضیلت دی ہے، اے مریم اپنے رب کے لئے نماز پڑھ۔ یہ بھی معنی کیا جاتا ہے کہ اپنے رب کے لئے نماز میں طویل قیام کر آپ نماز میں کھڑی رہتیں یہاں تک کہ ان کے قدم سوج جاتے اور بیت المقدس میں جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرو۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے جب وہ علماء حضرت مریم کی کفالت کے لئے اپنی قلمیں پھینک رہے تھے اس وقت آپ ان کے پاس نہ تھے۔ پھر فرمایا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی خبر دیتا ہے۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ تمہیں کلمہ خاص کی بشارت دیتا ہے، جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز اور آخرت میں مقربین میں شامل ہوگا۔ وہ پنگھوڑے میں خلاف عادت لوگوں سے گفتگو کرے گا اور پختہ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرے گا اور جب آپ کو آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل آپ کے پاس جمع ہوں گے۔ یہاں صالحین سے مراد مرسلین ہے یعنی آپ رسولوں میں سے ہیں (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے جب حضرت مریم کو حمل ہوگیا اور جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو بشارت دی تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معزز کئے جانے کا یقین ہوگیا، آپ مطمئن ہوگئیں، آپ خوش ہوگئیں، آپ نے کمر کس لی بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف لوگوں میں آپ کے آپ کا ساتھ خالہ زاد بھائی بھی وہاں رہتا تھا جس کا نام یوسف تھا وہ پردہ کے پیچھے سے آپ کی خدمت کرتا تھا آپ سے گفتگو کرتا اور کوئی چیز لینی ہوتی تو پردہ کے پیچھے سے ہی چیز لیتا یہی سب سے پہلے آپ کے حاملہ ہونے پر مطلع ہوا، اس معاملہ کی وجہ سے وہ دل گرفتہ ہوا اور اس نے اسے کو غمگین کردیا اور وہ اس حمل کی وجہ سے اس الزام سے ڈرنے لگا جس کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا، اسے یہ محسوس نہ ہوسکا کہ یہ حمل حضرت مریم کو کیسے ہوا، اس حمل نے یوسف کو اپنی ذات اور اپنے عمل کے بارے میں نظر و فکر کرنے سے غافل کردیا کیونکہ وہ ایک عبادت گزار اور حکیم آدمی تھا جب تک حضرت مریم نے پردے کا اہتمام نہ کیا تھا تو حضرت مریم اس کے ساتھ ہوتی تھیں اور یوسف انہیں کے ساتھ پروان چڑھا تھا۔

حضرت مریم کا معمول تھا جب ان کا اپنا اور یوسف کا پانی ختم ہوجاتا تھا تو یہ دونوں اپنے گھڑے لیتے اور جنگل میں جہاں پانی ہوتا، وہاں جاتے اپنے گھڑے بھرتے۔ پھر گرجا میں واپس آجاتے، فرشتے حضرت مریم کو یہ بشارت دیتے اے مریم اللہ تعالیٰ نے تجھے منتخب کرلیا ہے اور تجھے ہر آلائش سے پاکیزہ کیا ہے۔ یوسف یہ سنتا تو خوش ہوتا۔ جب یوسف پر حضرت مریم کا حمل ظاہر ہوا تو آپ کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے۔ قریب تھا کہ وہ حضرت مریم پر تہمت لگا دیتا۔ جب

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 348، مطبوعہ دار الفکر بیروت

حضرت مریم پر تہمت لگانے کا ارادہ کیا تو وہ بات یاد آئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک بنایا ہے اور آپ کو منتخب کیا ہے اور یہ یاد آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ سے وعدہ کیا تھا کہ اسے بھی اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے محفوظ رکھے گا۔ ساتھ ہی وہ فضائل یاد آئے جن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو نوازا تھا۔ کہا حضرت زکریا نے تو اسے عبادت گاہ میں محفوظ کر دیا تھا نہ مرد اس کے پاس جا سکتا ہے نہ ہی شیطان کو اس پر اختیار ہے تو پھر یہ حمل کہاں سے آ گیا۔

جب یوسف نے حضرت مریم کا رنگ بدلتے ہوئے اور حمل ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا تو اسے سخت صدمہ ہوا تو آپ سے یوں گفتگو کی اے مریم کیا بیج کے بغیر بھی کھیتی ہو سکتی ہے؟ حضرت مریم نے جواب دیا ہو سکتی ہے، یوسف نے پوچھا وہ کیسے تو حضرت مریم نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے پہلا بیج بغیر کسی پودے کے پیدا کیا، تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ کسی نے بیج کے ذریعے کیوں غلبہ نہ چاہا کہ وہ غلبہ پالیتا تاکہ اللہ تعالیٰ تخلیق کرنے اور فصل اگانے پر قادر نہ ہوتا۔ یوسف نے کہا میں ایسی بات کہنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں تو نے سچی بات کہی ہے اور نور و حکمت کے ساتھ گفتگو کی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ پہلی فصل کو بغیر بیج کے پیدا کرے اور اگائے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ بیج کے بغیر فصل اگائے، مجھے یہ بتاؤ کیا درخت پانی اور بارش کے بغیر اگ سکتا ہے تو حضرت مریم نے کہا کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ بیج، فصل، پانی، بارش اور درخت کا خالق ایک ہی ہے، شاید تم یہ کہنا چاہتے ہو اگر پانی اور بارش نہ ہوتی تو وہ درخت اگانے پر قادر نہ ہوتا۔ یوسف نے کہا میں ایسی بات کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں تو نے بالکل صحیح بات کی ہے، اب مجھے بتاؤ کیا مذکر کے بغیر کوئی بچہ ہو سکتا ہے؟ حضرت مریم نے کہا ہاں پوچھا کیسے حضرت مریم نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوا کو حمل، عورت اور مذکر کے بغیر پیدا کیا ہے۔ تو یوسف نے کہا بات اسی طرح ہے، اب مجھے اپنے بارے میں بتاؤ تو حضرت مریم نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا تو یوسف کو معلوم ہو گیا کہ یہ بھی ایک اللہ کا امر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے بارے میں ارادہ کیا ہے جس کے باعث یوسف خاموش ہو گیا۔

حضرت مریم اسی طرح رہیں یہاں تک کہ حضرت مریم علیہا السلام کو درد زہ ہوا، آپ کو ندا کی گئی اپنی عبادت کی جگہ سے نکلو تو حضرت مریم اپنے حجرہ سے باہر نکل گئی۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ فرشتوں نے حضرت مریم کو براہ راست خبر دی تھی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (کَلِمَۃٍ مِّنْہُ) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اللہ کا کلمہ ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی کے بھی دو نام نہ تھے، صرف حضرت عیسیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسیح سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 316

صدیق ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کیونکہ آپ کو برکت کے ساتھ چھوا گیا تھا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاحت کرتے رہتے تھے، اسی وجہ سے آپ کا نام مسیح ہے، آپ ایک جگہ شام گزارتے اور دوسری صبح آپ نے آسمانوں پر اٹھائے جانے تک شادی نہ کی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مقربین کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں مقربین میں ہوں گے(3)۔

وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾

''اور گفتگو کرے گا لوگوں کے ساتھ گہوارے میں بھی اور پکی عمر میں بھی اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔ مریم بولیں اے میرے پروردگار! کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ؟ حالانکہ ہاتھ تک نہیں لگایا مجھے کسی انسان نے۔ فرمایا بات یونہی ہے (جیسے تم کہتی ہو لیکن) اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب فیصلہ فرماتا ہے کسی کام (کے کرنے) کا تو بس اتنا ہی کہتا ہے اسے کہ ہوجا تو وہ فوراً ہوجاتا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت پہنچی کہ مہد سے مراد دودھ پینے کے عرصہ میں بچے کا بستر ہے(4)۔

امام بخاری اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ پنگھوڑے میں صرف تین بچوں نے گفتگو کی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی تھا جسے جریج کہتے، وہ نماز پڑھ رہا تھا تو اس کی ماں آگئی۔ ماں نے اسے بلایا۔ جریج نے خیال کیا کہ میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں۔ اس کی ماں نے بددعا دی اے اللہ اسے موت نہ دینا یہاں تک تو اسے مومسات (بدکار عورتیں) کے چہرے دکھائے۔ جریج اپنے گرجے میں تھا۔ ایک عورت اس کے سامنے آگئی اور جریج سے خواہش پوری کرنے کو کہا۔ جریج نے اس سے انکار کردیا۔ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی۔ اس سے اپنی خواہش پوری کی۔ اس نے ایک بچہ جنا اور کہا یہ جریج کا بیٹا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ کو توڑ دیا، اسے نیچے اتارا اور اسے گالیاں دیں۔ جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی پھر اس بچے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا چرواہا۔ لوگوں نے کہا ہم تیری عبادت گاہ سونے سے بنائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 317 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 318

دیتے ہیں۔ جریج نے کہا نہیں مٹی سے بنادو۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ ایک خوبصورت سوار اس کے پاس سے گزرا۔ عورت نے دعا کی اے اللہ میرے بیٹے کو اس کی طرح بنادے۔ بچے نے پستان چھوڑ دیا اور سوار کی طرف متوجہ ہوا۔ دعا کی اے اللہ مجھے اس کی مثل نہ بنانا پھر دوبارہ ماں کے پستان کی طرف متوجہ ہوا اور اسے چوسنے لگا۔ پھر دونوں ماں بیٹا ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جو گوشت کاٹ رہی تھی اور اس کے ساتھ تمسخر کیا جارہا تھا۔ اس کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس کی مثل نہ بنانا۔ بچے نے پستان کو چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ مجھے اس کی مثل بنانا۔ ماں نے کہا ایسا کیوں تو بچے نے کہا سوار ایک جابر شخص ہے، یہ لونڈی جس کے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا ہے۔ یہ عورت کہتی ہے میرے لئے میرا اللہ کافی ہے۔ لوگ اسے کہتے ہیں تو نے چوری کی ہے۔ یہ کہتی ہے مجھے اللہ کافی ہے(1)۔

امام ابوشیخ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پنگھوڑے میں صرف حضرت عیسیٰ، یوسف کے گواہ، جریج کے گواہ اور فرعون کے ہاں کنگھی کرنے والے کے بیٹے نے گفتگو کی(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھوٹی عمر اور پکی عمر میں گفتگو فرماتے تھے(3)۔

امام ابن ابی حاتم، ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وَكَهْلًا کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہولت کی عمر میں گفتگو کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الكهل کا معنی الحليم ہے(4) ابن ابی حاتم نے یذیر بن حبیب سے نقل کیا ہے کہ الکھل سے مراد حد درجہ کی بردباری ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں گفتگو کی، جب دجال ظاہر ہوگا اس وقت بھی آپ گفتگو کریں گے۔ اس وقت آپ پکی عمر کے ہوں گے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے اسے کرتا ہے اور بشر میں سے جسے چاہتا ہے اسے تخلیق فرماتا ہے، جب وہ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرماتا ہے کن تو وہ چیز ہوجاتی ہے یعنی جو چیز جیسے چاہتا ہے اس کے ارادہ کے مطابق ہوجاتی ہے(6)۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾

''اور اللہ تعالیٰ سکھائے گا اسے کتاب و حکمت اور تورات و انجیل''۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 489، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 650 (4161) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 319 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6، ایضاً، جلد 3، صفحہ 320

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں نقل کرتا ہے کہ وہ قلم کے ساتھ لکھنا سکھائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے اس کی تفسیر میں نقل کیا کہ وہ ہاتھ سے لکھنا سکھائے گا (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے صحیح سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو کاتب کے پاس لے آئیں اور حضرت عیسیٰ کو اس کے سپرد کیا۔ کاتب (مدرس) نے کہا کہو "بسم" تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ۔ معلم نے کہا کہو الرحمٰن تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا الرحیم۔ معلم نے کہا کہو ابو جاد۔ حضرت نے کہا وہ کتاب میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ الف کیا ہے؟ معلم نے کہا نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ با کیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا بہاء اللہ (اللہ تعالیٰ کا جمال) پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ جیم کیا ہے؟ عرض کی نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کا جلال۔ پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ لام کیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی عنایات (آلاء اللہ) آپ اس طریقہ پر اس کی تفسیر کرنے لگے۔

معلم نے کہا میں اسے کس طرح تعلیم دوں جو مجھ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت مریم نے کہا اسے بچوں کے پاس بیٹھنے کی اجازت دے دو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو اس کھانے کے بارے میں بتا دیتے تھے جو وہ گھر سے کھا کر آتے تھے اور اس کے بارے میں بھی باخبر کرتے جو ان کی مائیں ان کے لئے گھروں میں ذخیرہ کرتی تھیں۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ عالم کے پاس لے گئیں تا کہ وہ اسے تعلیم دے۔ معلم نے آپ سے کہا بسم اللہ لکھو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال (بہاء اللہ) سین سے مراد اس کی چمک (سناءہ) میم سے مراد اس کی مملکت، اللہ سے مراد معبودوں کا معبود، الرحمٰن سے مراد دنیا اور آخرت پر رحم کرنے والا، رحیم سے مراد آخرت میں رحم فرمانے والا، ابو جاد میں الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں (آلاء اللہ) باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال (بہاء اللہ) جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کا جلال، دال سے مراد دائم، ھوز میں ھاء سے مراد ہاویہ، واؤ سے مراد جہنمیوں کے لئے جہنم میں ایک وادی، زاء سے مراد اہل دنیا کی زینت، حطی میں حاء اللہ سے مراد حکیم ہے، طاء یعنی ہو حق کا طالب یہاں تک کہ اس پر وارد ہو، کلمن کاف سے مراد اللہ کافی ہے، لام سے مراد اللہ قائم ہے، میم سے مراد اللہ مالک ہے، نون سے مراد اللہ سمندر ہے، سعفص یہاں سین سے مراد سلام، صاد سے مراد اللہ صادق ہے، عین سے مراد اللہ تعالیٰ عالم ہے، فاء سے مراد اللہ ذکر ہے، صاد سے مراد اللہ بے نیاز ہے، قرشت قاف سے مراد وہ پہاڑ ہے، جس نے دنیا کو احاطہ میں لے رکھا ہے جس پہاڑ کی وجہ سے آسمان سرسبز ہے، راء سے مراد لوگوں کا اس کی وجہ سے ریاء کاری کرنا ہے، سین سے مراد اللہ تعالیٰ کا پردہ پوشی فرمانا ہے، تاء سے مراد وہ ہمیشہ ہمیشہ مکمل ہے۔ ابن عدی نے کہا یہ روایت اس سند کی وجہ سے باطل ہے، اسے اسماعیل بن یحییٰ کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 321 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 374، مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے جویبر کے واسطہ سے اور حضرت مقاتل نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چھوٹی عمر میں گفتگو کی۔ پھر گفتگو سے رک گئے یہاں تک کہ آپ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت و بیان کے ساتھ گفتگو کرنے کی قوت عطا فرمائی۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ کے متعلق بہت زیادہ جھوٹی باتیں کیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کا دودھ پیا کرتے تھے۔ جب آپ نے دودھ چھوڑا تو آپ نے کھانا کھانا اور مشروب پینا شروع کیا۔ جب آپ کی عمر سات سال کی ہو گئی تو آپ کی والدہ نے آپ کو ایک ایسے آدمی کے سپرد کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے بچوں کی طرح تعلیم دے۔ وہ معلم آپ کو کچھ تعلیم نہیں دیتا تھا مگر اس کی تعلیم سے پہلے آپ اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

معلم نے آپ کو ابو جاد پڑھایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ابو جاد کیا ہوتا ہے معلم نے کہا میں تو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس کی کیسے تعلیم دے گا جسے تو کچھ جانتا ہی نہیں معلم نے پھر تم مجھے ہی تعلیم دے دو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔ معلم اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے پوچھو۔ معلم نے کہا ابجد سے کیا مراد ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا حسن، جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال، معلم ان باتوں سے متعجب ہوا، حروف ابجد کی تفسیر سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابجد سے کیا مراد ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ابجد کی تفسیر سیکھو کیونکہ اس میں تمام اسرار عجیب وغریب ہیں۔ اس عالم پر افسوس ہے جو ان کی تفسیر سے ناواقف رہا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ابجد کی کیا تفسیر ہے؟ فرمایا الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال وجلال، جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کی بزرگی، دال سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین، ہوز کی تفسیر ہاء سے مراد ہاویہ، اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جو اس میں گر گیا، واؤ سے مراد جہنمیوں کی ہلاکت ہے، زاء سے مراد جہنم کا ایک کونہ ہے۔

حطی کی تفسیر حاء سے مراد لیلۃ القدر میں بخشش طلب کرنے والوں کے گناہوں کی بخشش اور وہ نعمتیں ہیں جو قدر کی رات جبرئیل امین فرشتوں کے ساتھ لے کر آتے، طاء سے مراد ان کے لئے طوبیٰ اور اچھا ٹھکانہ ہے، یہ وہ درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے، یاء سے مراد مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا دست شفقت ہے۔ کلمن کی تفسیر، کاف سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے احکام میں کوئی تبدیلی نہیں، لام سے مراد جنتیوں کا آپس میں ملاقات کرنا اور سلام کرنا اور جہنمیوں کا ایک دوسرے کو ملامت کرنا ہے، میم سے مراد اللہ تعالیٰ کی بادشاہت جو کبھی ختم نہ ہوگی اور ایسا دوام ہے جو کبھی فناء نہ ہوگا، نون سے مراد (نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ) ہے۔ سعفص کی تفسیر، صاد سے مراد صاع کے بدلے صاع اور جزاء کے بدلے جزاء ہے یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا۔ قرشت کی تفسیر، یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں جمع کرے گا

ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ فرمائے گا(۱)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ حکیمانہ باتیں

امام ابن مبارک نے زہد میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عیینہ نے خلف بن حوشب سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا جس طرح بادشاہوں نے تمہارے لئے حکمت کو چھوڑ دیا ہے اسی طرح تم ان کے لئے دنیا کو چھوڑ دو۔

امام ابن عساکر نے حضرت یونس بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے تم میں سے کوئی بھی ایمان کی حقیقت تو نہیں پا سکتا یہاں تک کہ وہ دنیا کی چیزوں سے لاپرواہ نہ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے زہد میں حضرت ثابت بنانی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کاش آپ ایک گدھا لے لیتے جس پر آپ ضرورت کے وقت سوار ہو جاتے۔ تو آپ نے فرمایا میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے لئے ایک ایسی چیز بنائے جو مجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کردے(2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے ساتھیو اللہ تعالیٰ کی خشیت اور جنت سے محبت، مشقت پر صبر کرنے کا حکم دیتی ہیں اور دنیا کی چیزوں سے دوری پیدا کرتی ہیں(3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عتبہ بن یزید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہا اے کمزور ابن آدم! جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈر، مسجد کو اپنا گھر بنا، دنیا میں کمزور بن کر رہ، اپنے نفس کو رونے، دل کو سوچ و بچار کرنے اور اپنے جسم کو صبر کا عادی بنا۔ کل کے رزق میں غم نہ کر کیونکہ یہ خطا ہے جو تیرے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی(4)۔

امام ابن ابی دنیا اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت محمد بن مطرف سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت وہیب بن کلیب سے نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلطی کی جڑ دنیا کی محبت ہے، کئی خواہشات ایسی ہوتی ہیں جو خواہش کرنے والے کو طویل دکھ دے جاتی ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا سے گزر جاؤ، اس میں آباد نہ ہو، دنیا کی محبت ہی ہر خطا کی جڑ ہے، کسی چیز کو دیکھنا دل میں شہوت پیدا کرتا ہے(5)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سفیان بن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے دنیا کی محبت ہر غلطی کی جڑ ہے، اس کا مال بڑی بیماری ہے، لوگوں نے پوچھا مال میں کیا بیماری ہے؟ فرمایا مال دار فخر اور تکبر سے محفوظ نہیں ہوتا۔ لوگوں نے عرض کی اگر وہ محفوظ رہے۔ آپ نے فرمایا مال کی نگہداشت اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے(6)۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 375، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ کتاب الزہد امام احمد، جلد 1، صفحہ 37، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 422 4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 426 5۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 428
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 323، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مبارک نے حضرت عمران کوفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے حواریوں سے کہا جنہیں تم تعلیم دیتے ہو ان سے ایسا اجر نہ لو جو تم نے مجھے دیا ہے۔ اے زمین کے علماء تم خراب نہ ہو جاؤ کیونکہ جب ہر چیز خراب ہو جاتی ہے تو اس کا علاج نمک سے کیا جاتا ہے۔ جب نمک بھی خراب ہو جائے تو اس کی کوئی دوا نہیں۔ یاد رکھو تم میں جہالت کی دو خصلتیں ہیں حیرانی کے بغیر مسکرانا اور بغیر رات کی بیداری کے صبح کرنا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ صالح دلوں کے ذریعے زمین کو آباد فرماتا ہے اور جب دل صالح نہ ہو تو زمین کو برباد کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی دنیا اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی ایسے گھر کے پاس سے گزرتے جس کے رہنے والے مر چکے ہوتے تو آپ اس گھر کے پاس کھڑے ہو جاتے، فرماتے تیرے مالکوں پر افسوس جو باہم وارث بنتے رہے، انہوں نے سابقہ بھائیوں کے اعمال سے عبرت حاصل نہ کی (1)۔

امام بیہقی نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی یا روح اللہ کیا ہم آپ کے لئے گھر نہ بنا دیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں بناؤ، تا ہم اسے سمندر کے کنارے پر بناؤ۔ لوگوں نے عرض کی وہاں اچانک پانی آئے گا اور گھر کو بہا کر لے جائے گا۔ پوچھا کیا بنانا چاہتے ہو؟ کیا تم پل پر میرا گھر بنانا چاہتے ہو؟ (2)

امام احمد نے زہد میں حضرت بکر بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ پایا تو تلاش میں نکل کھڑے ہوئے دیکھا تو آپ پانی پر چل رہے تھے۔ ایک نے عرض کی کیا میں آپ کی طرف چل کر آؤں؟ فرمایا ہاں اس نے ایک قدم پانی میں رکھا، جب دوسرا پانی میں رکھنے لگا تو اس میں ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے کوتاہ ایمان والے مجھے اپنا ہاتھ دے، اگر انسان میں دانے یا ذرہ کے برابر بھی یقین ہوتا تو وہ پانی پر چلتا (3)۔

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن نمیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سنا فرمایا یہ تھی میں نہ تھا یہ ہوگی میں نہیں ہوں گا۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام معبوث ہوئے تو آپ نے دنیا کو منہ کے بل گرا دیا، جب آپ کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تو بعد میں لوگوں نے اسے اٹھایا۔

امام عبد اللہ نے زوائد میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دنیا کو منہ کے بل گرایا، اس کی پشت پر سوار ہوا، میرا کوئی بیٹا نہیں جو مرے، نہ گھر ہے جو برباد ہو، لوگوں نے عرض کی کیا ہم آپ کے لئے گھر نہ بنائیں؟ تو فرمایا بر سر راہ گھر بنا دو۔ لوگوں نے عرض کی وہاں تو یہ قائم نہ رہے گا۔ لوگوں نے عرض کی کیا ہم آپ کے لئے بیوی کا اہتمام نہ کریں؟ فرمایا میں اس بیوی کو کیا کروں گا جو مر جائے گی۔

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 385　　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 399

3۔ کتاب الزہد جلد 1 صفحہ 74 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزری، کہنے لگی وہ پستان کتنا مبارک ہے جس نے تجھے دودھ پلایا، وہ گود کتنی مبارک ہے جس نے تجھے اٹھایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ کتنا مبارک ہے جس نے کتاب اللہ کی تلاوت کی پھر اس پر عمل کیا (1)۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میں نے تجھے مساکین کی محبت اور ان کی رحمت ہبہ کی ہے تو ان سے محبت کر وہ تجھ سے محبت کریں گے، وہ تجھے امام اور قائد بنانے پر راضی ہیں تو انہیں اپنا ساتھی اور تابع بنانے پر راضی ہو، یہ دونوں اخلاق ہیں، جان لو جو مجھے ان دونوں کے ساتھ ملے گا وہ مجھے بہترین اور محبوب ترین اعمال کے ساتھ ملے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت میمون بن سیاہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہا اے حواریوں کی جماعت مساجد کو اپنا گھر بناؤ، اپنے گھروں کو مہمان خانہ کی طرح سمجھو، جہاں بھر میں تمہارا کوئی گھر نہیں تم محض مسافر ہو۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں یہ سچ کہہ رہا ہوں کہ آسمان کے اطراف اغنیاء سے خالی ہیں، جنت میں داخل ہونے سے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا آسان ہے۔

امام عبداللہ نے زوائد میں حضرت جعفر بن حرفاس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سب سے بڑی غلطی دنیا کی محبت ہے، شراب ہر برائی کی چابی ہے اور عورتیں شیطان کی ڈوری ہیں۔

امام احمد نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حکمت کی بھی کوئی نہ کوئی جگہ ہوتی ہے، اگر تو اسے ایسی جگہ رکھے گا جو اس کا محل نہ ہوگی تو تو اسے ضائع کر دے گا، اگر تو اسے اس کی جگہ سے روک دے گا تو پھر بھی تو اسے ضائع کر دے گا، طبیب کی طرح ہو جا جو وہاں ہی دوا رکھتا ہے جو اس دوا کا محل ہوتا ہے۔

امام احمد نے حضرت محمد بن واسع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمہارے بارے میں اس امر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم اہل کتاب کے لئے عار بنو، تمہارا قول شفاء ہے جو بیماری کو ختم کر دیتا ہے اور تمہارے اعمال ایسی بیماری ہیں جو دوا کو قبول نہیں کرتے۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے علماء سے فرمایا تم لوگوں کے لئے چور، لٹیرے، مکار لومڑی اور اچکنے والی چیل نہ بنو۔

امام احمد نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے علماء کی جماعت تم میں سے کون اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ سمندر کی موج پر اپنا گھر بنائے۔ علماء نے عرض کی اے روح اللہ اس پر کوئی قادر ہو سکتا ہے؟ فرمایا اس دنیا سے بچو اسے اپنی قرارگاہ نہ بنالو (3)۔

امام احمد نے حضرت زیاد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے یہ

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 75، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 76

چیز کچھ فائدہ نہ دے گی کہ تو وہ علم حاصل کرے جس پر تو عمل نہ کرے اور جو تو عمل کرے اسے نہ جانتا ہو بے شک علم کی زیادتی بھی تم میں تکبر کو پیدا کر دے گی جب تو اس پر عمل نہ کرے گا(1)۔

امام احمد نے حضرت ابراہیم بن ولید عبدی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا زہد تین دنوں میں گردش کرتا رہتا ہے گزرا ہوا کل جس سے تو نے نصیحت حاصل کی آج جس نے تیرے اندر زہد میں اضافہ کر دیا اور آنے والا کل جس کے بارے میں تو نہیں جانتا کہ اس میں تیرے لئے کیا ہے؟ فرمایا معاملہ کی بھی تین ہی صورتیں ہیں ایک وہ جس کا ہدایت ہونا تجھ پر ظاہر ہو چکا ہے، اس کی اتباع کر، دوسرا وہ جس کی گمراہی تم پر واضح ہو چکی ہے، اس سے اجتناب کر، تیسرا وہ جو تم پر مشتبہ ہو گیا تو اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے(2)۔

امام احمد نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے سوال کرو، میرا دل نرم ہے، میں اپنے نفس میں بہت حقیر ہوں(3)۔

امام احمد نے حضرت بشیر دمشقی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قوم کے پاس سے گزرے تو یہ کلمات تین دفعہ کہے اے اللہ ہمیں بخش دے۔ لوگوں نے عرض کی اے روح اللہ ہم تو آج آپ سے نصیحت سننا چاہتے تھے جب کہ ہم آپ سے ایسی بات سن رہے ہیں جو پہلے ہم نے نہیں سنی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ انہیں کہو کہ میں جس کے لئے ایک مغفرت کرتا ہوں میں اس ایک مغفرت کے ساتھ اس کی دنیا اور آخرت کو درست کر دیتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ نے قراء کو دعوت دی تو ان کی خدمت کے لئے آپ ان پر کھڑے ہو گئے پھر فرمایا تم بھی قراء کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرنا۔

امام احمد نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے اصفیاء بن جاؤ اور بنی آدم کے نور بن جاؤ تو پھر اسے معاف کر دو جو تم پر ظلم کرے اور اس کی عیادت کرو جو تمہاری عیادت نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ احسان کرو جو تم پر احسان نہیں کرتا اور اسے قرض دو جو تمہیں بدلہ نہیں دیتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالوں سے بنا ہوا لباس زیب تن کرتے، درختوں کے پتے کھاتے، جہاں شام ہوتی وہیں رات گزار لیتے، نہ شام کے لئے کھانا ساتھ رکھتے اور نہ ہی اگلے دن کے لئے کھانا ذخیرہ کرتے فرماتے ہر روز اپنا رزق ساتھ لاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے گھر جو تباہ و برباد ہونے والا ہے اور تیرے مکین فنا ہونے والے ہیں، اے نفس کام کر تجھے رزق دیا جائے گا، اے جسم اپنے آپ کو تھکاوٹ میں ڈال تو آرام پائے گا۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 76 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

حواریو جو کی روٹی اور زمین کی نباتات کھاؤ، خالص صاف پانی پیو، گندم کی روٹی کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تم اس روٹی کا شکر نہ بجالاسکو گے جان لو دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی سخت کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے(1)۔

امام احمد کے بیٹے نے زوائد میں حضرت عبداللہ بن شوذب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے کہا عمدہ لباس دل کے تکبر کی علامت ہے۔

امام احمد نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے باتیں اس لئے نہیں کرتا کہ تم تعجب کرو بلکہ اس لئے باتیں کرتا ہوں کہ تم علم حاصل کرو۔

امام احمد کے صاحبزادے نے حضرت ابوحسان سے رایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا صاحب علم طبیب کی طرح ہو جاؤ جو دوائی وہاں ہی تجویز کرتا ہے جہاں وہ دوائی نفع مند ہوتی ہے۔

امام احمد کے صاحبزادے نے عمران بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل دنیا کو حقیر جانو، وہ تم پر حقیر ہو جائے گی دنیا کو ذلیل جانو تمہارے لئے آخرت معزز ہو جائے گی، دنیا کی تعظیم نہ کرو ورنہ آخرت تم پر حقیر ہو جائے گی کیونکہ دنیا کریم لوگوں کے لئے نہیں ہر روز دنیا فتنہ اور خسارہ کی طرف دعوت دیتی ہے۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے حضرت ابوغالب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت میں روایت نقل کی ہے اے حواریو نافرمانوں سے بغض رکھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان سے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو ان سے ناراضگی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرو لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم کن سے مجلس کریں فرمایا جب کسی کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کر دے اس کے پاس بیٹھو جس کا دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلا دے جس کا عمل تمہیں دنیا میں زاہد بنا دے(2)۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اپنے نفس کو نصیحت کرو، اگر تم خود نصیحت حاصل کرو تو پھر لوگوں کو نصیحت کرو ورنہ مجھ سے حیا کرو(3)۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا جس قدر تم یہاں تھکتے ہو اتنا ہی وہاں (آخرت میں) آرام پاؤ گے۔ جس قدر تم یہاں آرام پاؤ گے وہاں تم تھکو گے۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس آدمی کے لئے مبارک ہو جس کی زبان نے غم کا اظہار کیا، اس کا گھر اس کے لئے وسیع ہوا اور وہ اپنی غلطی یاد کر کے رو دیا(4)۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ہلال بن یساف سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے تم میں سے جب کوئی اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے تو اسے اپنے بائیں ہاتھ سے مخفی رکھے، جب کوئی روزہ رکھے تو تیل لگائے اور اپنے ہونٹوں پر بھی تیل مس کرے تاکہ دیکھنے والا یہ خیال کرے کہ وہ روزے سے نہیں جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے کا پردہ نیچے کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ثناء کو اسی طرح تقسیم کرتا ہے جس طرح رزق کو تقسیم کرتا ہے(5)۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1 صفحہ 78 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً جلد صفحہ 71 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 1 صفحہ 72 5۔ ایضاً

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت خالد ربعی سے روایت کی ہے کہ یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا مجھے بتاؤ تم میں سے کوئی اگر مسلمان بھائی کے پاس آئے جب کہ وہ سویا ہوا ہو جب کہ ہوا نے اس کے کپڑے کو اس کے جسم سے کچھ ہٹا دیا ہو تو تم کیا کرو گے؟ تو آپ کے صحابہ نے کہا ہم اس کپڑے کو واپس اس کے جسم پر لوٹا دیں گے۔ فرمایا نہیں بلکہ تم اس کا باقی ماندہ جسم بھی ننگا کر دو گے۔ آپ نے یہ ارشاد بطور ضرب المثل کے ذکر کیا ہے کہ لوگ جب کسی آدمی کی برائی کو سنتے ہیں تو اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

امام احمد نے حضرت ابوجلد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے مخلوق میں غور وفکر کیا تو جسے پیدا نہیں کیا گیا وہ میرے نزدیک پیدا کئے گئے سے زیادہ قابل رشک تھا۔ فرمایا لوگوں کے عیب نہ دیکھو گویا کہ تم مالک ہو بلکہ اپنے گناہوں کو دیکھو گویا کہ تم غلام ہو۔ لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے آزمائش میں ڈالا گیا ہے، دوسرا وہ جو امن وعافیت میں ہے جو مصیبت کا شکار ہے اس پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہذیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملے کہا مجھے کچھ نصیحت کی جائے۔ کہا غصہ نہ کیجئے۔ کہا میں اس کی تو طاقت نہیں رکھتا۔ کہا مال کی آزمائش میں نہ پڑیئے کہا شاید یہ کام کرلوں (1)۔

امام احمد اور ابن ابی دنیا نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے صحابہ ایک مرے ہوئے کتے کے پاس سے گزرے۔ صحابہ نے عرض کی یہ کتنا بدبودار ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے دانت کتنے سفید ہیں۔ یہ لوگوں کو نصیحت کر رہے ہیں اور غیبت سے منع کر رہے ہیں۔

امام احمد نے حضرت اوزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آدمی کو پسند کرتے تھے جو ہنر سیکھتا جس کے ذریعے لوگوں سے مستغنی ہو جاتا اور ایسے آدمی کو ناپسند کرتے جو علم سیکھتا تاکہ اسے رزق حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن ابی دنیا نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی رضا کی خاطر کام کرو، اپنے پیٹوں کے لئے کام نہ کرو، اس پرندے کو دیکھو وہ صبح گھونسلے سے نکلتا ہے اور شام کو واپس آتا ہے نہ ہل چلاتا ہے اور نہ ہی کوئی فصل کاٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھی رزق بہم پہنچاتا ہے، اگر تم کہو ہمارے پیٹ پرندوں کے پیٹوں سے بڑے ہیں تو ان بیلوں اور گدھوں کو دیکھو جو صبح جاتے ہیں اور شام کو پلٹتے ہیں، نہ ہل چلاتے ہیں اور نہ ہی کوئی فصل کاٹتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے۔ دنیا کی ضرورت سے زائد چیزوں سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سب عذاب کا باعث ہیں۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے، اگر تو ایسا کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر و کہ وہ اس پہاڑ کو روٹی بنا دے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

1۔ کتاب الزہد جلد 1 صفحہ 75 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا کیا تم روٹی کھا کر زندگی گزارتے ہو تو ابلیس نے کہا اگر تو ایسا ہی ہے جس طرح تو کہتا ہے تو یہیں بیٹھو فرشتے (موت کے) عنقریب تجھے ملیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے نفس کا تجربہ نہ کروں کیونکہ میں اپنے انداز سے کچھ نہیں جانتا کیا وہ مجھے محفوظ رکھے گا کہ نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سوال کرنے والے کا حق ہے اگر چہ ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے جس کے گلے میں چاندی کا طوق ہو۔

بعض علماء سے یہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی ہے کہ اگر تیرا نفس اس بات پر خوش نہ ہو کہ لوگ میری وجہ سے تجھے زاہد کہیں تو میں تجھے اپنی بارگاہ میں راہب نہیں لکھوں گا۔ جب میں تم پر راضی ہوں تو لوگوں کا تجھ پر ناراض ہونا تجھے کوئی نقصان نہ دے گا۔ اگر میں تجھ سے ناراض ہوں تو لوگوں کی تجھ سے محبت تجھے کوئی نفع نہ دے گی۔

امام احمد نے حضرت حضرمی سے اور ابن ابی الدنیا اور حضرت ابن عساکر نے حضرت فضیل بن عیاض سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا تم پانی پر کس طرح چلتے ہو؟ فرمایا ایمان اور یقین کے ساتھ۔ لوگوں نے عرض کی ہم بھی اس طرح ایمان لائے جس طرح تم ایمان لائے ہو اور ہم نے بھی اسی طرح یقین کیا جس طرح تم نے یقین کیا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پھر تم بھی چلو وہ آپ کے ساتھ چلے موج آئی تو سب غرق ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا تمہیں کیا ہوا تو انہوں نے عرض کی ہم موج سے ڈر گئے تھے۔ فرمایا کیا تم موج کے رب سے نہیں ڈرتے تھے۔ آپ نے انہیں باہر نکالا پھر اپنے ہاتھ زمین پر مارے انہیں بند کیا پھر کھول دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے میں مٹی ہے۔ پوچھا ان میں سے کون سی چیز تمہارے دلوں میں قابل قدر ہے۔ لوگوں نے عرض کی سونا۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک تو دونوں برابر ہیں (2)۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن عساکر نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب قیامت کا ذکر کیا جاتا تو آپ چیخ مارتے اور کہتے ابن مریم کے پاس قیامت کا ذکر مناسب نہیں پھر آپ خاموش ہو جاتے (3)۔

امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالوں سے بنا ہوا لباس زیب تن کرتے، درخت کھاتے، کل کے لئے آج کھانا ذخیرہ نہ کرتے، جہاں رات ہو جاتی وہاں ہی رات گزار لیتے، آپ کی کوئی اولاد نہ تھی جس کی موت کا خوف ہوتا نہ کوئی گھر تھا جس کے خراب ہونے کا ڈر ہوتا (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہدوں کے رئیس ہوں گے اور جو لوگ اپنے دین کو بچانے کے لئے بھاگے ہوں گے وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت	2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 409، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 411	4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 414

ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے شیطان گزرا جب کہ آپ ایک پتھر کو سرہانہ بنائے ہوئے تھے، آپ نیند سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ابلیس آیا عرض کرنے لگا اے عیسیٰ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ تم دنیا کی کسی چیز کی خواہش نہیں کرتے جب کہ یہ پتھر بھی تو دنیا کی ہی چیز ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے پتھر اٹھایا اور شیطان کو مارا دنیا کے ساتھ یہ بھی تیرے لئے ہے(1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کھاتے، پیدل چلتے، جانور پر سواری نہ کرتے، کسی مکان میں رہائش نہ رکھتے، چراغ نہ جلاتے، روئی کا لباس زیب تن نہ کرتے، عورتوں کے قریب نہ جاتے، خوشبو نہ لگاتے، مشروب میں کوئی چیز نہ ملاتے اسے ٹھنڈا نہ کرتے، اپنے سر میں تیل نہ لگاتے، کوئی صابن جیسی چیز داڑھی اور بالوں کے قریب نہ کرتے، زمین اور آپ کے جسم کے درمیان صرف آپ کا لباس حائل ہوتا، دوپہر اور شام کے کھانے کا کوئی اہتمام نہ کرتے، دنیا کی کسی چیز کی کوئی خواہش نہ کرتے، آپ کمزوروں، دائمی مریضوں اور مساکین کے ساتھ بیٹھتے آپ کے سامنے جب کسی چیز میں کھانا رکھ کر پیش کیا جاتا تو اسے زمین پر رکھ دیتے آپ کھانے کے ساتھ کبھی بھی سالن استعمال نہ کرتے، آپ دنیا کی تھوڑی سی روزی پر اکتفاء کرتے۔ فرماتے یہ اس آدمی کے لئے بہت کچھ ہے جس نے مرنا ہے اور اس سے اس بارے میں محاسبہ ہونا ہے(2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے کہا گیا شادی کرلو، فرمایا میں شادی کو کیا کروں گا۔ لوگوں نے عرض کی آپ کی اولاد ہوگی۔ فرمایا اگر اولاد زندہ رہے تو آزمائش میں ڈال دیتی ہے اگر مر جائے تو غم میں ڈال دیتی ہے(3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب میں حضرت شعیب بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی کاش آپ گھر بنا لیتے۔ فرمایا جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کے بوسیدہ مکان ہی ہمارے لئے کافی ہیں۔

امام ابن ابی دنیا اور بیہقی نے حضرت میسرہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی کیا آپ اپنے لئے گھر نہیں بنائیں گے؟ فرمایا میں اپنے بعد کوئی ایسی چیز چھوڑ کر نہیں جاؤں گا جس کی وجہ سے میرا ذکر ہو۔

امام ابن عساکر نے ابو سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ موسم گرما میں ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام چل رہے تھے جب کہ آپ کو گرمی اور پیاس نے ستایا ہوا تھا۔ آپ ایک خیمہ کے سائے میں بیٹھ گئے۔ خیمہ کا مالک باہر آپ کے پاس آیا۔ کہنے لگا اللہ کے بندے ہمارے سائے سے اٹھ جا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ گئے اور دھوپ میں بیٹھ گئے۔ فرمایا خیمہ کے مالک تو نے مجھے نہیں اٹھایا، مجھے اس نے اٹھایا ہے جس نے میرے بارے میں ارادہ نہیں کیا کہ میں دنیا کی کوئی چیز حاصل کروں (4)۔

امام احمد نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بستی میں تشریف لاتے۔ حضرت

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 416، مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 417
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 418
4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 419

عیسیٰ علیہ السلام اس بستی کے برے لوگوں کے بارے میں پوچھتے تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اس بستی کے اچھے لوگوں کے بارے میں پوچھتے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ برے لوگوں کے پاس کیوں جاتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں طبیب ہوں اور مریضوں کی دوا کرتا ہوں (1)۔

امام احمد نے حضرت ہشام دستوائی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکیمانہ باتوں میں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم دنیا کے لئے تگ ودو کرتے ہو جب کہ تمہیں یہاں بغیر عمل کے رزق دیا جاتا ہے جب کہ تم آخرت کے لئے عمل نہیں کرتے جب کہ تمہیں وہاں عمل کے بغیر رزق نہیں دیا جائے گا۔ تم پر سخت افسوس ہے اے علمائے سوء، اجر لیتے ہو اور اپنے عمل کو ضائع کر دیتے ہو، قریب ہے کہ تم دنیا سے قبر کی ظلمت اور اس کی تنگی کی طرف جاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمہیں نافرمانی سے اسی طرح روکتا ہے جس طرح اس نے تمہیں روزے اور نماز کا حکم دیا ہے، وہ آدمی اہل علم میں سے کیسے ہوسکتا ہے جس کے نزدیک دنیا اس کی آخرت سے زیادہ پسندیدہ ہو اور وہ دنیا میں زیادہ رغبت رکھتا ہو۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہوسکتا ہے جو دنیا میں اپنے مقام و مرتبہ پر ناراض ہو اور اسے حقیر جانے جب کہ اسے بخوبی علم ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت سے ہے۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر تہمت لگائے اور اسے جو تکلیف پہنچی ہے اس پر راضی نہ ہو۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہوسکتا ہے جو علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ گفتگو کرے، وہ اس لئے علم حاصل نہیں کرتا کہ اس پر عمل کرے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبدالعزیز سے انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خوبصورت وادی میں سے گزرے، آپ کے ساتھ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی تھا، ایک آدمی ان کے راستہ میں کھڑا ہوگیا اور انہیں روک لیا اور کہا میں تمہیں اس وقت تک یہاں سے نہیں گزرنے دوں گا جب تک کہ میں تم دونوں کو ایک ایک طمانچہ رسید نہ کروں\ دونوں نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اس نے اس کے بغیر گزرنے سے روک دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رخسار پر طمانچہ مار لے، اس نے آپ کے رخسار پر طمانچہ مارا۔ اس نے آپ کا راستہ چھوڑ دیا پھر حواری سے کہا میں تمہیں بھی اس وقت تک نہیں گزرنے دوں گا یہاں تک کہ میں تمہیں طمانچہ ماروں۔ آپ کے ساتھی نے اسے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنا دوسرا رخسار اس کے سامنے کر دیا۔ اس نے پھر دونوں کو گزرنے دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ اگر تیری اسی میں رضا ہے تو مجھے اپنی رضا سے نواز دے۔ اگر اس میں تیری ناراضگی شامل ہے تو بے شک تو معاف کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

حضرت عبداللہ جو امام احمد کے بیٹے ہیں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک عورت آپ کے پاس سے گزری تو ایک ساتھی نے دیکھنے والے سے فرمایا تو نے بدکاری کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا بتاؤ اگر تم روزے سے ہوتے اور تیرے پاس سے کوئی بھنی ہوئی چیز لے کر گزرتا تو تو اس کو سونگھ لیتا تو کیا تیرا روزہ ٹوٹ جاتا تو اس نے کہا نہیں (میرا روزہ نہ ٹوٹتا)۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 96، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں کسی بستی میں داخل ہوتا ہوں، وہاں کے رہنے والے مجھے وہاں سے نکالنا چاہتے ہیں تو وہ مجھے نکال دیتے ہیں یعنی میری وہاں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درخت کی چھال کے جوتے بنا لیتے اور اسی سے تسمے بنا لیتے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبدالعزیز سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا اس طرح نہیں جس طرح میں ارادہ کرتا ہوں بلکہ معاملہ اس طرح ہے جس طرح تو ارادہ کرتا ہے اور اس طرح نہیں ہوتا جس طرح میں چاہتا ہوں بلکہ معاملہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح تو چاہتا ہے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبدالعزیز سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جو الفاظ استعمال کیے جاتے ان میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب مسکین کا لفظ تھا۔

حضرت عبداللہ بن امام احمد نے ابن حلیس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا شیطان دنیاوی چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے، اس کا فریب مال کے ساتھ ہوتا ہے، خواہش نفس کو مزین کرتا ہے اور وہ اشیاء کے ساتھ کمال چاہتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت جعفر بن برقان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ میں نے صبح یوں کی ہے کہ جس چیز کو میں ناپسند کرتا ہوں اس کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، جس کی میں امید کرتا ہوں اس کے نفع کا مالک نہیں، معاملہ میرے علاوہ غیر کے قبضہ میں ہے، اپنے عمل کے بدلہ میں رہن رکھا ہوا ہوں، مجھ سے بڑھ کر کوئی فقیر نہیں، میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ کر، میری وجہ سے میرے دوست کو تکلیف نہ دے، میری مصیبت میرے دین کے لئے نہ بنا دے، مجھ پر ایسے آدمی کو مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حواریوں کے مکتوبات میں فرمایا جب تجھے آزمائش کی راہ پر چلایا جائے تو جان لے کہ تجھے انبیاء اور صالحین کے راستہ پر چلایا گیا ہے اور جب تجھے خوشحالوں کی راہ پر چلایا گیا تو ذہن نشین کر لے کہ تجھے ایسی راہ پر چلایا گیا ہے جو ان ہستیوں کا راستہ نہیں اور تجھے ان کے راستہ سے دوسروں کے راستہ پر چلایا گیا ہے (1)۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں چرواہوں کی حیثیت میں بھیجتا ہوں جو بنی اسرائیل کے میمنوں کو اٹھاتے ہیں، تم چیرنے پھاڑنے والے درندوں کی طرح نہ ہو جانا جو لوگوں کو اچک لیتے ہیں، تم ان میمنوں کی حفاظت کرنا، تمہارا کیا حال ہوگا کہ تم اون کا لباس پہنو اور تمہارے دل خنزیر کے دل ہوں، بادشاہوں کے لباس پہنو اور اپنے دلوں کو اللہ کے ڈر سے نرم کرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو نیکی کے کام کرو تا کہ تمہارا عمل آسمان تک پہنچ جائے، اگر عمل اللہ تعالیٰ کی محبت میں نہ ہوگا تو وہ تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا شیطان یہ چاہتا ہے کہ تم بخل کرو، تم کسی صورت میں بھی بخل میں نہ پڑو۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 71، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے حضرت حسن بن علی صنعانی سے روایت کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے حواریوں کی جماعت اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھ پر موت آسان ہو جائے، یقیناً میں موت سے اتنا ڈرتا ہوں کہ جتنا موت موت سے ڈرتی ہے۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی تھے، میت کو قبر میں دفنایا جا رہا تھا، لوگوں نے قبر کی تاریکی، اس کی وحشت اور تنگی کے بارے میں ذکر کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی ماؤں کے رحموں میں اس سے بھی تنگ جگہ تھے، جب اللہ تعالیٰ اسے کھولنا چاہے گا اسے کھول دے گا(1)۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر، حمد اور تقدیس کثرت سے بیان کرو اور اس کی اطاعت کرو۔ جب اللہ تعالیٰ راضی ہو تو کسی کی یہ دعا بھی کافی ہو گی اے اللہ میری خطا بخش دے، میری زندگی کو درست کر دے، مصائب سے مجھے محفوظ رکھ(2)۔

امام احمد نے حضرت ابوجلد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں، نہ تم دنیا کے طالب ہو نہ آخرت کے۔ لوگوں نے عرض کی اللہ کے رسول ہمارے سامنے حقیقت حال کو بیان کیجئے، ہم تو یہی خیال کرتے ہیں کہ ہم ان میں سے ایک کا ارادہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم دنیا کے طالب ہوتے تو تم دنیا کے رب کی اطاعت کرتے جس کے قبضہ قدرت میں دنیا کے خزانے ہیں پس وہ تمہیں عطا فرما دیتا، اگر تم آخرت کا ارادہ کرتے تو تم آخرت کے رب کی اطاعت کرتے جو آخرت کا مالک ہے پس وہ تمہیں آخرت عطا فرما دیتا لیکن تم نہ یہ چاہتے ہو نہ وہ چاہتے ہو(3)۔

امام احمد نے حضرت ابوعبید سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی ہم کیا کھائیں؟ فرمایا تم جو کی روٹی اور جنگلی سبزیاں کھاؤ، لوگوں نے عرض کی ہم کیا پئیں؟ فرمایا تم خالص پانی پیو، عرض کی ہم کس چیز کا تکیہ بنائیں؟ فرمایا تم زمین کو تکیہ بناؤ، لوگوں نے عرض کی آپ ہمیں سخت چیزوں کا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا تم اسی طریقہ سے نجات پاؤ گے، تم آسمان کی بادشاہت تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم میں سے ہر کوئی اس وقت تک یہ کام نہ کرے جب تک اس کی شدید خواہش نہ ہو، لوگوں نے عرض کی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب آدمی بھوکا ہو تو اس کے لئے کھانے کا ٹکڑا کتنا محبوب ہوتا ہے اگرچہ جو کا ہو، اگر اسے سخت پیاس لگی ہو تو اس کو پانی کتنا محبوب ہوتا ہے اگرچہ وہ سادہ پانی ہو، اگر وہ طویل وقت تک عبادت کرتا رہا تو زمین اس کے لئے کتنا اچھا بستر اور تکیہ ہوتا ہے۔

امام احمد نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بلاغت کے ساتھ امید کرو، غفلت کے اوقات میں بیدار رہو، ذہانت سے فیصلہ کرو، ناکارہ پھینکی ہوئی چیز نہ بنو، جب کہ تو زندہ سانس لینے والا ہے۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 72، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 73

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اے حواریوں کی جماعت اپنے گھروں کو عارضی ٹھکانے کی جگہ اور مساجد کو مسکن بنالو جنگلی سبزیاں کھاؤ اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ نکل جاؤ۔

امام احمد نے حضرت ابراہیم تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنے خزانے آسمانوں میں بناؤ کیونکہ انسان کا دل اس کے خزانے کے ساتھ ہی معلق رہتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن سعید جعفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرا گھر مسجد ہے، میری خوشبو پانی ہے، میرا سالن بھوک ہے، میرا شعار خون ہے، میری سواری میری ٹانگیں ہیں، موسم سرما میں میری انگیٹھی سورج کی شعائیں، رات کے وقت میرا چراغ چاند، میرے ہم مجلس اپاہج اور مسکین لوگ ہیں، میں شام کرتا ہوں تو میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی، میں صبح کرتا ہوں تب بھی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کے باوجود میں بہتر حالت میں ہوں پس مجھ سے بڑھ کر کون غنی ہوگا۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت فضیل بن عیاض سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا تمہارے لئے مسخر کر دی گئی ہے تم اس کی پشت پر سوار ہو، اس میں بادشاہ اور عورتیں تم سے جھگڑا کرتی ہیں، بادشاہوں سے دنیا کے بارے میں جھگڑا نہ کرو وہ اپنی دنیا تمہارے سامنے پیش نہ کیا کریں گے، جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو ان سے روزے اور نماز کے ساتھ اپنا بچاؤ کرو۔

امام ابن عساکر نے حضرت سفیان ثوری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تو دنیا اس لئے طلب کرتا ہے کہ اس کی مدد سے نیکی کرے تاہم دنیاوی مال کو ترک کرنا زیادہ نیکی ہے (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت شعیب بن صالح سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم کسی کے دل میں دنیا کی محبت راسخ نہیں ہوتی مگر اس کے دل سے تین چیزیں وابستہ ہو جاتی ہیں، ایسا مشغلہ جو اس کے دل سے جدا نہ ہو، ایسا فقر جس سے تمنا حاصل نہ ہو، ایسی آرزو جس کی انتہا نہ پائی جا سکے، دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی، آخرت کے طالب کی دنیا طالب ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ انسان اپنا رزق پالیتا ہے اور دنیا کے طلب کرنے والی کی آخرت طالب ہوتی ہے، موت آتی ہے اور اس آدمی کی گردن پکڑ لیتی ہے (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جتنا تم تواضع اختیار کرو گے اتنا ہی تمہیں بلند مقام عطا کیا جائے گا، جس قدر تم رحم کرو گے اسی قدر تم پر رحم کیا جائے گا، جتنا تم لوگوں کی ضروریات پوری کرو گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ تمہاری ضروریات پوری کرے گا (4)۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 427، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 429 4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 432

امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا احسان یہ نہیں کہ تم بدلہ میں احسان کرو بلکہ احسان یہ ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ برائی کی ہے اس پر احسان کرو (1)۔

امام ابن عساکر نے امام ابن مبارک سے روایت نقل کی ہے مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قوم کے پاس سے گزرے جنہوں نے آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ نے ان سے اچھے انداز میں گفتگو کی۔ آپ اور لوگوں کے پاس سے گزرے، انہوں نے بھی آپ سے بدزبانی کی۔ آپ نے ان سے بہت ہی اچھے انداز میں گفتگو کی۔ ایک حواری نے آپ سے عرض کی وہ جب بھی آپ کے ساتھ زیادہ سختی کرتے ہیں آپ اتنا ہی زیادہ ان سے اچھا سلوک کرتے ہیں، گویا آپ انہیں اس قسم کا طرز عمل اپنانے پر برانگیختہ کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہر انسان وہی کچھ عطا کرتا ہے جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے (2)۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خنزیر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، فرمایا سلامتی کے ساتھ گزر جا۔ آپ سے عرض کی گئی اے روح اللہ آپ اس خنزیر کے لئے یہ دعا کرتے ہیں؟ فرمایا میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ میری زبان کو بری بات کرنے کی عادت ہو جائے۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے ساتھیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم سے فرمایا ہمیں ایک ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جس کے ذریعے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ فرمایا کبھی بھی گفتگو نہ کرو عرض کی ہم اس کی تو طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا پھر ہمیشہ صحیح اور خیر کی بات کرو۔

امام خرائطی نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا باطل پرستوں سے بھی حق بات حاصل کر لو اور حق پرستوں سے باطل بات نہ لو، کلام کا تجزیہ کیا کرو تا کہ فضول چیزیں تم پر غالب نہ آ جائیں۔

امام ابن ابی دنیا اور بیہقی نے زہد میں حضرت زکریا بن عدی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے فرمایا اے حواریوں کی جماعت دین کی سلامتی کے ساتھ دنیا کی ذلت پر راضی ہو جا جس طرح دنیا دار دنیا کی سلامتی کے ساتھ دین کی ذلت و رسوائی پر راضی ہو جاتے ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے فرمایا راکھ کے ساتھ جو کھا لیا جاتا ہے کتوں کے ساتھ کوڑے پر نیند آ جاتی ہے جنت کے طالب بہت ہی کم ہوتے ہیں (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایک بندہ اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کے دو مالک ہوں، اگر وہ ایک کو راضی کرے تو دوسرے کو ناراض کر بیٹھتا ہے، اگر ایک کو ناراض کرتا ہے تو دوسرے کو راضی کرتا ہے، اسی طرح بندہ اس کی طاقت بھی نہیں رکھتا کہ وہ دنیا کا خادم ہو اور آخرت کے لئے کام کرے، تم کھانے پینے کی چیزوں کے لئے غمگین نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو اس کے رزق سے بڑا پیدا نہیں کیا اور

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 436 2۔ ایضاً جلد 47، صفحہ 437 3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 444

اس کے لباس سے اس کے جسم کو بڑا نہیں بنایا۔ پس عبرت پکڑو (1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت مقبری سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اے انسان جب تو نیکی کا کام کرے تو اس سے غافل ہو جا کیونکہ یہ تیری نیکی اس کے پاس ہے جو اسے ضائع نہیں کرے گا جب تو برائی کر بیٹھے تو اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت سعید بن ابی ہلال سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے جو یہ گمان کرتا ہے کہ لالچ انسان کے رزق میں اضافہ کرتا ہے تو وہ اپنی لمبائی، چوڑائی، عمارتوں کی تعداد اور رنگ کے تغیر میں اضافہ کرے خبردار اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا مخلوق کو اس کے لئے تیار کیا جس کے لئے اسے پیدا کیا پھر رزق تقسیم کیا جس کے لئے رزق تقسیم کیا گیا اس کے لئے رزق جاری ہے، دنیا اسے کوئی چیز عطا کرنے والی نہیں جو اس کی نہ ہو نہ ہی اس چیز کو روکنے والی ہے جو اس کی ہو، تمہیں اپنے رب کی عبادت کرنی چاہیے، تمہیں اسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمران بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا اگر تم میرے بھائی اور ساتھی ہو تو اپنے آپ کو لوگوں کی دشمنی اور بغض پر تیار کرو (4)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت عبدالعزیز بن ظبیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم سیکھا اس پر عمل کیا اور آگے لوگوں کو اس کی تعلیم دی وہ آسمان کی بادشاہت میں عظیم یاد کیا جاتا ہے (5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں کھڑے ہوئے، فرمایا اے حواریوں کی جماعت حکمت کی بات اس سے نہ کرو جو اس کا اہل نہ ہو، اگر ایسا کرو گے تو اپنے اوپر ظلم کرو گے، جو اس کا مستحق ہو اس سے نہ روکو ورنہ تم ان پر ظلم کرو گے، امور تین طرح کے ہیں (1) جس کا ہدایت ہونا واضح ہے اس کی اتباع کرو (2) جس کی گمراہی واضح ہے اس سے اجتناب کرو (3) جس کا معاملہ تم پر مشتبہ ہے اس کا علم اللہ کے سپرد کر دو (6)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمرو بن قیس ملائی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مستحق سے علم کو روکے تو بھی جاہل ہے، اگر غیر مستحق کو حکمت عطا کرے تب بھی تو جاہل ہے، اس طبیب کی طرح ہو جاؤ اگر وہ دوا کا موقع محل دیکھتا ہے تو دوائی دیتا ہے ورنہ دوائی نہیں دیتا (7)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زہد میں اور ابن عساکر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا اے حواریوں کی جماعت موتی خنزیروں کے آگے نہ پھینکو کیونکہ خنزیر تو موتی سے کوئی کام نہیں لیتا، جو حکمت و علم کی

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 445 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 452 5۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 76، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 458 7۔ ایضاً

خواہش نہ رکھتا ہو اسے علم عطا نہ کرو کیونکہ حکمت موتی سے بہتر ہے، جو حکمت کی آرزو نہیں رکھتا وہ خنزیر سے بھی برا ہے(1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے علمائے سوء تم جنت کے دروازے پر بیٹھے ہو، نہ تم خود اس میں داخل ہوتے ہو، نہ مساکین کو داخل ہونے دیتے ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے برا انسان وہ ہے جو اپنے علم کے ذریعے دنیا کو طلب کرتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا غلط کام کے بارے میں سوچنا ایسے ہی ہے جیسے کمرے میں دھواں ہو جو کمرے کو جلاتا تو نہیں تاہم یہ کمرے کی ہوا کو بدبودار بنا دیتا ہے اور اس کے رنگ کو بدل دیتا ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات اور انجیل پڑھا کرتے تھے(4)۔

وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۚ﴿۴۹﴾

”اور (بھیجے گا اسے) رسول بنا کر بنی اسرائیل کی طرف (وہ انہیں آ کر کہے گا کہ) میں آ گیا ہوں تمہارے پاس ایک معجزہ لے کر تمہارے رب کی طرف سے (وہ معجزہ یہ ہے کہ) میں بنا دیتا ہوں تمہارے لئے کیچڑ سے پرندے کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس (بے جان صورت) میں تو وہ فوراً ہو جاتی ہے پرندہ اللہ کے حکم سے اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور (لاعلاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتلاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم جمع کر رکھتے ہو اپنے گھروں میں بے شک ان معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان دار ہو“۔

امام ابن جریر نے ابن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک روز کاتبوں میں سے چند جوانوں کے ساتھ بیٹھے، آپ نے مٹی اٹھائی، فرمایا میں اس مٹی سے تمہارے لئے پرندہ بناتا ہوں انہوں نے عرض کی آپ ایسا کر سکتے ہیں؟

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 459
2۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 462
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 465
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 321

فرمایا اپنے رب کے حکم سے ایسا کرسکتا ہوں۔ پھر پرندہ بنایا۔ جب پرندے کی شکل دے چکے تو اس میں پھونک ماری۔ پھر فرمایا اللہ کے حکم سے پرندہ بن جا، وہ آپ کے ہاتھ سے پرندہ کی صورت میں اڑ گیا۔ وہ نوجوان یہ بات لے کر نکل پڑے۔ لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کیا اور اسے عام کر دیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کون سا پرندہ بنانا سب سے مشکل ہے؟ لوگوں نے عرض کی چمگادڑ، وہ تو محض گوشت ہوتا ہے۔ آپ نے چمگادڑ ہی بنادیا(2)۔

امام ابو شیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف چمگادڑ ہی بنایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد ایسا بچہ ہوتا ہے جو پیدا ہوتے ہی اندھا ہو(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد ایسا اندھا ہے جس کی آنکھیں ہی نہ ہوں۔

امام ابو عبید، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے کہتے ہیں جو دن کے وقت دیکھتا ہے اور رات کے وقت نہیں دیکھتا(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد کمزور نظر والا ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریضوں، اپاہجوں، اندھوں، مجنونوں اور دوسرے لوگوں کے لئے جو دعا کرتے وہ یہ تھی اے اللہ تو آسمان میں رہنے والی مخلوق کا معبود ہے اور تو زمین میں رہنے والی مخلوق کا بھی رب ہے، زمین و آسمان میں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو زمین و آسمان میں رہنے والوں کا جبار ہے، تیرے سوا کوئی جبار نہیں، تو زمین و آسمان میں رہنے والی ہر چیز کا بادشاہ ہے، تیرے سوا ان میں کوئی بھی بادشاہ نہیں، تیری آسمان میں قدرت اسی طرح ہے جس طرح تیری زمین میں قدرت ہے، تیری زمین میں بادشاہت اسی طرح ہے جس طرح تیری آسمان میں بادشاہت ہے، تیرے کریم، نام روشن چہرے اور قدیم ملک کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہب نے کہا یہ دعا گھبراہٹ اور جنون کے لئے پڑھی جاتی ہے، مجنون کے لئے لکھی جاتی ہے اور اس کا پانی اسے پلایا جاتا ہے، ان شاء اللہ وہ تندرست ہوگا(5)۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر بارہ سال ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ماں کی طرف وحی کی جب کہ آپ مصر میں تھیں، جب آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا تھا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 322 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 323 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 324

4۔ ایضاً 5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 390

آپ قوم کے طعنوں سے ڈر کر مصر بھاگ گئی تھیں حکم یہ ملا تھا کہ اسے شام لے چلو، حضرت مریم نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت مریم شام میں ہی رہیں یہاں تک کہ آپ کی عمر تیس سال کی ہوگئی۔ آپ کی دعوت کا عرصہ تین سال کا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔ وہب نے گمان کیا ہے کہ بعض اوقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک وقت میں پچاس ہزار مریض جمع ہو جاتے۔ ان میں سے جو آپ تک پہنچ سکتا پہنچ جاتا اور جو ایسا نہ کر سکتا وہ آپ کے پاس آتا، آپ صرف اس کی طرف قدم بڑھاتے آپ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر کے دوا کرتے (1)۔

امام بیہقی نے اسماء وصفات اور امام ابن عساکر نے حضرت اسماعیل بن عیاش کے واسطہ سے محمد بن طلحہ سے انہوں نے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مردہ کو زندہ کرنا چاہتے تو دو رکعت نماز پڑھتے پہلی رکعت میں تبارك الذى بيده الملك اور دوسری رکعت میں تنزیل السجدہ پڑھتے۔ جب فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے پھر سات اسماء کے واسطہ سے دعا کرتے یا قدیم، یا حی، یا دائم، یا فرد، یا وتر، یا احد اور یا صمد۔ بیہقی نے کہا یہ قوی نہیں (2) ابن ابی حاتم نے محمد بن طلحہ کے واسطہ سے ابو بشر سے انہوں نے ابو ہذیل سے انہیں الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے آخر میں اس چیز کا اضافہ کیا ہے جب آپ کو کوئی مصیبت آتی تو سات دوسرے اسماء سے دعا کرتے يَا حَيُّ، يَا قَيُّوْمُ، يَا اَللّٰهُ، يَا رَحْمٰنُ، يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ يَا رَبِّ۔

امام ابن ابی دنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں حضرت معاویہ بن قرہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ سام بن نوح یہاں قریب ہی دفن ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اسے دوبارہ اٹھائے۔ آپ نے آواز دی تو وہ سیاہ وسفید بالوں کی صورت میں اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے عرض کی جب وہ فوت ہوا تو جوان تھا تو اس کے بالوں میں یہ سفیدی کیسی ہے؟ تو سام نے جواب دیا میں نے گمان کیا کہ یہ قیامت کی چیخ تھی تو میں گھبرا گیا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہو جاتے ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے اے عیسیٰ فلاں نے گزشتہ رات کیا کھایا ہے اور اگلے روز کے لئے کیا جمع کیا ہے؟ آپ انہیں بتاتے لوگ آپ کا تمسخر اڑاتے یہاں تک کہ یہ سلسلہ طویل ہو جاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خاص جگہ نہ تھی، آپ زمین میں سیاحت کرتے رہتے، ایک روز آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، وہ رو رہی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا۔ اس عورت نے بتایا اس کی بیٹی فوت ہوگئی ہے، اس کے سوا میری کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آواز دی اے فلانہ رحمٰن کے حکم سے اٹھ اور باہر آجا، قبر میں حرکت پیدا ہوئی۔ آپ نے پھر آواز دی، قبر پھٹ گئی۔ آپ نے تیسری بار آواز دی تو بچی باہر نکل آئی جب کہ وہ اپنے سر سے مٹی جھاڑ رہی تھی۔ بچی نے کہا اے ماں کس چیز نے تجھے اس بات پر برانگیختہ کیا کہ میں موت کا ذائقہ دو دفعہ چکھوں۔ اے ماں صبر کر اور ثواب کی امید رکھ، مجھے اس دنیا میں اب کوئی غرض نہیں۔ اس نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 326 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 391

اے روح اللہ اپنے رب سے سوال کیجئے کہ وہ مجھے آخرت کی طرف لوٹا دے، مجھ پر موت کی مصیبت کو آسان کر دے۔ آپ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسے قبض کر لیا اور زمین اس پر برابر ہو گئی۔

یہ خبر یہودیوں تک پہنچی تو وہ آپ پر سخت غضب ناک ہوئے، ان کا ایک جابر اور سرکش بادشاہ تھا جو نصیبین نامی شہر میں رہتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ ان بادشاہ کے پاس جائیں تا کہ اسے اور اس شہر میں رہنے والوں کو دین کی دعوت دیں۔ آپ چل پڑے یہاں تک کہ شہر کے قریب پہنچ گئے۔ آپ کے حواری آپ کے ساتھ تھے، آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس شہر میں جائے، اس میں یہ اعلان کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حواریوں میں سے ایک آدمی اٹھا جس کا نام یعقوب تھا، عرض کی اے روح اللہ میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ فرمایا جاؤ تم پہلے شخص ہو جو میری طرف سے برأت کرے گا۔ ایک اور آدمی اٹھا جسے توصار کہتے، عرض کی میں بھی اس کے ساتھ جاتا ہوں۔ دونوں چلے۔ شمعوں اٹھا عرض کی انے روح اللہ میں ان کے ساتھ تیرا ساتھی بن جاتا ہوں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی طرف سے وہ کام کروں جس پر آپ کو مجبور کیا جائے۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ وہ تینوں چلے، جب وہ شہر کے قریب پہنچے تو شمعون نے دونوں ساتھیوں سے کہا شہر میں داخل ہو جاؤ اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچاؤ، میں اپنی جگہ (یہیں) ٹھہرتا ہوں، اگر تمہیں کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تو میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔ وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہو گئے۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں باتیں کر رہے تھے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں سخت نازیبا کلمات کہہ رہے تھے۔ ایک نے اعلان کیا خبردار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ لوگ ان کی طرف لپکے، پوچھا کس نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟ جس نے اعلان کیا تھا اس نے برأت کا اظہار کیا، کہا میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ دوسرے نے کہا میں نے کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف القاء کیا اور اللہ تعالی کی روح ہیں، اے بنی اسرائیل آپ پر ایمان لے آؤ۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ لوگ اسے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے، وہ بڑا جابر اور سرکش حاکم تھا۔ بادشاہ نے اس آدمی سے پوچھا تو ہلاک ہو تو نے کیا کہا؟ اس آدمی نے جواب دیا میں کہتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا تھا۔ بادشاہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا۔ بادشاہ نے اس آدمی سے کہا تو ہلاک ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برأت کا اظہار کر اور آپ کے بارے میں وہی بات کر جو ہم کہتے ہیں۔ اس آدمی نے جواب دیا میں اس طرح نہیں کہوں گا۔ بادشاہ نے کہا اگر تو اس طرح نہیں کہے گا تو میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا اور تیری آنکھوں میں گرم سلائی پھروا دوں گا۔ اس آدمی نے کہا ہمارے ساتھ جو تو کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ بادشاہ نے اس آدمی کے ساتھ اسی طرح کیا اور اسے شہر کے وسط میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر ڈال دیا۔

پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس آدمی کی زبان کاٹ دے کہ شمعون شہر میں داخل ہوا، لوگ جمع تھے۔ اس نے لوگوں سے پوچھا اس مسکین کا کیا قصور ہے؟ لوگوں نے کہا یہ گمان کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ شمعون نے کہا اے بادشاہ کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں اس کے قریب جاؤں اور اس سے پوچھوں۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے۔ شمعون نے اس آدمی سے کہا اے مصیبت زدہ آدمی تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ شمعون نے کہا اس کی نشانی کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا وہ بیماروں (مادر زاد اندھوں، کوڑیوں) کو شفا دیتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو طبیب بھی کرتے ہیں، کیا اس کے علاوہ بھی کوئی نشانی ہے؟ اس آدمی نے کہا جو تم کھاتے ہو اور جو تم ذخیرہ کرتے ہو اس کے بارے میں تمہیں خبر دیتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو کاہن بھی کرتے ہیں، کیا اس کے علاوہ بھی تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟ اس آدمی نے کہا ہاں وہ مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز بناتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو جادوگر کر لیتے ہیں، ممکن ہے انہوں نے یہ جادوگروں سے سیکھ لیا ہو، بادشاہ اس سوال و جواب سے متعجب ہو رہا تھا۔ شمعون نے کہا کیا اس کے علاوہ بھی کوئی دلیل ہے تو اس آدمی نے جواب دیا وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

شمعون نے کہا اے بادشاہ اس نے ایک عظیم معاملہ کا ذکر کیا ہے۔ میرا خیال ہے کوئی مخلوق اللہ کے حکم کے بغیر اس پر قادر نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے جادوگر پر اسے جاری نہیں فرماتا، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول نہ ہوئے تو وہ مردے زندہ کرنے پر قادر نہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مردے زندہ کیے تھے جب حضرت ابراہیم نے اس کا مطالبہ کیا تھا، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوگا۔

امام ابن جریر نے سدی سے، ابن عساکر نے سدی کے واسطہ سے ابو مالک اور ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اور انہیں لوگوں کو دعوت دینے کا حکم دیا گیا تو بنو اسرائیل آپ کو ملے اور آپ کو اپنی بستی سے نکال دیا۔ آپ اور آپ کی والدہ سفر پر سفر کرتے ہوئے نکل پڑے۔ آپ ایک بستی میں ایک آدمی کے پاس ٹھہرے، اس نے آپ کی میزبانی کی اور بہت اچھا سلوک کیا۔ اس شہر کا ایک جابر حکمران تھا، ایک روز وہ آدمی واپس آیا جب کہ سخت غمگین تھا، وہ گھر میں داخل ہوا جب کہ حضرت مریم اس کی بیوی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، پوچھا تیرے خاوند کو کیا ہوا ہے؟ میں اسے غمگین دیکھتی ہوں۔ عورت نے کہا ہمارا ایک بادشاہ ہے، وہ ہمارے مردوں میں سے ہر ایک کی باری متعین کر دیتا ہے جس روز وہ آدمی بادشاہ اور اس کے لشکر کو کھانا کھلاتا ہے اور شراب پلاتا ہے، اگر وہ آدمی اس طرح نہ کرے تو بادشاہ اسے سزا دیتا ہے، آج ہماری باری ہے جب کہ ہمارے پاس اتنا وافر مال نہیں۔ حضرت مریم نے فرمایا اپنے خاوند سے کہو غم نہ کر، میں اپنے بیٹے کو کہوں گی وہ اس کے لئے دعا کرے گا جو اس کے لئے کافی ہو جائے گی۔

حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میری ماں اگر میں ایسا کروں گا تو اس میں بہت بڑی خرابی ہوگی۔ حضرت مریم نے کہا اس کی کوئی پرواہ نہ کر اس گھر کے مالک نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہے، ہمیں عزت دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس کی بیوی سے کہو کہ وہ ہانڈیوں اور مٹکوں کو پانی سے بھر

دے۔ اس عورت نے انہیں پانی سے بھر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ہانڈیوں میں جو کچھ تھا وہ گوشت، شوربا اور روٹی بن گیا اور جو مٹکوں میں تھا وہ شراب بن گیا، ایسی شراب انہوں نے پہلے نہیں دیکھی تھی۔ جب بادشاہ آیا اس نے کھانا کھایا۔ جب شراب پی پوچھا تمہارے پاس یہ شراب کہاں سے آئی؟ آدمی نے جواب دیا فلاں جگہ سے۔ بادشاہ نے کہا میرے پاس اس جگہ سے شراب آتی ہے وہ تو ایسی نہیں ہوتی۔ اس آدمی نے کہا یہ اور جگہ کی ہے۔ جب معاملہ بادشاہ پر مشتبہ ہو گیا تو اس آدمی پر سختی کی۔ آدمی نے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں، میرے پاس ایک نوجوان ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے، اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو شراب بنا دیا۔ بادشاہ نے کہا بے شک ایسا انسان ہے جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پانی کو شراب بنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ دعا بھی ضرور قبول کرے گا کہ اس کے بیٹے کو زندہ کر دے کیونکہ بادشاہ کا ایک بیٹا تھا جسے وہ اپنا نائب بنانا چاہتا تھا وہ چند دن پہلے مر گیا تھا۔

بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا، آپ سے گفتگو کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ وہ میرے بیٹے کو زندہ کر دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ اگر وہ زندہ ہوا تو برائیاں کرے گا۔ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کیسا ہو اگر میں اسے دیکھ لوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں اسے زندہ کر دوں تو تم مجھے اور میری ماں کو جانے دو گے جہاں ہم جانا چاہیں گے؟ بادشاہ نے کہا ہاں آپ نے دعا کی بچہ زندہ ہو گیا۔ جب اس مملکت کے لوگوں نے یہ دیکھا کہ بچہ زندہ ہو گیا ہے انہوں نے اسلحہ اٹھانے کی ایک دوسرے کو دعوت دی اور کہا یہ بادشاہ ہمیں کھا گیا ہے۔ جب یہ مرنے کے قریب پہنچا تو یہ اپنا بیٹا ہم پر نائب بنانا چاہتا ہے، یہ بھی ہمیں اسی طرح کھائے گا جس طرح اس کے باپ نے ہمیں کھایا ہے۔ وہ لوگ آپس میں لڑ پڑے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ چلے گئے اور ایک یہودی بھی ان کے ساتھ ہو لیا اور اس یہودی کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو میرے ساتھ شریک ہو گا؟ یہودی نے کہا ہاں۔ جب اس نے دیکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تو صرف ایک روٹی ہے تو شرمندہ ہوا۔ جب دونوں سو گئے تو یہودی نے روٹی کھانے کا ارادہ کیا، وہ لقمہ کھاتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوچھتے تو کیا کرتا ہے؟ تو یہودی کہتا ہے کچھ بھی نہیں یہاں تک کہ یہودی روٹی کھانے سے بالکل فارغ ہو گیا۔

جب صبح ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اپنا کھانا لاؤ تو وہ ایک روٹی لایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا دوسری روٹی کہاں ہے؟ تو یہودی نے کہا میرے پاس تو صرف ایک روٹی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے اور یہ سب آگے چل پڑے۔ یہ سب ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ندا دی اے مویشیوں کے مالک اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے لئے ذبح کر۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ اس نے ایک بکری دے دی آپ نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور یہودی سے فرمایا اسے کھاؤ اور اس کی ہڈی کو نہ توڑنا۔ دونوں نے اسے کھایا۔ جب سب سیر ہو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہڈیوں کو چمڑے میں پھینکا پھر اپنا عصا مارا، فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ جا، وہ بکری منمناتے ہوئے اٹھ پڑی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بکری کے مالک سے فرمایا اپنی بکری لے لو، چرواہے نے آپ سے پوچھا تو کون

ہے؟ آپ نے فرمایا میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ اس چرواہے نے کہا کیا تو جادوگر ہے؟ یہ کہہ کر آپ سے بھاگ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودی سے کہا اس ذات کی قسم جس نے اس بکری کو ذبح کیا جب کہ ہم اسے کھا چکے تھے آپ کے پاس کتنی روٹیاں تھیں؟ اس نے قسم اٹھادی میرے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ آپ گائیوں کے مالک کے پاس سے گزرے فرمایا اے گائیوں کے مالک اپنے جانوروں میں سے ایک بچھڑا ہمارے لئے ذبح کرو۔ اس مالک نے بچھڑا آپ کے حوالے کردیا، آپ نے اسے ذبح کیا اور اسے بھونا جب کہ جانوروں کا مالک اسے دیکھ رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھی سے فرمایا اس کا گوشت کھاؤ، اس کی ہڈی نہ توڑنا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے ہڈیاں چمڑے میں جمع کیں، پھر اسے چھڑی ماری فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ جاؤ تو وہ ڈکارتے ہوئے اٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا اے گائیوں کے مالک اپنا بچھڑا لے لو۔ اس مالک نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں عیسیٰ ہوں۔ اس نے کہا کیا آپ عیسیٰ جادوگر ہیں؟ یہ کہہ کر وہ بھاگ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودی سے پوچھا اس ذات کی قسم جس نے اس بکری اور بچھڑے کو زندہ کیا جب کہ ہم انہیں کھا چکے تھے۔ تیرے پاس کتنی روٹیاں تھیں؟ اس نے قسم کھائی اس کے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں اترے، یہودی اونچی جگہ ٹھہرا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پست جگہ ٹھہرے، یہودی نے بھی ایسا ہی عصا اٹھایا جیسا عصا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا، فرمایا آج میں بھی مردوں کو زندہ کروں گا، اس بستی کا سردار سخت بیمار تھا۔ یہودی یہ اعلان کرتے ہوئے نکل کھڑا ہوا کسے طبیب کی ضرورت ہے؟ اسے سردار اور اس کی تکلیف کے بارے میں بتایا گیا۔ یہودی نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو یہودی کو سردار کے پاس لے جایا گیا۔ یہودی نے سردار کی ٹانگ کو پکڑا۔ اسے اپنے عصا سے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ یہودی سردار کو مارتا ہی رہا جب کہ وہ مر چکا تھا اور کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھو۔ لوگوں نے یہودی کو پکڑ لیا تاکہ اسے سولی پر لٹکا دیں۔ یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچی۔ آپ اس کے پاس اس وقت آئے جب اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا اگر میں تمہارے سردار کو زندہ کردوں تو کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے؟ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سردار کو زندہ کردیا تو بادشاہ اٹھ پڑا۔ اس نے یہودی کو سولی سے اتروایا۔ فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام آپ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اللہ کی قسم میں تم سے کبھی بھی الگ نہ ہوں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے بکری، بچھڑے کو زندہ کیا جن کو ہم نے کھالیا تھا تجھے سولی سے نیچے اتارا جب کہ تجھے موت دینے کے لئے سولی پر چڑھایا گیا تھا تیرے پاس کتنی روٹیاں تھیں تو اس نے پھر بھی قسم اٹھادی کہ اس کے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ وہ دونوں چلے آپ تین اینٹوں کے پاس سے گزرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی ان سب کو سونا بنادے۔ آپ نے فرمایا اے یہودی ایک اینٹ میرے لئے، ایک اینٹ تیرے لئے اور ایک اینٹ اس کے لئے ہے جس نے روٹی کھائی تو یہودی کہہ اٹھا میں نے روٹی کھائی تھی (1)۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 396، مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام ابن عساکر نے حضرت لیث سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہولیا، دونوں چلے اور دریا کے کنارے پہنچے، دونوں کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گئے، دونوں کے پاس تین روٹیاں تھیں، دونوں نے دو روٹیاں کھا لیں اور ایک روٹی بچ گئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پانی پینے کے لئے دریا کی طرف گئے واپس آئے تو روٹی نہ پائی، آپ نے اس ساتھی سے کہا روٹی کس نے کھائی ہے؟ اس نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا۔ آپ اس کو ساتھ لے کر چل پڑے، آپ نے ایک ہرنی دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو چھوٹے بچے تھے، آپ نے ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلایا، وہ آپ کے پاس آیا، آپ نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور دونوں نے مل کر کھایا۔ پھر آپ نے اس بچے سے کہا اللہ کے حکم سے اٹھ جا، وہ اٹھ گیا۔ آپ نے ساتھی سے فرمایا میں تجھ سے اس ذات کے واسطہ سے پوچھتا ہوں جس نے تجھے یہ منظر دکھایا ہے کس نے روٹی کھائی ہے؟ اس نے جواب دیا میں تو نہیں جانتا پھر دونوں سمندر کی طرف گئے۔ آپ نے اس آدمی کا ہاتھ پکڑا۔ آپ پانی پر چل پڑے۔ پھر فرمایا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس نے تجھے یہ نشانی دکھائی؟ کس نے روٹی کھائی اس نے جواب دیا میں کچھ نہیں جانتا۔

پھر دونوں جنگل کی طرف نکل گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی لی، فرمایا اللہ کے حکم سے سونا بن جا تو مٹی سونا بن گئی۔ آپ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا، فرمایا تیسرا حصہ تیرے لئے، تیسرا حصہ میرے لئے اور تیسرا حصہ اس کے لئے جس نے روٹی کھائی۔ تو اس آدمی نے کہا میں نے روٹی کھائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تمام تیرے لئے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے الگ راہ اختیار کی۔ دو اور آدمی اس آدمی کے پاس آ پہنچے، دونوں نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لیں اور قتل کر ڈالیں۔ اس آدمی نے کہا یہ سونے کا ٹکڑا ہمارے درمیان برابر ہے، ایک آدمی کو بستی میں بھیجو جو ہمارے لئے کھانا لائے۔ انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا جس کو بستی میں بھیجا گیا تھا۔ اس نے کہا میں کیوں ان کے ساتھ مال تقسیم کروں، میں کھانے میں زہر رکھوں گا، ان دونوں کو قتل کروں گا، بھیجنے والے دونوں نے کہا ہم اسے مال کا تیسرا حصہ کیوں دیں۔ جب وہ واپس لوٹے گا تو ہم اسے قتل کر ڈالیں گے۔ جب وہ ان کے پاس واپس آیا، انہوں نے اسے قتل کر دیا، دونوں نے بعد میں کھانا کھایا اور دونوں مر گئے۔ وہ مال جنگل میں اسی طرح پڑا رہا۔ وہ تینوں اس مال کے پاس مردہ پڑے تھے (1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت خالد حذاء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنے قاصد بھیجتے جو مردے زندہ کرتے، آپ انہیں فرماتے تم یہ کہنا، تم یہ کہنا جب تم کپکپی اور آنسو دیکھو تو اس وقت دعا کرنا۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بھائی سے ملنے کے لئے گئے، آپ کو ایک آدمی ملا، اس نے بتایا کہ آپ کا بھائی تو مر گیا ہے۔ آپ واپس لوٹ آئے، اس کی بیٹیوں نے آپ کے واپس لوٹ جانے کا سنا، وہ آپ کے پاس آئیں، عرض کی اے اللہ کے رسول آپ کا یوں واپس ہو جانا ہمارے لئے ہمارے والد کی موت سے بڑھ کر تکلیف دہ ہے۔ آپ نے فرمایا چلو مجھے اپنے والد کی قبر دکھاؤ، وہ ساتھ چلیں یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 395، مطبوعہ دار الفکر بیروت

قبر دکھائی۔ آپ نے اسے آواز دی، وہ باہر نکل آیا جب کہ اس کے بال سفید ہو چکے تھے۔ پوچھا کیا تو فلاں نہیں؟ اس نے عرض کی جی ہاں میں وہی ہوں پوچھا کس چیز نے تیرے بالوں کو اس طرح کر دیا جس طرح میں دیکھتا ہوں۔ اس نے عرض کی میں نے آپ کی آواز سنی تو میں نے اسے صیحہ (صور) گمان کیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کا مفہوم یہ ہے کہ جو تم رات کھانا کھاتے ہو اور جو اگلے دن کے لئے محفوظ کرتے ہو وہ میں تمہیں بتاؤں گا(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدرسہ میں ساتھیوں سے فرماتے تیرے گھر والوں نے تیرے لئے فلاں فلاں چیز تیار کر رکھی ہے وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی لڑکے تھے، آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، آپ انہیں فرماتے کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ میں تمہیں بتاؤں کہ تیری ماں نے تیرے لئے کیا چھپا رکھا ہے؟ تو وہ ساتھی کہتا ٹھیک ہے بتاؤ۔ تو آپ فرماتے تیرے لئے انہوں نے فلاں فلاں چیز محفوظ کر رکھی ہے، بچہ اپنی ماں کے پاس جاتا اور کہتا جو تو نے میرے لئے چھپا رکھا ہے وہ مجھے کھلاؤ۔ ماں پوچھتی میں نے تیرے لئے کیا چھپا رکھا ہے؟ بچہ کہتا تو نے فلاں فلاں چیز چھپا رکھی ہے۔ ماں پوچھتی تجھے کس نے بتایا ہے؟ بچہ بتاتا مجھے حضرت عیسیٰ بن مریم نے بتایا ہے۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنے بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے دو گے تو یہ انہیں خراب کر دے گا۔ لوگوں نے بچوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور تالا لگا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں تلاش کرنے کے لئے نکلے تو بچوں کو نہ پایا یہاں تک کہ ایک گھر میں ان کا شور و غل سنا۔ آپ نے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا اے لوگو کیا یہ بچے ہیں۔ لوگوں نے بتایا نہیں بلکہ یہ تو بندر اور خنزیر ہیں۔ آپ نے دعا کی اے اللہ انہیں بندر اور خنزیر بنا دے تو وہ اسی طرح ہو گئے (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت لوگوں سے وعدہ لیا تھا کہ جب ان پر آسمان سے مائدہ اتارا تھا کہ وہ اس میں سے کھائیں گے ذخیرہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے مائدہ کو چھپا دیا تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا(3)۔

عبد بن حمید نے عاصم بن ابی نجود سے وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ مثقلہ ہے اور اس میں ادغام ہے۔

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 327 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 373
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 328

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾

''اور میں تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتاب تورات کی اور تاکہ میں حلال کر دوں تمہارے لئے بعض وہ چیزیں جو (پہلے) حرام کی گئی تھیں تم پر اور لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی تمہارے رب کی طرف سے سوڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو۔ بے شک اللہ مرتبۂ کمال تک پہنچانے والا ہے مجھے اور مرتبۂ کمال تک پہنچانے والا ہے تمہیں، سو اس کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے''۔

امام ابن جریر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر بھی عمل کرتے تھے، آپ ہفتہ کو کوئی دنیاوی کام نہ کرتے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ آپ نے بنی اسرائیل سے ارشاد فرمایا کہ تورات میں جو کچھ ہے میں نے اس سے مختلف چیز کی طرف دعوت نہیں دی، صرف اتنا کہا ہے کہ جو چیزیں تم پر پہلے حرام تھیں ان میں سے بعض کو حلال کر دیا ہے، میں تم سے بوجھوں کو ہلکا کرتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو شریعت لائے تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے آسان تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اونٹ کا گوشت، اوجھ اور آنتوں کی چربی حرام تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اسے حلال کر دیا، عام چربی کو حرام قرار دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو شریعت لائے اس میں اسے حلال کر دیا گیا۔ مچھلیوں اور پرندوں میں سے کچھ ایسی چیزیں جن میں خار (کانٹا) نہیں ہوتا ان کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں سختی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل میں ان کے بارے میں تخفیف کا حکم لائے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان چیزوں کے بارے میں احکام کو بیان کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے بارے میں جو احکام عطا فرمائے انہیں بھی بیان کیا (4)۔

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

''پھر جب محسوس کیا عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کفر (و انکار) (تو) آپ نے کہا کون ہیں میرے مددگار اللہ کی راہ میں؟ (یہ سن کر) کہا حواریوں نے کہ ہم مدد کرنے والے ہیں اللہ (کے دین) کی، ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ گواہ ہو جائیو کہ ہم (حکم الٰہی کے سامنے) سر جھکائے ہوئے ہیں''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 330 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 331

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ سے مراد یہ ہے کہ جب انہوں نے کفر کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب آپ نے اپنی قوم سے مدد طلب کی تھی۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ کی تفسیر میں کہا وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر میری اتباع کرے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہاں الٰی مع کے معنی میں ہے یعنی وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی معیت میں میری مدد کرے گا(2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے اصحاب کو حواری اس لئے کہتے کیونکہ ان کے کپڑے سفید ہوتے اور وہ شکار کیا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو ارطاۃ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد دھوبی ہیں جو کپڑے دھوتے تھے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد کپڑے دھونے والے ہیں، نبطی زبان میں ہواری اور عربی زبان میں محور کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد دھوبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے تو وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حواریوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت کے قابل تھے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حواریوں سے مراد انبیاء کے منتخب لوگ تھے(5)۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حواری سے مراد وزیر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواری سے مراد مددگار ہے۔

امام بخاری، امام ترمذی اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر نبی کا حواری ہوتا ہے، میرے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں(6)۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اسید بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 335 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 332 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 336 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 336
5۔ ایضاً 6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 527، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

کے مصحف میں وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ کی قرأت میں تین لغتیں ہیں۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

''اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے اس پر جو تو نے نازل فرمایا اور ہم نے تابعداری کی رسول کی تو لکھ لے ہمیں (حق پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ۔ اور یہودیوں نے بھی (مسیح کو قتل کرنے کی) خفیہ تدبیر کی اور (مسیح کو بچانے کے لئے) اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر (اور مؤثر) خفیہ تدبیر کرنے والا ہے''۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ ہمیں حضور ﷺ اور آپ کی امت کے ساتھ لکھ لے۔ آپ کی امت نے حضور ﷺ کے بارے میں خبر دی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام حق پہنچا دیا اور رسولوں کے بارے میں بھی گواہی دی کہ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے کلبی کی سند سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے اصحاب کے ساتھ لکھ لے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ جب نماز پڑھ چکتے تو یوں دعا کرتے اے اللہ میں ان سوال کرنے والوں کے واسطہ سے تیری بارگاہ اقدس میں سوال کرتا ہوں جن کے سوال کو تو نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے بے شک ایسے سوال کرنے والوں کا تجھ پر حق ہے، خشکی اور تری میں سے جس بندے اور بندی کی تو دعا قبول کرے ان کی اچھی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کر لے، ہمیں اور انہیں معاف فرما، ہماری اور ان کی آرزوؤں کو قبول فرما، ہماری اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرما کیونکہ جو تو نے نازل فرمایا ہم اس پر ایمان لائے، ہم نے رسول کی اتباع کی، پس ہمیں شاہدین کے ساتھ لکھ لے۔ آپ فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جو بھی ان الفاظ کے ساتھ دعائیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ خشکی اور تری میں رہنے والوں کی دعا میں انہیں شریک کر لیتا ہے وہ دعا ان سب کو شامل ہو جاتی ہے جب کہ وہ اپنی جگہ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے انیس حواریوں کا ایک گھر میں محاصرہ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے وہ کون ہے جو میری صورت قبول کرے پھر اسے قتل کر دیا جائے تو اس کے لئے جنت ہے۔ ایک آدمی نے اس چیز کو قبول کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے انہوں نے مکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والا ہے سے یہی مراد ہے (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 338

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَیْنَكُمْ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۝۵۵ فَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ٘ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ۝۵۶ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۝۵۷

”یاد کرو جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ (علیہ السلام)! یقیناً میں پوری عمر تک پہنچاؤں گا تمہیں اور اٹھانے والا ہوں تمہیں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تمہیں ان لوگوں (کی تہمتوں) سے جنہوں نے (تیرا) انکار کیا اور بنانے والا ہوں ان کو جنہوں نے تیری پیروی کی غالب کفر کرنے والوں پر قیامت تک، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تم نے پس (اس وقت) میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان (ان امور کا) جن میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے۔ تو وہ جنہوں نے کفر کیا میں عذاب دوں گا انہیں سخت عذاب دنیا اور آخرت میں اور نہیں ہوگا ان کے لئے کوئی مددگار۔ اور وہ جو ایمان لائے اور کئے نیک کام تو اللہ پورے پورے دے گا انہیں ان کے اجر اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا ظلم کرنے والوں سے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُتَوَفِّیْكَ کا معنی ہے کہ میں تجھے موت عطا کرنے والا ہوں (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں تمہیں زمین سے اٹھانے والا ہوں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ان الفاظ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ کو نیند عطا کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے نیند کی حالت میں آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا۔ حضرت حسن نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ قیامت سے قبل آپ کی طرف لوٹیں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پھر تمہیں موت عطا کرنے والا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مطر وراق سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں تجھے دنیا سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 340   2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 339   3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 338

اٹھانے والا ہوں تجھے موت عطا کرنے والا نہیں (1)۔

امام ابن جریر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ آپ کی تصدیق کرنے والوں کی تعداد کم ہے اور جھٹلانے والوں کی تعداد زیادہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ میں تجھے قبض کروں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور کانے دجال پر مبعوث کروں گا جسے آپ قتل کریں گے، اس کے بعد آپ چوبیس سال تک زندہ رہیں گے، پھر میں تجھے موت عطا کروں گا۔ کعب نے کہا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی تصدیق ہے۔ آپ نے فرمایا وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کی ابتداء میں میں ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے آخر میں ہوں گے (2)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اس کے زمانے میں اتنے عجائب ہوں جتنے عجائب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا۔ آپ کے زمین سے اٹھانے کا مدعا یہ تھا کہ ایک جابر بادشاہ تھا جس کا نام داؤد بن نوذا تھا یہ بنی اسرائیل کا حاکم تھا، یہی وہ شخص تھا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش کے لئے آدمی بھیجے تھے تا کہ آپ کو قتل کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کو نازل فرمایا جب کہ آپ کی عمر تیرہ سال تھی اور آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا جب کہ آپ کی عمر چونتیس سال تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ وحی کی یعنی میں تجھے یہودیوں سے چھٹکارا دلاؤں گا وہ آپ کو قتل نہ کر سکیں گے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا ہے، وہ آسمان میں اس کی بارگاہ میں ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن میں صرف تین ساعتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت عطا کی پھر آپ کو آسمان پر اٹھالیا (5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین دن تک موت عطا کی پھر دوبارہ زندہ کیا اور آسمانوں پر اٹھالیا (6)۔

امام حاکم نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سات گھڑیوں تک موت عطا کی پھر انہیں زندہ کیا حضرت مریم حاملہ ہوئیں جب کہ ان کی عمر تیرہ سال تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں اٹھایا گیا۔ آپ کے اٹھائے جانے کے بعد چھ سال تک حضرت مریم زندہ رہیں۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے جویبر کے واسطہ سے ضحاک سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ سے مراد یہ ہے کہ میں تمہیں اٹھانے والا ہوں اور آخر زمانہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 339 2۔ ایضاً 3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 470
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 339 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 340 6۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 470

میں تجھے موت عطا کروں گا۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن جریر سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھایا اور انہیں موت عطا کی۔

امام حاکم نے حضرت حریث بن مخشی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا کو 21 رمضان میں شہید کیا گیا تو میں نے حضرت حسن بن علی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ کو اس رات شہید کیا گیا جس رات قرآن حکیم نازل ہوا۔ اس رات شہید کیا گیا جس رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام قید کیے گئے، اس رات شہید کیا گیا جس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کی گئی (1)۔

امام ابن سعد، امام احمد نے زہد میں اور حاکم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں آسمانوں پر اٹھایا گیا اور اتنی عمر میں حضرت معاذ فوت ہوئے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہود و نصاری، مجوس اور آپ کی قوم میں سے کفار سے پاک کیا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل نے آپ کے بارے میں جو برا ارادہ کیا تھا اس سے آپ کو پاک رکھا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل اسلام جنہوں نے آپ کے دین، ملت و سنت کی پیروی کی وہ ہمیشہ ان لوگوں پر غالب رہیں گے جنہوں نے آپ کی مخالفت کی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے جنہوں نے اسلام قبول کر کے آپ کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے خلاف قیامت تک ان کی مدد کرنے والا ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا (6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت نعمان بن بشیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے گی، جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے وہ ان کی کوئی پرواہ نہ کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچے گا۔ لقمان نے کہا اگر کوئی یہ کہے کہ میں تو وہ کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کہا تو اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اتباع کرنے والوں سے مراد مسلمان ہیں اور ہم ہی وہ ہیں اور ہم کفار پر ہمیشہ غالب ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی جب کہ وہ لوگوں پر غالب رہے گی یہاں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 154 (4688) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 (5173)
3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 341
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 342

تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچے گا جب کہ وہ اسی طرح ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ نصاریٰ قیامت تک یہودیوں پر غالب رہیں گے۔ کسی شہر میں اگر ایک بھی نصرانی ہوگا تو وہ مشرق و مغرب میں یہودیوں پر غالب ہوگا۔ یہودی ہر جگہ مغلوب رہیں گے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں اٹھا لئے گئے ہیں، قیامت کے روز سے پہلے انہیں دوبارہ زمین پر اتارا جائے گا جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور جو ان کے دین پر ہے وہ ہمیشہ قیامت تک ان لوگوں پر غالب رہیں گے جو ان سے الگ راہ اختیار کریں گے۔

امام ابن جریر نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے جو ایمان لائے اور فرائض ادا کیے انہیں ان کے اچھے اعمال پر پوری پوری جزا دی جائے گی، ان کے بدلہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی (2)۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

"یہ جو ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو آیتیں ہیں اور نصیحت حکمت والی"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نجران کے دو راہب آئے، ایک نے پوچھا حضرت عیسیٰ کا باپ کون تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے میں جلدی نہیں فرمایا کرتے تھے، اسی وقت جواب دیتے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوتا، تو مُمْتَرِيْن تک آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ذکر حکیم سے مراد قرآن حکیم ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے میں نے عرض کی ان سے کون سی چیز نکالے گی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب، یہی ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ۭ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۣ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 342 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 343 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 344

اللّٰهَ عَلِيمٌۢ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿۶۳﴾

"بے شک مثال عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مانند ہے، بنایا اسے مٹی سے پھر فرمایا اسے ہو جا تو وہ ہو گیا۔ (اے سننے والے!) یہ حقیقت (کہ عیسیٰ انسان ہیں) تیرے رب کی طرف سے (بیان کی گئی) پس تو نہ ہو جا شک کرنے والوں سے۔ پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آ گیا آپ کے پاس (یقینی) علم تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی، اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی، پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجا کریں پھر بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔ بے شک یہی ہے واقعہ سچا اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بے شک اللہ ہی غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے فساد برپا کرنے والوں کو"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کی ایک جماعت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، ان میں سید اور عاقب بھی تھے۔ اس وفد نے آپ سے عرض کی آپ کو کیا ہوا کہ آپ ہمارے صاحب کا ذکر کرتے ہیں؟ حضور ﷺ نے پوچھا آپ کا صاحب کون ہے؟ انہوں نے عرض کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کی آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے یا اس کے متعلق آپ کو خبر دی گئی ہے؟ پھر وہ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ حضرت جبرئیل امین آئے، کہا جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان سے فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہی ہیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اہل نجران میں سے ان کے دو سردار اور اسقف سید اور عاقب حضور ﷺ کو ملے، دونوں نے آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا ہر آدمی کا کوئی نہ کوئی باپ ہوتا ہے کیا وجہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کو مبعوث کیا گیا اور نجران کے لوگوں نے اس کے بارے میں سنا تو ان کے بہترین لوگوں میں سے چار فرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سید، عاقب، ماسرجس اور مار بحر بھی تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ ان سب نے کہا نہیں بلکہ وہ اللہ ہے جو اپنی بادشاہت سے نیچے اترا اور مریم کے پیٹ میں داخل ہو گیا پھر اس سے نکلا، اس نے ہمیں اپنی قدرت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امر دکھایا، کیا آپ نے کوئی ایسا انسان بھی دیکھا ہے جو باپ کے بغیر بھی پیدا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل نجران کے عاقب اور سید کے بارے میں نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نجران کا ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں سید اور عاقب بھی تھے، یہ ان دونوں نجران کے روساء تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی آپ ہمارے صاحب کو کیوں گالیاں دیتے ہیں؟ آپ نے پوچھا تمہارا صاحب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا عیسیٰ بن مریم، انہوں نے کہا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بندے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ اللہ کا بندہ اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا اور اس کی روح ہیں۔ وہ سخت غضب ناک ہوئے اور کہا اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں کوئی ایسا بندہ دکھاؤ جو مردوں کو زندہ کرتا ہو، مادرزاد اندھوں کو تندرست کرتا ہو، مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہو اور اس میں پھونک مارتا ہو بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو خدا ہیں یہاں تک کہ جبرئیل حاضر ہوئے، عرض کی اے محمد تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تو حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں (المائدہ:17) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ میں انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل کے بارے میں بتاؤں تو حضرت جبرئیل امین نے ان آیات کی تلاوت کی۔ جب صبح ہوئی وہ لوگ پھر آئے تو حضور ﷺ نے ان پر یہ آیات تلاوت کیں(3)۔

امام ابن سعد اور عبد بن حمید نے حضرت ازرق بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا اسقف اور عاقب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا ہم تو اس سے قبل ہی مسلمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اسلام پر قائم ہونے کے بارے میں جھوٹ بولا ہے، تم میں تین باتیں ہیں (1) تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے (2) تم صلیب کو سجدہ کرتے ہو (3) تم خنزیر کا گوشت کھاتے ہو۔ دونوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے؟ حضور ﷺ نے اپنی طرف سے کوئی مناسب جواب نہ جانا تو اللہ تعالیٰ نے بِالْمُفْسِدِيْنَ تک آیات کو نازل فرمایا۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور ﷺ نے ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا یہ نبی ہیں ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ان سے مباہلہ کریں۔ دونوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ دونوں نے عرض کیا آپ مباہلہ کے علاوہ ہمیں کیا پیش کرتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اسلام، جزیہ یا جنگ تو انہوں نے جزیہ دینے کا اقرار کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شک میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کا بندہ، اس کا رسول اور اس کا کلمہ ہیں(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا وفد حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 347

ہمیں حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بتائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تو اس سے بڑھ کر مقام ہونا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان تو نہیں کہ وہ حضرت آدم جیسا ہو تو اللہ تعالیٰ نے فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن حرث بن جزء زبیدی سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کاش میرے اور اہل نجران کے درمیان حجاب ہوتا نہ میں انہیں دیکھتا اور نہ وہ مجھے دیکھتے کیونکہ وہ سختی سے آپ کے ساتھ جھگڑتے تھے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمہ بن عبدیشوع سے انہوں نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ طٰس نازل ہونے سے پہلے حضور ﷺ نے اہل نجران کی طرف ایک خط لکھا اس اللہ کے نام سے جو حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا معبود ہے، یہ خط حضرت محمد ﷺ کی جانب سے نجران کے اسقف اور وہاں کے رہنے والوں کی طرف ہے، اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا معبود ہے، امابعد میں تمہیں بندوں کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت، بندوں کی حکمرانی سے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کی طرف بلاتا ہوں، اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کرو تو تم پر جزیہ لازم ہے، اگر تم جزیہ دینے سے انکار کرو تو میں تمہارے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔ والسلام۔

جب اسقف نے یہ خط پڑھا تو سخت خوفزدہ ہوا تو اس نے اہل نجران میں سے ایک آدمی کو بلا بھیجا جس کو شرحبیل بن وداعہ کہا جاتا، اسقف نے اسے خط دیا۔ شرحبیل نے خط پڑھا۔ اسقف نے اسے کہا تیری کیا رائے ہے؟ شرجیل نے کہا تم خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ حضرت اسماعیل کی اولاد میں نبوت عطا فرمائے گا، ممکن ہے یہی وہ آدمی ہو، نبوت کے بارے میں میرے پاس کچھ مشورہ نہیں، اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا میں اس بارے میں مشورہ دیتا اور تیرے لئے کوشش کرتا۔

اسقف نے اہل نجران کی طرف باری باری پیغام بھیجا، ہر ایک نے شرحبیل جیسی ہی بات کی۔ تمام کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ وہ شرحبیل بن وداعہ، عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض کو (مدینہ طیبہ) بھیجیں۔ یہ وفد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر لائیں۔ وفد چلا گیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے بات چیت کی۔ انہوں نے آپ سے سوال پوچھے۔ لگاتار بات چیت ہوتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج میرے پاس اس بارے میں کوئی چیز نہیں، تم ٹھہرو تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا جائے وہ میں تمہیں کل بتاؤں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348

انہوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

جب حضور ﷺ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دے دی گئی تھی تو حضور ﷺ تشریف لائے جب کہ حضرت حسن اور حضرت حسین آپ کی کملی میں تھے اور حضرت فاطمہ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ اس طرح آنے کا مقصد لعان کرنے کا تھا۔ ان دنوں آپ کی کئی بیویاں بھی تھیں۔ شرحبیل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا میں تو ایک لازمی امر دیکھتا ہوں۔ اگر یہ آدمی نبی ہے اور ہم نے اس سے لعان کیا تو روئے زمین پر نہ ہمارا بال رہے گا اور نہ ہی ناخن مگر وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ دونوں نے اس سے پوچھا اب تیری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہم اسے حکم مان لیں کیونکہ میں اسے ایسا آدمی خیال کرتا ہوں جو غلط فیصلہ نہیں کرے گا۔ دونوں نے اس سے کہا جو تیرا فیصلہ ہو ہمیں منظور ہے۔ شرحبیل رسول اللہ ﷺ سے ملا، عرض کی میں نے آپ کے ساتھ مباہلہ کرنے سے بھی بہتر رائے پائی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا ایک دن رات کی مہلت دیں، اس میں آپ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کریں گے، وہ ہمیں منظور ہوگا رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور ان سے مباہلہ نہ کیا اور ان سے جزیہ پر صلح کر لی۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عاقب اور سید حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے لعان کا ارادہ کیا، ایک نے دوسرے سے کہا اس سے مباہلہ نہ کرو، اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہوئے اور ہم نے ان سے لعان کر لیا تو نہ ہم کامیاب ہوں گے اور نہ ہمارے بعد والے کامیاب ہوں گے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی جو آپ ہم سے مطالبہ کریں گے، وہ ہم مان لیں گے ہمارے ساتھ اپنا ایک امین آدمی بھیجیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابوعبیدہ اٹھو، جب آپ کھڑے ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ امت کا امین ہے (1)۔

امام حاکم نے اسے نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا نیز ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عاقب اور سید آئے، آپ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا اے محمد ہم اسلام لا چکے ہیں۔ فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے، اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون سی چیز ہے جو تمہیں اسلام لانے سے روکتی ہے۔ دونوں نے عرض کی بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا صلیب کی محبت، شراب خوری، خنزیر کا گوشت کھانا۔ حضرت جابر نے کہا آپ نے ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ انہوں نے اگلے دن تک وعدہ کیا۔ جب اگلا دن طلوع ہوا حضور ﷺ نے حضرت علی شیر خدا حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین کا ہاتھ پکڑا پھر ان دونوں کی طرف پیغام بھیجا۔ دونوں نے جواب دینے اور اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو ان پر وادی آگ سے بھر جاتی۔ جابر نے کہا انہیں کے بارے میں آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ حضرت جابر نے کہا اَنْفُسَنَا اور اَنْفُسَكُمْ سے مراد رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی ہیں اَبْنَآءَنَا سے مراد حضرت حسن و حسین

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 217، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

رضی اللہ عنہا ہیں اور نِسَآءَنَا سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نجران کا وفد حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ روح اللہ، کلمۃ اللہ، عبد اللہ اور رسول اللہ ہیں۔ انہوں نے عرض کی کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ سے مباہلہ کریں کہ وہ تو ایسے نہ تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تمہیں یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں یہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو جمع کیا۔ ان کے رئیس نے کہا آپ سے لعان نہ کرو۔ اللہ کی قسم اگر تم ان سے لعان کرو گے تو دو جماعتوں میں سے ایک جماعت زمین میں دھنس جائے گی۔ وہ پھر حاضر ہوئے، عرض کی اے ابو القاسم ہمارے بے وقوفوں نے آپ سے مباہلہ کی بات کی ہے، ہم تو یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے پھر فرمایا عذاب نجران پر سایہ فگن ہو چکا تھا(1)۔

امام ابو نعیم نے دلائل میں کلبی کے واسطہ سے ابو صالح رحمہم اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا ایک عیسائی وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ ان کے سردار تھے اور چودہ آدمی تھے۔ ان میں سید (یہی ان میں سب سے بڑا تھا) عاقب اس کا مقام و مرتبہ اس کے بعد تھا اور یہی صاحب رائے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سے فرمایا اسلام قبول کر لو۔ دونوں نے کہا ہم اسلام لا چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں اسلام نہیں لائے۔ دونوں نے جواب دیا کیوں نہیں ہم آپ سے پہلے ہی اسلام لائے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے، تین چیزیں تمہیں اسلام قبول کرنے سے روکتی ہیں، تمہارا صلیب کی عبادت کرنا، خنزیر کھانا اور تمہارا یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں جنہیں حضور ﷺ نے ان پر تلاوت کیا۔ جب حضور ﷺ نے ان آیات کو تلاوت کیا تو انہوں نے کہا جو تم کہتے ہو ہم تو اسے نہیں جانتے۔ تو بعد والی آیت نازل ہوئی کہ جو جاننے کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ سے جھگڑا کریں تو انہیں کہو آؤ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ حضرت محمد ﷺ جو پیغام حق لائے ہیں وہ حق ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ باطل ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اگر تم اسلام قبول نہ کرو گے تو میں تم سے مباہلہ کروں گا۔ انہوں نے عرض کی اے ابو القاسم ﷺ ہم واپس چلتے ہیں اور اپنے معاملہ میں غور و فکر کرتے ہیں، پھر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے سے ملے اور سچی سچی باتیں کیں۔ سید نے عاقب سے کہا اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ یہ نبی مرسل ہیں، اگر تم اس سے لعان کرو گے تو وہ تمہیں نیست و نابود کر دے گا۔ کسی قوم نے کبھی بھی کسی نبی سے لعان نہیں کیا مگر ان کا نہ کوئی بڑا بچا ہے اور نہ ہی چھوٹا پروان چڑھا ہے۔ اگر تم اس کی پیروی نہیں کرنا چاہتے اور اس کی وجہ صرف تمہاری اپنے دین سے محبت ہے تو اسے چھوڑ دو اور اپنے ملک کی طرف واپس چلے جاؤ۔ حضور ﷺ ان کی طرف جب تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے ساتھ حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 649 (4157) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ نصاریٰ نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ دینے پر رضامندی اختیار کی۔

امام ابونعیم نے دلائل میں عطاء اور ضحاک رحمہم اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اہل نجران کے آٹھ عربی اسقف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں عاقب اور سید بھی تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ معنی یہ ہے کہ ہم جھوٹے پر لعنت کی دعا کریں۔ انہوں نے عرض کی ہمیں تین دن کی مہلت دیں۔ وہ بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع کے پاس گئے، ان سے مشورہ کیا۔ انہوں نے نجران کے وفد کو مشورہ دیا کہ وہ آپ سے صلح کر لیں، مباہلہ نہ کریں، وہ وہی نبی ہے جن کا ذکر ہم تورات میں پاتے ہیں۔ انہوں نے صفر میں ہزار حلے اور رجب میں ہزار حلے اور دراہم دینے پر صلح کر لی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے نجران کے وفد کو بلایا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ وہ واپس چلے گئے اور مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہل نجران پر عذاب نازل ہوا چاہتا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو روئے زمین سے ان کا خاتمہ کر دیا جاتا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کے لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بڑی عظیم باتیں کرتے، وہ حضور ﷺ سے اس بارے میں جھگڑا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آل عمران میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ان کو مباہلہ کرنے کا کہا۔ انہوں نے آنے والے دن کا وعدہ کیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے جب کہ آپ کے ساتھ حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت فاطمہ بھی تھیں۔ انہوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ پر صلح کر لی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا تھا جس نے مجھے یہ خبر دی تھی کہ اگر وہ مباہلہ کر لیتے تو اہل نجران ہلاک ہو جاتے یہاں تک کہ پرندے درختوں پر ہی مر جاتے۔

امام عبد الرزاق، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اہل نجران رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کرتے تو وہ واپس پلٹتے درانحالیکہ وہ وہاں کے باسیوں کو پاتے اور نہ ہی کوئی مال پاتے (2)۔

امام مسلم، امام ترمذی، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل ہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 351 — 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 163 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر نے حضرت علباء بن احمر یشکری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو بلا بھیجا اور یہودیوں کو بلا بھیجا تاکہ آپ ﷺ ان سے مباہلہ کریں تو ایک یہودی نوجوان نے کہا تم ہلاک ہو کیا تمہارا وہ زمانہ قریب ہی نہیں گزرا کہ تمہارے بھائی بندر اور خنزیر بنا دیئے گئے تھے؟ ان لوگوں سے مباہلہ نہ کرو تو وہ لوگ مباہلہ کرنے سے رک گئے (1)۔

امام ابن عساکر نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر اور ان کے بیٹے، حضرت عمر اور ان کے بیٹے، حضرت عثمان اور ان کے بیٹے اور حضرت علی اور ان کے بیٹے کو ساتھ لائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثُمَّ نَبْتَهِلْ کا معنی ہے ہم کوشش کریں۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اخلاص ہے آپ اس انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے جو انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے، یہ دعا ہے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، یہ ابتہال ہے آپ ہاتھوں کو لمبا کر کے اٹھاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ سے مراد یہ ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا وہ حق ہے۔

امام عبد بن حمید نے قیس بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس اور ایک دوسرے کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا تو آپ نے یہ مباہلہ والی آیت پڑھی، آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور رکن یمانی کی طرف منہ کیا اور آیت کا آخری حصہ پڑھا۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝۶۴

"(میرے نبی!) آپ کہیے اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان (وہ یہ کہ) ہم نہ عبادت کریں (کسی کی) سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنا لے کوئی ہم میں سے کسی کو رب اللہ کے سوا، پھر اگر وہ روگردانی کریں (اس سے) تو تم کہہ دو گواہ رہنا (اے اہل کتاب) کہ ہم مسلمان ہیں"۔

ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نماز فجر کی پہلی رکعت میں قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا (البقرہ: 136) اور دوسری رکعت میں اس آیت کی تلاوت کرتے (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 251

امام عبدالرزاق، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابوسفیان نے روایت نقل کی ہے کہ ہرقل شاہ روم نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب منگوایا اور اسے پڑھا، اس میں تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمد ﷺ کی جانب سے ہرقل جو روم کا بادشاہ ہے کی طرف ہے، اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی بعدازاں میں تجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرلو سلامتی پاجاؤ گے، اسلام قبول کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دگنا اجر عطا فرمائے گا، اگر تو نے اسلام قبول کرنے سے روگردانی کی تو تم پر تیرے تمام پیروکاروں کا گناہ بھی ہو گا یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔(1)

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کفار (اہل کتاب) کی طرف یہی خط ہوتا تھا تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو یکساں بات کی طرف دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کردیا۔ آپ نے ان سے جہاد کیا تو وہ جزیہ دینے راضی ہو گئے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ حضور ﷺ نے یہودیوں کو کلمہ سواء کی دعوت دی انہوں نے ہی حضور ﷺ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کیا تھا اور گمان یہ کیا تھا کہ آپ نے یہودی کی حیثیت سے وفات پائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلایا اور اس کی نفی کی تو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ حضور ﷺ نے یہودیوں کو اس بات کی دعوت دی (4)۔

حضرت محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں نصف (انصاف) کی دعوت دی اور ان (وفد نجران) سے بحث و تمحیص کو ختم کردیا۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ پھر حضور ﷺ نے نجران کے وفد کو اس امر کی دعوت دی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سواء کا معنی عدل ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (6)۔

طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے آپ سے اس کی تفسیر کے بارے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 413، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 354 6۔ ایضاً

میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سواء کا معنی عدل ہے۔ پوچھا کیا عرب اس کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

تَلَاقَيْنَا تَعَاصَيْنَا سَوَاءً وَلٰكِنْ حُمَّ عَنْ حَالٍ بِحَالِ

ہم باہم برابر برابر ملے اور برابر برابر نافرمانی کی۔ لیکن ایک حال کا دوسرے حال کے بدلے میں فیصلہ کر لیا گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ کلمہ سواء سے مراد (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اسی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معصیت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی اطاعت نہ کریں۔ کہا جاتا ہے اس ربوبیت کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ عبادت کے علاوہ اپنے سرداروں اور قائدین کی ہر معاملہ میں اطاعت کرتے اگرچہ ان کے لئے نماز نہ پڑھتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے سجدہ کرتے تھے (3)۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

"اے اہل کتاب! کیوں جھگڑتے ہو تم ابراہیم کے بارے میں حالانکہ نہیں اتاری گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد، کیا (اتنا بھی) تم نہیں سمجھ سکتے؟ سنتے ہو! تم وہ لوگ ہو جو جھگڑتے رہے ہو (اب تک) ان باتوں میں جن کا تمہیں کچھ نہ کچھ علم تھا، پس (اب) کیوں جھگڑنے لگے ہو ان باتوں میں نہیں ہے تمہیں جن کا کچھ علم اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کے نصرانی اور یہود کے علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ کے پاس باہم جھگڑا کیا، یہود کے علماء نے کہا حضرت ابراہیم تو یہودی تھے نصرانیوں نے کہا حضرت ابراہیم نصرانی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (4)۔

امام ابو رافع قرظی نے کہا اے محمد کیا تم ہم سے یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اسی طرح عبادت کریں جس طرح نصاری حضرت عیسیٰ بن مریم کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک نجرانی نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم یہی چاہتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میری عبادت کی جائے یا میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم دوں، مجھے اس مقصد کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ سے بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 354 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 355 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 358

عمران:79) تک نازل فرمایا پھر اس وعدہ کا ذکر کیا جو ان سے اور ان کے آباء واجداد سے لیا تھا کہ جب وہ رسول آئے گا کہ تو اس کی وہ تصدیق کریں گے اور انہوں نے اس کا اقرار بھی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ سے لے کر مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ (آل عمران:81) تک نازل فرمایا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو بلایا، انہوں نے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی کی حیثیت سے فوت ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہودیت کی نفی کی فرمایا اے اہل کتاب تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو، تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے جب کہ تورات اور انجیل آپ کے بعد نازل کی گئی جب کہ یہودیت تو تورات کے نازل ہونے کے بعد شروع ہوئی اور نصرانیت انجیل کے نازل ہونے کے بعد شروع ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو یہود و نصاریٰ سے بری قرار دیا جب کہ دونوں نے اس کا دعویٰ کیا تھا اور آپ کو مومنین کے ساتھ ملایا جو کہ حق پرست ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نصرانیوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نصرانی تھے، یہودیوں نے کہا آپ یہودی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ کیا کہ تورات اور انجیل کو تو ہم نے آپ کے بعد نازل کیا ہے، اس لئے یہودیت اور نصرانیت تو ان کے بعد شروع ہوئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ کا مطلب ہے کہ جس کو تم نے دیکھا اور معائنہ کیا تم اس میں جھگڑو مگر جس کو تم نے دیکھا نہیں اس میں کیوں جھگڑتے ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جس چیز کا تمہیں علم ہے سے مراد وہ چیزیں ہیں جو تم پر حرام کی گئیں ہے یا جن کے بارے میں تمہیں حکم دیا گیا اور جس کا تمہیں علم نہیں سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے جو علم ہوتے ہوئے جھگڑے اسے تو معذور سمجھا جا سکتا ہے اور جو جہالت کی وجہ سے جھگڑے اس کا کوئی عذر قبول نہیں۔

مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّ لَا نَصْرَانِیًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۶۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 356 3۔ ایضاً

''نہ تھے ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی بلکہ وہ ہر گمراہی سے الگ رہنے والے مسلمان تھے اور نہ ہی وہ شرک کرنے والوں میں سے تھے''۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے دین پر تھے، نصرانیوں نے کہا آپ ہمارے دین پر تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو جھٹلایا اور ان کی حجت کو باطل کر دیا(1)۔

حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے روایت نقل کی ہے کہ کعب، آپ کے ساتھیوں اور نصرانیوں کی ایک جماعت نے کہا کہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاء ہم میں سے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے میرا خیال ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف نکلے کہ وہ دین کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور اس کی اتباع کریں۔ وہ ایک یہودی عالم سے ملے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا میں نے تمہارے دین کو اپنانے کا قصد کیا ہے، اپنے دین کے بارے میں بتاؤ، یہودی نے زید سے کہا تو اس وقت تک ہمارے دین پر نہیں آ سکتا یہاں تک کہ تو اپنے حصہ کا اللہ تعالیٰ کا غضب پائے، زید نے کہا میں تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے ہی تو بھاگتا ہوں، میں تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا غضب برداشت نہیں کر سکتا، کیا تم مجھے ایسے دین کے بارے میں بتا سکتے ہو جس میں یہ چیز نہ ہو۔ اس نے کہا میں اور کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے تو حنیفی ہو جائے۔ زید نے پوچھا حنیف کیا ہے؟ اس عالم نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین، آپ نہ یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ زید یہودی عالم کے پاس سے اٹھے اور ایک نصرانی عالم کے پاس آئے، اس سے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہارا دین اپناؤں، مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔ اس عالم نے کہا تم اس وقت تک ہمارے دین پر نہیں آ سکتے جب تک تم اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق نہ بنو۔ زید نے کہا میں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے کسی شے کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کے غضب کو برداشت کر سکتا ہوں۔ کیا تم مجھے کسی ایسے دین کے بارے میں بتا سکتے ہو جس میں یہ چیزیں نہ ہوں؟ تو اس عالم نے بھی زید کو وہی بات بتائی جو یہودی عالم نے بتائی تھی کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے تو حنیفی ہو جائے۔ زید ان کے پاس سے اٹھا اور اسی دین پر راضی ہو گیا جس کے بارے میں ان دونوں نے بتایا اور حضرت ابراہیم کی شان کے بارے میں جس چیز پر اتفاق کیا تھا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے ہاتھ اٹھائے رکھتے تھے اور عرض کرتے اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں(2)۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ أٰمَنُوا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 358

''بے شک نزدیک تر لوگ ابراہیم (علیہ السلام) سے وہ تھے جنہوں نے ان کی پیروی کی نیز یہ نبی (کریم) اور جو (اس نبی پر) ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے مومنوں کا''۔

امام عبد بن حمید نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابن غنم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کے صحابہ نجاشی کے پاس گئے تو انہیں عمرو بن عاص اور عمارہ بن ابی معیط نے آلیا اور ان صحابہ پر سرکشی کا ارادہ کیا۔ یہ لوگ نجاشی کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ یہ جماعت جو مکہ سے تیرے پاس آئی ہے، ان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تیرے ملک کو خراب کریں، تیری زمین میں فساد برپا کریں اور تیرے رب کو برا بھلا کہیں، نجاشی نے حضور ﷺ کے صحابہ کو بلا بھیجا۔ جب صحابہ کرام حاضر ہو گئے تو نجاشی نے پوچھا کیا تم سنتے نہیں کہ یہ دونوں تمہارے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عمرو بن عاص اور عمارہ یہ گمان کرتے ہیں کہ تم اس لئے یہاں آئے ہو کہ میرے ملک کو تباہ و برباد کر دو اور میرے ملک میں فساد برپا کرو۔ حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت حمزہ نے کہا اگر تم چاہو تو ہم میں سے ایک کو موقع دو کہ وہ نجاشی سے بات کرے، میں تم میں سے کم عمر ہوں۔ اگر بات صحیح ہو گی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توفیق دینے والا ہے، اگر بات بگڑ گئی تو تم کہنا یہ نوجوان آدمی ہے، اسے گفتگو کا سلیقہ نہیں تو تم عذر پیش کر دینا۔ نجاشی نے اپنے علماء، راہب اور ترجمان اکٹھے کئے پھر صحابہ سے پوچھا مجھے اس ہستی کے بارے میں بتاؤ جن کے پاس سے تم آئے ہو کہ وہ تمہیں کیا کہتے ہیں؟ کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟ کیا ان کی کوئی کتاب بھی ہے جسے وہ پڑھتے ہیں؟ صحابہ نے بتایا ہاں اللہ تعالیٰ جو ان کی طرف وحی کرتا ہے وہ اسے پڑھتے ہیں جسے وہ اللہ سے خود سنتے ہیں وہ پڑھتے ہیں، آپ نیکی کا حکم دیتے ہیں، آپ حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں، یتیم پر احسان کا حکم دیتے ہیں، ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں اور کسی اور کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور سورۂ روم، سورۂ عنکبوت، سورۂ کہف اور سورۂ مریم کی آیات کی تلاوت کی۔ جب قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوا تو عمرو بن عاص نے ارادہ کیا کہ نجاشی کو ان پر غضب ناک کرے۔ عمرو نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ نجاشی نے کہا تمہارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو گفتگو کرنے والے صحابی نے کہا آپ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبد اللہ، رسول اللہ، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا۔ تو نجاشی نے اپنے مسواک کا ایک تنکا لیا جو اس قدر تھا جتنا آنکھ میں تنکا پڑ جاتا ہے اور قسم اٹھائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں جتنا کہ تمہارے نبی کہتے ہیں، تمہیں بشارت ہو اور تم کوئی خوف نہ کرو، تم آج حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حزب ہو۔ عمرو بن عاص نے پوچھا حضرت ابراہیم کے حزب سے کیا مراد ہے؟ نجاشی نے کہا اس سے مراد یہ جماعت اور ان کے نبی ہیں جن کے پاس سے یہ لوگ آئے ہیں اور جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں تھے کہ آپ پر ان کے جھگڑے کے بارے میں آیات نازل ہوئیں اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ

عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے انبیاء میں سے ولی ہوئے ہیں، انبیاء میں سے میرے ولی میرے جداعلیٰ اور میرے رب کے خلیل ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حکم بن میناء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے قریش کی جماعت لوگوں میں سے نبی کے سب سے قریبی متقین ہیں تم بھی ان کی راہ چلو دیکھو ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے پاس اعمال کے ساتھ آئیں اور تم دنیا کے ساتھ میرے پاس آؤ تو میں تم سے اپنا چہرہ پھیر لوں پھر ان پر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوْلَى النَّاسِ سے مراد مومنین ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے دین، سنت، منہاج اور فطرت پر ہیں۔ هٰذَا النَّبِيُّ سے مراد اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ سے مراد مومنین ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے مومن حضرت ابراہیم کا ولی (دوست) ہے خواہ وہ گزر چکا ہے یا ابھی باقی ہے۔

امام احمد، ابوداؤد نے بعث میں، ابن ابی دنیا نے عزاء میں، بیہقی نے البعث والنشور میں اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنوں کی اولاد جنت میں ایک پہاڑ میں ہوں گے جن کی کفالت حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کر رہی ہوں گی یہاں تک کہ انہیں قیامت کے روز ان کے والدین کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

وَدَّتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ
اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٩﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿٧٠﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٧١﴾ وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى
هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 359 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 359

رَبِّكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٧٣﴾ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾

''دل سے چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب سے کہ کسی طرح گمراہ کردیں تمہیں اور نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (اس حقیقت) کو نہیں سمجھتے۔ اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا حالانکہ تم خود گواہ ہو۔ اے اہل کتاب! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور (کیوں) چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو۔ کہا ایک گروہ نے اہل کتاب سے کہ ایمان لے آؤ اس (کتاب) پر جو اتاری گئی ایمان والوں پر صبح کے وقت اور انکار کردو اس کا سرشام۔ شاید (اس طرح) وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں۔ (ایک دوسرے کو تاکید کرتے ہیں) کہ مت مانو کسی کی بات سوائے ان لوگوں کے جو پیروی کرتے ہیں تمہارے دین کی۔ فرمایئے ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہو (اور یہ بھی نہ ماننا کہ) دیا جاسکتا ہے کسی کو جیسے تمہیں دیا گیا یا کوئی حجت لاسکتا ہے تم پر تمہارے رب کے پاس (اے حبیب ﷺ!) فرمادیجئے کہ فضل (وکرم) تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ خاص کرلیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ آل عمران میں اہل کتاب کے بارے میں جو کچھ مذکورہ ہے وہ نصاریٰ کے بارے میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی نعت تمہاری کتابوں میں ہے پھر تم کفر کرتے ہو اور آپ کا انکار کرتے ہو اور ایمان نہیں لاتے جب کہ تم اپنی کتابوں، تورات وانجیل میں یہ لکھا ہوا پاتے ہو کہ آپ نبی امی ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیات اللہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جب کہ تم یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہے تم اپنی کتابوں میں آپ کی شان لکھی ہوئی پاتے ہو (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیات سے مراد دلائل ہیں اور تم یہ جانتے ہو کہ قرآن حق ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جن کی شان تم تورات اور انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی دین نہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 361 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تم یہودیت اور نصرانیت کو کیوں اسلام کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہو جب کہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ صرف اسلام ہی کو بطور دین قبول فرمائے گا اور تم حضور ﷺ کی شان کو چھپاتے ہو جب کہ تم آپ کی شان تورات وانجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہو(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن حنیف، عدی بن زید اور حرث بن عوف نے ایک دوسرے سے کہا آؤ دن کے پہلے پہر حضرت محمد ﷺ پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر ایمان لے آئیں اور پچھلے پہر اس کا انکار کر دیں تا کہ ہم ان پر ان کا دین مشتبہ کر دیں۔ شاید وہ بھی اسی طرح کریں جس طرح ہم کریں گے اور وہ دین سے پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ سے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ تک آیات کو نازل فرمایا(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض یہودیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دن کے پہلے پہر ان پر ایمان لے آؤ اور پچھلے پہر ارتداد اختیار کر لو، ممکن ہے وہ بھی تمہارے ساتھ ہی پلٹ آئیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے راز کی اطلاع فرمائی اور ان آیات کو نازل فرمایا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَقَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ عرب بستیوں کے بارہ علماء تھے، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا دن کے پہلے پہر حضرت محمد ﷺ کے دین میں داخل ہو جاؤ اور کہو ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ حق اور سچے ہیں، جب دن کا پچھلا پہر ہو گا تو انکار کر دینا اور کہنا ہم اپنے علماء کی طرف واپس پلٹ آئے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ حضرت محمد ﷺ جھوٹے ہیں تم تو کچی بات پر نہیں ہو ہم اپنے دین کی طرف پلٹ آئے ہیں، تمہارے دین سے یہ ہمیں زیادہ پسندیدہ ہے، شاید مومنوں کو شک پڑ جائے کہ یہ دن کے پہلے حصہ میں ہمارے ساتھ تھے اب انہیں کیا ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بارے میں آگاہ کر دیا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے کہا جب تم دن کے پہلے پہر حضور ﷺ کے صحابہ سے ملو تو ایمان لے آنا جب دن کا پچھلا پہر آئے تو اپنی نماز پڑھنا۔ شاید وہ کہیں یہ اہل کتاب ہیں ہم سے زیادہ علم رکھتے ہیں، شاید وہ اپنے دین سے پلٹ آئیں(5)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں ابوظبیان رحمہم اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دن کے پہلے حصہ میں وہ آپ کے ساتھ ہوتے، آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور آپ سے کلام کرتے، جب شام ہوتی اور نماز کا وقت ہوتا تو انکار کر دیتے اور آپ کو چھوڑ دیتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 362 | 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 361 | 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 363
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 363 | 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 364

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہودی صبح کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھتے اور پچھلے پہر پر انکار کر دیتے وہ یہ خفیہ تدبیر کرتے تا کہ لوگوں کو یہ دکھائیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کی اتباع کی تھی اب ان پر گمراہی عیاں ہو چکی ہے اس لئے انہوں نے رجوع کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے وجہ النَّهَارِ کی تفسیر دن کا پہلا حصہ لیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ یہ قول انہوں نے ایک دوسرے سے کہا تھا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم صرف اسی پر ایمان لاؤ جو یہودیت کی اتباع کرے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کے علماء اپنے ہم دینوں سے کہتے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کے پاس جاؤ اور کہو ہم تمہارے دین پر ہیں، جب رات ہو تو ان کے پاس جاؤ اور انہیں کہو ہم نے تمہارے دین کا انکار کیا ہے، ہم اپنے پہلے دین پر ہی ہیں۔ ہم نے اپنے علماء سے پوچھا ہے، انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ تم تو دین حق پر نہیں ہو۔ شاید اس حیلہ سے مسلمان تمہارے دین کی طرف پلٹ آئیں اور حضرت محمد ﷺ کا انکار کر بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ کا قول اس لئے کرتے کہ یہودی اس بات پر حسد کرتے کہ نبوت کسی اور میں واقعہ ہو اور وہ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ لوگ ان کے دین کی ہی اتباع کریں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت کو وہ فضیلت دی جائے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ نے فرمایا قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اے حضرت محمد ﷺ کی امت اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ اصل میں یہودی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان فرمایا ہے یہاں تک کہ ہم پر من وسلویٰ نازل فرمایا اے مسلمانوں اللہ تعالیٰ نے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 64-363 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 364 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 366 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 366 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 367 7۔ ایضاً

تمہیں عطا فرمایا ہے وہ بہت افضل ہے اس لئے یہ کہا کرو اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب جیسی کتاب نازل فرمائی اور تمہارے نبی جیسا نبی مبعوث کیا تو تم نے اس پر حسد کرنا شروع کر دیا۔ تو آپ فرما دیجئے فضل تو سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے جب یہ امر وہی ہے جس پر تم ہو اسی کی مثل تمہیں عطا کیا گیا ان میں سے بعض نے دوسروں سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں اس نبی کی شان کے بارے میں جو کہا ہے اس کے بارے میں ان مسلمانوں کو نہ بتاؤ، یہ تمہارے رب کے ہاں تم سے جھگڑیں گے، انہیں تمہارے خلاف غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ یہاں فضل سے مراد اسلام ہے، رحمت سے مراد قرآن اور اسلام ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ رحمت سے مراد نبوت ہے جس کے حق میں چاہتا ہے اسے مختص کر دیتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے العظیم کی تعبیر وافر نقل کی ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝

"اور اہل کتاب سے بعض ایسے (دیانت دار) ہیں کہ اگر تو امانت رکھے اس کے پاس ایک ڈھیر (سونے چاندی کا) تو ادا کر دے اسے تمہاری طرف اور ان میں سے بعض وہ بھی ہیں کہ اگر تو امانت رکھے اس کے پاس ایک اشرفی تو واپس نہ کرے گا اسے بھی تیری طرف مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے، اس (بددیانتی) کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے ہم پر ان پڑھوں کے معاملہ میں کوئی گرفت اور یہ لوگ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ہاں کیوں نہیں جس نے پورا کیا اپنا وعدہ اور پرہیزگار بنا تو بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیزگاروں سے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 367 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 369

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو بڑا خزانہ واپس کر دیتے ہیں اس سے مراد نصاری اور جو واپس نہیں کرتے اس سے مراد یہودی ہیں مگر اس صورت میں جب کہ تو ان سے مطالبہ کرے اور ان کا پیچھا کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صحابہ کے دیون یہودیوں پر ہوتے تھے، وہ کہتے اگر ہم حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کے اموال اپنے پاس روکے رکھیں تو کوئی حرج نہیں۔ اہل کتاب کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر مسلمان کو ان کا حق ادا کر دیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے دینار نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ دین اور نار ہے، کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے اپنا حق لیا وہ دین ہے جس نے ناحق لیا وہ نار ہے۔

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ درہم کو درہم کیوں کہتے ہیں اور دینار کو دینار کیوں کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ درہم کو درہم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ غم کا گھر ہے اور دینار کو دینار اس لئے کہتے ہیں کیونکہ مجوسیوں نے اسے بنایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا کہ یہ تعبیر نقل کی ہے کہ لگا تار کھڑا رہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اس کے سر پر کھڑا رہے تو اس وقت تک تو وہ امانت کا اعتراف کرتا ہے جب تو اٹھ کر چلا جائے پھر مطالبہ کے لئے واپس آئے تو پھر انکار کر دیتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ کی تعبیر یہ کرتے ہیں کہ عربوں کے جو اموال ہم نے لے لئے ہیں تو ان کے بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں (3)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا جاتا کیا وجہ ہے تم امانت واپس نہیں کرتے؟ وہ جواب میں کہتے عربوں کے اموال کے بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارے لئے حلال کر دیئے ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ بولا، زمانہ جاہلیت میں جو کچھ تھا وہ ان دو قدموں کے نیچے ہے مگر امانت یہ نیک اور برے ہر شخص کو واپس کی جائے گی (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت صعصعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم جنگ میں ذمیوں کے اموال میں سے مرغی اور بکری وغیرہ پاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا ہم کہتے ہیں اس بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اہل کتاب بھی اسی طرح کہا کرتے تھے، جب انہوں نے جزیہ ادا کر دیا ہے تو اب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 370 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 371 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

ان کے اموال تمہارے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ خوشی سے تمہیں نہ دیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں چند افراد نے یہودیوں سے کاروبار کیا۔ جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو یہودیوں سے رقم کا مطالبہ کیا۔ تو یہودیوں نے کہا نہ ہم پر تمہاری امانت کی واپسی لازم ہے اور نہ ہی قرض کی ادائیگی کیونکہ تم نے اپنا سابقہ دین چھوڑ دیا ہے۔ ساتھ ہی یہ دعوی کیا کہ ہم اپنی کتاب میں یہی حکم پاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (2)

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَاتَّقَى کا مطلب ہے جو شرک سے بچا اور اللہ تعالیٰ شرک سے بچنے والوں کو محبوب رکھتا ہے (3)۔

إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾

"بے شک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت یہ وہ (بدنصیب) ہیں کہ کچھ حصہ نہیں ان کے لئے آخرت میں اور بات تک نہ کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ اور دیکھے گا بھی نہیں ان کی طرف قیامت کے روز اور نہ پاک کرے گا انہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی قسم اٹھائے اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہو، اس کی قسم اٹھانے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کا مال قبضہ میں لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو گا۔ اشعث بن قیس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی، میرے اور ایک یہودی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا، اس نے زمین واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے کہا گواہ تو نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی سے فرمایا اس بارے میں قسم اٹھاؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قسم اٹھا دے گا اور میرا مال ضائع ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے بازار میں اپنا سامان پیش کیا اور اللہ کے نام کی قسم اٹھائی کہ اس نے اس مال کے اتنے پیسے دیئے تھے جب کہ اس نے اتنے پیسے نہیں دیئے تھے۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ مسلمان کو پھانس لے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 363 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 371 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 373

امام احمد، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں اور ابن عساکر نے عدی بن بحیرہ رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امرؤالقیس اور حضر موت کے ایک آدمی کے درمیان جھگڑا تھا۔ دونوں نے مسئلہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا حضور ﷺ نے فرمایا تیرے گواہ ہوں گے ورنہ اس کی قسم ہوگی۔ حضرمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر اس نے قسم اٹھادی تو میری زمین چلی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے جھوٹی قسم اٹھائی اس کا مقصد یہ تھا کہ اپنے بھائی کا حق غصب کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔ امرؤالقیس نے کہا یارسول اللہ ﷺ اس کے لئے کیا ہوگا جس نے چھوڑ دیا جب کہ وہ جانتا تھا کہ یہ زمین اس کا حق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جنت۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس زمین کو چھوڑ دیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اشعث بن قیس نے اور ایک اور آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں اس زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا جو اس آدمی کی تھی اور حضرت اشعث کے قبضہ میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ لاؤ۔ اس آدمی نے عرض کی اشعث کے خلاف گواہی دینے کے لئے میرے پاس کوئی گواہ نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر تم قسم لے سکتے ہو۔ اشعث نے کہا ہم قسم اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اشعث نے قسم اٹھانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اللہ تعالیٰ اور آپ لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مدمقابل سچا ہے۔ اشعث نے اس کی زمین اسے واپس کردی اور اپنی طرف سے بہت سی زمین بھی دے دی (2)۔

امام ابن جریر نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے دن کے پہلے پہر اپنا سامان فروخت کے لئے پیش کیا۔ جب شام ہونے لگی تو ایک آدمی اس کے پاس آیا تاکہ اس سے وہ سامان خریدے۔ تو مالک نے قسم اٹھادی کہ دن کے پہلے حصے میں اتنی قیمت پر سامان اس نے نہ بیچا۔ اگر شام نہ ہو جاتی تو وہ اپنا سامان نہ بیچتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابورافع، کنانہ بن ابی الحقیق، کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عون کے واسطہ سے ابراہیم، محمد اور حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سب کہتے اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی قسم کے ساتھ دوسرے آدمی کا مال لے لیتا ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضر موت اور کندہ کا ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ اس نے میرے باپ کی زمین پر قبضہ کرلیا ہے۔ کندی نے کہا یہ وہ زمین ہے جو میرے قبضہ میں تھی، میں اسے کاشت کرتا چلا آرہا ہوں، اس میں اس آدمی کا کوئی حق نہیں۔ حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 374 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 375 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 374

ﷺ نے حضرمی سے کہا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس نے عرض کی میرے پاس گواہ تو نہیں ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر تیرے لیے قسم ہے۔ اس آدمی نے عرض کی یارسول اللہ یہ آدمی تو فاجر ہے، یہ قسم اٹھانے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی یہ کسی چیز سے ڈرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم صرف اس سے قسم ہی لے سکتے ہو۔ وہ آدمی قسم اٹھانے کے لئے جانے لگا۔ جب اس نے پیٹھ پھیری تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ آدمی مال کھانے کے لئے قسم اٹھادے تو یہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا جب کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرنے والا ہوگا (1)۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت اشعث بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کندہ اور حضرموت کے ایک آدمی نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یمن میں موجود زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا، حضرمی نے عرض کی میری زمین کو اس کے باپ نے غصب کرلیا ہے، اب یہ زمین اس کے قبضہ میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ عرض کی نہیں لیکن میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میری زمین کو اس کے باپ نے غصب کیا ہے۔ کندی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی بھی جھوٹی قسم اٹھا کر کسی کا مال غصب کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے۔ کندی نے کہا یہ اس کی زمین ہے۔

امام احمد، بزار، ابویعلی اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا۔ ان میں سے ایک حضرموت سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک پر قسم لازم فرمائی تو دوسرے نے شور مچادیا کہ پھر میری زمین تو میری ملکیت سے غائب ہوگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر اس نے ظلم کرتے ہوئے تیری زمین ہتھیالی تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا اور ایسے آدمی کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا دوسرا آدمی ڈر گیا اور زمین اسے واپس کردی۔

امام احمد بن منیع نے اپنی مسند میں، بیہقی نے سنن میں اور حاکم نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ایسا گناہ جس کا کفارہ نہیں ہوتا اس میں ہم یمین غموس کو شمار کرتے تھے۔ عرض کی گئی یمین غموس کیا ہے؟ فرمایا ایک آدمی اپنی جھوٹی قسم کے ساتھ کسی آدمی کا مال غصب کرنا چاہے۔

امام ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے حضرت حرث بن برصاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حج کے دوران جمرتین کے درمیان حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی بھائی کا مال غصب کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے، جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچادے جو موجود نہیں۔ یہ ارشاد آپ نے دو دفعہ یا تین دفعہ دہرایا (2)۔

امام بزار نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم مال

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 3، صفحہ 70 (1340) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 328 (7803) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

کو برباد کر دیتی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے بغاوت سب سے جلدی عذاب لانے کا باعث ہوتی ہے، طاعات میں سے صلہ رحمی سب سے جلدی ثواب کا باعث ہوتی ہے جھوٹی قسم گھروں کو برباد کر چھوڑتی ہے۔

امام حرث بن ابی اسامہ اور حاکم نے حضرت کعب بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے جھوٹی قسم اٹھا کر مسلمان بھائی کا مال غصب کیا تو اس کے دل میں سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، کوئی چیز قیامت تک اس کے اس نقطہ کو مٹا نہیں سکتی (1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت جابر بن عتیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قسم کے ساتھ اپنے بھائی کا مال غصب کیا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام قرار دیتا ہے اور جہنم کو واجب کر دیتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ خواہ وہ مال تھوڑا سا ہو؟ فرمایا اگر چہ مسواک ہی کیوں نہ ہو۔

امام مالک، ابن سعد، امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن نے اپنی قسم کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کا مال غصب کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کو واجب کر دیتا ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر چہ وہ مال تھوڑا سا ہو۔ فرمایا اگر چہ وہ اراک (درخت) کی ٹہنی ہو۔ یہ ارشاد آپ نے تین دفعہ فرمایا (2)۔

امام ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی مرد یا عورت اس منبر کے پاس جھوٹی قسم نہیں اٹھاتا مگر جہنم کا مستحق بن جاتا ہے اگر چہ وہ چیز جس کو حاصل کرنے کے لئے قسم اٹھا رہا ہے وہ تر مسواک ہی کیوں نہ ہو (3)۔

امام ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے منبر کے نزدیک جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنا لے اگر چہ اس نے قسم تر مسواک کو حاصل کرنے کے لئے اٹھائی ہو۔ ابوعبید اور خطابی نے کہا حضور ﷺ کے زمانہ میں قسم منبر کے پاس اٹھاتے تھے (4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم سامان کو ناپید کر دیتی ہے اور کمائی کو مٹا دیتی ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوسوید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جھوٹی قسم رحم کو بانجھ کر دیتی ہے تعداد کو کم کر دیتی ہے اور گھروں کو کھنڈر بنا دیتی ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 367، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 80، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 109 (2322) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 108 (2325)

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، ایک آدمی مسلمان کے مال پر قسم اٹھائے اور اسے غصب کرلے اور ایک آدمی عصر کی نماز کے بعد قسم اٹھائے کہ اس نے اس کے سامان کے بدلے میں زیادہ عطا کیا تھا جب کہ وہ جھوٹ ہو، تیسرا آدمی وہ ہے جس نے فالتو پانی روکا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنے فضل کو روکتا ہوں جس طرح تو نے فاضل پانی روکا تھا جب کہ اس پانی میں تیرا کوئی عمل دخل نہ تھا (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر اور حاکم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے جو جھوٹی قسم اٹھائے تاکہ اپنے بھائی کا مال غصب کرے تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔ ایک آدمی نے اس سے کہا کیا یہ ایسی چیز ہے جو تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو کہا بے شک تم اسے پاتے ہو۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ الآیۃ (2)۔

امام بخاری نے ابوملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو عورتیں ایک گھر میں گھونگے پرو رہی تھی، ستالی (جس سے سوراخ کررہی تھی) اس کے ہاتھ سے آر پار نکل گئی، اس نے دوسری پر اس کا دعویٰ کردیا۔ مسئلہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو محض دعووں پر حق عطا کردیے جاتے تو یہ دعوے قوموں کے خون اور اموال ختم کردیتے جس میں وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائیں اور اس کا اقرار کریں پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ لوگوں نے اس کے سامنے اس کا ذکر کیا تو اس عورت نے غلطی کا اعتراف کرلیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا جھوٹی قسم گناہ کبیرہ میں سے ہے پھر اس آیت کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں یہ خیال کرتے تھے کہ وہ گناہ جسے نہیں بخشا جائے گا وہ قسم ہے جس میں قسم اٹھانے والا جھوٹا ہو (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی قرآن پڑھے تاکہ لوگوں کے مال حاصل کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے لائے گا جب کہ اس کا چہرہ اس کی ہتھیلیوں کے درمیان ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت زاذان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو قرآن اس لئے پڑھتا تھا کہ لوگوں سے مال لے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ ایک ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 71، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی (مختصراً)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد ایسے ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام نہ ہوگا، ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اپنے تہ بند کو نیچے کرنے والا، جھوٹی قسم کے ساتھ مال بیچنے والا، احسان جتلانے والا (1)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک وہ جس کے پاس زائد پانی ہو اور وہ مسافر کو پانی نہ دے، دوسرا وہ آدمی جو عصر کی نماز کے بعد سامان پر جھوٹی قسم اٹھائے دوسرا آدمی اس کی تصدیق کرے ایک اور آدمی اس کی تصدیق کی وجہ سے اس سے سامان خریدے، تیسرا وہ آدمی جو امام کے ہاتھ پر بیعت کرے، اگر امام اسے عطا کرے تو یہ امام سے وفا کرے، اگر وہ اسے عطا نہ کرے تو یہ اس کے ساتھ وفا نہ کرے (2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہم کلام نہ ہوگا ان کو پاک نہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، بوڑھا بدکار، محتاج متکبر اور تیسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا وہ اپنا مال قسم کے ساتھ ہی بیچتا ہے اور قسم کے ساتھ ہی فروخت کرتا ہے۔

امام طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ میں ایک ایسے مرغ کے بارے میں بات کروں جس کی ٹانگوں نے زمین کو بھر دیا ہے اور جس کی گردن عرش کے نیچے ٹیڑھی ہوئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَ رَبَّنَا تو اسے جواب دیا جاتا ہے جو میرے نام کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے وہ میری قدرت کو کچھ نہیں جانتا (3)۔

وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾

"اور بے شک ان میں ایک فریق وہ ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبان کو کتاب کے ساتھ تا کہ تم خیال کرنے لگو (ان کی) اس (الٹ پھیر) کو بھی اصل کتاب سے حالانکہ وہ کتاب سے نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں یہ بھی اللہ کی

1۔ صحیح مسلم، جلد 2-1، صفحہ 98، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 100
3۔ مستدرک حاکم، جلد 6، صفحہ 330، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

طرف سے (اترا) ہے حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کے پاس سے اور وہ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ جان بوجھ کر"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں لَفَرِيقًا سے مراد یہودی ہیں، وہ کتاب اللہ میں اس چیز کا اضافہ کر دیتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نازل نہیں کیا ہوتا تھا (1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے يَلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ سے مراد ہے کہ وہ تحریف کرتے ہیں (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تورات اور انجیل اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں نازل فرمایا، اس میں ایک حرف کی بھی تبدیلی نہیں لیکن وہ تحریف اور تاویل کے ساتھ گمراہ کرتے تھے اور ان کے پاس ایسی کتابیں تھیں جو وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے اور کہتے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

"نہیں ہے مناسب کسی انسان کے لئے کہ (جب) عطا فرما دے اسے اللہ تعالیٰ کتاب اور حکومت اور نبوت تو پھر وہ کہنے لگے لوگوں سے کہ بن جاؤ میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر (وہ تو یہ کہے گا کہ) بن جاؤ اللہ والے اس لئے کہ تم دوسروں کو تعلیم دیتے رہتے تھے کتاب کی اور بوجہ اس کے کہ تم خود بھی اسے پڑھتے تھے۔ اور وہ (مقبول بندہ) نہیں حکم دے گا تمہیں اس بات کا کہ بنا لو فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا (تم خود سوچو) کیا وہ حکم دے سکتا ہے تمہیں کفر کرنے کا بعد اس کے کہ تم مسلمان بن چکے ہو"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اہل نجران کے وفد کے ہمراہ یہود و نصاریٰ کے علماء اکٹھے ہوئے اور حضور ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو ابو رافع قرظی نے آپ ﷺ سے کہا اے محمد ﷺ کیا آپ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 377 2۔ ایضاً

ہم آپ کی عبادت کریں جس طرح نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں؟ اہل نجران میں سے ایک نصرانی نے کہا جسے رئیس کہا جاتا تا اے محمد کیا آپ ہم سے اسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ ہم غیر اللہ کی عبادت کریں یا ہم غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیں، نہ مجھے اس مقصد کے لئے مبعوث کیا گیا ہے اور نہ ہی مجھے اس امر کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے قول کے حوالے سے یہ ارشاد فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہودیوں میں سے کچھ لوگ اپنے رب کو چھوڑ کر لوگوں کی عبادت کرتے تھے اس کی صورت یہ تھی کہ وہ کتاب اللہ کے احکام میں تحریف کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ کسی بندے کو زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ پھر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کے برعکس لوگوں کو حکم دیتا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو اسی طرح سلام پیش کرتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اپنے نبی کی تعظیم بجالاؤ اور اس کے اہل کا حق پہچانو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو سجدہ مناسب نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رَبّٰنِیّٖنَ کی وضاحت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء اور معلمین ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیین سے مراد حلیم، عالم اور حکیم ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ربانیین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد علماء و فقہاء ہیں(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء، فقہاء ہیں(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء و علماء ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء و علماء ہیں، یہ احبار سے رتبہ میں بلند تھے(6)۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء و متقی لوگ ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد یہ ہے جو لوگوں کی تربیت کرتے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 379 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 381
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 380

حال میں کہ اس امر کے ذمہ دار ہوتے اور یہ آیت پڑھی: لَوْلَا یَنْھٰىھُمُ الرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ (المائدہ:63) کیا ربانیون سے مراد والی اور احبار سے مراد علماء ہیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جو آدمی قرآن کی تعلیم حاصل کرے اس پر فرض ہے کہ وہ فقیہ ہو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ تُعَلِّمُوْنَ کا تاء کے رفع اور لام کے کسرہ کے ساتھ مشدد پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے تخفیف کی صورت تاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا کہ انہوں نے اس کا علم حاصل نہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی تعلیم دی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابوبکر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عاصم اسے تاء مرفوعہ اور لام مکسورہ مشددہ کے ساتھ پڑھتے الْكِتٰبَ سے مراد قرآن اور ماتدرسون سے مراد فقہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آزاد، غلام، مرد اور عورت کا عذر قبول نہ کیا جائے گا جب تک وہ قرآن کو اپنی استطاعت کے مطابق نہ سیکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے كُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ اس کا مفہوم ہے فقہاء بنو اور علماء بنو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رزین رحمہ اللہ سے وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فقہ میں باہم مذاکرہ کرو، وہ بھی باہم فقہی مسائل میں اسی طرح مذاکرہ کرتے جس طرح ہم آپس میں مذاکرہ کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَا یَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نبی تمہیں اس چیز کا حکم نہیں دیتا (4)۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۸۲﴾

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 381
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 282
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 383
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 384

''اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھالیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھرے اس (پختہ عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں''۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس میں کتابت کی غلطی سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت یہ ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ قرأت کی اور کہا حضرت ابی بن کعب بھی اسی طرح قرأت کرتے تھے۔ ربیع نے کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور آپ کی مدد کرو فرمایا اس سے مخاطب اہل کتاب ہیں(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ حضرت عبد اللہ کے شاگرد یوں پڑھتے ہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ جب کہ ہم مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ پڑھتے ہیں تو حضرت عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے ان کی قوموں کے بارے میں وعدہ لیا(3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کے تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے یہ وعدہ لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء سے یہ وعدہ لیا اس پیغام کی تصدیق کریں گے اور اس پر ایمان لائیں گے جو بعد والے انبیاء لائیں گے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھی مبعوث نہیں کیا وہ حضرت آدم ہوں یا بعد میں آنے والا نبی مگر اس سے حضور ﷺ کے بارے میں وعدہ لیا کہ اگر حضور ﷺ مبعوث ہوں جب کہ وہ (تم) زندہ ہو تو اس پر ضرور ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس نبی کو حکم دیتا ہے اور اس کی قوم پر اس سے وعدہ لیتا ہے پھر یہ آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ تلاوت کی(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 386 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 387 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 387

لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے پیغام کی تبلیغ کریں گے۔ انبیاء نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے پیغامات کو اپنی قوموں تک پہنچایا، ان سے وعدہ لیا کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے، آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھی ایسا مبعوث نہیں کیا کہ جس سے یہ وعدہ نہ لیا ہو کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے گا۔ اگر آپ تشریف لائے ہوئے جب کہ وہ نبی زندہ ہو تو وہ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور یہ وعدہ بھی لیا کہ وہ اپنی قوم سے وعدہ لے گا کہ وہ بھی حضور ﷺ پر ایمان لائے گی اور آپ کی مدد کرے گی اگر حضور ﷺ تشریف لائیں جب کہ وہ قوم زندہ ہو(2)۔

امام ابن جریج نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے وعدہ لیا کہ تم میں سے پہلا بعد والے تک پیغام حق پہنچائے گا اور یہ بھی وعدہ لیا کہ تم اختلاف نہیں کرو گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ پھر ان سے جو وعدہ لیا وہ ذکر کیا کہ اہل کتاب اور ان کے انبیاء سے یہ وعدہ لیا کہ کہ حضور ﷺ کی آمد پر آپ کی وہ تصدیق کریں گے اور اس بات کا اپنے اوپر اقرار کریں گے(3)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کہ میں ایک قرظی بھائی کے پاس سے گزرا، اس نے میرے لئے تورات میں سے چند جامع چیزیں لکھیں کیا وہ سب آپ کی خدمت میں پیش نہ کروں؟ تو حضور ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ تو حضور ﷺ کی ناراضگی ختم ہو گئی، فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ تم میں موجود ہوتے پھر تم ان کی اتباع کرتے تو تم گمراہ ہو جاتے، تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو اور میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں(4)۔

امام ابویعلی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اہل کتاب سے کوئی بات نہ پوچھو، وہ تمہاری کوئی راہنمائی نہ کریں گے، وہ گمراہ ہو چکے ہیں (اگر تم سوال کرو گے) تو ممکن ہے تم کسی باطل کی تصدیق کر دو یا حق کی تکذیب کرو، اللہ کی قسم اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان ہوتے تو میری اتباع کے علاوہ ان کے لئے کوئی چارہ کار نہ ہوتا(5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَمَّا مشدد پڑھا ہے۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے لَمَا کو مخففہ اور اٰتَیْتُکُمْ کو واحد متکلم کا صیغہ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 387 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 420 (806) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 315 (3132) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اِصْرِیْ کا معنی میرا عہد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فَاشْهَدُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اپنی امتوں پر گواہ بن جاؤ اور میں تم پر اوران پر گواہ ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں میں سے جو بھی اس عہد سے پھرا بے شک وہی نافرمان کافر ہے(1)۔

اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ۝۸۳ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰى وَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝۸۴

"کیا اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا (کوئی اور دین) تلاش کرتے ہیں حالانکہ اسی کے حضور سر جھکا دیا ہے ہر چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوری سے اور اسی کی طرف وہ (سب) لوٹ جائیں گے آپ فرمایئے ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو اتارا گیا ہم پر اور جو اتارا گیا ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ، عیسیٰ اور (دوسرے) انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے نہیں فرق کرتے ہم کسی کے درمیان ان میں سے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں"۔

امام طبرانی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ سے مراد فرشتے اور مَنْ فِی الْاَرْضِ سے مراد جو مسلمان پیدا ہوا اور کرھا سے مراد وہ لوگ ہیں جو دوسری قوموں کے لوگ ہوں اور زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوں گے۔ انہیں جنت کی طرف لے جایا جائے گا جب کہ وہ خوش نہ ہوں گے(2)۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ملائکہ نے آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور انصار و عبد قیس نے زمین میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ سر تسلیم خم اس وقت کیا جب اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ چارو ناچار اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ (الرعد:15) کا بھی یہی مفہوم ہے(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 390
2۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 47 (10890) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392
4۔ ایضاً

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ یہ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا سے جدا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے وَلَهٗۤ اَسْلَمَ کی یہ تعبیر کی ہے اس کو پہچانتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان:25) یہی ان کا اسلام تھا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان اپنے بارے میں اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو یہی مجبوراً اسلام قبول کرنے والا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی عبودیت کو خالص کرتا ہے وہ ہے جو خوشی سے اسلام قبول کرنے والا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کچھ قوموں کو اسلام لانے پر مجبور کیا گیا اور کچھ قومیں خوشی سے اسلام لائیں(3)۔

امام مطرو راق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ فرشتے، انصار، بنو سلیم اور عبد القیس خوشی سے اسلام لائے جب کہ باقی سب لوگوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے مومن نے تو خوشی سے اطاعت کی تو اس چیز نے اسے نفع دیا اور یہ عمل اس کا قبول ہوا کافر نے اس وقت سر جھکایا جب اس نے اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھ لیا تو اس کی اطاعت نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ ہی اس کا عمل مقبول ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (غافر:85)(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان میں فرشتوں نے اور زمین میں انصار اور عبد القیس نے خوشی سے اطاعت کی۔

حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی اطاعت کا تقاضا کیا۔

حضرت ابو سنان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی گئی کہ یہاں اسلم کا معنی معرفت ہے جس سے بھی تو اس کے بارے میں سوال کرے گا وہ اس کو پہچانتا ہے۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے کرھا کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین عرب اور قیدیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے یا جو مجبور ہو کر مسلمان ہوئے وہ مراد ہیں۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی غلاموں، چوپاؤں اور بچوں کے ساتھ برا سلوک کرے تو اس کے کان میں یہ پڑھ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 393 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن سنی نے فی عمل یوم ولیلۃ میں یونس بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی بھی تند خو سواری پر سوار ہو تو اس کے کان میں وہ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اس کے لئے مطیع ہو جائے گی۔

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾

"اور جو تلاش کرے گا اسلام کے بغیر کوئی (اور) دین تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس سے اور وہ قیامت کو زیاں کاروں میں سے ہوگا"۔

امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اعمال آئیں گے اور نماز بھی آئے گی، وہ عرض کرے گی اے میرے رب میں نماز ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے، صدقہ آئے گا تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں صدقہ ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر روزے آئیں گے، عرض کریں گے میں روزہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر دوسرے اعمال آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرمائے گا تو بھلائی پر ہے۔ پھر اسلام آئے گا، وہ عرض کرے گا اے میرے رب تو سلام ہے، میں اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے، تیرے سبب سے میں آج پکڑوں گا اور تیری وجہ سے میں عطا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ الخ الآیۃ (1)۔

كَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَ شَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّ جَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓىِٕكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۸۹﴾

"کیسے ہو سکتا ہے کہ ہدایت دے اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جنہوں نے کفر اختیار کر لیا ایمان لے آنے کے بعد اور وہ (پہلے خود) گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور آ چکی تھیں ان کے پاس کھلی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔ ایسوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر پھٹکار پڑتی رہے اللہ کی فرشتوں کی اور سب انسانوں کی۔ ہمیشہ رہیں اسی پھٹکار میں نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے (سچے دل سے) توبہ کر لی اس کے بعد اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے (انہیں بخش دے گا)"۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 362، مطبوعہ دار صادر بیروت

امام نسائی، ابن حبان، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے خاندان کا ایک آدمی مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین کے ساتھ جاملا۔ پھر شرمندہ ہوا اور اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرو کیا میرے لئے توبہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس کی قوم نے اسے پیغام بھیج دیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

امام عبدالرزاق، مسدد نے اپنی سند میں، ابن جریر، ابن منذر اور باوردی نے معرفۃ الصحابہ میں نقل کیا ہے کہ حارث بن سوید آیا، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پھر ارتداد اختیار کیا اور اپنی قوم کی طرف واپس ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی۔ اس کی قوم کا ایک آدمی یہ آیت لے کر اس کے پاس گیا اور اس پر اسے پڑھا۔ حارث نے کہا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو بہت سچا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ تینوں سے زیادہ سچا ہے۔ حارث واپس آ گیا، اسلام قبول کر لیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حارث بن سوید انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بعد میں توبہ والی آیت نازل ہوئی تو اس نے بعد میں توبہ کی(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی اس نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا پھر شام چلا آیا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج کی سند سے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا۔ ابن جریج نے کہا مجھے عبداللہ بن کثیر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ رومیوں کے علاقہ میں چلا گیا۔ وہاں اس نے نصرانیت کو اپنا لیا۔ پھر اپنی قوم کو خط لکھا مجھے بتاؤ کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش موجود ہے تو توبہ والی آیت نازل ہوئی تو وہ ایمان لے آیا اور واپس پلٹ آیا۔ ابن جریج نے کہا عکرمہ نے کہا یہ آیت عامر راہب، حارث بن سوید، وحوح بن اسلت وغیرہ بارہ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مرتد ہو گئے تھے اور قریش کے پاس چلے گئے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو خط لکھے کیا ہمارے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ تو توبہ والی آیت نازل ہوئی(4)۔

امام ابن اسحاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے تو حارث نے مجدر بن زیاد اور قیس بن زید کو غزوۂ احد میں قتل کیا جو بنو ضبیعہ کے خاندان میں سے تھے۔ پھر مکہ مکرمہ میں قریش کے ساتھ جا ملے پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کو بھیجا کہ اسکی توبہ کی صورت بنائے تا کہ وہ اپنی قوم کے پاس واپس آ سکے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے جو ام ہانی کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ حارث بن سوید نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 396، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 396
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مکہ چلا گیا غزوہ احد میں آیا اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی۔ اس کے ہاتھ میں جو کچھ تھا جاتا رہا پھر وہ مکہ مکرمہ چلا گیا پھر اس نے اپنے بھائی جلاس بن سوید کو خط لکھا اے میرے بھائی جو غلطی مجھ سے ہوئی ہے، میں اس پر شرمندہ ہوں میں، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اسلام کی طرف لوٹتا ہوں یہ چیز حضور ﷺ کی بارگاہ میں ذکر کرو اگر تم میری توبہ کی امید پاؤ تو مجھے خط لکھ دینا، اس کے بھائی نے حضور ﷺ سے اس بارے میں ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ اس کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے کہا جس پر ہے اس کے بارے میں حمیت کا اظہار کرتا ہے پھر اسلام کی طرف لوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں قوم سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کو پہچان لیا پھر آپ کا انکار کر دیا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور ﷺ کی نعت کو دیکھا، اس کا اقرار کیا، یہ بھی شہادت دی کہ یہ حق ہے۔ جب حضور ﷺ کی ولادت ان کے خاندان سے نہ ہوئی تو اسی وجہ سے وہ عربوں سے حسد کرنے لگے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی نعتوں کا انکار کیا اور اقرار کرنے کے بعد محض عربوں سے حسد کی وجہ سے حضور ﷺ سے کفر کیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو عربوں میں مبعوث فرمایا (2)۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝۹۰

”یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے چلے گئے کفر میں ہرگز نہ قبول کی جائے گی ان کی توبہ اور یہی لوگ ہیں جو گمراہ ہیں“۔

امام بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قوم مسلمان ہوئی پھر مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر مرتد ہو گئی اس کے بعد انہوں نے اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھیں۔ انہوں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں، موت کے وقت ان کی توبہ قبول نہ ہوگی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے اس سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 397　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 398

یہودی ہیں جنہوں نے انجیل مقدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا پھر انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کر کے اس میں اضافہ کر دیا(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کیا پھر اپنے گناہوں کے ساتھ کفر میں اضافہ کیا پھر وہ اپنے کفر میں رہتے ہوئے گناہوں سے توبہ کرنے لگے۔ اگر وہ ہدایت پر ہوتے تو ان کی توبہ قبول ہو جاتی لیکن وہ تو گمراہ ہیں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے گناہوں سے تو توبہ کی مگر اصل (کفر) سے توبہ نہ کی(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ پھر وہ کفر پر مکمل ہو گئے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اس حال میں مرے کہ وہ کافر تھے۔ جب وہ مرتے وقت توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہ ہوگی(5)۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّ لَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓىٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۹۱﴾

"جن لوگوں نے کفر کیا اور مر گئے کفر ہی کی حالت میں تو ہرگز نہ قبول کیا جائے گا ان میں سے کسی سے زمین بھر سونا اگر چہ وہ (اپنی نجات کے لئے) عوضانہ دے اتنا سونا۔ ایسے لوگوں کے لئے عذاب ہے دردناک اور نہیں ہے ان کا کوئی مددگار"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ اگر وہ کافر ہوئے تو ان سے یہ بطور فدیہ قبول نہ کیا جائے گا(6)۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا، اسے کہا جائے گا بتاؤ اگر تیرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو تو اسے فدیہ دے دیتا؟ تو وہ کہے گا ہاں۔ تو اسے کہا جائے گا دنیاوی زندگی میں اس سے آسان چیز کا تم سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے(7)۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ۬ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 398 | 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 399 | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 402 | 7۔ ایضاً

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾

''ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے''۔

امام مالک، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حضرت ابوطلحہ کی مدینہ طیبہ میں سب سے زیادہ کھجوریں تھیں، ان کا سب سے پسندیدہ مال بیرحاء (باغ) تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے جاتے، اس سے پانی پیتے جس میں خوشبو تھی۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضرت ابوطلحہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ میرا پسندیدہ مال تو بیرحاء ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے، میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے بدلے نیکی اور ذخیرہ کی امید رکھتا ہوں، یارسول اللہ ﷺ جہاں آپ پسند کریں اسے خرچ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخ (کلمہ تعجب) وہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے، وہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے، جو تم نے کہا میں نے سن لیا، میری رائے ہے کہ یہ باغ تم اپنے رشتہ داروں کو دے دو، حضرت ابوطلحہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ تو حضرت ابوطلحہ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ ہم سے مال کا مطالبہ کرتا ہے، میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں نے بیرحاء اللہ تعالیٰ کی راہ میں مختص کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ تو حضرت ابوطلحہ نے وہ باغ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں تقسیم کر دیا(1)۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے، اگر میں اس کو مخفی رکھ سکتا تو اس کا اعلان نہ کرتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے فقیر رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔

امام عبد بن حمید اور بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت مجھ پر پڑھی گئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام چیزوں کو یاد رکھا تو میرے نزدیک سرجانہ لونڈی سے بڑھ کر کوئی چیز نہ تھی۔ جو ایک رومی لونڈی تھی میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے نام پر آزاد۔ اگر میں کسی ایسی چیز کی طرف دوبارہ پلٹتا جس کو میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا ہوتا تو میں اس لونڈی سے نکاح کرتا بعد میں آپ نے اس کا نکاح حضرت نافع سے کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاروق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 403

اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ جلولاء کے قیدیوں میں سے ایک لونڈی خرید کر ان کی طرف بھیج دیں۔ انہوں نے لونڈی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیج دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنا ایک گھوڑا لائے جس کو شبلہ کہتے۔ اس گھوڑے سے بڑھ کر آپکو کوئی مال پسند نہ تھا۔ انہوں نے کہا یہ گھوڑا صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول کر لیا اور ان ہی کے بیٹے حضرت اسامہ کو دے دیا۔ حضور ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرے پر کچھ حیرت کے آثار دیکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے تجھ سے قبول کر لیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے معمر سے انہوں نے حضرت ایوب رحمہ اللہ اور دوسرے راویوں سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت زید بن حارثہ اپنا گھوڑا لائے جس سے وہ حد درجہ محبت کرتے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہے۔ حضور ﷺ نے وہ گھوڑا حضرت اسامہ بن زید کو دے دیا، گویا حضرت زید نے اپنے دل میں کوئی اضطراب پایا جب حضور ﷺ نے حضرت زید کی اس کیفیت کو دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ثابت بن حجاج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ اس گھوڑے سے بڑھ کر مجھے کوئی مال پسند نہیں پھر اسے مساکین پر صدقہ کر دیا وہ اسے لگا تار بیچتے رہے۔ یہ گھوڑا آپ کو بہت پسند تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے خریدنے سے انہیں منع کر دیا۔

امام ابن جریر نے میمون بن مہران سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نماز اسلام کا ستون اور جہاد عمل کی کوہان ہے، صدقہ عجیب شے ہے۔ اس آدمی نے کہا اے ابوذر تو نے ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے جو میرے نزدیک سب سے معتمد تھی آپ نے اسے ذکر نہیں کیا۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عرض کی روزے۔ حضرت ابوذر نے کہا وہ عبادت ہے لیکن افضل عمل نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی(3)۔

امام عبد بن حمید نے بنی سلیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملا جہاں ان کا اونٹوں کا ایک ریوڑ تھا۔ وہاں ان کا ایک کمزور چرواہا تھا۔ میں نے کہا اے ابوذر کیا میں آپ کا ساتھی نہ بن جاؤں کہ آپ کے اونٹوں کی حفاظت کروں اور آپ سے علم سیکھوں، امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس کا نفع عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوذر نے فرمایا میرا ساتھی وہ ہے جو میری اطاعت کرے، تو میری اطاعت کرے تو تو میرا ساتھی ہے ورنہ نہیں۔ میں نے عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 404 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 405 3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 404

کی آپ مجھے کسی چیز میں اطاعت کا کہتے ہیں؟ فرمایا میں اپنے مال میں سے جب کوئی مال لانے کا کہوں تو سب سے افضل مال تلاش کر کے لائے فرماتے ہیں چنانچہ میں آپ کے پاس اتنا عرصہ رہا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ چشمہ (آبادی) میں کوئی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا ایک اونٹ لے آؤ۔ میں نے اونٹ تلاش کیا، سب سے اچھا اونٹ بڑا مطیع تھا میں نے اسے پکڑنا چاہا پھر میں نے لوگوں (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں) کی ضرورت کو یاد کیا اور اسے چھوڑ دیا۔ میں نے ایک اونٹنی پکڑی، اس اونٹ کے بعد وہی سب سے اچھی تھی۔ میں وہ اونٹنی حضرت ابوذر کے پاس لے آیا۔ آپ کی نظر پڑی فرمایا تو نے میرے ساتھ خیانت کی ہے۔ جب میں نے آپ کی بات سمجھ لی تو میں نے اونٹنی کو چھوڑ دیا اور اونٹ کی طرف لوٹا۔ میں نے وہ اونٹ پکڑا، اسے لے آیا، آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کون سے دو ایسے آدمی ہیں جو اپنے عمل پر اجر کی خواہش رکھتے ہیں۔ دو آدمیوں نے کہا ہم آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ، اس کا پاؤں باندھو پھر اسے ذبح کرو پھر آبادی کے گھر گنو اور اس کا گوشت ان کی تعداد کے مطابق تقسیم کرو ابوذر کا گھر بھی ان میں سے ایک گنو تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب گوشت تقسیم ہو چکا تو آپ نے مجھے بلایا، فرمایا میں نہیں جانتا کہ تو نے میری وصیت یاد رکھی اور تو اس پر غالب رہا یا بھول گیا تو میں تجھے معذور جانوں میں نے کہا میں آپ کی وصیت نہیں بھولا لیکن جب میں نے اونٹ تلاش کیے تو میں نے اسی اونٹ کو بہترین پایا تھا۔ میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا تو مجھے آپ کی ضرورت یاد آئی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا تو نے میری ضرورت کی وجہ سے اسے چھوڑا تھا۔ میں نے کہا میں نے صرف آپ کی ضرورت کی خاطر اسے چھوڑا تھا۔ فرمایا کیا میں تجھے اپنی ضرورت کے دن کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میری ضرورت کا دن وہ ہے جس دن مجھے قبر میں رکھا جائے گا، وہی میری ضرروت کا دن ہے۔ مال میں تین شریک ہیں (1) تقدیر، وہ اچھا یا برا لے جانے کا انتظار نہیں کرتی (2) وارث، وہ انتظار کرتا ہے کہ کب تو مرے پھر وہ پورا پورا لے لیتا ہے جب کہ تو مذموم ہوتا ہے (3) تو خود، اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تو ان تینوں میں سے عاجز ترین نہ ہو تو ایسا نہ بن جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کمال نیکی نہیں پا سکتے یہاں تک کہ وہ خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ یہ مال میرا پسندیدہ ہے، میں نے اسے پسند کیا کہ اسے اپنے لئے آگے بھیجوں۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوہ پیش کی گئی نہ آپ نے اسے کھایا اور نہ ہی کسی اور کو کھانے سے منع کیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اسے مساکین کو نہ کھلا دیں؟ فرمایا وہ چیز مسکینوں کو نہ کھلاؤ جو خود نہیں کھاتے۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

امام احمد نے زہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھتے ہوئے قرأت کی۔ آپ اس آیت پر پہنچے، آپ نے نماز میں اشارہ کے ساتھ اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

امام ابن منذر نے نافع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کھانڈ خریدتے اسے صدقہ کرتے ہم آپ

سے کہتے کاش آپ اس کے بدلے میں کھانا خرید تے۔ یہ ان لوگوں کے لئے زیادہ نفع مند ہوتی۔ آپ فرماتے میں اسے پہچانتا ہوں لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک سنا ہے اور اس آیت کی تلاوت کرتے۔ حضرت عبداللہ کھانڈ پسند کرتے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے برکی تفسیر جنت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے عمرو بن میمون اور حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اس وقت تک کمال نیکی نہیں پا سکتے یہاں تک کہ ایسی چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں پسند ہو اور ایسا مال نہ خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہو، تم جو بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، وہ تمہارے لئے اس کے ہاں محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، وہ تمہیں اس کا بدل عطا فرمائے گا(1)۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۹۳﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۹۴﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۫ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۵﴾

''سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کے لئے مگر وہ جسے حرام کیا اسرائیل نے اپنے آپ پر اس سے پہلے کہ نازل کی گئی تورات، آپ فرماؤ لاؤ تورات پھر پڑھو اسے اگر تم سچے ہو، پس جو بہتان لگاتا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا اس کے بعد تو وہی ظالم ہیں۔ آپ کہہ دیجئے سچ فرمایا ہے اللہ نے پس پیروی کرو تم ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے الگ تھلگ تھے اور (بالکل) نہ تھے وہ شرک کرنے والوں سے''۔

امام عبد بن حمید، فریابی، بیہقی نے سنن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو کھانا اپنے اوپر حرام کیا تھا وہ ہڈی والا گوشت تھا۔ آپ کو عرق النساء کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ آپ اس حالت میں رات گزارتے کہ آپ کی چیخیں نکلتی رہتیں۔ آپ نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے شفا عطا کی تو آپ ایسا گوشت نہیں کھائیں گے جس میں ہڈی ہوگی۔ تو یہودیوں نے اسے اپنے اوپر حرام کر لیا(2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت یوسف بن ماہک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 403 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 9

سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کون سا کھانا حرام کیا تھا؟ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض لگا تھا جس نے آپ کو سخت کمزور کر دیا تھا۔ آپ نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے شفا عطا فرمائی تو وہ ہڈی والا گوشت نہیں کھائیں گے۔ اسی وجہ سے یہودی ہڈیوں کو نکال دیتے ہیں اور انہیں نہیں کھاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ نے ہڈی والے گوشت کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو عرق النساء کی تکلیف تھی۔ آپ رات کو سوتے نہیں تھے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مرض سے عافیت دی تو میری اولاد اسے استعمال نہیں کرے گی۔ تورات میں یہ حکم موجود نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے اہل کتاب میں سے ایک جماعت سے پوچھا یہ کیوں حرام ہے؟ انہوں نے کہا یہ کتاب کے حکم کی وجہ سے ہم پر حرام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی آئے، انہوں نے کہا اے ابو القاسم ہمیں بتائیے کہ حضرت یعقوب نے اپنے اوپر کس چیز کو حرام کیا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا آپ بدوی زندگی بسر کرتے تھے تو آپ کو عرق النساء کا مرض لگ گیا۔ آپ نے اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کے علاوہ کوئی چیز نہ پائی جس کے ساتھ دواء کریں۔ اسی وجہ سے آپ نے اسے حرام کیا تو انہوں نے کہا آپ نے سچی بات کی۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یعقوب نے دودھ اور اونٹ کا گوشت حرام کیا۔ آپ کو عرق النساء کا مرض تھا۔ آپ نے ان کا گوشت کھایا تو آپ نے سخت تکلیف میں رات گزاری تو آپ نے قسم اٹھا دی کہ آپ اسے کبھی بھی نہ کھائیں گے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ آپ بڑے قوی تھے۔ آپ ایک فرشتہ سے ملے جس سے آپ نے مقابلہ کیا۔ فرشتے نے آپ کو پچھاڑ دیا پھر آپ کی ران پر ایک ضرب لگائی۔ جب حضرت یعقوب نے دیکھا کہ فرشتے نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ تم میرا نام نہیں رکھو گے تو اس نے آپ کا نام اسرائیل رکھا۔ وہ رگ آپ کو لگاتار تکلیف دیتی رہی یہاں تک کہ آپ نے ہر جانور کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر چوپاؤں کے گوشت حرام کر لیے تھے (2)۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر جو چیزیں حرام کی تھیں وہ جگر اور گردوں کی زائد چیزیں اور چربی تھی مگر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 7 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 10 3۔ ایضاً

وہ چربی جو پشت پر ہوتی تھی کیونکہ اسے قربانی کے لئے پیش کیا جاتا جسے آگ کھا جاتی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا تھا تو رات میں بھی ان کی حرمت کا حکم نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا انہیں فرمائیں تورات لے آؤ اور اسے پڑھو اگر سچے ہو۔ انہوں نے جھوٹ بولا ہے، تورات میں ایسا حکم نہیں ہے، اسے حرام قرار نہیں دیا گیا مگر اس لئے کہ بنو اسرائیل نے تورات کے نازل ہونے کے بعد نافرمانی کی۔

یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودی تھے اور ہمارے دین پر تھے تورات میں چربی ناخن والے جانور اور ہفتہ کی حرمت کا حکم نازل ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودی نہ تھے تورات میں تو صرف اسلام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں کہو تورات لے آؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو کیا اس میں ایسا حکم ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو انبیاء آئے وہ اس حکم کو لائے ہیں تورات تو اکٹھی الواح میں نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے ایک آدمی کے بارے میں کہا جس نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا اس نے کہا تھا کہ اس کی بیوی اس پر اسی طرح حرام ہے جس طرح حضرت یعقوب نے اونٹ کے گوشت کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا تو وہ گوشت ان پر حرام ہو گیا تھا۔ مسروق نے کہا حضرت یعقوب نے اپنے اوپر ایسی چیز کو حرام قرار دیا تھا جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ اپنے اوپر اسے حرام قرار دیں گے۔ جب کتاب نازل ہوئی تو اس نے حضرت یعقوب کے حرام قرار دینے کی موافقت کی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ اپنے اوپر اسے حرام کریں گے جب کہ تم ایسی چیز کا سہارا لے رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے، تم اسے اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ حرام ہوئی یا ثرید کا پیالہ۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٦﴾

”بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا برکت والا ہدایت (کا سرچشمہ) ہے سب جہانوں کے لئے“۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ گھر تو اس سے پہلے بھی تھے لیکن یہ وہ پہلا گھر تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 7

امام ابن جریر نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جو سب سے پہلا گھر بنایا گیا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی، فرمایا مسجد حرام۔ میں نے عرض کی پھر کون سی مسجد تھی؟ فرمایا مسجد اقصیٰ۔ میں نے عرض کی دونوں میں کتنا عرصہ حائل تھا؟ فرمایا چالیس سال(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے بنایا۔ جب اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا تو اس وقت یہ سفید جھاگ تھا۔ زمین اس کے نیچے ایسی تھی گویا وہ چھوٹا گول جزیرہ ہو زمین اس کے نیچے سے پھیلائی گئی(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعبہ زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے بنایا گیا تھا جب کہ یہ زمین کا حصہ ہے۔ یہ کعبہ پانی پر ایک چٹان کی مانند تھا، اس پر دو فرشتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین بنانے کا ارادہ کیا تو اسی سے اسے پھیلا دیا تو اسے زمین کے وسط میں کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت بھی اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:110) ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلا گھر زمین پر جھاگ تھا جب کہ زمین پانی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو تخلیق کیا تو بیت اللہ بھی اس کے ساتھ ہی بنا دیا۔ زمین میں یہ سب سے پہلا گھر بنایا گیا(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ سب لوگوں کے لئے سب سے پہلا قبلہ مسجد حرام کو بنایا گیا۔

امام ابن منذر اور ازرقی نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ یہودیوں نے کہا بیت المقدس کعبہ سے بڑا ہے کیونکہ وہ انبیاء کی ہجرت گاہ ہے کیونکہ وہ ارض مقدسہ میں ہے۔ مسلمانوں نے کہا نہیں بلکہ کعبہ بڑا ہے۔ یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو یہ آیت اور بعد والی آیت نازل ہوئی۔ بیت المقدس میں مقام ابراہیم نہیں۔ بیت المقدس میں داخل ہونے والا اماں میں نہیں ہوتا اور بیت المقدس کی طرف حج کے لئے نہیں جایا جاتا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین میں سے سب سے پہلا حصہ جو بنایا گیا وہ بیت اللہ شریف کی جگہ ہے پھر اس سے زمین کو بنایا گیا اور زمین پر سب سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 13
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 14
3۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 13
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 14
5۔ ایضاً

پہلا پہاڑ جو بنایا گیا وہ جبل ابوقبیس ہے پھر اس سے دوسرے پہاڑ بنا دیے گئے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ لوگ تمام اطراف سے اس کی طرف حاجی بن کر آتے ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اس میں عورتیں اور مرد بھیڑ کرتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہاں لوگ ایک دوسرے سے دھکم پیل کرتے ہیں یہاں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو کہیں اور جگہ نہیں جاتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں لوگوں کو جمع کر دیا تھا، یہاں عورتیں مردوں کے آگے نماز پڑھتی ہیں جب کہ یہ امر کسی اور شہر میں جائز نہیں (4)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عتبہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ مکہ اس میں کئے جانے والے ذکر کی وجہ سے یوں رویا جس طرح مادہ روتی ہے۔ پوچھا گیا یہ تو کس سے روایت کرتا ہے؟ کہا حضرت عبداللہ بن عمر سے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن زید مہاجر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ تاریکیوں کو دور کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بیت اللہ شریف اور اس کا اردگرد بکہ ہے جب کہ باقی شہر کو مکہ کہتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک غفاری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ بیت اللہ شریف کا حصہ اور باقی شہر کو مکہ کہتے ہیں (5)۔

ابن جریر نے ابن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد بیت اللہ شریف اور مسجد ہے اور سارا حرم مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد مکہ مکرمہ بھی ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ سے مراد فج سے تنعیم کا علاقہ ہے اور بکہ سے مراد بیت اللہ شریف سے لے کر بطحاء کا علاقہ ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 432 (3984) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 16
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 15
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 16

امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد کعبہ ہے اور مکہ مکرمہ سے مراد اس کا ارد گرد ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مبارک کا معنی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت رکھ دی اور ہدی للعالمین سے مراد ہے اس کے لئے اسے قبلہ بنا دیا۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں بیہقی نے شعب میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لوگوں نے مقام ابراہیم میں تین صفحے پائے ہر صفحہ میں کچھ لکھا ہوا تھا، پہلے صفحے میں تھا، ترجمہ: میں اللہ بکہ والا ہوں، میں نے اسے اس دن بنایا جس دن میں نے سورج اور چاند بنایا، اسے سات عبادت گزار فرشتوں کی حفاظت میں دے دیا، یہاں کے رہنے والوں میں گوشت اور دودھ میں برکت ڈال دی۔ دوسرے صفحہ میں تھا میں اللہ بکہ کا مالک ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا، میں نے اس کا نام اپنے نام سے بنایا، جس نے صلہ رحمی کی میں اسے جوڑوں گا، جس نے قطع رحمی کی میں اسے ریزہ ریزہ کردوں گا۔ تیسرے صفحہ میں تھا میں اللہ بکہ کا خالق ہوں، میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا، جس کے ہاتھ میں خیر ہوگی اس کے لئے مبارک ہو اور جس کے ہاتھ میں شر ہوگی اس کے لئے ہلاک ہے۔

امام ازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مقام ابراہیم میں ایک کتاب پائی گئی جس میں یہ لکھا ہوا تھا یہ بیت اللہ حرام بکہ ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں کے رہنے والوں کے لئے تین راستوں سے رزق کا اہتمام فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ یہاں کے رہنے والوں کے لئے گوشت، پانی اور دودھ میں برکت ڈالے گا۔ یہاں پہلا فروکش ہونے والا اس کا رہائشی نہیں ہوگا، اس کے کمروں میں سے ایک کمرے میں پتھر کی بنی ایک کتاب پائی گئی جس میں تھا میں اللہ ہوں، بکہ حرام کا مالک و خالق ہوں، میں نے اسے اس وقت بنایا جس وقت سورج اور چاند کو بنایا، میں نے اسے سات عبادت گزار فرشتوں کے جلو میں دے دیا ہے، یہ اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا یہاں تک کہ اس کے ارد گرد والے پہاڑ سرک جائیں، اس کے رہائشیوں کے لئے گوشت اور پانی میں برکت رکھ دی گئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات مجاہد اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام جندی نے فضائل مکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو پیدا کیا اور اسے مشکلات اور سیڑھیوں پر رکھا۔ سعید بن جبیر سے پوچھا گیا یہ سیڑھیاں کیا ہیں؟ فرمایا جنت کی سیڑھیاں۔

امام ازرقی اور جندی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے آسمان کو مکہ سے بڑھ کر زمین کے قریب نہیں دیکھا۔

امام ازرقی نے حضرت عطا بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس نے اسے مرفوع نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مکہ میں ٹھہرنا سعادت اور اس سے نکلنا شقاوت ہے۔

امام ازرقی، جندی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا

ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جسے رمضان مکہ مکرمہ میں آ گیا، اس نے وہاں سارے روزے رکھے جتنا ممکن ہوا وہ راتوں کو جاگا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں مکہ مکرمہ کے علاوہ اور شہروں میں گزارے گئے ایک لاکھ رمضانوں کا ثواب لکھ دے گا۔ ہر روز اس کے حق میں نیکی لکھی جائے گی، ہر رات نیکی لکھی جائے گی، ہر روز غلام آزاد کرنے کا بدلہ لکھا جائے گا، ہر رات غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا، ہر روز اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے گھوڑے کی بار برداری کا اجر اور ہر رات گھوڑے کی بار برداری کا اجر لکھا جائے گا اور ہر روز اس کی دعائیں قبول ہوں گی (1)۔

امام ازرقی، طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ اسلام کا ستون ہے جو حاجی یا عمرہ کرنے والا اس گھر کی زیارت کا قصد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اگر اس کو موت عطا کرے تو اسے جنت میں داخل کرے، اگر اسے واپس گھر کی طرف لوٹائے تو اسے اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری اس مسجد میں ایک رمضان شریف دوسری مساجد میں گزارے گئے ہزار رمضانوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے (2)۔

امام بزار، ابن خزیمہ، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی لاکھ نمازوں سے بڑھ کر ہے، میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے بڑھ کر ہے اور بیت المقدس والی مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی پانچ سو نمازوں سے بڑھ کر ہے (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز، قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے (5)۔

امام طیالسی، امام احمد، بزار، ابن عدی، بیہقی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 487 (4149) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 487 (4142)
3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 485 (4140)
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 190 (1413)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 186 (1405)

افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز میری اس مسجد میں سو نمازوں سے بہتر ہے۔ عطاء سے پوچھا گیا جو فضیلت ذکر کی جاتی ہے وہ صرف مسجد حرام تک محدود ہے یا حرم بھی اس میں شامل ہے؟ کہا نہیں بلکہ حرم بھی شامل ہے کیونکہ تمام حرم مسجد ہے(1)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک لاکھ نمازوں سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے(2)۔

امام بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں خاتم الانبیا ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد کی خاتم ہے۔ وہ مساجد جو یہ حق رکھتی ہیں کہ ان کی زیارت کی جائے اور ان کے لئے سواریاں تیار کی جائیں ان میں مسجد حرام اور میری مسجد ہیں، میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن منیع، رویانی، ابن خزیمہ اور طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے(3)۔

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ ۖ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾

”اس میں روشن نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو بھی داخل ہوا اس میں ہو جاتا ہے (ہر خطرہ سے) محفوظ اور اللہ کے لئے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی اور جو شخص (اس کے باوجود) انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہان سے“۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن الانباری نے مصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آيَةٌ بَيِّنَةٌ (واحد کا صیغہ) پڑھتے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 487 (4147)　　2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی جلد 13، صفحہ 218، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 132 (1585) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

امام ابن الانباری نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایٰتٌ بَیِّنٰتٌ پڑھتے یعنی ایٰتٌ جمع کا صیغہ اور بَیِّنٰتٌ واحد کا صیغہ۔
امام عبد بن حمید عاصم بن ابی نجود سے ایٰتٌ بَیِّنٰتٌ نقل کیا ہے۔
امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایٰتٌ بَیِّنٰتٌ سے مراد مقام ابراہیم اور مشعر حرام ہے(1)۔
امام ابن جریر نے حضرات مجاہد اور قتادہ رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ مقام ابراہیم ایٰتٌ بَیِّنٰتٌ میں سے ہے(2)۔
امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے ایٰتٌ بَیِّنٰتٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مقام ابراہیم ہے جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہوگا اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج کرنا فرض ہے(3)۔
امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مقام ابراہیم میں آپ کے قدموں کے نشانات ہیں اور مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یہ اور چیز ہے(4)۔
امام ازرقی نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایٰتٌ بَیِّنٰتٌ سے مراد مقام ابراہیم، داخل ہونیو الے کے لئے امن اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج اور تمام علاقوں سے لوگوں کا حج کے لئے آنا ہے۔
امام ابن الانباری نے حضرت کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ آیات سے مراد کعبہ مکرمہ، صفا مروہ اور مقام ابراہیم ہے۔
امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ دور جاہلیت میں تھا اگر کوئی انسان کوئی بھی جرم کرتا پھر وہ حرم میں پناہ لے لیتا تو اسے پکڑا نہ جاتا اور نہ ہی مواخذہ ہوتا مگر اسلام میں حدود اللہ قائم کرنے سے وہ محفوظ نہیں ہوتا جو اس میں چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جو اس میں بدکاری کرے گا اس پر حد زنا جاری ہوگی جو اس میں کسی کو قتل کرے گا اسے قتل کیا جائے گا(5)۔
امام ازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔
امام ابن منذر اور ازرقی نے حویطب بن عبد العزی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے دور جاہلیت میں کعبہ میں حلقے دیکھے جو چوپاؤں کے لگاموں کی طرح تھے، کوئی خوف زدہ آدمی اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیتا تو کوئی دوسرا اس پر حملہ نہیں کرتا تھا۔ ایک روز ایک خوف زدہ آدمی آیا، اس نے اپنا ہاتھ اس حلقہ میں ڈال دیا ایک دوسرا آدمی اس کے پیچھے سے آیا اور خوفزدہ آدمی کو کھینچا تو کھینچنے والے کا ہاتھ شل ہوگیا۔ میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ اس نے اسلام قبول کیا تب بھی اس کا ہاتھ شل ہی تھا۔
امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ازرقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں اس میں اپنے باپ خطاب کا قاتل بھی پاؤں تو میں اس کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا یہاں تک کہ وہ حرم کی حدود سے باہر نکل آئے۔
امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی بیت اللہ شریف کی پناہ چاہے بیت اللہ اسے پناہ دے دیتا ہے لیکن مجرم کو یہاں نہ اذیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 17 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 18 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 19

دی جائے گی نہ کھانا دیا جائے گا، نہ پانی دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے معاملات کی نگہداشت کی جائے گی، جب وہ حرم کی حدود سے باہر نکلے گا تو اس کے جرم میں اسے پکڑ لیا جائے گا(1)۔

امام ابن منذر اور ازرقی نے حضرت طاؤس کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی مقام حل میں کسی کو قتل کر دے یا چوری کرے پھر حرم کی حدود میں داخل ہو جائے نہ اس کی مجلس کی جائے گی نہ اس کے ساتھ کلام کی جائے گی اور نہ اسے پناہ دی جائے گی بلکہ اسے اللہ کا واسطہ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ باہر نکلے تو اسے پکڑ لیا جائے اور اس پر حد جاری کی جائے گی، اگر اس نے مقام حل میں قتل کیا یا چوری کی پھر اسے حرم میں لے جایا گیا، حکام نے یہ ارادہ کیا کہ جو اس نے جرم کیا ہے اس کی وجہ سے وہ اس پر حد جاری کریں تو وہ اسے حرم سے حل کی طرف نکالیں اور اس پر حد جاری کی جائے، اگر وہ حرم کی حدود میں ہی چوری کرے یا قتل کرے تو اس پر حرم میں ہی حد جاری کی جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی حد کا مستحق بن گیا اس نے قتل کیا ہو یا چوری کی ہو پھر وہ حرم میں داخل ہو گیا ہو تو اس کے ساتھ خرید و فروخت نہ کی جائے گی اور نہ ہی اسے پناہ دی جائے گی یہاں تک کہ وہ تنگ پڑ جائے اور حرم کی حدود سے نکل جائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی(2)۔

امام ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ایک ایسے آدمی کے بارے میں اعتراض کیا تھا کہ جسے انہوں نے حدود حل سے پکڑا پھر حرم کی حدود میں لے گئے پھر حدود حل میں لے آئے اور اسے قتل کر دیا۔

امام شعبی سے روایت نقل کی گئی ہے کہ جس نے کوئی جرم کیا پھر حدود حرم میں پناہ لی تو وہ امن میں ہو گیا اس سے اب کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے حدود حرم میں کوئی جرم کیا تو حرم کی حدود میں ہی اس پر حد جاری کی جائے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے کوئی جرم کیا پھر بیت اللہ شریف کی پناہ لے لی تو وہ امن میں ہوگا، مسلمانوں کو حق حاصل نہیں کہ حرم کی حدود میں نکلنے سے پہلے اسے سزا دیں۔ جب وہ حرم کی حدود سے باہر نکلے گا تو اس پر وہ حد جاری کریں(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے حرم کی حدود سے باہر کوئی جرم کیا پھر اس نے حدود حرم میں پناہ لے لی تو اس سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا، اس سے خرید و فروخت نہ کی جائے گی، اسے پناہ نہ دی جائے گی یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر حرم کی حدود سے باہر آ جائے، جب وہ حرم کی حدود سے باہر آ جائے تو اسے پکڑ لیا جائے گا تو اس پر حد جاری کر دی جائے گی، جس نے حرم کی حدود میں جرم کیا تو اس پر وہاں ہی حد جاری کر دی جائے گی(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اگر میں حرم کی حدود میں حضرت عمر رضی اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 21 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 20 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

عنہ کے قاتل کو پاؤں تو میں اسے کوئی گزند نہ پہنچاؤں گا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میں حرم کی حدود میں اپنے باپ کے قاتل کو پاؤں تو میں اس سے کوئی تعرض نہ کروں گا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی کسی کو قتل کرتا پھر حرم میں داخل ہو جاتا، اسے مقتول کا بیٹا یا باپ ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت ابوشریح عدوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دوسرے روز خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا بنایا ہے، لوگوں نے اسے حرمت والا نہیں بنایا، وہ آدمی جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں خون بہائے اور نہ ہی اسے یہ اجازت ہے کہ وہ درخت کاٹے، اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حملہ کرنے سے استدلال کرے تو اسے کہو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دی تھی تمہیں اس کی اجازت نہیں دی، بے شک دن کی ایک مخصوص گھڑی میں اسے میرے لئے حلال کیا گیا تھا پھر آج اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل اس کی حرمت تھی(3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے افراد کے پاس سے گزرے جو کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس پہنچے تو انہیں سلام فرمایا پھر فرمایا اس شہر میں جو جرم کیا جائے گا اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس میں رہائش رکھنے والا نہ خون بہائے اور نہ ہی چغلی کھائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس میں داخل ہو گیا وہ آگ سے محفوظ ہو گیا(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی بیت اللہ شریف میں داخل ہوا وہ نیکی میں داخل ہوا اور برائی سے نکل گیا اس حال میں کہ اس کی بخشش ہو گئی(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی حرم میں مر گیا وہ امن کی حالت میں دوبارہ اٹھایا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گیا۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی دونوں حرموں میں سے کسی ایک حرم میں داخل ہو گیا اسے امن کی حالت میں اٹھایا جائے گا(6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت سلمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 20
2۔ ایضاً
3۔ جامع ترمذی، جلد 3، صفحہ 173 (809) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 22
5۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 455 (4053) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 497 (4151)

نے فرمایا: جو کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا وہ میری شفاعت کا مستحق ٹھہرا اور قیامت کے دن امن والوں میں سے آئے گا (1)

جندی اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا وہ قیامت کے روز امن والوں میں سے اٹھایا جائے گا اور جو ثواب کی نیت سے میری زیارت کے لئے مدینہ آیا وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہو گا (2)۔

امام جندی نے حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی دونوں حرموں میں سے ایک میں فوت ہوا وہ قیامت کے روز امن والے افراد سے اٹھایا جائے گا۔

امام جندی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جسے مسلمان ہونے کی حالت میں مکہ مکرمہ میں دفن کیا گیا اسے قیامت کے روز امن کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کی ہے امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ جب وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا نازل ہوئی صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ تو حضور ﷺ خاموش رہے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اگر میں نعم کہہ دیتا تو تم پر حج واجب ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 101 نازل فرمائی لَا تَسْئَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی نے پوچھا یارسول؟ اللہ کیا ہر سال تو حضور ﷺ نے فرمایا حجۃ الاسلام کرو، اگر میں نعم کہہ دوں تو ہر سال تم پر حج فرض ہو جائے۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو حضرت اقرع بن حابس اٹھے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال یارسول اللہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں نعم کہہ دیتا تو حج فرض ہو جاتا، اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اس پر عمل نہ کرتے اور نہ ہی تم اس پر عمل کرنے کی طاقت رکھتے، حج ایک دفعہ فرض ہے جو زیادہ کرے وہ نفل ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج فرض ہو جاتا، اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اس کو بجا نہ لاتے، اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے مجھے چھوڑ دو، بے شک تم سے قبل بھی قومیں اپنے انبیاء سے زیادہ سوال کرنے اور ان پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اس پر عمل کرو، جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو اس سے رک جاؤ۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 490 (4158) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 489 (4153)

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 321 (3155) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، عرض کی یا رسول اللہ حاجی کون ہے؟ فرمایا پراگندہ بالوں والا اور میل والا ایک اور آدمی اٹھا اس نے عرض کی کون سا حج افضل ہے؟ فرمایا بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور قربانی دینا اور ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ سبیل کیا ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری (1)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا کے بارے میں پوچھا گیا سوال ہوا سبیل سے کیا مراد ہے فرمایا زادراہ اور سواری (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، دارقطنی اور بیہقی دونوں نے اپنی اپنی سنن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، تو صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ سبیل کیا ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری (3)۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں حضرت حسن رحمہ اللہ کے واسطہ سے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا سبیل الی الحج سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے دادا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ سبیل الی البیت سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی کھڑا ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے سبیل کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تو سواری پائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد زادراہ اور سواری ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد زادراہ اور اونٹ ہے (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 25
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 609 (1614) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 24
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 23
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 24

سبیل سے مراد یہ ہے کہ انسان کا بدن تندرست ہو، اس کے پاس زادراہ اور سواری کی قیمت ہو جب کہ اس کے لئے اسے کوئی پریشانی نہ ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سبیل سے مراد ہے اس میں وسعت ہو اور اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ استطاعت سے مراد قوت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر سے حضرت حسن بصری اور عطاء رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں جو سبیل کا لفظ ذکر کیا ہے اس میں عورت کے لئے محرم مراد ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عورت ایک دن کی مسافت (تنہا) سفر نہ کرے۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں ایک عورت ایک برید بغیر محرم کے سفر نہ کرے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ عورت سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ۔ ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری عورت تو حج پر گئی ہوئی ہے جب کہ میں فلاں غزوہ میں شریک تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے شعب میں اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی زادراہ اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچا سکتی تھی اس نے بیت اللہ شریف کا حج نہ کیا (تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ) وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ......(3)

امام سعید بن منصور، امام احمد نے کتاب الایمان میں، ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی فوت ہوا جب کہ اس نے حج بیت اللہ نہیں کیا تھا اسے کسی مرض نے نہیں روکا تھا نہ ہی ظالم بادشاہ نے نہ ظاہری حاجت نے تو وہ جیسا چاہے مرے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر۔

امام ابن منذر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ سے مرسل مرفوع روایت اسی کی مثل نقل کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 24 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 609 (1615)، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 25

امام سعید بن منصور نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ان شہروں کی طرف آدمی بھیجوں تا کہ وہ دیکھیں کہ وہ کون ہے جس کے پاس مال ہے اور اس نے حج نہیں کیا تو وہ ان پر جزیہ لازم کر دیں ایسے لوگ مسلمان نہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی خوشحال ہو کر مر گیا جب کہ اس نے حج نہیں کیا تھا تو وہ جس حالت میں چاہے مرے یہودی یا نصرانی ہو کر مر جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم، مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا جو آدمی خوشحال اور تندرست ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اس کی آنکھوں کے درمیان کافر کا نشان ہوتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ابن ابی شیبہ کے یہ الفاظ ہیں جو آدمی خوشحال ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو پھر وہ مر جائے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہو گا۔

امام سعید بن منصور نے حضرت نافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ایک سال اور دوسرے سال حج کرنے کی طاقت پائی اور اس نے حج نہ کیا تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی۔ یہ نہ جانا جائے گا کہ وہ یہودی ہو کر مرا یا نصرانی ہو کر۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر لوگوں نے حج کو چھوڑ دیا تو پس ان سے جنگ کروں گا جس طرح نماز اور زکوٰۃ ترک کرنے والوں سے ہم جنگ کرتے ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر لوگ ایک سال حج کو ترک کریں ان میں سے کوئی ایک بھی حج نہ کرے تو انہیں بعد میں مہلت نہ دی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَنْ كَفَرَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حج فرض ہی نہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حج کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ وہ حج کرنے کو نیکی اور اس کے ترک کرنے کو گناہ نہ سمجھے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا (آل عمران:85) نازل ہوئی تو یہودیوں نے کہا ہم مسلمان ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بیت اللہ شریف کا حج فرض کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم پر حج فرض نہیں ہے۔ انہوں نے حج کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ آل عمران والی مذکورہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 28 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 29 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 395

نازل ہوئی تو مختلف حلقوں کے لوگوں نے کہا ہم مسلمان ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس حج والی آیت کو نازل فرمایا۔ مسلمانوں نے حج کیا اور کفار نے حج نہ کیا(1)۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ آل عمران والی مذکورہ آیت نازل ہوئی تو تمام مذاہب کے پیروکاروں نے کہا ہم مسلمان ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے حج کیا اور مشرکوں نے حج نہ کیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت حج نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مشرکوں، نصاریٰ، یہودیوں، مجوسیوں اور صابیوں کو جمع کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا ہے تو تم بیت اللہ شریف کا حج کرو، صرف مسلمانوں نے اس حکم کو قبول کیا اور پانچ ملتوں نے اس کا انکار کیا۔ انہوں نے کہا ہم اس پر نہ ایمان لاتے ہیں نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے اور نہ ہی اس کی طرف منہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابوداؤ نفیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی تو ہذیل قبیلہ کا ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جس نے حج نہ کیا اس نے کفر کیا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حج چھوڑے اور اس کی سزا سے نہ ڈرے جو حج کرے اور ثواب کی امید نہ رکھے تو وہ ایسا ہی ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کا انکار کیا(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کفر سے کیا مراد ہے؟ تو مجاہد نے کہا جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کا انکار کرے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا جس نے بیت اللہ کا انکار کیا(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ...... سَبِیْلًا تک آیات کی تلاوت کی پھر کہا جس نے ان آیات کا انکار کیا(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مَنْ كَفَرَ سے مراد ہے جو ایمان نہ لایا وہ کافر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میرے پڑوس میں کوئی خوشحال آدمی ہو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 30 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 29
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30 | 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 31 | 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30

مر جائے جب کہ اس نے حج نہ کیا ہو تو میں اس کا نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حج البیت پڑھا ہے۔

حضرت عاصم بن ابی النجو د رحمہ اللہ سے حاء کے فتحہ کے ساتھ روایت مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اقرع بن حابس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کیا حج ہر سال ادا کرنا ہوگا یا زندگی میں صرف ایک بار؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں صرف ایک بار، جس نے زیادہ دفعہ حج کیا اس نے نفل ادا کیا(1)۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا فَرِیْقًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِیْمَانِكُمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَ فِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ع

"آپ فرمائیے اے اہل کتاب! کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ آپ فرمائیے اے اہل کتاب! تم کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے اسے جو ایمان لا چکا۔ تم چاہتے ہو کہ اس راہ (راست) کو ٹیڑھا بنا دو حالانکہ تم خود (اس کی راستی کے) گواہ ہو اور نہیں ہے اللہ بے خبر ان (کرتوتوں) سے جو تم کرتے ہو۔ اے ایمان والو! اگر تم کہا مانو گے ایک گروہ کا اہل کتاب سے (تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) لوٹا کر چھوڑیں گے تمہیں تمہارے ایمان قبول کرنے کے بعد کافروں میں۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم (اب پھر) کفر کرنے لگو حالانکہ تم وہ ہو کہ پڑھی جاتی ہیں تم پر اللہ کی آیتیں اور تم میں اللہ کا رسول بھی تشریف فرما ہے اور جو مضبوطی سے پکڑتا ہے اللہ (کے دامن) کو ضرور پہنچایا جاتا ہے اسے سیدھی راہ تک"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شاس بن قیس یہ بوڑھا شخص تھا دور جاہلیت میں ہی بوڑھا ہو گیا تھا بہت بڑا کافر تھا مسلمانوں پر سخت غصہ رکھتا تھا اور ان سے سخت حسد رکھتا تھا۔ ایک روز وہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا۔ یہ صحابہ اوس وخزرج کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، یہ ایک مجلس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اس نے ان کی باہمی الفت، اجتماعیت اور اسلام کو قبول کرنے کی وجہ سے باہمی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 322 (3152) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مصالحت کو دیکھا تو اس امر نے اسے سخت غضب ناک کر دیا جب کہ دور جاہلیت میں ان دونوں خاندانوں کے درمیان سخت دشمنی تھی۔ اس نے کہا بنوقیلہ کے خاندان اب شہر میں اکٹھے ہو گئے ہیں، الله کی قسم جب یہ اس شہر میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ہمارے لیے یہاں ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ اس نے اپنے ساتھ جانے والے یہودی جوان سے کہا ان کی طرف جاؤ اور ان کے پاس بیٹھ جاؤ پھر ان کے سامنے جنگ بعاث اور اس سے پہلے کے واقعات کا ذکر کرو۔ ان واقعات کے بارے میں جو اشعار کہے گئے ہیں وہ ذکر کرو، جنگ بعاث میں اوس وخزرج نے آپس میں جنگ کی تھی اس جنگ میں اوس وخزرج پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس نوجوان نے اسی طرح کیا قوم اس کی بات سن کر آپس میں بول پڑی وہ جھگڑا کرنے لگے اور باہم فخر کرنے لگے یہاں دونوں قبیلوں میں سے دو آدمی اچھل پڑے۔ اوس میں سے اوس بن قیظی جو بنو حارثہ سے تعلق رکھتا تھا اور خزرج سے جبار بن صخر جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتا تھا پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا الله کی قسم اگر تم چاہو تو ہم ابھی تمہیں گرا ہوا تا بنا دیں۔ دونوں جماعتیں غضب ناک ہو گئیں اور کہا ہم نے ایسا کیا۔ اسلحہ اسلحہ، ہمارے تمہارے مقابلہ کا میدان ظاہرہ ہے، ظاہرہ سے مراد حرہ (جگہ کا نام) ہے۔ لوگ حرہ کی طرف نکل پڑے۔ اوس کے خاندان آپس میں مل گئے اور خزرج آپس میں مل گئے۔ اسی طریقہ کار کے مطابق جس طرح وہ دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔

اس واقعہ کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر صحابہ کے ساتھ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے آپ نے فرمایا اے مسلمانوں الله سے ڈرو کیا تم جاہلیت کے دعوی کرتے ہو جب کہ میں تمہارے درمیان ہوں الله تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائی۔ اسلام کے ساتھ عزت سے نوازا جاہلیت کے معاملہ کو تم سے ختم کیا تمہیں کفر سے بچایا اور تمہارے درمیان محبت کو پیدا فرمایا کیا تم پھر کفر کی طرف لوٹنا چاہتے ہو۔ قوم پہچان گئی کہ یہ شیطان کا حملہ تھا ان کے دشمن کا مکروفریب تھا۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیے وہ رونے لگے اور ایک دوسرے سے معانقہ کرنے لگے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس آئے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے۔ الله تعالیٰ نے ان کے دشمن شاس کی جلائی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔ الله تعالیٰ نے شاس اور اس کے کرتوت کے متعلق اس آیت قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ ...... عَمَّا تَعْمَلُوْنَ کو نازل فرمایا الله تعالیٰ نے اوس بن قیظی، جبار بن صخر اور ان کے ساتھ قوم کے جو افراد تھے اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس کے بارے میں یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا ...... اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ نازل فرمائی (1)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابونعیم رحمہ الله کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں اوس وخزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ ایک روز وہ اکٹھے ہوئے تھے، انہوں نے آپس میں اس جنگ کا ذکر کیا یہاں تک کہ وہ غضب ناک ہو گئے۔ ان میں سے بعض اسلحہ لے کر بعض کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کے بارے میں ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہو کر ان کے پاس تشریف لے گئے تو یہ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ اور بعد والی دو آیات نازل ہوئیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 34-33 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 38

امام ابن منذر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ جب اسلام آیا انہوں نے آپس میں صلح کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دی۔ ایک یہودی اس مجلس میں بیٹھا جس میں اوس و خزرج موجود تھے۔ اس نے ایک شعر پڑھا جسے دونوں قبیلوں میں سے کسی فرد نے اپنی جنگ کے بارے میں کہا تھا گویا اس شعر کی وجہ سے ان کے درمیان نزاع شروع ہو گیا۔ دوسرے قبیلے والوں نے کہا ہمارے شاعر نے یہ یہ کہا۔ وہ سب جمع ہو گئے۔ انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا۔ جنگ کے لئے صف بندی شروع کر دی۔ تو یہ آیات یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تک نازل ہوئیں۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان آیات کو پڑھا اور آواز کو بلند کیا۔ جب انہوں نے قرآن پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کی آواز کو سنا تو وہ خاموش ہو گئے اور قرآن سننے لگے۔ جب حضور ﷺ قرآن پڑھنے سے فارغ ہوئے انہوں نے اسلحہ پھینک دیا اور آپس میں معانقہ کیا اور رونے لگے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ اجتماع اوس اور خزرج کے درمیان ہوا تھا۔ دور جاہلیت میں ان کے درمیان جنگ، قصاص اور ناراضگی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اسلام اور اپنے نبی کے ساتھ ان پر احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان موجود جنگ کو ختم کر دیا اور اسلام کے واسطہ سے ان کے درمیان الفت ڈال دی۔ ایک روز اوس و خزرج کا ایک ایک آدمی بیٹھے بات چیت کر رہا تھا۔ ایک یہودی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ یہودی لگاتار ان میں برپا ہونے والی جنگوں اور ان میں موجود دشمنی کا ذکر کرتا رہا جو ان کے درمیان پہلے سے موجود تھی یہاں تک کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے پھر لڑ پڑے۔ ایک نے اپنی قوم کو بلایا اور دوسرے نے اپنی قوم کو بلایا۔ وہ اسلحہ لے کر باہر آ گئے اور صف بندی کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ حضور ﷺ لگاتار ان کے درمیان گھومتے رہے اور انہیں خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت میں سدی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ثعلبہ بن عنمہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی اور انصار کے کچھ لوگوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ بنی قینقاع کے ایک یہودی نے ان کے درمیان بات کو بڑھا دیا تو ان میں سے ایک نے دوسرے پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ دونوں قبائل اوس و خزرج نے ارادہ کر لیا کہ وہ اسلحہ اٹھا لیں اور باہم جنگ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا کہ اگر تم اسلحہ اٹھا لیتے اور باہم لڑ پڑتے تو تم کفر اختیار کرتے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے آیت لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب ان سے کوئی پوچھتا کیا تم میں حضرت محمد ﷺ ہیں؟ تو وہ کہتے نہیں۔ اس طرح وہ لوگوں کو آپ سے روکتے اور حد سے تجاوز کرتے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اس آیت میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس آدمی کو اسلام اور اللہ کے نبی سے کیوں روکتے ہو جب کہ تم گواہ ہو اس چیز کے جو تم قرآن میں پڑھتے کہ حضرت محمد اللہ کے رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 36-35 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 35 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 34

ہیں۔ اسلام اللہ کا دین ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی اور دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اسی پر جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ اس کے بارے میں تم تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہو(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ روکنے والے یہود و نصاریٰ ہیں انہیں اس امر سے منع کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکیں وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ لوگوں کو گمراہ کر دیں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جس طرح تم سنتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بارے میں بتا دیا ہے، تمہیں خبردار کیا ہے اور ان کی گمراہی کے بارے میں تمہیں آگاہ کیا ہے، اس لئے اپنے دین کے بارے میں ان سے بےخوف نہ ہو جاؤ، اپنے بارے میں انہیں مخلص نہ سمجھو کیونکہ وہ تمہارے دشمن، حاسد اور گمراہ ہیں تم اس قوت کے بارے میں کیسے بےخوف ہو جاتے ہو جنہوں نے اپنی کتاب کا انکار کیا، اپنے رسولوں کو قتل کیا، اپنے دین کے بارے میں حیران ہیں اور اپنے آپ سے عاجز بھی، اللہ کی قسم وہی تہمت لگانے والے اور دشمن ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَ فِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ سے مراد ہے ہمارے درمیان دو چیزیں ہیں اللہ کا نبی اور اللہ کی کتاب، اللہ تعالیٰ کے نبی وہ تو ہم سے پردہ فرما گئے، جہاں تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے درمیان باقی رکھا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال، حرام اور نافرمانی کے امور کی وضاحت ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الاعتصام باللہ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے کہ جو اس پر ایمان لایا وہ اسے ہدایت دے گا، جو اس پر اعتماد کرے اسے نجات دے گا۔ ربیع نے کہا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ اسے منزل مقصود پر پہنچائے گا، جو اس پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کافی دور ہو جائے گا، جو اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے گا، جو اس پر اعتماد کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرمائے گا، جو دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا، اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ (التغابن: 11) وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ (الطلاق: 3) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 34 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 36 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 37 5۔ ایضاً

حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ (الحدید:11) وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آل عمران:101) اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (البقرہ:186)

تمام نے اپنے فوائد میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد جو آدمی میری مخلوق کی بجائے مجھ پر اعتماد کرتا ہے میں اس کی نیت سے اس کی حقیقت کو پہچان لیتا ہوں، اہل سموات اس کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے ہیں مگر اس کے لئے ان سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کر دیتا ہوں اور جو بندہ مجھ پر اعتماد کرنے کے بجائے میری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے جسے میں اس کے دل کے ارادہ سے پہچان لیتا ہوں میں اس کے سامنے سے آسمان کے اسباب ختم کر دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے ہوا نکال دیتا ہوں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا تاہم امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس چیز کا طلب گار ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو آسمان اس کا سایہ بن جاتا ہے اور زمین اس کا بچھونا بن جاتی ہے، وہ دنیا کی کسی چیز کا اہتمام نہیں کرتا، وہ کھیتی کاشت نہیں کرتا لیکن روٹی کھاتا ہے، وہ درخت نہیں لگاتا لیکن پھل کھاتا ہے جب کہ وہ اللہ پر توکل رکھتا ہے اور اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میں اس کا رزق رکھ دیا ہے، وہ زمین میں نکلتے ہیں اور حلال روزی کماتے ہیں اور وہ بغیر حساب کے پورا پورا رزق لیتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ ذہبی نے کہا یہ منکر ہے یا موضوع ہے، اس میں عمرو بن بکر سکسکی ہے۔ ابن حبان اور ان کے بیٹے ابراہیم کے نزدیک یہ متہم ہے۔ دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے(1)۔

امام حاکم نے اسے معقل سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب کہتا ہے اے ابن آدم میری عبادت کے لئے ہو جو کام سے فارغ ہو جا میں تیرا دل غنا سے بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا، اے ابن آدم مجھ سے دور نہ ہو میں تیرے دل کو فقر سے اور تیرے ہاتھوں کو کام سے بھر دوں گا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی جو بندہ مخلوق کی بجائے مجھ پر اعتماد کرتا ہے جب کہ زمین و آسمان اس کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے ہیں مگر میں اس کے لئے اس سے نکلنے کی کوئی تدبیر کر دیتا ہوں اور جو بندہ میری بجائے میری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے میں اس کے سامنے سے آسمان کے اسباب کو ختم کر دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کو نکال دیتا ہوں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تمام مقاصد کو ایک مقصد بنا دیا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے مقاصد کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جسے مقاصد نے گھیر لیا اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہو گیا(2)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 345 (7860) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 364 (7934)

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

"اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا اور (خبردار) نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو"۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے اس کا شکر کیا جائے اس کی ناشکری نہ کی جائے (1)۔

امام حاکم اور ابن مردویہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ امر مسلمانوں پر مشکل ہو گیا تو بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن: 16)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ تو لوگوں میں اس کی طاقت نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو قوم (مسلمانوں) پر عمل کرنا مشکل ہو گیا۔ انہوں نے قیام کیا یہاں تک کہ ان کی ٹانگوں میں سوجن آگئی، پیشانیاں زخمی ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تخفیف کرتے ہوئے یہ حکم فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نازل فرمایا تو اس آیت نے پہلی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کے حکم کو فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے اپنی ناسخ میں علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ حَقَّ تُقٰتِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انصاف کریں اگرچہ فیصلہ ان کی ذاتوں اور ان کے والدین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 39 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 40

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ نازل ہوئی پھر اس کے بعد فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نازل ہوئی تو بعد والی آیت نے آل عمران والی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ناسخ میں اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کے متعلق نقل کیا ہے کہ اس آیت کے حکم کو سورۂ تغابن میں موجود آیت کے حکم سے منسوخ کر دیا ہے۔ اسی پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے استطاعت کے مطابق سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت لی تھی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت اوس و خزرج کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے ان کے درمیان جنگ بعاث ہوئی تھی۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور ان کے درمیان صلح کرائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ اپنے رب سے کما حقہ تقوی اس وقت تک اختیار نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اپنی زبان کو نہ روکے۔

امام طیالسی، امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ امام احمد، امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ گرے تو تمام اہل زمین کی زندگی کو کڑوا کر دے تو پھر اس آدمی کا کیا حال ہو گا کہ جس کا کھانا صرف زقوم ہو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اگر تم ایسا نہ کرو اور نہ ہی تم میں اس کی طاقت ہو تو تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اسلام کی حرمت پر مرو (3)۔

امام خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک تقوی کا حق ادا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ یہ جان لے کہ اسے جو مصیبت پہنچی ہے وہ خطا نہ ہو سکتی تھی اور جو نہیں پہنچی وہ اسے پہنچ نہیں سکتی تھی۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 41 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42

"اور مضبوطی سے پکڑلو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جب کہ تم تھے (آپس میں) دشمن پس اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم (کھڑے) تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچالیا تمہیں اس (میں گرنے) سے۔ یونہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تا کہ تم ہدایت پر ثابت رہو"۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن ہے(1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ضریس، ابن جریر، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ راستہ بھیڑ والا ہے، شیاطین اس پر حاضر ہوتے ہیں، وہ بلاتے ہیں اللہ کے بندے ادھر آؤ یہ وہ راستہ ہے، ان کا مقصود اللہ کے راستہ سے روکنا ہے، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ اللہ کی رسی قرآن ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب یہ اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو شریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ قرآن رسی ہے، اس کی ایک طرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کی ایک طرف تمہارے ہاتھ میں ہے، اسے مضبوطی سے پکڑ لو تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا میں تم میں قران چھوڑنے جا رہا ہوں، یہی اللہ کی رسی ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہو گا، جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہو گا۔

امام احمد نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں اپنے دو نائب چھوڑے جا رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلی ہوئی ہے، دوسرا میری اولاد۔ ان میں تفریق نہ ہو گی یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس پر حوض پر وارد ہوں گے۔

امام طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آگے جانے والا ہوں، تم حوض پر میرے پاس آؤ گے، دیکھو تم میرے بعد ثقلین میں میرے نائب ہو۔ عرض کی گئی ثقلین کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑی تو اللہ کی کتاب ہے، یہ ایک رسی ہے جس کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف تمہارے ہاتھ میں ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑ لو نہ پھسلو گے نہ گمراہ ہو گے۔ چھوٹی میری اولاد ہے۔ ان میں تفریق نہ ہو گی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 43 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44

یہاں تک کہ دونوں چیزیں میرے پاس حوض پر آئیں گی۔ میں نے اپنے رب سے ان کے بارے میں سوال کیا ہے۔ ان سے آگے نہ بڑھنا کہ تم کہیں ہلاک نہ ہو جائے۔ انہیں نہ سکھاتے رہنا، یہ تم سے زیادہ علم رکھنے والی ہیں۔

امام ابن سعد، امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو تو تم گمراہ نہیں ہو گے، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب یہ آسمان اور زمین کے درمیان پھیلی ہوئی ہے اور میری عترت میرے گھر والے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد جماعت ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ثابت بن قطبہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ کہہ رہے تھے اے لوگو تم پر طاعت اور جماعت کے ساتھ وابستگی لازم ہے کیونکہ یہی دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رسی ہیں جن کے بارے میں حکم دیا گیا ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سماک بن ولید حنفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے پوچھا آپ ایسے سلاطین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں، ہمیں گالیاں دیتے ہیں، ہمارے صدقات کے بارے میں ہم پر حد سے تجاوز کرتے ہیں، کیا ہمیں انہیں نہ روکیں؟ تو آپ نے کہا نہیں تو انہیں عطا کر، جماعت کو لازم پکڑ، جماعت کو لازم پکڑ۔ بے شک گزشتہ امتیں افتراق کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، سب جہنم میں ہیں مگر ایک۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا جماعت پھر اسی آیت کی تلاوت کی(3)۔

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی۔ سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ ایک کون ہو گا؟ فرمایا جماعت پھر اس آیت کو تلاوت کیا(4)۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے تین اعمال پر راضی ہے اور تین اعمال کو ناپسند کرتا ہے، وہ تمہارے اعمال پر راضی ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ بازی نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے جنہیں تمہارا والی بنایا ہے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 43   2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 45   3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44   4۔ ایضاً

کے مخلص رہو، تمہاری ان باتوں پر ناراض ہے، قیل و قال زیادہ سوال، مال ضائع کرنا(1)۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل کتاب وہ اپنے دین کے بارے میں بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سب جہنم میں جائیں گے مگر ایک اور وہ جماعت ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی جماعت میں بالشت بھر باہر نکل گیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے جو آدمی مرا اور اس پر جماعت کا امام والی نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرو حدود سے تجاوز نہ کرو اور اخلاص کے ساتھ بھائی بھائی بن جاؤ(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بِحَبْلِ اللّٰهِ کا معنی طاعة الله روایت کیا ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کے حکم کو لازم پکڑو۔ ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ اسلام کو لازم پکڑو(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ قوی کمزور کو کھا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا تو اس نے تمہارے درمیان الفت پیدا کر دی، تمہاری جمعیت کو اسلام پر جمع کر دیا اور اس وجہ سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا(5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ انصار کی ایک جماعت کو ملے، وہ لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ آپ نے ارادہ کیا کہ آپ ان کے ساتھ چلے جائیں انصار نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہماری قوم میں باہم جنگ کا سلسلہ جاری ہے، اگر آپ اس حالت میں تشریف لے آئے تو ہمیں خوف ہے کہ جس چیز کا آپ ارادہ کر رہے ہیں وہ نہ ہو سکے، انہوں نے آنے والے سال باہم اس خواہش کا اظہار کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو لے چلتے ہیں۔ شاید آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری جنگ کو ختم کر دے۔ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ جنگ ختم نہ ہوگی۔ یہ بعاث کی جنگ تھی۔ اگلے سال ستر آدمی آپ سے ملے جو آپ پر ایمان لائے تھے۔ حضور ﷺ نے ان میں سے بارہ نقیب بنائے۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ۔ ابن جریر نے یہ کہا جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں باہم انصار میں تنازع پیدا ہوا۔ دونوں

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 25 (7399) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 150 (259) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 44

4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 46

قبیلوں نے باہم مشورہ کیا تو اس موقع پر بعض نے بعض سے کہا ہمارا تمہارا ساتھ مقابلہ حرہ میں ہوگا۔ یہ لوگ حرہ کی طرف نکل پڑے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے شان نزول کے متعلق روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں جو اوس و خزرج میں نزاع ہوا تھا وہ مراد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اوس و خزرج میں ایک سو بیس سال تک جنگ جاری رہی یہاں تک کہ اسلام آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا اور ان کے درمیان محبت پیدا کر دی(2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت انصار کے دو قبائل کے درمیان نازل ہوئی۔ ان میں سے ایک خزرج اور دوسرا اوس ہے، یہ زمانہ جاہلیت میں طویل عرصہ تک برسر پیکار رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے، ان دونوں کے درمیان صلح کرائی ایک مجلس میں ان کے درمیان گفتگو شروع ہوگئی، انہوں نے باہم فخر کرنا شروع کر دیا اور برا بھلا کہنے لگے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے دوسروں کے لئے اسلحہ سونت لیا۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یاد کرو اس وقت کو جب تم ایک دوسرے کو ذبح کرتے تھے، تم میں سے قوی کمزور کو کھا جاتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان بھائی چارہ اور الفت پیدا فرما دی۔ خبردار اللہ کی قسم الفت رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے، ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی ارشاد فرماتے قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی کہ دو آدمی اسلام کی وجہ سے باہم محبت نہیں کرتے تو ان کے درمیان پہلا گناہ جدائی ڈال دیتا ہے جسے ان میں سے ایک نے کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انصار کی جماعت تم مجھے کیوں پریشان کرتے ہو کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں آیا جب تم گمراہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت عطا فرمائی میں تمہارے پاس آیا جب کہ تم باہم دشمنی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہارے درمیان محبت پیدا فرما دی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں نہیں بات اسی طرح ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم آگ کے کنارے پر تھے۔ جو تم میں سے مر جاتا وہ آگ (جہنم) میں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے تمہیں اس گڑھے سے نکال لیا(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی فرمایا ہم نے تمہیں اس سے بچایا، اب میں امید کرتا ہوں کہ وہ ہمیں دوبارہ اس میں نہیں ڈالے گا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 48 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 51 3۔ ایضاً

اللہ عنہ سے عرض کیا مجھے اس آیت کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حضرت محمد ﷺ کے واسطہ سے بچایا تو نافع نے کہا کیا عرب اس کو جانتے ہیں حضرت عباس نے فرمایا ہاں کیا تم نے عباس بن مرداس کا شعر نہیں سنا۔

يَكُبُّ عَلَى شَفَا الْاَذْقَانِ كَبًّا كَمَا زَلَقَ التَّخَتُّمُ عَنْ جفاف

وہ ٹھوڑی کے بل گرتا ہے جیسے کیلے کے چھلکے سے اس کا ٹوٹا ہوا گودا پھسل کر نیچے گرتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾

”ضرور ہونی چاہیے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔ اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اختلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی جب آچکی تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کے لئے عذاب ہے بہت بڑا“۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن زبیر کو اس آیت کی قرأت کرتے ہوئے سنا، وہ ساتھ ہی وَيَسْتَعِيْنُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ کو پڑھتے، میں یہ نہیں جانتا کہ کیا یہ اس کی قرأت تھی یا یہ آیت کی تفسیر تھی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن انباری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عَنِ الْمُنْكَرِ کے بعد (وَيَسْتَعِيْنُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ) کی قرأت کی (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت امام ابوجعفر باقر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا خیر سے مراد قرآن اور سنت کی اتباع ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں امر بالمعروف کی جو آیات ذکر کی ہیں وہ اسلام ہے اور منکر سے نہی والی جو آیات ذکر کی ہیں وہ شیطان کی عبادت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں ایک قوم ہونی چاہیے، وہ ایک ہو، دو ہوں، تین ہوں یا زیادہ، وہ امت ہے، وہ کہتے امام ہو جس کی اقتداء کی جائے۔ خیر سے مراد اسلام ہے، معروف سے مراد رب کی اطاعت ہے اور منکر سے مراد رب کی معصیت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں امت سے مراد رسول اللہ ﷺ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1084، مطبوعہ دار الصمیعی الریاض 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 52، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

کے صحابہ ہیں کیونکہ وہی راوی ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جماعت کا حکم دیا، اختلاف اور فرقت سے منع کیا اور یہ بتایا کہ تم سے قبل قومیں اللہ تعالیٰ کے دین میں جھگڑا کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اختلاف کرنے والے اہل کتاب ہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو اسی طرح کے اختلاف اور افتراق سے منع کیا جس طرح اہل کتاب نے اختلاف کیا تھا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اختلاف کرنے والوں سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں (4)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آل عمران کی اس آیت کے ساتھ بدعتی کیا سلوک کرتے ہیں فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ اسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، میری یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک، وہ جماعت ہے۔ میری امت میں ایسے فرقے پیدا ہوں گے کہ ان کی خواہشات نفسانیہ ان میں یوں سرایت کریں گی جس طرح باؤلا پن باؤلے جاندار میں سرایت کرتا ہے، اس کی کوئی رگ اور جوڑ نہیں بچتا جس میں وہ مرض داخل نہیں ہوتا (6)۔

امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی وہی احوال آئیں گے جو بنواسرائیل پر گزرے ہیں، اگر ان میں سے کسی نے علانیہ اپنی ماں سے نکاح کیا ہوگا تو میری امت میں بھی اسی کی مثل ہوگا، بنواسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک۔ آپ سے عرض کی گئی وہ ایک جماعت کون سی ہوگی؟ فرمایا جو اس راستہ پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

حاکم نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے سے پہلے والے لوگوں کے راستہ پر چلو گے بے شک بنواسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ الحدیث (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 52 | 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 53 | 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 52
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 53 | 5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 47 (10) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، باب العلم، جلد 1، صفحہ 218 (443) | 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 219 (445)

امام ابن ماجہ نے حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ایک جنت میں جائے گا اور ستر جہنم میں، نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، اکہتر جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں ہوگا، قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، ایک جنت میں جائے گا اور بہتر جہنم میں جائیں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا جماعت (1)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ان میں سے ستر ہلاک ہوئے اور ایک نے خلاصی پائی، بے شک میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ اکہتر ہلاک ہوں گے اور ایک خلاصی پائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا جماعت جماعت۔

امام احمد نے حضرت ابوذر سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دو ایک سے بہتر ہے، تین دو سے بہتر ہے اور چار تین سے بہتر ہے، تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ میری امت کو ہدایت پر ہی جمع کرتا ہے۔

امام ابن مردویہ نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس آؤ، سوائے قریش کے میرے پاس کوئی نہ آئے، فرمایا اے قریش میرے بعد تم میرے اس دین کے والی ہو تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو پھر یہ آیات تلاوت فرمائیں: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا، وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا الخ اور وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ (البینۃ: 5)

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾

”اس دن (جب کہ) روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی منہ تو وہ جو سیاہ رو ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) کہ کیا تم نے کفر اختیار کر لیا تھا ایمان لانے کے بعد تو اب چکھو عذاب (کی اذیتیں) بوجہ اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے اور وہ (خوش نصیب) لوگ روشن ہوں گے جن کے چہرے تو وہ رحمت الٰہی (کے سائے) میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو ٹھیک ٹھیک اور نہیں ارادہ رکھتا اللہ ظلم کرنے کا دنیا والوں پر اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 393 (3992) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے سارے کام''۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن منذر نے حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ازارقہ کے سر مسجد کی سیڑھیوں پر لٹکے ہوئے دیکھے تو ابوامامہ نے کہا یہ آگ کے کتے ہیں، یہ آسمان کے نیچے سب سے برے قتل کیے جانے والے ہیں، جس کو انہوں نے قتل کیا تھا وہ سب سے بہترین مقتول تھا۔ پھر اس آیت یَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ کی تلاوت کی۔ میں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا اگر میں نے اسے ایک، دو، تین، چار یہاں تک کہ سات دفعہ نہ سنا ہوتا تو میں تم سے یہ بیان نہ کرتا۔

امام ابن ابی حاتم، ابونصر نے ابانہ، خطیب نے اپنی تاریخ اور حضرت لالکائی رحمہ اللہ نے السنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے چہرے روشن ہوں گے، بدعتی اور گمراہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام خطیب نے مالک کے رواۃ اور دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل سنت کے چہرے روشن اور بدعتیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام ابونصر نے ابانہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو پڑھا، فرمایا اہل جماعت اور اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل بدعت اور اہل ہواء کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز لوگ دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے، جس جماعت کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا یعنی وہ ایمان جو تم حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھتے تھے جب کہ جن کے چہرے روشن ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان پر مستقیم رہے، انہوں نے اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں کو روشن کر دیا اور اپنی رضوان اور جنت میں داخل کر دیا(1)۔

امام فریابی اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ لوگ اہل کتاب سے ہوں گے جو اپنے انبیاء کی تصدیق کرتے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بھی تصدیق کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو آپ کا انکار کر دیا تو ان کے بارے میں یہ فرمایا اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ سے مراد خارجی ہیں(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں بعض لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا جس طرح تم سنتے ہو جس کے چہرے قیامت کے روز روشن ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 54 2۔ ایضاً

والے اور اللہ کے وعدے کو پورا کرنے والے ہیں(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے سے مراد وہ لوگ ہیں جو منافق ہیں انہوں نے زبانوں سے ایمان کا کلمہ کہا مگر اپنے دلوں اور اعمال سے اس کا انکار کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن کے چہرے روشن ہوں گے سے مراد اہل قبلہ ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے جس میں ایسا راوی ہے جو معروف نہیں کہ ان کے چہرے اعمال اور بدعات کی وجہ سے سفید یا سیاہ ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے ایسی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جس میں راوی غیر معروف ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آپ پر کوئی ایسی گھڑی بھی آئے گی جس میں آپ کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے؟ فرمایا ہاں اس روز کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ یہاں تک کہ میں دیکھوں گا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔

امام طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس روز چہرے سیاہ ہوں گے مصیبت مصیبت زدہ کے چہرے کو سفید کر دے گی۔

امام ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار قیامت کے روز چہروں کی روشنی کا باعث ہوگا۔

امام طبرانی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی ایک بار بھی لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہاں بھی وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ کے الفاظ آتے ہیں انہوں نے ترجع کو تاء کے فتحہ اور جیم کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 54

اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿۱۱۲﴾

''ہوتم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے، تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو یہ بہتر ہوتا ان کے لئے، بعض ان میں سے مومن ہیں اور زیادہ ان میں سے نافرمان ہیں۔ (کچھ) نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا سوائے ستانے کے اور اگر لڑیں گے تمہارے ساتھ تو پھیر دیں گے تمہاری طرف اپنی پیٹھیں (اور بھاگ جائیں گے) پھر ان کی امداد نہ کی جائے گی۔ مسلط کردی گئی ہے ان پر ذلت اور رسوائی جہاں کہیں یہ پائے گئے بجز اس کے کہ اللہ کے عہد سے یا لوگوں کے عہد سے (کہیں پناہ مل جائے) اور یہ مستحق ہو گئے ہیں غضب الٰہی کے اور مسلط کردی گئی ہے ان پر محتاجی، یہ اس لئے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے اللہ کی آیتوں سے اور قتل کیا کرتے تھے انبیاء کو ناحق، یہ (بیباکی) اس لیے تھی کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور سرکشی کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، فریابی، امام احمد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسے روایت کیا ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ سے مراد وہ صحابہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرماتا انتم تو ہم سب اس میں شامل ہو جاتے لیکن فرمایا كُنْتُمْ یہ صرف حضور ﷺ کے صحابہ کے لئے خاص ہے جس نے ان کے اعمال جیسے اعمال کیے وہ بھی خَيْرَ اُمَّةٍ میں داخل ہوں گے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے انہوں نے اس راوی سے روایت کیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ حکم مسلمانوں کے اولین لوگوں کے بارے میں ہے بعد والے لوگوں کے بارے میں نہیں ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرات عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، سالم مولی ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس آیت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کو پڑھا پھر فرمایا اے لوگو جسے یہ اچھا لگے کہ وہ اس امت میں سے ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی شرط کو ادا کرے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 58 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 57 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 58
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 58

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یہ اس شرط پر فرماتا ہے کہ تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ، وہ یہ ان کو فرماتا ہے جن کے تم درمیان ہو، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (الدخان: 32)(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کنتم خیر امۃ سے مراد یہ ہے کہ تم لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہو، تم انہیں لاتے ہو جب کہ ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس امت سے بڑھ کر کوئی امت اسلام میں اطاعت شعار نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہوئے تم ستر دیں امت کو مکمل کر رہے ہو تم ان میں سے بہترین اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین ہو(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ذکر کیا جب کہ آپ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، ہم قیامت کے روز ستر دیں امت کو مکمل کریں گے، ان میں سے ہم آخری اور بہترین امت ہوں گے(3)۔

امام احمد نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے سند حسن سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، زمین کی کنجیاں مجھے عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی میرے لئے پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی، میری امت کو بہترین امت بنادیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خَيْرَ اُمَّةٍ سے مراد میرے اہل بیت ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہیں، تم ان انبیاء کے لئے گواہی دو گے جن کی قوم میں پیغام حق پہنچانے میں ان کی تکذیب کر دیں گی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کوئی ایسی امت نہیں گزرے گی جس میں اس امت کے علاوہ مختلف قسم کے لوگ داخل ہوتے ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 58 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 60 4۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ تم حکم دیتے ہو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دو، اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر لوگوں سے جہاد کرتے ہو، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب سے بڑی نیکی ہے، منکر سے مراد جھٹلانا ہے اور یہ سب سے بڑی منکر ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے تین کو مستثنیٰ کیا ہے جو ہدایت اور حق پر ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر لوگوں کی مذمت فرمائی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم ان سے یہ باتیں سنتے ہو(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَذًى سے مراد یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر، حضرت عیسیٰ اور صلیب کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں(3)۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہوئے سنو گے اور وہ تمہیں گمراہی کی طرف دعوت دے رہے ہوں گے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ضمانتیں اٹھانے والے لوگ ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا، ان کی کوئی پناہ گاہ نہیں، اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کے زیرنگیں کر دے گا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے ان سب پر یہ امت غلبہ پالے گی اور مجوسیوں کو جزیہ مغلوب کر دے گا(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں گے جب کہ وہ ذلیل ہوں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ذلت سے مراد جزیہ ہے۔

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے دو سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ سے اللہ تعالیٰ کا عہد اور لوگوں کا وعدہ ہے(7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 60　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 61　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 62　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 63　6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 62　7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 63

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نافرمانی اور سرکشی سے بچو کیونکہ تم سے قبل لوگ بھی انہیں دو وجوہ سے ہلاک ہوئے (1)۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱۶﴾

’’سب یکساں نہیں اہل کتاب سے ایک گروہ حق پر قائم ہے یہ تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی رات کے اوقات میں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روز آخرت پر اور حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں اور یہ لوگ نیکوکاروں میں سے ہیں۔ اور جو یہ کریں گے نیک کاموں سے تو ہرگز انکار نہ کیا جائے گا اس کار خیر کا اور اللہ جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو۔ بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہرگز نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے ذرہ بھر اور وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے‘‘۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب عبداللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعید، اسید بن سعید، اسد بن عبید اور دوسرے یہودی مسلمان ہوئے وہ حضور ﷺ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کی اور اسلام کے احکام میں بڑی رغبت کا اظہار کیا۔ یہود کے علماء اور کفار نے کہا حضرت محمد ﷺ پر ایمان اور آپ کی اتباع ہم میں سے شریر لوگوں نے کی ہے، اگر وہ ہمارے بہترین افراد ہوتے تو وہ اپنے آباء کا دین ترک نہ کرتے اور نہ ہی غیر دین کی طرف جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسُوْا سَوَآءً سے مِنَ الصّٰلِحِيْنَ تک آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَيْسُوْا سَوَآءً کی تفسیر میں نقل کیا ہے جب تک کسی قوم میں اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی گزارنے والا باقی رہا تو ایسی قوم مکمل طور پر ہلاک نہ ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن سلام،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 67 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 69 3۔ ایضاً

ثعلبہ بن سلام، مبشر، اسید اور اسد جو دونوں کعب کے بیٹے تھے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے وہ یہودی اس امت جیسے نہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے ہدایت یافتہ اللہ کے حکم پر قائم رہنے والی نہ یہ اللہ تعالیٰ سے الگ تھلگ ہوئی ہے نہ اس کو چھوڑتی ہے جس طرح دوسری امتوں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ضائع کر دیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی عدل کرنے والی امت نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کا معنی اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کی حدود اور فرائض پر قائم رہنے والی نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اٰنَآءَ الَّیْلِ کا معنی رات کی گھڑیاں لیا ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عباس نے اس کا معنی رات کا درمیانی حصہ لیا ہے۔

امام فریابی، بخاری نے اپنی تاریخ میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کا معنی یہ کیا ہے کہ اہل کتاب اور حضور ﷺ کی امت ایک جیسی نہیں ہو سکتی اور يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ کا معنی یہ کیا ہے کہ حضور ﷺ کی امت عشاء کی نماز پڑھتی ہے جب کہ دوسرے اہل کتاب یہ نماز نہیں پڑھتے (7)۔

امام احمد، امام نسائی، بزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا پھر مسجد کی طرف تشریف لے گئے جب کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے، فرمایا آگاہ رہو تمہارے سوا سماوی دین کا کوئی بھی علمبردار ایسا نہیں جو اس وقت اللہ کا ذکر کر رہا ہو گا تو یہ آیت نازل ہوئی لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا اس سے مراد عشاء کی نماز ہے جسے حضور ﷺ کی امت تو ادا کرتی ہے لیکن اہل کتاب میں سے کوئی دوسری امت ادا نہیں کرتی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 69
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 70
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 70
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 72
7۔ ایضاً

حضور ﷺ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ شاید آپ نماز پڑھ چکے ہیں پھر آپ باہر تشریف لائے، فرمایا اس نماز کو دیر سے ادا کرو کیونکہ اسی نماز کی وجہ سے تمہیں دوسری امتوں پر فضیلت دی گئی ہے تم سے قبل کسی امت نے اسے ادا نہیں کیا۔

امام طبرانی سند حسن کے ساتھ حضرت منکدر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک رات دیر سے باہر تشریف لائے جب کہ آپ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا تھا جب کہ رات کا ایک پہر گزر چکا تھا جب کہ لوگ مسجد میں انتظار کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا خبردار تم نماز میں رہے ہو جتنا تم نے نماز کا انتظار کیا پھر فرمایا خبردار یہ ایک ایسی نماز ہے جو تم سے قبل کسی امت نے نہیں پڑھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز کو مؤخر کیا تو حضرت عمر نے عرض کی عورتیں اور بچے سو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے سوا زمین پر کوئی بھی اس نماز کا انتظار کرنے والا نہیں ہے۔

امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا پھر آپ باہر تشریف لائے، فرمایا کس چیز نے تمہیں اس وقت تک روکے رکھا؟ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم نے آپ کا انتظار کیا تا کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر نماز ادا کریں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تم سے قبل کسی امت نے یہ نماز ادا نہیں کی تم لوگ لگا تار نماز میں رہے ہو۔

امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مستورد سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ گھر میں ہی تشریف فرما رہے یہاں تک کہ مسجد میں دس سے کچھ اوپر افراد رہ گئے۔ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، فرمایا تمہارے سوا کسی نے نماز کے انتظار میں رات نہیں گزاری۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اٰنَآءَ الَّیْلِ سے مراد مغرب و عشاء کا درمیانی وقت ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد غفلت کی نماز ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو عمرو بن علاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ وَمَا یَفْعَلُوْا اور فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ کو وَمَا تَفْعَلُوْا اور فَلَنْ تُكْفَرُوْهُ پڑھتے تھے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فَلَنْ تُكْفَرُوْهُ کا معنی ہے کہ وہ عمل تم سے گم نہ ہوگا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس عمل کے بارے میں تم پر ظلم نہ کیا

1۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 360 (846) مطبوعہ مطبع الامۃ بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 73
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 74
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 75

جائے گا۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿117﴾

''مثال اس کی جو وہ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگی میں ایسی ہے جیسے ہوا ہو اس میں سخت ٹھنڈک ہو (اور) لگے وہ ایک قوم کے کھیت کو جنہوں نے ظلم کیا ہو اپنے نفسوں پر پھر فنا کر دے اس کھیت کو۔ نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا میں کافر جو مال خرچ کرتا ہے اس کی مثال یہ ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مشرک جو مال خرچ کرتے ہیں جب کہ اسے قبول نہیں کیا جاتا اس کی مثال اس کھیتی جیسی ہے جسے ظالم قوم کاشت کرتی ہے، جسے سخت ٹھنڈی ہوا آ پڑتی ہے اور اسے تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اس طرح انہوں نے جو مال خرچ کیا ہے شرک اسے ہلاک کر دیتا ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صرٌّ کی تفسیر سخت ٹھنڈی ہوا نقل کی ہے (3)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈی تو نافع نے عرض کی کیا عرب بھی یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ ذبیانی کا قول نہیں سنا۔

لا یبر دون اذا ما الارض للها　　اصر الشتاء من الامحال کالادم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿118﴾ ھٰٓاَنْتُمْ اُولَاۗءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّھٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 76　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 77　3۔ ایضاً

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾

''اے ایمان والو! نہ بناؤ اپنا راز دار غیروں کو وہ کسر نہ اٹھا رکھیں گے تمہیں خرابی پہنچانے میں [وہ پسند کرتے ہیں جو چیز تمہیں ضرر دے۔ ظاہر ہو چکا ہے بغض ان کے مونہوں (یعنی زبانوں) سے اور جو چھپا رکھا ہے ان کے سینوں نے وہ اس سے بھی بڑا ہے، ہم نے صاف بیان کر دیں تمہارے لئے اپنی آیتیں اگر تم سمجھدار ہو۔ سنو! تم تو وہ (پاک دل) ہو کہ محبت کرتے ہو ان سے اور وہ (ذرا) محبت نہیں کرتے تم سے اور مانتے ہو تم سب کتابوں کو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو چباتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے (اے حبیب ﷺ!) آپ فرمایئے مر جاؤ اپنے غصہ (کی آگ میں جل کر) یقیناً اللہ خوب جاننے والا ہے دلوں کی باتوں کا۔ (ان کا حال تو یہ ہے) اگر پہنچے تمہیں کوئی بھلائی تو بری لگتی ہے انہیں اور اگر پہنچے تمہیں کوئی تکلیف تو (بڑے) خوش ہوتے ہیں اس سے اور اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو نہ نقصان پہنچائے گا تمہیں ان کا فریب کچھ بھی، بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں (اس کا) احاطہ کیے ہوئے ہے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہودیوں کے ساتھ دوستی رکھتے تھے کیونکہ دور جاہلیت میں ان کے آپس میں باہم معاہدے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں حکم نازل فرمایا کہ تم ان کے ساتھ خفیہ دوستی نہ رکھو کیونکہ ان یہودیوں کی وجہ سے انہیں آزمائش کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مدینہ کے منافقین کے بارے میں نازل ہوئی مومنوں کو منافقین کے ساتھ دوستی رکھنے سے منع کیا گیا (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے عمدہ سند سے حضرت حمید بن مہران مالکی خیاط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو غالب سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے ابو امامہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا کہ اس سے مراد خارجی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 80 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم اپنی مہروں میں عربی لفظ کندہ نہ کراؤ اور مشرکوں کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو۔ یہ روایت حضرت حسن بصری کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا ہاں اپنی مہروں میں محمد نہ لکھواؤ اور اپنے معاملات میں مشرکوں سے مشورہ طلب نہ کرو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اہل حیرہ میں سے ایک نوجوان ہے جو بڑا ذہین اور اچھا کاتب (انشاء پرداز) ہے۔ اگر آپ اسے اپنا کاتب بنالیں تو مناسب رہے گا تو آپ نے فرمایا پھر تو میں مومنوں کو چھوڑ کر اسے اپنا خفیہ دوست بنانے والا ہوں گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم منافقوں کو اپنے معاملات میں داخل نہ کرو کہ تم مومنوں کو چھوڑ کر انہیں اپنا دوست بناؤ (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَا عَنِتُّمْ کا معنی ماضللتم نقل کیا ہے یعنی تم گمراہ ہو جاؤ (3)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ منافق یہ پسند کرتے ہیں کہ مومن اپنے دین میں گمراہ ہو جائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ منافقوں کے منہ سے ایسی باتیں تم سن چکے ہو جو وہ کفار سے کہتے ہیں کہ ہم تو اسلام اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور ان سے بغض رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے سینوں میں جو چھپا رکھا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ کی تفسیر میں نقل کیا ہے مومن منافق کے لئے اچھا ہے لیکن منافق مومن کے لئے اچھا نہیں کیونکہ مومن دنیا میں منافق پر رحم کرتا ہے۔ جتنا مومن منافق پر قدرت رکھتا ہے، اگر منافق مومن پر اتنی قدرت رکھتا تو وہ اس کی خوشحالی کو نیست و نابود کر دیتا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم اپنی اور ان کی کتاب پر ایمان رکھتے ہو اسی طرح سابقہ کتب پر بھی ایمان رکھتے ہو۔ جب کہ وہ تمہاری کتابوں کا انکار کرتے ہیں تو تم زیادہ اس کے مستحق ہو کہ تم ان سے بغض رکھو بنسبت اس کے کہ وہ تم سے بغض رکھیں (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 80 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 81
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 82 | 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 85 | 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 84

تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا وہ اس طرح کرتے ہیں اور اپنی انگلیوں کی اطراف اپنے منہ میں رکھیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاِذَا لَقُوْكُمْ کی تفسیر نقل کی ہے کہ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے انہیں صرف اپنی جانوں اور اپنے اموال کا خوف ہوتا ہے اس لیے ان کے ساتھ اس طرح معاملہ کرو، جب تنہا ہوتے ہیں تو اپنے پوروں کو کاٹتے ہیں کیونکہ وہ اپنے دل میں اسی حالت پر غیض وغضب پاتے ہیں۔ اگر وہ معمولی سی ہوا پائیں تو مومنوں کے خلاف ہو جائیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں انامل سے مراد انگلیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اباضیہ کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد دشمنوں پر فتح رزق اور خیر ہے اور سیئہ سے مراد قتل، شکست اور مشقت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جب منافق دیکھتے ہیں کہ مسلماں آپس میں محبت کرتے ہیں اور آپس میں ان کا اتفاق ہے اور دشمنوں پر انہیں غلبہ نصیب ہوا ہے تو یہ چیز انہیں غیض وغضب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جب وہ مسلمانوں کو فرقوں میں بٹا ہوا اور اختلاف کرتا ہوا دیکھتے ہیں یا مسلمانوں کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ چیز انہیں خوش کرتی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے لَا یَضُرُّ کی قرأت نقل کی ہے۔

وَ اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۙ﴿۱۲۱﴾

"اور یاد کرو (اے محبوب) جب صبح سویرے رخصت ہوئے آپ اپنے گھروں سے (اور میدان احد) میں بٹھا رہے تھے مومنوں کو مورچوں پر جنگ کے لئے اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے"۔

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں ابن شہاب، عاصم بن عمر بن قتادہ، محمد بن یحییٰ بن حبان اور حصین بن عبد الرحمٰن رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ احد کا دن مصیبت کا دن تھا اللہ تعالیٰ نے اس روز مسلمانوں کا امتحان لیا اور کافروں میں سے ان لوگوں کو بے آبرو کر دیا جو زبان سے اسلام ظاہر کرتے تھے اور کفر کو چھپائے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس روز ان لوگوں کو کرامت سے نوازا جن کے بارے میں شہادت سے نواز کر عزت دینے کا ارادہ فرمایا غزوۂ احد کے بارے میں ان آیات کو نازل فرمایا ان میں ان امور کا ذکر ہے جو اس دن وقوع پذیر ہوئے اور جن پر عتاب فرمایا ان پر عتاب کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً

نبی سے ارشاد فرماتا ہے: وَ اِذْ غَدَوْتَ......

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ۲ھ میں رمضان شریف میں بدر کے مقام پر جہاد کیا اور ۳ھ میں شوال کے مہینہ میں احد کے مقام پر جہاد کیا پھر غزوۂ خندق کیا اسی کو یوم احزاب بھی کہتے ہیں اور ۴ھ میں بنوقریظہ سے جہاد کیا۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد، غزوۂ بدر کے ایک سال بعد ہوا جب کہ عبدالرزاق کے الفاظ میں بونضیر کے واقعہ کے چھ ماہ بعد یہ غزوۂ ہوا اس روز مشرکین کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔

امام بیہقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد ہفتہ کے روز گیارہ شوال کو ہوا تھا اس روز حضور ﷺ کے صحابہ کی تعداد سات سو تھی اور مشرکین کی تعداد دو ہزار یا اس سے کچھ اوپر تھی۔

امام ابویعلی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی عرض کی اے ماموں مجھے غزوۂ احد کا واقعہ سناؤ تو انہوں نے فرمایا سورۂ آل عمران 120 آیت کے بعد کی آیات کی تلاوت کرو تم ہمارا قصہ پاؤ گے۔ ایک طائفہ نے بزدلی ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرکین سے امن طلب کی تھی، شیطان نے چیخ کر کہا تھا کہ حضرت محمد ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں۔ نعاس کا معنی ہے ان پر نیند مسلط کر دی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں غزوۂ احد کا ذکر ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تُبَوِّئُ کا معنی تو توطی ہے کہ آپ خود درست کر رہے تھے۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آپ خود مومنوں کو ان کی جگہ پر بٹھا رہے تھے تاکہ مومنوں کے دل مطمئن ہو جائیں تو ازرق نے پوچھا کیا عرب اس چیز کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشی شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَمَا بَوَّأَ الرَّحْمٰنُ بَیْتَکَ مَنْزِلَہٗ   بِاَجْیَادِ غَرْبِیِّ الْفِنَا وَالْمُحَرَّمِ

رحمٰن نے تیرے گھر کو ٹھکانہ نہیں بنایا جو فنا اور محرم کی مغربی جانب اجیاد میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ اس روز پیدل چل رہے تھے اور مومنوں کو ان کی جگہوں پر بٹھا رہے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ مومنوں کو غزوۂ احزاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 90
2۔ ایضاً

میں اپنی اپنی جگہوں پر بٹھا رہے تھے (1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ابن شہاب، محمد بن یحییٰ، عاصم بن عمر بن قتادہ حصین بن عبدالرحمٰن اور دوسرے علماء سے نقل کیا ہے ان میں سے ہر ایک نے غزوۂ احد کے کچھ واقعات نقل کیے ہیں کہا جب قریش کو مصیبت پہنچی یا غزوۂ بدر کے دن قریش کے کفار مارے گئے باقی ماندہ لوگ مکہ مکرمہ واپس ہوئے اور ابوسفیان بھی اپنے قافلہ کے ساتھ واپس آ گیا تو عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ قریش کے ان چند افراد کے ساتھ جن کے خاندان کے لوگ غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے ابوسفیان کے پاس گئے۔ انہوں نے ابوسفیان اور ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کی جن کے اموال اس قافلہ میں تھے۔ انہوں نے کہا اے قریش بے شک محمد (ﷺ) نے تمہیں سخت تکلیف پہنچائی ہے، تمہارے بہترین لوگوں کو قتل کیا ہے اپنے اس مال کے ساتھ ہماری مدد کرو تا کہ ہم اس کے خلاف جنگ کریں۔ شاید ہم اپنا انتقام لے لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مال جمع کر لیا۔ اپنے تمام اسلحہ و اسباب کے ساتھ وہ نکل پڑے انہوں نے عورتیں بھی اپنے ساتھ لے لیں تا کہ لوگ بھاگ نہ جائیں۔ ابوسفیان بطور قائد لشکر چلا وہ آئے یہاں تک کہ عینین کے مقام پر اترے جو قناہ وادی کے شوریدہ زیریں جگہ میں پہاڑ ہے۔ اس وادی میں بارشی نالے کی اس طرف اترے جو مدینہ طیبہ کی طرف ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے مشرکین کے بارے میں سنا کہ وہ وہاں فروکش ہو چکے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک گائے ذبح ہوتے ہوئے دیکھی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میری تلوار کند ہو چکی ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ مضبوط زرہ میں داخل کیا ہے۔ میں نے اس محفوظ زرہ سے مراد مدینہ لیا ہے۔ اگر تمہاری یہ رائے ہو کہ تم مدینہ طیبہ میں ہی رہو جہاں وہ اترے ہیں انہیں وہاں ہی رہنے دو۔ اگر وہ وہاں ہی مقیم رہے تو سخت بری جگہ پر قیام کریں گے۔ اگر وہ ہمارے شہر میں داخل ہوئے تو اس شہر میں ہم ان سے جنگ کریں گے۔

قریش بدھ کے روز احد میں اترے وہاں وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کے روز رہے۔ حضور ﷺ جب جمعہ کی نماز ادا کر چکے تو آپ روانہ ہوئے اور صبح کے وقت احد میں جا پہنچے اور تین ہجری نصف شعبان ہفتہ کے روز دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے عبداللہ بن ابی کی رائے بھی حضور ﷺ کی رائے جیسی تھی کہ جنگ کے لئے قریش کی طرف نہ جایا جائے۔ حضور ﷺ مدینہ طیبہ سے باہر جانا پسند نہیں کرتے تھے، مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی یہ وہ لوگ تھے جو شہید ہوئے اور جو غزوۂ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے یا رسول اللہ ﷺ ہمیں دشمنوں کی طرف لے چلو وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان سے بزدلی کی ہے یا کمزوری کا اظہار کیا ہے۔ عبداللہ بن ابی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں ہی رہیے ان کی طرف نہ جایئے اللہ کی قسم ہم بھی اس شہر سے باہر دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے ہیں تو ہمیں نقصان ہوا اور جو بھی دشمن یہاں ہم پر حملہ آور ہوا اسے شکست ہوئی۔ یا رسول اللہ ﷺ انہیں رہنے دیجئے اگر وہاں ٹھہرے رہے تو بری جگہ ٹھہریں گے۔ اگر وہ ہمارے شہر میں آئے تو عورتیں بچے اور مرد اوپر سے پتھر برسا کر ان کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اگر وہ واپس ہوئے تو اسی طرح خائب و خاسر واپس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 90

جائیں گے جس طرح وہ آئے تھے جو لوگ جنگ کرنا چاہتے تھے وہ لگا تار رسول اللہ ﷺ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ گھر میں داخل ہوئے اپنی زرہ زیب تن کی (1) یہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ نماز سے فارغ ہو چکے تھے پھر آپ ان کے پاس باہر تشریف لائے جب کہ اب لوگ شرمندہ تھے۔ انہوں نے عرض کی ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مجبور کیا جب کہ ہمیں یہ حق نہیں تھا۔ اگر آپ پسند کریں تو یہیں رک جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو جنگ کرنے سے پہلے اپنی زرہ اتار دے۔

حضور ﷺ ہزار صحابہ کے ساتھ جنگ پر روانہ ہوئے جب آپ مدینہ طیبہ اور احد کے درمیان شوط کے مقام پر تھے تو عبداللہ بن ابی لشکر کے تیسرے حصہ کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر سے الگ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ حرہ (پتھریلہ علاقہ) بنی حارثہ سے گزرے تو گھوڑے نے اپنی دم (مکھی اڑانے کے لئے) زور سے ہلائی وہ دم تلوار کے قبضہ میں جا لگی تلوار میان سے باہر آ گئی۔ حضور ﷺ نے تلوار والے سے کہا اپنی تلوار نیام میں کر لیجئے جب کہ حضور ﷺ فال پسند کرتے تھے اور کسی کام سے رکتے نہ تھے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ آج تلواریں سونتی جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ احد کی وادی میں پہاڑ کے قریب فروکش ہوئے آپ نے اپنی پشت اور لشکر احد کی طرف دکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تیاری کی جب کہ مجاہدین کی تعداد سات سو تھی۔ حضور ﷺ نے تیراندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر کو امیر بنایا جب کہ تیراندازوں کی تعداد پچاس تھی تیروں کے ساتھ دشمن کو ہم سے دور رکھو وہ ہماری پچھلی جانب سے ہم پر حملہ آور نہ ہوں۔ جنگ ہمارے خلاف جائے یا ہمارے حق میں تم اپنی جگہ پر رہنا تیری جانب سے دشمن ہم پر وار کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہن کر باہر تشریف لائے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا مجھے مشورہ دو میں کیا کروں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان کتوں کی طرف نکلیے۔ انصار نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کوئی دشمن ہم پر غالب نہیں آیا جو ہم پر اس شہر میں حملہ آور ہوا تو اب وہ کس طرح ہم پر غالب آ سکتا ہے جب کہ آپ ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلایا جب کہ اس سے قبل آپ نے کبھی بھی اس کو مشورہ کے لئے نہیں بلایا تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے عرض کی ہمیں ان کتوں کی طرف لے جائیں۔ حضور ﷺ یہی پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ طیبہ میں آئیں تو گلیوں میں ان سے جنگ کی جائے۔ نعمان بن مالک انصاری حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنت سے محروم نہ کیجئے۔ فرمایا کس طرح؟ عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ معبود برحق ہے۔ آپ اس کے رسول ہیں میں جنگ سے نہیں بھاگوں گا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ صحابی غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔

پھر حضور ﷺ نے اپنی زرہ منگوائی جب صحابہ نے یہ دیکھا کہ آپ نے تو اسلحہ پہن لیا ہے تو شرمندہ ہوئے ہم نے کتنا برا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 91

کام کیا رسول اللہ ﷺ کو مشورے دیتے رہے جب کہ آپ کے پاس وحی آتی ہے، وہ اٹھے اور حضور ﷺ کی خدمت میں معذرت پیش کی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ جو چاہتے ہیں وہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا اب جنگ کا ارادہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کے لئے مناسب نہیں وہ زرہ پہن لے پھر جنگ کرنے سے پہلے اتار دے۔

رسول اللہ ﷺ ہزار مجاہدین کے ساتھ احد کی طرف نکلے جب کہ آپ نے صحابہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ صبر کریں تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ عبد اللہ بن ابی تین سو افراد کے ساتھ واپس ہوگیا۔ حضرت ابو جابر سلمی انہیں بلانے کے لئے ان کے پیچھے گئے۔ انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ہم نہیں سمجھتے کہ یہ کوئی جنگ ہے۔ اگر تم ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ مدینہ پلٹ آؤ۔ اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا میں دو طائفوں سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ جب عبد اللہ بن ابی واپس ہوا تھا تو انہوں نے بھی واپس ہونے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا جب کہ حضور ﷺ کے ساتھ سات سو افراد رہ گئے تھے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ غزوۂ احد کے متعلق ہے۔ حضور ﷺ اپنے گھر سے احد کی طرف نکلے جب کہ احد مدینہ طیبہ کے ایک جانب ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

"جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ دونوں کا مددگار تھا (اس لئے اس نے اس لغزش سے بچالیا) اور صرف اللہ پر توکل کرنا چاہیے مومنوں کو"۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا یہ آیت ہم بنی حارثہ اور بنو سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ کے فرمان وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا کی وجہ سے اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ کا نازل ہونا ہمیں خوش کرتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو حارثہ نے احد اور بنو سلمہ نے سلع کی ایک جانب سے واپس جانے کا ارادہ کیا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ یہ ارادہ غزوۂ احد کے موقع پر ہوا تھا اور طَّآىِٕفَتٰنِ سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں انصار کے چھوٹے قبیلے تھے۔ انہوں نے ایک ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو انہوں نے کہا ہمیں یہ بات خوش نہ کرتی کہ ہم وہ ارادہ نہ کرتے جو ہم نے ارادہ کیا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی کہ وہ ہمارا ولی ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 94-92 | 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 95 | 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 93 | 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 94

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ طَّآىِٕفَتٰنِ سے مراد بنوحارثہ اور بنوسلمہ ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت بنوسلمہ جوخزرج سے تعلق رکھتے تھے اور بنوحارثہ جواوس سے تعلق رکھتے تھے کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فشل سے مراد بزدلی ہے (3)۔

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

''اور بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ تعالیٰ نے (میدان) بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزور تھے پس ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم (اس بروقت امداد کا) شکر ادا کرسکو''۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت عیاض اشعری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں جنگ یرموک میں موجود تھا جب کہ ہمارے پانچ امیر تھے۔ حضرت ابوعبیدہ، حضرت یزید ابوسفیان، حضرت ابن حسنہ، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عیاض روایت کرنے والا یہ امیر نہیں تھا۔ کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم جنگ کرو تو تمہارے امیر ابوعبیدہ ہوں گے۔ ہم نے حضرت عمر کو خط لکھا کہ موت بھی ہمارے قریب آچکی ہے اور ہم نے آپ سے مدد چاہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا کہ تمہارا خط مجھے ملا ہے جس میں تم مدد کے طالب ہو میں تمہاری راہنمائی اس ذات کی طرف کرتا ہوں جو بہتر مدد کرسکتا ہے اور اس کے لشکر بھی بہت زیادہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرو، بے شک حضور ﷺ کی مدد غزوۂ بدر میں کی گئی تھی جب کہ ان کی تعداد کم تھی جب میرا خط پہنچے تو جنگ کرو اور میرے ساتھ اس معاملہ میں بات چیت نہ کرو، ہم نے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی اور ہم نے انہیں چار فرسخ تک بھگا دیا۔

امام عبد بن حمید حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر ایک کنواں تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر، جہینہ ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام بدر تھا اسی کے نام پر کنویں کا نام بھی بدر پڑ گیا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر مکہ مکرمہ کی دائیں جانب مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک کنواں تھا (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 94 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 95
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 97

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک کنواں تھا جہاں نبی کریم ﷺ اور مشرکوں کی جنگ ہوئی۔ حضور ﷺ کی یہ پہلی جنگ تھی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس روز حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا آج میرے صحابہ کی تعداد وہی ہے جو تعداد حضرت طالوت کے لشکر کی تھی جس روز انہوں نے جالوت سے جنگ کی تھی ان کی تعداد اس روز تین سو دس افراد سے زائد تھی مشرکوں کی تعداد ایک ہزار یا اس کے قریب تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے مقام پر دور جاہلیت میں تجارتی منڈی لگتی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم تھوڑے تھے اس روز مسلمانوں کی تعداد تین سو دس سے کچھ اوپر تھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین نے حضور ﷺ سے پوچھا جو تمہارے لوگ بدر میں موجود تھے ان کو کیا شمار کرتے ہو۔ فرمایا وہ ہم میں سے بہترین لوگ تھے۔ حضرت جبرئیل امین نے عرض کی فرشتوں میں سے جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ ہم انہیں بھی یہی کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں ان کی مدد کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَقَدۡ نَصَرَ کُمُ اللّٰہُ۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن مسیب کو کہتے ہوئے سنا حضور ﷺ نے اٹھارہ غزوے کیے ایک اور دفعہ میں نے ان سے سنا چوبیس غزوے کیے میں نہیں جانتا کہ انہیں وہم ہوا تھا یا بعد میں انہوں نے کچھ اور سنا تھا زہری نے کہا حضور ﷺ نے جن میں قتال کیا سب کا ذکر قرآن میں آچکا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے انیس غزوے کئے آٹھ میں جنگ کی غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ احزاب، غزوۂ قدید، غزوۂ خیبر، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ بنی مصطلق، غزوۂ حنین۔

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا وَ يَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى لَكُمۡ وَ لِتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُكُمۡ بِهٖ ؕ وَ مَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقۡطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡ يَكۡبِتَهُمۡ فَيَنۡقَلِبُوۡا خَآئِبِيۡنَ ﴿۱۲۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 97

"(عجب سہانی گھڑی تھی) جب آپ فرمارہے تھے مومنوں سے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں۔ ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور (اگر) آدھمکیں کفار تم پر تیزی سے اسی وقت تو مدد کرے گا تمہاری تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں۔ اور نہیں بنایا فرشتوں کے اترنے کو اللہ نے مگر خوشخبری تمہارے لئے اور تاکہ مطمئن ہو جائیں تمہارے دل اس سے اور (حقیقت تو یہ ہے) کہ نہیں ہے فتح و نصرت مگر اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب (اور) حکمت والا۔ ہے (یہ مدد اس لئے تھی) تاکہ کاٹ دے ایک حصہ کافروں سے یا ذلیل کردے ان کو پس لوٹ جائیں نامراد ہوکر"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ کرز بن جابر فہری مشرکوں کی مدد کرے گا۔ یہ خبر مسلمانوں پر بڑی شاق گزری تو اللہ تعالیٰ نے دو آیات کو نازل فرمایا کرز کو شکست کی خبر پہنچ گئی اس نے مشرکوں کی مدد نہ کی جب کہ مسلمانوں کی مدد بھی پانچ ہزار فرشتوں سے نہ کی گئی (1)۔

امام ابن جریر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ بدر ہوا تو حضور ﷺ کو خبر پہنچی پھر انہوں نے سابقہ روایت جیسی روایت ذکر کی مگر یہ کہا کہ کرز اور اس کے ساتھیوں کے بعد اللہ تعالیٰ تمہاری پانچ ہزار فرشتوں سے مدد فرمائے گا۔ کرز اور اس کے ساتھیوں کو شکست کی خبر پہنچی تو اس نے مشرکوں کی مدد نہ کی تو مسلمانوں کی مدد کے لئے پانچ ہزار فرشتے بھی نازل نہ ہوئے بعد میں ایک ہزار سے ان کی مدد کی گئی تو یہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر چار ہزار ہو گئے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بدر کے روز ہوا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کی مدد ایک ہزار سے کی گئی پھر فرشتے چار ہزار ہو گئے پھر پانچ ہزار ہو گئے یہ بدر کے دن ہوا تھا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان بَلٰۤى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ غزوۂ احد کو ہوا تھا صحابہ نے صبر نہ کیا اور انہوں نے تقویٰ اختیار نہ کیا تو غزوۂ احد کے موقع پر ان کی مدد نہ کی گئی۔ اگر ان کی مدد کی جاتی تو اس روز مسلمانوں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں حضور ﷺ کی مدد ایک فرشتہ سے بھی نہیں کی گئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 99 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 101 | 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 102 | 6۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا جو اس نے اپنے نبی پر پیش کیا کہ اگر مسلمانوں نے تقویٰ اختیار کیا اور صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نشان زدہ پانچ ہزار فرشتوں سے ان کی مدد فرمائے گا۔ غزوۂ احد میں مسلمان بھاگ گئے اور پیٹھ دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد نہ کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ ہماری اس طرح مدد نہیں فرمائے گا جس طرح اس نے غزوۂ بدر میں ہماری مدد کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد تین ہزار فرشتوں سے کرے۔ بدر کے روز اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد ایک ہزار فرشتوں سے کی تھی، اگر وہ تقویٰ اور صبر کریں تو مدد میں اضافے بھی ہو سکتا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس سفر کے بعد وہ آئیں گے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ من فورھم کا معنی ہے ان کے سامنے سے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری، ربیع، قتادہ اور سدی رحمہم اللہ سے اس کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ غزوۂ احد ہے کیونکہ غزوۂ بدر میں انہیں جس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے وہ غضب ناک ہوئے تھے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے مِنْ فَوْرِهِمْ یہ معنی نقل کیا ہے مِنْ غَضَبِهِمْ یعنی اپنے غصہ کی وجہ سے (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ جو حضرت ام ہانی کے غلام تھے سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے مِنْ فَوْرِهِمْ کا معنی مِنْ غَضَبِهِمْ کیا ہے ان کے سامنے سے اپنے غصہ کی وجہ سے (8)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسومین سے جانے پہچانے مراد لیا ہے۔ غزوۂ بدر کے روز فرشتوں کی علامت سیاہ عمامے تھے اور یوم احد کے روز سرخ عمامے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز حضرت زبیر پر زرد رنگ کا عمامہ تھا جسے آپ سر پر باندھے ہوئے تھے۔ فرشتے نازل ہوئے تو ان کے سروں پر بھی زرد رنگ کے عمامے تھے (9)۔

امام ابن اسحاق اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتوں کی نشانی سفید عمامے تھے انہوں نے اپنی پشتوں پر انہیں ڈال رکھا تھا جب کہ غزوۂ حنین میں ان کے عمامے سرخ تھے۔ غزوۂ بدر کے علاو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 103 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 4۔ صفحہ 103 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً

فرشتوں نے کسی غزوہ میں تلوار نہیں چلائی۔ وہ باقی جنگوں میں مددگار تو ہوتے تھے لیکن جنگ میں حصہ نہیں لیتے تھے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے فرمان (مسومین) کے بارے میں مجھے بتایئے فرمایا فرشتوں پر نشان زدہ سفید عمامے تھے۔ یہی فرشتوں کی نشانیاں تھیں تو ازرق نے پوچھا کیا عرب یہ معنی سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا۔

وَلَقَدْ حَمِيَتِ الْخَيلُ تَحْمِلُ شِكَّةً جَرْدَاءُ صَافِيَةُ الْاَدِيْمِ مُسَوَّمَةً

گھوڑا بھڑک گیا جو معمولی لکڑی اٹھائے ہوئے تھا اس کے بال نہ تھے چمڑا صاف تھا اور نشان زدہ تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ ایک بدری صحابی تھے، وہ کہا کرتے تھے اگر میری آنکھ ساتھ دیتی پھر تم میرے ساتھ میدان احد میں جاتے تو میں تمہیں وہ گھاٹی بتاتا جس سے فرشتے زرد رنگ کے عمامے پہنے نکلے تھے جنہیں انہوں نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال رکھا تھا (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے سیاہ داغوں والے سفید گھوڑوں پر اترے تھے اس روز حضرت زبیر نے زرد رنگ کا عمامہ پہنا ہوا تھا (2)۔

امام ابونعیم نے فضائل صحابہ میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے راویت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے حضرت زبیر کی علامت پر نازل ہوئے انہوں نے زرد رنگ کے عمامے پہن رکھے تھے۔

امام ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے اترے یہ سفید پرندے تھے جن پر زرد عمامے تھے اس روز لوگوں کے درمیان حضرت زبیر کے سر پر زرد رنگ کا عمامہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا فرشتے ابوعبداللہ کی نشانی پر اترے تھے حضور ﷺ تشریف لائے تو ان پر زرد عمامے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عمیر بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے سب سے پہلے غزوۂ بدر کے روز اون استعمال کی گئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نشان لگالو کیونکہ فرشتوں نے نشان لگا رکھے ہیں یہ پہلا دن تھا جب اون رکھی گئی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز فرشتوں کی نشانی سفید اون تھی جو گھوڑوں کی پیشانی اور ان کی دُموں میں تھی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مُسَوِّمِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سرخ دھنی ہوئی اون سے نشانی لگائے گئے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فرشتے اون کے ساتھ نشان زدہ آئے۔ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نے اپنے آپ اور گھوڑوں پر اون سے نشان لگائے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ جانے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 103 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 106 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107

پہچانے تھے، ان کے گھوڑوں کی دموں اور پیشانی کے بالوں کو کاٹ دیا گیا تھا، ان میں اون اور رنگ دار دھنی ہوئی اون تھی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے (مُسَوِّمِيْنَ) کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ اس روز ان کی نشانی ان کے گھوڑوں کی پیشانی اور دموں میں اون تھی اور وہ سیاہ دھبوں والے سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مُسَوِّمِيْنَ کا یہ معنی کیا ہے کہ ان پر جنگ کے نشان تھے (3)۔

امام ابن جریر نے ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ اس روز فرشتے سیاہ داغوں والے سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے روز اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو دور کر دیا حضرت سعد بن مالک باقی رہ گئے جو تیر اندازی کر رہے تھے جب کہ ایک نوجوان انہیں تیر پکڑا رہا تھا۔ جب بھی تیر ختم ہو جاتا تو یہ آپ کو تیر دے دیتا اور وہ اسے پھینکتے فرمایا اے ابو اسحاق تیر پھینکو، اے ابو اسحاق تیر پھینکو جب معرکہ ختم ہو گیا تو اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا تو کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لئے کیا تاکہ تم خوش ہو اور ان کی وجہ سے تمہارے دل مطمئن ہوں فرشتوں نے اس سے پہلے نہ اس کے بعد جنگ نہیں کی مگر صرف بدر کے روز جنگ کی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر یہ چاہتا کہ فرشتوں کے بغیر تمہاری مدد کرتا تو وہ ایسا کر سکتا تھا (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِيَقْطَعَ طَرَفًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں کفار کے ایک حصہ کو کاٹ دیا اس کے سرداروں، رئیسوں اور قائدین کو قتل کر دیا (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد غزوۂ بدر ہے اللہ تعالیٰ نے کفار کے ایک طائفہ کو ختم کر دیا اور ایک طائفہ باقی رہا (8)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احد میں مشرکین کے مقتولوں کا ذکر کیا یہ اٹھارہ افراد تھے فرمایا لِيَقْطَعَ طَرَفًا پھر شہداء کا ذکر کیا تو فرمایا (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا) (9)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَكْبِتَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ذلیل و رسوا کرے۔

امام ابن جریر نے حضرات قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 106
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 108
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109
9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 110

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۹﴾

"نہیں ہے آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل چاہے تو اللہ ان کی توبہ قبول فرمالے اور چاہے تو عذاب دے انہیں پس بے شک وہ ظالم ہیں۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا یہاں تک کہ آپ کا چہرہ خون آلود ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا جب کہ نبی انہیں ان کے رب کی طرف دعوت دیتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لَیْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ یہ آیت غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جب کہ آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے رباعیہ (سامنے والے چار دانت) اور آبرو پر زخم لگا تھا۔ ابو حذیفہ کے غلام سالم آپ کے چہرہ سے خون صاف کر رہے تھے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جب کہ آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لئے بددعا کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے کہ جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو زخمی کیا جب کہ وہ نبی انہیں اللہ کی طرف بلا رہا تھا جب کہ وہ لوگ شیطان کی طرف بلا رہے تھے۔ نبی انہیں ہدایت کی طرف بلا رہا تھا جب کہ مشرک جہنم کی طرف دعوت دے رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کرنا چھوڑ دی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب غزوۂ احد کے موقع پر صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو گئے۔ آپ کے دانت ٹوٹ گئے اور آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ آپ احد پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو زخمی کیا جب کہ نبی انہیں ان کے رب کی طرف بلا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت زخمی ہو گئے تھے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ پر حملہ کیا تھا اور چہرہ زخمی کر دیا تھا۔ حضرت ابو حذیفہ کا غلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 111 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 112

آپ کے چہرہ سے خون صاف کر رہا تھا جب کہ نبی کریم ﷺ کہہ رہے تھے وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر کہا اے اللہ ابوسفیان پر لعنت کر اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت برسا اے اللہ سہل بن عمرو پر لعنت کر اور اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت کر تو یہ آیت نازل ہوئی بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی (2)۔

امام ترمذی نے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا۔ امام ابن جریر اور ابن ابی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ نے چار آدمیوں کے بارے میں بددعا فرمائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ جب کسی کے خلاف یا کسی کے حق میں دعا کا ارادہ کرتے تو آپ رکوع کے بعد یوں عرض کرتے اے اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما، اے اللہ مضر کو پیس دے ان پر ایسا قحط مسلط فرما جس طرح تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم پر قحط مسلط کیا تھا۔ آپ یہ دعا بلند آواز سے کرتے آپ بعض اوقات نماز فجر میں فرماتے اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر اور عرب قبائل کا ذکر کرتے یہ دعا بھی بلند آواز سے کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا بعض کے الفاظ یہ ہیں اے اللہ لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت کر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی پھر ہمیں یہ خبر پہنچی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے دعا چھوڑ دی (4)۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں بددعا کی فرمایا اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر یہ لوگ منافق تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن اسحاق اور نحاس نے ناسخ میں حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قریشی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ قیدی بنانے سے روکتے ہیں جب کہ عربوں نے قیدی بنائے پھر حضور ﷺ کی طرف پشت کی اپنی دبر سے پردہ ہٹا دیا تو حضور ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی پھر وہ آدمی مسلمان ہو گیا اور بہترین مسلمان بنا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۠ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ وَاَطِيْعُوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 13-112 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 113 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 114

اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

"اے ایمان والو! نہ کھاؤ سود دو گنا چوگنا کر کے اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ اور بچو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول (کریم) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ ادھار بیع کرتے۔ جب وقت مقررہ آجاتا تو قیمت میں اضافہ کر دیتے اور مدت میں بھی اضافہ کر دیتے تو اس وقت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا والی آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ بنو ثقیف بنو مغیرہ سے دور جاہلیت میں ادھار بیع کرتے۔ جب وقت مقررہ آجاتا تو کہتے ہم رقم میں اضافہ کر دیتے ہیں تم مدت میں اضافہ کر دو۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے کسی دوسرے آدمی سے مال لینا ہوتا جب وقت مقررہ آجاتا تو اس آدمی سے پیسوں کا مطالبہ کرتا تو مقروض کہتا مجھے مزید مہلت دو میں تیرے مال میں اضافہ کر دیتا ہوں تو دونوں اس طرح کر لیتے۔ یہی کئی گناہ سود ہوتا اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو سود نہ کھایا کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ اور اس آگ سے بچو جو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس میں ان مومنوں کو اس آگ سے ڈرایا جا رہا ہے جو کفار کے لئے تیار کی گئی ہے اور فرمایا کہ سود کو حرام قرار دینے میں اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور تمہیں عذاب نہ دیا جائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء اس آیت میں یہ تاویل کرتے کہ اللہ سے ڈرو میں تمہیں اس آگ کے ساتھ عذاب نہیں دوں گا جو میں نے کفار کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

وَ سَارِعُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۳﴾

"اور دوڑو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور (دوڑو) جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو تیار کی گئی ہے پرہیز گاروں کے لئے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بنو اسرائیل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے زیادہ معزز تھے۔ ان میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو صبح کے وقت اس کے پاس گناہ کا کفارہ دروازے کی دہلیز پر لکھا ہوتا کہ اپنا ناک کاٹ دو، اپنا کان کاٹ دو یا اس طرح کرو تو حضور ﷺ خاموش رہے تو اس وقت یہ آیت کو لِذُنُوْبِهِمْ تک نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 115

کے بارے میں نہ بتاؤں پھر آپ نے آیت کو صحابہ پر تلاوت فرمایا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اِلٰی مَغْفِرَۃٍ کی یہ تعبیر نقل کی ہے تکبیر اولی کی طرف جلدی کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اعمال حسنہ کی طرف جلدی کرو تا کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے اس کی جنت کا عرض سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے یعنی اگر ان سب کو آپس میں ملایا جائے تو ان کی لمبائی جنت کی چوڑائی جتنی ہوگی۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سات آسمان اور سات زمینیں آپس میں اس طرح ملائی جائیں جس طرح کپڑے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جاتے ہیں تو یہ جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں گے(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت کریب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے اہل کتاب کے ایک آدمی کے پاس بھیجا کہ میں اس سے اس آیت کے مفہوم کے بارے میں پوچھوں تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسفار (تورات) کے (اجزاء) کو نکالا اور انہیں دیکھنے لگا پھر کہا ساتوں آسماں اور ساتوں زمینیں یوں آپس میں ملائی جائیں جس طرح کپڑے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جاتے ہیں تو یہ جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں گے۔ جہاں تک جنت کی لمبائی کا تعلق ہے تو اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی لگا سکتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت تنوخی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو ہرقل کا قاصد تھا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں خط لے کر حاضر ہوا، اس تحریر میں تھا آپ مجھے اس جنت کی طرف بلاتے ہیں جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ جب دن آجائے تو رات کہاں ہوتی ہے(3)۔

امام بزار اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہا ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی جب جنت کی چوڑائی اتنی ہے تو جہنم کہاں ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا بتاؤ جب رات ہر چیز پر چھا جائے تو دن کہاں ہوتا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا جہاں اللہ چاہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جہاں اللہ چاہے گا وہاں جہنم ہوگی(4)۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے طارق بن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں میں کچھ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا اور کہا پھر جہنم کہاں ہوگی؟ تو حضرت عمر نے فرمایا جب رات آجاتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے، جب دن آجاتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟ تو انہوں نے کہا آپ نے تورات سے مثال اخذ کی ہے(5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے یزید بن اصم سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی نے حضرت ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 123 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 118
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 92 (103) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 118

عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ جنت کی چوڑائی آسمانوں و زمین کے برابر ہے تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب رات آجاتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے، جب دن آجاتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے (1)۔

امام مسلم، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ بدر کے روز فرمایا اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی آسمانوں و زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام انصاری نے عرض کی جنت میں جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں تو حضرت عمیر نے کہا واہ کیا بات ہے اللہ کی قسم یارسول اللہ ﷺ ضروری ہے کہ میں جنتی بنوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو جنتی ہے آپ نے اپنے تھیلے سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہا تو یہ زندگی تو بہت طویل ہوگی تو جو کھجوریں موجود تھیں انہیں پھینک دیا پھر جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (2)۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ۚ

"وہ (پرہیزگار) جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی اور تنگ دستی میں اور ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ خوشحالی اور تنگ دستی میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں (3) اور الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ سے مراد ہے جب وہ غصے میں ہوتے ہیں تو وہ بخش دیتے ہیں، اگر لوگ حرام امر کا ارتکاب کریں تو وہ غصے میں ہوتے ہیں، وہ بخشتے ہیں، معاف کرتے ہیں اور اس عمل کے واسطہ سے وہ اللہ کی رضا چاہتے ہیں، وہ لوگوں کو معاف کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نہیں زیبا صاحب مال لوگوں کے لئے وہ قسمیں اٹھائیں کہ مال نہیں دیں گے جس طرح سورۂ نور میں ہے یعنی تم قسمیں نہ اٹھاؤ کہ تم انہیں نفقہ نہیں دو گے انہیں معاف کر دو اور درگزر سے کام لو۔

امام ابن انباری کتاب الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ کا معنی بتاؤ تو فرمایا جو غصہ کو روک لیتے ہیں۔ عبدالمطلب بن ہاشم نے کہا۔

فَخَشِيْتُ قَوْمِيْ وَ احْتَبَسْتُ قِتَالَهُمْ وَالْقَوْمُ مِنْ خَوْفِ قِتَالِهِمْ كَظَمْ

میں اپنی قوم کے بارے میں ڈرا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رک گیا جب کہ قوم ان کے ساتھ جنگ کے خوف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 119
2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 481 (5798)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 119

سے خاموش تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کو معاف کر دیتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ کسی معاملہ میں غصے ہوتے ہیں پھر بخش دیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں جس نے اس طرح کا عمل کیا پس وہ محسن ہے اللہ تعالیٰ محسنین کو پسند فرماتا ہے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا میری امت میں ایسے لوگ تھوڑے ہیں مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے جب کہ سابقہ امتوں میں ایسے لوگ بہت زیادہ تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو غصے کو پی گیا جب کہ وہ اس پر عمل کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے امن وایمان سے بھر دے گا(1)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی گھونٹ غصے کے گھونٹ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں جسے بندہ پیتا ہے جو بندہ اللہ کی رضا کے لئے غصے کو پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو غصے کو پی گیا جب کہ وہ قادر تھا کہ غصہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا اللہ تعالیٰ اسے تمام لوگوں کی موجودگی میں بلائے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کر لے(2)۔

عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قوی وہ نہیں جو مدمقابل کو پچھاڑے بلکہ قوی وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔

امام بیہقی نے حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو باری باری او کھلی اٹھا رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ طاقت و بہادری پتھر اٹھانے میں ہے، بے شک بہادری یہ ہے کہ انسان غصے سے بھرا ہو پھر غصے پر غالب آجائے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز کہا جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ پر اجر ہو تو وہ اٹھے تو کوئی آدمی بھی نہیں اٹھے مگر جس نے کسی کو معاف کیا ہو(4)۔

امام حاکم نے حضرت ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے پسند ہو کہ اس کی عمارت بلند ہو اور اس کے درجات بلند کیے جائیں تو جس نے اس پر ظلم کیا ہے اسے معاف کر دے جس نے اسے محروم رکھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 313 (83043) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 306 (8276)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120

اسے عطا کرے جس نے اس کے ساتھ قطع رحمی کی ہے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک لونڈی آپ کو وضو کرا رہی تھی تو لوٹا اس کے ہاتھ سے گر پڑا جو آپ کے چہرے پر لگا جس نے آپ کو زخمی کر دیا حضرت علی بن حسین نے اس کی طرف دیکھا تو لونڈی نے کہا وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ تو حضرت نے فرمایا میں نے غصے کو پی لیا اس نے عرض کی وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ تو حضرت نے فرمایا اللہ تجھے معاف کرے عرض کی وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ فرمایا جا تو آزاد ہے۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اس آدمی کے حق میں اللہ تعالیٰ کی محبت لازم ہوگئی جو غصے میں ہوا پھر حلم اختیار کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمرو بن عبسہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایمان کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر، درگزر کرنا اور اچھا خلق (2)۔

امام بیہقی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے میں پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اخلاق۔ اس آدمی نے پھر آپ سے گزارش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار یہی ارشاد فرماتے رہے حسن خلق یہاں تک کہ آپ نے یہ جواب پانچ دفعہ دیا (3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدبختی کیا ہے فرمایا برے اخلاق (4)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ بدبختی برا اخلاق ہے۔

امام خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن خلق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ برے اخلاق ایمان کو تباہ کر دیتے ہیں جس طرح معبر کھانے کو خراب کر دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، کہا جاتا ہے مومن ازروئے اخلاق کے سب سے اچھا ہوتا ہے۔

امام ابن عدی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم سے روایت کی ہے جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ حسن خلق گناہ کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج کی شعاعیں برف کو پگھلا دیتی ہیں اور برے اخلاق عمل کو یوں تباہ کر دیتے ہیں جس طرح معبر شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 323 (3161)
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 242 (8015)
3۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 242 (8016)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244 (8021)

امام بیہقی، حضرت سعید بن ابی بردہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حسن خلق بندے کے ناک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نکیل ہے۔ جب کہ نکیل فرشتے کے ہاتھ میں ہے جو اسے بھلائی کی طرف لے جاتا ہے جب کے بھلائی اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ سوء خلق بندے کے ناک میں اللہ کے عذاب کی نکیل ہے جب کہ نکیل شیطان کے ہاتھ میں ہے شیطان انسان کو برائی کی طرف کھینچتا ہے اور برائی اسے جہنم کی طرف کھینچتی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کی صورت اور سیرت کو اچھا بنائے پھر اسے آگ کھائے (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا انسان کی سعادت حسن خلق میں ہے اور اس کی بدبختی سوء خلق میں ہے۔

امام خرائطی اور بیہقی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر دعا کرتے اے اللہ میں تجھ سے صحت، پاک دامنی، امانت، حسن خلق اور تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں۔

امام احمد اور بیہقی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی اے اللہ جس طرح تو نے میری صورت کو اچھا بنایا اسی طرح میری سیرت کو اچھا بنا دے۔

امام خرائطی اور بیہقی نے حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا کرتے تھے اے اللہ تو نے میری صورت کو اچھا بنایا میری سیرت کو بھی اچھا بنا دے۔

امام ابن ابی شیبہ، بزار، ابو یعلی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں کو اپنے اموال کے ساتھ کشادگی نہ دے سکو گے تم خندہ پیشانی اور حسن خلق سے کشادگی دو۔

امام ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان کی بزرگی اس کا دین، اس کی مروت، اس کا عقل، اس کا حسب اور اس کا اخلاق ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا از روئے ایمان کے کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی نرم خو ہو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 249 (8083)

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10، صفحہ 60 (2612) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بخاری اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی مجھے حکم دیجئے زیادہ امور کا حکم نہ دینا تاکہ میں اسے سمجھ لوں۔ فرمایا غصہ نہ کرو۔ اس آدمی نے پھر اپنا سوال دھرایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت جاریہ بن قدامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک ایسی بات بتائیں جو مجھے نفع دے تاہم تھوڑی بات بتائیں تاکہ میں اسے سمجھ لوں فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کون سی چیز مجھے اللہ تعالیٰ کے غضب سے دور کرتی ہے؟ فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام طیالسی، امام احمد، امام ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں سورج کے غروب ہونے تک خطبہ ارشاد فرمایا اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا بھلا دیا جس نے بھلا دیا، حضور ﷺ نے قیامت تک کی خبر دی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا امابعد بے شک دنیا سرسبز شاداب اور میٹھی ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں اپنا نائب بنانے والا ہے اور دیکھے گا کہ تم اس میں کیا عمل کرتے ہو، خبردار دنیا اور عورتوں سے بچو۔ خبردار لوگ مختلف طبقات میں پیدا کیے گئے، ان میں سے کچھ مومن پیدا کیے جاتے ہیں، مومن کی حیثیت میں زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر کی حیثیت سے زندہ رہتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن کی حیثیت سے زندہ رہتے ہیں اور کافر ہو کر مرتے ہیں۔ کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر ہو کر زندہ رہتے ہیں اور مومن ہو کر مرتے ہیں، خبردار غصہ آگ کا انگارہ ہے جو انسان کے پیٹ میں دہکتا رہتا ہے، کیا تم نے انسان کی آنکھوں کی سرخی اور اس کی رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھا؟ جب تم میں سے کوئی ان میں سے کسی چیز کو پائے تو زمین پر لیٹ جائے، خبردار بہترین انسان وہ ہے جسے غصہ بہت آہستہ آتا ہے اور وہ غصہ سے بہت جلد رجوع کر لیتا ہے۔ سب سے برا آدمی وہ ہے جو غصہ سے آہستہ رجوع کرتا ہے اور غصہ میں بہت تیز ہوتا ہے۔ جب ایک آدمی جلدی غصے والا اور جلدی لوٹنے والا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر ٹھنڈے غصے والا اور دیر سے رجوع کرنے والا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ خبردار بہترین تاجر وہ ہے جو مال ادا کرنے میں بہترین اور مال طلب کرنے میں اچھا ہو اور برا تاجر وہ ہے جو ادا کرنے میں برا اور طلب کرنے میں بھی برا ہو۔ اگر تاجر ادا کرنے میں اچھا اور مطالبہ میں برا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر انسان ادا کرنے میں برا اور مطالبہ میں اچھا ہو تو یہ اس کا بدلہ ہے۔ خبردار کسی انسان کی ہیبت دوسرے انسان کو حق کہنے سے نہ روکے جب کہ وہ جانتا ہو۔ خبردار ہر دھوکے باز کے لئے قیامت کے روز اسی کے دھوکے کے مطابق جھنڈا ہوگا۔ بے شک دھوکے میں سب سے بڑا عام لوگوں کا امیر ہوگا۔ خبردار بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ جب سورج غروب ہونے لگا تو فرمایا خبردار دنیا میں سے جو وقت باقی رہ گیا وہ گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں ایسا ہے جس طرح اس دن میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے، اس کی نسبت گزرے ہوئے دن کے ساتھ ہے۔

امام حکیم نے نوادر الاصول میں اور بیہقی نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے مختصر سی نصیحت فرمائیں جسے میں لازم پکڑوں، فرمایا اے معاویہ بن حیدہ غصہ نہ کیا کر، غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے جس طرح مصبر شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

امام حکیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک غصہ جہنم کی آگ کا انگارہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی کی شاہ رگ پر رکھ دیتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں جب کوئی آدمی غصے ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اس کا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ انسان کے دل میں آگ کا انگارہ ہے، کیا تم اس کی رگوں کے پھولنے اور آنکھوں کی سرخی کو نہیں دیکھتے، اگر کوئی آدمی اس قسم کی کوئی چیز محسوس کرے اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر بیٹھا ہوا ہو تو لیٹ جائے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی گھونٹ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غصے کے گھونٹ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے جسے ایک انسان پی جاتا ہے یا مصیبت کے وقت صبر کا گھونٹ پیتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس آنسو کے قطرہ سے بڑھ کر محبوب نہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہا ہو یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خون کا قطرہ بہا ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تین چیزیں حق ہیں: جس آدمی پر ظلم کیا جائے وہ مظلوم اس سے آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے، جو آدمی سوال کا دروازہ اس لیے کھولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے مال میں اضافہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی تنگی میں اضافہ کر دیتا ہے، جو آدمی عطیہ یا صلہ رحمی کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی، بزار، ابن حبان اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے نرمی عطا کی گئی اسے بھلائی میں سے وافر حصہ عطا کیا گیا، جسے نرمی سے محروم رکھا گیا اسے خیر سے محروم رکھا گیا۔ فرمایا قیامت کے روز مومن کے میزان میں حسن خلق سے بڑھ کر وزنی چیز کوئی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فحش بدزبان کو ناپسند کرتا ہے۔ بے شک حسن اخلاق کا مالک روزے دار اور نمازی کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔

امام ترمذی نے اسے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا جب کہ اسے حبان، حاکم اور بیہقی نے زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں زیادہ داخل کرے گی؟ فرمایا اللہ سے خوف اور حسن خلق۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی، فرمایا زبان اور شرم گاہ۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور حاکم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک کامل ترین مومن وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا اور سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ پر لطف و کرم کرنے والا ہے (1) احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ مومن حسن خلق کے ذریعے رات کو قیام کرنے والے اور دن کے وقت روزہ رکھنے والے کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حسن خلق کے ذریعے بندے کو روزے دار اور نمازی کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔

امام طبرانی اور خرائطی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ حسن خلق کے ذریعے آخرت کے عظیم درجات اور منازل کی بلندیوں پر جا پہنچتا ہے جب کہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے جب کہ اپنے برے اخلاق کے ذریعے جہنم کے سب سے نچلے درجے تک جا پہنچتا ہے۔

امام احمد، طبرانی اور خرائطی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اچھے اخلاق والا مسلمان روزے دار اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر قائم رہنے والے کے درجے کو پالیتا ہے۔

امام ابن ابی دنیا نے الصمت میں حضرت صفوان بن سلیمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں بدن کے لئے سب سے آسان عبادت کے بارے میں نہ بتاؤں فرمایا خاموشی اور حسن خلق۔

امام محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوۃ میں حضرت علاء بن شخیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے آیا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا حسن خلق پھر آپ کی دائیں جانب سے آیا، عرض کی کون سا عمل اچھا ہے؟ فرمایا حسن خلق۔ پھر بائیں جانب سے آیا، عرض کی کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا حسن حلق پھر آپ کی پیٹھ کی جانب سے حاضر ہوا عرض کی کون سا عمل اچھا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو سمجھتا نہیں حسن خلق سب سے اچھا افضل ہے، جہاں تک ہو سکے غصہ نہ کیا کر۔

امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کے لئے بہشت کے گرد گھر کا ضامن ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے اگر چہ وہ حق پر ہو۔ جنت کے درمیان گھر کا ضامن ہوں جو جھوٹ کو چھوڑ دے اگر چہ وہ مزاح کرنے والا ہو اور اعلیٰ جنت میں گھر کا ضامن ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے (2)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی جلد 10، صفحہ 60 (2612)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 132 (2018)

امام طبرانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حسن خلق، اللہ کا عظیم خلق ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی اے میرے دوست اپنے اخلاق کو اچھا بنا اگرچہ معاملہ کفار کے ساتھ ہی کر رہا ہو تو ابرار میں شامل ہو جائے گا۔ جس آدمی کے اخلاق اچھے ہوں اس کے بارے میں میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا اور اسے اپنی بارگاہ اقدس سے سیراب کروں گا اور اپنی بارگاہ کے قریب کروں گا۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون مجھے زیادہ محبوب ہے اور قیامت کے روز کون مجھ سے زیادہ قریب ہوگا؟ لوگوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا تم میں سے جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

امام ابن ابی الدنیا، ابو یعلی اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوذر کو ملے فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں دو کام نہ بتاؤں جو کرنے میں بڑے آسان اور میزان میں دوسرے کی بنسبت زیادہ وزنی ہیں۔ عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا حسن خلق کو لازم پکڑو اور طویل خاموشی اختیار کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مخلوقات کے اعمال ان جیسے نہیں (1)۔

امام ابو الشیخ بن حبان ثواب میں اپنی سند سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں بہترین عبادت پر آگاہ نہ کروں اور اس پر جو بدن کے لئے ہلکی، میزان میں بھاری اور زبان پر بڑی آسان ہے؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرمایا طویل خاموشی اختیار کرو اور حسن خلق کا مظاہرہ کیا کرو تو ان جیسا عمل کرنے والا نہیں ہے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو درداء کیا میں تمہیں دو ایسے کاموں کے بارے میں نہ بتاؤں جن کی مشقت کم اور اجر عظیم ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان جیسا (کوئی محبوب عمل) نہیں پائے گا طویل خاموشی اور حسن خلق۔

امام بزار اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا جو تم میں سے لمبی عمر والا ہو اور اچھے اخلاق والا ہو۔

امام طبرانی اور ابن حبان نے حضرت اسامہ بن شریک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ انسان کو سب سے بہترین چیز کون سی عطا کی گئی ہے؟ فرمایا حسن خلق۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 174 (3285) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ برا عمل اور بدزبانی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بے شک سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔

امام ابن حبان، حاکم اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ عرض کی اے اللہ کے نبی مزید کچھ ارشاد فرمائیں۔ فرمایا جب کوئی غلطی کر بیٹھو تو اس کے بعد اچھا عمل کرو۔ عرض کی اے اللہ کے نبی مزید کرم فرمائیں۔ فرمایا استقامت اختیار کرو اور اپنے اخلاق کو اچھا کرو(1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اخلاق اللہ کی جانب سے ہیں، اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے حسن خلق سے نواز دیتا ہے اور جس کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے برے اخلاق عطا فرما دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور آخرت میں میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق تم میں سے سب سے بہتر ہوں گے اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور آخرت میں سب سے زیادہ دور وہ ہوگا جس کے اخلاق برے ہوں گے وہ بکواس کرنے والے، ٹھٹھا کرنے والے اور بناوٹی فقیہ(2)۔

امام بزار، طبرانی اور خرائطی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے دو خاوند (یک بعد دیگرے) ہوتے ہیں پھر وہ مر جاتی ہے وہ اور اس کے دونوں خاوند جنت میں داخل ہوتے ہیں وہ کس خاوند کے ساتھ ہوگی ﷺ کیا پہلے خاوند کے ساتھ یا دوسرے خاوند کے ساتھ۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے اختیار دیا جائے گا دنیا میں اس کے ساتھ اخلاق میں جو اچھا ہوگا اسے اختیار کرے گی، وہی جنت میں اس کا خاوند ہوگا۔ اے ام حبیبہ حسن خلق دنیا و آخرت کی اچھائیوں پر غالب آ گیا۔

امام طبرانی نے صغیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتی ہیں کہ ہر غلطی پر توبہ ہے مگر برے اخلاق والا وہ جس گناہ سے توبہ کرتا ہے دوبارہ اس سے بڑا گناہ کرتا ہے۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میں ناچاقی، نفاق اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

امام خرائطی نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ایک ایسا مرد ہے جس کی صورت کو اللہ تعالیٰ نے اچھا بنایا ہے تو اپنے اخلاق کو بھی اچھا بنا۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 121 (179) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 193، مطبوعہ دار صادر بیروت

امام خرائطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

امام خرائطی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر حسن خلق ایک انسان ہوتا جو لوگوں میں چلا پھرا کرتا تو وہ ایک صالح آدمی ہوتا۔

امام خرائطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میں تین چیزیں ہوں یا ان میں سے ایک چیز ہو تو اس کا کوئی عمل شمار نہ کیا جائے گا (۱) تقویٰ جو اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روکتا ہے (۲) جس کے ساتھ وہ سفیہ کو روکتا ہے (۳) خلق جس کے ساتھ وہ لوگوں میں زندگی بسر کرتا ہے۔

امام خرائطی نے حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کی سعادت حسن خلق ہے۔

امام قضاعی نے مسند شہاب میں حضرت حسن بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین حسن، حسن خلق ہے۔

امام خرائطی نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے رایت نقل کی ہے فرمایا جب تو لوگوں کے ساتھ ملے تو اچھے اخلاق کے ساتھ ملو کیونکہ حسن خلق خیر کی طرف ہی بلاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راویت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا جسے نرمی میں سے حصہ دیا گیا اسے دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے وافر حصہ دیا گیا جسے نرمی سے محروم کیا گیا اسے دنیا و آخرت کے حصہ اور صلہ رحمی سے محروم کر دیا گیا حسن خلق اور حسن جوار (پڑوس) گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔

امام بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نرمی برکت ہے ناچاقی بدبختی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو ان پر نرمی کا دروازہ کھول دیتا ہے نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے زینت بخشتی ہے، افتراق جس چیز میں بھی ہو اسے عیب ناک کر دیتا ہے، حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں (داخل کرنے والا) ہے، اگر حیاء انسان ہوتا تو صالح آدمی ہوتا، بے شک برائی گناہ ہے اور گناہ جہنم میں (داخل کرنے والا) ہے، اگر برائی انسان ہوتی جو لوگوں میں چلتی پھرتی تو وہ برا آدمی ہوتی (1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا نے رات نماز پڑھتے ہوئے گزاری پھر وہ رونے لگے عرض کرتے اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے میری سیرت کو بھی اچھا کر دے یہاں تک کہ صبح ہو گئی میں نے کہا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا کیا آج تیری دعا، حسن خلق کے بارے میں نہ تھی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا نے کہا اے ام درداء مسلمان اپنے اخلاق کو اچھا کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا حسن خلق اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے وہ اپنے اخلاق کو برا بناتا ہے یہاں تک کہ برا خلق اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں مومنوں میں سے افضل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا ہو۔

تمام نے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت کے بہترین لوگ پانچ سو ہیں ابدال چالیس ہیں تو پانچ سو میں کمی ہوگی نہ چالیس میں کمی ہوگی جب بھی کوئی بدل فوت ہوگا اللہ تعالیٰ ان پانچ سو میں سے ایک کو اس کی جگہ داخل فرمادے گا اور پانچ سو میں سے اس کی جگہ داخل فرمادے گا نہ پانچ سو میں کمی ہوگی نہ چالیس میں کمی ہوگی۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کے اعمال کے بارے میں بتائیے۔ فرمایا یہ ان لوگوں کو معاف کردیتے ہیں جو ان پر ظلم کرے اس آدمی کے ساتھ احسان کرتے ہیں جو ان کے ساتھ برائی کرے اللہ تعالیٰ انہیں جو عطا فرماتا ہے اس کے ساتھ لوگوں کی ہمدردی کرتے ہیں۔ اسی کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

امام ابن لال اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج کی رات جنت میں بڑے بڑے محل دیکھے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کن لوگوں کے ہیں؟ جبرئیل امین نے عرض کی وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٣٥﴾ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْھَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿١٣٦﴾ؕ

”اور یہ وہ لوگ ہیں ہے کہ جب کر بیٹھیں کوئی برا کام یا ظلم کریں اپنے آپ پر (تو فوراً) ذکر کرنے لگتے ہیں اللہ کا اور معافی مانگنے لگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون بخشتا ہے گناہوں کو اللہ کے سوا اور نہیں اصرار کرتے اس پر جو ان سے سرزد ہوا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں۔ یہ وہ (نیک بخت) ہیں جن کا بدلہ بخشش ہے اپنے رب کی طرف سے اور جنات رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں کیا ہی اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا“۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں روایت کی کہ آپ نے الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ کی تلاوت کی پھر

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 139 (7722) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً کی تلاوت کی، فرمایا یہ دونوں ایک ہی آدمی کی صفات ہیں (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ یہ دو گناہ ہیں ایک یہ کہ انہوں نے برا فعل کیا اور دوسرا اپنی جانوں پر ظلم کیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے جابر بن زید سے روایت نقل کی ہے اللہ کی قسم یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے سامنے بنو اسرائیل اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا بنو اسرائیل میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو اس کے دروازے پر اس کا کفارہ لکھ دیا جاتا جب کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ تمہارا قول بنا دیا گیا، تم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہو تو وہ تمہیں بخش دیتا ہے۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی ہے جو مجھے دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہے وہ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، طبرانی، ابن ابی الدنیا، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دو آیتیں ہیں کوئی بندہ جو بھی گناہ کرتا ہے پھر ان دونوں آیتوں کو پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ وہ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اور وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا (النساء: 110) ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ابلیس رویا (5)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت عطاف بن خالد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ آیت نازل ہوئی تو ابلیس اپنے لشکروں کی معیت میں چلانے لگا اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اپنے لئے ہلاکت کو پکارا یہاں تک کہ اس کے لشکر ہر جانب سے اس کے پاس پہنچ گئے اس کے لشکروں نے کہا اے ہمارے سردار کیا بات ہے؟ تو ابلیس نے جواب دیا قرآن حکیم میں ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جس کے بعد کوئی گناہ بھی انسان کو تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ انہوں نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ تو ابلیس نے انہیں بتایا تو اس کے لشکروں نے کہا ہم انسانوں کے لئے خواہشات کا دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ نہ توبہ کریں گے نہ وہ استغفار کریں گے اور نہ ہی وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ حق پر ہیں تو ابلیس ان سے راضی ہو گیا۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، دارقطنی، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو آدمی گناہ کرتا ہے پھر اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے، وضو کرتا ہے پھر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر اس گناہ سے بخشش کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 122
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 123

خواستگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کے بخش دیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً (1)

امام بیہقی نے شعب میں حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کھلی جگہ کی طرف نکل جاتا ہے، اس میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر اس گناہ کی بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو بخش دیتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے ایک انسان جو بات بھی کرتا ہے وہ اس کے نامہ اعمال میں لکھ لی جاتی ہے، جب کوئی آدمی خطا کر بیٹھے پھر یہ پسند کرے کہ وہ توبہ کرے تو ایک بلند جگہ پر آئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ اٹھائے پھر کہے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور اس گناہ کی طرف کبھی نہیں لوٹوں گا جب تک اس عمل کی طرف نہیں لوٹے گا اس کا وہ گناہ بخش دیا جاتا ہے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کیا کرتے تھے اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنادے جب وہ اچھائی کریں تو خوش ہوں، جب وہ گناہ کریں تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں (3)۔

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ چار قسم کے لوگ جنت میں مقدس باغ میں ہوں گے: (۱) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر پختہ ایمان رکھنے والا، اس کلمہ میں وہ کوئی شک نہ رکھتا ہو (۲) جب اچھا عمل کرے تو وہ عمل اسے خوش کرے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے (۳) جب کبھی کوئی برا عمل کرے تو وہ عمل اسے پریشان کر دے اور اس عمل پر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہو (۴) جب اسے کوئی مصیبت پہنچے تو کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ (4)

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے گناہ کیا پھر کہا اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخشش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا اس نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے جو گناہ بخش دیتا ہے اور پکڑ بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر اس نے ایک اور گناہ کیا پھر عرض کی اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخش دے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر گرفت بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر اس نے ایک اور گناہ کیا عرض کی اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کرتا ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے جو چاہے کرتا رہے۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 179 (1395) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 403 (7081) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 372 (6996)
4۔ ایضاً، (6995)

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کرے گی تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے کہا اے میرے رب تیری عزت کی قسم جب تک بنی آدم کے جسم میں روحیں ہیں میں انہیں لگاتار گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا۔

امام ابو یعلی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ تم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کو لازم پکڑو ان دونوں کو کثرت سے کیا کرو کیونکہ ابلیس نے کہا میں نے لوگوں کو گناہوں کے ساتھ ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے مجھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کے ساتھ ہلاک کیا ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے انہیں خواہشات کے ساتھ ہلاک کیا جب کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں (1)۔

امام بزار اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آیا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے گناہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو گناہ کرے تو اپنے رب سے بخشش طلب کر۔ اس نے عرض کی میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں پھر میں گناہ کر بیٹھتا ہوں۔ فرمایا جب تو گناہ کرے تو اپنے رب سے بخشش طلب کر۔ پھر اس نے اپنی بات دہرائی چوتھی دفعہ آپ نے فرمایا اپنے رب سے بخشش طلب کرو یہاں تک شیطان کو حسرت ہونے لگے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایک آدمی گناہ کرتا ہے فرمایا اس کے نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے۔ عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور اس سے توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ عرض کی وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے۔ فرمایا اس کا گناہ لکھ لیا جاتا ہے۔ عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ عرض کی وہ پھر گناہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے لکھ لیا جاتا ہے عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاتے ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا وہ گناہ پر قائم نہیں رہتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے جو مغفرت طلب کرے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اصرار سے بچو کیونکہ پہلے لوگ اصرار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ انہیں حرام چیزوں سے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں روکتا تھا وہ اپنے گناہ سے توبہ نہیں کرتے تھے

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 77 (131) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 407 (7090)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 09-408
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125

یہاں تک کہ موت انہیں آلیتی جب کہ وہ اس پر قائم ودائم رہتے۔

امام احمد، عبد بن حمید اور بخاری نے ادب مفرد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرو سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا۔ بخشش طلب کرو تمہیں بخش دیا جائے گا: وَيْلٌ لِاَقْمَاعِ الْقَوْلِ یعنی الاذان۔ ان کانوں کے لئے ہلاکت ہے جو ایک طرف سے سنتے ہیں اور دوسری طرف سے نکال دیتے ہیں ہلاکت ہے ان اصرار کرنے والوں کے لئے جو اپنے اعمال پر اصرار کرتے ہیں جب کہ وہ جانتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے توبہ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ہر گناہ جس پر ایک آدمی اصرار کرتا ہے تو وہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور جس گناہ سے انسان توبہ کرلے وہ بڑا نہیں رہتا۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جان بوجھ کر گناہ کرنا یہ بھی اصرار ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اصرار یہ ہے کہ ایک آدمی گناہ کرے اور اسے حقیر جانے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے کہ منہ کے بل گر پڑیں اور وہ استغفار نہیں کرتے جب کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کیا ہے پھر اس پر وہ قائم رہتے ہیں اور استغفار نہیں کرتے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابو داؤد، ترمذی، ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے استغفار کی اس نے اصرار نہیں کیا اگر چہ وہ ان میں ستر بار گناہ کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ کا معنی ہے کہ اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے لئے جنت ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١٣٧﴾

"گزر چکے ہیں تم سے پہلے (قوموں کے عروج وزوال کے) قاعدے پس سیر کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کہ کیا انجام ہوا (دعوت حق کو) جھٹلانے والوں کا"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قَدْ خَلَتْ کا معنی نقل کیا ہے کہ گزر چکی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کفار اور مومنین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

میں خیر وشر گھومتے رہے ہیں(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ دیکھو تو کہ پہلے لوگوں اور سابقہ امتوں کا کیا انجام ہوا ان کا انجام بہت برا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑا عرصہ کے لئے انہیں لطف اندوز کیا پھر وہ جہنم کی طرف چل پڑے۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿١٣٨﴾

"یہ ایک بیان ہے لوگوں (کے سمجھانے) کے لیے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے واسطے"۔

امام ابن ابی شیبہ نے کتاب المصاحف میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ آل عمران میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی پھر باقی ماندہ غزوۂ احد کے موقع پر نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد قرآن حکیم ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد قرآن ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے بیان بنایا اور متقین کے لے خصوصاً ہدایت اور نصیحت بنایا(3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ قرآن بے بصری سے بیان، گمراہی سے ہدایت اور جہالت سے موعظت ہے(4)۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٩﴾

"اور نہ (تو) ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تمہیں سربلند ہوگے اگر تم سچے مومن ہو"۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر صحابہ شہید اور زخمی ہوئے یہاں تک کہ ہر صحابی کو خوف دامن گیر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے سابقہ قوموں کے ساتھ جس انداز میں ہمدردی فرمائی ان سے بہتر مومنین کے ساتھ ہمدردی فرمائی۔ ارشاد فرمایا وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا ...... اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خالد بن ولید نے ارادہ کیا کہ پہاڑ کے اوپر کی جانب سے ان پر حملہ آور ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ پہاڑ کی اوپر کی جانب سے وہ ہم پر غالب نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ گھاٹی میں گھر گئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہوا اور فلاں کے ساتھ کیا ہوا؟ تو انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کی موت کی خبر دی اور یہ باتیں بھی کیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ وہ سخت غم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 127 | 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 129 | 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 129
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30-129 | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 131

اور دکھ میں تھے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ خالد بن ولید مشرکین کے گھڑ سوار دستے کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی کی جانب سے حملہ آور ہو گئے۔ احد پہاڑ پر ہر طرف مشرک تھے جب کہ مسلمان نیچے گھاٹی میں تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ تیرے سوا ہماری کوئی طاقت نہیں، اس جماعت کے علاوہ اس ملک میں تیری کوئی عبادت نہیں، کرتا انہیں ہلاک نہ فرما۔ مسلمانوں کی ایک جماعت تیر اندازی کرتی ہوئی واپس پلٹی۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ انہوں نے مشرکوں کے گھوڑوں پر تیر برسائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دور بھگا دیا اور مسلمان پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَلَا تَهِنُوْا کا معنی یہ ہے تم کمزوری کا اظہار نہ کرو(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا معنی ہے کہ تم غالب ہو۔

اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ۭ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاۗءَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

”(احد میں) اگر لگی ہے تمہیں چوٹ تو (بدر میں) لگ چکی ہے (تمہاری دشمن) قوم کو بھی چوٹ ایسی ہی اور یہ (ہار جیت کے) دن ہم پھراتے رہتے ہیں انہیں لوگوں میں اور یہ اس لئے کہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ ان کو جو ایمان لائے اور بنالے تم میں سے کچھ شہید اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لئے کہ نکھار دے اللہ تعالیٰ انہیں جو ایمان لائے اور مٹا دے کافروں کو کیا تم گمان رکھتے ہو کہ (یونہی) داخل ہو جاؤ گے جنت میں حالانکہ ابھی دیکھا ہی نہیں اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے اور دیکھا ہی نہیں (آزمائش میں) صبر کرنے والوں کو“۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ کا معنی ہے اگر تمہیں پہنچے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 131 — 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 131 (عن الربیع)

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دونوں مقامات میں قَرْحٌ کو قاف کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ قَرْحٌ کا معنی زخم اور قتل ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے اگر غزوۂ احد کے موقع پر تم میں سے لوگ شہید ہوئے ہیں تو غزوۂ بدر کے موقع پر تم نے بھی ان کے لوگوں کو قتل کیا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے روز مسلمان زخمی تھے مگر انہیں نیند آگئی۔ عکرمہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ...... (النساء: 104) بھی انہیں صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے یوم احد یوم بدر کے بدلہ میں ہے غزوۂ احد کے موقع پر جو مسلمان قتل ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں شہید بنالیا جب کہ غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مشرکین پر غلبہ پالیا۔ اس طرح حضور ﷺ کا کفار کے خلاف غلبہ رہا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد میں مشرکین کو حضور ﷺ کے خلاف غلبہ عطا کیا (5) مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر مشرکوں نے مسلمانوں میں سے ستر سے کچھ زائد افراد کو قتل کیا۔ یہ تعداد ان قیدیوں کی تعداد کے برابر تھی جو غزوۂ بدر میں مشرک قیدی بنائے گئے تھے۔ اس موقع پر قیدیوں کی تعداد تہتر تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایام کو گھومنے والا بنایا کبھی یہ ان کے حق میں ہوتا ہے اور کبھی دوسروں کے حق میں۔ غزوۂ احد میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ سے لے کر کفار کو غلبہ دے دیا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اگر یہ زمانے کا ہیر پھیر نہ ہوتا تو مسلمان ہلاک نہ ہوتے لیکن کبھی دن مومنوں سے کفار کے حق میں پھیر دیا جاتا ہے اور کافر سے مومن کو آزمایا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ یہ جانے کہ کون اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے اور کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے (7)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی منقول ہے کبھی یہ دن تمہارے حق میں ہوتا ہے اور کبھی تمہارے خلاف ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو حاتم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں النَّاسِ سے مراد امراء ہیں (8)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک باری حق کی اور ایک باری باطل کی جو حق سے لی جاتی ہے۔ ابلیس کو حکم دیا گیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے تو ابلیس پر حضرت آدم علیہ اسلام کو غلبہ دیا گیا۔ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 132 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 134 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 135

آدم علیہ السلام کو درخت کے ذریعے آزمایا گیا آپ نے اس سے کھالیا تو ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام پر غلبہ دے دیا گیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتے تھے کہ ہمیں یوم بدر جیسا دن دکھائے جس میں ہم مشرکوں سے جنگ کریں، جس میں ہم تجھ سے خیر کے طالب ہوں اور شہادت کو حاصل کریں غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کی مشرکوں سے جنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے شہداء بنالیے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان اپنے رب سے سوال کرتے تھے کہ انہیں یوم بدر جیسا دن دکھائے جس میں وہ خیر کو پائیں، شہادت حاصل کریں، انہیں جنت، زندگی اور رزق عطا کیا جائے انہوں نے احد کا دن پایا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے شہید بنالیے انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ (البقرہ:154) آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ان کے دشمنوں کے ذریعے شہادت سے سرفراز فرماتا ہے پھر امور انجام اطاعت گزاروں کے سپرد کردیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ اگر تم جہاد نہ کرو گے تو شہادت کا درجہ بھی نہ پاؤ گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ يَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ آیت نازل ہوئی اس روز ستر صحابہ شہید ہوئے ان میں سے چار مہاجر تھے جن میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت مصعب بن عمیر جو بنوعبدالدار سے تعلق رکھتے تھے حضرت شماس بن عثمان مخزومی اور حضرت عبداللہ بن جحش اسدی باقی ماندہ انصار میں سے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے جب مسلمان عورتوں کے پاس خبر نہ پہنچی تو وہ خبر لینے کے لئے گھروں سے نکل پڑیں تو دو شہیدوں کی میتیں ایک چوپائے یا اونٹ پر لادی گئی تھیں۔ ایک انصاری عورت نے کہا یہ دونوں کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کی یہ فلاں فلاں ہیں، ایک اس کا بھائی تھا اور دوسرا اس عورت کا خاوند تھا یا ایک اس کا خاوند اور دوسرا اس کا بیٹا تھا۔ تو اس عورت نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا بنا؟ صحابہ نے بتایا آپ تو زندہ ہیں۔ تو اس عورت نے کہا پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں شہید بنالیے ہیں۔ عورت نے جو بات کہی تھی قرآن اسی کی موافقت میں نازل ہوگیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آزمائے اور يَمْحَقَ کا معنی ہے کہ ان میں کمی پیدا کردے (4)۔

امام ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ یہ آیت تلاوت کرتے تو یوں دعا کرتے اے اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 136 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137

ہمیں آزمالے ہمیں کافرنہ بنادینا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہوجاؤ گے اور میرے ثواب کو حاصل کرلو گے جب کہ ابھی تمہیں شدت و سختی اور مشکلات سے نہیں آزمایا بلکہ تم اس وقت تک اسے حاصل نہیں کرسکتے جب تک کہ میں تم میں سے ان سچوں کو نہ پہچان لوں جو مجھ پر ایمان لائے اور مصائب پر میری رضا کی خاطر صبر کیا(1)۔

وَ لَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ ۖ فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَ اَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ﴿۱۴۳﴾

''اور تم تو آرزو کرتے تھے موت کی اس سے پہلے کہ تم اس سے ملاقات کرو سو اب دیکھ لیا تم نے اس کو اور تم (آنکھوں سے) مشاہدہ کر رہے ہو''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہا کرتے تھے کاش ہمیں بھی اسی طرح قتل کردیا جاتا جس طرح بدری صحابہ کو قتل کیا گیا اور ہم شہادت کا مقام پا لیتے یا ہمارے لئے بھی ایسا دن مقدر ہوتا جس میں ہم کفار سے اسی طرح جنگ کرتے، اس میں ہم بھلائی پاتے، شہادت، جنت، زندگی اور رزق کی تلاش کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غزوۂ احد میں شہادت سے نوازا تو ان (دعا کرنے والوں) سے کوئی بھی نہ بچا مگر وہی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوسکے وہ آرزو کرتے تھے کہ غزوۂ بدر جیسا کوئی معرکہ برپا ہو جس میں وہ دشمنوں سے مقابلہ کریں اور وہی اجر اور خیر پائیں جو اصحاب بدر نے حاصل کیا تھا جب غزوۂ احد کا موقع آیا تو لوگ بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرز عمل پر انہیں عتاب کیا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرات ربیع اور قتادہ رحمہما اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں ان کا قول نقل کیا ہے دونوں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ جب انہوں نے اصحاب بدر کی اس فضیلت کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تو وہ آرزو کرتے تھے کہ وہ جنگ میں شریک ہوں اور دشمنوں سے جنگ کریں جنگ کا موقع آگیا۔ جب مدینہ طیبہ کی ایک طرف غزوۂ احد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کہا کرتے تھے۔ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں دشمنوں سے ملے تو ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے تو انہیں اس آزمائش میں مبتلا کیا گیا تو اسی کے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 138 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 139 3۔ ایضاً

میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ جب انہوں نے اصحاب بدر کی فضیلت کو دیکھا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں بھی ایسا ہی دن دکھا جیسا دن اصحاب بدر کا تھا جس میں بھلائی پائیں پھر انہوں نے غزوۂ احد دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ۔ واللہ اعلم

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

''اور نہیں محمد (مصطفیٰ) مگر (اللہ کے) رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم الٹے پاؤں (دین اسلام سے) اور جو پھرتا ہے الٹے پاؤں تو نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی اور جلدی اجر دے گا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو اور نہیں ممکن کہ کوئی شخص مرے بغیر اللہ کی اجازت کے لکھا ہوا ہے (موت کا) مقررہ وقت اور جو شخص چاہتا ہے دنیا کا فائدہ ہم دیتے ہیں اس کو اس سے اور جو شخص چاہتا ہے آخرت کا فائدہ ہم دیتے ہیں اسے اس میں سے اور ہم جلدی اجر دیں گے (اپنے) شکر گزار بندوں کو''۔

امام ابن منذر نے حضرت کلیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا آپ منبر پر آل عمران کی تلاوت فرماتے کہتے سورۂ آل عمران احدی ہے (غزوۂ احد کے بارے میں نازل ہوئی) پھر کہا ہم غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ سے الگ ہوئے تھے۔ میں پہاڑ پر چڑھا، میں نے ایک یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا محمد قتل ہو گئے۔ میں نے کہا میں کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنوں گا، جس کو یہ کہتے ہوئے سنا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ میں نے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ واپس آ رہے تھے تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس روز ایک چھوٹی سے جماعت کے ساتھ پہاڑی پر الگ تھلگ رہ گئے تھے جب کہ لوگ بھاگ رہے تھے۔ ایک آدمی بھاگنے والوں کے راستہ پر کھڑا ہو کر پوچھ رہا تھا حضور ﷺ کا کیا بنا؟ جو بھی ان کے پاس سے گزرتا وہ ان سے پوچھتا۔ وہ کہتے اللہ کی قسم ہم کچھ نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم اگر حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو ہم اپنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194 دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ ان کے حوالے کر دیں گے، بے شک وہ ہمارے بھائی اور ہمارا قبیلہ ہیں۔ صحابہ نے کہا اگر حضور ﷺ زندہ ہوتے تو لوگ آپ کو چھوڑ کر ادھر ادھر نہ ہوتے لیکن وہ شہید ہو چکے ہیں۔ انہوں نے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ احد کے دن ہوا۔ جب صحابہ کو قتل وزخم کی آزمائش نے آلیا تو انہوں نے اللہ کے نبی کو پکارا۔ بعض نے کہا وہ شہید ہو چکے ہیں۔ انہیں میں سے بعض لوگوں نے کہا اگر نبی ہوتے تو شہید نہ ہوتے۔ جلیل القدر صحابہ میں سے کچھ نے کہا اس پیغام حق پر جنگ کرو جس پیغام حق پر جنگ کرتے ہوئے تمہارے نبی شہید ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح نصیب فرمائے یا تم بھی شہید ہو جاؤ۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مجاہد صحابی ایک انصاری صحابی کے پاس سے گزرا جب کہ وہ خون میں لت پت تھا، پوچھا اے فلاں کیا تو جانتا ہے کہ حضور ﷺ شہید ہو چکے ہیں۔ انصاری نے کہا اگر حضور ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ تم بھی اپنے دین کی طرف سے جہاد کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا انقلبتم علی اعقابکم کا معنی ہے کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو کر مرتد ہو جاؤ(2)۔

امام بدر بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کے صحابہ بکھر گئے تو کسی ندا کرنے والے نے ندا کی کہ حضور ﷺ شہید کر دیئے گئے اس لئے اپنے پہلے دین کی طرف پلٹ جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگ حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو منافق لوگوں نے کہا (حضرت) محمد تو قتل ہو گئے اس لئے اپنے پہلے دین کی طرف پلٹ جاؤ تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر لوگوں میں یہ بات عام ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو اصحاب نے کہا کاش ہمارا کوئی ایسا قاصد ہوتا جو عبد اللہ بن ابی کے پاس جاتا جو ابوسفیان سے ہمارے لیے امان لیتا اے میری قوم حضرت محمد تو قتل ہو چکے اپنی قوم کی طرف پلٹ چلو قبل اس کے وہ تمہیں پکڑ لیں اور تمہیں قتل کر دیں۔ انس بن نضر نے کہا اے میری قوم اگر حضرت محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو حضرت محمد ﷺ کا رب تو قتل نہیں ہوا، اسی پیغام حق پر تم بھی جہاد کرو جس پر حضور ﷺ جہاد کرتے رہے ہیں۔ اے اللہ میں تیری بارگاہ میں ان باتوں سے معذرت کرتا ہوں جو یہ کہہ رہے ہیں اور جو کچھ انہوں نے کیا اس سے میں تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنی تلوار پکڑ لی، جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(4)۔

امام ابن جریر نے قاسم بن عبد الرحمٰن سے روایت نقل کی ہے جو بنو عدی بن نجار سے تعلق رکھتا تھا کہ انس بن نضر حضرت عمر، حضرت طلحہ اور چند انصار ومہاجرین تک پہنچے جب کہ انہوں نے جنگ کرنا ترک کر دی تھی۔ پوچھا تم کیوں بیٹھ گئے۔ صحابہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 144   2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42-141   3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143   4۔ ایضاً

نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے۔ تو انہوں نے کہا تم آپ کے بعد زندگی سے کیا کرو گے اللہ اور اسی مقصد کے لئے مر جاؤ جس مقصد کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے پھر وہ دشمنوں کی طرف چلے گئے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد ہوا تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے بعض لوگوں نے کہا اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو اپنے آپ کو ان کفار کے حوالے کر دو، بے شک وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ بعض نے کہا اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوئے ہیں تو کیا تم اسی راستہ پر گامزن نہیں ہو گے جس پر تمہارے نبی چلے ہیں یہاں تک کہ تم بھی آپ کے ساتھ جا ملو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن سعد نے طبقات میں حضرت محمد بن شرحبیل عبدری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معصب بن عمیر نے غزوۂ احد کے روز جھنڈا اٹھایا ہوا تھا تو ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا جب کہ وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ...... پھر آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا آپ جھنڈے کی طرف جھکے اور بازوؤں میں لے کر سینے سے لگا لیا جب کہ وہ یہ کہہ رہے تھے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ یہ آیت اس موقع پر نازل نہیں ہوئی بلکہ بعد میں نازل ہوئی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَمَنْ يَّنْقَلِبْ کا معنی جو مرتد ہو جائے کیا ہے (2)۔

امام بخاری اور امام نسائی نے زہری سے وہ ابو سلمہ رحمہ اللہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مسکن سخ (جگہ کا نام) سے گھوڑے پر آئے، گھوڑے سے نیچے اترے، مسجد میں داخل ہوئے، کسی سے گفتگو نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کی طرف گئے جب کہ آپ کے جسد اطہر کو یمنی چادر سے ڈھانپا گیا تھا۔ آپ کے چہرہ انور سے کپڑے کو ہٹایا، چہرہ انور کی طرف جھکے، اسے بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ دو موتوں کو آپ پر جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ پر لکھی گئی تھی وہ تو آ چکی۔ زہری نے کہا مجھے ابو سلمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا حمد وصلوۃ کے بعد جو شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر آپ نے یہ آیات تلاوت کیں اللہ کی قسم گویا انسان ان آیتوں کو بھول چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا ہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر نے انہیں تلاوت فرمایا پھر تمام لوگوں نے ان آیات کو پڑھا۔ لوگوں میں سے جو بھی سنتا انہیں پڑھنے لگ جاتا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت عمر بن خطاب کھڑے ہوئے، فرمایا منافق یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے، اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 143 2۔ ایضاً

وصال نہیں ہوا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس اس طرح تشریف لے گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن غائب رہے تھے پھر آپ واپس تشریف لے آئے جب کہ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اسی طرح واپس تشریف لائیں گے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ جن لوگوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، فرمایا اے عمر ٹھہرو خاموش ہو جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر فرمایا جو حضور ﷺ کی عبادت کرتا تھا پس حضرت محمد ﷺ تو وصال فرما چکے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اللہ تعالیٰ زندہ ہے، وہ فوت نہیں ہوا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اللہ کی قسم گویا لوگ جانتے ہی نہیں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی تھی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اسے لیا اور لوگوں کی زبانوں پر یہ جاری ہو گئی۔ حضرت عمر نے کہا اللہ کی قسم میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میں کانپنے لگا اور میں زمین پر گر گیا میری ٹانگوں نے میرا بوجھ برداشت نہ کیا اور میں جان گیا کہ رسول اللہ وصال فرما چکے ہیں۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں کو قتل کرنے اور اعضاء کاٹ دینے کی دھمکیاں دینے لگے جس نے بھی یہ کہا کہ حضور ﷺ وصال فرما گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر کے پاس تشریف لائے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خبر دی جب حضور ﷺ تمہارے درمیان تھے اور تمہیں بھی خبر دی وہ موت ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی باقی رہنے والا نہیں پھر ان آیات کی تلاوت کی حضرت عمر نے کہا کیا یہ آیت قرآن میں موجود ہے، اللہ کی قسم مجھے پتہ ہی نہ تھا کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے بارے میں فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر: 30)

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ میں اس آیت میں تاویل کرتا تھا وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا...... (البقرۃ: 143) اللہ کی قسم میں گمان کرتا تھا کہ حضور ﷺ اپنی امت میں رہیں گے یہاں تک کہ اپنی امت کے آخری عمل پر گواہی دیں گے۔ اسی چیز نے مجھے اس چیز پر برانگیختہ کیا جو میں نے کہا۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہاں شاکرین سے مراد دین پر ثابت قدم رہنے والے ہیں اور اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے صحابہ ہیں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے حضرت ابوبکر شکر گزاروں کے امین ہیں (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 141

یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے تا کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے والے دو دانت نکال دوں تا کہ یہ اپنی قوم میں کبھی خطیب کی حیثیت سے کھڑا نہ ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے رہنے دے ممکن ہے وہ تجھے کسی دن خوش کرے۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اہل مکہ بدکے تو حضرت سہیل بن عمرو کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا جو حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا آپ تو فوت ہو گئے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا(1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفَاۡئِنۡ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انۡقَلَبۡتُمۡ عَلٰۤی اَعۡقَابِکُمۡ اللہ کی قسم ہم ایڑیوں کے بل نہیں پلٹ جائیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرما چکا ہے، اللہ کی قسم اگر حضور ﷺ کا وصال ہو گیا یا آپ کو شہید کر دیا گیا تو میں بھی اس دن کے لئے جنگ کرتا رہوں گا جس دن کے لئے حضور ﷺ جنگ کرتے رہے ہیں۔

امام ابن منذر نے ترمذی سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لِیَزۡدَادُوۡۤا اِیۡمَانًا مَّعَ اِیۡمَانِهِمۡ (الفتح: 4) نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے کیا ایمان کم بھی ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ایمان کم بھی ہوتا ہے عرض کی کیا قرآن حکیم میں اس بارے میں کوئی راہنمائی ہے فرمایا ہاں پھر حضور ﷺ نے اس آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ کی تلاوت کی یہاں انقلاب سے مراد کم ہونا ہے کفر اختیار کرنا نہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ میں نفس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے یعنی حضور ﷺ کے لئے وقت مقرر ہے جسے وہ پانے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا جو تم میں سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے اسے آخرت میں کوئی رغبت نہیں ہوتی تو ہم اسے مقررہ رزق عطا کر دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اور جو تم میں سے آخرت کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اسے اپنے وعدہ کے مطابق عطا کر دیتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اسے دنیا میں رزق سے نواز دیا جاتا ہے، یہ شکر گزاروں کی جزاء ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کسی نفس کو موت نہیں آتی مگر دنیا میں ایک اس کے لئے لمحہ کی زندگی ہو تو اسے ضرور آتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَسَنَجۡزِی الشّٰکِرِیۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی نیت کے مطابق دنیا اور آخرت عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ ایک رسی بھی روکیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو بطور زکوٰۃ دیا کرتے تھے تو میں ضرور ان سے جہاد کروں گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 141، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بغوی نے معجم میں حضرت ابراہیم بن حنظلہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے جو حضرت حذیفہ کے غلام ہیں روایت کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں ان کے پاس جھنڈا تھا ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تو ان کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تو انہوں نے جھنڈے کو گلے سے لگا لیا جب کہ وہ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْۤ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴۸﴾

''اور کتنے ہی نبی گزرے ہیں کہ جہاد کیا ان کے ہمراہ بہت سے اللہ والوں نے سو نہ ہمت ہاری انہوں نے بوجہ ان تکلیفوں کے جو پہنچیں انہیں اللہ کی راہ میں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ انہوں نے ہار مانی اور اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے (تکلیفوں میں) صبر کرنے والوں سے اور نہیں تھی ان کی گفتگو بغیر اس کے کہ کہا انہوں نے اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں کیں ہم نے اپنے کام میں اور ثابت قدم رکھ ہمیں اور فتح دے ہم کو قوم کفار پر تو دے دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا ثواب (یعنی کامیابی) اور عمدہ ثواب آخرت کا (یعنی نعیم جنت اور لذت وصل) اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکوکاروں سے''۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ کی تلاوت کی اور کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَا وَهَنُوْا لِمَاۤ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے ہم نے کبھی یہ نہیں سنا کہ کسی نبی کو جنگ کے دوران شہید کیا گیا ہو۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت حسن اور ابراہیم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قٰتَلَ مَعَهٗ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قُتِلَ مَعَهٗ پڑھتے عطیہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

امام زر کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے وہ اس لفظ کو الف کے بغیر پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قُتِلَ کو بغیر الف کے پڑھتے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ربیون کی یہ

تفسیر نقل کی ہے کہ ہزاروں (1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے ربیون کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ ربتہ سے مراد ہزار ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربیون سے مراد جماعتیں ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے ربیون کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ فقہاء اور علماء۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے مراد بہت زیادہ جماعتیں ہیں۔

امام ابن انباری نے وقف وابتداء میں اور طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ربیون کی تفسیر پوچھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جماعتیں۔ نافع نے پوچھا کیا عرب بھی اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے حضرت حسان کا قول نہیں سنا۔

وَاِذَا مَعْشَرٌ تَجَافَوا الْقَصْدَ اَمَلْنَا عَلَيْهِمْ رِبِيًّا

جب قبائل نے میانہ روی سے پہلوتہی کی تو ہم نے جماعتوں کو ان کی طرف موڑ دیا۔

امام ابن جریر سے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے بے شمار علماء (3)۔

امام عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی مروی ہے کثیر جماعتیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے رِبِّيُّوْنَ کا معنی کثیر علماء نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے رِبِّيُّوْنَ کا معنی اتباع کرنے والے کیا ہے اور ربانیون کا معنی والی کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جن کے نبی نے جہاد کیا، انہوں نے نہ کمزوری کا اظہار کیا اور نہ ہی عار محسوس کی کیونکہ ان کے نبی نے جنگ کی تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انبیاء کو قتل کرنے کی وجہ سے انہیں اللہ کی راہ میں جو مصائب آئے اس میں انہوں نے کمزوری نہ دکھائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے عاجز نہ ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے نہ وہ عاجز آئے اور نہ ہی کمزوری دکھائی کیونکہ ان کا نبی جہاد کرتا تھا۔ انہوں نے اپنی بصیرت سے اور اپنے دین سے روگردانی نہ کی۔ اگر وہ اس مقصد کے لئے جنگ کرتے جس کے لئے ان کے نبی نے جنگ کی تھی تو وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے عاجزی کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 149 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 151

اظہار نہ کیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَمَا اسْتَكَانُوا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ پست نہ ہوئے(2)۔

امام ابن زید سے یہ معنی مروی ہے کہ انہوں نے دشمنوں کے سامنے عاجزی کا اظہار نہ کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے وَاِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمادے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری خطاؤں کو معاف فرما دے اور جو ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اسے معاف فرمادے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری بڑی بڑی غلطیوں کو معاف کردے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ثَوَابَ الدُّنْیَا کا معنی مدد، غنیمت اور ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ کا معنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت لیا ہے(6)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثَوَابَ الدُّنْیَا کا معنی فلاح، غلبہ، قدرت اور دنیا میں دشمن پر فتح نقل کیا ہے اور ثواب آخرت سے مراد جنت نقل کیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿١٤٩﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿١٥٠﴾

"اے ایمان والو! اگر پیروی کرو گے تم کافروں کی تو وہ پھیر دیں گے تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف) تو تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے۔ بلکہ اللہ حامی ہے تمہارا اور وہ سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَا تُطِيْعُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے دین کے بارے میں یہود و نصاریٰ سے نصیحت نہ لو اور اپنے دین کے بارے میں ان کی کسی بات کی تصدیق نہ کرو(7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اگر تم ابوسفیان بن حرب کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں کافر بنائے گا(8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا کیا اس سے مراد بدوی زندگی اختیار کرنا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد زراعت کا پیشہ اختیار کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایڑیوں کے بل پلٹ جانے والے کے بارے میں نہ بتاؤں۔ یہ وہ شخص ہے جو عطیہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے پھر اسے چھوڑ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 152 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 153 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 155 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 80 مطبوعہ مصر 8۔ ایضاً

دیتا ہے اور جزیہ اور رزق کے بدلے زمین لے لیتا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۵۱﴾

''ابھی ہم ڈال دیں گے کافروں کے دلوں میں رعب اس لیے کہ انہوں نے شریک بنالیا الله کے ساتھ اس کو جس کے لئے نہیں اتاری الله نے کوئی دلیل اور ان کا ٹھکانہ آتش (جہنم) ہے اور بہت بری جگہ ہے ظالموں کی''۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور مشرکوں نے غزوۂ احد کے موقع پر مکہ مکرمہ کی طرف کوچ کیا ابوسفیان چلا یہاں تک کچھ راستہ طے کرلیا پھر مشرک شرمندہ ہوئے کہنے لگے تم نے کتنا ہی برا کیا تم نے مسلمانوں کو قتل کیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی نہ بچا مگر وہی جو بھاگ کھڑا ہوا پھر تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ واپس چلو یہاں تک کہ ان کی نسل بھی ختم کردو۔ الله تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ واپس مکہ کی طرف جانے لگے وہ ایک بدو سے ملے اس کے لئے انعام کا وعدہ کیا اس سے کہا اگر تم محمد (ﷺ) سے ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے کیا کچھ سامان جنگ اس کے لئے تیار کیا ہے الله تعالیٰ نے اس کے بارے میں اپنے رسول کو آگاہ کردیا۔ حضور ﷺ نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ الله تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیات نازل کیں۔ الله تعالیٰ نے اس میں ذکر کیا کہ ابوسفیان نے حضور ﷺ کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا اور الله تعالیٰ نے اس کے دل میں جو رعب ڈالا تھا اس کا ذکر کیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ الله تعالیٰ نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا تو وہ مکہ مکرمہ کی طرف پلٹ آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے تم سے ایک حصہ پایا وہ پلٹا اور الله تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دشمن پر رعب عطا کر کے میری مدد کی گئی ہے (2)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا مجھے انبیاء پر چار چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا تمام کی تمام زمین میرے لئے اور میری امت کے لئے مسجد بنادی گئی اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی میرا امتی جہاں کہیں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے پاس مسجد بھی ہے اور طہارت عطا کرنے والی چیز بھی ہے۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے جو رعب الله تعالیٰ میرے دشمنوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور میرے لئے مال غنیمت حلال کردیا گیا ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 81، مطبوعہ مصر
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 5، صفحہ 4، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 2، صفحہ 433، مطبوعہ دار الفکر بیروت

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾

''اور بے شک سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ جب کہ تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اس کے حکم سے یہاں تک کہ جب تم بزدل ہو گئے اور جھگڑنے لگے (رسولؐ کے) حکم کے بارے میں اور نافرمانی کی تم نے اس کے بعد کہ اللہ نے دکھا دیا ہے تمہیں جو تم پسند کرتے تھے بعض تم میں سے طلب گار ہیں دنیا کے اور بعض تم میں سے طلب گار ہیں آخرت کے پھر پیچھے ہٹا دیا تمہیں ان کے تعاقب سے تاکہ آزمائے تمہیں اور بے شک اس نے معاف فرما دیا تم کو اور اللہ تعالیٰ بہت فضل و کرم فرمانے والا ہے مومنوں پر''۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا کہ اگر وہ صبر اور تقویٰ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کے ساتھ ان کی مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا بھی مگر جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی اپنی صفوں کو چھوڑ دیا، تیراندازوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو توڑ دیا جو حضور ﷺ نے ان سے لیا تھا کہ وہ اپنی جگہوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ جب انہوں نے دنیا کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھا لیا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا تھا انہیں فتح دکھائی تھی۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو ان پر مصیبت کو مسلط کر دیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوسفیان شعبان کی تین تاریخ کو آیا اور احد کے میدان میں اترا۔ رسول اللہ ﷺ نکلے۔ لوگوں میں اعلان کروایا۔ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے گھڑسوار دستے پر حضرت زبیر بن عوام کو امیر بنایا۔ اس روز ان کے ساتھ مقداد بن اسود کندی بھی تھے۔ حضور ﷺ نے جھنڈا ایک قریشی کو عطا فرمایا جسے مصعب بن عمیر کہتے۔ حضرت حمزہ بن عبد المطلب لشکر کے ساتھ نکلے۔ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ کو آگے بھیجا۔ خالد بن ولید مشرکوں کے گھڑسوار دستے کے ساتھ آگے بڑھا۔ اس کے ساتھ عکرمہ بن ابوجہل بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کو پیغام بھیجا کہ جاؤ خالد بن ولید کا سامنا کرو، اس کے سامنے رہو یہاں تک کہ میں تجھے اجازت دوں۔ ایک اور گھڑسوار دستے کو حکم دیا کہ وہ اس کی دوسری جانب رہیں۔ فرمایا تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا یہاں تک کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ ابوسفیان آگے بڑھا جب کہ وہ لات و عزیٰ کو اٹھائے ہوئے تھا۔ حضور ﷺ نے حضرت زبیر کو پیغام بھیجا کہ وہ حملہ کرے۔ حضرت زبیر نے خالد اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تو انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ اسی کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 256، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی مدد کرے گا اور وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو بھیجا یہ صحابہ کے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہاں ٹھہرو جو ہم میں سے بھاگے اس کو واپس لوٹاؤ اور ہماری پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرنا۔ جب حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مشرکوں کو بھگا دیا تو وہ صحابہ جنہیں مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے کھڑا کیا گیا تھا جب انہوں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑوں میں اوپر چڑھ رہی ہیں اور انہوں نے مال غنیمت دیکھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور مال غنیمت کو سمیٹ لو قبل اس کے کہ کوئی اور تم سے پہلے اسے اکٹھا کر لے۔ ایک اور جماعت نے کہا ہم تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کریں گے اور اپنی جگہ ہی ڈٹے رہیں گے۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے تم میں سے کچھ وہ ہیں جو دنیا کے طالب ہیں، یہ ان کے بارے میں ہے جو مال غنیمت کی خواہش کرتے تھے اور تم میں سے کچھ وہ ہیں جو آخرت کا ارادہ کرتے ہیں، یہ ان کے بارے میں فرمایا جنہوں نے یہ کہا تھا ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے اور اپنی جگہ ٹھہریں گے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ جب انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ اسی وقت ان کے درمیان بزدلی ظاہر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ کچھ دکھایا جسے تم پسند کرتے تھے یعنی فتح اور غنیمت تو تم نے نافرمانی کی (1)۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی کسی موقع پر ایسی مدد نہیں کی جو اس نے غزوۂ احد میں کی۔ تو لوگوں نے اس تعبیر کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرے اور انکار کرنے والے کے درمیان فیصلہ کرنے والا اللہ کا قرآن ہے اللہ تعالیٰ غزوۂ احد کے بارے میں فرماتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حس سے مراد قتل ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ سے لے کر **ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ** تک آیت میں ان تیر اندازوں کا ذکر ہے، حضور ﷺ نے انہیں ایک خاص جگہ پر کھڑا کیا تھا، انہیں فرمایا تھا ہماری پشتوں کی نگہبانی کرنا اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں قتل کیا جا رہا ہے تب بھی ہماری مدد نہ کرنا، اگر تم ہمیں اس حال میں دیکھو کہ ہم مال غنیمت جمع کر رہے ہیں تب بھی ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔ جب نبی کریم ﷺ نے غنیمت حاصل کی اور صحابہ نے مشرکوں کے لشکر کو مباح جانا تو تمام تیر انداز پلٹ آئے، وہ لشکر میں داخل ہو گئے اور مال لوٹنے لگے۔ مسلمانوں کی صفیں یوں ایک دوسری میں مل گئیں۔ وہ اس طرح ہو گئے تھے، آپ نے انگلیوں کا جال بنایا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ جب تیر اندازوں نے اس درہ کو خالی چھوڑ دیا جس میں وہ پہلے کھڑے تھے گھڑ سوار دستہ اسی جگہ سے صحابہ پر داخل ہو گیا۔ وہ ایک دوسرے کو مارنے لگے اور گڈمڈ ہو گئے اور مسلمانوں میں سے ایک بہت بڑی جماعت قتل ہوگئی۔ دن کا پہلا حصہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے حق میں تھا یہاں تک کہ مشرکین میں سے سات یا نو علم بردار مارے گئے تھے۔ مسلمانوں نے پہاڑ کی طرف چکر لگایا۔ وہ وہاں تک نہ پہنچے جہاں لوگ کہہ رہے تھے الغاب

(بدبودار گوشت) وہ مہراس (کوٹنے والا پتھر) کے نیچے تھے۔ شیطان نے چیخ کر کہا حضرت محمد قتل ہوگئے اس کے حق ہونے میں کسی کو شک نہ تھا۔

ہم اسی کیفیت میں تھے ہمیں پختہ یقین تھا یہاں تک حضور ﷺ دو پہاڑوں کے درمیان سے ظاہر ہوئے۔ جب آپ چلتے تو آپ کی کڑکڑاہٹ سے ہم پہچان لیتے ہم بہت خوش ہوئے گویا ہمیں کوئی مصیبت پہنچی ہی نہ تھی۔ آپ ہماری طرف اوپر آئے اور فرمارہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر سخت ہوا جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ کبھی آپ یوں فرماتے اے اللہ انہیں ہم پر اتنا غلبہ نہ دے کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں آپ تھوڑی دیر ٹھہرے کہ ابوسفیان پہاڑ کے دامن سے یوں نعرے لگانے لگا اعلی ھبل اعلی اھبل۔ ھبل بلندو برتر ہے ھبل بلندو برتر ہے۔ ابن ابی کبشہ؟ ابن ابی الجاقحافہ، ابن ابی الخطاب (حضرت) محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ عمر کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں جواب نہ دوں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ جب ابوسفیان نے کہا اعل ھبل تو حضرت عمر نے فرمایا اللہ اعلی واجل اس نے پھر پوچھا ابن ابی کبشہ؟ ابن ابی قحافہ تو حضرت عمر نے فرمایا یہ رسول اللہ ہیں، یہ ابوبکر ہیں اور میں عمر ہوں تو ابو سفیان نے کہا اب ہمارا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوگا۔ یہ دن پھرتے رہتے ہیں اور جنگ میں غلبہ وشکست لازم وملزوم ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کوئی برابری نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہوں گا اور تمہارے مقتول جہنم میں ہوں گے۔ ابوسفیان نے کہا یہ تمہارا گمان ہے، اگر ایسے ہے تو ہم خائب وخاسر ہوں گے پھر اسے جاہلیت کی غیرت نے آلیا۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو ہمیں تب بھی ناپسند نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے دن عورتیں مسلمانوں کے پیچھے تھیں جو مشرکوں کے زخمیوں کا کام تمام کرتی تھیں۔ اگر میں اس روز قسم اٹھاتا تو مجھے امید ہے کہ میں سچا ہوتا کہ ہم میں سے کوئی بھی دنیا کا طالب نہیں تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تم میں سے کچھ دنیا کا ارادہ کرتے ہیں اور کچھ آخرت کا ارادہ کرتے ہیں۔ جب حضور ﷺ کے صحابہ نے آپ کے حکم کی مخالفت کی اور نافرمانی کی تو حضور ﷺ نو صحابہ کے ساتھ ایک طرف ہوگئے ان میں سات انصاری اور دو مہاجر تھے جب کہ آپ دسویں تھے۔ جب مشرکین نے آپ پر حملہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو انہیں ہم سے دور بھگائے۔ ایک انصاری اٹھا اس نے چند گھڑیاں جنگ کی پھر شہید ہوگیا پھر جب انہوں نے آپ کو گھیر لیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو انہیں ہم سے دور بھگائے۔ آپ یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ سات آدمی قتل ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔

ابوسفیان آیا اس نے کہا اعل ھبل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کہو اللہ اعلی واجل۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعرہ لگایا اللہ اعلی واجل۔ ابوسفیان نے کہا ہمارا عزی ہے، تمہارا کوئی عزی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا مولی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 82، مصر

جب کہ کافروں کا مولی نہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا ہمارا اگلا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوگا، ایک دن ہمارے حق میں اور ایک دن تمہارے حق میں۔ ایک یوم نساء ہے اور ایک یوم نسر ہے۔ حنظلہ حنظلہ کے بدلے میں ہے اور فلاں فلاں کے بدلہ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتول زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہارے مقتول جہنم میں ہیں، انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا بعض مقتولوں کے اعضاء کاٹ دیے گئے ہیں اگر چہ یہ ہماری اجازت کے بغیر ہوا نہ میں نے حکم دیا نہ میں نے اس سے منع کیا، نہ میں نے اسے پسند کیا اور نہ ہی میں نے اسے ناپسند کیا اور نہ ہی یہ برا لگا اور نہ ہی اس نے مجھے خوش کیا۔ صحابہ نے دیکھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک تھا۔ ہند نے آپ کا جگر نکالا تھا اور اسے چبایا تھا مگر اسے کھا نہ سکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس نے کوئی چیز کھائی ہے؟ لوگوں نے بتایا کچھ نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کسی حصہ کو جہنم میں داخل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو رکھا اور آپ نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ ایک انصاری صحابی کے جسم کو لایا گیا جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھا گیا۔ حضور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی انصاری کی میت اٹھائی گئی اور حضرت حمزہ کا جسم وہیں رہنے دیا گیا پھر ایک اور صحابی کی لاش لائی گئی اور حضرت حمزہ کے پہلو میں رکھی گئی۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی پھر اسے اٹھا لیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو وہیں رہنے دیا گیا یہاں تک کہ آپ کی ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی (1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیراندازوں پر حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا جب کہ ان میں مجاہدین کی تعداد پچاس تھی، انہیں ایک جگہ پر بٹھایا اور فرمایا اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں پرندے اچک کر لے جا رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہلنا یہاں تک کہ میں تمہیں پیغام بھیجوں۔ صحابہ نے کفار کو بھگا دیا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑوں میں بھاگ رہی ہیں۔ انہوں نے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں ان کی پنڈلیاں اور پازیب ننگے ہیں۔ حضرت عبد اللہ کے ساتھیوں نے کہا غنیمت سمیٹو، اے لوگو غنیمت سمیٹو، تمہارے ساتھی غالب آ چکے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن جبیر نے انہیں کہا کیا وہ بات تم بھول چکے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے فرمائی تھی؟ آپ کے ساتھیوں نے کہا اللہ کی قسم ہم ساتھیوں کے پاس جائیں گے اور مال غنیمت میں سے حصہ لیں گے۔ جب صحابہ کے پاس پہنچے تو ان کو پھیر دیا گیا اور وہ شکست خوردہ ہو کر آئے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکار رہے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ صحابہ رہ گئے تھے۔ اس موقع پر ہمارے ستر ساتھی شہید ہوئے جب کہ غزوۂ بدر میں مشرکوں نے ایک سو چالیس ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ہاتھ آئے تھے۔ ستر گرفتار ہوئے اور ستر قتل ہوئے تھے۔

ابوسفیان نے تین دفعہ کہا کیا قوم میں محمد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جواب دینے سے منع کیا پھر ابوسفیان نے دو دفعہ پوچھا کیا قوم میں ابن ابو قحافہ ہے؟ پھر دو دفعہ پوچھا کیا قوم میں ابن خطاب ہے؟ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 463، مطبوعہ دار صادر بیروت

اور کہا لو یہ تینوں تو مارے گئے پس تم انہیں کافی ہو گئے۔ حضرت عمر اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے۔ فرمایا اللہ کی قسم اے اللہ کے دشمن تو نے جھوٹ بولا جن کا تو نے شمار کیا ہے سب زندہ ہیں۔ جو چیز تجھے دکھ دینے والی ہے وہ زندہ ہے۔ اس نے کہا اگلی جنگ بدر کے میدان میں ہوگی۔ جنگ کبھی حق میں ہوتی ہے اور کبھی خلاف چلی جاتی ہے۔ تم لوگوں میں سے بعض میں مثلہ پاؤ گے نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی یہ چیز مجھے دکھ دیتی ہے پھر رجز پڑھنے لگا۔ اعل ھبل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہ دو گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اسے کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اللہ اعلی واجل۔ ابوسفیان نے کہا ہمارا عزی ہے تمہارا عزی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہیں دو گے؟ عرض کی ہم اسے کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اللہ مولا نا ولا مولی لکم۔(1)

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر لوگ حضور ﷺ کو چھوڑ گئے۔ انصار میں سے گیارہ آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت طلحہ بن عبد اللہ بھی ان میں سے تھے۔ آپ پہاڑ میں اوپر چڑھ رہے تھے کہ مشرکوں نے ان سب کو آلیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی بھی نہیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا اے طلحہ جو کر سکتے ہو کرو۔ ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ اس انصاری نے حضور ﷺ کے دفاع میں ان سے جنگ کی اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ پہاڑی پر چڑھتے گئے پھر انصاری شہید ہو گئے اور مشرک صحابہ تک جا پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا ان کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ حضرت طلحہ نے پہلے والا قول کیا حضور ﷺ نے پھر وہی بات دہرائی ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں جب کہ آپ کے صحابہ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ پھر یہ صحابی بھی شہید ہو گئے۔ پھر مشرک آپ تک جا پہنچے۔ حضور ﷺ پہلے والی بات کرتے رہے۔ حضرت طلحہ پہلے والا جواب عرض کرتے رہے۔ حضور ﷺ انہیں روکتے رہے۔ انصاری آپ سے جنگ کی اجازت طلب کرتا رہا۔ آپ اسے اجازت دیتے رہے۔ وہ پہلے ساتھیوں کی طرح جنگ کرتا یہاں تک کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی باقی نہ بچا۔ مشرک پھر ان تک جا پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کون ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ نے بھی سابقہ ساتھیوں کی طرح جنگ کی۔ آپ کی انگلیاں کٹ گئیں تو کہا "حس" قتل۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو بسم اللہ کہتا یا اللہ کا نام ذکر کرتا تو فرشتے تجھے آسمان کی طرف اٹھا کر لے جاتے جب کہ لوگ تجھے دیکھ رہے ہوتے پھر حضور ﷺ ساتھیوں کی طرف پہاڑی پر چڑھ گئے جب کہ وہ وہاں جمع ہو چکے تھے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حس سے مراد قتل ہے(3)۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1105 (2874)، دار ابن کثیر بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 236، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 83، مصر

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی تم انہیں قتل کررہے تھے نقل کیا ہے(1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اس کے معنی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تم قتل کررہے تھے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَمِنَّا الَّذِیْ لَاقٰی بِسَیْفِ مُحَمَّدٍ فَحَسَّ بِهِ الْاَعْدَاءَ عَرْضَ الْعَسَاکِرِ

ہم میں سے ایسا جوان بھی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے ساتھ دشمنی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کے ساتھ دشمنوں کے لشکر کے ایک حصہ کو قتل کردیتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی کہ مجھے اس ارشاد کا معنی بتائیے۔ فرمایا تم انہیں قتل کرتے ہو۔ عرض کی کیا عرب بھی اس معنی کو سمجھتے تھے جب کہ قرآن حکیم نازل نہیں ہوا تھا؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عتبہ لیثی کا قول نہیں سنا۔

نَحُسُّهُمْ بِالْبِیْضِ حَتّٰی کَاَنَّنَا نَفْلِقُ مِنْهُمْ بِالْجَمَاجِمِ حَنْظَلَا

ہم انہیں سفید تلواروں سے قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ گویا ہم ان کی کھوپڑیوں کو اندرائن کے ساتھ ہی ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فشل کا معنی بزدلی نقل کیا ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم اپنے دشمن کے مقابلہ سے بزدل بن گئے اور وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے اختلاف کیا اور نافرمانی کی بعد اس کہ اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ دکھا دیا تھا جسے تم پسند کرتے تھے۔ یہ غزوۂ احد میں ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا عنقریب تم ان پر غلبہ پاؤ گے جب تک تم جنگ سے مکمل فارغ نہ ہو جاؤ اس وقت تک میں کسی کے بارے میں یہ نہ جانوں کہ تم مال غنیمت کی کوئی چیز اکٹھی کر رہے ہو۔ صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو ترک کر دیا، آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور مال غنیمت کو جمع کرنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے جو وعدہ کیا تھا اسے بھول گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جو حکم دیا تھا اس کی انہوں نے مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ان پر غلبہ دے دیا جب کہ پہلے انہیں وہ چیز دکھادی تھی جو وہ پسند کرتے تھے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے حَتّٰۤی اِذَا فَشِلْتُمْ کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچاس آدمی معین کیے۔ ان پر عبد اللہ بن خوات کو امیر بنایا، انہیں خالد بن ولید کے مقابلہ پر رکھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 83، مصر

2۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 10، صفحہ 256 (10597)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 84، مطبوعہ مصر

4۔ ایضاً

جو مشرکین کے گھڑ سوار دستے کا امیر تھا۔ جب حضور ﷺ نے دشمنوں کو شکست دے دی تو ان پچاس میں سے نصف افراد نے کہا چلو یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ مل جائیں اور مال غنیمت اکٹھا کرنے میں ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ دوسروں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم اپنی جگہ سے نہ ہلیں یہاں تک کہ حضور ﷺ ہمیں حکم ارشاد فرمائیں، جب خالد بن ولید نے ان کی کمزوری کو دیکھا تو ان پر حملہ کر دیا۔ ان افراد نے خالد بن ولید سے جنگ کی یہاں تک کہ لاشوں کے ڈھیر کی صورت میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ الخ اللہ تعالیٰ نے جگہ چھوڑنے والوں کو نافرمان قرار دیا۔

امام ابن منذر نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مِّنۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد غنیمت اور قوم کی شکست ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے خلاف مومنوں کو فتح نصیب فرمائی یہاں تک کہ مشرکوں کی عورتیں جو سخت اور نرم جگہ پر بھاگ رہی تھیں پھر صحابہ کی حضور ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے مشرکوں کو مسلمانوں پر غلبہ دے دیا گیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کی ایک جماعت کو حکم دیا تھا کُوْنُوْا مسلحة لِلنَّاس یعنی حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ پر رہیں اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں یہاں تک کہ انہیں اجازت دی جائے۔ جب حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر ابوسفیان اور اس کے مشرک ساتھیوں کے ساتھ جنگ کی تو اللہ تعالیٰ کے نبی نے انہیں شکست دی۔ جب پہرے داروں نے یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دے دی تو بعض نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ایک دوسرے کو یوں بلانے لگے مال غنیمت اکٹھا کرو، مال غنیمت اکٹھا کرو، تم اس سے محروم نہ رہ جانا، بعض اپنی جگہ پر قائم رہے۔ انہوں نے کہا ہم اپنی جگہ نہیں چھوڑیں گے جب تک نبی کریم ﷺ ہمیں اس کی اجازت نہ دیں گے، اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ نازل فرمائی۔ حضرت ابن مسعود کہا کرتے تھے میرا خیال نہیں تھا کہ حضور ﷺ میں سے کوئی آدمی دنیا اور اس کے مال کا ارادہ کرتا ہے یہاں تک غزوۂ احد کا موقع آیا(1)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی تو تیر اندازوں نے کہا لوگوں اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملو وہ مال غنیمت اکٹھے کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جائیں اور سب مال غنیمت انہیں کا نہ ہو جائے۔ بعض نے کہا ہم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہلیں گے جب تک حضور ﷺ اس کی اجازت نہ دیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن جریج نے کہا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نہیں جانتے تھے کہ صحابہ میں سے کوئی دنیا اور اس کے مال کا طالب ہے یہاں تک کہ غزوۂ احد کا دن آیا(2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 85، مصر 2۔ ایضاً

امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ صحابہ میں سے کوئی دنیا کا طالب بھی ہے یہاں تک کہ غزوۂ احد کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تو مسلمانوں میں سے اتنے لوگ شہید ہو گئے جتنے غزوۂ بدر میں ان کے افراد قید کیے گئے تھے۔ حضور ﷺ کے چچا شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ کے چار دانت ٹوٹ گئے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تو صحابہ نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے مدد کا وعدہ نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ سے وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ تک نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہیں معاف کر دیا اگرچہ تم نے میری نافرمانی کی کیونکہ مجھے زیبا نہیں کہ میں تمہاری جڑ ہی ختم کر دوں۔ پھر حسن بصری فرماتے ہیں یہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اللہ کی راہ میں مصروف جہاد رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے غضب ناک تھے۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کرتے تھے۔ انہیں ایک چیز سے منع کیا گیا۔ انہوں نے اسے ضائع کر دیا اللہ کی قسم انہوں نے اس حکم کو ترک نہ کیا مگر انہیں اس غم میں مبتلا کیا گیا ان میں سے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا شہید ہوئے، آپ کے چار دانت ٹوٹ گئے، آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا آج سب سے بڑا فاسق ہر گناہ کبیرہ پر جرات کرتا ہے ہر بدکاری کر گزرتا ہے اپنے کپڑے اس پر گھسیٹتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو گی وہ عنقریب اپنا انجام جان لے گا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کیونکہ اس نے تمہیں مکمل طور پر نیست و نابود نہیں کیا (4)۔

امام بخاری نے حضرت عثمان بن موہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا عرض کی میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتایئے میں آپ کو اس گھر کی حرمت کا واسطہ دیتا ہوں کیا آپ کو علم نہیں کہ حضرت عثمان بن عفان غزوۂ احد میں بھاگ گئے تھے؟ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کی آپ جانتے ہیں وہ غزوۂ بدر سے غائب تھے۔ اس میں حاضر نہ ہوئے تھے۔ فرمایا ہاں بات اسی طرح ہے۔ عرض کی کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے رہ گئے تھے اس میں حاضر نہ ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں بات اسی طرح ہے۔ اس نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا آؤ میں تمہیں بتاؤں اور جو تو نے سوال کیے ہیں ان کے بارے میں تجھے خبر دوں، جہاں تک غزوۂ احد سے بھاگنے کا تعلق ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ جہاں تک غزوۂ بدر میں موجود نہ ہونے کا تعلق ہے ان کے عقد میں حضور ﷺ کی لخت جگر تھی وہ بیمار تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لیے اجر بھی ہے اور مال غنیمت میں حصہ بھی۔ جہاں تک بیعت رضوان سے غائب ہونے کا تعلق ہے اگر مکہ مکرمہ کی وادی میں حضرت عثمان سے بڑھ کر کوئی معزز ہوتا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 86، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

حضور ﷺ انہیں بھیجتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں تشریف لے گئے اور بیعت رضوان بعد میں ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا جب کہ اسے بائیں ہاتھ پر مارا تھا۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے، اب ان باتوں کو بھی اپنے ساتھ لے جا(1)۔

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُنَ عَلَىٰٓ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِىٓ أُخْرَىٰكُمْ فَأَثَٰبَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا۟ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ أَصَٰبَكُمْ ۗ وَٱللَّهُ خَبِيرٌۢ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵۳﴾

"یاد کرو جب تم دور بھاگے جا رہے تھے اور مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے کسی کو اور رسول کریم بلا رہے تھے تمہیں پیچھے سے پس اللہ نے پہنچایا تمہیں غم کے بدلے غم تا کہ تم نہ غمگین ہو اس چیز پر جو کھوگئی ہے تم سے اور نہ اس مصیبت پر جو پہنچی ہے تمہیں اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو کچھ تم کر رہے ہو"۔

امام ابن جریر نے حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُصْعِدُوْنَ پڑھتے تھے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُصْعِدُوْنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر نے ہارون سے رویت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کی قرأت میں إذا تصعدون في الوادي ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ غزوۂ احد میں پہاڑوں میں بھاگے جا رہے تھے۔ حضور ﷺ پیچھے سے انہیں یوں دعوت دے رہے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف لوٹ آؤ(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد کا موقع تھا لوگ بھاگ گئے تھے اور پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ انہیں پیچھے سے بلا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب کہ تم پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے کسی کی طرف بھی متوجہ نہ ہوتے تھے جب کہ اللہ کا رسول پیچھے سے تمہیں بلا رہا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے إِذْ تُصْعِدُوْنَ کے بارے میں پوچھا گیا وہ شکست کھا کر گھاٹیوں میں بھاگ گئے۔ وہ کسی طرف بھی متوجہ نہ ہوتے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے انہیں دعوت دے رہے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ تو کوئی بھی آپ ﷺ کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا وہ احد کا

1۔ صحیح بخاری (2962)، دار ابن کثیر دمشق 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87، مطبوعہ مصر
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 88

دن تھا جب لوگ جنگ سے بھاگ کر وادیوں میں اوپر چڑھ گئے تھے جب کہ اللہ کا نبی انہیں پیچھے سے یوں بلا رہا تھا اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگ واپس آ گئے عرض کی اللہ کی قسم ہم ان کفار کی طرف ضرور جائیں گے اور ان سے جنگ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ محض اس وجہ سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ وہ اس حال میں تھے کہ ایک جماعت ان کے پاس آئی جب کہ یہ بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی تلواریں سونتی ہوئی تھیں تو تمہیں غم پر غم نے آلیا ایک شکست کا غم تھا اور ایک غم اس وقت لاحق ہوا۔ جب وہ لوگ (مشرک) آئے یہ اس لئے تا کہ جو مال غنیمت تم سے فوت ہوا اس پر تم غمگین نہ ہو اور جو تمہیں قتل اور زخم لگے ہیں ان پر تم غمگین نہ ہو(2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلا غم تو شکست کی وجہ سے تھا، دوسرا غم اس وقت لاحق ہوا جب یہ خبر عام ہوئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے یہ غم ان کے لئے شکست سے بھی بڑا غم تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلی دفعہ بھاگنے کے بعد وہ دوبارہ بھاگے۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب انہوں نے یہ آواز سنی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں کفار لوٹ آئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بھاگتے ہوئے مارا یہاں تک کہ ان میں سے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ پھر صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سمٹ گئے۔ وہ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پیچھے سے بلا رہے تھے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلا غم تو زخمی ہونا اور شہید ہونا تھا۔ دوسرا غم یہ تھا کہ انہوں نے یہ سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے تو دوسرے غم نے پہلا غم بھلا دیا جو زخمی ہوئے اور شہید ہونے کے بارے میں تھا۔ نیز وہ جو غنیمت کے بارے میں امید رکھتے تھے لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا سے یہی مراد ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس روز چلے آپ لوگوں کو بلا رہے تھے یہاں تک کہ آپ اصحاب الصخرہ (جو چٹان پر چڑھے ہوئے تھے) تک جا پہنچے۔ جب ان لوگوں نے آپ کو دیکھا تو ایک آدمی نے تیر اپنی کمان پر چڑھایا ارادہ کیا کہ آپ کو مارے۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ہوں۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب یہ دیکھا کہ آپ کی حفاظت کرنے والے صحابہ موجود ہیں تو آپ بھی بہت خوش ہوئے۔ جب وہ سب جمع ہوئے جب کہ رسول اللہ بھی ان کے درمیان موجود تھے تو ان سے غم جاتا رہا تو وہ فتح اور جو ان سے فوت ہو گیا۔ اس کا ذکر کرنے لگے اور ان صحابہ کا ذکر کرنے لگے جو شہید ہوئے تھے۔ ابو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 91 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 88 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

سفیان آگے بڑھا یہاں تک کہ ان کے قریب پہنچ گیا۔ جب صحابہ نے اس کو دیکھا تو جس پریشانی میں صحابہ مبتلا تھے سب بھلا دیا۔ ابوسفیان نے ان کی طرف چڑھنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہماری طرف چڑھیں۔ اے اللہ اگر یہ جماعت قتل ہوگئی تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ پھر حضور ﷺ نے صحابہ کو بلایا صحابہ نے انہیں پتھر مارے یہاں تک کہ انہیں نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ کا یہی مطلب ہے۔ پہلا غم تو یہ تھا جو ان سے مال غنیمت اور فتح فوت ہوگئی تھی اور دوسرا غم دشمن کا ان کے قریب آنا تھا۔ یہ اس لیے ہوا تا کہ جو غنیمت تم سے فوت ہوئی اس پر تم غمگین نہ ہو اور اسی طرح جو تم میں سے قتل کیے گئے ہیں اس پر غمگین نہ ہو۔ جب تم ان باتوں کا ذکر کر رہے تھے تو ابو سفیان نے تمہیں اس چیز سے غافل کر دیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب صحابہ شہید ہوئے تو دوسرے صحابہ کو دکھ اور غم نے آ لیا۔ جب یہ گھاٹیوں میں داخل ہو گئے تو ابوسفیان اور اس کے ساتھی گھاٹی کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے تو مومنوں کو شک ہوا کہ وہ ان پر حملہ آور ہوں گے اور باقی ماندہ صحابہ کو بھی قتل کر دیں گے۔ تو اس وجہ سے صحابہ کو ایک اور غم لاحق ہوا جس نے انہیں اپنے شہید صحابہ کے بارے میں غم کو بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ کا یہی مطلب ہے (2)۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآىِٕفَةً مِّنْكُمْ ۙ وَ طَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۭ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ۭ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ۭ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ۭ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾

''پھر اتاری اللہ تعالیٰ نے تم پر غم واندوہ کے بعد راحت (یعنی) غنودگی جو چھا رہی تھی ایک گروہ پر تم میں سے اور ایک جماعت ایسی تھی جسے فکر پڑا ہوا تھا (صرف) اپنی جانوں کا بدگمانی کر رہے تھے اللہ کے ساتھ بلا وجہ عہد جاہلیت کی بدگمانی کہتے کیا ہمارا بھی اس کام میں کچھ دخل ہے۔ آپ فرمایئے اختیار تو سارا اللہ کا ہے چھپائے ہوئے ہیں اپنے دلوں میں جو ظاہر نہیں کرتے آپ پر کہتے ہیں (اپنے دلوں میں) اگر ہوتا ہمارا اس کام میں کچھ دخل تو نہ مارے جاتے ہم یہاں (اس بے دردی سے) آپ فرمایئے کہ اگر تم (بیٹھے) ہوتے اپنے گھروں میں تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 89، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 90

ضرور نکل آتے (وہاں سے) وہ لوگ لکھا جا چکا تھا جن کا قتل ہونا اپنی قتل گاہوں کی طرف (یہ سارے مصائب اس لئے تھے) تا کہ آزمالے اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے سینوں میں (چھپا) تھا اور صاف کر دے جو (میل کچیل) تمہارے دلوں میں تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے سینوں کے رازوں کا"۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں مشرکوں کو جو غلبہ اور مسلمانوں کو جو ہزیمت ہوئی اس کے بعد مشرک احد کے میدان سے چلے گئے۔ انہوں نے اگلے سال بدر میں جنگ کرنے کا عہد کیا۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تھا ٹھیک ہے پھر مسلمانوں کو خوف ہوا کہ کہیں وہ مدینہ طیبہ پر حملہ نہ کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی بھیجا، فرمایا دیکھنا اگر تم دیکھو کہ وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور گھوڑوں سے الگ تھلگ ہیں تو وہ مکہ جانے والے ہیں اگر تم دیکھو کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہیں اور اپنے اونٹوں سے الگ تھلگ ہیں تو وہ مدینہ طیبہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ فرمایا اللہ سے ڈرو صبر کرو اور جنگ پر آمادہ کیا جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جلدی میں ہیں۔ آپ نے بلند آواز سے ان کے مکہ مکرمہ جانے کا اعلان فرمایا۔ جب مومنوں نے یہ دیکھا تو نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور سو گئے۔ منافقوں میں سے کچھ لوگ ابھی اسی شک میں مبتلا تھے کہ دشمن مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بتایا اللہ تعالیٰ اسی کے بارے میں ذکر فرماتا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس روز انہیں اونگھ دے کر اطمینان عطا کیا جو ان پر چھا گئی اللہ تعالیٰ جس کو امن دیتا ہے اسے نیند عطا کرتا ہے(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنۡزَلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ الۡغَمِّ اَمَنَۃً نُّعَاسًا کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا غزوۂ احد کے روز ہم پر نیند مسلط کر دی گئی(3)۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم و بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پر اس وقت نیند غالب آ گئی۔ جب غزوۂ احد کے موقع پر ہم صفوں میں تھے۔ یہ بھی بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہیں نیند آئی تھی میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے گرتی تھی اور میں اسے پکڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ دوسرا طائفہ منافقوں کا تھا انہیں اپنی فکر پڑی ہوئی تھی۔ ایک قوم بزدل ہو گئی تھی۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے رعب طاری کر دیا تھا اور حق سے انہیں دور کر دیا تھا۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دور جاہلیت کے گمان رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا تھے(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 92   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 93
4۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 8، صفحہ 303 (3008)، دار الفکر بیروت

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام حاکم، ابن مردویہ، ابن جریر، طبرانی، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ میں نے غزوۂ احد میں اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ہر ایک نیند کی وجہ سے اپنا سر ڈھال کے نیچے دیئے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا کا یہی مطلب ہے آپ نے یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابوالشیخ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں دیکھنے لگا تو ہر ایک نیند کی وجہ سے ڈھال کے نیچے سر دیئے ہوئے تھا پھر اس آیت کو تلاوت کیا۔

امام ابن اسحاق، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب خوف ہم پر شدید ہو گیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نیند کو بھیج دیا ہم میں سے ہر ایک کی ٹھوڑی اس کے سینے پر تھی اللہ کی قسم میں معتب بن قشیر کی بات سن رہا تھا۔ میں اسے یوں سن رہا تھا جیسے خواب ہو اگر اس معاملہ میں ہمارا کچھ عمل دخل ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے میں نے اس کی یہ بات یاد کر لی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے آل عمران میں اَمَنَةً نُّعَاسًا تَغْشٰى پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنگ کے وقت نیند کا آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن ہے اور نماز میں نیند کا آنا شیطان کی طرف سے ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافقوں نے عبد اللہ بن ابی سے کہا جو منافقوں کا سردار تھا آج بنو خزرج مارے گئے اس نے کہا کیا ہمارا بھی اس معاملہ میں کوئی عمل دخل ہے خبردار اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے تو عزت والا ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ۔ (4)

امام ابن جریر نے قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے مشرکوں والا گمان رکھا (5)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ معتب نے یہ بات کہی تھی کہ اگر ہمارا اس معاملہ میں کوئی کردار ہوتا تو ہم اس موقع پر قتل نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت وَ طَآىِٕفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ شہید ہو گئے تو لوگ عبد اللہ بن ابی کے پاس آئے پوچھا تمہاری اس

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 272، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 273
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 93 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 94 5۔ ایضاً

بارے میں کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہم سے تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ اگر اس بارے میں ہمارا کوئی عمل دخل ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں ہر جنگ کرنے والا قتل نہیں ہوتا بلکہ وہی قتل ہوتا ہے جس کے قتل کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہوتا ہے (1)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۵۵﴾

"بے شک وہ لوگ جو پیٹھ پھیر گئے تھے تم سے اس روز جب مقابلہ میں نکلے تھے دونوں لشکر تو پھسلا دیا تھا انہیں شیطان نے بوجہ ان کے کسی عمل کے اور بے شک (اب) معاف فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں یقیناً اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے"۔

امام ابن جریر نے کلیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوم جمعہ کو خطبہ ارشاد فرمایا اور آل عمران کی تلاوت کی خطبہ کے وقت اس سورت کی تلاوت آپ کو اچھی لگتی تھی جب آپ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ تک پہنچے تو فرمایا جب غزوۂ احد ہوا تو ہم بھاگ گئے میں بھی بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں اپنے آپ کو یوں چھلانگیں مارتا ہوا دیکھتا گویا میں پہاڑی بکرا ہوں۔ لوگ کہہ رہے ہیں حضرت محمد ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا میں جس آدمی کو یہ کہتے ہوئے پاؤں گا کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں تو میں اسے مار ڈالوں گا تو یہ مکمل آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ تین افراد تھے، ایک مہاجر تھا اور دو انصاری تھے۔

امام ابن منذر نے معرفۃ الصحابہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان، حضرت رافع بن معلیٰ اور حضرت حارثہ بن زید کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت رافع بن معلیٰ اور دوسرے انصار، ابو حذیفہ بن عتبہ اور ایک اور آدمی کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان، حضرت ولید بن عقبہ، حضرت خارجہ بن زید اور رفاعہ بن معلیٰ کے حق میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس روز جو لوگ بھاگے تھے وہ حضرت عثمان، حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 95 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96-95 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96

سعد بن عثمان، حضرت عقبہ بن عثمان رضی اللہ عنہم اور بنوزریق میں سے دو انصاری تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ بیان کیا ہے کہ فلاں، سعد بن عثمان، عقبہ بن عثمان یہ دونوں انصاری اور بنوزریق سے تعلق رکھتے تھے (1) لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ گئے تھے یہاں تک کہ اغوص کے قریب منقی تک جا پہنچے تھے عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان ایسے بھاگے تھے کہ وہ جلعب تک آ پہنچے تھے۔ یہ مدینہ کے ایک طرف پہاڑ ہے اور اغوص کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ وہاں تین دن رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَقَدْ ذَهَبْتُمْ فِيهَا عَرِيضَةً تم اس میں چل دیئے جو کشادہ تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد کے بارے میں نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ جنگ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ شیطان کی کارروائی تھی اور اس کی طرف سے خوف زدہ کرنے کے باعث ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ حکم نازل کیا جو تم سنتے ہو کہ اس نے ان صحابہ سے درگزر فرمایا اور انہیں معاف کر دیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر جب لشکر آپس میں ملے تو مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور صرف اٹھارہ آدمی رہ گئے۔ شیطان نے انہیں ان کے بعض اعمال کی وجہ سے پھسلا دیا تھا یعنی انہوں نے اپنے مرکز کو چھوڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ تو بعض نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا جب انہیں سزا نہ دی اور سب کو نیست نابود نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور حلم والا ہے۔ غزوۂ بدر کے بعد غزوۂ احد سے بھاگنے والوں کے لئے جہنم کا عذاب مقدر نہ کیا جس طرح غزوۂ بدر سے بھاگنے والوں کے لئے عذاب جہنم مقدر کیا تھا۔ یہ سختی کے بعد رخصت تھی۔

امام احمد اور ابن منذر نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے ملے ولید نے کہا کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر زیادتی کرتے ہو؟ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اسے بتاؤ میں غزوۂ احد سے نہیں بھاگا تھا، میں غزوۂ بدر سے غائب نہیں تھا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو نہیں چھوڑا۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ گئے اور تمام واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتایا تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ ان کا یہ قول کہ میں غزوۂ احد سے نہیں بھاگا وہ مجھے اس پر کیسے عار دلا سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ میں غزوۂ بدر سے غائب نہیں تھا میں حضرت رقیہ بنت رسول کی تیمارداری کر رہا تھا یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں سے میرے لیے حصہ بھی مقرر فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس کے لئے حصہ مقرر فرما دیں تو یقیناً وہ حاضر ہے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت نہیں چھوڑی نہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور نہ ہی وہ۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 96 2۔ ایضاً

اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سب بات بتائی۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت رجاء بن ابی مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حلم عقل سے بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام حلیم ہے(1)۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًّى لَّوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿١٥٦﴾ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿١٥٧﴾ وَلَئِنْ مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ﴿١٥٨﴾

"اے ایمان والو! نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جو کہتے تھے اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کرتے کسی علاقے میں یا ہوتے تھے جہاد کرنے والے کہ اگر وہ ہوتے ہمارے پاس تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تا کہ بنائے اللہ تعالیٰ اس (خیال باطل) کو حسرت (کا باعث) ان کے دلوں میں اور (درحقیقت) اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے اور واقعی اگر تم قتل کیے جاؤ راہ خدا میں یا تم مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت (جو تمہیں نصیب ہوگی) بہت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ کے حضور جمع کیے جاؤ گے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھی منافقوں کا قول ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الَّذِينَ كَفَرُوا سے مراد منافق ہیں جو عبداللہ بن ابی کے دوست تھے اور ضَرَبَ فِي الْأَرْضِ سے مراد تجارت ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّوْ كَانُوا عِنْدَنَا یہ کفار کا قول تھا جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو منافق کہتے اگر وہ ہمارے پاس ہوتا تو نہ مرتا اس لیے تم وہ بات نہ کرو جو کفار نے کی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ کا یہ معنی

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 356، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 97
3۔ ایضاً

نقل کیا ہے کہ ان کی بات انہیں غم میں مبتلا کرے گی انہیں کوئی نفع نہ دے گی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کیونکہ انہیں اپنے رب پر یقین کی کمی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے دلوں میں حسرت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور وہی موت عطا کرتا ہے یعنی جس کی موت جلدی چاہتا ہے جلدی عطا کر دیتا ہے اور جس کو موخر کرنا چاہتا ہے اپنی قدرت کے ساتھ موخر کر دیتا ہے۔ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاؤ یعنی موت ضرور آ کر رہے گی۔ اگر وہ جانتے یا تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کی راہ میں موت یا قتل ہونا اس دنیا سے بہت بہتر ہوتا جس کے لئے وہ جہاد سے پہلو تہی کرتے ہیں اور جہاد سے ان کا اعراض محض موت اور قتل کے خوف کی وجہ سے ہے۔ اگر تمہیں موت آ جائے یا تمہیں قتل کر دیا جائے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جمع ہونا ہے یعنی یہ امر ہو کر رہنا ہے تمہارا لوٹنا اللہ کی طرف ہے۔ دنیا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ ہی اس سے دھوکہ کھاؤ۔ پس جہاد اور جن امور کی طرف اللہ تعالیٰ تمہیں رغبت دلائے تمہارے نزدیک ان چیزوں سے ترجیح یافتہ ہونی چاہیں (2)۔

امام عبد بن حمید حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یوں قرأت نقل کرتے ہیں کہ مِتُّم اور اِذَا مِتْنَا قرآن حکیم میں جہاں کہیں ہے اسے میم کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

''پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تند مزاج، سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے تو آپ درگزر فرمایئے ان سے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں اور جب آپ ارادہ کر لیں (کسی بات کا) تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کو فَبِرَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ نقل کیا ہے اور آیت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ترش روئی اور سختی سے پاک کیا ہے اور مومنوں کے لئے رؤف و رحیم بنا دیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ تورات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات ذکر کی گئی ہیں۔ آپ ترش رو نہ ہوں گے دل کے سخت نہ ہوں گے بازاروں میں شور و شغب نہ کریں گے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیں گے بلکہ عفو و درگزر سے کام لیں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 98 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 99-98 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 100

میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ حضور ﷺ کے اخلاق ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت بیان کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ آپ سے دور ہٹ جائیں گے۔

امام حکیم ترمذی اور ابن عدی نے ایسی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رایت نقل کی ہے جس میں ایک راوی متروک ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا اسی طرح حکم ارشاد فرمایا ہے جس طرح اس نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ حضور ﷺ کو صحابہ سے مشورہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن یہ ارادہ فرمایا کہ بعد والوں کے لئے سنت قائم ہو جائے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم ارشاد فرمایا کہ اپنے صحابہ سے مشورہ کریں جب کہ آپ کے پاس آسمان سے وحی آتی تھی کیونکہ مشورہ لوگوں کے اطمینان کا باعث ہوتا ہے کیونکہ جب لوگ ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں اور اس مشورہ سے اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت پر انہیں پختہ تر کر دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مشورہ کا حکم اس لیے دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں فضل و برکت کو جانتا تھا سفیان نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ نصف ایمان ہے۔ حضرت عمر بن خطاب لوگوں سے مشورہ کرتے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی مشورہ کرتے تھے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی قوم مشورہ نہیں کرتی مگر اسے امور میں سے بہترین امر کی طرف ان کی راہنمائی کی جاتی ہے (5)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے غنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشورہ میری امت کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ جو آدمی مشورہ کرتا ہے وہ ہدایت سے محروم نہیں ہوتا اور جو اسے ترک کرتا ہے وہ گمراہی سے نہیں بچ سکتا (6)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی استخارہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 100
2۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 4، صفحہ 129، مطبوعہ جامعۃ المدرسات الاسلامیہ کراچی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 100، مصر
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 76 (7542) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کرے وہ خائب وخاسر نہیں ہوتا اور جو مشورہ کرے وہ شرمندہ نہیں ہوتا (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے اسے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم ضمیر سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں (2)۔

امام کلبی کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم دونوں مشورہ میں اتفاق کرو گے تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر صحابہ سے مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمرو کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ میں مشورہ کیا کرتے تھے اس لیے تم پر بھی لازم ہے کہ مشورہ کرو۔

امام حاکم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو اپنا نائب بناتا تو ابن ام عبد کو نائب بناتا (4)۔

امام سعید بن منصور اور امام بخاری نے ادب میں اور ابن منذر نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وشاورھم فی بعض الامر قرأت کی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرلیں تو اسے کر گزریں، اللہ تعالیٰ کے حکم پر استقامت کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن زید اور ابونہیک رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی (فاذا عزمت یا محمد علی امر فتوکل علی اللہ)

امام ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزم کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اہل الرائے سے مشورہ طلب کرنا پھر ان کی پیروی کرنا۔

امام حاکم نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر حضور ﷺ کو دو باتوں کا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 566 (3670) مطبوعہ دارالفکر بیروت 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 108، دارالفکر بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 227، دارصادر بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 359 (5389) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ الادب المفرد للبخاری، جلد 1، صفحہ 367 (257)، باب المشورۃ 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 101، مطبوعہ مصر

مشورہ دیا تو آپ نے دونوں باتیں تسلیم کر لیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا تو آپ نے چشمہ سے پیچھے صف بندی کی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ نے وحی کی وجہ سے ایسا کیا ہے یا رائے سے کیا ہے؟ فرمایا اے حباب میں نے رائے سے ایسا کیا ہے۔ میں نے عرض کی مناسب تو یہ ہے کہ آپ چشمہ اپنے پیچھے رکھیں، اگر آپ کو پناہ لینی پڑے تو آپ اس کی طرف پناہ لیں۔ تو آپ نے میری گزارش قبول کر لی۔ دوسری یہ کہ جبرئیل امین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی دو باتوں میں سے کون سی بات آپکو زیادہ پسند ہے؟ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں یا اپنے رب کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں جو اس نے تجھ سے جنات نعیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کا ہمارے ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے، آپ ہمیں دشمن کی کمزوریوں پر آگاہ کریں، آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں ان کے خلاف فتح دے، آپ ہمیں آسمان کی خبر بتائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب کیا وجہ ہے؟ تم اس قسم کی باتیں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ وہی پسند کریں جو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے پسند کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے میری گزارش قبول کر لی۔ ذہبی نے کہا یہ حدیث منکر ہے (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ غزوۂ بدر کے موقع پر ایک جگہ فروکش ہوئے تو حباب بن منذر نے عرض کی یہ جگہ مناسب نہیں، ہمیں ایسے چشمہ پر لے چلیں جو قوم کے زیادہ قریب ہو پھر ہم اس پر حوض بنالیں گے، اس میں برتن ڈالیں گے، اس سے پئیں گے، جنگ کریں گے اور صرف درمیانی کنواں کے سوا تمام کنویں بند کر دیں گے۔ حضرت جبرئیل امین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی مناسب بات وہی ہے جس کا حباب بن منذر نے مشورہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب تو نے بہترین مشورہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور اسی طرح عمل کیا (جس طرح حضرت حباب نے مشورہ دیا تھا) (2)

حضرت ابن سعد بن یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے روز لوگوں سے مشورہ طلب کیا حباب بن منذر اٹھے عرض کی ہم جنگجو لوگ ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ ایک چشمہ پر اتریں، ہم اس پر دشمن سے جنگ کریں گے۔ حضور ﷺ نے قریظہ اور نضیر کے ساتھ جنگ کے موقع پر مشورہ طلب کیا تھا تو حباب بن منذر کھڑے ہوئے، عرض کی میری رائے ہے کہ آپ محلات کے درمیان پڑاؤ ڈالیں۔ اس طرح ہم ان کی خبر ایک دوسرے تک پہنچنے سے روک دیں گے رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات تسلیم کی (3)۔

اِنْ یَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ یَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 485 (03-5801) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 567، مطبوعہ دار صادر بیروت   3۔ ایضاً

''اگر مدد فرمائے تمہاری اللہ تعالیٰ تو کوئی غالب نہیں آسکتا تم پر اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا تو کون ہے جو مدد کرے گا تمہاری اس کے بعد اور صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب آنے والا نہیں جو آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ جاتا ہے اس کا ساتھ چھوڑنا آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے چھوڑ دے تو لوگ تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اس لیے میرا حکم لوگوں کی رضا کے لئے نہ چھوڑ اور میرے حکم کے لئے لوگوں کو چھوڑ دے۔ مومنوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں نہ کہ مومنوں پر بھروسہ کریں (1)۔

وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ؕ وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۳﴾

''اور نہیں ہے کسی نبی کی یہ شان کہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا تو لے آئے گا (اپنے ہمراہ) خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن پھر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ تو کیا جس نے پیروی کی رضائے الٰہی کی اس کی طرح ہو سکتا ہے جو حق دار بن گیا ہے اللہ کی ناراضگی کا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ لوگ درجہ بدرجہ ہیں اللہ کے ہاں اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے جو وہ کرتے ہیں''۔

امام ابوداؤد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ یہ آیت ایک سرخ کپڑے کے ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوہ بدر کے موقع پر گم ہو گیا تھا۔ بعض لوگوں نے یہ کہا تھا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ٹکڑا لے لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرأت کرتے ہیں مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يُّغَلَّ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیوں نہیں یہ آیت ایک ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ٹکڑا غزوہ بدر کے موقع پر اپنے لئے رکھ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102، مطبوعہ مصر

2 جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 103، (3009) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک سرخ ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوۂ بدر کے موقع پر مال غنیمت سے گم ہو گیا تھا (1)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا مگر وہ (اس کا جھنڈا) ناکام واپس آیا پھر بھیجا تو پھر واپس آ گیا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ انہوں نے ہرن کے سر کے برابر سونے کی خیانت کی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام بزار، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا یہ معنی ہے کہ کسی نبی کو زیبا نہیں کہ اس کے اصحاب اس پر تہمت لگائیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر کپڑے کا سرخ ٹکڑا گم ہو گیا جو مشرکوں کے مال سے لیا گیا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا شاید نبی کریم ﷺ نے اسے لے لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ خصیف نے کہا میں نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا اس آیت کا یہ معنی ہے نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے ساتھ خیانت کی جائے تو انہوں نے کہا نہیں اس کا معنی ہے کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے کیونکہ اللہ کی قسم اللہ کے نبی کے ساتھ خیانت کی جاتی رہی اور اسے قتل کیا جاتا رہا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس لفظ کو یَغُلَّ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے ابو عبدالرحمٰن سلمی، ابو رجاء، مجاہد اور عکرمہ رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے یاء کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے (5)۔

امام ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسے غین کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے تو آپ نے مجھے فرمایا آپ کے ساتھ خیانت بھی ہو سکتی ہے اور آپ کو شہید بھی کیا جا سکتا ہے یہاں یہ لفظ یغل ہے یعنی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ مسلمانوں کی ایک جماعت کو مال دیں اور ایک جماعت کو نہ دیں اور تقسیم میں ظلم کریں بلکہ آپ تقسیم میں عدل فرماتے ہیں اور اللہ کے حکم کے مطابق اس میں سے مال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کوئی ایسا نبی بنائے جو اپنے ساتھیوں سے خیانت کرے جب وہ ایسا کرے تو اس کے ساتھی اسے سنت بنا لیں گے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102
2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 134 (12684) مطبوعہ بغداد
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 101 (11174)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 256 (2921) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 103

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سلمہ بن نبیط رحمہ اللہ کے واسطہ سے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقدمۃ الجیش بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال غنیمت حاصل ہوا۔ آپ نے لوگوں کے درمیان مال تقسیم کیا اور مقدمۃ الجیش کو کچھ بھی عطا نہ فرمایا۔ جب مقدمۃ الجیش والے صحابہ آئے تو کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ہمیں کچھ بھی عطا نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ کی یہ شان نہیں کہ آپ ایک جماعت کو عطا فرمائیں اور دوسری جماعت کو عطا نہ فرمائیں۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس لفظ کو غین کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے۔ معنی یہ ہوگا کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے ساتھ خیانت کی جائے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کا یہ حق نہیں کہ آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی خیانت کریں۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جب کہ صحابہ کی مختلف جماعتوں نے خیانت کی تھی (4)۔

امام طبرانی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آدمی پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے جو یوں قرأت کرتا وَ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يُّغَلَّ آپ کہتے یہ کیسے روا نہیں کہ آپ کے ساتھ خیانت کی جائے جب کہ آپ کو شہید بھی کیا جا سکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (البقرۃ:61) لیکن منافقوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مال غنیمت کے بارے میں تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (5)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی غزوۂ حنین میں فوت ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر نماز پڑھو۔ یہ بات سن کر لوگوں کے چہرے زرد پڑھ گئے۔ فرمایا تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ ہم نے اس کے سامان میں سے تلاشی لی تو ہم نے اس میں یہودیوں کے منکے پائے جن کی مالیت دو درہم بھی نہ تھی (6)۔

امام حاکم نے اسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب آپ مال غنیمت پاتے تو آپ حضرت بلال کو حکم دیتے، وہ اعلان کرتے، لوگ مال غنیمت لے آتے۔ آپ اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) لیتے اور باقی مال تقسیم کر دیتے۔ ایک آدمی مال کی تقسیم کے بعد بالوں کی ایک رسی لے آیا۔ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 103 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 101 (11174) مطبوعہ بغداد 6۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 138 (2582)

کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بھی ہم نے مال غنیمت میں حاصل کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو نے بلال کو تین دفعہ اعلان کرتے ہوئے سنا تھا؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا پھر تجھے کس چیز نے اسے لانے سے روکا۔ عرض کی میں معذرت پیش کرتا ہوں۔ فرمایا اب اسے قیامت کے روز لانا میں اسے ہرگز تجھ سے قبول نہ کروں گا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت صالح بن محمد بن زائدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مسلمہ رومی علاقہ میں داخل ہوئے تو ان کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا جس نے مال غنیمت میں خیانت کی تھی۔ انہوں نے حضرت سالم سے پوچھا۔ حضرت سالم نے فرمایا میں نے اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اپنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب تم کسی آدمی کو اس حالت میں پاؤ کہ اس نے مال غنیمت میں خیانت کی ہو تو اس کا سامان جلا دو اور اسے مارو۔ عرض کی ہم نے اس کے سامان میں مصحف پایا۔ حضرت سالم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا اسے بیچ دو اور اس کی قیمت صدقہ کر دو(2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اس آدمی نے خبر دی جس نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ وادی قری میں تھے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی آپ کا فلاں فلاں غلام شہید ہو گیا۔ فرمایا بلکہ اسے اب عباء (لباس کا نام) میں جہنم کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے جس میں اس نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی تھی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے سامان کی نگہبانی پر ایک آدمی معین تھا جسے کرکرہ کہتے وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے وہ گئے تا کہ اسے دیکھیں تو انہوں نے ایک چغہ دیکھا جو اس نے مال غنیمت سے چرایا تھا(4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ کا فلاں غلام شہید ہو گیا۔ فرمایا ہرگز نہیں، میں نے اس پر ایک ایسا چغہ دیکھا ہے جو اس نے مال غنیمت سے چوری کیا تھا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں رفاع کو ایک غلام کی حیثیت میں پیش کیا گیا۔ آپ اسے لے کر خیبر تشریف لے گئے۔ آپ نے عصر اور مغرب کے درمیان پڑاؤ ڈالا، ایک بھٹکا ہوا تیر اس غلام کو لگا جس نے اسے قتل کر دیا۔ ہم نے کہا تجھے جنت مبارک ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کا شملہ اب بھی آگ میں جل رہا ہے جو اس نے مال غنیمت سے چوری کیا تھا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 138 (2583)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 39-138 (2584)
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 242 (9496) مطبوعہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 524 (33526)، مطبوعہ مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 525 (33529)

اسید ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اس روز دو تسمے پائے ہیں۔ فرمایا جہنم کی آگ میں سے تجھے اسی کی مثل پیش کئے جائیں گے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن سالم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے صحابہ فرماتے مال غنیمت میں چوری کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کا خیمہ اور اس کا سامان جلا دیا جائے(2)۔

امام طبرانی نے حضرت کثیر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہ چوری کرنے کی اجازت ہے نہ مال غنیمت میں خیانت کرنے کی جس نے مال غنیمت میں خیانت کی وہ قیامت کے روز اس مال کے ساتھ آئے گا(3)۔

امام ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا۔ جب میں چل دیا تو آپ نے پیچھے سے مجھے بلا بھیجا۔ میں واپس آیا، فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تجھے کیوں بلا بھیجا ہے، میری اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ لینا کیونکہ یہ خیانت ہے جو آدمی خیانت کرے تو وہ قیامت کے روز اس مال کے ساتھ آئے گا اس لیے میں نے تجھے بلایا ہے اب جاؤ(4)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب مال غنیمت حاصل ہوتا تو آپ منادی کرنے والے کو بھیجتے خبردار کوئی آدمی سوئی اور اس سے بڑی چیز میں خیانت نہ کرے، خبردار میں کسی آدمی کے بارے میں نہ جانوں جو اونٹ میں خیانت کرے اور قیامت کے روز وہ آئے تو اس اونٹ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو خبردار میں کسی آدمی کے بارے میں یہ معلوم نہ کروں جو گھوڑے میں خیانت کرتا ہے، وہ قیامت کے روز اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو، خبردار میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں نہ جانوں جو ایک بکری میں خیانت کرتا ہے، وہ قیامت کے روز اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہو جو ممنا رہی ہو وہ وہی کچھ تلاش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے تھے مال غنیمت میں خیانت کرنے سے بچو کیونکہ یہ شرمندگی ہے عیب ہے اور جہنم کی آگ ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔ آپ نے مال غنیمت میں خیانت کا ذکر کیا اور اسے بہت بڑا عمل قرار دیا پھر فرمایا خبردار میں تم میں سے کسی کو قیامت کے روز نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر اونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو، وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کرو، میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 526، (33537) مطبوعہ مدینہ منورہ　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 526 (33541)
3۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 17، صفحہ 18 (16) مطبوعہ بیروت
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی (1335) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 104

کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں پیغام حق پہنچا دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو بھی اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری مدد کرنے کا مالک نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ میں تم میں سے کسی کو بھی اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر کپڑے ہوں جو پھڑ پھڑا رہے ہوں۔ وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ تو میں کہوں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری کوئی مدد کرنے پر قادر نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ میں تم میں سے کسی ایک کو بھی نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر کوئی مال ہو۔ وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری مدد کرنے پر قادر نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا تھا (1)۔

امام ہناد اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا ہمیں اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ مَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی وضاحت کیجئے یہ آدمی ایک ہزار اور دو ہزار درہم میں خیانت کرتا ہے جسے وہ قیامت کے روز لے آئے گا۔ ہمیں بتایئے جو آدمی سو اونٹ اور دو سو اونٹ میں خیانت کرے وہ ان کے ساتھ قیامت کے روز کیا کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ جس آدمی کی داڑھ احد پہاڑ جیسی اس کی ران ورقان جیسی اور اس کی پنڈلی بیضاء جیسی اور اس کے بیٹھنے کی جگہ ربذ سے مدینہ تک کے درمیان ہو کیا وہ یہ چیزیں نہیں اٹھائے گا؟۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پتھر کو سات گابھن موٹی اونٹنیوں کے برابر وزنی کیا جائے گا تا کہ جہنم میں اسے پھینکا جائے تو وہ سات سال تک اس میں گرتا رہے گا۔ اس نے جو خیانت کی ہوگی اسے بھی لایا جائے گا اور اس کے ساتھ اسے بھی پھینک دیا جائے گا پھر خیانت کرنے والے کو پابند بنایا جائے گا کہ وہ اسے نکال لائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم اور ابوداؤد نے حضرت عدی بن عمیر کندی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جس نے ہمارے لیے عمل کیا اور ہم نے اس میں سے ایک سوئی یا اس سے اوپر چیز پوشیدہ رکھی تو یہ بھی خیانت ہے اور قیامت کے روز وہ خیانت کے ساتھ آئے گا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز صدقہ کے بارے میں باہم گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے صدقہ میں خیانت کا ذکر کیا کہ جس نے اونٹ یا بکری میں خیانت کی قیامت کے روز وہ اسے اٹھائے ہوئے آئے گا۔ عبد اللہ بن انیس نے کہا کیوں نہیں سنا ہے (4)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 525 (33535)
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 64 (4334) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 12، صفحہ 186 (30) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز وہ اس چیز کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر و رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میں تھوڑی خیانت کو حلال کرتا تو اس میں سے کثیر کو بھی حلال کرتا۔ جس آدمی نے بھی خیانت کی اسے مجبور کیا جائے گا کہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ سے اسے لے آئے۔

امام احمد اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت خمیر بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب مصاحف میں تبدیلی کا حکم دیا گیا تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا جو آدمی اپنے مصحف میں خیانت کی طاقت رکھتا ہے وہ اس میں خیانت کرے جو کسی چیز میں خیانت کرے گا۔ قیامت کے روز وہ اسے لائے گا مصحف میں خیانت کیا عجیب خیانت ہوگی جو قیامت کے روز تم میں سے کوئی ایک لائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے یہ کہا یعنی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کرے اور مال غنیمت میں خیانت نہ کرے اس آدمی کی طرح ہو سکتا ہے جو خیانت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق بن چکا ہو۔ پس یہ آپس میں برابر نہیں پھر ان دونوں کے ٹھکانوں کو بیان فرمایا جو خیانت کرتا ہے اس کے بارے میں فرمایا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ کتنی بری لوٹنے کی جگہ ہے یعنی خیانت کرنے والوں کے لوٹنے کی جگہ کتنی بری ہے۔ پھر ان لوگوں کے ٹھکانے کو واضح کیا ارشاد فرمایا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات و فضائل ہیں اور تم میں سے جو خیانت کرتا ہے اور جو خیانت نہیں کرتا دونوں کو دیکھ رہا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے جو خیانت نہ کرے اور كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد ہے جو خیانت کرے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خمس ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا جو آدمی خمس ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی اتباع کرتا ہے، کیا وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق بنا۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے جس نے خمس ادا کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو آدمی حلال مال لے اس سے بہتر ہے جو حرام مال لے۔ یہ خیانت اور تمام قسم کے مظالم کو شامل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات ہوں گے یعنی اعمال کے مطابق درجات ہوں گے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ کا فرمان ایسے ہی ہے جیسے لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الانفال: 4) (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106، مطبوعہ مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107 3۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے هُمْ دَرَجٰتٌ کا یہ معنی قول نقل کیا ہے کہ ان کے لئے درجات ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لوگوں کے خیر وشر میں ان کے اعمال کے مطابق درجات ہوں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کے مقامات ایک دوسرے سے اوپر ہوں گے جس کا درجہ فضیلت والا ہوں گا وہ اپنے سے کم درجے والے کو دیکھے گا لیکن جو درجہ میں کم ہوگا وہ کسی کو یوں نہیں دیکھے گا کہ کسی کو اس سے بلند مرتبہ دیا گیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

”یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے“۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عربوں کے لئے خاص ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر عظیم احسان ہے، اس امت نے کوئی دعا نہ کی اور نہ ہی رغبت کا اظہار کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لئے رحمت بنا دیا جو انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جو علم نہ رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا فرمایا، ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جس میں ادب نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں ادب سکھا دیا (3)۔

اَوَ لَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۶۶﴾ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 107 مصر — 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 1615، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 108، مصر

نَافَقُوْا ۚۖ وَ قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ یَوْمَىٕذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِیْمَانِ ۚ یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا یَكْتُمُوْنَ ۚ﴿۱۶۰﴾ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۶۱﴾

''کیا جب پہنچی تمہیں کچھ مصیبت حالانکہ تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو) اس سے دگنی تو تم کہہ اٹھے کہاں سے آپڑی یہ مصیبت؟ فرمائیے یہ تمہاری طرف سے ہی آئی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ مصیبت جو پہنچی تھی تمہیں اس روز جب مقابلہ کو نکلے تھے دونوں لشکر تو وہ اللہ کے حکم سے پہنچی تھی اور (مقصد یہ تھا کہ) دیکھ لے اللہ تعالیٰ مومنوں کو اور دیکھ لے جو نفاق کرتے تھے اور کہا گیا ان سے آؤ لڑو اللہ کی راہ میں بچاؤ کرو (اپنے شہر کا) بولے اگر ہم جانتے کہ جنگ ہوگی تو ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے، وہ کفر سے اس روز زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے کہتے ہیں اپنے منہ سے (ایسی باتیں) جو نہیں ہیں ان کے دلوں میں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں حالانکہ وہ خود (گھر) بیٹھے تھے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے۔ آپ فرمائیے ذرا دور تو کر دکھاؤ اپنے آپ سے موت کو اگر تم سچے ہو''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے مشرکین کو غزوۂ بدر کے موقع پر اس سے دوگنا تکلیف پہنچائی جو غزوۂ احد کے موقع پر مشرکوں نے تمہیں پہنچائی تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمانوں نے ستر مشرکوں کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا اور غزوۂ احد کے موقع پر مشرکوں نے ستر مسلمانوں کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَصَبْتُمْ مِّثْلَیْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا کا یہی معنی ہے۔ مسلمان کہتے ہم مسلمان ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے لئے لڑتے ہیں جب کہ یہ مشرک ہیں۔ فرما دیجئے یہ تمہاری جانب سے ہے، تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نافرمانی کی تھی اس کی یہ سزا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مسلمانوں نے غزوۂ احد کے موقع پر شہداء کو دیکھا تو کہا یہ مصیبت ہم پر کیسے آگئی؟ کفار کو حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ ہمیں قتل کریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ان قیدیوں کے بدلہ میں ہے جو تم نے غزوۂ بدر کے موقع پر پکڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ انہیں لوٹا دیا اور دنیا میں انہیں سزا دے دی تا کہ آخرت میں عذاب سے محفوظ رہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 109، مصر 2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کے اس عمل کو ناپسند کیا ہے جو تیری قوم نے قیدیوں کو پکڑنے میں اختیار کیا ہے۔ آپ کو حکم دیا کہ دو باتوں میں سے ایک انہیں اختیار دیں یا تو صحابہ انہیں پیش کریں اور ان کی گردن اڑا دی جائے اور یا فدیہ لے لیں اور مسلمانوں میں سے اتنی ہی تعداد شہید ہو۔ حضرت محمد ﷺ نے لوگوں کو بلایا، ان کے سامنے ان باتوں کا ذکر کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے قبیلے کے افراد ہیں اور ہمارے بھائی ہیں ہم ان سے فدیہ لے لیتے ہیں جس کی مدد سے ہم اپنے دشمنوں کے خلاف طاقت حاصل کریں گے اور ان کی تعداد کے برابر لوگ شہادت پالیں گے۔ یہ ہمیں ناپسند نہیں تو اتنی تعداد غزوۂ احد میں مسلمانوں کی شہید ہوگئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور ابن جریج رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے فرما دیجئے یہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے جو تم نے حضور ﷺ کی نافرمانی کی تھی اس کی یہ سزا ہے جب آپ نے فرمایا تم ان کی اتباع نہ کرنا انہوں نے ان کی اتباع کی تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے کہا ہم مسلمان ہیں، اللہ تعالیٰ کے لئے غضب ناک ہو کر جنگ کرتے ہیں جب کہ وہ مشرک ہیں۔ فرمایا یہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے کہ تم نے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی تھی جب حضور ﷺ نے انہیں (تیراندازوں کو) کو فرمایا تھا کہ تم ان کی پیروی نہ کرنا (بلکہ اپنی جگہ پر قائم رہنا)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوئے جب کہ مسلمانوں نے غزوۂ بدر میں ستر آدمی مار ڈالے تھے اور ستر آدمی گرفتار کیے تھے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا تھا جب ابوسفیان اور مشرک آ گئے تھے کہ ہم محفوظ جگہ میں ہیں یعنی مدینہ طیبہ میں مشرکوں کو موقع دو کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں، ہم یہاں ان سے جنگ کریں گے۔ انصار نے عرض کی ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہماری جگہوں میں جنگ کی جائے۔ ہم دور جاہلیت میں حملہ سے اپنا دفاع کرتے تھے، اسلام میں تو بدرجہ اولیٰ اپنا دفاع کر سکتے ہیں، ہمیں قوم (مشرکوں) کے پاس لے جائیں۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے زرہ پہن لی۔ صحابہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہا حضور ﷺ نے ایک رائے پیش کی جب کہ تم نے ایک اور رائے پیش کی، اے حمزہ جاؤ اور عرض کرو ہماری رائے آپ کی رائے کے تابع ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، عرض کی حضور ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ زرہ پہن لے تو پھر مقابلہ سے پہلے اتارے، اب تم میں مصیبت آ کر رہے گی۔ صحابہ نے عرض کی خاص ہوگی یا عام فرمایا عنقریب تم اسے دیکھ لو گے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 110 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقوں میں امتیاز پیدا کر دے اور قِيْلَ لَهُمْ میں ہم ضمیر سے مراد عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سہل بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا اگر میں اپنا گھر بیچ دوں اور مسلمانوں کے ملک کی سرحد پر چلا جاؤں اور مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان جا کر کھڑا ہو جاؤں میں نے کہا آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں جب کہ آپ کی نظر تو جا چکی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا اَوِادْفَعُوْا میں لوگوں کے ساتھ ان کی تعداد میں اضافہ کروں گا پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔

امام ابن منذر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اَوِادْفَعُوْا کا معنی ہے کہ جماعت میں زیادتی کا باعث تو بن جاؤ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو عون انصاری سے اَوِادْفَعُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سرحدوں کی نگہداشت کرو (2)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ اور دوسرے علماء سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ احد کے لیے ایک ہزار صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب احد اور مدینہ کے درمیان شرط کے مقام پر تھے تو عبد اللہ بن ابی ایک ثلث افراد کو لے کر الگ ہو گیا اور کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کی اطاعت کی اور میری بات نہ مانی، اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ ہم یہاں کیوں اپنے آپ کو قتل کریں۔ تو منافق اور شک والے لوگوں نے اس کی اتباع کی اور واپس لوٹ آئے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن حرام جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتے تھے ان کی طرف آئے کہا، اے میری قوم میں تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں کہ تم اپنے نبی اور اپنی قوم کو اس وقت بے یار و مددگار چھوڑ دو جب ان کا دشمن سامنے موجود ہے۔ انہوں نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ تم واقعی جنگ کرنا چاہتے ہو تو ہم تم کو یوں نہ چھوڑتے لیکن ہمارا خیال نہیں کہ جنگ ہوگی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم جانتے کہ ہم تمہاری معیت میں قتال کی جگہ پائیں گے تو ہم تمہارے ساتھ چلتے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر وہ صبر کریں گے تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ جب آپ روانہ ہوئے تو عبد اللہ بن ابی تین سو افراد کے ساتھ آپ سے الگ ہو گئے۔ ابو جابر سلمی انہیں بلانے کے لئے ان کے پیچھے آئے۔ انہوں نے ابو جابر کی بات نہ مانی اور اس سے کہا ہم نہیں خیال کرتے کہ جنگ ہوگی، اگر آپ ہماری بات مانیں تو ہمارے ساتھ واپس آ جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کی بات کا ذکر کیا ہے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 111 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 112 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 111
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر ہوا کہ یہ آیت اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِہِمۡ اللہ کے دشمن عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اللہ کے دشمن عبداللہ بن ابی کے بارے نازل ہوئی (2)۔

ابن جریر نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِہِمۡ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے (3)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے جو جنگ سے رک گیا تھا اور اس نے ان لوگوں سے یہ کہا تھا جو غزوہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے گئے تھے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن اسحاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قُلۡ فَادۡرَءُوۡا عَنۡ اَنۡفُسِکُمُ الۡمَوۡتَ سے مراد یہ ہے کہ موت ضروری ہے۔ اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو کہ موت کو اپنے آپ سے دور کرو تو ایسا کر گزرو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نفاق کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے فرار اختیار کیا تھا، وجہ دنیا میں رہنے کی محبت اور موت سے فرار تھا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت قدر یہ کے بارے میں نازل فرمائی: اَلَّذِیۡنَ قَالُوۡا لِاِخۡوَانِہِمۡ وَ قَعَدُوۡا لَوۡ اَطَاعُوۡنَا مَا قُتِلُوۡا

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کافر ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو انہیں قتل نہ کیا جاتا۔ وہ گمان کرتے تھے کہ ان کا جنگ میں جانا انہیں موت کے قریب لے گیا۔

وَ لَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾ۙ فَرِحِیۡنَ بِمَاۤ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ ۙ وَ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ لَمۡ یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ مِّنۡ خَلۡفِہِمۡ ۙ اَلَّا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾

"اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں شاد ہیں ان (نعمتوں) سے جو عنایت فرمائی ہیں انہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے اور خوش ہو رہے ہیں بسبب ان لوگوں کے جو ابھی تک نہیں آ ملے ان سے ان کے پیچھے رہ جانے والوں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 112 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

کہ نہیں ہے کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت احد کے شہداء کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس موقع پر ستر صحابہ شہید ہوئے تھے، چار مہاجرین میں سے تھے۔ بنو ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، عبد الدار میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، بنی مخزوم میں سے حضرت عثمان بن شماس رضی اللہ عنہ اور بنو اسد میں سے حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ باقی سب انصاری تھے (2)۔

امام احمد، ہناد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غزوۂ احد میں تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھ دیں جو جنت کی نہروں پر جاتے۔ ان کے پھل کھاتے اور سونے کی قندیلوں میں رہتے جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں۔ جب انہوں نے اپنا عمدہ کھانا پینا اور بہترین آرام کی جگہ پائی تو انہوں نے کہا کاش ہمارے بھائی اس چیز سے آگاہ ہو جاتے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ منسلک کی ہے۔ بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جہاد سے پہلو تہی کریں اور جنگ سے کنارہ کش ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے انہیں یہ پیغام پہنچا دوں گا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی عاصم نے سنہ میں، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے میں تجھے شکستہ حالت میں دیکھتا ہوں؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد شہید ہو گئے اور انہوں نے پیچھے بڑا خاندان اور قرض چھوڑا ہے۔ فرمایا کیا میں تجھے اس کی خوشخبری نہ دوں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو عطا فرمایا ہے؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس سے بھی بات کی حجاب کے پیچھے سے بات کی، تیرے والد کو زندہ کیا اور بالمشافہ بات کی فرمایا اے میرے بندے مجھ پر اپنی خواہش پیش کر میں تجھے عطا کروں۔ عرض کی اے میرے رب تو مجھے زندہ کر میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ دوبارہ دنیا میں نہیں لایا جائے گا۔ عرض کی اے میرے رب میرے بعد کے بھائیوں تک میرا پیغام پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (4)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر جلد 2، صفحہ 419 (3457) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1103 (538) دار الصمیعی ریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 113، مصر 4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 119، (190) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تجھے بشارت نہ دوں؟ فرمایا کیوں نہیں فرمایا میں نے محسوس کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کیا، اپنے سامنے بٹھایا، فرمایا جو چاہے خواہش کر میں تجھے عطا کروں گا۔ اس نے عرض کی اے میرے رب میں نے تیری عبادت نہیں کی جس طرح عبادت کرنے کا حق تھا، اب میں آرزو کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا کی طرف لوٹائے اور میں تیرے نبی کے ساتھ قتل کیا جاؤں۔ فرمایا میرا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ تجھے دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹایا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ اصحاب رسول میں سے کچھ لوگوں نے کہا کاش ہم جانتے کہ غزوۂ احد میں جو افراد شہید کیے گئے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض علماء کی طرف سے ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ اس آیت میں غزوۂ بدر کے شہداء کا ذکر ہے۔ ان کا خیال ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو قبض کیا اور انہیں جنت میں داخل کیا تو ان کی روحیں سبز پرندوں میں رکھ دی گئیں جو جنت میں گھومتے پھرتے اور ان قندیلوں میں رہتے جو سونے کے بنے ہوئے تھے اور عرش کے نیچے لٹک رہے تھے۔ جب انہوں نے اس کرامت کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی تو انہوں نے کہا کاش ہمارے وہ بھائی جو دنیا میں ہیں جان لیتے جس عزت و شرف میں ہم رہ رہے ہیں، جب وہ جنگ میں حاضر ہوں تو جس انعام و کرام میں ہم ہیں اس کی طرف جلدی کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے نبی پر حکم نازل کرنے والا ہوں اور تمہارے بھائیوں اور تمہارے نبی کو اس حالت سے آگاہ کرنے والا ہے جس میں تم اب رہ رہے ہو، جب وہ کسی جنگ میں حاضر ہوں گے تو وہ تمہارے پاس چلے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَرِحِیْنَ کا یہی معنی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت محمد بن قیس مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء نے عرض کی اے رب کیا ہمارا کوئی خبر دینے والا نہیں جو حضور ﷺ کو اس بارے میں خبر دے جو تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے خبر دینے والا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کو یہ آیات نازل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد میں لوگ شہید ہوئے تو ان کی ملاقات اپنے رب سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عزتوں سے نوازا۔ انہوں نے زندگی شہادت اور رزق حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کاش ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کوئی پیغام رسائی کرنے والا ہوتا کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں بھی راضی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے نبی اور تمہارے بھائیوں تک پیغام پہنچا دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت اسحاق بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے انس بن مالک رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 114 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115

اللہ عنہ نے ان صحابہ کی موجودگی میں بیان کیا ہے جنہیں حضور ﷺ نے بئر معونہ کی طرف بھیجا تھا۔ فرمایا میں نہیں جانتا کہ ان کی تعداد چالیس تھی یا ستر تھی اس چشمہ پر رہنے والوں کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ یہ لوگ چل پڑے یہاں تک کہ وہ ایک غار تک پہنچے جو اس چشمہ کے قریب تھی۔ اس میں وہ بیٹھ گئے پھر ان میں سے بعض نے بعض سے کہا کہ تم میں سے کون یہاں کے باسیوں کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچائے گا؟ حضرت ابوملحان انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسا کروں گا۔ وہ چلے یہاں تک کہ ان کے گرے ہوئے گھر تک پہنچے، اپنے آپ کو گھروں کے درمیان چھپالیا پھر کہا اے بئر معونہ کے رہنے والو میں تمہاری طرف رسول اللہ کا قاصد ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ و محمد عبدہ ورسولہ تم بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ گھر کی ایک جانب سے ایک آدمی نکلا، اس کے پاس نیزہ تھا، آپ کے پہلو میں اسے مارا تو نیزہ دوسری جانب سے نکل گیا۔ آپ نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا، وہ آپ کے نشانات پر چلتے رہے یہاں تک کہ غار میں آپ کے ساتھیوں تک آپہنچے۔ عامر بن طفیل نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے انہیں قتل کر دیا۔ حضرت انس سے مجھے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن حکیم نازل فرمایا۔ انہوں نے یہ عرض کی تھی کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو پیغام دے دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا اور اسے اٹھالیا گیا جب کہ ہم اسے کافی عرصہ پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت طلحہ بن نافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے صحابہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ انہوں نے عرض کی کاش ہماری طرف سے کوئی خبر دینے والا ہوتا جو ہمارے بھائیوں کو بتاتا جو عزت ہم نے پائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی میں تمہارے بھائیوں تک تمہارا پیغام پہنچادیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد میں حضرت حمزہ اور آپ کے صحابہ شہید ہوئے تو انہوں نے کہا کاش جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں وہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسا بدلہ عطا فرمایا ہے تاکہ یہ ان کے لئے اشتیاق کا باعث ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں بتادیتا ہوں(2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف، فریابی، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے بھی اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں(3) عبدالرزاق کے الفاظ ہیں شہداء کی روحیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرسبز پرندوں کی طرح ہوتی ہیں ان کے لئے قندیلیں ہوتی ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوتی ہیں، جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں پھر ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 115 2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 3، صفحہ 146 (2946) بغداد

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 353

قندیلوں میں آ کر رہتے ہیں، ان کا رب ان کی طرف متوجہ ہوا فرمایا کیا تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ عرض کی ہم کیا خواہش کریں جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ ان کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سوال کیے بغیر چھٹکارا نہ ہوگا عرض کی اے میرے رب ہم خواہش کرتے ہیں کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دے تا کہ ہم تیری راہ میں ایک دفعہ پھر قتل کیے جائیں جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔

امام عبدالرزاق نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیسری دفعہ انہیں فرمایا کیا تم کوئی خواہش رکھتے ہو تو انہوں نے عرض کی ہمارے نبی کو سلام پہنچا دے اور یہ بھی بتا دے کہ ہم اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ کا معنی یہ ہے کہ انہیں جنت کا پھل بطور رزق دیا جاتا ہے وہ جنت کی خوشبو پاتے ہیں جب کہ وہ جنت میں نہیں ہوتے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہم آپس میں گفتگو کرتے ہیں کہ شہداء کی روحیں ایک دوسری سے مانوس ہوتی ہیں، سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، جنت کا پھل کھاتی ہیں، ان کا مسکن سدرۃ المنتہیٰ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے تین درجے ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاتا ہے وہ زندہ کر دیا جاتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے، جو غالب آئے اسے اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرماتا ہے اور جو فوت ہو جائے اسے رزق حسن عطا فرماتا ہے (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے بَلۡ اَحۡيَآءٌ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ سبز پرندوں کی صورتوں میں ہوتے ہیں جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے ہیں۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں سفید پرندوں میں ہوتی ہیں۔

امام ابن جریر نے افریقی کے واسطہ سے ابن بشار اسلمی سے یا ابو بشار سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں جنت کے قبوں میں سے سفید قبوں میں ہوں گی ہر قبہ میں دو بیویاں ہوں گی ہر روز اللہ تعالیٰ انہیں بیل اور مچھلی بطور رزق دے گا۔ جہاں تک بیل کا تعلق ہے اس میں جنت کے ہر پھل کا ذائقہ ہوگا۔ جہاں تک مچھلی کا تعلق ہے اس میں جنت کی ہر شراب کا ذائقہ ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی جو سونے کی قندیلوں میں ہوں گے جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوں گی، ہر صبح و شام جنت میں کھاتے پھرتے رہیں گے اور رات ان قندیلوں میں گزاریں گے (3)۔

امام عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 264 (9555)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 114، مصر
3۔ ایضاً

پرندوں کے پیٹوں میں رہتے ہوئے جنت میں گھومتی پھرتی ہوں گی جو جنت کے پھلوں کے ساتھ لٹک رہے ہوں گے (1)۔

امام ہناد بن سری نے زہد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں ہوں گی جو جنت کے باغوں میں کھاتے پیتے ہوں گے پھر ان کا ٹھکانہ ان قندیلوں میں ہوگا جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم ایسا شرف جانتے ہو جو اس شرف سے بڑھ کر ہو جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے وہ عرض کریں گے نہیں ہم تو صرف یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹائے گا یہاں تک کہ ہم جنگ کریں گے ہم ایک دفعہ پھر تیری راہ میں قتل کیے جائیں گے۔

امام ہناد نے زہد میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں باغات میں ہوں گی جو جنت کے صحن میں ہوں گے ان کی طرف بیل اور مچھلی بھیجی جائے گی ان پر بھیڑ کی جائے گی اور جنتی ان سے دل بہلائیں گے جب جنتی کسی چیز کی ضرورت محسوس کریں گے ان میں سے ایک دوسرے کو زخمی کرے گی تو جنتی اس سے کھائیں گے تو جنت میں موجود ہر چیز کا ذائقہ وہ پائیں گے۔

امام احمد، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء جنت کے دروازے پر روشن نہر سبز قبوں میں ہوں گے، صبح و شام ان کا رزق جنت سے ان کی طرف لایا جائے گا (2)۔

امام ہناد نے زہد میں حضرت ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء تین قسم کے ہیں ان میں سے ادنی مرتبے والا وہ ہے جسے اپنی جان اور مال کے ساتھ محبت ہے نہ وہ قتل کرنے اور نہ ہی قتل ہونے کا ارادہ کرتا ہے، ایک اجنبی تیر آتا ہے جو اسے لگ جاتا ہے اس کے خون کا پہلا قطرہ جو گرتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پھر آسمان سے اللہ تعالیٰ ایک جسم اتارتا ہے جس میں اس کی روح رکھی جاتی ہے پھر اسے آسمان کی طرف اٹھا لیا جاتا ہے وہ جس آسمان سے بھی گزرتا ہے فرشتے اسے الوداع کہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک جا پہنچتا ہے۔ جب اس کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو سجدہ میں گر پڑتا ہے پھر اس کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے تو اسے ریشم کے ستر حلے پہنائے جاتے ہیں پھر اس کے بارے میں حکم ہوتا ہے اسے اس کے شہداء بھائیوں کی طرف لے جاؤ اور اسے ان کے ساتھ ملا دو وہ شہید ان کے پاس لایا جاتا ہے جب کہ وہ جنت کے دروازے کے پاس سبز قبوں میں ہوتے ہیں ان کا کھانا جنت سے ان کے پاس لایا جاتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن آدم لگاتار حمد کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زندہ ہو جاتا ہے مرتا نہیں پھر آپ نے بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 264 (9557) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 113، مصر 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115

انہیں جو خیر، کرامت اور رزق عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب لوگ جنت میں داخل ہوئے اور اس میں شہداء کے شرف کو دیکھا تو انہوں نے کہا کاش ہمارے بھائی جو دنیا میں رہ گئے ہیں وہ جانتے کہ ہم کس شرف وفضیلت میں ہیں۔ جب وہ کسی جنگ میں شریک ہوں تو خود حصہ لیں یہاں تک کہ اس میں شہید ہو جائیں جس کے نتیجہ میں وہ بھی وہی چیز پائیں جو ہم نے خیر پائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ اور شرف کی خبر ان کے نبی کو دی اور شہداء کو بتایا کہ میں نے تمہارے نبی پر وحی نازل کی ہے اور اسے تمہارے معاملہ اور تمہاری فضیلت سے آگاہ کر دیا ہے اس لیے خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے کہ دنیا میں رہنے والے ان کے بھائی جہاد کے حریص ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شہید کو ایک خط پیش کیا جاتا ہے جس میں یہ ہوتا ہے کہ اس کے بھائیوں اور خاندان میں سے کون کون اس کے پاس آ رہے ہیں اس کو بتایا جاتا ہے فلاں آدمی فلاں دن تیرے پاس آئے گا، فلاں آدمی فلاں دن تیرے پاس آئے گا تو ان کے آنے سے وہ خوش ہوگا جس طرح دنیا میں کسی غائب رشتہ دار کے آنے سے وہ خوش ہوتا تھا(1)۔

يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

"خوش ہو رہے ہیں اللہ کی نعمت اور اس کے فضل پر اور (اس پر) کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر ایمان والوں کا"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت شہداء کے علاوہ تمام مومنوں کو جامع ہے بہت ہی کم ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی فضیلت کا ذکر کیا اور انہیں عطا کیے گئے ثواب کا ذکر کیا مگر ان کے بعد مومنوں کو عطا فرمائے جانے والے فضل وبدلہ کا ذکر نہ کیا ہو۔

امام حاکم نے عبدالرحمٰن بن جابر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہداء احد کا ذکر کرتے ہوئے سنا اللہ کی قسم مجھے یہ بات اچھی لگی کہ مجھے بھی پہاڑ کے دامن میں میرے ساتھیوں کے ساتھ قتل کر دیا جاتا(2)۔

امام حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ جب صحابہ جنگ سے واپس آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔ ایک آدمی نے کہا میں نے آپ کو ان درختوں کے پاس دیکھا تھا، آپ کہہ رہے تھے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 116، مصر
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 86 (2407) دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہوں، اے اللہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور جو یہ لوگ بھاگ گئے ہیں، اس سے میں آپ کی خدمت میں معذرت پیش کرتا ہوں۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لائے جب آپ کے جسم کو دیکھا تو رونے لگے۔ جب آپ کے اعضاء کو کٹے ہوئے دیکھا تو ہچکی بندھ گئی پھر فرمایا کیا انہیں کفن دیا جائے گا؟ تو ایک انصاری صحابی اٹھا اور اپنی چادر ان پر ڈال دی پھر ایک اور اٹھا اس نے بھی ایک کپڑا ڈال دیا۔ یہ کپڑا آپ کے والد کے لیے اور یہ کپڑا امیر چچا کے لئے پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش لائی گئی، ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی پھر دوسرے شہداء کی لاشیں لائی جاتیں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش ایک طرف رکھ دی گی، ان پر نماز جنازہ پڑھی جاتی پھر اسے اٹھالیا جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو رہنے دیا جاتا یہاں تک کہ تمام شہداء کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں واپس آیا تو بوجھل دل تھا۔ میرے والد نے مجھ پر قرض اور بہت سا خاندان چھوڑا تھا۔ جب رات پڑی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کیا اس سے کلام فرمائی اور پوچھا کوئی خواہش کرو تو تیرے والد نے کہا میرے یہ آرزو ہے کہ تو میری روح کو لوٹائے مجھے دوبارہ پیدا کرے جس طرح پہلے پیدا کیا تھا پھر تو مجھے اپنی نبی کی طرف بھیجے پھر میں تیرے راستہ میں جنگ کروں اور دوبارہ قتل کیا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں دوبارہ نہیں لوٹایا جائے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ان شہداء کے سید حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کپڑے کے ایک ٹکڑے میں کفن دیا گیا۔ جب صحابہ اس کپڑے کو سر پر بچھاتے تو پاؤں باہر نکل آتے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے سر پر بچھائیں اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دیں۔ فرمایا اگر مجھے حضرت صفیہ کے جزع فزع کا ڈر نہ ہوتا تو میں آپ کو یونہی چھوڑ دیتا، ہم اسے دفن نہ کرتے یہاں تک کہ آپ کو پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھایا جاتا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا کیا کوئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ کو جانتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا "میں" فرمایا چلو ہمیں دکھاؤ۔ آپ چلے یہاں تک کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس کھڑے ہوں گئے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر دیا گیا ہے اور آپ کی لاش کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے یہ دیکھنا پسند نہ کیا۔ آپ شہداء کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ فرمایا میں ان شہداء پر گواہ ہوں انہیں ان کے خونوں کے ساتھ دفن کر دو کیونکہ ہر زخمی کو قیامت کے روز یوں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگی جس آدمی کو قرآن زیادہ یاد تھا۔ اسے پہلے لاؤ اور اسے لحد میں رکھو (3)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 130 (2557)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضا، (2558)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 372 (36787)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام نسائی اور حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا جب کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے۔ جب وہ آدمی صف تک پہنچا تو اس نے کہا اے اللہ تو جو صالحین کو عطا فرماتا ہے اس سے بہترین مجھے عطا فرما۔ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا ابھی بات کرنے والا کون تھا؟ تو اس نے عرض کی ''میں'' تو حضور ﷺ نے فرمایا پھر تیرے گھوڑے کو زخمی کیا جائے گا اور اللہ کی راہ میں تجھے شہید کیا جائے گا (1)۔

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک جنتی لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا اے ابن آدم تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا؟ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب بہترین۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کوئی سوال کر۔ کوئی خواہش کر۔ تو وہ عرض کرے گا میں تیری بارگاہ اقدس میں التجاء کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا کی طرف واپس بھیج دے۔ میں تیری راہ میں دس بار قتل کیا جاؤں، یہ بات اس لیے کی کیونکہ اس نے شہادت کی فضیلت کو دیکھ لیا تھا۔ فرمایا ایک جہنمی لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا تو وہ عرض کرے گا سب سے برا ٹھکانہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اس سے چھٹکارا پانے کے لئے زمین بھر سونا دینے کے لئے تیار ہے۔ عرض کرے گا ہاں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے، میں نے تجھ سے اس سے کم کا مطالبہ کیا تھا لیکن تو نے ایسا نہ کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن خذیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر وہ تین افراد پیش کیے گئے جنہیں جنت میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا اور وہ تین افراد بھی پیش کیے گئے جنہیں جہنم میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا۔ جنت میں جنہیں سب سے پہلے پیش کیا جائے گا۔ وہ شہید، غلام جس نے اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کی اور اپنے آقا کے لیے بھی مخلص رہا اور پاک دامن صاحب اولاد وہ تین افراد جنہیں جہنم میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا وہ امیر ہے جو لوگوں پر مسلط ہوا مالدار جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرتا ہو فخر کرنے والا فقیر (3)۔

امام حاکم نے حضرت سہل بن ابی امامہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے خون کا جو پہلا قطرہ گرتا ہے اس کے ساتھ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جو آدمی صبر کرے یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا جائے یا وہ غالب رہے تو اسے قبر کا عذاب نہیں دیا جائے گا (5)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حارثہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 88 (2402) دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 85 (2455)

3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 106 (1642)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 130 (2555)　5۔ ایضاً، (2556)

بن سراقہ نگہبان کے طور پر روانہ ہوئے، ایک تیر آیا جس نے آپ کو قتل کر دیا تو آپ کی ماں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ حارثہ سے میرے تعلق کو خوب جانتے ہیں۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں ورنہ میں جو کرنا چاہتی ہوں۔ کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے حارثہ کی ماں وہاں کوئی ایک جنت نہیں بلکہ بہت ساری جنتیں ہیں، حارثہ اس میں سب سے اچھی جنت میں ہے یا فرمایا فردوس اعلیٰ میں ہے (1)۔

امام احمد اور نسائی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو انسان بھی زمین پر فوت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اچھا بدلہ ہوتا ہے وہ پسند نہیں کرتا کہ دنیا کی طرف پلٹے مگر شہید پسند کرتا ہے کہ وہ تمہارے پاس واپس آئے اور اسے ایک دفعہ پھر قتل کیا جائے (2)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی جنتی بھی ایسا نہیں کہ اس کے لئے دنیا کی طرف پلٹنا اچھا لگتا ہو اگرچہ اسے دس گنا اجر ملے مگر شہید وہ یہ پسند کرتا ہے کہ کاش اسے دنیا کی طرف دس مرتبہ لوٹایا جائے اور شہید کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے شہادت کی فضیلت دیکھ لی ہے (3)۔

امام ابن سعد، امام احمد اور بیہقی نے حضرت قیس جذامی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے چھ فضائل ہیں اس کے خون کا جب پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے عذاب قبر سے پناہ دے دی جاتی ہے، کرامت کا لباس پہنایا جاتا ہے، اسے جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اسے بڑے خوف سے امن دیا جاتا ہے، اس کی شادی حور عین سے کی جاتی ہے (4)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ شہید کی اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص شانیں ہیں ان کے خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اسے ایمان کا حلہ پہنایا جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے، اسے بڑے خوف سے محفوظ رکھا جاتا ہے، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جو یاقوت کا بنا ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اس کی بہتر حور عین سے شادی کی جاتی ہے اور اس کے ستر قریبیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (5)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (6)۔

امام بزار، بیہقی اور اصبہانی نے ترغیب میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

1۔ صحیح بخاری جلد 3، صفحہ 1034 (2654) دار ابن کثیر دمشق
2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 318، دار صادر بیروت
3۔ شعب الایمان، کتاب الجہاد، جلد 4، صفحہ 20 (4343) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 24 (4252)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 25 (4254)
6۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 533 (9516)، دار الفکر بیروت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء تین قسم کے ہیں: ایک وہ آدمی ہے جو اپنی جان اور مال لے کر جہاد پر نکلا، مقصود اللہ کی رضا تھا، وہ ارادہ کرتا ہے کہ نہ کسی کو قتل کرے نہ اسے قتل کیا جائے اور نہ ہی وہ جنگ میں شریک ہو، وہ صرف مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ مر جائے اسے قتل کر دیا جائے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے، بڑے خوف سے اسے امن دیا جاتا ہے، اس کی شادی حور عین (موٹی آنکھوں والی حور) سے شادی کی جاتی ہے، اسے کرامت کا لباس پہنایا جاتا ہے، اس کے سر پر وقار اور خلد کا تاج پہنایا جاتا ہے۔ شہید کی دوسری قسم یہ ہے جو اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد پر نکلتا ہے، وہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ قتل تو کرے اور اسے قتل نہ کیا جائے، اگر وہ مر جائے یا اسے قتل کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت ابراہیم کے بالکل برابر بیٹھا ہوگا جیسے فرمایا: فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ، شہید کی تیسری قسم وہ ہے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد پر نکلتا ہے وہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ قتل کرے اور اسے شہید کیا جائے، اگر وہ مر جائے یا قتل کر دیا جائے تو وہ قیامت کے روز یوں آئے گا، تلوار سونتی ہوگی، اپنے کندھے پر رکھی ہوگی جب کہ لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے۔ تو وہ کہے گا کیا ہمارے لیے جگہ نہیں بناؤ گے جب کہ ہم وہ ہیں کہ ہم نے خون اور مال اللہ کی راہ میں خرچ کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو کہے یا کسی نبی کو کہے تو ان کے لئے راستہ چھوڑ دے کیونکہ وہ اس کے حقوق سے آگاہ ہیں یہاں تک کہ وہ عرش کے دائیں جانب نور کے منبروں کے پاس آئیں گے، وہ ان پر بیٹھ جائیں گے اور دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کیسے فیصلہ کیا جا رہا ہے، وہ نہ موت کا غم پائیں گے، نہ برزخ میں غمگین ہوں گے، انہیں صیحہ خوفزدہ نہیں کرے گا انہیں حساب میزان اور صراط نہیں ڈرائے گا، وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوتا ہوا، دیکھیں گے وہ جس چیز کا بھی سوال کریں، انہیں عطا کر دی جائے گی وہ جس کی سفارش کریں گے، ان کی سفارش مانی جائے گی وہ جنت میں سے جو پسند کریں گے انہیں عطا کیا جائے گا، جنت میں جہاں پسند کریں گے وہاں وہ ٹھہریں گے (1)۔

امام احمد، طبرانی، ابن حبان اور بیہقی نے عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ مومن ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ وہ دشمنوں سے ملتا ہے، ان سے جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ وہ شہید ہے جسے آزمایا گیا، یہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے اس کے خیمہ میں ہوگا، انبیاء اس سے صرف درجہ نبوت میں فضیلت رکھیں گے۔ دوسرا شہید وہ مومن ہے جس نے گناہ اور خطائیں کیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ وہ دشمن سے ملا جنگ کی اور شہید ہو گیا، یہ پاک کئے گئے شہداء ہیں، ان کے گناہ اور خطائیں ختم کر دی جائیں گی کیونکہ تلوار (جہاد) گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور جس دروازہ سے وہ جنت میں داخل ہونا چاہے گا، اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں، بعض دروازے بعض سے فضیلت رکھتے ہیں۔ تیسرا منافق ہے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتا

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 25 (4255) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے یہاں تک کہ وہ دشمن کا سامنا کرتا ہے، اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جاتا ہے تو وہ آدمی جہنم میں ہو گا کیونکہ تلوار (جہاد) نفاق کو ختم نہیں کرتا (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے مگر قرض (2)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں تو میرے لیے کیا ہوگا؟ فرمایا جنت جب وہ واپس مڑا تو فرمایا مگر قرض۔ جبرئیل امین نے ابھی سرگوشی کر کے مجھے بتایا ہے (3)۔

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان جس کی روح اللہ تعالیٰ قبض کر لیتا ہے، اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تمہاری طرف لوٹے اور اس کے لئے دنیا اور مافیہا ہو مگر شہید کا معاملہ مختلف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت مجھے دنیا کی ہر چیز (خیموں والے اور مکانات والے) سے زیادہ محبوب ہے (4)۔

امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کو قتل ہونے کی اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تمہیں جسم کی چٹکی لینے کی تکلیف ہوتی ہے (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب لوگ حساب کے لئے حاضر ہوں گے تو ایک قوم آئے گی جنہوں نے اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھی ہوں گی جن سے خون بہہ رہا ہو گا۔ وہ جنت کے دروازے پر بھیڑ کریں گے تو ان کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ یہ کون ہیں بتایا جائے گا یہ شہدا ہیں جنہیں رزق دیا گیا ہے (6)۔

امام احمد، ابو یعلی، بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت نعیم بن رضی اللہ عنہ ہمار سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے پوچھا کون سا شہید افضل ہے؟ فرمایا جو صف میں شامل ہوتے ہیں تو وہ شہید ہونے تک پیٹھ نہیں پھیرتے، یہ جنت کے اعلیٰ مقامات میں گھومتے پھرتے ہوں گے، انہیں دیکھ کر ان کا رب مسکرائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دیکھ کر دنیا میں مسکرائے تو اس پر کوئی حساب کتاب نہیں (7)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 26 (4261)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 129 (2554)
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 139، دار صادر بیروت
4۔ سنن نسائی باب تمنی القتل فی سبیل اللہ، جلد 2، صفحہ 60، کراچی
5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 121 (1668) دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ معجم طبرانی اوسط، جلد 3، صفحہ 16 (2019)، مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض
7۔ مسند ابو یعلی، جلد 6، صفحہ 61 (6820) دار الکتب العلمیہ بیروت

کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے بہتر جہاد کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو پہلی صف میں شامل ہوتے ہیں، وہ شہید ہونے تک پیٹھ نہیں پھیرتے، یہ جنت کے بالا خانوں میں گھومتے پھرتے ہوں گے، انہیں دیکھ کر ان کا رب مسکرائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو دیکھ کر مسکرائے تو ان کا حساب نہیں ہوتا(1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں شہید کا ذکر کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کے خون سے ابھی زمین خشک نہیں ہوتی یہاں تک اس کی دو بیویاں اس کی طرف جلدی سے آتی ہیں، گویا یہ دونوں دایہ ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو بے آباد زمین میں گم کر دیا ہے، دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک حلہ ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے(2)۔

امام نسائی نے حضرت راشد بن سعید رحمہ اللہ سے انہوں نے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کیا وجہ ہے کہ مومنوں کو ان کی قبروں میں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے مگر شہید کو آزمائش میں مبتلا نہیں کیا جاتا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے سر پر بجلیوں کے چمکنے کی آزمائش ہی کافی ہے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک حبشی آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سیاہ رنگ کا آدمی ہوں، بدبودار ہوں، بدصورت ہوں، میرے پاس مال بھی نہیں اگر میں ان لوگوں (کفار) سے جہاد کروں تو میں کہاں ہوں گا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں۔ اس نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو سفید کر دیا ہے، تیری خوشبو اچھی کر دی ہے اور تیرے مال کو زیادہ کر دیا ہے۔ فرمایا اس کے لیے یا اس کے علاوہ کے لئے میں نے حور عین میں سے اس کی بیوی کو دیکھا ہے کہ اس نے اس کے اون کے جبے کو کھینچا ہے اور وہ اس کے اور اس کے جبہ کے درمیان داخل ہو گئی ہے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بدو کے خیمہ کے پاس سے گزرے آپ صحابہ کے جلو میں تھے جو جنگ کا ارادہ رکھتے تھے۔ بدو نے خیمہ کی ایک طرف اٹھائی پوچھا کون ہو؟ اسے بتایا گیا اللہ کے رسول اور آپ کے صحابہ ہیں جو جہاد کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک یہ جنت کے بادشاہوں میں سے ایک ہے۔ صحابہ نے دشمن سے جنگ کی، وہ بدو شہید ہو گیا، اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی میت کے پاس آئے، اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے، آپ خوش تھے، مسکرا رہے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے رخ پھیر لیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو دیکھا آپ خوش تھے، مسکرا رہے تھے پھر آپ نے رخ انور پھیر لیا۔ فرمایا جو تم نے میری خوشی کو دیکھا یہ اس وقت ہوا جب میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی روح کی تعظیم دیکھی۔ جہاں تک میرے اعراض کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 532 (9514)، دارالفکر بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل الشہادۃ، جلد 3، صفحہ 363 (2798) بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 153 (2463)

حورعین میں سے اس کی بیوی اس کے سر کے پاس موجود ہے (1)۔

امام ہناد نے زہد میں، عبد بن حمید اور طبرانی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہید کا جونہی خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس جنت کا ریحان اور جنت کا کفن ہوتا ہے اور آسمان کی اطراف میں فرشتے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں سبحان اللہ آج زمین سے پاکیزہ خوشبو اور پاکیزہ روح آئی ہے، وہ جس دروازہ کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ کھول دیا جاتا ہے، وہ جس فرشتہ کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس کے لئے دعا کرتا ہے اور اسے الوداع کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لایا جاتا ہے، وہ فرشتوں سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتا ہے اور فرشتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں پھر اس کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ اسے شہداء کے پاس لے جاؤ اسے لے جایا جاتا ہے، وہ شہداء کو سرسبز و شاداب باغوں اور ریشم کے قبوں میں پاتا ہے، ان کے پاس ہی بیل اور مچھلیاں کھیل رہی ہوتی ہیں، وہ ہر روز ایسا کھیل کھیلتی ہیں جو انہوں نے گزشتہ روز نہیں کھیلا تھا، مچھلی جنت کی نہروں میں رہتی ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو بیل اسے سینگھ مارتا ہے اور جنتیوں کے لئے اسے ذبح کر دیتا ہے۔ جنتی اس مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں وہ اس کے گوشت میں جنت کے نہروں کی خوشبو کا ذائقہ پاتے ہیں۔ بیل رات جنت میں بغیر چرواہے کے رہتا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اس کے پاس آتی ہے۔ اسے دم مارتی ہے تو جنتی اس بیل کا گوشت کھاتے ہیں، وہ جنت کے پھلوں میں سے ہر پھل کا ذائقہ اس میں پاتے ہیں، وہ صبح و شام اپنی منازل کو دیکھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ قیامت قائم ہو۔

جب مومن فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کے ریحان اور جنت کے ایک کپڑے کے ساتھ دو فرشتے بھیجتا ہے جس میں اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے اے نفس مطمئنہ روح، ریحان اور اپنے رب کی طرف نکلو جو تم پر غصے نہیں تو وہ جسم سے عمدہ خوشبو کے ساتھ نکلتا ہے، جس عمدہ خوشبو کو کوئی ناک پاتی ہے جب کہ آسمان کی اطراف میں فرشتے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں سبحان اللہ آج زمین سے عمدہ خوشبو اور بہترین روح آئی ہے، وہ جس دروازے کے پاس سے گزرتا ہے، وہ دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے وہ جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس کے لئے دعا کرتا ہے اور اسے الوداع کہتا ہے یہاں تک کے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، فرشتے پہلے سجدہ کرتے ہیں اور وہ ان کے بعد سجدہ کرتا ہے۔ پھر میکائیل کو بلایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نفس کو لے جاؤ اور مومنوں کی نفوس کے ساتھ ملا دو یہاں تک کہ میں قیامت کے روز تجھ سے ان کے بارے میں پوچھوں گا، اس کی قبر کو حکم ہوتا ہے جسے اس پر لمبائی اور چوڑائی میں ستر ستر ہاتھ کھول دیا جاتا ہے، اس کے لئے قبر میں ریحان رکھ دیا جاتا ہے اور ریشم سے اسے مضبوط کر دیا جاتا ہے، اگر اسے قرآن حکیم یا کوئی حصہ یاد ہو تو اسے اس کا نور پہنایا جاتا ہے اگر اس کو قرآن حکیم کا کوئی حصہ یاد نہ ہو تو اسے سورج جیسا نور دیا جاتا ہے اس کی مثال دلہن جیسی ہے جسے اس کا محبوب ترین آدمی ہی جگاتا ہے۔

جب کافر مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بھی دو فرشتے بھیجتا ہے، جن کے پاس دھاری دار کپڑا ہوتا ہے جو ہر بدبودار چیز

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 53 (4317)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سے بدبودار ہوتا ہے اور ہر کھردری چیز سے کھردرا ہوتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے اے خبیث نفس نکلو تو نے اپنے لئے کتنی بری چیز آگے بھیجی ہے تو اس کا نفس یوں نکلتا ہے کہ وہ اتنا بدبودار ہوتا ہے جس کو کوئی انسان پاتا ہے پھر اس کی قبر کو حکم دیا جاتا ہے تو وہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس پر ایسے سانپ چھوڑے جاتے ہیں جو بختی اونٹوں کی طرح موٹے ہوتے ہیں۔ وہ اس کا گوشت کھاتے ہیں، اس پر ایسے فرشتے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو گونگے بہرے اور اندھے ہوتے ہیں، وہ نہ اس کی آواز سنتے ہیں اور نہ ہی اسے دیکھتے ہیں کہ اس پر رحم کرتے، وہ اکتاتے بھی نہیں۔ جب وہ اسے مارتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس پر یہ سلسلہ یونہی جاری رہے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے (1)۔

امام طیالسی، ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہداء کی چار قسمیں ہیں: ایک وہ ہے جو عمدہ ایمان والا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے، وہ جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جاتا ہے، یہی وہ شخص ہے جس کی طرف لوگ اپنی نظریں اٹھائیں گے، آپ نے اپنی نظر اٹھائی یہاں تک کہ وہ ٹوپی سر سے گر گئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تھی یا حضرت عمر کے سر پر تھی۔ یہ پہلے درجہ کا شہید ہے۔ دوسرا وہ ہے جو مومن ہے، جس کا ایمان عمدہ ہے، جب وہ دشمن سے ملتا ہے تو بزدلی کی وجہ سے گویا اس کی جلد میں کیکر کا کانٹا پیوست ہو گیا ہے، ایک آوارہ تیر آتا ہے جو اسے قتل کر دیتا ہے، یہ دوسرے درجہ میں ہے، تیسرا آدمی وہ ہے جو اچھے اور برے عمل کرتا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے، یہ تیسرے درجہ میں ہوگا۔ چوتھا وہ ہے جو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ قتل ہو جاتا ہے، یہ چوتھے درجہ میں ہوگا (2)۔

امام ابو درداء اور ابن حبان نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہید قیامت کے روز اپنے خاندان کے ستر افراد کی سفارش کرے گا (3)۔

امام طبرانی نے اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت یزید بن شجرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں جب لوگ نماز کے لئے اور جنگ کے لئے صفیں بناتے ہیں تو آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں حورعین کو مزین کیا جاتا ہے اور انہیں آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب مجاہد آگے بڑھتا ہے تو حوریں کہتی ہیں اے اللہ اس کی مدد فرما اور جب وہ پیٹھ پھرتا ہے تو حوریں اس سے حجاب کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ اسے بخش دے تم دشمنوں کے منہ پھیر دو اور حورعین کو ذلیل ورسوا نہ کرو کیونکہ تمہارا پہلا قطرہ جو گرتا ہے اس سے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ حورعین میں سے دو بیویاں اس کی طرف اترتی ہیں۔ اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہے اور کہتی ہیں ہم

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 8، صفحہ 241 (7941) بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 29 (4262)
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 341، وزارت تعلیم اسلام آباد

تیرے لیے ہیں اور وہ کہتا ہے میں تم دونوں کے لئے ہوں پھر اسے سو حلے پہنائے جاتے ہیں جو انسان کے بنے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ جنت کی نباتات سے ہوتے ہیں۔ اگر انہیں دو انگلیوں کے درمیان رکھا جائے تو یہ اسے کافی ہو جائیں۔ آپ فرماتے تھے بے شک تلواریں جنت کی چابیاں ہیں (1)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابوبکر محمد بن احمد تمیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے قاسم بن عثمان جوعی کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے ایک آدمی کو بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرتے ہوئے دیکھا وہ صرف یہ بات کہتا تھا اے اللہ تو نے محتاجوں کی حاجت کو پورا کیا اور میری حاجت کو پورا نہ کیا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا وجہ ہے تو اس سے زیادہ بات نہیں کرتا؟ اس نے کہا میں ساری بات تجھے بتاتا ہوں ہم سات ساتھی تھے جو مختلف علاقوں کے رہنے والے تھے، ہم نے دشمن کے علاقہ میں جہاد کیا تو ہم سب گرفتار ہو گئے، ہمیں الگ لے جایا گیا تا کہ ہماری گردنیں اڑا دی جائیں تو میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سات دروازے کھلے ہیں، وہاں حورعین میں سے سات لڑکیاں ہیں، ہر دروازے پر ایک لڑکی ہے، ہم میں سے ایک آدمی آگے بڑھا تو اس کی گردن اڑا دی گئی، میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا، وہ زمین کی طرف اتری یہاں تک کہ چھ کی گردنیں اڑا دی گئی اور میں باقی رہ گیا اور وہ ایک دروازہ اور ایک لڑکی رہ گئی، جب میں آگے بڑھا تا کہ میری گردن اڑا دی جائے تو امیر کے ساتھیوں میں سے ایک نے مطالبہ کیا کہ مجھے اس کے حوالے کر دیا جائے تو امیر نے مجھے اس کے حوالے کر دیا۔ میں نے اس لڑکی کو کہتے ہوئے سنا اے محروم کون سی چیز تجھ سے فوت ہوئی اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اے میرے بھائی جو چیز مجھ سے فوت ہو گئی میں اس پر حسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ قاسم بن عثمان نے کہا میں اسے ان تمام سے بہتر خیال کرتا ہوں کیونکہ اس نے دیکھا جو اس کے دوستوں نے نہیں دیکھا تھا اور اسے شوق و محبت کے عالم میں عمل کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا (2)۔

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے الفاظ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب دو آدمیوں پر بہت خوش ہوتا ہے، ایک وہ جو اپنے گھر والوں اور پیاروں کے درمیان موجود تھا تو وہ اپنے بستر اور لحاف کو چھوڑتا ہے اور نماز کی طرف جاتا ہے، وہ محض اس چیز میں رغبت رکھتا ہے جو میرے پاس موجود ہے اور اس چیز سے ڈرتا ہے جو میرے پاس عذاب موجود ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے ساتھی بھاگ جاتے ہیں وہ خوب جانتا ہے کہ بھاگ جانے میں اس پر وبال کیا ہوگا اور واپس آنے میں کیا انعام ہوگا تو وہ واپس آ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے کو دیکھو، وہ اس چیز میں رغبت کی وجہ سے واپس آ گیا ہے جو میرے پاس ہے اور میرے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس نے ایسا کیا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا جاتا ہے (3)۔

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 22، صفحہ 246 (241) بغداد 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 57 (4326)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 123 (2531)، کتاب الجہاد، بیروت

امام بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، انہیں دیکھ کر وہ مسکراتا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے۔ ایک وہ جب جماعت بھاگ جاتی ہے تو اس کے بعد بھی وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جنگ کرتا رہتا ہے یا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا اور اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کو دیکھو اس نے میرے لئے کیسے صبر کیا۔ دوسرا وہ جس کی خوبصورت بیوی ہو، نرم اور خوبصورت بستر ہو، وہ رات کو اٹھتا ہے، اپنی خواہش چھوڑتا ہے اور مجھ سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ تیسرا وہ جو سفر میں ہوتا ہے اس کے ساتھ قافلہ کے لوگ ہیں وہ جاگتے رہتے ہیں یہاں تک کہ تم تھک جاتے ہیں پھر سو جاتے ہیں۔ وہ سحری کے وقت اٹھتا ہے وہ وسعت و تنگی دونوں حالتوں میں بیدار ہوتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا ہے کہ اسے شہادت کا مرتبہ نصیب ہو پھر وہ طبعی موت مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا درجہ دیتا ہے (1)۔

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت سہل بن ابی امامہ بن حنیف رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے خلوص دل کے ساتھ اللہ سے شہادت کو طلب کیا اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مقام پر فائز کر دیتا ہے اگرچہ اسے اپنے بستر پر موت آئے (2)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صدق دل سے شہادت کو طلب کیا اسے اس کا مقام دے دیا جاتا ہے اگرچہ شہادت اسے نصیب نہ ہو (3)۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٢﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿١٧٤﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٥﴾

''جنہوں نے لبیک کہا اللہ اور رسول کی دعوت پر اس کے بعد کہ لگ چکا تھا انہیں (گہرا) زخم ان کے لئے جنہوں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 87 (2411) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، جلد 13، صفحہ 48 (157) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، (156)

نے نیکی کی ان میں سے اور تقویٰ اختیار کیا اجر عظیم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کہا انہیں لوگوں نے کہ بلا شبہ کافروں نے جمع کر رکھا ہے تمہارے لئے (بڑا سامان اور لشکر) سو ڈرو ان سے تو (اس دھمکی نے) بڑھا دیا ان کے (جوش) ایمان کو اور انہوں نے کہا کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اور وہ بہترین کارساز ہے۔ (ان کے عزم و توکل کا نتیجہ یہ نکلا کہ) واپس آئے یہ لوگ اللہ کے انعام اور فضل کے ساتھ نہ چھوا ان کو کسی برائی نے اور پیروی کرتے رہے رضائے الٰہی کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ یہ تو شیطان ہے جو ڈراتا ہے (تمہیں) اپنے دوستوں سے پس نہ ڈرو ان سے بلکہ مجھ سے ہی ڈرا کرو اگر تم مومن ہو"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حمراء الاسد کی طرف نکلے جب کہ ابوسفیان نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ پر دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ مشرکوں نے کہا ہم انہیں مکمل طور پر ختم کرنے سے پہلے ہی واپس آ گئے ہیں، ہمیں چاہیے کہ باقی ماندہ افراد پر دوبارہ حملہ کریں۔ اسے خبر پہنچی کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ان کی تلاشی میں نکلے ہیں۔ اس خبر نے اسے اور ابوسفیان کو واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ عبدالقیس کا ایک وفد اس کے پاس سے گزرا۔ ابوسفیان نے کہا محمد کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم نے ان کے ساتھیوں پر دوبارہ حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے تاکہ انہیں نیست و نابود کر دیں۔ جب حمراء الاسد کے مقام پر قافلہ حضور ﷺ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی جو ابوسفیان نے کہی تھی تو رسول اللہ ﷺ اور مومنوں نے یہ کہا ہمیں اللہ کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام موسیٰ بن عقبہ نے مغازی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ ابوسفیان کے وعدہ کے مطابق بدر کی طرف نکلیں۔ شیطان نے لوگوں میں سے اپنے پیروکاروں کو برانگیختہ کیا۔ وہ لوگوں کو خوف دلانے لگے کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ قریش نے تمہارے لیے رات جیسا لشکر جمع کیا ہے، وہ امید رکھتے ہیں کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں اور تمہارا سب کچھ چھین کر لے جائیں۔ اس لیے اپنا بچاؤ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شیطان کے خوف سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر لبیک کہی اور اپنا تجارتی سامان بھی ساتھ لے گئے، کہا اگر ابوسفیان سے ملاقات ہو گئی تو وہی ہمارا مقصود ہے، اگر اس سے ملاقات نہ ہوئی تو اپنا سامان بیچیں گے۔ بدر میں منڈی لگتی تھی جو تمام سال کی ضروریات کو پورا کرتی۔ صحابہ کرام چلے یہاں تک کہ بدر کے تجارتی میلہ میں پہنچے، خرید و فروخت کی، ابوسفیان نے وعدہ خلافی کی نہ وہ آیا اور نہ ہی اس کے ساتھی آئے۔ صحابہ کے پاس سے ابن حمام گزرا، اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ہیں جو ابوسفیان اور قریش کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابن حمام قریش کے پاس آیا انہیں بتایا۔ ابوسفیان خوفزدہ ہو گیا اور مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ انعام و کرام کے ساتھ واپس ہو گئے۔ اس غزوہ کو غزوۂ سویق کا نام بھی دیا گیا۔ یہ سن تین ہجری شوال کے مہینہ میں ہوا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 199، مصر

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو سفیان کے دل میں غزوۂ احد کے موقع پر رعب ڈال دیا جب کہ مسلمان اس سے تکلیف اٹھا چکے تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوسفیان نے تم سے اپنا حصہ لیا وہ لوٹ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا ہے۔ غزوۂ احد کا واقعہ شوال میں ہوا تھا۔ تاجر ذی قعدہ میں مدینہ آتے، ہر سال بدر صغریٰ میں قیام کرتے۔ یہ لوگ غزوۂ احد کے بعد آئے تھے مسلمانوں کو مصیبت پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی تھی۔ جو مصیبت مسلمانوں کو پہنچی تھی وہ ان پر بڑی شاق گزری تھی۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو ساتھ چلنے کے لئے کہا فرمایا تم ابھی کوچ کرو گے تو حج کا مقام پاؤ گے۔ اس چیز پر اگلے سال تک قادر نہ ہو گے۔ شیطان آیا اس نے اپنے دوستوں کو خوفزدہ کر دیا، کہا کفار نے تمہارے لئے بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے تو لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں جاؤں گا خواہ کوئی بھی میرے ساتھ نہ چلے تو آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر، عمر، علی، عثمان، زبیر، سعد، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان اور ابوعبیدہ بن جراح رضوان اللہ علیہم ستر صحابہ کے قریب نکلے۔ یہ ابوسفیان کی تلاش میں تھے۔ صحابہ نے اس کو تلاش کیا یہاں تک کہ صفراء کے مقام پر جا پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب مشرک احد سے واپس ہوئے تو کہنے لگے نہ تو تم نے حضرت محمد کو قتل کیا نہ تم نے نوجوان عورتوں کو اپنے پیچھے بٹھایا تم نے کتنا برا کیا واپس چلو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں سنا۔ آپ نے لوگوں کو دعوت دی۔ صحابہ نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی یہاں تک کہ آپ حمراء الاسد یا ابی عنبہ کے کنوے تک جا پہنچے۔ سفیان کو شک ہوا۔ مشرکوں نے کہا ہم واپس لوٹتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے۔ اسے بھی غزوہ شمار کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا اگلی جنگ بدر کے تجارتی میلہ کے موقع پر ہو گی جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔ بزدل تو پلٹ آیا، بہادر نے جنگ اور تجارت کا سامان لیا، وہ بدر کے مقام پر آئے، وہاں کسی کو نہ پایا۔ صحابہ نے وہاں کاروبار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر صغریٰ کی طرف تشریف لے گئے جب کہ ابھی صحابہ کو زخم تھا۔ یہ اس لیے نکلے تھے کیونکہ ابوسفیان نے یہی وعدہ کیا تھا۔ ایک بدو ان صحابہ کے پاس سے گزرا پھر وہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گزرا وہ کہہ رہا تھا۔

وَنَفَرَتْ مِنْ رَفِقَتَيِ مُحَمَّدٍ وَعَجْوَةٍ مَنْثُوْرَةٍ كَالْعَنْجَدِ

میں حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں اور بکھری ہوئی عجوہ کھجوروں کے پاس سے گزرا جو ردی کشمش کی طرح تھیں۔

ابوسفیان اس بدو کو ملا پوچھا تو ہلاک ہو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا میں نے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو بدر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 117 2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 247 (11633) مکتبۃ العلوم والحکم

صغریٰ میں چھوڑا ہے ابوسفیان نے کہا وہ بات کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں جب کہ ہم کہتے ہیں اور سچی بات نہیں کرتے۔ عکرمہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان کے لشکر نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی اور واپس لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوسفیان واپس لوٹ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا ہے، کون ہے جو اس کی تلاش میں نکلے؟ تو نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور چند دوسرے صحابہ نے لبیک کہی اور مشرکوں کا پیچھا کیا۔ ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ اس کا پیچھا کر رہے ہیں، وہ ایک تاجروں کے قافلہ کو ملا، کہا تم حضرت محمد ﷺ کو واپس لوٹا دو، تمہارے لیے یہ انعام ہے۔ مسلمانوں کو بتاؤ میں نے تمہارے لئے اتنا بڑا لشکر جمع کیا ہے میں ان کی طرف لوٹنے والا ہوں۔ تاجر آئے اس بارے میں حضور ﷺ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے اللہ کافی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا مجھے یہ خبر دی گئی کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی جب غزوۂ احد کے موقع پر واپس ہوئے تو مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ تو مدینہ جانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں، اپنے اونٹوں کو چھوڑ دیں تو وہ مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ کرتے ہیں، اگر وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھ جائیں اور گھوڑوں کو چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے تو وہ مدینہ کا قصد کرنے والے نہیں۔ وہ اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو دعوت دی کہ مشرکوں کا پیچھا کریں تا کہ یہ دکھائیں کہ مسلمانوں میں قوت ہے۔ مسلمانوں نے دو یا تین دن تک ان کا پیچھا کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بھانجے میرے دونوں باپ یعنی حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر ان لوگوں میں سے تھے۔ جب غزوۂ احد کے موقع پر حضور ﷺ کو جو تکلیف پہنچی مشرک واپس چلے گئے۔ حضور ﷺ کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں وہ واپس نہ آجائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون ان کا پیچھا کرے گا؟ تو ستر آدمیوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی، ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ صحابہ قوم کے پیچھے چلے۔ کفار نے اس بارے میں سن لیا پھر مسلمان اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس ہو گئے۔ راوی نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کی دشمنوں سے ملاقات نہ ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم اٹھارہ افراد کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد ہفتہ کے روز نصف شعبان کو ہوا تھا۔ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 118 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 312، دارالکتب العلمیہ بیروت

غزوۂ احد کا اگلا دن سولہ شوال آیا تو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے کفار کا پیچھا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مؤذن نے یہ اعلان بھی کیا کہ ہمارے ساتھ وہی چلے جو کل ہمارے ساتھ تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے والد نے مجھے میری سات بہنوں پر نگہبان چھوڑا ہے اور کہا اے بیٹے میرے اور تیرے لیے یہ موزوں نہیں کہ ہم ان عورتوں کو اس طرح چھوڑ جائیں کہ ان میں سے کوئی مرد نہ ہو اور میں تجھے اس بات میں بھی ترجیح نہیں دیتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاؤ، تم اپنی بہنوں کے پاس رہو تو اس وجہ سے میں پیچھے رہ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ دشمنوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے نکلے تھے تا کہ انہیں یہ خبر پہنچے کہ آپ ان کی تلاش میں نکلے ہیں اور کفار یہ گمان کریں گے آپ کے پاس بڑی طاقت ہے اور مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی ہے اس نے انہیں دشمن کا مقابلہ کرنے سے کمزور نہیں کیا(1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو سائب رحمہ اللہ جو عائشہ بنت عثمان کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ بنو عبد الاشہل میں سے ایک صحابی غزوۂ احد میں شریک ہوا، اس نے کہا میں غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا تھا، میرے ساتھ میرا بھائی بھی تھا۔ ہم دونوں زخمی ہو کر واپس لوٹے۔ جب حضور ﷺ نے دشمن کا پیچھے کرنے کا اعلان فرمایا تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اس نے مجھ سے کہا رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ ہم سے فوت ہو جائے گا، ہمارے پاس سواری بھی نہیں کہ اس پر ہم سوار ہو جائیں اور ہم سخت زخمی ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے جب کہ میں دونوں سے تھوڑا زخمی تھا۔ جب اس کے لئے چلنا مشکل ہو جاتا تو ایک وادی میں اسے اٹھا لیتا اور ایک وادی میں وہ چلتا یہاں تک کہ ہم بھی وہاں پہنچ گئے جہاں مسلمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ یہ مدینہ طیبہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے آپ وہاں تین دن، پیر، منگل اور بدھ کو ٹھہرے پھر آپ مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے۔ تو یہ آیت اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس دعوت پر لبیک کہی(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرح سے مراد زخم ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ قرأت کرتے تھے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ اور اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ میں فاصلہ کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 117　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 117　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 118
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1115 (541)، دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے لوٹ جانے پر شرمندہ ہوئے تو کہا واپس لوٹو اور ان کا خاتمہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو واپس لوٹ گئے۔ وہ ایک بدو کو ملے، اس کے لئے انعام مقرر کیا، اس سے کہا اگر تم حضرت محمد اور آپ کے صحابہ کو ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے ان کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بارے میں آگاہ فرما دیا۔ آپ ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ راستے میں بدو سے ملے۔ بدو نے بات عرض کی تو صحابہ نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، پھر مسلمان حمراء الاسد سے واپس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اور بدو کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ناس سے مراد ابوسفیان ہے اس نے قافلہ والوں کو کہا تھا اگر تم حضور ﷺ کے صحابہ کو ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے ان کے لئے لشکر تیار کئے ہیں۔ قافلہ والوں نے حضور ﷺ کو بتایا تو مسلمانوں نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ واپسی پر ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ سے ملا جو مدینہ طیبہ سامان لا رہا تھا جب کہ قریش اور حضور ﷺ کے درمیان پہاڑ حائل تھا۔ ابوسفیان نے قافلہ والوں سے کہا اگر تم حضرت محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو میرا پیچھا کرنے سے واپس کر دو تو مجھ پر لازم ہے کہ انعام دے کر تمہیں راضی کروں، اگر تم انہیں میرا پیچھا کرتے ہوئے پاؤ تو انہیں بتانا کہ میں نے ان کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے اور وہ مدینہ طیبہ کی طرف بڑھ رہا ہے، اگر تم چاہو تو مدینہ لوٹ جاؤ۔ اس خبر نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے یقین میں اور اضافہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی احد سے واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ان کا پیچھا کرتے ہوئے نکلے۔ جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے تو بدو اور دوسرے لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے یہ ابوسفیان ہے جو لوگوں کو لے کر تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ تو مسلمانوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوسفیان نے غزوۂ احد یا غزوۂ احزاب کے موقع پر قریش، غطفان اور ہوازن قبائل کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ سب مل کر حضور ﷺ پر حملہ آور ہوں۔ یہ خبر حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ تک پہنچی۔ عرض کی گئی اگر مسلمانوں میں سے ایک جماعت جائے اور آپ کو خبر لا دے۔ ایک جماعت گئی یہاں تک کہ جب وہ اس جگہ پہنچے جس بارے میں ذکر کیا گیا تھا کہ وہ وہاں ہیں تو کوئی فرد نہ دیکھا تو پھر وہ واپس لوٹ آئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 120 3۔ ایضاً

امام ابن مردویہ اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر آپ کو یہ خبر دی گئی کہ کفار نے بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو چند افراد کے ساتھ ابوسفیان کی تلاش میں بھیجا تو بنو خزاعہ کا ایک بدو انہیں ملا۔ اس نے کہا قوم (قریش) نے تمہارے لئے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہوا ہے تو صحابہ نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات ابوسفیان نے غزوۂ احد کے موقع پر حضور ﷺ کو کہی تھی کہ ہمارا آئندہ مقابلہ بدر میں ہوگا جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ممکن ہے ایسا ہو۔ حضور ﷺ اپنے وعدہ کے مطابق چلے یہاں تک کہ بدر کے مقام پر اترے آپ تجارتی منڈی میں شریک ہوئے اور خرید و فروخت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ سے یہی مراد ہے۔ اس سے مراد غزوۂ بدر صغریٰ کا ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر دور جاہلیت میں تجارتی منڈی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بدر میں اس سے ملیں گے۔ صحابہ کو ایک آدمی ملا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی وہاں تو مشرکوں کی بہت بڑی جمعیت ہے۔ بزدل تو واپس لوٹ آئے، جو بہادر تھے انہوں نے تجارت اور جنگ کا سامان ساتھ لے لیا اور یہ کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ پھر صحابہ بدر کی طرف نکلے، وہاں آئے کاروبار کیا اور کسی کافر سے مقابلہ نہ ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔

امام بخاری، نسائی، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا۔ جب آپ کو آگ میں پھینکا گیا اور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس وقت یہ کہا جب لوگوں نے یہ بات کہی۔ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ الخ (3)۔

امام بخاری، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم کو جب آگ میں پھینکا گیا تو آپ کا آخری کلام یہ تھا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ کہا تمہارے نبی نے بھی یہی کہا جب لوگوں نے آپ کو یہ کہا کہ مشرکوں نے بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120 مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 121

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 317، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 326 (3167)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ کلمہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب آپ کو آگ میں پھینکا جا رہا تھا اور یہی وہ کلمہ ہے جو تمہارے نبی اور آپ کے صحابہ نے اس وقت کہا تھا جب انہیں بتایا گیا کہ کفار نے تمہارے لئے بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب تم کسی بڑی مصیبت میں واقع ہو تو یہی کہا کرو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

امام ابن ابی دنیا نے ذکر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا غم جب شدید ہوتا تو آپ اپنا ہاتھ سر اور داڑھی پر پھیرتے اور لمبا سانس لیتے اور کہتے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

امام ابو نعیم نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ یہ خوف زدہ کے لئے امان ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز کے موقع پر دس کلمات کہے وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں کافی اور جزا والا پائے گا، پانچ دنیا کے لئے اور پانچ آخرت کے لئے حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدَيْنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰى عَلَيَّ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِسُوْءٍ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ فِي الْقَبْرِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ۔

میرے قرض کے لئے اللہ کافی ہے، جو چیز مجھے پریشان کر رہی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے، جس نے مجھ پر سرکشی کی اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، جس نے مجھ سے حسد کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، جس نے مجھے تکلیف دینا چاہی اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، موت کی تکلیف کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، قبر میں سوال کے وقت اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، میزان کے وقت اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، صراط پر اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں لوٹنے والا ہوں (2)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت سے مراد یہ ہے کہ وہ صحیح و سالم واپس آئے اور فضل سے مراد یہ ہے کہ ایک تجارتی قافلہ گزرا جب کہ یہ تجارتی منڈی کا زمانہ تھا رسول اللہ ﷺ نے اسے خرید لیا آپ نے بہت سا نفع کمایا پھر نفع کو اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں لفظ فضل سے مراد تجارت اور نفع ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مصر
2۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 217، بیروت
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 318، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مصر

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ جب غزوۂ بدر صغریٰ کے لئے بدر کی طرف نکلے تو آپ کو درا ہم دیئے گئے۔ آپ نے بدر کے تجارتی میلہ میں ان کے ساتھ خرید و فروخت کی اور ان سے نفع کمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے یہی مراد ہے کہ نعمت سے مراد عافیت ہے، فضل سے مراد تجارت ہے اور سوء سے مراد قتل ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ سے مراد ہے کہ انہیں کسی نے تکلیف نہ دی اور وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی (2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں پڑھتے تھے اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُكُمْ اَوْلِيَآءَهٗ)

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ شیطان مومنوں کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان مومنوں کو کفار سے ڈراتا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان تمہاری آنکھوں میں اپنے اولیاء کو بڑا کر کے پیش کرتا ہے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ تمہیں ڈراتا ہے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں ابراہیم علیہ السلام سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد شیطان کا خوفزدہ کرنا ہے اور شیطان سے شیطان کا دوست ہی ڈرتا ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٧٧﴾

"اور (اے جان عالم) نہ غم زدہ کریں آپ کو جو جلدی سے کفر میں داخل ہوئے ہیں بے شک یہ لوگ نہیں نقصان پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ نہ رکھے ان کے لئے ذرا حصہ آخرت (کی نعمتوں سے) اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ بے شک جنہوں نے خرید لیا کفر کو ایمان کے عوض میں ہر گز نقصان نہ پہنچا سکیں گے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 122 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی وہ منافق لوگ ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد کفار ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا سے مراد منافق ہیں (2)۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾

"اور نہ خیال کریں جو کفر کر رہے ہیں کہ ہم جو مہلت دے رہے ہیں انہیں یہ بہتر ہے ان کے لئے صرف اس لئے ہم تو انہیں مہلت دے رہے ہیں کہ وہ اور زیادہ کر لیں گناہ اور ان کے لئے عذاب ہے ذلیل و خوار کرنے والا"۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابو بکر مروزی نے جنائز میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کوئی بھی انسان نیک ہو یا برا اس کے لئے موت زندگی سے بہتر ہے، اگر نیک ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اگر وہ بدکار ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر مومن کے لئے موت بہتر ہے اور کافر کے لئے موت بہتر ہے جو میری تصدیق نہ کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اور لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا (4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ موت کافر اور مومن کے لئے بہتر ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کافر جتنا عرصہ زندہ رہتا ہے قیامت کے روز اس کے لئے اتنا ہی سخت عذاب ہوگا (5)۔

امام عبد بن حمید نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر کسی کے لئے موت بہتر ہے، مومن مرتا ہے تو آرام پاتا ہے، جہاں تک کافر کا تعلق ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 123، مصر　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1127 (547)، دار الصمیعی الریاض　5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1128 (546)

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾

''نہیں ہے اللہ تعالیٰ (کی شان) کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس حال پر تم اب ہو جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ آگاہ کرے تمہیں غیب پر البتہ اللہ (غیب کے علم کے لئے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کیا تو تمہارے لئے اجر عظیم ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافقوں نے کہا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں تو بتائیں ہم میں سے کون ایمان لائے گا اور کون کافر رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار سے فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ یعنی وہ سعادت مندوں کو بدبختوں سے ممتاز کر دے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زیبا نہیں کہ مومنوں کو اس حال پر چھوڑے جس گمراہی پر تم ہو یہاں تک کہ وہ خبیث کو طیب سے الگ کر دے اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان جہاد اور ہجرت کے ذریعے الگ کر دیا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد کے موقع پر ان میں تفریق کر دی۔ یعنی منافقوں کو مومنوں سے الگ کر دیا (3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ پڑھا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ انہوں نے یاء کو مخففہ اور منصوب پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ غیب پر رسول ہی مطلع ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَجْتَبِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنے لئے مختص کر لیتا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے يَجْتَبِيْ کا معنی يَسْتَخْلِصُ نقل کیا ہے کہ چن لیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125 مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1139 (548)، دار الصمیعی الریاض 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۸۰﴾

''اور ہرگز نہ گمان کریں جو بخل کرتے ہیں اس میں جو دے رکھا ہے انہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے لئے بلکہ یہ بخل بہت برا ہے ان کے لئے طوق پہنایا جائے گا انہیں وہ مال جس میں انہوں نے بخل کیا قیامت کے دن اور اللہ کے لئے ہے میراث آسمانوں اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے خبردار ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَّذِیْنَ...... کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اہل کتاب نے کتاب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے بخل کیا ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں (النساء: 37) اس سے مراد اہل کتاب ہیں وہ خود احکام الٰہی کو چھپاتے ہیں اور لوگوں کو چھپانے کا حکم دیتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بخل کیا اور اپنی زکوٰۃ ادا نہ کی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مومن اور کافر ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کے مال کو گنجے اژدھا کی شکل دی جائے گی جس کے سر پر دو نشان ہوں گے۔ قیامت کے دن یہ سانپ اس کے گلے میں طوق کی طرح ہوگا۔ وہ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (4)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن ماجہ، امام نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ امام ترمذی اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر وہ آدمی جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے روز اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 126، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 127 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 126

4۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 508 (1338) دار ابن کثیر دمشق

کے مال کو گنجے سانپ کی شکل میں بدل دیا جائے گا۔ آدمی اس سے بھاگے گا جب کہ وہ سانپ اس کا پیچھا کرے گا۔ وہ کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں یہاں تک کہ وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جس آدمی کا مال ہو وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز گنجے سانپ کو اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا جس کے منہ میں زہر کے دو چھالے ہوں گے۔ وہ سر میں ٹونکا مارے گا جو اس کے دماغ تک پہنچے گا۔ حاکم کے الفاظ یہ ہیں وہ اس کی قبر میں اسے ڈسے گا، وہ آدمی کہے گا میرا تیرے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تو سانپ کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو بخل کیا کرتا تھا (2)۔

امام عبد بن حمید نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز صاحب مال پر مال گنجے سانپ کی صورت میں مسلط ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہوگا جب اس نے زکوٰۃ نہ دی ہوگی۔ سانپ اس کا پیچھا کرے گا تو وہ اس سے پناہ چاہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابن جریر نے حجر بن بیان سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کوئی رشتہ دار جب کسی رشتہ دار کے پاس آئے اور اس سے اس مال میں سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے زائد عطا کیا ہے وہ اس پر بخل کرے قیامت کے روز جہنم سے اس کے لئے ایک سانپ نکلے گا، وہ زبان ادھر ادھر مار رہا ہوگا یہاں تک کہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاویہ بن حیدہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کوئی آدمی اپنے سردار کے پاس آتا ہے اور اس سے اس مال کا سوال کرتا ہے جو سردار کے پاس ضرورت سے زائد ہوتا ہے مگر وہ سائل کو دینے سے انکار کر دیتا ہے قیامت کے روز اس کے لئے ایک سانپ منگایا جائے گا جو مال اس نے روکا تھا اسے چٹ کر جائے گا (4)۔

امام طبرانی نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی رشتہ دار کسی رشتے دار کے پاس آتا ہے اس سے وہ مال طلب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے زائد عطا کیا ہوتا ہے، وہ سائل پر بخل سے کام لیتا ہے تو اس کے لئے جہنم سے اللہ تعالیٰ ایک سانپ نکالے گا جسے شجاع کہتے ہیں، وہ اپنی زبان ادھر ادھر مار رہا ہوگا پھر اس کے گلے کا طوق بن جائے گا (5)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اس مالدار کو پل صراط کے پاس لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کے حکم کی اطاعت کی ہوگی اس کا مال سامنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 128، مصر
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1129 (549)، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 127، مصر
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

ہوگا جب وہ لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گا چلتے جاؤ تم نے مجھ میں اللہ کا حق ادا کیا ہوا ہے پھر اس مالدار کو پل صراط کے پاس لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کی ہوگی جب بھی وہ لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گا تو ہلاک ہو تو نے مجھ میں سے اللہ کا حق کیوں ادا نہیں کیا وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ مال اس کے لئے ہلاکت کی بددعا کرتا رہے گا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرتا ہے وہ اپنے قریبیوں سے اس حق کو روک لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں ان کا حق رکھا ہے تو اس مال کو سانپ بنا دیا جاتا ہے جو اس کا طوق بنا دیا جاتا ہے، وہ سانپ سے کہتا ہے میرا اور تیرا کیا تعلق تو سانپ کہتا ہے، میں تیرا مال ہوں (2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَيُطَوَّقُونَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اس امر پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ مال لائیں جس سے انہوں نے دنیا میں بخل کیا (4)۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾

”بے شک سنا اللہ نے قول ان گستاخوں کا جنہوں نے کہا کہ اللہ مفلس ہے حالانکہ ہم غنی ہیں ہم لکھ لیں گے جو انہوں نے کہا نیز قتل کرنا ان کا انبیاء کو ناحق (بھی لکھ لیا جائے گا) اور ہم کہیں گے کہ (اب) چکھو آگ کے عذاب (کا مزہ)۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہودیوں کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے کیا دیکھا

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 380 (10657)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1134 (550)، دار الصمیعی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1135 (551)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 128، مصر

یہودی ایک آدمی کے گرد جمع ہیں جسے فنحاص کہتے ہیں۔ یہ ان کے علماء میں سے تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ پر افسوس اے فنحاص اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرلو۔ اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جسے تم اپنی کتاب تورات میں پاتے ہو۔ فنحاص نے کہا ہمیں اللہ کی ضرورت نہیں، اللہ ہمارا محتاج ہے، ہم اس کی بارگاہ میں اس طرح آہ وزاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے سامنے آہ وزاری کرتا ہے، ہم تو اس سے غنی ہیں، اگر وہ غنی ہوتا تو وہ ہم سے قرض کا مطالبہ نہ کرتا، جس طرح تمہارے صاحب کا گمان ہے وہ تمہیں ربا سے منع کرتا ہے اور ہمیں وہ ربا دیتا ہے۔ اگر وہ ہم سے غنی ہوتا تو ہمیں ربا نہ دیتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور فنحاص کے منہ پر سخت طمانچہ رسید کیا، فرمایا اے اللہ کے دشمن اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ عہد نہ ہوتا جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھئے تمہارے ساتھی نے میرے ساتھ کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کس چیز نے تجھے یہ کام کرنے پر برانگیختہ کیا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس نے بہت گستاخانہ بات کی ہے، یہ گمان کرتا ہے اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور وہ غنی ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی وہ اللہ کے حق کی وجہ سے غضب ناک ہو گیا تو پھر میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ فنحاص نے اس بات کا انکار کر دیا کہا میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور انہیں جو غصہ آیا تھا اس کے بارے میں وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فنحاص یہودی کی طرف بھیجا تا کہ اس سے مدد طلب کریں اور اسے خط لکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق کو فرمایا مجھ پر معاملہ کو درہم برہم نہ کر دینا۔ جب فنحاص نے خط پڑھا تو کہا تمہارا رب تو محتاج ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں پھر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان یاد آ گیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ بنو قینقاع کے یہودیوں کے ساتھ معاملہ ہوا تھا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فنحاص یہودی جو بنو مرثد سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے۔ آپ نے اس سے گفتگو کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اے فنحاص اللہ سے ڈرو، ایمان لاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو۔ فنحاص نے کہا اے ابوبکر تم گمان کرتے ہو کہ ہمارا رب فقیر ہے اور وہ ہمارے مال ہم سے قرض لیتا ہے قرض تو محتاج غنی سے لیتا ہے جو تم کہتے ہو، اگر یہ حق ہے تو اللہ تعالیٰ محتاج ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر بنی مرثد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 129، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کو تھپڑ مارا جس نے یہ کہا تھا وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض کا مطالبہ نہ کرتا ایسی بات کرنے والا یہودی تھا (1)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں شبل سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ فنحاص یہودی تھا اس نے کہا تھا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المائدہ:73) اور کہا تھا یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (المائدہ:64) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرۃ:245) تو یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، کہنے لگے اے محمد کیا ہمارا رب محتاج ہے جو اپنے بندوں سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ جب مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ والی آیت نازل ہوئی تو اس نے کہا تھا ہمارا رب ہم سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے، بے شک فقیر غنی سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت علاء بن بدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ سے وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ جب ان یہودیوں نے اس زمانہ کو نہیں پایا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ان قتل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ الہ سے عَذَابَ الْحَرِیْقِ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہیں دن میں ستر بار آگ میں جلایا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ کا مطلب یہ ہے کہ جو جرم نہ کرے میں اسے عذاب دینے والا نہیں۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَاۤ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰی یَاْتِیَنَا
بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ
بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ
فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ
الْمُنِیْرِ ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 130 2۔ ایضا 3۔ ایضا

الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

”یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا کہ تحقیق اللہ نے اقرار لیا ہے ہم سے کہ ہم نہ ایمان لائیں کسی رسول پر یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس ایک قربانی کھالے اس کو آگ۔ آپ فرمایئے آچکے تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے بھی دلیلوں کے ساتھ اور اس معجزہ کے ساتھ بھی جو تم کہہ رہے ہو۔ تو کیوں قتل کیا تھا تم نے انہیں اگر تم سچے ہو۔ اگر یہ جھٹلاتے ہیں آپ کو تو (یہ کوئی نئی بات نہیں) بے شک جھٹلائے گئے رسول آپ سے پہلے جو لائے تھے معجزات اور صحیفے اور روشن کتاب۔ ہر نفس چکھنے والا ہے موت کو اور پوری مل کر رہے گی تمہیں تمہاری مزدوری قیامت کے دن، پس جو شخص بچالیا گیا آتش (دوزخ) سے اور داخل کیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا اور نہیں یہ دنیوی زندگی مگر ساز و سامان دھوکہ میں ڈالنے والا“۔

امام ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی صدقہ کرتا، جب اسے قبول کیا جاتا تو آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تو اسے کھا جاتی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ ہم سے قبل امتوں میں سے جب کوئی قربانی کرتا لوگ نکلتے کہ دیکھیں کیا قربانی قبول ہوئی یا نہیں، اگر قربانی قبول ہوتی تو آسمان سے سفید آگ آتی جو قربانی کو کھا جاتی، اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو آگ نہ آتی۔ لوگ پہچان جاتے کہ قربانی قبول نہیں ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اہل کتاب نے آپ سے سوال کیا کہ قربانی کریں تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، مقصود انہیں خاموش کرانا اور عار دلانا تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر تم قربانی کرو جسے آگ کھا جائے تو ہم آپ کی تصدیق کریں گے ورنہ آپ نبی نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی ایک انسان کے خون میں شریک ہو جاتا ہے جب کہ اس انسان کو اس کی پیدائش سے پہلے قتل کیا گیا ہوتا ہے پھر امام شعبی نے یہ آیت تلاوت کی۔ اس زمانہ کے لوگوں کو ان کا قاتل قرار دیا گیا جب کہ ان کی پیدائش سے سات سو سال پہلے انہیں قتل کر دیا گیا تھا لیکن ان لوگوں نے کہا ان لوگوں نے انہیں حق اور سنت کے مطابق قتل کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَاۤ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علاء بن بدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء معجزات لاتے اور بعض رسولوں کی نبوت کی علامت یہ ہوتی کہ ان میں سے کوئی ایک گائے کا گوشت اپنے ہاتھ پر رکھتا۔ آسمان سے آگ آتی تو اسے کھا جاتی تو اللہ

تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا قَدْ جَآءَ كُمْ رُسُلٌ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاِنْ كَذَّبُوْكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے جھوٹ بولا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنے نبی کو اذیت دیتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وہ اپنے اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ بینات سے مراد حرام وحلال، زبر سے مراد انبیاء کی کتابیں اور کتاب منیر سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چیز کوئی گناہ بڑھا دیا جاتا ہے جب کہ وہ ایک ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور دلاسہ دینے والے آتے ان کے پاس کوئی آتا وہ اس کی آواز سنتے لیکن اس کی ذات نہ دیکھتے اس نے کہا اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ اللہ کی رضا کی خاطر ہر مصیبت پر صبر ہے، اس کے ہاں ہر ہلاک ہونے والی چیز کا نائب ہے، جو چیز فوت ہو جائے اس کے تدارک کی صورت ہے۔ پس اللہ پر ہی اعتماد کرو، اسی سے امید رکھو کیونکہ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام حاکم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں چھڑی رکھنے کی جگہ دنیا وفیہا سے بہتر ہے چاہو تو یہ پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کے چھڑی رکھنے کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے پھر آپ نے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ کی تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح جانا اور شام کو واپس لوٹنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں کسی کی کمان کے درمیان کے فاصلہ کے برابر کی جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے آخر میں جو آدمی جنت میں داخل ہوگا اسے اتنا نور دیا جائے گا جتنا وہ گھسٹتا ہے یہاں تک کہ پل صراط سے تجاوز کر جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنْ زُحْزِحَ کا یہی مطلب ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہ پسند کرے کہ اسے جہنم کی آگ سے دور رکھا جائے اور اسے جنت میں داخل کیا جائے تو وہ اپنی موت کو یوں پائے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے پاس وہی چیز لائے جو وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے پاس لائیں (2)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 327 (3170)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 192، دار صادر بیروت

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَقَدْ فَازَ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ سعادت مند ہوا اور کامیاب ہو گیا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عبداللہ بن رواحہ کا قول نہیں سنا۔

وَعَسَى اَنْ اَفُوْزَ ثمت اَلْقَى ۔ حُجَّةً اَتَّقِيْ بِهَا الفِتَانَا

ممکن ہے میں نجات پا جاؤں پھر میں ایسی دلیل پاؤں جس کے ذریعے فتنوں سے بچ جاؤں۔

امام ابن جریر نے حضرت عبدالرحمٰن بن سابط سے متاع الغرور کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ دنیا کی زندگی چرواہے کے زاد راہ کی طرح ہوتی ہے کہ کھجوروں کی ایک مٹھی یا تھوڑا سا آٹا اسے زادراہ دیا جاتا ہے جس کو کھا کر وہ دودھ پی لیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ متروک سامان ہے، اللہ کی قسم ممکن ہے یہ لوگوں سے کم ہو جائے، اگر تم طاقت رکھتے ہو تو اس سامان سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو لازم پکڑ و اللہ کے سوا کوئی قوت نہیں۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

"یقیناً تم آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اور یقیناً تم سنو گے ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا اذیت دینے والی بہت باتیں اور اگر تم (ان دل آزاریوں پر) صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگاہ کیا کہ وہ انہیں آزمائے گا وہ دیکھے گا وہ دین پر کیسے صبر کرتے ہیں(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے زہری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد کعب بن اشرف ہے وہ اپنے اشعار کے ذریعے مشرکوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں پر حملہ آور ہونے پر بھڑکاتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ہجو کرتا تھا(3)

امام ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ مسلمان یہودیوں سے یہ بات سنتے تھے کہ عزیر بن اللہ اور نصاریٰ سے سنتے تھے المسیح بن اللہ۔ مسلمانوں کو ان کی وجہ سے جنگوں کا سامنا کرنا پڑتا اور مسلمان یہ بھی سنتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سے مراد یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور جس کا تمہیں حکم دیا وہ قوی ہے(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 133، مصر
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 134
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کی اذیتوں پر صبر کریں، وہ کہتے تھے اے اصحاب محمد تم کچھ بھی نہیں ہو، ہم تم سے اللہ کے ہاں بہتر ہیں، تم گمراہ ہو۔ تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم اپنا کام جاری رکھو اور صبر کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سے مراد یہ ہے اس اذیت پر صبر کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سے ہے یعنی یہ ان امور میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

”اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور کھول کر بیان کرنا اسے لوگوں سے اور نہ چھپانا اس کو تو (الٹا) انہوں نے پھینک دیا اس وعدہ کو اپنی پشتوں کے پیچھے اور انہوں نے خرید لی اس کے عوض تھوڑی سی قیمت سو بہت بری ہے وہ چیز جو وہ خرید رہے ہیں“۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد فنحاص، اشیع اور ان جیسے دوسرے علماء ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو حکم دیا تھا کہ وہ نبی امی کی اتباع کریں جو اللہ اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے۔ فرمایا اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا، فرمایا میرے وعدے کو پورا کرو، میں تمہارے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو پورا کروں گا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو حکم دیا آپ کی تصدیق کرو، تم میرے پاس وہ پاؤ گے جو تم پسند کرتے ہو (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علقمہ بن وقاص رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے تورات اور انجیل میں ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں جو تم اپنی کتابوں تورات و انجیل میں لکھا پاتے ہو تو وہ اسے پس پشت ڈال دیتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں اور ہ ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 135   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 135

پختہ وعدہ لیا کہ وہ لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کے اوصاف واضح کریں گے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے لیا جو آدمی علم حاصل کرے اسے لوگوں کو بھی سکھائے، علم چھپانے سے بچو کیونکہ علم چھپانا ہلاکت ہے، جس چیز کا علم نہ ہو اس میں تکلف سے کام نہ لے، خطرہ ہے کہ وہ دین سے ہی خارج ہو جائے جب کہ وہ تکلف کر رہا ہوگا، یہ بات کہی جاتی ہے ایسا علم جس کا اظہار نہ کیا جائے اس کی مثال اس خزانے جیسی ہے جس سے نفع حاصل نہیں کیا جاتا۔ وہ حکمت جو ظاہر نہ کی جائے اس کی مثال بت جیسی ہے جو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ حکمت آموز باتوں میں سے یہ بات کہی جاتی ہے ایسے عالم کو مبارک ہو جو علم کا اظہار کرتا ہے اور اس سننے والے کے لئے مبارک ہو جو یاد رکھتا ہے۔ یہ وہ آدمی ہے جو علم سیکھتا ہے پھر کسی اور کو سکھاتا ہے، اسے خرچ کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو دعوت دیتا ہے اور یہ ہے وہ آدمی جو بھلائی کی بات سنتا ہے، اسے یاد کرتا ہے اور اس سے نفع اٹھاتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں قوم کے پاس آیا اس قوم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی تھے کہا تمہارا بھائی کعب تمہیں سلام کہتا تھا اور تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ یہ آیت وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ تمہارے بارے میں نہیں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا تو بھی جا کر اسے ہمارا سلام کہنا اور کہنا یہ آیت نازل ہوئی جب کہ وہ یہودی تھے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ عبد اللہ کے اصحاب اسے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِيْثَاقَهُمْ پڑھتے تھے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کی یہ تفسیر بیان کرتے تھے کہ وہ حق بات کہیں اور عمل سے اس کی تصدیق کریں (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے پڑھتے تھے اور عمل میں اسے پس پشت ڈال دیتے تھے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وعدہ کو پھینک دیا (7) ابن جریر نے سدی سے وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے طمع کرتے ہوئے اپنایا اور حضور ﷺ کے نام کو چھپایا (8) کہا انہوں نے چھپایا اور اسے بیچا اور قیمت کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہ کی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے تورات کو بدل دیا (9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 135　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136
6۔ ایضاً　7۔ ایضاً　8۔ ایضاً　9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے وعدہ نہ لیا ہوتا تو میں تمہیں بیان نہ کرتا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام ابن سعد نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے اگر وہ میثاق نہ ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے لیا ہے تو میں تمہیں زیادہ تر باتیں نہ بتاتا جو تم مجھ سے پوچھتے ہو۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۸۹﴾

”ہرگز آپ یہ خیال نہ کریں کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنی کارستانیوں پر اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے کاموں سے جو انہوں نے کیے ہی نہیں تو ان کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ امن میں ہیں عذاب سے ان کے لئے ہی تو دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے“۔

امام بخاری، امام مسلم، امام احمد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت نقل کی ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا اے رافع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ، ان سے کہو اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے کئے پر خوش ہو اور جو اس نے عمل نہیں کیا اس پر تعریف پسند کرے تو اسے عذاب ہوگا تو ہم سب کو عذاب دیا جائے گا؟ حضرت عباس نے فرمایا تمہارا اس آیت سے کیا تعلق۔ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی پھر آپ نے آل عمران کی آیت نمبر 187 اور یہ آیت تلاوت کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک چیز پوچھی تو انہوں نے اسے چھپایا اور اس کے برعکس کوئی اور چیز بتائی۔ وہ نکلے ظاہر یہ کر رہے تھے کہ آپ نے ان سے جو پوچھا تھا وہی انہیں بتایا اور اس پر تعریف کے طالب ہوئے اور جو پوچھا گیا تھا اس کے چھپانے پر خوش ہوئے (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ منافق گھروں میں بیٹھے رہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ پر تشریف لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برعکس گھروں میں بیٹھنے پر خوش ہوئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لائے معذرت پیش کی اور قسم اٹھائی اور خواہش کی کہ جو عمل انہوں نے کیا ہی نہیں اس پر ان کی تعریف کی جائے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن حدیج اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما مروان کے پاس

بیٹھے ہوئے تھے جب کہ وہ مدینہ کا امیر تھا۔ مروان نے کہا اے رافع یہ آیت (مذکورہ) کن کے بارے میں نازل ہوئی۔ رافع نے کہا یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب حضور ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے ساتھ جانے سے معذرت کی۔ کہنے لگے ہمیں مصروفیات نے آپ کے ساتھ جانے سے روک دیا۔ ہم پسند کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ گویا مروان نے اس تعبیر کا انکار کیا۔ رافع اس سے گھبرا گیا۔ زید بن ثابت سے عرض کیا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو میں نے کہا کیا آپ اسے جانتے ہیں، حضرت زید نے فرمایا: ہاں۔ جب دونوں مروان کے پاس نکلے حضرت زید نے اس سے فرمایا کیا تم میری تعریف نہیں کرو گے کہ میں نے تیرے حق میں گواہی دی تو رافع نے عرض کی میں آپ کی تعریف کرتا ہوں کیونکہ آپ نے حق کی گواہی دی۔ حضرت زید نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے حق کہنے والے کی تعریف فرمائی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہا یہ منافق نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں اگر آپ جہاد کے لئے نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ نکلیں گے۔ جب نبی کریم ﷺ نکلے تو یہ گھروں میں بیٹھ گئے اور انہوں نے جھوٹ بولا اور اس پر وہ خوش ہوئے اور اسے وہ حیلہ خیال کرتے جو انہوں نے اپنایا(1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد فنحاص، اشیع اور ان جیسے دوسرے علماء ہیں۔ جو دنیا پانے پر خوشی کا اظہار کرتے کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے گمراہی کو مزین کر کے پیش کرتے۔ وہ یہ پسند کرتے کہ لوگ انہیں علماء کہیں جب کہ وہ اہل علم نہ تھے۔ لوگوں کو ہدایت اور خیر پر پرانگیختہ نہ کرتے جب کہ یہ پسند کرتے کہ لوگ یہ کہیں کہ انہوں نے یہ عمل کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں ان پر کتاب نازل کی گئی۔ انہوں نے ناحق فیصلے کیے اور احکام الٰہی میں تحریف کر دی، یہ عمل کرتے خوش ہوتے اور انہوں نے یہ بھی پسند کیا کہ انہوں نے جو عمل نہیں کیا۔ اس پر ان کی تعریف کی جائے۔ وہ اس بات پر بھی خوش ہوتے کہ انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور آپ پر آنے والی وحی کا انکار کیا جب کہ وہ یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ جو لوگ حضرت محمد ﷺ اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز اور روزے سے نہیں رکھے۔ اس پر ان کی تعریف کی جائے وہ یہ گمان نہ کریں گے کہ وہ جہنم سے بچ جائیں گے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ کون سے یہودی تھے جنہوں نے ایک دوسرے کو لکھا تھا کہ حضرت محمد ﷺ نبی نہیں، اپنے کلمہ پر اکٹھے رہو، اپنے دین اور اپنے پاس موجود کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ ان یہودیوں نے اسی طرح کیا، اس پر خوش ہوئے اور حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ کفر کرنے پر بھی خوش ہوتے(4)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو چھپایا جب سب نے اس امر پر اتفاق کیا تو اس پر خوش ہوئے۔ ساتھ ہی وہ اپنا تزکیہ کرتے تھے اور کہتے تھے ہم روزہ، نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں اور ہم حضرت ابراہیم کے دین کے پیروکار ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام جو چھپاتے ہو، اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہو اور یہ پسند کرتے ہو کہ عرب تمہاری پاکیزگی پر تمہاری تعریف کریں جب کہ تم ایسے نہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام چھپاتے اور یہ اعلان کرتے کہ ہم حضرت ابراہیم کے دین پر ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہودی اس بات پر خوش تھے کہ کتاب کے تبدیل کرنے پر لوگ خوش ہیں اور اس پر ان کی تعریف کرتے ہیں تو یہودیوں کا مالک نہیں اور تو ہرگز ایسا نہیں کرے گا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو جو عطا فرمایا اس پر خوش ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بیان کیا گیا کہ خیبر کے یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، انہوں نے گمان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو پیغام حق لائے ہیں۔ یہ اس پر راضی ہیں، وہ آپ کی اتباع کرنے والے ہیں جب کہ وہ گمراہی کو پکڑنے والے تھے۔ انہوں نے یہ بھی ارادہ کیا کہ انہوں نے جو عمل نہیں کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس پر بھی تعریف کریں (5)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل خیبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، کہنے لگے ہم آپ کی رائے پر ہیں اور ہم آپ کے حمایتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلا دیا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ خیبر کے یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی ہم نے دین کو قبول کر لیا اور اس پر راضی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے چاہا کہ جو انہوں نے عمل کیا ہی نہیں اس پر ان کی تعریف کی جائے۔

امام مالک، ابن سعد اور بیہقی نے دلائل میں حضرت محمد بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ ثابت بن قیس نے کہا یا رسول اللہ مجھے ڈر ہے میں ہلاک ہونے والا ہوں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے کہ ہم پسند کریں کہ ہماری ایسے عمل پر تعریف کی جائے جو ہم نے نہ کیا ہو جب کہ میں تعریف کو پسند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکبر سے منع کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 137 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 138 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 429 (497) بیروت

ہے، میں جمال کو پسند کرتا ہوں، ہمیں منع کیا گیا کہ ہم اپنی آواز آپ کی آواز سے بلند کریں جب کہ میری آواز بلند ہے۔ فرمایا اے ثابت کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اچھی زندگی گزارے، شہادت کی موت مرے اور جنت میں داخل ہو۔ انہوں نے اچھی زندگی گزاری۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت محمد بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ سب نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے خوف لاحق ہوا ہے پھر مکمل روایت ذکر کی۔

امام ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جو بڑے عبادت گزار اور فقیہ تھے بادشاہ ان کے پاس حاضر ہوتے ان علماء نے انہیں رخصتیں دیں اور بادشاہوں نے انہیں عطیات دیئے۔ علماء اس بات پر خوش تھے کہ بادشاہوں نے ان کی بات مانی ہے اور انہیں عطیات دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک لشکر تیار کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا کیا آپ جھکیں گے نہیں تا کہ ہم آپ کی پشت پر سوار ہو جائیں۔ فرمایا شاید آپ عراضین میں سے ہو جائیں پوچھا عراضون کون ہیں؟ اس نے کہا جو یہ پسند کرتے ہیں جو انہوں نے عمل نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے، جب تیرے سامنے حق پیش کیا جائے اس کا قصد کر اور باقی سے اعراض کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے فلا یحسبنھم نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فلا یحسبنھم کو سین کے کسرہ اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن منذر نے ضحاک سے صفازۃ کا معنی منجاۃ کیا ہے۔ ابن جریر نے ابن زید سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾

"بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں (بڑی) نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کون سے معجزات لائے تھے؟ انہوں نے کہا عصا، ید بیضاء، نصاریٰ کے پاس آئے، پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کس شان کے ساتھ آئے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی جلد 6، صفحہ 355، دار الکتب العلمیہ بیروت

انہوں نے کہا وہ مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ کہنے لگے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لئے صفا کو سونا بنادے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی تا کہ وہ اس میں غور و فکر کریں (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ کے پاس رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ نصف رات ہو چکی تھی یا اس سے کم یا زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ پھر آپ بیدار ہوئے اپنے چہرے سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ نیند کے آثار کو دور کرنے لگے۔ پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ انہیں ختم کیا (2)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، طبرانی اور حاکم نے کنی میں اور بغوی نے معجم صحابہ میں حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا، اس رات آپ کی نماز لیٹ ہو گئی۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ سو گئے۔ جب نصف رات ہو چکی، آپ بیدار ہوئے اور آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی پھر آپ نے مسواک کیا وضو فرمایا اور گیارہ رکعت نماز ادا فرمائی۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

"وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار، پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے"۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز منادی کرنے والا ندا کرے گا اولوا الالباب کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے تم کن اولوا الالباب کا ارادہ کرتے ہو تو وہ اس آیت کی تلاوت کرے گا، ان کے لئے جھنڈا باندھا جائے گا، قوم ان کے جھنڈے کے پیچھے پیچھے چلے گی اور وہ ان لوگوں کو کہے گا، اس میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

امام فریابی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ یہ نماز کے بارے میں حکم ہے، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز نہ

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 12 (12322)، بغداد

2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 657، وزارت تعلیم اسلام آباد

پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے، اگر وہ بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھے(1)۔

امام حاکم نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں بواسیر کی تکلیف تھی تو حضور ﷺ نے انہیں پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا(2)۔

امام بخاری نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بواسیر کی تکلیف تھی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر طاقت نہیں رکھتے تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو(3)۔

امام بخاری نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی کی نماز کے بارے میں پوچھا جب کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا جس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی وہ افضل ہے، جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اس کے لئے کھڑے ہونے والے کے اجر سے نصف اجر ہے اور جس نے لیٹ کر نماز پڑھی، اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے نصف اجر ہوگا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد نماز اور غیر نماز میں اللہ کا ذکر اور قرآن پڑھنا ہے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہا اے ابن آدم یہ سب تیرے حالات ہیں، اللہ کا ذکر کرو اس حال میں کہ تم کھڑے ہو، اگر طاقت نہیں رکھتے تو بیٹھ کر اس کا ذکر کرو اگر اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی اور تخفیف ہے(6)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اللہ کا ذکر کرنے والوں سے کوئی بندہ اس وقت تک کثرت سے ذکر کرنے والا نہیں ہوتا یہاں تک کہ اللہ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹ کر کرے۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمۃ، اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے جب کہ صحابہ غور و فکر کر رہے تھے۔ فرمایا اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو بلکہ اس کی مخلوق میں غور و فکر کرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التفکر اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو غور و فکر کر رہے تھے تو فرمایا مخلوق میں غور و فکر کرو خالق میں غور و فکر نہ کرو۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت عثمان بن ابی دہرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضور ﷺ صحابہ

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 212 (9034)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 328 (3172)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح بخاری، باب تقصیر الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 376 (1066) دار ابن کثیر دمشق
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 375 (1064)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 140 مصر
6۔ ایضاً

کے پاس تشریف لائے جب کہ وہ خاموش بیٹھے تھے، بات چیت نہیں کر رہے تھے۔ فرمایا تم بولتے کیوں نہیں؟ عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور و فکر کرتے ہیں۔ فرمایا اسی طرح کرو، اللہ کی مخلوق میں غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن مردویہ اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی مخلوق میں غور وفکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر چیز میں غور و فکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے التفکر میں، ابن منذر، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ابن مردویہ، اصبہانی نے ترغیب میں اور ابن عساکر نے حضرت عطار حمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کے اعمال میں سے سب سے عجیب عمل جو تم نے دیکھا ہے وہ مجھے بتایئے فرمایا حضور ﷺ کا کون سا عمل عجیب نہیں تھا، ایک رات آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے لحاف میں داخل ہوئے پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ آپ اٹھے وضو فرمایا پھر نماز پڑھنا شروع کی، روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو آپ کے سینے پر گرتے رہے پھر آپ نے رکوع کیا تو آپ روتے رہے پھر سجدہ کیا تو آپ روتے رہے پھر سر اٹھایا تو آپ روتے رہے، آپ یونہی نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے، نماز کے لئے بلایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں روتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اگلے پچھلے گناہوں سے محفوظ فرما دیا ہے۔ تو فرمایا کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا اس پر افسوس جس نے اس آیت کو پڑھا مگر غور وفکر نہ کیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے التفکر میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے اسے مرفوع ذکر کیا جس نے سورۂ آل عمران کو پڑھا، اس میں غور وفکر نہ کیا تو اس کے لئے ہلاکت ہے۔ پھر اپنی انگلیوں کے ساتھ دس کو شمار کیا۔ اوزاعی سے کہا گیا اس میں غور وفکر کی غایت کیا ہے فرمایا انہیں پڑھے تو ان کا معنی سمجھتا ہو۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں بلکہ کئی صحابہ سے یہ روایت سنی ہے وہ فرماتے ایمان کی ضیاء اور اس کا نور غور وفکر ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد اور ابن منذر نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ام درداء سے سوال کیا کہ ابو درداء کی افضل ترین عبادت کون سی ہے؟ فرمایا غور وفکر اور عبرت حاصل کرنا۔

امام ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ایک لمحہ کی سوچ و بچار ساری رات قیام

کرنے سے بہتر ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے(1)۔

امام دیلمی نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ رات اور دن کے پھرنے میں ایک لمحہ کی سوچ و بچار اس سال کی عبادت سے بہتر ہے(2)۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک لمحہ کا غور وفکر ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

امام ابوالشیخ اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ایک آدمی آسمان اور ستاروں کی طرف دیکھ رہا ہو اور کہے اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تیرا ایک پیدا کرنے والا رب ہے، اے اللہ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم فرماتا ہے پس اسے بخش دیتا ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖۗ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ۚ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

''اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کردیا آگ میں تو رسوا کردیا تو نے اسے اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔ اے ہمارے رب! بے شک سنا ہم نے منادی کرنے والے کو کہ بلند آواز سے بلاتا تھا ایمان کی طرف (اور کہتا تھا) کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے مالک! پس بخش دے ہمارے گناہ اور مٹا دے ہم سے ہماری برائیاں اور (اپنے کرم سے) موت دے ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں جو وعدہ کیا تو نے ہمارے ساتھ اپنے رسولوں کے ذریعہ اور نہ رسوا کر ہمیں قیامت کے دن، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں کہا کرتے تھے اللہ کا بڑا نام رب رب ہے۔

1۔ مسند الفردوس، جلد 2، صفحہ 71 (2405) 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 70 (2397)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَنْ تُدْخِلِ کا معنی ہے جسے تو ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کرے (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جنہیں جہنم سے نہیں نکالا جائے گا (2)۔

امام ابن جریر اور حاتم نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک عمرہ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور عطاء ان کے پاس گئے۔ میں نے ان سے اس آیت وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ (البقرۃ: 167) کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا کہ اس سے مراد کافر ہیں۔ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس آیت اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جب وہ کسی کو آگ سے جلائے تو اس نے اسے رسوا نہیں کیا رسوا کرنا اس سے کم درجے کا عذاب ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ کی تفسیر پوچھی تو فرمایا یہاں منادی سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور خطیب نے متفق ومفترق میں محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں منادی سے مراد قرآن حکیم ہے کیونکہ تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو (براہ راست) نہیں سنتے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے انہوں نے اللہ کی دعوت کو سنا، انہوں نے جواب دیا، اس میں احسان کیا اور اس پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے مومن کے بارے میں خبر دیتا ہے کہ اس نے کیا کہا اور جنوں میں سے مومن کے بارے میں خبر دیتا ہے کہ اس نے کیا کہا۔ جہاں تک مومن جن کا تعلق ہے اس نے کہا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (الجن: 1) انسانوں میں سے مومن نے کہا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا (7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں سے جو وعدہ کیا تھا وہ تمہارے ساتھ پورا کیا جائے گا (8)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کا معنی ہے ہمیں قیامت کے روز رسوا نہ کرنا اور جس نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا ہے اس سے تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں۔ تو ان کے رب نے جواب دیا جو لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے ہیں یعنی اہل توحید اور اہل اخلاص میں سے ہیں انہیں قیامت کے روز ذلیل ورسوا نہیں کروں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 141 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 142 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143

امام ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی اور رسوائی انسان کو اس حد تک پہنچے گی کہ وہ آرزو کرنے لگے گا کہ اسے جہنم میں پھینکنے کا ہی حکم دے دیا جائے (1)۔

امام ابوبکر شافعی نے رباعیات میں حضرت ابوقر صافہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ قیامت کے روز ہمیں ذلیل نہ کرنا اور قیامت کے روز ہمیں رسوا نہ کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں تشہد سے فارغ ہو تو کہے اے اللہ جو میں بھلائی جانتا ہوں اور جو بھلائی نہیں جانتا میں اس کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جو میں برائی جانتا ہوں یا جو نہیں جانتا سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا نیک لوگوں نے تجھ سے سوال کیا اور اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے نیک لوگوں نے تیری پناہ چاہی۔ پھر آپ نے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً (البقرہ:201) پڑھی کہا۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پھر مذکورہ آیت کی دعا پڑھی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ مستحب ہے کہ فرض نمازوں میں قرآن کی دعائیں پڑھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے نماز میں دعاء کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بہترین دعا وہ ہے جو قرآن کے موافق ہو (4)۔

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عَسْقَلَانُ اَحَدُ الْعَرُوْسَیْنِ عسقلان دولہا دولہن میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ستر ہزار افراد کو حساب کے بغیر بھیجے گا جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ پچاس ہزار شہداء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وفد کی صورت میں اٹھائے جائیں گے۔ ان میں شہداء کی کئی صفیں ہوں گی جن کے سر ان کے ہاتھوں میں خون بہا رہے ہوں گے، ان کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی، وہ کہہ رہے ہوں گے رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے سچ کہا، نہر بیضہ میں غسل کرو تو اس سے سفید ہو کر نکلیں گے، جنت میں جہاں چاہیں گے گھومتے پھریں گے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 187 (1770) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 264 (3025) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 265 (3034) 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 265 (3038)

اللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

"تو قبول فرمالی ان کی التجا ان کے پروردگار نے (اور فرمایا) کہ میں ضائع نہیں کرتا عمل کسی عمل کرنے والے کا تم سے خواہ مرد ہو یا عورت بعض تمہارا جزء ہے بعض کی، تو وہ جنھوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور (دین کے لئے) لڑے اور مارے گئے تو ضرور میں مٹادوں گا ان (کے نامہ اعمال) سے ان کے گناہ اور ضرور داخل کروں گا انہیں باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں (یہ) جزاء ہے (ان کے اعمال حسنہ کی) اللہ کے ہاں اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے"۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کہ میں یہ نہیں سنتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بارے میں عورتوں کا بھی ذکر کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو انصار نے کہا یہ وہ پہلی عورت ہے جو ہم پر سبقت لے گئی ہے (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رویت نقل کی ہے آخری نازل ہونے والی آیت یہ فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اختتام تک نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی بندہ تین دفعہ یا رب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے حضرت حسن بصری کے سامنے یہ ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کیا تو قرآن حکیم کی تلاوت نہیں کرتا رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا (آل عمران:193) فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مہاجروں کو ہر اعتبار سے گھروں سے نکالا گیا۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں جانے والی پہلی جماعت ان فقراء ومہاجرین کی ہوگی جن کے ذریعے مصائب سے بچا جاتا تھا۔ جب انہیں حکم دیا جاتا تو وہ سنتے اور اطاعت کرتے، اگر ان میں سے کسی کو سلطان سے حاجت ہوتی تو وہ پوری نہ ہوتی وہ مرجاتا مگر اس کی خواہش اس کے سینے میں ہوتی، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جنت کو بلائے گا تو وہ زیب وزینت کے ساتھ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، انہیں شہید کیا گیا اور میری راہ میں انہیں اذیتیں دی گئیں اور میری راہ میں انہوں نے جہاد کیا؟ تم جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ بغیر کسی حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے آئیں گے، وہ سجدہ کریں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم صبح وشام تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جنہیں تو

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1136 (552) دارالصمیعی الریاض

نے ہم پر ترجیح دی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میرے بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا میری راہ میں انہیں اذیتیں دی گئیں۔ ہر دروازے سے ان پر فرشتے داخل ہوں گے اور یوں سلام کریں گے سَلٰمٌ عَلَیۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ (الرعد:24) (1)

امام حاکم نے اسے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جب کہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میری امت میں سے کون سی جماعت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا مہاجر۔ وہ قیامت کے روز جنت کے دروازے کے پاس آئیں گے، اسے کھلوانا چاہیں گے۔ جنت کے داروغے کہیں گے کیا تم سے حساب و کتاب لے لیا گیا ہے تو یہ کہیں گے کس قسم کا حساب؟ اللہ کی راہ میں ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر تھیں یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔ تو ان کے لئے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ لوگوں کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے وہ چالیس سال تک جنت میں آرام کریں گے (2)۔

امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سامنے ایک آہٹ سنی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ بلال ہے۔ میں وہاں سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اکثر جنتی مہاجر فقراء اور مسلمانوں کے بچے ہیں۔ میں نے اغنیاء اور عورتوں میں سے کم کسی کو نہیں دیکھا۔ مجھے کہا گیا جہاں تک اغنیاء کا تعلق ہے ان کا دروازے پر حساب و کتاب ہو رہا ہے۔ جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے انہیں دو چیزوں نے جنت سے غافل کر دیا ہے سونا اور ریشم۔

امام احمد نے حضرت ابو الصدیق رحمہ اللہ سے اس نے اصحاب نبی سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے رویت نقل کی ہے کہ مومن فقراء اغنیاء مومنوں سے چار سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ غنی مومن کہے گا کاش میں بھی فقیر ہوتا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے ان کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جب کوئی مصیبت و آزمائش کا وقت ہوتا تو یہ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے، جب مال غنیمت حاصل کرنے کا وقت ہوتا تو دوسرے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے، دوسری قسم کے لوگوں کو دروازوں سے دور رکھا جائے گا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت سعید بن عامر بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان فقراء جنت میں اغنیاء سے پچاس سال پہلے داخل ہوں گے یہاں تک کہ کوئی غنی آدمی ان کی جماعت میں داخل ہوگا اس کا ہاتھ پکڑ لیا جائے گا اور اسے باہر نکال دیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ جمع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس امت کے فقراء اور مساکین کہاں ہیں؟ وہ سامنے آ جائیں گے۔ کہا جائے گا تمہارے پاس کیا ہے؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمیں آزمائش میں ڈالا گیا تو ہم نے صبر کیا۔ تو اسے خوب جانتا ہے، اموال اور حکومت پر تو نے غیر کو والی بنایا۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 144، مصر 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 80 (2389) دار الکتب العلمیہ بیروت

انہیں کہا جائے گا تم نے سچ کہا۔ تو باقی لوگوں سے ایک زمانہ پہلے انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ صاحب مال اور صاحب اقتدار لوگوں پر حساب کی شدت باقی رہے گی۔ پوچھا گیا اس روز مومن کہاں ہوں گے؟ فرمایا ان کے لئے نور کی کرسیاں رکھی جائیں گی ان پر سایہ کیا جائے گا، ان کے لئے وہ دن، دن کی ایک ساعت سے بھی چھوٹا ہو گا واللہ اعلم۔

امام ابن ابی حاتم نے شداد بن اوس سے روایت نقل کی ہے کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں اس پر تہمت نہ لگاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ مومن پر زیادتی نہیں کرتا۔ جب تم میں سے کسی پر کوئی ایسی چیز آئے جو پسندیدہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، جب کوئی مصیبت آئے تو صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین بدلہ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۫ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾

"(اے سننے والے!) نہ دھوکہ میں ڈالے تجھے چلنا پھرنا ان کا جنہوں نے کفر کیا ملکوں میں۔ یہ لطف اندوزی تھوڑی مدت کے لئے ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ لیکن وہ جو ڈرتے رہے اپنے رب سے ان کے لئے باغ ہوں گے رواں ہوں گی ان کے نیچے ندیاں (وہ متقی) ہمیشہ رہیں گے ان میں یہ تو مہمانی ہو گی اللہ کی طرف سے اور جو (ابدی نعمتیں) اللہ کے پاس ہیں وہ بہت بہتر ہیں نیکوں کے لئے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے کہ رات اور دن کا ان پر پھرنا اور نعمتوں کا حاصل ہونا کفار کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ عکرمہ نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جہنم کتنی بری منزل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد ان کا سفر کرنا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ کی قسم کفار حضور ﷺ کو دھوکہ نہ دے سکے اور نہ ہی حضور ﷺ نے اللہ کا کوئی حکم ان کے سپرد کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حال پر ان کو قبض کر لیا (2)۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ابرار اس لیے فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے آباء اور اولاد سے نیک سلوک کیا جس طرح تیرے والد کا تجھ پر حق ہے اسی طرح تیرے بیٹے پر بھی تیرا حق ہے (3) ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع روایت نقل کی ہے جب کہ پہلی تعبیر زیادہ صحیح ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابرار سے مراد وہ لوگ ہیں جو اولاد کو اذیتیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 145، مصر 2۔ ایضاً 3۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 190 (94)، مصر قاہرہ

نہیں دیتے۔ ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ابرار سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے ہیں (1)۔

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

''اور بے شک بعض اہل کتاب ایسے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو اتارا گیا تمہاری طرف اور جو اتارا گیا ان کی طرف عاجزی (اور نیاز مندی) کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں سودا کرتے اللہ کی آیتوں کا حقیر قیمت پر، یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے''۔

امام نسائی، بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر نماز جنازہ پڑھو۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ایک حبشی پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باہر نکلو اور اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے چار تکبیرات پڑھیں۔ فرمایا یہ اصحمہ نجاشی ہے۔ منافقوں نے کہا اسے دیکھو۔ ایک نصرانی آدمی کا نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ ہم نے تو پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی اور ان صحابہ کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے نبی پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے لئے دعائے استغفار کی، اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جب آپ کو اس کی موت کی خبر پہنچی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو جو ایک شہر میں فوت ہوا ہے۔ منافقوں نے کہا ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں جو ان کے دین کا پیروکار بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہم اس نوجوان کے لئے دعائے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 145 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 146 3۔ ایضاً

نماز جنازہ پڑھی حضرت نجاشی کا وصال حبشہ میں ہوا تھا وہاں ان کی نماز جنازہ کا کوئی اہتمام ممکن نہ تھا اس لئے سرور دو عالم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ کا اہتمام فرمایا نیز علماء نے تصریح کی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حجابات اٹھا دیئے گئے تھے لوگوں کے لئے میت غائب تھی جب کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حاضر تھی اس لئے صحابہ کے لئے نماز جنازہ غائبانہ تھا جب کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حاضر تھا۔

مزید برآں نماز فرض کفایہ ہے اور ہمہ وقت کسی نہ کسی جگہ مسلمانوں کی اموات ہوتی رہتی ہیں اسے اگر غائبانہ نماز جنازہ کو معمول بنا جائے گا تو تنگی کی کیفیت پیدا ہوگی اور اس پر قائم رہنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ ترجمہ (ترح فتح القدیر جلد 2، صفحہ 118، دار الفکر فصل فی الصلاۃ علی المیت) تو منافقوں نے آپ پر طعن کیا انہوں نے کہا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے جب کہ نجاشی آپ کے دین پر نہ تھا تو یہ آیت نازل ہوئی انہوں نے یہ بھی کہا اس نے آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھی کیونکہ درمیان میں سمندر حائل ہیں تو یہ آیت فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرۃ:115) نازل ہوئی۔ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا دوسرے لوگوں نے کہا یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مسلمان ہو گئے تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور دوسرے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت وحشی بن حرب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں جب کہ وہ کافر مرا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتے پھر یہ آیت تلاوت کی (2)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے یہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے مسلمان ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو حضور ﷺ سے پہلے موجود تھے اور جنہوں نے حضور ﷺ کی اتباع کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۫ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

"اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمر بستہ رہو (خدمت دین کے لئے) اور (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 146، مصر
2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 22، صفحہ 136 (361) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبرانی، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 147
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 146

امام ابن مبارک، ابن جریر، ابن منذر، حاکم، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت داؤد بن صالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے حضور ﷺ کے زمانہ میں کوئی ایسا غزوہ نہیں تھا جس میں مرابطہ ہوتا ہو بلکہ نماز کے بعد نماز کا انتظار ہوتا(1)۔

امام ابن مردویہ نے ایک اور سند سے حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے، فرمایا اے بھتیجے جانتے ہو یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا حضور ﷺ کے زمانہ میں کوئی ایسا غزوہ نہیں ہوتا تھا جس میں مرابطہ ہوتا ہو بلکہ یہ آیت اس جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جو مسجدیں آباد کرتے، اپنے اپنے اوقات میں نماز پڑھتے، پھر مساجد میں ہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچوں نمازوں پر صبر کرو، اپنے آپ اور اپنی خواہشات پر قابو رکھو، مساجد میں ہی رہو، اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں تعلیم دی ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے فرمایا کیا تمہیں اس چیز کے جاننے میں خواہش ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور اجر کو بڑھاتا رہتا ہے؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا مشقت کی حالت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا کا یہی معنی ہے۔ یہی مساجد میں رباط ہے۔

امام ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی ایسے امر کی طرف نہ کروں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ مٹا دے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی ایسے امر کی طرف نہ کروں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ مٹا دے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے(3)۔

امام ابن جریر نے اسی کی مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے۔

امام مالک، امام شافعی، عبد الرزاق، امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا کیا میں تمہیں ایسی باتیں نہ بتاؤں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہاری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 148　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً

خطائیں معاف کردے اور تمہارے درجات بلند کردے؟ وہ مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوغسان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مسجد میں رہنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگ دین کے معاملات میں صبر کریں، اسے سختی، نرمی، خوش حالی اور تنگ دستی کی وجہ سے نہ چھوڑیں۔ اور انہیں حکم دیا کہ کفار کے مقابلہ میں صبر کریں اور مشرکوں کی تاک میں رہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے ان آیات کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے اپنے دین کے معاملہ میں صبر کرو، جو تم نے وعدہ کیا ہوا سے پورا کرو، میرے دشمن اور اپنے دشمن کی تاڑ میں رہو یہاں تک کہ وہ اپنا دین تمہارے دین کو اپنا کر چھوڑ دے، میرے اور تمہارے درمیان جو معاملات ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو تاکہ تم جب کل مجھے ملو تو تم کامیاب ہو (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں صبر کرو، گمراہوں کا مقابلہ کرنے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے دشمن کی تاڑ میں رہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جہاد پر صبر کرو، دشمن کا مقابلہ کرنے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور اپنے دین پر ہمیشگی اختیار کرو (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مصیبت کے وقت صبر کرو، نمازوں پر ہمیشگی اختیار کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرائض پر صبر کرو، نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہو اور اس نے جو تمہیں حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے ان پر کمربستہ رہو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صبر کرو، اللہ کے دشمن کا مقابلہ کرو اور اللہ کی راہ میں ڈٹ جاؤ۔

امام ابونعیم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے مومنو! پانچ نمازوں کی ادائیگی میں صبر کرو، دشمنوں سے تلوار کے ساتھ جنگ کرنے میں ڈٹ جاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہو تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 147 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، کتاب الجہاد، جلد 4، صفحہ 5 (4205)، دارالکتب العلمیہ بیروت

روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں رومیوں کے لشکر اور ان سے خطرات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا اما بعد جب بھی بندۂ مومن پر کوئی سختی آتی ہے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرما دیتا ہے، ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی، اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت لکھی (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور بیہقی نے شعب میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن بھی دشمن کی تاڑ میں رہنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں دشمنوں کی تاڑ میں رہتا ہے اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ آدمی قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے (3)۔

امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایک دن اور رات دشمن کی تاڑ میں رہنا ایک ماہ کے روزوں اور اس کے قیام سے بہتر ہے اگر اسی حالت میں وہ آدمی فوت ہو گیا تو اس کا یہ عمل جاری رہے گا، اس کا رزق جاری رہے گا، وہ شیطان سے امن میں رہے گا۔ طبرانی نے یہ زائد ذکر کیا ہے کہ قیامت کے روز اسے شہید اٹھایا جائے گا (4)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے ایک ماہ تک سرحدوں کی حفاظت ایک زمانہ تک کے روزوں سے بہتر ہے جو آدمی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا وہ فزع اکبر سے محفوظ ہو گا، اسے رزق اور جنت کی خوشبو دی جائے گی، سرحدوں کی حفاظت کا عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے روز اسے اللہ تعالیٰ اٹھائے گا (5)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایک آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کا یہ عمل ختم ہو جاتا ہے مگر اللہ کی راہ میں دشمن سے نگہبانی کرنے کا عمل بڑھتا رہتا ہے اور قیامت تک اس کا رزق جاری رہتا ہے (6)۔

امام احمد نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسلمانوں کے ساحلوں کی تین دن تک نگہبانی کی یہ ایک سال تک سرحدوں کی نگہبانی کے قائم مقام ہو جائے گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 148، مصر

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب فضل المرابط جلد 7، صفحہ 120 (1664) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 41 (4287) باب المرابط فی سبیل اللہ

4۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 52 (1913) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مجمع الزوائد جلد 5، صفحہ 528 (9554) دار الفکر بیروت

6۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 18، صفحہ 256 (641) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہوئے مر گیا تو اس کا یہ عمل صالح جاری رہے گا، اس کا رزق جاری رہے گا، اسے شیطان سے امن ہوگا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے فزع سے محفوظ اٹھائے گا (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے اور یہ اضافہ کیا ہے سرحدوں کی نگہبانی کرنے والا اگر اپنی چوکی میں فوت ہوا تو اس کا عمل قیامت تک لکھا جاتا رہے گا، اسے غذا دی جائے گی اور جنت کی خوشبو نصیب ہوگی، اس کی ستر حوروں سے شادی کی جائے گی، اسے کہا جائے گا یہاں ٹھہرو لوگوں کی شفاعت کرو یہاں تک کہ لوگ حساب سے فارغ ہو جائیں گے۔

امام طبرانی نے ایسی سند سے روایت کی ہے جس میں کوئی کجی نہیں واثلہ بن اسقع سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے اچھا طریقہ شروع کیا تو اسے اس کا اجر اس کی زندگی اور اس کی زندگی کے بعد بھی ملتا رہے گا یہاں تک کہ اس عمل کو چھوڑ دیا جائے جس نے برا طریقہ شروع کیا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دیا جائے جو آدمی اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہوئے مر گیا تو اس کا یہ عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ اسے قیامت کے روز اٹھایا جائے (2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے سرحدوں کی نگہبانی کرنے والے کے اجر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو ایک رات سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ مقصود مسلمانوں کی نگہبانی ہوتی ہے تو اسے پیچھے رہنے والے روزے داروں اور نمازیوں کا ثواب ملتا ہے (3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے جس میں کوئی حرج نہیں وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو ایک آدمی بھی اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں حائل کر دیتا ہے یہ خندق سات زمینوں اور آسمانوں کے برابر ہوگی (4)۔

امام ابن ماجہ نے کمزور سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کی سرحد کی نگہبانی کی جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ہو، مقصود اللہ کی رضا ہو جب کہ یہ عمل رمضان شریف کے علاوہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سو سال کے روزوں اور اس کی عبادتوں سے افضل ہے اور رمضان شریف میں ایک دن سرحدوں کی نگہبانی جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ہو، مقصود اللہ کی رضا ہو تو یہ اللہ کے ہاں دو ہزار سالوں کے روزوں اور عبادتوں سے افضل ہے، اگر اللہ تعالیٰ اسے گھر والوں کی طرف صحیح و سالم لوٹا دیتا ہے تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا، اس

1۔ سنن ابن ماجہ، باب الجہاد، جلد 3، صفحہ 348 (2827)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 410 (772)، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، باب الجہاد، جلد 5، صفحہ 527 (9499)　4۔ ایضاً (9500)

کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور قیامت تک سرحدوں کی نگہبانی کے عمل کا اجر اس کے حق میں لکھا جاتا رہتا ہے(1)۔

امام ابن حبان اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ سرحدوں کی نگہبانی پر مامور تھے، لوگ گھبرائے اور ساحل کی طرف نکل گئے پھر کہا گیا کوئی خطرہ نہیں۔ لوگ لوٹ آئے جب کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا۔ پوچھا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کیوں کھڑے ہو؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اللہ کی راہ میں ایک ساعت پھرنا حجر اسود کے پاس لیلۃ القدر میں قیام کرنے سے بہتر ہے(2)۔

امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ کی راہ میں ایک دن سرحدوں کی حفاظت دوسری جگہ ہزار دن گزارنے سے بہتر ہے۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں جس نے اللہ کی راہ میں ایک رات سرحدوں کی حفاظت کی یہ عمل ایک ہزار دن روزے رکھنے اور ان میں قیام کرنے کی طرح ہے(3)۔

امام بیہقی نے ابو امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کی ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور اس کام میں ایک دینار خرچ کرنا سات سو دینار کسی اور جگہ خرچ کرنے سے افضل ہے(4)۔

امام ابو الشیخ نے ثواب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے سرحدی زمین میں ایک نماز دو ہزار نمازوں جیسی ہے۔

امام ابن حبان نے حضرت عتبہ بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنگ دور جگہ ہو، چھٹیاں زائد ہو جائیں، غنیمتیں حلال سمجھی جانے لگیں تو تمہارا بہترین جہاد سرحد کی حفاظت ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دینار، درہم جبہ اور عمدہ چادر کا پجاری تباہ و برباد ہو گیا، اگر اسے عطا کیا جائے تو راضی ہو جائے، اگر عطا نہ کیا جائے تو ناراض ہو جائے، ہلاک ہوتے ہیں اور سر کے بل گر پڑتے ہیں جب انہیں کانٹا لگے تو نہ نکلے۔ مبارک ہے وہ بندہ جو اللہ کی راہ میں گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے، اس کا سر پراگندہ ہے، اس کے قدم غبار آلود ہیں، اگر نگہبانی کے لئے آگے ضرورت ہو تو اگلے حصہ میں ہوتا ہے، اگر فوج کے پیچھے حصے میں خرابی ہو تو پیچھے حصے میں ہوتا ہے(5)۔

امام مسلم، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، جلد 3، صفحہ 349 (2867)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 40 (4286)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 156 (2635)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 43 (4295)
5۔ صحیح بخاری جلد 3، صفحہ 1057 (2730) دار ابن کثیر دمشق

کی بہترین زندگی یہ ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہو جب وہ کوئی خوفناک آواز سنتا ہے تو تیزی سے اس کی طرف جاتا ہے اور وہیں شہادت اور موت کی خواہش کرتا ہے اور وہ آدمی جو پہاڑ کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں تھوڑی سی بکریوں کے ساتھ رہتا ہو، وہ نماز پڑھتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہو یہاں تک کہ اسے موت آجائے یہ لوگوں سے بہتر حالت میں ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ام مبشر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ سند رسول اللہ تک پہنچاتے ہیں کہ مرتبہ کے اعتبار سے بہترین آدمی وہ ہے جو گھوڑے کی پیٹھ پر ہو جو دشمن کو خوفزدہ کرتا ہے اور دشمن اسے خوفزدہ کرتے ہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی چوپال کی تین دن کی حفاظت کرنا مجھے زیادہ پسند ہے کہ مدینہ طیبہ یا بیت المقدس کی مسجد میں لیلۃ القدر نصیب ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے محفوظ تو رکھے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرنے والا اس آدمی سے اجر میں بڑھ کر ہے جو ایک ماہ روزے رکھتا ہے ور قیام کرتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے جنازہ میں نکلے۔ جب اس کا جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ نہ پڑھیے کیونکہ یہ ایک گناہ گار آدمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے اسے اسلام پر دیکھا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں میں نے دیکھا ہے۔ اس نے ایک روز اللہ کی راہ میں نگہبانی کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس پر مٹی ڈال دی۔ فرمایا اس کے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ یہ جہنمی ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر لوگوں کے اعمال کے بارے میں نہ پوچھا، کر وان کے دین کے بارے میں پوچھا کرو (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس امر کو جب سے شروع کیا نبوت و رحمت سے شروع کیا پھر وہ ملک و رحمت کی طرف لوٹ جاتا ہے پھر جبر یہ ہو جاتا ہے وہ ایک دوسرے کو اس طرح کھائیں گے جس طرح گدھے کھاتے ہیں۔ اے لوگو تم پر جہاد لازم ہے جب تک میٹھا اور سر سبز و شاداب ہو قبل اس کے کہ کڑوا اور مشکل ہو جائے۔ یہ عام ہو گا قبل اس کے کٹا ہوا ہو جائے۔ جب غزوہ کی جگہیں دور ہو جائیں، غنائم کھائی جانے لگیں، حرام کو حلال جانا جانے لگے تو تم پر رباط ضروری ہے کیونکہ یہ بہترین جہاد ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 42 (4291) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42 (94-93-4292)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 43 (4297)

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا چار چیزیں ایسی ہیں کہ مدت کے بعد بھی ان کا اجر جاری رہتا ہے، ایک وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، دوسرا وہ آدمی جس نے علم حاصل کیا جب تک اس پر عمل ہوتا رہے گا، تیسرا وہ آدمی جس نے صدقہ کیا تو اس کا اجر اس پر جاری رہے گا جب تک وہ صدقہ لوگوں پر جاری رہے گا، چوتھا آدمی جس نے نیک بچہ چھوڑا جو اس کے لئے دعا کرتا رہا۔

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں، ابن مردویہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ہر رات سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

امام دارمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس نے رات میں آل عمران کے آخر کی تلاوت کی اس کے حق میں پوری رات عبادت لکھ دی جائے گی۔

سورۃ النساء

امام ابن ضریس نے فضائل، نحاس نے اپنی ناسخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں مختلف طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء اس وقت نازل ہوئیں جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی (2)۔

امام احمد، ابن ضریس نے فضائل قرآن، محمد بن نصر نے الصلوٰۃ، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سات (سورتوں) کو سیکھ لیا وہ عالم ہے (3)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں اور دو دو سو آیات والی سورتیں عطا کی گئیں، ہر سورت سو آیات یا اس سے زائد پر مشتمل ہے۔ مثانی سے مراد وہ سورت ہے جو دو سو آیات سے کم پر مشتمل ہو اور مفصل سے بڑی ہو (4)۔

امام ابو یعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ایک رات رسول اللہ نے کوئی چیز پائی۔ جب صبح ہوئی تو آپ سے عرض کی گئی درد کا اثر آپ پ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 144، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، باب تالیف القرآن، جلد 2، صفحہ 747، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 752 (2070)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 487 (2484)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پر واضح ہے۔فرمایا خبردار جس طرح تم دیکھ رہے ہو، الحمدللہ میں ٹھیک ہوں میں نے سات طویل سورتیں پڑھی ہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گزاری، آپ نے سات رکعات میں سات طویل سورتیں پڑھیں۔

امام عبدالرزاق نے خاندان نبوت کے ایک فرد سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزاری حضور ﷺ رات کے ایک پہر میں اٹھے، ضرورت طبعی پوری کی پھر آپ مشکیزہ کے پاس آئے، اس سے پانی لیا اور ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا پھر وضو کیا اور ایک رکعت میں سات طویل سورتیں پڑھیں۔

امام حاکم نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مجھ سے سورۂ نساء کے بارے میں سنو کیونکہ میں نے قرآن اس وقت پڑھا جب میں چھوٹی عمر کا تھا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو سورۂ نساء پڑھے تو وہ یہ بھی سیکھے کہ کون کسی کو ورثہ سے روک دیتا ہے یعنی علم الفرائض سیکھے واللہ اعلم (3)۔

آیاتہا ۱۷۶ | سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ ۴ | رکوعاتہا ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ①

”اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اس کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں) اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) جس کے واسطہ سے اور (ڈرو) رحموں (کے قطع کرنے سے) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر ہر وقت نگران ہے“۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ کی تفسیر حضرت آدم اور زَوْجَهَا کی تفسیر حضرت حوا کو چھوٹی پسلی سے پیدا کیا نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 452 (1157) 2۔ ایضاً، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 330 (3178)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفرائض، جلد 4، صفحہ 239 (31036) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ سے مراد حضرت آدم اور خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا سے حضرت آدم کی چھوٹی پسلی سے حضرت حواء کو پیدا کیا جب کہ وہ سوئے ہوئے تھے جاگے تو کہا کیا میں نبطی عورت ہوں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حواء کی پیدائش حضرت آدم کی بائیں پسلی سے ہوئی اور ابلیس کی بیوی کی پیدائش اس کی بائیں پسلی سے ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ حضرت حواء کی پیدائش حضرت آدم کی سب سے چھوٹی پسلی سے ہوئی یہ سب سے نچلی پسلی ہوتی ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کو مرد سے پیدا کیا گیا اس کی ضرورت مردوں میں رکھ دی گئی ہے۔ پس عورتوں کا خیال رکھو مرد کو زمین سے پیدا کیا گیا، اس کی ضرورت زمین میں رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم کے چالیس بچے ہوئے بیس لڑکے تھے اور بیس لڑکیاں تھیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت ارطاۃ بن منذر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت حواء حاملہ ہوئیں اور حضرت شیث کا تولد آپ کے رحم میں شروع ہوا یہاں تک کہ ان کے دانت نکل آئے۔ حضرت حواء پیٹ کے شفاف ہونے کی وجہ سے ان کا چہرہ دیکھا کرتی تھیں۔ یہ حضرت آدم کی تیسری اولاد تھی۔ جب پیدائش کا وقت آیا تو انہیں سخت تکلیف ہوئی۔ جب حضرت حواء نے حضرت شیث کو جنا تو اسے فرشتوں نے لے لیا اور چالیس دن تک فرشتے ان کے ساتھ رہے، انہیں رمز سکھائیں پھر حضرت حواء کو واپس کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس کے واسطہ سے ایک دوسرے سے چیزیں لیتے ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم باہم عہد و پیمان کرتے ہو (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں تجھ سے اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آدمی کا یہ قول ہے میں تمہیں اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 150، مصر 2۔ شعب الایمان، باب الحیاء، جلد 6، صفحہ 165 (7798) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 151، مصر 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے الارحام کے نیچے کسرہ پڑھا ہے اور وہ آدمی کا یہ قول ہے میں تجھ سے اللہ اور رشتہ داری کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے تم سے سوال کیا جائے تو تو عطا کر جب رشتہ داری کا واسطہ دے کر تم سے سوال کیا جائے تو تب بھی عطا کر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ داری سے ڈرو اور اس کو جوڑو (2)۔

عبد بن حمید نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صلہ رحمی کرو یہ دنیا کی زندگی میں تمہاری بقا کا باعث ہے اور آخرت میں تمہاری خیر کا باعث ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ دنیا میں یہ تمہاری بقا کا باعث اور آخرت میں تمہارے لئے خیر کا باعث ہے (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَالْاَرْحَامَ کے الفاظ پڑھتے کہتے اللہ سے ڈرو اسے قطع نہ کرو (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رحموں کے بارے میں ڈرو (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے اللہ سے ڈرو اور رحموں کو توڑنے سے ڈرو (7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رحموں کو قطع کرنے سے ڈرو (8)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ رقیبا کا معنی نگہبان ہے (9)۔

امام ابن جریر نے ابن زید کا قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال پر نگہبان ہے وہ انہیں جانتا اور پہچانتا ہے (10)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز اور حاجت کا خطبہ سکھایا نماز کا خطبہ تو تشہد ہے اور حاجت کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 151 | 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 152 | 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 431 (502)، بیروت | 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 152، مصر | 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً | 8۔ ایضاً
9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 153 | 10۔ ایضاً

خطبہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پھر آپ نے قرآن حکیم کی تین آیات پڑھیں اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران: 102) یہ آیت اور اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿﴾ یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (الاحزاب) پھر اپنی ضرورت کا ذکر کر (1)۔

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰۤی اَمْوَالَھُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَھُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ﴿۲﴾

"اور دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو (اپنی) ردی چیز کو (ان کی) عمدہ چیز سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں سے ملا کر، واقعی یہ بہت بڑا گناہ ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنوغطفان کا ایک آدمی تھا جس کے پاس اس کے یتیم بھتیجے کا بہت زیادہ مال تھا۔ جب یتیم بالغ ہوا تو اس نے اپنا مال طلب کیا جو چچا نے نہ دیا۔ یتیم نے اپنا معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی حکم ہوا کہ وہ یتیموں کو ان کا مال دے دیں۔ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ لوگوں کے حرام مال کو اپنے حلال مال سے نہ بدلیں یہ معنی بھی ہو سکتا ہے اپنے حلال مال فضول نہ خرچ کرو اور لوگوں کے حرام مال نہ کھاؤ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ کا مطلب ہے کہ حرام کو حلال سے نہ بدلو، حرام رزق کو حاصل کرنے میں جلدی نہ کرو قبل اس کے کہ حلال رزق تم تک پہنچے جو تمہارے حق میں مقدر کیا گیا ہو وَلَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَھُمْ اِلٰۤی اَمْوَالِكُمْ یعنی اس کے اموال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ تم ان کو ملاتے ہو پھر سب کھا جاتے ہو، حُوْب سے مراد گناہ ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ تم کمزور دو اور موٹا لو (3) ابن جریر نے زہری سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا نہ کرو کہ کھوٹا دو اور عمدہ لو (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ یتیم کے مال سے موٹی بکری لے لیتے اور اس کی جگہ کمزور بکری رکھ چھوڑتے اور کہتے بکری کے بدلے میں بکری ہے۔ عمدہ درہم لیتے اور اس کی جگہ کھوٹا درہم رکھ چھوڑتے اور کہتے درہم کے بدلے درہم ہے (6)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 17 (1105) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 153، مصر
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے، بڑا مال لے لیتا، مال میں سے اس کا حصہ عمدہ ہوتا اور چھوٹے کا حصہ خراب ہوتا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہاں الی، مع کے معنی میں ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یتیموں کے اموال کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے یتیموں کے مال کو اپنے مال سے ملانا ناپسند کیا اور یتیم کا ولی یتیم کے مال کو اپنے مال سے الگ تھلگ رکھتا۔ یتیموں نے اس چیز کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ ان کے مال کو ساتھ رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف طریق کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حُوْبًا كَبِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے، بہت بڑا گناہ (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حوب کا معنی ظلم کیا ہے۔

امام طستی نے مسائل، ابن انباری نے وقف و ابتداء اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حوبا کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا حبشہ کی لغت میں اس کا معنی گناہ ہے۔ ابن ازرق نے پوچھا کیا عرب بھی یہ معنی سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا۔

فَاِنِّیْ وَمَا كَلَّفْتُمُوْنِیْ مِنْ اَمْرِكُمْ لِيُعْلَمَ مَنْ اَمْسٰى اَعَقَّ وَاَحْوَبَا

بے شک میں اور جن امور کا تم مجھے مکلف بناؤ گے تو معلوم ہو جائے گا کون زیادہ نافرمان اور گناہ گار ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ حوب لفظ کو حاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ حاء کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ؕ ۳

''اور اگر ڈرو تم اس سے کہ نہ انصاف کر سکو گے تم یتیم بچوں کے معاملہ میں (تو ان سے نکاح نہ کرو) اور نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے دو دو تین تین اور چار چار اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی یا کنیزیں جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ایک طرف ہی نہ جھک جاؤ''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 153، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 154 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اے بھانجے یہ یتیم بچی کے بارے میں ہے جو کسی کی گود میں پرورش پا رہی ہو جو اس کے مال میں شریک ہے۔ پرورش کرنے والے کو اس کا مال اور جمال پسند آ جاتا ہے۔ اس کا ولی ارادہ کرتا ہے کہ اس بچی سے شادی کر لے مگر اس کے مہر مقرر کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیتا تو وہ بھی اسے وہی عطا کرتا ہے جو غیر اسے عطا کرتا ہے۔ تو مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنے سے روک دیا گیا ہے مگر اس صورت میں کہ وہ مہر مقرر کرنے میں ان سے انصاف کرے اور بہت اچھا مہر مقرر کریں اور انہیں یہ بھی حکم دیا کہ ان کے علاوہ جو عورتیں تمہیں پسند ہیں ان سے شادی کرو۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے فتویٰ طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَیَسْتَفْتُوْنَكَ فِی النِّسَآءِ (النساء: 127) نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا فرمان وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ (النساء: 127) یہ تمہارا یتیم بچی سے اس کے مال اور جمال کے کم ہونے کی وجہ سے اعراض کرنا ہے (1)۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے ہاں ایک یتیم بچی زیر پرورش تھی، اس نے اس سے نکاح کر لیا اس کے کھجور کے پھل دار درخت تھے۔ اس کا پھل بھی روک لیتا اور اپنی طرف سے بھی کوئی چیز نہ دیتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ میرا خیال ہے وہ یتیم بچی ان کھجوروں اور اس کے مال میں شریک تھی (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک یتیم بچی کے بارے میں نازل ہوئی جو ایک آدمی کے ہاں رہتی تھی جو مال دار تھی۔ شاید اس نے اس کے مال کی وجہ سے نکاح کر لیا تھا جب کہ وہ اسے پسند نہ تھی۔ پھر اسے مارتا اور برا سلوک کرتا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں نصیحت فرمائی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش میں سے ایک آدمی تھا جس کے پاس کئی عورتیں تھیں۔ اس کے پاس یتیم بھی تھے۔ اس کا مال ختم ہو جاتا تو وہ یتیموں کے مال کی طرف مائل ہو جاتا تو یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی چار، پانچ چھ اور دس عورتوں سے شادی کر لیتا۔ آدمی کہتا کوئی چیز مجھے شادی سے نہیں روکتی جس طرح فلاں نے شادی کی، وہ یتیم کا مال لے لیتا اور شادی کر لیتا تو مردوں کو چار سے زائد عورتوں کے ساتھ شادی سے روک دیا گیا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا جب ایک آدمی یتیم کے مال سے جتنی شادیاں چاہتا کر لیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے انہیں منع کر دیا (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 155، مصر 2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 658، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 156، مصر 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یتیموں کے مال کی وجہ سے مردوں کو چار عورتوں سے شادی کرنے پر محدود کیا گیا(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا جب کہ لوگ دور جاہلیت کے طریقہ پر قائم تھے مگر انہیں کس چیز کا حکم دیا جاتا اور کسی امر سے روک دیا جاتا۔ لوگ یتیموں کے بارے میں سوال کرتے جب کہ عورتوں کی تعداد متعین ہوتی اور نہ ہی ان کا ذکر ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیونکہ مرد جتنی عورتوں سے چاہتا شادی کر لیتا تو فرمایا جس طرح تمہیں خوف ہوتا ہے کہ تم یتیموں کے بارے میں عمل نہ کر سکو گے، اسی طرح عورتوں میں عدل نہ کرنے سے بھی ڈرو۔ اس لئے انہیں چار عورتوں تک محدود کر دیا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ دور جاہلیت میں دس دس یتیم عورتوں سے شادی کر لیتے۔ وہ یتیم کے معاملہ کو عظیم خیال کرتے۔ انہوں نے یتیموں کے معاملہ کو دین میں تلاش کیا تو دور جاہلیت میں جو وہ یتیموں سے شادی کرتے اس کو چھوڑ دیا(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس طرح تم یتیموں کے بارے میں عدل نہ کرنے سے ڈرتے ہو تو ان عورتوں کے بارے میں عدل نہ کرنے سے بھی ڈرو جب تم نے انہیں اپنے پاس جمع کر رکھا ہو۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ یتیم کے مال سے کوئی چیز نہ لیتے۔ تاہم وہ دس دس عورتوں سے شادی کر لیتے اور اپنے آباء کی عورتوں سے بھی شادی کر لیتے۔ انہوں نے عورتوں کے بارے میں دینی حکم کو جاننا چاہا(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اگر تمہیں زنا کا خوف ہو تو ان عورتوں سے شادی کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح تم یتیموں کے مال سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو اسی طرح جب تک تم نے شادی نہ کی ہو اپنے بارے میں بھی ڈرو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے اگر تم یتیموں کی ولایت اور ان کا مال کھانے میں گناہ سے بچتے ہو اسی طرح گناہ سے بھی بچو تم دو، تین یا چار عورتوں سے پاکیزہ نکاح کر لو(5)۔

امام عبد بن حمید نے ابن ادریس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اسود بن عبد الرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ سے علقمہ کا مصحف دیا تو میں نے اس میں طَابَ الف کے ساتھ پڑھا اس بارے میں میں نے اعمش سے بات کی تو اعمش خوش ہوئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 156 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 157
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

اعمش اس کے نیچے کسرہ نہیں پڑھتے تھے۔ وہ اسے طیب نہ پڑھتے۔ یہ بعض مصاحف میں یاء کے ساتھ ہے یعنی طیب لکم۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے مَا طَابَ لَكُمْ یعنی جو تمہارے لئے حلال ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو تمہارے لئے حلال ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مَا طَابَ لَكُمْ کا قول نقل کیا ہے وہ تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں (3)۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، نحاس نے ناسخ، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غیلان بن سلمہ مسلمان ہوا جب کہ اس کے عقد میں دس عورتیں تھیں۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا ان میں سے چار کو پسند کر لو اور باقی کو چھوڑ دو۔ بعض روایات میں روک لینے کے الفاظ ہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور نحاس نے ناسخ میں حضرت قیس بن حارث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اسلام قبول کیا جب کہ میرے عقد میں آٹھ عورتیں تھیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ سب کچھ بتایا تو حضور ﷺ نے فرمایا ان میں سے چار پسند کر لو اور باقی کو چھوڑ دو میں نے اسی طرح کیا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو جانتا ہے کہ غلام کے لئے کتنی عورتیں حلال ہیں، ایک آدمی نے کہا دو عورتیں پھر وہ خاموش ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام صحابہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ مملوک کے پاس دو سے زیادہ عورتیں نہیں ہو سکتیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تمہیں خوف ہو کہ چار میں انصاف نہ کر سکو گے تین سے شادی کر و ورنہ دو ورنہ ایک اگر ایک آزاد سے بھی انصاف نہیں کر سکتے تو لونڈی سے شادی کرو (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی قسم کا قول نقل کیا ہے (7)۔

ابن جریر نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تمہیں حقوق زوجیت ادا کرنے اور محبت میں ناانصافی کا خوف ہو (8)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لونڈیاں ہیں (9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 158، مصر 2۔ ایضاً 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 23 (17404) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3 (17182) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3 (17184)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 157، مصر، 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 160 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے پہلے تمام لونڈیاں حلال تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے بیوی کی ماں، آباء اور بیٹوں کی بیویوں، رضاعی بہنوں کو جمع کرنے رضاعی ماں کے ساتھ نکاح کرنے اور جس عورت کا پہلے خاوند ہو اس سے نکاح کرنا حرام قرار دیا وہ آزاد ہو یا لونڈی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا کا معنی ہے کہ تم ظلم نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے کہا میرے والد نے کہا اس روایت میں خطا ہے، صحیح یہ ہے کہ سند حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے تم ایک طرف جھک نہ جاؤ (1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ زیادہ موزوں ہے کہ تم ایک طرف نہ جھکو پوچھا کیا عرب یہ معنی سمجھتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

اِنَّا تَبِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاطَّرَحُوْا　　　قَوْلَ النَّبِيِّ وَعَالُوْا فِي الْمَوَازِيْنِ

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی، انہوں نے نبی کریم کے حکم کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے میزان میں ناانصافی کی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک جاؤ پھر کہا کیا تم نے ابو طالب کا شعر نہیں سنا:

بِمِيْزَانِ قِسْطٍ لَا تَخِيْسُ شَعِيْرَةً　　　وَوَزَّانِ صِدْقٍ وَزْنُهٗ غَيْرُ عَائِلٍ

وہ انصاف کے ترازو والا ہے، بھاؤ کی کمی بیشی اس میں کوئی خرابی پیدا نہیں کرتی، وہ صحیح وزن کرنے والا ہے، اس کا وزن جھکا ہوا نہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت اسحاق کوفی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو کسی معاملہ میں خط لکھا جس میں انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا اِنِّيْ لَسْتُ بِمِيْزَانٍ لَا اَعُوْلُ میں کوئی ترازو نہیں کہ ایک طرف نہ جھکوں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبدالرحمٰن، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تم ایک طرف نہ جھکو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات ابو رزین، ابو مالک اور ضحاک رحمہم اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1146 (558) دار الصمیعی الریاض　　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1145 (557)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 160، مصر　　4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 161

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہارے عیال زیادہ نہ ہو جائیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے یہ تیرے خرچہ میں کمی کرنے والا ہے کیونکہ ایک عدد سے کم ہے اور لونڈی آزاد کے خرچہ سے آسان ہے اور عیال میں بھی آسانی کا باعث ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محتاج نہ ہو جاؤ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــٴًـا مَّرِیْٓــٴًـا ۝

''اور دیا کرو (اپنی) عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی اور پھر اگر وہ بخش دیں تمہیں کچھ اس سے خوشدلی سے تو کھاؤ اسے لذت حاصل کرتے ہوئے خوشگوار سمجھتے ہوئے''۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی عورت کا نکاح کرتا ہے تو مہر اسے دینے کے بجائے خود لے لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا اور یہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے لوگ کسی دوسرے کو اپنی بہن نکاح کر کے دیتے اور دوسری کی بہن سے نکاح کر لیتے اور مہر نہ لیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل کا قول نقل کیا ہے کہ اٰتُوا النِّسَآءَ کا معنی ہے عورتوں کو دو اور صَدُقٰتِهِنَّ کا معنی ہے ان کے مہر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نِحْلَةً کا معنی مہر ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نِحْلَةً کا معنی واجب نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے معین کیا گیا مہر(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نحلہ کا معنی ہے واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو عورت سے نکاح نہ کر مگر ایسی چیز کے بدلے میں جو اس کے لئے واجب ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ واجب مہر کے بغیر عورت سے نکاح کرے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نحلہ کا معنی فریضہ ہے(7)۔

امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی ہاتھ بھر کھانا عورت کو مہر کے طور پر دے دے تو وہ عورت اس کے لے حلال ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن ابی لبیبہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 161 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 162 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 161

فرمایا جس نے ایک درہم کے بدلہ میں اسے حلال کیا پس وہ حلال ہوگئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے دو جوتوں کے عوض ایک عورت سے شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے اس کے نکاح کو جائز قرار دے دیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی عورت سے نکاح کرے جب کہ وہ اس کا مہر غصب کرنا چاہتا ہے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں زانی ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے مہر اور مزدور کی اجرت سے شدید کوئی چیز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ میں ہ ضمیر سے مراد مہر ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا کا یہ معنی نقل کیا ہے جب یہ تکلیف اور دھوکہ دیئے بغیر ہو تو پھر یہ مبارک اور خوش گوار ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ اس چیز کو گناہ خیال کرتے کہ انہوں نے عورت کو جو مہر دیا ہے اسے واپس لیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی آدمی بیمار ہو تو عورت سے تین دراہم یا اس جتنی رقم کا مطالبہ کرے، اس کے ساتھ شہد خریدے پھر بارش کا پانی لے، ان سب کو جمع کرے تو یہ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا شفا مبارک ہوگا۔

امام ابن سعد نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو کہتے ہیں اس هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا سے کچھ کھلاؤ۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

''اور نہ دے دو نادانوں کو اپنے مال جنہیں بنایا ہے اللہ نے تمہاری (زندگی کے) لئے سہارا اور کھلاؤ انہیں اس مال سے اور پہناؤ انہیں اور کہو ان سے بھلائی کی بات''۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو مال دے دیا تو اس نے نامناسب جگہ اسے صرف کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے مال و اسباب عطا فرمایا ہے اور تیری زندگی کا سبب بنا دیا ہے۔ اس کی طرف یوں قصد نہ کر کہ تو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 492 (16362)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 492 (16363)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 162 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 165

اپنی بیوی اور بیٹوں کو دے دے پھر ان کے سامنے مجبور محض بن جائے بلکہ مال اپنے پاس رکھ اور اس کو بڑھانے کی کوشش کرتا رہ بلکہ تو خود ان کے لباس، خوراک اور ضروریات میں صرف کر۔ ارشاد فرمایا قیاما یعنی تمہاری زندگی کا یہ سہارا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اپنے بے وقوف بچوں کو اپنے مال پر مسلط نہ کریں بلکہ انسان کو حکم دیا کہ خود اسے خوراک اور لباس دے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ السُّفَهَآءَ سے مراد بیٹے اور عورتیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام عورتیں بے وقوف ہیں مگر جو اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سفہاء سے مراد خادم ہیں جو انسانوں کے شیاطین ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سفھاء سے مراد عورتیں اور بچے ہیں (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ چھوٹے بچے اور عورتیں ہی سفھاء ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کو اپنے مال دیں، عورتیں ہی سفہاء ہیں، وہ بیویاں ہوں، بیٹیاں ہوں یا مائیں ہوں۔ مردوں کو حکم دیا گیا کہ انہیں خرچہ دیں اور ان سے اچھی بات کریں (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سفہاء سے مراد یتیم اور عورتیں ہیں (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مال سے مراد یتیم کا مال ہے جو تمہارے پاس موجود ہو، مال اسے نہ دو، اسے اس پر خرچ کرو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہاں سفھاء سے مراد یتیم ہیں اور اَمْوَالَكُمُ سے مراد ان کے مال ہیں یہ انداز ایسے ہی ہے جیسے فرمایا ولا تقتلوا انفسکم (النساء:27)

امام ابن جریر نے حضرت مورق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 167
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 165
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 164
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1150 (561)، دار الصمیعی الریاض
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 164، مصر
6۔ ایضاً

سے گزری جو اچھی شکل وصورت والی تھی۔ اس عورت کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول نہیں کرتا، ایک ایسا آدمی جس کے عقد میں بداخلاق عورت ہو تو وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایک آدمی کا دوسرے آدمی پر مال لازم ہو مگر وہ گواہی نہ دے، تیسرا وہ آدمی ہے جو بے وقوف کو اس کا مال دے دے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے وقوفوں کو ان کے مال نہ دو، یہ روایت ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے ابوموسیٰ اشعری سے موقوف انداز میں نقل کی ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مال کے بارے میں حکم دیا کہ اسے ضرورت کے لئے جمع کیا جائے تو اچھے انداز میں اس کی حفاظت کی جائے تو اس کا مال مالک بے وقوف عورت اور بچے کو نہ بنادے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے قِيٰمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ تمہاری زندگی کا سہارا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے قیام کو الف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی تمہاری زندگی کا سہارا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے یہ تمہارے دین کی حفاظت کا باعث اور تمہارے لئے سہارا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّارْزُقُوْهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر خرچ کرو (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ نیکی کرنے اور صلہ رحمی میں انہیں اچھی بات کہیں (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے یعنی ایسا وعدہ جو تم ان سے کرتے ہو (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تیری اولاد نہ ہو تو اور نہ ہی کوئی ایسا فرد ہو جس پر خرچ کرنا تم پر فرض ہے تو اسے اچھی بات کہو اسے کہو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف کردے اور اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے (8)۔

وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 165
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 331 (3181)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 167، مصر
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 168
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً

''اور آزماتے رہو یتیموں کو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو پس اگر محسوس کرو تم ان میں دانائی تو لوٹا دو انہیں ان کے مال اور نہ کھاؤ انہیں فضول خرچی سے اور جلدی جلدی اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اور جو سرپرست غنی ہو تو اسے چاہیے کہ (یتیموں کے مال سے) پرہیز کرے۔ اور جو سرپرست فقیر ہو تو وہ کھا لے مناسب مقدار سے پھر جب لوٹاؤ تم ان کی طرف ان کے مال تو گواہ بنا لو ان پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى کی یہ تفسیر نقل کی ہے جب یتیم بالغ ہو جائیں تو تم انہیں آزمایا کرو (1) اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ دانش مند ہو چکے ہیں اور اپنے اموال کی نگہداشت کر سکتے ہیں تو انہیں ان کے مال دے دو، فضول خرچی کرتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے انہیں نہ کھاؤ یعنی یتیم کا مال جلدی سے نہ کھاؤ کہ تمہیں اس کے بالغ ہونے کا ڈر ہے کہ تو اس کے اور مال کے درمیان حائل ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تم یتیموں کے عقل کا امتحان لو جب وہ بالغ ہو جائیں اگر تم سمجھو کہ وہ دانش مند ہو چکے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم یتیموں کے عقول کا تجربہ کرو اگر تم محسوس کرو کہ وہ عقل مند ہو چکے ہیں اور مال کی اصلاح کر سکتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اولیاء اور اوصیاء ان کا امتحان لیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تم ان میں ایسے آثار پاؤ کہ وہ دین میں بھلائی کا سوچ سکتے ہیں اور اپنے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے کہ اگر تم ان میں یہ آثار دیکھو کہ وہ دین میں بھلائی کا سوچ سکتے ہیں اور اپنے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یتیم میں حلم، عقل اور وقار کے آثار پائے جائیں تو اس کا مال اسے دے دیا جائے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یتیم کا مال اس کے حوالے نہ کیا جائے جب تک اس سے دانش مندی کے آثار نمودار نہ ہوں اگرچہ اس کے سر کے بال سفید ہونے لگیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 168 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 169 3۔ ایضاً

4۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 2، صفحہ 297 (2027) 5۔ ایضاً (2067)

6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1151 (563) دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں اسراف سے کام نہ لو اور اس میں جلدی نہ کرو (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ناحق اس کا مال نہ کھاؤ اور جلدی جلدی نہ کھاؤ اس خوف سے کہ وہ بالغ ہو جائے اور اپنا مال واپس لے لے۔

امام بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت یتیم کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور معروف کا معنی ہے کہ جتنا ضروری ہے اتنا ہی صرف کرے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ اور حاکم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو اپنے مال کی وجہ سے غنی ہو اسے یتیم کے مال کی کوئی ضرورت نہ ہو تو پھر یتیم کے مال سے کچھ بھی نہ لے اور جو محتاج ہے تو وہ اپنے مال سے اتنا ہی خرچ کرے جو اس کی زندگی کی رمق کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے تا کہ اسے یتیم کے مال کی ضرروت ہی نہ ہو (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو یحیٰی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو غنی ہے وہ اپنے مال میں احتیاط سے کام لے تا کہ یتیم کے مال تک نہ پہنچے۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں معروف سے مراد قرض ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں معروف سے مراد قرض ہے (5)۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم کا ولی اگر غنی ہے تو اس کے مال سے بچے اگر فقیر ہے تو بچا ہوا دودھ لے لے اور ضرورت کے مطابق کھانا لے لے، اس سے زیادہ نہ لے۔ اسی طرح اتنا کپڑا لے جس سے ستر عورت ہو جاتا ہو، اگر ولی بعد میں خوش حال ہو جائے تو واپس کر دے اور اگر تنگ دست ہو تو پھر اس کے لئے وہ حلال ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں اگر غنی ہو تو اس کے لئے یتیم کا تھوڑا سا مال کھانا بھی حلال نہیں۔ اگر فقیر ہو تو اس کے مال سے قرض لے۔ جب آسودگی میسر ہو تو جتنا قرض لیا تھا واپس کر دے۔ یہی معروف طریقے سے کھانا ہے (6)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، نحاس نے ناسخ میں ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 170، مصر
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 175
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 171
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 171

منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مختلف سندوں سے روایت نقل کی ہے فرمایا میں نے اللہ کے مال کو یتیم کے مال کے قائم مقام رکھا ہے۔ اگر میں غنی ہوں تو اس مال سے بچتا ہوں۔ اگر میں محتاج ہوں تو معروف طریقے پر اسے لے لیتا ہوں جب مجھے آسودگی میسر ہوتی ہے تو واپس کر دیتا ہوں (1)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یتیم کا ولی محتاج ہو تو یتیم کے کھانے سے کھانا کھالے مگر اس کے مال سے کپڑے اور پگڑی نہ لے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ معروف کا مطلب ہے تین انگلیوں کے اطراف سے کھائے (3)۔

امام ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے محتاج آدمی جب یتیم کے مال کا نگہبان بنے تو جتنی اس کی نگہبانی کرتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچاتا ہے اتنا وہ اس سے لے لے جب کہ اس میں اسراف سے کام نہ لے۔

امام مالک، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا میرے پاس اپنا مال تو نہیں مگر یتیم میری تربیت میں ہے۔ تو آپ نے فرمایا یتیم کے مال سے کھاؤ مگر فضول خرچی کرتے ہوئے نہیں اور نہ ہی اس سے اپنا مال بڑھا رہا ہو اور نہ ہی اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچا رہا ہو (4)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ناسخ میں نحاس نے حضرت ابن عمرو سے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میرے پاس مال تو نہیں لیکن یتیم ہے؟ فرمایا: اپنے یتیم کے مال سے کھاؤ لیکن نہ اسراف کرتے ہوئے، نہ فضول خرچی کرتے ہوئے، نہ مال بڑھاتے ہوئے اور اس کے مال کے بدلے اپنا مال بچاتے ہوئے (5)۔

امام ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں یتیم کو کس چیز سے مار سکتا ہوں فرمایا جس کے ساتھ تو اپنے بیٹے کو مارتا تھا نہ تو اس کا مال خرچ کر کے اپنا بچائے اور نہ اس کے ذریعے اپنا مال بڑھائے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، نحاس نے ناسخ میں حضرت حسن عرنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں یتیم کو کس چیز سے مار سکتا ہوں؟ فرمایا جس سے تو اپنے بچے کو مارتا ہے۔ پوچھا کیا میں اس کا مال لے سکتا ہوں؟ فرمایا معروف طریقے سے لے نہ تو اس کے ذریعے اپنا مال بڑھائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 171، مصر
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1156 (569) دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 172، مصر
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1157 (571)
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 321 (2718) دار الکتب العلمیہ بیروت

اور نہ ہی اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچائے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ روایت ذکر کی گئی کہ ثابت بن وداعہ کا چچا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ حضرت ثابت ان دنوں اس کی گود میں یتیم تھے۔ عرض کی میرا بھتیجا میری گود میں یتیم ہے۔ اس کے مال میں سے میرے لئے کیا حلال ہے؟ فرمایا معروف طریقے سے اس کا مال کھاؤ مگر یہ جائز نہیں کہ تو اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچائے اور نہ ہی اس کا زیادہ مال لے۔ یتیم کا کھجوروں کا ایک باغ تھا، اس کا ولی اس کے باغ کی نگہداشت کرتا اور پانی دیتا اور اس کے پھل میں سے حصہ لے لیتا۔ یتیم کے جانور ہوتے، ولی ان کی نگہداشت کرتا اور مشقت اٹھاتا اور کام کاج کرتا تو اس کی اون، دودھ اور ان کے متعلقات لے سکتا ہے۔ جہاں تک مال کا تعلق تھا تو اس میں سے کھانے اور خرچ کرنے کی اجازت نہ تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کتاب اللہ میں مذکور پانچ چیزوں میں رخصت ہے یہ بطور قطعی حکم کے نہیں جیسے **وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ** چاہے تو کھالے نہ چاہے تو نہ کھائے۔

امام ابوداؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ **مَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ** کو **اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا** نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی زناد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوالزناد کہا کرتے تھے کہ یہ حکم دیہاتی اور ان جیسے لوگوں کے بارے میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نافع بن ابی نعیم قاری رحمہ اللہ سے تفسیری قول نقل کیا ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید اور ربیعہ سے **فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ** کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے فرمایا یہ حکم یتیم کے بارے میں ہے کہ اگر ولی فقیر ہو تو یتیم کے مال سے بقدر ضرورت اس پر خرچ کرے جب کہ ولی کے لئے اس میں سے کوئی چیز لینا جائز نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے **فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ** کا معنی یہ ہے کہ جب یتیم کو اس کا مال دیا جائے تو گواہوں کی موجودگی میں دو جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کو فرماتا ہے جب بالغ ہونے پر تم یتیموں کو ان کے مال دو تو مال دیتے وقت گواہ بنالو اور اللہ تعالیٰ حساب لینے والا کافی ہے یعنی جو تمہارے آپس میں معاملات ہیں ان پر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ **حَسِيْبًا** کا معنی گواہ ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 174، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 176 4۔ ایضاً

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۠ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا ۝

''مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں جو چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لئے ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اس ترکہ سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے''۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ بیٹیوں کو اور بیٹوں کو بالغ ہونے سے پہلے وارث نہیں بناتے تھے۔ ایک انصاری صحابی اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور دو بیٹیاں اور ایک چھوٹا بیٹا چھوڑا۔ اس کے دو چچا کے بیٹے آئے جو اس کے عصبہ تھے اور اس کی تمام میراث لے لی۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان دونوں سے کہا ان دونوں لڑکیوں سے شادی کر لو۔ ان کی دونوں بچیاں خوب صورت نہ تھیں۔ دونوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس فوت ہو گیا ہے۔ اس نے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اوس کے چچا زاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے، دونوں نے میراث لے لی۔ میں نے ان دونوں سے کہا اس کی دونوں بیٹیوں سے نکاح کر لو تو دونوں نے اس سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد اور عرفطہ کی طرف پیغام بھیجا، فرمایا اس کی وارثت میں سے کوئی چیز بھی نہ ہلانا کیونکہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل کی گئی ہے جس میں مجھے خبر دی گئی ہے کہ مذکر اور مؤنث دونوں کا اس میں سے حصہ ہے۔ اس کے بعد وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ (النساء: 127) آیت نازل ہوئی پھر اس کے بعد يُوْصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ آیت نازل ہوئی۔ آپ نے میراث کا تمام مال منگوایا اور بیوی کو آٹھواں حصہ عطا فرمایا اور باقی ماندہ بچے کو دو گناہ اور بچیوں کو ایک ایک حصہ عطا فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ام کلثوم اور اس کی بیٹی ام کحلہ یا ام کجہ، ثعلبہ بن اوس اور سوید کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ سب انصاری تھے۔ ایک اس کا خاوند تھا اور دوسرا اس کی اولاد کا چچا یعنی بھائی تھا۔ عورت نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خاوند فوت ہو گیا۔ اس نے مجھے اور اپنی بیٹی کو پیچھے چھوڑا ہے، کیا ہم اس کے مال کے وارث نہیں مرنے والے کے بھائی نے کہا بچی نہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہے اور نہ ہی دشمن کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس پر مال خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ مال کماتی نہیں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو کوئی ورثہ نہیں دیتے تھے۔ وہ مردوں میں سے بالغوں کو میراث دیتے تھے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی مِنْهُ اَوْ كَثُرَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 176، مصر

مراد میراث، نصیب سے مراد حصہ اور مفروض سے مراد معلوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے معین وقف۔

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝۸

''اور جب حاضر ہوں (ورثہ کی) تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم بچے اور مسکین تو دو انہیں بھی اس سے اور کہو ان سے اچھی بات''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت محکم ہے اس پر عمل کیا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حطان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے مطابق فیصلہ کیا (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین آیات مدنی ہیں اور محکم ہیں جنہیں بہت سے لوگوں نے ضائع کر دیا ہے (۱) وَاِذَا حضرا لقسمة (۲) وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ (النور:58) (۳) اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى (الحجرات:13) (4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، اللہ کی قسم یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں سستی کا مظاہرہ کیا۔ والی دو قسم کے ہیں: ایک وہ والی ہے جو وارث ہوتا ہے، یہ وہ ہے جو کچھ کھانا اور کپڑے دے دیتا ہے دوسرا وہ والی ہے وہ وارث نہیں ہوتا (جیسے وصی) وہ اچھی بات کرتا ہے وہ کہتا ہے یہ یتیم کا مال ہے اس میں کسی کا کوئی حق نہیں (5)۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور حاکم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں کچھ مال دیا جائے گا اور اگر مال میں کچھ کمی ہوگی تو ان سے معذرت کر لی جائے گی یہی قول معروف ہے (6)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 266، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 177، مصر
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 179
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1169 (578) دار الصمیعی الریاض
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 267
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 180

امام ابن منذر نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے بارے میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب اس کے والد کی وارثت تقسیم کی گئی تو ایک بکری اور کھانے کے بارے میں حکم دیا گیا جو بکری اور کھانا اس کے مال سے خریدا گیا، اسے تیار کیا گیا۔ یہ عمل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کتاب (قرآن) کے مطابق عمل کیا گیا، یہ منسوخ نہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا کہ جب میراث تقسیم کریں تو اپنے رشتہ داروں، اپنے یتیموں اور اپنے مسکینوں سے صلہ رحمی کریں اگر ان کے حق میں وصیت ہو، اگر ان کے حق میں وصیت نہ ہو تو وارثت میں سے کچھ انہیں دے دیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم فرائض کے احکام نازل ہونے سے پہلے تھا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے فرائض کے احکام نازل فرما دیئے، ہر کسی کو اس کا حق دے دیا اور صدقہ صرف اس کے لئے مختص کر دیا گیا جس کا متوفی نام لے (2)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے حکم کو آیت میراث نے منسوخ کر دیا ہے، ترکہ میں سے تھوڑا یا زیادہ جو حصہ بنتا ہے ہر انسان کے لئے مختص کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابن ابی ملیکہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اور قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وراثت تقسیم کی جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں، دونوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ نے گھر میں موجود کسی مسکین اور رشتہ دار کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنے والد کی میراث سے اسے کچھ نہ کچھ عطا کیا پھر یہ آیت تلاوت کی۔ قاسم نے کہا میں نے یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا جو انہوں نے کیا ہے حکم اس طرح نہیں، یہ حکم وصیت کی صورت میں ہے، یہ آیت وصیت کے بارے میں ہے، میت سے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ ان کے بارے میں وصیت کرے (3)۔

امام نحاس نے ناسخ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے حکم کو یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ نے منسوخ کر دیا۔

امام عبدالرزاق، ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہے۔ یہ حکم فرائض کے احکام نازل ہونے سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 179، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 178
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 267، دار الفکر بیروت

پہلے تھا جو آدمی ترکہ میں مال چھوڑتا جب اس ترکہ کو تقسیم کیا جاتا جو یتیم، محتاج، مسکین اور قریبی رشتہ دار حاضر ہوتے انہیں بھی دیا جاتا پھر میراث کے احکام نے اسے منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حقدار کا حق اس تک پہنچا دیا۔ اب اس کے مال میں سے وصیت رہ گئی۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے جو چاہے وصیت کر سکتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اگر حاضر ہونے والے بڑے ہوں انہیں تو کچھ دے دیا جائے۔ اگر چھوٹے ہوں تو ان سے معذرت کر لی جائے۔ قول معروف کا یہی مطلب ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ قریبی رشتہ داروں کو مال دیا کرتے تھے یہاں تک کہ فرائض کے احکام نازل ہو گئے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے حکم کو آیت میراث نے منسوخ کر دیا ہے (3)۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٩﴾

"اور چاہیے کہ ڈریں جو (یتیموں کے سرپرست ہیں اور سوچیں) کہ اگر وہ چھوڑ جاتے وہ اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے کمزور بچے تو وہ کتنے فکر مند ہوتے ان کے متعلق پس چاہیے کہ وہ ڈریں اللہ سے اور کہیں ایسی بات جو بالکل درست ہو"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم اس آدمی کے بارے میں ہے جو ایسے آدمی کے پاس حاضر ہوتا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے تو وہ مریض کو وصیت کرتے ہوئے سنتا ہے جو وصیت اس کے وارثوں کو نقصان دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سننے والے کو حکم دیا کہ وہ اللہ سے ڈرے اور وصیت کرنے والے کی صحیح بات کی راہنمائی کرے، اپنے وارثوں کی طرف نظر کرے اور جب اسے اپنے وارثوں کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو جو اپنے وارثوں کے لئے پسند کرتا ہے وہ ان کے لئے بھی وہی کرے (4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ آدمی ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے اسے کہا جاتا ہے اپنے مال میں سے صدقہ کرو، غلام آزاد کرو اور مال میں سے اللہ کی راہ میں دو ان لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی تم سب میں سے موت کے وقت جو مریض کے پاس ہو تو وہ مریض کو غلام آزاد کرنے، صدقہ اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا نہ کہے بلکہ اسے کہے کہ وہ مال بیان کرے جس کا اس نے قرض دینا ہے اس کی وضاحت کرے اور ان قریبی رشتہ داروں کے حق میں مال وصیت کر جائے جو وارث نہیں بنتے ان رشتہ داروں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 177، مصر
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 180
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 255 (30901) مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 181

کے لئے پانچواں یا چوتھائی حصہ وصیت کر جائے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب آدمی فوت ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں تو اس کے لئے زیبا نہیں کہ انہیں بغیر مال کے چھوڑ جائے جو لوگوں کے لئے بوجھ بن جائیں اور تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ تم اسے ایسی بات کا حکم دو جو تم اپنے اور اپنی اولاد کے بارے میں پسند نہ کرو بلکہ اس کے بارے میں حق بات کہو(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو مر رہا ہو اور اس کی چھوٹی کمزور اولاد ہو جن کے محتاج ہونے کا اندیشہ ہو اور اسے خوف ہو کہ بعد والے ان کے ساتھ حسن سلوک نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ اس کی کمزور اور یتیم اولاد کا والی بنے تو ان پر احسان کرے، ان کا مال فضول خرچی کرتے ہوئے اور جلدی سے نہ کھائے کہ کہیں وہ بڑے ہو جائیں گے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب کوئی آدمی وصیت کے وقت حاضر ہو تو اس کے لئے یہ کہنا مناسب نہیں کہ اپنے مال میں سے کچھ وصیت کر جاؤ، تیری اولاد کا اللہ رازق ہے بلکہ اسے یہ کہا جائے اپنے لیے آگے بھیجو اور اپنے بچوں کے لئے کچھ چھوڑ جاؤ۔ یہی قول سدید ہے کیونکہ جو آدمی اس قسم کا حکم دیتا ہے اسے اپنے بارے میں محتاجی کا خوف ہوتا ہے۔

امام سعید بن منصور، آدم اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی قریب الموت ہوتا تو اسے کہا جاتا فلاں فلاں کے حق میں وصیت کر جاؤ، فلاں فلاں کام کرو۔ اس طرح وارثوں کا نقصان کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ اسے میت کے وارثوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے جس طرح وہ خود اپنے وارثوں کا خیال رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور عدل وحق کا حکم دو(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **لَوْ تَرَكُوْا مِنْ خَلْفِهِمْ** کا مطلب ہے اپنی موت کے بعد چھوڑ جائیں **ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا** سے مراد ایسے عاجز جن کے پاس وقت گزرنے کا کوئی حیلہ نہ ہو۔ **خَافُوْا عَلَيْهِمْ** جس طرح انہیں اپنے بارے میں خوف ہے وہ میت کی کمزور اولاد کے بارے میں ڈریں۔ پس اللہ سے ڈریں اور میت سے کہیں جب اس کے پاس بیٹھیں تو وصیت کے بارے میں انصاف کی بات کریں زیادتی نہ کریں۔

امام ابن جریر نے حضرت شیبانی رحمہ اللہ سے واقعہ نقل کیا ہے کہ ہم مسلم بن عبد الملک کے دور میں قسطنطنیہ میں تھے جب کہ ہمارے درمیان ابن جبریر، ابن دیلمی اور ہانی بن کلثوم تھے۔ آخر زمانہ میں جو کچھ ہو گا اس کے بارے میں ہم باتیں کرنے لگے جو میں نے سنا اس سے میں تنگ پڑ گیا۔ میں نے ابن دیلمی سے کہا اے ابو الشیخ مجھے یہ پسند ہے کہ میرا کوئی بیٹا نہ ہو۔ انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا، فرمایا بھتیجے ایسا نہ کہہ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جس روح کے نکلنے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ بنو آدم کی پشت سے نکلے تو وہ ضرور نکلے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا اگرچہ آدمی اس کو ناپسند کرے۔ فرمایا کیا میں تجھے ایسے امر کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 181، مصر　　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 183

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1173 (884) دار الصمیعی الریاض

بارے میں آگاہ نہ کروں اگر تو اس کو پائے تو الله تعالیٰ تجھے اس سے نجات عطا فرما دے اگر تو اپنے اور اپنی اولاد چھوڑے الله تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے؟ میں نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا دونوں کمزور یعنی یتیم اور عورت کے بارے میں الله سے ڈرو۔ اسے یتیم کیا پھر اس کے بارے میں تاکیدی حکم دیا۔ اسے آزمائش میں ڈالا اور اس کے ساتھ دوسروں کو بھی آزمائش میں ڈالا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْكُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ؕ وَ سَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ﴿۱۰﴾

''بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے وہ تو بس کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور عنقریب جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں''۔

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، ابو یعلی، طبرانی، ابن حبان نے صحیح میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک قوم قبروں سے اٹھائی جائے گی جب کہ ان کے مونہوں سے آگ نکل رہی ہوگی۔ عرض کی گئی یا رسول الله صلی الله علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کیا تم نے الله تعالیٰ کو فرماتے ہوئے نہیں دیکھا پھر یہ آیت تلاوت کی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں نبی کریم صلی الله علیہ وسلم نے اس رات کے بارے میں بیان کیا جس میں آپ کو معراج کرائی گئی تھی۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ اچانک میں ایسے لوگوں کے پاس تھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں جیسے تھے۔ ان پر ایسے افراد مسلط کئے گئے تھے جو ان کے ہونٹوں کو پکڑے ہوئے تھے پھر ان کے مونہوں میں آگ کی چٹان ڈال رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے منہ میں ڈالی جاتی جو ان کے نیچے والے حصہ سے نکلتی جب کہ ان کے ڈکارنے اور چیخنے کی آواز ہوتی۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل امین نے جواب دیا یہ وہ ہیں جن کے بارے میں فرمایا اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰى (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ الله سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی یتیم کا مال ظلم کرتے ہوئے کھائے گا اسے قیامت کے روز یوں اٹھایا جائے گا کہ آگ کا شعلہ اس کے منہ، اس کے کانوں، اس کی ناک اور اس کی آنکھوں سے نکل رہا ہوگا جو بھی اسے دیکھے گا وہ پہچان لے گا کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبید الله بن ابی جعفر رحمہ الله کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے یتیم کا مال کھایا تو قیامت کے روز اس کا ہونٹ پکڑا جائے گا اور اس کا منہ انگارے سے بھر دیا جائے گا، اسے کہا جائے گا اسے بھی کھاؤ جس طرح تم نے دنیا میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 183، مصر
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 6، صفحہ 272 (7403)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 184
4۔ ایضاً

کھایا تھا پھر اسے بڑی آگ میں داخل کیا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کا آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مشرکوں کے بارے میں ہے کیونکہ وہ یتیموں کو وارث تسلیم نہیں کرتے تھے اور ان کے مال کھا جاتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے سَعِیْرًا کے معنی میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ دہک رہی ہوگی۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے سَعِیْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ جہنم میں آگ کی لپکوں کی ایک وادی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نعمتیں نہیں چکھائے گا ہمیشہ شراب پینے والا، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا (2)۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾

"حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری (اولاد کی) میراث کے بارے میں ایک مرد (لڑکے) کا حصہ برابر ہے دو عورتوں (لڑکیوں) کے حصہ کے پھر اگر ہوں صرف لڑکیاں دو سے زائد تو ان کے لئے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ہو ایک ہی لڑکی تو اس کے لئے نصف ہے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اس سے جو چھوڑا میت نے بشرطیکہ میت کی اولاد ہو اور اگر نہ ہو اس کی اولاد اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے (باقی سب باپ کا) اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے (اور یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو میت نے کی اور قرض ادا کرنے کے بعد۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ کون ان میں سے زیادہ قریبی ہے تمہیں نفع پہنچانے میں۔ یہ حصے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ (تمہاری مصلحتوں کو) جاننے والا ہے بڑا دانا ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 184 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 397 (5530)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مختلف سندوں سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنوسلمہ میں پیدل ہی میری عیادت فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کوئی عقل نہیں رکھتا تھا۔ آپ نے پانی منگوایا، اس سے وضو فرمایا پھر مجھ پر چھڑکا تو مجھے افاقہ ہو گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے میرے مال کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں مریض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت فرماتے۔ میں نے عرض کی میں اپنی اولاد میں مال کیسے تقسیم کروں؟ حضور ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، مسعود، طیالسی، ابن ابی عمر، ابن شیبہ، ابن ابی اسامہ، ابویعلی، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں، ان کا والد آپ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے غزوۂ احد میں شہید ہوا۔ ان بچیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لئے کوئی مال نہیں چھوڑا۔ ان کے ساتھ کوئی نکاح بھی اسی وقت کرے گا جب ان کا مال ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ تو یہ آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے چچا کی طرف پیغام بھیجا، فرمایا سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو ثلث دو، ان کی ماں کو آٹھواں حصہ باقی ماندہ تیرا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مال بچے کا ہوتا ہے اور وصیت والدین اور رشتہ داروں کے لئے ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا منسوخ کر دیا، مذکر کے لئے مؤنث کے مقابلہ میں دوگنا، بچے کی موجودگی میں ماں باپ دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ، بیوی کے لئے آٹھواں یا چوتھا اور خاوند کے لئے نصف یا چوتھا حصہ (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب فرائض والی آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مذکر، مونث اور والدین کے لئے حصہ مقرر فرمایا تو تمام لوگوں یا بعض نے اسے ناپسند کیا کہا ہم بیوی کو چوتھا یا آٹھواں دیں، بیٹی کو نصف دیں اور ہم چھوٹے بچوں کو بھی حصہ دیں، ان میں سے کوئی بھی نہ دشمن سے جنگ کرتا ہے اور نہ ہی مال غنیمت اکٹھا کرتا ہے۔ دور جاہلیت میں وہ اسی طرح کرتے تھے۔ وہ وارثت اسی کو دیتے جو جنگ کرنے کے قابل ہوتا اور وارثت بڑے اور اس سے بڑے کو دیتے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 186، مصر
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 332 (3185) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 184 (2092)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 186 مصر
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بچہ بڑا ہو یا چھوٹا دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے۔ والد کے ترکہ کا وہی وارث ہوتا جو جنگ کی طاقت رکھتا۔ عبدالرحمٰن جو حضرت حسان کے بھائی تھے فوت ہوئے اس نے ایک عورت جس کو ام کحہ کہتے اور پانچ بچیاں چھوڑیں، وارث آئے اور عبدالرحمٰن کا تمام مال لے لیا۔ ام کحہ نے اس کی شکایت حضور ﷺ کی بارگاہ میں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ پھر ام کحہ کے بارے میں سورۂ نساء کی آیت نمبر 12 نازل فرمائی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ نساء سے مراد بیٹیاں ہیں، اثنتین یعنی دو سے زیادہ یا صرف دو ہوں جب کہ ان کے ساتھ کوئی مذکر نہ ہو تو میت نے جو چھوڑا ہے اس کا دو ثلث بچیوں کا ہے اور باقی ماندہ عصبہ کا ہے۔ اگر بیٹی ایک ہو تو اس کے لئے نصف اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ اگر ان کا ایک بیٹا ہو یا دو یا زیادہ بچیاں ہوں مگر ان کے ساتھ لڑکا نہ ہو۔ اگر اولاد صرف ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے نصف مال ہوگا جو تین سدس ہوگا۔ باپ کا چھٹا حصہ ہوگا اور والدہ کا بھی چھٹا حصہ ہوگا باقی ایک سدس رہ جائے گا جو باپ کی طرف لوٹایا جائے گا کیونکہ یہ عصبہ ہے اگر اس کی اولاد نہ ہو یعنی نہ بچہ نہ ہی بچی اور اس کے والدین ہی وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ مال باپ کو مل جائے گا۔ اگر میت کے بھائی ہوں یعنی دو یا زیادہ بھائی ہوں یا دو بہنیں ہوں یا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ باپ کا ہوگا۔ باپ کی موجودگی میں بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا لیکن انہوں نے ماں کو ثلث سے محروم کر دیا ہے جب کہ وصیت پہلے ادا کی جائے گی جو غیر وارثوں کو ثلث تک ہوگی کیونکہ وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں یا اس کے ذمہ کوئی قرض ہو۔ اگر میت پر قرض ہو تو یہ وارثوں کو میراث سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حصے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور وہ تقسیم کو خوب جانتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یا عورت فوت ہو جائے اور ایک بیٹی چھوڑے تو اس کے لئے نصف ہوگا۔ اگر دو ہوں یا زیادہ ہوں تو ان کے لئے دو ثلث ہوں گے، اگر ساتھ مرد بھی ہو تو ان کے لئے معین حصہ نہیں، اگر کوئی حصہ والا شریک ہو تو پہلے اسے حصہ دیا جائے گا (2)۔

امام سعید بن منصور، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب ہمیں ایک راستہ پر چلاتے ہم اس کی پیروی کرتے تو اسے بڑا آسان پاتے۔ آپ سے ایک بیوی اور والدین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بیوی کے لئے چوتھا، ماں کے لئے باقی ماندہ کا ثلث اور باقی ماندہ سب باپ کا ہوگا (3)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے زید بن ثابت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 185، مصر
2۔ متدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 371 (7955) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 373 (7963)

کی طرف بھیجا کہ میں آپ سے خاوند اور والدین کا حصہ پوچھوں تو حضرت زید نے فرمایا خاوند کے لئے نصف، ماں کے لئے باقی ماندہ کا تیسرا حصہ اور باقی ماندہ مال باپ کا ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کو پیغام بھیجا کیا آپ یہ حکم قرآن میں پاتے ہیں؟ فرمایا نہیں لیکن میں ماں کو باپ پر فضیلت دینا پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ماں کو کل مال سے تیسرا حصہ عطا فرماتے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عثمان کے پاس تشریف لے گئے کہا بھائی ماں کو تیسرے حصہ سے نہیں روک سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَإِنْ كَانَ لَهٗٓ إِخْوَةٌ کیونکہ آپ قوم کی زبان میں دو بھائیوں کو اخوۃ نہیں کہلاتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو طریقہ پہلے سے چلا آرہا ہے اس میں تبدیلی کی طاقت نہیں رکھتا۔ تمام شہروں میں یہی جاری ہے اور لوگوں میں ورثہ در ورثہ چلا آرہا ہے (2)۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ماں کو بھائیوں کی وجہ سے محجوب کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے کہا اے ابوسعید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَإِنْ كَانَ لَهٗٓ إِخْوَةٌ یعنی جمع کا صیغہ ذکر کرتا ہے جب کہ آپ دو بھائیو سے اسے محجوب کر دیتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا عرب دو بھائیوں کو بھی اخوۃ کہتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بھائی اس کی ماں کے حصہ میں کمی کریں گے لیکن خود وارث نہ بنیں گے، ایک بھائی اسے تیسرے حصہ سے محروم نہ کرے گا اور اس سے اوپر سے محروم کر دے گا۔ اہل علم کی یہ رائے تھی کہ ان بھائیوں نے ماں کو تیسرے حصہ سے اس لئے محروم کیا کیونکہ ان کا والد ان کے نکاح اور ان پر خرچ کرنے کا ذمہ دار ہے ان کی ماں ذمہ دار نہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ماں کو چھٹا حصہ ملے گا جسے بھائیوں نے تیسرے حصہ سے محروم کر دیا۔ جب وہ ماں کو اس سے محروم کر رہے ہیں تو دوسروں کو بدرجہ اولی ایسا کریں گے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تم یہ آیت پڑھتے ہو مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ رسول اللہ ﷺ نے قرض کی ادائیگی وصیت سے پہلے فرمائی۔ سگے بھائی وارث ہوتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے سوتیلوں کو کچھ نہیں ملتا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ وارثت کی تقسیم قرض کی ادائیگی سے شروع کی جائے گی وصیت کا معاملہ اس کے بعد ہوگا (7)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 10، صفحہ 254 (19020) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 372 (7960) 3۔ ایضاً (7961)
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 189، مصر 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 189 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 190

امام ابن جریر، ابن ابی منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے تم میں سے آباء اور بیٹوں میں سے جو اللہ کے زیادہ مطیع ہوں گے قیامت کے روز ان کا درجہ بلند ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں سے بعض کو بعض کا سفارشی بنایا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں کوئی زیادہ نفع دینے والا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا کون آخرت میں نفع پہنچانے میں قریبی ہے بعض نے کہا دنیا میں زیادہ نفع پہنچانے والا ہے(3)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے میراث اولاد کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے لے کر خاوند اور والد کو دی ہے(4)۔

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ لَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّ لَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِی الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ؕ﴿۱۲﴾

"اور تمہارے لئے نصف ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں بشرطیکہ نہ ہو ان کی اولاد اور اگر ہو ان کی اولاد تو تمہارے لئے چوتھائی ہے اس سے جو وہ چھوڑ جائیں (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو وہ کر جائیں اور قرض ادا کرنے کے بعد اور تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اس سے جو تم چھوڑ و۔ بشرطیکہ نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس سے جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو تم نے کی ہو اور (تمہارا) قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر ہو وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے کلالہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کے لئے ان میں سے چھٹا حصہ ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 190 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 10 صفحہ 256 (19030)

اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب شریک ہیں تہائی میں (یہ تقسیم) وصیت پوری کرنے کے بعد ہے جو کی گئی ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد بشرطیکہ اس سے نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔ (یہ نظام وراثت) حکم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بیوی فوت ہو جائے تو اس نے جو ترکہ چھوڑا ہو اس کا نصف خاوند کو ملے گا جب کہ اس عورت کی کوئی اولاد نہ ہو نہ اس خاوند سے اور نہ ہی کسی اور خاوند سے اگر اس کی کوئی اولاد ہو بچہ ہو یا بچی ہو تو خاوند کے لئے چوتھائی ہوگا مگر وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد تاہم قرض کی ادائیگی پہلے ہوگی جب کہ وصیت پر عمل بعد میں کیا جائے گا۔ اگر خاوند فوت ہو جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو اس عورت سے اور نہ ہی کسی اور عورت سے تو اس عورت کو چوتھا حصہ ملے گا۔ اگر اس مرد کا بچہ یا بچی ہو تو خاوند نے جو مال چھوڑا ہے تو اس کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ اگر مرد یا عورت کلالہ ہو جس کی وراثت تقسیم کی جاتی ہے۔ کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کا بیٹا اور والد نہ ہو۔ اگر وہ زائد ہوں یعنی دو سے لے کر دس تک یا اس سے بھی زائد۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، دارمی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِنْ اُمٍّ۔(1)

امام بیہقی نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے دادا کی موجودگی میں ماں کی طرف سے بھائیوں کو وارثت میں سے کوئی چیز عطا نہیں فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد ماں کی طرف سے بھائی ہیں یہ تیسرے حصہ میں شریک ہوں گے، اس میں مذکر اور مونث برابر ہوں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ماں کی جانب بہن بھائیوں میں وراثت برابر تقسیم کی اور کہا میرا خیال ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ اسی وقت کیا جب کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں آگاہی حاصل کی ہوگی۔

امام حاکم نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت زید رضی اللہ عنہما سے، ماں، خاوند، ماں باپ دونوں کی جانب سے بھائیوں اور ماں کی طرف سے بھائیوں کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حقیقی بھائی تیسرے حصہ میں ماں کی طرف سے بھائیوں میں شریک ہوں گے۔ یہ سب ماں کے بیٹے ہیں، ماں ان کے قرب میں اضافہ کرتی ہے، وہ تیرے حصہ میں شریک ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشرکہ میں روایت نقل کی ہے کہ خیال کرو کہ ان کا باپ گدھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194، مصر 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 231، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194، مصر 4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 374 (7970) دار الکتب العلمیہ بیروت

باپ نے تو ان کے قرب میں اضافہ کر دیا ہے تیسرے حصہ میں انہیں شریک کیا ہے (1)۔

فرائض میں وارد ہونے والی احادیث

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے یہ بھلا دیا جائے گا میری امت سے سب سے پہلے یہی علم اٹھایا جائے گا (2)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ مجھے اس دنیا سے اٹھایا جائے گا تو یہ علم بھی قبض کر لیا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو آدمی حصوں میں جھگڑا کریں گے اور کوئی ایسا آدمی نہ پائیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کر سکے (3)۔

امام حاکم نے ابن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کی طرف خط لکھا جب کھیلو تو تیراندازی کرتے ہوئے کھیلو اور جب باہم بات چیت کرو تو علم فرائض کے بارے میں بات چیت کرو (4)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم علم فرائض، لہجہ اور سنت کو سیکھو جیسے قرآن کو سیکھتے ہو (5)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم علم فرائض سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے جو قرآن پڑھے تو وہ علم فرائض سیکھے۔ اگر کوئی دیہاتی اسے ملے کہے اے مہاجر کیا تو قرآن پڑھتا ہے تو وہ کہے ہاں۔ تو دیہاتی کہے میں بھی قرآن پڑھتا ہوں۔ دیہاتی کہے اے مہاجر کیا تو علم فرائض سیکھتا ہے اگر وہ کہے ہاں تو دیہاتی کہے گا بھلائی کی زیادتی ہے۔ اگر وہ کہے نہیں تو دیہاتی کہے گا اے مہاجر تیری مجھ پر کیا فضیلت ہے (7)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا فرائض، حج اور طلاق کے مسائل سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے (8)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے زیادہ علم فرائض جاننے والا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے (9)۔

---

1 مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 374 (7969)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 369 (7948)
3۔ ایضاً (7950)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 370 (7952)
5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 257 (1674)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الفرائض، جلد 6، صفحہ 204، دار الفکر بیروت
7۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 370 (7953)
8۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 209
9۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 372 (7962)

امام بیہقی نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ علم الفرائض نہ لکھتے تو یہ لوگوں سے ختم ہو جاتا(1)۔

امام سعید بن منصور، ابوداؤد نے مراسیل میں اور بیہقی نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ پھوپھی اور خالہ کی میراث کے بارے میں استخارہ کرنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ ان دونوں کے لئے میراث نہیں۔ حاکم نے عطاء کے واسطہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے متصل روایت نقل کی ہے(2)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے پھوپھی کے بارے میں تعجب کی بات ہے کہ ورثہ دیتی ہے لیتی نہیں(3)۔

امام حاکم نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی میرا پوتے کے مال میں حق ہے یا کہا نواسے کی وراثت میں حق ہے جو فوت ہو گیا ہے؟ فرمایا میں تو کتاب اللہ میں تیرا حق نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے رسول اللہ سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ تاہم میں اس بارے میں پوچھوں گا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھٹا حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس مسئلہ میں تیرے ساتھ کون گواہی دے گا تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے چھٹا حصہ عطا فرمایا(4)۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دادے اور بھائیوں کی میراث کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو زید نے کہا میری رائے ہے کہ بھائی وراثت کے زیادہ حق دار ہیں جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت دادا کو بھائیوں سے زیادہ حق دار خیال کرتے تھے۔ میں نے آپ سے بحث و تمحیص کی اور مثالیں پیش کیں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کے سامنے اس روز مثالیں پیش کیں۔ یہ دونوں ہستیاں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کرنے کی طرح مثالیں پیش کر رہے تھے گویا کہ وہ سیلاب ہو(5)۔

امام حاکم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو دادیوں (دادی، نانی) کے لئے میراث میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ نے دونوں کو چھٹا حصہ عطا کیا(6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جسے علم فرائض کی ضرورت پڑی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے آپ پر مسائل کی بھیڑ ہو گئی اور حصے ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی

1۔ سنن کبری، از بیہقی، جلد 6، صفحہ 210، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 212
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 213
4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 376 (7978) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 377 (7982)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 378 (7984)

ہوتا ہے تو وہ جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے چاہو تو اسے پڑھ لو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف اور سعید بن منصور نے حضرت سلیمان بن موسی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے معین کردہ حصہ کو قطع کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے حصہ کو ختم کر دیتا ہے(2)۔

امام ابن ماجہ نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی وارث کو میراث نہیں دیتا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز جنت میں اس کا حصہ ختم کر دے گا(3)۔

امام بیہقی نے بعث میں ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو حصہ مقرر فرمایا ہے جو اسے ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں جنت سے اس کا حصہ ختم کر دیتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ وراثت تقسیم نہیں کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوش نہیں ہوا جائے گا۔

وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰى یَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾

”اور جو کوئی ارتکاب کریں بدکاری کا تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ طلب کرو (تہمت لگانے والے سے) ان پر چار مرد اپنوں میں سے پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو بند کر دو ان عورتوں کو گھروں میں یہاں تک کہ پورا کر دے ان (کی زندگی) کو موت یا بنا دے اللہ تعالیٰ ان (کی رہائی) کے لئے کوئی راستہ“۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، بزار اور طبرانی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی عورت بدکاری کرتی تو اسے گھر میں قید کر دیا جاتا اگر مرتی تو مر جاتی اور اگر زندہ رہ جاتی تو زندہ رہتی یہاں تک کہ سورۂ نور کی آیت اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ (النور:2) نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک راہ نکالی جس نے اس قسم کا عمل کیا تو اسے کوڑے مارے جائیں گے اور اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، نحاس نے ناسخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی عورت بدکاری کرتی تو اسے قید کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 313 (2704)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 312 (2703)
3۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 87 (11134)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آیت اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا (النور:2) نازل فرمائی اگر وہ دونوں شادی شدہ ہوں گے تو انہیں رجم کیا جائے گا۔ یہ وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے نکالا (1)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت، سورۂ طلاق کی پہلی آیت اور سورۂ النساء کی آیت 19 کے ارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ان آیات میں بدکارہ کی سزا سورۂ نور میں نازل ہونے والے حکم کوڑے اور سنگسار کرنے سے پہلے کی ہے۔ اگر آج کوئی عورت بدکاری کرے گی تو اسے گھر سے باہر نکالا جائے گا اور اسے رجم کیا جائے گا۔ ان تمام آیات کے حکم کو سورۂ نور کی دوسری آیت کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو راہ نکالی وہ کوڑے مارنا اور رجم کرنا ہے۔

امام ابوداؤد نے سنن اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں پہلے عورتوں کا ذکر کیا بعد میں مرد کا ذکر کیا پھر دونوں کو جمع کر دیا وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ پھر کوڑے مارنے والی آیت سے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (2)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد زنا ہے۔ یہ حکم دیا گیا کہ اسے گھر میں قید کر دیا جائے پھر سورۂ نور کی آیت نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (3)۔

امام آدم اور ابوداؤد نے سنن میں اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سبیل سے مراد حد ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بدکاری کی ابتدائی سزا تھی کہ عورت کو قید کر دیا جاتا اور دونوں کو اذیتیں دی جاتیں۔ انہیں باتوں اور گالیوں سے عار دلائی جاتی پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں حکم نازل فرما کر ان کے لئے راہ پیدا فرمائی پھر قاعدہ یہ بن گیا کہ جو محصن (شادی شدہ) ہوتا اسے پتھروں سے رجم کر دیا جاتا اور جو شادی شدہ نہ ہوتا اسے کوڑے مارے جاتے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا جاتا (5)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور نحاس نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حدود نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (6)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ عورتوں کے بارے میں پہلی حد یہ تھی کہ انہیں انہی کے گھر میں قید کر دیا جاتا یہاں تک کہ سورۂ نور والی آیت نازل ہوئی (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے اور نِّسَآىِٕكُمْ سے مراد مسلمانوں کی ثیبہ عورتیں ہیں۔ چار گواہوں سے مراد مسلمان اور آزاد گواہ ہوں۔ اگر وہ بدکاری پر گواہی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 8، صفحہ 211، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 250، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دارالفکر بیروت
4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 250
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 198، مصر
6۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 329 (13360) گجرات ہند
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دارالفکر بیروت

دیں تو عورتوں کو قید خانوں میں قید کر دو۔ یہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب ایک عورت کے بارے میں چار عادل مسلمان یہ گواہی دے دیتے تو اسے قید خانہ میں قید کر دیا جاتا۔ اگر اس کا خاوند ہوتا تو وہ عورت سے مہر لے لیتا لیکن بغیر طلاق کے اس پر خرچہ کرتا۔ عورت پر کوئی حد نہ ہوتی اور وہ مرد عورت سے جماع بھی نہ کرتا بلکہ اسے قید خانہ میں قید کر دیتا یہاں تک کہ عورت اسی حالت میں مر جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راہ نکالتا ہے جو حد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے نکاح کیے اور ان سے حقوق زوجیت ادا کیے گئے۔ جب کوئی عورت بدکاری کر لیتی تو اسے گھروں میں قید کر دیا جاتا۔ اس کا خاوند اس سے مہر لے لیتا۔ فاحشہ بینہ سے مراد بدکاری ہے یہاں تک کہ حد کا حکم نافذ ہو گیا جس نے اس حکم کو منسوخ کر دیا تو اسے کوڑے مارے گئے اور اسے رجم کیا گیا اس کا مہر میراث تھی اور سبیل سے مراد حد ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، امام شافعی، طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جارود، طحاوی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور ابن حبان نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی اور آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ ابن جریر کے الفاظ آپ وحی کا جو بوجھ پاتے تو یوں محسوس ہوتا کہ آپ پر غشی طاری ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک روز آپ پر وحی کی، جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو فرمایا مجھ سے یہ لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے راہ پیدا فرما دی ہے۔ شادی شدہ کو سو کوڑے اور پتھروں سے سنگسار کرنا ہے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے(2)۔

امام احمد نے حضرت سلمہ بن محبق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راہ پیدا کر دی ہے، غیر شادی جب غیر شادی شدہ سے بدکاری کرے تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور جب شادی شدہ شادی شدہ سے بدکاری کرے تو سو کوڑے اور سنگسار کرنا ہے(3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء میں میراث کے حصے نازل ہوئے فرمایا کہ سورۂ نساء کے بعد عورتوں کے قید کرنے کی اجازت نہیں(4)۔

وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ⑯

”اور جو مرد عورت ارتکاب کریں بدکاری کا تم میں سے تو خوب اذیت دو انہیں پھر اگر دونوں توبہ کر لیں اور (اپنی) اصلاح کر لیں تو چھوڑ دو انہیں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 198، مصر
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 231 (2555)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 476، دار صادر بیروت
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 162، دارالفکر بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ جب کوئی آدمی بدکاری کرتا تو اسے شرمندہ کیا جاتا اور جوتے مارے جاتے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت نازل فرمائی۔ اگر وہ شادی شدہ ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انہیں رجم کر دیا جائے گا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ مرد جو یہ کام کریں(2)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاٰذُوْهُمَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں قید کر دیا جائے گا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں غیر شادی شدہ جو یہ بدکاری کریں تو انہوں نے جو برا عمل کیا ہے۔ انہیں زبان سے شرمندہ کرکے اور سخت الفاظ کہہ کر اذیت دو لیکن انہیں قید نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ دونوں غیر شادی شدہ ہیں لیکن انہیں شرمندہ کیا جائے گا تاکہ وہ توبہ کریں اور شرمندہ ہوں۔ اگر وہ توبہ کرلیں اور اپنے عمل کو درست کرلیں تو توبہ کے بعد انہیں اذیت دینے والی بات نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ ابتدائے اسلام میں غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کے ساتھ یہی کیا جاتا تھا پھر زنا کی حد کا حکم نازل ہوا تو پھر قید اور تکلیف دینے کا حکم منسوخ ہوگیا سورۂ نور والی آیت کے حکم نے اسے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذٰنِ سے مراد مرد اور عورت ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں اور مردوں کا ذکر کیا جنہوں نے شادی نہ کی ہو عورت یا مرد جب بدکاری کریں تو ان سے سختی کی جائے انہیں عار دلائی جائے یہاں تک کہ وہ یہ عمل چھوڑ دیں(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں عار دلانے سے اعراض کرو۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۷ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۸

”توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے ان کی توبہ ہے جو کر بیٹھتے ہیں گناہ بے سمجھی سے پھر توبہ کرتے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 201، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 200
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دار الفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 200، مصر 5۔ ایضاً

جلدی سے پس یہی لوگ ہیں (نظر رحمت سے) توجہ فرماتا ہے اللہ ان پر اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا اور نہیں یہ توبہ (جس کے قبول کرنے کا وعدہ ہے) ان لوگوں کے لئے جو کرتے رہتے ہیں برائیاں (ساری عمر) یہاں تک کہ جب آ جائے کسی ایک کو ان میں سے موت (تو) کہے بے شک میں توبہ کرتا ہوں رب اور نہ ان لوگوں کی توبہ جو مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کافر ہیں انہیں کے لئے ہم نے تیار کر رکھا ہے عذاب دردناک''۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ کا مصداق مومن اور لَيْسَتِ التَّوْبَةُ کا مصداق منافق ہے اور وَهُمْ كُفَّارٌ سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلا حکم مومنوں کے بارے میں درمیانہ حکم منافقوں کے بارے میں اور آخری حکم کفار کے بارے میں ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کہا کرتے تھے ہر گناہ جو بندہ کر بیٹھے وہ جہالت ہے(2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ اکٹھے ہوئے، انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ ہر امر جس میں نافرمانی ہو وہ جہالت ہے، وہ عمل جان بوجھ کر کیا گیا ہو یا اس کے بغیر(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جہالت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے(4)۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کرتے ہیں جس نے برا عمل کیا تو وہ جاہل ہے برا عمل کرنا اس کی جہالت ہے پھر وہ توبہ کرتے ہیں یعنی زندگی اور صحت کی حالت میں(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قریب کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اس وقت سے لے کر موت کا فرشتہ دیکھنے تک کا عرصہ ہے(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ توبہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ فرشتے دیکھ لے(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے القریب کی یہ تفسیر نقل کیا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشانی یا موت نازل نہ ہو جائے(8)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 202 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 400 (7073)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً (7074)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 204 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

کیا ہے کہ ہر چیز جو موت سے پہلے ہو وہ قریب ہے اسے توبہ کرنے کا حق ہے یا اس وقت اور فرشتے دیکھنے کے درمیان جو وقت ہے وہ بھی قریب ہے جب وہ فرشتہ دیکھ لے اس وقت توبہ کرے تو اب اس کی توبہ نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام دنیا قریب ہے اور تمام گناہ جہالت ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب اس کی سانس اکھڑ نہ جائے اس سے پہلے قریب ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عامر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اگر مشرک اس وقت اسلام لاتا ہے جب اس کی سانس اکھڑ چکی ہو تو تب بھی میں اس کے حق میں خیر کثیر کی امید رکھتا ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے پتلا کو اندر سے کھوکھلا پایا تو کہا تیری عزت کی قسم میں اس کے پیٹ سے نہیں نکلوں گا جب روح اس میں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم میں اس کے اور توبہ کے درمیان حائل نہیں ہوں گا جب تک روح اس میں ہوگی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بعث میں روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں حضرت ابو قلابہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا تو اس نے مہلت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک مہلت دے دی۔ اس نے کہا تیری عزت کی قسم میں اس کے دل سے نہیں نکلوں گا جب تک اس میں روح رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم جب تک اس میں روح ہے میں اس سے توبہ کو ختم نہ کروں گا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہیں کسی بات کی خبر نہیں دوں گا مگر اسی کی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، میرے دونوں کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ کر لیا کہ ایک بندے نے ننانوے قتل کر لیے پھر اسے توبہ کرنے کو کہا گیا۔ اس نے روئے زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اسے ایک آدمی کے بارے میں بتایا گیا۔ قاتل اس آدمی کے پاس آیا کہا۔ میں نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ کی کوئی صورت بنتی ہے؟ اس عالم نے کہا کیا ننانوے قتل کرنے کے بعد۔ اس قاتل نے تلوار سونتی، اسے قتل کیا اور سو پورا کر دیا۔ پھر اس کو توبہ کرنے کو کہا گیا تو اس آدمی نے روئے زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اسے ایک عالم کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ قاتل اس آدمی کے پاس آیا، کہا میں نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں۔ کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا تیرے اور تیری توبہ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 204 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 205 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 204

درمیان کوئی رکاوٹ بن سکتا ہے بدکار بستی سے نیک بستی کی طرف نکل جا۔ وہ بستی فلاں فلاں ہے اور وہاں اپنے رب کی عبادت کر۔ وہ نیک بستی (جہاں نیک لوگ رہتے تھے) کی طرف نکل پڑا۔ اسے راستے میں ہی موت آ گئی رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ ابلیس نے کہا میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اس نے کسی لحہ بھی میری مخالفت نہیں کی۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا وہ تائب ہو کر گھر سے نکلا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ بھیجا۔ دونوں قسم کے فرشتوں نے اس کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ اس نے کہا دیکھو کون سی بستی اس کے زیادہ قریب ہے جس کے یہ زیادہ قریب ہے، ان کے ساتھ اسے ملا دو، اللہ تعالیٰ نے صالح بستی کو اس کے قریب کر دیا۔ اور بدکار بستی کو اس سے دور کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے نیک بستی والوں کے ساتھ ملا دیا(1)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک اس کی سانس اکھڑ نہ جائے(2)۔

امام بیہقی نے شعب میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو انسان بھی سانس اکھڑنے سے پہلے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے(3)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ توبہ بندے کے لئے پھیلا دی گئی ہے جب تک اسے ہانکا نہ جائے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا موت کا وقت قریب آنا ہی سوق ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جب موت کا وقت آ جائے تو پھر توبہ قبول نہیں ہوتی۔

امام ابن منذر نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے الذین یعملون السیئات سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے مراد مشرک ہیں(5)۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 63(34220)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 286(7659) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 399(7059) دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 400(7072)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206، مصر

روایت نقل کی ہے کہ جو موت کے وقت توبہ کرلے اس کی توبہ نہیں اور جو کافر مریں ان کی توبہ ان لوگوں سے بھی بعید ہے (1)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کریمہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء کی آیت نمبر 38 (ان اللہ لا یغفران یشرك) نازل فرمائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے مغفرت کو حرام کر دیا اور اہل توحید کو بہشت کی طرف امید دلائی، انہیں مغفرت سے مایوس نہیں کیا (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی گناہ جو زمین و آسمان کے درمیان کیا جاتا ہے پھر موت سے پہلے بندہ اس سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ توبہ کی اس وقت تک گنجائش ہے جب تک اس کی سانس کی نالی بند نہیں کر دی جاتی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس نے موت کی ہچکی سے پہلے توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ ان سے عرض کی گئی کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا اور مذکورہ آیت تلاوت کی تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں وہ بات بتا رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے (4)۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے یا اپنے بندے کو بخش دیتا ہے جب تک حجاب واقع نہ ہو۔ عرض کی گئی حجاب واقع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نفس شرک کی حالت میں نکلے (5)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝۱۹

"اے ایمان والو! نہیں حلال تمہارے لئے کہ وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی اور نہ روکے رکھو انہیں تاکہ لے جائے کچھ حصہ اس (مہر وغیرہ) کا جو تم نے دیا ہے انہیں بجز اس صورت کے کہ ارتکاب کریں کھلی بدکاری کا اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے پھر اگر تم ناپسند کرو انہیں تو (صبر کرو) شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے خیر کثیر"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 364 (3283)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بخاری، ابوداؤد، نسائی، بیہقی نے سنن میں ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو مرد کے ورثاء اس کی عورت کے بارے فیصلہ کرنے کے مجاز ہوتے، اگر کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، اگر وہ چاہتے تو اس کی شادی کسی اور مرد سے کر دیتے، چاہتے تو کسی سے بھی شادی نہ کرتے۔ تاہم عورت کے رشتہ داروں کی بنسبت مرد کے ورثاء اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز تھے۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابوداؤد نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے قریبی رشتہ دار کی بیوی کا بھی وارث ہوتا وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی یا اس کا مہر اسی کے سپرد کر دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے منع کر دیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا اور اپنے پیچھے بیوی چھوڑ جاتا تو اس کا قریبی رشتہ دار اس پر اپنی چادر ڈال دیتا اور لوگوں سے اسے روک دیتا اگر وہ عورت خوبصورت ہوتی تو اس سے شادی کر لیتا۔ اگر بدصورت ہوتی تو اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی اور یہ مرد اس کا وارث بنتا۔ اس آیت کا بھی یہی معنی ہے کہ تم عورتوں پر ظلم نہ کرو کہ تم اس سے مہر لے لو۔ یعنی ایک مرد کی بیوی ہو اور وہ مرد اس عورت سے صحبت کرنا ناپسند کرتا ہو جب کہ مرد پر اس عورت کا مہر لازم ہو، وہ عورت کو اس لئے تکلیف دے تاکہ وہ عورت مہر اسے دے دے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی مرد فوت ہوتا تو اس مرد کا باپ یا قریبی رشتہ دار میت کی بیوی کا زیادہ حق دار ہوتا چاہتا تو اسے روک لیتا یہاں تک کہ مہر اسے دے دے یا وہ مر جائے اور اس عورت کے مال کو لے لے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی فوت ہوتا وہ بیوی چھوڑتا تو مرد کے گھر والے اس کو بچے کی وجہ سے روک لیتے تو وہ عورت انہیں میں رہنے پر مجبور ہوتی تو یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابو قیس بن اسلت فوت ہوا تو اس کے بیٹے نے ارادہ کیا کہ اس سے شادی کرے، دور جاہلیت میں یہ طریقہ ان کے لئے جائز تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کبشہ بنت معن بن عاصم ابی الدوسی کے حق میں نازل ہوئی یہ ابوقیس بن اسلت کے عقد میں تھی جو فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا، وہ عورت حضور ﷺ

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 205، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 209
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 208 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 207

کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی نہ میں اپنے خاوند کی وارث بنی اور نہ ہی مجھے چھوڑا گیا کہ میں کسی سے نکاح کر لیتی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں کا یہ معمول تھا کہ جب کسی کا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہوتا تو وہ اس کی بیوی پر اپنا کپڑا ڈال دیتا اگر اس کا کوئی چھوٹا بیٹا ہوتا یا بھائی ہوتا تو اس کے جوان ہونے تک عورت کو روکا جاتا یا وہ مر جاتی تو وہ بچہ یا بھائی اس کا وارث بن جاتا۔ اگر وہ چھوڑ دی جاتی تو وہ اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی جاتی اور مرد کے رشتہ داروں نے اس پر کپڑا نہ ڈالا ہوتا تو وہ عورت نجات پا جاتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو اس خاوند کا ولی آتا اور اس عورت پر کپڑا پھینکتا۔ پس اگر وہ اس کا چھوٹا بیٹا یا بھائی ہوتا۔ تو وہ اس عورت کو روک لیتا یہاں تک جب وہ جوان ہو جاتا یا وہ عورت مر جاتی تو اس کا وارث بن جاتا اور اگر وہ عورت رہا ہو کر اپنے میکے آ جاتی اور آپ پر کوئی کپڑا نہ ڈالا جاتا تو وہ نجات پا جاتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْهًا۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد اور ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی جب ان میں سے کوئی آدمی مر جاتا تو لوگ اس کی بیوی پر اس کے ولی کو وارث بنا دیتے۔ وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی پھر وہ اس کے مال کا وارث بن جاتا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں اہل یثرب میں سے کوئی آدمی فوت ہوتا تو جو آدمی اس کے مال کا وارث بنتا، اس کی بیوی کا بھی وارث بن جاتا، وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ خود شادی کرتا یا جس سے شادی کرنا چاہتا شادی کر دیتا۔ اہل تہامہ عورت کے ساتھ برا سلوک کرتے یہاں تک کہ وہ اسے طلاق دے دیتا اور اس پر یہ شرط لگاتا کہ وہ عورت اس مرد سے شادی کرے گی جس کے ساتھ وہ چاہے گا یہاں تک کہ وہ اس کا کچھ مہر اسے واپس کر دے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد الرحمٰن بن سلمان رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں، ان میں سے ایک دور جاہلیت کے بارے میں اور دوسری دور اسلام کے بارے میں۔ ابن مبارک نے کہا اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْهًا دور جاہلیت کے بارے میں اور وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اسلام کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تو اپنی بیوی کو اس لیے تکلیف نہ دے کہ تو اس سے مہر واپس لے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم عورتوں کو اپنے خاوندوں سے شادی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 208 — 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 209

3۔ ایضاً — 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 210

کرنے سے نہ روکو یہاں بھی عضل کا وہی معنی ہے جو سورۃ بقرہ میں گزرا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عضل مکہ مکرمہ میں قریش کے ہاں رواج تھا، ایک مرد شریف خاندان کی عورت سے شادی کرتا۔ شاید عورت اس سے موافقت نہ کرتی تو وہ مرد اس عورت سے اس بنا پر جدائی اختیار کر لیتا کہ آئندہ وہ اس کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کرے گا، وہ گواہ لاتا، اس کے خلاف تحریر لکھ لی جاتی اور گواہ بنا لیے جاتے جب کوئی نکاح کا پیغام بھیجتا۔ اگر وہ عورت پہلے خاوند کو مال عطا کرتی اور اسے راضی کرتی تو پہلا خاوند اسے اجازت دے دیتا ورنہ اسے روک دیتا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فاحشہ بینہ سے مراد بغض اور ناچاقی ہے۔ اگر یہ طرز عمل عورت کی جانب سے ہو تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس سے فدیہ لے لے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مقسم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں الا ان یفحشن ہے۔ فرمایا اگر وہ عورت تجھے اذیت دے تو پھر تیرے لئے یہ جائز ہے کہ تو اس سے وہ لے لے جو اس نے تجھ سے لیا تھا (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد نافرمانی اور ناچاقی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی قرأت کے مطابق الا ان یفحشن ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد نافرمانی ہے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جب اس کی عورت بدکاری کرتی تو مرد اس سے مہر واپس لیتا اور اسے گھر سے نکال دیتا حدود نے اس طریقہ کار کو منسوخ کر دیا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فاحشہ سے مراد بدکاری ہے۔ جب کوئی عورت ایسا فعل کرے تو اس کے خاوند کے لئے جائز ہے کہ وہ عورت کو کہے کہ اس سے خلع لے لے (7)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو قلابہ اور حضرت ابن سیرین رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خلع اس وقت تک جائز نہیں جب تک مرد عورت کے پیٹ پر کسی مرد کو نہ دیکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے اللہ کی امانت میں انہیں لیا ہے اور اللہ کے حکم سے ان کی شرم گاہ کو اپنے اوپر حلال کیا تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے فرد کو نہ بٹھائیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسا مارو کہ اس کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ معروف طریقہ سے انہیں رزق اور لباس دو (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 210　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 212　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 323، گجرات ہند　7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 211، مصر　8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 212

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس عورتیں تمہاری مددگار ہیں، تم نے انہیں اللہ کی امان میں لیا ہے، اللہ کا واسطہ دے کر تم نے ان کی شرم گاہوں کو اپنے اوپر حلال کیا ہے تمہارے ان پر حقوق ہیں، تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو کسی مرد کے لئے مباح نہ کریں (بدکاری نہ کریں) نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی نہ کریں، اگر وہ ایسا کریں تو معروف طریقہ کے مطابق ان کے لئے رزق اور لباس ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ کا معنی ہے کہ ان سے میل جول رکھو(2)۔ ابن جریر نے کہا بعض راویوں نے اس میں تصحیف کی ہے انہوں نے کہا (خالقوھن)(3)

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کا حق یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے، لباس عطا کرے اور معروف طریقہ سے رزق دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان سے اچھا سلوک کرو، اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور وہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے وہ عورت بعد میں کسی اور مرد سے شادی کر لے، اللہ تعالیٰ اس عورت سے نئے خاوند کا بچہ پیدا فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے شادی میں خیر کثیر رکھ دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خیر کثیر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عورت پر مہربانی فرمائے اس آدمی کو اس عورت سے بچہ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس بچے میں خیر کثیر رکھ دے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ممکن ہے اس ناپسندیدگی میں اللہ تعالیٰ خیر کثیر رکھ دے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے خیر کثیر کا معنی بچہ نقل کیا ہے(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب مرد اور عورت کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو وہ طلاق دینے میں جلدی نہ کرے، آہستہ روی اختیار کرے اور صبر کرے، ممکن ہے اس عورت سے اللہ تعالیٰ اسے ایسی چیز دکھا دے جو اسے خوش کرے۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ناپسندگی کے عالم میں وہ اسے روکے تو اللہ تعالیٰ اس میں اس کے لئے خیر کثیر رکھ دے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے ممکن ہے وہ اسے طلاق دے پھر وہ کسی اور عورت سے شادی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس عورت میں خیر کثیر رکھ دے۔

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۲۰﴾ وَ كَيْفَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 212
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 213
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 214
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 213
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 214

تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

''اور اگر تم ارادہ کرلو کہ بدلو ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ اور دے چکے ہو تم اسے ڈھیروں مال تو نہ لو اس مال سے کوئی چیز کیا تم لینا چاہتے ہو اپنا مال (زمانہ جاہلیت کی طرح) بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے اور کیونکر (واپس) لیتے ہو تم مال کو حالانکہ مل جل چکے ہو تم (تنہائی میں) ایک دوسرے سے اور وہ لے چکی ہیں تم سے پختہ وعدہ''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اگر تو اپنی بیوی کو ناپسند کرتا ہے اور کوئی اور عورت تجھے پسند ہے تو اسے طلاق دے دے اور دوسری سے شادی کر لے۔ اسے مہر عطا کر اگر چہ بڑی رقم ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک عورت کو طلاق اور دوسری سے نکاح۔ مطلقہ بیوی کے مال میں سے مرد کے لئے کوئی شے حلال نہیں اگر چہ وہ مال (مہر) بہت زیادہ ہو (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ قنطار سے مراد دو ہزار ہے (2)۔

امام سعید بن منصور اور ابو یعلی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے پھر فرمایا اے لوگو کیا وجہ ہے تم عورتوں کے مہر بہت زیادہ مقرر کرتے ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چار سو درہم یا اس سے کم مہر مقرر کرتے تھے، اگر مہر کی زیادتی اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ ہوتی یا باعث عزت ہوتی تو تم ان سے آگے نہ نکلتے میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں آگاہ نہیں ہوں جو اپنی بیوی کا مہر چار سو درہم سے زائد رکھے پھر آپ منبر سے نیچے اترے تو قریش کی ایک عورت نے آپ کا راستہ روک لیا عرض کی اے امیر المومنین آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو چار سو سے زائد درہم نہ دیں۔ فرمایا ہاں تو اس عورت نے عرض کی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا جو فرماتا ہے وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا اور تم نے انہیں بہت بڑا مال دیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں کہا اَللّٰهُمَّ غُفْرَانَكَ اے اللہ میں تیری بخشش کا امیدوار ہوں، تمام لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ فقیہ ہیں پھر آپ دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے فرمایا اے لوگو میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم چار سو درہم سے زائد مہر عورتوں کو نہ دینا جو آدمی اپنے مال میں سے جتنا مال بطور مہر دینا چاہے تو وہ مال دے (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر نے حضرت ابو عبد عبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا زیادہ مہر مقرر نہ کرو۔ ایک عورت نے کہا اے عمر تجھے یہ حق حاصل نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ تم عورتوں کو سونے کا خزانہ دو۔ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اسی طرح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عورت نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 214 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر ابن کثیر، جلد 2، صفحہ 873، زیر آیت ہذا۔

عمر سے جھگڑا کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئی (1)۔

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت عبداللہ بن مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار اوقیہ سے زیادہ عورتوں کے مہر مقرر نہ کرو، جس نے زیادہ مہر مقرر کیا اس کی زیادتی بیت المال میں جمع کر لی جائے گی، ایک عورت نے کہا آپ کو یہ حق حاصل نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں؟ اس عورت نے عرض کی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تم انہیں خزانہ دو۔ حضرت عمر نے فرمایا عورت نے درست بات کی اور مرد نے غلطی کی۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گھر سے اس لیے نکلا تھا کہ تمہیں زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع کروں مگر قرآن حکیم کی ایک آیت میرے معارض آ گئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **بُهْتَانًا** کا معنی گناہ نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے بینا کا معنی ''واضح'' نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے افضاء کا معنی جماع نقل کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے لفظ صریح ذکر کرنے کے بجائے کنایہ کا لفظ ذکر کیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے افضاء کا معنی عورتوں سے جماع کرنا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا** کا معنی اچھے طریقے سے روکنا یا اچھی طرح آزاد کر دینا نقل کیا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے **مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا** کا معنی یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے مردوں سے یہ وعدہ لیا کہ اچھے طریقہ سے انہیں اپنے پاس رکھیں گے یا اچھے انداز میں انہیں آزاد کر دیں گے۔ یہ عہد ان سے عقد نکاح کے وقت لیا جاتا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کا نکاح پڑھاتے تو فرماتے میں تیرا نکاح اس پر کرتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یعنی نیکی کے ساتھ اپنے پاس رکھنا یا اچھے طریقے سے انہیں چھوڑ دینا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عوف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب اپنی بیٹی کا عقد نکاح کرتے یا خاندان کی کسی عورت کا عقد نکاح کرتے تو اس کے خاوند کو کہتے میں تم سے اس کی شادی کر رہا ہوں یا اچھے طریقے سے اسے پاس رکھنا یا اچھے انداز میں اسے چھوڑ دینا (6)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 180 (10420) گجرات ہند
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215، مصر
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 464 (12029)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215، مصر
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 463 (16022) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 463 (16020)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب کسی کی شادی کرتے تو یہی شرط لگاتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا سے مراد امساک بمعروف اور تسریح باحسان ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی عقد نکاح لیا کہ میں نے تیرا نکاح کر دیا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات عکرمہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی یہ لیا ہے کہ تم نے انہیں اللہ کی امانت میں لیا اور اللہ کے واسطہ سے ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی مرد کا یہ قول ہے ملکت میں نے تیری ملک میں دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی نکاح کے الفاظ ہیں جن کے ساتھ ان کی شرم گاہیں مردوں پر حلال ہوتی ہیں (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی سخت وعدہ لیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت بکیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا ہم خلع لینے والی عورت سے کوئی چیز لے سکتے ہیں فرمایا نہیں پھر یہ الفاظ پڑھے (7)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعد میں اس میں رخصت دے دی گئی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ (البقرۃ:229) کہا اس آیت نے اسے منسوخ کر دیا (8)۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۭ وَسَآءَ سَبِيْلًا ﴿۲۲﴾

"اور نہ نکاح کرو جن سے نکاح کر چکے تمہارے باپ دادا (عورتوں میں سے) مگر جو ہو چکا (اس سے پہلے سو وہ معاف ہے) بے شک یہ فعل بہت بے حیائی اور نفرت کا فعل تھا اور بہت برا طریقہ تھا"۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت عدی بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو قیس بن اسلت فوت ہوئے۔ وہ انصار کے لوگوں میں سے تھے۔ آپ کے بیٹے نے ان کی بیوی کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 463 (16021) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (16025)
3۔ ایضاً (16026)
4۔ ایضاً (16027)
5۔ ایضاً (16028)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 216
8۔ ایضاً

دعوت نکاح دی۔ عورت نے کہا میں تجھے بیٹا شمار کرتی ہوں جب کہ تو اپنی قوم کا نیک آدمی ہے۔ لیکن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گی اور آپ سے رائے لوں گی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، کہا ابوقیس فوت ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے کلمہ خیر ارشاد فرمائے۔ اس نے عرض کی اس کے بیٹے قیس نے مجھے دعوت نکاح دی ہے جب کہ وہ اپنی قوم کا نیک آدمی ہے جب کہ میں اسے بیٹا شمار کرتی ہوں، اب آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا اپنے گھر لوٹ جاؤ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بیہقی نے کہا یہ روایت مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں یہ روایت ابن ابی حاتم سے وہ عدی بن ثابت سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوقیس بن اسلت کے حق میں نازل ہوئی، اس نے ام عبید بن خمرہ سے نکاح کیا جو اس کے باپ اسلت کی بیوی تھی اور یہ آیت اسود بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے بنت ابی طلحہ بن عبد العزی بن عثمان بن عبد الدار سے نکاح کیا جب کہ پہلے وہ اس کے باپ خلف کے عقد میں تھی اور فاختہ بنت اسود بن مطلب بن اسود کے حق میں نازل ہوئی۔ جو امیہ بن خلف کے عقد میں تھی اور اس سے صفوان بن امیہ نے نکاح کیا تھا اور منظور بن رباب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس نے ملیکہ بنت خارجہ سے عقد نکاح کیا جب کہ وہ اس کے باپ رباب بن یسار کے عقد میں تھی (2)۔

امام بیہقی نے سنن میں مقاتل بن حیان سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو اس کا قریبی رشتہ دار اس کی بیوی کے پاس آتا اور اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتا اور اس کے نکاح کا وارث بن جاتا۔ جب ابوقیس بن اسلت فوت ہوئے تو ان کے بیٹے اپنے باپ کی بیوی کے پاس آئے اور اس سے شادی کر لی اور ابھی حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔ وہ عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی سب واقعہ ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے قیس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (3)

امام ابن سعد نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو اس کا بیٹا اس کی بیوی کا زیادہ حق دار ہوتا، اگر اس کی والدہ نہ ہوتی تو چاہتا تو خود نکاح کر لینا چاہتا تو کسی اور سے نکاح کر دیتا۔ جب ابوقیس بن اسلت فوت ہوئے تو ان کا بیٹا محصن اٹھا اور اس کی بیوی کے نکاح کا مالک بن گیا، نہ اس پر کچھ خرچ کیا اور نہ ورثہ میں سے کوئی مال دیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، سب بات عرض کی۔ فرمایا گھر واپس چلی جا، امید ہے اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے گا۔ تو یہ آیت اور آیت نمبر 19 نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ ان تمام عورتوں کو حرام ہی قرار دیتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر باپ کی بیوی کو حرام قرار نہ دیتے اور اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا بھی حرام قرار نہ دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اور آیت نمبر 23 کو نازل فرمایا (4)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 161، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 217، مصر
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 217، مصر

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ عورت جس سے تیرے باپ یا بیٹے نے شادی کی ہو اس نے دخول کیا ہو یا دخول نہ کیا ہو وہ تجھ پر حرام ہے (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے کہا ایک آدمی کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر اسے دیکھتا ہی نہیں یہاں تک کہ اسے طلاق دے دیتا ہے کیا وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے۔ فرمایا نہیں۔ یہ روایت مرسل ہے۔ میں نے پوچھا **اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ** کا کیا مطلب ہے؟ کہا بیٹے اپنے آباء کی بیویوں سے عقد نکاح کر لیتے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس قول کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے عقد نکاح کیا ہو ابھی حقوق زوجیت ادا نہ کئے ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو بکر بن ابو مریم رحمہ اللہ سے وہ ایک بزرگ عورت سے روایت کرتا ہے کہ کوئی آدمی اپنے دادا کی بیوی یعنی والد کی ماں سے عقد نکاح نہ کرے کیونکہ دادا آباء میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے **اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ** کا یہ معنی نقل کیا ہے مگر جو دور جاہلیت میں ہوا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی دور جاہلیت میں باپ کی بیوی سے نکاح کر لیتا تھا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے الا من قد سلف یعنی جو مر چکا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء بن رباح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مقت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے اس کے لئے برا راستہ ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہا میں اپنے خالو سے ملا جب کہ اس کے پاس جھنڈا تھا۔ میں نے کہا کہاں کا ارادہ ہے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی بیوی سے شادی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کی گردن اڑا دوں اور اس کا مال لے لوں (4)۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 161، دار الفکر بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 272 (10805)، گجرات ہند
3۔ ایضاً، (10806)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 271 (10804)

الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ٘ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ ٘ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۟ۙ (۲۳)

"حرام کردی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری بہنیں رضاعت سے اور مائیں تمہاری بیویوں کی اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں (پرورش پا رہی ہیں) ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے صحبت نہ کی ہو ان بیویوں سے تو کوئی حرج نہیں تم پر (ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) اور (حرام کی گئیں) بیویاں تمہارے ان بیٹوں کی جو تمہاری پشتوں سے ہیں اور (یہ بھی حرام ہے) کہ جمع کرو تم دو بہنوں کو مگر جو گزر چکا (سو وہ معاف ہے) یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے"۔

امام عبد الرزاق، فریابی، بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سات نسبی اور سات سسرالی رشتے حرام کیے گئے ہیں پھر اس آیت کو پڑھا بَنٰتُ الْاُخْتِ تک نسبی اور باقی سسرالی ہیں اور سسرالی ساتواں رشتہ اس آیت وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ میں مذکور ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سات سسرالی اور سات نسبی رشتے حرام ہیں اور رضاعت سے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاعت ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے جن رشتوں کو ولادت (نسب) حرام کر دیتی ہے (3)۔

امام مالک اور عبد الرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے قرآن حکیم میں دس دفعہ چوسنے کا حکم نازل ہوا پھر پانچ کے ساتھ اسے منسوخ کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا تو ان کی قرآن میں تلاوت کی جاتی تھی (4)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 272 (10808)، گجرات ہند 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 549 (17045)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 549 (17043) 4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13912)

امام عبدالرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں دس دفعہ چوسنے کا حکم تھا پھر اسے پانچ کی طرف پھیر دیا گیا لیکن کتاب اللہ میں سے کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی قبض کر لیا گیا (1)۔

امام ابن ماجہ اور ابن ضریس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نازل شدہ قرآن میں سے جو چیز ساقط ہوگئی وہ یہ ہے کہ دس دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت کرتا ہے یا پانچ دفعہ چوسنا (2)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر (یعنی دس دفعہ چوسنے) کی آیت نازل ہوئی وہ میری چارپائی کے نیچے صحیفہ میں تھی ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی وجہ سے مصروف ہو گئے تو ایک پالتو بکری داخل ہوئی اس نے اسے کھا لیا (3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ رضاعت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے کہ سات سے کم دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ یہ ارشاد نہیں فرمایا رضعة رضعتین۔ (4)

امام عبدالرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ سات سے کم دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی پھر یہ حکم پانچ کی طرف لوٹ آیا۔ انہوں نے کہا یہ پہلے ہوتا تھا، اس کے بعد ایک واقعہ ہوا تو حرمت کا حکم نازل ہوا۔ ایک دفعہ دودھ پینا بھی حرمت کو ثابت کرتا ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ کا دودھ پینا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں کہا کرتے تھے، اس کا تھوڑا اور زیادہ حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دس دفعہ دودھ پینا شرط قرار دیا ہے پھر کہا ایک دفعہ دودھ پینا بھی حرمت کو ثابت کر دیتا ہے (9)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13913)
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 464 (1942)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، (1944)
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13911) گجرات ہند
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 467 (13916)
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 549 (1707)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 548 (17036)
8۔ ایضاً (17032)
9۔ ایضاً (17035)

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ دو سال میں رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک رضاعت بھوک کی صورت میں ہے یعنی رضاعت سے احکام اس صورت میں مرتب ہوں گے جب بچہ بھوکا ہو(3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں دو سندوں سے حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کی ماں سے شادی کرے۔ اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے ہوں یا حقوق زوجیت ادا نہ کیے ہوں۔ جب وہ کسی عورت (ماں) کے ساتھ شادی کرتا ہے اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا پھر اس کو طلاق دے دیتا ہے، اگر چاہے تو اس کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے(4)۔

امام مالک نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی اور حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی کیا اس عورت کی ماں اس مرد پر حلال ہے فرمایا نہیں ماں مبہم ہے، اس میں کوئی شرط نہیں، شرط صرف بچیوں میں ہے(5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ ایک مرد عورت سے نکاح کرتا ہے اور جماع سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے کیا اس مرد کے لئے اس عورت کی ماں سے نکاح کرنا حلال ہے؟ فرمایا نہیں یہ حکم مشروط نہیں۔ میں نے کہا کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی یوں قرأت کرتے تھے (و امھات نساء کم اللاتی دخلتم بھن) کہا ایسا نہیں(6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ مبہم ہے۔ جب کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت سے پہلے اسے طلاق دے دے یا مر جائے تو اس کی ماں اس کے مرد پر حلال نہ ہوگی(7)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىٕكُمْ مبہم ہے(8)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 550 (17052)　2۔ ایضاً (17051)　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 548 (17024)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 398 مصر　5۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 533 (22)
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 274 (10816) گجرات ہند　7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484 (16273) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
8۔ ایضاً (16279)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوعمر شیبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنوشمخ کے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی، اس سے حقوق زوجیت ادا نہ کیے پھر اس کی ماں کو دیکھا تو وہ اسے اچھی لگی۔ اس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فتوی طلب کیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس عورت سے جدائی اختیار کرے پھر اسی کی ماں سے شادی کر لے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس عورت سے اس مرد کے کئی بچے ہوئے پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے اور حضرت عمر سے رضی اللہ عنہ پوچھا، ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے سوال کیا۔ انہوں نے کہا یہ جائز نہیں۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ واپس آئے تو اس آدمی سے کہا وہ عورت تم پر حرام ہے، اس سے جدائی اختیار کر لے (1)۔

امام مالک نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوفہ میں آپ سے فتوی طلب کیا گیا کہ کیا بیٹی سے عقد نکاح کرنے کے بعد ماں سے عقد نکاح کرنا جائز ہے جب کہ بیٹی سے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود نے اس کی اجازت دے دی پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے، اس کے بارے میں پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ حکم ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا۔ یہ شرط بیٹیوں کے بارے میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ واپس آئے، اپنے گھر جانے سے پہلے اس آدمی کے پاس آئے، اسے اس بات کا حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی سے جدائی اختیار کرے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے بیوی کی ماں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ مبہم ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے مطلق رکھا ہے اسی طرح تم بھی مطلق رکھو اور جو حکم بیان کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ایک مرد کے بارے میں روایت نقل کی ہے جو ایک عورت سے شادی کرتا ہے یا اس کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے کیا اس کی ماں اس پر حلال ہے، کیا یہ بھی بچی کے حکم میں ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جب عورت اس کے عقد میں فوت ہو جائے وہ مرد اس کی میراث لے لے تو یہ مکروہ ہے کہ وہ اس کے بعد اس کی ماں سے عقد نکاح کرے، اگر حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں دونوں سے حقوق زوجیت ادا کرنے کی صورت میں یہ حکم ہے (6)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 485 (16277)
2۔ مؤطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 533
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 273، (10813)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484 (16271) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، (16266)
6۔ ایضاً، (16268)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت مسلم بن عویمر اجدع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اس کے ساتھ دخول نہ کیا گیا یہاں تک کہ میرا چچا فوت ہو گیا جس کی شادی اس عورت کی ماں سے ہوئی تھی۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اسی کی ماں سے شادی کر لے۔ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ فرمایا اس سے شادی نہ کر، میرے والد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ انہوں نے نہ مجھے منع کیا اور نہ ہی مجھے اجازت دی (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا بچی اور ماں کا حکم ایک جیسا ہے اگر بیوی کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو ان کے ساتھ عقد نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک عورت کی شرم گاہ کو دیکھ لیا تو اس پر اس کی ماں اور بیٹی حلال نہیں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت داؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یہ پڑھا (وربائبکم الاتی دخلتم بامھا تھم)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے عقد میں ایک عورت تھی، وہ فوت ہو گئی، اس کے بطن سے میرا ایک بچہ بھی تھا، میں اس کی وفات پر سخت غمگین ہوا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مجھے ملے، فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا میری بیوی فوت ہو گئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس کی کوئی بیٹی تھی؟ میں نے عرض کی ہاں وہ طائف میں ہے۔ پوچھا کیا اس نے تیری گود میں پرورش پائی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اس سے نکاح کر لے۔ میں نے عرض کیا پھر اس آیت کریمہ کے الفاظ کا کیا مطلب ہوگا۔ فرمایا وہ بچی تیری گود میں نہ تھی، یہ حکم اس وقت ہوتا جب وہ تیری گود میں ہوتی (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس میں دخول سے مراد جماع ہے (5)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ اس میں دخول سے مراد جماع ہے (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نواسی اور نواسی کی بیٹی سے عقد نکاح جائز نہیں اگرچہ ستر درجے نیچے چلی جائے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ کی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484، (16269)
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 278 (10833)، گجرات ہند
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 481 (16235)
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 278 (10834)
5۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 162، دار الفکر بیروت
6۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 277 (10827) گجرات ہند

تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم باتیں کرتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ سے شادی کی مکہ مکرمہ میں مشرک یہ کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو، سورۂ احزاب کی آیت نمبر 4 اور چالیس کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن منذر ایک اور سند سے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی مکرم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیوی سے شادی کی تو قریش نے کہا آپ نے تو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور حضرت محمد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں نے فرمایا یہ آیات حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ، (وما نكح آباء كم) اور وَاُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ مبہم ہیں(2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرتا ہے، وہ اسے دیکھنے سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے، کیا وہ عورت اس مرد کے باپ کے لئے حلال ہے فرمایا یہ مشروط نہیں(3)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت فیروز دیلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے عقد میں دو بہنیں تھیں، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا جس کو چاہو طلاق دے دو(4)۔

امام قیس سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا ایک آدمی ماں اور بیٹی سے وطی کر سکتا ہے جب کہ دونوں اس کی لونڈیاں ہوں؟ فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے جب کہ ایک آیت دونوں کو حرام کرتی ہے مجھے ایسا کرنے کا حق نہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دو لونڈی بہنوں کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم آزاد عورتوں کے بارے میں ہے جہاں تک لونڈیوں کا تعلق ہے انہیں جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امام مالک، امام شافعی، عبد بن حمید، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے دو لونڈیوں کے بارے میں پوچھا کیا وہ ان دونوں کو جمع کر سکتا ہے، فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے اور دوسری آیت انہیں حرام کرتی ہے لیکن مجھے ایسا کرنے کا حق نہیں وہ آدمی آپ کے پاس سے نکلا اور ایک صحابی سے ملا، میرا خیال ہے

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 280 (10837)
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 485 (16277)
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 280 (10837)، گجرات ہند
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 469 (1951)، دارالکتب العلمیہ بیروت

وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا تھا۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اگر میرا اختیار ہوتا پھر میں کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھتا تو اسے نشان عبرت بنا دیتا (1)۔

امام ابن عبدالبر نے استذکار میں حضرت ایاس بن عامر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دو بہنیں میری ملکیت میں ہیں جن میں سے ایک سے میں نے خواہش پوری کی، اس سے میری اولاد ہوئی پھر دوسری میں میری رغبت پیدا ہوئی اب میں کیا کروں؟ فرمایا جس سے تو وطی کرتا رہا ہے اس کو آزاد کر دے پھر دوسری سے وطی کر لے پھر فرمایا کتاب اللہ میں جو آزاد مراد ہیں وہ لونڈیاں بھی تم پر حرام ہیں مگر تعداد (یعنی آزاد میں تعداد معین ہے) لیکن بحیثیت لونڈی (ان کی تعداد معین نہیں) یا فرمایا مگر چار، کتاب اللہ میں جو نسبی رشتے حرام ہیں وہ رضائی رشتے بھی حرام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا دو بہنیں جس کی لونڈیاں ہیں ان میں سے ایک کے ساتھ اس نے وطی کی پھر دوسری سے وطی کا ارادہ کیا۔ فرمایا نہیں یہاں تک کہ پہلی کو اپنے ملک سے نکالے۔ عرض کی گئی اگر وہ پہلی لونڈی کا عقد نکاح اپنے غلام سے کر دے؟ فرمایا نہیں یہاں تک کہ اسے اپنی ملک سے نکالے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو دو لونڈی بہنوں کو جمع کرتا ہے تو آپ نے اسے مکروہ قرار دیا۔ آپ سے عرض کی گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ آپ نے فرمایا تیرا اونٹ بھی تو تیری ملکیت میں ہے (3)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا لونڈیوں میں سے وہ حرام ہیں جو آزاد عورتوں میں سے حرام ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں میں سے جو حرام کی ہیں لونڈیوں میں سے بھی وہ حرام کی ہیں سوائے تعداد (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے دو لونڈی بہنوں کے بارے میں فرمایا کہ ایک آیت نے انہیں حلال کیا اور ایک آیت نے انہیں حرام کیا ہے نہ میں اجازت دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں، نہ حلال قرار دیتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں نہ میں ایسا کروں گا اور نہ ہی میرے گھر والے (اولاد) ایسا کریں گے (6)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16264)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 482 (16252)

3۔ ایضاً (16254) 4۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163، دارالفکر بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 482 (16256) 6۔ ایضاً، (16253)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا قول دو لونڈیوں کے بارے میں ذکر کیا گیا۔ لوگوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آیت انہیں حلال کرتی ہے اور ایک آیت انہیں حرام کرتی ہے۔ اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال قرار دیتی ہے اور ایک آیت دونوں کو حرام قرار دیتی ہے۔ آپ نے کہا میری ان سے رشتہ داری انہیں مجھ پر حرام کرتی ہے اور ان کی ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ داری مجھ پر انہیں حرام نہیں کرتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَّا لْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب آدمی کی دو بہنیں لونڈیاں ہوں وہ ایک سے وطی کرے تو وہ دوسری کے قریب نہ جائے یہاں تک کہ اس لونڈی کو اپنی ملک سے نکال دے جس کے ساتھ اس نے وطی کی تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قبیلہ کے لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے دو بہنوں کے بارے میں پوچھا جو ایک آدمی کی لونڈیاں ہیں جن سے وہ وطی کرتا ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں سنا پوچھا آپ نے یہ یہ فتویٰ دیا ہے۔ فرمایا ہاں۔ پوچھا آپ کی کیا رائے ہے اگر ایک آدمی کے بارے اس کی بہن لونڈی ہو تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بہن سے وطی کرے۔ فرمایا خبردار اللہ کی قسم میں نے بارہا اس مسئلہ کو جاننا چاہا انہیں کہو اس سے اجتناب کرو کیونکہ ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں اصل سبب رحم ہے آزاد سے ہو یا کسی اور سے۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد، عورت اور اس کی پھوپھی اور اس عورت کی خالہ کو ایک وقت جمع نہ کرے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا پھوپھی اور خالہ پر کسی عورت سے شادی نہ کی جائے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آباء کی بیویوں کے بارے میں فرمایا اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کیونکہ عرب اپنے آباء کی بیویوں سے شادی کرتے تھے پھر نسبی اور سسرالی رشتوں کو حرام فرمایا تو اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ انہیں فرمایا کیونکہ عرب نسبی اور سسرالی ماؤں سے شادی نہیں کرتے تھے بہنوں کے بارے میں فرمایا: اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کیونکہ عرب دونوں کو عقد میں جمع کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں جمع کرنا حرام قرار دے دیا مگر حرام قرار دینے سے پہلے جو گزر چکا وہ معاف ہے (5)۔

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 164، دار الفکر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16257) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 9، صفحہ 163 (33) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 526 (16769)
5۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے دو لونڈی بہنوں کے ساتھ وطی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں دو بہنوں کو جمع کرنے والا ملعون قرار دیا گیا (1)۔

امام مالک، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک عورت اور اس کی بیٹی کے ساتھ وطی کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ وہ دونوں ایک آدمی کی لونڈیاں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اسے پسند نہیں کرتا کہ ان دونوں کو جمع کرنے کی اجازت دوں اور ایسا کرنے سے منع کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو عورت اور اس کی بیٹی کے ساتھ وطی کرتا ہے جب کہ وہ دونوں اس کی لونڈیاں ہیں۔ فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے، ایک آیت دونوں کو حرام کرتی ہے مگر میں ایسا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب ایک آیت تیرے لئے حلال کرے اور دوسری آیت تیرے لئے حرام کرے تو غالب حرمت والی آیت ہے ہمارے لئے دو آزاد عورتوں کا حکم بیان کیا گیا ہے دو لونڈیوں کا حکم واضح نہیں کیا گیا (4)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا تورات میں اس آدمی کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو ایک عورت اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھتا ہے جو حکم ہمارے لئے بیان کیا گیا ہے وہ آزاد عورت کا ہے لونڈی کا نہیں ہے (5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا جس نے عورت کی شرم گاہ اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر شفقت نہیں فرمائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نظر شفقت نہیں فرمائے گا جس نے ایک عورت اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھا (6)۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16259)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 481 (16244)
3۔ ایضاً (16245)
4۔ ایضاً۔ جلد 3، صفحہ 482 (16248)
5۔ ایضاً، (16249)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 480 (16234)

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

"اور (حرام ہیں) خاوندوں والی عورتیں مگر (کافروں کی وہ عورتیں) جو تمہارے ملک میں آجائیں فرض کیا ہے اللہ نے (ان احکام کو) تم پر اور حلال کر دی گئی ہیں تمہارے لئے ماسوا ان کے تاکہ تم طلب کرو (ان کو) اپنے مالوں کے ذریعہ پاک دامن بنتے ہوئے نہ زنا کار بنتے ہوئے پس جو تم نے لطف اٹھایا ہے ان سے تو دو ان کو ان کے مہر جو مقرر ہیں اور کوئی گناہ نہیں تم پر جس چیز پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے"۔

امام طیالسی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طحاوی، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر ایک لشکر اوطاس کی طرف بھیجا۔ لشکر کا دشمنوں سے آمنا سامنا ہوا۔ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پالیا اور ان کے افراد قیدی بنا لئے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ان قیدی عورتوں کے ساتھ اس لئے وطی کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ ان عورتوں کے مشرک خاوند موجود تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی تمہارے لئے شادی شدہ عورتیں بھی حرام ہیں مگر جو اللہ تعالیٰ تمہیں مال غنیمت کے طور پر دے اس وجہ سے وہ تمہارے لئے حلال ہیں (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ حنین کے موقع پر نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی تو مسلمانوں نے ایسی عورتیں پکڑیں جن کے خاوند تھے۔ ایک آدمی جب اس عورت کے پاس خواہش پوری کرنے کے لئے آتا تو عورت کہتی میرا پہلے سے خاوند موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی مشرک قیدیوں میں جس عورت کے ساتھ تم وطی کرنا چاہو اس میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ حنین کی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی تو مسلمانوں نے قیدی پکڑے جب کوئی مرد ان میں سے کسی عورت کے پاس آنا چاہتا تو وہ عورت کہتی میرا ایک خاوند ہے۔ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سب معاملہ ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی قیدیوں میں سے خاوند والی عورتیں بھی حلال ہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 116 (12637) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16908)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا فرمایا ہر خاوند والی عورت کے پاس آنا بدکاری ہے مگر وہ عورت جو قیدی ہو (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس عورت کا خاوند ہو وہ تجھ پر حرام ہے مگر لونڈی جس کا تو مالک ہے اور اس کا خاوند دارالحرب میں ہو۔ جب تو نے اس کا استبراء رحم کرلیا تو وہ تجھ پر حلال ہے (2)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشرک عورتیں جنگ میں جب قیدی بنالی جائیں تو اس کے مالک کے لئے وہ حلال ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشرک اور مسلمان دونوں حلال ہیں جب جنگ میں قیدی بنالی جائیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے خاوند والی عورت تجھ پر حرام ہے مگر جسے تو اپنے مال سے خریدے وہ کہا کرتے تھے۔ لونڈی کو بیچنا اس کی طلاق ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لونڈی کی طلاق کی چھ صورتیں ہیں اس کو بیچنا اس کی طلاق ہے، اس کو آزاد کرنا اس کی طلاق ہے، اس کو ہبہ کرنا اس کی طلاق ہے، اس کی برأت اس کی طلاق ہے، اس کے خاوند کی طلاق اس کی طلاق ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لونڈی کو بیچ دیا جائے جب کہ اس کا خاوند بھی ہو تو اس کا آقا اس کے بضعہ (وطی کا محل) کا زیادہ حق دار ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں محصنات سے مراد خاوند والی عورتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آزاد عورتیں جو خاوندوں والی ہوں وہ حرام ہیں مگر لونڈیاں (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں (8)۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زنا حرام ہے (9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16906)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 5، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 213 (9036)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 5
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8
6۔ ایضاً
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 537 (16891)
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 537 (14891)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 537 (16901)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت جنگ اوطاس کے موقع پر نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے شعبی سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ یوم اوطاس کے متعلق نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے عورتیں ہمارے پاس آئیں پھر ان کے خاوند ہجرت کرتے ہیں اس فرمان سے اس کے ساتھ عقد نکاح کرنے سے روک دیا گیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں، ان کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں۔ آپ فرماتے عورت کو نہیں چاہیے کہ وہ نہ دودھ دھوئے اور نہ ہی اسے چاہیے کہ حد سے تجاوز کرے وگرنہ وہ اپنے خاوند پر نشور کرنے والی ہوگی۔ ہر وہ عورت جو گواہوں اور مہر کے ساتھ عقد نکاح کرے تو یہ ان محصنات میں سے ہے جن کے ساتھ عقد نکاح کرنا حرام ہے مگر جنہیں حلال قرار دیا گیا ہے وہ آزاد عورتوں میں سے دو، تین یا چار عورتیں ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مرد کے لئے چار سے زائد عورتوں سے عقد نکاح کرنا حلال نہیں، اس سے زائد عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں جس طرح اپنی ماں اور اپنی بہن کے ساتھ عقد نکاح کرنا حرام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ (النساء:3) پھر نسبی اور سسرالی رشتوں میں سے کچھ کو حرام قرار دیا، فرمایا وہ حرام ہیں مگر جن عورتوں کے ساتھ مہر، سنت طریقہ اور گواہوں کے ساتھ نکاح کیا جائے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورت کے آغاز میں چار عورتوں کے ساتھ عقد نکاح کرنے کو حلال قرار دیا اور چار کے بعد کسی عورت سے نکاح کو حرام قرار دیا مگر لونڈیوں سے وہ خواہش پوری کر سکتا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں میں سے چار سے زیادہ سے شادی کرنا حرام ہے (7)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد پاک دامن اور عقل مند عورت ہے، مسلمانوں میں سے ہو یا اہل کتاب میں سے (8)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنی مگر چار عورتیں جن کے ساتھ گواہوں اور مہر کے ساتھ نکاح کیا جائے (9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16909)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 537 (16895)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 12
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 11
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 9
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 10
9۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے اِلَّا مَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یعنی مرد کو اپنے غلام کی بیوی سے الگ رکھا جائے گا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ مرد کے لئے حلال ہیں مگر جس لونڈی کا اس نے عقد نکاح کر دیا ہو وہ اس مرد کے لئے حلال نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کیا آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نہیں دیکھا جب آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اس کا علم نہیں رکھتے تھے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر میں جانتا کہ کون اس آیت کی تفسیر بیان کر سکتا ہے تو میں اس کو ملنے کے لئے اونٹوں کو کمزور کرتا؟ وہ آیت اَلْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سوداء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابن مسیب سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا احصان کی دو قسمیں ہیں احصان نکاح، احصان عفاف۔ ابن ابی حاتم نے کہا میرے والد نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میرا خیال ہے اس آیت میں خاوندوں والی عورتوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ شادی کریں۔ محصنات سے مراد پاک دامن عورتیں ہیں جو نکاح یا ملک یمین کی وجہ سے حلال ہوتی ہے احصان کی دو قسمیں ہیں احصان تزویج، احصان عفاف یہ آزاد اور لونڈیوں میں ہوتا ہے، سب کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر نکاح اور ملک یمین کی وجہ سے (5)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تمام قرآن حکیم میں وَّالْمُحْصِنٰتُ صاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے مگر سورۂ نساء میں اس لفظ کو صاد کی زبر کے ساتھ پڑھتے (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی جسے معاذہ کہتے جو بنو دوس کے ایک آدمی کی بیوی تھی جسے شجاع بن حدث کہتے تھے۔ اس کی ایک سوکن بھی تھی جس سے شجاع کی کثیر اولاد تھی۔ شجاع گیا تا کہ وہ ہجر سے اپنے گھر والے لائے۔ معاذہ کے پاس سے اس کا چچا زاد بھائی گزرا۔ اس نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16907) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 12
3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16905)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 11
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1221 (610)، دار الصمیعی بیروت

بھائی سے کہا مجھے میرے خاندان والوں کے پاس لے چلو کیونکہ اس شیخ کے پاس کوئی خیر نہیں۔ اس نے اسے سواری پر سوار کرلیا اور اسے وہاں لے گیا۔ اتفاق سے اسی وقت شیخ کی آمد ہوئی۔

وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

(۱) یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَفْضَلَ الْعَرَبِ اِنِّیْ خَرَجْتُ اَبْغِیْهَا الطَّعَامَ فِیْ رَجَبِ

اے رسول اللہ اور اے تمام عرب سے افضل میں اس کے لئے رجب میں کھانے کی تلاش میں نکلا۔

(۲) فَتَوَلَّتْ وَالطَّتْ بِالذَّنْبِ وَهِیَ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبَ

اس نے روگردانی کی اور حق زوجیت ادا کرنے سے بھاگ کھڑی ہوئی وہ جس کے لئے غالب آئی بری غالب آئی۔

(۳) رَأَتْ غُلَامًا وَارِكًا عَلَى قَتَبٍ لَهَا وَلَهُ أَرَبٌ

اس عورت نے ایک نوجوان کو کجاوے پر بیٹھے دیکھا اس عورت اور مرد کو حاجت تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مجھ پر لازم ہے، یہ مجھ پر لازم ہے، اگر اس مرد نے اس کا کپڑا اٹھایا ہے تو اسے رجم کر دو ورنہ شیخ پر اس کی بیوی لوٹا۔ مالک بن شجاع اور اس کا سوتیلا بیٹا گئے اور اس عورت کا مطالبہ کیا۔ وہ اسے لے آیا اور اپنے گھر میں رہائش اختیار کرلی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ سلیمانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ کِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ سے مراد چار عورتیں ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے عبیدہ کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک سے لے کر چار تک سے نکاح کرنے کا حکم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے کِتٰبَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے جو تم پر حرام ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں قرأت نقل کی ہے وَاُحِلَّ۔

حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے وَاَحَلَّ قرأت کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ تمام قرآن میں وراء کا معنی سامنے ہے سوائے دو مقامات کے وہ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اور فمن ابتغی وراء ذلك ہے یہاں وراء، سولی کے معنی میں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 14 دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 15 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 14

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ چار سے کم تمہارے لئے حلال ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ یہ نسب اللہ تعالیٰ نے تم پر لازم کیا ہے وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اور اس نسب کے علاوہ تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر نے عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس قرابت کے علاوہ تمہارے لئے رشتے حلال ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو تمہاری لونڈیاں ہیں وہ تم پر حلال ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ سلیمانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے علاوہ لونڈیاں تمہارے لئے حلال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُّحْصِنِيْنَ کی تفسیر نکاح کرتے ہوئے غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نہ کہ کسی بدکارہ کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے نقل کی ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سفاح کا معنی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا زنا۔

امام ابن جریر، امام ابن منذر، امام ابن ابی حاتم اور حضرت نحاس رحمہم اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے جب کوئی عورت سے شادی کرے پھر صرف ایک دفعہ اس سے حقوق زوجیت ادا کرے تو اس پر تمام مہر واجب ہوگا اور الا ستمتاع سے مراد حقوق زوجیت ادا کرنا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں متعہ کی اجازت تھی ایک آدمی ایک شہر میں آتا، اس کے پاس کوئی ایسا آدمی نہ ہوتا جو اس کے معاملات کی نگہداشت کرتا اور اس کے سامان کی حفاظت کرتا وہ اتنے عرصہ کے لئے ایک عورت سے شادی کر لیتا جس میں وہ خیال کرتا کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو جائے گا۔ وہ عورت اس کی حفاظت کرتی اور اس کے معاملات کی نگہداشت کرتی۔ وہ اس آیت کی یوں قرأت کرتا فَمَا اسْتمتعم به منهن

1۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 15

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 15 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17

الی اجل مسمی مگر اسے مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نے منسوخ کر دیا۔ احصان مرد کے ہاتھ میں ہوتا، جتنا عرصہ چاہتا اسے روکے رکھتا اور جب چاہتا اسے چھوڑ دیتا۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابتدائے اسلام میں متعہ جائز تھا وہ اس آیت کو یوں پڑھتے (فما استمتعم به منهن الى اجل مسمى) ایک آدمی کسی شہر میں آتا جہاں اس کی جان پہچان والا نہ ہوتا وہ اتنے عرصہ کے لئے کسی عورت سے شادی کر لیتا جس میں اسے فارغ ہونے کا خیال ہوتا وہ شادی اس لئے کرتا تا کہ اس کے سامان کی حفاظت کرے اور اس کے معاملات کی نگہبانی کرے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور متعہ حرام ہو گیا (1)۔ اس کی تصدیق سورۂ مومنون کی آیت نمبر 6 سے ہوتی ہے یعنی اس کے علاوہ ہر عورت حرام ہے (2)۔

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 205، دارالفکر بیروت

نکاح متعہ کی شرعی حیثیت

2۔ شریعت مطہرہ کے احکام تدریجاً نازل ہوئے ہیں جو عمل پہلے مباح تھا پھر جب اسے منسوخ کر دیا گیا تو اس کے بعد پہلی روایات سے استدلال کرنا کسی طرح درست نہیں دین اسلام کا مزاج اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک انسان محض خواہش نفس کی غلامی اختیار کرے بلکہ انسان سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا پیکر ہو اور ذمہ داریوں کے بارے میں احساس ہو۔

شریعت مطہرہ میں عقدہ نکاح ساری زندگی ساتھ نبھانے کا عہد ہے اس رشتہ پر نسل انسانی کی طہارت اور بقاء کا انحصار ہے یہ کیسے ممکن تھا کہ ایسے امر کی اجازت دی جاتی جو اس رشتہ کے تقدس کو مجروع کریں جب نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا گیا تو پھر ان روایات کی طرف توجہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں جو اس کی اباحت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن نکاح المتعة یوم خیبر و عن لحوم الحمر الاهلیة

"حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ اور گھروں میں پالے جانے والے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا"۔

(مسلم شریف جلد 1، صفحہ 452 کتاب النکاح)

باب نکاح المتعة و بیان انه ابیح ثم نسخ ثم ابیح ثم نسخ و استقر تحریمه الی یوم القیامة

(صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 606 کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر)

عن علی قال حرم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لحوم الحمر الاهلیة و نکاح المتعة

(الاستبصار، جلد 3، صفحہ 142، حدیث نمبر 511، دارالکتب الاسلامیہ تہران)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور حضرت حاکم رحمہ اللہ نے مختلف طرق سے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر یہ آیت پڑھی تو انہوں نے الی اجل مسمی کے الفاظ زائد پڑھے۔ میں نے کہا ہم تو اس طرح قرأت نہیں کرتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آیت اسی طرح نازل کی ہے (1)۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں اجل مسمی کے الفاظ ہیں (2)۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں الی اجل مسمی کے الفاظ ہیں۔

امام عبد الرزاق نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو الی اجل کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ ابی بن کعب کی قرأت میں الی اجل مسمی کے الفاظ ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یعنی نکاح متعہ (4)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ متعہ ہے۔ ایک مرد عورت سے معین مدت کیلئے شرط کے ساتھ نکاح کرتا تھا۔ جب مدت ختم ہو جاتی تو مرد کا عورت پر کوئی اختیار نہ ہوتا۔ وہ عورت اس سے آزاد ہوتی۔ عورت پر لازم ہوتا کہ وہ اپنا رحم خالی کرتی۔ اس کے درمیان وراثت جاری نہ ہوتی کوئی ایک دوسرے کا وارث نہ ہوتا (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے جب کہ ہماری بیویاں ہمارے ساتھ نہیں ہوتی تھیں۔ ہم نے عرض کیا کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کر لیں۔ حضور ﷺ نے ہمیں اس سے منع کیا اور آپ نے ہمیں رخصت دی کہ ہم ایک کپڑے کے عوض مخصوص مدت کے لئے عورت سے شادی کر لیں پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (المائدہ: 87) (6)

امام عبد الرزاق، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سبرہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے نکاح متعہ کی اجازت دی۔ میں اور میری قوم کا ایک آدمی نکلے، میں اس سے زیادہ خوبصورت تھا جب کہ وہ کچھ بدصورت تھا، ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی، میری چادر بوسیدہ جب کہ میرے چچازاد کی چادر نئی اور نرم و نازک تھی، جب ہم بالائی مکہ میں تھے تو ہمیں ایک نوجوان عورت ملی جو لمبی گردن والی خوبصورت تھی۔ ہم نے کہا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک تم سے نکاح متعہ کرے۔ اس نے پوچھا تم کیا دو گے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر پیش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 18 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 19
3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 498 (14522)، گجرات ہند 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 18 5۔ ایضاً
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 552 (17079) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کر دی۔ وہ دونوں مردوں کو دیکھنے لگی تو اچانک میرے ساتھی نے اسے دیکھا کہا اس کی چادر بوسیدہ ہے اور میری چادر نئی اور عمدہ ہے پھر وہ کہتی ہے اس کی چادر میں کوئی حرج نہیں پھر میں نے اس سے نکاح متعہ کیا۔ وہ میرے پاس ہی رہی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ کو حرام قرار دے دیا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن اور دروازے کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھا۔ آپ ارشاد فرما رہے تھے اے لوگو میں نے تمہیں نکاح متعہ کی اجازت دی تھی خبردار اللہ تعالیٰ نے اسے تاقیامت حرام کر دیا ہے، جس کے پاس نکاح متعہ کی وجہ سے کوئی عورت ہو تو وہ اسے آزاد کر دے جو چیز تم انہیں دے چکے ہو وہ واپس نہ لو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنگ اوطاس کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے تین دن کے لئے نکاح متعہ کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع کر دیا (3)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ، ابن منذر اور نحاس نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (الطلاق: 1) وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرہ: 228) اور وَا لّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ (الطلاق: 4) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن منذر، نحاس اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میراث والی آیت نے نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے، اسے طلاق، صدقہ، عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا (5)۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رمضان نے ہر روزے کو منسوخ کر دیا، زکوٰۃ نے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا اور طلاق، عدت اور میراث نے نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا اور قربانی نے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا (6)۔

امام عبد الرزاق، ابوداؤد نے ناسخ اور ابن جریر نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ منسوخ ہے۔ فرمایا نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے نہ روکتے تو صرف بدبخت ہی زنا کرتا (7)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 405، دار صادر بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 9، صفحہ 159 (21)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 55
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت
5۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 505 (14044) گجرات ہند
6۔ ایضاً، (14046)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام بخاری نے حضرت ابو جمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس میں رخصت دی۔ آپ کے غلام نے آپ سے کہا یہ اس وقت تھا جب عورتوں کی قلت تھی اور تنگ دستی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں بات ایسے ہی ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ سے منع کیا ہے یہ اس کے لئے جائز تھا جو نکاح کی طاقت نہ پاتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نکاح، طلاق، عدت اور مرد و عورت میں میراث کے احکام جاری کر دیئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا(2)۔

امام نحاس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تم سر پھرے ہو۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے منع فرمایا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لئے صرف تین دن عورتوں سے متعہ کو حلال کیا گیا بعد میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا(3)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نکاح متعہ کرتے ہیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ جس آدمی کو میرے پاس اس حال میں لایا گیا کہ اس نے نکاح متعہ کیا ہوگا تو میں اسے رجم کر دوں گا(4)۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر نکاح متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کیا(5)۔

امام مالک اور عبد الرزاق نے عروہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی کہ ربیعہ بن امیر نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا ہے جس سے وہ عورت حاملہ ہو گئی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے فرمایا یہ متعہ۔ اگر میں پہلے اس کا اعلان کر چکا ہوتا تو میں اس کو رجم کر دیتا(6)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت خالد بن مہاجر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو متعہ میں رخصت دی۔ حضرت ابن ابی عمرہ انصاری رحمہ اللہ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اسے امام المتقین کی موجودگی میں کیا ہے۔ ابن ابی عمرہ نے کہا اے اللہ بخش دے، متعہ میں یہ رخصت تھی جس طرح انسان کو مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے کی مجبوری ہو پھر اللہ تعالیٰ نے دین محکم کر دیا(7)۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 4826 (10967)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 206
5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 9، صفحہ 161 (29)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 503 (14038) گجرات ہند
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 502 (14033)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم متعہ کی اجازت صرف تین دن کے لئے تھی جس کی رسول اللہ نے اجازت دی تھی، اس کی نہ پہلے اجازت تھی نہ اس کی بعد میں اجازت تھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دو متعوں سے منع کیا عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ سے اور حج متعہ سے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حرام ہے۔ آپ سے عرض کی گئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کی رخصت کا فتوی دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کیوں فتویٰ نہیں دیا (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی عورت سے نکاح اسلام کے علاوہ نکاح کرے ساتھ مہر دے، مرد اس کا وارث بنے اور عورت مرد کی وارث بنائے، کسی وقت مقرر پر اس سے نکاح نہ کرے، وہ عورت اس کی بیوی ہوگی، اگر ان میں ایک مر گیا تو نکاح متعہ کی صورت میں وہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے (4)۔

امام ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تم نے کیا کیا؟ قافلے تیرے فتویٰ کو لئے پھرتے ہیں اور اس فتویٰ کے بارے میں شعراء نے شعر کہے ہیں پوچھا شعراء نے کیا کہا؟ میں نے کہا شعراء نے یہ کہا ہے۔

اَقُوْلُ لِلشَّيْخِ لَمَّا طَالَ مَجْلِسُهٗ   يَا صَاحِ هَلْ لَكَ فِي فُتْيَا ابْنِ عَبَّاسٍ

جب شیخ کی مجلس طویل ہوئی تو میں نے شیخ سے کہا اے میرے مصاحب کیا تجھے ابن عباس کے فتویٰ میں دلچسپی ہے۔

هَلْ لَكَ فِيْ رُخْصَةِ الْاَطْرَافِ آنِسَةٌ   تَكُوْنُ مَثْوَاكَ حَتّٰى مَصْدَرَ النَّاسِ

کیا تیری نظروں میں انس کرنے والی ہے جو لوگوں کے جانے پر تیرے لئے تیرا بستر ہے۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ نہیں اللہ کی قسم میں نے یہ فتویٰ نہیں دیا اور نہ ہی میں نے یہ ارادہ کیا، میں نے نکاح متعہ کی اجازت صرف مجبور آدمی کو دی تھی، میں نے اسے اسی صورت میں حلال قرار دیا تھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو حلال قرار دیا (5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے نکاح متعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی جو اس نے امت محمدی پر کی۔ اگر حضرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 552 (17074)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 551 (17073)
3۔ ایضاً، جلد 3 صفحہ 551 (17072)   4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 205

عمر رضی اللہ عنہ اس سے منع نہ کرتے تو بد بخت ہی زنا کرتا۔ کہا یہ سورۂ نساء میں مذکور ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اتنی مدت کے لئے اور یہ معاوضہ ہوگا جب کہ ان کے درمیان وراثت نہ ہوگی۔ اگر مدت مقررہ کے بعد بھی راضی ہوں تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر جدا ہونے پر راضی ہوں تو بھی ٹھیک ہے جب کہ ان دونوں کے درمیان کوئی نکاح نہیں ہوگا۔ انہوں نے یہ خبر بھی دی کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ اب بھی اس کو حلال سمجھتے ہیں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عمار رحمہ اللہ کے واسطہ سے جو شرید کا غلام تھا روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا کیا یہ بدکاری ہے یا نکاح؟ تو انہوں نے جواب دیا نہ بدکاری ہے نہ نکاح ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو جواب دیا وہ متعہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے پوچھا کیا عورت پر عدت ہوگی تو انہوں نے جواب دیا ہاں، اس کی عدت ایک حیض ہوگی۔ میں نے پوچھا کیا وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے فرمایا نہیں۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جس تھوڑے یا زیادہ اجر پر تم راضی ہو جاؤ۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ممکن ہے لوگ مہر مقرر کرتے ہوں پھر کسی کو تنگ دستی آ پہنچتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ (2)

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا تراضی کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مکمل مہر دے پھر اسے اختیار دے (3)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم نکاح کے بارے میں نازل ہوا جب مہر مقرر کر دیا گیا تو پھر دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ مہر میں تھوڑی بہت باہمی رضامندی سے کمی بیشی کر لیں۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر مہر مقرر کرنے کے بعد وہ اپنے خاوند کو مکمل مہر دے دے یا اس میں کمی کر دے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر وہ عورت مہر میں تمہارے لئے کوئی کمی کر دے تو یہ جائز ہے (4)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے اگر چاہے تو بیوی کو راضی کر لے بعد اس کے کہ اس نے پہلے معاوضہ مقرر کیا تھا جس کے ساتھ اس نے اس عورت سے تمتع کیا تھا اور کہا میں تم سے فلاں فلاں چیز کے عوض متمتع ہوتا ہوں قبل اس کے کہ وہ اس کے رحم کا استبراء کرے (5)۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 497 (14021) گجرات ہند 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 19
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 20 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾

اور جو نہ رکھتا ہو تم میں سے اس کی طاقت کہ نکاح کرنے آزاد مسلمان عورتوں سے تو وہ نکاح کرے جو تمہارے قبضہ میں ہیں تمہاری کنیزیں جو مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے تمہارے ایمان (کی کیفیت) کو بعض تمہارا بعض (کی جنس) سے ہے تو نکاح کرلو ان سے ان کے سرپرستوں کی اجازت سے اور دو ان کو مہر ان کے دستور کے موافق (تاکہ نکاح سے) وہ پاک دامن بن جائیں نہ (اعلانیہ) زنا کار اور نہ بنانے والی ہوں پوشیدہ یار اور جب وہ نکاح سے محفوظ ہو جائیں پھر اگر وہ ارتکاب کریں بدکاری کا تو ان پر اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کے لئے ہے یہ (لونڈیوں سے نکاح کی اجازت) اس کے لئے ہے جسے خطرہ ہو بدکاری میں مبتلا ہونے کا تم سے اور تمہارا صبر کرنا بہتر ہے تمہارے لئے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ جس میں یہ طاقت نہ ہو کہ وہ آزاد عورتوں سے شادی کرے تو وہ مومن لونڈیوں سے شادی کرے۔ پاک دامن بنتے ہوئے نہ کہ اعلانیہ یا خفیہ طریقے سے بدکاری کرتے ہوئے اور نہ ہی خفیہ دوست بناتے ہوئے۔ جب وہ کنیز عورتیں کسی مرد سے شادی کرلیں پھر بدکاری کریں تو ان پر آزاد عورتوں کے مقابلہ میں نصف سزا ہوگی۔ یہ حکم اس آزاد مرد کے لئے ہے جو آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور اسے بدکاری کا بھی خوف ہے تو وہ لونڈی سے شادی کرلے۔ اگر لونڈیوں سے نکاح کرنے سے صبر کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز سے منع کیا کہ پہلے آزاد عورت سے شادی کی ہو پھر لونڈی سے شادی کرے۔ تاہم لونڈی سے شادی کی ہو تو آزاد عورت سے شادی کرنا جائز ہے اور جو آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ لونڈی سے شادی نہ کرے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تم میں سے غناء نہ پائے کہ آزاد عورت سے شادی کرے تو وہ مومن لونڈی سے نکاح کرلے اور اگر تم لونڈیوں سے نکاح کرنے سے بھی صبر کرو تو یہ تمہارے لئے حلال بہتر ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 21   2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 24   3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 21

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آزاد آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو لونڈی سے شادی کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اگر طاقت رکھتا ہو تو پھر جائز نہیں۔ ان سے کہا گیا اگر اس کے دل میں لونڈی کی محبت رچی بسی ہو۔ فرمایا اگر بدکاری کا ڈر ہو تو اس سے شادی کر لے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت دی ہے جب وہ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اسے اپنے بارے میں بدکاری کا ڈر ہو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو جس امر کی سہولت عطا فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ وہ لونڈی، یہودی اور نصرانی عورت سے بھی شادی کر سکتا ہے اگرچہ وہ خوشحال ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مِّنۡ فَتَيٰتِكُمُ کی تفسیر تمہاری لونڈیاں کی ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب کی لونڈیوں سے نکاح کرنا صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِّنۡ فَتَيٰتِكُمُ الۡمُؤۡمِنٰتِ (4)

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ مسلمان لونڈی سے عقد نکاح کر سکتا ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس امت کو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی رخصت دی گئی ہے ان کی لونڈیوں سے نکاح کی رخصت نہیں دی گئی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آزاد آدمی صرف ایک لونڈی سے عقد نکاح کر سکتا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لونڈی سے اسے عقد نکاح کی اجازت دی ہے جسے زنا کا خوف ہو اور وہ آزاد عورت سے شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے تقدیم کے بارے میں فرمایا۔ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِاِيۡمَانِكُمۡ ؕ بَعۡضُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡضٍ۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَانۡكِحُوۡهُنَّ بِاِذۡنِ اَهۡلِهِنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے مالکوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرو اور انہیں ان کے مہر دو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 22
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16064) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 23
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 476 (16184)
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 175، دار الفکر بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 476 (16182)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 467 (16067)
8۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 467 (16070)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ المسافحات سے مراد اعلانیہ بدکاری کرنے والیاں اور مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ سے مراد دوست بنانے والیاں۔ دور جاہلیت میں جو اعلانیہ بدکاری کی جاتی اسے لوگ حرام کہتے اور جو خفیہ طریقہ سے بدکاری کی جاتی اسے لوگ حلال خیال کرتے وہ کہتے جو ظاہر ہو وہ ملامت ہے اور جو مخفی طریقہ سے ہو اس میں کوئی حرج نہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الانعام: 151) (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے احصان سے مراد ان کا اسلام قبول کرنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں کوڑے مارو۔ ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے بدکاری کی اور اس کا خاوند نہ تھا تو آپ نے فرمایا اسے پچاس کوڑے مارو۔ سائل نے کہا اسے حیض نہیں آتا۔ فرمایا اس کا اسلام ہی اس کا احصان ہے (2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک لونڈی کے بارے میں فرمایا جس کا خاوند نہیں تھا اس نے بدکاری کی تو اسے کوڑے مارے جائیں گے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قرأت نقل کی ہے فَاِذَآ اُحْصِنَّ میں الف پر فتح ہے اور کہا اس کا احصان اس کا مسلمان ہونا ہے۔

امام ابن جریر نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاِذَآ اُحْصِنَّ کا معنی ہے جب وہ مسلمان ہو جائیں (4)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس کا معنی مسلمان ہونا کرتے اور مجاہد اس کا معنی شادی کرنا کرتے جب تک وہ شادی نہ کریں ان پر کوئی حد نہیں (5)۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے مجہول کا صیغہ پڑھا یعنی جب وہ شادی کر کے محصن ہو جائیں۔ وہ کہتے لونڈی کو اس وقت تک کوڑے نہ مارے جائیں یہاں تک کہ وہ شادی کر لے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لونڈی پر اس وقت تک حد جاری نہیں کی جا سکتی جب تک وہ شادی نہ کر لے (6)۔

امام سعید بن منصور، ابن خزیمہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈی پر اس وقت تک حد جاری نہ ہو گی جب تک کہ وہ کسی مرد سے شادی نہ کر لے۔ جب وہ کسی مرد سے شادی کر لے تو اس پر آزاد عورت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 29
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 394 (13604) گجرات ہند
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 30
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 612 (1223) دار الصمیعی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 616 (1237)

مقابلہ میں نصف سزا ہوا گی۔ ابن خزیمہ نے کہا اسے مرفوع نقل کرنا غلط ہے صحیح، موقوف روایت ہے (1)۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس کا معنی شادی کرنا کرتے (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لونڈی پر حد جاری کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ اس کی شادی کسی آزاد مرد سے کردی جائے (3)۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ بدکاری کرتی ہے جب کہ محصن نہیں۔ تو فرمایا اسے کوڑے مارو پھر جب وہ بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو پھر اگر بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو پھر اسے بیچ دو اگرچہ ایک رسی کے عوض (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اپنی لونڈیوں پر حد جاری کرتے اگر وہ بدکاری کرتیں، وہ شادی شدہ ہوتیں یا نہ ہوتیں (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے فَإِنْ أَتَوْا أَوْ أَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے لونڈی کو پچاس کوڑے مارے جائیں انہیں جلا وطن کیا جائے گا نہ رجم کیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے جو غلام آزاد پر تہمت لگاتا ہے اس کی حد چالیس کوڑے ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عنت سے مراد زنا ہے (7)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے عنت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا گناہ۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

رَأَيْتُكَ تَبْتَغِي عَنَتِي وَتَسْعَى عَلَى السَّاعِي عَلَيَّ بِغَيْرِ دَخَلِ

میں نے تجھے دیکھا کہ تو میرے گناہ کا خواہش مند ہے اور بغیر وجہ کے میری چغلی کھانے والے تک باتیں پہنچاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے سے صبر کرو تو یہ بہتر ہے (8)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 615 (1226)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 31
3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 397 (13619)، گجرات ہند
4۔ صحیح مسلم شرح نووی، جلد 11، صفحہ 177 (33032) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 614 (1224)
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 437 (13790) گجرات ہند
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 34

امام ابن منذر رنے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے تمہارا صبر کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔

امام ابن منذر رنے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے صبر کرنا بہتر ہے تا ہم وہ تمہارے لئے حلال ہیں کیونکہ ان کی اولاد غلام ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تو صبر کرے اور لونڈی سے نکاح نہ کرے تو یہ بہتر ہے کیونکہ نکاح کی صورت میں تیری اولاد غلام ہوگی (1)۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کرنے والا زنا کے قریب ہی ہوتا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی غلام آزاد عورت سے نکاح کرے تو اس نے اپنے نصف کو آزاد کرلیا اور جب کوئی آزاد لونڈی سے نکاح کرتا ہے تو اس نے اپنے نصف کو غلام بنا دیا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈی سے نکاح کرنا مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کھانے کی طرح ہے یہ صرف مجبور آدمی کے لئے ہی جائز ہے (5)۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَ يَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ يَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۣ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ﴿٢٨﴾

''چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کھول کر بیان کردے (اپنے احکام) تمہارے لئے اور چلائے تم کو ان (کامیاب لوگوں) کی راہوں پر جو تم سے پہلے گزرے ہیں اور اپنی رحمت سے توجہ فرمائے تم پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی رحمت سے توجہ فرمائے تم پر اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کر رہے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 34
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16058)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 268 (13100)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16065)
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 466 (16066)

اپنی خواہشوں کی کہ تم (حق سے) بالکل منہ موڑ لو۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہلکا کرے تم سے (پابندیوں کا بوجھ) اور پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی دنیا نے توبہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آٹھ آیات سورۂ نساء میں نازل ہوئیں۔ یہ اس امت کے لئے ان تمام چیزوں سے بہترین ہیں جن پر سورج طلوع اور غروب ہوا ان میں سے پہلی یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ وَ یَهْدِیَکُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَ یَتُوْبَ عَلَیْکُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ دوسری وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْکُمْ ۫ وَ یُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا تیسری یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا چوتھی اِنْ تَجْتَنِبُوْا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَ نُدْخِلْکُمْ مُّدْخَلًا کَرِیْمًا (النساء: 31) پانچویں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء: 40) چھٹی وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ (النساء: 110) ساتویں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ (النساء: 48) آٹھویں وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِکَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ (النساء: 152) (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَکُمْ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے ماؤں اور بہنوں کی حرمت کو بیان کرے، تم سے پہلے لوگوں کا بھی یہی طریقہ تھا اور میل عظیم سے مراد یہ ہے کہ یہودی گمان کرتے تھے کہ ماں کی طرف سے بہن سے شادی کرنا اللہ کی جانب سے حلال ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم سدی سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّهَوٰتِ سے مراد بدکاری ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی مثل ہو جاؤ تم بھی اسی طرح بدکاری کرو جس طرح وہ بدکاری کرتے ہیں (3)۔

امام ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ شہوات سے مراد بدکاری ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْکُمْ سے مراد یہ ہے کہ لونڈی سے نکاح کرنے میں تم سے تخفیف کرتا ہے اور ہر اس چیز میں جس میں آسانی ہے (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے معاملہ میں اسے کمزور پیدا کیا گیا ہے، انسان عورتوں کے معاملہ سے بڑھ کر کسی اور معاملہ میں زیادہ کمزور نہیں ہوتا۔ وکیع نے کہا عورتوں کے پاس مرد کی عقل جاتی رہتی ہے (5)۔

امام خرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی مرد عورت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 34 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 37 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 38 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 39

کو دیکھتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کرنے میں تمہیں رخصت دی گئی ہے جب تم ان سے نکاح کرنے میں مجبور ہو جاتے ہو، اگر اسے رخصت نہ دی جاتی اور وہ شادی کے لئے آزاد عورت کو نہ پاتا تو پھر پہلے والا معاملہ ہوتا (1)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ ۟ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴿۲۹﴾ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ عُدْوَانًا وَّ ظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيْهِ نَارًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

”اے ایمان والو نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں ناجائز طریقہ سے مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری باہمی رضامندی سے اور نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہے اور جو شخص کرے گا یوں، سرکشی اور ظلم سے تو ڈال دیں گے ہم اسے آگ میں اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے“۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے صحیح سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے یہ آیت کریمہ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا محکم ہے نہ منسوخ کی گئی نہ قیامت تک منسوخ کی جائے گی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کا باہم باطل طریقہ سے مال کھانے کا مطلب یہ ہے بدکاری کرنا، جوا کھیلنا، کمی کرنا اور ظلم کرنا مگر تجارت کی صورت میں اگر طاقت رکھتے ہو تو ایک درہم کو ہزار بڑھا لو (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک آدمی کسی کے ہاں کھانا کھانے کو بھی گناہ سمجھتا تھا پھر اس آیت کو سورۃ نور کی آیت وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ (النور: 61) کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تجارت میں باہم رضامندی سے مال لو یا کوئی ایک آدمی دوسرے کو عطیہ دے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ تجارت اللہ کی جانب سے رزق ہے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز ہے، اس کے لئے جو سچائی اور نیکی کے ساتھ اسے طلب کرے، ہم بات چیت کیا کرتے تھے کہ امین اور سچا تاجر قیامت کے روز عرش کے سائے میں سات قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوگا (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 39 2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 115 (10061) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 39 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 40 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 41 6۔ ایضاً

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ صادق اور امین تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا(1)۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ صادق، امین، مسلمان تاجر قیامت کے روز شہداء کے ساتھ ہوگا(2)۔

امام حاکم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی یا رسول اللہ کون سی کمائی پاکیزہ ہے فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور یہ ایسی تجارت ہے جس میں دھوکہ وفریب نہ ہو(3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی گئی کون سی کمائی پاکیزہ اور افضل ہے؟ فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ایسی تجارت جو دھوکہ وفریب سے پاک ہو(4)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت نعیم بن عبدالرحمٰن ازدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رزق کے نو حصے تجارت میں اور ایک حصہ چوپاؤں میں ہے(5)۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت صفوان بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جان لو اللہ کی مدد صالح تاجروں کے ساتھ ہے۔

امام اصبہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ بولنے والا تاجر، قیامت کے روز عرش کے سائے میں ہوگا۔

امام اصبہانی نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین کمائی تاجروں کی کمائی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب وعدہ کریں تو خلاف ورزی نہ کریں، جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کریں جب چیز خریدیں تو اس کی مذمت نہ کریں، جب بیچیں تو چیز کی تعریف نہ کریں، جب ان پر کسی کا قرض ہو تو ٹال مٹول نہ کریں اور جب انہوں نے کسی سے قرض لینا ہو تو اسے تنگ نہ کریں۔

امام اصبہانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب تاجر میں چار خصلتیں ہوں تو اس کی کمائی پاکیزہ ہوتی ہے جب وہ کسی چیز کو خریدے اس کی مذمت نہ کرے، جب بیچے تو تعریف نہ کرے، خرید وفروخت میں جہل سازی نہ کرے اور باہم معاملات میں قسم نہ اٹھائے۔

امام حاکم نے رفاعہ بن رافع سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تاجر قیامت کے روز فاجروں کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے مگر وہ تاجر جو اللہ سے ڈرتا ہو نیکی کرے اور سچ بولے(6)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 7(14)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 7(1227)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 13(31)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 7،(13)
5۔ کنز العمال جلد 4، صفحہ 30(9342)، بیروت
6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 8،(15)

فرماتے ہوئے سنا کہ تاجر فاجر ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے بیع حلال نہیں کی؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن تاجر قسم اٹھاتے ہیں تو گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں (1)۔

امام حاکم نے عمرو بن تغلب سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں مال عام ہو جائے گا۔ جہالت زیادہ ہو جائے گی، فتنے پھوٹ پڑیں گے اور تجارت درہم برہم ہو جائے گی (2)۔

امام ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن سعید رحمہ اللہ سے عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرید و فروخت باہم رضامندی سے ضروری ہے (3)۔

امام ابن جریر نے میمون بن مہران سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خرید و فروخت باہم رضامندی سے ہوتی ہے اور خیار عقد ہونے کے بعد ہوتا ہے، کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان سے خیانت کرے (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنا گھوڑا بیچا اور خریدنے والے سے کہا اختیار لے لو پھر اسے تین دن کا اختیار دیا پھر اسے کہا مجھے اختیار دو تو اس نے اسے تین دن کا اختیار دیا پھر کہا میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یہ باہم رضامندی کی بیع ہے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے ایک بدو نے پتوں کا بار خریدا جب بیع ہو چکی تو پھر حضور ﷺ نے اسے فرمایا اختیار لے لو۔ تو اس بدو نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی تجارت کو آباد رکھے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ساتھ بیع کی پھر اسے کہا اختیار لے لو۔ اس نے کہا میں نے اختیار لے لیا۔ کہا بیع اس طرح ہوتی ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ کسی کے ہاتھ میں بیع کرتے تو اسے کہتے مجھے اختیار دو۔ پھر فرماتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خرید فروخت کرنے والے جدا نہ ہوں مگر باہمی رضامندی کے ساتھ (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل بقیع! دو خرید و فروخت کرنے والے باہمی رضامندی سے ایک دوسرے سے جدا ہوں (8)۔

امام بخاری، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہوگا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یا ان میں سے ایک دوسرے کو کہے خیار لے لو (9)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 8 (17) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 9 (18)
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 30 (2185)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 41
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 30 (2184)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 43
7۔ ایضاً
8 ایضاً
9۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742 (2001) دار ابن کثیر دمشق

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح اور عکرمہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں افراد کو ایک دوسرے کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اپنے دینی بھائیوں کو قتل نہ کرو(2)۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ذات سلاسل کے سال مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا، مجھے سخت سردی والی رات میں بدخوابی کی تکلیف ہوگئی، مجھے خوف لاحق ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، تو میں نے تیمم کر لیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو تمام واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی جب کہ تو حالت جنابت میں تھا۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے سخت ٹھنڈی رات میں بدخوابی ہوئی۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آیا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ میں نے تیمم کیا پھر میں نے نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور کچھ بھی نہ کہا(3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب کہ آپ حالت جنابت میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلایا اور اس بارے میں پوچھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ڈر ہوا کہ سردی مجھے قتل کر ڈالے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے(4)۔

امام سعید بن منصور، ابن سعید اور ابن منذر نے حضرت عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسروق صفین آئے، صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ کہا اے لوگو خاموش ہو جاؤ، بتاؤ اگر کوئی منادی کرنے والا آسمان سے تمہیں ندا کرے تو تم اس کو دیکھو گے اور اس کا کلام سنو گے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں ان چیزوں سے منع کرتا ہے جس میں تم ہو، کیا تم اس سے رکنے والے ہو؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ۔ آپ نے کہا اللہ کی قسم اس حکم کو جبرئیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر لائے تھے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ واضح کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یہ کہہ کر کوفہ واپس چلے گئے(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ یعنی اموال اور جانوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 48، وزارت تعلیم اسلام آباد 4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 234 (11593) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1232 (622)، دار الصمیعی الریاض

میں ایسا عمل حد سے تجاوز کرتے اور ظلم کرتے ہوئے کیا تو اسے ہم جہنم میں داخل کریں گے، انہیں عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کیا جہنم میں داخل کرنے کا حکم آیت میں مذکور تمام چیزوں کے بارے میں ہے یا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں ہے کہا بلکہ یہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں ہے(1)۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

''اگر تم بچتے رہو گے ان بڑے بڑے کاموں سے روکا گیا ہے تمہیں جن سے تو ہم محو کر دیں گے تمہارے (نامہ اعمال) سے تمہاری برائیاں اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت کی جگہ میں''۔

امام ابو سعید اور سعید بن منصور نے فضائل میں عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نساء میں پانچ آیتیں ہیں اگر ان کے بدے میں میرے لئے دنیا و مافیہا ہو تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی۔ میں جانتا ہوں جب لوگ ان آیات کے پاس سے گزریں گے تو انہیں پہچان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ۱۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ۔ ۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء:40)۔ ۳۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (النساء:48)۔ ۴۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64)۔ ۵۔ وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء:110)(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہمارے رب کی جانب سے ہمیں جو پہنچا ہے ہم نے اس جیسا نہیں دیکھا پھر ہم اس کے لئے تمام اہل و مال سے نہیں نکلے، وہ یہ ہے کہ اس نے ہم سے کبائر کے علاوہ ہر گناہ سے تجاوز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جس امر کا مطالبہ کیا ہے وہ تمہارے لئے آسان ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا خبردار میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ گر ہوئے پھر فرمایا قسم ہے مجھے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 45 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 56 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 55

ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو آدمی پانچ نمازیں پڑھتا ہے، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے، زکوۃ ادا کرتا ہے، ساتوں قسم کے گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے تو قیامت کے روز اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہوا سے ہل رہے ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا تمہیں گناہ کبیرہ سے کیا سروکار جب کہ تم سے گناہ صغیرہ کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر نے سند حسن سے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ مصر میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملے انہوں نے کہا ہم کتاب اللہ میں ایسی اشیاء دیکھتے ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس بارے میں امیر المومنین سے ملیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے اور وہ لوگ بھی ساتھ آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، عرض کی اے امیر المومنین کچھ لوگ مصر میں مجھے ملے تھے انہوں نے کہا تھا ہم کتاب اللہ میں کچھ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ لوگوں نے یہ چاہا ہے کہ اس کے بارے میں آپ سے ملیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان سب کو میرے لئے جمع کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کے لئے انہیں جمع کیا ان میں سے جو سب سے قریب بیٹھا تھا اسے پکڑا اور فرمایا میں تجھے اللہ اور اسلام کا جو تجھ پر حق ہے اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تو نے تمام قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کیا تو نے اپنے دل میں محفوظ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، کیا تو نے اسے اپنی آنکھ میں محفوظ کیا ہے؟ کیا تو نے اپنے الفاظ میں اسے محفوظ کیا ہے؟ کیا تو نے اپنے اثر میں اسے محفوظ کیا ہے؟ پھر آپ یکے بعد دیگرے ان سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ آخری آدمی تک پہنچے، فرمایا عمر پر اس کی ماں روئے کیا تم عمر کو اس امر کا مکلف بناتے ہو کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا پابند بنائے جب کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ہمارے گناہ ہوں گے اور یہ آیت پڑھی، کیا اہل مدینہ تمہارے اعمال کو جانتے ہیں انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر وہ جانتے ہوتے تو میں تمہیں نصیحت کرتا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی گناہ کبیرہ سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مغفرت کا وعدہ کیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گناہ کبیرہ سے بچو، درست اعمال کرو اور تمہیں بشارت ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امر سے منع کیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے ان میں ایک نظر کا بھی ذکر کیا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ولید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گناہ کبیرہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 49
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 55
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 56
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 51

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہر وہ شے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی دھمکی دی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ سے مراد ہر وہ گناہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ، غضب، لعنت اور عذاب کا فیصلہ کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ گناہ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آگ کی طرف کی ہے وہ گناہ کبیرہ میں سے ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ نے آگ کا فیصلہ کیا ہے، ہر وہ گناہ جس پر حد جاری ہوتی ہے وہ بھی گناہ کبیرہ ہے(4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا گناہ کبیرہ سات ہیں، فرمایا یہ تقریباً ستر ہیں(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گناہ کبیرہ کتنے ہیں؟ کیا یہ سات ہیں؟ فرمایا یہ سات سو تک ہیں، بہت قریبی سات تک ہیں۔ تاہم استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہوتا اور اصرار کرنے کی صورت میں صغیرہ نہیں ہوتا(6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر وہ گناہ جس پر بندہ اصرار کرے وہ گناہ کبیرہ ہے اور جس گناہ سے بندہ توبہ کرے وہ کبیرہ نہیں(7)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرو، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون سی ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق کسی کو قتل کرنا، جادو کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا، پاک دامن غافل عورتوں پر تہمت لگانا(8)۔

امام بزار، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ سات ہیں پہلا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کے بڑا ہونے سے پہلے اس کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 52 — 2۔ ایضاً — 3۔ ایضاً — 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 53

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 52 — 6۔ ایضاً

7۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 428 (7149) دار الکتب العلمیہ بیروت

8۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 1، صفحہ 72 (145) دار الکتب العلمیہ بیروت

مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، ہجرت کے بعد پھر بدوؤں کے پاس چلے جانا۔

امام علی بن جعد نے جعدیات میں حضرت طیسلہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہ نو ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، مومن کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، جادو کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ شریف میں گناہ کرنا جو تمہارے مردوں اور زندوں کا قبلہ ہے۔

امام ابن راہویہ، بخاری نے ادب مفرد میں، عبد بن حمید، ابن منذر، قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں اور ابن منذر نے سند حسن کے ساتھ حضرت طیسلہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ نو ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق کسی انسان کو قتل کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، میدان جنگ سے بھاگنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جو کسی پر جادو کرائے، مسجد حرام میں گناہ کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا(1)۔

امام ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے عمیر لیثی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے اولیاء نمازی ہیں، جو پانچ نمازیں ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں پر فرض کی ہیں، جو خوش دلی کے ساتھ اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے، جو ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گناہ کبیرہ کتنے ہیں؟ فرمایا نو ہیں: ان میں سب سے بڑا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق مومن کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ شریف میں گناہ کا ارتکاب کرنا جو تمہارے زندوں اور مردوں کا قبلہ ہے(2)۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے پانچ نمازیں پڑھیں، سات گناہ کبیرہ سے اجتناب کیا اسے جنت کے دروازوں سے ندا کی جائے گی کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ عرض کی گئی کیا تم نے رسول اللہ کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ فرمایا ہاں والدین کی نافرمانی کرنا، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، انسان کو قتل کرنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور سود کھانا۔

امام احمد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ایوب سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا، نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، رمضان کے روزے رکھے اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔ ایک آدمی نے پوچھا گناہ کبیرہ کون سے ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مسلمان کو قتل کرنا اور میدان جنگ سے بھاگنا(3)۔

1۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 54 (8) السعودیہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 127 (197) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتوں کا ذکر تھا۔ ساتھ ہی حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا۔ اس مکتوب میں یہ تھا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، مومن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے روز میدان جنگ سے بھاگ جانا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا، فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی انسان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ جھوٹی بات کرنا یا جھوٹی شہادت دینا(1)۔

امام شیخین، امام ترمذی اور ابن منذر نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے، فرمایا خبردار جھوٹی بات، خبردار جھوٹی شہادت، آپ لگاتار اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک ہم نے یہ کہا کاش آپ خاموش ہو جاتے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا یہ سب سے بڑا گناہ ہے اور تمام فحشات کی جڑ ہے، جو آدمی شراب پیتا ہے وہ نماز چھوڑ دیتا ہے اور پھر اپنی ماں، اپنی خالہ اور اپنی پھوپھی پر جا پڑتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شراب نوشی کو ام الکبائر خیال کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے کتاب الایمان میں شعبہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے؟ فرمایا نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ نے تو یہی فرمایا ہے جب کوئی آدمی شراب پیتا ہے تو اسے نشہ ہو جاتا ہے، وہ بدکاری کرتا ہے اور نماز چھوڑ دیتا ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن جریر حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ گناہ کبیرہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا یا کسی انسان کو قتل کرنا شعبہ کو شک ہے اور جھوٹی قسم اٹھانا(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 53 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 126 (2301) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی نے اوسط اور بیہقی نے عبد اللہ بن انیس جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم ہے، جس آدمی نے بھی مجبوری کی قسم اٹھائی اس میں وہ مچھر کے پر کے برابر کوئی چیز داخل کرے گا تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے سیاہ نکتہ داخل کر دیا جاتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے والدین کو برا بھلا کہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی اپنے والدین کو کیسے برا بھلا کہتا ہے۔ فرمایا وہ کسی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کی ماں کو گالی دیتا ہے(2)۔

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں سب سے بڑا گناہ کبیرہ یہ ہے کہ کوئی انسان کسی مسلمان کی عزت ناحق پامال کرے اور بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک گالی کے بدلے دو گالیاں دے۔

امام ترمذی، امام حاکم اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کیا تو وہ گناہ کبیرہ کے دروازے پر آ گیا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوموسیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوقتادہ عدوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے اوپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا گیا، اس میں تھا دو نمازوں کو عذر کے بغیر اکٹھے کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور چغل خوری کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی حاتم نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ گناہ کبیرہ کون سے ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا(5)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن ابی دنیا نے التوبہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرانا، روح اللہ سے مایوس ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 113 (3020)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2، صفحہ 73 (146) ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 409 (1020) ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 212 (8252) ایضاً
5۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 294 (391)، دار الفکر بیروت
6۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 156 (8784) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

فرمایا اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور رحمت سے ناامید ہونا(1)۔

امام ابن جریر نے سند حسن سے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ نے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا جب کہ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، جادو کرنا اور یتیم کا مال کھانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس عمل کو کیا حیثیت دیتے ہو؟ پھر آپ نے آل عمران کی آیت نمبر 77 پڑھی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا گناہ کبیرہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی انسان کو قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، میدان جنگ سے بھاگنا، ہجرت کر کے اپنے علاقوں میں بھاگ جانا، جادو کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سود کھانا، جماعت سے الگ ہونا اور خرید و فروخت کرنے کے بعد عقد کو توڑنا۔

امام بزار اور ابن المنذر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، زائد پانی نہ دینا اور نر جفتی کے لئے نہ دینا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سیراب ہونے کے بعد زائد پانی روکنا جفتی کے لئے نر نہ دینا مگر پیسے لے کر۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں سے جو عہد لیا گیا تھا وہ گناہ کبیرہ ہیں یعنی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ (الممتحنہ:12)

امام بخاری نے ادب مفرد میں، طبرانی اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم زانی، چور اور شراب خور کے بارے میں بتاؤ تم کیا کہتے ہو لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ سب فحش گناہ ہیں، ان میں سزا ہے، کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا (النساء:48) والدین کی نافرمانی پھر یہ آیت پڑھی اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ (لقمان:14) آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے فرمایا اور جھوٹی بات (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک کہے اللہ سے ڈرو تو دوسرا کہے مجھے یہ حکم دینے کے بجائے اپنا خیال کر۔

امام ابن منذر نے حضرت سالم بن عبد اللہ تمار رحمہ اللہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 50 دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 54 3۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 140 (293)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد سب سے بڑے گناہ کا ذکر کیا، ان میں سے کسی کے پاس حتمی بات نہ تھی جس پر وہ بات ختم کرتے۔ تو انہوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے اس بارے میں پوچھوں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ شراب پینا ہے میں ان کے پاس آیا انہیں بتایا تو انہوں نے یہ بات تسلیم نہ کی۔ سب تیزی سے اس کی طرف آئے یہاں تک کہ اس کے گھر پہنچے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس صحابہ نے گفتگو کی تھی کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا۔ بادشاہ نے اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پی لے، کسی انسان کو قتل کر دے، بدکاری کرے، خنزیر کا گوشت کھالے یا اگر انکار کرے تو اسے قتل کر دیا جائے، اس آدمی نے شراب پینے کو پسند کیا کیونکہ جب اس نے شراب پی لی تو اس نے جس چیز کا ارادہ کیا اب اس سے رکنے والا نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا اور جو آدمی شراب پیتا ہے اس کے مثانہ میں شراب ہوتی ہے تو اس پر جنت حرام کر دیتی ہے۔ اگر وہ چالیس دنوں میں مر جائے تو وہ دور جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے ۱۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف: 87)۔ ۲۔ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف 99)۔ ۳۔ والدین کی نافرمانی کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نافرمان کو جابر نافرمان قرار دیا ہے۔ ۴۔ ناحق کسی انسان کو قتل کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (النساء: 93)۔ ۵۔ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النور: 23)۔ ۶۔ یتیم کا مال کھانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (نساء: 10)۔ ۷۔ میدان جنگ سے بھاگنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗ (الانفال: 16)۔ ۸۔ سود کھانا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ (البقرہ: 275)۔ ۹۔ جادو کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے: وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرہ: 102)۔ ۱۰۔ بدکاری کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يَلْقَ اَثَامًا (الفرقان: 68)۔ ۱۱۔ جھوٹی قسم اٹھانا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ (آل عمران: 77)۔ ۱۲۔ خیانت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران: 161)۔ ۱۳۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ (التوبہ: 35)۔ ۱۴۔ جھوٹی گواہی دینا، شہادت چھپانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (البقرۃ: 283)۔ ۱۵۔ شراب پینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کو اس کے ہم پلہ رکھا ہے۔ ۱۶۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ سے بری ہو گیا۔ ۱۷۔ وعدہ توڑنا اور رشتہ داری

ختم کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (الرعد:25)(1)

امام عبد بن حمید، بزار، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا سورۃ نساء کے آغاز سے لے کر تیس نمبر آیت تک چھ چیزیں مذکور ہیں جو اس میں شامل ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ سورۃ نساء کے آغاز سے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ تک مذکور ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا سورۃ نساء کو شروع کرو یہاں تک کہ تیسویں آیت تک پہنچو، ان میں جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں پھر اس آیت کو تلاوت کیا اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سورۃ نساء کی تلاوت کی یہاں تک کہ آیت نمبر تیس تک پہنچے پھر اس آیت کو تلاوت کیا کہا ان میں جن چیزوں کا ذکر ہے وہ گناہ کبیرہ ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء کا خیال ہے کہ سورۃ نساء کے آغاز سے لے کر اس آیت تک گناہ کبیرہ کا ذکر ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سے گناہ کبیرہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگنا، ناحق یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، بہتان لگانا، ہجرت کے بعد دیہاتوں میں چلے جانا۔ ابن سیرین سے پوچھا گیا جادو۔ تو انہوں نے جواب دیا بہتان بہت ساری چیزوں کو جامع ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا بھی گناہ کبیرہ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے توبہ میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے کہ ایک آدمی برا عمل کرے پھر اسے حقیر جانے (6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ استغفار کی صورت میں گناہ کبیرہ نہیں رہتا اور گناہ صغیرہ اصرار کرنے کی صورت میں گناہ صغیرہ نہیں رہتا (7)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 252 (13023)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 47
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 48
6۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 428 (1749) دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 456 (7269)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تُكَفِّرُ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے مغفرت کا وعدہ کیا ہے جو گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تمہارے گناہ صغیرہ بخش دیں گے اور کریم سے مراد جنت میں بہترین جگہ ہے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا سے مراد جنت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرأت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ لفظ مَدْخَلًا ہے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

”اور نہ آرزو کرو اس چیز کی بزرگی دی ہے اللہ نے جس سے تمہارے بعض کو بعض پر مردوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو انہوں نے کمایا اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (وکرم) کو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے“۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام ترمذی، حاکم، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد جہاد کرتے ہیں ہم جہاد نہیں کرتیں اور نہ ہی جنگ کرتی ہیں کہ ہم شہید ہوں، ہمارے لئے نصف میراث ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر 35 نازل فرمائی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بیوی آئی، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد کو عورت سے دگنی میراث ملتی ہے، دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، کیا ہم عمل میں بھی اسی طرح ہیں، کیا ایک عورت نیکی کرے تو اس کے لئے نصف نیکی لکھی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں نے جہاد کرنے کے بارے میں عرض کی انہوں نے کہا ہم یہ خواہش رکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جہاد کرنے کا حکم دے تو ہم بھی وہ اجر حاصل کریں جو مرد پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 55,57، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 58
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 623(1235) دارالصمیعی الریاض

امام ابن جریر نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دونوں نے کہا یہ آیت ام سلمہ بنت ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہمارا اجر بھی عورتوں کے مقابلہ میں دو گناہ ہونا چاہیے جس طرح وراثت میں ہمارا حصہ دو گنا ہوتا ہے، ہم یہ خواہش کرتے ہیں کہ اجر میں بھی ہمارے دو اجر ہونے چاہئیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہم یہ خواہش رکھتی ہیں کہ ہمارا اجر بھی مرد شہداء جیسا اجر ہونا چاہیے، ہم جنگ کی طاقت نہیں رکھتیں۔ اگر ہم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو ہم بھی جہاد کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اعمال کی توفیق دے گا جو تمہارے حق میں بہترین ہوگا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی آرزو نہ کیا کرے کہ وہ کہے کاش میرے لئے فلاں کا مال اور اس کے اہل ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو جو والدین اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا مذکر کے لئے دو حصے اور مؤنث کے لئے ایک حصہ ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں کے مال کی آرزو نہ کرو تم کیا جانو کہ اس کی ہلاکت اسی مال میں ہو (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ نہ عورت کو ورثہ دیتے اور نہ ہی بچے کو ورثہ دیتے، وہ اسے ورثہ دیتے جو کام کاج کرتا نفع پہنچاتا اور اپنا دفاع کرتا تھا۔ جب عورت کو حصہ ملا اور بچے کو اس کا حصہ ملا اور مذکر کو عورت کے مقابلہ میں دو گنا ملا تو عورتوں نے کہا کاش ہمارے حصے مردوں کے حصے جیسے کر دیئے جاتے۔ مردوں نے کہا ہم امید رکھتے ہیں کہ آخرت میں اجر میں ہمیں عورتوں پر اسی طرح فضیلت دی جائے جس طرح وراثت میں ہمیں فضیلت دی گئی ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عورت نیکی کرے تو اسے بھی دس گناہ اجر دیا جائے گا جس طرح مرد نیکی کرے تو اسے دس گناہ اجر دیا جائے گا (5)۔

امام ابن جریر نے ابو جریر سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 11 نازل ہوئی تو عورتوں نے کہا مردوں کے لئے گناہ کے بھی دو حصے ہوں گے جس طرح وراثت میں دو حصے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مردوں کے لئے گناہ میں سے وہی ہے جو اس نے عمل کیا اور عورتوں کے لئے گناہ میں سے وہی حصہ ہے جو اس نے کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے محمد بن سیرین کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ جب وہ کسی آدمی کو دنیاوی آرزو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 59 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 59 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 58
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 59 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 60 6۔ ایضاً

کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے اور اس آرزو سے بہتر چیز کی طرف راہنمائی کی ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو نہ کہ دنیا کا سامان(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عبادت کی آرزو کرو دنیا کے مال کی آرزو نہ کرو(3)۔

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حکیم بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک ایسے آدمی سے روایت نقل کی جس کا نام نہیں لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور بہترین عبادت خوشحالی کا انتظار ہے(5)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا تین دفعہ سوال کیا تو جنت کہتی ہے اے اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے اور کوئی مسلمان تین دفعہ جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم عرض کرتی ہے اے اللہ اسے پناہ دے دے(6)۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٣٣﴾

”اور ہر ایک کے لئے بنا دیئے ہیں ہم نے وارث اس مال سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور وہ لوگ جن سے بندھ چکا ہے تمہارا عہد و پیمان تو دو انہیں ان کا حصہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے“۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موالی کا معنی وارث نقل کیا ہے مہاجر جب مدینہ طیبہ آئے تو مہاجر اور انصاری اس بھائی چارے کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان قائم کیا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ حکم منسوخ ہو گیا پھر فرمایا کہ انہیں ان کا حصہ دو یعنی مدد، تحفہ، نصیحت، میراث ختم ہو گئی ہاں وہ وصیت کر سکتا ہے(7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 59، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 61 3۔ ایضاً
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 68 (3571) دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 61
6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 262، دار صادر بیروت 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 66، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ہر ایک کے وارث بنادیئے ہیں جو عصبہ ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ عہد کرتے کہ ان میں سے جو فوت ہوگا تو دوسرا اس کا وارث ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر 6 وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مگر وہ اولیاء جن کے لئے تم نے وصیت کی ہے یہ میت کے مال کے تیسرے حصہ تک جائز ہے۔ یہی معروف ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے موالی کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ہر ایک کے عصبہ بنائے ہیں یہ دور جاہلیت میں موالی تھے جب عجمی عربوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان کے لئے کوئی نام نہ پایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَ مَوَالِیْكُمْ (الاحزاب:5) تو ان کا نام موالی رکھا گیا(2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسلام سے پہلے ایک آدمی دوسرے آدمی سے باہم معاہدہ کرتا وہ کہتا تو میرا وارث بنے گا اور میں تیرا وارث بنوں گا۔ قبیلے بھی ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح کے معاہدے کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر حلف اور معاہدہ جو دور جاہلیت میں تھا پھر اسلام نے اسے پالیا تو اسلام نے اس کی قوت میں اضافہ کیا۔ دور اسلام میں جو معاہدہ اور خلف تھا اس آیت وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (الاحزاب:6) نے اسے منسوخ کردیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے معاہدہ کرتا پھر وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے صحابہ کے ساتھ معاہدہ تھا آپ اس کے وارث بنے تھے(3)۔

امام ابوداؤد، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے معاہدہ کرتا جن کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ ہوتی تو اس وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے تو اس طریقہ کار کو سورۂ احزاب کی آیت نمبر 6 نے منسوخ کردیا(4)۔

امام عبد بن حمید، عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے معاہدہ کرتا وہ کہتا میرا خون تیرا خون ہے، میرا معاہدہ ختم کرنا تیرا معاہدہ ختم کرنا ہے، تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا، میری وجہ سے تجھ سے مطالبہ کیا جائے گا اور تیری وجہ سے مجھ سے مطالبہ کیا جائے گا۔ اسلام میں اس کے لئے مال کا چھٹا حصہ مختص کیا گیا پھر وارثوں میں وراثت تقسیم ہوگی۔ بعد میں اس طریقہ کو سورۂ احزاب کی آیت سے منسوخ کردیا گیا، تو معاہدہ کی وجہ سے جو وہ باہم وارث بنے تھے اسے ختم کردیا اور وراثت صرف رشتہ داروں کے لئے مختص ہوگئی(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 64　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 63　3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 64
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 65

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ جاملتا تو یہ اس کا تابع ہوتا۔ جب وہ آدمی فوت ہوتا تو اس کی وراثت اس کے لئے اور اس کے قریبی رشتہ داروں کے لئے ہوتی جب کہ تابع کے لئے کوئی چیز نہ ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ آیت نازل فرمائی پھر اسے میراث میں سے حصہ دیا جاتا بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب والی آیت نازل فرمائی(1)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ معاہدہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کرایا، جب کوئی ذی رحم رشتہ دار درمیان میں حائل نہ ہو تو پھر انہیں ان کا حصہ دو لیکن آج یہ حکم نہیں، وہ ایک جماعت تھی جن کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے بھائی چارہ قائم کیا تھا، بعد میں وہ ختم ہو گیا۔ یہ مقام صرف نبی کریم ﷺ کو حاصل تھا۔ حضور ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا آج کسی کے درمیان یہ رشتہ موجود نہیں(2)۔

امام ابن جریر اور نحاس نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت باہمی حلیفوں اور ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دوسرے کی اولادوں کو جنتی بنا لیتے ہیں اور انہیں وراث بناتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وصیت میں اس کے لئے حصہ رکھا اور وراثت عصبہ اور ذی رحم رشتہ داروں کی طرف لوٹا دی(3)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور نحاس نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے ہر ایک لئے عصبہ بنا دیئے ہیں اور وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ سے مراد حلیف ہیں فَاٰتُوْا نَصِیْبَهُمْ سے مراد دیت، مدد اور عطیہ ہے(4)۔

امام ابوداؤد اور ابن ابی حاتم نے حضرت داؤد بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ام سعد بنت ربیع کو قرآن سنایا کرتا تھا جب کہ وہ میرے والد کی گود میں یتیم کی حیثیت سے پرورش پا رہی تھی۔ میں نے اسے سنایا وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ جب عبدالرحمٰن نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ اسے وارث نہیں بنائیں گے۔ جب عبدالرحمٰن مسلمان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وراثت دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آیت کو یوں پڑھتے عَقَدَتْ اَیْمَانُكُمْ(5)

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے وَالَّذِیْنَ عَقَدَتْ عقدت کو الف کے بغیر مجرد سے پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دور جاہلیت میں کسی قوم کے پاس آتا ان سے معاہدہ کر لیتا کہ وہ نقصان، نفع اور خون میں انہیں کا ایک فرد ہو گا تو وہ اس قوم میں انہیں کی طرح ہو جاتا۔ وہ اس کے لئے اپنے لوگوں سے وہی لیتے جو اس سے لیتے تھے۔ جب جنگ کا موقع ہوتا تو قوم کے افراد اسے کہتے اے فلاں تو ہم میں سے ہے ہماری مدد کر۔ اگر اسے کوئی نفع ہوتا تو کہتے ہمیں بھی دے تو ہم میں سے ہیں۔ اگر وہ مدد طلب کرتا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 65 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 66 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 67
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 62 5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1243 (627)، دار الصمیعی بیروت

جس طرح اپنے افراد کی مدد کرتے اسی طرح اس کی مدد نہ کرتے۔ اگر اسے کوئی مصیبت پہنچتی تو بعض اسے کچھ دے دیتے اور بعض نہ دیتے لیکن اس طرح اسے نہ دیتے جس طرح اس سے لیتے تھے۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اس وجہ سے جو انہیں پریشانی تھی اس کا ذکر کیا۔ عرض کی ہم نے زمانہ جاہلیت میں ان سے معاہدہ کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی جس طرح تم ان سے لیتے ہو انہیں بھی اسی طرح دو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ایک ایک واسطہ سے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد قوم کا حلیف ہے حکم ہوتا ہے، اسے اپنے معاملہ اور مشورہ میں حاضر رکھو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کے بعد فرمایا دور جاہلیت کا معاہدہ پورا کرو کیونکہ اسلام تو اس کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے تاہم اسلام میں کوئی نیا معاہدہ نہ کرو(1)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام مسلم، ابن جریر اور نحاس نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام میں کوئی حلف نہیں، دور جاہلیت میں جو باہم معاہدے تھے اسلام ان کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے(2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام میں کوئی حلف نہیں تاہم دور جاہلیت کے معاہدہ کو پورا کرو(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے ہر وہ معاہدہ جو دور جاہلیت میں کیا گیا اسلام اس کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۝۳۴

مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لئے) تو نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں (مردوں کی) غیر حاضری میں اللہ کی حفاظت سے اور وہ عورتیں اندیشہ ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 10، صفحہ 306 (19199) گجرات ہند

تمہیں جن کی نافرمانی کا تو (پہلے نرمی سے) انہیں سمجھاؤ اور (پھر) الگ کردو انہیں خواب گاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انہیں پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمہاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبریائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اشعث بن عبدالملک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو اپنے خاوند کے خلاف زیادتی کا بدلہ چاہتی تھی کہ اس کے خاوند نے اسے طمانچہ مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر قصاص لازم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو وہ عورت قصاص کے بغیر واپس چلی گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے مرد سے قصاص لینے کا ارادہ کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اس مرد کو بلایا، یہ آیت اس پر پڑھی، ارشاد فرمایا میں نے ایک ارادہ کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ کیا(1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جریر بن حازم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا۔ وہ قصاص کے مطالبہ کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے دونوں میں قصاص کا فیصلہ کیا تو سورۂ طٰہٰ کی آیت **وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ** (طٰہٰ:114) نازل ہوئی۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے ایک امر کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ فرمایا(2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری ایک عورت کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عورت نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا خاوند فلاں بن فلاں انصاری ہے۔ اس نے اسے مارا ہے اور اس کے چہرے پر نشان چھوڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے اس کا حق نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی مرد عورتوں کو ادب سکھانے کے ذمہ دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک امر کا ارادہ کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا حضور ﷺ نے قصاص کا ارادہ کیا۔ ابھی تک ان کے درمیان جھگڑا چل رہا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد عورتوں کو ادب اور تعلیم دینے کے ذمہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 71، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 72 4۔ ایضاً

دار ہیں کیونکہ وہ مہر کی صورت میں ان پر مال خرچ کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بیوی مرد سے قصاص نہیں لے سکتی مگر جان کا قصاص لے سکتی ہے(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ ہم مرد سے قصاص لیں گے مگر جب وہ ادب سکھانے کے لئے کوئی تکلیف دے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ مرد عورتوں پر امیر ہیں۔ عورتوں پر لازم ہے کہ جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں مرد کی اطاعت کریں عورت کی مرد کے لئے اطاعت یہ ہے کہ وہ خاوند کے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے نفقہ اور کمائی کے ذریعے اس پر احسان فرمایا ہے۔ قٰنِتٰتٌ کا معنی اطاعت کرنے والیاں اور عدم موجودگی میں مال کی حفاظت کرنے والیاں ہیں جب وہ عورتیں ایسی ہیں تو ان کے ساتھ احسان کرو(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد عورت پر امیر ہے۔ مرد عورت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دے۔ اگر عورت انکار کردے تو اسے اتنا مارنے کا حق ہے جو اس پر نشان نہ چھوڑے۔ مرد کو عورت پر اس لئے فضیلت ہے کیونکہ مرد اس پر مال خرچ کرتا ہے اور کماتا ہے(3)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورتوں کے ہاتھ پکڑتے ہیں اور انہیں ادب سکھاتے ہیں(4)۔

سفیان سے یہ قول منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے کیونکہ مرد عورتوں کو مہر دیتے ہیں(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے شعبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مال خرچ کرنے سے مراد مہر ہے جو مرد دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر مرد عورت پر تہمت لگائے تو مرد عورت سے لعان کرتا ہے اگر عورت مرد پر تہمت لگائے تو اس کو کوڑے مارے جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قٰنِتٰتٌ سے مراد اللہ تعالیٰ اور خاوندوں کی اطاعت کرنے والیاں اور حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ سے مراد کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرنے والیاں اور خاوندوں کی عدم موجودگی میں ان کے حقوق کی نگہداشت کرنے والیاں(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں حفاظت کرنے والیاں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خاوند کے مال اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوتا ہے یہاں تک کہ خاوند واپس آجاتا ہے(7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خاوندوں کے لئے اپنے نفسوں کی اسی طرح

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 72 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 70 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 71 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 73 7۔ ایضاً

حفاظت کرتی ہیں جن کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی ہیں، اللہ کی حفاظت کے ساتھ حفاظت کرنے والی ہیں، وہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں اپنے خاوندوں سے خیانت کرنے والی نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے باعث وہ اپنے خاوندوں کے لئے حفاظت کرنے والیاں ہیں، وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے وہ معاملات جو مردوں سے مخفی ہوتے ہیں وہ خاوندوں کے لئے ان کی حفاظت کرتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی یعنی انہیں اس قابل بنا دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اسے دیکھے تو تجھے خوش کر دے، جب تو اسے کوئی حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے، جب تو غائب ہو تو تیرے مال کی اور اپنی حفاظت کرے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں یوں ہے فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ فَاصلحوا اِلَيْهِنَّ واللّٰتِيْ تَخَافُوْنَ یوں ہے (3)۔

ابن جریر نے سدی سے یوں روایت کیا ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ما حسنوا اليهن (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمان کے لئے سب سے فائدہ مند خوبصورت عورت ہے [جب مرد اسے دیکھے تو مرد کو خوش کر دے] جب حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور جب مرد غائب ہو تو اس کے مال اور اپنی حفاظت کرے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ایسی عورت جو اچھے اخلاق والی ہو، محبت کرنے والی ہو اولاد جننے والی ہو، سے بڑھ کر خیر پانے والا نہیں اور کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے انکار کے بعد اس عورت سے بڑھ کر برائی پانے والا نہیں جو بد اخلاق اور زبان کی تیز ہو (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نیک عورت جو صالح آدمی کے ہاں ہو اس تاج کی مانند ہے جو سونے کا بنا ہوا ہو اور بادشاہ کے سر پر ہو اور بری عورت کی مثال صالح آدمی کے ہاں ایسے ہے جیسے بوڑھے آدمی پر بھاری بوجھ ہو (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کیا میں تجھے تین کمر توڑ مصیبتوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 74 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 75 | 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 75

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17141)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ | 6۔ ایضاً (17142) | 7۔ (17143)

بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی گئی وہ کون سی ہیں؟ فرمایا (۱) ظالم امام اگر تو اچھا کام کرے تو شکریہ ادا نہ کرے، اگر تو غلط کام کرے تو معاف نہ کرے (۲) برا پڑوسی اگر اچھا دیکھے تو اس پر پردہ ڈالے، اگر برائی دیکھے تو اس کو عام کرے (۳) بری عورت اگر تو اس کے پاس ہو تو تجھے غصہ دلائے، اگر تو اس سے غائب ہو تو وہ تجھ سے خیانت کرے (1)۔

امام حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں سعادت میں سے ہیں (۱) بیوی جسے تو دیکھے تو تجھے اچھی لگے، تو اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور تیرے مال کے بارے میں امین ہو (۲) سواری جو مطیع ہو جو تجھے تیرے ساتھیوں تک پہنچا دے (۳) گھر جو وسیع ہو، زیادہ سہولتوں والا ہو۔ تین چیزیں بدبختی میں سے ہیں (۱) بیوی جسے تو دیکھے تو تجھے بری لگے، ہر وقت اپنی زبان تجھ پر چلاتی رہے، اگر تو اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور تیرے مال کے بارے میں امین نہ ہو (۲) سواری جو اڑیل ہو، اگر تو اسے مارے تو تجھے تھکا دے، اگر تو اسے چھوڑ دے تو تجھے تیرے ساتھیوں تک نہ پہنچائے (۳) گھر جو تنگ ہو، اس میں سہولتیں کم ہوں (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے حصین بن محصن کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے میری پھوپھی نے بتایا کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک کام کے لئے آئی۔ آپ نے فرمایا اے عورت کیا تیرا خاوند ہے؟ میں نے عرض کی ہاں۔ فرمایا تیرا اس کے ساتھ کیا سلوک ہے؟ میں نے عرض کی میں اس کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی مگر جو کرنے سے عاجز ہوں۔ فرمایا خیال رکھنا کہ تو اس کے ہاں کیا حیثیت رکھتی ہے، بے شک وہ تیری جنت اور تیری جہنم ہے (3)

امام بزار، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے عورت پر خاوند کا کیا حق ہے؟ فرمایا بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے اگر اس کے ناک سے خون، پیپ اور زرد پانی بہ رہا ہو بیوی اس کو اپنی زبان سے صاف کرے تب بھی اس نے خاوند کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر کسی انسان کے لئے یہ جائز ہوتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے خاوند کو اس وقت سجدہ کرے جب وہ اس عورت کے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے (4)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ عورت جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ خاوند کے گھر میں کسی مرد کو آنے کی اجازت دے جبکہ خاوند اسے ناپسند کرتا ہو، خاوند ناپسند کرے تو وہ گھر سے نہ نکلے، خاوند کے بارے میں کسی اور کی اطاعت نہ کرے، اس کے سینے کے ساتھ کھردری نہ ہو، اس کے بستر سے الگ نہ ہو، خاوند کو اذیت نہ دے، اگر خاوند ظالم ہو تو تب بھی اس کے پاس آئے یہاں تک کہ اسے راضی کرے، اگر خاوند اس کو قبول کرے تو بہت بہتر، اللہ تعالیٰ بھی اس کا عذر قبول فرمائے گا، اگر خاوند راضی نہ ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اپنا عذر پہنچا دیا ہے (5)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17145) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 175 (2684) بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 256 (2769) 4۔ ایضاً (2768) 5۔ ایضاً (2775)

امام بزار اور حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنے خاوند کی شکر گزار نہیں جب کہ وہ اپنے خاوند سے مستغنی بھی نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاسق جہنمی ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ فاسق کون ہیں؟ فرمایا عورتیں۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا وہ ہماری مائیں بہنیں اور بیویاں نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن جب انہیں عطا کیا جائے تو شکر نہیں کرتی۔ جب انہیں آزمائش میں ڈالا جائے تو صبر نہیں کرتیں (2)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کو زیبا نہیں کہ وہ روزہ رکھے جبکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے روزہ رکھ سکتی ہے، خاوند کے گھر میں اس کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے (3)۔

امام عبدالرزاق، بزار اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں جہاد اللہ تعالیٰ نے مردوں پر فرض کیا ہے، اگر وہ کسی کو قتل کریں تو انہیں اجر ملتا ہے، اگر انہیں قتل کیا جائے تو تب بھی وہ زندہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے، ہم عورتیں ان کی خدمت میں لگی رہتی ہیں، ہمارا کیا اجر اور حق ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس عورت کو بھی ملے اسے یہ پیغام پہنچا دینا کہ خاوند کی اطاعت اور اس کے حق کو پہچاننا اس عمل کے ہم پلہ ہے لیکن تم میں سے بہت ہی کم یہ کام کرتی ہیں (4)۔

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے، ماہ کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو جنت میں داخل ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ اور بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے عورت پر خاوند کا کیا حق ہے کیونکہ میں ایک بیوہ عورت ہوں، اگر میں طاقت رکھوں تو شادی کروں، بصورت دیگر بیوہ ہی رہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا خاوند کا عورت پر حق یہ ہے کہ اگر وہ اونٹ کی پشت پر بھی عورت سے اپنا آپ حوالے کرنے کا مطالبہ کرے تو وہ اپنا آپ پیش کر دے، خاوند کا عورت پر یہ بھی حق ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر وہ نفلی روزہ نہ رکھے، اگر اس نے ایسا کیا، وہ بھوکی پیاسی رہی تب بھی اللہ تعالیٰ اس کا یہ روزہ قبول نہیں فرمائے گا، وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے، اگر اس نے ایسا کیا تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 257 (2771) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 428، دار صادر بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 7، صفحہ 103 (84)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 6، صفحہ 560 (7631)

فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ گھر واپس آجائے (1)۔

امام بزار اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ایک عورت پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ فرمایا خاوند کا۔ میں نے عرض کی ایک مرد پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ فرمایا اس کی ماں کا (2)۔

امام بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اے عورتوں کی جماعت اللہ سے ڈرو اور اپنے خاوندوں کی رضا تلاش کرو۔ اگر عورت اپنے خاوند کے حق کو جانتی ہو تو صبح و شام کھانے کے وقت اس کے سامنے کھڑی رہے۔

امام بزار نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے خاوند کے حق کو پہچان لے تو اس کے صبح و شام کھانے کے وقت نہ بیٹھے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں انسان کو کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے (3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوگی اور نہ ہی نیکی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جائے گی (۱) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے آقا کے پاس واپس آ جائے (۲) بیوی جس پر اس کا خاوند ناراض ہو (۳) مدہوش آدمی یہاں تک کہ وہ نشہ سے باہر آ جائے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنتیوں کے بارے میں نہ بتاؤں (۱) نبی جنت میں ہوگا (۲) صدیق جنت میں ہوگا (۳) شہید جنت میں ہوگا (۴) بچہ جنت میں ہوگا (۵) ایسا آدمی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر شہر کی ایک طرف میں رہنے والے بھائی کی ملاقات کو جائے وہ بھی جنت میں ہوگا (۶) تمہاری وہ عورتیں جنت میں ہوں گی جو خاوند سے محبت کرنے والی ہوں، جب خاوند اس پر ناراض ہو تو وہ آئے اور اپنا ہاتھ خاوند کے ہاتھ میں دے دے پھر وہ کہے میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے (5)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: بے شک میں نفرت کرتا ہوں کہ عورت اپنے خاوند کی شکایت کرنے والی ہو (6) امام بیہقی نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا اے بیٹی کسی مرد کی کوئی بیوی نہیں جو خاوند کی خواہش کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17124)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 566 (7645) دار الفکر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17126)
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 383 (8600)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 418 (8732)
6۔ ایضاً (8734)

پورا نہ کرے اور خاوند کے منہ پر اس کی مذمت کرے اگرچہ خاوند اسے حکم دے کہ وہ جبل اسود سے جبل احمر کی طرف منتقل ہو یا جبل احمر سے جبل اسود کی طرف منتقل ہو اپنے خاوند کی رضا چاہا کرو(1)۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عورت کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک قسم برتن جیسی ہے جسے تو اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے (۲) ایک قسم خارش زدہ اونٹ جیسی ہے (۳) ایک قسم محبت کرنے والی اور بچے جننے والی ہے، وہ ایمان لانے میں خاوند کی مدد کرتی ہے یہ عورت مرد کے لئے خزانے سے بہتر ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کی تین قسمیں ہیں (۱) پاک دامن، مسلمان، نرم خو محبت کرنے والی اور بچے جننے والی عورت ہے جو حادثات زمانہ کے خلاف خاوند کی مدد کرتی ہے، وہ اپنے خاوند کے خلاف زمانے کی مدد نہیں کرتی (۲) عورت جو برتن کی طرح ہے، وہ بچہ جننے کے سوا کچھ نہیں کرتی (۳) خیانت کرنے والی جوں ہے؟ اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے، جب اس سے دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے دور کر دیتا ہے(3)۔

امام بیہقی نے اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ آپ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں آپ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں۔ جان لیں میری جان بھی آپ پر قربان ہے، کوئی عورت جو مشرق میں ہو یا مغرب میں اس نے میری حاضری کے بارے میں سنا تو اس کی رائے بھی میری رائے جیسی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں اور مردوں کی طرف حق کے ساتھ مبعوث کیا، ہم آپ پر ایمان لائے اور اس معبود برحق پر ایمان لائے جس نے آپ کو مبعوث فرمایا، ہم عورتیں گھر میں بند ہیں، تمہارے گھروں کی ستون ہیں، تمہاری خواہشات کو پورا کرنے والی ہیں اور تمہاری اولادوں کو اپنے پیٹوں میں اٹھانے والی ہیں۔ اے مردوں کی جماعت تمہیں ہمارے اوپر جمعہ، جماعت، مریضوں کی مزاج پرسی، جنازوں میں حاضری اور حج کے بعد حج کرنے کی اجازت دی گئی ہے، سب سے افضل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے، تم میں سے کوئی جب حج، عمرہ یا جہاد کے لئے نکلتا ہے تو ہم تمہارے اموال کی حفاظت کرتی ہیں، تمہارے لئے کپڑے بنتی ہیں، تمہارے اموال کی نگہداشت کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اجر میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں؟ حضور ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے، پھر فرمایا کیا تم نے کبھی کسی عورت کو اپنے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کرنے والی پایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو گمان بھی نہ کرتے تھے کہ ایک عورت اس قسم کی بات کر سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا اے عورت چلی جا اور دوسری عورتوں کو بتا دے کہ تم میں سے کسی ایک کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اس کی رضا کو چاہنا اور اس کی موافقت کی اتباع کرنا ان سب کا ہم پلہ ہے وہ عورت واپس گئی وہ خوشی سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ اکبر کہہ رہی تھی(4)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 419 (8736) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 417 (8726)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17147) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 425 (8743)

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مرد اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی وجہ سے ہم پر فضیلت لے گئے ہیں کیا ہمارے لئے کوئی ایسا عمل نہیں جسے بجالا کر ہم مجاہدوں کے مقام تک جا پہنچیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا گھر میں رہ کام کرنا تمہیں مجاہدوں کے مقام تک پہنچا دیتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت رات گزارے جبکہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گی (2)۔

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم عورتوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ہمیں سلام فرمایا، فرمایا احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچو، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ احسان کرنے والوں کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے والدین کے پاس زیادہ عرصہ تک بغیر شادی کے رہی ہو پھر اللہ تعالیٰ کسی خاوند کے مقدر میں کر دے اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو خاوند سے مال اور اولاد دے وہ عورت غصے ہو اور کہے میں نے تم سے کبھی خیر نہیں دیکھی (3)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے منقطع سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا ایسے حمام پر افسوس جس کا پردہ نہ ہو، ایسے پانی پر افسوس جو پاک نہ ہو، کسی مرد کو زیبا نہیں کہ اس میں بغیر رومال (کپڑے) کے داخل ہو، مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ عورتوں کو آزمائش میں نہ ڈالیں، انہیں تعلیم دو اور انہیں تسبیح کرنے کا حکم دو (4)۔

امام احمد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی جبکہ اس کا بیٹا اس کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حمل اٹھانے والیاں، بچے جننے والیاں اور رحم کرنے والیاں اگر وہ نہ ہو جو یہ اپنے خاوندوں کے ساتھ کرتی ہیں تو ان میں سے نماز پڑھنے والیاں جنت میں داخل ہو جائیں (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ عورت کے غزوہ کا کیا بدلہ ہے فرمایا خاوند کی اطاعت اور خاوند کے حق کا اعتراف (6)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے بہتر ہے؟ فرمایا جب مرد اسے دیکھے تو اسے خوش کرے، جب مرد اسے حکم

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 420 (8742) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 191 (7328) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 148، دار صادر بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 152 (7773)

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 409 (8696)

6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 417 (8728)

دے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے، عورت کی ذات اور اپنے مال کے بارے میں خاوند جو ناپسند کرے عورت اس کی مخالفت نہ کرے(1)۔

امام حاکم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جبکہ اسے صحیح قرار دیا کہ وہ ملک شام میں آئے، دیکھا کہ نصرانی اپنے اسقفوں اور راہبوں کو سجدہ کرتے ہیں، یہودیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے علماء اور راہبوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ پوچھا تم یہ کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے بتایا یہ انبیاء کا سلام ہے۔ میں نے کہا ہم اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اللہ کے نبی نے فرمایا انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا ہے جس طرح انہوں نے اپنی کتابوں میں تحریف کی ہے۔ اگر میں کسی انسان کو کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے کیونکہ عورت پر مرد کا بہت بڑا حق ہے۔ عورت ایمان کی حلاوت نہیں پا سکتی یہاں تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا کرے اگرچہ خاوند اونٹ کی پشت پر عورت کو اپنا آپ حوالے کرنے کا حکم دے(2)۔

امام حاکم نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ تعلیم دیں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس درخت کو بلا لاؤ۔ اس نے درخت کو بلایا وہ درخت آیا۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام کیا پھر حضور ﷺ نے اس درخت کو فرمایا واپس چلا جا۔ تو وہ واپس چلا گیا پھر حضور ﷺ نے اسے اجازت دی تو اس نے آپ کے سر اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے(3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمی ایسے ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے آگے نہیں بڑھتیں بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آجائے بیوی جو خاوند کی نافرمانی کرے یہاں تک کہ وہ تائب ہو(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی نمازیں کانوں سے آگے نہیں بڑھیں گی، بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے، عورت رات گزارے جبکہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو، قوم کا امام جبکہ لوگ اسے ناپسند کریں(5)۔

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یمن آئے تو ایک عورت نے آپ سے پوچھا مرد کا عورت پر کیا حق ہے کیونکہ میں اپنے گھر میں ایک بوڑھا چھوڑ کر آئی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں معاذ کی جان ہے اگر تو اس کی طرف لوٹے تو پائے کہ جذام نے اس کے گوشت کو پھاڑ دیا ہے اور اس کے نتھنوں کو

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 419 (8737)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 190 (7328)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 190 (7326)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 191 (7335)
5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی (320) دار الکتب العلمیہ بیروت

بھی پھاڑ دیا ہے اور تو اسے اس حال میں پائے کہ اس کے دونوں نتھنوں سے پیپ اور خون بہہ رہا ہے پھر تو اس کے دونوں نتھنوں کو اپنے منہ میں لے لے تا کہ اس کا حق ادا کرے تو پھر بھی اس کا حق ادا نہ کر سکے گی (1)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کے لئے زیبا نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اگر کسی انسان کے لئے جائز ہوتا کہ وہ کسی انسان کے سامنے سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے کیونکہ مرد کا اس پر بہت زیادہ حق ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مرد کے قدموں سے لے کر اس کے سر کی مانگ تک زخم ہو جس سے پیپ اور زرد پانی پھوٹ رہا ہو پھر وہ اسے چاٹ لے تب بھی عورت نے اس کا حق ادا نہیں کیا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرد جہاد کے لئے گیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا تم نیچے نہ اترنا۔ اس عورت کا والد نیچے رہتا تھا اس کا باپ بیمار ہو گیا۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا آپ کو بتائے اور مشورہ لے۔ حضور ﷺ نے اس عورت کو پیغام بھیجا اللہ سے ڈرو اور اپنے خاوند کی اطاعت کرو پھر اس کا باپ فوت ہو گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے اور مشورہ کے لئے پیغام بھیجا تب بھی رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی قسم کا پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی تو اس عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری خاوند کی اطاعت کی وجہ سے تیرے باپ کو بخش دیا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن حارث بن مصطلق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے دو افراد کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو، قوم کا امام جس کی امامت کو لوگ ناپسند کریں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی حضور ﷺ کی خدمت میں لایا عرض کی میری اس بیٹی نے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے والد کی اطاعت کر۔ اس نے عرض کی میں اس وقت تک شادی نہ کروں گی یہاں تک کہ آپ مجھے یہ نہ بتائیں کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا خاوند کا عورت پر یہ حق ہے کہ اگر خاوند کے جسم میں زخم ہو وہ عورت اس کو زبان سے صاف کرے یا اس کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ رہا ہو پھر عورت اس کو زبان سے صاف کرے تب بھی اس نے حق ادا نہیں کیا۔ اس عورت نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں کبھی شادی نہ کروں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم عورتوں کی شادی ان کی مرضی کے بغیر نہ کیا کرو (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شے کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی دوسری شے کے سامنے سجدہ کرے اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کرتیں (6)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 227، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 159
3۔ نوادر الاصول، صفحہ 176، بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17135) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 556 (17122)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 558 (17132)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، اگر مرد عورت کو حکم دے کہ وہ جبل احمر سے جبل اسود کی طرف منتقل ہو یا جبل اسود سے جبل احمر کی طرف منتقل ہو تو اس پر ایسا کرنا لازم ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عورتو اگر اپنے اوپر خاوندوں کے حق کو جانو تو تم میں سے عورتیں خاوند کے چہرے سے غبار صاف کریں(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر عورت جذام کے مرض میں مبتلا خاوند کی ناک صاف کرے یہاں تک کہ وہ عورت مرجائے تب بھی اس نے خاوند کا حق ادا نہیں کیا(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو خاوند کے حق کو خفیف جانتی ہے اس کی اطاعت نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ نے مرد کو حکم دیا ہے کہ وہ عورت کو نصیحت کرے، اللہ کے واسطہ سے اسے یاد دلائے اور عورت پر مرد کے حق کی عظمت کو بیان کرے، اگر عورت قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے بستر سے الگ کردے، اس سے گفتگو نہ کرے مگر نکاح کو ختم نہ کرے، یہ عورت کے لئے بڑا تکلیف دہ امر ہوگا، اگر عورت اس رویہ سے باز آجائے تو بہتر ورنہ وہ مرد عورت کو مارے مگر اس مار کے نشانات عورت کے جسم پر ظاہر نہ ہوں، اس کی ہڈی توڑے اور نہ ہی خون نکلنے والا زخم لگائے۔ اگر وہ اطاعت کرلے تو تم ان پر بہانے تلاش نہ کرو(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نُشُوْزَهُنَّ سے مراد ان کا بغض ہے(5)۔

حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نشوز سے مراد نافرمانی اور مخالفت ہے(6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب عورت خاوند کے بستر پر آنے سے انکار کرے تو مرد اسے کہے اللہ سے ڈر اور بستر کی طرف لوٹ آ۔ اگر وہ خاوند کی اطاعت کرے تو پھر مرد کو اس پر سختی کرنے کا کوئی حق نہیں(7)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ نشوز سے مراد نافرمانی ہے یعنی جن سے تم نافرمانی کا خوف رکھتے ہو تو زبان سے انہیں نصیحت کرو، انہیں بستروں سے الگ کرو اور خاونداس سے گفتگو نہ کرے، انہیں مارو مگر ایسی مار جس کا زخم ظاہر نہ ہو، اگر وہ اطاعت کرتے ہوئے بستر کی طرف آجائیں تو ان پر سختی کی کوئی راہ تلاش نہ کرو یعنی اس عورت پر اس وجہ سے ملامت نہ کرو کہ وہ عورت تم سے بغض رکھتی ہے کیونکہ بغض میں نے اس کے دل میں رکھا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 558 (17134) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 557 (17129)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 558 (17136) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 76، بیروت 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76 7۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے زبان سے نصیحت کرو۔

امام بیہقی نے حضرت لقیط بن صبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی ہے جس کی زبان میں بدگوئی کی خصلت ہے۔ فرمایا اسے طلاق دے دو۔ میں نے عرض کی میرا اس سے ایک بیٹا بھی ہے اور اس کے ساتھ کافی عرصہ مصاحبت بھی رہی ہے۔ فرمایا اسے نصیحت کرو، اگر اس میں بھلائی ہو تو وہ قبول کرلے گی، اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارو جس طرح تم لونڈیوں کو مارتے ہو(1)۔

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابوحرہ رقاشی رحمہ اللہ سے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں ان کی نافرمانی کا ڈر ہو تو انہیں بستروں سے الگ کردو۔ حماد نے کہا نکاح سے الگ کردو(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت سے حقوق زوجیت ادا نہ کرے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہجران کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک بستر پر ہوں مگر مرد عورت سے حقوق زوجیت ادا نہ کرے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد عورت سے قربت نہ کرے(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو اسے اپنے بستر میں نہ لٹائے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے زبان سے سختی کرے مگر اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرنے سے باز نہ آئے(6)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے بات چیت کرنا چھوڑ دو، جماعت نہ چھوڑو(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت کے پاس سوئے، اس کی طرف پشت کرے، جماع کرے مگر بات چیت نہ کرے(8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت سے یہ سلوک کرے، اسے مارے یہاں تک کہ وہ بستر میں اس کی اطاعت کرے، اگر وہ بستر میں اس کی اطاعت کرے تو مرد کو اس پر زیادتی کا کوئی حق نہیں(9)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 303، دارالفکر بیروت
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 292، باب ضرب النساء، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 78، بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 77
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 44(17619)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 80، بیروت
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 78
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 78
9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 82

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو اس سے الگ تھلگ رہے اور مارے یہاں تک کہ وہ تیرے ساتھ ہم بستری کرے۔ جب وہ ایسا کر دے تو اسے اس امر کا مکلف نہ بنا کہ وہ تجھ سے محبت کرے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے وَاضْرِبُوْهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایسا مارو کہ اس پر زخم ظاہر نہ ہوں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وہ نیکی کے معاملات میں تمہاری نافرمانی کریں تو انہیں ایسی مار مارو کہ جسم پر زخم ظاہر نہ ہوں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حجاج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کو بستروں سے الگ کر دو جب وہ نیکی کے کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں تو انہیں ایسا مارو کہ مار کے نشانات ظاہر نہ ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ضرب غیر مبرح سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مسواک یا اسی جیسی چیز کے ساتھ مارو (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ایاس بن عبد اللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی باندیوں کو نہ مارو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی عورتوں نے اپنے خاوندوں کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مارنے کی رخصت دی۔ حضور ﷺ کی ازواج کی خدمت میں بے شمار عورتیں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اپنے خاوندوں کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ لوگ تم میں سے بہترین نہیں (4)۔

امام ابن سعد اور بیہقی نے حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مردوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ عورتوں کو ماریں پھر مردوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں شکایت کی تو حضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی پھر فرمایا ان میں بہترین لوگ کبھی عورت کو نہیں ماریں گے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں کوئی اپنی بیوی کو مارتا ہے جس طرح غلام کو مارتا ہے پھر دن کے آخری حصہ (رات) میں اس کے ساتھ جماع کرتا ہے (6)۔

امام عبد الرزاق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتی ہیں کیا تم میں کسی کو حیا نہیں آتی کہ وہ اپنی بیوی کو یوں مارتا ہے جس طرح اپنے غلام کو مارتا ہے، دن کے پہلے حصے میں اسے مارتا ہے پھر آخری پہر اس سے وطی کرتا ہے (7)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 45 (17623) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 82، بیروت
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 84
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 258 (2774) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی جلد 7، صفحہ 304، دار الفکر بیروت
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 155 (49)
7۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 9، صفحہ 442 (17943) گجرات ہند

امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اللہ کا ذکر اور وعظ و نصیحت کی پھر فرمایا کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے؟ کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے؟ کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حج اکبر کا دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن یہ شہر اور یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ خبردار ہر زیادتی کرنے والا اپنی ذات پر زیادتی کرتا ہے، خبردار کوئی والد اپنی اولاد پر زیادتی نہ کرے اور نہ اولاد اپنے والد پر زیادتی کرے، خبردار مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی مسلمان کے لئے بھائی کی چیز حلال نہیں مگر وہ جس کی وہ خود اجازت دے۔ خبردار دور جاہلیت کا تمام سود ختم کیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے اصل مال ہیں نہ تم ظلم کرو گے اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے گا مگر حضرت عباس بن مطلب کا تمام سود ختم کیا جاتا ہے۔ دور جاہلیت کے تمام خون (قصاص) ختم کیے جاتے ہیں۔ دور جاہلیت کے قصاصوں میں سے سب سے پہلے حارث بن عبد المطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ وہ بنولیث میں دودھ پیتے تھے تو اسے بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ خبردار عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری خادمائیں ہیں۔ تم ان پر سختی کا کوئی حق نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ بدکاری کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے الگ کر دو اور انہیں ایسا مارو کہ ان کے جسم پر کوئی زخم نظر نہ آئے۔ خبردار تمہارے عورتوں پر حقوق ہیں اور عورتوں کے تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ تمہارے بستر ان کے لئے نہ بچھائیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے۔ تمہارے گھروں میں انہیں اجازت نہ دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ انہیں اچھا لباس اور اچھا کھانا دو (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مرد سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے بیوی کو کیوں مارا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تو عورت کو اس بنا پر ملامت نہ کر کہ وہ تجھ کو پسند نہیں کرتی کیونکہ بغض میں نے اس کے دل میں رکھ دیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اگر وہ بستر پر آ جائے جبکہ وہ خاوند سے بغض رکھتی تھی تو تب بھی اس پر کوئی راہ تلاش نہ کرو اور اسے اس امر کا مکلف نہ بناؤ کہ وہ خاوند سے محبت کرے کیونکہ اس کا دل اس کے قبضہ میں نہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مرد بیوی کو اپنے بستر پر بلائے وہ آنے سے انکار کر دے۔ خاوند اس پر غصے کی حالت میں رات گزارے تو فرشتے اس پر صبح تک لعنت کرتے ہیں (4)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 166 (3087) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 305، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 85، بیروت 4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 10، صفحہ 8 (122)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت طلق بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب خاوند بیوی کو کام کے لئے بلائے تو وہ اس کی بات مانے اگرچہ وہ عورت تنور پر ہو(1)۔

امام ابن سعد نے حضرت طلق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت خاوند کی بات نہیں ٹال سکتی اگرچہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو(2)۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾

''اور اگر خوف کرو تم ناچاقی کا ان کے درمیان تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے ایک پنچ عورت کے کنبہ سے، اگر وہ دونوں (پنچ) ارادہ کریں گے صلح کرانے کا تو موافقت پیدا کر دے گا اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہر بات سے خبردار ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب میاں اور بیوی کے درمیان کے تعلقات میں فساد برپا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ خاوند کے خاندان کا ایک صالح آدمی اور عورت کے خاندان کا بھی ایک صالح متعین کریں وہ دونوں دیکھیں کہ غلطی کس کی ہے۔ اگر غلطی مرد کی ہو تو مرد کو عورت سے روک دیں اور خرچہ دینے کا پابند بنائیں۔ اگر غلطی عورت کی ہو اسے مرد کے پاس رہنے پر مجبور کریں اور اسے خرچہ بھی نہ دیں۔ اگر دونوں کی رائے ان کو الگ الگ کرنے یا جمع کرنے کی ہو تو جو وہ فیصلہ کریں وہ جائز ہوگا۔ اگر دونوں کی رائے ہو کہ دونوں اکٹھے رہیں۔ ایک راضی ہو جبکہ دوسرا اسے ناپسند کرے پھر ایک مر جائے تو جو راضی تھا وہ اس کا وارث بنے گا جو ناپسند کرتا تھا جبکہ جو ناپسند کرتا تھا وہ اس راضی ہونے والا کا وارث نہیں بنے گا۔ اگر دونوں ثالثوں نے اصلاح کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق دے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر اصلاح کرنے والے کو حق اور صحیح کی توفیق دیتا ہے(3)۔

امام شافعی نے ام میں، عبدالرزاق نے مصنف میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک مرد اور عورت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ دونوں میں سے ہر ایک کے پاس لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے ایک ثالث مرد کے خاندان کا اور ایک عورت کے خاندان کا معین کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں ثالثوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہاری کیا ذمہ داری ہے۔ دونوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اگر تم ان دونوں کو جمع کرنے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 558 (17135)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 5، صفحہ 552، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 90، بیروت

کی رائے قائم کرو تو انہیں جمع رکھو۔ اگر تمہاری رائے ہو کہ ان میں تفریق کرو تو ان میں تفریق کر دو۔ عورت نے کہا اللہ کی کتاب میں جو میرا فرض اور میرا حق ہے میں اس پر راضی ہوں۔ مرد نے کہا جہاں تک جدائی کا تعلق ہے وہ مجھے منظور نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے جیسا اقرار عورت نے کیا ہے تو بھی ایسا ہی اقرار کر (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد اسے نصیحت کرے اگر وہ عورت اس حرکت سے رک جائے تو بہت بہتر ورنہ اس کو بستر سے الگ کر دے۔ اگر رک جائے تو بہت بہتر ورنہ اسے مارے۔ اگر رک جائے تو بہتر ورنہ اس کا معاملہ سلطان تک لے جائے۔ وہ ایک ثالث مرد کے خاندان سے ایک ثالث عورت کے خاندان سے مقرر کرے۔ عورت کے خاندان کا ثالث کہے گا تو عورت کے ساتھ یہ سلوک کرتا تھا۔ مرد کے خاندان کا ثالث کہے گا تو خاوند کے ساتھ یہ سلوک کرتی تھی ان میں سے جو ظالم ہوگا سلطان اس پر ظلم ختم کرے گا اور اس کے ہاتھ پکڑے گا۔ اگر عورت نافرمانی کرنے والی ہوگی تو سلطان مرد کو حکم دے گا کہ عورت سے خلع کر لے (2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان دو ثالثوں کے بارے میں پوچھا جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے تو آپ نے فرمایا وہ ایک ثالث مرد کے خاندان کا اور ایک ثالث عورت کے خاندان کا مقرر کرے وہ میاں بیوی میں سے ایک کے ساتھ بات چیت کریں گے اور اسے نصیحت کریں گے۔ اگر وہ غلطی سے توبہ کر لے تو بہتر ورنہ دوسرے سے بات چیت کریں گے اور اسے نصیحت کریں گے۔ اگر وہ غلطی سے لوٹ آئے تو بہت بہتر ورنہ وہ دونوں ثالث فیصلہ کر دیں۔ وہ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ جائز ہوگا (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اور حضرت معاویہ کو ثالث معین کیا گیا۔ ہمیں کہا گیا اگر تمہاری رائے ہو کہ ان میاں بیوی کو اکٹھے کرو تو ان کو اکٹھے کر دو۔ اگر تمہاری یہ رائے ہو کہ الگ کرنے میں فائدہ ہے تو دونوں کو الگ الگ کر دو۔ جس نے ان دونوں کو بطور ثالث معین کیا تھا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثالث اس لیے معین کئے جائیں گے تا کہ وہ صلح کرائیں اور ظالم کے ظلم کی گواہی دیں۔ جہاں تک جدائی کا تعلق ہے یہ ان کا اختیار نہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالّٰتِیْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 87، بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 90
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 91
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 88

تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو خاوند کی نافرمانی کرتی ہے خاوند کو حق حاصل ہے کہ جب دونوں ثالث خلع کا کہیں تو وہ اس عورت سے خلع کر لے تاہم خلع اس کے بعد ہوگا کہ عورت خاوند سے کہے گی اللہ کی قسم میں تیرے لئے قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرے کہے بغیر تیرے گھر کے معاملات میں تدبیر نہیں کروں گی۔ سلطان کہے گا ہم تجھے خلع کی اجازت نہیں دیں گے یہاں تک کہ عورت خاوند کے بارے میں یہ کہے گی اللہ کی قسم میں تیرے لئے غسل جنابت نہیں کروں گی، میں اللہ کے لئے نماز نہیں پڑھوں گی اس وقت سلطان اسے خلع کی اجازت دے گا(1)۔

امام ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دو ثالث مقرر فرمائے ایک خاوند کا رشتہ دار اور ایک عورت کا رشتہ دار۔ عورت کا رشتہ دار کہتا اے تو اپنی بیوی سے کیوں ناراض ہے؟ تو وہ بتائے گا میں اس اس وجہ سے ناراض ہوں۔ وہ ثالث کہے گا اگر وہ عورت ان چیزوں کو چھوڑ دے جو تو ناپسند کرتا ہے اور ایسی چیزیں اپنا لے جو تو پسند کرتا ہے کیا تو اس کے بارے میں اللہ سے ڈرے گا اور تو اس سے حسن سلوک کرے گا جو اس کے نفقہ اور لباس کے بارے میں تم پر لازم ہے۔ جب مرد کہہ دے ہاں ٹھیک ہے میں ایسا کروں گا تو خاوند کے خاندان کا ثالث عورت سے کہے گا اے فلاں تو اپنے خاوند سے کیوں ناراض ہے تو وہ اپنی وجوہات بتائے گی۔ اگر وہ عورت بھی کہہ دے تو ثالث دونوں کو اکٹھا کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دونوں کے ساتھ جمع کرتا ہے اور دونوں کے ساتھ جدا کرتا ہے(2)۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک ثالث فیصلہ کرے اور دوسرا ثالث فیصلہ نہ کرے تو اس کا فیصلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا یہاں تک کہ دونوں اتفاق کریں(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں سے مراد دونوں ثالث ہیں(4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اصلاح کا ارادہ کریں سے مراد مرد اور عورت نہیں بلکہ دو ثالث ہیں تو اللہ تعالیٰ دونوں کو توفیق عطا فرمائے گا(5)۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ثالث ہیں جب دونوں مرد اور عورت کو نصیحت کریں(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کے مکان کو جانتا ہے۔

امام بیہقی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ فرمایا خاوند کو اپنے آپ سے نہ روکے اگرچہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو، خاوند کے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے۔ اگر عورت ایسا کرے گی تو مرد کے لئے اجر اور عورت کے لئے گناہ ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 89، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 306، دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 94، بیروت 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 95

مرد کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، اگر وہ روزہ رکھے گی تو گناہ گار ہوگی اور اسے کوئی اجر بھی نہیں ملے گا۔ مرد کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔ اگر وہ گھر سے نکلے گی تو فرشتوں، غضب کے فرشتوں اور رحمت کے فرشتوں کی لعنت ہوگی یہاں تک کہ عورت توبہ کرے اور گھر لوٹ آئے عرض کی گئی اگر چہ خاوند ظالم ہو۔ فرمایا اگر چہ خاوند ظالم ہو(1)۔

امام طبرانی، حاکم، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب حروریہ الگ ہو گئے۔ وہ علیحدہ ایک وادی میں جمع تھے، میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی یا امیر المومنین نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا تا کہ میں قوم کے پاس آؤں اور ان سے گفتگو کرلوں۔ میں ان کے پاس آیا، میرے پاس جو بہترین لباس تھا وہ پہنا۔ حروریہ نے کہا اے ابن عباس خوش آمدید! یہ حلہ کیسا ہے؟ میں نے کہا تم مجھ پر کیسے عیب لگا سکتے ہو جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر پر بہترین حلہ دیکھا ہے اور یہ حکم نازل ہوا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (الاعراف:32) انہوں نے پوچھا کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عم زاد، آپ کے داماد سب سے پہلے ایمان لانے والے سے کیوں ناراض ہو جبکہ اصحاب رسول آپ کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا ہم تین وجوہات کی بنا پر ان پر ناراض ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون سی ہیں؟ انہوں نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ آپ نے اللہ کے دین میں لوگوں کو ثالث بنایا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (الانعام:57) میں نے کہا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا انہوں نے جنگ کی نہ انہوں نے لوگوں کو قیدی بنایا اور نہ مال غنیمت اکٹھا کیا مگر مقابلہ کرنے والے کافر تھے تو ان کے مال حلال تھے۔ اگر وہ مومن تھے تو ان کے خون حرام تھے۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا انہوں نے اپنا نام امیر المومنین مٹا دیا۔ اگر وہ امیر المومنین نہیں ہیں پس وہ کافروں کے امیر بن گئے۔ میں نے کہا بتاؤ اگر میں تمہارے سامنے کتاب اللہ کی محکم آیات پڑھوں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسی سنت پیش کروں جس میں تمہیں کوئی شک نہ ہو کیا تم واپس لوٹ آؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا جہاں تک تمہارے اس قول کا تعلق ہے کہ آپ نے دین کے معاملہ میں ثالث بنایا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (المائدہ:95) جبکہ مرد اور عورت میں اختلاف کی۔ عورت میں فرمایا ہے وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا مردوں کا خون اور جان کی حفاظت اور ان کے درمیان مصالحت زیادہ بہتر ہے یا خرگوش میں فیصلہ زیادہ ضروری ہے جس میں چوتھائی درہم لازم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ان کے خون محفوظ رکھنے اور ان میں مصالحت کرانا زیادہ ضروری ہے۔ پوچھا کیا میں اس آیت سے باہر نکلا ہوں؟ انہوں نے کہا بات ٹھیک ہے یعنی نہیں نکلے۔

جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے جنگ کی نہ لوگ قیدی بنائے اور نہ ان کا مال لیا بتاؤ کیا تم اپنی ماں کو گالی دیتے ہو یا اس سے وہ چیز حلال جانتے ہو جو غیر سے حلال جانتے ہو۔ اگر ایسا کرو تو کافر ہو جاؤ گے۔ اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ تمہاری

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 292

ماں نہیں تو تم نے کفر کیا اور اسلام سے ہی نکل گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب:6) تم دو گمراہیوں میں بھٹک رہے ہو اس میں سے جو چاہو اپنا لو۔ کیا میں آیت سے باہر نکلا ہوں؟ انہوں نے کہا بات ایسے ہی ہے۔

جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے انہوں نے اپنا نام امیر المومنین مٹایا ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کو دعوت دی کہ آپس میں معاہدہ لکھیں فرمایا لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ تو قریش نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ شریف کی زیارت سے روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے بلکہ یہ لکھو محمد بن عبد اللہ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھے جھٹلاؤ اے علی لکھو محمد بن عبد اللہ جبکہ رسول اللہ حضرت علی سے افضل تھے۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے انہوں نے کہا بات تو ایسے ہی ہے جیسے تو نے کہی ہے تو ان میں سے بیس ہزار افراد واپس آگئے اور صرف چار ہزار رہ گئے جو مارے گئے۔

وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۙ﴿۳۶﴾

”اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں اور ہم مجلس اور مسافر اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضہ میں ہیں (ان سب سے حسن سلوک کر) بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اس کو جو مغرور ہو فخر کرنے والا ہو“۔

امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا(1)۔

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے وہ صرف اللہ کی رضا کے لئے ہاتھ پھیرتا ہے۔ اس کا ہاتھ جتنے بالوں پر سے گزرتا ہے، ہر بال کے بدلے میں اسے نیکی ملتی ہے۔ جو آدمی کسی یتیم لڑکی یا یتیم بچے پر احسان کرتا ہے میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ ﷺ نے شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا(2)۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2032 (4998) دار ابن کثیر دمشق 2۔ مسند امام، جلد 5، صفحہ 248، دار صادر بیروت

امام ابن سعد اور امام احمد نے حضرت عمرو بن مالک قشیری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک مسلمان غلام آزاد کیا تو یہ اس کا جہنم کے بدلہ میں فدیہ ہوگا، غلام کی ہر ہڈی کے مقابلہ میں آزاد کرنے والے کی ہڈی آگ سے آزاد ہوگی۔ جس نے والدین میں سے کسی ایک کو پایا پھر اسے بخشا نہ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا، جس نے مسلمان آباء میں سے کسی کا یتیم اپنے کھانے پینے کے ساتھ شامل کیا یہاں تک کہ وہ بچہ خدمت سے مستغنی ہو گیا تو خدمت کرنے والے کے لئے جنت ثابت ہو گئی (1)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ احسان کیا میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے دو انگلیوں کو ملایا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ام سعد بنت مرہ فہریہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا یتیم اس کے خاندان کا ہو یا کسی اور خاندان کا جبکہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے، جنت میں اس طرح ہوں گے یا فرمایا جس طرح یہ انگلی اس انگلی سے ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی سے مراد وہ پڑوسی ہے کہ تیرا اور پڑوسی کے درمیان رشتہ داری ہو اور وَ الْجَارِ الْجُنُبِ سے مراد وہ پڑوسی ہے کہ تیرے اور اس کے درمیان رشتہ داری نہ ہو (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت نوف شامی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی سے مراد مسلمان اور الْجَارِ الْجُنُبِ سے مراد یہودی اور نصرانی ہے (5)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو شریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل امین مجھے لگاتار پڑوسی کے بارے میں تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار بنا دے گا (7)۔

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فرمایا کتنے ہی پڑوسی ہوں گے جو قیامت کے روز پڑوسی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوں گے۔ پڑوسی عرض کر رہا ہوگا اے میرے رب اس نے مجھ پر اپنا دروازہ بند کر دیا تھا اور اس نے میرے ساتھ حسن سلوک نہ کیا (8)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 150
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 145، دار صادر بیروت
3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 82 (1918)، بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 95، بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 96، بیروت
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2، صفحہ 19 (77) دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ ایضاً، صفحہ 19، (140)
8۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 210 (111)، السعودیہ

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہ ہوں گے(1)۔

امام بخاری نے ادب میں، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کہ فلاں عورت رات کو قیام کرتی ہے، دن کو روزے رکھتی ہے، اچھے کام کرتی ہے اور صدقہ دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ پڑوسیوں کو زبان سے اذیتیں پہنچاتی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عورت میں کوئی خیر نہیں، وہ جہنمی ہے۔ صحابہ نے عرض کی فلاں عورت صرف فرض نماز ادا کرتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے اور معمولی شے کا صدقہ کرتی ہے اور کسی کو اذیت نہیں دیتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ عورت جنتی ہے(2)۔

امام بخاری نے ادب میں اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری دو پڑوسنیں ہیں، کسے ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے(3)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے آپ قریبی سے پہلے بعیدی پڑوسی سے ہدیہ دینا شروع نہ کرتے بلکہ بعیدی سے پہلے قریبی سے ہدیہ شروع کرتے(4)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پڑوسی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا چالیس گھر سامنے چالیس گھر پیچھے، چالیس گھر دائیں اور چالیس گھر بائیں(5)۔

امام بخاری نے ادب میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے اذیتیں دیتا ہے۔ فرمایا جاؤ اپنا مال راستہ میں رکھ دو۔ وہ گیا۔ اس نے اپنا سامان (گھر سے) راستہ میں نکال دیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس آدمی نے کہا میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف دیتا ہے۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کیا۔ فرمایا جاؤ اور اپنا سامان راستہ میں نکال دو۔ لوگ کہنے لگے اے اللہ اس پر لعنت کر، اے اللہ اسے ذلیل و رسوا کر اسے یہ خبر پہنچی وہ آدمی اس کے پاس آیا اور کہا اپنے مکان میں لوٹ چل، اللہ کی قسم میں تجھے کبھی اذیت نہ دوں گا(6)۔

امام بخاری نے ادب میں اور بیہقی نے حضرت ابو جحیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی، فرمایا اپنا سامان (گھر سے) اٹھاؤ اور راستہ میں رکھ دو، جو بھی اس کے پاس سے گزرے وہ اذیت دینے پر لعن و طعن کرے گا۔ جو آدمی بھی اس کے پاس سے گزرتا اس پر لعن طعن کرتا۔ وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 2، صفحہ 16 (83)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 184 (7305) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185 (7309)
4۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 209 (110)
5۔ ایضاً، (109)
6۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 227 (124) السعودیہ

میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے لوگ کیوں لعن طعن کر رہے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی لعنت لوگوں کی لعنت سے بڑھ کر ہے۔ تو اس نے جا کر شکایت کرنے والے سے کہا اب کافی ہے (1)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی پڑوسی جب کسی پڑوسی پر ظلم کرے یہاں تک کہ اسے اس کے گھر سے نکلنے پر مجبور کر دے تو ظلم کرنے والا ہلاک ہو گیا (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا ایسا پڑوسی جس کی بوائق سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کی بوائق سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس کی زیادتی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ ہو (4)۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کی بھی ایسی تقسیم کی ہے جیسے اس نے تمہارے درمیان رزق کی تقسیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے پسند کرتا ہے اسے بھی مال دیتا ہے اور جسے ناپسند کرتا ہے اسے بھی مال دیتا ہے۔ ایمان اسے نہیں دیتا جسے پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جسے ایمان دیتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے ایک آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جس وقت تک اس کا دل مسلمان نہیں ہوتا اور اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جس وقت تک اس کا پڑوسی اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہیں ہوتا (5)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا یہ مناسب نہیں کہ پڑوسی کو شامل کئے بغیر آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھائے (6)۔

امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ پڑوسی کے بارے میں وصیت فرما رہے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ اسے وارث قرار دے دیں گے (7)۔

امام احمد نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے گھر سے نکلا۔ ارادہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا تھا کہ آپ ﷺ کھڑے تھے اور ایک آدمی آپ ﷺ کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے خیال کیا کہ دونوں کو کوئی کام ہو گا۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آدمی نے آپ کو کھڑے کیے رکھا یہاں تک کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے میں آپ ﷺ کے بارے میں پریشان ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 228 (125)، السعودیۃ
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 229، (127)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 182 (7299) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (7300)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 183 (7301)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185 (7208)
7۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 248، دار صادر بیروت

فرمایا کیا تو نے اس آدمی کو دیکھا تھا۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو جانتا ہے وہ کون تھا؟ میں نے عرض کی میں یہ تو نہیں جانتا۔ فرمایا وہ جبریل امین تھے، وہ لگاتار مجھے پڑوسی کے بارے میں تاکید کر رہے تھے یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث قرار دیں گے پھر فرمایا اگر تو انہیں سلام کرتا تو وہ تجھے سلام کا جواب دیتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو اذیتیں نہ دے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جبریل امین نے مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کی یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں بستی میں برے پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ جنگل کا پڑوسی تو بدلتا رہتا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابولبابہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑوسی کی کوئی اذیت کم نہیں (5)۔

امام احمد، امام بخاری نے ادب میں اور بیہقی نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا بدکاری کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ تا قیامت حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی دس عورتوں کے ساتھ بدکاری کرے تو عمل ہلکا ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ پوچھا تم چوری کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے تو یہ حرام ہے۔ فرمایا ایک آدمی اگر دس گھروں سے چوری کرے تو یہ عمل خفیف ہوگا بنسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرے (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ **الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ** سے مراد سفر کا ساتھی ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (8)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَ **الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ** سے مراد مجلس میں تیرا ساتھی، سفر میں تیرا رفیق اور تیری وہ بیوی ہے جو تیرے ساتھ بستر پر لیٹتی ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن ابی فدیک رحمہ اللہ کے واسطہ سے فلاں بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے ہاں ثقہ آدمی سے روایت نقل کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک صحابی تھا جبکہ دونوں سواری پر سوار تھے۔ نبی کریم ﷺ طرفاء (درخت

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 133، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 220 (25418) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 220 (25420)
4۔ ایضاً، (25421)
5۔ ایضاً (25423)
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 81 (9552)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 98، بیروت
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 100
9۔ نوادر الاصول، باب مشارکۃ الجلیس فی الھدیۃ، صفحہ 43، بیروت

کے جنگل میں داخل ہوئے اور دو پیکان کاٹے۔ایک ٹیڑھا تھا اور دوسرا سیدھا، دونوں پیکان لے کر آپ باہر تشریف لائے، اپنے ساتھی کو سیدھا پیکان عطا فرمایا اور خود ٹیڑھا لے لیا۔اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ سیدھا پیکان لینے کے زیادہ حق دار ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا اے فلاں ہرگز نہیں ہر ساتھی جو کسی دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے تو اس سے سنگت کے بارے میں باز پرس ہوگی اگرچہ ایک لحظہ کی سنگت ہو(1)۔

امام بخاری ادب مفرد، امام ترمذی، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہترین ہو(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد عورت ہے(3)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جو غلام عطا فرمایا ہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد تمہارے غلام اور لونڈیاں ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق جو معین فرمائے ہیں وہ تم انہیں ادا کرو۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دیا ہے جس کا کوئی بھائی اس کے زیر دست ہو تو جو خود کھاتا ہے اسے بھی کھلائے۔جو خود پہنتا ہے اسے بھی پہنائے۔انہیں ایسے کام کا حکم نہ دو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔اگر تم انہیں ایسے کام کا حکم دو جو ان کی طاقت سے باہر ہو تو تم ان کی مدد کرو(7)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلاموں کے بارے میں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے انہیں وہی کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو(8)۔

امام ابن سعد نے ابو درداء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے جسم پر موٹی چادر اور سفید لباس دیکھا

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 100، بیروت
2۔ایضاً، جلد 5، صفحہ 101
3۔ایضاً، جلد 5، صفحہ 99
4۔ایضاً
5۔ایضاً
6۔ایضاً، جلد 5، صفحہ 102
7۔صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 30
8۔الادب المفرد جلد 1، صفحہ 290(188)، السعودیہ

گیا اوران کے غلام کے جسم پر بھی چادر اور سفید لباس دیکھا گیا ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ غلاموں کو وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور ان کو وہی کھانا کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں ابوداؤد اور بیہقی نے شعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی آخری گفتگو یہ تھی نماز، نماز اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو (1)۔

امام بزار نے ابورافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ کہتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اپنے غلاموں کے بارے میں اور نماز کے بارے میں۔ یہ حضور ﷺ کی آخری گفتگو تھی۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وفات کے وقت حضور ﷺ کی عمومی تاکید یہ تھی نماز کا خیال رکھنا اور غلاموں کا خیال رکھنا یہاں تک کہ سینے میں یہ بات گردش کرتی تھی مگر زبان پر نہ آتی تھی (2)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے وصال کے وقت آپ کی عمومی وصیت نماز اور غلاموں کے بارے میں تھی یہاں تک کہ سینے میں تو آپ اسے حرکت دیتے مگر زبان اس کا اظہار نہ کرتی (3)۔

امام عبد الرزاق، امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غلام کا کھانا اور اس کا لباس اس کا حق ہے اسے ایسے کام کا مکلف نہ بنایا جائے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فقیر غنی کے ہاں آزمائش ہے، کمزور قوی کے ہاں آزمائش ہے اور مملوک مالک کے ہاں آزمائش ہے۔ پس چاہیے کہ مالک اللہ سے ڈرے اور غلام کو ایسا کام ہی کہے جس کی وہ طاقت رکھتا ہو۔ اگر مالک غلام کو ایسے کام کا حکم دے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا تو اس پر وہ لعنت نہ کرے۔ اگر وہ کام نہ کرے تو مالک اسے سزا نہ دے (5)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے خادموں میں سے جو تمہارے ساتھ نرمی کرے تو اسے وہی کھانا دو جو خود کھاتے ہو اور انہیں وہی لباس دو جو خود پہنتے ہو۔ جو تمہارے ساتھ موافقت نہ کرے تو انہیں بیچ دو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دو (6)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت رافع بن مکیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بد اخلاقی نحوست ہے اور حسن خلق بڑھوتری ہے، نیکی عمر میں زیادتی کا باعث ہے اور صدقہ گناہ کے اثر کو زائل کر دیتا ہے (7)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 370 (8555)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 369 (8552) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 112 (41)
5۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 37 (8559)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 371 (8560)
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 243 (8019)

امام بیہقی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بد اخلاق جنت میں داخل نہیں ہوگا (1)۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم دن میں کتنی دفعہ غلام کو معاف کریں فرمایا ستر دفعہ (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو وہ اللہ کو یاد کرے پس چاہیے کہ مالک مارنے سے رک جائے (3)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غلام کو نہ مارو کیونکہ تم نہیں جانتے جو تمہارے موافق ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پوچھا میری بیوی کا میرے اوپر کیا حق ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو اسے وہی کھانا کھلائے جو خود کھاتا ہے، اسے وہی لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ عرض کی میرے پڑوسی کا مجھ پر کیا حق ہے؟ فرمایا تیری نیکی اسے وہاں مقیم رکھے اور تو اس سے اپنی اذیت روک لے۔ عرض کی میرے خادم کا میرے اوپر کیا حق ہے؟ فرمایا قیامت کے روز تینوں میں سے یہ تم پر زیادہ سخت ہوگا (5)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن سعد اور امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو، انہیں وہی کھانا کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، انہیں وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ اگر وہ ایسا گناہ کریں جسے وہ معاف نہیں کرنا چاہتے تو اے اللہ کے بندو انہیں بیچ دو، انہیں تکلیفیں نہ دو۔ ابن عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب نے بھی یہی کیا ہے۔ عبد الرزاق نے کہا راوی احمد بن عبدالرحمٰن بن یزید ہے (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت داؤد بن ابی عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خاموش رہو آسمان چرچرایا ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ چرچرائے آسمان میں ہتھیلی بھر یا فرمایا بالشت بھر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں ایک فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو، اللہ سے ڈرو، اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو، جو خود کھاتے ہو انہیں کھلاؤ، جو خود پہنتے ہو انہیں پہناؤ، جس کی وہ طاقت نہ رکھیں انہیں ایسے کام کا مکلف نہ بناؤ، اگر وہ ایسا عمل کریں جو تمہارے اخلاق کے مخالف ہو تو ان کے شر کو غیر کی طرف پھیر دو اور اللہ کے بندوں کو عذاب نہ دو (7)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 376 (8579)
2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 100 (1949)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 376 (8583)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377 (8585)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377 (8584)
6۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 35، دارصادر بیروت
7۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 440 (17934) گجرات ہند

امام عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے خادم کو مار رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنا تو اس پر قدرت رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز سے منع کیا کہ بندہ اپنے غلام کے ساتھ ایسا سلوک کرے کہ وہ کانا ہو جائے یا اس کا عضو کٹ جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں خوب سیر کر کے کھلایا کرو، انہیں بھوکا نہ رکھو، انہیں لباس پہناؤ، ننگا نہ رکھو، انہیں زیادہ نہ مارو کیونکہ ان کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی، کام کے ذریعے بھی انہیں اذیتیں نہ دو، جو آدمی اپنے غلام کو ناپسند کرے تو اسے بیچ دے، اللہ تعالیٰ کے رزق کو اس پر مشقت نہ بنا دے (1)۔

امام عبدالرزاق اور امام مسلم نے حضرت زاذان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ابو عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے اپنے غلام کو بلایا اور اسے آزاد کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے اس کی اجرت سے کیا غرض جو یہ وزن کرتا ہے (اپنے ہاتھ میں ایک چیز پکڑی)۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی اپنے غلام کو بطور حد مارے جو اس نے عمل نہ کیا ہو یا اسے طمانچہ مارا ہو تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت سوید بن حقرن سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بنو مقرن حضور ﷺ کے زمانہ میں سات تھے۔ ہماری ایک ہی خادمہ تھی کوئی اور نہ تھا۔ اسے ہم میں سے ایک نے طمانچہ مارا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کوئی اور خادم نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ تمہاری خدمت کرے گی یہاں تک کہ تم اس سے غنی ہو جاؤ گے پھر اسے آزاد کر دینا (3)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور امام بخاری نے ادب میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی اپنے غلام کو نہ مارے اس حال میں کہ وہ ظالم ہو ورنہ قیامت کے روز اس سے قصاص لیا جائے گا (4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز بندہ پر سب سے شدید اس کا غلام ہوگا (5)۔

امام عبدالرزاق اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس اثناء میں کہ میں اپنے غلام کو مارتا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی میں متوجہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، فرمایا اللہ کی قسم جتنا تو اس غلام پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تجھ پر قادر ہے۔ تو میں نے قسم اٹھا دی کہ میں کبھی بھی اپنے غلام کو نہیں ماروں گا (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ایک آدمی اپنے غلام کو مار رہا تھا

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 439 (17933)
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 106 (30) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 107 (31)
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 445 (17954) گجرات ہند
5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 445 (17956)
6۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 99 (1948)

جبکہ غلام کہہ رہا تھا اعوذ باللہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جبکہ مالک مارے جا رہا تھا۔ تو غلام نے رسول اللہ کو دیکھا تو اس نے کہا اعوذ برسول اللہ۔ تو مالک کے ہاتھ میں جو تھا اس نے پھینک دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پناہ چاہی جائے بنسبت اس کے کہ اس کے مقابلہ میں میری پناہ چاہی جائے۔ آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو ایسا نہ کرتا تو تو اپنے آپ کو آگ کی لپٹوں کے حوالے کر دیتا (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے قسم اٹھائی کہ میں اپنے غلام کو ضرور ماروں گا۔ تو میرے باپ نے مجھے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ روح بدن میں گھومتی رہتی ہے، کبھی تو اس کی قرارگاہ سر میں ہوتی ہے اور کبھی اس کی قرارگاہ فلاں فلاں جگہ ہوتی ہے یہاں تک کہ بہت ساری جگہیں گنیں۔ تو اس پر ضرب لگائے گا تو جان جاتی رہے گی اس لئے تو ایسا نہ کر۔

امام احمد نے زہد میں ابو موکل ناجی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک لونڈی تھی ایک روز ان کے بیٹے نے اسے طمانچہ مارا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اسے بٹھایا اور کہا اے لونڈی اس سے قصاص لے۔ تو لونڈی نے کہا میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ وہاں سے رشتہ دار بلا لاؤ اور انہیں گواہ بناؤ کہ تو نے اسے معاف کر دیا ہے۔ وہ لونڈی گئی انہیں بلا لائی۔ اس لونڈی نے انہیں گواہ بنایا کہ اس نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ پھر فرمایا جا تو اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے، کاش ابو درداء کا خاندان پلٹ آئے اور کسی کو اذیت نہ دے۔

امام احمد نے حضرت ابو قلابہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت سلمان کے پاس داخل ہوئے جبکہ وہ آٹا گوندرہے تھے ہم نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے خادم ایک کام کے لئے بھیجا ہے تو ہم نے یہ ناپسند کیا کہ اس پر دو کام جمع کر دیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مختال کا معنی متکبر اور فخور سے مراد ہے اسے عطا کیا جائے مگر وہ اللہ کا شکر ادا نہ کرے (2)۔

امام ابو یعلی اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کرے گا تو آگ آئے گی جس کا بعض بعض پر سوار ہوگا جبکہ اس کے داروغے اسے روک رہے ہوں گے اور وہ کہہ رہی ہوگی۔ میرے رب کی عزت کی قسم تم میرے گھر اور میرے ازواج کے درمیان راستہ خالی کر دو گے یا پھر میں تمام لوگوں پر ایک ہی طرح غالب آجاؤں گی تو داروغے کہیں گے تیرے ازدرج کون ہوں گے تو جہنم کہے گی ہر متکبر اور جابر۔ جہنم اپنی زبان نکالے گی تمام لوگوں کے سامنے انہیں نگل لے گی اور اپنے پیٹ میں ڈال لے گی پھر پیچھے ہٹ جائے گی۔ پھر آئے گی اس کا بعض حصہ بعض پر سوار ہوگا جبکہ اس کے داروغے اسے روک رہے ہوں گے اور وہ کہہ رہی ہوگی میرے رب کی عزت کی قسم میرے اور میرے ازواج کے درمیان حائل نہ ہو ورنہ میں سب

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 46-445 (17957) گجرات ہند
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 103، بیروت

لوگوں پر ایک گردن کی طرح سوار ہو جاؤں گی۔ تو داروغے کہیں گے تیرے ازواج کون لوگ ہیں؟ تو جہنم کہے گی ہر متکبر فخر کرنے والا۔ تو جہنم انہیں تمام لوگوں کے سامنے اپنی زبان کے ذریعے منہ میں ڈالے گی اور اپنے پیٹ میں پھینک دے گی پھر پیچھے ہٹ جائے گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی غیرت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایسی غیرت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، ایسا کبر بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایسا کبر بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ شک کے بارے میں غیرت ہے اور وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ شک کے علاوہ میں غیرت ہے، وہ کبر جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ جنگ اور صدقہ کے وقت انسان کا اپنے آپ کو بڑا ظاہر کرنا ہے۔ وہ کبر جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ فخر اور سرکشی میں اپنے آپ پر فخر کرنا ہے (2)۔

امام احمد اور حاکم نے جابر بن سلیم ہجیمی سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک راستہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی علیک السلام یا رسول اللہ ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا علیک السلام یہ مردے کا سلام ہے سلام علیکم، سلام علیکم، سلام علیکم۔ یعنی اس طرح سلام دیا کرو میں نے آپ ﷺ سے ازار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے تہ بند پشت کے بلند حصہ پر کیا اور پنڈلی کے موٹے حصہ کو پکڑا، فرمایا یہاں تہ بند باندھا کر، اگر ناپسند ہو تو یہاں نیچے، اگر یہ بھی ناپسند ہو تو ٹخنوں سے اوپر، اگر یہ بھی ناپسند ہو تو یاد رکھ اللہ تعالیٰ کسی متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے آپ ﷺ سے نیکی کے بارے میں پوچھا فرمایا کسی نیکی کو بھی حقیر نہ جان اگرچہ تو اسے رسی تحفہ کے طور پر دے، اگرچہ تو اسے جوتے کا تسمہ دے، اگرچہ تو اپنے ڈول سے پانی پینے والے کے برتن میں پانی ڈالے، اگرچہ تو راستہ سے کوئی ایسی چیز ہٹائے جو لوگوں کو تکلیف دے، اگرچہ تو اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملے اگرچہ تو اپنے بھائی سے ملے اور اسے سلام کہے، اگرچہ تو زمین میں بے آسرا لوگوں سے موافقت کرے، اگر کوئی آدمی تیری ایسی برائی کرتا ہے جو برائی تجھ میں جانتا ہے جبکہ تو بھی اس میں اس قسم کی برائی جانتا ہے تو تو اس کی برائی بیان نہ کر تو اس کا اجر تجھ پر ہوگا اور اس کا گناہ اس پر ہوگا جو بات تیرے کان کو اچھی لگے اس پر عمل کر اور جو بات تیرے کان کو بری لگے اس سے اجتناب کر (3)۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو یہ گمان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین افراد کو پسند کرتا ہے اور تین افراد سے بغض رکھتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے پوچھا وہ تین چیزیں کون سی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے؟ فرمایا (۱) وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 484 (1145) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 413 (10803)
3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 63، دارصادر بیروت

جنگ کرے صبر کرتے ہوئے، اللہ سے بدلہ کا طالب ہوتے ہوئے اور جہاد کی نیت سے وہ دشمن سے ملا اس نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ تم اسے اپنے ہاں کتاب اللہ میں پاتے ہو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصّف:4) (۲) وہ آدمی جس کا پڑوسی برا ہو جو اسے اذیت دیتا ہو وہ آدمی پڑوسی کی اذیت پر صبر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو جائے زندگی میں ہی یا موت کی صورت میں (۳) وہ آدمی جو ایک جماعت کے ساتھ سفر کرے وہ رات کو چلتے رہے یہاں تک کہ رات کا آخری وقت ہو گیا ان پر نیند غالب ہو گئی تو وہ سو گئے پھر وہ آدمی اٹھا اس نے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اللہ کے ہاں موجود نعمتوں میں رغبت کرتے ہوئے وضو کیا۔ میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں جن سے اللہ بغض رکھتا ہے فرمایا (۱) متکبر فخر کرنے والا تم اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی پاتے ہو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ میں نے پوچھا اور کون فرمایا (۲) بخیل احسان جتلانے والا۔ میں نے پوچھا اور کون ہے؟ فرمایا (۳) ایسا آدمی جو کوئی چیز بیچے تو قسم اٹھائے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو رجاء ہروی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے تو برے اخلاق والے کو نہیں پائے گا مگر متکبر فخر کرنے والا ہو گا اور یہ آیت تلاوت کی وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ اور کسی نافرمان بیٹے کو نہیں دیکھے گا وہ ظالم بدبخت ہو گا اور یہ آیت تلاوت کی وَبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا (مریم:32)(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، بغوی، بارودی، طبرانی اور ابن ابی حاتم نے ہجیم کے ایک آدمی سے راویت نقل کی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا تہ بند ڈھیلی چھوڑنے سے بچو کیونکہ تہ بند کو نیچا رکھنا تکبر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا (3)۔

امام بغوی، ابن قانع نے معجم الصحابہ میں طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جمال کو پسند کرتا ہوں یہاں تک کہ یہ چیز بھی مجھے خوش کرتی ہے کہ میرے جوتے کے تسمے اچھے ہوں۔ فرمایا تو جنتی ہے، یہ کبر نہیں کہ تو اپنی سواری اور کجاوا اچھا رکھے بلکہ تکبر یہ ہے جو حق کو بے وقوفی سمجھے اور لوگوں کو حقیر جانے (4)۔

امام احمد نے حضرت سمرہ بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سمرہ کتنا اچھا نوجوان ہے اگر وہ بالوں کو کاٹ لے اور اپنا تہہ بند سمیٹ لے۔

الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 98 (2446)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 103، بیروت
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 208، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 200، دار صادر بیروت

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًاۚ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا﴿۳۸﴾ وَ مَاذَا عَلَیْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِیْمًا﴿۳۹﴾

''جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کرنے کا اور چھپاتے ہیں جو عطا فرمایا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (وکرم) سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور نہ روز قیامت پر اور وہ (بدقسمت) ہو جائے شیطان جس کا ساتھی پس وہ بہت برا ساتھی ہے۔ اور کیا نقصان ہوتا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور روز آخرت پر اور خرچ کرتے اس سے جو دیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کردم بن یزید جو کعب بن اشرف کا حلیف تھا۔ اسامہ بن حبیب، نافع بن ابی نافع، بحری بن عمرو، حیی بن اخطب، رفاعہ بن زید بن تابوت انصار کے کچھ لوگوں کے پاس آتے ہیں، ان کے لئے اخلاص کا اظہار کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں اپنے مال خرچ نہ کیا کرو، کیا ہمیں خدشہ ہے کہ مال ہاتھ سے نکل جانے کے ساتھ تم فقیر ہو جاؤ گے اور مال خرچ کرنے میں جلدی بھی نہ کیا کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کل کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں ہے، وہ خود بھی اللہ کا فضل چھپاتے اور لوگوں کو بھی یہی کہتے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں ان کے پاس جو علم تھا اس میں بخل کیا اور اسے چھپایا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی یہ یہودی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں بخل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب کا جو علم دیا ہے اس کو اس وقت چھپاتے ہیں جب ان سے کوئی سوال کیا جاتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء اپنے علم کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 105، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 104 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 105

بخل کرتے اور علماء کو اس بات سے منع کرتے کہ لوگوں کو کوئی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بارے میں عار دلائی۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے یہ ایسے علم کے بارے میں ہے جس سے کسی کو کچھ نہ سکھایا جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ کے دشمن اہل کتاب ہیں، اللہ تعالیٰ کا ان پر جو حق تھا اس میں انہوں نے بخل کیا، اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو چھپایا جبکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کو تورات وانجیل میں پاتے تھے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بخل یہ ہے کہ انسان کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں بخل کرے اور شح کا مطلب ہے کہ لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں بخل کرے، وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کا مال حلال وحرام کے طریقہ سے اس کا ہو جائے، وہ قناعت نہیں کرتا (2)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمرو بن عبید رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ پڑھتے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت ابن زبیر کی بھی یہی قرأت تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَالَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

”بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی (بلکہ) اگر ہو معمولی سی نیکی تو دوگنا کر دیتا ہے اسے اور دیتا ہے اپنے پاس سے اجر عظیم“۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی سرخ چیونٹی نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی چیونٹی نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے یوں قرأت کی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ نَمْلَةٍ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی چیونٹی کا وزن ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا دیہاتیوں کے بارے میں نازل ہوئی ایک آدمی نے کہا مہاجرین کا پھر کیا حکم ہے تو یہ آیت پڑھی اور کہا جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو عظیم کہے تو وہ عظیم ہوتی ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 104 2۔ ایضاً 3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1251 (635) دار الصمیعی الریاض

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 108 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 111

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ میری برائیوں پر میری نیکیوں کی فضیلت اگر ذرہ برابر بھی ہو جائے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے محبوب ہے(1)۔

امام طیالسی، امام احمد، امام مسلم اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن پر نیکی میں کوئی ظلم نہیں کرے گا، دنیا میں نیکی پر رزق دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اسے دنیا میں اس کے بدلے رزق دیا جاتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہو گا تو اس کے لئے کوئی نیکی نہ ہو گی(2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جس کے دل میں ذرہ کے وزن کے برابر ایمان ہو گا، اسے بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا، حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا جسے شک ہو وہ یہ آیت پڑھ لے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک بندے کو لایا جائے گا تو ایک منادی کرنے والا اگلوں پچھلوں کے سروں پر اعلان کرے گا یہ فلاں بن فلاں ہے، جس کسی کا حق ہو وہ اپنا حق لے لے، اللہ کی قسم بندہ خوش ہو گا کہ اس کا اپنے والد یا بچے یا بیوی پر حق ہے وہ ان سے اپنا حق لے گا اگرچہ وہ چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں، اس کا مصداق اللہ کی کتاب میں ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ (المومنون: 101) تو اسے کہا جائے گا انہیں ان کے حقوق دو۔ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب حق کی ادائیگی کہاں سے ہو جبکہ دنیا ختم ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہے گا اس کے اعمال صالحہ دیکھو اور انہیں اس کے اعمال صالحہ دے دو۔ اس کی ذرہ برابر نیکی رہ گئی تو فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے ہر حق دار کو حق دے دیا ہے اور اس کی ذرہ برابر نیکی رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا میرے بندے کے لئے اس نیکی کو کئی گناہ کر دو اور میرے فضل سے اسے جنت میں داخل کر دو اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ اگر نیکیاں ختم ہو گئیں اور برائیاں باقی رہ گئی تو فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے اللہ اس کی نیکیاں فنا ہو گئیں اور بہت سارے مطالبہ کرنے والے رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کے گناہ اس پر رکھ دو اور اس کے لئے جہنم کا پروانہ لکھ دو(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اس کی ذرہ کے وزن کے برابر نیکی برائیوں پر بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے کئی گناہ بڑھا دے گا۔ جہاں تک مشرک کا تعلق ہے نیکیوں کی وجہ سے اس کے عذاب میں تو تخفیف ہو گی جہنم سے اسے کبھی بھی نہیں نکالا جائے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ یُّضٰعِفْهَا کو یُضَعِّفْهَا پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 108، بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 17، صفحہ 123 (56)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 109، بیروت
4۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو ایک نیکی کے بدلہ میں دس لاکھ نیکیوں کا بدلہ دیتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا۔ فرمایا ہاں ایک نیکی کے بدلہ میں بیس لاکھ نیکیاں قرآن حکیم میں ہیں، یہ آیت پڑھی اور فرمایا کون جانے کہ اس اضعاف سے کیا مراد ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے اسے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ نیکی کو دس لاکھ گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کس چیز نے تجھے تعجب میں ڈالا ہے اللہ کی قسم میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا پھر یہ آیت پڑھی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اَجۡرًا عَظِیۡمًا کی وضاحت جنت نقل کی ہے (3)۔

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ﴿۴۱﴾

"تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ"۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر قرآن پڑھوں جبکہ آپ پر قرآن حکیم نازل ہوا ہے۔ فرمایا ہاں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دوسرے سے قرآن سنوں۔ میں نے سورۂ نساء سنائی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا تو حضور ﷺ نے فرمایا کافی ہے، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے (4)۔

امام حاکم نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے قرآن سناؤ میں نے عرض کی میں آپ پر قرآن پڑھوں جبکہ آپ پر قرآن نازل ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں دوسرے سے قرآن حکیم سنوں۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء کے آغاز سے پڑھنا شروع کیا۔ جب اس پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تو حضرت عبداللہ پڑھنے سے رک گئے (5)۔

امام ابن ابی حاتم، بغوی نے معجم اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت محمد بن فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 127 (34703) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 110، بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 127 (34703)
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 118 (3025) دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 361 (5349) دارالکتب العلمیہ بیروت

نقل کی ہے جبکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے کہ رسول اللہ ﷺ بطوظفر کے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ تھے آپ ﷺ نے ایک قاری کو قرآن پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس نے قرآن کی تلاوت کی۔ جب قاری اس آیت پر پہنچا تو حضور ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے جبڑے اور دونوں پہلو کانپنے لگے اور عرض کی اے میرے رب میں جن کے درمیان ہوں ان کا تو شاہد ہوں، میں ان پر کیسے شاہد ہوں گا جن کو میں نے دیکھا ہی نہیں (1)۔

امام طبرانی نے حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تو روتے اور یوں دعا کرتے اے میرے رب جن کے درمیان میں رہتا ہوں انہیں میں تو دیکھتا ہوں جنہیں میں نے نہیں دیکھا ان پر کیسے گواہی دوں گا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا رسول اپنی امت پر گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جس پیغام کے ساتھ ان کی طرف بھیجا تھا وہ اس نے انہیں پہنچا دیا ہے نبی کریم ﷺ جب اس آیت پر پہنچے تو رونے لگتے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک میں ان کے درمیان ہوں میں گواہ ہوں اور جب تو مجھے موت عطا کر دے تو تو ہی ان پر نگہبان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (4)۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ لَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾

"اس روز تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور نافرمانی کی رسول کی کہ کاش! (انہیں دبا کر) ہموار کر دی جاتی ان پر زمین اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زمین اور پہاڑ ان پر برابر کر دیے جائیں گے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ چاہیں گے کہ ان کے لئے زمین پھٹ جائے تو وہ اس میں پھنس جائیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی زمین پھٹ جائے گی وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور زمین اس پر برابر کر دی جائے گی۔

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 10، صفحہ 244 (546)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 221، (492)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 112، بیروت
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 114

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کیا آپ قرآن میں ایسی اشیاء سے باخبر ہیں جو باہم مختلف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا قرآن حکیم میں شک ہے؟ تو اس آدمی نے عرض کی شک تو نہیں لیکن اختلاف ضرور ہے۔ فرمایا قرآن حکیم میں سے جو چیزیں تجھ پر مختلف ظاہر ہوئیں وہ بیان کرو تو اس نے کہا سنو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (الانعام:23) اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا يَكْتُمُونَ اللّٰهَ حَدِيثًا جبکہ انہوں نے چھپایا سنو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ (المومنون 101) پھر فرمایا وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ (الصافات: 27) اور فرمایا: أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ (فصلت:9) اس آیت میں آسمان کی تخلیق سے قبل زمین کی تخلیق کا ذکر ہے جبکہ دوسری آیت میں فرمایا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا (النازعات:27) پھر اس کے بعد فرمایا: وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحَاهَا (النازعات:30) اس کریت کریمہ میں آسمان کی تخلیق کا زمین کی تخلیق سے پہلے ذکر ہے سنو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (وكان الله عزيز احكيما) (وكان الله غفور رحيما) (وكان الله سميعا بصيرا) گویا پہلے تھا اور جن آیات میں اللہ تعالیٰ (وكان الله) فرماتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ (الانعام:23) کا مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے یوم قیامت کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور ان کے گناہوں کو بخش رہا ہے اور شرک کو نہیں بخش رہا۔ جبکہ کوئی گناہ بخشنا اس کے لئے مسئلہ نہیں تو مشرکوں نے شرک سے انکار کر دیا اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اے ہمارے رب ہم مشرک نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ پر مہر لگا دی، ان کے ہاتھوں اور پاؤں نے ان کے اعمال کے بارے میں گواہی دی۔ اس موقع پر کافر خواہش کریں گے کہ کاش ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ (المومنون:101) کا تعلق ہے یہ نفخہ اولی میں ہوگا وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ (الزمر:68) تو اس وقت ان میں کوئی تعلق نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ آپس میں سوال کریں گے ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ (الزمر:68) وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ (الصافات: 27) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ (فصلت:9) زمین آسمان سے پہلے تخلیق کی گئی جبکہ آسمان دھواں تھا زمین کی تخلیق کے بعد انہیں سات آسمان بنا دیا جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحَاهَا (النازعات) کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس زمین میں پہاڑ بنائے، اس میں نہریں بنائیں، اس میں درخت بنائے اور اس میں سمندر بنائے جہاں تک اللہ تعالیٰ کا فرمان (وكان الله) کا تعلق ہے تو وہ تھا اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ اسی طرح عزیز حکیم، علیم قدیر تھا اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ قرآن میں سے جو چیز تم کو

مختلف نظر آئی وہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے تیرے سامنے ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں فرمائی مگر اس نے جو ارادہ کیا اس کو پا لیا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (1)۔

امام ابن جریر نے جویبر کے واسطہ سے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یَوْمَىِٕذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَ لَا یَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ (الانعام:23) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا میرا خیال ہے تم اپنے ساتھیوں کے پاس سے اٹھ کر آئے ہو میں نے عرض کیا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر متشابہات القرآن پیش کروں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تو ان کے پاس جائے تو انہیں بتانا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ مشرک کہیں گے اللہ تعالیٰ صرف موحد کا عمل قبول کرے گا۔ تو وہ کہیں گے آؤ ہم بھی توحید کی بات کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا تو وہ کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ (الانعام:23) اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء کو بولنے کا حکم دے گا۔ وہ اعضاء ان لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ شرک کیا کرتے تھے۔ اس وقت وہ یہ آرزو کریں گے کہ کاش زمین ان پر برابر کر دی جاتی اور وہ اس وقت اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا کام کیا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں نے کچھ عمل نہیں کیا، تو نے مجھے مال دیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا۔ میرا طریقہ تھا کہ میں تنگ دست کو مہلت دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تیری بنسبت اس شان کا زیادہ حامل ہوں، اے فرشتو میرے بندے سے درگزر کرو۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اسی طرح سنا ہے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے وہ اپنے اعضاء کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْ ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 113، بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 114

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 335 (3197) دار الکتب العلمیہ بیروت

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا۝۴۳

”اے ایمان والو! نہ قریب جاؤ نماز کے جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو (زبان سے) کہتے ہو اور نہ جنابت کی حالت میں مگر یہ کہ تم سفر کر رہے ہو یہاں تک کہ تم غسل کرلو اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت سے یا ہاتھ لگایا ہو تم نے (اپنی) عورتوں کو پھر نہ پاؤ تم پانی تو (اس صورت میں) تیمم کرلو پاک مٹی سے اور (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) ہاتھ پھیرو اپنے چہروں پر اور اپنے بازوؤں پر، بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا بڑا بخشنے والا ہے“۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے کھانا تیار کیا۔ ہمیں دعوت دی اور ہمیں شراب پلائی، ہمیں نشہ ہو گیا اور نماز کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے پڑھا قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی نے شراب پی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی اور یہ سورت پڑھی اور آیات کے الفاظ کو خلط ملط کر دیا تو یہ آیات نازل ہوئیں(2)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے کھانا اور شراب تیار کرائی۔ ان صحابہ نے کھانہ کھایا اور شراب پی۔ پھر حضرت علی نے انہیں مغرب کی نماز پڑھائی۔ سورۃ الکافرون تلاوت کی اور یہ الفاظ کہے لیس لی دین و لیس لکم دین تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، نسائی، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کو يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ (المائدہ:6) نے منسوخ کر دیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ حکم حرمت شراب سے پہلے تھا(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کو نشہ کی حالت میں صرف نماز پڑھنے سے منع کیا گیا پھر تحریم خمر کے حکم نے اس کو بھی منسوخ کر دیا(5)۔

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 115، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 285، دارالفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 115، بیروت 5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اسے اس ارشاد باری تعالیٰ نے منسوخ کردیا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی قسم کا قول نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم جان لو جو تم نماز میں پڑھتے ہو۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں شراب مراد نہیں لی بلکہ نیند کی بے ہوشی مراد لی ہے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سکاری سے مراد نیند ہے۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں نیند آجائے تو نماز چھوڑ دے اور سو جائے یہاں تک کہ ایسی حالت میں نماز پڑھے کہ جو وہ کہہ رہا ہے اسے اس کا علم ہو (2)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم مسافر کے بارے میں نازل ہوا۔ مسافر کو جنابت ہو جائے وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ کوئی ایسا آدمی جسے جنابت لاحق ہو نماز کے قریب نہ جائے مگر مسافر جو پانی نہ پائے تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے یہاں تک کہ پانی پائے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم جنبی ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پانی پاؤ۔ اگر تم پانی نہ پاؤ تو میں نے تمہارے لئے حلال کیا کہ تم مٹی سے تیمم کرلو (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مسافر ہے جو پانی نہیں پاتا تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنبی اور حائضہ مسجد سے نہ گزرے۔ یہ آیت مسافر کے بارے میں نازل ہوئی جو تیمم کرے اور نماز پڑھے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ایسے مسافر ہیں جو پانی نہیں پاتے (6)۔

امام حسن بن سفیان نے مسند میں، قاضی اسماعیل نے احکام میں، طحاوی نے مشکل الآثار میں، بارودی نے صحابہ میں،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 116
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 87 (210) وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 117
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ مصنف عبد الرزاق جلد 1، صفحہ 222 (863)، گجرات ہند

دار قطنی، طبرانی اور ابونعیم نے معرفت میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں، ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت اسلع بن شریک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی تیار کرتا تھا مجھے ٹھنڈی رات میں جنابت ہوگئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ کا ارادہ کیا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ جنابت کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کو تیار کروں۔ مجھے یہ بھی خوف لاحق تھا کہ ٹھنڈے پانی سے غسل کروں گا تو مرجاؤں گا یا مریض ہو جاؤں گا۔ میں نے انصاری کو کہا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کو تیار کیا۔ پھر میں نے پتھروں کو گرم کیا اور اس کے ذریعے پانی کو گرم کیا تو اس پانی کے ساتھ میں نے غسل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر اور طبرانی نے سنن میں ایک اور سند سے حضرت اسلع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اونٹ تیار کیا کرتا تھا۔ ایک رات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا اے اسلع اٹھو اور میرے لئے اونٹنی تیار کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تو حالت جنابت لاحق ہوگئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے خاموش ہوگئے یہاں تک کہ حضرت جبرئیل امین تیمم والی آیت لے آئے۔ فرمایا اے اسلع اٹھو اور تیمم کرو۔ پھر حضرت اسلع نے مجھے دکھایا کہ کیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تیمم سکھایا تھا۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور چہرے پر مسح کیا پھر ہاتھ زمین پر مارے اور ایک کو دوسرے کے ساتھ رگڑا پھر انہیں جھاڑا پھر اپنے بازوں کے ظاہر اور باطن پر مسح کیا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہاں صلوۃ سے مراد مسجد ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم مسجد میں داخل نہ ہو اس حال میں کہ تم جنبی ہو مگر صرف اس سے گزرنا جائز ہے۔ فرمایا وہ مسجد سے گزر جائے بیٹھے نہیں(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کچھ انصار کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ انہیں جنابت کی حالت لاحق ہوتی اور ان کے پاس پانی بھی نہ ہوتا وہ پانی لانا چاہتے تھے مگر مسجد کے علاوہ راستہ بھی نہ پاتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی مگر وہ مسجد سے گزر سکتا ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حائضہ اور جنبی کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ مسجد سے گزریں جبکہ وہ مسجد میں نہ بیٹھیں(6)۔

1۔ معجم طبرانی، جلد 1، صفحہ 299 (877)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 119، بیروت 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 120 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 119 6۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے ابوعبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنبی مسجد میں سے گزرے اور اس میں نہ بیٹھے پھر یہ آیت پڑھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنبی مسجد میں سے گزر سکتا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنبی کے لئے رخصت ہے کہ وہ مسجد میں سے گزر جائے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس سے گزرے بیٹھے نہیں (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک مسجد میں سے گزرتا جبکہ وہ جنبی ہوتا (5)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ مریض تھا اٹھ نہیں سکتا تھا وضو نہیں کرتا تھا۔ اس کا ہم میں سے کوئی خدمت کرنے والا بھی نہیں تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہ ذکر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں مریض سے مراد چیچک کا مریض ہے یا وہ آدمی ہے جس کا زخم ہو یا پھوڑا ہو۔ اسے حالت جنابت لاحق ہو، اسے خوف ہوتا ہے کہ اگر غسل کرے گا تو مرجائے گا تو وہ تیمم کرتا ہے (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے المعرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت نقل کی ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوع قرار دیا جب کسی آدمی کو اللہ کی راہ میں زخم لگا ہو یا اسے پھوڑا ہو یا چیچک کا مرض ہو وہ جنبی ہو جائے اسے خوف ہو کہ اگر اس نے غسل کیا تو مرجائے گا تو تیمم کرلے (7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم اس مریض کے لئے ہے جسے جنابت لاحق ہو جب اسے اپنی جان کے تلف ہونے کا خوف ہو تو اس کے لئے تیمم میں رخصت ہے جس طرح ایک مسافر ہو اور وہ پانی نہ پائے (8)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا چیچک کے مرض میں مبتلا اور اس جیسے مریضوں کو رخصت ہے کہ وہ وضو نہ کرے اور یہ آیت تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ قرآن حکیم کا مخفی معنی ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو زخم لگا پھر وہ پھیل گیا پھر انہیں جنابت لاحق ہوئی تو ان صحابہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو یہ آیت نازل ہوئی (10)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 135 (1552) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 136 (1558)
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 443، دارالفکر بیروت
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 119، بیروت
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 224
7۔ ایضاً
8۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 222، (863) گجرات ہند
9۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 222 (862)
10۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 128، بیروت

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مریض جسے تیمم کی رخصت دی گئی ہے وہ ہے جس کا عضو ٹوٹا ہوا ہو یا وہ زخمی ہو، جب اسے جنابت کی کیفیت لاحق ہو تو وہ زخم کو نہ کھولے مگر جس کے بارے میں کوئی ڈر نہ ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں نے کہا یہ اس مریض کے بارے میں ہے جو کوئی ایسا آدمی نہیں پاتا جو اسے پانی لا دے، اسے اپنی ذات کے بارے میں خوف ہے، وہ اس مسافر کی مانند ہے جو پانی نہیں پاتا تو وہ تیمم کرلے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا مریض جو ایسا آدمی نہیں پاتا جو اس کے پاس پانی لائے وہ خود پانی لانے پر قادر نہیں، اس کا کوئی خادم اور مددگار نہیں تو وہ تیمم کرلے اور نماز پڑھے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ غائط سے مراد وادی ہے(4)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، مسدد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللمس سے مراد جماع سے کم عمل ہے، بوسہ لینا بھی اس میں داخل ہے اور اس میں وضو ہے(5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ملامسہ کا معنی ہاتھ سے ٹٹولنا کرتے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ عورت کو بوسہ لینے کی وجہ سے وضو کرتے اور کہتے یہ لماس ہے(7)۔

امام شافعی نے ام میں، عبدالرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد کا عورت کا بوسہ لینا اور ہاتھ سے اسے ٹٹولنا یہ ملامسہ میں سے ہے، جس نے عورت کا بوسہ لیا اور اسے ہاتھ سے ٹٹولا تو اس پر وضو ہوگا(8)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بوسہ لمس میں سے ہے اور اس سے وضو کیا(9)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لمس سے مراد جماع ☆ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو کنایۃً ذکر کیا(10)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع ہے(11)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 121، بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 184 (2117) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 122 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 126 6۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 249 (9226)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 126 8۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 124، دارالفکر بیروت
9۔ ایضاً 10۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 125 11۔ ایضاً

☆ ملامسہ کی تعبیر میں علماء کے اقوال مختلف ہیں:
(۱) اس سے مراد جماع ہے اس صورت میں غسل لازم ہوگا۔
(۲) ہاتھ سے چھونا وغیرہ ائمہ احناف کے نزدیک اس صورت میں اگر کوئی مادہ خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حجرہ میں تھے جبکہ ہمارے پاس عطاء بن ابی رباح، عجمیوں کی ایک جماعت، عبید بن عمیر اور عربوں کی ایک جماعت تھی۔ ہم نے لماس کا ذکر کیا عطاء، عجمیوں اور میں نے کہا اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔ عبید بن عمیر اور عربوں نے کہا اس سے مراد جماع ہے۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے انہیں بتایا انہوں نے فرمایا موالی (عجمی) مغلوب ہو گئے اور عربوں نے صحیح کہا۔ پھر فرمایا لمس، مس اور مباشرہ کا معنی جماع ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اسے کنایہ کے ساتھ بیان کرتا ہے (1)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کے بارے میں بتاؤ۔ فرمایا تم اپنی بیویوں سے جماع کرو اور ہذیل کہتا ہے ہاتھ سے چھونا۔ نافع نے کہا کیا عرب اسے پہچانتے تھے۔ فرمایا ہاں کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا شعر نہیں سنا وہ کہتا ہے

يَلْمَسُ الْاَحْلَاسَ فِي مَنْزِلِهِ بِيَدَيْهِ كَالْيَهُوْدِيِّ الْمُصَلِّ

وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ گھر میں کملی سے جماع کرتا رہتا ہے جیسے عبادت گزار یہودی۔

اعشی نے کہا۔

وَرَادِعَةٌ صَفْرَاءَ بِالطِّيْبِ عِنْدَنَا لِلَمْسِ النَّدَامٰى مِنْ يَدِ الدِّرْعِ مُفْتَقٍ

وہ ہمارے ہاں اپنے زیورات کو خوشبو لگاتی ہے تا کہ مجلس شراب میں شریک لوگوں کو اپنی قمیص کے ہاتھ سے چھوئے جس پر خوشبو لگی ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَآءَ پڑھتے یعنی اس سے مراد جماع سے کم عمل ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کے معنی کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور انگلیاں ملا دیں، گویا وہ چیز قبضہ کرنے کے لئے پکڑتے ہیں، محمد نے کہا مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا گیا۔ جب وہ اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگاتے تو وضو کرتے۔ تو میں نے گمان کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عبیدہ کا قول ایک ہی چیز ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کیا اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عبیدہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع سے کم فعل ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 122، بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1265 (642)، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 126
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 153 (1756)
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 154 (1769)

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) جب کہ دوسرے ائمہ کے نزدیک صرف عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جائے گا مذی وغیرہ کا نکلنا شرط نہیں۔ (مترجم)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع سے کم فعل ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا سے مراد ہے کہ پاکیزہ مٹی کا قصد کرو (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صَعِيْدًا طَيِّبًا سے مراد ایسی زمین ہے جس میں درخت اور نباتات نہ ہوں (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن قیس ملائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صعید سے مراد مٹی ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن بشیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طیب سے مراد وہ زمین ہے جس پر بارش ہوئی ہو اور اسے پاک کر دیا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے رویت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مٹی ہے جو تمہارے لئے حلال ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے عمدہ زمین کھیتی باڑی والی زمین ہے (6)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ شے جس پر تو اپنا ہاتھ رکھے تو وہ صعید ہے یہاں تک کہ تیرے بدن پر جو غبار ہے پس تو اس کے ساتھ تیمم کرے (7)۔

امام شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کون سی زمین سب سے پاکیزہ وعمدہ ہے، فرمایا کھیتی باڑی والی زمین۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت تیمم نازل ہوئی تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ کیا کروں۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو نہ پایا۔ میں آپ کو تلاش کرنے کے لئے باہر نکل پڑا تو میں نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو جس ارادہ سے میں آیا تھا اسے پہچان لیا۔ آپ نے قضائے حاجت کی پھر زمین پر ہاتھ مارے اور اس کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا (8)۔

امام ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب تیمم والی آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور ان کے ساتھ چہرے پر مسح کیا۔ دوسری دفعہ زمین پر پھر ہاتھ مارے اور ان کے ساتھ ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 153 (1767)
2۔ ایضاً (1766)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 131
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 148 (1702)
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 148 (1705)
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 147 (1689)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں تھا۔ مجھے حالت جنابت لاحق ہوگئی، میں زمین میں لوٹ پوٹ ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے اس چیز کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے اتنا کرنا ہی کافی تھا پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور دونوں کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا(1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا تیمم دو ضربیں ہیں۔ ایک ضرب چہرہ کے لئے اور ایک ضرب کہنیوں تک ہاتھوں کے لئے (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیمم کیا ہم نے اپنے ہاتھ پاکیزہ زمین پر مارے پھر ہم نے اپنے ہاتھوں کو جھاڑا پھر ان کے ساتھ اپنے چہروں پر مسح کیا۔ پھر ہم نے ایک اور ضرب لگائی پھر ہم نے ہاتھ جھاڑے پھر ہم نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کہنیوں سے ہتھیلیوں تک ظاہر اور باطن پر جہاں بال ہوتے ہیں مسح کیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تیمم کیا اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا بازوؤں پر مسح نہ کیا(4)۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ تیمم چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے کلائی تک ایک ضرب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وضو کے بارے میں فرماتا ہے وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ (المائدہ:6) اور تیمم میں فرمایا وَ اَیْدِیْكُمْ تیمم میں استثناء نہیں کی جس طرح وضو میں مرافق تک کی استثناء کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْۤا اَیْدِیَهُمَا (المائدہ:38) کیونکہ چور کا ہاتھ کلائی کے جوڑ سے کاٹا جاتا ہے (ائمہ احناف کے نزدیک بازوؤں پر مسح کہنیوں تک اس طرح کرنا ہے کہ کوئی حصہ رہ نہ جائے)۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیمم بغلوں تک ہے (5)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ رکے رہے یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہوگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر غصے ہوئے تو اس وقت تیمم کا حکم نازل ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ فرمایا اے عائشہ تو بڑی بابرکت ہے، تیری وجہ سے رخصت کا حکم نازل ہوا ہے۔ ہم نے اپنے چہروں کے لئے ایک ضرب زمین پر لگائی اور ایک ضرب ہاتھوں کے لئے کندھوں اور بغلوں تک لگائی۔ امام شافعی نے کہا یہ حکم منسوخ ہے کیونکہ پہلا تیمم وہ تھا جب تیمم والی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد جو تیمم ہوا اس کے خلاف ہوا، وہ پہلے کے لئے ناسخ ہے(6)۔

1۔ صحیح مسلم شرح نووی جلد 4، صفحہ 53 (111) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 287 (234) دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 133، بیروت 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 136 6۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غنیمت کے جانور جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر انہیں جنگل میں لے جاؤ۔ میں انہیں ربذہ لے گیا۔ مجھے جنابت کی حالت لاحق ہو جاتی۔ میں پانچ چھ دن اسی حالت میں رہتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا پاکیزہ مٹی مسلمان کو طہارت عطا کرنے والی ہے اگرچہ دس سال گزر جائیں۔ جب تو پانی پائے تو غسل کر لے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ہم پانی نہ پائیں تو مٹی کو ہمارے لئے پاکیزگی عطا کرنے والا بنادیا گیا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مٹی کے ساتھ تیمم کرو کیونکہ یہ زمین تمہارے ساتھ نیکی کرنے والی ہے(3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ آدمی تیمم کے ساتھ صرف ایک نماز پڑھے پھر دوسری کے لئے دوبارہ تیمم کرے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر نماز کے لئے تیمم کیا جاتا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر نماز کے لئے تیمم کیا جاتا(6)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ۙ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا وَ اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

''کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ مول لے رہے ہیں گمراہی کو اور

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 284 (628)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 144 (1662) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 149 (1707)
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 221، دار الفکر بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 147 (1691)
6۔ ایضاً (1690)

(یہ بھی) چاہتے ہیں کہ بھٹک جاؤ تم بھی راہ راست سے؟ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ حمایتی اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ مددگار۔ کچھ لوگ جو یہودی ہیں پھیر دیتے ہیں (اللہ کے) کلام کو اس کی اصلی جگہوں سے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سنائے جاؤ اور (کہتے ہیں) ''رَاعِنَا'' بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں اور اگر وہ (یوں) کہتے ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اسے) مان لیا اور (ہماری عرض) سنیے اور نگاہ (کرم) فرمایئے ہم پر تو ہوتا بہت بہتر ان کے لئے اور بہت درست۔ لیکن (اپنی رحمت سے) دور کر دیا انہیں اللہ نے بوجہ ان کے کفر کے پس نہیں ایمان لائیں گے مگر تھوڑے سے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رفاعہ بن زید بن تابوت یہودیوں کے بڑے لوگوں میں سے تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو اپنی زبان کو دہرا کیا اور کہا اے محمد ہماری بات توجہ سے سنیے تاکہ ہم آپ کو بات سمجھائیں پھر اسلام میں طعن کیا اور عیب جوئی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات رفاعہ بن زید بن تابوت یہودی کے بارے میں نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے وہیب بن ورد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم جب تو غصے میں ہو تو مجھے یاد کیا کر جب میں غصے ہوں گا تو تجھے یاد کروں گا۔ میں تجھے نیست و نابود نہیں کروں گا ان لوگوں کے ساتھ جنہیں میں نیست و نابود کرتا ہوں۔ جب تجھ پر ظلم ہو صبر کر اور میری مدد پر راضی ہو کیونکہ تیرے لئے میری مدد تیری اپنے لئے مدد سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ **يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ** سے مراد یہ ہے کہ وہ تورات میں اللہ کی حدود کو بدل دیتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودیوں کا تورات کو بدل دینا ہے اور وہ کہتے ہیں جو تو کہتا ہے ہم اس کو سنتے ہیں اور تیری اطاعت نہیں کرتے اور جو آپ کہتے ہیں وہ قبول نہیں کیا جاتا اور وہ بات کرتے وقت زبان کو دہرا کرتے ہیں اس کے لئے موزوں تھا کہ یوں کہتے سنیے اور ہماری رعایت کیجئے۔ آپ ہمیں بات سمجھائیں، ہم پر جلدی نہ کیجئے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس معنی میں اسے نازل کیا ہے وہ اس معنی میں اسے نہیں رکھتے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں سنیئے نہ سنا

جائے وہ نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں ہماری سماعت کی رعایت کیجئے رَاعِنَا تیرے قول عاطنا کی طرح ہے اور لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ سے مراد جھوٹ بولنا ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ کہتے اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ جس طرح تیرا قول اسمع غير صاغر ہے لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ کا مطلب ہے ایسی گفتگو کرتے جو استہزاء کے مشابہ ہوتی اور الدِّيْنِ سے مراد حضور ﷺ کا دین ہے(2)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لی سے مراد ان کا اپنی زبانوں کو حرکت دینا ہے(3)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝۴۷

"اے وہ لوگو جنہیں دی گئی کتاب! ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہم نے تا کہ تصدیق کرے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (ایمان لاؤ) اس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے پھر پھیر دیں انہیں پشتوں کی طرف یا لعنت کریں ان پر جس طرح ہم نے لعنت کی سبت والوں پر اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے علماء سے گفتگو کی جن میں عبد اللہ بن صوریا اور کعب بن اسد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا اے یہودیوں کی جماعت اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرو، اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ جو پیغام حق میں تمہارے ساتھ لایا ہوں وہ حق ہے۔ انہوں نے کہا اے محمد ہم تو نہیں جانتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مالک بن صیف اور رفاعہ بن زید بن تابوت کے بارے میں نازل ہوئی جو بنو قینقاع سے تعلق رکھتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ چہروں کے طمس سے مراد ان کا اندھا ہونا ہے یعنی ہم ان کے چہرے ان کی گدیوں کی طرف کر دیں گے، وہ پچھلے پاؤں چلیں گے اور ان میں سے کسی ایک کی آنکھیں ان کی گدی کی طرف کر دیں گے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اسے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس کو کسی اور مخلوق کی صورت میں مسخ

کردیں۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے تھے؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے۔

مَنْ يَطْمِسُ اللهُ عَيْنَيْهِ فَلَيْسَ لَهُ نُوْرٌ يَبِيْنُ بِهِ شَمْسًا وَ لَا قَمَرًا

اللہ تعالیٰ جس کی آنکھوں کو اندھا کر دے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں ہوتا جس کی مدد سے وہ سورج اور چاند دیکھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوادریس خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ ابومسلم خلیلی کعب کا معلم تھا جب حضرت کعب کو ملامت کرتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس نہیں جاتے۔ ابومسلم خلیلی نے اسے بھیجا تا کہ دیکھے کہ کیا وہ انہیں صفات کا حامل ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ کعب نے کہا میں مدینہ طیبہ آیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وہ قرآن حکیم اس آیت کی تلاوت کر رہے ہیں۔ میں پانی کی طرف جلدی گیا تا کہ غسل کروں۔ میں اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا اس خوف سے کہ کہیں میرا چہرہ بھی مسخ نہ کر دیا جائے پھر میں اسلام لے آیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عیسیٰ بن مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ابراہیم کے نزدیک کعب کے اسلام کا ذکر کیا اس نے کہا کعب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمان ہوئے۔ وہ مدینہ طیبہ آئے جبکہ بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ مدینہ طیبہ میں سے گزرے۔ حضرت عمر کا گزر اس کے پاس سے ہوا۔ حضرت عمر نے فرمایا اے کعب اسلام قبول کرلو تو کعب نے کہا کیا تم اپنی کتاب میں نہیں پڑھتے مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (الجمعۃ:5) کہا میں تو حامل تورات ہو۔ حضرت عمر نے اسے جانے دیا پھر کعب چلا گیا یہاں تک کہ حمص پہنچا۔ وہاں ایک آدمی کو قرآن کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ کعب نے کہا اے میرے رب میں ایمان لے آیا۔ اے میرے رب میں مسلمان ہو گیا اس خوف سے کہ کہیں اس آیت میں مذکور عذاب اس پر نہ آپڑے پھر واپس لوٹے اور یمن میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئے پھر انہیں مسلمان کی حیثیت سے مدینہ طیبہ لے آئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے قبل اس کے کہ ہم تمہیں حق کے راستہ سے اندھا کر دیں اور انہیں گمراہی کے راستہ کی طرف لوٹا دیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ طمس کا معنی یہ ہے کہ وہ دوبارہ کافر بن جائیں اور کبھی ہدایت نہ پائیں یا انہیں بندر اور خنزیر بنا دیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ابی کہا کرتے تھے کہ وہ شام کی طرف لوٹ گئے جہاں سے آئے تھے۔ یہاں شام کی طرف انہیں لوٹانا مراد ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم انہیں حق سے اندھا کر دیں، انہیں گمراہی کی طرف لوٹا دیں یا انہیں بندر بنا دیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝

”بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس بات کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے جو اس کے علاوہ ہے جس کو چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے ساتھ وہ ارتکاب کرتا ہے گناہ عظیم کا“۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، کہا میرا بھتیجا ہے جو حرام سے نہیں رکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا دین کیا ہے؟ اس نے عرض کی نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے۔ فرمایا جاؤ اس سے اس کا دین ہبہ کے طور پر لے لو، اگر انکار کرے تو اس سے دین خرید لو۔ آدمی نے جا کر اس سے مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا میں نے اسے اپنے دین پر حریص پایا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بزار نے مختلف طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے کہ ہم قاتل، یتیم کا مال کھانے والے، جھوٹی گواہی دینے والے اور قطع رحمی کرنے والے کے بارے میں جہنمی ہونے کا کوئی شک نہ کرتے تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہم یہ شہادت دینے سے رک گئے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ نے جن کے حق میں جہنم کا فیصلہ کیا ہے ہمیں اس کے بارے میں کوئی شک نہ تھا یہاں تک کہ ہم پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب ہم نے اس آیت کو سنا تو ہم یہ شہادت دینے سے رک گئے اور ہم نے معاملات اللہ کے سپرد کر دیئے۔

امام ابن ضریس، ابو یعلی، ابن منذر اور ابن عدی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے کے لئے دعائے استغفار نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت سنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دعا اپنی امت کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے مختص کر رکھی ہے۔ ہمارے دلوں میں جو باتیں تھیں ان سے ہم رک گئے۔ بعد میں ہم بات کرنے لگے اور ہم نے امید رکھی (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سلیمان بن عتبہ بارقی سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اسماعیل بن ثوبان نے حدیث بیان کی کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے سنا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا (المائدہ:32) مہاجرین اور انصار نے کہا اس کے لئے جہنم ثابت ہوگئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا اللہ تعالیٰ جو چاہے گا ان کے ساتھ سلوک کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ (الزمر:53) نازل ہوئی تو ایک آدمی اٹھا۔ اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی! شرک۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 177، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 152، بیروت
3۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 181 (5787)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے سوال ناپسند کیا پھر یہ آیت پڑھی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابومجلز سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا (الزمر:53) نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اسے لوگوں پر پڑھا۔ ایک آدمی اٹھا، عرض کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا کیا حکم ہے؟ تو حضور ﷺ دو یا تین دفعہ خاموش رہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وہ آیت زمر اور یہ آیت سورۂ نساء میں ثابت ہوگئی۔

امام ابوداؤد نے ناسخ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں کہا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لئے مغفرت کو حرام کیا ہے جو کفر کی حالت میں مرا ہو مسلمانوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے سپرد کر دیا، انہیں مغفرت سے مایوس نہیں کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قرآن حکیم میں مذکور مغفرت سے مستثنیٰ ہے۔

امام فریابی اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے فرمایا قرآن میں سے سب سے محبوب آیت یہ ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوجوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تیرہ سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ میں نے قرآن حکیم کی ہر چیز کے بارے میں ان سے سوال کیا جبکہ میرا قاصد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوتا تھا۔ نہ میں نے حضرت عباس سے سنا اور نہ ہی کسی اور عالم سے سنا جو یہ کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں کسی گناہ کو معاف نہیں کروں گا۔

امام ابویعلیٰ اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ بھی فوت ہوتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو اس کے لئے مغفرت حلال ہے، چاہے تو بخش دے چاہے تو عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی استثناء فرمائی اور یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس عمل پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے تو اسے پورا کرے گا اور جس عمل پر اس نے سزا کی وعید سنائی ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہوگا (3)۔

امام طبرانی نے حضرت سلمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا، ایک ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ چھوڑ دیتا ہے اور ایک ایسا گناہ ہے جسے بخش دیا جاتا ہے۔ جس گناہ کو نہیں بخشا جاتا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ جس گناہ کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے وہ بندے اور اللہ کے درمیان گناہ ہے۔ وہ گناہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا وہ بندوں کا آپس میں ظلم ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 151، بیروت
2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 126 (3037)
3۔ مسند ابویعلیٰ، جلد 3، صفحہ 180 (3303) دارالکتب العلمیہ بیروت 4۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 252 (6133)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں تین دفتر ہیں ایک دفتر ہے جس کی اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ دوسرا، وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں چھوڑے گا۔ تیسرا، وہ دیوان جس سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں بخشے گا۔ وہ شرک والا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (المائدہ:72) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ۔

۲۔ وہ دیوان جس کی اللہ تعالیٰ کوئی پراہ نہیں کرے گا وہ بندے کا اپنی ذات پر ظلم ہے۔ یہ وہ معاملات ہیں جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہیں جیسے روزہ، نماز کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخشش دیتا ہے اور اسی سے تجاوز فرماتا ہے اگر چاہے۔

۳۔ وہ دیوان جس میں سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز ترک نہیں فرماتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے اس میں قصاص ضروری ہے(1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا جس بندے نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا پھر اسی حالت میں مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ میں نے عرض کی اگرچہ وہ بدکاری کرے اور چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ میں نے عرض کی اگرچہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ فرمایا اگرچہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ چوتھی دفعہ فرمایا ابوذر کی ناک خاک آلود ہو(2)۔

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ نے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے جو تو نے میری عبادت کی ہے اور مجھ سے امید رکھی ہے اس کی وجہ سے جو غلطیاں بھی تم میں ہیں انہیں معاف کرنے والا ہوں اے میرے بندے جب تک تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو مجھے زمین بھر گناہوں کے ساتھ ملے تو میں تجھے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملاقات کروں گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا پھر اس پر ریت کے ذرات کے برابر گناہ ہوں تو وہ بخش دیے جائیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا(3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 619 (8717)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 66، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 79، دار صادر بیروت

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو یہ جانتا ہو کہ میں گناہ معاف کرنے پر قادر ہوں تو میں اسے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں جب تک وہ میرے ساتھ شرک نہ کرے(1)۔

امام احمد نے حضرت سلمہ بن نعیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اگرچہ اس نے بدکاری اور چوری کی ہو(2)۔

امام احمد نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک کہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی اگرچہ وہ بدکاری کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ بدکاری کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے۔ میں نے عرض کی اگرچہ وہ زنا کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے میں نے عرض کی اگرچہ وہ بدکاری کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ بدکاری کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے۔ خواہ ابو درداء کی ناک خاک الود ہو۔ میں نکلا تا کہ لوگوں میں اس کا اعلان کر دوں تو مجھے حضرت عمر ملے، فرمایا لوٹ جا اگر لوگوں کو اس کا علم ہو گیا تو وہ اسی پر بھروسہ کریں گے۔ میں واپس لوٹ آیا۔ میں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے بات کی تو حضور ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔

امام ہناد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں چار آیتیں ایسی ہیں جو مجھے سرخ اور سیاہ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہیں (۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (۳) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64) (۴) وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء:110)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٤٩﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٠﴾

”کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جو پاکباز بتلاتے ہیں اپنے آپ کو بلکہ (یہ تو) اللہ (کی شان ہے کہ) پاکباز بنا دے جسے چاہے اور وہ نہیں ظلم کیے جائیں گے کھجور کی گٹھلی کے ریشے کے برابر۔ دیکھئے کیسے گھڑتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور کافی ہے (انہیں رسوا کرنے کے لئے) یہ کھلا گناہ“۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے بیٹے فوت ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری قربت کا ذریعہ ہیں۔ وہ ہماری شفاعت کریں گے اور ہمارا تزکیہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا(3)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 241(11615)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 260، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 154، بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی بچوں کو آگے رکھتے ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور اپنی قربانیوں کے قریب رکھتے اور یہ گمان رکھتے کہ ان کی کوئی خطا اور گناہ نہیں۔ انہوں نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کسی گناہ گار کو کسی ایسے دوسرے شخص کی وجہ سے پاک نہیں کروں گا جس کا گناہ نہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں جو بچوں کو آگے کھڑا کرتے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے۔ وہ گمان کرتے کہ ان کا کوئی گناہ نہیں۔ یہی تزکیہ ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی، وہ بچوں کو امام بناتے، کہتے ان کے گناہ نہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی ان بچوں کو امام بناتے جو ابھی بالغ نہ ہوتے، ان کے پیچھے نماز پڑھتے اور کہتے ان کے گناہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں وہ کہتے ہیں، ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں اور کہتے جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر جو یہودی یا نصرانی ہوگا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں کی چھوٹی عمر میں تورات سکھاتے ہیں تو ان کے کوئی گناہ نہیں ہوتے جبکہ ہمارے گناہ ہمارے آباء کے گناہوں جیسے ہیں جو ہم دن کے وقت عمل کرتے ہیں رات کے وقت انہیں ہم سے بخش دیا جاتا ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے دین کے ساتھ دھوکہ کرتا پھر رجوع کرتا تو اس کے ساتھ دین میں سے کچھ بھی نہ ہوتا۔ وہ کسی آدمی سے ملتا جو اس کے لئے نفع و نقصان کا مالک نہ ہوتا۔ وہ کہتا اللہ کی قسم تو اس شان کا حامل ہے، شاید وہ لوٹے جبکہ وہ اسے اس کی ضرورت میں کچھ بھی فائدہ نہ دے حال یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کر لیا پھر پڑھا اَلَمۡ تَرَ اِلَى الَّذِيۡنَ (6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فتیل سے مراد وہ چیز ہے جو دو انگلیوں کے درمیان سے نکل جائے (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مختلف طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فتیل یہ ہے کہ تو اپنی دو انگلیوں کو رگڑے تو جو چیز ان دونوں سے نکلے تو وہ فتیل ہے (8)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نقیر سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 153، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 154 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 152
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 153 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 154 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 155 8۔ ایضاً

کھجور کی گٹھلی پر جو گڑھا ہوتا ہے جس سے کھجور کا درخت اگتا ہے اور فتیل سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو کھجور کی گٹھلی کے شق میں ہوتی ہے اور قطمیر سے مراد وہ چھلکا ہوتا ہے جو گٹھلی کے اوپر ہوتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فتیل سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو گٹھلی کے بطن کی جانب شق میں ہوتی ہے (2)۔

امام طستی اور ابن انباری نے الوقف والا بتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا کے بارے میں بتایئے فرمایا وہ فتیل کی مثل بھی خیر و شر میں کمی نہیں کر سکتے، فتیل وہ چیز ہوتی ہے جو گٹھلی کے شق میں ہوتی ہے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ زبیانی کا یہ شعر نہیں سنا۔

يَجْمَعُ الجَيْشَ ذَاالْاُلُوف وَيَغْزُو ثُمَّ لَا يَرْزَأُ الْاَعَادِيَ فَتِيلًا

وہ لاکھوں کا لشکر جمع کرتا ہے اور جنگ کرتا ہے پھر دشمنوں کو فتیلہ برابر نقصان بھی نہیں دیتا۔

أُعَاذِلُ بَعْضَ لومك لَا تلحی فَاِنَّ اللُّوْمَ لَا يُغْنِيْ فَتِيلًا

میں تیری بعض ملامتوں سے الگ تھلگ ہو جاتا ہوں جو قابل ملامت کاموں پر نہیں ہوتی کیونکہ ملامت فتیلہ برابر فائدہ نہیں دیتی۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ نقیر سے مراد وہ گڑھا ہوتا ہے جو گٹھلی کی پشت پر اس کے وسط میں ہوتا ہے اور فتیل گٹھلی کے شق میں ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں گٹھلی کو رگڑا جاتا ہے تو اس کی میل سے جو چیز نکلتی ہے اسے فتیل کہتے ہیں۔ قطمیر سے مراد گٹھلی کا لفافہ انڈے کی جھلی اور قصبہ (سرکنڈہ) کی جھلی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ جدلی سے روایت نقل کی ہے یہ تینوں چیزیں گٹھلی میں ہوتی ہیں قطمیر گٹھلی کے چھلکے کو کہتے ہیں۔ نقیر اسے کہتے ہیں جو گٹھلی کے وسط میں گڑھا ہوتا ہے اور فتیل اسے کہتے ہیں جو گٹھلی کے درمیان (شق میں) ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا ہمارے گناہ بھی ایسے ہی ہیں جیسے ہماری اولادوں کے گناہ ہوتے ہیں جس روز ان کی پیدائش ہوتی ہے۔ اگر ان کے گناہ ہیں تو ہمارے بھی گناہ ہیں تو ہم ان کی مثل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا آیت پڑھی (3)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَاۗءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1285، دار الصمیعی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 156 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 153

نَصِيْرًا ﴿۵۲﴾ اَمْ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا ﴿۵۳﴾

''کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں جبت اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔ یہی وہ (بدنصیب ہیں) جن پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اور جس پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار۔ کیا ان کے لئے کوئی حصہ ہے، حکومت میں اگر ایسا ہوتا تو نہ دیتے یہ لوگوں کو تل برابر''۔

امام طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف قریش کے پاس مکہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کا ان سے وعدہ کیا۔ تو قریش نے ان یہودیوں سے کہا تم پرانے علماء اور اہل کتاب ہو، ہمیں ہمارے بارے میں اور محمد کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ یہودیوں نے کہا بتاؤ تمہارے کیا اوصاف ہیں اور محمد کے کیا کام ہیں؟ تو قریش نے کہا بلند کوہانوں والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، پانی پر دودھ پلاتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔
یہودیوں نے پوچھا محمد کیا کرتے ہیں؟ تو قریش نے کہا وہ لاوارث ہے، ہماری رشتہ داریوں کو ختم کر دیا ہے، حاجیوں کے چور بنو غفار اس کے پیروکار ہیں، تو یہودیوں نے کہا تم اس سے بہت بہتر ہو اور زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

یہ امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مرسل روایت نقل کی ہے (2)۔
امام احمد، ان جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کعب بن اشرف مکہ مکرمہ آیا تو قریش نے اس سے کہا تو مدینہ کا بہترین آدمی ہے اور ان کا سردار ہے۔ اس نے کہا بات ایسے ہی ہے۔ تو قریش نے کہا کیا تم اس لاوارث اور اپنی قوم سے کٹے ہوئے آدمی کو دیکھتے ہو جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے جبکہ ہم حاجیوں کی خدمت کرنے والے، بیت اللہ کے خادم اور حاجیوں کو پانی پلانے والے ہیں۔ تو کعب نے کہا تم اس سے بہتر ہو تو سورۂ کوثر نازل ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب بن اشرف مشرکین مکہ کے پاس گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سرکشی پر ابھارا اور انہیں کہا کہ وہ حملہ کریں، ہم جنگ میں تمہارے ساتھ ہوں گے۔ تو قریش نے کہا تم اہل کتاب ہو اور وہ بھی صاحب کتاب ہے، ہمیں اطمینان نہیں کہ یہ تمہاری طرف سے کوئی چال ہو۔ اگر تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ مل کر جنگ کریں تو ان بتوں کو سجدہ کرو اور ان دونوں پر ایمان لاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر قریش نے

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 251 (11645)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1280، دار الصمیعی بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت

پوچھا بتاؤ ہم ہدایت پر ہیں یا محمد۔ ہم اونچی کوہانوں والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، پانی پر دودھ پلاتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمان کی خدمت کرتے ہیں، اس بیت کا طواف کرتے ہیں جبکہ محمد نے رشتہ داری توڑ دی ہے اور اپنے شہر سے نکل گیا ہے تو کعب بن اشرف نے کہا تم اس سے بہتر اور زیادہ ہدایت یافتہ ہو، تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف کے حق میں نازل ہوئی اس نے کہا قریش کے کفار حضرت محمد ﷺ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سدی سے وہ ابو مالک سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور بنو نضیر کے یہودیوں کا معاملہ ہوا، جب رسول اللہ ﷺ عامریوں کی دیت ادا کرنے میں ان کی مدد کے لئے تشریف لائے تو بنو نضیر نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان کے ارادہ سے آگاہ کر دیا رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ کعب بن اشرف وہاں سے بھاگا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آ گیا۔ اس نے قریش سے حضور ﷺ کے خلاف معاہدہ کیا۔ ابو سفیان نے کہا اے ابو سعید تم کتاب پڑھتے ہو اور علم رکھتے ہو جبکہ ہم علم نہیں رکھتے ہمیں بتاؤ کہ کیا ہمارا دین بہتر ہے یا حضرت محمد ﷺ کا دین بہتر ہے؟ کعب نے کہا اپنا دین مجھ پر پیش کرو۔ ابو سفیان نے کہا ہم ایسی قوم ہیں جو اونچی کوہان والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں، اپنے رب کے گھر کی نگہداشت کرتے ہیں اور ہم ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی ہمارے آباء پوجا کرتے تھے جبکہ محمد ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ چھوڑ دیں اور ان کی پیروی کریں۔ تو کعب نے کہا تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے، اس دین پر ثابت قدم رہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ محمد گمان کرتے ہیں کہ انہیں تواضع کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے جبکہ وہ جس عورت سے چاہتا ہے شادی کر لیتا ہے، ہم کوئی ایسا بادشاہ نہیں جانتے جو عورتوں کے بادشاہ سے بڑھ کر ہو، تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احزاب میں قریش، غطفان، بنو قریظہ کو جن لوگوں نے شریک کیا۔ وہ حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، ابو رافع، ربیع بن ابی الحقیق، عمارہ، وحوح بن عامر اور ہودہ بن قیس تھا۔ وحوح بن عامر اور ہودہ بنو وائل میں سے تھے جبکہ باقی سب بنو نضیر میں سے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو قریش نے کہا یہ یہودی علماء اور پہلی کتابوں کے عالم ہیں ان سے پوچھو کیا تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین بہتر ہے؟ تو قریش نے ان سے پوچھا تو ان یہودیوں نے کہا بلکہ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے اور تم ان سے اور ان کے پیروکاروں سے بہتر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی (4)۔

امام بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب حضور ﷺ کے ساتھ بنو نضیر کا معاملہ ہوا جو ہوا تو کعب بن اشرف الگ تھلگ ہو گیا اور مکہ چلا گیا اور وہاں ہی رہنے لگا۔ اس نے کہا نہ میں اس کے خلاف کسی کی مدد کروں گا اور نہ ہی اس سے خود جنگ کروں گا۔ اسے مکہ مکرمہ میں کہا گیا اے کعب کیا ہمارا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 161۔ 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 162 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

دین بہتر ہے یا محمد اور اس کے ساتھیوں کا دین بہتر ہے؟ تو اس نے کہا تمہارا دین بہتر اور پرانا ہے جبکہ محمد کا دین نیا ہے تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف، حیی بن اخطب کے بارے میں نازل ہوئی جو بنونضیر کے دو یہودی تھے جو حج کے موقع پر مکہ آئے تو مشرکوں نے کہا کیا ہم زیادہ ہدایت یافتہ ہیں یا محمد اور ان کے ساتھی۔ ہم بیت اللہ کے خادم، پانی پلانے والے اور حرم والے ہیں دونوں نے کہا بلکہ تم محمد اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو جبکہ وہ دونوں جانتے تھے کہ وہ دونوں جھوٹے ہیں اس جھوٹ پر انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے حسد نے ابھارا تھا (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جبت اور طاغوت دو پتھر تھے (3)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور رستہ نے ایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد جادوگر اور طاغوت سے مراد شیطان ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مختلف سندوں سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد حیی بن اخطب اور طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد بت ہیں اور طاغوت سے مراد جو بتوں کے سامنے ہوتا ہے وہ جھوٹ کو اسی سے تعبیر کرتے تا کہ لوگوں کو گمراہ کریں (8)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت حبشہ کی زبان میں شیطان کا نام ہے اور طاغوت سے مراد عرب کے کاہن ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت حبشہ کی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کاہن کو کہتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد حبشہ کی زبان میں جادوگر کو کہتے ہیں اور طاغوت سے مراد کاہن ہے۔

حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ طاغوت سے مراد جادوگر اور جبت سے مراد کاہن ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 194، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 163
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 158
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1283، دار الصمیعی بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 160
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 160
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 158

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ جبت سے مراد شیطان اور طاغوت سے مراد کاہن ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت لیث رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جبت سے مراد کعب بن اشرف اور طاغوت سے مراد وہ شیطان ہے جو انسان کی شکل میں ہوتا ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت قبیصہ بن مخارق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جانوروں کو اڑا کر فال لینا، بدشگونی لینا اور زمین پر کنکریاں مار کر فال لینا یہ سب جبت میں سے ہے (3)۔

امام رستہ نے ایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات یہودیوں نے کی تھی وہ کہتے کہ قریش محمد اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا کچھ حصہ نہیں، اگر ان کا کچھ حصہ ہوتا تو وہ لوگوں کو کچھ بھی عطا نہ کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ان کا بادشاہت میں کوئی حصہ ہوتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ذرہ برابر چیز نہ دیتے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے پانچ سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نقیر سے مراد وہ نقطہ ہے جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے (5)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے نقیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا گٹھلی کی پشت پر جو گڑھا ہوتا ہے اور جس سے کھجور اگتی ہے تو نافع نے پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَلَیْسَ النَّاسُ بَعْدَكَ فِیْ نَقِیْرٍ وَلَیْسُوْا غَیْرَ اَصْدَاءٍ وَهَامِ

تیرے بعد لوگ کچھ بھی نہیں اور صدائے بازگشت اور کھوپڑی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

امام ابن انباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے اسے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِذًا لَّا یُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِیْرًا کے بارے میں بتاؤ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا گٹھلی کی پشت پر جو نشان ہوتا ہے اسے نقیر کہتے ہیں۔ اس بارے میں شاعر نے کہا:

لَقَدْ رَزَحَتْ کِلَابُ بَنِیْ زُبَیْرٍ فَمَا یُعْطُوْنَ سَائِلَهُمْ نَقِیْرًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 159 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 160 3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 477، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 164 5۔ ایضاً

بنوزبیر کے کتے کمزوری کی وجہ سے زمین پر گرے پڑے ہیں، وہ اپنے سائل کو نقیر (کچھ) بھی نہیں دیتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ نقیر ہے اور انگوٹھے کے سرے کو انگشت شہادت کے باطن پر رکھا پھر اسے بجایا(1)۔

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۭ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾

''کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس نعمت پر جو عطاء فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (وہ حسد کی آگ میں جلا کریں) ہم نے تو مرحمت فرمادی ہے ابراہیم کے گھرانے کو کتاب اور حکمت اور عنایت فرمادی ہے انہیں عظیم الشان سلطنت۔ تو ان سے کوئی ایمان لایا اس کے ساتھ اور کسی نے منہ پھیر لیا اس سے اور کافی ہے (انہیں جلانے کے لئے) جہنم کی دہکتی ہوئی آگ''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابی منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب نے کہا (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان ہے کہ انہیں تواضع کا حکم دیا گیا ہے جبکہ ان کی نو عورتیں ہیں، ان کا مقصد ہی نکاح کرنا ہے، ان سے کون بادشاہ بڑھ کر ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ آیت میں مُّلْكًا عَظِيْمًا سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک ہے(2)۔

امام ابن منذر نے عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تم یہ گمان رکھتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تواضع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ ان کی نو بیویاں ہیں کون ان سے بڑا بادشاہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(3)۔

امام ابن منذر اور طبرانی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آیت میں الناس سے مراد ہم لوگ ہیں نہ کہ کوئی اور(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس جگہ الناس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 165 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 168 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 146 (11313) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 166

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس جگہ النّاس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرتے جب نبی آخر الزمان کا ظہور ان میں سے نہ ہوا اور انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر سے اوپر نو جوان عطا کیے گئے تو یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد یہودی ہیں جنہوں نے عربوں سے حسد کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے نبی کو مبعوث فرمایا تو یہودیوں نے ان سے حسد کیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فضل سے مراد نبوت ہے (3)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے (4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک بندے کے پیٹ میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آل ابراہیم سے یہاں سلیمان اور داؤد علیہما السلام ہیں، حکمت سے مراد نبوت ہے اور ملک عظیم سے مراد عورتوں میں بادشاہت ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے یہ حلال ہوا کہ وہ ننانوے عورتوں سے شادی کریں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے حلال تھا کہ وہ سو عورتوں سے شادی کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اتنی عورتوں سے شادی کرنا حلال نہ ہوا جتنی عورتوں سے شادی کرنا ان کے لئے حلال تھا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پشت میں سو مردوں کی قوت تھی۔ آپ کی تین سو بیویاں تھیں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں تھیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ہمام بن حارث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ ان انبیاء کو فرشتوں اور لشکروں کی تائید حاصل تھی (7)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک عظیم سے مراد نبوت ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 167 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 266 (6608)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 267 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 169 7۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ سے مراد یہ ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ قرآن حکیم پر ایمان لائے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے اور اتباع نہ کی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فصل کاشت کی اور اسی سال لوگوں نے بھی فصل کاشت کی۔ لوگوں کی کھیتی ضائع ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کھیتی خوب پھلی پھولی۔ لوگ آپ کے محتاج ہو گئے۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ سے غلہ کا سوال کرتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جو ایمان لے آئے گا میں اسے غلہ دوں گا اور جو ایمان نہیں لائے گا میں اسے غلہ نہیں دوں گا۔ ان میں سے جو ایمان لے آیا انہیں آپ نے غلہ عطا فرما دیا اور جنہوں نے انکار کیا وہ کچھ نہ لے سکے۔ اس آیت کریمہ کا یہی مصداق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آل ابراہیم سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بنی ہاشم تم یہ ارادہ کرتے ہو کہ جس طرح تم نبوت کے مستحق بنے ہو اسی طرح خلافت کے بھی مستحق بن جاؤ جبکہ یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔ تم یہ خیال کرتے ہو کہ بادشاہت تمہارے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہارا یہ کہنا کہ ہم نبوت کی وجہ سے خلافت کے مستحق ہیں اگر ہم نبوت کی وجہ سے اس کے مستحق نہ بنیں تو کس وجہ سے مستحق بنیں؟ جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ نبوت اور خلافت ایک آدمی میں جمع نہیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہوگا تو آپ نے مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔ کتاب سے مراد نبوت، حکمت سے مراد سنت اور ملک سے مراد خلافت ہے۔ ہم سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اللہ کا حکم ہمارے بارے میں ایک ہے۔ سنت ہمارے اور ان کے لئے جاری ہے۔ جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ ہمارا گمان ہے کہ ہمارے لئے حکومت ہے، کتاب اللہ میں گمان کرنا شک ہے ہر کوئی گواہی دیتا ہے کہ حکومت ہمارے لئے ہے۔ تم لوگ ایک دن مالک نہیں بنتے مگر ہم دو دن مالک ہوتے ہیں اور تم ایک ماہ مالک نہیں بنتے مگر ہم دو ماہ مالک ہوتے ہیں، تم ایک سال مالک نہیں ہوتے مگر ہم دو سال مالک ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِـيْمًا ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُھُمْ جَنّٰتٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ لَهُمْ فِيْهَاۤ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ۫ وَّنُدْخِلُهُمْ ظِلًّا ظَلِيْلًا ﴿۵۷﴾

"بے شک جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا ہم ڈال دیں گے انہیں آگ میں۔ جب کبھی پک جائیں گے ان کی کھالیں تو بدل کر دے دیں گے ہم انہیں کھالیں دوسری تا کہ وہ (مسلسل) چکھتے رہیں عذاب کو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے عنقریب ہم داخل کریں گے انہیں باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں تا ابد۔ ان کے لئے ان باغوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم داخل کریں گے انہیں گھنے سایہ میں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ثور رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جب ان کی جلدیں جل جائیں گی تو ہم ان کی جلدیں بدل دیں گے جو کاغذ کی طرح سفید ہوں گی (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت نافع رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت معاذ نے کہا اس آیت کی تفسیر میرے پاس ہے، فرمایا ایک ساعت میں سو دفعہ اس کی جلد بدلی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے (2)۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کے پاس یہ آیت تلاوت کی تو کعب الاحبار نے کہا اس آیت کی تفسیر میرے پاس ہے جو میں نے اسلام لانے سے پہلے پڑھی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کعب بیان کرو، اگر تم نے اس کی تفسیر اسی طرح کی جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو ہم تیری تصدیق کریں گے۔ تو کعب الاحبار نے کہا میں نے اسلام سے قبل یوں پڑھا تھا کہ ایک ساعت میں ایک سو بیس دفعہ اسے تبدیل کیا جائے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سنا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ان آدمیوں کو دن میں ستر ہزار بار جلایا جائے گا۔ جب بھی ان کی جلدیں پک جائے گی اور ان کا گوشت کھا لیا جائے گا تو انہیں کہا جائے گا لوٹ جاؤ تو لوٹ آئیں گے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آگ انہیں پکڑ لے گی اور ان کی جلدیں کھا جائے گی یہاں تک کہ ان جلدوں کو گوشت سے ہٹا دیا جائے گا اور آگ ہڈیوں تک پہنچ جائے گی اور ان کی جلدیں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب کا مزا چکھائے گا۔ یہ ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ رہے گا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 171 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 62 (10933) دار الفکر بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یزید حضرمی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ کافر کی سو جلدیں بنائی جائیں گی اور ہر جلد کے درمیان عذاب کی ایک قسم ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے سنا کہ پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے اس میں سے کہ ہر ایک کی جلد چالیس ہاتھ ہوگی، اس کا دانت ستر ہاتھ، اس کا پیٹ اتنا بڑا کہ اس میں پہاڑ سما جائے جب آگ ان کی جلدیں کھا جائے گی تو ان کی جلدیں بدل جائیں گی (1)۔

امام ابن ابی دنیا نے صفۃ النار میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے راز کی بات کی فرمایا اے حذیفہ جہنم میں آگ کے درندے، آگ کے کتے، آگ کے آنکڑے اور آگ کی تلواریں ہوں گی۔ فرشتوں کو بھیجا جائے گا جو جہنمیوں کو ان آنکڑوں سے تالوؤں کے ساتھ لٹکائیں گے اور وہ انہیں ان تلواروں کے ساتھ ایک ایک عضو کر کے کاٹیں گے اور ان کے جسم کے ٹکڑے ان درندوں اور کتوں کے سامنے پھینک دیں گے۔ جب بھی وہ اس کا عضو کاٹیں گے تو اس کی جگہ نیا عضو پیدا ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ کافر کی جلد کتنی موٹی ہوگی؟ فرمایا نہیں۔ کہا کافر کی جلد بیالیس ہاتھ موٹی ہوگی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کافر کی جلد چالیس ہاتھ ہوگی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جہنمی جہنم میں بہت بڑے ہوں گے یہاں تک کہ ایک اتنی اتنی مسافت تک پھیل جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کی داڑھ احد پہاڑ جتنی ہوگی (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ ظِلًّا ظَلِیْلًا سے مراد عرش کا سایہ ہے جو ختم نہیں ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِیْعًۢا بَصِیْرًا ﴿۵۸﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تمہیں کہ (ان کے) سپرد کرو امانتوں کو جو ان کے اہل ہیں اور جب بھی فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کرو انصاف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے تمہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے''۔

امام ابن مردویہ نے کلبی کے واسطہ سے ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 171
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 53 (34155) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً (34153)

جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے عثمان بن ابی طلحہ کو بلایا جو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا چابی مجھے دو وہ چابی لے آیا جب اس نے چابی دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عباس آگے ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان حاجیوں کو پانی پلانے کے ساتھ یہ شرف بھی مجھے عطا کیجئے عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان چابی مجھے دو۔ عثمان نے چابی دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عباس نے پہلے والی بات کی۔ حضرت عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان اگر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو مجھے چابی دے دو۔ تو اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی امانت کے ساتھ لو۔ حضور ﷺ اٹھے اور بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا تو کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر دیکھی جس کے پاس جوئے کے تیر تھے جن کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام جوا کھیل رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ہلاک کرے شرک کہاں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں اور ان تیروں کی کیا حیثیت۔ پھر حضور ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا پہلے ان تیروں کو صاف کیا پھر اس پانی کے ساتھ اس تصویر کو صاف کیا بعد ازاں آپ مقام ابراہیم کی طرف نکلے جو کعبہ کی حدود میں تھا پھر فرمایا اے لوگو یہ قبلہ ہے پھر آپ نکلے بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر جبرئیل امین چابی کے بارے میں جو ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے اس کا حکم لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور چابی اسے عطا کر دی پھر سورۂ نساء کی یہ آیت نمبر 58 پڑھی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن طلحہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے کعبہ کی چابی ان سے لی اور اس کے ساتھ فتح مکہ کے روز بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ باہر نکلے تو اس آیت کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عثمان کو بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ جو آپ ﷺ تلاوت کر رہے ہیں۔ اس سے قبل آپ ﷺ کو تلاوت کرتے ہوئے نہیں سنا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنو طلحہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لو، دربانی تم سے کوئی نہیں چھینے کا مگر ظالم ہی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امور مملکت چلانے والوں کے بارے میں اور جنہیں وہ لوگوں کے معاملات سپرد کرتے ہیں ان کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امراء کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے، وہ امانت ادا کرے۔ جب وہ ایسا کرے تو لوگوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 175
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 120 (11235) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 174
4۔ ایضاً

پر لازم ہے کہ وہ اس کی بات سنیں، اس کی اطاعت کریں اور جب انہیں بلایا جائے تو وہ اس کی دعوت پر لبیک کہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں امانت سے مراد حکومت ہے جو تم لوگوں کے سپرد کرتے ہو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت نیک اور بد دونوں کو شامل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان امانات سے مراد تیرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان معاملات ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے مگر امانت، قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا اگر چہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہو گا تو اسے کہا جائے گا امانت ادا کرو۔ تو وہ آدمی کہے گا امانت کہاں سے دوں جبکہ دنیا ختم ہو چکی ہے۔ تو کہا جائے گا اسے ہاویہ (جہنم) کی طرف لے جاؤ۔ اسے لے جایا جائے گا تو جہنم کی گہرائی میں اس کی امانت کی شکل بنائی جائے گی جو بالکل اس جیسی ہو گی جس دن اسے امانت دی گئی۔ وہ اس امانت کو اٹھائے گا اور اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ وہ گمان کرے گا کہ وہ اس سے نکلنے والا ہے تو امانت اس کے کندھے سے سرک جائے گی اور جہنم میں گر پڑے گی تو وہ بھی اس میں گر پڑے گا۔ یہی سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔ ذاذان نے کہا میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے کہا کیا تو نے نہیں سنا جو تیرا بھائی ابن مسعود کہتا ہے۔ انہوں نے کہا ابن مسعود نے سچ کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت تلاوت کی نماز میں امانت ہے، جنابت میں غسل امانت ہے، بات چیت میں امانت ہے، ناپنے اور وزن کرنے میں امانت ہے، قرض میں امانت ہے اور سب سے شدید ودیعت میں امانت ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خوشحال اور تنگ دست کسی کو اس میں رخصت نہیں (4)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے جو آدمی تیرے پاس امانت رکھتا ہے اس کو امانت ادا کرو اور جو آدمی تجھ سے خیانت کرے اس سے خیانت نہ کرو (5)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوصالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہی روایت کی (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 173   2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 174   3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 323 (5266)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 175   5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 176   6۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 319 (5262)

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں جس میں ہوں خالص منافق ہے اگر چہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور گمان یہ کرے کہ وہ مسلمان ہے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (1)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں (2)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب چار چیزیں تجھ میں ہیں تو دنیا میں سے جو چیز فوت ہوئی اس کی وجہ سے تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ امانت کی حفاظت، سچی گفتگو، حسن اخلاق اور پاکیزہ لقمہ (3)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے لوگوں سے امانت اٹھالے جائے گی اور جو چیز سب سے آخر تک باقی رہے گی وہ نماز ہے۔ بعض نمازیوں میں کوئی خیر نہیں (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت سے سب سے پہلے حیاء اور امانت اٹھالی جائے گی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان دونوں کا سوال کرو (5)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی کی نماز اور روزے کو نہ دیکھو بلکہ جب وہ بات کرے تو اس کے قول کی سچائی کو دیکھو، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کی امانت کو دیکھو اور اس کی پرہیزگاری کو دیکھو جب اسے شفا نصیب ہو (6)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (7)۔

امام میمون بن مہران سے مروی ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو نیک اور گناہ گار کو دی جائیں صلہ رحمی کی جائے خواہ رشتہ دار نیک ہوں یا گناہ گار ہو، امانت ادا کی جائے گی خواہ نیک کی ہو یا فاجر کی اور وعدہ کو پورا کیا جائے وہ نیک کے لئے ہو یا گناہ گار کے لئے۔

امام سفیان بن عیینہ سے منقول ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو وہ امانت کو راس المال بنالے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس گھر میں خیانت ہو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

امام ابوداؤد، ابن حبان، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابو یونس سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا اور وہ اپنے انگوٹھے اپنے دونوں کانوں پر اور ساتھ والی انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھتے اور

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 147 (207)، بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 320 (5254)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 321 (58-5257)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 325 (5274)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 326 (5276)
6۔ ایضاً (5278)
7۔ ایضاً (5279)

کہتے ہیں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا اور انگلیاں رکھتے ہوئے (دیکھا)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ یہ تلاوت کرر ہے تھے یعنی وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝ؑ (59)

”اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذی شان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روز قیامت پر۔ یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کتاب وسنت کی اتباع ہے اور اولی الامر سے مراد صاحب فقہ اور صاحب علم ہے (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن حذافہ کے بارے میں نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک سریہ (لشکر) میں بھیجا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے ایک سریہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ لشکر اس قوم کی طرف چلا جس کا یہ قصد کرر ہے تھے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو رات کو آرام کیا ذوالعیینتین قوم کے پاس آیا، ان کو لشکر کے بارے میں بتایا۔ قوم کے لوگ بھاگ گئے۔ صرف ایک آدمی رہ گیا۔ اس نے گھر والوں کو حکم دیا تو انہوں نے اپنا سامان جمع کیا پھر رات کی تاریکی میں آیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں پہنچا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہا اے ابو یقظان میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں اشهدان لا الٰه الا اللہ وان محمدا عبده ورسوله، میری قوم کے لوگوں نے جب تمہارے بارے میں سنا تو بھاگ گئے، صرف میں رہ گیا ہوں، کیا میرا اسلام کل مجھے نفع دے گا ورنہ میں بھی بھاگ جاؤں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تیرا اسلام تجھے نفع دے گا، تو اپنے گھر ٹھہرا رہ۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا تو اس آدمی کے سوا کوئی آدمی نہ پایا، اسے پکڑ لیا اور اس کا مال بھی چھین لیا، خبر حضرت عمار رضی اللہ عنہ تک پہنچی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، کہا اس آدمی کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

آزاد کردو کیونکہ یہ مسلمان ہو چکا ہے اور میری امان میں ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم اسے کس طرح امان دے سکتے ہو۔ دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کیا اور معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی امان کو جائز قرار دیا اور انہیں آئندہ امیر کی اجازت کے بغیر کسی کو امان دینے سے منع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس بھی دونوں صحابہ نے ایک دوسرے سے جھگڑا کیا۔ حضرت خالد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اس بے نسل غلام کو اجازت دیں گے کہ مجھے گالی دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خالد عمار کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ جو آدمی بھی عمار کو برا بھلا کہے گا اللہ تعالیٰ اسے برا بھلا کہے گا اور جو عمار سے ناراض ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا جو عمار پر لعنت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے گا حضرت عمار رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور اٹھ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اٹھے اور آپ کا کپڑا پکڑ لیا، معذرت کی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ راضی ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن عساکر نے سدی کی سند سے ابو صالح سے اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اولی الامر سے مراد حضور ﷺ کے دور میں سرایا کے امیر ہیں(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد تمہارے امیر ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ سرایا کے امیر ہیں(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد سابقہ آیت کا مصداق لوگ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی(4)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ابی نے کہا اس سے مراد سلاطین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر اطاعت لازم ہے، تم پر اطاعت لازم ہے اطاعت میں آزمائش ہے اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ حکومت انبیاء میں رکھتا یعنی لوگوں کے لئے حکمران اور انبیاء ساتھ ساتھ بھیجتا، کیا تم نہیں دیکھتے جب انہوں نے حضرت یحیٰی بن زکریا کے قتل کا حکم دیا(5)۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی حاکم بنا دیا جائے گویا اس کا سر کشمش کے دانے جتنا ہو(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 177,79　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 178
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1287، دار الصمیعی الریاض　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 176　5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 178
6۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 314 (6997) دار ابن کثیر دمشق

امام احمد، امام ترمذی، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے سنا فرمایا اپنے رب کی امامت کرو، پانچوں نمازیں پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھ، اپنے مال کی زکوٰۃ دو، اور اپنے امیر کی اطاعت کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہاء اور دین دار لوگ، اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار جو دین کے معانی کو جانتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت لوگوں پر لازم کی ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہاء اور نیک لوگ ہیں (3)۔

امام ابن عدی نے کامل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد علماء ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اولی الامر کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء اور علماء ہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ، فقہاء اور دین دار لوگ ہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء:83)(6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں جو داعی بھی ہیں اور راوی بھی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے امہات الاولاد کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا وہ آزاد ہیں پوچھا گیا تم کس دلیل سے یہ کہتے ہو۔ فرمایا قرآن حکیم سے۔ لوگوں نے پوچھا کس آیت سے؟ فرمایا اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 15 (7348) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 179
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 418 (32533) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1287، دار الصمیعی الریاض
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 80-179
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 169

تعالیٰ کا فرمان ہے اور یہ آیت پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولی الامر میں سے تھے، انہوں نے فرمایا تھا وہ لونڈی آزاد ہے اس لونڈی کا حمل گر گیا تھا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان آدمی پر امیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے۔ وہ بات پسند کرے یا ناپسند کرے مگر اس صورت میں کہ اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے جسے نافرمانی کا حکم دیا جائے نہ اس پر حکم سننا لازم ہے اور نہ اس کی اطاعت کرنا لازم ہے (2)۔

ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد تم پر حکمران ہوں گے نیک نیکی کے ذریعے اور برے برائی کے ذریعے والی ہوں گے ان کی بات سنو ان کا جو حکم حق کے موافق ہو اس کی اطاعت کرو، ان کے پیچھے نماز پڑھو اگر وہ اچھے اعمال کریں تو انہیں اور تمہیں فائدہ ہے۔ اگر برے اعمال کریں تو تمہیں فائدہ ہوگا اور ان پر وبال جان ہوگا (3)۔

امام احمد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ارشاد فرمائیں، اگر ہم پر حکمران ہوں جو آپ کے طریقہ پر نہ چلیں اور آپ کے حکم کو نہ اپنائیں تو آپ ان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کی اطاعت لازم نہیں (4)۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو یعلی، ابن حذیفہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے علقمہ بن مجزز کو ایک مہم پر روانہ کیا۔ اس لشکر میں، میں بھی تھا۔ جب ہم روانہ ہوئے تو انہوں نے لشکر کے ایک طائفہ کو اجازت دی ان پر عبد اللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو امیر بنایا یہ بدری صحابی تھے۔ ان میں دعابہ بھی تھے ہم راستہ میں اترے لشکر نے آگ جلائی تاکہ اپنے لئے کھانا بنائیں تو حضرت عبد اللہ نے کہا کیا تم پر میرا حکم سننا اور میری اطاعت لازم نہیں تو لشکر کے افراد نے کہا کیوں نہیں تو کہا میں تمہیں جو حکم دوں تم نے وہ کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں، ہم ضرور کریں گے۔ تو حضرت عبد اللہ نے کہا میں اپنے حق اور اطاعت کی تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود جاؤ۔ لوگ اٹھے اپنی کمریں کسیں یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ نے گمان کیا کہ وہ اس میں کود جائیں گے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا اپنے آپ کو روک لو میں تو تمہارے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ جب یہ صحابہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو واقعہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو تمہیں نافرمانی کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرنا (5)۔

امام ابن ضریس نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے جس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں دیکھا جبکہ اس پر دیکھنے والے کی اطاعت لازم تھی تو دیکھنے والے کا عمل اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا جب تک وہ اسی حالت

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1292، دار الصمیعی الریاض — 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 44-543 (33707)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 180 — 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 545 (33717)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 544 (33708)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

میں رہے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر راضی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اس حالت میں رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی کی اطاعت جائز نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو عامل مقرر کرتے تو اس کے عہد نامہ پر لکھتے اس کی بات سنو اور جب تک تم میں یہ عدل کرے اس کی اطاعت کرو (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بات سنو اور اطاعت کرو اگر چہ تم پر حبشی غلام جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں امیر بنا دیا جائے۔ اگر وہ تجھے تکلیف دے تو صبر کر۔ اگر تجھے محروم رکھے تو صبر کر۔ اگر وہ ایسے امر کا ارادہ کرے جو تیرے دین میں نقص پیدا کرے تو کہہ دے میرا خون میرے دین سے کم مرتبہ ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابوسفیان سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت عبد اللہ بن زبیر نے خطبہ ارشاد فرمایا جس طرح تم دیکھ رہے ہو ہم آزمائش میں ڈال دیے گئے، ہیں ہم تمہیں جو حکم دیں اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو تو تم پر ہماری بات سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے۔ اگر ہم لوگ ایسا حکم دیں جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ ہو تو تم پر ہماری اطاعت لازم نہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام ترمذی نے حضرت ام الحسین الاحمسیہ رحمہا اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ پر چادر تھی جس میں آپ لیٹے ہوئے تھے۔ وہ ارشاد فرما رہے تھے اگر تم پر ایسا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں تو اس وقت تک اس کی بات سنو اور اطاعت کرو جب تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق تمہاری قیادت کرے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حکم سنیں اور اس کی اطاعت کریں جب انہیں دعوت دی جائے تو وہ لبیک کہیں (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی انسان کی اطاعت جائز نہیں (8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 545 (33717) کتاب السید
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 544 (33715)
3۔ ایضاً (33716)
4۔ ایضاً (33711)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 543 (33707)
6۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 19-418 (32538)
7۔ ایضاً۔ جلد 6، صفحہ 418 (32532)
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 544 (33710)

میں کسی بشر کی اطاعت جائز نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا ایک انصاری کو اس پر امیر بنایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں، لشکریوں نے امیر کو کسی بات پر ناراض کر دیا تو اس نے انہیں حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں، حکم دیا آگ جلاؤ۔ سپاہیوں نے آگ جلائی۔ کہا کیا تمہیں حکم نہیں دیا گیا کہ تم امیر کی بات کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں۔ تو حکم دیا آگ میں داخل ہو جاؤ۔ صحابہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا ہم آگ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگے تھے۔ تو امیر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ واقعہ ذکر کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو اس سے نہ نکل سکتے بے شک امیر کی اطاعت نیکی میں ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاری کو ایک لشکر پر امیر بنایا تو اسے حضرت عمران بن حصین ملے فرمایا کیا تم جانتے ہو میں کیوں تیرے پاس آیا ہوں؟ کیا تجھے یاد نہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی کہ امیر نے حکم دیا اٹھو اور آگ میں کود جاؤ تو ایک آدمی اس میں چھلانگ لگانے کے لئے اٹھا پھر ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو وہ رک گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اس میں گر پڑتا تو جہنم میں داخل ہو جاتا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں میں جانتا ہوں تو عمران نے کہا میں نے تجھے یہی حدیث یاد دلانے کا ارادہ کیا تھا (3)۔

امام بخاری نے تاریخ میں، امام نسائی، امام بیہقی نے شعب میں حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھے پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا جماعت کے ساتھ رہو، امیر کی بات سنو، اس کی اطاعت کرو، (دین بچانے کے لئے) ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو آدمی بالشت بھر جماعت سے الگ ہوا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا مگر یہ کہ وہ لوٹ آئے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے امراء کی اطاعت کرو۔ اگر وہ تمہیں ایسی بات کا حکم دیں جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو انہیں بھی اجر ملے گا اور تمہیں بھی ان کی اطاعت کی وجہ سے اجر ملے گا۔ اگر وہ تمہیں اس بات کا حکم دیں جو میں تمہارے لئے نہیں لایا تو اس کا وبال ان پر ہوگا اور تم اس سے بری ہو گے۔ جب تم اللہ سے ملاقات کرو تو کہنا اے ہمارے رب آج کوئی ظلم نہیں تو وہ ارشاد فرمائے گا آج کوئی ظلم نہیں، تم کہو گے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول بھیجا۔ ہم نے تیرے حکم سے اس کی اطاعت کی، تو نے ہم پر خلیفے بنائے، ہم نے تیرے حکم سے ان کی اطاعت کی، تو نے ہم پر امیر بنائے، ہم نے تیرے حکم سے ان کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تم نے سچی بات کہی، اس کا وبال انہیں پر ہے جبکہ تم اس سے بری ہو (5)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 544 (33709) 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 543 (33706) 3۔ معجم کبیر، جلد 18 صفحہ 150 (324)
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 59 (7494) دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 61 (7499)

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم پر ایسے امیر ہوں گے جن سے دل مطمئن ہوں گے اور ان کے لئے جلدیں نرم ہوں گی۔ پھر تم پر ایسے امیر ہوں گے جن سے دل نفرت کریں گے اور جن سے جلدیں کانپیں گی۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان سے جنگ کریں؟ فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے ہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم میرے بعد ایسی چیزیں دیکھو گے جن کو تم ناپسند کرو گے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا جو تم پر فرض ہے اسے ادا کرو اور جو تمہارا حق ہے اللہ سے اس کا سوال کرو (2)۔

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا میرے بعد سلطان ہوگا۔ تم اسے ذلیل نہ کرنا، جس نے اس کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا اس نے اپنی گردن سے اسلام کے پٹے کو اتار دیا، اس کی طرف سے کوئی عمل قبول نہ ہوگا یہاں تک کہ اس رخنہ کو بند کر دے جو اس نے کیا ہے اور وہ ایسا کرنے والے نہیں پھر وہ اپنے رویہ سے پلٹ آئے اور ان میں سے ہو جائے جو اس سلطان کی عزت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ ہم تین چیزوں کے بارے میں مغلوب نہ ہوں، ہم نیکی کا حکم دیتے رہیں، برائی سے روکتے رہیں اور لوگوں کو سنتوں کی تعلیم دیتے رہیں۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو جماعت سے الگ ہوا اور امارت کو ذلیل کرنا چاہا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سلطان کو برا بھلا نہ کہا کرو کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں اس کا ظل ہے (3)۔

امام ابوسعید اور امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے اکابر صحابہ نے حکم دیا ہے کہ ہم اپنے امراء کو گالیاں نہ دیں، انہیں دھوکہ نہ دیں اور نہ ہی ان کی نافرمانی کریں ہم اللہ سے ڈریں اور صبر کریں کیونکہ امر قریب ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کو نیک امیر یا برا امیر ہی درست کر سکتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی نیک تو ٹھیک ہے، فاجر کس طرح اصلاح کرے گا۔ فرمایا فاجر کے ذریعے اللہ تعالیٰ امتوں کو پر امن بناتا ہے، اس کے ذریعے دشمنوں سے جہاد کیا جاتا ہے، اس کے ذریعے مال غنیمت لایا جاتا ہے، اس کے ذریعے حدود قائم کی

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 64 (7506)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 69 (7522)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 17 (7372)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 64 (7507)

جاتی ہے، بیت اللہ کا حج کیا جاتا ہے اس کی حکومت میں مسلمان امن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی اجل آجاتی ہے(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ کی یہ تفسیر کی ہے کہ اگر علماء میں تنازع ہو جائے تو اسے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت کی طرف پھیرو پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رد کا مطلب اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف لوٹانا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رد کا مطلب جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری زندگی میں رہے تو آپ کی طرف لوٹانا اور جب پردے میں چلے گئے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف لوٹانا ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ اور حضرت سدی رحمہما اللہ سے اس کی مثل قول نقل کیا ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ ثواب اور طاقت کے اعتبار سے بہترین ہے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جزاء کے اعتبار سے بہترین ہے(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے تاویل کا معنی عاقبت نقل کیا ہے(7)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝۶۰ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝۶۱ فَكَیْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ یَحْلِفُوْنَ ۖ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا ۝۶۲ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِیْغًا ۝۶۳

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 64 (7506)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 181
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 182
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً

’’کیا نہیں دیکھا آپ نے ان کی طرف جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس (کتاب) کے ساتھ جو اتاری گئی آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے (اس کے باوجود) چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرانے کے لئے (اپنے مقدمات) طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ انکار کریں طاغوت کا اور چاہتا ہے شیطان کہ بہکا دے انہیں بہت دور تک۔ اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس (کتاب) کی طرف جو اتاری ہے اللہ نے اور (آؤ) رسولؐ (پاک) کی طرف تو آپ دیکھیں گے منافقوں کو کہ منہ موڑ لیتے ہیں آپ سے روگردانی کرتے ہوئے۔ پس کیا حال ہوتا ہے جب پہنچتی ہے انہیں مصیبت بوجہ ان (کرتوتوں) کے جو آگے بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے پھر حاضر ہوتے ہیں آپ کے پاس قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی (کہتے ہیں بخدا) نہیں قصد کیا تھا ہم نے مگر بھلائی اور باہمی مصالحت کا۔ یہ لوگ ہیں خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے (اے حبیب) چشم پوشی فرمایئے ان سے اور نصیحت کرتے رہیے انہیں اور کہیے انہیں تنہائی میں ایسی بات جو موثر ہو‘‘۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابو برزہ اسلمی کاہن تھا۔ جن معاملات میں ان کا باہم اختلاف ہوتا وہ ان میں فیصلہ کرتا۔ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ اس کے پاس فیصلہ کے لئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جلاس بن صامت توبہ سے پہلے، معتب بن قشیر، رافع بن زید اور بشیر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے۔ ان کی قوم کے مسلمانوں نے ایک جھگڑے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے کہا جبکہ انہوں نے مسلمانوں کو کاہنوں کے پاس جانے کے لئے کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان میں جھگڑا تھا، ایک روایت میں ہے ان میں سے ایک آدمی مسلمان ہونے کا گمان کرتا تھا۔ یہودی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلانے لگا کیونکہ اسے علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ میں رشوت نہیں لیتے۔ پھر ان دونوں کا اتفاق ہوا کہ وہ جہینہ کے ایک کاہن کے پاس جائیں گے تو یہ آیات نازل ہوئیں(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سلیمان تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرمی نے گمان کیا ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہوا۔ اس مسلمان اور ایک یہودی کے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا تھا۔ یہودی نے اسے کہا چلو اللہ کے نبی کے پاس چلیں۔ تو مسلمان کو علم ہو گیا کہ نبی مکرم اس کے خلاف فیصلہ کریں گے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ دونوں ایک کاہن کے پاس چلے گئے۔ دونوں نے اس کے سامنے فیصلہ کے لئے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(3)۔

1۔ معجم کبیر جلد 11، صفحہ 343 (12045) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 183 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 184

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت ایک انصاری اور ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی جن کا کسی معاملہ میں جھگڑا تھا تو انہوں نے اپنا معاملہ مدینہ میں ایک کاہن کے پاس پیش کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں ان پر عیب لگایا۔ ہمیں یہ بھی بیان کیا گیا کہ یہودی انصاری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کی دعوت دیتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ فیصلہ اس کے خلاف نہیں ہوگا جبکہ انصاری ایسا کرنے سے انکار کرتا جو گمان کرتا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا جو تم سنتے ہو۔ اس میں اس پر عیب بھی لگایا جو یہ گمان کرتا تھا کہ وہ مسلمان ہے اور صاحب کتاب پر بھی عیب لگایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہوئے اور ان میں سے کچھ نے نفاق کیا۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے درمیان دور جاہلیت میں یہ طریقہ مروج تھا کہ جب بنو نضیر کا کوئی آدمی قتل ہوتا جسے بنو قریظہ کے کسی آدمی نے قتل کیا ہوتا تو بنو نضیر مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کرتے۔ جب بنو قریظہ کا کوئی آدمی قتل ہوتا جسے بنو نضیر نے قتل کیا ہوتا تو وہ ساٹھ وسق کھجوروں کے دیت کے طور پر دیتے۔ جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کے لوگ مسلمان ہو گئے تو بنو نضیر کے ایک آدمی نے بنو قریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تو دونوں نے اپنا جھگڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ تو نضیری نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دور جاہلیت میں انہیں دیت دیتے تھے، آج بھی ہم انہیں دیت دیں گے۔ بنو قریظہ نے کہا نہیں بلکہ ہم نسب اور دین میں تمہارے بھائی ہیں اور ہمارے خون تمہارے خونوں جیسے ہیں لیکن تم دور جاہلیت میں ہم پر غالب رہتے تھے، اب اسلام آچکا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں شرمندہ کرنے کے لئے یہ حکم جاری فرمایا وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (المائدہ:45) پھر نضیری کا قول ذکر کیا کہ ہم دور جاہلیت میں انہیں ساٹھ وسق دیتے تھے، ہم ان کے افراد کو قصاص میں قتل کرتے، وہ ہمارے افراد کو قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے۔ تو ارشاد فرمایا اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) تو بنو قریظہ نے بنو نضیر کے آدمی کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھی کے بدلے میں اسے قتل کر دیا۔

بنو نضیر اور بنو قریظہ کے آدمیوں نے باہم فخر کیا تو بنو نضیر کے ایک آدمی نے کہا ہم تم سے زیادہ قریبی ہیں بنو قریظہ نے کہا ہم تم سے زیادہ معزز ہیں۔ یہ لوگ مدینہ میں ابو برزہ اسلمی کے پاس داخل ہوئے جو کاہن تھا۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے منافق نے کہا ہمیں ابو برزہ اسلمی کے پاس لے چلو جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے۔ انہوں نے اس کے پاس جانے کے لئے ایک دوسرے کو بلایا۔ منافقوں نے انکار کیا۔ وہ ابو برزہ کے پاس گئے اور اس سے سوال کیا۔ اس نے کہا لقمہ بڑا کرو۔ وہ کہتا اعظمو ا الخطر۔ انہوں نے کہا تیرے لئے دس وسق ہیں۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میری دیت سو وسق ہے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں بنو نضیر کے حق میں فیصلہ کروں تو بنو قریظہ مجھے قتل کر دیں۔ اگر بنو قریظہ کے حق میں فیصلہ کروں تو بنو نضیر مجھے قتل کر دیں گے تو انہوں نے دس وسق سے زیادہ دینے سے انکار کر دیا تو اس نے ان کے درمیان فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 184 2۔ ایضا

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ طاغوت سے مراد یہودی ہے جسے کعب بن اشرف کہتے۔ جب انہیں کہا جاتا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آؤ تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو انہوں نے کہا بلکہ ہم کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ کے لئے جائیں گے تو آیت کا یہی مفہوم ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آپ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کا آپس میں تنازع ہوا۔ منافق نے کہا ہمیں کعب بن اشرف کے پاس لے چلو۔ یہودی نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلو تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صحابیوں کے درمیان جھگڑا تھا، ایک مومن تھا اور ایک منافق تھا۔ مومن نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا اور منافق نے کعب بن اشرف کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی جس کو بشر کہتے۔ اس نے ایک یہودی سے جھگڑا کیا۔ یہودی نے اسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا اور منافق نے اسے کعب بن اشرف کے پاس حاضر ہونے کو کہا۔ پھر دونوں نے اپنا مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ منافق راضی نہ ہوا، کہا ہم اپنا مسئلہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاتے ہیں۔ یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان فیصلہ فرمایا مگر یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منافق سے کہا کیا بات اس طرح ہے تو اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے۔ اپنی تلوار نکالی پھر باہر تشریف لائے اور منافق کی گردن اڑا دی یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ او اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ سے راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طاغوت سے مراد انسان کی صورت میں شیطان ہے جس کے پاس وہ اپنے فیصلے لے جاتے وہ ان کے حاکم ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے طواغیت کے بارے میں پوچھا جن کے پاس لوگ فیصلے لے جاتے فرمایا جہینہ میں ایک بنو اسلم میں ایک، ہلال میں ایک اور ہر قبیلہ میں ایک آدمی ہوتا۔ یہ کاہن تھے جن کے پاس شیطان آتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان نے منافق کو رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 185 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 186

ﷺ کے پاس حاضری کے لئے کہا تا کہ حضور ﷺ فیصلہ فرمائیں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے صدود کا معنی اعراض کرنا کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے جب انہیں ان کی ذاتوں کے بارے میں مصیبت پہنچے اس نے قرآن میں موجود امر کی وضاحت کی یہ قرآن حکیم کی وعید میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ان الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے جو ان کے ہاتھوں نے اپنی ذاتوں کے بارے میں آگے بھیجا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے **مُّصِيْبَةٌ** کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ **مُّصِيْبَةٌ** سے مراد وہ سزا ہے جو ان کے نفاق اور اللہ تعالیٰ کا حکم ناپسند کرنے کی وجہ سے ملی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی اس بات کی وجہ سے ان سے اعراض کریں اور ان سے ان کے بارے میں اچھی بات کریں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

"اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں پر رسولوں کی اطاعت واجب ہے، کوئی بھی کسی رسول کی اطاعت نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اطاعت کرتا ہے (2)۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک یہودی اور مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنا معاملہ کعب بن اشرف کے پاس پیش کیا تھا (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ استغفار کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کلام میں اور ایک عمل میں کلام میں استغفار اس لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ جہاں تک عمل کے ساتھ استغفار کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال: 33) یہاں یہی مراد ہے، وہ ایسا عمل کریں جو مغفرت طلب کرنے والا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 186 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 188 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 89-188

جبکہ تو جانتا ہے کہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے تو زبان سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر رہے ہوں گے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہوں گے اور ان ملتوں سے بھی جو مسلمان نہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۶۵﴾

''پس (اے مصطفیٰ ﷺ) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کرلیں دل و جان سے''۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کا ایک بدری صحابی سے چشمہ کے پانی کے بارے میں جھگڑا ہوا اور ہم نے اپنا معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ اس پانی سے دونوں اپنی کھجوروں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا سیلابی پانی کو گزرنے دے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے زبیر اپنی کھجوروں کو سیراب کر پھر اسے اپنے پڑوسی کی طرف جانے دے۔ انصاری غصے ہو گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ فیصلہ اس لئے ہے کہ زبیر آپ کا پھوپھی زاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا پھر فرمایا اے زبیر اپنی کھجوریں سیراب کر پھر پانی روک لے یہاں تک کہ پانی باغ کی دیواروں تک جا پہنچے پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کے حق کی رعایت کی جبکہ اس سے قبل رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر پر اپنی رائے پیش کی جس میں آپ ﷺ نے حضرت زبیر اور انصاری کے لئے سہولت کا ارادہ کیا جب انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو غصہ دلایا تو رسول اللہ ﷺ نے واضح انداز میں حضرت زبیر کے حق کی رعایت کی۔ حضرت زبیر نے کہا میرا خیال ہے یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام حمیدی نے اپنی مسند، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زبیر اور ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنا قصہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ کیا۔ آدمی نے کہا کہ حضور ﷺ نے حضرت زبیر کے حق میں اس لئے فیصلہ کیا کیونکہ وہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے پانی کے بارے

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 33 (15)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں جھگڑا کیا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے اوپر والا اور پھر نیچے والا سیراب کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک یہودی اور ایک مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کعب بن اشرف کے سامنے جھگڑا پیش کیا تھا(1)۔

امام ابن جریر نے شعبی سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے مگر انہوں نے کہا وہ کاہن کے پاس اپنا معاملہ لے کر گئے(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنا جھگڑا پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ تم دونوں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آدمی نے کہا اے ابن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے تو اس نے کہا ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں آپ کے پاس بھیج دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے پوچھا کیا بات اسی طرح ہوئی ہے؟ تو اس نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں تمہارے پاس آتا ہوں اور تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لئے ان کی طرف آئے تو جس سے یہ کہا تھا ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو اس پر تلوار سے وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ دوسرا بھاگتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اگر میں ان سے بھاگ نہ جاتا تو وہ مجھے بھی قتل کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا گمان یہ نہیں تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ دو مومنوں کو قتل کرنے کی جرأت کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اس آدمی کا خون رائیگاں چلا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے قتل سے بری ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس طریقہ کو ناپسند کیا تو بعد والی آیات نازل ہوئی۔

امام حافظ دحیم اپنی تفسیر میں حضرت عتبہ بن ضمرہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جھگڑا پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق دار کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا میں راضی نہیں۔ ساتھی نے پوچھا تو کیا ارادہ رکھتا ہے؟ تو اس نے کہا میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جائے۔ دونوں آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا تمہارے لئے وہی فیصلہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے۔ تو اس نے یہ بھی ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کے پاس چلتے ہیں۔ وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ آپ باہر تشریف لائے جبکہ تلوار ان کے ہاتھ میں تھی۔ تو جس نے پہلے فیصلہ ماننے سے انکار کیا تھا اس کے سر پر تلوار ماری اور اسے قتل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 191
2۔ ایضاً

کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک منافق اور ایک مومن کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ان کے درمیان فیصلہ کرنا زیب نہیں دیتا جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے اعراض کرتے ہیں۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، سب واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے۔ تلوار حمائل کی اور باہر نکلے اور منافق کو قتل کیا پھر فرمایا جو آدمی رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔ جبریل امین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل میں فرق کیا۔ اسی وجہ سے ان کا نام فاروق ہو گیا(1)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ کے بارے میں بتایئے فرمایا شَجَرَ کا معنی اَشْكَلَ ہے۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے زہیر کا شعر نہیں سنا، وہ کہتا ہے۔

مَتٰى تَشْتَجِرُ قَوْمٌ تَقِلُّ سُرَاتُهُمْ ‏ هُمْ بيننا فَهُمْ رِضًا وَهُمْ عَدْلٌ

جب قوم میں باہم جھگڑا کھڑا ہو جائے تو سردار کم پڑ جاتے ہیں، وہ ہمارے درمیان جھگڑا کرنے والے ہوتے ہیں، وہی راضی کرنے والے اور وہی عدل کرنے والے ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حرجا کا معنی شک نقل کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حرجا کا معنی گناہ نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو جس آدمی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تھا جو انصاری تھا، کہا میں نے فیصلہ تسلیم کیا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے انصاری سے غسل جنابت کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بتاؤ اگر میں مان لوں جو تم کہتے ہو، حکم اسی طرح ہے جس طرح تم کہتے ہو اس کے باوجود میں غسل کروں؟ تو انصاری نے اس سے کہا اللہ کی قسم نہیں یہاں تک کہ تیرے سینے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے بارے میں کوئی تنگی نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 59، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 189، دار احیاء التراث العربی بیروت

فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾

"اور اگر ہم فرض کر دیتے ان پر کہ قتل کروا اپنے آپ کو یا نکل جاؤ اپنے اپنے گھروں سے تو نہ بجالاتے اس کو مگر چند آدمی ان میں سے اور اگر وہ کرتے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہوتا بہتر ان کے لئے اور (اس طرح) سختی سے (اللہ کے احکام پر) ثابت قدم ہو جاتے تو اس وقت ہم بھی عطا فرماتے انہیں اپنے پاس سے اجر عظیم اور ضرور پہنچاتے انہیں سیدھے راستہ تک"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عربوں کو اس طرح حکم دیا جاتا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو خنجروں سے قتل کریں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی اسی کے بارے میں وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس اور ایک یہودی نے آپس میں باہم فخر کیا۔ یہودی نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا کہ اپنے آپ کو مارو تو ہم نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ ثابت نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے آپ کو قتل کرنا فرض کرتا تو ہم بھی اپنے آپ کو قتل کر دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن اسحاق سبیعی نے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی نے کہا اگر ہمیں اس کا حکم دیا جاتا تو ہم ایسا کرتے تاہم الحمدللہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا ہے۔ یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے (3)۔

امام ابن منذر نے اسرائیل کے واسطہ سے ابو اسحاق سے وہ زید بن حسن سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ انصار کے کچھ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہم پر یہ فرض کر دیتا تو ہم اسے قبول کر لیتے۔ الحمدللہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انصار کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی بڑھ کر مضبوط ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ صحابہ نے کہا اگر ہمارا رب ایسا کرتا تو ...... یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو فرمایا ایمان والوں کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 192 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے شریح بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ یہ عمل فرض کر دیتا تو یہ بھی ان قلیل لوگوں میں سے ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر یہ حکم نازل ہوتا تو ام عبد کا بیٹا ان میں سے ہوتا۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس قلیل جماعت میں شمار ہوتے جو حکم نازل ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو قتل کر دیتے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس قلیل جماعت میں سے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے تَثْبِيْتًا کا معنی تصدیق کیا ہے (1)۔

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

''اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور (اس کے) رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔ یہ (محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا''۔

امام طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ، ضیاء مقدسی نے صفۃ الجنۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جبکہ ضیاء مقدسی نے اسے صحیح قرار دیا کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، میں گھر میں ہوتا ہوں، آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں تو میں اس وقت تک صبر نہیں کر سکتا جب تک آپ ﷺ کو دیکھ نہ لوں۔ جب میں اپنی موت اور آپ ﷺ کے وصال کو یاد کرتا ہوں تو میں جان لیتا ہوں کہ جب آپ ﷺ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ ﷺ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں ہوں گے۔ جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو مجھے ڈر ہے کہ میں تجھے نہ دیکھ سکوں گا۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبرئیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے (2)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 193
2۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 296 (480)، بیروت

جب میں آپ کا ذکر کرتا ہوں اگر میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہولوں اور آپ کو دیکھ نہ لوں میں گمان کرتا ہوں کہ میری روح نکل جائے گی میں یہ بھی یاد کرتا ہوں اگر میں جنت میں داخل ہو بھی جاؤں تو میں جنت میں آپ سے کم مرتبہ پر فائز ہوں گا۔ یہ چیز مجھ پر شاق گزرتی ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ درجہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہوں۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے اسے بلایا اور اس پر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم آپ ﷺ مجھے میری جان، میری اولاد، میرے اہل اور میرے مال سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اگر میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں اور آپ ﷺ کو دیکھ نہ لوں تو میں مر جاؤں پھر انصاری رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تو کیوں روتا ہے؟ عرض کی میں نے یہ ذکر کیا کہ آپ ﷺ وصال فرما جائیں گے اور ہم بھی مر جائیں گے۔ آپ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں چلے جائیں گے۔ جب ہم جنت میں داخل ہوں گے تو مرتبہ میں آپ ﷺ سے کم ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کچھ خبر نہ دی تو اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ پر یہ حکم نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے فلاں تجھے بشارت ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا جبکہ وہ سخت پریشان تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فلاں کیا وجہ ہے میں تجھے غمگین دیکھتا ہوں۔ عرض کی اے اللہ کے نبی ایک چیز کے بارے میں، میں نے سوچ و بچار کی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عرض کی ہم صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، ہم آپ کی زیارت کرتے ہیں اور آپ کی مجلس میں بیٹھتے ہیں، کل آپ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں ہوں گے اور ہم آپ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو جبرئیل امین یہ آیت لے کر حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے بلا بھیجا اور خوش خبری دی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم دنیا میں آپ ﷺ سے جدا ہوں، اگر آپ ﷺ ہم سے پہلے اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو آپ ﷺ ہم سے مرتبہ میں بہت بلند ہوں گے اور ہم آپ کو دیکھ نہ سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اے اللہ کے نبی دنیا میں تو ہم آپ ﷺ کی زیارت کر سکتے ہیں جبکہ قیامت کے روز ہم آپ ﷺ کی زیارت نہ کریں گے کیونکہ آپ ﷺ جنت میں بہت ہی اعلیٰ مقام پر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ جنت میں تو میرے ساتھ ہوگا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 86 (12559)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1307، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 195
4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ کچھ لوگوں نے یہ کہا یہ اللہ کے نبی ہیں ہم دنیا میں آپ کی زیارت کرتے ہیں۔ جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو آپ ﷺ اپنی فضیلت کی وجہ سے بہت بلند مرتبہ ہوں گے، ہم آپ کی زیارت نہ کر سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ انصاری صحابہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جنت میں داخل فرمائے گا تو آپ ﷺ جنت کے بلند درجات میں ہوں گے جبکہ ہم آپ ﷺ کے مشتاق ہیں تو ہم کیا کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے کہا ہمیں علم ہے کہ حضور ﷺ کو جنت کے درجات میں ان پر فضیلت ہوگی جنہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ جب وہ جنت میں جمع ہو جائیں گے تو کیسے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اعلیٰ درجات میں مقیم اپنے سے نچلے درجہ میں رہنے والے لوگوں کی طرف اتریں گے اور ان کے باغوں میں جمع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو انعام کئے ان کا ذکر کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ثناء کریں گے (3)۔

امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس رات گزارتا تھا۔ میں آپ ﷺ کے لئے پانی لاتا اور خدمت کرتا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا مانگ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جنت میں آپ ﷺ کی سنگت مانگتا ہوں۔ فرمایا کیا کچھ اور بھی۔ میں نے عرض کی بس وہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو (4)۔

امام احمد نے حضرت عمرو بن مرہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، میں پانچوں نمازیں ادا کرتا ہوں، اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ان اعمال پر فوت ہوا تو وہ قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اس طرح ہوں گے۔ آپ نے دو انگلیاں کھڑی کیں جبکہ وہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فی سبیل اللہ ہزار آیات پڑھیں تو قیامت کے روز اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ لکھا جائے گا یہ کتنے اچھے رفیق ہیں ان شاء اللہ (5)۔

امام بخاری، امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 196 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 173 (226) 5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 97 (2443)

ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو نبی بھی مریض ہوتا اسے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا۔ حضور ﷺ اس بیماری میں تھے جس میں آپ ﷺ کی روح قبض کی گئی۔ آپ کو گلے کی تکلیف ہوئی (جس میں حلق خشک اور آواز میں سختی آجاتی ہے) تو میں نے حضور ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو میں جان گئی کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے مقداد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ نے اپنی ازواج کے بارے میں فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میرے بعد ان کے لئے صدیقین ہوں گے۔ فرمایا۔ تمہاری صدیقین سے کیا مراد ہے میں نے عرض کی ہماری وہ اولادیں جو چھوٹی عمر میں فوت ہوگئیں فرمایا نہیں صدیقین سے مراد وہ ہیں جنہوں نے تصدیق کی (2)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَ لَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧٣﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَ مَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٧٤﴾ وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِيَآءَ الشَّيْطٰنِ ۚ اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ﴿٧٦﴾

"اے ایمان والو! ہوشیار رہو پھر (وقت آجائے تو) نکلو ٹولیاں بن کر یا نکلو سب مل کر۔ اور بے شک تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ضرور دیر لگائیں گے پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت تو وہ کہے احسان فرمایا ہے اللہ نے مجھ پر کہ میں نہیں تھا ان کے ہمراہ (جنگ میں) حاضر۔ اور اگر ملے تمہیں فضل (فتح اور مال غنیمت) اللہ کی مہربانی سے تو ضرور کہے جیسے نہیں تھی تمہارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی دوستی کاش میں بھی ہوتا ان کے ہمراہ تو حاصل

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 294 (1620) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 194

کرتا بڑی کامیابی۔ پس چاہیے کہ لڑا کریں اللہ کی راہ میں (صرف) وہ لوگ جنہوں نے بیچ دی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے عوض اور جو شخص لڑے اللہ کی راہ میں پھر (خواہ) مارا جائے یا غالب آئے تو (دونوں حالتوں میں) ہم دیں گے اسے اجر عظیم۔ اور کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو راہ خدا میں حالانکہ کئی بے بس مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بھی ہیں جو (ظلم سے تنگ آکر) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! نکال ہمیں اس بستی سے ظالم ہیں جس کے رہنے والے اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی دوست اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔ جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں تو (اے ایمان والو!) لڑو شیطان کے حامیوں سے، بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے خُذُوْا حِذْرَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اپنا اسلحہ لو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے الگ الگ چھوٹے لشکروں کی صورت میں نکلو اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا یا سب اکٹھے نکلو۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا دس یا زائد افراد کی صورت میں۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عمرو بن کلثوم تغلبی کا شعر نہیں سنا۔

فَاَمَّا يَوْمَ خَشْيَتِنَا عَلَيْهِمْ فَتُصْبِحُ خَيْلُنَا عُصَبًا ثُبَاتًا

ان کے خلاف ہماری جنگ کے دن ہمارے گھوڑے دس دس کی ٹولیوں میں نکلتے ہیں۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس کا معنی ہے جماعتوں اور فرقوں کی صورت میں نکلو یا سب نکلو کہا اس حکم کو (وما کان المومنون لینفروا کافۃ (الانعام: 141) نے منسوخ کر دیا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ثبات کا معنی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے چھوٹی جماعتیں نقل کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اس کا معنی جماعت نقل کیا ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سب نکلو(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اللہ کا نبی جہاد پر روانہ ہو تو کسی کو حق حاصل نہیں کہ گھر میں بیٹھا رہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 47، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 197، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

لَيُبَطِّئَنَّ...... فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا منافق کے بارے میں ہے(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ منافقوں کے رئیس عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں نازل ہوئی۔ معنی یہ ہے تم میں سے وہ بھی ہیں جو جہاد سے بیٹھ رہتے ہیں۔ اگر تمہیں دشمن کی طرف سے کوئی تکلیف یا زندگی میں مشقت پہنچتی ہے تو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے میں ان کے ساتھ حاضر نہیں تھا۔ اگر میں ان کے ساتھ ہوتا تو مجھے بھی ویسی ہی تکلیف پہنچتی جیسی انہیں تکلیف پہنچی ہے۔ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح، غنیمت اور رزق میں وسعت نصیب ہوتی ہے تو منافق بیٹھ رہنے پر ندامت کا اظہار کرتا ہے، گویا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی محبت کا رشتہ موجود نہیں تو وہ کہتا ہے ہائے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا اور غنیمت سے وافر حصہ پاتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے وہ بھی ہیں جو جہاد سے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے سے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہ دشمن مسلمانوں کے کچھ افراد کو قتل کر دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے کہ میں ان کے پاس نہیں تھا۔ یہ دشمن کی تکلیف پر خوش ہونے والے کی بات ہے۔ اگر تمہیں اللہ کی جانب سے فضل نصیب ہو یعنی مسلمان دشمنوں پر غالب ہوں اور وہ غنیمت حاصل کریں تو وہ یہ بات کرتے ہیں جو حاسد کی بات ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی بیچ دیتے ہیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے مشرکوں سے جنگ کریں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے قتل ہو جائے اور وہ مشرکوں پر غالب آ جائے تو ہم اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے یعنی جنت میں وافر حصہ عطا فرمائیں گے گویا مسلمانوں میں سے کوئی قاتل ہو یا مقتول ہو جب مشرکوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو وہ اجر میں شریک ہوں گے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ کمزوروں کی راہ میں کیوں جہاد نہیں کرتے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ سے مراد وہ مسلمان تھے جو مکہ مکرمہ میں تھے اور ہجرت کی استطاعت نہیں رکھتے تھے(5)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اور میری والدہ بے بس لوگوں میں سے تھے(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 198، 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 99-198 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 199
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 201 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 201 6۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 660

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مومنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ میں موجود کمزور مومنوں کی طرف سے جنگ کریں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے نصیر کا معنی ''حجت ثابت'' نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے طاغوت کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم شیطان کو دیکھو تو اس سے نہ ڈرو بلکہ اس پر حملہ کر دو کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہے۔ مجاہد نے کہا شیطان نماز میں مجھے دکھائی دیتا۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یاد کرتا تو اس پر حملہ کر دیتا تو وہ مجھ سے بھاگ جاتا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْ لَاۤ اَخَّرْتَنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ؕ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۫ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۷۷﴾

''کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں جب کہا گیا کہ روکو اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ (ان باتوں کو تو مان لیا) پھر جب فرض کیا گیا ان پر جہاد تب ایک گروہ ان میں سے ڈرنے لگ گیا لوگوں سے جیسے ڈرا جاتا ہے خدا سے یا اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار! کیوں فرض کر دیا تو نے ہم پر جہاد (اور) کیوں نہ مہلت دی تو نے ہمیں تھوڑی مدت تک۔ (اے ترجمان حقیقت انہیں) کہو دنیا کا سامان بہت قلیل ہے اور آخرت زیادہ بہتر ہے اس کے لئے جو تقویٰ اختیار کیے ہے اور نہیں ظلم کیا جائے گا تم پر کھجور کی گٹھلی کے ریشہ کے برابر''۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم جب مشرک تھے تو عزت والے اور غالب تھے۔ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 200

ہم ایمان لائے تو ہم ذلیل ہو گئے فرمایا مجھے معاف کرنے کا حکم ہے تم قوم سے جنگ نہ کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ میں پہنچا دیا تو جہاد کا حکم دیا تو وہ جہاد کرنے سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ جب مکہ مکرمہ میں تھے تو وہ جنگ کی طرف جلدی کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم کدالیں بنا لیتے ہیں جن کے ساتھ ہم مشرکوں سے جنگ کریں گے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ فرمایا مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا۔ جب ہجرت ہو چکی تو صحابہ کو جہاد کا حکم دیا گیا تو قوم نے اسے ناپسند کیا اور وہ کچھ کیا جو تم سنتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ قوم تھی جو مسلمان ہو چکی تھی اور ابھی ان پر جہاد فرض نہیں کیا گیا تھا ان پر ابھی نماز اور روزے کا حکم تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ ان پر جہاد فرض کیا جائے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ ...... وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان جیسا فعل کرنے سے منع کیا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اجل قریب کا معنی موت نقل کیا ہے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو شیخ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت تلاوت کی فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو اس دنیا کا ساتھی بنا۔ دنیا ابتداء سے آخر تک اس آدمی کی طرح ہے جو سویا تو اس نے خواب میں کچھ پسندیدہ چیزیں دیکھیں پھر بیدار ہوا تو کوئی چیز بھی نہ تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ دنیا قلیل ہے۔ قلیل کا بھی اکثر حصہ گزر چکا ہے اور قلیل میں سے قلیل باقی رہ گیا ہے۔

اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 203 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 204 | 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً | 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 207

يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾

''جہاں کہیں تم ہو گے آلے گی تمہیں موت اگرچہ (پناہ گزیں) ہوتم مضبوط قلعوں میں اور اگر پہنچے انہیں کوئی بھلائی تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے انہیں کوئی تکلیف تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے۔ (اے میرے رسول) آپ فرمایئے سب اللہ کی طرف سے ہے۔ تو کیا ہو گیا ہے اس قوم کو بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے۔ جو پہنچے آپ کو بھلائی سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو پہنچے آپ کو تکلیف سو وہ آپ کی طرف سے ہے اور بھیجا ہے ہم نے آپ کو سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کی رسالت کا) گواہ''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا کا معنی یہ نقل کیا ہے زمین میں جہاں کہیں بھی ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ کا معنی ایسے محل جو قلعوں میں ہوں کیا ہے(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس کا معنی (ایسے محل جن پر پلستر کیا گیا ہو) کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اس کا معنی (ایسے سفید محل جو آسمان دنیا میں بنا گئے ہیں) نقل کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی ایسے محل جو آسمانوں میں ہیں نقل کیا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں سفیان سے نقل کیا ہے کہ وہ دیکھیں گے کہ یہ محل آسمان میں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے ایک عورت تھی اس کا ایک خادم تھا اس عورت کے ہاں ولادت ہوئی۔ اس نے خادم سے کہا جاؤ میرے لئے آگ لے آؤ۔ خادم گیا، کیا دیکھتا ہے کہ دروازے پر دو آدمی کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس عورت نے کیا جنا ہے۔ دوسرے نے کہا اس نے بچی جنی ہے۔ ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا یہ بچی اس وقت تک نہیں مرے گی یہاں تک کہ سو مردوں سے بدکاری کرے گی اور پھر خادم سے شادی کرے گی اور اس کی موت مکڑی سے ہوگی۔ خادم نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور ان دونوں باتوں کو جھوٹا ثابت کروں گا۔ اس کے ہاتھ میں جو تھا اسے پھینک دیا اور چھری لے لی، اسے خوب تیز کیا اور کہا کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں اس بچی سے اس وقت شادی کروں گا جب وہ سو مردوں سے بدکاری کر چکی ہوگی۔ چھری اس کے سینے میں گھونپ دی پھر چھری پھینک دی اور خیال کیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ بچی چیخی اس کی ماں اٹھی، اس کے پیٹ کو دیکھا جو پھٹ چکا تھا۔ اس نے اس کے پیٹ کو سیا اس کی دوائی کی یہاں تک کہ بچی صحت یاب ہوگئی۔

خادم جدھر منہ آیا ادھر چلا گیا۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ٹھہرا رہا۔ غلام نے مال کمایا اور ارادہ کیا کہ اپنا علاقہ دیکھے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 206 3۔ ایضاً

یہ معلوم کرے کہ کون مر گیا ہے اور کون زندہ ہے؟ وہ آیا یہاں تک کہ ایک بوڑھی کے پاس آ کر ٹھہرا۔ اس نے بوڑھی سے کہا شہر میں جو سب سے زیادہ خوبصورت عورت ہے اس کا خواہش مند ہوں۔ اس سے اپنی خواہش پوری کروں گا اور اسے مال عطا کروں گا۔ وہ بوڑھی اسی عورت کے پاس گئی۔ یہ عورت شہر میں سب سے خوبصورت عورت تھی۔ بوڑھی نے اسے اس مرد کے لئے دعوت دی اور کہا تو اس سے بہت زیادہ مال پائے گی۔ عورت نے انکار کر دیا اور کہا زمانہ گزشتہ میں مجھ سے یہ فعل ہوتا رہا ہے مگر آج مجھے مناسب لگا کہ میں یہ کام نہ کروں۔ وہ بوڑھی اس آدمی کی طرف لوٹی اور سب واقعہ بتایا۔ تو مرد نے کہا جا کر میری طرف سے اسے پیغام نکاح دو۔ اس نے پیغام نکاح دیا۔ اس سے شادی کر لی۔ مرد اس عورت سے شادی کر کے بہت خوش ہوا۔ جب مرد اس عورت سے مانوس ہو گیا تو اپنا واقعہ سنایا تو عورت نے کہا اگر تو سچا ہے تو میری ماں نے تیرا واقعہ سنایا تھا میں وہی عورت ہوں۔ مرد نے کہا تو وہی ہے؟ عورت نے کہا میں ہی وہ ہوں۔ مرد نے کہا اگر تو وہی ہے تو تجھ میں ایک نشانی ہے جو چھپ نہیں سکتی۔ مرد نے اس کے پیٹ سے پردہ ہٹایا تو اس کے پیٹ پر چھری کا نشان تھا۔ تو مرد نے کہا اللہ کی قسم ان دو آدمیوں نے مجھ سے سچ کہا تھا۔ اللہ کی قسم تو نے سو مردوں سے بدکاری بھی کی ہو گی اور میں وہی خادم ہوں۔ میں نے تجھ سے شادی کی اور تیری بات بھی ضرور پوری ہو گی اور تیری موت ضرور مکڑی سے ہو گی۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم مجھ سے یہ فعل صادر ہوتا رہا لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ سو تھے، اس سے کم تھے یا زیادہ۔ مرد نے کہا اللہ کی قسم نہ ایک کم ہو گا اور نہ ایک زیادہ ہو گا پھر وہ بستی کی ایک طرف چلا گیا۔ وہاں اس نے مکڑی کے ڈر سے گھر بنایا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ رہا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو وہ دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہے کہ چھت میں ایک مکڑی ہے جبکہ وہ عورت اس کے ساتھ تھی۔ مرد نے کہا اللہ کی قسم میں گھر کی چھت میں ایک مکڑی دیکھتا ہوں۔ عورت نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ یہ مجھے قتل کر دے گی۔ اللہ کی قسم اس کے قتل کرنے سے پہلے میں اسے قتل کروں گی۔ آدمی اٹھا کوشش کی اور اس مکڑی کو نیچے پھینک دیا۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم میرے سوا اسے کوئی نہیں مارے گا۔ اس نے اپنی انگلی اس پر رکھ دی اور اسے کچل دیا زہر اڑا یہاں تک کہ ناخن اور گوشت کے درمیان جا لگا۔ اس کا پاؤں سیاہ ہو گا اور وہ عورت مر گئی۔ جب اللہ تعالیٰ کا نبی مبعوث ہوا تو اس پر یہ حکم نازل ہوا (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کا سَیِّئَۃٌ کا معنی مصیبت ہے یعنی تمام نعمتیں اور مصائب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا کہ هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ کا قول وہ خوش حالی اور تنگ دستی کے بارے میں کرتے ہیں نیکیوں کے بارے میں کہتے ہیں یہ اللہ کی جانب سے ہے اور برائیوں کے بارے میں کہتے ہیں یہ تیری وجہ سے ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ایک فتح اور شکست کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 205 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 207 3۔ ایضاً

روایت نقل کی ہے کہ حَسَنَۃٌ اور سَیِّئَۃٌ اللہ کی جانب سے ہے۔ جہاں تک حسنہ کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر انعام ہے اور سیئہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش میں ڈالا ہے اور مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ سے مراد اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں جو فتح عطا کی اور مال غنیمت حاصل ہوا اور سَیِّئَۃٌ سے مراد غزوۂ احد میں جو مصیبت لاحق ہوئی یعنی چہرہ مبارک زخمی ہوا اور سامنے کے دانت ٹوٹ گئے (1)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ تم جو تقدیر کو جاننا چاہتے ہو تو تمہارے لئے وہ آیت کافی ہے جو سورۂ نساء میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے عطیہ عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں سَیِّئَۃٌ سے مراد غزوۂ احد کی مصیبت ہے۔ ارشاد فرمایا جو تمہیں شکست ہوئی وہ تمہارے گناہ کا نتیجہ ہے میں نے اسے تم پر مقدر کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے تم پر مقدر کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تمہیں اپنے گناہوں کی سزا پہنچتی ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی انسان کو لکڑی کی خراش، قدم کی لڑکھڑاہٹ اور رگ کے پھڑکنے کی تکلیف نہیں ہوتی مگر اس کے گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جو معاف فرماتا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تیرے گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے جس طرح احد والوں کے بارے میں کہا (اولما اصابتکم مصیبۃ قد اصبتم مثلیھا (التوبۃ:122) کہ تمہیں یہ مصیبت تمہارے گناہوں کی وجہ سے پہنچی (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یوں قرأت کرتے وَ مَآ اَصَابَكَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وانا کتبتھا علیك۔ مجاہد نے کہا ابی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اسی طرح ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۟﴿۸۰﴾

"جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی اور جس نے منہ پھیرا تو نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا پاسبان بنا کر"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 08-207
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 209
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 208
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 209

امام ابن منذر اور خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم صحابہ کی ایک جماعت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت آپ کی اطاعت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور میری اطاعت یہ ہے کہ تم اپنے ائمہ کی اطاعت کرو۔ اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا حرف، حرف کیا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سپرد کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف بھلائی کا ہی حکم دیتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابتداء میں یہی حکم تھا فرمایا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ پھر اس کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ کفار کے ساتھ جہاد کیا جائے اور ان پر سختی کی جائے یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں (1)۔

وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾

”اور کہتے ہیں ہم نے حکم مان لیا اور جب باہر نکلتے ہیں آپ کے پاس سے تو رات بھر مشورہ کرتا ہے ایک گروہ ان میں سے اس کے برعکس جو آپ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ لکھ رہا ہے جو وہ راتوں کو سوچا کرتے ہیں۔ پس رخ (انور) موڑ لیجئے ان سے اور بھروسہ کیجئے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کا) کارساز“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ کہتے ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے یہ کہنے کا مقصد اپنی جانوں اور اموال کی حفاظت تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے جاتے تو جو بات انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی ہوتی اس کے برعکس کرتے اللہ تعالیٰ نے ان پر عیب لگایا اور فرمایا جو آپ کہتے ہیں اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافق جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو اس وقت وہ اطاعت (تسلیم کرتے ہیں) کہتے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ایک جماعت اس امر میں تبدیلی کر دیتی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہوتا ہے جو کچھ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 210 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 212

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے لکھ لیتا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے فرمان میں تبدیلی کر دیتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے فرمان میں وہ تبدیلی کر دیتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کیے ہوئے وعدہ میں تبدیلی کی (5)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت عثمان بن عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے ان کے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جو فرماتے اس میں تبدیلی کر دیتے۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ﴿۸۲﴾

"تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں؟ اور (اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے (بھیجا گیا) ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے قول نقل کیا ہے کہ کیا وہ قرآن حکیم میں نظر و فکر نہیں کرتے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اختلاف نہیں ہوتا، اللہ کا فرمان حق ہے اس میں کوئی چیز باطل نہیں۔ لوگوں کا قول مختلف ہوتا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن منکدر کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا اختلاف لوگوں کے دلوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم نازل ہوتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم کا بعض بعض کو نہیں جھٹلاتا اور نہ ہی اس کا ایک حصہ دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ لوگ جو اس کے حکم سے ناواقف ہوتے ہیں وہ ان کی عقلوں کی کوتاہی اور ان کی جہالت ہے اور یہ آیت تلاوت کی۔ مومن پر یہ فرض ہے کہ وہ یہ کہے سب اللہ کی طرف سے ہے، وہ متشابہ آیات پر ایمان لائے بعض آیات کو بعض آیات سے نہ ٹکرائے جب کسی امر سے آگاہ نہ ہو اور اسے نہ جانتا ہو تو وہ کہے اللہ تعالیٰ کا ہر فرمان حق ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 212 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 211 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 212
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 211 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 213 7۔ ایضاً

یہ پہچان لے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ارشاد نہیں فرمایا جس میں کوئی نقص ہو، اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی حقیقت پر ایمان لائے (1)۔

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۭ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۳﴾

''اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا خوف کی تو چرچا کرنے لگتے ہیں اس کا اور اگر لوٹا دیتے اسے رسول (کریم) کی طرف اور بااقتدار لوگوں کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا ان میں سے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور (نہ ہوتی) اس کی رحمت تو ضرور تم اتباع کرنے لگتے شیطان کا سوائے چند آدمیوں کے''۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے جب اپنی ازواج سے گوشہ نشینی اختیار کی تو میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ کنکریاں زمین پر مار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہا حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی میں اس امر کا استنباط کرنے والا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَذَاعُوْا بِهٖ کا معنی ہے اسے عام کر دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے پاس لے جاتے ہیں۔ اگر اسے رسول اللہ ﷺ اور صاحب امر لوگوں کے پاس لے جاتے تو وہ اسے جان لیتے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے یہ حکم اخبار کے بارے میں ہے۔ جب مسلمانوں کا کوئی لشکر جنگ کے لئے جاتا تو لوگ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگتے کہتے مسلمانوں نے اتنے دشمنوں کو مار ڈالا اور دشمنوں نے فلاں فلاں مسلمان کو مار ڈالا۔ حضور ﷺ کی طرف سے خبر دیے بغیر ہی وہ لوگوں میں بات عام کر دیتے۔ ابن جریج نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (اذا عوابه) کا معنی ہے وہ اس کا اعلان کر دیتے اور افشاء کر دیتے وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ اگر وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف معاملہ لوٹاتے یہاں تک کہ حضور ﷺ خود اس کی خبر دیتے یا دین میں سمجھ رکھنے والے اور صاحب عقل لوگوں کو بتاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 213 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 214

پاس ایسی خبر ہوتی کہ وہ دشمن سے امن میں ہیں یا انہیں دشمن سے خوف لاحق ہے تو وہ اس بات کو پھیلا دیتے یہاں تک کہ ان کی بات دشمنوں تک جا پہنچتی۔ اگر وہ خاموش رہتے اور معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دیتے یا اپنے امیر کی طرف پھیر دیتے یہاں تک کہ وہ گفتگو کرتا تو صاحب علم لوگ خبر کی حقیقت کو جان لیتے کیونکہ وہ خبر کو پرکھ لیتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان لوگوں سے مراد منافق ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو معاذ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (1)۔

حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَذَاعُوۡا بِہٖ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ اسے عام کر دیتے ہیں کہا جنہوں نے خبر کو پھیلایا وہ یا تو منافق تھے یا دوسرے کمزور مسلمان تھے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اُولِی الۡاَمۡرِ کا معنی علماء کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اُولِی الۡاَمۡرِ سے مراد لشکروں کے امیر ہیں جو آنے والی خبر میں سوچ و بچار کرتے ہیں کہ کیا یہ سچی ہے یا جھوٹی ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس خبر میں تتبع اور تجسس کرتے ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور تجسس کرتے ہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ سمجھ جاتے ہیں کہ بات کیا تھی اور تم نے کیا سنی (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ اولی الامر اس کی چھان بین کر لیتے ہیں۔ یہ چیز انہیں پریشان کرتی ہے مگر تھوڑے لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں (7)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے معمر کے واسطہ سے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم سب کے سب شیطان کی اتباع کرتے اور حقیقت حال کو جاننے والے تھوڑے ہوتے (8)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّیۡطٰنَ پر کلام ختم ہو جاتی ہے اور اِلَّا قَلِیۡلًا اس کا تعلق کلام کے آغاز کے ساتھ ہے جو منافقین کے بارے میں آگاہ کرتی ہے۔ اس صورت میں قلیل سے مراد مومن ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ کلام یوں ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 215 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 216
4۔ ایضاً | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17-216 | 8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 217 | 9۔ یضاً، جلد 5، صفحہ 218

اَذَاعُوْا بِهٖ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَمْ یَنْجُ قَلِیْلٌ وَّ لَا كَثِیْرٌ۔ وہ سب اس خبر کو پھیلا دیتے ہیں مگر تھوڑے، اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو نہ قلیل اور نہ ہی کثیر نجات پاتے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، وہ اپنے نفوس سے شیطان کے امور کی باتیں کرتے مگر ایک طائفہ ایسا نہ کرتا (2)۔

فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ اللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّ اَشَدُّ تَنْكِیْلًا ﴿۸۴﴾

"تو (اے محبوب) جہاد کرو اللہ کی راہ میں نہ تکلیف دی جائے گی آپ کو سوائے اپنی ذات کے اور ابھاریں آپ ایمان والوں کو (جہاد پر)، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ روک دے زور ان لوگوں کا جو کفر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے نیز وہ سزا دینے میں بہت سخت ہے"۔

امام ابن سعد نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا، اگر وہ نہ مانیں تو عربوں کی طرف، اگر وہ نہ مانیں تو قریش کی طرف، اگر وہ بھی نہ مانیں تو بنو ہاشم کی طرف، اگر وہ بھی نہ مانیں تو صرف اپنی ذات کی طرف۔

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا ایک آدمی مشرکوں پر حملہ کرتا ہے کیا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے؟ جواب دیا نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا اور فرمایا لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ اس کا تعلق نفقہ سے ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا میرے رب نے مجھے جہاد کا حکم دیا ہے اب جہاد کرو۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ کا معنی ہے مومنوں کو نصیحت کریں۔

امام ابن منذر نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ سے فرمایا خبردار کیا کوئی جنت کی تیاری کرنے والا ہے کیونکہ جنت ایسی چیز ہے اس جیسی کوئی ذیشان چیز نہیں، کعبہ کے رب کی قسم یہ چمکتا نور ہے، جھومتا ریحانہ ہے، مضبوط محل ہے، بہتی نہر ہے، کثیر پکے ہوئے پھل ہیں، حسین و جمیل بیوی ہے، کثیر حلے ہیں، ایسے مقام میں ہے جو ہمیشہ رہے گا، خیر، تروتازگی اور نعمت میں ہے، ایسے گھر میں ہے جو بلند محفوظ اور خوبصورت ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حاضر ہیں۔ فرمایا ان شاء اللہ کہو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا ذکر کیا اور اس پر برانگیختہ کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 218 2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابن عبد البر تمہید میں حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انہیں یوں پڑھتے ہوئے سنا عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ مِنْ بَاْسِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سفیان نے کہا یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ مِنْ بَاْسِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَاْسًا اور تَنْكِيْلًا کا معنی سزا کیا ہے (1)۔

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا ﴿۸۵﴾

"جو کرے گا سفارش اچھی ہوگا اس کا حصہ اس میں سے اور جو کرے گا سفارش بری تو ہوگا اس کے لئے بوجھ اس سے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَفَاعَةً حَسَنَةً کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے کی شفاعت کرتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں اچھے امر کی سفارش کرتا ہے۔ اس کا اجر اس پر ہوگا اگرچہ اس کی سفارش قبول نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی اور کہا يَّشْفَعْ کے الفاظ ذکر نہیں کیے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں اچھی سفارش کرتا ہے اس کے لئے اس وقت تک اجر لکھا جاتا رہتا ہے جب تک اس سفارش کی منفعت جاری رہتی ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نصیب کا معنی حصہ ہے اور کفل سے مراد گناہ ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی اور حضرت ربیع رحمہما اللہ سے کفل کا معنی حصہ نقل کیا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کفل اور نصیب کا معنی ایک ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ۔ (7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُّقِيْتًا کا معنی ہے حفاظت کرنے والا (8)۔

ابو بکر بن انباری نے الوقف والابتداء میں، طبرانی نے کبیر میں اور طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 220 داراحیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 221 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے مُّقِيْتًا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا قادر و مقتدر۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے احیحہ بن انصاری کا قول نہیں سنا۔

وَذِیْ ضِغْنٍ كَفَفْتُ النَّفْسَ عَنْهُ   وَكُنْتُ عَلَى مَسَاءَتِهٖ مُقِيْتًا

کتنے ہی کینہ پرور ہیں جن سے میں نے نفس کو روکے رکھا جبکہ میں اسے تکلیف پہنچانے پر قادر تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم عیسیٰ بن یونس کے واسطہ سے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے وہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے عمل کے مطابق اجر عطا فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مقیت کا معنی شہید (گواہ)، حسیب (حساب لینے والا) اور حفیظ (نگہبان) کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مقیت کا معنی قادر نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی قدیر نقل کیا ہے (2) ابن زید سے بھی اسی کی مثل منقول ہے (3)۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے مقیت کا معنی رازق نقل کیا ہے۔

وَ اِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ حَسِيْبًا ۝۸۶ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ۝۸۷

"اور جب سلام دیا جائے تمہیں کسی لفظ دعا سے تو سلام دو تم ایسے لفظ سے جو بہتر ہو اس سے یا (کم از کم) دوہرا دو وہی لفظ، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ، نہیں کوئی معبود بغیر اس کے وہ ضرور جمع کرے گا تمہیں قیامت کے دن نہیں ذرا شک اس (کے آنے) میں اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کہنے میں"۔

امام احمد نے زہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیک۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا وعلیک ورحمۃ اللہ۔ پھر دوسرا آیا اس نے عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا وعلیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایک اور آیا عرض کی السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا وعلیک۔ اس آدمی نے عرض کی اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان فلاں فلاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو مجھ سے زیادہ کلمات

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 222 دار احیاء التراث بیروت   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً

کے ساتھ جواب دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے ہمارے لئے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا پھر یہ آیت تلاوت کی فرمایا ہم نے انہیں کلمات کو تجھ پر لوٹا دیا(1)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا عرض کی سلام علیکم۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دس نیکیاں۔ دوسرا آدمی گزرا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ فرمایا بیس نیکیاں۔ ایک اور آدمی گزرا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فرمایا تیس نیکیاں(2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے سلام عرض کیا عرض کی السلام علیکم۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دس نیکیاں۔ اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دیتا۔ اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں تیس نیکیاں لکھ دیتا(3)۔

امام بیہقی نے حضرت سہل بن حنیف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص السلام علیکم کہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، اگر وہ السلام علیکم رحمۃ اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دیتا ہے(4)۔

امام احمد، دارمی، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم۔ آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا دس۔ پھر ایک اور آیا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضور ﷺ نے اسے جواب ارشاد فرمایا پھر وہ بیٹھ گیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بیس۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ حضور ﷺ نے اسے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا تو فرمایا تیس(5)۔

امام ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے پھر ایک اور آدمی آیا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا چالیس۔ فرمایا فضائل اسی طرح ہوتے ہیں(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تمہیں کوئی سلام کہے تو تو کہے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ یا تو یوں کہیے السلام علیک جس طرح اس نے تجھے کہا(7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ طریقہ مسلمانوں کے بارے میں ہے(8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 225، دار احیاء التراث بیروت
2۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 473، قاہرہ
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 454 (8874)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 55-454 (8875)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 453 (8870)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 455 (8876)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 224
8۔ ایضاً

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کو سلام کرے تو جس طرح اسے سلام کیا گیا اسی طرح جواب دے مثلاً سلام کرنے والا کہتا ہے السلام علیکم تو دوسرا اللہ کا بندہ کہے السلام علیکم (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اسے سلام کیا کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا کیونکہ السلام تو برکاتہ پر ختم ہو جاتا ہے (2)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت سالم رحمہ اللہ سے جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی سلام کرتا تو جواب میں کلمات زائد کہتے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم آپ نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ ایک دفعہ میں پھر حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ ایک دفعہ میں پھر حاضر ہوا۔ عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وطیب صلواتہ (3)۔

امام بیہقی نے حضرت مبارک بن فضالہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تجھے کوئی مسلمان سلام کرے اور کہے السلام علیک تو کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اگر تو اسے السلام علیک ورحمۃ اللہ نہیں کہتا تو جو اس نے کلمات کہے تھے وہی کہہ دو یعنی السلام علیکم مگر صرف وعلیک نہ کہو (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت یونس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں کو اس سے بہتر اور اہل کتاب جیسا جواب دو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ سب احکام مسلمانوں کے لئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے جو بھی تجھے سلام کرے تو اسے جواب دو وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر فرعون مجھے یہ کہتا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ تو میں بھی کہتا وَفِيْكَ بَارَكَ اللّٰهُ۔ (5)

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سلام کرنا نفل ہے اور جواب دینا فرض ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا اسے باہم پھیلایا۔ جب کوئی آدمی قوم کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کرے تو وہ اسے جواب دیں۔ تاہم سلام کرنے والے کو ایک درجہ فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 510 (9095) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 511 (9096)
3۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 498 (1020)، قاہرہ
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 510 (9094)
5۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 568 (1118)
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 514 (1044)

نے انہیں سلام یاد دلایا اگر وہ اسے جواب نہ دیں تو اسے وہ جواب دے گا جو ان سے بہتر اور افضل ہے (1)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے (2)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا آپس میں سلام کو عام کرو (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک یہ اسم ہے جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا ہے اسے آپس میں عام کرو (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ جب تو اسے زیادہ کرے گا تو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرے گا (5)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے درمیان رکھا ہے۔ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرے تو اس پر لازم ہے کہ اس کا ذکر اچھے طریقے سے کرے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپس میں سلام کو عام کرو کیونکہ یہ جنتیوں کا سلام ہے۔ جب کوئی آدمی جماعت کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کرے۔ اگر وہ اسے جواب دیں تب بھی اسے ان پر ایک درجہ ہے۔ اگر وہ اسے جواب نہ دیں تو اسے فرشتوں میں سے ان سے بہتر لوگ اسے جواب دیں گے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سلام زمین میں اللہ تعالیٰ کی امان ہے (6)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سلام میں پہل کی وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک بہتر ہے (7)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں یہودیوں نے تم پر اتنا کسی اور چیز کی وجہ سے حسد نہیں کیا جتنا سلام اور تامین کے بارے میں حسد کیا۔ ابن مردویہ کے الفاظ ہیں کہا یہودی حاسد قوم ہے۔ انہوں نے مسلمانوں پر سلام سے بڑھ کر کسی چیز سے حسد نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دنیا میں عطا فرمایا جبکہ قیامت کے روز یہ جنتیوں کا سلام ہوگا اور اسی طرح امام کے پیچھے آمین پر انہوں نے حسد

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 332 (8782)

2۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 514 (1043)

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 75-474 (992)

4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 433 (8784) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 435 (8793)

6۔ نوادر الاصول باب التحیۃ بالسلام، جلد 1، صفحہ 186، دار صادر بیروت 7۔ ایضاً

کیا(1)۔

امام بیہقی نے حضرت حارث بن شریح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ جب وہ مسلمان کو ملے تو اسے سلام کا اسی طرح جواب دے جیسا اس نے سلام کیا یا اس سے بہتر جواب دے۔ جب مسلمان اس سے مشورہ طلب کرے تو اخلاص کے ساتھ اسے مشورہ دے، جب وہ دشمنوں کے خلاف اس سے مدد طلب کرے۔ تو وہ اسے مدد دے، جب وہ راستہ کے بارے میں پوچھے تو اسے سہولت عطا کرے اور وضاحت کرے جب وہ دشمن کے خلاف حملہ کے لئے طلب کرے تو وہ حملہ کرے۔ جب مسلمان کے خلاف غارت گری کا مطالبہ کرے تو وہ ایسا نہ کرے۔ جب وہ ڈھال مانگے تو دے اور اس سے عام ضرورت کی چیزیں نہ روکے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ماعون کیا چیز ہے؟ فرمایا ماعون میں پتھر، پانی اور لوہا شامل ہے۔ عرض کی کونسا لوہا؟ فرمایا ٹھٹھرا کلہاڑا جس سے تم محنت مزدوری کرتے ہو۔ عرض کی یہ پتھر کیا ہے؟ فرمایا پتھر کی ہنڈیا(2)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دو مومن آپس میں ملیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کو سلام کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ زیادہ محبوب ہوگا جو خندہ پیشانی میں زیادہ اچھا ہوگا۔ دونوں پر سو رحمتیں نازل ہوں گی۔ سلام میں پہل کرنے والے کے لئے نوے اور مصافحہ کے لئے دس(3)۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بھی صدقہ ہے کہ تو لوگوں کو سلام کرے جبکہ تیرا چہرہ کھلا ہوا ہو(4)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کو ہماری امت کا سلام اور اہل ذمہ کے لئے امان بنا دیا ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا، بیٹھنے والے کو، تھوڑے زیادہ کو، چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ جب کوئی قوم قوم کے پاس سے گزرے ایک بھی سلام دے دے تو سب کی طرف سے ہو جائے گا اور ایک بھی جواب دے دے تو سب کی طرف سے جواب ہو جائے گا(6)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ اس کے جسم پر دو سرخ کپڑے تھے۔ اس نے حضور ﷺ کو سلام کیا تو حضور ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا(7)۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن ابی ہلال لیثی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کا سلام قوم کے سلام کے قائم

1۔ الادب المفرد جلد 2، صفحہ 474 (991) قاہرہ
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 16-115 (7654) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 253 (8052)
4۔ ایضاً (8053)
5۔ جلد 6، صفحہ 436 (8798)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 446 (8983)
7۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 211 (7399) دارالکتب العلمیہ بیروت

مقام ہو جاتا ہے اور ایک آدمی کا جواب قوم کے جواب کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں مکتوب کا جواب فرض خیال کرتا ہوں جس طرح سلام کا جواب حق خیال کرتے ہوں (1)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اسے صرف سلام میں خیال کرتے ہو جبکہ یہ ہر چیز میں ہے جو تیرے ساتھ احسان کرے تو بھی اس کے ساتھ احسان کر اور بدلہ دے، اگر تو نہ پائے تو اس کے لئے دعا کر یا اس کے بھائیوں کے پاس اس کی تعریف کر۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ سلام اور دوسری چیزوں کا گواہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے حَسِيْبًا کا معنی حفیظا نقل کیا ہے (2)۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۠ وَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۸۹﴾

"سو کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ منافقوں کے بارے میں (تم) دو گروہ بن گئے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے انہیں بوجہ ان کرتوتوں کے جو انہوں نے کئے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے گمراہ کر دیا اللہ نے اور جسے گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کے لئے (ہدایت کا) راستہ۔ وہ دوست رکھتے ہیں اگر تم بھی کفر کرنے لگو جیسے انہوں نے کفر کیا تا کہ تم سب یکساں ہو جاؤ پس نہ بناؤ تم ان سے اپنے دوست یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں پس اگر وہ (ہجرت سے) منہ موڑیں تو پکڑ لو انہیں اور قتل کر دو انہیں جہاں کہیں پاؤ ان کو اور نہ بناؤ ان سے (کسی کو) اپنا دوست اور نہ مددگار"۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد کی طرف نکلے جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے ان میں سے کچھ واپس لوٹ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ان کے بارے میں دو جماعتیں ہو گئیں ایک جماعت وہ تھی جو کہتی ہم ان سے جنگ کریں گے اور دوسری جماعت وہ تھی جو کہتی ان سے

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 11-510 (9097)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 226

جنگ نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ طیبہ ہے۔ یہ خبث کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح آگ چاندی کے خبث کو دور کر دیتی ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد العزیز بن محمد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن سعد بن معاذ انصاری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو مجھے اذیت دیتا ہے اس سے کون مجھے چھٹکارا دلائے گا اور کون اسے روکے گا جو اپنے گھر میں مجھے اذیت دینے والوں کو جمع کرتا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسا شخص اگر ہم میں سے ہے تو ہم اسے قتل کریں گے اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے۔ آپ ﷺ ہمیں حکم دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی اطاعت کریں گے۔ حضرت سعد بن عبادہ اٹھے کہا اے ابن معاذ تجھے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے کیا سروکار۔ لیکن میں تیرے ارادہ کو پہچانتا ہوں۔ حضرت اسید بن خضیر نے کہا اے ابن عبادہ تو منافق ہے اور منافقوں کو پسند کرتا ہے۔ حضرت محمد بن مسلم نے کہا اے لوگوں خاموش ہو جاؤ۔ ہم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں وہ ہمیں حکم دیں گے۔ ہم اس کی اطاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ تھے جنہوں نے زبانی اسلام قبول کر لیا تھا جبکہ وہ مشرکوں کی مدد کرتے تھے۔ وہ اپنے کسی کام کے لئے مکہ مکرمہ سے نکلے انہوں نے کہا اگر ہمیں حضور ﷺ کے صحابہ ملے تو ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

جب مومنوں کو ان کے بارے میں خبر ہوئی کہ وہ مکہ مکرمہ سے نکلے ہیں تو مومنوں کی ایک جماعت نے کہا ان خبیثوں کی طرف نکلو اور انہیں قتل کر ڈالو کیونکہ یہ تمہارے خلاف تمہارے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔ مومنوں کی دوسری جماعت نے کہا سبحان تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو جنہوں نے وہی کلام کی جو تم نے کی تم انہیں اس لئے قتل کرتے ہو کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر نہیں چھوڑے ان کے خون اور مال حلال جانتے ہو۔ صحابہ کی یہ دو جماعتیں ہو گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ان میں موجود تھے۔ آپ ﷺ کسی جماعت کو بھی منع نہ کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام احمد نے منقطع سند کے ساتھ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عربوں کی ایک جماعت مدینہ طیبہ آئی اسلام قبول کر لیا انہیں مدینہ کی وباء نے آلیا تو وہ واپس لوٹے مدینہ طیبہ سے نکلے تو انہیں صحابہ کی ایک جماعت ملی صحابہ نے ان سے پوچھا کیا وجہ ہے تم واپس لوٹ گئے۔ انہوں نے کہا ہمیں مدینہ طیبہ کی وباء نے آلیا۔ صحابہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لئے اسوہ موجود نہیں۔ بعض نے کہا یہ لوگ منافق ہیں بعض نے کہا منافق نہیں یہ مسلمان ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

1۔ المستخرج علی صحیح مسلم، جلد 4، صفحہ 49 (3199)، بیروت　　2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1313 (663) دار الصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عربوں کی کچھ جماعتیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ وہاں ٹھہرے رہے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے ملے۔ صحابہ نے ان لوگوں کو پہچان لیا پوچھا کیوں لوٹے ہو؟ ان لوگوں نے صحابہ کے سامنے عذر پیش کیا۔ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے انہیں کہا تم نے نفاق کیا۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ یہ بات عام ہو گئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ آئے وہ خیال کرتے تھے کہ وہ ہجرت کر کے آئے ہیں پھر مرتد ہو گئے اور مکہ مکرمہ جانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی تا کہ وہاں سے اپنا سامان لے آئیں جس کے ساتھ تجارت کریں۔ مومنوں کا آپس میں ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا کچھ کہتے وہ منافق ہیں، کچھ کہتے وہ مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نفاق کو واضح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کا حکم دیا وہ اپنے سامان لے آئے۔ اس سے مراد ہلال بن عویمر اسلمی لیتے۔ اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ تھا۔ یہی وہ شخص تھا جو مومنوں اور اپنی قوم کے ساتھ جنگ کی ہمت نہیں پا رہا تھا اس کا یہ طرز عمل اس چیز کو رد کر دیتا ہے کہ وہ اس سے مراد ہلال لیتے اور اس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معاہدہ تھا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ قریش کے دو آدمی تھے جو مکہ مکرمہ میں مشرکوں کے ساتھ رہتے تھے۔ انہوں نے زبانی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن ہجرت کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ ان کو رسول اللہ کے صحابہ ملے جبکہ یہ دونوں مکہ مکرمہ آ رہے تھے۔ بعض نے کہا ان کے خون اور مال حلال ہیں۔ بعض نے کہا تمہارے لئے حلال نہیں۔ ان میں اختلاف ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے معمر بن راشد سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں یا ان کی طرف سے یہ جھوٹ تھا۔ صحابہ ان کو ملے تو ان کے بارے میں اختلاف کیا ایک جماعت نے کہا ان کے خون حلال ہیں، ایک جماعت نے کہا ان کے خون حرام ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت نہ کی وہ مکہ مکرمہ میں ہی ٹھہرے رہے انہوں نے ایمان کا اعلان کیا اور ہجرت نہ کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا کچھ صحابہ نے ان سے دوستی کی اور کچھ نے ان کی دوستی سے برأت کا اظہار کیا اور کہا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر گھروں میں بیٹھے رہے اور ہجرت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں منافق قرار دیا۔ مومنوں نے ان کی دوستی سے برأت کر لی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ جب تک وہ ہجرت نہ کریں ان سے دوستی نہ کریں (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت نے مدینہ طیبہ سے نکلنے کا ارادہ کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 228، دار احیاء التراث بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 229
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

مومنوں سے کہا مدینہ طیبہ میں تو ہمیں تکلیفوں نے آلیا اور ہمارے پیٹ خراب ہو گئے۔ شاید ہم کھلی فضا کی طرف نکلیں تو ٹھیک ہو جائیں پھر ہم لوٹ آئیں گے۔ بے شک ہم بادیہ نشین ہیں۔ وہ مدینہ طیبہ سے چلے گئے۔ ان کے بارے میں صحابہ کا اختلاف ہو گیا۔ ایک جماعت نے کہا اللہ کے دشمن ہیں اور منافق ہیں، ہمیں یہ بات پسند ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان سے جنگ کریں۔ ایک جماعت نے کہا نہیں بلکہ ہمارے بھائی ہیں، مدینہ طیبہ کی آب و ہوا نے ان کے پیٹ خراب کر دیے ہیں تو وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ وہ کھلی فضا کی طرف نکل گئے۔ جب تندرست ہو گئے تو لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے مشرکوں سے مال لیا اور یمامہ کی طرف تاجر بن کر گئے۔ مسلمانوں کا ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ ایک جماعت نے کہا اگر ہم ان سے ملے تو ہم ان کو قتل کر دیں گے اور جو کچھ ان کے پاس ہوگا ہم وہ لے لیں گے۔ بعض نے کہا یہ درست نہیں وہ تمہارے بھائی ہیں تجارت کی غرض سے گئے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت وہب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابن ابی کے بارے میں نازل ہوئی جب اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا باتیں کی تھیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت سعد بن معاذ نے کہا میں اس کی دوستی سے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے درمیان ذلیل و رسوا ہوا ہے اور رسول اللہ کے گھر والوں کے بارے میں بدگوئی کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے برأت کا اعلان کر دیا ہے پھر ان آیات کو تلاوت فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں نازل فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد کوئی بھی اس بارے میں کوئی بات نہیں کرتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَرْكَسَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں گرا دیتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوٹا دیا (4)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اَرْكَسَهُمْ کا معنی پوچھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کے بدلہ میں جہنم میں محبوس کر دے گا۔ پوچھا کیا عرب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 229، دار احیاء التراث بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 230
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 231
4۔ ایضاً

اسے پہچانتے ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا شعر نہیں سنا۔

أُرْكِسُوا فِي جَهَنَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا عُتَاةً يَقُولُوا مينا وَكِذْبًا وَزُورًا

انہیں جہنم میں محبوس کر دیا گیا کیونکہ وہ سرکش تھے اور جھوٹ بولتے تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے اعمال کے باعث ہلاک کر دیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہ کر دیا(2)۔

اِلَّا الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ اِلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ اَنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ اَوْ يُقَاتِلُوْا قَوْمَهُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ فَاِنِ اعْتَزَلُوْكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ وَ اَلْقَوْا اِلَيْكُمُ السَّلَمَ ۙ فَمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيْلًا ۝۹۰

"مگر ان کو (قتل نہ کرو) جو تعلق رکھتے ہیں اس قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہے یا آ گئے ہوں تمہارے پاس اس حال میں کہ تنگ ہو چکے ہوں ان کے سینے کہ جنگ کریں تم سے یا جنگ کریں اپنی قوم سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو مسلط کر دیتا انہیں تم پر تو وہ ضرور لڑتے تم سے پھر اگر وہ کنارہ کر لیں تم سے اور نہ جنگ کریں تمہارے ساتھ اور بھیجیں تمہاری طرف صلح (کا پیغام) تو نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان پر (زیادتی کرنے کی) راہ"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے انہیں بیان کیا کہ جب حضور ﷺ نے اہل بدر اور اہل احد پر غلبہ پالیا اور مدینہ طیبہ کے اردگرد کے لوگ مسلمان ہو گئے تو سراقہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور ﷺ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میری قوم بنو مدلج کی طرف بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی میں آپ کو نعمت کا واسطہ دیتا ہوں صحابہ نے کہا رک جاؤ حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ ارادہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ میری قوم کی طرف لشکر بھیجیں جبکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ انہیں اس حال میں رہنے دیں اگر آپ ﷺ کی قوم مسلمان ہو گئی تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں گی اور اسلام میں داخل ہو جائیں گی۔ اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو آپ ﷺ ان پر اپنی قوم کے دلوں کی وجہ سے سخت نہیں ہوں گے۔ حضور ﷺ نے حضرت خالد کا ہاتھ پکڑا فرمایا جاؤ جو یہ چاہتا ہے وہ کرو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 231، دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً

خلاف دشمنوں کی مدد نہ کریں گے۔ اگر قریش مسلمان ہو گئے تو یہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو جائیں گے۔ جو لوگ بھی مدلج کے ساتھ ملیں گے وہ بھی اس عہد میں شامل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب وہ اپنے کفر کو ظاہر کریں تو انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو اگر کوئی آدمی اس قوم میں شامل ہو جاتا ہے جن کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہے تو ان پر وہ احکام لاگو کرو جو تم ذمیوں پر جاری کرتے ہو (2)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کو سورۂ توبہ کی آیت نمبر 5 نے منسوخ کر دیا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سینے ان (مومنوں) سے اور ان (کافروں) سے رکے ہوتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے وہ لوٹیں اور تم میں داخل ہو جائیں اور ان کے سینے تنگ پڑ جائیں (4)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے سینے (دل) ناپسند کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے السَّلَمَ کا معنی صلح نقل کیا ہے (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو سورۃ توبہ کی آیت نے منسوخ کر دیا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو سورۂ توبہ کی آیت نے منسوخ کر دیا (7)۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْكُمْ وَ یَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْكُمْ وَ یُلْقُوْۤا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ وَ یَكُفُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَ اُولٰٓىٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۹۱﴾

"تم پاؤ گے چند اور لوگ جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اور امن میں رہیں اپنی قوم سے (لیکن)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 345، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 233 دار احیاء التراث بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 11، دار الفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 235 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 236
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 237 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 236

جب کبھی پھیرے جاتے ہیں فتنہ کی طرف منہ کے بل گر پڑتے ہیں اس میں، سو اگر نہ کنارہ کریں تم سے یا نہ بھیجیں تمہاری طرف صلح (کا پیغام) اور نہ روک لیں اپنے ہاتھ تو پکڑ لو انہیں اور قتل کرو انہیں جہاں تم پاؤ انہیں اور یہی لوگ ہیں کہ دیا ہے ہم نے تمہیں ان پر کھلا اختیار"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے، دکھاوے کا اسلام قبول کرتے پھر قریش کی طرف پلٹ جاتے اور بتوں کی عبادت شروع کر دیتے۔ اس طریقہ سے یہ خواہش کرتے کہ یہاں بھی امن سے رہیں اور وہاں بھی امن سے رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ اگر وہ الگ تھلگ نہ رہیں اور مسلمانوں سے مصالحت نہ کریں تو ان سے جنگ کرو (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ جب بھی وہ فتنہ سے نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس میں الٹے منہ گر پڑتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک آدمی اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کرتا پھر مکڑی، پتھر، بچھو اور گبریلا کو دیکھتے تو مشرک اس مسلمان کو کہتے کہو یہ گبریلا اور بچھو میرا رب ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تہامہ میں ایک قبیلہ تھا، انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ کریں گے اور نہ ہی اپنی قوم سے جنگ کریں گے۔ انہوں نے ارادہ کیا وہ اللہ کے نبی سے امن میں رہیں اور اپنی قوم سے امن میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کا انکار کیا۔ جب بھی انہیں کوئی آزمائش سامنے آتی ہے تو اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نعیم بن مسعود اشجعی مسلمانوں اور مشرکوں دونوں میں امان سے تھا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشرکوں کے درمیان سفارت کا کام کر رہا تھا اور کہا فتنہ کا معنی شرک ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب بھی انہیں آزمائش میں ڈالا جاتا تو اس میں اوندھے منہ گر پڑتے (5)۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 237 دار احیاء التراث بیروت
2۔ جلد 5، صفحہ 238
3۔ ایضا
4۔ ایضا
5۔ ایضا

اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ ۫ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۹۲﴾

''اور نہیں (جائز) کسی مومن کے لئے کہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے تو (اس کی سزا یہ ہے کہ) آزاد کرے مسلمان غلام اور خون بہا ادا کرے مقتول کے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ خود ہی (خون بہا) معاف کر دیں پھر اگر ہو (مقتول) اس قوم سے جو دشمن ہے تمہاری لیکن وہ (مقتول) خود مومن ہو تو (قاتل) آزاد کرے ایک مسلمان غلام اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ ہو چکا ہے تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ تو (قاتل) خون بہا دے دے اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرے ایک مسلمان غلام۔ تو جو شخص غلام نہ پا سکے تو روزے رکھے دو ماہ لگاتار (اس گناہ کی) توبہ اللہ کی طرف سے (یہی مقرر ہے) اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کسی مومن کو زیب نہیں دیتا اس عہد ... کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے لیا(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ کوئی مومن کسی مومن کو قتل نہ کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ حرث بن یزید بن نبیشہ جو بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتا ہے ... ابوجہل کے ساتھ مل کر عیاش بن ابی ربیعہ کو اذیتیں دیا کرتا تھا پھر وہ ہجرت کر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے ... لئے نکلا عیاش اسے حرہ میں ملا تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا جبکہ وہ گمان کرتا تھا کہ حرث کافر ہے پھر عیاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ... سے فرمایا اٹھو اور غلام آزاد کرو(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ نے ... ایک مومن کو قتل کیا وہ اور ابوجہل عیاش کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ عیاش ابوجہل کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ عیاش کا خیال تھا ... کہ وہ آدمی پہلے کی طرح کافر ہے۔ عیاش نے مومن کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی۔ ابوجہل اس کے پاس ... آیا جو ماں کی طرف سے اس کا بھائی تھا کہ تیری ماں تجھے اپنی رحم اور حق کا واسطہ دیتی ہے کہ تو واپس آ جا۔ وہ امیمہ بنت مخرمہ ... تھی۔ عیاش ابوجہل کے ساتھ ہولیا۔ ابوجہل نے اسے باندھ لیا اور اسے مکہ لے آیا۔ جب کافروں نے اسے دیکھا تو ان کے ... کفر اور فتنہ میں اور اضافہ ہو گیا اور کہا ابوجہل (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہر اس بات پر قادر ہے جو وہ چاہتا ہے۔ ابوجہل ... ان کے صحابہ پکڑ لیتا ہے اور انہیں رسیوں میں جکڑ لیتا ہے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 240، دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 241 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 240

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی۔ اس نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی عیاش، ابوجہل اور حارث کا ماں کی طرف سے بھائی تھا اور یہ ماں کا سب سے پیارا بیٹا تھا۔ جب حضرت عیاش رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو یہ بات اس کی ماں پر بڑی شاق گزری اس نے قسم اٹھادی کہ وہ اس وقت تک کمرے میں داخل نہ ہو گی جب تک اپنے بیٹے کو دیکھ نہ لے۔ ابوجہل اور حارث مدینہ طیبہ آئے اور اس کی وجہ سے ماں کی جو حالت ہوگئی تھی وہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو بتائی اور حضرت عیاش رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مکہ مکرمہ جائے تا کہ اس کی والدہ اسے دیکھ لے۔ وہ دونوں اسے مدینہ طیبہ آنے سے نہیں روکیں گے اور اس سے وعدہ کیا کہ جب اس کی والدہ اسے دیکھ لے گی تو وہ اسے آزاد کر دیں گے۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ دونوں کے ساتھ چل پڑے جب یہ دونوں مدینہ طیبہ سے نکلے تو اس پر حملہ کر دیا اور اس کی مشکیں کس دیں اور اسے تقریباً سو کوڑے مارے کوڑے مارنے میں بنی کنانہ کے ایک آدمی نے بھی ان کی مدد کی۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ اگر وہ کنانی سے بدلہ لینے پر قادر ہوا تو اسے ضرور قتل کرے گا۔ یہ دونوں حضرت عیاش کو مکہ مکرمہ لے آئے۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں محبوس رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نکلے اور کنانی سے ملاقات ہوئی جبکہ ربیعہ کنانی مسلمان ہو چکا تھا جبکہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو اس کے مسلمان ہونے کا کوئی علم نہ تھا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سے وار کیا اور قتل کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ خطاً کا معنی ہے کہ قاتل یہ نہ جانتا ہو کہ مقتول مومن ہے اور یصدقوا کا مطلب ہے کہ وہ دیت کو چھوڑ دیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ حارث بن یزید کو قتل کرے گا جو بنو عامر بن لوئی کا مولی تھا۔ جب حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی۔ اس وقت حارث مشرک تھا، بعد میں حارث مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کی حارث سے ملاقات مدینہ طیبہ میں ہوئی تو عیاش نے حارث کو قتل کر دیا یہ قتل غلطی سے ہوا۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حارث بن یزید حضور ﷺ کے ساتھ سخت زیادتیاں کرتا تھا وہ اسلام کے ارادہ سے آیا جبکہ عیاش کو کچھ علم نہ تھا۔ عیاش بن ابی ربیعہ کی اس سے ملاقات ہوئی۔ عیاش رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ یہ لوگ ایک مہم پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اپنے کام کے لئے ایک گھاٹی کی طرف گئے تو قوم کے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنا ریوڑ چرا رہا تھا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ اس آدمی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جبکہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس پر وار کیا پھر اس کا ریوڑ ہانک کر اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 241 دار احیاء التراث بیروت
2۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 8، صفحہ 131، دار الفکر بیروت

ساتھیوں کے پاس لے آئے پھر دل میں کچھ خلش محسوس کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری دی اور سب واقعہ ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کا سینہ کیوں نہیں چیر لیا۔ عرض کی میرے لئے یہ ممکن نہ تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اگر ایسا کرتا بھی تو پانی پاتا یا خون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تجھے اپنی زبان سے آگاہ کیا لیکن تو نے نہ مانا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا کیا بنے گا فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا کرو گے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا کیا بنے گا۔ فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا کرو گے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ دن میرے اسلام لانے کا پہلا دن ہوتا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اَنۡ یَّصَّدَّقُوۡا کا معنی ہے مگر وہ دیت نہ لیں (1)۔

امام رویانی، ابن مندہ اور ابو نعیم نے المعرفۃ میں بکر بن حارثہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک چھوٹے لشکر میں تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا ہم نے اور مشرکوں نے باہم جنگ کی۔ میں نے ایک مشرک پر حملہ کیا تو اس نے اسلام کا اظہار کر کے مجھ سے بچنا چاہا۔ میں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غصے ہوئے اور مجھے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر راضی ہو گئے اور مجھے اپنے قریب بٹھایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رقبہ مومنہ سے مراد ایسا غلام ہے جو ایمان کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو اس نے روزے رکھے ہوں اور نمازیں پڑھی ہوں۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی رقبہ کا ذکر آیا ہے اور اس کے لئے مومنہ کا لفظ ذکر نہیں کیا تو اس میں بچہ اور اس سے بڑا آزاد کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اپاہج نہ ہو۔ ساتھ ہی اس پر مکمل دیت لازم ہے بشرطیکہ مقتول کے ورثاء اس میں تخفیف کر دیں (2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ہے اس میں بچے کو آزاد کرنا جائز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابو داؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی ایک حبشی لونڈی کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ایک مومن غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس لونڈی نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس لونڈی نے رسول اللہ اور آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے آزاد کر دے یہ مومنہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ جب کہ میرے پاس ایک حبشن لونڈی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتی ہے؟ اس لونڈی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 42-241 دار احیاء التراث بیروت
2۔ جلد 5، صفحہ 243
3۔ سنن ابو داؤد، جلد 4، صفحہ 77-176 (906) الریاض

نے کہاں ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دے۔

امام عبدالرزاق، امام احمد اور عبد بن حمید نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک حبشن لونڈی لایا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر ایک مومن غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ اگر آپ ﷺ اسے مومنہ خیال کرتے ہیں تو اسے آزاد کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی سے فرمایا کیا تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں، پوچھا کیا تو میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں فرمایا کیا تو موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دو یہ مومنہ ہے۔

امام طیالسی، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا تو یہ چیز حضور ﷺ پر بڑی شاق گزری۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ فرمایا کیوں نہیں اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں لونڈی حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ عرض کی آسمان میں۔ پوچھا میں کون ہوں؟ عرض کی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا یہ مومنہ ہے، اسے آزاد کر دو(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت سو اونٹ مقرر فرمائی۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت بیس بنت مخاض، بیس بنی مخاص، بیس بنت لبون، بیس جذعہ اور بیس حقہ معین فرمائی(2)۔

امام ابوداؤد اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی ہے(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوبکر بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتیں لکھی ہوئی تھیں، ساتھ حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا۔ اس میں یہ بھی تھا جن کے پاس دینار ہوں ان پر دیت ہزار دینار ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے مالکوں پر دیت سو اونٹ، گائے کے مالکوں پر دو سو گائیں، بکریاں پالنے والوں پر ایک ہزار بکری اور پارچہ فروشوں پر دو سو حلے اور گندم کے مالکوں پر بھی کوئی چیز معین کی جو محمد بن اسحاق کو یاد نہیں رہی(4)۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 22 (533,37) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 276 (2631) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ابوداؤد، باب الدیۃ کم ھی، جلد 2، صفحہ 269، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُّسَلَّمَةٌ کا معنی (کامل) کیا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مُّسَلَّمَةٌ کا معنی مکمل نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مکمل دیت مقتول کے ورثاء کو دی جائے مگر اس صورت میں کہ مقتول کے ورثاء اس میں کمی کر دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دیت مقتول کے ورثاء کو دی جائے مگر اس صورت میں کہ مقتول کے ورثاء صدقہ کر دیں وہ معاف کر دیں یا درگزر کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ قاتل کا قبیلہ مقتول کے ورثاء کو دیت دے۔ اگر مقتول کے ورثاء دیت قاتل کے ورثاء پر صدقہ کر دیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے جہاں تک غلام آزاد کرنے کا تعلق ہے تو یہ قاتل کے مال میں سے اس پر واجب ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت بکر بن شرود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی کی قرأت میں اِلَّاۤ اَنْ یَّصَّدَّقُوْا ہے(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی منذر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے رایت نقل کی ہے کہ اَهْلِهٖۤ سے مراد ہے وہ مسلمان کے وارث مسلمان بنیں اور فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ میں مقتول سے مراد مومن اور اس کی قوم کافر ہو۔ جبکہ اس قوم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ ہو تو اس کی وراثت مسلمانوں کے لئے ہوگی اور اس کی دیت اس کی قوم کے لئے ہوگی کیونکہ اس کی طرف سے وہی دیت دیتے ہیں(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر مقتول حربی ہو اور ایمان دار ہو، قاتل نے اسے خطاً قتل کر دیا ہو تو قاتل پر فرض ہے کہ ایک مومن غلام آزاد کرے یا دو ماہ لگاتار روزے رکھے تو اس صورت میں قاتل پر کوئی دیت لازم نہیں ہوگی اور اگر مقتول کافر ہو جس کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہے وہ قتل کر دیا جائے تو قاتل پر دیت ہوگی جو مقتول کے ورثاء کو دی جائے گی اور ایک غلام بھی آزاد کرنا لازم ہوگا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ مقتول مومن ہو، دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لشکر کے بارے میں سنتے ہیں وہ بھاگ جاتے ہیں جبکہ مومن وہاں ہی ٹھہرا رہتا ہے تو قتل ہو جاتا ہے، اس میں ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے(5)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مقتول مومن ہو اور اس کی قوم کافر ہو تو اس کی دیت قاتل پر لازم نہ ہوگی لیکن غلام کا آزاد کرنا لازم ہے(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 243 دار احیاء التراث بیروت　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 246　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 245　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 244

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطے سے ابو عیاض سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آتا، اسلام قبول کرتا پھر اپنی قوم کے پاس چلا جاتا جو کہ مشرک ہوتی انہیں کے درمیان رہتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر حملہ آور ہوتے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ مومن بھی قتل ہو جاتا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کی دیت لازم نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو یحییٰ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اسلام قبول کرتا پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ جاتا وہ اپنی قوم میں ہی رہتا آدمی اسے قتل کرتا غلام آزاد کرتا تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی خود بھی اور اس کی قوم بھی معاہدہ میں شامل ہو تو اس کی دیت قوم کو دی جائے گی اور جس نے قتل کیا ہوتا وہ ایک غلام آزاد کرتا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مرداس بن عیاش کے بارے میں نازل ہوئی وہ خود مسلمان ہو گیا جبکہ اس کی قوم حربی کافر تھی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے غلطی سے اسے قتل کر دیا ان کے لئے کوئی دیت نہ ہو گی کیونکہ وہ حربی تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان مشرکوں کے ساتھ مقیم رہا وہ ذمہ سے بری ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے وہ معاہدہ میں شامل ہو مگر مومن نہ ہو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مقتول مومن ہو۔ ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارا اور اس قوم کا آپس میں معاہدہ ہو جبکہ مقتول کافر ہو (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میثاق کا معنی عہد ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ معاہد کی دیت مسلمان کی دیت جیسی ہے پھر بعد میں اس میں کمی کر دی گئی اور اس کی دیت مسلمان کی دیت کے نصف کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ معاہد کی دیت اس کے ورثاء کے حوالے کی جائے اور اس کے ساتھ ایک مومن غلام آزاد کیا جائے۔

امام ابو داؤد نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیت کی قیمت آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار دینار تھی جب کہ اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کی دیت کا نصف تھی یہ

1۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 3، صفحہ 261 (3116)، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 246 دار احیاء التراث بیروت
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 247
4۔ ایضاً

معاملہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا اونٹ مہنگے ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہزار دینار دیت مقرر کی جن کے پاس سونا ہو اور جن کے پاس چاندی ہو ان پر بارہ ہزار درہم، جو گائے پالتے ہوں ان پر دو سو گائیں اور جو بکریاں پالتے ہیں ان پر دو ہزار بکریاں اور جو پارچہ فروش ہوں ان پر دو سو حلے اور ذمیوں کی دیت میں اضافہ نہ کیا اسے اسی حال پر چھوڑ دیا(1)۔

ابن ابی شیبہ، امام نسائی اور امام حاکم نے ابو بکرہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے جو آدمی کسی معاہد کو قتل کرے اللہ تعالیٰ اس پر جنت اور اس کی خوشبو کو حرام کر دیتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے معلوم کی جاسکتی ہے(3)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے کسی ایسے معاہد کو قتل کیا جسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت حاصل تھی اس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو توڑا وہ جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے(4)۔

امام شافعی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل کتاب کی دیت چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قتل خطا یہ ہے کہ وہ ایک چیز کا ارادہ کرتا ہے جبکہ اس کا وار کسی اور چیز پر جا پڑتا ہے(6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو آدمی کسی مومن کو خطا قتل کرے جبکہ وہ کسی غلام کو نہ پائے تو وہ دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایک مومن کو خطا قتل کر دیا تھا(7)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے جو آزاد کرنے کے لئے غلام نہ پائے تو دو ماہ کے روزے رکھے۔

امام ابن جریر حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کرتے ہیں کہ روزے تو اس پر لازم ہیں جس کے پاس غلام نہ ہو جہاں تک دیت کا تعلق ہے اسے کوئی چیز باطل نہیں کر سکتی(8)۔

1۔ سنن ابو داؤد باب الدیۃ کم ھی، جلد 2، صفحہ 269، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 137 (2579) بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 137 (2580)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 138 (2581)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 252
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 248
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 253
8۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے سورۂ نساء کی اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا دو ماہ کے روزے صرف غلام آزاد کرنے کے مقابلہ میں ہیں یا دیت اور غلام آزاد کرنے کے مقابلہ میں ہیں تو انہوں نے جواب دیا جو نہ پائے تو یہ دیت اور غلام دونوں کے مقابلہ میں ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے دو ماہ کے پے در پے روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ نہ ان میں روزہ افطار کرے اور نہ ہی ان میں انقطاع کرے۔ اگر اس نے مرض اور عذر کے بغیر ایسا کیا تو تمام روزے نئے سرے سے رکھے۔ اگر اسے کوئی مرض یا عذر لاحق ہو تو باقی ماندہ روزے رکھ لے۔ اگر وہ مر گیا اور روزے نہ رکھے تو ان روزوں کے مقابلہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور ہر مسکین کو ایک مد (نصف سیر) دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو ماہ کے پے در پے کی شرط اللہ کی جانب سے سختی کے لئے ہے فرمایا قتل خطا میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تشدید ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت کے لئے معافی ہے کہ اس نے قتل خطا میں کنارہ اور دیت لازم کی اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے یعنی جس نے خطا قتل کیا اللہ تعالیٰ کفارہ کے حکم کو جاننے والا ہے پھر عہد اور معاہدہ کی وجہ سے مشرکین عرب کی دیت منسوخ کر دی گئی اسے سورۂ توبہ کی آیت نمبر 5 نے منسوخ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا دو دینوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضب ناک ہو گا اللہ تعالیٰ اس پر اور اپنی رحمت سے دور کرے گا اسے اور تیار کر رکھا ہے اس نے اس کے لئے عذاب عظیم۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی انصاری نے مقیس بن ضبابہ کے بھائی کو قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے مقیس کو دیت دی تو اس نے دیت قبول کر لی پھر اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ ابن جریج اور دوسرے علماء نے کہا حضور ﷺ نے اس کی دیت بنو نجار پر لازم کی پھر حضور ﷺ نے مقیس اور بنو فہر کے ایک آدمی کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ مقیس نے فہری پر حملہ کر دیا مقیس بڑا طاقتور آدمی تھا۔ فہری کو زمین پر پٹخ دیا اور اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

قَتَلْتُ به فِهْرًا وَ حَمَلْتُ عَقْلَهٗ سُرَاةَ بَنِي النَّجَّارِ اَرْبَابَ قَارِعِ

میں نے بھائی کے بدلہ میں فہر کو قتل کر دیا اور اس (بھائی) کی دیت بنو نجار کے سرداروں پر لازم کی جو قلعوں والے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 254، دار احیاء التراث بیروت

نبی کریم ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا گیا فرمایا میرا خیال ہے اس نے بہت بڑا ظلم کیا ہے، اللہ کی قسم اگر اس نے ایسا کیا تو میں اسے نہ حل اور نہ ہی حرم میں پناہ دوں گا نہ صلح میں اور نہ ہی حالت جنگ میں پناہ دوں گا۔ تو وہ فتح مکہ کے موقع پر قتل کر دیا گیا۔ ابن جریج نے کہا اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ کنانی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ اور اس کا بھائی ہشام بن ضبابہ مسلمان ہوئے۔ یہ دونوں مدینہ طیبہ میں رہتے تھے۔ مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار میں مقتول پایا۔ مقیس حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کے بارے میں بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے قریش میں سے بنوفہر کا ایک آدمی بنونجار کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ مقیس بھی تھا۔ بنونجار کے مکانات ان دنوں قباء میں تھے۔ حضور ﷺ نے بنونجار کو حکم دیا کہ اگر تمہیں علم ہے تو مقیس کے بھائی کا قاتل اس کے حوالے کر دیا جائے بصورت دیگر اس کی دیت ادا کر دی جائے۔ جب حضور ﷺ کا قاصد بنونجار کے پاس آیا تو انہوں نے کہا ہم نے اللہ کے رسول کا پیغام سنا اور اس کی اطاعت کی، اللہ کی قسم ہم اس کے قاتل کو نہیں جانتے لیکن ہم اس کی دیت دیتے ہیں۔ بنونجار نے مقیس کو اس کے بھائی کی دیت کے سو اونٹ دے دیے جب مقیس اور فہری قباء سے مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے تو مقیس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد فہری پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ مقیس مرتد ہو گیا۔ دیت کے اونٹوں میں سے ایک پر سوار ہوا اور باقی ماندہ کو ہانکا اور مکہ مکرمہ جا پہنچا یہ شعر کہے۔

قَتَلْتُ بِهٖ فِهْرًا وَ حَمَّلْتُ عَقْلَهٗ   سُرَاةَ بَنِی النَّجَّارِ اَرْبَابَ قَارِعٖ

میں نے بھائی کے بدلہ میں فہر کو قتل کر دیا اور اس کی دیت بنی نجار کے سرداروں پر لازم کی جو قلعوں والے ہیں۔

وَاَدْرَكْتُ ثَارِیْ وَاضْطَجَعْتُ مُوَسِّدًا   وَكُنْتُ اِلَى الْاَوْثَانِ اَوَّلَ رَاجِعٖ

میں نے اپنا بدلہ لے لیا اور تکیہ لگا کر لیٹ گیا، میں بتوں کی طرف سب سے پہلا لوٹنے والا ہوں۔

یہ آیت اس کے بعد نازل ہوئی کہ اس نے ناحق آدمی قتل کیا، دیت لی، اسلام سے مرتد ہوا اور کافر کی حیثیت میں مکہ مکرمہ چلا گیا۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم، امام بخاری، ابو داؤد، امام نسائی، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کوفہ نے مومن کو قتل میں اختلاف کیا۔ میں اس معاملہ کو جاننے کے لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، اس بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ اسے کسی نے منسوخ نہیں کیا (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 295، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، سعید بن منصور، نسائی، ابن ماجہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور طبرانی نے حضرت سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آپ کی خلافت میں آیا۔ مجھے اس آدمی کے بارے میں بتایئے جو جان بوجھ کر کسی آدمی کو قتل کرتا ہے۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن حکیم کا جو حصہ آخری عرصہ میں نازل ہوا یہ آیت بھی اسی زمانہ میں نازل ہوئی، اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا جب کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تو کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سوال کیا بتایئے اگر وہ توبہ کر لے، ایمان لے آئے، اچھے عمل کرے پھر ہدایت یافتہ ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کے لئے توبہ کہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی دوسرے آدمی کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے قیامت کے روز مقتول اس حال میں آئے گا کہ اس کے قاتل کو دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑا ہوگا اور اپنا سر دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑا ہوگا۔ عرش کے سامنے اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی اور مقتول کہے گا اے میرے رب اپنے اس بندے سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا (1)۔

امام ترمذی حسن حدیث میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے روز مقتول قاتل کو لائے گا اس کی پیشانی اور اپنا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا جبکہ اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی۔ مقتول عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا یہاں تک کہ اسے عرش کے قریب لے جائے گا لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے اس کی توبہ کا ذکر کیا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ فرمایا نہ یہ آیت منسوخ ہے اور نہ ہی اس کا حکم بدلا گیا تو پھر اس کے لئے توبہ کہاں (2)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے عبد الرحمٰن بن ابزی نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (الفرقان:68) مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن ابزی نے کہا کہ سورۂ نساء کی اس آیت وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا اور سورۃ فرقان کی آیت نمبر 68 وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا کے بارے میں پوچھوں۔ سعید بن جبیر نے کہا میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی اسلام میں داخل ہو گیا اور شریعت کے احکام کو جان لیا پھر جان بوجھ کر مومن کو قتل کیا تو اس کی جزاء

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 257
2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 120 (3029) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 258

جہنم ہے، اس کی توبہ نہیں جو فرقان میں آیت ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکوں نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا، ہم نے ناحق قتل کیے اور برے اعمال کیے تو پھر ہمیں اسلام کوئی نفع نہ دے گا تو سورۂ فرقان کی آیت نمبر 70 اِلَّا مَنْ تَابَ نازل ہوئی وہ حکم ان لوگوں کے بارے میں ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت کے ایک سال بعد نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت کے آٹھ سال بعد نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، نحاس اور طبرانی نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا وہ آدمی جو جان بوجھ کر کسی انسان کو قتل کرے اس کے لئے توبہ ہے؟ فرمایا نہیں تو میں نے ان پر سورۂ فرقان کی آیت نمبر 68 پڑھی۔ فرمایا سورۂ فرقان کی آیت مکی ہے جبکہ یہ سورۂ نساء کی آیت مدنی ہے سورۂ نساء کی آیت نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت شدیدہ (یہ)، آیت ہینہ (سورۂ فرقان والی) کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی (4)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے (5)۔

امام ابو داؤد، ابن جریر، نحاس، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت سے اسی کی مثل روایت نقل کی (6)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ جب سورۂ فرقان والی آیت نازل ہوئی تو ہم اس کی نرمی پر متعجب ہوئے، ہم سات ماہ تک اسی طرح رہے پھر سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی (7)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دونوں آیتوں کے نزول کے درمیان کا عرصہ آٹھ سال کا ہے اور سورۃ نساء والی آیت سورۂ فرقان والی آیت کے بعد نازل ہوئی۔

امام سمویہ نے فوائد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی سورۂ نساء کی یہ آیت سورۂ نساء کی آیت وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ کے چار ماہ بعد نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، اس نفس کو قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 258 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 259 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 260
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 50-149 (4869)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مبہمتان ہیں یعنی شرک اور قتل (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت محکم ہے، اس کی شدت میں بھی اضافہ ہوا (2)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت کردم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو سب نے فرمایا کیا وہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ اسے موت نہ آئے، کیا وہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ زمین میں کوئی سراخ کر لے یا آسمان تک سیڑھی لگا لے یا مقتول کو زندہ کر لے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن میناء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس نے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو کسی مومن کو قتل کر دیتا ہے کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو رزین رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا مبہم ہے اس کی توبہ کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی مومن کو قتل کرتا ہے اس کے لئے کوئی توبہ نہیں اسے کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے سعید بن میناء سے روایت نقل کی ہے کہ میرے ساتھی اور تاجر کے درمیان جھگڑا ہوا میرے ساتھی نے کرسی اٹھائی اور آدمی کے سر پر ماری اور اسے قتل کر دیا بعد میں شرمندہ ہوا اور کہا میں اپنا سب کچھ چھوڑتا ہوں پھر جاتا ہوں اور اپنی زندگی اللہ کی راہ میں مختص کرتا ہوں۔ میں نے کہا ہمارے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چلو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی توبہ کی صورت ہے۔ دونوں چلے یہاں تک کہ ہم آپ کی خدمت میں داخل ہوئے۔ میں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ میں نے عرض کی کیا آپ اس کی توبہ کی کوئی راہ پاتے ہیں۔ فرمایا، کھاؤ، پیو، میں تم پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے اسے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا تم میں سے کوئی ایک لکڑی (اٹھانے) کا قصد کرتا ہے اور ایک مسلمان کے سر پر مارتا ہے۔ پھر کہتا ہے میں نے اسے قتل کا ارادہ نہیں کیا۔ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ جتنا کھا پی سکتے ہو کھاؤ پیو۔ میں تم پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 259، دار احیاء التراث بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 60-259
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1330 (668)، دار الصمیعی الریاض
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 31-1330 (669)

افسوس کا اظہار کرتا ہوں میرے پاس سے اٹھ جاؤ آپ نے ہم سے مزید کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم اٹھ کر چلے آئے (1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کا قتل تاوان ہے (2)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن دین کی کشادگی میں ہوتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں بہاتا (3)۔

امام احمد، نسائی اور ابن منذر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ہر گناہ کے متعلق امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا مگر وہ آدمی جو کافر ہو کر مرے یا وہ آدمی جو کسی مؤمن کو عمداً قتل کرے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر گناہ کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے مگر جو مشرک کی حیثیت میں مر جائے یا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک کلمہ برابر مسلمان کو قتل کرنے میں معاونت کی جس روز وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا وہ یوں ملے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا اللہ کی رحمت سے مایوس۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسلمان آدمی کے خون بہانے میں ایک کلمہ برابر مدد کی تو قیامت کے روز اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوعون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو قرآن حکیم میں کسی کے بارے میں لفظ خلود سنے تو ایسے شخص کے لئے توبہ نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے التجاء کی کہ وہ مومن کے قاتل کے لئے توبہ مقدر کر دے تو اللہ تعالیٰ نے میری عرضداشت قبول نہ فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابوالقاسم بن شبران اپنی امالی (کتاب) میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ یہی اس کی جزاء ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو جزا دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ قاتل کی جزاء ہے اگر وہ جزاء دے یعنی یہ حکم مومن کے لئے ہے کافر کے لئے نہیں مومن کے بارے میں چاہے گا تو اسے

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1332 (670)، دار الصمیعی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1333 (671)
3۔ صحیح بخاری، کتاب الدیات، جلد 6 (6469)، دار ابن کثیر دمشق
4۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 99، دار صادر بیروت

معاف کردے گا، چاہے گا تو اسے سزا دے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جہنم اس کی جزاء ہوگی اگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب دینا چاہے گا اور اگر چاہے گا تو اسے بخش دے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اس کی جزاء ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کی جزاء سے تجاوز کرنا چاہے گا تو ایسا کرے گا (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عون بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اس کی جزاء ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے جزاء دینا چاہے گا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن منذر نے اسماعیل بن ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں بڑی بیماری سے پہلے جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے انہیں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو مہاجرین وانصار نے کہا جس نے یہ عمل کیا اس کے لئے جہنم واجب ہو چکی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 48 نازل فرمائی تو مہاجرین وانصار نے کہا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے تو میں خاموش ہو گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے بعث میں حضرت ہشام بن حسان سے روایت نقل کی ہے کہ ہم محمد بن سیرین کے ساتھ تھے تو ایک آدمی نے یہ آیت پڑھی تو محمد بن سیرین غصے ہو گئے، فرمایا تم اس آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء: 48) سے کیوں غافل ہو میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور نکل جاؤ تو اس نے کہا میں نکل جاتا ہوں۔

امام قتبی اور بیہقی نے بعث میں قریش بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عمرو بن عبید کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے قیامت کے روز لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا تو نے یہ کیوں کیا قاتل جہنم میں ہے میں عرض کروں گا تو نے خود یہ فرمایا ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی میں نے عرض کی گھر میں مجھ سے کوئی چھوٹا نہ تھا اگر اللہ تعالیٰ آپ کو فرمائے میں نے یہ بھی فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء: 48) وہ فرماتے کہ تو نے کہاں سے جان لیا کہ میں اس کی مغفرت نہیں چاہوں گا تو وہ مجھے کوئی جواب نہ دے سکے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہا مومن کے قاتل کے لئے توبہ ہے فرمایا ہاں پھر یہ آیت پڑھی۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ (المؤمن)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مومن کے قاتل کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جب وہ شرمندہ ہو تو اس کے لئے توبہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت کردم رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1346، دار الصمیعی الریاض

ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے اپنا حوض بھرا اور اپنے اونٹوں کا انتظار کرنے لگا۔ میں ابھی جاگا نہیں تھا کہ ایک آدمی پانی پلانے کے لئے اپنی اونٹنی حوض پر لایا، حوض کی منڈیر کو توڑ دیا اور پانی بہہ گیا۔ میں گھبرا کر اٹھا اور تلوار کا وار کیا اور اسے قتل کر دیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اس طرح نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس آدمی کو توبہ کا حکم دیا۔ سفیان نے کہا جب علماء سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتے ایسے قاتل کے لئے توبہ نہیں، جب کوئی آدمی اس مصیبت کا شکار ہوتا تو وہ کہتے تو نے جھوٹ بولا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قتل کا کفارہ قتل ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے سعد بن عبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جس نے کسی مومن کو قتل کیا اس کے لئے توبہ کی اجازت ہے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا، پوچھا جو آدمی کسی مومن کو قتل کرے کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ فرمایا نہیں مگر آگ ہے۔ جب وہ آدمی اٹھا تو آپ کے ہم نشینوں نے آپ سے عرض کی آپ ہمیں یہ فتویٰ تو نہیں دیتے تھے، آپ تو کہتے جو کسی مومن کو قتل کر دے اس کے لئے توبہ ہے تو آج کیا ہوا؟ فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ آدمی غضب میں ہے، ایک مومن کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ وہ ساتھی اس آدمی کے پیچھے اٹھے تو انہوں نے اس آدمی کو اسی طرح پایا۔

امام نحاس نے حضرت نافع اور حضرت سالم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ آپ کی اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ہے جو دوسرے آدمی کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے۔ پوچھا کیا تو نے قتل کیا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اللہ کی طرف توبہ کر وہ تجھ پر نظر کرم کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاتل کے لئے کوئی توبہ نہیں مگر یہ کہ اس سے قصاص لیا جائے، اسے معاف کر دیا جائے یا اس سے دیت لی جائے۔

امام عبد بن حمید نے سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو آدمی جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے یا مقتول کے ورثاء اسے معاف کر دیں یا اس سے دیت لی جائے۔ اگر اس کے ساتھ یہ سلوک کر دیا گیا تو ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اس کا کفارہ ہو جائے گا اور اس کا رب اسے معاف کر دے۔ اگر اس کے ساتھ ان میں سے کوئی سلوک بھی نہ کیا گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے بخش دے۔ اگر چاہے تو نہ بخشے۔ سفیان نے کہا جب تیرے پاس کوئی ایسا آدمی آئے جس نے قتل نہیں کیا تو اس پر سختی کر، اس کو رخصت نہ دے تاکہ وہ اس عمل سے رک جائے۔ اگر ایسا آدمی سوال کرے جو قتل کر چکا ہے تو اسے بتا، شاید اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کر لے اور اسے مایوس نہ کر۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں شرک سے توبہ کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے بنسبت اس کے کہ میں کسی مومن کو قتل کر کے توبہ کروں۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اس حال

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1347 (675)، دار الصمیعی الریاض

میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرک نہیں کرتا تھا، جس نے خوش دلی سے اپنے مال کی زکوٰۃ دی، اللہ تعالیٰ کے حکم کو سنا اور اس کی اطاعت کی اس کے لئے جنت ہے۔ پانچ چیزوں کا کوئی کفارہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، مومن پر بہتان لگانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور جھوٹی قسم جس کے ساتھ وہ ناحق دوسرے کا مال لینا چاہتا ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے بے شک وہ آدمی جو دنیا میں ایک قتل کرتا ہے قیامت کے روز وہ ہزار قتل ہوں گے۔ ابوزرعہ نے کہا جس طرح اس نے مارا اسی طرح اسے قتل کیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ناحق مسلمان کو قتل کرنے سے کم درجہ رکھتا ہے۔

امام نسائی اور نحاس نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی تباہی ایک مسلمان کے قتل کرنے سے آسان ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن کا قتل دنیا کی تباہی سے بڑھ کر ہے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایک مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے(2)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن کا قتل ساری دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے(3)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے لئے دین میں گنجائش رہے گی جب تک اس کا ہاتھ خون سے پاک رہے گا۔ جب اس نے اپنا ہاتھ خون سے رنگ لیا تو اس کا حیا ختم ہو جائے گا(4)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا ایک آدمی ایک آدمی کا ہاتھ پکڑے آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اسے کیوں قتل کیا، تو وہ بندہ عرض کرے گا تاکہ عزت تیرے لئے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ تو میرے لئے ہی ہے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے آئے گا عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 362، دار صادر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 46-345 (5341) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 345 (5342)
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1348، دار الصمیعی الریاض

اسے کیوں قتل کیا تو وہ عرض کرے گا میں نے اسے اس لئے قتل کیا تاکہ عزت فلاں کے لئے ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا عزت اس کے لئے تو نہیں اسے اس گناہ کے عوض مار ڈالا جائے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے قیامت کے روز مقتول بیٹھا ہوگا۔ جب قاتل اس کے پاس سے گزرے گا تو مقتول اٹھ کر اسے پکڑ لے گا اور اس لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا اے میرے رب اس سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کس وجہ سے تو نے اسے قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا مجھے فلاں نے حکم دیا تھا تو قاتل اور حکم دینے والے کو عذاب دیا جائے گا (2)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اگر تمام آسمان والے اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو جہنم میں منہ کے بل گرا دے گا (3)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس کی تباہی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن کے قتل سے آسان ہے۔ اگر تمام آسمانوں اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو آگ میں داخل فرما دے گا (4)۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے دور میں ایک آدمی مدینہ طیبہ میں قتل ہو گیا جس کے قاتل کا کوئی علم نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے، فرمایا اے لوگو ایک آدمی قتل کیا گیا جبکہ میں تمہارے درمیان ہوں، ہم نہیں جانتے کہ اسے کس نے قتل کیا۔ اگر زمین و آسمان میں رہنے والے سب ایک آدمی کے قتل میں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے گا مگر جو وہ کرنا چاہے کرے (5)۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت جندب بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سب سے جو طاقت رکھے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی بھر مسلمان کا خون حائل نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اسے نہ بہائے (بصورت دیگر) جب بھی وہ کسی دروازے کے سامنے آئے گا وہ خون اس کے اور دروازے کے درمیان حائل ہو جائے گا (6)۔

امام اصبہانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں مومن ہمیشہ عزت والا صالح رہتا ہے جب تک ناحق خون کا ارتکاب نہیں کرتا جب وہ حرام خون کا ارتکاب کرتا ہے تو محتاج ہو جاتا ہے۔

امام اصبہانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر جن و انس ایک مومن کو قتل کرنے پر جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو منہ کے بل زمین میں گرا دے گا اور اللہ تعالیٰ نے قاتل اور قتل کا حکم دینے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 341 (5328)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (5329) 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 348 (5352)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 354 (5343) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 347 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 347 (5350)

والے پر جنت حرام کردی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کی آگ ستر حصوں میں تقسیم کی جائے گی انہتر حصے حکم دینے والے کے لئے ایک حصہ قاتل کو دیا جائے گا(1)۔

امام بیہقی نے حضرت محمد بن عجلان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اسکندریہ میں تھا کہ ایک آدمی پر موت کا وقت قریب آ گیا ہم اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں جانتے تھے ہم اسے تلقین کرتے تو وہ سبحان اللہ اور الحمد للہ کی تلقین کو قبول کرتا جب لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتے تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتا۔ ہم نے اس سے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تجھ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا تھا، ہم تجھے تلقین کرتے ہیں تو تو تلقین کو قبول کرتا ہے، جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرتے ہیں تو تو انکار کر دیتا ہے اس نے کہا میرے اور اس کلمہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے جوانی میں ایک آدمی کو قتل کیا تھا(2)۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا، اس نے حرام خون سے ہاتھ آلودہ نہیں کیا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا، جنت کے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو(3)۔

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن مسلم رضی اللہ عنہ زہری سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ کے پاس مدینہ طیبہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا امیر نے ابھی ابھی ایک آدمی کو کوڑے مارے ہیں اور وہ آدمی مر گیا ہے حضرت سالم نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگایا کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا(4)۔

امام بیہقی نے شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو حضرت ابو ذر کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اس نے ایک حاجی کو ظلم کرتے ہوئے قتل کر دیا ہے کیا اس گناہ سے نکلنے کی کوئی صورت ہے حضرت ابو ذر نے کہا تجھ پر افسوس کیا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے عرض کی نہیں پوچھا کیا ایک زندہ ہے فرمایا نہیں فرمایا اگر دونوں یا ایک زندہ ہوتے تو تیرے حق میں امید تھی میں تیرے لئے نجات کی ایک صورت پاتا ہوں پوچھا وہ کیا ہے فرمایا کیا تو مقتول کو زندہ کر سکتا ہے جس طرح تو نے اسے قتل کیا ہے کہا نہیں اللہ کی قسم۔ پوچھا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ تو خود نہ مرے اس نے کہا اللہ کی قسم موت کے سوا تو کوئی چارہ نہیں تیسری کیا صورت ہے؟ فرمایا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ زمین میں سوراخ کر لے یا آسمان میں سیڑھی لگا لے آدمی اٹھا اور اس کی چیخ نکل گئی اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں عرض کی گئی نہیں فرمایا اگر دونوں یا ایک زندہ ہوتے تو تیرے بارے میں کچھ امید ہوتی لیکن اللہ کی راہ میں جہاد کر اور اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کر ممکن ہے کوئی صورت بن جائے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 349 (5360) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 342 (5332)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 50-349 (5361)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 346 (5347)

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

''اے اہل ایمان! جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) تو خوب تحقیق کر لو اور نہ کہو اسے جو بھیجتا ہے تم پر سلام کہ تم مومن نہیں ہو، تم تلاش کرتے ہو سامان دنیوی زندگی کا پس اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں (وہ تمہیں غنی کر دے گا)۔ ایسے ہی (کافر) تم بھی تھے اس سے پہلے پھر احسان فرمایا اللہ نے تم پر تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے''۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایک آدمی کو ملے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں۔ اس نے مسلمانوں کو کہا السلام علیکم۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں قبضے میں لے لیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد مال غنیمت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے السلام پڑھا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی، ترمذی، عبید بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ بنو سلیم کا ایک آدمی صحابہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو اپنا ریوڑ ہانک کر لے جا رہا تھا۔ اس آدمی نے صحابہ کو سلام کیا۔ صحابہ نے کہا اس نے سلام محض اس لئے کیا ہے تاکہ ہم سے اپنا بچاؤ کرے۔ صحابہ نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا اور ریوڑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن جریر، طبرانی، ابن منذر، ابن ابی حاتم ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اضم کی طرف بھیجا۔ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا جبکہ ان میں حرث بن ربعی، ابو قتادہ، محلم بن جثامہ بن قیس لیثی تھے۔ ہم چلے، ہم وادی اضم میں پہنچے تو ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی اپنے اونٹ پر گزرا، اس کے ساتھ اپنا سامان اور دودھ کا برتن تھا۔ جب وہ ہمارے پاس سے گزرا تو اس نے اسلام کے طریقہ کے مطابق ہمیں سلام کیا۔ ہم اس سے رک گئے جبکہ محلم بن جثامہ نے اس سے باہمی ناراضگی کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا، اسے قتل کر دیا، اس کا اونٹ اور سامان لے لیا۔ جب ہم رسول اللہ کی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1350 (677)، دار الصمیعی الریاض

2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 79-278 (11731)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا تو ہمارے بارے میں قرآن حکیم نازل ہوا(1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بغوی نے معجم میں حضرت یزید بن عبداللہ بن قسیط رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوحدرد اسلمی سے وہ اپنے باپ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ تو نے اسے اس کے بعد بھی قتل کر دیا۔ جب اس نے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہا تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے محلم بن جثامہ کو ایک لشکر میں بھیجا انہیں عامر بن اضبط ملا اسلام کے مطابق انہیں سلام کیا۔ محلم اور عامر کے درمیان دور جاہلیت کی ناراضگی تھی۔ محلم نے عامر کو تیر مارا اور اسے قتل کر دیا۔ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ محلم دو چادروں میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تاکہ آپ ﷺ اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے نہ بخشے۔ محلم اٹھا اپنی چادر سے آنسو صاف کر رہا تھا۔ ابھی کچھ وقت بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مر گیا۔ لوگوں نے اسے دفن کیا۔ زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا زمین تو تمہارے صاحب سے بھی زیادہ برے لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں نصیحت کرنا چاہی ہے پھر لوگوں نے اسے ایک پہاڑ میں پھینکا اور اوپر پتھر ڈال دیے تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام بزار اور دار قطنی نے افراد میں اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا جس میں حضرت مقداد بن اسود بھی تھے۔ جب وہ دشمن قوم کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب ادھر ادھر بھاگ چکے ہیں۔ صرف ایک آدمی باقی ہے جس کے پاس کثیر مال (جانور) تھا۔ وہ اپنی بستی میں ہی رہا۔ اس نے کہا اشهد ان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ حضرت مقداد اس کی طرف بڑھے اور قتل کر دیا۔ ایک صحابی نے حضرت مقداد سے کہا کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتا ہے، اللہ کی قسم میں اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کروں گا۔ جب وہ صحابہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایک آدمی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دی تو مقداد نے اسے قتل کر دیا حضور ﷺ نے فرمایا مقداد کو میرے پاس بلا لاؤ حضور ﷺ نے فرمایا اے مقداد تو نے اس آدمی کو قتل کر دیا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے کل قیامت کے روز تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا جواب دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مقداد سے فرمایا وہ مومن آدمی تھا جو اپنی کافر قوم کے سامنے ایمان کو چھپاتا تھا اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا تو تو نے اسے قتل کر دیا تو بھی تو مکہ مکرمہ میں اپنا ایمان چھپاتا تھا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اسلام کا اظہار کرتا اللہ اور اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ المعجم الکبیر، جلد 12، صفحہ 31-30 (12369)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کے رسول پر ایمان رکھتا اور وہ اپنی قوم میں رہتا جب رسول اللہ ﷺ کا لشکر آتا تو اپنے قبیلہ کو اس کے بارے میں آگاہ کرتا وہ مومنوں سے نہ ڈرتا کیونکہ وہ ان کے دین پر ہوتا یہاں تک کہ انہیں ملتا اور انہیں سلام کرتا صحابہ کہتے تو مومن نہیں جبکہ اس نے انہیں سلام کیا ہوتا تو صحابہ اسے قتل کر دیتے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فرمایا تم اسے اس لئے قتل کرتے ہو کہ اس کا وہ مال تم پر حلال ہو جائے جو اس کے پاس ہے یہ سامان دنیاوی زندگی کا سامان ہے جبکہ میرے پاس بہت زیادہ غنیمتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ یہ وہ آدمی تھا جس کا نام مرداس تھا، اس کی قوم رسول اللہ کے لشکر کی وجہ سے بھاگ گئی، اس لشکر میں بنولیث کا ایک آدمی تھا جس کا نام قلیب تھا۔ جب گھڑ سوار دستہ پہنچا تو اس نے دستہ کو سلام کیا تو دستہ نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے وارثوں کے لئے دیت کا حکم دیا اور ان کا مال انہیں واپس کر دیا اور مومنوں کو اس قسم کا عمل کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت صرف مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ غطفان کا ایک آدمی تھا۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر اہل فدک کی طرف بھیجا جس کا امیر غالب لیثی تھا۔ وہاں بنو غطفان کے کچھ لوگ بھی تھے جن میں مرداس بھی تھا۔ مرداس کے ساتھی بھاگ گئے۔ اس نے کہا میں مومن ہوں اور تمہارے دین پر ہوں۔ صبح کے وقت گھڑ سوار دستے نے حملہ کیا۔ جب لشکر اسے ملا تو مرداس نے انہیں سلام کیا تو صحابہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے پاس جو مال تھا وہ چھین لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیونکہ مسلمانوں کا سلام سلام تھا۔ یہی چیز متعارف تھی اور اسی لفظ کے ساتھ مسلمان ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بنو ضمرہ کی طرف بھیجا جس پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ وہ ایک ایسے آدمی کو ملے جسے مرداس بن نہیک کہتے جس کے پاس اس کا ریوڑ اور مرخ اونٹ تھا۔ جب اس نے صحابہ کو دیکھا تو پہاڑ کی ایک غار میں انہیں لے گیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کا پیچھا کیا۔ جب مرداس غار تک پہنچا وہاں اپنا ریوڑ چھوڑا اور صحابہ کی طرف آیا، کہا السلام علیکم اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے اونٹ اور ریوڑ کی وجہ سے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو پسند کرتے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جائے اور اس کے ساتھیوں سے اس کے بارے میں پوچھتے۔ جب یہ صحابہ لوٹے تو صحابہ سے اس کے بارے میں سوال نہ کیا۔ قوم حضور ﷺ سے گفتگو کرنے لگی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ اسامہ کو اس وقت دیکھتے جبکہ انہیں ایک آدمی نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول ﷺ تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا جبکہ حضور ﷺ ان صحابہ سے اعراض کر رہے تھے۔ جب انہوں نے زیادہ باتیں کیں تو حضور ﷺ نے اپنا سر حضرت اسامہ کی طرف اٹھایا، پوچھا تیرا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کا کیا معاملہ ہوگا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس نے یہ کلمہ جان بچانے کے لئے کہا تا کہ وہ بچ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت

جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تا کہ تو دیکھ لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور خبر دی کہ اسامہ نے اسے اونٹ اور ریوڑ کی وجہ سے قتل کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے الفاظ فرمائے ہیں۔ جب یہ الفاظ فرمائے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ تو ان کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت فرمائی۔ حضرت اسامہ نے قسم اٹھائی کہ اس آدمی کے بعد وہ کسی بھی ایسے آدمی کو قتل نہیں کریں گے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہوگا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے یہ رویہ نہ دیکھا (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ راستہ تلاش کر رہے تھے کہ دشمنوں کے کچھ لوگوں سے ملے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں بھگا دیا۔ ایک آدمی بھاگ کھڑا ہوا۔ ایک مسلمان سامان کے ارادہ سے اس کے پیچھے ہولیا۔ جب نیزے کا وار کرنے لگا تو اس آدمی نے کہا میں مسلمان ہوں۔ میں مسلمان ہوں صحابی نے اسے نیزہ گھونپ دیا اور اسے قتل کر دیا اور سامان لے لیا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قاتل سے فرمایا کیا تو نے اسے اس کے بعد قتل کیا جبکہ اس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اس نے صرف جان بچانے کے لئے یہ کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا۔ اس نے عرض کی کس کے لئے دل چیرتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو جان لیتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ کیا میں جان سکتا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا اس کی زبان بتارہی تھی۔ اس کی زبان بتارہی تھی قاتل اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے لئے قبر کھود لی۔ اسے قبر میں رکھا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ انہوں نے دوبارہ اس کی قبر کھودی۔ صبح کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے قبر سے باہر ایک جانب پھینک دیا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کیا کہا اسے دو دفعہ دفن کیا تھا یا تین دفعہ، ہر دفعہ زمین اسے قبول نہیں کرتی تھی۔ جب ہم نے دیکھا کہ زمین اسے قبول نہیں کرتی تو ہم نے اس کی ٹانگیں پکڑیں اور اسے گھاٹی میں پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اللہ کی قسم زمین اس سے بھی برے لوگوں کو اپنے اندر چھپالیتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ دوبارہ ایسا نہ کریں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت معمر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک مسلمان نے ایک مشرک پر حملہ کیا۔ مشرک نے اسے کہا میں مسلمان ہوں اشهد ان لا الٰه الا اللّٰه۔ جب اس نے یہ کلمہ کہہ لیا تو مسلمان نے اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی۔ حضور ﷺ نے قاتل کو فرمایا کیا تو نے اسے اس وقت قتل کر دیا جبکہ اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو قاتل نے معذرت کرتے ہوئے کہا یا نبی اللہ اس نے صرف جان بچانے کے لئے ایسا کیا، حقیقت میں اس نے یہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا۔ پھر قاتل مر گیا۔ اسے قبر میں دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ یہ معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ذکر کیا گیا۔ حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت

ﷺ نے انہیں اسے دفنانے کا حکم دیا۔ زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا یہاں تک کہ یہ معاملہ تین دفعہ ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زمین نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسے کسی غار میں پھینک دو معمر نے کہا بعض لوگوں نے کہا زمین اس سے برے آدمی کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے عبرت کا سامان بنایا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ایک مشرک کو ملی جس کے پاس اس کی بکریاں بھی تھیں اس نے کہا السلام علیکم انی مومن السلام علیکم میں مومن ہوں۔ صحابہ نے گمان کیا وہ اپنا بچاؤ کر رہا ہے۔ اسے قتل کیا اور اس کا ریوڑ لے لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں نکلے جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ یہ صحابہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں۔ اس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ ابن اسود رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ جب یہ صحابہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں عَرَضَ سے مراد مال غنیمت ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے ابو درداء رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا پھر اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا جس طرح کا واقعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چرواہے کو مسلمانوں کی ایک جماعت ملی جس جماعت نے اسے قتل کر دیا اور اس کا مال لے لیا اور اس کا یہ قول قبول نہ کیا السلام علیکم انی مومن(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اس بات کو حرام کیا کہ وہ اس آدمی کے بارے میں یہ کہیں کہ تو مومن نہیں جو یہ کہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ یہ حکم اسی طرح قطعی ہے جس طرح ان پر مردار حرام ہے۔ وہ آدمی اپنے مال اور جان کے بارے میں محفوظ ہے، اس کا قول رد نہ کرو(6)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ابو رجاء اور حسن سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں آیت میں لفظ السَّلٰمَ پڑھتے(7)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد اور عبد الرحمٰن سلمی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اس لفظ کو السلام پڑھتے(8)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا تم بھی اپنے ایمان اس طرح چھپاتے تھے جس طرح یہ چرواہا اپنا ایمان چھپاتا تھا۔ یہ الفاظ بھی مروی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 264، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 265 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ سنن سعید بن منصور جلد 4، صفحہ 1352 (680)، دار الصمیعی بیروت 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1351 (678)

ہیں تم اپنے ایمان مشرکوں سے چھپاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، اسلام کو غلبہ دیا اور تم نے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ فَتَبَيَّنُوْا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو دفعہ وعید ہے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کافر تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے تم پر احسان فرمایا اور تمہیں اس کی ہدایت عطا فرمائی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم بھی اس سے قبل مومن نہیں تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت نعمان بن سالم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے یہ آیت بنو ہذیل کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فَتَبَيَّنُوْا کو یاء کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا، ہم نے جہینہ کے مضافات میں صبح کی۔ میں نے ایک آدمی کو پایا۔ اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو میں نے اسے نیزہ مارا وہ اسی جگہ مر گیا میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور تو نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے اسلحہ سے ڈر کر یہ کہا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تاکہ تو جان لیتا کہ اس نے دل سے کہا یا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جملہ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں یہ آرزو کرنے لگے کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا (2)۔

امام ابن سعد نے حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اہل یمامہ کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں گفتگو کرنے لگا جب قوم کو شکست ہوگئی تو میں نے ایک آدمی کو گھیر لیا۔ میں نے نیزہ مارنے کا قصد کیا تو اس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ تو میں نے اسے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تجھ پر افسوس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے مقابلہ میں تیرا کیا حال ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جملہ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں یہ خواہش کرنے لگا میں نے آج تک جو عمل کیا ہے اس سے نکل چکا ہوں اور میں نے آج نئے سرے سے اسلام لایا ہوں۔ اللہ کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سننے کے بعد میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے سعد بن مالک نے کہا اللہ کی قسم میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔ ایک آدمی نے دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 266

2۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 68-67، قدیمی کتب خانہ کراچی

لِلّٰهِ الدِّيْنُ لِلّٰهِ (البقرۃ:193) دونوں نے کہا ہم نے جہاد کیا یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہا اور دین سب کا سب اللہ کے لئے ہو گیا۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور نسائی نے حضرت عقبہ بن مالک لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا۔ اس نے ایک قوم پر حملہ کیا۔ لشکر کے ایک مجاہد نے اسلحہ سونت کر ایک آدمی کا پیچھا کیا تو دشمن کے بھاگنے والے آدمی نے کہا میں مسلمان ہوں۔ اس نے جو کہا مجاہد نے اس کا کوئی لحاظ نہ کیا اس پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سخت گفتگو کی۔ وہ بات قاتل تک پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ قاتل نے عرض کی اللہ کی قسم اس مقتول نے محض جان جانے کے لئے یہ کلمات کہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور اس طرف کے لوگوں سے رخ انور پھیر لیا۔ خطبہ جاری رکھا پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اور اس طرف کے لوگوں سے اعراض کیا اور خطبہ جاری رکھا۔ وہ آدمی پھر بھی صبر نہ کر سکا اور تیسری دفعہ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے صرف قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور ناراضگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے عیاں تھی، فرمایا جو آدمی کسی مومن کو قتل کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے (اس کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں) تین دفعہ انکار کیا ہے۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتایئے میں اور ایک مشرک باہم وار کریں وہ میرا ہاتھ کاٹ دے جب میں اس پر تلوار اٹھاؤں تو وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دے کیا میں اسے ماروں یا نہ ماروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اسے چھوڑ دے۔ میں نے عرض کی اس نے میرا ہاتھ کاٹا فرمایا اگر یہ الفاظ کہنے کے بعد تو نے اسے مارا تو وہ تیرے قتل کرنے سے پہلے تیری حالت جیسا ہو جائے گا اور تو اس کی اس حالت جیسا ہو جائے گا جو اس کی یہ الفاظ کہنے سے پہلے تھی۔

امام طبرانی نے حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ جب ایک چھوٹے لشکر کی خوشخبری سنانے والا حاضر ہوا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لشکر کے لئے اللہ کی مدد اور اس فتح کے بارے میں بتایا جو اس نے انہیں عطا فرمائی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی اثناء میں کہ ہم قوم کا پیچھا کر رہے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی تھی کہ میں تلوار لے کر ایک آدمی کے پیچھے ہو لیا۔ جب اسے خوف لاحق ہوا کہ تلوار اسے لگے گی جبکہ وہ دوڑ رہا تھا وہ کہنے لگا میں مسلمان ہوں، میں مسلمان ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کر دیا؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے اپنا بچاؤ کرنا چاہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تا کہ دیکھ لیتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے عرض کی اگر میں اس کا دل چیر بھی لیتا تب بھی مجھے کوئی علم نہ ہوتا کیونکہ اس کا دل تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے فرمایا نہ تو تو اس کے دل کی بات جانتا ہے اور نہ ہی اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہے، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بخشش کی دعا کیجئے فرمایا میں تیرے لئے بخشش کی دعا نہیں کروں گا وہ آدمی مر گیا۔ لوگوں نے اسے دفن کیا تو وہ صبح کے وقت زمین پر پڑا تھا پھر لوگوں نے اسے دفن کیا تو وہ صبح زمین پر پڑا تھا۔ یہ واقعہ تین دفعہ ہوا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو

شرمندہ ہوتے اور اس کی مصیبت سے دل گرفتہ ہوئے۔ انہوں نے اس کی لاش کو اٹھایا اور ایک گھاٹی میں پھینک آئے۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۭ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾

”نہیں برابر ہو سکتے (گھروں میں) بیٹھنے والے مسلمان سوائے معذوروں کے اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔ بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے (گھروں میں) بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں اور سب سے وعدہ فرمایا ہے اللہ نے بھلائی کا لیکن فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم سے۔ (ان کے لئے) بلند درجے ہیں اللہ (کی جناب) سے اور (نوید) بخشش اور رحمت ہے اور ہے اللہ تعالیٰ سارے گناہ بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا“۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، امام بخاری، ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں بغوی نے معجم میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں کو بلاؤ، ایک میں یہ الفاظ ہیں زید کو بلاؤ۔ وہ حاضر ہوئے تو ان کے پاس دوات تختی اور کندھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا نائب بنایا۔ حضرت ابن ام مکتوم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو نابینا ہوں تو اس آیت کی جگہ یہ آیت نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ(1)

امام ابن سعد، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابونعیم نے دلائل میں اور بیہقی نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطہ سے یہ یوں روایت کی کہ مجھے حضرت سہل بن سعد ساعدی رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ اسے مروان بن حکیم نے بتایا کہ اسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یوں املاء کروائی لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے املاء کرا رہے تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو میں ضرور جہاد کرتا جبکہ وہ نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی جبکہ آپ کی ران میری ران پر تھی تو مجھے سخت بوجھ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 215 (2780) بیروت

محسوس ہونے لگا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران کی ہڈی ٹوٹ جائے گی پھر آپ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یوں نازل فرمایا غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اس حدیث کا راوی سہل بن سعد ہے جو صحابی ہے مروان بن حکم سے روایت کرتا ہے جو تابعی ہے اس نے نبی کریم ﷺ سے خود نہیں سنا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد، امام احمد، ابوداؤد، ابن منذر، ابن انباری، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ سے وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ پر سکینہ غالب آ گئی۔ حضور ﷺ کی ران میری ران پر آ پڑی۔ میں نے حضور ﷺ کی ران سے بڑھ کر کسی چیز کو بھاری نہیں پایا پھر آپ پر وحی کا سلسلہ منقطع ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا لکھو۔ میں نے اونٹ کے کندھے والی ہڈی پر لکھا **لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ**۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا نے عرض کی جبکہ وہ نابینا تھے جب انہوں نے مجاہدوں کی فضیلت کو سنا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو مومن جہاد کی طاقت ہی نہیں رکھتے ان مومنوں کا کیا ہوگا؟ جب انہوں نے گفتگو ختم کی تو رسول اللہ ﷺ پر سکینہ پھر غالب آ گئی تو آپ کی ران میری ران پر آ پڑی۔ میں نے دوسری دفعہ بھی اسی طرح بوجھ محسوس کیا جس طرح پہلی دفعہ بوجھ محسوس کیا تھا پھر رسول اللہ ﷺ سے دوبارہ وحی کا سلسلہ منقطع ہوا، فرمایا اے زید پڑھو تو میں نے وہ آیت پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔ حضرت زید نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے الگ نازل فرمایا میں نے اسے آیت کے ساتھ ملا دیا، قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے گویا میں اس کے الحاق کو مونڈھے کی ہڈی پر جہاں شگاف تھا دیکھ رہا ہوں (2)۔

امام ابن فہر نے کتاب الفضائل مالک اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہارون رشید مدینہ طیبہ آیا تو برمکی کو امام مالک کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ میرے پاس وہ کتاب لائیں جو آپ نے تصنیف کی ہے تاکہ میں اسے آپ سے سنوں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے برمکی سے فرمایا امیر المومنین کو میرا سلام کہیں اور یہ پیغام دینا کہ علم کی زیارت کی جاتی ہے، علم زیارت کے لئے نہیں آتا، علم کے پاس آیا جاتا ہے، وہ خود چل کر نہیں آتا۔ برمکی واپس ہارون کے پاس آیا، عرض کی اے امیر المومنین اہل عراق کو یہ خبر پہنچے گی کہ آپ نے مالک کو پیغام بھیجا تو اس نے آپ کی مخالفت کی اس پر سختی کیجئے یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس آئے، اسی اثناء میں امام مالک تشریف لائے جبکہ آپ کے پاس کتاب نہیں تھی۔ آپ سلام کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام آپ کے علم کی وجہ سے عطا فرمایا۔ آپ ان لوگوں میں سے پہلے فرد نہ بنیں جو علم کو پست کرے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں پست کر دے۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو آپ کے حسب ونسب سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ علم کی تعظیم کرتے ہیں، تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ تم حضور ﷺ کے عطا کردہ علم کی تعظیم کرو۔ امام مالک لگاتار ایسی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہارون رشید

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 216 (2781) بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 91 (2428)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رونے لگا پھر کہا مجھے زہری نے خارجہ بن زید کے واسطہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضور ﷺ کی موجودگی میں کندھے کی ہڈی پر یہ آیت لکھ رہا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم وہاں موجود تھے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فضیلت میں آیات نازل فرمائی ہیں جبکہ میں نابینا ہوں، کیا میرے لئے اس میں رخصت ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت زید بن ثابت نے کہا میرا قلم ابھی تر تھا خشک نہیں ہوا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی، آپ کی ران میری ران پر آپڑی، خوف محسوس ہونے لگا کہ وحی کے بوجھ سے میری ران ٹوٹ ہی نہ جائے پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ آپ نے فرمایا اے زید غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ لکھوائے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے صرف ایک حرف (ان الفاظ) کے لئے جبرئیل امین کو پچاس ہزار سال کی مسافت سے بھیجا تا کہ وہ نبی کریم ﷺ تک اسے پہنچائیں کیا مجھے یہ زیبا نہیں کہ میں اس کی تعظیم بجالاؤں؟

امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن مقسم کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے والوں اور شریک ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب غزوۂ بدر کا واقعہ ہوا تو حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت ابن ام مکتوم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو نابینا ہیں، کیا ہمارے لئے رخصت ہے تو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ نازل ہوئے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے، گھروں میں بیٹھ رہنے والوں سے مراد جو معذور نہ ہوں یعنی مجاہدوں کو معذوروں کے علاوہ گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر کئی درجے فضیلت دی ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں اور شریک نہ ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے کبیر میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے راوی ثقہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی کیا میرے لئے رخصت نہیں، فرمایا نہیں۔ تو ام مکتوم نے دعا کی اے اللہ میں نابینا ہوں، مجھے رخصت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ نازل فرمائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی کتابت کا حکم ارشاد فرمایا(3)۔

امام عبد بن حمید، بزار، ابو یعلی، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت فلتان بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا۔ جب آپ پر وحی نازل ہوتی آپ کی نظر ایک جگہ رک جاتی، آنکھیں کھلی ہوتیں، کان اور دل دوسری چیزوں سے بالکل فارغ ہو جاتے۔ جب یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو ہم پہچان لیتے۔ آپ ﷺ نے کاتب سے فرمایا (یہ آیت) لکھو۔ ایک نابینا کھڑا ہو گیا، عرض کی یا رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 269، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 268

ﷺ ہمارا کیا گناہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے پھر وحی نازل فرمائی۔ ہم نے نابینا سے کہا نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے تو وہ ڈر گیا کہ اس کے بارے میں کوئی چیز آپ پر نازل ہوگی، وہ یوں ہی کہتا رہا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے کاتب سے فرمایا لکھو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے بارے میں جو حکم نازل فرمایا ہے وہ آپ کو معلوم ہے جبکہ میں نابینا ہوں، میں جہاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، کیا میرے لئے رخصت ہے اگر میں جہاد میں شرکت نہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا، میں نہیں جانتا کہ کیا تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے رخصت ہے؟ حضرت ابن ام مکتوم نے دعا کی اے اللہ میں تیری بارگاہ میں اپنی آنکھ کا واسطہ دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں امراض اور دردوں نے جہاد سے روک دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کے بارے میں آسمان سے حکم نازل فرمایا (3)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ حضرت ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئے۔ میں نے مسلمانوں کی بعض جنگوں میں دیکھا کہ ان کے پاس جھنڈا ہوتا تھا (4)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کو نازل فرمایا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ جب یہ آیت نازل کی گئی تو حضرت ابن ام مکتوم نے کہا اے اللہ کے نبی میرا عذر تو اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ایک نابینا آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی میں جہاد کو پسند کرتا ہوں لیکن میں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ نازل ہوئے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں اور میں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کو نازل فرمایا (7)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 334 (856) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 269
3۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 165 (12775)
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1360 (682) دار الصمیعی الریاض
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 270
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271

امام ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زیاد بن فیاض رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے میرے رب میں تو آزمائش میں ڈالا گیا ہوں میں کیا کروں تو یہ کلمات نازل ہوئے (1)۔

امام ابن سعد اور ابن منذر نے ثابت کے واسطہ سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے میرے رب میں میرا اعذر، اے میرے رب میرے، عذر کا کیا بنے گا تو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے کلمات نازل ہوئے تو انہیں درمیان میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد وہ جنگ میں حصہ لیتے اور کہتے مجھے جھنڈا دے دو اور مجھے صفوں کے درمیان کھڑا کر دو، میں ہرگز نہیں بھاگوں گا۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ، لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ (النور: 61) فانها لا تعمى الابصار (الحج: 16) اور عَبَسَ وَتَوَلّٰى (عبس: 1) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا اور اسے قریب کیا اور فرمایا تو وہ شخص ہے جس کے بارے میں میرے رب نے مجھے عتاب کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں گھر بیٹھ رہنے والا مجاہد کے درجہ کے برابر نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے جبکہ گھروں میں رہنے والے معذور نہ ہوں۔ یہ فضیلت ستر درجے ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کی تفسیر معذورین سے کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معذوروں پر مجاہدوں کو فضیلت عطا فرمائی ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْحُسْنٰى کا معنی جنت کیا یعنی اللہ تعالیٰ ہر صاحب فضل کو فضل عطا فرماتا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو ان مومنوں پر فضیلت دی ہے جو گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور معذور نہ ہوں (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے درجات کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسلام ایک درجہ ہے، ہجرت کا اسلام میں درجہ ہے جہاد کا ہجرت میں درجہ ہے اور قتل کا جہاد میں درجہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 271، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 272

امام ابن جریر نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان درجات منہ کی تفسیر پوچھی فرمایا درجات سے مراد وہ سات درجے ہیں جن کا ذکر سورۂ برأت میں ہے مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً وَّ لَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ پوچھا کیا یہ سات درجے ہیں؟ یہ پہلی چیز تھی، جہاد کا درجہ مجمل تھا، جس نے اپنے کمال کے ساتھ جہاد کیا اس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ جب ان درجات کا ذکر فضیلت کے ساتھ ہوا تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا، ان میں سے اس کا حصہ صرف نفقہ رہ گیا اور یہ آیت تلاوت کی لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ (التوبہ: 120) فرمایا یہ صاحب نفقہ کے لئے نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی وَ لَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً فرمایا یہ قاعد کا نفقہ ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن محیریز رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ درجات ستر ہیں اور دو درجوں کے درمیان ضامر گھوڑے کے ستر سال کی دوڑ کا فاصلہ ہے (2)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان ضامر گھوڑے کے ستر سال کی دوڑ کا فاصلہ ہے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے کے لئے چھ بھلائیاں ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں (۲) اسے ایمان کا ایک حلہ پہنایا جاتا ہے (۳) وہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے (۴) بڑی گھبراہٹ سے محفوظ ہو جاتا ہے (۵) جنت میں رہائش رکھتا ہے (۶) اس کی شادی حور عین سے کی جاتی ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے اسماء و صفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدوں کے لئے بنائے ہیں جو اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ دو درجوں کے لئے اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ سب سے بہترین اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کے لئے بنائے ہیں جو اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 260، بیروت 4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 207 (2770) بیروت

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوا اس کے لئے جنت ثابت ہوگئی۔ ابوسعید یہ سن کر خوش ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ مجھ پر دوبارہ بیان کیجئے۔ حضور ﷺ نے اس پر دوبارہ اسے بیان کیا پھر فرمایا ایک اور عمل بھی ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کو سو درجات میں بلند فرمائے گا اور دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہوتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پہنچایا اس کے لئے بھی درجہ ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ درجہ کیا ہے؟ فرمایا خبردار یہ تیری ماں کی چوکھٹ نہیں۔ دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے سو درجے ہیں اور اس کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ جنت کے سو درجے ہیں، دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ ان میں یاقوت اور گھوڑے ہوں گے۔ ہر درجے میں امیر ہوگا جس کی فضیلت اور سرداری کو لوگ دیکھیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَّلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾

"بے شک وہ لوگ کہ قبض کیا ان (کی روحوں) کو فرشتوں نے اس حال میں کہ وہ ظلم توڑ رہے تھے اپنی جانوں پر فرشتوں نے انہیں کہا تم کس شغل میں تھے (معذرت کرتے ہوئے) انہوں نے کہا ہم تو بے بس تھے زمین میں۔ فرشتوں نے کہا کیا نہیں تھی اللہ کی زمین کشادہ تا کہ تم ہجرت کرتے اس میں؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جہنم بہت بری پلٹ کر آنے کی جگہ ہے۔ مگر واقعی کمزور و بے بس مرد اور عورتیں اور بچے جو نہیں کر سکتے تھے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 5، صفحہ 260 (9545)، دارالکتب العلمیہ بیروت

(ہجرت کی) کوئی تدبیر اور نہیں جانتے تھے (وہاں سے نکلنے کا) کوئی راستہ تو یہ لوگ ہیں جن کے بارے میں امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا ان سے اور اللہ تعالیٰ درگزر فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے''۔

امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مشرکوں کے ساتھ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے خلاف مشرکوں کی جماعت میں اضافہ کرتے، تیر آتا جو پھینکا جاتا کسی کو لگتا اور اسے قتل کر دیتا یا اس پر تلوار کا وار کیا جاتا پس وہ قتل ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ کے لوگ مسلمان ہوئے، وہ اسلام کو مخفی رکھتے، مشرک انہیں غزوۂ بدر کے موقع پر ساتھ لے آئے۔ کچھ گرفتار کر لئے گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔ مسلمانوں نے کہا ہمارے یہ ساتھی تو مسلمان تھے، انہیں مجبور کیا گیا اس لئے مسلمانوں نے ان کے لئے دعائے استغفار کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مکہ مکرمہ میں جو لوگ رہ گئے تھے انہیں یہ آیت لکھ کر بھیجی گئی کہ اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں تو وہ مکہ مکرمہ سے نکل پڑے۔ مشرکوں نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں دیں۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ (العنکبوت: 10) اب مسلمانوں نے یہ آیت انہیں لکھ بھیجی، وہ سخت غمگین ہوئے اور ہر بھلائی سے مایوس ہو گئے تو ان کے بارے میں ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النحل) نازل ہوئی تو ان کی طرف یہ آیت لکھ کر بھیجی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک راہ نکالی ہے اس لئے وہاں سے نکل آؤ تو وہ صحابہ نکل پڑے، مشرکوں نے انہیں آلیا، ان سے جنگ کی۔ کچھ مسلمان بچ گئے اور کچھ قتل ہو گئے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے آیت نمبر 97 کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت قیس بن فاکہ بن مغیرہ، حارث بن زمعہ بن اسود، قیس بن ولید بن مغیرہ، ابوالعاص بن منبہ بن حجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جب قریش اور ان کے ساتھی ابوسفیان بن حرب اور قریش کے قافلہ کی حفاظت کے لئے نکلے تاکہ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے حملہ سے اسے بچائیں اور یوم نخلہ کو ان کے جو آدمی مارے گئے ان کا بدلہ لیں۔ کچھ نوجوان مجبور ہو کر بھی ساتھ نکلے۔ وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ میدان جنگ کی بجائے یہ ایک اور جگہ جمع ہوئے پھر بدر میں بطور کافر جنگ میں حصہ لیا اور اسلام سے رجوع کیا۔ یہ وہی لوگ تھے جن کا ہم نے نام لیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے آیت نمبر 97 کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ پانچ افراد تھے جو قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ علی بن امیہ، ابوقیس بن فاکہ زمعہ بن اسود، ابوالعاصی بن منبہ بن حجاج اور کہا میں پانچویں آدمی کو بھول گیا ہوں (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 274 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 275 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 276

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اور آپ کے ساتھ نکلنے کو ترک کیا۔ ان میں سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملنے سے پہلے ہی مر گیا فرشتوں نے اس کے منہ پر مارا اور اسے پشت کی طرف پھیر دیا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ مسلمان ہو گئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی تو انہوں نے ہجرت کو ناپسند کیا اور ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کچھ لوگ منافق تھے جو مکہ مکرمہ میں ہی رہ گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور غزوۂ بدر کے موقع پر مشرکوں کے حمایتی بن کر آئے تھے اس موقع پر دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عباس، عقیل اور نوفل گرفتار کر لئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے کی طرف سے فدیہ دیں۔ تو حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے اور آپ کی شہادت نہیں دیتے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عباس تم نے جھگڑا کیا اس لئے تم سے جھگڑا کیا جائے گا پھر آیت نمبر 97 کی تلاوت کی۔ جس روز یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن ابھی تک ہجرت نہ کی تھی۔ وہ ہجرت تک کافر کے حکم میں ہی رہے مگر وہ کمزور لوگ جو کوئی حیلہ اور راہ نہ پاتے۔ حیلہ سے مراد مال اور سبیل سے مراد راستہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ان بچوں میں سے ایک تھا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے اور اسلام لے آئے تھے مگر وہ ابوجہل کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے تھے۔ غزوۂ بدر میں جنگ میں شریک ہوئے اور بغیر عذر کے معذرت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ سے مراد یہ ہے کہ اہل مکہ کے کچھ لوگ ایسے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا اور اس حکم سے خارج کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے میں اور میری والدہ ان لوگوں میں سے تھے جو کوئی حیلہ نہ پاتے اور نہ ہی راستہ جانتے تھے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان کمزور لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوۂ بدر میں قتل ہوئے۔ یہ قریش کے کفار کے ساتھ شریک تھے مگر بے بس تھے (6)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 275، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 444 (12260)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 276
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76-275
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 276
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 278

ہوئے اور یہ لوگ ظاہر ہوئے ایمان نمایاں ہوا تو یہ نفاق بھی نمایاں ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر ہمیں اس قوم سے یہ ڈر نہ ہوتا کہ وہ ہمیں عذاب دیں گے اور وہ ہمارے ساتھ یہ یہ سلوک کریں گے تو ہم اسلام لے آئے لیکن ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے۔ جب غزوۂ بدر کا موقع آیا مشرک اٹھے، انہوں نے کہا ہم میں سے جو بھی پیچھے رہا ہم اس کا گھر گرادیں گے اور اس کا مال اپنے لئے مباح کرلیں گے۔ جو لوگ حضور ﷺ سے یہ باتیں کرتے تھے وہ کفار کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ ان میں سے جنگ میں قتل ہو گئے اور کچھ کو گرفتار کرلیا گیا۔ ان میں سے جو قتل ہوئے انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ بے شک وہ لوگ جن کی روحوں کو فرشتوں نے قبض کیا جبکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے الخ۔ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتے جو تمہیں کمزور جانتے ہیں انہیں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت برا ٹھکانہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اہل صدق کی معذرت قبول کی مگر وہ جو مردوں عورتوں اور بچوں میں سے کمزور ہیں وہ کسی حیلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی کوئی راہ پاتے ہیں کہ اس کی طرف نکل جائیں۔ اگر باہر نکلیں تو ہلاک ہو جائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی غلطیاں معاف فرما دے جو وہ مشرکوں کے درمیان رہتے ہیں۔ جو لوگ گرفتار ہوئے تھے انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ جانتے ہیں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ گواہی دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، ہم اس قوم کے ساتھ محض خوف کی وجہ سے نکلے۔ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ (الانفال:70) یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو جانتا ہے جو تم نے نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکوں کے ساتھ نکل کر کیا ہے وَ اِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ (الانفال:71) یہ مشرکوں کے ساتھ نکلے تھے تو ان میں سے کچھ پکڑ لئے گئے (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور میری ماں مستضعفین میں سے تھے، میں بچوں میں سے تھا اور میری ماں عورتوں میں سے تھی (2)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے اے اللہ ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو مشرکوں کے قبضہ سے چھٹکارا دلا دے جو نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 276، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 13، دارالفکر بیروت

کوئی حیلہ پاتے ہیں اور نہ ہی کوئی راستہ پاتے ہیں(1)۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو سجدہ کرنے سے پہلے یہ دعا کی اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما، اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات عطا فرما، اے اللہ ولید بن ولید کو نجات فرما، اے اللہ مسلمانوں میں سے جو کمزور ہیں انہیں نجات عطا فرما، اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی پکڑ سخت کر دے، اے اللہ ان کے سالوں کو یوں خشک کر دے جس طرح حضرت یوسف کے سال تھے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اَلْمُسْتَضْعَفِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے انتہائی بوڑھا مرد، بوڑھی عورت، چھوٹی بچیاں اور بچے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعا کی آپ دعا میں یہ الفاظ ادا کرتے تھے اے اللہ ولید بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ، عاصی بن ہشام اور مکہ مکرمہ میں رہنے والے کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما جو نہ کوئی حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی نکلنے کی کوئی راہ دیکھتے ہیں(3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ وہ ایک جنگ میں مشرکوں کے حمایتی بن کر نکلے، ان کے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان میں سے جو لوگ معذور تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قبول کر لیا جن کا کوئی عذر نہ تھا وہ ہلاک ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اور میری والدہ معذوروں میں سے تھے(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے حیلہ کا معنی قوت نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ نہ مدینہ جانے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ ہی راستہ سے آگاہ تھے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کا راستہ نہیں جانتے تھے(6)۔

وَ مَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً ؕ وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۰۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 278
2۔ صحیح بخاری، کتاب الاستسقاء، جلد 1، صفحہ 341، دار ابن کثیر دمشق
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 108 (5051)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 272 (11708)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 278
6۔ ایضاً

''اور جوشخص ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں پائے گا زمین میں پناہ کے لئے بہت جگہ اور کشادہ روزی اور جوشخص نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر آلے اس کو (راہ میں) موت تو ثابت ہو گیا اس کا اجر اللہ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مراغم کا معنی ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں جانا اور سَعَةً کا معنی رزق نقل کیا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی ناپسندیدہ چیز سے بچنے کی جگہ نقل کیا ہے (2)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مراغم کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا ہذیل کی لغت میں اس کا معنی وسعت ہے۔ عرض کیا گیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَاَتْرُكُ اَرْضَ جَهْرَةَ اِنَّ عِنْدِیْ رِجَاءً فِی الْمُرَاغِمِ وَالتَّعَادِیْ

جہرہ کے علاقہ کو چھوڑ دو کیونکہ میرے ہاں آسودگی اور دشمنی میں امید موجود ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی ہجرت کی جگہ نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی جہاں رزق حاصل کیا جا سکے نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صخر رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی وسعت کی جگہ کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی گمراہی سے ہدایت کی طرف اور تنگدستی سے خوشحالی کی طرف نکلنے کی جگہ نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے سَعَةً کا معنی خوشحالی نقل کیا ہے۔

امام ابن قاسم سے مروی ہے کہ مالک سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّسَعَةً کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا مصیبت سے خلاصی۔

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ثقہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ضمرہ بن جندب اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے، انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا مجھے اٹھاؤ اور مشرکوں کے علاقہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہوئے تو یہ وحی نازل ہوئی (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 283
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 284
6۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 272، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک آدمی تھا جس کا نام ضمرہ تھا، وہ مریض تھا اس نے گھر والوں سے کہا مجھے مکہ مکرمہ سے لے چلو کیونکہ میں یہاں سخت گرمی محسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا تمہیں کہاں لے چلیں، اس نے اپنے ہاتھ سے مدینہ طیبہ کے راستہ کی طرف اشارہ کیا۔ گھر والے اسے لے چلے، مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلہ پر وہ فوت ہو گیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابو حاتم سجستانی نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے کتاب المعمرین میں یہ نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ آیت اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی۔ میں نے پوچھا لیثی کہاں ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ تولیثی سے بہت پہلے نازل ہوئی یہ خاص و عام ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنوخزاعہ کا ایک آدمی مکہ مکرمہ میں رہتا تھا جو بیمار ہو گیا۔ اس کا نام ضمرہ بن عیص تھا یا عیص بن ضمرہ تھا۔ جب صحابہ کو ہجرت کا حکم ہوا تو یہ بیمار تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں کو کہا کہ اس کے لئے چارپائی بچھائیں۔ انہوں نے اس کے لئے چارپائی بچھا دی پھر اسے اٹھا لیا اور مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے۔ جب وہ تنعیم پر پہنچا تو فوت ہو گیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وہ ابوضمرہ بن عیص سے روایت نقل کرتے ہیں یہ مکہ میں رہتا تھا اور نابینا تھا۔ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی جس میں کمزوروں کا ذکر تھا تو اس نے کہا میں تو غنی ہوں اور میرے پاس تو چارہ کار بھی موجود ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا ارادہ کیا تو تنعیم کے مقام پر اسے موت نے آلیا تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 96 نازل ہوئی جس میں مکہ مکرمہ میں رہنے والے معذور مسلمانوں کے لئے رخصت کا ذکر تھا پھر گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کا ذکر ہوا اور معذوروں کے لئے رخصت نازل ہوئی یہاں تک کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ظَالِمِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؕ قَالُوْۤا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا ؕ فَاُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا نازل ہوئی تو انہوں نے کہا یہ حکم کو واجب کرنے والی ہے پھر سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو ضمرہ بن عیص جو بنولیث میں سے تھا اور اس کی آنکھ خراب تھی، نے کہا میرے پاس تو ہجرت کرنے کے وسائل ہیں میرے پاس مال ہے پس مجھے اٹھا لو۔ جب وہ مکہ مکرمہ سے چلا تو بیمار تھا، تنعیم کے مقام پر اسے موت نے آلیا۔ اسے تنعیم کی مسجد کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 279
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 282
4۔ ایضاً، جلد 280

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا ایک مومن مکہ مکرمہ میں تھا جسے ضمرہ کہتے یوں الفاظ بھی ہیں مکہ میں سبرہ کا غلام تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس مال ہے جو مجھے مدینہ طیبہ بلکہ اس سے دور جگہ تک بھی پہنچا سکتا ہے میں ضرور مدینہ جاؤں گا۔ اس نے گھر والوں سے کہا مجھے لے چلو ان دنوں وہ مریض تھا۔ جب حرم سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو قبض کر لیا اور وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا جو مریض تھا اللہ کی قسم میرا تو کوئی عذر نہیں میں راستہ جانتا ہوں، میں خوشحال ہوں، مجھے اٹھالو اس کے گھر والوں نے اسے اٹھا لیا۔ اسے راستہ میں ہی موت نے آلیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی(2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو بنی ضمرہ میں سے ایک آدمی نے کہا جو مریض تھا مجھے روح کی طرف لے چلو۔ وہ اسے لے چلے۔ جب وہ حصحاص کے مقام پر تھا تو وہ مر گیا تو اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت علباء بن احمر رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنوخزاعہ کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 سنی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا جبکہ وہ بیمار تھے میری سواری تیار کرو۔ مکہ کے دونوں پہاڑوں نے مجھے غمگین کر دیا ہے، مجھے امید ہے کہ میں یہاں سے نکلوں گا تو مجھے راحت نصیب ہوگی۔ وہ اپنی سواری پر بیٹھا پھر وہ مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑا اور راستہ میں ہی فوت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ جب اس نے مدینہ طیبہ کی طرف رخ کیا تو اس نے کہا اے اللہ میں تیری اور تیرے رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں(5)۔

امام سنید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو ضمرہ بن جندب ضمعی نے کہا اے اللہ مجھے معذرت اور حجت کے بارے میں خبر پہنچی ہے جبکہ میرے لئے نہ کوئی عذر ہے اور نہ ہی حجت پھر وہ نکل پڑے جبکہ وہ انتہائی بوڑھے تھے تو راستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا وہ ہجرت سے پہلے ہی فوت ہو گیا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ ولایت پر ہیں یا نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 281 5۔ ایضاً

بارے میں آیت نازل فرمائی جو مشرکوں کی معیت میں بدر میں مارے گئے تھے تو بنولیث کے ایک آدمی نے اس آیت کو سنا جو مکہ مکرمہ میں رہتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا تھا۔ یہ انتہائی بوڑھا تھا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا میں آج رات مکہ میں نہیں گزاروں گا۔ وہ اسے لے کر نکل پڑے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے راستہ پر جب تنعیم کے مقام پر پہنچے تو اسے موت نے آلیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنولیث کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو بنوجندع میں سے ایک شاخ تھی۔

امام ابن سعد اور ابن منذر نے حضرت یزید بن عبداللہ بن قسیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جندع بن ضمرہ جندعی مکہ مکرمہ میں رہتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا مجھے مکہ مکرمہ سے لے چلو اس کے غم نے مجھے ہلاک کر دیا ہے تو گھر والوں نے پوچھا کہاں لے چلیں تو اس نے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کیا وہ ہجرت کا ارادہ رکھتا تھا گھر والے اسے لے کر نکل پڑے جب وہ اضاء بنوغفار میں پہنچے تو وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی جو بنوکنانہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے کے لئے ہجرت کی وہ راستہ میں ہی فوت ہو گیا اس کی قوم نے اس کے ساتھ مذاق اور استہزاء کیا اور کہا نہ یہ وہاں پہنچا جہاں کا اس نے ارادہ کیا اور نہ ہی اپنے خاندان میں رہا جو اس کی خدمت کرتے اور اسے دفن کیا جاتا تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مسلمان ہونے کے بعد مکہ مکرمہ سے نکلا جبکہ وہ نبی مکرم اور صحابہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا تو اسے راستہ میں ہی موت آگئی۔ تو اس کی قوم کے لوگوں نے کہا اس نے کوئی چیز نہیں پائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت خالد بن حزام نے حبشہ کے علاقہ کی طرف ہجرت کی۔ راستہ میں سانپ نے انہیں ڈسا تو یہ فوت ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے آنے کی توقع رکھتا تھا اور ان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب مجھے ان کی وفات کی خبر پہنچی تو جتنا غم مجھے ان کی وفات کا ہوا، اتنا غم کسی اور چیز کا نہ ہوا کیونکہ قریش میں سے کم ہی کوئی ایسا شخص ہوگا کہ اس نے ہجرت کی ہو اور اس کے ساتھ گھر میں سے یا ذی رحم رشتہ دار نہ ہو، بنو اسد بن عبد العزیٰ میں سے میرے ساتھ کوئی بھی نہ تھا اور اس کے سوا کسی کے ہجرت کرنے کی مجھے کوئی امید بھی نہ تھی۔

امام ابن سعد نے حضرت مغیرہ بن عبد الرحمٰن خزاعی رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حبشہ کی طرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 281، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

دوسری ہجرت میں حضرت خالد بن حزام ہجرت کے لئے نکلے راستہ میں سانپ نے اسے ڈسا تو وہ فوت ہو گئے جبکہ وہ ابھی حبشہ کے علاقہ میں نہیں پہنچے تھے تو اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جس نے جہاد میں جانے کے لئے کچھ فاصلہ بھی طے کیا تو اس کے لئے مال غنیمت میں حصہ ہے وہ اسی آیت سے استدلال کرتے یعنی وہ آدمی جو اپنے گھر کو اس نیت سے چھوڑتا ہے کہ جہاد میں حصہ لے اور جہاد میں حصہ لینے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے تو مال غنیمت میں اس کا حصہ بھی ہوگا (2)۔

امام ابن سعد، امام احمد اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے ارادہ سے گھر سے نکلا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا کیا مقام ہے؟ وہ اپنی سواری سے نیچے گرا وہ مر گیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہوگا یا کسی جانور نے اسے ڈسا تو وہ مر گیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے یا وہ راستہ میں طبعی موت مرا تو اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اللہ کی قسم حتف انفہ ایسا کلمہ ہے جو میں نے پہلے کسی عرب سے نہیں سنا تھا جو فوراً مر گیا اس کے لئے جنت ثابت ہو گئی (3)۔

امام ابو یعلی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی حج کے ارادہ سے نکلا، وہ (راستہ میں) مر گیا تو قیامت تک حاجی کا اجر اس کے حق میں لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے ارادہ سے نکلا (راستہ میں) وہ مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے عمرہ کرنے والے کا اجر لکھا جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکلا تو قیامت تک اس کے حق میں نمازی کا درجہ لکھا جائے گا (4)۔

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾

"اور جب تم سفر کرو زمین میں تو نہیں تم پر کچھ حرج اگر تم قصر کرو نماز میں اگر ڈر و اس بات سے کہ تکلیف پہنچائیں گے تمہیں کافر۔ بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جارود، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور ابن حبان نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیت میں یہ حکم ہے جبکہ لوگ تو امن میں ہیں (کوئی خوف کی کیفیت

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 119، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 284، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 97 (2445)
4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 474 (4100)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں) تو حضرت عمر نے مجھے فرمایا میں بھی اس چیز سے متعجب ہوا تھا جس سے تو متعجب ہوا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے، اللہ کا صدقہ قبول کرو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا تو فرمایا یہ دو رکعتیں ہیں، میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہو گا جبکہ ہم امن میں ہیں؟ فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ سفر میں نماز کی قصر کو جائز سمجھتے ہیں ہم کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں پاتے، ہم تو صلوٰۃ خوف کا ذکر قرآن میں پاتے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھتیجے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا جبکہ ہم کچھ بھی نہ جانتے تھے، ہم اسی طرح عمل کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ کیا کرتے تھے، سفر کی حالت میں قصر سنت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے قائم کی(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز منیٰ میں دو رکعتوں کی صورت میں پڑھی جبکہ لوگ کتنے ہی زیادہ اور کتنے ہی امن میں تھے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں جبکہ ہم حالت امن میں تھے، ہمیں کوئی خوف نہ تھا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا، میں دو رکعت نماز پڑھتا تھا۔ اس علاقہ کے علماء مجھے ملے، انہوں نے پوچھا تم کیسی نماز پڑھتے ہو؟ میں نے کہا دو رکعتیں پڑھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا یہ قرآن سے ثابت ہے یا سنت سے ثابت ہے؟ میں نے کہا سنت اور قران دونوں سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت ہی نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ تو حالت جنگ میں تھے تو میں نے سورۂ فتح کی آیت لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ (الفتح: 27) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 285، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 136، دار الفکر بیروت
3۔ جامع ترمذی، باب تقصیر الصلوٰۃ بمنی، جلد 1، صفحہ 127، مکتبہ رحیمیہ
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 97

اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ (النسا:101، 102)(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی جبکہ ہم حالت امن میں تھے۔ ہمیں کوئی خوف نہ تھا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تاجروں کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی ہم سفر کرتے ہیں، ہم کس طرح نماز پڑھیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ڰ کو نازل فرمایا پھر وحی منقطع ہوگئی۔ جب ایک سال گزر گیا تو نبی کریم ﷺ نے جنگ کی تو ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکوں نے کہا محمد اور ان کے اصحاب نے پشت کی جانب سے تم پر حملہ کرنے کا موقع دیا ہے، کیا تم ان پر حملہ نہیں کرو گے؟ تو ان میں سے ہی ایک آدمی نے کہا ان کے پیچھے اتنی مقدار اور بھی ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو نمازوں کے درمیان یہ حصہ نازل فرمایا اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَھُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ تو صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہوا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ میں تاجر ہوں اور بحرین جاتا رہتا ہوں تو حضور ﷺ نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے (فَاقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور اِنْ خِفْتُمْ نہیں پڑھتے تھے جبکہ مصحف عثمان میں ہے اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

امام ابن جریر نے حضرت عمر بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا سفر میں مکمل نماز پڑھو۔ لوگوں نے عرض کی رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ تو حالت جنگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 285، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ جامع ترمذی، باب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر، جلد 1، صفحہ 91
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 286
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 204 (8162)

میں تھے آپ ﷺ کو تو دشمنوں کا خوف ہوتا تو کیا تم بھی خوف محسوس کرتے ہو؟(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کون سے صحابی سفر میں نماز مکمل پڑھتے تھے تو انہوں نے جواب دیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت امیہ بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ہم قرآن حکیم میں حالت خوف میں تو صلوٰۃ قصر پاتے ہیں لیکن حالت سفر میں صلوٰۃ قصر نہیں پاتے تو حضرت عبداللہ نے جواب دیا ہم نے نبی کریم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لئے ہم بھی اس طرح کرتے ہیں(3)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ عسفان کے مقام پر تھے جبکہ مشرک ضجنان کے مقام پر تھے۔ صحابہ نے اکھٹے نماز پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو ظہر کی چار رکعتیں پڑھائیں۔ رکوع، سجود، قیام سب صحابہ اکھٹے کر رہے تھے۔ مشرکوں نے ارادہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے مال پر حملہ کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے آیت فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ (النساء:102) نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی تو آپ نے صحابہ کی دو جماعتیں بنا دیں۔ سب نے اکھٹے تکبیر کہی پھر پہلی جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا جبکہ دوسری جماعت کھڑی رہی۔ انہوں نے سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے پھر آپ نے تکبیر کہی سب نے رکوع کیا۔ دوسری جماعت آگے ہو گئی اور پہلی جماعت پیچھے ہٹ گئی۔ انہوں نے سجدے بھی آگے پیچھے کیے جس طرح پہلی دفعہ کیا تھا اور عصر کی نماز قصر کی صورت میں پڑھی(4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خوف اور جنگ کی وجہ سے نماز میں قصر ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس سمت منہ کرے سوار ہو یا پیدل۔ جہاں تک نبی کریم ﷺ کی نماز کا تعلق ہے تو وہ دو رکعتیں تھیں۔ سفر کی حالت میں لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھنا قصر نہیں بلکہ یہ پوری نماز ہے(5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ نماز اس وقت تھی جب مومنوں کو کافروں سے خوف ہو۔ حضور ﷺ نے بعد میں دو رکعتیں ادا کرنے کی سنت قائم کی وہ قصر نہیں ہے بلکہ وہ مکمل نماز ہے(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جب تو سفر میں دو رکعت نماز ادا کرے تو یہ مکمل نماز ہے۔ قصر اس وقت ہے جب تجھے کافروں سے خوف ہو کہ وہ نماز کی حالت میں تجھے تکلیف پہنچائیں گے قصر نماز ایک رکعت ہے۔ امام قیام کرے گا اس کے ساتھ دو جماعتیں ہوں گی، ایک جماعت امام کے پیچھے ہو گی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے ہو گی۔ جو جماعت حضور ﷺ کے ساتھ ہے وہ ایک رکعت پڑھے گی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 287، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 288
5۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 512 (4255)، بیروت 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 517 (4274)

پھر پچھلے پاؤں چلتے ہوئے اس جماعت تک پہنچ جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت کھڑی تھی وہاں پر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ الٹے پاؤں چلنا ہوگا پھر دوسری جماعت آئے گی اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گی پھر امام بیٹھ جائے گا اور سلام پھیرے گا۔ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ایک رکعت پڑھیں گے پھر واپس اپنی صف میں چلے جائیں گے۔ دوسرے کھڑے ہو جائیں گے اپنی رکعت کے ساتھ دوسری رکعت ملائیں گے جو امام کی رکعت کے قائم مقام ہو جائے گی۔ امام کی دو رکعتیں ہوں گی جبکہ ان کی امام کے ساتھ ایک ایک رکعت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے (1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا ہذیل کی لغت میں فتنہ کا معنی عذاب اور جہالت ہے نافع نے پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

كُلُّ امْرِئٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ مُضْطَهِدٌ بِبَطْنِ مَكَّةَ مَقْهُوْرٌ وَمَفْتُوْنٌ

اللہ کے بندوں میں سے ہر کوئی مکہ مکرمہ کی وادی میں مجبور، مظلوم اور عذاب دیا جا رہا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سماک حنفی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قصر کی نماز کے بارے پوچھا۔ فرمایا دو رکعتیں مکمل نماز ہے قصر نہیں۔ قصر صرف خوف کی نماز ہے۔ میں نے پوچھا خوف کی نماز کون سی ہے؟ فرمایا امام ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھائے۔ یہ جماعت اس جماعت کی جگہ آ جائے اور یہ جماعت اس جماعت کی جگہ آ جائے۔ امام انہیں ایک رکعت پڑھائے۔ امام کی دو رکعتیں مکمل ہو جائیں جبکہ مقتدیوں نے ایک ایک رکعت پڑھی ہو (2)۔

امام مالک، عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نماز سفر اور اقامت میں دو دو رکعت فرض ہوئی۔ سفر کی نماز کو اس حالت پر باقی رکھا گیا جبکہ اقامت کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا (3)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز دو رکعت فرض ہوئی۔ جب آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو آپ پر چار چار رکعتیں فرض ہو گئیں اور سفر کی نماز دو رکعتیں برقرار رکھی گئیں (4)۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مغرب کی نماز کے علاوہ نماز دو دو رکعت فرض کی گئی، مغرب کی نماز تین رکعتیں فرض کی گئی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر تشریف لے جاتے تو آپ پہلے والی نماز ادا فرماتے، جب آپ مقیم ہوتے تو دو رکعتوں کے ساتھ دو اور رکعتیں ملا لیتے مگر مغرب کی نماز کیونکہ یہ وتر ہے اور صبح کی نماز دو رکعت ہی رہی کیونکہ اس میں قرأت لمبی ہوتی ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 289، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 290
3۔ صحیح مسلم، باب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا جلد 1 صفحہ 241، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ مصنف عبدالرزاق، باب صلوٰۃ المسافر، جلد 2، صفحہ 515 (7267)
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 145، دار الفکر بیروت

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اہل مکہ چار برد سے کم مسافت میں قصر نہ کرو، یہ مسافت مکہ مکرمہ سے عسفان تک ہے (1)۔

امام شافعی اور بیہقی نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دونوں چار برد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اور روزہ افطار کرتے یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہوتا تو پھر بھی یہی کرتے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کیا آپ عرفہ تک سفر میں قصر کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ جب عسفان، جدہ اور طائف تک سفر کروں تو قصر کرتا ہوں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان پر حالت اقامت میں چار اور حالت سفر میں دو رکعتیں فرض کی ہیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت لازم کی ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قصر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ تو دشمن کا سامنا کرے جبکہ نماز کا وقت ہو چکا ہو تو تکبیر کہے، سر کو اشارہ کے ساتھ جھکائے، سوار ہو یا پیدل۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز میں قصر جنگ کے وقت ہے۔ آدمی سواری پر سوار ہو کر جس طرف بھی منہ ہو تکبیر کہہ کر نماز پڑھ لے۔

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝۱۰۲ فَاِذَا قَضَيْتُمُ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 137، دار الفکر بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 215 (83-8282) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

اور (اے حبیب ﷺ!) جب آپ ان میں موجود ہوں اور قائم کریں آپ ان کے لئے نماز تو چاہیے کہ کھڑا ہو ایک گروہ ان سے آپ کے ساتھ اور وہ پکڑ رکھیں اپنے ہتھیار۔ پس جب سجدہ کر چکیں تو وہ ہو جائیں تمہارے پیچھے اور آ جائے دوسرا گروہ جس نے (ابھی) نماز نہیں پڑھی پس (اب) وہ نماز پڑھیں آپ کے ساتھ اور لیے رہیں اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار۔ تمنا کرتے ہیں کافر اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے اسلحہ سے اور اپنے ساز و سامان سے تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر یک بارگی اور نہیں کوئی حرج تم پر اگر ہو تمہیں تکلیف بارش کی وجہ سے یا ہو تم بیمار تو اتار دو اپنے ہتھیار مگر (دشمن کی نقل و حرکت سے) ہوشیار رہو۔ بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنے والا۔ جب تم ادا کر چکو نماز تو ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہوئے) پھر جب مطمئن ہو جاؤ (دشمن کی طرف سے) تو ادا کرو نماز (حسب دستور) بے شک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقرر وقت پر۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو عیاش زرقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عسفان میں تھے۔ مشرک ہمارے سامنے آ گئے جن پر خالد بن ولید امیر تھا۔ وہ مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، مشرکوں نے کہا مسلمان ایسی حالت پر تھے، کاش ہم ان کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے۔ پھر انہوں نے کہا ان پر ایسی نماز کا وقت ہونیوالا ہے جو انہیں ان کے بیٹوں اور جانوں سے بھی عزیز ہے۔ تو جبرئیل امین ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیت لائے۔ نماز کا وقت ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا۔ صحابہ نے اسلحہ پکڑ لیا۔ حضور ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنا لیں پھر حضور ﷺ نے رکوع کیا تو ہم سب نے بھی رکوع کیا پھر اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے ساتھ تھی جبکہ دوسرے صحابہ کھڑے نگہبانی کر رہے تھے۔ جب یہ صحابہ سجدہ کر چکے اور اٹھ کھڑے ہوئے تو دوسری صف والے صحابہ بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنی جگہ سجدہ کیا پھر دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ ہو گئے اور پہلی صف والے دوسری صف والوں کی جگہ ہو گئے پھر حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا پھر اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے ساتھ تھی جبکہ دوسری صف کھڑی تھی اور حفاظت کر رہے تھے۔ جب یہ صحابہ بیٹھے تو دوسرے صحابہ بیٹھ گئے تو انہوں نے سجدہ کیا پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا اور ایک طرف ہو گئے۔ یہ بھی کہا حضور ﷺ نے یہ نماز دو دفعہ پڑھائی، ایک دفعہ عسفان میں اور دوسری دفعہ بنو سلیم میں (1)۔

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 59، دار المحاسن قاہرہ

امام ترمذی اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ضجنان اور عسفان کے درمیان فروکش ہوئے۔ مشرکوں نے کہا ان مسلمانوں کی ایک نماز ہے جو انہیں اپنے آباء اور بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے، وہ عصر کی نماز ہے، تیاری کر لو اور یک بارگی ان پر حملہ کر دینا۔ جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اپنے صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں اور انہیں نماز پڑھائیں، ایک جماعت آپ کے پیچھے کھڑی ہو پھر دوسرے آئیں اور ایک رکعت آپ کے ساتھ پڑھیں پھر یہ اسلحہ لے لیں۔ دونوں کے لئے ایک ایک رکعت ہوگی جبکہ رسول اللہ ﷺ کے لئے دو رکعتیں ہوں گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت یزید فقیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سفر میں دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا کیا یہ قصر ہیں تو انہوں نے فرمایا سفر میں دو رکعتیں مکمل ہیں، قصر حالت جنگ میں ایک رکعت ہے۔ اسی اثناء میں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ کے ساتھ تھے کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے ایک جماعت نے صف بنائی جبکہ دوسری جماعت کے چہرے دشمن کی طرف تھے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی اور ان کے ساتھ دو سجدے کیے پھر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور دوسرے لوگوں کی جگہ چلے گئے۔ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے دوسرے لوگ آگے آ گئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی اور انہیں دو سجدے کرائے پھر رسول اللہ ﷺ نے قعدہ کیا اور سلام پھیرا تو جو آپ کے پیچھے تھے۔ انہوں نے اور دوسرے صحابہ نے بھی سلام پھیرا۔ رسول اللہ ﷺ کی دو رکعتیں تھیں جبکہ صحابہ کی ایک ایک رکعت تھی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سلیمان یشکری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نماز میں قصر کے بارے میں پوچھا کہ کس روز یہ حکم نازل ہوا؟ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا قریش کا ایک قافلہ شام سے آ رہا تھا۔ جب ہم نخل کے مقام پر تھے قوم کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا، کہا اے محمد کیا تو مجھ سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں کہا تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا، اس نے تلوار سونتی اور حضور ﷺ کو دھمکی دی پھر رسول اللہ ﷺ نے کوچ کی منادی کرائی اور اسلحہ لے لیا پھر اذان ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قوم میں سے ایک جماعت کو نماز پڑھائی جبکہ دوسری جماعت نگہبانی کر رہی تھی۔ جو لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے انہیں آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گئے اور ساتھیوں کی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں جبکہ دوسرے لوگ نگہبانی کر رہے تھے پھر حضور نے سلام پھیرا۔ حضور ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں جبکہ قوم کی دو دو رکعتیں تھیں اللہ تعالیٰ نے نماز کے قصر کا حکم دیا اور مسلمانوں کو اسلحہ ساتھ رکھنے کا ارشاد فرمایا (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 291، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 289

حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے سالم سے وہ اپنے باپ **فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد صلوٰۃ خوف ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھائی جبکہ دوسری جماعت دشمنوں کے سامنے کھڑی تھی پھر وہ جماعت جس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی تھی وہ چلی گئی اوران لوگوں کی جگہ جا کھڑے ہو گئے جو دشمن کے سامنے کھڑے تھے اور وہ دوسری جماعت جو دشمنوں کے سامنے کھڑی تھی وہ آ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک اور رکعت پڑھی پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا پھر ہر ایک جماعت اٹھی اور اس نے ایک ایک رکعت نماز ادا کی (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ حکم صلوٰۃ خوف کا ہے امام کھڑا ہو تو اس کے ساتھ ایک جماعت کھڑی ہو، ایک جماعت اپنا اسلحہ لے اور دشمن کے سامنے کھڑی ہو جائے۔ امام جماعت کو ایک رکعت پڑھائے پھر اسی طرح بیٹھا رہے، قوم کھڑی ہو جائے، وہ خود ایک رکعت پڑھے جبکہ امام بیٹھا ہوا ہو پھر یہ چلے جائیں اور دوسری جماعت کی جگہ کھڑے ہو جائیں پھر دوسرے آئیں، امام انہیں ایک رکعت پڑھائے اور سلام پھیر دے۔ یہ جماعت اٹھ کھڑی ہو، اکیلے ایک رکعت پڑھیں۔ بطن نخلہ میں حضور ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھائی تھی (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ذی قرد میں صلوٰۃ خوف پڑھی۔ حضور ﷺ نے لوگوں کی دو صفیں بنائیں، ایک صف آپ کے پیچھے تھی اور ایک صف دشمن کے سامنے تھی۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت پڑھائی پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ چلے گئے اور دوسرے آ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی اور لوگوں نے باقی کی قضاء نہ کی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف پڑھی سفیان نے کہا پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جیسی روایت ذکر کی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ثعلبہ بن زہدم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں تھے۔ انہوں نے پوچھا تم میں سے کس نے صلوٰۃ خوف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے پڑھی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ایک صف آپ کے پیچھے بنالی اور ایک صف دشمنوں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر یہ لوگ دوسروں کی جگہ چلے گئے اور دوسرے لوگ آ گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی اور لوگوں نے دوسری رکعت کی قضاء نہ کی (5)۔

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 73، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 296
3۔ مصنف عبد الرزاق، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 511 (4251) بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 213، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ سنن نسائی، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 3، صفحہ 168، دار الریاض قاہرہ

امام ابوداؤد، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ذات رقاع میں صلوۃ خوف پڑھی لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک صف آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور جو جماعت آپ کے پیچھے تھی اس نے بھی تکبیر کہی پھر حضور ﷺ نے رکوع کیا تو اس جماعت نے بھی رکوع کیا۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ آپ نے سر اٹھایا تو ان لوگوں نے بھی سر اٹھایا پھر حضور ﷺ بیٹھے رہے۔ لوگوں نے دوسرا سجدہ کیا پھر لوگ کھڑے ہو گئے پھر الٹے پاؤں چلتے گئے یہاں تک کہ پیچھے کھڑے ہو گئے دوسری جماعت آ گئی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بنالی۔ انہوں نے تکبیر تحریمہ کہی پھر خود ہی رکوع کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دوسرا سجدہ کیا پھر رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے خود ہی دوسرا سجدہ کیا پھر دونوں جماعتیں کھڑی ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بنالی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو سب نے سجدہ کیا پھر آپ نے سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ نے جلدی جلدی کیا، جتنی تخفیف ہو سکتی تھی تخفیف کی پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو سب صحابہ نے بھی سلام پھیرا پھر آقائے دو عالم ﷺ اٹھے جبکہ لوگ آپ کی مکمل نماز میں شریک ہو چکے تھے (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی صلوٰۃ خوف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ایک جماعت حضور ﷺ کے پیچھے تھی اور دوسری جماعت اس جماعت کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھی سب کے منہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں جماعتوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو اس جماعت نے رکوع کیا جو آپ کے پیچھے تھی جبکہ دوسرے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے سجدہ کیا جبکہ دوسرے بیٹھے رہے پھر یہ الٹے پیچھے ہٹے اور بیٹھنے والے صحابہ کی جگہ پہنچ گئے۔ دوسری جماعت آئی۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت اور دو سجدے جماعت کرائی۔ بعد میں آپ ﷺ نے سلام پھیرا جبکہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے دوسرا سلام پھیرا تو دونوں جماعتیں کھڑی ہو گئیں۔ ان سب نے اپنے اپنے طور پر ایک رکعت اور دو سجدے ادا کیے (2)۔

امام مالک، امام شافعی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت صالح بن خوات رحمہ اللہ سے انہوں نے اس صحابی سے رویت نقل کی جس نے حضور ﷺ کے ساتھ ذات رقاع میں صلوٰۃ خوف پڑھی۔ ایک جماعت نے حضور ﷺ کے ساتھ صف باندھی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے تھی۔ جو جماعت حضور ﷺ کے ساتھ تھی اسے حضور ﷺ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ کھڑے رہے۔ لوگوں نے اپنی نماز کو مکمل کیا اور چلے گئے اور دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دوسری جماعت آئی، حضور ﷺ نے باقی ماندہ نماز میں سے ایک رکعت اس جماعت کو پڑھائی پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے۔ جماعت نے اپنی نماز مکمل کی پھر حضور

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 487 (1250)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 486 (1249)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ سلام پھیرا (1)۔

امام عبد بن حمید اور دارقطنی نے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو صلوٰۃ خوف پڑھائی کچھ صحابہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا تو یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے آ گئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار رکعتیں ہوگئیں اور مسلمانوں کی دو دو رکعتیں ہوگئیں (2)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو مغرب کی نماز صلوٰۃ خوف کی صورت میں پڑھائی۔ یہ لوگ چلے گئے، دوسرے آ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی تین رکعتیں پڑھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ رکعتیں ہوگئیں جبکہ صحابہ کی تین تین رکعتیں ہوگئیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور دارقطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صلوٰۃ خوف پڑھائی وہ دو صفوں میں کھڑے ہوئے ایک صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھی اور ایک صف دشمن کے سامنے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت پڑھائی، دوسرے آ گئے اور وہ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے اور یہ دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیر دیا۔ یہ لوگ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے انہوں نے ایک رکعت نماز ادا کی پھر سلام پھیرا (4)۔

امام عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت عروہ بن مروان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ خوف پڑھی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ مروان نے پوچھا کہاں پڑھی فرمایا نجد کے غزوہ میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے، ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی ہوگئی جبکہ ان کی پشتیں قبلہ کی جانب تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی تو سب نے تکبیر کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو جو جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھی اس نے بھی رکوع کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا تو اس جماعت نے بھی سجدہ کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھی جبکہ دوسرے دشمن کے سامنے کھڑے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والی جماعت بھی کھڑی ہوگئی اور دشمن کی طرف چلی گئی اور دشمنوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ دوسری جماعت آئی انہوں نے رکوع کیا، سجدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کھڑے رہے پھر لوگ کھڑے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا رکوع کیا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رکوع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی سجدہ کیا پھر وہ جماعت آ گئی جو دشمنوں کے مقابل تھی۔ انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھ والے بیٹھے ہوئے تھے پھر سلام کا مرحلہ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو سب نے سلام پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو رکعتیں تھیں جبکہ ہر جماعت کی ایک ایک رکعت تھی (5)۔

1۔ سنن نسائی، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 3، صفحہ 171، دار الریان قاہرہ
2۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 61، دار المحاسن قاہرہ
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 487 (2151) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 62
5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 488 (1253)

امام دارقطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں صلوٰۃ خوف کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے جبکہ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ دو صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا اور ہم سب نے بھی رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا پھر آپ ﷺ سجدے میں گر گئے جو صف آپ ﷺ کے ساتھ تھی اس نے بھی سجدہ کیا پھر دوسرے لوگ اپنے بھائیوں کی حفاظت میں کھڑے رہے۔ جب آپ ﷺ سجدہ سے فارغ ہو گئے اور کھڑے ہو گئے تو پچھلی صف سجدہ میں چلی گئی۔ انہوں نے دو سجدہ کیے پھر کھڑے ہو گئے۔ پہلی صف پیچھے چلی گی اور پچھلی صف آگے آ گئی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا۔ اور سب نے رکوع کیا رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو اس صف نے بھی سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی جبکہ پیچھے کھڑے بھائیوں کی حفاظت کرتے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو پچھلی صف سجدے میں گر گئی پھر نبی کریم ﷺ نے سلام پھیرا(1)۔

امام دارقطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نخل کے مقام پر بنو محارب کا محاصرہ کیے ہوئے تھے پھر لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ جماعت ہونے والی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ دشمن کے سامنے تھا جو بات چیت کرتے رہے، دوسرے حصہ کو آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا یہ لوگ چلے گئے اور اپنے بھائیوں کی جگہ پہنچ گئے۔ دوسری جماعت آئی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ نبی کریم ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں اور ہر جماعت کی دو رکعتیں ہو گئیں (2)۔

امام بزار، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ عسفان کے مقام پر مشرکوں سے ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی تو دشمنوں نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھا تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا اگر تم ان پر حملہ کر دیتے تو انہیں تمہارے بارے میں علم ہی نہ ہوتا یہاں تک کہ تم ان پر جا پڑتے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا ان کی ایک اور نماز ہے جو انہیں اپنے گھر والوں اور اپنے اموال سے بھی زیادہ محبوب ہے، صبر کرو یہاں تک کہ اس نماز کا وقت ہو جائے، ہم اکٹھے ان پر حملہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور حضور ﷺ کو اس مشورہ سے آگاہ کیا جو انہوں نے آپس میں کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی، دشمن قبلہ کی جانب تھے۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی تو سب صحابہ نے تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا۔ تو سب صحابہ نے رکوع کیا جب حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف اس صف نے سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی جو لوگ ان کے پیچھے تھے وہ دشمنوں کے سامنے کھڑے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہو گئے تو دوسری صف نے سجدہ کیا پھر وہ کھڑے ہو گئے۔ جو صف حضور ﷺ کے قریب تھی وہ پیچھے ہٹ گئی اور دوسری صف آگے آ گئی اب یہ رسول اللہ ﷺ کے قریب تھے۔ جب حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے سر اٹھایا تو سب

1۔ سنن الدارقطنی، جلد 2، صفحہ 58، دار المحاسن قاہرہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 60

نے سر اٹھایا پھر حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف انہوں نے سجدہ کیا جو حضور ﷺ کے قریب تھے۔ دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے اور قعدہ کیا جو آپ ﷺ کے قریب تھے وہ بھی بیٹھ گئے اور دوسری صف نے سجدہ کیا پھر وہ بھی بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام کیا تو سب نے سلام پھیرا۔ جب مشرکوں نے مسلمانوں کو اس حال میں دیکھا کہ بعض مسلمان سجدہ کر رہے ہیں اور بعض کھڑے ہیں تو انہوں نے کہا ہم نے جو ارادہ کیا تھا اس سے آپ ﷺ کو باخبر کر دیا گیا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عالیہ ریاحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اصبہان کے علاقہ میں دار کے مقام پر تھے۔ اس دن انہیں کوئی زیادہ خوف نہ تھا لیکن انہوں نے پسند کیا کہ لوگوں کو ان کا دین اور ان کے نبی کی سنت سکھائیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کی دو صفیں بنا دیں، ایک جماعت کے پاس اسلحہ تھا جو دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے تھے اور دوسرا طائفہ آپ کے پیچھے تھا۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے یہاں تک دوسرے لوگوں کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ دوسری جماعت آ گئی یہاں تک آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے وہ کھڑے ہو گئے اور دوسرے بھی کھڑے تھے۔ سب نے ایک رکعت پڑھی۔ بعض نے بعض کو سلام کیا۔ امام کی دو رکعتیں مکمل ہو گئیں جبکہ لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوئی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عسفان کے مقام پر تھے جبکہ دشمن ضجنان کے مقام پر تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی مشرکوں نے آپ ﷺ کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ آپ پر حملہ کر دیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی اور تمام صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے بھی رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو جو صف آپ ﷺ کے پیچھے تھی اس نے بھی سجدہ کیا۔ دوسری صف اپنا اسلحہ لے کر کھڑی رہی جبکہ وہ دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے تھی۔ جب نبی کریم ﷺ نے سر اٹھایا تو دوسری صف نے سجدہ کیا۔ جب انہوں نے سر اٹھا لئے۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے رکوع کیا۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو جو صف آپ کے پیچھے تھی اس نے بھی سجدہ کیا اور دوسری صف اپنا اسلحہ لے کر دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب حضور ﷺ نے سر اٹھایا تو دوسری صف نے سجدہ کیا۔ مجاہد نے کہا ان کی تکبیر، رکوع اور سلام اکٹھے تھا جبکہ انہوں نے سجدے جماعتوں کی صورت میں کیے۔ مجاہد نے کہا رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ خوف نہ اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد پڑھی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دو دو

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 32 (4323)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 214، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً

رکعتیں پڑھیں مگر مغرب کی نماز یہ حضور ﷺ نے تین رکعتیں پڑھائی تھی (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہونے سے پہلے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ مشرکوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ انہوں نے مسلمانوں پر کیوں حملہ نہ کیا۔ ایک آدمی نے مشرکوں سے کہا کہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے ان کی ایک نماز ہے جو انہیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ انہوں نے کہا اگر اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھی تو ہم ان پر حملہ کردیں گے۔ تو وہ اس نماز کا انتظار کرنے لگے۔ صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں عصر کی نماز صلوٰۃ خوف کی صورت میں پڑھائی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا، ہم نخل کے مقام پر مشرکوں سے ملے۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ جب ظہر کا وقت ہوا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جبکہ ہم سب اکٹھے تھے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو کافروں نے مشورہ کیا کہ کاش ہم مسلمانوں پر اس وقت حملہ کردیتے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوتے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا ان کی ایک نماز ہے جس کا وہ انتظار کررہے ہیں جو ابھی آنے والی ہے۔ یہ انہیں اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ جب یہ وہ نماز پڑھیں تو ان پر حملہ کردینا۔ جبرائیل امین خبر لائے اور بتایا کہ وہ کس طرح نماز پڑھیں۔ جب عصر کا وقت ہوا نبی کریم ﷺ دشمن کی جانب کھڑے ہوئے اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنا کر کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی تو ہم سب نے تکبیر کہی پھر اسی کی مثل روایت نقل کی (3)۔

امام بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے صلوٰۃ خوف کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا انہوں نے اسلحہ اٹھالیا۔ ایک طائفہ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا تھا جبکہ انہوں نے منہ دشمن کی طرف کئے ہوئے تھے ایک طائفہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر یہ لوگ اس طائفہ کی طرف چلے گئے جس نے نماز نہ پڑھی تھی۔ وہ طائفہ آگیا جس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت اور دو سجدے کرائے پھر ان پر سلام پھیرا پھر ان پر سلام پھیرا جب حضور ﷺ سلام پھیر چکے تو جو دشمن کے سامنے وہ اٹھ کھڑے ہوئے، سب نے تکبیر کہی، ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے جبکہ حضور ﷺ سلام پھیر چکے تھے۔

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف سے پہلے چھ غزوات کیے صلوٰۃ خوف ساتویں سال پڑھی گئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت اپنا اسلحہ ساتھ رکھتی وہ دشمن کے سامنے رہتی جبکہ دوسری جماعت امام کے پیچھے نماز پڑھتی پھر نماز پڑھنے والا اسلحہ اٹھالیتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 215 　 2۔ مصنف عبدالرزاق، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 502، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 300 　 4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 348، دار صادر بیروت

اور دشمن کے سامنے چلا جاتا اور دوسرے افراد لوٹ آتے اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھتے، امام کی دو رکعتیں ہو جاتیں جبکہ لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوتی پھر وہ ایک رکعت کی قضا کرتے۔ اس طرح ان کی نماز مکمل ہو جاتی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب وہ طائفہ سجدہ کر چکے جو آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا پھر وہ سجدہ سے فارغ ہو جائے پس وہ اپنے سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد دشمن کے سامنے اس جگہ انتظار کریں جہاں باقی جماعت ہے جس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے ساتھ نماز میں داخل نہیں ہوئی (2)۔

امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ یہ زخمی تھے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں مقاتل بن حبان کا قول نقل کیا ہے کہ اسلحہ رکھنے اور احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم عَذَابًا مُّهِيْنًا سے مراد ذلت والا عذاب۔ جب تمام صلوٰۃ خوف مکمل کر چکو تو زبان سے اللہ کا ذکر کرو اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کا ذکر رات و دن، خشکی و تری، سفر و حضر، غنا و فقر، مرض و صحت، خفیہ و ظاہر اور ہر حالت میں کرو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ ایک قوم کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے پھر یہ آیت پڑھی، فرمایا اس کا مطلب یہ ہے جب ایک آدمی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب تم دار سفر سے دار اقامہ کی طرف نکلو تو نماز کو مکمل کرو (5)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم اپنے شہروں میں مقیم ہو جاؤ تو اپنی نمازوں کو مکمل کرو (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تم امن میں ہو جاؤ تو نماز مکمل کرو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم امن میں ہو جاؤ گے تو نماز مکمل کرو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے جب تم شہروں میں مقیم ہو جاؤ۔ ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم فروکش ہو جاؤ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 299، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 293 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 303
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 304 6۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے جب تمہیں خوف کے بعد اطمینان ہو جائے (1)۔
امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو نماز پڑھ پھر سوار ہو کر، چلتے ہوئے اور بیٹھ کر نماز نہ پڑھو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ موقوت کا معنی واجب ہے (3)۔
امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی مفروض نقل کیا ہے (4)۔
امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی فرض واجب نقل کیا ہے (5)۔
امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا معنی کتاب واجب نقل کیا ہے (6)۔
امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز کا وقت اسی طرح معین ہے جس طرح حج کا وقت ہے (7)۔
امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ موقوت کا معنی منجم ہے یعنی جب ایک وقت گزر جاتا ہے تو دوسرا وقت آجاتا ہے (8)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن خزیمہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیت اللہ شریف کے پاس جبرئیل امین نے میری دو دفعہ امامت کرائی، مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب سورج زوال پذیر ہوا جبکہ سایہ ایک تسمہ جتنا تھا، مجھے عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر ایک چیز کا سایہ ایک مثل تھا۔ مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جب روزے دار روزہ افطار کرتا ہے، مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوتی ہے، مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب کھانا پینا روزے دار پر حرام ہوتا ہے، اگلے روز مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل تھا، مجھے عصر کی نماز پڑھائی جب ہر شی کا سایہ دو مثل تھا، مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جب روزے دار روزہ افطار کرتا ہے، مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا تیسرا پہر گزر چکا تھا، مجھے فجر کی نماز پڑھائی جب روشنی خوب پھیل چکی تھی۔ پھر جبرئیل امین میری طرف متوجہ ہوئے، کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء کا وقت تھا۔ نمازوں کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے (9)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نماز کا اول اور آخر وقت ہے (۱)، ظہر کا اول وقت زوال شمس سے ہے اور اس کا آخری وقت جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے، عصر کا اول وقت جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے اور اس کا آخری وقت جب سورج کی روشنی زرد پڑ جائے، مغرب کا اول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 304، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 305
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306
9۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 280 (3220)

(۱) نماز کے اوقات کے بارے میں مختلف احادیث مروی ہیں ائمہ احناف نے روایات میں تطبیق دیتے ہوئے اوقات کو دو قسموں میں تقسیم کیا (باقی اگلے صفحہ)

وقت جب سورج غروب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب شفق غائب ہو جائے، عشاء کا اول وقت جب شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب آدھی رات گزر جائے، فجر کا اول وقت جب فجر صادق طلوع ہو اور اس کا آخری وقت جب سورج طلوع ہو (1)۔

وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۟﴿۱۰۴﴾

''اور نہ کمزوری دکھاؤ (دشمن) قوم کی تلاش میں اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسے تمہیں دکھ پہنچتا ہے اور تم تو امید رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے اس (ثواب) کی جس کی وہ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَا تَهِنُوْا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم کمزوری نہ دکھاؤ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ دشمن قوم کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَاْلَمُوْنَ کا معنی تَرْجُوْنَ نقل کیا ہے یعنی تمہیں دکھ پہنچے اور تَرْجُوْنَ کا مفعول خیر مقدر مانا ہے یعنی تم بھلائی کی امید رکھتے ہو (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دشمن کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ اگر تمہیں دکھ پہنچا ہے تو دشمنوں کو بھی دکھ پہنچتا ہے جس طرح تمہیں دکھ پہنچتا ہے، تم اجر و ثواب کی امید رکھتے ہو جبکہ وہ اجر و ثواب کی امید نہیں رکھتے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دشمن کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ اگر تمہیں زخموں سے دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح دکھ پہنچتا ہے جبکہ تم تو اللہ تعالیٰ سے دنیا میں زندگی، رزق، شہادت اور کامیابی کی امید رکھتے ہو (4)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1 صفحہ 281، (3222)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5 صفحہ 307، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 5 صفحہ 307 4۔ ایضاً

(بقایا صفحہ گزشتہ) ہے (۱) مطلق وقت (۲) مستحب وقت۔ نمازوں کے مطلق اوقات یہ ہیں۔ فجر کا وقت۔ فجر صادق کے طلوع ہونے سے لے کر آفتاب کے طلوع ہونے سے تھوڑا پہلے تک۔ ظہر کا وقت۔ سورج کے زوال سے لے کر مثل ثانی کے ختم ہونے تک۔ عصر کا وقت مثل ثانی کے ختم ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک مغرب کا وقت۔ سورج کے غروب ہونے سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک ہے عشاء کا وقت۔ شفق کے غائب ہونے سے لے کر فجر صادق کے طلوع ہونے تک ہے۔ ائمہ احناف میں دو اوقات میں باہم اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک ظہر کا وقت مثل اول کے گزر جانے کے بعد ختم ہو جاتا ہے اسی طرح مغرب کا وقت سرخی کے ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے جب کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک ظہر کا وقت مثل ثانی کے ختم ہونے پر ختم ہوتا ہے اور مغرب کا وقت سرخی کے بعد جب سفیدی ختم ہوتی ہے اس وقت ختم ہوتا ہے مستحاب اوقات نماز فجر کا مستحب وقت جب صبح خوب روشن ہو جائے۔ ظہر کو سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ عصر کا وقت سورج کی روشنی زرد ہونے سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ مغرب کو جلدی پڑھنا مستحب ہے اور عشاء کی نماز ایک تہائی تک مؤخر کرنا مستحب ہے بارش اور سخت تاریک رات میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ (مترجم)

إِنَّآ أَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُۚ
وَلَا تَكُن لِّلۡخَآئِنِينَ خَصِيمٗا ﴿١٠٥﴾ وَٱسۡتَغۡفِرِ ٱللَّهَۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ
غَفُورٗا رَّحِيمٗا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَٰدِلۡ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخۡتَانُونَ أَنفُسَهُمۡۚ
إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمٗا ﴿١٠٧﴾ يَسۡتَخۡفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا
يَسۡتَخۡفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمۡ إِذۡ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرۡضَىٰ مِنَ ٱلۡقَوۡلِۚ
وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعۡمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾ هَٰٓأَنتُمۡ هَٰٓؤُلَآءِ جَٰدَلۡتُمۡ عَنۡهُمۡ فِي
ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَا فَمَن يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ عَنۡهُمۡ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ
عَلَيۡهِمۡ وَكِيلٗا ﴿١٠٩﴾ وَمَن يَعۡمَلۡ سُوٓءًا أَوۡ يَظۡلِمۡ نَفۡسَهُۥ ثُمَّ يَسۡتَغۡفِرِ ٱللَّهَ
يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورٗا رَّحِيمٗا ﴿١١٠﴾ وَمَن يَكۡسِبۡ إِثۡمٗا فَإِنَّمَا يَكۡسِبُهُۥ عَلَىٰ
نَفۡسِهِۦۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمٗا ﴿١١١﴾ وَمَن يَكۡسِبۡ خَطِيٓـَٔةً أَوۡ إِثۡمٗا
ثُمَّ يَرۡمِ بِهِۦ بَرِيٓـٔٗا فَقَدِ ٱحۡتَمَلَ بُهۡتَٰنٗا وَإِثۡمٗا مُّبِينٗا ﴿١١٢﴾ وَلَوۡلَا فَضۡلُ ٱللَّهِ
عَلَيۡكَ وَرَحۡمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٞ مِّنۡهُمۡ أَن يُضِلُّوكَ وَمَا يُضِلُّونَ
إِلَّآ أَنفُسَهُمۡۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَيۡءٖۚ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيۡكَ ٱلۡكِتَٰبَ وَ
ٱلۡحِكۡمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمۡ تَكُن تَعۡلَمُۚ وَكَانَ فَضۡلُ ٱللَّهِ عَلَيۡكَ عَظِيمٗا ﴿١١٣﴾

''بے شک ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ فیصلہ کریں آپ لوگوں میں اس کے مطابق جو دکھا دیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے اور نہ بنیے بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے اور مغفرت طلب کیجئے اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ اور مت جھگڑیں آپ ان کی طرف سے جو خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا اسے جو بڑا بددیانت (اور) بدکار ہے۔ وہ چھپا سکتے ہیں (اپنے ارادے) لوگوں سے لیکن نہیں چھپا سکتے اللہ تعالیٰ سے اور وہ تو (اس وقت بھی) ان کے ساتھ ہوتا ہے جب راتوں کو مشورہ کرتے ہیں ایسی باتوں کا جو پسند نہیں اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے گھیرے ہوئے ہے۔ سنتے ہو! تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پس کون جھگڑے گا

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا (اس روز) ان کا وکیل؟ اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم کرے اپنے آپ پر پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا اور جو کمائے گناہ کو تو وہ کماتا ہے اسے اپنے لئے اور اللہ تعالیٰ علیم (و) حکیم ہے۔ اور جو شخص کمائے کوئی خطا یا گناہ پھر تہمت لگائے اس سے کسی بے گناہ کو تو اس نے اٹھالیا (بوجھ) بہتان کا اور کھلے گناہ کا۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپ پر اور اس کی رحمت تو تہیہ کرلیا تھا ایک گروہ نے ان سے کہ غلطی میں ڈال دیں آپ کو اور نہیں غلطی میں ڈال رہے مگر اپنے آپ کو اور نہیں ضرر پہنچا سکتے آپ کو کچھ بھی اور اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے''۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہا ہمارے خاندان کے لوگ تھے جنہیں بنوابیرق کہا جاتا، وہ بشر، بشیر اور مبشر تھے۔ بشیر منافق آدمی تھا، وہ اشعار کہتا جن میں صحابہ کی ہجو بیان کرتا پھر ان اشعار کو دوسرے لوگوں کی طرف منسوب کر دیتا اور کہتا فلاں نے یوں یوں کہا ہے، فلاں نے یوں یوں کہا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وہ اشعار سنتے تو وہ کہتے اللہ کی قسم یہ اشعار یہی خبیث کہتا ہے۔ تو اس نے کہا جب بھی لوگ کوئی قصیدہ (شعر) کہیں تو کہہ دیں ابن ابیرق نے کہا ہے۔

یہ لوگ دور جاہلیت اور دور اسلام میں تنگ دست ہی رہے۔ مدینہ طیبہ میں لوگوں کا کھانا کھجور اور جو ہوا کرتا۔ جب کوئی آدمی خوشحال ہوتا اور ملک شام سے رزمک علاقہ کا کوئی تجارتی قافلہ آتا تو وہ اس سے سامان لے لیتا اور اپنے لئے مخصوص کر لیتا لیکن زیر کفالت افراد کا کھانا جو ہی ہوتے۔ شام سے تجارتی قافلہ آ گیا۔ میرے چچا رفاعہ بن زید نے ایک پورے اونٹ کا سامان خرید لیا اور اپنی بیٹھک میں رکھ لیا۔ اس کمرہ میں ان کا اسلحہ یعنی دو زرہیں، دو تلواریں اور ان کا متعلقہ سامان تھا۔ رات کے وقت کسی چور نے چوری کی۔ اس کمرہ میں نقب لگائی کھانا اور اسلحہ چوری کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا اے بھتیجے کیا تم جانتے ہو اس رات ہمارے گھر چوری ہوگئی ہے، ہمارے اس کمرے میں نقب لگائی گئی ہے اور ہمارا کھانا اور اسلحہ چرا لیا گیا ہے؟ ہم نے گھر میں تلاشی وغیرہ کی اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ ہم نے رات کے وقت دیکھا کہ بنوابیرق نے آگ جلائی تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ تمہارا ہی کھانا ہوگا۔ بنوابیرق نے کہا ہم نے چھان بین کی ہے۔ تمہارا چور تمہارا اپنا ساتھی لبید بن سہل ہے جو ہمارے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بڑا اصالح اور پکا مسلمان تھا۔ جب لبید نے یہ بات سنی تو اس نے تلوار سونت لی اور بنوابیرق کے پاس آیا فرمایا میں چوری کروں گا، اللہ کی قسم یہ تلوار تم میں پیوست ہوگی یا تم اس چوری کے بارے میں بتاؤ گے۔ انہوں نے کہا اے شخص ہمیں کچھ نہ کہو، اللہ کی قسم تم تو چور نہیں ہو۔ ہم نے گھر میں چھان بین کی ہے، ہمیں ذرا بھی شک نہیں، چور گھر والے خود ہیں۔ میرے چچا نے مجھے کہا اے میرے بھتیجے کاش تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا اور اس کا ذکر رسول اللہ سے کرتا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے گھر کے لوگوں نے ہمارے اوپر زیادتی کی ہے، وہ میرے چچا رفاعہ بن زید کے گھر گئے۔ ان کے کمرہ میں نقب لگائی، اس کا اسلحہ اور کھانا لے گئے، ہمارا اسلحہ ہی ہمیں واپس کر دیں۔ جہاں تک کھانے کا تعلق ہے اس کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس بارے میں غور و فکر کروں گا۔ جب بنو ابیرق نے اس بارے میں سنا تو وہ اپنے ایک آدمی کے پاس آئے جسے اسیر بن عروہ کہتے اس بارے میں انہوں نے آپس میں بات چیت کی۔ ان کے خاندان کے لوگ جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اور ان کے چچا ہمارے خاندان کے لوگوں کے پاس آئے جو مسلمان اور نیک لوگ ہیں، وہ ان پر بغیر گواہی اور دلیل کے چوری کے الزام لگاتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو ایسے خاندان کے پاس گیا ہے جن کے مسلمان اور نیک ہونے کا ذکر کیا جاتا ہے اور تو بغیر دلیل اور ثبوت کے ان پر چوری کا الزام لگاتا ہے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں واپس لوٹ آیا اور یہ پسند کیا کہ میں اپنا بعض مال نکالوں (اور چچا کو دے دوں) مگر رسول اللہ ﷺ سے اس مال کے بارے میں بات چیت نہ کی۔ میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا، اس نے پوچھا اے بھتیجے تو نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو فرمایا تھا میں نے چچا کو بتایا تو چچا نے کہا اللہ ہی ہماری دست گیری فرمانے والا ہے، ہم اس طرح تھے کہ یہ آیات نازل ہوئیں۔ خائنین سے مراد بنو ابیرق ہیں اور آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے جو فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔ گمراہ کرنے والے گروہ سے مراد اسیر بن عروہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

جب قرآن کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اسلحہ پیش کیا گیا تو حضور ﷺ نے اسلحہ رفاعہ کو واپس کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں اسلحہ اپنے چچا کے پاس لایا، وہ بوڑھا شخص تھا جبکہ دور جاہلیت قریب ہی گزرا تھا۔ میری رائے تھی کہ ابھی اس کا اسلام مغلوب ہوگا۔ جب میں اس کے پاس اسلحہ لایا تو انہوں نے کہا اے بھتیجے یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، میں پہچان گیا کہ اس کا اسلام راسخ ہے۔ جب قرآن حکیم نازل ہوا تو بشیر مشرکوں کے پاس چلا گیا اور سلافہ بنت سعد کے پاس جا کر ٹھہرا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 115 نازل فرمائی۔ جب وہ سلافہ کے پاس ٹھہرا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں چند اشعار کہے۔ تو سلافہ نے اس کا سامان لیا اپنے سر پر رکھا پھر نکلا اور ابطح میں جا پھینکا پھر کہا تو نے مجھے حسان کے شعر تحفہ کے طور پر دیے ہیں تو میں تجھے یہی بھلائی دے سکتا تھا(1)۔

امام ابن سعد نے حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بشیر بن حارث نے رفاعہ بن زید جو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن نعمان ظفری کے چچا تھے کہ بالا خانہ میں چوری کی، اس کی پشت کی جانب سے نقب لگائی، وہاں سے کھانا اور دو زرہیں متعلقہ سامان کے ساتھ اٹھا لیں۔ حضرت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں عرض کی۔ حضور ﷺ نے بشیر کو بلایا اور اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے اس سے انکار کیا اور لبید بن سہل پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت

تہمت لگائی جو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کا حسب ونسب والا آدمی تھا۔ قرآن حکیم بشیر کی تکذیب اور لبید بن سہل کی برأت میں نازل ہوا آیت میں بَرِیْٓـًٔا سے مراد لبید بن سہل ہے جس پر بنوابیرق نے چوری کا الزام لگایا تھا۔

جب قرآن حکیم بشیر کے بارے میں نازل ہوا اور اس کی چوری کے بارے میں اطلاع ہوگئی تو وہ مرتد کافر ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا اور سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس جا کر اترا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔ قرآن حکیم اس کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت حسان بن ثابت نے اس کی ہجو کی یہاں تک کہ وہ لوٹ آیا یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال ربیع کے مہینے میں ہوا۔

امام ابن سعد نے ایک اور سند سے حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسیر بن عروہ بڑی فصیح و بلیغ گفتگو کرنے والا باتونی آدمی تھا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن نعمان نے بنی ابیرق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو گفتگو کی تھی اس کے بارے میں سنا۔ جب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا کے بالا خانہ میں نقب اس کا کھانا اور دو زرہیں اٹھا لینے کے بارے میں ذکر کیا گیا تھا۔ اسیر بن عروہ اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور اس کے چچا نے ہمارے خاندان کے نیک، شریف اور صالح لوگوں پر تہمت لگائی ہے۔ ان کے بارے غلط باتیں کر رہے ہیں اور ایسی باتیں کر رہے ہیں جو بغیر ثبوت اور دلیل کے نہیں کرنی چاہئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کے بارے میں جو چاہا کہا پھر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ اس معاملہ میں گزارش کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ سختی سے پیش آئے، فرمایا تو نے کتنی بری حرکت کی، برے عمل کے لئے کوشاں رہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور وہ کہتے میں نے پسند کیا کہ میں اپنے گھر والوں اور اپنے مال کو چھوڑ دوں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی گفتگو نہ کروں اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنے نبی پر قرآن حکیم نازل فرمایا۔ آیت میں خیانت کرنے والوں سے مراد اسیر بن عروہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی اس کی لوہے کی ایک زرہ تھی جو اس نے چوری کی تھی۔ مومنوں میں سے اس کے ساتھیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اپنی زبان سے لوگوں کے درمیان اس کی صفائی دے دیں اور انہوں نے زرہ کے بارے میں الزام ایک یہودی پر لگایا جو اس معاملہ میں بری تھا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ یہ آیات طعمہ بن ابیرق کے حق میں نازل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی صفائی دینے کا ارادہ فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے طعمہ بن ابیرق کی حالت کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو نصیحت کی اور اس امر سے ڈرایا کہ آپ خیانت کرنے والوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت

حمایتی بنیں۔طعمہ بن ابیرق انصاری تھا اور بنی ظفر سے تعلق رکھتا تھا۔اس نے اپنے چچا کی زرہ چوری کر لی تھی جوان کے پاس امانت تھی پھر اسے یہودی کے پاس لے آیا۔اس یہودی کا ان کے پاس آنا جانا تھا جسے زید بن سمین کہتے۔یہودی حضور ﷺ کے پاس خبر دینے کے لئے آیا جو طعمہ کی قوم بنوظفر نے اسے دیکھا۔وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ اپنے ساتھی کی صفائی دیں۔حضرت محمد ﷺ نے اس کا عذر قبول کرنے کا ارادہ کر لیا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں حکم نازل فرمایا جو نازل فرمایا۔طعمہ نے ایک برے آدمی پر تہمت لگائی تھی۔جب اللہ تعالیٰ نے طعمہ کی حالت کو بیان کر دیا تو وہ منافق ہو گیا اور مشرکوں کے پاس چلا گیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آیت نمبر 114 نازل فرمائی(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی، کسی کی زرہ چوری ہو گئی۔ایک انصاری کے بارے میں شک کیا گیا۔زرہ کا مالک حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،عرض کی طعمہ بن ابیرق نے میری زرہ چوری کی ہے۔جب چور نے یہ دیکھا تو اس نے زرہ اٹھائی اور ایک بری آدمی کے گھر میں پھینک دی اور اپنے خاندان کے لوگوں سے کہا میں نے زرہ چھپائی تھی، اب میں نے اسے فلاں کے گھر پھینک دیا ہے، وہ وہاں سے مل سکتی ہے۔وہ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے،عرض کی اے اللہ کے نبی ہمارا ساتھی اس جرم سے بری ہے، زرہ کا چور فلاں ہے۔ہم نے پوری تحقیق کر لی ہے۔تمام لوگوں کے سامنے ہمارے ساتھی کی صفائی دیں اور اس کی طرف سے دوسرے فریق سے بات کریں۔اگر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے وسیلہ سے اسے نہ بچائے تو یہ ہلاک ہو جائے گا۔رسول اللہ ﷺ اٹھے اور لوگوں کے سامنے اس کی صفائی پیش کی اور برأت کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو **وَكِيْلًا** تک نازل فرمایا ان لوگوں کے بارے میں جو لوگوں سے چھپ کر حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تا کہ خائنوں کی طرف سے جھگڑا کریں اور **وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓـئَةً** سے چور اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل فرمائی(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ کے زمانہ میں لوہے کی ایک زرہ چوری کی اور اسے یہودی کے پاس چھوڑ آیا۔یہودی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے چوری نہیں کیا بلکہ میرے گھر میں پھینکی گئی ہے۔جس آدمی نے زرہ چوری کی تھی اس کے پڑوسی اس چور کی برأت کرتے اور یہودی پر الزام دیتے اور کہتے یا رسول اللہ یہ یہودی خبیث کافر ہے، یہ اللہ اور آپ ﷺ پر آنے والی وحی کا بھی انکار کرتا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ اس کی طرف مائل ہو گئے۔اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضور ﷺ پر عتاب کیا اور فرمایا اس یہودی سے جو کچھ آپ نے کہا ہے اس پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کیجئے۔آیت کے اگلے حصہ میں چور کے پڑوسی سے خطاب فرمایا اور توبہ ان پر پیش کی جس نے چوری کی تھی اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا اور مشرکوں کے پاس مکہ مکرمہ چلا گیا۔وہاں چوری کرنے کے لئے گھر میں نقب لگائی اللہ تعالیٰ نے اس پر دیوار گرا دی اور اسے قتل کر دیا(3)۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 312، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً 3۔ایضاً، جلد 5، صفحہ 313

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے ایک لوہے کی زرہ چوری کی۔ جب اسے خوف ہوا کہ زرہ اس کے پاس تلاش کر لی جائے گی تو اس نے زرہ اپنے پڑوسی کے گھر میں پھینک دی جو یہودی تھا اور کہا تم گمان کرتے ہو کہ زرہ میں نے چوری کی ہے جبکہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ زرہ تو یہودی کے پاس ہے۔ مسئلہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور اس کے ساتھی اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے آئے۔ جب اس مسلمان کے خلاف کوئی گواہی نہ تھی تو حضور ﷺ اس کی برأت قبول کرنے والے ہی تھے جبکہ لوگوں نے زرہ یہودی کے پاس پائی۔ اللہ تعالیٰ نے عدل کو پسند کیا اور اپنے نبی کریم ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجرم پر توبہ پیش کی۔ اگر وہ اسے قبول کر لے۔ آیت میں بَرِیۡٓـًٔا سے مراد یہودی ہے، یہودی بری کر دیا گیا اور زرہ چوری کرنے والے کا پتہ چل گیا۔ اس نے کہا اب میں مسلمانوں میں ذلیل و رسوا ہو گیا ہوں۔ لوگوں کو پتہ چل گیا ہے کہ میں نے ہی زرہ چوری کی ہے۔ اب اس شہر میں میرا رہنا ممکن نہیں۔ وہ وہاں سے نکل پڑا اور مشرکوں کے پاس چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر 114 کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک یہودی نے اس کے پاس زرہ امانت کے طور پر رکھی۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا۔ یہودی نے زرہ کے لئے گڑھا کھودا اور زرہ اس میں دفن کر دی۔ بعد میں طعمہ وہاں گیا گڑھا کھودا اور اس سے زرہ نکال لی۔ جب یہودی آیا تاکہ اپنی زرہ دیکھے تو زرہ نہ ملی۔ وہ اپنے قبیلہ کے یہودیوں کے پاس گیا اور کہا میرے ساتھ چلو کیونکہ جہاں زرہ ہے میں اسے جانتا ہوں۔ جب طعمہ کو اس بارے میں علم ہوا تو اس نے زرہ لی اور ابو ملیک انصاری کے گھر پھینک دی۔ جب یہودی زرہ تلاش کرنے کے لئے آئے اور ابو ملیک کے گھر جھانکے تو زرہ وہاں پڑی تھی طعمہ نے کہا زرہ تو ابو ملیک نے اٹھائی تھی۔ انصار نے طعمہ کی طرف داری کی۔ طعمہ نے کہا میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو اور آپ ﷺ سے عرض کرو۔ مجھ سے اس شرمندگی کو دور کریں اور یہودی کو جھٹلائیں۔ اگر میں جھٹلایا گیا تو یہودی تمام اہل مدینہ کو جھٹلائیں گے۔ چند انصاری آئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طعمہ کی حمایت کریں اور یہودی کو جھٹلائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ارادہ کیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر طعمہ کو مدینہ طیبہ میں ذلیل و رسوا کر دیا تو وہ مدینہ سے بھاگ گیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آ گیا اور مرتد ہو گیا۔ حجاج بن علاط سلمی کے پاس ٹھہرا۔ حجاج کے گھر میں نقب لگائی اور چوری کا ارادہ کیا۔ حجاج نے گھر میں کھٹ کھٹ اور چمڑوں کے ٹکرانے کی آواز سنی جو چمڑے اس کے گھر میں موجود تھے۔ حجاج نے کیا دیکھا کہ وہ طعمہ ہے۔ حجاج نے کہا میرے مہمان اور میرے چچازاد بھائی کیا تو نے میرے ہاں چوری کا ارادہ کیا ہے اور اسے گھر سے نکال دیا تو طعمہ بنی سلیم کے علاقہ میں کافر کی حیثیت سے مر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر 115 نازل فرمائی (1)۔

امام سنید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے ایک انصاری نے طعمہ کو بیٹھک حوالے کی جس میں ایک زرہ تھی، وہ زرہ غائب ہو گئی۔ جب انصاری آیا، اس نے وہ بیٹھک کھولی تو اس میں زرہ نہ پائی۔ طعمہ بن ابیرق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 313، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے اس بارے میں پوچھا طعمہ نے اس بارے میں ایک یہودی پر الزام لگایا جسے زید بن سمین کہتے۔ زرہ کے مالک نے زرہ کے بدلے میں طعمہ کو پکڑ لیا۔ جب طعمہ کی قوم نے یہ دیکھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تا کہ طعمہ سے اس الزام کو دور کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا۔ خیانت کرنے والوں سے مراد طعمہ اور اس کی قوم ہے، وکیل سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی قوم ہے، بَرِیْٓـًٔا سے مراد زید بن سمین ہے۔ بہتان لگانے والے سے مراد طعمہ بن ابیرق ہے۔ علیک میں کاف ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے، طائفہ سے مراد طعمہ کی قوم ہے، کثیر سے مراد عام لوگ ہیں۔

جب طعمہ بن ابیرق کے حق میں قرآن حکیم نازل ہوا تو وہ قریش کے پاس چلا گیا اور مرتد ہو گیا پھر حجاج بن علاط سلمی کی بیٹھک میں چوری کا ارادہ کیا اس میں نقب لگائی تو اس پر ایک پتھر آ گرا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اسے مکہ مکرمہ سے نکال دیا۔ وہ وہاں سے نکلا تو قضاعہ کے ایک قافلہ کو ملا۔ ان کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا مسافر ہوں اور ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ انہوں نے اسے ساتھ ملا لیا۔ جب رات تاریک ہوئی تو ان پر زیادتی کی، ان کی چوری کی پھر وہاں سے چلا گیا۔ لوگ اس کی تلاش میں نکلے اور اسے پکڑ لیا۔ اسے پتھر مارے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ یہ تمام آیات اسی کے بارے میں نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے ایک زرہ کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھی تو اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ صحابہ کرام سے کچھ لوگ اس کے پیچھے ہو لئے۔ اس آدمی کے حق میں اس کی قوم کے افراد غضبناک ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی ان لوگوں نے ہمارے ساتھی کو خائن قرار دیا ہے جبکہ وہ امین اور مسلمان ہے، اے اللہ کے نبی اس کی صفائی بیان کریں اور اس سے اس الزام کو دور فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اس کی صفائی بیان فرمائی اور اس سے جھوٹ کو دور کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ بری ہے اور اس پر جھوٹا الزام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ جب قرآن حکیم میں اس آدمی کی خیانت بیان ہوگئی تو وہ مکہ مکرمہ میں مشرکوں کے پاس چلا گیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا۔ تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جسے طعمہ بن ابیرق کہتے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایک زرہ چوری کی۔ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو طعمہ نے زرہ ایک آدمی کے گھر پھینک دی پھر اپنے ساتھیوں سے کہا جاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس میری صفائی پیش کرو کیونکہ زرہ تو فلاں کے گھر سے ملی ہے۔ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صفائی پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 314، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 315

کہ ایک انصاری نے اپنے چچا کی زرہ چوری کر لی، اس کا الزام یہودی پر لگا دیا جو ان کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ اس کی قوم نے اس کی حمایت کی، گویا حضور ﷺ نے اس کی برأت کی پھر وہ مشرکوں کے علاقوں میں چلا گیا تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رائے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ فرمایا ہے بما رایت نہیں فرمایا۔

امام ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ تو آپ نے فرمایا رک جا کیونکہ یہ الفاظ حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِمَآ اَرٰىكَ سے مراد اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اپنی کتاب میں دکھایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک رحمہ اللہ کے واسطہ حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا اور اس میں سنت کے لئے جگہ رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سنت قائم فرمائی اور رائے کے لئے جگہ رکھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ فیصلہ لوگوں کے درمیان کیا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: جو قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے وہ واجب اور صحیح ہے، وہ فیصلہ جسے ظالم اپنے اجتہاد سے کرتا ہے جس کی پہلے مثال نہیں ہوتی، امید ہے وہ درست ہو، تیرا فیصلہ وہ ہے جو جاہل کی طرف سے تکلف ہے اس کے غلط ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ کا یہ معنی کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بیان فرمایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے اس کا معنی دلائل اور شواہد نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف اور مرفوع روایت نقل کی ہے جو آدمی لوگوں کے سامنے ایسی نماز پڑھے جو اکیلے نہیں پڑھتا تو یہ استہانت ہے جس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی توہین کرتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کیے ہیں اور یہ الفاظ زائد نقل کی ہے کہ وہ اس سے حیا نہیں کرتا کہ لوگ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اِذْ يُبَيِّتُوْنَ کا معنی اذیولفون کیا ہے یعنی وہ ناپسندیدہ مشورہ کرتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 316، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 317

کہ وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے حلم، کرم، رحمت کی وسعت اور مغفرت سے آگاہ کیا۔ جو آدمی چھوٹا یا بڑا گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور و رحیم پائے گا اگرچہ اس کا گناہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے بڑھ کر ہو (1)۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا۔ جب پیشاب کپڑے پر لگ جاتا تو قینچی سے اس حصہ کو کاٹ دیتے۔ ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو بڑی بھلائی عطا فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پانی کو پاکیزگی عطا فرمانے والا بنا دیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سورۂ نساء کی یہ دو آیتیں تلاوت کیں پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی اسے بخش دیا جاتا ہے وہ دو آیات یہ ہیں:۔

وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (نساء) وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء: 64)

امام ابن جریر نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، ایک ایسی عورت کے بارے میں سوال کیا جس نے بدکاری کی اور وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو اسے قتل کر دیا تو آپ نے اسے جواب دیا اس کے لئے جہنم ہے۔ وہ روتی ہوئی چلی گئی۔ حضرت عبد اللہ نے اسے دوبارہ بلایا، میں تیرے معاملہ کو دو صورتوں میں سے ایک میں دیکھتا ہوں پھر یہ آیت وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا تلاوت کی۔ اس نے اپنی آنکھ صاف کی اور چلی گئی (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی گناہ کرے پھر وہ کھڑا ہو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو نماز پڑھے اور اپنے گناہوں پر بخشش کا طالب ہو اب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے وہ اسے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ یَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (114)

امام ابویعلی، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے اٹھے پھر واپسی کا ارادہ بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جوتے اور دوسرا سامان مسجد میں ہی چھوڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، جوتے چھوڑے۔ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 319، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 318 3۔ ایضاً

نے پانی کا چھاگل لیا اور آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا، آپ ﷺ تھوڑا چلے پھر لوٹ آئے اور قضائے حاجت نہ کی، فرمایا ابھی میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا پھر یہ آیت تلاوت کی۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنے صحابہ کو بشارت دوں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے نازل ہونے والی ایک آیت لوگوں پر بڑی شاق تھی مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ (النساء: 123) میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ بدکاری کرے، اگرچہ وہ چوری کرے پھر اپنے رب سے مغفرت کا طالب ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا؟ فرمایا ہاں، میں نے دوبارہ عرض کی۔ فرمایا ہاں، میں نے تیسری بار عرض کی۔ فرمایا ہاں اگرچہ عویمر کی ناک خاک آلود ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن سیرین سے قول نقل کیا ہے کہ بَرِیْٓـًٔا سے مراد یہودی ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کے بیان کی تعلیم دے دی، حلال و حرام کو بیان فرمایا تاکہ اس کے ذریعے مخلوق پر حجت قائم کرے۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر و شر کا علم عطا فرمایا۔ واللہ اعلم۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

"نہیں کوئی بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں بجز ان لوگوں کے جو حکم دیں صدقہ دینے کا یا نیک کام کا یا صلح کرانے کا لوگوں میں اور جو شخص کرے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضامندیاں حاصل کرنے کے لئے تو ہم عطا فرمائیں گے اسے اجر عظیم"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی آپ ﷺ سے اس مسئلہ میں رازدارانہ بات کرے تو اس سے رازدارانہ بات کریں اور جو اس کے علاوہ رازدارانہ بات کرے تو اس سے رازدارانہ بات نہ کریں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معروف سے مراد قرض ہے۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت محمد بن عبداللہ بن یزید بن حنیش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تاکہ آپ کی عیادت کریں جبکہ ہمارے ساتھ سعید بن حسان مخزومی رحمہ اللہ بھی تھے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا ہمیں وہ حدیث سناؤ جو تو نے مجھے ام صالح سے روایت کی تھی۔ تو سعید نے کہا مجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 320، داراحیاء التراث العربی بیروت

حضرت ام صالح بنت صالح رحمہما اللہ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ رحمہ اللہ سے اس نے حضرت ام حبیبہ زوجۂ نبی ﷺ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کا تمام کلام اس کے لئے وبال جان ہے۔ اس کے حق میں فائدہ مند نہیں مگر نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ محمد بن یزید نے کہا یہ حدیث تو بہت سخت ہے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس حدیث کی شدت کیا ہے؟ اسے ایک عورت نے ایک عورت سے بیان کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے جس کے ساتھ تمہارے نبی کو بھیجا گیا ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہیں سنا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یہ بعینہ وہ ہے، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا (النباء: 38) یہ بھی بعینہ وہ ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا وَ الْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورہ العصر) یہ بھی تو بعینہ وہ ہے۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابن شریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے (1)۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (2)۔

امام بخاری ادب میں اور بیہقی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ جو چیزیں لوگوں کو جہنم میں داخل کریں گی وہ دو جوف ہیں ایک منہ اور دوسری شرم گاہ (3)۔

امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اس نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے حکم ارشاد فرمایئے تاکہ حالت اسلام میں اسے مضبوطی سے پکڑے رکھوں۔ فرمایا قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہہ پھر اس پر ڈٹ جا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جس چیز کے متعلق آپ ﷺ میرے بارے میں خوف کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ۔ حضور ﷺ نے اپنی زبان کی ایک طرف پکڑ لی (4)۔

امام بیہقی نے ابو عمرو شیبانی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اس گھر والے یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا عمل سب سے فضیلت والا ہے؟ فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کون سا عمل ہے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک میں نے عرض کی پھر کون سا عمل افضل ہے فرمایا لوگ تیری زبان سے محفوظ رہیں پھر میں خاموش ہو گیا اگر میں مزید بات کرتا تو آپ ﷺ بھی مزید کرم فرماتے (5)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 235 (4912)　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 235 (4913)　3۔ ایضاً (4914)

4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 328 (3972)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 238 (4925)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی نجات کیا ہے؟ فرمایا اپنی زبان قابو میں رکھو، تیرا گھر تجھے اپنی آغوش میں رکھے اور اپنی غلطی پر رو (1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں اور بیہقی نے اسود بن ابی احرم محاربی سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا کیا تو اپنی زبان کا مالک ہے؟ میں نے عرض کی اگر میں اپنی زبان کا مالک نہیں تو میں کس چیز کا مالک ہوں؟ فرمایا کیا تو اپنے ہاتھ کا مالک ہے؟ میں نے عرض کی اگر میں اپنے ہاتھ کا مالک نہیں تو کس کا مالک ہوں؟ فرمایا تو اپنی زبان سے کوئی بات نہ کر مگر نیکی کی اور اپنے ہاتھ کو نہ بڑھا مگر نیکی کی طرف (2)۔

امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جس نے گفتگو کی تو فائدہ اٹھایا یا خاموش رہا تو محفوظ رہا (3)۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے بات کی تو فائدہ اٹھایا یا خاموش رہا، تو محفوظ رہا (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صفاء پر آئے اور کہا اے زبان اچھی بات کر فائدے میں رہے گی یا خاموش رہ سلامت رہے گی، قبل اس کے تو شرمندہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا اے ابو عبد الرحمٰن یہ ایسی چیز ہے جو تو خود کہتا ہے یا تو نے کسی سے سنا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انسان کی اکثر خطائیں اس کی زبان میں ہیں (5)۔

امام احمد نے زہد میں اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کے کنارے کو پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اے زبان اچھی بات کر فائدے میں رہے گی یا بری بات کرنے سے خاموش رہ محفوظ رہے گی قبل اس کے تو شرمندہ ہو۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کی کیا وجہ ہے میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے زبان کا کونہ پکڑا ہوا ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے روز انسان اپنی زبان سے بڑھ کر کسی چیز پر ناراض نہیں ہوگا (6)۔

امام ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے محفوظ رہنا خوش کرے تو وہ خاموشی کو لازم پکڑے۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملے، پوچھا کیا

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 239 (4930) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 240 (4931)

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 241 (4938) 4۔ ایضاً، (4934)

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 240 (4933) 6۔ کتاب الزہد، صفحہ 236، بیروت

7۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 241 (4938)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں تجھے دو خصلتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو دوسروں کی بنسبت زبان پر بڑی ہلکی اور میزان میں بڑی وزنی ہیں؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں۔ فرمایا حسن خلق کا مظاہرہ کرو اور طویل خاموشی اختیار کرو، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے مخلوقات کا عمل ان جیسا نہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ بے شک یہ تیرے تمام معاملہ کو زینت بخشنے والا ہے۔ میں نے عرض کی مزید کرم فرمائیں۔ فرمایا قرآن حکیم کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑو کیونکہ یہ چیز آسمان میں تیرے لئے ذکر اور زمین میں تیرے لئے نور کا باعث ہوگی۔ میں نے عرض کی مزید کچھ ارشاد فرمایئے فرمایا طویل خاموشی اختیار فرماؤ کیونکہ یہ چیز شیطان کو دور بھگاتی ہے اور دین کے معاملہ میں مددگار ہے۔ میں نے عرض کی مزید نصیحت فرمائیں۔ فرمایا زیادہ ہنسنے سے اجتناب کرو کیونکہ یہ چیز دل کو مردہ کر دیتی ہے اور چہرے کے نور کو ختم کر دیتی ہے۔ میں نے عرض کی اور کچھ فرمائیں۔ فرمایا حق کہو اگر چہ کڑوا ہو۔ میں نے عرض کی مزید فرمائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈرو میں نے عرض کی اور کچھ۔ فرمایا جو تو اپنے نفس کے بارے میں جانتا ہے وہ تجھے لوگوں سے روک دے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت رکب مصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتنا اچھا آدمی ہے وہ جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے، اپنے مال میں سے زائد خرچ کرتا ہے اور زائد بات سے رک جاتا ہے (3)۔

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو جسم کی ہر چیز زبان کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہے۔ وہ کہتا ہے ہم اپنے بارے میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں، اگر تو بیمار ہوگئی تو ہم بھی بیمار ہو جائیں گے، اگر تجھ میں کجی آ گئی تو ہم میں بھی کجی آ جائے گی (4)۔

امام احمد زہد میں، امام نسائی اور حضرت بیہقی زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ وہ اپنی زبان باہر نکالے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا اس نے مجھے مختلف گھاٹوں پر وارد کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسم میں کوئی ایسا حصہ نہیں جو زبان کی تیزی کی شکایت نہ کرتا ہو (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوجحیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو لوگ خاموش رہے کسی نے جواب نہ دیا فرمایا زبان کی حفاظت (6)۔

امام بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا خاموش رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے (7)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 241 (4941) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (4942)
3۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 243 (4944) 4۔ ایضاً، (4945) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 244 (4947)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 245 (4950) 7۔ ایضاً، (4953)

امام بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے لوگوں کو شدید آندھی نے آلیا۔ لوگ بکھر گئے۔ میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ میں نے کہا آج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی میں فائدہ اٹھاؤں گا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کردے یا عرض کی مجھے جنت میں داخل کردے اور جہنم سے دور کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے عظیم بات کی ہے تاہم یہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اسے آسان کرے۔ اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز ادا کر، فرض زکوۃ دے، بیت اللہ شریف کا حج کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اگر تو چاہے تو میں تجھے خیر کے دروازوں کے بارے میں آگاہ کروں؟ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے، نصف رات بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ سجدہ کی آیت نمبر 16 تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ تلاوت کی۔ پھر فرمایا اگر تو پسند کرے تو میں تجھے امر کے سردار، اس کے ستون اور اس کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ۔ فرمایا تمام امور کا سردار اسلام ہے، ان کا ستون نماز ہے، ان کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تجھے بتاؤں انسانوں کے اعضاء میں کون سا عضو اس کا مالک ہے؟ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ عرض کی کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں اس پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا، فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھ پر روئے لوگ اپنی زبانوں کے کاٹے کی وجہ سے ہی تو جہنم میں منہ کے بل گریں گے، تو جو بھی بات کرتا ہے وہ تیرے حق میں ہوتی ہے یا تیرے خلاف ہوتی ہے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا تم سے جو لوگ پہلے تھے وہ قرآن حکیم کی تلاوت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور زندگی کی ضروری بات کے علاوہ ہر گفتگو کو فضول شمار کرتے تھے، کیا تمہیں یاد ہے کہ تم پر کراماً کاتبین مقرر ہیں كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (الانفطار: 11)، عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ۝ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۝ (ق) کیا تم حیا محسوس نہیں کرتے کہ اگر تمہارا صحیفہ کھولا جائے جو اس نے دن کو لکھوایا ہے تو اس میں آخرت کی کوئی چیز نہیں (2)۔

امام ابن سعد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کوئی بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور اس وقت تک اس کا دل درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو

1۔شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 247 (4958)
2۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 274 (5080)
3۔مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 198، دار صادر بیروت

اور کوئی آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس کے پڑوسی اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہ ہوں (3)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کے جسم میں کوئی ایسا حصہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زبان سے بڑھ کر محبوب ہو، اس زبان کے ساتھ وہ جنت میں داخل ہوتا ہے اور کافر کے جسم میں بھی کوئی حصہ نہیں جو زبان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہو۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرماتا ہے۔

امام احمد نے زہد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے فرمایا بے مقصد بات نہ کر اور اپنی زبان کی بھی اسی طرح حفاظت کر جس طرح تو اپنے درہم کی حفاظت کرتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ گناہ گار وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں زیادہ باتیں کرتے ہیں (2)۔

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے زیادہ گناہ گار وہ ہیں جو زیادہ غلط باتیں کرتے ہیں۔

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے زبان سے بڑھ کر زمین پر کوئی ایسی چیز نہیں جو زیادہ عرصہ تک قابو رکھنے کی محتاج ہو۔

امام ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین امور کے علاوہ کسی معاملہ میں بھی جھوٹ بولنا ٹھیک نہیں آدمی بیوی کو راضی کرنا چاہتا ہو، جنگ میں اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے (3)۔

امام بیہقی نے نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں بھی جھوٹ بولنا درست نہیں، جنگ میں کیونکہ یہ ایک تدبیر ہوتی ہے، آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنا چاہتا ہو اور کوئی آدمی لوگوں کے درمیان صلح کرانا چاہتا ہو (4)۔

امام بیہقی نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹے حرف تین مواقع پر مناسب ہیں: آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے یا لوگوں کے درمیان مصالحت کے لئے یا جنگ میں جھوٹ بولے (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں انسان کے اعمال میں سے صدقہ، لوگوں کے درمیان مصالحت اور اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں (6)۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 173، بیروت 2۔ ایضاً، صفحہ 188 3۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، باب یحیی بن خلیف، جلد 9، صفحہ 109 (92-2145)
4۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 491 (11097)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً (11098) 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 489 (11091)

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین صدقہ لوگوں کے درمیان مصالحت ہے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے ابوایوب کیا میں تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تیرے اجر کو عظیم کر دے اور گناہوں کو مٹا دے، جب لوگ باہم ناراض ہوں اور فساد کا شکار ہوں تو تو لوگوں میں مصالحت کرا رہا ہو کیونکہ یہ صدقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے (2)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام بیہقی نے حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی لوگوں کے درمیان مصالحت کراتا ہے وہ جھوٹا نہیں، وہ خیر کی بات بڑھا چڑھا کر بیان کرے یا خیر کی بات کہے اور کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باتوں میں رخصت دیتے ہوئے سنا جنگ، لوگوں کے درمیان مصالحت، مرد کا اپنی بیوی سے بات کرنا یا بیوی کا اپنے خاوند سے بات کرنا (3)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں روزوں، نماز اور صدقہ سے بہتر عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا لوگوں کے درمیان مصالحت فرمایا باہم جدائی کا فساد ہلاک کرنے والا ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے ابوایوب کیا میں تجھے اس صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوتے ہیں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا جب لوگوں میں فساد برپا ہو تو ان میں مصالحت کراؤ اور جب وہ دور ہوں تو ان میں قربت پیدا کرو (5)۔

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تجھے تجارت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا جب لوگوں میں باہم فساد پیدا ہو چکا ہو تو ان میں مصالحت کی کوشش کر اور جب وہ ایک دوسرے سے دور ہوں تو ان کو قریب کر۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں محمد بن کعب قرظی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ قوم نے اس سے کہا تو کہاں تھا؟ اس نے کہا میں ایک قوم میں باہم مصالحت کرا رہا تھا۔ محمد بن کعب نے کہا تو نے اپنے لئے مجاہدین کا اجر ثابت کر لیا ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 490 (11092)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (11093)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 491 (11096)

4۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ابواب صفۃ القیامۃ جلد 9، صفحہ 230 (2509) دار الکتب العلمیہ

5۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 490 (11094)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس نے صدقہ کیا، قرضہ دیا اور لوگوں کے درمیان مصالحت کرائی۔

امام ابونصر سجزی نے الابانہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا اے اعرابی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مجھ پر یہ وحی نازل فرمائی لَا خَیۡرَ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنۡ نَّجۡوٰىہُمۡ اِلَّا مَنۡ اَمَرَ بِصَدَقَۃٍ اَوۡ مَعۡرُوۡفٍ اَوۡ اِصۡلَاحٍۭ بَیۡنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ ابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِ اللّٰہِ فَسَوۡفَ نُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا اے اعرابی اجر عظیم جنت ہے۔ اعرابی نے کہا اس اللہ کے لئے تمام ترحمد ہے جس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب فرمائی۔

وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ﴿۱۱۶﴾

"اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہوگئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ بے شک اللہ نہیں بخشتا اس (جرم عظیم) کو کہ شریک ٹھہرایا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے اس کے جتنے جرائم ہوں جس کے لئے چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہرائے (کسی کو) اللہ کے ساتھ تو وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت معاویہ نے بلایا اور کہا اپنے بھتیجے کی بیعت کرلو تو میں نے کہا اے معاویہ وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا تو اس آیت نے اسے مجھ سے خاموش کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم اسے معبودان باطلہ کی طرف پھرنے دیتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے مالک سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نے کچھ سنتیں قائم فرمائی ہیں ان کو اپنانا کتاب اللہ کی تصدیق، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو کمال تک پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو قوت دینا ہے۔ کسی کو ان میں تغیر و تبدل کرنے اور ان کے خلاف میں دیکھنے کا حق نہیں، جو ان کی اقتداء کرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 323، دار احیاء التراث العربی بیروت

وہ ہدایت یافتہ ہے، جو ان سے مدد لے وہ مدد کیا گیا ہے، جس نے ان کی مخالفت کی اس نے مومنوں سے مختلف راستہ اپنایا، اللہ تعالیٰ اسے اس طرف پھرنے دیتا ہے جس طرف وہ منہ کرے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرتا ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت کو حاصل ہے۔ جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم کا ایندھن بنا (1)۔

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت یا فرمایا اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت کو حاصل ہے (2)۔

اِنْ یَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ یَّدْعُوْنَ اِلَّا شَیْطٰنًا مَّرِیْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِیْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّیَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّتَّخِذِ الشَّیْطٰنَ وَلِیًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِیْنًا ﴿۱۱۹﴾ یَعِدُهُمْ وَ یُمَنِّیْهِمْ ؕ وَ مَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَ لَا یَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِیْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا ﴿۱۲۲﴾

"نہیں عبادت کرتے یہ مشرک اللہ کے سوا مگر دیویوں کی اور نہیں عبادت کرتے مگر شیطان سرکش کی۔ لعنت کی ہے اس پر اللہ نے اور اس نے کہا تھا کہ میں ضرور لوں گا تیرے بندوں سے (اپنا) حصہ مقرر اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور میں ضرور انہیں جھوٹی امیدوں میں رکھوں گا اور میں ضرور حکم دوں گا انہیں پس وہ ضرور چیریں گے جانوروں کے کان اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے اللہ کی مخلوق کو اور جو شخص بنا لے شیطان کو (اپنا) دوست اللہ کو چھوڑ کر تو نقصان اٹھایا اس نے کھلا نقصان۔ شیطان (جھوٹے) وعدے کرتا ہے ان سے اور (غلط) امیدیں دلاتا ہے انہیں اور نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان مکر و فریب کا۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا

1۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ابواب الفتن، جلد 9، صفحہ 10 (2127)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2126)

دوزخ ہے اور نہ پائیں گے اس سے بچ نکلنے کی جگہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے داخل کریں گے ہم انہیں ان باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں''۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اِنٰثًا کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ہر بت کے ساتھ ایک جنیہ ہوتی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اِنٰثًا کی یہ تعبیر نقل کی ہے لات، عزیٰ اور منات سب مؤنث ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے سدی سے یہ تفسیر قول نقل کیا ہے کہ وہ ان کے نام عورتوں جیسے رکھتے جیسے لات، منات، عزیٰ (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنٰثًا کا معنی مردہ نقل کیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنٰثًا ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو مردہ ہو اس میں روح نہ ہو جیسے خشک لکڑی اور خشک پتھر (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنٰثًا کا معنی ایسا مردہ جس میں روح نہ ہو نقل کیا ہے (5)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے عربوں کے تمام قبائل کا کوئی نہ کوئی بت تھا جن کی وہ عبادت کرتے جنہیں وہ انثی بنی فلاں کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (6)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تا کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کر دیں۔ کہا انہوں نے رب بنائے ہوئے تھے اور ان کی عورتوں جیسی تصویریں بنا رکھی تھیں، انہیں زیور اور ہار پہناتے اور کہتے یہ بت اللہ تعالیٰ کی بیٹیوں کی شبیہیں ہیں جن کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہ فرشتے لیتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حرف کو یوں پڑھتے اِلَّا اُنْثٰی اور فرماتے ہر بت کے ساتھ ایک شیطانہ ہوتی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے اِلَّا اَوْثَانًا۔ (7)

امام ابوعبید نے فضائل قرآن، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اِلَّا اَوْثَانًا پڑھتیں ابن جریر کے مطابق مصحف عائشہ میں اِلَّا اَوْثَانًا کے الفاظ ہیں (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 324، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 325
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ جلد 5، صفحہ 326
8۔ ایضاً

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّآ اُنْثٰی قرأت کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے شیطان کا معنی ابلیس نقل کیا ہے۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کوئی ایسا بت نہ تھا جس میں شیطان نہ ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مَّرِيْدًا کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سرکشی کی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ یہ ابلیس کا قول ہے نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا سے مراد کہ ہزار میں سے نوسو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کریں گے اور وہ میری جماعت میں ہوں گے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مَّفْرُوْضًا کا معنی معلوم نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے مفہوم نقل کیا ہے کہ ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ...... (الانعام) کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ دین جسے ابلیس نے ان کے لئے معین کیا جسے بحیرہ اور سائبہ کی ہیئت (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فَلَيُبَتِّكُنَّ بحیرہ اور سائبہ میں ہوتا، وہ اپنے بتوں کے لئے جانوروں کے کان کاٹ دیتے تھے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ چوپاؤں کے کان کاٹ دیتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جانوروں کے کان پھاڑ دیتے اور انہیں بحیرہ بنا دیتے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خصی کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور فرمایا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ (6)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خصی کرنے کو مکروہ جانتے اور فرمایا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ عبدالرزاق کے الفاظ ہیں اللہ کی تخلیق کو بدلنے کی ایک صورت خصی کرنا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جانوروں کو خصی کرنا مثلہ ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 327، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 328

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ جلد 5، صفحہ 328

پھر مذکورہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خصی کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں اور جانوروں کو خصی کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسی کے ذریعے تو مخلوقات میں اضافہ ہوتا ہے (2)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روح ڈالے جانے سے روکنے اور جانوروں کو خصی کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جانوروں کو خصی کرنے سے منع کرتے۔ فرمایا جانوروں کی افزائش مذکروں کے ذریعے ہی تو ہوتی ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت شبیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے شہر بن حوشب کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ فرمایا خصی کرنا بھی اسی میں سے ایک ہے۔ میں نے ابو تیاح کو کہا تو اس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بکرے کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے اس کی تفسیر نقل کی انہوں نے کہا یہ خصی کرنا ہے (5)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خصی کرنے کو ناپسند کرتے اور فرماتے اسی کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی افزائش ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ خصی کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ فرمایا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عروہ کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ اس نے اپنے خچر کو خصی کیا تھا (7)۔

امام ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے بارے میں یہ کہا ہے کہ انہوں نے اپنے اونٹ کو خصی کیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت محمد بن سیرین کے بارے میں کہا کہ ان سے نر کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نروں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو وہ ایک دوسرے کو کھا جائیں (8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جانوروں کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں (9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32577)
3۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 423 (32585)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 329
5۔ ایضاً
6۔ جلد 5، صفحہ 330
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32587)
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 424 (32590)
9۔ ایضاً (32589)

امام ابن منذر نے حضرت ابوسعید عبداللہ بن بشر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے گھوڑا خصی کرنے کا حکم دیا جبکہ عبدالملک بن مروان نے ہمیں اس سے منع کیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے نر کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کسی نقص اور اس کے برے رویہ کی وجہ سے خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خلق اللہ کا معنی اللہ تعالیٰ کا دین نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے خلق اللہ کا معنی دین اللہ نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ (روم: 30) میں فطرۃ کا معنی دین ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے ابراہیم سے بھی خلق اللہ کا معنی دین اللہ نقل کیا ہے (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (5)۔

امام عبدالرزاق، آدم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کا معنی گودنا نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی، گودنے کی خواہش کرنے والی، پیشانی کے بال اکھیڑنے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کھلا کرنے والی اور اللہ کی تخلیق کو بدلنے والی پر لعنت کی ہے (8)۔

امام احمد نے حضرت ابوریحانہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا دانت باریک کرنے، گودنا، بال اکھیڑنا، مرد کا مرد کے ساتھ پردے کے بغیر اکٹھے ہونا، عورت کا عورت کے ساتھ پردے کے بغیر اکٹھے ہونا، مرد کا کپڑے کے نیچے نشانی کے طور پر ریشم لگانا، عجمیوں کی طرح کندھے پر رکھنا، لوٹ مار کرنا، چیتے پر سواری کرنا اور انگوٹھی پہننا مگر سلطان کے لئے جائز ہے (9)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ چہرے کو رگڑنے والی، چہرے کو رگڑانے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32588)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 330،
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 331
4۔ ایضاً
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1374 (689)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 331
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 332
9۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 134، دار صادر بیروت

والی، گودنے والی اور گودنے کی خواہش کرنے والی، بال لگانے والی اور بال لگوانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت کی۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے عورت کو اپنے سر پر کوئی چیز لگانے سے منع کیا(1)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انصاری کی ایک بچی نے شادی کی وہ مریض تھی اس کے بال گر گئے تھے گھر والوں نے ارادہ کیا کہ وہ اس کے سر پر بال لگائیں۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال لگانے والی اور لگوانے کی خواہش کرنے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے(2)۔

امام بخاری، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بیٹی دلہن ہے، اس کو خسرہ کا مرض لگا جس کی وجہ سے اس کے بال ختم ہو گئے، کیا میں اس کے سر پر بال لگا سکتی ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال لگانے اور بال لگانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت کی ہے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس جاہل قوم کا کیا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کے رنگ کو بدلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام باتوں میں سے اللہ کا کلام زیادہ سچا ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے، خبردار بعید وہ چیز ہوتی ہے جو آنے والی نہ ہو خبردار اللہ تعالیٰ کسی کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا، لوگوں کے امور میں سے یہ امر اللہ کی مشیت کی وجہ سے ہوتا ہے، لوگوں کی خواہش کی وجہ سے نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ ایک امر کا ارادہ کرتا ہے اور لوگ ایک امر کا ارادہ کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اگرچہ لوگ ناپسند کریں۔ اللہ تعالیٰ جسے دور کر دے اس کو قریب کرنے والا کوئی نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ قریب کر دے اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی چیز واقع نہیں ہوتی۔ سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے، سب سے اچھی ہدایت رسول اللہ ﷺ کی ہدایت ہے، امور میں سے برے نئے امور ہیں، ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ دل میں جو چیزیں القاء کی گئی ہیں ان سے بہترین یقین ہے۔ بہترین غناء نفس کا غناء ہے۔ بہترین علم وہ ہے جو نفع رساں ہو، بہترین ہدایت وہ ہے جس کی اتباع کی جائے، جو تھوڑا اور کافی ہو وہ زیادہ اور لغو سے بہتر ہے، تم میں سے ہر ایک آدمی کا ٹھکانہ چار ہاتھ جگہ ہے۔ خبردار لوگوں کو نہ اکتاہٹ میں ڈالو اور نہ ہی پریشان کرو، ہر نفس کا نشاط اور توجہ کا وقت ہوتا ہے اور اس کے لئے ایک وقت اکتاہٹ اور عدم توجہی کا ہوتا ہے، سب سے برے راوی جھوٹ کی روایت کرنے والے ہیں، جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف لے جانے والا ہے،

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 296، دار صادر بیروت

2۔ صحیح مسلم شرح نووی کتاب اللباس جلد 14، صفحہ 87(2123)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 86(2122)

خبردار تم پر سچ بولنا لازم ہے، سچ نیکی کی طرف لے جانے والا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ اے دو جماعتو جو آپس میں ملی ہو اس میں عبرت پکڑو، صادق کے لئے سچ اور نیکی کا قول کہا جاتا ہے، جھوٹے کے لئے جھوٹ اور گناہ کہا جاتا ہے۔ ہم نے تمہارے نبی کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ ایک بندہ لگاتار سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور وہ لگاتار جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

خبردار جھوٹ پختہ ارادہ اور مزاق میں درست نہیں اور نہ ہی کسی کے لئے یہ مناسب ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بچے سے وعدہ کرے پھر اسے پورا نہ کرے، خبردار اہل کتاب سے کوئی سوال نہ کیا کرو، ان پر طویل زمانہ گزر چکا ہے، ان کے دل سخت ہو گئے ہیں، انہوں نے اپنے دین میں نئی نئی باتیں گھڑ لی ہیں، اگر سوال کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ پاؤ تو جو بات تمہاری کتاب کے موافق ہو اسے اپنا لو اور جو اس کے مخالف ہو اس کو چھوڑ دو اور خاموش رہو۔ خبردار گھروں میں سے سب سے زیادہ خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب نہ ہو۔ خبردار جس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں وہ اس کھنڈر گھر کی طرح ہے جس طرح وہ گھر کھنڈر ہوتا ہے جس میں کوئی آدمی نہ رہتا ہو۔ خبردار شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتے ہوئے سنتا ہے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ اس کے قریب پہنچ گئے۔ جب اس سے ایک دن کی مسافت رہتی تھی تو ایک روز آپ بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ پر اوپر آ چکا تھا، فرمایا اے بلال کیا میں نے تم کو کہا نہیں تھا کہ آج کی رات خیال رکھنا؟ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ نیند مجھ پر غالب آ گئی، جو مجھ پر غالب آیا وہ آپ ﷺ پر بھی غالب آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس جگہ سے تھوڑا آگے منتقل ہوئے پھر نماز پڑھی پھر باقی دن اور رات چلتے رہے یہاں تک کہ تبوک جا کر صبح کی، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا امابعد سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے، سب سے مضبوط حلقہ تقویٰ ہے، بہترین ملت ملت ابراہیمی ہے، بہترین سنت محمد مصطفیٰ کی سنت ہے، بہترین گفتگو اللہ کا ذکر ہے، بہترین قصہ یہ قرآن ہے، بہترین امور قطعی احکام (فرائض) ہیں اور برے امور نئی نئی باتیں ہیں، بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے، بہترین موت شہداء کی موت ہے، سب سے زیادہ اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہی ہے، بہترین علم وہ ہے جو نفع رساں ہو، بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے، سب سے برا اندھا پن دل کا اندھا پن ہے، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، جو تھوڑا اور کافی ہے وہ زیادہ اور فضول سے بہتر ہے، سب سے بری معذرت موت کے وقت ہے اور سب سے بری شرمندگی قیامت کی شرمندگی ہے، لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو آخری وقت میں نماز ادا کرتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو صرف تھکاوٹ واکتاہٹ میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ سب سے بڑی خطا جھوٹ ہے، بہترین غناء نفس کی غناء ہے، بہترین زادراہ تقویٰ ہے، سب سے اچھی حکمت اللہ کا خوف ہے، دل میں جو چیزیں قرار پذیر ہیں ان میں سے بہترین یقین

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 200 (4876)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے، شک، کفر کی ایک صورت ہے، نوحہ جاہلیت کا طریقہ ہے، خیانت جہنم کا ڈھیر ہے۔ خزانہ آگ کا داغ ہے، شعر ابلیس کے آلات میں سے ہے، شراب گناہوں کا جامع ہے، عورتیں شیطان کا پھندہ ہیں، جوانی جنون کی ایک قسم ہے، سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے، سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے، سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے، بد بخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بھی بد بخت تھا، بے شک تم سب کا ٹھکانہ چار ہاتھ زمین ہے، امر کی پہچان اس کے انجام پر ہے، عمل کی روح اس کے خاتمہ پر منحصر ہے، سب سے برے راوی جھوٹ روایت کرنے والے ہیں، جو چیز وقوع پذیر ہونے والی ہے وہ قریب ہے، مومن کو گالی دینا فسق ہے مومن کو قتل کرنا کفر ہے اس کا گوشت کھانا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اس کا مال کھانا اس کا خون کھانے کی طرح ہے، جو اللہ تعالیٰ پر تاویلیں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جھٹلاتا ہے اور جو بخشش کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے جو غصے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے جو غصہ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرماتا ہے جو کسی مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرماتا ہے اور جو شہرت کے پیچھے بھاگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شہرت دے دیتا ہے، جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا عطا فرماتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب عطا فرما دیتا ہے، اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ یہ دعا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ کی میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے بخشش کا طالب ہوں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ وہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے سب سے سچی گفتگو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے پھر اسی کے برابر گفتگو کی۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾

"(نجات کا انحصار) نہ تمہاری جھوٹی امیدوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی جھوٹی امیدوں پر (بلکہ) جو عمل کرے گا برے اسے سزا ملے گی اس کی اور نہ پائے گا اپنے لئے اللہ کے بغیر کوئی دوست اور نہ مددگار"۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ عربوں نے کہا نہ ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور نہ ہی ہم سے حساب لیا جائے گا۔ یہود و نصاریٰ نے کہا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (البقرہ: 111) وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (البقرۃ: 80) تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں اور اہل کتاب میں باہم گفتگو ہوئی۔ مسلمانوں نے کہا ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں، اہل کتاب نے کہا ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر التاریخ لغزوۃ تبوک، جلد 5، صفحہ 241، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1376 (692)، دار الصمیعی الریاض

ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ مسلمانوں نے اہل کتاب پر اس آیت کے ساتھ غلبہ پایا: وَ مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَکَرٍ اَوۡ اُنۡثٰی وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ (النساء:124)(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ نصاریٰ اور مسلمانوں نے آپس میں فخر کیا۔ انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں، انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ مسلمانوں اور اہل کتاب نے باہم فخر کیا، اہل کتاب نے کہا ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہوا ہے، ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے تھی، ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری بنسبت زیادہ قریبی ہیں۔ مسلمانوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری بنسبت زیادہ قریب ہیں، ہمارا نبی خاتم النبیین ہے، ہماری کتاب تمام پہلی کتابوں پر غالب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلیل کو دوسرے ادیان کی دلیل پر غالب قرار دیا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ سے ملے۔ یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا ہم تم سے بہتر ہیں، ہمارا دین تمہارے دین سے پہلے ہے، ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے، ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہے۔ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، جنت میں صرف یہودی داخل ہوگا۔ نصاریٰ نے بھی ایسی ہی بات کہی۔ مسلمانوں نے کہا ہماری کتاب تمہاری کتاب کے بعد ہے، ہمارا نبی تمہارے نبی کے بعد ہے، ہمارا دین تمہارے دین کے بعد ہے، تمہیں حکم دیا گیا کہ تم ہماری اتباع کرو اور اپنے امر کو چھوڑ دو، ہم تم سے بہتر ہیں، ہم حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل کے دین پر ہیں، جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو ہمارے دین پر ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو رد فرمادیا اور یہ آیت نازل فرمائی پھر مومنوں کو اہل کتاب پر فضیلت دی، فرمایا وَ مَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ (النساء:129)(4)

امام ابن جریر نے حضرت عبید بن سلیمان رحمہ الہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مختلف دینوں کے پیروکاروں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ تورات کے پیروکاروں نے کہا ہماری کتاب پہلی کتاب ہے اور یہ بہترین کتاب ہے، ہمارا نبی بہترین نبی ہے، اہل انجیل نے بھی ایسی ہی گفتگو کی۔ مسلمانوں نے کہا دین تو صرف اسلام ہے، ہماری کتاب نے تمہاری کتابوں کو منسوخ کردیا، ہمارا نبی خاتم النبیین ہے، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی کتاب پر عمل کریں اور تمہاری کتاب پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمادیا اور یہ کتاب نازل فرمائی پھر اہل ادیان کو اختیار دیا اور اہل فضل کو فضیلت عطا فرمائی وَ مَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ (النساء:125)(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 335، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 335 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336

اہل ادیان نے آپس میں فخر کیا۔ یہودیوں نے کہا ہماری کتاب تمام کتابوں سے بہترین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین ہے، ہمارا نبی اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تنہائی میں ملاقات کی اور ہم کلامی کا شرف حاصل کیا اور ہمارا دین تمام دینوں سے بہتر ہے۔ نصرانیوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تورات اور انجیل عطا فرمائی، اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کا زمانہ پاتے تو ان کی اتباع کرتے، ہمارا دین تمام دینوں سے بہترین ہے۔ مجوسیوں اور عرب کے کفار نے کہا ہمارا دین سب سے قدیمی اور بہترین دین ہے۔ مسلمانوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول، خاتم الانبیاء اور رسولوں کے سردار ہیں قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، قرآن حکیم تمام کتابوں کی امیر ہے، اسلام بہترین دین ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار عطا فرمایا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی یعنی یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں اور عرب کے کافروں کو اس کی جزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں وہ کوئی ولی اور مددگار نہیں پائیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے تمام دینوں پر اس دین کو فضیلت عطا کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تورات کے ماننے والوں نے کہا ہماری کتاب ان تمام کتابوں سے افضل ہے جو اس سے پہلے نازل کی گئیں، ہمارا نبی تمام نبیوں سے افضل ہے۔ اہل انجیل نے بھی ایسی ہی بات کی۔ اہل اسلام نے کہا ہماری کتاب نے تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا، ہمارا نبی خاتم النبیین ہے، تمہیں اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمہاری کتاب پر ایمان لائیں اور اپنی کتاب کے مطابق عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے ان کے درمیان فیصلہ فرما دیا۔ اہل ادیان میں اختیار دیا اور فرمایا مَنْ اَحْسَنُ دِیْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ (النساء:125)(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ اہل تورات، اہل انجیل اور اہل ایمان اکھٹے ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں۔ دوسروں نے کہا ہم افضل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر فیصلہ فرما دیا پھر اہل دین کو خاص فرمایا کہ مذکر و مؤنث میں سے جس نے نیک اعمال کیے۔ (النساء:124)(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کم ضمیر سے مراد قریش اور اہل کتاب سے مراد کعب بن اشرف ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایمان آراستہ ہونے اور آرزویں کرنے کا نام نہیں، ایمان وہ ہے جو دل میں باوقار ہو اور عمل کی تصدیق کرے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاری نے کہا ہمارے بغیر جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا۔ قریش نے کہا ہمیں دوبارہ نہ اٹھایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 337، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 337

سوء سے مراد شرک ہے۔

امام احمد، ہناد، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابو یعلی، ابن منذر، ابن حبان اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، ضیاء نے مختارہ میں اور حاکم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آیت کے بعد بچاؤ کی کیا صورت ہوگی کیونکہ ہر غلطی کا تو ہمیں بدلہ دیا جائے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تجھے بخش دیا گیا ہے، کیا تو دکھی نہیں ہوتا؟ کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تو غمگین نہیں ہوتا؟ کیا تمہیں مصیبت نہیں آتی؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا یہی تو ہے جس کے ساتھ تمہیں بدلہ دیا جا رہا ہے (1)۔

امام احمد، بزار، ابن جریر، ابن مردویہ اور خطیب نے المتفق والمفترق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ارشاد فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی کوئی برائی کرے گا اسے دنیا میں ہی بدلہ دے دیا جائے گا (2)۔

امام ابن سعید، ترمذی حکیم، بزار، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ انہیں سولی پر لٹکایا گیا تھا، کہا اے ابو حبیب اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے میں نے تیرے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی غلطی کرتا ہے اسے دنیا میں ہی بدلہ دے دیا جاتا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ترمذی اور ابن منذر نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر میں تجھے وہ آیت پڑھ کر نہ سناؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ تو حضور ﷺ نے وہ آیت مجھ پر پڑھ کر سنائی۔ میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میں نے یہ محسوس کیا کہ میری پشت میں جوڑ ہل گیا ہے جس کی وجہ سے میں لیٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تجھے کیا ہوگا ہے؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جو گناہ نہیں کرتا کیا ہمیں ہر گناہ کا بدلہ دیا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر تجھے اور تیرے مومن ساتھیوں کو اسی دنیا میں بدلہ دے دیا جائے گا تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ جہاں تک دوسرے لوگ ہیں ان کے لئے گناہ جمع کیے جاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے روز انہیں بدلہ دیا جائے گا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 343، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 637 (6340)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، بواب التفسیر، جلد 11 صفحہ 127 (3039)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم جو بھی عمل کرتے ہیں کیا اس پر مؤاخذہ ہوگا؟ فرمایا اے ابوبکر کیا تمہیں یہ یہ تکلیف نہیں پہنچتی پس یہی تو کفارہ ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ آیت تو کتنی سخت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں پہنچنے والے مصائب امراض اور غم ان اعمال کا بدلہ ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، ابویعلی، ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا ہم نے جو اعمال کیے ہیں ہر ایک کی ہمیں جزا دی جائے گی تو پھر ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مومن کو دنیا میں اعمال کا بدلہ اس کے نفس، جسم اور تکلیف دینے والی چیزوں کی صورت میں دیا جاتا ہے (3)۔

امام ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ قرآن حکیم میں جو سب سے سخت آیت ہے میں اسے جانتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا وہ کون سی آیت ہے؟ میں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا انسان کو جو تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ وہ گرتا ہے تو یہ ہی اس کے اعمال کی جزا ہے، اے عائشہ جس کا مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا، جس کا محاسبہ ہوا اسے عذاب دیا جائے گا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ یہ ارشاد نہیں فرماتا (فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا) فرمایا وہ تو پیشی ہے اے عائشہ جس آدمی سے اس آیت کے مطابق حساب میں مناقشہ ہوا مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ۔ حضور ﷺ نے فرمایا مومن کو ہر چیز میں بدلہ دیا جائے گا یہاں تک کہ موت کے وقت جو اسے تکلیف ہوتی ہے اس کا بھی اسے اجر دیا جائے گا (4)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور بندے کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جن سے وہ کفارہ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے حزن میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ یہ غم اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔

امام ابن راہویہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابومہلب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں اس آیت کی تفسیر جاننے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا دنیا میں جو تمہیں مصیبت پہنچتی ہے یہی اس کا بدلہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 341، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343
3۔ مسند ابویعلی، باب مسند عائشہ، جلد 4، صفحہ 185 (4656) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، جلد 6، صفحہ 11 (1530) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 399

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا انہیں مصیبت پہنچی۔ صحابہ کرام نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دوسرے کی راہنمائی کرو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ مسلمان کو جو تکلیف بھی پہنچتی ہے وہ گناہ کا کفارہ ہوتی ہے یہاں تک کہ جو کانٹا اسے چبھتا ہے اور وہ گرتا ہے۔ ابن مردویہ کے ہاں یہ الفاظ ہیں ہم روئے اور غمگین ہوئے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آیت نے تو ہمارا کچھ نہیں چھوڑا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ تمہارے لئے نازل ہوئی لیکن ایک دوسرے کو بشارت دو، ایک دوسرے کی راہنمائی کرو اور اعتدال کی راہ اختیار کرو، دنیا میں تمہیں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے گناہ کا کفارہ بنا دیتا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو جو کانٹا چبھتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مومن کو جو کمزوری، تھکاوٹ، مرض، غم یہاں تک کہ جو معمولی غم لاحق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے (2)۔

امام احمد، مسدد اور ابن ابی دنیا نے کفارات میں، ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی نے اوسط میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتایئے ہمیں جو امراض لاحق ہوتی ہیں ان کا بدلہ بھی ہمیں ملتا ہے؟ فرمایا یہ گناہوں کا کفارہ ہیں۔ میرے باپ نے عرض کی اگر چہ وہ مصیبت بہت تھوڑی ہو فرمایا وہ کانٹا ہو یا اس سے بڑھ کر (3)۔

امام ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حضرت محمد بن منتشر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کی میں قرآن حکیم میں سب سے شدید آیت جانتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور اسے ایک درہ مارا۔ فرمایا مالك نقبت عنها تجھے اس کا کھوج لگانے سے کیا غرض۔ وہ چلا گیا۔ جب اگلا دن آیا، حضرت عمر نے اس سے فرمایا وہ آیت کون سی ہے جس کا تو نے کل ذکر کیا تھا؟ عرض کی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ہم میں سے جو بھی برا عمل کرے گا اسے جزا دی جائے گی۔ حضرت عمر نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہمیں کھانا پینا کوئی فائدہ نہ دیتا تھا یہاں تک کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور اس میں رخصت دی اور سورۂ نساء کی آیت نمبر 110 تلاوت فرمائی۔

امام طیالسی، امام احمد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت امیہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 150 (9804) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر، جلد 16، صفحہ 106 (2573) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 343 (7854) کتاب الرقاق، دار الکتب العلمیہ بیروت

ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ میں نے اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا فرمایا تو نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کے بعد مجھ سے کسی نے سوال نہ کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ یہ اللہ تعالیٰ کی بندے سے بیع ہے، بندے کو جو بخار، غم، پاؤں کا زخمی ہونا، یہاں تک کہ وہ سامان جو وہ اپنی آستین میں رکھتا ہے پھر وہ اسے گم پاتا ہے، اس سامان کے لئے گھبراتا ہے پھر اسے اپنی بغل کے نیچے پالیتا ہے یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے یوں نکل آتا ہے جیسے سرخ سونا بھٹی سے نکلتا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی دنیا، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت زیاد بن ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا قرآن حکیم میں ایک آیت نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ کہا میں تجھے اپنے سے زیادہ سمجھدار خیال کرتا ہوں۔ مومن کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہے قدم کا پھسلنا ہو، رگ کا پھڑ کنا ہو اور چیونٹی کا کاٹنا ہو وہ گناہ کا بدلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ معاف فرماتا ہے یہاں تک کہ کسی چیز کا ڈسنا اور کسی چیز کا انسان کو پھونک مارنا(2)۔

امام ہناد، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابراہیم بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی میرے والد کے پاس آیا اس نے کہا اے ابومنذر قرآن حکیم میں ایک آیت ہے جس نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ عرض کی مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ۔ فرمایا بندہ مومن کو جو مصیبت پہنچتی ہے حتی کہ اس کے پاؤں کا زخمی ہونا پھر وہ صبر کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرے گا کہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میری تو کمر ٹوٹنے لگی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دنیا میں مصائب ہیں(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما انہیں غمگین ملے اور اس آیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا تمہیں اس آیت سے کیا ڈر، یہ تو مشرکوں کے لئے ہے، وہ قریش ہوں یا اہل کتاب۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہا جو آدمی شرک کرتا ہے اسے بدلہ دیا جائے گا کیونکہ شرک ہی سوء ہے، اگر وہ موت سے پہلے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا(4)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد، حکیم ترمذی اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے فرمایا یہ حکم اس کے لئے ہے جسے اللہ تعالیٰ ذلیل و رسوا کرنا چاہے، جسے اللہ تعالیٰ عزت دینا چاہے اس کے گناہوں سے

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 152 (9809) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 339 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 341

درگزر فرماتا ہے، وہ جنتی لوگوں میں سے ہے، ان سے اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ کیا ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے پاس تشریف لائے اسے ہلایا، اس کے پتے گرے۔ جتنے اللہ تعالیٰ نے چاہے۔ فرمایا دکھ اور مصیبتیں لوگوں کے گناہوں کو اس سے بھی تیزی سے گراتی ہیں جتنی تیزی سے میں نے اس درخت کے پتے گرائے ہیں(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن اور مومنہ کی ذات اولاد اور مال میں لگاتار مصیبت میں رہتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

امام احمد نے حضرت سائب بن خلاد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن کو جو تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا اسے چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے نیکی لکھ لیتا ہے اور اس سے گناہ مٹا دیتا ہے(3)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ جو کانٹا اسے چبھتا ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم اور حکیم ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑھ کر تکلیف پہنچتی ہے مگر اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے(5)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو درد ہوا آپ ﷺ اس کی شکایت کرنے لگے اور اپنے بستر پر پہلو بدلنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اگر ہم میں سے کوئی یہ کرتا تو آپ اس پر ناراض ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صالح لوگوں پر سختی ہوتی ہے، مومن کو کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو اس کی ایک غلطی معاف ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو جو تھکاوٹ، بیماری، پریشانی، حزن، تکلیف اور غم لاحق ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے کوئی کانٹا چبھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے(6)۔

امام احمد اور ہناد نے زہد میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان کو ہر شے میں اجر دیا جاتا

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1392، دار الصمیعی الریاض

2۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 166 (9864) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 56، دار صادر بیروت 4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر والصلۃ والآداب، جلد 16، صفحہ 106 (2572)

5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 106 (2573)

ہے یہاں تک کہ پاؤں کے زخمی ہونے، تسمہ کے ٹوٹ جانے اور وہ سامان جو اس کی آستین میں ہو وہ گم ہو جائے وہ اس کی وجہ سے گھبرائے پھر اپنی بغل میں پائے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس آدمی کو سب سے زیادہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ فرمایا انبیاء پھر لوگوں میں سے جو بہترین واعلیٰ ہوتے ہیں، بندہ پر آزمائش لگاتار آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی خطا نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور بیہقی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا بندۂ مومن کو جو تکلیف پہنچی ہے جو اس کے جسم کو اذیت دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کی خطائیں معاف فرما دیتا ہے (2)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو جو سر درد ہوتا ہے یا اسے جو کانٹا چبھتا ہے یا جو چیز اسے اذیت دیتی ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے بدلے میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کے بدلے میں اس کے گناہ بخش دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت بریدہ اسلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے پاؤں کو جو زخم لگا ہے یا اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹے کا ذکر کیا مگر اسے دو فائدوں میں سے ایک فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی شان نہیں تھی مگر اس کی بدلہ میں بخشے یا بندے کو ایسی کرامت نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ اسے شرف سے نوازنے والا نہیں تھا مگر اسی جیسے عمل سے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ درد کی وجہ سے اجر نہیں لکھا جاتا اجر تو عمل کی وجہ سے لکھا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں خطائیں معاف فرماتا ہے (5)۔

امام ابن سعد اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن ایاس بن ابی فاطمہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا تم میں کون یہ پسند کرتا ہے کہ صحت مند رہے بیمار نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم سب یہی پسند کرتے ہیں فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ گم شدہ گدھے کی طرح ہو جاؤ۔ ایک روایت میں ضالۃ کی جگہ صالہ کے الفاظ ہیں فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم تکلیفوں والے اور کفارات والے ہو جاؤ، قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ مومن کو آزماتا ہے وہ نہیں آزماتا مگر اسے عزت دینے کے لئے۔ جنت میں بندے کے لئے ایسا درجہ ہے کوئی عمل بھی اسے اس مقام تک نہیں پہنچاتا یہاں تک کہ اسے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تا کہ وہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 136، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 168 (9874)
3۔ ایضاً (9875)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163، (9854) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 162 (9848)

اس آزمائش کے ذریعے اس درجہ تک پہنچ سکے(1)۔

امام احمد، ابن ابی دنیا اور بیہقی نے حضرت محمد بن خالد سلمی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جبکہ وہ صحابی تھے۔ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب اللہ کی جانب سے ایک منزل بندے سے پھوٹ جائے جس تک وہ اپنے عمل کے ذریعے نہ پہنچ سکے اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا فرما دیتا ہے یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزمائش ڈالتا ہے پھر بندہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مقام تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے کی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک منزل ہوتی ہے جس تک وہ عمل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا اللہ تعالیٰ اسے ایسی آزمائش میں ڈالتا ہے جسے وہ پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اس مقام تک جا پہنچتا ہے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت احمد بن ابی حواری رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو سلیمان کو کہتے ہوئے سنا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنی عبادت گاہ میں تھا پھر آپ اس کے پاس سے گزرے تو درندوں نے اس کے گوشت کو چیر پھاڑ دیا تھا، اس کا سر ایک طرف پڑا تھا، ران دوسری طرف پڑی تھی، جگر ایک طرف پڑا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب یہ تیرا بندہ تھا جو تیری اطاعت کرتا تھا تو نے اسے اس آزمائش میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ اس نے مجھ سے ایک ایسے مقام کا سوال کیا تھا جہاں تک وہ عمل سے نہیں پہنچ سکتا تھا، میں نے اسے اس آزمائش میں ڈالا ہے تو میں اسے اس وجہ سے ضرور اس مقام تک پہنچاؤں گا(4)۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس مومن کی رگ زخمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے اس کے حق میں نیکی لکھتا ہے اور اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ بیماری کے ذریعے اپنے بندے کو آزماتا ہے یہاں تک کہ اس کے سب گناہ بخش دیتا ہے(6)۔

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ کی راہ میں درد ہوا پھر اس نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دیتا ہے(7)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 164 (9856) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163 (9852)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 164، (9888) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163 (9853) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 165 (9860)
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 166 (9863) 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 174، (9899)

مسلمان کو لگا تار درد اور اندرونی بخار سفید چاندی کی طرح کر دیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو خضر کا بھائی تھا کہ میں محارب کے علاقہ میں تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں بڑے اور چھوڑے جھنڈے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ہیں۔ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا جبکہ آپ ﷺ درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے ایک چادر بچھائی گئی تھی جبکہ آپ ﷺ کے ارد گرد صحابہ موجود تھے۔ صحابہ نے بیماریوں کا ذکر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندۂ مومن کو جب کوئی بیماری لگتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرماتا ہے تو یہ بیماری اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور باقی ماندہ زندگی کے لئے نصیحت ہوتی ہے۔ جب منافق بیمار ہوتا ہے اور بعد میں ٹھیک ہو جاتا ہے تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جسے گھر والے ڈھنگا ڈال دیں پھر کھول دیں۔ وہ اونٹ نہیں جانتا کہ کس مقصد کے لئے انہوں نے اسے ڈھنگا ڈالا اور کس مقصد کے لئے ڈھنگا کھولا۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بیماریاں کیا ہیں؟ پوچھا گیا تو کبھی بھی بیمار نہیں ہوا، عرض کی نہیں۔ فرمایا ہمارے پاس سے اٹھ جا تو ہم میں سے نہیں(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو آدمی کسی مرض کی وجہ سے گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاکیزہ اٹھاتا ہے(3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب مریض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی طرف وحی کرتا ہے اے میرے فرشتو جب میں نے اپنے بندے کو اپنی قیود میں سے ایک قید میں لیا ہے، اگر میں اس کی روح قبض کروں تو میں اسے بخش دوں گا، اگر میں اسے موت عطا کروں تو اس کا جسم بخشا ہوا ہوگا، اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو آزمائش میں ڈالتا ہے (جبکہ وہ خوب جانتا ہے) جس طرح تم اپنے سونے کو آگ میں ڈالتے ہو ان میں سے کچھ تو آگ سے یوں نکلتے ہیں جیسے خالص سونا، یہ وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام گناہوں سے نجات عطا فرمادی ہے، ان میں کوئی آزمائش سے یوں نکلتا ہے جو اس سونے کی طرح ہوتا ہے جو خالص سونے سے درجہ میں کم ہو۔ یہ وہ آدمی ہوتا ہے جس میں کوئی شک باقی رہتا ہے ان میں سے کچھ کالے سونے کی طرح نکلتے ہیں یہ وہ ہے جسے فتنہ میں ڈالا گیا ہے(4)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی حضرت بشیر بن عبد اللہ بن ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک انصاری صحابی کی عیادت کی، آپ ﷺ اس پر جھکے اس سے حال پوچھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سات دنوں سے میں نے آنکھ بند نہیں کی اور نہ ہی کوئی میرے پاس آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بھائی صبر کر، اے بھائی صبر کر، تو اپنے گناہوں سے اسی طرح نکلے گا جس طرح تو ان میں داخل ہوا تھا۔ رسول

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 175 (9900) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 179، (9916)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 180 (9922)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 181 (24-9923)

...ﷺ نے فرمایا بیماری کی ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کو ختم کر دیتی ہیں (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تکلیف ... ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کو ختم کر دیتی ہیں (2)۔

امام بیہقی نے حضرت حکم بن عتبہ رحمہ اللہ سے وہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں فرمایا جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ... اور اس کا کوئی عمل ایسا نہیں ہوتا جو اس کے گناہوں کا کفارہ بنے تو اللہ تعالیٰ اسے غم میں مبتلا کر دیتا ہے جس کے ذریعے اس ... کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (3)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے ... رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمائش اور دکھ سے آزماتا ہے یہاں تک کہ اسے صاف چاندی کی ... طرح چھوڑتا ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مسیب بن رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمان ... دمی لوگوں میں چلتا پھرتا ہے جبکہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا، عرض کی گئی اے ابوبکر یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ فرمایا مصائب پہنچنے، پتھر ... لنے، کانٹا چبھنے اور تسمہ ٹوٹنے سے (5)۔

امام احمد نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ... کہ بے شک درد اور اندر کا بخار مومن کو لگے رہتے ہیں جبکہ اس کے گناہ احد پہاڑ جیسے ہوتے ہیں، یہ تکالیف اسے نہیں چھوڑتیں ... یہاں تک کہ اس پر رائی کے دانے کے برابر بھی گناہ نہیں رہتا۔

امام احمد نے حضرت خالد بن عبد اللہ قسری رحمہ اللہ سے وہ اپنے دادا یزید بن اسد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ... نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مریض کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عیاض بن غضیف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ ... عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کیا ہوا تھا جبکہ ان کی بیوی ان کے سرہانے بیٹھی ہوئی ... تھی۔ میں نے پوچھا حضرت ابوعبیدہ نے رات کیسے گزاری؟ بیوی نے جواب دیا اجر کے ساتھ رات گزاری۔ حضرت ابوعبیدہ ... ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے اجر کے ساتھ رات نہیں گزاری، اللہ تعالیٰ جسے کسی جسمانی آزمائش میں مبتلا کرے تو یہ اس ... کے گناہوں کو ختم کرنے کا باعث ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو تکلیف دیتا ہے پھر اسے صحت ... بخشتا ہے تو یہ چیز اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور باقی ماندہ زندگی میں وہ رضا کا طالب ہوتا ہے، فاجر کو اللہ تعالیٰ

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 181 (9925) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 182، (9926)
3۔ ایضاً (9927)
4۔ ایضاً (9927) مکرر
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 196 (9974)

آزمائش میں ڈالتا ہے پھر اسے صحت عطا کرتا ہے تو وہ اونٹ کی طرح ہے جس کے گھر والوں نے ڈھنگا باندھا ہو، اونٹ نہیں جانتا کہ گھر والوں نے اسے کیوں ڈھنگا باندھا پھر اسے آزاد کردیا اور وہ نہیں جانتا کہ گھر والوں نے اسے کیوں آزاد کردیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس ایک اعرابی تھا۔ لوگوں نے درد کا ذکر کیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تجھے کبھی درد نہیں ہوا۔ اس نے کہا نہیں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تو ہم میں سے نہیں۔ جس بندے کو بھی کسی آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ کافر کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اس کی آزمائش اونٹ جیسی ہے جس کو ڈھنگا مارا جاتا ہے۔ اسے پتا نہیں ہوتا کہ اس کا پاؤں کیوں باندھا جارہا ہے۔ اسے آزاد کردیا جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں آزاد کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت میں لفظ سوء کا معنی شرک نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں کافر کا ذکر ہے پھر آپ نے یہ آیت هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سبا: 17) پڑھی (3)۔

وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا یُظْلَمُوْنَ نَقِیْرًا ﴿۱۲۴﴾

”اور جس نے عمل کیے اچھے، مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو سو وہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور نہ ظلم کیے جائیں گے تل بھر“۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ نازل ہوئی تو اہل کتاب نے کہا ہم اور تم برابر ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی، مسلمانوں کو اہل کتاب پر کامیابی دی گئی (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کے بغیر ایمان قبول کرنے سے انکار کردیا ہے (5)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، ان سے ملے اور اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہاں صالحات سے مراد فرائض ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی، نصرانی اور مشرک بھی عمل خیر کرتے ہیں یہ انہیں کوئی نفع نہیں دیتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 341، داراحیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 340
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 335   5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 344

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والا عمل قبول کرتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَقِيْرًا سے مراد وہ نقطہ ہے جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قطمیر سے مراد وہ چھلکا ہے جو گٹھلی پر ہوتا ہے فتیل سے مراد وہ ریشہ ہے جو اس کے اندر کی جانب ہوتا ہے اور نَقِيْرًا سے مراد وہ سفید نقطہ ہے جو گٹھلی کے وسط میں ہوتا ہے۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

''اور کون بہتر ہے دینی لحاظ سے اس شخص سے جس نے جھکا دیا ہوا اپنا چہرہ اللہ کے لئے اور وہ احسان کرنے والا ہو اور پیروی کی ملت ابراہیم کی اسی حال میں کہ وہ ہر باطل سے منہ موڑے ہوئے ہو اور بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل۔ اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے میں لینے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل اسلام نے کہا کہ اسلام کے سوا کوئی دین نہیں ہماری کتاب نے تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا اور ہمارے نبی خاتم النبیین ہیں، ہمارا دین بہترین دین ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک صحیح روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے لئے چن لیا (1)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے سنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور حضرت محمد ﷺ کو دیدار کے لئے منتخب کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور ابن ضریس نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ یمن آئے تو لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو یہ آیت پڑھی وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا تو ایک آدمی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی۔

امام حاکم نے حضرت جندب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ انہوں نے حضور ﷺ کے وصال سے پہلے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنا خلیل بنایا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 629 (4098)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 332 (11914)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے (1)۔

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا بے شک تمہارا صاحب (نبی) اللہ کا خلیل ہے، بے شک حضرت محمد ﷺ قیامت کے روز تمام بنی آدم کے سردار ہوں گے پھر سورۃ الاسراء کی آیت نمبر 79 پڑھی عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔(2)

امام طبرانی نے حضرت سمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز دو نبی آپس میں خلیل ہوں گے کوئی اوران کا خلیل نہ ہوگا، اس روز میرا خلیل حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوں گے(3)۔

امام طبرانی اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں موتی کا ایک محل ہے نہ اس میں کوئی سوراخ ہے اور نہ ہی اس میں کمزوری ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت کے لئے تیار کیا ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہے، کلام کا اشرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے اور دیدار حضرت محمد ﷺ کے لئے ہے؟(4)

امام ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ آپ ﷺ کے انتظار میں بیٹھے تھے، آپ ﷺ باہر تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے قریب آئے، انہیں مذاکرہ کرتے ہوئے سنا ان کی گفتگو سنی، کوئی کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے خلیل بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے خلیل ہیں، ایک اور نے کہا یہ کوئی اس سے زیادہ تعجب والی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا، ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، ایک اور نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا حضور ﷺ باہر تشریف لے آئے اور انہیں سلام کیا فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہارے اظہار تعجب کو بھی سنا کہ حضرت ابراہیم، اللہ کے خلیل ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، حضرت عیسیٰ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے، بات اسی طرح ہے، خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں، یہ کوئی فخر نہیں کر رہا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میں کوئی فخر نہیں کر رہا، سب سے پہلے میں جنت کے تالے کو حرکت دوں گا تو اللہ تعالیٰ اسے کھولے گا، اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے، یہ میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا، میں قیامت کے روز اگلوں پچھلوں میں سے سب سے معزز ہوں گا، یہ کوئی فخر نہیں کر رہا(5)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء، جلد 2، صفحہ 599 (4018) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 142 (10256)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 258 (7052)
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 510 (3747)
5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی کتاب المناقب جلد 13، صفحہ 90 (3616) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا تو جانتا ہے میں نے تجھے کیوں اپنا خلیل بنایا۔ عرض کی اے میرے رب میں تو نہیں جانتا۔ فرمایا میں نے تیرے دل میں نگاہ کی تو تجھے پایا کہ تو سخاوت کرنا پسند کرتا ہے، کچھ لینا پسند نہیں کرتا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن ابزی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر تشریف لائے، ملک الموت ایک ایسے نوجوان کی شکل میں آئے جسے آپ پہنچانتے نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کس کی اجازت سے اندر آئے تو اس نے کہا گھر کے مالک کی اجازت سے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے پہچان لیا۔ ملک الموت نے عرض کی تیرے رب نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم اس کے لئے ہیں۔ ملک الموت نے پوچھا آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟ فرمایا میں موت تک اس کا خادم رہوں گا۔ ملک الموت نے کہا وہ تو آپ ہی ہیں۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے مجھے کس وجہ سے اپنا خلیل بنایا ہے؟ عرض کی آپ دینا پسند کرتے ہیں لینا پسند نہیں کرتے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل کس وجہ سے بنایا ہے؟ تو حضرت جبرئیل امین نے عرض کی اے محمد ﷺ وہ کھانا کھلانا پسند کرتے تھے (1)۔

امام دیلمی نے کمزور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا اے چچا کیا تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیوں خلیل بنایا ہے؟ حضرت جبرئیل امین آپ کی طرف اترے، پوچھا اے خلیل کیا تو جانتا ہے تجھے کیوں خلت عطا کی گئی؟ فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میں تو کچھ نہیں جانتا۔ تو جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا کیونکہ آپ عطا کرتے ہیں لیتے کچھ نہیں۔

امام حافظ ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے فضائل عباس میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منتخب کیا اور خلیل بنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے نزار کو منتخب کیا، نزار میں سے مضر کو منتخب کیا، مضر سے کنانہ کو چنا، کنانہ سے قریش کو چنا، قریش میں سے بنو ہاشم کو چنا، بنو ہاشم میں سے بنو مطلب کو چنا اور بنو مطلب سے مجھے منتخب کیا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، ابن عساکر اور دیلمی نے حضرت ابراہیم سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل حضرت موسیٰ کو نجی اور مجھے حبیب بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور نجی پر ترجیح دوں گا (2)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی اکرام الضیف، جلد 7، صفحہ 98 (9616)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، باب فی حب النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 185 (1494)

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو قبطی (چادریں) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ کا حلہ پہنایا جائے گا جبکہ نبی مکرم عرش کی دائیں جانب تشریف فرما ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿١٢٧﴾

"اور فتوی پوچھتے ہیں آپ سے عورتوں کے بارے میں آپ فرمایئے اللہ تعالیٰ فتوی دیتا ہے تمہیں ان کے بارے میں اور وہ آیتیں جو پڑھی جاتی ہیں تم پر اس کتاب (قرآن) میں (ان میں احکام ہیں) ان یتیم بچیوں کے متعلق جنہیں تم نہیں دیتے ہو جو (حق) مقرر کیا گیا ہے ان کے لئے اور خواہش کرتے ہو کہ خود نکاح کر لو ان کے ساتھ (ان کا مال دبوچنے کے لئے) اور (قرآن میں احکام ہیں) کمزور بچوں کے متعلق اور (وہ یہ) کہ قائم رہو یتیموں کے معاملہ میں انصاف پر اور جو کرو گے بھلائی (کے کاموں) سے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ دور جاہلیت میں بچے کو وارث نہ بنایا جاتا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جاتا۔ اسی طرح وہ عورت کو بھی وارث نہ بناتے۔ جب اسلام آ گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ وراثت کے بارے میں پہلا حکم تھا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہی وارث بنتا جو بالغ ہوتا وہ مال کی نگہداشت کر سکتا اور اس کی بہتری کے لئے کام کرتا، چھوٹا بچہ اور عورت کسی چیز کے وارث نہ بنتے۔ جب سورۂ نساء میں میراث کے احکام نازل ہوئے تو یہ امر لوگوں پر شاق گزرا، کہنے لگے کیا چھوٹا بچہ بھی وارث ہوگا جو مال کی نگہداشت ہی نہیں کرتا جبکہ عورت کی بھی یہی حالت ہے، کیا یہ دونوں اسی طرح وارث بنیں گے جس طرح مرد وارث بنتا ہے۔ وہ امید رکھتے تھے کہ اس بارے میں آسمان سے کوئی حکم نازل ہوگا۔ انہوں نے انتظار کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے کوئی حکم نازل نہیں ہوتا انہوں نے کہا اگر یہ اسی طرح مکمل ہو گیا کہ یہ فرض ہے تو اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا پھر انہوں نے کہا اس بارے میں پوچھو تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس میں یتیم عورتوں کا حکم نازل فرمایا۔ جنہیں تم ان کا حق نہیں دیتے اور تم یہ بھی رغبت رکھتے ہو کہ ان سے نکاح کر لو۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ولی کا طریقہ یہ ہوتا کہ جب عورت خوبصورت اور صاحب مال ہوتی تو ولی اس میں رغبت کرتا، اس سے نکاح کرتا اور اسے اپنے لئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 347، دار احیاء التراث العربی بیروت

ترجیح دیتا۔ اگر وہ عورت خوبصورت اور صاحب مال نہ ہوتی تو اس کا کسی اور سے نکاح کر دیتا، خود اس سے نکاح نہ کرتا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور بچوں کو وراثت میں سے کوئی چیز نہ دیتے وہ کہتے نہ یہ جنگ کرتے ہیں اور نہ مال غنیمت اکٹھا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے معین حق فرض کر دیا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی بچی یتیم اور بدصورت ہوتی تو وہ لوگ اسے میراث نہ دیتے اسے شادی کرنے سے روک دیتے یہاں تک کہ وہ بچی مرجاتی پھر خود اس کے وارث بن جاتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم بچی کسی مرد کی گود میں ہوتی وہ اس سے نکاح میں رغبت رکھتا، اسے مال نہ دیتا یہ امید رکھتے ہوئے کہ وہ مرجائے اور خود اس کا وارث بن جائے۔ اگر اس کا کوئی قریبی فوت ہو جاتا تو میراث میں سے اسے کوئی چیز عطا نہ کی جاتی۔ یہ دور جاہلیت میں رواج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حکم کو واضح کیا۔ وہ چھوٹے بچے اور کمزور کو وراثت میں سے کوئی چیز نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میراث میں سے اسے حصہ دیا جائے(4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے چچا کی ایک نابینا بیٹی تھی، وہ بدصورت بھی تھی۔ وہ اپنے باپ کے مال کی وارث بنی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس سے نکاح میں کوئی رغبت نہیں رکھتے تھے اور اس کا نکاح کسی اور سے بھی نہ کرتے کہ کہیں اس کا خاوند مال نہ لے جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا کچھ لوگوں کی پرورش میں اس جیسی لڑکیاں تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو مالک سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جب کوئی عورت کسی ولی کے پاس ہوتی جس کے ساتھ نکاح میں وہ کوئی رغبت نہ رکھتا تو وہ اس سے شادی نہ کرتا اور نہ ہی کسی کو اس سے شادی کرنے دیتا وہ لوگ صرف بڑے لڑکے پھر بڑے لڑکے کو ہی وارث بناتے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ میراث کے بارے میں سورۃ کے آغاز میں جو تم پر احکام تلاوت کیے گئے ہیں وہ لوگ نہ بچے اور نہ ہی عورت کو وارث بناتے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جاتا(7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 347، دار احیاء التراث العربی بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 348 — 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 348

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 349 — 5۔ ایضاً

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 22 (17401) — 7۔ ایضاً، (17400)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مرد ہے جس کے پاس کوئی یتیم بچی ہوتی۔ وہ اس بچی کا ولی اور وارث ہوتا۔ وہ بچی اس کے مال میں حصہ دار ہوتی یہاں تک کہ کھجور کے پھل دار درختوں میں بھی حصہ دار ہوتی وہ اس کے ساتھ نکاح میں رغبت رکھتا اور کسی دوسرے مرد سے شادی کرنے کو ناپسند کرتا کہ جس مال میں وہ بچی شریک ہے کہیں وہ مرد اس مال میں شریک نہ ہو جائے۔ تو وہ مرد اس عورت کو تنگ کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو یہ ذکر کیا ہے مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ سے مراد پہلی آیت ہے جس میں یہ حکم ہے اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس یتیم عورت سے اعراض کرتا ہے جو اس کی گود میں ہوتی ہے جس کے پاس مال بھی کم اور حسن بھی ناپید۔ انہیں منع کیا گیا کہ وہ یتیموں کے مال اور جمال کی وجہ سے ان میں رغبت کریں مگر اس صورت میں کہ انصاف کو ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ تم ان سے اعراض کرتے ہو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں مرد کے پاس یتیم بچی ہوتی وہ اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتا۔ جب وہ ایسا کر دیتا تو کوئی بھی اس سے شادی نہ کر سکتا اگر وہ بچی خوبصورت ہوتی اور یہ اس سے محبت کرتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اس کا مال کھاتا۔ اگر وہ بدصورت ہوتی تو دوسرے لوگوں کو اس سے شادی کرنے سے روک دیتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی جب وہ مر جاتی۔ تو وہ اس عورت کا وارث بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا اور اس سے منع کر دیا وہ لوگ چھوٹے بچوں اور بیٹوں کو وارث نہ بناتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ کا یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور ہر حصے دار کا حصہ متعین فرمایا وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم بچی کسی مرد کے ہاں پرورش پا رہی ہوتی جو بدصورت ہوتی، وہ مرد اس سے نکاح کرنے میں رغبت کا اظہار نہ کرتا اور اس کے مال کی طمع میں نہ اس کا کسی اور سے نکاح کرتا (4)۔

قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں عبد الملک بن محمد بن حزن رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمرہ بنت حزم، حضرت سعد بن ربیع کی بیوی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عمرہ سے ایک بیٹی تھی۔ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی کہ اپنی بیٹی کی میراث طلب کرے۔ اس بارے میں یہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 661، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 52-350
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 54-353
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 349

آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں ان کے قول نقل کئے ہیں۔ ایک نے کہا اس کا معنی ہے تم ان سے نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہو، دوسرے نے کہا تم ان سے نکاح کرنے میں رغبت نہیں رکھتے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرنے میں رغبت نہیں رکھتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عبیدہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے ان کے ساتھ نکاح کرنے سے اعراض کرتے ہو۔

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ
اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ
الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ
لَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ
الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ
غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ
اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ
وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ
تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا
حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ
وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ
عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا
وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ؑ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 352، دار احیاء التراث العربی بیروت

''اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند سے (اس کی) زیادتی یا روگردانی کی وجہ سے تو نہیں کوئی حرج ان دونوں پر کہ صلح کرلیں آپس میں اور صلح ہی (دونوں کے لئے) بہتر ہے اور موجود رکھا گیا ہے نفسوں میں بخل اور اگر تم احسان کرو اور متقی بنو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا پورا انصاف کرو اپنی بیویوں کے درمیان اگرچہ تم اس کے بڑے خواہش مند بھی ہو تو یہ نہ کرو کہ جھک جاؤ (ایک بیوی کی طرف) بالکل اور چھوڑ دو دوسری کو جیسے وہ (درمیان میں) لٹک رہی ہو اور اگر تم درست کرلو اپنا (رویہ) اور پرہیز گار بن جاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہوجائیں تو غنی کردے گا اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنی وسیع بخشش سے اور اللہ تعالیٰ وسیع بخشش والا حکمت والا ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک ہم نے حکم دیا ان لوگوں کو جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور (حکم دیا) تمہیں بھی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ہر تعریف کا مستحق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔ اگر چاہے تو لے جائے تمہیں اے لوگو اور لے آئے دوسروں کو اور اللہ تعالیٰ اس بات پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو شخص ارادہ کرتا ہو صرف ثواب دنیا کا (تو یہ اس کی اپنی کم نظری ہے) اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت (دونوں) کا ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے''۔

امام طیالسی، ترمذی، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو خوف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسے طلاق دے دیں گے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے طلاق نہ دیجئے، میری باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیجئے تو حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا تو یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میاں بیوی جس امر پر صلح کرلیں وہ جائز ہے (1)۔

امام ابن سعد، ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم ازواج مطہرات کے ہاں قیام میں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہ دیتے تھے۔ حضور ﷺ دن میں ہر عورت کے پاس تشریف لے جاتے جبکہ اس سے حقوق زوجیت ادا نہ فرماتے یہاں تک کہ جس عورت کی باری ہوتی تو اس کے ہاں رات گزارتے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ جب بوڑھی ہوگئیں اور انہیں خوف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسے طلاق دے دیں گے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں آیت نازل فرمائی (2)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 11، صفحہ 128 (3040)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 203 (2760) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرد کے پاس ایک بیوی ہو، وہ اپنے پاس مزید رکھنے کی خواہش نہ رکھتا ہو، اس سے جدائی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ عورت کہے میں اپنے حقوق سے آپ کو بری کرتی ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ (النساء: 128) ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس کے عقد میں بیوی تھی جس کے ساتھ اس کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ اس عورت کے بطن سے اس کے کئی بچے ہوئے تھے۔ اب مرد نے اس بیوی کو بدلنے کا ارادہ کیا تو عورت نے اس مرد سے اس بات پر صلح کی کہ مرد اس کے پاس ہی رہے مگر اس کے اخراجات سے بری الذمہ ہو جائے (2)۔

امام مالک، عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس کے پاس ایک بیوی تھی جس کے بڑھاپے سے وہ بیزار ہو چکا تھا۔ اس مرد نے اس عورت کے ہوتے ہوئے ایک جوان عورت سے شادی کر لی اور اس جوان عورت کو بوڑھی عورت پر ترجیح دینے لگا۔ پہلی عورت نے اس کے پاس رہنے سے انکار کر دیا۔ مرد نے اسے ایک طلاق دے دی۔ جب اس کی تھوڑی عدت رہ گئی تو مرد نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ سے رجوع کر لوں اور تو اس ترجیح پر صبر کرے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے چھوڑ دوں۔ عورت نے کہا بلکہ تو مجھ سے رجوع کر لے دونوں نے آپس میں رجوع کر لیا لیکن عورت اس ترجیح پر صبر نہ کر سکی۔ مرد نے دوسری طلاق دے دی اور نوجوان عورت کو اس پر ترجیح دی۔ یہ وہ صلح ہے جس کے بارے میں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام شافعی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محمد بن مسلمہ کی بیٹی رافع بن خدیج کے عقد میں تھی رافع نے اس کی کسی بات کو ناپسند کیا وہ بڑھاپا تھا یا کوئی اور بات تھی رافع نے اسے طلاق دینے کا ارادہ کیا تو بیوی نے کہا مجھے طلاق نہ دو جو تمہیں مناسب لگے میرے لئے باری مقرر کر دو۔ دونوں نے آپس میں صلح کر لی تو یہی طریقہ چل پڑا تو اس بات میں قرآن حکیم نازل ہوا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس قسم کے مسائل کے بارے میں پوچھا کرو پھر فرمایا ایک عورت کسی مرد کے عقد میں ہو جس کی عمر سے وہ بے زار ہو چکا ہو وہ دوسری عورت سے شادی کرے تا کہ اسے بچہ حاصل ہو تو وہ میاں بیوی جس امر پر صلح کریں تو وہ جائز ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 480، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 359

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 510 (16469)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، ابن راھویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ایک مرد کے پاس دو بیویاں ہوں، ان میں سے ایک بوڑھی ہو اور بدصورت بھی ہو، وہ اس عورت سے جدائی کا ارادہ کرے۔ وہ عورت مرد سے اس بات پر صلح کرے کہ مرد اس کے پاس ایک رات گزارے اور دوسرے کے پاس کئی راتیں گزارے اور اس سے جدائی اختیار نہ کرے، جتنا عرصہ وہ خوش رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر وہ عورت اسی مصالحت سے رجوع کرے تو مرد دونوں میں برابری کرے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو کسی مرد کے عقد میں ہو اور بوڑھی ہو جائے، وہ مرد اس عورت کے ہوتے ہوئے ایک اور عورت سے شادی کرنا چاہے، وہ آپس میں صلح کرلیں کہ اس کے لئے ایک دن اور دوسری کے لئے دو یا تین دن ہوں گے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے ایک عورت جو کسی مرد کے عقد میں ہو جو اس مرد سے وافر محبت نہیں پاتی جبکہ اس مرد کی ایک اور بیوی ہو جو اس مرد کو زیادہ محبوب ہے، وہ مرد اس عورت کو ترجیح دیتا ہے۔ جب صورتحال ایسی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس مرد کو حکم دیا کہ وہ اس غیر محبوب بیوی کو کہے۔ اے فلانہ اگر تو چاہے تو اس حال میں رہے جس طرح تو دیکھ رہی ہے کہ میں دوسری بیوی کو ترجیح دے رہا ہوں تو میں تیرے ساتھ ہمدردی کروں گا، تم پر خرچ کروں گا تو تو میرے پاس رہ، اگر تو ناپسند کرتی ہے تو میں تجھے آزاد کرتا ہوں، اگر وہ عورت اس مرد کے پاس رہنے پر راضی ہو جائے جبکہ مرد نے اسے اختیار دیا تھا تو اس پر کوئی حرج نہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان **وَالصُّلْحُ خَيْرٌ** کا یہی مطلب ہے۔ یعنی مرد کے ساتھ رہنے اور جدائی اختیار کرنے میں اختیار دینا ایک عورت کو دوسری عورت پر لگاتار ترجیح دینے سے زیادہ بہتر ہے (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرد ہو جس کے عقد میں بڑی عمر کی عورت ہو وہ اس کی موجودگی میں ایک نوجوان عورت سے شادی کر لیتا ہے اور یہ ناپسند کرتا ہے کہ پہلی بیوی (جو اس کے بچوں کی ماں ہے) سے جدائی اختیار کرے وہ عورت سے مال یا نفس کے عطیہ پر صلح کر لیتا ہے تو یہ صلح اچھی ہے (3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابی سنابل بن بعکک کے حق میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ مبغوض طلاق ہے (5)۔

امام حاکم، کثیر بن عبد اللہ بن عوف سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 357 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 358
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 359
5۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 505

ارشاد فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے نزدیک ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کردے۔ مسلمانوں کو اپنی شرطیں پوری کرنا ہوں گی مگر ایسی شرط جو حلال کو حرام کردے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ عورت صلح کے وقت خاوند سے اپنا حصہ لینے میں بخل سے کام لیتی ہے (2)۔

امام جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اس کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نقل کی ہے وہ دوسرے آدمی سے ایسی چیز کی خواہش کرتا ہے جس پر دوسرا آدمی حرص کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ عورتوں سے محبت کرنے اور ان سے حقوق زوجیت ادا کرنے میں عدل کرو تو تم ایک کی طرف یوں مائل نہ ہو جاؤ کہ دوسری کو یوں عضو معطل بنادو کہ نہ وہ بیوہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ نبی کریم ﷺ دوسری ازواج کی بنسبت آپ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ عورتوں میں باری معین کرتے اور ان میں عدل کرتے پھر یوں دعا کرتے اے اللہ یہ میری وہ تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں مجھے اس چیز میں ملامت نہ کرنا جس کا تو تو مالک ہے مگر میں مالک نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو جائے وہ قیامت کے روز آئے گا کہ اس کی ایک جانب گری ہوگی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام اس بات کو بھی پسند کرتے تھے کہ وہ خوشبو میں بھی سوکنوں میں برابری کریں، وہ جس طرح ایک عورت کے لئے خوشبو لگاتے اسی طرح دوسری کے لئے بھی خوشبو لگاتے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری دو بیویاں تھیں، میں ان میں مساوات کرتا یہاں تک کہ بوسہ لینے میں برابری کرتا (7)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 113 (7059)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 361
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 362,65,67
4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 479 (1971) بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 367
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 37 (17545)
7۔ ایضاً، (17544)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں قول نقل کیا ہے کہ جس کی دو بیویاں ہوں وہ اسے بھی ناپسند کرتے کہ ایک کے گھر میں وضو کریں دوسری کے گھر میں وضو نہ کریں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صحابہ سوکنوں میں برابری کرتے، اگر کوئی ایسی چیز بچ جاتی جس کا کیل نہ ہوسکتا جیسے ستو اور کھانا وہ ایک ایک ہتھیلی ان کو دے دیتے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم عورتوں کے حقوق زوجیت ادا کرنے میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محبت میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے تو تم حقوق زوجیت ادا کرنے میں ایک طرف مائل نہ ہو جاؤ کہ تم اسے یوں عضو معلق بنا دو کہ نہ وہ بیوہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محبت میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے تو ایک کے ساتھ برائی کا قصد نہ کرو (4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ تو اس کی طرف مائل ہو، نہ اس پر مال خرچ کرے اور نہ ہی اس کے لئے باری مقرر کرے (5)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تو ایک سے محبت کرتا ہے اور دوسری سے بغض رکھتا ہے تو ان میں عدل کر۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اسے یوں کر چھوڑو کہ نہ وہ مطلقہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن جریر، ابن منذر اور ابن جریر نے معلقہ کا معنی قیدی نقل کیا ہے (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِنْ یَّتَفَرَّقَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ خاوند بیوی کو طلاق دے دے (8)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غنیا اور حمیدا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ مخلوق سے بے نیاز اور ان کے ہاں حمد کے لائق ہے (9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 37 (17543)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، (17546)
3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 519 (16686)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 366
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 368
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 482 (651)، بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 369
9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 370

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وکیل کا معنی حفیظ (نگہبان) نقل کیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کی قسم ہمارا رب اس پر قادر ہے کہ مخلوق میں سے جسے چاہے ہلاک کرے اور دوسرے لوگوں کو ان کے بعد لے آئے (3)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰۤى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾

''اے ایمان والو! ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے انصاف پر، گواہی دینے والے محض اللہ کے لئے۔ چاہے گواہی دینا پڑے تمہیں اپنے نفسوں کے خلاف یا اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف، (جس کے خلاف گواہی دی جارہی ہے) وہ دولت مند ہو یا فقیر، پس اللہ زیادہ خیر خواہ ہے دونوں کا، تو نہ پیروی کرو خواہش نفس کی انصاف کرنے میں اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ موڑو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ حق بات کہیں اگر چہ وہ ان کے اپنے، ان کے آباء اور ان کے بیٹوں کے خلاف ہو، وہ غنی سے اس کی دولت کی وجہ سے نہ ڈریں اور نہ ہی مسکین پر اس کی مسکینی کی وجہ سے رحم کریں۔ تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ حق کو چھوڑ دو اور ظلم کرنے لگو اور گواہی دیتے وقت زبانوں کو دہرا نہ کرو یا گواہی دینے سے اعراض نہ کرو (4)۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دو آدمی قاضی کے پاس بیٹھتے ہیں، قاضی دوسرے کی بنسبت ایک کے لئے جھکتا یا اعراض کرتا ہے (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ آئے تو سورۂ بقرۃ پہلی صورت تھی جو نازل ہوئی، اس کے پیچھے سورۂ نساء نازل ہوئی ایک آدمی کے ہاں بیٹے، چچا یا قریبی رشتہ دار کے بارے میں گواہی ہوتی، وہ شہادت بیان کرتا ہوئے صحیح بات نہ کرتے یا گواہی کو چھپاتا تھا۔ اس کی وجہ اس آدمی کی تنگ دستی ہوتی۔ وہ خیال کرتے کہ یہ خوش حال ہو لے اس وقت اس کے خلاف گواہی دے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 370 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 371
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 373 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 375

لوں گا۔ تو یہ حق ادا کر دے گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی اللہ کی رضا کی خاطر گواہی اگرچہ دو مدعی علیہ غنی ہو یا فقیر ہو۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک غنی اور ایک فقیر نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی فقیر کے ساتھ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے تھی کہ فقیر غنی پر ظلم نہیں کرسکتا۔ اللہ نے غنی اور فقیر میں انصاف کا حکم دیا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ گواہی کے بارے میں آیت نازل ہوئی اے ابن آدم صحیح گواہی دو اگرچہ گواہی تمہارے اپنے خلاف ہو یا والدین، قریبی رشتہ داور ل یا اپنی قوم کے معززین کے خلاف ہو، شہادت تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی ہے، لوگوں کی رضا کی خاطر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں بھی عدل سے راضی ہوتا ہے، عدل و انصاف زمین میں اللہ کے ترازو ہیں، اس کے ذریعے قوی سے ضعیف، سچے سے جھوٹے، باطل پرست سے حق پرست کی طرف لوٹاتا ہے، عدل کے ذریعے سچے کی تصدیق کرتا ہے اور جھوٹے کی تکذیب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ جو ہمارا رب ہے اسی کے ذریعے حد سے تجاوز کرنے والے کو واپس لوٹاتا ہے، عدل کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کرتا ہے، اے ابن آدم اگر مدعی علیہ غنی ہو یا فقیر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ زیادہ شفقت کرنے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے غنی اور تمہارے فقیر کے ساتھ زیادہ شفقت کرنے والا ہے، غنی کی دولت اور فقیر کا فقر تمہیں اس بات سے نہ روکے کہ جو کچھ تو جانتا ہے اس کے بارے میں گواہی دے کیونکہ یہ حق ہے، ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تو نے زمین میں کون سی چیز قلیل رکھی ہے۔ فرمایا جو میں نے چیز کم رکھی ہے وہ عدل ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنْ تَلْوٗۤا اَوْ تُعْرِضُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تیرا زبان کو ناحق موڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تو زبان کو حرکت تو دے مگر صحیح طرح سے گواہی نہ دے اور اعراض کا مطلب ترک کرنا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تلوا کا معنی تم تحریف کرو اور تُعْرِضُوْا کا معنی تم چھوڑ دو(4)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنْ تَلْوٗۤا کا معنی نقل کیا ہے کہ تم گواہی دو۔ اَوْ تُعْرِضُوْا کا معنی ہے کہ تم اس گواہی کو چھپا دو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىِٕكَتِهٖ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 373
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 374
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 375
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 376

وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۳۶﴾

"اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی اس سے پہلے اور جو کفر کرے اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت کے ساتھ تو وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا"۔

امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن سلام، اسد و اسید جو کعب کے بیٹے تھے، ثعلبہ بن قیس، سلام جو عبداللہ بن سلام کا بھائی تھا، سلمہ جوان کا بھتیجا تھا اور یامین بن یامین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ پر اور آپ کی کتاب پر حضرت موسیٰ پر، تورات پر اور حضرت عزیر پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے علاوہ جو کتابیں اور رسول ہیں ان کا انکار کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ اللہ اس کے رسول اللہ ﷺ، اس کی کتاب قرآن اور اس سے پہلے جتنی کتابیں ہوئی ہیں سب پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا ہم ایسا تو نہیں کرتے تو یہ آیت نازل ہوئی تو سب ایمان لے آئے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اہل کتاب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے تورات اور انجیل میں پختہ وعدہ لیا تھا اور ان سے اقرار کرایا تھا کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو لوگوں کو دعوت دی کہ وہ حضرت محمد ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لائیں۔ انہیں وہ پختہ وعدہ یاد دلایا۔ کچھ لوگ تو وہ تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی تصدیق کی اور آپ کا اتباع کیا اور کچھ لوگ وہ تھے جنہوں نے انکار کر دیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ سَبِیْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ﴿۱۳۹﴾

"بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر بڑھتے گئے کفر میں نہیں ہے سنت الٰہی ان کے متعلق کہ بخش دے انہیں اور نہ (یہ) کہ پہنچائے انہیں راہ (راست) تک۔ خوشخبری سنا دو منافقوں کو کہ بلا شبہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ منافق جو بناتے ہیں کافروں کو (اپنا) دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر، کیا وہ تلاش کرتے ہیں ان کے پاس عزت؟ تو (وہ سن لیں) عزت تو صرف اللہ کے لئے ہے سب کی سب"۔

آیت کی تفسیر میں امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے فرمایا وہ یہودی اور نصرانی

ہیں۔ یہودی تورات پر ایمان لائے پھر انکار کر دیا، نصرانی انجیل پر ایمان لائے بعد میں اس کا انکار کر دیا (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں جو تورات پر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر نصاری کا ذکر کیا، فرمایا وہ ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا۔ یعنی وہ انجیل پر ایمان لائے پھر اس کا انکار کر دیا پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر کے کفر میں مزید اضافہ کیا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کریں اور اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں جو دو دفعہ ایمان لائے اور دو دفعہ انکار کیا پھر انہوں نے کفر میں اضافہ کیا (3)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مرتد کے بارے میں کہا کہ تو اس سے تین دن دفعہ توبہ کا مطالبہ کر پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (4)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی خدمت میں ایک مسلمان لایا گیا جو دشمن کی طرف بھاگ گیا تھا، انہوں نے اس پر سلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا پھر دوبارہ بھاگ گیا، اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اس پر اسلام کو پیش کیا، وہ تیسری دفعہ بھاگ گیا، اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اس آیت سے استدلال کیا۔ پھر اس کی گردن اڑا دی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِزْدَادُوْا كُفْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے وہ کفر میں مکمل ہوئے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام حاکم نے تاریخ میں، دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر روز فرماتا ہے میں تمہارا غالب رب ہوں جو آدمی دونوں جہانوں کی عزت چاہتا ہے وہ اس غالب کی اطاعت کرے (5)۔

وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَاۙ ﴿۱۴۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 379، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 380
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 381
5۔ تہذیب تاریخ دمشق، باب ذکر من اسمہ حامد، جلد 4، صفحہ 19

الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ ۙ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ﴿۱۴۱﴾

''اور تحقیق اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر (یہ حکم) کتاب میں کہ جب تم سنو اللہ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جارہا ہے ان کا اور مذاق اڑایا جارہا ہے ان کا تو مت بیٹھو ان (کفر واستہزاء کرنے والوں) کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں ورنہ تم بھی انہیں کی طرح ہو گے، بے شک اللہ تعالیٰ اکٹھا کرنے والا ہے سب منافقوں اور سب کافروں کو جہنم میں۔ وہ جو انتظار کررہے ہیں تمہارے (انجام) کا۔ تو اگر ہو جائے تمہیں فتح اللہ کی طرف سے (تو) کہتے ہیں کیا نہیں تھے ہم بھی تمہارے ساتھ اور اگر ہو کافروں کے لئے کچھ حصہ (کامیابی سے) کہتے ہیں کیا نہیں غالب آ گئے تھے ہم تم پر اور (اس کے باوجود) کیا نہیں بچایا تھا ہم نے تم کو مومنوں سے؟ پس (اے اہل نفاق!) اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن اور ہر گز نہیں بنائے گا اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے مسلمانوں پر (غالب آنے کا) راستہ''۔

امام ابن منذر اور ابن جریر نے ابووائل سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مجلس میں جھوٹی بات کرتا ہے جس کے ساتھ وہ اہل مجلس کو ہنساتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب پر ناراض ہو جاتا ہے۔ یہ بات حضرت ابراہیم نخعی کے سامنے کی گئی تو انہوں نے کہا ابووائل نے سچی بات کی ہے، کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس طرح نہیں پھر یہ آیت فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ تلاوت کی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ انعام میں نازل کیا گیا حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ (الانعام:68) پھر سورۂ نساء میں اس کی تشدید (سختی) کی گئی۔

امام ابن منذر نے آیت کے متعلق حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرک جب مومنوں کے ساتھ بیٹھتے تو وہ رسول اللہ ﷺ اور قرآن حکیم کے بارے میں باتیں شروع کر دیتے، بدزبانی کرتے اور مزاق اڑاتے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں شروع ہو جائیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ مدینہ طیبہ کے منافقوں اور مکہ مکرمہ کے ان مشرکوں کو جہنم میں جمع کرے گا جو قرآن حکیم سے مذاق کیا کرتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ منافق تھے جو مومنوں کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرتے تھے، اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی اور مسلمان دشمنوں سے غنیمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 383، داراحیاء التراث العربی بیروت

حاصل کرتے تو منافق کہتے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے، ہمیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ دو جس طرح تم حصہ لے رہے ہو۔ اگر کافروں کا غلبہ ہوتا اور وہ مسلمانوں کا مال چھین لیتے تو منافق کافروں سے کہتے کیا ہم نے تمہارے لئے واضح نہیں کر دیا تھا کہ ہم اس دین پر ہیں جس پر تم ہو، ہم نے انہیں تم سے روکے رکھا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کیا ہم تم پر غالب نہیں آ گئے تھے(2)۔

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہیں کہا گیا اس آیت کے بارے میں بتایئے وَ لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا جبکہ کفار ہم سے جنگ کرتے ہیں، وہ غالب آ جاتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔ فرمایا اُدْنُهْ اُدْنُهْ قریب ہو قریب ہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز فیصلہ فرمائے گا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ آخرت میں ہوگا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ آخرت میں ہوگا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ قیامت کے روز ہوگا(6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(7)۔

ابن جریر نے سدی سے سبیل کا معنی حجت نقل کیا ہے(8)۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۴۲﴾

"بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکہ بازی کی) اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کی طرف تو کھڑے ہوتے ہیں کاہل بن کر (وہ بھی عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ) لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑی دیر"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ مومن اور منافق پر نور پھینکا جائے گا جس میں وہ قیامت کے روز چلیں گے۔ جب وہ پل صراط تک پہنچیں گے تو منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومن اپنے نور میں چلتے جائیں گے، اللہ تعالیٰ کی ان کے ساتھ خفیہ تدبیر ہوگی(9)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ هُوَ خَادِعُهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 385 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 386 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 387
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 388

(منافقوں کو) نور عطا کرے گا جس میں وہ مومنوں کے ساتھ چلیں گے جس طرح وہ دنیا میں ان کے ساتھ ہوتے ہیں پھر ان سے وہ نور سلب کرلیا جائے گا تو وہ نور بجھ جائے گا تو وہ تاریکی میں کھڑے رہ جائیں گے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور ابو عامر بن نعمان کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے الصمت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں سست ہوں۔ وہ اس آیت میں تاویل کرتے تھے۔

امام ابو یعلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز اچھی لگے جہاں لوگ اسے دیکھیں اور جب خلوت میں ہو تو اسے وہ نماز بری لگے، یہ استہانت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے رب کو حقیر جانتا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم اگر لوگ نہ ہوتے تو منافق نماز نہ پڑھتا، وہ محض ریاء کاری اور شہرت حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ اللہ کا ذکر اس لئے کم کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی رضا کے لئے ذکر تو کرتے ہی نہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافق کا ذکر کم اس لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں فرماتا اللہ تعالیٰ جسے بھی رد کردے وہ قلیل ہے، اللہ تعالیٰ جسے قبول کرلے وہ کثیر ہے (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی عمل تقویٰ کے سات قلیل نہیں ہوتا جو قبول ہو جائے وہ قلیل کیسے ہوسکتا ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ منافق کی نماز ہے وہ سورج کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے، جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو منافق اٹھتا ہے، چار ٹھونگے مارتا ہے، اس میں وہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی کم ذکر کرتا ہے (7)۔

مُّذَبۡذَبِيۡنَ بَيۡنَ ذٰلِكَ ۖ لَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ وَلَاۤ اِلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 387 — 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 388 — 3۔ مسند ابویعلی، جلد 4، صفحہ 380 (5095) بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 388 — 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 389 — 6۔ ایضاً
7۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، جلد 5، صفحہ 104 (195) دارالکتب العلمیہ بیروت

اللّٰہُ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ سَبِیۡلًا ﴿۱۴۳﴾

”ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں کفر و ایمان کے درمیان نہ ادھر کے اور نہ ادھر کے اور جس کو گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کے لئے ہدایت کا راستہ“۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن، منافق اور کافر کی مثال ان تین افراد کی طرح ہے جو ایک وادی تک پہنچے، ایک اس میں داخل ہوا، اس نے وادی کو عبور کیا یہاں تک کہ اس کے کنارے پر پہنچ گیا پھر دوسرا اس میں داخل ہوا، جب وادی کے نصف میں پہنچا جو وادی کے کنارے پر کھڑا تھا اس نے آواز دی تو ہلاک ہو کہاں ہلاکت کی طرف جا رہے ہو جہاں سے چلے تھے وہاں لوٹ آؤ؟ جس نے وادی کو عبور کر لیا تھا اس نے اسے بلایا آؤ نجات اس طرف ہے۔ اب وہ کبھی اس طرف دیکھتا ہے کبھی اس طرف دیکھتا ہے۔ اسی اثناء میں سیلاب آ جاتا ہے تو اسے غرق کر دیتا ہے۔ جس نے وادی کو عبور کیا تھا وہ مومن ہے، جو غرق ہو گیا وہ منافق ہے، وہ ادھر ادھر تذبذب کا شکار رہا، جو کنارے پر ٹھہرا رہا وہ کافر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ نہ مخلص مومن ہیں اور نہ واضح شرک کرنے والے ہیں، کہا ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مومن، منافق اور کافر کی مثال تین افراد سے دیتے ہیں جو ایک نہر تک پہنچے، مومن اس میں داخل ہو گیا، اس نے نہر کو عبور کر لیا پھر منافق اس میں داخل ہوا، قریب تھا کہ وہ مومن تک پہنچ جاتا تو کافر نے اسے بلایا میری طرف آ کیونکہ مجھے تیرے بارے میں خوف لاحق ہو رہا ہے، مومن نے اسے بلایا میری طرف آؤ کیونکہ میرے پاس تیرے لئے نجات ہے اور اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، وہ اس کی طرف پھینکتا ہے منافق دونوں کے درمیان لگاتار متردد رہتا ہے یہاں تک کہ پانی اس پر غالب آ جاتا ہے تو وہ اسے غرق کر دیتا ہے، منافق لگاتار شک و شبہ میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ موت اس پر غالب آ جاتی ہے، وہ اسی تذبذب میں مبتلا ہوتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں، وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ہیں اور نہ وہ یہودیوں کے ساتھ ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اسلام اور کفر کے درمیان متردد ہوتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، امام مسلم، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی مثال دو ریوڑوں میں بھاگنے والی بکری کی طرح ہے کبھی اس طرف بھاگتی ہے کبھی دوسری طرف بھاگتی ہے وہ نہیں جانتی کس کے پیچھے چلے (4)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان دوڑتی پھرتی ہے، اگر اس ریوڑ کے پاس آئے تو وہ اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 390 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 389

سینگ مارتی ہیں، دوسرے ریوڑ کے پاس جائے تو وہ اسے سینگ مارتی ہیں (1)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿١٤٤﴾

''اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ بنا دو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے خلاف واضح دلیل''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی واضح دلیل موجود ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی سلطان کا لفظ ہے اس سے مراد حجت ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿١٤٥﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٤٦﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿١٤٧﴾

''بے شک منافق سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے دوزخ (کے طبقوں) سے اور ہرگز نہ پائے گا تو ان کا کوئی مددگار۔ مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کا (دامن رحمت) اور خالص کر لیا اپنا دین اللہ کے لئے تو یہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم۔ کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان ہے سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جہنم کی صفت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ سے مراد ہے کہ وہ ایسے تابوتوں میں ہوں گے جو لوہے کے ہوں گے اور ان پر بند ہوں گے ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں مبهمة عليهم یعنی ان پر ایسے بند ہوں گے وہ ان کو کھولنے کی جگہ سے آگاہ نہ ہوں گے (3)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 68، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 391 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 392

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ درک اسفل سے مراد لوہے کے ایسے گھر ہیں جوان پر بند کر دیے گئے ہیں، ان کے اوپر اور نیچے سے آگ جلائی جارہی ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایسے تابوتوں میں ہوں گے جو ان پر بند کر دیے جائیں گے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے درک اسفل کا معنی جہنم کا سب سے نچلا گڑھا نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سنا کہ جہنم کے کئی درجے ہیں، بعض بعض سے اوپر ہیں (3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ابو الاحوص سے جہنم کی صفت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہنم میں سب سے سخت کن لوگوں کو عذاب دیا جائے گا؟ ایک آدمی نے کہا منافقوں کو۔ فرمایا تو نے سچی بات کی، کیا تو جانتا ہے کہ انہیں کیسے عذاب دیا جائے گا؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا انہیں لوہے کے تابوتوں میں رکھا جائے گا جو ان پر بند کر دیے جائیں گے پھر انہیں جہنم کے سب سے نیچے والے درجے میں رکھ دیا جائے گا، ایسے تنوروں میں جو نیزے کے لوہے سے بھی تنگ ہوں گے جسے جب الحزن کہتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے اعمال کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان میں بند کر دیا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص، ابن ابی حاتم، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا اپنے دین کو مخلص کر و تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہوگا (4)۔

ابن ابی الدنیا نے اخلاص میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مخلصوں کو مبارک ہو، یہ لوگ ہدایت کا چراغ ہیں، ان سے تمام تاریک فتنے چھٹ جاتے ہیں (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو فراس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو بنو اسلم میں سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا۔ پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا اخلاص پوچھا یقین کیا ہے؟ فرمایا قیامت کی تصدیق (6)۔

امام بزار سند حسن سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کو ترو تازہ رکھے جس نے میری گفتگو سنی اور اسے یاد رکھا، بعض اوقات فقہ پڑھنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 392 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 393 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ، جلد 5، صفحہ 342 (6859) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 (6861)

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 (6858)

والا فقیہ نہیں ہوتا، تین چیزیں ایسی ہیں جن سے بندۂ مومن کا دل نہیں بھرتا، اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص، مسلمانوں کے ائمہ کے لئے خلوص اور جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان کی دعائیں انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوتی ہے۔

امام نسائی نے حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے گمان کیا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمزور صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد اس کے کمزور لوگوں کی وجہ سے کرتا ہے یعنی ان کی دعاؤں، ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کے ذریعے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، مروزی نے زوائد زہد میں، ابوالشیخ بن حبان نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کرتا ہے تو حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے دل کو ایمان کے لئے خالص کر دیا، دل کو سلیم، زبان کو صادق، نفس کو مطمئن، اخلاص کو درست، کان کو سننے والا، آنکھ کو دیکھنے والا بنا لیا۔ رہا کان تو یہ کیف کی مانند ہے، آنکھ اس کو ثابت کرتی ہے جسے دل محفوظ کرتا ہے، جس نے اپنے دل کو یاد رکھنے والا بنایا وہ کامیاب ہو گیا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اخلاص سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاص سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ تو اس کو محارم سے روک دے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، حکیم ترمذی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوثمامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے روح اللہ، اللہ کے لئے مخلص کون ہے؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرتا ہے وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ اس کی تعریف کریں (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابوادریس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بندہ اخلاص کی حقیقت نہیں پا سکتا یہاں تک کہ وہ یہ پسند نہ کرے کہ کوئی اس کے کسی عمل پر تعریف کرے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شکر گزار اور مومن کو عذاب نہیں دیتا۔

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

1۔ سنن نسائی، کتاب الجہاد، جلد 6، صفحہ 45، دار الریان قاہرہ — 2۔ شعب الایمان، باب فی الایمان باللہ، جلد 1، صفحہ 132 (108)

3۔ نوادر الاصول، صفحہ 246، بیروت — 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 66، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب عیسیٰ بن مریم، جلد 47، صفحہ 450، دار الفکر بیروت

سَمِيۡعًا عَلِيۡمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنۡ تُبۡدُوۡا خَيۡرًا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ اَوۡ تَعۡفُوۡا عَنۡ سُوۡٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيۡرًا ﴿۱۴۹﴾

"نہیں پسند کرتا اللہ تعالیٰ کہ برملا کہی جائے بری بات مگر (اس سے) جس پر ظلم ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اگر تم ظاہر کرو کوئی نیکی یا پوشیدہ رکھو اسے یا درگزر کرو (کسی کی) برائی سے تو بے شک اللہ تعالیٰ درگزر فرمانے والا قدرت والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی آدمی کسی کے لئے بددعا کرے مگر اس میں کہ وہ مظلوم ہو۔ کیونکہ مظلوم کے لئے رخصت ہے کہ وہ ظالم کے لئے بد دعا کرے، اگر وہ صبر کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی ظلم کرتا ہے اس کے لئے بددعا نہ کرے بلکہ یوں کہے اے اللہ اس کے خلاف میری مدد فرما۔ اے اللہ میرا حق اس سے نکلوا، میرے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہو جا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مظلوم کو معذور قرار دیا ہے کہ وہ بددعا کرے جیسے تم سنتے ہو۔

امام ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی کوئی چیز چوری کی گئی تو وہ بددعا کرنے لگیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی بددعا کے ساتھ اس چیز سے فارغ نہ ہو جا (3)۔

امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ظالم کے لئے بد دعا کی اس نے اپنا انتقام لے لیا (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی جنگل میں کسی کے پاس مہمان ٹھہرا لیکن اس نے ضیافت نہ کی تو یہ آیت نازل ہوئی تو وہ مہمان صرف یہ ذکر کرے کہ اس نے میری ضیافت نہیں کی، اس سے زیادہ بات نہ کرے (5)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ ایک آدمی کسی کے ہاں مہمان ٹھہرتا ہے مگر میزبان اچھی طرح ضیافت نہیں کرتا۔ وہ اس کے پاس سے باہر نکلتا ہے تو وہ یہ سکتا ہے اس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 5 بیروت 2۔ ایضاً 3۔ سنن ابوداؤد، باب الدعا، جلد 5، صفحہ 408 (1468)، الریاض
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الدعاء، جلد 13، صفحہ 59 (3552)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 7

میرے ساتھ برا سلوک کیا ہے اچھی ضیافت نہیں کی (1)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے اعلانیہ بدگوئی پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو وہ یہ کہہ سکتا ہے اس نے جس قدر ظلم کیا، اس سے اتنا بدلہ لے لے تو اس پر کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد یہ آیت پڑھتے اور کہتے جو آدمی نفاق پر قائم رہے تو اس کی بدگوئی کرنا درست ہے یہاں تک کہ وہ نفاق کو چھوڑ دے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔ اسی طرح پڑھتے تھے پھر کہا اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی بدگوئی پسند نہیں فرماتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾

"بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ فرق کریں اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں بعض رسولوں پر اور کفر کرتے ہیں بعض کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ اختیار کرلیں کفر وایمان کے درمیان کوئی (تیسری) راہ۔ یہی لوگ کافر ہیں حقیقت میں اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنے والا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے (تمام) رسولوں کے ساتھ اور نہیں فرق کیا انہوں نے کسی میں ان سے یہی لوگ ہیں دے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کے اجر اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ کے دشمن یہود ونصاریٰ ہیں، یہودی تورات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا، نصرانی انجیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور قرآن حکیم اور حضرت محمد ﷺ کا انکار کیا۔ انہوں نے یہودیت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 6 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 7 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 8

عیسائیت کو اپنالیا۔ یہ دونوں بدعتیں ہیں جو دونوں اللہ کی جانب سے نہیں۔ انہوں نے اسلام کو ترک کر دیا۔ یہی وہ دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (1)۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَ رَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَ قُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّ قُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَ كُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّ قَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ؕ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّ بِكُفْرِهِمْ وَ قَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

"مطالبہ کرتے ہیں آپ سے اہل کتاب کہ آپ اتروادیں ان پر کتاب آسمان سے سو وہ تو سوال کر چکے ہیں موسیٰ (علیہ السلام) سے اس سے بھی بڑی بات کا، انہوں نے کہا تھا (اے موسیٰ) دکھاؤ ہمیں اللہ کھلم کھلا۔ تو پکڑ لیا تھا انہیں بجلی کی کڑک نے بسبب ان کے ظلم کے پھر بنالیا انہوں نے بچھڑے کو (اپنا معبود) اس کے بعد کہ آچکی تھیں ان کے پاس کھلی دلیلیں پھر بھی ہم نے بخش دیا ان کا یہ (سنگین) جرم اور ہم نے عطا فرمایا موسیٰ کو واضح غلبہ۔ اور ہم نے بلند کیا ان کے اوپر طور کو ان سے پختہ وعدہ لینے کے لئے اور ہم نے فرمایا انہیں کہ داخل ہو جاؤ اس دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے فرمایا انہیں کہ حد سے نہ بڑھنا سبت میں اور ہم نے لیا تھا ان سے پختہ وعدہ۔ (ان پر پھٹکار کی) وجہ یہ تھی کہ انہوں نے توڑ دیا اپنے وعدہ کو اور انہوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور انہوں نے قتل کیا انبیاء کو ناحق اور انہوں نے یہ (گستاخانہ) بات کہی کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہیں، (یوں نہیں) بلکہ مہر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر بوجہ ان کے کفر کے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر تھوڑی سی تعداد۔ اور ان کے کفر کے باعث اور مریم پر بہتان عظیم باندھنے کے باعث"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 11

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہمارے پاس لوحیں لاتے ہیں پس آپ بھی الواح لے آئیں یہاں تک کہ ہم آپ کی تصدیق کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام ابن جریر اور منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم اس وقت تک اس امر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نہ کریں گے جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلاتے ہیں جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جانب سے مکتوب ہمارے پاس نہیں لائیں گے جس میں یہ ہو کہ یہ مکتوب اللہ کی جانب سے فلاں شخص کے لئے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات میں سچے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے لکھی ہوئی کتاب لے آئیں جیسی کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام لاتے تھے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خالص مکتوب ہو۔ جهرة کا معنی آنکھوں کے سامنے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے بے شک انہوں نے جب اسے دیکھا تو انہوں نے اعلانیہ کہا ہمیں اللہ دکھا، کہا اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے (5)۔

امام سعید بن منصور اور عبید بن حمید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی (فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّعۡقَةُ) (6)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں موت نے آلیا اللہ تعالیٰ نے انہیں بطور سزا ان کے وقت مقررہ سے پہلے موت عطا کر دی اس کی وجہ ان کی یہ گفتگو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جتنا عرصہ چاہا انہیں موت عطا کر دی پھر انہیں دوبارہ اٹھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ طور سے مراد وہ پہاڑ ہے جس کے دامن میں وہ موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو اٹھایا اور ان کے اوپر یوں کر دیا جیسے سائبان ہو۔ فرمایا تم میرے حکم کو اپناؤ گے یا میں اس پہاڑ کو تم پر پھینک دوں گا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم اس کو اپنائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو ان سے روک لیا نہ گرایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُلْبَابَ سُجَّدًا میں باب سے مراد ہم بیت المقدس کا ایک دروازہ لیتے، اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ ہفتہ کے روز مچھلیاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 12　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 13　6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1427 (708) دار الصمیعی الریاض

نہ کھائیں اور نہ ہی ان سے چھیڑ چھاڑ کریں، باقی دنوں میں یہ ان کے لئے حلال تھیں۔ انہوں نے اپنے وعدہ کو توڑا اور یہ کہا کہ ہم کچھ نہیں سمجھتے (صرف یہی بات نہ تھی) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی، جب قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کیا، اللہ کے رسول کو قتل کیا، اس کی آیات کا انکار کیا اور پختہ وعدہ کو توڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں اور ان کے ان افعال کرنے کی وجہ سے انہیں رحمتوں سے دور کردیا(1)۔

امام بزار اور بیہقی نے شعب میں ضعیف سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ طابع عرش الٰہی کے پائے کے ساتھ لٹکا ہوا ہے جب حرمت کو پامال کیا جائے، نافرمانیاں کی جائیں اور اللہ تعالیٰ پر جرأت کی جائے اللہ تعالیٰ طابع کو بھیجتا ہے جو اس بندے پر مہر لگادیتا ہے جس نے یہ عمل کیے ہوں اس کے بعد اس سے کوئی چیز قبول نہیں کی جاتی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بُهْتَانًا عَظِيمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بدکاری کی تہمت لگائی(3)۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے، یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض کیا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان لگایا، نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ آپ کو ایسا مقام دیا جو آپ کا مقام نہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَ لٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًۢا ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

''اور ان کے اس قول سے کہ ہم نے قتل کردیا ہے مسیح عیسیٰ فرزند مریم کو جو اللہ کا رسول ہے حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ مشتبہ ہوگئی ان کے لئے (حقیقت) اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک وشبہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں، ان کے پاس اس امر کا کوئی صحیح علم بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقیناً۔ بلکہ اٹھا لیا ہے اسے اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 14,16
2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، جلد 5، صفحہ 444 (7214)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 17

امام عبد بن حمید، امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لے تو آپ اپنے ساتھیوں کی طرف تشریف لائے کمرے میں بارہ حواری تھے، آپ ان پر اہل کمرہ کے علاوہ دوسری جگہ سے تشریف لائے تھے جبکہ آپ کے سر سے پانی کے قطرات بہہ رہے تھے۔ فرمایا تم میں سے وہ کون شخص ہے جو بارہ دفعہ میرا کفارہ ادا کرے گا اس کے بعد کہ وہ مجھ پر ایمان لایا۔ پھر فرمایا وہ کون شخص ہے جس پر میری شبیہ ڈالی جائے اسے میری جگہ قتل کیا جائے اور وہ میرے درجہ میں میرے ساتھ ہو، ان سب سے جو سب سے کم عمر نوجوان تھا وہ اٹھا آپ نے اسے فرمایا تو بیٹھ جا پھر آپ نے وہ بات دہرائی وہی نوجوان اٹھا۔ آپ نے فرمایا تو بیٹھ جا۔ آپ نے پھر وہی بات دہرائی تو وہی نوجوان اٹھا۔ اس نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ہی وہ ہے۔ اس نوجوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی اور اس کمرے کے روشن دان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ یہودیوں کے جاسوس آئے۔ انہوں نے اس آدمی کو پکڑ لیا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی تھی انہوں نے اس نوجوان کو قتل کر دیا اور اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ان حواریوں میں سے بعض نے ایمان لانے کے بعد بارہ دفعہ آپ کا کفارہ دیا پھر تین جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان رہا جتنا عرصہ اس نے چاہا، یہ یعقوبیہ ہیں ایک جماعت نے کہا ہم میں اللہ کا بیٹا رہا جتنا عرصہ چاہا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے آسمانوں پر اٹھا لیا، یہ نسطوریہ ہیں۔ ایک جماعت نے کہا ہمارے درمیان اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تھا، یہ مسلمان تھے۔ دونوں کافر جماعتیں مسلمانوں پر غالب رہیں، انہیں قتل کیا۔ حقیقی عیسائیت کے پیروکار مغلوب ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ) یعنی وہ طائفہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان لایا تھا اور اسی جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں کفر کیا تھا تو جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان لائے تھے ان کی مدد اس طرح کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دین کو کفار کے دین پر غلبہ دے دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنہوں نے یہ کہا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا وہ اللہ کے دشمن یہودی ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل پر فخر کیا اور گمان کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے اور آپ کو سولی پر لٹکایا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے وہ شخص کون ہے جس پر میری شبیہ ڈالی جائے کیونکہ وہ مقتول ہے تو آپ کے ایک ساتھی نے کہا اے اللہ کے نبی میں حاضر ہوں۔ وہ آدمی قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو محفوظ رکھا اور اسے آسمانوں کی طرف اٹھا لیا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شُبِّهَ لَهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے ایسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

آدمی کو قتل کیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نہ تھے مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ یہودی یہ گمان کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھالیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَاقَتَلُوْهُ يَقِيْنًا کا معنی یہ کیا ہے لم یقتلوا ظنھم یقینا۔ یعنی ہ ضمیر سے مراد ظن لیا ہے(2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے وما قتلوا ظنھم یقینا۔ یعنی انہوں نے جس کا گمان کیا تھا اسے بالکل قتل نہیں کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت جویبر اور حضرت سعید رحمہما اللہ سے اس کی مثل معنی نقل کیا ہے(3)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد نے زہد میں اور ابن عساکر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے ایک جبہ پہنا ہوا تھا، چرواہے کے خفین پاؤں میں تھے اور ایک غلیل تھی جس سے آپ پرندے شکار کرتے تھے۔

امام احمد نے زہد میں، ابو نعیم اور ابن عساکر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے یہ تین چیزیں چھوڑیں، ان کا ایک جبہ، چرواہے کے خفین اور غلیل جس سے آپ پرندے شکار کرتے تھے(4)۔

امام ابن عساکر حضرت عبد الجبار بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس رات اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے جس روز انہیں آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے انہیں فرمایا اللہ کی کتاب کے بدلہ میں اجر کا مطالبہ نہ کرنا اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پتھروں کے ایسے منبروں پر بٹھائے گا جن میں دنیا و مافیہا سے بہتر چیزیں ہوں گی۔ عبد الجبار نے کہا اس سے مراد وہی مقاعد ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:55) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا(5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ دنیا سے جانے والے ہیں تو وہ موت سے گھبرائے اور ان پر یہ چیز بڑی شاق گزری۔ آپ نے حواریوں کو بلایا، ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ انہیں فرمایا آج رات میرے پاس حاضر ہونا مجھے تم سے کام ہے۔ جب رات کے وقت حواری آپ کے پاس جمع ہوئے، انہیں کھانا کھلایا اور گفتگو کرنے لگے۔ جب حواری کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ خود ان کے ہاتھ دھلوانے، اپنے ہاتھ سے وضو کرانے اور اپنے کپڑوں سے ان کے ہاتھ خشک کرنے لگے۔ حواریوں نے آپ کے اس عمل کو بڑا عظیم جانا اور باعث شرف سمجھنے لگے۔ فرمایا آج کی رات جو میں کر رہا ہوں اس میں سے جس نے بھی مجھ پر کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 21، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 23
3۔ ایضاً
4۔ حلیۃ الاولیاء، باب رفیع ابو العالیہ، جلد 2، صفحہ 221، بیروت
5۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب عیسیٰ بن مریم، جلد 47، صفحہ 469، بیروت

چیز ردکی تو اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ سب نے اقرار کرلیا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عمل سے فارغ ہو گئے۔ فرمایا آج کی رات جو میں نے تمہارے ساتھ معاملہ کیا ہے یعنی تمہاری خدمت کی ہے تو اس پر تم ایک دوسرے پر عظمت نہ جتانا بلکہ ایک دوسرے کی اس طرح خدمت کرنا جس طرح میں نے تمہاری خدمت کی ہے۔ میرا کام جس کے بارے میں تم سے خدمت لینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم میرے بارے میں الله سے دعا کرو اور دعا میں پوری کوشش کرو کہ الله تعالیٰ میری اجل کو مؤخر کردے۔ جب انہوں نے اپنے آپ کو دعا کے لئے تیار کیا اور دعا میں کوشش کا ارادہ کیا تو ان پر نیند غالب آ گئی اور وہ دعا نہ کر سکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں جگانے لگے اور کہتے سبحان الله تم میرے لئے ایک رات بھی صبر نہیں کر سکتے جس میں تم میری مدد کرتے۔ انہوں نے عرض کی الله کی قسم ہم نہیں جانتے ہمیں کیا ہو گیا ہے، ہم راتوں کو جاگتے اور زیادہ دیر تک جاگتے اور باتیں کرتے تھے لیکن آج رات ہم جاگنے کی طاقت نہیں رکھتے، ہم دعا کا ارادہ نہیں کرتے مگر ہمارے اور دعا کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا چرواہے کو لے جایا جاتا ہے اور ریوڑ بکھر جاتا ہے، آپ ایسی باتیں کرنے لگے جس میں اپنی موت کی خبر دینے لگے پھر فرمایا حق کی قسم تم میں سے کوئی میرا کفارہ دے گا قبل اس کے کہ مرغ تین دفعہ چیخے تم میں سے کوئی ضرور مجھے چند دراہم کے عوض بیچے گا اور میری قیمت کھائے گا۔ حواری آپ کے پاس سے نکلے اور بکھر گئے جبکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں تھے۔ انہوں نے شمعون کو پکڑ لیا جو حواریوں میں سے ایک تھا۔ یہودیوں نے کہا یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری ہے اس نے انکار کیا۔ اس نے کہا میں اس کا ساتھی نہیں ہوں تو یہودیوں نے اسے چھوڑ دیا پھر دوسرے لوگوں نے اسے پکڑ لیا پھر اس نے مرغ کی آواز سنی تو وہ رونے لگا اور سخت غمگین ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو ایک حواری یہودیوں کے پاس آیا اور کہا تم مجھے کیا دو گے، اگر میں تمہیں مسیح کے بارے میں بتاؤں تو انہوں نے اسے تیس درہم دینے کا وعدہ کیا۔ اس حواری نے وہ تیس درہم لے لئے اور انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتا دیا۔ اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ اس پر ڈالی جا چکی تھی۔ یہودیوں نے اسے پکڑ لیا، اسے جکڑ لیا اور رسی سے باندھ دیا۔ اسے کھینچنے لگے اور کہتے تو ہی مردوں کو زندہ کرتا تھا، مجنونوں کو درست کرتا تھا، کیا تو اپنے آپ کو اس رسی سے آزاد نہیں کر سکتا؟ وہ اس پر تھوکتے، کھانے پھینکتے یہاں تک کہ اسے اس لکڑی تک لے آئے جس پر انہوں نے سولی پر لٹکانے کا ارادہ کیا تھا۔ الله تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور انہوں نے اسے سولی پر لٹکا دیا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی تھی۔ وہ سات دن تک اسی طرح رہا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور وہ عورت جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوا دیا کرتے تھے جسے الله تعالیٰ نے جنون سے شفا عطا کی تھی دونوں روتی ہوئی اس مصلوب شخص کے پاس آئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے ان دونوں سے پوچھا تم کس پر رو رہی ہو؟ دونوں نے کہا ہم تم پر روتی ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تو الله تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔ مجھے تو بھلائی کے سوا کوئی چیز نہیں پہنچی، یہ تو وہ شخص ہے جو ان کے لئے مشتبہ ہو گیا تھا۔ آپ نے حواریوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو فلاں جگہ ملیں۔ اس جگہ گیارہ حواری ملے جس نے آپ کو بیچا تھا اور یہودیوں کی راہنمائی کی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو حواریوں

نے بتایا اس نے جو کیا تھا اس پر نادم ہے تو اس کا گلا بند ہو گیا۔ اور مر گیا فرمایا اگر یہ توبہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا پھر آپ نے ان سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا جوان کے پیچھے پیچھے چلا کرتا تھا جسے یحنا کہتے پھر فرمایا وہ تمہارے ساتھ ہے اب تم جاؤ، تم میں سے ہر ایک انسان ایک زبان میں بات کر رہا ہو گا پس اسے چاہیے کہ اس قوم کے لوگوں کو تلاش کرے اور انہیں دعوت دے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاح تھے۔ آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو پانی بھر رہی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو مجھے وہ پانی پلا جسے جو بھی پیتا ہے مر جاتا ہے میں تجھے وہ پانی پلاؤں گا اس سے جو بھی پیتا ہے زندہ ہو جاتا ہے۔ آپ ایک حکیم عورت سے ملے۔ اس عورت نے آپ سے عرض کی کیا آپ اس پانی پر قناعت کریں گے جسے جو پیتا ہے وہ مر جاتا ہے اس پانی کو چھوڑ کر جسے جو پیے وہ زندہ ہو جاتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیرا پانی عاجل (دنیا) ہے اور میرا پانی آجل (آخرت) ہے۔ اس عورت نے کہا شاید تو وہی شخص ہے جسے عیسیٰ بن مریم کہتے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں ہی وہ ہوں، فرمایا میں تجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت ترک کرنے کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا جو آپ کہتے ہیں اس پر دلیل بھی لائیں۔ تو آپ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ جب تو اپنے خاوند کے پاس واپس جائے گی تو تیرا خاوند تجھے طلاق دے دے گا۔ اس عورت نے کہا یہ دلیل تو بڑی واضح دلیل ہے۔ بنو اسرائیل میں سے کوئی بھی ایسی عورت نہیں جو خاوند کے ہاں مجھ سے بڑھ کر معزز ہو، اگر بات ایسے ہی ہو جیسے تم کہتے ہو تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم سچے ہو۔ وہ اپنے خاوند کے پاس گئی، اس کا خاوند غیور نوجوان تھا۔ اس نے پوچھا تو نے دیر کس لئے کی۔ عورت نے کہا میرے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ عورت نے خاوند کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتانا چاہا۔ مرد پر غیرت غالب آ گئی تو اس نے عورت کو طلاق دے دی۔ تو عورت نے کہا اس آدمی نے مجھ سے سچی بات کہی تھی۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکل پڑی۔ آپ علیہ السلام پر ایمان لا چکی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گھر میں آئے جبکہ آپ کے ساتھ ستائیس حواری تھے۔ لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کے پاس داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب حواریوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی۔ لوگوں نے کہا تم نے ہم پر جادو کر دیا ہے، تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے سامنے پیش کرو گے یا ہم سب کو قتل کریں۔ گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون جنت کے بدلے میں اپنا نفس بیچتا ہے؟ حواریوں میں سے ایک نے کہا میں۔ ان لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ اسے قتل کیا اور سولی پر لٹکا دیا اس وجہ سے ان پر معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ ان لوگوں نے گمان کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ نصاری نے بھی یہی گمان کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس روز ہی اٹھا لیا تھا۔

اس عورت تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کر دیے گئے ہیں اور انہیں سولی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ وہ عورت آئی، اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے اس درخت کی جڑ میں مسجد بنائی، وہ وہاں عبادت کرنے لگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رونے لگی۔ اس نے اپنے اوپر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز سنی جس سے وہ اجنبی نہ تھی اے فلانہ اللہ کی قسم انہوں نے مجھے نہ قتل کیا اور نہ ہی مجھے سولی پر لٹکایا بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ آج کی رات حواری تیرے گھر میں جمع ہوں گے پھر بارہ جماعتوں میں بکھر جائیں گے، ہر جماعت ایک قوم کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دے گی۔ جب شام ہوئی تو سب اس کے گھر میں جمع ہو گئے۔ تو اس عورت نے ان سے کہا آج رات میں نے ایک ایسی چیز سنی ہے جس کے بارے میں تمہیں بتاتی ہوں جبکہ ممکن ہے تم مجھے جھٹلاؤ جبکہ وہ بات حق ہے۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز سنی جبکہ وہ فرما رہے تھے اے فلانہ اللہ کی قسم مجھے قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے سولی پر لٹکایا گیا، اس کی نشانی یہ ہے کہ آج کی رات تم میرے گھر میں جمع ہو گے پھر تم بارہ جماعتوں میں بکھر جاؤ گے۔ تو حواریوں نے کہا بات ایسے ہی ہے جیسے تم نے سنا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا ہے اور نہ ہی سولی پر لٹکایا گیا ہے بلکہ فلاں آدمی کو قتل کیا گیا اور اسے سولی پر لٹکایا گیا، ہم تیرے گھر میں جمع نہیں ہوئے مگر اسی وجہ سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اب ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم زمین میں دین کے داعی بن کر نکلیں۔ جو حواری روم کی طرف گئے وہ نسطور اور اس کے دو ساتھی تھے۔ نسطور کے دونوں ساتھی تو چلے گئے مگر نسطور کو ایک کام نے روک لیا۔ اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا نرمی کرنا اور سختی نہ کرنا اور کسی معاملہ میں مجھ سے پہل نہ کرنا۔ جب وہ کورہ آئے جہاں جانے کا انہوں نے ارادہ کیا تھا تو وہ اہل کورہ کی عید کے دن وہاں پہنچے۔ ان لوگوں کا بادشاہ اور اس کی مملکت کے عمائدین بھی باہر نکلے۔ دونوں آدمی بادشاہ کے پاس آئے اور اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے بادشاہ سے کہا اللہ سے ڈرو، تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرتے ہو۔ انہوں نے وہ باتیں کیں جو اللہ نے چاہا۔

بادشاہ نے افسوس کا اظہار کیا اور دونوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کی مملکت کے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا یہ ایسا دن ہے جس میں خون نہیں بہایا جاتا، تو نے اپنے ان ساتھیوں کو قبضہ میں لے لیا ہے، اگر تو پسند کرے کہ انہیں قید رکھے یہاں تک کہ ہماری عید گزر جائے پھر تیری جو رائے ہو اس کے مطابق فیصلہ کر دینا۔ اس نے دونوں کو قید کر دیا پھر بادشاہ پر ان کے بارے میں نسیان طاری ہو گیا یہاں تک کہ نسطور آ گیا، اس نے ان دونوں کے بارے میں پوچھا تو اسے ان دونوں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ دونوں قید خانہ میں قید ہیں وہ ان دونوں کے پاس گیا اس نے ان سے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور کسی معاملہ میں مجھے پیچھے نہ چھوڑنا کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری مثال کیا ہے؟ تمہاری مثال اس عورت جیسی ہے جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ بڑھاپے کو جا پہنچتی ہے، جب اسے بڑھاپا آ لیتا ہے تو اس کا بچہ ہوتا ہے۔ وہ عورت پسند کرتی ہے کہ بچہ جلد جوان ہوتا کہ عورت اس سے نفع اٹھائے۔ تو وہ اسے ایسی خوراک کھلاتی ہے جس کی اس کا معدہ طاقت نہیں رکھتا تو وہ عورت اس بچے کو مار ڈالتی ہے پھر نسطور نے دونوں ساتھیوں سے کہا اب تم دونوں مجھ سے سبقت نہ لے جانا پھر نسطور ان کے پاس سے نکل چلا یہاں تک کہ بادشاہ کے دروازے پر آیا۔ بادشاہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب لوگ بیٹھ جاتے تو اس کی چارپائی رکھی جاتی، لوگ اس کے سامنے صف بستہ بیٹھ جاتے۔ جب لوگوں کو حلال و حرام کا کوئی مسئلہ

درپیش ہوتا تو وہ اس کے سامنے مسئلہ رکھتے۔ وہ اس میں غور وفکر کرتا پھر مجلس میں بیٹھے ساتھ والے آدمی سے پوچھتا۔ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے یہاں تک کہ مسئلہ مجلس کے آخری بندے تک پہنچ جاتا۔ نسطور آیا اور قوم کے آخر میں بیٹھ گیا۔ جب لوگوں نے بادشاہ کو جواب دیئے اور نسطور کا جواب بھی اس تک پہنچایا تو اس نے ایک ایسی چیز سنی جس میں حلاوت تھی اور اپنے کانوں میں مٹھاس پائی۔ اس نے پوچھا یہ بات کس نے کی ہے؟ اسے بتایا گیا وہ آدمی جو قوم کے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ۔ بادشاہ نے کہا تو نے یہ یہ بات کہی ہے؟ تو نسطور نے کہا جی ہاں۔ بادشاہ نے پوچھا اس معاملہ میں تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ یہ کہتا ہوں۔ وہ کوئی بات بھی نہ پوچھتا مگر نسطور اس کی وضاحت کر دیتا۔ بادشاہ نے کہا تیرے پاس یہ علم اور تو قوم کے آخر میں بیٹھے، اس کے لئے میری چارپائی کے پاس نشست بناؤ پھر اس نے کہا اگر تیرے پاس میرا بیٹا بھی آئے تو اس کے لئے کھڑا نہ ہونا پھر وہ نسطور کی طرف متوجہ ہوا اور لوگوں کو چھوڑ دیا۔ جب نسطور نے یہ پہچان لیا کہ اس کا مقام ومرتبہ ثابت ہو چکا ہے تو اس نے کہا میں بادشاہ سے طریقہ سے بات کروں گا۔

نسطور نے کہا اے بادشاہ میرا گھر اور جاگیر بہت دور ہے، اگر تو پسند کرے تو اپنا کام لے اور مجھے اجازت دے دے تاکہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں۔ بادشاہ نے نسطور سے کہا ایسا کرنے کی تو کوئی گنجائش نہیں، اگر تو پسند کرے کہ اپنے گھر والے یہاں لے آئے تو تیرے ساتھ ہمدردی ہوگی، اگر تو پسند کرے کہ بیت المال سے ضرورت کا مال لے اور گھر والوں کی طرف بھیجے تو ایسا کر گزر۔ نسطور خاموش رہا۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ ان کا ایک آدمی فوت ہو گیا نسطور نے کہا اے بادشاہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ دو آدمی تیرے پاس آئے جو تیرے دین پر عیب لگاتے تھے۔ بادشاہ نے ان دونوں کا ذکر کیا اور ان دونوں کی طرف پیغام بھیج دیا۔ بادشاہ نے کہا اے نسطور تو میرے اور ان کے درمیان حکم (ثالث) ہے تو جو فیصلہ بھی کرے گا میں اس پر راضی ہوں گا۔ نسطور نے کہا اے بادشاہ یہ میت ہے جو بنو اسرائیل میں فوت ہوا، ان دونوں کو حکم دو کہ وہ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ان کی دعا کے صدقہ اسے زندہ کر دے۔ اس میں ان کے لئے واضح نشانی ہوگی، میت لائی گئی اور بادشاہ کے پاس رکھ دی گئی، وہ دونوں اٹھے، وضو کیا اور دونوں نے اپنے رب کے حضور دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر روح کو لوٹا دیا تو اس نے گفتگو کی۔ اس نے کہا اے بادشاہ اس میں واضح نشانی ہے لیکن انہیں ایسی بات کا حکم دیں جو اس سے مختلف ہو جس پر آپ کی مملکت کے لوگ متفق ہیں پھر اپنے معبودوں سے کہیں۔ اگر تو تیرے معبود ان دونوں کو نقصان پہنچانے پر قادر ہوں تو ان کی بات کا کوئی وزن نہیں، اگر یہ تیرے معبودوں کو نقصان پہنچانے پر قادر ہوں تو پھر ان کا معاملہ قوی ہے۔ بادشاہ نے اپنی مملکت کے لوگوں کو جمع کیا اور اس کمرہ میں داخل ہوا جس میں بت پڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ اور اس کی مملکت کے عمائدین بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ نسطور بھی سجدہ میں گر گیا اور کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں سجدہ کرتا ہوں اور ان بتوں کے بارے میں ایک تدبیر کرتا ہوں تاکہ تیرے سوا ان کی عبادت نہ کی جائے پھر بادشاہ نے اپنا سر اٹھایا اور یہ کہا یہ دونوں افراد تمہارا دین بدلنا چاہتے ہیں اور تمہارے معبودوں کے علاوہ اور معبود کی طرف بلاتے ہیں۔ ان دونوں کی آنکھوں کو پھوڑ دو، ان کے اعضا کاٹ دو یا ان دونوں کو شل کر دو۔ معبودوں نے

اسے کوئی جواب نہ دیا۔ نسطور نے اپنے دونوں ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ کلہاڑا رکھیں۔ نسطور نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ ان دونوں کو کہیں کہ کیا وہ تیرے معبودوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا کیا تم ہمارے معبودوں کو نقصان پہنچا سکتے ہو؟ دونوں نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ دونوں آگے بڑھے اور ان معبودوں کو توڑ دیا۔ نسطور نے کہا میں تو ان کے رب پر ایمان لے آیا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں بھی ان کے رب پر ایمان لے آیا ہوں۔ تمام لوگوں نے بھی کہا ہم بھی ان کے رب پر ایمان لے آئے ہیں۔ نسطور نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ نرمی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس طرح غالب وحکیم ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے آپ سے کہا تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ عزیز وحکیم تھا آج وہ کیسا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اپنی ذات سے عزیز وحکیم ہے۔

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿۱۵۹﴾ۚ

”اور کوئی ایسا نہیں ہوگا اہل کتاب سے مگر وہ ضرور ایمان لائے گا مسیح پر ان کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوں گے ان پر گواہ“۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے یعنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موتہ میں ہ ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا تو اہل کتاب میں سے کچھ لوگ آپ کو ملیں گے اور آپ پر ایمان لائیں گے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب سے مراد خاص طور پر یہودی ہیں۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی کی قرأت میں قَبْلَ مَوْتِهٖ کی جگہ قبل موتهم کے الفاظ ہیں، فرمایا کوئی یہودی نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی اگر وہ مکان سے گرے تو پھر آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 24 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25

وہ ہوا ہی میں اس بارے میں زبان سے اظہار کرے گا۔ پوچھا گیا اگر ان میں سے کسی کی گردن اڑائی جائے تو انہوں نے فرمایا وہ اپنی زبان سے جلدی جلدی اسے ادا کرے گا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کسی یہودی کی گردن اڑائی جائے تو اس کی روح اس وقت نہیں نکلتی جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی یہودی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہونے پر ایمان نہ لائے اگرچہ اسلحہ کے ذریعے اسے قتل کیا جائے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ایک یہودی کو محل کی چھت سے نیچے پھینکا جائے تو وہ زمین تک نہیں پہنچتا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول مان لیتا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی یہودی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ عرض کی گئی اگرچہ اسے تلوار کے ساتھ قتل کیا جائے؟ تو فرمایا اس کی گواہی وہ زبان سے دے گا۔ عرض کی گئی اگرچہ وہ بلند جگہ سے گرا ہو؟ فرمایا وہ اس کی گواہی دے گا اگرچہ وہ بلندی سے پستی کی طرف گر رہا ہو (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہاشم اور حضرت عروہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا مصحف ابی بن کعب میں ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے وہ حضرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں جبکہ یہی محمد بن حنیفہ ہیں کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جس کے پاس فرشتے نہ آتے ہوں وہ اس کے چہرے اور پشت پر مارتے ہیں پھر اسے کہا جاتا ہے اے اللہ کے دشمن بے شک عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں تو نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تو نے گمان کیا کہ وہ اللہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت نہیں ہوئے انہیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا وہ قیامت سے پہلے زمین پر آئیں گے تو کوئی یہودی اور نصرانی نہیں رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے۔

امام ابن منذر نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج نے مجھے کہا اے شہر کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت ہے میں نے جب بھی اسے پڑھا ہے اس کے بارے میں میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے پھر یہ آیت پڑھی میرے پاس قیدی لائے جاتے ہیں۔ میں ان کی گردنیں اڑانے کا حکم دیتا ہوں لیکن میں تو ان سے ایسی کوئی بات نہیں سنتا۔ میں نے کہا تیرے سامنے اس کی صحیح توجیہ نہیں پیش کی گئی۔ جب نصرانی کی روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے منہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 27 5۔ ایضاً

اور پشت پر ضربیں لگاتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں اے خبیث تو نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں گمان کیا ہے کہ وہ اللہ ہے یا ابن اللہ ہے یا تین میں سے تیسرا ہے وہ تو اللہ کا بندہ اس کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔ جب اسے اپنا ایمان کوئی نفع نہیں دیتا ہے تو وہ یہ ایمان لے آتا ہے۔ یہودیوں کی جب روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے سامنے حصہ اور پشت پر ضربیں مارتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث تو نے یہ گمان کیا کہ تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے، وہ تو اللہ کا بندہ اور اس کی روح ہے۔ جب اسے اپنا ایمان نفع نہیں دیتا تو وہ ایمان لے آتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کے زندہ اسی طرح ان پر ایمان لائیں گے جس طرح ان کے مردے ایمان لاتے تھے۔ پوچھا تو نے یہ کہاں سے اخذ کیا؟ میں نے بتایا حضرت محمد بن علی سے۔ تو اس نے کہا تو نے اسے علم کے معدن سے حاصل کیا۔ شہر نے کہا اللہ کی قسم مجھے یہ بات ام سلمہ نے بتائی تھی لیکن میں نے اسے غضب ناک کرنا چاہا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو تمام دینوں کے پیروکار آپ پر ایمان لے آئیں گے (1) اور ان پر گواہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا اور اپنے بارے میں اللہ کا بندہ ہونے کا اقرار کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو دجال سے جنگ کریں گے۔ زمین میں کوئی یہودی ایسا نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے مگر یہ اس وقت ہوگا جب انہیں ایمان کوئی نفع نہ دے گا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کا ایمان لانا آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت ہوگا اہل کتاب میں سے کوئی آدمی نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ پر ایمان لائیں گے، اللہ کی قسم اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں لیکن جب وہ آسمان سے اتریں گے تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس ارشاد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے وہ آپ پر ایمان لائیں گے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا ہے، قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمانے والا ہے جہاں تمام مومن اور کافر آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 484، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 25، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 24
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حکم کی حیثیت سے اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال عام کر دیں گے یہاں تک کہ کوئی آدمی اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل بن کر اتریں گے، دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال کو عام کر دیں گے اور سجدہ صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہوگا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وان من اهل الكتب الخ کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی موت سے پہلے آپ پر فوراً ایمان لائیں گے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کو تین مرتبہ دہراتے۔

امام احمد اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑیں گے آپ کے لئے نماز جمع کر دی جائے گی وہ اتنا مال دیں گے کہ کوئی سننے والا نہ ہوگا آپ خراج کو ختم کر دیں گے، آپ روحاء کے مقام پر اتریں گے وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ آیت تلاوت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ پر ایمان لایا جائے گا (2)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحاء کے درہ سے حج یا عمرہ یا دونوں کا اکٹھے احرام باندھیں گے (3)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جبکہ امام تم میں سے ایک ہوگا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو داؤد، ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انبیاء علاتی (باپ کی طرف سے) بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں، ان کا دین ایک ہے، میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا دوسرے لوگوں کی بنسبت زیادہ قریبی ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی اور نبی نہیں، وہ میری امت پر میرے نائب ہیں، وہ آسمان سے اترنے والے ہیں، جب تم اسے دیکھو گے تو پہچان لو گے، وہ درمیانی قد کے ہیں سرخ و

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 64-63 (242)، دار الکتب العلمیہ
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 290، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 540
4۔ صحیح مسلم شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 166 (247)

سفید رنگت والے ہیں، انہوں نے دو کپڑے گیروی رنگ کے پہنے ہوں گے، ان کے سر سے پانی کے قطرات بہہ رہے ہوں گے، اگر چہ انہیں پانی نے چھوا تک نہ ہو، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں تمام ادیان کو ختم کر دے گا۔ صرف اسلام باقی رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زمانہ میں ہی مسیح دجال کو ہلاک کرے گا پھر زمین پر امن قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے، اونٹوں کے ساتھ، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیل رہے ہوں گے۔ یہ چیزیں انہیں کچھ تکلیف نہ دیں گے۔ وہ چالیس سال تک یہاں رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے۔ آپ پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے اور آپ کو دفن کریں گے (1)۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں اگر میری عمر طویل ہو تو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کروں اگر موت مجھے جلدی آئے تو تم میں سے جو بھی انہیں ملے انہیں میرا اسلام کہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار میرے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے درمیان کوئی نبی یا رسول حائل نہیں، خبردار وہ میرے بعد میری امت پر میرے نائب ہیں، خبردار وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے جزیہ ختم کر دیں گے اور جنگ ختم ہو جائے گی، تم میں سے جو بھی ان سے ملے، انہیں میرا اسلام کہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے اور چالیس سال تک دنیا میں رہیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل امام اور منصف حکم بن کر اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، امن لوٹ آئے گا، تلواروں کو درانتیاں بنا لیا جائے گا، ہر زہر والی چیز کی زہر ختم ہو جائے گی، آسمان اپنا رزق نازل فرمائے گا، زمین اپنی برکات باہر نکال دے گی یہاں تک کہ بچہ سانپ کے ساتھ کھیلے گا تو وہ اس بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، بھیڑیا ریوڑ کو چرائے گا اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، شیر گائیں چرائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیں گے (3)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال نکلنے والا ہے اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اس پر ایک بھاری پردہ ہوگا، وہ اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو شفایاب کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ جس نے کہا تو میرا رب ہے وہ آزمائش میں پڑ گیا، جس نے کہا میرا رب اللہ ہے جو زندہ ہے اس پر موت نہیں آتی جو وہ اس کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا ایسے آدمی پر کوئی فتنہ اور عذاب نہ ہوگا، وہ زمین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 298، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 482

میں اتنا عرصہ رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر مغرب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے، طبرانی کے الفاظ میں ہے وہ مشرق سے آئیں گے، وہ حضور ﷺ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی ملت پر ہوں گے، وہ دجال کو قتل کریں گے پھر اس کے بعد قیامت برپا ہو جائے گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے دجال کا ذکر کیا تو میں رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ اصبہان کے یہودیوں سے نکلے گا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آئے گا، اس کے اطراف میں قیام کرے گا۔ اس روز مدینہ کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ مدینہ طیبہ کے شریر لوگ اس کی طرف نکلیں گے یہاں تک وہ شام آئے گا جو فلسطین کا ایک شہر ہے اور دروازے کے پاس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم اتریں گے تو اسے قتل کر دیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال تک ایک عادل امام اور منصف حکم (ثالث) کی طرح رہیں گے (2)۔

امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال دین کی کمزوری اور علم کے اٹھ جانے کے وقت نکلے گا، اس کے چالیس دن ہوں گے جن میں وہ ساری زمین میں سیاحت کرے گا، اس کا ایک دن سال کی طرح ہوگا جس کا ایک دن ایک ماہ کا ہوگا، ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا، باقی دن تمہارے دنوں جیسے ہوں گے اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا، اس کے کانوں کے درمیان چالیس ہاتھوں کا فاصلہ ہوگا، وہ لوگوں سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کانا ہوگا جبکہ تمہارا رب کانا نہیں اس کی آنکھوں کے درمیان حروف تہجی کی صورت کفر (ک ف ر) لکھا ہوگا جس کو کاتب مومن اور غیر کاتب مومن پڑھ لے گا، وہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے علاوہ ہر گھاٹ پر وارد ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ دونوں حرام کر دیے ہیں، فرشتے ان کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے، لوگ سخت تکلیف میں ہوں گے مگر وہ شخص جو اس کی اتباع کرے، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن کے بارے میں میں اس سے زیادہ جانتا ہوں، ایک نہر کو جنت کہے گا اور دوسری کو نار کہے گا جس کو وہ جنت کہتا ہے جو اس میں داخل ہوا وہ جہنم میں ہوگا اور جسے وہ جہنم کہتا ہے جو اس میں داخل ہوا وہ جنت میں ہوگا، اس کے ساتھ شیطان ہوں گے جو لوگوں سے گفتگو کریں گے، اس کے ساتھ عظیم آزمائش ہوگی، وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسانا شروع کر دے گا جسے لوگ دیکھیں گے، وہ ایک آدمی کو قتل کرے گا پھر اسے زندہ کر دے گا پھر لوگوں کی موجودگی میں کسی اور پر اسی طرح غالب نہ آئے گا۔ وہ لوگوں سے کہے گا کیا اس قسم کا کام رب کے علاوہ بھی کوئی کر سکتا ہے۔ مسلمان جبل دخان کی طرف بھاگ جائیں گے جو شام میں ہے۔ دجال ان کے پاس آئے گا، ان کا محاصرہ کرے گا اور سخت محاصرہ کرے گا اور انہیں سخت مصیبت پہنچائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ سحری کے وقت اعلان کریں گے اور فرمائیں گے اے لوگو تمہیں کس چیز نے اس امر سے روک رکھا ہے کہ تم اس

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 221 (6919)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 490، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جھوٹے خبیث کی طرف نکلو لوگ کہیں گے یہ زندہ آدمی ہے وہ اس کے پاس جائیں گے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوں گے اقامت کہی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی جائے گی یا روح اللہ آگے بڑھیے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ تمہارا اپنا امام آگے بڑھے اور تمہیں نماز پڑھائے۔ جب وہ صبح کی نماز پڑھ لیں گے تو لوگ دجال کی طرف نکل پڑھیں گے۔ جب دجال کذاب لوگوں کو دیکھے گا تو یوں پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے یہاں تک کہ درخت پکارے گا یا روح اللہ یہ یہودی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر اس آدمی کو قتل کر دیں گے جس نے دجال کی پیروی کی ہو گی (1)۔

امام معمر نے اپنی جامع میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت عمرو بن سفیان ثقفی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک انصاری نے بتایا وہ حضور ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا فرمایا کہ وہ مدینہ طیبہ کے مضافات میں آئے گا جبکہ مدینہ طیبہ میں داخلہ اس پر حرام کر دیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں پر ایک یا دو زلزلے آئیں گے تو اس کی وجہ سے ہر منافق مرد اور منافق عورت اس کی طرف نکل جائے گی پھر دجال شام کے علاقہ میں آئے گا یہاں تک کہ شام کے بعض پہاڑوں کے پاس آئے گا۔ وہاں دجال محاصرہ کرے گا۔ باقی ماندہ مسلمان اس روز پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لئے ہوں گے۔ دجال اس پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر ان کا محاصرہ کر لے گا۔ جب ان پر محاصرہ طویل ہو جائے گا تو ایک آدمی کہے گا تم کب تک اسی طرح پڑے رہو گے جبکہ تمہارا دشمن پہاڑ کے دامن میں تمہارا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ تمہیں دو بھلائیوں میں سے ایک کو اپنانا ہو گا کہ تم شہادت طلب کرو یا اللہ تعالیٰ تمہیں غلبہ عطا کرے وہ جنگ کے لئے ایسی بیعت کریں گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ جانتا ہو گا کہ وہ بیعت میں سچے ہیں پھر انہیں تاریکی ڈھانپ لے گی کہ کوئی اپنی ہتھیلی بھی نہ دیکھ سکے گا۔ حضرت ابن مریم اتریں گے، ان کی آنکھوں سے آپ کو پوشیدہ رکھا جائے گا، وہ کیا دیکھیں گے کہ ان کے سامنے ایک ایسا آدمی ہے جس کے جسم پر زرہ ہے، لوگ پوچھیں گے تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں اللہ کا بندہ، اس کا کلمہ اور اس کی روح عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ آپ فرمائیں گے تین باتوں میں سے کوئی ایک اپنا لو (۱) اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکروں پر بڑا عذاب نازل فرمائے (۲) انہیں زمین میں دھنسا دے (۳) تمہارے اسلحہ کو ان پر آزاد کر دے اور ان کے اسلحہ کو تم سے روک لے۔ وہ عرض کریں گے یا رسول اللہ یہ ہمارے سینوں کو زیادہ راحت دینے والا ہے، اس دن تو اس یہودی کو دیکھے گا جو عظیم جثہ والا، لمبے قد والا، خوب کھانے پینے والا ہے مگر رعب کی وجہ سے اس کے ہاتھ تلوار نہیں اٹھا سکتے۔ یہ لوگ دجال اور اس کے ساتھیوں کی طرف پہاڑ سے اتریں گے اور ان پر غالب آ جائیں گے۔ دجال کا پیٹ خراب ہو جائے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر ڈالیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی اور حاکم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہاں

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 367، دار صادر بیروت

ہوں گا جہاں دو سمندر ملتے ہیں ایک شہر جزیرہ میں ہوگا اور ایک شہر شام میں ہوگا۔ لوگوں کو تین گھبراہٹوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ وہ لشکر کے جلو میں نکلے گا اور مشرق کی جانب میں تمام لوگوں کو شکست دے گا۔ سب سے پہلا شہر جو اسے روکے گا وہ وہ شہر ہے جو دو سمندروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے۔ وہاں کے لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک جماعت اٹھے گی اور کہے گی ہم دیکھتے ہیں دجال کیا ہے۔ ایک جماعت بدوؤں کے ساتھ جا ملے گی۔ تیسری جماعت ساتھ والے شہر کے لوگوں کے ساتھ مل جائے گی جبکہ دجال کے ساتھ ستر ہزار کا لشکر ہوگا جن کے سروں پر تاج ہوں گے۔ ان میں سے اکثر تعداد یہودیوں اور عورتوں کی ہوگی پھر دجال ساتھ والے شہر میں آئے گا۔ وہاں کے لوگ بھی تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک جماعت کہے گی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ ایک جماعت بدوؤں کے ساتھ جا ملے گی۔ ایک جماعت ساتھ والے شہر والوں کے ساتھ جا ملے گی، پھر دجال شام آئے گا، مسلمان ایک بلند گھاٹی میں جمع ہو جائیں گے، وہ اپنے جانور چرنے کے لئے بھیجیں گے تو انہیں پکڑ لیا جائے گا۔ یہ چیز ان پر بڑی شاق گزرے گی انہیں سخت بھوک اور سخت مصیبت آپہنچے گی یہاں تک کہ کوئی آدمی اپنے تیر کمان کا دھاگہ جلائے گا اور اسے کھائے گا وہ اس حال میں ہوں گے کہ کوئی منادی کرنے والا ندا کرے گا اے لوگو سحری کے وقت تمہارے پاس مدد آپہنچے گی۔ یہ اعلان تین دفعہ ہوگا۔ وہ ایک دوسرے کو کہیں گے یہ آواز تو کسی سیر پیٹ والے کی ہے۔ فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ لوگوں کے امیر ان سے کہیں گے اے اللہ کے رسول آگے بڑھیے اور ہمیں نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے اس امت کے لوگو تم ایک دوسرے کے امیر ہو، خود آگے بڑھو اور ہمیں نماز پڑھاؤ وہ امیر خود آگے بڑھے گا اور لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ جب امام نماز سے فارغ ہو جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا برچھا لیں گے اور دجال کی طرف چل پڑیں گے۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں پگھل جائے گا جس طرح سکہ پگھل جاتا ہے۔ آپ کا نیزہ اس کی تندوہ میں جا لگے گا جو اسے قتل کر دے گا پھر اس کے ساتھی بھاگ جائیں گے۔ اس دن اس کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی چھپ نہ سکے گا یہاں تک کہ پتھر کہے گا اے مومن یہ کافر ہے، اسے قتل کر دے۔ درخت کہے گا اے مومن یہ کافر ہے، اسے قتل کر ڈال (1)۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں کوفہ میں تھا تو یہ بات کہی گئی کہ دجال نکل آیا ہے، ہم حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے پوچھا یہ دجال نکل آیا ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا تو پھر اعلان کیا گیا کہ یہ رنگ ریز کا جھوٹ تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر دجال تمہارے زمانے میں نکل آیا تو بچے اسے ٹھیکریوں سے ہی مار ڈالیں گے لیکن وہ اس وقت نکلے گا۔ جب لوگوں میں افراتفری برپا ہو چکی ہوگی، دین میں کمزوری پیدا ہو چکی ہوگی اور نسب میں فساد برپا ہو چکا ہوگا وہ ہر گھاٹ پر جائے گا، اس کے لئے زمین اسی طرح لپیٹ دی جائے گی جس طرح فروی کبشہ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ میں آئے گا، اس کے اردگرد کے علاقوں پر غالب آ جائے گا اور اسے اندر داخل ہونے سے روک دیا جائے گا پھر وہ ایلیا کے پہاڑ کے پاس جائے گا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 525 (8473) دارالکتب العلمیہ بیروت

مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کرے گا تو مسلمانوں پر جو امیر ہوگا۔ وہ مسلمانوں کو کہے گا اس سرکش جماعت سے جہاد کرنے کے لئے تم کس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے جنگ کرو یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے یا تمہیں فتح عطا کر دی جائے گی۔ وہ آپس میں مشورہ کریں گے۔ جب صبح ہوگی تو ہم جنگ کریں گے۔ وہ صبح کریں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ ہوں گے، آپ دجال کو قتل کریں گے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دیں گے (1)۔

امام مسلم اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال نکلے گا وہ میری امت میں رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا، وہ چالیس تک رہے گا۔ میں نہیں جانتا کہ چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال رہے گا پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے ہلاک کر دیں گے پھر لوگ سات سال تک رہیں گے، دو افراد میں بھی باہمی دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جو شام کی جانب سے آئے گی تو وہ کسی ایسے فرد کو بھی نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر اس کی روح کو قبض کر لے گی یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کے جگر میں داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا اس پر داخل ہوگی اور اس کی روح کو بھی قبض کر لے گی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبد جبل کے الفاظ سنے ہیں۔ شریر لوگ ہی رہ جائیں گے جو نہ نیکی کو پہچانتے ہوں گے اور نہ ہی منکر کا انکار کریں گے، وہ پرندوں کے ہلکے پن اور درندوں کی خصلتوں کے حامل ہوں گے۔ شیطان ان لوگوں کے پاس آئے گا، وہ کہے گا تمہیں حیا نہیں آتی؟ وہ کہیں گے تو ہمیں کیا کہتا ہے؟ وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا تو وہ ان کی عبادت کریں گے، وہ اس حال میں رہیں گے کہ ان کا رزق عام ہوگا اور عمدہ زندگی ہوگی پھر صور پھونکا جائے گا (2)۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابو امامہ حضرت باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، آپ کے خطبہ کا اکثر حصہ اس بات پر مشتمل تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال کے بارے میں بتایا۔ آپ نے ہمیں دجال سے ڈرایا۔ آپ کی گفتگو یہ تھی اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پیدا کی اس وقت سے دجال کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس نے دجال کے فتنہ سے لوگوں کو ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں جبکہ تم آخری امت ہو۔ وہ تم میں ضرور ظاہر ہوگا۔ اگر وہ اس وقت نکلے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس کے ساتھ جھگڑوں گا۔ اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر ایک اپنی طرف سے جھگڑے۔ میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا محافظ ہے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی حصہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ دائیں، بائیں ہر طرف فساد برپا کر دے گا۔ اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا، میں تمہارے سامنے اس کی ایسی صفات بیان کرنے والا ہوں جیسی صفات اس سے قبل کسی اور نبی نے بیان نہیں کیں۔

وہ گفتگو کا آغاز کرے گا اور کہے گا میں نبی ہوں جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر بات بدل دے گا اور کہے گا میں تمہارا رب

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 574 (8612) دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 586 (8632)

ہوں جبکہ تم اپنے رب کا اس وقت تک دیدار نہیں کر سکتے یہاں تک کہ تمہیں موت آئے۔ وہ (دجال) کانا ہوگا جبکہ تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو کاتب وغیر کاتب مومن پڑھ لے گا۔ اس کے فتنہ میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی جنت و دوزخ ہوگی جبکہ اس کی دوزخ حقیقت میں جنت ہے اور اس کی جنت حقیقت میں دوزخ ہے۔ جسے اس کی جہنم میں مبتلا کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے تو وہ جہنم اس کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی بن جائے گی جس طرح آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی بن گئی تھی۔ اس کے فتنہ میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا اگر میں تیرے باپ اور تیری ماں کو زندہ کروں جو میرے رب ہونے کی شہادت دیں تو تو کیا کہے گا تو وہ کہے گا ہاں۔ تو وہ دو شیطانوں کو اس کے ماں اور باپ کی صورت میں ظاہر کرے گا۔ وہ دونوں کہیں گے اے بیٹے اس کی اتباع کر کیونکہ یہ تیرا رب ہے۔ اس کی آزمائش میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک آدمی کو پکڑے گا، اس کو قتل کرے گا، آری کے ساتھ چیرے گا یہاں تک کہ دو ٹکڑے کر کے پھینک دے گا پھر کہے گا میرے اس بندہ کو دیکھو، میں ابھی اسے زندہ کرتا ہوں پھر یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا میرے علاوہ کوئی اور رب ہے، اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا تو دجال اسے کہے گا تیرا رب کون ہے تو وہ بندہ کہے گا میرا رب اللہ ہے جبکہ تو اللہ کا دشمن دجال ہے، اللہ کی قسم تیرے بارے میں مجھے جو آج بصیرت حاصل ہے وہ اس سے قبل کبھی نہ تھی۔

اس کی ایک آزمائش یہ بھی ہے کہ وہ دجال آسمان کو حکم دے گا کہ وہ بارش برسائے۔ تو آسمان بارش برسائے گا، وہ زمین کو فصل اگانے کا حکم دے گا (تو وہ فصل اگائے گی) اس کی آزمائش میں سے ایک آزمائش یہ بھی ہے کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا، وہ لوگ دجال کی تکذیب کریں گے تو ان کے تمام جانور ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے فتنہ میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا۔ وہ اس کی تصدیق کریں گے۔ وہ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ بارش برسائے تو وہ بارش برسائے گا۔ وہ زمین کو فصل اگانے کا حکم دے گا تو وہ فصل اگائے گی یہاں تک کہ ان کے مویشی شام کو واپس لوٹیں گے تو پہلے سے زیادہ موٹے، جسیم، لمبی ڈھاکوں والے اور زیادہ دودھ والے ہوں گے۔ زمین میں کوئی چیز ایسی نہ ہوگی جسے اس نے پامال نہ کیا ہو اور اس پر غالب نہ آیا ہو مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ۔ دجال مدینہ کے جس راستہ پر بھی آئے گا تو وہ فرشتوں کو تلواروں کے ساتھ پائے گا جو انہوں نے سونت رکھی ہوں گی یہاں تک کہ وہ ظریف احمر میں جا کر پڑاؤ ڈالے گا جہاں ان کے مضافات ختم ہوتے ہیں۔ مدینہ میں تین زلزلے برپا ہوں گے تو مدینہ طیبہ میں رہنے والا کوئی منافق مرد اور منافق عورت ایسی نہیں رہے گی جو اس کی طرف نہ نکل جائے۔ مدینہ طیبہ اپنے اندر سے خبث اس طرح نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے خبث کو نکال دیتی ہے۔ اس دن کو یوم الخلاص کہا جائے گا۔

حضرت ام شریک بنت ابوالعسکر رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس روز عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ تھوڑے ہوں گے، ان کی اکثریت بیت المقدس میں ہوگی جبکہ ان کا امام ایک صالح آدمی ہوگا۔ اسی اثناء میں کہ ان کا امام انہیں نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت آسمان سے اتریں گے، وہ امام پیچھے ہٹ

جائے گا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر جماعت کرائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے کندوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھیں گے پھر فرمائیں گے آگے بڑھو انہیں نماز پڑھاؤ کیونکہ اقامت تمہارے لئے ہی کہی گئی ہے۔ تو ان کا امام انہیں جماعت کرائے گا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ اس دروازہ کو کھولا جائے گا۔ اس کے پیچھے دجال کھڑا ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ہر ایک کے پاس آراستہ تلوار اور چادر ہوگی۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ دجال بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تیرے لئے میرے پاس ایک ضرب (وار) ہے جس سے تو مجھ سے بچ نہیں سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے مشرقی دروازے کے پاس پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی چیز پیدا کی ہے جب وہ اس کے پیچھے چھپیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی عطا فرمائے گا، کوئی پتھر، کوئی درخت، کوئی جانور کوئی دیوار یہاں تک کہ غرقدہ بھی کہے گ، غرقدہ وہ درخت ہے جسے یہودی اگاتے ہیں، اے اللہ کے مسلمان بندے یہ یہودی ہے، ادھر آ اور اسے قتل کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا زمانہ چالیس سال کا ہوگا۔ ایک سال نصف سال کا، ایک سال مہینے کی طرح، ایک مہینہ جمعہ کی طرح اور اس کے آخری ایام تو شراروں کی طرح ہوں گے۔ تم میں کوئی ایک دروازے پر صبح کرے گا وہ دوسرے دروازے پر نہیں پہنچے گا مگر اسے شام ہو جائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ان مختصر دنوں میں کیسے نماز پڑھیں گے؟ فرمایا تم ان اوقات میں نماز کا اسی طرح اندازہ لگا لینا جس طرح تم ان طویل دنوں میں اندازہ لگاتے ہو پھر نماز پڑھ لینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حاکم اور منصف ثالث کی طرح ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور صدقہ ترک کر دیں گے، آپ بکریوں اور اونٹوں کی زکوٰۃ لینے کے لئے سعی (کوشش) نہیں کریں گے، باہم کینہ اور بغض ختم کر دیا جائے گا اور ہر زہر والی چیز کی زہر نکال دی جائے گی۔ یہاں تک کہ بچہ اپنا ہاتھ سانپ میں ڈالے گا تو اسے کچھ نقصان نہ دے گا، چھوٹا بچہ شیر کے ساتھ دوڑے گا تو وہ اسے کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ بھیڑیا ریوڑ میں ہوگا گویا بھیڑیا ریوڑ کا کتا ہے، زمین مسلمانوں سے یوں بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے، دین ایک ہو جائے گا، صرف اللہ کی عبادت کی جائے گی، جنگ اپنے ہتھیار پھینک دے گی، قریش اپنا ملک لے لیں گے، زمین ایسے ہو جائے گی جیسے چاندی کا طبت ہوتا ہے۔

اس کی نباتات یوں اگے گی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں اس کی نباتات ہوتی تھی یہاں تک کہ لوگوں کی ایک جماعت انگور کے ایک خوشہ پر جمع ہوگی تو انہیں سیراب کر دے گی۔ ایک جماعت ایک انگور پر جمع ہوگی تو وہ انہیں سیر کر دے گا۔ بیل اتنی اتنی رقم کا ہوگا اور گھوڑا اتنے درہموں کا ہوگا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑا اتنا سستا کیوں ہوگا؟ فرمایا جنگ کے لئے اس پر سواری نہیں کی جائے گی۔ عرض کی گئی بیل اتنا مہنگا کیوں ہوگا؟ فرمایا اس کے ساتھ تمام زمین کاشت کی جائے گی۔ دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے تین سال

سخت ہوں گے۔ جن میں لوگوں کو سخت بھوک برداشت کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ تیسرا حصہ بارش روک لے۔ زمین کو حکم دے گا تیسرا حصہ نباتات روک لے۔ دوسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا تو وہ دوثلث بارش روک لے گا۔ زمین کو حکم دے گا تو وہ دوثلث نباتات روک لے گی۔ تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام بارش روک لے گا۔ وہ ایک قطرہ بارش بھی نہیں برسائے گا۔ زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام نباتات روک لے گی تو وہ کوئی سبزہ نہیں اگائے گی۔ کوئی جانور نہیں ہوگا مگر وہ مرجائے گا مگر جسے اللہ زندہ رکھنا چاہے۔ عرض کی گئی لوگ کس طرح زندہ رہیں گے؟ فرمایا لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمد للہ کہ یہ چیزیں ان کے لئے کھانے کے قائم مقام ہو جائیں گی (1)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے ایک جماعت حق پر جہاد کرتی رہے گی، وہ غالب رہے گی یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کا امیر کہے گا آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم ہی ایک دوسرے کے امیر ہو وہ یہ بات اس لئے کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت بخشی ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں منارہ بیضاء (سفید منارہ) کے قریب اتریں گے (3)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھے غزوۂ موتہ کے موقع پر بشیر بنا کر حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بھیجا۔ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا اے ابو عبدالرحمٰن ٹھہر جا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا۔ انہوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے۔ اللہ تعالیٰ زید رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، پھر جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے پکڑا، اس نے جہاد کیا تو پھر شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، پھر جھنڈا حضرت عبداللہ بن رورحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا، انہوں نے جہاد کیا یہاں تک شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ عبداللہ پر رحم فرمائے۔ پھر جھنڈا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پکڑا، اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی۔ خالد اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رونے لگے۔ وہ آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی ہم کیوں نہ روئیں جبکہ ہمارے بہترین سردار اور صاحب فضیلت ساتھی شہید ہو گئے۔ فرمایا نہ روؤ میری امت کی مثال اس باغ کی طرح ہے جس کا مالک اس کی نگہداشت کرتا ہے، اس کے عمدہ پھل کو کاٹتا ہے، رہائش کی جگہ کو تیار کرتا ہے، زائد

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 444 (4077) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 166 (247)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم کبیر، باب فضل الجمعہ، جلد 1، صفحہ 217، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

چیزوں کو دور کرتا ہے، وہ باغ ایک سال ایک جماعت کو کھانا کھلاتا ہے، دوسرے سال دوسری جماعت کو کھانا کھلاتا ہے، تیسرے سال تیسری جماعت کو کھانا کھلاتا ہے۔ ممکن ہے آخر میں کھانے والے کا کھانا خوب موٹا تازہ اور اس کا گچھا بہت لمبا ہو۔ قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں اپنے حواریوں کا نائب پائیں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی اور امام حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نصیر حضرمی رحمہما اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جب غزوۂ موتہ میں شہید ہونے والے صحابہ پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا غم بڑھ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال ضرور اس امت کی ایک جماعت کو پائے گا جو تمہاری مثل ہوں گے یا تم سے بہتر ہوں گے۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو ذلیل و رسوا نہیں کرے گا جس کا میں اول ہوں اور عیسیٰ بن مریم آخر ہیں۔ ذہبی نے کہا یہ مرسل ہے اور منکر ہے (2)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کو ملیں گے اور دجال سے جنگ کے وقت حاضر ہوں گے (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت ابن مریم ایک عادل منصف امیر کی حیثیت سے اتریں گے۔ وہ فج میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے داخل ہوں گے۔ وہ میری قبر کے پاس آئیں گے، مجھے سلام کریں گے، میں انہیں سلام کا جواب دوں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے بھتیجو اگر تم دیکھو تو کہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تو میری طرف سے اسے سلام کہے (5)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال تک رہیں گے، اگر وہ بطحاء کو کہیں گے کہ تو شہد بہا تو وہ شہد بہائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے مجمع بن جاریہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابن مریم دجال کو لد دروازے کے پاس قتل کریں گے (6)۔

امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جہنم سے محفوظ رکھے گا، ایک وہ جماعت جو ہندوستان میں جہاد کرے گی، دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، باب المغازی والسرایا، جلد 3، صفحہ 43 (4351)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 587 (8634) 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 651 (4162)

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 587 (8635) 6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 420، دار صادر بیروت

امام ترمذی نے محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ تورات میں حضرت محمد ﷺ کی صفت اور یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین حضور ﷺ کے ساتھ ہوگی (1)۔

امام بخاری نے تاریخ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین حضور ﷺ اور آپ کے دو صحابہ کے ساتھ ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾

"سو بوجہ ظلم ڈھانے یہود کے ہم نے حرام کر دیں ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں ان کے لئے اور بوجہ روکنے یہود کے اللہ کے راستے سے بہت لوگوں کو اور بوجہ ان کے سود لینے کے حالانکہ منع کیے گئے تھے اس سے اور بوجہ ان کے کھانے کے لوگوں کے مال ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ان میں سے عذاب دردناک"۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اُحِلَّتْ سے پہلے کانت کے الفاظ بھی پڑھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم یہود کو اس ظلم اور سرکشی کی وجہ سے سزا دی جائے گی جو انہوں نے کی، ان پر کچھ چیزیں ان کی سرکشی اور ظلم کی وجہ سے حرام کی گئیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا کا معنی ہے بوجہ روکنے یہود کے حق سے اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو (2)۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

"لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان سے (وہ بھی) اور (جو) مسلمان ہیں ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ کی

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی کتاب المناقب، جلد 13، صفحہ 91، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت

طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور صحیح ادا کرنے والے نماز کے اور دینے والے زکوٰۃ کے اور ایمان لانے والے اللہ اور روز آخرت کے ساتھ۔ یہی ہیں جنہیں عنقریب ہم دیں گے اجر عظیم"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو مستثنیٰ کیا، اس میں وہ لوگ بھی تھے جو اللہ تعالیٰ، ان پر نازل ہونے والی کتاب اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان رکھتے، اس کی تصدیق کرتے اور یہ جانتے کہ یہ ان کے رب کی جانب سے حق ہے۔

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ثعلبہ بن سعید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے یہودیت کو چھوڑا اور مسلمان ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے مصاحف اور ابن منذر نے حضرت زبیر بن خالد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان بن عفان سے کہا اس آیت کریمہ میں وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ کی کتابت کی کیا حقیقت ہے جبکہ اس سے ماقبل اور مابعد حالت رفع میں ہے جبکہ یہ کلمات حالت نصبی میں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کاتب نے جب یہ آیت لکھی تو جب وہ اس لفظ پر پہنچا تو وہ رک گیا اس نے کہا میں کیا لکھوں؟ اسے کہا گیا لکھو وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ اس نے وہی لکھا جو اسے کہا گیا(1)۔

امام ابو عبیدہ نے فضائل میں، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی داؤد اور ابن منذر نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کے لحن(☆) (اعرابی غلطی) کے بارے میں پوچھا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ (المائدہ:69) وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ، اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (طٰہٰ:63) آپ نے فرمایا اے بھانجے یہ کاتب کا عمل ہے اس نے کتابت میں خطا کی(2)۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں چار حرف ہیں (جن میں اعرابی غلطی ہے) الصّٰبِئُوْنَ، وَالْمُقِيْمِيْنَ، فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (المنافقون:10) اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (طٰہٰ:63)

امام ابن ابی داؤد نے حضرت عبد الاعلیٰ بن عبد اللہ بن عامر قرشی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ مصحف کی کتابت سے فراغت ہوئی تو اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے دیکھا، فرمایا تو نے بہت اچھا عمدہ کام کیا ہے۔ اس میں کچھ اعرابی غلطیاں دیکھتا ہوں۔ عرب بذات خود اپنی زبانوں میں درست کر لیں گے۔ ابن داؤد نے کہا میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے یعنی ہماری لغت میں ایسا ہی ہے۔ بصورت دیگر اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی تو پورے کلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 33

(☆) قرآن حکیم قواعد عربیہ کے تابع نہیں بلکہ یہ خود فصاحت و بلاغت کا مرجع ہے جن چار مقامات کے حوالے سے یہ روایات ذکر کی گئی ہیں امام بیضاوی نے انتہائی خوبصورت تعبیریں کی ہیں، نیز متن قرآن میں کسی کا اجتہاد کوئی اہمیت نہیں رکھتا اگر یہ روایات سند و متن کے اعتبار سے درست بھی ہوں تب بھی اجماع صحابہ کے مقابلہ میں ان کی کوئی اہمیت نہ ہوگی، مترجم۔

عرب میں ایسا نہ ہوتا، نہ ہی آپ یہ جائز خیال کرتے کہ اس مصحف کو تمام اقوام کی طرف پڑھنے کے لئے بھیجتے۔

امام ابن ابی داؤد سے روایت نقل کی ہے کہ جب مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس میں آپ نے کچھ غلطیاں پائیں، فرمایا اگر املاء کرانے والا ہذیل قبیلہ کا ہوتا اور کاتب بنو ثقیف کا ہوتا تو یہ چیز نہ پائی جاتی۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب مصحف پیش کیا گیا۔ فرمایا اس میں کچھ غلطیاں ہیں۔ عرب بذات خود اپنی زبانوں میں انہیں درست کرلیں گے۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا قرآن کی کتابت میں کچھ غلطیاں ہیں عرب اپنی زبانوں میں خود درست کرلیں گے۔

اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰى وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ﴿۱۶۳﴾

"بے شک ہم نے وحی بھیجی آپ کی طرف جیسے وحی بھیجی ہم نے نوح کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو نوح کے بعد آئے اور (جیسے) وحی بھیجی ہم نے ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے عطا فرمائی داؤد کو زبور"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسکین اور عدی بن زید نے کہا اے محمد ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی انسان پر کوئی چیز نازل کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسی طرح وحی کی گئی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء کی طرف وحی کی گئی(2)۔

وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ۚ﴿۱۶۴﴾

"اور (جیسے وحی بھیجی) دوسرے رسولوں پر جن کا حال بیان کر دیا ہے ہم نے آپ سے اس سے پہلے اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر ہم نے اب تک آپ سے نہیں کیا اور کلام فرمایا اللہ نے موسیٰ سے خاص کلام"۔

امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حاکم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار میں نے عرض کی رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ کی بڑی جماعت۔ فرمایا اے ابوذر چار سریانی، حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح اور حضرت خنوخ۔ یہی حضرت ادریس ہیں، یہی پہلی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ لکھا۔ چار عرب ہیں؟ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور تمہارے نبی، بنی اسرائیل کے پہلے انبیاء میں حضرت موسیٰ اور آخری حضرت عیسیٰ ہیں۔ انبیاء میں سے پہلے نبی حضرت آدم اور آخری تمہارے نبی ہیں (1)۔

امام ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں اور ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے جبکہ یہ دونوں نقیض کی انتہاء میں ہیں جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، صحیح نہیں موضوع نہیں جس طرح میں نے مختصر موضوعات میں بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا ایک لاکھ چالیس ہزار اور ان میں رسول تین سو پندرہ جم غفیر ہے۔

امام ابویعلی اور ابونعیم نے حلیہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء میں سے جو میرے بھائی گزر چکے ہیں، وہ آٹھ ہزار نبی ہیں پھر حضرت عیسیٰ بن مریم تھے، ان کے بعد میں ہوں (2)۔

امام حاکم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ کی بعثت آٹھ ہزار انبیاء کے بعد ہوئی ان میں سے چار ہزار انبیاء کی تعداد بنی اسرائیل میں سے تھی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حبشی نبی بھی مبعوث فرمایا، یہ ان انبیاء میں سے ہے جو **لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ** کے ضمن میں ہے۔ ایک روایت میں ہے یہ الفاظ ہیں حبشیوں میں سے بھی ایک نبی مبعوث کیا گیا۔

امام ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر انبیاء و مرسلین کی تعداد کے بارے میں وحی کی پھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا اے بیٹے تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے، اسے تقویٰ اور عروہ وثقی کے ساتھ اپنا، جب بھی تو اللہ کا ذکر کرے تو ساتھ ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بھی کر۔ میں نے آپ کا نام عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا ہے جبکہ میں ابھی روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھی پھر میں نے آسمان کا چکر لگایا۔ میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں دیکھی مگر اس پر آپ کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ میرے رب نے مجھے جنت میں سکونت عطا کی۔ میں نے جنت میں کوئی محل اور بالا خانہ نہیں دیکھا مگر اس پر حضرت محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے حضور ﷺ کا نام حور عین کی گردنوں، جنت کے درختوں کے پتوں، طوبیٰ درخت کے اوراق، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں، حجاب کے اطراف اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا دیکھا۔ حضور ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب شیث بن آدم، جلد 23، صفحہ 277، دارالفکر بیروت 2۔ مسند ابویعلی، مسند انس بن ملک، جلد 3، صفحہ 395 (4078)

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 653 (4167)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کیونکہ فرشتے ہر وقت حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہیں (1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے ابو یونس کے واسطہ سے سماک بن حرب سے وہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنو عبس کا ایک آدمی تھا جسے خالد بن سنان کہتے۔ اس نے اپنی قوم سے کہا میں تم سے حدثان کی آگ ٹھنڈی کر سکتا ہوں تو اس کی قوم کے ایک آدمی نے اس سے کہا اے خالد تو نے ہمیں ہمیشہ حق بات کی ہے۔ یہ حدثان کی آگ اور تیرا کیا معاملہ ہے جس کے بارے میں تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو اسے بجھا سکتا ہے تو وہ اور عمارہ کے ساتھ تیس آدمی اس کی قوم کے چلے یہاں تک کہ وہ اس آگ کے پاس پہنچے۔ یہ آگ ایک پہاڑ سے نکل رہی تھی۔ اس علاقہ کو حرۃ اشجع کہتے۔ خالد نے ان لوگوں کے لئے ایک خط کھینچا۔ ان لوگوں کو اس خط کی صورت میں بٹھایا، کہا اگر میں تمہارے پاس آنے میں دیری کروں تو مجھے میرے نام سے نہ بلانا۔ وہ آگ نکلی گویا وہ سرخ گھوڑے ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ خالد ان کے سامنے ہو گئے۔ وہ انہیں اپنی لاٹھی سے مارنے لگے اور کہہ رہے تھے بدا بدا بدا کل ھدی۔ تمام قسم کی ہدایتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ ابن راعیہ معزی نے کہا میں اسے دائرہ سے باہر نہیں نکلتا تھا کہ میرے کپڑے تر ہو جاتے یہاں تک کہ ان میں پھٹن واقع ہو گئی۔ خالد نے واپس آنے میں دیری کی۔ عمارہ نے کہا اگر تمہارا ساتھی زندہ ہوتا تو وہ ہمارے پاس آ جاتا۔ انہوں نے اسے نام سے پکارا تو وہ اپنے سر کے ساتھ ان کی طرف نکلا۔ اس نے کہا کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ مجھے میرے نام سے پکارو، اللہ کی قسم تم نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ اب مجھے دفن کر دو۔ جب تمہارے پاس سے گدھے گزریں جن میں دم بریدہ گدھا ہو تو مجھے قبر سے نکال لینا۔ تم مجھے زندہ حالت میں پاؤ گے۔ ان لوگوں نے خالد کو دفن کر دیا۔ ان کے پاس سے گدھے گزرے جن میں دم بریدہ گدھا بھی تھا۔ اب لوگوں نے کہا اس کی قبر کو اکھیڑو کیونکہ اس نے ہمیں قبر اکھیڑنے کو کہا تھا۔ عمارہ نے کہا مضر ہمارے بارے میں یہ باتیں نہ شروع کر دیں کہ ہم اپنے مردے اکھیڑتے ہیں۔ اسے کبھی بھی نہ اکھیڑو جبکہ خالد نے ان لوگوں کو یہ بتا رکھا تھا۔ اس کی بیوی کی ہاں زرہ میں دو تختیاں ہیں۔ جب تم پر کوئی معاملہ مشکل ہو جائے تو اس میں دیکھنا تم جو سوال کرو گے۔ اس کو اس میں پاؤ گے۔ آپ نے یہ بھی کہا تھا ان تختیوں کو کوئی حائضہ ہاتھ نہ لگائے۔ جب یہ لوگ اس کی بیوی کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے اس کی بیوی سے ان تختیوں کے بارے میں پوچھا اس نے وہ تختیاں ان کو نکال دیں جبکہ وہ عورت حالت حیض میں تھی۔ ان دونوں تختیوں میں جو علم تھا۔ وہ ضائع ہو چکا تھا۔ ابو یونس نے کہا سماک بن حرب نے کہا اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ نبی تھا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا۔ اس کا ایک بیٹا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے بھتیجے خوش آمدید۔ حاکم نے کہا یہ بخاری کی شرط پر روایت صحیح ہے کیونکہ ابو یونس ہی حاتم بن صغیرہ ہے۔ ذہبی نے کہا یہ روایت منکر ہے (1)۔

امام ابن سعد، زبیر بن بکار نے موفقیات میں اور ابن عساکر نے کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں سب سے پہلا نبی حضرت ادریس کو بنا کر بھیجا۔ یہی اخنوخ بن یرد (یارد) ہے۔ اس کا نسب یوں ہے یارد بن مہلاییل بن

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 654 (4173)، دارالکتب العلمیہ بیروت

قینان بن انوش بن شیث بن آدم۔ پھر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یارد مبعوث ہوئے۔ سام بن نوح بھی نبی تھے۔ پھر انبیاء کا سلسلہ منقطع ہو گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔ ان کا نسب یہ ہے ابراہیم بن تارح اور تارح ہی آزر ہے بن ناحور بن شاروخ بن ارغو بن فالغ اور فالغ ہی فالغ ہے یہی وہ ہیں جنہوں نے زمین تقسیم کی بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ پھر حضرت اسماعیل بن ابراہیم کو مبعوث فرمایا۔ یہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور وہاں ہی ان کو دفن کیا گیا پھر حضرت اسحاق بن ابراہیم جو شام میں فوت ہوئے اور لوط بن ہاران بن تارح حضرت ابراہیم ان کے چچا تھے اور یہ حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ پھر حضرت اسرائیل۔ یہی حضرت یعقوب بن اسحاق ہیں پھر حضرت یوسف بن یعقوب پھر شعیب بن یوبب بن عنقاء بن مدین بن ابراہیم پھر حضرت ہود بن عبداللہ بن خلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح پھر حضرت صالح بن آسف بن کماشج بن اروم بن ثمود بن جابر بن ارم بن سام بن نوح۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون جو عمران بن فاہت بن لاوی بن یعقوب کے بیٹے تھے پھر حضرت ایوب بن رازخ بن امور بن لیغزر بن عیص پھر حضرت داؤد بن ایشا بن عوید بن ناخر بن سلمون بن بخشون بن عناداب بن رام بن خضرون بن یہود بن یعقوب، پھر حضرت سلیمان بن داؤد، پھر حضرت یونس بن متی جو بنیامین بن یعقوب کی اولاد میں سے میں تھے پھر حضرت یسع جو روبیل بن یعقوب کے خاندان میں تھے پھر حضرت الیاس بن بشیر بن عاذر بن ہارون بن عمران پھر حضرت ذوالکفل جن کا نام عویدیا تھا جو یہود بن یعقوب کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت موسیٰ بن عمران اور حضرت مریم بنت عمران جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں، کے درمیان ایک ہزار سات سو سال کا عرصہ حائل ہے۔ دونوں ایک خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے پھر حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے۔ تمام وہ انبیاء جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت ہود اور حضرت صالح عربوں میں سے صرف پانچ انبیاء گزرے ہیں۔ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت اسماعیل، حضرت شعیب اور حضرت محمد ﷺ ان کو عرب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ان پانچ کے علاوہ کسی نبی نے عربی زبان میں گفتگو نہیں کی۔ اسی وجہ سے انہیں عرب کہتے ہیں۔

امام ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تمام انبیاء بنو اسرائیل میں سے ہو گزرے ہیں مگر دس۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے دو نام ہوں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا نام مسیح تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے حضرت موسیٰ اور حضرت

عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان چار سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار نبی ہوئے ہیں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان سات سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان پندرہ سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت وائل بن داؤد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان (وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا) کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی دفعہ گفتگو کی۔

امام ابن مردویہ اور طبرانی نے حضرت عبد الجبار بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے کہا میں نے ایک آدمی کو یہ پڑھتے ہوئے سنا وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا تو اس آدمی نے کہا یہ تو کسی کافر نے کہا ہے۔ میں نے اعمش پر پڑھا۔ اعمش نے یحییٰ بن رثاب پر، یحییٰ بن رثاب نے ابو عبد الرحمٰن سلمی پر، ابو عبد الرحمٰن نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر پڑھا وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ بیہقی نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں مگر عبد الجبار کو میں نہیں جانتا جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، وہ احمد بن عبد الجبار بن میمون ہے، وہ ضعیف ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ بن عمران رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو فرشتوں نے آسمانوں میں چکر لگایا۔ بعض بعض کے پاس گئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ رخساروں پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ یہ اعلان کر رہے تھے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا وصال ہو گیا۔ اللہ کی کون سی مخلوق ہے جسے موت نہیں آتی۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

"(بھیجے ہم نے یہ سارے) رسول خوشخبری دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے تاکہ نہ رہے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر رسول کے (آنے کے) بعد اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے (کوئی تسلیم نہ کرے تو اس کی مرضی)"۔

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین من الانبیاء، جلد 2، صفحہ 654 (4172) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہرو مخفی برائیوں کو حرام قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی مدح کو پسند کرنے والا نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے اپنی مدح خود کی اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی عذر کو پسند کرنے والا نہیں اسی وجہ سے اس نے انبیاء کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجا(1)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور حکیم ترمذی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کسی کے ہاں عذر محبوب نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس نے رسولوں کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کسی کو مدح پسند نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ کیا(2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تو نے ہماری طرف رسول مبعوث نہیں کئے تھے(3)۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

"لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعہ جو اس نے آپ کی طرف اتاری کہ اس نے اسے اتارا ہے اپنے علم سے اور اپنے فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ تعالیٰ بطور گواہ۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے وہ گمراہ ہوئے اور گمراہی میں بہت دور نکل گئے۔ بے شک جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ بخش دے انہیں اور نہ یہ کہ دکھائے انہیں (سیدھی) راہ بجز جہنم کی راہ کے ہمیشہ رہیں گے اس میں ابد تک اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے بالکل آسان ہے۔ اے لوگو! تحقیق آ گیا ہے تمہارے پاس

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الدعاء، جلد 13، صفحہ 49 (3530) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 248، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت

رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے پس تم ایمان لاؤ، یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر تم انکار کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو انہوں نے کہا ہم تو نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ کی قسم گواہوں پر کوئی تہمت نہیں (2)۔

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ٘ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ۫ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَیْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۱۷۱﴾

”اے اہل کتاب نہ غلو کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر سچی بات، بے شک مسیح عیسیٰ بن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین (خدا ہیں) باز آجاؤ (ایسا کہنے سے) یہ بہتر ہے تمہارے لئے بے شک اللہ تو معبود واحد ہی ہے، پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کا کوئی لڑکا، اسی کا (ملک) ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے لَا تَغْلُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم بدعتیں نہ اپناؤ۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس کا کلمہ تھا كُنْ فَیَكُوْنُ (3)۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، آپ کے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ ﷺ وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضا
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 485 (658)، بیروت

روح اللہ وکلمتہ۔ یعنی وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے نکالا ہے جو بتول عذراء ہے۔ کسی مرد نے اسے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ حضرت نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا، اسے بلند کیا، کہا اے علماء اور راہبو تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہتے ہو۔ یہ لوگ اس میں اتنا اضافہ بھی نہیں کرتے جتنا اس تنکا کا وزن ہے(1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نجاشی کی طرف بھیجا جبکہ ہم اسی مرد تھے ہمارے ساتھ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے، قریش نے عمارہ اور عمرو بن عاص کو نجاشی کے پاس بھیجا، ان کے پاس تحائف بھی تھے۔ جب یہ دونوں نجاشی کے پاس حاضر ہوئے تو اسے سجدہ کیا اور اسے تحائف پیش کیے اور کہا ہماری قوم کے کچھ لوگوں نے ہمارے دین کو چھوڑا اور آپ کے ملک میں مکین ہو گئے ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو بلا بھیجا۔ جب مسلمان اس کے دربار میں آئے تو اسے سجدہ نہ کیا۔ درباریوں نے کہا کیا وجہ ہے تم نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نبی مبعوث کیا، اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں تم سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مسلمانوں نے جواب دیا ہم ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ روح اللہ، کلمۃ اللہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کنواری پاک دامن مریم کی طرف القاء کیا جسے کسی بشر نے نہیں چھوا۔ نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا، کہا اے علماء اور راہبو تم بھی ان کے بارے میں وہی کہتے ہو جو یہ کہتے ہیں، اس تنکے کے وزن کے برابر بھی تم اضافہ نہیں کرتے، اے مسلمانو تمہیں خوش آمدید اور جس کی جانب سے تم آئے ہو اسے بھی خوش آمدید۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے جوتے اٹھاتا، میرے ملک میں تم جہاں رہنا چاہو رہو(2)۔

امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بارے میں بے سروپا باتیں نہ کرنا جس طرح نصاری نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بے سروپا باتیں کیں، بے شک میں بندہ ہوں تم بھی عبداللہ ورسولہ کہا کرو(3)۔

امام مسلم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے، حضرت محمد ﷺ کے اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ہونے، حضرت عیسیٰ کے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونے اور اللہ کے کلمہ جسے اس نے حضرت مریم میں القاء کیا اور اللہ کی روح ہونے، جنت اور دوزخ کے حق ہونے کی گواہی دی اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت دے گا، جس دروازہ سے وہ داخل ہو جائے، اگرچہ اس کا عمل کیسا ہی ہو(4)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب الہجرۃ الاولی الی الحبشہ، جلد 2، صفحہ 298
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 298، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1271 (3261) دار ابن کثیر دمشق
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 1، صفحہ 200، بیروت

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

''ہرگز عار نہ سمجھے گا۔ مسیح (علیہ السلام) کہ وہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ ہی مقرب فرشتے (اس کو عار سمجھیں گے) اور جسے عار ہو اس کی بندگی سے اور وہ تکبر کرے تو اللہ جلد ہی جمع کرے گا ان سب کو اپنے ہاں۔ پھر جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے اجر اور زیادہ بھی دے گا انہیں اپنے فضل (وکرم) سے۔ لیکن جنہوں نے عار سمجھا (بندہ بننے کو) اور تکبر کیا تو عذاب دے گا انہیں دردناک عذاب۔ اور نہ پائیں گے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَنْ يَّسْتَنْكِفَ کا معنی کیا ہے وہ ہرگز تکبر نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور اسماعیلی نے معجم میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پورا اجر دے گا، سے مراد یہ ہے کہ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور فضل میں اضافہ کرے گا، سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کے حق میں شفاعت کرے گا جن کے بارے میں جہنم لازم ہو چکی تھی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ایمان والوں سے دنیا میں حسن سلوک کیا ہوگا (1)۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ؕ

''اے لوگو آ چکی ہے تمہارے پاس ایک (روشن) دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے اتارا ہے تمہاری طرف نور درخشاں۔ تو جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کی (رسی) کو تو عنقریب داخل کرے گا انہیں اپنی رحمت اور فضل میں اور پہنچائے گا انہیں اپنی طرف لے جانے والی سیدھی راہ پر''۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ رات کو حرکت کرتے تو وہ یہ

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 248 (10462)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

آیت یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا پڑھتے۔

امام ابن عساکر نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ ایسے آدمی سے روایت کرتے ہیں جن کا نام نہیں یادنہیں رہا کہ یہاں بُرْهَانٌ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور نور مبین سے مراد قرآن حکیم ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرْهَانٌ سے مراد واضح دلیل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرْهَانٌ سے مراد واضح دلیل اور نور مبین سے مراد قرآن حکیم ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن لیا ہے(2)۔

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَ هُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَ اِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾

"(اے میرے رسول) فتوی پوچھتے ہیں آپ سے آپ فرمایئے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں اگر کوئی ایسا آدمی فوت ہو جائے نہ ہو جس کی کوئی اولاد اور اس کی ایک بہن ہو تو بہن کا نصف حصہ ہے اس کے ترکہ سے اور وہ وارث ہوگا اپنی بہن کا اگر نہ ہو اس بہن کی کوئی اولاد۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو دو تہائی ملے گا اس سے جو اس نے چھوڑا اور اگر وارث ہوں بہن بھائی مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد (بھائی) کا حصہ دو عورتوں (بہنوں) کے حصہ کے برابر ہے۔ صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے (اپنے) احکام تاکہ گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابن سعد، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں بیمار تھا اور میری عقل سلامت نہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر مجھ پر پانی انڈیلا تو میری عقل واپس آ گئی میں نے عرض کی میرا وارث تو کلالہ ہے تو میراث کیسے تقسیم ہوگی تو یہ فرائض والی آیت نازل ہوئی(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 48، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 298، دار صادر بیروت

ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن راہویہ اور ابن مردویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کلالہ کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اچھی طرح نہ سمجھ سکے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب حضور ﷺ کی طبیعت خوش ہو تو اس کے بارے میں عرض کرے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو خوش دیکھا تو اس کے بارے میں عرض کی۔ فرمایا تیرے والد نے تجھ سے اس بارے میں ذکر کیا میرا نہیں خیال کہ وہ اسے جانتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میں اپنے بارے میں نہیں خیال کرتا تھا کہ میں اسے جانتا ہوں۔ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو فرمایا۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے کلالہ کے بارے میں عرض کرے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور ﷺ نے اسے کندھے کی ہڈی پر لکھا دیا۔ فرمایا یہ تمہیں کس نے کہا تھا، کیا عمر نے؟ میری نہیں رائے کہ وہ اس کو اچھی طرح سمجھتا ہے کیا اس کے لئے آیت الصیف کافی نہیں۔ آیت الصیف سے مراد وہ آیت ہے جو سورۂ نساء میں ہے وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً (النساء:12) جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گزارش کی تو پھر سورۂ نساء کے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام مالک، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کسی اور امر کے بارے میں اتنے سوال نہیں کیے جتنے کلالہ کے بارے میں پوچھے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنی انگلی میرے سینے میں ماری فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کلالہ کے بارے میں گزارش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں اور بیہقی نے حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی تھی جو صیف میں نازل ہوئی جو آدمی اپنا بچہ اور والد نہ چھوڑے۔ اس کا وارث کلالہ ہوگا۔ امام حاکم نے اسے ابو سلمہ سے انہوں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الفتن، جلد 10، صفحہ 305 (19194)، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 293، دار صادر بیروت

چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں پسند کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے متعلق ہمیں حتمی حکم ارشاد فرماتے جس پر ہم عمل کرتے دادا، کلالہ اور سود کی صورتیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کلالہ کے بارے میں عرض کی حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تجھے آیۃ الصیف کافی ہے۔ حضور ﷺ سے اس بارے میں میرا سوال کرنا مجھے اس چیز سے زیادہ پسند تھا کہ میرے لئے سرخ اونٹ ہوں (2)۔

امام عبدالرزاق، عدنی، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تین چیزوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کروں مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسندیدہ تھا (۱) آپ کے بعد خلیفہ کے بارے میں (۲) اور اس قوم کے بارے میں جو یہ کہتی کہ ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے اموال میں زکوٰۃ فرض ہے لیکن ہم تمہیں نہیں دیں گے کیا ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم ان سے جہاد کریں (۳) کلالہ کے بارے میں (3)۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، عدنی، ابن ماجہ، ساجی، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں حضور ﷺ اس کی وضاحت فرماتے تو میرے لئے یہ دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا خلافت، کلالہ، سود (4)۔

امام طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ وہ کلالہ کے بارے میں فتویٰ طلب کر رہا تھا۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے کیا کلالہ سے مراد اس کے ماں باپ کی طرف سے بھائی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ بھی ارشاد نہ فرمایا، صرف اس پر سورۂ نساء کی آیت کلالہ کی تلاوت کر دی۔ وہ آدمی پھر سوال کرنے لگا۔ جب بھی وہ سوال کرتا آقائے دوعالم ﷺ اسے یہ آیت پڑھ کر سنا دیتے یہاں تک کہ اس نے سوال کرنے میں زیادتی اور شوروغل کیا۔ اس کے اس حرص کی شدت کی وجہ سے شوروغل بڑھ گیا کہ حضور ﷺ کھول کر حقیقت بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اس پر یہ آیت تلاوت کی پھر اسے فرمایا اللہ کی قسم جو میں نے تجھے جواب دے دیا۔ میں اس سے مزید تجھے کچھ جواب نہ دوں گا (5)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہا میں وہ آخری آدمی ہوں جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا بات وہی ہے جو میں نے کہی ہے۔ میں نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے فرمایا میں نے یہ کہا ہے کلالہ اسے کہتے ہیں جس کی اپنی اولاد نہ ہو (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 38، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 332 (3186) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 52
5۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 259 (7055) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1182 (589)

امام ابن جریر نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کندھا پکڑا اور حضور ﷺ کے صحابہ کو جمع کیا پھر فرمایا میں کلالہ کے بارے میں ضرور فیصلہ کروں گا۔ وہ ایسا فیصلہ ہوگا کہ عورتیں اپنے پردوں میں بیٹھ کر اس کے بارے میں باتیں کریں گی۔ اس موقع پر گھر سے سانپ نکل پڑا تو سب لوگ متفرق ہو گئے۔ کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے مکمل کرنا چاہتا تو اسے اللہ تعالیٰ ضرور مکمل کرتا (1)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دادا، کلالہ کے بارے میں کوئی تحریر لکھی پھر یوں ہی ٹھہرے رہے تا کہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کریں اور یوں دعا کرتا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ اس میں خیر والی بات ہے تو اسے جاری کر دے۔ جب آپ کو زخمی کیا گیا تو آپ نے وہ کتاب منگوائی۔ آپ نے اسے مٹا دیا اور کسی کو بھی علم نہ ہوا کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ فرمایا میں نے دادا اور کلالہ کے بارے میں کچھ لکھا، اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا رہا تو میں اس رائے پر پہنچا کہ تم جس حال پر ہو اس پر تمہیں چھوڑ دوں (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میں وہ پہلا شخص تھا جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا تین چیزیں مجھ سے خوب یاد کر لو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ مجھے نہ پاسکیں گے (ان کے آنے سے پہلے ہی فوت ہو جاؤں گا) میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، میں نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ میرا ہر غلام آزاد ہے۔

امام احمد نے حضرت عمرو قاری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کو شدید درد تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال ہے اور میرا ورثہ کلالہ کی صورت میں تقسیم ہو گا۔ کیا میں اپنے مال کی وصیت کر جاؤں یا اسے صدقہ کر دوں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں دو ثلث (دو تہائی) کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں نصف کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں ایک ثلث کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا ہاں یہ بہت کافی ہے (3)۔

امام ابن سعد، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنی بہنوں کے لئے ثلث (تیسرا حصہ) کی وصیت کر جاؤں؟ فرمایا اچھا ہے۔ عرض کی نصف کی وصیت کر جاؤں؟ فرمایا اچھا ہے پھر حضور ﷺ باہر تشریف لائے پھر واپس آئے فرمایا میرا خیال نہیں کہ تو اس تکلیف میں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے اور تیری بہنوں کے حصہ کی وضاحت کر دی ہے اور مال میں سے دو تہائی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہاں کرتے تھے۔ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، بیروت 2۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 301 (19183)، بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60، دار صادر، بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عدنی اور بزار نے اپنی مسند میں، ابوالشیخ نے فرائض میں صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کلالہ سفر میں حضور ﷺ پر نازل ہوئی۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حاضر تھے حضور ﷺ نے آیت اسے پڑھ کر سنائی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے تو وہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلالہ کے بارے میں غور وفکر کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی رسول اللہ ﷺ نے وہ آیت مجھے عطا فرمائی تو جس طرح آپ نے مجھے عطا فرمائی میں نے آپ کو پڑھ کر سنادی، اللہ کی قسم میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہوں گا۔

امام ابوالشیخ نے فرائض میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا؟ انہوں نے فرمایا جس کا بچہ اور والد نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، داری اور ابن جریر نے حضرت ابوالخیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا کیا تمہیں تعجب نہیں کہ یہ آدمی مجھ سے کلالہ کے بارے میں پوچھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو کسی چیز نے اتنا مشکل میں نہیں ڈالا جتنا کلالہ نے مشکل میں ڈالا (1)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا میں اس میں اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔ اگر تو بات درست ہو تو یہ اس اللہ کی جانب سے ہے جو وحدہ لاشریک ہے، اگر غلط ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ میرا خیال ہے کلالہ اسے کہتے ہیں جس کا والد اور اولاد نہ ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو فرمایا جس کی اولاد نہ ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو فرمایا میں اس امر سے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتا ہوں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کروں (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو آدمی فوت ہوا اور اس کا بچہ اور والد نہ ہو تو کلالہ اس کے وارث ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے اختلاف کیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ صحابہ نے اس بات پر اتفاق کر لیا تھا کہ کلالہ اسے کہتے ہیں کہ جس کی اولاد اور والد نہ ہو (3)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حسن بن محمد بن حنفیہ کی سند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 54، بیروت　2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1185 (591) دار الصمیعی بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 304 (19192)

سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جس کی اولاد اور والد نہ ہو۔ میں نے ان سے عرض کی اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ تو وہ غضب ناک ہو گئے اور مجھے جھڑ کا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کلالہ اسے کہتے ہیں جو اپنے پیچھے اولاد اور والد نہ چھوڑے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سمیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلالہ سے مراد بچے اور والد کے علاوہ رشتہ دار ہیں(2)۔

امام ابن منذر نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ کلالہ سے مراد وہ وارث ہیں جو والد اور ولد کے علاوہ ہوں۔ بھائی دوسرے عصبہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کلالہ سے مراد فوت ہونے والا ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے سخت رویہ نہیں اپنایا یا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی معاملہ میں نہیں جھگڑا مگر میں نے کلالہ کی آیت کے بارے میں جھگڑا کیا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے۔ حضرت عمر نے کہا میں اس میں ایسا فیصلہ کروں گا جسے قرأت کرنے والا اور قرأت نہ کرنے والا جان لے گا۔ وہ وہ آدمی ہے جس کا پرورش کرنے والا اور پرورش پانے والا نہ ہو(4)۔

امام عبدالرزاق، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حالت سفر میں تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پہنچائی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پہنچائی جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امید تھی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی تفسیر ہوگی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اگر آپ نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ کی امارت مجھے ایسی بات کرنے پر مجبور کر دے گی کہ میں آپ کو وہ بات کہوں جو میں نے اس روز نہیں کہی تھی تو آپ عاجز رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے میں نے تو کوئی ارادہ نہیں کیا(5)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 303 (19189)، بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفرائض، جلد 6، صفحہ 298
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 299 (31607)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 52
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 51

امام ابن جریر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں کلالہ کا معنی سمجھوں بنسبت اس کے کہ میرے پاس شام کے محلات کا جزیہ پہنچے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بن مسروق رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے ان قریبی رشتہ داروں کے بارے میں پوچھا جو کلالہ کے وارث بنیں گے جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلالہ کلالہ کلالہ آپ نے اپنی داڑھی پکڑ لی پھر فرمایا اللہ کی قسم اس کا علم مجھے زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی جو موسم گرما میں نازل ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات تین دفعہ دہرائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی جو موسم گرما میں نازل ہوئی۔ مراد سورۂ نساء کی آیت نمبر 11 تھی (3)۔

امام احمد نے عمدہ سند سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے خاوند اور حقیقی بہن کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے خاوند کو نصف اور بہن کو بھی نصف عطا فرما دیا۔ اس بارے میں یہ گفتگو کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ کیا۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری اور حاکم نے اسود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بیٹی اور بہن کے بارے میں فیصلہ کیا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے بھی نصف (4)۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری، حاکم اور بیہقی نے حضرت ہزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، بھتیجی اور حقیقی بہن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے نصف ہے۔ ابن مسعود کے پاس جاؤ وہ بھی میری موافقت کرے گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قول بھی بتایا گیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں بھی ایسی ہی بات کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا ہدایت یافتہ نہیں ہوں گا، میں وہ فیصلہ کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا بیٹی کے لئے نصف، پوتی کے لئے چھٹا حصہ اس طرح دو تہائی مکمل ہو گیا باقی ماندہ بہن کے لئے۔ ہم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بتایا تو انہوں نے فرمایا جب تک تمہارے درمیان یہ عالم موجود ہے مجھ سے اس بارے میں نہ پوچھنا (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 54 3۔ ایضاً
4۔ صحیح بخاری، کتاب الفرائض، جلد 2، صفحہ 998، وزارت تعلیم اسلام آباد 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 997

آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو خود فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے اپنی بیٹی اور اپنی حقیقی بہن چھوڑی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے کچھ بھی نہیں باقی ماندہ مال عصبات کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو بہن کے لئے بھی نصف معین فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ تم کہتے ہو بہن کو بھی نصف ملے گا جبکہ اس کی اولاد بھی ہے (1)۔

امام ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک ایسی چیز ہے جسے تم نہ کتاب اللہ میں پاتے ہو اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے میں مگر تمام لوگوں میں یہ پاتے ہو، بیٹی کو نصف، بہن کے لئے نصف جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ (2)

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض (حصے) ان کے مستحقوں کے حوالے کرو، باقی جو بچے وہ قریبی مرد کو دے دو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میراث کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ضریس، ابن جریر اور ابن منذر، بیہقی نے دلائل میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو مکمل سورت آخر میں نازل ہوئی وہ سورۂ برأت ہے اور سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ سورۂ نساء کی یہ آیت ہے (3)۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا خبردار وہ آیت جو سورۂ نساء کے آخر میں فرائض کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد اور والد کے بارے میں نازل کی۔ ایک اور آیت اللہ تعالیٰ نے خاوند، بیوی اور ماں کی طرف سے بھائیوں کے بارے میں نازل فرمائی وہ آیت جس پر سورت کو ختم کیا گیا اللہ تعالیٰ نے اسے بھائیوں اور حقیقی بہنوں کے بارے میں نازل فرمایا، وہ آیت جس پر سورۂ انفال کو ختم کیا گیا۔ وہ ذوی الدرحام کے بارے میں نازل ہوئی کہ بعض بعض سے کتاب اللہ میں قریبی ہیں جس طرح رحم میں بعض بعض سے قریبی ہیں (4)۔

امام طبرانی نے صغیر میں ابوسعید سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہو کر قباء کی طرف تشریف لے گئے تاکہ پھوپھی اور خالہ کے بارے میں استخارہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ان دونوں کے لئے کوئی میراث نہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 254 (19023)، بیروت 2۔ مستدرک حاکم کتاب الفرائض، جلد 4، صفحہ 374 (7971)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 51، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 49

عنہ نے جب یہ آیت پڑھی تو عرض کی اے اللہ کس کے لئے تو نے کلالہ کی وضاحت کی میرے لئے تو یہ واضح نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عمرو قاری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے جبکہ انہیں شدید درد تھا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال ہے جبکہ میرا ورثہ کلالہ میں تقسیم ہوگا، کیا میں اپنے مال کی وصیت کر جاؤں یا اس کو صدقہ کردوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا دو تہائی وصیت کردوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا میں نصف صدقہ کردوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا میں ایک تہائی صدقہ کردوں؟ فرمایا ہاں یہ بہت ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کے لئے ہے جو زید بن ثابت کی طرف سے ہے، اے امیر المومنین تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو، میں تیرے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، امابعد آپ نے مجھے خط لکھا تھا جس میں دادا اور بھائیوں کی میراث کا پوچھا تھا، بے شک کلالہ اور وراثت کے بہت سارے فیصلے ان کی حقیقت سے تو اللہ ہی واقف ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ معاملات خلفاء پر پیش کرتے تھے جن کو ہم نے یاد رکھنا چاہا وہ یاد رکھے، ہم سے اس بارے میں جو فتویٰ پوچھتا ہے ہم اس کا فتویٰ دے دیتے ہیں (3)۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60، دار صادر بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 148 (4860) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

سورۃ المائدہ

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ مدنی سورت ہے۔

امام احمد اور ابوعبید نے فضائل میں، نحاس نے ناسخ میں، نسائی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے جبیر کیا تم سورۂ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی، اس میں جو تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جسے حرام پاؤ اسے حرام جانو (1)۔

امام احمد، امام ترمذی، امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورۂ مائدہ اور سورۂ فتح ہے (2)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سورۂ مائدہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ آپ اپنی سواری پر سوار تھے تو وہ آپ ﷺ کو نہ اٹھا سکی تو آپ ﷺ اونٹنی سے نیچے اتر آئے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر اور محمد بن نصر نے الصلوٰۃ میں، طبرانی اور ابونعیم نے الدلائل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی عضباء کی لگام پکڑے ہوئے تھی کہ سورۂ مائدہ مکمل کی مکمل نازل ہوئی، قریب تھا کہ وحی کے بوجھ کی وجہ سے اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ جاتی۔

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، بغوی نے معجم میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل النبوہ میں ام عمرو بنت عبس رضی اللہ عنہا سے وہ اپنے چچا سے روایت کرتی ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی تو آپ پر سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو سورت کے بوجھ کی وجہ سے آپ کی اونٹنی عضباء کا کندھا ٹوٹ گیا۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبہ میں سورۂ مائدہ اور سورۂ توبہ پڑھی۔

امام ابوعبید نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ حضور ﷺ پر حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان اپنی اونٹنی پر سوار تھے تو اس اونٹنی کا کندھا ٹوٹ گیا تو حضور ﷺ اس اونٹنی سے نیچے اتر آئے۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سفر میں سورۂ مائدہ نازل

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 340 (3210)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (3211)

ہوئی، حجۃ الوداع کا موقع تھا جبکہ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، اونٹنی وحی کے بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی (1)۔

امام ابوعبید نے حضرت ضمرہ بن حبیب اور عطیہ بن قیس رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ نزول کے اعتبار سے سب سے آخر میں ہے، اس کے حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے آخر میں سورۂ مائدہ نازل ہوئی، اس میں سترہ فرض ہیں (2)۔

امام فریابی، ابوعبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں اٹھارہ فرض ہیں۔ قرآن حکیم کی کسی اور صورت میں ایسا نہیں، اس میں کوئی منسوخ حکم نہیں، وہ یہ ہیں جس کا دم گھٹ جائے، جو بلندی سے لڑھک جائے، جس کو کوئی جانور سینگ مار دے، جسے درندے کھا جائیں مگر جسے تم ذبح کر دو، جسے بتوں کے تھانوں پر ذبح کیا جائے، تم جوا کھیلو، سدھائے ہوئے جانور، اہل کتاب کا کھانا، اہل کتاب میں سے محصن عورتیں، مکمل طہارت، جب نماز کا ارادہ کرو تو وضو کرو، چور مرد اور چور عورت اور اللہ تعالیٰ نے بحیرہ کو نہیں بنایا۔

امام ابوداؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ میں حضرت ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ سے کوئی حکم منسوخ نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کیا سورۂ مائدہ سے کوئی چیز منسوخ ہے؟ فرمایا نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر اور نحاس نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں صرف آیت نمبر 2 يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منسوخ ہے۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن ابی حاتم، نحاس اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس سورت میں دو آیتیں منسوخ ہیں، ایک آیت نمبر 2 اور دوسری آیت نمبر 42۔

امام بغوی نے معجم میں حضرت عبدہ بن ابی لبابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت سالم رضی اللہ عنہ (حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے) نے خبر پہنچائی مجھے رسول اللہ ﷺ سے ایک کام تھا، میں مسجد میں آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکبیر کہتے ہوئے پایا، میں آپ ﷺ کے قریب ہوا تو حضور ﷺ نے سورۂ بقرہ، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام کی تلاوت کی پھر رکوع کیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہتے ہوئے سنا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو ہر رکعت میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین دفعہ کہتے ہوئے سنا۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ والتی نزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 145، بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1435 (711)، دار الصمیعی الریاض

اٰیاتھا ۱۲۰ ﴿ سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۵ ﴾ رکوعاتھا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ۬ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ۱

''اے ایمان والو! پورا کرو (اپنے) عہدوں کو حلال کیے گئے ہیں تمہارے لئے بے زبان جانور سوائے ان کے جن کا حکم پڑھ کر سنایا جائے گا تمہیں نہ حلال سمجھو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے جو چاہتا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عقود سے مراد وعدے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز حلال کی، جو چیز حرام کی، جو چیز اس نے فرض کی اور جو اس نے قرآن میں حد مقرر کی سب مراد ہے، نہ دھوکہ کرو اور نہ ہی اس وعدہ کو توڑو (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود سے مراد دور جاہلیت کا معاہدہ ہے؟ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ دور جاہلیت کا وعدہ پورا کرو اور دور اسلام میں کوئی نیا معاہدہ نہ کرو (2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے عقود کا معنی عہود نقل کیا ہے اور اس سے مراد دور جاہلیت کے معاہدے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود پانچ ہیں ایمان کا عقد، نکاح کا عقد، خرید و فروخت کا عقد، وعدہ کا عقد اور قبیلوں کے یا لوگوں کے باہم معاہدے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود پانچ ہیں عقد ایمان، عقد نکاح، عقد بیع، عقد عہد اور عقد حلف (5)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا وہ مکتوب ہے جو حضور ﷺ نے عمرو بن حزم کو لکھا جب آپ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تھا تا کہ وہاں کے لوگوں کو دین سکھائیں سنت کی تعلیم دیں، ان کے صدقات وصول کریں۔ حضور ﷺ نے اس میں یہ تحریر فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 3، بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 59 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 60

یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مکتوب ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عمرو بن حزم کے لئے عہد ہے کہ تمام معاملات میں اسے تقویٰ کا حکم ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل: 128) اللہ تعالیٰ متقین اور محسنین کے ساتھ ہے، اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جیسا اسے حکم ہے اسی طرح لوگوں سے وہ صدقات وصول کرے، لوگوں کو خیر کی بشارت دے۔ حدیث طویل ہے (1)۔

حضرت حرث بن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے حلیفوں کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پورے کرو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ان کے عقد سے مراد کیا ہے؟ فرمایا ان کی طرف سے دیت دینا اور ان کی مدد کرنا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں اس کی تفسیر میں یہ قول پہنچا ہے کہ وعدے پورے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں ان سے جو وعدہ لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے جن امور میں اطاعت کا حکم دیا ہے اس کو بجالائیں۔ جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جائیں، وہ معاہدے جو مومنوں اور مشرکوں کے درمیان ہیں اور مومنوں کے باہم جو معاہدے ہیں سب اس میں شامل ہیں (2)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں ہیں۔ عرض کی کیا عرب بھی اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا۔

اَهْلُ الْقُبَابِ الْحُمْرِ وَالْفِ سعَمِ الْمُؤَثَّلِ وَالْقَبَائِلِ

سرخ قبوں، عمدہ جانوروں اور قبائل والے

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں ہیں (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جنین کی دم پکڑی اور کہا یہ وہ بھیمہ ہے جو تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ سے مراد وہ ہے جو ابھی تک مادہ کے رحم میں ہو۔ میں نے پوچھا اگر اسے مردہ نکالا جائے تو میں اسے کھالوں؟ فرمایا ہاں (5)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ تمام جانور حلال ہیں مگر وہ مردار جس

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 413، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 20 (5627) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 61، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

پر تکبیر نہ پڑھی گئی ہو(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ سے مراد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَلْمَیْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ چوپاؤں میں سے ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ سے مراد مردار اور اس کے ساتھ مذکور چیز ہیں اسی طرح وہ جانور بھی حرام ہے جسے کوئی محرم آدمی شکار کرے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ پوچھا گیا کہ کیا بندر کا گوشت کھایا جاتا ہے؟ فرمایا یہ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ میں سے نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ چوپائے تمام کے تمام حلال ہیں مگر ان میں سے جو وحشی ہوں کیونکہ وہ شکار ہیں۔ جب کوئی آدمی محرم ہو تو اس کا یہ مذبوحہ حلال نہ ہوگا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق میں سے جس کا ارادہ کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے، اپنے بندوں کے بارے میں اس نے اپنے ارادے کو یہاں بیان کر دیا ہے، فرائض معین فرمائے، اس کی حدود کو معین کیا، اپنی اطاعت کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے منع کیا(4)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْیَ وَ لَا الْقَلَآىِٕدَ وَ لَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲

"اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ عزت والے مہینہ کی اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیوں کی اور نہ جن کے گلے میں پٹے ڈالے گئے ہیں اور نہ (بے حرمتی کرو) جو قصد کیے ہوئے ہیں بیت حرام کا طلب کرتے ہیں اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا۔ اور جب احرام کھول چکو تو شکار کر سکتے ہو۔ اور ہرگز نہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 4، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 63
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 64
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 65

اکسائے تمہیں کسی قوم کا بغض بوجہ اس کے کہ انہوں نے روکا تھا تمہیں مسجد حرام سے اس پر کہ تم زیادتی کرو۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں اور باہم مدد نہ کرو گناہ اور زیادتی پر اور ڈرتے رہو اللہ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک بیت اللہ شریف کا حج کرتے، قربانی کے جانور لے جاتے، مشاعر کی حرمت کا خیال کرتے، حج کے موقع پر جانور ذبح کرتے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے منع فرما دیا اور حکم دیا کہ حرمت والے مہینے میں جنگ کو حلال نہ جانو اور نہ ہی ان کی جانوں کو حلال جانو جو اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کا قصد کرتا ہے مومن اور مشرک اکھٹے بیت اللہ شریف کا حج کرتے، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس چیز سے منع فرمایا کہ وہ کسی کو حج سے روکیں یا اس سے تعرض کریں وہ حاجی مومن ہو یا کافر ہو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (التوبہ:28)

اللہ کے فرمان يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں اس لئے کسی قوم سے دشمنی تمہیں اس امر پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرو۔ بر سے مراد ہر وہ امر ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور تقویٰ سے مراد ہر وہ امر جس سے منع کیا گیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شعائر اللہ سے مراد ہر وہ امر ہے جس سے حالت احرام میں منع کیا گیا۔ ہدی سے مراد وہ جانور جن کو قلادہ نہ پہنایا گیا ہو قلائد سے مراد وہ جانور جنہیں قلادے پہنا دیئے گئے ہوں۔ آمِّيْنَ الْبَيْتِ سے مراد جو آدمی حج کے ارادہ سے بیت اللہ شریف کی طرف جائے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شعائر کا معنی مناسک حج نقل کیا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے معالم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے شعائر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اجتناب اور اس کی اطاعت کی اتباع۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے شعائر ہیں(4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنے گھر سے حج کے ارادہ سے نکلتا تو وہ گلے میں ببول کے درخت کا چھلکا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 67-66، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 72-68-66
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 66
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 65

ڈال لیتے تو کوئی اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا۔ جب وہ بالوں کا قلادہ گلے میں ڈالتا تب بھی کوئی اس سے تعرض نہ کرتا۔ مشرکوں کو اس موقع پر حج سے نہیں روکا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ شہر حرام میں مشرکوں سے جنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بیت اللہ شریف کے پاس جنگ کی جائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم سے اسے منسوخ کر دیا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5)(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں سے یہ حصہ (آمین البیعت الحرام) منسوخ ہے۔ اسے سورۂ براءت کی آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ اور مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ (التوبہ:17) اور اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (التوبہ:28) نے منسوخ کر دیا ہے یہی وہ سال ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور اس میں برأت کا اعلان بھی کیا گیا (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ حرم کے درخت کے چھلکے سے قلادہ بناتے۔ جب حرم کی حدود سے باہر نکلتے تو اس قلادہ کے ذریعے وہ امن میں رہتے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شعائر اللہ کا معنی قلائد نقل کیا ہے۔ لوگوں اور جانوروں کی گردنوں میں درخت کا چھلکا ہوتا جو ان کے لئے امن کا باعث ہوتا نیز صفا، مروہ، ہدی، بدنہ یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے فرمایا یہ سب دور جاہلیت کے لوگوں کے کام تھے جنہیں کیا جاتا اور ان پر عمل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے ان سب کو ختم کر دیا مگر قلادہ کو چھوڑ دیا گیا۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جہاں تک قلائد کا تعلق ہے دور جاہلیت کے لوگ ببول کے درخت کا چھلکا اتارتے، اس سے قلادہ بناتے جس کے ذریعے وہ لوگوں میں امن سے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر سے منع کر دیا کہ وہ حرم کے درخت سے چھلکے اتاریں۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شہر حرام سے مراد ذیقعدہ ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ حدیبیہ میں تھے۔ جب مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ شریف کی زیارت سے روک دیا یہ امر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 73
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 68
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 67

اجمعین پر بڑا شاق گزرا۔ اہل مشرق میں سے کچھ مشرک صحابہ کرام کے پاس سے گزرے جو عمر کا ارادہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرام نے کہا ہم ان لوگوں کو روک لیتے ہیں جس طرح ان کے ساتھیوں نے ہمیں روکا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حطم بن ہند بکری آیا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اسے بلایا، اس نے پوچھا آپ ﷺ کس امر کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے اسے سب کچھ بتایا جبکہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو پہلے بتا چکے تھے آج تمہارے پاس ربیع کا ایک آدمی آئے گا جو شیطان کی زبان سے بات کرے گا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسے بتایا اس نے کہا مجھے مہلت دو، شاید میں مسلمان ہو جاؤں، میرے کچھ ایسے ساتھی ہیں جن سے میں مشورہ کروں گا۔ وہ حضور ﷺ کے پاس سے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کافر کے چہرے کے ساتھ داخل ہوا تھا اور دھوکے باز کی پشت سے جا رہا ہے۔ وہ مدینہ طیبہ کی چراگاہوں میں سے ایک چراگاہ کے پاس سے گزرا تو وہاں سے اونٹ بھگا کر لے گیا پھر اگلے سال حج کی نیت سے آیا۔ اس نے جانوروں کو قلادے پہنائے ہوئے تھے اور ہدی کے طور پر لے جا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ کے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اور اس کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں، وہ ہمارا مجرم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نے تو جانوروں کو قلادے پہنا دیئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی ہم بھی دور جاہلیت میں ایسا کرتے تھے (بچاؤ کی غرض سے) حضور ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حطم بن ہند بکری تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ طیبہ آیا، اس کے پاس کھانا تھا۔ اس نے اسے بیچا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ جب وہ جانے لگا تو حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو جو لوگ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے ان سے فرمایا وہ فاجر چہرے کے ساتھ میرے پاس آیا اور دھوکہ دینے والی گدی کے ساتھ واپس جا رہا ہے۔ جب یمامہ پہنچا تو مرتد ہو گیا اور ذی قعدہ میں تجارتی قافلہ لے کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلا۔ جب حضور ﷺ کے صحابہ نے اس کے بارے میں سنا تو مہاجرین و انصار کی ایک جماعت نے اس کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کے قافلہ پر حملہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو قوم اس ارادہ سے باز آ گئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یوم فتح کے موقع پر نازل ہوئی کچھ مشرک بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے آئے، انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ مشرک ہیں ہم ان جیسے لوگوں پر ضرور حملہ کریں گے تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ اجر اور تجارت کے طلب گار ہیں اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 71 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 72

ہر کسی پر انہیں خوف زدہ کرنا حرام کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضا چاہتے جس کے ذریعے ان کی دنیا کے مصالح درست ہو جاتے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پانچ آیات بطور رخصت ہیں ان میں قطعی حکم نہیں (۱) وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا چاہے تو شکار کرے چاہے تو شکار نہ کرے (۲) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا (الجمعہ:10) (۳) اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرہ:184) (۴) فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا (الحج:28) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتاب اللہ میں پانچ آیات بطور رخصت ہیں قطعی حکم نہیں رکھتیں فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا (الحج:28) جو چاہے کھائے جو چاہے نہ کھائے (۲) وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا جو چاہے شکار کرے جو چاہے شکار نہ کرے (۳) وَ مَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ (البقرہ:184) جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے (۴) فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ (النور:33) اگر چاہے تو لکھ لے اگر چاہے تو نہ لکھے (۵) فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا (الجمعہ:10) اگر چاہے تو چلا جائے اگر چاہے تو نہ جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی قوم کی ناراضگی تمہیں برانگیختہ نہ کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ سے مراد حج کا ارادہ کرنے والے فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ سے مراد حج میں تجارت، رضوان سے مراد حج، شنان قوم سے مراد قوم کی دشمنی، بر سے مراد جن چیزوں کا حکم دیا گیا اور تقویٰ سے مراد جن سے منع کیا گیا ہے۔

امام احمد اور عبد بن حمید نے اس آیت کی تفسیر میں اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں وابصہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ارادہ کیا کہ میں نیکی اور گناہ میں سے ہر ایک چیز کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کروں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تجھے بتاؤں جس کے پوچھنے کے لئے تو آیا ہے یا تو خود سوال کرے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بتایئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اس لئے آیا ہے تاکہ تو نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کرے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی تین انگلیوں کو جمع کیا اور انہیں میرے سینے میں مارنے لگے، فرماتے اے وابصہ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر، اپنے دل سے فتویٰ طلب کر، نیکی وہ ہے جس سے تیرا دل مطمئن ہو جائے اور نفس مطمئن ہو جائے، گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکا پیدا کرے اور تیرے سینے میں متردد ہو اگرچہ لوگ تجھے فتویٰ دیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، بخاری نے ادب میں، امام مسلم، امام ترمذی، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو چیز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 76

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 228، دار صادر بیروت

تیرے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دو۔ عرض کی ایمان کیا ہے؟ فرمایا جسے گناہ پریشان کرے اور نیکی خوش کرے تو وہ مومن ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے تو جب تم میں سے کسی کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو وہ اسے چھوڑ دے(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے اور کوئی نظر نہیں ہوتی مگر شیطان کو اس میں طمع ہوتی ہے(3)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو انسان بھی زبان سے کلمہ حق کہتا ہے، اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اس کا ثواب قیامت تک اس کے لئے جاری ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنا دیتا ہے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کرتے ہوئے کہا اے میرے رب بندوں میں سے کون تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تاکہ تیری محبت کی وجہ سے میں اس سے محبت کروں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد میرے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ آدمی ہے جس کا دل صاف ہو، جس کے ہاتھ صاف ہوں، وہ کسی کے ساتھ برائی نہ کرے، چغل خوری نہ کرے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ مجھ سے محبت کر، جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اس سے محبت کر اور میرے بندوں کے اندر میرے لئے محبت پیدا کر۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تو خوب جانتا ہے میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، جو تجھ سے محبت کرتے ہیں ان سے بھی محبت کرتا ہوں لیکن میں تیرے بندوں کے لئے تجھے کیسے محبوب بنا دوں؟ فرمایا تو انہیں میرے احسانات، میری آزمائش اور میری نعمتیں یاد دلا۔ اے داؤد کوئی ایسا بندہ نہیں جو مظلوم کی مدد کرتا ہے یا تاریکی میں اس کے ساتھ چلتا ہے تو میں اس کے قدم اس دن مضبوط کر دوں گا جس روز قدم پھسل جائیں گے(5)۔

امام احمد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے سے آگ کو دور فرما دے گا۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مومن کو قتل کرنے میں ایک کلمہ برابر مدد کی وہ اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے(6)۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 16، صفحہ 90 (2553)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 149 (8784) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ ایضاً (8749) 4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 266، دار صادر بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 119، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 269 (2620)، بیروت

امام طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے باطل طریقہ سے کسی ظالم کی مدد کی تا کہ اس کے ذریعے حق کو باطل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بری ہو گیا(1)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ناحق کسی جھگڑا میں کسی کی مدد کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس عمل سے الگ ہو جائے(2)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ظالم کے ساتھ چلا تا کہ اس کی مدد کرے جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہو گیا(3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس کی سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں رکاوٹ بنی تو اس انسان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جو آدمی فوت ہوا جبکہ اس پر قرض تھا تو اس کی ادائیگی دراہم ودنانیر سے نہ ہوگی بلکہ ان کا بدلہ نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ ہوگا اور جو آدمی باطل میں جھگڑا جبکہ وہ جانتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس عمل سے الگ ہو جائے جس آدمی نے مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اللہ تعالیٰ اسے فساد کے کیچڑ میں سکونت دے گا یہاں تک کہ جو اس نے بات کی ہے اس سے قطع تعلق کر لے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت فسیلہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس نے اپنے والد واثلہ بن اسقع کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا نافرمانی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ نافرمانی یہ ہے کہ ایک آدمی ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنی قوم کے ساتھ چلا وہ خیال کرتا ہے کہ وہ گواہ ہے حالانکہ وہ حقیقت میں گواہ نہ تھا تو وہ جھوٹا گواہ ہے۔ جس نے بغیر علم کے خصومت میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک وہ اس عمل سے الگ ہو جائے۔ مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے، اسے گالی دینا فسق ہے(6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 451 (2968) مکتبۃ المعارف الریاض — 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 112، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 122 (7675)، بیروت — 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 121 (7673)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 122 — 6۔ ایضاً

جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ظلم کی صورت میں قوم کی مدد کرے تو وہ لڑھکتے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جبکہ وہ اس کی دنب کھینچ رہا ہے۔ حاکم کے الفاظ ہیں اس آدمی کی مثال جو ناحق اپنی قوم کی مدد کرتا ہے اس اونٹ کی طرح ہے جو بلندی سے لڑھک جائے اور وہ اس کی دم کھینچ رہا ہو(1)۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۟ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ؕ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ ؕ اَلْيَوْمَ يَىِٕسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ؕ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳

''حرام کیے گئے ہیں تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے اور گلا گھونٹنے سے مرا ہو، چوٹ سے مرا ہو، اوپر سے نیچے گر کر مرا ہو، سینگ لگنے سے مرا ہو اور جسے کھایا ہو کسی درندے نے سوائے اس کے جسے تم ذبح کرلو، اور (حرام ہے) جو ذبح کیا گیا ہو تھانوں پر اور (یہ بھی حرام ہے) کہ تم تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے یہ سب نافرمانی کے کام ہیں۔ آج مایوس ہو گئے ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا تمہارے دین سے، سو نہ ڈرو تم ان سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کرلیا ہے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین۔ پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں درآں حالیکہ نہ جھکنے والا ہو گناہ کی طرف تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا تاکہ میں لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاؤں اور ان پر اسلام کے شعائر کو پیش کروں میں اپنی قوم کے پاس آیا ہم اس طرح تھے کہ خون کا ایک پیالہ لائے، وہ سب اسے کھانے لگے، انہوں نے کہا اے محمدی آؤ اور کھاؤ۔ میں نے کہا تم پر ہلاکت ہو میں تمہارے پاس اس کی طرف سے آیا ہوں جو اس چیز کو حرام قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ حکم نازل کیا ہے لوگوں نے پوچھا وہ کیا حکم ہے تو میں نے ان پر یہ آیت تلاوت کی(2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی خنزیر کا گوشت کھائے تو

1۔ شعب الایمان، جلد 6 صفحہ 123، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 744، دارالکتب العلمیہ بیروت

اس پر توبہ پیش کی جائے اگر وہ توبہ کرلے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کردیا جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ جنہیں بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔ وَالْمُنْخَنِقَةُ سے مراد ہے جس کا دم گھٹ جائے اور مرجائے وَالْمَوْقُوْذَةُ سے مراد ہے جسے لاٹھی کے ساتھ مارا جائے اور وہ مرجائے وَالْمُتَرَدِّيَةُ سے مراد ہے جو پہاڑ سے لڑھکے اور مرجائے وَالنَّطِيْحَةُ وہ بکری جسے بکری سینگ مارے اور وہ مرجائے وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ جسے درندہ پکڑ لے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ مگر جسے تم ذبح کرلو جبکہ اس میں ابھی روح ہو پس اسے کھاؤ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ جو ان بتوں کی مخصوص جگہوں پر ذبح کی جائیں وہ لوگ جانوروں کو وہاں ذبح کرتے جہاں بت نصب ہوتے اور ان پر ان بتوں کا نام لیتے وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ یہ وہ پیالہ تھا جس کے ذریعے وہ امور میں تقسیم چاہتے ذٰلِكُمْ فِسْقٌ یعنی ان میں سے کسی چیز کو بھی کھایا تو وہ فسق ہے(1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالْمُنْخَنِقَةُ کے بارے میں بتائیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا عربوں کا طریقہ تھا کہ وہ بکری کا گلا دباتے۔ جب وہ بکری مرجاتی تو اس کا گوشت کھالیتے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امرؤالقیس کا یہ شعر نہیں سنا۔

يَغُطُّ غَطِيْطَ البكر شُدَّ خُنَاقُهُ لِيَقْتُلَنِيْ وَالْمَرْءُ لَيْسَ بِقَتَّالٍ

وہ اس اونٹ کی طرح آواز نکالتا ہے جس کا گلا دبادیا گیا ہوتا کہ وہ مجھے قتل کرے جبکہ آدمی قاتل نہیں۔

حضرت نافع رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ کے فرمان والموقوذة کے بارے میں بتایئے فرمایا وہ جانور جسے لکڑی سے مارا جائے یہاں تک کہ وہ مرجائے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

يَلْوِيْنَنِيْ دَيْنَ النَّهَارِ وَاَقْتَضِيْ دَيْنِيْ اِذَا وَقَذَ النُّعَاسُ الرُّقَّدَا

وہ مجھ سے دن کے قرض سے ٹال مٹول کرتی ہیں جبکہ میں اپنے قرض کا اس وقت تقاضا کرتا ہوں جب نیند سونے والوں کو مارتی ہے۔

عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان (الانصاب) کے بارے میں بتایئے فرمایا الانصاب سے مراد وہ پتھر ہے جن کی عرب عبادت کرتے تھے اور ان بتوں (پتھروں) کے لئے وہ جانور ذبح کرتے تھے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ زبیانی کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

فَلَا لَعَمْرُ الَّذِيْ مُسِحَتْ كَعْبَتُهُ وَمَا هُرِيْقَ عَلَى الْاَنْصَابِ مِنْ جَسَدٍ

ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے کعبہ کو چھوا گیا اور ان کی قسم جو جانور پتھروں پر ذبح کئے گئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 84-82، داراحیاء التراث العربی بیروت

عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کے بارے میں بتایئے فرمایا اَلْاَزْلَام وہ تیر ہیں جن کے ذریعے وہ امور میں تقسیم چاہتے ان تیروں میں سے ایک پر یہ لکھا ہوتا (اَمَرَنِیْ رَبِّیْ) میرے رب نے مجھے حکم دیا دوسرے تیر پر لکھا ہوتا (نَهَانِیْ رَبِّیْ) میرے رب نے مجھے منع کیا۔ جب وہ کسی کے بارے میں فیصلہ کا ارادہ کرتے تو وہ اپنے بتوں کے گھر میں آتے پھر ان تیروں کو کپڑے سے ڈھانپ دیتے تو جو تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حطیئہ کا شعر نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے۔

لَا یَزْجُرُ الطَّیْرَانِ مَرَّتْ بِهٖ سَنْحًا وَلَا یُفَاضُ عَلٰی قَدَحٍ بِاَزْلَامٍ

وہ فال کے پکڑنے کے لئے پرندہ نہیں اڑاتا جب وہ اس کے سامنے سے دائیں جانب سے بائیں جانب گزرے اور نہ ہی اسے جوئے والے تیروں کے پیالے میں پیش کیا جاتا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں شکار کو معراض (بغیر پر کا تیر) مارتا ہوں جو اسے لگ جاتا ہے۔ فرمایا جب تو ایسا تیر مارے وہ اسے زخمی کر دے تو اسے کھالے اگر چوڑائی کی صورت میں اسے لگے تو اسے نہ کھا کیونکہ وہ تو وقیذ ہے یعنی لکڑی سے اسے مارا گیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رادہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جو کنویں میں گر پڑے اور متردیہ اس جانور کو کہتے ہیں جو پہاڑ سے لڑھکے اور مر جائے۔

حضرت ابو میسر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ اسے منطوحۃ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اکیل السبع پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو موقوذہ، متردیہ اور نطیحہ کو اس حالت میں پائے کہ وہ ہاتھ، پاؤں ہلا رہے تھے تو اسے (ذبح کر کے) کھالے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا شریطۃ نہ کھاؤ کیونکہ یہ شیطان کا ذبیحہ ہے (2) ابن مبارک نے کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ تو حیوان سے اس خون اس کی جلد کاٹ کر نکالے مگر حلقوم سے اسے ذبح نہ کرے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کا مفہوم یہ ہے کہ کعبہ شریف کے اردگرد پتھر تھے۔ دور جاہلیت میں جن پر جانور ذبح کیے جاتے تھے۔ جب چاہتے ان کی جگہ اور پتھر بدل دیتے۔ یہ اس وقت ہوتا جب انہیں ان میں کوئی پتھر اچھا لگتا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عربوں کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 14-13، صفحہ 63 (1929)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاطعمۃ، جلد 4، صفحہ 126 (7104) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 91، بیروت

تیراور ایرانیوں کے نرد کے مہرے ہیں جن سے وہ جوا کھیلتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِالْاَزْلَامِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد تیر ہیں جن کے ساتھ وہ سفر جنگ اور تجارت کا فال نکالتے۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ازلام سے مراد تیر ہیں جب وہ لوگ سفر کا ارادہ کرتے تو سفر کرنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کے تیر نکالتے، اگر سفر کرنے کا تیر نکلتا تو سفر پر روانہ ہو جاتے، اگر گھر میں بیٹھے رہنے کا تیر نکلتا تو گھر میں بیٹھے رہتے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ازلام کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سفید کنکریاں ہیں جو وہ پھینکا کرتے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب وہ لوگ کسی امر یا سفر کا ارادہ کرتے تو وہ تین تیروں کا اہتمام کرتے۔ ایک پر لکھا ہوتا میرے رب نے مجھے حکم دیا، دوسرے پر لکھا ہوتا میرے رب نے مجھے منع کیا ہے۔ تیسرے کو خالی چھوڑ دیتے اس پر کچھ بھی نہ لکھا ہوتا پھر ان میں حیلہ کرتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر امرنی (مجھے حکم دیا ہے) کا لفظ ہوتا تو وہ کام کر گزرتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر لکھا ہوتا مجھے منع کیا ہے تو وہ اس سے رک جاتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر کچھ بھی نہ لکھا ہوتا تو پھر فال نکالتے (3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کہانت کی یا تیروں سے فال نکالی یا فال پکڑتے ہوئے کام سے واپس آ گیا تو وہ کبھی بلند درجہ حاصل نہیں کر سکتا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلْیَوْمَ یَىِٕسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اب کافر اس چیز سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم ان کے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے (5)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اہل مکہ اب اس امر سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم ان کے دین اور بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ گئے۔ حضور ﷺ کی اتباع کرنے میں ان کفار سے نہ ڈرو بلکہ بتوں کی عبادت کرنے اور حضرت محمد ﷺ کی تکذیب میں مجھ سے ڈرو۔ جب حضور ﷺ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے تو جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے جبکہ مسلمان دعائیں کر رہے تھے (یہ آیت سنائی) اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ تمہارے لئے حلال وحرام کے احکام کو مکمل کر دیا اس کے بعد حلال وحرام کا حکم نازل نہیں ہوگا۔ میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی ہے۔ اب تمہارے ساتھ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ میں نے تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ اکیاسی دن تک اس دنیا میں رہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 203، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 95

روح کو قبض کر لیا(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے یہ اس وقت ہے جب تو اس پر عمل کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم یہ خوف نہ کرو کہ اب وہ کفار تم پر غالب آ جائیں گے(2)۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ عبادت گزار جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں گے لیکن وہ ان میں لڑائی جھگڑے کا سلسلہ جاری رکھے گا(3)۔

امام بیہقی شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اب سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے گی لیکن وہ تم میں سے ایسی باتوں پر راضی ہوگا جن کو تم حقیر جانتے ہو(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان اس امر سے مایوس ہو چکا ہے کہ عرب کی سرزمین میں بتوں کی عبادت کی جائے لیکن وہ تم سے اس کے علاوہ ایسی چیزوں سے خوش ہوگا جن کو تم حقیر جانتے ہو جبکہ یہ چیزیں قیامت کے دن ہلاکت خیز ہیں جہاں تک ہو سکے مظالم سے بچو(5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم اور مومنوں کو آگاہ کیا کہ ان کے لئے ایمان مکمل کر دیا گیا۔ اب تم اس کی زیادتی کے کبھی محتاج نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل کر دیا، اب اس میں کبھی بھی کمی نہیں کی جائے گی، اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے، اب اس پر ناراض نہیں ہوگا(6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دین کو خالص کر دیا ہے اور مشرکوں کو بیت اللہ سے دور کر دیا ہے۔ کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت عرفہ کے روز نازل ہوئی اس روز جمعہ تھا(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ جمعہ کا دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مسجد حرام سے دور کر دیا اور حج مسلمانوں کے لئے خالص کر دیا(8)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک اور مسلمان اکٹھے بیت

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
3۔ صحیح مسلم، باب تحریش الشیطان، جلد 2، صفحہ 376، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 456
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 455
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 97
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 98

اللہ کا حج کرتے۔ جب سورت برآت نازل ہوئی تو مشرکوں کو بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا۔ مسلمانوں نے بیت اللہ کا حج کیا۔ مشرکوں میں سے کوئی بھی ان کے ساتھ حج میں شریک نہیں تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تکمیل تھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حج کو تمہارے لئے مکمل کیا اور مشرکوں کو بیت اللہ شریف سے دور کر دیا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ ﷺ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے۔ لوگ حضور ﷺ کے ارد گرد تھے۔ دور جاہلیت کا مینار اور ان کے مناسک ختم ہو گئے۔ شرک میں ضعف پیدا ہو گیا۔ بیت اللہ شریف کا کسی نے بھی ننگے طواف نہ کیا۔ اس سال کسی مشرک نے بھی حضور ﷺ کی معیت میں بیت اللہ شریف کا طواف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام عبد بن حمید نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ پر یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ مقام عرفات میں تھے۔ جب حضور ﷺ کو یہ آیات اچھی لگیں تو آپ ﷺ نے انہیں سورت کے آغاز میں رکھ دیا فرمایا جبرئیل امین تعلیم دے رہے تھے کہ کیسے حج کیا جائے۔

امام حمیدی، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی تم اپنی کتاب میں ایک آیت پڑھتے ہو۔ اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے؟ تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس دن کو خوب جانتا ہوں جس میں یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ جس گھڑی میں وہ نازل ہوئی اسے بھی جانتا ہوں۔ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر جمعہ کے دن یوم عرفہ (نو ذی الحجہ) کو نازل ہوئی(4)۔

امام اسحاق بن راھویہ نے اپنی مسند میں اور عبد بن حمید نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ لوگوں نے اس آیت کا ذکر کیا تو اہل کتاب میں سے ایک آدمی نے کہا اگر ہم جانتے کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تو ہم اسے عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ جس نے اس دن کو ہمارے لئے عید بنایا ہے۔ یہ آیت یوم عرفہ کو نازل ہوئی۔ اس کا دوسرا دن یوم النحر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس امر کو مکمل کر دیا ہم یہ بھی جان گئے کہ اس کے بعد معاملہ کمی میں رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عنترہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت حج اکبر کے دن نازل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 98، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 97 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 98
4۔ سنن نسائی، باب زیادۃ الایمان، جلد 8-7، صفحہ 114، دار الریان قاہرہ

ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے کون سی چیز رلا رہی ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ چیز رلا رہی ہے کہ ہم اس حال میں تھے کہ ہمارے دین میں اضافہ ہوتا تھا اب یہ مکمل ہو گیا۔ کوئی بھی چیز جب مکمل ہوتی ہے تو اس میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچی بات کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قبیصہ بن ابی ذؤیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ آیت اس امت کے علاوہ کسی اور امت پر نازل ہوتی، جس دن یہ آیت ان پر نازل ہوتی وہ اس کو تلاش کرتے اور اسے عید بنا لیتے، اس دن وہ اجتماع کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کعب وہ کون سی آیت ہے؟ عرض کی یہ آیت اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس دن یہ آیت نازل ہوئی، جس جگہ نازل ہوئی اسے بھی جانتا ہوں، یہ آیت جمعہ کے دن اور نو ذی الحجہ کو نازل ہوئی۔ الحمد للہ یہ دونوں ہمارے لئے عید ہیں (2)۔

امام طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کو تلاوت کیا تو ایک یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں میں نازل ہوئی جمعہ اور عرفہ کے دن (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عیسیٰ بن حارثہ انصاری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ہم دیوان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نصرانی نے ہم سے کہا اے مسلمانو تم پر ایک آیت نازل ہوئی ہے۔ اگر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن اور ساعت کو عید بنا لیتے۔ جب تک ہم میں سے دو بھی باقی رہتے۔ ہم (مسلمانوں) میں سے کسی نے بھی اسے جواب نہ دیا۔ میں محمد بن کعب قرظی سے ملا۔ اسے میں نے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کیا تم نے اسے جواب نہیں دیا۔ فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ آپ یوم عرفہ کو پہاڑ پر وقوف کیے ہوئے تھے جب تک مسلمانوں میں ایک آدمی بھی باقی رہے گا یہ ان کے لئے عید رہے گی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت داؤد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عامر بن شعبی سے کہا یہودی کہتے ہیں عربوں نے اس دن کو کیوں یاد نہیں رکھا جس میں ان پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل فرمایا۔ عامر نے کہا کیا تجھے وہ دن یاد نہیں؟ میں نے پوچھا وہ کون سا دن ہے؟ فرمایا عرفہ کا دن۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذوالحجہ کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی جبکہ آپ ﷺ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے (6)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے حضرت عمرو بن قیس سکونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 100　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 100

سفیان رضی اللہ عنہما کو منبر پر بیٹھ کر اس آیت کو مشکل سے پڑھتے ہوئے سنا یہاں تک کہ انہوں نے اس آیت کو ختم کیا۔ فرمایا یہ آیت نو ذی الحجہ جمعہ کے دن نازل ہوئی (1)۔

امام بزار، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ آپ ﷺ مقام عرفات میں جمعہ کے روز وقوف کیے ہوئے تھے (2)۔

امام بزار نے صحیح سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ آپ مقام عرفات میں تھے۔

امام ابن جریر نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی پیر کے روز پیدا ہوئے، پیر کے روز انہیں نبوت عطا کی گئی، مکہ مکرمہ سے پیر کے روز نکلے، مدینہ طیبہ میں پیر کے روز داخل ہوئے، مکہ مکرمہ پیر کے روز فتح ہوا، سورۂ مائدہ پیر کے دن نازل ہوئی اور پیر کے روز ہی رسول اللہ ﷺ نے اس جہاں فانی سے پردہ فرمایا (3)۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور ان کے لئے ولایت کا اعلان کیا تو جبرئیل امین یہ آیت لائے (4)۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر نے ضعیف سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب غدیر کا دن تھا۔ یہ ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی، اس کے بعد حلال و حرام کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے واپس تشریف لائے تو وصال فرما گئے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ حج کیا۔ ہم چل رہے تھے کہ جبرئیل امین ایک سواری پر ظاہر ہوئے۔ قرآن حکیم کے بوجھ کی وجہ سے سواری بوجھ برداشت نہ کر سکی تو وہ بیٹھ گئی۔ میں آپ کے پاس حاضر ہوئی، جو چادر میرے اوپر تھی وہ میں نے آپ ﷺ پر ڈال دی (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ اکیاسی دن تک زندہ رہے (7)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

1۔ [illegible]، جلد 19، صفحہ 392 (291) مکتبۃ العلوم والحکم بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 220 (6916)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 101، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 42، صفحہ 237، دارالفکر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 42، صفحہ 233
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
7۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ ہر دین والے کے لئے اس کے دین کو مثالی صورت دی جائے گی۔ جہاں تک ایمان کا تعلق ہے وہ اہل ایمان کو خوشخبری دے گا اور ان کے ساتھ بھلائی کا وعدہ کرے گا یہاں تک کہ اسلام آئے گا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے ہی قبول کروں گا اور آج تیرے بدلے میں ہی جزا دوں گا (1)۔

امام احمد نے حضرت علقمہ بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قوم کے ایک آدمی سے فرمایا تو نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام کی کیسے صفت بیان کرتے ہوئے سنا تو اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام جذعہ (جانور کے چھوٹے بچے) کی طرح ظاہر ہوا پھر دو دانتوں والا پھر چار والا پھر چھ والا پھر کچلیاں نکالنے والے کی طرح ہو گیا۔ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچلیاں نکالنے کے بعد پھر نقصان ہی ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **فَمَنِ اضْطُرَّ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو آدمی اس جانور کو کھانے پر مجبور ہو گیا جن کا اس صورت کے آغاز میں ذکر کیا گیا **مَخْمَصَةٍ** کا معنی بھوک **غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ** کا معنی گناہ میں حد سے تجاوز کرنے والا (3)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان **فِي مَخْمَصَةٍ** کے بارے میں بتائیے فرمایا اس کا معنی بھوک اور مشقت ہے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا وہ کہتا ہے۔

تَبِيْتُوْنَ فِي الْمَشْتَى مَلَاءَ بُطُوْنِكُمْ　　　وَجَارَاتُكُمْ غَرْثَى يَبِتْنَ خَمَائِصَا

تم موسم سرما میں بھرے پیٹ رات گزارتے ہو جبکہ تمہارے پڑوسی بھوکے خالی پیٹ رات گزارتے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے ایسی بھوک جو گناہ کا باعث نہ ہو میں مبتلا ہو جائے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجبور آدمی کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اسے مشقت کی وجہ سے کھائے جبکہ وہ گناہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو جو آدمی بغاوت کر کے حد سے تجاوز کرے یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نکلے تو اس کے لئے کھانا حرام ہے (4)۔

امام احمد اور امام حاکم نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسے علاقے میں رہتے ہیں کہ ہمیں بھوک اور قحط سالی آجاتی ہے، ہمارے لئے مردار کھانا کیا حلال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ کنز العمال، جلد 1، صفحہ 392، موسسۃ الرسالۃ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 104　　4۔ ایضاً

ہوتا ہے؟ فرمایا جب تمہیں صبح وشام کا کھانا نہ ملے اور تم سبزی بھی نہ پاؤ تو تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو(1)۔

امام ابن سعد اور ابوداؤد نے حضرت فجیع عامری سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے مردار کب حلال ہے؟ پوچھا تمہارا کھانا کیا ہے؟ عرض کی ہم شام کے وقت اور صبح کے وقت کھانا کھاتے ہیں۔ فرمایا ایک پیالہ صبح اور ایک پیالہ شام کے وقت عرض کی اتنا جبکہ بھوک اس سے انکار کرے۔ فرمایا مردار اسی حالت میں حلال کیا گیا ہے(2)۔

امام حاکم نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو شام کے وقت گھر والوں کو دودھ سے سیراب کرے تو اس مردار سے اجتناب کر جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا(3)۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَ مَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ٘ فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَ اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴

"پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا کیا حلال کیا گیا ہے ان کے لئے آپ فرمایئے حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور (شکار) ان کا سکھایا ہے تم نے جنہیں شکاری جانوروں سے شکار پکڑنے کی تعلیم دیتے ہوئے تم سکھاتے ہو انہیں (وہ طریقہ) جو سکھایا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے۔ تو کھاؤ اس میں سے جسے پکڑے رکھیں تمہارے لئے اور لیا کرو اللہ کا نام اس جانور پر اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ بہت تیز ہے حساب لینے میں"۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جبرئیل امین نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔ جبرئیل امین نے حاضر ہونے میں دیر کی۔ حضور ﷺ نے چادر لی اور باہر تشریف لے آئے۔ فرمایا ہم نے تجھے اجازت دے دی تھی۔ جبرئیل نے عرض کی ہاں لیکن ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو صحابہ نے دیکھا تو گھر کے ایک حصہ میں پلا موجود تھا۔ ابو رافع نے کہا حضور ﷺ نے مجھے حکم دے دیا کہ مدینہ طیبہ میں جتنے بھی کتے ہیں انہیں قتل کر دو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان جانوروں میں سے ہمارے لئے کیا حلال ہے جنہیں آپ ﷺ نے قتل کا حکم دیا ہے؟ حضور ﷺ خاموش ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنا کتا چھوڑے۔ اللہ تعالیٰ کا نام لے کتا اس کے کھانے سے رک جائے تو وہ آدمی وہ جانور کھا لے جسے کتے نے نہ کھایا ہو(4)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 139 (7156) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 178، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 139 (7157) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 107، بیروت

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو کتے مارنے کے لئے بھیجا۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کتے مارڈالے یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ کی مضافاتی بستیوں تک جا پہنچے۔ تو حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن خیثم رضی اللہ عنہ اور حضرت عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ حاضر ہوئے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمارے لئے اس میں سے کیا حلال ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ اس امت سے ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ بن مہلہل طائی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ نے مردار ہم پر حرام کیا ہے، ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم طائی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا۔ حضور ﷺ اس کے حکم سے اچھی طرح آگاہ نہ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مائدہ میں اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ اس سے جس نے اس کے سامنے یہ بیان کی جو ان چیزوں کے بارے میں فتویٰ لینا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کن چیزوں کو حلال فرمایا اور کن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تیرے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام فرمائی ہیں مگر اس صورت میں کہ تو اپنے کھانے کا محتاج ہو تو اس سے کھائے یہاں تک کہ اس سے غنی ہو جائے۔ اس آدمی نے عرض کی میرے فقر کی کیا حد ہے میرے لئے ایسا کھانا حلال کرتا ہے اور میری غنا کتنی ہے جو مجھے اس قسم کی چیز کھانے سے روکتی ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو پیدائش کی امید رکھتا ہوا اپنے جانور کے گوشت سے اس کے حمل تک جا پہنچے یا تو غنا کی امید رکھتا تھا تو تو اس میں سے کوئی چیز پائے تو تو اپنے گھر والوں کو اتنا کھلا جتنا مناسب ہو یہاں تک تجھے اس کی ضرورت نہ رہے۔ اعرابی نے کہا میرا اغناء سے کیا مراد ہے؟ جب پاؤں تو اس چیز کو چھوڑ دوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو اپنے گھر والوں کو رات کا دودھ پلا دے تو اس کھانے سے اجتناب کر جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حلال کیا ہے اور جو چیز تیری اپنی ہے وہ سب تیرے لئے آسانی کا باعث ہے اس میں کوئی بھی حرام نہیں (4)۔

امام طبرانی نے حضرت صفوان بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عرفطہ بن نہیک تمیمی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا اور میرے گھر والوں کا رزق اس شکار سے ہوتا ہے ہمارا اس میں حصہ اور برکت ہے۔ تاہم یہ چیز ہمیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 107، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 108
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 111
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 105

اللہ کے ذکر اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے غافل کر دیتی ہے۔ ہمیں اس کی سخت ضرورت بھی ہوتی ہے۔ کیا آپ ﷺ یہ امر ہمارے لئے حلال کرتے ہیں یا حرام کرتے ہیں؟ فرمایا میں حلال کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حلال کیا ہے، یہ کتنا اچھا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔ مجھ سے قبل جتنے بھی اللہ کے رسول تھے سب شکار کرتے اور شکار کی تلاش کرتے۔ جب تو رزق کی تلاش کی وجہ سے جماعت سے غائب ہو تو جماعت اور جماعت میں شریک لوگوں کی محبت اور اللہ کے ذکر اور ذکر کرنے والوں کی محبت یہی تیرے لئے کافی ہوگی۔ اپنے لئے اور گھر والوں کے لئے حلال تلاش کر، بے شک یہ بھی اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ یہ بات ذہن نشین کرلے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صالح تاجروں کو حاصل ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُكَلِّبِيْنَ سے مراد سدھائے ہوئے درندے اور سدھایا ہوا باز ہے۔ جوارح سے مراد کتے، چیتے، شکرے وغیرہ ہیں فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ یعنی وہ کھاؤ جنہیں وہ قتل کر دیں اگر وہ مار ڈالے مگر ساتھ ہی اس کو کھا جائے تو اسے نہ کھاؤ۔ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فرمایا جب تو اپنے درندے کو چھوڑے تو بسم اللہ کہہ اگر بھول جائے تو تب بھی کوئی حرج نہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد پرندے اور کتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ شکار کو مار ڈالیں جب تو نے اپنا کتا، پرندہ یا تیر چھوڑا تھا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا تھا۔ تو اس چیز نے شکار روک لیا یا مار ڈالا تو اس شکار کو کھالو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجوسی کا تربیت یافتہ کتا، اس کا باز یا شکرہ شکار کو پکڑتا ہے جسے مجوسی نے ہی سدھایا تھا۔ مسلمان اسے چھوڑتا ہے اور وہ شکار کو پکڑ لیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مسلمان اسے نہ کھائے۔ اگرچہ اس نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہو کیونکہ یہ کتا مجوسی کا سدھایا ہوا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ

امام ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم انہیں شکار کی تلاش کرنا سکھاتے ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتے کا سدھائے ہوئے ہونے سے مراد ہے کہ وہ شکار کو روک لے اسے نہ کھائے یہاں تک کہ اس کا مالک آجائے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کتا کھائے تو تو اسے نہ کھا کیونکہ اس نے وہ شکار اپنے لئے روکا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے باز کے

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 51 (7342)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 109
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 108
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 111
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 112

شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شکار وہ تیرے لئے روک دے اسے کھا (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تربیت یافتہ کتے چھوڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا جب تو تربیت یافتہ کتا چھوڑے اور چھوڑتے وقت تکبیر کہے تو جس جانور کو تیرے لئے روک لے اسے کھا میں نے عرض کی اگر چہ وہ اسے مار ڈالیں۔ فرمایا اگر چہ وہ اس شکار کو مار ڈالیں جب تک ان کے ساتھ کوئی ایسا کتا شریک نہ ہو جو سدھایا ہوا نہ ہو کیونکہ تو نے اپنے سدھائے ہوئے کتے پر تکبیر پڑھی ہے دوسرے پر تکبیر نہیں پڑھی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسی قوم ہیں جو کتوں اور بازوں سے شکار کرتے ہیں، ان میں سے کون سی چیز ہمارے لئے حلال ہے؟ فرمایا تمہارے لئے حلال ہیں (وہ چیزیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے پھر فرمایا جو تو کتا چھوڑے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے تو جس جانور کو وہ تیرے لئے روک لے اسے کھا میں نے عرض کی اگر چہ وہ جانور کو مار ڈالے فرمایا اگر چہ وہ جانور کو مار ڈالے جبکہ اس جانور کو نہ کھائے جس کو اس نے روک رکھا ہے۔ میں نے عرض کی ہم ایسی قوم ہیں جو تیر سے شکار کرتے ہیں، ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ فرمایا جس تیر پر اللہ کا نام لے اور تو اس جانور کو زخمی کر دے تو اسے کھا لے۔

امام عبد بن حمید نے علی بن حکم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے بتائیے میں اپنے کتے کو چھوڑوں اس پر تکبیر کہوں تو وہ شکار کو مار ڈالے کیا میں اس شکار کو کھا لوں۔ فرمایا ہاں۔ نافع نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ جبکہ آپ یہ کہتے ہیں اگر چہ وہ جانور کو قتل کر دے۔ فرمایا اے ابن ازرق تجھ پر افسوس مجھے بتا۔ اگر وہ بلے کو روک لے اور تو اسے ذبح کر لے کیا اس کا حکم تیری خواہش پر ہوگا، اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آیت کن کتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بنو طے کے نبہان خاندان کے کتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اے ابن ازرق تجھ پر افسوس۔ یقیناً یہ تیرے لئے بڑی خبر ہوگی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کتا جو سدھایا ہوا نہ ہو، اگر اس نے شکار کو روک لیا تو تو نے اس کو ذبح کر لیا تو اسے کھا لے، اگر تو اس کو ذبح نہ کر سکے تو نہ کھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اس کتے نے شکار کا کچھ حصہ کھا لیا تو تو اس کو نہ کھا، اگر شکرے نے اس کو کھا لیا ہو تو اسے کھا لے کیونکہ کتے کو تو مار سکتا ہے مگر شکرے کو تو نہیں مار سکتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کوے کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ پاکیزہ چیزوں میں ہے؟ فرمایا وہ طیبات میں سے کیسے ہو سکتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فاسق فرمایا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 110 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الصید بالکلاب المعلمۃ، جلد 14-13، صفحہ 63، بیروت

طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۫ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَ لَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۫ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۠ ۝

"آج حلال کردی گئیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنہیں دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور تمہارا کھانا حلال ہے ان کے لئے اور (حلال ہیں) پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن عورتیں ان لوگوں کی جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے جب دے دو تم انہیں مہر ان کے پاک باز بنتے ہوئے نہ بدکاری کرتے ہوئے اور نہ چوری چھپے آشنا بناتے ہوئے اور جو انکار کرتا ہے ایمان کا تو بس ضائع ہو گیا اس کا عمل اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہوگا"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کے طعام سے مراد ان کے ذبیحہ ہیں، وہ تمہارے لئے حلال ہیں، ان کی محصن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ اجور سے مراد مہر ہیں۔ محصن بنتے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ مہر اور گواہوں کے ذریعے ان سے نکاح کرو۔ مسافح سے مراد اعلانیہ بدکاری کرنے والا اور مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ سے مراد مخفی طریقہ سے بدکاری کرنے والا (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے طعام کا معنی ذبیحہ نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لے دو محصنہ حلال کی ہیں: مومن محصنہ اور اہل کتاب محصنہ، ہماری عورتیں ان پر حرام ہیں، ان کی عورتیں ہمارے لئے حلال ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کر سکتے ہیں، وہ ہماری عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان نصرانی عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نصرانی مسلمان عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔

آیت کی تفسیر میں امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لئے اہل کتاب کا کھانا اور عورتیں حلال ہیں (3)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہود

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 125

نصاریٰ کے ذبیحہ مسلمانوں کے لئے اس لئے حلال ہیں کیونکہ وہ تورات اور انجیل پر ایمان لائے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے محصنات کا معنی آزاد لیا ہے یعنی اہل کتاب کی آزاد عورتیں تم پر حلال ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے محصنات کا معنی پاک دامن نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے محصنات کا معنی پاک دامن اور جنابت کا غسل کرنے والی لیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سے مسلمان کے یہودی اور نصرانی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم نے ان سے فتح (مکہ) کے دور میں شادیاں کیں کیونکہ مسلمان عورتیں زیادہ نہیں پاتے تھے۔ جب ہم واپس لوٹے تو ہم نے انہیں طلاقیں دے دیں۔ فرمایا ان کی عورتیں ہمارے لئے حلال ہیں، ہماری عورتیں ان پر حرام ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اہل کتاب کی عورتوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ آیت اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 221 پڑھ کر سنائی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان اہل کتاب کی عورت سے شادی کر سکتا ہے۔ فرمایا مسلمان کو اہل کتاب کی عورتوں سے کیا غرض۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو بہت زیادہ کر دیا ہے اگر اس کے لئے اس عورت سے شادی کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو پاک دامن بنتے ہوئے اس سے نکاح کرے بدکار بنتے ہوئے اس سے تعلق نہ رکھے۔ آدمی نے پوچھا کہ مسافحہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مسافحہ سے مراد ایسی عورت ہے کہ مرد عورت کو آنکھ سے اشارہ کرے تو عورت اس کے پیچھے چلی آئے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُتَّخِذِيٓ اَخۡدَانٍ کا معنی نقل کیا ہے خفیہ دوستی کرنے والے اور ایک ہی عورت سے دوستی کرنے والے کیا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگوں نے کہا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے کیسے شادی کریں جبکہ وہ اپنے دین پر ہیں اور ہم اپنے دین پر ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَ مَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ (المائدہ:5) فرمایا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ کوئی بھی عمل ایمان کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ایمان ہی مضبوط حلقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ ہی عمل قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت اس پر حرام کرتا ہے جو ایمان کو ترک کرتا ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام قسم کی عورتوں سے منع کیا سوائے ان عورتوں کے جو مومن ہوں اور ہجرت کر کے آئیں اور اسلام کے علاوہ کے ہر دین اپنانے والے کو حرام قرار

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 341 (3213)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 126، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 131

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 132

دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ (المائدہ:5)(1)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

''اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لئے تو (پہلے) دھولو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر ہو تم جنبی تو (سارا بدن) پاک کرلو اور اگر ہو تم بیمار یا سفر پر یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت کے بعد یا صحبت کی ہو تم نے عورتوں سے پھر نہ پاؤ تم پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے یعنی مسح کرلو اپنے چہروں اور اپنے بازوؤں پر اس سے۔ نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ کہ رکھے تم پر کچھ تنگی بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ خوب پاک صاف کرے تمہیں اور پوری کردے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم شکریہ ادا کرتے رہو''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علقمہ بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضائے حاجت کرتے تو ہم آپ ﷺ سے گفتگو کرتے تو آپ ﷺ ہم سے گفتگو نہ کرتے۔ ہم آپ ﷺ کو سلام عرض کرتے تو آپ ﷺ ہمیں سلام کا جواب نہ دیتے یہاں تک کہ آپ گھر تشریف لاتے تو نماز والا وضو کرتے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ سے عرض کرتے ہیں جبکہ آپ ﷺ ہم سے بات نہیں کرتے ہم آپ ﷺ کو سلام کرتے ہیں تو آپ ﷺ ہمیں سلام کا جواب نہیں دیتے یہاں تک کہ یہ رخصت والی آیت نازل ہوئی (2)۔

امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے لئے وضو کرتے۔ جب فتح مکہ کا دن تھا حضور ﷺ نے وضو کیا اور خفین پر مسح کیا اور ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے آپ ﷺ نہیں کرتے تھے۔ فرمایا اے عمر میں نے یہ عمل جان بوجھ کر کیا ہے (3)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 64(3215)، دارالکتب العلمیہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 139، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارت، جلد 1، صفحہ 135، قدیمی کتب خانہ کراچی

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا عرض کی گئی کیا ہم آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی نہ لائیں۔ فرمایا مجھے وضو کا حکم اس وقت دیا گیا جب میں نماز کا ارادہ کروں (1)۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لئے وضو کا حکم دیا گیا خواہ آپ ﷺ پہلے وضو سے ہوں یا نہ ہوں جب یہ امر آپ ﷺ پر مشکل ہو گیا تو ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ سے وضو کا حکم اٹھا لیا گیا مگر حدث کی صورت میں (وضو کا حکم باقی رہا) (2)

امام ابن جریر اور نحاس نے اپنی ناسخ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے وضو کرتے اور اس آیت کی تلاوت کرتے (3)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کو فرمایا جو نماز میں کوتاہی کر رہا تھا، تم میں سے کسی کی نماز بھی اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اس طرح وضو نہ کرے جس طرح اللہ کا حکم ہے وہ اپنے چہرے کو دھوئے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے، سر پر مسح کرے اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے (4)۔

امام مالک، امام شافعی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زید بن اسلم اور حضرت نحاس رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب تم سو کر اٹھو (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب تم نماز کا ارادہ کرو اور وضو کی حالت میں نہ ہو تو یہ حکم ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غسل سے مراد رگڑنا ہے۔

امام دار قطنی اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو پانی اپنی کہنیوں پر بہاتے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ طلحہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور اپنے سر پر یوں مسح کیا حفص نے اپنے ہاتھوں کو اپنے سر پر گزارا یہاں تک کہ اپنی گدی پر مسح کیا (8)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب فی ترک الوضو قبل الطعام، جلد 8-7، صفحہ 29، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 136

4۔ سنن کبری از بیہقی، باب التسمیۃ علی الوضوء، جلد 1، صفحہ 44، دار الفکر بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 135

6۔ ایضاً

7۔ سنن الدار قطنی جلد 1 صفحہ 83 (15)، دار المحاسن قاہرہ

8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی مسح الراس کیف ھو جلد 1، صفحہ 23

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور اپنے سر کے اگلے حصہ اور پگڑی پر مسح کیا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا، فرماتے اس کا تعلق غسل سے ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا، فرمایا اس کا تعلق غسل سے ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور نحاس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس لفظ کی قرأت کرتے فرماتے امر غسل کی طرف راجع ہے (4)۔

امام عبد الرزاق اور طبرانی نے قتادہ سے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اس کا امر پاؤں کے دھونے کی طرف لوٹ رہا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرات حسن و حسین نے ان کلمات کو پڑھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے سنا جبکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر رہے تھے۔ فرمایا اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے (5)۔

حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے اسے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسرہ کے ساتھ نقل کیا انہوں نے کہا یہاں پاؤں میں حکم مسح کا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لوگ اس میں غسل (دھونے) کے علاوہ چیز کا انکار کرتے ہیں جبکہ میں کتاب اللہ میں مسح کا حکم پاتا ہوں (6)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وضو میں دو اعضاء کو دھونے اور دو اعضاء پر مسح کرنے کا حکم ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو اعضاء کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی مسح الراس کیف ھو، جلد 1، صفحہ 23، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 154، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1442، دار الصمیعی الریاض

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 26، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 154

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 27 (199)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 155

دھونے اور دو اعضاء پر مسح کرنے کو فرض کیا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ تیمم کا ذکر فرمایا تو دو اعضاء کے دھونے کو مسح بنا دیا اور دو اعضاء پر مسح کے معاملہ کو ترک کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے ان سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ حجاج نے ہمیں خطبہ دیا اور یہ کہا چہرے اور ہاتھوں کو دھو اور اپنے سر اور پاؤں پر مسح کرو، انسان کے اعضاء میں سے کوئی بھی حصہ قدموں سے زیادہ غلاظت کے قریب نہیں ہوتا پس تم قدموں کے باطن، ظاہر اور پنڈلیوں کو دھو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور حجاج نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے یہ آیت پڑھی حضرت انس رضی اللہ عنہ جب اپنے قدموں پر مسح کرتے تو انہیں تر کرتے (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے امام شعبی رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین مسح کا حکم لے کر نازل ہوئے کیا تم نہیں دیکھتے کہ تیمم میں ان اعضاء پر مسح کیا جاتا ہے جنہیں وضو میں دھویا جاتا ہے اور وضو میں جن اعضاء پر مسح کیا جاتا ہے انہیں تیمم میں چھوڑ دیا گیا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش سے اور حضرت نحاس نے حضرت شعبی رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں حکم مسح کا نازل ہوا اور سنت دھونے میں جاری ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء اَرْجُلَكُمْ کو مجرور پڑھتے جبکہ وہ پاؤں کو دھوتے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ پاؤں کو دھویا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ نے حکم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا طریقہ پاؤں دھونے کا چلا آرہا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے کسی کو پاؤں پر مسح کرتے ہوئے نہیں دیکھا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم مسح کے حکم کے ساتھ نازل ہوا جبکہ سنت پاؤں دھونا ہے (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے اور اس کے بعد بھی موزوں پر مسح کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 156، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 26، (191)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 155
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 156 6۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 582، دارالفکر بیروت

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مسح کا ذکر کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ تجھ سے زیادہ فقیہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سعد ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پاؤں پر مسح کیا ہے لیکن کیا آپ ﷺ نے اس وقت بھی مسح کیا ہے۔ جب سورۂ مائدہ نازل ہوئی کیونکہ اس سورت نے ہر حکم کو محکم کر دیا اور یہ سورۂ برأت کے علاوہ قرآن کی آخری سورت ہے جو نازل ہوئی تو کسی نے بھی کچھ نہ کہا(1)۔

امام ابوالحسن بن صخر نے ہاشمیات میں ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین نے اس آیت کو میرے چچازاد پر نازل کیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ کو درمیان میں رکھ لو۔

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ الفاظ بیہقی کے ہیں کہ حضور ﷺ نے قضائے حاجت کی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور خفین پر مسح کیا، فرمایا مجھے کوئی مسح کرنے سے منع نہیں کر سکتا جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے ہوئے سنا ہے۔ تو لوگوں نے کہا یہ حکم تو سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔ انہوں نے جواب دیا میں تو سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد مسلمان ہوا تھا(2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا(3)۔

امام ابن عدی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا موزوں پر مسح کرو(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت قاسم بن فضل حدانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جعفر نے ٹخنوں سے۔ لوگوں نے کہا یہاں۔ ابو جعفر نے کہا یہ تو پنڈلی کا سر ہے لیکن ٹخنیں وہ ہیں جہاں جوڑ ہوتا ہے(5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاطَّهَّرُوْا کا معنی ہے تم غسل کرو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا جس کے کپڑے بڑے عمدہ خوشبو اچھی اور چہرہ خوبصورت تھا۔ عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ حضور ﷺ نے جواب دیا وعلیک السلام۔ عرض کی کیا میں آپ ﷺ کے قریب ہو سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں۔ وہ آدمی آپ ﷺ کے قریب ہوا یہاں تک کہ اپنا گھٹنا حضور ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ ملا دیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ شریف کا حج کرے اور جنابت کی صورت میں

1۔ مجمع اوسط، جلد 3، صفحہ 443 (2952) الریاض
2۔ صحیح مسلم، باب المسح علی الخفین، جلد 1، صفحہ 132، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 161، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 5، صفحہ 461 (142-1109) بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 165، داراحیاء التراث العربی بیروت

غسل کرے۔ عرض کی آپ ﷺ نے سچ کہا ہے۔ ہم نے کہا ہم نے آج تک اللہ کی قسم ایسا آدمی نہیں دیکھا گویا وہ حضور ﷺ کو سکھا رہا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت وہب ذماری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زبور میں لکھا ہے جس نے جنابت کا غسل کیا وہ میرا سچا بندہ ہے اور جو جنابت کی صورت میں غسل نہ کرے وہ میرا حقیقی دشمن ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی کو احتلام ہوا جبکہ اس کے اعضاء کٹے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اسے غسل دیا تو وہ مر گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غسل کرانے والوں نے اسے قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔ انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ضائع کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بینائی جانے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔ آپ نے ایک جماعت کے افراد کو سنا جو مجامعت، ملامست اور رفث کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے جبکہ ان کا معنی نہیں جانتے تھے کہ سب کا معنی ایک ہے یا مختلف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم عرب کے تمام قبائل کی لغت پر نازل فرمایا۔ لوگ جس کے ذکر سے حیاء نہیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عیاں کر دیا اور جس کے ذکر سے لوگ حیاء کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کنایہ کے انداز میں ذکر کر دیا جبکہ عرب اس کا معنی خوب جانتے ہیں کیونکہ مجامعت، ملامست، رفث اور انگلیاں کانوں میں رکھنا سب کا معنی ایک ہے پھر فرمایا خبردار الا ھو انسیك یہی جماع ہے۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کا معنی بتایئے فرمایا یا تم ان عورتوں سے جماع کرو۔ ہذیل کہتے ہیں اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔ عرض کی کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیع کا شعر نہیں سنا۔

یَلْمِسُ الْاَحْلَاسَ فِيْ مَنْزِلِهٖ بِيَدَيْهِ كَالْيَهُوْدِيِّ الْمُصَلِّ

وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ گھر میں چادر سے جماع کرتا رہتا ہے جیسے عبادت گزار یہودی۔

اعمش نے کہا

وَرَادِعَةٌ صَفْرَاءَ بِالطِّيْبِ عِنْدَنَا لِلَمْسِ النَّدَامٰى مِنْ يَدِ الدِّرْعِ مُنْتَقٍ

وہ ہمارے زیورات کو خوشبو لگاتی ہے تاکہ مجلس شراب میں شریک لوگوں کو اپنی قمیص کے ہاتھ سے چھوے، جس پر خوشبو لگی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر پانی تجھے مشقت میں ڈال دے اور پاک مٹی تجھے بے بس نہ کرے تو تو اپنی ہتھیلیاں پاکیزہ مٹی میں رکھ، پھر دونوں ہاتھوں کو جھاڑ دے پھر دونوں کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والاسلام، جلد 6، صفحہ 170، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ساتھ اپنے ہاتھوں اور چہروں پر مسح کر لے۔ جنابت کے غسل اور نماز کے وضو میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ جس نے پاک مٹی سے تیمم کیا پھر پانی پر قادر ہو گیا تو اس پر اعضاء کا دھونا لازم ہے جبکہ وہ نماز ہو گئی ہے۔ جس کو وہ پہلے پڑھ چکا ہے جس کے پاس تھوڑا سا پانی ہے جبکہ خود اس کو پیاس کی وجہ سے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو وہ پاکیزہ مٹی سے تیمم کرلے اور پانی پی لے اسے یہی حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو زیادہ قبول کرنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ بیداء کے مقام پر میرا ہار گم گیا جبکہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری بٹھائی اور اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا تاکہ سو جائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، آپ نے مجھے سخت کچوکہ دیا۔ فرمایا تو نے ایک ہار کی وجہ سے لوگوں کو روک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر کی جگہ ہونے کے وجہ سے گویا مجھ پر موت طاری تھی جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سخت تکلیفیں دے رہے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے جبکہ صبح کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی تلاش کیا پانی نہ ملا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابی بکر اللہ تعالیٰ تم میں برکت ڈالے (1)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید اور ابن ماجہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کے ابتدائی حصہ کے ساتھ رات کے آخری وقت میں آرام کیا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں ظفار کے گھونگھوں کا بنا ہار ٹوٹ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی تلاش کے لئے آپ وہیں بیٹھ گئے یہاں تک کہ فجر خوب روشن ہو گئی جبکہ لوگوں کے پاس پانی بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر یہ حکم نازل کیا کہ وہ پاکیزہ مٹی سے طہارت حاصل کر لیں۔ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اٹھے تو اپنے ہاتھوں پر کندھوں تک مسح کیا اور ہاتھوں کے اندر والے حصہ سے بغل تک مسح کیا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حرج کا معنی ضیق (تنگ) کیا ہے (3)۔

امام مالک، امام مسلم اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بندہ مومن وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے تمام غلطیاں نکل جاتی ہیں پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ یہاں تک کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے (4)۔

امام ابن مبارک زہد میں، ابن منذر اور بیہقی شعب الایمان میں محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے وہ عبد اللہ بن دارہ سے وہ حمران سے جو حضرت عثمان کے غلام تھے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو بندہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کے ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا میرا معمول یہ تھا کہ جب میں کوئی حدیث سنتا تو

1۔ صحیح بخاری مع شرح، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 166، دار الفکر بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 263، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ صحیح مسلم، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، جلد 1، صفحہ 125، کراچی

اس کی مثل قرآن میں تلاش کرتا۔ میں نے اسے تلاش کیا اور اس کو قرآن میں پالیا پھر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 122 تلاوت کی تو میں پہچان گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نعمت کو مکمل نہیں کیا یہاں تک کہ اس کے گناہ بخش دیے پھر سورۂ مائدہ کی اس آیت کو تلاوت کیا تو میں پہچان گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی نعمت کو مکمل نہیں کیا یہاں تک کہ اس کے گناہ بخش دیے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ، اس کے کانوں، اس کی آنکھوں، اس کے ہاتھوں اور اس کے پاؤں سے نکل جاتے ہیں، اگر وہ بیٹھتا ہے تو بخشا ہوا بیٹھتا ہے (2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے گناہ بالوں کی جڑوں سے جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے قدم دھوتا ہے تو اس کے قدموں سے گناہ گر جاتے ہیں (3)۔

امام احمد اور طبرانی نے سند حسن سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی آدمی وضو کے لئے اٹھا جس میں وہ نماز کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ دھوئے تو اس کی ہتھیلیوں سے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ کلی کرے، ناک میں پانی ڈالے اور ناک کو صاف کرے تو پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کی زبان اور ہونٹوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کے کان اور آنکھ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے تو وہ گناہ سے یوں محفوظ ہو گیا جس طرح وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجے کو بلند فرماتا ہے اگر وہ بیٹھتا ہے تو سلامتی سے بیٹھتا ہے (4)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، اس نے اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا، اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس دن اس کے وہ تمام گناہ بخش دیے گئے جن کی طرف وہ چل کر گیا، اس کے ہاتھ نے جس کو پکڑا، اس کے کانوں نے جسے سنا، اس کی آنکھوں نے جسے دیکھا اور اس کے نفس نے وسوسہ کیا (5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی وضو کرتا ہے اپنے ہاتھ دھوتا ہے، منہ میں کلی کرتا ہے اس طرح وضو کرتا ہے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے اس سے وہ تمام گناہ گر جاتے ہیں جو اس

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 10 (2728)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 15 (39) مدینہ منورہ
3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 251 (7983) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 516 (1124)، دارالفکر بیروت
5۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 266 (8032)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے اس روز کیے۔ اس کے منہ نے کلام کی تھی، اس کے ہاتھوں نے مس کیا تھا، وہ چل کر اس کی طرف گیا تھا یہاں تک کہ اس کے گناہ اس کی اطراف سے گرتے ہیں پھر جب وہ مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو ایک قدم اس کے حق میں نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا قدم اس کے گناہ مٹاتا ہے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ثعلبہ بن عباد رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کی ٹھوڑی پر بہتا ہے پھر وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کی کہنیوں پر بہتا ہے، وہ پاؤں دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کے ٹخنوں سے بہتا ہے پھر وہ اٹھتا ہے نماز پڑھتا ہے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں (2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور منہ میں کلی کرتا ہے تو پانی کے ہر قطرے کے ساتھ اس کے گناہ گر جاتے ہیں جو گناہ اس نے زبان سے کیے وہ ناک میں پانی نہیں ڈالتا ہے مگر پانی کے ہر قطرے کے ساتھ اس کے وہ گناہ گر جاتے ہیں جن کی بو اس نے ناک سے پائی تھی وہ اپنے چہرے کو نہیں دھوتا مگر پانی کے قطرات کے ساتھ وہ گناہ گر جاتے ہیں جن کی طرف اس نے دونوں آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں سے کسی حصہ کو نہیں دھوتا مگر پانی کے قطرات کے ساتھ وہ گناہ نکل جاتا ہے جن سے اس نے پکڑا تھا وہ اپنے پاؤں میں سے کوئی حصہ نہیں دھوتا مگر پانی کے ہر قطرہ کے ساتھ ہر گناہ نکل جاتا ہے جن کی طرف وہ اپنے قدموں کے ساتھ چل کر گیا تھا۔ جب وہ مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کے حق میں نیکی لکھی جاتی ہے اور اس سے ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مقام پر پہنچ جاتا ہے (3)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے وضو کے بارے میں بتایئے فرمایا تم میں سے جو بھی وضو کے قریب جاتا ہے وہ منہ میں کلی کرتا ہے اور خوب پانی گھماتا ہے۔ پھر ناک میں پانی ڈالتا ہے اور ناک صاف کرتا ہے تو اس کے منہ اور ناک (نتھنوں) کی خطائیں پانی کے ساتھ گر جاتی ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کی غلطیاں پانی کے ساتھ ہی داڑھی کے اطراف سے گر جاتی ہیں پھر وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کی خطائیں پوروں کی اطراف سے گر جاتی ہیں پھر وہ اپنے سر پر اللہ کے حکم کے مطابق مسح کرتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی سر کے بالوں کی اطراف سے گناہ جھڑ جاتے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی اس کی انگلیوں کی اطراف سے خطائیں گر جاتی ہیں پھر وہ اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد و ثناء کرتا ہے پھر وہ دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے یوں الگ ہو چکا ہوتا ہے جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 255 (8032)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 18، صفحہ 520 (1134)، دارالفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 523 (1145)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام نعمت سے مراد جنت میں داخل ہونا ہے جو آدمی جنت میں داخل نہ ہوا اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت مکمل نہیں ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے ادب میں امام ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات اور خطیب نے معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ میں یہ دعا کر رہا تھا اے اللہ میں تجھ سے صبر کی التجاء کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے مصیبت کا سوال کیا ہے اس سے چھٹکارے کا سوال کر۔ حضور ﷺ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے، وہ عرض کر رہا تھا اے اللہ میں تجھ سے تمام نعمت کا سوال کرتا ہوں۔ فرمایا اے ابن آدم کیا تو جانتا ہے کہ مکمل نعمت سے کیا مراد ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ایسی دعا ہے جو میں نے بھلائی کے ارادہ سے کی ہے۔ فرمایا تمام نعمت سے مراد جنت میں داخل ہونا اور جہنم سے چھٹکارا پانا ہے۔ ایک اور آدمی کے پاس سے حضور ﷺ گزرے وہ کہہ رہا تھا یا ذا الجلال والاکرام۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیری دعا قبول ہو گئی مانگ (جو مانگنا چاہتا ہے)(1)

امام ابن عدی نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے پر جنت کے بغیر نعمت مکمل نہیں ہوتی (2)۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

''اور یاد رکھو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور اس کے وعدہ کو جو اس نے پختہ لیا تھا تم سے جبکہ تم نے کہا تھا ہم نے سن لیا اور مان لیا اور ڈرتے رہو اللہ، سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے''۔

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی، اس کتاب نے کہا تھا کہ ہم اس نبی اور کتاب پر ایمان لائے اور تورات میں جو کچھ ہے اس کا ہم نے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انہیں وہ وعدہ یاد دلایا ہے جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا اور انہیں وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعم سے مراد اللہ تعالیٰ کے احسانات اور میثاق سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم سے لیا ایک قول یہ بھی کیا کہ میثاق سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنو آدم سے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر لیا (4)۔

1۔ جامع ترمذی مع شرح، جلد 5، صفحہ 505 (3527)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 7، صفحہ 536 (144-1765)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 169، بیروت 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 169

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ٘ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا١ؕ اِعْدِلُوْا١۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى٘ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۝۸ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ١ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۝۹ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ۝۱۰

''اے ایمان والو ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے اللہ کے لئے، گواہی دینے والے انصاف کے ساتھ اور ہرگز نہ اکسائے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو۔ یہی زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی لوگ دوزخی ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت خیبر کے یہودی کے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ دیت میں مدد لینے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا(1)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ یَّبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ فَكَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ١ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ١ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۠۝۱۱

''اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک لیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک جگہ ٹھہرے۔ صحابہ کرام سایہ کی تلاش میں بکھر گئے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا اسلحہ ایک درخت سے لٹکا دیا۔ ایک بدو آپ ﷺ کی تلوار کی طرف بڑھا۔ تلوار لے لی اور اس کو سونتا پھر نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھا، کہنے لگا کہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 171، داراحیاء التراث العربی بیروت

کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ۔ بدو نے یہ بات دو یا تین دفعہ دہرائی۔ نبی کریم ﷺ یہ فرماتے رہے اللہ۔ بدو نے تلوار نیام میں رکھ لی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بلایا اور انہیں بدو کے طرز عمل کے بارے میں بتایا جبکہ وہ بدو حضور ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔

امام معمر نے کہا حضرت قتادہ رحمہ اللہ یہ کہا کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ عربوں کی ایک قوم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ غفلت میں نبی کریم ﷺ پر حملہ کر دیں انہوں نے ہی اس اعرابی کو بھیجا تھا اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نخل کے مقام پر بنو محارب خصفہ سے جنگ کی ان لوگوں نے مسلمانوں میں کچھ گنجائش دیکھی تو ان میں سے ایک آدمی آیا جسے غورث بن حارث کہتے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا تجھے کون مجھ سے بچائے گا؟ فرمایا اللہ۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ نبی کریم ﷺ نے وہ تلوار اٹھائی پوچھا تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے عرض کی بہترین تلوار اٹھانے والے ہو جائیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ گواہی دو لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔ اس نے عرض کی میں آپ ﷺ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ ﷺ سے جنگ نہیں کروں گا اور میں اس قوم کا ساتھ بھی نہیں دوں گا جو آپ کے ساتھ جنگ کرے۔ تو حضور ﷺ نے اسے آزاد کر دیا وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا میں تمہارے پاس بہترین انسان کے پاس سے آیا ہوں۔ جب نماز کا وقت ہوا تو حضور ﷺ نے نماز خوف ادا کی۔ صحابہ کی دو جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت دشمن کے مقابل تھی اور دوسری جماعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر یہ لوگ چلے گئے اور اس جماعت کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ وہ دشمنوں کے مقابل تھی۔ دوسرے لوگ آئے انہیں رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ صحابہ کی دو دو رکعتیں تھیں جبکہ نبی کریم ﷺ کی چار رکعتیں تھیں (2)۔

امام ابن اسحاق اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ بنو محارب کا ایک آدمی تھا جس کا نام غورث بن حارث تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا میں تمہارے لئے محمد کو قتل کر دوں؟ انہوں نے پوچھا تو کیسے قتل کرے گا۔ اس نے کہا میں غفلت میں انہیں جالوں گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور تلوار آپ کی گود میں تھی عرض کی اے محمد کیا میں تیری تلوار کو دیکھ سکتا ہوں۔ فرمایا ہاں اس نے تلوار لے لی، اسے سونتا، اسے لہرانے لگا اور حملہ کا ارادہ کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و رسوا کیا، کہنے لگا اے محمد ﷺ کیا آپ ڈرتے نہیں جبکہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ پھر اس نے وہ تلوار رسول اللہ ﷺ کو واپس کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت عطاء اور ضحاک رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری جب بئر معونہ سے واپس آئے تو دو کلابی آدمیوں سے ملے جن کے پاس رسول اللہ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب المغازی، جلد 3، صفحہ 31 (4322)
3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب عصمتہ ورسولہ، جلد 1، صفحہ 250، المکتبۃ العربیۃ کلب

کی آمان تھی اس نے ان دونوں کوقتل کر دیا مگر یہ علم نہ تھا کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی امان ہے۔ رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کے پاس گئے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بنونضیر حضور ﷺ سے ملے اور یوں خوش آمدید کہا مرحبا یا ابا القاسم، آپ ﷺ کس مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا میرے ایک ساتھی نے بنوکلاب کے دو آدمیوں کوقتل کر دیا ہے جن کے پاس میری امان تھی۔ مجھ سے ان دونوں کی دیت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اب میں ارادہ کرتا ہوں کہ تم دیت ادا کرنے میں میری مدد کرو، انہوں نے کہا ہاں ہم ایسا کرتے ہیں آپ ﷺ یہاں بیٹھیں تا کہ ہم آپ ﷺ کے لئے مال جمع کر لیں۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قلعہ کے نیچے بیٹھ گئے۔ بنونضیر نے یہ مشورہ کیا کہ آپ ﷺ پر پتھر گرا دیں۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور انہوں نے جو ارادہ کیا تھا وہ بتایا۔ حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابونعیم نے کلبی کے واسطہ سے ابوصالحہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آیت کے نزول کے بعد یہ بھی زائد ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے برے ارادہ کی وجہ سے جلاوطن کرنے کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں گھروں سے نکل جانے کا حکم دیا، انہوں نے پوچھا ہم کہاں جائیں؟ فرمایا حشر کی طرف۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بنونضیر کے پاس تشریف لے گئے تا کہ بنو عامر کے دو افراد کی دیت میں مدد لیں جنہیں حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کر دیا تھا۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور کہا آج سے بڑھ کر تم کبھی بھی محمد کو اتنا اپنے سے قریب نہیں پاؤ گے۔ کسی آدمی سے کہو وہ اس کمرہ پر چڑھ جائے اور ان پر پتھر پھینک دے اور ہمیں اس سے راحت پہنچائے۔ عمر بن حجاش بن کعب نے کہا میں ایسا کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوگئی تو آپ واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کے ارادہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہودیوں کے پاس ان کے ایک باغ میں داخل ہوئے جبکہ آپ ﷺ کے صحابہ دیوار کے پیچھے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے ایک دیت میں مدد طلب کی پھر آپ ﷺ ان کے پاس سے اٹھے۔ انہوں نے آپس میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کیا۔ آپ ﷺ پچھلے پاؤں واپس ہوئے اور انہیں دیکھ رہے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے ایک ایک صحابی کو بلایا یہاں تک کہ سب صحابہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے(3)۔

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب غزوات بنی النضیر، جلد 2، صفحہ 628، المکتبۃ العربیۃ کلب

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنونضیر کے ہاں تشریف لائے تا کہ ان سے ایک دیت میں مدد لیں جبکہ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ فرمایا دیت میں میری مدد کرو جو مجھ پر لازم ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم ٹھیک ہے۔ ایسا وقت آیا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا مطالبہ کیا بیٹھیے تا کہ ہم آپ ﷺ کو کھانا کھلائیں اور جس چیز کا آپ ﷺ نے ہم سے مطالبہ کیا ہے وہ پیش کریں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ انتظار کرنے لگے۔ حیی بن اخطب آیا، حیی بن اخطب نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اس سے بہتر موقع نہیں پاؤ گے، اس پر پتھر گراؤ اور اسے قتل کر دو۔ تم کبھی بھی برائی نہ دیکھو گے۔ وہ اپنی بڑی چکی کے پاس آئے تا کہ اس کا پتھر آپ ﷺ پر گرا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ اس کام سے روک دیے یہاں تک کہ جبرئیل امین آئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس چیز سے آگاہ کیا جس کا انہوں نے ارادہ کیا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دھوکہ کرنے کا ارادہ کیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ (جو لیلۃ العقبہ کو نقیب تھے) کو تیس انصار و مہاجرین سواروں کے ساتھ غطفان کی طرف بھیجا۔ یہ سوار بنو غطفان سے عامر کے چشموں میں سے ایک چشمہ پر ملے۔ انہوں نے باہم جنگ کی تو حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی شہید ہو گئے۔ صرف تین آدمی بچے جو گمشدہ اونٹنی کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ انہیں کسی نے خوفزدہ نہیں کیا مگر فضا میں پرندے منڈلا رہے تھے۔ ان کی چونچوں سے جمے ہوئے خون کے ٹکڑے گر رہے تھے۔ ان تینوں نے کہا اللہ کی قسم ہمارے ساتھی شہید ہو گئے۔ انہی میں سے ایک آدمی گیا اور ایک آدمی سے ملا۔ دونوں نے وار کیے۔ جب اسے وار لگ گیا تو اس نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی پھر دونوں آنکھیں اٹھائیں اور کہا اللہ اکبر رب العالمین کی قسم یہ جنت ان کا لقب اعنق لیمو پڑ گیا۔ اس کے ساتھ چلے گئے۔ یہ دونوں بنو سلیم کے دو آدمیوں سے ملے جنہوں نے اپنی نسبت بنو عامر کی طرف کی ان دونوں صحابہ نے ان دونوں افراد کو قتل کر دیا۔ ان مقتولوں اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا۔ ان مقتولوں کی قوم نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ ان کی دیت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ چلے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان صحابہ کے ساتھ بنونضیر کے پاس پہنچے۔ ان سے دیت میں مدد کا مطالبہ کر رہے تھے۔ بنونضیر نے کہا ہم مدد کریں گے۔ یہودیوں نے یہ اتفاق کر لیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو قتل کر دیں گے۔ انہوں نے کھانا بنانے کا حیلہ کیا۔ جب جبریل اس سازش کی خبر لائے جو یہودیوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 175

نے دھوکہ کا ارادہ کیا تھا۔ تو حضور ﷺ وہاں سے نکل آئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیجا۔ فرمایا اس جگہ رہو تیرے پاس سے میرا جو بھی صحابی گزرے۔ اسے کہو کہ حضور مدینہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ آپ ﷺ سے جا کر ملو۔ صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرنے لگے۔ حضرت علی انہیں وہی کہتے جس کا حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا یہاں تک کہ آخری آدمی حضرت علی کے پاس آیا پھر یہ بھی صحابہ کے پیچھے ہو لئے۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل کی گئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے لئے کھانا بنایا تا کہ وہ حضور ﷺ کو قتل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو وحی کی تو حضور ﷺ کھانے میں تشریف نہ لے گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا وہ بھی کھانے میں نہ گئے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آیت اس وقت رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی جبکہ دوسرے غزوہ میں آپ بطن نخل میں موجود تھے۔ بنو ثعلبہ اور بنو محارب نے آپ کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس امر پر مطلع کر دیا۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی طرف آیا جبکہ حضور ﷺ کی تلوار پڑی ہوئی تھی۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں تلوار لے لوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تلوار لے لو۔ اس نے عرض کی کیا میں تلوار سونت لوں فرمایا سونت لو۔ اس نے کہا آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے اسے ڈرایا اور اس سے سخت گفتگو کی تو اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ نبی کریم ﷺ نے کوچ کا حکم دیا۔ اس موقع پر حضور ﷺ پر نماز خوف کا حکم نازل ہوا (3)۔

وَ لَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَ بَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَ اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ لَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۱۲﴾

" اور یقیناً لیا تھا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور ہم نے مقرر کیے ان میں سے بارہ سردار اور فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم صحیح صحیح ادا کرتے رہے نماز اور دیتے رہے زکوۃ اور ایمان لائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 176 3۔ ایضاً

میرے رسولوں پر اور مدد کرتے رہے ان کی اور قرض دیتے رہے اللہ کو قرض حسن تو میں ضرور دور کر دوں گا تم سے تمہارے گناہ اور میں داخل کروں گا تمہیں باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں[تو جس نے کفر کیا اس کے بعد تم میں سے تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پختہ وعدے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص رہیں گے کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے۔ ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بنائے اور انہیں ان پر اس بات کا ضامن بنایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ان وعدوں میں وفا کریں گے جو ان سے وعدے لئے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا** کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ہر خاندان میں ایسے لوگ ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ جباروں کی طرف بھیجتا، ان نقیبوں نے انہیں دیکھا کہ ان جابروں میں سے ہر ایک کی بغل میں دو دو نقیب آجاتے ہیں اور ان کے انگوروں کا ایک گچھا بھی پانچ آدمی لکڑی پر اٹھاتے ہیں اور انار کے ایک حصہ سے جب دانے نکالے جائیں تو چار یا پانچ آدمی داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ نقیب واپس ہو گئے، سب لوگ اپنے خاندان کو جابروں سے جنگ کرنے سے منع کرتے مگر یوشع بن نون اور کالب بن باقیہ ان دونوں نے جابروں سے جنگ اور جہاد کرنے کا کہا ان کے خاندانوں نے بھی ان کی پیروی نہ کی بلکہ دوسرے نقباء کی اطاعت کی یہی دو نقیب تھے جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ بنو اسرائیل چالیس سال تک تیہہ کے ریگستان میں سرگرداں پھرتے رہے۔ وہ وہاں ہی صبح کرتے جہاں انہوں نے شام کی ہوتی اور وہاں ہی شام کرتے جہاں انہوں نے صبح کی ہوتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر خاندان کے لئے پتھر پر ضرب لگائی۔ یہ پتھر کا چشمہ تھا جسے وہ اپنے ساتھی اٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا اے گدھوا سے پیو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنو اسرائیل کو گالی دینے سے منع کر دیا فرمایا یہ میری مخلوق ہے انہیں گدھا نہ بناؤ۔ سبط بنو فلاں کے ہر خاندان کو کہتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ اریحا کی طرف چلیں۔ یہی بیت المقدس کا علاقہ ہے۔ وہ اس کی طرف چلے۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام خاندانوں میں سے بارہ نقیب بھیجے۔ وہ نقیب گئے تا کہ جابروں کی خبر لائیں۔ انہیں جابروں میں سے ایک آدمی ملا جسے عاج کہتے۔ اس نے ان بارہ نقیبوں کو پکڑا اور انہیں اپنے نیفے میں اڑھک لیا جبکہ اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا۔ عاج انہیں اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اس سے کہا انہیں دیکھو، یہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہم سے جنگ کریں اور اپنی بیوی کے سامنے پھینک دیا اور کہا میں انہیں پاؤں سے پیس نہ دوں۔ اس کی بیوی نے کہا انہیں چھوڑ دو تا کہ یہ اپنی قوم کو وہ سب واقعات بتائیں جو انہوں نے خود دیکھے ہیں عاج نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ نقیب نکلے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اے قوم اگر تم نے بنو اسرائیل کو یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 179

واقعات بتائے تو وہ اللہ کے نبی سے مرتد ہو جائیں گے بلکہ اس بات کو چھپاؤ۔ پھر وہ سب واپس لوٹے اور دس نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور ہر ایک اپنے بھائی اور والد کو وہ واقعات بتانے لگا جو اس نے عاج سے دیکھا تھا۔ صرف دو آدمیوں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا۔ یہ نقیب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب واقعات بتائے۔ یہی وہ بات ہے جس کا ذکر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں نقیب کا معنی گواہ ہے یعنی ہر خاندان سے ایک گواہ بنایا جوان پر گواہ تھا(2)۔

امام طستی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا بارہ وزیر یہ بعد میں انبیاء ہوئے پوچھا کیا عرب جانتے ہیں کہ نقیب کا معنی وزیر ہے؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَاِنِّیْ بِحَقٍّ قَائِلٍ لِسُرَاتِهَا مَقَالَةَ نُصْحٍ لَا يَضِيعُ نَقِيبُهَا

میں ملت کے سرداروں کو سچی بات کرنے والا ہوں، اخلاص کی بات کو ملت کے وزیر ضائع نہیں کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی نقل کیا ہے اس سے مراد بنو اسرائیل ہیں جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا تا کہ اس شہر کو دیکھیں وہ ان جابروں کے پھلوں کا ایک دانا لائے۔ اس کو دیکھ کر یہ بنی اسرائیل آزمائش میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے ہم تو جنگ کی طاقت نہیں رکھتے، آپ اور آپ کا رب جائے اور ان جابروں سے جنگ کرے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہودیوں میں سے دس میری تصدیق کریں، میرے اوپر ایمان لے آئیں اور میری اتباع کریں تو تمام یہودی اسلام لے آئیں۔ گویا کعب بن اشرف بارہ افراد کے برابر تھا۔ اس کی تصدیق سورہ مائدہ میں ہے۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کتنے خلیفے اس امت کے بادشاہ ہوں گے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا آپ ﷺ نے فرمایا بارہ۔ یہ بنو اسرائیل کی تعداد کی طرح ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ نقیبوں سے فرمایا آج جاؤ اور مجھے ان کے بارے میں آگاہ کرو اور تم خوفزدہ نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت تمہیں حاصل ہوگی اگر تم نماز قائم کرو گے۔ الخ۔

امام ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَعَزَّرْتُمُوهُمْ کا معنی تم ان کی مدد کرو نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 178
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 181
4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 398، دار صادر بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم ان کی مدد کرو (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ تعزیز و توقیر کا معنی مدد کرنا اور اطاعت کرنا ہے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

"تو بوجہ ان کی عہد شکنی کے ہم نے اپنی رحمت سے انہیں دور کر دیا اور کر دیا ان کے دلوں کو سخت۔ وہ بدل دیتے ہیں (اللہ کے) کلام کو اپنی اصلی جگہوں سے اور انہوں نے بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اور ہمیشہ آپ آگاہ ہوتے رہیں گے ان کی خیانت پر بجز چند آدمیوں کے ان سے۔ تو معاف فرماتے رہیے ان کو اور درگزر فرمایئے بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل تورات سے لیا جسے انہوں نے توڑ دیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَبِمَا میں ما زائدہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وعدہ توڑنے سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وعید اور وعدہ ذکر کیا ہے۔ قرآن حکیم میں اسے بطور تنبیہ، نصیحت اور محبت ذکر کیا ہے۔ دانش مندوں، صاحب عقل اور اہل علم کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ کسی عظمت کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے عظیمہ قرار دیا ہے۔ ہم کسی ایسے گناہ کو نہیں جانتے جس میں وعدہ توڑنے سے بڑھ کر اس میں وعید کی گئی ہو۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تورات میں موجود حدود کو وہ بدل دیتے، وہ کہتے اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں ایسی بات کا حکم دیں جس پر تم پہلے سے کاربند ہو تو اسے قبول کر لو اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو اس سے رک جاؤ (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ کتاب کو بھلا دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے جب کتاب ان پر نازل ہوئی تو انہوں نے اس کو بھلا دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 185
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 187

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے حصہ ترک کیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دین کے معاملات اور اللہ تعالیٰ کے ان لطائف کو بھلا دیا جن کے ساتھ ہی اعمال مقبول ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ کی کتاب، وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا اور وہ امر جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اسے بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بھلا دیا، اس کی حدود کو معطل کر دیا، اس کے رسولوں کو قتل کیا اور اس کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے زہد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا گمان ہے کہ انسان علم بھول جاتا ہے جسے وہ جانتا تھا اسی غلطی کی وجہ سے جو وہ کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں یعنی ان کی اس جیسی خیانتوں پر آپ ہمیشہ مطلع ہوتے رہیں گے جیسی خیانت انہوں نے اس وقت کی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے باغ میں ان کے پاس تشریف لے گئے تھے(2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی خیانت، جھوٹ اور فجور پر ہمیشہ مطلع ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ کا معنی یہ ہے کہ اس موقع پر مومنوں کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کو معاف کر دیں اور ان سے درگزر کریں پھر یہ حکم سورۂ برأت میں منسوخ کر دیا گیا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (التوبہ:29)(3)

وَ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۠ فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ سَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

''اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم نصرانی ہیں ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ ان سے بھی سو انہوں نے بھی بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی۔ تو ہم نے بھڑکا دی ان کے درمیان عداوت اور بغض (کی آگ) روز قیامت تک اور آگاہ کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ لوگ ایک دیہات میں رہتے تھے جسے ناصرہ کہتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم وہاں تشریف لے جاتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 187، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 188
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 89-188

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ دیہات میں رہتے تھے جسے ناصرہ کہا جاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے۔ یہ ایسا نام ہے جو خود انہوں نے اپنے لئے رکھا تھا۔ اس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب، وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا اور وہ امر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا سب بھلا دیا۔ انہوں نے اپنے فرائض کو ضائع کر دیا۔ فرمایا ہم نے ان کے برے اعمال کی وجہ سے ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا جو قیامت تک ان کے درمیان موجود رہے گا۔ اگر قوم اللہ کی کتاب اور اس کے حکم پر کاربند رہتی تو ان میں نہ تفرقہ پیدا ہوتا اور نہ ہی وہ آپس میں بغض رکھتے (1)۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں اور دین میں نزاع کی وجہ سے ایک دوسرے سے دشمنی اور بغض رکھنے لگے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میرے نزدیک اس آیت میں اغراء کا معنی مختلف خواہشات ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو قلیل قیمت کے بدلے میں نہ بیچیں، حکمت کی تعلیم دے کر اس پر اجر نہ لیں اس پر عمل صرف تھوڑے افراد نے کیا۔ انہوں نے حکم میں رشوت لی اور حدود سے تجاوز کیا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم دیا وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ (المائدہ:64) اور نصاریٰ کے بارے میں فرمایا فَنَسُوْا حَظًّا (4)

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ يَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ يَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 91-190، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 190
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 191
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 192

بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾

"اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے۔ بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی۔ دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔ یقیناً کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تو مسیح بن مریم ہی ہے (اے حبیب) صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرمایئے کون قدرت رکھتا ہے اللہ کے حکم میں سے کوئی چیز روک دے (یعنی) اگر وہ ارادہ فرمائے کہ ہلاک کر دے مسیح بن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو کوئی بھی زمین میں ہے سب کو (تو اسے کون روک سکتا ہے) اور اللہ ہی کے لئے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے"۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کانے سویل بن صوریا نے بتایا کہ ان کی کتاب میں رجم کا حکم ہے۔ اس نے رجم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔ اس نے کہا لیکن ہم اس کو مخفی رکھتے ہیں تو یہ آیت يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ نازل ہوئی۔ یہ فدک کے لوگوں میں سے ایک سفید رنگ کا طویل نوجوان تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسولنا سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت سی ایسی باتوں کو بیان کرتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور تم ان لوگوں کے لئے ان چیزوں کو بیان نہیں کرتے جو تمہاری کتابوں میں موجود ہیں۔ جس چیز کو وہ چھپاتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان کے لئے ظاہر کر دیا تھا وہ شادی شدہ بدکار کو رجم کرنے کا حکم تھا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تاکہ رجم کے بارے میں آپ سے دریافت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم میں سے کون زیادہ عالم ہے؟ تو یہودیوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس ذات کا واسطہ دیا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی جس نے ان پر طور اٹھایا تھا تاکہ ان سے وعدے لے کیا تم اپنی کتاب میں رجم کا حکم پاتے ہو؟ اس نے کہا جب یہ برائی ہمارے معاشرے میں زیادہ ہوگئی تو سو کوڑے مارنے لگے اور سر کو مونڈنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر رجم کا فیصلہ کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یااہل کتاب سے لے کر صراط مستقیم تک آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن ضریس، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جس نے رجم کا انکار کیا۔ اس نے قرآن کا اس طرح انکار کیا کہ اسے پتہ ہی نہ چلا۔ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

رجم کے حکم کو ہی چھپاتے تھے(1)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قوم کے گناہ کو معاف فرماتا ہے۔ حضور ﷺ انہیں مٹانے کے لئے تشریف لائے اگر وہ حضور ﷺ کی پیروی کریں تو آپ ﷺ ان سے درگزر کرتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے سبل السلام کی وضاحت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سبیل اللہ سے مراد وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے معین فرمایا، اس کی طرف دعوت دی، جس کے ساتھ اپنے رسول بھیجے، یہ اسلام ہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی کے ذریعے بھی کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا نہ یہودیت، نہ نصرانیت اور نہ ہی مجوسیت کے ساتھ کوئی عمل قبول کرے گا(2)۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ٝ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

"اور کہا یہود اور نصاریٰ نے کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں۔ آپ فرمائیے (اگر تم سچے ہو) تو پھر کیوں عذاب دیتا ہے تمہیں تمہارے گناہوں پر بلکہ تم بشر ہو اس کی مخلوق سے۔ بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ابن ابی، بحری بن عمرو اور شاس بن عدی حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے گفتگو کی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی رسول اللہ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا اے محمد ﷺ ہمیں نہ ڈرا اللہ کی قسم ہم تو اللہ کے لاڈلے اور اس کے محبوب ہیں جس طرح نصاریٰ کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ گزرے جبکہ ایک بچہ راستہ میں تھا۔ جب اس بچے کی ماں نے ان افراد کو دیکھا تو اسے خوف ہوا کہ کہیں یہ لوگ میرے بچے کو روند ہی نہ دیں۔ وہ دوڑتی ہوئی آئی اور کہہ رہی تھی میرا بیٹا میرا بیٹا ماں نے اسے اٹھالیا قوم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ عورت اپنے بیٹے کو کبھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 195 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 197

بھی آگ میں نہیں پھینکے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو جہنم میں نہیں ڈالے گا(1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو عذاب میں نہیں ڈالتا بلکہ اسے دنیا میں ہی آزماتا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اسے ہدایت سے نوازتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے اور جس کے حق میں چاہتا ہے اسے کفر پر موت عطا کرتا ہے اور اسے عذاب دیتا ہے(3)۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۹﴾

”اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول، صاف بیان کرتا ہے تمہارے لئے (احکام الٰہی) بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا تاکہ تم یہ نہ کہو کہ نہیں آیا تھا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا اب تو آ گیا ہے تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی، انہیں رغبت دلائی اور (عذاب سے) انہیں ڈرایا لیکن یہودیوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت معاذ بن جبل، حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہم نے کہا اے جماعت یہود اللہ سے ڈرو تم خوب جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے تم آپ ﷺ کا ذکر کرتے تھے اور ہمارے سامنے آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے تھے۔ رافع بن حریملہ اور وہب بن یہودا نے کہا ہم نے تو تم سے کوئی بات نہ کی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی وحی نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی بشارت دینے والا اور کوئی ڈرانے والا بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔ آپ ﷺ حق لائے جس کے ذریعے حق اور باطل میں امتیاز کیا۔ اس میں بیان، موعظت، نور، ہدایت اور عظمت ہے۔ ہر اس آدمی کے لئے جو اس کو اپنائے۔ یہ بھی کہا فترہ کا عرصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد علیہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 104، دار صادر بیروت
2۔ کتاب الزہد، من مواعظ عیسیٰ علیہ السلام، صفحہ 71، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 199
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 199

السلام کے درمیان تھا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ یہ عرصہ چھ سو سال تھا یا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے معمر کے واسطہ سے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا عرصہ تھا۔ معمر نے کہا کلبی نے کہا پانچ سو چالیس سال کا عرصہ تھا(2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فترہ کا عرصہ پانچ سو سال تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان فترہ کا عرصہ چار سو تیس سال سے کچھ سال زائد تھا(3)۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْكُمْ اَنْۢبِیَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲۰

''اور جب کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے اے میری قوم! یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا جب بنائے اس نے تم میں سے انبیاء اور بنایا تمہیں حکمران اور عطا فرمایا تمہیں جو نہیں عطا فرمایا تھا کسی کو سارے جہانوں میں''۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں نبی بنایا اور تمہیں لوگوں کی گردنوں کا مالک بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر بجالائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ شکر بجالانے والوں کو پسند کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ بنو اسرائیل پہلے لوگ ہیں جن کے لئے انسانوں میں سے خادم میسر کئے گئے اور وہ دوسرے لوگوں کے مالک بنے(4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خادموں کا مالک بنایا۔ یہ وہ پہلے لوگ تھے جو خادموں کے مالک بنے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل میں سے جب کوئی آدمی بیوی، خادم اور گھر رکھتا تو اسے ملک کہتے(6)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول نقل کیا ہے کہ تمہیں بیوی، خادم اور گھر کا مالک بنایا(7)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ تمہیں بیوی اور خادم کا مالک بنایا اور کہا عالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے دور میں تھے(8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 200، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 01-200
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 201
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 202
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 204
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 04-203

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنو اسرائیل میں سے جب کسی کے ہاں کوئی خادم سواری اور بیوی ہوتی تو اسے ملک لکھا جاتا۔

امام ابن جریر اور زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا گھر اور خادم ہو وہ ملک ہے (1)۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا گھر اور خادم ہو تو وہ ملک ہے۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی بیوی، گھر اور خادم ہو (تو وہ ملک ہے)

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ایک آدمی نے پوچھا کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تیری بیوی نہیں جس کے پاس تو جاتا ہے۔ اس نے کہا ہاں بیوی ہے پوچھا کیا گھر ہے جس میں تو رہائش رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میرا گھر ہے۔ فرمایا تو اغنیاء میں سے ہے۔ اس نے کہا میرا ایک خادم بھی ہے۔ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا تو تو ملک ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بیویاں، خادم اور گھر بنائے اور انہیں من وسلوی (پانی والا) پتھر اور بادل عطا فرمایا (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ملک سے مراد سواری، خادم اور گھر ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں من و سلوی عطا فرمایا جو کسی اور کو نہ دیا گیا (5)۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

''اے میری قوم! داخل ہو جاؤ اس پاک زمین میں جسے لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور نہ پیچھے ہٹو پیٹھ پھیرتے ہوئے ورنہ تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے''۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمُقَدَّسَةَ سے مراد مبارکہ ہے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 203، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 202
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 205
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 205
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 207

امام ابن عساکر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں الْاَرْضَ سے مراد عریش سے لے کر فرات تک کا علاقہ ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ارض مقدسہ سے مراد شام کا علاقہ ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے کتب کا معنی امر نقل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکم اسی طرح دیا جس طرح انہیں نماز، زکوٰۃ، حج اور عمرہ کا حکم دیا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿٢٢﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٢٣﴾

”کہنے لگے اے موسیٰ! اس زمین میں تو بڑی جابر قوم (آباد) ہے اور ہم ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں جب تک وہ نکل نہ جائیں وہاں سے اور اگر وہ نکل جائیں اس سے تو پھر ہم ضرور داخل ہوں گے۔ (اس وقت) کہا دو آدمیوں نے جو (اللہ سے) ڈرنے والے تھے، انعام فرمایا تھا اللہ نے جن پر کہ (بے دھڑک) داخل ہو جاؤ ان پر دروازہ سے اور جب تم داخل ہو گے دروازہ سے تو یقیناً تم غالب آ جاؤ گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان دار“۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جبارین کا یہ مفہوم ذکر کیا ہے کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی کہ ان کے ایسے جسم اور صورتیں تھیں جو کسی اور کی نہ تھیں (3)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ جسموں میں ہم سے طویل اور قوت میں سخت تھے (4)۔

امام ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں حضرت ابوضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ستر آدمیوں نے عمالقہ کے ایک آدمی کے موزے کے نیچے سایہ حاصل کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بجو اور اس کے بچے عمالقہ کے ایک آدمی کی آنکھ کے گڑھے میں سوئے ہوئے دیکھے گئے (5)۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 13، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 207، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 209
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 15، بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 404، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے لاٹھی پکڑی اور اس میں کسی چیز کو ماپا پھر زمین میں پچاس یا پچپن انداز ہ لگایا پھر کہا عمالقہ اتنے لمبے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ جبار کے شہر میں داخل ہوں آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے قریب جا پہنچے۔ یہ شہر اریحاء تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر قبیلہ سے ایک آدمی روانہ کیا کہ وہ اس قوم کی خبر اس کے پاس لائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے افراد شہر میں داخل ہوئے تو عمالقہ کی مصیبت، جسم اور عظمت کا عجیب امر دیکھا۔ یہ لوگ ان کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ باغ کا مالک آیا تا کہ اس کی فصل کاٹے۔ وہ پھل کاٹنے لگا۔ اس نے ان لوگوں کے نشانات دیکھے تو ان کا پیچھا کیا۔ جب بھی ان میں سے کسی تک پہنچتا اسے پکڑتا تو اسے بھی پھل کے ساتھ اپنی آستین میں رکھ لیتا۔ بعد میں اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور ان سب کو اس کے سامنے پھینک دیا۔ بادشاہ نے کہا تم نے ہماری شان وشوکت اور معاملہ دیکھ لیا ہے۔ اب جاؤ اور اپنے نبی کو بتاؤ۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے جو کچھ انہوں نے عمالقہ کے متعلق دیکھا تھا اس کے بارے میں بتایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم سے اس بات کو چھپاؤ تو وہ اپنے والد اور دوست کو بتانے لگے اور وہ کہتا یہ بات پوشیدہ رکھنا۔ تو یہ بات پورے لشکر میں پھیل گئی۔ صرف دو آدمیوں یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا نے بات کو چھپایا۔ یہی وہ دو افراد ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ارض مقدسہ سے مراد جبابرہ کا شہر ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم وہاں پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ آدمیوں کو بھیجا۔ یہی وہ نقیب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تا کہ وہ عمالقہ کی خبر لائیں یہ لوگ چلے تو انہیں جبابرہ میں سے ایک آدمی ملا۔ تو اس نے ان سب کو اپنی اوڑھنی میں لے لیا۔ انہیں اٹھایا یہاں تک کہ انہیں اپنے شہر لے آیا۔ اپنی قوم میں منادی کی۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا تم کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم اس لئے یہاں آئے ہیں تا کہ تمہاری خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچائیں۔ جبابرہ نے ان لوگوں کو انار کا ایک دانہ دیا جو ایک آدمی کو کافی تھا۔ جبابرہ نے انہیں کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے پاس جاؤ اور انہیں کہو ان کے پھلوں کا اندازہ کر لو۔ جب یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، کہنے لگے اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جائے اور جنگ کرے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں (المائدہ: 24) جو لوگ ان میں سے خوف خدا رکھتے تھے وہ اس شہر کے رہنے والے تھے۔ دونوں مسلمان ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی اور دونوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی، فرمایا اس دروازے سے داخل ہو جاؤ (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رجلان سے مراد حضرت یوشع بن نون اور کالب تھے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 213 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 212

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رجلان سے مراد کالب اور یوشع بن نون تھے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نوجوان ساتھی تھے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یَخَافُوْنَ کو یُخَافُوْنَ پڑھتے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے (یُخَافُوْنَ) یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دو افراد دشمن قوم سے تعلق رکھتے تھے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بن گئے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ یَخَافُوْنَ کو یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے کہ وہ یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر ہدایت کا انعام کیا دونوں کو ہدایت سے نوازا۔ یہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے اور جبابرہ کے شہر میں رہتے تھے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سہل بن علی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر خوف کے ساتھ انعام کیا (4)۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں نقیبوں میں سے تھے اور رباب سے مراد جبابرہ کا شہر ہے۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤی اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

"کہنے لگے اے موسیٰ! ہم تو ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں قیامت تک جب تک وہ وہاں ہیں پس جاؤ تم اور تمہارا رب اور دونوں لڑو (ان سے) ہم تو یہاں ہی بیٹھیں گے"۔

امام احمد، امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کی طرف روانہ ہوئے تو مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عمر نے مشورہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پھر مشورہ طلب کیا تو انصار نے کہا اے انصار کی جماعت رسول اللہ ﷺ تمہارا ارادہ کرتے ہیں۔ تو انصاری نے کہا ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنو اسرائیل نے کہی تھی۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اس کے جگر کے ٹکڑوں کو برک غماد لے جائیں تو ہم آپ ﷺ کی اتباع کریں گے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 213، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 214
4۔ ایضاً 5۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 188، دار صادر بیروت

امام احمد اور ابن مردویہ کے حضرت عتبہ بن عبد السلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم جہاد نہیں کرو گے؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں؟ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنو اسرائیل نے کی بلکہ آپ اور آپ کا رب جائے قتال کرے، ہم تمہاری معیت میں جنگ کریں گے (1)۔

امام احمد نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے بدر کے روز رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کی لیکن آپ اور آپ کا رب جائے اور قتال کریں ہم آپ کی معیت میں قتال کریں گے (2)۔

امام بخاری، امام حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے مقداد کو ایسے مقام پر دیکھا، میں اس کے مقام پر ہوتا تو یہ مجھے ہر دوسرے مقام سے محبوب ہوتا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ دشمنوں کے خلاف دعوت دے رہے تھے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں، آپ ﷺ کے بائیں، آپ ﷺ کے سامنے اور آپ ﷺ کے پیچھے جنگ کریں گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور دیکھا کہ وہ اس بات کی وجہ سے چمک اٹھا اور خوش ہو گیا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے روز اپنے صحابہ سے اس وقت فرمایا جب مشرکوں نے عمرہ سے روک دیا اور مسلمانوں اور مناسک عمرہ کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔ میں ہدی کو لے جاؤں گا اور بیت اللہ کے پاس اسے قربان کروں گا تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہم بنو اسرائیل کی جماعت کی طرح نہ ہوں گے۔ جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا آپ جائیں اور آپ کا رب جائے دونوں جنگ کریں، ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں (4)۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

"موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب! میں مالک نہیں ہوں بجز اپنی ذات کے اور اپنے بھائی کے پس جدائی ڈال دے ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان"۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام غصے ہو گئے اور بنو اسرائیل کے لئے ان الفاظ میں بددعا کی بددعا کرنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جلدی ہوئی تھی۔ جب بنو اسرائیل پر تیہ کا عذاب مسلط کر دیا گیا تو

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 184، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 314
3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 392 (5486) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 216

حضرت موسیٰ علیہ السلام شرمندہ ہوئے۔ جب آپ شرمندہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ یعنی اس قوم پر غمگین نہ ہوں جنہیں آپ نے فاسق کا نام دیا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فَافْرُقْ کا معنی اِفْصَلْ کیا ہے یعنی ہمارے اور ان کے درمیان جدائی ڈال دے (2)۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۶﴾

اللہ نے فرمایا تو یہ سرزمین حرام کردی گئی ہے ان پر چالیس سال تک سرگرداں پھریں گے زمین میں۔ سو نہ غمگین ہوں آپ اس نافرمان قوم (کے انجام) پر۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ شہر ان پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا اور يَتِيْهُوْنَ فِى الْاَرْضِ کے بارے میں فرمایا کہ وہ چالیس سال تک اس صحراء میں بھٹکتے رہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ آدمی بطور جاسوس بھیجے۔ ہر قبیلہ سے ایک آدمی تھا۔ مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ عمالقہ کے بارے میں معلومات لے آئیں۔ جہاں تک دس افراد کا تعلق ہے انہوں نے اپنی قوم کو بزدل بنایا اور اس میں داخل ہونے کو ناپسند کیا۔ جہاں تک حضرت یوشع بن نون اور ان کے ساتھی کا تعلق تھا تو انہوں نے اپنی قوم کو شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے اور اپنی قوم کو جہاد کی طرف رغبت لائی اور انہیں یہ بتایا کہ وہ اس پر غالب آجائیں گے یہاں تک کہ دوسرے افراد نے کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ (المائدہ) جب قوم نے دشمن کا مقابلہ کرنے سے بزدلی کا مظاہرہ کیا اور اپنے رب کے حکم کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وہ کنوں کا پانی پیتے کسی دیہات اور شہر میں نہ اترتے اور نہ ہی اس کی راہ پاتے اور نہ ہی اس پر قادر ہوتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان پر بستیاں حرام کر دی گئیں تھیں۔ وہ کسی بستی میں نہیں اترتے تھے اور نہ ہی اس پر قادر تھے۔ وہ چالس سال تک اطواء کا پیچھا کرتے رہے۔ اطواء سے مراد کنویں ہیں۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس سالوں میں فوت ہو گئے اور آپ کے ساتھ جانے والے بنو اسرائیل میں سے ان دو افراد کے علاوہ ان کا کوئی فرد داخل نہیں ہوا بلکہ ان کی اولادیں اور وہ دو شخص داخل ہوئے جنہوں نے وہ بات کہی جو کہی (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل چالیس سال تک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 217، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 219
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 220

تیہ کے ریگستان میں رہے۔ اس تیہ کے ریگستان میں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے اور وہ بھی فوت ہو گئے جن کی عمر چالیس سال سے زائد تھی۔ جب چالیس سال گزر گئے تو حضرت یوشع بن نون نے انہیں ہمت دلائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ ہی بنو اسرائیل کے معاملات چلا رہے تھے۔ انہیں کہا گیا کہ آج جمعہ کا دن ہے تو بنو اسرائیل نے مقدس شہر کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ حضرت یوشع کو خوف ہوا کہ اگر ہفتہ کی رات داخل ہو گئی تو وہ ہفتہ کے حکم میں داخل ہو جائیں گے۔ آپ نے سورج کو ندا دی اور کہا مجھے بھی حکم دیا گیا ہے اور تجھے بھی حکم دیا گیا ہے۔ تو سورج ٹھہر گیا یہاں تک کہ حضرت یوشع نے بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ آپ نے وہاں ایسے اموال پائے جو پہلے کبھی نہ دیکھے گئے تھے۔ لوگوں نے یہ مال آپ کے لئے رکھا مگر آسمان سے آگ نہ آئی۔ حضرت یوشع نے فرمایا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے۔ آپ نے قبائل کے سرداروں کو بلایا۔ یہ بارہ افراد تھے۔ آپ نے ان سے بیعت لی۔ ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔ حضرت یوشع نے فرمایا خیانت کا مال تیرے پاس ہے، اسے نکال دے۔ اس نے گائے کا سر نکالا جو سونے کا بنا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں اور موتیوں کے دانت تھے۔ اسے بھی قربانی کے مال کے ساتھ رکھ دیا گیا۔ آگ آئی اور مال کھا گئی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل چالیس سال تک تیہ کے ریگستان میں رہے۔ وہ وہاں صبح کرتے جہاں انہوں نے شام کی ہوتی اور وہاں شام کرتے جہاں انہوں نے صبح کی ہوتی (1)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے عظمۃ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا کہ وہ چالیس سال تک ارض مقدسہ میں داخل ہوں وہ زمین میں سرگرداں پھرتے رہے بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی کہ ہم کیا کھائیں گے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو تم کھاؤ گے اللہ تعالیٰ وہ تمہارے پاس لائے گا۔ انہوں نے عرض کی وہ کہاں سے ہمارے پاس آئے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر پکی پکائی روٹی نازل فرمائے گا۔ ان پر من نازل ہوتا تھا۔ یہ پتلی روٹی ہوتی اور مکئی جیسی ہوتی۔ عرض کی ہم سالن کہاں سے لیں گے؟ کیا ہمیں گوشت کا بدل ملے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا۔ عرض کی کہاں سے وہ آئے گا؟ ہوا بٹیر ان کے پاس لاتی۔ یہ کبوتر کی طرح موٹا پرندہ ہے۔ عرض کی ہم لباس کیا استعمال کریں گے۔ فرمایا چالیس سال تک تمہارا لباس بوسیدہ نہیں ہوگا۔ بنو اسرائیل نے عرض کی ہم جوتے کیا استعمال کریں گے؟ فرمایا چالیس سال تک کسی کا تسمہ بھی نہیں ٹوٹے گا۔ لوگوں نے عرض کی ہمارے ہاں چھوٹے بچے پیدا ہوں گے۔ ہم انہیں کیا پہنائیں گے فرمایا یہ چھوٹا کپڑا اس کے ساتھ بڑھتا جائے گا۔ عرض کی ہمارے لئے پانی کہاں سے آئے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ بندوبست فرما دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ پتھر پر اپنی چھڑی ماریں۔ عرض کی ہم کیسے دیکھیں ہمیں تو تاریکی ڈھانپ لیتی ہے۔ آپ نے لشکر کے درمیان نور کا ایک ستون گاڑ دیا جس سے تمام لشکر روشن ہو گیا۔ عرض کی ہم سایہ کیسے حاصل کریں گے جبکہ سورج کی دھوپ ہم پر بڑی سخت ہوتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر بادل سے سایہ فرمائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیہ میں بادل ان پر پانچ یا چھ فراسخ تک سایہ کرتا۔ جب بھی وہ صبح کرتے تو چل پڑتے، جب شام ہوتی تو وہ اسی جگہ ہوتے جہاں سے انہوں نے کوچ کیا ہوتا۔ وہ چالیس سال تک ایسے ہی رہے۔ وہ اس جگہ ہوتے، ان پر من وسلوی نازل ہوتا، ان کے کپڑے بوسیدہ نہ ہوتے، ان کے ساتھ طور کا پتھر تھا جسے وہ ساتھ ساتھ اٹھائے پھرتے۔ جب وہ کسی جگہ فروکش ہوتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر چھڑی مارتے تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ان کے لئے تیہ میں ایسے کپڑے پیدا کئے گئے جو نہ بوسیدہ ہوئے اور نہ ہی پھلتے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل جب تیہ میں تھے تو ان کے کپڑے اس طرح بڑھتے جاتے جس طرح وہ جوان ہوتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی تو نے میرے بندوں کو گدھوں کی جماعت کے نام سے یاد کیا ہے میں نے تم پر ارض مقدسہ کو حرام کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میری قبر ارض مقدسہ سے اتنی دور بنا دے جتنی دور پتھر پھینکا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر دیکھو تو تم اسے ارض مقدسہ سے اتنا دور دیکھو گے جتنا پتھر پھینکا جا سکتا ہے۔

امام عبد بن حمید حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بارش کو طلب کیا تو انہیں پانی سے نواز دیا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے گدھو پانی پیو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس امر سے منع کیا اور فرمایا میرے بندوں کو یا حمیر کے نام سے نہ پکارو۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فلاتاس کا معنی تو غمگین نہ ہو(1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَلَا تَاْسَ کے بارے میں بتائیے فرمایا اس کا معنی ہے تو غم نہ کر۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا آپ نے امرؤالقیس کو کہتے ہوئے نہیں سنا۔

وُقُوْفًا بِهَا صَحْبِىْ عَلٰى مَطِيِّهِمْ يَقُوْلُوْنَ لَا تَهْلِكْ اَسًى وَ تَجَمَّلْ

وہاں ٹھہرنے کی حالت میں جبکہ میرے ساتھی اپنی سواریوں پر سوار تھے کہہ رہے تھے غم کو ہلاک نہ کر اور صبر جمیل کر۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد الرزاق نے مصنف میں اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک نبی نے اہل شہر سے جہاد کیا۔ جب شہر کو فتح کرنے والے تھے تو سورج غروب ہونے لگا۔ اس نبی نے سورج سے کہا تو بھی حکم دیا گیا ہے اور مجھے بھی حکم دیا گیا ہے۔ میں تجھے اپنا واسطہ دیتا ہوں کہ تو دن کے وقت میں ہی ٹھہر جا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سورج کو روک لیا یہاں تک کہ اس نبی نے اس شہر کو فتح کر لیا۔ اس وقت لوگ جب مال غنیمت حاصل کرتے تو اسے قربان گاہ میں جمع کرتے آگ آتی جو اس مال کو کھا جاتی۔ جب انہوں نے مال غنیمت کو حاصل کر لیا تو مال کو قربان گاہ میں رکھا۔ آگ اسے کھانے کے لئے نہ آئی۔ لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا وجہ ہے ہماری قربانی قبول نہیں ہوئی، فرمایا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے۔ عرض کی ہمیں یہ کیسے پتہ چلے گا کہ ہم میں سے کس نے خیانت کی ہے؟ وہ بارہ قبائل تھے۔ فرمایا ہر قبیلہ کا سردار میری بیعت کرے گا۔ ہر قبیلہ کے سردار نے بیعت کی۔ آپ کا ہاتھ ایک آدمی کے ساتھ چمٹ گیا۔ لوگوں نے اس سے کہا تیرے پاس خیانت کا مال ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس خیانت کا مال ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ بیل کا سر ہے جو سونے کا بنا ہوا ہے، وہ مجھے اچھا لگا تو میں نے اسے چوری کر لیا۔ وہ اسے لے آیا اور غنیمت کے مال میں رکھ دیا۔ آگ آئی اور اس مال کو کھا گئی۔ کعب نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اللہ کی قسم تورات میں ایسا ہی واقعہ ہے۔ پھر پوچھا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں بتایا کہ وہ نبی کون تھا؟ کہا وہ حضرت یوشع بن نون تھے۔ پوچھا کیا تمہیں یہ بتایا کہ وہ کون سا دیہات تھا کہا وہ اریحا کا شہر تھا عبد الرزاق کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم سے قبل کسی کے لئے بھی مال غنیمت حلال نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری کو دیکھا تو اسے ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا۔ اس کا گمان ہے کہ سورج کسی کے لئے اس سے قبل نہ اس کے بعد روکا گیا (1)۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۲۷﴾

''اور آپ پڑھ سنایئے ایسی خبر دو فرزندان آدم کی ٹھیک ٹھیک جب دونوں نے قربانی دی تو قبول کی گئی ایک سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے۔ (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ (پہلے نے) کہا (تو بلا وجہ ناراض ہوتا ہے) قبول فرماتا ہے اللہ صرف پرہیزگاروں سے''۔

امام ابن جریر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جب بھی کوئی ولادت ہوتی تو بچے کے ساتھ بچی بھی پیدا ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام اس باری کے بچے کی شادی دوسری باری

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 151 (2618)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کی بچی سے کر دیتے اور اس باری کی بچی کی شادی دوسری باری کے بچے سے کر دیتے یہاں تک کہ ان کے ہاں دو بچے پیدا ہوئے، ایک کا نام قابیل اور دوسرے کا ہابیل تھا۔ قابیل زراعت پیشہ تھا اور ہابیل کے مال مویشی تھے۔ قابیل بڑا تھا۔ اس کی جڑواں بہن ہابیل کی جڑواں بہن سے زیادہ خوبصورت تھی۔ ہابیل نے مطالبہ کیا کہ اس کا عقد نکاح قابیل کی بہن سے کیا جائے تو قابیل نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا یہ میری بہن ہے۔ میرے ساتھ پیدا ہوئی۔ یہ تیری جڑواں بہن سے زیادہ خوبصورت ہے۔ میں زیادہ حق دار ہوں کہ میرا اس کے ساتھ عقد نکاح کیا جائے۔ اس کے والد حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کو حکم دیا کہ وہ اپنی بہن کا نکاح ہابیل سے کر دے۔ تو اس نے انکار کر دیا دونوں نے قربانی دی کہ کون اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا حق دار ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام وہاں موجود نہ تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میرے بچے کی امانت کے ساتھ حفاظت کر۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ زمین سے کہا تو اس نے بھی انکار کر دیا۔ پہاوڑں سے کہا تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ قابیل سے کہا تو اس نے کہا ہاں میں تیار ہوں۔ آپ جائیں، واپس آئیں آپ اپنے گھر والوں کو ایسے ہی پائیں گے جو آپ کو خوش کرے گا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام چلے گئے۔ تو دونوں نے قربانی دی قابیل اپنے بھائی ہابیل پر فخر کرتا اور کہتا میں تیری بنسبت اس کا زیادہ مستحق ہوں۔ یہ میری بہن ہے، میں تجھ سے بڑا ہوں اور میں اپنے والد کا وصی ہوں۔ جب دونوں نے قربانی دی ہابیل کی قربانی موٹا جانور تھا جبکہ قابیل کی قربانی سٹوں والا گٹھہ تھا اس میں ایک بڑا سٹہ دیکھا، اسے صاف کیا اور خود کھالیا۔ آگ نازل ہوئی ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔ قابیل غصے ہو گیا اور کہا میں تجھے قتل کر دوں گا تا کہ تو میری بہن سے شادی نہ کر سکے ہابیل نے یہ کہا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَىِٕنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ یعنی میرے قتل کا گناہ تیرے گناہ کے ساتھ مل جائے جو تیری گردن میں ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو منع کیا گیا تھا کہ اپنی لڑکی کا نکاح اس کے جڑواں بھائی سے کریں بلکہ یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس کے دوسرے باری میں پیدا ہونے والے بھائیوں سے نکاح کریں۔ ہر باری میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ اسی اثنا میں ایک دفعہ ایک خوبصورت لڑکی اور دوسری دفعہ بدصورت لڑکی پیدا ہوئی۔ بدصورت کے بھائی نے کہا تو اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کر دے میں تیرا نکاح اپنی بہن سے کر دیتا ہوں۔ دوسرے نے کہا نہیں میں اپنی بہن کا زیادہ مستحق ہوں۔ دونوں نے قربانی دی۔ ریوڑ والا سفید رنگ کا دنبہ لایا جبکہ کھیتی والا فصل کا ایک گٹھا لایا۔ مینڈھے والے کی قربانی قبول کر لی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے چالیس سال تک جنت میں خزانہ کئے رکھا۔ یہی وہ مینڈھا ہے جسے حضرت ابراہیم نے ذبح کیا جبکہ کھیتی والے کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ تمام بنو آدم اس کاشتکار کی اولاد ہیں۔

امام اسحاق بن بشر نے مبتداء میں اور امام ابن عساکر رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت جویبر اور حضرت مقاتل کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 227، داراحیاء التراث العربی بیروت

واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہم اللہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی چالیس اولادیں ہوئیں۔ بیس بچے اور بیس بچیاں۔ ان میں سے جو زندہ رہے وہ ہابیل، قابیل، صالح، عبدالرحمٰن، وہ جس کا نام آپ نے عبدالحارث رکھا، عود جسے شیث بھی کہا جاتا ہے۔ اسے ہبۃ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بھائیوں نے اسے سردار بنایا۔ آپ کی اولاد میں سواع، یغوث اور نسر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اس بچے کی بہن کی دوسرے بچے کی بہن سے شادی کر دے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی صورتحال یہ تھی کہ وہاں کوئی مسکین نہ تھا جس پر صدقہ کیا جاتا۔ قربانی یہی تھی جسے ایک آدمی پیش کرتا اسی اثناء میں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں نے کہا کاش ہم قربانی دیتے۔ ان میں سے ایک جانور پالتا تھا اور دوسرا کھیتی باڑی کرتا تھا۔ ریوڑ کے مالک نے بہترین اور موٹا جانور پیش کیا جبکہ دوسرے نے اپنی فصل کا کچھ حصہ قربانی کے طور پر پیش کیا۔ آگ آسمان سے اتر کر بکری کو کھا گئی اور فصل کو چھوڑ دیا۔ جس کی قربانی قبول نہ ہوئی اس نے اپنے بھائی سے کہا کیا تو لوگوں میں گھومے پھرے گا جبکہ لوگ یہ جانتے ہوں کہ تو نے قربانی دی۔ وہ قبول ہوگئی جبکہ میری قربانی رد ہوگئی؟ نہیں ہرگز نہیں اللہ کی قسم لوگ مجھے اور تجھے نہ دیکھ سکیں گے اس حال میں کہ تو مجھ سے بہتر ہے۔ اس نے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ جس کی قربانی قبول ہوئی تھی اس نے کہا میرا گناہ؟ اللہ تعالیٰ متقین سے قربانی قبول فرماتا ہے۔ اگر تو میری طرف اس لئے ہاتھ بڑھائے کہ مجھے قتل کر دے تب بھی میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا، میں کسی سے مدد طلب نہیں کروں گا جبکہ میں اپنا ہاتھ تجھ سے روکے رکھوں گا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وہ دو بیٹے جنہوں نے قربانی دی ان میں سے ایک کاشتکاری کرتا تھا اور دوسرا ریوڑ پالتا تھا۔ دونوں کو حکم دیا گیا کہ وہ قربانی پیش کریں۔ جو ریوڑ پالتا تھا اس نے بہترین سب سے موٹا اور سب سے خوبصورت جانور خوش دلی سے پیش کیا جبکہ کاشتکاری کرنے والے نے سب سے ناقص فصل تنگ دلی سے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ریوڑ پالنے والے کی قربانی قبول کر لی اور کھیتی والے کی قربانی قبول نہ کی دونوں کا وہی واقعہ ہے جس کا ذکر کتاب اللہ میں مذکورہ ہے، اللہ کی قسم ان میں سے قتل ہونے والا بھائی زیادہ طاقتور تھا مگر گناہ سے بچنے کی خواہش نے اسے بھائی پر ہاتھ اٹھانے سے روک دیا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہابیل و قابیل حضرت آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد تھی۔ ہابیل نے اپنے ریوڑ میں عمدہ مینڈھا قربانی کے طور پر پیش کیا جبکہ قابیل نے اپنی کھیتی میں سے فصل قربانی کے طور پر پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے مینڈھے کی قربانی قبول فرمالی۔ تو جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی اس نے اس سے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا اور اسے قتل بھی کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک پاؤں کو اس کی پنڈلی سے ران تک چسپاں کر دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 225، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 224

یہ قتل کے دن سے لے کر قیامت تک سلسلہ یوں ہی رہے گا اور اس کا منہ بہن کی طرف کر دیا۔ وہ جہاں کہیں بھی جائے گا موسم سرما میں برف کا باڑہ اسے احاطہ میں لئے ہوگا اور موسم گرما میں آگ کا ایک باڑہ احاطہ میں لئے ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ فرشتے ہوں گے، جب بھی ایک فرشتہ جائے گا دوسرا آجائے گا(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دونوں افراد بنو اسرائیل میں سے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد نہ تھی یہ قربانی کا سلسلہ بنو اسرائیل میں جاری ہوا تھا یہ وہ پہلا شخص تھا جو اس طریقہ سے فوت ہوا تھا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک نماز قبول کر لی ہے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التقوی میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے تقوی کی موجودگی میں کوئی عمل قلیل نہیں اور جو عمل قبول ہو جائے وہ کیسے قلیل ہو سکتا ہے؟

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو خط لکھا میں تجھے اللہ تعالیٰ سے تقوی کی وصیت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تقویٰ کے بغیر کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا، تقویٰ کے بغیر رحم نہیں فرماتا، تقویٰ کے بغیر بدلہ عطا نہیں فرماتا۔ اس کے وعظ کرنے والے تو بہت ہیں اور اس پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت یزید عیص رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے موسی بن اعین سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے فرمایا (کچھ) حلال چیزوں سے بچیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حرام چیز میں جا کر واقع ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہی متقین فرمایا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ میرا رائی کے دانے کے برابر عمل قبول کر لے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔

امام ابن سعد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عامر بن عبدالقیس نے کہا قرآن حکیم میں ایک آیت مجھے تمام دنیا سے زیادہ پسند ہے کہ میں سب دنیا دے دوں جس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ مجھے متقین میں سے بنا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ہمام بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عامر بن عبداللہ موت کے وقت رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا کیوں روتے ہو، کہا کتاب اللہ میں ایک آیت ہے۔ ان سے کہا گیا کون سی آیت ہے؟ تو انہوں نے یہی آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 225، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 228

بندے کا عمل قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اس سے راضی ہو جاتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مطرف کہا کرتے تھے اے اللہ مجھ سے ایک دن کا روزہ ہی قبول کر لے اے اللہ میرے حق میں ایک نیکی لکھ دے پھر اس آیت کی تلاوت کرتے۔

امام ابن ابی شیبہ نے اس آیت کی تفسیر میں ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو شرک سے بچتے ہیں(2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ہشام بن یحییٰ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک سائل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اسے ایک دینار دے دو۔ تو ان کے بیٹے نے اسے دینار دے دیا۔ جب وہ سائل چلا گیا تو ان کے بیٹے نے عرض کیا اے والد محترم اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے؟ حضرت عبداللہ نے فرمایا اگر میں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک سجدہ قبول کر لیا ہے یا ایک درہم کا صدقہ قبول کر لیا ہے تو غائب چیز مجھے موت سے زیادہ پسندیدہ نہ ہوتی، کیا تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کس کا عمل قبول فرماتا ہے؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ۚ

”تو اگر تو بڑھائے میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو قتل کرے مجھے (جب بھی) میں نہیں بڑھانے والا اپنا ہاتھ تیری طرف تاکہ میں قتل کروں تجھے میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو مالک ہے سارے جہانوں کا میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تو اٹھا لے میرا گناہ اور اپنا گناہ تاکہ تو ہو جائے دوزخیوں سے اور یہی سزا ہے ظلم کرنے والوں کی“۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کی شریعت میں یہ حکم تھا کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے کو گزند پہنچانا چاہتا تو دوسرا اسے چھوڑ دیتا اور اپنا دفاع نہ کرتا(3)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو اسرائیل پر یہ فرض تھا کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے پر دست اندازی کرتا تو دوسرا اس کا دفاع نہ کرتا یہاں تک کہ پہلا آدمی اس کو قتل کر دیتا یا اسے چھوڑ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مدعا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے قتل کا گناہ بھی تیرے سر ہے اور اس سے قبل جو تو نے غلطیاں کی ہیں ان کا وبال بھی تیرے سر ہو(4)۔

حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 13، صفحہ 35-230، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 221 (35501)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 231، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 232

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتایئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اس کا معنی ہے کہ تو لوٹے تو میرے گناہ اور تیرے اپنے اعمال کا گناہ تجھ پر ہو پھر تو جہنم کا مستحق بن جائے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

مَنْ كَانَ كَارِهَ عَيْشِهٖ فَلْيَأْتِنَا يَلْقَى الْمَنِيَّةَ اَوْ يَبُوْءُ عِنَاءً

جو آدمی اپنی زندگی کو ناپسند کرتا ہے وہ ہمارے پاس آ جائے وہ موت سے ملاقات کرے گا یا مشقت کو ٹھکانہ بنائے گا۔

امام احمد، امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب ایک فتنہ کھڑا ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا عرض کی بتایئے اگر کوئی آدمی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہو؟ فرمایا ابن آدم کی طرح ہو جاؤ اور اس آیت کی تلاوت کی (1)۔

امام احمد، امام مسلم اور حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ دراز گوش پر سوار تھے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ فرمایا اے ابوذر اگر لوگوں کو بھوک آ لے اور تو اتنی طاقت بھی نہ رکھے کہ اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک جا سکے تو تو کیا کرے گا؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا اے ابوذر پاک دامن رہ۔ فرمایا مجھے بتا اگر لوگوں کو سخت موت (وبا) آ لے جس میں بندے کا گھر قبر ہو؟ عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا اے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ صبر کر۔ فرمایا اے ابوذر بتا اگر لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں یہاں تک کہ خون سے حجارۃ الزیت ڈوب جائے تو تو کیا کرے گا؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اپنے گھر میں بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کر لے۔ میں نے عرض کی اگر مجھے پھر بھی نہ چھوڑا جائے؟ فرمایا فَائْتِ مَنْ اَنْتَ مِنْهُمْ فَكُنْ فِيْهِمْ۔

میں نے کہا کیا میں اپنا اسلحہ لے لوں؟ فرمایا تو پھر بھی تو ان میں شریک ہو جائے گا جس میں وہ ہیں لیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی شعاع تجھے خوفزدہ کر دے گی تو اپنی چادر کی ایک طرف اپنے چہرے پر ڈال دے یہاں تک کہ وہ اپنے اور تیرے گناہ کا مستحق بن جائے تو وہ جہنمی ہو جائے گا (2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ دو، تیر کمانوں کے تند کاٹ دو گھروں میں رہو اور اس فتنہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے جو تھا اس کی طرح ہو جاؤ (3)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 185، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 469 (8304) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 340 (5322)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر تم باہم لڑو گے تو میں اپنے گھر کے آخری کمرہ میں انتظار کروں گا اور اس میں گھسا رہوں گا۔ اگر کوئی آدمی وہاں بھی مجھ پر داخل ہوگا تو میں اسے کہوں گا لو میرے اور اپنے گناہ کے مستحق بن جاؤ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹے نے کیا تھا۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حرہ کے دن حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری ایک غار میں داخل ہوئے، ایک آدمی غار میں داخل ہوا جبکہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس تلوار بھی تھی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار رکھ دی اور کہا اپنے گناہ اور میرے گناہ کے مستحق بن جاؤ اور جہنمیوں میں سے ہو جاؤ۔ ابن سعد کے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ اس آدمی نے کہا کیا تو ابوسعید خدری ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو اس آیت کے لئے بطور مثال ذکر کیا گیا ہے اس میں سے جو اچھا ہے اسے اپنا لو (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو تمہارے لئے بطور مثال ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے جو اچھا ہے اس کی مشابہت اختیار کرو اور ان میں سے جو برا ہے اس کی مشابہت نہ کرو۔

امام ابن جریر حضرت معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بکر بن عبداللہ سے عرض کیا کیا آپ تک یہ خبر نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو بطور نمونہ ذکر کیا ہے ان میں سے جو اچھا ہے اس کو اپناؤ اور ان میں سے جو برا ہے اس کو چھوڑ دو (2)۔

امام حاکم نے صحیح سند سے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے، خبردار ایک فتنہ ہوگا جس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے شخص سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جب فتنہ برپا ہو جائے تو جس کا اونٹ ہو وہ اپنے اونٹ سے چمٹ جائے، جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین سے وابستہ ہو جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ اگر اس کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو فرمایا وہ ایک پتھر لے اور اسے اپنی تلوار کی دھار پر توڑ دے (اسے کند کر دے) پھر اگر نجات کی طاقت رکھے تو نجات پائے، اے اللہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے اگر مجھے مجبور کیا جائے یہاں تک کہ مجھے دو صفوں میں سے ایک صف میں لے جایا جائے۔ ایک آدمی مجھے تیر مارے یا تلوار سے وار کرے پھر مجھے قتل کر دے؟ فرمایا وہ اپنے اور تیرے گناہ کا مستحق بن گیا تو وہ جہنمی ہوگیا۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ دہرائی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 240، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 487 (8361)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اگر نمازی بھی قتل کیے جائیں گے تو اس وقت آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر کے آخری کمرہ میں انتظار کرے اور اسی کے ساتھ چمٹا رہے۔ اگر کوئی تیرے گھر میں داخل ہو جائے تو اسے یہ کہہ دے کہ میرے اور اپنے گناہ کا مستحق بن جا تو تو بھی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جائے گا (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت خالد بن عرفطہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے خالد میرے بعد بڑے بڑے حادثات اور فتنے اور اختلاف ہوگا۔ اگر تو طاقت رکھے تو اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ بن نہ کہ قاتل بن پس اسی طرح کیجئے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فتنے برپا ہوں گے جس میں سونے والا لیٹنے والے سے، لیٹنے والا بیٹھنے والے سے، بیٹھنے والا چلنے والے سے، چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اس کے تمام قاتل جہنم میں ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر میں ایسے حالات پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا اپنے گھر میں داخل ہو جایئے میں نے عرض کی مجھے بتایئے اگر کوئی میرے گھر میں آ جائے۔ فرمایا تو کہہ میرے اور اپنے گناہ کے مستحق بن جاؤ اللہ کا مقتول بندہ بن (3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی مقتول کی حیثیت سے مارا گیا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرمادے گا یہ حکم قرآن حکیم میں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (4)۔

امام ابن سعد نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فتنہ کا ذکر کیا اس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے، کھڑا ہونے والا، چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے اگر تو اس فتنہ کو پائے تو اللہ کا مقتول بندہ بن، اللہ تعالیٰ کا قاتل بندہ نہ بن۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ کہنے سے بھی عاجز ہے کہ کوئی آدمی اسے قتل کرنے کے لئے آئے اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر رکھے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے اچھے بیٹے کی طرح ہو جائے تو وہ جنت میں ہوگا۔ وہ جنت میں ہوگا اس کا قاتل جہنم میں ہوگا (5)۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۳۰

"پس آسان بنا دیا اس کے لئے اس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل۔ سو قتل کر دیا اسے اور ہو گیا سخت نقصان اٹھانے والوں سے"۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 492 (8374)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 562 (8578)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 485 (37429)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 340 (5324) بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 486 (37431)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے **فَطَوَّعَتْ** کا معنی فزینت نقل کیا ہے یعنی نفس نے اس کے لئے مزین کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے نفس نے اسے آمادہ کیا وہ اپنے بھائی کو قتل کردے۔ اس وجہ سے وہ پہاڑ کی چوٹیوں میں نکل گیا۔ ایک دن وہ اپنے بھائی کے پاس آیا جبکہ اس کا بھائی اپنا ریوڑ چرا رہا تھا جبکہ وہ سویا ہوا تھا۔ اس نے پتھر اٹھایا اور بھائی کا سر کچل دیا تو وہ مر گیا۔ اس کی لاش کو کھلی جگہ چھوڑ دیا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے دفن کرے۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوؤں کو بھیجا جو آپس میں لڑنے لگے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ مارنے والے کوے نے ایک گڑھا کھودا پھر اس پر مٹی ڈال دی۔ جب اس قاتل بھائی نے کوے کو دیکھا تو اس نے کہا ہائے افسوس کیا میں اس کوے جیسا ہونے سے بھی عاجز ہوں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جس بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اپنے بھائی کو کیسے قتل کرے تو شیطان اس کے پاس ایک پرندے کی شکل میں آیا۔ اس نے ایک اور پرندے کو پکڑا۔ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھا اور اس کا سر کچل دیا تو اس طرح اسے قتل کی تعلیم دی۔ مجاہد سے بھی اس طرح منقول ہے (3)۔

امام ابن جریر نے خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تو زمین نے اس کے خون کو چوس لیا اور اس قاتل پر لعنت کی اس خون کے بعد زمین نے کسی کا خون اپنے اندر جذب نہ کیا (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دمشق میں ایک پہاڑ ہے جس کو قاسیون کہتے ہیں۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمرو بن خبیر شعبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیر المران کے ایک پہاڑ پر تھا۔ انہوں نے پہاڑ میں بہتا ہوا پانی دیکھا تو کہا یہاں ہی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اور یہ اس کے خون کا اثر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا ہے۔

امام ابن عساکر نے ایک اور سند سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاسیون پہاڑ پر جو خون ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کا خون ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقتول بیٹے کا خون چوس لیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر لعنت کی، اس وجہ سے زمین ہابیل کے خون کے بعد کسی کا خون نہیں چوستی اور یہ سلسلہ تا قیامت یونہی جاری رہے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 237،235
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 235 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 239

امام نعیم بن حماد نے فتن میں حضرت عبدالرحمٰن بن فضالہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل کو مسخ کر دیا، اس کا دل رنجیدہ کر دیا۔ وہ یونہی سرگرداں رہتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی انسان جب ظلم کے طور پر قتل کیا جاتا ہے تو اس کا وبال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس نے یہ طریقہ جاری کیا تھا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی انسان جب ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو اس کا وبال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بدبخت وہ انسان ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا جب سے اس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اس وقت سے لے کر قیامت تک جو بھی خون بہایا جائے گا اس خون کا وبال بھی اس سے پہلے قاتل کو پہنچے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کو شروع کیا(2)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اس آدمی کو پاتے ہیں جس نے پہلا قتل کیا تھا جہنمیوں میں صحیح طور پر تقسیم ہوتی ہے اس پہلے قاتل کو ان جہنمیوں کے عذاب کا نصف دیا جاتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے تین بدبخت ترین ہیں: قوم ثمود کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا، حضرت آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، زمین میں جو بھی ناحق خون بہایا جاتا ہے اس کا وبال اسے بھی پہنچتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے انسان کو قتل کیا(3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں عبداللہ بن دینار کی سند سے حضرت ابو ایوب یمانی رحمہ اللہ سے وہ اپنی قوم کے ایک آدمی سے روایت نقل کرتے ہیں جسے عبداللہ کہا جاتا کہ وہ اور اس کی قوم کی ایک جماعت نے سمندر میں سفر شروع کیا۔ ان دنوں سمندروں سخت تاریک تھا پھر وہ تاریکی چھٹ گئی جبکہ وہ ایک بستی کے قریب تھے۔ عبداللہ نے کہا میں پانی کی تلاش میں نکلا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے ہیں جو بند ہیں جن سے ہوا ٹکرا رہی ہے۔ میں نے آواز دی تو مجھے کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ میں اسی طرح کھڑا تھا کہ دو شاہسوار میرے پاس آ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے مجھ سے صورتحال پوچھی تو میں نے ان دونوں کو بتایا کہ ہمیں سمندر میں کیا مصیبت پہنچی تھی۔ میں پانی کی تلاش میں نکلا ہوں۔ دونوں نے مجھ سے کہا اس گلی میں چلتے جاؤ۔ آخر میں تم ایک تالاب تک پہنچو گے جس میں پانی ہوگا تو اس سے پانی لے لینا اس میں جو کچھ دیکھو اس سے نہ گھبرانا۔ میں نے ان سے ان بند گھروں کے بارے میں پوچھا جن سے ہوا ٹکرا رہی ہے۔ تو ان دونوں نے جواب دیا کہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 383، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 234، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 77 (10970)، دار الفکر بیروت

مردوں کے روحوں کے گھر ہیں۔ میں چلا یہاں تک کہ اس تالاب تک پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک آدمی سر کے بل لٹک رہا ہے۔ وہ خواہش کرتا ہے کہ ہاتھ سے پانی لے لیکن وہ پانی تک نہیں پہنچتا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے آواز دی اے اللہ کے بندے مجھے پانی پلا۔ میں نے پیالا بھرا تا کہ میں اسے پانی دوں تو میرا ہاتھ رک گیا۔ میں نے پوچھا مجھے بتا تو کون ہے؟ اس نے بتایا میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں جس نے سب سے پہلے زمین میں خون بہایا تھا۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۭ قَالَ يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿٣١﴾

''پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کھودتا تھا زمین کو تا کہ دکھائے اسے کہ کس طرح چھپائے لاش اپنے بھائی کی۔ کہنے لگا ہائے افسوس! کیا قاصر رہا میں کہ ہوتا اس کوے کی مانند تو چھپا دیتا لاش اپنے بھائی کی۔ غرض وہ ہو گیا سخت پچھتانے والوں سے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ اسے اٹھا لیا یہاں تک کہ لاش خراب ہونے لگی۔ پرندے اور درندے تاڑ میں رہنے لگے کہ وہ کب اسے پھینکے تو وہ اس کی لاش کھائیں۔ قابیل نے یہ ناپسند کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام آئیں اور یہ دیکھ کر غمگین ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا جبکہ قابیل اسے دیکھ رہا تھا پھر کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے گڑھا کھودا یہاں تک کہ اس کے لئے جگہ بنا دی پھر اسے دھکیلا اور اسے گڑھے میں پھینک دیا۔ پھر اپنے پنجوں سے اس پر مٹی ڈالی اور اسے چھپا دیا۔ جب قابیل نے کوے کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا تو یہ کہا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جو آپس میں لڑ پڑے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا پھر مارنے والا کوا اس پر مٹی ڈالنے لگا یہاں تک کہ دوسرے کے جسم کو چھپا دیا تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے قاتل بیٹے سے کہا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک کوا مردہ کے پاس آیا اور اس پر مٹی ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ اسے چھپا دیا۔ یہ دیکھ کر جس شخص نے اپنے بھائی کو قتل کیا اس نے کہا ہائے افسوس کیا میں قاصر رہا اس کوے کی مانند ہوتا تو اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قابیل اپنے بھائی کی لاش بوری میں ڈال کر ایک سال تک پھرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے تو اس نے انہیں گڑھا کھودتے ہوئے دیکھا تو اس وقت قابیل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 238، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے کہا اور پھر بھائی کی لاش کو دفن کیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جب ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو قتل کر دیا تو وہ ایک سو سال تک اس پر غم کرتے ہوئے نہ ہنسے۔ جب سو سال پورے ہو گئے تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ایک بچے کی بشارت دیتا ہے تو تب آپ مسکرائے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا قتل ہو گیا تو حضرت آدم علیہ السلام روئے اور کہا

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَ مَنْ عَلَيْهَا — فَلَوْنُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِيْحٌ
تَغَيَّرَ كُلُّ ذِىْ لَوْنٍ وَطَعْمٍ — وَقَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الْمَلِيْحِ
شہر اور اس پر رہنے والے بدل گئے — زمین کا رنگ غبار آلود اور ناپسندیدہ ہو گیا
ہر رنگ دار اور ذائقہ والی چیز بدل گئی — خوبصورت چہرے والے کی بشاشت کم ہو گئی

حضرت آدم علیہ السلام کو یہ جواب دیا گیا

اَبَا هَابِيْلَ قَدْ قُتِلَا جَمِيْعًا — وَصَارَ الْحَيُّ بِالْمَيِّتِ الذَّبِيْحِ
وَجَاءَ بِشَرَّةٍ قَدْ كَانَ مِنْهُ — عَلٰى خَوْفٍ فَجَاءَ بِهَا يَصِيْحُ

اے ہابیل کے باپ دونوں قتل ہو گئے، زندہ مردہ مذبوح کے بدلے میں (مقتول) ہو گیا اور وہ اپنی طرف سے شر حالت خوف میں لایا، وہ اسے چیختے ہوئے لایا(1)۔

امام خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ اشعار نقل کیے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَ مَنْ عَلَيْهَا — فَوَجْهُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِيْحٌ
تَغَيَّرَ كُلُّ ذِىْ لَوْنٍ وَطَعْمٍ — وَقَلَّ بِشَاشَةُ الْوَجْهِ الصَّبِيْحِ
قَتَلَ قَابِيْلُ هَابِيْلًا اَخَاهُ — فَوَاحُزْنًا مَضَى الْوَجْهُ الْمَلِيْحُ
شہر اور شہروں کے مکین بدل گئے — زمین کا چہرہ غبار آلود بدصورت ہو گیا
ہر رنگ اور ذائقہ والی چیز بدل گئی — اور روشن چہرے کی شناخت ناپید ہو گئی
قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا — ہائے دکھ خوبصورت چہرہ چلا گیا

ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ جواب دیا۔

تَنَحَّ عَنِ الْبِلَادِ وَ سَاكِنِيْهَا — فَبِيْ فِي الْخُلْدِ ضَاقَ بِكَ الْفَسِيْحُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 237، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 228 3۔ ایضاً

وَكُنْتَ بِهَا وَزَوْجُكَ فِي رَخَاءٍ وَقَلْبُكَ مِنْ اَذَى الدُّنْيَا مُرِيْحُ
فَمَا انْفَكَّتْ مَكَايِدُنِيْ وَ مَكْرِيْ اِلَى اَنْ فَاتَكَ الثَّمَنُ الرَّبِيْحُ

ان شہروں اوران کے رہنے والوں سے الگ تھلگ ہو جا خلد میں جا کر ڈیرا لگاؤ، تجھ پر یہ وسیع وعریض زمین تنگ ہو گئی، ہے تو اور تیری زوجہ وہاں خوشحال تھے اور دنیا کی تکلیفوں سے تیرا دل آرام میں تھا۔ میری تدبیریں اور میرا مکر ختم نہیں ہوئے یہاں، تک کہ تیرا نفع دینے والا اثاثہ ختم نہ ہو جائے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ۫ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

''اسی وجہ سے (حکم) لکھ دیا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جس نے قتل کیا کسی انسان کو سوائے قصاص کے یا زمین میں فساد برپا کرنے کے تو گویا اس نے قتل کر دیا تمام انسانوں کو اور جس نے بچا لیا کسی جان کو تو گویا بچایا اس نے تمام لوگوں کو اور بے شک آئے ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ پھر بھی بہت سے لوگ ان میں سے اس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس وجہ سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو ناحق قتل کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کچھ صحابہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ گناہ میں ایسا ہے کہ گویا ایک آدمی کو ناحق قتل کرنے کا گناہ اتنا ہے۔ جتنا گناہ تمام انسانوں کو قتل کرنے میں ہے اور جس نے کسی انسان کو ہلاکت سے بچایا۔ بچنے والے کے نزدیک اس نے گویا تمام انسانوں کو بچایا (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کو قتل ہونے سے بچایا تو گویا اس نے سب انسانوں کو بچایا (3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کو زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس انسان کو قتل نہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کیا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 242 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 243

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا عادل امام کو قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا(1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یوم الدار میں، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی میں آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا اے ابوہریرہ کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تمام انسانوں کو قتل کردے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اگر تو نے ایک آدمی کو قتل کیا تو گویا تمام انسانوں کو قتل کیا بس چلا جا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اسی طرح ہے جس طرح سورۂ نساء میں ہے وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا (النساء:93) فرماتے اگر وہ تمام انسانوں کو قتل کرتا تو تب بھی اس کا عذاب سے بڑھ کر نہ ہوتا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ حکم گناہ اور اجر میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَنْ اَحْیَاهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے جس نے کسی کو غرق ہونے، جلنے، گرنے اور ہلاک ہونے سے بچایا تو گویا اس نے تمام انسانوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جس کا قریبی عزیز قتل ہوا پھر اس نے معاف کردیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچایا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے عرض کی گئی کہ کیا یہ ہمارے لئے بھی حکم اسی طرح ہے جس طرح بنو اسرائیل کے لئے تھا فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں(5)۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۳۳﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۴﴾

"بلاشبہ سزا ان لوگوں کی جو جنگ کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی یہ ہے کہ انہیں (چن چن کر) قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 245
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 245

ان کے پاؤں مختلف طرفوں سے یا جلاوطن کر دیئے جائیں۔ یہ تو ان کے لئے رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں (اس سے بھی) بڑی سزا ہے۔ مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم قابو پا لو ان پر (ان کو معاف کر دیا جائے گا) اور خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ان میں سے جو اس سے پہلے ہی تائب ہو گیا کہ کوئی اسے اپنی گرفت میں لیتا تو اس کو سزا دی جائے گی۔ یہ آیت اس مسلمان کو حد سے محفوظ نہیں رکھتی جس نے قتل کیا یا زمین میں فساد کیا ہو یا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی ہو پھر گرفت میں آنے سے پہلے کفار کے پاس چلا گیا ہو۔ یہ امراء سے حد قائم کرنے سے مانع نہیں جس جرم میں اسے پکڑا جائے (1)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا، اہل کتاب نے وعدہ توڑ دیا اور زمین میں فساد برپا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اختیار دیا چاہے تو اسے قتل کر دے چاہے تو اسے سولی پر لٹکا دے اور چاہے تو ان کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دے۔ نفی سے مراد زمین میں بھاگنا ہے۔ اگر وہ تائب ہو کر آئے اور اسلام میں داخل ہو جائے تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا اور سابقہ گناہ پر مؤاخذہ نہ کیا جائے گا (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حروریہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عکل کے چند افراد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اطاعت اختیار کی اور ایمان لے آئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے پیشاب پئیں۔ انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ صحابہ انہیں پکڑ لائے۔ حضور ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی۔ ان کے زخموں کو تیل میں نہ جلایا گیا۔ انہیں چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابوداؤد، امام نسائی اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ محاربین والی آیت اہل عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ اہل عرینہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ بیمار تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا۔ جب وہ تندرست اور مضبوط ہو گئے تو اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا۔ پھر اونٹوں

1۔ سنن نسائی، قولہ عزوجل انما جزاء الذین الخ، جلد 7، صفحہ 101، دارالریان قاہرہ 2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 256 (13032) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 250، دارالکتب العلمیہ بیروت

کو اپنی قوم کے علاقہ کی طرف ہانک کر لے جانے لگے۔ جریر نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ بھیجا تو ہم انہیں پکڑ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف سمتوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الملک بن مروان نے حضرت انس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھا۔ وہ اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے جواب لکھا کہ یہ آیت اہل عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی جو بجیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ تھے انہوں نے چرواہے کو قتل کیا، اونٹ بھگا کر لے گئے، راستہ کو خوفزدہ کیا اور حرام عمل کا ارتکاب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل امین سے اس آدمی کے بارے میں فیصلہ کا پوچھا جو اس قسم کا طرز عمل اپناتا ہے۔ تو جبرئیل امین نے کہا جو چوری کرے، راستہ کو خوف والا بنا دے، بدکاری کا ارتکاب کرے، اسے سولی پر لٹکا دو (2)۔

امام حافظ عبد الغنی ایضاح الاشکال میں حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں یہ عمل کرنے والے عکل کے لوگ تھے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنو نزارہ کے لوگ آئے جو کمزوری کی وجہ سے مرے جا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی شیر دار اونٹنیوں کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے اونٹوں کی چوری کی۔ صحابہ نے ان کا پیچھا کیا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس انہیں لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے بعد میں آنکھوں کا حکم ترک کر دیا (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ کے لوگ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام پر بیعت کی۔ جبکہ وہ بیعت کرنے میں جھوٹے تھے۔ پھر انہوں نے کہا ہمیں مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اونٹنیاں تمہارے پاس صبح و شام آتی ہے۔ ان کے پیشاب پیا کرو۔ وہ اسی طرح تھے کہ ایک خبر دینے والے نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا۔ عرض کی ان لوگوں نے چرواہے کو قتل کر دیا ہے اور جانور بھگا کر لے گئے ہیں۔ صحابہ کرام ان کی تلاش میں نکل پڑے۔ صحابہ کرام واپس آئے تو انہوں نے ان کو گرفتار کیا ہوا تھا۔ انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں قتل کیا، سولی پر لٹکایا، ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پہلے اور بعد میں مثلہ نہ کیا تھا بلکہ مثلہ کرنے سے منع کیا۔ فرمایا کسی چیز کا مثلہ نہ کرو (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 249، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 259

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب المحاربہ، جلد 10، صفحہ 107 (18541)، حبیب الرحمٰن الاعظمی 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 249

امام مسلم، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کیونکہ انہوں نے چرواہے کی آنکھوں میں سلائی پھیردی تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عرینہ کے حبشیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ انہیں صفراء کی زیادتی کا مرض تھا۔ انہوں نے اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تو وہ لوگ صدقہ کے اونٹوں کی طرف چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کے پیشاب اور دودھ پیو۔ انہوں نے پیا تو وہ صحت مند ہو گئے۔ انہوں نے چرواہوں کو قتل کیا، اونٹ بھگا کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آدمی بھیجے جو انہیں پکڑ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ جیسا حکم ہوا ہے اس طرح ان میں حدود جاری کرو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ولید بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیروائی اور ان کے زخموں کو گرم تیل میں نہ داغا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ اس نے کہا میں نے محمد بن عجلان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تا کہ اس عمل پر آپ کو عتاب کیا جائے اور ان جیسے لوگوں کی سزا سکھائی وہ یہ تھی ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں، انہیں قتل کیا جائے اور جلاوطن کر دیا جائے۔ حضور ﷺ نے ان کے بعد کسی کی آنکھ میں سلائی نہ پھیروائی۔ یہ قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا تو انہوں نے اس آیت کے بطور عتاب نازل ہونے کا انکار کیا۔ کہا بلکہ یہ سزا اسی جماعت کے ساتھ خاص تھی۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر ہے جو ان لوگوں کے علاوہ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور ان سے آنکھ سے سلائی پھیرنے کا حکم اٹھالیا گیا (3)۔

امام بیہقی نے سنن میں محمد بن عجلان سے وہ حضرت ابوزناد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جو آپ کی اونٹنیوں کو بھگا کر لے گئے تھے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروادی تھی اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ ﷺ پر عتاب کیا اور یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام شافعی نے الام میں، عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب محارب (ڈاکو) خروج کرے، صرف مال چھینے اور کسی کو قتل نہ کرے تو اس کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹ دیے جائیں گے جب وہ خروج کرے اور کسی کو قتل کرے لیکن کسی کا مال نہ چھینے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ جب وہ خروج کرے قتل کرے اور مال بھی چھینے تو اسے قتل کیا جائے گا اور سولی پر لٹکایا دیا جائے گا

1۔ صحیح مسلم، باب حکم المحاربین والمرتدین، جلد 2، صفحہ 56، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 250، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 252
4۔ سنن کبری از بیہقی، باب قطاع الطریق، جلد 8، صفحہ 283، دارالفکر بیروت

جب وہ خروج کرے راستے کو خوفزدہ کرے، نہ مال لے اور نہ کسی کو قتل کرے۔ تو اس نے کہا اسے جلاوطن کر دیا جائے گا(1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حضرت نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے مسلمانوں کی مملکت میں اسلحہ سونتا، راستہ کو خوفزدہ کر دیا اور اس پر غالب آ گیا تو مسلمانوں کے حاکم کو اختیار ہوگا۔ چاہے تو اس مجرم کو قتل کرے، چاہے تو سولی پر لٹکا دے چاہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے یا وہ دارالسلام سے دارحرب کی طرف بھاگ جائے(2)۔

امام ابوداؤد، نسائی، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں۔ شادی شدہ بدکار جس پر رجم کی سزا کا فیصلہ ہونے والا تھا، وہ آدمی جو جان بوجھ کر مومن کو قتل کر دے اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ تیسرا وہ شخص ہے جو اسلام کی حدود سے باغی ہو گیا، اس نے ڈاکہ ڈالا اسے قتل کیا جائے گا، اسے سولی پر لٹکایا جائے گا یا اس مجرم کو علاقہ سے جلاوطن کر دیا جائے گا(3)۔

امام خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عرینہ کی ایک جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے کچھ فریب دینے والے تھے۔ ان کے اعضاء شل ہو گئے، چہرے زرد پڑ گئے پیٹ پھول گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں۔ ان کے پیشاب اور دودھ پئیں انہوں نے دودھ، پیے صحت مند اور خوب موٹے ہو گئے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے پر حملہ کر دیا۔ اسے قتل کر دیا، اونٹ بھگا کر لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے۔ عرض کی اے محمد ان کے پیچھے لشکر روانہ کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر روانہ کر دیا۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ عرض کی کہ یہ دعا کیجئے اے اللہ یہ آسمان تیرا آسمان ہے۔ یہ زمین تیری زمین ہے، یہ مشرق تیرا مشرق ہے، یہ مغرب تیرا مغرب ہے۔ اے اللہ ان پر (یہ) میسنہ کی مشک جتنی تنگ کر دے یہاں تک کہ تو مجھے ان پر قدرت عطا فرما دے۔ صحابہ انہیں پکڑ لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ جبرئیل امین نے کہا جس نے مال چھینا ہے اور قتل کیا ہے اسے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ جس نے قتل تو کیا مگر مال نہیں لوٹا اس کو قتل کر دیا جائے۔ جس نے مال لوٹا اور قتل نہ کیا اس کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دیے جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ دعا ہر بھاگ جانے والے اور ہر اس انسان کے لئے ہے، جس کا کوئی عزیز یا کوئی اور چیز گم ہو گئی ہو، وہ یہ دعا مانگے کسی چیز میں لکھے اور صاف ستھری جگہ اسے دفن کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر قدرت عطا فرمائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ اور عطاء خراسانی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی ڈاکہ ڈالتا ہے تو وہ محارب ہے۔ اگر اس نے کسی انسان کو قتل کیا اور مال بھی چھینا تو اسے سولی پر لٹکایا جائے گا، اگر اس نے قتل تو کیا مگر مال نہ چھینا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 254، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 257

3۔ سنن نسائی، جلد 8-7، صفحہ 101، دارالریان قاہرہ

اسے قتل کر دیا جائے گا، اگر مال چھینا قتل نہ کیا تو اس کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا جائے گا، اگر یہ کام کرنے سے پہلے اسے پکڑ لیا گیا تو اسے جلاوطن کر دیا جائے گا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ یہ ان لوگوں کے لئے خاص ہے وہ آدمی جس نے کسی کو قتل کیا پھر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لی تو اس کا سابقہ عمل ساقط ہو جائے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطاء اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے محارب کا کردار ادا کیا امام کو اس کے بارے میں اختیار ہوگا چاہے تو قتل کرے، چاہے ہاتھ پاؤں کاٹے، چاہے سولی پر چڑھادے اور چاہے تو جلاوطن کر دے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب، حضرت حسن اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ سے اس آیت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ امام کو محارب کے بارے میں اختیار ہے جو چاہے سلوک کرے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قوم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا انہوں نے وعدہ توڑ دیا اور ڈاکہ مارا زمین میں فساد برپا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنے نبی کو اختیار دیا چاہے تو قتل کر دے، چاہے سولی پر لٹکا دے، چاہے تو ان کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دے، چاہے تو انہیں جلاوطن کر دے انہیں تلاش کیا جائے یہاں تک کہ وہ عاجز آجائیں، جنہوں نے پکڑے جانے سے پہلے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے (4)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نفیہ کا مفہوم یہ ہے کہ امام اسے تلاش کرے یہاں تک کہ اس کو پکڑ لے پھر اس کے عمل کے بدلہ میں اس پر ان سزاؤں میں سے ایک سزا جاری کرے جن سزاؤں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ کا مفہوم یہ ہے کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا جاتا رہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کی تلاش اس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک اس پر قدرت حاصل نہ ہو جائے (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ وہ اس کی تلاش کرے اور اس پر قادر نہ ہو جب بھی کسی علاقہ میں اس کے بارے میں سنے اس کی تلاش کرے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی مسلمانوں کے راستوں کو پر امن نہ رہنے دے اسے اس کے شہر سے دوسرے شہر میں جلاوطن کر دیا جائے (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 255، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 445 (32797)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 446 (32798)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 248
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 260
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 261
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فساد سے مراد بدکاری، چوری، انسان کو قتل کرنا، ڈکیتیاں، برباد کرنا اور نسل تباہ کرنا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی اور حضرت سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا اگر وہ تائب ہو کر آئے جبکہ اس نے مال نہیں لوٹا تھا اور نہ ہی کسی کا خون بہایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مصداق ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاشراف میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حارثہ بن بدر تیمی اہل بصرہ میں سے تھا اس نے زمین میں فساد برپا کیا اور ڈاکے ڈالے، اس نے قریش کے کچھ افراد سے گفتگو کی کہ اس کے لئے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے امان طلب کریں۔ تو قریشیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا۔ سعید بن قیس ہمدانی حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس نے عرض کی اے امیر المومنین وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ ان کی کیا جزا ہے؟ فرمایا انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے یا مختلف سمتوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے پھر آیت کا یہ حصہ تلاوت کیا اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا سعید نے عرض کی اگرچہ توبہ کرنے والا حارثہ بن بدر ہو؟ مزید کہا یہ حارثہ بن بدر ہے۔ وہ تائب ہو کر آیا ہے کہا اسے امان ہے؟ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اسے امان ہے۔ سعید بن قیس، حارثہ بن بدر کو لے آیا۔ اس نے حضرت علی شیر خدا کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اس کے حق میں امان لکھ دی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت اشعث رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے روایت کرتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر کہا یہ پناہ چاہنے والے اور توبہ کرنے والی کی جگہ ہے۔ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ میں پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو کر آ گیا ہوں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا فلاں بن فلاں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو کر آیا ہے۔ ہر کوئی اس کے ساتھ اچھا رویہ اپنائے۔ اگر یہ سچا ہے تو میرا طرز عمل اس کے ساتھ یہی ہے۔ اگر یہ جھوٹا ہے تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کے کسی گناہ کی وجہ سے گرفت کرے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے چوری کی تھی پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر کے آ گیا کیا اس پر حد ہوگی؟ کہا نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے یہ سنا کہ جب وہ کسی کو قتل کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ جب وہ مال چھینے اور قتل نہ کرے تو مال کے بدلے ہاتھ اور محاربہ کے بدلے اس کی ٹانگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 268، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 266
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 444

کاٹ دی جائے گی۔ جب وہ قتل کرے اور مال چھینے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے اور اسے سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اگر وہ پکڑے جانے سے پہلے امام کے پاس تائب ہو کر آجائے۔ امام اسے امان دے دے تو اسے امان حاصل ہو جائے گی۔ اگر کسی انسان نے یہ جانتے ہوئے بھی قتل کر دیا کہ امام اسے امان دے چکا ہے تو قاتل کو اس کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ امام نے اسے امان دی ہے اور قتل کر دیا تو قاتل پر دیت ہوگی۔

يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۵﴾

"اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وسیلہ کا معنی قربت کیا ہے(1)۔

امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کا معنی قربت نقل کیا ہے جبکہ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کر کے اور ایسے اعمال کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرو جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایمان میں وسیلہ تلاش کرو۔

امام طستی اور ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتایئے فرمایا وسیلہ کا معنی حاجت ہے۔ عرض کی کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عنترہ کا شعر نہیں سنا۔

اِنَّ الرِّجَالَ لَهُمْ اِلَيْكِ وَسِيْلَةٌ اِنْ يَاخُذُوْكِ تَكَحَّلِيْ وَ تُخَضِّبِيْ

لوگوں کو تجھ سے کام ہے اگر وہ تیرا دامن مضبوطی سے پکڑ لیں تو تو انہیں اس کا تاج پہنا دے گی اور سرسبز و شاداب کر دے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِيَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۳۶﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنْهَا ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

"بے شک وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا اگر انہی کی ملکیت میں ہو جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اتنا اور بھی اس کے ساتھ تا کہ بطور فدیہ دیں اسے (اور نجات پائیں) عذاب سے روز قیامت نہ قبول کیا جائے گا ان سے اوران کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بہت چاہیں گے کہ نکلیں اس آگ سے اور وہ نہیں نکل سکیں گے اس سے اوران کے لئے عذاب ہوگا ہمیشہ رہنے والا"۔

امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم سے ایک قوم نکلے گی اور جنت میں داخل ہو جائے گی (1) یزید بن فقیر نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يُرِيدُونَ أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا** تو انہوں نے فرمایا یہ آیت پڑھو **إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ** بے شک وہ لوگ کافر ہیں۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سب سے زیادہ شفاعت کو جھٹلاتا تھا یہاں تک کہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان پر وہ تمام آیات پڑھیں جو میں پڑھ سکتا تھا جن میں اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر کرتا ہے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیری یہ رائے ہے کہ تو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ پڑھتا ہے اور مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو جانتا ہے۔ جن لوگوں کے بارے میں یہ تو نے آیات پڑھی ہیں وہ مشرک ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گناہ کیے۔ پھر انہوں نے ان کو چھوڑ دیا پھر اپنے ہاتھ اپنے کانوں کی طرف اٹھاتے اور کہا یہ دونوں بہرے ہوں۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا (وہ لوگ جہنم میں داخل ہونے کے بعد جہنم سے نکلیں گے) جبکہ ہم بھی قرآن حکیم کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جیسے تم تلاوت کرتے ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا**۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تجھ پر افسوس اس سے اوپر والی آیت پڑھ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرما چکے گا تو وہ اپنے عرش کے نیچے سے کتاب نکالے گا جس میں ہوگا میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جہنم سے جنتیوں کی تعداد کے برابر لوگ نکالے گا یا فرمایا جنتیوں سے دو گنا نکالے گا ان کے یہاں لکھا ہوگا، گردن کی طرف اشارہ کیا عتقاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ۔ ایک آدمی نے عکرمہ سے کہا اے ابوعبداللہ اللہ تعالیٰ فرماتا

1۔ صحیح مسلم، باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار، جلد 1، صفحہ 107، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ شعب الایمان، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون، جلد 1، صفحہ 294 (24-323)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 274، داراحیاء التراث العربی بیروت

ہے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ فرمایا تو ہلاک ہو، یہ تو وہ لوگ ہیں جو جہنم کے اہل ہیں۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے شعب میں حضرت اشعث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا کے بارے میں بتایئے فرمایا اللہ کی قسم تو کسی چیز سے بھی نہیں چوکتا جہنم کے کچھ اہل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جہنم سے نہیں نکلیں گے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ کا معنی ہے وہ عذاب دائمی ہوگا جو ختم نہ ہوگا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝۳۸

''اور چوری کرنے والے اور چوری کرنے والی (کی سزا یہ ہے) کہ کاٹو ان کے ہاتھ بدلہ دینے کے لئے جو انہوں نے کیا (اور) عبرت ناک سزا اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نجدہ حنفی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ کے بارے میں پوچھا کہ یہ حکم خاص ہے یا عام ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ عام ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت نجدہ بن نفیع رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا مردوں اور عورتوں سے جو بھی یہ کرے گا اس پر قطع ید ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے مختلف طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے (فَاقْطَعُوْٓا اِیْمَانَهُمَا) پڑھا (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہماری قرأت میں اور کبھی کہتے۔ عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں ہے وَالسارقون والسارقات فاقطعوا ایمانهم (4)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔ اس میں تم ان کے وارث نہ بنو (یعنی انہیں جیسے کام نہ کرو)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کیا ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے فاسقوں پر سختی کرو۔ انہیں ایک ایک ہاتھ والا اور ایک ایک پاؤں والا بنا دو۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ مال میں کاٹا جائے (5)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وہ حضرت عمر بن شعیب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 293 (322)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 275، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 274
4۔ ایضاً
5۔ صحیح مسلم شرح نووی، جلد 11، صفحہ 151 (1684)

اسلام کے دور میں سب سے پہلی حد جو جاری کی گئی وہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا جس نے چوری کی تھی۔ لوگوں نے اس پر گواہی دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب اس آدمی کو گھیر لیا گیا رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا گیا، گویا آپ کے چہرے انور پر راکھ اڑا دی گئی ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ گویا اس کا ہاتھ کا کاٹنا آپ پر شاق گزر رہا ہے۔ فرمایا مجھے کوئی چیز نہیں روکتی جبکہ تم اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے دوست ہو۔ صحابہ نے عرض کی اسے چھوٹ دیجئے۔ فرمایا اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا، امام جب حد کا فیصلہ کرے پھر اسے معطل کرنا جائز نہیں ہوتا (1)۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ یَتُوْبُ عَلَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۰﴾

"پھر جس نے توبہ کر لی اپنے (اس) ظلم کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو بے شک اللہ توجہ فرمائے گا اس پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی، سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے"۔

امام احمد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک عورت نے چوری کی تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا (2)۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ فرمایا ہاں آج تو گناہ سے اس طرح پاک ہے جس طرح اس دن پاک تھی جس دن تیری ماں نے تجھے جنا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی حد ہی اس کا کفارہ ہے۔

امام عبد الرزاق نے محمد بن عبد الرحمٰن سے وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک چادر چوری کی تھی۔ پوچھا کیا میں یہ خیال کروں کہ اس نے چوری کی یا تو نے چوری کی؟ اس نے جواب دیا ہاں (میں نے چوری کی)۔ فرمایا اسے لے جاؤ اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر ابلتے تیل میں اس کا ہاتھ ڈالو پھر اسے میرے پاس لے آؤ۔ بعد میں صحابہ اسے لے آئے پوچھا تو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ فرمایا اے اللہ اس پر نظر رحمت فرما (3)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب الضفی، جلد 7، صفحہ 313، حبیب الرحمٰن الاعظمی 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 276 بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب ستر المسلم، جلد 10، صفحہ 225 (18923)

امام عبدالرزاق نے ابن منذر سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا پھر اسے تیل میں داغنے کا حکم دیا تو تعمیل کر دی گئی پھر فرمایا توبہ کرو۔ اس نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا چور کا جب ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ ہاتھ آگ میں جا پڑتا ہے، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس ہاتھ کا پیچھا کرتا ہے اگر توبہ کرے تو اس کی واپسی کا تقاضا کرتا ہے (1)۔

يَآيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾

''اے رسول! نہ غمگین کریں آپ کو وہ جو تیز رفتار ہیں کفر میں ان لوگوں سے جنھوں نے کہا ہم ایمان لائے (صرف) اپنے منہ سے حالانکہ نہیں ایمان لائے تھے ان کے دل اور ان لوگوں سے جو یہودی ہیں جاسوسی کرنے والے ہیں جھوٹ بولنے کے لئے وہ جاسوس ہیں دوسری قوم کے جو نہیں آئی آپ کے پاس، بدل دیتے ہیں اللہ کی باتوں کو اس کے صحیح موقعوں سے، کہتے ہیں اگر تمہیں دیا جائے یہ حکم تو مان لو اسے اور اگر نہ دیا جائے تمہیں یہ حکم تو بچو اور جس کو ارادہ فرمالے اللہ تعالیٰ فتنہ میں ڈالنے کا تو نہیں طاقت رکھتا تو اس کے لئے اللہ سے کسی چیز کی۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ نہیں ارادہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پاک کرے ان کے دلوں کو، ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ سے مراد یہودی اور الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا سے مراد منافق ہیں۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 یہودیوں کی دو جماعتوں کے بارے میں نازل فرمائی۔ دور جاہلیت میں ایک دوسری پر غالب آگئی تھی یہاں تک کہ دونوں جماعتیں آپس میں راضی ہو گئیں اور صلح کر لی کہ غالب جماعت نے مغلوب

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الصلی، جلد 10، صفحہ 225، (18925) حبیب الرحمن الاعظمی

جماعت کا جو آدمی قتل کیا ہے۔ اس کی دیت پچاس وسق ہوگی اور مغلوب جماعت نے غالب جماعت کا آدمی قتل کیا۔ اس کی دیت سو وسق ہوگی۔ وہ اسی طریقہ پر چل رہے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ ابھی ان پر حضور ﷺ کا غلبہ نہیں ہوا تھا کہ دونوں جماعتیں کسی مسئلہ میں اکٹھی ہوئیں۔ کمزور جماعت اٹھی، کہا دو قبیلوں میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ دونوں کا دین ایک ہو، نسب ایک ہو، شہر ایک ہو اور ان کی دیت ایک دوسرے سے نصف ہو۔ ہم تمہیں یہ دیت تمہارے ظلم اور تمہارے خوف کی وجہ سے دیتے رہے ہیں۔ اب جب حضرت محمد ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو ہم تمہیں یہ دیت نہ دیں گے۔ قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھتی پھر وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا ثالث بنا لیتے ہیں۔ غالب جماعت کو فکر لاحق ہوئی کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ تو تمہیں اس سے دگنا لے کر نہیں دیں گے جو تم سے لے کر انہیں دیں گے۔ انہوں نے بات تو سچ کی ہے، وہ ہمیں ہمارے ظلم اور غلبہ کی وجہ سے ہی دیتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سازش کی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ان کا معاملہ اور ارادہ سب کچھ بتا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے یہودی کو قتل کر دیا۔ انہوں نے اپنے مسلمان حلیفوں سے کہا حضرت محمد ﷺ سے پوچھو اگر وہ دیت کا فیصلہ کریں تو ہم انہیں حکم بنا لیں، اگر وہ قتل کا فیصلہ کریں تو ہم ان کے پاس نہ آئیں (2)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہودی علماء بیت المدارس میں جمع ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لا چکے تھے ایک یہودی نے شادی شدہ ہونے کے بعد ایک یہودن سے بدکاری کی تھی جبکہ عورت بھی شادی شدہ تھی۔ علماء نے کہا اس مرد اور عورت کو محمد ﷺ کے پاس بھیج دو، ان سے پوچھو کہ ان دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے اور ان دونوں میں اسے فیصلہ کرنے کا اختیار دے دو، اگر وہ وہی فیصلہ کریں جو تم کرتے ہو یعنی زانی کے ہاتھ زمین پر رکھوائے اور چھال کی ایسی رسی سے کوڑے مارے جس کو تارکول سے رنگا گیا ہوتا ہے پھر ان کے چہرے سیاہ کرے پھر انہیں دو گدھوں پر بٹھائے اور ان کے منہ پچھلی جانب ہوں تو فیصلہ مان لینا کیونکہ وہ بادشاہ ہے اور قوم کا سردار ہے اگر وہ ان میں نفی کا فیصلہ کرے تو وہ نبی ہے تو اس سے بچو، کہیں تم سے وہ چیز نہ چھین لے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

وہ یہودی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یہ آدمی جس نے شادی کے بعد ایک ایسی عورت سے بدکاری کی جو شادی شدہ تھی، ان کے درمیان فیصلہ کیجئے کیونکہ ہم نے ان میں فیصلہ کا اختیار آپ کو دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ چلے یہاں تک کہ بیت المدارس میں ان کے علماء کے پاس پہنچے۔ فرمایا اے یہودیوں کی جماعت اپنے علماء کو میرے پاس لاؤ۔ وہ عبد اللہ بن صوریا، یاسر بن اخطب اور وہب بن یہودا کو لے آئے، کہنے لگے یہ ہمارے علماء ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 246، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے ان سے سوال کیا پھران کا اس پر اتفاق ہوا کہ انہوں نے عبداللہ بن صوریا کے بارے میں کہا یہ دوسروں سے تورات کا زیادہ علم رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے الگ گفتگو کی اور سوال کرنے میں سختی کی؟ فرمایا اے ابن صوریا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل پر جو احسانات کیے ہیں وہ یاد دلاتا ہوں کیا تو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں شادی شدہ بدکار کی سزا رجم مقرر فرمائی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم اے ابوالقاسم یہ سب جانتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے لیکن وہ تجھ سے حسد کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے تشریف لے آئے۔ دونوں کے بارے میں حکم دیا تو دونوں کو مسجد کے دروازے کے پاس رجم کر دیا گیا۔ اس کے بعد ابن صوریا نے انکار کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کر دیا۔ تو یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے جسے رجم کیا وہ ایک یہودی تھا۔ یہودیوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے بدکاری کی۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا انہیں اس نبی کے پاس لے جاؤ کیونکہ یہ ایسا نبی ہے جسے احکام میں سہولت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ اگر اس نے ہمیں ایسا فتویٰ دیا جو رجم سے کم ہوگا تو ہم اسے قبول کرلیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس کے ذریعے سرخرو ہو جائیں گے اور ہم کہیں گے تیرے انبیاء میں سے ایک نبی کا فیصلہ تھا۔ وہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے عرض کی اے ابوالقاسم آپ کا کیا فیصلہ ہے۔ اس مرد اور عورت کے بارے میں جنہوں نے بدکاری کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک ان کے بیت المدارس میں تشریف لائے۔ دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا۔ جب شادی شدہ مرد بدکاری کرے تو تورات میں تم اس کا کیا حکم پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ان کے منہ سیاہ کیے جاتے ہیں ان کو تجبیہ کیا جاتا ہے اور اسے کوڑے مارے جاتے ہیں اور تجبیہ یہ ہے کہ دونوں بدکاروں کو گدھے پر سوار کیا جاتا ہے، ان کے منہ پیچھے کر دیے جاتے ہیں اور انہیں پھرایا جاتا ہے۔ ایک نوجوان خاموش رہا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خاموش دیکھا تو واسطہ دینے میں سختی کی۔ تو اس نوجوان نے کہا آپ نے ہمیں اللہ کا واسطہ دیا ہے ہم تورات میں اس کا حکم رجم پاتے ہیں پھر ایک آدمی نے دوسرے خاندان میں بدکاری کی۔ اس نے رجم کا ارادہ کیا تو اس کی قوم رکاوٹ بن گئی اور کہا ہم اپنے ساتھی کو اس وقت تک رجم نہیں کریں گے یہاں تک کہ تم اپنے ساتھی نہیں لاؤ گے اور اسے رجم نہیں کرو گے تو انہوں نے موجودہ سزا پر صلح کرلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ فیصلہ کروں گا جو تورات میں ہے اور ان پر رجم کا فیصلہ فرمایا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔ زہری نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان انبیاء میں شامل ہیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278 دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الرجم والاحصان، جلد 7، صفحہ 316 (13330)، حبیب الرحمٰن الاعظمی

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، نحاس نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی گزرا جس کے منہ پر کالک ملی ہوئی تھی اور اسے کوڑے مارے گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں بدکاری کی یہ حد پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا فرمایا میں تجھے اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی حد پاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں اگر آپ مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ نہ دیتے تو میں تمہیں یہ نہ بتاتا، ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد رجم پاتے ہیں لیکن ہمارے معزز لوگوں میں یہ بیماری عام ہوگئی، جب ہم کسی معزز کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے، جب کسی کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد جاری کر دیتے، تو ہم نے کہا آؤ ہم ایک ایسی سزا معین کریں جو معزز اور کمزور پر جاری کریں۔ تو ہم نے منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے پر اتفاق کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اگر انہوں نے تیرے حکم کو ضائع کر دیا تھا۔ تو میں وہ پہلا شخص ہوں جو اسے زندہ کرے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کرنے کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مرد اور ایک عورت کا ذکر کیا جنہوں نے بدکاری کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم تورات میں کیا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم انہیں ذلیل ورسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام نے کہا تم نے جھوٹ بولا تورات میں تو رجم کی آیت ہے، تورات لے آؤ۔ انہوں نے اسے کھولا تو ایک نے اپنا ہاتھ رجم والی آیت پر رکھ دیا اور اس آیت کا ماقبل اور مابعد پڑھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا اپنا ہاتھ اٹھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو نیچے رجم والی آیت تھی۔ انہوں نے کہا یہ سچ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا(2)۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق یہودی ہیں، ان میں سے ایک عورت نے بدکاری کی جبکہ تورات میں بدکاری کی سزا رجم تھی۔ انہوں نے اسے رجم کرنا ناپسند کیا اور کہا اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلو، ممکن ہے اس کے ہاں رخصت ہو، گر ان کے ہاں رخصت ہو تو قبول کر لینا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے ابوالقاسم ہماری ایک عورت نے بدکاری کی ہے، اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تورات میں زانی کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا تورات میں جو کچھ ہے اسے چھوڑ دو بلکہ یہ بتاؤ تمہارے پاس اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس اس آدمی کو لے آؤ جو تورات سے زیادہ آگاہ ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اس ذات کی قسم جس نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دی، اس ذات کی قسم جس نے تمہارے لئے سمندر کو پکارا، تمہیں نجات دی اور فرعونیوں کو غرق کر دیا کیا تم مجھے یہ نہیں

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 286، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب رجم الیہود، جلد 12-11، صفحہ 173 (1699)، بیروت

بتاؤ گے کہ تورات میں بدکار کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس کا حکم رجم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے الَّذِیْنَ هَادُوْا سے مراد مدینہ کے یہودی ہیں۔ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ سے مراد فدک کے یہودی ہیں۔ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ سے مراد فدک کے یہودی ہیں۔ یَقُوْلُوْنَ سے مراد مدینہ کے یہودی ہیں۔ هٰذَا سے مراد کوڑوں کی سزا ہے اور فَاحْذَرُوْا سے مراد رجم کی سزا کو چھوڑنا ہے (2)۔

امام حمیدی نے مسند میں، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل فدک میں سے ایک آدمی نے بدکاری کی۔ اہل فدک نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ حضرت محمد ﷺ سے اس بارے میں پوچھو، اگر تو وہ کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اسے اپنا لو، اگر رجم کا حکم دیں تو اسے نہ اپناؤ۔ مدینہ طیبہ کے یہودیوں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے میں سے ایسے دو آدمی میرے پاس بھیجو جو تم میں سے زیادہ عالم ہوں۔ وہ ایک کانا اور دوسرا آدمی لائے۔ کانے کو ابن صوریا کہتے۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں سے پوچھا کیا تمہارے پاس تورات نہیں جس میں اللہ کا حکم ہے؟ دونوں نے کہا کیوں نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے بنو اسرائیل کے لئے سمندر کو پھاڑا، تم پر بادل سے سایہ کیا، تمہیں آل فرعون سے نجات دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، بنو اسرائیل پر من وسلویٰ کو نازل فرمایا، تم رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ ایک نے دوسرے سے کہا مجھے تو کبھی اس قسم کا واسطہ نہیں دیا گیا۔ دونوں نے کہا ہم نظر لوٹانے کو، معانقہ کرنے اور بوسہ لینے کو بھی زنا پاتے ہیں۔ جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کو آغاز کرتے ہوئے اور دوبارہ داخل کرتے ہوئے یوں دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں داخل کیا جاتا ہے تو رجم واجب ہو جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حکم اسی طرح ہے حضور ﷺ نے رجم کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کا خیال ہے کہ وہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ تھے۔ محاصرہ کے دن بنو قریظہ نے ان سے مشورہ لیا تھا کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے؟ تو انہوں نے یہ اشارہ کیا تھا کہ انہیں ذبح کر دیا جائے گا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ هَادُوْا سے مراد ابوبسرہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ سے مراد خیبر کے یہودی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہی یہودیوں کے چغل خور ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 284 داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن ابوداؤد، باب رجم الیہودین، جلد 2، صفحہ 256، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی سے کلمات کی تحریف کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنواسرائیل کوفرماتا یابنی احباری تو وہ اسے یابنی ابکاری بنادیتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے۔ ابراہیم عن کی جگہ من کا لفظ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت بنوقریظہ اور بنونضیر کے مقتولوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ بنوقریظہ کا ایک آدمی قتل ہوا جسے بنونضیر نے قتل کیا تھا۔ بنو نضیر جب بنوقریظہ کا کوئی آدمی قتل کردیتے تو قصاص نہ دیتے۔ وہ انہیں دیت دیتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو بنوقریظہ پر فضیلت دیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کریں تاکہ آپ فیصلہ فرمائیں۔ ایک منافق نے انہیں کہا تمہارا یہ مقتول جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہے۔ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروگے تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ تم پر قصاص کا فیصلہ نہ کردیں۔ اگر تو وہ تم سے دیت قبول کریں تو فبہا بصورت دیگر ان سے محتاط رہو۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر وہ تمہاری موافقت کریں تو ان کا حکم مان لو، اگر وہ تمہاری موافقت نہ کریں تو ان سے بچو۔ یہ یہودی منافقوں سے کہتے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن منذر اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں الکلم سے مراد تورات میں حدود ہیں۔ وہ کہتے اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں اس بات کا حکم دیں تو اسے قبول کرلو، اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو اجتناب کرو۔ فتنہ سے مراد گمراہی ہے۔ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ سے مراد ہے یہ اسے اللہ کی پکڑ سے کوئی نفع نہ دے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں ان کی رسوائی سے مراد یہ ہے کہ جب اسلام مضبوط ہوگیا تو قسطنطنیہ فتح ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا۔ یہی ان کی دنیا میں ذلت ورسوائی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ روم کے ملک میں ان کا شہر فتح ہوتا جس میں وہ قید کرلئے جاتے (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیتے جبکہ وہ تہی دست ہوتے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ؕ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ یَّضُرُّوْكَ شَیْـًٔا ؕ وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَ ۝۴۲

"قبول کرنے والے ہیں جھوٹ کو بڑے حرام خور ہیں۔ تو اگر وہ آئیں آپ کے پاس تو چاہے فیصلہ فرمایئے ان کے درمیان یا منہ پھیر لیجئے ان سے (آپ کو اختیار ہے) اور اگر آپ منہ پھیر لیں ان سے تو نہ نقصان پہنچا سکیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 286، داراحیاء التراث العربی بیروت

گے آپ کو کچھ بھی اور اگر آپ فیصلہ کریں تو فیصلہ فرمائیے ان میں انصاف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فیصلہ کرنے میں رشوت لی اور ناحق فیصلہ کیا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ یہودیوں کے احکام ہیں، وہ جھوٹ کو قبول کرتے اور رشوت لیتے (2)۔

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت سے مراد دین میں رشوت ہے۔ سفیان نے کہا فیصلہ میں رشوت ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں سفارش کرتا ہے تاکہ اس سے ظلم کو دور کرے یا اس پر اس کا حق لوٹائے اس کو ہدیہ پیش کیا جائے تو وہ قبول کر لے تو یہی سحت ہے۔ عرض کی گئی ہم تو سحت فیصلہ میں رشوت لینے کو کہتے ہیں حضرت عبد اللہ نے کہا وہ تو کفر ہے پھر انہوں نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 پڑھی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ رشوت ہے۔ عرض کی گئی فیصلہ میں؟ فرمایا وہ تو کفر ہے پھر انہوں نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 پڑھی (5)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ فیصلہ میں رشوت ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ تو فسق ہے جس طرح سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 45 میں ہے سحت یہ ہے۔ کہ کوئی آدمی ظلم کے خلاف تجھ سے مدد لے پھر وہ تجھے تحفہ دے جسے تو قبول کر لے تو یہ سحت ہے (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کے نزدیک فیصلہ میں رشوت ہی سحت ہے۔ فرمایا نہیں وہ تو کفر ہے بلکہ سحت یہ ہے کہ ایک آدمی کی بادشاہ کے نزدیک قدر و منزلت ہو اور کسی کو بادشاہ کے ہاں کوئی کام ہو تو وہ اس وقت تک کام نہ کرے جب تک اسے تحفہ نہ دیا جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حکام کی رشوت حرام ہے۔ یہی وہی سحت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 288، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 287
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 288
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 289

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ گوشت جو سحت سے بنا تو وہ جہنم کا زیادہ مستحق ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ سحت کیا ہے؟ فرمایا فیصلہ میں رشوت (1)۔

عبد بن حمید نے زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے فرمایا رشوت۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ رشوت۔ عرض کی گئی فیصلہ میں فرمایا۔ وہ تو کفر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے سحت کے دو دروازے ہیں جسے لوگ کھاتے ہیں۔ فیصلہ میں رشوت اور بدکارہ کا مہر (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت کے آٹھ دروازے ہیں: سب سے بڑی سحت حاکم کی رشوت، بدکارہ کی کمائی۔ نر کی جفتی کی مزدوری، مردار کی قیمت، شراب کی قیمت، کتے کی قیمت، حجام کی کمائی اور کاہن کی اجرت۔

امام عبد الرزاق نے طریف سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو لوگوں میں اجر کا حساب کر رہا تھا، ایک میں الفاظ یہ ہیں وہ لوگوں کے درمیان حصے تقسیم کر رہا تھا۔ حضرت علی نے اسے فرمایا تو سحت کھاتا ہے۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت میں سے بدکارہ کا مہر، کتے کی قیمت مگر شکاری کتا اور فیصلہ میں جو چیز لی جائے۔

امام عبد الرزاق اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراء کو دیے جانے والے تحائف سحت ہیں (3)۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھ چیزیں سحت میں شمار ہوتی ہیں: حاکم کی رشوت، یہ سب سے بڑی سحت ہے، کتے کی قیمت، نر کی جفتی کی اجرت، بدکارہ کا مہر، حجام کی کمائی اور کاہن کی اجرت (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمال کو دیے جانے والے تحائف سحت ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے حضرت عبد اللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کی طرف بھیجا تو انہوں نے آپ کو (فردہ) ایک چادر پیش کی تو آپ نے فرمایا یہ سحت ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 289، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 287

3۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 268 (6743) دار الفکر بیروت 4۔ مسند الفردوس جلد 2، صفحہ 327 (3486) دار العاز مکہ مکرمہ

امام عبدالرزاق، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے (1)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے، رشوت لینے والے اور درمیان میں واسطہ کرنے والے پر لعنت کی ہے (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی دس افراد کا ولی بنا پھر اس نے ان کے درمیان وہ فیصلے کیے جنہیں وہ لوگ پسند کرتے تھے یا ناپسند کرتے تھے اسے یوں لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ گردن سے جکڑا ہوگا، اگر اس نے عدل کیا، رشوت نہ لی اور نہ ہی ظلم کیا تو اللہ تعالیٰ اسے آزاد کر دے گا، اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام سے مختلف فیصلہ کیا اس نے رشوت لی اور اس میں طرف داری کی تو اس کا بایاں ہاتھ دائیں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا وہ اس کی گہرائی تک پانچ سو سال میں بھی نہیں پہنچے گا (3)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نبیذ کے ساتھ شراب کو، صدقہ کے ساتھ کمی کو، ہدیہ کے ساتھ سحت کو، موعظہ کے ساتھ قتل کو حلال جانیں گے وہ بری لوگوں کو قتل کریں گے تاکہ تمام لوگ ان کے لئے مسخر ہو جائیں، اس طرح وہ گناہ میں اضافہ کریں گے۔

امام خطیب تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سحت میں سے یہ ہے حجام کی کمائی، کتے کی قیمت، بندر کی قیمت، خنزیر کی قیمت، شراب کی قیمت، مردار کی قیمت، خون کی قیمت، نر کی جفتی کی اجرت، نوحہ کرنے والی کی اجرت، مغنیہ کی اجرت، کاہن کی اجرت، جادوگر کی اجرت، قیافہ لگانے والے کی اجرت، درندوں کے چمڑوں کی اجرت، مردار کے چمڑوں کی اجرت تاہم جب ان کی دباغت کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مجسموں کی اجرت، سفارش کا ہدیہ اور غزوہ کا انعام۔

امام عبد بن حمید نے عبداللہ بن شقیق سے روایت نقل کی ہے کہ یہ روٹیاں جو معلم لیتے ہیں وہ بھی سحت میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ دو آیتیں اس سورت یعنی مائدہ سے منسوخ ہیں آیت قلائد اور یہ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَیْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہیں تو ان کے درمیان فیصلہ کریں چاہیں تو ان سے اعراض کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے احکام کی طرف پھیر دیا تو آیت وَ اَنِ احْكُمْ بَیْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المائدہ:49) نازل ہوئی۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو ہماری کتاب میں ہے (4)۔

1۔ شعب الایمان جلد 4، صفحہ 390 (5502) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، (5503)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 116 (7069)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ماجاء فی حد الذمیین، جلد 8، صفحہ 249

امام ابوعبید، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ کو اس آیت وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ (المائدہ:49) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی قسم کا قول نقل کیا ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ آیت جو سورۂ مائدہ میں ہے فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ رجم کے متعلق ہے(1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 42 بنی نضیر اور بنی قریظہ کی دیت کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہوا یوں کہ بنی نضیر کو شرف حاصل تھا، وہ اپنے مقتولوں کی کامل دیت کا مطالبہ کرتے جب کہ بنی قریظہ نصف دیت کا مطالبہ کرتے چنانچہ اس بارے میں فیصلہ کرانے کے لئے سب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں حق پر برانگیختہ کیا اور سب کے لئے دیت برابر کر دی(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (مدینہ طیبہ میں) بنوقریظہ اور بنونضیر دو قبیلے تھے۔ بنونضیر بنوقریظہ سے معزز تھے۔ جب بنونضیر کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو بنونضیر مقتول کی دیت سو وسق دیتے۔ جب بنوقریظہ کا کوئی آدمی بنونضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو قاتل مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو بنونضیر کے ایک آدمی نے بنوقریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا بنوقریظہ نے کہا قاتل ہمارے حوالے کر دو تاکہ ہم اسے قتل کریں۔ بنونضیر نے کہا ہمارے اور تمہارے درمیان ثالث نبی کریم ﷺ ہیں۔ سب حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ نازل ہوئی۔ قسط سے مراد جان کے بدلے جان ہے پھر یہ آیت اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) نازل ہوئی(3)۔

امام ابوالشیخ نے سدی سے آیت فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ کے لئے سہولت تھی چاہیں تو فیصلہ کریں چاہیں تو فیصلہ نہ کریں۔ پھر فرمایا وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا اس حکم کو اس آیت وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المائدہ:49) نے منسوخ کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے ناسخ میں حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس ایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر چاہیں تو فیصلہ فرمائیں چاہیں تو فیصلہ نہ کریں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے ابراہیم اور حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب اہل کتاب مسلمان حکام کے پاس آئیں حاکم چاہے تو ان کے درمیان فیصلہ کر دے، چاہے تو اعراض کرے۔ اگر فیصلہ کرے تو اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 290، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 291 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 291

کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے اختیار ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے ذمیوں کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مسلمان حکام کے سامنے اپنے جھگڑے پیش کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذمی جب اپنے جھگڑے مسلمانوں کے سامنے پیش کریں تو حاکم مسلمانوں کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابوالشیخ اور بیہقی نے ابراہیم تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں قسط کا معنی رجم ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک رحمہ اللہ سے الْمُقْسِطِيْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قول و عمل میں عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

امام عبدالرزاق نے آیت کی تفسیر میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طریقہ یہی چلا آرہا ہے کہ ذمیوں کے حقوق اور میراث کے مسائل ان کے علماء کی طرف پھیرے جائیں مگر وہ کسی حد کے بارے میں خوشی سے آئیں تا کہ ان کا فیصلہ کیا جائے تو ان کے درمیان کتاب اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فرماتا ہے: وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾

"اور کیسے منصف بناتے ہیں آپ کو حالانکہ ان کے پاس تورات ہے، اس میں اللہ کا حکم ہے پھر وہ منہ پھیرتے ہیں (اس سے) اس کے بعد بھی اور نہیں ہیں وہ ایمان دار"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک یہودی گزرا جس کا چہرہ سیاہ کیا گیا تھا اور اسے کوڑے مارے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا اس نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس نے بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے پوچھا تم اپنی کتاب میں بدکاری کی کیا سزا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس کی سزا منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا پاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو انہوں نے اپنے آدمیوں میں سے ایک کے سپرد کرنا چاہا، انہوں نے کہا فلاں۔ حضور ﷺ نے اسے بلا بھیجا اس سے پوچھا۔ اس نے کہا وہ تورات میں منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا سزا پاتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے اللہ کا واسطہ دیا کہ تم اپنی کتاب میں بدکاری کی حد کیا پاتے ہو؟ اس نے کہا رجم لیکن ہمارے رؤساء میں یہ چیز عام ہوگئی، اپنی قوم کی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1480، دار الصمیعی الریاض

وجہ سے وہ اس سزا سے محفوظ ہو جاتے اور رجم کا فیصلہ ہمارے ضعیف لوگوں پر جاری ہو جاتا۔ ہم نے کہا ہم ایک ایسی چیز متعین کر لیتے ہیں۔ جو ان میں مناسب ہو یہاں تک کہ اس سزا میں سب برابر ہو جائیں تو ہم نے منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنے کی سزا معین کر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کرے گا جبکہ انہوں نے اسے ضائع کر دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا تو اس پر رجم کر دیا گیا۔ یہودی اس آدمی پر پل پڑے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تھا اور اسے گالیاں دیں۔ انہوں نے کہا اگر ہم جانتے ہوتے کہ تو یہ کہے گا تو ہم یہ نہ کہتے کہ تو زیادہ عالم ہے پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے لگے کہ جو کلام آپ پر نازل کیا گیا ہے اس میں بدکاری کی کیا حد ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حکم اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خبر دی کہ اس کا تورات میں یہ حکم ہے سورۂ مائدہ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝۴۵۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مقتول کے بارے میں جو باہم جھگڑا کر رہے ہیں اس کے بارے میں پوری وضاحت ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کے لئے اس میں رجم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور آپ کی تصدیق کا حکم ہے۔ اس وضاحت کے بعد وہ حق سے اعراض کرتے ہیں، یہ یہودی مومن نہیں۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝۴۴

"بے شک اتاری ہم نے تورات اس میں ہدایت اور نور ہے حکم دیتے رہے اس کے مطابق انبیاء جو (ہمارے) فرماں بردار تھے یہودیوں کو اور (اسی کے مطابق حکم دیتے رہے) اللہ والے اور علماء اس واسطے کہ محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب کے اور وہ تھے اس پر گواہ۔ پس نہ ڈرا کرو لوگوں سے اور ڈرا کرو مجھ سے اور نہ بیچا کرو میری آیتوں کو تھوڑی سی قیمت سے اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے نازل فرمایا اللہ نے تو وہی لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 297، دار احیاء التراث العربی بیروت

کافر ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مقاتل سے (ھدی ونور) کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں گمراہی سے ہدایت اور بے بصیرتی سے نور موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے۔ وہ ان یہودیوں کے حق میں تھے یا ان کے خلاف تھے نیز صوفیاء اور علماء بھی تورات کے بارے میں فیصلے کرتے رہے۔ وہ فیصلہ رجم کا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا تھا۔ وہ سب اس پر گواہ تھے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان اور رجم کے بارے میں فیصلہ کرنے سے لوگوں سے نہ ڈرو۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور رجم کا معاملہ ظاہر کر دیا ہے بلکہ یہ چیزیں چھپانے میں مجھ سے ڈرو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الرَّبّٰنِيُّوْنَ سے مراد یہودیوں کے فقہاء اور احبار سے مراد ان کے علماء تھے۔ ہمارے سامنے یہ چیز ذکر کی گئی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم یہودیوں اور دوسرے اہل کتاب کے بارے میں فیصلے کریں گے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیاء اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے جو اس تورات میں حق موجود تھا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون اور احبار سے مراد فقہاء اور علماء ہیں(3)۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے ربانیون سے مراد فقہاء علماء ہیں، ان کا درجہ احبار سے زیادہ تھا(4)۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ ربانیون سے مراد یہود کے فقہاء اور احبار سے مراد علماء ہیں(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہودیوں میں سے دو آدمی تھے جنہیں صوریا کے بیٹے کہا جاتا تھا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی مگر اسلام نہ لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے تورات کے متعلق جو بھی سوال کریں گے تو دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائیں گے۔ ان میں سے ایک ربی اور دوسرا حبر تھا۔ معاملہ یہ تھا کہ جب شریف اور مسکین بدکاری کریں گے تو کیا حکم ہوگا اور انہوں نے اس میں کیسے تبدیلی کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہاں نبیوں سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور ربانیون اور احبار سے مراد صوریا کے دونوں بیٹے ہیں(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد عالم فقہاء ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد مومن اور احبار سے مراد قراء ہیں یہ ربانیون اور احبار اس امر پر گواہ تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہا ہے وہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یہودی ان کے پاس آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا(7)۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 298، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 299
3۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 300
4۔ایضاً
5۔ایضاً
6۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 299
7۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 301

امام ابن منذر اور حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ یہ خطاب حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لئے ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادرالاصول میں اور ابن عساکر نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ عرض کی گئی کہ راستہ میں ایک درندے نے لوگوں کو روک رکھا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سواری کو تیز کیا جب اس تک پہنچے تو سواری کو بٹھایا۔ اس درندے کا کان ملا اور اسے نیچے بٹھایا۔ فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے ابن آدم پر وہ ناراض ہوتا ہے جس کو ابن آدم خوف زدہ کرتا ہو، اگر ابن آدم اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے تو اللہ اس پر کوئی اور چیز مسلط نہیں کرتا، بعض لوگوں کی جانب سے معاملات انسانوں کے سپرد کر دیے جاتے ہیں۔ اگر ابن آدم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی اور کے سپرد نہ کرے گا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم لوگوں سے نہ ڈرو کہ تم اس چیز کو چھپانے لگے جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور اسے چھپا کر تم تھوڑی سی قیمت نہ لو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ میری کتاب پر رشوت نہ کھاؤ (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے اس نے کفر کیا، جو اس کا اقرار کرے اور اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم و فاسق ہے (4)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیات میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں تو یہ کفر دوسرے کفر سے، یہ ظلم عام ظلم سے اور یہ فسق عام فسق سے مختلف ہے (5)۔

امام سعید بن منصور، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر، ظالم اور فاسق کا جو حکم نازل فرمایا ہے وہ یہودیوں کے ساتھ خاص ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں تین آیات هُمُ الْكٰفِرُوْنَ، هُمُ الظّٰلِمُوْنَ، هُمُ الْفٰسِقُوْنَ، اہل اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ کفار کے متعلق ہیں (7)۔

1۔ نوادرالاصول، صفحہ 270، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 301، بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 308
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 342 (3219) دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1485، دارالصمیعی الریاض
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 302

امام ابن جریر حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئیں (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیات بنو اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئیں اور اس امت کے لئے بھی ان کو پسند کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئیں اور یہ ہم پر بھی واجب ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں تین آیات میں سے پہلی اس امت، دوسری یہودیوں اور تیسری نصاریٰ کے بارے میں ہے (4)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اس کتاب کے مطابق فیصلہ کیا جو اس نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ دیا اور یہ گمان کیا کہ یہ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس نے کفر کیا (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان آیات کا ان کے سامنے ذکر کیا گیا۔ ایک آدمی نے کہا یہ تو بنو اسرائیل کے بارے میں ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بنو اسرائیل تمہارے کتنے اچھے بھائی ہیں کہ تمہارے لئے ہر میٹھی چیز اور ان کے لئے ہر کڑوی چیز ہے، خبردار! اللہ کی قسم۔ تم بھی انہیں کے راستہ پر برابر چل رہے ہو (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم بھی کتنی اچھی قوم ہو جو میٹھی چیز ہو وہ تمہارے لئے اور جو کڑوی ہو وہ اہل کتاب کے لئے گویا آپ کی رائے تھی یہ آیات مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہ کافر ہے۔ انہیں لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔ کہا ہاں۔ لوگوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں؟ کہا ہاں ٹھیک ہے یہی ان کا دین ہے، اسی کے مطابق وہ فیصلہ کرتے ہیں، اسی کے بارے میں وہ بات کرتے اور اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ جب اس میں سے کسی چیز کو وہ چھوڑتے تو وہ جانتے کہ یہ ان کی طرف سے ظلم ہے۔ یہ یہودیوں، نصرانیوں اور مشرکوں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حکیم بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے سورۂ مائدہ میں موجود ان آیات کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایک قوم کا خیال ہے کہ یہ آیات بنو اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئیں ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئیں۔ انہوں نے کہا ان سے ماقبل اور مابعد آیات کو پڑھو۔ تو میں نے ان آیات کو پڑھا۔ فرمایا نہیں یہ ہمارے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 302، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 307　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 306　5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 304　6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 303

میں نازل ہوئی ہیں۔ میں مقسم سے ملا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔ میں نے ان سے ان آیات کے بارے میں پوچھا، میں نے کہا ایک قوم کا خیال ہے کہ یہ آیات بنو اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئیں۔ انہوں نے کہا یہ بنی اسرائیل پر نازل ہوئیں اور ہم پر نازل ہوئیں جوان پر اور ہم پر نازل ہوئیں وہ ہمارے لئے اوران کے لئے ہیں۔ پھر میں علی بن حسین کے پاس گیا۔ میں نے ان سے ان آیات کے بارے میں پوچھا جو سورۂ مائدہ میں ہیں میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ میں نے ان کے بارے میں سعید بن جبیر اور مقسم سے بھی پوچھا ہے۔ انہوں نے کہا مقسم نے کیا جواب دیا مقسم نے جو کہا تھا وہ میں نے بتایا۔ انہوں نے کہا مقسم نے سچ کہا لیکن یہ کفر شرک والا کفر نہیں، یہ فسق شرک والا فسق نہیں اور ظلم شرک والا ظلم نہیں۔ پھر میں سعید بن جبیر سے ملا اور علی نے جو کہا تھا وہ بتایا۔ سعید بن جبیر نے اپنے بیٹے سے فرمایا تو نے یہ جواب کیسا پایا میں نے تو تیرے اور مقسم پر اس کی فضیلت پائی ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس جیسا آدمی نہیں دیکھا جو ان آیات کے بعد دو آدمیوں میں فیصلہ کرے (1)۔

حضرت سعید رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو قاضی بنایا گیا تو ایک آدمی انہیں حقیر جاننے لگا۔ انہوں نے کہا مجھے حقیر جانتے ہو جبکہ مجھے اس گڑھے کے کنارے کھڑا کر دیا گیا ہے جس کی گہرائی عدن سے بھی دور ہے، اگر لوگ جان جاتے کہ قضاء میں کیا ہے تو اس سے اعراض کرنے اور اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے بہت سے اموال کے عوض ذمہ داری لیتے، اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اذان میں کیا فضیلت ہے تو اذان میں رغبت اور حرص کی وجہ سے اسے اموال کے بدلہ میں حاصل کرتے۔

امام ابن سعد نے یزید بن موہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی نہ میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کروں گا اور نہ ہی دو آدمیوں کی امامت کروں گا، کہا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قاضی تین قسم کے ہیں (۱) وہ جو جہالت کی بناء پر فیصلہ کرتا ہے تو وہ جہنم میں ہوگا (۲) جس نے ظلم کیا۔ خواہش نفس نے اسے مائل کر لیا وہ بھی جہنم میں ہوگا (۳) وہ جس نے کوشش کی اور درست فیصلہ کیا تو یہ اس کے لئے کفاف ہوگا یعنی نہ اس کو اجر ملے گا اور نہ ہی گناہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا باپ تو فیصلے کرتا تھا۔ عرض کی میرے والد پر جب کوئی مشکل آتی تو رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لیتے، جب نبی کریم ﷺ پر کوئی چیز مشکل ہوتی تو جبرئیل امین سے پوچھ لیتے مگر میں تو ایسا کوئی بھی نہیں پاتا جس سے میں پوچھوں کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے نہیں سنا مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَقَدْ عَاذَ بِمَعَاذٍ جس نے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی تو اس نے ایسی ذات سے پناہ چاہی جو پناہ مانگے جانے کے لائق ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی میں اس امر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے اپنا عامل بنائیں۔ تو حضرت عمر رضی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1488، دار الصمیعی الریاض

اللہ عنہ نے انہیں یہ ذمہ داری دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا یہ بات کسی اور کو نہ بتانا (1)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبدالعزیز بن ابو رواد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بنو اسرائیل کے زمانہ میں ایک قاضی تھا وہ اپنے اجتہاد سے اس مقام پر پہنچا کہ اس نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ وہ اس کے اور اپنے درمیان ایک ایسی نشانی بنا دے کہ جب وہ حق کے مطابق فیصلہ کرے تو اسے پہچان جائے۔ تو اسے کہا گیا اپنے کمرہ میں داخل ہو پھر اپنا ہاتھ دیوار کے ساتھ لمبا کر پھر دیکھو کہ تیری انگلیاں دیوار میں کہاں تک پہنچتی ہیں، وہاں ایک خط لگا لے پھر جب تو مجلس قضاء سے اٹھے تو اس خط کی طرف جا، اپنے ہاتھ کو اس خط کی طرف لمبا کر، جب تو حق پر ہوگا تو تیرا ہاتھ خط تک پہنچ جائے گا، اگر تو حق میں کوتاہی کی ہوگی تو تیرا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچے گا۔ وہ صبح قضاء کے لئے جاتا جبکہ وہ مجتہد ہوتا، وہ حق کے مطابق ہی فیصلہ کرتا۔ جب وہ فارغ ہوتا تو نہ کوئی کھاتا اور نہ ہی کوئی چیز پیتا اور نہ ہی گھر والوں کے لئے کوئی چیز لاتا یہاں تک کہ اس خط کے پاس آتا جب اس تک پہنچ جاتا تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا اور اس چیز تک رسائی حاصل کرتا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حلال کی ہوتی تھی، وہ گھر والے ہوں یا کھانے پینے کی چیز ہو۔ ایک روز وہ مجلس قضاء میں موجود تھا کہ دو آدمی ایک سواری کے ساتھ آئے۔ اس قاضی کے دل میں خیال گزرا کہ وہ اس کے پاس اپنا جھگڑا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک اس کا اپنا دوست اور ساتھی تھا۔ محبت کی وجہ سے اس کے دل میں یہ بات آئی کہ حق دوست کا ہو اور وہ اپنے دوست کے حق میں فیصلہ کرے۔ جب ان دونوں نے بات کی تو حق اس کے دوست کے خلاف ہوا اور اس نے اپنے دوست کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ جب وہ مجلس قضاء سے اٹھا تو وہ اس خط کی طرف گیا جس طرح ہر روز جاتا تھا۔ اپنا ہاتھ خط کی طرف لمبا کیا تو خط دور چلا گیا۔ وہ چھت کے قریب پہنچا تھا۔ اس قاضی کا ہاتھ خط تک نہیں پہنچ رہا تھا۔ وہ سجدہ میں گر گیا۔ وہ کہہ رہا تھا اے میرے رب یہ وہ چیز تھی جس کو میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔ اسے کہا گیا کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کے ظلم پر آگاہ نہیں ہے۔ جب تو نے یہ پسند کیا کہ حق تیرے دوست کے لئے ہو تو تو اس کے حق میں فیصلہ کرے تو نے ارادہ کیا اور اسے پسند کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے حق اس کے مستحق کی طرف پھیر دیا جبکہ تو اسے ناپسند کرتا تھا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت لیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دو جھگڑا کرنے والے حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں اس حال پر رہنے دیا۔ وہ پھر آئے تو آپ نے دونوں میں فیصلہ کر دیا۔ اس بارے میں آپ سے گزارش کی گئی تو آپ نے فرمایا وہ دونوں میرے پاس حاضر ہوئے تو میں نے ایک آدمی کے حق میں وہ جذبہ پایا جو دوسرے کے حق میں نہ تھا۔ تو میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں ان کے درمیان فیصلہ کروں۔ وہ پھر آئے تو میں نے کچھ وہی جذبہ پایا تو میں نے اسے ناپسند کیا۔ وہ پھر آئے جبکہ وہ خیال جا چکا تھا تو میں نے دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیا (3)۔

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَاۤ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْاَنْفَ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 146، دار صادر بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 186، بیروت 3۔ ایضاً صفحہ 187

بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾

''اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لئے تورات میں (یہ حکم) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لئے قصاص۔ تو جو شخص معاف کر دے بدلہ تو یہ معافی کفارہ بن جائے گی اس کے گناہوں کا اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا اللہ نے تو وہی لوگ ظالم ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قریظہ نے یہ دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کا فیصلہ کیا ہے جبکہ وہ اپنی کتابوں میں اسے مخفی رکھتے تھے۔ تو قریظہ اٹھے، عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے اور ہمارے بنو نضیر بھائیوں کے درمیان فیصلہ کر دیجئے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے ان کے درمیان ایک قتل کا جھگڑا چل رہا تھا۔ بنو نضیر بنو قریظہ کو اپنی دیتوں سے نصف دیت دیتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قرظی کا خون نضیری کے خون کے برابر ہے۔ تو بنو نضیر ناراض ہو گئے اور کہا ہم رجم کے معاملہ میں بھی آپ کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ ہم انہیں حدود کو جاری کریں گے جس پر ہم ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) اور یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فیہا میں ھا ضمیر سے مراد تورات ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ تورات میں ان پر فرض کیا گیا ہے، وہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل کرتے تھے اور کہتے ہم پر فرض کیا گیا ہے کہ نفس کے بدلے نفس ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل پر یہ فرض کیا گیا ہے یہ آیات ہمارے لئے اور ان کے لئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ حکم ان کے لئے خاص ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ یہ ان پر اور تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فیھا میں ھا ضمیر سے مراد تورات ہے کہ یہ جیسے تم سنتے ہو اہل کتاب کے بارے میں اس وقت نازل ہوا جب انہوں نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈالا، اللہ تعالیٰ کی حدود کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 309، دار احیاء التراث العربی بیروت

معطل کیا، اس کی کتاب کو چھوڑ دیا اور اس کے رسولوں کو قتل کیا۔

امام عبدالرزاق حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے جس نے اس کا عضو کاٹا ہم اس کا عضو کاٹیں گے، لوگوں نے بات دہرائی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے اور یہ آیت پڑھی اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ (1)

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عورت کے بدلہ میں مرد سے قصاص لیا گیا اور ان زخموں میں بھی قصاص لیا گیا جو مرد نے جان بوجھ کر لگائے تھے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد جب عورت کو قتل کر دے تو مرد کو عورت کے عوض قتل کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ كَتَبۡنَا عَلَيۡهِمۡ فِيۡهَاۤ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ (المائدہ:45)۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نفس کو نفس کے بدلے قتل کیا جائے گا، آنکھ کو آنکھ کے بدلے پھوڑا جائے گا، کان کو کان کے بدلے کاٹا جائے گا، دانت کو دانت کے بدلے اکھاڑا جائے گا اور زخموں کا قصاص زخموں سے لیا جائے گا، جس نے اسے معاف کر دیا یہ مطلوب کا کفارہ ہو جائے گا (4)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت میں نفس کو منصوب اور عین اور مابعد الفاظ کو مرفوع پڑھا ہے (5)۔

امام ابن سعد، امام احمد، امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ ربیع نے ایک بچی کے دو دانت توڑ دیے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس بچی کے بھائی انس بن نضر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلانہ کے دو دانت توڑ دیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انس اللہ کا حکم تو قصاص ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زخموں میں قصاص واجب ہے، امام کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ زیادتی کرنے والے کو مارے یا اسے قید کر دے۔ یہ قصاص کا حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھول کی صورت میں نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کوڑے مارنے اور قید کرنے کا حکم دے دیتا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنۡ تَصَدَّقَ بِهٖ میں قول نقل کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مجروح کا کفارہ ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے صدقہ کیا یہ اس کا کفارہ ہے۔

1۔ سنن نسائی، باب القود من السید للمولی، جلد 8، صفحہ 21، القاہرہ
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 27، دارالفکر بیروت
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 310، بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 257 (2927)، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 961 (2556)، دار ابن کثیر دمشق
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 312، بیروت

امام ابن مردویہ نے ایک انصاری سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی جس کا دانت توڑ دیا جاتا ہے یا جس کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں یا کوئی اور حصہ کاٹ دیا جاتا ہے یا اس کے بدن میں کوئی زخم لگایا جاتا ہے تو وہ زخمی زیادتی کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے تو اس زخمی سے اسی مقدار میں خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر اس زخم کی دیت چوتھائی دیت بنتی ہے تو اس کی چوتھائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر دیت تیسرا حصہ بنتی ہے تو تیسرا حصہ کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اگر مکمل دیت بنتی ہے تو اسی طرح (تمام) خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔

امام دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی کا دانت توڑ دیا گیا یا اس کا جسم زخمی کر دیا گیا تو زخمی آدمی اسے معاف کر دیتا ہے تو جسم کے زخموں کے حساب سے اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر نصف دیت ہو تو نصف خطائیں۔ اگر چوتھائی دیت ہو تو چوتھائی خطائیں، اگر دیت کا تیسرا حصہ ہو تو تیسرا حصہ، اگر مکمل دیت لازم ہوتی ہو تو تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاویہ کے دور میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کا منہ پھوڑ دیا۔ زیادتی کرنے والے نے دیت دی مگر لوگوں نے قصاص کا مطالبہ کیا۔ اس نے دو دیتیں دیں۔ اس نے لینے سے انکار کیا۔ زیادتی کرنے والے نے تین دیتیں دیں۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک نے کہا جس نے مکمل یا کچھ قصاص کو معاف کر دیا تو اس کی پیدائش سے لے کر موت تک اس کے اعمال کا کفارہ ہو جائے گا (2)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قریشی نے ایک انصاری کا دانت توڑ دیا تو انصاری نے قریشی کے خلاف سزا کا مطالبہ کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے راضی کروں گا۔ انصاری نے سزا کا اصرار کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے ساتھی سے نرمی کرو جبکہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب مسلمان کے جسم کو کوئی گزند پہنچے تو وہ اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس سے غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ انصاری نے کہا میں نے اس کی غلطی کو معاف کر دیا (3)۔

امام دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ انسان جس کا دانت توڑ دیا جائے اور اس کے جسم میں زخم لگایا جائے تو وہ معاف کر دے تو اس آدمی کی اتنی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں جس قدر وہ اپنے جسم کے زخم کو معاف کرتا ہے۔ اگر اس زخم کی وجہ سے نصف دیت لازم ہوتی تھی تو اس کی نصف خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر چوتھائی دیت لازم ہوتی تھی تو اس کی چوتھائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر کل دیت کا تیسرا حصہ لازم

1۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 153 (4416) دار الباز مکہ مکرمہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 313، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 311

ہوتا تھا تو خطاؤں کا تیسرا حصہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ اگر مکمل دیت لازم ہوتی تھی تو تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں (1)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس مسلمان کے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کے بدلہ میں غلطی معاف کر دیتا ہے۔ انصاری نے کہا میں نے اسے معاف کر دیا (2)۔

امام احمد نے اور نسائی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس آدمی کے جسم میں زخم لگایا جاتا ہے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کی غلطیاں معاف کر دیتا ہے (3)۔

امام احمد نے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے جسم کو تکلیف پہنچائی گئی تو اس نے معاف کر دیا تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت یونس بن ابی اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجاہد نے ابو اسحاق سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو ابو اسحاق نے کہا اس سے مراد وہ ہے جو معاف کرتا ہے۔ مجاہد نے کہا نہیں بلکہ وہ ہے جس نے زخمی کیا اور گناہ کا ارتکاب کیا (4)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ زیادتی کرنے والے کا کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد و ابراہیم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ زخمی کرنے والے کا کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد اور حضرت ابراہیم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ زخمی کرنے والے کا کفارہ ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ معاف کرنے والے کے لئے کفارہ ہے (8)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے زخمی کیا اور زخمی کرنے والے کو معاف کر دیا گیا تو اب زخمی کرنے والے پر کوئی گرفت نہ ہوگی، نہ قصاص، نہ دیت اور نہ ہی زخم کی سزا کیونکہ اسے اس نے معاف کر دیا ہے جس کو زخمی کیا گیا تھا اس نے جو ظلم کیا تھا۔ یہ معافی اس کا کفارہ ہو جائے گی (9)۔

1۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 153 (4416)، دار الباز مکہ مکرمہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 311
3۔ مجمع الزوائد، باب ماجاء فی العفو عن الجانی والقاتل، جلد 6، صفحہ 473،
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 312
5۔ ایضاً۔ جلد 6، صفحہ 313
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 462 (27988)
7۔ ایضاً، (27987)
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 313
9۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 314

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے قصاص کو معاف کیا اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ؕ﴿۴۶﴾ وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

''اور ہم نے پیچھے بھیجا ان کے نقش قدم پر عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرنے والا جو اس کے سامنے موجود تھا یعنی تورات اور ہم نے دی اسے انجیل اس میں ہدایت اور نور تھا اور تصدیق کرنے والی تھی جو اس سے پہلے تھا یعنی تورات اور (یہ انجیل) ہدایت اور نصیحت تھی پرہیزگاروں کے لئے۔ اور ضرور فیصلہ کیا کریں انجیل والے اس کے مطابق جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں اور جو فیصلہ نہ کریں اس کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو وہ لوگ فاسق ہیں''۔

حضرت ابوالشیخ نے وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتائیے تو آپ نے فرمایا ہم نے انبیاء کے بعد مبعوث کیا۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عدی بن زید کا شعر نہیں سنا۔

یَوْمَ قَفَتْ عِیْرُھُمْ مِنْ عِیْرِنَا واحتمال الحی فی الصبح فلق

جس روز اس کے اونٹ ہمارے اونٹوں کے پیچھے چلے جبکہ صبح کے وقت قبیلہ کی مصیبت پھنسا تھا۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ کا یہاں فاسقون کا معنی کا زبون ہے۔ ابن زید نے کہا قرآن حکیم میں جہاں بھی فاسق کا لفظ آیا ہے اس سے مراد جھوٹا ہے، بہت ہی کم کسی دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ (الحجرات:6) اس میں فاسق سے مراد جھوٹا ہے۔ یہاں بھی فاسق سے مراد جھوٹا ہے(1)۔

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد6، صفحہ 317، دار احیاء التراث العربی بیروت

مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۭ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٨﴾

''اور (اے حبیب) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب (قرآن) سچائی کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے (آسمانی) کتاب ہے اور (یہ قرآن) محافظ ہے اس پر تو آپ فیصلہ فرمادیں ان کے درمیان اس سے جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور آپ نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اس حق کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس آیا ہے۔ ہر ایک کے لئے بنائی ہے ہم نے تم میں سے ایک شریعت اور عمل کی راہ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنادیتا تم (سب کو) ایک ہی امت لیکن آزمانا چاہتا ہے تمہیں اس چیز میں جو اس نے دی ہے تم کو تو آگے بڑھنے کی کوشش کرو نیکیوں میں۔ اللہ کی طرف ہی لوٹ آنا ہے تم سب نے پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جن باتوں میں تم جھگڑا کرتے تھے''۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان اہل کتاب کے اعمال کے بارے میں بتایا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرتے تھے تو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کو بلیغ ترین نصیحت فرمائی۔ پس اسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جو بھی حکم (فیصلہ) میں سے کسی چیز کا ذمہ دار بنے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے سوا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان جو فیصلہ ہو چکا ہے اس کے بغیر بندوں کو نہ کوئی خیر دے سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی تکلیف دور کر سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مومنوں کو اہل کتاب کے کردار اور ظلم کو بیان کر دیا تو فرمایا وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد وہ کتابیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ کا معنی ہے کہ یہ ان پر امین ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ مھیمن کا معنی امین ہے اور قرآن حکیم سابقہ تمام کتابوں پر امین ہے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ تورات وانجیل پر امین ہے، یہ ان پر غالب ہے، وہ اس پہ غالب نہیں۔ یہ بھی کہا علیہ میں ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 318، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 319

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ قرآن حکیم پر امین ہیں اور مھیمن سے مراد ماقبل کتب پر گواہ ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُهَيْمِنًا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ یہ ماقبل کتابوں پر گواہ ہے(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ اس کی مخلوق کے اعمال پر گواہ ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید، سعید بن منصور، فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا کا معنی راستہ اور سنت لیا ہے(4)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا کے بارے میں بتایئے فرمایا شرعۃ کا معنی دین او منہاج کا معنی راستہ ہے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا یہ قول نہیں سنا۔

لَقَدْ نَطَقَ الْمَامُوْنُ بِالصِّدْقِ وَالْهُدٰی وَبَيَّنَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِيْنًا وَ مِنْهَاجًا

مامون نے سچی اور ہدایت کی بات کی اور اس نے ہمارے لئے اسلام کو بطور دین اور واضح راستہ کے بیان کیا۔

شاعر نے یہاں مامون سے حضور ﷺ کی ذات مراد لی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دین تو ایک ہے اور شریعتیں مختلف ہیں(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منہاج کا معنی سبیل ہے سنن مختلف ہیں تورات کی شریعت ہے۔ انجیل کی شریعت ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے، وہ اس سے مختلف ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے لیکن وہ دین واحد جس کے سوا کوئی اور قبول نہیں وہ توحید واخلاص ہے جسے تمام رسول لائے ہیں(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن کثیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مآاتاکم سے مراد کتابیں ہیں(7)۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 20-319، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 318
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 321
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 324
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 322
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 325

اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝۴۹

''اور یہ کہ فیصلہ فرمائیں آپ ان کے درمیان اس کے مطابق جو نازل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اور آپ ہوشیار رہیں ان سے کہ کہیں برگشتہ نہ کردیں آپ کو اس کے کچھ حصہ سے جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو جان لو کہ بے شک ارادہ کرلیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سزا دے انہیں ان کے بعض گناہوں کی اور بے شک بہت سے لوگ نافرمان ہیں''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کعب بن اسد، عبداللہ بن صوریا اور شاس بن قیس نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلتے ہیں۔ شاید ہم اسے اس کے دین میں فتنہ میں ڈال دیں یہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد تو خوب جانتا ہے کہ ہم یہودیوں کے علماء، اشراف اور سادات ہیں۔ اگر ہم نے آپ کی اتباع کرلی تو یہودی ہماری اتباع کریں گے اور ہماری مخالفت نہ کریں گے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان جھگڑا ہے۔ ہم آپ کو ثالث بنائیں گے۔ ان کے خلاف ہمارے حق میں فیصلہ کرنا۔ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اہل کتاب کے درمیان فیصلہ کریں جبکہ پہلے یہ رخصت دی ہوئی تھی کہ اگر چاہیں تو ان سے اعراض کریں۔ اس آیت نے ماقبل حکم کو منسوخ کردیا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سورت سے یہ آیت فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ منسوخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ حکم دیا کہ جو کچھ کتاب اللہ میں ہے اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ اہل کتاب کے درمیان فیصلہ فرمائیں، اس سے ماقبل آیت 42 کو منسوخ کردیا۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب اللہ کے نام کی قسم اٹھاتے جبکہ وہ یہ حکم دیتا ہے کہ اہل کتاب کے درمیان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرو۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۵۰

''تو کیا وہ جاہلیت کے زمانہ کے فیصلے چاہتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر کس کا حکم ہوسکتا ہے اس قوم کے نزدیک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 325، دار احیاء التراث العربی بیروت

جو یقین رکھتی ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جاہلیت کا حکم چاہنے والوں سے مراد یہودی ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یہودیوں کے مقتول کے بارے میں ہے کیونکہ دور جاہلیت میں شدید کمزور کو اور غالب ذلیل کو کہا جاتا۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مبغوض وہ شخص ہے جو دور اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اپناتا ہے اور ناحق کسی آدمی کی تلاش کرتا ہے تاکہ اس کا خون بہائے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم دو ہیں اللہ کا حکم اور جاہلیت کا حکم پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت کو عالمیت کہا جاتا یہاں تک کہ ایک عورت آئی، اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاہلیت میں یہ یہ ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے ذکر کو نازل فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۱

"اے ایمان والو! نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو (اپنا) دوست (و مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے دوست بنایا انہیں تم میں سے سو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے عبادہ بن ولید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا جب بنو قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو عبداللہ بن سلول نے ان کے ساتھ وابستگی کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ کھڑا ہوا جبکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے گئے اور ان کی حمایت سے برأت کا اظہار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی حمایت کی بنی عوف بن خزرج کے ایک آدمی کا ان کے ساتھ ایسا ہی معاہدہ تھا جیسا معاہدہ عبداللہ بن ابی کا تھا۔ اس نے کہا میں اللہ، اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرتا ہوں۔ ان کفار کی دوستی اور حمایت سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 327، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب من طلب دم امری بغیر حق، جلد 6، صفحہ 2523 (6488) دار ابن کثیر دمشق

کرتا ہوں۔ اس صحابی اور عبداللہ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا میرے اور بنوقریظہ اور بنونضیر کے درمیان معاہدہ ہے مجھے حادثات زمانہ کا خوف رہتا ہے تو وہ کافر ہو کر مرتد ہو گیا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں بنوقریظہ اور بنونضیر کی دوستی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ، اس کے رسول اور مومنین کو دوست بناتا ہوں۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں جن کے دلوں میں مرض ہے، سے مراد عبداللہ بن ابی ہے اور الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن ولید رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کی خدمت میں یہودیوں کے ساتھ معاہدہ سے برأت کا اظہار کیا اور ان کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں سے دوستی کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عطیہ بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بنوحارث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں میں سے میرے بے شمار دوست ہیں یہودیوں کی دوست سے میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول سے دوستی کرتا ہوں۔ عبداللہ بن ابی نے کہا میں تو ایسا آدمی ہوں جسے حادثات زمانہ کا خوف رہتا ہے، میں تو اپنے دوستوں سے دوستی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی سے فرمایا اے ابوحباب بتا تو سہی وہ کیا بات ہے جس کے باعث تو نے عبادہ بن صامت کے برعکس یہودیوں کی دوستی کو ترجیح دی ہے، وہ تجھے تو ملی ہے عبادہ کو نہیں ملی فرمایا پھر آگے بڑھو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب احد کا واقعہ ہوا تو لوگوں میں سے ایک جماعت پر بڑا مشکل وقت آیا انہیں خوف ہوا کہ کفار ان پر غالب آ جائیں گے تو ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا میں تو فلاں یہودی کے پاس چلا جاتا ہوں اس سے امان لیتا ہوں اور اس کے ساتھ یہودی بن جاتا ہوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہودیوں پر بھی احوال بدل نہ جائیں۔ دوسرے نے کہا میں تو شام کے علاقہ میں فلاں نصرانی کے پاس چلا جاتا ہوں اس سے امان لیتا ہوں اور اس کے ساتھ نصرانی ہو جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں حکم نازل فرمایا اور ان دونوں کو منع کیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنوقریظہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے دھوکہ دیا اور ایک خط کے ذریعے اس وعدہ کو توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تھا جو خط انہوں نے ابوسفیان بن حرب کی طرف لکھا تھا۔ اس میں انہوں نے ابوسفیان اور قریش کو دعوت دی تھی کہ وہ ان کے قلعوں میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 328 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 329

داخل ہو جائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ بن عبد المنذر رکو ان کی طرف بھیجا کہ انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اترنے کا کہے۔ جب نیچے آنے میں انہوں نے ابولبابہ کی اطاعت کی تو ابولبابہ نے ذبح کا حلق کی طرف اشارہ کیا(1) حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نصاری رضی اللہ عنہ اور اہل شام کے ساتھ خط و کتابت کرتے۔

مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ فاقہ اور بدحالی کا خوف رکھتے اور بنوقریظہ اور بنونضیر کے یہودیوں کے ساتھ عہد و پیمان کرتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں ان تک پہنچاتے اور ان سے قرض اور نفع کا مطالبہ کرتے تو انہیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنوتغلب کے ذبیحہ کھاؤ اور ان کی عورتوں سے شادی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی اگر یہ ولدیت کے اعتبار سے ان میں سے نہ ہوتے تو یہ ان میں سے ہوتے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم ذبائح میں ہے جو آدمی کسی قوم کے دین میں داخل ہوتا ہے تو ان میں سے ہو جاتا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عیاض رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک سال میں انہوں نے جو لیا اور جو دیا وہ پیش کریں آپ کا سیکرٹری نصرانی تھا۔ آپ کی خدمت میں وہ گوشوارہ پیش کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھ کر خوش ہوئے، فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے کیا تو مسجد میں ہمارے لئے وہ خط پڑھے گا جو شام سے آیا ہے تو اس نے کہا وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اسے جنابت لاحق ہے اس نے نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے۔ آپ نے مجھے جھڑکا اور میری ران پر مارا، فرمایا اسے نکالو پھر یہ آیت پڑھی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو اس چیز سے بچنا چاہیے کہ وہ یہودی نصرانی ہو جائے جبکہ اسے احساس ہی نہ ہو۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآىِٕرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝۵۲ وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۵۳

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 331 3۔ ایضاً

"سوآپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے کہ دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں یہود و نصاریٰ کی طرف۔ کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم پر کوئی گردش نہ آجائے۔ وہ وقت دور نہیں جب اللہ تعالیٰ (تمہیں) دے دے فتح کامل یا (ظاہر کر دے کامیابی کی) کوئی بات اپنی طرف سے تو پھر ہو جائیں گے یہ جو انہوں نے چھپا رکھا تھا اپنے دلوں میں نادم۔ اور (اس وقت) کہیں گے ایمان والے کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسمیں اٹھائی تھیں اللہ کی سخت سے سخت کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں۔ اکارت گئے ان کے اعمال اور ہو گئے وہ (سراسر) نقصان اٹھانے والے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ سے مراد عبداللہ بن ابی جیسے لوگ ہیں جو ان سے دوستی میں جلدی کرتے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں جو یہودیوں سے نرمی کرنے اور ان کی طرف سے جھگڑنے میں جلدی کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو ان کے ہاں دودھ پلاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ کبھی حالات یہودیوں کے حق میں ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں پر فتح دے دے یا منافقوں کے بارے میں کوئی خاص حکم ہو تو یہ منافق جو یہودیوں کے بارے میں اپنے دلوں میں جو محبت چھپائے ہوئے تھے اس پر شرمندہ ہوں (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّرَضٌ سے مراد شک ہے۔ دَآئِرَةٌ سے مراد ہے کہ مشرکوں کو مسلمان پر غلبہ ہو جائے۔ بِالْفَتْحِ سے مراد فتح مکہ ہے۔ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ سے مراد جزیہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقوں میں سے کچھ لوگ یہودیوں سے محبت رکھتے اور مومنوں کی بجائے یہودیوں کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بِالْفَتْحِ سے مراد قضاء ہے (4)۔

امام ابن سعد، سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یوں قرأت کرتے ہوئے سنا فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ مِنْ مَوَادَتِهِمُ الْیَهُوْدَ وَمِنْ غَمِّهِمُ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ نٰدِمِیْنَ۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابن زبیر کو یوں قرآت کرتے ہوئے سنا فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَیُصْبِحَ الْفُسَّاقُ عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِیْنَ عمر نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ ان کی قرأت تھی یا ان کی طرف سے تفسیر تھی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 332، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 34-332
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 34-333
4۔ ایضاً

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ٘ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۴﴾

''اے ایمان والو! جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے (تو اس کی بدنصیبی) سو عنقریب لے آئے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے، جو نرم ہوں گے ایمان داروں کے لئے بہت سخت ہوں گے کافروں پر جہاد کریں گے، اللہ کی راہ میں اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے۔ یہ (محض) اللہ کا فضل (وکرم) ہے نوازتا ہے اس سے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی کشادہ رحمت والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ لوگوں میں کچھ مرتد ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس جہان فانی سے قبض کر لیا تو عام عرب اسلام سے مرتد ہو گئے مگر تین مساجد والے۔ اہل مدینہ اور بنو عبد القیس میں سے اہل جواثی جو لوگ مرتد ہوئے انہوں نے کہا ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ اللہ کی قسم وہ ہمارے مال غصب کرنا چاہتا ہے۔ اس معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی گئی تاکہ آپ ایسے لوگوں سے درگزر کریں اور آپ سے کہا گیا کہ یہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی حکمت سمجھ جائیں گے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں دو ایسی چیزوں میں فرق نہیں کروں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھے ذکر کیا ہے اللہ کی قسم اگر انہوں نے مجھے عقال نہ دی تو اس پر بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے ساتھ جماعتیں بھیج دیں۔ انہوں نے جہاد کیا یہاں کہ انہوں نے ماعون کا اقرار کیا۔ ماعون سے مراد زکوٰۃ ہے۔ قتادہ نے کہا ہم یہ کہا کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ اس آیت کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں۔ جب عربوں میں سے لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ ان قبائل کو اسلام کی طرف لوٹایا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور خیثمہ اترابلسی نے فضائل صحابہ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 337، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

مرتدوں سے جہاد کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے شریح بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کی کیا اس کا مصداق میں اور میری قوم ہوگی۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ اور اس کی قوم ہوگی یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عیاض اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مصداق اس کی قوم ہے۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (3)۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم نے شعبہ کی حدیث کی جمع میں اور بیہقی نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوموسیٰ وہ تیری قوم ہے یعنی یمن والے (4)۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم نے کنی میں، ابوالشیخ، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے حسن سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وہ قوم ہے جو یمن کے علاقہ میں بستی ہے کندہ سے، سکون سے پھر تحبیب سے تعلق رکھتے ہیں (5)۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا یہ یمن میں رہنے والی قوم ہے پھر کندہ سے جو سکون سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اہل قادسیہ ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ میں حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے خوش آمدید کہا پھر یہ آیت تلاوت کی پھر میرے کندھے پر ہاتھ مارا، میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ وہ تم سے ہوں گے یعنی اہل یمن سے یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مصداق قوم سبا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید ہے کہ تم میں سے جو مرتد ہوگا اللہ تعالیٰ ان کی جگہ بہتر افراد لے آئے گا اَذِلَّةٍ کا معنی رحیم ہے (6)۔

امام ابن جریر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں پر بڑے نرم دل ہیں اور اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ لوگ جو ان کے دین میں مخالف ہیں ان پر بڑے سخت ہیں (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 337، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 339 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 338
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 342 (3220) بیروت 5۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 232 (1414)، مکتبۃ المعارف الریاض
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 340،42 7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 342

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے ابن جریر سے اس بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آپس میں رحیم ہیں اور کفار پر شدید ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان یُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ جنگ میں جلدی کرتے ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا تو عرب کے کئی قبائل مرتد ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگاروں میں سے مددگاروں کے ساتھ بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا یہاں تک کہ انہیں اسلام کی طرف واپس لوٹا دیا۔ اس آیت کی یہی تفسیر ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سات چیزوں کا حکم دیا۔ مسکینوں سے محبت کا اور اس کا کہ میں ان کے قریب رہوں میں اپنے سے بلند مرتبہ کی طرف نہ دیکھوں۔ میں صلہ رحمی کروں اگرچہ وہ میرے اوپر ظلم کریں، میں کثرت سے لاحول ولاقوۃ کا ذکر کروں کیونکہ یہ عرش کے نیچے خزانہ ہے میں حق بات کروں اگرچہ وہ کڑوی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں (2)۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار تم میں سے کسی کو بھی لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے، جب وہ دیکھے تو اس کی اتباع کرے کیونکہ حق بات کہنا اور عظیم کا ذکر کرنا نہ موت کو قریب کرتا ہے نہ ہی رزق کو دور کرتا ہے (3)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو حقیر نہ جانے کہ وہ اللہ کا حکم جانتا ہو جس میں گفتگو ہو رہی ہو تو وہ لوگوں کے ڈر سے نہ کہے تو اسے (قیامت کے روز) کہا جائے گا کہ میں اس بات کا زیادہ مستحق تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا (4)۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں، ابوذر، عبادہ بن صامت، ابوسعید خدری، محمد بن مسلم رضی اللہ عنہم اور ایک چھٹے آدمی نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی غالب نہ آئے گی۔ جہاں تک چھٹے آدمی کا تعلق ہے تو اس نے اس میں بیعت ختم کرنا چاہی تو حضور ﷺ نے اس کی بیعت ختم کر دی۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو لوگوں کے معاملات کا ولی بنے تو ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کر۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 342، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، کتاب الزکوۃ، جلد 3، صفحہ 240 (3429) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 50، دار صادر بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 402 (4008) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن سعد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ لگاتار مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے یہاں تک کہ دوست کے طور پر میرے لئے کوئی حق نہ چھوڑا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ تنگی اور آسانی، خوشی اور ناپسندیدگی میں آپ کا حکم سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے۔ حضور ﷺ کو اپنے اوپر ترجیح دیں گے، ہم امر کے مستحق کے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے اور جہاں کہیں ہوں گے حق بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں ملامت سے نہیں ڈریں گے(1)۔

اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾

”تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (پاک) ہے اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور (ہر حال میں) وہ بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی(2)۔

امام خطیب نے متفق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی صدقہ کی جبکہ آپ رکوع کی حالت میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے سائل سے پوچھا تجھے یہ انگوٹھی کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کی اس رکوع کرنے والے نے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی(3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس سائل آ کر کھڑا ہو گیا جبکہ آپ نفلی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی اتاری اور سائل کو دے دی وہ سائل حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب واقعہ بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اپنے صحابہ پر پڑھی پھر کہا جس کا میں دوست ہوں علی اس کا دوست ہے، اے اللہ اس کا دوست بن جو حضرت علی کا دوست بنے اور جو علی سے دشمنی رکھے اسے اپنا دشمن رکھ(4)۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر آپ کے گھر میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، مسجد میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ مسجد میں تشریف

1۔ سنن ابن ماجہ، باب البیعۃ، جلد 3، صفحہ 398 (2866)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 343، بیروت
3۔ ایضاً
4۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 134 (2275) ریاض

لائے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے، کوئی رکوع کر رہا تھا کوئی سجدہ، کیا دیکھا کہ ایک سائل ہے، پوچھا اے سائل کیا تجھے کس نے کوئی چیز عطا کی ہے؟ اس نے عرض کی کسی نے بھی نہیں مگر اس رکوع کرنے والے نے اشارہ حضرت علی کی طرف کیا انہوں نے مجھے انگوٹھی دی ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر نے حضرت مسلم بن کہیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی حالت رکوع میں صدقہ کی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی آپ نے حالت رکوع میں صدقہ کیا تھا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی اور حضرت عتبہ بن حکیم رحمہما اللہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ کلبی کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور اہل کتاب کا ایک طائفہ ظہر کے وقت اللہ تعالیٰ کے نبی کے پاس آیا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر دور ہیں ہم اس مسجد کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہیں پاتے جہاں ہمارے پاس کوئی بیٹھے یا ہمارے ساتھ میل جول رکھے کیونکہ ہماری قوم نے جب یہ دیکھا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی ہے اور ان کے دین کو ترک کر دیا ہے تو انہوں نے اپنی عداوت کو ظاہر کیا اور انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ ہمارے ساتھ میل جول نہیں رکھیں گے اور نہ ہمارے ساتھ کھائیں پئیں گے۔ یہ چیز ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ ہے۔ اسی اثناء میں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کر رہے تھے یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ ظہر کی نماز کی اذان دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ پوچھا کیا کسی نے کوئی چیز دی ہے۔ عرض کی گئی جی ہاں۔ فرمایا کس نے؟ عرض کی گئی فلاں آدمی نے جو کھڑا ہے۔ فرمایا کس حال میں اس نے تجھے عطا کی ہے؟ عرض کی جبکہ وہ رکوع میں تھے۔ فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے اللہ اکبر کہا جبکہ آپ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 56 کی تلاوت کر رہے تھے۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سو رہے تھے اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی گھر کی ایک جانب سانپ تھا میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں یہاں رات گزاروں اور یہ بھی ناپسند کیا کہ حضور ﷺ کو بیدار کروں اور یہ بھی خوف تھا کہ کہیں آپ ﷺ پر وحی نہ نازل ہو رہی ہو تو میں سانپ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان سو گیا تاکہ سانپ کی جانب سے کوئی تکلیف پہنچے تو مجھے پہنچے۔ حضور ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے میں چند لمحات ہی ٹھہرا تھا کہ حضور ﷺ بیدار ہو گئے اور آپ ﷺ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔ فرمایا تمام تر تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرت علی کے لئے نعمتوں کو مکمل کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے فضل تیار کیا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 344، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 1، صفحہ 320، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ایک سائل آپ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ حالت رکوع میں تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی انگوٹھی دے دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔فرمایا یہ آیت مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان میں سے پہلے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اسلام قبول کر لیا تو وہ اللہ،اس کے رسول اور مومنوں کا دوست بن گیا(1)۔

امام عبد بن حمید،ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایمان لانے والے کون ہیں؟ جواب دیا جو ایمان لائے انہیں کہا گیا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔فرمایا حضرت علی ایمان داروں میں سے ہیں(2)۔

امام ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت عبد الملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں۔میں نے پوچھا لوگ کہتے ہیں اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان میں سے ہیں۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت جریر بن مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ سے پہلے واؤ نہیں تھا۔

وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۵۶﴾

''اور (یادرکھو) جس نے مددگار بنایا اللہ کو اور اس کے رسول کریم کو اور ایمان والوں کو (تو وہ اللہ کے گروہ سے ہیں) بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ غالب کون ہے فرمایا کسی حکومت اور مصیبت سے خوفزدہ نہ ہو(3)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾

1۔تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،جلد 6،صفحہ 343،دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ایضاً،جلد 6،صفحہ 344
3۔ایضاً،جلد 6،صفحہ 344

”اے ایمان والو! مت بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور کفار سے (اپنے) دوست اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان دار“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رفاعہ بن زید بن تابوت، سوید بن حارث نے اسلام ظاہر کیا اور منافقت کی مسلمان ان دونوں سے محبت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابوعبید اور ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَالْكُفَّارَ کی جگہ ومن الذین اشر کوا پڑھتے۔

وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝۵۸

”اور جب تم بلاتے ہو نماز کی طرف (یعنی اذان دیتے ہو) تو وہ بناتے ہیں اسے مذاق اور تماشہ یہ (حماقت) اس لئے ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔

امام بیہقی دلائل میں کلبی کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن جب اذان دیتے تو مسلمان نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تو یہودی کہتے۔ یہ اٹھے نہ اٹھیں جب وہ مسلمانوں کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھتے تو ان کا مذاق اڑاتے اور ان پر ہنستے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک نصرانی تھا جب وہ کسی موذن کو اذان دیتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو کہتا اللہ تعالیٰ جھوٹے کو آگ میں جلائے۔ ایک رات اس کا خادم آگ لے کر آیا۔ یہ جاگ رہا تھا جبکہ گھر والے سوئے ہوئے تھے۔ ایک انگارا گرا۔ گھر جل گیا۔ وہ نصرانی اور گھر والے بھی جل گئے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اذان کا ذکر فرمایا اور کہا وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے باہم مشورہ کیا کہ جب وہ نماز کو اکٹھے ادا کرنا چاہیں تو کیا کریں تا کہ سب لوگ اس کے ذریعے اکٹھی نماز پڑھ لیں۔ صحابہ نے ناقوس بجانے کا مشورہ کیا۔ اسی اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناقوس کے لئے دو لکڑیاں خریدنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ کہا گیا کہ تم ناقوس نہ بجاؤ بلکہ نماز کے لئے آذان دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 345، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 275، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 347

عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ جو خواب میں دیکھا تھا اس کے بارے میں بتائیں جبکہ حضور ﷺ پر اس بارے میں وحی آچکی تھی۔ حضرت بلال کی اذان نے حضرت عمر کو پریشان کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وحی تجھ سے سبقت لے گئی۔ یہ بات اس وقت کی جب حضرت عمر نے اپنا خواب عرض کیا(1)۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۵۹

''آپ فرمائیے اے اہل کتاب! تم کیا ناپسند کرتے ہو ہم سے بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو اتارا گیا ہماری طرف اور جو اتارا گیا اس سے پہلے اور بلاشبہ بہت سے تم میں سے فاسق ہیں''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں ابو یاسر بن اخطب، نافع بن ابی نافع، غازی بن عمرو، زید بن خالد، ازار بن ابی ازار اور اسقع تھے انہوں نے پوچھا وہ کس کس رسول پر ایمان رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے کہا میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور اس پر جو حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، آپ کی اولاد، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ پر اور انبیاء کو جو ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے اطاعت شعار ہیں۔

جب حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ کی نبوت کا انکار کر دیا اور کہا ہم تو آپ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَیْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِیْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓىٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ۝۶۰

''آپ (انہیں) فرمائیے کیا میں آگاہ کروں تمہیں کہ کون برا ہے ان سے باعتبار جزاء کے اللہ کے نزدیک؟ وہ لوگ (برے ہیں) جن پر لعنت کی اللہ نے اور غضب فرمایا ان پر اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو سور اور (وہ برے ہیں) جنہوں نے پوجا کی شیطان کی۔ وہی لوگ بدترین ہیں بلحاظ درجہ کے اور دوسروں سے زیادہ بھٹکنے والے ہیں راہ راست سے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَثُوْبَةً کا معنی بدلہ اچھائی کا بدلہ اور برائی کا بدلہ۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الاذان، جلد 1، صفحہ 456، حبیب الرحمٰن الاعظمی 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 348، بیروت

اسے بَشَرٍ ثَوَابًا بھی پڑھا گیا ہے(1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَثُوبَةً عِنْدَ اللهِ کا معنی ثوابا عند اللہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ٹھکانہ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں کو مسخ کیا گیا(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا مسخ ہونے سے پہلے بھی بندر اور خنزیر تھے تو انہوں نے جواب دیا ہاں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

امام مسلم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ کیا یہ بندر اور خنزیر وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسخ کیا تھا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو بھی ہلاک کیا یا اسے مسخ کیا تو اس کے لئے نسل نہیں بنائی یہ بندر اور خنزیر اس سے پہلے بھی تھے(3)۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا یہ یہودیوں کی نسل سے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر لعنت کی ہو اور انہیں مسخ کیا پھر ان کی نسل آگے چلی ہو بلکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یہودیوں پر ناراض ہوا انہیں مسخ کیا تو ان یہودیوں کو بھی بندروں اور خنزیروں کی طرح بنا دیا(4)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سانپ جنوں کی مسخ شدہ صورت ہیں جس طرح بندر اور خنزیر مسخ شدہ صورتیں ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن کثیر رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت افلح رحمہ اللہ سے جو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام تھے کہا کہ مجھے بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں مسخ خنازیر کی صورت میں ہوا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک عورت بنی اسرائیل کی بستی میں رہتی تھی۔ اس بستی میں بنی اسرائیل کا بادشاہ بھی رہتا تھا۔ اس بستی کے لوگوں نے گمراہی پر اتفاق کیا مگر وہ عورت اسلام پر قائم رہی۔ وہ عورت لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو جاتے عورت کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے۔ تو عورت انہیں کہتی کہ تم پر لازم ہے کہ تم اللہ کے دین کی طرف سے جہاد کرو اور اس بارے میں اپنی قوم کو دعوت دو۔ تم جہاد کے لئے نکلو۔ میں بھی تمہارے ساتھ نکلتی ہوں۔ وہ عورت نکلی اور اس کے مقابلہ کے لئے بادشاہ بھی اپنے حمایتیوں کے ساتھ نکلا۔ عورت کے تمام ساتھی قتل ہو گئے اور وہ عورت ان سے بچ نکلی۔ اس نے لوگوں کو دعوت دی یہاں تک کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جب وہ عورت ان لوگوں سے راضی ہو گئی تو انہیں جہاد کا حکم دیا۔ لوگ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ بھی ان کے ساتھ نکل کھڑی ہوئی۔ تو سب کے سب مارے گئے۔ وہ پھر بچ گئی۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 349، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 350
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 16-15، صفحہ 175 (2663)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 395، دار صادر بیروت

عورت نے پھر لوگوں کو دعوت دی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کی دعوت پر لبیک کہا۔ عورت نے پھر جہاد پر نکلنے کا حکم دیا۔ وہ جہاد پر نکلے۔ وہ عورت بھی ان کے ساتھ جہاد پر نکلی۔ تو سب مارے گئے وہ عورت بچ گئی۔ عورت نے پھر دعوت دی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہی۔ عورت نے انہیں جہاد کرنے کا کہا۔ لوگ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ عورت بھی نکل پڑی تو سب کو پکڑ لیا گیا۔ وہ عورت ان سے بچ گئی۔ وہ عورت واپس آئی۔ وہ سخت مایوس تھی۔ وہ کہہ رہی تھی سبحان اللہ۔ اگر اس دین میں کوئی مددگار اور حمایتی ہوتا تو اسے غلبہ عطا کرتا اس نے رات غم کی حالت میں گزاری صبح کے وقت بستی کے لوگ خنازیر کی صورت میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رات ان کی شکلوں کو مسخ کر دیا تھا۔ جب صبح ہوئی اور اس نے یہ منظر دیکھا ایک آن میں جان گئی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور دین کے معاملہ کو غلبہ دیا ہے بنواسرائیل میں خنازیر کی صورت میں مسخ اس عورت کے ہاتھ پر ہوا (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں عثمان بن عطاء کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عنقریب میری امت پر زمین میں دھنسنا، زلزلہ، بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ ہو کر رہے گی۔ واللہ اعلم۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم او ابوالشیخ نے حضرت زہیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا کہ طلحہ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ کو کیسے پڑھتے۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس کی وضاحت کی اور تخفیف کی صورت میں اس کو پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوعبدالرحمٰن نے اس لفظ کو عین اور باء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوجعفر نحوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ پڑھتے جس طرح وہ کہتے ضَرَبَ اللّٰهُ (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَعَابِدُ الطَّاغُوْتِ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی حماد رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اعمش نے، انہوں نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اسے وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ پڑھا وہ عبد کا معنی خدم کرتے۔ عبد الرحمٰن نے کہا حمزہ رحمہ اللہ اسے اس طرح پڑھتے تھے (3)۔

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ ۝۶۱

"اور جب آتے ہیں تمہارے پاس تو کہتے ہیں ہم ایمان لا چکے ہیں حالانکہ وہ (یہاں) داخل بھی ہوئے کفر کے ساتھ اور وہ نکلے بھی کفر کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپا رہے تھے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 351 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 350

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ وہ بتاتے کہ وہ مومن ہیں اور جو حضور پیغام لائے ہیں اس پر راضی ہیں جبکہ وہ اصل میں گمراہی اور کفر کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ وہ اسی کیفیت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسی کیفیت سے آپ کے پاس سے نکلتے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ حق کا اظہار کرتے جبکہ کفر کو وہ چھپائے ہوتے تھے (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ منافق یہودی تھے۔ وہ کافر کی حیثیت میں آتے اور کافر کی حیثیت سے نکل جاتے (3)۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٢﴾ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿٦٣﴾

"اور آپ دیکھتے ہیں بہتوں کو ان میں سے کہ بڑے تیز رفتار ہیں گناہ اور زیادتی کرنے میں اور حرام خوری میں۔ بے شک یہ بہت ہی برے کام کرتے رہے ہیں۔ کیوں نہیں منع کرتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے۔ بے شک بہت برے ہیں وہ کرتوت جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ يُسَارِعُوْنَ فِى الْاِثْمِ سے مراد یہودی ہے يَعْمَلُوْنَ اور يَصْنَعُوْنَ کا معنی ایک ہی ہے آیات میں دونوں جماعتوں کے لئے لَبِئْسَ کا لفظ استعمال کیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ تم سے پہلے یہودیوں کے احکام تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الرَّبّٰنِيُّوْنَ اور الْاَحْبَارُ سے مراد فقہاء اور علماء ہیں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ کا معنی ہے جب فقہاء اور علماء نے انہیں غلط بات کہنے اور حرام کھانے سے نہیں روکا تو یہ کتنا برا کام کر رہے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تم سے قبل قومیں محض اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ وہ نافرمانی میں منہمک ہوگئے اور انہیں فقہاء اور علماء نے منع نہیں کیا جب وہ سرکشی میں بہت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 353، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

بڑھ گئے اور فقہاء وعلماء نے انہیں منع نہ کیا تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا پھر انہیں نیکی کا حکم دیا گیا اور برائی سے روکا گیا کیونکہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نہ رزق کو ختم کرتا ہے اور نہ ہی موت کو قریب کرتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں اس آیت سے بڑھ کر زجر و توبیخ میں کوئی سخت آیت نہیں۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ میرے نزدیک اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت خوف دلانے والی نہیں، دونوں فریقوں کے لئے برائی کا ذکر ہے۔

امام عبد بن حمید نے سلمہ بن نبیط کے واسطہ سے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں موجود الربانیون اور الاحبار سے مراد فقہاء اور علماء ہیں۔ پھر ضحاک کہتے ہیں اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت مجھے خوف زدہ کرنے والی نہیں۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایسی قوم جس کے درمیان ایسا آدمی ہو جو بدکاریاں کرتا ہو جبکہ یہ لوگ طاقت رکھتے ہوں کہ اسے روکیں (مگر یہ نہ روکیں) تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے گا۔

وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَ لُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ؕ وَ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَاۤ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۶۴﴾

"اور کہا یہود نے کہ اللہ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے، جکڑے جائیں ان کے ہاتھ اور پھٹکار ہو ان پر بوجہ اس (گستاخانہ) قول کے بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں خرچ کرتے ہیں، جیسے چاہتا ہے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب سے سرکشی اور انکار میں اور ہم نے ڈال دی ہے ان میں دشمنی اور بغض روز قیامت تک۔ جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ لڑائی کی بجھا دیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور یہ کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا فسادیوں کو"۔

امام ابن اسحاق اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی تھا جسے نباش بن قیس کہتے۔ نباش بن قیس نامی یہودی نے کہا کہ بے شک تیرا رب بخیل ہے۔ وہ کوئی خرچ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 67 (12497) مکتبۃ العلوم الحکم بغداد

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت فنحاص کے حق میں نازل ہوئی جو قینقاع کے یہودیوں کا سردار تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت فنحاص یہودی کے حق میں نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مغلولۃ کا معنی بخیل ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہودی اس سے یہ مراد نہیں لیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کسی چیز کے ساتھ باندھے ہوئے ہیں بلکہ وہ کہتے وہ بخیل ہے، جو اس کے پاس ہے اسے روکے رکھتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بہت ہی بلند و بالا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مَغْلُوْلَةٌ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ بخیل ہے سخی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نفقہ دینے اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے سے رکے رہتے ہیں (3)۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ یحییٰ بن زکریا نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب مجھے ان لوگوں میں بنا دے جن میں لوگ نہیں پڑتے اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے یحییٰ یہ ایسی چیز ہے جسے میں نے اپنے لئے خاص نہیں کیا، اسے میں تیرے لئے کیسے کروں گا۔ محکم میں پڑھ اس میں تم پاؤ گے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ (التوبہ: 30) اور انہوں نے کہا يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تیرے بھائی کی جانب سے تجھے کوئی چیز پہنچے تجھے غمگین کرے تو تو غم نہ کر کیونکہ اگر بات ایسے ہی ہے جس طرح اس نے کہی تو وہ ایک سزا تھی جو مؤخر کر دی گئی۔ اگر بات اس طرح نہیں جیسے اس نے کہی تو وہ ایک نیکی تھی جو تو نے نہیں کی ساتھ ہی یہ روایت ذکر کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی بھلائی کے علاوہ یاد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ تو میں نے اپنی ذات کے لئے بھی نہیں کیا (4)۔

امام ابونعیم نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب مجھ سے لوگوں کی باتیں روک لے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر میں یہ کسی کے حق میں کرتا تو اپنی ذات کے حق میں کرتا (5)۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابوداؤد اور ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ قرأت کی۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کی سخاوت اس میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 357، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 358

4۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 198، مکتبۃ الخانجی مصر　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42

کوئی کمی نہیں کرتی۔ خبردار آسمان زمین کی تخلیق سے لے کر جو کچھ اس نے خرچ کیا، اس کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں کوئی کمی نہیں آئی، اس کا عرش پانی پر ہے، اس کے بائیں ہاتھ میں قبض کرنا ہے، وہ بلند کرتا ہے اور پست کرتا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور عربوں سے حسد نے انہیں برانگیختہ کیا کہ وہ قرآن حکیم کو ترک کریں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کو چھوڑیں جبکہ وہ اپنی کتابوں میں آپ کا ذکر پاتے ہیں (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ علماء نے کہا ان میں جن کو انہوں نے یاد کیا اور جانا کہ زمین پر جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دیا۔ یہ آیت یہودیوں کے متعلق ہے، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلے کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان یہی کیفیت پیدا کر دی۔ یہ بھی قول کیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ میں ایسا ہوا۔ یہاں حرب سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب بھی انہوں نے کسی معاملہ میں اتفاق کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان تفریق ڈال دی اور ان کی لگائی ہو آگ کو بجھا دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن یہودی ہیں جب بھی انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکانی چاہی اللہ تعالیٰ نے اسے بجھا دیا۔ تو یہودی کو جس ملک میں بھی پائے گا انہیں وہاں تھوڑا اور ذلیل پائے گا۔ جب اسلام آیا تو اس وقت مجوسیوں کے زیرنگین تھے۔ وہ اپنے برے اعمال کی وجہ سے بے بصیری اور ذلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مبغوض ترین مخلوق ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بھی بے وقوفوں نے عربوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾

''اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیز گار بنتے تو ہم ضرور دور کر دیتے ان سے ان کی برائیاں اور ہم ضرور داخل کرتے انہیں نعمت کے باغوں میں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس پر ایمان لاتے اور جو اس نے حرام کیا اس سے بچتے (5)۔

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 192 (4583)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 359 بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 361
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 362

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنات نعیم سے مراد وہ جنات ہیں جو جنات الفردوس اور جنات عدن کے درمیان ہیں، ان میں ایسی لڑکیاں ہوں گی جو جنت کے گلاب کے پھولوں سے پیدا ہوں گی۔ عرض کی گئی ان میں کون رہے گا؟ جواب دیا ان میں وہ رہیں گے جنہوں نے گناہ کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کیا تو اس سے رک گئے۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

"اور اگر وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو (اپنے عمل سے) اور جو نازل کیا گیا ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے (تو فراخ رزق دیا جاتا انہیں حتیٰ کہ) وہ کھاتے اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی، ان میں ایک جماعت اعتدال پسند بھی ہے اور اکثر ان میں سے بہت برا ہے جو کر رہے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم او ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا تورات اور انجیل کو قائم کرنے کا معنی ان پر عمل کرنا ہے اور مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ سے مراد حضرت محمد ﷺ اور قرآن حکیم ہے اور لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ سے مراد ہے کہ میں ان پر بارش نازل کرتا اور زمین سے ان کے لئے رزق اگاتا جو انہیں ہر چیز سے غنی کر دیتا اور اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ سے مراد اہل کتاب میں سے مسلمانوں کی جماعت ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آسمان ان پر موسلا دھار بارش برساتا اور زمین اپنی برکات اگل دیتی (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتے کہ وہ رزق کھاتے جو آسمان سے نازل ہوتا اور جو زمین سے اگتا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان انہیں اپنی برکات سے نوازتا اور زمین اپنی نباتات عطا کرتی۔ ان میں ایک معتدل امت ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لائی ہے پھر اکثر قوم کی مذمت کی اور فرمایا اکثر کے اعمال برے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امت مقتصدہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین میں نہ فسق کیا اور نہ ہی اس میں غلو کیا۔ غلو سے مراد رغبت ہے اور فسق سے مراد اس سے کوتاہی ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 64-363، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 362
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 363
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 364

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے مُّقْتَصِدَةٌ کا معنی مومنہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قریب ہی علم اٹھا لیا جائے گا میں نے عرض کی وہ کیسے جبکہ ہم نے قرآن پڑھا اور اپنے بیٹوں کو سکھایا؟ آپ نے فرمایا اے ابن نفیر تیری ماں تجھے روئے میں تو تجھے مدینہ طیبہ کا زیادہ سمجھدار آدمی خیال کرتا تھا، کیا تورات وانجیل یہود ونصاری کے درمیان نہیں؟ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل چھوڑ دیا تو ان کتابوں نے انہیں کیا فائدہ دیا پھر اس آیت کو تلاوت فرمایا۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے ابن ابی جعد کے واسطہ سے حضرت زیاد بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چیز کا ذکر فرمایا تو کسی نے کہا یہ چیز تو ہماری اولادوں کے جانے کے بعد ہی ہوگی۔ یا رسول اللہ ﷺ علم کیسے جاتا رہے گا، جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنی اولادوں کو تا قیامت پڑھاتے رہیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابن ام لبید تیری ماں تجھ پر روئے میں تو تجھے اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ فقیہ خیال کرتا تھا۔ یہ یہودی اور نصرانی تورات اور انجیل نہیں پڑھتے جبکہ ان میں جو کچھ ہے اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے (1)۔

امام ابن مردویہ نے یعقوب بن زید بن طلحہ سے وہ حضرت زید بن اسلم سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کیا ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے پھر حدیث ذکر کی، کہا حضور ﷺ نے ان کا ذکر کیا۔ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی، ستر فرقے جہنم میں اور ایک جنت میں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ان میں سے ایک جنت میں اور اکہتر جہنم میں ہوں گے اور تم ان دونوں امتوں پر ایک فرقہ میں بڑھ کر ہو گئے، ایک جنت میں اور بہتر جہنم میں ہوں گے؟ عرض کی گئی جنت میں کون ہوں گے؟ فرمایا جماعت، جماعت۔ یعقوب بن زید نے کہا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تو اس آیت کو تلاوت فرماتے نیز اس آیت کو تلاوت فرماتے وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ (الاعراف: 181) اس سے مراد حضور ﷺ کی امت ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٧﴾

''اے رسول! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں (کے شر) سے یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو''۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 160، دار صادر بیروت

رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں تنگ پڑ گیا، مجھے علم ہو گیا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تنبیہ کی کہ میں تبلیغ کروں ورنہ وہ مجھے عذاب دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی اے میرے رب میں تو اکیلا ہوں، میں کیا کروں جبکہ تمام لوگ میرے خلاف متفق ہیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے متعلق غدیر خم کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یوں پڑھتے (يَاۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنَّ عَلِيًّا مَوْلَى الْمُؤْمِنِيْنَ) کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ مومنوں کے مولیٰ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عنترہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ظاہر نہ کیا ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ آیت پڑھی پھر کہا اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آباد میں اجاڑ کا وارث نہیں بنایا۔

امام ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ آپ پر آسمان سے کون سی سخت ترین آیت نازل ہوئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حج کے موقع پر منیٰ میں تھا۔ عرب کے مشرک اور دوسرے لوگ حج میں جمع تھے۔ حضرت جبرئیل امین آئے اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ میں گھاٹی میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے ندا دی اے لوگو کون میری اس بات میں مدد کرے گا کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں جبکہ تمہارے لئے جنت ہوگی، اے لوگو لا الہ الا اللہ کہو، میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تم کامیاب ہو جاؤ گے اور تمہارے لئے جنت ہوگی۔ فرمایا مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جو میری طرف مٹی اور پتھر نہیں پھینک رہا تھا۔ وہ میرے چہرے پر تھوکتے اور کہتے جھوٹا ہے بے دین ہے۔ ایک آدمی میرے سامنے آیا، اس نے کہا اے محمد تو ان کے بارے میں ویسی ہی دعا کر جس طرح نوح علیہ السلام نے قوم کے لئے ہلاکت کی دعا کی تھی۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے، ان کے خلاف میری مدد کر کہ تیری اطاعت میں یہ میری بات سنیں۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے بچایا اور لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کیا۔ اعمش نے کہا اسی بات پر بنو عباس فخر کیا کرتے تھے اور کہتے ان کے بارے میں یہ آیت اِنَّكَ لَا تَهۡدِىۡ مَنۡ اَحۡبَبۡتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ (القصص: 56) نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب کے ایمان کو چاہا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس کے ایمان کو چاہا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 365، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم، ابونعیم، بیہقی دونوں نے دلائل میں اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نگہبانی کی جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر قبہ سے باہر نکالا۔ فرمایا اے لوگو تم چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے(1)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کرتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے نگہبانی کو ترک کر دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب باہر نکلتے ابوطالب ایسے آدمی کو ساتھ بھیجتے جو آپ کی حفاظت کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابوطالب آپ ﷺ کے ساتھ آدمی بھیجنے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے چچا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے، اب مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کوئی آدمی بھیجیں۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابونعیم نے دلائل میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نگہداشت کی جاتی۔ آپ کے چچا ابوطالب بنو ہاشم میں سے ہر روز کوئی آدمی بھیجتے جو ان کی نگہداشت کرتا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے، اب مجھے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کوئی آدمی بھیجیں(2)۔

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آرام فرماتے تو ہم آپ ﷺ کے ارد گرد ہوتے کیونکہ ہمیں خوف ہوتا تھا کہ کوئی اچانک حملہ نہ کر دے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عصمہ بن مالک خطمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو نگہبانی کو ترک کر دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنوانمار پر حملہ کیا تو نخل کے بالائی علاقہ میں ذات الرقاع میں فروکش ہوئے۔ اس اثناء میں کہ آپ کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے، اپنے پاؤں اس کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے تو غورث بن حرث نے کہا میں ضرور حضرت محمد ﷺ کو قتل کروں گا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تو کیسے قتل کرے گا؟ اس نے کہا میں محمد کو کہوں گا مجھے اپنی تلوار دو۔ جب وہ مجھے اپنی تلوار دے دے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ غورث حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد ﷺ مجھے اپنی تلوار دو کہ میں اسے سونگھوں۔ حضور ﷺ نے تلوار اسے دے دی تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے اور تیرے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 342 (3221)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 256 (11663) بغداد
3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 255، (151) مکتبہ عربیہ

ارادے کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو ہم بڑا اور سایہ دار درخت آپ کے لئے چھوڑ دیتے۔ حضور ﷺ اس کے نیچے اترتے۔ ایک روز آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے فروکش تھے اپنی تلوار اس سے لٹکا رکھی تھی۔ ایک آدمی آیا اس نے تلوار لے لی اور کہا اے محمد ﷺ مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا، تلوار نیچے رکھ دو۔ تو اس نے تلوار رکھ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد نے حضرت جعدہ بن خالد بن صمہ جشمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی پیش کیا گیا عرض کی گئی اس آدمی نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تو ڈرا نہیں اگر تو اس امر کا ارادہ کرتا بھی تو اللہ تعالیٰ تجھے مجھ پر غلبہ عطا نہ کرتا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کے لئے لوگوں کے مقابلہ میں کافی ہے اور لوگوں سے آپ کو محفوظ رکھے گا نیز حضور ﷺ کو تبلیغ کا حکم ارشاد فرمایا۔ ہمارے لئے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کہا گیا کاش آپ حاجب رکھ لیتے تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جب تک میں لوگوں کے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ میری نگہبانی لوگوں کے ذمہ نہیں چھوڑے گا (2)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری نگہبانی نہ کرو میرا رب میری نگہبانی کرتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی چند صحابہ کیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے شر سے محفوظ کر دیا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی لگاتار نگہبانی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ وہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا تو آپ کی نگہبانی ترک کر دی گئی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جگہ فروکش ہوتے تو صحابہ کرام حضور ﷺ کے لئے سایہ دار درخت کا انتخاب کرتے تو حضور ﷺ اس کے نیچے آرام کرتے۔ ایک بدو

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 471، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 365، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 366

آیا۔ اس نے آپ کی تلوار سونت لی پھر کہا آپ کو کون مجھ سے بچائے گا؟ فرمایا اللہ۔ اعرابی کا ہاتھ کانپنے لگا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور اس کے سر پر تلوار ماری یہاں تک کہ اس کا دماغ پھٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو قریش سے خوف لاحق رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضور ﷺ زمین پر لیٹ گئے، فرمایا جو چاہے مجھے چھوڑ دے۔ یہ بات آپ ﷺ نے دو یا تین دفعہ دہرائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کی نگہبانی کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ باہر تشریف لائے، فرمایا اب میری حفاظت نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے مجھے محفوظ کر دیا ہے۔

قُلْ يَاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ لَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰۤى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَ فَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿۷۰﴾

"آپ فرمایئے اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ (عمل سے) قائم کرو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور انکار میں، پس آپ نہ افسوس کریں قوم کفار پر۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی بنے اور صابی اور نصرانی جو بھی (ان میں سے) ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور نیک عمل کیے تو نہ کوئی خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ بے شک ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور ہم نے بھیجے تھے ان کی طرف رسول، جب کبھی آیا ان کے پاس کوئی رسول وہ حکم لے کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 366، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

جسے ناپسند کیا ان کے نفسوں نے تو (انبیاء میں سے) ایک گروہ کو تو انہوں نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کر دیا''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن حارثہ، سلام بن مشکم، مالک بن صیف اور رافع بن حرملہ آئے عرض کی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، ہمارے پاس جو تورات ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے حق ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں لیکن تم نے نئی باتیں گھڑ لیں اور اس میں جو باتیں تھیں ان کا تم نے انکار کر دیا جن کے بارے میں تم سے پختہ وعدہ لیا گیا تھا جن باتوں کا تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ تم بیان کرو ان کو تم نے چھپایا میں نے تمہاری نئی نئی باتوں سے برأت کر دی ہے۔ انہوں نے کہا ہم تو اسی کو اپنائیں گے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے، ہم ہدایت اور حق پر ہیں ہم تجھ پر نہ ایمان لائیں گے اور نہ ہی تیری اتباع کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا (1)۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝71

''اور یہ فرض کر لیا کہ نہیں ہوگا (انہیں) عذاب تو اندھے بن گئے اور بہرے بن گئے پھر نظر رحمت فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر وہ اندھے بن گئے اور بہرے بن گئے بہت ان میں سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو وہ کرتے ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَسِبُوْٓا کے فاعل سے مراد یہودی ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابوالحسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم نے یہ گمان کیا کہ انہیں کوئی آزمائش نہ ہوگی۔ فرمایا جب بھی انہیں آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تو وہ اس میں پڑ گئے اور اس میں ہلاک ہو گئے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے گمان کیا کہ انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا اس وجہ سے وہ حق سے اندھے ہو گئے (4)۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 368، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 371 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 370 4۔ ایضاً

اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾

''بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے (یہ) کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی تو ہے حالانکہ کہا تھا خود مسیح نے اے بنی اسرائیل! عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے یقیناً جو بھی شریک بنائے گا اللہ کے ساتھ تو حرام کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تیسرا ہے تین (خداؤں) سے۔ اور نہیں ہے کوئی خدا مگر ایک اللہ اور اگر باز نہ آئے اس (قول باطل) سے جو وہ کہہ رہے ہیں تو ضرور پہنچے گا جنہوں نے کفر کیا ان میں سے دردناک عذاب۔ تو کیا نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور کیا نہیں بخشش طلب کرتے اس سے اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ نہیں مسیح بن مریم مگر ایک رسول، گزر چکے ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول اور ان کی ماں بڑی راست باز تھیں دونوں کھایا کرتے تھے کھانا، دیکھو! کیسے ہم کھول کر بیان کرتے ہیں ان کے لئے دلیلیں پھر دیکھو وہ کیسے الٹے پھر رہے ہیں۔ آپ فرمایئے کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اس کی جو نہیں مالک تمہارے نقصان کا اور نہ نفع کا اور اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے''۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا تو بنو اسرائیل کے علماء میں سے سو آدمی اکٹھے ہوئے۔ بعض نے کہا تم بہت زیادہ ہو ہمیں تفرقہ کا خوف ہے۔ دس کو نکال دو تو انہوں نے سو میں سے دس نکال دیے پھر کہا تم زیادہ ہے ہمیں فرقہ بندی کا خوف ہے۔ دس کو نکال دو تو دس کو نکال دیا گیا پھر کہا تم زیادہ ہو دس کو نکال دو۔ انہوں نے دس کو نکال دیا پھر کہا تم زیادہ ہو دس کو نکال دو یہاں تک کہ باقی دس رہ گئے پھر تم اب بھی زیادہ ہو چھ کو نکال دو باقی چار رہ گئے۔ ایک نے کہا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان میں سے ایک بولا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔ سب نے کہا واقعی اللہ کی ذات کے علاوہ

کوئی بھی غائب نہیں جانتا۔ اس آدمی نے کہا وہ اللہ تھا جتنا عرصہ اس نے زمین میں رہنا تھا وہ رہا۔ جب مناسب سمجھا آسمانوں پر چلا گیا۔ دوسرے نے کہا ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جانتے ہیں۔ ہم اس کی ماں کو بھی جانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے بیٹے ہیں ایک اور نے کہا میں تو وہ بات نہیں کرتا جو تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیں بتاتے تھے وہ اللہ کے بندے، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا ہم تو ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو انہوں نے اپنی ذات کے لئے کہا ہے، مجھے ڈر ہے کہ تم نے بہت ہی نارواباتت کی ہے پھر وہ لوگ لوگوں کے پاس گئے۔ لوگوں نے انہیں میں سے ایک آدمی سے کہا تو نے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے کہا وہ زمین میں اللہ تھے جب تک مناسب سمجھا زمین میں رہے پھر جب مناسب سمجھا آسمان کی طرف چلے گئے۔ کہا لوگوں کی ایک جماعت نے ان کی اتباع کی۔ یہی نسطوریہ اور یعقوبیہ ہیں۔ پھر چوتھا نکلا لوگوں نے اس سے پوچھا تو نے کیا کہا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے کہا ہے وہ اللہ کے بندے، اس کی روح اور کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے منہ میں القاء کیا۔ لوگوں کی ایک جماعت نے ان کی اتباع کی۔ محمد بن کعب نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے پھر سورۂ نساء کی آیت نمبر 156، سورۂ مائدہ کی 65 اور 66 پڑھیں۔ محمد بن کعب نے کہا یہی امت مقتصدہ ہے جنہوں نے یہ کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کا بندہ، اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام میں القاء کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نصرانی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے اور انہوں نے جھوٹ بولا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بنو اسرائیل تین جماعتوں میں بٹ گئے ایک جماعت نے کہا وہ اللہ ہیں (نعوذ باللہ) ایک جماعت نے کہا وہ اللہ کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ) تیسری جماعت نے کہا وہ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں۔ یہی معتدل ہے اور یہ اہل کتاب کی مسلم ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نصاریٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان 116 المائدہ میں اسی کا بیان ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے کہا ہمیں عبد اللہ بن ہلال دمشقی نے کہا، ہمیں احمد بن ابی حواری نے کہا کہ ابو سلیمان دارانی نے کہا اے احمد اللہ کی قسم ان کے قول ثالث ثلاثہ میں ان کی زبانوں کو اللہ ہی حرکت دیتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کی زبانیں گونگی کر دیتا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 373، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 372

''آپ فرمایئے اے اہل کتاب نہ حد سے بڑھو اپنے دین میں ناحق اور نہ پیروی کرو اس قوم کی خواہشوں کی جو گمراہ ہو چکی ہے پہلے سے اور گمراہ کر چکے ہیں بہت سے لوگوں کو اور بھٹک چکے ہیں راہ راست سے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نئی نئی باتیں نہ گھڑ لیا کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلو کا معنی حق کو چھوڑ دینا ہے۔ انہوں نے جو غلو کیا تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیوی اور بیٹا ہونے کا دعوی کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جو لوگوں کا حاکم بن گیا۔ اس نے ایک عرصہ تک کتاب وسنت کی پیروی کی۔ شیطان اس کے پاس آیا اور کہا تو اس بات اور امر پر عمل پیرا ہے جس پر پہلے بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ اس لئے تیری تعریف نہیں کی جاتی بلکہ اپنی طرف سے کوئی نئی بات گڑھ لے، لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اور لوگوں کو اسی پر عمل پیرا ہونے کے لئے مجبور کر۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ایک عرصہ ایسا کرنے کے بعد اسے یاد آیا تو اس نے مرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنی حکومت اور ملک چھوڑا اور عبادت کرنے کا ارادہ کیا۔ کئی دن تک وہ عبادت کرتا رہا۔ اس کے پاس کوئی آیا اور اسے کہا گیا کاش تو ان خطاؤں سے توبہ کرتا جو تیرے اور تیرے رب کے درمیان واقع حقوق میں ہوئیں۔ ممکن ہے تیرے اوپر نظر رحمت کی جائے لیکن فلاں فلاں تیرے راستہ میں گمراہ ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلا گیا جبکہ وہ گمراہ ہی تھا۔ اب انہیں تو کیسے ہدایت دے گا؟ اب تیرے لئے کوئی توبہ نہیں ہم نے سنا اس آدمی اور اس جیسے آدمیوں کے بارے میں یہ آیت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہی لوگ گمراہ ہوئے اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کیا (1)۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿٧٨﴾ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٩﴾

''لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ پسر مریم کی زبان پر۔ یہ بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ نہیں منع کیا کرتے تھے ایک دوسرے کو اس برائی سے جو وہ کرتے تھے۔ بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 375، دار احیاء التراث العربی بیروت

ملتا وہ اسے کہتا اے فلاں اللہ سے ڈر اور جو کچھ تو کرتا ہے اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے حلال نہیں۔ دوسرے دن ملتا تو اس کا یہ کردار اسے اس کے ساتھ کھانے، پینے اور بیٹھنے سے نہ روکتا۔ جب ان لوگوں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے سے ٹکرا دیے اور یہ ارشاد فرمایا لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پھر فرمایا خبر دار اللہ کی قسم تمہیں نیکی کا حکم دینا چاہیے، برائی سے روکنا چاہیے، ظالم کے ہاتھ پکڑ لینے چاہیں اور حق پر ضرور برانگیختہ کرنا چاہیے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابو الشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کوئی غلطی کرتے تو بنی اسرائیل کے علماء انہیں بطور تعزیر اس عمل سے منع کرتے پھر انہیں کے ساتھ بیٹھتے کھاتے اور پیتے گویا گزشتہ روز انہوں نے کوئی غلطی نہ کی ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرز عمل کو دیکھا تو ان کے دلوں کو باہم ٹکرا دیا اور انبیاء میں سے ایک نبی کی زبان سے ان پر لعنت کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم تمہیں ضرور نیکی کا حکم دینا چاہیے، تمہیں ضرور برائی سے روکنا چاہیے، تمہیں ضرور حق پر برانگیختہ کرنا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دلوں کو بعض سے ٹکرا دے گا اور تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک عطیہ عطیہ ہو تو لو جب دین سے دور کرنے کے لئے رشوت ہو تو نہ لو تو اسے ہرگز نہیں چھوڑو گے۔ اس امر سے فقر اور خوف اس سے تمہیں روکے گا بنی یاجوج آ چکے ہیں۔ اسلام کی چکی گردش کرے گی جہاں قرآن گھومے تم بھی اسی طرح گھوم جاؤ (یعنی جو قرآن کا حکم ہو اسی پر عمل کرو) قریب ہے کہ سلطان اور قرآن باہم جھگڑیں اور مختلف حکم دیں تم پر ایسے بادشاہ ہوں گے وہ تمہارے لئے ایک حکم (قانون) سے فیصلہ کریں گے جبکہ ان کے لئے اور حکم (قانون) ہوگا۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے، اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارا کیا حال ہوگا اگر وہ حالات ہمیں آلیں؟ فرمایا تم بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں جیسے ہو جاؤ گے جنہیں آریوں سے چیر دیا گیا اور سولی پر لٹکا دیا گیا، اطاعت میں موت کا آ جانا نافرمانی میں زندگی سے بہتر ہے۔ بنی اسرائیل میں سب سے پہلی خرابی یہ واقع ہوئی کہ بطور تعزیر نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے۔ ان میں سے ایک آدمی جب دوسرے آدمی سے ملتا جس پر وہ عیب لگاتا تھا تو اس کے ساتھ کھاتا پیتا گویا اس نے اس پر کسی چیز کا عیب نہیں لگایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانیاں کرتے اور حد سے تجاوز کرتے۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر شریر لوگوں کو مسلط کر دے گا پھر تم میں سے نیک لوگ دعا کریں گے تو تمہارے حق میں دعا قبول نہ ہوگی۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو، ظالم کا ہاتھ روکو اور حق پر برانگیختہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے

1۔ شعب الایمان، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 6، صفحہ 79 (7544) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 146 (10265) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

سے ٹکڑا دے گا۔

امام ابن راہویہ، امام بخاری نے وحدانیات میں، ابن سکن، ابن مندہ، باوردی نے معرفتہ الصحابہ میں، طبرانی، ابونعیم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر مسلمانوں کی جماعتوں کا ذکر کیا۔ ان کی اچھی تعریف کی پھر فرمایا ان قوموں (لوگوں) کا کیا حال ہوگا جو اپنے پڑوسیوں کو تعلیم نہیں دیتے، انہیں فقہ کی تعلیم نہیں دیتے، انہیں نہیں سمجھاتے، انہیں حکم نہیں دیتے اور نہ ہی انہیں منع کرتے ہیں، ان اقوام (لوگوں) کا کیا حال ہوگا جو اپنے پڑوسیوں سے تعلیم حاصل نہیں کرتے، فقہ حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی فطانت پاتے ہیں، قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تعلیم دے یا اس سے سیکھے یا اسے فطانت عطا کرے ورنہ میں دنیا میں اسے جلدی سزا دوں گا پھر حضور ﷺ منبر سے نیچے اترے اور گھر میں داخل ہو گئے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا حضور ﷺ نے اس سے کون سے لوگ مراد لئے ہیں؟ صحابہ نے کہا ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد اشعری ہیں جو فقہاء وعلماء ہیں، ان کے پڑوسی چشموں والے ظالم اور جاہل ہیں۔ اشعریوں کی جماعت جمع ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی آپ نے مسلمانوں کی جماعت کا ذکر بھلائی سے کیا جبکہ ہمارا ذکر برائی سے کیا، ہمارا کیا قصور ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے پڑوسیوں کو تعلیم دو، انہیں دین کی سمجھ سکھاؤ، تم انہیں نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ میں انہیں دنیا میں ہی جلدی سزا دوں گا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بات ہے تو ہمیں ایک سال کی مہلت دو، ایک سال میں ہم تعلیم نہ دیں اور نہ وہ سیکھیں تو ہمیں ایک اور سال کی مہلت دینا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لسان داؤد سے مراد زبور میں اور لسان عیسیٰ سے مراد انجیل میں ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان پر ہر نبی کی زبان میں لعنت کی گئی اور حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن میں ان پر لعنت کی گئی (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کے بعد بھی انہوں نے ان فاسقوں کے ساتھ میل جول رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں دشمنی ڈال دی اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان پر ان پر لعنت کی گئی۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک غفاری رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے ان پر حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر لعنت کی گئی تو انہیں بندر بنا دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر لعنت کی گئی تو انہیں خنزیر بنا دیا گیا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 376، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کی زبان پران پر لعنت کی تو انہیں ذلیل بندر بنا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پران پر لعنت کی تو انہیں خنزیر بنادیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے (ذالك بما عصوا) میں یہ قول نقل کیا ہے پوچھا گیا کہ ان میں سے بعض کا کیا قصور تھا؟ تو علماء نے جواب دیا کہ وہ جو برائیاں کرتے ان سے نہ رکتے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوعمرو بن حماس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کعب الاحبار سے کہا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناراض ہوتا ہے تو کیا لوگوں میں اس کی کوئی علامت بھی ہوتی ہے؟ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل ورسوا کرتا ہے وہ نیکی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے نہیں روکتے۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ بنواسرائیل نے دن کے پہلے حصہ میں پینتالیس انبیاء کوقتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک سو بارہ بندے اٹھے، انہوں نے لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنواسرائیل نے دن کے آخری حصہ میں سب کوقتل کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں کیا ہے(2)۔

امام احمد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے گا پھر تم دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول نہیں فرمائے گا(3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو قبل اس کے تم دعا کرو تو تمہاری دعا قبول نہ کی جائے (4)۔

امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی برائی دیکھے تو وہ اپنے ہاتھ سے اسے ختم کرے، اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس کا قلع قمع کرے اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو دل سے اس کو براجانے یہ ایمان کی کمزور ترین صورت ہے(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 378، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند الفردوس، جلد 5، صفحہ 361 (8441) دارالباز

3۔ شعب الایمان، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 6، صفحہ 84 (7558)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 400 (4004)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 405 (4013)

امام احمد نے عدی بن عمیرہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل سے عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ برائی کو اپنے درمیان دیکھیں اور وہ اس برائی کو ختم کرنے پر قادر بھی ہوں۔ جب وہ ایسا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے(1)۔

امام خطیب نے مالک کی روایت میں ابو سلمہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاص (چند) لوگوں کے عمل سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ لوگ برائی کو اپنے درمیان دیکھیں، وہ اسے ختم کرنے پر قادر ہوں تو اسے ختم نہ کریں، جب وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

امام خطیب نے مالک کی روایت میں حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے میری امت کے کچھ افراد اپنی قبروں سے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں نکلیں گے۔ انہوں نے نافرمانوں سے نرمی کی ہوگی اور انہیں روکنے سے خاموشی اختیار کی ہوگی جبکہ وہ اس کی طاقت رکھتے تھے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت دنیا کو عظیم جانے گی تو اس سے اسلام کی ہیبت چھن جائے گی، جب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہو جائے گی، جب وہ ایک دوسرے کو گالی دے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کیا وہ بستی برباد ہو جائے گی جس میں صالح لوگ ہوں گے؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان کا لاپرواہی کرنا اور خاموش رہنا(2)۔

امام طبرانی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے بنو اسرائیل میں جب کوئی آدمی غلطی کرتا تو منع کرنے والا بطور تعزیر اسے روکتا، جب اگلا دن آتا تو اس کے ساتھ بیٹھتا، کھاتا پیتا گویا اس نے گزشتہ روز اس کی کوئی غلطی دیکھی ہی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کیفیت کو دیکھا تو ان کے دلوں میں دشمنی پیدا کر دی اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ان پر لعنت کی، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو، گناہ گار کا ہاتھ پکڑو اور حق پر برانگیختہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں دشمنی ڈال دے گا اور تم پر لعنت کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے خواہش پوری کرنے لگیں تو انہیں سرخ ہوا کی بشارت دو جو مشرق کی جانب سے نکلے گی جو بعض کو مسخ کر دے گی

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 192، دار صادر بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 270 (11702) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اور بعض کو دھنسا دے گی (1)۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ فِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝۸۰

"آپ دیکھیں گے بہتوں کو ان میں سے کہ وہ دوستی رکھتے ہیں کافروں سے بہت ہی برا ہے جو آگے بھیجا ان کے لئے ان کے نفسوں نے یہ کہ ناراض ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ کا معنی ہے ان کے نفس انہیں حکم دیں۔

امام ابن ابی حاتم، خرائطی مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور بیہقی شعب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے فرمایا اے مسلمانو زنا سے بچو، اس سے چھ عذاب ہیں، تین دنیا اور تین آخرت میں۔ جہاں تک دنیاوی مصیبتوں کا تعلق ہے وہ اس بدکاری کا طالب ہو جانا دائمی فقر اور عمر کی کمی ہے۔ جہاں تک اخروی مصیبتوں کا تعلق ہے وہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، حساب کی طوالت اور دائمی جہنم۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ کی تلاوت کی (2)۔

وَ لَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ النَّبِيِّ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَ لٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸۱

"اور اگر وہ ایمان لائے ہوتے اللہ پر اور نبی پر اور جو اتارا گیا اس پر تو نہ بناتے ان کو (اپنا) دوست لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق منافق ہیں (3)۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا وَّ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۸۲ وَ اِذَا

1۔ مسند الفردوس، جلد 1، صفحہ 326 (1296)، دار باز
2۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 379 (5475) بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 380، دار احیاء التراث العربی بیروت

سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾

''ضرور پائیں گے آپ سب لوگوں سے زیادہ دشمنی رکھنے والے مومنوں سے یہود کو اور مشرکوں کو اور پائیں گے آپ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے انہیں جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے۔ اور جب سنتے ہیں (قرآن) جو اتارا گیا رسول کی طرف تو تو دیکھے گا ان کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے اس لئے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو، کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے پس تو لکھ لے ہمیں (اسلام کی صداقت کی) گواہی دینے والوں میں اور کیا وجہ ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور جو آچکا ہے ہمارے پاس حق حالانکہ ہم امید کرتے ہیں کہ داخل فرمائے ہمیں ہمارا رب نیک گروہ میں۔ تو عطا فرمائے انہیں اللہ تعالیٰ نے بعوض اس قول کے باغات رواں ہیں ان کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہی معاوضہ ہے نیکی کرنے والوں کا اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلا دیا ہماری آیتوں کو تو وہی دوزخی ہیں''۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو یہودی بھی مسلمان سے تنہائی میں ملے گا تو وہ مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا۔ ایک میں الفاظ یہ ہیں کہ اس کا نفس مسلمان کو قتل کرنے کا کہے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ وفد ہے جو حبشہ کے علاقہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ آیا تھا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصاری کے بارے میں جو ذکر کیا ہے اس سے مراد حبشہ کے وہ لوگ ہیں جو اس وقت ایمان لائے جب مہاجر مومن ان کے پاس ہجرت کر کے آئے تھے۔ یہ بات انہیں کے متعلق ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 5، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَ اِذَا سَمِعُوْا نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ میں اور واحدی نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا مجھے سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور عروہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو بھیجا۔ اس کے ہاتھ میں نجاشی کے لئے ایک خط بھیجا۔ عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس گئے۔ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا پھر حضرت جعفر اور دوسرے مہاجرین کو بلایا۔ نجاشی نے راہبوں اور قسیسین کو بھی بلا بھیجا۔ ان سب کو جمع کیا پھر جعفر بن ابی طالب کو کہا کہ انہیں قرآن پڑھ کر سنائیں۔ حضرت جعفر نے انہیں سورۂ مریم پڑھ کر سنائی۔ وہ سب قرآن پر ایمان لے آئے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ پڑیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً نازل ہوئی (2)۔

عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ ن حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا کی تفسیر نقل کرتے ہوئے کہا یہ نجاشی کے قاصد تھے جو اس نے اس لئے بھیجے تا کہ یہ خبر دیں کہ نجاشی اور اس کی قوم مسلمان ہو چکی ہے۔ یہ ستر افراد تھے۔ اس نے اپنی قوم سے بہترین افراد کا انتخاب کیا تھا۔ یہ سمجھ اور عمر میں بہترین لوگ تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کے اپنے بہترین ساتھیوں میں سے تیس آدمی بھیجے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ کے حجرہ میں داخل ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سورۂ یٰس تلاوت کی۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو رونے لگے اور پہچان گئے کہ یہی حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ ان کے بارے میں یہ آیت بھی نازل فرمائی اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ۝ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ۝ اُولٰٓىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۝ (القصص:52 تا 54)

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کا خیال تھا کہ یہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ ملاح تھے۔ یہ حضرت جعفر کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم کی تلاوت کی تو وہ ایمان لے آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے وطن واپس لوٹو گے تو تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے تو انہوں نے عرض کی ہم اپنے دین سے نہیں پھریں گے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو حبشہ کے علاقہ سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے۔ حضرت جعفر حبشہ گئے تھے، چالیس قریش کے تھے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ اسباب النزول للواحدی، صفحہ 106، دار الکتب العلمیہ بیروت

پچاس اشعری تھے، چار عک قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سب سے بڑا ابو عامر اشعری اور چھوٹا عامر تھا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ قریش نے انہیں واپس لانے کے لئے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو بھیجا یہ لوگ نجاشی کے پاس آئے اور کہا ان مہاجرین نے اپنی قوم کے دین میں بگاڑ پیدا کیا ہے۔ نجاشی نے مہاجرین کی طرف پیغام بھیجا۔ مہاجرین آئے۔ نجاشی نے ان سے سوال کیا تو مہاجرین نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان بھی اس طرح ایک نبی بھیجا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی امتوں کی طرف بھی نبی بھیجے تھے۔ وہ ہمیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہے، نیکی کا حکم دیتا ہے، برائی سے روکتا ہے، صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے، قطع رحمی سے منع کرتا ہے، وعدہ پورا کرنے کا ارشاد فرماتا ہے، وعدہ توڑنے سے روکتا ہے۔ ہماری قوم نے ہم پر ظلم کیا۔ جب ہم نے اس نبی کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے تو ہماری قوم نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔ ہم نے تیرے سوا کہیں پناہ نہ پائی۔ نجاشی نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ عمرو بن عاص اور اس کے ساتھی نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جو اس سے مختلف ہیں جو تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو۔ نجاشی نے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مہاجرین نے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جسے کنواری پاک دامن نے جنا ہے۔ نجاشی نے کہا تم نے کوئی غلط بات نہیں کی پھر عمرو بن عاص اور اس کے ساتھی سے کہا اگر تم میری پناہ میں نہ ہوتے تو میں تمہارے ساتھ یہ سلوک کرتا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت جعفر اور ان کے ساتھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ لوگ (حبشہ کے لوگ) بھی ان کے ساتھ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ کسی نے کہا اگر یہ پہلے علاقہ کی طرف واپس گئے تو اپنے دین کی طرف پلٹ جائیں گے۔ ہمیں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جعفر طیار کے ساتھ ان کے ستر آدمی آئے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم پڑھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بارہ آدمی بھیجے گئے۔ سات قسیس اور پانچ راہب تھے تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات کو دیکھیں اور ان سے سوال و جواب کریں۔ جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم پڑھا تو وہ رو دیے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اس آیت **وَإِذَا سَمِعُوْا** کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صحابہ کے بارے میں مشرکین سے خوف تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ نجاشی کے پاس بھیجا جو حبشہ کا بادشاہ تھا۔ جب مشرکوں کو یہ خبر ہوئی تو انہوں نے عمرو بن عاص کی قیادت میں ایک جماعت بھیجی۔ علماء نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے پہلے یہ وفد نجاشی کے پاس پہنچ گیا اور کہا ہمارے درمیان ایک ایسا آدمی ظاہر ہوا ہے جس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت

قریش کی عقلوں کو پراگندہ کر دیا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اس نے تیری طرف بھی ایک جماعت بھیجی ہے تا کہ تیری قوم میں تیرے خلاف بگاڑ پیدا کریں۔ ہم نے پسند کیا کہ ہم تیرے پاس آئیں اور ان کے بارے میں بتائیں۔ نجاشی نے کہا اگر وہ گروہ میرے پاس آئیں گے تو جو وہ کہتے ہیں ان میں میں غور وفکر کروں گا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آئے تو وہ نجاشی کے دروازہ پر آئے اور کہا اولیاء اللہ کو اجازت دو۔ نجاشی نے کہا انہیں اجازت دو اور اولیاء اللہ کو خوش آمدید۔ جب یہ بادشاہ کے پاس گئے تو اسے سلام کیا تو مشرکوں میں سے ایک جماعت نے کہا اے بادشاہ کیا آپ نے دیکھا نہیں ہم نے آپ کو سچ بتایا تھا۔ انہوں نے تجھے اس طرح سلام نہیں کیا جس طرح تجھے سلام کیا جاتا ہے۔ نجاشی نے مہاجرین سے کہا تم کو کس چیز نے روکا کہ تم مجھے اس طرح سلام کرو جس طرح مجھے سلام کیا جاتا ہے؟ مہاجرین نے کہا ہم نے تجھے جنتیوں اور فرشتوں کا سلام کیا ہے۔ نجاشی نے کہا تمہارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مہاجرین نے کہا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کی گئی اور حضرت مریم کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کنواری، پاکیزہ اور بتول ہیں۔ نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ وہی ہیں جو تمہارے نبی نے فرمایا وہ اس لکڑی کے برابر بھی زیادہ نہیں مشرکوں نے یہ بات ناپسند کی اور ان کے چہروں کے رنگ بدل گئے۔ نجاشی نے کہا کیا تم مجھے کچھ سناؤ گے جو تم پر نازل کیا گیا؟ مہاجرین نے کہا جی ہاں نجاشی نے کہا پڑھو جبکہ نجاشی کے اردگرد، قسیس، راہب اور نصرانی موجود تھے۔ مہاجرین جب بھی کوئی آیت پڑھتے تو قسیس اور راہبوں کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑتے کیونکہ وہ حق پہچان گئے۔ تھے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ (1)

امام طبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ان کے اسلام کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو میں نے کھانا بنایا اور آپ کی خدمت میں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی صدقہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اسے کھاؤ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اسے تناول نہ کیا پھر میں واپس آیا، کھانا تیار کیا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی ہدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھایا اور اپنے صحابہ سے فرمایا کھائیے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصاریٰ کے بارے میں بتائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں کوئی خیر نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی خیر ہے جو ان سے محبت کرے۔ میں بوجھل طبیعت کے ساتھ اٹھا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا بھیجا، فرمایا اے سلمان اللہ تعالیٰ نے تیرے ان دوستوں کا ذکر فرمایا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ تھے، وہ اس شریعت حقہ پر تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ وہ اس پر ایمان رکھتے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 249 (6121)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا تو انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی، آپ پر ایمان لائے اور اس بات کو تسلیم کیا کہ جو آپ لائے ہیں وہ حق ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی جیسے تم سن رہے ہو۔

امام ابو عبید نے فضائل میں، ابن ابی شیبہ نے مسند میں، عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں، حارث بن ابی اسامہ نے مسند میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بزار، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قسیسین اور رہبان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا رھبان وہ ہوتے ہیں جو گرجوں میں ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا کہ ان میں صدیقین اور رہبان ہیں بزار کے الفاظ میں ہے قسیسین کو چھوڑ و، مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدیقین پڑھایا(1) حکیم ترمذی کے الفاظ یہ ہیں میں نے نبی کریم ﷺ پر قسیسین پڑھا تو آپ نے مجھے صدیقین پڑھایا۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں رامہرمز کے ہاں یتیم تھا۔ چودھری رامہرمز کا بیٹا معلم کے پاس جاتا جو اسے تعلیم دیتا۔ اس کے ساتھ رہتا تا کہ میں اس کی نگہداشت میں ہو جاؤں۔ میرا ایک بھائی مجھ سے بڑا تھا۔ وہ غنی تھا جبکہ میں ایک فقیر نوجوان تھا۔ جب وہ معلم کی مجلس سے اٹھتا تو جو نوجوان اس کی حفاظت کرتے وہ چلے جاتے۔ جب وہ چلے جاتے تو وہ ایک کپڑے کا نقاب اوڑھتا پھر پہاڑ پر چڑھ جاتا۔ وہ اجنبی بن کر کئی دفعہ ایسا کرتا۔ میں نے اس سے کہا تو یہ یہ عمل کرتا ہے لیکن مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاتا۔ اس نے کہا تو نوجوان ہے، مجھے ڈر ہے کہ تجھ سے کوئی عجیب و غریب چیز ظاہر نہ ہو جائے، میں نے اسے کہا تو نہ ڈر۔ اس نے کہا اس پہاڑ میں ایک غار میں ایک قوم ہے، وہ عبادت گزار اور نیک لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں آتش پرست اور بت پرست ہوں اور میرا کوئی دین نہیں۔ میں نے اسے کہا مجھے اپنے ساتھ ان کے پاس لے جا۔ اس نے کہا میں ایسا اس وقت تک نہیں کر سکتا یہاں تک کہ میں ان سے مشورہ نہ کرلوں، مجھے خوف ہے کہ کہیں تجھ سے ایسی بات نہ ظاہر ہو جائے جس کا علم میرے باپ کو ہو جائے تو وہ ان لوگوں کو مار ڈالے گا تو ان لوگوں کی ہلاکت کا سبب میں بنوں گا۔ میں نے کہا مجھ سے ایسی بات ظاہر نہ ہو گی۔ اس نے ان لوگوں سے مشورہ کیا، کہا میرے ہاں ایک نوجوان ہے جو یتیم ہے، وہ پسند کرتا ہے کہ تمہارے پاس آئے اور تمہاری بات سنے۔ ان لوگوں نے کہا اگر تجھے اس پر اعتماد ہے (تو ٹھیک ہے)۔ اس نے کہا میں امید رکھتا ہوں کہ اس سے وہی بات سامنے آئے گی جو مجھے پسند ہے۔ تو انہوں نے اسے کہا اسے لے آنا۔ اس نے کہا میں نے ان لوگوں سے اجازت لے لی ہے کہ تو میرے ساتھ آجائے۔ جب وہ وقت آئے جس میں تو مجھے جاتے ہوئے دیکھتا تھا تو میرے پاس آجانا مگر کسی کو بھی تیرے بارے میں علم نہ ہو۔ اگر میرے باپ کو ان کا علم ہو گیا تو وہ ان لوگوں کو قتل کر دے گا۔ جب وہ وقت آیا جس میں وہ جاتا تھا تو میں اس کے پیچھے ہولیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھا ہم ان تک پہنچے تو وہ لمبی غار میں تھے اس نے کہا میرے ساتھ آؤ، میں دیکھتا ہوں کہ وہ چھ یا سات ہیں۔ عبادت کی وجہ سے ان کی جان نکلی جاتی تھی۔ وہ دن کو روزہ رکھتے، رات کو عبادت کرتے، وہ درخت

1۔ فضائل القرآن از ابو عبید، صفحہ 298، بیروت

کا پھل یا جو چیز انہیں میسر ہوتی وہ کھاتے۔ ہم ان کے پاس بیٹھ گئے۔ چودھری کے بیٹے نے میری تعریف کی۔ انہوں نے گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور گزشتہ انبیاء و رسل کا ذکر کیا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور بغیر مذکر کے انہیں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنایا، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے وہ چیزیں مسخر کیں جو وہ بطور معجزہ کرتے ایک قوم نے آپ کا انکار کیا اور ایک جماعت نے آپ کی پیروی کی۔ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا امتحان لیا۔ انہوں نے اس سے قبل کہا اے نوجوان تیرا ایک رب ہے، تیرے لئے لوٹنے کی ایک جگہ ہے، تیرے سامنے جنت اور دوزخ ہے جس کی طرف تو جا رہا ہے یہ قوم آگ کی پوجا کرتی ہے، یہ کفر وگمراہی والے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہیں، یہ دین حق پر نہیں۔ جب وہ وقت آیا جب وہ نوجوان واپس آتا تھا، وہ واپس آیا تو میں بھی اس کے ساتھ واپس آگیا۔ اگلے دن پھر ہم ان کے پاس گئے۔ انہوں نے پہلی طرح گفتگو کی اور بہت اچھی گفتگو کی۔ تو میں ان کے ساتھ رہنے لگا۔ انہوں نے کہا اے لڑکے تو نوجوان ہے تو اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح ہم کرتے ہیں۔ کھاؤ، پیو، عبادت کرو اور سو جاؤ۔

بادشاہ (چودھری) اپنے بیٹے کے طرز عمل پر مطلع ہو گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا یہاں تک کہ ان کی غار تک پہنچا۔ اس نے کہا اے لوگو تم میری پناہ میں آئے میں نے تمہیں اچھی پناہ دی، تم نے مجھ سے کوئی برا سلوک نہ دیکھا، تم نے میرے بیٹے کا قصد کیا اور اسے غلط راستے پر ڈال دیا، میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں، اگر میں تین دنوں کے بعد تمہیں یہاں پاؤں تو میں تم پر تمہاری یہ غار جلا دوں گا۔ اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ کیونکہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میری طرف سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ انہوں نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے، ہم نے تمہیں تکلیف دینے کا کوئی ارادہ نہیں کیا، ہم نے تو بھلائی کا ہی ارادہ کیا تھا، اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس آنے سے روک دیا تھا۔ میں نے بادشاہ کے بیٹے سے کہا اللہ سے ڈر تو یہ خوب جانتا ہے کہ یہ اللہ کا دین ہے۔ تیرا والد اور ہم سب اللہ کے دین پر نہیں، وہ سب آتش پرست ہیں اور اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتے۔ دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو نہ بیچ، اس نے کہا اے سلمان بات ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہی، میں نے قوم کے پاس اس لئے جانا چھوڑ دیا تا کہ ان کی زندگیاں سلامت رہیں، اگر میں ان لوگوں کے ساتھ جاؤں گا تو میرا والد گھوڑوں کے ساتھ میرا پیچھا کرے گا، ان کے پاس میرے آنے کی وجہ سے وہ گھبرایا، اس وجہ سے اس نے ان کو بھگایا ہے، میں خوب جانتا ہوں کہ حق انہیں کے پاس ہے۔ میں نے کہا تو زیادہ آگاہ ہے پھر میں اپنے بھائی سے ملا، اس پر یہ چیز پیش کی۔ اس نے کہا میں تو اپنی ذات اور رزق کے حصول میں مصروف ہوں۔ میں ان لوگوں کے پاس اس روز آیا جس دن وہ کوچ کرنا چاہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے سلمان ہم ڈرتے تھے وہی بات ہوئی جس کو تو نے دیکھ لیا، خوب ذہن نشین کر لے دین وہی ہے جو ہم نے تمہیں وصیت کی ہے۔ یہ لوگ آتش پرست ہیں، نہ یہ اللہ کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی اس کا ذکر کرتے ہیں، کوئی بھی تمہیں اس سے دھوکے میں نہ ڈالے۔ میں نے کہا میں تم سے جدا نہ رہوں گا۔ انہوں نے کہا تو ہمارے ساتھ رہنے پر قادر نہیں ہے، ہم دن کو روزے رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں، ہم درخت یا جو چیز ہمیں میسر ہوتی ہے وہ کھاتے ہیں تو اس کی طاقت نہ رکھے گا۔ میں نے کہا میں تم

سے جدا نہ ہوں گا۔ انہوں نے کہا تو خوب جانتا ہے کہ ہم نے تجھے اپنا حال بتا دیا ہے۔ اگر تو نہیں مانتا تو کوئی ساتھی تلاش کر جو تیرے ساتھ رہے، اپنے ساتھ بھی کوئی چیز لے لے جسے تو کھائے، جو ہم طاقت رکھتے ہیں اس کی تو طاقت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا میں ایسا کرتا ہوں میں اپنے بھائی سے ملا، اس پر تمام صورتحال پیش کی۔ اس نے انکار کر دیا۔ میں ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اپنا سامان اٹھایا، وہ پیدل چلتے تھے، میں بھی ان کے ساتھ پیدل چلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی عطا فرمائی یہاں تک کہ ہم موصل آ پہنچے۔ ہم موصل کے گرجا گھر میں پہنچے۔ جب وہ گرجا میں داخل ہوئے تو وہاں لوگوں نے انہیں گھیر لیا۔ پوچھا تم کہاں تھے؟ ہم نے کہا ہم ایسے ملک میں تھے جہاں کے لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے۔ وہاں آتش پرست ہیں۔ انہوں نے ہمیں وہاں سے نکال دیا تو ہم تمہارے پاس چلے آئے۔ بعد میں انہوں نے کہا اے سلمان ان پہاڑوں میں دین دار لوگ ہیں، ہم ان کی ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان لوگوں کے ساتھ رہ۔ یہ دین دار لوگ ہیں، تو ان سے وہ طرز عمل دیکھے گا جو تو پسند فرماتا ہے۔ میں نے کہا میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے گرجا کے لوگوں کو میرے ساتھ حسن سلوک کرنے کو کہا۔ اس گرجا میں رہنے والے لوگوں سے کہا ہمارے ساتھ ہی رہو تجھے کوئی ایسی چیز عاجز نہیں کرے گی جو ہمارے لئے سہولت پیدا کرے گی۔ میں نے کہا میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ وہ وہاں سے چلے تو میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے پہاڑوں کے درمیان صبح کی۔ وہاں ایک چٹان تھی، گھڑوں میں کثیر پانی تھا اور بہت زیادہ روٹیاں تھیں۔ ہم اس چٹان کے پاس بیٹھ گئے۔ جب سورج طلوع ہوا تو ان پہاڑوں کے درمیان سے لوگ نکلے۔ ایک ایک آدمی اپنی جگہ سے نکلتا گویا روحیں ان کے جسموں سے نکل چکی ہیں یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گئے۔ انہوں نے خوش آمدید کہا اور انہیں گھیر لیا اور پوچھا تم کہاں تھے؟ ہم نے تم کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا ہم ایسے علاقہ میں تھے جہاں کے لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے۔ وہاں آتش پرست ہیں۔ ہم اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے تو انہوں نے ہمیں وہاں سے بھگا دیا۔ انہوں نے پوچھا یہ جوان کون ہے؟ تو میرے ساتھ والے میری تعریف کرنے لگے اور کہا یہ ان شہروں سے ہمارا ساتھی بنا ہے، ہم اس میں بھلائی ہی دیکھتے ہیں۔ اللہ کی قسم وہ اسی طرح تھے کہ غار سے ایک لمبے قد والا آدمی ظاہر ہوا، وہ آیا، اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ جن لوگوں کے ساتھ میں تھا انہوں نے اسے گھیر لیا اور اس کی تعظیم کی، اس کا احاطہ کر لیا، اس نے میرے ساتھیوں سے پوچھا تم کہاں تھے؟ ساتھیوں نے بتایا اس نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ نوجوان کون ہے؟ انہوں نے میری تعریف کی اور یہ بتایا کہ یہ ان کا پیروکار ہے۔ جتنی انہوں نے اس آدمی کی تعظیم کی میں نے ایسی تعظیم نہیں دیکھی تھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر اس نے اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل کا ذکر کیا۔ انہوں نے جو مشکلات جھیلیں اور ان کے ساتھ جو سلوک ہوا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا یہ بھی بتایا کہ ان کی ولادت بغیر مذکر کے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنایا، ان کے ہاتھ پر یہ معجزات جاری فرمائے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرتے، وہ مٹی سے پرندے کی شکل بناتے، اس میں پھونک مارتے، تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا، اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل کو نازل فرمایا، انہیں تورات کی تعلیم دی اور بنی اسرائیل کی طرف انہیں رسول بنا کر بھیجا۔ ایک قوم نے ان کا انکار کیا اور ایک جماعت ان پر ایمان لے آئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

جو تکالیف اٹھائی تھیں ان میں سے بعض کا ذکر کیا۔ یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ کے بندے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا لیا جبکہ وہ انہیں نصیحت کر رہا تھا کہتا اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پیغام لائے اس کو لازم پکڑو، تم ان کی مخالفت نہ کرو کہ وہ تمہاری مخالفت کریں پھر فرمایا جوان میں سے کوئی چیز لینا چاہے وہ لے لے۔ ایک آدمی اٹھتا، وہ پانی کا گھڑا، کھانا اور دوسری شے لے لیتا۔ میرے ساتھی بھی اس کی طرف اٹھے جن کے ساتھ میں آیا تھا، اسے سلام کیا اور تعظیم بجالائے۔ اس نے انہیں کہا اس دین کو لازم پکڑو، تفرقہ سے بچو، اس غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ مجھ سے کہا اے نوجوان یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس سے بڑھ کر کوئی دین نہیں۔ اس کے علاوہ کفر ہے۔ میں نے کہا میں تو آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا تو میرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں رکھے گا۔ میں اس غار سے اتوار کے علاوہ باہر نہیں نکلتا تو میرے ساتھ رہنے پر قادر نہ ہوگا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا، ساتھیوں نے کہا اے نوجوان تو اس کے ساتھ نہ رہ سکے گا۔ میں نے کہا میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا اے نوجوان میں تجھے اب بتا رہا ہوں۔ میں اس غار میں داخل ہوتا ہوں میں آئندہ اتوار تک اس سے باہر نہیں آتا اور تو اسے خوب جانتا ہے۔ میں نے کہا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا اے فلاں یہ نوجوان ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں ڈر لگتا ہے۔ اس نے کہا تو خوب جانتا ہے۔ میں نے کہا میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا میرے پہلے ساتھی مجھ سے جدائی اختیار کرنے کی وجہ سے رونے لگے۔ اس نے کہا یہاں سے اتنا کھانا لے لے جو تیرے لئے آئندہ اتوار تک کافی ہو اور یہاں سے پانی بھی لے لے جو تیرے لئے آئندہ اتوار تک کافی ہو۔ میں نے ایسا ہی کیا وہ لوگ چلے گئے ہر آدمی چلا گیا جہاں وہ رہتا تھا۔ وہ اس کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہو گیا۔ اس نے کہا جو تیرے ساتھ ہے اسے رکھ دے کھا اور پی۔ خود اس نے عبادت شروع کر دی۔ میں بھی اس کے ساتھ عبادت کرنے لگا۔ وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ اس نے کہا تو اس کی طاقت نہ رکھے گا بلکہ عبادت کر اور سو جا، کھا اور پی۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے اسے سوتے ہوئے اور کھاتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ وہ آئندہ اتوار تک رکوع و سجود ہی کرتا رہا۔

جب ہم نے صبح کی اس نے کہا اپنا یہ گھڑا اٹھا اور چل۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ ہم اس چٹان تک آ پہنچے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھی اپنے اپنے پہاڑوں سے باہر نکل آئے ہیں۔ وہ اس چٹان کے قریب جمع ہو گئے۔ وہ اس کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ سب بیٹھ گئے، اس نے پہلی مرتبہ کی طرح عمدہ گفتگو کی۔ اس نے کہا اس دین کو لازم پکڑو اور فرقہ بندی نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو یہ جان لو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا پھر انہوں نے میرا ذکر کیا اے فلاں اس نوجوان کو تو نے کیسا پایا۔ اس نے میری تعریف کی اور کہا یہ بہت اچھا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ وہاں بے شمار روٹیاں اور پانی تھا۔ انہوں نے وہ چیزیں لیں ہر ایک آدمی اتنی چیزیں لے جا رہا تھا جتنی اس کے لئے کافی ہوتیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ وہ لوگ پہاڑوں میں بکھر گئے۔ وہ اپنی غار کی طرف لوٹ آیا اور میں بھی اس کے ساتھ لوٹ آیا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ رہا۔ وہ ہر اتوار کو باہر نکلتا۔ وہ لوگ بھی نکلتے۔ وہ انہیں وصیت کرتا۔ وہ ایک اتوار نکلا۔ جب لوگ

جمع ہوگئے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور انہیں نصیحت کی۔ اس نے ایسی ہی گفتگو کی جیسی وہ پہلے کیا کرتا تھا۔ پھر اس نے آخر میں کہا اے لوگو میری عمر زیادہ ہوگئی۔ میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، میری موت کا وقت قریب ہے، میں اتنے عرصہ سے اس گھر کی زیارت کے لئے نہیں گیا، اب میرے لئے وہاں جانا ضروری ہے۔ اس جوان کا اچھی طرح خیال رکھنا، دیکھتا ہوں کہ اس میں کوئی کجی نہیں۔ وہ لوگ رونے لگے۔ میں نے ایسا رونا نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا اے ابو فلاں تو بڑا ہے اور تو اکیلا ہے، ہمیں اس سے کوئی اطمینان نہیں کہ تمہیں موت آجائے۔ ہمیں تو آپ کی سخت ضرورت ہے۔ اس نے کہا میرے ساتھ بحث نہ کرو میرے لئے وہاں جانا ضروری ہے لیکن اس نوجوان کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ایسا کرنا ایسا کرنا۔ میں نے کہا میں تو تم سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا اے سلمان تو نے میری حالت دیکھ لی ہے اور جس کیفیت پر میں ہوتا ہوں اسے بھی تو نے دیکھ لیا ہے۔ یہ تیرے لئے نہیں۔ میں دن کو روزہ رکھتا ہوں اور رات کو قیام (عبادت) کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھ زادراہ یا کوئی اور چیز اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا اور تو اس پر قادر نہیں۔ میں نے کہا میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا تو بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا اے فلاں کے باپ ہم تمہارے اور اس نوجوان کے بارے میں ڈرتے ہیں۔ اس نے کہا یہ بہتر جانتا ہے، میں نے اسے سب کچھ بتا دیا ہے اور سابقہ احوال کو یہ دیکھ چکا ہے۔ میں نے کہا میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ سب لوگ رونے لگے اور اسے الوداع کہا۔ اس نے لوگوں کو کہا اللہ سے ڈرو اور میں نے تمہیں جو وصیتیں کی ہیں ان پر قائم رہو۔ اگر میں زندہ رہا شاید میں تمہارے پاس آجاؤں۔ اگر میں مر جاؤں تو اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے جو نہ مرے گا۔ اس نے ان لوگوں کو سلام کیا اور چل پڑا۔ میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے مجھے کہا اس روٹی سے کچھ لے لو جسے کھا لینا۔ وہ چلا میں بھی اس کے ساتھ چلا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے جا رہا تھا۔ وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا اور نہ ہی کسی چیز کے پاس ٹھہرتا تھا۔ جب شام ہوتی تو وہ کہتا اے سلمان نماز پڑھ اور سو جا، کھا اور پی پھر وہ رات کو عبادت کرتا رہتا یہاں تک کہ بیت المقدس تک جا پہنچا۔ وہ آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھاتا تھا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس جا پہنچے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ایک اپاہج بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے تو میری حالت دیکھ رہا ہے، مجھے کوئی چیز صدقہ کے طور پر دے دے۔ وہ اس اپاہج کی طرف متوجہ نہ ہوا اور مسجد میں داخل ہوگیا۔ میں بھی اس کے ساتھ مسجد میں داخل ہوگیا۔ وہ مسجد میں مختلف جگہیں تلاش کرنے لگا جہاں وہ نماز پڑھتا پھر اس نے کہا اے سلمان میں فلاں وقت سے نہیں سویا اور نہ ہی اس کا ذائقہ چکھا ہے۔ اگر تو ذمہ لے کہ جب سایہ فلاں جگہ پہنچے گا تو تو مجھے بیدار کر دے گا تو میں سو جاؤں کیونکہ میں اس مسجد میں سونا پسند کرتا ہوں ورنہ میں نہ سوؤں۔ میں نے کہا میں ایسا کر دوں گا۔ اس نے کہا خیال رکھنا جب سایہ فلاں جگہ تک پہنچ جائے تو مجھے اٹھا دینا جب نیند مجھ پر غالب آجائے۔ وہ سو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ اتنے عرصہ سے نہیں سویا جبکہ میں نے کچھ عرصہ خود بھی دیکھا ہے۔ میں اسے سونے دیتا ہوں تاکہ یہ نیند سے تشفی پالے۔ اسی اثناء میں کہ وہ چل رہا ہوتا تھا اور میں اس کے ساتھ تھا وہ میری طرف متوجہ ہوتا اور مجھے نصیحت کرتا اور مجھے بتاتا کہ میرا ایک رب ہے، اس کے سامنے جنت، جہنم اور حساب ہے، وہ مجھے اس کی تعلیم دیتا۔ وہ مجھے بھی اس طرح نصیحت کرتا جس طرح اپنی قوم کو اتوار کے دن نصیحت کرتا تھا یہاں تک کہ ایک

دن اس نے گفتگو میں مجھے کہا اے سلمان اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہوگا جو تہامہ سے ظاہر ہوگا۔ وہ عجمی تھا، وہ تہامہ اور محمد اچھی طرح نہ کہہ سکا، اس کی نشانی یہ ہوئی کہ وہ یہ یہ کھائے گا، صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ زمانہ جس میں وہ نبی ظاہر ہوگا وہ قریب ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں بوڑھا ہوں میرا گمان نہیں کہ میں اس سے ملوں گا، اگر تو اسے پائے تو اس کی تصدیق کرنا اور اس کی پیروی کرنا۔ میں نے کہا اگر چہ وہ تیرے دین کو چھوڑنے کا حکم دے؟ اس نے کہا اگر چہ وہ تجھے یہ حکم دے کیونکہ حق وہی ہوگا جو وہ لائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے جو وہ کہے گا۔

ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا ہوگا، وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا۔ اس نے کہا اے سلمان سایہ اس جگہ سے تو آگے نکل گیا ہے جبکہ میں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا، جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ کہاں گیا؟ میں نے کہا تو نے مجھے بتایا تھا کہ تو اتنے اتنے وقت سے نہیں سویا جبکہ میں نے خود بھی بعض مواقع پر تجھے دیکھا، میں نے پسند کیا کہ تو اچھی طرح نیند کر لے۔ اس نے اللہ کی حمد کی، وہ اٹھا اور باہر نکل پڑا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ اپاہج نے کہا اے اللہ کے بندے تو مسجد میں داخل ہوا، میں نے تجھ سے سوال کیا تو نے مجھے کچھ عطا نہ کیا، تو نکلا میں نے تجھ سے سوال کیا پھر بھی تو نے مجھے کچھ عطا نہ کیا۔ وہ کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کیا کوئی دیکھ تو نہیں رہا تو اس نے کسی کو بھی نہ دیکھا۔ وہ اس اپاہج کے قریب گیا اور اس سے کہا مجھے اپنا ہاتھ پکڑا۔ اس نے اپنا ہاتھ دیا اس نے کہا بسم اللہ تو اپاہج اٹھ کھڑا ہوا گویا وہ پھندے سے آزاد ہو گیا۔ اب وہ تندرست تھا، اس میں کوئی عیب نہ تھا، اس کا ہاتھ چھوڑا اور چلا گیا، وہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا اور نہ ہی کسی کے پاس کھڑا ہوتا، تو اپاہج نے مجھے کہا اے نوجوان مجھ پر میرا کپڑا ڈال دے تا کہ میں چلوں اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری دوں۔ میں نے اس کے کپڑے اس پر ڈالے، وہ چلا گیا اور میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ میں اس کے پیچھے اس کی تلاش میں نکلا۔ جب بھی میں اس کے بارے میں پوچھتا لوگ بتاتے وہ تیرے آگے آگے ہے یہاں تک کہ مجھے بنوکلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے پوچھا جب انہوں نے میری زبان کا لب و لہجہ سنا تو ان میں سے ایک نے اپنا اونٹ بٹھایا اور مجھے سوار کر لیا۔ اس نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ انہوں نے مجھے اپنے شہر (ملک) میں پہنچا دیا۔ انہوں نے مجھے بیچا۔ انصار کی ایک عورت نے مجھے خریدا اور اپنے باغ میں مجھے رکھا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، مجھے اس کے بارے میں خبر ہوئی۔ میں نے اپنے باغ کی کچھ کھجوریں لیں۔ انہیں ایک چیز پر رکھا پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ ﷺ کے پاس کچھ آدمی پائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسروں کی بنسبت آپ ﷺ کے زیادہ قریب تھے۔ میں نے کھجوریں آپ ﷺ کے سامنے کر دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے ساتھیوں سے فرمایا اسے کھاؤ خود تناول نہ کیں پھر میں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر میں نے اسی قدر کھجوریں لیں ایک چیز پر انہیں رکھا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں انہیں لے آیا۔ میں نے آپ ﷺ کے پاس لوگ دیکھے۔ حضرت ابوبکر صدیق دوسروں کی بنسبت آپ ﷺ کے زیادہ قریب تھے۔ میں نے وہ کھجوریں آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی ہدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے

بسم اللہ کہی، خود بھی انہیں کھایا اور قوم نے بھی کھایا، میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو اس کی نشانیوں میں سے ہے، میرا وہ ساتھی عجمی تھا، وہ تہامہ کا لفظ صحیح ادا نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے تہمہ کہا تھا اور احمد کہا تھا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی جانب ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لباس ڈھیلا کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں کندھے کی طرف وہ مہر بھی ہے۔ میں پہچان گیا پھر میں گھوما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کون ہے؟ میں نے عرض کی میں غلام ہوں، میں نے اپنا اور اپنے ساتھی کا واقعہ سنایا اور اس نے جو کچھ کیا تھا وہ بھی بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کس کا غلام ہے؟ عرض کی ایک عورت کا غلام ہوں جس نے میری ڈیوٹی باغ میں لگا رکھی ہے فرمایا اے ابو بکر انہوں نے عرض کی۔ لبیک (میں حاضر ہوں)۔ فرمایا اسے خرید لو تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ میں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصاریٰ کے دین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا ان میں اور ان کے دین میں کوئی بھلائی نہیں، مجھے سخت پریشانی ہوئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا اس میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ میں تھا اور اس سے دیکھا، جو میں نے دیکھا اس نے اپاہج کا ہاتھ پکڑا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر اسے سیدھا کر دیا۔ ان میں اور ان کے دین میں کوئی بھلائی نہیں، میں واپس آ گیا اور میرے نفس میں وہ وساوس تھے جو اللہ نے چاہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان کو میرے پاس لاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا، اس نے مجھے بلایا جبکہ میں ڈر رہا تھا، میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھی اور پھر اس آیت کی تلاوت کی، فرمایا اے سلمان وہ لوگ جن کے ساتھ تو رہا اور تیرا جو ساتھی تھا وہ نصاریٰ نہیں تھے وہ تو مسلمان تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اس نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا حکم دیا تھا۔ میں نے اس سے کہا اگر وہ نبی تیرے دین اور جس کیفیت پر تو ہے اس کو چھوڑنے کا حکم دے تو میں اسے چھوڑ دوں؟ تو اس نے کہا تھا ہاں اسے چھوڑ دو کیونکہ حق اور جسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قسیسین سے مراد ان کے علماء ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ قسیسین سے مراد ان کے عبادت گزار ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے زہری سے اس آیت نیز سورۂ فرقان کی آیت نمبر 63 کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا میں ہمیشہ سے اپنے علماء سے سنتا آ رہا ہوں کہ یہ نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئیں (3)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 82، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 7 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 10

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شاھدین سے مراد حضور ﷺ کی امت ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ شاھدین سے مراد حضرت محمد ﷺ اور آپ کی امت لیتے۔ حضور ﷺ کی امت نے حضور ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کی اور رسولوں کے بارے میں بھی گواہی دی کہ انہوں نے تبلیغ کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم صالحین سے مراد حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ ہیں (2)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝٨٧ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝٨٨

"اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاکیزہ چیزوں کو جنہیں حلال فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور نہ حد سے بڑھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا حد سے تجاوز کرنے والوں کو۔ اور کھاؤ اس سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حلال (اور) پاکیزہ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو"۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی نے کامل میں، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ ﷺ جب میں گوشت کھاتا ہوں تو عورتوں کے لئے میری طبیعت میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور شہوت مجھے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تو میں نے گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی کہ ہم اپنی شرم گاہیں کاٹ دیں گے، دنیا کی خواہشات ترک کر دیں گے اور زمین میں اسی طرح سیاحت کریں گے جس طرح راہب سیاحت کرتے ہیں۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی۔ حضور ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور ان کے سامنے یہ چیز ذکر کی۔ صحابہ نے عرض کی جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں ساتھ ہی عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت کو اپنایا وہ مجھ سے ہے، جس نے میری سنت کو ترک کیا وہ مجھ سے نہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 12
3۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 238 (3054) دار الحدیث القاہرہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 15

حضرت عثمان بن مظعون اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنے اوپر بہت سی خواہشات اور عورتیں حرام کر لی تھیں۔ بعض نے یہ بھی ارادہ کرلیا تھا کہ وہ اپنی شرم گاہیں کاٹ دیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے ازواج مطہرات سے حضور ﷺ کی تنہائی کے معمولات کے بارے میں پوچھا تو (بعد میں) یہ صحابہ کہنے لگے میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا بعض نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو یہ کہتے ہیں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں سوتا ہوں اور رات کو عبادت بھی کرتا ہوں، میں گوشت کھاتا اور عورت سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میری امت میں سے نہیں (2)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، بیہقی نے سنن میں ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے جبکہ ہمارے ساتھ عورتیں نہ ہوتیں۔ ہم نے کہا کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کرلیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس چیز سے منع کیا اور ہمیں یہ رخصت دی کہ ایک مخصوص عرصہ کے لئے کپڑے کے بدلہ میں عورت سے نکاح کرلیں پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ نے اپنے آپ کو خصی کرنے یا گوشت اور عورتیں ترک کرنے کا ارادہ کرلیا تو یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے ساتھ تھے۔ کسی نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، دوسرے نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ ایک اور نے کہا میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا ایک اور نے کہا میں روزے رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے خوشبو اور گوشت اپنے اوپر حرام کرلیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا (6)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے ارادہ کیا کہ وہ دنیا چھوڑ دیں، عورتوں سے کنارہ کش ہو جائیں اور رہبانیت کی زندگی اختیار کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کے بارے میں سخت گفتگو کی پھر فرمایا تم سے قبل لوگ سختی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ ان لوگوں نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، جلد 9، صفحہ 150 (1401) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 153 (1404)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

بھی ان پر سختی کی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں ان کی باقیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، حج کرو، عمرہ کرو، اللہ تعالیٰ سے استقامت طلب کرو وہ تمہیں استقامت عطا فرما دے گا۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ارادہ کر لیا تا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو جائیں، عورتوں سے دور رہیں اور زہد اختیار کریں ان صحابہ میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما بھی تھے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے عورتوں اور گوشت کو چھوڑ دیا اور انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے لئے گرجوں جیسی عمارتیں بنالیں۔ جب یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو فرمایا میرے دین میں عورتوں اور گوشت کو چھوڑنے کا حکم نہیں اور نہ ہی گرجوں جیسی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت ہے۔

ہمیں یہ بھی خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تین افراد اکٹھے ہوئے۔ ایک نے کہا میں رات کی عبادت کروں گا اور نہیں سوؤں گا۔ ایک نے کہا میں دن کو روزہ رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا، تیسرے نے کہا میں عورتوں کے قریب نہ جاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم نے فلاں فلاں چیز پر اتفاق کیا ہے۔ سب نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم نے بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں رات کو عبادت کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں، جو آدمی میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔ بعض روایات میں الفاظ اس طرح ہیں جو میری سنت سے روگردانی کرے وہ میری امت سے نہیں اور وہ راہ راست سے بھٹک گیا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم قسیسین اور راہب بن جاؤ (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز بیٹھے اور لوگوں کا ذکر فرمایا۔ آپ ﷺ اٹھے اور انہیں خبردار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا جن کی تعداد دس تھی، ان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی تھے، اگر ہم کوئی کام شروع نہ کریں تو ہم نے بھی کوئی حق ادا نہیں کیا، نصاریٰ نے اپنے اوپر کچھ چیزوں کو حرام کیا تھا تو ہم بھی اپنے اوپر حرام کرتے ہیں۔ بعض نے اپنے اوپر گوشت اور چربی کو حرام کر لیا۔ بعض نے نیند کو اپنے اوپر حرام کر لیا اور بعض نے عورتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے عورتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا، وہ اپنے گھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 14 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

والوں کے قریب نہ ہوتے تھے اور نہ وہ ان کے قریب ہوتی تھیں۔ ان کی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جسے حولاء کہا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں نے اس سے کہا اے حولاء تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تیرا رنگ بدلا بدلا سا ہے، کیا تو کنگھی نہیں کرتی اور خوشبو نہیں لگاتی۔ تو اس نے کہا میں کیسے خوشبو لگاؤں اور کیسے کنگھی کروں جبکہ میرا خاوند میرے پاس نہیں آتا اور فلاں فلاں عرصہ سے اس نے میرا پردہ تک نہیں ہٹایا۔ ازواج مطہرات اس کی بات سے ہنسنے لگیں، ابھی ازواج مطہرات ہنس رہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تم کیوں ہنستی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یہ حولاء ہے، میں نے اس کا حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میرے خاوند نے اتنے عرصہ سے میرا کپڑا تک نہیں ہٹایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف آدمی بھیجا جو انہیں بلا لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عثمان تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی میں نے یہ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑا ہے تاکہ میں اس کی عبادت کر سکوں اور سب واقعہ بیان کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنی شرم گاہ کو کاٹ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو واپس جا اور اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کر۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تو روزے کی حالت میں ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ توڑ دو۔ انہوں نے روزہ توڑ دیا اور اہلیہ سے حقوق زوجیت ادا کیے۔ حضرت حولاء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا، کنگھی کی ہوئی تھی اور خوشبو لگائی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرائیں فرمایا اے حولاء تیرا کیا حال ہے؟ اس نے بتایا وہ (عثمان بن مظعون) کل میرے پاس آیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے عورتوں، کھانا اور نیند کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے، خبردار میں سوتا بھی ہوں، رات کو عبادت بھی کرتا ہوں، روزہ افطار بھی کرتا ہوں، روزہ رکھتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا اپنی شرم گاہ کو نہ کاٹو کیونکہ یہ بھی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صحابہ کو قسم کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا جنہوں نے یہ قسمیں اٹھائیں تھیں اور فرمایا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ (المائدہ:89) اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر مؤاخذہ نہیں فرماتا (1)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگوں نے ارادہ کیا جس میں حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ وہ دنیاوی آسائشوں سے الگ تھلگ ہو جائیں گے، اپنے آپ کو خصی کر لیں گے ٹاٹ کا لباس پہنیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد بن اسود، حضرت سالم اور حضرت قدامہ رضی اللہ عنہم نے دنیا سے قطع تعلق کر لی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 14، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 15

گھروں میں بیٹھ گئے، عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لی، ٹاٹ کا لباس پہن لیا، عمدہ کھانوں اور عمدہ لباس کو اپنے اوپر حرام کر لیا، انہوں نے وہی کھانا کھانے اور لباس پہننے کا ارادہ کیا جو بنی اسرائیل میں سے سیاحت کرنے والے استعمال کرتے ہیں، اپنے آپ کو خصی کرنے کا ارادہ کیا، رات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کا تہیہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور ارشاد فرمایا تمہارے نفسوں کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے پس نماز پڑھو، نیند کرو، روزہ رکھو اور افطار کرو جو آدمی ہماری سنت کو ترک کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ انہوں نے کہا اے اللہ تو نے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا ہے ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس کی اتباع کی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ (جن میں حضرت عثمان بن مظعون بھی تھے) نے اپنے اوپر گوشت اور عورتوں کو حرام کر لیا۔ انہوں نے استرے لے لئے تا کہ اپنی شرم گاہیں کاٹ لیں تا کہ ان کی شہوت باقی نہ رہے اور وہ اپنے رب کی عبادت کے لے ہر کام سے فارغ ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا تم نے کیا ارادہ کیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کی ہم چاہتے تھے کہ ہم اپنی شہوت کو ختم کر دیں اور اپنے رب کی عبادت کے لئے فارغ ہو جائیں اور لوگوں سے بے نیاز ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تو اس بات کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ مجھے تو اپنے دین میں حکم دیا گیا ہے کہ میں عورتوں سے شادی کروں۔ تو ان صحابہ نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم ان قسموں کا کیا کریں جو ہم نے اٹھائی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 89 نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ نے جھرت حسن عرنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے شہوات کو اپنے اوپر حرام کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابوالشیخ نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت مغیرہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو خصی کرنے، گوشت حرام کرنے اور ٹاٹ کا لباس پہننے کا ارادہ کیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور اس بارے میں اس سے پوچھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کچھ تو ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں، گوشت کھاتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، روزہ افطار کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں، نیند کرتا ہوں، لباس زیب تن کرتا ہوں، نہ میں نے لوگوں سے قطع تعلقی کی اور نہ ہی رہبانیت اختیار کی ہے لیکن میں تو دین حنیف لایا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ ابن جریج نے کہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کے خاندان کا ایک مہمان آیا جبکہ حضرت عبد اللہ حضور ﷺ کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ حضرت عبد اللہ گھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت

آئے تو انہیں دیکھا کہ مہمانوں نے ان کے انتظار میں کھانا نہیں کھایا۔ آپ نے اپنی بیوی سے کہا تو نے میری وجہ سے مہمانوں کو کھانا نہیں دیا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے ان کی بیوی نے کہا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے۔ مہمان نے کہا یہ کھانا مجھ پر بھی حرام ہے۔ جب حضرت عبداللہ نے یہ دیکھا تو اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا اللہ کا نام لے کر کھاؤ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور سب واقعہ بتایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے درست عمل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم پر حرام کی ہیں ان کی طرف تجاوز نہ کرو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابراہیم سے اس آیت کے بارے میں کہا کہ کیا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنے اوپر وہ شے حرام کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے؟ فرمایا ہاں۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو یہ قسم اٹھا لیتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا نہیں کرے گا یا اپنے اوپر کچھ کسی ایسی چیزیں حرام کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہوتی ہیں پھر وہ عمل کرتا ہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتا ہے۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ معقل بن مقرن نے آپ سے کہا میں نے اپنے اوپر ایک سال کے لئے اپنا بستر حرام کر دیا ہے۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے بستر پر سو جا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام بخاری، امام ترمذی اور دارقطنی نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت سلمان فارسی اور ابو درداء کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت سلمان حضرت ابو درداء کی ملاقات کے لئے گئے تو حضرت سلمان نے ام درداء کو بڑی خستہ حالت میں دیکھا۔ حضرت سلمان نے پوچھا خیریت تو ہے؟ تو حضرت ابو درداء تشریف لائے اور حضرت عثمان کے لئے کھانا بنوایا اور کہا تم کھاؤ میں تو روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان نے کہا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو اس کھانا کو کھائے۔ تو حضرت ابو درداء نے کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی تو حضرت ابو درداء عبادت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت سلمان نے کہا سو جاؤ تو وہ سو گئے پھر وہ اٹھنے لگے تو حضرت سلمان نے کہا سو جاؤ۔ جب رات کا آخری حصہ تھا تو حضرت سلمان نے کہا اب اٹھو۔ دونوں نے نماز پڑھی تو حضرت سلمان نے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے، تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے، تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے، ہر کسی کو اس کا حق ادا کرو۔ حضرت ابو درداء نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس چیز کا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا سلمان نے سچی بات کی ہے (2)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا رہتا ہے۔ میں نے عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 16، بیروت
2۔ صحیح بخاری، کتاب الصوم، جلد 1، صفحہ 519 (1954)، دار الفکر بیروت

کی یا رسول اللہ ﷺ بات ایسے ہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح نہ کیا کر روزہ رکھ، افطار کر، رات کو عبادت کر اور رات کو نیند بھی کیا کر کیونکہ تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے، تیری آنکھوں کا تیرے اوپر حق ہے، تیری بیوی کا تیرے اوپر حق ہے، تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ تو ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کر تو یہ تجھے کافی ہیں، تجھے ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ ملے گا تو اس طرح یہ تیرے لئے تمام زمانے کے روزے ہو جائیں گے۔ میں نے کہا میں اس کی طاقت پاتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا پھر حضرت داؤد علیہ السلام والے روزے رکھ اس سے زیادہ روزے نہ رکھ۔ میں نے کہا اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے کون سے روزے ہیں؟ فرمایا زمانے کے نصف (1)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ تھے جن میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب انہوں نے دنیا سے منہ موڑ لیا، گھروں میں بیٹھ گئے، عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لی، اپنے آپ کو خصی کرنے کا ارادہ کیا، رات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کا ارادہ کیا۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے انہیں بلایا فرمایا میں نماز پڑھتا ہوں، نیند کرتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، روزہ افطار کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں (2)۔

امام عبد الرزاق اور طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی میرے پاس آئی جس کا نام خولہ بنت حکیم تھا، اس کی حالت پراگندہ تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا میرا خاوند رات کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزے رکھتا ہے۔ اسی حالت میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے گزارش کی۔ حضور ﷺ حضرت عثمان سے ملے، فرمایا اے عثمان رہبانیت ہم پر فرض نہیں کی گئی کیا تیرے لئے مجھ میں اسوہ نہیں ہے، اللہ کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والا ہوں (3)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا سے علیحدگی اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے آپ کو خصی کر لیں، زمین میں سیاحت کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میرے اندر تیرے لئے اسوہ نہیں ہے؟ میں تو اپنی بیویوں کے پاس جاتا ہوں، میں گوشت کھاتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور روزہ افطار کرتا ہوں، میری امت کا خصی ہونا روزہ رکھنا ہے جس نے خصی کیا یا خصی ہوا وہ میری امت میں سے نہیں (4)۔

1۔ صحیح مسلم شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 39 (193) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 167 (10374) کتاب النکاح، بیروت 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 167 (10375)

4۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 394، دار صادر بیروت

امام ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوئی۔ ازواج مطہرات نے اسے ابتر حالت میں دیکھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا اس (خاوند) سے ہمارا کوئی حق نہیں رہا، اس کی رات عبادت میں اور دن روزے سے گزر جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ ازواج مطہرات نے آپ ﷺ سے یہ ذکر کیا۔ حضور ﷺ حضرت عثمان سے ملے، پوچھا اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کیا تیرے لئے مجھ میں اسوہ نہیں ہے؟ اس نے عرض کی کیا معاملہ ہے؟ فرمایا تو دن کو روزے کی حالت میں ہوتا ہے اور رات کو عبادت کرتا رہتا ہے۔ اس نے عرض کی میں اسی طرح کرتا ہوں۔ فرمایا اس طرح نہ کیا کر، کیونکہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے، تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے، تو نماز پڑھ، نیند کر، روزہ رکھ، روزہ افطار کر۔ بعد میں حضرت عثمان کی بیوی ازواج مطہرات کے پاس آئی۔ اس نے خوشبو لگا رکھی تھی یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ دلہن ہے۔ ازواج مطہرات نے کہا ٹھہر ٹھہر اس نے عرض کی ہمارے ساتھ بھی وہ سلوک ہوا جو لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ایک کمرہ بنایا تا کہ اس میں عبادت کریں۔ یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے کمرے کے دروازے کی دونوں اطراف کو پکڑا جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ فرمایا اے عثمان اللہ تعالیٰ نے مجھے رہبانیت کا حکم دے کر نہیں بھیجا۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے دو یا تین دفعہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین دین سیدھا آسان دین ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی بڑی خوبصورت اور عطر لگانے والی تھی۔ وہ اپنے خاوند کے لئے اچھا لباس اور اچھی حالت میں رہنا پسند کرتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے دیکھا کہ وہ پراگندہ حالت میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے فرمایا یہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ (جن میں حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت عثمان بن مظعون ہیں) نے عبادت کے لئے خلوت کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ عورتوں کے پاس جانے اور گوشت کھانے سے رک گئے ہیں۔ وہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں۔ تو میں نے اسے ناپسند کیا کہ میں اسے ایسی حالت میں دکھائی دوں جو اسے میری طرف متوجہ کرے اور اس سے غافل کر دے جو اس نے خلوت کا فیصلہ کیا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے یہ عرض کی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا جوتا لیا اور بائیں ہاتھ کی سبابہ انگلی میں اسے اٹھایا پھر تیزی سے تشریف لے گئے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے ان سے ان کی حالت کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے عرض کی ہم نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو سیدھے آسان دین کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔ میں رہبانیت کی بدعت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا، خبردار کچھ لوگوں نے رہبانیت کو شروع کیا تو رہبانیت ان پر فرض کر دی گئی، وہ اس کا لحاظ نہ رکھ سکے، خبردار تم گوشت کھایا کرو، بیویوں کے پاس جایا کرو، روزے رکھا کرو، روزے افطار کیا

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 394، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 395

کرو، نماز پڑھا کرو اور نیند کیا کرو مجھے تو اسی کا حکم دیا گیا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو مکان رکھتا ہو تو وہ شادی کرے کیونکہ شادی آنکھ کو جھکانے والی اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی ہے جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کم کر دے گا(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ نوجوانوں کے پاس سے گزر رہے تھے۔ فرمایا جو طاقت رکھتا ہو تو وہ شادی کر لے کیونکہ یہ آنکھوں کو جھکانے والی اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے تو روزہ رکھے روزے اس کی شہوت کو کم کر دے گا(3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو میں اس بات کو پسند کروں گا کہ میری بیوی ہو(4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا کیا تو نے شادی کی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو یا تو بے وقوف ہے یا فاجر ہے(5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے طاؤس نے کہا شادی کر لے ورنہ میں تجھے وہ بات کہوں گا جو حضرت عمر نے ابوزوائد سے کہی کہ تجھے نکاح سے کوئی چیز نہیں روکتی مگر عجز یا فجور(6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس آدمی کی اہلیہ نہ ہو اس کی مثال اس درخت کی مانند ہے جو جنگل میں ہو جسے ہوائیں کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف گھماتی ہیں(7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت سعید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نکاح کرو تمہاری تعداد زیادہ ہو جائے گی کیونکہ میں تمہاری وجہ سے امتوں پر فخر کروں گا(8)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی دنیا سے قطع تعلقی کو قبول نہ کیا، اگر رسول اللہ ﷺ اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے(9)۔

امام ابن سعد اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت عائشہ بنت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ان کے باپ سے وہ اپنے بھائی حضرت عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایک ایسا آدمی ہوں جس پر غزوات میں اہلیہ کے بغیر رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، یا رسول اللہ ﷺ مجھے خصی ہونے کی اجازت دیجئے تاکہ

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 170 (7715)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 169 (10380)، بیروت
3۔ ایضاً (10381) 4۔ ایضاً (10382) 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 170 (10383)
6۔ ایضاً (10384) 7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 171 (10386) 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 173 (10391)
9۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 416 (1848)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں اپنے آپ کو خصی کرلوں۔ فرمایا نہیں لیکن اے ابن مظعون روزے رکھا کرو کیونکہ روزے شہوت کو کم کر دیتے ہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی آسائشوں سے قطع تعلقی سے منع فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دنیا سے قطع تعلقی سے منع فرمایا (2)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے ازواج مطہرات سے حضور ﷺ کے راز دارانہ اعمال کے بارے میں پوچھا (اس کے جواب میں) بعض نے کہا میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا بعض نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، بعض نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا، بعض نے کہا میں روزے رکھوں گا افطار نہیں کروں گا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے یہ کہا لیکن میں تو نماز پڑھتا ہوں، آرام کرتا ہوں، روزے رکھتا ہوں یا افطار کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے (3)۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی سنن میں حضرت عبید اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو میری فطرت کو پسند کرتا ہے وہ میری سنت اپنا لے، میری سنت نکاح ہے (4)۔

امام بیہقی سنن میں حضرت میمونہ اور حضرت ابو مغلس رحمہما اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو خوشحال ہو تو نکاح کرے جس نے نکاح نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں (5)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت کو اپنایا وہ مجھ سے ہے اور میری سنت نکاح ہے (6)۔

امام عبد الرزاق اور امام احمد نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا جسے عکاف بن بشیر تمیمی کہتے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تیری بیوی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں فرمایا کوئی لونڈی بھی نہیں عرض کی لونڈی بھی نہیں۔ فرمایا تو خوشحال ہے؟ عرض کی جی ہاں فرمایا پھر تو شیطان کا بھائی ہے۔ اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو ان کے راہبوں میں سے ہوتا۔ ہماری سنت تو نکاح ہے، تم میں سے سب سے برے وہ لوگ ہیں جو بیویوں کے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں تم میں سے سب سے زیادہ ذلت والی موت اس کی ہوتی ہے جو بیوی کے بغیر زندگی بسر کرتا ہے۔ کیا تم شیطان کے ساتھ دل لگی کرتے ہو۔ صالح لوگوں میں عورتوں سے بڑھ کر شیطان کا کوئی مؤثر اسلحہ نہیں مگر وہ جو

1۔ شعب الایمان، کتاب الصیام، جلد 3، صفحہ 300 (3595) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 454 (15918) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب النکاح، جلد 9، صفحہ 150 (1401) دار الکتب بیروت

4۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 169 (10378) بیروت 5۔ سنن کبریٰ، از بیہقی جلد 7، صفحہ 78، دار الفکر بیروت

6۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 169 (10379) بیروت

شادی شدہ ہوتے ہیں وہی لوگ پاکیزہ بھی ہوتے ہیں اور فحش گوئی سے محفوظ بھی ہوتے ہیں۔ اے عکاف تجھ پر افسوس ہو۔ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ، حضرت داؤد رضی اللہ عنہ، حضرت یوسف رضی اللہ عنہ اور کرسف والیاں ہیں۔ بشیر بن عطیہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کرسف کون ہے؟ فرمایا ایک آدمی تھا جو ساحل سمندر پر تین سو سال عبادت کرتا رہا وہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو عبادت کرتا اس کے بعد اس نے ایک عورت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔ اس نے اس عورت سے عشق کیا اور اپنے رب کی جو وہ عبادت کرتا رہا تھا۔ سب کو چھوڑ دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی عمل کی وجہ سے اپنی رحمت میں لے لیا اور نظر کرم فرمائی اے عکاف تو شادی کر لے ورنہ تو متذبذب لوگوں میں سے ہوگا (1)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عطیہ بن بسر مازنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے عکاف بن وداعہ ہلالی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اے عکاف کیا تیری بیوی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا لونڈی بھی نہیں عرض کی نہیں۔ فرمایا تو تندرست اور خوشحال ہے؟ عرض کی جی ہاں الحمد للہ۔ تو فرمایا تو شیطان ہے یا تو نصرانیوں کے راہبوں میں سے ہو جا یا ہم میں سے ہو جا، تو اسی طرح کر جس طرح ہم کرتے ہیں کیونکہ ہماری سنت نکاح ہے۔ تم میں سے سب سے ذلت والی موت اس کی ہوگی جو تنہائی کی زندگی بسر کرتا ہے، کیا تم شیطان کے ساتھ دل لگی کرتے ہو؟ شیطان کا صالحین کے بارے میں سب سے مؤثر اسلحہ عورتیں ہیں مگر وہ صالح جو شادی شدہ ہوتے ہیں پاکیزہ ہوتے ہیں اور فحش گوئی سے مبرا ہوتے ہیں۔ اے عکاف تجھ پر افسوس شادی کرو کیونکہ یہ عورتیں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور کرسف والیاں ہیں۔ عطیہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کرسف کون تھا؟ فرمایا یہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا۔ سمندر کے ساحلوں میں سے ایک ساحل پر رہتا تھا۔ وہ دن کو روزہ رکھتا، رات کو عبادت کرتا روزے اور نماز کو نہ چھوڑتا پھر ایک عورت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا جس عورت سے اس نے عشق کیا تھا اور اپنے رب کی عبادت کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سابقہ عمل کی وجہ سے دامن رحمت میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر رحمت فرمائی تجھ پر افسوس شادی کر لے ورنہ تو متذبذب لوگوں میں سے ہو جائے گا (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابو نجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نکاح کرنے کے لئے خوشحال ہو اور نکاح نہ کرے تو وہ مجھ سے نہیں (3)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو نجیح سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی مسکین ہے، مسکین ہے، مسکین ہے جس کی بیوی نہ ہو۔ عرض کی گئی اگرچہ اس کے پاس مال ہو؟ فرمایا اگرچہ وہ مال کی وجہ سے غنی ہو۔ فرمایا وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو وہ مسکین ہے، مسکین ہے، مسکین ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ غنی ہو اور کثیر مال رکھتی ہو۔ فرمایا اگرچہ وہ ایسی ہی ہو، امام بیہقی نے کہا ابو نجیح کا نام یسار تھا۔ یہ عبداللہ بن ابی نجیح کا والد تھا اور حدیث مرسل ہے (4)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 171 (10387) بیروت
2۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 381 (5480)
3۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 168 (10376) بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 382 (5483)

امام سعید بن منصور، امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں شادی کرنے کا حکم فرماتے اور دنیا سے قطع تعلقی اختیار کرنے سے سخت منع کرتے اور فرماتے ایسی عورت سے شادی کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو کیونکہ میں قیامت کے روز انبیاء پر تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا (1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایک بندہ شادی کرتا ہے تو اس کا نصف دین مکمل ہو جاتا ہے، اسے باقی ماندہ نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے (2)۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے صالح عورت عطا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نصف دین میں مدد فرمائی اسے باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار تھا، ایک نماز میں الگ تھلگ رہتا تھا۔ بنو اسرائیل اس کی عبادت پر خوش ہوتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ اپنے نبی کے پاس تھے تو انہوں نے اس عبادت گزار کا ذکر کیا اور اس کی تعریف کی۔ تو نبی نے فرمایا وہ اس طرح ہوتا جس طرح تم کہتے ہو اگر وہ ایک سنت کو نہ چھوڑتا، وہ سنت شادی ہے (4)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میری شادی کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تاکیدی حکم دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بغیر شادی کے نہ ملوں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض الموت میں کہا میری شادی کرو کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میری بیوی نہ ہو (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا مرد کو تین کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے اس سے زیادہ کپڑے استعمال نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (7)۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ

1۔ شعب الایمان، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 382 (5483) بیروت 2۔ ایضاً (5486) 3۔ ایضاً (5487)
4۔ ایضاً، باب تحریم الفروج، جلد 5، صفحہ 414 (7112) 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 453 (15908)
6۔ ایضاً (15909) 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 461 (11054)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

”نہ باز پرس کرے گا تم سے اللہ تعالیٰ تمہاری فضول قسموں پر لیکن باز پرس کرے گا تم سے ان قسموں پر جن کو تم پختہ کر چکے ہو تو اس (کے توڑنے) کا کفارہ یہ ہے کہ کھلایا جائے دس مسکینوں کو درمیانی قسم کا کھانا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو یا کپڑے پہنائے جائیں انہیں یا آزاد کیا جائے غلام اور جو نہ پائے (ان میں سے کوئی چیز) تو وہ روزے رکھے تین دن۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم اٹھاؤ اور حفاظت کیا کرو اپنی قسموں کی۔ اسی طرح کھول کر بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تا کہ تم شکریہ ادا کرو“۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 87 ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے عورتوں اور گوشت کو اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے جو قسمیں اٹھائی تھیں ان کا کیا کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت یعلی بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے قبل آیات کو پڑھو۔ کہا لغو یہ ہے کہ تو اس چیز کو حرام کر دے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر چیز حلال کی ہے پھر تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ یہ وہ لغو ہے جس پر اللہ تعالیٰ تمہارا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔ اگر تو اسی طرح مر گیا تو تجھ سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلال چیز کو حرام کرنے کی قسم اٹھاتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے جو لغو قسمیں اٹھائی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر تمہارا مواخذہ نہیں کرے گا اس صورت میں کہ تو اسے چھوڑ دے اور قسم کا کفارہ دے دے اور بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ سے مراد یہ ہے کہ جس قسم پر تو قائم رہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت کرتے ہیں ایک کہتا ہے اللہ کی قسم میں تیرے ہاتھ اس قیمت پر نہیں بیچوں گا، دوسرا کہتا ہے اللہ کی قسم میں اتنی قیمت کے بدلے میں تجھ سے نہ خریدوں گا۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لغو قسم یہ ہے کہ آدمی اپنی کلام کو قسم کے ساتھ ملائے، کہے اللہ کی قسم تو ضرور آئے گا، اللہ کی قسم تو ضرور کھائے گا، اللہ کی قسم تو ضرور پیے گا اس طرح کی دوسری باتیں اس سے وہ قسم کا ارادہ نہیں کرتا۔ یہ یمین لغو ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسمیں تین قسم کی ہیں ایک وہ قسم ہے جس کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے، دوسری وہ قسم ہے جس کا کفارہ ادا نہیں کیا جاتا، تیسری وہ قسم ہے جس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ وہ قسم جس کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی قطع رحمی یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی قسم اٹھائے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے، وہ قسم جس کا کفارہ ادا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

نہیں کیا جاتا کہ آدمی جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھائے تو اس کا کفارہ نہیں ہوگا، وہ قسم جس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا وہ ہے کہ ایک آدمی کسی چیز پر قسم اٹھاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ اس میں سچا ہے تو یہ قسم لغو ہوگی اور اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا معنی خطا ہے کہ تو کسی چیز کے بارے میں قسم اٹھائے اور تو یہ رائے رکھتا ہو کہ بات اسی طرح ہے جس طرح تو نے قسم اٹھائی ہے جبکہ وہ اس طرح نہ ہو تو تجھ سے اس قسم میں درگزر کیا جائے گا اور اس میں تجھ پر کوئی کفارہ نہ ہوگا اور جس میں تو گناہ کا ارادہ کرے تو اس میں تجھ پر کفارہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے مجاہد سے بِمَا عَقَّدْتُّمُ کا معنی (بماتعمدتم) نقل کیا ہے یعنی جس کا تم قصد کرو (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی چیز کے بارے میں قسم اٹھائے اس کی رائے ہو کہ معاملہ اس طرح ہے جبکہ وہ اس طرح نہ تھا اور عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ کا معنی یہ ہے کہ وہ جانتے ہوئے پھر غلط قسم اٹھائے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو قسم جھگڑے گفتگو میں ٹھٹھہ اور مزاح میں ہوتی ہے جس پر دل کا پختہ ارادہ نہیں ہوتا۔ کفارہ ہر اس قسم میں ہوا کرتا ہے جب وہ کسی معاملہ میں ارادہ سے قسم اٹھاتا ہے غصے کی حالت میں ہو یا غصے میں نہ ہو وہ کہے وہ ایسا ضرور کرے گا یا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ یہ وہ قسم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کفارہ فرض کیا ہے۔

قسم کا کفارہ

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کا کفارہ ایک صاع کھجوریں دیں اور لوگوں کو اسی بات کا حکم دیا جو ایک صاع کھجوریں نہ پائے وہ نصف صاع گندم دے دے (3)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کا کفارہ ایک مد (سیر) گندم دیا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ نے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ہم قسم کا کفارہ اس مد سے دیا کرتے تھے جس کے ساتھ خوراک دی جاتی تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں لوگوں کو نہیں دوں گا پھر میرے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ میں انہیں دوں تو میں دس مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہوں ہر مسکین کو ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا نصف صاع گندم دیتا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 19، بیروت 2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 5، صفحہ 75-474 (15953)، بیروت
3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، جلد 2، صفحہ 555 (212) دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف عبدالرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 8، صفحہ 507 (16075)، بیروت

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دیا جاتا ہے، ہر مسکین کو نصف صاع گندم دی جاتی ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوتا ہے، ہر مسکین کو گندم کا نصف صاع دیا جاتا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں نصف صاع گندم دی جاتی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں جہاں بھی طعام کا ذکر آیا ہے وہ نصف صاع گندم ہے، کفارہ یمین ہو یا کسی اور صورت میں ہو(3)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں ہر مسکین کے لئے ایک مد گندم ہوتی ہے(4)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں ہر مسکین کے لئے ایک مد (سیر) گندم ہے(5)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دینا ہوتا ہے، ہر مسکین کے لئے ایک مد (سیر) گندم ہوتی ہے(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین چیزوں میں ایک ایک مد لازم ہوتا ہے قسم کا کفارہ، ظہار کا کفارہ اور روزوں کا کفارہ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم اٹھانے والا انہیں دن اور رات کا کھانا کھلائے چاہے تو تو انہیں روٹی اور گوشت، روٹی اور تیل، روٹی اور گھی یا روٹی اور کھجور دے(7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قسم کے کفارہ میں صرف ایک کھانا ہے(8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قسم کے کفارہ کے بارے میں

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 8، صفحہ 508 (16077) بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والنذور، جلد 3، صفحہ 70 (12192) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1544 (799)، دار الصمیعی الریاض

4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 8، صفحہ 506 (16071)

5۔ ایضاً (16068)

6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 510 (16086)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 25-24، دار احیاء التراث العربی بیروت

8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 72 (12214) مدینہ منورہ

پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہر مسکین کے لئے دو روٹیاں اور ہڈی والا گوشت (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ شعبی سے کہا گیا میں ایک ہی مسکین کو بار بار دیتا ہوں تو انہوں نے فرمایا دس مسکینوں کے سوا جائز نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہ دیکھتے کہ قسم کے کفارہ میں ایک ہی مسکین کو دس دفعہ دیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم اپنی تنگ دستی اور خوشحالی کے مطابق اپنے گھر والوں کو جو کھانا کھلاتے ہو (اسی کے مطابق قسم کے کفارہ میں کھانا دو) (3)

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاتا جس میں فراخی ہوتی دوسرا آدمی گھر والوں کو کھانا کھلاتا جس میں تنگی ہوتی۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی اتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاتا جو بہت اچھا ہوتا، دوسرا کھانا کھلاتا جو اس سے درجہ میں کم ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ کھانا نہ اعلیٰ ہو نہ ہی ادنیٰ ہو (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اپنے گھر والوں کو جو درمیانی کھلانا کھلاتے ہیں وہ یہ ہے۔ روٹی اور کھجور، روٹی اور تیل، روٹی اور گھی اور جو بہترین کھانا کھلاتے ہیں وہ روٹی اور گوشت ہے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے افضل کھانا روٹی اور گوشت ہے، درمیانی کھانا روٹی اور گھی ہے اور ادنیٰ کھانا روٹی اور کھجور ہے (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ آزاد کو غلام پر، بڑے کو چھوٹے پر فضیلت دیتے تھے، وہ کہتے چھوٹے کو اس کی حیثیت اور بڑے کو اس کی حیثیت دو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ انہیں درمیانی چیز دینے کا حکم دیا گیا نہ کہ اعلیٰ چیز دینے کا حکم دیا گیا (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اوسط کا معنی عدل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اوسط کا معنی امثل (عمدہ) نقل کیا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والنذور، جلد 3، صفحہ 71 (12203) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 8، صفحہ 511 (16089) بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 29، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، جلد 2، صفحہ 555 (2113)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 23

6۔ ایضاً

7۔ ایضاً

8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 28

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اپنے گھر والوں کو جو خوراک دیتے ہو اس کا درمیانی دو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شے جس میں مسکین کے لئے کھانا لازم کیا گیا ہے وہ اہل مکہ کے مد (سیر) کے برابر کا مد ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کسوہ سے مراد چوغہ ہے جو ہر مسکین کو دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کسوہ سے کیا مراد ہے فرمایا چوغہ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد ہر مسکین کے لئے چوغہ یا بڑی چادر ہے (1)۔

امام ابو عبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسوہ کا معنی ہر انسان کا کپڑا ہے ان دنوں کسوہ سے مراد چوغہ لیا جاتا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد کپڑا یا تہہ بند ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد قمیص، اوڑھنے والی چادر یا تہہ بند ہے اور کہا قسم کے کفارہ میں یہ کپڑا جائز ہے مگر جانگیہ اور ٹوپی جائز نہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد یہ ہے کہ ادنیٰ ایک کپڑا اور اعلیٰ جو تو چاہیے ہے (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد تہہ بند اور پگڑی ہے (4)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پاجامہ جائز نہیں اور ٹوپی جائز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کِسْوَتُهُمْ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اگر کوئی وفد تمہارے امیر کے پاس آئے تو وہ انہیں ایک ایک ٹوپی دے تو تم کہو گے قَدْ كُسُوْا کہ انہیں پہنا دیا گیا۔

امام ابو الشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے ایسے آدمی کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے جس پر قسم کا کفارہ لازم تھا تو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7 صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 8 صفحہ 513 (16098)، بیروت
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 516 (16095)

پانچ مسکینوں کو کپڑے دیتا ہے اور پانچ کو کھانا کھلا دیتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی تو سعید نے کہا کاسو تھم فی الطعام۔ غلام آزاد کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کفارہ میں اپاہج اور نابینا غلام آزاد کرنا جائز نہیں (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفارہ میں ولدزنا غلام آزاد کرنا جائز ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ چھوٹے غلام کو آزاد کرنا بھی جائز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کسی کفارہ میں بھی کافر غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کفارہ میں ولدزنا کو آزاد کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے اور قسم کے کفارہ میں یہودی اور عیسائی غلام کو آزاد کرنا جائز سمجھتے تھے واللہ تعالیٰ اعلم (3)۔

کفارہ میں روزے

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں قسم اٹھانے والے کو ان تین چیزوں میں اختیار ہے یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، انہیں کپڑے دینا، غلام آزاد کرنا، اگر وہ ان میں سے کوئی چیز نہ پائے تو تین دن لگاتار روزے رکھے (4)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کفارات والی آیت نازل ہوئی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ان میں اختیار ہے۔ فرمایا تجھے اختیار ہے تو چاہے تو غلام آزاد کر، چاہے تو کپڑے دے، چاہے تو کھانا کھلا جو یہ نہ پائے تو وہ تین دن پے در پے روزے رکھ لے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے پاس دو درہم ہوں تو کفارہ میں خرچ کرنا اس پر لازم ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جس کے پاس پچاس درہم ہوں تو وہ پانے والا ہو گیا۔ اب اس پر کھانا کھلانا واجب ہے، اگر اس سے کم مال ہو تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جو پانے والا نہیں تو وہ روزے رکھے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قسم اٹھانے والے کے پاس بیس درہم ہوں تو اس پر لازم ہے کہ کفارہ میں کھانا کھلائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابی بن کعب

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 75 (12240)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 76 (12248)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 77 (12249)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 39، بیروت

رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ یہ آیت یوں تلاوت کرتے فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ(1)۔

امام مالک اور بیہقی نے حضرت حمید بن قیس مکی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت مجاہد کے ساتھ طواف کر رہا تھا، ایک آدمی آیا، وہ مجاہد سے کفارہ کے روزوں کے بارے میں پوچھنے لگا کیا وہ پے در پے رکھنے ہیں؟ حمید نے کہا میں نے کہا نہیں۔ مجاہد نے میرے سینے میں ہاتھ مارا پھر کہا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں مُتَتَابِعَاتٍ کے الفاظ ہیں(2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن انباری، ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مختلف طرق کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔ سفیان نے کہا میں نے ربیع بن خثیم کے مصحف میں دیکھا تو اس میں یہ تھا فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ تھا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قرآن میں جہاں بھی صیام کا لفظ ہوتا وہ ساتھ مُتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن میں جہاں بھی روزوں کا ذکر ہے وہ پے در پے ہیں صرف رمضان کے قضاء روزے یہ عِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ہے(4)۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قسم کے کفارہ میں روزوں میں فاصلہ نہ کرتے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قسم کے کفارہ میں فرماتے کہ اسے پے در پے رکھے اگر وہ کسی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑے تو اس کی جگہ کسی اور دن روزہ رکھے(6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ذٰلِكَ سے مراد ہے کہ جو کفارہ ذکر کیا گیا ہے اِذَا حَلَفْتُمْ سے مراد ارادۃ کے ساتھ قسم اٹھانا ہے۔ احْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ سے مراد یہ ہے جھوٹی قسم اٹھانے کا قصد نہ کرو۔ كَذٰلِكَ سے مراد ہے اسی طرح۔ اٰيٰتِهٖ سے مراد کفارہ جو ذکر کیا گیا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ یعنی جو قسم کے کفارہ کے طور پر ایک یا دو دن روزہ رکھے پھر ایسی چیز پائے جو کھلائی جا سکے تو وہ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور روزے کو نفلی بنا دے۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قسم اٹھاتے تو اسے نہ توڑتے یہاں تک کہ کفارہ والی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 38، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 60، دارالفکر بیروت
3۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الکفارات، جلد 8، صفحہ 14-513 (03-16102)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 38۔
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الکفارات، جلد 3، صفحہ 87 (12365) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 88 (12369)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے میں قسم اٹھاتا ہوں اور اس کے خلاف چیز کو بہتر خیال کرتا ہوں تو میں وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت قبول کرتا ہوں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جس نے اپنے غلام کے بارے میں قسم اٹھائی کہ وہ اسے ضرور مارے گا تو اس کا کفارہ نہ مارنا ہے اور کفارہ کے ساتھ نیکی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ دس ہزار درہم دیے اور کہا اس قبلہ کے رب کی قسم اگر میں قسم اٹھاتا ہوں تو سچی قسم اٹھاتا ہوں یہ وہ شے ہے جس کے ساتھ میں اپنی قسم کا فدیہ دیتا ہوں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابونجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خاندان کے پچاس آدمیوں نے قتل کے بارے میں قسم اٹھائی گویا انہوں نے جھوٹی قسم اٹھائی پھر وہ نکلے جب وہ راستہ میں تھے تو ایک چٹان کے نیچے قیلولہ کیا ابھی وہ اس چٹان کے نیچے قیلولہ کر رہے تھے کہ چٹان ان پر سرک پڑی وہ اس کے نیچے سے تیزی سے نکلے تو اس چٹان کے پچاس ٹکڑے ہوئے اور ہر ٹکڑے نے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝٩٠ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝٩١ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝٩٢ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ۗ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝٩٣

"اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تمہیں یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ اور اطاعت کرو اللہ

1۔ صحیح بخاری، باب الایمان، الدر المنثور، جلد 4، صفحہ 209 (6422) دار الفکر بیروت

تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (کریم) کی اور محتاط رہو اور اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ ہمارے رسول کا فرض تو بس پہنچا دینا ہے کھول کر (ہمارے احکام کو)۔ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے جبکہ وہ پہلے بھی ڈرتے تھے اور ایمان رکھتے تھے اور نیک عمل کیا کرتے تھے پھر (ان احکام کے بعد بھی) ڈرتے ہیں اور (جو اترا) اس پر ایمان رکھتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے''۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب تین دفعہ حرام کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، لوگ شراب پیا کرتے تھے اور جوئے کا مال کھایا کرتے تھے۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے ان دونوں کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (219) نازل فرمائی۔ لوگوں نے کہا یہ (شراب) ہم پر حرام نہیں کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بہت بڑا گناہ ہے، وہ شراب پیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک روز ایک مہاجر صحابی نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، قرأت میں اس سے غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت سے شدید آیت نازل فرمائی فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء:43) لوگ شراب پیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک آدمی نماز پڑھنے کے لئے آتا جبکہ وہ شام کو شراب پیتا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی سخت یہ آیت نازل فرمائی۔ لوگوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم رک گئے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کچھ صحابہ تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں اور کچھ اپنے بستروں پر فوت ہو گئے ہیں جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے اور جوئے کا مال کھایا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ناپاک اور شیطان کا عمل قرار دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ نازل فرمائی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو ان پر حرام فرماتا تو وہ بھی اسے اسی طرح چھوڑ دیتے جس طرح تم نے اسے چھوڑا ہے (1)۔

امام طیالسی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کے بارے میں تین آیات نازل ہوئیں سب سے پہلے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ (البقرۃ:219) نازل ہوئی یہ کہا گیا کہ شراب حرام کر دی گئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں اس سے نفع حاصل کرنے دیجئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے پھر سورۂ نساء کی آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (النساء:43) نازل ہوئی کہا گیا شراب حرام کر دی گئی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نماز کے قریب (اوقات میں) نہیں پئیں گے رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...... نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب حرام کر دی گئی ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور نحاس نے ناسخ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 351، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 4 (5570) دار الکتب العلمیہ بیروت

عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے بارے میں شراب کی حرمت والی آیت نازل ہوئی، ایک انصاری صحابی نے کھانا تیار کیا، ہمیں دعوت دی، اس کے گھر میں لوگ آ گئے۔ انہوں نے کھانا کھایا اور شراب پی یہاں تک کہ شراب سے انہیں نشہ ہو گیا۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔ یہ افراد باہم فخر کرنے لگے۔ انصار نے کہا انصار بہترین ہیں۔ قریش نے کہا قریش بہترین ہیں۔ ایک آدمی اونٹ کے جبڑے کی ہڈی کی طرف جھکا۔ اس نے وہ ہڈی میری ناک پر ماری اور اسے توڑ دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے ابن شہاب کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے جس وقت شراب حرام کی گئی اس کا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ نے شراب پی۔ وہ باہم جھگڑ پڑے اور انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک کی ہڈی توڑ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام طبرانی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا میرے بارے میں قرآن حکیم کی تین آیات نازل ہوئی ہیں۔ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔ میں نے ایک آدمی کے ساتھ مل کر شراب پی میں اس کے ساتھ الجھا۔ وہ میرے ساتھ الجھا میں اس پر غضب ناک ہوا تو اسے زخمی کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ میرے بارے میں ہی سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر 8، وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا نازل ہوئی اور میرے بارے میں ہی سورۂ مجادلہ کی آیت 12 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ نازل ہوئی میں نے جو پیش کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انلث زھیدتو زہید ہے تو پھر بعد والی آیت ءَأَشْفَقْتُمْ۔ 13 نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم انصار کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوا انہوں نے شراب پی جب نشہ چڑھا تو وہ ایک دوسرے سے فضول مذاق کرنے لگے۔ جب نشہ ختم ہوا تو ان میں سے کوئی اپنے چہرے، کوئی سر اور کوئی اپنی داڑھی پر مذاق کا اثر دیکھنے لگا تو وہ کہتا میرے ساتھ اس بھائی نے یہ کیا ہے۔ وہ باہم بھائی تھے کسی کو بھی دوسرے سے کوئی کینہ نہ تھا۔ اللہ کی قسم اگر یہ مجھ پر شفیق ہوتا تو میرے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا یہاں تک کہ ان کے دلوں میں کینہ پیدا ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ بعض تکلف کرنے والے یہ کہنے لگے یہ ناپاک ہے۔ یہ فلاں کے پیٹ میں تھا۔ جب وہ بدر کے مقام پر شہید ہوا۔ فلاں احد کے مقام پر شہید ہوا تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ ہم شراب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ہم اعلانیہ شراب پیا کرتے تھے۔ میں اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 43 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 43

کیا۔ اس سے قبل شراب کی حرمت کا یہ حکم نازل ہو چکا تھا۔ میں واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور یہ آیت ان پر تلاوت کی۔ بعض لوگوں کے ہاتھ میں برتن تھا۔ انہوں نے کچھ شراب پی لی تھی اور کچھ برتن میں تھی یہ کہا بالا ناء تحت شفته العلیا۔ یعنی برتن میں جو اوپر والے ہونٹ کے نیچے تھا جس طرح حجام کرتا ہے پھر انہوں نے وہ شراب بہادی جو ان کی صراحیوں میں تھی اور کہا اے ہمارے رب ہم رک گئے (1)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل مدینہ اللہ تعالیٰ نے شراب کے بارے میں اشارۃً حکم دے رہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ عنقریب اس بارے میں کوئی واضح حکم نازل ہو جائے پھر (ایک دن) آپ کھڑے ہوئے، فرمایا اے اہل مدینہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب کی حرمت کا حکم نازل کر دیا ہے تم میں سے جو یہ آیت لکھے اور اس کے پاس شراب ہو تو وہ اسے نہ پیئے (2)۔

امام ابن سعد نے حضرت عبد الرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں شراب کو حرام کیا تھا کہا میں وہ چیز نہ پیوں گا جو میری عقل ضائع کر دے اور جس کی وجہ سے مجھ سے کم مرتبہ مجھ پر ہنسے اور وہ مجھے برانگیختہ کرے کہ میں اپنی معزز عورت کے ساتھ خواہش پوری کروں جس کے ساتھ میں کوئی ارادہ نہیں کرتا تو سورۂ مائدہ میں شراب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک آدمی میرے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا شراب حرام کر دی گئی ہے اور اس آیت کی تلاوت کی۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہلاک ہو میری بصیرت پہلے ہی اس میں واضح تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ میں **یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ** (بقرہ:219) نازل ہوئی تو کچھ لوگ اسے پیتے رہے کیونکہ آیت میں یہ الفاظ تھے۔ منافع للناس اور ایک جماعت نے اسے پینا چھوڑ دیا کیونکہ اس آیت میں اثم کبیر کے الفاظ تھے انہیں لوگوں میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ سورۂ نساء کی آیت **لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى** (نساء:43) نازل ہوئی۔ ایک جماعت نے اسے چھوڑ دیا اور ایک جماعت اسے پیتی رہی۔ وہ دن میں نماز کے اوقات میں نہ پیتے اور رات کو پی لیتے یہاں تک کہ سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شراب تجھے جوئے، بتوں اور تیروں کے ساتھ ملا دیا گیا ہے تو دور ہو جا تو لوگوں نے شراب پینا چھوڑ دیا۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں شراب کے بارے میں وسوسے تھے۔ لوگ شراب کی مشک کے پاس سے گزرتے تو اسے پھاڑ دیا جاتا تو اس کے پاس سے اس کے مالک گزر جاتے اور وہ کہتے ہم تجھے اس مقام سے عزت دیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا شراب سے زیادہ سختی کے ساتھ کوئی چیز مجھ پر حرام نہیں کی گئی یہاں تک کہ ایک آدمی ساتھی سے ملتا اور کہتا میرے دل میں ایک کھٹکا ہے اس کا ساتھی کہتا شاید تو شراب کا ذکر کرتا ہے، تو وہ کہتا جی ہاں۔ تو وہ کہتا میرے دل میں بھی وہی بات ہے جو تیرے دل میں ہے یہاں تک کہ اس کا ذکر ایک قوم نے کیا اور اس بارے میں وہ اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے ہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 43، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 4 (5569)

کیسے اس بارے میں بات کریں جبکہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ وہ ڈرتے تھے کہ کہیں ان کے بارے میں کوئی آیت ہی نازل نہ ہو جائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے دلوں میں ایک دلیل تیار کی ہوئی تھی انہوں نے عرض کی ہمیں بتایئے کیا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جنت میں نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ صحابہ نے عرض کی کیا وہ اس دنیا سے اس حال میں رخصت نہیں ہوئے کہ وہ شراب پیتے تھے؟ ہمارے اوپر ایک ایسی چیز حرام کی گئی جبکہ وہ اسے پیتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ سن لیا ہے جو تم نے کہا۔ اگر اس نے چاہا تو وہ جواب عطا فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ نازل فرمائی تو انہوں نے کہا ہم رک گئے اور جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا ذکر کیا ان کے بارے میں یہ آیت لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد تمام قسم کا جوا ہے کہا اس آیت قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی مذمت کی اسے حرام نہ کیا یہ ان دنوں لوگوں پر حلال تھی پھر اللہ تعالیٰ نے شراب کے بارے میں یہ آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (النساء:43) نازل فرمائی اس کا نشہ حرام کر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل فرمائی اس کی حرمت اس آیت میں ثابت ہوگئی۔ شراب تھوڑی ہو یا زیادہ وہ نشہ دے یا نہ دے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے شراب کی حرمت کے بارے میں سب سے پہلے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 219 نازل ہوئی۔ بعض نے کہا ہم اس کے منافع کی وجہ سے پئیں گے۔ دوسروں نے کہا اس چیز سے کوئی بھلائی نہیں جس میں گناہ ہو پھر یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء:42) نازل ہوئی، بعض نے کہا ہم اسے پئیں گے اور گھروں میں بیٹھے رہیں گے۔ دوسروں نے کہا اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جو ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں انہیں منع کیا تو وہ رک گئے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء: 42) کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ شراب پیا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نہ پیتے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اس وقت فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت قریب کر دی ہے پھر غزوۂ احزاب کے بعد شراب کو سورہ مائدہ میں حرام کر دیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہ شراب لوگوں کو بے وقوف بنا دیتی ہے، مال ضائع کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ نازل ہوئی تو لوگ شراب پینے سے رک گئے۔ یہ بھی کہا کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے جس کے پاس شراب ہو نہ اسے پیے اور نہ ہی اسے بیچے۔ تو مسلمان طویل

وقت تک شراب کی بوگلیوں میں پاتے رہے کیونکہ مسلمانوں نے بہت زیادہ شراب انڈیل دی تھی۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں شرابی کو ہاتھوں، جوتوں اور ڈنڈوں سے مارا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش ہم اس کے لئے ایک خاص سزا معین کر دیتے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جو اسے مارا کرتے تھے اسی کی طرف وہ مائل ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چالیس کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اسی طرح چالیس کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ مہاجرین میں سے ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا تو اس آدمی نے کہا تم مجھے کیوں کوڑے مارتے ہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب مانع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو کہاں پایا تا ہے کہ میں تجھے کوڑے نہ ماروں تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا بے شک میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے پھر کہا اللہ کا فرمان ہے ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر اور احد، خندق اور تمام غزوات میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہیں دو گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیات تو گزرے ہوؤں کے لئے معذرت اور بعد والوں کے لئے بطور حجت نازل ہوئی ہیں، گزرے ہوؤں کے لئے عذر اس لئے ہے کیونکہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے وہ فوت ہو گئے تھے اور بعد والوں کے لئے حجت اس طرح ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ (المائدہ:90) اگر چہ وہ مومن ہے اللہ تعالیٰ نے اسے شراب پینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری رائے یہ ہے جب ایک آدمی شراب پیتا ہے تو اسے نشہ ہو جاتا ہے، جب اسے نشہ ہوتا ہے تو وہ یاوہ گوئی کرتا ہے۔ جب وہ یاوہ گوئی کرتا ہے تو بہتان لگاتا ہے اور جھوٹا بہتان لگانے والے پر اسی کوڑے ہوتے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابوطلحہ سے جو ام انس کے خاوند تھے سے روایت کی ہے جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اعلان کرنے کے لئے بھیجا خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے اسے نہ بیچو، جس کے پاس اس میں سے کوئی چیز ہو تو وہ اسے انڈیل دے۔ ابوطلحہ نے کہا اے بچے ان مشکیزوں کے بند کھول دو۔ اسے کھولا اور اسے بہا دیا۔ ہم نے اس روز کچھ کھجوروں اور پکی کھجوروں کی شراب بنائی تھی۔ تمام لوگوں نے شراب بہا دی یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چلنا مشکل ہو گیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم کھانا کھاتے اور اس شراب سے پیتے فلاں آدمی اللہ کے نبی کی جانب سے آیا کہا تم یہ شراب پیتے ہو جبکہ اس بارے میں حکم نازل ہو چکا ہے ہم نے کہا تم کیا کہتے ہو؟ اس

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الحدود، جلد 4، صفحہ 417 (8132)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے کہا میں صحیح کہتا ہوں۔ میں نے ابھی رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے اور آپ ﷺ کے پاس سے ہی تمہارے پاس آ رہا ہوں ہم اٹھے اور برتن میں جو تھا اسے بہا دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یتیم کا مال تھا اس مال کے بدلے میں انہوں نے شراب خرید لی۔ جب شراب حرام کر دی گئی وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی کیا میں اسے سرکہ بنا دوں؟ فرمایا نہیں اسے بہادو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے جب وہ نازل ہوئی تو مدینہ طیبہ میں جو شراب بنائی جاتی تھی وہ کھجور کی ہوتی۔

امام ابویعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو میں اپنے دوستوں کے پاس گیا جبکہ شراب ان کے سامنے پڑی ہوئی تھی میں نے شراب کو پاؤں کی ٹھوکر ماری۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو چکا ہے ان دنوں شراب کچی اور پکی کھجور سے بنائی جاتی تھی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء کی آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگ شراب پیتے تھے۔ جب وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ مائدہ میں ہے تو صحابہ نے شراب چھوڑ دی۔

امام مسلم، ابویعلی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے بارے میں اشارہ سے حکم دیا ہے جس کے پاس اس میں سے کچھ ہو تو وہ اسے بیچ دے اور اس سے نفع حاصل کر لے۔ ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے جس تک یہ آیت پہنچے اور اس کے پاس شراب میں سے کوئی چیز ہو تو وہ اسے نہ بیچے اور نہ ہی اسے پیئے۔ جن کے پاس اس میں سے کوئی چیز تھی تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے مدینہ طیبہ کے راستے میں انڈیل دیا (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب تھوڑی ہو یا زیادہ اور ہر مشروب میں سے نشہ دینے والی چیز کو حرام کر دیا گیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا شراب کب حرام کی گئی، کہا غزوۂ احد کے بعد جب ہم غزوۂ احد کے لئے نکلے تھے تو ہم نے صبح شراب پی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز شراب حرام کی گئی ان دنوں شراب کھجور اور زبیب سے بنائی جاتی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جس کے پاس یتیموں کا

1۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 116 (3032) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم شرح نووی باب تحریم بیع الخمر، جلد 12-11، صفحہ 3، (78-1568)

مال ہوتا تو وہ اس سے شراب خرید لیتا۔ وہ اس شراب کو ان کے لئے خریدتا اور بیچتا پھر مال محفوظ کر لیتا اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمایا۔ وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے اللہ کے نبی ان یتیموں کا شراب کے بغیر کوئی مال نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے انڈیل دو۔ تو اس نے وہ شراب انڈیل دی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب حرام کی گئی تو مدینہ طیبہ میں اس میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی اس دن شراب حقیر چیز تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز شراب حرام کی گئی تو مدینہ طیبہ میں شراب حقیر چیز تھی۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جو یہ آیت ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یہ تورات میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حق اس لئے نازل فرمایا تا کہ اس کے ساتھ باطل مٹا دے اور اس کے ساتھ کھیل کود، ناچ گانا، ستار بجانا، بانسری بجانا، دف، طنبورہ، شعر اور شراب کو باطل کرے ہر اس آدمی کے لئے جو ان کی خواہش کرے۔ میرے رب نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے حرام کرنے کے بعد جس نے شراب پی تو میں اسے قیامت کے روز پیاسا رکھوں گا اور میرے حرام کرنے کے بعد جس نے اسے چھوڑ دیا میں اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کیا اور یہ نشہ آور چیز حرام ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کیا جبکہ مدینہ طیبہ میں تو خشک انگور کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔

امام احمد، ابویعلی، ابن جارود اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے پاس ایک یتیم کی شراب تھی جب سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یہ یتیم کی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اسے انڈیل دو (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب حرام کی گئی جبکہ یہ اس وقت مٹکوں میں تیار کی جاتی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اس وقت ہماری شراب خشک انگور اور کھجور کی ہوتی تو ہم نے ان دونوں کو انڈیل دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 285، دارالفکر بیروت
2۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 539 (1272) دارالکتب العلمیہ بیروت

سنا کہ کھجور سے بھی بنائی شراب خمر ہے شہد سے بنائی گئی شراب خمر ہے خشک انگور سے بنائی گئی شراب خمر ہے، انگور سے بنائی گئی شراب خمر ہے گندم سے بنائی گئی شراب خمر ہے میں تمہیں ہر نشہ دینے والی چیز سے منع کرتا ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ والی آیت نازل ہوئی تو ایک قوم نے (اثم کبیر) کی وجہ سے شراب کو ناپسند کیا اور ایک قوم (ومنافع للناس) کے الفاظ کی وجہ سے پیتی رہی یہاں تک کہ سورۂ نساء کی آیت نازل ہوئی تو لوگ نماز کے اوقات میں اسے نہ پیتے اور دوسرے اوقات میں پی لیتے یہاں تک کہ مائدہ والی آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو برباد ہو آج تجھے جوئے کے ساتھ ملا دیا گیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ اس آیت کی وجہ سے لوگوں نے شراب چھوڑ دی پھر سورۂ نحل کی آیت تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا (67) نازل ہوئی تو لوگوں نے اسے پیا پھر سورۂ مائدہ کی یہ دو آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت نازل ہوئی تو لوگ لگاتار اسے پیتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کھانا تیار کیا ان کے ساتھی نے ہمیں دعوت دی جبکہ حضرت علی بن ابی طالب سورہ کافرون پڑھ رہے تھے مگر اسے نہ سمجھ سکے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نازل فرمائی جس میں شراب کے بارے میں سخت حکم تھا تب بھی وہ حلال تھی۔ صحابہ صبح کی نماز کے بعد دن بلند ہونے تک شراب پی لیتے، وہ ظہر کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے جبکہ وہ نشہ سے خالی ہوتے پھر وہ شراب نہ پیتے یہاں تک کہ وہ عشاء کی نماز پڑھ لیتے پھر وہ فجر کی نماز پڑھتے جبکہ وہ نشہ سے خالی ہوتے پھر وہ شراب پیتے رہے یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کھانا بنایا ان کے ساتھی نے انصار کے ایک آدمی کو بلایا جس نے ان کے لئے اونٹ کا سر بھون دیا پھر انہیں کھانے کی دعوت دی۔ جب انہوں نے کھانا کھا لیا تو شراب پی جس سے انہیں نشہ ہو گیا تو وہ باتیں کرنے لگے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کی تو انصاری ناراض ہو گیا تو اس نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھائی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک توڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے شراب کا پہلا حکم منسوخ کر دیا اور اس کی حرمت کا حکم نازل فرما دیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احزاب کے بعد سورۂ مائدہ میں شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا ان دنوں عربوں کے لئے اس سے زیادہ پسندیدہ چیز نہ تھی (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کا حکم دینے والا ہے پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کا حکم دینے والا ہے پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ شراب کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 434، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 435
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 436
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 436

حرمت کا حکم جلد ہی نازل فرمانے والا ہے پھر سورۂ مائدہ کی آیت نازل ہوئی تو اسی کے ساتھ ہی شراب حرام کر دی گئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں، سب سے پہلے وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے پھر سورۂ نحل کی آیت نمبر 67 نازل ہوئی پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی۔ اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ کوئی نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کے پیچھے ایک نشہ والے آدمی نے کچھ گایا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء والی آیت کو نازل فرمایا ایک جماعت اسے پیتی رہی اور ایک جماعت نے اسے چھوڑ دیا پھر سورۂ مائدہ والی چوتھی آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ہمارے رب ہم رک گئے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ شراب پیتے اور جوئے کا مال کھاتے تھے۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ والی آیت نازل فرمائی۔ لوگوں نے کہا یہ ایسی شے ہے جس میں رخصت ہے وہ جوئے کا مال کھاتے شراب پیتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طالب ہوتے یہاں تک کہ ایک آدمی نے مغرب کی نماز پڑھی تو وہ سورۂ کافرون کی قرأت کرنے لگا لیکن وہ اسے اچھی طرح نہ پڑھ سکا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء والی آیت نازل فرمائی۔ لوگ شراب پیتے جب نماز کا وقت ہوتا تو شراب چھوڑ دیتے۔ وہ نماز پڑھتے تو انہیں پتہ ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں وہ اس طرح کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم اس سے رک گئے (2)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا نہیں مرے گا مگر وہ بت پرست کی طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، شطرنج اور جوار باجرہ کی شراب کو حرام کیا ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر شراب، جوا اور شطرنج کو حرام قرار دیا ہے ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا جبکہ مدینہ طیبہ میں پانچ قسم کی شرابیں تھیں جس میں سے ایک انگور کی شراب تھی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 37-436، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 442
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 158، دار صادر بیروت
4۔ صحیح بخاری، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 26 (5468) دار الفکر بیروت

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب کی خرید و فروخت، بتوں کی قربانیاں، مردار اور خنزیر کو حرام کیا ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کی مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اس کے ساتھ کشتیوں اور چمڑے پر تیل ملا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں۔ فرمایا نہیں یہ حرام ہے پھر اسی موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے، اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربی کو حرام کیا تو انہوں نے چربی کو پگھلایا، اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قبیلہ دوس کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شراب کا ایک مشکیزہ لایا۔ اس نے وہ مشکیزہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تجھے علم ہے کہ تیرے بعد اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے۔ وہ دوسی اپنے ساتھ والے آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مشکیزہ بیچ دینے کو کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تجھے علم نہیں کہ جس چیز کا پینا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا بھی حرام کیا ہے۔ آپ نے اس مشکیزہ کے بارے میں حکم دیا تو اسے انڈیل دیا گیا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ بچا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت تمیم داری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہر سال رسول اللہ ﷺ کو ایک مشکیزہ شراب کا پیش کرتا تھا جس سال شراب حرام کی گئی تو وہ ایک مشکیزہ لایا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ دیکھا تو آپ ﷺ مسکرائے، فرمایا کیا تجھے علم ہے کہ یہ حرام کر دی گئی ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اسے بیچ دیں اور اس کی قیمت سے نفع اٹھائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، اللہ تعالیٰ نے ان پر گائے اور بھیڑ بکریوں کی چربی کو حرام کیا تو انہوں نے اسے پگھلایا اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی، شراب کی قیمت حرام ہے، اس کا بیچنا حرام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابوعوانہ، طحاوی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، دار قطنی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا اما بعد جس روز شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اس وقت یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی، انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد۔ خمر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ نبیذیں پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھیں کھجور، زبیب، شہد، گندم اور جو ان میں سے جس سے تجھے نشہ ہو جائے پھر تیرا نشہ ختم ہو جائے تو وہ خمر (شراب) ہے (3)۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہر

1۔ صحیح مسلم شرح نووی، جلد 12-11، صفحہ 4 (1581) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5577)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 67 (23751)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نشہ دینے والی چیز خمر (شراب) ہے اور ہر شراب حرام ہے (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ زبیب (خشک انگور) اور کھجورے جب نبیذ بنایا جائے تو وہ واقعی شراب ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، نحاس نے ناسخ میں اور حاکم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ ذہبی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گندم، جو، خشک انگور، کھجور اور شہد سے بنائی گئی بھی شراب ہوتی ہے، میں تمہیں ہر نشہ دینے والی چیز سے منع کرتا ہوں (3)۔

امام حاکم نے حضرت مریم بنت طارق رحمہا اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے میں مہاجر عورتوں کے ساتھ تھی ہم نے حج کیا تھا ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں، عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے برتنوں کے بارے میں پوچھنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم ان برتنوں کے بارے میں پوچھتی ہو جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جو چیزیں تمہیں نشہ دیں ان سے اجتناب کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے اگرچہ اس کے محبوب کا پانی ہو، اسے چاہیے کہ وہ اس سے اجتناب کرے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ خمر ان دو درختوں (کے پھلوں) سے ہوتا ہے کھجور اور انگور (5)۔

امام ابن ابی دنیا نے ملاہی کی مذمت میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔

امام بیہقی نے سنن میں نافع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد ایرانیوں کے چوسر کے پانسے اور عربوں کے تیر ہیں یہ ہر قسم کا جوا ہے۔

امام بیہقی نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد ہر قسم کا جوا ہے یہاں تک وہ اخروٹ جس کے ساتھ بچے کھیلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جن کے ساتھ جھڑکا جاتا ہے یہ بھی جوا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جن کے ساتھ روکا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی جوا ہے (6)۔

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5578) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 157 (7218) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 69 (3379) بیروت 4۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 164 (7238)

5۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 69 (3378) 6۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 238 (6504)

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاھی میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان نشان زدہ کھلونوں سے بچو جو روکتے ہیں کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے (1)۔

وکیع، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابو الشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جو روکتے ہیں کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر قسم کا جوا میسر میں داخل ہے یہاں تک کہ بچوں کا اخروٹوں اور پانسوں کے ساتھ کھیلنا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ چوسر اور شطرنج جوا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے چوسر کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ بھی جوا ہے تو انہوں نے فرمایا ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کر دے وہ جوا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عرض کی گئی کہ اس لڈو کو تم ناپسند کرتے ہو تو شطرنج کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کر دے وہ جوا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، ابو الشیخ، بیہقی نے شعب میں حضرت ربیعہ بن کلثوم رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اے اہل مکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ ایسا کھیل کھیلتے ہیں جسے نردشیر کہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے تو یہ آیت منتھون تک پڑھی میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میرے پاس اگر ایسا آدمی لایا گیا تو میں اس کے بالوں اور چمڑے میں سزا دوں گا اور جو آدمی اسے میرے پاس لائے گا میں اس کا سامان پکڑ کر لانے والے کے حوالے کر دوں گا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی دنیا نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نردشیر کے ساتھ کھیلا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (5)۔

امام احمد نے حضرت ابو عبد الرحمٰن خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی نرد (لڈو) کے ساتھ کھیلتا ہے پھر اٹھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو پیپ اور حیض

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 238 (6501)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی اللعب بالنردہ، جلد 5، صفحہ 287 (26150)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 242 (6519)   4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 239 (6511)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 286 (26141)

کے خون کے ساتھ وضو کرتا ہے پھر اٹھ کر نماز شروع کر دیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی دنیا نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو جوئے کے ارادہ سے لڈو کھیلتا ہے تو وہ خنزیر کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے اور جو جوئے کے بغیر لڈو کھیلتا ہے تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جو خنزیر کی چربی سے تیل لگاتا ہے(2)۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جوئے کے ارادہ سے لڈو کھیلنے والا میسر کا ارتکاب کرنے والا ہے اور جو اسے فضول کھیلتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنا ہاتھ خنزیر کے خون میں رنگین کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا اس آدمی کی طرح ہے جو خنزیر کی جلد اتارنے والے کے پاس بیٹھتا ہے اسے وضو کرنے کا حکم دیا جائے گا، لڈو کے مہرے اور شطرنج برابر ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو نرد کھیل رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لہو ولعب کرنے والے دل، مصروف کار ہاتھ اور لغو کلام کرنے والی زبانیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نرد مجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شطرنج بھی نرد کی ایک قسم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ ایک یتیم کے مال کے والی بنے تو آپ نے نرد کو جلا دیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید اللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ نرد سے بھی برا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ مجوسیوں کا عمل ہے اسے نہ کھیلا کرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عبد الملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک شامی آدمی کو دیکھا کہ وہ ہر مومن کے لئے دن میں بارہ دفعہ استغفار کرتا ہے مگر شطرنج کھیلنے والوں کے لئے دعا نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔ دور جاہلیت میں لوگ اپنے گھر والوں اور مال پر جوا کھیلتے تو وہ مال سے محروم ہو جاتے اور غمگین بیٹھے ہوتے۔ وہ اپنا مال غیر کے ہاتھ میں دیکھتا تو اس طرح یہ چیز لوگوں میں باہم دشمنی اور بغض پیدا کر دیتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کر دیا۔ اس میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ یہ ناپاک ہے۔ شیطان کا عمل ہے۔ اس سے بچو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے لیث کے واسطہ سے حضرت عطاء، حضرت طاؤس اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے کہا ہر وہ چیز جس میں جوا ہو تو وہ میسر میں شامل ہے

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 370، دار صادر بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 287 (26154) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

یہاں تک کہ بچوں کا مہروں اور اخروٹوں کے ساتھ کھیلنا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بچوں کو دیکھا جو عید کے روز جوا کھیل رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا جوا نہ کھیلو کیونکہ یہ میسر میں سے ہے(2)۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ہر وہ کھیل جس میں جوا، اچھل کود، شور وغل اور برائی ہو تو وہ میسر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن شریح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں میسر میں سے ہیں کبوتروں کے لئے سیٹیاں بجانا جوا اور پانسوں کے ساتھ کھیلنا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کبوتر کا پیچھا کر رہا تھا۔ فرمایا شیطان شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے وہ کبوتروں کو ذبح کرنے اور کتوں کو مار ڈالنے کا حکم ارشاد فرما رہے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت خالد الحذاء رحمہ اللہ سے وہ ایک ایسے آدمی سے جسے ایوب کہا جاتا روایت کرتے ہیں کہ قوم فرعون کے کھیل کا ذریعہ کبوتر ہوتے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی اڑنے والے کبوتر سے کھیلتا ہے وہ اپنی موت سے پہلے فقر کا دکھ چکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کا میسر گوشت کو بکری یا دو بکریوں کے بدلے میں بیچنا تھا۔

امام ابن منذر نے حضرت میسر رحمہ اللہ کے بارے میں محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ اونٹ خریدتے اس کے ٹکڑے کرتے پھر وہ تیر لیتے اور انہیں پھینکتے ایک آدمی اعلان کرتا یا یا سر الجزور یا یا سر الجزور اے اونٹوں کے جواری جس کا تیر نکلتا تو وہ بغیر کسی عوض کے حصہ لے لیتا جس کا تیر نہ نکلتا تو اس پر چٹی لگا دی جاتی اور وہ کوئی چیز نہ لیتا۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ اس جانور کے قصائی کہاں ہیں تو دس آدمی جمع ہو جاتے تو وہ اس جانور کو دس اونٹ کے بچوں کے عوض خرید لیتے پھر وہ تیر گھماتے تو وہ نو کے عوض ہو جاتا یہاں تک ایک تک معاملہ پہنچ جاتا تو دوسرے ایک بچے کی چٹی بھرتے تو یہ میسر تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصاب سے مراد پتھر ہیں جن کے لئے وہ جانور ذبح کرتے ازلام سے مراد تیر ہیں جن تیروں کی مدد سے وہ امور تقسیم کرتے تھے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 89-288 (72-26169) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 288 (26170)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان لوگوں کی کنکریاں ہوتیں ان میں سے جب کوئی ارادہ کرتا کہ جنگ پر جائے یا گھر بیٹھے تو وہ ان کی مدد لیتا۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ازلام سے مراد ایرانیوں کے چوسر کے پانسے ہیں جن سے وہ جوا کھیلا کرتے اور عربوں کے تیر ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سلمہ بن وھرام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے ازلام کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ دور جاہلیت میں ان کے تیر ہوتے تھے جنہیں وہ گھماتے۔ ان میں ایک معروف تیر ہوتا جس سے وہ فال پکڑتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو وہ تیر گھماتا۔ جب وہ تیر نکلتا تو وہ آدمی اپنے کام کے لئے نہ جاتا۔ اگر کوئی اور تیر نکلتا تو وہ اپنے کام کے لئے چلا جاتا۔ جب کوئی عورت کسی کام کا ارادہ کرتی تو وہ ان تیروں کو نہ مارتی۔ اسی کے بارے میں شاعر کا قول ہے۔

اِذَا جَدَّدَتْ اُنْثٰی لِاَمْرٍ خِمَارَهَا   اَتَتْهُ وَلَمْ تَضْرِبْ لَهٗ بِالْمَقَاسِمِ

جب عورت نے خمار کے معاملہ کے لئے کوشش کی تو اس کے پاس آئی اور اس کام کے لئے تیروں کو نہ گمایا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رجس کا معنی ناراضگی نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رجس کا معنی گناہ ہے (من عمل الشیطان) معنی یہ شیطان کا مزین کردہ ہے۔ شیطان تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جب انصاری نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا سر پھوڑ دیا تھا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ تو یہ وعید ہے۔ شراب، جوئے، انصاب اور تیروں کو حرام کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم ان دونوں کی اطاعت سے اعراض کرو گے تو یہ چیز ذہن نشین کر لو کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ اس کی حرمت کا بیان کرنا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ان ساتھیوں کا کیا بنے گا جو فوت ہو چکے ہیں جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو یہ آیت لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ نازل ہوئی (2)۔

امام طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ فوت ہو گئے جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے۔ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا ہمارے ان ساتھیوں کا کیا بنے گا جو فوت ہو گئے جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 46   3۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ جام حضرت ابوطلحہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت معاذ بن جبل، حضرت سہیل بن بیضاء اور ابودجانہ پر گھوم رہا تھا یہاں تک کہ ان کے سر کچی اور پکی کھجوروں کی شراب سے جھک گئے تھے کہ ہم نے ایک اعلان کرنے والے کی آواز کو سنا وہ کہہ رہا تھا خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے۔ نہ ہم پر کوئی داخل ہوا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی باہر نکلا۔ ہم نے شراب کو انڈیل دیا، مٹکے توڑ دیئے۔ ہم میں سے بعض نے وضو کیا اور بعض نے غسل کیا۔ ہم نے ام سلیم کی خوشبو لگائی پھر ہم مسجد کی طرف نکلے۔ تو رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آدمی کا کیا مقام ہے جو اس حال میں مر گیا جبکہ وہ شراب پیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابویعلی، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلانے والا تھا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔ ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟ میں نکلا میں نے کہا یہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے تو ابوطلحہ نے کہا جا اسے انڈیل دے تو شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ ان دنوں اہل مدینہ کی شراب کچی اور پکی کھجوروں سے بنی ہوئی تھی۔ بعض لوگوں نے کہا وہ اس وقت شہید ہوئے جبکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں صبح کے وقت لوگوں نے شراب لی پھر وہ شہید کر دیئے گئے (3)۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو یہودیوں نے کہا کیا تمہارے وہ بھائی جو فوت ہو چکے ہیں، وہ شراب نہیں پیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے کہا گیا ہے کہ آپ بھی ان میں سے ہیں یعنی ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں میں سے ہیں (4)۔

امام دارقطنی نے افراد میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ان بھائیوں کا کیا بنے گا جو اس وقت فوت ہوئے جب ان کے پیٹوں میں شراب تھی؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کے وہ صحابی ہیں جو مر گئے تھے جبکہ وہ شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیتے تھے تو حرمت سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 46، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 197 (3349) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1575 (809) دارالصمیعی الریاض
4۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 160 (7226)

پہلے تو ان پر کوئی حرج نہ تھا جب شراب حرام کر دی گئی تو انہوں نے کہا یہ ہمارے اوپر کیسے حرام کر دی گئی جبکہ ہمارے وہ بھائی فوت ہو گئے ہیں جو شراب پیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیتے تھے تو ان پر کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ محسن اور متقی تھے اور اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان مومنوں کے حق میں نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ کی قیادت میں غزوہ بدر اور غزوۂ احد میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ احزاب کے بعد سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمایا تو حضور ﷺ کے کچھ صحابہ نے کہا فلاں آدمی غزوۂ بدر میں شہید ہو گیا اور فلاں غزوۂ احد میں شہید ہو گیا جبکہ وہ شراب پیتے تھے جبکہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے یہ شراب اللہ تعالیٰ سے تقویٰ اور احسان کی صورت میں پی تھی۔ یہ ان دنوں ان کے لئے حلال تھی پھر بعد میں شراب حرام کر دی گئی اس لئے ان پر اس بارے میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے ان بھائیوں کے بارے میں کیا کہیں جو فوت ہو چکے ہیں جبکہ وہ شراب پیتے تھے اور جوئے کا مال کھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی اگر وہ حرام ہونے سے پہلے ایسی چیزیں کھاتے رہے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جب ان پر یہ چیزیں حرام کی گئیں تو انہوں نے احسان سے کام لیا۔ یہ آیت بھی سورۂ بقرہ کی آیت فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ (275) کی طرح ہے (3)۔

امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے کہا گیا ہے کہ آپ ان میں سے ہیں (4)۔

امام دینوری نے مجالسہ میں، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حضرت ثابت بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آل حاطب میں سے ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا عرض کی یا امیر المومنین میں مدینہ کی طرف جا رہا ہوں وہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھیں گے تو میں انہیں کیا جواب دوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں بتاؤ کہ حضرت عثمان ان لوگوں میں سے تھے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور یہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت محارب بن دثار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے شام میں شراب پی تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا تم نے شراب پی ہے؟ تو صحابہ نے کہا ہاں ہم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 47، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب لکھا اگر میرا خط تمہیں دن کے وقت پہنچے تو ان کے بارے میں رات کا انتظار نہ کرا اور اگر خط رات کو پہنچے تو ان کے بارے میں دن کا انتظار نہ کر، انہیں میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ اللہ کے بندوں کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ حضرت زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو پوچھا کیا تم نے شراب پی ہے؟ انہوں نے کہا پی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ آیت سنائی تو انہوں نے کہا اس سے بعد والی آیت لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پڑھیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین میں ایسی چیز جاری کی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اگر یہ گمان کرتے ہیں کہ شراب حلال ہے تو انہیں قتل کر دیں کیونکہ انہوں نے اس چیز کو حلال کیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اگر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حرام ہے تو انہیں اسی اسی کوڑے ماریں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حد کے بارے میں ہمیں باخبر کیا ہے جس میں ایک آدمی دوسرے پر بہتان باندھتا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا(1)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب، اس کا درخت لگانے اس کے پینے والے، اس کا رس نچوڑنے والے، اسے گھر میں رکھنے والے، مجلس میں اسے گھمانے والے، اس کو پلانے والے، اس کو اٹھانے والے، اس کی قیمت کھانے والے اور اس کے بیچنے والے پر لعنت کی ہے(2)۔

امام وکیع، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے دنیا میں شراب پی۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو آخرت میں شراب طہور نہ پیے گا(3)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی وہ آخرت میں اسے نہ پیے گا اگرچہ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے(4)۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یمن سے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے اس شراب کے متعلق پوچھا جو وہ جوار سے بنا کر پیتے تھے جسے مذر کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ بھی نشہ دیتی ہے؟ تو اس نے بتایا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نشہ دینے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحدود، جلد 5، صفحہ 503 (28409)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 9 (5584)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الاشربہ، جلد 13، صفحہ 147 (78) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 6 (5573)

والی چیز پینے والے سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے طینہ خبال پلائے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ، عرق یا عصارۃ کا لفظ ارشاد فرمایا(1)۔

امام عبدالرزاق، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے شراب پی اس کی چالس دن تک کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔ اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ پی تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے تیسری دفعہ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر شفقت فرمائے گا۔ اگر اس نے چوتھی دفعہ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے۔ عرض کی گئی طینہ خبال کیا ہے فرمایا جہنمیوں کی پیپ(2)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے ایک گھونٹ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔ اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ اگر وہ پھر شراب پیے تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ میں نہیں جانتا کہ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ فرمایا اور وہ پھر شراب پیئے تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے قیامت کے روز جہنمیوں کا گدلا پانی پلائے(3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے فتنہ کی وجہ سے ایک دفعہ نماز بھی چھوڑی گویا دنیا اور دنیا کی ہر چیز اس کی تھی وہ سلب کرلی گئی۔ جس نے نشہ کی وجہ سے چار دفعہ نماز چھوڑ دی تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اس شرابی کو طینہ خبال سے پلائے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ فرمایا جہنمیوں کے جسموں سے نچڑا ہوا مادہ(4)۔

امام ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے شراب، اس کے نچوڑنے، نچوڑنے کی خواہش کرنے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، اس کے اٹھانے والے، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جارہی ہے، اس کے پلانے والے، اس کے پینے والے اور اس کی قیمت کھانے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے(5)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل امین میرے پاس آیا۔ اس نے کہا اے محمد اللہ تعالیٰ نے شراب اس کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الاشربہ، جلد 13، صفحہ 145 (72) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5580)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8 (5581)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8 (5582)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 9 (5583)

نچوڑنے والے، نچوڑنے کی خواہش کرنے والے، پینے والے، اس کے اٹھانے والے، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جا رہی ہے، اس کے بیچنے والے، اس کے پلانے والے اور اس کے پلانے کا حکم دینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے(1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ام الخبائث سے بچو کیونکہ تم سے قبل امتوں میں سے ایک آدمی تھا وہ عبادت کرتا اور عورتوں سے دور رہتا۔ ایک بدکارہ عورت اس سے وابستہ ہوگئی۔ عورت نے اس آدمی کی طرف اپنا خادم بھیجا اور کہا ہم ایک شہادت کے لئے تجھے بلاتے ہیں۔ وہ مرد اس کے پاس داخل ہوا۔ جب بھی وہ ایک دروازے سے داخل ہوتا تو وہ پیچھے سے اس پر بند کر دیتی یہاں تک کہ وہ اس خوبصورت عورت کے پاس جا پہنچا جو بیٹھی ہوئی تھی جس کے پاس اس کا غلام بھی تھا اور ایک صراحی بھی جس میں شراب بھی پڑی ہوئی تھی۔ اس عورت نے کہا میں نے تجھے شہادت کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے تا کہ اس غلام کو تو قتل کر دے یا تو میرے ساتھ بدکاری کرے یا شراب کا ایک جام پی لے۔ اگر تو ایسا کرنے سے انکار کرے گا تو میں چیخ ماروں گی اور تجھے رسوا کر دوں گی۔ جب اس نیک آدمی نے دیکھا کہ اب کوئی چارہ کار نہیں تو آدمی نے کہا مجھے شراب کا پیالہ پلا دو۔ عورت نے اسے شراب کا پیالہ پلا دیا۔ اس نے کہا مجھے اور پلاؤ۔ وہ اسی طرح رہا یہاں تک اس نے اس عورت سے بدکاری کی اور اس آدمی نے غلام کو بھی قتل کر دیا۔ شراب سے بچو، اللہ کی قسم ایمان اور شراب کو ہمیشہ پینا ایک آدمی کے سینہ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے ان میں سے ایک دوسرے کو سینے سے نکال دے(2) عبد الرزاق نے مصنف میں اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے موقوف نقل کیا ہے۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی چابی ہے(3)۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو القاسم ﷺ نے مجھے تاکیدی حکم دیا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تیرے اعضاء کاٹ دیے جائیں یا تجھے جلا دیا جائے جان بوجھ کر فرض نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو آدمی جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور ہر مشرک اور ہمیشہ شراب پینے والے پر اسے ممنوع کر دیا ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین قسم کے افراد ایسے

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 9 (5585)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 10 (5586)
3۔ ایضاً، (5588)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 11 (5589)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 11، (5590)

ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی ان کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا۔ وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ جائے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے، وہ عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو یہاں تک کہ وہ خاوند اس پر راضی ہو جائے، نشہ میں دھت یہاں تک کہ اس کا نشہ ختم ہو جائے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا داخل نہیں ہوگا (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے دستر خوان پر بیٹھنے سے منع کیا ہے جس پر شراب پی جاتی ہو (3)۔

امام بیہقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کی بیوی حمام میں داخل نہ ہو جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ حمام میں تہہ بند کے بغیر داخل نہ ہو اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب گھمائی جاتی ہو۔

امام بخاری تاریخ میں سہل بن ابی صالح سے وہ محمد بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ شراب پر ہمیشگی اختیار کرتا ہو تو وہ بت پرست کی طرح ہے۔

امام بخاری تاریخ میں اور بیہقی نے حضرت سہیل رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کرتے ہیں امام بخاری نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح نہیں (4)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ شراب کا عادی تھا تو وہ بت پرست کی طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا (5)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب پی جس سے اس کی عقل جاتی رہی تو وہ گناہ کبیرہ کے ایک دروازے پر آیا (6)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدکاری کر لینا نشہ کی حالت میں ہونے سے مجھے زیادہ پسند ہے چوری کر لینا نشہ کی حالت میں ہونے سے اچھا ہے کیونکہ مدہوش پر ایک ایسا لمحہ بھی آتا ہے جس میں وہ اپنے رب کو بالکل ہی نہیں جانتا (7)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا، جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہیں

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 11 (5591)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 12 (5594)
3۔ ایضاً، (5595)
4۔ ایضاً (5597)
5۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 239 (17070) بیروت
6۔ شعب الایمان کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 13 (5599)
7۔ ایضاً (5600)

پیئے گا اور جس نے چاندی اور سونے کے برتنوں میں پیا وہ اسے آخرت میں نہیں پیئے گا۔ پھر کہا اس سے مراد جنتیوں کا لباس، جنتیوں کی شراب اور جنتیوں کے برتن ہیں (1)۔

امام حاکم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے ہمیشہ شراب پینے والا، قطع رحمی کرنے والا، جادو کی تصدیق کرنیوالا۔ جو آدمی ہمیشہ شراب پیتے ہوئے مر گیا اللہ تعالیٰ اس نہر غوطہ سے سیراب کرے گا۔ عرض کی گئی نہر غوطہ کیا ہے؟ فرمایا یہ ایسی نہر ہے جو بدکار عورتوں کی شرم گاہوں سے نکلے گی ان کی شرم گاہوں کی بدبو جہنمیوں کو اذیت دے گی (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور کچھ لوگ حضور ﷺ کے وصال کے بعد بیٹھے، انہوں نے سب سے بڑے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا۔ ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس بھیجا تا کہ میں ان سے سوال کروں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ کبیرہ شراب پینا ہے۔ میں ان کے پاس آیا اور انہیں بتایا سب نے اس کا انکار کیا سب تیزی سے اٹھے اور اس کے گھر میں آئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا اور اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پیے یا انسان کو قتل کر دے، بدکاری کرے یا خنزیر کا گوشت کھائے یا وہ اسے قتل کر دے گا۔ تو اس آدمی نے شراب پینا پسند کیا۔ جب اس نے شراب پی لی تو وہ کسی دوسرے عمل سے باز نہ رہ سکا جس کا انہوں نے اس سے ارادہ کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا جو آدمی بھی اسے پیتا ہے تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور جو آدمی اس حالت میں مرتا ہے کہ اس کے مثانے میں شراب میں سے کوئی چیز ہوتی ہے تو اس پر جنت حرام کر دی جاتی ہے۔ اگر وہ چالیس دنوں کے اندر مر جاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس نے حج کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ شام اور اس کی سردی کے بارے میں پوچھنے لگیں تو وہ انہیں خبر دینے لگا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا تم شام کی سردی پر کیسے صبر کرتے ہو؟ اس نے عرض کی اے ام المومنین وہ ایک شراب پیتے ہیں جسے طلا کہتے ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے لوگ شراب پیئیں گے اور اس کا نام کسی اور نام پر رکھیں گے (4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 157 (7216) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 (7234)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 (7236)
4۔ ایضاً (7237)

عالمین کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے گانے بجانے کے آلات، موسیقی کے آلات اور جاہلیت کے طریقہ کو ختم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے پھر فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی جس طرح اس نے شراب پی اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا۔ بعد میں اسے عذاب دیا جائے گا یا اسے بخش دیا جائے گا(1)۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کی ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ میں گانے بجانے کے آلات، موسیقی کے آلات، دور جاہلیت کے معمولات اور بتوں کو ہٹادوں۔ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم اٹھائی ہے کہ دنیا میں کوئی بھی شراب نہیں پیئے گا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسی کی مثل جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا بعد میں اسے بخش دیا جائے یا اسے عذاب دیا جائے دنیا میں کوئی بھی اسے نہیں چھوڑتا مگر میں اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا یہاں تک کہ اس کا نفس قانع ہو جائے گا(2)۔

امام حاکم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جب تو کسی نافرمانی پر قسم اٹھائے تو اسے چھوڑ دے دور جاہلیت کے کینوں کو اپنے قدموں کے نیچے پھینک دے شراب پینا چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے پینے والے کو پاک نہیں کرتا(3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں بھی زمین دھنسنا، پتھروں کی بارش اور شکلوں کا بگڑنا ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب گانے بجانے کے آلات اور لونڈیاں عام ہو جائیں گے اور شراب حلال کی جائے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں پتھروں کی بارش، شکلوں کا مسخ ہونا اور زمین میں دھنسنا ہوگا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب گانے بجانے کے آلات عام ہوں گے گانے والی لونڈیاں کثیر ہو جائیں گی اور شراب حلال سمجھی جانے لگے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں پتھروں کی بارش، شکلوں کا مسخ ہونا اور زمین میں دھنسنے کا عذاب ہوگا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ یہ کب ہوگا؟ فرمایا جب گانے بجانے کے آلات عام ہو جائیں گے گانے والی لونڈیاں کثرت سے ہوں گی اور شراب پی جائے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں زمین میں دھنسنا، شکلوں کا بگڑنا اور پتھروں کا برسنا بھی ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جبکہ وہ لا الہ الا اللہ بھی کہتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں یہ اس وقت ہوگا جب لونڈیاں عام ہو جائیں گی، بدکاری پھیل جائے گی، شراب پی جائے گی اور

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 243 (6529)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 211 (7852)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد   3۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 547 (6037) بیروت

ریشم پہنا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ترمذی سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت پندرہ کام کرے گی تو اس پر بلاء نازل ہوگی۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا جب مال غنیمت چند ہاتھوں میں گھومے گا، امانت کا مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا، زکوٰۃ کو چٹی خیال کیا جائے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا اور اپنے والد پر ظلم کرے گا، مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی، قوم کا سرداران کا کمینہ ترین فرد ہوگا اور ایک آدمی اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کرے گا، شرابیں پی جائیں گی، ریشم پہنا جائے گا، لونڈیاں اور گانے بجانے کے آلات اپنا لئے جائیں گے، اس امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے، اس موقع پر تین چیزوں کا انتظار کرو، سرخ ہوا، زمین میں دھنسنا اور شکلوں کا بگڑنا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت کی ایک جماعت کو بندروں اور ایک جماعت کو خنزیروں کی شکلوں میں مسخ کر دیا جائے گا، ایک جماعت کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، ایک جماعت پر بانجھ ہوا بھیجی جائے گی کیونکہ انہوں نے شراب پی، ریشم کا لباس پہنا، لونڈیوں کو اپنایا اور دف بجائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس امت میں زمین میں دھنسنا، پتھروں کی بارش اور شکلوں کا بگڑنا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شراب پی، لونڈیوں کو اپنایا اور گانے بجانے کے آلات استعمال کیے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں اس امت کی ایک جماعت بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دی جائے گی۔ صحابہ نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی نہیں دیتے۔ فرمایا کیوں نہیں؟ وہ روزے رکھیں گے، نمازیں پڑھیں گے اور حج کریں گے۔ عرض کی اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا انہوں نے گانے بجانے کے آلات موسیقی کے آلات اور لونڈیوں کو اپنا لیا اور شراب پینا اور ریشم پہننا حلال کر لیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت غازی بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے حدیث کو مرفوع ذکر کیا ہے ایک قوم بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دی جائے گی جبکہ وہ اپنے پلنگوں پر ہوں گے کیونکہ وہ شراب پیتے تھے اور بربط اور لونڈیوں سے کھیلتے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا نے صالح بن خالد سے روایت کی ہے جنہوں نے اسے نبی کریم ﷺ تک مرفوع روایت کیا ہے کہ میری امت میں سے ضرور کچھ لوگ ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شہروں پر ایک بڑا پہاڑ لائے گا یہاں تک کہ اس پہاڑ کو ان پر پھینک دے گا اور دوسروں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ ضرور کھانے، پینے اور گانے بجانے پر رات گزاریں گے، وہ اپنے پلنگوں پر صبح کریں گے جبکہ انہیں بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کیا جا چکا ہوگا۔

امام ابن عدی، حاکم اور بیہقی شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ان پر زمین میں دھنسنے، شکلوں کے بگڑنے اور پتھروں کی بارش کا عذاب ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب عورتوں کو گھوڑوں پر سواری کرتے ہوئے دیکھو، گانے بجانے والے آلات زیادہ ہو جائیں، جھوٹی شہادتیں عام ہو جائیں، شراب پی جائے اور اور چھپا نہ جائے اور نمازی مشرکوں کے سونے چاندی کے برتنوں میں پئیں، عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے لطف اندوز ہونے لگیں۔ جب تم یہ دیکھو تو ذلت کو طلب کرو، تیاری کرو اور آسمان سے پتھروں کی بارش سے بچو (1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت پانچ عمل کرے گی تو ان پر تباہی ہوگی۔ جب ان میں باہم لعنت اور ریشم کا لباس پہننے کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، وہ لونڈیاں اپنالیں گے، شراب پئیں گے، مرد مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفا کرلیں گی (2)۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس امت میں سے ایک قوم کھانے، پینے اور لہو ولعب پر رات گزارے گی، وہ صبح کریں گے جبکہ انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا جائے گا۔ انہیں زمین میں دھنسنے اور پتھروں کی بارش کے عذاب کا سامنا ہوگا یہاں تک کہ لوگ صبح کریں گے تو وہ کہیں گے آج رات فلاں لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا، آج کی رات فلاں کا گھر زمین میں دھنسا دیا گیا۔ ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی جس طرح قوم لوط کے قبائل اور گھروں پر پتھروں کی بارش ہوئی ان پر ضرور بانجھ ہوا چلائی جائے گی جس نے قوم عاد کو ان کے قبائل اور ان کے گھروں میں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شراب پی، ریشم کا لباس پہنا، لونڈیوں کو اپنایا، سود کھایا اور قطع رحمی کی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ابن ماجہ اور بیہقی حضرت ابو مالک اشعری سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اسے کوئی اور نام دیں گے، ان کے سروں پر گانے بجانے کے آلات اور گانا گانے والیاں گردش کناں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دے گا (4)۔

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 376 (5466) دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 377 (5467)
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 560 (8572)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 409 (4020)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی نے حضرت معاذ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امر رحمت اور نبوت کی صورت میں شروع ہوا پھر یہ رحمت اور خلافت ہوگی پھر خبیث بادشاہت ہوگی پھر یہ سرکشی جبر اور زمین میں فساد ہوگا۔ وہ ریشم، شراب اور شرم گاہوں کو حلال جانیں گے، اس پر انہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے انگوروں کے چننے کے وقت انہیں روکے رکھا تاکہ اسے کسی یہودی، نصرانی یا جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ اس سے شراب بنائے گا اس کے ہاتھ بیچے تو وہ علی وجہ البصیرت جہنم کی طرف بڑھا (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس چیز کو بھی ناپسند کرتے تھے کہ جانوروں کو شراب پلائی جائے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ عورتوں کو اس امر سے منع کرتی تھیں کہ وہ شراب سے سر میں کنگھی کریں (4)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی شراب پیئے اسے کوڑے مارو۔ فرمایا تین دفعہ ایسا کرو، اگر چوتھی دفعہ پیئے تو اسے قتل کردو (5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اسے یمن کی طرف بھیجا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کی میری قوم جوار سے شراب بناتی ہے جسے مزر کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ نشہ دیتی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ تو حضور ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا۔ عرض کی میں نے انہیں اس سے روکا ہے مگر وہ رکتے نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جو تیسری بار بھی نہ رکے تو اسے قتل کردے (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو، چوتھی دفعہ فرمایا جو شراب پیئے اسے قتل کردو (7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب وہ لوگ شراب پیئیں تو انہیں کوڑے مارو۔ یہ بات انہوں نے تین بار کہی۔ جب چوتھی دفعہ پیئیں تو انہیں قتل کردو۔ معمر نے کہا میں نے اس کا ذکر ابن منکدر سے کیا تو اس نے کہا آپ ﷺ نے قتل کو ترک کردیا تھا۔ ابن نعیمان حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو

1۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 16 (5616) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17 (5618)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 18، (5618)
4۔ ایضاً (5624)
5۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 247 (17087)
6۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 245 (17080)
7۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 245 (17079)

حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا پھر اسے لایا گیا تو حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اسے پھر لایا گیا تو حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اسے پھر لایا گیا تو چوتھی دفعہ یا اس سے زیادہ دفعہ بھی حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا(1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں قتل کردو۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے قتل کا حکم اٹھا لیا ہے۔ جب وہ شراب پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں کوڑے مارو۔ حضور ﷺ نے اس کا ذکر چار دفعہ کیا(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے تو اس پر حد جاری کرو، وہ پھر پیئے تو اس پر حد جاری کرو، اگر وہ چوتھی دفعہ پیئے تو اسے قتل کردو۔ آپ ﷺ کی خدمت ابن نعیمان لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو اسے جوتوں اور ہاتھوں سے مارا گیا۔ اسے پھر لایا گیا تو اس کے ساتھ پہلے والا سلوک کیا گیا، اسے چوتھی دفعہ لایا گیا تب بھی حضور ﷺ نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا اور قتل کا حکم ختم کردیا(3)۔

امام عبدالرزاق نے قبیصہ بن ذویب سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے شراب کے مسئلہ میں ایک آدمی کو چار دفعہ کوڑے مارے۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ابو محجن ثقفی کو شراب پینے کے بارے میں آٹھ دفعہ مارا(4)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو رمد بلوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی نے شراب پی۔ لوگ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس نے دوبارہ شراب پی۔ حضور ﷺ نے اسے دوبارہ حکم ارشاد فرمایا میں یہ نہیں جانتا کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کہا تو جلدی کی گئی اور اس کی گردن اڑا دی گئی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا، احسان جتلانے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم کتاب اللہ میں غور کرنے لگے، اس میں نافرمان کے بارے میں ہے فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ (محمد:22) اور احسان جتلانے والے کے بارے میں ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى (البقرہ:264) اور شراب کے بارے میں ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ (5)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مردویہ نے دیلمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کھانا اور مشروب بناتے ہیں پھر اسے اپنے چچا زاد بھائیوں کو کھلاتے ہیں تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا وہ نشہ دیتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ حرام ہے۔ جب آپ

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 247، (17081) بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 246 (17083)
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 247 (17085)
4۔ ایضاً، (17086)
5۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 99 (11170)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ﷺ سے الوداع ہونے کا وقت آیا تو میں نے آپ سے ذکر کیا۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی وہ تو اس مشروب سے صبر نہ کر سکیں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا جو اس سے صبر نہ کر سکے تو اس کی گردن اڑا دو (1)۔

امام ابن سعد اور امام احمد نے حضرت شرحبیل بن اوس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے قتل کردو (2)۔

امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یمن کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں نماز، سنتوں اور فرائض کے بارے میں بتایا پھر فرمایا یا رسول اللہ ﷺ ہمارا ایک مشروب ہے جسے ہم کھجور اور جو سے بناتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا غبیراء۔ لوگوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اسے استعمال نہ کرو۔ لوگوں نے عرض کی وہ تو اسے نہ چھوڑیں گے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جو اسے نہ چھوڑے اس کی گردن اڑا دو (3)۔

امام ابن مردویہ عمرو بن شعیب کی سند سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ شراب پیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں نہ پیئیں گے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شراب پی اللہ تعالیٰ چالیس روز تک ان کی نماز قبول نہیں فرماتا اگر وہ چالیس دنوں میں فوت ہو گیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا (4)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز شرابی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا جبکہ وہ نشہ کی حالت میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو ہلاک ہو تو نے کیا پیا؟ وہ عرض کرے گا شراب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے اسے تجھ پر حرام نہیں کیا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا کیوں نہیں۔ تو اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے دیا جائے گا (5)۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری امت کے لوگ برائی تکبر اور لہو ولعب میں رات گزاریں گے۔ وہ صبح بندوں اور خنزیروں کی صورت میں کریں گے کیونکہ انہوں نے محارم کو حلال جانا، لونڈیوں کو اپنایا، شراب پی، سود کھایا اور ریشم کا لباس پہنا۔

امام عبد الرزاق نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ شراب کا گناہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 66(23742) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 234، دار صادر بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 242(483) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 235(17059) بیروت
5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 237(17061)

دوسرے گناہوں پر یوں غالب آجاتا ہے جس طرح اس (انگور) کا درخت دوسرے درختوں پر چڑھ جاتا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مسروق بن اجدع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب پینے والا بت پرست کی طرح ہے اور شراب پینے والا لات وعزیٰ کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی شراب پیتا ہے جب تک اس کے مثانہ میں اس کا ایک قطرہ بھی موجود ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ اگر وہ اس وجہ سے مرجائے تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اسے طینہ خبال سے پلائے اور طینہ خبال سے مراد جہنمیوں کی پیپ ہے(3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شراب میں سے مسکر پی جبکہ وہ ناپاک ہے تو اس کی چالیس دنوں کی نماز بھی ناپاک ہوگئی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے اس کو پھر پیا جبکہ وہ ناپاک ہے تو اس کی چالیس دنوں کی نماز ناپاک کر دی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر ایسا ہی کیا۔ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ یہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے(4)۔

امام عبدالرزاق نے ابان سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک تمام خباثت کو ایک گھر میں رکھ کر بند کر دیا گیا اور اس گھر کی چابی شراب کو بنایا گیا ہے پس جس نے شراب پی تو وہ خباثت میں واقع ہوگا(5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب ہر برائی کی چابی ہے(6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت شراب پی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ شام کرے اسی طرح اگر اس نے شام کے وقت شراب پی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ صبح کرے۔ جس نے اس وقت تک اسے پیا یہاں تک کہ اسے نشہ ہوگیا تو اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ جو آدمی اس حال میں مرا کہ اس کی رگوں میں شراب میں سے کوئی چیز ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا(7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی عز وقدرت کی قسم اٹھائی ہے کہ کوئی مسلمان شراب نہیں پیئے گا مگر میں اسے کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا۔ اس کی وجہ سے جو وہ شراب کو خوب پیتا رہا ہے۔ بعد میں اسے عذاب دیا جائے یا اسے بخش دیا جائے اور جو آدمی شراب چھوڑ دے جبکہ وہ شراب پینے پر قادر تھا۔ چھوڑنے کی وجہ محض میری رضامندی تھی تو وہ اسے پلاؤں گا یہاں تک اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا(8)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز شرابی سیاہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 237 (17063) بیروت 2۔ ایضاً (17064) 3۔ ایضاً، (17065)
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 238 (17066) 5۔ ایضاً (17068) 6۔ ایضاً (17069)
7۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239 (17071) 8۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239 (17072)

چہرے کے ساتھ، نیلی آنکھوں کے ساتھ اور ایک جانب لٹکاتے آئے گا یا فرمایا اس کی باچھ اس کی زبان کو لٹکائے ہوئے ہوگی، اس کا لعاب اس کے سینے پر لٹک رہا ہوگا اور جو بھی اسے دیکھے گا اسے ناپسند کرے گا(1)۔

امام احمد نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے شراب پی تو وہ قیامت کے روز پیاسا آئے گا، خبردار ہر نشہ دینے والی چیز شراب ہے غبیراء سے بچو(2)۔

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے شراب پی اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا، اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا، اگر وہ دوبارہ پیئے تو اس کا حکم پہلے جیسا ہوگا، میں نہیں جانتا کہ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ فرمایا، اگر وہ پھر اسی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ اسے طینہ خبال سے پلائے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ۔

امام ابن ابی سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت خلدہ بنت طلق رحمہا اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اپنے باپ نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تو صحراء کے لوگ آئے۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اس شراب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ہم اپنے پھلوں سے بناتے ہیں؟ حضور ﷺ نے پوچھا تو مجھ سے نشہ دینے والی چیز کے بارے میں پوچھتا ہے اسے نہ پی اور نہ ہی کسی بھائی کو پلا، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس آدمی نے نشہ کی لذت کے لئے اسے پیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے شراب نہیں پلائے گا(3)۔

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے شراب پی چالیس روز تک اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہوگا، اگر وہ فوت ہوا تو کافر کی حیثیت سے فوت ہوگا، اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر اسے پیا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ فرمایا جہنمیوں کی پیپ۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ابودرداء سے روایت نقل کی ہے کہ شک کفر میں سے ہے، نوحہ جاہلیت کا عمل ہے، شعر ابلیس کے کاموں میں سے ہے۔ مال غنیمت میں خیانت جہنم کا انگارہ ہے، شراب ہر گناہ کا جامع ہے، جوانی جنون کا حصہ ہے، عورتیں شیطان کے ڈورے ہیں، تکبر سب سے بڑی برائی ہے، سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے، سب سے بری کمائی سود ہے، سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بھی بدبخت ہے(4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبرئیل امین لگاتار مجھے بتوں کی عبادت، شراب نوشی اور لوگوں کے باہم گالم گلوچ سے منع کرتے رہے(5)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الشربہ، جلد 9، صفحہ 240(17074)، بیروت　　2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 422، دار صادر بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 66(2743) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ کتاب الزہد، صفحہ 175، دار الکتب العلمیہ بیروت　　5۔ شعب الایمان، باب حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 342(8439)

امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے سب سے پہلے جس چیز سے منع کیا اور بعد میں مجھ سے وعدہ لیا وہ بتوں کی عبادت، شراب نوشی اور لوگوں کا گالم گلوچ کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (1)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَ رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾

"اے ایمان والو! ضرور آزمائے گا تمہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ شکار سے پہنچ سکتے ہیں جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے تاکہ پہچان کرادے اللہ تعالیٰ اس کی جو ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے۔ پس جو شخص حد سے بڑھے گا اس (تنبیہ) کے بعد تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہاں صید سے مراد کمزور اور چھوٹا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ساتھ ان کے احرام میں آزمائے گا یہاں تک کہ اگر وہ چاہتے تو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے محرموں کو ان کے قریب جانے سے منع کر دیا۔ تم میں سے جس نے بھی اسے جان بوجھ کر، بھول کر یا خطاء سے قتل کیا اللہ تعالیٰ اس پر حکم لگا دے گا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر پھر یہی عمل کیا تو اسے جلدی سزا دی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے (2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تیر اور نیزے سے بڑے شکار اور ہاتھوں سے چھوٹے شکار پکڑ لیں گے۔ اس سے مراد بچے اور انڈے پکڑنا بھی ہوسکتا ہے ایک میں یہ الفاظ ہیں کہ اَيْدِيْكُمْ سے مراد ہے کہ تم ان کے انڈے اور بچے ہاتھوں سے پکڑ لو گے اور رِمَاحُكُمْ سے مراد کہ تم تیر مارو یا نیزہ مارو (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ جس شکار کو تم تیر نہ مار سکو (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کے عمرہ میں نازل ہوئی۔ وحشی جانور، پرندے اور شکار ان کے پڑاؤ میں آ جاتے۔ اس سے قبل انہوں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حالت احرام میں انہیں قتل کرنے سے منع کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی پشت اور پیٹ پر کوڑے مارے جائیں گے اور

1۔ شعب الایمان، باب حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 342 (8440) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 50-49، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 48　4۔ ایضاً

اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔

امام ابوالشیخ، کلبی کی سند سے وہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب محرم شکار پکڑتا یا اسے قتل کرتا تو اسے سو کوڑے مارے جاتے۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم نازل ہو گیا۔

امام ابوالشیخ، ابوصالح کی سند سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر دوبارہ شکار کو قتل کرتا تو اس کی پشت اور پیٹ کو کوڑے سے بھر دیا جاتا۔ طائف میں وادی والے اہل وج کے ساتھ یہی سلوک کرتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دور جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی آدمی قضائے حاجت کرتا یا شکار مار ڈالتا تو اسے سخت مارا جاتا اور اس کے کپڑے چھین لئے جاتے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم یہ عذاب الیم واجب ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللَّهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ ﴿٩٥﴾

”اے ایمان والو! نہ مارو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو اور جو قتل کرے شکار کو تم میں سے جان بوجھ کر تو اس کی جزا یہ ہے کہ اسی قسم کا جانور دے جو اس نے قتل کیا ہے فیصلہ کریں اس کا دو معتبر آدمی تم میں سے در آں حالیکہ یہ قربانی کعبہ میں پہنچنے والی ہو یا کفارہ ادا کرے وہ یہ کہ چند مسکینوں کو کھانا دے یا اس کے برابر روزے رکھے تا کہ چکھے سزا اپنے کام کی۔ معاف فرما دیا اللہ تعالیٰ نے جو گزر چکا اور جو (اب) پھر گیا تو انتقام لے گا اللہ تعالیٰ اس سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ نے اس آیت میں محرم کو قتل کرنے اور اس کے کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہاں اس کا شکار کرنا اور اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر

اس نے شکار کو جان بوجھ کر، بھول کر یا خطا سے قتل کیا تو اس پر حکم لگایا جائے گا، اگر اس نے جان بوجھ کر پھر ایسا کیا تو اس کو سزا دینے میں جلدی کی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَاقَتَلَ مِنَ النَّعَمِ کی تفسیر یہ ہے کہ جب محرم کوئی شکار قتل کرے تو اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے ہرن یا اس جیسی چیز قتل کی ہوگی تو اس پر بکری لازم ہوگی جو مکہ مکرمہ میں ذبح کی جائے گی، اگر وہ بکری نہ پائے تو وہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر یہ بھی نہ پائے تو تین دن روزے رکھے، اگر وہ اونٹ یا اس جیسی چیز قتل کرے تو اس پر گائے لازم ہوگی، اگر وہ نہ پائے تو وہ بیس مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر وہ یہ بھی نہ پائے تو بیس روزے رکھے، اگر وہ شتر مرغ، جنگلی گدھا یا اس جیسی چیز قتل کرے تو اس پر ایک اونٹ لازم ہوگا، اگر وہ نہ پائے تو تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو تیس روزے رکھے کھانا ایک ایک مد ہوگا جو انہیں سیر کردے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا کہ خطاء اور عمد اس پر حکم لگایا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمد، خطاء اور بھول کی صورت میں اس پر حکم لگایا جائے گا (3)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ قتل تو جان بوجھ کر کیا مگر احرام یاد نہیں تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس پر یہ حکم لگایا اور اگر اسے احرام یاد تھا جبکہ قتل بھی ارادہ سے کیا تو اس پر یہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں جو شکار کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے جبکہ اسے احرام یاد تھا اور قتل بھی ارادہ سے کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا اور اس کا حج بھی نہ ہوگا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں عمد سے مراد وہ قتل ہے جو خطاء سے ہو اس کا کفارہ ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے وہ شکار مار ڈالتا ہے جبکہ وہ کسی اور چیز کا قصد کرتا اور اسے مار ڈالتا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو شکار کا ارادہ کرتا ہو مگر احرام بھول گیا ہو جس نے اس کے بعد جان بوجھ کر شکار کو قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد تھا تو اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا (7)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے احرام یاد نہ ہو اور وہ شکار کو جان بوجھ کر قتل کردے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 396 (15291)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 52
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 50
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 51
7۔ ایضاً

امام ابوالشیخ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شکار کو جان بوجھ کر قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد نہیں تھا تو اس پر جزاء لازم ہوگی جس نے جان بوجھ کر شکار کو قتل کیا جبکہ وہ احرام کو بھولنے والا نہیں تھا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے تو عذاب دے چاہے تو اسے بخش دے۔

امام شافعی، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے شکار کو قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد تھا وہ کسی اور چیز کا قصد بھی نہیں کرتا تھا تو اس کا احرام ختم ہوگیا۔ اس کے لئے کوئی رخصت بھی نہیں جس نے احرام کو بھول کر قتل کیا یا کسی اور چیز کا قصد کیا تھا تو اس نے غلطی کی تو یہ وہ عمد ہے جس کا کفارہ ذکر کیا گیا ہے (1)۔

امام شافعی، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا ارشاد ہے وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا جبکہ جو آدمی خطاءً قتل کرتا ہے تو اس پر بھی چٹی ہوتی ہے جبکہ اس آیت میں تو اس پر چٹی لازم کی گئی ہے جو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے۔ فرمایا ہاں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم ہوتی ہے۔ یہی طریقہ چلا آرہا ہے اور اس لئے بھی تاکہ لوگ اس میں نہ پڑ جائیں۔

امام شافعی اور ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے تمام لوگوں کو دیکھا کہ وہ خطا سے قتل کرنے کی صورت میں بھی تاوان لازم کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفارہ اس صورت میں ہے جب کوئی محرم جان بوجھ کر شکار کرے لیکن قتل خطا میں بھی ان پر سختی کی گئی تاکہ وہ اس سے بچیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں حکم تو جان بوجھ کر قتل کرنے میں تھا جبکہ سنت خطاء میں چلی آرہی ہے یعنی محرم جب شکار قتل کرتا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جان بوجھ کر شکار مارے یا خطاء سے اس پر چٹی ہوگی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب محرم شکار پکڑے تو اس پر کوئی چٹی نہیں (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محرم جب شکار خطا سے مارے تو اس پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی اور اگر جان بوجھ کر مارے تو اس پر جزاء ہوگی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جس نے غلطی سے شکار کیا اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا۔ یہ حکم اس پر لگایا جائے گا جس نے جان بوجھ کر شکار مارا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 51، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 52 3۔ ایضاً

4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 391 (8178) بیروت 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 396 (15295)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا(1)

شکار کی جزا

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب محرم شکار مار ڈالے تو جانور (ذبح کرنے) کی جزاء اس پر لازم کی جائے گی۔ اگر جزاء پائی جائے تو وہ اس جانور کو ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کردے۔ اگر وہ شکار کی جزاء نہ پائے تو جزاء کی دراہم کی صورت میں قیمت لگائی جائے گی پھر درہموں کے ساتھ گندم کی قیمت لگائی جائے گی پھر وہ ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھ لے گا۔ آیت میں طعام سے مراد روزے ہیں کیونکہ جب اس نے کھانا پایا تو اس نے اس کی جزاء پائی(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے جو شکار کرتا ہے جبکہ وہ محرم ہوتا ہے تو وہ فرماتے ہیں اس پر جزاء کا حکم لگایا جائے گا، اگر وہ نہ پائے تو اس پر اس کی قیمت کا فیصلہ کیا جائے گا کھانے کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے پھر اس کھانے کو صدقہ کردیا جائے گا، اگر وہ نہ پائے تو اس پر روزوں کا حکم لگا دیا جائے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں مثل سے مراد ایسی چیز ہے جو اس کے مشابہ ہو۔

امام ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مثل کا معنی نظل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ وہ وادی ازرق میں تھے۔ کہا مجھے بتایئے جب ہم ایسا شکار کرتے ہیں جس کا مدمقابل نہیں پاتے تو کیا حکم ہوگا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی قیمت مکہ مکرمہ کی طرف بھیج دی جائے گی(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے اوپر شکار کی مثل جانور لازم ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر محرم نے شتر مرغ یا گدھا مار ڈالا تو اس پر بدنہ لازم ہوگا۔ اگر اس نے گائے، بارہ سنگا یا اور پہاڑی بکرا مار ڈالا تو اس پر گائے لازم ہوگا۔ اگر ہرن یا خرگوش مار ڈالا تو اس پر بکری لازم ہوگی۔ اگر اس نے گوہ، گرگٹ یا چوہا مارا تو اس پر بکری کا ایسا بچہ لازم ہوگا جو گھاس کھاتا ہو اور دودھ پیتا ہو(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ چھوٹے شکار میں چٹی لازم ہوگی جس طرح بڑے شکار میں تو انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ ارشاد نہیں فرماتا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ وہ شکار ہے جس کی ایسی مثل ہو جو اس کے مشابہ ہو تو یہی اس کی جزاء اور قضاء ہوگی۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المناسک، جلد 4، صفحہ 392 (8181)، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 54، بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 309 (14489)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 54، داراحیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضا

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو خشکی کا شکار ہو جس کے سینگ نہیں ہوتے جیسے گدھا اور شتر مرغ تو اس کی جزاء اونٹ ہے اور خشکی کے وہ شکار جو سینگوں والے ہوں تو اس کی جزاء گائے ہوگی اور ہرن وغیرہ میں بکری لازم ہوگی خرگوش میں بھیڑ کا ثنیہ اور چوہے میں میمنہ، کبوتر اور اس جیسے پرندوں میں بکری لازم ہوگی مکڑی وغیرہ میں کھانے کی ایک مٹھی لازم ہوگی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا مجھے بتاؤ اگر میں شکار قتل کر دوں جو کانا، لنگڑا ہو یا اس کے پر کٹے ہوئے ہیں کیا میں اس جیسی چیز کی چٹی بھروں گا؟ فرمایا ہاں اگر تو چاہے۔ عطاء نے کہا اگر تو وحشی گائے کا بچہ مار ڈالے تو اس میں پالتو گائے کا ایسا ہی بچہ لازم ہوگا۔ یہ سب اسی طرح ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے خشکی کا وہ شکار جس کے سینگ نہیں ہوتے جیسے گدھا اور شتر مرغ تو اس پر اسی کی مثل اونٹ لازم ہوگا اور جو خشکی کا شکار ہو جس کے سینگ ہوتے ہیں جیسے پہاڑی بکرا یا بارہ سنگھا ہو تو اس کی جزاء گائے ہوگی، ہرن شکار کیا تو اس کی جزاء اس کی مثل بکری ہوگی، خرگوش میں چھ ماہ کا بھیڑ کا بچہ ہے اور اس جیسے جانور چھوٹا میمنہ، مکڑی وغیرہ میں کھانے کی صرف ایک مٹھ لازم ہوگی۔ جو خشکی کے پرندے ہیں اس میں قیمت لگائی جائے گی پھر اسے صدقہ کر دیا جائے گا، اگر چاہے تو ہر نصف صاع میں ایک روزہ رکھ لے، اگر اس نے خشکی کے پرندے کا بچہ یا انڈا لے لیا تو اس کی قیمت کا کھانا یا اسی کی مثل روزے لازم ہوں گے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بجو شکار ہے۔ جب محرم اسے شکار کرے تو اس میں ایک سال کا مینڈھا لازم ہوگا اور پھر اسے کھایا جائے گا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عباس اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے کہا شتر مرغ میں اونٹ ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرگوش میں جفرہ (وسطی چیز) کا فیصلہ کیا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے طاؤس، عطاء اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب نے کہا گدھے میں گائے لازم ہوگی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی محرم وحشی گائے کا شکار کرے تو اس میں اونٹ لازم ہوگا (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کبوتری اور اس کے انڈوں پر دروازہ بند کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 623 (1163)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 302 (14420)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 301 (14416)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 303 (14428)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 (14425)

دیا پھر وہ عرفات منی کی طرف چلے گئے۔ وہ واپس لوٹے تو کبوتری مر چکی تھی وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سب ماجرا سنایا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تین بکریاں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ایک اور آدمی کو ساتھ ہی حکم بنایا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حرم کے شکار میں ایک بکری لازم ہوگی(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے کبوتر کے بارے میں بکری لازم کی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ مکڑی میں کھانے کی ایک مٹھ لازم ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک کھجور مکڑی سے بہتر ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے محرم کے بارے میں پوچھا گیا جو مکڑی کو شکار کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک کھجور ایک مکڑی سے بہتر ہے(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محرم جیسی چیز کو مارے گا تو اس بارے میں اس کی قیمت کا فیصلہ کیا جائے گا(7)۔

امام ابوالشیخ ابوالزناد سے وہ اعرج سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شترمرغ کے انڈے میں ایک روزہ یا مسکین کو کھانا کھلانا لازم کرتا ہے۔

امام شافعی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ حضرت معاویہ بن قرہ سے اور امام احمد سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے اونٹ نے شترمرغ کے گھونسلے کو روند ڈالا اور اس کے انڈے توڑ دیئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر انڈے کے عوض ایک ایک روزہ یا ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن ذکوان سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک ایسے محرم کے بارے میں پوچھا گیا جو شترمرغ کے انڈے اٹھالیتا ہے۔ تو فرمایا ہر انڈے میں ایک دن کا روزہ یا ایک مسکین کا کھانا ہوگا(8)۔

ابن ابی شیبہ ابوالزناد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں(9)۔

امام ابوالشیخ اور حضرت ابن مردویہ ابومحزم رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شترمرغ کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 177 (13212)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 178 (13218)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 178 (13222)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 425 (15627)
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 425 (15625)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 426 (15630)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت
8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 389 (15210)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 389 (15211)

انڈوں میں اس کی قیمت لازم ہوگی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شتر مرغ کے انڈوں میں سے اس کی قیمت ہوگی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شتر مرغ کے انڈوں میں اس کی قیمت لازم ہوگی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر دو انڈوں میں ایک درہم اور ایک انڈے میں نصف درہم ہوگا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم نے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حج کیا تو ہم نے ایک ہرن دیکھا، ہم سے ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا دیکھ کیا میں اس تک رسائی حاصل کرسکتا ہوں؟ ایک پتھر پھینکا جو سیدھا اس کی کنپٹی پر جالگا اور اسے قتل کر دیا، ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پاس آئے، ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ کے پہلو میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان سے گفتگو کی پھر ہمارے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پوچھا کیا تو نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے یا غلطی سے؟ اس آدمی نے کہا میں تو پتھر تو ارادہ سے پھینکا تھا مگر مارنے کا ارادہ نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے تو نے عمد اور خطاء کو ملا دیا ہے۔ جاؤ بکرا لو اسے ذبح کرو، اس کا گوشت صدقہ کرو اور اس کا چمڑا کسی مسکین کو دو جس سے وہ مشکیزہ بنالے۔ ہم آپ کے پاس سے اٹھے۔ میں نے اپنی ساتھی سے کہا اے آدمی شعائر اللہ کی تعظیم کرو، اللہ کی قسم امیر المومنین تجھے جو فتویٰ دیا ہے وہ خود نہیں جانتے تھے یہاں تک آپ نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا۔ اپنی اونٹنی لاو اور اس ذبح کرو۔ شاید شعائر اللہ کی تعظیم کا یہی اندازہ ہے۔ قبیصہ نے کہا مجھے سورۂ مائدہ کی آیت یَحْکُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (المائدہ:95) یاد نہیں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری خبر پہنچی۔ آپ ہماری طرف جلدی سے آئے، ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور میرے ساتھی کو مارنے لگے۔ آپ کہہ رہے تھے کیا تو حرم میں شکار کو قتل کرتا ہے اور فتویٰ کا مذاق اڑاتا ہے؟ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے مارنے لگے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین میں اس چیز کو آپ کے لئے حلال نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قبیصہ میں تجھے کم عمر نوجوان، فصیح اللسان اور کھلے سینے والا دیکھتا ہوں۔ بعض اوقات ایک آدمی میں نو اچھے اخلاق ہوتے ہیں اور ایک برا خلق ہوتا ہے، اس کا برا خلق اچھے خلق پر غالب آجاتا ہے تجھے نوجوانوں کی لغزشوں سے باز رہنا چاہیے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی میں نے ایک شکار کو قتل کیا جبکہ میں محرم تھا۔ اب مجھے بتایئے کہ میرے اوپر کیا جزاء

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 389 (15212) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 390 (15208)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 389 (15215)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 59، بیروت

ہے؟ حضرت ابوبکر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے کہا جبکہ وہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ بدو نے کہا میں تیرے پاس آیا اور تو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہے، میں تجھ سے پوچھتا ہوں جبکہ تو کسی اور سے پوچھتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیا چیز متعجب کرتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ میں نے اپنے ساتھی سے اس لئے مشورہ کیا ہے یہاں تک کہ ہم ایک امر پر متفق ہو جائیں جس کا تجھے حکم دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت بکر بن عبد اللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو بدوؤں نے احرام باندھا ہوا تھا، ایک نے ہرن کو ہنکایا اور دوسرے نے قتل کر دیا۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کے پاس حضرت عبد الرحمٰن بن عوف بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبد الرحمٰن نے کہا بکری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری بھی یہی رائے ہے۔ دونوں جاؤ اور ایک بکری ذبح کرو۔ جب دونوں چلے گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا جوانہوں نے کہا یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے پوچھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سن لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس بلایا، جس نے وہ بات کہی تھی درہ مارنے کے لئے اس کی طرف بڑھے، فرمایا حالت احرام میں شکار کو قتل کرتے ہو اور فتویٰ کا مذاق اڑاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے دو عادل آدمی فیصلہ کریں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اکیلے عمر کے فیصلہ کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے میں نے اپنے ساتھی سے مدد لی (1)۔

امام شافعی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اربد نے گوہ کو روندڈالا اور اسے مارڈالا جبکہ وہ محرم تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کے لئے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ساتھ مل کر فیصلہ کرو۔ دونوں نے میمنہ کا فیصلہ کیا جو پانی اور گھاس کھاتا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (2)

امام ابن جریر نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا جس نے حالت احرام میں ایک شکار کو قتل کیا تھا جبکہ آپ کے پاس حضرت عبد اللہ بن صفوان بھی موجود تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا یا تم فیصلہ کرو میں اس کی تصدیق کر دوں یا میں فیصلہ کرتا ہوں تم اس کی تصدیق کر دینا ابن صفوان نے کہا آپ کہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا جس کی تصدیق حضرت عبد اللہ بن صفوان نے کی (3)۔

امام ابن سعد، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابو حریز بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک ہرن شکار کیا جبکہ میں حالت احرام میں تھا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے دو بھائیوں کے پاس جاؤ جو تمہارے بارے میں فیصلہ کریں۔ میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 59 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 60

پاس گیا۔ انہوں نے میرے بارے میں سفید بکرا ذبح کرنے کا فیصلہ کیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن حبشی رحمہما اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک آدمی سے سنا جس نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا تھا جس نے خرگوش کا بچہ مار ڈالا تھا۔ تو آپ نے فرمایا میری رائے میں اس میں بکری کا بچہ لازم ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کیا یہ اسی طرح ہے؟ میں نے عرض کی آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دو عادل آدمی فیصلہ کریں (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاسم بن مجید سے اس محرم کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے حرم کی حدود میں بکری کا بچہ مار ڈالا تھا۔ آپ نے مجھے کہا اس بارے میں فیصلہ کیجئے۔ میں نے عرض کی میں فیصلہ کروں جبکہ آپ یہاں موجود ہیں۔ تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دو عادل آدمی فیصلہ کریں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ بن خالد رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دو ثالثوں کے بغیر فیصلہ درست نہیں۔ دونوں ثالث آپس میں اختلاف نہ کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوجعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہدی کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس جانور سے ہوتی ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آٹھ جوڑوں سے۔ گویا آدمی کو شک گزرا تو حضرت علی نے فرمایا کیا تو قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے؟ گویا آدمی نے کہا میں پڑھتا ہوں۔ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ۬ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ (المائدہ:1) اس نے کہا میں نے یہ ارشاد سنا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کیا تو نے یہ بھی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ (الحج:34) اور وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (الانعام:142) پس بھیمہ سے کھاؤ۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ نَبِّـُٔوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ (الانعام:143) اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کیا تو نے یہ ارشاد سنا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (المائدہ:95) اس آدمی نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اگر میں ہرن قتل کروں تو مجھ پر کیا لازم ہوگا؟ اس نے کہا بکری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ایسی ہدی جو کعبہ تک پہنچنے والی ہو۔ اس نے کہا جی ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بٰلِغَ الْكَعْبَةِ فرمایا ہے جیسے تو نے سنا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 61

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ہدی سے مراد وہ جانور ہیں جو جوف (پیٹ) والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کا محل مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہدی، نسک اور طعام مکہ مکرمہ میں ہوں گے روزہ جہاں چاہے رکھ لے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حکم سے روایت نقل کی ہے کہ شکار کی قیمت وہاں لگائی جائے گی جہاں اس نے شکار کیا ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اس کی تفسیر یہ ہے کہ خرگوش سے چھوٹی چیز کو قتل کرنے میں کفارہ کھانا کھلانا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے بھول کر شکار قتل کیا یا کسی اور چیز کا ارادہ کیا تھا تو غلطی سے شکار کو جا لگا تو یہ وہ عمد ہے جس کا کفارہ ہے تو اس پر شکار کی مثل واجب ہوگی جو کعبہ تک پہنچانا لازم ہوگی، اگر وہ ایسی چیز نہ پاتے تو اس کی قیمت سے کھانا خرید لے اگر وہ بھی نہ پائے تو ہر مد (سیر) کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حسن بن مسلم نے کہا جس نے ایسا شکار کیا جس کی قیمت بکری کی قیمت یا اس سے زیادہ ہو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ۔ جہاں تک مسکینوں کو کھانا کھلانے کے کفارہ کا تعلق ہے تو یہ ایسا شکار ہوتا ہے جس کی قیمت ہدی تک نہیں پہنچتی مثلاً چڑیا قتل کرے تو اس میں ہدی لازم نہ ہوگی اس کے برابر روزے کا مطلب یہ ہے کہ شتر مرغ کے برابر، چڑیا کے برابر یا سب کے برابر، ابن جریج نے کہا میں نے اس کا ذکر عطاء سے کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ قرآن حکیم میں جو بھی او کے ساتھ حکم مذکور ہیں ان میں آدمی کو اختیار ہوتا ہے (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے محرم جب کوئی شکار کرے تو اس پر جانوروں میں سے ایک جزاء کے طور پر لازم ہوگا، اگر وہ ایسی چیز نہ پائے تو جزاء کی دراہم کی صورت میں قیمت لگائی جائے گی پھر دراہم کا اس دن کے بھاؤ سے کھانے کا اندازہ لگایا جائے گا اور اس کھانے کا صدقہ کیا جائے گا۔ اگر اس کے پاس کھانا بھی نہ ہو تو وہ ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھے گا (5)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے محرم جب ایسا جانور شکار کرتا ہے جس کی قیمت ہدی تک نہیں پہنچتی تو اس میں اس کی قیمت کے برابر کھانا لازم ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 67، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 62 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 63
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت احرام میں شتر مرغ مار ڈالتا ہے تو اس کے لئے اجازت ہے، اگر وہ خوشحال ہے تو جو چاہے ہدی دے دے اونٹ دے یا اس کے برابر کھانا دے دے یا اس کے برابر روزے رکھ لے، ان میں سے جو چاہے ایسا کر لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اسی طرح ہے، اس کی جزاء ایسے ہی ہوگی۔ یہ بھی کہا قرآن حکیم میں جو بھی حکم "او" کے ساتھ ہے تو اس کا مالک جو چاہے انتخاب کر لے (1) میں نے کہا مجھے بتایئے اگر آدمی کھانے پر تو قادر ہے مگر جو اس نے شکار کیا ہے اس کی مثل پر قادر نہیں (تو اس کا کیا حکم ہوگا)؟ تو فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے کیونکہ یہ بات ممکن ہے کہ اس کے پاس کھانا تو ہو لیکن اس کے پاس اونٹ کی قیمت موجود نہ ہو پس یہ رخصت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے ایسے آدمی کے بارے میں فیصلہ کیا جس نے حالت احرام میں شکار کو قتل کیا تھا اس میں ہدی لازم ہوتی تھی تو انہوں نے اس کی قیمت کا اندازہ لگایا اور اس کے بدلے میں کھانا کھلانے کا حکم دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں او کا ذکر ہے تو اس میں اسے اختیار ہوگا۔ جو پہلا حکم نہ پائے تو مابعد کو اپنا لے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرات مجاہد، حسن بصری، حضرت ابراہیم اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک محرم نے خراساں میں شکار کیا۔ فرمایا وہ مکہ مکرمہ یا منی میں کفارہ ادا کرے اور کھانے کی قیمت اس جگہ کی لگائے جہاں اس پر کفارہ واجب ہوا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جانور کی قربانی دینی ہو تو مکہ مکرمہ میں دے صدقہ یا روزے رکھنے ہوں تو جہاں چاہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس اور حضرت عطاء رحمہما اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا کہ کھانا کہاں صدقہ کیا جائے گا تو انہوں نے مکہ مکرمہ میں کیونکہ وہاں ہی ہدی بھیجنی ہوتی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حج کا کفارہ مکہ مکرمہ میں ادا کیا جاتا ہے (6)۔

ابن جریر نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب میں شکار کی جزاء کے ساتھ مکہ آتا ہوں تو وہاں اسے قربان کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ہاں اگر ذی الحجہ کے دس دنوں میں لازم ہو تو اسے یوم نحر تک مؤخر کرتا ہوں (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 66
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 67 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 68

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا کیا روزہ کا وقت ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں جب چاہے جہاں چاہے، تاہم جلدی ادا کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا روزوں کے مساوی کتنا کھانا ہے فرمایا ہر روزہ کے مقابلہ میں ایک مد ہے انہوں نے رمضان اور ظہار کے روزوں کا گمان کیا ہے اور یہ گمان کیا کہ یہ ایک رائے ہے جو انہوں نے قائم کی کسی سے انہوں نے یہ سنا نہیں تھا(2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا کا مطلب ہے کہ تین دن سے لے کر دس دنوں تک روزے رکھے(3)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کھانے کا حکم اس لئے دیا گیا تا کہ روزوں کا علم ہو جائے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَبَالَ اَمْرِهٖ کا معنی عقوبة امره کیا ہے اپنے کیے کی سزا(5)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی اپنے عمل کا انجام چکھے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت نعیم بن قعنب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ کا معنی ہے کہ دور جاہلیت میں جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا اور جس نے دور اسلام میں پھر ایسا کیا اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا اور جو دور اسلام میں پھر ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا اور اس کے ساتھ کفارہ بھی ہوگا۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا اس پر گناہوں کی سزا ہوں گی؟ فرمایا نہیں(6)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جو آدمی حالت احرام میں شکار کرے تو اس پر ان چیزوں میں ایک کا فیصلہ ہوگا، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے سزا دے، اگر چاہے تو اسے معاف کر دے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ ابوالشیخ کے الفاظ ہیں جس نے پھر ایسا کیا تو اسے کہا جائے گا جا وَ اللہ تعالیٰ تجھ سے انتقام لے گا(7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69 3۔ ایضاً
4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 397 (8198) بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 70
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 71 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 72

کہ جس نے حالت احرام میں غلطی سے کوئی شکار قتل کر دیا تو جب بھی وہ قتل کرے اس پر فیصلہ کیا جائے گا۔ جس نے جان بوجھ کر شکار قتل کیا اس کے بارے میں صرف ایک بار فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے پھر ایسا ہی کیا تو اسے کہا جائے گا اللہ تعالیٰ ہی تجھ سے انتقام لے گا جس طرح اس کا فرمان ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حالت احرام میں شکار کو قتل کیا تو اس نے شریح سے سوال کیا۔ شریح نے پوچھا کیا تو نے اس سے پہلے بھی شکار کو قتل کیا ہے؟ اس نے بتایا نہیں۔ فرمایا اگر تو یہ کہتا کہ میں نے ایسا کیا ہے تو میں تیرے بارے میں فیصلہ نہ کرتا اور تجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا وہ تجھ سے انتقام لیتا(2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ شکار کو قتل کرنے میں رخصت ہوگی، اگر اس نے دوبارہ ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک اس سے انتقام نہ لے لے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں قول نقل کیا ہے جو حالت احرام میں شکار کو قتل کرتا ہے پھر اسی طرح عمل کرتا ہے۔ تو انہوں نے کہا علماء کہا کرتے تھے جو دوبارہ ایسا فعل کرے تو اس پر فیصلہ نہ کیا جائے گا، اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جان بوجھ کر شکار قتل کرنے والے پر ایک دفعہ فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے پھر بھی ایسا ہی کیا تو اس پر فیصلہ نہ کیا جائے گا، اسے کہا جائے گا جا اللہ تعالیٰ تجھ سے انتقام لے گا۔ اگر غلطی سے قتل کیا تو ہمیشہ اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا(5)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب وہ قتل کرے گا اس پر فیصلہ کیا جائے گا(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ محرم نے جب بھی شکار کیا تو اس پر فیصلہ کیا جائے گا(7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن ابی المعلی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حالت احرام میں ایک شکار کو قتل کیا تو اس سے درگزر کیا گیا، اس نے دوبارہ شکار کیا تو آسمان سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے اسے جلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے(8)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ ایک آدمی نے دوبارہ ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک آگ نازل کی جو اسے کھا گئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 73
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 71
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 73
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 74

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم کو چاہیے کہ چوہے، بچھو، چیل، کوے اور باؤلے کتے کو مار ڈالے ایک روایت میں ہے وہ سانپ کو بھی مار ڈالے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا پانچ چیزیں فاسق ہیں، انہیں حرم میں قتل کرو، چیل، کوا، کتا، چوہا اور بچھو (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے محرم کو حکم دیا کہ وہ حدود حرم میں منیٰ میں سانپ کو مارے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا محرم بھیڑیے کو قتل کرے (4)۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹۶

"حلال کیا گیا تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا فائدہ اٹھاؤ تم اور دوسرے قافلے اور حرام کیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم اکٹھے کئے جاؤ گے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سمندر جس چیز کو مردہ حالت میں باہر پھینک دے تو وہ سمندر کا کھانا ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل موقوف روایت نقل کی ہے (6)۔

امام ابوالشیخ قتادہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں حضرت ابو بکر صدیق سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سمندر کے شکار سے مراد وہ چیز ہے جو تم خود پکڑو اور اسی کے طعام سے مراد وہ ہے جو سمندر تیری طرف پھینکے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سمندر کا شکار وہ ہے جسے ہمارے ہاتھ شکار کریں اور اس کا کھانا وہ جسے سمندر پھینک دے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کا کھانا ہر وہ چیز ہے جو اس کے اندر ہے۔ ایک روایت میں ہے اس کا کھانا اس کا مردار ہے (7)۔

امام ابوالشیخ ابوطفیل کے واسطہ سے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سمندر کے بارے میں کہا کہ اس کا پانی پاکیزگی عطا کرنے والا اور اس کا مردار حلال ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 351 (14835) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (14837)
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 623 (1666) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 356 (14823)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 83، بیروت
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83
7۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر کا شکار حلال اور اس کا پانی پاکیزگی عطا کرنے والا ہے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے جو بنومخزوم کے غلام تھے روایت نقل کی ہے کہ سمندر میں جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے پاکیزہ کر دیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس کا کھانا وہ ہے جو سمندر باہر پھینکے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں بحرین آیا تو اہل بحرین نے مجھ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جسے سمندر باہر پھینکتا ہے؟ میں نے انہیں کہا اسے کھاؤ جب میں واپس لوٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے اس کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے مجھ سے کہا تو نے انہیں کیا فتویٰ دیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں فتویٰ دیا ہے کہ وہ اسے کھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو کوئی اور فتویٰ دیتا تو میں تجھے درے مارتا۔ پھر فرمایا اس کے شکار سے مراد وہ جانور ہے جو تم شکار کرو اور طعام سے مراد وہ ہے جسے وہ باہر پھینک دے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس کے شکار سے مراد جسے شکار کیا جائے۔ طعام سے مراد جسے سمندر باہر پھینکے۔ ایک روایت میں لفظ کی جگہ قذف کے الفاظ ہیں یعنی مردہ حالت میں پھینکے (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے دوسری سندوں سے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صید سے مراد تر مچھلی اور طعام سے مراد اس کی نمکین مچھلی ہے۔ یہ مسافر اور مقیم کے لئے ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر کے شکار سے مراد وہ ہے جسے تو شکار کرے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ پانی جس سے پیچھے ہٹ جائے اور مچھلی ساحل پر رہ جائے اسے کھاؤ (7)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے شکار سے مراد وہ مچھلی ہے جو پھڑ پھڑا رہی ہو اور طعام سے مراد وہ مچھلی ہے جسے سمندر ساحل پر پھینک دے (8)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 78، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 79-78 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 84 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 77 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 78
8۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 503 (8652) بیروت

کہ مچھلی میں سے نمک لگائی گئی، جس سے پانی پیچھے ہٹ جائے اور جسے پانی باہر پھینک دے وہ طعام میں شامل ہے یہ محرم اور غیر محرم سب کے لئے حلال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ابی ہریرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان مچھلیوں کے بارے میں پوچھا جنہیں سمندر باہر پھینک دیتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کیا وہ مردہ ہوتی ہیں؟ عبدالرحمٰن نے عرض کی جی ہاں۔ وہ مردہ ہوتی ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسی مچھلیاں کھانے سے منع کیا۔ جب حضرت عبداللہ گھر آئے تو مصحف لیا اور سورہ مائدہ پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو کہا طعام سے مراد تو وہی مچھلی ہے جسے سمندر باہر پھینک دیتا ہے۔ فرمایا اسے ملو اور اسے ایسی مچھلی کھانے کا کہو(1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا سمندر جسے باہر پھینک دے وہی طعام ہے اگرچہ وہ مردہ ہو(2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صید سے مراد وہ مچھلی ہے جسے تو تازہ شکار کرے اور طعام سے مراد وہ نمک لگائی گئی مچھلی ہے جسے تو سفر میں زادراہ بنائے (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سمندری کتے کے علاوہ ہم سمندر کی کوئی ایسی چیز نہیں جانتے جس کا شکار حرام کیا گیا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون کردی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سوار تھے۔ تو آپ کے اوپر سے ٹڈی دل کا جھنڈ گزرا، تو آپ نے انہیں مارا۔ آپ سے کہا گیا آپ نے حالت احرام میں شکار کیا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ سمندر کا شکار ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کعب الاحبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ایک مچھلی کی پھکار ہے جسے وہ سال میں دو دفعہ (ٹڈی دل) پھکارتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں ابومجلز سے روایت نقل کی ہے سمندر کا شکار جو خشکی اور سمندر میں زندگی بسر کرتا ہو تو اسے شکار نہ کرے اور جس کی زندگی کا دارومدار پانی میں ہی ہو تو وہ پانی کا ہی شکار ہے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَتَاعًا لَّكُمْ یعنی جو سمندر کے قریب ہوتے ہیں اور لِلسَّيَّارَةِ یعنی جو مسافر ہیں ان کے لئے یہ سامان زیست ہے(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 79، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 80
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 77
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 78
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طعام سے مراد سمندر کی مچھلیاں ہیں۔ لَّكُمْ سے مراد بستیوں والے جو سمندر کے قریب رہتے ہیں اور لِلسَّيَّارَةِ جو مسافر ہوں یا تمام قسم کے لوگ مراد ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سیارہ سے مراد محرم ہیں (2)۔

امام فریابی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سیارہ سے مراد مسافر ہے جو اس سے زادراہ حاصل کرتا ہے اور اس سے کھاتا ہے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے طاؤس کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا یہ مبہم ہے، اس کا کھانا محرم پر حرام ہے (3)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبدالکریم بن ابی المخارق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مجاہد سے کہا ایک شکار ہے جسے ایک آدمی احرام باندھنے سے چار ماہ پہلے ہمدان میں شکار کرتا ہے۔ تو مجاہد نے کہا اسے نہ کھائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے یہ آیت مبہم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حارث بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حج کیا، آپ کی خدمت میں شکار کا گوشت لایا گیا جسے ایک غیر محرم نے شکار کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے نہ کھایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم نہ ہم نے شکار کیا نہ ہم نے حکم دیا اور نہ ہم نے اشارہ کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے آیت کی تلاوت کی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب رضی اللہ عنہ محرم کے لئے اس شکار کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہ دیکھتے جب وہ شکار کسی اور کے لئے کیا جاتا۔ تاہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے محرم کے لئے شکار کا گوشت ہر حال میں ناپسند کیا ہے (6)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں شکار کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 84، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 6، صفحہ 1632 (837)، دارالصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 84
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 85
6۔ ایضاً

گوشت نہ کھاتے اگر چہ اسے غیر محرم نے شکار کیا ہوتا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس میں اختلاف کیا گیا ہے، میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ تو اسے نہ کھائے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس شکار کے بارے میں پوچھا گیا جسے غیر محرم شکار کرتا ہے کیا محرم اسے کھالے؟ حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا ہاں کھالے پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، انہیں بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو اس کے برعکس فتویٰ دیتا تو میں تجھ پر درہ اٹھالیتا۔ تجھے اس کا شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں محرم پر شکار کرنا اور شکار کا گوشت کھانا حرام کر دیا گیا ہے۔ اگر شکار احرام باندھنے سے پہلے کیا تو وہ حلال ہے، اگر محرم نے غیر محرم کے لئے شکار کیا تو اس کا کھانا حلال نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ہم حالت احرام میں تھے۔ ہمیں ایک پرندہ بطور تحفہ پیش کیا گیا، ہم میں سے کچھ نے اسے کھالیا اور کچھ اس سے رک گئے اور نہ کھایا۔ جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو ان لوگوں کی موافقت کی جنہوں نے پرندے کا گوشت کھایا تھا اور یہ فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایسا گوشت کھایا تھا (5)۔

امام ابو عبید اور ابن منذر نے عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے تو اس کو اسی طرح پڑھا جس طرح تو اس کو پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کا اختتام حرام پر کیا ہے۔ ابو عبید نے کہا مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے **وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَادُمْتُمْ حُرُمًا**۔ یہ معنی اس وقت متحقق ہوتا ہے جب شکار کو قتل کیا جائے اور اس کا گوشت کھایا جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج کے ارادہ سے نکلے تو صحابہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کے لئے نکلے۔ ان میں سے ایک جماعت کو الگ کیا جن میں حضرت ابوقتادہ بھی تھے۔ فرمایا ساحل سمندر کے راستے کو اپناؤ یہاں تک کہ ہم پھر آپس میں ملیں۔ انہوں نے ساحل سمندر کا راستہ اپنایا۔ جب وہ الگ ہوئے تو سب نے احرام باندھ لیا۔ صرف ابوقتادہ نے احرام نہ باندھا۔ اسی اثناء میں کہ وہ چل رہے تھے انہوں نے وحشی گدھے دیکھے۔ ابوقتادہ نے ان گدھوں پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے ایک گدھی کو مار ڈالا۔ سب نے پڑاؤ ڈالا اور اس کا گوشت کھایا پھر کہا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں جبکہ ہم محرم ہیں۔ باقی ماندہ گوشت کو اٹھایا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے احرام باندھ لیا تھا جبکہ حضرت ابوقتادہ نے احرام نہ باندھا۔ ہم نے جنگلی گدھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 308 (14481)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 88
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 89
5۔ ایضاً

دیکھے ابوقتادہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک گدھی کو مار ڈالا۔ ہم نے پڑاؤ کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ پھر ہم نے کہا کیا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں جبکہ ہم محرم ہیں؟ ہم نے باقی ماندہ گوشت اٹھا لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اسے حملہ کرنے کا کہا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ صحابہ نے عرض کی نہیں۔ تو فرمایا اس کا باقی ماندہ گوشت کھاؤ(1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خشکی کا گوشت تمہارے لئے حلال ہے جبکہ تم محرم ہو۔ جب تک تم خود شکار نہ کرو یا جب تک تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے(2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، کہا اے زید بن ارقم کیا تجھے علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شتر مرغ کے انڈے پیش کیے گئے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت احرام میں تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں واپس کر دیا تھا؟ عرض کی جی ہاں(3)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حج یا عمرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہمارے سامنے ٹڈی دل کا ایک لشکر آ گیا۔ ہم انہیں چھڑیوں اور ڈنڈوں سے مارنے لگے اور انہیں قتل کرنے لگے۔ پھر ہمیں افسوس ہوا اور کہا ہم کیا کر رہے ہیں جبکہ ہم حالت احرام میں ہیں؟ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سمندر کے شکار میں کوئی حرج نہیں(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ چیز جو خشکی اور سمندر میں رہتی ہو محرم اسے مار ڈالے تو اس پر کفارہ ہوگا(5)۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾

"بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو عزت والا گھر ہے بقا کا باعث لوگوں کے لئے نیز حرمت والے مہینوں کو اور حرم کی قربانی اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو تا کہ تم خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الحج، جلد 8-7، صفحہ 89(60)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 649(1748) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، (1748)
4۔ جامع ترمذی، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 207(850)، دار الحدیث قاہرہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 90، بیروت

ہے کہ بیت اللہ شریف کو کعبہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مربع شکل کا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے مربع ہونے کی وجہ سے کعبہ کہتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کے دین کا سہارا اور ان کے حج کی نشانی بنایا (3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے قیام کا معنی یہ ہے کہ جو آدمی اس کی طرف منہ کرتا ہے وہ امن میں ہو جاتا ہے (4) ابن جریر نے مجاہد سے قیام کو قوام نقل کیا ہے یعنی یہ لوگوں کا سہارا ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے قیام کا معنی صلاح نقل کیا ہے یعنی یہ ان کے دین کی بھلائی کا باعث ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ یہ ان کے دین کی قوت کا باعث ہے (7)۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ یہ ان کے دین کی عظمت کا باعث ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام لوگوں میں بادشاہ ہوتے جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنے سے روکتے جبکہ عرب کے علاقوں میں کوئی بادشاہ نہ ہوتا جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بیت اللہ شریف کو ان کا سہارا بنایا جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں حرمت والے مہینوں اور قلادوں کے ذریعے بھی محفوظ رکھتا۔ ایک آدمی اپنے والد کے قاتل یا چچازاد بھائی کے قاتل کو ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا یہ سب منسوخ ہو چکا ہے (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف اور حرمت والے مہینوں کو لوگوں کے لئے سہارا بنایا وہ دور جاہلیت میں اس کے ذریعے امن حاصل کرتے۔ جب وہ بیت اللہ شریف، حرم کی حدود اور حرمت والے مہینوں میں ملتے تو انہیں ایک دوسرے سے کچھ خوف نہ ہوتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف، شہر حرام، ہدی اور قلائد کو رکاوٹ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دور جاہلیت میں لوگوں کے درمیان باقی رکھا۔ ایک آدمی کتنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 92، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 92 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93
7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 94

بھی جرم کر لیتا تو اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی جاتی اور نہ ہی اس کے کوئی قریب جاتا۔ اگر کوئی آدمی حرمت والے مہینے میں اپنے باپ کے قاتل کو ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا اور نہ ہی اس کے قریب ہوتا۔ اگر کوئی آدمی کسی جانور کو قلادہ ڈالے دیکھتا اگرچہ بھوک کی وجہ سے وہ عصب (جڑی بوٹی) کھاتا تب بھی اس جانور سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرتا۔ اور نہ ہی اس کے قریب جاتا۔ جب کوئی آدمی بیت اللہ شریف کی زیارت کا ارادہ کرتا تو بالوں کا بنا ہوا قلادہ ڈال دیتا تو یہ چیز اسے لوگوں سے محفوظ رکھتی۔ جب وہ کسی دوسرے علاقہ میں سفر کا ارادہ کرتا تو وہ اذخر یا سمر کا قلادہ بنالیتا تو یہ چیز اسے لوگوں سے محفوظ رکھتی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ جاتا۔ یہ وہ رکاوٹیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے درمیان دور جاہلیت میں باقی رکھا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی اور کہا لوگ اس وقت تک دنیا پر رہیں گے جب تک وہ بیت اللہ شریف کا حج کریں گے اور قبلہ کی طرح منہ کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار چیزوں کو لوگوں کے لئے قیام بنایا ہے۔ یہ ان کے لئے معاملات کا سہارا ہیں (2)۔

ابن ابی حاتم، جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے یہ معنی نقل کرتے ہیں کہ لوگ ان چیزوں کی تعظیم کریں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان کے قبلہ کی علامت اور امن بنایا جس میں وہ امن سے رہتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیام کا معنی امن ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبداللہ بن مسلم بن ہرمز سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے سچے آدمی نے بتایا کہ قیامت کے روز کعبہ شریف لوگوں کے لئے کھڑا کر دیا جائے گا جو لوگوں کو ان کے ان اعمال کے بارے میں بتائے گا جو لوگوں نے اس میں کیے۔

امام ابوالشیخ نے ابومجلز سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی احرام باندھتا تو بالوں کا قلادہ ڈالتا تو اس میں کوئی بھی چھیڑ چھاڑ نہ کرتا جب وہ حج کرتا یا اس کی قضاء کرتا تو پھر اذخر کا قلادہ پہنتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حرمت والا مہینہ شروع ہوتا تو لوگ اسلحہ رکھ دیتے اور ایک دوسرے کے پاس چلے جاتے۔

امام ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرب جب دور جاہلیت میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ چیزیں رکھ دیں جن میں وہ زندگی بسر کرتے جو آدمی ان میں سے کسی ایک کی حرمت کو پامال کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہ دیتا۔

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

”خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا (بھی) ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم (بھی) ہے۔ نہیں (ہمارے) رسول پر کوئی ذمہ داری سوائے پیغام پہنچانے کے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو چھپا رہے ہو“۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا جب وقت قریب ہوا تو کہا کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے سہولت والی آیت کو شدت والی آیت کے ساتھ اور شدت والی آیت کو مہلت والی آیت کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے تاکہ مومن رغبت بھی رکھے اور ڈرتا بھی رہے، نہ وہ اللہ تعالیٰ پر ناحق تمنا کرے اور نہ ہی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ۧ

”آپ فرما دیجئے نہیں برابر ہو سکتا ناپاک اور پاک اگرچہ حیرت میں ڈال دے تجھے ناپاک کی کثرت۔ سو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اے عقل والو! تاکہ تم نجات پا جاؤ“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خبیث سے مراد شرک اور طیب سے مراد مومن ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک حلال درہم صدقہ کرنا مجھے دو لاکھ حرام درہم صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھو قُلْ لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ

امام ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت یونس بن عبداللہ نے انہیں ابن وہب نے انہیں حضرت یعقوب بن عبدالرحمٰن اسکندرانی نے روایت نقل کی ہے کہ کسی عامل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز کو خط لکھا اور بیان کیا کہ خراج کم اکٹھا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز نے اسے خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِ۔ اگر تو یہ طاقت رکھے کہ تو عدل اصلاح اور احسان کرے جہاں تم سے پہلے ظلم، فسق و فجور اور سرکشی ہوئی نہیں تو ایسا کر۔ قوت تو اللہ کے پاس ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ کا معنی ہے جس کی دانش یا عقل ہو۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

حَلِيْمٌ ۝١٠١ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝١٠٢

''اے ایمان والو! مت پوچھا کرو ایسی باتیں کہ اگر ظاہر کی جائیں تمہارے لئے تو بری لگیں تمہیں اور اگر پوچھو گے ان کے متعلق جبکہ اتر رہا ہے قرآن تو ظاہر کر دی جائیں گی تمہارے لئے۔ معاف کر دیا ہے اللہ نے ان کو اور اللہ بہت بخشنے والا بڑے حلم والا ہے۔ تحقیق پوچھا تھا ان کے متعلق ایک قوم نے تم سے پہلے پھر وہ ہو گئے ان احکام کا انکار کرنے والے''۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جیسا خطبہ میں نے کبھی بھی نہیں سنا تھا ایک آدمی نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا فلاں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے قتادہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی سے سوال کیا یہاں تک کہ سوالوں سے آپ کو گھیر لیا۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے تو منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا آج تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو انہوں نے گمان کیا کہ خاص امر آچکا ہے۔ میں دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک آدمی کپڑے سے اپنا سر لپیٹے ہوئے ہے اور رو رہا ہے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ اسے غیر باپ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور برے فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے آج جیسی شر اور خیر کبھی بھی نہیں دیکھی۔ جنت اور دوزخ میرے لئے جسم مثالی کی صورت میں پیش کی گئیں یہاں تک کہ میں نے انہیں اس دیوار کی دوسری طرف دیکھا۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو وہ کچھ دکھاتا ہے جو تم نہیں دیکھتے اور اسے وہ سناتا ہے جو تم نہیں سن سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ قتادہ نے کہا ابی بن کعب کی قرأت میں ہے ایک قوم نے سوال کیا جو ان کے لئے واضح کر دیا گیا تو انہوں نے کفر کی حالت میں صبح کی (2)۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطور استہزاء سوال کرتے۔ ایک کہتا میرا باپ کون ہے؟ ایک کہتا میری اونٹنی گم ہو گئی ہے وہ کہاں ہے؟ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے سوال کیا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔ انہوں نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ فرمایا

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 169 (4520)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 169 (4521)

آج تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔ ایک آدمی اٹھا۔ مسلمانوں نے اس کا اٹھنا پسند کیا۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت لَا تَسْـَٔلُوْا ایک ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے عرض کی تھی یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا تیرا باپ فلاں ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا مجھ سے سوال کرو، آج تم مجھ سے جو سوال کرو گے میں تمہیں آگاہ کر دوں گا۔ بنوسہم میں سے ایک قریشی اٹھا جسے عبداللہ بن حذافہ کہا جاتا تھا۔ اس کے نسب میں طعن کیا جاتا تھا۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ فلاں ہے۔ اسے اس کے باپ کے نام سے پکارا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم اللہ کے رب ہونے، آپ ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو معاف فرمائے۔ وہ لگاتار یہی بات عرض کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ راضی ہو گئے۔ اس روز حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اولاد خاوند کے لئے ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیت قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ نازل فرمائی (3)۔

امام فریابی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں نکلے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ تھا۔ آپ منبر پر بیٹھ گئے۔ ایک آدمی اٹھا۔ عرض کی میرے آباء کہاں ہیں؟ فرمایا جہنم میں۔ دوسرے نے کہا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہیں یارسول اللہ ﷺ ہمارا دور جاہلیت اور دور شرک قریب ہی گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہمارے باپ کون ہیں۔ تو حضور ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک آدمی اٹھا عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ نے جواب سے خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ سائل نے تین دفعہ اس سوال کو دہرایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں نعم کہہ دوں تو یہ ہر سال فرض ہو جائے۔ اگر یہ ہر سال حج فرض ہو جائے تو تم اسے قائم نہ کر سکو جب تک میں تمہیں ترک کروں تو تم مجھے چھوڑے رکھو۔ تم سے قبل لوگ زیادہ سوال کرنے اور انبیاء پر تکرار کرنے کے باعث ہلاک ہوئے ہیں۔ جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اسے بجالاؤ۔ یہ بھی ذکر کیا کہ سورۃ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 97، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 98 4۔ ایضاً

مائدہ کی یہ آیت اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ عکاشہ بن محصن اسدی اٹھا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال؟ فرمایا خبردار اگر میں ہاں کہہ دوں تو حج فرض ہو جائے، اگر وہ فرض ہو جائے پھر تم اسے ترک کر دو تو تم گمراہ ہو جاؤ۔ جب تک میں تمہیں کچھ نہ کہوں تو تم خاموش رہو، تم سے قبل قومیں انبیاء سے سوال کرنے اور تکرار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک بدو نے کہا کیا ہر سال؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر خاموش رہے پھر گفتگو فرمائی اور کہا سائل کون ہے؟ اس نے عرض کی میں۔ فرمایا تجھ پر افسوس اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تجھے کون بچاتا؟ اللہ کی قسم اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ فرض ہو جاتا۔ اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اسے چھوڑ دیتے، اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے۔ تم سے قبل لوگوں کو ان لوگوں نے ہلاک کیا جو سوال کر کے لوگوں کو مصیبت میں ڈالتے رہے، اللہ کی قسم زمین میں جو کچھ ہے اگر میں تمہارے لئے حلال کر دوں اور اونٹ کے قدم کی جگہ تمہارے لئے حرام کروں تب بھی تم اس میں گرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو لازم کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمایا۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں نعم کہہ دیتا تو یہ ہر سال فرض ہو جاتا، اگر یہ واجب ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے، اگر تم اس کو چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔ ایک اور نے عرض کی یا رسول اللہ حج ہر سال فرض ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے۔ آپ مڑے اور گھر تشریف لے گئے۔ پھر باہر تشریف لائے، فرمایا تم جو سوال کرو گے میں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر حج ہر سال فرض ہو جاتا پھر تم انکار کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آل عمران کی آیت نمبر 97 نازل فرمائی جس میں حج کا ذکر ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی، صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

ہر سال۔ فرمایا نہیں۔ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ فرض ہو جاتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حج والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں میں اس کا اعلان کیا فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس حج کرو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایک سال یا ہر سال؟ فرمایا نہیں بلکہ ایک سال، اگر میں ہر سال کہہ دیتا تو وہ فرض ہو جاتا۔ اگر ہر سال حج فرض ہو جاتا تو تم انکار کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا فرمایا اے قوم تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ بنو اسد کے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت ناراض ہوئے، فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اگر یہ ہر سال فرض ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے بلکہ اس کا انکار کرتے۔ جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم مجھے کچھ نہ کہا کرو، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو وہ کام کیا کرو، جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو رک جایا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا کہ وہ اس قسم کا سوال نہ کریں جیسا سوال نصاریٰ نے دسترخوان کے بارے میں کیا تھا۔ پھر انہوں نے اس کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے یعنی اگر قرآن سخت حکم کے ساتھ نازل ہو گیا تو وہ تمہیں دکھ دے گا لیکن تم انتظار کرو۔ جب قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے تم اس کا بیان پا لو گے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا نہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج تم پر ہر سال فرض ہو جاتا اگر یہ واجب ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے، اگر تم طاقت نہ رکھتے تو تم انکار کر دیتے۔ پھر فرمایا مجھ سے سوال کرو۔ اس مجلس میں جو آدمی مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے گا میں اسے اس کا جواب دوں گا۔ اگرچہ وہ مجھ سے اپنے باپ کے بارے میں سوال کرے۔ ایک آدمی اٹھا اس نے عرض کی میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ بن قیس ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتے جو ان کے لئے حلال ہوتی وہ لگاتار سوال کرتے رہے یہاں تک کہ ان پر حرام کر دی جاتی۔ جب کوئی چیز ان پر حرام کر دی جاتی تو وہ اس میں جا پڑتے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 322 (3157) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 99 4۔ ایضاً

امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن منذر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں میں سے ازروئے جرم کے سب سے بڑھ کر وہ شخص ہے کہ اس نے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جو ان پر حرام نہ تھی تو اس کے سوال کرنے کی وجہ سے حرام کر دی گئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حدود متعین فرمائی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے تم پر فرائض معین فرمائے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، اس نے چند چیزوں کو حرام فرمایا ہے انہیں ضائع نہ کرو، اس نے چند چیزوں کو حرام فرمایا ہے انہیں پامال نہ کرو، بغیر بھولے چند چیزوں کو چھوڑ دیا ہے لیکن یہ اس کی طرف سے تمہارے لئے رحمت ہے اسے قبول کرو، ان کے بارے میں جستجو نہ کرو (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے خصیف کی سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ تم بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کے بارے میں سوال نہ کرو کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں بنایا۔ جہاں تک عکرمہ کا تعلق ہے اس نے کہا لوگ آیات کے متعلق پوچھا کرتے تو انہیں اس چیز سے منع کیا پھر فرمایا تم سے قبل بھی قوم نے سوال کیا پھر وہ اس کا انکار کرنے والے ہو گئے۔ میں نے کہا مجھے مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے برعکس قول نقل کیا ہے تو تمہیں یہ کہنے کا کیا حق ہے تو عکرمہ نے کہا۔ اسے لے لو (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عبدالکریم کے واسطہ سے عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہی صحابی ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ جہاں تک سعید بن جبیر کا تعلق ہے اس نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بحیرہ اور سائبہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ جہاں تک مقسم کا تعلق ہے اس نے کہا یہ آیت ان امتوں کے بارے میں ہے جنہوں نے اپنے انبیاء سے آیات کے بارے میں سوال کیا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے نافع سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے ہمیشہ سے سوال کی زیادتی ناپسند کی جاتی رہی۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُبْدَ لَكُمْ کو تاء کے رفع اور دال کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبدالملک بن ابی جمعہ ازدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ گھروں میں صفائی کی کمائی کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے مجھے فرمایا تو اس چیز کے بارے میں کیوں پوچھتا ہے، اگر وہ چیز تمہارے گھروں میں موجود رہے تو تم پر تنگی آپڑے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام احمد، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں وقوف عرفہ کیا جبکہ آپ اونٹ پر حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو پیچھے بٹھائے ہوئے تھے، فرمایا اے لوگو!

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفضائل، جلد 15، صفحہ 91 (133) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاطعمہ، جلد 4، صفحہ 129 (8714)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 01-100

علم کے اٹھ جانے اور اس کے قبض ہو جانے سے پہلے علم حاصل کرلو، کہا ہم اس آیت (101) کے نازل ہونے کے بعد سوال کرنے سے ڈرتے تھے، ہم نے ایک بدو کو آگے کیا، ہم نے سوال کرنے کے بدلہ میں اسے ایک چادر دی، اس نے اسے عمامہ بنالیا یہاں تک کہ چادر کا حاشیہ میں نے اس کے دائیں کندھے پر دیکھا۔ ہم نے اس بدو سے کہا تم رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ یہ علم کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ قرآن ہمارے درمیان ہے، ہم نے اسے سیکھا ہے اور اپنی عورتوں، بچوں اور خادموں کو اس کی تعلیم دی ہے؟ رسول اللہ نے اپنا سر اٹھایا آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ فرمایا کیا یہود و نصاریٰ کے درمیان آسمانی صحیفے نہیں، اب ان کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ ان کے انبیاء جو پیغام لائے تھے اس میں سے ایک حرف کے ساتھ بھی ان کا تعلق نہیں ہے، خبردار علم کے چلے جانے کا مطلب یہ ہے کہ علم والے چلے جائیں (1)۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ہم سوال کرتے تھے۔ اسی اثناء میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں وہ انبیاء اور شہداء نہیں مگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے قرب اور ان کی نشست پر انبیاء اور شہداء فخر کریں گے۔ بدو نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں، فرمایا وہ مختلف ملکوں اور مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے اللہ کے بندوں میں سے بندے ہوں گے، ان کے درمیان رشتہ داری نہیں ہوگی جس کے باعث وہ آپس میں وابستہ ہوں، نہ ان کے درمیان دنیاوی تعلق ہوں گے جن کا وہ تبادلہ کرتے ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے باہم محبت کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور بنادے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے سامنے ان کے موتیوں کے منبر بنادے گا۔ لوگ خوف زدہ ہوں گے۔ مگر وہ نہ ڈریں گے لوگ خوفزدہ ہوں گے مگر وہ خوف زدہ نہیں ہوں گے۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں مدفون لوگوں کے لئے تین دفعہ دعا کی۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہوا۔ لوگ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اٹھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا نبی کریم ﷺ نے مقبرہ والوں پر دعا کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کیا آپ نے مقبرہ والوں پر دعا کی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مقبرہ عسقلان میں ہے جس سے ستر ہزار شہید اٹھائے جائیں گے۔

امام محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کی سواری آپ ﷺ کو آگے لے گئی پھر میری سواری آپ ﷺ کی سواری کو جا ملی یہاں تک کہ میرا گھٹنا آپ ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ ہوگیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں مگر یہ آیت سوال پوچھنے سے مجھے منع کرتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ وہ کیا سوال ہے؟ میں نے عرض کی وہ کون سا عمل ہے جو مجھے جنت میں داخل کردے گا اور جہنم سے نجات دے گا؟

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 215 (7867)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

فرمایا تو نے بہت بڑی چیز کے بارے میں پوچھا ہے جبکہ وہ چیز چھوٹی سی ہے وہ یہ عمل ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا، پھر فرمایا کیا میں تجھے اس معاملہ کے سر، اس کے ستون اور چوٹی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جہاں تک اس معاملہ کے سر کا تعلق ہے وہ اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا روزے ڈھال ہیں، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور رات کا قیام پھر یہ آیت تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ:16) پھر فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون سی چیز لوگوں پر غالب ہے؟ پھر اپنی زبان باہر نکالی، اسے دو انگلیوں کے درمیان پکڑا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں انہیں لکھا جاتا ہے؟ فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے لوگ جہنم میں اپنی زبانوں کی کھیتی سے ہی منہ کے بل گرتے ہیں۔ جب تو اسے روکے رکھے گا تو سلامت رہے گا، جب تو کوئی بات کرے گا تو تیرے خلاف لکھا جائے گا یا تیرے حق میں لکھا جائے گا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ ۙ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۳ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۴

''نہیں مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن جنہوں نے کفر کیا وہ تہمت لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹی اور اکثر ان میں سے کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اور جب کہا جاتا ہے انہیں کہ آؤ اس کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور آؤ (اس کے) رسول کی طرف کہتے ہیں کافی ہے ہمیں جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں (کیا پھر بھی وہ انہیں کی پیروی کریں گے)''۔

امام بخاری، امام مسلم، عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے مختص ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں میں سے کسی کے لئے حلال نہیں ہوتا۔ سائبہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جسے لوگ اپنے بتوں کے لئے مختص کر لیتے اور ان پر کوئی چیز نہ لادی جاتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا جو جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے اونٹنی کو سائبہ کیا تھا۔ ابن مسیب نے کہا وصیلہ کہتے ہیں وہ باکرہ اونٹنی جو پہلی جفتی سے بچہ جنے اور دوسری دفعہ مؤنث جنے، وہ اسے اپنے بتوں کے لئے مختص کر دیتے اگر

ایک دوسری کے ساتھ جاملتی جن کے درمیان مذکر نہ ہوتا۔ حامی، نر اونٹ کو کہتے ہیں جو معین جفتی کرتا جب اس کی مختص جفتیاں پوری ہو جاتیں، اسے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے اور اس پر کوئی بوجھ نہ لادتے اسے حامی کہتے (1)۔

امام احمد، عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی الاسماء والصفات میں حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں بوسیدہ کپڑوں میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تیرے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کس مال سے ہے؟ میں نے عرض کی ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ، بھیڑ بکریاں، گھوڑے اور غلام۔ فرمایا جب اللہ تجھے مال دیتا ہے تو وہ تجھے دیکھتا بھی ہے۔ پھر فرمایا تیرے اونٹ مکمل کان والے بچے دیتے ہیں؟ میں نے عرض کی جی۔ فرمایا اونٹ اسی طرح بچے دیتے ہیں۔ فرمایا شاید تو استرا لیتا ہوگا اور ان میں سے بعض کے کان کاٹ دیتا ہوگا اور کہتا ہوگا یہ بحر ہے، بعض کے کان کاٹتا ہوگا اور کہتا ہوگا یہ صرم ہے۔ میں نے عرض کی بات اسی طرح ہے۔ فرمایا ایسا نہ کیا کر اللہ تعالیٰ تجھے جو بھی عطا کرتا ہے وہ حلال ہوتا ہے۔ پھر اس آیت مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ کی تلاوت فرمائی۔ ابوالاحوص نے کہا بحیرہ سے مراد مادہ جانور ہے جس کے وہ کان کاٹتے اس کی بیوی، اس کی بیٹیاں اور اس کے خاندان کا کوئی فرد، اس کی اون، اس کے بالوں اور اس کے دودھ سے نفع حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ جب وہ جانور مر جاتا تو سب اس میں شریک ہو جاتے۔

سائبہ سے مراد وہ مادہ جانور ہے جو وہ اپنے بتوں کے لئے خاص کر دیتے۔ وصیلہ سے مراد وہ بکری ہے جو چھ دفعہ بچے دیتی اور ساتویں دفعہ ایک بچہ اور بچی جنتی تو وہ کہتے یہ وصیلہ ہو گئی ہے وہ اسے نہ ذبح کرتے، اسے نہ مارا جاتا اور نہ ہی اسے حوض سے روکا جاتا جب بھی وہ حوض پر وارد ہوتی۔ جب وہ مرتی تو سب برابر ہوتے۔

حام سے مراد وہ اونٹ ہے جب اس کی صلب سے پورے دس بچے ہو جاتے۔ سب جفتی کے قابل ہو جاتے تو کہتے کہ اس نے اپنی پیٹھ کو محفوظ کر لیا تو اس کا نام حام رکھ دیا جاتا۔ اس کی اون سے فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔ اسے ذبح نہ کیا جاتا۔ اس کی پشت پر سواری نہ کی جاتی۔ جب وہ اونٹ مر جاتا تو سب اس میں برابر کے شریک ہوتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ جب وہ پانچ بچے جن دیتی تو وہ پانچویں بچے کو دیکھتے، اگر وہ مذکر ہوتا تو اسے ذبح کرتے، اسے مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں، اگر وہ بچہ مادہ ہوتا تو اس کے کان کاٹ دیتے اور کہتے یہ بحیرہ ہے۔

سائبہ سے مراد وہ جانور ہے جسے وہ اپنے بتوں کے لئے مختص کر دیتے، اس کی پشت پر سواری نہ کرتے، اس کا دودھ نہ دھوتے۔ اس کی اون نہ کاٹتے اور اس پر کوئی وزن بھی نہ لادتے۔

وصیلہ سے مراد وہ بکری ہوتی جب وہ سات بچے جن لیتی تو وہ ساتویں کو دیکھتے، اگر وہ مذکر یا مونث ہوتا اور مردہ ہوتا تو اس میں صرف مرد شریک ہوتے عورتیں شریک نہ ہوتیں مگر وہ بچہ مونث ہوتا تو اسے زندہ رہنے دیتے مگر وہ ایک ہی بطن سے مذکر

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 170 (4522)، دارالفکر بیروت

اور مونث ہوتے تو دونوں کو زندہ رکھتے اور کہتے اس کی بہن نے اسے وصیلہ بنادیا ہے اور اسے ہمارے اوپر حرام کردیا ہے۔

حام سے مراد وہ نر اونٹ ہے جب اس کے بچہ کا بچہ ہوتا تو وہ کہتے اس بچے نے اس کی پشت کو حامی بنادیا ہے اس پر کوئی چیز نہ لادتے، اس کے بال نہ کاٹتے، اس کو چرنے سے نہ روکتے اور نہ ہی کسی حوض سے پانی پینے سے روکتے اگرچہ وہ حوض کسی اور مالک کا ہوتا (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ جب ایک آدمی کے ہاں وہ پانچ بچے جنتی تو وہ پانچویں بچے کا قصد کرتا وہ بچہ بیمار نہ ہوتا تو وہ اس کے کان کاٹ دیتا، اس کے بال نہ کاٹتا اور نہ ہی اس کا دودھ چکھتا تو یہی بحیرہ ہوتا۔ سائبہ سے مراد وہ مال ہوتا جو وہ بتوں کے لئے مختص کردیتا۔ وصیلہ سے مراد وہ بکری ہوتی جو سات بچے جنتی تو وہ ساتویں بچے کا قصد کرتا، اگر وہ مذکر ہوتا تو اسے ذبح کردیا جاتا، اگر وہ مونث ہوتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا۔ اگر اس کے پیٹ میں دو بچے ہوتے ایک مذکر اور دوسرا مونث۔ وہ ان دونوں کو جنتی تو وہ کہتے یہ اپنے بھائی کو پہنچ گئی تو وہ ان دونوں کو چھوڑ دیتے اور انہیں ذبح نہ کیا جاتا۔ یہی مادہ بچہ وصیلہ ہوتی۔ حام سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی کا نر اونٹ ہوتا جب وہ دس دفعہ جفتی کرلیتا تو کہا جاتا یہ حام ہے پھر وہ اسے چھوڑ دیتے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ اس کے بال، پشت، گوشت اور دودھ کو عورتوں پر حرام کرلیتے مگر مردوں کے لئے حلال ہوتا، جب وہ مذکر اور مونث بچہ جنتی تو وہ اپنی حالت پر رہتی، اگر وہ اونٹنی مرتی تو مرد اور عورت سب اس کے گوشت میں شریک ہو جاتے۔ جب بحیرہ اونٹنی کے بچے سے جفتی کرائی جاتی تو اس بیٹے کو حامی کہتے، بکریوں میں سے سائبہ اس طرح ہوتی مگر جب ایک بچے سے لے کر چھ بچوں تک جنتی تو ایسے ہی رہتی۔ اگر وہ ساتویں دفعہ مذکر یا مونث جنتی یا دو مذکر جنتی تو اسے ذبح کرتے صرف مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں۔ اگر مذکر اور مونث دونوں جڑواں بچے ہوتے تو مونث کے ساتھ مذکر بچے کو بھی ذبح نہ کرتے، اگر دونوں مونث ہوتے تو پھر بھی دونوں چھوڑ دیتے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ اپنے قبلہ سے پیچھے ہٹے رخ انور پھیرا اور اللہ کی پناہ چاہی پھر دوبارہ قبلہ کے قریب ہوئے یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے نماز میں آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے آپ نہیں کرتے تھے۔ فرمایا ہاں میری اس جگہ پر مجھ پر جنت اور جہنم پیش کی گئی، میں نے جہنم میں وہ کچھ دیکھا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جس نے بلی پال رکھی تھی۔ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا اسے کچھ کھلاتی تھی اور نہ پلاتی تھی اور نہ ہی اسے چھوڑتی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے خوراک حاصل کرلیتی یہاں تک کہ وہ اس حالت میں مرگئی۔ میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جو اپنی انتڑیاں جہنم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 107، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

گھسیٹ رہا ہے۔ اس نے جانوروں کو سائبہ بنایا، بحیرہ کیا، بتوں کو نصب کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔ میں نے جہنم میں عمران غفاری کو دیکھا اس کے ساتھ وہ کھونٹی تھی جس کے ساتھ وہ حاجیوں کے مال کی چوری کرتا تھا۔ کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھے آدمی کا بھی میرے لئے ذکر کیا میں وہ بھول گیا۔ میں نے جنت کو دیکھا اس میں جو کچھ ہے میں نے اس جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی میں نے اس سے خوشہ لینا چاہا تا کہ میں تمہیں دکھاؤں تو میرے اور اس خوشے کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی۔ قوم کے ایک آدمی نے عرض کی اس کا ایک دانا کیسا تھا؟ فرمایا بڑے ڈول جیسا تھا جسے تیری ماں نے بہایا۔ محمد بن اسحاق نے کہا میں نے چوتھی چیز کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو دانتوں کو اکھاڑنے والا تھا۔

امام بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض بعض کھائے جا رہا ہے۔ میں نے عمر کو دیکھا کہ وہ انتڑیاں جہنم میں کھینچ رہا ہے یہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے جانوروں کو سائبہ بنایا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ اکثم بن جون سے فرما رہا تھے اے اکثم مجھ پر جہنم پیش کی گئی تو میں نے اس میں عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا وہ اپنی انتڑیاں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔ میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو تجھ سے زیادہ اس کے مشابہ ہو اور نہ کسی ایسے آدمی کو دیکھا جو اس سے بڑھ کر تیرے مشابہ ہو۔ اکثم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں اس کی مشابہت مجھے نقصان ہی نہ دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تو مومن ہے اور وہ کافر ہے وہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا تھا، بحیرہ کو بحیرہ بنایا، سائبہ کو سائبہ اور حامی کو حامی بنایا (2)۔

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے جانوروں کو سائبہ بنایا، بتوں کی عبادت کی وہ ابو خزاعہ عمرو بن عامر ہے میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے جانوروں کو سائبہ بنایا، بتوں کو نصب کیا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے؟ فرمایا عمرو بن لحی جو بنو کعب سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے۔ جہنمیوں کو اس کی انتڑیوں کی بدبو اذیت دیتی ہے۔ میں اسے بھی پہنچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے جانوروں کو بحیرہ بنایا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 170 (4523)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 103، بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 446، دار صادر بیروت

ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا وہ بنو مدلج کا ایک آدمی ہے، اس کی دو اونٹنیاں تھیں، اس نے ان دونوں کے کان کاٹ دیئے ان کے دودھ اور ان پر سواری کو حرام کر لیا اور کہا یہ دونوں اللہ کے لئے ہیں پھر ان کی ضرورت پڑی تو ان کے دودھ کو پیا اور ان پر سواری کی۔ فرمایا میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے وہ اسے اپنے مونہوں سے کاٹ رہی ہیں اور اپنے پاؤں سے روندر ہی ہیں (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اس نے کہا اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز میں تھے جبکہ لوگ آپ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ نے کوئی چیز پائی اور اسے پکڑنے لگے ہیں۔ آپ پیچھے ہٹے، لوگ بھی پیچھے ہٹے۔ حضور ﷺ دوبارہ پیچھے ہٹے لوگ بھی پیچھے ہٹے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے آج آپ کو نماز میں وہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جو آپ نماز میں نہیں کرتے تھے۔ فرمایا میرے اوپر جنت پیش کی گئی اس تر و تازگی کے ساتھ جو اس جنت میں ہے، میں نے اس کے انگوروں کا ایک خوشہ پایا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو زمین و آسمان کے درمیان جو بھی افراد ہیں اگر اسے کھاتے تو اس میں کمی نہ کر سکتے۔ تو میرے اور اس خوشہ کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی مجھ پر جہنم پیش کی گئی۔ جب میں نے اس کی لو کی لپیٹ پائی تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ جہنم میں میں نے زیادہ تر عورتیں دیکھی ہیں۔ اگر انہیں امین بنایا جائے تو وہ راز ظاہر کر دیتی ہیں، اگر سوال کریں تو اصرار کرتی ہیں، اگر ان سے پوچھا جائے تو بخل کرتی ہیں، جب انہیں عطا کیا جائے تو شکر نہیں کرتیں۔ میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا جو اپنی انتڑیاں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔ میں نے اس کے زیادہ مشابہ معبد بن اکثم خزاعی کو دیکھا ہے۔ معبد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کے ساتھ میری مشابہت پر آپ میرے بارے میں خوف محسوس کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں تو مومن ہے اور وہ کافر ہے۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے عربوں کو بتوں کی عبادت پر برانگیختہ کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ شیطان ان پر کیا چیزیں حرام کر رہا ہے۔

امام ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت محمد بن ابی موسیٰ سے یہ روایت نقل کی ہے آباء نے یہ کام کیا اور مر گئے، بیٹے جوان ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ۔ آباء نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جبکہ بیٹے اکثر جانتے ہی نہیں، وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت محمد بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد اہل کتاب ہیں اور لَا يَعْقِلُوْنَ سے مراد بت پرست ہیں (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو نہیں سمجھتے تھے وہ پیروکار تھے اور جنہوں نے یہ جھوٹا بہتان باندھا تھا وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے افتراء باندھا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 104، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 647 (8788)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 110
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 111

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

"اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کی فکر لازمی ہے نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے تم سب نے پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جو تم (اس دنیا میں) کیا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، عدنی، ابن منیع اور حمیدی نے مسانید میں، ابوداؤد، ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔ امام نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، کجی نے سنن، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، دارقطنی نے افراد میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے مختارہ میں قیس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، فرمایا اے لوگو تم یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ پڑھتے ہو جبکہ تم اس کو اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں کرتے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا لوگ جب ایک برائی کو دیکھیں اور اس کو تبدیل نہ کریں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کر دے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اے لوگو تم اللہ تعالیٰ کی یہ آیت پڑھتے ہو اور اسے رخصت شمار کرتے ہو، اللہ کی قسم اس سے سخت آیت نازل نہیں ہوگی۔ اللہ کی قسم تمہیں چاہیے کہ تم نیکی کا حکم دو برائی سے روکو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب پر عذاب نازل فرمادے گا(2)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت جریر بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کوئی قوم ہو جن کے درمیان ایک آدمی رہتا ہو جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہو جبکہ وہ لوگ اس سے طاقت ور اور عزت والے ہوں پھر وہ طاقت سے اس برائی کو ختم نہ کریں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کر دے(3)۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن ماجہ، ابن جریر، بغوی نے معجم میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوامیہ شعبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ابوثعلبہ خشنی رحمہ اللہ کے پاس آیا، میں نے اس سے کہا تم اس آیت کے ساتھ کیا کرتے ہو؟ اس نے پوچھا کون سی آیت؟ کہا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کہا اللہ کی قسم میں نے اس کے بارے میں باخبر سے پوچھا، میں نے اس بارے میں

1۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 400 (4005) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 117، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 11، صفحہ 348، منشورات المجلس العلمی، بیروت

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو یہاں تک کہ جب تو ایسا بخل دیکھے جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش نفس ہو جس کی پیروی کی جاتی ہو، دنیا میں کو ترجیح دی جا رہی ہو، ہر صاحب رائے اپنی رائے پر خوشی کا اظہار کر رہا ہو تو اپنے نفس کی خصوصی طور پر حفاظت کرو اور عوام کے معاملہ کو اپنے آپ سے دور کر دو کیونکہ تمہارے بعد صبر کے دن ہیں، ان میں صبر کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے آگ کے انگاروں کو اپنے ہاتھ میں لینے والا ہو۔ ان دنوں میں عمل کرنے والے کا اجر پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا جبکہ وہ تمہارے عمل جیسا عمل کر رہا ہوگا (1)۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ان میں کوئی مسئلہ تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے رک گیا پھر حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تجھے کس چیز نے روکے رکھا؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ آیت پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم کہاں چلے گئے جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو تو کفار میں سے جو گمراہ ہوئے ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا ئیں گے (2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابو الشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اس کا زمانہ نہیں کیونکہ آج تو بات قبول کی جاتی ہے لیکن قریب ہی تم پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم نیکی کا حکم دو گے تو تمہارے ساتھ یہ یہ سلوک کیا جائے گا یا کہا تمہاری بات قبول نہ کی جائے گی تو اس وقت تم پر لازم ہوگا کہ تم اپنا بچاؤ کرو۔ جب تو ہدایت یافتہ ہوگا تو جو گمراہ ہوگا وہ تجھے کچھ نقصان نہ دے گا (3)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو جبکہ اس کے مقابلہ میں ڈنڈا اور تلوار نہ لو۔ جب ایسا ہو جائے (کہ تم نیکی کا حکم دو تو لوگ ڈنڈا اور تلوار نکال لیں) تو پھر اپنا بچاؤ کرو (4)۔

امام عبد بن حمید، نعیم بن حماد نے فتن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان ایسا اختلاف واقع ہو گیا جیسا لوگوں میں ہوتا ہے یہاں تک کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے ساتھی کی طرف اٹھا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے کہا کیا میں نہ اٹھوں اور ان دونوں کو نیکی کا حکم دوں اور برائی سے روکوں؟ دوسرے نے اس سے کہا جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اپنا آپ بچاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے سنا فرمایا ٹھہر جاؤ۔ ابھی تک اس آیت کی تاویل کا زمانہ ظاہر نہیں ہوا بے شک

1۔ سنن ابن ماجہ باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 405 (4014)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 201، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1656 (844)، دار الصمیعی الریاض

قرآن نازل ہوا جہاں نازل ہوا۔ ان کی کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل (معنی) ان کے نازل ہونے سے پہلے ہی ظاہر ہو چکی تھی، ان میں سے کچھ ایسی ہیں جن کی تاویل رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ظاہر ہوئی اور ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل رسول اللہ ﷺ کے کئی سال بعد ظاہر ہوگی۔ ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل آج کے بعد ظاہر ہوگی اور کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل قیامت کے وقت ظاہر ہوگی۔ یہ وہ آیات ہیں جن میں قیامت کا ذکر ہے۔ ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل حساب کے وقت ظاہر ہوگی۔ یہ وہ آیات ہیں جن میں حساب، جنت اور جہنم کا ذکر ہے۔ جب تک تمہارے دل ایک رہیں گے اور خواہشات ایک رہیں گی اور تم گروہ در گروہ نہ ہو گئے تو تم ایک دوسرے کی قوت کا ذائقہ نہ چکھو گے۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ جب تمہارے دل اور خواہشات بکھر جائیں اور تم جماعتوں میں بٹ جاؤ اور تم میں سے بعض بعض کا ذائقہ چکھیں تو پھر ہر ایک آدمی کو اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ تو اس وقت اس آیت کا معنی ظاہر ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ ان ایام میں مطلق ہی بیٹھ گئے ہیں نہ آپ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی برائی سے روکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار موجود آدمی غائب کو پیغام حق پہنچا دے، ہم وہاں حاضر تھے اور تم غائب۔ لیکن یہ آیت ان مومنوں کے لئے ہے جو ابھی تک نہیں آئے، اگر وہ بات کریں گے تو ان کی بات قبول نہ کی جائے گی (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، اس مجلس میں حضور ﷺ کے صحابہ بھی تھے۔ ان میں سے ایک بوڑھے نے یہ آیت پڑھی۔ میرا خیال ہے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے اور کہا اس آیت کی تاویل آخر زمانہ میں ظاہر ہوگی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو مازن رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ کی طرف گیا۔ وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ان میں سے ایک نے یہ الفاظ پڑھے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ تو اکثر نے کہا اس آیت کی تاویل ابھی ظاہر نہیں ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک حلقہ میں موجود تھا جس میں حضور ﷺ کے صحابہ بھی تھے جبکہ میں سب سے چھوٹا تھا۔ ان لوگوں نے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا آغاز کیا۔ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا؟ عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ وہ سب ایک زبان ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم قرآن حکیم سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 113
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 114
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 113

ایک آیت لیتے ہو جسے تم پہچانتے نہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اس کی تاویل کیا ہے؟ یہاں تک کہ میں یہ آرزو کرنے لگا کہ میں نے بات نہ کی ہوتی پھر وہ باتیں کرنے لگے۔ جب ان کے اٹھنے کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا تو ابھی کم عمر ہے، تو نے ایک ایسی آیت لی جس کے بارے میں تو نہیں جانتا کہ اس کی حقیقت کیا ہے، ممکن ہے تو ایسا زمانہ پائے جب تو ایسا بخل دیکھے جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش دیکھے جس کی پیروی کی جاتی ہو اور یہ دیکھے کہ ہر آدمی اپنی رائے کو پسند کر رہا ہو تو اس وقت اپنا بچاؤ کرو۔ جب تو ہدایت یافتہ ہو تو جو آدمی گمراہ ہو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گا (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں بتایئے فرمایا اے معاذ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ جب تم ایسا بخل دیکھو جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش نفس دیکھو جس کی پیروی کی جا رہی ہو اور ہر ایک آدمی کو اپنی رائے کا گرویدہ دیکھو تو اس وقت اپنے آپ کو بچاؤ، کسی اور کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہ دے گی تمہارے بعد صبر کے ایام ہیں، ان ایام میں دین کو مضبوطی سے پکڑنے والا ایسے ہی ہے جیسے انگاروں کو ہاتھ میں لینے والا۔ آج جیسا تم عمل کرتے ہو ان دنوں میں ایسا عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر اجر دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان میں سے پچاس آدمیوں کے برابر؟ فرمایا نہیں بلکہ تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے یہ آیت رسول اللہ ﷺ کے پاس ذکر کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی تاویل کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس کی تاویل اس وقت ہوگی جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

امام ابن مردویہ حضرت محمد بن عبد اللہ تیمی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی قوم اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ ان پر ذلت کو مسلط کر دیتا ہے، کوئی قوم اپنے درمیان برائی کو جڑ پکڑنے نہیں دیتی مگر اللہ تعالیٰ ان میں عقاب کو عام کر دیتا ہے اور تمہارے درمیان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے عمومی عقاب کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے مگر یہ کہ تم اس آیت کی یہ تاویل کرو کہ اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر نہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ کے خطبہ میں یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگوں اس آیت کے بارے میں گفتگو نہ کیا کرو۔ کہا بدکار آدمی ایک قوم میں ہوگا وہ اسے منع نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ سب کو سزا دے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی، فرمایا تعجب ہے یہ آیت اپنے اندر کتنی وسعت رکھتی ہے، تعجب ہے یہ آیت کتنی ثقاہت رکھتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابوالشیخ نے حضرت عثمان شحام ابی سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بصرہ کے ایک شخص نے بیان کیا ہے اسے مجھ پر فضیلت اور عمر میں زیادتی حاصل تھی۔ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب زمین میں، میں کیسے تیرے لئے چلوں اور تیرے لئے اخلاص کے ساتھ کام کروں؟ فرمایا اے داؤد جو مجھے احمر وابیض میں سے پسند کرتا ہے اسے تو محبوب رکھ، تیرے ہونٹ ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہیں اور غائب کے بستر سے دور رہ۔ عرض کی اے میرے رب یہ کیسے ہوگا کہ دنیا والے جن میں کچھ نیک ہیں اور کچھ برے وہ مجھ سے محبت کریں؟ فرمایا اے داؤد تو دنیا والوں کے لئے ان کی دنیا کے لئے کام کرنا اور آخرت والوں سے آخرت کی وجہ سے محبت کرنا۔ جب تو نے ایسا کیا تو جب تو ہدایت یافتہ ہو تو جو آدمی گمراہ ہوا وہ تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آیا اور کہا اے ابو عبد الرحمٰن چھ افراد ہیں سب نے قرآن پڑھا، سب مجتہد ہیں وہ اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ وہ ایک دوسرے پر شرک کی گواہی دیتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تیری یہ رائے ہو کہ میں تجھے یہ حکم دوں گا کہ تو ان کی طرف جا اور ان سے جنگ کر۔ انہیں نصیحت کر اور بری باتوں سے منع کر۔ اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو اپنے نفس کو لازم پکڑ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خواہش نفس کی غلامی کرنے والوں میں سے ایک آدمی ان کے پاس آیا۔ اس نے کچھ باتیں کیں تو صفوان نے اس سے کہا کیا میں تجھے اللہ تعالیٰ کے اس خاص امر کی طرف راہنمائی نہ کروں جس کے ساتھ اس نے اپنے بندوں کو خاص کیا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کہتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حکم کی اطاعت کرو اور میری وصیت کی حفاظت کرو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ حلال و حرام کے بارے میں میرے حکم کی اطاعت کرتا ہے تو جو آدمی اس کے بعد گمراہ ہوتا ہے تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں دیتا جب اس نے میرے حکم پر عمل کر لیا (3)۔

امام ابن جریر قارب کے واسطہ ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں جب تک تلوار یا ڈنڈا نہ آیا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس آیت کی تاویل ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ جب نصیحت کرنے والا ڈرنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 115
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 116

لگے اور جس کو نصیحت کی جارہی ہو تو وہ انکار کر دے تو اپنے آپ کو لازم پکڑ۔ جب تو خود ہدایت یافتہ ہو تو اس کا گمراہ ہونا تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر رحمہ اللہ سے جو غفرہ کے غلام تھے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اس وقت ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ کافر ہوتا، ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا بھائی کفر اختیار کرتا۔ جب ان کے دلوں میں ایمان کی حلاوت راسخ ہو جاتی تو وہ اپنے بھائیوں اور آباء کو بھی ایمان لانے کی دعوت دیتے تو جواب میں کافر کہتے ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اهْتَدَيْتُمْ سے مراد یہ ہے کہ جب تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے تو جو آدمی گمراہ ہے وہ تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا جب تو ہدایت یافتہ ہو (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَيْهَا زمانہ گزشتہ میں کوئی مومن نہیں ہوا اور آئندہ بھی کوئی مومن نہیں ہوگا مگر اس کے پہلو میں منافق ہو گا جو مومن کا عمل ناپسند کرے گا (4)۔

امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کب نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیا جائے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میں بھی وہی کمزوریاں ظاہر ہو جائیں جو تم سے قبل بنو اسرائیل میں تھیں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا جب تمہارے اچھے لوگوں میں صخف، بڑوں میں بدکاری، حکومت تمہارے چھوٹوں اور رفقہ، ایک روایت میں علم تمہارے رذیل لوگوں کی طرف منتقل ہو جائے۔

امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تم پر عذاب بھیج دے، پھر تم دعا کرو تو وہ تمہاری قبول نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (6)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 118، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً جلد 7، صفحہ 116 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 84 (7555)، دارالکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 84، (7558)

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ
ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ
الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ
ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ١٠٦ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى
اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ
عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا
اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ١٠٧ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ
عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
اسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ١٠٨ ع

''اے ایمان والو! آپس میں تمہاری گواہی جب آجائے کسی کو تم سے موت وصیت کرتے وقت (یہ ہے کہ) دو معتبر شخص تم میں سے ہوں یا دو اور غیروں میں سے اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں پھر پہنچے تمہیں موت کی مصیبت روکو ان دو گواہوں کو نماز پڑھنے کے بعد تو وہ قسم کھائیں اللہ کی اگر تمہیں شک پڑ جائے (ان الفاظ سے) کہ ہم نہ خریدیں گے اس قسم کے عوض کوئی مال اور اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ اور ہم نہیں چھپائیں گے اللہ کی گواہی (اگر ہم ایسا کریں) تو یقیناً ہم اس وقت گناہ گاروں میں (شمار) ہوں گے۔ پھر اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں گواہ سزاوار ہوئے ہیں کسی گناہ کے تو دو اور کھڑے ہو جائیں ان کی جگہ ان میں سے جن کا حق ضائع کیا ہے پہلے گواہوں نے اور (یہ نئے دو گواہ) قسم اٹھائیں اللہ کی کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا (اگر ہم ایسا کریں تو) بے شک اس وقت ہم ظالموں میں شمار ہوں گے۔ یہ طریقہ زیادہ قریب ہے کہ گواہ دیا کریں گواہی جیسا کہ چاہیے یا خوف کریں اس بات کا کہ لوٹائی جائیں گی قسمیں (میت کے وارثوں کی طرف) ان کی قسموں کے بعد اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سنو اس کا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو''۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے) ابن جریر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم نے معرفت میں ابونضر کے واسطہ سے (وہی کلبی ہے) انہوں نے باذان سے (جوام ھانی کے غلام ہیں) انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے حضرت تمیم داری سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہا اس

آیت سے میرے اور عدی بن بداء کے سوا تمام لوگ بری ہیں۔ یہ دونوں نصرانی تھے، اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ شام جاتے تھے۔ یہ دونوں تجارت کے لئے شام آئے۔ ان دونوں کے پاس بنوسہم کا ایک غلام سامان تجارت لے کر آیا جسے بدیل بن ابی مریم کہتے۔ اس کے پاس چاندی کا پیالہ تھا جس کے ذریعہ بادشاہ (سے ملاقات) کا ارادہ رکھتا تھا۔ یہ اس کا سب سے عظیم تجارتی سامان تھا۔ وہ بیمار ہو گیا۔ اس نے ان دونوں کو وصیت کی اور انہیں کہا کہ اس کے ترکے کو اس کے گھر والوں تک پہنچا دینا۔ تمیم نے کہا جب وہ مر گیا تو ہم نے وہ پیالہ لے لیا اور ایک ہزار درہم کے بدلہ میں بیچ دیا پھر رقم میں اور عدی بن بداء نے تقسیم کر لی۔ جب ہم اس کے گھر والوں کے پاس پہنچے تو جو مال موجود تھا۔ وہ ہم نے ان کو دے دیا انہوں نے وہ پیالہ سامان میں نہ پایا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ ہم نے کہا اس نے اس سامان کے علاوہ کوئی مال نہیں چھوڑا اور اس سامان کے علاوہ ہمیں کوئی سامان نہیں دیا۔ تمیم نے کہا جب میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد مسلمان ہوا تو میں نے اس وجہ سے اپنے آپ کو گناہ گار سمجھا۔ میں اس کے گھر والوں کے پاس آیا اور انہیں سب واقعہ بتایا اور انہیں پانچ سو درہم دے دیے۔ میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ میرے ساتھی کے پاس بھی اتنا ہی مال ہے۔ اس کے ورثاء دوسرے آدمی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے گواہ طلب کیے مگر ان کے پاس گواہ نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس سے اس چیز کی قسم لے لیں جو ان کے دین پر عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرا آدمی اٹھے، دونوں نے قسم اٹھائی تو عدی بن بداء سے بھی پانچ سو درہم لے لئے گئے (1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، امام ترمذی (امام ترمذی نے روایت کو حسن قرار دیا ہے) ابن جریر، ابن منذر، نحاس، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنوسہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ نکلا سہمی کی وفات ایسی جگہ ہوئی جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا۔ سہمی نے ان دونوں کو وصیت کی۔ جب یہ دونوں اس کا ترکہ لائے تو اس کے ورثاء نے چاندی کا ایک جام نہ پایا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سے قسم لی کہ اللہ کی قسم نہ تم دونوں نے اسے چھپایا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں تم کچھ علم رکھتے ہو۔ پھر ورثاء نے وہی جام مکہ مکرمہ میں پایا تو کہا گیا ہم نے یہ جام تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ تو سہمی کے ورثا میں سے دو آدمی اکٹھے ہوئے۔ دونوں نے قسم اٹھائی ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ صحیح ہے۔ یہ جام ان کے ساتھی کا ہے اور جام لے لیا گیا تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمیم داری اور عدی بن بداء دو نصرانی تھے۔ دور جاہلیت میں وہ مکہ کی طرف تجارت کے لئے جاتے اور وہاں طویل عرصہ قیام کرتے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو وہ اپنا تجارتی سامان مدینہ طیبہ لائے۔ بدیل بن ماریہ جو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، تجارت کی غرض سے مدینہ طیبہ آیا۔ پھر یہ سب تجارت کی غرض سے شام گئے۔ ابھی راستہ میں ہی تھے کہ بدیل بیمار ہو گیا۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 17، صفحہ 109 (268) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے اپنے ہاتھ سے وصیت لکھی۔ اسے اپنے سامان میں چھپادیا پھران دونوں کو وصیت کی۔ جب وہ فوت ہوگیا ان دونوں نے اس کا سامان کھولا، اس میں سے ایک چیز نکال لی پھر سامان اسی طرح بند کر دیا۔ جس طرح وہ پہلے بند تھا پھر وہ مدینہ طیبہ اس کے ورثاء کے پاس آئے اور سامان انہیں دے دیا۔ گھر والوں نے سامان کھولا، اس میں مکتوب اس کا عہد اور جو سامان لے کر وہ چلے تھے وہ پایا۔ انہوں نے سامان میں کچھ چیزیں کم دیکھیں اور دونوں سے اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا یہی سامان ہم نے قبضہ میں لیا تھا اور یہی ہمیں دیا گیا تھا۔ دونوں کو ورثاء نے کہا یہ اس کے ہاتھ کی تحریر ہے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے کوئی چیز نہیں چھپائی۔ انہوں نے مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ورثاء کو حکم دیا کہ عصر کی نماز کے بعد ان سے قسم لے لیں اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم نے اس سامان کے سوا کسی سامان پر قبضہ نہیں کیا اور نہ ہی اسے چھپایا ہے۔ دونوں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ ٹھہرے رہیں۔ پھر ان کے پاس چاندی کا منقش برتن ظاہر ہوگیا جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ تو اس کے ورثا نے کہا یہ اس کے سامان میں سے ہے۔ انہوں نے کہا یہ واقعی اس کے سامان میں سے ہے لیکن ہم نے اس سے خرید لیا تھا۔ جب ہم نے قسم اٹھائی تھی تو ہم اسے بھول گئے تھے۔ بعد میں ہم نے اسے ناپسند کیا کہ ہم اپنے آپ کو جھٹلائیں۔ تو انہوں نے مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی فَاِنْ عُثِرَ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے گھر والوں کو حکم دیا کہ انہوں نے جو مال چھپایا اور غائب کیا ہے وہ اس مال کے مستحق ہیں۔ پھر تمیم داری نے اسلام قبول کرلیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وہ یہ کہا کرتے تھے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ میں نے وہ برتن لیا تھا پھر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام زمین پر غالب فرمائے گا تو مجھے بیت اللحم سے دو دیہات دینا۔ یہ وہ بستی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے تحریر لکھ دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو تمیم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پیش کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے لئے حاضر ہوں اور دونوں دیہات انہیں دے دیے گئے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ میں شَهَادَةُ کو مرفوع مگر تنوین کے بغیر اور بَيْنِكُمْ کو مضاف الیہ کے طور پر مجرور پڑھا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس، علی کے واسطہ سے ابوطلحہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کرتے ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں ہے کہ جب وہ آدمی فوت ہو اور اس کے پاس مسلمان ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ وہ اپنی وصیت پر دو عادل مسلمانوں کو گواہ بنائے پھر فرمایا اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔ یہ اس آدمی کے بارے میں ہے جو فوت ہو اور اس کے پاس مسلمانوں میں سے کوئی آدمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ دو غیر مسلموں کو گواہ بنالے۔ اگر ان کی شہادت کے بارے میں شک ہو تو نماز کے بعد ان سے قسم لے لیں، وہ کہیں ہم نے اپنی گواہی کے عوض کوئی حقیر مال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت

حاصل نہیں کیا۔ اگر میت کے ورثاء کو معلوم ہو جائے کہ کفار نے گواہی میں جھوٹ بولا ہے تو ورثاء میں سے دو آدمی اٹھیں، وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائیں کہ کفار کی شہادت باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی معنی ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کافروں نے جھوٹ بولا ہے تو دو وارث اٹھیں، وہ یہ قسم اٹھائیں کہ دونوں نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے کہ کافر صحیح شہادت دیں یا اس امر سے ڈریں کہ کہیں بعد میں ان کی قسمیں رد نہ کر دی جائیں اور کفار کی شہادت ترک نہ کر دی جائے اور ورثاء کو گواہی دینے کا حکم دے دیا جائے مسلمانوں کی گواہی پر قسمیں نہیں قسمیں اس وقت ہیں جب گواہی دینے والے کافر ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ منکم سے مراد مسلمان ہیں۔ غیر کم سے مراد غیر مسلم ہیں۔ وہ نماز کے بعد قسم اٹھائیں۔ بعد میں میت کے ورثاء اٹھیں اور قسم اٹھائیں اور یہ کہیں ہمارے ساتھی نے یہ وصیت نہیں کی تھی۔ بے شک یہ دونوں جھوٹے ہیں اور میت کے ورثاء اپنی قسموں کے ساتھ اپنے مال کے زیادہ مستحق ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میراث کا فیصلہ کیا جائے گا اور کافروں کی شہادت باطل ہو جائے گی اور یہ منسوخ ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت (اثنان ذوا عدل منکم) کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کتاب میں جو بھی حکم ہے اس کی دلیل بھی موجود ہے مگر اس کی دلیل نہیں۔ اگر میں تمہیں اس بارے میں نہ بتاؤں تو میں اس آدمی سے بھی زیادہ جاہل ہوں گا جس نے جمعہ کے روز غسل چھوڑ دیا۔ ایک آدمی ہے جو مسافر کی حیثیت سے گھر سے نکلا۔ ان کے پاس مال بھی ہے، اسے موت آ جاتی ہے، اگر وہ مسلمانوں میں سے دو آدمی پائے تو وہ اپنا ترکہ ان کے حوالے کر دے اور مسلمانوں میں سے دو آدمی ان پر گواہ بنا لے۔ اگر وہ دو مسلمان نہ پائے تو اہل کتاب میں سے دو آدمی لے۔ اگر وہ ترکہ ادا کر دے تو یہی اس کا حق ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے نماز کے بعد اللہ وحدہ لاشریک کے نام کی قسم لی جائے کہ یہی چیز مجھے ملی اور میں نے اس میں سے کوئی چیز غائب نہیں کی۔ جب وہ قسم اٹھا دے تو وہ بری ہو جائے گا۔ اگر اس کے بعد تحریر والے دو آدمی آئیں اور اس پر گواہی دیں پھر اس قوم کے لوگ اس پر دعویٰ کریں اور یہ بیان کریں کہ فلاں چیز ان کی ہے تو وارثوں کی قسمیں ان کی گواہی کے ساتھ رکھی جائیں گی پھر وہ اس کا حق لے لیں۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان فوت ہوا اور اس کی موت کے وقت دو مسلمان یا کافر موجود ہوں۔ ان دو کے علاوہ کوئی اور آدمی موجود نہ ہو۔ اگر میت کے ورثاء اس بات پر راضی ہو جائیں جو ان دونوں نے اس کے ترکہ میں سے غائب کیا ہو تو ٹھیک اور دونوں گواہ قسم اٹھائیں گے کہ وہ سچے ہیں۔ اگر وہ ان کی غلطی پر مطلع ہو اور کہے یہاں کوئی گڑبڑ ہے تو وارثوں میں دو آدمی قسم اٹھائیں تو وہ اس مال کے حق دار ہو جائیں گے اور دونوں گواہوں کی قسموں کو باطل کر دیں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 129,34، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 135

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ من غیر کم سے مراد مسلمانوں کے علاوہ اہل کتاب ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِّنْكُمْ سے مراد تمہارے دینی بھائی اور غَيْرِكُمْ سے مراد اہل کتاب ہیں جب وہ فوت ہونے والا ایسی جگہ ہو جہاں کوئی آدمی نہ ہو(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت شریح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی اور نصرانی کی گواہی وصیت کے سوا جائز نہیں اور وصیت میں بھی صرف اس وقت گواہی جائز ہوگی جب سفر کی حالت میں ہو(2)۔

امام عبدالرزاق، ابوعبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک مسلمان کو دقوقاء میں موت آئی۔ اس نے مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں پایا جو اس کی وصیت پر گواہ بنے۔ تو اس نے اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنالیا۔ وہ دونوں کوفہ میں آئے اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہیں سب واقعہ بتایا۔ اس کا ترکہ اور وصیت پیش کی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایسا امر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد آج تک نہیں ہوا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دونوں سے عصر کی نماز کے بعد قسم لی۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے نہ کوئی خیانت کی ہے، نہ جھوٹ بولا ہے، نہ کوئی چیز تبدیل کی ہے، نہ کوئی چیز چوری کی ہے اور نہ ہی کوئی چیز بدلی ہے۔ یہی اس کی وصیت اور ترکہ ہے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی شہادت کو نافذ کر دیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو فوت ہو گیا۔ اس کے پاس کوئی مسلمان نہیں تھا۔ یہ ابتدائے اسلام کا دور تھا۔ وہ علاقہ دارحرب تھا اور وہاں لوگ کافر تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مدینہ طیبہ میں تھے۔ لوگ وصیت کے ذریعے ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے پھر وصیت منسوخ ہوگئی اور حصے معین کر دیے گئے اور مسلمان ان پر عمل پیرا ہو گئے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت زبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طریقہ یہی چلا آرہا ہے کہ حضر و سفر میں کافر کی گواہی جائز نہیں یہ صرف مسلمانوں میں ہی جائز ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دوسرے دو ہوں تو مسلمان مگر اس کے قبیلہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، نحاس، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ مِّنْكُمْ سے مراد ہے کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 124 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 125
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 126 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 146

تمہارے قبیلے کے ہوں اور من غیر کم سے مراد ہے کہ وہ تمہارے قبیلے کے نہ ہوں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ فرمایا کہ انہیں نماز کے بعد روک لو تو وہ سب مسلمانوں میں سے ہوں گے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عقیل رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس آیت کے متعلق ابن شہاب سے پوچھا، میں نے کہا آپ کا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وصیت کرنے والے کے علاوہ جن دو افراد کا ذکر کیا ہے کیا وہ دونوں مسلمان ہیں یا وہ اہل کتاب میں سے ہیں؟ اور آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ دو آدمی جو ان کے قائم مقام ہوں گے، کیا وہ وصیت کرنے والے کے خاندان سے ہوں گے یا وہ دونوں غیر مسلم ہوں گے؟ ابن شہاب نے کہا ہم نے اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ سے کوئی چیز نہیں سنی جس کو میں ذکر کروں، ہم کبھی کبھی اس کے بارے میں علماء سے بات چیت کرتے تھے، وہ اس کے بارے میں معلوم سنت اور امام عادل سے کسی فیصلہ کا ذکر نہیں کرتے تھے لیکن اس کی تفسیر میں ان کی آراء مختلف ہوتیں ہمارے نزدیک ان کی رائے سب سے زیادہ تعجب والی ہوتی جو یہ کہتے یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں ہے جو وراثت کے مستحق ہوتے ہیں جس کے وہ وارث ہوتے اس کے پاس کچھ وارث حاضر ہوتے اور کچھ وارث غائب ہوتے جو اس کے پاس حاضر ہوتے جو غائب ہوتے انہیں وصیت کے بارے میں بتاتے۔ اگر وہ غائب مان جاتے تو وصیت جائز ہو جاتی، اگر وہ شک کرتے کہ موجود لوگوں نے میت کے قول میں تبدیلی کر دی ہے اور میت نے جس کے بارے میں وصیت کا ارادہ نہیں کیا اس کے بارے میں انہوں نے وصیت کا ذکر کیا ہے تو جو لوگ اس میت کے پاس حاضر تھے ان میں سے دو نماز کے بعد گواہی دیں گے۔ جب وہ اس پر قسم اٹھا لیں گے تو ان کی شہادت جائز ہو جائے گی جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ان دونوں نے قسم اٹھانے میں گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ (جب یہ ثابت ہو جائے) تو وارثوں میں سے جو مد مقابل ہوں گے، وہ اٹھیں گے اور ان کی گواہی کا انکار کر دیں گے جنہوں نے پہلی دفعہ گواہی دی تھی اور ان سے قسم لی گئی تھی۔ وہ دونوں یوں قسم اٹھائیں گے ہماری گواہی تمہیں جھٹلانے کے لئے ہے اور جو تم نے گواہی دی ہے اس کو باطل کرنے کے لئے ہے، ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا، اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ صلاۃ سے مراد عصر کی نماز ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت سے نقل کی ہے کہ لَا نَشْتَرِیْ بِهٖ ثَمَنًا سے مراد ہے کہ ہم اس کے بدلہ میں رشوت نہیں لیں گے اور وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے اگرچہ اس کا صاحب دور ہو تب بھی ہم گواہی کو نہیں چھپائیں گے (4)۔

امام ابو عبیدہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةً یعنی شہادۃ کے لفظ پر تنوین پڑھتے اور لفظ اللہ اسم جلالت کے ہمزہ کو قطعی اور منصرف پڑھتے اور اسم جلالت کے

1۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 4، صفحہ 154، جامعۃ الدراسات الاسلامیۃ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 127، بیروت۔
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 35، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 33-132، بیروت

آخر میں قسم کی وجہ سے جر پڑھتے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ پڑھتے اور شہادت سے مراد ہی قسم ہے۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ شہادۃ کا لفظ منصوب اور مضاف ہے، اس پر تنوین نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے گواہوں نے خیانت کی ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے یا بات چھپائی ہے تو دو ایسے آدمی گواہی دیں جو ان دونوں سے زیادہ عادل ہوں اور اس کی گواہی کے خلاف گواہی دیں جو پہلے گواہوں نے گواہی دی تو ان کی گواہی جائز ہو جائے گی اور پہلوں کی شہادت باطل ہو جائے گی (2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ (استحق) کو تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے (3)۔

امام ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اسی طرح پڑھا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن عدی ابومجلز سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ پڑھا (5) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا تو زیادہ جھوٹا ہے۔ ایک آدمی نے کہا تو امیر المومنین کو جھٹلاتا ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں تیری نسبت امیر المومنین کے حق کی زیادہ تعظیم کرتا ہوں لیکن میں نے کتاب اللہ کی تصدیق میں انہیں جھٹلایا ہے، میں اللہ کی کتاب کی تکذیب میں امیر المومنین کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ نے یوں قرأت کی الْاَوْلَيٰنِ کہا یہ دونوں ولی ہیں۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے (الاولین) پڑھتے اور فرماتے مجھے بتاؤ اگر اولیان چھوٹے ہوں تو وہ دونوں ان کے قائم مقام کیسے ہوں گے (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ الاولین کو مشدد پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ استحق کو مجہول یعنی تاء کے رفع اور حاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے اور الاولین کو مشدد پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 132، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 143 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 41-140
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 259 (2932) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 141 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 141

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَوْلَیٰنِ سے مراد جو میت کے قریبی ہوں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ ان کی گواہیوں کی تصدیق کی جائے اور یَخَافُوْٓا یعنی کہ وہ گناہ سے ڈریں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی قسمیں باطل کر دی جائیں اور ان کی قسمیں قبول کر لی جائیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے وَاسْمَعُوْا کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ قاضیوں کی بات کو سنو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید فاسقین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کاذبین یعنی وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم (4)۔

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

''جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو پھر پوچھے گا (ان سے) کیا جواب ملا تمہیں؟ عرض کریں گے کوئی علم نہیں، ہمیں بے شک تو ہی خوب جاننے والا ہے سب غیبوں کا''۔

امام فریابی، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا تو وہ گھبرا جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا؟ تو وہ عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں۔ ان کے دل ان کی طرف لوٹائے جائیں گے تو وہ جان جائیں گے (5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ایسی جگہ اتریں گے جہاں ان کی عقلیں کام کرنا چھوڑ دیں گیں۔ جب ان سے پوچھا جائے گا تو وہ عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں پھر وہ دوسری جگہ اتریں گے تو وہ اپنی قوم پر گواہی دیں گے (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں مگر وہی علم ہے جس کے بارے میں تو زیادہ جانتا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت کی عقلیں کام کرنا چھوڑ دیں گی پھر اللہ تعالیٰ ان کی عقلیں لوٹائے گا۔ انہیں سے سوال کیا جائے گا۔ اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 145 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 146 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 148 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 149

تعالیٰ فرماتا ہے فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ (الاعراف:6)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن کی ہولنا کی کی وجہ سے ایسا ہوگا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مخلوق پر ایک ایسی گھڑی آئے گی جس میں ہر صاحب عقل کی عقل زائل ہو جائے گی۔

امام خطیب نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا تو آپ میرے لئے کتاب اللہ میں سے آیات کی تفسیر بیان کریں گے یا میں کتاب اللہ کا انکار کر دوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو ہلاک ہو، آج میں اس کے لئے تیار ہوں۔ وہ آیات کون سی ہیں؟ عرض کی مجھے اس آیت یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ کے بارے میں بتایئے جبکہ ایک دوسری آیت میں فرمایا وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا (القصص:75) تو وہ کس طرح جان گئے جبکہ انہوں نے کہا ہمیں تو کچھ علم نہیں؟ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر:31) میں بتایئے جبکہ ایک اور آیت میں فرمایا لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ (ق:28) تو وہ کیسے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کریں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرے پاس جھگڑا نہ کرو؟ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ (یٰس:65) کے بارے میں بتایئے۔ وہ کیسے گواہی دیں گے جبکہ ان کے مونہوں پر مہریں لگی ہوں گی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے ابن ازرق تیری ماں تجھ پر روئے۔ قیامت کے کئی احوال، کئی ہولنا کیاں، کئی گھبراہٹیں اور کئی زلزلے ہوں گے۔ جب آسمان پھٹ جائیں گے، ستارے بکھر جائیں گے، سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی، مائیں اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی، حاملہ چیزیں اپنے حمل گرا دیں گی، سمندر گرم کر دیے جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیے جائیں گے والد اپنے بچے کی طرف متوجہ نہ ہوگا، اور نہ ہی بچہ اپنے والد کی طرف متوجہ ہوگا جنت لائی جائے گی جبکہ اس میں موتیوں اور یاقوت کے قبے ظاہر ہوں گے۔ یہاں تک کہ اسے عرش کی دائیں طرف نصب کر دیا جائے گا پھر جہنم لائی جائے گی۔ جس کی ستر ہزار لوہے کی لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں گے، اس کی دو نیلی آنکھیں ہوں گی، وہ اپنا نیچے والا ہونٹ چالیس سال تک کھینچے گی، وہ اپنی دم یوں مارے گی جیسے نر اونٹ اپنی دم مارتا ہے، اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ہر مومن اور کافر پر غالب آ جائے۔ اسے لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے عرش کی بائیں جانب نصب کر دیا جائے گا۔ وہ اپنے رب سے سجدہ کی اجازت طلب کرے گی، اسے اجازت دے دی جائے گی، وہ ایسی اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی جیسی حمد مخلوق سے نہیں سنی ہوگی، وہ عرض کرے گی اے میرے اللہ تیرے لئے ہی حمد ہے کیونکہ تو نے مجھے اس لئے بنایا کہ میں تیرے دشمنوں سے انتقام لوں اور تو نے اپنی مخلوق میں سے کوئی چیز ایسی نہیں بنائی جس کے ساتھ تو میرے اہل سے میرے بغیر انتقام لے۔ جہنم جہنمیوں کو اس پرندے سے بھی زیادہ پہچانتی ہے جو زمین پر پڑے دانے کو پہچان لیتا ہے یہاں تک کہ جہنم ایک سو سال کی

مسافت سے بھی جہنمی کو پہچان لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ (الفرقان:12) کا بھی یہی مفہوم ہے۔ وہ ایک لمبا سانس لے گی تو کوئی مقرب فرشتہ، کوئی مرسل نبی، کوئی چنا گیا صدیق اور وہاں کوئی شہید نہیں ہوگا مگر وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑے گا پھر وہ دوبارہ سانس لے گی تو آنسو کا کوئی قطرہ نہیں بچے گا مگر وہ جلدی سے بہہ پڑے گا۔ اگر کسی آدمی کا عمل بہتر نبیوں جتنا ہوگا تو وہ بھی گمان کرے گا وہ اس میں گر پڑے گا۔ پھر وہ تیسرا سانس لے گی تو دل اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور کوے اور خرخرے کے درمیان آ پہنچیں گے۔ آنکھوں کی سیاہی اتنی سفیدی پر غالب آ جائے گی۔ اس دن ہر آدمی نداء کرے گا اے میرے رب مجھے بچا مجھے بچا میں تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کرتا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرش کے پائے سے چمٹ کر عرض کریں گے اے میرے رب مجھے بچا مجھے بچا میں تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کرتا جبکہ تمہارے نبی فرمائیں گے اے میرے رب میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے، آپ کو تمہارے سوا کوئی غم نہیں ہوگا۔ اس موقع پر انبیاء اور مرسل کو بلایا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۖ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا عقلیں اڑ جائیں گی اور دل ڈھل جائیں گے، جب دل اپنی جگہ واپس آئیں گے تو اس وقت یہ منظر ہوگا وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ (القصص:75)۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر:31) اس وقت ظالم سے مظلوم، مالک سے مملوک، قوی سے ضعیف اور سینگ والی سے بے سینگ جانور کا حق لیا جائے گا یہاں تک کہ ہر حق دار کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا اور جہنمی کو جہنم میں جانے کا حکم ہوگا۔ وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں گمراہ کیا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ (ص:61)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ (ق:28) خصومت تو موقف میں تھی اور تمہارے درمیان موقف میں فیصلہ ہو چکا اب تم میرے پاس جھگڑا نہ کرو۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ (یس:65) یہ قیامت کے دن ہوگا جب کفار یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو فضائل اور خیر سے نوازا ہے تو وہ کہیں گے آؤ ہم اللہ کے نام کی قسمیں اٹھائیں گے، ہم نے تو شرک نہیں کیا تھا تو ان کے ہاتھ ان کی زبانوں کے خلاف کلام کریں گے اور پاؤں ہاتھوں کی تصدیق کریں گے پھر اللہ تعالیٰ منہ کو اجازت دے گا تو وہ کلام کریں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (فصلت:21)

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۟ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ

الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۱۰﴾

”جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم! یاد کرو میرا انعام اپنے پر اور اپنی والدہ پر جب میں نے مدد فرمائی تمہاری روح القدس سے، باتیں کرتا تھا تو لوگوں سے (جبکہ تو ابھی) پنگھوڑے میں تھا اور جب پکی عمر کو پہنچا اور جب سکھائی میں نے تمہیں کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل اور جب تو بناتا تھا کیچڑ سے پرندے کی سی صورت میرے اذن سے پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو وہ (مٹی کا بے جان پتلا) بن جاتا تھا پرندہ میرے اذن سے اور (جب) تو تندرست کر دیا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے اذن سے اور جب تو (زندہ کر کے) نکالا کرتا تھا مردوں کو میرے اذن سے۔ اور جب میں نے روک دیا تھا بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو آیا تھا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو کہا جنہوں نے کفر کیا تھا ان سے کہ یہ سب (معجزات) نہیں ہیں مگر کھلا ہوا جادو“۔

امام ابن ابی حاتم، ابن عساکر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو انبیاء اور امتوں کو بلایا جائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان پر کی گئی نعمتوں کا ذکر کرے گا اور اپنے قرب سے نوازے گا۔ فرمائے گا یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ پھر فرمائے گا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (المائدہ: 116) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا انکار کریں گے کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے۔ نصاریٰ کو بلایا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا؟ وہ کہیں گے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی ہمیں اس کا حکم دیا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بال لمبے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہر فرشتہ کو اپنے سر اور جسم کے بال کے ساتھ پکڑیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں ایک ہزار سال تک اللہ کے حضور گرائے رکھیں گے یہاں تک کہ ان پر حجت تمام ہو جائے گی عیسائیوں کے لئے صلیب بلند کی جائے گی اور انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا(1)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت ابوبکر بن عیاش سے وہ ابن وہب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی یمن آیا میرے باپ نے کہا اس کے پاس جاؤ اور اس سے سنو۔ میں نے کہا کیا آپ مجھے ایک نصرانی کے پاس بھیجتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اس کے پاس جاؤ اور اس سے باتیں سنو۔ میں اس کے پاس آیا اس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا تو انہیں حضرت جبرئیل اور میکائیل کے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ میں نے تجھ پر نعمت کی میں نے تجھ پر نعمت کی۔ پھر میں نے تجھے تیرے ماں کے پیٹ سے نکالا۔ میں نے تجھ پر نعمت کی

1۔ کنز العمال، جلد 2، صفحہ 20 (2979) المجلس العلمی حلب

میں نے تجھ پر نعمت کی۔ تیرے بعد ایسی امت ہوگی جو اپنی طرف سے تیرے لئے نجابت چاہیں گے۔ تیری ربوبیت کا دعویٰ کریں گے اور گواہی دیں گے کہ تو قدیم ہے اور رب کو موت کیسے آسکتی ہے؟ میری عزت کی قسم میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں انہیں قیامت کے روز حساب کے لئے کھڑا کروں گا اور میں انہیں مدمقابل کی جگہ کھڑا کروں گا یہاں تک کہ وہ اسے ختم کردیں گے جو انہوں نے کہا ہوگا لیکن وہ اس کے اثر کو کبھی بھی ختم نہ کرسکیں گے پھر وہ مسلمان ہوگیا اور اس نے احادیث میں سے ایسی باتیں ذکر کیں جو میں نے نہیں سنیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ بینات سے مراد وہ معجزات ہیں جو آپ کو عطا کیے گئے جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مٹی سے پرندے کی شکل بنانا پھر اس میں پھونک مارنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور مریضوں کو صحت یاب کردینا، گھروں میں جو وہ خزانہ کرتے تھے ان کے بارے میں اکثر غیب کی خبریں دینا، تورات کو ان کی طرف لوٹانا اس انجیل کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا ان سب چیزوں کے انکار کو ذکر کیا ہے۔

وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

"اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ ایمان لاؤ میرے ساتھ اور میرے رسول کے ساتھ، انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور (اے مولا) تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ اِذْ اَوْحَیْتُ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں نے ان کے دلوں میں القاء کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں جو چیز ڈالی تھی وہ نبوت کی وحی نہیں تھی۔ وحی کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ وحی جسے ملائکہ لاتے ہیں، دوسری وہ وحی جو بندے کے دل میں ڈالی جاتی ہے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت۔

عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

"جب کہا تھا حواریوں نے اے عیسیٰ بن مریم کیا یہ کر سکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے (ان کی اس تجویز پر) عیسیٰ نے کہا ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو۔ حواریوں نے کہا ہم تو (بس) یہ چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اس سے اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا۔ اور ہم ہو جائیں اس پر گواہی دینے والوں سے عرض کی۔ عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کے لئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی اور (ہو جائے) ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ میں اتارنے والا ہوں اسے تم پر پھر جس نے کفر اختیار کیا اس کے بعد تم سے تو بے شک میں عذاب دوں گا اسے ایسا عذاب کہ نہیں دوں گا کسی کو بھی اہل جہان سے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حواری اللہ تعالیٰ کے بارے یہ کہنے سے زیادہ آگاہ تھے کہ وہ کہیں کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے؟ انہوں نے یہ کہا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اپنے رب سے یہ التجاء کر سکے (1)۔

امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل سے حواریوں کے قول هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ اس طرح ہے یا تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ ہے؟ تو حضرت معاذ بن جبل نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھایا ہے (2)۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے کہا اس کا معنی ہے کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو اپنے رب سے سوال کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کیا تیرے رب تیری گزارش مان لے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 260 (2935)، دار الکتب العلمیہ بیروت — 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن وثاب اور حضرت ابو رجاء رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے اسے ھَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ پڑھا ہے یعنی یاء کے ساتھ اور باء کے رفع کے ساتھ۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ عرض کیا ہے اگر تو سوال کرے تو کیا تیرا رب تیری عرض داشت قبول کرے؟ گا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آسمان سے دستر خوان نازل فرمایا جس میں گوشت کے علاوہ ہر قسم کے کھانے تھے۔ انہوں نے اسی دستر خوان میں سے کھایا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ کا معنی خوان ہے اور تَطْمَىِٕنَّ کا معنی انہیں یقین ہو جائے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم اس دن کو عید بنا لیں جس میں وہ دستر خوان نازل ہوا ہم اور ہمارے بعد والے اس کی تعظیم کریں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ان کے بعد جو لوگ ہوں گے ان کے لئے بھی عید ہو۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمۃ میں، ابو بکر شافعی نے فوائد میں (جو غیلانیات کے نام سے معروف ہے) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مائدہ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے سخت ناپسند کیا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین میں جو تمہیں رزق دیا ہے اس پر قناعت کرو، آسمان کے مائدہ کا سوال نہ کرو کیونکہ اگر یہ چیز تم پر نازل ہوئی تو یہ تمہارے رب کی جانب سے نشانی ہوگی، جب قوم ثمود نے اپنے نبی سے سوال کیا تھا تو وہ قوم ہلاک ہوگئی تھی، وہ اسی میں آزمائے گئے یہاں تک کہ اسی معجزہ میں ان کی ہلاکت ہوئی۔ حواریوں نے قبول نہ کیا، یہی مطالبہ کیا کہ ان پر دستر خوان نازل ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے کہا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ یہ بات نہیں مانتے اور یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان کے لئے دعا کریں تو آپ نے اون کا لباس اتار دیا اور سیاہ بال اور بالوں سے بنا ہوا جبہ اور بالوں سے بنی ہوئی عبا پہن لی پھر وضو کیا اور غسل کیا، اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے، جتنی دیر اللہ نے چاہا نماز ادا فرمائی۔ جب نماز مکمل کر چکے تو قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے، قدموں کو سیدھا کیا یہاں تک کہ وہ بالکل برابر ہو گئے۔ ٹخنے کو ٹخنے کے ساتھ ملایا اور انگلیوں کو انگلیوں کے برابر کیا، اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھا، اپنی آنکھ بند کر لی، عاجزی کے ساتھ اپنا سر جھکا لیا۔ پھر رونے لگے۔ آپ کے آنسو لگاتار رخساروں پر بہتے رہے اور ریش کی دونوں جانب سے آنسو گرتے رہے یہاں تک کہ خشوع وخضوع کی وجہ سے چہرے کی اطراف میں زمین تر ہو گئی جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ یہ مائدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 154، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 155

تیری طرف سے ہمارے لئے نصیحت ہوگا۔ آیۃ سے مراد نشانی ہے یعنی وہ ہمارے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی اس دستر خوان پر ہمیں رزق عطا فرمانا جو ہم کھائیں۔

اللہ تعالیٰ نے دو بادلوں کے درمیان سرخ دستر خوان نازل فرمایا۔ ایک بادل اس کے اوپر تھا اور ایک بادل اس کے نیچے تھا جبکہ وہ فضا میں اسے دیکھ رہے تھے کہ وہ آسمان کے فلک سے الگ ہو کر ان کی طرف نیچے آرہا تھا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شرطوں کی وجہ سے خوف سے رو رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے دستر خوان نازل ہونے پر لگائی تھیں کہ دستر خوان نازل ہونے کے بعد ان میں سے کسی نے بھی انکار کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا جیسا عذاب اس نے کسی کو نہیں دیا ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی جگہ کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے تھے اے اللہ اسے رحمت بنا دے، اے میرے رب اسے عذاب نہ بنانا، اے میرے اللہ کتنی ہی عجیب چیزیں ہیں جو میں نے تجھ سے مانگیں تو نے عطا فرمادیں اے اللہ ہمیں اپنا شکر کرنے والوں سے بنا دے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو اسے عذاب اور سزا کے طور پر نازل کرے، اے اللہ تو اسے سلامتی اور عافیت بنا کر نازل فرما، تو اسے فتنہ اور مسلہ بنا کر نازل نہ فرما، آپ لگا تار دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دستر خوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے آکر ٹھہر گیا جبکہ حواری اور آپ کے ساتھی آپ کے ارد گرد موجود تھے جو بڑی عمدہ خوشبو پا رہے تھے انہوں نے اس سے پہلے ایسی خوشبو نہیں پائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواری اس نعمت پر شکر بجالانے کے لئے سجدہ میں گر پڑے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق کی صورت میں وہاں سے عطا فرمائی تھی جہاں سے انہیں گمان تک نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی عظیم قدرت دکھائی جس میں تعجب اور عبرت تھی۔

یہودی دیکھنے کے لئے آئے۔ انہوں نے عجیب وغریب واقعہ دیکھا جس نے ان کے دل میں ناراضگی اور غم پیدا کر دیا پھر وہ سخت غصہ کی حالت میں واپس چلے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حواری اور آپ کے ساتھی آئے یہاں تک کہ وہ دستر خوان کے گرد بیٹھ گئے۔ اس پر ایک رومال تھا جس نے کھانے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس دستر خوان سے پردہ ہٹانے کی ہم میں سے کون جرأت کرے گا، ہم میں سے کسے اپنے آپ پر زیادہ اعتماد ہے، کون اپنے رب کے ہاں اچھے عمل کرنے والا ہے، اسے چاہیے کہ اس سے پردہ ہٹائے تا کہ ہم اسے دیکھیں، اپنے رب کا شکر بجالائیں، اس کا ذکر کریں، اس نے ہمیں جو رزق دیا ہے ہم وہ رزق کھائیں۔ حواریوں نے کہا اے روح اللہ، اے کلمۃ اللہ ہم میں سے آپ ہی اس کے زیادہ مستحق ہیں اور اس سے پردہ ہٹانے کے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھے نیا وضو کیا پھر اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے، چند رکعت نماز ادا کی پھر طویل وقت تک روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اسے دستر خوان سے پردہ ہٹانے کی اجازت دے اور اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے اس میں برکت اور رزق بنا دے پھر واپس آئے اور دستر خوان کے پاس بیٹھ گئے۔ رومال پکڑا اور کہا بسم اللہ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور دستر خوان سے پردہ ہٹایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس پر ایک موٹی بھنی ہوئی مچھلی ہے، جس پر بواسیر نہیں ہے اور نہ ہی اس کے اندر کوئی کانٹا ہے، اس سے تیل بہہ رہا ہے، اس کے ارد گرد ہر قسم کی سبزیاں پڑی ہوئی ہیں سوائے کراث (بدبودار سبزی)

کے جبکہ اس کے سر کے پاس سرکہ ہے اور اس کی دم کے پاس نمک ہے، سبزیوں کے ارد گرد پانچ روٹیاں ہیں: ایک روٹی پر زیتون، دوسری پر کھجوریں، تیسری پر پانچ انار ہیں۔ شمعون (جو حواریوں کا سردار تھا) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے اللہ کی روح اور اس کا کلمہ کیا یہ دنیا کا کھانا ہے یا یہ جنت کا کھانا ہے؟ فرمایا کیا ابھی تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا جو تم اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھو، ان سے عبرت حاصل کرو اور مسائل کریدنے سے اجتناب کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے کہ تمہیں اس نشانی کے باعث عذاب میں ہی مبتلا نہ کر دیا جائے۔ شمعون نے عرض کی نہیں اسرائیل کے معبود کی قسم اے صدیقہ کے بیٹے میں نے کسی غلط بات کا ارادہ نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ تم دستر خوان پر دیکھ رہے ہو نہ یہ جنت کا کھانا ہے اور نہ ہی یہ دنیا کا کھانا ہے، یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے ہوا میں بنائی ہے، اسے فرمایا کُنْ تو وہ پلک جھپکنے سے پہلے بن گئی جو تم نے سوال کیا تھا، اب بسم اللہ کر کے اسے کھاؤ، اس پر اپنے رب کی حمد بیان کرو، اللہ تعالیٰ اس سے تمہاری مدد فرمائے گا اور اس میں اضافہ فرمائے گا کیونکہ وہ تخلیق فرمانے والا، قدرت والا اور شکر قبول فرمانے والا ہے۔

انہوں نے عرض کی اے روح اللہ وکلمۃ اللہ ہم پسند کرتے ہیں کہ تو اس آیت میں ایک اور آیت دکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نے اس آیت میں جو دیکھا ہے وہ تمہارے لئے کافی نہیں یہاں تک کہ تم اس میں اور نشانی کا سوال کر رہے ہو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مچھلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے مچھلی اللہ کے حکم سے پھر زندہ ہو جا جس طرح تو پہلے زندہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کو زندہ فرما دیا، اس نے حرکت کی اور اللہ کے حکم سے اسی طرح تازہ زندہ ہو گئی تو وہ یوں زبان ہونٹوں پر مارنے لگی جس طرح شیر مارتا ہے، اس کی آنکھیں گھومنے لگیں جن کی چمک تھی، اس پر بوا سیر لوٹ آئی۔ یہ دیکھ کر لوگ ڈر گئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی یہ حالت دیکھی فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم ایک نشانی کا سوال کرتے ہو۔ جب اللہ تعالیٰ تمہیں وہ دکھاتا ہے تو تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس کے باعث تمہیں عذاب میں ہی مبتلا نہ کر دیا جائے۔ اے مچھلی اللہ کے حکم سے تو اسی طرح ہو جا جس طرح تو پہلے تھی۔ وہ اللہ کے حکم سے بھنی ہوئی حالت میں ہو گئی جس طرح وہ پہلے تھی۔

انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی سب سے پہلے تو اسے کھا پھر ہم اسے کھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس سے اللہ کی پناہ۔ جس نے اس کا مطالبہ کیا تھا وہی اس کو پہلے کھائے۔ جب حواریوں اور اصحاب نے یہ دیکھا کہ ان کا نبی اس کو کھانے سے رکا ہوا ہے تو وہ ڈر گئے کہ کہیں اس دستر خوان کے نازل ہونے میں ناراضگی نہ ہو اور اس کے کھانے میں مسئلہ نہ ہو جائے۔ تو وہ اس سے پرہیز کرنے لگے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو آپ نے فقراء اور اپاہجوں کو بلایا، فرمایا اپنے رب کا رزق اور اپنے نبی کی دعوت کھاؤ اور اس اللہ کی حمد بیان کرو جس نے اسے تمہارے لئے نازل کیا ہے، اس کی برکتیں تمہارے لئے ہوں اور اس کی سزا دوسرے لوگوں کے لئے ہو، بسم اللہ کے ساتھ کھانا شروع کرو اور الحمد للہ پر کھانا ختم کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، اس دستر خوان سے ایک ہزار تین سو افراد مردوں اور عورتوں نے کھایا اور ان میں سے ہر ایک پیٹ بھر کر واپس ڈکار تے ہوئے جاتا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواریوں نے دیکھا کہ دستر خوان پر کھانا تو اسی طرح ہے جس طرح وہ اس وقت تھا جب وہ آسمان سے اترا تھا پھر اسے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا جبکہ وہ دیکھ رہے تھے۔ جس فقیر نے اس سے کھایا تھا وہ غنی ہو گیا اور جس اپاہج نے اس سے کھایا تھا وہ صحت یاب ہو گیا۔ وہ ہمیشہ غنی اور صحت مند ہی رہے یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حواری اور آپ کے ساتھی شرمندہ ہوئے جنہوں نے اسے کھانے سے انکار کر دیا تھا، ان کی پلکوں سے آنسو بہتے رہے اور ان کے دلوں میں حسرت باقی رہی یہاں تک کہ انہیں موت آ گئی۔ اس کے بعد جب دستر خوان نازل ہوا تو ہر طرف سے بنو اسرائیل دوڑے ہوئے آئے۔ وہ ایک دوسرے پر بھیڑ کر رہے تھے، غنی، فقیر، عورتیں، بچے، بوڑھے، صحت منداور مریض ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو آپ نے ان کے درمیان باری بنا دی۔ یہ دستر خوان ایک دن نازل ہوتا اور دوسرے دن نہ اترتا۔ وہ چالیس دن تک اسی طرح رہے۔ چاشت کے وقت دستر خوان نازل ہوتا۔ وہ پڑا رہتا۔ لوگ اس سے کھاتے رہتے۔ جب دوپہر ہو جاتی تو یہ اللہ کے حکم سے آسمان کی طرف اٹھ جاتا جبکہ وہ اس کا سایہ زمین میں دیکھتے رہتے یہاں تک کہ یہ ان سے اوجھل ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مائدہ میں موجود میرے رزق کو یتیموں، فقیروں اور اپاہجوں کے لئے مختص کر دے، اغنیاء کو اس میں سے نہ دے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ کیا تو اغنیاء اس بارے میں شک میں مبتلا ہو گئے اور اسے حقیر جاننے لگے، اپنے دل میں اس کے بارے میں شک کیا اور لوگوں کو بھی اس بارے میں شک میں مبتلا کر دیا اور اس دستر خوان کے بارے میں قبیح اور ناپسندیدہ باتیں پھیلائیں۔ شیطان نے ان سے حصہ لیا اور شک میں مبتلا لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا ہمیں دستر خوان کے بارے میں بتایئے اور کہا یہ آسمان سے اس کا نازل ہونا حق ہے کیونکہ ہم میں سے بہت زیادہ لوگ اس بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ عیسیٰ کے معبود کی قسم تم نے اپنے نبی سے مطالبہ کیا کہ وہ تمہارے لئے تمہارے رب سے اس کا مطالبہ کرے۔ جب اس نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے تم پر رحمت اور رزق کی صورت میں نازل فرمادیا اور اس میں اپنی نشانیاں اور عبرتیں دکھا دیں تو تم نے اس کو جھٹلا دیا اور اس میں شک کیا، تمہیں عذاب کی بشارت ہو۔ وہ تم پر ضرور واقع ہوگا مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں اپنی شرط کے مطابق جھٹلانے والوں کو پکڑوں گا۔ دستر خوان کے نازل ہونے کے بعد جس نے اسے جھٹلایا ہے میں اسے ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جیسا عذاب میں نے کسی کو نہیں دیا تھا۔ جب شک کرنے والوں نے شام کی اور اپنے بستروں میں لیٹے جبکہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین حالت میں تھے اور امن میں تھے۔ جب رات کا آخری وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ صبح کے وقت کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر گندگی تلاش کر رہے تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تیس روزے رکھو گے؟

پھر تم اس سے سوال کرو تو وہ تمہیں وہ کچھ عطا فرمائے گا جو تم اس کی بارگاہ میں عرض کرو گے کیونکہ عامل کا اجر اس پر لازم ہے جس کے لئے اس نے کام کیا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر عرض کی اے بھلائی کی تعلیم دینے والے تو نے ہمیں کہا عامل کا اجر اس ذات پر لازم ہے جس کے لئے اس نے عمل کیا، تو نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تیس دن روزے رکھیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا، ہم کسی کے لئے تین دن عمل نہیں کرتے مگر وہ ہماری اطاعت کرتا ہے پھر دستر خوان نازل ہونے کی التجاء کی۔ فرشتے دستر خوان لے کر ان پر تیرنے لگے جس پر سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں یہاں تک کہ وہ دستر خوان ان کے سامنے رکھ دیا تو ان میں سے آخری آدمی نے دستر خوان سے ایسا ہی کھایا جس طرح پہلے آدمی نے کھایا تھا (1)۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان سے دستر خوان روٹی اور گوشت کی صورت میں نازل ہوا، انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس میں نہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لئے ذخیرہ کریں۔ انہوں نے خیانت کی، اسے ذخیرہ کیا اور کل کے لئے اٹھا لے گئے تو انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت اسی کی مثل نقل کی ہے، ترمذی نے کہا وقف صحیح ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دستر خوان نازل ہوا، اس پر جنت کے پھلوں میں سے ایک پھل تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ مچھلی تھی یا روٹی۔

امام سفیان بن عیینہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بنواسرائیل نہ ہوتے تو نہ روٹی خراب ہوتی اور نہ ہی گوشت بدبودار ہوتا لیکن انہوں نے آنے والے دن کے لئے کھانا چھپایا تو گوشت بدبودار ہو گیا اور روٹی خراب ہو گئی۔

ابن انباری نے کتاب الاضداد میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ سے مراد روٹی اور مچھلی ہے۔

امام ابن انباری اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دستر خوان نازل ہوا۔ یہ گرم کھانا تھا، وہ اس میں بیٹھ کر کھاتے تھے۔ ان کے وضو ٹوٹ گئے تو اس میں کچھ چیز اٹھالی گئی۔ پھر انہوں نے سوار ہو کر کھایا پھر انہیں حدث لاحق ہوا تو مکمل اٹھا لیا گیا۔

امام ابن انباری نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دستر خوان تھا جس پر چار ہزار آدمی بیٹھے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے کمزور لوگوں کے بارے میں کہا یہ ہمارے کپڑے آلودہ کر دیتے ہیں، کاش ہم اس کے لئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 154، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158
3۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 132، وزارت تعلیم اسلام آباد

کوئی اونچی جگہ بناتے جو جگہ اس دسترخوان کو اونچا کر دیتی۔ انہوں نے اس دسترخوان کے لئے اونچی جگہ بنا دی تو کمزور لوگ اس تک نہ پہنچ سکتے۔ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے دسترخوان اٹھالیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے کتاب الاضداد میں اور ابوالشیخ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مائدہ ایک مچھلی تھی جس میں ہر قسم کے کھانے تھے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ کے ساتھ جو روٹی نازل ہوئی تھی وہ چاول کی تھی۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم اور آپ کے حواریوں پر ایک دسترخوان نازل ہوا جس پر روٹی اور مچھلی تھی۔ جہاں جاتے جب چاہتے تو وہ اس سے کھاتے تھے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مائدہ کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ جہاں بھی پڑاؤ کرتے آسمان سے ان پر کھانا اترتا تھا(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ سے مراد وہ کھانا تھا جہاں بھی وہ اترتے تو ان پر وہ اترتا تھا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت اسحاق بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا جس پر سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں، جتنا چاہتے اس سے کھاتے۔ بعض نے اس میں سے چوری کی اور کہا شاید کل نازل نہ ہو تو اسے اٹھالیا گیا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن انباری اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک دسترخوان تھا جو اترتا اس پر جنت کے پھلوں میں سے پھل ہوتا، انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اسے نہ چھپائیں، نہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لئے اسے ذخیرہ کریں۔ یہ آزمائش تھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمایا تھا۔ وہ اس میں سے کوئی بھی عمل کرتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں آگاہ کرتے قوم نے اس میں خیانت کی اسے چھپایا اور کل کے لئے ذخیرہ کیا(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ پر گوشت کے علاوہ ہر چیز اتاری گئی۔ مائدہ سے مراد دسترخوان ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت میسرہ اور حضرت ذاذان رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ جب بنی اسرائیل کے لئے رکھا جاتا تو اس میں ہر کھانے میں ہاتھ آگے پیچھے پڑتے(7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس مائدہ کے بارے میں پوچھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 157 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 159

گیا جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا؟ کہا ان پر ہر روز اس مائدہ میں جنت کے پھل نازل ہوتے تو مختلف قسم کے پھلوں میں سے جو وہ چاہتے کھاتے۔ اس دسترخوان پر چار ہزار آدمی بیٹھتے۔ جب وہ اسے کھا لیتے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اسی جیسا کھانا بدل دیتا۔ وہ اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مائدہ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے یہ ایک مثال ہے ان پر کوئی چیز نازل نہ ہوئی تھی (1)۔

امام ابو عبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے ایک دسترخوان جس پر کھانا تھا۔ جب ان پر وہ عذاب پیش کیا گیا جو ان کے انکار کی صورت میں نازل ہوتا اس کا انکار کریں گے تو انہوں نے مائدہ کی خواہش چھوڑ دی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب انہیں بتایا گیا کہ جس نے اس کے نازل ہونے کے بعد اس کا انکار کیا تو میں اسے سخت عذاب دوں گا تو انہوں نے کہا ہمیں اس مائدہ کی ضرورت نہیں تو وہ مائدہ نازل نہ ہوا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا جب انہوں نے مائدہ کے بارے وہ طرز عمل اپنایا جو انہوں نے اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے مائدہ نازل ہونے کے بعد اس کا انکار کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا جیسا میں نے اہل مائدہ کے سوا کسی کو نہیں دیا ہوگا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز جس کو سخت عذاب دیا جائے گا وہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے مائدہ کا انکار کیا، منافقین اور آل فرعون (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا کو زاء کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕؔ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 160 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 161 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 160

دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿۱۱۷﴾

''اور جب پوچھے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سواوہ عرض کریں گے پاک ہے تو ہر شریک سے، کیا مجال تھی میری کہ میں کہوں ایسی بات جس کا نہیں ہے مجھے کوئی حق اگر میں نے کہی ہوتی ایسی بات تو تو ضرور جانتا اس کو۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی خوب جاننے والا ہے تمام غیبوں کا۔ نہیں کہا میں نے انہیں مگر وہی کچھ جس کا تو نے حکم دیا مجھے کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور تھا میں ان پر گواہ جب تک میں رہا ان میں پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی نگران تھا ان پر اور تو ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے''۔

امام ترمذی (آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) امام نسائی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر القاء کرتا ہے اور اس قول میں القاء کیا وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ آیت بھی القاء کی۔ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ (الآیہ) (1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہر جوڑ میں کپکپی طاری ہوگئی یہاں تک کہ آپ گر پڑے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بن صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمائے گا تو خوف کی وجہ سے ان کا ہر جوڑ اپنی جگہ سے ہل جائے گا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ کب پوچھا جائے گا، فرمایا قیامت کے دن۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ (المائدہ:119) (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

1۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 132، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 161، بیروت
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 162

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اپنی بارگاہ میں اٹھایا تو نصاری نے مختلف باتیں کیں اور یہ گمان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں اس کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب دیا(1)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی توفیق دی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۚ بِحَقٍّ (2)

امام ابوالشیخ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دلیل قائم کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دلیل پیش کی اللہ تعالیٰ نے اپنی دلیل یوں ارشاد فرمائی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا روز ہوگا، تمام امتیں جمع کی جائیں گی، تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۚ بِحَقٍّ

امام ابوالشیخ نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ ارشاد فرمائے گا تو لوگ سن رہے ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ جواب دیں گے جو تم نے دیکھ لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بارے میں بندہ ہونے کا اقرار کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو من گھڑت باتیں کرتا تھا اسے علم ہو جائے گا کہ وہ جھوٹ کہتا تھا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت میں رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ کا معنی میرا اور تمہارا سردار ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک میں ان میں موجود تھا میں ان پر نگہبان تھا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا فرمایا اے لوگو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف اٹھایا جائے گا تو تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ ہو گے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (الانبیاء: 104) پھر فرمایا خبردار قیامت کے روز سب سے پہلے جسے لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ خبردار میری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 164

3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 12 (9871) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے اور انہیں بائیں جانب (جہنم کی طرف) لے جایا جائے گا، میں عرض کروں گا اے میرے رب میرے صحابہ میرے صحابہ تو جواب دیا جائے آپ ﷺ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تو میں اس طرح کہوں گا جس طرح نیک بندے نے کہا وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ تو جواب دیا جائے گا انہوں نے اسی وقت ارتداد اختیار کرلیا تھا جب آپ ﷺ ان سے جدا ہوئے تھے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رقیب کا معنی نگہبان نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے رقیب کا معنی نگہبان نقل کیا ہے (2)۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾

''اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد، امام نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات نماز پڑھی۔ ایک آیت پڑھی تو اس کے ساتھ رکوع و سجود کرتے ہوئے صبح کر دی۔ وہ یہی آیت تھی۔ جب صبح ہو گئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ لگاتار یہی آیت پڑھتے رہے یہاں تک آپ نے صبح کر دی؟ فرمایا میں نے اپنے رب سے شفاعت کا سوال کیا تو اس نے مجھے عطا فرما دی ان شاء اللہ یہ ہر اس آدمی کو پہنچے گی جس نے شرک نہ کیا ہوگا (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آیت پڑھتے ہوئے عبادت شروع کی اسے دہراتے رہے یہاں تک کہ صبح کر دی وہ یہی آیت تھی (4)۔

امام مسلم، امام نسائی، ابن ابی دنیا نے حسن الظن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تلاوت کی رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (ابراہیم: 36) اور جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے عرض کی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ حضور ﷺ نے ہاتھ اٹھائے عرض کی اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے اور خوب روئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور کہو ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں

1۔ صحیح بخاری، باب نمبر 102، جلد 3، صفحہ 170، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 39، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 13، دارالفکر بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 153 (1350)، دارالکتب العلمیہ بیروت

گے۔ تجھے ناراض نہیں کریں گے (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی امت کی شفاعت کرتے ہوئے رات گزار دی۔ آپ یہ آیت پڑھتے ہوئے نماز ادا کرتے رہے اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ اس کے ساتھ سجدہ کرتے، رکوع کرتے، قیام کرتے۔ اس کے ساتھ قعدہ کرتے یہاں تک کہ صبح کر دی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے ایک آیت کے ساتھ ساری رات عبادت کرتے رہے جبکہ آپ کے پاس تو مکمل قرآن موجود تھا۔ اگر ہم میں سے کوئی آدمی ایسا عمل کرتا تو ہم اس پر ناراضگی کا اظہار کرتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی امت کے لئے دعا کی ہے۔ عرض کی کیا جواب ملا؟ فرمایا مجھے وہ جواب دیا گیا ہے اگر لوگوں میں سے بہت سے افراد کو علم ہو تو وہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ عرض کی کیا میں لوگوں کو خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ لوگوں کی طرف یہ پیغام بھیجیں گے تو وہ عبادت سے سستی کریں گے۔ حضور ﷺ نے ابوذر کو واپس آنے کے لئے آواز دی تو وہ واپس لوٹ آئے اور اس آیت کی تلاوت کی جو آپ تلاوت کرتے رہے اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ تیرے بندے اپنی گفتگو کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں، ان میں سے جن کو تو چھوڑے رکھے اور اس کی عمر کو لمبا کر دیا جائے یہاں تک کہ آسمان سے زمین کی طرف اسے اتارا جائے۔ وہ دجال کو قتل کرے پھر وہ اپنی بات کو چھوڑیں اور تیری وحدانیت کی گواہی دیں اور یہ اقرار کریں کہ ہم بندے ہیں جب وہ اپنی بات سے رجوع کر لیں تو تو انہیں بخش دے۔ بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو انہیں نصرانیت کی حالت میں موت عطا کرے تو ان پر عذاب ثابت ہو جائے گا، بے شک یہ تیرے بندے ہیں اگر تو انہیں بخش دے انہیں نصرانیت سے نکال دے اور اسلام کی طرف ہدایت دے۔ تو تو عزیز ہے حکیم ہے۔ یہ دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے (2)۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوۡمُ يَنۡفَعُ الصّٰدِقِيۡنَ صِدۡقُهُمۡ ؕ لَهُمۡ جَنّٰتٌ تَجۡرِيۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ ؕ ذٰلِكَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِيۡمُ ﴿۱۱۹﴾ لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا فِيۡهِنَّ ؕ وَ

1۔ تفسیر طبری، سورۃ ابراہیم، جلد 13، صفحہ 271، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 165

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۲۰﴾

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو ان کا سچ۔ ان کے لئے باغات ہیں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ اللہ تعالیٰ سے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔ اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی سب آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں توحید پرستوں کو توحید فائدہ دے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گزارش کا فیصلہ ہے اور یہ قیامت کے روز ہوگا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو گفتگو کرنے والے قیامت کے روز گفتگو کریں گے اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ابلیس اللہ کا دشمن۔ ابلیس یہ کہے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ (ابراہیم:22) اس روز اللہ کے دشمن نے سچ کہا جبکہ وہ دنیا میں جھوٹا تھا جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی گفتگو کے بارے میں جو ارشاد فرمایا تھا وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ (المائدہ:116) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیاوی زندگی میں سچے تھے اور موت کے بعد بھی سچے۔

امام ابوعبید نے فضائل میں حضرت ابوزاہریہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مائدہ کے آخر میں یہ آیت لکھی لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد سوم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	تفسیر درمنثور مترجم (جلد سوم)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی
	من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	-/2850 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7247350-7225085

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 2630411-2212011-021۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

آیاتہا ۱۶۵　سُوۡرَۃُ الۡاَنۡعَامِ مَکِّیَّۃٌ ۶　رکوعاتہا ۲۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

امام ابن الضریس، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سورت الانعام مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابو عبید اور ابن الضریس رحمہم اللہ نے فضائل میں، ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ سورت الانعام مکمل طور پر رات کے وقت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کے گرد ستر ہزار فرشتے بلند آواز سے تسبیح بیان کرتے رہے (2)۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورت الانعام مکمل طور پر مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی اور اس کی خبر پھیلانے کے لیے اس کے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت بھی اتری۔ فرشتے زمین و آسمان کے مابین بلند آواز سے تسبیح و تحمید بیان کرنے لگے حتی کہ قریب تھا کہ ان کی تسبیح کی آواز سے ساری زمین گونج اٹھتی۔ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کی تسبیح کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رعب طاری ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں گر گئے۔ سو آپ پر مکہ مکرمہ میں یہ سورت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورت الانعام دوران سفر ملائکہ کی آواز کی گونج میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ملائکہ زمین و آسمان کے مابین خلاء کو بھرے ہوئے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ سورت الانعام نازل ہوئی، ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ تھے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ قول روایت کیا ہے کہ مکمل سورت الانعام یکبارگی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ میں نے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی لگام پکڑی ہوئی تھی۔ قریب تھا کہ اس کے بوجھ سے ناقہ کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں (3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر مکمل سورۃ الانعام یکبارگی نازل ہوئی۔ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے جن کی تسبیح و تحمید سے فضا میں گونج تھی (4)۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور سلفی رحمہم اللہ نے الطیوریات میں حضرت انس رضی اللہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 12، صفحہ 215 (1293) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 178 (449)

4۔ تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 1283، دار ابن حزم بیروت

عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ پر سورۃ الانعام نازل ہوئی اور اس کے ساتھ فرشتوں کی اتنی کثیر تعداد تھی جس نے مشرق و مغرب کو بھر دیا۔ ان کی تسبیح و تقدیس کی آواز سے زمین گونج رہی تھی اور رسول اللہ ﷺ یہ پڑھتے رہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"(1)۔

امام حاکم، بیہقی نے شعب الایمان میں اور اسماعیلی رحمہم اللہ نے اپنی معجم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب سورت الانعام نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی پھر فرمایا اس سورت کے ساتھ اتنے ملائکہ نازل ہوئے جنہوں نے افق کو بھر دیا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے(2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور خطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم پانچ پانچ آیتیں کر کے نازل کیا گیا ہے۔ جس نے اس کی پانچ پانچ آیتیں حفظ کیں اسے یہ کبھی نہیں بھولتا۔ مگر سورت الانعام یکبارگی ہزار فرشتوں کی معیت میں نازل ہوئی۔ ہر آسمان سے ستر ہزار فرشتے اسے پھیلاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دیا۔ جس بیمار کے پاس بھی یہ سورت پڑھی جائے اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرماتا ہے۔ بیہقی نے کہا یہ روایت ضعیف ہے(3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر مکمل سورۃ الانعام یکبارگی نازل کی گئی۔ ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ تھے۔ (فضائیں) ان کی تسبیح و تحمید اور تکبیر و تہلیل کی آواز سے گونج تھی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام بیک وقت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی تین آیات کے سوا یہ ساری سورت مکی ہے۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ سے لے کر تین آیات کی تکمیل تک آیات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں (یہ آیات 151 تا 153 ہیں)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الانعام پڑھنے والے کو ندا دی جائے گی کہ اس سورت کے ساتھ محبت کرنے اور اس کی تلاوت کرنے کے سبب جنت کی طرف آ جا(4)۔

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مکمل سورۃ الانعام بیک وقت نازل ہوئی اور اس کی عزت و تکریم کے لیے اس کے ساتھ پانچ سو فرشتے بھی نازل ہوئے(5)۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو جحیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام بیک وقت نازل ہوئی اس کے ساتھ ستر ہزار ملائکہ نازل ہوئے یہ تمام سورت مکی ہے سوائے آیت 111 کے کہ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور وہ یہ ہے وَ لَوْ اَنَّنَا

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 470، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 344 (3266)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 471 (2435)
4۔ مسند الفردوس للدیلمی، جلد 5، صفحہ 495 (8868)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 40، دار الکتب العلمیہ بیروت

نَزَّلْنَآ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ (الآیہ)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورت الانعام نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے تسبیح بیان کی پھر فرمایا اس سورت کے ہمراہ اتنے ملائکہ نازل ہوئے جنہوں نے افق کو بھر دیا۔

امام فریابی، اسحاق بن راہویہ رحمہما اللہ نے مسند میں، اور عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ مکمل سورۃ الانعام بیک وقت نازل ہوئی۔ اس کے ساتھ ملائکہ کی ایک جماعت تھی جو آسمان دنیا سے لے کر زمین تک منظم تھے دو آیتوں کے سوا یہ مکمل سورت مکی ہے اور وہ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ سے دو آیتیں مکمل ہونے تک ہیں (یہ آیات 151 اور 152 ہیں)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام بیک وقت نازل کی گئی ہے، اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دو آیتوں کے سوا مکمل سورۃ الانعام مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ دو آیتیں مدینہ طیبہ میں ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئیں۔ اور یہ وہ آدمی ہے جس نے یہ کہا تھا: مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (الانعام: 91) الآیہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام مکمل طور پر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی مگر دو آیتیں ایک یہودی کے بارے مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس آدمی نے یہ کہا تھا: مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (الانعام: 91) اور وہ فنحاص یہودی تھا یا مالک بن صیف۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، دارمی نے مسند میں، محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ سورۃ الانعام لوازم قرآن میں سے ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے کہ الانعام لوازم قرآن میں سے ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حبیب ابی محمد العابد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جو کوئی سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات تَكْسِبُوْنَ تک پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے بھیج دے گا جو یوم قیامت تک اس کے لیے دعا کرتے رہیں گے اور ان کے اعمال کی مثل اس کے لیے اجر ہوگا اور جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا ماء سلسبیل سے سیراب کرے گا اور ماء کوثر سے اسے غسل دے گا اور فرمائے گا: اَنَا رَبُّكَ حَقًّا وَّاَنْتَ عَبْدِیْ حَقًّا۔ میں تیرا سچا رب ہوں اور تو میرا سچا بندہ ہے۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو محمد الفارسی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جس کسی نے سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے بھیجے گا جو قیامت تک اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور اس کے لیے ان کے اجر کی مثل اجر ہوگا۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو اللہ تعالیٰ اسے

جنت میں داخل فرمائے گا، اپنے عرش کے سائے میں سایہ عطا فرمائے گا، اسے جنت کے پھل کھلائے گا، وہ آب کوثر سے سیراب ہوگا اور نہر سلسبیل میں غسل کرے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے''۔

امام سلفی رحمہ اللہ نے کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جس نے صبح کی نماز کے بعد سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ تک پڑھیں۔ اس کے لیے چالیس ہزار فرشتے نازل ہوں گے جن کے اعمال کی مثل اس کے لیے اجر لکھا جائے گا۔ اس کی طرف سات آسمانوں کے اوپر ایک فرشتہ بھیجا جائے گا جس کے پاس لوہے کا گرز ہوگا۔ اگر شیطان اس کے دل میں کوئی برائی القاء کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے گرز کے ساتھ مارے گا یہاں تک کہ بندہ اور شیطان کے درمیان ستر حجابات قائم ہو جائیں گے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ تو میرے سائے میں چل، کوثر سے سیراب ہو، سلسبیل سے غسل کر اور بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہو جا ''اَنَا رَبُّكَ وَاَنْتَ عَبْدِيْ: اِمْشِ فِيْ ظِلِّيْ وَ اشْرَبْ فِي الْكَوْثَرِ، وَاغْتَسِلْ مِنَ السَّلْسَبِيْلِ، وَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ''۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر وہیں مسجد میں بیٹھ کر سورۃ الانعام کی پہلی تین آیات پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر فرشتے مقرر فرما دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اس کے لیے قیامت تک استغفار کرتے رہیں گے (1)۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ ایک رات حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس سے گزرے۔ آپ مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ حذیفہ نے کہا میں بھی نماز پڑھنے کے لیے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے سورت البقرہ شروع کی۔ جب ختم کی تو یہ الفاظ طاق مرتبہ کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ پھر آل عمران شروع کی۔ جب اسے ختم کیا تو رکوع نہ فرمایا اور تین مرتبہ یہ الفاظ کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ۔ پھر سورت المائدہ شروع کی، اسے ختم کیا اور رکوع فرمایا۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے سنا سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور آپ اپنے ہونٹوں کو حرکت دے رہے تھے۔ جس سے مجھے معلوم ہوا کہ آپ مذکورہ الفاظ کے سوا کچھ اور بھی کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے جب سورۃ الانعام شروع کی تو میں آپ کو چھوڑ کر چلا گیا (2)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ۙ ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ①

1۔ روح المعانی، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 147 (2842) بیروت

''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور بنایا اندھیروں کو اور نور کو پھر بھی جنہوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں''۔

امام ابن الضریس نے فضائل القرآن میں، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے تورات کو اس آیت سے شروع کیا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ اور اس آیت کے ساتھ ختم کیا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا (بنی اسرائیل) (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ تورات میں یہ آیت چھ سو نمبر پر ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی حمد وستائش اور اپنی مخلوق کی عظمت ورفعت کا ذکر کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس خارجیوں میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے کہا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ الآیہ۔ ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور اندھیروں اور نور کو بنایا ہے پھر بھی جنہوں نے کفر کیا وہ اپنے رب کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہرا رہے ہیں'' کیا اسی طرح نہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں! تو وہ واپس جانے لگا۔ پھر آپ نے اسے واپس لوٹنے کو کہا۔ جب وہ واپس لوٹا تو آپ نے اسے فرمایا یاد رکھو یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس خوارج میں سے ایک آدمی آیا اور اس نے یہ آیت پڑھی: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ الآیہ پھر اس نے دریافت کیا کیا وہ لوگ کافر نہیں ہیں جو اپنے رب کے ساتھ دوسروں کو برابر ٹھہراتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں!۔ تو وہ آدمی واپس چلا گیا۔ بعد ازاں آپ کے گروہ میں سے ایک آدمی نے کہا اے ابن ابزی! یہ آدمی تو خوارج میں سے تھا۔ اس نے اس سوال کے سبب آپ کے نظریہ کے خلاف آیت کی تفسیر کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ تو تب آپ نے کہا اسے میرے پاس واپس بلا لاؤ۔ جب وہ آدمی آیا تو ابن ابزی نے پوچھا کیا تو جانتا ہے یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو پھر آپ نے اسے بتایا یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اسے اپنے محل کے بغیر مت چسپاں کرو (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرَ زنادقہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے یہ کہا کہ اندھیروں،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170

کیڑے مکوڑوں، بچھوؤں اور قبیح چیزوں میں سے کسی کو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس نے نور کو اور ہر اچھی شے کو پیدا کیا ہے۔ تو اس وقت ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابوالشیخ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جبرئیل امین علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ سورۂ انعام لے کر اترے، تسبیح و تکبیر اور تہلیل و تحمید کے ساتھ ان کی آوازیں بلند تھیں۔ بعد ازاں مجاہد نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میں تین ادیان کا رد ہے۔ ان میں سے ایک دہریہ کا رد ہے کیونکہ ان کا نظریہ ہے کہ تمام اشیاء دائمی ہیں۔ پھر فرمایا وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ میں ان مجوسیوں کا رد ہے جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ ظلمت اور نور دو تدبیر کرنے والے (مدبر) ہیں۔ پھر فرمایا: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ میں مشرکین عرب کا رد ہے اور ان لوگوں کا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو الٰہ مانا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں تمام مقامات پر جَعَلَ بمعنی خلق ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ سے مراد کفر اور ایمان ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ کے بارے میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین سے پہلے آسمانوں کو، نور سے پہلے ظلمت کو اور جہنم سے پہلے جنت کو پیدا فرمایا۔ اور ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ (اوروں کو) برابر ٹھہرانے والوں نے جھوٹ بولا اور وہی مشرک لوگ ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: وَ جَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ظلمات سے مراد رات کی تاریکی ہے اور نور سے مراد دن کی روشنی ہے اور ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ سے مراد مشرکین ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے مجاہد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو شرک کرتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ قول باری تعالیٰ: ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ کے بارے کہتے کہ اس سے مراد وہ معبودان باطلہ ہیں جن کی انہوں نے عبادت کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھہرایا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں، نہ کوئی اس کا مد مقابل ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو بیوی اور بیٹا بنایا ہے (4)۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 168، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170 4۔ ایضاً

اَنۡتُمۡ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۲﴾ وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ یَعۡلَمُ سِرَّكُمۡ وَ جَهۡرَكُمۡ وَ یَعۡلَمُ مَا تَكۡسِبُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ مَا تَاۡتِیۡهِمۡ مِّنۡ اٰیَةٍ مِّنۡ اٰیٰتِ رَبِّهِمۡ اِلَّا كَانُوۡا عَنۡهَا مُعۡرِضِیۡنَ ﴿۴﴾ فَقَدۡ كَذَّبُوۡا بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمۡ ؕ فَسَوۡفَ یَاۡتِیۡهِمۡ اَنۡۢبٰٓؤُا مَا كَانُوۡا بِهٖ یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۵﴾

''الله وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر مقرر کی ایک معیاد اور ایک معیاد مقرر ہے الله کے نزدیک پھر بھی تم شک کر رہے ہو۔ اور وہی الله ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ وہ جانتا ہے تمہارے بھید بھی اور تمہاری کھلی باتیں بھی اور جانتا ہے جو تم کمار ہے ہو۔ اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی اپنے رب کی نشانیوں سے مگر وہ ہو جاتے ہیں اس سے منہ پھیرنے والے۔ بے شک انہوں نے جھٹلایا حق کو جب وہ آیا ان کے پاس۔ سو اب آیا چاہتی ہیں ان کے پاس خبریں اس چیز کی جس کے ساتھ وہ مذاق کیا کرتے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے نقل کیا ہے کہ هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ سے مراد یہ ہے کہ الله تعالیٰ نے تمہیں یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا سے مراد موت کا وقت ہے اور اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَهٗ سے مراد قیامت اور الله تعالیٰ کے پاس وقوف کا وقت مقرر ہے(1)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد باری تعالیٰ: ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا کے بارے فرمایا اس سے مراد دنیا کی مدت ہے۔ اور ایک روایت میں موت کا مقررہ وقت بھی مذکور ہے اور قول باری تعالیٰ: وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَهٗ کے بارے فرمایا اس سے مراد آخرت کی مدت مقررہ ہے جسے الله تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَضٰۤی اَجَلًا سے مراد نیند ہے الله تعالیٰ نیند کے وقت روح قبض فرمالیتا ہے اور پھر بیدار ہونے کے بعد اسے واپس اپنے مالک کے پاس لوٹا دیتا ہے اور اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَهٗ سے مراد انسان کی موت کا وقت ہے(3)۔

امام عبد بن حمید رحمہ الله نے حضرت قتادہ رضی الله عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ: هُوَ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ کے متعلق فرمایا کہ یہ مخلوق کی ابتدا کا ذکر ہے، الله تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا پھر آپ کی نسل کو ایک جوہر یعنی حقیر پانی سے پیدا کیا۔ جیسا کہ سورۂ سجدہ میں ہے ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِیۡنٍ ﴿۸﴾ اور ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّی عِنۡدَهٗ کے بارے کہتے ہیں کہ اس سے مراد تیرے مرنے کے دن تک تیری مدت حیات ہے۔ اور تیری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 173، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 172 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 173

2B

موت سے لے کر دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک کی مدت ہے۔ اور ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ کے بارے کہا کہ پھر بھی تم اس میں شک کر رہے ہو۔ یعنی تَمْتَرُوْنَ بمعنی تَشُکُّوْنَ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ: ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا کے بارے کہا کہ اس سے مراد اجل الدنیا یعنی موت کا مقررہ وقت ہے۔ اور وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ سے اجل الآخرۃ یعنی دوبارہ اٹھائے جانے کا مقررہ وقت ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے قَضٰۤى اَجَلًا کے بارے کہا کہ اس سے مراد تیری پیدائش سے لے کر موت تک دنیا کی معینہ مدت ہے اور وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ سے مراد قیامت کا دن ہے (2)۔

امام ابو الشیخ نے یونس بن یزید الایلی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قَضٰۤى اَجَلًا کے متعلق کہا کہ اس سے مراد وہ کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں پیدا فرمایا اور وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى سے مراد وہ سب کچھ ہے جو ان کے بعد یوم قیامت تک تخلیق فرمائے گا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ کا معنی تشکون (تم شک کرتے ہو) نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ کے بارے کہتے کہ تم دوبارہ اٹھائے جانے میں شک کر رہے ہو یعنی (تَمْتَرُوْنَ فِي الْبَعْثِ)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: وَ مَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ کے بارے قتادہ کہتے ہیں "کہ ان کے پاس کتاب اللہ میں سے کوئی شے بھی نہیں آئی مگر وہ اس سے اعراض کرتے ہیں۔ اور قول باری تعالیٰ: فَقَدْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ يَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ کے بارے کہتے ہیں کہ عنقریب قیامت کے دن ان کے پاس اس چیز کی خبریں آئیں گی جس کے ساتھ انہوں نے کتاب اللہ سے استہزاء کیا۔

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّ جَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۞

"کیا نہیں دیکھا انہوں نے کہ کتنی ہلاک کر دیں ہم نے ان سے پہلے قومیں جنہیں ہم نے (ایسا) تسلط دیا تھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 173، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 172 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 174

زمین میں جو ہم نے تمہیں نہیں دیا اور ہم نے بھیجے بادل ان پر موسلا دھار برسنے والے اور ہم نے بنا دیں نہریں جو بہتی تھیں ان کے (گھروں اور باغوں کے) نیچے سے پھر ہم نے ہلاک کر دیا انہیں بوجہ ان کے گناہوں کے اور پیدا کر دی ہم نے ان کے بعد ایک اور قوم"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مِنْ قَرْنٍ سے مراد امت ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ کہتے ہیں قول باری تعالیٰ: مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ سے مراد یہ ہے کہ ہم نے انہیں وہ کچھ عطا کیا تھا جو ہم نے تمہیں عطا نہیں کیا (1)۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ قول باری تعالیٰ: وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا کے بارے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مسلسل برسنے والی موسلا دھار بارش ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ہارون التیمی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا سے مراد ایسی بارش ہے جو موسلا دھار اور شدید ہو۔

وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

"اور اگر ہم اتارتے آپ پر کتاب (لکھی ہوئی) کاغذ پر اور وہ چھو بھی لیتے اس کو اپنے ہاتھوں سے تب بھی کہتے جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے کہ نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا ہوا"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ قول باری تعالیٰ: وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ کے بارے فرماتے ہیں "اگر ہم آسمان سے صحائف اتارتے جن میں لکھا ہوتا اور وہ انہیں اپنے ہاتھوں سے مس بھی کر لیتے تو یقیناً یہ تکذیب کے اعتبار سے ان میں اور اضافہ کر دیتا" (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ: وَ لَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اس میں قرطاس سے مراد صحیفہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے قول باری تعالیٰ: فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ کے متعلق یہ نقل کیا ہے "اور وہ اپنی آنکھوں کے ساتھ (اس صحیفہ کا) معائنہ کر لیتے اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ اسے چھو بھی لیتے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 175، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 177 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

تعالیٰ کے ارشاد فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے۔" اور وہ اسے چھو لیتے اور اس کی طرف دیکھ بھی لیتے تب بھی اس کی تصدیق نہ کرتے (1)۔

وَ قَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ؕ وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ۝۸ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ۝۹

"اور بولے کیوں نہ اتارا گیا ان پر فرشتہ اور اگر ہم اتارتے فرشتہ تو فیصلہ ہو گیا ہوتا ہر بات کا پھر نہ مہلت دی جاتی انہیں۔ اور اگر ہم بناتے نبی کسی فرشتہ کو تو بناتے اس کو انسان (کی شکل میں) تو (یوں) ہم مشتبہ کر دیتے ان پر جس شبہ میں وہ اب ہیں"۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی اور آپ ﷺ نے ان کے ساتھ گفتگو فرمائی کہ میں انہیں وہی پیغام پہنچا رہا ہوں جو مجھ تک پہنچا ہے۔ یہ سن کر زمعہ بن اسود بن مطلب، نضر بن حارث بن کلدہ، عبدہ بن عبد یغوث، ابو خلف بن وہب اور عاصی بن وائل بن ہشام نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اگر آپ کے ساتھ کوئی فرشتہ اتارا جاتا جو آپ کی جانب سے لوگوں کے ساتھ گفتگو کرتا اور آپ کے ساتھ دکھائی دیتا۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ...... الآیہ"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ قول باری تعالیٰ: وَ قَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ کے بارے انہوں نے کہا" کیوں نہیں ان پر انسان کی شکل میں فرشتہ اتارا گیا۔ اور قول باری تعالیٰ: وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ کے بارے کہا کہ اگر ہم فرشتہ اتارتے تو قیامت قائم ہو جاتی (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ آپ کہتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ فرشتہ نازل فرماتا پھر وہ ایمان نہ لائے تو بہت جلد ان کے لیے عذاب آجاتا (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر ان کے پاس فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آتا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ تو ہم یقیناً انہیں ہلاک کر دیتے۔ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ پھر انہیں مہلت نہ دی جاتی اور وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا کے بارے فرماتے ہیں اگر ان کے پاس فرشتہ آتا تو وہ بھی انسانی شکل میں ہی آتا۔ کیونکہ وہ فرشتوں کی طرف دیکھنے کی استطاعت نہیں رکھتے وَ لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ تو ہم اس طرح ان پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 177، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 178 3۔ ایضاً

معاملہ مشتبہ کر دیتے جس طرح وہ شبہ میں پڑے ہوئے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قول باری تعالیٰ: وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا کے متعلق حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ہم کسی فرشتہ کو نبی بناتے تو یقیناً ہم اسے انسان کی شکل میں اور انسان کی طرح پیدا کر کے نبی بناتے (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں اس کا معنی ہے اگر ہم فرشتے کو نبی بناتے تو اسے بھی آدمی کی صورت میں بناتے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا کے بارے کہا اگر ہم فرشتے کو نبی بناتے تو اس فرشتے کو ہم انسان کی شکل میں بناتے، ہم اسے فرشتے کی صورت میں نہ بھیجتے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں وَ لَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ کا معنی ہے ہم ان پر مشتبہ بنا دیتے (5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ وَ لَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ہم ان پر مشتبہ کر دیتے جس طرح وہ اب شبہ میں پڑے ہوئے ہیں (6)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ قول باری تعالیٰ: وَ لَلَبَسْنَا عَلَیْهِمْ مَّا یَلْبِسُوْنَ کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کوئی قوم شبہات میں نہیں پڑی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر (امر) مشتبہ کر دیا۔ التباس اور اشتباہ لوگوں کی جانب سے ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو بندوں کے لیے سب کچھ واضح طور پر بیان کر دیا، اپنے رسول مبعوث فرمائے، ان پر حجت اور دلائل قائم کیے، انہیں اپنی آیات اور نشانیاں دکھائیں اور انہیں وعید بھی سنائی (7)۔

وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾

"اور بلاشبہ مذاق اڑایا گیا رسولوں کا آپ سے پہلے پھر گھیر لیا انہیں جو مذاق اڑاتے تھے رسولوں کا اس چیز نے جس کے ساتھ مذاق اڑایا کرتے تھے"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ولید بن مغیرہ، امیہ بن خلف اور ابو جہل بن ہشام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے آپ پر طعن و تشنیع کیے اور آپ سے خوب استہزا کیا۔ ان کے اس عمل کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رنجیدہ خاطر اور غضب ناک ہوئے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 179، بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 180　6۔ ایضاً　7۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی سے قول باری تعالیٰ: فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ کے بارے فرمایا کہ منھم سے مرادرسل علیہم السلام ہیں (یعنی پھر گھیر لیا انہیں جو رسولوں کا مذاق اڑاتے تھے) اور مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ کے بارے فرماتے ہیں کہ انہیں اس چیز نے عذاب میں واقع کیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزاء اور تمسخر کیا (1)۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۱۱ قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰي يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲

”آپ فرمایئے سیر کرو زمین میں پھر دیکھو کیسا ہوا انجام (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا۔ آپ (ان سے) پوچھئے کس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ آپ (ہی انہیں) بتایئے (سب کچھ) اللہ ہی کا ہے، اس نے لازم کرلیا ہے اپنے آپ پر رحمت فرمانا۔ یقیناً جمع کرے گا تمہیں قیامت کے دن ذرا شک نہیں اس میں (مگر) جنہوں نے نقصان میں ڈال دیا ہے اپنے آپ کو تو وہ نہیں ایمان لائیں گے“۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ: قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ قسم بخدا! (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا انجام کتنا برا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تباہ و برباد کردیا اور ان کی ہلاکت کے بعد پھر انہیں (جہنم کی) آگ میں ڈال دیا (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ سے مروی ہے کہ ابو حاتم نے سلمان سے ارشاد باری تعالیٰ: كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تورات میں دو شفقتیں پاتے ہیں (وہ یہ کہ) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا پھر مخلوق کی تخلیق سے قبل سو رحمتیں پیدا فرمائیں پھر مخلوق کو پیدا فرمایا۔ ایک رحمت مخلوق کے درمیان رکھ دی اور ننانوے رحمتیں اپنے پاس روک لیں۔ اسی ایک رحمت کے سبب (اہل زمین) ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرتے ہیں، مہربانی کا سلوک کرتے ہیں، ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں اور اسی کے سبب ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرتے ہیں۔ اسی کے سبب اونٹنی (شفقت و مہربانی کی) آواز نکالتی ہے۔ گائے بچوں کو جنم دیتی ہے اور بکری ممیاتی ہے۔ اسی رحمت کے سبب پرندے ہوا میں ایک دوسرے کی اتباع کرتے ہیں اور مچھلیاں سمندر میں ایک دوسرے کی پیروی کرتی ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو رب کریم اس رحمت کو اپنے پاس موجود رحمت کے ساتھ شامل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب سے افضل اور وسیع ہے (3)۔

امام احمد، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 181، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 182

کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اس دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ ان میں سے ایک رحمت کے سبب ساری مخلوق ایک دوسرے سے رحم اور مہربانی کا سلوک کرتی ہے اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لیے (اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہیں)۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو اس ایک رحمت کے ملنے سے وہ مکمل (سو) ہو جائیں گی(1)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ اور بیہقی رحمہ اللہ علیہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے (مخلوق کی) تخلیق کا فیصلہ فرمایا تو ایک کتاب (اپنی شان قدرت کے مطابق) جمع فرمائی اور اسے عرش کے اوپر اپنے پاس ہی رکھا (اس میں ہے) ''اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ'' بے شک میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی(2)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اپنے دست قدرت سے ایک کتاب اپنے بارے میں لکھی۔ (اس میں یہ فرمایا) بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے(3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے بارے فیصلہ فرمانے سے فارغ ہوگا تو عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا (اور فرمائے گا) بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور میں تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہوں۔ پس (اللہ تعالیٰ اپنے دست قدرت کے ساتھ) ایک قبضہ یا دو قبضے (مخلوق کے) بھرے گا تو خلق کثیر جہنم کی آگ سے باہر نکل آئے گی۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ ان کی آنکھوں کے درمیان یہ لکھا ہوا ہے ''عتقاء اللہ'' (یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آزاد کیے ہوئے ہیں)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے ساتھ اپنے لیے ایک کتاب لکھی اور اسے عرش کے نیچے رکھ دیا۔ اس میں ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس میں سے کوئی شے دوسری پر مہربان نہیں تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں اور ان میں سے ایک رحمت مخلوق کے درمیان رکھ دی۔ تو اس کے سبب وہ آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرنے لگے(4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے ان کی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق

1۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ: جلد 17، صفحہ 57(20)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، جلد 2، صفحہ 299، دارالفکر بیروت

3۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الدعاء، جلد 13، صفحہ 55(3543)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 182

کے درمیان فیصلہ فرمانے سے فارغ ہوگا تو عرش کے نیچے سے ایک کتاب نکالے گا، اس میں یہ ہے کہ بلاشبہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی اور میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت کے برابر لوگوں کو جہنم سے نکالے گا یا یہ الفاظ فرمائے مثلا اہل الجنۃ۔ یعنی اہل جنت کی مثل لوگوں کو جہنم سے نکالے گا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے پاس سو رحمتیں ہیں، ان میں سے ایک رحمت اہل دنیا کی طرف اتاری ہے جس کے سبب جن وانس، آسمان کے پرندے، پانی کی مچھلیاں، زمین کے چوپائے اور کیڑے مکوڑے اور جو کچھ فضا کے درمیان ہے سب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم اور شفقت کا سلوک کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس محفوظ رکھی ہیں۔ حتیٰ کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ رحمت جو اس نے اہل دنیا کی طرف اتاری اسے نکال کر اپنے پاس موجود رحمت میں شامل کرلے گا۔ اور پھر وہ رحمت اہل جنت کے دلوں میں اور اہل جنت کے اوپر نازل فرمادے گا(2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالخازق زہیر بن سالم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب کو کہا: اللہ تعالیٰ نے سب سے اول کون سی چیز پیدا فرمائی؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی اور اسے قلم اور سیاہی کے ساتھ نہیں لکھا۔ بلکہ دست قدرت کی انگلی کے ساتھ لکھا اور اس کے الفاظ زبرجد، موتی اور یاقوت کے تھے (اس میں یہ ہے) میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے(3)۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب "حسن الظن باللہ" میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث قدسی نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا کیا میں تمہیں بنی اسرائیل کے دو آدمیوں کا واقعہ نہ سناؤں؟ ان میں سے ایک کے بارے بنی اسرائیل یہ خیال کرتے تھے کہ وہ دین، علم اور اخلاق کے اعتبار سے بہت افضل ہے۔ اور دوسرے کے بارے یہ گمان تھا کہ وہ اپنے اوپر زیادتی کرنے والا ہے۔ جب اس کا ذکر اس کے دوسرے ساتھی کے پاس کیا گیا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ اسے ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا وہ نہیں جانتا کہ میں ارحم الراحمین ہوں؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے اور بے شک میں نے اس کے لیے عذاب واجب کردیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بارے قسمیں نہ کھایا کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے دن اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں، ان میں سے ایک رحمت زمین میں نازل فرمائی جس کے سبب والدہ اپنے بچے پر اور دیگر بہائم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں قیامت کے دن کے لیے اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اس رحمت کے سبب سو رحمتیں مکمل ہو جائیں گی(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 183، بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ کتاب ذکر رحمۃ اللہ، جلد 7، صفحہ 61 (34207) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سو رحمتیں پیدا فرمائیں۔ تمام رحمتیں زمین و آسمان کے مابین تہہ در تہہ موجود ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت زمین میں نازل فرمائی۔ اسی کے سبب ماں اپنے بچوں پر شفقت کرتی ہے اور دیگر وحوش و طیور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ پیار اور محبت کرتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس رحمت کے سبب سو رحمتیں مکمل ہو جائیں گی (1)۔

وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۱۳ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ
اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْۤ
اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۴ قُلْ
اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ
يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ؕ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ۝۱۶ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ
فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۷
وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱۸

"اور اسی کا ہے جو بس رہا ہے رات میں اور دن میں اور وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ آپ فرمایئے کیا بغیر اللہ تعالیٰ کے کسی کو (اپنا) معبود بناؤں (وہ اللہ جو) پیدا فرمانے والا ہے آسمانوں کو زمین کو اور وہ (سب کو) کھلاتا ہے اور خود نہیں کھلایا جاتا۔ فرمایئے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں سب سے پہلے سر جھکانے والا (نیز یہ حکم دیا گیا ہے کہ) ہرگز نہ بننا شرک کرنے والوں سے۔ آپ فرمایئے میں ڈرتا ہوں اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کی، بڑے دن کے عذاب سے۔ وہ شخص ٹال دیا گیا عذاب جس سے اس روز تو یقیناً رحم فرمایا اللہ نے اس پر اور یہی کھلی کامیابی ہے۔ اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی دکھ تو نہیں کوئی دور کرنے والا اس دکھ کو سوائے اس کے اور اگر پہنچائے تجھے کوئی بھلائی (اس کو کوئی نہیں روک سکتا) وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور وہ غالب ہے اپنے بندوں پر اور وہ بڑا دانا ہر چیز سے خبردار ہے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے "اسی کا ہے جو رات اور دن میں مستقر اور ساکن ہے۔" اور قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ

1۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، جلد 17، صفحہ 57، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَلِيًّا کے بارے انہوں نے یہ کہا ہے کہ یہاں ولی سے مراد ایسا ولی ہے جسے ولی بنا کر اس کی ربوبیت کا اقرار کیا جائے (یعنی آپ فرمایئے کیا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو اپنا رب اور معبود بنالوں؟)(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد باری تعالیٰ: فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا معنی بَدِیْعِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ کیا ہے یعنی وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔

ابوعبید نے فضائل میں، ابن جریر اور ابن انباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: آپ فرماتے ہیں میں نہیں جانتا تھا کہ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا معنی کیا ہے حتی کہ میرے پاس دو اعرابی آئے جو ایک کنویں کے بارے باہم جھگڑ رہے تھے تو ان میں سے ایک نے کہا اَنَا فَطَرْتُهَا۔ یعنی میں نے اس کنویں کو ابتداءً بنایا ہے(2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا معنی خَالِقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ نقل کیا ہے یعنی آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ کا معنی حضرت سدی رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے یَرْزُقُ وَلَا یُرْزَقُ۔ یعنی وہ رزق دیتا ہے اسے رزق دیا نہیں جاتا(4)۔

امام نسائی، ابن السنی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی۔ تو ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس دعوت میں شریک ہوئے۔ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرما چکے اور ہاتھ دھو چکے تو اس طرح دعا فرمائی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ وَمَنَّ عَلَیْنَا فَهَدَانَا وَاَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکُلَّ بَلَاءٍ حَسَنٍ اَبْلَانَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَیْرِ مُوَدَّعٍ رَبِّیْ وَلَا مُکَافَإٍ وَّلَا مَکْفُوْرٍ وَلَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا مِنَ الطَّعَامِ وَسَقَانَا مِنَ الشَّرَابِ وَکَسَانَا مِنَ الْعُرْیِ وَهَدَانَا مِنَ الضَّلَالِ وَبَصَّرَنَا مِنَ الْعَمٰی وَفَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِهٖ تَفْضِیْلًا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو کھلاتا ہے اسے کھلایا نہیں جاتا اور جس نے ہم پر احسان فرمایا کہ ہمیں ہدایت عطا فرمائی، ہمیں کھلایا اور ہمیں پلایا۔ اور ہر اچھی شے کے ساتھ ہمیں آزمایا۔ سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو میرا رب ہے جسے چھوڑا نہیں جا سکتا، نہ اس سے بدلہ لیا جا سکتا ہے، نہ اس کا انکار کیا گیا ہے اور نہ اس سے مستغنی ہوا گیا ہے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا، پانی پلایا، ننگے بدن کو لباس پہنایا، گمراہی سے ہدایت عطا فرمائی، اندھے کو بصارت عطا کی اور ہمیں بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا کی''(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 186، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 187

5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 731(2003)، دارالکتب العلمیہ، بیروت

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے، مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ الْعَذَابُ۔ کہ وہ شخص جس سے اس دن عذاب پھیر دیا گیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بشر بن حاتم رحمہ اللہ کی سند سے انہوں نے حضرت بشر بن سری کی سند سے ہارون نحوی سے نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت میں ہے وَمَنْ يُّصْرِفْهُ اللّٰهُ وہ شخص جس سے اللہ تعالیٰ نے اس دن کا عذاب پھیر دیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ''وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ'' کا معنی بعافیۃ نقل کیا ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ تجھے کوئی بھلائی یعنی عافیت پہنچائے (تو اسے کوئی روک نہیں سکتا)۔

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ۣ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝۱۹

''آپ پوچھئے کون سی چیز بڑی (معتبر) ہے گواہی کے لحاظ سے؟ آپ ہی بتایئے اللہ۔ وہی گواہ ہے میرے درمیان اور تمہارے درمیان۔ اور وحی کیا گیا ہے میری طرف یہ قرآن تاکہ میں ڈراؤں تمہیں اس کے ساتھ اور (ڈراؤں) اسے جس تک یہ پہنچے۔ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خدا اور بھی ہیں؟ آپ فرمایئے میں تو (ایسی جھوٹی) گواہی نہیں دیتا۔ آپ فرمایئے وہ تو صرف ایک خدا ہی ہے اور بے شک میں بیزار ہوں ان (بتوں) سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا نحام بن زید، قردم بن کعب اور بحری بن عمرو حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد (ﷺ)! کیا آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے علاوہ اور الٰہ بھی جانتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی کی جانب سے میں مبعوث کیا گیا ہوں اور اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ تو ان کے اس قول کی بناپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً (2)

امام ابن آدم بن ابی ایاس، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں قول باری تعالیٰ: قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً کے بارے میں حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ قریش سے یہ پوچھیں کہ کون سی چیز گواہی کے لحاظ سے بڑی (معتبر) ہے؟ پھر آپ ﷺ کو یہ ارشاد ہوا کہ آپ خود ہی انہیں بتایئے اللّٰهُ ۣ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ (اللہ، وہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے) (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 188، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 192 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 189

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ میں کم ضمیر سے مراد اہل مکہ ہیں اور و من بلغ سے مراد ہر وہ شخص ہے جس تک یہ قرآن پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کے لیے نذیر (ڈرانے والے) ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب آیت کریمہ وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر، نجاشی اور دیگر تمام جابر حکمرانوں کو اللہ تعالیٰ کی دعوت دینے کے لیے گرامی نامے تحریر فرمائے۔ یہاں نجاشی سے مراد وہ نہیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قیدی لائے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا تمہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی ہے؟ انہوں نے عرض کی نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ پھر فرمایا: ان کا راستہ چھوڑ دو یہاں تک یہ اپنے افعال وعقائد پر عمل کرتے رہیں۔ کیونکہ ابھی تک انہیں دعوت حق پہنچی ہی نہیں۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس قرآن کریم پہنچا گویا میں نے بالمشافہ اس کے پاس پیغام حق پہنچایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ: وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ کے بارے میں فرمایا جس کے پاس قرآن کریم پہنچا تو گویا اس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار کرلیا۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں جس کے پاس قرآن کریم پہنچا یہاں تک کہ وہ اس کے معانی اور مفہوم کو سمجھنے لگا تو وہ (اس خوش بخت) انسان کی طرح ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار بھی کیا اور اسے شرف ہم کلامی بھی حاصل ہوا (3)۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ عرب سے متعلق ہے اور وَ مَنْۢ بَلَغَ عجم سے متعلق ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسن بن صالح رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے لیث سے پوچھا کیا کوئی ایسا باقی رہا ہے جس تک دعوت حق نہ پہنچی ہو؟ تو انہوں نے کہا حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہا کرتے تھے جہاں کہیں قرآن کریم پہنچتا ہے تو وہی داعی اور نذیر ہوتا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 191، بیروت
2۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 2، صفحہ 51، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 190
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 191
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 190

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ارشاد باری تعالیٰ: وَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ لِاُنۡذِرَكُمۡ بِهٖ وَ مَنۡۢ بَلَغَ کے بارے فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام پہنچاؤ۔ پس جس کے پاس کتاب اللہ میں سے ایک آیت بھی پہنچ گئی تو اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچ گیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے حسن سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تبلیغ کرو اگرچہ وہ کتاب اللہ کی ایک آیت ہی ہو پس جس کے پاس کتاب اللہ کی ایک آیت بھی پہنچی تو اس کے پاس اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچ گیا۔ چاہے وہ اس پر عمل کرے یا اسے چھوڑ دے(2)۔

حضرت امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث طیبہ روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا "میری جانب سے (پیغام حق) پہنچاؤ، اگرچہ وہ ایک آیت ہی ہو اور بنی اسرائیل کی روایات بیان کرو، اس میں کوئی حرج نہیں۔ جس کسی نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کی تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے"(3)۔(الف)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے "گویا کہ لوگوں نے یوم قیامت سے قبل قرآن کریم نہیں سنا جس وقت اللہ تعالیٰ ان پر تلاوت فرماتا رہا۔

اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ ۘ اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۲۰﴾

"جنہیں ہم نے دی ہے کتاب وہ پہچانتے ہیں اس نبی کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو جنہوں نے نقصان میں ڈال دیا ہے اپنے آپ کو تو وہ نہیں ایمان لائیں گے"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے آیت کریمہ اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡکِتٰبَ یَعۡرِفُوۡنَهٗ کَمَا یَعۡرِفُوۡنَ اَبۡنَآءَهُمۡ کا مفہوم اس طرح بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے کمالات و اوصاف کا تذکرہ ان کے پاس تورات میں موجود ہے۔ لیکن چونکہ انہوں نے معرفت اور پہچان کے بعد آپ ﷺ سے کفر اختیار کیا ہے۔ اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو نقصان میں ڈال دیا۔ اسی مفہوم کو رب کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 190، بیروت 2۔ ایضاً
3۔ صحیح بخاری، کتاب نزول عیسیٰ علیہ السلام، جلد 1، صفحہ 491، وزارت تعلیم اسلام آباد
(الف) اہل کتاب کی روایات کی تین قسمیں ہیں، بعض وہ ہیں جن کا صحیح ہونا ہمیں کتاب و سنت سے معلوم ہے۔ بعض وہ ہیں جس کا کذب ہمیں کتاب و سنت سے معلوم ہے (مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کا سولی پر لٹکانا) اور بعض وہ ہیں جن کا صدق یا کذب متعین نہیں ہے۔ ان میں سے پہلی قسم کی روایات کو بیان کرنا درست ہے، دوسری قسم کی روایات کا بیان ممنوع ہے، اور تیسری قسم میں احتیاط لازم ہے، واللہ اعلم۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۲۲﴾

''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے بہتان لگایا اللہ پر جھوٹا یا جھٹلایا اس کی آیتوں کو۔ بے شک فلاح نہیں پائیں گے ظلم کرنے والے۔ اور (یاد کرو) وہ دن جب ہم جمع کریں گے سب کو پھر ہم کہیں گے انہیں جو شرک کیا کرتے تھے کہ کہاں ہیں تمہارے شریک جن کے (خدا ہونے کا) تم دعویٰ کیا کرتے تھے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی عبدالدار میں سے نضر نامی ایک آدمی نے یہ کہا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لات اور عزیٰ میری شفاعت کریں گے۔ تو (اس کے نظریہ کو رد کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ

ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْا وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿۲۳﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

''پھر نہیں ہوگا کوئی عذر اس کا بجز اس کے کہ کہیں گے کہ اس اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے نہ تھے ہم شرک کرنے والے۔ دیکھو کیسا جھوٹ باندھا انہوں نے اپنے نفسوں پر اور گم ہوگئیں ان سے جو افترا بازیاں کیا کرتے تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فِتْنَتُهُمْ کا معنی مَعْذِرَتُهُمْ ہے یعنی ان کے پاس کوئی عذر نہیں ہوگا (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِتْنَتُهُمْ کا معنی حُجَّتُهُمْ نقل کیا ہے یعنی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔ مگر وہ یہ کہیں گے اس اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے ہم شرک کرنے والے نہ تھے یعنی ہم منافقین اور مشرکین میں سے نہ تھے۔ وہ یہ قول (اس وقت) گے جب کہ وہ جہنم میں ہوں گے۔ آؤ! ہم اپنے آپ کو جھٹلائیں شاید یہ تکذیب ہمیں نفع پہنچائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ دیکھو انہوں نے اپنے نفسوں پر کیسا جھوٹ باندھا اور ان سے قیامت کے دن وہ افترا بازیاں گم ہوگئیں جو دنیا میں وہ کیا کرتے تھے۔

عبد بن حمید نے عاصم سے یہ قرأت نقل کیا ہے کہ آپ نے فِتْنَتُهُمْ کو نصب کے ساتھ اور ربنا کو جر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعیب بن حجاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے شعبی کو وَ اللّٰهِ رَبِّنَا کو منصوب پڑھتے سنا تو میں نے کہا علمائے نحو تو اسے جر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا حضرت علقمہ بن قیس رحمہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 195، بیروت

اللہ نے مجھے یہ کلمہ اسی طرح (نصب کے ساتھ) پڑھایا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے کہا کہ حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے کہا ہے وَاللّٰهِ رَبِّنَا اصل میں وَاللّٰهِ يَا رَبَّنَا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ: وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ کے بارے پوچھا پھر کہا ارشاد ربانی ہے وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (النساء) تو آپ نے فرمایا وہ اپنے جوارح اور اعضاء کے سبب اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکیں گے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ کے بارے فرمایا کہ یہ قول مشرکین اس وقت کہیں گے جب وہ یہ دیکھیں گے کہ گناہ معاف کئے جارہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی مشرک کو معاف نہیں فرمارہا۔ اور اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کے بارے فرمایا دیکھو انہوں نے اپنے نفسوں پر کیسا جھوٹ باندھا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کر دی ہے۔ (یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے اس لیے ان کا یہ قول اپنے خلاف بہت بڑا جھوٹ ہے۔) (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ وَاللّٰهِ رَبِّنَا کو جر کے ساتھ پڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس میں انہوں نے قسم کھا کر اپنا عذر پیش کیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں ان کے عذر کے باطل اور جھوٹا ہونے کی طرف اشارہ ہے اور وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ میں اس شرک کا ذکر ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۵﴾

"اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو کان لگاتے ہیں آپ کی طرف اور ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کے دلوں پر پردے تاکہ نہ سمجھیں وہ اسے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر وہ دیکھ لیں ہر ایک نشانی بھی تو نہیں ایمان لائیں گے ان کے ساتھ۔ یہاں تک کہ جب حاضر ہوں آپ کے پاس جھگڑتے ہوئے آپ سے (تو) کہتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ نہیں یہ (قرآن) مگر جھوٹے قصے پہلے لوگوں کے"۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس آیت میں مَّنْ يَّسْتَمِعُ سے مراد قریش ہے (یعنی قریش میں سے کچھ ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 197، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 196 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 198

ہیں) اور وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً کی تفسیر میں فرمایا کہ اَكِنَّةً سے مراد ایسا پردہ ہے جیسے تیر کے لیے ترکش ہوتا ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے کانوں کے ساتھ آپ کی آواز سنتے ہیں۔ لیکن اس سے کوئی چیز یاد نہیں رکھتے تو وہ ان چوپاؤں کی طرح ہیں جو آواز تو سنتے ہیں لیکن اسے نہیں جانتے جو کچھ انہیں کہا جاتا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا۔ اَكِنَّةً سے مراد وہ پردہ ہے جو ان کے دلوں پر ڈال دیا گیا ہے اور اَنْ يَّفْقَهُوْهُ کا معنی ہے وہ حق کو نہیں سمجھتے اور فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا کا معنی ہے۔ ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے اور اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ کے بارے فرمایا اس سے مراد پہلے لوگوں کا مقفی کلام ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کے قصے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کے جھوٹے اور باطل قصے ہیں۔ واللہ اعلم۔

وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَ اِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

"اور وہ روکتے ہیں اس سے اور دور بھاگتے ہیں اس سے اور نہیں ہلاک کرتے مگر اپنے نفسوں کو اور وہ (اتنا بھی) نہیں سمجھتے"۔

امام فریابی، عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت کریمہ وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ حضرت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو اذیت اور تکلیف پہنچانے سے مشرکین کو روکتے تھے۔ اور خود (اس دین سے) دور بھاگتے تھے جو آپ ﷺ لے کر تشریف لائے (4)۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (الف)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 199، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 200 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 202

(الف) عصر حاضر کے مایہ ناز مفسر اور سیرت نگار جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی سیرت کی عظیم کتاب ضیاء النبی ﷺ میں ایمان ابو طالب پر بحث کرتے ہوئے علامۃ العصر امام محمد ابوزہرہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کی نادرہ روزگار کتاب خاتم النبیین سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ اس کے چند مقامات ہدیہ ناظرین ہیں تاکہ آئینۂ دل آپ کے بارے میں کسی کدورت سے گدلا نہ ہو جائے، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں "تیسرا نتیجہ جو محل نظر ہے وہ یہ ہے کہ کیا آپ نے اپنی زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ بے شک ایک روایت ایسی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی زبان سے یہ کلمہ پڑھا اور یہ وہی روایت ہے جس کے راوی حضرت عباس ہیں۔ بعض لوگ اپنی حد سے تجاوز کرتے ہوئے حضرت عباس کے مقام رفیع پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ حضرت عباس کو جھوٹ سے متہم کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس بات کی پناہ مانگتے ہیں کہ آپ کی ذات (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اذیت پہنچانے سے منع کرتے تھے۔ لیکن خود آپ ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عطار بن دینار رحمہ اللہ کا قول ہے یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ وہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے روکتے تھے اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت سے دور بھاگتے تھے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے کہ وہ لوگوں کو منع کرتے ہیں کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لائیں اور وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے وہ خود آپ ﷺ سے دور بھاگتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ کا معنی یہ ہے کہ وہ آپ ﷺ سے ملتے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ کسی کو آپ ﷺ کے پاس آنے کی دعوت دیتے تھے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ کفار مکہ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ سے دور بھگاتے تھے۔ اور آپ ﷺ کی تصدیق نہیں کرتے تھے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے وَ هُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ کا مفہوم ہے قریش ذکر سے روکتے ہیں اور وَ يَنْـَٔوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے وہ ذکر سے دور بھاگتے ہیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 202 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 203 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 201
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 202

(بقیہ) کی طرف جھوٹ کی نسبت کریں خواہ اسلام سے پہلے ہی ہو۔ کیونکہ آپ خاندان قریش کے سرتاج اور سردار تھے اور ایک عام عربی بھی جھوٹ نہیں بولتا تھا...... میں کہتا ہوں ابو طالب کا علم ایسا ہے جس کے ساتھ تصدیق اور یقین پایا جاتا ہے اور آپ کی ساری زندگی اور آپ کے سارے قصیدے اس بات کی تائید کرتے ہیں اس لیے میں یہ کہتا ہوں ''انہ لا یمکن ان یکون مشرکا قط'' (کہ حضرت ابو طالب کا مشرک ہونا ممکن نہیں ہے) اس کی پہلی دلیل یہ ہے کہ آپ نے قریش کے اقوال کو مسترد کیا اور دعوت توحید کی تائید کی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ نے ساری عمر توحید اور اہل توحید کا دفاع کیا اور اس راستہ میں جتنی اذیتیں مسلمانوں نے برداشت کیں اتنی اذیتیں ابو طالب نے بھی برداشت کیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ انہوں نے صراحت سے یہ کہا کہ محمد ﷺ صادق اور راشد ہیں۔ اور اس باعث کے آخری پیرا میں فرماتے ہیں اب تک ہم نے جو لکھا ہے اس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ آپ ہرگز مشرک نہ تھے۔ کیونکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو بتوں کی عبادت کرے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنائے۔ اور آپ کی ساری زندگی اس بات کی شاہد عادل ہے کہ آپ بتوں کی پرستش کو باطل اور لغو سمجھتے تھے''۔ لیکن اگر کسی کے نزدیک دوسری روایتیں اس روایت سے زیادہ قابل اعتبار ہوں تب بھی اسے آپ کے حق میں کوئی ناشائستہ بات کہنے سے احتراز کرنا چاہیے آپ کی بے نظیر خدمات کا یہ معاوضہ ہماری طرف سے سے بڑھ کر ناشکری اور احسان فراموشی کی کوئی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ چنانچہ علامہ آلوسی لکھتے ہیں۔ ترجمہ'' حضرت ابو طالب کے ایمان کا مسئلہ اختلافی مسئلہ ہے اور جو لوگ آپ کے ایمان کے قائل نہیں انہیں یہ مناسب نہیں کہ اپنی زبان پر کوئی نارو اجملہ لے آئیں کیونکہ اس سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو اذیت پہنچتی ہے اور کوئی بعید نہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کا دل مبارک بھی رنجیدہ ہوتا ہو۔ ہر عقلمند آدمی جانتا ہے کہ ایسے نازک مقامات پر احتیاط سے کام لینا چاہیے'' یقیناً آپ کے بارے میں یہی نظریہ حسین اور احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ هو العليم بذات الصدور وما تخفي الانفس (ضیاء النبی، جلد 2، صفحہ 424 تا 427)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ قرآن کریم اور نبی مکرم ﷺ سے روکتے ہیں اور ان سے دور بھاگتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ آیت حضور نبی کریم ﷺ کے چچاؤں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ دس تھے۔ وہ اعلانیہ سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کے ساتھ تھے اور سرا سب سے بڑھ کر آپ ﷺ کے خلاف تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے وہ آپ کے قتل سے روکتے ہیں اور وَيَنْئَوْنَ عَنْهُ کا معنی ہے اور وہ آپ ﷺ کی اتباع اور پیروی نہیں کرتے ہیں۔

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ وُقِفُوا۟ عَلَى ٱلنَّارِ فَقَالُوا۟ يَـٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِـَٔايَـٰتِ رَبِّنَا وَنَكُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا۟ يُخْفُونَ مِن قَبْلُ ۖ وَلَوْ رُدُّوا۟ لَعَادُوا۟ لِمَا نُهُوا۟ عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَـٰذِبُونَ ﴿٢٨﴾ وَقَالُوٓا۟ إِنْ هِىَ إِلَّا حَيَاتُنَا ٱلدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٩﴾

''اور اگر آپ دیکھیں جب وہ کھڑے کیے جائیں گے آگ پر تو کہیں گے اے کاش! (کسی طرح) ہم لوٹا دیے جائیں تو (پھر) نہیں جھٹلائیں گے اپنے رب کی نشانیوں کو اور ہم ہو جائیں گے ایمانداروں سے۔ بلکہ عیاں ہو گیا ان پر جسے چھپایا کرتے تھے پہلے اور اگر انہیں واپس بھیجا جائے (جیسے ان کی خواہش ہے) تو پھر بھی وہی کریں جس سے روکے گئے تھے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔ اور کہتے ہیں نہیں کوئی زندگی بجز ہماری اس دنیاوی زندگی کے اور ہم نہیں اٹھائے جائیں گے (قبروں سے)''۔

امام ابوعبید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود کی قرأت میں يَا لَيْتَنَا نُرَدُّ فَلَا نُكَذِّبَ کے الفاظ ہیں یعنی ان میں وَلَا کی جگہ فَلَا نُكَذِّبَ ہے (2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ کا معنی اس طرح کیا ہے کہ بلکہ ان پر ان کے وہ اعمال عیاں ہو گئے جنہیں وہ چھپایا کرتے تھے' اور آپ قول باری تعالیٰ: وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ کے بارے فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ انہیں ایسی ہی دنیا میں پہنچا دے جیسی دنیا میں وہ پہلے رہتے تھے تو وہ دوبارہ وہی برے اعمال کریں گے جن سے انہیں روکا گیا تھا (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ بَلْ بَدَا لَهُم مَّا كَانُوا يُخْفُونَ مِن قَبْلُ کے بارے میں حضرت سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں جو افترا بازیاں وہ کرتے ہیں آخرت میں ان پر وہ اعمال ظاہر ہو جائیں گے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 202، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 205 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ خبر دی ہے بلاشبہ اگر وہ لوٹا بھی دیئے جائیں تو وہ ہدایت حاصل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ لہٰذا ارشاد فرمایا: وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ کہ اگر وہ دنیا کی طرف لوٹا دیئے جائیں تو وہ دنیا ہدایت اور ان کے درمیان حائل ہو جائے گی جیسا کہ پہلی بار جب وہ دنیا میں تھے تو ہم نے ہدایت اور ان کے درمیان اسے حائل کر دیا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ کے بارے فرمایا کہ جب انہیں لوٹایا جائے گا تو وہ پھر یہ کہیں گے اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ (کہ ہماری اس دنیاوی زندگی کے بغیر اور کوئی زندگی نہیں اور ہم نہیں اٹھائے جائیں گے) (1)

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۞۳۰ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۞۳۱

"اور اگر آپ دیکھیں جب وہ کھڑے کیے جائیں گے اللہ کے حضور میں۔ اللہ فرمائے گا کیا یہ (قبروں سے اٹھنا) حق نہیں؟ کہیں گے بے شک (حق ہے) ہمارے رب کی قسم۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اب چکھو عذاب بسبب اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے۔ بے شک خسارہ میں رہے وہ جنہوں نے جھٹلایا اللہ سے ملاقات (کی خبر) کو یہاں تک کہ جب آ گئی ان پر قیامت اچانک بولے ہائے افسوس! اس کوتاہی پر جو ہم سے ہوئی اس زندگی میں اور وہ اٹھائے ہوئے ہیں اپنے بوجھ اپنی پشتوں پر۔ ارے کتنا برا بوجھ ہے جسے وہ اٹھائے ہوئے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حسرت کا معنی ندامت اور شرمندگی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ: يٰحَسْرَتَنَا کے بارے ارشاد فرمایا حسرت یہ ہے کہ اہل جہنم اپنے ان گھروں کو اہل جنت کے پاس دیکھیں گے جو ان کے لیے جنت میں بنائے گئے ہیں تو یہی ان کے لیے سب سے بڑا افسوس اور حسرت کا مقام ہوگا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے بھی حسرت کا معنی ندامت نقل کیا ہے اور عَلٰى مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا کے معنی کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 207، بیروت 2۔ ایضاً جلد 7، صفحہ 209

بارے فرمایا'' ہم نے جنت کی عمر کو ضائع کر دیا ہے'' اور وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ کی وضاحت اس طرح کی کہ جب کسی ظالم انسان کو موت کے بعد قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کے پاس ایک آدمی آتا ہے جس کا چہرہ انتہائی بدصورت، رنگ انتہائی سیاہ، ہوا انتہائی بدبودار اور اس کا لباس انتہائی غلیظ اور میل کچیل سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ آدمی ظالم کے ساتھ قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب ظالم اسے دیکھتا ہے تو اسے کہتا ہے تیرا چہرہ انتہائی قبیح ہے۔ تو وہ اسے جواب دیتا ہے اسی طرح تیرے اعمال بھی قبیح تھے۔ پھر ظالم اسے کہتا ہے تو انتہائی بدبودار ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے اسی طرح تیرے اعمال بھی بدبودار تھے پھر وہ اسے کہتا ہے تیرے کپڑے انتہائی غلیظ اور میل سے بھرے پڑے ہیں۔ تو وہ اسے جواب دیتا ہے تیرے اعمال بھی اسی طرح غلیظ تھے۔ پھر وہ ظالم اس سے پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے'' انا عملك '' میں تیرا عمل ہوں۔ راوی فرماتے ہیں۔ وہ قبر میں اس کے ساتھ ہی رہے گا۔ پھر جب قیامت کے دن اسے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ تو وہ اسے کہے گا دنیا میں لذت و شہوات کے ساتھ میں تجھے اٹھاتا رہا۔ پس آج تو مجھے اٹھائے گا۔ چنانچہ وہ اس کی پشت پر سوار ہو جائے گا اور اسے چلاتے چلاتے جہنم میں داخل کر دے گا۔ اِنِّیْ كُنْتُ اَحْمِلُكَ الدُّنْيَا بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهْوَاتِ فَاَنْتَ الْيَوْمَ تَحْمِلُنِيْ، فَيَرْكَبُ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَسُوْقُهٗ حَتّٰى يُدْخِلَهُ النَّارَ'' پس يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ کا یہی مفہوم ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن قیس الملائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بندۂ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی خوبصورت اور حسین شکل میں اس کا استقبال کرے گا۔ اس کی خوشبو انتہائی عمدہ ہوگی۔ وہ اسے کہے گا کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو مومن کہے گا نہیں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری مہک انتہائی پاکیزہ اور تیری صورت انتہائی حسین و جمیل بنائی ہے۔ تو وہ جواب دے گا تو دنیا میں اسی طرح تھا، میں تیرا نیک اور صالح عمل ہوں۔ دنیا میں ایک طویل عرصہ تک میں تجھ پر سوار رہا۔ پس آج کے دن تو مجھ پر سوار ہو جا'' اَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ طَالَمَا رَكِبْتُكَ فِي الدُّنْيَا فَارْكَبْنِيْ اَنْتَ الْيَوْمَ'' پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا (مریم) اور کافر کا استقبال ایک ایسی شے کرے گی جس کی صورت انتہائی قبیح ہے اور بو انتہائی غلیظ اور ناپاک ہوگی۔ وہ اسے کہے گی کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو وہ اسے جواب دے گا نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری صورت کو انتہائی قبیح اور تیری بو کو انتہائی غلیظ اور مکروہ بنایا ہے۔ تو وہ اسے کہے گا تو دنیا میں اسی طرح تھا۔ میں تیرا برا عمل ہوں۔ دنیا میں ایک طویل عرصہ تو مجھ پر سوار رہا۔ چنانچہ آج کے دن میں تجھ پر سوار ہوں گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ۗ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ کی سند سے ابو مرزوق سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کتنے برے ہیں وہ اعمال جو وہ کرتے ہیں (3)۔

وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 209، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 210

بارے فرمایا" ہم نے جنت کی عمر کو ضائع کر دیا ہے" اور وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُوْرِهِمْ کی وضاحت اس طرح کی کہ جب کسی ظالم انسان کو موت کے بعد قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔ تو اس کے پاس ایک آدمی آتا ہے جس کا چہرہ انتہائی بدصورت، رنگ انتہائی سیاہ، ہوا انتہائی بدبودار اور اس کا لباس انتہائی غلیظ اور میل کچیل سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ آدمی ظالم کے ساتھ قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔ جب ظالم اسے دیکھتا ہے تو اسے کہتا ہے تیرا چہرہ انتہائی قبیح ہے۔ تو وہ اسے جواب دیتا ہے اسی طرح تیرے اعمال بھی قبیح تھے۔ پھر ظالم اسے کہتا ہے تو انتہائی بدبودار ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے اسی طرح تیرے اعمال بھی بدبودار تھے پھر وہ اسے کہتا ہے تیرے کپڑے انتہائی غلیظ اور میل سے بھرے پڑے ہیں۔ تو وہ اسے جواب دیتا ہے تیرے اعمال بھی اسی طرح غلیظ تھے۔ پھر وہ ظالم اس سے پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے" انا عملك " میں تیرا عمل ہوں۔ راوی فرماتے ہیں۔ وہ قبر میں اس کے ساتھ ہی رہے گا۔ پھر جب قیامت کے دن اسے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ تو وہ اسے کہے گا دنیا میں لذت وشہوات کے ساتھ میں تجھے اٹھاتا رہا۔ پس آج تو مجھے اٹھائے گا۔ چنانچہ وہ اس کی پشت پر سوار ہو جائے گا اور اسے چلاتے چلاتے جہنم میں داخل کر دے گا۔ إِنِّي كُنْتُ أَحْمِلُكَ الدُّنْيَا بِاللَّذَّاتِ وَالشَّهَوَاتِ فَأَنْتَ الْيَوْمَ تَحْمِلُنِيْ، فَيَرْكَبُ عَلَى ظَهْرِهٖ فَيَسُوْقُهٗ حَتّٰى يُدْخِلَهُ النَّارَ" پس يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُوْرِهِمْ کا یہی مفہوم ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن قیس الملائی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بندۂ مومن جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی خوبصورت اور حسین شکل میں اس کا استقبال کرے گا۔ اس کی خوشبو انتہائی عمدہ ہو گی۔ وہ اسے کہے گا کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو مومن کہے گا نہیں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری مہک انتہائی پاکیزہ اور تیری صورت انتہائی حسین وجمیل بنائی ہے۔ تو وہ جواب دے گا تو دنیا میں اسی طرح تھا، میں تیرا نیک اور صالح عمل ہوں۔ دنیا میں ایک طویل عرصہ تک میں تجھ پر سوار رہا۔ پس آج کے دن تو مجھ پر سوار ہو جا" أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ طَالَمَا رَكِبْتُكَ فِي الدُّنْيَا فَارْكَبْنِيْ أَنْتَ الْيَوْمَ" پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ (مریم) اور کافر کا استقبال ایک ایسی شے کرے گی جس کی صورت انتہائی قبیح ہے اور بو انتہائی غلیظ اور ناپاک ہو گی۔ وہ اسے کہے گی کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو وہ اسے جواب دے گا نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے تیری صورت کو انتہائی قبیح اور تیری بو کو انتہائی غلیظ اور مکروہ بنایا ہے۔ تو وہ اسے کہے گا تو دنیا میں اسی طرح تھا۔ میں تیرا برا عمل ہوں۔ دنیا میں ایک طویل عرصہ تو مجھ پر سوار رہا۔ چنانچہ آج کے دن میں تجھ پر سوار ہوں گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَهُمْ يَحْمِلُونَ أَوْزَارَهُمْ عَلَى ظُهُوْرِهِمْ ۭ أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُوْنَ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ کی سند سے ابو مرزوق سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: أَلَا سَاءَ مَا يَزِرُوْنَ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کتنے برے ہیں وہ اعمال جو وہ کرتے ہیں (3)۔

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ إِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 209، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 210

يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

"اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر کھیل اور تماشا اور بے شک آخرت کا گھر بہتر ہے ان کے لیے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ تو کیا تم (اتنی بات بھی) نہیں سمجھتے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہر کھیل لہو (تماشا) ہے۔

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِيْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

"(اے حبیب!) ہم جانتے ہیں کہ رنجیدہ کرتی ہے آپ کو وہ بات جو یہ کہہ رہے ہیں تو وہ نہیں جھٹلاتے آپ کو بلکہ یہ ظالم (دراصل) اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں"۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور ضیاء رحمہم اللہ نے "المختارہ" میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابوجہل نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کہا بلاشبہ ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ جو (قرآن) آپ لے کر آئے ہیں اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ (1) حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابویزید المدنی سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ابوجہل سے ملے تو ابوجہل بڑی نرمی اور ملاطفت کے ساتھ آپ کے احوال پوچھنے لگا۔ تو اسی دوران اس کے شیاطین صفت ساتھیوں میں سے ایک گزرا۔ اس نے کہا تو یہ کیا کر رہا ہے؟ ابوجہل نے جواب دیا قسم بخدا! میں ان سے اسی طرح کا سلوک کروں گا۔ میں بالیقین جانتا ہوں کہ یہ صادق ہیں۔ لیکن کب ہم بنی عبد مناف کے تابع ہیں؟ پھر ابویزید نے فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ الآیہ تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابومیسرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ابوجہل کے پاس سے ہوا۔ تو اس نے کہا اے محمد (ﷺ) قسم بخدا! ہم آپ کو نہیں جھٹلاتے۔ کیونکہ آپ بلاشبہ ہمارے نزدیک سچے ہیں بلکہ ہم تو اس (قرآن) کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لے کر آئے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ

امام ابن جریر نے حضرت ابوصالح سے روایت کیا ہے کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ غمگین بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کی کون سی شے آپ کو غم زدہ کر رہی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا انہوں نے میری تکذیب کی ہے۔ تو جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی بلاشبہ یہ آپ کی تکذیب نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ بالیقین جانتے ہیں کہ آپ صادق ہیں۔ بلکہ یہ ظالم تو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 213، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 212

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوصالح رحمہ اللہ نے کہا جب مشرکین مکہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے تو وہ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے یہ بالیقین نبی ہیں۔ تو اسی کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِیْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ضیاء رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ کی قرأت تخفیف کے ساتھ کی اور فرمایا (اس کا مفہوم یہ ہے کہ) وہ ایسا حق نہیں لاسکیں گے جو آپ کے حق کی نسبت زیادہ حق اور اولیٰ ہو(1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا اور فرمایا وہ یہ قدرت نہیں رکھتے کہ آپ ﷺ رسول نہ ہوں اور نہ ہی یہ قدرت رکھتے ہیں کہ قرآن کریم قرآن نہ ہو۔ پس جو وہ اپنی زبانوں کے ساتھ آپ کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں پس وہی آپ کی تکذیب کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ خود کذاب ہیں اور یہ ان کی تکذیب ہے(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت محمد بن کعب سے نقل کیا ہے کہ وہ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے وہ اسے باطل نہیں کرسکیں گے جو آپ ﷺ کے پاس ہے(3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ جانتے ہیں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور پھر انکار کرتے ہیں(4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ الآیہ تخفیف کے ساتھ پڑھی تو آپ نے فرمایا یہ اس قوم کا ذکر ہے جنہوں نے آپ ﷺ کو پہچان لیا تھا۔ لیکن انہوں نے معرفت کے بعد پھر انکار کر دیا۔

وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

"اور بے شک جھٹلائے گئے رسول آپ سے پہلے تو انہوں نے صبر کیا اس جھٹلائے جانے پر اور ستائے جانے پر یہاں تک کہ آ پہنچی انہیں ہماری مدد اور نہیں کوئی بدلنے والا اللہ کی باتوں کو اور آ ہی چکی ہیں آپ کے پاس رسولوں کی کچھ خبریں"۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 17، دار الصمیعی الریاض
2۔ معجم کبیر للطبرانی، جلد 12، صفحہ 123 (12658)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 213
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 212

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور حوصلہ دلا رہا ہے جیسا کہ تم سن رہے ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع فرما رہا ہے کہ آپ سے قبل بھی رسل عظام علیہم السلام کو جھٹلایا گیا اور انہوں نے اس تکذیب پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا اور وہی سب سے بہتر اور اچھا فیصلہ فرمانے والا ہے(1)۔

امام ابن جریر رحمہ نے ضحاک سے اور ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج رحمہم اللہ سے اس آیت طیبہ کے بارے یہی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حوصلہ اور تسلی دلا رہا ہے(2)۔

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ؔؕ وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰۤى اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

''اور اگر گراں ہے آپ پر ان کا (حق سے) روگردانی کرنا تو اگر آپ سے ہو سکے تو تلاش کر لو کوئی سرنگ زمین میں یا کوئی سیڑھی آسمان میں (تو اس پر چڑھ جاؤ) پھر لے آؤ ان کے پاس کوئی معجزہ (تو بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے) اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو جمع کر دیتا انہیں ہدایت پر تو آپ نہ ہو جائیں ان سے جو (حقیقت کا) علم نہیں رکھتے۔ صرف وہی قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں اور ان مردہ (دلوں) کو اٹھائے گا اللہ تعالیٰ پھر وہ اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور بولے کیوں نہیں اتاری گئی ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے۔ آپ فرمایئے بے شک اللہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ اتارے کوئی نشانی لیکن اکثر ان میں سے کچھ نہیں جانتے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ الآیہ کا معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر آپ پر ان کا حق سے روگردانی کرنا گراں ہے۔ تو اگر آپ سے ہو سکے تو زمین میں کوئی سرنگ تلاش کر لیں اور اس میں چلے جائیں۔ پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لے آئیں یا ان کی خاطر آپ آسمان میں کوئی سیڑھی بنا لیں اور اس پر چڑھ جائیں۔ پھر ان کے پاس اس سے افضل معجزہ لے آئیں، جو ہم ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 214، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 16-214

کے لیے لائے اور رب کریم وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى میں ارشاد فرمارہا ہے کہ اگر میں چاہتا تو ان تمام کو میں ہدایت پر جمع کر دیتا(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ نفقا کا معنی سرنگ اور سلما کا معنی سیڑھی ہے(2)۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا مجھے قول باری تعالیٰ: تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ کا معنی ومفہوم بتایئے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نفقا سے مراد زمین میں وہ خفیہ راستہ اور سرنگ ہے کہ تو بھاگ کر اس میں جا سکتا ہے۔ اس نے عرض کی کیا عرب اس سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں! کیا تو نے عدی بن زید کا یہ قول نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے

فَدَسَّ لَهَا عَلَى الْأَنْفَاقِ عَمْرٌو   بشكته وَمَا خَشِيَتْ كَمِينًا

پس عمرو نے اپنے سفر کے دوران اسے زمین کے خفیہ راستوں (سرنگوں) میں چھپا دیا اور وہ گھات لگانے والوں سے نہ ڈری(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ کے بارے فرمایا ان سے مراد مومنین ہیں اور الموتی سے مراد کفار ہیں(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مجاہد نے کہا کہ صرف مومنین ہی نصیحت سن کر قبول کرتے ہیں۔ اور الموتی سے مراد کفار ہیں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ انہیں مردوں کے ساتھ اٹھائے گا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ یہ ایسے مومن کی مثال ہے جس نے کتاب اللہ کو سنا، اس سے نفع حاصل کیا پھر اسے مضبوطی سے تھام کر اپنی فہم و فراست سے خوب سمجھا۔ پس ایسا بندۂ مومن قلب و بصر کے اعتبار سے زندہ ہے اور وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّ بُكْمٌ (الانعام:39) یہ کافر کی مثال ہے جو بہرہ بھی ہے اور گونگا بھی نہ وہ ہدایت کو دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا طٰٓىِٕرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ۝۳۸

"اور نہیں کوئی (جانور) چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اڑتا ہے اپنے دو پروں سے مگر وہ امتیں ہیں تمہاری مانند۔ نہیں نظر انداز کیا ہم نے کتاب میں کسی چیز کو پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 215، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 217
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 214

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ سے مراد مختلف انواع ہیں جو اپنے ناموں سے پہچانی جاتی ہیں (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ پرندے علیحدہ امت ہیں، انسان علیحدہ امت ہے اور جنات ایک علیحدہ امت ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہاری مثل امتیں پیدا فرمائیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ چھوٹی چیونٹی سے لے کر اوپر جتنے جانور بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں ان کے رنگ اور اقسام مختلف ہیں (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ کے بارے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ہم نے کوئی شے نہیں چھوڑی مگر ہم نے اسے ام الکتاب میں لکھ دیا ہے (5)۔

امام عبدالرزاق اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ لکھا ہے کہ ہم نے کوئی شے اس کتاب میں نظرانداز نہیں کی جو کتاب آپ کے پاس ہے (6)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں، خطیب نے تالی التلخیص میں اور ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن زیادہ البکری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے بشر مازنی کے دو بیٹوں کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یرحمکما اللہ (اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے) ہم میں سے ایک آدمی جانور پر سوار ہوتا ہے۔ اسے چھڑی کے ساتھ مارتا ہے یا اس کی لگام کھینچتا ہے۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں۔ عبداللہ نے کہا اتنے میں اندر سے ایک عورت نے مجھے آواز دی اور کہا اے فلاں! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ان دونوں نے کہا یہ ہماری بہن ہے اور عمر میں ہم سے بڑی ہے اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے ہم نے کتاب میں نظرانداز نہیں کیا اور کوئی شے بھی نہیں مگر وہ اس کتاب میں موجود ہے (8)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا چوپاؤں کی روحیں کون قبض کرتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ملک الموت (موت کا فرشتہ حضرت عزرائیل علیہ السلام)۔ جب یہ بات حضرت حسن تک پہنچی تو انہوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 219، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً 6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 47، دارالکتب العلمیہ بیروت

7۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 480، دارالکتب العلمیہ بیروت 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 219

نے کہا انہوں نے سچ فرمایا ہے، یہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ الآیہ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے روایت کیا ہے کہ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا چوپاؤں کی موت ہی ان کا حشر ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حشر سے مراد موت ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابو عبید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کوئی جانور اور پرندہ نہیں مگر اسے قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ پھر ان میں سے بعض کا بعض سے قصاص لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ سینگوں والے جانور سے اس کا قصاص لیا جائے گا جس کے سینگ نہیں۔ بعد ازاں انہیں کہا جائے گا مٹی ہو جاؤ۔ پس اس وقت کافر کہے گا يَا لَيْتَنِي كُنْتُ تُرَابًا (النبا) اے کاش! میں مٹی ہوتا) اور اگر چاہو تو یہ پڑھو وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ (الآیہ) (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں دو بکریاں آپس میں ایک دوسرے کو سینگ مارنے لگیں تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابو ذر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ کیوں ایک دوسرے کو سینگ مار رہی ہیں؟ میں نے عرض کی نہیں، تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ ان کے درمیان فیصلہ بھی فرمائے گا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلاشبہ جب رسول اللہ ﷺ (وصال فرما کر) ہم سے جدا ہوئے تو آسمان میں پروں سے اڑنے والا کوئی ایسا پرندہ نہیں تھا جس کا ذکر آپ ﷺ نے ہمارے سامنے نہ فرمایا ہو۔ (یعنی تمام کے اسماء متفرق اوقات میں آپ نے ہمیں بتا دیے) (3)

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۗ مَنْ يَشَإِ اللَّهُ يُضْلِلْهُ ۖ وَمَنْ يَشَأْ يَجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٣٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿٤١﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِنْ قَبْلِكَ فَأَخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٤٢﴾

"اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو (تو وہ) بہرے اور گونگے ہیں اندھیروں میں (سرگرداں ہیں)۔ جسے چاہے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اور جسے چاہے لگا دے اسے سیدھے راستے پر۔ آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو اگر آئے تم پر اللہ کا عذاب یا آ جائے تم پر قیامت کیا اس وقت اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ بلکہ اسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 220، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

کو پکارو گے تو دور کر دے گا وہ تکلیف پکارا تھا تم نے جس کے لیے اگر وہ چاہے گا اور تم بھلا دو گے انہیں جنہیں تم نے شریک بنا رکھا تھا اور بے شک بھیجے ہم نے رسول امتوں کی طرف آپ سے پہلے (جب انہوں نے سرکشی کی) تو ہم نے پکڑ لیا انہیں سختی اور تکلیف سے تاکہ وہ گڑگڑائیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ: وَالَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا صُمٌّ وَّ بُكْمٌ یہ کافر کی مثال ہے جو زیادہ بہرہ اور گونگا ہے نہ وہ ہدایت کو دیکھ سکتا ہے اور نہ اس سے نفع اٹھا سکتا ہے، وہ حق سے بہرہ ہے کیونکہ وہ تاریکیوں میں ایسے بھٹکا ہوا ہے کہ ان سے نکلنے کی طاقت نہیں رکھتا (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو یوسف المدنی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا قرآن کریم کے اعتبار سے ابن آدم (انسان) کی ہر مشیت منسوخ ہے۔ (یعنی انسان کی مشیت اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہے وہی ہوتا ہے جو رب کریم چاہتا ہے۔ اس کی منشا کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا) اور ناسخ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: مَنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یُضْلِلْهُ الآیہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خوف سلطان اور قیمتوں کا تیز (مہنگا) ہونا ہے (یعنی ہم نے انہیں پکڑ لیا اس طرح کہ ان پر سلطان کا خوف اور ڈر مسلط کر دیا اور ان کی ضروریات زندگی ناپید کر کے ان کی قیمتیں بڑھانے پر انہیں مجبور کر دیا) واللہ اعلم۔

فَلَوْ لَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

"تو کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب آیا ان پر ہمارا عذاب تو وہ (توبہ کرتے اور) گڑگڑاتے لیکن سخت ہو گئے ان کے دل اور آراستہ کر دیا ان کے لیے شیطان نے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَلَوْ لَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں قساوت قلبی (دل کی سختی) کو مسلط کر دیا جس کے سبب وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ذلیل و رسوا ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے اور تم قساوت قلبی کے سبب اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سامنے پیش نہ ہو جاؤ۔ کیونکہ یہی تم سے پہلی قوموں میں عیب اور نقص تھا۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 222، بیروت

"پھر جب انہوں نے بھلادیں وہ نصیحتیں جو انہیں کی گئی کھول دیئے ہم نے ان پر دروازے ہر چیز کے یہاں تک کہ جب وہ خوشیاں منانے لگے اس پر جو انہیں دیا گیا تو ہم نے پکڑ لیا انہیں اچانک اب وہ ناامید ہو کر رہ گئے تو کاٹ کر رکھ دی گئی جڑ اس قوم کی جس نے ظلم کیا تھا اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہان والوں کا"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے "پھر جب انہوں نے ان نصیحتوں کو چھوڑ دیا جو انہیں کی گئیں (1)"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ جس کی طرف اللہ اور اس کے رسل عظام علیہم السلام نے انہیں بلایا تھا انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور اسے ان پر واپس لوٹا دیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے مراد پہلی امتوں کو عطا کی جانے والی دنیوی خوشحالی اور اس کی راحتیں اور سہولتیں ہیں (3)۔

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ نے فرمایا اس سے مراد رزق کی وسعت اور خوشحالی ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد رزق ہے یعنی یہاں تک کہ جب وہ خوشیاں منانے لگے اس رزق پر جو انہیں دیا گیا۔

اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ اب وہ اپنی حالت تبدیل ہونے کے سبب ہلاک ہونے لگے۔ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا تو جڑ کاٹ کر رکھ دی گئی ان کی جنہوں نے ظلم کیا تھا (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن نضر حارثی رحمہ اللہ نے اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً کے بارے کہا ہے کہ انہیں بیس سال تک مہلت دی گئی (6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ مبلس سے مراد ایسی اذیت ناک اور پریشان کن مشقت ہے جس کے سبب ایسا شر اور اضطراب ظاہر ہو جس کا دفاع نہ ہو سکتا ہو۔ یہ معنی مبلس میں مستکبر کی نسبت زیادہ اور سخت ہے اور فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کے بارے کہا کہ ان کی جڑ اور اصل کاٹ دی گئی (7)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُّبْلِسُوْنَ کا معنی الاکتئاب (غمگین ہونا، ذلت و رسوائی کی حالت میں ہونا) نقل کیا ہے اور ایک روایت میں اس کا معنی آیسون (ناامید ہونے والے) کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 225، بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 225,27,28　6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 226　7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 227-28

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ابلاس کا معنی چہروں کو تبدیل کرنا ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے چہرے وغیرہ کو تبدیل کر دیا ہے اسی وجہ سے اس کا نام ابلیس ہے۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی نے الکبیر میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جب تو یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک بندے کو (حظ وافر) عطا فرما رہا ہے اور وہ اپنے پسندیدہ گناہوں پر قائم اور ڈٹا ہوا ہے تو یہ بالیقین استدراج ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اور اس کے بعد والی آیت تلاوت فرمائی: فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ...... الآیۃ (1)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ جب کسی قوم کی بقا اور نمو کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے میانہ روی اور پاک دامنی عطا فرما دیتا ہے اور جب کسی قوم کو ختم کرنے کا قصد فرماتا ہے تو پھر ان کے لیے یا ان پر خیانت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (یعنی ان میں خیانت عام کر دیتا ہے) حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا الآیہ یہاں تک کہ جب وہ خوشیاں منانے لگے اس پر جو انہیں دیا گیا تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ اب وہ ناامید ہو کر رہ گئے۔ تو کاٹ کر رکھ دی گئی جڑ اس قوم کی جس نے ظلم کیا تھا اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہان والوں کا پروردگار ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے جس پر خوشحالی اور وسعت ہو اور اسے یہ گمان نہ ہو کہ اس کے ساتھ مکر کیا جا رہا ہے (یعنی اسے آزمائش میں ڈالا جا رہا ہے) تو اس کی کوئی رائے نہیں اور جس پر تنگ دستی ہو اور اسے یہ گمان نہ ہو کہ اس پر رحم اور اس کی مدد کی جا رہی ہے تو اس کی کوئی رائے نہیں پھر یہ آیت پڑھی فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ الآیہ۔

اور حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا رب کعبہ کی قسم! کسی قوم کے ساتھ مکر یہ ہے کہ ان کی حاجات وضروریات انہیں دی جائیں اور پھر انہیں پکڑ لیا جائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ہر حال میں مجھ سے ڈرتے رہو اور جب تمہارے اوپر میرے احسانات اور نعمتیں وافر ہو جائیں تو نسبتاً زیادہ ڈرو۔ اس وقت میں تمہیں نہیں پچھاڑوں گا اور پھر تمہاری طرف کڑی نظر نہیں رکھوں گا۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابوحازم رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ جب تو دیکھے اللہ تعالیٰ تجھ پر مسلسل اپنی نعمتیں فرما رہا ہے اور تو گناہ کر رہا ہے تو اس سے ڈر فرمایا نعمت جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کی جاتی ہے وہ ہی آزمائش ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً کے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 128 (4540)، دار الکتب العلمیہ، بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 128، دار الکتب العلمیہ بیروت

بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ بغاوت کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی قوم کو نہیں پکڑا مگر تب جب کہ اس کے افراد بے غم ہو گئے، غافل ہو گئے اور آسودہ حال ہو گئے۔ پس تم ان چیزوں کے سبب دھوکہ نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچو۔ کیونکہ صرف فاسق قوم ہی دھوکہ کھاتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بلاشبہ مچھر جب تک بھوکا رہے وہ زندہ رہتا ہے اور جب سیر ہو جائے تو مر جاتا ہے۔ اسی طرح ابن آدم بھی جب دنیا سے بھر جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اسے پکڑ لیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا مجھے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کے بارے بتایئے؟ تو آپ نے فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی جڑ کاٹ دی گئی اور انہیں مکمل طور پر ختم کر دیا گیا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کیا تو نے زہیر کا یہ قول نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے:

اَلْقَائِدُ الْخَيْلِ مَنْكُوْباً دَوَ ابِرُهَا قَدِ اُحْكِمَتْ حُكُمَاتِ الْقِدِّ وَالْاَبَقَا

گھڑسوار دستے کا قائد ہے جن کے پچھلے پاؤں زخمی ہیں۔ تحقیق انہیں چمڑے اور ریشم کی لگامیں دی گئی ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَ اَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝۴۶ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۷ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۴۸ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۴۹ قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰

''آپ فرمایئے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر لے لے اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور مہر لگا دے تمہارے دلوں پر تو کوئی خدا ہے اللہ کے سوا جو لا دے تمہیں یہ چیزیں؟ ملاحظہ ہو کس کس رنگ سے ہم بیان کرتے ہیں (توحید کی) دلیلیں پھر بھی منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ آپ فرمایئے یہ تو بتاؤ اگر آ جائے تم پر اللہ کا عذاب اچانک یا کھلم کھلا تو کون ہلاک کیا جائے گا بغیر ظالم لوگوں کے۔ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر خوشخبری سنانے کے لیے اور

(عذاب جہنم سے) ڈرانے کے لیے۔ تو جو ایمان لائے اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو کوئی خوف نہیں ہوگا انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو تو پہنچے گا انہیں عذاب بوجہ اس کے کہ وہ حکم عدولی کیا کرتے تھے۔ آپ فرمایئے کہ میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس الله کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ خود جان لیتا ہوں غیب کو اور نہ یہ کہتا ہوں تم سے کہ میں فرشتہ ہوں۔ نہیں پیروی کرتا میں مگر وحی کی جو بھیجی جاتی ہے میری طرف۔ آپ فرمایئے کیا (کبھی) برابر ہو سکتا ہے اندھا اور دیکھنے والا؟ تو کیا تم غور وفکر نہیں کرتے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم الله نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی الله عنہما نے فرمایا یَصۡدِفُوۡنَ کا معنی یعدلون ہے یعنی وہ منہ پھیرتے ہیں (1)۔

امام طستی رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ الله نے انہیں کہا بتایئے یَصۡدِفُوۡنَ کا مفہوم کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یَعۡرِضُوۡنَ عَنِ الۡحَقِّ یعنی وہ حق سے اعراض کرتے ہیں۔ پھر نافع نے عرض کی کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا جی ہاں، کیا تو نے سفیان بن حارث کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے۔

عَجِبْتُ لِحُكْمِ اللّٰهِ فِيْنَا وَ قَدْبَدَا لَهٗ صَدْفُنَا عَنْ كُلِّ حَقٍّ مُنَزَّلِ

ہمارے بارے میں الله تعالیٰ کا حکم نازل ہوا میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا۔ جب کہ اس پر یہ امر ظاہر ہو چکا ہے کہ ہم نے ہر نازل کیے گئے حق سے اعراض کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ الله سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یَصۡدِفُوۡنَ کا معنی یعرضون (وہ اعراض کرتے ہیں) اور قُلۡ اَرَءَيۡتَكُمۡ اِنۡ اَتٰٮكُمۡ عَذَابُ اللّٰهِ بَغۡتَةً کے بارے فرمایا" آپ فرمایئے یہ تو بتاؤ اگر تم پر اچانک الله تعالیٰ کا عذاب آجائے اس حال میں کہ تم اطمینان سے رہ رہے ہو" او جهرة" یا اس حال میں کہ وہ اسے ظاہر دیکھ رہے ہوں۔ اور قول باری تعالیٰ: قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ کے بارے مجاہد نے کہا کہ اعمٰی سے مراد گمراہ اور بصیر سے مراد ہدایت پانے والا ہے۔ یعنی کیا گمراہ اور ہدایت یافتہ برابر ہو سکتے ہیں (2)۔

ابن جریر نے ابن زید سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا قرآن کریم میں جہاں کہیں فسق کا لفظ ہے اس کا معنی کذب ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم الله نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی الله عنہ نے قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ کے بارے فرمایا۔ کہ اعمٰی سے مراد وہ کافر ہے جو الله تعالیٰ کے حقوق، اس کے اوامر اور اپنے اوپر ہونے والی الله تعالیٰ کی نعمتوں سے اندھا ہے اور بصیر سے مراد وہ بندہ مومن ہے جس نے نفع بخش نظر سے دیکھا اور الله تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے کا اعتقاد رکھا، اپنے رب کی اطاعت وفرمانبرداری کے اعمال کیے اور الله تعالیٰ نے اسے جو نعمتیں عطا فرمائیں ان سے خوب نفع اٹھایا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 230,31,32
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 231
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 232

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّ لَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۲﴾ وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّیَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنْۢ بَیْنِنَا ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۴﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَ لِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۵۵﴾ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ ۙ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾

''اور ڈرایئے اس (قرآن) سے انہیں جو ڈرتے ہوں اس سے کہ اٹھایا جائے گا انہیں ان کے رب کی طرف اس حالت میں کہ نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی (انہیں ڈرایئے) تاکہ یہ (کامل) پرہیزگار ہو جائیں۔ اور نہ دور ہٹاؤ انہیں جو پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح اور شام، طلب گار ہیں (فقط) اس کی رضا کے۔ نہیں آپ پر ان کے حساب سے کوئی چیز اور نہ ہی آپ کے حساب سے ان پر کوئی چیز ہے، تو پھر بھی اگر آپ دور ہٹائیں انہیں تو ہو جائیں گے آپ بے انصافی کرنے والوں سے۔ اور اسی طرح ہم نے آزمائش میں ڈال دیا بعض کو بعض سے تاکہ کہیں (مال دار کافر نادار مسلمانوں کو دیکھ کر) کیا یہ ہیں احسان کیا ہے اللہ نے جن پر ہم میں سے۔ کیا نہیں جانتا اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ اپنے شکر گزار (بندوں کو)؟ اور جب آئیں آپ کی خدمت میں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں ہماری آیتوں پر تو (ان سے) فرمایئے سلام ہو تم پر، لازم کر لیا ہے تمہارے رب نے (محض اپنے کرم سے) اپنے آپ پر رحمت فرمانا۔ تو جو کوئی کر بیٹھے تم میں سے برائی نادانی سے پھر توبہ کر لے اس کے بعد اور سنوار لے (اپنے آپ کو) تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ اور اس طرح ہم کھول کر بیان کرتے ہیں آیتوں کو تاکہ ظاہر ہو جائے راستہ گنہگاروں کا۔ آپ فرمایئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں پوجوں انہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا۔ آپ فرمایئے میں نہیں

پیروی کرتا تمہاری خواہشوں کی، ایسا کروں تو گمراہ ہو گیا میں اور نہ رہا میں ہدایت پانے والوں سے''۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا گزر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سے ہوا اس وقت آپ ﷺ کے پاس حضرات صہیب، عمار، بلال اور خباب رضی اللہ عنہم جیسے کمزور مسلمان بیٹھے ہوئے تھے۔ تو قریشیوں نے کہا اے محمد ﷺ! کیا تو اپنی قوم میں سے ان افراد پر راضی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ان پر احسان فرمایا ہے، کیا ہم ان لوگوں کی اتباع کریں؟ آپ انہیں اپنے پاس سے دور کر دیجئے۔ اگر تم نے انہیں دور ہٹا دیا تو شاید ہم آپ کی اتباع کر لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ سے لے کر وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ۝ (الانعام) تک قرآن کریم نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، قرظہ بن عبد عمر، ابن نوفل، حارث بن عامر بن نوفل، مطعم بن عدی بن خیار بن نوفل جو کہ عبد مناف میں سے اشراف کفار تھے، حضرت ابوطالب کے پاس حاضر ہوئے اور کہا اگر آپ کا بھتیجا ہم سے ان غلاموں کو دور بھگا دے، کیونکہ یہ سب ہمارے غلام ہیں، ہمارے دست نگر ہیں۔ تو اس کا مقام ہمارے سینوں میں بڑھ جائے گا، ہمارے نزدیک زیادہ قابل اطاعت ہو جائے گا اور یہ قریب ہے کہ ہم اس کی اتباع اور تصدیق کر لیں۔ حضرت ابوطالب نے اس کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسا کر لیں یہاں تک کہ ہم وہ دیکھیں جو وہ اپنے قول سے ارادہ رکھتے ہیں اور جیسے وہ اپنے معاملات چاہتے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ سے لے کر اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ تک آیات نازل فرمائیں۔ انہوں نے کہا وہ لوگ حضرت بلال، عمار بن یاسر، سالم مولی ابی حذیفہ، صبح مولی اسید، ابن مسعود کے حلفاء، مقداد بن عمرو، واقد بن عبد اللہ حنظلی، عمرو بن عبد عمر، ذوالشمالین، مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہم اور انہیں جیسے اور افراد تھے۔ کفار قریش کے ائمہ، موالی اور حلفاء کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا الآیہ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور اپنے قول پر معذرت چاہی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا الآیہ (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابویعلی، ابونعیم نے حلیہ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ اقرع بن حابس تیمی اور عیینہ بن حصن فزاری آئے اور انہوں نے حضرت بلال، صہیب، عمار، خباب رضی اللہ عنہم اور دیگر کمزور مومنین میں سے کچھ افراد کے پاس حضور نبی کریم ﷺ کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور جونہی انہوں نے ایسے لوگوں کو آپ ﷺ کے پاس دیکھا تو انہیں حقیر خیال کیا اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر تخلیہ کی گزارش کی۔ بعد ازاں آپ سے یہ کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اپنے پاس ہمارے بیٹھنے کی علیحدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 233، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 235

جگہ بنائیں۔ تاکہ اہل عرب ہماری فضیلت سے آگاہ ہو جائیں۔ کیونکہ عرب کے مختلف وفود آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں تو ہم اس سے حیا محسوس کرتے ہیں کہ عرب ہمیں ان غلاموں کے پاس بیٹھا ہوا دیکھیں۔ لہٰذا جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوں تو آپ انہیں اٹھا دیجئے اور پھر جب ہم فارغ ہو جائیں۔ تو اگر آپ چاہیں تو ان کے پاس تشریف رکھیں۔ یہ گفتگو سننے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں! (یہ درست ہے)۔ انہوں نے عرض کی آپ ہمیں اس پر کچھ تحریر لکھ دیجئے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاغذ طلب کیا اور تحریر لکھنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ہم ایک طرف بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اسی وقت حضرت جبرئیل امین علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ...... الی قولہ...... فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے کاغذ کو پھینک دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا۔ ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ پڑھ رہے تھے۔ پھر ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ بعد ازاں جب آپ نے اٹھنے کا ارادہ فرمایا تو آپ اٹھے اور ہمیں چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ...... (الکہف: 28) الآیہ۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف رکھا کرتے تھے۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اٹھنے کا وقت آتا، تو ہم آپ کو چھوڑ دیتے۔ یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو جاتے (1)۔

امام زبیر بن بکار نے اخبار مدینہ میں حضرت عمر بن عبد اللہ بن مہاجر مولی غفرہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسطوان التوبۃ کے بارے کہا کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر نوافل اس کے پاس ادا فرماتے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو اس کے پاس تشریف لے جاتے۔ پھر ضعفاء، مساکین، اہل مصیبت، حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان اور مولفۃ قلوب تمام لوگ اس کے پاس آتے۔ علاوہ ازیں وہ لوگ بھی آتے جو رات مسجد میں گزارتے تھے۔ یہ تمام لوگ اس کے گرد حلقہ بنا کر بیٹھ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی جائے نماز سے صبح کے وقت ان کی طرف متوجہ ہوتے اور انہیں وہ آیات پڑھ کر سناتے جو رات کے وقت اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے گفتگو فرماتے اور وہ آپ کے ساتھ محو گفتگو رہتے۔ یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہوتا تو خوشحال، ذی شرف اور اہل ثروت آتے۔ تو جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے فارغ اور تنہا نہ پاتے۔ تو ان کے نفس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشتاق ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ان کی طرف مائل ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے "واصبر نفسك الایہ" والی دو آیتیں نازل فرمائیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیتیں نازل فرمائیں تو وہ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ انہیں ہم سے دور بھگا دیں تو ہم آپ کے ہم نشین اور بھائی بن کر رہیں گے اور کبھی آپ کو جدا اور علیحدہ نہیں کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں: وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ الآیہ۔

امام فریابی، احمد، عبد بن حمید، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابو الشیخ، ابن مردویہ،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 234، بیروت

حاکم، ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا یہ آیت چھ افراد کے بارے نازل ہوئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت بلال رضی اللہ عنہم، بنی ہذیل کے ایک آدمی اور علاوہ ازیں دو آدمی اور ہیں۔ قریش نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ)! انہیں اپنے سے علیحدہ کر دیجئے کیونکہ ہمیں ان کے تابع ہو کر رہنے سے حیا آتی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے دل میں اتنا سا خیال واقع ہوا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ الی قولہ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس ارشاد کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دو نمازی حضرت بلال اور حضرت ابن ام عبد رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ دونوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس بیٹھا کرتے تھے تو قریش انہیں حقیر جان کر یہ کہتے۔ اگر یہ دونوں اور ان جیسے دیگر افراد نہ ہوتے تو ہم آپ ﷺ کے پاس بیٹھتے۔ تو نبی مکرم ﷺ کو منع فرما دیا گیا کہ آپ ان لوگوں کو اپنے سے علیحدہ کریں حتی کہ فرمایا اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِیْنَ۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں اکثر بیٹھے رہتے تھے۔ ان میں سے حضرت بلال، حضرت صہیب اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہم تھے۔ پس آپ ﷺ کی قوم کے اشراف اور سردار حاضر ہوتے، اور ان لوگوں کو آپ کی بارگاہ میں حاضر دیکھتے تو وہ ایک طرف بیٹھ جاتے۔ اور کہتے، صہیب رومی ہے، سلمان فارسی ہے اور بلال حبشی ہے۔ یہ آپ ﷺ کے پاس بیٹھے رہتے ہیں اور ہم آتے ہیں تو ہم ایک طرف بیٹھتے ہیں۔ بالآخر انہوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کر دیا کہ ہم تو آپ کی قوم کے سردار اور معززین ہیں جب ہم حاضر ہوتے ہیں کیا آپ ہمیں اپنے قریب جگہ نہیں دیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسا ہی کیا جائے گا اگر وہ یہ پسند کرتے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اشراف قریش حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس آتے تو عموماً حضرت بلال، حضرت سلمان، حضرت صہیب اور انہی کی مثل دیگر افراد مثلاً ابن ام عبد، عمار اور خباب رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے پاس موجود ہوتے۔ انہیں دیکھ کر اشراف قریش یہ کہتے۔ بلال حبشی ہے، سلمان فارسی ہے اور صہیب رومی ہے۔ اگر آپ انہیں دور ہٹا دیں تو ہم آپ کے پاس حاضر ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ والی آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں یعنی فرض نماز میں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 35-234، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 235 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 236

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ مجاہد نے کہا ہے اس سے مراد فرض نماز ہے یعنی صبح اور عصر کی نماز (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ اہل ذکر ہیں۔ آپ انہیں ذکر سے دور نہ کیجئے۔ اور سفیان نے کہا وہ اہل فقر ہیں (آپ انہیں دور نہ کیجئے) (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ: وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو دولت مند بنا دیا اور بعض کو فقراء۔ اور اغنیاء نے فقراء کے بارے کہا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا یعنی کیا یہ ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور وہ ان کے بارے ایسی بات بطور استہزا اور تمسخر کہتے (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزمایا (4)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ: اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ الآیہ'' کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر انہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عزت و کرامت حاصل ہوتی تو اس قسم کی تنگ دستی اور مشقت ان پر نہ آتی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ الآیہ کی تفسیر میں فرمایا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ فقراء میں سے کچھ لوگ تھے۔ تو اشراف میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا: ہم آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ لیکن جب ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں گے تو آپ ان لوگوں کو اپنے سے پیچھے ہٹا دیں گے تاکہ وہ ہمارے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، مسدد رحمہم اللہ نے اپنی مسند میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ماہان رحمہ اللہ سے اس طرح نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آ کر کہا کیا ہم نے بہت زیادہ گناہ کیے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ وہ واپس چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا...... الآیہ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی (5)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے ''سلام علیکم'' کے بارے یہ خبر دی گئی ہے کہ جب وہ لوگ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے انہیں یہ فرماتے سلام علیکم۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملتے تو پھر بھی اسی طرح کرتے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ کا معنی نُبَيِّنُ الْاٰيَاتِ بیان کیا ہے۔ یعنی ہم آیات کو کھول کر بیان کرتے ہیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 236، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 238
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 240
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 241
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 244

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ کے بارے حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے یعنی وہ لوگ جو آپ کو ان لوگوں کو اپنے سے دور ہٹانے کا کہتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ہزیل بن شرجیل رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ایک آدمی ابوموسیٰ اور سلمان بن ربیعہ کے پاس آیا اور دونوں سے بیٹی، پوتی اور بہن کے حصص کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا بیٹی کے لیے نصف ہے اور بہن کے لیے نصف ہے۔ تو حضرت عبداللہ کے پاس جا کر پوچھ لے۔ وہ بھی اسی طرح بتائیں گے۔ چنانچہ وہ آدمی حضرت عبداللہ کے پاس آیا اور واقعہ سے آگاہ کیا۔ تو انہوں نے کہا: ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ میں تو بالیقین اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کی مثل ہی فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ بیٹی کے لیے نصف ہے، پوتی کے لیے سدس (چھٹا حصہ) اور باقی بہن کے لیے ہے (2)۔

قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ كَذَّبْتُمْ بِهٖ ؕ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ ۝۵۷ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۵۸

"آپ فرمائیے بے شک میں قائم ہوں ایک روشن دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور جھٹلا دیا تم نے اسے۔ نہیں ہے میرے پاس جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔ نہیں ہے حکم (کسی کا) سوائے اللہ کے، وہی بتاتا ہے حق اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ آپ فرمائیے اگر میرے پاس ہوتی وہ چیز جس کی تم جلدی کر رہے ہو تو (کبھی کا) فیصلہ ہو گیا ہوتا اس بات کا میرے درمیان اور تمہارے درمیان اور اللہ خوب جانتا ہے ظالموں کو"۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ يَقُصُّ الْحَقَّ کی بجائے يَقْضِي الْحَقَّ پڑھتے ہیں (یعنی وہی حق فیصلے کرتا ہے)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الافراد میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو یہ آیت اس طرح پڑھائی: يَقُصُّ الْحَقَّ وَ هُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ یہ لفظ يَقُصُّ الْحَقَّ پڑھا کرتے تھے اور کہتے تھے: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ (یوسف: 34)(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 243، بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الوصایا، جلد 6، صفحہ 243، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 245

امام ابن الانباری نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے "عبداللہ کی قرأت میں یَقُصُّ الْحَقَّ ہی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اور حضرت الانباری رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ کی قرأت میں اسی طرح ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ بھی اس طرح پڑھا کرتے تھے اور کہتے۔ اگر اس کی جگہ یَقْضِی ہو تو وہ بھی حق ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابو عمران جونی سے نقل کیا ہے کہ عَلٰی بَیِّنَةٍ کا معنی عَلٰی ثِقَةٍ (یقین، پختہ اعتماد) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا عبداللہ کی قرأت میں "یَقْضِی الْحَقَّ وَهُوَ اَسْرَعُ الْفَاصِلِیْنَ" کے الفاظ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اصمعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو عمرو رحمہ اللہ نے "وَیَقْضِی الْحَقَّ" پڑھا ہے اور کہا ہے کہ فیصلہ نہیں ہوگا مگر قضا کے بعد۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بن صالح بن حی رحمہ اللہ کی سند سے مغیرہ سے اور انہوں نے ابراہیم نخعی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے "یَقْضِی الْحَقَّ وَهُوَ اَسْرَعُ الْفَاصِلِیْنَ" پڑھا۔ ابن حی نے کہا فیصلہ نہیں ہوگا مگر قضا کے بعد۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ: لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ کے بارے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے قیامت بالیقین قائم ہوگی۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾

"اور اس کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا انہیں سوائے اس کے اور جانتا ہے جو کچھ خشکی میں اور سمندر میں ہے۔ اور نہیں گرتا کوئی پتہ مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک چیز مگر وہ لکھی ہوئی ہے روشن کتاب میں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ کی تفسیر میں بیان کیا ہے "یَقُوْلُ خَزَائِنُ الْغَیْبِ" یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ غیب کے خزانے اسی کے پاس ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ مفاتح الغیب پانچ ہیں اور ان کا ذکر اس آیت میں ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 246

تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ⑭ (لقمان) (1)

احمد، بخاری، خشیش بن اصرم نے الاستقامہ میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مفاتیح الغیب پانچ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا ارحام سے بچے کی ولادت کب ہوگی، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، بارش کب برسے گی، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفس یہ نہیں جانتا کہ اسے کون سی زمین پر موت آئے گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کوئی یہ نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی (2)۔ (الف)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا تمہارے نبی ﷺ کو پانچ غیبوں کی چابیوں کے سوا ہر چیز عطا کی گئی ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۔ الآیہ (لقمان: 34) (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ الآیہ کے بارے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان سے مراد وہی ہیں جن کا ذکر اس ارشاد میں ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۔ الآیہ (لقمان: 34)

امام مسدد نے مسند میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی تناور درخت نہیں ہے، مگر اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس سے گرنے والی ہر شے کو جانتا ہے اسی وقت وہ اسے شمار کرتا ہے پھر اس کے علم کو اٹھا لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بہتر اور زیادہ جانتا ہے (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جحادہ رحمہ اللہ سے اس ارشاد کی یہ تفسیر نقل کی ہے قسم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عرش کے نیچے ایک درخت ہے جس میں ساری مخلوق کے لیے ایک ایک پتا ہے۔ جب اس کا پتا گر جاتا ہے تو ادھر اس کے جسم سے روح نکل جاتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا میں اسی کا ذکر ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین پر کوئی کھیتی نہیں، درختوں پر کوئی پھل نہیں مگر اس پر یہ لکھا ہوا ہے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 247 — 2۔ صحیح بخاری، کتاب التوحید، جلد 4، صفحہ 364، دارالفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 247 — 4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 22، دارالصمیعی بیروت

مسئلہ زیر غور: کیا حضور نبی رحمت ﷺ کو مفاتح الغیب کا علم عطا کیا گیا؟

(الف) اس آیت طیبہ میں علم مفاتح الغیب کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تخصیص علم ذاتی کے اعتبار سے ہے اور اس سے کسی اور علم عطائی کی نفی ثابت نہیں ہوتی ''فاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی تحریر فرماتے ہیں'' اس آیت سے بھی نفی علم عطائی کی ثابت کرنا ظلم ہے تفسیر عرائس البیان میں اسی آیت کے تحت میں سطور ہے'' قال الجریری لا یعلمھا الا ھو ومن یطلعہ علیھا من صفی و خلیل و حبیب وولی ''یعنی جریری نے کہا کہ مفاتح الغیب کو کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اطلاع دے خواہ وہ صفی ہوں یا خلیل یا حبیب یا ولی۔ اور اس سے چند سطر اوپر اسی تفسیر میں لکھا ہے وقولہ لا یعلمھا الا ھو ای لا یعلم الاولون والاخرون قبل اظھارہ تعالیٰ ذالک لھم ''یعنی اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ظاہر کرنے کے پہلے کوئی نہیں جان سکتا'' (الکلمۃ العلیا صفحہ 98)

رزق فلاں بن فلاں'' کہ یہ فلاں بن فلاں کا رزق ہے۔ مذکورہ آیت طیبہ میں اسی کا ذکر ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تیسری زمین کے نیچے اور چوتھی زمین کے اوپر ایسے جن ہیں، کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں، تو ان کے سبب تم نور کو نہ دیکھ سکو۔ اس کے کونوں میں سے ہر کونے پر اللہ تعالیٰ کی مہروں میں سے ایک مہر ہے، ہر مہر پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے ہر روز ایک فرشتہ اس کی طرف بھیجتا ہے تاکہ وہ اسے یاد کرلے جو کچھ تیرے پاس ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا زمین میں کوئی چھوٹا، بڑا درخت نہیں، اور نہ ہی پھوٹنے والی کوئی کونپل ہے چاہے خشک ہو یا تر مگر اس پر فرشتہ مقرر ہے وہ ہر روز اس کے بارے معلومات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔ جب وہ سبز اور تر ہو تو اس کی رطوبت کی خبر لاتا ہے اور جب خشک ہو تو اس کی خشکی کی خبر پیش کرتا ہے۔ اعمش نے کہا اس کا تذکرہ کتاب اللہ کی اس آیت میں موجود ہے وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی درخت نہیں اور نہ ہی سوئی رکھنے کی کوئی جگہ ہے، مگر اس کے لیے فرشتہ مقرر ہے جو اس کے بارے میں معلومات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے کیونکہ آسمان کے فرشتے مٹی کے ذرات کی تعداد سے زیادہ ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ والی آیات تلاوت فرمائی اور فرمایا ہر شے میں سے خشک و تر قرآن کریم میں موجود ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نور پیدا فرمایا اور وہی دوات ہے اور الواح تخلیق فرمائیں اور ان میں تمام امور دنیا اس کے اختتام پذیر ہونے تک سب تحریر فرما دیے۔ یعنی مخلوق میں سے جسے پیدا کرنا ہے یا رزق حلال ہے یا حرام یا اس کا عمل نیک ہوگا یا فسق و فجور۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ پھر وہ کتاب حفظہ کے سپرد کر دی اور اپنی مخلوق کو بھی حفظہ کے سپرد کر دیا اور حفظہ (کراما کاتبین) وہ تمام اعمال لکھتے ہیں جو تم ہر دن اور رات میں کرتے ہو اور مخلوق سے وہی کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے جس کا اسے پابند بنایا گیا ہے اور اتنا ہی (رزق میں سے) حصہ اسے دیا جاتا ہے جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہیں چھوڑتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں سے وہ کچھ کر گزرتا ہے جو کتاب میں لکھا ہے اور ہمارے کرنے سے قبل ہمارے ہر عمل کو لکھ دیا گیا۔ کسی کو باقی نہیں چھوڑا۔ آپ نے فرمایا کیا تم عرب نہیں ہو؟ کیا نسخہ وہی شے نہیں ہوتی جس سے فارغ ہوا جائے؟ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ (الجاثیہ)

وَ هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ وَ یَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ یَبْعَثُكُمْ

1۔ تاریخ بغداد، جلد 4، صفحہ 130، مطبعۃ السعادہ مصر
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 245

فِيْهِ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى ۚ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۰﴾

''اور وہ وہی ہے جو قبضہ میں لے لیتا ہے تمہیں رات کو اور جانتا ہے جو کمایا تم نے دن کو پھر اٹھاتا ہے تمہیں (نیند سے) دن میں تاکہ پوری کر دی جائے (تمہاری عمر کی) میعاد مقرر۔ پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمہیں جو تم کیا کرتے تھے''۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہے، جب وہ سوتا ہے تو وہ اس کی جان کو پکڑ لیتا ہے پھر اگر اللہ تعالیٰ اس کی روح قبض کرنے کی اجازت فرما دے تو وہ اسے قبض کر لیتا ہے ورنہ اسے واپس لوٹا دیتا ہے۔ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ ارشاد گرامی کے بارے کہا نیند کے وقت نفس فوت ہو جاتے ہیں۔ ہر رات اللہ تعالیٰ تمام ارواح کو قبض فرما لیتا ہے اور ہر روح سے اس عمل کے بارے پوچھتا ہے جو اس کے صاحب نے دن کے وقت کیا پھر رب کریم ملک الموت کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے اسے قبض کر لو۔ ہر روز ملک الموت لوگوں کی کتاب حیات کو دیکھتا ہے کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تین بار اور کوئی کہتا ہے کہ پانچ بار (وہ یہی عمل کرتا ہے)

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ ...... الآیہ۔ کی تفسیر کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ رات کے وقت ان کی وفات سے مراد ان کی نیند ہے۔ اور مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ کے بارے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ کام اور عمل ہے جو دن کے وقت تم نے کیے۔ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ کے بارے کہا پھر وہ دن کے وقت تمہیں اٹھاتا ہے اور اَجَلٌ مُّسَمًّى سے مراد موت ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ سے مراد ان کی نیند ہے (یعنی وہ وہی ہے جو رات کے وقت تم پر نیند طاری کر دیتا ہے) اور وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ سے مراد وہ گناہ کا عمل ہے جو دن کے وقت تم سے صادر ہوا اور ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ کا مفہوم یہ ہے کہ پھر وہ تمہیں اٹھاتا ہے دن کے وقت۔ بعث سے مراد بیداری ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ کے معنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے مراد وہ گناہ کے اعمال ہیں جو تم نے کیے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن کثیر نے قول باری تعالیٰ لِيُقْضٰۤى اَجَلٌ مُّسَمًّى کے معنی کے بارے میں کہا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے ان کی مدت عمر کو پورا فرما دے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 249 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 248 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 251

وَ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَ يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ﴿۶۱﴾ ثُمَّ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ ؕ اَلَا لَهُ الْحُكْمُ ۫ وَ هُوَ اَسْرَعُ الْحٰسِبِيْنَ ﴿۶۲﴾

''اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر اور بھیجتا ہے تم پر نگہبان یہاں تک کہ جب آجائے تم میں سے کسی کی موت تو قبض کر لیتے ہیں اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر لوٹائے جائیں گے اللہ تعالیٰ کی طرف جو ان کا حقیقی مالک ہے۔ سنتے ہو اسی کا حکم ہے اور وہ سب سے تیز حساب کرنے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً کے بارے کہا ہے کہ حفظہ سے مراد پیچھا کرنے والے ملائکہ ہیں۔ وہ بندے اور اس کے ہر عمل کی نگرانی کرتے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے کہتے ہیں اے ابن آدم! اپنے عمل، اپنے رزق اور اپنی مدت مقررہ کی حفاظت تجھ پر لازم ہے۔ کیونکہ جب یہ ختم ہو جائے گی تو تجھے اپنے رب کے حضور پیش کر دیا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا کے بارے فرمایا کہ ان سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو ملک الموت کے معاون اور مددگار ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ملائکہ روحوں کو قبض کرتے ہیں پھر ملک الموت انہیں لے جاتا ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پھر اس کے بعد ان سے ملک الموت ان روحوں کو قبض کر لیتا ہے (4)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ملک الموت کے لیے یہ زمین ٹب کی مثل بنادی گئی ہے، وہ جہاں سے چاہے لے لیتا ہے اور اس کے لیے بہت سے معاون بنائے گئے ہیں جو روحوں کو قبض کرتے ہیں۔ اور پھر وہ ان سے روحوں کو قبض کر لیتا ہے (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت قتادہ سے تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا کے بارے یہ قول روایت کیا ہے کہ ملک الموت کے کئی قاصد ہیں۔ پہلے وہی روحوں کو قبض کرتے ہیں پھر انہیں ملک الموت کے حوالے کر دیتے ہیں (6)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے کلبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک الموت وہ ہے جو موت کا والی اور مختار ہے۔ اگر بندۂ مومن ہو تو وہ اسے ملائکہ رحمت کے حوالے کر دیتا ہے اور اگر کافر ہو تو وہ اسے ملائکہ عذاب کے سپرد کر دیتا ہے (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 251 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 252 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ بالوں (خیموں) اور مٹی کے گھروں میں رہنے والا کوئی فرد نہیں مگر یہ کہ ملک الموت ہر روز دو مرتبہ ان کا چکر لگاتا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ملک الموت کے بارے سوال کیا گیا کہ کیا وہ اکیلا ہی ارواح کو قبض کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا ملک الموت وہ ہے جو روحوں کے معاملات کا والی ہے اور اس کام کے لیے اس کے بہت سے معاون ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نہیں سنا حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ (الاعراف:37) اور مزید فرمایا تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَ هُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ مگر ملک الموت تو ان تمام کا رئیس اور سردار ہے۔ اس کا ہر قدم مشرق سے مغرب تک ہوتا ہے۔ آپ سے پوچھا گیا مومنین کی ارواح کہاں ہوتی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا جنت میں سدرہ کے پاس(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ لَا يُفَرِّطُوْنَ کا معنی لَا يُضَيِّعُوْنَ کرتے ہیں (یعنی وہ ضائع نہیں کرتے)(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قیس رحمہ اللہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے؟ تو انہوں نے کہا (میری کیفیت یہ ہے) کہ مجھے اپنے حقیقی مولیٰ کی طرف لوٹا دیا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا تو خوش نصیب ہے، تو کامیاب ہو گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۚ لَىِٕنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾

"آپ فرمائیے کون نجات دیتا ہے تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں جسے تم پکارتے ہو گڑگڑاتے ہوا اور آہستہ آہستہ (اور کہتے ہو) اگر نجات دی اللہ نے ہمیں اس (مصیبت) سے تو ہم ضرور ہو جائیں گے اس کے شکر گزار (بندے)۔ فرمائیے اللہ ہی نجات دیتا ہے تمہیں اس سے اور ہر مصیبت سے پھر تم شریک ٹھہراتے ہو"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ سے مراد خشکی اور سمندر کی مصیبتیں اور تکلیفیں ہیں(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ راستے کو گم کر دیتا ہے (یعنی راستے سے بھٹک جاتا ہے) تو وہ اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے کہ اگر تو ہمیں نجات دے دے تو ہم ضرور شکر گزار بندے بن جائیں گے(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 252 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 253 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 254 5۔ ایضاً

قُلۡ هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَ عَلَیۡکُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ اَوۡ یَلۡبِسَکُمۡ شِیَعًا وَّ یُذِیۡقَ بَعۡضَکُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ ؕ اُنۡظُرۡ کَیۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَفۡقَہُوۡنَ ﴿۶۵﴾ وَ کَذَّبَ بِہٖ قَوۡمُکَ وَ ہُوَ الۡحَقُّ ؕ قُلۡ لَّسۡتُ عَلَیۡکُمۡ بِوَکِیۡلٍ ﴿ؕ۶۶﴾ لِکُلِّ نَبَاٍ مُّسۡتَقَرٌّ ۫ وَّ سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۷﴾

"فرمائیے وہ قادر ہے اس پر کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے اور خلط ملط کر دے تمہیں مختلف گروہوں میں اور چکھائے تم میں سے بعض کو شدت دوسروں کی۔ دیکھو کیونکر ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں (توحید کی) دلیلوں کو تا کہ یہ لوگ (حقیقت کو) سمجھ لیں اور جھٹلایا اسے آپ کی قوم نے حالانکہ یہ حق ہے۔ فرمائیے نہیں ہوں میں تمہارا ذمہ دار اور ہر ایک خبر (کے ظہور) کا ایک وقت مقرر ہے اور عنقریب جان لو گے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ سے مراد امراء اور حکام کی جانب سے آنے والا عذاب ہے اور تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ سے مراد وہ اذیت اور تکلیف ہے جو ادنیٰ اور گھٹیا لوگوں کی جانب سے تمہیں پہنچے۔ اور یَلۡبِسَکُمۡ شِیَعًا سے مراد مختلف خواہشات رکھنے والے گروہوں میں خلط ملط ہونا ہے اور آپ نے وَّ یُذِیۡقَ بَعۡضَکُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ کے بارے فرمایا کہ وہ تم میں سے بعض کو بعض پر قتل اور دیگر عذاب کے ساتھ مسلط کر دے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ سے مراد ائمہ سوء اور تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ سے مراد برے خدام ہیں (2)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے آپ سے ہی یہ معنی بھی نقل کیا ہے کہ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ سے مراد وہ عذاب ہے جو تمہیں اپنے امراء اور اشراف کی جانب سے پہنچے اور تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ سے مراد وہ ہے جو تمہیں اپنے گھٹیا لوگوں اور غلاموں کی جانب سے ملے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ سے مراد قذف (پتھر وغیرہ برسانا) اور مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ سے مراد خسف (زمین میں دھنسا دینا) ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ سے مراد چیخ، پتھر اور ہوا کا عذاب ہے اور مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِکُمۡ سے مراد زلزلہ برپا کرنا اور زمین میں دھنسا دینا۔ یہ دونوں جھٹلانے والوں کے لیے عذاب ہیں اور وَّ یُذِیۡقَ بَعۡضَکُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ سے مراد اہل اقرار کا عذاب ہے۔ یعنی وہ عذاب جو وہ اہل اقرار کو دے گا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ مِّنۡ فَوۡقِکُمۡ سے مراد پتھر برسانے کا عذاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 57-256
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 256

ہے اور مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ سے مراد زمین میں دھنسا دینا ہے اور یَلْبِسَكُمْ شِيَعًا کے بارے کہا کہ اس سے مراد اختلاف اور متفرق خواہشات ہیں (یعنی وہ تمہیں اختلاف اور متفرق خواہشات رکھنے والے گروہوں میں خلط ملط کردے)(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اس امت کے اہل اقرار کا عذاب تلوار کے ساتھ ہے اور جھٹلانے والوں کا عذاب شدید چیخ اور زلزلہ ہے(2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ترمذی، نسائی، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ الآیہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ”میں تیری ذات سے پناہ مانگتا ہوں“۔ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ پھر کہا اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ۔ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ فرمایا یہ آسان اور نرم ہے(3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ تک نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ ”میں اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں“۔ اور جب یہ الفاظ اترے اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا تو آپ ﷺ نے کہا یہ آسان ہے اور اگر کسی نے اس سے پناہ طلب کی تو اللہ تعالیٰ یقیناً پناہ عطا فرمادے گا۔

امام احمد، ترمذی، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا سنو بے شک یہ اس طرح ہونے والا ہے اور اس کے بعد اس کی کوئی تاویل نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابوالعالیہ کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ چار چیزوں کا ذکر ہے اور یہ سب عذاب ہیں۔ یہ سب بالیقین واقع ہونے والے ہیں۔ ان میں سے دو رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد پچیس سال کے دوران گزر چکے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ متفرق گروہ آپس میں خلط ملط ہوئے اور بعض نے بعض کی شدت کو چکھا اور دو ابھی باقی ہیں جو یقیناً واقع ہو کر رہیں گے اور وہ خسف (زمین میں دھنسا دینا) اور رجم (پتھر برسانا) ہیں(5)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جب یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ اٹھے اور وضو فرمایا۔ پھر یہ کہا ”اے اللہ! میری امت پر تو نہ عذاب بھیج اوپر کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 255 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 257 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 258

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 140 (3066) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 258

جانب سے، نہ ان کے پاؤں کی جانب سے، نہ انہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط کر دے اور نہ ہی انہیں ایک دوسرے کی شدت چکھا۔ پس اتنے میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو محفوظ کر لیا ہے کہ وہ ان پر اوپر کی جانب سے عذاب بھیجے یا ان کے پاؤں کی جانب سے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی ہے کہ وہ میری امت سے چار چیزوں کو دور فرما دے۔ اس نے دو چیزیں ان سے دور فرما دی ہیں۔ اور دو چیزیں اٹھانے سے انکار فرمایا ہے۔ میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی ہے کہ آسمان سے پتھر برسانے اور زمین میں غرق کرنے کا عذاب ان سے دور فرما دے۔ انہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کر اور انہیں آپس میں ایک دوسرے کی شدت نہ چکھا۔ چنانچہ رب کریم نے پتھر برسانے اور غرق کرنے کا عذاب ان سے اٹھا لیا ہے اور قتل وہرج کو اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، ابن خزیمہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم عالیہ کی جانب سے تشریف لائے حتیٰ کہ جب آپ ﷺ بنی معاویہ کی مسجد کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ اس میں تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ یہ نماز ادا کی اور آپ ﷺ نے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں ایک طویل دعا کی۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں۔ اس نے دو مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک سے مجھے منع فرمایا ہے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ تو اس نے میری اس عرضداشت کو شرف قبول عطا فرمایا۔ پھر عرض کی کہ وہ میری امت کو قحط کے سبب ہلاک نہ کرے۔ رب کریم نے میرے اس سوال کو قبول فرما لیا پھر عرض کی کہ وہ ان کے درمیان آپس میں قتل وشدت نہ ہونے دے تو رب کریم نے اس سے مجھے منع فرما دیا (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ نکلے تو فرمایا "تم دوسرے کی وفات کی باتیں کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی جی ہاں! فرمایا بلا شبہ میں پہلے وفات پانے والے لوگوں میں سے ہوں اور تم گروہ در گروہ میری اتباع کرو گے اور تمہارے بعض دوسرے بعض کو ہلاک کر دیں گے پھر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ ...... لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بزار، ابن حبان، حاکم رحمہم اللہ آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور یہ الفاظ بھی انہی کے ہیں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے بلا شبہ میرے رب نے زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا اور اس نے مجھے سرخ وسفید دو خزانے عطا فرمائے۔ عنقریب میری امت اس کی مالک ہو جائے گی۔ جو کچھ میرے لیے لپیٹا گیا۔ میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے بارے یہ سوال کیا کہ وہ اسے عام قحط سالی کے سبب

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 64 (29509)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہلاک نہ کرے۔ تو رب کریم نے میری اس التجا کو شرف قبول عطا فرمایا۔ پھر میں نے یہ عرض کی کہ اس پر کسی غیر دشمن کو مسلط نہ کرے۔ تو میرے رب نے اس درخواست کو بھی قبول فرمالیا۔ پھر یہ التجا کی کہ وہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی شدت نہ چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے مجھے منع فرمادیا (الف) اور ارشاد فرمایا اے محمد ﷺ! بلاشبہ میں نے ایسے فیصلے فرمادیے ہیں جنہیں رد نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے تیری امت کے بارے میں تجھے یہ عطا فرمایا ہے کہ میں اسے عام قحط کے سبب ہلاک نہیں کروں گا اور میں کسی بیرونی دشمن کو ان پر مسلط نہیں کروں گا کہ وہ عام طور پر انہیں مباح سمجھنے لگیں (یعنی وہ انہیں قتل کرنے لگیں) اگرچہ وہ یہ زمین کی مختلف اطراف سے جمع ہوجائیں۔ البتہ ان میں سے بعض بعض کو قتل کریں گے اور بعض دوسروں کو قیدی بنائیں گے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے ائمہ کے سوا اور کوئی خوف نہیں اور قیامت ہرگز قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکین کے ساتھ مل جائیں گے اور میری امت کے کچھ قبائل بتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں گے اور جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو پھر قیامت تک اس سے اٹھائی نہیں جائے گی اور آپ ﷺ نے فرمایا یہ سب کا سب سو سال میں پایا جائے گا۔ میری امت میں تیس کذاب ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ہر کوئی یہ گمان رکھتا ہوگا کہ وہ اللہ کا نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا، وہ غالب رہیں گے۔ مخالفین انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاسکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے گا۔ مزید فرمایا یہ یقینی امر ہے کہ اہل جنت میں سے کوئی آدمی اس کے پھلوں کو نہیں توڑے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس کی مثل پھل پیدا فرمادے گا اور یہ بھی فرمایا قدر و اجر کے اعتبار سے سب سے عظیم دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے، پھر وہ جو جہاد کے لیے اپنے گھوڑے پر خرچ کرتا ہے اور پھر وہ دینار ہے جسے اللہ کے راستے میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔ فرمایا یہ یقینی بات ہے کہ سوال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا نبی عظیم الشان ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمانہ جاہلیت کے جاہل لوگ اپنی پشتوں پر بت اٹھا کر لائیں گے۔ ان کا رب ان سے پوچھے گا کیا تم ان کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے تو نے ہماری طرف کوئی رسول نہیں بھیجا اور نہ ہماری طرف کوئی حکم پہنچا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں تمہیں کوئی حکم دوں تو تم میری اطاعت اور فرمانبرداری کرو گے؟ تو وہ کہیں گے ہاں ضرور۔ پس اسی پر اللہ تعالیٰ ان سے عہد لے لے گا اور انہیں حکم فرمائے گا کہ وہ جہنم کا قصد کریں اور اس میں داخل ہوجائیں۔ وہ چل پڑیں گے یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے گے تو وہ اسے چنگھاڑتے ہوئے اور گدھے کی مثل آواز نکالتے ہوئے دیکھیں گے۔ پس وہ خوفزدہ ہوجائیں گے اور اپنے رب کی طرف لوٹ پڑیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں اس سے نجات عطا فرما۔ رب کریم فرمائے گا کیا تم نے میرے ساتھ یہ عہد نہیں کیا تھا کہ تم یقیناً طاعت و فرمانبرداری کرو

(الف) ان تمام احادیث اور روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس دعا سے منع فرمادیا، یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول نہیں کی۔ ہر چند کہ اللہ تعالیٰ کسی کی دعا قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے، لیکن اس نے اپنے فضل و کرم سے اپنے احباء کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ وہ ان کا سوال رد نہیں فرماتا اور نبی ﷺ سب سے بڑھ کر محبوب ہیں اور سب سے زیادہ مستجاب ہیں اسی لیے جو چیز اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف تھی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی دعا مانگنے سے منع فرمادیا، تا کہ آپ کی دعا کا مسترد کرنا لازم نہ آئے۔ (تبیان القرآن، جلد 3، صفحہ 525، علامہ غلام رسول سعیدی)

گے۔تم اس کی طرف جاؤ اور اس میں داخل ہو جاؤ۔ پس وہ چل پڑیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اسے دیکھیں گے تو متفرق ہو کر لوٹنے کی کوشش کریں گے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں منہ کے بل گھسیٹ کر اس میں ڈال دو۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اگر وہ پہلی بار اس میں داخل ہو جاتے تو جہنم ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جاتی (1)۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عتیک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر و بنی معاویہ میں ہمارے پاس آئے اور بنی معاویہ انصار کے گاؤں میں سے ایک گاؤں ہے۔ انہوں نے مجھے کہا کیا تم جانتے ہو رسول اللہ ﷺ نے تمہاری اس مسجد میں کہاں نماز ادا فرمائی؟ میں نے جواب دیا جی ہاں اور میں نے مسجد میں ایک طرف اشارہ کیا۔ پھر انہوں نے کہا کیا تم وہ تین دعائیں جانتے ہو جو رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد میں مانگیں؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو انہوں نے کہا وہ مجھے بھی بتائیں۔ تو میں نے کہا آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان پر کسی بیرونی دشمنی کو غلبہ نہ دے اور نہ انہیں قحط کے سبب ہلاک کرے۔ ان دونوں دعاؤں کو شرف قبول عطا فرمایا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی شدت اور زیادتی سے محفوظ رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار فرمایا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا تو نے سچ کہا ہے۔ یہ فتنہ و فساد یوم قیامت تک مسلسل جاری رہے گا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (2)۔

امام احمد، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابونضرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے چار چیزوں کا سوال کیا ہے۔ ان میں سے تین میرے رب نے مجھے عطا فرمادی ہیں اور ایک کا انکار فرمادیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ التجا کی کہ وہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری اس التجا کو شرف قبول عطا فرمادیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ وہ ان پر کسی بیرونی دشمن کو غلبہ نہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرمالیا۔ پھر یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں قحط کے سبب ہلاک نہ کرے جیسا کہ اس نے کئی دوسری امتوں کو ہلاک کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی شرف قبول سے نوازا۔ پھر میں نے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ ان کے مختلف گروہوں کو خلط ملط نہ کرے اور ان میں سے بعض کو بعض کی شدت نہ چکھائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار فرمادیا (3)۔

امام احمد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے ایک سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے چاشت کے وقت آٹھ رکعت نوافل ادا فرمائے۔ جب آپ ﷺ واپس مڑے تو آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میں نے رغبت اور خوف کی حالت میں نماز ادا کی ہے۔ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں۔ اس نے دو مجھے عطا فرمادی ہیں اور ایک کا انکار فرمادیا ہے۔ میں نے رب کریم کی بارگاہ میں یہ التجا کی ہے کہ وہ میری امت کو قحط میں مبتلا نہ کرے تو اسے قبول کرلیا گیا۔ میں نے یہ سوال کیا کہ وہ ان پر ان کے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔ اسے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 496 (8390) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 563 (8579)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 280 (2171)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

بھی شرف قبول عطا ہوا اور میں نے یہ التجا کی کہ وہ ان کے مختلف گروہوں کو خلط ملط نہ کرے تو اس کا انکار کر دیا گیا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ حرہ بنی معاویہ کی طرف نکلے اور میں آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ وہاں پہنچے اور آپ نے آٹھ رکعت نماز چاشت کی ادا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ان میں کافی وقت صرف کیا اور پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کے بارے سوال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔ میں نے یہ دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت پر کسی بیرونی دشمن کو مسلط نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو پذیرائی عطا فرمائی۔ پھر میں نے یہ عرض کی کہ وہ انہیں غرق کر کے ہلاک اور تباہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے میری اس درخواست کو بھی شرف قبول سے نوازا۔ اور تیسرا سوال یہ کیا ہے کہ وہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی زیادتی اور شدت سے محفوظ رکھے تو اللہ تعالیٰ نے اسے روک لیا (یعنی اس کا انکار فرما دیا)(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کے متعلق سوال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے دو مجھے عطا فرما دیں اور ایک مجھ سے روک لی۔ میں نے اپنے رب سے یہ التجا کی کہ وہ میری امت کو قحط کے سبب ضائع اور ہلاک نہ کرے تو اس نے ایسا کر دیا (یعنی میری التجا کو قبول فرما لیا)۔ پھر میں نے اپنے رب کے حضور یہ التجا کی کہ وہ میری امت پر کسی دشمن کو مسلط نہ کرے۔ تو اس نے ایسا کر دیا۔ پھر میں نے یہ درخواست کی کہ میری امت کے بعض افراد بعض کو ہلاک نہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا (یعنی اسے قبولیت کا شرف عطا نہ فرمایا)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رغبت اور خوف کی حالت میں نماز ادا کی اور پھر اسی رغبت اور خوف کی کیفیت میں دعا مانگی۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے جنت کھول دی اور میں نے اس میں انگوروں کے گچھوں کو دیکھا اور میں نے چاہا کہ ان میں سے کوئی چیز تناول کروں۔ پھر مجھے آگ کے خوف سے ڈرایا گیا۔ تو میں نے اپنے رب کریم سے تین چیزیں مانگیں۔ ان میں سے دو اس نے مجھے عطا فرما دیں اور تیسری مجھ سے روک لی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ سوال کیا کہ وہ میری امت پر اس کے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسا کر لیا۔ پھر میں نے التجا کی کہ وہ اسے قحط کے سبب ہلاک نہ کرے۔ تو اس نے اسے بھی قبول فرما لیا اور پھر میں نے عرض کی کہ وہ اسے مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے اور نہ ہی بعض کی شدت اور سختی دوسرے بعض کو چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل یا حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو مفقود پایا اور پھر تلاش کرتے کرتے حرہ میں نماز پڑھتے ہوئے آپ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 146، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 64(29506)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ﷺ کو پالیا۔ وہ حاضر خدمت ہوئے اور کھانس کر اپنے آنے کی اطلاع دی۔ جب آپ ﷺ پیچھے مڑے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آج آپ کو ایسی نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ اس سے قبل اس کی مثل اتفاق نہیں ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رغبت اور خوف کی حالت میں نماز ادا کی اور میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگیں۔ ان میں سے دو اس نے مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔ میں نے ایک تو یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو بھوک (قحط) کے ساتھ ہلاک نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبول عطا فرما دیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَ لَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ...... (الاعراف:130) الآیہ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کی کہ وہ ان پر کسی بیرونی دشمن کو مسلط نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرما لیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ (الفتح: 28) الآیہ۔ بعد ازاں میں نے یہ التجا کی کہ وہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کی سختی نہ چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا اور انکار فرما دیا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ الی آخر الآیہ۔ پھر فرمایا یہ دین ہمیشہ ان پر غالب رہے گا جنہوں نے ان سے دوری اختیار کی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں حضرت خباب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو تاک کر دیکھا۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو انہوں نے آپ سے عرض کی اے اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ! بلاشبہ میں نے آج کی رات آپ کو ایسی نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ اس کی مثل پہلے کبھی نہیں دیکھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! یہ رغبت و رہبت کی نماز تھی۔ میں نے اس میں اپنے رب سے تین چیزوں کے بارے سوال کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو مجھے عطا فرما دیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا۔ میں نے یہ سوال کیا کہ وہ ہمیں اس طرح ہلاک نہ کرے جس طرح تم سے پہلی امتوں کو ہلاک کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری اس دعا کو قبول فرما لیا۔ پھر میں نے عرض کی وہ ہمارے اوپر بیرونی دشمنوں کو مسلط نہ کرے۔ اس نے اسے بھی قبول فرما لیا۔ پھر میں نے عرض کی کہ وہ ہمیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے۔ تو اسے اس نے مجھ سے روک لیا(1)۔ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت نافع بن خالد خزاعی رحمہ اللہ کی سند سے ان کے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مکمل رکوع و سجود کے ساتھ ایک خفیف سی نماز ادا فرمائی اور فرمایا یہ رغبت و رہبت کی نماز تھی۔ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی التجا کی ہے۔ اس نے دو مجھے عطا فرما دی ہیں اور ایک باقی رہی ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ التجا کی ہے کہ وہ تمہیں ایسا عذاب نہ دے جس طرح کا تم سے پہلے لوگوں کو دیا۔ تو اس نے یہ مجھے عطا فرما دیا پھر میں نے عرض کی کہ وہ تم پر ایسے دشمن کو مسلط نہ کرے جو تمہارے ساز و سامان اور ہر شے کو اپنے لیے مباح سمجھنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرما لیا۔ پھر میں نے یہ سوال کیا کہ وہ تمہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے اور نہ تم میں سے بعض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 259

کی شدت بعض کو چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا(1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت خالد الخزاعی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جو کہ اصحاب شجرہ (بیعت رضوان میں شریک ہونے والے افراد) میں سے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے انتہائی خفیف نماز پڑھائی اور بیٹھ گئے اور طویل وقت تک آپ بیٹھے رہے۔ پھر جب آپ نے ہماری طرف رخ زیبا پھیرا۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ نے اپنی نماز میں اتنا طویل قعدہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رغبت و رہبت کی نماز ہے۔ میں نے اس میں اللہ تعالیٰ سے تین خصال کا سوال کیا ہے۔ اس نے دو مجھے عطا فرمادی ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔ ایک میں نے یہ سوال کیا ہے کہ وہ تمہیں ایسے عذاب کے ساتھ ہلاک نہ کرے جو اس نے تم سے پہلے لوگوں پر مسلط کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ خصلت عطا فرمائی۔ پھر میں نے یہ سوال کیا کہ وہ تمہاری عزت و ناموس پر ایسے دشمن کو مسلط نہ کردے جو اسے تباہ و برباد کردے۔ تو اس نے مجھے وہ بھی عطا فرمادیا۔ پھر میں نے یہ سوال کیا کہ وہ تمہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے اور بعض کی شدت اور سختی دوسرے بعض کو نہ چکھائے۔ تو اس نے اسے مجھ سے روک لیا(2)۔

امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ نے کتاب الفتن میں حضرت ضرار بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قول باری تعالیٰ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِيَعًا کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار فتنے ہیں، پہلا فتنہ آئے گا تو اس میں خون کو حلال سمجھا جائے گا۔ دوسرے میں خون (قتل کرنا) اور مال دونوں کو حلال سمجھا جائے گا۔ تیسرا فتنہ ظاہر ہوگا تو اس میں خون، مال اور شرمگاہیں حلال سمجھی جائیں گی اور چوتھا فتنہ اندھا ظلم ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح جوش مار کر ہر طرف پھیل جائے گا حتی کہ عرب کا کوئی گھر ایسا نہیں بچے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو لپیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔ عنقریب میری امت کی ملکیت (بادشاہی) اس تک پہنچ جائے گی جو کچھ میرے لیے لپیٹا گیا ہے۔ مجھے سرخ و سفید خزانے عطا کیے گئے ہیں اور میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ میری قوم کو عام قحط کے سبب ہلاک نہ کرے، انہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کرے اور بعض کی شدت بعض کو نہ چکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! (ﷺ) بلاشبہ جب میں کوئی فیصلہ فرمادیتا ہوں تو اسے رد نہیں کیا جاسکتا۔ میں نے آپ کو آپ کی امت کے بارے یہ عطا کیا ہے کہ انہیں عام قحط کے سبب ہلاک نہیں کروں گا اور ان پر کسی بیرونی دشمن کو مسلط نہیں کروں گا کہ وہ انہیں ہلاک کریں۔ یہاں تک کہ ان میں سے بعض بعض کو ہلاک کرنے لگیں گے، بعض بعض کو قتل کریں گے اور بعض بعض کو قیدی بنائیں گے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اپنی امت پر گمراہ کرنے والے اماموں سے (بادشاہوں سے) خطرہ ہے۔ پس جب میری امت میں تلوار رکھ دی گئی تو پھر قیامت تک ان سے نہیں اٹھائی جائے گی۔ (یعنی جب آپس میں قتل و غارت گری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 259 2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 192 (4112)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اور فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھی تو پھر وہ قیامت تک فرو نہیں ہو گی)(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، ابن منذر رحمہم اللہ یہ الفاظ انہی کے ہیں اور ابن مردو یہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور اس کے قیام، رکوع اور سجود کو خوب لمبا کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! کیا آج آپ نے اتنی طویل نماز پڑھی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ رغبت ورہبت کی نماز ہے۔ میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی ہیں، اس نے دو مجھے عطا فرمادی ہیں اور ایک مجھ سے روک لی ہے۔ میں نے اپنے رب سے یہ التجا کی ہے کہ وہ میری امت پر بیرونی دشمن کو مسلط نہ کرے کہ وہ ان میں سے عام کو ہلاک کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری اس التجا کو شرف قبول عطا فرمایا۔ پھر میں نے یہ عرض کی کہ وہ ان پر ایسا قحط مسلط نہ کرے جو ان میں سے عام کو موت کے گھاٹ اتار دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے میری اس عرض کو بھی قبول فرمالیا۔ امام احمد اور ابن ماجہ کے الفاظ میں ہے کہ میں نے یہ التجا کی کہ وہ انہیں غرق کر کے ہلاک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا اور پھر یہ سوال کیا کہ وہ ان کے درمیان باہمی شدت نہ بنائے تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا (یعنی اسے قبول نہ فرمایا)(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردو یہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں اپنی امت کے لیے چار خصلتوں کی التجا کی۔ ان میں سے تین اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمادیں ہیں اور ایک کو مجھ سے روک لیا ہے۔ میں نے ایک سوال یہ کیا کہ یہ میری امت کسی کفر میں مبتلا نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ مجھے عطا فرمادیا۔ پھر میں نے سوال کیا کہ ان پر کسی بیرونی دشمن کو غالب نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرمالیا۔ پھر یہ التجا کی کہ وہ انہیں ایسا عذاب نہ دے جس قسم کا عذاب اس نے اس سے قبل دوسری امتوں کو دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی قبول فرمالیا۔ پھر یہ سوال کیا کہ وہ ان کے درمیان باہمی شدت اور زیادتی کو پیدا نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے روک لیا (یعنی اسے شرف قبول عطا نہ فرمایا)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اٹھے اور وضو کیا۔ پھر اپنے رب سے یہ دعا کی کہ ان پر اوپر کی جانب سے یا ان کے پاؤں کے نیچے سے ان پر کوئی عذاب نہ بھیج، اس امت کو مختلف گروہوں میں خلط ملط نہ کر اور نہ بعض کی شدت بعض کو چکھا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل کو چکھائی۔ اتنے میں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ کی طرف اترے اور آکر کہا اے محمد ﷺ! آپ نے اپنے رب سے چار چیزوں کا سوال کیا ہے۔ ان میں سے دو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہیں اور دو چیزیں آپ سے روک لی ہیں۔ ان کی اوپر کی جانب سے ان پر ہرگز کوئی عذاب نہیں آئے گا اور نہ ہی ان کے پاؤں کے نیچے کی جانب سے، جو انہیں جڑ سے اکھیڑ دے، تباہ و برباد کر دے۔ کیونکہ یہ دونوں عذاب ہر اس امت کے لیے ہیں جو اپنے نبی کی تکذیب پر جمع ہو گئی اور اپنے رب کی کتاب کو رد کر دیا۔ لیکن وہ انہیں مختلف گروہوں میں خلط ملط کر دے گا اور بعض کو بعض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 259 2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 388 (3951) دار الکتب العلمیہ بیروت

شدت چکھائے گا۔ یہ دونوں عذاب ان لوگوں کے لیے ہیں جو کتب (سماویہ) کا اقرار کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کرتے ہیں۔ لیکن ان کے گناہوں کے سبب انہیں عذاب دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿﴾ (الزخرف) "پس اگر ہم لے جائیں آپ کو (دار فانی سے) تو پھر بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے"۔ راوی کہتے ہیں منھم سے مراد مِنْ اُمَّتِكَ ہے (یعنی آپ کی امت سے بدلہ لیں گے) یا ہم آپ کو دکھا دیں گے وہ عذاب جس کا وعدہ ہم نے ان سے کیا ہے۔ حالانکہ آپ زندہ ہیں۔ کیونکہ ہم ان پر پوری طرح قدرت رکھتے ہیں۔

پس حضور نبی کریم ﷺ اٹھے اور اپنے رب کی طرف مراجعت فرما ہوئے اور کہا کون سی مصیبت اس سے زیادہ شدید اور سخت ہے کہ میں اپنی امت کو دیکھوں کہ اس کے بعض افراد بعض کو عذاب دے رہے ہیں۔ تو آپ کی طرف سورۂ عنکبوت کی پہلی دو آیتیں وحی کی گئیں الٓمّٓ ﴿﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا۔الآیہ (عنکبوت:2) اور آپ ﷺ کو بتایا کہ دوسری امتوں کے سوا صرف آپ کی امت کو ہی فتنوں کے لیے مختص نہیں کیا گیا۔ بلکہ اسے ایسے ہی فتنہ میں مبتلا کیا جائے گا جیسے پہلی امتوں کو مبتلا کیا گیا۔ پھر آپ ﷺ پر یہ آیت نازل کی گئی قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿﴾ (المومنون) "آپ دعا مانگیے اے میرے پروردگار! اگر تو ضرور مجھے دکھانا چاہتا ہے وہ (عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو میرے رب! (از راہ عنایت) مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا"۔

پس نبی مکرم ﷺ نے پناہ طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے پناہ عطا فرما دی اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو صرف اور صرف اتفاق و اتحاد، الفت و محبت اور طاعت و عبادت کی حالت میں دیکھا۔ پھر آپ ﷺ پر وہ آیت نازل فرمائی جس میں اصحاب فتنہ کو ڈرایا گیا اور آپ کو مطلع فرمایا کہ صرف بعض لوگ ہی ان فتنوں میں مبتلا نہ ہوں گے اور فرمایا وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿﴾ (الانفال) "اور ڈرتے رہو اس فتنہ سے (جو اگر برپا ہو گیا تو) نہ پہنچے گا صرف انہیں کو جنہوں نے ظلم کیا تم میں سے اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔ پس حضور نبی کریم ﷺ کے بعد آپ کی امت کے کئی گروہ ان فتنوں میں مبتلا ہوئے اور کئی ان سے محفوظ رہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا جب یہ آیت قُلْ هُوَ الْقَادِرُ الآیہ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد کفار کی طرف نہ لوٹ جانا کہ تلواروں کے ساتھ تم میں سے بعض بعض کی گردنیں مارنے لگیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی کیا ہم یہ شہادت نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! (آپ یہ شہادت دیتے ہیں) تو بعض لوگوں نے کہا ہمیشہ اس طرح نہیں ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ﴿﴾ وَكَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۭ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿﴾ لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ۡ وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حسن سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 260　　2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 261

تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یہ مشرکین کے لیے ہے اور اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ یہ مسلمانوں کے لیے ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن قانع رحمہما اللہ نے معجم میں ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن سہیل نے اپنے باپ کے پاس یہ آیت پڑھی وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَ هُوَ الْحَقُّ ؕ قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ اور کہا قسم بخدا اے میرے بیٹے! اگر تو وہاں ہوتا جب کہ ہم مکہ مکرمہ میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو تو اس سے وہ کچھ سمجھتا جو میں آج سمجھا ہوں۔ میں تو اس وقت اسلام لا یا تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قریش نے قرآن کریم کی تکذیب کی حالانکہ وہ حق ہے۔ رہا بِوَكِيْلٍ تو اس کا معنی حفیظ ہے (پس میں تمہارا محافظ نہیں ہوں) اور لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کی خبر کا ظہور بدر کے دن اس عذاب اور شدت کی صورت میں ہوا جو ان کے لیے عذاب تیار کیا گیا تھا (2)۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت قُلْ لَّسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ کی ناسخ یہ آیت السیف ہے "فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ۔ نَبَاٍ سے مراد حقیقت ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ پڑھا اور فرمایا سزا کو روک لیا گیا ہے حتی کہ گناہ کا عمل اس سزا کو آزاد کرا لیتا ہے (یعنی گناہ کرنے پر سزا دی جاتی ہے) (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ مذکورہ آیت کے بارے فرماتے کہ یہ ایک فعل اور حقیقت ہے جو کچھ دنیا میں ہوا ہے اور جو کچھ آخرت میں ہوگا (5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا کہ ہر خبر کی ایک حقیقت ہے اگر وہ دنیا میں ہے تو تم اسے دیکھ لو گے اور اگر آخرت میں ہے تو وہ تمہارے لیے ظاہر ہو جائے گی (6)۔

وَ اِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَ اِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸ وَ مَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۶۹

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 261 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 263 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 264 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 263 6۔ ایضاً

"اور (اے سننے والے!) جب تو دیکھے انہیں کہ بیہودہ بحثیں کر رہے ہیں ہماری آیتوں میں تو منہ پھیر لے ان سے یہاں تک کہ وہ الجھنے لگیں کسی اور بات میں اور اگر (کہیں) بھلا دے تجھے شیطان تو مت بیٹھو یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس اور نہیں ہے ان پر جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ہے ان کافروں کے حساب سے کچھ بوجھ البتہ پرہیزگاروں پر نصیحت کرنا فرض ہے شاید وہ باز آجائیں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے (اے سننے والے!) جب تو انہیں دیکھے کہ یہ ہماری آیتوں کے بارے میں بیہودہ بحثیں کر رہے ہیں (اور اسی طرح قرآن کے بارے میں) تو ان سے منہ پھیر لے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اتفاق و اتحاد کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے اور اختلاف اور تفرقہ سے منع فرمایا ہے اور انہیں یہ خبر دی ہے کہ ان سے پہلے کے لوگ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں عجب، تکبر اور باہمی جھگڑوں کے سبب ہی ہلاک اور تباہ و برباد ہوئے (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بیہودہ گفتگو کرتے ہیں اور انہیں جھٹلاتے ہیں اور اگر کہیں وہ بھول جائے تو اسے چاہیے کہ یاد آنے کے بعد ظالم قوم کے پاس نہ بیٹھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی مذکورہ آیت کے بارے میں مجاہد نے کہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ استہزا کرتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس بیٹھنے سے منع فرمادیا گیا۔ مگر یہ کہ آپ بھول جائیں، لیکن جونہی یاد آجائے تو فوراً ان سے اٹھ جانا چاہیے۔ اس کا تذکرہ ان الفاظ میں ہے فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ (3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا کے بارے سعید بن جبیر نے کہا ہے وہ لوگ جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں یعنی مشرکین۔ اور بَعْدَ الذِّكْرٰى کا معنی وہ بعد ما تذکر" یعنی یاد آجانے کے بعد۔ فرمایا اگر تو بھول جائے پھر تجھے یاد آجائے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھ۔ اور وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ کے بارے فرمایا کہ جب آپ اس طرح کریں گے۔ تو ان کے اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بیہودہ بحثیں کرنے کے سب آپ پر کوئی بوجھ نہیں ہوگا۔ وَ لٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ لیکن پرہیزگاروں پر لازم ہے کہ وہ انہیں نصیحت کریں اور انہیں یہ بتادیں کہ تمہارے لیے یہ طریقہ باعث اذیت اور تکلیف ہوگا۔ تاکہ وہ تمہارے ساتھ اس ناروا اور برے سلوک سے باز آجائیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ (النساء:140)(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 265
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 264
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 265
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 66-264

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ مشرکین جب مومنین کے پاس بیٹھتے تھے۔تو وہ حضور نبی مکرم ﷺ اور قران کریم کے بارے میں گفتگو کرتے اور نازیبا الفاظ استعمال کرتے اور ان کے بارے استہزا کرتے۔تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو حکم فرمایا کہ وہ ان کے ساتھ نہ بیٹھیں یہاں تک کہ وہ کسی اور کے بارے گفتگو میں الجھ جائیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ آیت اهل الاهواء ''خواہشات کے پرستار'' کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم فتنہ و فساد پھیلانے والوں کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بیہودہ بحثیں کرتے ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اصحاب الاهواء ان لوگوں میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیات کے بارے میں بیہودہ بحثیں کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرکین حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس بیٹھتے تھے۔اور پسند کرتے تھے کہ آپ ﷺ سے کچھ سنیں۔لیکن جب سنتے تو پھر استہزا کرتے۔تب یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ...... الآیہ) فرمایا کہ جب وہ استہزا کرنے لگیں تو اٹھ کھڑے ہوں تا کہ وہ اس سے باز رہیں اور وہ کہیں: استہزا نہ کرو ورنہ آپ اٹھ جائیں گے۔جیسا کہ فرمایا لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اگر وہ بیہودہ باتیں کرتے رہیں تو آپ اٹھ جائیں اور یہ آیت نازل ہوئی وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ'' آپ پر ان کے حساب میں سے کوئی بوجھ نہیں ہے'' کہ آپ ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔لیکن آپ نہ بیٹھیں۔پھر مدینہ طیبہ میں اس قول نے اس حکم کو منسوخ کر دیا وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ (النساء:140) الی قولہ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ''اور تحقیق اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر (یہ حکم) کتاب میں کہ جب تم سنو اللہ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جا رہا ہے ان کا اور مذاق اڑایا جا رہا ہے ان کا تو مت بیٹھو ان (کفر و استہزا کرنے والوں) کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں ورنہ تم بھی انہیں کی طرح ہو گے''۔

یہ حکم اس آیت کے لیے ناسخ ہے وَ مَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ الآیہ (3)۔

امام فریابی اور ابونصر سجزی رحمہما اللہ نے ابانہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ اِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا میں مراد اہل کتاب ہیں۔ان کے ساتھ بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے جب کہ ان سے ایسی گفتگو سننے میں آئے جو وہ قرآن کریم کے بارے میں خلاف حق کرتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی اس لیے جھوٹی

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 264　2۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 265　3۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 265

گفتگو کرتا ہے تاکہ اس کے سبب وہ اپنے ہم نشینوں کو ہنسائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے اس کا ذکر ابراہیم نخعی کے پاس ہوا تو انہوں نے کہا یہ سچ ہے کیا کتاب اللہ میں اس طرح نہیں ہے وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا مشرکین مکہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام سے قرآن سنتے تو بیہودہ گوئی کرتے اور استہزا کرتے۔ مسلمانوں نے کہا ہمارے لیے ان کی مجالست نفع بخش نہیں۔ ہم ان کی باتیں سنتے وقت اٹھنے سے ڈرتے ہیں اور ان کے ساتھ بیٹھے رہتے ہیں اور ان پر کوئی عیب اور اعتراض نہیں کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا الآیہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مذکورہ آیت کی ناسخ سورۂ نساء کی آیت ہے وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا۔ الآیہ (النساء:140) اس کے بعد پھر یہ حکم نازل ہوا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) "تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم انہیں پاؤ"۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا عَلَى الَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا یہ آیت مکی ہے اور یہ مدینہ طیبہ میں نازل ہونے والی اس آیت سے منسوخ ہے قَدْ نَزَّلَ عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ یُكْفَرُ بِهَا (النساء:140)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کا معنی ہے اگرچہ وہ بیٹھیں لیکن تم نہ بیٹھو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا جب مسلمانوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو منافقین ان کے پاس بیٹھنے لگے۔ جب وہ قرآن کریم سنتے تو وہ اس طرح بیہودہ گوئی اور استہزا کرتے جیسا کہ مشرکین مکہ کرتے تھے۔ تو مسلمانوں نے کہا ہمارے لیے کوئی حرج نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی مجالست اختیار کرنے کی رخصت دے رکھی ہے اور ہمارے اوپر ان کی بیہودہ بحثوں کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ تو پھر مدینہ طیبہ میں دوسری آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس آئے۔ ان کے ساتھ شراب پر ایک روزے دار آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ نے اسے مارا اور فرمایا: لا تقعدوا معهم حَتّٰى یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ۔

وَذَرِ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَذَكِّرْ بِهٖۤ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖۗ لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا یُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ اُبْسِلُوْا

بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ۝۷۰

''اور چھوڑ دے جنہوں نے بنالیا ہے اپنا دین کھیل اور دل لگی اور دھوکہ میں ڈال دیا ہے انہیں دنیوی زندگی نے اور نصیحت کرو قرآن سے تاکہ ہلاک نہ ہو جائے کوئی آدمی اپنے عملوں کی وجہ سے۔ نہیں ہے اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی اور اگر وہ معاوضہ میں دے ہر بدلہ تو نہ قبول کیا جائے گا اس سے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ہلاک کیے گئے ہیں بوجہ اپنے کرتوتوں کے۔ ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی ہے اور دردناک عذاب ہے بوجہ اس کفر کے جو وہ کرتے رہے تھے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ارشاد باری تعالیٰ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا اس قول کی مثل ہے ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا (المدثر) '' آپ چھوڑ دیجئے مجھے اور جس کو میں نے تنہا پیدا کیا ہے''(1)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد رحمہما اللہ نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس رحمہما اللہ نے ناسخ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا آیت نازل ہوئی۔ پھر سورۂ براءت میں ان کے قتال کا حکم نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: 5) اور اس آیت نے سابقہ حکم کو منسوخ کر دیا(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا لَعِبًا وَّلَهْوًا سے مراد اَكْلًا وَّ شُرْبًا ہے۔ یعنی جنہوں نے اپنے دین کو کھانے پینے (کا ذریعہ) بنالیا ہے انہیں چھوڑ دے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اَنْ تُبْسَلَ کا معنی اَنْ تُفْضَحَ ہے (تاکہ رسوا نہ کیا جائے) اور اُبْسِلُوْا کا معنی فُضِحُوْا ہے (یعنی وہ لوگ جنہیں رسوا کیا گیا ہے) یہ معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ اَنْ تُبْسَلَ کا معنی تُسْلَمَ ہے (تاکہ کوئی آدمی اپنے عملوں کے سپرد اور حوالے نہ کر دیا جائے) اور اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا کا معنی ہوگا جنہیں اپنے جرموں کے حوالے کر دیا گیا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہیں حضرت نافع بن ازرق نے کہا کہ مجھے اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ کا مفہوم بتایئے! تو آپ نے فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی آدمی کو اس کے عملوں کے بدلے آگ (جہنم) میں روک لیا جائے۔ یہ سن کر نافع نے عرض کی کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تم نے زہیر کا یہ قول نہیں سنا وہ کہتا ہے۔

وَ فَارَقَتْكَ بِرَهْنٍ لَا فِكَاكَ لَهُ يَوْمَ الْوِدَاعِ وَ قَلْبِيْ مُبْسَلٌ عَلَقَا

میں الوداع ہونے کے دن تجھ سے ایسی رہن کے عوض جدا ہوا جس کے لیے چھڑانے کی کوئی شے نہیں اور میرا دل معلق کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 267
2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 268
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 269

کے روک لیا گیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ کا معنی حضرت قتادہ نے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ نفس ہے جسے پکڑ لیا جائے اور قید کر دیا جائے اور وَ اِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا کے بارے انہوں نے کہا کہ اگر وہ معاوضہ میں زمین بھر کر سونے کی لے آئے تو اسے قبول نہ کیا جائے گا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کرتوتوں کی وجہ سے پکڑ لیے گئے(2)۔

امام ابوالشیخ نے سفیان بن حسین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ان سے اُبْسِلُوْا کے بارے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کا معنی ''اُخذِلُوا یا اُسْلِمُوْا'' ہے (یعنی وہ رسوا کیے گئے یا وہ حوالے کر دیے گئے) کیا تم نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

فَاِنْ أَقْفَرَتَ مِنهُمْ فَاِنَّهُمْ بُسَّلٌ

پس اگر تو ان سے الگ تھلگ ہو گیا تو وہ رسوا ہو جائیں گے۔

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَ لَا يَضُرُّنَا وَ نُرَدُّ عَلٰۤى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۪ لَهٗۤ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗۤ اِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَ اُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾

''آپ فرمائیے کیا ہم پوجیں اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے ہمیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور (کیا) ہم پھر جائیں الٹے پاؤں اس کے بعد کہ ہدایت دی ہے ہمیں اللہ نے؟ مثل اس شخص کے کہ بھٹکا دیا ہو اسے جنوں نے زمین میں اور وہ حیران و پریشان ہو۔ اس کے ساتھی ہوں جو اسے بلا رہے ہوں ہدایت کی طرف کہ ہمارے پاس آ جا۔ آپ فرمائیے اللہ کی رہنمائی ہی حقیقی رہنمائی ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم گردن جھکا دیں سارے جہانوں کے رب کے سامنے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے الہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والوں کی بیان فرمائی ہے کہ یہ سب اس آدمی کی طرح ہے جو اپنے راستے سے بھٹک جائے برگشتہ پھرتے ہوئے اور گمراہ ہوتے ہوئے۔ جب کہ اسے ایک بلانے والا پکار رہا ہو اے فلاں بن فلاں راستے کی طرف آ جا اور اس کے دوست اسے یہ آواز دے رہے ہوں۔ اے فلاں بن فلاں راستے کی طرف آ جا۔ اب اگر اس نے پہلے بلانے والے کی اتباع کی اور اس کی طرف چل پڑا، تو وہ اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 270 2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 272

ہلاکت میں ڈال دے گا اور اگر اس نے اس کی دعوت کو قبول کیا جو اسے ہدایت کی طرف بلا رہا ہے تو وہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت پا جائے گا اور یہ جو اسے جنگل کی طرف بلا رہا ہے وہ جنات میں سے ہے۔ آپ فرماتے ہیں اسی طرح وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان الہوں کی پوجا کرتا ہے اور وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ حق پر ہے۔ حتی کہ اسی پر اسے موت آ جاتی ہے تو وہ ہلاکت اور ندامت کا سامنا کرے گا اور كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ کے بارے آپ فرماتے ہیں مثل اس شخص کے جسے جنوں نے زمین میں بھٹکا دیا ہو۔ وہ اسے اس کا اور اس کے باپ، دادا کا نام لے کر بلاتے ہیں اور وہ ان کی اتباع کرتا ہے اور یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ بھی کچھ ہے پس وہ صبح اس حال میں کرتا ہے کہ وہ اسے ہلاکت میں پھینک چکے ہوتے ہیں اور بسا اوقات وہ اسے کھا جاتے ہیں۔ یا پھر زمین کے کسی ایسے تاریک گڑھے میں اسے پھینک دیتے ہیں کہ وہ اس میں پیاسا ہی مرجاتا ہے۔ پس یہ اس آدمی کی مثال ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا ان الہوں کو قبول کیا جن کی پوجا کی جاتی ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مشرکین نے مومنین کو کہا تم ہمارے طریقہ کی اتباع کرو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کو چھوڑ دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُنَا وَ لَا یَضُرُّنَا آپ فرمایئے کیا ہم پوجیں اللہ تعالیٰ کے سوا اس الٰہ کو جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے ہمیں اور نہ ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور کیا ہم پھر جائیں الٹے پاؤں اس کے بعد کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی ہے۔ تو ہماری مثال اس آدمی کی طرح ہو جائے گی جسے جنوں نے زمین میں بھٹکا دیا ہو سدی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اگر تم ایمان کے بعد کفر اختیار کرو تو تمہاری مثال اس آدمی کی طرح ہے جو ایک جماعت کے ساتھ راستے پر چل رہا تھا۔ پس وہ راستے میں بھٹک گیا اور جنات نے اسے حیرت زدہ کر دیا اور زمین میں بھٹکا دیا۔ اس کے ساتھ جو صحیح راستے پر تھے وہ اسے اپنی طرف بلاتے رہے اور کہتے رہے ہماری طرف آ جا۔ ہم اس راستے پر ہیں۔ لیکن اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ پس یہی مثال ہے اس آدمی کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کے بعد تمہاری اتباع کی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جو راستے کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ راستہ اسلام ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں۔ "یعنی آپ فرمایئے کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کی پوجا کریں جو نہ ہمیں نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں" اور كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ کے بارے کہا حیران اور سرگرداں پھرنے والا آدمی جسے اس کے ساتھی راستے کی طرف بلا رہے ہوں۔ پس یہی مثال ہے اس آدمی کی جو ہدایت کے بعد گمراہ ہو جاتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَالَّذِی اسْتَهْوَتْهُ الشَّیٰطِیْنُ فِی الْاَرْضِ حَیْرَانَ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کو قبول نہیں کرتا اور وہ وہ آدمی ہے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 273 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 274

شیطان کی اطاعت اور پیروی کرتا ہے، زمین میں معصیت اور گناہ کا عمل کرتا ہے اور وہ راہ حق سے ہٹ کر گمراہ ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھی اسے ہدایت کی طرف بلاتے ہیں اور وہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جس ہدایت کا وہ اسے حکم دے رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے ان کے اولیاء کے بارے فرماتا ہے قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ''بے شک ہدایت تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی ہے''۔ اور گمراہی وہ ہے جس کی طرف جن بلا رہے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے علم کی بحث اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کو تعلیم فرما دی ہے اور وہ اسی کے ساتھ گمراہ لوگوں سے جھگڑتے ہیں اور ان پر غالب آتے ہیں (2)۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے حضرت ابواسحاق رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں يدعونه الى الهدى بينا ہے (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں يَدْعُوْنَهٗ اِلَى الْهُدَى بَيِّنًا ہے۔ اور فرمایا الھدیٰ سے مراد راستہ ہے اور وہ بین اور واضح ہے۔ واللہ اعلم۔

وَاَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۭ وَهُوَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿72﴾

''اور یہ کہ صحیح صحیح ادا کرو نماز اور ڈرو اس سے اور وہی ہے جس کی طرف تم جمع کیے جاؤ گے''۔

امام ابوالشیخ نے اوزاعی سے یہ قول نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا کسی گھر کے رہنے والے نہیں جو اوقات مقررہ پر نماز ادا کرتے ہیں مگر ان میں اس طرح برکت رکھی جاتی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پاک میں برکت رکھی گئی۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ڛ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۭ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ ۭ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿73﴾

''اور وہ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور جس روز وہ کہے گا کہ تو ہو جا تو بس وہ ہو جائے گا۔ اسی کا فرمان حق ہے اور اسی کی حکومت ہو گی جس دن پھونکا جائے گا صور۔ جاننے والا ہے ہر چھپی چیز کا اور ہر ظاہر چیز کا اور وہی ہے حکمت والا سب کچھ جاننے والا''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 275 2۔ ایضاً، جلد 7 صفحہ 274 3۔ ایضاً

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی رحمہم اللہ اور ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم رحمہم اللہ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے صور کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری ساری اہل، زمین سے سینگ کو نکالنے کے لیے جمع ہو جائے تو وہ اسے نہ نکال سکے۔

امام مسدد رحمہ اللہ نے مسند میں، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صور سینگ کی شکل کی طرح ہے۔ اس میں پھونکا جائے گا (2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صور بگل کی طرح ہے۔

امام ابن ماجہ، بزار اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سینگ والے دونوں فرشتے صور کو مضبوطی سے پکڑے مسلسل انتظار کر رہے ہیں کہ انہیں کب حکم دیا جاتا ہے (3)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صاحب صور کی آنکھ جب سے وہ اس کے سپرد کیا گیا ہے، مسلسل عرش کی طرف دیکھ رہی ہے اس خوف سے کہ کہیں اسے آنکھ جھپکنے سے پہلے حکم دے دیا جائے۔ گویا اس کی دو آنکھیں دونوں روشن ستارے ہیں (4)۔

امام احمد، طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں، حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیسے خوش ہوں۔ جب کہ صاحب صور قرنا کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔ وہ اپنے چہرے کو موڑے ہوئے ہے اور اپنے کان لگا کر منتظر کھڑا ہے کہ کب حکم دیا جاتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی ہم کیا کہیں یا رسول اللہ ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا" ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے اور ہمارا بھروسہ صرف اللہ تعالیٰ پر ہے (5)۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اسے حسن کہا ہے، ابن منذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں کیسے خوشحال رہوں جب کہ صاحب صور قرنا کو پکڑے ہوئے ہے، چہرے کو موڑے ہوئے ہے اور کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اسے حکم

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 550 (3870) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 353 (9755) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب البعث، جلد 4، صفحہ 547، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 603 (8676)
5۔ معجم اوسط للطبرانی، جلد 3، صفحہ 17 (2021) مکتبۃ المعارف الریاض

دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پھونک مارے؟ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیا کہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کہو: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا" (1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کیسے اظہار مسرت کروں جب کہ صاحب القرن اسے تھامے ہوئے ہے، اپنے چہرے کو جھکائے ہوئے ہے اور اپنے کان لگا کر انتظار کر رہا ہے کہ کب حکم ہوتا ہے وہ اس میں پھونک دے؟ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا" (2)

امام بزار اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے ندا دیتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے اے اللہ! خرچ کرنے والا نائب (جانشین) عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے اے اللہ! ضیاع (ہلاکت) کو روکنے والا عطا فرما۔ صور دو فرشتوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ دونوں انتظار کر رہے ہیں کب انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پھونک ماریں اور دو فرشتے یہ ندا دے رہے ہیں اے خیر اور بھلائی کو چاہنے والے آجا اور دوسرا کہتا ہے۔ اے شر اور برائی کو چاہنے والے رک جا۔ اور دو فرشتے ندا دیتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے مردوں کے لیے عورتوں کی جانب سے ہلاکت ہے اور عورتوں کے لیے مردوں کی جانب سے ہلاکت ہے (3)۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دو پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ہیں۔ ان میں سے ایک کا سر مشرق میں ہے اور اس کے پاؤں مغرب میں ہیں اور وہ دونوں منتظر ہیں کہ انہیں صور پھونکنے کا کب حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پھونکیں (4)۔

امام عبد بن حمید، طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ کے پاس کعب الحبر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ تو انہوں نے حضرت اسرافیل علیہ السلام کا ذکر کیا۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے اسرافیل علیہ السلام کے بارے کچھ بتائیے؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ کے پاس اس کے بارے علم ہے......! آپ نے جواباً فرمایا ہاں ہے۔ لیکن آپ بھی کچھ بتائیے؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اس کے چار پر ہیں دو پر ہوا میں ہیں۔ ایک پر کے ساتھ وہ اپنے آپ کو ڈھانپے ہوئے ہیں اور ایک پر اس کے کندھوں پر ہے اور قلم اس کے کان پر ہے۔ پس جب وحی نازل ہوئی، قلم نے لکھا اور پھر فرشتوں نے پڑھ لیا۔ قرناء والا فرشتہ ایک گھٹنے پر بیٹھا ہوا ہے اور دوسرے کو کھڑا کیے ہوئے ہے۔ وہ صور کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہے اور اپنی پیٹھ جھکائے ہوئے ہے اور اسے حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ اسرافیل علیہ السلام کو دیکھے کہ اس نے اپنے دو پر ملا لیے ہیں تو وہ صور میں پھونک دے۔ یہ سن کر حضرت عائشہ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 309 (352) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 7، صفحہ 312، مطبعۃ السعادۃ مصر

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 604 (8679)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 192، دار صادر بیروت

صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ اسی طرح میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے صور کو سفید موتی سے شیشے کی طرح صاف پیدا فرمایا۔ پھر عرش کو فرمایا: صور کو پکڑ لو اور اس کے ساتھ چمٹ جاؤ۔ پھر فرمایا تو ہو جا تو حضرت اسرافیل علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ پھر انہیں صور پکڑ لینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس میں تمام پیدا ہونے والی روحوں اور سانس لینے والے نفوس کی تعداد کے برابر سوراخ ہیں۔ دو روحیں ایک سوراخ سے نہیں نکل سکتیں۔ صور کے درمیان میں زمین و آسمان کے دائرہ کی مثل ایک بہت بڑا سوراخ ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اس بڑے سوراخ پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ پھر رب تعالیٰ نے انہیں فرمایا میں نے صور تیرے سپرد کر دیا ہے۔ پس نحہ اور صیحہ (بہت شدید چیخ) تیرے ہی ذمہ ہے۔ چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام عرش کے سامنے حاضر ہوئے اور اپنا دائیاں پاؤں عرش کے نیچے داخل کیا اور بائیں کو قریب کیا اور جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق کیا ہے اس نے آنکھ نہیں جھپکی اور وہ انتظار کر رہا ہے کہ اسے کب حکم دیا جاتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر ہذلی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صور والے فرشتے کو پابند بنایا گیا ہے کہ اس کا ایک قدم (پاؤں) ساتویں زمین میں ہے اور وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا ہے، اسرافیل علیہ السلام ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے۔ جب سے اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے اس نے آنکھ نہیں جھپکی اور وہ انتظار کر رہا ہے کہ کب اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ وہ قرناء میں پھونک مارے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد پہلا نحہ ہے، کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ ...... ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی۔ اس میں ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی سے مراد دوسرا نحہ ہے۔ فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ (الزمر) ”اور پھونکا جائے گا صور، پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا (کہ بے ہوش نہ ہوں) پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر (حیرت سے) دیکھنے لگ جائیں گے“ (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فِی الصُّوْرِ کا مفہوم فی الخلق بیان کیا یعنی جس دن خلق میں پھونکا جائے گا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ کے بارے فرمایا غیب اور شہادہ کو جاننے والا وہ ہے جو صور میں پھونکے گا (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خفیہ اور علانیہ (پوشیدہ اور ظاہر) کو جاننے والا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 280 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے جو کچھ مخلوق میں سے تم نے دیکھ لیا وہ شہادت ہے اور جو تم سے غیب رہا اور تم اسے نہ دیکھ سکے وہ غیب ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّیْۤ اَرٰىكَ وَ قَوْمَكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝۷۴

”اور یاد کرو جب کہا ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کیا تم بناتے ہو بتوں کو خدا؟ بے شک میں دیکھتا ہوں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا آزر سے مراد بت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا اسم گرامی یازر، والدہ کا نام مثلی اور آپ کی زوجہ محترمہ کا نام سارہ ہے۔ آپ کی باندی حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا نام ہاجرہ ہے، داؤد بن امین اور نوح بن لمک اور یونس بن متی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آزر آپ کے والد نہیں تھے بلکہ یہ بت کا نام ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارح ہے اور آزر بت کا نام ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ کے بارے کہا کہ آزر آپ کا باپ نہیں بلکہ یہ تو بت ہے اور یہ نزول قرآن سے پہلے کا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تو ابراہیم بن تیرح ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان تیمی نے وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ پڑھا اور کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ کلمات سخت ہیں۔ اور یہ شدید ترین کلمات ہیں جو ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ (یعنی چچا) کو کہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً کے بارے فرمایا وہ کہتا تھا میں مدد کرتا ہوں، کیا تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور خدا سے مدد مانگتا ہے؟ تو اس طرح نہ کر۔ آپ فرماتے ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہیں تھا۔ بلکہ اس کا نام تارح تھا۔ ابوزرعہ نے کہا کہ آزر دو ہمزوں کے ساتھ ہے یعنی أ ٔزر۔

امام ابوالشیخ نے اس آیت کے بارے میں ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا باپ تھا۔

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۝۷۵ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 282 2۔ تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 1324، دار ابن حزم بیروت

اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَ ﴿۷۷﴾ فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾ۚ

''اوراسی طرح ہم نے دکھادی ابراہیم کو ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی تاکہ وہ ہوجائیں کامل یقین کرنے والوں میں پھر جب چھا گئی ان پر رات (تو) دیکھا انہوں نے ایک ستارا۔ بولے (کیا) یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا (تو) بولے میں نہیں پسند کرتا ڈوب جانے والوں کو پھر جب دیکھا چاند کو چمکتے ہوئے تو کہا (کیا) یہ میرا رب ہے (؟) پھر جب وہ (بھی) غروب ہوگیا تو آپ نے کہا اگر نہ ہدایت دیتا مجھے میرا رب تو ضرور ہو جاتا میں بھی اس گمراہ قوم سے پھر جب دیکھا سورج کو جگمگاتے ہوئے (تو) بولے (کیا) یہ میرا رب ہے (؟) یہ تو ان سب سے بڑا ہے لیکن جب وہ بھی ڈوب گیا (تو) آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہوں بے شک میں نے پھیر لیا ہے اپنا رخ اس ذات کی طرف جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو یک سو ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکوں میں سے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ سے مراد سورج، چاند اور ستارے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے جو کچھ زمین و آسمان کے مابین ہے سب کھول دیا گیا، حتی کہ آپ نے ایک چٹان پر ان کی طرف دیکھا اور چٹان مچھلی پر تھی اور یہ مچھلی وہ ہے جو لوگوں کا کھانا ہے۔ وہ مچھلی ایک زنجیر میں تھی اور وہ زنجیر خاتم العزۃ (معزز انگوٹھی) میں تھی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس سے مراد زمین و آسمان کی بادشاہی اور سلطنت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 286

بارے کہا کہ اس سے مراد آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ نبطی زبان میں ملک کے لیے ملکوت استعمال ہوتا ہے۔

امام آدم بن ابی ایاس، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد وہ علامات اور نشانیاں ہیں جو آپ کے لیے سات آسمانوں میں ظاہر کی گئیں اور آپ نے ان کی طرف دیکھا۔ حتیٰ کہ آپ کی نگاہ عرش تک پہنچ گئی اور آپ کے لیے سات زمینیں بھی ظاہر کردی گئیں اور آپ نے ان میں موجود علامات کی طرف بھی دیکھا۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ ایک چٹان پر کھڑے ہوئے اور آپ کے لیے سات آسمان منکشف کردیے گئے یہاں تک کہ آپ نے عرش کی طرف اور جنت میں اپنے مقام کی طرف دیکھ لیا۔ پھر آپ کے لیے سات زمینیں ظاہر کی گئیں۔ یہاں تک کہ آپ نے اس چٹان کو دیکھ لیا جس پر زمینیں ہیں۔ اسی کے بارے رب کریم کا ارشاد ہے وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا (العنکبوت:27)(1)

امام احمد، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عبدالرحمن بن عائش خضرمی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعض صحابہ کرام سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں نے اپنے رب کو انتہائی حسین صورت میں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد ! ﷺ کس کے بارے ملاء اعلیٰ بحث کر رہے ہیں؟ حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے میرے پروردگار! تو ہی بہتر جانتا ہے۔ تو پھر پروردگار عالم نے اپنا دست قدرت میرے دوشانوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی۔ فرمایا اس کے سبب جو کچھ زمین و آسمان میں تھا میں نے اسے جان لیا۔ ''رَاَيْتُ رَبِّيْ فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى يَا مُحَمَّدُ؟ قَالَ: قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ اَيْ رَبِّ، ا قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ، قَالَ: فَعَلِمْتُ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝ (انعام) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (ﷺ) ملاأ اعلیٰ میں کس کے بارے بحث ہو رہی ہے؟ آپ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں۔ پھر رب کریم نے پوچھا کفارات کیا ہیں؟ تو میں نے عرض کی جماعات میں شامل ہونے کی کوشش کرنا، نمازوں کے بعد مساجد میں مجالس کا قیام کرنا اور مکروہ و ناپسندیدہ حالت میں اچھی طرح وضو کرنا۔ پس جو بھی اس طرح کرے گا وہ خیر کے ساتھ زندہ رہے گا، اور خیر کے ساتھ ہی مرے گا اور وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ اس دن تھا جب اسے ماں نے جنم دیا تھا۔ اور رہے درجات تو ان سے مراد سلام کو عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات کے وقت نفل نماز ادا کرنا ہے جب کہ لوگ سو رہے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کہو اے اللہ! میں تجھ سے پاکیزہ چیزوں کے حصول، منکرات کے ترک اور مساکین کی محبت کا سوال کرتا ہوں اور یہ کہ تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو کسی قوم کی آزمائش اور فتنہ کا ارادہ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 27 (883) دارالصمیعی الریاض

کر لے، تو مجھے بغیر آزمائش کے موت دے دے۔ "قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الطَّیِّبَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ، وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ، وَاِذَا اَرَدْتَ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم انہیں یاد کرلو کیونکہ یہ سب حق ہیں (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مشاہدہ کیا تو ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مشغول دیکھا تو اس کے لیے بددعا کی، وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر اسی طرح ایک اور آدمی کو گناہ کرتے دیکھا، اس کے لیے بددعا کی، وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ پھر ایک اور آدمی کو اسی حال پر دیکھا۔ اس کے لیے بھی بددعا کرنے لگے کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی "اے ابراہیم! بلاشبہ تو مستجاب الدعوات آدمی ہے، میرے بندوں کے خلاف دعا نہ کر۔ کیونکہ میرے نزدیک وہ تین حالتوں میں سے ایک پر ہوں گے۔ یا تو میرا بندہ توبہ کرلے گا اور میں اس کی توبہ قبول فرمالوں گا، یا میں اس کی صلب سے ایسی اولاد پیدا کردوں گا جو زمین کو تسبیح وتحمید سے بھردے گی۔ یا پھر میں اسے اسی حالت میں موت دے دوں گا پھر اگر میں نے چاہا تو اسے معاف کردوں گا اور اگر چاہا تو اسے سزا دوں گا۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آسمانوں کی بادشاہی کے مشاہدہ کے لیے اٹھائے گئے۔ تو آپ نے ایک آدمی کو زنا کرتے دیکھا، آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو اسے ہلاک کردیا گیا۔ پھر آپ کو (مزید) اٹھایا گیا۔ تو آپ نے ایک اور آدمی کو زنا کرتے دیکھا۔ آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو اسے بھی ہلاک کردیا گیا۔ پھر مزید بلند کیا گیا تو آپ نے ایک دوسرے بندے کو زنا کا ارتکاب کرتے دیکھا۔ آپ نے اس کے لیے بھی بددعا کا ارادہ فرمایا کہ اتنے میں آپ کے رب نے آپ سے فرمایا اے ابراہیم ٹھہر جا۔ بلاشبہ تو ایسا بندہ ہے جس کی دعا کو قبول فرمایا جاتا ہے (یعنی تو مستجاب الدعوات آدمی ہے) اور بلاشبہ میرا بندہ تین حالتوں میں سے ایک حالت پر ہوگا۔ یا تو وہ میری بارگاہ میں توبہ کرے گا اور میں اس کی توبہ کو شرف قبول عطا کروں گا، یا میں اس کی صلب سے پاکیزہ اولاد پیدا کروں گا، یا پھر وہ اسی موجودہ سرکشی کی حالت پر رہے گا اور میں اس کے پیچھے پیچھے ہوں گا (یعنی اس حالت پر میں اس کی روح قبض کرلوں گا اور پھر اپنی منشا کے مطابق اس سے سلوک کروں گا)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مذکورہ آیت کے بارے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا تو آپ نے نیچے کی طرف دیکھا اور ایک آدمی کو بدکاری میں مبتلا دیکھا۔ آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے سات افراد کے خلاف دعا کی۔ اور وہ تمام کے تمام دھنسا دیئے گئے۔ پھر آپ کو ندا دی گئی اے ابراہیم! میرے بندوں کے لیے نرمی اپنایئے۔ تین بار ایسے ہی کہا گیا (فرمایا) بلاشبہ میرا بندہ تین حالتوں میں سے ایک پر ہوگا۔ یا تو وہ توبہ کرے گا اور میں اس کی توبہ قبول فرمالوں گا، یا پھر میں اس کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 286

پیٹھ سے ایسی اولاد پیدا کروں گا جو زیور ایمان سے آراستہ ہوگی۔ یا پھر وہ کفر ہی کرتا رہے گا۔ تو پھر اس کے لیے جہنم کافی ہے۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں شہر بن حوشب کے طریق سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب ابراہیم علیہ السلام نے زمین و آسمان کی بادشاہی ملاحظہ فرمائی۔ تو آپ نے ایک آدمی کو گناہ کرتے دیکھا، آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ پھر ایک دوسرے آدمی کو گناہ میں مبتلا دیکھا تو اس کے لیے بھی بددعا کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی۔ اے ابراہیم! بلاشبہ تو مستجاب الدعوات آدمی ہے۔ تو کسی کے لیے بددعا نہ کر۔ کیونکہ میرا اپنے بندے کے ساتھ معاملہ تین حالتوں میں سے کسی ایک کے مطابق ہوگا۔ یا تو میں اس کی پشت سے ایسی اولاد پیدا کروں گا، جو میری عبادت کرے گا۔ یا وہ اپنی آخری عمر میں مجھ سے توبہ کرلے گا اور میں اس کی توبہ قبول فرما لوں گا۔ یا پھر وہ اپنی حالت پر قائم رہے گا۔ تو پھر جہنم اس کے پیچھے پیچھے ہے (یعنی جہنم اس کے لیے کافی ہے)(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے زمین و آسمان کی بادشاہی کا مشاہدہ کیا، آپ نے ایک آدمی کو برائی کرتے دیکھا، آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ تو وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر ایک دوسرے آدمی کو اسی طرح گناہ کرتے دیکھا، اس کے لیے بددعا کی۔ وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ پھر ایک اور آدمی کو گناہ کا ارتکاب کرتے دیکھا۔ اس کے خلاف بھی بددعا کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی "اے ابراہیم! ٹھہر جا، کیونکہ تو مستجاب الدعوات آدمی ہے اور میرا بندہ تین حالتوں میں سے کسی ایک پر ہو گا۔ یا تو وہ موت سے پہلے توبہ کرلے گا اور میں اس کی توبہ قبول کرلوں گا، یا میں اس کی پشت سے ایسی اولاد پیدا کروں گا جو میرا ذکر کرے گی۔ یا پھر وہ اپنی گناہ کی حالت پر برقرار رہے گا۔ تو پھر جہنم اس کے پیچھے ہے(2)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں کی بادشاہی کی طرف بلند کیا گیا، آپ نے اوپر سے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ زنا کر رہا ہے، آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ تو وہ ہلاک ہوگیا۔ پھر آپ مزید بلند ہوئے، تو ایک اور آدمی پر نظر پڑی وہ وہ زنا کر رہا ہے، آپ نے اس کے لیے بددعا کی تو وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ پھر آپ مزید بلندی پر پہنچے، تو ایک اور آدمی کو دیکھا کہ وہ زنا کا ارتکاب کر رہا ہے۔ آپ نے اس کے لیے بددعا کی۔ تو وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ پھر ایک اور آدمی کو زنا کرتے دیکھا، اس کے لیے بھی بددعا کی۔ تو وہ بھی ہلاک ہوگیا۔ تب آپ کو کہا گیا اے ابراہیم! ذرا ٹھہر جا، بلاشبہ تو ایسا بندہ ہے کہ تیری دعا قبول کی جاتی ہے اور میرا اپنے بندے کے ساتھ معاملہ تین حالتوں میں سے کسی ایک کے مطابق ہوگا۔ یا تو وہ مجھ سے توبہ کرے گا اور میں اس کی توبہ قبول کرلوں گا۔ یا میں اسے ایسی پاکیزہ اور صالح اولاد عطا کروں گا جو میری عبادت کرے گی، یا پھر وہ اسی حالت میں سرکشی کرتا رہے گا جس میں وہ ہے۔ تو پھر جہنم اس کے پیچھے ہے(3)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 293 (6700)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 28 (884)، دار الصمیعی الریاض

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 293

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ سے مراد زمین و آسمان کی تخلیق ہے۔ اور وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ کے بارے فرمایا کہ اس طرح سرًّا اور علانیۃً معاملہ ان کے لیے ظاہر اور واضح ہو گیا اور مخلوق کے اعمال میں سے کوئی شے بھی ان پر مخفی نہ رہی۔ پس جب آپ گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو لعنت ملامت کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم اس کی استطاعت نہیں رکھتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی حالت پر واپس لوٹا دیا جس پر پہلے تھے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک جابر اور متکبر حکمران سے بھاگ کر ایک تہ خانہ میں پناہ لی، تو آپ کا رزق آپ کے اعضاء میں رکھ دیا گیا۔ آپ جب بھی اپنی کوئی انگلی چوستے تو اللہ تعالیٰ اسی سے آپ کو خوراک عطا فرما دیتا۔ جب آپ اس تہ خانے سے باہر آئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھائی۔ آپ کو سورج، چاند، ستارے، بادل اور بہت بڑی مخلوق کا مشاہدہ کرایا اور زمین کی بادشاہی بھی دکھائی۔ چنانچہ آپ نے پہاڑوں، سمندروں، دریاؤں، درختوں، ہر قسم کے چوپائے، دیگر کیڑے مکوڑے اور عظیم مخلوق کا مشاہدہ کیا۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا پھر جب ان پر رات چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا۔ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ستارہ جو انہوں نے دیکھا وہ زہرہ تھا۔ وہ عشاء کے وقت طلوع ہوا۔ قَالَ هٰذَا رَبِّيْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ "بولے کیا یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ ڈوب گیا تو بولے میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔ آپ نے جان لیا کہ آپ کا رب تو دائمی ہے، ہمیشہ رہنے والا ہے۔ وہ کبھی بھی زائل اور ختم نہیں ہو گا۔ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ "پھر جب چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا کیا یہ میرا رب ہے؟" یعنی آپ نے پہلی تخلیق سے مزید بڑی تخلیق کا مشاہدہ کیا۔ "تو پھر سوالیہ انداز میں کہا کیا یہ میرا رب ہے؟"۔ لیکن پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آپ نے کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا، تو میں بھی ضرور اس گمراہ قوم سے ہو جاتا۔ پھر جب سورج کو جگمگاتے ہوئے دیکھا۔ یعنی ایک ایسی تخلیق کا مشاہدہ کیا جو جسامت کے اعتبار سے پہلی دونوں سے بڑی اور اعظم ہے، ان سے بڑھ کر منور اور روشن ہے (بلکہ ساری کائنات میں اپنا نور بکھیر رہی ہے) تو پھر بولے کیا یہ میرا رب ہے، یہ تو ان سب سے بڑا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان میں سے یہ ہے کہ زمین میں وہ پہلا حکمران جس کی بادشاہی زمین کے شرق و غرب میں تھی وہ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح تھا اور وہ بادشاہ جن کی حکومت ساری زمین پر رہی وہ چار ہیں: ابن کنعان، حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام، ذوالقرنین اور بخت نصر۔ ان میں سے دو مسلمان تھے اور دو کافر تھے۔ نمرود پر ایک ستارہ طلوع ہوا جو سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آ گیا۔ تو وہ اس سے گھبرا گیا۔ چنانچہ اس نے جادوگروں، کاہنوں، قیافہ شناسوں اور انتہائی جستجو اور جانچ پرکھ کرنے والوں کو بلایا اور اس ستارے کے بارے ان سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے کہا۔ تیری سلطنت میں ایک آدمی ظاہر ہو گا جس کے سبب تیری ہلاکت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 286

اور تیری بادشاہی کا خاتمہ ہوگا۔ اس کا مسکن بابل الکوفہ ہوگا۔ پس وہ اپنے گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف نکل گیا اور اس نے مردوں کو باہر نکال دیا اور عورتوں کو چھوڑ دیا۔ اور یہ حکم صادر کر دیا کہ جس کے گھر نیا بچہ پیدا ہو اسے ذبح کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے ان کے بچوں کو ذبح کر دیا۔

پھر اسے شہر میں ایک حاجت پیش آئی۔ جس کے لیے ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کے سوا اس کے لیے کوئی چارہ نہ تھا۔ چنانچہ اس نے اسے بلایا اور وہاں بھیج دیا اور اسے کہا دیکھ، غور سے سن، اپنے گھر والوں کے پاس نہ جانا۔ تو آزر نے اسے کہا میں تو اپنے دین کے بارے میں حد درجہ بخیل ہوں۔ لیکن جب وہ گاؤں میں داخل ہوا اور اپنی اہلیہ پر نظر پڑی تو اپنے نفس پر ضبط نہ رکھ سکا۔ چنانچہ اس کے پاس چلا گیا اور اسے ساتھ لے کر کوفہ اور بصرہ کے درمیان واقع ایک گاؤں کی طرف بھاگ گیا۔ جسے ادر کہا جاتا تھا۔ وہاں اسے ایک تہ خانے میں جا کر رکھا اور طعام اور دیگر نفع بخش چیزیں اسے باہم پہنچا کر اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنے لگا۔ جب کافی طویل وقت گزر گیا۔ تو بادشاہ نے کہا ساحرا اپنے قول میں جھوٹے ہیں۔ تم اپنے شہر کی طرف لوٹ جاؤ۔ چنانچہ وہ لوٹ گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ اتنی تیزی اور سرعت کے ساتھ شباب تک پہنچے کہ ایک دن میں آٹھ دنوں کے برابر اور ایک ہفتے میں ایک مہینے کے برابر آپ کی نشوونما ہوئی۔ بادشاہ انہیں بھول گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے ہو گئے لیکن مخلوق میں سے اپنے سوا اور اپنے باپ اور ماں کے سوا کسی کو بھی نہیں دیکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے اپنے ساتھیوں کو کہا میرا ایک بیٹا ہے۔ میں نے اسے چھپائے رکھا ہے۔ اگر میں اسے لے آؤں تو کیا تم اس پر بادشاہ کو خوفزدہ کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا نہیں اسے کوئی خطرہ نہیں ہوگا۔ چنانچہ وہ چلا گیا اور آپ کو وہاں سے نکال لایا۔ پس جب یہ بچہ تہ خانے سے باہر نکلا اور چوپاؤں، جانوروں اور دیگر مخلوق کو دیکھا تو اپنے باپ سے سوال کرنے لگا یہ کیا ہے؟ وہ اونٹ کے متعلق آپ کو بتاتا یہ اونٹ ہے، گائے کے بارے میں بتاتا یہ گائے ہے، گھوڑے کے بارے میں بتاتا یہ گھوڑا ہے اور بکری کے بارے بتاتا یہ بکری ہے۔ تو آپ فرماتے ان تمام چیزوں کے لیے ضروری ہے کہ ان کے لیے کوئی رب ہو۔

جب آپ تہ خانے سے نکلے تو اس وقت سورج غروب ہو چکا تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا تو آپ کی نظر مشتری ستارے پر پڑی۔ آپ نے کہا یہ میرا رب ہے۔ لیکن زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ وہ غائب ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا میں اسے رب بنانا پسند نہیں کرتا جو چھپ جاتا اور غائب ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ مہینے کے آخر میں باہر تشریف لائے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے ستارے سے قبل چاند (قمر) کو نہیں دیکھا تھا۔ پس جب رات کا آخری حصہ آیا تو آپ نے چمکتے ہوئے چاند کو دیکھا کہ وہ طلوع ہوا ہے۔ تو کہا یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب وہ چھپ گیا غائب ہو گیا تو کہا اگر میرا رب مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں بھی گمراہ قوم میں سے ہو جاتا۔ پھر جب صبح ہوئی اور آپ نے چمکتے ہوئے سورج کو دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے یہ سب سے بڑا ہے؟ لیکن جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا اے میری قوم! میں بیزار ہوں ان چیزوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ''اَسْلِمْ'' (اسلام لے آ) آپ نے کہا ''اَسْلَمْتُ لِرَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ ‘‘(میں سارے جہانوں کے رب کے لیے اسلام لے آیا)

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت حق دینے لگے اور انہیں ڈرانے لگے۔ آپ کا باپ (چچا) بت بنا کر اپنے بیٹوں کو دیتا اور وہ انہیں فروخت کرتے تھے اور وہ آپ کو بھی دیتا۔ تو آپ یہ آواز لگاتے تھے کون ہے جو اسے خریدے جو نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع دے سکتا ہے؟ آپ کے (چچا زاد) بھائی اپنے بتوں کو بیچ کر واپس لوٹتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بتوں کو اپنی اصلی حالت سمیت واپس لے آتے تھے۔ پھر آپ نے اپنے باپ (چچا) کو دعوت حق دی اور کہا یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ وَ لَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ﴿۴۲﴾ (مریم) ‘‘اے میرے باپ تو کیوں عبادت کرتا ہے اس کی جو نہ کچھ سنتا ہے اور نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے‘‘۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام بت خانے کی طرف آئے۔ وہ بت ایک بہت بڑے مکان میں تھے۔ مکان کے دروازے کے سامنے ایک بہت بڑا بت تھا۔ اس کے پہلو میں اس سے چھوٹے اور پھر ان کے پہلوؤں میں ان سے چھوٹے بت درجہ بدرجہ رکھے گئے تھے۔ ہر چھوٹا بت اپنے سے بڑے کے ساتھ ملتا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ مکان کے دروازے تک جا پہنچے اور جب وہ بتوں کے سامنے کھانا رکھتے اور کہتے جس وقت ہم لوٹ کر آئیں گے اس وقت یہ بت ہمارے کھانے سے فارغ ہو چکے ہوں گے۔ چنانچہ ہم کھائیں گے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف دیکھا اور کھانے کی طرف جو ان کے سامنے رکھا ہوا تھا تو آپ نے کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ جب انہوں نے آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپ نے فرمایا: مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ (صافات) کیا ہے تمہیں کہ تم بولتے نہیں؟۔

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کے پاس آئے اور انہیں دعوت حق دی۔ آپ اپنی قوم کو دعوت دیتے رہے اور انہیں ڈراتے رہے۔ تو انہوں نے آپ کو ایک مکان میں بند کر دیا اور آپ کے لیے بہت سی لکڑیاں جمع کرنے لگے۔ یہاں تک کہ کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ کہتی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تندرستی عطا کی تو میں ابراہیم کے لیے لکڑیاں جمع کروں گی۔ پس جب وہ جمع کر چکے اور اتنا ڈھیر لگا چکے کہ اگر کوئی پرندہ بھی اوپر سے گزرے تو وہ بھی آگ کی گرمی اور شعلوں کی شدت سے جل جائے گا۔ تو انہوں نے آپ کو پکڑا اور آپ کو عمارت کے سب سے اوپر والے حصے کی طرف اوپر اٹھایا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند فرمایا اور آسمان وزمین، پہاڑوں اور ملائکہ سبھی نے کہا اے ہمارے رب! ابراہیم تیرے راستے میں جل رہا ہے (رَبَّنَا اِبْرَاهِیْمُ یَحْرِقُ فِیْكَ)۔ رب کریم نے فرمایا میں اسے بہتر جانتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں بلائے تو اس کی مدد کرنا (قَالَ: اَنَا اَعْلَمُ بِهٖ۔ فَاِنْ دَعَاكُمْ فَاَغِیْثُوْهُ)۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر نیاز آسمان کی طرف بلند کرتے ہوئے کہا اے اللہ تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں اکیلا ہوں۔ میرے سوا کوئی نہیں جو تیری عبادت کرتا ہو۔ اللہ میرے لیے کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے (اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِی السَّمَآءِ وَاَنَا الْوَاحِدُ فِی الْاَرْضِ، لَیْسَ اَحَدٌ یَعْبُدُكَ غَیْرِیْ، حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ)۔ اتنے میں انہوں نے آپ کو آگ میں پھینک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ (الانبیاء) ‘‘اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیم کے

لیے"۔ اور وہ جبرئیل امین علیہ السلام تھے جنہوں نے آگ کو یہ آواز دی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اگر برداً کے بعد سلاماً کے الفاظ نہ ہوتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ کی ٹھنڈک سے فوت ہو جاتے۔ اس دن زمین میں کوئی آگ باقی نہیں رہی مگر یہ کہ وہ بجھ گئی۔ گمان یہ ہے کہ یہی مقصود تھا۔ پس جب آگ بجھ گئی تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھا کہ آپ موجود ہیں اور آپ کے ساتھ ایک دوسرا آدمی بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سر اس کی گود میں ہے اور وہ آپ کے چہرے سے پسینہ صاف کر رہا ہے۔ بیان کیا گیا کہ وہ دوسرا آدمی سائے کا فرشتہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو نازل فرمایا تا کہ بنی آدم اس سے نفع حاصل کریں۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو باہر نکالا اور آپ کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ اس سے قبل آپ اس کے پاس نہیں گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے اس کے ساتھ گفتگو کی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کَوْکَبًا سے مراد مشتری ستارہ ہے جو کہ مغرب کے وقت قبلہ کی طرف طلوع ہوتا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت زید بن علی رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ کَوْکَبًا سے مراد زہرہ ستارہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا۔ اَفَلَ کا معنی ذَهَبَ (غائب ہو جانا) ہے۔

ابن ابی حاتم نے کہا کہ قتادہ نے کہا ہے کہ الْاٰفِلِیْنَ کا معنی زَائِلِیْنَ ہے۔ یعنی میں زائل ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا مجھے فَلَمَّآ اَفَلَتْ کا مفہوم بتائیے؟ تو آپ نے فرمایا "فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ كَبِدِ السَّمَآءِ" یعنی جب وسط آسمان سے سورج زائل ہو گیا۔ یہ سن کر نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں، کیا تم نے کعب بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرثیہ کہتے ہوئے کہتے ہیں:

فَتَغَيَّرَ الْقَمَرُ الْمُنِيْرُ لِفَقْدِهٖ　　　وَالشَّمْسُ قَدْ كُسِفَتْ وَكَادَتْ تَأْفِلُ

"چمکتا ہوا چاند اپنے غروب ہونے کے سبب متغیر ہو گیا اور سورج گرہن زدہ ہوا اور زائل ہونے کے قریب ہو گیا"۔

پھر نافع نے کہا مجھے حنیفا کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا "دینا مخلصا" (یعنی خالص دین) انہوں نے پوچھا کیا عرب اس سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں، کیا تم نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے نہیں سنا:

حَمِدْتُ اللّٰهَ حِيْنَ هَدٰى فُؤَادِیْ　　　اِلَى الْاِسْلَامِ وَالدِّيْنِ الْحَنِيْفِ

"میں نے اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش بیان کی جب اس نے میرے دل کو اسلام اور خالص دین کی طرف راہنمائی فرمائی"۔

اسی طرح عرب کا ایک اور آدمی بنی عبدالمطلب کے فضائل ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

أَقِيْمُوْا لَنَا دِيْنًا حَنِيْفًا فَاَنْتُمْ　　　لَنَا غَايَةٌ قَدْ نَهْتَدِيْ بِالذَّوَائِبِ

تم نے ہمارے لیے خالیلص دین قائم کرو پس تم ہماری منزل ہو ہم سواریوں سمیت ہدایت پاتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بھی حنیفا کا معنی مخلصا نقل کیا ہے۔

امام مسلم، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں تمہارے دین سے متعلق وہ امور سکھاؤں جن سے تم ناواقف ہو اور آج کے دن اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ سکھلا دیے ہیں۔ ہر قسم کا وہ مال جو تو نے غلام کو دے دیا وہ اس کے لیے حلال ہے۔ میں نے اپنے تمام بندوں کو حنفاء پیدا کیا ہے اور پھر شیاطین ان کے پاس آئے اور انہیں اپنے دین سے کھینچ نکالا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لیے حلال کی تھیں اور انہوں نے انہیں حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شریک ٹھہراتے رہیں۔ جب تک میں کوئی دلیل اور حجت نازل نہ کروں (1)۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز فرماتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ کہتے: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ (انعام) اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾ (انعام) (2)

وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّيْ فِي اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ ؕ وَ لَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّيْ شَيْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ كَيْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾

''اور جھگڑنے لگی ان سے ان کی قوم۔ آپ نے کہا کیا تم جھگڑتے ہو مجھ سے اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے ہدایت دے دی ہے مجھے۔ اور نہیں ڈرتا میں ان سے جنہیں تم شریک بناتے ہو اس کا۔ مگر یہ کہ چاہے میرا ہی پروردگار کوئی تکلیف پہنچانا، گھیرے ہوئے ہے میرا رب ہر چیز کو (اپنے) علم سے۔ تو کیا تم نصیحت قبول نہیں کرو گے اور کیسے ڈروں میں (ان سے) جنہیں تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے حالانکہ تم نہیں ڈرتے (اس سے) کہ تم نے شریک بنایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسے کہ نہیں اتاری اللہ نے اس کے متعلق تم پر کوئی دلیل۔ تو (تم ہی بتاؤ) دونوں

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 385، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 221 (3421) دار الکتب العلمیہ بیروت

فریقوں سے کون زیادہ حق دار ہے امن (وسلامتی) کا اگر تم (کچھ) جانتے ہو"؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ کا معنی یہ بیان کرتے تھے کہ آپ کی قوم آپ سے جھگڑنے لگی (خاصموہ)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ کا معنی نقل کیا ہے "اَتُخَاصِمُوْنَنِی" کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو۔ عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ عاصم نے مذکورہ لفظ کو نون مشددہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَحَآجَّهٗ قَوْمُهٗ کے بارے انہوں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خداؤں کو پکارنے لگے۔ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو اللہ کے بارے میں حالانکہ اس نے مجھے ہدایت دے دی ہے یعنی میں اپنے پروردگار کو پہچان چکا ہوں۔ انہوں نے آپ کو اپنے الٰہوں سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی کہ ان کی جانب سے آپ کو کوئی مصیبت اور تکلیف پہنچے گی۔ تو آپ نے فرمایا: میں ان سے نہیں ڈرتا جنہیں تم شریک بناتے ہو اور پھر فرمایا: اے مشرکو! میں کیسے ڈروں ان سے جنہیں تم نے شریک ٹھہرا رکھا ہے؟ حالانکہ تم نہیں ڈرتے اس سے کہ تم نے شریک بنایا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے جب کہ آپ نے ان سے یہ پوچھا تھا تم ہی بتاؤ دونوں فریقوں میں سے کون امن وسلامتی کا زیادہ حق دار ہے۔ گویا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے حجت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ کے بارے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے منقول ہے کیا وہ فریق جو غیر اللہ سے ڈرتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرا یا وہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرا اور غیر اللہ سے نہ ڈرا؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴿۸۲﴾ (الانعام)

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ﴿۸۲﴾

"وہ جو ایمان لائے اور نہ ملایا انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) سے انہیں کے لیے ہی امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں"۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور دار قطنی نے الافراد میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ نازل ہوئی تو لوگوں پر یہ بہت شاق گزری۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کون اپنے نفس پر ظلم نہیں کرتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد وہ نہیں جو تم مراد لے رہے ہو۔ کیا تم نے نہیں سنا جو ایک عبد صالح نے کہا ہے

کہ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ (لقمان) ”بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے“۔ تو یہاں بھی ظلم سے مراد شرک ہے(1)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ان سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے ان سے کہا تم کیا کہتے ہو؟ تو انہوں نے کہا اس کا معنی ہے ”انہوں نے ظلم نہ کیا“ تو پھر آپ نے فرمایا تمہیں جو امر انتہائی بھاری محسوس ہوا ہے وہ لفظ بظلم ہے۔ تو یہاں ظلم بمعنی شرک ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ ”بلاشبہ شرک بہت بڑا ظلم ہے“(2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ظلم سے مراد شرک ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے(3)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد شرک لیا گیا ہے۔ کیا تم نہیں سنتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے(5)۔

امام ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر داخل ہوتے تو مصحف کو کھول کر پڑھتے۔ ایک دن وہ داخل ہوئے اور آپ نے سورۃ الانعام کی تلاوت کی۔ جب پڑھتے پڑھتے اس آیت اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَلَمۡ يَلۡبِسُوۡۤا اِيۡمَانَهُمۡ بِظُلۡمٍ الآیہ پر پہنچے تو آپ نے تلاوت ختم کر دی (مصحف بند کر دیا) اور اپنی چادر لی اور پھر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے ابا المنذر! میں جب اس آیت پر پہنچا ہوں اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا الآیہ ”تو میں یہ غور کرنے لگا“ کہ ہم جانتے ہیں ہم فلاں فلاں ظلم کر رہے ہیں؟ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المومنین! اس آیت میں ظلم سے مراد وہ نہیں۔ بلکہ اس ظلم سے مراد شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظلم سے مراد بتوں کی پوجا کرنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 296 — 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 297 — 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 296
4۔ ایضاً — 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 298 — 6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا ہے ''اور انہوں نے اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا''

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے کہا: یہ آیت صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس امت کے بارے یہ آیت نہیں (1)۔

امام احمد، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب ہم مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو دیکھا ایک سوار ہماری طرف آ رہا ہے۔ وہ ہمارے پاس پہنچ کر رکا اور اس نے سلام کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تو کہاں سے آیا ہے؟ تو اس نے عرض کی میں اپنے گھر، اولاد اور اپنے خاندان سے آیا ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو پہنچ چکا ہے۔ اس نے عرض کی۔ مجھے بتلایئے ایمان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پھر تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے اور بیت اللہ شریف کا حج کرے ''تَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَ تَحُجُّ الْبَيْتَ'' اس نے عرض کی۔ میں نے اقرار کر لیا۔ پھر اس کے اونٹ کے آگے والے پاؤں ایک خالی کنوئیں میں داخل ہو گئے اور وہ گر پڑا۔ تو وہ آدمی اپنے سر کی چوٹی کے بل اس سے گرا اور فوت ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ آدمی ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے عمل تھوڑا کیا ہے اور اجر کثیر پایا ہے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ میں نے حورعین کو دیکھا ہے۔ وہ اس کے منہ میں جنت کا پھل ڈال رہی ہے۔ اور اس سے مجھے یہ علم ہوا ہے، کہ یہ آدمی بھوکا فوت ہوا ہے۔ ''فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: هٰذَا مِنَ الَّذِيْنَ عَمِلُوْا قَلِيْلًا وَّاُجِرَ وَ اكْثِيْرًا، هٰذَا مِنَ الَّذِيْنَ قَالَ اللّٰهُ ''اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ، اِنِّيْ رَاَيْتُ حُوْرَ الْعِيْنِ يُدْخِلْنَ فِيْ فِيْهِ مِنْ ثِمَارِ الْجَنَّةِ، فَعَلِمْتُ اَنَّ الرَّجُلَ مَاتَ جَائِعًا''(2)

امام حکیم ترمذی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش ہوا۔ اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ میں اپنے شہر اور اولاد سے اس لیے نکلا ہوں تاکہ آپ کی رہنمائی سے ہدایت حاصل کروں اور آپ کے قول کو مضبوطی سے تھام لوں۔ لہٰذا آپ مجھے ارشاد فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعوت اسلام دی اور اس نے اسے قبول کر لیا۔ پھر ہم اس کے اردگرد جمع ہو گئے۔ پھر اس کے اونٹ کے پاؤں خالی زمین کی ایک بل میں گھس گئے۔ جس کے سبب اعرابی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 346، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 359، دار صادر بیروت

گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے ان کے بارے سنا ہے جنہوں نے عمل تھوڑا کیا ہے اور اجر کثیر پایا ہے؟ یہ انہیں میں سے ہے۔ کیا تم نے سنا ہے ان کے متعلق جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ نہ ملایا؟ یہ انہیں میں سے ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن سوادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دشمنوں میں سے ایک آدمی نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور ایک آدمی کو قتل کر ڈالا، پھر حملہ کیا اور دوسرے کو قتل کر دیا، پھر حملہ کیا اور ایک اور آدمی کو قتل کر دیا۔ پھر کہنے لگا کیا اس کے بعد بھی اسلام مجھے نفع دے سکتا ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا ہم نہیں جانتے ہیں۔ پھر اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں کیوں نہیں۔ چنانچہ اس نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں میں داخل ہو گیا۔ پھر اپنے ساتھیوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک کو پھر دوسرے کو قتل کر دیا پھر خود شہید ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ صحابہ کرام یہ خیال کرتے تھے کہ یہ آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْۤا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الآیہ) اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی آیا اور اس نے اسلام قبول کیا پس تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم سے نہ ملایا۔

امام علامہ بغوی نے معجم میں، ابن ابی حاتم، ابن قانع، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سخبرہ رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اس نے صبر کیا، جسے عطا کیا گیا اور اس نے شکر کیا، جس پر ظلم کیا گیا اور اس نے معاف کر دیا جس نے ظلم کیا اور پھر معافی مانگ لی، یہ کہہ کر حضور نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ تو پھر عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ اس کے لیے کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے امن و سلامتی ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔(2)

وَ تِلْكَ حُجَّتُنَاۤ اٰتَيْنٰهَاۤ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿۸۳﴾

"اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے دی تھی ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ میں۔ ہم بلند کرتے ہیں درجے جس کے چاہتے ہیں بے شک آپ کا رب بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس خصومت اور جھگڑے کے بارے میں ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی قوم کے درمیان قائم تھا اور یہ وہی خصومت ہے جو آپ کے اور جابر و سرکش حکمران نمرود کے درمیان تھی۔

1۔ نوادر الاصول، باب مبدأ الاستقامۃ، صفحہ 421، دار صادر بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ عزوجل وشکرھا، جلد 4، صفحہ 104 (4431)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول بیان کیا ہے کہ علی قومه سے مراد ان کے خصم اور جھگڑا کرنے والے افراد ہیں۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کی سند سے زید بن اسلم سے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا ہے۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ کی سند سے زید بن اسلم سے نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ درجات سے مراد علم ہے کہ ہم علم کے ساتھ بلند کر دیتے ہیں جسے چاہتے ہیں۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے کہا ہے: شہداء کے درجات کی طرح علماء کے بھی درجات ہیں۔

وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ ۚ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۸۷﴾ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾

"اور ہم نے عطا فرمائے انہیں اسحاق اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت دی اور نوح کو ہدایت دی تھی ان سے پہلے اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (راہ راست دکھائی) اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو اور (ہم نے ہدایت دی) زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو۔ (یہ) سب صالحین میں سے تھے اور (ہدایت دی) اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور ان سب کو ہم نے فضیلت دی سارے جہان والوں پر اور ہدایت دی ان کے کچھ باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو اور ہم نے چن لیا ان (سب) کو اور ہدایت دی ان (سب) کو راہ راست کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے رہنمائی کرتا ہے اس کے ساتھ جس کی چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ضائع ہو جاتا ان سے وہ (عمل) جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے حضرت ابوحرب بن ابی الاسود رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حجاج نے یحییٰ بن یعمر کی طرف (پیغام) بھیجا اور کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم یہ نظریہ رکھتے ہو کہ حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اولاد میں سے ہیں اور یہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ حالانکہ میں نے اول سے آخر تک سارا قرآن کریم

پڑھا ہے لیکن مجھے کہیں نہیں ملا۔ تو انہوں نے جواب دیا کیا سورۃ الانعام کی یہ آیت نہیں پڑھتے وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ...... وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى فرمایا کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نہیں؟ حالانکہ ان کا کوئی باپ نہیں؟ (یعنی وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں) اس نے کہا تم نے سچ کہا ہے۔

امام ابوالشیخ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالملک بن عمیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن یعمر حجاج کے پاس گئے اور آپ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا۔ تو حجاج نے کہا وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سے نہیں۔ یہ سن کر یحییٰ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو اس نے کہا تم اپنے قول پر کوئی دلیل بیان کرو۔ تو پھر آپ نے وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ سے لے کر وَعِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ تک یہ آیت تلاوت فرمائی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ پھر حجاج نے کہا: تم نے سچ کہا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ماموں بھی والد ہے اور چچا بھی والد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ان کے ماموؤں کی طرف ہی کی اور فرمایا وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ یہاں تک کہ اس قول تک بیان فرمایا وَ زَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس قول باری کے بارے میں کہا وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ۔ الی قولہ۔ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ پھر ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت طیبہ میں کیا، ارشاد فرمایا "فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ"

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی اتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اجْتَبَيْنٰهُمْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا "اَخْلَصْنَا هُمْ" (ہم نے انہیں خالص کر لیا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد وہی لوگ ہیں جن کے بارے یہ فرمایا "هَدَيْنَا هُمْ وَ فَضَّلْنَا هُمْ" کہ ہم نے انہیں ہدایت دی اور ہم نے ان پر مہربانی فرمائی۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ۚ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ ﴿۸۹﴾

"یہ وہ لوگ تھے ہم نے عطا کی تھی جنہیں کتاب اور حکمت اور نبوت تو اگر انکار کریں اس کا یہ (مکہ والے) تو ہم نے مقرر کر دیے ہیں اس کو ماننے کے لیے ایسے لوگ جو اس کے ساتھ کفر کرنے والے نہیں"۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 180 (4772) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حوثرہ بن بشیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے ایک کو سنا اس نے مذکورہ آیت کے بارے حضرت حسن سے پوچھا اے ابوسعید یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا ان سے مراد وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اس سے ماقبل آیت میں ہو چکا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا الْحُكْمَ سے مراد لب (عقل مندی اور دانائی) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ سے مراد اہل مکہ ہیں کہ اگر اس قرآن کا انکار کریں۔ تو ہم نے اس کو ماننے کے لیے ایسے لوگ مقرر کر دیے ہیں، جو اس کے ساتھ کفر کرنے والے نہیں اور ان سے مراد اہل مدینہ اور انصار ہیں (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ ' سے مراد اہل مکہ کفار قریش ہیں اور فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ میں قَوْمًا سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں جن اٹھارہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ سے فرمایا اور ان کے بارے ہی یہ فرمایا: '' فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ '' (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو رجاء العطاردی رحمہ اللہ سے فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا۔ الآیہ، کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد ملائکہ ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل ایمان نے دار (آخرت) اور ایمان کو اختیار کر لیا اس سے قبل کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں تو اہل مکہ نے ان کا انکار کر دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰۤؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اہل مکہ ان آیات کا انکار کر دیں تو ہم نے انہیں ماننے کے لیے مدینہ طیبہ کے انصار مقرر کر دیے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ؕ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ ۟﴿۹۰﴾

'' یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہدایت دی تھی اللہ نے۔ تو انہیں کے طریقہ کی پیروی کرو۔ آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کوئی اجرت۔ نہیں ہے وہ (قرآن) مگر نصیحت سارے جہانوں کے لیے''۔

امام سعید بن منصور، بخاری، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 306، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 57 (824)، دار الکتب العلمیہ بیروت

B

صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا گیا کہ ان کے طریقہ کی اقتداء کی جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ ص میں سجدہ کیا کرتے تھے (1) ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ لفظ نقل کیے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سورۂ ص کے سجدہ کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے یہی آیت پڑھی اور فرمایا: تمہارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا گیا کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اقتداء کی جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اٹھارہ انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ فرمایا اور پھر آپ کو حکم دیا کہ ان کی اقتداء کی جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ میں ھاء کو وصل کلام میں ظاہر کر کے پڑھا ہے اور اس میں ادغام نہیں کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ انہیں فرما دیجئے کہ میں تمہیں جو دعوت حق دیتا ہوں اس پر تم سے سامان دنیا میں سے کوئی سامان نہیں مانگتا۔ واللہ اعلم۔

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾

''اور نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ کی جیسے حق تھا اس کی قدر پہچاننے کا جب کہا انہوں نے کہ نہیں اتاری اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز (یعنی وحی)۔ آپ پوچھیے کس نے اتاری تھی وہ کتاب جسے لے آئے تھے موسیٰ (جو سراسر) نور تھی اور (سراپا) ہدایت تھی لوگوں کے لیے، تم نے بنالیا ہے اسے الگ الگ کاغذ، ظاہر کرتے ہو اسے اور چھپا لیتے ہو (اس کا) بہت سا (حصہ) اور تمہیں سکھایا گیا جو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادا؟ آپ فرما دیجئے اللہ! پھر چھوڑ دیجئے انہیں (تاکہ) وہ اپنی بیہودہ باتوں میں کھیلتے رہیں''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ سے مراد وہ کفار ہیں جو اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان نہیں لائے۔ پس جو اس پر ایمان لایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی قدر اس طرح پہچان لی جیسے پہچاننے کا حق ہے اور جو ایمان نہیں لایا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں پہچانی جیسے پہچاننے کا حق تھا۔ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ جب

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 666، وزارت تعلیم اسلام آباد

انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں سے کسی آدمی پر کوئی چیز یعنی وحی نہیں اتاری، یہودیوں نے کہا اے محمد! (ﷺ) کیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب نازل کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ تو انہوں نے کہا قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں کی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ الفاظ نازل فرمائے اے محمد! ﷺ ان سے پوچھو موسیٰ علیہ السلام پر کتاب کس نے اتاری تھی؟ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّ هُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا ۚ وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنْتُمْ وَ لَاۤ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ یعنی اسے اللہ تعالیٰ نے ہی نازل کیا تھا(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے نہ پہچانا اللہ تعالیٰ کی عظمت شان کیا ہے کیونکہ انہوں نے اسے جھٹلا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ اسی کے بارے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم نہیں کی جیسے تعظیم کا حق تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے نقل کیا ہے کہ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ مشرکین قریش نے یہ قول کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا فنحاص یہودی نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ کے کلمات مالک بن صیف کے بارے نازل ہوئے(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہود میں سے ایک آدمی آیا اسے مالک بن صیف کہا جاتا تھا اور حضور نبی مکرم ﷺ سے جھگڑا کرنے لگا۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے فرمایا میں تجھے اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی۔ کیا تو تورات میں یہ پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حبر سمین (عظیم الجثہ عالم) کو مبغوض جانتا ہے؟ اور وہ خود موٹا تازہ عالم تھا۔ یہ سن کر وہ غضب ناک ہو گیا اور یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری۔ تو اس پر اس کے ساتھیوں نے اسے کہا تیری ہلاکت ہو! کیا موسیٰ علیہ السلام پر بھی نہیں؟ تو اس نے کہہ دیا: اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ ...... الآیہ"(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہود میں سے کچھ آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ اس وقت آپ ﷺ پاؤں کے بل اپنی چادر پیٹھ اور گھٹنوں سے باندھ کر اس کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اے ابو القاسم! کیا آپ ہماری طرف آسمان سے کوئی کتاب نہیں لائیں گے جیسا کہ موسیٰ علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 310　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 309　3۔ ایضاً

السلام تختیاں (الواح) لے کر آئے تھے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَیْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ (النساء:153) "مطالبہ کرتے ہیں آپ سے اہل کتاب کہ آپ اتروادیں ان پر کتاب آسمان سے"۔

تو یہودیوں میں سے ایک آدمی تیزی کے ساتھ انگلیوں کے بل اٹھا اور کہہ دیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر، موسیٰ علیہ السلام پر، عیسیٰ علیہ السلام پر اور نہ کسی اور پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ...... الآیہ، (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اہل کتاب سے اپنے بارے میں پوچھیں، وہ اپنی کتابوں میں کیسے پاتے ہیں؟ تو ان کے حسد نے انہیں اس پر برانگیختہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسل عظام کا انکار کریں۔ چنانچہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ...... الآیہ۔ پھر کہا: اے محمد! (ﷺ) اپنے بارے میں خبیر کی طرف رجوع کرو۔ پھر یہ آیت نازل کی گئی اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا ﴿۵۹﴾ (الفرقان) "وہ رحمٰن ہے سو پوچھ اس کے بارے میں کسی واقف حال سے"۔ اور وَلَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ﴿۱۴﴾ (فاطر) (اور حقیقت حال سے) تجھے کوئی آگاہ نہیں کر سکتا خدائے خبیر کی مانند"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب میں کعب سے یہ نقل کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ زیادہ گوشت والا جسم رکھنے والے اہل بیت اور موٹا جسم رکھنے والے عالم کو ناپسند کرتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت جعدۃ الجشمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو دیکھا کہ ایک آدمی آپ پر خواب کا واقعہ بیان کر رہا ہے کہ اس نے ایک موٹے تازے آدمی کو دیکھا ہے وہ اپنے پیٹ کو ہاتھ میں موجود کسی شے کے ساتھ لگائے ہوئے ہے اور کہہ رہا ہے "اگر اس کا بعض اس کے غیر میں ہوتا تو یہ فرشتے سے بہتر ہوتا (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا سے مراد یہود ہیں اور وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ کے بارے کہا یہ مسلمانوں کے لیے ہے۔

امام ابن منذر نے ابن جریر رحمہما اللہ سے تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان یہودیوں کے بارے میں ہے، جنہوں نے تورات کو ظاہر کیا اور محمد ﷺ کے ذکر کو چھپالیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے اس طرح پڑھا تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا اور اے گروہ عرب تمہیں بتا دیا گیا مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 310

2۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 33 (5668)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، (5667)

یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا کیا، لیکن انہوں نے اس کی پیروی نہ کی، نہ اسے مضبوطی سے حاصل کیا اور نہ ہی اس کے مطابق عمل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے اس عمل پر اس کی مذمت بیان فرمائی۔

وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ وَ لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

''اور یہ (قرآن) کتاب ہے ہم نے اتارا ہے اس کو، بابرکت ہے تصدیق کرنے والی ہے اس (وحی) کی جو اس سے پہلے (نازل ہوئی) اور اس لیے تاکہ ڈرائیں آپ مکہ (والوں) کو اور جو اس کے اردگرد ہیں۔ اور جو ایمان لائے ہیں آخرت کے ساتھ وہ ایمان رکھتے ہیں اس پر (بھی) اور وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کتاب سے مراد وہ قرآن کریم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیہ والثناء پر نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ کا مفہوم یہ ہے کہ یہ قرآن کریم ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اُمَّ الْقُرٰى سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور مَنْ حَوْلَهَا سے مراد مکہ مکرمہ کے اردگرد کے وہ دیہات اور گاؤں ہیں جو مشرق و مغرب کی جانب ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور حضرت عمرو بن دینار رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہوائیں بھیجیں، انہوں نے پانی کو شق کیا اور سفید جزیرے کی مانند بیت اللہ شریف کی جگہ کو ظاہر کر دیا۔ پھر اس سے اللہ تعالیٰ نے زمین کو پھیلا دیا۔ اسی لیے اسے ام القریٰ کہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا اُمَّ الْقُرٰى سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور اس کا نام اُمَّ الْقُرٰى اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ سب سے پہلا گھر اسی میں بنایا گیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا اُمَّ الْقُرٰى سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ انہوں نے کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ زمین مکہ مکرمہ سے ہی پھیلائی گئی ہے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُمَّ الْقُرٰى مکہ مکرمہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 314 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 57 (825)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾

''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا یا کہے کہ وحی کی گئی ہے میری طرف حالانکہ نہیں وحی کی گئی اس کی طرف کچھ بھی اور (کون زیادہ ظالم ہے اس سے) جو کہے کہ میں (بھی) نازل کروں گا ایسا ہی (کلام) جیسے نازل کیا ہے اللہ نے۔ کاش تم دیکھو جب ظالم موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں اور فرشتے بڑھا رہے ہوں (ان کی طرف) اپنے ہاتھ (اور انہیں کہیں کہ) نکالو اپنی جانوں کو۔ آج تمہیں دیا جائے گا ذلت کا عذاب اس وجہ سے کہ تم بہتان لگاتے تھے اللہ تعالیٰ پر ناحق اور تم اس کی آیتوں (کے ماننے) سے تکبر کیا کرتے تھے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں حضرت شرحبیل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مذکورہ آیت عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو وہ اپنے رضاعی بھائی عثمان کی طرف بھاگ گیا اور اسی کے پاس چھپا رہا۔ یہاں تک کہ اہل مکہ مطمئن ہو گئے۔ پھر اس نے اپنے لیے پناہ طلب کر لی (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوخلف الاعمی رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ابن ابی سرح حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے وحی لکھا کرتے تھے۔ پھر مکہ کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا اے ابن ابی سرح! تو ابن ابی کبشہ کے لیے کیسے قرآن لکھتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں ایسے ہی لکھ دیتا ہوں جیسے میں چاہتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ آیت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح القرشی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ اسلام لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ پھر جب آپ نے انہیں ''سمیعا علیما'' املاء کرایا تو انہوں نے ''عکیما حکیما'' لکھ دیا اور جب آپ نے کہا ''علیما حکیما'' تو انہوں ''سمیعا علیما'' لکھ دیا۔ سو وہ شک میں مبتلا ہو گیا اور کفر اختیار کر لیا اور یہ کہنے لگا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف وحی کی جاتی ہے تو میری طرف بھی وحی کی جاتی ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب المغازی والسرایا، جلد 3، صفحہ 48 (4362) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے الفاظ "وَ مَنْ اَظْلَمُ تاشئی" مسیلمہ کذاب اور اس جیسے ان افراد کے بارے نازل ہوئے جو اسی کی مثل دعوت دیتے تھے اور وَ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کے الفاظ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے میں نازل ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَنْ اَظْلَمُ...... الآیہ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ یہ آیت مسیلمہ کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ تک کے الفاظ مسیلمہ کے بارے میں نازل ہوئے۔ کیونکہ وہ مسجع کلام کرتا اور اس کے ساتھ کہانت کرتا تھا۔ اور وَّ مَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ کے الفاظ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے بارے نازل ہوئے، وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کاتب تھا۔ پس کبھی آپ املاء کراتے "عزیز حکیم" تو وہ لکھتا "غفور رحیم" اس طرح الفاظ کو بدل دیتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ہی پڑھ دیتا جب واپس جاتا تو کہتا کیا اچھی مساوات اور برابری ہے۔ پھر اس نے اسلام سے رجوع کر لیا اور قریش کے ساتھ مل گیا (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ (المرسلات) تو بنی عبدالدار کے نضر نے کہا "والطاحنات طحنا والعاجنات عجنا وقولا کثیرا" تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ...... الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن کریم میں جو بھی ہے اس کے مطابق انہوں نے عمل کیا جو تم سے پہلے تھے اور اسی کے مطابق تمہارے بعد آنے والے عمل کریں گے۔ حتی کہ وہ اس آیت سے زیادہ شدید ہو وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَ لَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ اس قبلہ کو ماننے والوں میں سے کسی نے اس کے مطابق عمل نہیں کیا۔ یہاں تک کہ مختار بن ابی عبیدہ آیا (اور اس نے عمل کر دیا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کافر کو موت کے وقت ان دونوں آیتوں کے ساتھ بشارت دی جاتی ہے وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَیْرَ الْحَقِّ وَ كُنْتُمْ عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۹۳۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ...... عَنْ اٰیٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کوئی نفس نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 317

2۔ ایضا

جو دنیا سے جدا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت اور دوزخ میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ پھر فرمایا جب اس کے پاس وہ فرشتے صف بستہ آتے ہیں جو مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے کو منظم کرتے ہیں، ان کے چہرے سورج کی مثل چمک رہے ہوتے ہیں، وہ ان کی طرف ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے ان کے علاوہ دوسری چیزوں کو دیکھتا ہے۔ اگرچہ تم دیکھتے ہو کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے ان میں سے ہر فرشتے کے پاس کفن اور حنوط (خوشبو) ہوتا ہے۔ جب جانے والا مومن ہو تو وہ فرشتے اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں "اُخْرُجِيْ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اِلٰى رِضْوَانِ اللّٰهِ وَجَنَّتِهٖ فَقَدْ اَعَدَّ اللّٰهُ لَكَ مِنَ الْكَرَامَةِ مَاهُوَ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَ مَافِيْهَا" (اے پاکیزہ نفس اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی جنت کی طرف نکل آ۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے وہ عزت و کرامت تیار کر رکھی ہے جو دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے زیادہ تیرے لیے بہتر اور اچھی ہے۔) پھر وہ مسلسل اسے خوشخبریاں دیتے رہتے ہیں۔ اور اس کی عزت افزائی کرتے رہتے ہیں۔ جتنا ایک ماں اپنے بچے کے ساتھ شفقت اور محبت کا سلوک کرتی ہے۔ اس سے بڑھ کر وہ فرشتے اس کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا سلوک کرتے ہیں اور ہر ناخن کے نیچے اور جوڑ سے انتہائی نرمی کے ساتھ اس کی روح کو نکالتے ہیں اور باری باری تمام اعضاء مر جاتے ہیں اور ہر عضو یکے بعد دیگرے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور اس پر یہ حالت انتہائی آسان ہوتی ہے۔ اگرچہ تم اسے شدت اور سختی کی حالت میں دیکھو، یہاں تک کہ اس کی روح اس کے حلق تک پہنچ جائے۔ تو اس طرح باہر آنا اس کے لیے انتہائی عزت و کرامت کا باعث ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک بچے کے لیے رحم سے نکلنا باعث عزت و کرامت ہوتا ہے۔ ہر فرشتہ انتہائی تیزی سے آگے بڑھتا ہے کہ کون اسے قبض کرے گا اور اسے قبض کرنے کا اختیار ملک الموت کے پاس ہوتا ہے۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ (السجدہ) "فرمایئے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے پھر اپنے رب کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"۔

آپ ﷺ نے فرمایا پھر فرشتے اسے سفید کفن میں لپیٹ لیتے ہیں اور اسے اس طرح اپنے سینے کے ساتھ لگا لیتے ہیں جیسے ایک عورت اپنے بچے کو اپنے ساتھ چمٹا لیتی ہے۔ پھر اس کی خوشبو ان میں مہک جاتی ہے جو کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور راحت بخش ہوتی ہے۔ وہ اس کے سبب انتہائی خوش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں "مَرْحَبًا بِالرِّيْحِ الطَّيِّبَةِ وَالرُّوْحِ الطَّيِّبِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ رُوْحًا وَصَلِّ عَلَيْهِ جَسَدًا خَرَجَتْ مِنْهُ" خوش آمدید اے روح پرور ہوا اور پاکیزہ روح، اے اللہ! اس روح پر رحمتیں نازل فرما اور اس جسم پر بھی جس سے یہ نکل کر آئی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر بلندیوں کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ ہوا میں اللہ کی اتنی مخلوق ہے جس کی حقیقی تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان میں بھی ایسی پاکیزہ ہوا پھیل جاتی ہے جو کستوری سے بڑھ کر روح پرور ہوتی ہے۔ پس وہ بھی اس روح کے لیے دعائیں کرتے ہیں اور اس سے انتہائی مسرت محسوس کرتے ہیں۔ پھر اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جس آسمان سے اس کا گزر ہوتا ہے اس کے فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ ملک جبار کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی ہے اور ملک جبار ارشاد فرماتا ہے "مَرْحَبًا بِالنَّفْسِ الطَّيِّبَةِ وَبِجَسَدٍ خَرَجَتْ مِنْهُ" (خوش آمدید اے پاکیزہ نفس، اور وہ جسم جس سے تو نکل کر آئی

ہے) جب رب کریم کسی شے کو مرحبا فرماتا ہے۔ تو ہر شے اس کے لیے وسیع اور فراخ ہو جاتی ہے اور اس سے ہر تنگی دور ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس پاکیزہ روح کو لے جاؤ اور جنت میں داخل کر دو۔ اسے اس کا ٹھکانہ دکھا دو اور اس پر وہ ساری نعمتیں اور کرامتیں پیش کرو جو اس کے لیے تیار کی گئی ہیں۔ پھر اسے زمین کی طرف اتار دو کیونکہ میں نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا ہے، اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور پھر اسی سے انہیں دوبارہ نکالوں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے وہاں سے نکلنے کو وہ اس سے بڑھ کر ناپسند کرتی ہے جتنا کہ وہ جسم سے نکلتے وقت کرتی ہے اور کہتی ہے تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو، کیا اس جسم کی طرف جس میں میں پہلے تھی؟ تو وہ فرشتے کہتے ہیں ہمیں تو اسی کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا تیرے لیے جانا ضروری ہے۔ پس وہ فرشتے جسم کو غسل اور کفن دینے سے فارغ ہونے کی دیر میں اسے لے کر اتر آتے ہیں اور اس روح کو جسم اور کفن کے درمیان داخل کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کلام کے لیے جو کلمہ بھی پیدا کیا ہے اس کے ساتھ اس کا دوست یا کوئی اور جو گفتگو بھی کرے وہ اسے سنتا ہے مگر جواب دینے کی اسے اجازت نہیں ہوتی۔ اگر وہ لوگوں کو اپنے ساتھ اظہار محبت کرتا سنے، تو ان میں سے اس کے نزدیک زیادہ عزیز وہ ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ تم ٹھہر جاؤ، جلدی نہ کرو اور اس کے بارے غلط کلام کرنے والے کو اس کا جواب دے۔ جب لوگ (دفن کرنے کے بعد) واپس مڑتے ہیں۔ تو میت ان کے جوتوں کی آہٹ اور ہاتھ جھاڑنے کی آواز سنتی ہے۔

پھر اس کے پاس انتہائی غضب ناک اور سخت گیر دو فرشتے آتے ہیں۔ ان کے نام منکر اور نکیر ہیں۔ ان کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں۔ اگر ان کے مقابلے میں تمام جن وانس بھی جمع ہو جائیں تو وہ انہیں نیچا نہیں دکھا سکتے۔ بلکہ ان کے مقابل میں یہ تمام انتہائی قلیل اور تھوڑے ہیں۔ پس وہ فرشتے اسے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیٹھ جا۔ جب وہ سیدھا بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے پاس انتہائی خوف ناک مکروہ مخلوق کو دیکھتا ہے اور وہ اسے اسی کی طرف منسوب کرتا ہے جو اس نے اپنی موت کے وقت دیکھا تھا......! پھر وہ فرشتے اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے "اللہ" میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے "الاسلام" میرا دین سلام ہے۔ پھر وہ اسے سختی کے ساتھ جھڑک دیتے ہیں۔ اور پھر پوچھتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے "محمد ﷺ" میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔ اس وقت وہ پسینے سے اس طرح شرابور ہو جاتا ہے کہ اس کے نیچے سے زمین بھی تر ہو جاتی ہے اور اس کا پسینہ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔ اس وقت آسمان سے آہستہ سے ندا دی جاتی ہے میرے بندے نے سچ کہا ہے اور چاہیے کہ اس کا سچ اس کے لیے باعث نفع ہو۔ پھر حد نگاہ تک اس کی قبر کو کھول دیا جاتا ہے اس کے لیے پھول جمع کر دیے جاتے ہیں اور اسے ریشم کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے۔

پھر اگر قرآن کریم میں سے کوئی شے اس کے پاس ہو (قرآن کریم کا کچھ حصہ اسے یاد ہو) تو پھر اس کا نور اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اگر اس کے پاس کچھ نہ ہو، تو پھر اس کی قبر میں سورج کی مثل نور پیدا کر دیا جاتا ہے اور جنت کی طرف دروازے اور کھڑکیاں اس کے لیے کھول دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں اپنے اسی ٹھکانا کو دیکھ لیتا ہے جو اس نے اوپر چڑھتے وقت دیکھا تھا۔ پھر اسے کہا جاتا ہے اے آنکھوں کی ٹھنڈک سو جا۔ پھر وہ اٹھائے جانے کے دن تک سویا رہے گا مگر اس کی یہ نیند ایسے شخص

کی نیند کی مثل ہوگی جو انتہائی چاہت کے ساتھ سوتا ہے اور اس سے ابھی تک پوری طرح سیراب نہیں ہوتا کہ وہ اپنی آنکھیں ملتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ پس اس طرح کی نیند وہ قیامت کے دن تک سویا رہے گا۔

اور اگر آدمی اس کے برعکس ہو (یعنی مومن نہ ہو) تو جب اس کے پاس حضرت ملک الموت آتے ہیں تو ان کے ساتھ ملائکہ صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور مشرق ومغرب کے درمیان ساری زمین کو گھیرے ہوتے ہیں۔ پس تیزی سے اس کی نگاہ ان کی طرف اسی طرح اٹھ جاتی ہے جیسا کہ وہ ان کے سوا دوسروں کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔ اگرچہ تم دیکھ رہے ہوتے ہو کہ وہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے اور اس پر سختی کی جارہی ہوتی ہے اور اگر تم دیکھو کہ اس پر ذلت چھا رہی ہے تو وہ فرشتے اسے ملامت کر رہے ہوتے ہیں۔ اور کہہ رہے ہوتے ہیں۔ اے خبیث روح نکل آ، اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے عبرتناک سزا، شدید تکلیف اور طرح طرح کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ جو کچھ تو نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے وہ انتہائی برا ہے۔ وہ انتہائی غیظ وغضب اور شدت وسختی کے ساتھ ہر ناخن اور عضو سے اسے کھینچتے رہتے ہیں اور وہ تمام اعضاء بالترتیب یکے بعد دیگرے مرتے جاتے ہیں اور اس کی سانس اتنی تیزی سے نکلتی ہے جیسے کہ کانٹے دار سلاخ اون سے نکل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی روح حلق تک پہنچ جاتی ہے جسم سے نکلتے وقت اس کی حالت اس بچے کی حالت سے زیادہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہوتی ہے جو رحم سے نکلتے وقت اس کی ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ فرشتے اسے طرح طرح کے عذاب اور سزا کی بشارت سنا رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس کے حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ ہر فرشتہ اسے ناپسند کرتے ہوئے اور اس سے اظہار نفرت کرتے ہوئے اس سے بچتا ہے اور اسے قبض کرنے کا اختیار ملک الموت کے پاس ہوتا ہے جو اس پر مقرر کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ اسے قبض کر لیتا ہے۔ میرا گمان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اور اسے لپیٹ لیتے ہیں) ایسے دھاری دار کپڑے کے ٹکڑے میں جو ساری مخلوق میں سے زیادہ بدبو دار اور کھردرا ہوتا ہے۔ پھر اس کی ایسی بو پھیلتی ہے جو ساری مخلوق سے زیادہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ ملک الموت اپنی ناک کو ڈھانپ لیتے ہیں اور دیگر فرشتے بھی اپنی ناکوں کو بند کر لیتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ! اس روح پر اور جس بدن سے یہ نکل کر آئی ہے اس پر لعنت بھیج۔ جب وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں تو اس سے پہلے ہی آسمان کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پس ملک الموت اسے ہوا میں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے قریب پہنچتی ہے تو وہ تیزی سے اس کے پیچھے آ پہنچتے ہیں اور اپنے پاس موجود لوہے کے ساتھ وہ اسے پکڑ لیتے ہیں۔ یہی عمل وہ اس کے ساتھ تین بار کرتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی **وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ** ﴿۳۱﴾ (الحج) ”اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو اس کی حالت ایسی ہے گویا وہ گرا آسمان سے پس اچک لیا اسے کسی پرندے نے یا پھینک دیا ہوا سے ہوا نے کسی دور جگہ میں“۔ **سَحِيْقٍ** کا معنی عزل ہے۔ پھر وہ اسے انتہا تک پہنچا دیتے ہیں اور وہ ملک جبار کی بارگاہ میں کھڑی ہوتی ہے اور وہ فرماتا ہے تو نامبارک اور منحوس ہے اے خبیث روح! اور وہ بدن جس سے تو نکل کر آئی ہے وہ بھی منحوس ہے۔ پھر فرماتا ہے اسے جہنم کی طرف لے جاؤ اور اسے اپنا ٹھکانا دکھاؤ اور جو کچھ عذاب، سزائیں اور بیڑیاں وغیرہ اس کے لیے تیار کی گئی ہیں اسے دکھاؤ۔

پھر رب کریم فرماتا ہے اسے زمین کی طرف اتار دو۔ کیونکہ میں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں نے اسی سے انہیں پیدا کیا ہے اس میں انہیں لوٹاؤں گا اور پھر اسی سے دوبارہ انہیں نکالوں گا۔ پس فرشتے غسل اور کفن سے فارغ ہونے کی دیر میں اسے لے کر اتر آتے ہیں اور اس روح کو جسم اور کفن کے درمیان داخل کر دیتے ہیں۔ اس کے دوست، رشتہ دار اور دوسرے افراد جو کلام بھی کرتے ہیں وہ اسے سنتا ہے مگر اسے جواب دینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر وہ سنے کہ لوگوں میں سے عزیز ترین اور اس کا گہرا دوست یہ کہہ رہا ہے کہ اسے لے کر نکلو اور جلدی کرو اور اسے جواب کی اجازت دی جائے، تو بالیقین وہ اس پر لعنت کرے اور وہ یہ پسند کرے کہ اسے اسی حال پر چھوڑ دیا جائے جس پر وہ ہے اور قیامت تک اسے قبر کے گڑھے تک نہ پہنچایا جائے۔

جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں جو انتہائی تندخو اور غضب ناک ہوتے ہیں۔ ان کے پاس لوہے کے گرز، زنجیریں، بیڑیاں اور لوہے کے ہنٹر ہوتے ہیں۔ وہ اسے کہتے ہیں اللہ کے حکم سے بیٹھ جا۔ جونہی وہ سیدھا بیٹھتا ہے تو اس سے کفن گر جاتا ہے۔ تو وہ اپنے پاس ایسی خوفناک صورت ملاحظہ کرتا ہے جس کے سبب جو کچھ اس نے اس سے قبل دیکھا ہوتا ہے وہ سب بھول جاتا ہے۔ پھر وہ فرشتے اس سے پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے تو۔ پس وہ دونوں اس وقت اسے بہت زیادہ دہشت زدہ کرتے ہیں اور اسے پکڑ کر لوہے کے ہتھوڑوں کے ساتھ مارنا شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی عضو بھی محفوظ نہیں رہتا۔ ہر عضو پر علیحدہ علیحدہ وہ ہتھوڑے پڑتے ہیں۔ اس وقت وہ انتہائی شدید چیخ مارتا ہے۔ جسے جن وانس کے سوا بقیہ تمام مخلوق ملائکہ اور دیگر مخلوق سنتی ہے اور وہ تمام کے تمام یکبارگی اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی میں ہے اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ (البقرہ) ''یہی وہ لوگ ہیں کہ دور کرتا ہے انہیں اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت سے) اور لعنت کرتے ہیں انہیں لعنت کرنے والے''۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر تمام جن وانس بھی ان دو کے ہتھوڑوں کے مقابلے میں جمع ہو جائیں تو یہ انہیں زیر نہ کر سکیں۔ بلکہ یہ تمام ان کے مقابلے میں قلیل اور تھوڑے ہیں۔ پھر وہ فرشتے اسے کہتے ہیں اللہ کے حکم سے لوٹ آ۔ پھر جب وہ سیدھا بیٹھ جاتا ہے۔ تو اسے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پھر سوال کرتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے میں نے لوگوں سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تو کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پس وہ کہتے ہیں تو نے نہیں جانا۔ اس وقت وہ پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے اور اس سے نیچے والی زمین بھی تر ہو جاتی ہے اور وہ تمہارے مردار سے بھی زیادہ بدبودار ہوتا ہے۔ پھر اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں (اطراف میں) ایک دوسرے کے اندر داخل ہو جاتی ہیں اور وہ اسے کہتے ہیں اس کی نیند سو جا جس کی آنکھ نیند کے باوجود نہیں لگتی۔ اس پر جہنم کے ایسے سانپ اور بچھو آ جاتے ہیں جن کی کچلیاں بختی اونٹوں کی کچلیوں کی طرح ہوتی ہیں۔ وہ اسے ڈستے رہتے ہیں۔ پھر اس کے لیے ایک دروازہ کھولا جاتا ہے جس سے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لیتا ہے۔ اس پر جہنم کی گرم ہوا اور باد سموم چلتی رہتی ہے اور قیامت تک اس کا چہرہ صبح و شام آگ سے جھلستا رہے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غَمَرٰتِ الْمَوْتِ سے مراد سکرات موت ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا کہ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ یہ موت کے وقت کی کیفیت ہے۔ اور البسط کا معنی مارنا ہے یعنی وہ ان کے چہروں اور پشتوں پر مارتے ہیں (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ لیے میں ملائکہ سے مراد ملک الموت علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ فرشتے اپنے ہاتھ پھیلاتے ہیں عذاب کے ساتھ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے محمد بن قیس کا یہ قول بیان کیا ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کے لیے ملائکہ میں سے بہت سے معاونین ہیں" پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت وہب رحمہ اللہ نے کہا: وہ فرشتے جو لوگوں سے ملتے ہیں وہ وہی ہیں جو انہیں موت دیتے ہیں اور ان کے لیے ان کی عمریں لکھتے ہیں۔ پس جب وہ مقررہ دن آجاتا ہے تو وہ اسے موت دے دیتے ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَیْدِیْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ تو وہب سے کہا گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ (السجدہ: 11) "فرمایئے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے"۔ تو انہوں نے کہا جی ہاں۔ بلاشبہ جب فرشتے کسی آدمی کو موت دیتے ہیں تو وہ اس کو ملک الموت کے حوالے کر دیتے ہیں اور وہ خود عاقب (نگران) کی مثل ہے۔ یعنی وہ سردار جس کے ماتحت افراد کام کر کے اس تک پہنچا دیتے ہیں۔

امام طستی اور ابن انباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے پوچھا کہ عَذَابَ الْهُوْنِ کے بارے مجھے بتایئے؟ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد دائمی اور شدید رسوائی اور ذلت ہے۔ نافع نے کہا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا آپ نے شاعر کو اس طرح کہتے ہوئے نہیں سنا:

اِنَّا وَجَدْنَا بِلَادَ اللّٰهِ وَاسِعَةً تُنْجِیْ مِنَ الذُّلِّ وَالْمَخْزَاتِ وَالْهُوْنِ

"بلاشبہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے شہروں کو وسیع پایا جو کہ ذلت، رسوائی اور دائمی شدت سے نجات دلاتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: عَذَابَ الْهُوْنِ سے مراد رسوائی ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 318، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 321

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ عَذَابَ الْهُوْنِ سے مراد وہ عذاب ہے جو انہیں ذلیل و رسوا کر دے گا۔

وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَ مَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾

”اور بے شک آ گئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی دفعہ اور تم چھوڑ آئے ہو جو ہم نے عطا فرمایا تھا تمہیں اپنے پیچھے اور ہم نہیں دیکھتے تمہارے ساتھ ان سفارشیوں کو جن کے متعلق تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں (ہمارے) شریک ہیں۔ بے شک ٹوٹ گئے تمہارے سارے رشتے اور کھو گئے تم سے جو تم دعوے کیا کرتے تھے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نضر بن حارث نے کہا لات وعزی میری سفارش کریں گے۔ تو اس کے بعد یہ مکمل آیت نازل ہوئی وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى (الآیہ)(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم رحمہ اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہائے افسوس! عنقریب مردوں اور عورتوں کو اکٹھا اٹھایا جائے گا کیا ان میں سے بعض بعض کی شرم گاہوں کی طرف دیکھیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن ہر آدمی کا یہ حال ہوگا کہ وہ اسے بے نیاز کر دے گا، مرد عورتوں کی جانب اور عورتیں مردوں کی جانب نہیں دیکھیں گی اور وہ ایک دوسرے سے بالکل غافل ہوں گے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے قول باری وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ کے بارے کہا کہ یوم ولادت کی طرح تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آ گئے ہو۔ یعنی یوم پیدائش کے بعد سے جو اس میں نقصان ہوگا وہ ہر شے اس کی طرف واپس لوٹا دی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ کے بارے حضرت سدی نے کہا ہے۔ کہ تم چھوڑ آئے ہو۔ جو مال اور خدام ہم نے تمہیں عطا فرمائے تھے اور وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ کے بارے فرمایا یعنی اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑ آئے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے کہا قیامت کے دن ابن آدم کو لایا جائے گا گویا کہ وہ بڑا متکبر ہوگا اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے فرمائے گا کہاں ہے وہ جو تو نے جمع کیا؟ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 323 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاهوال، جلد 4، صفحہ 609، دار الکتب العلمیہ بیروت

وہ جواب دے گا اے میرے پروردگار! میں نے اسے جمع کیا اور جتنا تھا اس میں سے بہت زیادہ چھوڑ آیا۔ پھر رب کریم فرمائے گا کہاں ہے وہ جو تونے اپنے لیے آگے بھیجا؟ تو وہ اپنے سامنے کوئی چیز نہیں دیکھے گا، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔ الآیہ۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ابوالاسود دیلمی اور جبیر بن حیہ ثقفی ابن زیاد کے پاس تھے۔ تو انہوں نے یہ الفاظ ذکر کئے لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ تو ان میں سے ایک نے کہا میرے اور تیرے درمیان (وہ شخص فیصلہ کرے گا) جو سب سے پہلے ہمارے پاس آئے گا۔ اتنے میں یحیٰی بن یعمر آ گئے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے بارے اس سے پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا "بَيْنُكُمْ بِالرَّفْعِ یعنی بَيْنَكُمْ رفع کے ساتھ ہے اور مراد یہ ہے کہ تمہارے سارے رشتے ٹوٹ گئے۔

امام ابوالشیخ نے اعرج سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بَيْنَكُمْ کو مرفوع پڑھا ہے یعنی تمہارے رشتے اور تعلقات ختم ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے بَيْنَكُمْ کو منصوب پڑھا ہے یعنی مَا بَيْنَكُمْ مِنَ الْمُوَاصَلَةِ الَّتِىْ كَانَتْ بَيْنَكُمْ فِى الدُّنْيَا۔ تمہارے وہ رشتے جو دنیا میں تمہارے درمیان تھے، وہ ٹوٹ گئے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے کہا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ میں ان رشتوں اور تعلقات کا ذکر ہے جو ان کے درمیان قائم تھے۔ وہ اب ٹوٹ گئے (1)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما سے ہوئی تو آپ کے ساتھی جمع ہوئے۔ آپ کو مبارک باد دی اور آپ کے لیے دعا کی۔ تو آپ نے فرمایا میں نے ان سے شادی کی ہے حالانکہ مجھے عورتوں کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ میرے تعلق اور نسب کے سوا قیامت کے دن ہر تعلق اور نسب ٹوٹ جائے گا۔ تو میں نے یہ پسند کیا کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان رشتہ قائم ہو جائے۔ عربی عبارت ملاحظہ فرمائیں (لَقَدْ تَزَوَّجْتُهَا وَ مَالِىْ حَاجَةٌ اِلَى النِّسَاءِ، وَلٰكِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ، اِنَّ كُلَّ نَسَبٍ وَّ سَبَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا سَبَبِىْ وَ نَسَبِىْ، فَاَحْبَبْتُ اَنْ يَكُوْنَ بَيْنِىْ وَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَسَبٌ)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ تمہارے سارے رشتے ٹوٹ گئے اور جن رشتے داروں اور گھروں کے بارے تم دعوے کیا کرتے تھے وہ تم سے کھو گئے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تمہارے وہ تعلقات جو دنیا میں تھے وہ ٹوٹ گئے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 58 (829) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 324، بیروت

اِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۹۵﴾

"بے شک اللہ تعالیٰ ہی پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلی کو، نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالنے والا ہے مردہ کو زندہ سے یہ ہے اللہ پس کدھر تم بہکے چلے جارہے ہو"؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَالِقُ الْحَبِّ وَ النَّوٰى کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دانے اور گٹھلی کو پیدا کیا۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ دانے اور گٹھلی کو نباتات سے نکالتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا اس سے مراد وہ دو پھٹن ہیں جو دانے اور گٹھلی دونوں میں پائی جاتی ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ دانے اور گٹھلی دونوں کو چیرنے والا ہے)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے کہ وہ پھٹن اور چیر جو گٹھلی اور گندم کے دانے میں ہوتا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ دانے کو بالی سے اور گٹھلی کو کھجور سے نکالتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ نے يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ کے بارے کہا کہ وہ کھجور کو گٹھلی سے اور بالی کو دانے سے نکالتا ہے اور وَ مُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ کے بارے فرمایا اور وہ گٹھلی کو کھجور سے اور دانے کو بالی سے نکالتا ہے۔

انہی الفاظ کا مفہوم ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ زندہ لوگ مردہ نطفہ سے اور مردہ نطفہ زندہ لوگوں سے خارج ہوتا ہے اور چوپاؤں اور نباتات کا سلسلہ بھی اسی طرح ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے تم کیسے جھٹلاتے ہو۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے تم کہاں پھرے جارہے ہو اور انہوں نے ہی سدی سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہاری عقلیں اس سے کیسے گمراہ ہورہی ہیں۔

فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَ جَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۹۶﴾

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 58 (830)

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 44 (891)، دار الصمیعی الریاض

"وہ نکالنے والا ہے صبح کو (رات کی تاریکی سے) اور بنایا ہے اس نے رات کو آرام کے لیے اور (بنایا ہے) سورج اور چاند کو حساب کے لیے۔ یہ اندازہ ہے (مقرر کیا ہوا) سب سے زبردست سب کچھ جاننے والے کا"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا فَالِقُ الْاِصْبَاحِ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کو پیدا فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فَالِقُ الْاِصْبَاحِ کا مفہوم نقل کیا ہے کہ اصباح سے مراد دن کے وقت سورج کی روشنی ہے اور رات کے وقت چاند کی روشنی ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ سے مراد فجر کو روشن کرنا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ قتادہ نے کہا فَالِقُ الْاِصْبَاحِ سے مراد صبح کو نکالنا ہے (2)۔

ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ضحاک نے فَالِقُ الْاِصْبَاحِ کے متعلق کہا کہ وہ دن کے نور کو نکالنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے کہا کہ قول باری تعالیٰ وَ جَعَلَ الَّیْلَ سَكَنًا کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رات کے وقت تمام پرندے اور چوپائے ساکن ہو جاتے ہیں (یعنی آرام کر جاتے ہیں)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا سے مراد دنوں، مہینوں اور سالوں کی تعداد ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا کے بارے فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں خاص حساب سے گردش کرتے ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا حُسْبَانًا سے مراد ضیاء (روشنی) ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ حُسْبَانًا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج اور چاند خاص حساب کے ساتھ ہیں۔ جب ان کے مقررہ ایام گزر جائیں گے تو وہی زمانے کا آخر ہوگا اور فزع اکبر (بہت بڑی گھبراہٹ یعنی قیامت) کی ابتداء ہوگی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کے قریب نیچے تین فرسخ کے فاصلہ پر سمندر کو پیدا فرمایا۔ پس وہ ایک رکی ہوئی موج ہے جو کہ اللہ کے حکم سے ہوا میں قائم ہے اس سے کوئی قطرہ نہیں گرتا۔ تیر کی تیزی کی طرح وہ جاری ہے۔ اس میں سورج، چاند اور ستارے تیر رہے ہیں۔ اسی لیے یہ فرمایا كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ (الانبیاء)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 328
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 (831)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 330
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 (832)

اور فلک سے مراد اس سمندر کے انتہائی گہرے پانی میں کشتی کا گھومنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سورج کو گرہن لگانا (بے نور کرنا) چاہے تو سورج اس کشتی سے اس سمندر کی گہرائی میں گر پڑتا ہے۔ اور جب وہ بڑی علامت اور نشانی کا اظہار کرنا چاہے تو وہ سارے کا سارا گر جاتا ہے اور اس کشتی پر کوئی شے باقی نہیں رہتی اور جب وہ اس سے کم کا ارادہ کرے تو پھر نصف، ایک ثلث یا دو ثلث پانی میں واقع ہوتا ہے اور وہ مکمل طور پر کشتی پر باقی رہتا ہے۔ اس پر مقررہ فرشتے دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ ایک گروہ سورج کی طرف آتا ہے اور وہ اسے کشتی کی طرف کھینچتا ہے اور ایک گروہ کشتی کی طرف آ کر اسے سورج کی طرف کھینچتا ہے اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو اسے ملائکہ کی سرعت پرواز کے ساتھ ساتویں آسمان کی طرف اٹھا لیا جاتا ہے اور وہ عرش کے نیچے جار کتا ہے۔ پھر وہ اجازت مانگتا ہے کہ اسے کہاں سے طلوع کرنا ہے۔ پھر اسے فرشتوں کی تیز رفتاری کے ساتھ ساتویں آسمان اور جنت کے درجات میں سے نچلے کے درمیان لایا جاتا ہے۔ پھر وہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف مشرق کی وادیوں میں اترتا جاتا ہے۔ پس جب وہ آسمان دنیا تک پہنچ جاتا ہے۔ تو اس وقت صبح پھوٹتی ہے اور جب وہ اس آسمان کی اس ظاہری سطح تک پہنچتا ہے۔ تو اس وقت سورج طلوع ہو جاتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مشرق کی جانب تاریکی کے پردے پیدا کئے ہیں اور جب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اس وقت سے قیامت کے دن تک دنیوی کئی راتوں کی مقدار انہیں ساتوں سمندر پر رکھا اور سورج غروب ہونے کا وقت آتا ہے تو وہ فرشتہ آتا ہے جو رات کے لیے مقرر ہے۔ تو وہ اس حجاب کی تاریکی سے ایک مشت لیتا ہے۔ پھر غروب آفتاب کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ تھوڑا تھوڑا کر کے اس تاریکی کو اپنی انگلیوں کے درمیان سے چھوڑتا رہتا ہے اور وہ شفق کی رعایت رکھتا ہے اور جب شفق غائب ہو جائے تو پھر وہ ساری تاریکی چھوڑ دیتا ہے۔ پھر وہ اپنے پر پھیلا دیتا ہے اور وہ زمین کے دونوں قطروں اور آسمان کے کناروں تک پہنچ جاتے ہیں۔ پس اس کے پروں کے سبب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ پھر جب صبح کا وقت آتا ہے تو وہ پروں کو سمیٹ لیتا ہے۔ پھر وہ مشرق کی جانب سے تاریکی کو مکمل طور پر اپنی ہتھیلیوں میں لپیٹ لیتا ہے اور اسے مغرب کی جانب ساتویں سمندر پر رکھ دیتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سلمان رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رات کے لیے ایک فرشتہ مقرر ہے اسے شراہیل کہا جاتا ہے۔ جب رات کا وقت آتا ہے تو وہ ایک سیاہ دھاگہ لے کر اسے مغرب کی طرف لٹکا دیتا ہے۔ جب سورج اسے دیکھتا ہے تو اس کی رفتار آنکھ جھپکنے سے زیادہ تیز ہو جاتا ہے۔ سورج کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ غروب نہیں ہو گا یہاں تک کہ اس دھاگے کو دیکھ لے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو رات آ جاتی ہے اور وہ دھاگہ مسلسل لٹکا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک دوسرا فرشتہ آ جاتا ہے۔ اسے ہراہیل کہا جاتا ہے۔ اس کے پاس سفید دھاگہ ہوتا ہے۔ طلوع سے قبل وہ اسے لٹکا دیتا ہے۔ جب شراہیل اسے دیکھتا ہے تو وہ اپنا دھاگہ اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور سورج سفید دھاگے کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اس کے ساتھ ہی وہ طلوع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اسے یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ سفید دھاگے کو دیکھنے سے قبل طلوع نہیں ہو گا اور جب سورج طلوع ہو جاتا ہے تو پھر دن آ جاتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بندوں میں سے محبوب وہ لوگ ہیں جو سورج اور چاند کی رعایت اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے کرتے ہیں (1)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بندوں میں سے محبوب ترین لوگ سورج اور چاند کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ کو اس کے بندوں کے نزدیک محبوب بنا دیتے ہیں۔

امام ابن شاہین، طبرانی، حاکم اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے پسندیدہ وہ لوگ ہیں جو سورج، چاند، ستاروں اور سایوں کی رعایت (حفاظت) اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے کرتے ہیں (2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں اور خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بندوں میں سے محبوب ترین لوگ سورج اور چاند کی حفاظت اور رعایت کرنے والے لوگ ہیں (3)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اور دیلمی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ (عرش) میں جگہ عطا فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ امانت دار تاجر، میانہ رو امام اور دن کے وقت سورج کی رعایت کرنے والا (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ: اَلتَّاجِرُ الْاَمِيْنُ وَالْاِمَامُ الْمُقْتَصِدُ وَرَاعِي الشَّمْسِ بِالنَّهَارِ) (4)

حضرت عبد اللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے زوائد الزہد میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ اس دن سات آدمی اللہ تعالیٰ کے (عرش) کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ وہ آدمی جو اپنے بھائی سے ملا اور یہ کہا بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تجھ سے محبت کرتا ہوں اور جواباً دوسرے نے بھی یہی کہا اور وہ آدمی جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور وہ آدمی جو اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اسے اپنے بائیں ہاتھ سے مخفی رکھتا ہے اور وہ آدمی جسے صاحب حسب و جمال عورت نے اپنی طرف بلایا تو اس نے جواب دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس کا دل مساجد سے محبت رکھنے کے سبب انہیں کے ساتھ معلق ہو اور وہ آدمی جو نماز کے اوقات کے لیے سورج کا لحاظ رکھتا ہے اور وہ آدمی جو اگر بولتا ہے تو گفتگو علم کے ساتھ کرتا ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو اس کا سکوت حلم و بردباری کی بناء پر ہوتا ہے (5)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 116 (164)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 115 (163)
3۔ کتاب الزہد، صفحہ: 177، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ کنز العمال، جلد 15، صفحہ 820 (43259) مؤسسۃ الرسالہ بیروت
5۔ کتاب الزہد، صفحہ 189

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی دعا میں سے یہ بھی ہے "اَللّٰھُمَّ فَالِقَ الْاِصْبَاحِ، وَ جَاعِلَ الَّیْلِ سَکَنًا وَّالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ حُسْبَانًا، اِقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ، وَاَمْتِعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ، وَقَوِّنِیْ فِیْ سَبِیْلِكَ" اے اللہ! صبح کو نکالنے والے، رات کو آرام اور سورج اور چاند کو ذریعہ حساب بنانے والے! مجھ سے قرض کو دور فرما دے، مجھے فقر سے غنا عطا فرما، مجھے قوت سماعت و بصارت کی سلامتی عطا فرما اور اپنے راستے میں مجھے طاقتور بنا دے"(1)

وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۹۷﴾ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ ﴿۹۸﴾

"اور وہی ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے ستاروں کو تا کہ سیدھی راہ معلوم کر سکو ان سے خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں۔ بے شک ہم نے کھول کر بیان کر دیئے ہیں دلائل ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں اور وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے پھر (تمہارے لیے) ایک ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی۔ بے شک ہم نے تفصیل سے بیان کر دی ہیں دلیلیں ان لوگوں کے لیے جو (حقیقت کو) سمجھتے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ وَ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا آدمی راستے سے بھٹک جاتا ہے درآنحالیکہ سخت تاریکی اور گرج دار کڑک والی بارش ہو (تو اللہ تعالیٰ نے راستہ بھٹکنے کی صورت میں سیدھی راہ معلوم کرنے کے لیے ستاروں کو بنایا تا کہ راستہ بھٹکنے سے محفوظ رہا جائے)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور خطیب رحمہم اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ستاروں کے بارے میں اتنا علم سیکھو جس کے سبب تم خشکی اور سمندر میں سیدھی راہ معلوم کر سکو۔ پھر رک جاؤ (یعنی ستاروں سے مزید معلومات کی کوشش نہ کرو) کیونکہ قسم بخدا ستارے آسمان کی زینت، شیطان کو بھگانے اور ایسی علامات کے طور پر پیدا کیے گئے ہیں جن سے سیدھی راہ کی راہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور نسبت سے متعلق اتنا سیکھو جس کے سبب تم اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر سکو اور جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں اور جو تم پر حرام کی گئی ہیں، ان کے بارے علم حاصل کرو، پھر رک جاؤ (یعنی اتنی معلومات حاصل کرنا ہر آدمی کے لیے لازم اور ضروری ہے)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور خطیب رحمہم اللہ نے کتاب النجوم میں نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کو تین امور کے لیے بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان کے لیے زینت بنایا، انہیں راستے کی راہنمائی کا ذریعہ بنایا اور انہیں شیاطین کو بھگانے والا بنایا۔ پس جو ان میں کسی اور مقصد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 24 (29193)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کے لیے مشغول ہوا تو اس نے اپنی رائے پر اعتماد کیا، اس نے اپنے حصے اور بخت کو نقصان پہنچایا اور اپنے نصیب کو ضائع کر دیا اور اسے حاصل کرنے کا تکلف کیا جس کے سبب کوئی علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ بلاشبہ لوگ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاہل اور ناواقف ہیں، انہوں نے ان ستاروں میں کہانت (غیب کی باتیں بتانا) اختیار کر لی ہے کہ جس نے فلاں فلاں ستارے کے سبب شادی کی اس کا انجام اس اس طرح ہوگا اور جس نے فلاں فلاں ستارے کے سبب سفر کیا اس کا انجام اس اس طرح ہوگا۔ مجھے اپنی عمر کی قسم! کوئی ستارہ نہیں مگر اس کے سبب سرخ وسیاہ، طویل وقصیر اور حسن وبدصورتی کو پیدا کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی غیب (ذاتی طور پر) جانتا ہوتا تو یقیناً وہ آدم علیہ السلام جانتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، ملائکہ سے انہیں سجدہ کرایا اور ہر شے کے اسماء کا علم انہیں عطا فرمایا۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ستاروں کا اتنا علم سیکھو جس کے سبب تم خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں سیدھی راہ معلوم کر سکو اور پھر رک جاؤ۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کوئی حرج نہیں کہ آدمی ستاروں کے بارے اتنا علم سیکھے کہ اس کے ساتھ خشکی اور سمندر میں رہنمائی حاصل کر سکے اور چاند کی منازل کا علم بھی حاصل کر لے۔

امام ابن ابی حاتم اور مرہبی نے علم کی فضیلت میں حمید الشامی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ علم نجوم بھی آدم علیہ السلام کا علم ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے ستاروں کے حساب کے بارے پوچھا اور وہ آدمی آپ کو بتانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرنے لگا؟ تو عکرمہ نے کہا میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے وہ علم جس سے لوگ عاجز ہیں، میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اسے سیکھوں۔ خطیب کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ مباح قسم ہے جس کے ساتھ عرب خاص ہوتے تھے۔

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں عبداللہ بن حفص سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عربوں میں کہانت، قیافہ شناسی، پرندے اڑا کر فال نکالنا، نجوم اور حساب کا رواج عام تھا۔ اسلام نے کہانت کو ختم کر دیا اور باقی خصلتیں اسلام کے بعد بھی باقی رہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت قرظی رحمہ اللہ کا قول بیان کیا ہے کہ قسم بخدا! اہل زمین میں سے کسی کے لیے بھی آسمان میں کوئی ستارہ نہیں۔ لیکن لوگ کاہنوں کی پیروی کرتے ہیں اور ستاروں کو بیماری کا سبب قرار دیتے ہیں۔

امام ابوداؤد اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خطبہ دیا اور اس میں رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث طیبہ ذکر فرمائی کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا امام بعد! بلاشبہ لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ سورج گرہن، چاند گرہن اور ان ستاروں کا اپنی اپنی جگہ سے زوال پذیر ہونا اہل زمین میں سے عظیم لوگوں کی موت کے سبب ہوتا ہے۔ بلاشبہ لوگ اپنے اس اعتقاد اور گمان میں جھوٹے ہیں۔ بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جنہیں اس کے بندوں کے لیے باعث عبرت بنایا جاتا ہے تا کہ وہ انہیں دیکھے جو ان میں سے توبہ کرتے ہیں (1)۔

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 449 (3273) دارالفکر بیروت

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم ستاروں کے بارے سوال نہ کرو، قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے نہ کرو اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی کو گالیاں مت دو۔ کیونکہ یہی خالص ایمان ہے۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ستاروں میں غور و فکر کرنے سے منع فرمایا اور مجھے اچھی طرح پاکیزگی اور طہارت حاصل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام ابن مردویہ، مرہبی اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے ستاروں میں غور و فکر کرنے سے منع فرمایا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ستاروں میں غور و فکر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

امام طبرانی، ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں اور خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر کیا جائے تو تم خاموش رہو۔ جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو تم خاموش رہو اور جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو تم خاموش رہو (1)۔

امام ابویعلی، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی امت کے بارے دو خصلتوں کا خوف ہے، ان میں سے ایک تقدیر کی تکذیب اور دوسری ستاروں کی تصدیق ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یہ ہے "حَذُکَا بِالنُّجُوْمِ" یعنی ستاروں میں مہارت (یعنی لوگ تقدیر کو جھٹلائیں گے اور ستاروں کو سبب قرار دے کر ان کی تصدیق کریں گے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ستاروں کے بارے علم حاصل کیا تو اس نے سحر (جادو) کا ایک حصہ حاصل کر لیا۔ جتنا اس میں اضافہ ہوگا اتنا یہ بھی بڑھتا جائے گا (3)۔

عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ جو ستاروں میں غور و فکر کرتے ہیں اور برجوں کا حساب لگاتے ہیں میں ایسا کرنے والوں کو صاحب اخلاق گمان نہیں کرتا (4)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے کچھ نصیحت فرمایئے، تو آپ نے فرمایا میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کو مضبوطی سے تھام لے اور علم نجوم سے اجتناب کر کیونکہ یہ کہانت کی طرف دعوت دیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ہر

1۔ معجم کبیر بروایت ثوبان، جلد 2، صفحہ 96 (1427) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 407 (4121) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 239 (25646)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 240 (25648)

ایک کا ذکر بھلائی اور خیر کے ساتھ کر۔ ورنہ تجھے اللہ تعالیٰ چہرے کے بل جہنم میں پھینک دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے سبب اس دین کو غالب کیا اور تقدیر کے بارے گفتگو کرنے سے اجتناب کر۔ کیونکہ جب بھی اس کے بارے دو آدمی گفتگو کرتے ہیں تو یا دونوں گناہ کرتے ہیں یا ان میں سے ایک گناہ کا ارتکاب کرتا ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کیا علم نجوم کی کوئی اصل اور حقیقت ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں ہے۔ گروہ انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے۔ ان کی قوم نے انہیں کہا ہم تمہارے ساتھ ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم مخلوق کی ابتدا اور اس کی عمروں کے بارے جان لیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے بادلوں کی طرف وحی فرمائی پس اس نے ان پر بارش برسادی اور پہاڑ پر صاف پانی جمع کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند اور ستاروں کی طرف اس پانی میں تیرنے کی وحی فرمائی۔ بعد ازاں حضرت یوشع بن نون کی طرف وحی فرمائی کہ وہ اپنی قوم کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھیں۔ وہ پہاڑ پر چڑھے اور پانی پر کھڑے رہے یہاں تک کہ انہوں نے مخلوق کی ابتدا اور اس کی عمروں کو سورج، چاند اور ستاروں کے چلنے اور رات اور دن کی ساعتوں کے سبب پہچان لیا۔ ان میں سے ہر کوئی جانتا تھا وہ کب مرے گا، کب بیمار ہوگا، کون ہے جس کی اولاد ہوگی اور کون ہے جس کی اولاد نہیں ہوگی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ اپنے زمانے کا کچھ حصہ اسی طرح باقی رہے۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے کفر کے سبب ان کے ساتھ قتال کیا۔ تو انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے مقابلے میں جنگ کرنے کے لیے ان افراد کو بھیجا جن کی موت کا مقررہ وقت ابھی نہیں تھا اور جن کی موت کا مقررہ وقت موجود تھا، انہیں اپنے گھروں میں پیچھے چھوڑ دیا، نتیجۃً حضرت داؤد علیہ السلام کے بعض ساتھی قتل ہوتے رہے اور ان میں سے کوئی بھی قتل نہ ہوا، تو حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں تیری اطاعت و فرمانبرداری کی بنا پر جنگ لڑ رہا ہوں اور وہ تیری نافرمانی میں قتال کر رہے ہیں۔ لیکن میرے ساتھیوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور ان میں سے کوئی بھی مقتول نہیں ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی۔ میں نے انہیں مخلوق کی ابتدا اور ان کی مقررہ عمروں کے بارے بتا دیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے تمہارے مقابلے میں انہی افراد کو بھیجا ہے جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا اور جن کی موت کا وقت آ چکا ہے انہیں اپنے گھروں میں ہی پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ پس یہی وجہ ہے کہ تمہارے ساتھی قتل ہوتے رہے ہیں اور ان میں سے کسی کو قتل نہیں کیا جا سکا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! تو نے انہیں یہ علم کیسے عطا فرمایا؟ تو رب کریم نے فرمایا سورج، چاند اور ستاروں کی چال اور رات اور دن کی ساعتوں کے سبب، تو پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی اور ان پر سورج کو ٹھہرا دیا گیا اور اس کے سبب دن میں اضافہ ہو گیا۔ پس اس زیادتی نے رات اور دن کو خلط ملط کر دیا اور انہیں اس زیادتی کی مقدار معلوم نہ ہو سکی اور ان پر ان کا حساب خلط ملط ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ ستاروں میں غور و فکر کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔

امام مرہبی رحمہ اللہ نے فضل العلم میں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو خیبر میں فتح عطا فرمائی تو آپ ﷺ نے اپنی قوس منگائی اور اس پر ٹیک لگا کر اس کے سہارے قیام فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس فتح و نصرت سے نوازا تھا اس کا تذکرہ فرمایا۔ پھر چند چیزوں سے منع فرمایا بدکاری کے مہر، سونے کی انگوٹھی، گدھوں کے نشانات، سخت اور کھردرا لباس پہننے، کتے کے ثمن وصول کرنے، گھریلو گدھوں کا گوشت کھانے، سونے کی بیع صرف سونے کے عوض اور چاندی کی بیع صرف چاندی کے عوض جب کہ ان کے درمیان تفاضل پایا جائے اور ستاروں میں غور و فکر کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

امام مرہبی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو ستاروں کی تعلیم نہ دے کیونکہ یہ کہانت کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حسن کی سند سے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس جزیرہ کو شرک سے پاک کر دیا ہے۔ جب تک کہ ستاروں نے انہیں گمراہ نہ کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ستاروں کے بارے میں ابو جاد کے حروف سیکھنے والے کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ تو اس کے متعلق ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کیا۔ پھر ان کے بائیں کندھے پر ضرب لگائی۔ تو آپ کی صلب سے آپ کی اولاد نکلی یہاں تک کہ اس نے ساری زمین کو بھر دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ کے متعلق امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ فرمایا المستقر (ٹھہرنے کی جگہ) سے مراد وہ قرارگاہ ہے جو رحم میں ہوتی ہے اور المستودع (امانت رکھنے جانے کی جگہ) سے مراد وہ امانت کی جگہ ہے جو مردوں اور چوپاؤں کی صلبوں میں رکھی جاتی ہے۔ ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ مستقر وہ جگہ ہے جو رحم میں ہے اور زمین کے ظاہر اور باطن میں جو چیزیں زندہ ہیں اور جو مر چکی ہیں (وہ سب اپنی اپنی قرارگاہ میں ہیں) اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ مستقر سے مراد وہ جگہ ہے جو زمین میں ہے اور مستودع وہ جگہ ہے جو صلب میں ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے ٹھہرنے کی جگہ دنیا میں ہے اور ان کے امانت رکھنے جانے کی جگہ آخرت میں ہے (2)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 335 . 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 (834)

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مستقر سے مراد رحم ہے اور مستودع سے مراد وہ جگہ ہے جہاں تجھے موت آتی ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کسی زمین میں آدمی کو موت آتی ہے تو کوئی حاجت اسے وہاں تک پہنچا دیتی ہے۔ جب وہ اپنی مقررہ جگہ پر پہنچ چکتا ہے تو اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔ پس وہ زمین قیامت کے دن یہ کہے گی یہ ہے وہ جسے تو نے مجھ میں امانت رکھا تھا (2)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت حسن رحمہ اللہ اور حضرت قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ مستقر قبر میں ہے اور مستودع دنیا میں ہے۔ قریب ہے کہ اسے اپنے صاحب کے ساتھ ملا دیا جائے (یعنی مستودع کو مستقر کے ساتھ ملا دیا جائے)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عوف رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن تک اس امت کے ہر مستقر اور ہر مستودع کے بارے مجھے اسی طرح خبر دی گئی ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جسے ڈاڑھ میں درد ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ہاتھ اس پر رکھے اور یہ پڑھے وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فَمُسْتَقَرٌّ میں قاف منصوب ہے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کیا تو نے شادی کر لی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آج تک میرے دل میں اس کا میلان پیدا نہیں ہوا۔ تو آپ نے فرمایا اگر تیری صلب میں کوئی امانت ہے تو وہ بالیقین نکلے گی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ کا معنی بَیَّنَّا الآیَاتِ ہے یعنی بے شک ہم نے دلیلیں بیان کر دی ہیں ان لوگوں کے لیے جو (حقیقت کو) سمجھتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۹۹﴾

"اور وہی ہے جس نے اتارا بادل سے پانی۔ تو ہم نے نکالی اس کے ذریعے اگنے والی ہر چیز پھر ہم نے نکال لیں

1۔ سنن سعید بن منصور (حاشیہ) جلد 5، صفحہ 53 (895)، دار الصمیعی الریاض 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 59 (835)

اس سے ہری ہری بالیں۔ نکالتے ہیں اس سے (خوشہ جس میں) دانے ایک دوسرے پر چڑھے ہوتے ہیں۔
اور (نکالتے ہیں) کھجور سے یعنی اس کے گابھے سے گچھے نیچے جھکے ہوئے اور (ہم نے پیدا کیے) باغات انگور اور زیتون اور انار کے بعض (شکل و ذائقہ میں) ایک جیسے ہیں اور بعض الگ الگ۔ دیکھو ہر درخت کے پھل کی طرف جب وہ پھل دار ہو اور (دیکھو) اس کے پکنے کو۔ بے شک ان میں نشانیاں ہیں (اس کی قدرت کاملہ کی) اس قوم کے لئے جو ایمان دار ہے"۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دَانِيَةٌ لیے کا معنی قریبۃ ہے یعنی ایسے گچھے جو قریب ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کھجور کے وہ چھوٹے درخت جن کے خوشے زمین کے ساتھ ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا قِنْوَانٌ کا معنی گچھے ہیں اور دَانِيَةٌ کا معنی منصوبۃ (لگایا گیا) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ سے مراد وہ خوشہ ہے جو گابھے سے لٹک رہا ہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے قِنْوَانٌ کا معنی کھجور کا خوشہ ہے اور دَانِيَةٌ کا معنی لٹکنے والا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مُشْتَبِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے پتوں کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں اور اپنے پھل کے اعتبار سے الگ الگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے قول باری تعالیٰ اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ کے بارے نقل کیا ہے کہ تم درخت کی سبزی اور انگور کی طرف دیکھو جب وہ پھل دار ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ثَمَرِهٖۤ کو ثاء اور میم کی نصب (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے اور وَيَنْعِهٖ کی یاء کو منصوب پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت محمد بن مسعر رحمہ اللہ نے کہا لوگوں پر فرض ہے کہ جب درختوں پر پھل لگیں تو وہ جا کر ان کی طرف دیکھیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اُنْظُرُوْۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ۔

امام ابوعبید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وَيَنْعِهٖ کا معنی پھل کا پکنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 341، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 340
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 60 (837) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (1)۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ مجھے وَيَنْعِهٖ کا معنی بتایئے تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد پھل کا پکنا اور اس کا اپنی آخری حد کو پہنچنا ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

إِذَا مَامَشَتْ وَسْطَ النِّسَاءِ تَأَوَّدَتْ كَمَا اهْتَزَّ غُصْنٌ نَاعِمٌ أَنْبَتَ يَانِعٌ

"جب وہ عورتوں کے درمیان چلتی ہے تو جھک جاتی ہے جیسا کہ پکے ہوئے پھلوں سے لدی ہوئی نرم و نازک ٹہنی حرکت کرتی ہے"۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَ خَلَقَهُمْ وَ خَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَ بَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۰۰ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۰۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۰۲

"اور بنایا انہوں نے اللہ کا شریک جنوں کو حالانکہ اللہ نے پیدا کیا ہے انہیں اور گھڑ لیے ہیں انہوں نے اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں محض جہالت سے۔ پاک ہے وہ اور برتر ہے اس سے جو وہ بیان کرتے ہیں موجد ہے آسمانوں اور زمین کا۔ کیوں کر ہو سکتا ہے اس کا کوئی لڑکا حالانکہ نہیں ہے اس کی کوئی بیوی۔ اور پیدا فرمایا ہے اس نے ہر چیز کو اور وہ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے یہ اللہ ہے (جو) تمہارا پروردگار ہے نہیں کوئی خدا سوائے اس کے، پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا۔ پس عبادت کرو اس کی اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "وَاللّٰهُ خَلَقَهُمْ" یعنی انہوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنایا حالانکہ اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اور آپ نے خَرَقُوْا لَهٗ کا معنی "تَخَرَّصُوْا" کیا ہے۔ یعنی انہوں نے اللہ کے لیے کذب بیانی سے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیے (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ کے بارے فرمایا کہ انہوں نے اللہ کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنالیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 343 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 345

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ خَرَقُوْالَهٗ کا معنی کذبوا ہے یعنی انہوں نے کذب بیانی کی۔

امام ابن ابی حاتم نے وَخَرَقُوْالَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ عرب کہتے ہیں ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور یہود و نصاریٰ کہا کرتے تھے کہ مسیح علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام دونوں اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَخَرَقُوْالَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ کے بارے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولا۔ یہود و نصاریٰ تو یہ کہتے ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں اور مشرکین عرب لات و عزیٰ کی پوجا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے عزیٰ اللہ تعالیٰ کی بیٹی ہے حالانکہ وہ جھوٹ بولتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک اور برتر ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ مجھے وَخَرَقُوْالَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہوئے اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنا لیے ہیں۔ تو نافع نے کہا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس طرح کہتے نہیں سنا:

اِخْتَرَقَ الْقَوْلَ بِهَا لَاهِيًا مُسْتَقْبِلًا اَشْعَثَ عَذْبَ الْكَلَامِ

"اس نے مستقبل سے غافل ہو کر اس کے بارے جھوٹی بات گھڑ لی اور کلام کی عذوبت کو پراگندہ کر دیا"۔

امام ابو الشیخ نے حضرت یحییٰ بن یعمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ جَعَلُوْا لِلّٰهِ خَلَقَهُمْ، یعنی انہوں نے (اس) اللہ کے لیے شریک بنا لیے جس نے انہیں پیدا کیا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ وَ خَلَقَهُمْ کو تشدید کے ساتھ پڑھتے اور کہتے معنی یہ ہے درآنحالیکہ اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جو کچھ انہوں نے جھوٹ گھڑا ہے وہ انہوں نے آسانی کے ساتھ گھڑ لیا ہے۔ جب آدمی بہت زیادہ جھوٹ بولتا ہے تو پوری قوم میں یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں نے افترا پردازی کی اس نے جھوٹ گھڑ لیا ہے۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾

"نہیں گھیر سکتیں اسے نظریں اور وہ گھیرے ہوئے ہے سب نظروں کو اور وہ بڑا باریک بین (اور) پوری طرح باخبر ہے"۔

امام ابن ابی حاتم، عقیلی، ابن عدی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے بارے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر انسان، جنات، شیاطین اور ملائکہ کی تخلیق کے وقت سے لے کر ان کے فنا ہونے کے دن تک ان کی ایک ہی صف بنادی جائے تو وہ کبھی اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہ کرسکیں۔ امام ذہبی نے کہا ہے یہ حدیث منکر ہے۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور لالکائی رحمہما اللہ نے السنۃ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے "رَاٰی مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ" حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو میں نے آپ سے عرض کی کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے؟ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۡ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ کہ نظریں اسے گھیر نہیں سکتیں اور وہ سب نظروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم اسے سمجھے نہیں۔ وہ اس کا نور ہے جب وہ اپنے نور کے ساتھ تجلی فرماتا ہے تو کوئی شے اس کا ادراک نہیں کر سکتی۔ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ اپنی کیفیت کے ساتھ تجلی فرماتا ہے تو آنکھ اس پر ٹھہر نہیں سکتی (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کسی کی نظر اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کرسکتی (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ تو آپ کے پاس موجود افراد میں سے کسی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ؟ تو عکرمہ نے اسے کہا کیا تو آسمان کو دیکھتا نہیں؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر سب کچھ دیکھا جاسکتا ہے۔

عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ اس سے برتر اور اعظم ہے کہ آنکھیں اس کا احاطہ کرسکیں۔

امام ابوالشیخ اور بیہقی نے کتاب الرؤیۃ میں حضرت حسن سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں نظریں اسے نہیں گھیر سکتیں۔

حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا اہل جنت جنت میں تو اس کا دیدار کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ (القیامۃ) "کئی چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کے (انوار جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے"۔ فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کوئی شے اسے نہیں دیکھ سکتی۔ البتہ وہ ساری مخلوق کو دیکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت اسماعیل بن علیہ رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کا مفہوم یہ ہے کہ دنیا میں نظریں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 122 (3279) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 348

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور لالکائی نے حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی کے طریق سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے قاری اہل مکہ ابوالحصین یحییٰ بن حصین کو یہ کہتے سنا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کہ عقول کی نظریں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں۔

امام ابن منذر نے اسی کے بارے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت نے کہا یارسول اللہ! ﷺ اپنے رب کی بارگاہ میں میرے لیے شفاعت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس کا ادراک کرسکتی ہے جس سے تو شفاعت طلب کر رہی ہے؟ بلاشبہ اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیر لیا، پھر وہ اپنی شان قدرت کے مطابق اس پر جلوہ فرما ہوا۔ چار انگلیوں کی مقدار بھی اس میں سے کچھ زائد اور فالتو نہیں۔ پھر فرمایا اس کی آواز اس طرح ہے جیسے نئے کجاوے کے چرچرانے کی آواز ہوتی ہے۔ اس لیے اس کا ارشاد ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کہ اس کی نگاہ آسمان کے کناروں تک پہنچنے سے پہلے ہی رک جائے گی۔ ان کا گمان یہ ہے کہ سب سے پہلے قیامت قائم ہونے کا علم ایک جن کو ہوگا۔ وہ چل پڑے گا۔ جب وہ آسمان کی اطراف تک پہنچے گا تو وہ گر چکے ہوں گے اور کوئی راستہ نہیں پائے گا جو مشرق و مغرب اور یمن و شام کی طرف لے جاسکتا ہو۔

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ؕ وَ مَاۤ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَ كَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَ لِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَ لِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِتَّبِعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾

”بے شک آئیں تمہارے پاس آنکھیں کھولنے والی دلیلیں اپنے رب کی طرف سے تو جس نے آنکھوں سے دیکھا تو اس نے اپنا فائدہ کیا اور جو اندھا بنا رہا تو اس نے اپنا نقصان کیا اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان اور اسی طرح ہم طرح طرح سے بیان کرتے ہیں (توحید کی) دلیلوں کو اور تاکہ بول اٹھیں یہ لوگ کہ آپ نے خوب پڑھ سنایا ہے اور تاکہ ہم واضح کردیں اس کو اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے پیروی کیجئے آپ اس کی جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی طرف سے۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے اور منہ پھیر لو مشرکوں کی طرف سے“۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا بَصَآىِٕرُ کا معنی دلیلیں ہے اور فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے ہدایت حاصل کی تو وہ اپنے فائدے کے لیے ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور جو گمراہ ہوا تو اس کا نقصان بھی اسے ہی ہوگا۔ واللہ اعلم۔

ارشاد باری تعالیٰ لِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ کے بارے سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اس لفظ کو ”دَارَسْتَ“ پڑھتے تھے۔ یعنی دال کے بعد الف، سین ساکن اور تاء منصوب ہے، یہ بمعنی قَارَأْتَ ہے۔ یعنی آپ نے خوب پڑھ سنایا (1)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 66، (899) دار الصمیعی الریاض

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ دَرَسْتَ بمعنی قَرَأْتَ اور تَعَلَّمْتَ ہے۔ یعنی آپ نے پڑھا اور سیکھا(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''دَرَسْتَ'' یعنی آپ نے تلاوت کی اور خوب جھگڑا اور مجادلہ کیا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے لِيَقُولُوا دَارَسْتَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے فَاقَهْتَ۔ یعنی آپ سمجھانے میں غالب رہے۔ درآنحالیکہ آپ نے یہود کو پڑھ کر سنایا اور انہوں نے آپ پر پڑھا(3)۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ بچے اس مقام پر دَارَسْتَ پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ دَرَسْتَ ہے یعنی اس میں سین پر فتحہ اور تاء پر جزم ہے۔ اور وہ پڑھتے ہیں ''وحرم علی قریة'' (الانبیاء: 59) حالانکہ وہ لفظ ''وحرام'' ہے۔ اس طرح بچے پڑھتے ہیں ''فی عین حمئة'' حالانکہ اصل میں وہ لفظ ''حامية'' ہے۔ عمرو نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکورہ تمام کلمات میں ان سے مخالفت کرتے تھے(4)۔

امام ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لِيَقُولُوا دَارَسْتَ پڑھایا ہے۔ یعنی اس میں سین پر جزم اور تاء پر فتحہ ہے(5)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دَارَسْتَ نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے یہود کو خوب پڑھایا اور انہیں خوب سمجھایا اور حضرت ابی کی قرأت میں درس بمعنی تعلم (سیکھنا) ہے۔

امام ابوعبید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ہارون رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ''ولیقولوا درس'' کا مفہوم یہ ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے ''درست'' پڑھا اور کہا اس کا معنی ہے آپ نے خوب علم حاصل کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو اسحاق ہمدانی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ابن مسعود کی قرأت میں ''دَرَسْتَ'' ہے یعنی اس میں الف نہیں اور سین پر نصب اور تاء پر وقف ہے(7)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ لِيَقُولُوا دَارَسْتَ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی آپ نے مٹا دیا اور ختم کر دیا(8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 355
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 62 (844)
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 72 (904)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 358
5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 260 (2937) دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 358
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 357

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ دَرَّسْتَ (بالتشدید) پڑھتے تھے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے ''اَدَارَسْتَ'' پڑھتے تھے۔ اور بطور تمثیل یہ بیان کرتے دَارَسَ كَطَعْمِ الصَّابِ وَالْعَلْقَمِ۔ (اس نے صاب اور حنظل کے ذائقہ کی طرح پڑھا)(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لِيَقُولُوا دَرَسْتَ تا کہ وہ کہیں آپ نے پڑھا اور سمجھا۔ قریش آپ کو اسی طرح کہتے تھے (3)۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ مشرکین سے رک جائیں، دور ہٹ جائیں۔ یہ حکم منسوخ ہے اور اسے آیت قتال نے منسوخ کیا ہے۔ وہ یہ ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) ''تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ انہیں''۔

وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا ؕ وَ مَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۷﴾

''اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو وہ شرک نہ کرتے۔ اور نہیں بنایا ہم نے آپ کو ان پر نگہبان۔ اور نہیں ہیں آپ ان کے ذمہ دار''۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَاۤ اَشْرَكُوْا کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے اگر میں چاہتا تو میں ان تمام کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وکیل بمعنی حفیظ (حفاظت کرنے والا) ہے۔

وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ كَذٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ۪ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

''اور تم نہ برا بھلا کہو انہیں جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا (ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی برا بھلا کہنے لگیں اللہ کو زیادتی کرتے ہوئے جہالت سے۔ یونہی آراستہ کر دیا ہے ہم نے ہر امت کے لیے ان کا عمل پھر اپنے رب کی طرف ہی لوٹ کر آنا ہے انہوں نے۔ پھر وہ انہیں بتائے گا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 75 (908)، دار الصمیعی الریاض

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما فسر بالشعر من القرآن، جلد 6، صفحہ 123 (29988) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 355

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ الآیہ کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہمارے معبودوں کو سب وشتم کرنے سے بالضرور باز آجائیں۔ یا پھر ہم بھی آپ کے رب کی بالضرور ہجو کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے بتوں کو برا بھلا کہنے سے منع فرمادیا (تاکہ ایسا نہ ہو) کہ وہ بھی جہالت کے باعث زیادتی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے لگیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا جب حضرت ابو طالب قریب الموت ہوئے تو قریش نے کہا چلو ہم اس آدمی کے پاس جائیں اور اسے جاکر کہیں کہ وہ اپنے بھتیجے کو ہم سے روکے۔ کیونکہ ہم حیا محسوس کریں گے کہ ان کی موت کے بعد ہم انہیں قتل کردیں۔ عرب کہتے ہیں وہ آپ کو روکتے تھے کہ جب میں مرگیا تو یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ چنانچہ ابوسفیان، ابوجہل، نضر بن حارث، خلف کے دو بیٹے امیہ اور ابی، عقبہ بن ابی معیط، عمرو بن العاص اور اسود بن بختری چل پڑے اور انہوں نے اپنے میں سے مطلب نامی ایک شخص کو بھیجا۔ تاکہ وہ ہمارے لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اجازت لے۔ پس وہ ابو طالب کے پاس آیا اور کہا یہ آپ کی قوم کے سردار ہیں جو آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں؟ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ تو وہ اندر داخل ہوئے اور کہا اے ابو طالب! آپ ہمارے بزرگ اور ہمارے سردار ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں اذیت پہنچائی ہے اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ انہیں بلائیں اور ہمارے معبودوں کے بارے گفتگو کرنے سے انہیں منع کریں۔ تو ہم بھی اسے اور اس کے اللہ کو چھوڑ دیں گے۔ پس انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا بھیجا۔ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو حضرت ابو طالب نے کہا یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں اور آپ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم یہ خواہش رکھتے ہیں کہ آپ ہمیں اور ہمارے معبودوں کو چھوڑ دیں۔ تو ہم بالیقین آپ کو اور آپ کے اللہ کو چھوڑ دیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہیں ایسی چیز عطا کردوں۔ کیا تم میرے ساتھ ایک کلمہ کہو گے اگر تم نے وہ کہہ دیا تو تم عرب کے مالک بن جاؤ گے اور اس کے سبب عجم کا خراج تمہارے قریب ہو جائے گا؟ یہ سن کر ابوجہل نے کہا تیرے باپ کی قسم! بالیقین ہم وہ اور اس کی مثل دس اور بھی کہیں گے۔ بتایئے وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کہو لا الٰہ الا اللہ (کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) انہوں نے انکار کردیا اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ حضرت ابو طالب نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور کہو۔ کیونکہ آپ کی قوم اس سے گھبرا گئی ہے خوفزدہ ہو گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے چچا! میں اس کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔ یہاں تک کہ یہ سورج لاکر میرے ہاتھ پر رکھ دیں۔ اگر یہ سورج بھی لے آئیں اور اسے میرے ہاتھ پر رکھ دیں تو ان کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کے ارادہ سے میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہوں گا (عربی الفاظ ملاحظہ فرمایئے) ''قَالَ یَا عَمِّ مَا اَنَا بِالَّذِیْ اَقُوْلُ غَیْرَهَا حَتّٰی یَاْتُوْا بِالشَّمْسِ فَیَضَعُوْهَا فِیْ یَدِیْ، وَلَوْ اَتَوْنِیْ بِالشَّمْسِ فَوَضَعُوْهَا فِیْ یَدِیْ مَاقُلْتُ غَیْرَهَا اِرَادَةَ اَنْ یُّؤْیِسَهُمْ''

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 360

اس پر وہ غضب ناک ہو گئے اور کہنے لگے تجھے چاہیے کہ ضرور بر ضرور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے رک جائے یا پھر ہم تجھے اور اسے برا بھلا کہیں گے جو تجھے حکم دیتا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَیَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے مسلمان کفار کے بتوں کو برا بھلا کہتے تھے پس کفار اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔ (1)

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ كَذٰلِكَ زَیَّنَّا لِكُلِّ اُمَّةٍ عَمَلَهُمْ کے بارے حضرت زید بن اسلم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر امت کے لیے ان کے وہ عمل مزین کر دیے ہیں جو وہ کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ انہی پر انہیں موت آتی ہے۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىٕنْ جَآءَتْهُمْ اٰیَةٌ لَّیُؤْمِنُنَّ بِهَاؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا یُشْعِرُكُمْۙ اَنَّهَاۤ اِذَا جَآءَتْ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۰۹) وَ نُقَلِّبُ اَفْـٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ نَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۠ (۱۱۰) وَ لَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَاۤ اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةَ وَ كَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَ حَشَرْنَا عَلَیْهِمْ كُلَّ شَیْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ یَجْهَلُوْنَ (۱۱۱)

"اور وہ قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی پوری کوشش سے کہ اگر آ گئی ان کے پاس کوئی نشانی تو ضرور ایمان لائیں گے اس کے ساتھ۔ آپ فرمایئے کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں اور (اے مسلمانو!) تمہیں کیا خبر کہ جب یہ نشانی آ جائے گی تو (تب بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے اور ہم پھیر دیں گے ان کے دلوں کو اور ان کی آنکھوں کو جس طرح وہ نہیں ایمان لائے تھے اس کے ساتھ پہلی مرتبہ اور ہم چھوڑ دیں گے انہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں اور اگر ہم اتارتے ان کی طرف فرشتے اور باتیں کرنے لگتے ان سے مردے (قبروں سے اٹھ کر) اور ہم جمع کر دیتے ہر چیز کو ان کے روبرو تب بھی وہ ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ چاہتا اللہ تعالیٰ لیکن اکثر ان میں سے (بالکل) جاہل ہیں"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت قریش کے بارے میں نازل ہوئی وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ .... عِنْدَ اللّٰهِ وَ مَا یُشْعِرُكُمْ "اور وہ پوری کوشش سے اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 360

اگر ان کے پاس کوئی نشانی آ گئی تو اس کے ساتھ ضرور ایمان لائیں گے"۔ آپ فرمائیے کہ نشانیاں تو صرف اللہ ہی کے پاس ہیں۔ (اے گروہ مسلمین!) تمہیں کیا خبر کہ جب یہ نشانی آ جائے گی تو (تب بھی) یہ ایمان نہیں لائیں گے۔ مگر یہ کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں اسلام پر مجبور کر دے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش سے گفتگو فرمائی۔ تو انہوں نے کہا اے محمد! (ﷺ) آپ ہمیں بتاتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس عصا تھا جسے آپ پتھر پر مارتے تھے (تو اس سے چشمے جاری ہو جاتے تھے)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے اور قوم ثمود کے لیے ایک اونٹنی تھی۔ آپ بھی تو کوئی ایسی نشانیوں میں سے ہمارے پاس لائیں تا کہ ہم آپ کی تصدیق کر سکیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون سی چیز تم پسند کرتے ہو کہ میں وہ تمہارے پاس لے آؤں؟ انہوں نے کہا آپ صفا (پہاڑ) کو ہمارے لیے سونا بنا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں ایسا کر دوں تو تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ قسم بخدا! اگر آپ نے ایسا کر دیا تو ہم تمام کے تمام بالضرور آپ کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ دعا مانگنے کے لیے اٹھے۔ اتنے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور آ کر کہا اگر آپ چاہیں گے تو صفا سونا ہو جائے گا۔ لیکن اس کے باوجود اگر انہوں نے تصدیق نہ کی تو پھر ہم بالضرور انہیں عذاب دیں گے اور اگر آپ چاہیں تو انہیں چھوڑ دیں یہاں تک کہ ان میں سے توبہ کرنے والے توبہ کر لیں، تو آپ ﷺ نے کہا بلکہ ان میں سے توبہ کرنے والے توبہ کریں (یعنی آپ ﷺ نے اس دوسری صورت کو زیادہ پسند فرمایا) تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں **وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ...... يَجْهَلُوْنَ**۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت ان استہزاء کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے معجزے کے بارے سوال کیا تھا۔ تو ان کے بارے میں **وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ...... يَجْهَلُوْنَ** تک آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ مجاہد نے کہا قسم سے مراد یمین ہے پھر یہ آیت پڑھی **وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ**۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیا ہے کہ قسم سے مراد یمین ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اس آیت کے بارے حضرت مجاہد سے یہ قول روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا قریش نے حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی معجزہ لانے کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان سے قسم لی کہ وہ ضرور بر ضرور اس کے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور مجاہد نے **وَ مَا يُشْعِرُكُمْ** کی تفسیر میں کہا تم کیسے جانتے ہو؟ پھر ان کے بارے ثابت کر دیا کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور **وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ** کے بارے کہا کہ ہم ان کی قسم اور ان کے درمیان حائل ہو جائیں گے۔ جیسا کہ ہم پہلی مرتبہ ان کے اور اس کے درمیان حائل ہوئے۔ اگر چہ تمام نشانیاں اور معجزات

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 362

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ باب النذور والایمان، جلد 3، صفحہ 83 (12322) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً، (12328)

ان کے لیے ظاہر ہو جائیں اور ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ یعمهون بمعنی یترددون ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے وَمَا يُشْعِرُكُمْ کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کیا تمہیں خبر ہے کہ تم ایمان لے آؤ گے جب وہ علامت اور نشانی ظاہر ہوگی۔ پھر مستقبل کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ علامت ظاہر ہوگی تو وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نضر بن شمیل رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی نے خلیل بن سے وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ لعلها کے معنی میں ہے کیا تو جانتا نہیں کہ تو یہ کہتا ہے اِذْهَبْ اِنَّكَ تَأْتِيْنَا بِكَذَا وَكَذَا۔ (تو جا اور فلاں فلاں چیز لے کر ہمارے پاس آ) تو وہ جواب دیتا ہے لعلك (شاید ایسا ہو)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ الآیہ کے بارے یہ قول نقل کا ہے۔ کہ جب مشرکین نے اس کا انکار کر دیا جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تو پھر ان کے دل کسی شے پر ثابت اور قائم نہ رہ سکے، اور انہوں نے ہر امر کو رد کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ الآیہ کے تحت بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم واضح نشانیاں اور علامات لے کر ان کے پاس تشریف لائے، لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان نہ لائے۔ تو ہم نے ان کی آنکھوں اور ان کے دلوں کو پھیر دیا، اور اگر ان کے پاس اس کی مثل ہر نشانی بھی آجائے تو وہ ایمان نہ لائیں مگر (تبھی) کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ (یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ ایمان لائیں تب ہی وہ ایمان لا سکتے ہیں ورنہ نہیں)

امام ابن مبارک، احمد نے الزہد میں، ابن ابی شیبہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے۔ کہ جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ قریب المرگ ہوئے تو کہنے لگے۔ میرے اس طرح کے دن کے لیے کون عمل کرتا ہے، میری اس طرح کی ساعت کے لیے کون عمل کرتا ہے، میرے اس طرح کے ٹھکانے کے لیے کون عمل کرتا ہے۔ پھر کہنے لگے وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ۝ پھر ان پر غشی طاری ہوگئی پھر انہیں افاقہ ہوا، تو پھر یہی آیت پڑھنے لگے یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے کہ آیت میں قُبُلًا کا معنی معاینة ہے۔ یعنی اور ہم ان کے روبرو ہر شے جمع کر دیتے تب بھی وہ (اہل شقاوت) ایمان نہ لاتے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہتا۔ یعنی وہ اہل سعادت جو پہلے سے اس کے علم میں ہیں کہ وہ ایمان لائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے "اور ہم ان کے روبرو ہر شے جمع کر دیتے" یعنی وہ اسے روبرو دیکھ لیتے (تب بھی ایمان نہ لاتے)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا کا معنی ہے افوا جا قبيلا (یعنی ہم ان پر ہر شے گروہ در گروہ جمع کر دیتے)۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَ مَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ لِتَصْغٰۤى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَ لِيَرْضَوْهُ وَ لِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

''اور اسی طرح بنادیئے ہم نے ہر نبی کے لیے دشمن (یعنی) سرکش انسان اور جن جو چپکے چپکے سکھاتے تھے ایک دوسرے کو خوش نما باتیں (لوگوں کو) دھوکہ دینے کے لیے اور اگر چاہتا آپ کا رب تو وہ یہ نہ کرتے سو چھوڑ دیجئے انہیں اور جو وہ بہتان باندھتے ہیں۔ اور (چھوڑیئے) تاکہ مائل ہو جائیں اُس کی طرف ان کے دل جو نہیں ایمان لائے آخرت پر اور تاکہ پسند کریں اسے اور کرتے رہیں جو گناہ وہ اب کر رہے ہیں''۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اے اباذر! اللہ تعالیٰ سے جن وانس میں کے شیاطین کے شر سے پناہ مانگ، انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا انسانوں میں سے بھی شیاطین ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر یہ آیت پڑھی شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔

امام احمد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: جن وانس کے شیاطین (کے شر) سے پناہ مانگ، تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا انسانوں میں سے بھی شیاطین ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ کے تحت بیان کیا ہے، بلاشبہ جنات کے لیے شیاطین ہیں جو انہیں گمراہ کرتے ہیں جیسا کہ انسانوں کے شیاطین انہیں گمراہ کرتے ہیں۔ پس انسانوں کا شیطان اور جنوں کا شیطان آپس میں ملتے ہیں تو یہ اسے کہتا ہے، میں اس سبب سے اسے گمراہ کرتا ہوں اور میں اس طرح اسے گمراہ کرتا ہوں (یعنی گمراہ کرنے اور صراط مستقیم سے بھٹکانے کے اسباب اور طریقے ایک دوسرے کو بتاتے ہیں) پس ارشاد باری تعالیٰ ہے يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جن وہ تو جان ہیں، وہ شیاطین نہیں ہیں اور شیاطین ابلیس کی اولاد اور یہ ابلیس کے ساتھ ہی مریں گے، جب کہ جنات مرجاتے ہیں اور ان میں سے کچھ مومن ہیں اور کچھ کافر ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کاہن انسانوں میں سے شیاطین ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ کے تحت

بیان کیا ہے، کہ جنوں کے شیاطین انسانوں کے شیاطین کو چپکے چپکے سکھاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِیٰٓـِٕهِمْ (الانعام:121)''اور بے شک شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وسوسہ اندازی کرتے ہیں''۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ کے تحت نقل کیا ہے کہ انسانوں میں سے شیاطین ہیں اور جنوں میں سے شیاطین ہیں جن میں سے بعض بعض کو چپکے چپکے سکھاتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا کے تحت بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا قول ہے جو باعث ہلاکت ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد ایسا قول ہے جس میں ہلاکت ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ان میں سے بعض بعض کے لیے قول کو مزین کرتے ہیں تاکہ ان کے فتنہ اور آزمائش میں وہ بھی ان کی اتباع کریں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے۔ جنوں میں سے شیاطین انسانوں کے شیاطین یعنی کافر انسانوں کو چپکے چپکے سکھاتے ہیں۔ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا یعنی باطل کو زبانوں کے ساتھ مزین اور آراستہ کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ''' کے تحت بیان کیا ہے کہ تم قول کو خوشنما بناؤ اور اسے خوب مزین وآراستہ کرو۔ اور زُخْرُفَ الْقَوْلِ کے تحت فرمایا وہ اس کے ساتھ لوگوں اور جنات کو دھوکہ دیتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کے بارے میں ابن زید نے کہا زُخْرُفَ سے مراد مزین اور خوشنما ہے۔ یعنی ان کے لیے اس دھوکے کو اس طرح آراستہ کیا گیا جس طرح ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے اپنے فریب کو مزین کیا تھا اور آپ کو قسم دی کہ وہ ناصحین میں سے ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے وَلِتَصْغٰٓى کا معنی لِتَمِيْلَ (تا کہ مائل ہو جائیں) کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَلِتَصْغٰٓى اِلَيْهِ اَفْـِٕدَةُ کا معنی ''تزیغ'' ہے (یعنی تا کہ اس کی طرف ان کے دل مائل ہو جائیں یا جھک جائیں) اور وَلِيَقْتَرِفُوْا کا معنی ''لیکتسبوا'' (تاکہ وہ کرتے رہیں) ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ان الفاظ کا یہ معنی نقل کیا ہے تا کہ کفار کے دل اس کی طرف مائل ہو جائیں وَلِيَرْضَوْهُ اور تا کہ اسے پسند کریں وَلِيَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ کا مفہوم بیان کرتے ہیں تا کہ وہ عمل کرتے رہیں جو وہ اب کر رہے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 13-12، دار احیاء التراث العربی بیروت

طستی اور ابن انباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا مجھے ارشاد باری تعالیٰ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا کے بارے بتایئے تو آپ نے فرمایا اس کا مفہوم ہے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے باطل قول کرنا۔ انہوں نے پوچھا کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تم نے اوس بن حجر کو یہ کہتے نہیں سنا:

لَمْ يَغُرُّوْكُمْ غُرُوْرًا وَلٰكِنْ يَرْفَعُ الْاٰلُ جَمْعَكُمْ وَالدَّهَاءُ

''انہوں نے تم سے جھوٹی بات نہیں کہی۔ البتہ نیزہ زنی اور دانش مندی تمہارے قبائل کو رفعت عطا کر رہی ہے''۔

اور زہیر بن ابی سلمٰی نے کہا ہے:

فَلَا يَغُرَّنَّكَ دُنْيَا اِنْ سَمِعْتَ بِهَا عِنْدَا مَرِيْ سَرْوُهُ فِي النَّاسِ مَغْمُوْرُ

''دنیا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے جس کے بارے میں تو یہ سنے کہ وہ کسی ایسے آدمی کے پاس ہے جس کا فضل وشرف لوگوں میں معروف نہیں''۔

انہوں نے کہا مجھے وَلِتَصْغٰۤى اِلَیْهِ اَفْـِٕدَةُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ کے بارے بتایئے۔ تعفٰی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے تا کہ ان کے دل اس کی طرف مائل ہو جائیں۔ عظامی نے اس معنی میں یہ شعر کہا ہے:

وَاِذَا سَمِعْنَ هماهما مِنْ رُفْقَةٍ وَمِنَ النُّجُوْمِ غَوَابِرٌلَمْ تَخْفُقِ

جب وہ رفقاء سے اہم اور ضروری بات سنتی ہیں اور ستاروں میں سے کچھ ابھی باقی ہیں غروب نہیں ہوئے۔

اَصْغَتْ اِلَيْهِ هِجَائِنُ بِخُدُوْدِهَا آذَانُهُنَّ اِلَى الْحَدَاةِ السُّوْقِ

''کمینہ فطرت عورتیں اپنے رخساروں کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوتی ہیں اور ان کے کان لمبی پنڈلیوں والی چلوں کی طرف ہوتے ہیں''۔

پھر انہوں نے پوچھا وَلِیَقْتَرِفُوْا مَا هُمْ مُّقْتَرِفُوْنَ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا اس کا مفہوم ہے تا کہ وہ کرتے رہیں جو وہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن انہیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ نافع نے کہا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تم نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے:

وَاِنِّي لَآتِيْ مَا اَتَيْتُ وَاِنَّنِيْ لَمَّا اقْتَرَفَتْ نَفْسِيْ عَلَيَّ لَرَاهِبُ

''بے شک میں کام کرنے والا ہوں جو کرنے والا ہوں۔ اور جب میرا نفس میرے خلاف کوئی کام کرے تو میں ڈرنے والا ہوں''۔

اَفَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِیْ حَكَمًا وَّ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ اِلَیْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾

"(آپ ان سے پوچھیے) کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں کوئی اور منصف حالانکہ وہی ہے جس نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب مفصل۔ اور جن کو ہم نے دی ہے کتاب وہ (اچھی طرح) جانتے ہیں کہ یہ قرآن اتارا گیا ہے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ۔ تو (اے سننے والے!) ہرگز نہ ہو جانا شک کرنے والوں سے"۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ مُفَصَّلًا کا معنی مُبَیَّنًا (انتہائی واضح) ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن انس کی سند سے ربیعہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی اور اس میں سنت کی جگہ چھوڑ دی اور رسول اللہ ﷺ نے سنت بیان فرمائی اور اس میں رائے کی گنجائش باقی رکھی۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۱۵﴾ وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ مَنْ يَّضِلُّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۱۷﴾

"اور مکمل ہو گئی آپ کے رب کی بات سچائی اور عدل سے نہیں کوئی بدلنے والا اس کی باتوں کا اور وہی ہے سب کچھ سننے والا جاننے والا اور (اے سننے والے!) اگر تو اطاعت کرے اکثر لوگوں کی جو زمین میں ہیں تو وہ تجھے بہکا دیں گے اللہ کی راہ سے۔ وہ نہیں پیروی کرتے سوائے گمان کے اور نہیں ہیں وہ مگر محض تخمینے لگاتے ہیں بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے کہ کون بہکتا ہے اس کی راہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ صِدْقًا وَّعَدْلًا کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صِدْقًا فِيمَا وَعَدَ وَعَدْلًا فِيمَا حَكَمَ۔ یعنی آپ کے رب کی بات مکمل ہو گئی اس شے میں سچائی سے جس کا اس نے وعدہ کیا اور اس میں عدل سے جس کا اس نے فیصلہ فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے "لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ" کے بارے فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ اس نے دنیا اور آخرت کے بارے میں کہا ہے اس میں کسی شے کی کوئی تبدیلی نہیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ" (سورۃ ق: 29) (میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوالیمان جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے دن مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے پاس چھڑی مبارک بھی تھی۔ وہاں ہر قوم کے بت تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اسے باری باری ایک بت کے قریب کرتے اور بت کے سینے میں عصا مبارک کے ساتھ کچوکا لگا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 63 (849) دار احیاء التراث العربی بیروت

کر اسے زخمی کر دیتے۔ جب بھی آپ کسی بت کو گراتے تو آپ ﷺ کے پیچھے ہتھوڑے کے ساتھ مارنے والے آجاتے یہاں تک کہ اسے توڑ ڈالتے اور اٹھا کر مسجد سے باہر پھینک دیتے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ یہ آیت پڑھ رہے تھے ''وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ''

امام ابن مردویہ اور ابن نجار رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ''وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا'' کے بارے فرمایا اس سے مراد ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہے۔

امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ، حضرت امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں کو تعویذ اور دم فرمایا کرتے تھے ''اُعِيذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔ پھر فرمایا کرتے تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کو انہی کلمات کے ساتھ دم فرمایا کرتے تھے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو کسی جگہ اترے تو یہ کہے ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' تو اسے کوئی شے نقصان نہیں پہنچائے گی یہاں تک کہ وہ اس جگہ سے کوچ کر جائے (2)۔

امام مسلم، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں کیا کروں گزشتہ رات مجھے بچھو نے ڈسا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر شام کے وقت تو یہ کلمات پڑھ لیتا ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ كُلِّهَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ'' تو وہ تجھے تکلیف نہ دیتا (3)۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بستر پر آرام فرماتے وقت یہ پڑھا کرتے تھے ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَ كَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَ الْمَاْثَمَ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَ لَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ'' (4)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت محمد بن یحییٰ بن حبان سے نقل کیا ہے کہ حضرت ولید بن ولید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں رات کے وقت نیند نہ آنے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا جب تو اپنے بستر پر سونے کے لیے آئے تو یہ کلمات پڑھا کر ''اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ عِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ'' بے خوابی تجھے نقصان نہیں پہنچائے گی اور کوئی سانپ تیرے قریب نہیں آئے گا (5)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 163 (2060) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 3 (3437)

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، جلد 17، صفحہ 26 (2709)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 332، وزارت تعلیم اسلام آباد 5۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 57، دار صادر بیروت

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو التیاح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے عبدالرحمٰن بن حنبش کو کہا جس وقت شیاطین قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ شیاطین پہاڑوں اور وادیوں سے اترے اور رسول اللہ ﷺ کا ارادہ کرتے ہوئے آئے۔ ان میں ایک شیطان تھا جس کے پاس آگ کا شعلہ تھا۔ وہ یہ چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو جلا دے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ گھبرا گئے۔ اتنے میں حضرت جبریل امین علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد! ﷺ کہو۔ آپ نے فرمایا کیا کہوں؟ جبریل امین علیہ السلام نے کہا یہ کہو "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَ ذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ" راوی کہتے ہیں مذکورہ کلمات پڑھنے کے بعد شیاطین کی آگ بجھ گئی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست فاش دی (1)۔

امام نسائی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ جنات کی رات جنوں میں سے ایک عفریت آیا۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن یہ اس کے قریب قرب آنے میں اور اضافہ کرتا رہا۔ تو جبریل امین نے آپ ﷺ سے کہا۔ کیا میں نے آپ کو وہ کلمات نہیں سکھائے تھے جنہیں آپ پڑھیں تو یہ منہ کے بل گر پڑے اور آگ کا شعلہ بجھ جائے؟ یہ کہو۔ "اعوذ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَبَرَأَ وَ ذَرَأَ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأَ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فِتَنِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ" چنانچہ آپ ﷺ نے یہ کلمات کہے تو اس کا گوشت گر گیا اور اس کا شعلہ بجھ گیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو جنات آپ سے ملے۔ دار آنحالیکہ وہ آگ کے انگارے پھینک رہے تھے۔ تو جبریل امین علیہ السلام نے کہا۔ اے محمد! ﷺ پناہ طلب کیجئے۔ پس آپ ﷺ نے ان کلمات کے ساتھ پناہ طلب کی۔ تو وہ آپ ﷺ سے دور ہٹ گئے۔ وہ کلمات جو آپ ﷺ نے کہے وہ یہ ہیں "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِيْ لَا يُجَاوِزُ هُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِّنْ شَرِّ مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا بَثَّ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ اِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ"

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَمَا لَكُمْ اَلَّا

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ وشکرھا، جلد 4، صفحہ 175 (4710)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾

"تو کھاؤ اس میں سے لیا گیا ہے نام خدا جس پر اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان لانے والے ہو اور کیا ہوا تمہیں کہ نہیں کھاتے ہو تم اس جانور کو لیا گیا ہے اللہ کا نام جس پر حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مفصل بیان کر دیا ہے تمہارے لیے جو اس نے حرام کیا تم پر مگر وہ چیز کہ تم مجبور ہو جاؤ اس کی طرف۔ اور بے شک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو اور ترک کر دو ظاہری گناہ کو اور چھپے ہوئے کو۔ بے شک وہ لوگ جو کماتے ہیں گناہ (تو) جلدی ہی سزا دی جائے گی انہیں (اس گناہ کی) جس کا وہ ارتکاب کیا کرتے تھے"۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا ہم انہیں تو کھائیں جنہیں ہم خود قتل کرتے ہیں اور انہیں نہ کھائیں جنہیں اللہ تعالیٰ مارتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں "فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ قَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ بِاَهْوَآئِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْسِبُوْنَ الْاِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوْا يَقْتَرِفُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس میں سے کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا۔ کیونکہ وہ حلال ہے۔ اگر تم اس کی آیتوں کے ساتھ ایمان لانے والے ہو۔ یعنی اگر تم قرآن کی تصدیق کرتے ہو۔ اور کیا ہے تمہیں کہ تم ان ذبائح کو نہیں کھاتے جن پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان چیزوں کو مفصل بیان کر دیا ہے جنہیں اس نے تم پر حرام قرار دیا ہے مثلاً مردار وغیرہ۔ مگر وہ چیز کہ تم اس کی طرف مجبور ہو جاؤ۔ اور بے شک بہت سے مشرکین عرب اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث ذبائح وغیرہ کے معاملات میں گمراہ کرتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب حد سے بڑھنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

1۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 133، مکتبہ دار القرآن والحدیث

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: فَصَّلَ لَكُمْ کا معنی "بَيَّنَ لَكُمْ" ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے واضح کر دیا ہے جو اس نے تم پر حرام کر دیا ہے، مردار، خون اور خنزیر کا گوشت وغیرہ۔ مگر وہ چیز جس کی طرف تم مجبور ہو جاؤ (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ میں صاد کو مشدد اور فاء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ میں حاء کو رفع اور راء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی حَرَّمَ۔ اور وَ اِنَّ كَثِيْرًا لَّيُضِلُّوْنَ میں یاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ" کی تفسیر میں فرمایا کہ اس ظاہری گناہ سے مراد ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا ہے اور "بَاطِنَهٗ" یعنی چھپے ہوئے گناہ سے مراد زنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ "وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ" کے بارے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ظاہر گناہ یہ ہے وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (النساء:22) (تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ہو) اور حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ (النساء:23) (تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں) اور باطن سے مراد زنا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے "وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ" کے بارے کہا ہے کہ تم اعلانیہ اور چھپ کر گناہ کرنا چھوڑ دو (2)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ انہی الفاظ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان سے مراد وہ گناہ ہیں جن کے بارے انسان دل میں تصور کرتا ہے اور پھر انہیں عملی جامہ پہنا دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ظاہری اور پوشیدہ گناہ پر عمل کرنے سے منع فرمایا ہے۔

وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ اِنَّهٗ لَفِسْقٌ ؕ وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ ۚ وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

"اور مت کھاؤ اس جانور سے کہ نہیں لیا گیا اللہ کا نام اس پر اور اس کا کھانا نافرمانی ہے اور بے شک شیطان ڈالتے ہیں اپنے دوستوں کے دلوں میں (اعتراضات) تا کہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم نے ان کا کہنا مانا تو تم

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 63 (849)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 64 (851)

مشرک ہو جاؤ گے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، ابوالشیخ، ابن مردویہ، طبرانی، حاکم رحمہم اللہ اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مشرکین نے کہا اور ایک روایت میں ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ تم اسے نہیں کھاتے ہو جسے اللہ نے مارا اور اسے کھاتے ہو جسے تم خود مارو۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی '' وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ '' (اور اس جانور سے مت کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو)(1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام سے کہا کہ یہ جانور جسے تم خود ذبح کرتے ہو اسے تم کھاتے ہو اور یہ جانور جو خود مر جاتا ہے اسے کون مارتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ مارتا ہے۔ تو پھر انہوں نے کہا کیا وجہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ مارتا ہے اسے تم حرام قرار دیتے ہو اور جسے تم خود مارتے ہو اسے حلال کہتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی '' وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ '' الآیہ۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو اہل فارس نے قریش کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ محمد (ﷺ) سے جھگڑیں اور انہیں کہیں کیا وجہ ہے جسے تم اپنے ہاتھ کے ساتھ چھری سے ذبح کرتے ہو وہ جانور تو حلال ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ سونے کے کیل کے ساتھ مار دے (یعنی مردار) وہ حرام ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی '' وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ '' فرمایا کہ فارس کے شیاطین اپنے قریشی دوستوں کے دلوں میں اعتراضات ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں (2)۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے '' وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ '' کہ مشرکین تم سے جھگڑا کریں اور کہا کہ شیاطین سے مراد اہل فارس ہیں اور أَوْلِيَائِهِمْ سے مراد قریش ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا آپ ہمیں بتائیں کہ جب کوئی بکری مر جاتی ہے تو اسے کون مارتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اللہ تعالیٰ مارتا ہے۔ تو وہ کہنے لگے آپ یہ گمان رکھتے ہیں کہ جسے آپ اور آپ کے اصحاب مار دیں تو وہ حلال ہے اور جسے اللہ تعالیٰ مار دے وہ حرام ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی '' وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ ''

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مذکورہ آیت میں مراد مردار ہے (کہ تم مردار نہ کھاؤ)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شیاطین اپنے مشرک دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں کہ وہ کہیں تم وہ جانور کھاتے ہو جنہیں تم خود مارتے ہو اور انہیں نہیں کھاتے جنہیں اللہ تعالیٰ

1۔ سنن کبریٰ، از بیہقی، جلد 9، صفحہ 240، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 22

مارتا ہے؟ تو فرمایا بے شک وہ جانور جنہیں تم ذبح کرتے ہو ان پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا جاتا ہے اور وہ جو خود مرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ذکر نہیں کیا جاتا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا وہ جانور جسے تم خود قتل کرو اور ذبح کرواسے تو تم کھاتے ہو اور وہ جانور جسے تمہارا رب ماردے اسے تم حرام قرار دیتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور اس میں فرمایا کہ اگر تم نے ان کا کہنا مانا ہر اس شے میں جس سے میں نے منع کیا ہے تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس نے گمراہ لوگوں میں سے اپنے دوستوں کا قصد کیا اور انہیں آکر کہا تم مردار کے معاملہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب سے جھگڑا کرو اور انہیں کہو وہ جانور جسے تم خود ذبح کرو اور مارو اسے تم کھاتے ہو اور وہ جانور جسے اللہ تعالیٰ مار دے اسے تم نہیں کھاتے۔ حالانکہ تم اعتقاد یہ رکھتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی اتباع کر رہے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ" قسم بخدا! ہم جانتے ہیں کہ شرک صرف تین صورتوں میں سے ایک میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو الہ تسلیم کیا جائے یا غیر اللہ کو سجدہ کیا جائے، یا پھر غیر اللہ کا نام لے کر جانوروں کو ذبح کیا جائے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ، حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے "وَ اِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ" کے بارے فرمایا کہ ابلیس مشرکین قریش کے دلوں میں ڈالتا ہے۔

سعید بن منصور، عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس کسی نے ذبح کیا اور اس پر اللہ کا نام لینا بھول گیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرے اور اسے کھا لے اور اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ جب کہ اس نے فطرت پر ذبح کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک سے ایسے آدمی کے بارے میں روایت کیا ہے کہ جو ذبح کرتا ہے اور اس پر تسمیہ بھول جاتا ہے۔ انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ آپ سے کہا گیا اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد "وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ" کہاں گیا؟ تو انہوں نے فرمایا بلاشبہ تو نے اسے اپنے دین کے مطابق ہی ذبح کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے اسی ارشاد گرامی کے بارے میں حضرت عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ان ذبائح سے منع کیا ہے جن میں قریش بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور اس نے مجوسیوں کے ذبائح سے بھی منع کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت راشد بن سعد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے چاہے وہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے یا نہ لے۔ بشرطیکہ وہ بلا ارادہ ایسا نہ کرے۔ شکار کا حکم اسی طرح ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 83 (915) دار الصمیعی الریاض

مبارک میں ایک قوم اسلام لائی اور وہ گوشت لے کر مدینہ منورہ آئے کہ وہ اسے بیچیں گے۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے دلوں میں اس سے کچھ نفرت سی ہوئی کہ شاید انہوں نے (ذبائح کے وقت) بسم اللہ شریف نہ پڑھی ہو تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم خود تسمیہ پڑھ لو اور کھالو (1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مسلمان ذبح کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو اسے چاہیے کہ وہ کھالے۔ کیونکہ مسلمان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے (2)۔

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے ہم میں سے اس آدمی کے بارے میں جو ذبح کرتا ہے اور تسمیہ بھول جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ کا اسم ہے (یعنی ہر مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی موجود ہے لہٰذا اسی کا اعتبار کرتے ہوئے ذبیحہ حلال ہوگا) (3)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے کہا مسلمان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، اگر وہ ذبح کرے اور تسمیہ بھول جائے تو اسے چاہیے کہ وہ بسم اللہ پڑھے اور اسے کھالے۔ کیونکہ مجوسی اگرچہ اپنے ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام لے لے تب بھی وہ نہیں کھایا جاتا (4)۔

امام ابوداؤد، بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ" منسوخ ہے اور اس سے استثناء کرتے ہوئے فرمایا "وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ" (المائدہ:5) (اور ان کا کھانا جنہیں کتاب دی گئی تمہارے لیے حلال ہے) (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں اور اہل کتاب کے وہ ذبائح کھاؤ جن پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے ایسے آدمی کے بارے میں جو ذبح کرتا ہے اور تسمیہ بھول جاتا ہے، یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ نہیں کھائے گا۔

امام نحاس نے حضرت شعبی کا قول ذکر کیا ہے کہ تم وہ جانور نہ کھاؤ جسے ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس نے کہا: اے میرے پروردگار! ہر مخلوق کے لیے تو نے اس کا رزق بیان کردیا ہے تو میرا رزق کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا رزق اس میں ہے جس پر میرا نام نہ لیا جائے۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 4، صفحہ 480 (8542) المجلس العلمی بیروت
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصید والذبائح، جلد 9، صفحہ 240، دارالفکر بیروت   3۔ ایضاً
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 4، صفحہ 479 (8538)
5۔ سنن ابوداؤد مع حاشیہ عون المعبود، جلد 3، صفحہ 59، بیروت

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت معمر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہودی اور عیسائی کے ذبیحہ کے بارے سوال کیا تو آپ نے اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی " اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ " (المائدہ:5) (حلال کر دی گئیں تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنہیں دی گئی کتاب) پھر یہ آیت تلاوت فرمائی " وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ " اور پھر یہ آیت پڑھی " وَ مَاۤ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ " (البقرہ:173) راوی کہتا ہے کہ وہ آدمی متردد ہو گیا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور کفار عرب پر لعنت بھیجی ہے اور یہ آدمی اور اس کے ساتھی مجھ سے پوچھتے ہیں۔ جب میں ان سے موافقت نہیں کروں گا تو یہ مجھ سے جھگڑنے لگ جائیں گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں حکم نازل فرمایا " وَ لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ " پھر اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا اور مسلمانوں پر رحم کرتے ہوئے فرمایا " اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ ؕ وَ طَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ " (المائدہ:5) پس اس آیت کے ساتھ اس پہلے حکم کو منسوخ کر دیا اور اہل کتاب کا کھانا حلال قرار دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے " وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ " کی تفسیر میں کہا کہ اگر تم نے مردار کھانے اور اسے حلال سمجھنے میں ان کا کہنا مانا تو تم بھی ان کی مثل مشرک ہو جاؤ گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے " وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ " کے بارے پوچھا گیا اور کہا گیا کہ خوارج یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ امراء کے بارے میں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے جھگڑتے تھے اور کہتے تھے کیا وہ جانور جسے اللہ تعالیٰ مارے تم اس سے نہیں کھاؤ گے یعنی مردار اور جسے تم خود مارتے ہو اس سے تم کھا لیتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ فرمایا اگر تم نے مردار کھایا اور تم نے ان کا کہنا مانا تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ان سے کہا گیا مختار یہ گمان کرتا ہے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے کیونکہ ارشاد ربانی ہے " وَ اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـٕهِمْ "

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو زمیل رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور مختار بن ابی عبید نے حج کیا۔ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا اے ابن عباس! ابو اسحاق یہ وہم رکھتا ہے کہ رات کے وقت اس کی طرف وحی کی جاتی ہے؟ یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے پس میں بھاگ نکلا اور کہنے لگا۔ ابن عباس کہتے ہیں اس نے سچ کہا...... تو حضرت ابن عباس نے فرمایا وحی دو قسم کی ہے ایک اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی اور دوسری شیطان کی جانب سے وحی۔ پس اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی طرف وحی فرمائی اور شیطان اپنے

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 120 (10187)، المجلس العلمی بیروت

دوستوں کی طرف وحی کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیات پڑھی ''وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰۤى اَوْلِیٰٓـِٕهِمْ''

اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِلْكٰفِرِیْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

''کیا وہ جو (پہلے) مردہ تھا پھر زندہ کیا ہم نے اسے اور بنا دیا اس کے لیے نور چلتا ہے جس کے اجالے میں لوگوں کے درمیان وہ اس جیسا ہوسکتا ہے جو اندھیروں میں پڑا ہو نہیں نکلنے والا ان سے۔ یونہی آراستہ کر دیئے گئے کافروں کے لیے وہ اعمال جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا وہ جو پہلے کافر گمراہ تھا۔ پھر ہم نے اسے ہدایت دی۔ اور نور سے مراد قرآن کریم ہے اور الظُّلُمٰتِ سے مراد کفر اور ضلالت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی مَیْتًا سے مراد گمراہ لیا ہے اور فَاَحْیَیْنٰهُ' کا معنی فرمایا پھر ہم نے اسے ہدایت دی۔ اور فرمایا نور سے مراد ہدایت ہے اور فِی الظُّلُمٰتِ سے مراد دائمی گمراہی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: مذکورہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ''اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے ہے اور ''كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا'' ابوجہل بن ہشام کے بارے ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت زید بن اسلم نے کہا ہے کہ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ دونوں اپنی گمراہی کے سبب مردہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اسلام کے سبب زندہ فرما دیا اور انہیں عزت عطا فرمائی اور ابوجہل کو اس کی اپنی موت اور گمراہی پر برقرار رکھا۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا مانگتے ہوئے یہ کہا تھا ''اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ'' (اے اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ذریعے غلبہ اور عزت عطا فرما)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے ''اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ'' حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے اور ''كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ'' ابوجہل بن ہشام کے بارے ہے (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسنان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مذکورہ آیت حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے حصہ میں مومن کا ذکر ہے جس کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے دلیل موجود ہے۔ اسی کے مطابق وہ عمل کرتا ہے، اسی کو پکڑے رکھتا ہے اور اسی پر اس کی انتہا ہوتی ہے۔ اور وہ دلیل اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اور '' كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا '' کافر کی مثال ہے جو اپنی گمراہی میں سرگرداں ہے، وہ اسی میں بھٹکتا رہتا ہے اور اس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا '' نور '' سے مراد قرآن کریم ہے۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا ؕ وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

'' اور اسی طرح ہم نے بنایا ہر بستی میں اس کے بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم تاکہ وہ مکر و فریب کیا کریں اس میں اور نہیں فریب دیتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (اس بات کو) نہیں سمجھتے ''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے مذکورہ بالا آیت استہزاء کرنے والوں کے بارے نازل ہوئی ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ '' جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا '' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نے ہر بستی میں وہاں کے شریر لوگوں کو تسلط دیا پس وہ اسی میں نافرمان ہو گئے اور جب انہوں نے ایسے اعمال کیے تو ہم نے عذاب کے ساتھ انہیں ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا اَكٰبِرَ سے مراد بستی کے بڑے اور سردار لوگ ہیں۔

وَ اِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؔۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

'' اور جب آئے ان کے پاس کوئی نشانی کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ دیا جائے جیسے دیا گیا اللہ کے رسولوں کو۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے (اس دل کو) جہاں وہ رکھتا ہے اپنی رسالت کو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 32

عنقریب پہنچے گی جنہوں نے جرم کیے ذلت اللہ کے ہاں اور عذاب سخت بوجہ ان مکروں کے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں تذکرہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ انہیں ایسی چیز کی طرف دعوت دیتے جو انہیں اپنی حقانیت کی طرف بلاتی تو وہ آپ ﷺ کو یہ کہتے اگر یہ حق ہے تو ہم میں ایسے لوگ ہیں جو محمد (ﷺ) سے بڑھ کر حق رکھتے ہیں کہ وہ اسے لے کر آئیں اور کہتے" لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ "(الزخرف:31) (کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو دو شہروں میں بڑا ہے)

رہا قول" اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ "تو اس کے بارے امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی اور محمد ﷺ کے دل کو تمام کے دلوں سے بہتر اور افضل پایا۔ لہٰذا آپ کو ہی اپنے لیے چن لیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ پھر آپ کے دل کے بعد بندوں کے دلوں میں نظر فرمائی تو آپ ﷺ کے صحابہ کرام کے دلوں کو عام بندوں کے دلوں سے بہتر اور افضل پایا۔ لہٰذا انہیں اپنے نبی مکرم ﷺ کے وزراء بنا دیا جو اس کے دین کے نام پر قتال و جہاد کرتے ہیں۔ سو وہ چیز جسے مسلمان اچھا دیکھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی حسن اور اچھی ہوتی ہے اور جسے وہ برا دیکھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی بری ہوتی ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ آپ مسجد کے دروازے سے داخل ہو رہے تھے۔ جب اس کی نظر آپ پر پڑی تو پھر دیکھتا ہی رہا اور لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے اسے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ یہ سن کر اس نے یہ الفاظ پڑھے" اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ "

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مذکورہ آیت میں اَجْرَمُوْا کا لفظ اَشْرَكُوْا (جنہوں نے شرک کیا) کے معنی میں ہے اور صَغَارٌ بمعنی ہوان (ذلت) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے" بِمَا كَانُوْا يَمْكُرُوْنَ "کے بارے کہا ہے کہ بوجہ ان مکروں کے جو وہ اللہ تعالیٰ کے دین، اس کے نبی اور اس کے مومن بندوں کے ساتھ کرتے تھے۔

فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ ۭ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

"اور جس (خوش نصیب) کے لیے ارادہ فرماتا ہے اللہ کہ ہدایت دے اسے تو کشادہ کر دیتا ہے اس کا سینہ اسلام

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 379، دار صادر بیروت

کے لیے اور جس (بدنصیب) کے لیے ارادہ فرماتا ہے کہ اسے گمراہ کردے تو بنا دیتا ہے اس کے سینہ کو تنگ، بہت تنگ، گویا وہ زبردستی چڑھ رہا ہے آسمان کی طرف اسی طرح ڈال دیتا ہے اللہ تعالیٰ ناپاکی ان پر جو ایمان نہیں لاتے"۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد الرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ابو جعفر المدائنی سے نقل کیا ہے کہ بنی ہاشم میں سے ایک آدمی جو کہ محمد بن علی نہیں ہے اس نے کہا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا مومنین میں سے کون زیادہ دانا اور عقل مند ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جو ان میں سے موت کا ذکر زیادہ کرتا ہے اور مابعد الموت کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے۔ فرمایا حضور نبی کریم ﷺ سے مذکورہ آیت کے بارے سوال کیا گیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اس کا سینہ کیسے کشادہ کیا جاتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سینے میں نور ڈال دیا جاتا ہے۔ اس کے سبب سینہ کھل جاتا ہے اور وسیع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: کیا اس کی کوئی نشانی اور علامت بھی ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ تو آپ نے فرمایا: اس کا میلان آخرت کی طرف ہوتا ہے، دار الغرور (دنیا) سے دور رہتا ہے اور موت سے قبل موت کے لیے خوب تیار کرتا ہے۔ (اَلْاِ نَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ، وَالتَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَالْاِ سْتِعْدَادُ لِلْمَوْتِ قَبْلَ لِقَاءِ الْمَوْتِ)(1)

امام عبد بن حمید نے فضیل سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد "فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ" کے بارے کیا خیال ہے کہ یہ کشادگی کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں بہتری اور خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں ایک نور ڈال دیتا ہے۔ پس اس کے سبب اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا اس کی کوئی نشانی بھی ہے جس سے وہ پہچانا جا سکتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ہے۔ اس نے عرض کی: وہ نشانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا سے دور رہنا، آخرت کی طرف مائل ہونا اور موت آنے سے قبل اس کے لیے اچھی طرح تیاری کرنا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب ذکر الموت میں حضرت حسن رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کھڑا ہوا اور عرض کی کیا اس آیت کے لیے کوئی علامت ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں علامت ہے (وہ یہ ہے) کہ آخرت کی طرف میلان رکھنا، دنیا سے دوری اختیار کرنا اور موت آنے سے پہلے اس کے لیے خوب تیاری کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابو الشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس وقت یہ آیت نازل ہوئی "فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ" تو آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ وہ خاص نور اس خاص دل میں داخل فرما دیتا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 64 (852) دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے تو وہ کھل جاتا ہے اور وسیع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: کیا اس کے لیے کوئی ایسی نشانی ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا" آخرت کی طرف میلان رکھنا، دنیا سے دوری اختیار کرنا اور موت آنے سے پہلے موت کی تیاری کرنا"(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مومنین میں سے دانا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جو موت کا ذکر اکثر کرتا ہے اور اس کے لیے خوب اچھی طرح تیاری کرتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مذکورۃ الصدر آیت تلاوت فرمائی۔ راوی کہتے ہیں: میں نے کہا اس کا سینہ اسلام کے لیے کیسے کشادہ کیا جاتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک نور ہے جو اس کے سینہ میں ڈال دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ جب وہ نور دل میں واقع ہوتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور وسیع ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا اس کی کوئی علامت ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہے دار آخرت کی طرف میلان رکھنا، دنیا سے دور رہنا اور موت آنے سے پہلے اس کے لیے خوب تیاری کرنا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتنی بری ہے وہ قوم جس کے افراد اللہ کے لیے عدل قائم نہیں کریں گے اور کتنی بری ہے وہ قوم جس کے افراد ان لوگوں کو قتل کریں گے جو عدل و انصاف کا حکم دیں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کیا ہے اور یہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی" فَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَّهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ "تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ کشادگی کیسے ہوتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک نور ہے جو دل میں ڈال دیا جاتا ہے اور اسی کے سبب دل کھل جاتا ہے۔ انہوں نے عرض کی: کیا اس کے لیے کوئی علامت بھی ہے جس سے اسے پہچانا جا سکتا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں دار آخرت کی طرف مائل رہنا، دنیا سے دور رہنا اور موت سے پہلے موت کی تیاری کرنا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کا دل توحید اور اس کے ساتھ ایمان لانے کے لیے وسیع کر دیا جاتا ہے۔ اور جسے گمراہ کرنے کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے اس کے دل میں شک پیدا کر دیتا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما" كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ "کے بارے فرماتے ہیں جس طرح ابن آدم آسمان تک پہنچنے کی استطاعت نہیں رکھتا اسی طرح وہ اس پر بھی قدرت نہیں رکھتا کہ وہ اپنے دل میں توحید و ایمان کو داخل کر لے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں انہیں داخل فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو صلت ثقفی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت" وَمَنْ يُّرِدْ اَنْ يُّضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا "پڑھی اور اس میں حرجا کی را کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 34 2۔ ایضاً

منصوب پڑھا اور آپ کے پاس موجود بعض صحابہ کرام نے حرجا کو جر کے ساتھ پڑھا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے پاس کنانہ کے آدمی کو تلاش کر کے لاؤ، انہوں نے اسے چرواہا بنا رکھا ہے۔ لیکن وہ مدلجی ہے۔ چنانچہ وہ اسے آپ کے پاس لے آئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ اے نوجوان! تمہارے قبیلے میں حرجه کسے کہتے ہیں؟ اس نے جواب دیا ہمارے درمیان حرجه ایسے درخت کو کہتے ہیں جو ایسے درختوں کے درمیان ہو جس تک کوئی چرنے والا جانور، کوئی وحشی اور کوئی دوسری شے نہ پہنچ سکتی ہو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی طرح منافق کا دل بھی ہے جس تک بھلائی اور خیر میں سے کوئی شے نہیں پہنچتی (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے ضَیِّقًا حَرَجًا میں را کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ قتادہ نے "ضَیِّقًا حَرَجًا" کا معنی "ملتبسا" (شک کرنے والا) کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے "ضَیِّقًا حَرَجًا" کی تفسیر اس طرح نقل کی ہے۔ کہ وہ یہ طاقت نہیں رکھتا۔ کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو اپنے سینے میں داخل کرے۔ وہ اپنے سینے میں اس کے لیے گنجائش ہی نہیں پاتا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول بیان کیا ہے کہ كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ کا مفہوم یہ ہے گویا وہ اپنے اوپر انتہائی زبردستی کرتے ہوئے آسمان کی طرف چڑھ رہا ہے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ "وَ مَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّهٗ یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس کے بارے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ اسے گمراہ کر دے تو اس پر تنگی ڈال دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر اسلام کو تنگ بنا دیتا ہے حالانکہ اسلام وسیع ہے۔ اسی لیے آپ جس وقت یہ آیت پڑھتے "وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ" (الحج:78) (اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی) تو فرماتے اسلام میں کوئی تنگی نہیں ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ "یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَیِّقًا حَرَجًا" کے بارے عطاء خراسانی نے کہا ہے کہ اس میں خیر اور بھلائی کے لیے کوئی راستہ نہیں رہتا اور "كَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ" کے بارے کہتے ہیں کہ اس کی مثال اسی کی طرح ہے جو آسمان میں چڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے رجس سے مراد وہ ناپاکی ہے جس میں کوئی بھلائی اور خیر نہ ہو۔

وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾
لَهُمْ دَارُ السَّلٰمِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ هُوَ وَلِیُّهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 35 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 65 (853)

''اور یہ ہے راستہ آپ کے رب کا (بالکل) سیدھا۔ ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں دلیلیں ان لوگوں کے لیے جو نصیحت قبول کرتے ہیں ان کے لیے سلامتی کا گھر ہے ان کے رب کے ہاں اور وہی ان کا دوست ہے بسبب ان نیک اعمال کے جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ'' کا معنی بَیَّنَّا الْاٰیَاتِ ہے (ہم نے دلیلیں کھول کر بیان کر دیں اور فرمایا دَارُ السَّلٰمِ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے السَّلٰمِ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے اللہ تعالیٰ ہی السَّلٰمِ ہے اور اس کا دار جنت ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ ۚ وَقَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَّبَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا ۭ قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢٨﴾

''اور جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ ان سب کو (اور فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ! بہت گمراہ کیا تم نے انسانوں کو اور کہیں گے ان کے دوست انسانوں میں سے اے ہمارے رب! فائدہ اٹھایا ہم نے ایک دوسرے سے اور پہنچ گئے ہم اپنی اس معیاد پر جو تو نے ہمارے لیے مقرر کی تھی۔ اللہ فرمائے گا آگ تمہارا ٹھکانہ ہے ہمیشہ رہو گے اس میں مگر جسے اللہ تعالیٰ (نجات دینا) چاہے۔ بے شک آپ کا رب بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے''

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ''قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ'' کے بارے کہتے ہیں تم نے انہیں بہت زیادہ گمراہی میں ڈال دیا ہے۔ یعنی تم نے ان میں سے بہت سے انسانوں کو گمراہ کر دیا ہے اور ''قَالَ النَّارُ مَثْوٰىكُمْ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ'' کے بارے کہا بے شک یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ کسی کو نہیں چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر اس کی مخلوق کے بارے میں حکم لگائے کہ وہ انہیں جنت میں نہیں داخل کرے گا اور نہ ہی یہ کہ وہ انہیں (داخل نہیں کرے گا) جہنم میں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے ''يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ'' کے بارے کہا تم نے اپنے رب کے نزدیک قیامت کے دن اہل نار کو بہت زیادہ کر دیا ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 43-42

"وَ قَالَ اَوْلِيٰٓؤُهُمْ مِّنَ الْاِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ" کے بارے حسن نے کہا: کہ ان میں سے بعض نے بعض سے فائدہ نہیں اٹھایا، مگر یہ کہ جنوں نے حکم دیا اور انسانوں نے عمل کیا۔

سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ انہی الفاظ کے بارے محمد بن کعب نے کہا ہے کہ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہم ساتھیوں نے دنیا میں ایک دوسرے سے فائدہ اٹھایا اور ہم اپنی موت کی مقررہ مدت تک پہنچ گئے (1)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے "رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ" کے بارے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کوئی آدمی کسی زمین میں اترتا تھا اور یہ کہتا تھا "اَعُوْذُ بِكَبِيْرِ هٰذَا الْوَادِيْ" (میں اس وادی کے بڑے کی پناہ مانگتا ہوں) پس یہی ان کا ایک دوسرے سے نفع ہے اور اسی پر قیامت کے دن وہ معذرت کریں گے اور "وَ بَلَغْنَآ اَجَلَنَا الَّذِيْٓ اَجَّلْتَ لَنَا" میں موت کی مدت مقررہ مراد ہے۔

وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

"اور یونہی ہم مسلط کرتے ہیں بعض ظالموں کو بعض پر بوجہ ان (کرتوتوں) کے جو وہ کرتے رہتے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یونہی ہم ظالم جنوں اور ظالم انسانوں کو ایک دوسرے پر مسلط کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی "وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ (الزخرف)" "اور جو شخص دانستہ اندھا بنتا ہے رحمان کے ذکر سے تو ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیے ایک شیطان، پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے" اور فرمایا کہ ہم ظلم کرنے والے جنوں کو ظلم کرنے والے انسانوں پر مسلط کر دیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا میں بعض ظالموں کو بعض پر مسلط کر دیتا ہے اور جہنم میں بھی بعض بعض کی اتباع کریں گے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق حاکم مقرر کرتا ہے۔ پس مومن مومن کا ولی (دوست) ہے وہ جہاں کہیں بھی ہو اور کافر کافر کا ولی ہے، وہ جہاں کہیں بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان محض آرزو اور زیب و آرائش سے ثابت نہیں ہوتا۔ مجھے اپنی عمر کی قسم اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعمال کئے اور تجھے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کی پہچان نہ بھی ہوئی تو وہ تیرے لیے نقصان دہ نہیں اور اگر تو نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے اعمال کیے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کا دوست بنا بھی رہا تو وہ تجھے کسی شے کا نفع نہیں دے گی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت منصور بن ابوالاسود رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اعمش سے "وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًا" کے بارے پوچھا کیا تم نے ان کے بارے سنا ہے، وہ اس میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 91 (919)، دار الصمیعی الریاض　2۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 66 (855) دار الکتب العلمیہ بیروت

نے کہا: میں نے انہیں سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں جب لوگوں کے اعمال بگڑ جائیں تو شریر لوگوں کو ان پر حاکم بنا دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ نے کہا: میں نے زبور میں پڑھا ہے: میں منافق سے منافق کے ساتھ انتقام لیتا ہوں اور پھر تمام منافقین سے انتقام لوں گا۔ اسی کے مطابق قرآن مجید میں یہ قول باری تعالیٰ ہے "وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّيْ بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"

امام حاکم رحمہ اللہ نے تاریخ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت یحیٰی بن ہاشم رحمہ اللہ کی سند سے کہ حضرت یونس بن اسحاق رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے تم ہوتے ہو اسی طرح کے تم پر حکمران مقرر کیے جاتے ہیں، بیہقی نے کہا ہے: یہ حدیث منقطع ہے اور یحیٰی ضعیف راوی ہے (1)۔

امام علامہ بیہقی نے کعب الاحبار سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک ہر زمانے کے لیے ایک بادشاہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے وہاں کے لوگوں کے دلوں کی کیفیت کے مطابق بھیجتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کا ارادہ فرمائے تو ان پر مصلح اور نیک حکمران بھیج دیتا ہے اور جب ان کی ہلاکت اور بربادی کا ارادہ کرے تو ان پر آرام پسند حکمران بھیج دیتا ہے (2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا اور کہا کہ آپ اپنے رب سے ہمارے لیے التجا کیجئے کہ وہ ہم سے اپنی رضامندی اور اپنی ناراضگی کی کوئی واضح علامت بیان فرمائے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! انہیں آگاہ کر دو کہ ان سے میری رضامندی کی علامت یہ ہے کہ میں ان پر ان کے شریف اور نیک لوگوں کو حکمران مقرر کروں اور ناراضگی کی علامت یہ ہے کہ میں ان کے شریر لوگوں کو ان پر حکمران مقرر کر دوں (3)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالملک بن قریب الاصمعی رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ مالک رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! تیری اپنی مخلوق سے راضی ہونے کی علامت کیا ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا کہ میں ان کی کھیتیاں اگتے وقت ان پر بارش برساؤں اور ان کی کٹائی کے وقت ان سے بارش کو روک لوں اور میں ان کے معاملات ان میں سے شریف اور حلیم الطبع لوگوں کے سپرد کر دوں اور ان کے غنائم اور غنا کو ان کے سخی لوگوں کے ہاتھوں میں دے دوں۔ پھر عرض کی: اے میرے پروردگار! تیری ناراضگی کی علامت کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ میں ان پر کھیتیاں کاٹنے کے اوقات میں بارش نازل کروں اور کھیتیاں اگنے کے وقت بارش کو روک لوں اور ان کے امور ان کے بیوقوف اور احمق لوگوں کے حوالے کر دوں اور ان کے غنائم اور دیگر مالی امور ان میں سے بخیل لوگوں کے سپرد کر دوں۔ (4) واللہ اعلم۔

1۔ شعب الایمان، باب فی طاعۃ اولی الامر، جلد 6، صفحہ 22 (3291) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، (7389)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 22 (7388)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 23 (7392)

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰۤى اَنْفُسِنَا وَ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ شَهِدُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۰﴾ ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

"اے گروہ جنوں اور انسانوں کے! کیا نہیں آئے تمہارے پاس رسول تم ہی میں سے سناتے تھے تمہیں ہماری آیتیں اور ڈراتے تھے تمہیں تمہاری اس دن کی ملاقات سے کہیں گے ہم گواہی دیتے ہیں اپنے خلاف اور دھوکہ میں مبتلا کیا تھا انہیں دنیوی زندگی نے اور گواہی دیں گے اپنے خلاف کہ وہ کفر کرتے رہے تھے۔ یہ اس لیے کہ نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو ظلم سے اس حال میں کہ ان کے باشندے بے خبر ہوں"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنوں میں سے رسول نہیں ہیں۔ بلکہ رسل عظام صرف انسانوں میں سے ہیں اور ڈرانے والے جنوں میں سے بھی ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی "فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾" (الاحقاف) "پھر جب تلاوت ہو چکی تو لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے"۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے "رُسُلٌ مِّنْكُمْ" کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد رسل کے رسل ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے جنوں کے بارے پوچھا گیا کہ کیا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ان میں کوئی نبی تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا "يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ" یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں میں سے رسل تھے اور جنوں میں سے بھی رسل تھے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں (ہم نے یہ آیت سن رکھی ہے) (الف)

وَ لِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ وَ رَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَ يَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا

(الف) اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جنات سے بھی رسول مبعوث ہوتے رہے ہیں حالانکہ اس پر اتفاق ہے کہ رسول صرف انسانوں سے مبعوث کیے گئے ہیں۔ لہٰذا یہاں رسول سے مراد مبلغ اور پیغام پہنچانے والے ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جنات کے رسول وہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی سن کر اپنی قوم کو پہنچائی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ (الاحقاف) اسی طرح حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ انسانوں کی طرف سے رسول کو مبعوث کیا گیا ہے اور جنات کی طرف منذرین کو اور اس آیت میں جنات کے رسل سے مراد منذرین یعنی ڈرانے والے ہیں۔

يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

"اور ہر ایک کے لیے درجے ہیں ان کے عمل کے مطابق۔ اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر اس سے جو وہ کرتے ہیں اور آپ کا پروردگار غنی ہے رحمت والا ہے۔ اگر چاہے تو لے جائے (تباہ کر دے) تمہیں اور تمہاری جگہ لے آئے تمہارے بعد جسے چاہے جیسے پیدا کیا تمہیں دوسری قوم کی اولاد سے"۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ جنات جنت میں داخل ہوں گے وہ کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت لیث سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جنات کے لیے کوئی ثواب نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ مسلمان جنات نہ جنت میں داخل ہوں گے اور نہ ہی جہنم میں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ کو جنت سے نکالا ہے۔ لہٰذا اب نہ اسے واپس لوٹائے گا اور نہ ہی اس کی اولاد کو جنت بھیجا جائے گا۔ (الف)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا جنات کے لیے ثواب ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔ فرمان ربی ہے "وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا"

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل بیان کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مخلوق چار قسم کی ہے۔ ایک مخلوق ساری کی ساری جنت میں ہوگی، ایک مخلوق ساری کی ساری جہنم میں ہوگی اور دو قسم کی مخلوق جنت اور دوزخ دونوں میں ہوگی، پس وہ جو سارے کے سارے جنت میں ہوں گے وہ فرشتے ہیں اور جو سارے کے سارے جہنم میں ہوں گے وہ شیاطین ہیں۔ اور وہ جو جنت اور جہنم دونوں میں ہوں گے۔ وہ جنات اور انسان ہیں۔ ان کے لیے ثواب بھی ہیں اور ان پر عقاب اور سزا بھی ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی، حاکم، لالکائی رحمہم اللہ نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنوں کی تین قسمیں ہیں۔ ان کی ایک قسم پروں والی ہے جو ہوا میں اڑتے ہیں، ایک قسم سانپوں اور کتوں کی صورت میں ہے

(الف) علامہ احمد شہاب الدین حجر ہیتمی مکی متوفی 974ھ لکھتے ہیں" علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ جنات میں سے کافروں کو آخرت میں عذاب دیا جائے گا امام ابوحنیفہ، ابوالزناد، لیث بن ابی سلیم سے روایت ہے کہ جنات میں سے مومنین کو آخرت میں کوئی ثواب نہیں ملے گا، سوا اس کے کہ ان کو دوزخ سے نجات ہو جائے گی۔ پھر حیوانوں کی طرح ان سے بھی کہا جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ اور صحیح قول یہ ہے کہ جس کو ابن ابی لیلی، اوزاعی، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ ان کو ان کی عبادت پر ثواب دیا جائے گا۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب سے یہ منقول ہے کہ جنات میں سے مومنین جنت میں داخل ہوں گے، یہ قول ابن حزم نے جمہور سے نقل کیا ہے۔ اور اس پر یہ آیت وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا (132) داخل ہے کیونکہ اسے جن وانس کے ذکر کے بعد ذکر کیا گیا ہے (فتاوی حدیثیہ، صفحہ 61) (منقول تبیان القرآن، جلد 3، صفحہ 656)

اور ایک قسم وہ ہے جو کبھی (بعض مقامات پر) سکونت اختیار کرتے ہیں اور کبھی وہاں سے کوچ کر جاتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حسن سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جن ابلیس کی اولاد ہیں اور انسان حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ان دونوں صنفوں میں سے بعض مومن ہوتے ہیں اور یہ تمام کے تمام ثواب وعقاب میں شریک ہوتے ہیں۔ جنوں اور انسانوں میں سے جو مومن ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور ان میں سے جو کافر ہے وہ شیطان ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن انعم نے کہا جنوں کی تین قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم کے لیے ثواب ہے اور ان پر عقاب بھی ہے اور ایک قسم وہ ہے جو زمین و آسمان کے درمیان اڑتے رہتے ہیں اور ایک قسم سانپوں اور کتوں کی صورت میں ہے۔ اور انسانوں کی بھی تین صنفیں ہیں۔ ان میں سے ایک صنف کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، ایک صنف چوپاؤں کی مثل ہے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ بھٹکنے والی اور گمراہ ہے اور ایک صنف انسانی صورتوں میں ہے مگر ان کے دل شیطانی ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے جنوں کے بارے پوچھا گیا کیا وہ کھاتے ہیں، پیتے ہیں، مرتے ہیں اور نکاح کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا ان کی مختلف اجناس ہیں۔ پس جو خالص جن ہیں وہ تو ہوا ہیں، نہ وہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں، نہ مرتے ہیں اور نہ وہ ایک دوسرے سے پیدا ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض اجناس ہیں۔ جو کھاتے ہیں، پیتے ہیں، نکاح کرتے ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی گھرانہ نہیں مگر ان کے گھر کی چھت میں مسلمان جنوں کے گھر والے رہتے ہیں۔ جب صبح کا کھانا چنا جاتا ہے تو وہ چھت سے اتر کر ان کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے ہیں اور جب ان کے لیے شام کا کھانا چنا جائے تو وہ اترتے ہیں اور ان کے ساتھ رات کا کھانا تناول کر لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ "كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ" تو اس کے بارے ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذُرِّيَّةِ کا معنی اصل اور ذُرِّيَّةِ کا معنی نسل ہے۔

اِنَّ مَا تُوْعَدُوْنَ لَاٰتٍ ۙ وَّمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۱۳۴﴾

"بے شک جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے ضرور آنے والا ہے اور نہیں ہو تم (اللہ کو) عاجز کرنے والے"۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب الامل میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسامہ بن زید نے مہینے کی مہلت پر سو دینار کے بدلے ایک لونڈی خریدی۔ تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کیا تم اسامہ پر تعجب نہیں کرتے کہ اس نے مہینے کی مدت پر لونڈی خریدی ہے۔ بے شک اسامہ تو طویل آرزو رکھتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری آنکھیں نہیں جھپکتیں مجھے تو یہ گمان ہوتا ہے کہ میری پلکیں ابھی نہیں ملیں گی کہ میری روح قبض کر لی جائے گی اور میری آنکھیں بلند نہیں ہوتیں اور مجھے گمان ہونے لگتا ہے کہ ان کے نیچے ہونے سے قبل مجھے موت آ جائے گی اور میں کوئی لقمہ نہیں لیتا اور مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 495 (3702) دار الکتب العلمیہ بیروت

میں اسے چباؤں گا یہاں تک کہ یہ موت کے سبب اٹک جائے گا۔ اے بنی آدم اگر تم عقل رکھتے ہو تو اپنے آپ کو موت کے لیے تیار کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ ضرور آنے والا ہے اور تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے معجزین کی تفسیر سابقین (سبقت لے جانے والے) نقل کی ہے۔

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿١٣٥﴾

''آپ فرمائیے اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں اپنا کام کرنے والا ہوں، تو تم جان لو گے کہ کس کے لیے ہوتا ہے اچھا انجام اس دنیا کے گھر کا۔ بے شک فلاح نہیں پاتے ظلم کرنے والے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عَلٰى مَكَانَتِكُمْ کا معنی عَلٰى نَاحِيَتِكُمْ (اپنی طرف پر) کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے عَلٰى مَكَانَتِكُمْ کا معنی عَلٰى جَدِيْلَتِكُمْ وَ نَاحِيَتِكُمْ کیا ہے یعنی تم اپنے طریقہ اور طرف پر عمل کیے جاؤ۔

وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَ الْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَ هٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَ مَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿١٣٦﴾

''اور انہوں نے بنا رکھا ہے اللہ کے لیے اس سے جو پیدا فرماتا ہے فصلوں اور مویشیوں سے مقررہ حصہ اور کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ان کے خیال میں اور یہ ہمارے شریکوں کے لیے۔ تو وہ (حصہ) جو ہو ان کے شریکوں کے لیے تو وہ نہیں پہنچتا اللہ تعالیٰ کو اور جو (حصہ) ہو اللہ تعالیٰ کے لیے تو وہ پہنچ جاتا ہے ان کے شریکوں کو۔ کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ''وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ'' الآیہ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے پھلوں اور اپنے پانی سے اللہ تعالیٰ کے لیے مقررہ حصہ اور شیطان اور بتوں کے لیے بھی مقررہ حصہ بنا رکھا ہے۔ وہ پھل جو انہوں نے اللہ کے لیے مقرر کر رکھا ہے۔ اگر اس میں سے کوئی شیطان

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 355 (10564) دار الکتب العلمیہ بیروت

کے حصے میں گر جائے تو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں اور جو انہوں نے شیطان کے لیے مقرر کر رکھا ہے۔ اگر اس میں سے کوئی اللہ کے حصہ میں گر جائے تو اسے شیطان کے حصے میں لوٹا دیتے ہیں اور وہ پانی جو انہوں نے اللہ کے لیے مقرر کر رکھا ہے اگر اس میں سے اللہ کے حصہ میں بہہ جائے تو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جو انہوں نے شیطان کے لیے مقرر کر رکھا ہے اگر اس میں سے اللہ کے حصے میں بہہ جائے تو وہ اسے بہا دیتے ہیں۔ پس یہ ہے وہ حصہ جو انہوں نے اللہ کے لیے فصلوں اور پانیوں میں سے بنا رکھا ہے۔ اور جو انہوں نے شیطان کے لیے مویشیوں میں سے حصہ بنا رکھا ہے اس کا ذکر اس قول میں ہے مَاجَعَلَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَحِيۡرَةٍ (المائدہ:103) الآیہ (نہیں مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام)(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب وہ کھیتی کاشت کرتے تھے یا ان کے پھل ہوتے تو وہ اس میں سے ایک معین جز اللہ تعالیٰ کے لیے اور ایک مقررہ جز بت کے لیے خاص کر دیتے۔ پس جو کھیتی، پھل یا کوئی شے بتوں کے حصوں کی ہوتی وہ اس کی حفاظت کرتے اور اسے شمار کرتے اور اگر بے نیاز ذات کے لیے مقرر کردہ حصے میں کوئی چیز گر جاتی تو وہ اسے بتوں کے لیے مقرر کردہ حصے کی طرف لوٹا دیتے اور اگر بتوں کے لیے معین شدہ حصے میں پانی آگے تجاوز کر جاتا اور وہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقررہ کردہ حصے میں سے کسی شے کو سیراب کر دیتا تو وہ اسے بتوں کے لیے ہی خاص کر دیتے اور اگر اس حصے کی فصل اور پھل میں سے کوئی شے گر جاتی، جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیا ہوتا اور وہ بتوں کے لیے بنائے گئے حصے کے ساتھ مل جاتی تو وہ کہتے یہ فقیر ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیے گئے حصے کی طرف واپس نہ لوٹاتے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کردہ حصے سے پانی آگے تجاوز کر جاتا اور بتوں کے لیے مقرر کیے گئے حصے کو سیراب کر دیتا تو وہ اسے بتوں کے لیے ہی چھوڑ دیتے اور اپنے مویشوں میں سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام سمجھتے تھے اور انہیں بتوں کے نام پر وقف کر دیتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ انہیں اللہ کے لیے حرام کر رہے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے وہ اپنی فصل میں سے ایک معین حصہ اللہ کے لیے اور ایک معین حصہ اپنے شرکاء اور بتوں کے لیے مقرر کر دیتے تھے۔ پس جب ہوا اللہ کے لیے مقرر کردہ حصے سے کوئی چیز بتوں کے حصے کی طرف لے جاتی تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور کہتے بے شک اللہ تعالیٰ اس سے غنی ہے اور جو شے بتوں کے حصوں سے اللہ کے لیے مقرر کردہ حصے کی طرف ہوا اڑا کر لے جاتی تو اس سے لے لیتے اور وہ مویشی جو انہوں نے اللہ کے لیے مقرر کر رکھے تھے وہ بحیرہ اور سائبہ تھے۔

وَ كَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيۡرٍ مِّنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ قَتۡلَ اَوۡلَادِهِمۡ شُرَكَآؤُهُمۡ لِيُرۡدُوۡهُمۡ وَلِيَلۡبِسُوۡا عَلَيۡهِمۡ دِيۡنَهُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوۡهُ فَذَرۡهُمۡ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الضحایا، جلد 10، صفحہ 10، دار الفکر بیروت

وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

"اور یونہی خوشنما بنا دیا ہے بہت سے مشرکوں کے لیے اپنی اولاد کے قتل کرنے کو ان کے شریکوں نے تاکہ ہلاک کر دیں انہیں اور مشتبہ کر دیں ان پر ان کا دین اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو ایسا نہ کرتے تو چھوڑ دیجئے انہیں اور جو وہ بہتان باندھتے ہیں"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے مشرکین کے لیے اپنی اولادوں کا قتل خوشنما بنا دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مشرکین کے شیاطین انہیں حکم دیتے ہیں کہ وہ اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے زندہ در گور کر دیں۔

وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

"اور بولے یہ مویشی اور کھیتی رکی ہوئی ہے، کوئی نہیں کھا سکتا انہیں سوائے اس کے جسے ہم چاہیں۔ (یہ بات) اپنے گمان سے (کہتے ہیں) اور بعض مویشی ہیں، حرام ہیں جن کی پشتیں (سواری کے لیے) اور بعض مویشی ہیں کہ نہیں ذکر کرتے نام خدا ان (کی ذبح) پر (یہ سب محض) افتراء ہے اللہ پر۔ عنقریب سزا دے گا انہیں جو وہ بہتان باندھا کرتے تھے"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حِجْرٌ سے مراد وصیلہ اور اس جیسے دیگر وہ جانور ہیں جو انہوں نے حرام کر رکھے تھے اور اس سے مراد ان چیزوں کو حرام قرار دینا ہے جو انہوں نے حرام کی ہوئی تھیں۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ "وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ" کے بارے حضرت مجاہد نے فرمایا کہ اس سے مراد جانور اور دیگر وہ چیزیں ہیں جو انہوں نے اللہ اور اپنے شریکوں کے لیے بنا رکھی تھیں۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا حِجْرٌ سے مراد حرام ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کھیتوں کو اپنے معبودوں کے لیے روک رکھا تھا اور "لَا يَطْعَمُهَاۤ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ" وہ کہتے ہیں کہ وہ اسے عورتوں سے روک لیں گے اور مردوں کے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 66 (857) دار الکتب العلمیہ بیروت

لیے اسے خاص کر دیں گے اور مزید کہتے اگر ہم چاہیں تو ہم اس میں بیٹیوں کے لیے حصہ مقرر کر دیں اور اگر ہم چاہیں تو ہم ایسا نہ کریں۔ یہی وہ امر ہے جو انہوں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں: حرام ہے کہ ہم کھائیں مگر اس کے لیے جسے ہم چاہیں۔ اور ''وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا'' کے بارے سدی نے کہا ہے کہ وہ مویشی بحیرہ، سائبہ اور حامی وغیرہ ہیں۔ اور ''وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا'' کے بارے فرمایا کہ وہ ان پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے تھے نہ اس وقت جب وہ پیدا ہوتے اور نہ اس وقت جب وہ انہیں ذبح کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے ''وَ اَنْعَامٌ لَّا یَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَیْهَا'' کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ان پر حج نہیں کرتے تھے اور وہ بحیرہ وغیرہ تھے۔

ابوالشیخ نے حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسے ''هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ'' پڑھا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے ''وحرث حرج'' پڑھتے تھے(1) سعید بن منصور اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر نے اسے ''انعام و حرث حرج'' پڑھا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم نے دونوں آیتوں میں بِزَعْمِهِمْ کی زاء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت ہارون سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عبداللہ کی قرأت میں ''هذه انعام و حرث حرج'' ہے۔ اور ابن الانباری نے حضرت حسن سے نقل کیا ہے کہ وہ حجر کی حاء کو ضمہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

وَ قَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَ مُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مَّیْتَةً فَهُمْ فِیْهِ شُرَكَآءُ ؕ سَیَجْزِیْهِمْ وَصْفَهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۳۹﴾

''اور بولے جو ان مویشوں کے شکموں میں ہے وہ نرا ہمارے مردوں کے لیے ہے اور حرام ہے ہماری بیویوں پر اور اگر وہ مرا ہوا (پیدا) ہو تو پھر وہ سب (مرد و زن) اس میں حصہ دار ہیں۔ اللہ جلدی بدلہ دے گا انہیں ان کے اس بیان کا۔ بے شک وہ حکمت والا علم والا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ'' سے مراد دودھ ہے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 56
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 93 (921) دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 58

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے "هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ" سے مراد سائبہ اور بحیرہ ہیں۔ اور "اَزْوَاجِنَا" سے مراد عورتیں ہیں۔ اور "سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ" کی تفسیر میں فرمایا اس بارے میں ان کے جھوٹے قول کا بدلہ انہیں اللہ تعالیٰ جلدی دے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان بحائر کا دودھ صرف مردوں کے لیے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔ اور اگر وہ مردہ ہو، تو پھر اس میں ان کے مرد و زن سب شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس جھوٹ کا بدلہ انہیں جلدی دے گا۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بکری جب کسی نر بچے کو جنم دیتی تو وہ اسے ذبح کر دیتے اور وہ صرف مردوں کے لیے ہوتا نہ کہ عورتوں کے لیے۔ اور اگر وہ مادہ ہوتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور اسے ذبح نہ کیا جاتا۔ اور اگر وہ بچہ مردہ ہوتا تو وہ سب مرد و زن اس میں شریک ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دودھ کو وہ عورتوں پر حرام قرار دیتے تھے اور صرف اپنے مردوں کو پلایا کرتے تھے۔ اور جب کوئی بکری نر بچے کو جنم دیتی تو وہ اسے ذبح کر دیتے اور وہ صرف مردوں کے لیے ہوتا۔ عورتیں اس میں شریک نہ ہو سکتیں۔ اور اگر وہ مادہ بچے کو جنم دیتی تو اسے چھوڑ دیا جاتا اور ذبح نہ کیا جاتا۔ اور اگر مردہ ہوتا تو وہ سب اس میں شریک ہوتے۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے "وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً" کو تاء کے ساتھ منصوب منون پڑھا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول روایت کیا ہے کہ تم میں سے کوئی ایک مال کا قصد کرتا ہے اور اسے اپنی اولاد میں سے صرف مذکر یعنی مردوں کے لیے مقرر کر دیتا ہے تو یہ اس طرح ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰۤى اَزْوَاجِنَا"

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ﴿۱۴۰﴾

"یقیناً نقصان اٹھایا جنہوں نے قتل کیا اپنی اولاد کو حماقت سے بغیر جانے اور حرام کر دیا جو رزق دیا تھا انہیں اللہ نے بہتان باندھ کر اللہ تعالیٰ پر۔ بے شک وہ گمراہ ہو گئے اور نہ تھے وہ ہدایت پانے والے"۔

امام بخاری، عبد بن حمید، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب عرب کے جہلاء کو تعلیم دینا آپ کے لیے باعث مسرت ہو تو آپ انہیں سورۂ انعام کی ایک سو تیس سے اوپر والی آیات پڑھائیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے "قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْۤا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ حَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ"۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ آیت قبیلہ مضر اور ربیعہ کے ان افراد کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ آدمی اپنی بیوی پر شرط عائد کر دیتا کہ تو بچی کو زندہ دفن کرے گی اور دوسری کی خواہش کرے گی۔ پس جب وہ بچی پیدا ہوتی جسے زندہ درگور کیا جانا ہوتا تو وہ صبح یا شام کے وقت اپنی اہلیہ کے پاس آتا اور کہتا "اَنْتِ عَلَیَّ کَاُمِّیْ اِنْ رَجَعْتُ اِلَیْكِ وَلَمْ تَئِدْهَا" تو مجھ پر میری ماں کی طرح ہے اگر میں تیری طرف لوٹ کر آؤں اور تو نے اسے درگور نہ کیا ہو۔ چنانچہ وہ اسے اپنی (رشتہ دار) عورتوں کے پاس بھیج دیتی اور وہ اس کے لیے گڑھا کھودتیں اور وہ عورتیں اس بچی کو اپنے درمیان پھراتی رہتی تھیں (یعنی کبھی ایک کے پاس اور کبھی دوسری کے پاس وہ بچی رہا کرتی) پس اس طرح جب وہ اسے آنے جانے کے قابل دیکھتیں تو اسے گڑھے میں دھنسا دیتیں اور اس پر مٹی ڈال کر اسے ہموار کر دیتیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا یہ رواج تھا کہ ان میں سے کوئی ایک ندامت اور فاقہ کشی کے خوف سے اپنی بچی کو قتل کر دیتے حالانکہ اپنے کتے کو کھانا کھلاتے رہتے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ "وَحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ" کے بارے قتادہ نے کہا کہ انہوں نے اپنے مالوں میں شیطان کے فیصلے کو نافذ العمل کرتے ہوئے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کو حرام کر رکھا تھا اور اپنے مویشوں اور فصلوں میں سے حصے مقرر کر رکھے تھے۔ اور یہی شیطان کی جانب سے اللہ تعالیٰ پر افتراء تھا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابورزین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے "قَدْ ضَلُّوْا قَبْلَ ذٰلِكَ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ" پڑھا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَ الزَّیْتُوْنَ وَ الرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ۖؗ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۟ۙ (۱۴۱)

"اور وہ وہی ہے جس نے پیدا کیے ہیں باغات کچھ چھپروں پر چڑھائے ہوئے اور کچھ بغیر اس کے اور کھجور اور کھیتی الگ الگ ہیں کھانے کی چیزیں ان کی اور زیتون اور انار (جو شکل میں) ایک جیسے اور (ذائقہ میں) مختلف۔ کھاؤ اس کے پھل سے جب وہ پھل دار ہو اور ادا کرو اس کا حق جس دن وہ کٹے اور فضول خرچی نہ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا مَّعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ باغات ہیں جو لوگوں نے خود لگا رکھے ہوں اور غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ پھل

ہیں جو باہر، پہاڑوں اور جنگلوں میں ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ کا معنی وہ باغات ہیں جو لکڑیوں اور کانوں پر چڑھائے گئے ہوں اور غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ ہیں جو باہر اور بالکل ظاہر ہوں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مَّعْرُوْشٰتٍ سے مراد صرف بیلیں ہیں۔ انہوں نے ہی ایک دوسری سند سے آپ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ مَّعْرُوْشٰتٍ سے مراد انگور اور دیگر وہ بیلیں ہیں جنہیں خود چڑھایا جاتا ہے اور غَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ سے مراد وہ ہیں جو خود نہیں اگائی جاتیں۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مُتَشَابِهًا کا مفہوم یہ ہے کہ وہ دکھ دینے میں ایک دوسرے کی مثل ہیں اور وَّ غَیْرَ مُتَشَابِهٍ کا معنی ہے کہ وہ ذائقہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

امام ابن منذر، نحاس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ "اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ" کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد وہ دانے ہیں جو بالی سے گر جائیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں اسی کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس حکم کو عشر اور نصف عشر کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ انہی الفاظ کے بارے عطیہ العوفی نے کہا ہے کہ جب وہ کھیتی کاٹے پھر جب اسے گاہ کر صاف کیا جائے تو وہ اس سے کچھ مقدار دیں۔ پھر اس حکم کو عشر اور نصف عشر کے حکم نے منسوخ کر دیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد رحمہم اللہ نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں نے اس مذکورہ آیت کے بارے سدی سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ آیت مکی ہے، اسے عشر اور نصف عشر کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے۔ میں نے انہیں کہا: یہ کس نے کہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا علماء نے (3)۔

امام نحاس اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے "وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ" کے بارے کہا ہے کہ یہ حکم زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا کہ ایک آدمی اپنی پیداوار سے دانے دیتا، چوپائے چارہ کھاتے، وہ یتیموں اور مساکین کو دیتا اور تر اور خشک گھاس کے گٹھے بھی دیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں موجود تمام صدقات کو زکوٰۃ کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ زکوٰۃ کے حکم نے قرآن کریم میں موجود ہر قسم کے صدقہ کو منسوخ کر دیا ہے (4)۔

ابن ابی شیبہ، ابن منذر، نحاس، ابوالشیخ، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں اسی کے بارے حضرت ابن عمر رضی اللہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 408 (10486) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً (10485)

3۔ ایضاً (10480)

4۔ ایضاً (10484)

عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ صدقہ کے علاوہ کچھ چیز ایسے لوگوں کو دیتے تھے جو ان کے پاس آتے مگر سوال نہ کرتے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی کے بارے مجاہد نے کہا: جب تو کھیتی کو کاٹے اور مساکین تیرے پاس حاضر ہوں تو ان کے لیے کچھ بالیاں چھوڑ دے۔ جب تو فصل کو برداشت کرلے اور اکٹھی کرلے پھر تیرے پاس مساکین آجائیں تو اس میں سے انہیں کچھ دو۔ اور جب تو فصل کو گاہ کر دانے نکال لے اور تیرے پاس مساکین حاضر ہوں تو اس میں سے انہیں کچھ دے دے۔ اور جب دانے نکال کر انہیں اکٹھا کر لے اور ان کا کیل کر چکے (یعنی ان کی کل مقدار تجھے معلوم ہو) تو پھر ان سے زکوٰۃ علیحدہ کر دو۔ اور جب کھجوریں پک جائیں اور مساکین تیرے پاس حاضر ہوں تو انہیں بکھری ہوئی اور کچی کھجوروں میں سے کچھ دے دو۔ اور جب تو انہیں توڑ لے اور مساکین تیرے پاس حاضر ہوں تو انہیں کچھ دے دو، اور جب تو انہیں جمع کرے اور ان کی کل مقدار تجھے معلوم ہو جائے تو پھر ان کی زکوٰۃ علیحدہ کر دو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت میمون بن مہران اور حضرت یزید بن اصم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ جب کھجوریں توڑتے تو وہ کھجور کی ڈالیاں لے آتے اور انہیں مسجد میں رکھ دیتے۔ پھر کوئی سائل آتا اور وہ اسے اپنے عصا کے ساتھ مارتا اور اس سے پھل گرتا۔ یہی اس ارشاد کا مفہوم ہے "وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے اس کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تازہ پھل میں سے کچھ کھلاتے تھے۔

امام ابوعبید، ابوداؤد رحمہما اللہ نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس حق سے مراد دانوں اور پھلوں میں سے صدقہ ہے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنی تمیم کے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں مال کثیر، اہل وعیال اور اپنے پاس مساکین کو حاضر پانے والا آدمی ہوں۔ آپ مجھے بتائیے کہ میں مال کیسے خرچ کروں اور معاملات کیسے کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کیا کر۔ کیونکہ زکوٰۃ پاکیزگی اور طہارت ہے تجھے پاک کر دے گی، تیرے اقارب اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی پیدا کر دے گی اور تو سائل، پڑوسی اور مسکین کے حق کو بھی پہچان لے گا۔

سعید بن منصور اور ابن منذر نے شعبی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ بلاشبہ مال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے ابوالعالیہ نے کہا کہ زکوٰۃ کے سوا کچھ شے دیتے تھے۔ پھر جب وہ باہم خرچ کرتے تو اسراف کرتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا "وَلَا تُسْرِفُوْا"

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 407 (10476) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 407 (10477)

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 100 (926) دار الصمیعی الریاض

اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ‘‘ ’’اور تم فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا‘‘ (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت کریمہ ثابت بن قیس بن شماس کے بارے نازل ہوئی، انہیں ایک باغ ملا تو انہوں نے کہا: آج میرے پاس جو شخص بھی آئے گا میں اسے کھلاؤں گا پس وہ کھلاتے رہے حتی کہ شام تک کوئی پھل نہ بچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ (۲)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر مولی غفرہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کوئی شے اسراف نہیں ہے جسے تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں خرچ کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تو ابو قبیس پہاڑ کی مثل سونا بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری میں خرچ کرے تو وہ اسراف نہیں اور اگر اللہ کی نافرمانی میں ایک صاع بھی خرچ کرے تو وہ اسراف ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن میتب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وَ لَا تُسْرِفُوْا کے بارے فرمایا کہ تم صدقہ کو نہ روکو ورنہ تم گناہ گار ہو گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے ’’ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ‘‘ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پسند نہیں کرتا جو دوسروں کا مال کھاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ زید بن اسلم نے ’’ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ‘‘ کے بارے فرمایا کہ حق سے مراد اس کا عشر (دسواں حصہ) ہے۔ اور والیوں کے لیے فرمایا ’’ لَا تُسْرِفُوْا ‘‘ یعنی تم وہ مال نہ لو جو تمہارا حق نہیں ہے۔ کیونکہ ’’ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ‘‘ پس اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ کھیتی کا حق ادا کریں اور والیوں کو حکم دیا کہ وہ حق کے سوا کچھ نہ لیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَا تُسْرِفُوْا کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ تم اپنے مال نہ دو اس کے ساتھ کہ تم فقراء بن کر بیٹھ جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ’’ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖۤ اِذَاۤ اَثْمَرَ ‘‘ کے بارے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم تازہ پھل، انگور اور جو کچھ ہے وہ کھاؤ۔ اور جب کاٹنے کا دن ہو تو پھر کاٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔ ’’ وَ لَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ‘‘ کے بارے فرمایا کہ سرف سے مراد حق ادا نہ کرنا ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ابو بشر سے یہ قول روایت کیا ہے کہ لوگ ایاس بن معاویہ کے پاس آئے اور کہا سرف کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہر وہ شے جس کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز کرے وہ سرف (فضول خرچی) ہے۔ اور سفیان بن حسین نے کہا کہ جو بھی تو اللہ تعالیٰ کے حکم میں سے کم کر دے پس وہ بھی سرف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ’’ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ‘‘ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق سے مراد وہ صدقہ ہے جو پیداوار سے دیا جاتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا وہ فصل جو بارش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 74 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

سے سیراب ہو یا جاری چشمے سے یا جسے نیل (یعنی کوئی دریا یا نہر) سیراب کرے یا پھر زمین بارانی ہو تو اس پیداوار میں کامل عشر ہوگا اور وہ فصل جو ڈولوں کے ساتھ سیراب ہو تو اس میں نصف عشر ہوگا۔ یہ اس پیداوار کا حکم ہے جس میں کیل کیا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے جب پیداوار پندرہ وسق تک پہنچ جائے اور یہ تین سو صاع کے برابر ہوتے ہیں تو اس میں زکوٰۃ فرض ہے۔ فرمایا وہ یہ پسند کرتے تھے کہ وہ پیداوار جس کا کیل نہیں کیا جاتا اس سے بھی اسی طرح دیں جس کا کیل کیا جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم، نحاس، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا حق سے مراد وہ زکوٰۃ ہے جو فرض کی گئی ہے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حق ادا کرنے کا مفہوم ہے کہ جس دن پیداوار کا ماپ کیا جاتا ہے اور پیداوار کی مقدار معلوم کی جاتی ہے اس دن فرض زکوٰۃ ادا کرو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد نے ناسخ میں اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت طاؤس نے کہا: حق سے مراد زکوٰۃ ہے (2)۔

وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۴۲﴾

"اور (پیدا فرمائے) بعض مویشی بوجھ اٹھانے والے اور بعض زمین پر لٹا کر ذبح کرنے کے لیے، کھاؤ اس میں سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے اور نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابوعبید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا حَمُوْلَةً سے مراد وہ جانور ہیں جن پر بوجھ لادا جاتا ہے مثلاً اونٹ وغیرہ۔ اور فرش سے مراد اونٹوں کے وہ چھوٹے بچے ہیں جن پر بوجھ نہیں لادا جاسکتا۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حَمُوْلَةً سے مراد بڑے اونٹ ہے اور فرش سے مراد چھوٹے اونٹ ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا" کے بارے فرمایا کہ یہ صرف اونٹوں کے بارے میں ہے۔ حمولہ سے مراد وہ اونٹ ہیں جن پر بوجھ لادا جاتا ہے اور فرش سے مراد وہ ہیں جو کھائے جاتے ہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا

1۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الزکوۃ، جلد 4، صفحہ 132، دارالفکر بیروت 2۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الزکوۃ، جلد 4، صفحہ 132 بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 347 (3235)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کہ مجھے "حَمُوۡلَةً وَّ فَرۡشًا" کے بارے بتایئے؟ تو آپ نے فرمایا: فَرۡشًا سے مراد ہے جو مویشوں میں سے چھوٹے ہوں۔ نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن صلت کو نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے:

لَيۡتَنِيۡ كُنۡتُ قَبۡلَ مَا قَدۡ رَآنِيۡ فِيۡ قِلَالِ الۡجِبَالِ أَرۡعَى الۡحَمُوۡلَا

"اس سے پہلے کہ وہ مجھے دیکھتا کاش میں پہاڑوں کی چوٹیوں میں اونٹ چرا رہا ہوتا"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حَمُوۡلَةً سے مراد اونٹ، گھوڑے، خچر، گدھے اور ہر وہ شے ہے جس پر بوجھ لادا جاتا ہے اور فَرۡشًا سے مراد بھیڑ بکریاں ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ حَمُوۡلَةً سے مراد اونٹ اور گائے ہیں اور فَرۡشًا سے مراد بھیڑیں اور بکریاں ہیں۔

ثَمٰنِيَةَ اَزۡوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاۡنِ اثۡنَيۡنِ وَ مِنَ الۡمَعۡزِ اثۡنَيۡنِ ؕ قُلۡ ءٰٓالذَّكَرَيۡنِ حَرَّمَ اَمِ الۡاُنۡثَيَيۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَيۡهِ اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ؕ نَبِّـُٔوۡنِيۡ بِعِلۡمٍ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ﴿۱۴۳﴾ وَ مِنَ الۡاِبِلِ اثۡنَيۡنِ وَ مِنَ الۡبَقَرِ اثۡنَيۡنِ ؕ قُلۡ ءٰٓالذَّكَرَيۡنِ حَرَّمَ اَمِ الۡاُنۡثَيَيۡنِ اَمَّا اشۡتَمَلَتۡ عَلَيۡهِ اَرۡحَامُ الۡاُنۡثَيَيۡنِ ؕ اَمۡ كُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ وَصّٰىكُمُ اللّٰهُ بِهٰذَا ۚ فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۱۴۴﴾

"(پیدا فرمائے) آٹھ جوڑے۔ بھیڑ سے دو (نر و مادہ) اور بکری سے دو (نر و مادہ)۔ آپ پوچھیے کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادائیں یا جسے لیے ہوئے ہیں (اپنے اندر) دو ماداؤں کے رحم۔ بتاؤ مجھے علم کے ساتھ اگر ہو تم سچے اور اونٹ سے دو (نر و مادہ) اور گائے سے دو (نر و مادہ)۔ آپ پوچھیے کیا دونوں نر حرام کیے ہیں یا دونوں مادہ یا جسے لیے ہوئے ہیں (اپنے اندر) دو ماداؤں کے رحم، کیا تم تھے موجود جب وصیت کی تمہیں اللہ نے اس بات کی تو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہے جو بہتان باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا تا کہ گمراہ کرے لوگوں کو اپنی جہالت سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو ظالم ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ آٹھ جوڑے اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری کے ہیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 77

2۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الضحایا، جلد 9، صفحہ 272، دار الفکر بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کے بارے فرماتے ہیں کہ تمہارے لیے آٹھ جوڑے نازل کیے گئے۔ ان سے مراد وہ ہیں جنہیں مذکر اور مؤنث شمار کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا کہ حضرت قتادہ نے "ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ" کے بارے کہا ہے کہ مذکر اور مؤنث دو جوڑے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ "ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ" ان جانوروں کی شان میں نازل ہوئی جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا ہے۔ یعنی بحیرہ اور سائبہ وغیرہ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت لیث بن ابی سلیم کا قول ذکر کیا ہے کہ بھینس اور بختی اونٹ بھی آٹھ جوڑوں میں شامل ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے کئی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۚ مِنَ الضَّاْنِ اثْنَيْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ" یہ چار جوڑے ہیں۔ "قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان میں سے کوئی چیز حرام نہیں کی۔ "اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ" یعنی کیا رحم صرف نر یا مادہ کو لیے ہوتی ہے تو پھر تم بعض کو حرام اور بعض کو حلال کیوں قرار دیتے ہو؟ "نَبِّـُٔوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ" رب کریم فرماتا ہے یہ سب کے سب حلال ہیں یعنی جانوروں میں سے وہ بھی جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ اہل جاہلیت نے انہیں حرام قرار دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ" کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے یعنی وہ جسے رحم اٹھائے ہوئے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اس لیے ذکر کی گئی ہے۔ کیونکہ انہوں نے کچھ جانوروں کو حرام قرار دیا تھا اور یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا حکم دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ"

قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِيْ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

"آپ فرمایئے میں نہیں پاتا اس (کتاب) میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف کوئی چیز حرام کھانے والے پر جو کھاتا ہے اسے مگر یہ کہ مردار ہو یا (رگوں کا) بہتا ہوا خون یا سور کا گوشت کیونکہ وہ سخت گندا ہے یا جو نافرمانی کا باعث ہو (یعنی) وہ جانور جس پر ذبح کے وقت بلند کیا جائے غیر خدا کا نام۔ پھر جو شخص لاچار ہو جائے نہ نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ تجاوز کرنے والا (حد ضرورت سے) تو بے شک آپ کا رب بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے

والا ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ کچھ اشیاء کو حرام قرار دیتے تھے اور کچھ چیزوں کو حلال سمجھتے تھے۔ تو اس ضمن میں مذکورہ آیت "قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا الآیۃ" نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا: زمانہ جاہلیت کے لوگ کچھ اشیاء کھاتے تھے اور کچھ اشیاء ناپاک اور غلیظ سمجھ کر چھوڑ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اس نے حلال چیزوں کو حلال قرار دیا اور حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار دیا۔ پس وہی چیزیں جنہیں اس نے حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہیں اور جنہیں اس نے حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہیں اور جن کے ذکر سے خاموش رہا وہ اس کی جانب سے معاف ہیں (یعنی انہیں استعمال کی رخصت ہے) پھر آپ نے مذکورہ آیت آخر تک تلاوت فرمائی (1)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا ان کے سوا جو چیزیں ہیں وہ حلال ہیں (2)۔

امام بخاری، ابوداؤد، ابن منذر، نحاس اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن زید سے کہا: کیا وہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ فتح خیبر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا؟ تو انہوں نے جواب دیا حکم بن عمرو غفاری بھی بصرہ میں ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی بیان کرتے تھے، لیکن بحر علم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس بحر کا انکار کیا ہے اور پھر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ چوپاؤں میں سے کوئی بھی حرام نہیں ہے مگر وہی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام قرار دیا ہے "قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا الآیۃ"

امام سعید بن منصور، ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے قنفذ (سیہ) کھانے کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے مذکورہ آیت پڑھ کر سنائی۔ تو آپ کے پاس موجود ایک شیخ نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ناپاک چیزوں میں سے یہ ایک نجس اور ناپاک چیز ہے۔ تو یہ سن کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے تو پھر حکم وہی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (4)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 186، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور
2۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 69 (866)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح بخاری، کتاب الذبائح والصید، جلد 4، صفحہ 17 (5418)، دار الفکر بیروت (روایات کے اختلاف کے ساتھ)
4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 176، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

رضی اللہ عنہما سے ذی ناب درندوں (دانتوں سے چیر پھاڑ کرنے والے درندوں) اور ذی مخلب پرندوں (ایسے پرندے جو اپنے پنجوں کے ساتھ شکار کرتے ہیں) کے بارے پوچھا جاتا تو آپ مذکورہ آیت تلاوت فرما دیتیں۔

امام احمد، بخاری، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کی بکری مرگئی تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فلانہ (یعنی بکری) فوت ہوگئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کا مشکیزہ کیوں نہیں بنالیا؟ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم بکری کا مشکیزہ بنا سکتے ہیں، حالانکہ وہ مرچکی ہے؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی "قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً الآیہ" کہ بے شک تم اسے کھا نہیں سکتے۔ البتہ تم اس کی دباغت کرنے کے بعد اس سے نفع حاصل کر سکتے ہو۔ چنانچہ آپ نے اس کی طرف کسی کو بھیج کر اس کی کھال اتروالی۔ پھر اسے رنگا اور اس سے مشکیزہ بنایا اور وہ پھٹنے تک آپ کے زیر استعمال ہی رہا(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے مذکورہ آیت آخر تک تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا: کہ مردار کی جس شے کو کھانا حرام قرار دیا گیا ہے وہ اس کا گوشت ہے۔ لیکن چمڑا، تسمہ یا کھال سے بنا ہوا برتن، دانت، ہڈی، بال اور اون یہ سب حلال ہیں۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ جب جانور ذبح کرتے تو وہ اس کی رگیں کاٹ دیتے اور خون اٹھا لیتے۔ پھر اسے کھا لیتے اور کہتے یہ دم مسفوح ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا دم مسفوح حرام کیا گیا ہے۔ لیکن وہ گوشت جس کے ساتھ خون ملا ہوتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ آیت "اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا" نہ ہوتی تو مسلمان رگوں کے ساتھ وہی کچھ کرتے جو کچھ ان سے یہودی کر رہے ہیں (3)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا مسفوح وہ خون ہوتا ہے جو بہایا جا سکتا ہے اور جو خون رگوں میں رہ جاتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور آکر کہا: کیا تلی کھائی جا سکتی ہے؟ آپ نے جواب دیا ہاں۔ تو اس نے کہا کیا دم کا لفظ اسے بھی شامل نہیں؟ تو آپ نے کہا اللہ تعالیٰ نے صرف دم مسفوح حرام قرار دیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس خون کے بارے

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 327، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 70 (870) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 69 (867)

پوچھا گیا جو بکری کے مذبح (گردن) میں ہوتا ہے یا وہ خون جو ہنڈیا کے اوپر ہوتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ صرف دم مسفوح سے منع کیا گیا ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر اور ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم دونوں نے فرمایا ہر شے والے کو کھانے میں کوئی حرج نہیں مگر انہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں فرمایا ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ہاتھی اور شیر کے گوشت کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے جریث (مچھلی کی ایک خاص قسم) کے کھانے کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ان سے کتے، بھیڑیے، بلے اور ان جیسے دیگر جانوروں کے ثمن کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ نے جواباً فرمایا" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدہ: 101) " اے ایمان والو! مت پوچھا کرو ایسی باتیں کہ اگر ظاہر کی جائیں تمہارے لیے تو بری لگیں تمہیں"۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام بعض چیزوں کو ناپسند کرتے تھے اور انہیں حرام نہیں قرار دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی اور اس میں حلال چیزوں کو حلال قرار دیا اور حرام کو حرام قرار دیا اور اس نے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی "قُلْ لَّاۤ اَجِدُ فِیْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا...... الآیہ"

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے گھریلو گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دیا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ آنے والا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: کیا آپ گدھے کھاتے ہیں؟ پھر ایک دوسرا آیا اور اس نے کہا: کیا آپ نے گدھوں کو حرام کر دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ایک منادی (آواز لگانے والا) کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں اعلان کر دے بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ دونوں تمہیں گھریلو گدھے کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ پلید ہے۔ تو اس وقت ہانڈیاں الٹادی گئیں حالانکہ وہ گوشت سے ابل رہی تھیں(3)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے حدیث

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 829، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مختصر صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 116 (1329) دار احیاء التراث اسلامی بیروت
3۔ ایضاً (1330)

روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے کو کھانے سے منع فرمایا ہے(1)۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن ہر ذی ناب درندے اور ہر ذی مخلب پرندے سے منع فرمایا(2)۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھا۔ آپ ﷺ کے پاس کچھ یہودی آئے اور انہوں نے شکایت کی کہ لوگ ہمارے باڑوں میں جھانکتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار! معاہدہ (صلح) کرنے والوں کے مال اپنے حق کے سوا حلال نہیں ہیں۔ تم پر گھریلو گدھے، گھوڑے، خچر، ہر ذی ناب درندہ اور ہر ذی مخلب پرندہ حرام ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ترمذی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھے، خچروں کا گوشت، ہر ذی ناب درندہ، ہر ذی مخلب پرندہ، مجثمہ کو حرام قرار دیا۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خیبر کے دن ہر ذی ناب درندہ حرام کر دیا اور جانور کو باندھ کر مارنے سے، جھپٹ کر مال لینے اور لوٹ مار کرنے کو بھی حرام قرار دیا(5)۔ ترمذی نے اس روایت کو بھی حسن قرار دیا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہر ذی ناب درندے، ہر ذی مخلب پرندے اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع فرمادیا(6)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں مکحول سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھوں کے گوشت، حاملہ عورت کی قربت، تقسیم سے پہلے مال غنیمت کی بیع اور ہر ذی ناب درندے کے کھانے سے منع فرمادیا(7)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قاسم اور حضرت مکحول رحمہما اللہ کی سند سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن گھریلو گدھا اور ہر ذی ناب درندہ کھانے سے منع فرمایا اور اس سے کہ حاملہ عورتوں سے وضع حمل سے پہلے وطی کی جائے اور مال غنیمت تقسیم سے قبل فروخت کیا جائے اور کھجوروں کے پکنے کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے انہیں بیچا جائے اور اس دن آپ نے اپنے بالوں میں غیر کے بال لگانے اور لگوانے والی، گودنے اور گدوانے والی، اپنے چہرے کو نوچنے والی اور اپنا گریبان چاک کرنے والی پر لعنت فرمائی(8)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب اکل کل ذی ناب، جلد 6، صفحہ 214 (1477)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 588 (3234) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ابوداؤد، باب ماجاء فی اکل السباع، جلد 2، صفحہ 177، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الصید، جلد 6، صفحہ 214 (1478)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 257 (19852) مدینہ منورہ 6۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 209 (1474)
7۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 4، صفحہ 520 (8706) دارالکتب العلمیہ بیروت
8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 8، صفحہ 74 بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث جلد 10، صفحہ 178، دارالفکر بیروت

امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بلی کھانے اور اس کے ثمن (وہ مال جس کے عوض بلی کو بیچا جائے) کھانے سے منع فرمایا ہے(1)۔

امام ابوداؤد نے عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گوہ کا گوشت کھانے سے منع فرمایا ہے(2)۔

امام مالک، شافعی، ابن ابی شیبہ، بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم ﷺ سے گوہ کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا میں اسے کھاتا نہیں اور میں اسے حرام بھی نہیں کرتا(3)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے۔ تو آپ کے پاس بھونی ہوئی گوہ لائی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف اپنا دست مبارک بڑھایا۔ راوی کہتے ہیں کہ بعض عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس چیز کے بارے خبر دی جسے آپ ﷺ کھانے کا ارادہ فرمارہے تھے اور انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ یہ گوہ ہے۔ یہ سنتے ہی آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اٹھالیا۔ تو پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا یہ حرام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ لیکن یہ میری قوم کی زمین سے نہیں۔ لہٰذا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اسے چھوڑ دوں (نہ کھاؤں) حضرت خالد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اسے اپنی طرف کھینچا اور اسے کھانے لگا حالانکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ایک لشکر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم نے کئی گوہیں پکڑیں۔ ان میں سے ایک گوہ بھون کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا اور آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی۔ تو آپ ﷺ نے ایک چھڑی پکڑی اور اس کے ساتھ اس کی انگلیوں کو شمار کیا۔ پھر فرمایا بنی اسرائیل کی ایک قوم کی شکلیں مسخ کر کے انہیں زمین پر رینگنے والے جانور بنا دیا گیا اور میں یہ نہیں جانتا کہ یہ کون سا جانور ہے؟ پس آپ ﷺ نے نہ اسے کھایا اور نہ ہی اس سے منع فرمایا(5)۔(الف)

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 224 (1280) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، باب ماجاء فی اکل الضب، جلد 2، صفحہ 176، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

3۔ سنن نسائی، باب الضب، جلد 7، صفحہ 197، دارالریان قاہرہ

4۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 84 (1945) دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ باب الضب، جلد 3، صفحہ 590 (3238) دارالکتب العلمیہ بیروت

(الف) احناف کے نزدیک گوہ کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس وقت اسے کھانے سے منع کردیا جب کہ انہوں نے اسے کھانے کے بارے آپ سے پوچھا۔ اسے محمد بن حسن نے اسود سے اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو گوہ بطور ہدیہ دی گئی تو آپ نے اسے نہ کھایا۔ پھر آپ نے اسے کھانے کے بارے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں اسے کھانے سے منع فرمادیا۔ اور یونہی تحریم پر دلالت کرتی ہے اسی طرح عبدالرحمٰن بن شبل سے روایت ہے ”ان رسول اللہ ﷺ نومی عن اکل ضم الضب“ (البنایہ، جلد 10، صفحہ 702)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن حویرث رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ صفاح میں تھے۔ کہ ایک آدمی خرگوش لے کر آیا جسے اس نے شکار کر لیا تھا۔ تو اس نے ان سے کہا: آپ اس کے بارے کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتے کہ آپ کے پاس خرگوش لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہ کھایا اور نہ ہی اسے کھانے سے منع فرمایا اور گمان یہ کیا کہ اسے حیض آتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مرالظہر ان کے مقام پر تھے، ہم نے ایک خرگوش کو بھڑ کا کر نکالا اور ساری قوم اس کے پیچھے دوڑ پڑی، اسے خوب تھکا دیا اور میں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر میں اسے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا اور انہوں نے اسے ذبح کیا اور اس کے دونوں ران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیج دیئے جنہیں آپ نے قبول فرمالیا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور آپ نے اس راویت کو ضعیف قرار دیا ہے اور ابن ماجہ نے خزیمہ بن جزیٔ السلمی سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بجو کھانے کے بارے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی بجو کھاتا ہے؟ پھر میں نے بھیڑیا کھانے کے متعلق سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی بھیڑیا کھاتا ہے، اس میں کوئی بھلائی ہے؟(3) ابن ماجہ کے الفاظ میں اس طرح ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں تا کہ زمین کی اجناس کے بارے آپ سے کچھ سوال کروں۔ آپ لومڑی کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لومڑی کون کھاتا ہے؟ پھر میں نے عرض کی: آپ گوہ کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امتوں میں سے ایک امت مفقود ہوگئی اور میں نے ایسی مخلوق کو دیکھا جس نے مجھے متحیر کر دیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم خرگوش کے بارے آپ کیا فرماتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے خون آتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو کوا کھاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فاسق کہا ہے۔ قسم بخدا کوا پاکیزہ اور طیب چیزوں میں سے نہیں ہے(4)۔

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابراہیم بن عمر بن سفینہ رحمہ اللہ کی سند سے کہ انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سرخاب کا گوشت کھایا ہے(5)۔

1۔ سنن ابوداؤد، باب فی اکل الارنب، جلد2، صفحہ 175، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد7، صفحہ 214 (1792)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، باب الغراب، جلد3، صفحہ 592 (3243) دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، جلد3، صفحہ 595 (3248)

5۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد8، صفحہ 18 (1827)

امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔

امام ابوداؤد، ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے اور نسائی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی عمار نے کہا: میں نے جابر سے پوچھا کیا میں بجو کا شکار کرسکتا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ پھر میں نے پوچھا کیا میں اسے کھا سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر میں نے کہا کیا رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں (آپ نے اس طرح فرمایا ہے)(1)

وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَ مِنَ الْبَقَرِ وَ الْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَاۤ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَاۤ اَوِ الْحَوَايَاۤ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ؕ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۖ٭ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾

"اور ان لوگوں پر جو یہودی بنے تھے ہم نے حرام کردیا ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری سے ہم نے حرام کی ان پر دونوں (گائے بکری) کی چربی مگر جو اٹھا رکھی ہو ان کی پشتوں یا آنتوں نے یا جو ملی ہوئی ہو ہڈی کے ساتھ یہ ہم نے سزا دی تھی انہیں بسبب ان کی سرکشی کے اور یقیناً ہم سچے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ قول باری تعالیٰ "وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ" کے بارے فرمایا اس میں ان جانوروں کا ذکر ہے جن کی انگلیاں کھلی نہ ہوں۔ یعنی ان کی انگلیاں جدا جدا نہ ہوں جیسا کہ اونٹ اور شتر مرغ وغیرہ۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مذکورہ آیت میں مراد اونٹ اور شتر مرغ وغیرہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے "حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ" کے بارے فرمایا: کہا جاتا تھا کہ یہ اونٹ، شتر مرغ پرندوں اور مچھلیوں میں سے کچھ چیزیں ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے چوپاؤں میں سے ہر وہ جانور جس کے پنجے کھلے نہیں ہم نے اسے حرام کردیا اور جس کے پنجے کھلے ہیں یہودی اسے کھا لیتے تھے۔ فرمایا: مرغی اور چڑیا کی انگلیاں کو کھلی ہیں پس یہودی انہیں کھاتے ہیں اور اونٹ کے پاؤں نے اس کے خف (پنجے) کو نہیں کھولا، نہ شتر مرغ کے پاؤں نے اس کے خف کو کھولا ہے اور نہ ہی ورینہ کے پاؤں نے کھولا۔ پس یہودی اونٹ، شتر مرغ اور ورینہ نہیں کھاتے تھے اور نہ ہر وہ

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 207 (1789) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت

جانور کھاتے، جس کے پاؤں کھلے نہ ہوتے۔ اسی طرح وہ وحشی گدھا بھی نہ کھاتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "كُلَّ ذِي ظُفُرٍ" میں سے مرغ بھی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن جریج سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم نے چوپاؤں میں سے ہر وہ جانور حرام کر دیا جس کے پاؤں کھلے نہ ہوں اور جن کے پاؤں کھلے ہیں انہیں وہ کھائے۔ لہٰذا وہ اونٹ، شتر مرغ، بطخ، مرغابی اور وحشی گدھا نہ کھاتے تھے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو قتل کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر جانوروں کی چربی حرام قرار دی تو وہ اسے پگھلا لیتے۔ پھر اسے بیچ دیتے اور بعد ازاں اسے کھا لیتے (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے، ان پر چربی حرام کی گئی، تو وہ اسے بیچ دیتے اور پھر اس کی قیمت استعمال میں لے آتے۔

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے۔ ان پر چربی حرام کی گئی تو وہ اسے بیچ کر اس کی قیمت کھانے لگے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی تو وہ اسے بیچنے لگے اور پھر اس کے ثمن کھانے لگے۔

امام ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کی ہے۔ یہ بھی آپ نے تین بار فرمایا۔ لیکن وہ اس کو بیچ کر اس کے ثمن کھانے لگے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر کسی شے کو کھانا حرام نہیں کیا مگر یہ کہ ان پر اس کے ثمن بھی حرام قرار دیئے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُومَهُمَا إِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُورُهُمَا" کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ چربی ہے جو پیٹھ پر ہو اور حوایا سے مراد آنتیں ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آنتیں اور گردوں کی چربی حرام قرار دی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر آنتیں، اوجھری، گردے کی چربی اور ہر وہ چربی جو ہڈی میں نہ ہو، حرام قرار دی ہے۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 240 (1297) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 71 (3383)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 3، صفحہ 298، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 91، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ نے "اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ" کی تفسیر میں کہا کہ اس سے مراد دنبے کی چکی (لاٹ) ہے اور "اَوِالْحَوَایَآ" سے مراد مینگنی نکلنے کی جگہ یعنی آنتیں ہیں اور "اَوْمَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ" کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد وہ چربی ہے جو ہڈی کے ساتھ متصل ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ حوایا سے مراد آنتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ حوایا سے مراد آنتیں اور پیٹ میں آنتیں جمع ہونے کی جگہ ہے اور "اَوْمَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ" سے مراد وہ چربی ہے جو ہڈی کے ساتھ چمٹی ہوئی ہو۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے کہا ہے کہ حوایا سے مراد پیٹ میں وہ جگہ ہے جس میں آنتیں ہوتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حوایا سے مراد مرابض ہے۔ یعنی پیٹ کی وہ جگہ جس میں آنتیں ہوتی ہیں اور اسی کے درمیان میں دودھ کی رگیں ہوتی ہیں۔ اسی مقام کو کلام عرب میں مرابض کیا جاتا ہے۔

ابن منذر اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "اَوْمَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد الیہ (سرین) ہے اور سرین کی چربی دم کی ہڈی کے ساتھ ملی ہوتی ہے اور وہ حلال ہے اور وہ کہتے کہ ٹانگوں، پہلوؤں، سر، آنکھ اور کان کی چربی بھی چونکہ ہڈی کے ساتھ ملی ہوتی ہے لہٰذا وہ ان کے لیے حلال ہے۔ کیونکہ ان پر آنتوں اور گردوں کی چربی حرام کی گئی ہے اور ہر وہ شے جو اس طرح ہو وہ ہڈی میں نہیں ہے (یعنی آنتوں اور گردوں وغیرہ کی چربی چونکہ ہڈی کے ساتھ متصل نہیں اس لیے وہ ان پر حرام ہے لہٰذا یہی حکم ہر اس چربی کا ہوگا جو ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سرکشی کی سزا دینے کے لیے اسے ان پر حرام قرار دیا اور ان پر یہ شدید حکم نازل فرمایا حالانکہ فی الحقیقت یہ (چربی) نجس اور ناپاک نہیں ہے۔

فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ رَّبُّكُمْ ذُوْ رَحْمَةٍ وَّاسِعَةٍ ۚ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُهٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

"پھر اگر وہ جھٹلائیں آپ کو تو آپ فرمائیے تمہارا پروردگار کشادہ رحمت والا ہے اور نہیں ٹالا جا سکتا اس کا عذاب اس قوم سے جو جرائم پیشہ ہو"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "فَاِنْ كَذَّبُوْكَ" کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کا فاعل یہود ہیں۔ یعنی پھر اگر وہ یہودی آپ کو جھٹلائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہود گوشت کے بارے کہا کرتے تھے کہ چونکہ اسے اسرائیل نے حرام قرار دیا ہے پس ہم بھی اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ اسی کے متعلق مذکورہ آیت کریمہ ہے۔ واللہ اعلم۔

سَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَاۤ اَشۡرَکۡنَا وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمۡنَا مِنۡ شَیۡءٍ ؕ کَذٰلِکَ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ حَتّٰی ذَاقُوۡا بَاۡسَنَا ؕ قُلۡ ہَلۡ عِنۡدَکُمۡ مِّنۡ عِلۡمٍ فَتُخۡرِجُوۡہُ لَنَا ؕ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَخۡرُصُوۡنَ ﴿۱۴۸﴾ قُلۡ فَلِلّٰہِ الۡحُجَّۃُ الۡبَالِغَۃُ ۚ فَلَوۡ شَآءَ لَہَدٰىکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۴۹﴾

"اب کہیں گے جنہوں نے شرک کیا اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کرتے کسی چیز کو۔ ایسا ہی جھٹلایا تھا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ چکھا انہوں نے ہمارا عذاب۔ آپ فرمایئے کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو نکالو اسے ہمارے لئے۔ تم نہیں پیروی کرتے مگر نرے گمان کی اور نہیں ہو تم مگر اٹکلیں مارتے ہو آپ فرمایئے اللہ ہی کے لئے کامل دلیل ہے، سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت فرماتا تم سب کو"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے "سَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ...... الآیہ" کے بارے فرمایا کہ یہ قریش کا قول ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام حرام کر دیے ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا: لوگ کہتے ہیں کہ شر (برائی) تقدیر کے سبب نہیں ہوتا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہمارے اور اہل قدر کے درمیان یہ آیت "سَیَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ اَشۡرَکُوۡا لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ مَاۤ اَشۡرَکۡنَا" الی قولہ "قُلۡ فَلِلّٰہِ الۡحُجَّۃُ الۡبَالِغَۃُ ۚ فَلَوۡ شَآءَ لَہَدٰىکُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ" قول فیصل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ عجز و دانائی بھی تقدیر میں سے ہے(1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ "قُلۡ فَلِلّٰہِ الۡحُجَّۃُ الۡبَالِغَۃُ...... الآیہ" کے نزول کے ساتھ ہی قدریہ کی دلیل ختم ہو گئی اور کٹ کر رہ گئی۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے "اَلۡحُجَّۃُ الۡبَالِغَۃُ" کا معنی سلطان (دلیل) کیا ہے۔

قُلۡ ہَلُمَّ شُہَدَآءَکُمُ الَّذِیۡنَ یَشۡہَدُوۡنَ اَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ ہٰذَا ۚ فَاِنۡ شَہِدُوۡا فَلَا تَشۡہَدۡ مَعَہُمۡ ۚ وَ لَا تَتَّبِعۡ اَہۡوَآءَ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 347 (3237) دارالکتب العلمیہ بیروت

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۰﴾

"آپ فرمایئے لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا اسے۔ پھر اگر وہ (جھوٹی) گواہی دے بھی دیں تو آپ نہ گواہی دیجئے ان کے ساتھ اور نہ تم پیروی کرنا ان کی خواہشوں کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور جو نہیں ایمان لاتے آخرت پر اور وہ اپنے رب کے ساتھ (دوسروں کو) برابر ٹھہراتے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ" کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تم مجھے اپنے گواہ دکھاؤ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قول باری تعالیٰ "الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا" کے بارے فرمایا کہ ایسے گواہ لاؤ جو گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان بحائر اور سوائب کو حرام کیا ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَبِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۲﴾

"آپ فرمایئے آؤ میں پڑھ کر سناؤں جو کچھ حرام کیا ہے تمہارے رب نے تم پر (وہ یہ) کہ نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی چیز کو اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی (کے خوف) سے، ہم رزق دیتے ہیں تمہیں بھی اور انہیں بھی اور مت نزدیک جاؤ بے حیائی کی باتوں کے جو ظاہر ہوں ان سے اور جو چھپی ہوئی ہوں اور نہ قتل کرو اس جان کو جسے حرام کر دیا ہے اللہ نے سوائے حق کے۔ یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں اللہ نے جن کا تاکہ تم (حقیقت کو) سمجھو اور مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر اس طریقہ سے جو بہت اچھا ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور پورا کرو ناپ اور تول انصاف کے ساتھ۔ ہم نہیں تکلیف دیتے کسی کو مگر اس کی

طاقت کے برابر اور جب کبھی بات کہو تو انصاف کی کہو اگرچہ ہو (معاملہ) رشتہ دار کا اور اللہ سے کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو۔ یہ ہیں وہ باتیں جن کا اللہ نے حکم دیا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو''۔

امام ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جسے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس وصیت کی طرف دیکھنا خوش کرتا ہے جس پر مہر لگی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیات پڑھ لے قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ وَ لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۚ وَ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ۚ وَ اِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۚ وَ بِعَهْدِ اللّٰهِ اَوْفُوْا ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (انعام) امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون ان تین آیات پر میری بیعت کرے گا؟ پھر آپ ﷺ نے یہ تین آیات تلاوت فرمائیں ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ'' الآیات پھر فرمایا: جس نے انہیں پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جس نے ان میں سے کسی شے کی کمی کی تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی اسے پکڑ لیا۔ تو وہی اس کی سزا ہو گی اور جس کسی کو آخرت تک مؤخر کر دیا یعنی مہلت دے دی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، اگر چاہے تو اسے پکڑ لے اور اگر چاہے تو اسے معاف فرما دے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابو عبید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت منذر ثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ربیع بن خثیم نے کہا کیا تجھے یہ بات خوش کرتی ہے کہ تو حضور نبی مکرم ﷺ کے مہر زدہ صحیفہ کو پا لے؟ میں نے کہا: جی ہاں: تو پھر انہوں نے یہی آیات سورۃ الانعام کے آخر تک پڑھیں ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ'' الی آخر الآیات۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ضریس اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا تورات کی وہ دس آیات جو سب سے اول نازل ہوئیں وہ یہی دس آیات ہیں جو سورۃ الانعام کے آخر میں نازل ہوئیں یعنی ''قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ'' سے لے کر تا آخر۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مزاحم بن زفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے ربیع بن خثیم سے کہا: مجھے

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 143 (3070) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 348 (3240) دار الکتب العلمیہ بیروت

وصیت کیجئے تو انہوں نے فرمایا: میرے پاس صحیفہ لے آؤ۔ تو انہوں نے اس میں یہ آیات لکھ دیں "قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ "الآیات، اس آدمی نے عرض کی: میں آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوا تا کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: ان آیات کی پیروی کرنا تجھ پر لازم ہے۔

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے آپ کو قبائل عرب پر پیش کریں تو آپ ﷺ منیٰ کی طرف تشریف لے گئے۔ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انساب میں انتہائی مہارت رکھنے والے آدمی تھے۔ پس آپ منیٰ میں ان کے گھروں اور خیموں کے پاس ٹھہر اور ان پر سلام کیا اور انہوں نے بھی سلام کا جواب دیا۔ ان کی قوم میں مفروق بن عمرو، ہانی بن قبیصہ، مثنی بن حارثہ اور نعمان شریک تھے۔ اس قوم میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے سب سے زیادہ قریبی مفروق تھا اور وہ گفتگو طلاقت لسانی میں پوری قوم پر غالب تھا۔ چنانچہ وہی رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور آپ سے عرض کی اے قر بھائی! آپ ہمیں کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ پس رسول اللہ ﷺ آگے تشریف لائے اور بیٹھ گئے اور حضرت ابو صدیق رضی اللہ عنہ آپ ﷺ پر اپنے کپڑے سے سایہ کر کے کھڑے ہو گئے، تو حضور ﷺ نے فرمایا میں تمہیں دعوت د ہوں کہ اس بات کی شہادت دو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے، اس کے سوا کوئی الہ نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اگر تم مج پناہ دو، میری مدد کرو اور میری حفاظت کرو یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ کا وہ حق ادا کرسکوں جس کا اس نے مجھے حکم فرمایا ہے کیونکہ قریش نے تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف اظہار کیا ہے اور اس کے رسول معظم کو جھٹلا دیا ہے اور وہ باطل کے سبب حق مستغنی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ غنی اور حمید ہے۔ اس نے آپ ﷺ سے عرض کی اے میرے قریشی بھائی! آپ مز کیوں نہیں دعوت دیتے؟ کچھ فرمایئے۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے قُلْ تَعَالَوْا سے لے کر تَتَّقُوْنَ تک یہ آیات تلاو فرمائیں۔ تو پھر مفروق نے آپ ﷺ سے کہا: اے قریشی بھائی! آپ مزید کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ قسم بخدا! یہ اہل زمین کا کلام نہیں۔ اگر یہ اہل زمین کا کلام ہوتا تو بالیقین ہم اسے پہچان لیتے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ (النحل:90) الآیہ" بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور (ہر ایک کے ساتھ) بھلائی کرو"۔ یہ سن کر مفروق نے کہا اے قریشی! قسم بخدا تو نے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی دعوت دی ہے اور بالیقین وہ قوم جھوٹی ہے جس نے آپ کو جھٹلایا ہے اور آپ کی مخالفت کی ہے۔ اور ہانی بن قبیصہ نے کہا اے قریشی بھائی! میں نے آپ کی گفتگو سنی اور آپ کی باتوں کو بہت اچھا اور حسین پایا اور جس کے ساتھ آپ نے گفتگو فرمائی وہ مجھے تعجب میں ڈال رہا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اگر تم کچھ دیر اسی حالت پر ٹھہرے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کے شہر اور اموال تمہیں عطا فرمادے گے یعنی فارس کی سرزمین اور کسریٰ کے دریا تمہیں عطا فرمادے گا اور ان کی بیٹیاں تمہاری فراش بنادے گا۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہو؟ پھر نعمان بن شریک نے آپ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ کی قسم! اے قریشی بھائی یہ سب

آپ کے لئے ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (الاحزاب)" اے نبی (مکرم!) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور ہر وقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے اور آفتاب روشن کر دینے والا"۔ پھر رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ" کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا " کہ تم اپنی اولاد کو فاقہ کے ڈر سے قتل نہ کرو"۔ انہوں نے کہا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی بچیوں کے بارے فاقہ اور قید کے ڈر سے انہیں قتل کر دیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بے حیائی کی باتوں کے نزدیک مت جاؤ جو ان میں سے ظاہر ہوں یعنی اعلانیہ ہوں اور جو چھپی ہوئی ہوں یعنی جو ان میں سے سری ہوں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: املاق کا معنی فقر و افلاس کا خوف ہے اور "وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ" کے بارے آپ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ چھپ کر زنا کرنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔ البتہ اعلانیہ ایسا کرنا قبیح سمجھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سرًّا اور اعلانیۃً زنا کو حرام قرار دیا (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد اعلانیہ اور وَ مَا بَطَنَ سے مراد سری اور خفیہ بے حیائی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے زانی، سارق (چور) اور شراب پینے والے کو دیکھا ہے تم ان کے بارے کیا کہتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: وہ برائیاں ہیں اور ان میں سزا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو حازم رهاوی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے مولیٰ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے: لوگوں کا سوال فواحش کے بارے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ تک ان فواحش کے بارے خبر پہنچی ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں منع فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ کوئی آدمی کسی عورت سے شادی کرے پس جب وہ اس کے لئے اپنی اولاد کو جنم دے چکے تو وہ بلا وجہ اسے طلاق دے دے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد ماؤں اور بیٹیوں سے نکاح کرنا ہے اور وَ مَا بَطَنَ سے مراد زنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مراد

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 372، المکتبۃ العربیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 100-99، دار احیاء التراث العربی بیروت

لوگوں کا ظلم ہے اور وَمَا بَطَنَ سے مراد زنا اور چوری ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے قول باری تعالیٰ "وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ" کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد بندۂ مومن کا وہ نفس ہے جسے ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔

امام احمد، نسائی، ابن قانع، بغوی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن قیس اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا: سنو! یہ چار چیزیں ہیں (ان سے بچو) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ، اس نفس کو بغیر حق کے قتل نہ کرو جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے، نہ تم زنا کرو اور نہ ہی چوری کرو۔ (راوی کا بیان ہے) اس وقت مجھ سے بڑھ کر ان پر کوئی حریص نہیں تھا جب میں نے ان کے بارے رسول اللہ ﷺ سے سنا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے "وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" کے بارے فرمایا کہ احسن سے مراد مال کی تجارت اور اس میں نفع کی جستجو کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس ارشاد گرامی کے بارے ضحاک نے کہا ہے کہ اس سے مراد یتیم کے لئے ہی اس کے مال میں رغبت اور چاہت رکھنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ "بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ" کا مفہوم یہ ہے کہ اگر وہ محتاج اور مفلس ہو جائے تو معروف طریقہ سے اسے کھائے اور اگر غنی ہو (حاجت مند نہ ہو) تو پھر نہ کھائے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۖ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ (النساء:6) "اور جو سرپرست غنی ہو تو اسے چاہیے کہ (یتیموں کے مال سے) پرہیز کرے۔ اور جو سرپرست فقیر ہو تو وہ کھا لے مناسب مقدار سے"۔ کسوۃ (لباس) کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسوہ کا ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ اس نے صرف کھانے کا ذکر کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے "وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ" کے بارے کہا: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کے مال سے ٹوپی پہنے اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کے مال سے عمامہ (دستار) پہنے مگر یہ کہ اس کا سامان اس کے سامان کے ساتھ ملا ہوا ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ نے "حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ" کے بارے کہا کہ اشد سے مراد عاقل بالغ ہونا ہے جب کہ اس کے لئے نیکیاں بھی لکھی جائیں اور اس کے خلاف اس کی برائیاں بھی لکھی جائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اشدہ سے مراد پندرہ برس کی عمر کو پہنچنا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ربیعہ بن ابی عبدالرحمن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کے بارے کہا کرتے تھے کہ الاشد سے مراد عاقل بالغ ہونا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ (النساء:

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 339، دار صادر بیروت

6) ''اور آزماتے رہو، یتیموں کو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے کہا ہے کہ الاشد سے مراد عاقل بالغ ہونا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ ۚ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا'' اور پھر فرمایا جس نے اپنی طاقت کے مطابق ناپ اور تول پورا کر دیا اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو پورا کرنے کے بارے میں اس کی نیت کے صحیح ہونے کو جانتا ہے تو اس سے مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا۔ وُسْعَهَا کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قسط سے مراد عدل ہے اور وُسْعَهَا سے مراد طاقت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا بِالْقِسْطِ سے مراد عدل ہے۔

امام ترمذی، ابن عدی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے گروہ تجار! تمہیں ایک معاملہ سپرد کیا گیا ہے، اس میں تم سے پہلے زمانہ ماضی کی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں، اور وہ ہے ناپ اور تول (1)۔ امام ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس قوم نے بھی ناپ تول میں کمی کی اللہ تعالیٰ نے ان پر بھوک (قحط) مسلط کر دی۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے ''وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا'' کی تفسیر میں فرمایا کہ تم حق بات کہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ''وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى'' کے بارے یہ نقل کیا ہے کہ اگرچہ معاملہ تیرے رشتہ دار کا ہو تو پھر بھی حق بات ہی کہو۔

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٥٣﴾

''اور بے شک یہ ہے میرا راستہ سیدھا، سو اس کی پیروی کرو اور نہ پیروی کرو اور راستوں کی (ورنہ) وہ جدا کر دیں گے تمہیں اللہ کے راستہ سے۔ یہ ہیں وہ باتیں حکم دیا ہے تمہیں جن کا تا کہ تم متقی بن جاؤ''۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جان لو! راستہ صرف اور صرف ایک ہے جس پر ہدایت یافتہ جماعت ہے اور اس کا انجام جنت ہے۔ ابلیس نے متفرق راستے بنائے ان پر جمع ہونا (چلنا) گمراہی ہے اور ان کا انجام جہنم ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، نسائی، بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 328 (5288)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ایک خط کھینچا اور پھر فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے جو سیدھا ہے۔ بعدازاں آپ ﷺ نے اس کے دائیں، بائیں بہت سے خطوط بنائے اور فرمایا: ان راستوں میں سے کوئی بھی راستہ نہیں ہے مگر اس پر شیطان ہے جو اپنی طرف دعوت دے رہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (1)۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام احمد، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے سامنے اس طرح ایک خط کھینچا اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ پھر دو خط اس کی دائیں جانب اور دو خط اس کی بائیں جانب بنائے اور فرمایا: یہ شیطان کے راستے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے درمیان والے خط پر اپنا دست مبارک رکھا اور یہ آیت تلاوت فرمائی ’’ وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ......) الآیہ (2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے ان سے سوال کیا: صراط مستقیم کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضور نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک قریب ترین راستے پر چھوڑا ہے اور اس کی ایک طرف میں جنت ہے۔ اس کی دائیں اور بائیں جانب متفرق راستے ہیں، ان راستوں پر آدمی بیٹھے ہیں۔ جو بھی ان کے پاس سے گزرتا ہے وہ لوگ اسے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ پس جس کسی نے ان راستوں کو اختیار کیا تو اس کی انتہا جہنم ہوگی اور جو کوئی صراط مستقیم پر چلتا رہا اس کی انتہا جنت ہے۔ پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ’’ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ ‘‘ کا معنی یہ ہے کہ تم گمراہیوں کی پیروی نہ کرو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا ’’ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ ‘‘ کا مفہوم یہ ہے کہ تم بدعتوں اور شبہات کی پیروی نہ کرو۔

ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْۤ اَحْسَنَ وَ تَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۴﴾

’’ پھر عطا فرمائی ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب تا کہ پوری کر دیں نعمت ان پر جو نیک عمل کرتے ہیں اور تا کہ تفصیل ہو جائے ہر چیز کی اور (یہ کتاب) باعث ہدایت و رحمت ہے، تا کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے پر ایمان لائیں ‘‘۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 465، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 397
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 106 دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''تَمَامًا عَلَى الَّذِيْٓ اَحْسَنَ'' کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے تا کہ ہم نیکی کرنے والے مومنین پر نعمت مکمل کر دیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوصخر سے یہ قول نقل کیا ہے تا کہ پوری کر دیں وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ''تا کہ ان پر اپنی نعمت اور اپنا احسان مکمل کر دیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کسی نے دنیا میں نیک عمل کیا اللہ تعالیٰ آخرت میں اس پر نعمت اور (جزا) کو مکمل فرما دے گا۔ ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ قیامت کے دن اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مکمل عزت افزائی ہوگی۔ اور ''وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ'' کے بارے قتادہ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہر شے کی تفصیل اور بیان ہے اور اس میں حلال اور حرام بھی اشیاء شامل ہیں۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ہارون رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حسن کی قرأت میں ''تَمَامًا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ'' کے الفاظ ہیں۔

امام ابن الانباری نے بیان کیا کہ حضرت ہارون نے کہا، عبداللہ کی قرأت میں ''تَمَامًا عَلَى الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا'' ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ''وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ'' سے وہ تمام چیزیں مراد ہیں جن کا حکم دیا گیا ہے اور جن سے منع کیا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے تختیوں کو پھینکا تو انہوں نے ہدایت اور رحمت کو تو پالیا اور تفصیل ختم ہوگئی۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۵۵﴾

''اور یہ (قرآن) کتاب ہے ہم نے اتارا ہے اسے، بابرکت ہے، سو پیروی کرو اس کی اور ڈرو (اللہ سے) تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ''وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ'' الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ وہ قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء پر نازل فرمایا سو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حلال فرمائی ہیں ان کی پیروی کرو اور ان سے بچو جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، ابن ضریس، محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بلاشبہ یہ قرآن شافع اور مشفع ہے (یعنی یہ سفارش فرمائے گا اور اس کی سفارش کو شرف

قبول بھی عطا کیا جائے گا) اور جو کچھ اس نے حلال کیا ہے وہ برحق اور تصدیق شدہ ہے۔ لہٰذا جس نے بھی اسے اپنا امام بنالیا اس کی راہنمائی جنت کی طرف فرمائے گا اور جس نے اسے پس پشت ڈال دیا اسے جہنم کی طرف ہانک کرلے جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن قرآن کریم کو ایک آدمی کی شکل عطا کی جائے گی۔ پھر ایک ایسے آدمی کو لایا جائے گا جو حامل قرآن تو ہوگا مگر اس کا عمل اس کے احکام کے خلاف ہوگا۔ پس قرآن کریم اس سے جھگڑنے لگے گا اور کہے گا: اے میرے پروردگار! میں نے اسے اپنا آپ اٹھوائے رکھا (یعنی میں اس کے سینے میں محفوظ رہا) لیکن اس کا مجھے اٹھانا کتنا برا ہے (یعنی اس نے میرے اٹھانے اور حفظ کرنے کا حق ادا نہیں کیا) اس نے میری حدود سے تجاوز کیا، میرے فرائض کو ضائع کیا، میرے بیان کردہ گناہوں کا ارتکاب کیا اور میری اطاعت وفرمانبرداری کو چھوڑ دیا۔ اس طرح قرآن کریم اس کے خلاف اپنے دلائل بیان کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اسے کہا جائے گا تو اس سے اپنی مرضی کا معاملہ کر۔ پس وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر لے جائے گا۔ یہاں تک کہ اسے ناک کے بل جہنم میں گرادے گا۔ پھر ایک صالح اور نیک انسان کو لایا جائے گا جس نے قرآن کریم کو حفظ کیا اور اس کے امور کی حفاظت کی۔ پس ایک مثالی شکل میں قرآن کریم اس کے قریب بھی کھڑا ہوگا اور کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اپنا بوجھ اس پر ڈالے رکھا۔ اس نے میری حدود کی حفاظت کی، میرے بیان کردہ فرائض پر عمل کیا، میرے بیان کردہ گناہوں سے اجتناب کیا اور میری اطاعت وعبادت کی اتباع و پیروی کی۔ پس اس طرح وہ اس کے حق میں اپنے دلائل بیان کرتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اسے کہہ دیا جائے گا تو اس کے ساتھ اپنی پسند کا معاملہ کر۔ پس وہ اسے ہاتھ سے پکڑ کر لے جائے گا اور اسے ریشمی حلہ پہنائے گا۔ اس پر شاہانہ تاج سجائے گا اور اسے شراب طہور کے جام سے سیراب فرمائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک یہ قرآن کریم تمہارے لئے نصیحت ہے اور تمہارے اوپر بوجھ ہے۔ پس تم اسے پڑھو اور اس کی اتباع و پیروی کرو۔ کیونکہ اگر تم قرآن کریم کی اتباع کروگے تو یہ تمہیں ریاض الجنہ میں لے جائے گا اور اگر قرآن نے تمہارا پیچھا کیا تو وہ تمہاری پشتوں میں نیزے مارے گا۔ یہاں تک کہ تمہیں جہنم میں ڈال دے گا۔

اَنْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآىِٕفَتَیْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۪ وَ اِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِیْنَ ۟ۙ اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ عَنْهَا ؕ سَنَجْزِی الَّذِیْنَ

یَصۡدِفُوۡنَ عَنۡ اٰیٰتِنَا سُوۡٓءَ الۡعَذَابِ بِمَا کَانُوۡا یَصۡدِفُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾

"(ہم نے اسے اتارا ہے) تا کہ یہ نہ کہو کہ اتاری گئی تھی کتاب تو صرف دو گروہوں پر ہم سے پہلے اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بالکل بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ اگر اتاری گئی ہوتی ہم پر کتاب تو ہوتے ہم زیادہ ہدایت پانے والے ان سے۔ بے شک آ گئی ہے تمہارے پاس روشن دلیل اپنے رب کی طرف سے اور سراسر ہدایت اور رحمت۔ تو کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور منہ پھیرا ان سے۔ عنقریب ہم سزا دیں گے انہیں جو منہ موڑتے ہیں ہماری آیتوں سے برے عذاب سے اس وجہ سے کہ وہ منہ پھیرا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ "اَنۡ تَقُوۡلُوۡۤا اِنَّمَاۤ اُنۡزِلَ الۡکِتٰبُ عَلٰی طَآئِفَتَیۡنِ مِنۡ قَبۡلِنَا" کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ طَآئِفَتَیۡنِ مِنۡ قَبۡلِنَا سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور خوف یہ تھا کہ قریش یہ قول کہیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا طَآئِفَتَیۡنِ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور دِرَاسَتِهِمۡ سے مراد تِلَاوَتِهِمۡ ہے (یعنی ہم تو ان کی تلاوت سے بالکل بے خبر تھے)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا "اَوۡ تَقُوۡلُوۡا لَوۡ اَنَّاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا الۡکِتٰبُ لَکُنَّاۤ اَهۡدٰی مِنۡهُمۡ" کہ یہ قول کفار عرب کا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے "فَقَدۡ جَآءَکُمۡ بَیِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ" کے بارے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں بے شک تمہارے پاس واضح عربی زبان میں روشن دلیل آ گئی۔ جب کہ وہ دونوں گروہوں پر نازل ہونے والی کتابوں کے پڑھنے پڑھانے کو نہ جانتے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "وَصَدَفَ عَنۡهَا" کا معنی یہ نقل کیا ہے "جس نے ان سے اعراض کر لیا، منہ پھیر لیا"

امام عبد بن حمید نے ضحاک سے یَصۡدِفُوۡنَ کا معنی یُعۡرِضُوۡنَ (وہ اعراض کرتے ہیں۔ منہ موڑتے ہیں) نقل کیا ہے۔

هَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَاۡتِیَهُمُ الۡمَلٰٓئِکَةُ اَوۡ یَاۡتِیَ رَبُّکَ اَوۡ یَاۡتِیَ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ ؕ یَوۡمَ یَاۡتِیۡ بَعۡضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنۡفَعُ نَفۡسًا اِیۡمَانُهَا لَمۡ تَکُنۡ اٰمَنَتۡ مِنۡ قَبۡلُ اَوۡ کَسَبَتۡ فِیۡۤ اِیۡمَانِهَا خَیۡرًا ؕ قُلِ انۡتَظِرُوۡۤا اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾

''کس کی انتظار کر رہے ہیں بجز اس کے کہ آئیں ان کے پاس فرشتے یا خود آئے آپ کا رب یا آئے کوئی نشانی آپ کے رب کی۔ (لیکن) جس روز آئے گی کوئی نشانی آپ کے رب کی تو نہ نفع دے گا کسی کو اس کا ایمان لانا جو نہیں ایمان لا چکا تھا اس سے پہلے یا نہ کی تھی اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی۔ آپ (انہیں) فرمایئے تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کر رہے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ موت کے وقت ان کے پاس فرشتے آئیں یا قیامت کے دن خود آپ کا رب آئے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ موت کے ساتھ اس کے پاس فرشتے آئیں یا قیامت کے دن آپ کا رب خود آئے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے ''اَوْ يَاْتِيَ رَبُّكَ'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کا رب خود قیامت کے دن بادلوں کے سائے میں آئے۔

امام احمد، عبد بن حمید رحمہما اللہ نے اپنی مسند میں، ترمذی، ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ'' کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے (2)۔

امام طبرانی، ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی معنی نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے (4)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے ''يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ'' کے متعلق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سورج اور چاند دونوں کا مغرب سے طلوع ہونا ہے، وہ دونوں ایسے ملے ہوں گے جیسے دو اونٹ آپس میں ملے ہوئے ہوں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ'' (القیامۃ: 9)'' اور (بے نوری میں) سورج اور چاند یکساں ہوں جائیں گے'' (5)۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 71 (875) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 567 (1348) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 209 (9020) عن ابن مسعود مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 118 (939) دار الصمیعی الریاض

5۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 209 (9019)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے مجاہد نے کہا ہے کہ اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔
امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا" قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اور جب وہ مغرب سے طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو وہ تمام کے تمام ایمان لے آئیں گے۔ اس وقت ان کا ایمان ان کی ذاتوں کو کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ اور علامہ بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" تین چیزیں جب ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو ان سے قبل مومن نہیں ہوگا۔ اور وہ تین چیزیں یہ ہیں دجال، دابہ اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (2)۔
امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر یہ یاد کیا ہے کہ جو علامات سب سے پہلے ظاہر ہوں گی ان میں سورج کا مغرب سے طلوع ہونا اور چاشت کے وقت دابہ (جانور) کا ظاہر ہوتا ہے۔ تو ان دونوں میں سے کون پہلے ظاہر ہوگی اور دوسری اس کے پیچھے ظاہر ہوگی تو حضرت عبد اللہ بن رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ کی تلاوت فرمائی اور کہا میرا گمان یہ ہے کہ ان دونوں میں سے جو علامت پہلے ظاہر ہوگی وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ اس لئے کہ جب بھی سورج نکلتا ہے تو وہ عرش کے نیچے آتا ہے اور سجدہ کرتا ہے۔ پھر واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ تو اسے رجوع کی اجازت دے دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ مغرب سے طلوع ہو تو وہ ہر روز کی طرح کا عمل کرے گا۔ وہ عرش کے نیچے آئے گا۔ تو سجدہ کرے گا اور رجوع کی اجازت لے گا۔ تو اس پر کوئی شے نہیں لوٹائی جائے گی۔ پھر وہ واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرے گا تو اسے کوئی جواب نہیں لوٹایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب رات گزر جائے گی جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ گزر جائے اور وہ یہ پہچان لے گا کہ اگر اسے رجوع کی اجازت دی جائے تو وہ مشرق کو نہیں پہنچ سکے گا۔ سورج کہے گا اے میرے رب! کیا میرے لئے لوگوں سے مشرق کو اتنا دور کر دیا گیا ہے؟ یہاں تک کہ جب افق طوق کی مانند ہو جائے گا تو وہ پھر لوٹنے کی اجازت طلب کرلے گا تو اسے کہا جائے گا تو اسی جگہ سے طلوع ہو جا۔ تو اس وقت لوگوں پر سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی" لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا" (3)
امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض

1۔ سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، جلد 2، صفحہ 236، مطبع مجتبائی پاکستان لاہور　2۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 133، مکتبۃ دار القرآن والحدیث
3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 435 (4069)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کی: یارسول اللہ! ﷺ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی علامت کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رات اتنی طویل ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ دو راتوں کی مقدار کے برابر ہو جائے گی۔ پس اس اثناء میں جو لوگ رات کے وقت نماز پڑھتے ہیں وہ اپنے معمول کے مطابق اپنا عمل کریں گے اور ستارے اپنے مقام پر ٹھہرے ہوئے نہیں دکھائی دیں گے۔ پھر وہ لوگ سو جائیں گے۔ پھر اٹھیں گے اور اپنے اعمال کریں گے اور ستارے اپنے مقام پر ٹھہرے ہوئے نہیں دکھائی دیں گے۔ پھر وہ لوگ سو جائیں گے پھر اٹھیں گے اور اپنے اعمال کریں گے پھر سو جائیں گے۔ پھر اٹھیں گے اور ان کے پہلو تھک جائیں گے۔ وہ رات ان پر خوب طویل ہو جائے گی۔ لوگ گھبرا جائیں گے اور وہ صبح نہیں کر پائیں گے۔ پس اسی دوران وہ سورج کے مشرق سے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے کہ اچانک وہ مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ جب لوگ اسے دیکھیں گے تو ایمان لے آئیں گے۔ لیکن ان کا ایمان انہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں ایک گدھے پر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ اس پر عرق گیر اور مخمل کی باریک چادر تھی۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ کہاں غروب ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں...... ! تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ کیچڑ والے چشمے میں غروب ہوتا ہے، چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے اپنے رب کو سجدہ کرتا ہے۔ جب اس کے نکلنے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اجازت عطا فرماتا ہے اور یہ وہاں سے نکل کر طلوع ہو جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا کہ اسے اسی جانب سے طلوع کرے جس طرف وہ غروب ہوتا ہے تو اسے روک لے گا اور یہ عرض کرے گا اے میرے رب! میرا سفر دور ہو گیا ہے؟ تو رب کریم اسے فرمائے گا وہیں سے طلوع ہو جا جہاں غروب ہوا۔ تو اس وقت ایسے نفس کا ایمان نفع بخش ثابت نہیں ہو گا جو اس سے قبل ایمان نہیں رکھتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت "يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ ءَايَٰتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَٰنُهَا لَمْ تَكُنْ ءَامَنَتْ مِن قَبْلُ" کے بارے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ علامت ظاہر ہونے کے وقت کسی مشرک کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا اور اہل ایمان کو ظہور آیات کے وقت ان کا ایمان نفع پہنچائے گا بشرطیکہ اس سے قبل وہ اعمال خیر کرتے رہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک شام باہر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جلدی جلدی توبہ کر لو۔ کیونکہ وہ وقت قریب ہے جب تم لوگ سورج کو مغرب سے طلوع ہوتا دیکھو گے۔ جب ایسا ہو گا تو پھر توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا، نامہ اعمال لپیٹ دیا جائے گا اور ایمان ختم کر دیا جائے گا (یعنی ایمان لانے کی مہلت ختم کر دی جائے گی)۔ یہ سن کر لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا اس کی کوئی نشانی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نشانی یہ ہے کہ تمہاری وہ رات تین راتوں کی مقدار کے برابر لمبی ہو جائے گی۔ وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور اس کے لئے راتوں کو اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ بیدار ہوں گے اور اپنی نمازیں مکمل کر لیں

گے۔ مگر رات ابھی تک ختم نہیں ہوگی پھر وہ لیٹ جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب بیدار ہوں گے تو رات اپنی حالت پر ہی ہو گی۔ جب وہ دیکھیں گے تو ڈر جائیں گے کہ انہیں بہت بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ جب وہ صبح اٹھیں گے تو ان پر سورج کا طلوع ہونا خاصا طویل ہو جائے گا۔ وہ اس کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے کہ اچانک ان پر سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ جب ایسا ہو جائے گا تو پھر کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے قبل ایمان دار نہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اپنے اعمال تیزی سے کرلو۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کا ظاہر ہونا، دھویں کا ظاہر ہونا، دابۃ الارض (زمین کا ایک خاص جانور)، خویصۃ احد کم (تم میں سے کسی کی موت) امر العامہ یعنی قیامت۔ ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی کہنے والے نے کہا: یا نبی اللہ! ﷺ کیا سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی کوئی نشانی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ رات دو راتوں کی مقدار طویل ہو جائے گی۔ تہجد گزار لوگ اپنے اسی مقررہ وقت پر اٹھیں گے جس میں وہ نماز پڑھتے تھے اور اٹھ کر نماز پڑھنے لگ جائیں گے یہاں تک کہ اپنی نمازیں پوری کرلیں گے اور ستارے اپنی جگہ پر ہی رہیں گے چلیں گے نہیں۔ پھر وہ لوگ اپنے بستروں پر آجائیں گے اور سو جائیں گے۔ یہاں تک کہ ان کے پہلو سخت تھک جائیں گے۔ پھر اٹھیں گے اور نماز پڑھیں گے۔ یہاں تک کہ ان پر رات بہت زیادہ طویل ہو جائے گی۔ لوگ گھبرا جائیں گے۔ پھر وہ صبح کریں گے اور صبح بھی آہستہ آہستہ کافی وقت میں کریں گے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مشرق سے سورج کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہوں گے اچانک مغرب سے ان پر سورج طلوع ہو جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ارشاد باری تعالیٰ ''لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو اس وقت ایمان لایا اس کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا اور اگر پہلے اس نے کوئی عمل نہ کیا تو اس وقت اس کے اعمال میں قطعاً اضافہ نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''اَوْ كَسَبَتْ فِیْٓ اِیْمَانِهَا خَیْرًا'' کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں جس نے ایمان کی تصدیق میں کوئی عمل صالح کیا، درآنحالیکہ وہ اہل قبلہ ہوں اور اگر وہ تصدیق کرتا تھا اور اس سے قبل کوئی نیک عمل اس نے نہیں کیا، پھر یہ نشانی دیکھنے کے بعد اس نے عمل خیر کیا تو اس کی جانب سے وہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر اس نشانی اور علامت کے ظاہر ہونے سے پہلے کچھ عمل خیر کرتا رہا اور پھر یہ علامت دیکھنے کے بعد بھی نیکی کرتا رہا تو وہ اس کی جانب سے قبول کی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مقاتل سے اس ارشاد کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مسلمان ہے جس نے حالت ایمان میں کوئی نیک عمل نہیں کیا اور اس نشانی کے ظاہر ہونے سے قبل گناہ کبیرہ کے ارتکاب پر ڈٹا رہا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ

نے فرمایا: سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد بھی لوگ ایک سو بیس سال تک باقی رہیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ علامات دھاگے میں پروئے ہوئے منکوں کی طرح ہیں۔ جب دھاگہ ٹوٹ جائے تو ایک دوسرے کے پیچھے سب نکل جاتے ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علامات قیامت دھاگہ میں پروئے ہوئے دانوں کی مثل ہیں، جب دھاگہ کٹ جائے تو بعض نکل جاتے ہیں (1)۔

ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ علامات قیامت دھاگے میں پروئے ہوئے موتیوں کی مثل ہیں۔ دھاگہ کٹ جاتا ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے سب نکل جاتے ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اگر کسی آدمی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لئے) گھوڑا باندھ رکھا ہو۔ پھر وہ پہلی علامت ظاہر ہونے کے وقت بچھیرے کو جنم دے تو اس بچھیرے کے سواری کے قابل ہونے تک وہ آخری علامات کو بھی دیکھ لے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب علامات قیامت میں سے پہلی علامات تم دیکھ لوگے تو پھر وہ لگا تار ظاہر ہوں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام علامات آٹھ مہینوں میں ظاہر ہو جائیں گی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا تمام علامات چھ ماہ میں ظاہر ہو جائیں گی۔

امام عبد بن حمید اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج جب غروب ہوتا ہے تو سلام کرتا ہے، سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے، پس اسے اجازت دے دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن جب وہ غروب ہوگا تو سلام کرے گا، سجدہ کرے گا اور اجازت طلب کرے گا تو اسے اجازت نہیں دی جائے گی۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! بے شک مشرق تو بہت دور ہے میں ابھی یہاں ہوں۔ کیا مجھے اجازت نہیں دی جائے گی، میں وہاں نہیں پہنچ سکوں گا! راوی فرماتے ہیں جتنی دیر اللہ تعالیٰ چاہے گا اسے روکے رکھے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا: تو اسی جگہ سے طلوع ہو جا جہاں تو غروب ہوا۔ تو پھر اس دن سے لے کر قیامت قائم ہونے کے دن تک ایسے نفس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش نہیں ہوگا جو اس سے قبل ایمان دار نہیں تھا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (3)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ نشانی جس کے ظہور کے بعد کسی نفس کا ایمان اس کے لئے نفع بخش ثابت نہیں ہوگا وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 589 (8639) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 520 (8461)

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 590 (8645) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے "بالیقین لوگوں پر ایک ایسی رات آئے گی جو تمہاری ان راتوں میں سے تین راتوں کے برابر ہوگی۔ جب وہ رات آئے گی تو نماز پڑھنے والے اسے پہچان لیں گے۔ نمازیوں میں سے ایک اٹھے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ پھر سو جائے گا۔ پھر اٹھے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا پھر سو جائے گا۔ پھر اٹھے گا۔ پس یہی صورت حال رہے گی کہ لوگ باہم مضطرب ہو جائیں گے، گھبرا جائیں گے اور کہیں گے یہ کیا ہے؟ پھر وہ گھبرائے ہوئے مساجد کی طرف چل پڑیں گے۔ تو اچانک وہ دیکھیں گے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو گیا ہے۔ پس لوگ ایک شدید چیخ لگائیں گے۔ یہاں تک کہ سورج جب آسمان کے وسط میں پہنچے گا۔ تو واپس لوٹ جائے گا اور پھر اپنے مطلع سے طلوع کرے گا۔ اس وقت کا ایمان کسی نفس کو فائدہ نہیں دے گا۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی، ابن منذر، ابوالشیخ، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مغرب کی طرف ایک دروازہ بنا رکھا ہے۔ اس کا عرض ستر برس کا ہے۔ وہ توبہ کے لئے کھلا ہے۔ اسے اس وقت تک بند نہیں کیا جائے گا جب تک اس کی جانب سے مغرب سے سورج طلوع نہیں ہوگا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے "یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا" اور ابن ماجہ میں یہ الفاظ ہیں " کہ جب سورج اس کی جانب سے طلوع ہوگا تو کسی ایسے نفس کو اس کا ایمان نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا جس نے اپنے ایمان کے ساتھ کوئی نیکی نہیں کی تھی (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے گفتگو فرمانے لگے کہ توبہ کا ایک دروازہ ہے۔ اس کے دونوں کواڑوں کے درمیان عرض مشرق و مغرب کے مابین فاصلے کی مانند ہے۔ وہ بند نہیں کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے "یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ الایہ" تلاوت فرمائی (2)۔

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جس کسی نے سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے پہلے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لے گا (3)۔

عبد بن حمید اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ابن آدم پر توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ جب تک کہ تین میں سے کوئی ایک علامت ظاہر نہ ہو جائے۔ جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو یا دابہ ظاہر نہ ہو یا یاجوج اور ماجوج نہ نکل آئیں اور فرمایا: جب کبھی تم پر ایسا سال آئے گا تو دوسرا اس سے زیادہ تکلیف دہ ہوگا (4)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 119 (940) دار الصمیعی الریاض　　2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 65 (7383)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب الاستغفار والاستکثار منہ، جلد 17، صفحہ 21 (2703)

4۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 190 (8937) بغداد

امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہجرت منقطع نہیں ہوگی حتی کہ توبہ کی مہلت ختم ہو جائے گی اور توبہ کی مہلت منقطع نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا(1)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن یخامر سکسکی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خصلتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ تو گناہ چھوڑ دے اور دوسری یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی طرف ہجرت کرے۔ اور ہجرت ختم نہیں ہوگی جب تک توبہ قبول کی جاتی رہے گی اور توبہ قبول کی جاتی رہے گی حتی کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ اور جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو ہر دل پر اسی کے ساتھ مہر لگا دی جائے گی جو کچھ اس میں ہوگا اور لوگوں کے لئے عمل کافی ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار کے سوا بقیہ تمام علامات گزر چکی ہے۔ اور وہ چار یہ ہیں: دجال، دابہ اور یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ وہ نشانی جس کے ظہور کے ساتھ اللہ تعالیٰ اعمال پر مہر لگا دے گا وہ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی "یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ ...... الآیہ"۔ فرمایا اس سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہی ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے(3)۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ صبح جس کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس دن سے اس امت میں بندر اور خنزیر عام ہو جائیں گے۔ اعمال کے دفتر لپیٹ دیئے جائیں گے اور قلمیں خشک ہو جائیں گی۔ نہ کسی نیکی کے سبب ان میں اضافہ کیا جائے گا اور نہ ہی کسی گناہ اور برائی کے سبب ان میں کمی کی جائے گی نہ ایسے نفس کو اس کا ایمان فائدہ دے گا جس نے اس سے قبل ایمان قبول نہیں کیا یا حالت ایمان میں کوئی خیر اور نیکی کا عمل نہیں کیا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب پہلی علامت ظاہر ہوگی تو قلمیں پھینک دی جائیں گی، صحائف (اعمال نامے) لپیٹ دیئے جائیں گے، کراماً کاتبین کو روک لیا جائے گا اور جسموں کو اعمال پر پیش کر دیا جائے گا۔

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: چھ چیزوں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے تیزی سے اعمال کر لو۔ اور وہ یہ ہیں سورج کا مغرب

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 99، دار صادر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 444 (7215)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 588 (8637) دار الکتب العلمیہ بیروت

سے طلوع ہونا، دجال، دھواں، دابۃ فی الارض، خویصتہ احد کم۔ (تم میں سے کسی کا مرجانا) اور امر العامہ (قیامت کا آنا) حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا خویصہ احد کم سے مراد موت ہے اور امر العامہ سے مراد قیامت ہے۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے (1)۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ علامات کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اپنے اعمال میں جلدی کرلو سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں، دابۃ الارض، دجال کا ظاہر ہونا، تم میں سے کسی پر موت کا آنا اور قیامت کا قائم ہونا (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑی بڑی علامات سات ہیں۔ ان میں سے ایک گزر چکی ہے اور وہ ہے طوفان اور چھ تم میں باقی ہیں۔ یعنی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دھواں، دجال، دابۃ الارض، یاجوج ماجوج کا ظاہر ہونا اور صور (قرناء) میں پھونکا جانا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دو شیخ کبیر آپس میں ملیں گے۔ ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو کہے گا تو کب پیدا ہوا؟ تو وہ جواب دے گا سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے زمانے میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ تمام علامات سال بسال اس تسلسل کے ساتھ ظاہر ہوں گی جیسا کہ دھاگے میں دانے پروئے ہوئے ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا علامات دھاگے میں پروئے ہوئے دانوں کی مثل ہیں کہ دھاگہ کٹ جائے تو وہ ایک دوسرے کے پیچھے تسلسل کے ساتھ نکل آتے ہیں۔

امام ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح بھی قرار دیا ہے۔ پھر ان کی پیروی علامہ ذہبی نے بھی کی ہے کہ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: علامات (کا ظہور) دو سو کے بعد ہوگا (3)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ذکر کیا ہے کہ ایک علامت ظاہر ہونے کے بعد لوگ نمازیں پڑھیں گے روزے رکھیں گے اور حج کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سے ان اعمال کو قبول فرمائے گا جن سے علامات ظاہر ہونے سے پہلے انہیں تسلیم کرتا تھا اور جن سے ظہور علامت سے قبل تسلیم نہیں کرتا تھا تو نشانی ظاہر ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کسی عمل کو قبول نہیں فرمائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 561 (8574) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، باب الآیات، جلد 4، صفحہ 431 (4056) ایضاً
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 431 (4057) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ لوگ جمع (مزدلفہ) کی طرف چلتے ہوئے رات گزاریں گے اور دابۃ الارض ان کی طرف چلتے ہوئے رات بسر کرے گا، پس وہ صبح اس حال میں کریں گے کہ وہ انہیں اپنے سر اور دم کے درمیان رکھے ہوئے ہوگا۔ وہ ہر مومن کو مسح کرے گا یعنی فقط چھوئے گا۔ اور وہ ہر منافق اور کافر کو وہ ناک پر ضرب لگائے گا۔ ابھی تک توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ پھر ایک دھواں ظاہر ہوگا۔ مومن اس کے سبب زکام کی کیفیت محسوس کرے گا۔ لیکن وہ منافق اور کافر کے کانوں میں داخل ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ہلکی سی شے کی طرح ہو جائے گا۔ ابھی بھی توبہ کا دروازہ کھلا رہے گا۔ اس کے بعد مغرب سے سورج طلوع ہوگا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالا خانے سے ہمارے اوپر جھانکے اور ہم باہم مذاکرات کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیا مذاکرات کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کی ہم قیامت کے بارے گفتگو کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس علامات دیکھ لوگے۔ اور وہ یہ ہیں دھویں اور دجال کا ظاہر ہونا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول فرمانا، یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کا نکلنا اور سورج کا مغرب سے طلوع کرنا اور تین خسوف کا ہونا۔ ایک خسف (زلزلہ برپا ہو کر زمین میں دھنس جانا) مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرہ عرب میں۔ سب سے آخر میں قدعدن یا یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف بھگا دے گی۔ جب وہ اتریں گے تو آگ بھی انہی کے ساتھ اترے گی اور جب وہ قیلولہ کریں گے تو یہ بھی انہی کے ساتھ قیلولہ کرے گی(2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا یاجوج ماجوج میں سے کوئی آدمی نہیں مرے گا حتی کہ اس کی صلب سے ہزار یا اس سے زائد افراد پیدا ہوں گے۔ ان کے پیچھے تین امتیں (گروہ) ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ تین یہ ہیں: منسک، تاویل اور تاریس۔ سورج جب ہر روز طلوع ہوتا ہے تو ساری مخلوق اسے دیکھتی ہے اور جب وہ غروب ہوتا ہے تو سجدے میں گر جاتا ہے، سلام کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے پھر اسے ایک دن اجازت نہیں دی جائے گی۔ وہ پھر اجازت طلب کرے گا۔ تو پھر بھی اسے اجازت نہیں دی جائے گی۔ پھر تیسری بار وہ اجازت لے گا تو اسے اجازت نہیں دی جائے گی۔ تو پھر یہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار! تیرے بندے میرا انتظار کر رہے ہوں گے اور مسافت بہت دور ہے؟ پھر بھی اسے اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہاں تک کہ جب رات دو یا تین راتوں کی مقدار کے برابر ہو جائے گی تو اسے کہا جائے گا تو اسی جگہ سے طلوع ہو جا جہاں تو غروب ہوا۔ پھر وہ طلوع ہوگا اور تمام اہل زمین اسے دیکھیں گے۔ یہ ان علامات میں سے ہے جو ہم تک پہلے پہلے پہنچیں گی۔ اس وقت ایسے نفس کا ایمان اسے نفع نہیں دے گا جس نے اس سے قبل ایمان قبول نہیں کیا۔ پس لوگ جائیں گے اور سونا صدقہ کریں گے اور ان سے لیا نہیں جائے گا اور کہا جائے گا: اگر کل اس طرح ہوتا......

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 532 (8492) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 414 (2183) دار الحدیث قاہرہ

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک دن اپنے ہم نشینوں سے کہا کیا تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے جانتے ہو "تَغْرُبُ فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ (الکہف:86)" "گویا وہ ڈوب رہا ہے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں"۔ اس سے کیا مراد ہے؟ تمام حاضرین مجلس نے کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو پھر آپ نے فرمایا: کیونکہ جب سورج غروب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتا ہے، اس کی تسبیح اور عظمت و کبریائی بیان کرتا ہے اور وہ عرش کے نیچے ہوتا ہے اور جب اس کے طلوع کا وقت آتا ہے تو اسے پھر سجدہ کرتا ہے اور اس کی عظمت و کبریائی کا ذکر کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے۔ تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے۔ لیکن جب وہ خاص دن آئے گا جس میں اسے روکا جانا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے گا، اس کی تسبیح اور عظمت و کبریائی کا ذکر کرے گا۔ پھر اجازت طلب کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا تو ثابت رہ۔ پھر جب سورج کے طلوع کا وقت قریب آئے گا تو وہ رب کریم کو سجدہ کرے گا، اس کی تسبیح اور عظمت و کبریائی بیان کرے گا اور پھر اجازت طلب کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا تو ثابت رہ۔ چنانچہ دو راتوں کی مقدار اسے روکا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: تہجد پڑھنے والے لوگ اس سے گھبرا جائیں گے اور ایک آدمی اپنے پڑوس میں رہنے والے کو آواز دے گا اے فلاں! آج ہماری رات کو کیا ہو گیا ہے کہ میں سویا اور خوب سیر ہو کر سویا اور میں نے نماز پڑھی اور خوب حفاظت اور آداب کے ساتھ نماز پڑھی؟ بعد ازاں سورج کو کہا جائے گا اسی جگہ سے طلوع ہو جا جہاں تو غروب ہوا تھا لہٰذا اس کا ذکر اس آیت میں ہے "يَوْمَ يَأْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ الآیہ"

امام سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہمیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: اے لوگو! اس امت میں عنقریب ایک قوم آئے گی اس کے افراد رجم، دجال اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کو جھٹلائیں گے، عذاب قبر اور شفاعت کی تکذیب کریں گے اور اس قوم کو جھٹلائیں گے جو آگ سے نکلے گی اس کے بعد کہ آگ نے انہیں جلا دیا۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن عساکر نے کعب سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا کہ سورج مغرب سے طلوع ہو تو وہ قطب کے ساتھ اسے پھیر دے گا اور مشرق کو مغرب اور مغرب کو مشرق بنا دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مشرق کی جانب ساتویں سمندر پر دنیا کی تمام راتوں کی مقدار کے برابر تاریکی اور اندھیرے کا حجاب پیدا فرما دیا ہے۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو وہ فرشتہ آتا ہے جو رات پر مقرر ہے۔ وہ اس حجاب کی تاریکی سے ایک قبضہ (مشت) لیتا ہے۔ پھر مغرب کی طرف چل پڑتا ہے اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے تھوڑا تھوڑا کر کے اس تاریکی کو چھوڑتا جاتا ہے اور شفق کی رعایت رکھتا ہے۔ جب شفق غائب ہو جائے تو وہ ساری تاریکی کو چھوڑ دیتا ہے اور پھر اپنے پر پھیلا دیتا ہے اور وہ زمین کی اطراف اور آسمان کے کناروں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور وہ فضا میں اتنا تجاوز کر جاتے ہیں جتنا اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ فضا میں آگے تجاوز کریں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کے ساتھ اس کے پروں کے سبب رات کی تاریکی

پھیلتی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ رات کی ساعتوں کی مقدار کے مطابق مغرب میں پہنچ جاتا ہے۔ پس جب وہ مغرب میں پہنچتا ہے تو مشرق سے صبح پھوٹتی ہے۔ وہ اپنے ایک پر کو سمیٹ لیتا ہے اور اندھیروں کو آپس میں ملاتے ہوئے اپنی ہتھیلی میں بند کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مکمل طور پر اندھیروں کو ایک مٹھی میں بند کر لیتا ہے۔ جیسا کہ مشرق کے حجاب سے لیتے وقت اس نے انہیں قبضے میں لیا تھا۔ پھر وہ انہیں مغرب سے ساتویں سمندر میں رکھ دیتا ہے۔ پس وہیں سے رات کی تاریکی آتی ہے۔ جب اس حجاب کو مشرق سے مغرب کی طرف پھیر دیا جائے گا تو صور (قرناء) میں پھونکا جائے گا۔ لہٰذا دن کی روشنی سورج کی جانب سے ہوتی ہے اور رات کی تاریکی اس حجاب کی جانب سے ہے۔

سورج اپنے مطلع سے مغرب کی طرف چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ جائے گا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی توبہ کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔ پھر سورج اجازت طلب کرے گا کہ وہ کہاں سے طلوع کرے اور چاند التجا کرے گا وہ کہاں سے طلوع کرے۔ تو دونوں کو اجازت نہیں دی جائے گی۔ پس دونوں میں سے سورج کو تین راتوں کی مقدار اور چاند کو دو راتوں کی مقدار روک لیا جائے گا اور دونوں کو روکنے کی مقدار کا علم بہت کم لوگوں کو ہوگا۔ اور وہ اہل زمین میں سے باقی رہنے والے اور قرآن کے حافظ ہوں گے۔ ان میں سے ہر آدمی اس رات میں اپنا وظیفہ پڑھ لے گا۔ یہاں تک کہ جب اس سے فارغ ہوگا۔ تو دیکھے گا رات تو اپنے حال پر ہے۔ وہ دوبارہ اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو دیکھے گا ابھی رات اپنے حال پر ہی ہے۔ وہ پھر لوٹے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو دیکھے گا ابھی رات اپنے حال پر ہی ہے۔ وہ پھر لوٹے گا اور اپنا وظیفہ پڑھے گا۔ جب وہ اس سے فارغ ہوگا تو دیکھے گا کہ رات تو ابھی اپنے حال پر ہی ہے۔ تو اس رات کے طویل ہونے کی پہچان صرف حاملین قرآن کو ہوگی۔ وہ ایک دوسرے کو بلائیں گے اور اس رات کا بقیہ حصہ عاجزی وزاری اور چیخ و پکار کرتے ہوئے اپنی مساجد میں جمع رہیں گے۔ وہ رات تین راتوں کی مقدار کے برابر ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کو سورج اور چاند کی طرف بھیجے گا اور وہ جا کر انہیں کہیں گے: پروردگار عالم نے تم دونوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے مغارب کی طرف لوٹ جاؤ اور وہیں سے طلوع کرو۔ کیونکہ تمہارے لئے کوئی روشنی اور نور نہیں۔ پس سورج اور چاند قیامت اور موت کے خوف سے رونے لگ جائیں گے۔ چنانچہ وہ دونوں لوٹیں گے اور اپنے اپنے مغرب سے طلوع کریں گے۔

پس اسی اثناء میں کہ لوگ اس طرح رو رہے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و انکساری کر رہے ہوں گے اور غافل لوگ اپنی غفلت میں ہی ہوں گے کہ اچانک ندا دینے والا یہ اعلان کر دے گا خبردار! توبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے اور سورج اور چاند اپنے مغارب سے طلوع ہو چکے ہیں۔ سو لوگ دیکھیں گے کہ وہ دونوں گٹھڑیوں کی مانند سیاہ ہیں نہ ان میں روشنی ہے نہ نور۔ اسی کا تذکرہ اس ارشاد میں ہے "وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ"۔ وہ دونوں بلند ہوں گے جیسا کہ دو ملے ہوئے اور بندھے ہوئے اونٹ ہوں اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لئے جھگڑ رہا ہو اہل دنیا چیخ و پکار کر رہے ہوں گے۔ مائیں (اپنی اولاد کو) بھول جائیں گی اور ہر حاملہ اپنا حمل گرا دے گی رہے، نیکوکار اور صالح لوگ تو انہیں اس دن کا رونا نفع دے گا اور ان کی عبادت لکھی جائے گی۔ لیکن اس کے برعکس جو لوگ فاسق اور فاجر ہوں گے تو اس دن ان کا رونا انہیں نفع

نہیں دے گا اور ان کے خلاف حسرت اور پشیمانی لکھی جائے گی۔ جب سورج اور چاند آسمان کے نصف تک پہنچیں گے تو جبریل علیہ السلام ان کے پاس آئیں گے اور انہیں سینگوں سے پکڑ کر مغرب کی طرف لوٹا دیں گے۔ وہ انہیں اپنے مغارب میں غروب نہیں کریں گے بلکہ انہیں باب التوبہ میں غروب کر دیں گے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی: توبہ کا دروازہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اللہ تعالیٰ نے مغرب کے پیچھے توبہ کے لئے ایک دروازہ بنا رکھا ہے اور وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک ہے۔ اس کے لئے سونے کے دو کواڑ ہیں۔ ان پر موتی، یاقوت اور جواہر جڑے ہوئے ہیں۔ دونوں کواڑوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے لئے چالیس برس کی مسافت ہے۔ جب سورج اور چاند مغرب سے طلوع کریں گے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر اس دن تک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے جس نے بھی خالص توبہ کی اس کی توبہ اس دروازے میں داخل ہو گی۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اٹھا لیا جائے گا۔ پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ توبۃ النصوح کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اَنْ یَّنْدَمَ الْعَبْدُ عَلَى الذَّنْبِ الَّذِیْ أَصَابَ فَیَهْرُبَ اِلَى اللّٰهِ مِنْهُ، ثُمَّ لَا یَعُوْدُ اِلَیْهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ'' کہ بندے کا اپنے اس گناہ پر نادم ہونا جو اس سے صادر ہوا اور پھر اس سے بھاگ کر خالص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جانا اور یہ وعدہ کرنا کہ وہ دوبارہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کرے گا جیسا کہ دوہا ہوا دودھ کھیری میں واپس نہیں لوٹ سکتا''۔ فرمایا: جبریل امین علیہ السلام سورج اور چاند دونوں کو اس دروازے میں غروب کر دیں گے اور دونوں کواڑوں کو بند کر دیں گے۔ تو اس طرح ان کی درمیانی مسافت اس طرح سمٹ جائے گی اور وہ آپس میں اس طرح جڑ جائیں گے کہ گویا کبھی ان کے درمیان کبھی بھی کوئی شگاف اور سوراخ نہیں تھا۔ جب توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا تو اس کے بعد کسی بندے کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اس کے بعد کی جانے والی کوئی نیکی اس کے لئے نفع بخش ثابت نہیں ہوگی۔ مگر وہ نیک عمل جو اس سے پہلے کیا ہوگا وہ ضرور نفع پہنچائے گا۔ لہٰذا اس کے بعد ان کے حق میں اور ان کے خلاف وہی کچھ جاری رہے گا جو اس سے پہلے ان کے لئے جاری تھا۔ یہی کچھ اس ارشاد گرامی میں ہے'' یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْۤ اِیْمَانِهَا خَیْرًا ''۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ فداک ابی وامی، اس کے بعد سورج اور چاند کی کیفیت کیا ہوگی لوگ کیسے ہوں گے اور (نظام) دنیا کیسا ہو گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ابی! اس کے بعد سورج اور چاند دونوں نور کی روشنی حاصل کر لیں گے، پھر لوگوں پر طلوع کریں گے اور اس طرح غروب ہوں گے جیسے پہلے ہوا کرتے تھے، رہے لوگ، تو جب وہ اس علامت اور اس کی عظمت کو دیکھ لیں گے وہ دنیا کے حریص ہو جائیں گے، وہ اس میں آبادیاں بنائیں گے، اس میں نہریں جاری کریں گے، درخت لگائیں گے اور اس میں اونچے اونچے محل تعمیر کریں گے اور دنیا کی کیفیت یہ ہوگی کہ اگر کسی آدمی کے پاس نومولود بچھیرا ہوا تو وہ ابھی سواری کے قابل نہیں ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ پس سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے لے کر صور میں پھونکے جانے کے دن تک (اتنی ہی مہلت) ہوگی۔

امام نعیم بن حماد رحمہ اللہ نے الفتن میں اور حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دجال کے دونوں کانوں کے درمیان چالیس گز کا فاصلہ ہے۔ اس کے گدھے کا قدم تین دن کی مسافت کا ہوگا اور وہ سمندر میں اس طرح گھس جائے گا جیسے تم میں سے کوئی نہر میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ کہے گا: میں عالمین کا رب ہوں، یہ سورج میری اجازت سے گردش کرتا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے روک لوں؟ پھر سورج کو روک لیا جائے گا۔ حتی کہ اس دن کو مہینے اور ہفتے کی مثل بنا دیا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسے چلا دوں؟ تو وہ کہیں گے ہاں۔ تو ایک دن کو ایک ساعت کی مثل کر دیا جائے گا۔ پھر ایک عورت اس کے پاس آئے گی اور کہے گی: اے میرے رب! میرے لئے میرے بھائی، بیٹے اور خاوند کو زندہ کر دے۔ حتی کہ وہ عورت ایک شیطان سے معانقہ کرے گی اور ان کے گھر شیطانوں سے بھرے ہوئے ہوں گے۔ پھر ایک اعرابی اس کے پاس آئے گا اور کہے گا: اے میرے رب! ہمارے لئے ہمارے اونٹوں اور بکریوں کو زندہ کر دے۔ تو وہ انہیں بہت سے ایسے شیاطین دے دے گا جو ان کے اونٹوں اور بکریوں کی مثل ہوں گے اور عمر اور نشانیوں کے اعتبار سے انہی جیسے ہوں گے۔ تو وہ کہہ اٹھیں گے اگر یہ ہمارا رب نہ ہوتا تو ہمارے لئے کون ہمارے مردوں کو زندہ کرتا؟ اس کے ساتھ بکریوں کے ریوڑ کا ایک پہاڑ ہوگا اور گوشت کی ہڈیاں گرم ہوں گی ٹھنڈی نہیں ہوں گی، نہر جاری ہوگی اور باغات اور سبزے کا ایک پہاڑ ہوگا اور اسی طرح اس کے ساتھ آگ اور دھویں کا ایک پہاڑ ہوگا۔ وہ کہے گا: یہ میری جنت ہے یہ میری دوزخ ہے۔ یہ میرا کھانا ہے اور یہ میرا پینا ہے۔ حضرت یسع علیہ السلام اس کے ساتھ لوگوں کو دیکھ کر یہ کہہ کر ڈرائیں گے یہ مسیح کذاب ہے پس تم اس سے بچو۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اتنی سرعت اور تیزی عطا فرمائے گا جسے دجال نہیں پا سکے گا۔ لہٰذا جب وہ کہے گا میں رب العالمین ہوں تو لوگ اسے کہیں گے: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اور حضرت یسع علیہ السلام کہیں گے: لوگوں نے سچ کہا ہے۔ پھر اس کا گزر مکہ مکرمہ سے ہوگا۔ تو وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر اسے کہے گا تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا: میں میکائیل ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے حرم کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔ اور جب اس کا گزر مدینہ منورہ سے ہوگا تو وہاں بھی ایک خلق عظیم اس سے پوچھے گی: تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا: میں جبرئیل ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا تاکہ میں حرم رسول ﷺ کی حفاظت کروں۔

پس دجال جب مکہ مکرمہ پہنچے گا تو وہاں حضرت میکائیل علیہ السلام کو دیکھ کر چیختے چلاتے الٹے پاؤں واپس بھاگے گا اور مکہ کے منافقین بھی اس کی طرف نکل آئیں گے اور اسی طرح مدینہ منورہ سے بھی منافقین اس کی طرف نکل آئیں گے اور پھر ڈرانے والا ان کی طرف آئے گا۔ جنہوں نے قسطنطنیہ کو فتح کیا اور مسلمانوں میں سے بیت المقدس سے محبت رکھنے والے کا بیان ہے کہ دجال اس آدمی کو پا لے گا اور کہے گا: یہ وہ ہے جو یہ گمان رکھتا تھا کہ میں اس پر قادر نہیں ہوں گا۔ لہٰذا تم اسے قتل کر دو۔ تو اسے چیر ڈالا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا: میں اسے زندہ کرتا ہوں۔ تو کھڑا ہو جا۔ اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی نفس کی اسے اجازت نہیں دے گا۔ سو وہ کہے گا: کیا میں نے تجھے موت دے کر پھر زندہ نہیں کیا؟ تو وہ جواب دے گا: اب تیرے بارے

میں میرے یقین میں مزید اضافہ ہوگیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں یہ خبر دی تھی کہ تو مجھے قتل کرے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کے اذن سے مجھے زندہ کر دیا جائے گا۔ پھر اس کی جلد پر تانبے کی تختیاں رکھ دی جائیں گی تو اس میں ان کے ہتھیار اس پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔ تو وہ حکم دے گا: اسے میری آگ میں پھینک دو۔ تو اللہ تعالیٰ آگ کے اس پہاڑ کو اس ڈرانے والے کے لئے باغات میں تبدیل کر دے گا۔ پس لوگ اس کے بارے شک میں مبتلا ہو جائیں گے اور وہ تیزی سے بیت المقدس کی طرف چلا جائے گا۔ جب وہ عقبہ افیق پر چڑھے گا اور اس کا سایہ مسلمانوں پر پڑے گا تو اسے قتل کرنے کے لئے اپنی کمانوں کی تانت باندھیں گے اور ان میں سے سب سے زیادہ قوی اور طاقتور بھوک اور ضعف کے سبب بیٹھا یا لیٹا ہو گا۔ اسی اثناء میں وہ ایک آواز سنیں گے "جاء کم الغوث" (تمہاری امداد آگئی)۔ تو وہ یہ سن کر کہیں گے یہ کسی سیر شدہ آدمی کی آواز ہے۔

اتنے میں زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور کہیں گے: اے گروہ مسلمین! اپنے رب کی حمد اور تسبیح بیان کرو۔ پس وہ ایسا کریں گے اور فرار کا ارادہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ان پر زمین کو تنگ کر دے گا۔ پس جب وہ نصف ساعت میں باب لد کے پاس پہنچیں گے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قریب آجائیں گے۔ جب اس کی نظر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی تو آپ فرمائیں گے نماز قائم کرو۔ تو دجال کہے گا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! نماز پڑھی جا چکی ہے؟ تو پھر آپ فرمائیں گے: اے اللہ کے دشمن! تیرا دعویٰ تھا کہ تو رب العالمین ہے پھر تو نماز کس کی پڑھتا ہے؟ پس آپ اسے کوڑے کے ساتھ مار کر قتل کر دیں گے، پس اب اس کے انصار میں سے کوئی شے بھی باقی نہیں بچے گی۔ مگر یہ ندا دی جا رہی ہوگی: اے مومن! یہ دجال ہے، اسے قتل کر دے۔ چنانچہ لوگ چالیس سال تک زندگی کی لذتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے نہ کوئی مرے گا اور نہ ہی کوئی بیمار ہوگا۔ ایک آدمی اپنی بکریوں اور دیگر جانوروں کو کہے گا: جاؤ اور چرو۔ چرنے والے جانور دو کھیتوں کے درمیان سے گزریں گے۔ لیکن ان میں سے ایک سٹہ (بال) بھی نہیں کھائیں گے۔ سانپ اور بچھو کسی کو اذیت نہیں پہنچائیں گے اور درندے گھروں کے دروازوں پر آکر بھی کسی کو گزند نہیں پہنچائیں گے۔ اور ایک آدمی ایک مد گندم لے کر ہل چلائے بغیر کاشت کر دے گا تو اس سے سات سو مد پیداوار حاصل کر لے گا۔

لوگ اسی حال پر زندگی گزار رہے ہوں گے حتی کہ یاجوج ماجوج کی دیوار توڑ دی جائے گی پس وہ بپھرے ہوئے آئیں گے اور فساد برپا کر دیں گے۔ لوگ مدد کی التجا کریں گے۔ لیکن ان کی دعا قبول نہیں کی جائے گی۔ طور سیناء کے باسی وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے قبولیت کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ چنانچہ وہ دعا مانگیں گے تو اللہ تعالیٰ زمین سے ٹانگوں والا ایک کیڑا بھیج دے گا جو ان کے کانوں میں داخل ہو جائے گا اور وہ سارے کے سارے مر جائیں گے۔ زمین ان کے سبب سخت بدبودار ہو جائے گی۔ پس وہ اپنی بدبو کے سبب اپنی زندگی کی نسبت زیادہ لوگوں کو اذیت اور تکلیف پہنچائیں گے۔ چنانچہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مدد طلب کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ گرد آلود یمنی ہوا بھیجے گا۔ اس کے سبب لوگوں پر ابر اور دھواں پھیل جائے گا اور وہ زکام میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس حالت سے تین دن کے بعد انہیں نکالا جائے گا۔ درآنحالیکہ وہ سب کے سب سمندر میں پھینکیں

جا چکے ہوں گے۔ پھر وہ تھوڑی مدت تک ہی ٹھہریں گے کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا قلمیں خشک ہو جائیں گی اور اعمال نامے لپیٹ دیے جائیں گے۔ اس کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔ ابلیس سجدے میں گر جائے گا اور پکارے گا اے میرے اللہ! جسے تو چاہے مجھے سجدہ کرنے کا حکم دے۔ اس کے شیاطین جمع ہو کر کہیں گے اے ہمارے آقا! کس سے تو گھبرا رہا ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں نے اپنے رب سے یہ التجا کی ہے کہ وہ یوم بعث تک مجھے مہلت عطا فرمائے۔ کیونکہ سورج مغرب سے طلوع ہو چکا ہے اور یہ وقت معلوم ہے۔ شیاطین زمین میں ظاہر ہو جائیں گے، حتی کہ آدمی کہے گا یہ میرا وہ ساتھی ہے جو مجھے گمراہ کرتا تھا۔ پس سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے اسے رسوا کیا ہے۔ ابلیس مسلسل روتے ہوئے سجدہ کرتا رہے گا یہاں تک کہ دابہ نکلے گا اور اسے سجدے کی حالت میں ہی قتل کر دے گا۔ اس کے بعد مومنین چالیس برس تک حیات مستعار کے مزے لیتے رہیں گے۔ وہ جس چیز کی بھی تمنا اور آرزو کریں گے، وہ انہیں عطا کر دی جائے گی۔ یہاں تک کہ دابہ کے نکلنے کے بعد چالیس سال مکمل ہو جائیں گے۔ پھر ان میں موت لوٹ آئے گی اور بڑی تیزی سے لوگ موت کی آغوش میں جانے لگیں گے اور کوئی مومن باقی نہیں رہے گا۔ اور کفار باقی رہ جائیں گے۔ وہ چوپاؤں کی طرح راستوں میں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے۔ یہاں تک کہ آدمی راستے کے درمیان اپنی ماں سے زنا کرے گا۔ ایک اس کے ساتھ کھڑا ہوگا اور ایک اس سے اترے گا اور ان میں افضل وہ ہوگا جو یہ کہے گا اگر تم راستے سے ایک طرف ہو جاتے تو اچھا ہوتا۔ پس اسی طرح سلسلہ چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ کوئی بھی نکاح سے پیدا نہیں ہوگا۔ پھر تیس سال تک اللہ تعالیٰ عورتوں کو بانجھ کر دے گا اور وہ سب کے سب زنا کی پیداوار ہوں گے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر شریر ہوں گے، انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو ابلیس سجدے میں گر جائے گا اور بآواز بلند یہ پکارے گا: اے اللہ! جسے تو چاہے مجھے سجدہ کرنے کا حکم دے۔ اس کے گروہ کے افراد اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے: اے آقا! یہ عاجزی اور زاری کیسی ہے؟ تو وہ کہے گا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ وہ وقت معلوم تک مجھے مہلت دے اور یہی وقت معلوم ہے۔ فرمایا: دابۃ الارض صفا کی ایک دراڑ (بل) سے نکلے گا اور وہ اپنا پہلا قدم انطاکیہ میں رکھے گا۔ سو وہ ابلیس کے پاس آئے گا اور اسے نکیل ڈالے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا دست قدرت پھیلاتا ہے تاکہ دن کے وقت گناہ کرنے والے کی توبہ قبول فرمالے اور دن کے وقت اپنا دست قدرت پھیلاتا ہے تاکہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرمالے، (یہی سلسلہ جاری رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا (2)۔

1۔ کنز العمال، باب الشمس من مغربها، جلد 14، صفحہ 349 (38899)، التراث الاسلامی بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 64 (2759)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو آدمی اپنے خزانہ کیے ہوئے مال کی طرف جائے گا اور اسے نکالے گا، پھر اسے اپنی پیٹھ پر اٹھائے گا اور کہے گا: کون ہے جس کا اس میں حق ہے؟ تو اسے کہا جائے گا تو کل اسے کیوں نہیں لایا؟ پس اس سے مال قبول نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ وہ اسے اسی جگہ پر لے آئے گا جہاں سے اس نے کھودا تھا اور اسے زمین پر دے مارے گا اور کہے گا: اے کاش! میں نے تجھے نہ دیکھا ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے تین بار اجازت طلب کی۔ لیکن انہوں نے مجھے اجازت نہ دی۔ تو میں واپس لوٹ گیا۔ پھر ان کا قاصد مجھے پیچھے سے آملا اور کہا: تجھے کس شے نے واپس لوٹا دیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے گمان کیا کہ آپ سو رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: میں نہیں سوتا یہاں تک کہ میں دیکھ لوں، سورج کہاں سے طلوع ہوتا ہے؟ ابن عون نے کہا: میں نے اس کا ذکر محمد سے کیا تو انہوں نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی ایک نے اسی طرح کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو اسامہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن کی صبح وہ رات تین راتوں کی مقدار طویل ہو جائے گی۔ پس وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں وہ اٹھ کر نماز ادا کریں گے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوں گے تو سورج کے مطلع کی طرف دیکھنے لگیں گے۔ اتنے میں سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾

"بے شک وہ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اپنے دین میں اور ہو گئے کئی گروہ (اے محبوب!) نہیں ہے آپ کا ان سے کوئی علاقہ۔ ان کا معاملہ صرف اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ بتائے گا انہیں جو کچھ وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بعثت سے قبل یہود و نصاریٰ کے مابین اختلاف ہوا تو وہ کئی گروہوں میں بٹ گئے۔ سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو آپ پر یہ آیت نازل کی گئی" اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ...... الآیہ"

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں اس آیت طیبہ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اسلام اور اس دین کو چھوڑ دیا، جس کا انہیں حکم دیا گیا اور وہ مختلف گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئے۔ آپ کا ان سے کوئی علاقہ اور تعلق نہیں۔ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ پھر کی اس آیت" قاتلوا الذین لا یومنون باللہ" (التوبہ:40) کے سبب یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا" وَ كَانُوْا شِیَعًا" کا معنی ہے" مِلَلًا شَتّٰی" (وہ مختلف ملتوں میں بٹ گئے)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے بے شک وہ جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا، حالانکہ وہ اس امت میں سے ہیں (1)۔

امام حکیم ترمذی، ابن جریر، طبرانی، شیرازی رحمہم اللہ نے القاب میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور آپ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا" کے بارے یہ ارشاد روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا "ان سے مراد اس امت کے بدعتی اور ہوا پرست لوگ ہیں" (2)۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دین میں تفرقہ ڈالنے والے لوگوں سے مراد حروریہ ہیں۔

ابن ابی حاتم، نحاس اور ابن مردویہ نے ابو غالب سے نقل کیا ہے کہ ان سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان لوگوں سے مراد خوارج ہیں۔

امام حکیم ترمذی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی، ابونعیم نے حلیہ میں، ابن مردویہ، ابونصر سجزی نے الابان میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: اے عائشہ! "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا" سے مراد اس امت کے اہل بدعت، ہوا پرست اور گمراہی اختیار کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کے لئے توبہ نہیں ہے۔ اے عائشہ! بلاشبہ ہر گناہ گار کے لئے توبہ ہے مگر اہل بدعت اور ہوا پرستوں کے لئے توبہ نہیں ہے۔ میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں (یعنی میرا ان کے ساتھ کوئی تعلق اور علاقہ نہیں) (3)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا" کو بغیر الف کے پڑھتے تھے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو الف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ" (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں نے رسول اللہ ﷺ کو "فَارَقُوْا دِیْنَهُمْ" پڑھتے سنا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ یہود و نصاریٰ ہیں (5)۔

---

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 125، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 209، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 124
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 72 (876) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا اس آیت میں یہودیوں کا ذکر ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: آیت کا مفہوم یہ ہے وہ لوگ جنہوں نے اپنا دین چھوڑ دیا اور وہ یہود و نصاریٰ ہیں اور '' وَ كَانُوْا شِيَعًا '' کا معنی ہے اور وہ کئی گروہ ہو گئے۔ اور '' لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ '' کے بارے انہوں نے فرمایا کہ آپ کو ان کے ساتھ قتال کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پھر اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اور سورۂ برأت میں انہیں قتل کرنے کا حکم دے دیا گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ '' لَسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ '' کے بارے ابوالاحوص نے کہا '' تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بری ہیں ''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے مرۃ الطیب سے یہ قول نقل کیا ہے '' میرا امر یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ نہ ہو پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی '' اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ''۔

امام ابن منیع رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا '' ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ بالضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی علاقہ اور تعلق نہ ہونے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھے (یعنی ہر آدمی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علاقہ اور تعلق ہونا چاہیے) پھر آپ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ازواج مطہرات میں سے ایک کا بازو دیکھا جسے انہوں نے دیوار اور پردے کے درمیان سے نکالا اور وہ فرما رہی تھیں: خبردار سنو! اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ان سے بری ہیں جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی گروہ ہو گئے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام افلح سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا '' میں اپنی امت کے بارے تین چیزوں سے سب سے زیادہ خوف زدہ ہوں ہوس پرستی کی گمراہی، پیٹ اور شرم گاہ کی شہوات کی اتباع اور تکبر و خود پسندی (1)۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾

'' جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لئے دس ہوں گی اس کی مانند۔ اور جو کوئی کرے گا ایک برائی تو نہ بدلہ ملے گا اسے مگر اس (ایک برائی) کے برابر اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا ''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جب مذکورہ بالا

1۔ نوادر الاصول، باب فی مذاہب اہل الھواء، جلد 1، صفحہ 210، دار صادر بیروت

آیت کریمہ نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ کیا لا الہ الا اللہ نیکی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، یہ تمام نیکیوں سے افضل اور اعلیٰ نیکی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ" سے مراد یہ ہے کہ جس کسی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ" سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" نازل ہوئی۔ اس وقت اہل ایمان ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور اپنے مالوں کا دسواں حصہ (فی سبیل اللہ) دیا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد رمضان المبارک کے روزوں اور زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نازل ہوا(1)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مطلع کیا گیا کہ میں یہ کہتا ہوں: جب تک میں زندہ رہا دن کو ضرور روزہ رکھوں گا اور رات کو قیام کروں گا۔ (رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا) تو میں نے عرض کر دی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے اسی طرح کہا ہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی طاقت نہیں رکھے گا، لہٰذا تو کبھی روزہ رکھ اور کبھی افطار کر۔ رات کا کچھ حصہ سو جا اور کچھ قیام کر۔ تو ہر مہینے میں تین روزے رکھ۔ کیونکہ ایک نیکی اپنی ہم مثل دس نیکیوں کے برابر ہے۔ لہٰذا یہ صیام الدھر کے مثل ہی ہے(2)۔

امام احمد، ترمذی رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے ہر مہینے تین روزے رکھے تو وہ اس کے لئے صیام الدھر کی مانند ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ارشاد کی تصدیق میں قرآن مجید میں یہ آیت نازل فرمائی "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" یعنی ایک دن دس دنوں کے برابر ہوتا ہے(3)۔

ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے ایسے عمل کی تعلیم دیجئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور ہٹا دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو کسی برائی کا ارتکاب کرے تو پھر نیکی کا عمل کر۔ کیونکہ ایک نیکی اپنی مانند دس نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بھی نیکیوں میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح مسلم، باب النہی عن صوم الدہر، جلد 1، صفحہ 365، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 344 (1708) دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا: یہ سب سے حسین اور اعلیٰ نیکی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا تم "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" کے بارے کیا کہتے ہو کہ وہ کس کے لئے ہے؟ تو ہم نے جواب دیا: مسلمانوں کے لئے۔ تو انہوں نے فرمایا نہیں۔ قسم بخدا! وہ تو صرف اعرابیوں کے لئے ہے اور رہے مہاجرین تو ان کے لئے تو ایک نیکی پر سات سوگنا ہوتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ اعرابیوں کے لئے ہے اور مہاجرین کے لئے تو ایک نیکی کا بدلہ سات سوگنا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت کریمہ اعراب کے بارے نازل ہوئی ہے اور مہاجرین کے لئے تو کئی گنا ہوگا۔ اور ایک روایت کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: اے اباعبدالرحمٰن! مہاجرین کے لئے کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ جو اس سے افضل و اعلیٰ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے "اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا۝" (النساء) "بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی۔ (بلکہ) اگر ہو معمولی سی نیکی تو دوگنا کر دیتا ہے اسے اور دیتا ہے اپنے پاس سے اجر عظیم"۔ اور جب کسی شے کو اللہ تعالیٰ عظیم فرمادے تو وہ عظیم ہوتی ہے (1)۔

امام احمد نے حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے جمعہ کے دن غسل کیا، مسواک کی، خوشبو لگائی اگر اس کے پاس موجود ہو، خوبصورت اور صاف ستھرے کپڑے پہنے، پھر گھر سے نکلا، یہاں تک کہ مسجد میں آپہنچا اور اس نے لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگا۔ پھر اس نے کچھ رکعتیں پڑھیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہیں۔ پھر جب امام خطبہ دینے کے لئے آیا تو وہ بالکل خاموش رہا اور کوئی گفتگو نہیں کی یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہوگیا۔ تو یہ عمل اس جمعہ اور سابقہ جمعہ کے درمیانی ایام میں ہونے والے گناوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے تین دن زائد ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک نیکی کو دس کا بدل قرار دیا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے جب کوئی بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے۔ پھر کرتا نہیں تو اس کے لئے بھی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور جب کوئی برائی کا ارادہ کرتا ہے اور پھر اسے کرتا ہے تب اس کے لئے ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کریم سے روایت کرتے ہیں (یعنی یہ حدیث قدسی ہے) کہ جس کسی نے نیکی کا ارادہ کیا اور پھر وہ کی نہیں تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ اور اگر اس نے اس کے مطابق عمل کیا تو اس کے لئے دس سے سات سو گناہ تک اور اس سے بھی زائد کئی گنا تک لکھی جاتیں ہیں اور جس کسی نے گناہ کا ارادہ کیا اور پھر کیا نہیں تو اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 131
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 81، دار صادر بیروت

کے لئے بھی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر اس نے گناہ کا ارتکاب کیا تو اس کے لئے ایک گناہ لکھا جاتا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ اسے مٹاڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو ہلاک نہیں کرے گا مگر اسے ہی جو خود ہلاکت کا خواہش مند ہوگا (1)۔

امام احمد، مسلم، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس کسی نے نیک عمل کیا تو اس کے لئے اس کی مثل دس اور اس سے بھی زائد ہوں گے۔ اور جس کسی نے گناہ کا عمل کیا تو اس کی جزاء اس کی مثل ہوگی یا اس کی مغفرت کردی جائے گی۔ جس کسی نے زمین کے اندازہ کے مطابق گناہ کے اعمال کیے پھر وہ مجھ سے اس حال میں ملا کہ وہ کسی شے کو میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراتا ہو تو میں اسے ان خطاؤں کی مثل مغفرت عطا کروں گا۔ اور جو ایک بالشت میرے قریب ہوا میں ایک گز اس کے قریب ہوں گا اور جو ایک گز میرے قریب ہوگا میں ایک کرم اس کے قریب ہوں گا اور جو میرے پاس چل کر آئے گا، میری رحمت دوڑتے ہوئے اس کی طرف آئے گی (2)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث قدسی روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمای: کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور اس کا قول حق ہے کہ جب میرا بندہ نیکی کا ارادہ کرے تو تم اس کے لئے ایک نیکی لکھ دو اور جب وہ اس کو عملی جامہ پہنا دے تو تم اس کے لئے اس کی مثل دس نیکیاں لکھو اور جب وہ برائی کا ارادہ کرے تو اس کے لئے کچھ نہ لکھو اور اگر وہ برائی کا ارتکاب کرے تو تم اس کی مثل ایک گناہ لکھ دو اور اگر وہ اس ارادے پر عمل نہ کرے تو تم اس کے لئے ایک نیکی لکھو۔ پھر یہ آیت طیبہ پڑھی " مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا " (3)

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے نیکی کا ارادہ کیا پھر اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کرے تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جس کسی نے برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اس کے لئے کوئی شے نہیں لکھی جاتی اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کے خلاف ایک گناہ لکھا جاتا ہے (4)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ایک جمعہ اپنے اور دوسرے جمعہ کے درمیانی ایام میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور اس میں تین دن زائد ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے " مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا " (5)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جمعہ میں حاضر ہوتے ہیں۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 279، دار صادر بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 295 (3821) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 11، صفحہ 144 (3073) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 224 (3438) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 298 (3459) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ایک آدمی جمعہ میں حاضر ہوتا ہے اور لغو کلام کرتا ہے۔ پس ایسے آدمی کے لئے جمعے سے وہی حصہ ہوتا ہے۔ ایک وہ آدمی ہے جو حاضر ہو کر دعا مانگتا ہے تو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے عطا کر دے اور اگر چاہے تو روک لے۔ اور ایک وہ آدمی ہے جو بالکل خاموشی اور سکوت کے ساتھ جمعہ میں حاضر ہوتا ہے، کسی مسلمان کی گردن نہیں پھلانگتا اور نہ کسی کو اذیت اور تکلیف دیتا ہے تو ایسے آدمی کے لئے یہ جمعہ آنے والے جمعہ تک کفارہ ہو جاتا ہے اور تین دن زائد ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جس کسی نے جمعہ کے دن غسل کیا، اگر اس کے پاس خوشبو موجود ہو تو وہ لگائی۔ پھر مسجد میں آیا اور کسی کو اذیت نہیں پہنچائی اور نہ کسی کی گردن پھلانگی تو اس کے لئے یہ جمعہ اپنے اور دوسرے جمعہ کے مابین صادر ہونے والے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک نیکی کا بدلہ اس کی مثل دس نیکیاں ہیں۔

ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے صیام الدھر کے بدلے ہر مہینے تین دن کے روزے رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ اس کی مثل دس نیکیاں ہوتی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ ہر مہینہ میں تین دن کے روزے رکھنا پورا زمانہ روزے رکھنے کے برابر ہے اور ایک دن کا روزہ دس دنوں کے برابر ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا"۔ خطیب نے اس روایت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کی ایک نیکی کا بدل اس کی مثل دس سے لے کر سات سو گناہ تک نیکیوں کو بنایا ہے۔ مگر روزے کے بارے فرمایا: روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں خود دیتا ہوں (یا روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں خود ہوں) (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی اور ابن حبان رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا دو خصلتیں ہیں جو بندۂ مسلم ان دونوں کو ہمیشہ اپنائے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ دونوں آسان اور تھوڑی سی ہیں اور ان کے مطابق عمل کرنے والے قلیل ہیں۔ اور وہ ہر نماز کے بعد دس بار اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا (یعنی سبحان اللہ کہنا)، دس بار تحمید بیان کرنا (یعنی الحمد للہ کہنا) اور دس بار تکبیر بیان کرنا (یعنی اللہ اکبر کہنا) ہے۔ کیونکہ یہ زبان سے ادا ہونے میں تو ایک سو پچاس ہیں لیکن میزان میں ایک ہزار

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 446، دار صادر بیروت

پانچ سو ہیں۔اور جب کوئی اپنے بستر پر آرام کے لئے جائے تو اسے چاہیے کہ وہ چونتیس بار اللہ اکبر، تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار سبحان اللہ کہے۔کیونکہ یہ زبان سے ادا ہونے میں سو ہے اور میزان میں ایک ہزار ہے اور تم میں سے کون ہے جو ایک دن میں دو ہزار پانچ سو مرتبہ گناہ کرتا ہے؟

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کیا تو اس کے لئے ایک نیکی کا بدلہ اس کی مثل دس نیکیاں ہوں گی۔

امام طبرانی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرو اور اس کی تلاوت کرو کیونکہ تمہیں اس کے ہر حرف کے بدلے دس نیکیوں کا اجر دیا جاتا ہے۔خبردار! میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ پر صرف دس (نیکیاں) ہیں بلکہ، الف، لام اور میم پر تیس نیکیاں ہیں۔کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہا ہے " مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا "(1)

امام احمد، حاکم رحمہما اللہ اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خریم بن فاتک رحمہ اللہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگ چار قسم کے ہوتے ہیں اور اعمال چھ قسم کے ہیں۔پس دو واجب کرنے والے ہیں، مثل بمثل (یعنی عمل کے برابر جزا دی جاتی ہے) دس گناہ اجر، سات سو گنا اجر، سو جو حالت کفر میں مرا اس کے لئے جہنم واجب ہے اور جو حالت ایمان میں مرا اس کے لئے جنت واجب ہے۔ایک بندہ گناہ کا عمل کرتا ہے تو اسے اس گناہ کی مثل ہی جزا دی جاتی ہے۔اور وہ بندہ جو نیکی کا قصد کرتا ہے تو اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔اور وہ بندہ جو نیکی کا عمل کرتا ہے اس کے لئے دس گناہ اجر لکھا جاتا ہے۔اور وہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرتا ہے تو اسے سات سو گناہ اجر دیا جاتا ہے۔اور لوگ چار قسم کے ہیں وہ لوگ جو دنیا میں خوشحال ہیں اور آخرت میں بھی خوشحال ہوں گے وہ لوگ جو دنیا میں خوشحال ہیں اور آخرت میں تنگدست ہوں گے وہ لوگ جو دنیا میں تنگ دست ہیں، اور آخرت میں خوشحال ہوں گے۔اور وہ لوگ جو دنیا اور آخرت دونوں میں تنگ دست ہوں گے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ نیکی جو بندۂ مسلم کرتا ہے اس کے بدلے دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں اسے دی جاتی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے نیکی کا قصد کیا اور اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر وہ اس کے مطابق عمل کر لے تو پھر اس کے لئے اسی کی مثل دس سے لے کر سات سو گناہ تک نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کے بدلے ہزار ہزار نیکیاں عطا فرماتا ہے۔پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی " مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا "

امام ابو داؤد، طیالسی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی

1۔معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 130 (8648) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 32 (4269) دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے کہ ہم ایک سفر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ کھانا حاضر ہوا تو ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ قاصد واپس آیا اور اس نے بتایا کہ آپ روزے سے ہیں۔ پس اس نے کھانا رکھا تا کہ کھایا جائے۔ تو اتنے میں ابو ہریرہ بھی آ گئے اور کھانا شروع کر دیا۔ ساتھیوں نے اس آدمی کی طرف دیکھا جسے انہوں نے آپ کی طرف بھیجا تھا۔ تو اس نے کہا تم میری طرف کیا دیکھتے ہو۔ قسم بخدا انہوں نے مجھے کہا تھا کہ وہ روزے سے ہیں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے "شہر الصبر کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے صوم الدھر (کل زمانہ کے روزے) کے برابر ہیں" پس میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک روزہ کو کئی گنا کرنے کے اعتبار سے روزے دار ہوں اور اس کی تخفیف کے اعتبار سے افطار کرنے والا ہوں۔ اور ابن حبان کے بیان کردہ الفاظ کا مفہوم یہ ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جس نے ہر مہینہ میں تین روزے رکھے تحقیق اس نے پورا مہینہ روزے رکھے اور میں ہر مہینہ میں تین روزے رکھتا ہوں۔ لہٰذا میں پورا مہینہ روزے دار ہوتا ہوں اور میں نے اس کی تصدیق کتاب اللہ سے پالی ہے۔ اور وہ یہ ارشاد ہے "مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا" (1)

امام طیالسی، احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں ازرق بن قیس سے اور انہوں نے بنی تمیم کے ایک آدمی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم باب معاویہ پر تھے اور ہمارے ساتھ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو انہوں نے کہا میں روزے دار ہوں۔ جب ہم اندر داخل ہوئے اور دستر خوان بچھا دیے گئے تو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بھی کھانے لگے۔ میں نے ان کی طرف دیکھا تو انہوں نے فرمایا تجھے کیا ہے؟ میں نے کہا: کیا آپ نے مجھے بتایا نہیں تھا کہ آپ روزے سے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں میں نے آپ کو بتایا تھا۔ پھر فرمایا: کیا تو نے قرآن کریم پڑھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ تو انہوں نے فرمایا شاید تو نے اس میں سے مفرد پڑھا ہے، مضعف نہیں پڑھا۔ یعنی "مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا"۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے "شہر الصبر کے روزے اور ہر مہینے میں تین روزے نیکی ہے"۔ فرمایا صیام الدھر (ہمیشہ کا روزہ) مغلۃ الصدر کو دور کر دیتا ہے۔ میں نے کہا: مغلۃ الصدر کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا رجز الشیطان یعنی شیطان کی غلاظت اور گندگی (2)۔

امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے جس کسی نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو وہ صیام الدھر کے برابر ہیں (3)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے رمضان المبارک اور شوال کے چھ دنوں کے روزے رکھے گویا اس نے پورا سال روزے رکھے (4)۔

امام بزار اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 290 (3573) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 391 (3856)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 347 (3730)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 349 (3734)

مہینہ کے روزوں کے بدلے دس مہینوں کے روزے ہیں اور اس کے بعد چھ دن کے روزوں کے بدلے دو مہینوں کے روزے ہیں۔ پس اس طرح سال مکمل ہو جاتا ہے یعنی رمضان المبارک اور اس کے بعد چھ دن (1)۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عید الفطر کے بعد چھ دن روزے رکھے تو اس کے پورے سال کے روزے مکمل ہو جائیں گے (یعنی گویا اس نے پورا سال روزے رکھے ہیں) کیونکہ ارشاد ربانی ہے "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" (2)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم سے یہ نقل کیا ہے کہ پہلا خطبہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں دیا وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اللہ تعالیٰ کے شایان شان حمد وثنا بیان فرمائی۔ پھر فرمایا: اما بعد، اے لوگو! تم اپنے نفسوں کے لئے کچھ آگے بھیجو، تم یقیناً پالو گے۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ تم میں سے ہر ایک کو کوئی گناہ فرمائے گا۔ پھر وہ اپنے ریوڑ کو چھوڑ دے گا۔ اس کا کوئی چرواہا نہیں ہوگا۔ پھر اس کا رب اسے کہے گا جس کا نہ کوئی ترجمان ہے اور نہ کوئی دربان جو اسے اس کے قریب آنے سے روک رہا ہو: کیا میرا رسول تیرے پاس نہیں آیا تھا کہ اس نے تجھے تبلیغ کی ہو اور میں نے تجھے مال دیا تھا اور اس نے تجھے فضیلت دی تھی۔ تو نے اپنے نفس کے لئے آگے کیا بھیجا؟ پس وہ دائیں بائیں دیکھے گا اور کوئی شے نہیں پائے گا۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو جہنم کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا۔ سو جو یہ استطاعت رکھتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو آگ سے بچائے اگرچہ آدھی کھجور کے ساتھ ہی، تو اسے ایسا ضرور کرنا چاہیے۔ اور جو کچھ بھی نہ پائے تو وہ کلمہ طیبہ کے ساتھ (اپنی حفاظت کا اہتمام کرے) کیونکہ یہ ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا بدلہ دس سے لے کر سات سو گنا تک دیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: "بے شک سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد طلب کرتا ہوں، ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرما دیتا ہے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے سوا کوئی معبود نہیں بلاشبہ سب سے خوبصورت اور حسین کلام کتاب اللہ ہے۔ تحقیق وہ کامیاب ہو گیا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ نے اس کلام سے مزین اور آراستہ فرما دیا اور کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس کے سوا لوگوں کے کلام پر اسے ترجیح دی اور پسند کیا۔ کیوں کہ یہ تمام کلاموں سے زیادہ حسین اور زیادہ بلیغ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبوب چیزوں میں سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے تمام کے دلوں کے لئے زیادہ پسندیدہ ہے۔ تم اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کے ذکر سے نہ اکتاؤ اور نہ ہی تم اپنے دلوں کو اس سے سخت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جسے پسند فرما لیتا ہے اور چن لیتا ہے تو اسے یہ نام دے دیتا ہے کہ یہ اعمال میں سے پسندیدہ ہیں، بندوں میں سے یہ پسندیدہ اور چنا ہوا ہے اور کلام کے اعتبار سے صالح ہے اور اس میں لوگوں کے لئے حلال وحرام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 349 (3736)   2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 347 (1715) دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ جو کچھ تم اپنے مونہوں سے کہتے ہوں اس کی اچھائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرو اور اپنے درمیان اللہ تعالیٰ کی رحمت سے باہم محبت کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنا عہد توڑنا ناپسند کرتا ہے۔ تم پر سلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت ہو (عربی متن درج ذیل ہے) ''اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ اَحْمَدُهٗ وَاَسْتَعِيْنُهٗ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اِنَّ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِيْ قَلْبِهٖ، وَاَدْخَلَهٗ فِي الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ، وَاخْتَارَهٗ عَلٰى مَا سِوَاهُ مِنْ اَحَادِيْثِ النَّاسِ اَنَّهٗ اَحْسَنُ الْحَدِيْثِ وَاَبْلَغُهٗ، اَحِبُّوْا مَنْ اَحَبَّ اللّٰهَ، اَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوْبِكُمْ، وَلَا تَمَلُّوْا كَلَامَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ ذِكْرَهٗ، وَلَا تَقْسُوْا عَنْهُ قُلُوْبُكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْ كُلِّ يَخْتَارُ اللّٰهُ وَيَصْطَفِيْ فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهٗ مِنَ الْاَعْمَالِ، وَمُصْطَفَاهُ مِنَ الْعِبَادِ، وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيْثِ، وَمِنْ كُلِّ مَا اُوْتِيَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ، وَاصْدُقُوا اللّٰهَ صَالِحَ مَاتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ، وَتَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ، اِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ اَنْ يُّنْكَثَ عَهْدُهٗ، وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ۔ (1)

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ۬ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

''آپ فرمائیے بے شک مجھے پہنچا دیا ہے میرے رب نے سیدھی راہ تک یعنی دین مستحکم (جو) ملت ابراہیم ہے جو باطل سے ہٹ کر صرف حق کی طرف مائل تھے اور نہیں تھے وہ مشرکوں سے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے ''دِيْنًا قِيَمًا'' پڑھا ہے۔ یعنی قِيَمًا میں قاف کو کسرہ اور یاء کو نصب مخففہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام احمد، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کرتے تو فرماتے ''ہم نے فطرت اسلام اور کلمہ اخلاص پر صبح کی اور ہم نے صبح کی اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر اور اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر جو باطل سے ہٹ کر صرف حق کی طرف مائل تھے اور وہ مشرکین میں سے نہیں تھے۔ اور جب شام ہوتی تو پھر بھی اسی طرح کہتے (2)۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۶۳﴾

''آپ فرمائیے بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا (سب) اللہ کے لئے ہے جو رب

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 524، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 406، دار صادر بیروت

ہے سارے جہانوں کا نہیں کوئی شریک اس کا اور مجھے یہی حکم ہوا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں"۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں بتایا گیا ہے کہ ابو موسیٰ نے کہا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ ہر مسلمان کتاب اللہ کی تلاوت کرتے وقت یہ آیت پڑھے "قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ...... الآیہ"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مقاتل رحمہ اللہ نے کہا "اِنَّ صَلَاتِيْ" سے مراد یہ ہے کہ میری فرض نماز اور "وَنُسُكِيْ" سے مراد حج ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ نُسُكِيْ سے مراد ذبیحہ یعنی قربانی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے "قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ" کے بارے فرمایا بے شک میرا حج اور مذبح (یعنی نُسُكِيْ سے مراد حج اور قربانی ہے)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ نُسُكِيْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ حج اور عمرہ کے دوران میری قربانی (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا نُسُكِيْ سے مراد قربانی ہے۔ اور "وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ" کے بارے انہوں نے کہا "میں اس امت میں سے سب سے پہلا مسلمان ہوں (2)۔

امام حاکم رحمہ اللہ اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ! اٹھو اور اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو۔ بے شک اس کے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی تیری ان سب خطاؤں کو بخش دیا جائے گا جو تجھ سے صادر ہوئیں۔ اور یہ کہو "قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ" میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ آپ کے ساتھ اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ خاص ہے۔ پس تم ہی اس کے اہل ہو یا مسلمانوں کے لئے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ مسلمانوں کے لئے عام ہے (3)۔

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ ۭ وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۶۴﴾

"آپ فرمایئے کیا اللہ کے سوا میں تلاش کروں کوئی اور رب، حالانکہ وہ رب ہے ہر چیز کا اور نہیں کماتا کوئی شخص (کوئی چیز) مگر وہ اسی کے ذمہ ہوتی ہے اور نہ اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔ پھر اپنے رب

1۔ بحوالہ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 183
2۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 73 (881) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 283، دارالفکر بیروت

کی طرف ہی تمہیں لوٹ کر جانا ہے تو وہ بتائے گا تمہیں جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى" کے بارے فرمایا کہ کسی سے دوسرے کے گناہ کا مؤاخذہ نہیں کیا جائے گا(1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے بروایت صحیح حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زنا سے پیدا ہونے والے بچے پر اس کے والدین (کے گناہ کا) بوجھ نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى" (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ام عمرو بنت ابان بن عثمان کی وفات ہوئی اور جنازہ لایا گیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رونے کی آواز سنی تو فرمایا: کیا یہ رونے سے باز نہیں آئیں گی۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے "اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ عَلَيْهِ" "کہ میت کو اس پر زندہ آدمی کے رونے کے سبب عذاب دیا جاتا ہے"۔ تو میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! بلاشبہ جو خبر تو مجھے دے رہا ہے وہ ایک سچے اور لوگوں کے امام کی جانب سے ہے مگر سننے میں خطا ہو سکتی ہے۔ قرآن کریم میں جو کچھ ہے وہ تمہارے لئے کافی ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ولد الزنا کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس پر اس کے والدین کے گناہ میں سے کچھ بھی نہیں۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: زنا سے پیدا ہونے والا بچہ تین میں سے بہتر ہے (یعنی زانی مرد، زانیہ عورت اور ولد الزنا) اس کے بارے کعب نے کہا ہے کہ ولد الزنا تین میں سے زیادہ شر (برا) ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى" کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں لادے گا اور ہر آدمی کا مؤاخذہ اس کے اپنے عمل کے مطابق کیا جائے گا۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ڮ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٦٥﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 134

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 112 (7053) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 107 (12543) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ ایضاً (12544)

"اور وہی ہے جس نے بنایا تمہیں (اپنا) خلیفہ زمین میں اور بلند کیا تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں تا کہ آزمائے تمہیں اس چیز میں جو اس نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ بے شک آپ کا رب بہت جلد سزا دینے والا ہے اور بے شک وہ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ) نے کئی امتوں کو ہلاک کیا اور ان کے بعد زمین میں ہمیں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر رزق کے اعتبار سے درجات میں بلند کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے "جَعَلَكُمْ خَلٰٓىِٕفَ الْاَرْضِ" کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے مختلف قوموں کو زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ "وَ رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ" کے بارے مقاتل نے کہا ہے کہ فضل اور غنی میں تم میں سے بعض کے درجات بعض پر بلند کر دیے۔ اور "لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَاۤ اٰتٰىكُمْ" کی تفسیر میں مقاتل کہتے ہیں تا کہ وہ اس میں تمہیں آزمائے جو کچھ اس نے تمہیں عطا کیا ہے۔ وہ بالیقین غنی اور فقیر، شریف اور شریر، آزاد اور غلام سب کو آزماتا ہے۔

آیاتہا ۲۰۶ ﴿سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ مَكِّيَّةٌ ۷﴾ رکوعاتہا ۲۴

امام ابن ضریس، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ اعراف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے کہ سورۂ اعراف مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے کہ سورۂ اعراف کی یہ ایک آیت مدنی ہے "واسالهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر ...... الآیہ" بقیہ تمام سورت مکی ہے۔

امام سمویہ رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز میں دو طویل سورتوں میں سے یہ المص پڑھا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو ایوب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مغرب کی دو رکعتوں میں مکمل سورۂ اعراف پڑھی (2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے نماز مغرب میں سورۂ اعراف پڑھی اور مکمل سورت دو رکعتوں میں تلاوت فرمائی (3)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 314 (3519) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 2، صفحہ 392، دار الفکر بیروت

الٓمّٓصٓ ۚ كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۞ اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۞ وَ كَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۞

”الف، لام، میم، صاد یہ کتاب نازل کی گئی ہے آپ کی طرف پس چاہیے کہ نہ ہو آپ کے سینہ میں کچھ تنگی اس (کی تبلیغ) سے (یہ نازل کی گئی ہے) تاکہ آپ ڈرائیں اس سے اور نصیحت ہے مومنوں کے لیے (اے لوگو!) پیروی کرو جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اور نہ پیروی کرو اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی۔ بہت ہی کم تم نصیحت قبول کرتے ہو اور کتنی بستیاں تھیں برباد کر دیا ہم نے انہیں۔ پس آیا ان پر ہمارا عذاب رات کے وقت یا جب وہ دوپہر کو سو رہے تھے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ”الٓمّٓصٓ“ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے ”اَنَا اللّٰہُ اَفْصَلُ“ (میں اللہ ہوں تفصیل سے بیان کرتا ہوں) (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مفہوم بیان کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ”الٓمّٓصٓ، طٰہٰ، طٰسٓمّٓ، یٰسٓ، صٓ، حٰمٓ، حٰمٓ عٓسٓقٓ، قٓ، نٓ“ اور انہی کے مشابہ دیگر الفاظ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہیں اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قسم بیان فرمائی ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ”الٓمّٓصٓ“ کا مفہوم ہے ”ھو المصور“ (وہ تصویر کشی کرنے والا ہے) (4)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا ”الٓمّٓصٓ“ میں الف لفظ اللہ سے لیا گیا ہے، میم لفظ رحمٰن سے اور صاد لفظ الصمد سے لیا گیا ہے۔

ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ضحاک نے کہا کہ ”الٓمّٓصٓ“ انا اللہ الصادق کا مخفف ہے یعنی میں اللہ ہوں سچ بولنے والا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حرج کا معنی شک ہے۔ آپ نے ایک اعرابی کو کہا ”ما الحرج فیکم؟“ تو انہوں نے کہا کاٹ دینے والا شک۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حرج کا معنی شک ہے(1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا حرج کا معنی تنگی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے "اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ" کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا تم اس قرآن کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے۔

فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ۝۵

"پس نہ تھی ان کی (چیخ و) پکار جب آیا ان پر ہمارا عذاب بجز اس کے کہ انہوں نے کہا بے شک ہم ہی ظالم تھے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی قوم ہلاک نہیں ہوئی یہاں تک کہ افراد قوم نے اپنی جانب سے گناہوں میں حد سے تجاوز کر لیا۔ پھر آپ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسی مفہوم کی مثل مرفوع روایت ذکر کی ہے(2)۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ۝۶ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا كُنَّا غَآىِٕبِیْنَ۝۷

"سو ہم ضرور پوچھیں گے ان سے بھیجے گئے (رسول) جن کی طرف اور ہم ضرور پوچھیں گے رسولوں سے پھر ہم ضرور بیان کریں گے (ان کے حالات) ان پر اپنے علم سے اور نہ تھے ہم ان سے غائب"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں ذکر کیا ہے کہ "فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (کہ رب کریم بیان فرما رہا ہے) ہم لوگوں سے ان امور کے بارے سوال کریں گے جو انہوں نے رسولوں سے حاصل اور قبول کیے اور رسولوں سے ان کے بارے پوچھیں گے جن کی انہوں نے تبلیغ کی اور آپ نے ہی "فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ" کی تفسیر میں بیان فرمایا کہ قیامت کے دن کتاب (نامۂ اعمال) کو رکھا جائے گا اور وہ ان معاملات کے بارے گفتگو کرے گا جو وہ کرتے تھے(3)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے پہلی آیت کے بارے کہا ہے کہ اس میں ایک جگہ مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور دوسری جگہ مراد ملائکہ ہیں یعنی فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ میں سوال انبیاء علیہم السلام سے ہے اور "وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ میں ملائکہ سے سوال کا ذکر ہے) اور فَلَنَقُصَّنَّ عَلَیْهِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا كُنَّا غَآىِٕبِیْنَ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ کے بارے فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں سے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے متعلق ضرور پوچھیں گے۔ اور وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ کے بارے فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 138 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 143 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 144

کہ ہم ضرور جبرئیل امین علیہ السلام سے پوچھیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم ضرور پوچھیں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے کہ کیا تم تک رسول پہنچے اور رسولوں سے ضرور پوچھیں گے کہ انہوں نے تمہیں کیا کیا جواب دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قاسم ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور کہا کہ بندے سے چار خصلتوں کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا: تیرا رب فرمائے گا کیا میں نے تجھے جسم عطا نہیں کیا؟ تو نے اسے کون سے کاموں میں مشغول رکھا؟ کیا میں نے تجھے علم عطا نہیں فرمایا، تو نے کہاں تک اپنے علم کے مطابق عمل کیا؟ کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا، تو نے اسے کہاں خرچ کیا میری اطاعت میں یا نافرمانی اور معصیت میں؟ کیا میں نے تجھے اتنی عمر نہیں دی تھی، تو نے اسے کون سے کاموں میں گزارا؟

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت وہیب بن ورد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور عرش ان کے کندھے پر ہے۔ جب وحی نازل ہوتی ہے تو عرش کی جانب سے ایک تختی (لوح) لٹکائی جاتی ہے اور وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی کے ساتھ جا لگتی ہے اور وہ اسے دیکھ لیتے ہیں اور پھر اسے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ وہ اسے یاد کر لیتے ہیں اور اسے آگے رسولوں تک پہنچا دیتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ پس انہیں لایا جائے گا دار آنحالیکہ وہ بہت گھبرائے ہوئے ہوں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا جو کچھ لوح کے ذریعے تم تک پہنچایا گیا تم نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ تو وہ عرض کریں گے: اے میرے رب! میں نے وہ جبرئیل امین علیہ السلام تک پہنچا دیا تھا۔ پھر جبرئیل امین علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ وہ بھی آئیں گے اس حال میں کہ بہت زیادہ گھبرائے ہوئے ہوں گے۔ تو پھر ان سے پوچھا جائے گا: اسرافیل علیہ السلام نے جو کچھ تیرے تک پہنچایا تو نے اس کے ساتھ کیا کیا؟ تو وہ جواب دیں گے: یا رب! میں نے رسولوں کو پہنچا دیا تھا۔ پھر رسولوں کو بلایا جائے گا وہ بھی کانپتے کانپتے حاضر ہوں گے۔ ان سے کہا جائے گا: تم نے اس کے ساتھ کیا کیا جو جبرئیل امین علیہ السلام نے تم تک پہنچایا؟ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم نے وہ لوگوں تک پہنچا دیا تھا۔ فرمایا: یہی مفہوم اس ارشاد گرامی کا ہے "فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِیْنَ اُرْسِلَ اِلَیْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِیْنَ"

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوسنان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے ساری مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے قریب ترین لوح ہے اور وہ عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کوئی شے وحی کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے لوح میں لکھ دیتا ہے۔ پھر وہ لوح آتی ہے حتیٰ کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی سے آلگتی ہے اور اسرافیل علیہ السلام اپنا چہرہ اپنے پروں کے ساتھ ڈھانپ لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم و اکرام کے لیے اپنی نگاہیں اوپر نہیں اٹھاتے۔ پھر لوح میں دیکھتے ہیں۔ اگر تو وہ اہل آسمان کے لیے ہو تو پھر حضرت میکائیل علیہ السلام کو دے دیتے ہیں اور اگر وہ اہل زمین کے لیے ہو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے حوالے کر دیتے ہیں۔ پس قیامت کے دن سب سے اول جس کا محاسبہ کیا جائے گا وہ لوح ہے۔ اسے

بلایا جائے گا۔ وہ گھبراتے ہوئے حاضر ہوگی اور اس سے پوچھا جائے گا کیا تو نے پیغام پہنچادیا تھا؟ وہ جواب دے گی جی ہاں۔ تو ہمارا رب فرمائے گا: تیری شہادت کون دے گا؟ وہ کہے گی: اسرافیل علیہ السلام۔ پھر اسرافیل علیہ السلام کو بلایا جائے۔ وہ کانپتے ہوئے حاضر ہوں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا: کیا لوح نے تجھ تک پیغام پہنچادیا تھا؟ جب وہ کہیں گے جی ہاں تو لوح کہے گی "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجَّانِیْ مِنْ سُوْٓءِ الْحِسَابِ" "سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے برے حساب (حساب کی سختی) سے نجات دلائی"۔ پھر سابقہ قول کی طرح آگے تفصیل بیان فرمائی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: اے اسرافیل! جو کچھ میں نے تیرے سپرد کیا ہے وہ لاؤ۔ تو وہ عرض کریں گے: ہاں میں حاضر ہوں، اے میرے پروردگار! صور (قرناء) میں اتنے اتنے سوراخ ہیں، انسانوں کی روحوں میں سے اتنی ہیں، اتنے جن ہیں، شیاطین کی اتنی تعداد ہے، جنگلی جانور اتنے ہیں، پرندے اتنے ہیں، چوپاؤں کی تعداد اتنی ہے، کیڑے مکوڑے اتنے ہیں اور مچھلیاں اتنی تعداد میں ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اسے لوح میں سے دیکھو۔ تو وہ تعداد بالکل برابر برابر ہوگی نہ زائد ہوگی نہ کم۔ پھر رب کریم فرمائے گا: اے میکائیل! لے آؤ جو میں نے تیرے سپرد کیا تھا۔ تو وہ عرض کریں گے جی ہاں میں حاضر ہوں، اے میرے رب! تو نے آسمان سے اتنے اتنے کیل، اتنا اتنا وزن مثقال، اتنا وزن قیراط، اتنا اتنا وزن رائی کے دانہ کے برابر اور اتنا اتنا وزن درۃ نازل فرمایا۔ تو نے سال میں اتنا اور اتنا نازل فرمایا، مہینے میں اتنا اتنا، ہفتے میں اتنا اتنا، ایک دن میں اتنا اتنا اور ایک ساعۃ میں اتنا اتنا نازل کیا۔ اس طرح تو نے کھیتیوں کے لیے اتنا اتنا اتارا، شیاطین کے لیے اتنا نازل کیا، انسانوں کے لیے اتنا اتنا اور چوپاؤں کے لیے اتنا نازل کیا۔ جنگلی جانوروں کے لیے اتنا، پرندوں کے لیے اتنا، مچھلیوں اور کیڑے مکوڑوں کے لیے اتنا اتنا اتارا، لہٰذا یہ کل تعداد اتنی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا لوح میں اسے دیکھو۔ تو جب وہ بالکل اس کے برابر ہوگا نہ زیادہ ہوگا نہ کم تو پھر فرمائے گا اے جبرئیل! جو کچھ تیرے سپرد کیا تھا وہ لاؤ۔ تو وہ عرض کریں گے اے میرے رب! میں حاضر ہوں تو نے اپنے فلاں نبی علیہ السلام پر اتنی آیتیں فلاں فلاں مہینے میں، فلاں فلاں ہفتے اور فلاں فلاں دن میں نازل فرمائیں۔ تو نے اپنے فلاں نبی علیہ السلام پر اتنی آیتیں اور اتنی سورتیں نازل فرمائیں۔ سورتوں میں اتنی اتنی آیتیں ہیں۔ تو جب اتنی آیتیں ہیں تو ان میں حرف اتنے ہیں۔ اتنے تو نے مدینہ میں ہلاک کیے ہیں اور اتنے تو نے زمین میں دھنسا دیے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے لوح اسے دیکھ لو۔ پس جب وہ تعداد بالکل برابر ہوگی، نہ اس میں اضافہ ہوگا نہ کمی، تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے عزرائیل! جو کچھ تیرے سپرد کیا ہے وہ لاؤ، تو وہ عرض کریں گے اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ تو نے اتنے انسانوں، اتنے جنوں اور اتنے شیطانوں کی روحیں قبض کی ہیں۔ لوگوں کو پانی میں غرق کیا ہے اور اتنے لوگوں کو جلا دیا ہے۔ اتنے کافر ہیں، اتنے شہید اور اتنے پر مکان گرا دیے گئے۔ اتنے لوگوں کو سانپ اور اس جیسے دیگر کیڑوں سے ڈسوایا گیا۔ اتنے میدان میں اور اتنے پہاڑ میں تھے۔ اتنے پرندے تھے اور اتنے کیڑے مکوڑے اور اتنے جنگلی جانور تھے۔ پس اتنی اتنی تمام چیزیں تھیں حتیٰ کہ کل تعداد اتنی ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس کا موازنہ لوح سے کرو۔ چنانچہ

وہ تعداد بالکل برابر ہوگی نہ زیادہ ہوگی نہ کم۔

امام احمد نے حضرت معاویہ بن حیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرا رب مجھے بلائے گا اور مجھ سے پوچھے گا کیا تو نے میرے بندوں کو پہنچایا؟ تو میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! میں نے ان تک پیغام پہنچا دیا تھا (اور یہ بھی کہا تھا) کہ تم میں سے حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب تک یہ پیغام پہنچائے۔ پھر تمہیں بلایا جائے گا اس حال میں کہ تمہارے منہ چھینکوں کے ساتھ بند ہوں گے اور تمہارے اعضاء میں سب سے پہلے ران اور ہتھیلی بیان دیں گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا امام سے لوگوں کے بارے پوچھا جائے گا، ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے پوچھا جائے گا، عورت سے اس کے خاوند کے گھر کے بارے باز پرس کی جائے گی اور غلام سے اس کے آقا کے مال کے بارے سوال کیا جائے گا۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم تمام سردار ہو اور تم تمام سے اپنی رعایا کے بارے باز پرس کی جائے گی۔ پس امام (حاکم وقت) سے لوگوں کے بارے پوچھا جائے گا، آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے سوال کیا جائے گا، عورت سے اس کے خاوند کے گھر کے متعلق باز پرس کی جائے گی اور غلام سے اس کے آقا کے مال کے بارے پوچھا جائے گا (2)۔

امام ابن حبان اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر سردار سے اس کی رعایا کے بارے سوال کرے گا کہ آیا اس نے اس کی حفاظت کی ہے یا اسے ضائع کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے پوچھ گچھ کی جائے گی (3)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک سردار ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اپنی رعیت کے بارے پوچھا جائے گا۔ لہٰذا تم سوالات کے جوابات تیار کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: ان کا جواب کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نیکی اور خیر کے اعمال (4)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الکبیر میں حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: کوئی آدمی بھی کسی قوم کا سردار نہیں ہوگا مگر قیامت کے دن وہ ان کے آگے آگے آئے گا۔ اس کے سامنے ایک جھنڈا ہوگا جسے وہ اٹھائے ہوئے ہوگا اور قوم کے افراد اس کے پیچھے پیچھے ہوں گے۔ تو اس سے ان کے بارے پوچھا جائے گا اور قوم کے افراد سے اس کے بارے باز پرس کی جائے گی (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ امیر جسے دس آدمیوں پر حاکم مقرر کیا جاتا ہے، قیامت کے دن اس سے ان کے بارے باز پرس کی جائے گی (6)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 4، دار صادر بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 92 (2376) دار الفکر بیروت
3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 6، صفحہ 281، مطبعۃ السعادۃ مصر
4۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 374، دار الفکر بیروت
5۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 276 (652) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 411 (12166)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صاحب رعیت سے اس کی رعایا کے بارے سوال کرے گا کہ آیا اس نے اللہ تعالیٰ کا حکم ان میں نافذ کیا یا اسے ضائع کر دیا یہاں تک کہ ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے بھی پوچھا جائے گا (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس کے بارے سوال کیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اس کی نمازوں کے بارے غور وفکر کیا جائے گا اگر وہ درست اور صحیح ہوں گی تو وہ کامیاب ہو جائے گا اور اگر وہ فاسد ہوں گی تو وہ خائب وخاسر ہو گا (2)۔

وَ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ۝۹ وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۱۰

''اور (اعمال کا) تولنا اس دن برحق ہے۔ پس جن کے بھاری ہوئے ترازو تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اور جن کے ہلکے ہوئے ترازو تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو بوجہ اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ بے انصافی کیا کرتے تھے اور یقیناً ہم نے ہی آباد کیا تمہیں زمین میں اور مہیا کر دیے تمہارے لیے اس میں زندہ رہنے کے اسباب۔ بہت ہی کم تم شکر ادا کرتے ہو''۔

امام لالکائی رحمہ اللہ نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک دن ہم حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک آدمی حاضر خدمت ہوا، اس پر سفر کے آثار موجود نہیں تھے اور نہ ہی وہ اہل شہر میں سے تھا۔ وہ آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانو ہو کر اس طرح بیٹھ گیا جیسے ہم میں سے ہر کوئی نماز میں بیٹھتا ہے، پھر اس نے اپنے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر رکھے اور عرض کی یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو شہادت دے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ) تو نماز قائم کرے، زکوۃ ادا کرے، حج اور عمرہ کرے، غسل جنابت کرے، وضو مکمل کرے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے۔ یہ سن کر اس نے عرض کی: اگر میں اس طرح کر لوں تو کیا میں مسلمان ہوں گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے سچ فرمایا۔ پھر اس نے عرض کی ایمان کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ، فرشتوں کے ساتھ، کتابوں کے ساتھ اور رسل علیہم السلام کے ساتھ اور تو ایمان لائے

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 172 (8855) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 20، دار الفکر بیروت

جنت، دوزخ اور میزان کے ساتھ ایمان لائے بعث بعد الموت کے ساتھ (یعنی موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر) اور ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر کے ساتھ۔ اس نے عرض کی: اگر میں اس طرح کرلوں تو کیا میں مومن ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ اس نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ''وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن اعمال کا وزن کرنا برحق یعنی عدل ہے ''فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ'' پس جن کی نیکیاں بھاری ہوگئیں۔ اور ''مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ'' کے بارے فرمایا: اور جن کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عیزار نے کہا ہے کہ قیامت کے دن آگے بڑھنا ترکش میں تیر کی مثل ہے۔ سعادت مند وہ ہوگا جو اپنے پاؤں رکھنے کی جگہ پالے گا۔ اور میزان کے پاس ایک فرشتہ ندا دے رہا ہوگا: خبردار! سنو فلاں بن فلاں کا ترازو بھاری ہوگیا اور وہ ہمیشہ کے لیے سعید اور خوش بخت بن گیا، اس کے بعد وہ کبھی بھی شقی اور بدبخت نہیں ہوگا اور فلاں بن فلاں کا ترازو ہلکا ہوگیا، وہ ہمیشہ کے لیے شقی ہوگیا، اب وہ کبھی بھی سعید نہیں ہوگا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے اس ارشاد کے بارے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن اعمال کا وزن کیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اعمال کے خواتیم کا وزن کیا جائے گا، پس وہ آدمی جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرمایا اس کے عمل کا اختتام خیر اور بھلائی پر ہوگا اور جس کے لیے شر کا ارادہ کیا تو اس کا خاتمہ عمل شر کے ساتھ ہوگا (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حارث الاعور رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل حق پر حق بالیقین ثقیل اور بھاری ہوتا ہے جیسا کہ میزان میں بھاری ہوتا ہے اور اہل باطل پر حق اس طرح خفیف اور ہلکا ہوتا ہے جیسا میزان میں ہلکا ہوتا ہے۔

امام ابن منذر اور لالکائی نے بیان کیا ہے کہ عبد الملک بن سلیمان نے کہا کہ حسن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس میزان کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا اس کی ایک لسان (یعنی ترازو کا وہ حصہ جو تولتے وقت ہاتھ میں پکڑا جاتا ہے) اور دو پلڑے ہیں۔

ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت کعب نے کہا کہ میزان کو بیت المقدس کے پاس دو درختوں کے درمیان رکھا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور لالکائی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن وزن کرنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں گے۔ بعض کے اعمال کو بعض پر ڈال دیا جائے گا وہ اس طرح کہ ظالم کی نیکیاں لے کر مظلوم کی طرف لوٹا دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ لے کر ظالم پر ڈال دیے جائیں گے (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میزان کی ایک لسان ہوگی اور دو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 209 (35407) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 33، مطبعۃ السعادۃ مصر
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 146

پلڑے ہوں گے جن میں وزن کیا جائے گا۔ پس جن کے ترازو بھاری ہوں گے وہی فلاح پانے والے اور کامیاب ہوں گے اور جن کے ترازو ہلکے ہوں گے یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جنت میں اپنے مراتب کو، اپنے ان اعمال کے سبب جن سے وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ "فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو اپنے اہل میں سے کسی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا لوگ قیامت کے دن اپنے اہل کو یاد کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مگر تین مقامات پر نہیں: میزان کے پاس، اعمال ناموں کے اڑ کر ہاتھوں میں پہنچنے کے وقت اور پل صراط سے گزرتے وقت (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے قیامت کے دن لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔ جس کی ایک نیکی بھی اس کی برائیوں کی نسبت زیادہ ہوگی تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کے گناہوں میں سے ایک بھی نیکیوں کی نسبت زیادہ ہوگا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے مذکورۃ الصدر "فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ" دونوں آیتیں پڑھیں۔ اور پھر کہا: میزان ایک حبہ (دو جو کے برابر ایک وزن) وزن کے ساتھ ہلکا اور بھاری ہوسکتا ہے اور جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہو جائیں گی تو وہ اصحاب اعراف میں سے ہوگا۔ سو وہ اعراف پر ہی ٹھہریں گے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب الاخلاص میں ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس کا ظاہر اس کے باطن سے ارجح ہوگا، قیامت کے دن اس کا میزان ہلکا ہوگا اور جس کا باطن ظاہر سے ارجح ہوگا قیامت کے دن اس کا ترازو بھاری ہوگا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن ترازو رکھا جائے گا اور نیکیوں اور برائیوں کا وزن کیا جائے گا۔ پس جس کی نیکیاں گناہوں کے مقابلے میں بھاری ہو جائیں گی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کے گناہ نیکیوں پر ارجح ہوں گے وہ جہنم میں داخل ہوگا (2)۔

امام بزار، ابن مردویہ، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ ایک فرشتہ میزان پر مقرر ہے۔ پس قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اسے میزان کے دو پلڑوں کے درمیان کھڑا کیا جائے گا۔ اگر اس کا ترازو بھاری ہوا تو فرشتہ اتنی آواز کے ساتھ ندا دے گا کہ اسے ساری مخلوق سنے گی، فلاں بن فلاں ہمیشہ کے لیے سعید ہوگیا، اس کے بعد کبھی بھی وہ شقی نہیں ہوگا۔ اور اگر اس کا ترازو ہلکا ہوا تو فرشتہ یہ ندا دے گا: فلاں ہمیشہ کے لیے بدبخت ہوگیا۔ اس کے بعد کبھی بھی سعید نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، آجری رحمہم اللہ نے الشریعہ میں، حاکم رحمہ اللہ اور آپ نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم کا ذکر کیا گیا تو آپ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، سورۂ مومنون، جلد 2، صفحہ 421

2۔ کنز العمال، جلد 14، صفحہ 383 (39025) مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت

رونے لگیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: جہنم کا ذکر کیا گیا تو میں رو پڑی، کیا تم قیامت کے دن اپنے اہل کو یاد کرو گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ مگر تین مقامات میں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ جہاں میزان رکھا جائے گا یہاں تک کہ اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ترازو ہلکا ہے یا بھاری، نامہ اعمال اڑائے جانے کے وقت جب کہ کہا جائے گا ”هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ (الحاقہ) “لو پڑھو میرا نامہ عمل”۔ یہاں تک کہ وہ جان لے اس کا نامہ عمل کہاں واقع ہوتا ہے اس کے دائیں ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے کی جانب سے۔ اور پل صراط کے پاس جب کہ اسے جہنم کی پشت پر رکھا جائے گا۔ اس کے دونوں کناروں پر بہت سی مڑی ہوئی کانٹے دار سلائیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہے گا ان کے ساتھ روک لے گا۔ یہاں تک کہ وہ جان لے کہ آیا وہ نجات پائے گا یا نہیں (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے بروایت صحیح حضرت سلیمان رحمہ اللہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ترازو رکھا جائے گا۔ سو اگر اس میں آسمانوں اور زمین کا بھی وزن کیا جائے تو وہ اس کی وسعت رکھتا ہے۔ پس وہ ملائکہ کہیں گے: یا رب! یہاں کس کا وزن کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں اپنی مخلوق میں سے جس کا چاہوں گا۔ تو فرشتے عرض کریں گے: تیری ذات پاک ہے ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ پھر استرے کی مانند تیز پل صراط بچھائی جائے گی۔ تو فرشتے عرض کریں گے: تو اس پر سے کون گزرے گا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی مخلوق میں سے جسے چاہوں گا (گزاروں گا)۔ تو فرشتے عرض کریں گے تیری ذات پاک ہے، ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا (2)۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، آجری نے الشریعہ میں اور لالکائی نے حضرت سلمان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میزان رکھا جائے گا، اس کے دو پلڑے ہوں گے۔ اگر دو میں سے ایک میں آسمانوں وزمین اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب اس میں رکھ دیا جائے تو وہ اس کی وسعت رکھتا ہے۔ تو فرشتے عرض کریں گے یہ وزن کون کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا مخلوق میں سے جسے میں نے چاہا۔ تو پھر فرشتے کہیں گے تیری ذات پاک ہے ہم نے تیری عبادت اس طرح نہیں کی جیسے حق تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اللہ تعالیٰ نے ترازو کے دو پلڑوں کو زمین وآسمان کی مثل تخلیق فرمایا۔ تو ملائکہ نے عرض کی اے ہمارے رب! اس کے ساتھ تو وزن کس کا کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس کا چاہوں گا میں اس کے ساتھ وزن کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے پل صراط کو تلوار کی دھار کی مثل تخلیق فرمایا۔ تو فرشتوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! تو کسے اس پر سے گزارے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جسے میں چاہوں گا اس پر سے گزاروں گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میزان کا ایک کانٹا اور دو پلڑے ہیں۔ اس میں نیکیوں اور بدیوں کا وزن کیا جائے گا۔ پس نیکیوں کو انتہائی حسین صورت میں لایا جائے گا اور انہیں میزان کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ پس وہ برائیوں پر بھاری ہو جائیں گی۔ تو انہیں اٹھا کر بندے کے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 622 (8722)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 629 (8739)

مراتب کے مطابق جنت میں رکھ دیا جائے گا۔ پھر بندۂ مومن کو کہا جائے گا اپنے عمل سے جا مل۔ پس وہ جنت کی طرف چل پڑے گا اور اپنے عمل کے سبب اپنے منازل و مراتب کو پالے گا اور بدیوں کو انتہائی قبیح اور بری صورت میں لایا جائے گا اور انہیں میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا اور وہ ہلکی ہوں گی۔ کیونکہ باطل ہلکا اور خفیف ہوتا ہے۔ پھر انہیں جہنم میں اس کے مراتب کے مطابق پھینک دیا جائے گا اور اس بندے کو کہا جائے گا: جہنم میں اپنے عمل سے جا مل۔ پس وہ جہنم کی طرف آئے گا اور اپنے عمل کے سبب منازل کی پہچان کر لے گا اور جو کچھ اس کے لیے الله تعالیٰ نے جہنم میں طرح طرح کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی الله عنہما نے فرمایا، قوم میں سے انہیں جنت و دوزخ میں اپنے اعمال کے سبب اپنے منازل کی پہچان زیادہ ہوتی ہے جو جمعہ کے دن اپنے گھروں کی طرف لوٹتے ہوئے واپس مڑتے ہیں (1)۔

امام ترمذی رحمہ الله اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور بیہقی نے البعث میں حضرت انس رضی الله عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کی کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایسا کروں گا۔ میں نے عرض کی یا رسول الله! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے تم مجھے پل صراط پر تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی اگر میں آپ کو پل صراط کے پاس نہ پاؤں؟ تو آپ نے فرمایا۔ پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کی۔ اگر آپ سے میری ملاقات میزان کے پاس بھی نہ ہو؟ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے حوض کے پاس تلاش کرنا۔ کیونکہ میں ان تین مقامات سے غیر حاضر نہیں ہوں گا (2)۔

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم رحمہم الله اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، لالکائی اور بیہقی نے البعث میں حضرت عبدالله بن عمرو رضی الله عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تمام مخلوقات سے پہلے میری امت کے ایک آدمی کو پکارا جائے گا اور اس کے ننانوے رجسٹر کھولیں جائیں گے اور ان میں سے ہر ایک حد نگاہ تک پھیلا ہوگا۔ تو الله تعالیٰ اسے فرمائے گا کیا تو اس میں سے کسی شے کا انکار کرتا ہے۔ کیا کراماً کاتبین فرشتوں نے تیرے ساتھ زیادتی کی ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں۔ اے میرے پروردگار! پھر الله تعالیٰ فرمائے گا کیا تیرا کوئی عذر ہے یا کوئی نیکی ہے؟ تو وہ آدمی خوفزدہ ہو کر عرض کرے گا: اے میرے رب! نہیں۔ تو پھر الله تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں، تیری ہمارے پاس نیکی ہے۔ آج کے دن تجھ پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ اس کے لیے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکالا جائے گا جس پر یہ لکھا ہوگا "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! ان رجسٹروں کے مقابلہ میں کاغذ کے اس ٹکڑے کی کیا حیثیت ہے؟ تو اسے کہا جائے گا: بلاشبہ تیرے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ ترازو کے ایک پلڑے میں ان رجسٹروں کو رکھا جائے گا اور ایک پلڑے میں کاغذ کا وہ پرزہ رکھ دیا جائے گا۔ تو رجسٹر ہلکے ہو جائیں گے اور کاغذ کا وہ پرزہ بھاری ہو جائے گا کیونکہ الله تعالیٰ کے نام سے کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی (3)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 263(282) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 537(2433) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 710(1937)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد رحمہ اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میزان رکھا جائے گا اور ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ اسے ایک پلڑے میں رکھا جائے گا اور دوسرے پلڑے میں اس کے مجموعی اعمال کو رکھ دیا جائے گا۔ تو اس کی طرف سے ترازو جھک جائے گا اور اسے جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا۔ جب وہ پیٹھ پھیرے گا تو رب رحمٰن کی جانب سے چیخ لگانے والا چیخ کر کہے گا تم جلدی نہ کرو، تم جلدی نہ کرو۔ کیونکہ ابھی اس کا عمل باقی ہے۔ چنانچہ کاغذ کا پرزہ لایا جائے گا اور اس میں لا الہ الا اللہ (کلمہ شریف) لکھا ہوگا۔ تو اس آدمی کے ساتھ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے گا یہاں تک کہ میزان اس جانب سے جھک جائے گا (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور نمیری رحمہما اللہ نے کتاب الاعلام میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے عرش کے قریب ایک وسیع جگہ میں ٹھہرایا جائے گا۔ آپ پر دو سبز رنگ کے کپڑے ہوں گے اور آپ بہت دراز قامت ہوں گے۔ آپ اپنی اولاد میں سے جنت کی طرف چل کر جانے والے کو دیکھ رہے ہوں گے اور اسے بھی دیکھ رہے ہوں گے جو جہنم کی طرف جا رہا ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام اس حال پر ہوں گے کہ آپ کی نظر حضور نبی مکرم ﷺ کی امت کے ایک آدمی پر پڑے گی جسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام آواز دیں گے یا احمد یا احمد ﷺ۔ تو آپ ﷺ جواب دیں گے لبیک یا ابا البشر" اے ابوالبشر میں حاضر ہوں۔ تو پھر آدم علیہ السلام کہیں گے یہ تمہاری امت کا آدمی ہے، اسے جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔ پس میں اپنی چادر کو مضبوط کرتے ہوئے تیزی سے ملائکہ کے پیچھے چلوں گا اور یہ کہوں گا: اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ۔ تو وہ جواب دیں گے: ہم وہ غضب ناک اور طاقت ور ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو حکم ارشاد فرمایا ہے ہم اس کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اور وہی کچھ کرتے ہیں جس کا ہمیں حکم دیا جاتا ہے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ مایوس ہو جائیں گے تو اپنی ریش مبارک کو اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ پکڑیں گے اور عرش الٰہی کی طرف متوجہ ہوں گے اور یہ عرض کریں گے "یَا رَبِّ قَدْ وَ عَدْتَنِیْ اَنْ لَا تُخْزِیَنِیْ فِیْ اُمَّتِیْ؟" (اے میرے رب! تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ تو مجھے میری امت کے بارے میں غمزدہ نہیں کرے گا؟) تو پھر عرش کی جانب سے یہ ندا آئے گی: محمد (ﷺ) کی اطاعت کرو اور اس آدمی کو اپنے مقام کی طرف واپس لوٹا دو۔ میں اپنا ازار باندھنے کی جگہ سے پوروں کی مثل ایک سفید کاغذ کا پرزہ نکالوں گا اور اسے ترازو کے دائیں پلڑے میں ڈال دوں گا اور یہ کہوں گا: بسم اللہ (اللہ تعالیٰ کے نام سے) تو اس کے سبب نیکیاں بدیوں کے مقابلہ میں بھاری ہو جائیں گی۔ چنانچہ یہ آواز لگائی جائے گی یہ سعادت مند ہو گیا اور اس کا دادا بھی خوش بخت ہے اور اس کا ترازو بھاری ہو گیا۔ تم اسے جنت کی طرف لے چلو۔ تو پھر وہ کہے گا: اے میرے رب کے قاصدو! ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ میں اس عبد کریم کے بارے میں اپنے رب کی بارگاہ میں التجا کر لوں۔ تو پھر وہ کہے گا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کا چہرہ کتنا حسین ہے اور آپ کا اخلاق کتنے خوبصورت ہیں آپ کون ہیں؟ آپ نے میرے گناہوں کو میرے لیے کم کر دیا ہے۔ تو آپ ﷺ فرمائیں گے میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 221، دار صادر بیروت

اور یہ تیرا وہ درود پاک ہے جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا اور میں تجھ پر آسان کر رہا ہوں جس کا تو زیادہ حاجت مند ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا سب سے پہلے جو کچھ بندے کے میزان میں رکھا جائے گا وہ اس کا اپنے اہل پر خرچہ ہوگا (یعنی وہ مال جو اس نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا سب سے پہلے اسے ہی میزان میں وزن کے لیے رکھا جائے گا)(1)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور لا لکائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ'' (دو کلمے ہیں جو زبان سے ادا ہونے میں بڑے خفیف ہیں، میزان میں بڑے بھاری ہیں اور رب رحمٰن کی بارگاہ میں بڑے محبوب ہیں۔ اور وہ یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ)(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر سارے آسمان اور زمین، جتنی مخلوق ان میں ہے، جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ ان کے نیچے ہے سب کچھ لا کر میزان کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو بالیقین یہ ان تمام سے بھاری ہوگا(3)۔

امام ابن ابی الدنیا، بزار، ابو یعلی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے جید سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا کیا میں تیری راہنمائی ایسی دو خصلتوں کی طرف نہ کروں جو پیٹھ پر وزن کے اعتبار سے انتہائی خفیف ہیں اور میزان میں دوسری چیزوں کی نسبت بہت بھاری ہیں؟ انہوں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ (ضرور راہنمائی فرمائیے) تو آپ ﷺ نے فرمایا ''عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ وَطُوْلِ الصَّمْتِ'' ''تجھ پر حسن خلق اور طویل خاموشی اختیار کرنا لازم ہے''۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مخلوق کے اعمال میں سے ان دو کی مثل کوئی نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ام الدرداء کو کہا: کیا تم نے حضور نبی کریم ﷺ سے کسی شے کے بارے کچھ سنا ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی تو آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ سب سے پہلے جو شے میزان میں رکھی جائے گی وہ حسن خلق ہے(5)۔

امام ابو داؤد، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن حبان اور لا لکائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میزان میں جو چیزیں رکھی جائیں

1۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 595 (7706)، دار الفکر بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 287 (3806)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 65 (3916)، دار الفکر بیروت
4۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 74-173 (3285) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی حسن الخلق، جلد 5، صفحہ 212، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

گی حسن خلق سے بڑھ کر بھاری کوئی شے نہیں ہوگی (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک اونٹنی دی۔ پھر میں نے چاہا کہ اس کی نسل میں سے کوئی خرید لوں۔ تو میں نے اس کے بارے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو قیامت کے دن وہ اور اس کی ساری اولاد تمہارے میزان میں آئے گی (2)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کیا میں اس کے میزان کے پاس کھڑا ہوں گا۔ پس اگر اس کا میزان بھاری رہا تو فبہا ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے الزہد میں مغیث بن سمی اور مسروق رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ ایک راہب نے اپنے صومعہ (عبادت گاہ) میں ساٹھ سال تک عبادت کی۔ پھر ایک دن اس نے بارش کا پانی دیکھا اور یہ کہا کہ اگر میں اتروں تو میں کسی کو بھی نہیں دیکھ رہا۔ پس میں پانی پیوں گا اور وضو کر کے پھر اپنی جگہ واپس لوٹ آؤں گا۔ پس ایک عورت اس سے چھیڑ چھاڑ کرے اور وہ اس کے سامنے برہنہ ہو جائے۔ اور وہ اپنے نفس پر مالک نہیں اگر وہ اس پر واقع ہو (یعنی اگر وہ اس کی قربت اختیار کرے تو اسے اپنے اوپر کنٹرول اور ضبط نہیں) پھر وہ ایک تالاب میں داخل ہو، تاکہ اس میں غسل کرلے اور پھر اسے اسی حال میں موت آلے۔ اسی دوران ایک سائل اس کے پاس سے گزرے، تو اس کی طرف اشارہ کرے کہ وہ اس کی گدڑی میں لپٹی ہوئی روٹی کو اٹھالے۔ پس وہ مسکین روٹی اٹھالے اور پھر وہ مر جائے۔ پھر ساٹھ سالہ عمل کو میزان کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور اس کی خطا کو لاکر دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے۔ تو وہ خطا اس عبادت کے مقابلہ میں بھاری ہو جائے گی یہاں تک کہ وہ روٹی لائی جائے گی اور اسے اس کی عبادت کے ساتھ رکھا جائے گا تو اس کے سبب وہ عمل خطا سے بھاری ہو جائے گا (3)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرحبا مرحبا! پانچ چیزیں ہیں جو میزان میں سب سے بھاری ہوں گی یعنی سُبْحَانَ اللّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور عمل صالح جسے مسلمان آگے بھیجتا ہے (4)۔

امام ابویعلی اور ابن حبان رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے خادم کے کام کے لیے جو کچھ تو نے خرچ کیا تو اس کا اجر تیرے میزان میں ڈالا جائے گا۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 4، صفحہ 127 (2003) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 164 (1303) مکتبۃ المعارف الریاض

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر الرحمۃ، جلد 7، صفحہ 61 (34210)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 101 (16843) دارالفکر بیروت

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کیا اور پھر اسے صاف کپڑے کے ساتھ پونجھ ڈالا تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں اور جس نے ایسا نہ کیا تو وہ افضل ہے۔ کیونکہ قیامت کے دن تمام اعمال کے ساتھ وضو کا بھی وزن کیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے وضو کے بعد رومال کا استعمال ناپسند کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کا وزن کیا جائے گا (1)۔

امام ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ وضو کے بعد رومال کا استعمال مکروہ قرار دیتے۔ کیونکہ اس کا ہر قطرہ کا وزن کیا جاتا ہے۔

مرہبی نے فضل العلم میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن علماء کی سیاہی اور شہداء کے خون کا وزن کیا جائے گا اور علماء کی سیاہی شہداء کے خون پر فوقیت لے جائے گی۔

امام دیلمی نے بھی حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی اسی کی مثل حدیث بیان کی ہے (2)۔

امام عبد البر رحمہ اللہ نے فضل العلم میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کے عمل کو لایا جائے گا اور اسے میزان کے پلڑے میں رکھا جائے گا، تو وہ ہلکا ہو جائے گا۔ پھر بادل کی مثل کوئی شے لائی جائے گی اور اسے میزان کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ تو وہ بھاری ہو جائے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا کیا تو جانتا ہے یہ کیا ہے؟ تو وہ کہے گا نہیں۔ پس اسے بتایا جائے گا یہ اس علم کی فضیلت ہے جو تو لوگوں کو سکھاتا تھا۔

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے کہا: کہ قیامت کے دن ایک آدمی آئے گا اور وہ اپنے عمل کو بالکل حقیر گمان کرے گا۔ پس وہ ابھی اسی کیفیت میں ہوگا کہ اچانک بادل کی مثل کوئی شے آئے گی یہاں تک کہ وہ اس کی میراث میں داخل ہو جائے گی۔ تو اسے بتایا جائے گا یہ وہ ہے جو تو لوگوں کو خیر اور بھلائی کی تعلیم دیتا تھا اور تیرے بعد اسے میراث بنا دیا گیا اور آج تجھے اس کا اجر دیا گیا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس کسی نے پیٹ اور شرم گاہ (کی خواہش پورا کرنے) کا قصد کیا۔ اس نے قیامت کے دن اپنے میزان کو ہلکا اور کم کر دیا۔

امام اصبہانی رحمہ اللہ نے الترغیب میں حضرت لیث رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میزان میں تمام لوگوں کی نسبت بھاری اور وزنی ہوگی۔ ان کی زبانوں پر وہ کلمہ آسان ہے جو ان سے پہلی امتوں پر ثقیل اور بھاری تھا۔ اور وہ ہے لا الہ الا اللہ۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ایوب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اپنے کئی ایک ساتھیوں سے یہ سنا ہے کہ ایک بندے کو قیامت کے دن میزان کے پاس کھڑا کیا جائے گا اور وہ میزان کو دیکھے گا اور کبھی وزن کرنے والے کی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 139، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 485 (8839) دار الکتب العلمیہ بیروت

طرف دیکھے گا۔ تو وہ اسے کہے گا اے اللہ تعالیٰ کے بندے! کیا تو اپنے عمل میں سے کوئی شے مفقود پاتا ہے؟ تو وہ جواب دے گا ہاں۔ تو وزن کرنے والا سوال کرے گا۔ وہ کیا ہے؟ تو وہ جواب میں کہے گا وہ ہے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ" یہ سن کر صاحب میزان کہے گا: یہ اس سے کہیں عظیم ہے کہ اسے میزان میں رکھا جائے۔ موسیٰ بن عبیدہ نے کہا: میں نے یہ سنا ہے کہ جو آدمی دنیا میں یہ کلمہ پڑھتا رہا قیامت کے دن خصم کے جھگڑنے کی طرح یہ جھگڑا اور مجادلہ کرتے ہوئے آئے گا (1)۔

امام ابوداؤد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالازہر زہیر انماری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آرام کے لیے بستر پر تشریف لاتے تو آپ یہ الفاظ کہتے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَاَخْسِئْ شَيْطَانِيْ وَ فُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ، وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى "اے اللہ میری مغفرت فرما دے، میرے شیطان کو ذلیل و رسوا کر دے، میری رہونہ چیزوں کو آزادی دلا دے، میرے میزان کو ثقیل اور بھاری کر دے اور مجھے اعلیٰ مجلس میں شامل فرما دے" (2)۔

وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ۖ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ⑪

"اور بے شک ہم نے پیدا کیا تمہیں پھر (خاص) شکل و صورت بنائی تمہاری، پھر حکم دیا ہم نے فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ نہ تھا وہ سجدہ کرنے والوں میں"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ" کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ انہیں مردوں کی صلبوں میں پیدا کیا گیا اور عورتوں کی رحموں میں ان کی شکلیں اور صورتیں بنائی گئیں (3)۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں پیدا کیا گیا اور پھر رحموں میں ان کی شکلیں اور صورتیں بنائی گئیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ قول باری تعالیٰ "خَلَقْنٰكُمْ" کا مفہوم ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اور "ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ" کا معنی ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کی شکل و صورت بنائی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر ان کی پشت میں تمہاری شکل و صورت بنائی (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے تخلیق فرمایا۔ پھر تخلیق کے مختلف مراحل سے گزارتے ہوئے تمہاری ماؤں کے بیٹوں میں تمہاری شکل و

1۔ حواشی نوادر الاصول، صفحہ: 58، دار صادر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 733 (2012)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 151 دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 150
5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 151

صورت بنائی۔ یعنی پہلے علقہ (جما ہوا خون) پھر مضغہ (لوتھڑا) پھر ہڈیاں بنائیں اور پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا(1)۔

امام عبدالرزاق اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انسان کو رحم میں تخلیق کیا پھر اسے شکل وصورت عطا کی اور اس کی کان، آنکھ اور انگلیوں کو شق کیا(2)۔

قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ⑫

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا کس چیز نے روکا تجھے اس سے کہ تو سجدہ کرے جب میں نے حکم دیا تجھے۔ ابلیس نے کہا (کیونکہ) میں بہتر ہوں اس سے۔ تو نے پیدا کیا مجھے آگ سے اور تو نے پیدا کیا اسے کیچڑ سے"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے قول خداوندی "قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ" کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو عزت و کرامت اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو عطا فرمائی اس پر اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس نے ان کے ساتھ حسد کیا اور کہا: میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور یہ مٹی سے۔ تو اس طرح گناہوں کی ابتدا تکبر سے ہوئی۔ دشمن خدا نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس تکبر وحسد کی وجہ سے اسے ہلاک کر دیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابلیس کو نار العزۃ سے پیدا کیا گیا ہے اور فرشتوں کو نور العزۃ سے تخلیق کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ' کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس میں ابلیس نے (مقابلۃً) قیاس کیا اور وہی سب سے پہلے قیاس کرنے والا ہے(3)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں اور دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ کے واسطہ سے ان کے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ جس نے سب سے پہلے دین کے معاملہ میں اپنی رائے سے قیاس کیا وہ ابلیس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ تو اس نے کہا "اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ" جعفر نے کہا: جس نے اپنی رائے سے دین کے معاملہ میں قیاس کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ابلیس کے ساتھ ملا دے گا۔ کیونکہ قیاس کرنے میں اس نے ابلیس کی اتباع اور پیروی کی ہے(4)۔

قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا یَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِیْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِیْنَ ⑬ قَالَ اَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ⑭ قَالَ اِنَّكَ مِنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 150
2۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 74 (888)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 156
4۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 197، مطبعۃ السعادۃ مصر

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۱۵﴾

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اتر جا یہاں سے مناسب نہیں ہے تیرے لیے کہ تو غرور کرے یہاں رہتے ہوئے پس نکل جا بے شک تو ذلیلوں میں سے ہے بولا مہلت دے مجھے اس دن تک جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک تو مہلت دیے ہوؤں میں سے ہے"۔

ابوالشیخ نے سدی سے فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ تجھے نہیں چاہیے کہ تو یہاں تکبر کرے۔

قَالَ فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۶﴾

"کہنے لگا اس وجہ سے کہ تو نے مجھے (اپنی رحمت سے) مایوس کر دیا میں ضرور تاک میں بیٹھوں گا ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے تیرے سیدھے راستہ پر"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہم اللہ نے السنۃ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ" کا معنی بیان کیا ہے "اَضْلَلْتَنِيْ" اس وجہ سے تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بقیہ کی سند سے حضرت ارطاۃ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اہل طائف میں سے ایک آدمی سے "فَبِمَاۤ اَغْوَيْتَنِيْ" کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ابلیس پہچان گیا کہ اس پر گمراہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے آئی ہے۔ سو وہ تقدیر پر ایمان لے آیا۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مجاہد نے کہا "صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے مراد (راہ) حق ہے۔

عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے مراد مکہ کا راستہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ" سے مراد طریق مکہ ہے(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عون رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح قول نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو ساتھیوں کی جماعت مکہ کی طرف نکلتی ہے ابلیس ان کی تعداد کے برابر ان کے ساتھ اپنے شیاطین تیار کر لیتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں: میں ان کے لیے بیٹھوں گا اور میں انہیں تیرے راستے سے روکوں گا۔

امام احمد، نسائی، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سبرۃ ابن الفاکہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ابن آدم کے لیے شیطان اس کے راستے میں بیٹھا۔ پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 158　2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 159

اس کے لیے اسلام کے راستے میں بیٹھا اور کہا: کیا تو اسلام لاتا ہے اور اپنے اور اپنے آباء کے دین کو چھوڑتا ہے؟ تو اس نے اس کی نافرمانی کی اور اسلام قبول کر لیا۔ پھر یہ اس کے لیے ہجرت کے راستے میں بیٹھ گیا اور اسے کہا: کیا تو ہجرت کرتا ہے اور اپنی زمین وآسمان کو چھوڑتا ہے۔ بے شک مہاجر اپنی قدرت اور غنا میں گھوڑے کی مثل ہے؟ پس ابن آدم نے نافرمانی کی اور اس نے ہجرت کی۔ پھر وہ ابن آدم کے لیے راہ جہاد میں بیٹھ گیا اور اسے کہا: یہ اپنی جان اور مال کو خرچ کرنا ہے اور تو قتال کرتا ہے۔ کیا تو جنگ کرے گا اور عورت سے نکاح کرے گا اور مال تقسیم کر دے گا؟ تو ابن آدم نے اس کی نافرمانی کی اور جہاد کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس ان میں سے جس نے ایسا کیا اور مر گیا یا کسی کیڑے نے اسے کاٹا اور وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے (1)۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ﴿۱۷﴾

”پھر میں ضرور آؤں گا ان کے پاس (بہکانے کے لیے) ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے اور تو نہ پائے گا ان میں سے اکثر کو شکر گزار“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ”ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ“ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ”کہ میں انہیں آخرت کے بارے شک میں ڈالوں گا“ ”وَمِنْ خَلْفِهِمْ“ ”اور دنیا میں ان کی رغبت دلاؤں گا“ ”وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ“ ”اور ان پر ان کے دین کا معاملہ مشتبہ کر دوں گا“ ”وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ“ ”میں ان کے لیے گناہوں کو پسندیدہ اور ان پر باطل کو آسان کر دوں گا“ ”وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ“ ”اور تو ان میں سے اکثر کو موحد نہیں پائے گا (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے ”پھر میں ضرور ان کے پاس آؤں گا بہکانے کے لیے ان کے آگے سے“ ”یعنی دنیا کی جانب سے“ ”اور ان کے پیچھے سے“ ”یعنی آخرت کی جانب سے“ ”اور ان کے دائیں سے“ ”یعنی ان کی نیکیوں کی جانب سے“ ”اور ان کے بائیں سے“ ”یعنی ان کے گناہوں اور برائیوں کی جانب سے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس نے انہیں کہا موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا، جنت اور دوزخ کی کوئی حقیقت نہیں۔ اور پیچھے کی جانب سے انہیں امر دنیا کی طرف متوجہ کیا۔ اور امر دنیا کو ان کے لیے خوب مزین اور آراستہ کیا اور انہیں اس کی طرف دعوت دی۔ اور دائیں جانب سے مراد یہ ہے کہ میں نیکیوں کی جانب سے بھی ان کے پاس آؤں گا اور انہیں نیکی کے معاملہ میں غافل اور سست کر دوں گا اور بائیں جانب سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کے لیے گناہوں اور برائیوں کو خوب مزین کر کے انہیں ان کی طرف بلائے گا اور معصیت کو اپنانے کا حکم دے گا۔ اے ابن آدم وہ تیرے پاس سامنے کی جانب سے تو آئے گا مگر اوپر کی جانب سے تیرے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 21 (246)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 161

پاس نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے درمیان حائل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور لالکائی رحمہم اللہ نے السنۃ میں ذکر کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ وہ مِنْ فَوْقِهِمْ (اوپر کی جانب سے) کہنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ ان کے اوپر اللہ ہے اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں۔ کیونکہ ان کے اوپر کی جانب سے رحمت نازل ہوتی ہے (1)۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ عکرمہ نے کہا ہے: اے ابن آدم! (شیطان) ہر جہت سے تیرے پاس آتا ہے۔ مگر وہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مابین حائل ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بلاشبہ اوپر کی جانب سے صرف رحمت تجھ پر نازل ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابلیس نے کہا: میں ضرور ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے اور بائیں سے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اوپر کی جانب سے ان پر رحمت نازل کروں گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ "میں ضرور ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے سے" یعنی حق کے راستوں سے "اور ان کے پیچھے سے" یعنی باطل کے راستوں سے "اور ان کے دائیں سے" یعنی امر آخرت کی جانب سے "اور ان کے بائیں سے" یعنی دنیا کی جانب سے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے صبح و شام کبھی بھی یہ دعا نہیں مانگی "اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شِمَالِي وَمِنْ فَوْقِي، وَاَعُوْذُ بِكَ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي""" اے اللہ! آگے سے، پیچھے سے، دائیں سے، بائیں سے اور اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں تجھ سے تیری عظمت کے سبب پناہ مانگتا ہوں کہ میں اپنے نیچے کی جانب سے بہک جاؤں" (2)۔

قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۭ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾

"فرمایا نکل جا یہاں سے ذلیل (اور) راندہ ہوا۔ جس کسی نے پیروی کی تیری ان سے تو یقیناً میں بھر دوں گا جہنم کو تم سب سے اور اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی جنت میں اور کھاؤ جہاں سے چاہو اور مت نزدیک جانا اس (خاص) درخت کے ورنہ تم دونوں ہو جاؤ گے اپنا نقصان کرنے والوں سے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا "مَذْءُوْمًا" کا معنی مَلُوْمًا یعنی ملامت کیا ہوا اور مَّدْحُوْرًا کا معنی ہے مقیتاً یعنی قابل نفرت۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 163 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 698 (1902) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ مَذْءُوْمًا کا معنی قابل مذمت اور مَّدْحُوْرًا کا معنی مَنفِیًا۔ دھتکارا ہوا، دور ہٹایا ہوا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مَذْءُوْمًا کا معنی مَنفِیًا یعنی ذلیل ورسوا اور مَّدْحُوْرًا کا معنی ہے مَطْرُوْدًا۔ دھتکارا ہوا، راندہ ہوا۔

امام ابن منذر، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ مَذْءُوْمًا کا معنی ہے مَعِیبًا عیب دار۔ اور مَّدْحُوْرًا کا معنی ہے مَنفِیًا۔ دھتکارہ ہوا۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَ
قَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ
تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝٢٠ وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝٢١
فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا
يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ؕ وَ نَادٰىهُمَا رَبُّهُمَاۤ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ
تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَاۤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝٢٢ قَالَا رَبَّنَا
ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٢٣
قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ
اِلٰى حِيْنٍ ۝٢٤ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝٢٥

"پھر وسوسہ ڈالا ان کے (دلوں میں) شیطان نے تاکہ بے پردہ کردے ان کے لیے جو ڈھانپا گیا تھا ان کی شرم گاہوں سے اور (انہیں) کہا کہ نہیں منع کیا تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اس لیے کہ کہیں نہ بن جاؤ تم دونوں فرشتے یا کہیں نہ ہو جاؤ ہمیشہ زندہ رہنے والوں سے اور قسم اٹھائی ان کے سامنے کہ میں تم دونوں کا خیر خواہ ہوں پس شیطان نے نیچے گرا دیا ان کو دھوکہ سے، پھر جب دونوں نے چکھ لیا درخت سے تو ظاہر ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں اور چپٹانے لگ گئے اپنے (بدن) پر جنت کے پتے اور ندا دی انہیں ان کے رب نے کیا نہیں منع کیا تھا میں نے تمہیں اس درخت سے اور کیا نہ فرمایا تھا تمہیں کہ بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے دونوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخشش فرمائے تو ہمارے لیے اور نہ رحم

فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں سے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نیچے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اور تمہارے لیے زمین میں ٹھکانہ ہے اور نفع اٹھانا ہے ایک وقت تک (نیز) فرمایا اسی زمین میں تم زندہ رہو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے تم اٹھائے جاؤ گے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت میں ایک درخت سے کچھ کھانے سے منع فرمایا۔ شیطان آیا اور سانپ کے پیٹ میں داخل ہو گیا۔ سو اس نے حضرت مائی حوا سے گفتگو کی اور حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسہ ڈالا اور کہا: تمہارے رب نے اس درخت کے کھانے سے تمہیں منع نہیں کیا مگر اس لیے کہ تم فرشتے ہو جاؤ گے یا تم ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ اس نے دونوں کو قسم اٹھا کر کہا کہ میں تم دونوں کو نصیحت کرنے والوں میں سے ہوں (تمہارے لیے بڑا خیر خواہ ہوں) پس حضرت مائی حوا علیہا السلام نے اس درخت کو کاٹ ڈالا اور درخت سے خون نکل آیا اور ساتھ ہی ان دونوں سے وہ فاخرانہ لباس گر گیا جو پہلے سے ان کے جسموں پر موجود تھا۔" تو پھر یہ دونوں اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگ گئے اور ان دونوں کو ان کے رب نے ندا دی کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا اور کیا تمہیں نہ فرمایا تھا کہ بلاشبہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے"۔ تو نے اس درخت کو کیوں کھایا حالانکہ میں نے تجھے اس سے منع کیا تھا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! مجھے حوا نے کھلایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو فرمایا تو نے آدم کو یہ کیوں کھلایا؟ تو انہوں نے عرض کی: مجھے سانپ نے حکم دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سانپ کو فرمایا تو نے اسے یہ حکم کیوں دیا؟ اس نے عرض کی مجھے ابلیس نے حکم دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ ملعون (لعنتی) اور مدحور (دھتکارا ہوا) ہے۔ اے حوا! تجھے ہر چاند میں اسی طرح خون جاری ہو گا جیسے تو نے اس درخت سے نکالا ہے۔ اے سانپ! اپنے پاؤں کاٹ دے پس تو اپنے چہرے کے بل گھسیٹ کر ہی چلے گا۔ اور جو بھی تجھے ملے گا پتھر کے ساتھ تیرا سر کچل دے گا۔ نیچے اتر جاؤ، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو گے (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو غنیم سعید بن حدین حضرمی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت میں سکونت عطا فرمائی تو آدم علیہ السلام جنت میں گھومنے پھرنے کے لیے نکلے۔ تو ان کی عدم موجودگی کو ابلیس نے غنیمت جانا، پس وہ آیا اور اس جگہ تک پہنچ گیا جہاں حضرت مائی حوا علیہا السلام تشریف فرما تھیں۔ پس اس نے کانے کی ایک نلی کے ساتھ سیٹی بجائی جسے حضرت مائی حوا نے سنا۔ آپ کے اور اس کے درمیان ستر قبے تھے، ان میں سے بعض بعض کے اندر تھے۔ پس حضرت مائی حوا اس پر جھانکیں۔ وہ مسلسل سیٹی بجاتا رہتا اور سننے والوں نے اس کی مثل لذت شہوت اور سماع کہیں نہیں سنا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت مائی حوا کا کوئی عضو باقی نہ رہا مگر اس میں خلجان اور اضطراب پیدا ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا: میں تجھے اللہ کی قسم دیتی ہوں جو بڑی عظمت و شان والا ہے، اگر تو نے اسے مجھ سے دور نہ کیا تو تو مجھے ہلاک کر دے گا۔ تو اس نے اس کانے کو کھینچا۔ پھر اسے تبدیل کیا، تو ایک دوسری آواز میں سیٹی بجنے لگی، تو اس سے رونا، نوحہ اور حزن و

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 171

ملال برپا ہو گیا۔ سننے والوں نے اس کی مثل آواز نہیں سنی تھی۔ حتیٰ کہ آپ کا دل حزن و بکا کے ساتھ کٹنے لگا۔ تو آپ نے اسے فرمایا: میں تجھے عظمت و شان والے رب کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ تو مجھ سے باز آ جا۔ تو وہ رک گیا۔ پھر آپ نے اس سے کہا: یہ کیا ہے جو تو لایا ہے؟ کہ ایک دفعہ اس نے فرحت و سرور کے ساتھ مجھے پکڑا ہے اور دوسری دفعہ حزن و ملال میں مجھے مبتلا کر دیا ہے۔ تو اس نے کہا: میں نے جنت میں تمہارے مقام و مرتبہ اور اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو جو عزت و کرامت عطا فرمائی ہے اس کا ذکر کیا ہے اور میں تم دونوں کے مقام و مرتبہ سے بہت خوش ہوا ہوں۔ پھر میں نے یہ ذکر کیا ہے کہ تم دونوں کو اس سے نکال دیا جائے گا۔ چنانچہ میں تم دونوں کے لیے رویا اور تم پر حزن و غم کا اظہار کیا۔ کیا تمہارے رب نے تمہیں نہیں کہا کہ جب تم اس درخت سے کھاؤ گے تو مر جاؤ گے اور جنت سے نکال دیے جاؤ گے؟ اے حوا! میری طرف دیکھ۔ میں اس درخت سے کھاتا ہوں۔ اگر اس سے میں مر گیا یا میری خلقت میں سے کوئی شے بدل گئی تو پھر تم دونوں بھی اس سے نہ کھانا۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہارا بہت بڑا خیر خواہ ہوں۔ سو ابلیس چل پڑا حتیٰ کہ اس درخت کو پا کر اس سے کھا لیا اور ساتھ یہ کہنا شروع کر دیا اے حوا! میری طرف دیکھ۔ کیا میری خلقت میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی یا کیا میری موت آئی؟ سو وہی کچھ ہوا ہے جس کی خبر میں نے تمہیں دی ہے۔ پھر وہ چلتے ہوئے پیچھے ہٹ گیا۔

آدم علیہ السلام جب اس جگہ سے واپس آئے جہاں وہ جنت میں گھومنے پھرنے گئے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے حضرت حوا کو انتہائی غمزدہ حالت میں منہ کے بل اوندھا لیٹے ہوئے پایا۔ تو آپ نے ان سے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میرے پاس انتہائی مشفق ناصح آیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو۔ شاید وہ وہی ابلیس ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ڈرایا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اے آدم! قسم بخدا! وہ اس درخت کی طرف گیا اور اس سے کھایا اور میں اسے دیکھتی رہی، نہ وہ مرا اور نہ اس کے جسم میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی۔ پس وہ مسلسل آپ کو اس کے دھوکے اور مکر میں ڈالتی رہیں۔ یہاں تک کہ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام دونوں اس درخت کی طرف چل پڑے اور آدم علیہ السلام نے اس درخت کا پھل پکڑنے کے لیے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو جنت کے تمام درختوں نے آپ کو آواز دی: اے آدم! اس سے نہ کھاؤ۔ کیونکہ اگر تم اس سے کھاؤ گے تو جنت سے نکال دیئے جاؤ گے۔ آدم علیہ السلام نے معصیت کا پختہ عزم کیا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ نے پھل کو پانے کے لیے درخت کو پکڑ لیا۔ تو درخت لمبا ہونا شروع ہو گیا۔ پھر آپ بھی اپنا ہاتھ بڑھانے لگے۔ تاکہ اسے پکڑ سکیں۔ پھر جب آپ نے اپنا ہاتھ پھل پر رکھا تو وہ سخت ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے معصیت پر ان کے عزم مصمم کو دیکھا۔ تب انہوں نے اس پھل کو پکڑ لیا اور کھا لیا۔ آپ نے وہ پھل حوا کو بھی دیا اور انہوں نے بھی کھا لیا۔ پس اس کے ساتھ ہی ان کے بدن سے جنت کا حسین و جمیل لباس اتر گیا اور ان کی شرم گاہیں ظاہر ہو گئیں۔ تو وہ بالفور جنت کے پتوں کے ساتھ انہیں ڈھانپنے لگے اور جنت کے پتے ان پر چپکانے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ دکھائی دے رہا ہے۔

رب کریم نے جنت میں آپ کی طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا: اے آدم! تو کہاں ہے نکل؟ انہوں نے عرض کی: اے میرے رب! مجھے تیری طرف نکلتے ہوئے حیا آتی ہے۔ رب کریم نے فرمایا: شاید تو نے اس درخت سے کھا لیا ہے جس سے

میں نے تجھے منع کیا تھا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! یہ جسے تو نے میرے ساتھ کر دیا ہے اس نے مجھے بہکا دیا ہے۔ فرمایا: اے آدم! تو کب تک چھپائے گا؟ کیا تو نہیں جانتا کہ ہر شے میری ہے اے آدم اور مجھ پر کوئی شے مخفی نہیں ہوتی نہ تاریکی میں اور نہ روشنی میں؟ پھر ان دونوں کی طرف فرشتوں کو بھیجا۔ ان کی گردنوں میں کچھ ڈال کر انہیں لایا گیا، یہاں تک کہ انہیں جنت سے باہر نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے انہیں ننگا کھڑا کیا گیا اور ابلیس بھی ان کے ساتھ تھا۔ پس اس وقت ابلیس کو ان دونوں کے ساتھ نیچے اتار دیا گیا۔ اور آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی طرف سے چند کلمات سیکھ لیے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول فرمالی اور ان تمام کو نیچے اتار دیا گیا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ "لِیُبْدِیَ لَهُمَا مَاوٗرِیَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا" کی تفسیر میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے کہا دونوں میں سے ہر ایک پر ایک نور غالب تھا۔ جس کے سبب دونوں میں سے کوئی بھی دوسرے کی شرم گاہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سو جب دونوں سے لغزش سرزد ہوئی تو وہ نور واپس لے لیا گیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ نقل کیا ہے (شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا) تاکہ وہ ان کے لباس کو پھاڑ دے۔ وہ یہ جانتا تھا کہ ان کی شرم گاہ ہے۔ کیونکہ وہ فرشتوں کی کتابوں میں پڑھا کرتا تھا اور آدم علیہ السلام یہ نہیں جانتے تھے۔ ان دونوں کا لباس ظفر تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان دونوں کے پاس ابلیس آیا اور کہا: تمہارے رب نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا مگر اس لیے کہ کہیں تم فرشتے نہ ہو جاؤ اور اللہ عزوجل کی مثل نہ ہو جاؤ۔ انہوں نے اس کی بات تسلیم نہ کی حتیٰ کہ وہ سانپ کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور پھر ان سے ہم کلام ہوا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما "مَلِكَیْنِ" کو لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ "مَلَكَیْنِ" کو لام کے فتحہ (زبر) کے ساتھ پڑھا کرتے تھے کہ یہ ملائکہ سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ" کی تفسیر میں حضرت حسن رحمہ اللہ نے ملائکہ کی افضلیت کا ذکر کیا ہے کہ ملائکہ کو شکل صورت، پروں اور عزت و کرامت کے اعتبار سے فضیلت دی گئی ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ وہب بن منبہ نے بیان کیا ہے۔ کہ جنت میں ایک درخت ہے اس کی دو شاخیں ہیں۔ ان میں سے ایک کے ساتھ ملائکہ طواف کرتے ہیں اور دوسری کا ذکر اس قول میں ہے "مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ" یعنی تاکہ تم ان ملائکہ میں سے نہ ہو جاؤ جو اس شاخ کے ساتھ طواف کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ آیت پڑھتے "مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 166 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 167

اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَیْنِ " کہ اس نے تم دونوں کو خطا میں ڈالا تا کہ تم دونوں فرشتے نہ ہو جاؤ، اس لیے نہیں ڈالا کہ تم ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔ اور تمہیں اس میں ہمیشہ موت نہیں آئے گی اور اس نے ان کے لیے قسم کھائی کہ بلاشبہ وہ ان کا بڑا خیر خواہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ " اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِیْنَ " کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ تم ہمیشہ نہیں مرو گے۔ اور " وَ قَاسَمَهُمَاۤ " کے بارے کہا کہ اس نے دونوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ " وَ قَاسَمَهُمَاۤ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ " کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس نے دونوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھائی یہاں تک کہ اس نے انہیں دھوکے میں مبتلا کر دیا۔ تحقیق بندۂ مومن کو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ اس نے انہیں کہا: مجھے تم دونوں سے پہلے پیدا کیا گیا ہے اور میں تم سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ پس تم میری اتباع کرو، میں تمہاری راہنمائی کروں گا۔ قتادہ نے کہا: بعض اہل علم کہا کرتے تھے جس کسی نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ دھوکہ دیا ہم اس کے دھوکے میں آ گئے (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ایک قرات اس طرح ہے " وَقَاسَمَهُمَا بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِیْنَ "

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے " فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ " کی تفسیر میں کہا پس شیطان نے دونوں کو دھوکے کے ساتھ کمزور کر دیا (یعنی دھوکے میں مبتلا کر دیا)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ " فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا " کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس درخت کا پھل کھانے سے قبل وہ شرم گاہ کو نہیں دیکھتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر جانور کا لباس اس کا اپنا ہے اور انسان کا لباس ظفر ہے اور آدم علیہ السلام کو ان کے ناخن کے پاس توبہ نے پا لیا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کا لباس ناخن کی مثل تھا۔ پس جب ان دونوں نے اس درخت سے کھا لیا تو ان پر سوائے ناخن کی مثل کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ اور " وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ " کے بارے فرمایا کہ وہ انجیر کے پتے اتارتے تھے اور انہیں اپنی شرم گاہوں پر رکھتے تھے (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت میں سکونت عطا فرمائی تو انہیں ناخن کا لباس پہنایا اور جب ان سے لغزش سرزد ہوئی تو ان سے لباس سلب کر لیا اور صرف انگلیوں کے کناروں پر انہیں باقی رکھا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 168 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 169 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 170

حضرت آدم علیہ السلام کا لباس ناخن کا تھا اور یہ پرندے کے پروں کی مثل تھا۔ جب ان سے لغزش ہوئی تو ان سے ان کا لباس اتر گیا اور زینت اور کئی دیگر منافع کے لیے ناخنوں کو باقی چھوڑ دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کا لباس یاقوت تھا۔ پس جب ان سے لغزش صادر ہوئی تو وہ سکڑ گیا اور ناخن بن گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قد مبارک ساٹھ ہاتھ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس جلد کا باس پہنایا اور ناخن کے ساتھ آپ کی معاونت کی کہ وہ اس کے ساتھ کھجلا سکتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ" کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ ایسے پیوند لگانے لگے جیسے کپڑے پر لگائے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ دونوں اپنی شرم گاہوں کو ڈھانپنے لگے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ان پر جنت کے پتے چپٹانے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ ایسی چیزیں پکڑنے لگے جن کے ساتھ اپنی شرم گاہوں کو ڈھانپ سکتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ" کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! اس نے میرے سامنے تیری قسم کھائی ہے اور میں یہ گمان نہیں کرسکتا کہ تیری مخلوق میں سے کوئی جھوٹ کے سوا بھی تیری قسم کھا سکتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم اور حوا علیہما السلام دونوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے یعنی وہ گناہ ہے جس کا ارتکاب ہم نے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کی مغفرت فرمادی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ... الآیہ" ہی وہ کلمات ہیں جو آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے سیکھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح کا قول نقل کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بندۂ مومن جب گناہ میں واقع ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے حیا محسوس کرتا ہے۔ پھر وہ بحمد اللہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو وہ یہ جان لیتا ہے کہ اس سے نکلنے کی راہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار اور توبہ کرنا ہے اور توبہ کرنے سے کوئی آدمی بھی شرم محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر توبہ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کوئی بھی خلاصی اور نجات نہ پاسکے۔ تمہارے جداعلیٰ (آدم علیہ السلام) سے جب لغزش صادر ہوئی تو توبہ کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت کریب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے بلایا اور فرمایا لکھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ عبداللہ کی جانب سے تمہارے فلاں عالم کی طرف کہ اس نے "وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ" کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ اس کا ٹھکانہ زمین کے اوپر ہے، اس کا ٹھکانہ رحم میں ہے، اس کا ٹھکانہ زمین کے نیچے ہے اور اس کا ٹھکانہ وہاں ہے جہاں وہ جنت یا جہنم میں جائے گا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾

"اے اولاد آدم! بے شک اتارا ہم نے تم پر لباس جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرم گاہوں کو اور باعث زینت ہے۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں اے اولاد آدم! نہ فتنہ میں مبتلا کر دے تمہیں شیطان جیسے نکالا اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے (اور) اتروا دیا ان سے ان کا لباس تاکہ دکھلا دے انہیں ان کے پردہ کی جگہیں۔ بے شک دیکھتا ہے تمہیں وہ اور اس کا کنبہ جہاں سے تم نہیں دیکھتے ہو انہیں۔ بلاشبہ ہم نے بنا دیا ہے شیطانوں کو دوست ان کا جو ایمان نہیں لاتے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ" کی تفسیر میں حضرت مجاہد نے فرمایا کہ عرب کے لوگ ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے۔ طواف کے دوران ان میں سے کوئی بھی کپڑا نہیں پہنتا تھا (تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی) اور فرمایا وَرِيْشًا کا معنی مال ہے (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ آیت قریش میں سے حمس کے بارے نازل ہوئی اور وہ جو اس کا ماخذ قبائل عرب کو قرار دیتے ہیں اور وہ انصار ہیں یعنی الاوس، خزرج، خزاعہ، ثقیف، بنی عامر بن صعصعہ اور بطون کنانہ بن بکر۔ یہ گوشت نہیں کھاتے تھے، گھروں میں پیچھے کی جانب سے آیا کرتے تھے، وہ بلی اور خرگوش کے بالوں اور دیگر بالوں کا کاروبار نہیں کرتے تھے، بلکہ وہ چمڑے کا کاروبار کرتے تھے، اپنے بچوں کو خوب ساز و سامان پہناتے تھے اور قریش کے علاوہ وہ ننگے بدن طواف کرتے تھے۔ سو جب وہ وہاں آتے تو اپنے وہ کپڑے اتار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 174

پھینکتے جو پہن کر آتے اور کہتے یہ ہمارے وہ کپڑے ہیں جنہوں نے ہمیں اپنے رب کی بارگاہ میں گناہوں اور خطاؤں سے پاکیزگی عطا کی ہے۔ پھر وہ قریش کو کہتے: کون ہے جو چادر ہمیں عاریۃً دے سکتا ہے؟ پس اگر وہ نہ پاتے تو پھر ننگے بدن طواف کرتے۔ اور جب اپنے طواف سے فارغ ہوتے تو اپنے وہ کپڑے اٹھا لیتے جو انہوں نے رکھے ہوتے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا لباس سے مراد کپڑے ہیں، وَ رِیْشًا سے مراد مال اور لِبَاسُ التَّقْوٰی سے مراد اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن علی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لباس سے مراد عام لباس ہے، وَ رِیْشًا سے مراد زیب و زینت کا لباس ہے اور لِبَاسُ التَّقْوٰی سے مراد اسلام ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ رِیْشًا سے مراد مال، لباس، عیش اور نعمتیں ہیں اور لِبَاسُ التَّقْوٰی سے مراد ایمان اور عمل صالح ہے اور فرمایا "ذٰلِكَ خَیْرٌ" یعنی ایمان اور عمل صالح ریش اور لباس سے بہتر اور افضل ہے (2)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ریاش سے مراد مال ہے (3)۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نیا کپڑا پہنتے تھے تو آپ یہ دعا مانگتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مِنَ الرِّیَاشِ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَ اَتَجَمَّلُ بِهٖ فِی النَّاسِ" (4)

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: ریاش سے مراد جمال (خوبصورتی) ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا: کہ ارشاد خداوندی "وَ رِیْشًا" کے بارے مجھے کچھ بتایئے؟ تو آپ نے فرمایا: ریاش سے مراد مال ہے: انہوں نے عرض کی۔ کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے:

فرشنی بخیر طال ماقد بریتنی　　وخیر الموالی من یریش ولا یبری

"پس اس نے میرے ساتھ حسن سلوک کیا جب کہ تو نے مجھے ذلیل و رسوا کیا۔ بہترین دوست وہ ہے جو مال عطا کرتا ہے اور ذلیل و رسوا نہیں کرتا"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: لباس سے مراد لباس ہی ہے اور لِبَاسُ التَّقْوٰی سے مراد ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (مخلوق کے لیے) لباس اتارا اور پھر فرمایا بہتر اور اچھا لباس تقویٰ ہے (5)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے لِبَاسُ التَّقْوٰی کو مرفوع پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 174،76،78　　2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 176-77　　3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 175

4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 157-58، دار صادر بیروت　　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 179

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے ریشا کو بغیر الف کے اور لِبَاسُ التَّقْوٰی کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''وریاشا'' پڑھتے سنا ہے اور آپ نے وَرِيْشًا نہیں کہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ''رِیَاشًا'' پڑھا ہے(1)۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت معبد الجہنی رحمہ اللہ نے کہا لباس التقویٰ سے مراد حیا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْكُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِكُمْ وَ رِیْشًا ؕ وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی'' پس لباس وہ ہے جو تمہاری شرم گاہوں کو ڈھانپتا ہے اور وہ تمہارے لباس ہیں۔ ریاش سے مراد سامان معاش ہے اور لباس التقویٰ سے مراد حیا ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے ''لِبَاسُ التَّقْوٰی'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اپنی شرم گاہ کو چھپاتا ہے۔ یہی تقویٰ کا لباس ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''لِبَاسُ التَّقْوٰی'' کے بارے عکرمہ نے کہا: اس سے مراد وہ لباس ہے جو قیامت کے دن متقی لوگوں کو پہنایا جائے گا اور یہ اس لباس سے بہتر ہے جو دنیا والے پہنتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِبَاسُ التَّقْوٰی سے مراد چہرے میں حسین خاموشی کا ہونا ہے(3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے خیر یا شر کا کوئی عمل کیا اسے اپنے عمل کی چادر (لباس) پہنائی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ اسے پہچان لیں گے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے ''وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ ...... الآیہ''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبر پر دیکھا، وہ فرما رہے تھے: اے لوگو! ان مخفی اور پوشیدہ کاموں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ''قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! کسی نے بھی کوئی عمل کبھی چھپ کر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی چادر اعلانیہ اسے پہنائے گا۔ اگر اس نے اچھا عمل کیا تو اسے اچھی چادر پہنائی جائے گی اور اگر برا عمل کیا تو اسے برائی کی چادر پہنائی جائے گی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ آپ نے رِیْشًا کی بجائے ''رِیَاشًا'' کہا اور ''وَ لِبَاسُ التَّقْوٰی ۙ ذٰلِكَ خَیْرٌ'' کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد حسین خاموشی ہے(4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا، لباس سے مراد کپڑے، ریاش سے مراد مال اور لباس التقویٰ سے مراد ایمان ہے۔ اور ذٰلِكَ خَیْرٌ کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ لِبَاسُ التَّقْوٰی بہتر ہے مال سے اور اس لباس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 175 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 174 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 177 4۔ ایضاً

سے جو تمہاری شرم گاہوں کو ڈھانپ لیتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے "یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا" میں لباس سے مراد تقویٰ لیا ہے اور "اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ" کی تفسیر میں کہا کہ بے شک جن اور شیاطین تمہیں دیکھتے ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن منبہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ "یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا" میں لباس سے مراد نور ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَ قَبِیْلُهٗ سے مراد اس کی نسل ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ "اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ" کا مفہوم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے: قسم بخدا! بلاشبہ دشمن تجھے ایسی جگہ سے دیکھتا ہے جہاں سے تو اسے نہیں دیکھ سکتا۔ وہ انتہائی سخت اذیت دینے والا ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

ابوالشیخ نے مجاہد سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس نے یہ درخواست کی کہ وہ دیکھتا رہے لیکن اسے نہ دیکھا جائے اور وہ تحت الثریٰ سے نکل جائے اور جب اسے بڑھاپا آجائے تو وہ پھر جوانی کی طرف لوٹ جائے تو اس کی یہ درخواست قبول کر لی گئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر آدمی شکار کو دیکھ لے اور شکار اسے نہ دیکھے تو وہ اسے دھوکہ دے سکتا ہے اور کیا قریب نہیں کہ وہ اسے پکڑ لے؟ لوگ کہتے: کیوں نہیں۔ تو پھر وہ کہتے: بلاشبہ شیطان ہمیں دیکھتا ہے اور ہم اسے نہیں دیکھ سکتے اور وہ ہم پر حملہ آور ہوتا ہے (3)۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میں سے کسی آدمی کے ذہن میں شیطان کے بارے خیال آیا یہاں تک کہ وہ اسے دیکھنے لگا۔ تو اسے چاہیے کہ وہ اس سے دور نہ ہٹے اور قدم آگے بڑھاتا رہے۔ کیونکہ وہ تم سے زیادہ خوف زدہ رہنے والا ہے جتنا کہ تم اس سے رہتے ہو۔ لہٰذا اگر وہ اس سے پیچھے ہٹا تو وہ اس پر سوار ہو جائے گا اور اگر قدم آگے بڑھایا تو وہ اس سے بھاگ جائے گا۔ مجاہد نے کہا ہے کہ میں اس کے ساتھ آزمایا گیا یہاں تک کہ میں اسے دیکھنے لگ گیا۔ تو مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول یاد آ گیا، پس میں قدم آگے بڑھاتا گیا تو وہ بھاگ گیا۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں کہا ہے کہ حضرت نعیم بن عمر رحمہ اللہ نے کہا: جن شیاطین کو انسانوں کی طرح نہیں دیکھ سکتے۔

وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَیْهَاۤ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۟﴿۲۸﴾

"اور جب کرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام (تو) کہتے ہیں پایا ہم نے ایسا ہی کرتے ہوئے اپنے باپ دادا کو اور اللہ نے بھی ہمیں حکم دیا اس کا۔ آپ فرما دیجئے بے شک اللہ حکم نہیں دیتا بے حیائیوں کا کیا ایسی بات لگاتے ہو اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 179
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 82-181
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 179 (35134)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

پر جو تم نہیں جانتے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ لوگ بیت اللہ شریف کا طواف ننگے بدن سے کرتے تھے۔ تو اس آیت میں انہیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً" کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کی بے حیائی یہ تھی کہ وہ بیت اللہ کے ارد گرد ننگے بدن طواف کرتے تھے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: عرب کا ایک قبیلہ اہل یمن میں سے تھا، وہ بیت اللہ شریف کا طواف ننگے بدن کرتے تھے۔ سو جب انہیں کہا گیا کہ تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم نے ایسا ہی کرتے اپنے باپ دادا کو پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی کا حکم دیا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرک مرد دن کے وقت بیت اللہ شریف کا طواف ننگے بدن کرتے تھے اور عورتیں رات کو برہنہ طواف کرتی تھیں اور وہ یہ کہتے تھے ہم نے اسی طریقہ پر اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی کا ہمیں حکم دیا ہے۔ پس جب اسلام اور اس کے اخلاق کریمانہ کا ظہور ہوا تو انہیں اس سے روک دیا گیا۔

امام عبد بن حمید نے اس آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی کسی بندے کو اپنی معصیت اور نافرمانی پر عزت و اکرام عطا نہیں کیا، نہ وہ اس کے سبب کسی سے راضی ہوا ہے اور نہ ہی اس نے اس کا حکم دیا ہے۔ بلکہ وہ اپنی اطاعت کے سبب تم سے راضی ہوتا ہے اور اس نے تمہیں اپنی نافرمانی سے منع کیا ہے۔

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ ۗ وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ ادْعُوْهُ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۬ؕ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَرِیْقًا هَدٰى وَ فَرِیْقًا حَقَّ عَلَیْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

"آپ فرمایئے حکم دیا ہے میرے رب نے عدل و انصاف کا اور سیدھا کرو اپنے چہرے (قبلہ کی طرف) ہر نماز کے وقت اور عبادت کرو اس کی اس حال میں کہ تم خالص کرنے والے ہو اس کے لیے عبادت کو جس طرح اس نے پہلے پیدا کیا تھا تمہیں ویسے ہی تم لوٹو گے ایک گروہ کو اللہ نے ہدایت دے دی اور ایک گروہ ہے کہ مقرر ہو گئی ان پر گمراہی انہوں نے بنا لیا شیطانوں کو (اپنا) دوست اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 183 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 182 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 183

اللہ نے فرمایا "بِالْقِسْطِ" " کا معنی عدل ہے (یعنی آپ فرمائیے میرے رب نے عدل و انصاف کا حکم دیا ہے) اور " وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ " کی تفسیر میں فرمایا: ہر نماز کے وقت تم اپنے چہرے سیدھے کعبہ معظمہ کی طرف کرو جہاں بھی تم نماز پڑھو چاہے کنیسہ (عیسائیوں کی عبادت گاہ) میں ہو یا کسی اور جگہ۔ اور " كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ " کی تفسیر میں فرمایا: جس طرح اس نے تمہیں پہلے پیدا کیا تھا شقی یا سعید ویسے ہی تم لوٹو گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ " وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۬ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ " کی تفسیر میں حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں تم دین کو اسی طرح خالص کرو جس طرح کہ اس نے تمہیں پہلے آدم علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا فرمایا۔ اس طرح کہ اس نے انہیں اسلام پر پیدا فرمایا۔ لہٰذا تم عبادت کے لیے اسی کو پکارو۔ کسی غیر کو مت پکارو۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ دین، عبادت اور عمل کو اسی کے لیے خالص کریں اور پھر اپنے چہرے کو بیت الحرام (کعبہ معظمہ) کی طرف متوجہ کریں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ " كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ...... " کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں بنی آدم کو مومن اور کافر پیدا فرمایا۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے " هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ " (التغابن: 2) "وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن ہیں"۔ پھر وہ انہیں قیامت کے دن لوٹائے گا اس طرح جیسا کہ اس نے انہیں ابتدا میں مومن اور کافر پیدا کیا تھا (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ تھے یعنی مومن کو حالت ایمان پر اور منافق کو اپنے نفاق کی حالت پر اٹھایا جائے گا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ " كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ " کی تفسیر میں محمد بن کعب نے کہا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں ہدایت اور سعادت مندی پر پیدا فرمایا ہے اسے وہ اسی کی طرف پھیر دے گا جس پر اسے پہلے پیدا کیا ہے۔ جیسا کہ جادوگروں سے کیا کہ پہلے ان کی تخلیق ہدایت اور سعادت مندی پر کی۔ یہاں تک کہ وہ مسلمان ہو کر فوت ہوئے۔ اور جیسا کہ ابلیس کے ساتھ کیا کہ ابتدا سے ہی اس کی تخلیق کفر اور گمراہی پر کی اور وہ ملائکہ کے ساتھ ان جیسے عمل کرتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے کفر کی طرف لوٹا دیا جس پر اسے پہلے پیدا کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا " وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ " (البقرہ: 34) " اور (داخل) ہو گیا وہ کفار (کے ٹولہ) میں " (4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ " كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ " کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جس طرح ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا ہے اسی طرح تم لوٹو گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اس آیت کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس طرح اس نے تمہیں پہلے پیدا کیا ہے حالانکہ تم کوئی شے نہیں تھے اور اس نے تمہیں وہ حیات عطا فرمائی۔ اسی طرح وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 86-184 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 185 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 186

تمہیں موت دے گا پھر قیامت کے دن تمہیں زندہ کرے گا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے اسی ارشاد کے بارے میں حضرت ربیع بن انس سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مٹی سے پیدا فرمایا اور مٹی کی طرف ہی وہ لوٹیں گے۔ انہوں نے فرمایا: اس میں حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ جسے مٹی سے تخلیق کیا گیا ہے اور اس نے مٹی کی طرف ہی لوٹنا ہے اس کے لیے فخر پسندیدہ نہیں۔ جو آج زندہ ہے اور کل مر جائے گا اس کے لیے تکبر زیبا نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تکبر کرنے والوں کو یہ وعید سنائی ہے کہ وہ انہیں ذلیل و رسوا کرے گا اور ضعف اور کمزوری کا اظہار کرنے والوں کو بلند فرمائے گا اور فرمایا" مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ۝ "(طہٰ) "اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور (روز حشر) اس سے ہم تمہیں نکالیں گے ایک بار پھر"۔ پھر فرمایا فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ ؕ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۳۰۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ " كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ " کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر تم مرو گے اس حال میں کہ ہدایت یافتہ یہ گمان کر رہا ہوگا کہ وہ ہدایت پر ہے اور غنی (دولت مند) یہ گمان کر رہا ہوگا کہ وہ ہدایت پر ہے۔ یہاں تک کہ موت کے وقت اس کے لیے سب ظاہر ہو جائے گا۔ اسی طرح تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔ اسی کا ذکر اس ارشاد میں ہے" وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ "(اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم لوٹو گے اس حالت پر جس پر تمہارے ہونے کے بارے لکھا جا چکا ہے" فَرِيْقًا هَدٰى وَ فَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ "(2)

امام ابوالشیخ نے حضرت عمر بن ابی معروف رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: قول باری تعالیٰ " كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ " کے بارے مجھے ایک ثقہ آدمی نے بتایا ہے کہ تم اس طرح غیر مختون لوٹو گے جیسا کہ اس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا۔

امام ابوالشیخ نے مقاتل بن وہب عبدی سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کی تاویل اس امت کے آخر میں ظاہر ہوگی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الضعفاء میں حضرت عبدالغفور بن عبدالعزیز بن سعید الانصاری رحمہ اللہ سے اور انہوں نے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خلق کثیر کی صورتیں مسخ کر دے گا اور بے شک انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت کا ارتکاب کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس نے میرے ساتھ تمسخر کیا۔ لہٰذا وہ اس کی شکل کو مسخ کر دے گا۔ پھر اسے قیامت کے دن انسان بنا کر اٹھائے گا جیسا کہ وہ فرما رہا ہے " كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ " پھر اسے جہنم میں داخل کر دے گا۔

يٰبَنِيْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَ لَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝۳۱

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 187 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 186

''اے آدم کی اولاد! پہن لیا کرو اپنا لباس ہر نماز کے وقت اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ نہیں پسند کرتا فضول خرچی کرنے والوں کو''۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ عورتیں ننگے بدن طواف کرتی تھیں۔ مگر یہ کہ کوئی عورت اپنی شرم گاہ پر کپڑے کا ٹکڑا رکھ لیتی اور یہ کہتی۔

اَلْیَوْمَ یَبْدُوْ بَعْضُہٗ اَوْ کُلُّہٗ وَمَا بَدَا مِنْہُ فَلَا اُحِلُّہٗ

''آج اس کا بعض یا کل ظاہر ہو رہا ہے اور جو اس سے ظاہر ہے میں اسے حلال قرار نہیں دیتی'' (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ بیت اللہ شریف کا طواف ننگے بدن کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے ہم ان کپڑوں میں اس کا طواف نہیں کریں گے جو گناہوں سے آلودہ ہیں۔ سو ایک عورت آئی، اس نے اپنے کپڑے اتار پھینکے اور طواف کیا اور اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکھ لیا اور کہا:

اَلْیَوْمَ یَبْدُوْ بَعْضُہٗ اَوْ کُلُّہٗ فَمَا بَدَا مِنْہُ فَلَا اُحِلُّہٗ

تو اس وقت یہ آیت ''**خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ**'' سے لے کر ''**وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ**'' تک نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''**خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ**'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگ برہنہ حالت میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں زینت کا حکم دیا اور زینت سے مراد لباس ہے اور لباس وہ ہوتا ہے جو شرم گاہ کو ڈھانپ لیتا ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ محض کپڑے اور سامان کی نفاست ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے **زِیْنَتَكُمْ** کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ اس سے مراد ہر وہ شے ہے جو شرم گاہ کو ڈھانپ سکے اگرچہ وہ چوغہ ہی ہو (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا زینت سے مراد کپڑے ہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسی چوڑی چادر جو جسم کو ڈھانپ لے وہ بھی زینت میں سے ہے (5)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مشرکین بیت اللہ شریف کا طواف برہنہ حالت میں کرتے تھے۔ وہ گھروں میں پچھواڑے کی جانب سے آتے تھے اور پچھوڑے سے ہی ان میں داخل ہوتے تھے۔ وہ قریش کے ایک قبیلے کے لوگ تھے جنہیں حمس کہا جاتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''**یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ**

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 189 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 190 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 189 5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 192

"خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرب کے کچھ لوگ بیت اللہ شریف کا طواف ننگے بدن کرتے تھے۔ حتی کہ اگر کوئی عورت بیت اللہ شریف کا طواف کرتی تو وہ بھی برہنہ ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ"

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگ رات کے وقت ننگے بدن طواف کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے کپڑے پہن لیں اور برہنہ نہ رہیں(1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرب جب حج کرتے تھے تو وہ حرم کے قریب پڑاؤ کرتے، اپنے کپڑے اتار دیتے اور اپنی چادریں رکھ لیتے اور مکہ مکرمہ میں بغیر چادر کے داخل ہوتے۔ مگر ان میں سے جس آدمی کا کوئی دوست حمس میں سے ہوتا، تو وہ اسے کپڑے عاریۃً دے دیتا اور اپنی جانب سے کھانا بھی کھلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عطا رحمہ اللہ نے کہا: زمانہ جاہلیت میں مشرکین بیت اللہ شریف کا طواف ننگے بدن کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا "خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ"

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: اہل یمن کا ایک قبیلہ تھا، وہ برہنہ حالت میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے۔ مگر ان میں سے کئی ایک جو مکہ کے باسیوں سے چادریں عاریۃً لے لیتے اور وہ ان میں طواف کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ریشم و دیباج پہننے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ وہ برہنہ حالت میں بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے۔ جب وہ آتے تو کپڑے مسجد سے باہر رکھ دیتے تھے اور پھر مسجد میں داخل ہوتے۔ جب کوئی آدمی کپڑے پہن کر مسجد میں داخل ہوتا تو اسے مارا جاتا اور اس سے کپڑے کھینچ لیے جاتے تھے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی "یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ"

امام ابن عدی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کا لباس پہن لیا کرو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: نماز کا لباس کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے جوتے پہن لو اور انہی میں نماز پڑھ لو(3)۔

امام عقیلی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" کے بارے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے جوتوں میں نماز پڑھا کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 190　2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 191

3۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 6، صفحہ 313، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس امت کو جن چیزوں کے سبب افضیلت اور کرامت عطا فرمائی ہے ان میں سے ایک ان کا حالت نماز میں اپنے جوتے پہنے رکھنا ہے۔

امام ابوداؤد اور حاکم اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کی مخالفت کرو۔ کیونکہ وہ موزے اور جوتے پہن کر نماز نہیں پڑھتے (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے اور اپنے جوتے اتار دے تو وہ ان کے ساتھ کسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔ اسے چاہیے کہ وہ انہیں اپنے پاؤں کے درمیان رکھ لے یا پھر انہیں پہن کر ہی نماز پڑھ لے۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے (2)۔

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا "نماز کا لباس جوتے ہیں" (زَیْنُ الصَّلٰوۃِ الْحِذَاءُ) (3)

امام بزار رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہود کی مخالفت کرو اور اپنے جوتے پہن کر نماز پڑھو۔ کیونکہ وہ موزے اور جوتے پہن کر نماز نہیں پڑھتے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوتے پہن کر نماز پڑھنا تکمیل نماز کے ذرائع میں سے ہے (4)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ انصار کے سفید ریش بوڑھوں کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے گروہ انصار! (بالوں کو) سرخ اور زرد رنگ کرلو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ اہل کتاب پائجامہ پہنتے ہیں اور وہ چادر نہیں باندھتے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پائجامہ بھی پہنو اور چادر بھی باندھو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اہل کتاب موزے پہنتے ہیں اور جوتے نہیں پہنتے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم موزے پہنو اور جوتے بھی پہنو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اہل کتاب اپنی داڑھیوں کو کاٹتے ہیں اور مونچھوں کو بڑھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی مونچھوں کو کاٹو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور اہل کتاب کی مخالف کرو (5)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سے یہ سوال کیا گیا کیا رسول اللہ ﷺ اپنے نعلین پاک میں نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں (6)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 391 (956) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (957)
3۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 247 (528) دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 189 (2249) دارالفکر بیروت
5۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 264، دارصادر بیروت
6۔ صحیح بخاری، باب الصلوٰۃ فی النعال، جلد 1، صفحہ 151، دار ابن کثیر دمشق

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے میری توجہ ابن الکواء اور ان کے ساتھیوں کی طرف دلائی اور اس وقت میں باریک قمیص اور حلہ پہنے ہوئے تھا۔ تو انہوں نے مجھے کہا تو ابن عباس ہے اور اس قسم کے کپڑے پہنتا ہے؟ تو میں نے کہا: سب سے پہلی دلیل جس کے سبب میں تم سے مباحثہ کرسکتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ" (الاعراف:32)" آپ فرمایئے کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے لیے"۔ اور مزید فرمایا "خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں عیدوں کے مواقع پر یمنی چادر پہنا کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حروریہ نکلے، میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ تو انہوں نے کہا: اس قوم کے پاس آؤ۔ میں نے یمنی حلوں میں سے خوبصورت ترین حلہ پہنا اور ان لوگوں کے پاس آیا۔ تو انہوں نے کہا: اے ابن عباس! تیرا آنا مبارک، خوش آمدید، یہ حلہ کیسا ہے؟ میں نے کہا: کیا اس کے سبب تم مجھے عیب دے رہے ہو؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انتہائی احسن اور خوبصورت حلہ پہنے ہوئے دیکھا ہے (1)۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے کپڑے پہن لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس کے لیے لباس پہنا جائے اور اگر اس کے پاس دو کپڑے نہ ہوں تو اسے چاہیے کہ نماز پڑھتے وقت چادر باندھ لے۔ اور تم میں سے کوئی بھی حالت نماز میں یہودیوں کی مثل پوری طرح چادر میں نہ لپٹ جائے (2)۔

امام شافعی، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو بھی ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہیں پڑھنی چاہیے کہ کپڑے کا کوئی حصہ کندھوں پر نہ ہو (یعنی حالت نماز میں کندھے ننگے نہیں ہونے چاہئیں) (3)

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی لحاف (بستر کی چادر) میں نماز پڑھے جسے وہ پہنے ہوئے نہ ہو۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی پائجامہ میں نماز پڑھے اور اپنے اوپر چادر نہ لیے ہوئے ہو (4)۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خوبصورت ترین لباس جسے پہن کر تم اپنی قبور اور مساجد میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو وہ سفید لباس ہے (5)۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور ترمذی رحمہم اللہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے کپڑوں میں سے سفید لباس پہنو۔ کیونکہ یہ

1۔ سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، جلد 2، صفحہ 559، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 236، دار الفکر بیروت
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 3، صفحہ 153 (607) مکتبۃ الرشد الریاض
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 165 (617)
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 166 (3568) دار الکتب العلمیہ بیروت

سب سے بہتر اور افضل کپڑے ہیں اور اپنے مردوں کو انہی کپڑوں میں کفن دو(1)۔

امام ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث طیبہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو۔ کیونکہ وہ انتہائی پاکیزہ اور طیب ہیں اور انہی میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح ہے(2)۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالاحوص رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اس حال میں کہ میں گھٹیا سے کپڑے پہنے ہوا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کس قسم کا مال ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، بکریاں، گھوڑے اور غلام سبھی قسم کا مال عطا فرمایا ہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا فرمایا ہے تو پھر تجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اور کرامت کا اثر دکھائی دینا چاہیے(3)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلا شبہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمت و فضل کا اثر دکھائی دے۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے(4)۔

امام احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے یہ پسند ہے کہ میرے کپڑے دھلے ہوئے ہوں، میرے سر کو تیل لگا ہوا ہو، میرے جوتوں کے تسمے نئے ہوں۔ اس طرح اس نے کئی چیزوں کا ذکر کیا حتی کہ اپنے کوڑے کی محبت اور تعلق کا ذکر بھی کیا۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا یہ سب کبر میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ یہ سب جمال اور حسن ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور تکبر حق سے جاہل ہونا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے(5)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت جندب بن مکیث رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی وفد کے پاس تشریف لاتے تو آپ حسین ترین لباس زیب تن فرماتے اور اس کا حکم اپنے صحابہ کرام کو بھی ارشاد فرماتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو، اپنے پالانوں کو درست کرلو اور اپنے لباس کو صحیح کرلو، یہاں تک کہ تم لوگوں میں اس طرح ہو جاؤ گویا تم ہی سردار ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فحش اور تفحش (بدعملی)

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 165 (3566) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (3567)
3۔ سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، جلد 2، صفحہ 562، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 114 (2819) دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 399، دارصادر بیروت

کو پسند نہیں فرمایا۔ رہا یہ ارشاد ربانی "وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا ...... الآیہ" (1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کھانا پینا حلال قرار دیا ہے جب تک اس میں فضول خرچی اور کبر و نخوت نہ ہو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کھانا پینا حلال قرار دیا ہے جب تک اس میں فضول خرچی یا کبر و خود پسندی نہ ہو (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ کھانے پینے میں فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے "لَا تُسْرِفُوْا" کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم کپڑوں اور کھانے پینے کی اشیاء میں فضول خرچی نہ کرو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس ارشاد کے بارے میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: تم حرام نہ کھاؤ۔ یہ اسراف ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے یہ حدیث طیبہ نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: کھاؤ، پیو، صدقہ کرو اور پہنو، بشرطیکہ اس میں کبر و نخوت اور فضول خرچی نہ ہو۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس کے بندے پر اس کی نعمتوں کا اثر ظاہر ہو (5)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: حضور نبی مکرم ﷺ نے مجھے دیکھا، کہ میں نے ایک دن میں دو بار کھایا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو پسند کرتی ہے کہ پیٹ کی خواہش کی تکمیل کے سوا تیرا کوئی شغل (اور مصروفیت) نہ ہو؟ ایک دن میں دو بار کھانا اسراف ہے اور اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ بیہقی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے (6)۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بلاشبہ اسراف میں سے یہ ہے کہ تو اپنی چاہت کی ہر شے کھائے (7)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تشریف لائے۔ تب ان کے پاس گوشت پڑا تھا تو آپ نے فرمایا: یہ گوشت کیسا ہے؟ انہوں نے عرض کی: مجھے اس کی طلب اور چاہت ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا جب بھی تجھے کسی شے کی چاہت ہوگی تو اسے کھائے گا؟ کسی بندے کے اسراف کے لیے یہی کافی ہے کہ جب اسے کسی شے کی خواہش پیدا ہو تو وہ اسے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 180، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 192
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 193
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 185 (3605) دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 26 (6540) دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 55 (3352)

کھائے۔ (کَفٰی بِالْمَرْءِ اِسْرَافًا اَنْ یَّاْکُلَ کُلَّمَا اشْتَھٰی)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کھا جو تو چاہے، پی جو تیری چاہت ہو اور پہن جو تیری خواہش ہو۔ مگر دو چیزیں تجھے گمراہ کر دیں گی فضول خرچی اور کبر و عجب (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے کہا: اسراف میں سے یہ ہے کہ انسان ایسا لباس پہنے اور ایسی چیز کھائے اور پیے جس کی طاقت اس میں نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا مال میں اسراف کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے حلال، مال عطا فرمائے اور تو اسے ایسی حرام (اشیاء) میں خرچ کرے جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حرام کی ہیں (2)۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ (زیادہ) کھانا کھانا ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے میرے لیے یہی کافی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دنیا میں لوگوں میں سے جو آدمی جتنا زیادہ سیر ہو کر کھائے گا قیامت کے دن وہ اتنا زیادہ بھوکا رہے گا (3)۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ڈکار لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اپنے ڈکار ہم سے روک لو۔ کیونکہ قیامت کے دن وہ آدمی اتنا ہی زیادہ بھوکا رہے گا جتنا دنیا میں زیادہ سیر ہوگا (4)۔ امام ترمذی نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، ابن السنی رحمہم اللہ نے الطب میں، حاکم، ابونعیم رحمہ اللہ نے الطب میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے ابن آدم نے پیٹ سے بڑھ کر کوئی برا برتن نہیں بھرا۔ اس کے لیے اتنے لقمے کافی ہیں جو اس کی صلب (ریڑھ کی ہڈی) کو قائم اور سیدھا رکھیں اور اگر بہت ضروری ہو تو ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی اپنے نفس کے لیے ہو۔ ترمذی نے کہا ہے: یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا ہے یہ صحیح ہے (5)۔

امام ابن سنی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے طب نبوی میں حضرت عبدالرحمٰن بن مرقع سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی برتن پیدا نہیں کیا کہ جب وہ بھر جائے تو پیٹ سے بڑھ کر برا ہو۔ پس اگر ضروری ہو تو تم اس کا ایک تہائی کھانے کے لیے، ایک تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی ہوا کے لیے بنا لو۔

امام ابن السنی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بیماری کی اصل بدہضمی ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 331، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً

3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 54 (3351)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ ایضاً (3350)

5۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 367 (7945) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن السنی اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کھانے پینے سے پیٹ کو بھرنے سے بچو۔ کیونکہ یہ جسم کو فاسد کر دیتا ہے بیماری کا وارث بنا دیتا ہے، نماز سے سست اور غافل کر دیتا ہے۔ لہٰذا کھانے پینے میں تم پر میانہ روی لازم ہے۔ کیونکہ یہ جسم کی اصلاح کرتی ہے، فضول خرچی سے محفوظ رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ موٹے جسم والے عالم کو ناپسند کرتا ہے اور آدمی ہرگز ہلاک نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ اپنی شہوت کو اپنے دین پر غالب کر دے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ارطاۃ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک بادشاہ کے پاس بہت ماہرین طب جمع ہوئے تو اس نے ان سے پوچھا: معدے کے علاج کی اصل کیا ہے؟ تو حاضرین میں سے ہر آدمی نے اپنی بات کہی مگر ان میں سے ایک آدمی خاموش رہا، جب وہ سب گفتگو سے فارغ ہوئے تو بادشاہ نے اسے کہا: تو کیا کہتا ہے تو اس نے کہا انہوں نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا ہے اور یہ تمام کی تمام کچھ نہ کچھ فائدہ دیتی ہیں۔ لیکن ان کا سہارا اور بنیاد تین چیزیں ہیں تو کبھی کھانا نہ کھا مگر تب جب کھانے کی طلب شدید ہو اور جو گوشت تیرے لیے پکایا جائے اسے تو نہ کھا یہاں تک کہ تو اسے اچھی طرح پکا لے اور کبھی بھی کوئی لقمہ نہ نگل یہاں تک کہ تو اسے اچھی طرح چبا لے۔ تو ان صورتوں میں معدے پر کوئی مشقت اور بوجھ نہیں پڑے گا(1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم بن علی موصلی رحمہ اللہ نے کہا ہے: تمام کلام سے چار ہزار کلمات بیان کیے گئے ہیں۔ پھر ان میں سے چار سو کلمات بیان کیے گئے ہیں۔ پھر ان میں سے چالیس کلمات ذکر کیے گئے ہیں اور پھر ان تمام کو چار کلمات میں محصور کر دیا گیا ہے۔ ان میں سے پہلا قول یہ ہے کہ تو عورتوں پر کبھی اعتماد نہ کر، دوسرا یہ ہے کہ تو معدے میں وہ چیز نہ ڈال جسے ہضم کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ تیسرا یہ ہے کہ مال تجھے دھوکہ نہ دے اور چوتھا قول یہ ہے کہ تیرے لیے اتنا علم کافی ہے جس سے تو نفع حاصل کر سکے۔ (اَوَّلُهَا لَا تَثِقَنَّ بِالنِّسَاءِ وَالثَّانِيَةُ لَا تَحْمِلْ مَعِدَتَكَ مَالَا تُطِيْقُ وَالثَّالِثَةُ لَا يَغُرَّنَّكَ الْمَالُ وَالرَّابِعَةُ يَكْفِيْكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا تَنْتَفِعُ بِهٖ)(2)

امام ابو محمد الخلال رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے بیماری کی شکایت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے عائشہ! دوا کو لازم پکڑو۔ معدہ بیماریوں کا گھر ہے اور بدن کو وہی چیز دو جس کا وہ عادی ہے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن محب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معدہ جسم کا حوض ہے اور رگیں اسی میں کھلتی ہیں۔ پس جو اس میں صحت کے ساتھ وارد ہوگا وہ صحت کے ساتھ واپس جائے گا اور جو بیماری کے ساتھ اس میں داخل ہوگا وہ بیماری کے ساتھ اس سے نکلے گا(3)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 65(5793) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 66(5794)
3۔ ایضاً، (5795)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں، ابن سنی اور ابونعیم نے طب نبوی میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معدہ بدن کا حوض ہے۔ تمام رگیں اس میں داخل ہوتی ہیں۔ سو جب معدہ صحیح ہوگا رگیں صحت کے ساتھ نکلیں گی اور جب معدہ فاسد ہوگا تو رگیں بیماری کے ساتھ نکلیں گی (1)۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳۲

"آپ فرمائیے کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو پیدا کی اس نے اپنے بندوں کے لیے اور (کس نے حرام کیے) لذیذ پاکیزہ کھانے۔ آپ فرمائیے یہ چیزیں ایمان والوں کے لیے ہیں اس دنیوی زندگی میں بھی (اور) صرف انہیں کے لیے ہیں قیامت کے روز یونہی ہم مفصل بیان کرتے ہیں آیتوں کو ان لوگوں کے لیے جو (حقیقت کو) جانتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قریش بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے، اس حال میں کہ وہ برہنہ ہوتے، سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ" اور انہیں کپڑے پہننے کا حکم ارشاد فرمایا اور قول باری تعالیٰ "قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ" کی تفسیر میں آپ نے فرمایا: کہ اہل ایمان ہی دنیا میں ان چیزوں سے نفع اٹھاتے ہیں اور قیامت کے دن ان کے سبب ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا مقانع القز کیا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس سے مراد زینت کی وہ تمام چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ کے بارے حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مشرکین دنیا کی رونقوں اور خوبیوں میں مومنین کے ساتھ شریک ہیں اور قیامت کے دن یہ صرف مومنین کے لیے ہوں گی، مشرکین کو کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد چربی، گوشت اور گھی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ایک قوم تھی جس کے لوگ بکری کا گوشت، دودھ اور گھی حرام قرار دیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 66 (5796) دارالکتب العلمیہ بیروت

الرِّزْقِ'' اور کہا زینت سے مراد کپڑے ہیں۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ '' وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ '' کی تفسیر میں حضرت قتادہ نے کہا کہ اس سے مراد وہ اموال ہیں جو زمانہ جاہلیت کے لوگوں نے اپنے اوپر حرام کر رکھے تھے یعنی بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کے لوگوں نے کپڑے اور کئی دیگر ایسی چیزیں اپنے اوپر حرام کر رکھی تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے '' قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا '' (یونس:59) '' آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اتارا پس بنالیا ہے تم نے اس سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال''۔ اور اسی کے بارے یہ آیت نازل فرمائی '' قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا '' یعنی دنیوی زندگی میں لذیذ اور پاکیزہ کھانوں میں مسلمان کفار کے ساتھ شریک ہیں۔ پس انہوں نے پاکیزہ اور لذیز کھانے کھائے، عمدہ کپڑے پہنے اور صالح عورتوں سے نکاح کیے۔ پھر آخرت میں اللہ تعالیٰ ان طیب اور پاکیزہ چیزوں کو صرف اہل ایمان کے لیے خالص کردے گا اور مشرکین کے لیے وہاں کوئی شے نہیں ہوگی (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زینت کو قیامت کے دن صرف ان کے لیے خاص کردیا جائے گا جو دنیا میں ایمان لائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حجاج بن یوسف کو خَالِصَةٌ کو مرفوع پڑھتے سنا ہے۔ عاصم نے کہا: حجاج نے اس کا اعراب نہیں دیکھا اور عاصم نے اسے نصب (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے۔

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

'' آپ فرمایئے بے شک حرام کردیا ہے میرے رب نے سب بے حیائیوں کو جو ظاہر ہیں ان سے اور جو پوشیدہ ہیں اور (حرام کردیا) گناہ کو اور سرکشی کو بغیر حق کے اور یہ کہ شریک ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ جس کے لیے نہیں اتاری اللہ نے کوئی سند اور یہ کہ تم کہو اللہ پر ایسی بات جو تم نہیں جانتے ہو''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس میں مَا ظَهَرَ سے مراد ننگا ہونا ہے اور مَا بَطَنَ سے مراد زنا ہے۔ وہ لوگ بیت اللہ شریف کا طواف ننگے بدن کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، نسائی، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 194 2۔ ایضاً

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت مند کوئی نہیں، اسی لیے اس نے تمام بے حیائیوں کو حرام کر دیا ہے جو ان سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں کوئی آدمی اپنی عورت کے ساتھ دیکھ لوں تو میں بالیقین اسے تلوار کے ساتھ مار ڈالوں۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم سعد کی غیرت پر تعجب کر رہے ہو، قسم بخدا! میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے سب بے حیائیوں کو حرام کر دیا ہے جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں اور کوئی آدمی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیرت رکھنے والا نہیں (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ غیرت رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! میں بالیقین غیرت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیرت کرتا ہے، اپنی غیرت کے سبب ہی اس نے تمام بے حیائیوں سے روک دیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں مَا ظَهَرَ مِنْهَا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد بغیر پردہ کے غسل کرنا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں حد کو پہنچ گیا ہوں سو آپ مجھے حد لگائیے۔ (یعنی مجھ سے ایسا گناہ سرزد ہو گیا ہے جس کے سبب مجھ پر حد واجب ہو گئی ہے آپ حد لگا دیجئے) تو آپ ﷺ نے اسے کوڑے لگائے۔ پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور غضب کے آثار آپ کے چہرے پر نمایاں تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سب بے حیائیوں کو تم پر حرام کر دیا ہے جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو پوشیدہ ہیں۔ پس جو ان میں سے کسی کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ستر (پردے) کے ساتھ اسے ڈھانپ لے۔ کیونکہ جو کوئی ان میں سے کوئی شے ہمارے پاس اٹھا کر لائے گا تو اس پر سزا ہو گی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں انتہائی غیور (بہت زیادہ غیرت کرنے والا) ہوں اور ابراہیم علیہ السلام بھی غیور تھے اور ہر آدمی کو غیرت پر ابھارا جاتا ہے مگر جس کا دل الٹا کر دیا جائے (4)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ''الْاِثْمَ'' سے مراد معصیت اور ظلم ہے۔ فرمایا: اگر تو لوگوں پر بغیر حق کے ظلم و زیادتی کرے گا۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 381، دار صادر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 371 (7261) دار الفکر بیروت
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 379 (13515)، المجلس العلمی بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الغیرۃ وما فیہا، جلد 4، صفحہ 53 (17713) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۴

''اور ہر امت کے لیے ایک وقت مقرر ہے، سو جب آجائے ان کا مقررہ وقت تو نہ وہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں ایک لمحہ اور نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں اور ابن النجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس عمر کی زیادتی کا تذکرہ کیا اور کہا جو آدمی صلہ رحمی کرتا ہے اس کی موت مؤخر کر دی جاتی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس کی عمر میں زیادتی نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے'' فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ '' لیکن وہ آدمی جس کی اولاد نیک اور صالح ہوتی ہے تو وہ اس کے بعد اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے اس تک پہنچا دیتا ہے۔ پس یہی وہ شے ہے جو اس کی مدت میں تاخیر کر دیتی ہے اور ایک روایت میں لفظ یہ ہیں کہ قبر میں ان کی دعا اس سے جا ملتی ہے اور یہی عمر کے زیادہ ہونے کا مفہوم ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی عروبہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حسن کہا کرتے تھے کتنی احمق ہے وہ قوم جو یہ کہتے ہیں: اے اللہ! اس کی عمر طویل کر۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ تو فرما رہا ہے'' فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر حضرت عمر رضی اللہ سے دعا کرتے تو ان کی موت مؤخر کر دی جاتی۔ تب آپ سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا'' فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ '' تو حضرت کعب نے کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے'' وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ''(فاطر:11)'' اور نہ لمبی زندگی دی جاتی ہے کسی طویل العمر کو اور نہ کم رکھی جاتی ہے کسی کی عمر مگر (اس کی تفصیل) کتاب میں درج ہے''۔ زہری نے کہا: ہر آدمی کی عمر لکھی ہوئی ہے۔ سو یہ معلوم ہوا کہ جب تک موت کا مقررہ وقت نہ آئے تو اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا ہے اسے مؤخر کر دیتا ہے اور اس میں کمی کر دیتا ہے۔ اور جب ان کا مقررہ وقت آ جائے تو نہ وہ ایک لمحہ پیچھے ہٹ سکتے ہیں اور نہ وہ آگے بڑھ سکتے ہیں (2)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے طبقات میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا، جب ہم اس کا ذکر کرتے تو ہم ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے۔ اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کرتے تو ساتھ اس کا ذکر کرتے۔ اس کے پہلو میں ایک نبی علیہ السلام تھے جن کی طرف وحی کی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی

1۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 51 (34) مکتبۃ المعارف الریاض 2۔ تفسیر عبدالرزاق، سورۂ فاطر، جلد 3، صفحہ 73، دارالکتب العلمیہ بیروت

علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ وہ اسے کہہ دیں کہ تو اپنا معاہدہ لکھ اور اپنی وصیت درج کر لے۔ کیونکہ تو تین دنوں میں مر جائے گا۔ پس نبی علیہ السلام نے اسے اس کی اطلاع دے دی، جب تیسرا دن ہوا تو وہ دیوار اور تخت کے درمیان گر پڑا۔ پھر اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں فیصلے کرنے میں عدل کرتا رہا اور جب معاملات بکھر جاتے تو میں تجھ سے ہدایت اور راہنمائی طلب کرتا پس تو میری عمر میں زیادتی فرمادے۔ یہاں تک کہ میرا بچہ بڑا ہو جائے۔ اور میری بیٹی پرورش پا جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس نے اس طرح کہا ہے اور اس نے سچ کہا ہے۔ تحقیق میں نے اس کی عمر میں پندرہ برس کا اضافہ کر دیا۔ سو اتنے میں اس کا بیٹا بڑا ہو جائے گا اور اس کی بیٹی پرورش پا جائے گی۔ پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ التجا کرتے تو بالیقین اللہ تعالیٰ انہیں باقی رکھتا۔ اس کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئی تو انہوں نے دعا مانگی "اَللّٰهُمَّ اقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ عَاجِزٍ وَّلَا مَلُوْمٍ" "اے اللہ! مجھے اپنی طرف بلا لے اس حال میں کہ نہ تو میں عاجز ہوں اور نہ مجھ پر ملامت کی جائے"۔

ابن سعد نے ابن ابی ملیکہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ آئے اور دروازے کے ساتھ (کھڑے ہو کر) رونے لگے اور کہنے لگے قسم بخدا! اگر امیر المومنین اللہ تعالیٰ کو قسم دے دیتے کہ وہ ان کی موت کو مؤخر کر دے تو یقیناً وہ اسے مؤخر کر دیتا۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئے اور کہا: اے امیر المومنین! یہ کعب اس اس طرح کہہ رہے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! میں اللہ تعالیٰ سے یہ التجا نہیں کروں گا۔

امام علامہ بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت یحییٰ بن عبد الرحمٰن بن لبیبہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اے میرے رب! میرے بچے چھوٹے ہیں۔ ان کے بالغ ہونے تک مجھ سے موت کو مؤخر کر دے۔ تو بیس برس کے لیے ان کی موت مؤخر کر دی گئی (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جس آدمی کے لیے یہ باعث مسرت ہو کہ اس کی موت مؤخر کر دی جائے اور اس کے رزق میں اضافہ کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے (2)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جسے میری امت کے معاملات میں سے کسی کا والی بنایا گیا اور اس کی نیت اچھی رہی تو لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب ڈال دیا جائے گا اور جب اس نے لوگوں کی طرف خیر اور بھلائی کا ہاتھ بڑھایا تو ان کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دی جائے گی۔ اور جب اس نے ان کے مالوں میں اضافہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا مال وافر فرما دے گا اور جب اس نے کمزور کو طاقتور سے انصاف دلایا تو اللہ تعالیٰ اس کی قوت اور طاقت کو اور مضبوط کر دے گا۔ اور جب اس نے عدل کیا تو اس کی عمر میں اضافہ فرما دے گا (3)۔

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 20، صفحہ 350، دار الفکر بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 279، دار صادر بیروت

3۔ نوادر الاصول، صفحہ 167، دار صادر بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جو اپنے رب سے ڈرا اور جس نے رشتہ داروں سے حسن سلوک کیا اس کی عمر میں اضافہ کردیا جاتا ہے، اس کا مال بڑھ جاتا ہے اور اس کے اصحاب اس سے محبت کرتے ہیں (1)۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٣٥ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝٣٦

''اے اولاد آدم! اگر آئیں تمہارے پاس رسول تم میں سے جو بیان کریں تم پر میری آیتیں تو جس نے تقویٰ اختیار کیا اور اپنی اصلاح کرلی تو نہیں ہے کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور غرور کیا ان سے وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو سیار سلمی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اپنے دست قدرت میں پکڑا اور فرمایا'' يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ '' پھر رسولوں کی طرف نظر التفات فرمائی اور ارشاد فرمایا'' يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ (المومنون)'' اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو۔ بے شک میں جو اعمال تم کررہے ہو ان سے خوب واقف ہوں''۔ اور مزید فرمایا'' وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ ''(المومنین)'' اور یہی تمہارا دین ہے (اور) وہ ایک ہی ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں سو تم ڈرا کرو مجھ سے پھر انہیں پھیلا دیا'' (1)۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝٣٧

''اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جس نے بہتان باندھا اللہ پر جھوٹا یا جھٹلایا اس کی آیتوں کو انہیں مل جائے گا ان کا حصہ جو ان کی قسمت میں لکھا ہے۔ یہاں تک کہ جب آئیں گے ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے جو قبض کریں گے ان کی روحوں کو تو (ان سے) کہیں گے کہاں ہیں وہ جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے اللہ کے سوا کہیں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 238، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت

گے وہ گم ہو گئے ہم سے اور گواہی دیں گے اپنے نفسوں پر کہ وہ کافر تھے"۔

امام فریابی، ابن جریر، ابو الشیخ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: خیر اور شر میں سے جو کچھ ان کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہ انہیں مل جائے گا(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ اپنے اعمال میں سے اپنا حصہ پالیں گے۔ جس کسی نے نیک عمل کیے وہ اس کی جزا کو پالے گا اور جس نے برے عمل کیے وہ ان کی سزا کو پالے گا(2)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ" کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ شقاوت اور سعادت میں سے ان کے لیے لکھا گیا ہے وہ انہیں مل جائے گا(3)۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ایک قوم ایسے اعمال کرے گی جن کا کرنا اس کے لیے ضروری ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہیں ان کا وہ حصہ مل جائے گا جو پہلے قسمت میں لکھا جا چکا ہے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا قسمت میں خیر یا شر میں سے جس کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے وہ انہیں مل جائے گا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا کہ رزق، عمر اور عمل میں سے جو کچھ ان کے لیے لکھا جا چکا ہے وہ انہیں مل جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ نے کہا عذاب میں سے ان کا حصہ انہیں مل جائے گا(6)، عبد بن حمید نے حسن سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ربیع بن انس نے کہا: جو رزق ان کے لیے لکھا جا چکا ہے وہ انہیں مل جائے گا۔

قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَالَتْ اُوْلٰىهُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 202 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 201 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 202 6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 200

لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۳۹

"اللہ تعالیٰ فرمائے گا داخل ہو جاؤ ان امتوں میں جو گزر چکی ہیں تم سے پہلے جنوں اور انسانوں سے (ان کے پاس) دوزخ میں (داخل ہو جاؤ) جب بھی داخل ہوگی کوئی امت تو وہ لعنت بھیجے گی دوسری امت پر یہاں تک کہ جب جمع ہو جائیں گی اس میں سب امتیں تو کہے گی آخری امت پہلی امتوں کے متعلق اے ہمارے رب! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس دے ان کو دگنا عذاب آگ سے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہر ایک کے لیے دگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے اور کہیں گی پہلی امتیں پچھلی امتوں سے کہ نہیں ہے تمہیں ہم پر کوئی فضیلت پس چکھو عذاب بوجہ اس کے جو تم کیا کرتے تھے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے قَدْ خَلَتْ کا معنی قَدْ مَضَتْ (گزر چکی ہیں) ہے اور "كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا" کی تفسیر میں کہا: کہ جب بھی ایک دین والے داخل ہوں گے تو وہ اس دین پر چلنے والے اپنے اصحاب پر لعنت بھیجیں گے یعنی مشرک مشرکین پر، یہودی یہودیوں پر، عیسائی عیسائیوں پر، صابی صابیوں پر اور مجوسی مجوسیوں پر لعنت بھیجیں گے اور پیچھے آنے والے پہلے گزر جانے والوں پر لعنت بھیجیں گے۔ یہاں تک کہ جب سب امتیں (دوزخ میں) جمع ہو جائیں گی تو وہ جو آخر زمانہ میں تھے وہ ان کے متعلق کہیں گے جنہوں نے پہلے انہیں اس دین پر لگایا اے ہمارے رب! انہوں نے ہمیں گمراہ کیا تھا پس انہیں آگ کا دگنا عذاب دے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا پہلے اور بعد میں آنے والے سب لوگوں کے لیے ہی دگنا عذاب ہے لیکن تم نہیں جانتے۔ اور پہلی امتیں پچھلی امتوں سے کہیں گی، تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں کیونکہ تم بھی اسی طرح گمراہ ہوئے جس طرح ہم گمراہ تھے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ذکر کیا ہے کہ مجاہد نے کہا ہے: عَذَابًا ضِعْفًا میں ضِعْفًا بمعنی مُضَاعَفًا ہے۔ یعنی وہ عذاب جسے دگنا کیا جائے۔ "قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ" میں بھی ضعف بمعنی مُضَاعَفٌ ہے۔ اور "فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ" کی تفسیر میں فرمایا کہ تمہارے لیے ہمارے مقابلے میں عذاب میں کوئی تخفیف نہیں ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَقَالَتْ اُوْلٰىهُمْ لِاُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ" کی تفسیر میں حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ کہتے ہیں (پہلی امتیں پچھلی امتوں کو کہیں گی) جب ہم نے نافرمانی کی تو جو عذاب ہمارے لیے تیار کیا گیا اس کے بارے تمہیں وضاحت کر دی گئی اور تمہیں اس سے ڈرایا گیا۔ لہٰذا تمہیں ہم پر کوئی فضیلت حاصل نہیں (3)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا: جن مرتے نہیں ہیں تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 205,06,07 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 207 3۔ ایضاً

میں نے انہیں کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا "فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ" اور ماخلا وہی ہوتا ہے جو چلا جائے۔ واللہ اعلم۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ اسۡتَکۡبَرُوۡا عَنۡہَا لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ وَ لَا یَدۡخُلُوۡنَ الۡجَنَّۃَ حَتّٰی یَلِجَ الۡجَمَلُ فِیۡ سَمِّ الۡخِیَاطِ ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجۡزِی الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۰﴾

"بے شک جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور تکبر کیا ان سے نہ کھولے جائیں گے ان کے لیے آسمان کے دروازے اور نہ داخل ہوں گے جنت میں جب تک نہ داخل ہو اونٹ سوئی کے ناکہ میں اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں جرم کرنے والوں کو"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے "لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ان کے اعمال میں سے کوئی شی اللہ تعالیٰ کی طرف بلند نہیں ہوگی (1)۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ "لَا تُفَتَّحُ لَہُمۡ اَبۡوَابُ السَّمَآءِ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے عمل اور دعا کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ ہی سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ کفار کو عار دلائی جا رہی ہے کہ ان کی ارواح کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے جب کہ وہ ارواح مومنین کے لیے کھولیں جائیں گے (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو "لَا یُفَتَّحُ لَہُمۡ" یعنی تا کی بجائے یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام احمد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن حبان، حاکم اور حاکم رحمہم اللہ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرنے والے کے پاس ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ اگر وہ آدمی نیک اور صالح ہو تو کہتے ہیں: اے پاکیزہ نفس تو نکل آ، تو ایک پاکیزہ جسم میں تھا۔ اے قابل تعریف وستائش نکل آ۔ تیرے لیے جنت کی راحتوں اور پھولوں کی بشارت ہے اور تیرے لیے خوش خبری ہے کہ تیرا رب تجھ سے راضی ہے۔ وہ تجھ پر ناراض نہیں ہے۔ پس اسی طرح اسے مسلسل کہا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ روح ساتویں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اگر آدمی برا اور گناہ گار ہو تو اسے کہتے ہیں: اے خبیث نفس! نکل آ۔ تو ایک خبیث اور ناپاک جسم میں ہے۔ اے قابل مذمت ونفرت نکل آ۔ تیرے لیے جہنم کے کھولتے ہوئے گرم پانی اور سخت بدبودار ٹھنڈے پانی اور انہی کے مثل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 208 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

دیگر عذاب کی بشارت ہو۔ اس طرح اسے مسلسل کہا جاتا ہے یہاں تک کہ روح نکل آتی ہے پھر وہ اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں تو آگے سے کہا جاتا ہے یہ کون ہے؟ تو جواب دیا جاتا ہے کہ یہ فلاں ہے۔ تو پھر کہا جاتا ہے: اے نفس خبیثہ تیرا آنا نامبارک ہے۔ تو ایک ناپاک اور خبیث جسم میں تھا۔ اے ذلیل ورسوا! واپس لوٹ جا۔ کیونکہ تیرے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ تو اسے آسمان کی بلندی سے چھوڑ دیا جاتا ہے پھر وہ قبر کی طرف آجاتی ہے(1)۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے مصنف میں، لالکائی رحمہ اللہ نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بندۂ مومن کی روح خارج ہوتی ہے اس حال میں کہ اس کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر پاکیزہ اور راحت بخش ہوتی ہے اور وہ ملائکہ اسے ساتھ لے کر آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں اسے قبض کرتے ہیں۔ تو آسمان کے قریب دوسرے فرشتوں سے ان کی ملاقات ہوتی ہے تو وہ پوچھتے ہیں یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں یہ فلاں ہے اور ساتھ ہی اس کے نیک اور اچھے اعمال کا ذکر کرتے ہیں تو پھر وہ فرشتے انہیں کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ تمہیں سلامت رکھے اور اسے جو تمہارے ساتھ ہے۔ پھر اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ پس وہ اسے ساتھ لے کر اسی دروازے سے اوپر چڑھ جاتے ہیں جس سے اس کا عمل اوپر جاتا ہے اور اس کا چہرہ روشن ہو جاتا ہے۔ پس وہ رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اس حال میں کہ اس کا چہرہ سورج کی مثل منور اور روشن ہوتا ہے۔

اور کافر کی روح جب نکلتی ہے تو وہ مردار سے زیادہ بدبودار ہوتی ہے۔ وہ ملائکہ جو اسے قبض کرتے ہیں وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں اور آسمان کے نزدیک دوسرے فرشتوں سے ان کی ملاقات ہوتی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں یہ کون ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں یہ فلاں ہے۔ وہ ساتھ ہی اس کے برے اعمال کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں: اسے واپس لوٹا دو اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں کرے گا۔ چنانچہ اسے سب سے نیچے والی زمین تحت الثریٰ کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ پھر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ"

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابوداؤد رحمہم اللہ نے سنن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ اور انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے کتاب عذاب القبر میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی کے جنازہ کے لیے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے۔ ہم قبر پر پہنچے تو ابھی اس کی لحد نہیں بنائی گئی تھی۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ درآنحالیکہ ہمارے سروں پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے (یعنی ہم انتہائی ساکن اور خاموش بیٹھے ہوئے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ایک لکڑی تھی اس کے ساتھ آپ زمین کو کھود رہے تھے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اقدس اوپر اٹھایا اور فرمایا "اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" "عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو"۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ دو، تین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 209

بار فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: بلاشبہ جب بندۂ مومن دنیا سے تعلق توڑتا ہے اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے روشن چہروں والے فرشتے آتے ہیں۔ گویا ان کے چہرے مثل آفتاب ہیں۔ ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے کفن ہوتے ہیں اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خاص خوشبو ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اس آدمی کے پاس حد نگاہ تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آتے ہیں اور وہ اس آدمی کے سر کے پاس آ کر بیٹھتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں ''اَيَّتُهَا النَّفْسُ الطَّيِّبَةُ اخْرُجِيْ اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ'' ''اے پاکیزہ اور طیب روح! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف نکل آ''۔ چنانچہ روح نکلتی ہے اور اس طرح آسانی سے نکلتی ہے کہ جس طرح مشکیزے سے آخری قطرہ بھی آسانی سے بہہ جاتا ہے۔ اگر چہ تم اس کے سوا بھی دیکھتے رہتے ہو۔ پس وہ اسے پکڑ لیتے ہیں اور جب وہ اسے پکڑتے ہیں تو پھر وہ ملائکہ آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اسے ملک الموت کے قبضے میں نہیں رہنے دیتے بلکہ ان سے لے لیتے ہیں اور اسے اس کفن اور خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں۔ تو اس سے ایسی پاکیزہ اور راحت بخش خوشبو نکلتی ہے جو اس کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ اور طیب ہے جو سطح زمین پر پائی جاتی ہے۔ پھر اسے ساتھ لے کر اوپر چڑھ جاتے ہیں۔ اور ملائکہ کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہ ان سے پوچھتے ہیں: یہ پاکیزہ روح کس کی ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں کی ہے۔ جن ناموں کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا ہے ان میں سے حسین ترین نام لے کر اس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں تو وہ ان کے لیے کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقربین اسے الوداع کہنے کے لیے اوپر آنے والے آسمان تک ساتھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ فرشتے اس روح کو ساتھ لے کر ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس بندے کا نامۂ اعمال علیین میں رکھ دو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو۔ کیونکہ میں نے زمین سے ہی انہیں پیدا کیا ہے، زمین میں ہی انہیں لوٹاؤں گا اور اسی سے انہیں دوبارہ اٹھاؤں گا، چنانچہ اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسے آ کر بٹھا دیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے رَبِّيَ اللّٰهُ۔ میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اسے کہتے ہیں: مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے دینی الاسلام۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ اسے کہتے ہیں۔ مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟ یہ کون شخصیت ہے جسے تم میں مبعوث کیا گیا؟ تو وہ جواب دیتا ہے هو رسول الله یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، پھر وہ اسے کہتے ہیں وَمَا عَمَلُكَ؟ تیرا عمل کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ پھر آسمان کی جانب سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے صَدَقَ عَبْدِيْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ'' کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے اس کے لیے جنت کا بستر بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پس اسے جنت کی پاکیزہ اور روح پرور ہوا آنے لگتی ہے اور اس کے لیے حد نگاہ تک قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس روشن چہرے والا، حسین لباس والا اور روح پرور خوشبو والا ایک آدمی آتا ہے اور اسے کہتا ہے: تجھے یہ راحت وسکون مبارک ہو جو تیرے لیے باعث مسرت ہے، یہی تیرا وہ دن ہے جس کا تیرے ساتھ وعدہ

کیا جاتا تھا۔ وہ اس سے پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ پس تیرا یہ چہرہ ایسا چہرہ ہے جو خیر و بھلائی کے ساتھ آیا ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے میں تیرا نیک اور صالح عمل ہوں پھر وہ کہتا ہے اے میرے رب! قیامت قائم کر، اے میرے رب! قیامت برپا کر دے تا کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ سکوں۔

فرمایا: اگر بندہ کافر ہو تو جب وہ آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دنیا سے اس کا تعلق کٹتا ہے تو اس کی پاس سیاہ چہروں والے فرشتے آسمان سے اتر کر آتے ہیں اور ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں۔ وہ حد نگاہ تک وہاں بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت آتے ہیں اور اس کے سر کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ اخْرُجِي إِلَى سُخْطٍ مِّنَ اللهِ وَغَضَبٍ۔ "اے خبیث روح! الله تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کی طرف نکل آ"۔ تو وہ اس کے جسم میں گھس جاتے ہیں اور وہ اسے اس طرح کھینچتے ہیں جیسے تر روئی سے سلاخیں کھینچی جاتی ہیں۔ وہ اسے پکڑ لیتے ہیں۔ جب ملک الموت علیہ السلام اسے پکڑتے ہیں تو وہاں موجود فرشتے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اسے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے۔ یہاں تک کہ اسے لے کر ان ٹاٹوں میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اس سے زمین میں پائے جانے والے مردار کی بو کی طرح بدبو نکلتی ہے۔ وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی وہ گزرتے ہیں وہ ان سے پوچھتے ہیں: یہ خبیث روح کس کی ہے؟ تو وہ بتاتے ہیں یہ فلاں بن فلاں کی ہے اور دنیا میں جن ناموں سے پکارا جاتا ہے ان میں سے قبیح ترین نام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور اسے کھولنے کی درخواست کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس کے لیے کھولا نہیں جاتا۔ بعد ازاں رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ" چنانچہ الله تعالیٰ فرما دیتا ہے اس کا نامہ اعمال سب سے نیچے والی زمین میں سجین میں رکھ دو۔ پھر اس کی روح کو شدت کے ساتھ پھینک دیا جاتا ہے پھر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝۳۱ (الحج) "اور جو شریک ٹھہراتا ہے الله تعالیٰ کے ساتھ تو اس کی حالت ایسی ہے گویا وہ گرا ہوا آسمان سے پس اچک لیا ہو اسے کسی پرندے یا پھینک دیا ہو اسے ہوا نے کسی دور جگہ میں"۔

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اسے آ کر بٹھا دیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے (میں نہیں جانتا) پھر وہ اسے کہتے ہیں مَا دِيْنُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں مَاهٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ؟ یہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا؟ تو وہ جواب دیتا ہے: ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ تو پھر آسمان کی جانب سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے بلاشبہ میرے بندے نے جھوٹ بولا ہے، سو اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو اور اس کے لیے جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پس اس کے پاس جہنم کی سخت گرم ہوا آتی رہتی ہے اور اس پر اس کی قبر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ کر ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ پھر اس کے پاس قبیح چہرے والا، گھٹیا لباس والا اور بدبودار ہوا والا ایک آدمی آتا ہے اور اسے کہتا ہے: تجھے بشارت ہو اس حالت کی جو تیرے لیے تکلیف دہ اور پریشان کن ہے، یہی وہ دن

ہے جس کا تیرے ساتھ وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ اس سے پوچھتا ہے: تو کون ہے تیرا چہرہ ایسا ہے جس سے شر ظاہر ہو رہا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے میں تیرا برا عمل ہوں۔ تو وہ کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم نہ کر(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے "لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ" کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ان کا کلام اور کوئی عمل اوپر نہیں چڑھے گا(2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ہی حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ان کا کوئی عمل اور دعا بلند نہیں ہوگی(3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اس کے بارے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی ارواح اور ان کے اعمال کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ کافر کی روح جب قبض کی جاتی ہے تو زمین کے فرشتے اسے مارتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ سو جب وہ آسمان تک پہنچتی ہے تو اسے آسمان کے فرشتے مارتے ہیں اور وہ نیچے اتر آتی ہے پھر اسے زمین کے فرشتے مارتے ہیں اور وہ اوپر کی طرف بلند ہوتی ہے۔ پھر اسے آسمان دنیا کے فرشتے مارتے ہیں تو وہ سب سے نچلی زمین کی طرف گر جاتی ہے اور جب بندۂ مومن کی روح جاتی ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اور وہ جس فرشتے کے پاس سے بھی گزرتی ہے تو وہ اسے مرحبا اور سلام کہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی خواہش و آرزو کے مطابق اسے عطا فرماتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کی روح کو اس میں زمین کی طرف لوٹا دو۔ کیونکہ میں نے مٹی سے ہی اسے پیدا کیا، مٹی کی طرف ہی لوٹاؤں گا اور پھر مٹی سے اسے نکالا جائے گا(5)۔

ارشاد باری تعالیٰ "حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الْجَمَلُ سے مراد ذوالقوائم، ٹانگوں والا جانور (اونٹ) ہے اور سَمِّ الْخِيَاطِ کا معنی سوئی کا ناکہ ہے(6)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے کبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا الْجَمَلُ سے مراد زوج الناقہ یعنی اونٹ ہے(7)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس ارشاد کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جمل سے مراد اونٹنی کا بچہ ہے جو اپنے باڑے میں چار پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے(8)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 93 (107) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 208، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 209
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 208
6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 13-212
7۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 212
8۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 211

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر، ابن الانباری نے مصاحف میں اور ابوالشیخ نے کئی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ الْجَمَلُ کی بجائے الْجُمَّلُ یعنی جیم کے ضمہ اور میم کی شد کے ساتھ پڑھا کرتے تھے اور فرماتے کہ اس سے مراد موٹی بٹی ہوئی رسی ہے اور یہ بحری جہازوں کی رسیوں میں سے ہوتی ہے(1)۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر، ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے "حَتّٰی يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ"(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مصعب رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر جمل پڑھا جائے تو پھر ہم ایک پرندے کو پہچانتے ہے جسے جمل کہا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ الْجَمَلُ سے مراد کشتی کی رسی ہے اور سَمِّ الْخِيَاطِ سے مراد سوراخ ہے(3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے کہا ہے کہ جمل سے مراد وہ رسی ہے جس کے ساتھ کھجور پر چڑھا جاتا ہے۔ جمل میں میم مرفوع اور مشدد ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت حسن سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: یہاں تک کہ اونٹ داخل ہو سوئی کے ناکہ میں(4)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ ان سے سَمِّ الْخِيَاطِ کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا۔ اس سے مراد سوئی کے سوراخ میں جمل (اونٹ) کا داخل ہونا ہے۔

لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۭ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ ۡ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۴۲﴾

"ان کے لیے دوزخ کا ہی بچھونا ہوگا اور ان کے اوپر (اسی کا) اوڑھنا۔ اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ظالموں کو اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے (ہمارا قانون یہ ہے کہ) ہم تکلیف نہیں دیتے کسی کو مگر جتنی اس کی طاقت ہے، وہ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں"۔

امام ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مِهَادٌ کا بستر اور غَوَاشٍ کا معنی لحاف ہے۔

امام ہناد، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیے ہیں(5)۔

امام ابوالحسن القطان رحمہ اللہ نے طوالات میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 213 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 212 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 214
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 211 5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 215

حدیث بیان کی ہے: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر کو اس کی قبر میں آگ کے دو لوح (طوق یا تختے) پہنائے جاتے ہیں۔ اور انہی کا ذکر اس آیت میں ہے" لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ "۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی" لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ "اور فرمایا یہ اس کے اوپر کی جانب اور اس کے نیچے کی جانب طبقات ہیں۔ یہ معلوم نہیں کہ اوپر کی جانب طبقات زیادہ ہیں یا نیچے کی جانب، مگر یہ کہ نیچے والے طبقات اسے اوپر اٹھاتے ہیں اور اوپر والے طبقات اسے نیچے دباتے ہیں اور وہ ان دونوں قسم کے طبقات کے درمیان تنگ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس طرح پھنس جاتا ہے جیسے نیزے میں لوہا پھنسا ہوتا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۟ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ؕ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

"اور ہم نکال لیں گے جو کچھ ان کے سینوں میں کینہ ہے رواں ہوں گی ان کے نیچے سے نہریں۔ اور کہیں گے ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے راہ دکھائی ہمیں اس بہشت کی اور ہم ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے تھے اگر نہ ہدایت دیتا ہمیں اللہ تعالیٰ بے شک آئے ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ۔ اور ان (خوش نصیبوں) کو آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے وارث بنائے گئے ہو تم جس کے بوجہ ان عملوں کے جو تم کیا کرتے تھے"۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! ہم میں اہل بدر ہیں، یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی" وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ "(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے کہا غِلٍّ کا معنی عداوت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن سے یہ نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کو پل صراط عبور کر لینے کے بعد روک لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ بعض سے بعض کے ساتھ دنیا میں کی جانے والی زیادتیوں کا مؤاخذہ کیا جائے گا۔ پھر جنت میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ ان کے دلوں میں کسی کے بارے کوئی کینہ نہیں ہو گا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت کو جب جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔ تو وہ وہاں پہنچ کر اس کے دروازے کے پاس ایک درخت پائیں گے، اس کے تنے کی جڑوں میں دو چشمے ہوں گے، تو وہ ان میں سے ایک چشمے سے سیراب ہوں گے۔ تو ان کے سینوں میں جو کچھ کینہ وغیرہ ہے وہ اسے نکال لے گا۔ اور وہی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 217

شراب طہور ہے۔ اور وہ دوسرے چشمے سے غسل کریں گے۔ تو ان پر آسودہ حالی اور اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کی رونق اور حسن وجمال ظاہر ہو جائے گا اور اس کے بعد وہ کبھی بھی نہ پراگندہ حال ہوں گے اور نہ ہی ان کے رنگ تبدیل ہوں گے (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنت کے قریب اہل جنت کو روک لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ بعض سے بعض کا قصاص لے لیا جائے گا اور پھر وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور جس وقت وہ جنت میں داخل ہوں گے اس وقت کوئی آدمی کسی سے ناخن توڑنے کا مطالبہ بھی نہیں کرے گا کہ اس نے دنیا میں اس کے ساتھ یہ ظلم کیا تھا۔ اور اہل جہنم کو جہنم کے قریب روک لیا جائے گا یہاں تک کہ بعض سے بعض کا قصاص لے لیا جائے گا۔ پھر وہ جہنم میں داخل ہوں گے۔ جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو اس وقت ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے ناخن توڑنے کا مطالبہ بھی نہیں کرے گا کہ اس نے دنیا میں اس پر ظلم کیا ہے (2)۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ ''وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا''

امام نسائی، ابن ابی الدنیا، ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر الموت میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جہنم میں سے ہر آدمی جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھے گا اور کہے گا ''اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دیتا'' یہ کلمہ ان کی زبان پر بطور حسرت اور افسوس ہوگا اور اہل جنت میں سے ہر فرد جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھے گا تو وہ کہے گا ''اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا'' یہ کلمہ ان کی زبان پر بطور شکر جاری ہوگا (3)۔

امام سعید بن منصور، ابو عبید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہاشم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت عدی بن ارطاۃ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی طرف لکھا کہ ہم سے پہلے اہل بصرہ کو خیر اور بھلائی خوب پہنچی ہے یہاں تک کہ انہی پر ہلکی اور کم ہوگئی۔ تو حضرت عمر بن عبد العزیز نے ان کی طرف لکھا۔ میں تمہارا خط سمجھ گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جب اہل جنت کو جنت میں داخل فرمائے گا تو ان کے یہ کہنے پر وہ ان سے راضی ہوگا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰىنَا لِهٰذَا'' اور تم سے پہلے جو گزرے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، دارمی، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ''وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ'' کے بارے فرمایا کہ انہیں آواز دی جائے گی تم صحت مند رہو گے بیمار نہیں ہوگے، تم نعمتوں سے نوازے جاؤ گے پس تم مایوس اور ناامید نہ ہوگے۔ تم جوان رہو گے پس تم بوڑھے نہیں ہو گے اور تم ہمیشہ زندہ رہو گے پس تمہیں موت نہیں آئے گی (4)۔

ہناد، ابن جریر اور عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اہل جنت کو جنت میں داخل کیا جائے گا تو ندا دینے والا یہ آواز دے گا۔ اے اہل جنت! بلاشبہ تمہارے لیے ہمیشہ کی زندگی ہے تم کبھی فوت نہیں ہوگے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 217 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 218 4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 219

تمہارے لیے نعمتیں ہیں سوتم کبھی مایوس نہیں ہو گے۔ تمہارے لیے جوانی ہے تم کبھی بوڑھے نہیں ہو گے اور تمہارے لیے صحت ہے سوتم کبھی بیمار نہیں ہو گے۔ پس یہی مفہوم اس ارشاد کا ہے: "وَ نُوْدُوْۤا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" (1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے اس ارشاد کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی مومن اور کافر نہیں ہے مگر اس کے لیے جنت اور دوزخ میں واضح ٹھکانا ہے۔ جب اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہوں گے اور اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہنچ جائیں گے تو اہل جہنم کے لیے جنت کو بلند کیا جائے گا اور وہ اس میں اپنے ٹھکانوں کو دیکھ لیں گے اور انہیں کہا جائے گا اگر تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا عمل کرتے تو تمہارے لیے یہ ٹھکانے ہوتے۔ پھر کہا جائے گا اے اہل جنت! تم جو عمل کرتے رہے ان کے بدلے تم ان کے وارث بنا دیے گئے۔ لہٰذا ان کے محلات اہل جنت میں تقسیم ہو جائیں گے (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو معاذ بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو سفید اونٹنیوں کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا، ان کے پر ہوں گے اور ان پر سونے کے کجاوے ہوں گے۔ ان کے پاؤں کے نشانات سے نور چمک رہا ہو گا اور ان کا ہر قدم حد نگاہ پر پڑے گا اور وہ اس درخت کے پاس جا کر رکیں گے جس کی جڑوں سے دو چشمے جاری ہیں۔ وہ ایک چشمے سے خوب جی بھر کر پئیں گے تو ان کے پیٹوں میں جو میل کچیل ہو گی وہ دھل جائے گی اور دوسرے چشمے سے غسل کریں گے۔ اس کے بعد کبھی بھی ان کی آنکھیں اور ان کے بال پراگندہ نہیں ہوں گے۔ اور ان پر نعمتوں بھری تراوت اور تازگی ظاہر ہو جائے گی۔ پھر وہ جنت کے دروازے کے پاس جا کر رکیں گے۔ وہاں سونے کی سطح پر سرخ یاقوت کا حلقہ ہو گا۔ پس وہ حلقہ کے ساتھ سطح پر ضرب لگائیں گے تو اس کے بجنے کی آواز سنائی دے گی۔ تو ہر حور آپہنچے گی کہ اس کا خاوند آپہنچا ہے پھر وہ اس کے متولی کو بھیجے گی اور وہ دروازہ کھولے گا۔ جب اس کی نظر اس پر پڑے گی تو یہ (جنتی) سجدے میں گر جائے گا۔ تو وہ (جنت کا متولی) اسے کہے گا اپنا سر اٹھا لے، میں تو تیرا خادم ہوں، مجھے تیرے حکم کا پابند بنایا گیا ہے۔ پس یہ اس کے پیچھے چلے گا اور اس کے نشانات قدم کی پیروی کرے گا۔ تیزی کرنے والی یہ حور بڑی جلدی سے موتیوں اور یاقوت کے خیموں سے باہر نکلے گی یہاں تک کہ اس سے معانقہ جا کرے گی۔ پھر کہے گی تو میرا محبوب ہے اور میں تجھ سے محبت کرتی ہوں۔ میں اس طرح ہمیشہ رہنے والی ہوں کہ مجھے موت نہیں آئے گی، میں اس طرح خوشحال ہوں کہ میں کبھی مفلس نہیں ہوں گی، میں اس طرح راضی اور خوش رہنے والی ہوں کہ کبھی ناراض نہیں ہوں گی اور میں اس طرح سکونت پذیر ہوں کہ کبھی رخت سفر نہیں باندھوں گی۔ پھر وہ ایسے محل میں داخل ہو گا جس کی بلندی ایک لاکھ ذراع ہو گی۔ اس کی بنیاد موتیوں کی چٹان پر ہو گی۔ اس کے ستون زرد، سرخ اور سبز رنگ کے ہوں گے۔ کوئی ستون دوسرے کا ہم شکل نہیں ہو گا۔ اس محل میں ستر پلنگ ہوں گے اور ہر پلنگ پر ستر بستر ہوں گے، ہر بستر پر ستر بیویاں ہوں گی اور ہر زوجہ پر ستر ایسے حلے ہوں گے، جن کے اندر سے ان کی پنڈلیوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 219　2۔ ایضاً

کی سفیدی دکھائی دے رہی ہوگی۔ اور وہ تمہاری ایک رات کی مقدار میں ان سے جماع کا فیصلہ کرے گا۔ یہ ان کے نیچے نہریں جاری ہیں اور یہ ایسی نہریں ہیں جن کا پانی کبھی متغیر نہیں ہوگا۔ پس اگر وہ چاہے تو کھڑے ہو کر کھائے۔ اگر چاہے تو بیٹھ کر کھائے اور اگر چاہے تو تکیہ لگا کر کھائے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: ''وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾'' (الدھر) ''اور قریب ہوں گے ان سے اس کے درختوں کے سائے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے''۔

پس کھانے کی خواہش کرے گا، تو اس کے پاس سفید پرندہ آئے گا اور اپنے پروں کو اٹھائے گا۔ تو یہ اس کے پہلوؤں سے جو کھانا چاہے گا کھالے گا۔ پھر وہ پرندہ اڑ جائے گا اور چلا جائے گا۔ پھر ایک فرشتہ آئے گا اور کہے گا: تم پر سلام ہو۔ یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو ان عملوں کے سبب جو تم کیا کرتے تھے۔

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ؕ قَالُوْا نَعَمْ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّاۢ بِسِيْمٰىهُمْ ۚ وَنَادَوْا اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۫ لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ ﴿۴۶﴾

''اور آواز دیں گے جنتی دوزخیوں کو بے شک ہم نے پالیا جو وعدہ فرمایا تھا ہمارے ساتھ ہمارے رب نے سچا تو کیا تم نے بھی پایا جو وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے سچا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ تو پھر اعلان کرے گا ایک اعلان کرنے والا ان کے درمیان یہ کہ لعنت ہو اللہ کی ظالموں پر جو روکتے ہیں اللہ کے راستے سے اور چاہتے ہیں اسے کہ ٹیڑھا ہو جائے اور وہ آخرت کا انکار کرتے ہیں اور ان دونوں (جنت و دوزخ) کے درمیان پردہ ہے۔ اور اعراف پر کچھ مرد ہوں گے جو پہچانتے ہوں گے سب کو ان کی علامت سے اور وہ آواز دیں گے جنتیوں کو کہ سلامتی ہو تم پر (اور ابھی) جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور جنت میں داخل ہونے کے خواہش مند ہوں گے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا الآیہ'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جنتی دوزخیوں کو آواز دیں گے بے شک ہم نے اس وعدہ کو سچا پالیا جو انعام و اکرام کا وعدہ ہمارے ساتھ ہمارے رب نے فرمایا تھا۔ تو کیا جو ذلت و رسوائی اور عذاب کا وعدہ تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا تھا تم نے بھی اسے سچا پایا؟(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 221، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل جنت کے ساتھ جو ثواب کا وعدہ کیا گیا تھا انہوں نے اسے پالیا اور اہل جہنم کے ساتھ جو عذاب کا وعدہ کیا گیا تھا انہوں نے اسے پالیا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے اس کنویں کے پاس کھڑے ہوئے جس میں مشرکین کو ڈالا گیا تھا اور فرمایا کہ ہمارے رب نے جو وعدہ ہمارے ساتھ فرمایا تھا ہم نے اسے پہچان لیا۔ تو کیا تم نے بھی اس وعدہ کو سچا پایا ہے جو تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا تھا؟ تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: کیا وہ مردے نہیں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ وہ اسی طرح سن رہے ہیں جیسے تم سن رہے ہو۔ "فَقَالَ لَهُ النَّاسُ: أَلَيْسُوا أَمْوَاتًا؟! فَقَالَ: إِنَّهُمْ يَسْمَعُونَ كَمَا تَسْمَعُونَ"(2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے "وَ بَيْنَهُمَا حِجَابٌ" کی تفسیر میں فرمایا کہ حجاب سے مراد سور (دیوار) ہے اور وہی اعراف ہے۔ اور اس کا نام اعراف اس لیے ہے کیونکہ اصحاب اعراف لوگوں کو پہچانتے ہیں(3)۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ "وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ" تو اس کے بارے سعید بن منصور اور ابن منذر نے حذیفہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہے(4)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اعراف سے مراد بلند شے ہے(5)۔

امام فریابی، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اعراف سے مراد ایسی فصیل ہے جس کے اوپر مرغ کی کلغی کی مثل کلغی بنی ہوئی ہو(6)۔

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک حجاب ہے، یہ ایک فصیل ہے جس کا دروازہ بھی ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول بیان کیا ہے کہ اعراف سے مراد جنت اور دوزخ کے درمیان پہاڑ ہے اور وہ لوگ ان کی چوٹیوں پر ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کتاب اللہ میں اعراف گہرائی اور گہرائی کے اعتبار سے ہے۔

حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس سے مراد ایسی گہری وادی ہے جو بلند و بالا پہاڑ کے پیچھے ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا کہ ان کا گمان ہے اعراف سے مراد پل صراط ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 221
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 361، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 223
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 146، دار الصمیعی الریاض
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 224
6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک ٹیلہ ہے اس پر گناہ گار لوگ جنت اور دوزخ کے درمیان بیٹھے ہوں گے (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک فصیل ہے (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اعراف سے مراد وہ رکاوٹ اور فصیل ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے اور وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ہے (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں سے حساب و کتاب لیا جائے گا پس جس کی ایک نیکی بھی اس کے گناہوں کے مقابلے میں زیادہ ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس کا ایک گناہ بھی اس کی نیکیوں کے مقابلے میں زیادہ ہوگا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ (الاعراف: 9،8) ''پس جن کے بھاری ہوئے ترازو تو وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں اور جن کے ہلکے ہوئے ترازو تو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو''۔

پھر فرمایا کہ ترازو ایک حبہ وزن کے ساتھ ہلکا ہو جاتا ہے۔ اور بھاری ہو جاتا ہے فرمایا اور وہ آدمی جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے وہ اصحاب الاعراف میں سے ہوگا۔ سو انہیں پل صراط پر ٹھہرایا جائے گا۔ اور پھر اہل جنت اور اہل نار کو پیش کیا جائے گا۔ جب وہ اہل جنت کی طرف دیکھیں گے تو آواز دیں گے ''سلام علیکم'' تم پر سلامتی ہو۔ اور جب اپنی نظریں اپنے بائیں طرف پھیریں گے تو اصحاب نار کو دیکھیں گے۔ تو کہیں گے ''رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ'' (اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم قوم کے ساتھ نہ رکھ) پس تم ان کے ٹھکانوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ جو نیکوکار لوگ ہیں، انہیں ایک آگ عطا کی جائے گی جس کے ساتھ وہ اپنے سامنے اور اپنے دائیں طرف چل سکیں گے۔ ہر بندۂ مومن اور ہر امت کو ایک نور عطا کیا جائے گا۔ پس جب وہ پل صراط پر پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ ہر منافق مرد اور منافقہ عورت سے وہ نور سلب کر لے گا۔ جب اہل جنت منافقین کو پیش آنے والی حالت کو دیکھیں گے، تو کہیں گے ''رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا'' (اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارے نور کو مکمل فرما) رہے اصحاب اعراف، تو جو نور ان کے ہاتھوں میں ہوگا، وہ ان سے چھینا نہیں جائے گا، تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَ هُمْ يَطْمَعُوْنَ'' (ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ جنت میں داخل ہونے کے خواہش مند ہوں گے) یعنی خواہش اور حرص داخل ہونے کی ہوگی۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بندہ جب ایک نیکی کا عمل کرتا ہے تو اس کے بدلے اس کے لیے دس لکھی جاتی ہیں۔ اور جب برائی کا عمل کرتا ہے تو اس کے لیے صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا وہ ہلاک اور برباد ہو گیا جس کا ایک ایک گناہ اس کی دس دس نیکیوں پر غالب آ گیا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 224 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 226

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب الاعراف ایسا گروہ ہے جس کے ایسے اعمال ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ انہیں جہنم کی آگ سے نجات دے گا اور یہ جنت میں داخل ہونے والوں کے آخر میں ہوں گے اور تحقیق یہ اہل جنت اور اہل دوزخ کو پہچانتے ہوں گے (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب اعراف وہ ہیں جن کے اعمال برابر برابر ہوں گے۔ یعنی ان کی نیکیاں انہیں جنت کا اہل بنانے سے کم ہوں گی اور ان کے گناہ انہیں جہنم کا مستحق بنانے سے کم ہوں گے۔ چنانچہ انہیں اعراف پر رکھا جائے گا اور وہ لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔ سو جب بندوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا تو ان کے لیے شفاعت طلب کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ پھر وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، اور کہیں گے: اے آدم! آپ ہمارے باپ ہیں، اپنے رب کے پاس ہمارے لیے شفاعت کیجئے۔ تو وہ فرمائیں گے: کیا تم میرے سوا کسی کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا ہو، اس میں اپنی جانب سے روح پھونکی ہو، اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب سے سبقت لے گئی ہو اور ملائکہ نے اسے سجدہ کیا ہو؟ تو وہ جواب دیں گے۔ نہیں۔ تو پھر آپ فرمائیں گے: میں اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ میں تمہاری شفاعت کرنے کی استطاعت رکھتا ہوں۔ لہٰذا تم میرے بیٹے ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے یہ عرض کریں گے کہ آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ان کے لیے شفاعت فرمائیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: کیا تم کسی کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے خلیل بنایا ہو؟ کیا تم میرے سوا کسی کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرنے کے سبب اس کی قوم نے اسے جلایا ہو؟ تو وہ جواب دیں گے نہیں۔ تو پھر آپ فرمائیں گے: میں اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ میں تمہاری شفاعت کرنے کی استطاعت رکھتا ہوں۔ لہٰذا تم میرے بیٹے موسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے (اور اپنا مدعیٰ پیش کریں گے) تو وہ انہیں فرمائیں گے: کیا تم میرے سوا کسی کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہم کلام ہوا ہو اور اسے سرگوشی کے لیے قریب بلایا ہو؟ تو وہ جواب دیں گے نہیں۔ تو پھر وہ کہیں گے میں اس حقیقت سے آشنا نہیں کہ میں تمہاری شفاعت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں، لیکن تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ وہ وہاں حاضر ہوں گے اور کہیں گے: اپنے رب کے پاس ہمارے لیے شفاعت کیجئے، تو وہ فرمائیں گے: کیا تم میرے سوا کسی کو جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بغیر باپ کے پیدا فرمایا ہو؟ کیا تم میرے سوا کسی کو جانتے ہو جو مادر زاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفایاب کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہو؟ تو وہ جواب دیں گے نہیں۔ تو آپ فرمائیں گے: میں اپنے نفس پر دلیل سے غالب ہوں کہ میں اس حقیقت کو نہیں جانتا کہ میں تمہارے لیے شفاعت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ البتہ تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس وہ میرے پاس آئیں گے۔ تو میں اپنا ہاتھ اپنے سینے پر مار کر کہوں گا'' میں شفاعت کے لیے تیار ہوں۔ پھر میں چل پڑوں گا، حتی کہ عرش کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 226

سامنے آ کر کھڑا ہوں گا اور اپنے رب کی حمد وثناء کروں گا اور مجھے ایسی ثناء سکھلا دی جائے گی جس کی مثل سامعین نے کبھی نہیں سنی ہو گی۔ پھر میں سجدہ کروں گا تو مجھے کہا جائے گا "یَا مُحَمَّدُ اِدْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ" اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر نیاز اٹھایئے، سوال کیجئے آپ کو عطا فرمایا جائے گا، شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو میں اپنا سر اٹھالوں گا عرض کروں گا "رب امتی" اے میرے پروردگار! میری امت کی چارہ سازی کیجئے، تو رب کریم فرمائے گا ہم للٹ وہ آپ ہی کے لیے ہے۔ پھر کوئی نبی مرسل اور ملک مقرب باقی نہیں رہے گا مگر وہ اس دن اس مقام کے سبب مجھ پر رشک کرے گا اور یہی مقام محمود ہے۔ پھر میں انہیں لے کر جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے کھولنے کی درخواست کروں گا۔ تو وہ دروازہ میرے لیے اور ان کے لیے کھول دیا جائے گا۔ پھر انہیں ایک نہر کی طرف لے جایا جائے گا۔ اسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر سونے کے درخت ہیں جو موتیوں کے ساتھ مزین اور آراستہ کیے گئے ہیں۔ اس کی مٹی کستوری ہے اور اس کے سنگریزے یاقوت کے ہیں۔ چنانچہ وہ اس میں غسل کریں گے۔ تو ان کی طرف اہل جنت کی رنگت اور اہل جنت کی ہوا لوٹ آئے گی۔ وہ اس طرح ہو جائیں گے گویا وہ چمکتے دمکتے ستارے ہیں۔ ان کے سینوں میں سفیدی کے نشانات باقی رہیں گے جن کے سبب وہ پہچانے جائیں گے۔ انہیں مساکین اہل الجنۃ کہا جائے گا (1)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ہناد بن السری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے کہ اصحاب الاعراف سے مراد وہ قوم ہے جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی۔ ان کے گناہ انہیں جہنم میں لے جانے کے لیے کافی نہ ہوئے اور ان کی نیکیاں انہیں جنت میں لیجانے سے کم ہو گئیں۔ چنانچہ انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان فصیل پر رکھا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کا فیصلہ ہو جائے گا۔ پس وہ اسی حالت پر ہوں گے کہ اچانک ان کا رب ان پر جلوہ افروز ہو گا۔ اور انہیں ارشاد فرمائے گا: اٹھو! اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ میں نے تمہیں بخش دیا ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں بیان کیا ہے کہ "وعلی الاعراف" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد وہ رکاوٹ (فصیل) ہے جو جنت اور دوزخ کے مابین ہے اور اس پر ٹھہرنے والے مرد ہوں گے جن کے گناہ بہت بڑے ہوں گے۔ وہ عظیم الجثہ ہوں گے ان کے لیے حکم اللہ تعالیٰ کا ہو گا۔ وہ اعراف پر ٹھہرے ہوں گے اور اہل جہنم کو چہروں کی سیاہی اور اہل جنت کو چہروں کی سفیدی سے پہچانیں گے۔ سو جب وہ اہل جنت کی طرف دیکھیں گے تو وہ بھی اس میں داخل ہونے کی خواہش کریں گے۔ اور جب اہل جہنم کو دیکھیں گے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں داخل فرما دے گا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے "اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا یَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ" (الاعراف: 49) "کیا یہ (جنتی) وہی (نہیں) ہیں جن کے متعلق تم قسمیں اٹھایا کرتے تھے کہ نہیں عطا کرے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے"۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 235
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 225

ں مراد اصحاب اعراف ہیں "اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ۔(دیکھو! انہیں تو حکم مل گیا ہے کہ)داخل ہوجاؤ جنت میں نہیں کوئی خوف تم پر اور نہ تم غمگین ہو گے)(1)

امام ابوالشیخ ،ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن میزان رکھا جائے گا اور نیکیوں اور بدیوں کا وزن کیا جائے گا پس جس کی نیکیاں بدیوں کے مقابلے میں جوں کے انڈے کے برابر بھی وزنی ہوں گی ،وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس کے گناہ نیکیوں کے مقابلے میں جوں کے انڈے کے برابر وزنی ہوں گے وہ دوزخ میں داخل ہوگا ،عرض کی گئی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی؟ فرمایا وہ اصحاب اعراف ہیں۔ "لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ" (جو ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور اس میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہوں گے)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ آخری لوگ ہیں جن کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ جب رب العالمین بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہوگا تو فرمائے گا تم ایسی قوم ہو، کیا تمہاری نیکیوں نے تمہیں جہنم سے نکال لیا ہے اور تم جنت میں بھی داخل نہیں ہوسکے پس تم میری جانب سے آزاد ہو تم جنت میں جہاں چاہو پھرو(2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو جمع کیا جائے گا اور اہل جنت کو جنت کی طرف اور اہل جہنم کو دوزخ کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ پھر اصحاب اعراف کو کہا جائے گا تم کس کا انتظار کررہے ہو؟ وہ عرض کریں گے: ہم تیرے حکم کا انتظار کررہے ہیں۔ تو انہیں کہا جائے گا کہ تمہاری نیکیوں نے تمہیں جہنم میں داخل ہونے سے بچالیا ہے۔ لیکن تمہارے اور جنت کے درمیان تمہاری خطائیں حائل ہیں پس تم میری مغفرت اور میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ" کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اعراف جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہے۔ ہمارے سامنے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے اصحاب اعراف۔ وہ قوم ہے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی۔ چونکہ ان کی نیکیاں بدیوں پر اور بدیاں نیکیوں پر فضیلت حاصل نہ کرسکیں۔ اس لیے انہیں یہیں روک لیا گیا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اصحاب اعراف وہ قوم ہے جس کی نیکیاں اور بدیاں مساوی ہوں گی۔ تو انہیں وہیں فصیل پر ٹھہرا لیا جائے گا۔ سو جب وہ اصحاب جنت کو دیکھیں گے تو ان کے چہروں کی سفیدی سے وہ انہیں پہچان لیں گے اور جب ان کی نظر اصحاب دوزخ پر پڑے گی تو ان کے چہروں کی سیاہی سے وہ انہیں پہچان لیں گے۔ پھر فرمایا "لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ" ابھی تک وہ جنت میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 235 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 231 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 227

داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور وہ جنت میں داخل ہونے کے خواہش مند ہوں گے۔ پھر فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اصحاب اعراف کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن نوفل رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی۔ پھر انہیں ایک نہر کے پاس لایا جائے گا جسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ اس کی مٹی ورس (ایک قسم کی گھاس جو رنگائی کے کام آتی ہے) اور زعفران کی ہے۔ اس کے دونوں کنارے سونے کے کانوں سے بنائے گئے ہیں جنہیں موتیوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ پس وہ اس سے غسل کریں گے تو ان کے سینوں میں سفید نشان ظاہر ہو جائے گا۔ پھر وہ غسل کریں گے اور ان کی سفیدی اور بڑھ جائے گی۔ پھر انہیں کہا جائے گا جو چاہو خواہش کرو۔ وہ اپنی پسند اور چاہت کا اظہار کریں گے۔ تو انہیں کہا جائے گا جتنی تم نے خواہش کی ہے اس کی مثل ستر بار (گنا) تمہارے لیے ہے۔ پس یہ لوگ جنت کے مساکین ہوں گے (1)۔

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اعراف سے مراد وہ فصیل ہے جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہے اور یہ ایک حجاب ہے۔ اور اصحاب اعراف اسی مقام پر ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمانے کا ارادہ فرمائے گا تو انہیں ایک نہر پر لیجایا جائے گا جسے نہر الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ اس کے دونوں کنارے سونے کے کانوں سے بنے ہوئے ہیں جنہیں موتیوں کے ساتھ مزین کیا گیا ہے۔ اس کی مٹی کستوری کی ہے۔ جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ اس میں رہیں گے یہاں تک کہ ان کے رنگ صاف ہو جائیں گے۔ پھر ان کے سینوں میں سفید نشان ظاہر کیے جائیں گے جن کے ساتھ وہ پہچانیں جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا مانگو۔ پس وہ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی آرزوئیں پوری ہو جائیں گی۔ پھر انہیں کہا جائے گا تمہارے لیے وہ بھی ہے جو تم نے مانگا اور ستر گنا زائد بھی ہے۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے سینوں پر سفید نشان ہوگا، جس سے وہ پہچانیں جائیں گے۔ اور انہیں مساکین اہل الجنۃ کا نام دیا جائے گا (2)۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منیع اور حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسندوں میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے کتاب الاضداد اور خرائطی مساوی الاخلاق میں، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں عبدالرحمٰن المزنی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے اصحاب اعراف کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ قوم ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیا گیا حالانکہ وہ اپنے آباء کے نافرمان تھے۔ پس اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان کی قربانی نے انہیں جہنم میں جانے سے بچالیا۔ اور اپنے آباء کی نافرمانی نے انہیں جنت میں جانے سے روک لیا (3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نقل کی ہے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 40، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 226
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 228

کہ رسول اللہ ﷺ سے اصحاب اعراف کے بارے سوال کیا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ مرد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے جائیں گے اور یہ اپنے آباء کے نافرمان ہوں گے۔ پس شہادت انہیں جہنم میں جانے سے روک لے گی اور نافرمانی جنت میں داخل ہونے کے مانع ہوگی۔ لہٰذا یہ جنت اور دوزخ کے درمیان واقع ہونے والی فصیل پر ہوں گے۔ حتی کہ ان کے گوشت اور چربی پگھل جائیں گے یہاں تک کہ اللہ اپنی مخلوق کے حساب و کتاب سے فارغ ہو جائے گا، سو جب وہ مخلوق کے حساب سے فارغ ہوگا اور ان کے علاوہ کوئی باقی نہیں بچے گا۔ تو پھر انہیں اپنی رحمت کے ساتھ ڈھانپ لے گا اور انہیں اپنی خصوصی رحمت کے سبب جنت میں داخل فرما دے گا(1)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اصحاب اعراف کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیا جائے گا اور وہ اپنے آباء کے نافرمان ہوں گے۔ پس اپنے آباء کی نافرمانی کے سبب انہیں جنت میں جانے سے روک دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہونے کے سبب انہیں جہنم میں جانے سے بچا لیا جائے گا۔

امام حارث بن ابی اسامہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مالک الہلالی رحمہ اللہ سے اور انہوں اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کسی کہنے والے نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اصحاب اعراف کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے والدین کی اجازت کے بغیر اللہ تعالیٰ کے راستے میں (جہاد کے لیے) نکلے اور شہید کر دیے گئے۔ پس شہادت انہیں جہنم میں داخل ہونے سے مانع ہوگی اور اپنے آباء کی نافرمانی جنت میں داخل ہونے سے روکے گی۔ پس یہی لوگ سب سے آخر جنت میں داخل ہوں گے(2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصحاب الاعراف ایسا گروہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے نکلے اور ان کے آباء و اجداد اور ان کی مائیں ان پر ناراض تھیں۔ وہ ان کے پاس سے ان کی اجازت کے بغیر نکل آئے۔ تو ان کی شہادت کے سبب انہیں جہنم میں داخل ہونے سے روک لیا جائے گا اور اپنے آباء کی نافرمانی کے سبب جنت میں داخل ہونے سے انہیں روک لیا جائے گا۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ کی سند سے قبیلہ مزینہ کے ایک آدمی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اصحاب اعراف کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایسے لوگوں کا گروہ ہے جو اپنے آباء کی اجازت کے بغیر نافرمانی کرتے ہوئے نکلے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کر دیے گئے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن جنوں کے لیے ثواب بھی ہے اور ان پر عقاب (سزا) بھی ہے۔ تو ہم نے آپ ﷺ سے ان کے ثواب کے بارے استفسار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اعراف پر ہوں گے اور وہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 94 (11013)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 228

ساتھ جنت میں نہیں ہوں گے۔ پھر ہم نے پوچھا اعراف کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جنت کی دیوار ہے جس میں نہریں جاری ہیں اوراس میں درخت اور پھل اگتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے اضداد میں، ابوالشیخ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابومجلز سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اعراف ایک بلند مقام ہے اس پر ملائکہ میں سے رجال ہوں گے۔ وہ اہل جنت اور اہل جہنم کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے اور یہ سب جنتیوں کے جنت میں اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے ہوگا اور ''وَنَادَىٰٓ أَصۡحَٰبُ ٱلۡجَنَّةِ'' کے بارے فرمایا کہ اصحاب اعراف اہل جنت کو آواز دیں گے: ''أَن سَلَٰمٌ عَلَيۡكُمۡۚ لَمۡ يَدۡخُلُوهَا وَهُمۡ يَطۡمَعُونَ'' کہ تم پر سلامتی ہو۔ ابھی تک وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور جنت میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہوں گے'' ان سے کہا گیا اے ابومجلز! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے'' رجال'' کہ وہاں مرد ہوں گے۔ اور تم کہتے ہو کہ ملائکہ ہوں گے کیا معنی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ملائکہ مذکر ہی ہیں کوئی بھی مؤنث نہیں (اس لیے انہیں رجال کہا گیا)(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا اصحاب اعراف صالحین، فقہا اور علماء کا گروہ ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت حسن سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب اعراف سے مراد ایک قوم ہے جس میں عجب اور خود پسندی پائی جاتی ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا: اور مسلم بن یسار نے کہا کہ ان سے مراد وہ قوم ہے جس پر قرض تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ''وَعَلَى ٱلۡأَعۡرَافِ رِجَالٞ يَعۡرِفُونَ كُلَّۢا بِسِيمَىٰهُمۡۚ'' کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کفار کو چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلی رنگت سے پہچان لیں گے۔ جب کہ اہل جنت کے چہرے سفید اور چمک دار ہوں گے (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اصحاب اعراف کے بارے سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا مجھے خبر دی گئی ہے کہ آپ کا رب اہل جنت کو جنت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں داخل کرنے کے بعد ان کی طرف متوجہ ہوگا اور فرمائے گا اس جگہ پر تمہیں کس نے روک رکھا ہے؟ وہ عرض کریں گے تو ہمارا رب ہے، تو نے ہمیں پیدا کیا ہے اور تو ہی ہمارے بارے بہتر اور اچھا جانتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تم دنیا سے کون سی حالت پر جدا ہوئے؟ وہ عرض کریں گے: یہ شہادت دیتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو ان کا رب انہیں فرمائے گا: میرے سوا تمہارا کوئی دوست اور قریب تر نہیں۔ بلاشبہ تمہاری نیکیوں نے تمہیں جہنم میں داخل ہونے سے بچا لیا ہے اور تمہاری خطاؤں نے تمہیں جنت میں جانے سے روک دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 229 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 230

ہوں گی وہ اصحاب اعراف میں سے ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ جس کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی وہ اصحاب اعراف میں سے ہوگا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں اصحاب الاعراف کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ایسا گروہ ہے جس کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی۔ یہ جنت و دوزخ کے درمیان فصیل پر ہوں گے۔ یہ جنت میں داخل ہونے کے خواہش مند ہوں گے اور اس میں داخل ہو جائیں گے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے "لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ" کی تفسیر میں حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنت میں داخل ہونے کی خواہش اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں نہیں ڈالے گا مگر اس عزت افزائی اور کرامت کی خاطر جس کا ارادہ رب کریم ان کے بارے فرمائے گا (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ "لَمْ يَدْخُلُوْهَا وَهُمْ يَطْمَعُوْنَ" کے بارے ان سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا ملائکہ ان پر سلام بھیجیں گے حالانکہ ابھی تک وہ جنت میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے اور جس وقت وہ انہیں سلام کریں گے اس وقت وہ جنت میں داخل ہونے کے خواہش مند ہو جائیں گے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اصحاب اعراف لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے، اہل جہنم کو ان کے چہروں کی سیاہی سے اور اہل جنت کو ان کے چہروں کی سفیدی سے۔ جب ان کا گزر ایسے گروہ سے ہوگا جنہیں جنت کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا تو وہ انہیں کہیں گے تم پر سلامتی ہو۔ اور جب وہ ایسے گروہ کے پاس سے گزریں گے جنہیں جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا تو وہ کہیں گے "رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ" اے ہمارے رب! ہمیں ظالم قوم کا ساتھی نہ بنا (3)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ میں اصحاب اعراف کے مقام میں ہوں۔

وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ ۙ قَالُوْا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾

"اور جب پھیری جائیں گی ان کی نگاہیں دوزخیوں کی طرف (تو) کہیں گے اے ہمارے رب! نہ کر تو ہمیں ظلم پیشہ لوگوں کے ساتھ"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ "وَ اِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ تِلْقَآءَ اَصْحٰبِ النَّارِ"

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 226 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 232 3۔ ایضاً جلد 8، صفحہ 32-231

کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جب ان کے چہرے صرف اہل جہنم کی طرف کر دیے جائیں گے۔ (تو پھر وہ مذکورہ دعا کریں گے) کیونکہ جب وہ اہل جنت کو دیکھیں گے تو اس وقت ان کے چہرے اہل جہنم سے پھر چکے ہوں گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب وہ اہل جہنم کے چہروں کی سیاہی اور ان کی آنکھوں کی نیلی رنگ دیکھیں گے تو اس وقت کہیں گے رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے "وَاِذَا صُرِفَتْ اَبْصَارُهُمْ" کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جب اہل جنت کی نگاہیں پھیری جائیں گی دوزخیوں کی طرف تو کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں ظلم پیشہ لوگوں کے ساتھ نہ کر۔

وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾

"اور پکاریں گے اعراف والے ان لوگوں کو جنہیں وہ پہچانتے ہوں گے ان کی علامتوں سے (انہیں) کہیں گے نہ فائدہ پہنچایا تمہیں تمہارے جتھے نے اور (نہ اس ساز و سامان نے) جس کی وجہ سے تم غرور کیا کرتے تھے (اے سرکشو!) کیا یہ (جنتی) وہی (نہیں) ہیں جن کے متعلق تم قسمیں اٹھایا کرتے تھے کہ نہیں عطا کرے گا انہیں اللہ اپنی رحمت سے۔ (دیکھو! انہیں تو حکم مل گیا ہے کہ) داخل ہو جاؤ جنت میں نہیں کوئی خوف تم پر اور نہ تم غمگین ہو گے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اصحاب اعراف ان لوگوں کو پکاریں گے جو جہنم میں ہوں گے اور یہ انہیں ان کی علامتوں سے پہچانتے ہوں گے۔ کہیں گے تمہیں تمہارے جتھے اور تمہارے تکبر نے کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور (نہ اس ساز و سامان نے) جس کی وجہ سے تم غرور کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو فرمائے گا: کیا یہ (اصحاب اعراف) وہی (نہیں) ہیں جن کے متعلق تم قسمیں اٹھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے عطا نہیں کرے گا۔ (دیکھو انہیں تو حکم مل گیا ہے) کہ جنت میں داخل ہو جاؤ تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہو گے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "يَعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰىهُمْ" کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ وہ انہیں چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کی نیلی رنگت سے پہچانتے ہوں گے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے "وَ نَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا"

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 233 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 35-234 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 230

کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب اعراف یہ آواز تب دیں گے جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے اسی کے بارے حضرت سدی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں سے جبر اور ظلم کرنے والے لوگ ان کے پاس سے گزریں گے۔ تو یہ انہیں ان کی علامات سے پہچان لیں گے۔ پھر اصحاب اعراف انہیں پکاریں گے کہ تمہارے جتھے نے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور نہ اس ساز وسامان نے جس کی وجہ سے تم غرور کیا کرتے تھے۔ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے متعلق تم قسمیں اٹھایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں کچھ عطا نہیں کرے گا۔ فرمایا یہی کمزور اور ضعفاء ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جب اصحاب اعراف کو کہا جائے گا '' اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ '' (کہ جنت میں داخل ہو جاؤ) تو وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے '' اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ '' کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جہنم میں موجود لوگ قسمیں اٹھاتے تھے کہ اصحاب اعراف اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کچھ نہیں پائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان کے اس دعوے کی تکذیب کر دی۔ پس سب سے آخر میں جنت میں داخل ہونے والے یہی لوگ ہوں گے۔ یہی کچھ ہم نے حضور نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام سے سنا ہے۔

وَنَادٰٓی اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

'' اور آواز دیں گے دوزخی جنتیوں کو کہ انڈیلو ہم پر کچھ پانی یا جو کچھ دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے۔ جنتی کہیں گے کہ اللہ نے حرام کر دی ہیں یہ دونوں چیزیں کافروں پر ''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا افضل صدقہ کون سا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل صدقہ پانی پلانا ہے۔ کیا تم نے اہل نار کا یہ قول نہیں سنا کہ جب وہ اہل جنت سے مدد طلب کریں گے تو کہیں گے کہ ہم پر کچھ پانی انڈیلو یا جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ کی والدہ فوت ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ان کے لیے میں کچھ صدقہ کر سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کی کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا پانی پلانا، خوب سیراب کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورۃ الصدر آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک آدمی اپنے بھائی کو آواز دے گا اور کہے گا اے میرے بھائی! میری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 234 2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 221 (3380)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مدد کر، میں جل گیا ہوں، مجھ پر پانی انڈیل دے، تو اسے کہا جائے گا تو اسے یہ جواب دے کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر یہ دونوں چیزیں حرام کردی ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا " مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ " سے مراد طعام ہے (یعنی جو کھانے کی چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے کچھ دے دو) (2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوطالب بیمار ہوئے تو ساتھیوں نے انہیں کہا کہ تم اپنے بھتیجے کی طرف پیغام بھیجو تو وہ تمہاری طرف جنت سے انگوروں کا گچھا لا کر بھیج دے گا۔ شاید اس سے تمہیں شفا ہو جائے گی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا " اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ " (کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں کافروں پر حرام کردی ہیں) (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے اس آیت کے بارے کہا کہ اہل جہنم جنتیوں سے پانی اور کھانا طلب کریں گے تو ان کا جواب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا کھانا اور پانی دونوں چیزیں کافروں پر حرام کردی ہیں (4)۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عقیل بن شہر الریاحی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ٹھنڈا پانی پیا۔ تو رونے لگے اور انتہائی شدید روئے۔ آپ سے کہا گیا کس چیز نے آپ کو اتنا رلایا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: مجھے کتاب اللہ کی یہ آیت یاد آئی ہے " وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ " (سبا: 54) (اور رکاوٹ کھڑی کردی جائے گی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جو وہ دل سے چاہتے ہوں گے) تو مجھے معلوم ہوا کہ اہل نار ٹھنڈے پانی کے سوا کچھ نہیں چاہیں گے۔ تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے " اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ " (5)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ سے ملاقات کریں گے اس حال میں کہ اس کے چہرے پر گرد و غبار پڑا ہوگا۔ تو رب کریم کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے میرے رب! بلاشبہ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ میرے لیے اس سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہے کہ میرا باپ جہنم میں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے جنت کافروں پر حرام کردی ہے (6)۔

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 237
2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 57، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 237
5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 149، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1223 (3172) دار ابن کثیر دمشق

نَنۡسٰهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۵۱﴾ وَ
لَقَدۡ جِئۡنٰهُمۡ بِكِتٰبٍ فَصَّلۡنٰهُ عَلٰى عِلۡمٍ هُدًى وَّ رَحۡمَةً لِّقَوۡمٍ
يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۲﴾

''جنہوں نے بنالیا تھا اپنے دین کو کھیل اور تماشا اور فریب میں مبتلا کر دیا تھا انہیں دنیا کی زندگی نے سو آج ہم فراموش کر دیں گے انہیں جیسے بھلا دیا تھا انہوں نے اس دن کی ملاقات کو اور جس طرح وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اور بے شک لے آئے ہم ان کے پاس ایک کتاب جسے ہم نے واضح کر دیا ہے (اپنے) علم (کامل) سے درآں حالیکہ وہ ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ ''فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا'' کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ ہم انہیں جہنم میں ڈال کر چھوڑ دیں گے جیسا کہ انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خیر اور بھلائی سے انہیں فراموش کر دے گا اور تکلیف اور عذاب سے انہیں فراموش نہیں کرے گا (یعنی اس میں انہیں ضرور مبتلا کرے گا) (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰهُمۡ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: ہم انہیں جہنم میں بہت پیچھے دھکیل دیں گے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہم انہیں رحمت سے دور ہٹا دیں گے جیسا کہ انہوں نے اس دن کی ملاقات کے لیے عمل کرنا چھوڑ دیے تھے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن ابی مالک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ جہنم میں کئی ایسے کنویں ہیں کہ جسے ان میں پھینکا جائے گا اسے بھلا دیا جائے گا۔ وہ اس میں جائے قرار تک پہنچنے سے قبل ستر برس تک گرتا جائے گا۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تَاۡوِيۡلَهٗ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ تَاۡوِيۡلُهٗ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ نَسُوۡهُ
مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَـقِّ ۚ فَهَلۡ لَّنَا مِنۡ شُفَعَآءَ
فَيَشۡفَعُوۡا لَنَاۤ اَوۡ نُرَدُّ فَنَعۡمَلَ غَيۡرَ الَّذِىۡ كُنَّا نَعۡمَلُ ؕ قَدۡ خَسِرُوۡۤا
اَنۡفُسَهُمۡ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۵۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 238 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 239 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 238

"کافر کس چیز کے منتظر ہیں؟ یہ کہ قرآن کی دھمکی کا انجام کیا ہوتا ہے۔ جس روز ظاہر ہوگا اس کا انجام تو کہیں گے جو بھلائے ہوئے تھے اسے اس سے پہلے کہ بے شک لائے تھے ہمارے رب کے رسول حق (پیغام) تو کیا (آج) ہمارے کوئی سفارشی ہیں تو وہ سفارش کریں ہمارے لیے یا ہمیں واپس بھیج دیا جائے تاکہ ہم عمل کریں اس کے برعکس جو ہم کیا کرتے تھے، بے شک انہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو اور گم ہو گیا ان سے جو وہ بہتان باندھا کرتے تھے"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے تَاْوِیْلَهٗ کا معنی عاقبتہ (انجام) کیا ہے (یعنی کافر کس چیز کے منتظر ہیں؟ یہ کہ قرآن کی دھمکی کا انجام کیا ہوتا ہے) (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "یَوْمَ یَاْتِیْ تَاْوِیْلُهٗ" میں تاویل کا معنی حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے جزا کیا ہے (یعنی جس روز اس کی جزا ظاہر ہوگی) اور یَقُوْلُ الَّذِیْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ" میں نَسُوْهُ کا معنی اعرضوا منه کیا ہے (یعنی وہ کہیں گے جو اس سے پہلے اس سے اعراض کیے ہوئے تھے) (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یوم سے مراد قیامت کا دن ہے (کہ جب قیامت کے دن ان کا انجام ظاہر ہوگا) (3)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ تاویل سے مراد عواقب (انجام) ہے مثلاً واقعہ بدر قیامت اور دیگر جو وعدے اس سے کیے گئے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اس کے انجام میں سے کچھ ظاہر ہوتا رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کا انجام مکمل ہو جائے گا۔ جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اس دن اس کا انجام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی "یوم یاتی تاویله" اس طرح کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے دوستوں اور اپنے دشمنوں کو ان کے اپنے اپنے اعمال کے مطابق بدلہ اور جزا عطا فرمائے گا۔ تو اس دن وہ کہیں گے جو اس سے پہلے اسے بھلائے ہوئے تھے کہ بے شک ہمارے رب کے رسول حق (پیغام) لائے تھے الی آخر الآیہ (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے تاویل کا معنی تحقیق نقل کیا (کہ جس دن اس کی حقیقت ظاہر ہوگی) اور انہوں نے بطور تصدیق یہ آیت پڑھی "هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ (یوسف: 100) اور فرمایا کہ اس میں هٰذَا تَاْوِیْلُ، هذا تحقيقها کے معنی میں ہے۔ اسی طرح یہ آیت بھی ہے "وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ" (آل عمران: 7) فرمایا کہ اس کا معنی ہے: "اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا" (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 240 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 41-240 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 240
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

حضرت ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے ان سے گم ہوگیا جو وہ دنیا میں جھوٹ بولا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یَفْتَرُوْنَ کا معنی یُشْرِکُوْنَ ہے کہ ان سے گم ہوگیا جسے وہ شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۟ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۵۴ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝۵۵

"بلا شبہ تمہارا رب اللہ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا عرش پر (جیسے اسے زیبا ہے) ڈھانکتا ہے رات سے دن کو در آنحالیکہ طلب کرتا ہے دن رات کو تیزی سے اور (پیدا فرمایا) سورج اور چاند اور ستاروں کو وہ سب پابند ہیں اس کے حکم کے، سن لو! اسی کے لیے خاص ہے پیدا کرنا اور حکم دینا۔ بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کو دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ۔ بے شک اللہ نہیں دوست رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سمیط رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے رب کریم نے اس آیت میں اپنی ذات کے بارے میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ...... الایہ"

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب الدعاء میں اور خطیب نے تاریخ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے، جس نے یہ بیس آیات پڑھیں میں اس کا ضامن ہوں، اللہ تعالیٰ اسے ہر ظالم حکمران، ہر سرکش شیطان، ہر نقصان پہنچانے والے درندے اور ہر عادی چور سے محفوظ رکھے گا۔ (وہ آیات یہ ہیں) آیۃ الکرسی، سورۂ اعراف کی یہ تین آیات "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ...... الآیہ" سورۂ صافات کی پہلی دس آیات، سورۂ رحمٰن کی یہ تین آیات "یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝۳۳" (رحمٰن) اور سورۂ حشر کی آخری آیات یعنی هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے لے کر تا آخر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ" گھڑسواروں کی ایک بہت بڑی جماعت ملی، وہ عرب

کے پاس نہیں دکھائی دیتے تھے۔ تو انہوں نے ان سے پوچھا: تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم جنات میں سے ہیں اور ہم اس شہر سے نکلے ہیں، اس آیت نے ہمیں نکالا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن ابی مرزوق رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے سونے کے وقت یہ آیت پڑھی "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ...... الآیہ" تو اس پر فرشتہ اپنا پر بچھا دیتا ہے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے اور وہ چوری سے محفوظ رہتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن قیس صاحب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی بیمار ہو گیا اور اس کے دوستوں کی ایک جماعت اس کے پاس آئی اور وہ اس کے لیے دعا اور تعویذ کرنے لگے۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ...... الآیہ" والی تمام آیات پڑھیں۔ وہ آدمی خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے حرکت کی اور سیدھا بیٹھ گیا۔ پھر اس نے ایک دن اور ایک رات سجدہ کیا۔ یہاں تک کہ دوسرے دن وہی ساعت آ گئی جس میں پہلے دن اس نے سجدہ کیا تھا۔ تو اس کے گھر والوں نے اسے کہا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تجھے صحت عطا فرمائی ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَاكَ" اس نے کہا میری طرف وہ فرشتہ بھیجا گیا جو روح قبض کرتا ہے تو جب تمہارے ساتھی نے وہ آیات پڑھیں تو اس فرشتے نے سجدہ کیا اور میں نے بھی اس کے سجود کے ساتھ سجدہ کیا پس اس وقت اس نے اپنا سر اٹھایا ہے پھر وہ جھکا اور فوت ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا، ان میں سے ہر دن کا علیحدہ علیحدہ نام یہ ہے، ابو جاد، ہواز، حطی، کلمون، صعفص اور قرشات۔

امام سمویہ رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا، فرمایا اس میں سے ہر دن کی مقدار ہزار برس تھی۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تخلیق کی ابتدا عرش، پانی اور ہوا سے کی گئی اور پھر زمین پانی سے پیدا کی گئی۔ تخلیق کی ابتدا اتوار سے کی گئی پھر پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعۃ المبارک کے دن تخلیق کا عمل مکمل ہو گیا اور ہفتے کے دن یہودی یہودی بنے۔ ان چھ دنوں میں سے ہر دن موجودہ دنوں کے اعتبار سے ہزار برس کے برابر تھا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے سب کی تخلیق کی ابتدا اتوار کے دن کی، پھر جمعہ کے دن تین ساعتوں میں اپنی شان قدرت کے مطابق عرش پر متمکن ہوا اور ان میں سے ایک ساعت میں عداوت اور دشمنی پیدا فرمائی تا کہ لوگ دعا اور سوال کے وقت اپنے رب کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 242، دار احیاء التراث العربی بیروت

طرف ہی رغبت رکھیں اور ایک ساعت میں وہ بدبو پیدا کی جو مرنے کے بعد ابن آدم میں ظاہر ہوتی ہے تاکہ جب وہ مرے تو اس کے لیے قبر بنائی جائے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت حیان الاعرج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یزید بن ابی سلم نے جابر بن زید کی طرف لکھا کہ تخلیق کی ابتدا کس سے ہوئی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ عرش، پانی اور قلم سے اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے پہلے کسے پیدا کیا گیا۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے کا آغاز اتوار سے کیا پھر پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعۃ المبارک تک یہ سلسلہ جاری رہا اور ان میں سے ہر دن کو ایک ہزار برس کے برابر بنایا (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے ابوہریرہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان جو کچھ بھی ہے سب کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ پھر اپنی شان قدرت کے مطابق عرش پر متمکن ہوا اور ہفتے کے دن مٹی، اتوار کے دن پہاڑ، پیر کے دن درخت، منگل کے دن آدم علیہ السلام، بدھ کے دن نور، جمعرات کے دن چوپائے اور دیگر جانور اور جمعۃ المبارک کے دن، دن کی آخری ساعت میں حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے مطابق ساتویں دن عرش پر متمکن ہوا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت مخلوق کو پیدا فرمایا تو اس طرح عرش پر متمکن ہوا جس طرح اسے زیبا ہے۔ تو عرش نے اس کی تسبیح بیان کی۔

امام ابن مردویہ اور لالکائی رحمہما اللہ نے السنۃ میں ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ”ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ“ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کی کیفیت عقل سے باہر ہے، استواء غیر مجہول ہے۔ اس کا اقرار کرنا ایمان ہے اور اس کا انکار کرنا کفر ہے۔

امام لالکائی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس ارشاد کے بارے حضرت ربیعہ سے پوچھا گیا کہ رب کے عرش پر متمکن ہونے کی کیفیت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا استواء غیر مجہول ہے۔ کیف غیر معقول ہے، اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر (لوگوں تک) پہنچانا لازم ہے اور ہم پر اس کی تصدیق کرنا واجب ہے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عبد اللہ بن صالح بن مسلم رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیعہ سے مذکورہ سوال کیا گیا تو آپ نے مذکورہ جواب ارشاد فرمایا۔

امام لالکائی رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت مالک بن انس رحمہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماجاء فی الاوائل، جلد 7، صفحہ 269، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اللہ تعالیٰ کے پاس آیا اور انہیں کہا اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ عرش پر متمکن ہوا۔ اس کے اس متمکن ہونے کی کیا کیفیت ہے؟ تو راوی نے کہا میں نے مالک کو کبھی اس حال میں نہیں دیکھا کہ انہوں نے اپنے کلام میں اپنی ایجاد کی طرح کی کوئی شے پائی اور ان پر پسینہ ہو۔ قوم نے سر جھکا لیے وہ آدمی اٹھا اور حضرت مالک رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کی کیفیت عقل سے وراء ہے استواء غیر مجہول ہے۔ اس پر ایمان لانا واجب ہے، اس کے بارے سوال کرنا بدعت ہے اور مجھے تو تیرے گمراہ ہونے کا خوف ہے۔ آپ نے اسے یہ بتایا اور وہاں سے نکال دیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت مالک بن انس کے پاس تھے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے ابوعبداللہ! رحمٰن عرش پر متمکن ہوا۔ اس استواء کی کیفیت کیا ہے؟ تو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے سر جھکا لیا اور آپ کو پسنیہ آنے لگا۔ پھر آپ نے سر اٹھایا تو فرمایا اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۞ (طہ) رحمٰن عرش پر متمکن ہوا جیسا کہ اس کی ذات کو زیبا ہے۔ اس کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی، اس سے کیف اٹھا لیا گیا ہے اور تو برا اور بدعتی آدمی ہے اسے یہاں سے نکال دو، راوی کہتے ہیں کہ اس آدمی کو وہاں سے نکال دیا گیا۔

بیہقی نے احمد بن ابی الحواری سے یہ قول بیان کا ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں اپنی ذات کے بارے کوئی وصف بیان کرے۔ تو اس کی تفسیر اس کی تلاوت ہے اور اس پر سکوت اختیار کرنا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن موسیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابن عیینہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے جو وصف بیان کیا ہے تو اس کی تفسیر اس کی قرأت ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسل علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا کسی کے لیے اس کی تفسیر بیان کرنا صحیح نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوعیسیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے مطابق عرش پر متمکن ہوا تو ایک فرشتہ سجدے میں گر گیا اور قیامت قائم ہونے تک سجدہ میں رہے گا۔ اور جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ اپنا سر اٹھائے گا۔ اور کہے گا سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْتُكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ اِلَّا اَنِّي لَمْ اُشْرِكْ بِكَ شَيْئًا وَلَمْ اَتَّخِذْ مِنْ دُوْنِكَ وَلِيًّا، تیری ذات پاک ہے میں نے اس طرح تیری عبادت نہیں کی جیسے تیری عبادت کا حق تھا مگر بلاشبہ میں نے تیرے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہرایا اور نہ تیرے سوا کسی کو ولی بنایا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ''يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ'' کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رات سے دن کو ڈھانکتا ہے تو دن اپنی روشنی سمیت چلا جاتا ہے اور وہ اسے بڑی تیزی کے ساتھ طلب کرتا ہے یہاں تک کہ اسے پالیتا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حَثِيْثًا کا معنی سریعا (تیزی سے) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ'' کا مفہوم حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 242

ہے کہ اللہ تعالیٰ دن کو رات کا لباس پہنا دیتا ہے۔

رہا قول باری تعالیٰ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ تو اس کے بارے طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج چاند اور ستارے عرش کے نور سے پیدا کیے گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ''اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ'' کے بارے حضرت سفیان بن عیینہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ خلق سے مراد پیدا کرنا اور امر سے مراد کلام کرنا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عبدالعزیز شامی رحمہما اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے اور انہیں شرف صحابیت بھی حاصل تھا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے عمل صالح کرنے پر اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان نہ کی اور اپنی تعریف کی، تو اس نے کفر کیا اور اپنا کیا ہوا عمل ضائع کر دیا اور جس کسی نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے امر میں سے کچھ بندوں کے لیے بھی مقرر کیا ہے، تو اس نے اس ارشاد کا انکار کیا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا۔ اور وہ ارشاد یہ ہے ''اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ'' ''سن لو اس کے لیے خاص ہے پیدا کرنا اور حکم دینا'' (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ارشاد خداوندی ''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً'' میں خفیۃ سے مراد سرا اور مخفی دعا مانگنا ہے۔ یعنی تم اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آہستہ (سرا) بے شک اللہ تعالیٰ دعا میں اور دیگر امور میں حد سے بڑھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا (2)۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ نے کہا تَضَرُّعًا کا معنی اعلانیہ اور خُفْيَةً کا معنی سرا آہستہ آہستہ دعا کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے تَضَرُّعًا کا معنی ہے عاجزی کرتے ہوئے اور خُفْيَةً کا معنی ہے آواز پست کرتے ہوئے۔ یعنی تم اپنی دنیوی اور اخروی حاجات کے بارے میں اپنے رب سے دعا کرو عاجزی کرتے ہوئے دھیمی اور پست آواز کے ساتھ۔ اور ''اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ'' کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں تم کسی مومن مرد اور عورت کے بارے شر اور برائی کی دعا نہ کرو یعنی اے اللہ! فلاں کو ذلیل و رسوا کر دے اور فلاں پر لعنت بھیج اور اسی کی مثل دیگر دعائیں۔ کیونکہ یہ عداوت اور دشمنی کی علامت ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے ''اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ'' کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے تم انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منازل و مراتب (پر پہنچنے) کی دعا نہ کرو (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ نظریہ رکھتے تھے کہ بلند آواز سے دعا کرنا حد سے بڑھنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی ''اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ'' سے ''تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ'' تک کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 243 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 244 3۔ ایضاً

نے تمہیں اپنی قدرت اور عظمت وجلال کی خبر دی ہے۔ پھر یہ بیان کیا ہے کہ تم اس سے کیسے دعا مانگو کہ وہ اس کے غصے اور ناراضگی کا سبب نہ بنے۔ تو فرمایا ''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ''۔ حضرت قتادہ نے کہا کہ تم جان لو بعض دعاؤں میں سے حد سے تجاوز ہوتا ہے، لہٰذا تم دشمنی اور حد سے بڑھنے سے اجتناب کرو اگر تم استطاعت رکھتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے پاس حقیقی قوۃ اور طاقت نہیں ہے۔ فرمایا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ بنی سلیم کے بھائی مجالد بن مسعود نے ایک قوم کو چیخ چیخ کر دعا کرتے ہوئے سنا۔ تو وہ ان کی طرف چل پڑے اور فرمایا: اے قوم! تم نے اپنے سے پہلے لوگوں پر فضیلت کو پالیا ہے یا کہ تم ہلاک ہو چکے ہو۔ پس وہ لوگ ایک ایک کر کے وہاں سے کھسکنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس جگہ کو چھوڑ دیا۔ فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ایک قوم کے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ وہ لوگ اپنے ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: یہ قوم کیا حاصل کر رہی ہے؟ قسم بخدا! اگر یہ لوگ زمین میں پہاڑ سے بھی بڑھ کر طویل اور لمبے ہوتے تو یہ اللہ تعالیٰ سے قرب میں اضافہ نہ کر سکتے۔ حضرت قتادہ نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ کا قرب اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے حاصل ہو سکتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے جو دعا بھی مانگو اس میں چاہیے کہ سکینت و وقار ہو، اس میں خاموشی، لباس اور ہدایت کا حسن بھی ہو اور اس میں راحت وسکون کا جمال بھی ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو اس طرح کہتے ہوئے سنا: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کی دائیں جانب قصر ابیض کی التجا کرتا ہوں، جب میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو انہوں نے اسے فرمایا: اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرو اور دوزخ کی پناہ مانگو۔ کیونکہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب اس امت میں ایک قوم ہو گی جو دعا اور طہور (پاکیزگی حاصل کرنے) میں حد سے بڑھ جائیں گے (1)۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، ابو داؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو سنا کہ وہ دعا کرتے ہوئے یہ کہہ رہا ہے: اے اللہ! میں تجھ سے جنت، اس کی نعمتوں اور اس کی دیگر رونقوں اور خوبیوں کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے دوزخ، اس کی زنجیروں اور اس کے طوقوں سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ تو نے اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی کا سوال کیا ہے اور بہت سے شر سے اس کی پناہ مانگی ہے لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ عنقریب ایک قوم ہو گی جو دعا میں حد سے بڑھ جائے گی اور آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ'' بلاشبہ تیرے لیے صرف اتنا کہنا کافی ہے اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ایسے قول و عمل کا جو اس کے قریب کا ذریعہ اور سبب ہو اور میں تجھ ہی سے جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اور ہر ایسے قول و عمل سے جو اس کے قرب کا ذریعہ اور سبب ہو (2)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے کہا۔ تو اپنے رب سے ایسے امر

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 321 (3864)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 172، دار صادر بیروت

کے بارے سوال کرنے سے اجتناب کر، جس سے تجھے منع کیا گیا ہے یا جو تیرے لیے مناسب نہیں۔

امام ابن مبارک، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مسلمان دعا میں انتہائی (عجز وانکساری) کی کوشش کرتے تھے اور اگر ان کی آواز ہوتی تو وہ نہیں سنائی دیتی تھی مگر صرف اتنی کہ وہ ان کے اور ان کے رب کے درمیان ایک سرگوشی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً" اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے عبد صالح کا ذکر کیا اور اس کے قول کو پسند کرتے ہوئے فرمایا "اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝" (مریم:) "جب اس نے پکارا اپنے رب کو چپکے چپکے" (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ابن جریج نے کہا کہ دعا میں حد سے بڑھنا یہ ہے کہ آواز کو بلند کرنا اور چیخ و پکار کر کے دعا کرنا ناپسندیدہ اور مکروہ ہے اور دعا میں عجز وانکساری اور راحت وسکون کا حکم دیا گیا ہے (2)۔

وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶

"اور نہ فساد پھیلاؤ زمین میں اس کی اصلاح کے بعد اور دعا مانگو اس سے ڈرتے ہوئے اور امید کرتے ہوئے۔ بے شک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکوکاروں سے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے "وَ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا" کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ پھیلاؤ اس کے بعد کہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب نے اس کی اصلاح کر دی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء کو اہل زمین کی طرف بھیجا اور اس وقت زمین کے باسی فساد برپا کیے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کے سبب ان کی اصلاح فرمائی۔ پس جس کسی نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لائے ہوئے دین کے خلاف دعوت دی، وہ زمین میں فساد پھیلانے والوں میں سے ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوسنان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے رب کریم فرما رہا ہے: تحقیق میں نے اپنی حلال چیزوں کو حلال قرار دیا ہے، حرام چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور اپنی حدود کو مقرر کر دیا ہے پس تم ان سے تجاوز نہ کرو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "وَ ادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا" کا معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح بیان کیا ہے "خَوْفًا مِنْهُ وَ طَمَعًا لِمَا عِنْدَهٗ" یعنی تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو اس سے ڈرتے ہوئے اور اس کی امید اور خواہش رکھتے ہوئے جو کچھ اس کے پاس ہے۔ اور یہاں محسنین بمعنی مومنین ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت مومنین کے قریب ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہیں لایا۔ وہ تو مفسدین میں سے ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 243 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 244

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مطر الوراق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کر کے اس کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرو۔ کیونکہ اس نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ اس کی رحمت نیکوکاروں کے قریب ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾

''اور وہی خدا ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوش خبری سناتے ہوئے اپنی رحمت (بارش) سے پہلے یہاں تک کہ جب وہ اٹھالاتی ہیں بھاری بادل تو ہم لے جاتے ہیں اسے کسی ویران شہر کی طرف پھر ہم اتارتے ہیں اس سے پانی پھر پیدا کرتے ہیں اس کے ذریعہ ہر قسم کے پھل۔ اسی طرح ہم نکالیں گے مردوں کو تاکہ تم نصیحت قبول کرو''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے حضرت عاصم رحمہ اللہ نے یہ آیت اس طرح پڑھی ''وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ'' اس پر (تمام قراء کا) اجماع ہے۔ اور بُشْرًا میں باء کو خفیف پڑھا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا بھیجتا ہے اور وہ خافقین یعنی زمین و آسمان کے کنارے جہاں مل رہے ہوتے ہیں کے درمیان سے بادل کو لاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی اسے وہاں سے نکال کر پھیلا دیتا ہے۔ پس وہ اسے آسمان میں پھیلائے رکھتا ہے جیسے چاہتا ہے پھر آسمان کے دروازے کھول دیتا ہے اور پانی بادل پر بہا دیتا ہے پھر اس کے بعد بادل بارش برساتا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ'' کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوگ ان (ہواؤں) سے خوش ہو جاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ یمانی رحمہ اللہ اسے ''بُشْرًا'' پڑھتے تھے یعنی مبشرات سے قبل (اللہ تعالیٰ ہواؤں کو بھیجتا ہے)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں رحمت سے مراد بارش ہے اور انہوں نے ہی ''كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى'' کی تفسیر میں کہا کہ اسی طرح تمہیں نکالا جائے گا۔ یعنی جس طرح پانی کے سبب کھیتی نکالی جاتی ہے اسی طرح مردوں کو بھی نکالا جائے گا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ''كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى'' کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مردوں کو نکالنے کا ارادہ فرمائے گا تو آسمان بارش برسائے گا، یہاں تک کہ زمین ان کے ساتھ پھٹ جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ارواح کو بھیجے گا اور ہر روح اپنے جسم کی طرف آئے گی۔ پس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 247   2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 48-247

اس طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو بارش کے سبب زندہ فرمائے گا جیسے وہ زمین کو سرسبز و شاداب کرتا ہے۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۚ كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾

"اور جو سرزمین عمدہ زرخیز ہے (کثرت سے) نکلتی ہے اس کی پیداوار اپنے رب کے حکم سے اور جو خراب ہے نہیں نکلتی اس سے (پیداوار) مگر قلیل گھٹیا۔ اسی طرح ہم مختلف طریقوں سے بیان کرتے ہیں (اپنی) نشانیاں اس قوم کے لیے جو شکر گزار ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورۃ الصدر آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندۂ مومن کے لیے بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بندہ مومن پاک ہے اور اس کا عمل بھی پاک ہے۔ اس طرح جیسا کہ زرخیز اور عمدہ سرزمین کا پھل عمدہ اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اور "وَالَّذِي خَبُثَ الآیہ" میں اللہ تعالیٰ نے کافر کی مثال بیان کی ہے کہ جس طرح دلدلی اور شوریلی زمین سے اچھی پیداوار نہیں نکلتی اسی طرح کافر خود بھی ناپاک ہے اور اس کا عمل بھی ناپاک ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین کے تمام اوصاف دلدل، شور اور دیگر اوصاف حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کی مثل ہیں کہ ان میں پاکیزہ اور اچھے لوگ بھی ہیں اور ناپاک اور برے لوگ بھی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے "وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ" کے بارے کہا کہ یہ ایسے بندۂ مومن کی مثال ہے جس نے کتاب اللہ سنی، اسے یاد کیا اور مضبوطی سے تھام لیا پھر اس کے مطابق عمل کیا اور اس سے خوب نفع اٹھایا۔ تو یہ اس زمین کی مثل ہے جس پر بارش برسی پھر اس نے پیداوار اگائی اور خوب سرسبز و شاداب ہوگئی۔ اور "وَالَّذِي خَبُثَ" یہ کافر کی مثال ہے جس نے نہ قرآن کو سمجھا اور نہ اس کے مطابق عمل کیا۔ نہ اسے مضبوطی سے تھاما اور نہ اس سے نفع حاصل کیا۔ پس وہ اس فاسد اور خراب زمین کی طرح ہے جس پر بارش تو برسی۔ مگر اس نے کوئی شے نہیں اگائی اور نہ وہ سرسبز و شاداب ہوئی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے دلوں کے لیے بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ بارش نازل کرتا ہے تو عمدہ اور زرخیز زمین اللہ تعالیٰ کے اذن سے اپنی پیداوار نکالتی ہے اور "وَالَّذِي خَبُثَ" اس سے مراد وہ خراب اور دلدلی زمین ہے جس کی پیداوار نہیں نکلتی مگر قلیل اور گھٹیا۔ اسی طرح دل ہیں کہ جب قرآن بندۂ مومن کے دل پر نازل ہوا۔ تو وہ اس کے ساتھ ایمان لایا اور ایمان اس کے دل میں راسخ اور ثابت ہوگیا اور کافر کے دل میں جب قرآن داخل ہوا۔ تو اس کا تعلق کسی ایسی شے سے نہ ہوا۔ جو اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 249 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 250

نفع دیتی۔ اور اس کے دل میں ایمان میں سے کوئی شے ثابت نہیں ہوئی مگر وہی جو اسے نفع نہیں دے سکتی۔ جیسا کہ خراب زمین سے ایسی پیداوار ہی نکلتی ہے جو نفع بخش نہیں ہوتی۔ اور "نَكِدًا" سے مراد ایسی قلیل شے ہے جو نفع نہ دے سکتی ہو(1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے "وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ" میں یاء کو فتحہ اور راء کو ضمہ (پیش) کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زرخیز اور عمدہ زمین کو بارش نفع دیتی ہے اور اس سے پیداوار اگتی ہے اور وہ زمین جو دلدلی اور شوریلی ہو اسے بارش کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ اور اس سے بالکل قلیل گھٹیا سی پیداوار نکلتی ہے۔ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد کے لیے بیان فرمائی ہے۔ بلاشبہ ساری اولاد آدم ایک ہی نفس سے پیدا کی گئی ہے۔ سو ان میں سے کچھ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کے ساتھ ایمان لائے ہیں، تو وہ اچھے اور عمدہ ہو گئے اور بعض وہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب کے ساتھ کفر کیا ہے تو وہ ناپاک اور فاسد ہو گئے (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافر اور مومن کے لیے بیان فرمائی ہے(3)۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس ہدایت اور علم کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال کثیر موسلا دھار بارش کی طرح ہے، جو زمین پر برستی ہے۔ پس زمین کا کوئی حصہ پانی کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور گھاس اور کثیر سبزہ وغیرہ اگاتا ہے۔ اور زمین کا کوئی حصہ سخت ہوتا ہے۔ وہ پانی کو اپنے اوپر روک لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ لوگوں کو نفع پہنچاتا ہے پس لوگ اس سے پیتے ہیں، زمین کو سیراب کرتے ہیں اور فصلیں اگاتے ہیں۔ اور زمین کا کچھ حصہ ایسا ہوتا ہے جو انتہائی پست اور نرم ہوتا ہے۔ نہ وہ پانی کو روکتا ہے اور نہ ہی گھاس اور سبزہ وغیرہ اگاتا ہے۔ پس اسی طرح مثال ہے اس آدمی کی جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سمجھا اور اسے اس دین نے نفع دیا، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا پس اس نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا۔ اور (دوسری) اس کی مثال ہے، جس نے دین کے لیے سر نہیں اٹھایا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو قبول کیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا(4)۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۵۹﴾

"بے شک ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو انہوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اللہ کے سوا۔ بے شک میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ آ جائے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 250 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً 4۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 42، دار ابن کثیر دمشق

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یزید الرقاشی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا نام نوح اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ نے طویل وقت تک اپنی ذات پر نوحہ کیا (2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ کو نوح اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ آپ اپنی ذات پر نوحہ کرتے تھے۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل اور جویبر رحمہما اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب بوڑھے ہو گئے اور ان کی ہڈیاں نرم پڑ گئیں تو انہوں نے کہا اے میرے پروردگار! کب تک میں مشقت اٹھاتا رہوں گا اور محنت کرتا رہوں گا؟ تو رب کریم نے فرمایا: اے آدم! اس وقت تک یہاں تک تیرا مختون بچہ پیدا ہو جائے۔ تو پھر دس قبیلوں کے بعد حضرت نوح علیہ السلام (آپ کے خاندان میں) پیدا ہوئے۔ ان دن آپ کی عمر ساٹھ سال کم ہزار برس تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کا سلسلہ نسب اس طرح ہے نوح بن لامک بن متوشلخ بن ادریس وھواخنوخ بن یرد بن مہلائیل ابن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ آپ کا اسم گرامی السکن تھا۔ آپ کو نوح السکن کہا جاتا ہے اس لیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کو آپ کے پاس ہی سکون حاصل ہوا اور آدم علیہ السلام تمام کے باپ ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام کو نوح اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے اپنی قوم پر پچاس برس کم ہزار سال تک نوحہ کیا۔ وہ اس طرح کہ آپ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے اور جب وہ انکار کرتے تو آپ روتے اور ان پر نوحہ کرتے تھے (3)۔

امام ابن عساکر نے وہب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان دس آباء کا واسطہ ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان بھی دس آباء کا واسطہ موجود ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے مابین دس آباء ہیں اور وہ تمام کے تمام دین حق پر قائم تھے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت نوف الشامی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے انبیاء علیہم السلام میں سے پانچ عربی ہیں: حضرت محمد مصطفےٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام (6)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام دوسرے ہزار میں مبعوث ہوئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا وصال نہیں ہوا تھا یہاں تک کہ پہلے ہزار برس کے آخر میں حضرت نوح علیہ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 62، صفحہ 243، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 241
3۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 242
4۔ ایضاً
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 596 (4009) دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 62، صفحہ 242

السلام کی ولادت ہوئی۔ لوگوں میں گناہ عام ہو چکے تھے، ظلم و زیادتی کرنے والے جابر حکمران کثیر تعداد میں تھے اور ان میں تکبر اور رعونت انتہائی بڑھ چکی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام انتہائی صبر اور بردباری کے ساتھ دن، رات، سرًا اور اعلانیۃً انہیں دعوت حق دیتے رہے۔ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو بھی اتنے شدید اور سخت حالات پیش نہیں آئے، جن کا سامنا حضرت نوح علیہ السلام کو کرنا پڑا۔ وہ لوگ آپ علیہ السلام کے پاس آتے اور پکڑ کر گلا دبا دیتے اور مجالس میں مارتے اور پھر بھاگ جاتے۔ آپ ان کے ایسے سلوک کے باوجود ان کے لیے بددعا نہ کرتے۔ بلکہ ان کے لیے دعا کرتے اور کہتے ''یَا رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ'' اے میرے رب! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ (حقیقت حال) جانتے نہیں ہیں۔ مگر آپ کے اس حسن سلوک نے ان میں آپ سے فرار اختیار کرنے کے سوا اور کچھ اضافہ نہیں کیا۔ یہاں تک کہ جب آپ ان میں سے کسی آدمی سے کلام کرتے، تو وہ اپنے سر کو کپڑے کے ساتھ خوب لپیٹ لیتا اور اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتا، تاکہ آپ کے کلام میں سے کوئی شے اسے سنائی نہ دے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِیْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ (نوح:7)'' تو (ہر بار) انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر لپیٹ لیے اپنے کپڑے''۔ پھر وہ مجلس سے اٹھ کھڑے ہوتے اور تیزی سے چلے جاتے اور کہتے اسے رہنے دو کیونکہ یہ کذاب ہے۔ آپ پر انتہائی شدید اور سخت آزمائش آتی رہی اور آپ ایک زمانہ کے بعد دوسرے زمانہ کے لوگوں اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل کا انتظار کرتے رہے۔ مگر جو نسل بھی آئی وہ پہلی سے زیادہ خبیث اور پہلی سے بڑھ کر متکبر اور سرکش نکلی اور ان میں آدمی یہ کہتے: یہ ہمارے آباء و اجداد کے ساتھ بھی تھا اور یہ مسلسل جنون میں مبتلا ہے اور ان میں سے کوئی آدمی مرتے وقت اپنی اولاد کو یہ وصیت کرتا۔ اس مجنون سے بچ کر رہو کیونکہ اس کے بارے مجھے میرے آباء نے بتایا ہے کہ لوگوں کی ہلاکت اور بربادی اس کے ہاتھوں پر ہے۔ پس وہ اس قسم کی وصیت اپنے درمیان کرتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی اپنے بچے کو اپنے کندھے پر اٹھاتا، پھر اس کے ساتھ ٹھہرا رہتا اور اس پر واقف ہو جاتا تو کہتا: اے میرے بیٹے! میں زندہ رہوں یا مر جاؤں، تو اس شیخ سے بچنا۔ پھر جب آپ کا ان کے ساتھ ایک طویل زمانہ گزر گیا تو انہوں نے کہا ''قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ (ہود)'' وہ (برافروختہ ہوکر) بولے اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور اس جھگڑے کو بہت طول دیا۔ (اس مباحثہ کو رہنے دو) اور لے آؤ ہمارے پاس جس (عذاب) کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو اگر تم سچے ہو''(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جزیرہ، حضرت ہود علیہ السلام سرزمین شجر جو کہ سرزمین مہرہ میں ہے، حضرت صالح علیہ السلام حجر، حضرت لوط علیہ السلام سدوم اور حضرت شعیب علیہ السلام مدین میں مبعوث کئے گئے اور حضرت ابراہیم، حضرت آدم، حضرت اسحٰق اور حضرت یوسف علیہم السلام کا وصال سرزمین فلسطین میں ہوا اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام دمشق میں قتل کیے گئے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو مارتے تھے

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 62، صفحہ 44-243، دار الفکر بیروت

یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی تھی، جب افاقہ ہوتا تو آپ یہ دعا مانگتے: اے میرے رب! میری قوم کو بخش دے کیونکہ یہ ناواقف ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے عبید بن عمیر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو آپ کی قوم اتنا مارتی یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو جاتے۔ پھر جب افاقہ پاتے تو اس طرح دعا کرتے: اِهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیونکہ وہ مجھے نہیں جانتے۔ شقیق نے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے چہرۂ اقدس سے خون صاف کر رہے ہیں اور بطور حکایت انبیاء علیہم السلام سے کسی نبی علیہ السلام کا یہ قول بیان کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں: اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے ایک دوسری سند سے بھی حضرت عبید بن عمیر لیثی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگ آپ کا گلا دبا لیتے تھے یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں اوپر چڑھ آتیں۔ اور جب وہ آپ کو چھوڑتے تو آپ یہ دعا کرتے ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ جَهَلَةٌ'' اے اللہ! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جاہل ہیں۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ انبیاء میں سے ایک نبی علیہ السلام کا قول بطور حکایت بیان کر رہے ہیں اس حال میں کہ آپ کی قوم نے آپ پر تشدد کیا اور آپ ﷺ اپنی جبین اقدس سے خون صاف کر رہے ہیں اور زبان اقدس سے یہ کہہ رہے ہیں اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابومہاجر الرقی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک بالوں کے بنے ہوئے ایک خیمے میں سکونت پذیر رہے۔ آپ کو کہا جاتا تھا۔ اے اللہ تعالیٰ کے نبی! گھر بنا لیجئے۔ تو آپ فرماتے میں آج فوت ہو جاؤں گا یا کل فوت ہو جاؤں گا۔ ''أَمُوْتُ الْيَوْمَ أَمُوْتُ غَدًا''

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت وہب بن ورد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کانوں سے گھر بنایا۔ تو آپ کو کہا گیا: آپ نے اس کے علاوہ کسی اور شے سے کیوں نہیں بنایا؟ تو آپ نے فرمایا جس نے فوت ہو جانا ہے اس کے لیے یہی کافی ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا، عقیلی، ابن عساکر اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام انبیاء علیہم السلام میں سے بہت بڑے نبی تھے۔ جب بھی وہ بیت الخلاء سے باہر

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 62، صفحہ 247، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 412، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 400 (10751) دار الکتب العلمیہ بیروت

آتے تو یہ دعا مانگتے " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ طَعْمَهٗ وَاَبْقٰی فِیَّ مَنْفَعَتِهٖ، وَاَخْرَجَ مِنِّیْ اَذَاهُ " سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس کھانے سے مجھے لطف اندوز کیا، پھر اس کی منفعت اور فوائد کو باقی رکھا اور اس کی اذیت اور تکلیف کو مجھ سے خارج کر دیا" (1)۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور زنادقہ کے سوا آپ کی امت کو ہلاک نہیں کیا پھر یکے بعد دیگرے نبی تشریف لاتے رہے اور اللہ تعالیٰ زنادقہ کے سوا اس امت کو ہلاک نہیں کرے گا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سعد بن حسن سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مہینے میں دو بار فصل کاشت کرتے تھے اور وہ عورت جو دن کے پہلے حصے میں بچے کو جنم دیتی تو دن کے آخری حصہ میں اس کے پیچھے دوسرا بچہ پیدا ہوتا۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ قول ذکر کیا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو عذاب نہیں دیا گیا یہاں تک کہ زمین میں کوئی میدان اور پہاڑ ایسا نہیں تھا جسے کوئی آباد کرنے والا آباد نہ کر رہا ہو اور اپنی ذات کے ساتھ مختص کرے۔ والا مختص نہ کرتا (یعنی اس قوم پر عذاب تب آیا جب کہ وہ زمین کے نشیب و فراز ہر جگہ پر پھیلے ہوئے تھے اور اسے اپنی ملکیت قرار دے چکے تھے)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں میدان اور پہاڑ اپنے باسیوں کے سبب تنگ ہو چکے تھے، یہاں تک کہ میدانوں میں رہنے والے لوگ پہاڑوں پر چڑھنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے اور نہ ہی میدانوں میں اتنی گنجائش تھی کہ پہاڑوں پر رہنے والے ان کی طرف اتر آئیں۔ فرمایا: تم اس پر یقین کرلو۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے کہا: حضرت نوح علیہ السلام اپنے زمانے والوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل تھے اور آپ برقعہ پہنے رکھتے تھے۔ کشتی میں سوار ہونے والوں کو بھوک نے آلیا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنا چہرۂ مبارک ان کے لیے ظاہر فرمایا تو وہ سب سیر ہو گئے (2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر وادی عسفان کے پاس سے ہوا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وادی کے پاس حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا بھی سرخ اونٹوں پر گزر ہوا ہے، اونٹوں کی نکیل کھجور کی چھال کی بنی ہوئی تھی۔ اس کا لباس عباء (چوغے) پر تھا اور وہ دھاری دار چادریں لیے ہوئے تھے۔ وہ تلبیہ کہتے ہوئے بیت عتیق کا حج کرنے کے لیے گئے (3)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

1۔ الفردوس بمأثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 290 (6854) دار الباز
2۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 62، صفحہ 272، دار الفکر بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 440، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرماتے سنا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں کے علاوہ صوم دہر (ہمیشہ روزہ) رکھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے نصف الدہر روزہ رکھا (یعنی ایک دن آپ روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھا۔ یعنی آپ نے بہت سا عرصہ روزے رکھے اور بہت سا زمانہ افطار کیے (1)۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں، بزار، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام جب قریب الموت ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: میں تیرے لیے ایک وصیت پر اکتفا کر رہا ہوں۔ وہ یہ کہ میں تجھے دو چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کر رہا ہوں۔ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اس نظریہ پر ثابت قدم رہو لا الہ الا اللہ (کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) کیونکہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لا الہ الا اللہ ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے تو بالیقین یہ ان پر بھاری ہوگا۔ اور اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کا ایک مبہم حلقہ (دائرہ) زرہ بن جائے، تو لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ وبحمدہ انہیں توڑ دے گا۔ کیونکہ یہ ہر شے کی نماز (عبادت) ہے۔ اور اسی کے سبب ہر شے کو رزق دیا جاتا ہے۔ اور میں تجھے شرک اور کبر (تکبر) سے منع کرتا ہوں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ نہ بتاؤں جس کی تعلیم حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو دی؟ صحابہ کرام نے عرض کی: کیوں نہیں (ضرور ارشاد فرمایئے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اپنے بیٹے کو کہا: میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو یہ کہے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' کیونکہ اگر اس کے مقابلے میں دوسری جانب آسمان بھی رکھ دیے جائیں تو بالیقین یہ ان سے بھاری ہوگا۔ اور اگر وہ حلقہ ہو جائیں تو یہ اسے توڑ دے گا۔ اور میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو یہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ کیونکہ یہ ساری مخلوق کا ذکر ہے، ساری مخلوق کی تسبیح ہے اور اسی کے سبب مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے (3)۔

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۰﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۱﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا

1۔ تہذیب تاریخ مدینہ دمشق، جلد 2، صفحہ 155، دار المسیرہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 113 (154) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی ثواب التسبیح، جلد 6، صفحہ 55 (29425)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ﴿۶۴﴾

''ان کی قوم کے سرداروں نے کہا (اے نوح!) ہم دیکھتے ہیں تمہیں کھلی گمراہی میں آپ نے کہا اے میری قوم! نہیں ہے مجھ میں ذرا گمراہی بلکہ میں تو رسول ہوں سارے جہانوں کے پروردگار کی طرف سے پہنچاتا ہوں تمہیں پیغامات اپنے رب کے اور نصیحت کرتا ہوں تمہیں اور میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے کیا تم تعجب کرتے ہو اس پر کہ آئی تمہارے پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک آدمی کے ذریعہ جو تم میں سے ہے تاکہ وہ ڈرائے تمہیں (غضب الٰہی سے) اور تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ اور تاکہ تم پر رحم کیا جائے پھر بھی انہوں نے جھٹلایا نوح کو تو ہم نے نجات دی ان کو اور جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھے اور ہم نے غرق کر دیا ان (بدبختوں) کو جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو بے شک وہ لوگ دل کے اندھے تھے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے نقل کیا ہے کہ ''اَلْمَلَاُ'' سے مراد آپ کی قوم کے سردار اور وڈیرے لوگ ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ کا مفہوم بیان مِّنْ رَّبِّكُمْ ہے (یعنی کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بیان آیا)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ''قوما عمین'' سے مراد قوم کفار ہے (یعنی وہ لوگ کافر تھے)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ ''اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ'' عَنِ الْحَقِّ۔ (بے شک وہ لوگ حق کو دیکھنے سے اندھے تھے۔

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا
لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ
سَفَاهَةٌ وَّ لٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۷﴾ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ
اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ﴿۶۸﴾ اَوَ عَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى
رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ
نُوْحٍ وَّ زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۶۹﴾
قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا

بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ ؕ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝

''اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ آپ نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا کیا تم نہیں ڈرتے کہنے لگے وہ سردار جو کافر تھے آپ کی قوم سے کہ (اے ہود!) ہم تو خیال کرتے ہیں کہ تم نرے نادان ہو اور ہم گمان کرتے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو ہود نے کہا اے میری قوم! نہیں مجھ میں ذرا نادانی بلکہ میں تو رسول ہوں رب العالمین کی طرف سے پہنچاتا ہوں تمہیں پیغامات اپنے رب کے اور میں تو تمہارا ایسا خیر خواہ ہوں جو دیانت دار ہوں کیا تم تعجب کرتے ہو کہ آئی تمہاری پاس نصیحت تمہارے رب کی طرف سے ایک آدمی کے ذریعے جو تم میں سے ہے تا کہ وہ ڈرائے تمہیں (عذاب الٰہی سے) اور یاد کرو جب اس نے بنا دیا تمہیں جانشین قوم نوح کے بعد اور بڑھا دیا تمہیں جسمانی لحاظ سے قد و قامت میں تو یاد کرو اللہ (تعالیٰ) کی نعمتوں کو شاید تم کامیاب ہو جاؤ وہ کہنے لگے (اے ہود!) کیا تم اس لیے آئے ہو ہمارے پاس کہ ہم عبادت کریں ایک اللہ کی اور چھوڑ دیں ان (معبودوں) کو جن کی عبادت کیا کرتے تھے ہمارے باپ دادا۔ سو لے آؤ ہم پر وہ (عذاب) جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو اگر تم سچے ہو ہود (علیہ السلام) نے کہا واجب ہو گیا تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب۔ کیا تم جھگڑا کرتے ہو مجھ سے ان ناموں کے بارے میں جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (حالانکہ) نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کوئی سند۔ سو تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ''وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ ان کے دینی بھائی نہیں تھے بلکہ ان کے نسبی بھائی تھے۔ چونکہ آپ یعنی حضرت ہود علیہ السلام ان میں سے تھے اس لیے آپ کو ان کا بھائی کہا گیا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت شرقی بن قطامی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کا اسم گرامی عابر بن شالخ بن ارفشخد بن سام بن نوح علیہ السلام ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ہود علیہ السلام کا تعلق حضر موت کے ایک قبیلہ بنی عبد الضخم سے تھا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ہود علیہ السلام وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے عربی زبان میں گفتگو فرمائی۔ آپ کے ہاں

چار صاحبزادے پیدا ہوئے: قحطان، مقط، قاحط اور فالغ اور یہی ابومضر (یعنی قبیلہ مضر کے جداعلیٰ) ہیں اور قحطان ابوالیمن ہیں اور باقیوں کی کوئی نسل نہیں چلی۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے مقاتل کی سند سے حضرت ضحاک سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن اسحاق کی سند سے مخصوص افراد سے اور کلبی کی سند سے نقل کیا ہے کہ ان تمام نے کہا: عاد بت پرست تھے۔ وہ انہی کی عبادت کرتے تھے۔ انہوں نے کئی بت بنا رکھے تھے مثلا ود، سواع، یغوث اور نسر۔ انہوں نے ایک بت بنایا، اسے صمود کہا جاتا تھا اور ایک بت کو ہتار کہا جاتا تھا۔ ایسے ہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا۔ حضرت ہود علیہ السلام جس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اسے خلود کہا جاتا تھا۔ آپ نسب کے اعتبار سے شریف اور شکل وصورت کے اعتبار سے انتہائی حسین اور وجیہ تھے۔ آپ جسمانی اعتبار سے اپنے زمانے کے لوگوں کی نسبت سفید جسم رکھتے تھے۔ باریش تھے اور آپ کی داڑھی مبارک خاصی طویل تھی۔ تو آپ نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کریں اور لوگوں پر ظلم وستم ڈھانے سے باز آجائیں۔ آپ نے اس کے علاوہ انہیں کوئی حکم نہیں دیا اور نہ ہی انہیں کسی شریعت اور نماز کی طرف دعوت دی۔ لیکن انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور آپ کو جھٹلا دیا۔ قوم نے کہا قوت کے اعتبار سے کون ہم سے زیادہ طاقت ور اور بہادر ہے؟ سو اسی بنا پر جو ہود علیہ السلام کو ان کا بھائی قرار دیا گیا ہے تو صرف اس وجہ سے کہ آپ ان کی قوم میں سے تھے ورنہ دین کے اعتبار سے آپ ان کے بھائی نہ تھے۔ آپ نے فرمایا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یعنی اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانو اور تم اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ بناؤ۔ اس کے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں ہے۔ کیا تم نہیں ڈرتے یعنی تم کیسے ہو کہ ڈرتے نہیں ہو اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے بعد تمہیں زمین کا رہائشی بنایا۔ پس تم کیسے ہو کہ عبرت حاصل نہیں کرتے کہ تم ایمان لے آؤ۔ حالانکہ تم اس عذاب کو جانتے ہو جو نوح علیہ السلام کی قوم پر نازل ہوا جب کہ انہوں نے نافرمانی کی؟ اور تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ ان کے گھر ریت کے بنے ہوئے تھے اور وہ یمن میں عمان اور حضرموت کے درمیان آباد تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے ساری زمین میں فساد برپا کیا اور زمین کے باسیوں پر اپنی وافر قوت کے سبب غلبہ پالیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن خثیم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم عاد یمن اور شام کے درمیان چیونٹیوں کی مثل تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قوم عاد کے لوگ یمن میں ریت کے گھروں میں آباد تھے۔ اور ''وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ'' کی تفسیر میں سدی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو ختم کیا اور ان کے بعد تمہیں ان کا جانشین بنایا اور جسمانی لحاظ سے قد وقامت میں (یعنی لمبا ہونے میں) تمہیں بڑھا دیا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قوم عاد کا ایک آدمی ان کے ہاتھوں کے مطابق ساٹھ ہاتھ لمبا تھا اور اس آدمی کی کھوپڑی (سر) بہت بڑے قبے (گنبد) کی مثل تھی اور آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ درندے ان میں بچے جن سکتے تھے اور نتھنے بھی اسی طرح تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً" کے ضمن میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ لوگ بارہ بارہ ہاتھ لمبے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں ایسا آدمی بھی تھا کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جسمانی اعتبار سے ایک آدمی کا قد اسی باع تھا۔ (باع سے مراد دو بازوؤں کو پھیلانے کی مقدار ہے یہ تقریباً چھ فٹ ہوتی ہے) ان میں گندم کا ایک دانہ گائے کے گردے کی مثل تھا اور ایک انار کے چھلکے میں دس افراد بیٹھ سکتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بَصْۜطَةً مراد شدۃ یعنی قوت وطاقت ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر قوم عاد کا ایک آدمی ہوتا کہ وہ پتھر سے دروازے کا ایک پٹ بنا دیا۔ تو پھر اگر اس امت کے پانچ سو آدمی بھی اسے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے جمع ہو جائیں تو وہ یہ طاقت نہیں رکھتے اور اگر ان میں سے کوئی آدمی اپنا پاؤں زمین میں داخل کر دے تو تو اس کے اندر ہی گھس جائے۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ موفقیات میں حضرت ثور بن زید دیلمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایک کتاب پڑھی (اس میں لکھا تھا) میں شداد بن عاد ہوں، میں وہ ہوں جس نے بلند و بالا عمارتیں بنائیں۔ میں وہ ہوں جس نے وادی کے بطن سے بدر (ماہ تمام) کو روک دیا اور میں وہ ہوں جس نے سمندر میں نو ہاتھ فاصلے پر خزانہ دفن کیا جسے امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے سوا کوئی نہیں نکال سکے گا۔

امام ابن بکار رحمہ اللہ نے حضرت ثور بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں یمن آیا تو اچانک میری نظر ایک آدمی پر پڑی جس سے بڑھ کر طویل آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ تو اس پر مجھے تعجب ہوا۔ انہوں نے کہا: تو تعجب کر رہا ہے کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا: قسم بخدا! اس سے طویل آدمی میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! ہم نے ایک پنڈلی یا ایک بازو پایا ہے۔ ہم نے اس ذراع کے ساتھ اس کی پیمائش کی ہے تو ہم نے اسے سولہ ذراع پایا ہے۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ نے کہا: پہلے زمانے میں چار سو سال گزر جاتے تھے اور کسی ایک جنازے کے بارے بھی نہیں سنائی دیتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الاء اللہ کا معنی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں اور رجس کا معنی ناراضگی ہے (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 62-255

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ" قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ" کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر عذاب آگیا۔ رجس کا لفظ قرآن کریم میں جہاں بھی واقع ہے اس کا معنی عذاب ہے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا مجھے رجس اور غضب کے بارے بتایئے؟ تو آپ نے فرمایا: رجس کا معنی لعنت اور غضب کا معنی عذاب ہے۔ تو انہوں نے استفسار کیا، کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو اس طرح کہتے نہیں سنا:

إِذَا سَنَةٌ كَانَتْ بِنَجْدٍ مُحِيطَةً وَكَانَ عَلَيْهِمْ رِجْسُهَا وَ عَذَابُهَا

"جب خشک سالی نجد کو گھیرے ہوئے تھی اور ان پر اس کا غضب اور اس کا عذاب تھا"۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٢﴾

"پھر ہم نے نجات دے دی ہود کو اور جو ان کے ہمراہ تھے اپنی خاص رحمت سے اور ہم نے کاٹ کر رکھ دی جڑ ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلا دیا ہماری آیتوں کو اور نہ تھے وہ ایمان لانے والے"۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رحمہ اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عقیم (تباہ و برباد کردینے والی ہوا) کی طرف وحی فرمائی کہ وہ قوم عاد پر چلے اور ان سے اس کا انتقام لے وہ بیل کے نتھنے کی مقدار بغیر کیل کے نکلی، یہاں تک کہ مشرق و مغرب کے درمیان ساری زمین کانپ گئی۔ تو خزان (خازن الامیر) نے کہا: اے ہمارے رب! ہم اسے ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر یہ اسی حالت پر نکلتی رہی تو زمین کے مشارق و مغارب کے مابین ہر شے کو ہلاک اور تباہ و برباد کردے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ واپس لوٹ آ، تو وہ واپس لوٹ گئی۔ پھر انگوٹھی کے حلقے کے سوراخ کی مقدار نکلی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کی طرف یہ وحی فرمائی کہ وہ اپنے مومنین کو لے کر ایک باڑے میں علیحدگی اختیار کرلیں۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت قوم سے علیحدہ ہوگئے اور آپ نے ان کے ارد گرد خط کھینچ دیا۔ پھر ہوا آئی مگر وہ حضرت ہود علیہ السلام کے باڑے میں داخل نہ ہوئی اور نہ ہی اس نے خط سے تجاوز کیا۔ ان پر صرف اتنی مقدار میں ہوا چلی جس سے ان کے نفوس لطف اندوز ہوں اور ان کی جسمانی جلدیں نرم رہیں۔ لیکن قوم عاد سے زمین و آسمان کے درمیان پوری شدت کے ساتھ چلتے ہوئے گزری اور انہیں پتھروں کے ساتھ زخمی کرتی گئی اور اللہ تعالیٰ نے سانپوں اور بچھوؤں کو حکم دیا کہ وہ ان کے راستوں پر بیٹھ جائیں اور قوم عاد کے کسی فرد کو وہاں سے گزرنے نہ دیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف ہوا کو بھیجا تو حضرت ہود علیہ السلام اپنے ساتھ اہل ایمان کو لے کر ایک باڑہ میں علیحدہ ہوگئے اور ان پر ہوا صرف اتنی مقدار میں ہی پہنچی جس سے ان کی جلدیں نرم رہیں اور ان کے نفوس لذت اندوز ہوسکیں۔ لیکن قوم عاد پر وہ اتنی شدت سے چلتی رہی کہ وہ

انہیں زمین و آسمان کے درمیان اٹھالیتی اور پتھروں کے ساتھ ان کے سر پنخ دیتی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا "وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا" کا معنی ہے ہم نے انہیں نیست و نابود کر دیا جنہوں نے جھٹلایا (1)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ہزین بن حمزہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے رب سے یہ عرض کی کہ وہ انہیں قوم عاد کا کوئی آدمی دکھائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے ایک آدمی کو پردے سے ظاہر کیا۔ تو اس کا سر مدینہ میں تھا اور پاؤں ذی الحلیفہ میں یعنی اس کی لمبائی چار میل تھی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا گیا۔ تو جب حضرت ہود علیہ السلام کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا "ذاک خلیل اللہ" وہ تو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

امام احمد، ابو یعلی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حج پر تشریف لے گئے تو آپ کا گزر وادی عسفان کے پاس سے ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس مقام سے حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت صالح علیہ السلام سرخ اونٹوں پر گزرے ہیں ان کی مہاریں کھجور کی چھال کی تھیں۔ وہ چوغے پہنے ہوئے تھے اور ان پر دھاری دار چادریں تھیں۔ وہ تلبیہ کہتے ہوئے بیت عتیق کا حج کرنے گئے تھے (2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مقام ابراہیم، رکن اور چشمہ زمزم کے درمیان ننانوے انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام کے مزارات ہیں اور حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبور بھی اسی ٹکڑے میں ہیں (3)۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی نبی علیہ السلام کی قبر کا علم نہیں ہو سکا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر رکن اور بیت اللہ کے درمیان میزاب رحمت کے نیچے ہے۔ حضرت ہود علیہ اسلام کی قبر یمن کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے نیچے ریت میں ہے، اس پر درخت ہے۔ اور وہ جگہ انتہائی سخت گرم ہے اور تیسری حضور نبی رحمت ﷺ کی قبر انور ہے۔ بس ان تین انبیاء علیہم السلام کی قبور حق ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر مبارک حضرموت کے ایک سرخ ٹیلہ میں ہے۔ آپ کے سر کی جانب بیری کا درخت ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے عثمان بن ابی العاتکہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مسجد دمشق کا قبلہ حضرت ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔

ابو الشیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کی عمر چار سو بہتر برس تھی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 263
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 432، دار صادر بیروت
3۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 62، صفحہ 288، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 255

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے موفقیات میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ دنیا کے عجائبات چار ہیں۔ ایک شیشہ جو کہ اسکندریہ کے منارہ سے معلق ہے۔ پس بیٹھنے والا اس کے نیچے بیٹھتا ہے تو وہ وہاں سے قسطنطنیہ اور دونوں شہروں کے درمیان سمندر کے عرض کو دیکھ لیتا ہے اور ایک گھوڑا ہے جو کہ سرزمین اندلس میں تانبے کا بنا ہوا تھا، وہ اپنی ہتھیلی کو جھکا کر اپنے ہاتھ کو پھیلائے ہوئے تھا۔ یعنی اس کے پیچھے والے پاؤں نہیں تھے۔ کوئی بھی ان شہروں تک نہیں پہنچا مگر چیونٹیوں نے اسے کھالیا ہے اور ایک تانبے کا مینار ہے جو عاد کی زمین میں ہے اور اس پر تانبے کا ایک سوار ہے۔ سو جب اشہر حرام ہوتے تو اس سے پانی گرتا اور لوگ پیتے۔ خوب سیراب ہوتے اور اپنے حوض بھر لیتے اور جب اشہر حرام اختتام کو پہنچتے تو وہ پانی گرنا بھی ختم ہو جاتا اور روم کی زمین میں تانبے کا ایک درخت ہے جس پر تانبے کی ایک چڑیا ہے۔ جب زیتوں کا موسم آتا ہے تو تانبے کی چڑیا زرد پڑ جاتی۔ پھر اڑنے والی ہر چڑیا تین زیتون لے کر آتی۔ دو دو اپنے پاؤں میں اور ایک زیتون اپنی چونچ میں۔ یہاں تک کہ وہ اس تانبے کی چڑیا پر آکر پھینکتیں اور اہل روم انہیں نچوڑ لیتے جو تیل انہیں آنے والے موسم سرما تک اپنے کھانے کے لیے اور چراغوں میں جلانے کے لیے کافی ہو جاتا۔

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً
فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ
اَلِیْمٌ ﴿۷۳﴾ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِی
الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُیُوْتًا ۚ
فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَ لَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ الْمَلَاُ
الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ
اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ
مُؤْمِنُوْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۷۶﴾
فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ
اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۷۷﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ
جٰثِمِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ

نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿٧٩﴾

"اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ آپ نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا۔ بے شک آ چکی ہے تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے، یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے نشانی ہے پس چھوڑ دو اس کو کھاتی پھرے اللہ کی زمین میں اور نہ ہاتھ لگاؤ اسے برائی سے ورنہ پکڑے گا تمہیں عذاب دردناک اور یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے بنایا تمہیں جانشین عاد کے بعد اور ٹھکانا دیا تمہیں زمین میں تم بناتے ہو اس کے میدانی علاقوں میں عالی شان محل اور تراشتے ہو پہاڑوں میں مکانات۔ سو یاد کرو اللہ کی نعمتوں کو اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے کہا ان سرداروں نے جو تکبر کیا کرتے تھے ان کی قوم سے ان لوگوں کو جنہیں وہ کمزور وذلیل سمجھتے تھے جو ان میں سے ایمان لائے تھے کیا تم یقین رکھتے ہو کہ صالح رسول ہے اپنے رب کی طرف سے۔ انہوں نے کہا بے شک ہم اس پر جسے دیکر انہیں بھیجا گیا ہے ایمان لانے والے ہیں کہنے لگے وہ لوگ جو تکبر کیا کرتے تھے کہ ہم تو اس چیز کے جس پر تم ایمان لائے ہو منکر ہیں پس انہوں نے کونچیں کاٹ ڈالیں اس اونٹنی کی اور انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے اور کہا اے صالح! لے آؤ ہم پر اس (عذاب) کو جس کا تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ اگر تم اللہ کے رسولوں سے ہو پھر آلیا انہیں زلزلہ کے جھٹکوں نے تو صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں منہ کے بل گرے پڑے تھے تو (صالح نے) منہ پھیر لیا ان کی طرف سے اور (بصد حسرت) کہا اے میری قوم! بے شک پہنچا دیا میں نے تم کو پیغام اپنے رب کا اور میں نے خیر خواہی کی تمہاری لیکن تم تو پسند ہی نہیں کرتے (اپنے) خیر خواہوں کو"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مطلب بن زیاد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی لیلی سے یہودی اور عیسائی کے بارے یہ سوال کیا کہ کیا اسے بھائی کہا جاسکتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ ایک دار میں رہنے کے سبب بھائی ہے۔ لہٰذا اسے بھائی کہا جاسکتا ہے۔ اور فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا" اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا "

امام سنید، ابن جریر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت حجاج کی سند سے حضرت ابوبکر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے انہوں نے شہر بن حوشب سے اور انہوں نے حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثمود حضرت صالح علیہ السلام کی قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں آباد کیا اور انہیں بہت لمبی عمریں عطا فرمائیں حتی کہ ان میں سے کوئی مٹی سے اپنا گھر تعمیر کرتا، تو وہ منہدم ہو جاتا اور وہ آدمی ابھی تک زندہ ہوتا۔ سو جب انہوں نے ایسا ہوتے دیکھا تو انہوں نے پہاڑوں میں اپنے گھر بنانے شروع کر دیے۔ وہ پہاڑوں کو کھودتے اور انہیں کاٹ کر ان میں غاریں سی بنا لیتے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ معاشی اعتبار سے خوشحال تھے۔ تو انہوں نے کہا: اے صالح! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ کوئی ایسی نشانی ظاہر فرمائے جس کے سبب ہم یہ جان لیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام

نے اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک اونٹنی پیدا فرمائی۔ پانی پینے کے لیے ایک دن اس کے لیے اور ایک دن ان کے لیے مقرر تھا، پس جب اس کے پانی پینے کا دن ہوتا تو وہ اسے کھلی فضا میں علیحدہ لے جاتے اور اس کا دودھ دوہ لیتے اور اپنے چھوٹے بڑے سب برتن اور مشکیزے وغیرہ بھر لیتے۔ اور جب ان کے پانی پینے کا دن ہوتا تو اسے پانی سے دور بھگا دیتے اور وہ کوئی پانی نہ پی سکتی۔ جب کہ وہ خود اپنے چھوٹے بڑے سب برتن اور مشکیزے وغیرہ بھر لیتے۔

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی۔ تیری قوم عنقریب تیری اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالے گی۔ چنانچہ آپ نے انہیں فرمایا تو انہوں نے کہا ہم اس طرح کرنے والے نہیں۔ پھر آپ نے انہیں فرمایا: تم اس کی کونچیں نہیں کاٹو گے۔ عنقریب تم میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو اس کی کونچیں کاٹ ڈالے گا۔ تو انہوں نے کہا: اس پیدا ہونے والے بچے کی علامت کیا ہے؟ قسم بخدا! جونہی ہم اسے پائیں گے تو اسے قتل کر ڈالیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ بچہ اشقر (زرد سرخ رنگ والا) ازرق (نیلا) اصہب (سرخی ملا سفید رنگ) اور احمر (سرخ رنگ والا) ہوگا۔ شہر میں تو انتہائی طاقت ور اور غلبہ رکھنے والے شیخ تھے۔ ان میں سے ایک کا بیٹا تھا جو نکاح کی رغبت رکھتا تھا اور دوسرے کی بیٹی تھی جس کے لیے وہ کوئی ہم کفو مرد نہیں پا رہا تھا۔ وہ دونوں ایک مجلس میں اکٹھے ہوئے۔ تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: تیرے لیے کون سی شے مانع ہے کہ تو اپنے بیٹے کی شادی نہیں کر رہا؟ تو اس نے جواب دیا: میں اس کے لیے کوئی ہم کفو لڑکی نہیں پا رہا۔ تو اس نے کہا: میری بیٹی اس کی ہم کفو ہے۔ میں تجھے شادی کر دیتا ہوں۔ سو اس نے اس سے شادی کر دی۔ تو ان دونوں کے ملنے سے وہ بچہ پیدا ہوا۔ اس وقت شہر میں آٹھ گروہ تھے جو زمین میں فساد پھیلا رہے تھے۔ جب حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں فرمایا کہ اس کی کونچیں کاٹنے والا تمہیں میں پیدا ہوگا۔ تو انہوں نے گاؤں سے آٹھ دایاں عورتیں چنیں اور ان کے ساتھ پولیس مقرر کی کہ وہ سارے شہر میں چکر لگائیں اور جب وہ کسی عورت کو درد میں مبتلا دیکھیں تو پھر نظر رکھیں کہ اس کے ہاں کیا پیدا ہوا ہے؟ اگر پیدا ہونے والا بچہ ہو تو پھر اسے خوب الٹ پلٹ کر کے دیکھیں کہ وہ کیسا ہے؟ اور اگر وہ بچی ہو تو اس اعراض برت لیں۔

چنانچہ انہوں نے جب اس بچے کو پالیا تو ان عورتوں نے خوب شور مچایا کہ یہی وہ بچہ ہے جس کی نشاندہی اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت صالح علیہ السلام نے کی ہے۔ تو پولیس نے اسے اٹھانے کا ارادہ کیا، مگر اس کا دادا ان کے درمیان حائل ہو گیا اور کہا: اگر صالح علیہ السلام نے اسی کا ارادہ کیا ہے تو ہم خود اسے قتل کریں گے۔ یہ ایک شریر بچہ تھا۔ وہ ایک دن میں اتنا بڑھتا تھا جتنا دوسرے بچے ایک ہفتے میں بڑھتے ہیں۔ وہ ایک ہفتہ میں اتنی نشو ونما پالیتا تھا جتنی دوسرے بچے ایک مہینہ میں نشو ونما پاتے ہیں اور وہ ایک مہینہ میں اتنا بڑھتا تھا جتنا دوسرے عام بچے ایک سال میں بڑھتے تھے۔ پس وہ آٹھ گروہ جو زمین میں فساد پھیلاتے تھے اور اصلاح نہیں کرتے تھے وہ جمع ہوئے اور وہ دونوں شیخ بھی ان میں شامل ہوئے۔ تو انہوں نے کہا: اس بچے کے مقام ومرتبہ اور اس کے دادا کی عظمت وشرف کی وجہ سے اس بچے کو ہم پر عامل بنا دیجئے۔ حضرت صالح علیہ السلام گاؤں میں ان کے ساتھ نہیں سوتے تھے۔ بلکہ وہ رات اپنی مسجد میں گزارتے تھے اور جب صبح ہوتی تو ان کے پاس آتے اور انہیں وعظ ونصیحت فرماتے۔ جب شام ہوتی تو اپنی عبادت گاہ کی طرف نکل جاتے اور وہیں رات گزارتے۔

حضرت حجاج اور ابن جریج رحمہما اللہ نے کہا ہے کہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں یہ فرمایا کہ عنقریب ایک بچہ پیدا ہوگا جس کے ہاتھ پیر تمہاری ہلاکت اور بربادی ہوگی۔ تو انہوں نے کہا: پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں تمہیں انہیں قتل کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک کے سوا سب بچوں کو قتل کر ڈالا۔ آپ نے فرمایا: جب وہ بچہ بالغ ہوا تو انہوں نے کہا: اگر ہم اپنی اولاد کو قتل نہ کرتے تو ہم میں سے ہر آدمی کے لیے اسی کی مثل (نوجوان لڑکا) ہوتا۔ یہ صالح کا عمل ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپس میں آپ کو قتل کرنے کے لیے مشاورت کی اور کہا: ہم مسافر بن کر نکلیں گے اور لوگ ہمیں ظاہراً اس حالت پر دیکھیں گے۔ پھر ہم فلاں مہینے کی فلاں رات کو واپس لوٹیں گے اور اس کی عبادت گاہ کے قریب گھات لگا کر بیٹھ جائیں گے اور انہیں قتل کر دیں گے اور لوگ یہ گمان کریں گے کہ ابھی تک ہم سفر پر ہی ہیں جیسے پہلے تھے۔ چنانچہ وہ آئے اور آپ کی تاک میں بیٹھنے کے لیے ایک چٹان کے نیچے داخل ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس چٹان کو ان پر گرا دیا اور اس نے انہیں کچل ڈالا۔ پس انہوں نے کچلی ہوئی حالت میں صبح کی۔ جیسے جیسے ان کے بارے لوگوں کو اطلاع ہوئی تو وہ ان کی طرف چلے اور انہیں دیکھا کہ وہ سب کچلے پڑے ہیں۔ لوگ چیختے چلاتے گاؤں کی طرف واپس لوٹے۔ اے اللہ کے بندو! کیا صالح اس پر راضی نہیں ہوا کہ اس نے انہیں اپنے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے انہیں قتل کر دیا؟ چنانچہ اونٹنی کو مارنے کے لیے گاؤں کے تمام کے تمام لوگ جمع ہوئے۔ پھر ڈر کے مارے اس سے پیچھے ہٹ گئے۔ مگر اس دس سالہ بچے نے (اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں)

پھر بات رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کی طرف لوٹتی ہے، فرمایا: انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ مکر و فریب کا ارادہ کیا اور چل پڑے یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السلام کے راستے میں ایک گھاٹ پر آ پہنچے۔ اور آٹھ افراد اس میں چھپ گئے اور کہنے لگے: جب آپ ہماری طرف نکل کر آئیں گے تو ہم انہیں قتل کر دیں گے۔ پھر ہم ان کے گھر والوں کے پاس آئیں گے اور ان کے ساتھ رات گزاریں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا، تو وہ ان پر ہموار ہو گئی۔ (یعنی وہ اس کے نیچے دب گئے) پھر وہ اکٹھے ہو کر ناقہ کی طرف چل پڑے۔ وہ اس وقت اپنے حوض پر کھڑی تھی۔ تو ایک بدبخت انسان نے ان میں سے ایک کو کہا تو اس کے پاس آ اور اس کی کونچیں کاٹ دے۔ چنانچہ وہ ناقہ کے پاس آیا۔ مگر اس کام کو بہت بڑا کام سمجھ کر پیچھے ہٹ گیا۔ پھر اس نے دوسرے کو بلایا تو اس نے بھی اسے انتہائی عظیم عمل سمجھ کر اس سے انکار کر دیا۔ الختصر اس نے کئی افراد کو بلایا مگر کسی نے بھی ایسا کرنے کی جرأت نہیں کی۔ یہاں تک کہ وہ خود چل کر اس کی طرف گیا اور بڑی تیزی کے ساتھ جا کر اس کی کونچوں پر ضرب لگائی۔ جس کے نتیجہ میں ناقہ گر گئی اور پاؤں مارنے لگی۔ تو اسی دوران ان میں سے ایک آدمی کی نظر حضرت صالح علیہ السلام پر پڑی تو آپ کو بلا کر کہا: اپنی ناقہ کو دیکھ لو، اس کی کونچیں کاٹ دی گئی ہیں۔ پس آپ آئے تو وہ نکل کر آپ سے ملاقات کرنے لگے اور آپ سے معذرت کرنے لگے، اے اللہ کے نبی! فلاں نے اس کی کونچیں کاٹی ہیں، اس لیے ہمارا اس میں کوئی گناہ نہیں۔

آپ نے فرمایا: تم دیکھو کیا تم اس کے بچے کو پا لو گے؟ سو اگر تم نے اسے پا لیا تو قریب ہے اللہ تعالیٰ تم سے عذاب اٹھا

لے۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں نکل پڑے۔ پھر جب بچے نے اپنی ماں کو تڑپتے ہوئے دیکھا۔ تو وہ پہاڑ کی طرف آ گیا جسے القارۃ قصیر کہا جاتا ہے اور اس کے اوپر چڑھ گیا۔ وہ لوگ اس کے پیچھے گئے تا کہ اسے پکڑ لیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو حکم دیا، تو وہ آسمان کی طرف اتنا بلند ہو گیا کہ اس پر کوئی پرندہ بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ حضرت صالح علیہ السلام گاؤں میں تشریف لے گئے۔ جب ناقہ کے بچے نے آپ کو دیکھا تو رو پڑا یہاں تک کہ اس کے آنسو بہہ پڑے۔ پھر وہ آپ کی طرف متوجہ ہوا اور خوب شدت سے بلبلایا، پھر دوسری بار اور پھر تیسری بار بھی اسی طرح بلبلایا۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: ہر بار بلبلانے کے بدلے ایک موت ہے۔ پس تم تین دن تک اپنے گھروں میں لطف اندوز ہو لو۔ اور یہ ایسا وعدہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ خبردار! عذاب کی نشانی یہ ہے کہ پہلے دن تمہارے چہرے زرد ہو جائیں گے۔ دوسرے دن سرخ ہو جائیں گے اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب انہوں نے صبح کی تو ان کے چھوٹے، بڑے اور مردوں اور عورتوں کے چہرے اس طرح زرد ہو چکے تھے گویا ان پر زعفران کا طلا کر دیا گیا ہے۔ جب شام ہوئی تو وہ سارے کے سارے چیخنے چلانے لگے: موت کا ایک دن گزر گیا اور عذاب تم پر آ چکا ہے۔ پھر جب انہوں نے دوسرے دن کی صبح کی تو ان کے چہرے اس طرح سرخ ہو چکے تھے گویا انہیں خون سے رنگ دیا گیا ہے۔ وہ چیخ و پکار کرنے لگے، شور و غوغا مچانے لگے اور رونے لگے اور انہیں یہ یقین ہو گیا کہ یہ عذاب ہے۔ پھر جب شام ہوئی تو مل کر چیخ و پکار کرنے لگے کہ ہمارے مقررہ وقت میں سے دو دن گزر گئے اور عذاب آ چکا ہے اور جب انہوں نے تیسرے دن کی صبح کی تو ان کے چہرے اس طرح سیاہ ہو چکے تھے گویا ان پر تارکول کا طلا کر دیا گیا ہو، وہ سارے کے سارے چلائے خبردار! تم پر عذاب آ چکا ہے پس انہوں نے کفن پہن لیے اور حنوط لگا لیا۔

ان کا حنوط صبر (ایلوا) اور مغر (گوند) تھا اور ان کے کفن چمڑے کے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا اور وہ اپنی آنکھوں کو ادھر ادھر پھیرانے لگے۔ کبھی وہ آسمان کی طرف دیکھتے اور کبھی زمین کی طرف۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ ان پر عذاب کہاں سے آئے گا۔ کیا آسمان سے ان کے اوپر عذاب آئے گا یا پاؤں کے نیچے سے زمین کی طرف سے۔ یعنی کیا انہیں زمین میں دھنسایا جائے گا یا ان کے اوپر پتھر برسائے جائیں گے؟ پھر جب انہوں نے چوتھے دن کی صبح کی، تو ان کے اوپر آسمان کی جانب سے ایک سخت آواز آئی، اس میں ہر قسم کی گرج کی آواز بھی تھی اور زمین میں بولنے والی ہر شے کی آواز بھی تھی۔ اس کے ساتھ ان کے سینوں میں دل کٹ گئے اور وہ اپنے گھروں میں ہی زمین پر پڑے رہ گئے (1)۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الطفیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قوم ثمود نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا: ہمارے پاس کوئی نشانی (معجزہ) لے آئیں اگر آپ سچے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: چلو۔ پس وہ آپ کے ساتھ زمین کے ایک بلند حصے (چھوٹا سا پہاڑ) کی طرف نکل کر گئے۔ تو اس پر وہ کیفیت طاری ہوئی جو حاملہ عورت پر دردزہ کے وقت طاری ہوتی ہے۔ پھر وہ زمین پھٹ گئی تو اس کے اندر سے ایک اونٹنی باہر آئی۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں فرمایا "هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 617 (4069) دار الکتب العلمیہ بیروت

تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ '' اور جب انہوں نے اکتا کر اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو پھر آپ نے فرمایا'' فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ (ہود)'' تو صالح نے فرمایا لطف اٹھا لو اپنے گھروں میں تین دن تک۔ یہ (اللہ کا) وعدہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا'' (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس وقت انہوں نے ناقہ کی کونچیں کاٹیں تو حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں فرمایا: تین دن تک لطف اٹھالو۔ پھر آپ نے انہیں فرمایا: تمہارے عذاب کی نشانی یہ ہے کہ کل صبح تمہارے چہرے زرد ہوں گے، پھر دوسرے دن سرخ ہو جائیں گے اور پھر تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ تو ان کے چہرے اسی طرح ہو گئے۔ پس جب تیسرا دن آیا تو انہیں ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ تو انہوں نے کفن پہن لیے اور حنوط لگا لیا۔ پھر ایک کرخت چیخ نے انہیں آلیا اور انہیں ساکت کر دیا اور ناقہ کی کونچیں کاٹنے والے نے کہا: میں اسے قتل نہیں کروں گا یہاں تک کہ تمام کے تمام راضی ہو جائیں۔ پس وہ پردہ دار عورتوں کے پاس بھی گئے اور انہیں جا کر کہا کیا تم اس پر راضی ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہاں اور بچوں کے پاس بھی گئے۔ حتی کہ تمام نے رضامندی کا اظہار کر دیا۔ تو انہوں نے ناقہ کی کونچیں کاٹ ڈالیں (2)۔

امام احمد، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام حجر پر اترے تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! اپنے نبی سے علامات اور معجزات کا مطالبہ نہ کرو۔ کیونکہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف کوئی نشانی بھیج دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اونٹنی کو بھیج دیا۔ وہ اس درے سے آئی تھی اور اپنی باری کے دن ان کا سارا پانی پی جاتی تھی اور جس دن اس کی باری نہیں ہوتی تھی وہ اس کا دودھ اس طرح دوہتے تھے جیسا کہ وہ اس سے پانی لے رہے ہیں اور اسی درے سے واپس جاتی تھی۔ پھر انہوں نے اپنے رب کے امر سے سرکشی اختیار کر لی اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تین دن کے بعد ان پر عذاب لانے کا وعدہ کیا اور یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا جسے جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ پھر ان کے اوپر ایک کرخت قسم کی چیخ آئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے جو زمین کے مشارق و مغارب میں تھے سب کو ہلاک کر دیا۔ مگر ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے حرم میں تھا اور حرم الٰہی نے اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لیا۔ تو عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ابورغال۔ تو جب وہ بھی حرم سے باہر نکلا تو پھر اس تک بھی وہ عذاب پہنچا جو اس کی قوم پر آیا تھا (3)۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسی کی مثل حضرت ابن طفیل سے مرفوع حدیث نقل کی ہے (4)۔

امام احمد اور ابن منذر نے حضرت ابوکبشہ انماری سے یہ قول بیان کیا ہے۔ جب غزوۂ تبوک کے وقت قوم اہل حجر کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 264 دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 83 (913) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 371 (3304) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 80-279

طرف تیزی سے چلتے ہوئے ان کے پاس پہنچے، تو لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ نماز تیار ہے۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو اس وقت آپ فرما رہے تھے کیونکر وہ ایسی قوم پر داخل ہوتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا ہے؟ تو ایک آدمی نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ﷺ ہم ان پر تعجب کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سے بھی زیادہ تعجب خیز امر کی خبر نہ دوں؟ تم میں سے ایک آدمی ہے جو تمہیں ان واقعات کی خبر دیتا ہوں جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں اور ان کی بھی جو تمہارے بعد ہونے والے ہیں۔ سیدھی راہ پر استقامت اختیار کرو اور مضبوط رہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ تم پر کسی شے کا عذاب آجائے اور عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم لائے گا جو اپنے آپ سے کسی شے کا دفاع نہیں کر سکیں گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ ثمودیوں نے جب ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں تو آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارہ کرنے لگے اور کہنے لگے: تم پر لازم ہے کہ اس کے بچے کو پکڑ لو۔ لیکن اونٹنی کا بچہ تو قارہ پہاڑ پر چڑھ گیا۔ یہاں تک کہ جب دن ہوا، تو اس نے منہ قبلہ شریف کی طرف کیا اور کہا: یا رب میری ماں، یا رب میری ماں، یا رب میری ماں۔ تو اس وقت ان پر سخت اور کرخت چیخ بھیج دی گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب ناقہ کی کونچیں کاٹ دی گئیں تو اس کا بچہ پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا اور وہاں بلبلایا۔ پس جس شے نے بھی اسے سنا وہ ہلاک اور برباد ہو گئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ناقہ کو قتل کر دیا تو آپ نے انہیں فرمایا: بلاشبہ تم پر عذاب آنے والا ہے۔ تو انہوں نے پوچھا: اس کی علامت کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: پہلے دن تمہارے چہرے سرخ ہو جائیں گے، دوسرے دن زرد اور تیسرے دن سیاہ ہو جائیں گے۔ سو جب پہلے دن انہوں نے صبح کی تو ان کے چہرے سرخ ہو چکے تھے اور جب دوسرا دن آیا تو ان کے چہرے زرد ہو گئے تھے۔ پھر جب تیسرا دن آیا تو ان کے چہرے سیاہ ہو گئے۔ تو اب انہیں عذاب کا یقین ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے حنوط لگا لیا اور کفن پہن لیے اور اپنے گھروں میں مقیم ہو گئے۔ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ان پر ایک سخت چیخ لگائی جس کے سبب ان تمام کی روحیں بدنوں سے نکل گئیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف بھیجا۔ آپ نے انہیں دعوت حق دی اور انہوں نے آپ کو جھٹلا دیا اور یہ درخواست کر دی کہ آپ ان کے پاس کوئی نشانی (معجزہ) لے آئیں۔ پس آپ اونٹنی لے کر ان کے پاس آئے۔ پانی پینے کے لیے ایک دن اس کے لیے مقرر تھا اور ایک دن ان کے لیے۔ تو ان تمام نے اس کا اقرار کر لیا۔ ناقہ کے لیے پانی پینے کا ایک دن مقرر تھا جس میں وہ پانی پیا کرتی تھی۔ دو پہاڑوں کے درمیان ایک نہر تھی اور اس مقام سے دونوں پہاڑ بہت تنگ تھے۔ اس نہر پر ناقہ کا نشان قیامت تک باقی رہے گا۔ پانی پینے کے بعد وہ ناقہ واپس آئی اور ان کے لیے ٹھہری رہتی یہاں تک کہ وہ دودھ دوھ لیتے۔ اور وہ انہیں خوب سیراب کرتی۔ اور جس دن وہ پانی پینے کے لیے آتے تو وہ نہ آتی، ناقہ کے ساتھ اس کا ایک بچہ بھی تھا۔ تو حضرت صالح علیہ السلام نے انہیں فرمایا: اس مہینے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 231، دار صادر بیروت

میں تمہارے ہاں ایک بچہ ہوگا اور اس کے ہاتھ پر (یعنی اس کے سبب) تم ہلاک ہو جاؤ گے۔ تو اس مہینے میں ان میں سے نو افراد کے گھر بچے پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو ذبح کر دیا پھر دسویں آدمی کے گھر بیٹا پیدا ہوا، تو اس نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ اس کے پاس اس سے قبل کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس دسویں بچے کا باپ سرخ نیلا تھا۔ یہ بچہ بہت تیزی سے نشو ونما پاتا رہا۔ جب کبھی یہ ان نو افراد کے پاس سے گزرتا اور وہ اسے دیکھتے تو کہتے۔ اگر ہمارے بیٹے بھی زندہ ہوتے تو اس کی مثل ہوتے۔ چنانچہ یہ تمام افراد حضرت صالح علیہ السلام پر غضب ناک اور ناراض ہوئے۔

امام ابن منذر نے بیان کیا کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا "وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ" کا معنی ہے تم اس کی کونچیں نہ کاٹو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا "وَّتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا" کا معنی ہے کہ وہ پہاڑوں میں سوراخ کر کے گھر بنایا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ "وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ" کا معنی ہے کہ انہوں نے باطل میں غلو اختیار کیا اور رجفة کا معنی چیخ ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ "فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ" کا مفہوم یہ ہے کہ سارے کا سارا لشکر اپنے اپنے گھروں میں (مردہ ہو گیا)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن زید سے بیان کیا ہے کہ جٰثِمِيْنَ کا معنی میتین (مردہ) ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ نے کہا جٰثِمِيْنَ کا معنی میتین ہے یعنی وہ اپنے گھروں میں مردہ ہو گئے۔

امام عبد الرزاق اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ثمودیوں نے ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں تو اس کا بچہ چلا گیا اور ایک پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس نے کہا: اے میرے رب! میری ماں کہاں ہے؟ وہ سخت بلبلایا۔ تو اس وقت ایک شدید اور کرخت آواز نازل ہوئی اور اس نے ان تمام کو ہلاک کر دیا (3)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عمار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے ناقہ کا سوال کیا پھر اس کے پاس آئے اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ اور بنی اسرائیل نے مائدہ (دستر خوان) کا سوال کیا، وہ ان پر نازل ہوا۔ تو انہوں نے اس کے ساتھ کفر اختیار کیا۔ بلاشبہ تمہاری آزمائش اور فتنہ درہم و دینار میں ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں نے نجات حاصل کر لی تو آپ نے فرمایا: اے میری قوم! یہ ایسی جگہ ہے جہاں اس کے باسیوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب اور عذاب ہوا ہے۔ لہٰذا تم یہاں سے کوچ کر جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے حرم اور ان کے امن کے ساتھ جا ملو (یعنی سرزمین حرم میں جا کر رہو)۔ پس انہی ساعتوں میں انہوں نے حج کا چاند دیکھا اور وہ چل پڑے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو گئے اور پھر یہیں مقیم رہے۔ یہاں تک کہ اس مقدس شہر میں فوت ہوئے اور ان کی قبور کعبہ معظمہ کے مغرب میں واقع ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 73-272 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 274

3۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 82، (912) دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ﴿۸۰﴾ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ﴿۸۱﴾ وَ مَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ﴿۸۲﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖؗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ﴿۸۳﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ﴿۸۴﴾

''اور (بھیجا ہم نے) لوط کو جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے کہ کیا تم کیا کرتے ہو ایسی بے حیائی (کا فعل) جو تم سے پہلے کسی نے نہیں کیا ساری دنیا میں بے شک تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم لوگ تو حد سے گزرنے والے ہو اور نہ تھا کوئی جواب ان کی قوم کے پاس سوائے اس کے کہ وہ بولے باہر نکال دو انہیں اپنی بستی سے یہ لوگ تو بڑے پاکباز بنتے ہیں پس ہم نے نجات دے دی لوط کو اور ان کے گھر والوں کو بجز ان کی بیوی کے، وہ ہوگئی پیچھے رہ جانے والوں سے اور برسایا ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینہ تو دیکھو کیسا (عبرت ناک) انجام ہوا مجرموں کا''۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن صرد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا تھے (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کو بستیوں کی طرف بھیجا گیا اور لوط علیہ السلام کی بستیاں چار شہروں پر مشتمل تھیں یعنی سدوم، امورا، عامورا اور صبویر۔ ہر بستی میں ایک لاکھ جنگجو تھے اور ان میں سے سب سے بڑا شہر سدوم تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام اسی میں سکونت پذیر تھے۔ یہ شہر ملک شام کے شہروں میں سے ہے اور فلسطین سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر ہے۔ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام لوط بن ہاران بن تارح کے چچا تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو وعظ و نصیحت فرماتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قوم لوط کو مہلت دیتا رہا اور انہوں نے اسلام کا پردہ چاک کر دیا اور محارم کی آبروریزی کرنے لگے اور فاحشہ کبریٰ (لواطت) کا ارتکاب کرنے لگے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گدھوں پر سوار ہو کر قوم لوط کے شہروں میں تشریف لائے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی۔ لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد آپ اپنے گدھے پر آتے تھے اور سدوم کی طرف دیکھ کر فرماتے: اے سدوم! اللہ تعالیٰ کی جانب سے تیرے لیے کون سا دن مقرر ہے۔ بلاشبہ اس

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 50، صفحہ 308، دارالفکر بیروت

نے تمہیں منع فرمایا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہ دو۔ یہاں تک کہ مقررہ وقت آپہنچا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔ وہ مردوں کی صورت میں اترے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ کر رکے۔ اس وقت آپ اپنے کھیت میں زمین کی پیائش کر رہے تھے۔ جب پانی آپ کی زمین کے کھال میں پہنچا تو آپ نے اپنا پیمانہ زمین میں گاڑ دیا اور اس کے پیچھے کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی۔ جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف دیکھا تو کہا: اگر اللہ تعالیٰ کسی کو خلیل بنانا چاہتا تو وہ بالیقین اس بندے کو خلیل بناتا۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیل بنالیا ہے(1)۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، بیہقی رحمہم اللہ نے ذم الملاہی والشعب میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ" کا مفہوم یہ ہے کہ کیا تم مردوں کی دبروں میں بے حیائی کا فعل کیا کرتے ہو(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ" کی تفسیر میں حضرت عمرو بن دینار نے کہا کہ کسی مرد نے مرد کے ساتھ اس طرح کی بے حیائی کا فعل نہیں کیا تھا یہاں تک قوم لوط آئی (اور اس نے اس کا ارتکاب کیا)(3)

امام ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابوصخرہ جامع بن شداد رحمہ اللہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ قوم لوط میں لواطت کا عمل مردوں میں شروع ہونے سے قبل، عورتوں میں چالیس برس تک جاری رہا(4)۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے ایسے آدمی کے بارے پوچھا گیا جو عورت کے ساتھ دبر کے راستے سے ملاپ کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا اس کا آغاز قوم لوط نے کیا تھا۔ پہلے مردوں نے یہ فعل عورتوں کے ساتھ کیا اور پھر یہی فعل مردوں نے مردوں کے ساتھ کیا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے منبر پر فرمایا: مجھ سے سوال کرو۔ تو ابن الکواء نے کہا: کیا عورتوں کے ساتھ ان کی دبروں میں اختلاط کیا جاسکتا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ گھٹیا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرے، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا "اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ"(6)

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ شے جس نے انہیں عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ بے حیائی کا فعل کرنے پر ابھارا وہ یہ تھی کہ ان کے گھروں اور ان کے باغات میں ان کے پھل لگے ہوئے تھے اور وہ پھل راستے کی جانب باہر لٹکے ہوئے تھے۔ ایک بار ان پر قحط پڑا اور پھل کی قلت آگئی۔ تو

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 50، صفحہ 309، دارالفکر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 359 (5399) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 359 (5400)
4۔ ایضاً، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 375 (5459)
5۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 50، صفحہ 320، دارالفکر بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 530 (16812) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا: کہ اگر تم اس ظاہر سامنے والے پھل کو مسافروں سے محفوظ رکھو گے تو اس میں تمہارے لیے عیش وخوشحالی ہو گی۔ انہوں نے کہا: ہم کون سی چیز کے سبب اس پھل کو بچا سکتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: تم یہ اصول بنالو کہ اپنے شہر میں جس اجنبی شخص کو پکڑلو، تو اس کے بارے میں یہ طریقہ کرو کہ تم اس کے ساتھ وطی کرواور اس پر چار درہم جرمانہ لگا دو۔ کیونکہ جب تم اس طرح کرو گے تو لوگ تمہارے شہر کی طرف نہیں آئیں گے۔ پس یہی وہ شے ہے جس نے انہیں اتنی بڑی بے حیائی کے ارتکاب پر ابھارا جس کا ارتکاب اس سے قبل پوری دنیا میں کسی نے نہیں کیا تھا (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے رحمہما اللہ حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کسی راوی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم لوط کے عمل کا آغاز اس طرح ہوا کہ ابلیس ایک انتہائی خوبصورت بچے کی شکل میں ان کی مخصوص مجلس ذکر میں ان کے پاس آیا۔ جب لوگوں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے انہیں اپنی طرف بلایا۔ چنانچہ انہوں نے اس کے ساتھ لواطت کی۔ پھر انہوں نے اس عمل کو جاری رکھا (2)۔

امام ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم لوط کے بارے میں پختہ قول یہ ہے کہ اس وقت عورتیں عورتوں کے سبب اور مرد مردوں کے سبب ایک دوسرے سے مستغنی اور بے نیاز تھے (یعنی عورتیں عورتوں سے، مرد مردوں سے لطف اندوز ہوتے تھے) (3)

امام ابن ابی الدنیا، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوحمزہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی عورتوں کو ان کے مردوں کے سبب عذاب دیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں انتہائی عدل وانصاف فرمایا ہے کہ اس وقت مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے لطف اندوز ہوتی تھیں (4)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ لوگ مردوں اور عورتوں کی دبروں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھتے ہیں (5)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ" کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ انہیں استہزاء کرتے ہوئے کہتے کہ یہ لوگ مردوں اور عورتوں کی دبروں سے بچنے کے سبب بڑے پاک باز بنتے ہیں (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے انہی الفاظ کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان لوگوں پر بغیر کسی عیب کے عیب لگایا اور بغیر کسی برائی کے ان کی مذمت کی (7)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِیْنَ" کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: "مگر ان کی بیوی اللہ تعالیٰ کے عذاب میں باقی رہنے والوں میں سے ہو گی۔" اور

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 50، صفحہ 313، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 50، صفحہ 320 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 276، دار احیاء التراث العربی بیروت 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

"وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا" کے بارے کہا کہ بقیہ قوم لوط پر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھروں کی بارش برسائی اور اس نے انہیں ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا(1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط پر عذاب نازل کیا تو حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے گئے اور پھر انہی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی(2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا" کی تفسیر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے ان کے بادیہ نشینوں چرواہوں اور مسافروں پر پتھروں کی بارش برسائی اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مطر سے مراد گندھک اور آگ کی بارش ہے۔ یعنی ہم نے ان پر گندھک اور آگ کی بارش برسائی۔

امام ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ نے کہا ہے قوم لوط کی تعداد چالیس لاکھ تھی۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، حاکم رحمہ اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے جو دوسروں کے غلاموں کا ولی اور مالک بنا، اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے جس نے زمین کی حدود کو بدل دیا، اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اس پر جس نے کسی اندھے کو راستے سے بھٹکا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے جس نے اپنے والدین پر لعنت و ملامت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی ہے جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا (یعنی غیر اللہ کا نام لے کر جانور کو ذبح کیا) اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اس پر جس نے جانوروں کے ساتھ بدفعلی کی اور اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کی ہے جس نے قوم لوط جیسا عمل کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آخری جملہ تین بار فرمایا(3)۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ مجھے اپنی امت کے بارے میں سب سے زیادہ خوف قوم لوط کے عمل سے ہے(4)۔

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار قسم کے لوگ اپنی صبح بھی اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کی حالت میں کرتے ہیں اور اپنی شام بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی حالت میں کرتے ہیں۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلا وہ مرد جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں، دوسرا وہ عورتیں جو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتی ہیں تیسرا وہ آدمی جو چوپاؤں کے ساتھ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 85، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 50، صفحہ 326، دار الفکر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 396 (8052) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 38-237 (256) بیروت

بدفعلی کرتا ہے اور چوتھا وہ آدمی جو کسی مرد کے ساتھ لواطت کا عمل کرتا ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جسے تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کی مثل عمل کر رہا ہے تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر دو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ لوطی کی حد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اسے گاؤں کی سب سے اونچی عمارت پر کھڑا کر کے (لوگوں کو) دکھایا جائے پھر اسے اوندھا کر کے وہاں سے نیچے پھینک دیا جائے۔ پھر اس پر پتھر برسائے جائیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن قیس رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوطی کو رجم کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوطی کو رجم کیا جائے گا چاہے وہ محصن ہو یا محصن نہ ہو، سنت ماضیہ یہی ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر کسی کے لیے مناسب ہوتا کہ اسے دوبار رجم کیا جائے تو بالیقین لوطی کو (دوبار) رجم کیا جاتا (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن معمر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رجم کی علت قوم لوط کا قتل کیا جانا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن اور ابراہیم رحمہما اللہ دونوں نے کہا کہ لوطی کی حد زانی کی حد کی مثل ہے۔ اگر وہ محصن ہو تو اسے رجم کیا جائے گا ورنہ حد لگائی جائے گی (8)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک آدمی قوم لوط کے قبیح عمل کے ساتھ متہم ہوا۔ تو آپ نے قریش کے بعض نوجوانوں کو حکم فرمایا کہ وہ اس کی مجالست اختیار نہ کریں (9)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت وضین بن عطا رحمہما اللہ سے اور انہوں نے بعض تابعین سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ کسی آدمی کو خوبصورت بچے کے چہرے کی طرف دیکھنے کے سبب حد لگائی جائے (10)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 356 (5385) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 395 (8047) بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 357 (5388)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 358 (5390)
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً (5391)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 497 (27348) مدینہ منورہ
8۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 358 (5392)
9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 358 (5394)
10۔ ایضاً (5394)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے بقیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض تابعین نے کہا میں عبادت گزار نوجوان پر ضرر رساں درندے کی نسبت اس بے ریش بچے سے زیادہ خوف محسوس کرتا ہوں جو اس کے پاس بیٹھتا ہے(1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن بن ذکوان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اغنیاء کے بچوں کے ساتھ مجالست اختیار نہ کرو کیونکہ ان کی صورتیں عورتوں کی صورتوں کی طرح ہوتی ہیں اور ان کا فتنہ باکرہ کنواری کے فتنہ سے زیادہ شدید ہے(2)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت نجیب بن سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا تھا کسی آدمی کو تنہا مکان میں بے ریش (امرد) بچے کے ساتھ رات نہیں گزارنی چاہیے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ حمام میں داخل ہوئے تو آپ کے پیچھے ایک خوبصورت بچہ بھی اس میں داخل ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: اسے نکال دو۔ کیونکہ میں ہر عورت کے ساتھ شیطان دیکھتا ہوں اور دس سال سے زائد عمر کے بچے کے ساتھ دس سے زائد شیطان دیکھتا ہوں(4)۔

امام ابن ابی الدنیا، حکیم ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ چوپاؤں میں خنزیر اور گدھے کے سوا کوئی بھی قوم لوط کا عمل نہیں کرتا(5)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن سہل رحمہ اللہ نے کہا عنقریب اس امت میں ایک قوم ہوگی جنہیں لوطیون (لواطت کرنے والے) کہا جائے گا۔ ان کی تین قسمیں ہوں گی: ایک صنف کے لوگ نظر بازی کریں گے، ایک صنف کے لوگ مصافحہ کریں گے اور ایک صنف کے لوگ قوم لوط جیسا عمل کریں گے(6)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جو قوم لوط جیسا عمل کرتا ہے اگر وہ آسمان سے گرنے والے ہر قطرے اور زمین میں نکلنے والے پانی کے ہر قطرے کے ساتھ بھی غسل کرے تو وہ پھر بھی ناپاک ہی رہے گا(7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دبر کی حرمت فرج کی حرمت سے زیادہ شدید ہے(8)۔

امام حاکم رحمہ اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور حضرت بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر (سے) اپنی مخلوق میں سے سات افراد پر لعنت کی ہے اور ان میں سے ہر ایک پر اپنی لعنت کو تین بار لوٹایا ہے اور ہر ایک کے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 358 (5396) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، (5397)
3۔ ایضاً، (باب تحریم الفروج)، جلد 4، صفحہ 359
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 360 (5404)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 359 (5401)
6۔ ایضاً (5402)
7۔ ایضاً، (5403)
8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب حد الواطی، جلد 5، صفحہ 497 (27349) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

بعد بار بار لعنت کی ہے۔ فرمایا وہ ملعون ہے، وہ ملعون ہے، وہ ملعون ہے جس نے قوم لوط کے عمل کی مثل عمل کیا، وہ ملعون ہے جس نے چوپاؤں میں سے کسی کے ساتھ بدفعلی کی وہ ملعون ہے جس نے بیوی اور اس کی اخیافی بیٹی کو اپنے نکاح میں جمع کر لیا، وہ ملعون ہے جس نے اپنے والدین کی نافرمانی کی، وہ ملعون ہے جس نے غیر اللہ کا نام لے کر کسی جانور کو ذبح کیا، وہ ملعون ہے جس نے زمین کی حدود کو تبدیل کر دیا اور وہ ملعون ہے جو کسی غیر کے غلاموں کا مالک بن گیا (1)۔

امام ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو قوم لوط کے عمل جیسا عمل کرے تو فاعل اور مفعول یہ دونوں کو رجم کر دو (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابوداؤد نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے کنوارے آدمی کے بارے پوچھا گیا جو لواطت کرتے ہوئے پایا جائے؟ تو آپ نے فرمایا: اسے رجم کیا جائے گا (3)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو غمزدہ حالت میں دیکھا۔ تو عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سی شے ہے جو آپ کو غمگین کر رہی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنی امت کے بارے میں یہ خوف کھا رہا ہوں کہ وہ میرے بعد قوم لوط کے عمل جیسے عمل میں مبتلا ہو جائے گی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو حصین رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے گھر کے محاصرے کے دن اوپر سے لوگوں پر جھانک کر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ چار کے سوا کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔ ایک وہ آدمی جس نے قتل کیا تو اسے قتل کیا جائے گا۔ دوسرا وہ آدمی جو محصن ہونے کے بعد زنا کرے۔ تیسرا وہ آدمی جو اسلام لانے کے بعد پھر مرتد ہو جائے اور چوتھا وہ آدمی جو قوم لوط کے عمل کی مثل عمل کرے (5)۔

وَ اِلٰى مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ كُنْتُمْ قَلِیْلًا فَكَثَّرَكُمْ ۪ وَ انْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 396 (8053) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 394 (8048)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب حد اللواطی، جلد 5، صفحہ 497 (27339)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 365 (1349) المجلس العلمی بیروت 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 98-497 (27350)

الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ
طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَ هُوَ خَيْرُ
الْحٰكِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ
يٰشُعَيْبُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ؕ
قَالَ اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴿٨٨﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِيْ
مِلَّتِكُمْ بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ؕ وَ مَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ
يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ؕ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا
افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾ وَ قَالَ الْمَلَاُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿٩٠﴾
فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩١﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۛ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ
الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ
نَصَحْتُ لَكُمْ ۚ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿٩٣﴾

"اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو۔ انہوں نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی خدا اس کے بغیر، بے شک آ گئی تمہارے پاس روشن دلیل تمہارے رب کی طرف سے، تو پورا کرو ناپ اور تول کو اور نہ گھٹا کر دو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ فساد برپا کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد۔ یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان لانے والے ہو اور مت بیٹھا کرو راستوں پر کہ ڈرا رہے ہو تم (راہ گیروں کو) اور روک رہے ہو تم اللہ کی راہ سے جو ایمان لایا اللہ کے ساتھ اور تلاش کرتے ہو اس میں عیب اور یاد کرو (وہ وقت) جب تم تھوڑے تھے پھر اس نے تمہیں بڑھا دیا اور دیکھو! کیا ہوا انجام فساد برپا کرنے والوں کا اور اگر ایک گروہ تم میں سے ایمان لا چکا ہے اس کے ساتھ جو دے کر میں بھیجا گیا ہوں اور ایک گروہ ایمان نہ لایا تو (ذرا) صبر کرو یہاں تک کہ فیصلہ کر دے اللہ ہمارے درمیان اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے کہنے لگے

وہ سردار جو غرور و تکبر کیا کرتے تھے ان (شعیب) کی قوم سے یا تو ہم نکال کر رہیں گے تمہیں اے شعیب! اور جو ایمان لائے تمہارے ساتھ اپنی بستی سے یا تمہیں لوٹ آنا ہوگا ہماری ملت میں۔ شعیب نے کہا: اگر چہ ہم اس (ارتداد) کو ناپسند بھی کرتے ہو پھر تو ہم نے ضرور بہتان باندھا اللہ تعالیٰ پر جھوٹا اگر ہم لوٹ آئیں تمہارے دین میں اس کے بعد کہ جب نجات دے دی ہمیں اللہ نے اس سے اور نہیں کوئی وجہ ہمارے لیے کہ ہم لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ جو پروردگار ہے ہمارا گھیرے ہوئے ہے ہمارا رب ہر چیز کو اپنے علم سے، صرف اللہ پر ہم نے بھروسہ کیا ہے، اے ہمارے رب! فیصلہ فرمادے ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے اور کہا ان رئیسوں نے جو کافر تھے ان کی قوم سے کہ اگر تم پیروی کرنے لگو شعیب کی تو یقیناً تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔ پھر پکڑ لیا انہیں زلزلہ نے تو صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں منہ کے بل گرے پڑے تھے۔ جن (بدبختوں) نے جھٹلایا شعیب کو (وہ یوں نابود کر دیے گئے) گویا کبھی بستے ہی نہ تھے ان مکانوں میں، جنہوں نے جھٹلایا شعیب کو ہو گئے وہی نقصان اٹھانے والے۔ تو منہ پھیر لیا ان کی طرف سے اور کہا اے میری قوم! بے شک میں نے پہنچا دیے تھے تمہیں پیغامات اپنے رب کے اور میں نے نصیحت کی تھی تمہیں، تو (اب) کیونکر غم کروں میں کافر قوم (کے ہولناک انجام) پر"۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن بشر رحمہ اللہ کی سند سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عبید اللہ بن زیاد بن سمعان رحمہ اللہ نے کسی کتاب پڑھنے والے سے یہ خبر دی ہے کہ تورات کو ماننے والے یہ گمان رکھتے ہیں کہ تورات میں حضرت شعیب علیہ السلام کا نام میکائیل ہے، سریانی زبان میں آپ کا اسم گرامی جزی بن یشخر ہے اور عبرانی زبان میں آپ کا اسم گرامی شعیب بن یشخر بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن بشر رحمہ اللہ کی سند سے شرقی بن القطامی سے یہ بیان کیا ہے اور یہ علم الانساب کے ماہر جید عالم تھے۔ انہوں نے کہا کہ عبرانی زبان میں آپ کا اسم گرامی ثیروب ہے اور عربی زبان میں شعیب ابن عیفا بن یوبب بن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، یوبب جعفر کے وزن پر ہے، اس کا پہلا حرف یاء اور واؤ کے بعد دو باء ہیں۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد رسول اور نبی تھے۔ آپ کا اور آپ کی قوم کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ (اعراف: 85) (اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو۔ انہوں نے کہا: اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی، اس کے بغیر تمہارا کوئی خدا نہیں ہے)۔ ان لوگوں میں شرک بھی تھا اور اپنے رب کے ساتھ کفر کرنے اور اپنے نبی کو جھٹلانے کے ساتھ ساتھ، ان میں ناپ تول میں کمی کرنے والے بھی تھے، وہ انتہائی سرکش اور باغی قوم تھی، وہ راستے پر بیٹھ جاتے اور لوگوں کو ان کے مالوں میں نقصان پہنچاتے، یہاں تک کہ وہ مال خرید لیتے۔ اس طریقے کا آغاز سب سے پہلے انہوں نے ہی کیا۔ جب ان کے پاس کوئی اجنبی

آدمی آتا تو اس سے دراہم لے لیتے اور پھر کہہ دیتے تیرے یہ دراہم کھوٹے ہیں اور انہیں توڑ دیتے پھر وہ انہی دراہم کو اس سے کم قیمت پر خرید لیتے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ (اعراف:86) (اور نہ فساد برپا کرو زمین میں اس کی اصلاح کے بعد) ان کے شہر بلاد میرۃ تھے۔ لوگ ان شہروں سے کھنچتے چلے آتے تھے لیکن یہ ان کے راستے میں بیٹھ جاتے تھے اور لوگوں کو حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جانے سے روکتے تھے۔ وہ انہیں کہا کرتے: اس کی کوئی بات نہ سنو، کیونکہ یہ بہت بڑا کذاب ہے، تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ لَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ (اعراف:86) (اور مت بیٹھا کرو راستوں پر کہ ڈراراہے ہو تم لوگوں کو) کہ اگر تم نے شعیب کی اتباع کی تو وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا کر دے گا۔ پھر وہ حضرت شعیب علیہ السلام کو ڈراتے دھمکاتے اور کہتے اے شعیب! بالیقین ہم تجھے اپنے گاؤں سے نکال دیں گے یا پھر تو ہماری ملت یعنی ہمارے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ آئے گا۔ تو اس وقت آپ نے فرمایا "وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ۝۸۸" (ہود) (اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ خود تمہارے خلاف کرنے لگوں اس امر میں جس سے میں تمہیں روکتا ہوں۔ (نیز) میں نہیں چاہتا ہوں مگر (تمہاری) اصلاح (اور درستی) جہاں تک میرا بس ہے۔ اور نہیں میرا راہ پانا مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں) یعنی وہی مجھے بچانے والا ہے اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ پھر فرمایا اَوَ لَوْ كُنَّا كٰرِهِیْنَ (اعراف:88) اگر چہ تمہارے دین کی طرف لوٹنا ہم ناپسند بھی کرتے ہوں اگر ہم تمہارے دین کی طرف لوٹ آئیں پھر تو ہم نے اللہ تعالیٰ پر ضرور جھوٹا بہتان باندھا۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ ہم اس دین میں لوٹیں، اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے نجات عطا فرمائی ہے اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا (اعراف:89) (مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے جو ہمارا پروردگار ہے) تو اس میں آپ نے انجام سے خوف محسوس کیا اور مشیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹا دیا۔ "وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا" ہمارا رب ہر چیز کو اپنے علم سے گھیرے ہوئے ہے یعنی ہم نہیں جانتے جو کچھ ہمارے لیے پہلے لکھ دیا گیا ہے "عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ؕ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ" صرف اللہ پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے رب! فیصلہ فرما دے ہمارے درمیان اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت شعیب علیہ السلام بڑے حلیم، صادق اور انتہائی باوقار تھے۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی آپ کا ذکر فرماتے تو فرماتے آپ خطیب الانبیاء تھے اس لیے کہ جب آپ اپنی قوم کو دعوت حق دیتے تو قوم کی طرف رجوع کا انداز انتہائی حسین اور دلکش ہوتا۔ اور جب وہ آپ کی دعوت کا انکار کرتے ہوئے آپ کو جھٹلا دیتے اور آپ کو رجم اور شہر سے باہر نکال دینے کی دھمکی دیتے تو ایسی حالت میں بھی آپ کا انداز انتہائی شستہ اور پروقار ہوتا۔

آپ کی قوم کے طاقت ور لوگ کمزوروں کو ڈراتے دھمکاتے ہوئے کہتے "لَىِٕنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَیْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ" اگر تم شعیب کی پیروی کرنے لگو تو یقیناً تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے، اس کے باوجود حضرت شعیب علیہ السلام انہیں دعوت دینے سے نہیں رکے، پھر جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے خلاف سرکشی اختیار کی تو انہیں ایک زلزلے نے پکڑ لیا۔ وہ اس طرح کہ

حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان کے پاس آکر ٹھہرے۔ پھر ایک سخت چیخ لگائی جس سے پہاڑ اور زمین کانپ اٹھی۔ اور اس کے ساتھ ان کی ارواح ان کے جسموں سے نکل گئیں۔ اس کا ذکر اس آیت میں فرمایا "فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ" وہ اس طرح کہ جب انہوں نے چیخ سنی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے سبب سخت گھبرا گئے اور خوف زدہ ہو گئے۔ اور اسی دوران زمین لرز اٹھی اور اس زلزلے نے انہیں مردہ حالت میں زمین پر پھینک دیا(1)۔

اسحاق اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ اور سدی دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا کسی نبی کو دوبار نہیں بھیجا۔ ایک بار مدین کی طرف بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے سخت چیخ اور زلزلے کے ساتھ وہاں کے رہنے والوں کو گرفت میں لے لیا اور دوسری بار اصحاب الایکہ کی طرف بھیجا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یوم الظلہ کے عذاب کے ساتھ پکڑ لیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ (اعراف:85) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم لوگوں پر ان کی چیزوں کے بارے میں ظلم وزیادتی نہ کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ کا معنی لَا تَظْلِمُوْهُمْ ہے۔ یعنی تم لوگوں پر ظلم نہ کرو۔ اور وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا وہ لوگ ان لوگوں کو ڈراتے تھے جو حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور اسلام لانے کا ارادہ کرتے (تو اللہ تعالیٰ نے انہیں راستے میں بیٹھ کر راہ گیروں کو ڈرانے دھمکانے سے منع فرمایا)(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ وَلَا تَقْعُدُوْا الآیہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا" وہ راستے میں بیٹھتے تھے اور جو بھی ان کے پاس آتا اسے یہ بتاتے کہ شعیب (علیہ السلام) کذاب ہے پس وہ تمہیں تمہارے دین کے بارے میں فتنہ میں نہ ڈال دے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: صراط کا معنی طریق (راستہ) ہے اور" توعدون" کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگوں کو حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آنے سے ڈراتے تھے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ توعدون کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ تم حق کے ہر راستے سے ڈرا رہے ہو اور تم یہاں کے باسیوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک رہے ہو اور تم اس میں عیب تلاش کرتے ہو(5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم راستے میں چنگی لینے کی خاطر نہ بیٹھو کہ تم لوگوں کو ڈراتے ہو اور انہیں اسلام سے روکتے ہو اور تم ہلاکت کے (ذرائع) تلاش کرتے ہو(6)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی اتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ" وتبغونها" کی تفسیر میں حضرت قتادہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 280　2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 79-278　3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 279
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 80-279　6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 280

رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا، تم ایسا راستہ تلاش کرتے ہو جو حق سے پھرا ہوا ہو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ تم راستوں پر مت بیٹھا کرو۔ اس حال میں کہ تم چنگی وصول کرتے ہو اور راہ گیروں کو خوفزدہ کرتے ہو۔ یعنی مراد محصول لینے والے لوگ ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یا کسی اور سے (یہ شک حضرت ابوالعالیہ کو ہے) یہ روایت بیان کی ہے کہ شب معراج حضور نبی کریم ﷺ کا گزر راستے میں پڑی ہوئی ایک ایسی لکڑی کے پاس سے ہوا کہ وہ اپنے پاس سے گزرنے والے کے کپڑے کو چاک کر دے اور گزرنے والی ہر شے کو پھاڑ دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کی ان قوموں کی مثال ہے جو راستے پر بیٹھیں گے اور ڈاکے ڈالیں گے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی ''وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ'' (1)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ''وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ'' کی تفسیر میں سدی نے کہا: ہمیں نہیں چاہیے کہ ہم تمہارے شرک میں لوٹ آئیں ''بَعْدَ اِذْ نَجّٰىنَا اللّٰهُ مِنْهَا ۭ وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ رَبُّنَا'' اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نجات عطا فرما دی ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے جو ہمارا پروردگار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو شرک کو نہیں چاہے گا۔ لیکن وہ کہتا ہے ''مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کا علم رکھتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو اپنے علم سے گھیرے ہوئے ہے (2)۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے موفقیات میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قدریہ کے بارے کہا: قسم بخدا! وہ اس طرح نہیں کہتے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہ ہی اس طرح جیسا کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات نے فرمایا اور نہ ہی اس طرح جیسے اصحاب جنت نے کہا اور نہ ہی اس طرح جیسے اصحاب دوزخ نے کہا اور نہ ہی اس طرح کہتے ہیں جیسے ان کے بھائی ابلیس نے کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَمَا تَشَاۗءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ (الدہر:30)'' اور (اے لوگو!) تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ خود چاہے''۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا ''وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ (اور ہمارے لیے کوئی وجہ نہیں کہ ہم لوٹ آئیں اس میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے) اور اصحاب جنت نے کہا'' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِھٰذَا ۣ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ '' (الاعراف:43)'' ساری تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے راہ دکھائی ہمیں اس بہشت کی اور ہم ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے تھے اگر نہ ہدایت دیتا ہمیں اللہ تعالیٰ''۔ اور اصحاب دوزخ نے کہا ''وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ (الزمر)'' لیکن ثبت ہو چکا تھا (لوح محفوظ میں) عذاب کا حکم کفار پر''۔ اور ابلیس نے کہا ''رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ '' (الحجر:39)'' وہ بولا اے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ''رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 280 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 6

بِالْحَقِّ " یہاں تک کہ میں نے ذی یزی کی بیٹی کو یہ کہتے سنا تَعَالَ اُفَا تِحُكَ يَعْنِيْ اُقَاضِيْكَ (آؤ میں تمہارا فیصلہ کروں گی) (تب مجھے افتح کا مفہوم ذہن نشین ہوا)(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ افْتَحْ کا معنی اقض (تو فیصلہ فرما) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ افْتَحْ کا معنی القضاء (فیصلہ ہے) یہ لغت یمانیہ ہے جب ان میں سے کسی نے کہنا ہو "تَعَالَ اُقَاضِيْكَ الْقَضَا" (آؤ میں تمہارا فیصلہ کروں) تو وہ کہتا ہے تَعَالَ اُفَاتِحُكَ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (جھٹلانے والوں کو اس طرح نابود کردیا گیا) گویا کہ وہ کبھی اس میں آباد ہوئے ہی نہیں تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح بیان فرمایا: گویا کہ وہ کبھی اس میں زندہ رہے ہی نہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں گویا کہ انہوں نے کبھی اس میں زندگی گزاری ہی نہیں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو بہت زیادہ تبلیغ کرتے تھے۔ اور قسم بخدا! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو پیغام حق اسی طرح سناتے تھے جیسے تمہارے نبی حضور نبی رحمت ﷺ اپنی قوم کو سنایا کرتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے "فَكَيْفَ اٰسٰى" کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ (اب) میں کیونکر غم کروں۔

امام ابن عساکر نے حضرت مبلۃ بن عبداللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو نصف رات کے وقت اہل مدین کی طرف بھیجا۔ تاکہ انہیں ان کے مال و اسباب سمیت الٹا کردیں۔ تو آپ کی ملاقات ایک آدمی سے ہوئی جو کھڑے ہوکر کتاب اللہ کی تلاوت کررہا تھا۔ تو آپ کو پریشانی لاحق ہوئی کہ آپ اسے بھی ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک کردیں۔ پھر آپ بلندیوں کی جانب لوٹ کر گئے اور عرض کی: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ " اے اللہ! تیری ذات سراپا حمد و ستائش ہے اور تیری ذات پاک ہے، تونے مجھے مدین کی طرف بھیجا ہے تاکہ ان کی بستیوں کو الٹا کردوں۔ تو میں نے ایک آدمی کو پایا وہ کھڑے ہوکر کتاب اللہ کی تلاوت کررہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا: وہ فلاں بن فلاں ہے، اس نے مجھے نہیں پہچانا۔ لہٰذا اسی سے (عذاب کا) آغاز کر کیونکہ اس نے میرے محارم کا دفاع نہیں کیا مگر صلح اور حالات سے سمجھوتہ کرتے ہوئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 7 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 10 3۔ ایضاً

لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٩٥﴾

''اور نہ بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی نبی مگر یہ کہ (جب نبی جھٹلایا گیا) تو ہم نے مبتلا کردیا وہاں کے باشندوں کو سختی اور تکلیف میں تاکہ وہ گڑگڑانے لگیں پھر ہم نے بدل دی تکلیف کی جگہ راحت حتی کہ وہ پھلے پھولے اور کہنے لگے: بے شک (یونہی) پہنچا کرتی تھی ہمارے باپ دادا کو (کبھی) تکلیف اور (کبھی) راحت تو ہم نے پکڑ لیا انہیں اچانک اور اس کا انہیں خواب وخیال بھی نہ تھا''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پھر ہم نے شدت اور تنگی کو راحت اور خوش حالی میں بدل دیا ''حَتّٰى عَفَوْا'' یہاں تک کہ وہ تعداد میں بڑھ گئے اور ان کے مال ومتاع وافر ہو گئے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ السَّيِّئَةِ سے مراد شر اور برائی ہے اور الْحَسَنَةَ سے مراد راحت وخوشحالی، عدل وانصاف اور اولاد ہے۔ اور آپ ''حَتّٰى عَفَوْا'' کا معنی اس طرح بیان کرتے ہیں ''یہاں تک کہ ان کے مال ومتاع اور ان کی اولاد کثیر ہوگئی'' (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''وَّ قَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَ السَّرَّآءُ'' کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وہ کہنے لگے کہ اسی کی مثل حالات ہمارے آباؤ اجداد پر بھی آتے تھے اور یہ کچھ نہیں۔ اور ''فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ'' کی تفسیر میں آپ نے کہا کہ اس قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ بغاوت کی اور اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کو کبھی نہیں پکڑا مگر اس کے سکوت، غفلت اور خوشحالی کی حالت میں۔ پس تم اللہ تعالیٰ کو بے خبر نہ سمجھو۔ بلاشبہ فاسق قوم کے سوا کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو بے خبر خیال نہیں کرتا (2)۔

وَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَ اتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾

''اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ضرور ہم کھول دیتے ان پر برکتیں آسمان کی اور زمین کی، لیکن انہوں نے جھٹلایا (ہمارے رسولوں کو) تو پکڑ لیا ہم نے انہیں بوجہ ان کرتوتوں کے جو وہ کیا کرتے تھے''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 13-12، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 13

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام وہ کتاب پڑھتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل فرمائی تھی (1)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مسجد حرام میں دو قبریں ہیں، ان دو کے سوا ان میں کوئی قبر نہیں۔ ایک قبر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہے اور دوسری حضرت شعیب علیہ السلام کی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر مبارک مقام حجر میں ہے اور حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر مبارک حجر اسود کے بالمقابل ہے (2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا وصال مکہ مکرمہ میں ہوا اور آپ کے ساتھ مومنین کی ایک جماعت بھی تھی۔ ان تمام کے مزارات کعبہ معظمہ کی مغربی جانب ہیں اور وہ دارالندوہ اور باب بنی سہم کے درمیان واقع ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام خطیب الانبیاء تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے یعقوب بن ابی سلمہ نے یہ ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر فرماتے تو آپ فرماتے وہ تو خطیب الانبیاء تھے۔ کیونکہ آپ کا قوم کی طرف رجوع انہیں دعوت حق دینے کی صورت میں اور پھر ان کی جانب سے انکار کی صورت میں انتہائی حسین اور دلکش تھا۔ پس جب انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کو رجم کرنے اور شہر سے نکال دینے کی دھمکی دی اور اللہ تعالیٰ کے خلاف سرکشی اور تکبر اختیار کیا تو یوم الظلہ کے عذاب نے انہیں پکڑ لیا اور مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل مدین میں سے ایک آدمی جسے عمرو بن حلہا کہا جاتا تھا، جب اس نے عذاب دیکھا تو اس نے کہا:

يَا قَوْمِ إِنَّ شُعَيْبًا مُرْسَلٌ فَذَرُوْا عَنْكُمْ سَمِيْرًا وَ عِمْرَانَ بْنَ شَدَّادِ

"اے قوم بلاشبہ حضرت شعیب علیہ السلام رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ پس تم سمیر اور عمران بن شداد کو چھوڑ دو"۔

إِنِّي أَرٰى عَيْنَةَ يَا قَوْمِ قَدْ طَلَعَتْ تَدْعُوْ بِصَوْتٍ عَلٰى صَمَانَةِ الْوَادِ

"اے قوم! بلاشبہ میں دیکھ رہا ہوں کہ عذاب ظاہر ہو چکا ہے جو وادی کی بقا کے خلاف آواز دے رہا ہے"۔

وَإِنَّهٗ لَا يُرَوِّيْ فِيْهِ ضُحٰى غَلٍ إِلَّا الرَّقِيْمُ يَحْشِيْ بَيْنَ أَنْجَادِ

"کل دن کے وقت اس میں کوئی سیراب نہیں ہوگا سوائے کتے کے جو ساز و سامان کے درمیان گھوم پھر رہا ہوگا"۔

سمیر اور عمران بن شداد دونوں ان کے کاہن تھے اور رقیم ان کا کتا تھا (4)۔

وَمَآ أَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ إِلَّآ أَخَذْنَآ أَهْلَهَا بِالْبَأْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 23، صفحہ 78، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 79 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 80
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 620 (4071) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا اگر بستیوں والے اس کے ساتھ ایمان لاتے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور اس سے بچتے جو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تو بالیقین آسمان انہیں اپنی برکتیں عطا کرتا اور زمین اپنی نباتات اور سبزے کے ساتھ انہیں نوازتی۔

امام ابن ابی حاتم نے معاذ بن رفاعہ کی سند سے موسیٰ الطائفی سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روٹی کی عزت و تکریم کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی برکات سے اسے نازل فرمایا اور زمین کی برکتوں سے اسے نکالا (1)۔

بزار اور طبرانی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ام حرام رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو قبلوں کی طرف (منہ کر کے) نماز پڑھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے روٹی کی عزت و تکریم کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان کی برکات سے نازل کیا ہے اور زمین کی برکتیں اس کے لیے مسخر کر دی ہیں اور جو کوئی اس کھانے کو اٹھا لیتا ہے جو دستر خوان سے گر جاتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بستی والوں کو اتنی وسعت اور خوشحالی عطا فرمائی کہ وہ استنجا روٹی سے کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر بھوک اور قحط بھیج دیا یہاں تک کہ وہ ایسی چیزیں خود کھانے لگے جو پہلے دوسروں کو کھلاتے تھے۔

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآىِٕمُوْنَ ﴿۹۷﴾ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۸﴾

"تو کیا بے خوف ہو گئے ہیں ان بستیوں والے اس سے کہ آجائے ان پر ہمارا عذاب راتوں رات اس حال میں کہ وہ سو رہے ہوں یا کیا بے خوف ہو گئے ہیں ان بستیوں والے اس سے کہ آجائے ان پر ہمارا عذاب چاشت کے وقت جب کہ وہ کھیل کود رہے ہوں"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جب کوئی آدمی یہ آیت پڑھے "اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآىِٕمُوْنَ" تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ اپنی آواز بلند کرے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم مرغ اور کتے نہ رکھو۔ پس تم بستیوں والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰۤى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا۔

اَفَاَمِنُوْا مَكْرَ اللّٰهِ ۚ فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹۹﴾

"تو کیا یہ بے خوف ہو گئے ہیں اللہ کی خفیہ تدبیر سے، پس نہیں بے خوف ہوتے اللہ کی خفیہ تدبیر سے سوائے اس قوم کے جو نقصان اٹھانے والی ہوتی ہے"۔

1۔ کنز العمال، جلد 15، صفحہ 235 (40776)
2۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 335، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے اپنے دوست کی طرف لکھا: جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے تو کوئی ایسی شے حاصل کرے جو تیرے لیے باعث مسرت وخوشی ہو تو اس سے بے خوف نہ ہو جا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی خفیہ تدبیر ہو گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے سوائے اس قوم کے جو نقصان اٹھانے والی ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا: یہ خوف کیسا ہے جو تمہیں لاحق ہے حالانکہ میں نے تمہیں اس مقام ومرتبہ پر فائز کیا ہے جس پر تمہارے سوا کسی کو نہیں کیا؟ تو انہوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! ہم تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے۔ کیونکہ نقصان اٹھانے والی قوم کے سوا کوئی بھی تیری خفیہ تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتا۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ زوائد الزہد میں حضرت علی بن ابی حلیمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ذر بن عبداللہ خولانی جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے تو مسجد میں ہی پڑے رہتے۔ اور جب واپسی کا ارادہ کرتے تو بلند آواز میں یہ آیت پڑھتے ''فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل بن رافع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا بندے کے گناہ پر قائم رہنے کے مترادف ہے۔ درآنحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی تمنا اور آرزو رکھتا ہو۔

اَوَ لَمْ يَهْدِ لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ اَنْ لَّوْ نَشَآءُ اَصَبْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ ۚ وَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

''کیا یہ (حقیقت) واضح نہ ہوئی ان لوگوں پر جو وارث بنے زمین کے اس کے اصلی مالکوں (کی تباہی) کے بعد کہ اگر ہم چاہیں تو سزا دیں انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے اور مہر لگا دیں ان کے دلوں پر تا کہ وہ کچھ سن ہی نہ سکیں''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ''اَوَلَمْ يَهْدِ'' کا معنی اَوَلَمْ يُبَيِّنْ ہے (یعنی کیا یہ (حقیقت) واضح نہ ہوئی) (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ''لِلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ اَهْلِهَآ'' کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ ان سے مراد مشرکین ہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 15	2۔ ایضاً	3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 16

تِلْكَ الْقُرٰى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآىِٕهَا ۚ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۱﴾

''یہ بستیاں ہیں ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ان کی کچھ خبریں اور بے شک آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ اور نہ ہوا یہ کہ ایمان لاتے اس پر جس کو جھٹلا چکے تھے اس سے پہلے۔ اسی طرح مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ'' کی تفسیر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ جس دن کا انہوں نے میثاق کے ساتھ اقرار کیا ہے بعض اس کی تکذیب کریں گے اور بعض اس کی تصدیق کریں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ'' کا مفہوم اس ارشاد کی مثل ہے ''وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ'' (الانعام: 28) ''اور اگر انہیں واپس بھیجا جائے (جیسے ان کی خواہش ہے) تو پھر بھی وہی کریں جس سے روکے گئے تھے'' (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے اسی ارشاد کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اس سے مراد وہ دن ہے جس دن اس سے وعدہ لیا گیا اور وہ مجبوراً ایمان لائے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ''وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ'' کی تفسیر میں حضرت ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ جانتا ہے کہ کون مطیع و فرمانبردار ہوگا اور کون نافرمان۔ اور یہ اس وقت سے ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ اس کی تصدیق یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو فرمایا ''قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾ (ہود) ''اے نوح (کشتی سے) اتر یے امن و سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر ہیں اور ان قوموں پر جو آپ کے ہمراہ ہیں۔ اور (آئندہ) کچھ قومیں ہوں گی ہم لطف اندوز کریں گے انہیں، پھر پہنچے گا انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب''۔ اور اسی کے بارے میں یہ فرمایا ''وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۲۸﴾ ' (الانعام) اور اسی کے بارے میں یہ ارشاد بھی ہے ''وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ '' (الاسراء:) ''اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو''۔

امام ابو الشیخ نے مقاتل بن حیان سے ارشاد باری تعالیٰ ''وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ''

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 17 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 16

(الاعراف:172) کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چیونٹیوں کی مثل اولاد آدم علیہ السلام کو نکالا اور ان میں شعور اور عقل پیدا فرمائی۔ پھر انہیں بولنے کی قوت و طاقت عطا فرمائی۔ پھر ان سے فرمایا ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو تمام نے جوابا کہا کیوں نہیں۔ (یعنی تو ہمارا رب ہے) پس انہوں نے میثاق کے دن زبانوں کے ساتھ اقرار کیا اور بعض نے اپنے دلوں میں کفر کو چھپائے رکھا۔ پس اسی کے مطابق یہ ارشاد ہے ''وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ''۔ پس تبلیغ کا فریضہ سونپے جانے کے بعد ان کے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ ان کے پاس آئے۔ لیکن ایسا نہ ہوا کہ پیغام پہنچنے کے بعد وہ اس کے ساتھ ایمان لاتے جسے وہ اس سے قبل میثاق کے دن جھٹلا چکے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔

وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٢﴾

''اور نہ پایا ہم نے ان کی اکثریت کو وعدہ کا پابند اور ضرور پایا ان میں سے بہتوں کو حکم عدولی کرنے والا''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ آیت کی تفسیر میں حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ''کہ ہم نے ان کی اکثریت کو وعدہ وفا کرنے والا نہ پایا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''ہم نے ان کی اکثریت کو وعدہ کا پابند نہیں پایا اور اس کے سبب انہیں اللہ تعالیٰ نے کسی آزمائش و ابتلا میں نہیں ڈالا۔ پھر انہیں معاف کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اس دن کا عہد ہے جو یوم میثاق کو لیا گیا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں تنگ دستی، مشقت اور دیگر مصائب کے ساتھ آزمایا۔ پھر انہیں خوشحالی اور راحت و عافیت عطا فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان میں سے اکثر کی مذمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ''وَمَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ میثاق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس وقت لیا تھا جب یہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھے (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کون وعدہ وفا کرے گا اور کون وفا نہیں کرے گا۔ سو فرمایا ''وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آیت سے مراد وہ وعدہ ہے جو اولاد آدم سے اس وقت لیا گیا جب کہ یہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھی اور انہوں نے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا۔ اور ''وَاِنْ وَّجَدْنَآ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِيْنَ'' کی تفسیر میں فرمایا: اور ہم نے قرون ماضیہ میں اکثریت کو حکم عدولی کرنے والا پایا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 18 2۔ ایضا

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بستیوں کو ہلاک اور تباہ و برباد کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے اس وعدہ کی پاسداری نہیں کی جس کی نصیحت اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمائی تھی۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ىٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۰۳﴾

''پھر ہم نے بھیجا ان کے بعد موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے انکار کر دیا ان کا۔ سو دیکھو کیسا انجام ہوا فساد برپا کرنے والوں کا''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اسم گرامی موسیٰ اس لیے ہے کیونکہ آپ کو پانی اور درخت کے درمیان القاء کیا گیا۔ اور قبطی زبان میں پانی کو مو اور درخت کو سیٰ کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون فارس کا رہنے والا اصطخر کا باشندہ تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فرعون مصر کے باشندوں میں سے ایک تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ نے کہا: فرعون تین سو برس تک زندہ رہا۔ ان میں سے دو سو بیس سال میں اس نے وہ کچھ نہیں دیکھا جو اس کی آنکھوں میں کھٹکتا ہو اور اسی برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دعوت حق دی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طلحہ سے یہ نقل کیا ہے کہ فرعون قبطی ولدالزنا تھا۔ اس کا قد سات بالشت تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون ہمدان کا رہنے والا سخت کوش مضبوط آدمی تھا۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! تو نے فرعون کو چار سو سال تک مہلت دی اور وہ کہتا ہے ''اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى'' (میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں) تیری نعمتوں کو جھٹلاتا ہے اور تیرے رسولوں کا انکار کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی۔ بلاشبہ وہ اچھا اخلاق اور نرم مزاج رکھتا تھا۔ سو میں نے پسند کیا کہ میں اس کی مدد کروں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے فرعون نے (بالوں کو) سیاہ خضاب لگایا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن مقسم ہذلی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون چار سو سال تک زندہ رہا اور اس دوران اس کے سر کو درد تک نہیں ہوا۔

انہوں نے ہی ابوالاشرس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون چار سو سال تک زندہ رہا اور اس میں جوانی صبح و شام آتی رہی۔

امام خطیب نے حضرت حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے بالوں کو سیاہ خضاب فرعون نے

1۔ شعب الایمان، باب حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 250 (8042) دارالکتب العلمیہ بیروت

لگایا۔ تو اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لے آتا تو اس کی بارگاہ میں التجا کرتا کہ وہ تجھ پر تیرا شباب لوٹا دے۔ تو اس نے اس کا ذکر ہامان سے کیا۔ تو اس نے اسے سیاہ رنگ کے ساتھ رنگ دیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا تیری میعاد تین دن ہے۔ سو جب تین دن گزر گئے تو اس کا خضاب اتر گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون پر اسی دروازے بند کیے جاتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جس دروازے کے پاس بھی آتے وہ خود بخود کھل جاتا تھا اور آپ کسی سے گفتگو نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اس کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔

وَ قَالَ مُوْسٰى يٰفِرْعَوْنُ اِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٤﴾ حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِيَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿١٠٥﴾ قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٩﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ ۚ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿١١٠﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿١١١﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿١١٢﴾

"اور کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے اے فرعون! بلاشبہ میں رسول ہوں پروردگار عالم کا واجب ہے مجھ پر کہ میں نہ کہوں اللہ پر سوائے سچی بات کے، میں آیا ہوں تمہارے پاس روشن دلیل لے کر تمہارے رب کی طرف سے، پس بھیج دے میرے ساتھ بنی اسرائیل کو فرعون نے کہا اگر تم لائے ہو کوئی نشانی تو پیش کرو اسے اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو تو ڈال دیا موسیٰ نے اپنا عصا تو فوراً وہ صاف اژدہا بن گیا اور نکالا اپنا ہاتھ (گریبان سے) تو فوراً وہ سفید (روشن) ہو گیا دیکھنے والوں کے لیے کہنے لگے قوم فرعون کے رئیس واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں تمہارے ملک سے تو اب تم کیا مشورہ دیتے ہو بولے مہلت دو اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیجو شہروں میں ہرکارے تاکہ وہ لے آئیں تمہارے پاس ہر ماہر جادوگر کو"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ اس طرح پڑھتے تھے "حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ" یعنی علی کی جگہ عَلَیَّ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ "فَاَلْقٰى عَصَاهُ" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ عصا مبارک حضرت آدم علیہ السلام کا عصا تھا۔ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف آئے تو ایک فرشتے نے وہ عصا آپ کو دیا۔ وہ رات کے وقت آپ کو روشنی مہیا کرتا تھا اور دن کے وقت آپ اسے ساتھ لے کر زمین میں گھومتے پھرتے اور اپنے لیے رزق تلاش کرتے اور اس کے ساتھ اپنے ریوڑ کو ہانکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ" (تو فوراً وہ صاف اژدہا بن گیا) یعنی ایسا سانپ بن گیا قریب تھا کہ وہ آپ پر حملہ آور ہو جائے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت منہال رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سانپ آسمان کی جانب ایک میل تک بلند ہو گیا اور وہ فرعون کی طرف آیا۔ وہ کہنے لگا: اے موسیٰ! جو چاہو مجھے حکم دو۔ اور فرعون کہنے لگا: اے موسیٰ! میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے بھیجا ہے۔ راوی کا قول ہے کہ اس نے آپ کے پیٹ کو پکڑ لیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس گئے۔ تو وہ اون کا ایسا لباس پہنے ہوئے تھے جو اس کی گردن سے اوپر تک تھا۔ فرعون سے آپ کے اندر آنے کی اجازت لی گئی۔ تو اس نے کہا: آپ کو لے آؤ۔ آپ اندر تشریف لے گئے اور فرمایا: بلاشبہ میرے الٰہ نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے۔ تو اس نے اپنے گرد بیٹھنے والوں کو کہا: میں اپنے سوا تمہارے لیے اور کوئی الٰہ نہیں جانتا، اسے پکڑ لو۔ آپ نے فرمایا: میں تیرے پاس نشانی اور معجزہ لے کر آیا ہوں۔ تو اس نے کہا: اسے پیش کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈال دیا۔ تو وہ اژدہا بن گیا۔ ایسا کہ اس کے دو جبڑوں کے درمیان محل کی چھت اور زمین کے درمیان کی ہر شے سما سکتی تھی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اپنے گریبان میں داخل کیا اور جب اسے نکالا تو بجلی کی مثل اس طرح چمکنے لگا کہ آنکھیں چمک اٹھیں۔ پس وہ اپنے چہروں کے بل گر پڑے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کو پکڑ لیا۔ پھر تشریف لے گئے اور وہاں سے سب لوگ بھاگ گئے۔ پھر جب افاقہ ہوا اور فرعون سے خوف اور ڈر جاتا رہا تو اس نے اپنے پاس بیٹھنے والے رئیسوں کو کہا: تم کیا مشورہ دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: مہلت دے دو اسے اور اس کے بھائی کو۔ نہ تم اسے ادھر لاؤ اور نہ ہی وہ ہمارے قریب آئے۔ اور شہروں میں ہرکارے بھیج دو اور جادوگر فرعون سے ڈرتے تھے۔ چنانچہ اس نے ان کی طرف بڑی تیزی سے ہرکاروں کو بھیجا اور انہوں نے انہیں جا کر کہا: تحقیق تمہارے الٰہ کو تمہاری ضرورت ہے اور ساتھ یہ بتاتے کہ اس اس طرح کا کام ہے۔ جادوگروں نے کہا: بالیقین یہ کوئی جادوگر جادو کر رہا ہے کیا ہمارے لیے کوئی اجر ہوگا اگر ہم غالب آگئے؟ کہنے لگا: کیا ایک جادوگر لوگوں پر جادو کر سکتا ہے اور ایک جادوگر جادوگر پر جادو نہیں کر سکتا؟ اس نے کہا ہاں بے شک (اگر تم غالب آگئے) تو بلاشبہ تم مقربین میں سے ہو جاؤ گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا عوسج (کانٹے دار درخت) کا تھا اور اس کے بعد عوسج کسی کے لیے مسخر نہیں ہوا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا نام ماشا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہی دابۃ الارض تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ کہ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ سے مراد مذکر سانپ ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ کا معنی ہے وہ بہت بڑا سانپ بن گیا۔ معمر کا قول ہے کہ کسی اور نے کہا کہ وہ شہر کی مثل بڑا سانپ بن گیا(2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا کہ وہ زرد رنگ کا مذکر سانپ بن گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اژدہا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا مبارک سے بنا تھا اس کے دو جبڑوں کے درمیان بارہ ذراع کا فاصلہ تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت فرقد سنجی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون کو جب حاجت پیش آئی تو پچاس فرسخ کی مسافت پر جادوگر اسے لے گئے اور جب حاجت ختم ہوگئی تو وہ اسے لے آئے کیونکہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا نے اپنا منہ کھولا تو اس کے دو جبڑوں کے درمیان چالیس ذراع کا فاصلہ تھا اور اس دن چالیس بار اس نے ایسا کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے "فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ" کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سانپوں میں سے نر سانپ تھا، اپنا منہ کھولے ہوئے تھا۔ اپنا نیچے والا جبڑا زمین پر اور اوپر والا جبڑا محل کی فصیل پر رکھے ہوئے تھا۔ پھر وہ فرعون کی طرف متوجہ ہوا، تاکہ اسے پکڑ لے۔ جب فرعون نے اسے دیکھا تو وہ اس سے انتہائی خوفزدہ ہوا اور اچھل پڑا اور اس نے ایسی بات کہی جو اس سے قبل کبھی نہیں کی تھی۔ وہ زور زور سے پکارنے لگا: اے موسیٰ! اسے پکڑ لو میں تیرے ساتھ ایمان لے آؤں گا اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دوں گا۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا تو وہ عصا بن گیا(3)۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ وَّنَزَعَ يَدَهٗ میں ید سے مراد ہتھیلی ہے یعنی اپنی ہتھیلی نکالی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے "يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ" کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہاری سرزمین سے نکال دے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ "اَرْجِهْ" کا معنی اخرہ ہے۔ یعنی تو اسے مہلت دے دے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "قَالُوْٓا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ" کا معنی حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ قوم فرعون کے رئیسوں نے کہا: تو اسے اور اس کے بھائی کو روک لے(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 21 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 20 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 24 5۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے کئی اسناد سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ”وَ اَرْسِلْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ“ کہ تو شہروں میں شرط (پولیس والے (ہرکارے) بھیج دے (1)۔

وَ جَآءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوْۤا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ
الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ
اَنْ تُلْقِيَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ قَالَ اَلْقُوْا ۚ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا
سَحَرُوْۤا اَعْيُنَ النَّاسِ وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَ جَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۱۶﴾ وَ اَوْحَيْنَاۤ
اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ
وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَ
اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ
هٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ
مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ لِتُخْرِجُوْا مِنْهَاۤ اَهْلَهَا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۲۳﴾
لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾
قَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ وَ مَا تَنْقِمُ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا
لَمَّا جَآءَتْنَا ؕ رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾

”اور آ گئے جادوگر فرعون کے پاس۔ جادوگروں نے کہا یقیناً (آج تو) ہمیں بڑا انعام ملنا چاہیے اگر ہم (موسیٰ پر) غالب آجائیں فرعون نے کہا بے شک اور (اس کے علاوہ) تم خاصان بارگاہ سے ہوجاؤ گے جادوگروں نے کہا اے موسیٰ! یا تو تم (پہلے) ڈالو ورنہ ہم ہی (پہلے) ڈالنے والے ہیں آپ نے فرمایا تم ہی ڈالو پس جب انہوں نے ڈالا تو جادو کر دیا انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر اور خوفزدہ کر دیا انہیں اور مظاہرہ کیا انہوں نے بڑے جادو کا اور ہم نے وحی کی موسیٰ کو کہ ڈال دے اپنا عصا۔ تو فوراً وہ نگلنے لگا جو فریب انہوں نے بنا رکھا تھا تو ثابت ہوگیا حق اور باطل ہوگیا جو (جادو) وہ کیا کرتے تھے یوں فرعونی مغلوب ہوگئے وہاں (بھرے مجمع میں) اور پلٹے ذلیل وخوار ہوکر اور گر پڑے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے (اور) کہنے لگے ہم تو ایمان لے آئے سارے جہانوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 24

کے پروردگار پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا فرعون نے کہا تم تو ایمان لائے ہوئے تھے اس پر اس سے پہلے کہ میں (اس کے مقابلہ کی) تمہیں اجازت دیتا۔ بے شک یہ ایک فریب ہے جو تم نے (مل کر) کیا ہے شہر میں تا کہ تم نکال دو یہاں سے اس کے اصلی باشندوں کو۔ ابھی (اس کا انجام) تمہیں معلوم ہو جائے گا میں (پہلے) کٹوا دوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مختلف طرفوں سے پھر تمہیں سولی پر لٹکا دوں گا سب کے سب کو وہ بولے (پرواہ نہیں) ہم تو اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں اور تو کیا ناپسند کرتا ہے ہم سے بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے اپنے رب کی آیتوں پر جب وہ آئیں ہمارے پاس۔ اے ہمارے رب! انڈیل دے ہم پر صبر اور وفات دے ہمیں اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جادوگر ستر آدمی تھے۔ وہ صبح کے وقت جادوگر تھے اور شام کے وقت شہداء تھے۔ ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ دن کے پہلے حصہ میں جادوگر تھے اور دن کے آخری حصہ میں شہید تھے کیونکہ اس وقت وہ قتل کر دیے گئے تھے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کے جادوگر بارہ ہزار تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحٰق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون نے پندرہ ہزار جادوگر جمع کیے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوثمامہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کے جادوگر ستر ہزار تھے اور ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد انیس ہزار تھی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے سدی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جادوگروں کی تعداد تیس ہزار سے کچھ زائد تھی۔ ان میں سے ہر آدمی کے پاس رسی یا چھڑی تھی پس جب انہوں نے انہیں پھینکا تو لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں خوفزدہ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون کے ستر ہزار جادوگر تھے سو انہوں نے ستر ہزار رسیاں اور ستر ہزار چھڑیاں زمین پر پھینکیں۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کے سبب یہ خیال آنے لگا کہ وہ دوڑ رہی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! اپنا عصا ڈالو۔ پس آپ نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ صاف اژدہا بن گیا۔ اس نے اپنا منہ کھولا اور ان کی رسیوں اور چھڑیوں کو نگل گیا۔ تو اس وقت جادوگر سجدے میں گر گئے۔ انہوں نے اپنے سر نہیں اٹھائے یہاں تک کہ جنت، دوزخ اور ان کے اہل کا انجام دیکھ لیا (4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ جادوگر جنہیں اللہ تعالیٰ نے حالت اسلام پر موت دی ان کی تعداد اسی ہزار تھی۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 86 (926) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 26
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 27
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 27-28

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تین سو جادوگر قرم کے رہنے والے تھے، تین سو عریش سے تعلق رکھتے تھے اور انہیں اس بات میں شک ہے کہ ان میں سے تین سو اسکندریہ کے باسی تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "قَالُوْٓا اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کیا ہمارے لیے عطا اور فضیلت و برتری ہوگی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: انہوں نے موٹی رسیاں اور لمبی چھڑیاں زمین پر پھینکیں۔ تو ان کے جادو کے سبب یہ وہم ہونے لگا کہ یہ دوڑ رہی ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ کی تفسیر میں حضرت سدی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو۔ تو آپ نے اپنا عصا مبارک زمین پر ڈال دیا۔ تو وہ تمام کے تمام سانپوں کو کھا گیا۔ پس جب جادوگروں نے یہ منظر دیکھا تو سجدے میں گر گئے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے "وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰۤى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک زمین پر پھینکا۔ تو وہ سانپ کی صورت میں بدل گیا اور وہ ان کے سارے جادو، چھڑیاں اور ان کی رسیوں کو کھا گیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا يَاْفِكُوْنَ کا معنی يَكْذِبُوْنَ نقل کیا ہے۔ یعنی وہ فوراً نگلنے لگا جو فریب اور جھوٹ انہوں نے بنا رکھا تھا (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ" کی تفسیر میں حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ ان کی رسیوں اور چھڑیوں کو نگلنے لگا (4)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جادوگر جب جمع ہوئے تو انہوں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کچھ لے کر آئے ہیں اگر وہ جادو ہے تو وہ ہرگز غالب نہیں آئیں گے اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو ابھی تم دیکھ لو گے۔ سو جب آپ نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو اس نے اسے کھا لیا جو فریب انہوں نے اپنے جادو کے سبب دے رکھا تھا اور اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹ آیا۔ تو انہیں یقین ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس وقت وہ سجدہ کرتے ہوئے گر گئے اور کہنے لگے ہم سارے جہانوں کے پروردگار کے ساتھ ایمان لائے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام میں سے کئی لوگوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے امیر کی ملاقات ہوئی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا: تیری کیا رائے ہے اگر میں تجھ پر غالب آ گیا تو کیا تو میرے ساتھ ایمان لے آئے گا اور تو یہ شہادت دے گا کہ جو دین میں لے کر آیا ہوں وہ حق ہے؟ جادوگر نے کہا میں بالیقین کل ایسا جادو لاؤں گا جس پر کوئی جادو غالب نہیں آ سکے گا۔ قسم بخدا! اگر تم مجھ پر غالب آ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 27 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 28 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

گئے تو میں بالیقین تمہارے ساتھ ایمان لاؤں گا اور میں یہ شہادت دوں گا کہ آپ حق پر ہیں۔فرعون ان کی اس کیفیت کو دیکھ رہا تھا۔اور یہ فرعون کا قول ہے ''اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ'' بے شک یہ ایک فریب ہے جو تم نے شہر میں کیا تھا۔جب تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کے لیے ملے تھے۔کیا تم دونوں شہر سے اس کے باسیوں کو نکال دو گے؟(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ''فَوَقَعَ الْحَقُّ'' کا معنی ہے حق ظاہر ہو گیا اور ''وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ'' کا معنی ہے اور وہ فریب جو وہ کرتے تھے وہ ختم ہو گیا (مٹ گیا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''وَ اُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ'' کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ انہوں نے اپنی حالت سجدہ میں اپنے وہ محلات اور منازل دیکھ لیے جو ان کے لیے بنائے جائیں گے (یعنی جو انہیں عطا کیے جائیں گے)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جادوگر سجدے میں گرے تو ان کے لیے جنت (کے حجابات) اٹھا دیے گئے اور انہوں نے اسے دیکھ لیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''اِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَّكَرْتُمُوْهُ فِي الْمَدِيْنَةِ'' کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: بے شک یہ ایک فریب ہے جو تم نے شہر میں کیا تھا، جب تم دونوں ایک دوسرے کی مدد کے لیے ملے تھے۔کیا تم دونوں شہر سے اس کے باسیوں کو نکال دو گے؟ تو فرعون نے کہا میں بالیقین تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دوں گا۔چنانچہ اس نے انہیں قتل کر دیا اور ان کے ہاتھ پاؤں اپنے کہنے کے مطابق کاٹ دیے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جادوگر جو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں جمع کیے تھے، ان کے چار سردار یہ تھے سابور، عاذور، حط حط اور مصفی۔یہی وہ لوگ ہیں جو اس وقت ایمان لائے جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قوت و طاقت کو دیکھا، اور پھر ان کے ساتھ تمام کے تمام جادوگر ایمان لے آئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون نے سب سے پہلے سولی دی اور اسی نے ہاتھ، پاؤں مخالف سمت سے سب سے پہلے کاٹے تھے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جادوگروں نے وہ کچھ پھینک دیا جو ان کے ہاتھوں میں تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا۔تو وہ صاف اژدھا بن گیا۔اس نے اپنا منہ کھولا جو چکی کی مثل تھا۔اس نے اس کا نیچے والا کنارہ زمین پر رکھا اور دوسرے کو اوپر اٹھایا اور جو رسیاں اور چھڑیاں انہوں نے پھینکی تھیں، ان میں سے ہر شے کو نگل لیا۔پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف آئے اور اسے پکڑ لیا تو وہ پہلے کی طرح عصا بن گیا۔اور بنی اسرائیل سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے ''آمَنَّا بِرَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ'' ہم موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے رب کے ساتھ ایمان لائے۔تو فرعون نے کہا ''اٰمَنْتُمْ بِهٖ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ'' الآیہ (تم تو ایمان

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 30 2۔ایضاً، جلد 9، صفحہ 31

لائے ہوئے تھے اس پر اس سے پہلے کہ میں (اس کے مقابلہ کی) تمہیں اجازت دیتا) پس سب سے پہلے زمین میں فرعون نے مخالف سمت سے ہاتھ پاؤں کاٹے اور اسی نے سب سے پہلے سولی دی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ "لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ" کا معنی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ میں ضرور کاٹ دوں گا ایک سمت سے تمہارا ہاتھ اور دوسری سمت سے تمہارا پاؤں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ دن کے پہلے حصہ میں جادوگر تھے اور آخری حصہ میں شہید تھے (1)۔

وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِیُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ یَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ؕ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَهُمْ وَ نَسْتَحْیٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِیْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ۚ اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ۙ۫ یُوْرِثُهَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۸﴾

"اور کہا قوم فرعون کے سرداروں نے (اے فرعون!) کیا تو (یونہی) چھوڑے رکھے گا موسیٰ اور اس کی قوم کو تاکہ فساد برپا کرتے رہیں اس ملک میں اور چھوڑے رہے موسیٰ تجھے اور تیرے خداؤں کو۔ اس نے (برافروختہ ہو کر) کہا (ہرگز نہیں بلکہ) ہم تہ تیغ کر دیں گے ان کے لڑکوں کو اور زندہ چھوڑ دیں گے ان کی عورتوں کو اور ہم بے شک ان پر غالب ہیں فرمایا موسیٰ نے اپنی قوم کو (اس آزمائش میں) مدد طلب کرو اللہ سے اور صبر و استقامت سے کام لو۔ بلاشبہ زمین اللہ ہی کی ہے وارث بناتا ہے اس کا جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے (مخصوص) ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابوحمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ "وَیَذَرَكَ وَاِلٰهَتَكَ" پڑھتے تھے اور فرماتے کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) تجھے اور تیری عبادت کو چھوڑے رہے اور فرمایا کہ فرعون کی عبادت کی جاتی تھی وہ خود عبادت نہیں کرتا تھا (2) ابن الانباری نے حضرت ضحاک سے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ تیری عبادت کو چھوڑے رہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کہا کہ اٰلِهَتَكَ کا معنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 31 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 34 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 33

عبادت تک ہے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام تجھے اور تیری عبادت کو چھوڑے رہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: تم یہ آیت "وَ يَذَرَكَ" کیسے پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا "وَيَذَرَكَ وَالِهَتَكَ" تو حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں "الِهَتَكَ" بمعنی عبادتک ہے۔ کیا جانتے نہیں کہ فرعون کہا کرتا تھا "اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى" میں تمہارا رب ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی ارشاد کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ اس سے بت مراد نہیں لے رہے بلکہ "الِهَتَكَ" سے ان کی مراد تعظیم تھی، یعنی موسیٰ (علیہ السلام) تجھے اور تیری تعظیم کو چھوڑے رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آلھۃ سے مراد بت نہیں لے رہے تھے بلکہ فرعون کی تعظیم وتکریم مراد لے رہے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سلیمان التیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے بکر بن عبد اللہ کے پاس یہ آیت پڑھی "وَيَذَرَكَ وَالِهَتَكَ" تو بکر نے پوچھا: کیا تو اس طرح کی ترکیب عربی میں جانتا ہے؟ تو میں نے کہا: ہاں بے شک۔ پھر حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ آگئے۔ تو بکر نے مجھے پڑھنے کو کہا۔ چنانچہ میں نے اسی طرح آیت پڑھی۔ تو حضرت حسن نے بھی کہا "وَيَذَرَكَ وَالِهَتَكَ" تو میں نے حسن کو کہا: کیا وہ (فرعون) کسی شے کی عبادت کرتا تھا؟ تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! وہ عبادت کرتا تھا۔ سلیمان تیمی نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ اپنی گردن میں کوئی چیز رکھتا تھا اور اسی کی عبادت کرتا تھا۔ اور مزید کہا: کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ گائے کی پوجا کرتا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون کے کئی الٰہ تھے جن کی پوجا وہ چھپ کر کیا کرتا تھا (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب جادوگر ایمان لے آئے تو بنی اسرائیل کے چھ لاکھ افراد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی (3)۔

قَالُوْۤا اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ؕ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾

"قوم موسیٰ نے کہا ہم تو ستائے گئے اس سے پہلے بھی کہ آپ آئے ہمارے پاس اور اس کے بعد بھی کہ آپ آئے ہمارے پاس۔ آپ نے کہا عنقریب تمہارا رب ہلاک کر دے گا تمہارے دشمن کو اور (ان کا) جانشین بنا دے گا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 33　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 35

تمہیں زمین میں پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قوم موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہم تو ستائے گئے اللہ تعالیٰ کے آپ کو رسول بنا کر بھیجنے سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ آپ کے ہمارے پاس آنے سے پہلے فرعون ہمیں دودھ کا پابند کیا کرتا تھا۔ اور جب آپ تشریف لے آئے تو اس نے ہمیں دودھ کے ساتھ بھوسے کا بھی پابند بنا رکھا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے میرے رب! تو فرعون کو ہلاک کر دے۔ تو کب تک اسے باقی رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی بے شک انہوں نے کوئی ایسا گناہ نہیں کیا جس کے بدلے وہ انہیں ہلاک کر دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے قبل کہ اللہ کے دشمن فرعون کو ختم کرنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا جاتا، فرعون کو یہ معلوم ہوا کہ اس سال میں ایک بچہ پیدا ہوگا اور وہ تیری بادشاہی کو تجھ سے چھین لے گا۔ تو فرعون اس سال میں ان کے بچوں کے پیچھے پڑ گیا اور ان سے ہر مذکر بچے کو ذبح کر دیتا پھر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان کے پاس آنے کے بعد بھی بچوں کو ذبح کرایا۔ اور بنی اسرائیل کا یہی قول ہے جس کی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت اور شکوہ کر رہے ہیں۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا "عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ" "عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور زمین میں تمہیں ان کا جانشین بنا دے گا پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہمارے ساتھ اہل بیت ہیں، وہ غالب رہیں گے اور مہر لگائیں گے، پس بنی ہاشم کی حکومت کا ہونا ضروری ہے۔ سو جن میں تم رہ رہے ہو ان میں بنی ہاشم کو تم تلاش کرو۔ اور انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی "عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ" "عنقریب تمہارا رب تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے گا اور زمین میں (ان کا) جانشین تمہیں بنا دے گا پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو"۔

وَ لَقَدْ اَخَذْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَ نَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۳۰﴾

"اور بے شک ہم نے پکڑ لیا فرعونیوں کو قحط سالی اور پھلوں کی پیداوار میں کمی سے تاکہ وہ نصیحت قبول کریں"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 36

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ میں بِالسِّنِيْنَ کا معنی بھوک، قحط سالی ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بِالسِّنِيْنَ سے مراد آفات ہیں۔ یعنی ہم نے فرعونیوں کو طرح طرح کی آفتوں کے ساتھ پکڑ لیا اور اس کے علاوہ پھلوں کی پیداوار میں کمی کر کے (انہیں گرفت میں لے لیا) (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سالہا سال تک انہیں قحط سالی کے ساتھ پکڑے رکھا اور پھلوں کی پیداوار میں کمی کیے رکھی۔ بھوک اور قحط سالی ان کے جنگل میں رہنے والے اور جانور رکھنے والے لوگوں کے لیے تھی اور پھلوں کی کمی ان کے شہروں اور دیہاتوں میں بسنے والوں کے لیے تھی (3)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت رجاء بن حیوہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ پھلوں کی پیداوار میں کمی اس حد تک تھی کہ کھجور کے درخت پر سوائے ایک خشک کھجور کے کوئی پھل نہیں لگتا تھا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے قحط سالی کے ساتھ فرعونیوں کو پکڑا۔ تو ان کی ہر شے خشک ہو گئی، ان کے مویشی مر گئے۔ یہاں تک کہ دریائے نیل بھی خشک ہو گیا۔ وہ فرعون کے پاس اکٹھے ہوئے اور اسے کہا اگر تو اس طرح ہے جیسے تو گمان کرتا ہے۔ تو پھر ہمارے لیے دریائے نیل میں پانی لے آ۔ اس نے جواب دیا، کل صبح تمہیں پانی مل جائے گا۔ سو جب وہ اس کے پاس سے نکل گئے تو اس نے کہا میں نے کون سی شے بنائی ہے؟ کیا میں دریائے نیل میں پانی جاری کرنے پر قادر ہوں، کل صبح ہو گی تو وہ مجھے جھٹلا دیں گے، جب نصف رات ہوئی، وہ اٹھا اور اس نے غسل کیا اور اون سے بنی ہوئی قمیص پہنی۔ پھر ننگے پاؤں باہر نکلا۔ یہاں تک کہ دریائے نیل پر پہنچ گیا اور اس کے اندر کھڑے ہو کر یہ دعا مانگی: اے اللہ! بے شک تو جانتا ہے کہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ تو دریائے نیل کو پانی کے ساتھ بھر دینے کی قدرت رکھتا ہے۔ سو تو اسے بھر دے۔ پس اسے یقین ہو گیا کہ پانی کا ریلا آئے گا۔ تو وہ باہر نکل آیا اور دریائے نیل پانی کے ساتھ ابلنے لگا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک اور برباد کرنے کا ارادہ فرمایا۔

فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓىِٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾

"تو جب آتا ان پر خوشحالی (کا دور) (تو) کہتے ہم مستحق ہیں اس کے اور اگر پہنچتی انہیں کوئی تکلیف (تو) بدفالی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 37 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

پکڑتے موسیٰ سے اور آپ کے ساتھیوں سے۔ سن لو! ان کی بدفالی تو (مکافات عمل کے قانون کے مطابق) اللہ کے پاس سے ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آیت کریمہ میں اَلْحَسَنَةُ سے مراد عافیت اور خوشحالی ہے۔ یعنی جب انہیں خوشحالی اور عافیت حاصل ہوتی تو کہتے ہم ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں اور اگر انہیں کوئی مصیبت اور تنگی پہنچتی تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بدفالی پکڑتے (1)۔

امام ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ طٰٓئِرُهُمْ کا معنی مَصَائِبُهُمْ ہے۔ یعنی سن لو ان کے مصائب تو (مکافات عمل کے قانون کے مطابق) اللہ کے پاس ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا (سن لو! ان کے لیے مصائب اور تکالیف کا) حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں امر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کے امر سے انہیں پہنچا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے اپنے اعمال کا بدلہ ہے۔

وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾

"اور انہوں نے کہا کیسی ہی تو لے آئے ہمارے پاس نشانی (معجزہ) تا کہ تو جادو کرے ہم پر اس سے ہرگز نہیں ہم تم پر ایمان لانے والے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے "وَ قَالُوْا مَهْمَا تَاْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰیَةٍ" کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے "ان مَاتَاتِنَا بِهٖ مِنْ آیَةٍ" "اگر تو ہمارے پاس کوئی نشانی (معجزہ) لے کر آئے"۔ تو انہوں نے کہا اس میں ما زائدہ ہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الطُّوْفَانَ وَ الْجَرَادَ وَ الْقُمَّلَ وَ الضَّفَادِعَ وَ الدَّمَ اٰیٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۫ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۱۳۳﴾

"پھر بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون (یہ سب) واضح نشانیاں تھیں پھر بھی وہ تکبر کرتے رہے اور وہ لوگ (پیشہ ور) مجرم تھے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس آیت طیبہ میں طوفان سے مراد موت ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا طوفان سے مراد موت ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 38 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 39
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 40 5 ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: طوفان سے مراد ہر حال میں موت ہے (1)۔

ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا طوفان سے مراد انہیں غرق کرنا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ طوفان سے مراد یہ ہے کہ ان پر آٹھ دن تک رات دن مسلسل بارش برسائی جاتی رہی۔ اَلْقُمَّلَ سے مراد ایسی ٹڈی ہے جس کے پر نہ ہوں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طوفان تیرے رب کے امروں میں سے ایک امر ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی "فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ (القلم:19) "پس چکر لگا گیا اس باغ پر ایک چکر لگانے والا آپ کے رب کی طرف سے" (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم فرعون پر طوفان بھیجا اور اس سے مراد بارش ہے۔ تو فرعونیوں نے کہا: اے موسیٰ! (علیہ السلام) اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کیجئے وہ اس بارش کو ہم سے دور ہٹا دے۔ ہم تیرے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے۔ سو آپ نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں التجا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش روک لی۔ اور اس سال اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اتنی کھیتیاں اور گھاس وغیرہ اگائی کہ اس سے قبل کبھی بھی اتنا کچھ نہیں اگایا تھا۔ تو وہ کہنے لگے یہ وہی ہے جس کی ہم تمنا اور آرزو کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈی کو بھیج دیا اور اسے ان پر مسلط کر دیا۔ سو جب ان کی نظر اس پر پڑی تو انہیں یقین ہو گیا کہ ان کی کوئی فصل باقی نہیں بچے گی۔ تو انہوں نے پہلے کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی۔ تو آپ نے اپنے رب سے التجا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے ٹڈی کو دور فرما دیا۔ چنانچہ انہوں نے فصلوں کو گاہا اور صاف کر کے انہیں گھروں میں محفوظ کر لیا اور کہنے لگے ہم نے فصلوں کو محفوظ کر لیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جوئیں بھیج دیں۔ اور یہاں قمل سے مراد وہ گھن ہے جو گندم سے نکلتا ہے۔ ایک آدمی دس اجرب گندم چکی پر لے جاتا تھا تو ان میں سے تین قفیز بھی واپس نہیں لوٹائے جاتے تھے۔ تو انہوں نے پہلے کی طرح دعا کی درخواست کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے بھی نجات عطا فرما دی۔ لیکن پھر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجنے سے انکار کر دیا۔ تو اسی اثناء میں آپ نے فرعون کے پاس نہر سے مینڈک کے ٹرانے کی آواز سنی۔ تو آپ نے فرمایا: اے فرعون! کیا تو اور تیری قوم اس مینڈک سے مل چکے ہو؟ تو اس نے کہا: کیا وہ اس مینڈک کے قریب ہے؟ پس جب شام ہوئی تو ہر آدمی اپنی ٹھوڑی تک مینڈکوں میں تھا اور ان میں سے کوئی بھی کلام نہیں کرتا تھا مگر یہ کہ مینڈک اچھل کر اس کے منہ میں داخل ہو جاتا اور ان کے برتنوں میں سے کوئی بھی نہیں تھا مگر یہ کہ وہ مینڈکوں سے بھرا پڑا تھا۔ تو انہوں نے پہلے کی طرح دعا کی درخواست کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے مینڈکوں کو دور فرما دیا۔ لیکن انہوں نے وعدہ وفا نہیں کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر خون بھیجا۔ تو ان کے دریا خون ہو گئے اور ان کے کنوئیں بھی خون ہو گئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 40 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 39 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 40

تو انہوں نے فرعون کے پاس یہ شکوی کیا۔تو اس نے کہا: محسوس ایسا ہوتا ہے کہ اس نے تم پر جادو کر دیا ہے؟ فرعونیوں نے کہا: ہمارے برتنوں، کنوؤں اور دریاؤں میں کوئی پانی نہیں ہے مگر ہم اس میں تازہ خون کا ذائقہ پاتے ہیں۔تو فرعون نے پھر کہا: اے موسیٰ (علیہ السلام) اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ان سے اس خون کو دور فرمادے۔لیکن انہوں نے وعدہ پورا نہ کیا(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ "فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ" میں طوفان سے مراد شدید بارش ہے یعنی ہم نے ان پر بارش بھیجی یہاں تک کہ انہیں ہلاک ہونے کا خوف ہونے لگا، تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے موسیٰ! اپنے رب کی بارگاہ میں ہمارے لیے دعا فرمائیے، کہ وہ اس بارش کو ہم سے دور لے جائے۔تو ہم آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ چنانچہ آپ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی۔تو ان سے بارش ختم ہوگئی۔تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سبب ان کی فصلوں کو خوب اگایا اور ان کے شہروں کو سرسبز و شاداب کر دیا۔تو انہوں نے کہا: ہم پسند نہیں کرتے کہ ہم پر بارش نہ برسائی جائے۔ہم اپنے الٰہوں کو چھوڑ کر تیرے ساتھ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجیں گے۔تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈی کو بھیج دیا اور اس نے بڑی تیزی سے ان کی فصلوں اور پھلوں کو خراب کرنا شروع کر دیا۔تو انہوں نے پھر التجا کی: اے موسیٰ! اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کیجئے کہ وہ اس ٹڈی کو ہم سے دور فرمادے۔تو عنقریب ہم تیرے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے۔چنانچہ آپ نے دعا کی۔تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹڈی سے نجات دے دی۔درآنحالیکہ ان کی فصلوں اور دیگر حاجات زندگی میں سے ابھی کچھ باقی تھیں۔تو انہوں نے کہا: جو ہمارے لیے باقی بچا ہے وہ ہمیں کافی ہے۔لہٰذا ہم تیرے ساتھ ایمان نہیں لائیں گے اور نہ بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیجیں گے۔تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر قمل کو بھیج دیا اور یہ ایک رینگنے والا کیڑا ہے۔جو فصل وغیرہ ٹڈی نے چھوڑ دی تھی یہ اس میں داخل ہوگیا۔تو وہ خوب گھبرا گئے اور انہیں ہلاکت و بربادی کا خوف ہونے لگا تو انہوں نے پھر درخواست کی: اے موسیٰ! ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ اس کیڑے (گھن) کو ہم سے دور کر دے۔تو ہم تمہارے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ بھیج دیں گے۔چنانچہ آپ نے دعا فرمائی۔تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس سے نجات دے دی۔تو پھر وہ کہنے لگے: ہم تمہارے ساتھ ایمان لانے والے نہیں ہیں اور نہ تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجنے والے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مینڈک کو بھیج دیا اور ان کے گھر مینڈکوں سے بھر گئے اور ان کے سبب انہیں سخت تکلیف پہنچی۔اتنی شدید اذیت کہ اس سے قبل کبھی بھی ایسی تکلیف سے دوچار نہیں ہوئے تھے۔وہ اچھل کر ان کی ہنڈیوں میں داخل ہو جاتے تھے اور ان کے کھانوں کو خراب کر دیتے تھے اور ان کی آگ بجھا دیتے تھے۔انہوں نے پھر کہا: اے موسیٰ! اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کیجئے کہ وہ ان مینڈکوں کو ہم سے دور فرمادے۔کیونکہ ان کے سبب ہم شدید آزمائش میں اور اذیت میں مبتلا ہیں۔تو ہم آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔چنانچہ آپ نے دعا فرمائی۔تو اللہ تعالیٰ نے ان سے مینڈکوں کو دور فرمادیا۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 45

تو انہوں نے پھر کہہ دیا: ہم تمہارے ساتھ ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر خون بھیج دیا۔ پس وہ خون ہی کھانے لگے اور خون ہی پینے لگے۔ پھر عرض کی: اے موسیٰ! اپنے رب سے ہمارے لیے دعا فرمایئے، وہ اس خون کو ہم سے دور کر دے۔ تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیج دیں گے۔ چنانچہ آپ نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان سے خون کو دور فرما لیا۔ لیکن انہوں نے پھر کہا: اے موسیٰ! ہم ہرگز تیرے ساتھ ایمان نہیں لائیں گے اور نہ ہی تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیجیں گے۔ پس یہی وہ واضح نشانیاں تھیں جو ایک دوسری کے پیچھے ظاہر ہوئیں۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر حجت مکمل ہو جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے بدلے انہیں پکڑا اور گہرے سمندر میں انہیں غرق کر دیا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ'' کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ہم نے ان پر پانی، طاعون اور ٹڈی بھیجی۔ فرمایا ٹڈی ان کے دروازے کے کیلوں اور ان کے کپڑوں کو کھانے لگی اور قمل سے مراد کیڑا (یعنی جوں یا گھن ہے) اور مینڈکیں ان کے بستروں اور ان کے کھانوں میں داخل ہو جاتی تھیں اور خون ان کے کپڑوں، پانی اور کھانے میں ظاہر ہوتا تھا(2)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطا رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ٹڈی جب بنی اسرائیل پر مسلط ہوگئی تو اس نے ان کے دروازوں کو حتی کہ ان کے کیلوں کو بھی کھا لیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ٹڈی سمندر میں ایک مچھلی سے نکلتی ہے۔

امام عقیلی رحمہ اللہ نے کتاب الضعفاء میں اور ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ سے ٹڈی کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ حضرت مریم علیہا السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ التجا کی کہ وہ ایسا گوشت عطا فرمائے جس میں خون نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ٹڈی عطا فرمائی۔

امام طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ انہیں ایسا گوشت کھلائے جس میں خون نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ٹڈی عطا فرمائی۔ تو انہوں نے کہا ''اَللّٰهُمَّ اَعِشْهُ بِغَيْرِ رِضَاعٍ، وَتَابِعْ بَيْنَهٗ بِغَيْرِ شِيَاعٍ'' ''اے اللہ! اسے بغیر دودھ کے زندہ رکھ اور ان کے درمیان بغیر اشتراک کے موافقت رکھ''۔ امام ذہبی نے کہا کہ اس روایت کی سند پہلی کی نسبت انظف ہے(3)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت زینب ربیبہ رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایسے پرندے کے گوشت کا سوال کیا جسے ذبح کرنے کی ضرورت نہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مچھلیاں اور ٹڈی عطا فرمائی(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 45 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 49

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصید والذبائح، جلد 9، صفحہ 258، دار الفکر بیروت 4۔ ایضاً

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، ابوالشیخ نے العظمہ میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ٹڈی کے بارے پوچھا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے سب سے زیادہ ہے نہ میں اسے کھاتا ہوں اور نہ اسے حرام قرار دیتا ہوں (1)۔

امام ابوبکر البرقی نے معرفۃ الصحابہ میں، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور علامہ بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوزہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تم ٹڈی کے ساتھ نہ لڑو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے بہت بڑا لشکر ہے۔ بیہقی نے کہا اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ کھیتوں کو خراب و برباد کرنے کے لیے تعرض نہ کرے اور جب وہ تعرض کرے تو پھر ہر طریقے سے دفاع کرنا جائز ہے چاہے وہ قتال ہو یا قتل ہو۔ یا اس سے مراد یہ ہے کہ قتال اور قتل کے ساتھ اس کا مقابلہ کرنا متعذر اور مشکل ہے (2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے مغیرہ عن ابراہیم عن عبداللہ یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ٹڈی آ کر گری۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ٹڈی کو قتل کیا، تو گویا اس نے خون بہا والی شے کو قتل کیا۔ علامہ بیہقی نے کہا یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کے بعض راوی مجہول ہیں اور پھر ابراہیم اور ابن مسعود کے درمیان انقطاع بھی ہے (3)۔

امام حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی نے مجہول راوی والی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ٹڈی آ کر گری۔ تو آپ ﷺ نے اسے اٹھالیا۔ تو اس کے ایک پر پر عبرانی میں لکھا ہوا تھا "لَا یُغْنِیْ جَنِیْنِیْ وَلَا یَشْبَعُ اٰکِلِیْ، نَحْنُ جُنْدُ اللّٰہِ الْاَکْبَرِ لَنَا تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ بَیْضَۃً وَلَوْ تَمَّتْ لَنَا الْمِائَۃُ لَاَ کَلْنَا الدُّنْیَا بِمَا فِیْھَا" "میرا جنین گرتا نہیں، مجھے کھانے والا سیر نہیں ہوتا، ہم عظیم و کبیر رب کا لشکر ہیں، ہمارے ننانوے انڈے ہوتے ہیں۔ اگر سو مکمل ہو جاتے تو ہم دنیا کی ہر شے کو کھا جاتیں"۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! ٹڈی کو ہلاک کر دے۔ ان میں سے کبار کو قتل کر دے اور صغار کو موت دے دے۔ ان کے انڈوں کو خراب اور فاسد کر دے اور مسلمان کے کھیتوں اور دیگر ضروریات زندگی سے ان کے منہ بند کر دے۔ بے شک تو دعا کو سننے والا ہے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: بعض امور میں آپ کی دعا کو قبول کر لیا گیا ہے۔ بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے (4)۔

امام طبرانی، اسماعیل بن عبدالغافر فارسی رحمہما اللہ نے اربعین میں اور بیہقی نے حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ہم یعنی میں، میرے بھائی محمد بن حنفیہ اور میرے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس، قثم اور فضل ایک دستر خوان پر اکٹھے تھے۔ کہ ایک ٹڈی آ گری تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے پکڑ لیا۔ اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے کہا: پڑھیے! ٹڈی کے پر پر کیا لکھا ہوا ہے؟ تو آپ نے کہا میں نے اپنے ابا جان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول

1۔ سنن ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ، باب فی اکل الجراد، جلد 2، صفحہ 178، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ شعب الایمان، باب الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 232، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 233

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا "ٹڈی کے پر پر لکھا ہوا ہے" اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا رَبُّ الْجَرَادَةِ وَرَازِقُهَا اِذَا شِئْتُ بَعَثْتُهَا رِزْقًا لِقَوْمٍ، وَاِنْ شِئْتُ عَلٰى قَوْمٍ بَلَاءً" بے شک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں، میں ٹڈی کا رب اور اس کا رازق ہوں، جب میں چاہتا ہوں تو اسے کسی قوم کے لیے رزق بنا کر بھیج دیتا ہوں۔ اور اگر چاہوں تو کسی قوم پر آفت اور مصیبت بنا کر اسے بھیجتا ہوں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قسم بخدا! یہ مخفی علم میں سے ہے(1)۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: ٹڈی پر سریانی زبان میں یہ لکھا ہوا ہے "اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ، اَلْجَرَادُ جُنْدٌ مِّنْ جُنْدِیْ اُسَلِّطُهٗ عَلٰى مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ" "بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں، میں یکتا ہوں، میرا کوئی شریک نہیں، ٹڈی میرے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے جن پر چاہوں اسے مسلط کر دیتا ہوں"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، تو آپ کی مٹی سے جو فالتو بچی اس سے ٹڈی کو تخلیق فرما دیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: طوفان سے مراد بارش، جراد سے مراد یہی ٹڈی اور قمل سے مراد وہ کیڑا ہے جو گندم میں ہوتا ہے (یعنی گھن) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصخر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْقُمَّلَ سے مراد وہ ٹڈی ہے جو اڑ نہیں سکتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قمل سے مراد اَلْقُمَّلَ (جوں) ہی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بعض لوگوں نے اَلْقُمَّلَ کے بارے میں یہ گمان کیا ہے کہ اس سے مراد پسو ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَلْقُمَّلَ سے مراد جوئیں ہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا: کہ قول باری تعالیٰ "اَلْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ" کے متعلق مجھے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اَلْقُمَّلَ سے مراد رینگنے والا کیڑا ہے اور الضَّفَادِعَ سے مراد بھی یہی ہے (مینڈک) انہوں نے استفسار کیا۔ کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

یُبَادِرُوْنَ النَّحْلَ مِنْ اَنَّهَا كَاَنَّهُمْ فِی الشَّرَفِ الْقُمَّلِ

"وہ شہد کی مکھیوں کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں، جب کہ اصلیت میں یہ لوگ اَلْقُمَّلَ (رینگنے والا کیڑا) ہیں"۔

ابوالشیخ نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ اَلْقُمَّلَ سے مراد جنادب (ایک قسم کی ٹڈیاں) ہیں جو کہ (جراد) ٹڈی کی بیٹیاں ہیں۔

1۔ شعب الایمان، باب فی اکل الجراد، جلد 7، صفحہ 233 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 41 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 42

ابوالشیخ نے عفیف سے اور انہوں نے اہل شام میں سے ایک آدمی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْقُمَّلَ سے مراد پسو ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مینڈک خشکی پر رہتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسے فرعونیوں کی طرف بھیجا۔ تو اس نے حکم سنا اور اطاعت بجالائی۔ پھر یہ کبھی اپنے آپ کو ابلتی ہنڈیا میں پھینک دیتا اور کبھی تنوروں میں کود جاتا حالانکہ وہ جوش مار رہے ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس حسین فرمانبرداری اور اطاعت کی جزا کے طور پر اسے پانی کی ٹھنڈک عطا فرمائی (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فرعونیوں پر مینڈک سے بڑھ کر کوئی شے تکلیف دہ اور اذیت ناک نہ تھی۔ یہ ان کی ہنڈیوں کے پاس آجاتے حالانکہ وہ ابل رہی ہوتی تھیں۔ اور یہ اپنے آپ کو ان میں ڈال دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جزا کے طور پر پانی اور مٹی کی ٹھنڈک قیامت تک کے لیے اسے عطا فرمادی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم مینڈک کو نہ مارو۔ کیونکہ جب اسے فرعونیوں کی طرف بھیجا گیا تو ان میں سے ایک مینڈک چلا اور آگ سے بھرے تنور میں گر گیا۔ اس کے عوض اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سب سے ٹھنڈی شے کے ساتھ جزا عطا فرمائی۔ جسے ہم پانی کہتے ہیں اور اس کی آواز (ٹراں ٹراں) کو تسبیح بنادیا۔

امام احمد، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک دوا میں مینڈک کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مارنے سے منع فرمادیا (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "دریائے نیل میں خون بہنے لگا پس اسرائیلی صاف اور میٹھا پانی پیا کرتے تھا اور فرعونی خون سے سیراب ہوتا تھا۔ حالانکہ دونوں ایک برتن میں شریک ہوتے تھے۔ پس جو کچھ اسرائیلی کو ملتا تھا وہ صاف اور میٹھا پانی ہوتا اور جو کچھ فرعونی کو ملتا وہ خون ہوتا" (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں پر خون بھیجا۔ وہ اپنے پانی سے جو چلو بھی بھرتے وہ سرخ خون ہوتا۔ حتی کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ فرعون دو آدمیوں ایک قبطی اور ایک اسرائیلی کو ایک برتن پر جمع کر دیتا۔ تو پھر اسرائیلی کو جو ملتا تھا وہ پانی ہوتا اور جو قبطی کو ملتا وہ خون ہوتا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ "الدَّمَ" کے بارے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر نکسیر کو مسلط کر دیا (4)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت نوف الشامی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جادوگروں پر غلبہ پانے کے بعد بیس برس تک فرعونیوں میں ٹھہرے رہے اور آپ انہیں نشانیاں دکھاتے رہے مثلاً ٹڈی، جوئیں، مینڈک اور خون اور وہ اسلام لانے سے انکار ہی کرتے رہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 47
2۔ سنن ابوداؤد، کتاب الطب، باب الادویۃ المکروھۃ، جلد 2، صفحہ 185، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 48
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 50

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جادگروں پر غالب آنے کے بعد چالیس برس تک فرعونیوں میں ٹھہرے رہے اورانہیں واضح نشانیاں دکھاتے رہے یعنی ٹڈی، جوئیں اور مینڈک۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ "ایٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ تمام نشانیاں (معجزات) واضح تھیں اوران کا ظہور ایک دوسرے کے پیچھے ہوا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر حجت تمام ہوجائے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان نشانیوں میں سے بعض بعض کے پیچھے ظاہر ہوئیں وہ نشانی ان میں ایک ہفتے سے دوسرے ہفتے تک ٹھہرتی تھی اور پھر مہینے بھر کے لیے اسے ان سے اٹھالیا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان تمام نشانیوں میں سے ہر دو نشانیوں کے درمیان تیس دن کا فاصلہ تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ نو علامات نو برس میں ظاہر ہوئیں، ہر سال میں ایک نشانی ظاہر ہوئی۔

وَ لَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوْا يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ﴿۱۳۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۱۳۵﴾

"اور جب آجاتا ان پر کوئی عذاب تو کہتے اے موسیٰ! دعا کر ہمارے لیے اپنے رب سے اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم ہٹادو گے ہم سے یہ عذاب تو ہم ضرور ایمان لائیں گے تم پر اور ضرور روانہ کردیں گے تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو پھر جب ہم نے دور کردیا ان سے عذاب ایک مقررہ معیاد تک جس کو وہ پہنچنے والے تھے تو فوراً انہوں نے (توبہ کا عہد) توڑ دیا"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا رجز سے مراد عذاب ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیتے ہوئے فرمایا تم میں ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ مینڈھا ذبح کرے۔ پھر اپنی ہتھیلی اس کے خون سے رنگ لے۔ پھر اسے اپنے دروازے پر لگادے۔ تو قبطیوں نے بنی اسرائیل کو کہا: تم یہ خون اپنے دروازے پر کیوں لگارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کررہا ہے۔ ہم اس سے بچ جائیں گے اور تم ہلاک ہوجاؤ گے۔ قبطی نے کہا: کیا اللہ

تعالیٰ نے تمہیں یہی علامت بتائی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا اسی طرح ہمیں ہمارے نبی مکرم نے حکم دیا ہے۔ پس انہوں نے صبح اس حال میں کی کہ قوم فرعون کے ستر ہزار افراد مر چکے تھے۔ اور شام کے وقت حالت یہ تھی کہ وہ دفنائے نہیں جا سکتے تھے۔ تو اس وقت فرعون نے کہا "اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ" "دعا کرو ہمارے اپنے رب سے اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم ہٹا دو گے ہم سے یہ عذاب تو ہم ضرور ایمان لائیں گے تم پر اور ضرور روانہ کر دیں گے تیرے ساتھ بنی اسرائیل"۔ اس آیت میں رجز سے مراد طاعون ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے رب کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اسے دور ہٹا دیا۔ ان تمام سے بڑھ کر فرعون نے وعدہ وفا کیا اور کہا بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر جہاں چاہو چلے جاؤ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں کو طاعون میں مبتلا کر دیا اور انہیں اس میں مشغول کر دیا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام باہر نکل گئے۔ اور آپ نے بنی اسرائیل کو فرمایا اپنی ہتھیلیوں کو مٹی اور راکھ میں رکھو اور پھر اسے اپنے دروازے پر مل لو۔ اس طرح ملک الموت تم سے رکے رہیں گے۔ فرعون نے کہا کیا کوئی ہمارے غلاموں کو مار سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ ہم پکڑے جائیں گے اور وہ نہیں پکڑے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ نقل کیا ہے کہ "لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ" میں رجز سے مراد طاعون ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا الرِّجْزَ کا معنی عذاب ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ" میں معیاد مقررہ سے مراد ان کا غرق ہونا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آیت کریمہ میں رجز سے مراد عذاب ہے اور "اِلٰٓى اَجَلٍ هُمْ بٰلِغُوْهُ" سے مراد وہ مخصوص تعداد ہے جو ان کے ساتھ دنوں کی مقرر تھی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ" کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ انہوں نے وعدے پورے نہ کیے (3)۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 51 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 52-51 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 53

الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ بِمَا صَبَرُوْا ؕ وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ یَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَ مَا كَانُوْا یَعْرِشُوْنَ ﴿۱۳۷﴾

''پھر ہم نے بدلہ لیا ان سے اور غرق کر دیا انہیں سمندر میں کیونکہ انہوں نے جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو اور وہ اس (آنے والے) عذاب سے بالکل غافل تھے اور ہم نے وارث بنا دیا اس قوم کو جسے ذلیل و حقیر سمجھا جاتا تھا (انہیں وارث بنایا) اس زمین کے شرق و غرب کا جس میں ہم نے برکت رکھ دی تھی اور پورا ہو گیا آپ کے پروردگار کا اچھا وعدہ بنی اسرائیل کے متعلق بوجہ اس کے کہ انہوں نے صبر کیا تھا۔ اور ہم نے برباد کر دیا جو کیا کرتے تھے فرعون اور اس کی قوم اور (برباد کر دیے) جو بلند مکان وہ تعمیر کیا کرتے تھے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام لیا اور انہیں سمندر میں غرق کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ''الْیَمِّ'' کا معنی بحر (سمندر) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بھی الْیَمِّ سے مراد سمندر بیان کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ ''مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا'' کی تفسیر میں حضرت حسن سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ارض شام ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا: اس سے مراد ارض شام ہے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبد اللہ بن شوذب کا قول بیان کیا ہے کہ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا سے مراد فلسطین ہے۔

امام ابن عساکر نے زید بن اسلم سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا سے مراد شام کی بستیاں ہیں (3)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک شام میں فرات سے عریش تک برکت رکھ دی ہے (4)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالاغبش رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اور انہوں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو پایا ہے کہ ان سے اس برکت کے بارے سوال کیا گیا جو سرزمین شام میں رکھی گئی، اس کی حد کہاں تک پہنچتی ہے؟ تو انہوں نے کہا اس کی پہلی حد عریش مصر ہے، دوسری حد ثنیۃ کا کنارہ ہے، تیسری حد فرات ہے اور چوتھی حد وہ ہے جہاں حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 54
2۔ ایضاً
3۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 1، صفحہ 143، دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 144

ہود علیہ السلام کی قبر مبارک بنائی گئی ہے (1)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ کے رب نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا: عریش سے لے کر فرات تک کی مبارک زمین کو آباد کرو۔ آپ ہی نے سب سے پہلے ختنہ کرایا اور مہمان کی عزت و تکریم کی (2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دمشق کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے غلام نے بنایا ہے وہ حبشی تھا جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ سے باہر تشریف لائے، اس وقت نمرود بن کنعان نے آپ کو وہ غلام ہبہ کیا تھا۔ اس غلام کا نام دمشق تھا۔ لہٰذا اس نے اپنے نام پر اس شہر کا نام رکھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہر شے پر اسے اختیار دے رکھا تھا اور اس کے بعد ایک طویل زمانے تک رومی اس میں سکونت پذیر رہے (3)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد الملک جزری سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب دنیا مصائب و آلام اور قحط میں مبتلا تھی تو اس وقت سرزمین شام کے باسی خوش حالی، راحت و آرام اور عافیت میں تھے۔ اور جب شام تنگی اور قحط میں مبتلا تھا تو فلسطین خوش حالی اور عافیت میں تھا۔ اور جب فلسطین تکالیف اور قحط میں گھرا ہوا تھا تو بیت المقدس خوش حالی اور عافیت میں تھا اور فرمایا شام میں برکت رکھی گئی ہے۔ فلسطین مقدس ہے اور بیت المقدس کو ہزار بار پاکیزہ اور متبرک کیا گیا ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابو سلام الاسود سے کہا: تمہیں کس چیز نے حمص سے دمشق کی طرف منتقل کیا؟ تو انہوں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہاں برکت دو گنا ہو جاتی ہے (5)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے پوچھا: تو کہاں رہتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں الغوطہ میں رہتا ہوں، تو حضرت مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے کہا۔ دمشق میں سکونت اختیار کرنے سے تجھے کون سی شے مانع ہے؟ کیونکہ اس میں دوگناہ برکت رکھی گئی ہے (6)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ سرزمین شام اللہ تعالیٰ کی زمین میں سے اس کا خزانہ ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خزانہ کیا ہوا ہے یعنی وہاں حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے مزارات ہیں (7)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ثابت بن معبد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے شام! تو میرے شہروں میں سے بہتر اور اچھی سرزمین ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے افضل اور بہتر افراد کو تجھ میں سکونت عطا کروں گا (8)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی، رویانی نے مسند میں، ابن حبان، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 1، صفحہ 196، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 141 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 13
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 145 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 251 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 123 8۔ ایضاً

اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے کاغذ کے ٹکڑوں پر قرآن کریم لکھ رہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے فرمایا "طُوْبٰی لِلشَّامِ" شام کے لیے سعادت مندی اور خیر و برکت ہے۔ عرض کی گئی (یا رسول اللہ ﷺ) وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک رحمٰن کے فرشتے وہاں کے باسیوں پر اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے(1)۔

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: بے شک عنقریب تم کئی لشکر اکھٹے کرو گے اور ایک لشکر شام، مصر، عراق اور یمن سے ہوگا۔ تو ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے پسند فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر شام کو اختیار کرنا لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام کی ضمانت عطا فرمائی ہے(2)۔

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک عنقریب تم کئی لشکر مہیا کرو گے۔ تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے لیے انتخاب فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تجھ پر شام کو اختیار کرنا لازم ہے۔ کیونکہ اسے اللہ تعالیٰ نے اپنے شہروں میں سے چن لیا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے افضل ترین بندے سکونت پذیر ہیں۔ پس جس نے اس سے اعراض کیا تو اسے نجد کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اس کے باسیوں کی ضمانت عطا فرمائی ہے(3)۔

امام احمد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حوالۃ الازدی رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے لیے شہر کا انتخاب فرمایئے جس میں میں رہوں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ شام میں رہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے شام! تو میرے شہروں میں سے چنی ہوئی عمدہ جگہ ہے۔ میں تجھ میں اپنے بندوں میں سے افضل و اعلیٰ بندے داخل کروں گا۔ اور احمد کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے: کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں سے اس کی پسندیدہ اور بہترین زمین ہے اور وہ اس کے لیے اپنے بندوں میں سے بہترین بندوں کا انتخاب فرماتا ہے۔ اگر تم انکار کرو تو پھر یمن کو لازم پکڑ لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شام اور اہل شام کی مجھے ضمانت دی ہے(4)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: تم شام کو لازم پکڑے رہو۔ کیونکہ وہ سرزمین اللہ تعالیٰ کے شہروں میں سے پسندیدہ اور چنی ہوئی ہے۔ وہ اس میں اپنے بہترین اور نیک بندوں کو ہی سکونت عطا کرتا ہے اور جو انکار کرے، تو اسے چاہیے کہ وہ یمن میں رہے اور اس کی نہروں سے سیراب ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کی ضمانت دی ہے(5)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 249 (2900-01) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 10، صفحہ 36 (16645)، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 39 (16654)
4۔ تاریخ مدینہ دمشق، اشتقاق تسمیۃ الشام، جلد 1، صفحہ 69، دار الفکر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 68

امام احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن حوالہ الازدی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک عنقریب تم کئی لشکر شام روانہ کرو گے۔ اور ایک لشکر عراق کے لیے اور ایک لشکر یمن کی طرف۔ تو حوالی نے کہا: میرے لیے انتخاب فرما دیجئے یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر شام کو اختیار کرنا لازم ہے اور جو کوئی نہ جا سکے تو اسے چاہیے کہ وہ یمن چلا جائے اور اسی کی نہروں سے سیراب ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شام اور اہل شام کی ضمانت دی ہے (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا۔ اس میں کوئی مومن باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ وہ شام چلا جائے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء علیہم السلام پر جو کچھ نازل کیا ہے میں نے اس میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: شام میرا ترکش ہے۔ سو جب میں کسی قوم پر ناراض ہوتا ہوں تو اس میں سے ایک تیر ان پر پھینکتا ہوں (3)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ اور طبرانی نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میرے بعد میری امت کے لیے شام کو بڑی جلدی سے فتح کر دیا جائے گا۔ سو جب وہ اسے فتح کر لیں گے اور اس میں اتر جائیں گے تو اہل شام جزیرہ کی انتہا میں مسلسل رہنے لگیں گے۔ پس جو اس کے ساحلوں میں سے کسی ساحل پر اترے گا تو وہ جہاد میں ہوگا اور جو کوئی بیت المقدس اور اس کے نواح میں اترے گا تو وہ رباط (چھاؤنی) میں ہوگا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اہل شام میں فساد اور بگاڑ آ جائے گا، تو پھر تم میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں رہے گی۔ میری امت کے ایک گروہ کی ہمیشہ مدد کی جاتی رہے گی۔ اور جو انہیں ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کریں گے وہ انہیں نقصان اور ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی (5)۔ ترمذی نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ضمرہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ میں نے یہ سنا ہے کہ ہر نبی شام کی جانب سے مبعوث کیا گیا۔ اور اگر شام کی جانب سے نہ ہوا تو پھر اسے اس کی سیر کرائی گئی (6)۔

امام حافظ اور ابوبکر النجاد رحمہما اللہ نے جزاء التراجم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس اثناء میں کہ میں سو رہا تھا میں نے اسلام کا ستون دیکھا، جسے میرے سر کے نیچے سے اٹھایا گیا ہے اور میں نے گمان کیا کہ اسے لے جایا جا رہا ہے۔ لہٰذا میں نے اپنی نگاہ کے ساتھ اس کا پیچھا کیا تو دیکھا اسے شام میں گاڑ دیا گیا۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 110، دار صادر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 504 (8413) بیروت
3۔ تاریخ مدینہ دمشق، اہل الشام مرابطون، جلد 1، صفحہ 288، دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 283
5۔ ایضاً، عند فساد اہل الشام، جلد 1، صفحہ 305
6۔ ایضاً، الشام مہاجر ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام، جلد 1، صفحہ 164

خبردار سنو! کیونکہ جب فتنے برپا ہوں گے تو اس وقت ایمان شام میں ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شام سر زمین محشر و منشر ہے (یعنی قبروں سے اٹھائے جانے کے بعد لوگوں کے جمع ہونے اور پھیلنے کی سرزمین ہے)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ گرج، بجلی کی چمک اور برکتیں بڑی تیزی سے شام کی طرف جائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قاسم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے عبداللہ کے عہد میں فرات میں طغیانی آئی تو لوگوں نے اس پر تکلیف اور کراہت کا اظہار کیا۔ تو اس نے کہا: اے لوگو! تم اس کے پھیلاؤ اور طغیانی پر برہم نہ ہو۔ کیونکہ وہ وقت قریب ہے جب اس میں ایک ٹب پانی تلاش کیا جائے گا۔ لیکن وہ نہیں پایا جائے گا۔ اس وقت سارے سارا پانی اپنی اصل کی طرف لوٹ جائے گا۔ اس دن پانی اور بقیہ مومنین شام میں ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ک نزدیک پسندیدہ ملک شام ہے اور شام میں سے محبوب ترین القدس ہے اور القدس میں سے پسندیدہ جبل نابلس ہے۔ بالیقین لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ اس پر رسیوں کی طرح آپس میں متحد ہو جائیں گے۔

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابلیس عراق میں داخل ہوا تو وہاں اس نے اپنی حاجت و ضرورت پوری کر لی، پھر شام میں داخل ہوا تو انہوں نے اسے بھگا دیا، یہاں تک کہ وہ بیسان پہنچ گیا۔ پھر وہ مصر داخل ہوا۔ وہاں اس نے انڈے دیے اور بچے نکالے اور بڑی عمدگی کے ساتھ سردار بن کر پھلا پھولا (یعنی وہاں اس نے لوگوں کو خوب بہکایا اور سردار بن کر لوگوں کی راہنمائی ضلالت و گمراہی کی طرف کرنے لگا)(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان مشرق میں داخل ہوا۔ تو اس نے اپنا مطلب خوب پورا کیا۔ پھر وہ ارض مقدس شام کا ارادہ کرتے ہوئے نکلا تو اسے روک دیا گیا۔ پھر وہ بڑی تیزی کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ مغرب آ پہنچا اور خوب انڈے دیے اور وہاں بڑی قوت و طاقت کے ساتھ پھیلا (2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں کتابوں میں بار بار شام کا ذکر پاتا ہوں یہاں تک کہ یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو شام کے علاوہ کسی کی حاجت اور ضرورت نہیں (3)۔

امام احمد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَيَمَنِنَا'' اے اللہ ہمارے لیے ہمارے شام اور یمن میں برکت عطا فرما، لوگوں نے عرض کی ''وَفِيْ نَجْدِنَا'' ''وَفِيْ لَفْظٍ:'' ''وَفِيْ مَشْرِقِنَا'' اور ہمارے نجد میں بھی اور ایک روایت کے الفاظ ہیں اور ہمارے

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 41-340 (13290) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تاریخ مدینہ دمشق، تمسک اہل الشام بالطاعۃ، جلد 1، صفحہ 318
3۔ ایضاً، شام صفوۃ اللہ، جلد 1، صفحہ 123

مشرق میں بھی، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ'' (وہاں زلزلے اور فتنے برپا ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا (1)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر کے دس حصے ہیں ان میں سے نو شام میں ہیں اور ایک بقیہ ساری زمین میں۔ اور شر کے بھی دس حصے ہیں۔ ان میں سے ایک شام میں ہے اور نو بقیہ ساری زمین میں۔ اور جب اہل شام بگڑ جائیں گے تو تم میں خیر اور بھلائی نہیں رہے گی (2)۔

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر کو تقسیم کیا ہے اور اس کے دس حصے بنا دیئے ہیں۔ دس میں سے نو حصے شام میں رکھے ہیں اور بقیہ ایک حصہ ساری زمین میں رکھ دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے شر کو تقسیم کر کے اس کے دس حصے بنا دیئے ہیں۔ دس میں سے نو حصے ساری زمین میں اور ایک حصہ شام میں رکھا ہے (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم کتاب اللہ میں اس زمین کو گدھ کی صفت پر پاتے ہیں۔ لہٰذا سر شام ہے دو پر مشرق و مغرب ہیں اور دم یمن ہے۔ جب تک سر باقی رہے گا لوگ خیر و برکت کے ساتھ رہیں گے اور جب سر اتر جائے گا تو لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ضرور بر ضرور لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جزائر عرب میں سے کوئی جزیرہ باقی نہیں رہے گا مگر اس میں شام کی طرف سے گھڑ سواروں کی ایک جماعت آئے گی، جو ان کے ساتھ اسلام کے نام پر لڑائی کریں گے، اگر وہ نہ ہو تو یہ کافر ہو جائیں (4)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ایاس بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے دنیا کی مثال ایک پرندے کی صورت پر بیان کی گئی ہے، پس مصر اور بصرہ دو پر ہیں، جزیرہ چونچ ہے، شام سر ہے اور یمن دم ہے (5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمین کا سر شام ہے (6)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ میں کتاب اللہ میں ایک منزل اور حد پاتا ہوں وہ یہ کہ زمین کی خرابی اور فساد شام سے چالیس سال پہلے ہوگا (7)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت بحیر بن سعد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمین کے فاسد اور خراب ہونے کے بعد چالیس سال تک شام قائم رہے گا (8)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم قیامت سے قبل حضر موت کی جانب سے ایک آگ ظاہر ہوگی جو لوگوں کو اکٹھا کر دے گی، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ!

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، دعاء النبی ﷺ بالبرکۃ، جلد 1، صفحہ 136، بیروت
2۔ ایضاً، ان الشام من الخیر تسعۃ اعشارہ، جلد 1، صفحہ 154
3۔ ایضاً، اعلام النبی ﷺ، جلد 1، صفحہ 155
4۔ ایضاً، ان الشام سرۃ الدنیا، جلد صفحہ 191
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 93-192
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 192
7۔ ایضاً، الشام یبقی عامراً، جلد 10، صفحہ 194
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 195

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم شام کو لازم پکڑلو (یعنی اس میں سکونت اختیار کرلو)(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قریب ہی یمن کی جانب سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو شام کی طرف ہانک کرلے جائے گی، جب لوگ صبح کو چلیں گے تو وہ بھی ان کے ساتھ چلے گی، جب دوپہر کو وہ قیلولہ کریں گے تو وہ بھی ان کے ساتھ رک جائے گی اور جب وہ شام کو چلیں گے تو وہ بھی ان کے ساتھ چلے گی سو جب تم اس کے بارے سنو تو تم شام کی طرف نکل جاؤ(2)۔

تمام نے فوائد میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے عمود الکتاب (کتاب کا ستون) کو دیکھا کہ میرے تکیہ کے نیچے سے کھینچ لیا گیا ہے۔ تو میری نگاہ نے اس کا پیچھا کیا تو دیکھا کہ وہ ایک پھیلا ہوا انتہائی روشن نور ہے اور اسے شام کی طرف لے جایا گیا ہے۔ خبردار! جب فتنے برپا ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا(3)۔

ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِیْنَ كَانُوْا یُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا" کے بارے لیث بن سعد نے کہا: کہ اس سے مراد سرزمین مصر ہے اور کتاب اللہ میں یہی ارض مبارکہ ہے۔

امام ابن عبد الحکم نے تاریخ مصر میں اور محمد بن ربیع الجیزی رحمہما اللہ نے مصر میں داخل ہونے والے صحابہ کرام کی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مصر اللہ تعالیٰ کی زمین میں مٹی کے اعتبار سے انتہائی عمدہ اور صاف اور خرابت وفساد کے اعتبار سے انتہائی بعید ہے۔ جب تک زمینوں میں سے کسی میں برکت رہے گی تب تک اس میں برکت باقی رہے گی۔

امام ابن عبد الحکم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو یہ خواہش کرے کہ وہ جنت کا ذکر کرے یا دنیا میں اس کی مثل دیکھے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ اس وقت سرزمین مصر کو دیکھ لے جب اس کے کھیت سرسبز ہوتے ہیں اور اس کے پھل پکے ہوتے ہیں۔

امام ابن عبد الحکم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو یہ خواہش کرے کہ وہ جنت کی مثل دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ سرزمین مصر کو دیکھ لے جب سرسبز وشاداب ہو۔

امام ابن عبد الحکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے خلافت کے عدل کے سبب مصر کی ولایت قائم ہے۔

امام ابن عبد الحکم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیا کو پانچ صورتوں پر تخلیق کیا گیا ہے۔ یعنی یہ ایک پرندے کی صورت میں ہے اس کے سر، سینے، دو پروں اور اس کی دم کی صورت پر ہے۔ پس سر مکہ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، اشتقاق تسمیۃ الشام، جلد 1، صفحہ 85، دارالفکر بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 86

3۔ ایضاً، عند وقوع الفتن، جلد 1، صفحہ 103

مکرمہ، مدینہ منورہ اور یمن ہے، سینہ شام اور مصر ہے، دایاں پر عراق ہے، بایاں پر سندھ اور ہند ہے۔ اور دم ذات الحمام سے لے کر سورج کے غروب ہونے کے مقام تک سارا علاقہ ہے اور پرندے میں سب سے زیادہ شریر اور ناپسندیدہ دم ہوتی ہے۔

ابونعیم نے حلیہ میں نوف سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ دنیا کو ایک پرندے کی شکل پر بنایا گیا ہے اور جب اس کے پر کٹ جائیں تو وہ گر جاتا ہے۔ پس زمین کے دو پر مصر اور بصرہ ہیں، جب یہ فاسد اور برباد ہو جائیں گے تو دنیا ختم ہو جائے گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ " وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى " کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا فرعون پر غالب آنا اور اللہ تعالیٰ کا انہیں زمین میں قدرت اور اختیار دینا ہے اور وہ چیزیں مراد ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس زمین سے وارث بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت موسیٰ بن علی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل آل فرعون کا چوتھائی حصہ تھے اور چار سو چالیس برس تک فرعون ان پر حکمران رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے بنی اسرائیل کے لیے کمزور کر دیا اور انہیں آٹھ سو اسی برس تک ولایت عطا کیے رکھی۔ راوی نے کہا: پہلے زمانے میں اگر کوئی آدمی ہزار برس عمر پاتا تو وہ بالغ ہوتا یہاں تک کہ ایک سو بیس برس کی عمر کو پہنچ جاتا۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حسن سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر لوگوں کو اپنے سلطان کی جانب سے کسی قسم کی آزمائش اور تکلیف میں مبتلا کیا جاتا، تو وہ صبر کرتے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے اور انتظار نہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ ان سے اسے دور فرما دے۔ بلکہ وہ تلوار کی پناہ لیتے تھے اور اسی پر اعتماد کرتے تھے۔ قسم بخدا! وہ کسی دن کبھی بھی خیر کے ساتھ نہیں آئے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی " وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا "۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کچھ بنو اسرائیل کو دیا گیا وہ ان کے صبر کے بدلے دیا گیا اور اس امت نے خوفزدہ ہو کر کبھی تلوار کی پناہ نہیں لی۔ سو یہ خیر کے ساتھ آئی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جب کوئی ایسا معاملہ آجائے جو تیرے لیے مناسب اور قابل برداشت نہ ہو تو اس پر صبر کر اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے دور کرنے کا انتظار کر (2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت بیان بن حکیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کے پاس اپنے پڑوسی کی شکایت کی۔ تو آپ نے فرمایا صبر کر۔ کیونکہ عنقریب اللہ تعالیٰ تجھے اس سے نجات عطا فرما دے گا۔ پس کچھ ہی وقت گزرا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کی معاونت کی اور انہوں نے اسے بہت کچھ عطا کیا، پھر وہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ اور اپنا سارا واقعہ بیان کیا، تو آپ نے فرمایا بلاشبہ یہ تیرے لیے اس صبر کی جزا ہے۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، نوف البکالی، جلد 6، صفحہ 50، مصر
2۔ کتاب الزہد، زہد ابی الدرداء، صفحہ 173، بیروت

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ ''وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ'' کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو مہلت نہیں دیتا مگر بالکل قلیل، یہاں تک کہ اسے اس کے اپنے عمل کے سبب ہی ہلاک کر دیتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا يَعْرِشُوْنَ بمعنی يَبْنُوْنَ ہے یعنی جو بلند مکان وہ تعمیر کیا کرتے تھے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی ''وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ'' کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وہ گھر اور رہائشی محلات انتہائی اونچے اور بلند تعمیر کرتے تھے اور ان کے انگورٹی پر نہیں چڑھائے جا سکتے تھے(2)۔ واللہ اعلم۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوْا يٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ۭ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝۱۳۸ اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۱۳۹ قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۴۰ وَاِذْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۱۴۱

''اور ہم نے پار اتارا بنی اسرائیل کو سمندر سے تو گزرے وہ ایک ایسی قوم پر جو مگن بیٹھے تھے اپنے بتوں کی عبادت میں، بنی اسرائیل نے کہا اے موسیٰ! بناؤ ہمارے لیے بھی ایک (ایسا) خدا جیسے ان کے خدا ہیں۔ موسیٰ نے فرمایا یقیناً تم جاہل (اور بے سمجھ) لوگ ہو بے شک یہ لوگ جس کام میں لگے ہیں تباہ ہو کر رہیں گے اور باطل ہے جو کچھ وہ کر رہے ہیں موسیٰ نے کہا کیا بغیر اللہ کے تلاش کروں تمہارے لیے کوئی اور خدا حالانکہ اس نے فضیلت دی ہے تمہیں سارے جہانوں پر اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے جو چکھاتے تھے تمہیں سخت عذاب، مار ڈالتے تھے تمہارے فرزندوں کو اور زندہ چھوڑتے تھے تمہاری عورتوں کو اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: آیت کریمہ ''فَاَتَوْا عَلٰى قَوْمٍ يَّعْكُفُوْنَ عَلٰٓى اَصْنَامٍ لَّهُمْ'' میں قوم سے مراد لخم ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوعمران جونی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم سے مراد لخم اور جذام ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے اسی آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس قوم کے پاس تانبے سے بنی ہوئی گائے کے مجسمے تھے اور جب سامری کے بچھڑے نے انہیں یہ شبہ ڈالا کہ یہ اسی گائے کا ہے۔ تو یہ بچھڑے کے معاملے کی ابتدا تھی۔ تا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان پر حجت قائم ہو جائے۔ اور پھر اس کے بعد وہ ان سے انتقام لے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے بیان کیا کہ " قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ " کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اے اللہ تیری ذات پاک ہے! یہ وہ قوم ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے غلامی سے نجات دی ہے اور ان کے لیے سمندر کو کاٹا۔ ان کے دشمن کو ہلاک و برباد کیا اور انہیں بڑی بڑی نشانیاں دکھائیں۔ پھر انہوں نے صریح شرک کا سوال کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حنین کی طرف نکلے۔ تو ہم ایک بیری کے پاس سے گزرے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہمارے لیے لٹکانے کی جگہ قرار دیجئے جیسے یہ کفار کے لیے لٹکانے کی جگہ ہے۔ کفار اپنے ہتھیار بیری کے درخت کے ساتھ لٹکایا کرتے تھے اور اس کے اردگرد بیٹھ جاتے تھے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر! یہ بات ایسی ہے جیسی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہی تھی کہ " ہمارے لیے بھی ایک ایسا خدا بناؤ جیسے ان کے خدا ہیں) بے شک تم ان لوگوں کے طریقہ پر چل رہے ہو جو تم سے پہلے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور طبرانی نے کثیر بن عبد اللہ بن عوف کی سند سے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے فتح مکہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جنگ لڑی۔ ہم تعداد میں ہزار سے کچھ زائد تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مکہ مکرمہ اور حنین فتح فرما دیے۔ حتی کہ جب ہم حنین اور طائف کے درمیان تھے۔ تو ہمارا گزر ایک درخت کے پاس سے ہوا۔ وہ بیری کے بہت بڑا درخت کے قریب ہوئے۔ اس کے ساتھ ڈول لٹکائے جاتے تھے اور اسے ذات الانواط کہا جاتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی عبادت بھی کی جاتی تھی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرم دن میں اس کے قریب دوسرے سایہ کی طرف تشریف لے گئے۔ تو آپ سے ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے بھی ایک لٹکانے کی جگہ بنا دیں جیسے ان کے لیے لٹکانے کی جگہ ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک یہی طریقہ ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! جو تم نے کہا یہ اسی طرح ہے جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ اے موسیٰ علیہ السلام! ہمارے لیے بھی ایک خدا بناؤ جیسے ان کے لیے خدا ہیں (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت میں مُتَبَّرٌ کا معنی خسران (ہلاکت) ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 59
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 57
3۔ معجم کبیر، جلد 17، صفحہ 21 (27) مکتبۃ العلوم والحکم بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 58

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مُتَبَّرٌ کا معنی ھالك (ہلاک اور تباہ ہونے والا) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مُتَبَّرٌ بمعنی المخسر (ہلاک کرنے والا) اور فرمایا المتبر اور الباطل دونوں برابر اور ہم معنی ہیں جیسا کہ غفور اور رحیم کے الفاظ ہیں۔ اور عرب کہتے ہیں اِنَّهُ الْبَائِسُ الْمُتَبَّرُ، وَاِنَّهُ الْبَائِسُ الْمُخَسِرُ (بے شک یہ ہلاک کرنے والا خوف ہے)

وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖۤ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ وَ قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَ اَصْلِحْ وَ لَا تَتَّبِعْ سَبِيْلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴۲﴾

"اور ہم نے وعدہ کیا موسیٰ سے تیس رات کا اور مکمل کیا اسے دس مزید راتوں سے سو پوری ہو گئی اس کے رب کی میعاد چالیس راتیں۔ اور (طور پر جاتے وقت) کہا موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ میرا نائب رہنا میری قوم میں اور اصلاح کرتے رہنا اور مت چلنا مفسدوں کے راستہ پر"۔

ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ" میں جن چالیس راتوں کا ذکر ہے وہ ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرمی کا خیال ہے وہ تیس راتیں جن کا وعدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کیا گیا وہ ذوالقعدہ کی ہیں۔ اور وہ دس راتیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے چالیس راتیں مکمل کیں وہ ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ سال کے بقیہ ایام میں کیا جانے والا کوئی عمل بھی اس عمل سے افضل نہیں جو ذوالحجہ کے دس دنوں میں کیا جائے۔ اور یہی وہ دس (راتیں) ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے معیاد مکمل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ "وَ وٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ" میں ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن مراد ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو پیچھے چھوڑا اور ان پر حضرت ہارون علیہ السلام کو خلیفہ (اپنا نائب) مقرر کیا اور آپ خود چالیس راتیں طور پر قیام فرما رہے۔ اور اس وقت آپ پر تورات تختیوں کی صورت میں نازل ہوئی اور رب کریم نے (اپنی شان کے لائق) سرگوشی کرتے ہوئے انہیں قرب خاص عطا فرمایا اور شرف ہم کلامی سے نوازا اور آپ نے قلم چلنے کی آواز سنی اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے چالیس راتوں میں کوئی گفتگو نہیں کی یہاں تک کہ آپ طور سے اتر آئے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً سے مراد ذوالقعدہ ہے اور" وَّ اَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ " سے مراد ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ میرے رب نے میرے ساتھ تیس راتوں کا وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس سے ملاقات کروں اور میں ہارون علیہ السلام کو تم میں نائب بنا رہا ہوں۔ سو جب موسیٰ علیہ السلام علیحدہ ہو کر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں دس راتوں کا اضافہ فرما دیا اور آپ کی قوم کی آزمائش انہیں دس میں تھی جن کا اضافہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ پس جب تیس راتیں گزر گئیں تو سامری نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا اور آپ کے گھوڑے کے پاؤں کے نشان سے ایک مشت مٹی اٹھا لی۔ اور جب تیس راتیں گزر گئیں تو اس بنے کہا اے بنی اسرائیل! بے شک تمہارے پاس فرعونیوں کے زیورات میں سے کچھ زیور ہے اور تم پر حرام ہے لہٰذا جو تمہارے پاس ہے وہ لے آؤ، تا کہ ہم اسے جلا دیں۔ چنانچہ جو زیورات ان کے پاس تھے وہ لے آئے اور اس نے آگ جلائی اور پھر وہ زیور آگ میں پھینک دیا۔ پھر جب وہ زیور پگھل گیا، تو اس نے مٹی کی وہ مشت آگ میں پھینک دی اور وہ بچھڑا بن گیا۔ جو محض ڈھانچہ تھا اس سے گائے کی آواز آئی تھی۔ اس نے ایک بار ڈکار کر گائے کی آواز نکالی۔ دوبارہ نہیں۔ تو سامری نے کہا: بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے رب کو تلاش کرنے گئے ہوئے ہیں۔ حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کا الٰہ یہ ہے۔ اس کے متعلق یہ ارشاد گرامی ہے" هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِیَ ﴿۸۸﴾ "(طٰہٰ)" پھر سامری اور اس کے چیلوں نے کہا (اے فرزندان یعقوب) یہ ہے تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا پس موسیٰ بھول گئے"۔ وہ کہنے لگے: وہ اپنے رب کو تلاش کرنے کے لیے چلے اور اس سے بھٹک گئے اور وہ تو یہ ہے پس اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا" قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِیُّ ﴿۸۵﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا (طٰہٰ: 86،85)" ارشاد ہوا کہ ہم نے تو آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے تمہاری قوم کو تمہارے (چلے آنے کے) بعد اور گمراہ کر دیا ہے انہیں سامری نے (یہ سنتے ہی) لوٹے موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف غضب ناک اور افسردہ خاطر ہو کر"۔ اَسِفًا کا معنی حزینا یعنی غمگین اور افسردہ خاطر ہونا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا" اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ میری طرف رجوع کریں اور دس دنوں میں مجھ ہی سے دعا مانگیں۔ اس روایت میں عشر سے مراد ذوالحجہ کے دس دن ہیں اور جب دسواں دن ہو تو وہ میری طرف نکلیں۔ میں ان کی مغفرت فرما دوں گا"۔ وہب نے کہا یہی وہ دن ہے جس کو یہود نے تلاش کیا تھا اور پھر انہوں نے اس میں غلطی کی۔ اور عرب کے عدد سے بڑھ کر صحیح عدد کوئی نہیں (2)۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یہ ارادہ کیا کہ وہ آپ سے تیس دن کے بعد کلام فرمائے گا اور آپ نے ان دنوں میں

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 89، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 86، بیروت

دن رات کے روزے رکھے۔ تو آپ نے ناپسند کیا کہ آپ اپنے رب سے ہم کلام ہوں اور آپ کے منہ کی بو روزے دار کے منہ کی بو کی مثل ہو۔ پس آپ نے زمین کی ایک بوٹی منہ میں ڈالی اور اسے خوب چبایا۔ تو آپ کے رب نے آپ سے فرمایا: تم نے روزہ افطار کیوں کیا ہے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ حقیقی کیفیت کو جانتا تھا۔ تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے تیرے ساتھ کلام کرنے کو ناپسند کیا ہے مگر اس حالت میں کہ میرے منہ میں انتہائی اچھی پاکیزہ خوشبو ہو۔ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! کیا تو نہیں جانتا کہ روزے دار کے منہ کی بو میرے نزدیک کستوری کی خوشبو سے اچھی اور زیادہ پسندیدہ ہے۔ لہٰذا لوٹ جا اور دس دن روزے رکھ اور پھر میری طرف آنا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہی کچھ کیا، جس کا حکم ان کے رب نے انہیں فرمایا پھر جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو جو فرمانا تھا وہ فرما دیا (1)۔

رہا یہ ارشاد گرامی ''وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ '' تو اس کے بارے بزار، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر شرف کلام بخشا تو یہ کلام اس کلام کے علاوہ فرمایا جو اس دن فرمایا تھا جس دن آپ کو بلایا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے رب کریم سے عرض کی: اے میرے رب! کیا یہ تیرا وہی کلام ہے جس کے ساتھ تو نے مجھ سے کلام فرمایا؟ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے تیرے ساتھ دس ہزار زبانوں کی قوت سے کلام کیا ہے۔ اور میرے پاس تمام زبانوں کی قوت ہے اور اس سے کہیں زیادہ قوت بھی ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف لوٹ کر گئے۔ تو انہوں نے کہا: اے موسیٰ! کیا تم نے گرج کی اس آواز کی طرف نہیں دیکھا جو انتہائی شیریں اور رس گھولنے والے انداز میں آتی ہے' تم نے اسے سنا ہوا ہے۔ پس وہ آواز رحمٰن کے کلام کے قریب قریب ہے۔ لیکن بعینہ وہ نہیں ہے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک قبہ (گنبد) تھا۔ اس کی طوالت (بلندی) چھ سو ذراع تھی۔ اس میں آپ اپنے رب سے ہم کلام ہوا کرتے تھے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت کعب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی۔ تو انہوں نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تیرا کلام اس طرح ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! میں دس ہزار زبانوں کی قوت سے تیرے ساتھ کلام کر رہا ہوں اور میرے پاس تمام زبانوں کی قوت ہے۔ اگر میں تیرے ساتھ اپنے کلام کے اصلی اور حقیقی انداز سے گفتگو کروں تو تو کچھ بھی نہ سمجھ سکے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام کی گفتگو سے پہلے تمام زبانوں کے واسطہ سے آپ سے گفتگو فرمائی۔ تو موسیٰ علیہ السلام یہ کہنے لگے: اے میرے رب! میں نہیں سمجھ رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی زبان کے ساتھ آواز کی مثل دوسری زبانوں میں آپ سے گفتگو فرمائی۔ تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! کیا

1۔ الفردوس للدیلمی، جلد 3، صفحہ 427 (5309)

2۔ نوادر الاصول، صفحہ 24-23، دار صادر بیروت

کے ساتھ ذکر کرتا ہوں۔ وہ لوگ ہیں جو تکلیف اور مشکل کے لمحات میں اچھی طرح سے وضو کرتے ہیں، اور وہ میرے ذکر کی طرف اس طرح رجوع کرتے ہیں جیسے گدھیں اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتی ہیں اور وہ میری محبت کے اس طرح پابند ہوتے ہیں جیسے بچے لوگوں کی محبت کے مشتاق ہوتے ہیں اور میری حرام کردہ چیزوں کو جب حلال سمجھا جائے تو وہ اس طرح غضب ناک ہوتے ہیں جیسے چیتے کو جب کوئی غم اور تکلیف پہنچے تو وہ غیظ وغضب میں ہوتا ہے (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قصیر نے کہا کہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! میں تجھے کہاں تلاش کروں؟ تو رب تعالیٰ نے فرمایا: مجھے ان کے پاس تلاش کرو جن کے دل عجز و انکساری کرنے والے ہیں۔ میں ہر روز ایک کرم ان کے قریب ہوتا ہوں۔ اگر اس طرح نہ ہو تو وہ گر جائیں (2)۔

امام ابن مبارک اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھے بتایئے لوگوں میں سے کون تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ رب کریم نے فرمایا: کیوں؟ تو عرض کی اس لیے تاکہ میں اس کے ساتھ محبت کروں، کیونکہ تو اس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ تو رب کریم نے فرمایا: وہ بندہ جو زمین کے ایک کنارے میں رہ رہا ہے، اس کے بارے زمین کے دوسرے کنارے میں رہنے والے نے سنا، لیکن وہ اسے پہچانتا نہیں۔ پس اگر اسے وہاں کوئی مصیبت آ پہنچے (تو اسے ایسا محسوس ہوتا ہے) گویا وہ تکلیف اور مصیبت اسے پہنچی اور اگر اسے وہاں کوئی کانٹا چبھے (تو اسے اس طرح محسوس ہوتا ہے) گویا وہ کانٹا اسے چبھا ہے اور وہ یہ سب کچھ میرے لیے کرتا ہے، تو وہی بندہ مخلوق میں سے میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے رب! تو نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو کیا تو انہیں جہنم میں داخل کرے گا یا تو انہیں عذاب دے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: سب کے سب میری مخلوق ہیں۔ پھر فرمایا: فصل کاشت کرو۔ پس آپ نے فصل کاشت کی۔ پھر فرمایا اسے سیراب کرو۔ آپ نے اسے پانی لگایا، پھر فرمایا: اس کی نگہداشت کرو۔ سو آپ اس کی نگہبانی کرتے رہے۔ پھر اسے کاٹا اور اسے اٹھالیا۔ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! تیری کھیتی نے کیا کیا؟ آپ نے عرض کی: میں اس سے فارغ ہو چکا ہوں اور میں نے اسے اٹھالیا ہے۔ رب کریم نے فرمایا: کیا تو نے اس میں سے کوئی شے چھوڑ دی ہے؟ تو آپ نے عرض کی: وہی جس میں کوئی منفعت اور خیر نہیں تھی۔ تو رب کریم نے فرمایا: اسی طرح میں بھی عذاب نہیں دوں گا مگر انہیں ہی جن میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہوگی۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ پوچھا: تیرے بندوں میں سے کون زیادہ غنی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ بندہ جو اسی پر قناعت کرتا ہے جو اسے دیا جاتا ہے۔ پھر عرض کی: تیرے بندوں میں سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جو لوگوں کے لیے بھی ایسے ہی فیصلے کرتا ہے جیسے اپنے لیے کرتا ہے۔ پھر عرض کی: تیرے بندوں میں سے زیادہ علم والا کون ہے؟ فرمایا جو زیادہ ڈرنے والا ہے (3)۔

1۔ کتاب الزہد، باب زہد موسیٰ علیہ السلام، صفحہ 95 2۔ ایضاً 3۔ حلیۃ الاولیاء، مجاہد بن جبر، جلد 3، صفحہ 293، مطبعۃ السعادۃ مصر

تیرا کلام اسی طرح ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں اگر تو میرا کلام اپنی حقیقی حالت پر سنے تو تو کچھ بھی نہ سمجھے۔ آپ نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تیری مخلوق میں کوئی ایسی شے ہے جو تیرے کلام کے مشابہ ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہیں۔ بجلی کی گرج کی آواز جو لوگوں نے سن رکھی ہے وہی میری مخلوق میں سے میرے کلام کے مشابہ ہونے کے زیادہ قریب ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے محمد بن کعب قرظی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی تمہارے رب کا کلام مخلوق میں سے کس کے زیادہ مشابہ ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایسی گرج جو ساکن ہو۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الحویرث عبدالرحمٰن بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اسی قدر ہی گفتگو فرمائی جتنی آپ کو سمجھنے کی طاقت رکھتے تھے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے جمیع کلام کے ساتھ گفتگو فرماتا تو کوئی چیز بھی آپ نہ سمجھ سکتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس راتوں تک وہاں ٹھہرے رہے اور کوئی بھی آپ کو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ جو دیکھتا وہ رب العالمین کے نور کی تاب نہ لا کر مر جاتا(2)۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے: جب میرے بھائی موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہم کلام ہونے کے لیے نکلے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ایک ہزار دو سو کلمات کے ساتھ گفتگو فرمائی۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بربری زبان میں آپ سے گفتگو فرمائی اور فرمایا: اے موسیٰ! میں اپنے آپ کو ان کلمات سے تعبیر کرتا ہوں "انا اللہ اکبر" (میں اللہ ہوں، سب سے برتر اور بڑا ہوں) تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! تو نے دنیا اپنے دشمنوں کو دی ہے اور اپنے دوستوں کو اس سے روکا ہے اس میں کیا حکمت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے اپنے دشمنوں کو دنیا عطا کی ہے تا کہ وہ اس میں تردد کرتے رہیں اور میں نے اپنے دوستوں کو اس سے منع کیا ہے تا کہ وہ عجز و انکساری اختیار کریں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عجلان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تمام زبانوں میں کلام فرمایا۔ اور ان میں سے ایک بربری زبان ہے۔ فرمایا میں نے بربری زبان میں موسیٰ علیہ السلام سے یہ کلام کی "اَنَا اللّٰہُ الْکَبِیْرُ"۔

سعید بن منصور، ابو منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام سے نوازا اس دن آپ اون کا جبہ، چادر، پائجامہ اور ٹوپی پہنے ہوئے تھے اور آپ کے نعلین غیر ذبح شدہ گدھے کے چمڑے سے بنے ہوئے تھے(4)۔

ابو الشیخ نے عبدالرحمٰن بن معاویہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا تو چالیس دن تک آپ وہاں ٹھہرے رہے اور کسی میں آپ کو دیکھنے کی تاب نہ تھی (اور جو دیکھتا) وہ رب العالمین کے نور (کی چمک) سے مر جاتا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 93، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 629، بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 425 (5304) مکہ مکرمہ
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 81 (76) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابوبکر بن ابی عاصم نے کتاب السنۃ میں اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام راستے میں چل رہے تھے تو اللہ تعالیٰ جو قادر مطلق اور جبار ہے، کی جانب سے آپ کو ندا آئی: اے موسیٰ۔ پس آپ دائیں بائیں متوجہ ہوئے لیکن کسی (آواز دینے والے) کو نہیں دیکھا۔ پھر دوسری بار اللہ تعالیٰ نے آپ کو ندا فرمائی: اے موسیٰ بن عمران۔ پھر آپ دائیں بائیں متوجہ ہوئے لیکن کسی کو نہیں دیکھا اور آپ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ پھر تیسری بار ندا دی گئی: اے موسیٰ بن عمران اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا (بلاشبہ میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں) تو آپ نے کہا: لبیك لبیك (اے میرے رب میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں) پھر آپ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ میں گر گئے۔ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو اس دن میرے عرش کے سائے میں رہے، جس دن میرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا (لہٰذا) تو یتیم کے لیے رحیم وشفیق باپ کی طرح ہو جا، اور بیوہ عورت کے لیے مہربان خاوند کی طرح ہو جا۔ اے موسیٰ بن عمران! تو رحم کر تجھ پر رحم کیا جائے گا۔ اے موسیٰ! جیسا تو کرے گا ویسا تیرے ساتھ کیا جائے گا۔ اے موسیٰ بنی اسرائیل کے نبی! جو مجھ سے اس حال میں ملا کہ وہ احمد (ﷺ) کا انکار کرتا ہو، میں اسے جہنم میں داخل کروں گا، تو آپ نے عرض کی: احمد کون ہیں؟ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں نے ایسی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو اس سے بڑھ کر میرے نزدیک عزت وشرف والی ہو۔ میں نے زمین وآسمان اور شمس وقمر کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل اس کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا ہے اور مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! جنت میری ساری مخلوق پر حرام ہے یہاں تک کہ محمد ﷺ اور آپ کی امت اس میں داخل ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: احمد ﷺ کی امت کون لوگ ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کی امت کے لوگ حمادون (بہت زیادہ حمد کرنے والے) ہیں۔ وہ اترتے، چڑھتے اور ہر حال میں حمد کرتے رہیں گے، اپنی کمروں کو مضبوطی سے باندھے رہیں گے اور اپنے اعضاء کو پاک رکھیں گے۔ وہ دن کے وقت روزہ دار ہوں گے اور رات کے وقت عبادت گزار، میں ان سے تھوڑا سا عمل بھی قبول کرلوں گا اور انہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے کے سبب جنت میں داخل کر دوں گا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا "اِجْعَلْنِیْ نَبِیَّ تِلْكَ الْاُمَّةِ" مجھے اس امت کا نبی بنا دے۔ تو رب کریم نے فرمایا "نَبِیُّھَا مِنْھَا" اس امت کا نبی اس میں سے ہوگا۔ تو پھر عرض کی "اِجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّةِ ذٰلِكَ النَّبِیِّ" (مجھے اس نبی کی امت میں سے بنا دے) تو رب کریم نے فرمایا "اِسْتَقْدَمْتَ وَ اسْتَاْخَرَ یَا مُوْسٰی وَلٰكِنْ سَاَجْمَعُ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ فِیْ دَارِ الْجَلَالِ" (اے موسیٰ! تو پہلے آیا ہے اور وہ بعد میں آئے گا۔ لیکن میں عنقریب تمہیں دار الجلال میں جمع فرما دوں گا)۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے خدا! زبان اور دل کے ساتھ تیرا ذکر کرنے کی جزا کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! قیامت کے دن میں اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ عطا فرماؤں گا اور میں اسے اپنی حفاظت اور رحمت میں رکھوں گا پھر عرض کی۔ اے رب! تیرے بندوں میں سے کون زیادہ شقی اور بدبخت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ آدمی جسے نصیحت کوئی فائدہ نہ دے اور جب وہ تنہائی

اپنے رب سے کلام کیا پھر عورتوں کے پاس نہیں آئے اور آپ اپنے چہرے پر نقاب پہنے رہا کرتے تھے۔ کوئی بھی آپ کے چہرے کی طرف نہیں دیکھ سکتا تھا مگر وہ مر جاتا۔ اور آپ نے جس عورت کے لیے بھی اپنے چہرے کو ننگا کیا تو سورج کی شعاعوں کی مثل شعاعیں اسے ڈھانپ لیتیں اور وہ اپنے ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیتی اور اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے گر جاتی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہزار مقام سے گفتگو فرمائی۔ اور جب بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف کلام بخشا تو آپ نے تین دن تک اپنے چہرہ پر وہ نور دیکھا۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا پھر آپ کسی زوجہ محترمہ کے قریب نہیں گئے (1)۔

امام ابن منذر نے عروہ بن رویم لخمی رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی نے آپ سے ا بے شک میں چالیس سال سے آپ سے بیوہ ہو چکی ہوں۔ آپ مجھے ایک بار تو شرف دیدار سے متمتع فرمایئے۔ چنانچہ آپ نے اپنے چہرۂ اقدس سے برقع اٹھایا تو آپ کے چہرے کے نور نے اسے ڈھانپ لیا۔ اس کی نظریں چمک اٹھیں اور عرض کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں آپ کی زوجہ ہونے کا شرف عطا کرے۔ تو آپ نے فرمایا: اس شرط پر کہ میرے بعد کسی اور سے شادی نہ کرے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کے سوا کچھ نہ کھائے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ فصل کاٹنے والوں کے پیچھے پیچھے جایا کرتی تھیں اور جب وہ یہ دیکھتے تو وہ ان کے لیے بڑی تیزی کرتے (یعنی بڑی تیز رفتاری سے فصل کاٹتے اور جب آپ یہ محسوس کرتیں تو آپ کٹائی میں ان سے آگے نکل جاتیں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابوخیثمہ نے کتاب العلم میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا تو کہا: اے میرے رب! تیرے کون سے بندے تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہیں؟ رب کریم نے فرمایا: وہ بندے جو میرا ذکر کثرت سے کرتے ہیں۔ عرض کی: تیرا کون سا بندہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ بندہ جو اپنے نفس کے خلاف اسی طرح فیصلہ کرتا ہے جیسے لوگوں کے خلاف کرتا ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! تیرے بندوں میں سے زیادہ غنی کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ بندہ جو اس پر راضی ہو جائے جو کچھ میں اسے عطا کر دوں (2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں اور علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے اجتماعی نیکی اور بھلائی کے بارے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لوگوں کو ایسی چیزوں کا عادی بنا دے جن کا عادی بننا تو خود پسند کرتا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور بیہقی نے جویبر رحمہم اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

1۔ حلیۃ الاولیاء، وہب بن منبہ، جلد 4، صفحہ 50، مصر 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام موسیٰ علیہ السلام، جلد 7، صفحہ 76-72، مدینہ منورہ

اور خلوت میں ہو تو میرا ذکر نہ کرے (1)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! اس آدمی کی جزا کیا ہے جو یتیم کو گھر میں پناہ دیئے رکھے یہاں تک کہ وہ مستغنی ہو جائے یا کسی بیوہ کی کفالت کرتا رہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اسے اپنی جنت میں سکونت عطا کروں گا اور اس دن اسے سایہ مہیا کروں گا جس دن میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا (2)۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے ترغیب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: اے رب! اس کی جزا کیا ہے جس نے بیٹے پر رونے والی ماں کو صبر دلایا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اس دن اسے اپنا سایہ عطا فرماؤں گا جس دن میرے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہو گا۔

امام آدم بن ابی ایاس رحمہ اللہ نے کتاب العلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کلام کے لیے قریب ہوئے تو آپ نے عرش کے سائے میں ایک آدمی کو دیکھا۔ آپ کو اس کے مکان پر رشک آ گیا۔ تو اس کے بارے پوچھا تو اس کے نام کے بارے تو آپ کو نہ بتایا گیا۔ البتہ اس کے عمل سے مطلع کر دیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا: یہ آدمی لوگوں کے ساتھ اس پر حسد نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل میں سے عطا فرماتا ہے، والدین کے ساتھ نیکی اور فرمانبرداری کا سلوک کرتا ہے اور چغل خوری نہیں کرتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! تو کیا طلب کرنے کے لیے آیا ہے؟ عرض کی: اے میرے پروردگار! میں ہدایت طلب کرنے کے لیے آیا ہوں۔ فرمایا اے موسیٰ! تحقیق تو نے پالی ہے۔ عرض کی: اے میرے رب! میری وہ لغزشیں معاف فرما دے جو زمانہ ماضی میں ہوئیں اور جو مستقبل میں ہوں گی اور جو ان کے درمیان ہوں گی اور وہ جنہیں تو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ اور میں نفس کے وسوسہ اور برے عمل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ تو آپ کو کہا گیا: اے موسیٰ! تیرے لیے کافی ہے۔ پھر عرض کی: اے رب! کون سا عمل تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں وہ کرتا رہوں؟ رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! میرا ذکر کیا کر۔ پھر پوچھا: اے رب! تیرے بندوں میں سے زیادہ متقی کون ہے؟ فرمایا: وہ جو میرا ذکر کرتا ہے اور مجھے بھولتا نہیں۔ پھر عرض کی: اے رب! تیرے بندوں میں سے زیادہ غنی کون ہے؟ فرمایا: وہ جو اس پر قناعت کر لیتا ہے جو کچھ اسے دیا جاتا ہے۔ پھر عرض کی: اے رب! تیرے بندوں میں سے افضل کون ہے؟ فرمایا: وہ جو حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے اور خواہش نفس کی پیروی نہیں کرتا۔ پھر عرض کی: اے میرے پروردگار! تیرے بندوں میں سے زیادہ عالم کون ہے؟ فرمایا: وہ جو اپنے علم کی خاطر لوگوں کے علم کا طالب ہوتا ہے، شاید وہ کوئی ایسا کلمہ سن لے جو ہدایت کی جانب اس کی رہنمائی کر دے یا کوئی ردی اور بیکار عمل اس سے دور کر دے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! عمل کے اعتبار سے تیرے نزدیک تیرا کون سا بندہ محبوب ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جس کی زبان جھوٹ نہیں بولتی اس کی شرم گاہ بدکاری کا ارتکاب نہیں کرتی اور اس کا دل فسق و فجور کا مرتکب نہیں ہوتا۔ پھر عرض کی: اے

1۔ حلیۃ الاولیاء، وہب بن منبہ، جلد 4، صفحہ 45، مصر 2۔ ایضاً، کعب بن عمرو، جلد 2، صفحہ 20

نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تین دن میں ایک لاکھ چالیس ہزار کلمات کے ساتھ گفتگو فرمائی اور پھر جب موسیٰ علیہ السلام لوگوں کا کلام سنتے تو آپ انہیں ناپسند کرتے۔ کیونکہ آپ کے کانوں میں رب کریم کے کلام کی آواز پڑی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جن چیزوں کے بارے گفتگو فرمائی ان میں سے یہ بھی ہے کہ فرمایا: اے موسیٰ! عمل کرنے والوں نے دنیا میں زہد کی مثل کوئی عمل نہیں کیا۔ جو چیزیں میں نے لوگوں پر حرام کی ہیں ان سے اجتناب اور پرہیز کر کے میرا قرب اختیار کرنے والوں کی طرح کسی نے میرا قرب حاصل نہیں کیا اور میرے خوف سے رونے کی مثل عبادت گزاروں نے میری عبادت نہیں کی۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے رب! اے ساری کائنات کے خدا، اے روز جزا کے مالک اور اے صاحب جلال واکرام! تو نے ان کے لیے کیا تیار کیا ہے اور تو نے انہیں کیا جزا دی ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا: دنیا میں زہد اختیار کرنے والوں کے لیے میں نے اپنی جنت مباح کر دی ہے، وہ جہاں چاہیں اس میں اپنا ٹھکانہ بنا سکتے ہیں اور وہ لوگ جو میری حرام کردہ چیزوں سے بچنے والے ہیں ان کے سوا قیامت کے دن کوئی آدمی حساب و کتاب کے دوران مناقشے اور اپنے اعمال پر جرح وتفتیش سے نہیں بچ سکے گا۔ لیکن میں ان سے حیا کروں گا، انہیں عزت و تکریم سے نوازوں گا اور انہیں بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمادوں گا اور وہ لوگ جو میرے خوف سے رونے والے ہیں پس ان کے لیے تو صرف رفیق اعلیٰ ہے اور کوئی بھی اس میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوگا(1)۔

امام ابویعلی، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی: اے میرے رب! مجھے ایسی چیز سکھادے جس کے ساتھ میں تیرا ذکر کروں اور تجھے پکاروں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! کہو لا الہ الا اللہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! اس طرح تو تیرے سارے بندے ذکر کرتے ہیں۔ رب کریم نے پھر فرمایا: کہو لا الہ الا اللہ۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہالا اله الا انت یا رب۔ اے میرے پروردگار! میں ایسی شے کا ارادہ کر رہا ہوں جسے تو میرے ساتھ خاص فرمادے۔ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا ان میں موجود ہر شے، اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں، تو ان تمام کے مقابلے میں لا الہ الا اللہ کا پلڑا بھاری ہوگا(2)۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے کتاب الاولیاء میں حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! کون ہیں وہ جنہوں نے ان لوگوں کو ہلاک کیا جنہوں نے انہیں ہلاک کیا جنہیں تو اپنے عرش کا سایہ عطا فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھ (ظلم وزیادتی سے) بری ہوں گے، جن کے دل پاک ہوں گے، یہ وہ لوگ ہیں جو میری عظمت اور جلال کے سبب ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، وہ لوگ ہیں کہ جب میں ذکر کرتا ہوں تو وہ میرے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور جب وہ ذکر کرتے ہیں تو میں بھی ان کے ذکر

1۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 73-372 (13776) دارالفکر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 710 (1936) بیروت

میرے رب! اس اثر پر کون ہوگا؟ فرمایا: حسین تخلیق میں بندۂ مومن کا دل۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! تیرے بندوں میں سے کون تیرے نزدیک زیادہ مبغوض ہے؟ فرمایا: وہ جو رات کے وقت مردار ہو اور دن کے وقت ناحق کرنے والا ہو پھر عرض کی اس اثر پر کون ہوگا؟ فرمایا بدصورت تخلیق میں کافر کا دل۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابوالجلد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: جب تو میرا ذکر کرے تو تو میرا ذکر اس طرح کر کہ تیرے اعضاء کانپنے لگیں۔ میرا ذکر کرتے وقت تو خشوع کرنے والا اور مطمئن ہو جا۔ اور جب تو میرا ذکر کرے تو اپنی زبان کو اپنے دل کے پیچھے رکھ۔ اور جب تو میرے سامنے کھڑا ہو تو حقیر و ذلیل بندے کے مقام پر کھڑا ہو اور اپنے نفس کی مذمت کر۔ اور یہی مذمت کا زیادہ مستحق ہے۔ اور جب تو میرے ساتھ کلام کر رہا ہو تو خوف زدہ دل اور سچ بولنے والی زبان کے ساتھ کلام کر (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اہل کتاب میں سے ایک سخت آدمی (فسی دجل) سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! اگر تجھے ایسی حالت میں موت آجائے کہ تو بغیر وضو کے ہو تو اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہ کرنا۔ مزید کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ صدقہ کے ساتھ مصائب و آلام کے ستر دروازے بند کر دیتا ہے مثلاً غرق ہونا، جل جانا، چوری اور ذات الجنب۔ راوی نے کہا کہ آپ نے رب کریم کی بارگاہ میں عرض کی: کیا جہنم بھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں جہنم بھی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ خیر اور بھلائی سکھاؤ اور سیکھو۔ کیونکہ میں خیر کی تعلیم دینے والے اور تعلیم حاصل کرنے والے کی قبر کو منور کر دیتا ہوں۔ یہاں تک کہ وہ اپنی جگہوں میں کوئی وحشت محسوس نہیں کرتے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام طور سینا پر تشریف لے گئے تو رب جبار نے آپ کی انگلی میں انگوٹھی دیکھی۔ تو فرمایا: اے موسیٰ! یہ کیا ہے؟ حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے۔ عرض کی: اے میرے رب! یہ مردوں کے زیور میں سے ایک شے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا اس پر میرے اسماء یا کلام میں سے کچھ لکھا ہوا ہے؟ عرض کی نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو اس پر یہ لکھ لو "لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ۝" (الرعد) "ہر میعاد کے لیے ایک نوشتہ ہے"۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! تو بچے کو اس کے والدین سے یتیم کر کے اسے اس طرح چھوڑ دیتا ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! کیا تو مجھ سے راضی نہیں ہے کہ میں اس کا کفیل ہوں۔

امام ابن مبارک نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے

1۔ کتاب الزہد، اخبار موسیٰ علیہ السلام، صفحہ 85، بیروت

رب! تیرے بندوں میں سے کون تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: وہ جو میرے متعلق زیادہ علم رکھتا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! عنقریب وہ مجھ سے سوال کریں گے تیری ابتدا کیسے ہوئی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم انہیں یہ بتانا کہ بے شک میں شے سے پہلے ہوں، ہر شے کو بنانے والا ہوں اور ہر شے کے بعد بھی ہوں گا (1)۔

امام احمد نے الزہد میں ابوالجلد سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا: اے میرے رب! مجھ پر ایسی پختہ نشانی نازل فرما، جسے لے کر میں تیرے بندوں میں چلتا رہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! تو جا اور جو تو پسند کرے کہ وہ میرے بندے تیری طرف لے کر آئیں۔ پس وہی تو ان کی طرف لے کر جائے گا (2)۔

امام احمد نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب: کون سی چیز ہے جو زمین میں سب سے کم رکھی گئی ہے؟ فرمایا: عدل ان اشیاء میں سب سے کم ہے جو زمین میں رکھی گئی ہیں۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب لوگوں میں سے کون زیادہ متقی ہے؟ فرمایا وہ جو ذکر کرتا ہے اور بھولتا نہیں۔ پھر عرض کی: لوگوں میں سے کون زیادہ عالم ہے؟ فرمایا: وہ جو اپنے علم کی خاطر لوگوں سے علم اخذ کرتا ہے۔

امام احمد اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تیرے بندوں میں سے کون تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا: جو اپنی رؤیت کے ساتھ ذکر کرنے والا ہو۔ پھر عرض کی: اے میرے پروردگار! تیرے بندوں میں سے کون تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: وہ لوگ جو مریضوں کی بیماری پرسی کرتے ہیں بچے کی موت پر رونے والی عورت کو صبر اور حوصلہ دلاتے ہیں اور گم کردہ راہ عورت کو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں (4)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب پہاڑوں کو کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تجلی ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہے تو تمام پہاڑوں نے فخر و تکبر کیا اور اس پہاڑ نے تواضع و انکساری کی جس پر اس نے تجلی ڈالی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں احمد بن حواری کی سند سے حضرت ابوسلیمان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں (شان قدرت کے مطابق) جھانک کر دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل سے بڑھ کر تواضع کرنے والا کوئی دل نہیں پایا لہٰذا اس کی تواضع کے سبب آپ کو شرف ہم کلامی کے لیے مختص فرمادیا۔ راوی کا بیان ہے کہ ابوسلیمان کے سوا کسی اور نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی طرف وحی فرمائی کہ میں تم پر اپنے بندوں میں سے ایک بندے کے ساتھ کلام کرنے والا ہوں۔ تو پہاڑ فخر اور تکبر کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بندے سے کلام فرمائے گا لیکن کوہ طور

1۔ کتاب الزہد، اخبار موسیٰ علیہ السلام، صفحہ 84، بیروت 2۔ ایضاً، صفحہ 85 3۔ ایضاً، صفحہ 86

4۔ حلیۃ الاولیاء، وہب بن منبہ، جلد 4، صفحہ 45، مصر

نے تواضع اور انکساری کی اور کہا: اگر کوئی شے اس کا مقدر بنائی گئی ہے تو وہ ہو کر رہے گی۔ راوی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طور کی تواضع کے سبب اس پر موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علاء بن کثیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! کیا تو جانتا ہے میں نے تیرے ساتھ کیوں کلام کیا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: نہیں۔ اے میرے رب! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس لیے کہ میں نے ایسی کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جس نے میرے لیے تیری مثل تواضع کی ہو۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت نوف بکالی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کی جانب وحی فرمائی: میں تم میں سے کسی پہاڑ پر نزول فرمانے والا ہوں۔ تو جبل طور کے سوا تمام پہاڑ فخر و تکبر سے بلند ہو گئے۔ صرف جبل طور نے تواضع اور انکساری کا اظہار کیا اور کہا: جو میرے لیے حصہ بنایا گیا ہے میں اس پر راضی ہوں اور امر اسی کے مطابق ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ کا یہ مفہوم ہے اگر میرے لیے کوئی مقدر کی گئی ہے تو عنقریب وہ مجھ پر آجائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی میرے لیے تیری تواضع اختیار کرنے کے سبب اور میری قدرت کے ساتھ تیری رضا کے سبب میں عنقریب تجھ پر ہی نزول فرماؤں گا(2)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو خالد الاحمق رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تو ابلیس پہاڑ پر ظاہر ہوا۔ اچانک جبرئیل امین علیہ السلام نے اسے پالیا اور فرمایا اے لعین! دور ہو جا۔ کیا تو یہاں بھی کام کر رہا ہے؟ اس نے کہا: میں آیا ہوں اور میں موسیٰ علیہ السلام سے وہی توقع رکھتا ہوں جو میں نے ان کے باپ سے رکھی۔ تو جبریل علیہ السلام نے اسے فرمایا: اے لعین! پیچھے ہٹ جا دور ہو جا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام بیٹھے اور موسیٰ علیہ السلام کی قوت و طاقت پر رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے جبے کو قوت گویائی عطا فرمائی۔ تو اس نے کہا: اے جبرئیل! یہ رونا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: بے شک میں اللہ تعالیٰ کے انتہائی قرب میں ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا کلام اس طرح سنوں جیسے موسیٰ علیہ السلام سنتے ہیں۔ تو جبے نے کہا: اے جبرئیل! میں موسیٰ علیہ السلام کا جبہ ہوں اور میں ان کے جسم پر ہوں۔ کیا میں موسیٰ علیہ السلام کے زیادہ قریب ہوں یا تم؟ اے جبرائیل! میں وہ نہیں سن سکتا جو تو سنتا ہے۔

وَ لَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِیْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۴۳﴾

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 295 (8219) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 6، صفحہ 49، مصر

''اور جب آئے موسیٰ ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت پر اور گفتگو کی ان سے ان کے رب نے (تو اس وقت) عرض کی: اے میرے رب! مجھے دیکھنے کی قوت دے تاکہ میں تیری طرف دیکھ سکوں۔ اللہ نے فرمایا: تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے، البتہ دیکھو اس پہاڑ کی طرف سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے۔ پھر جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ بے ہوش ہو کر۔ پھر جب آپ کو ہوش آیا تو عرض کی پاک ہے تو (ہر نقص سے) میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ''قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اے میرے رب! مجھے قوت عطا فرما کہ میں تیری طرف دیکھ سکوں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''قَالَ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ'' کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلام باری تعالیٰ سنا تو آپ میں رب کریم کے دیدار کی خواہش پیدا ہوئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کریم سے یہ عرض کی: اے میرے رب! مجھے دیکھنے کی قوت دے تاکہ میں تیری طرف دیکھ سکوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ ''اِنَّكَ لَنْ تَرٰىنِیْ'' بلاشبہ تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔ فرمایا: اے موسیٰ! کبھی بھی اس طرح نہیں ہوگا کہ کوئی مجھے دیکھے اور زندہ بھی رہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! میں تجھے دیکھوں اور پھر مر جاؤں ایسا ہونا میرے نزدیک اس سے بڑھ کر پسندیدہ اور محبوب ہے کہ میں تجھے نہ دیکھوں اور پھر زندہ رہوں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: اے موسیٰ! اس عظیم وطویل سخت پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر یہ اپنی جگہ پر ثابت وقائم رہا، یہ عاجز وذلیل نہ ہوا اور اس نے اپنے وہ حصے گرا کر پاش پاش نہ کر دیئے جو میری عظمت کو دیکھیں گے تو پھر تو مجھے اپنی کمزوری اور پستی کے باوجود دیکھ سکے گا، اور اگر پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس نے اپنی عظمت وشدت اور قوت کے باوجود اپنے آپ کو گرا دیا، تو پھر تم تو اس کے مقابلے میں بہت کمزور اور عاجز ہو۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابونعیم حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ ''رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ'' تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! کوئی زندہ مجھے نہیں دیکھے گا مگر وہ مر جائے گا۔ کوئی خشک (جامد) مجھے نہیں دیکھے گا مگر وہ لڑھک جائے گا۔ اور کوئی تر مجھے نہیں دیکھے گا مگر وہ متفرق ہو جائے گا۔ مجھے وہ اہل جنت دیکھیں گے جن کی آنکھیں نہیں مریں گی اور نہ ان کے جسم بوسیدہ ہوں گے (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھو۔ کیونکہ یہ تم سے بڑا ہے اور خلقت کے اعتبار سے انتہائی مضبوط اور سخت ہے۔ فرمایا: پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 62، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 142، دارصادر بیروت

جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی اور آپ نے پہاڑ کی طرف دیکھا کہ وہ اپنے آپ کو قائم نہیں رکھ سکا۔ اور پہاڑ پہلی بار ہی ہموار ہونا شروع ہو گیا ہے تو جب پہاڑ کو ایسا کرتے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا، تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں طور سینا پہاڑ پر آپ کو شرف کلام سے نوازوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقام سے لے کر طور سینا تک سولہ فرسخ کا فاصلہ تھا۔ گرج تھی، بجلی چمک رہی تھی، کڑک تھی اور رات انتہائی ٹھنڈی تھی۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے اور جبل طور کی ایک چٹان کے سامنے ٹھہر گئے۔ وہاں ایک سبز درخت تھا، اس سے پانی کے قطرات گر رہے تھے اور اس کے اندر سے آگ ظاہر ہونے لگی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام متعجب ہو کر ٹھہر گئے۔ تو درخت کے اندر سے آواز آئی اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام آواز کو سنتے ہوئے ٹھہرے رہے اور کہا کیا یہ کوئی عبرانی زبان میں مجھ سے بات کر رہا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا اے موسیٰ! میں عبرانی نہیں ہوں۔ بے شک میں اللہ رب العالمین ہوں۔ تو اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے ستر لغات میں موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور ان میں سے ہر لغت دوسری سے مختلف تھی۔ اس مقام پر آپ کو تورات عطا فرمائی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے خدا! مجھے دیکھنے کی قوت عطا فرما تا کہ میں تجھے دیکھ سکوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! جو مجھے دیکھے گا وہ مر جائے گا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے خدا! مجھے اپنے دیدار سے نواز اور اسی کے ساتھ میری موت واقع ہو جائے۔ تو طور سیناء پہاڑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا: اے موسیٰ بن عمران! علیہ السلام تو نے امر عظیم کے بارے سوال کیا ہے۔ تحقیق ساتوں آسمان اور ان میں موجود ہر شے، اور ساتوں زمینیں اور ان میں موجود ہر شے کانپ اٹھی، پہاڑ ہل گئے ہیں۔ اور اے ابن عمران! تیرے سوال کی عظمت کے سبب سمندروں میں اضطراب آ گیا ہے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ عرض کی: اے میرے رب! مجھے دیکھنے کی قوت عطا فرما تا کہ میں تجھے دیکھ سکوں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر یہ اپنی جگہ پر ثابت و قائم رہا تو پھر تو مجھے دیکھ سکے گا، پھر جب آپ کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس نے اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے اور ایک جمعہ کی مقدار اسی طرح رہے پھر آپ کو افاقہ ہوا، تو اپنے چہرے سے مٹی صاف کی اور یہ کہنے لگے "سُبۡحٰنَكَ تُبۡتُ اِلَيۡكَ وَاَنَا اَوَّلُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ" "پاک ہے تو (ہر نقص سے) میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں"۔ پس اس مقام کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو بھی دیکھتا تھا وہ مر جاتا، تو پھر آپ نے اپنے چہرے پر حجاب ڈال لیا، اور آپ اپنی گردن پھیر کر لوگوں کے ساتھ باتیں کرنے لگے۔ پس اسی دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک دن صحرا میں گئے تو وہاں دیکھا تین آدمی قبر کھود رہے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے قبر مکمل کر لی۔ پس موسیٰ علیہ السلام آئے اور ان پر جھانکتے ہوئے انہیں فرمایا: یہ قبر کس کے لیے کھود رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ایک آدمی کے لیے۔ وہ یا تو آپ ہیں یا وہ آپ کی مثل ہے۔ اس کی قد و قامت آپ کے برابر ہے یا آپ کی طرح ہے۔ پس اگر آپ اس میں اتریں گے تو ہم یہ قبر آپ کے لیے مختص کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قبر میں اترے اور اس میں لیٹ گئے تو

اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم فرمایا اور وہ آپ پر بند ہو گئی۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی نے الکامل میں، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے کتاب الرؤیۃ میں کئی اسناد سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یہ آیت پڑھی "فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا" اور فرمایا" اس طرح، اور آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا اور اپنے انگوٹھے کے کنارے کو خنصر (چھوٹی انگلی) کے پورے پر رکھا۔ اور ایک روایت کے مطابق آپ نے خنصر کے اوپر والے جوڑ پر رکھا۔ پس پہاڑ دھنس گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں پس پہاڑ زمین میں دھنس گیا اور وہ یوم قیامت تک اس میں نیچے دھنستا ہی رہے گا (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ثابت رحمہ اللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے قول باری تعالیٰ "فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ" کے بارے ارشاد فرمایا:" اللہ تعالیٰ نے اتنی مقدار (اپنے آپ کو) ظاہر فرمایا اور آپ ﷺ نے انگوٹھے کی اپنی چھوٹی انگلی خنصر پر رکھا۔ حمید نے کہا: اے ابو محمد! تو اس سے کیا مراد لے رہا ہے؟ تو انہوں نے ان کے سینے میں ضرب لگائی اور کہا: اے حمید! تو کون ہے؟ اے حمید! تو کیا ہے؟ مجھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان فرما رہے ہیں اور تو کہہ رہا ہے تو اس سے کیا ارادہ رکھتا ہے؟

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ پہاڑ جسے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم فرمایا تھا کہ آپ اس کی طرف دیکھیں، وہ طور ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب الرؤیۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ "فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ" کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خنصر انگلی کی مقدار تجلی ڈالی "جَعَلَهٗ دَكًّا" تو اس نے اسے مٹی بنا دیا "وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا" اور موسیٰ علیہ السلام گر پڑے دراں حالیکہ آپ پر غشی طاری تھی (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تجلی ڈالی تو دس فرسخ کی مسافت سے سخت تاریک رات میں رینگنے والی چیونٹی بالکل صاف دیکھتے تھے (عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ لَمَّا تَجَلَّى اللّٰهُ لِمُوْسٰى كَانَ يُبْصِرُ دَبِیْبَ النَّمْلَةِ عَلَى الصَّفَا فِی اللَّیْلَةِ الظَّلْمَاءِ عَنْ مَّسِیْرَةِ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس کی عظمت وجلال کے سبب چھ پہاڑ اڑ گئے۔ ان میں سے تین مدینہ طیبہ میں جا گرے اور وہ احد، ورقان اور رضوی ہیں اور تین مکہ مکرمہ میں جا کر گرے اور وہ حراء، ثبیر اور ثور ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 66 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 65

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کے لیے (پہاڑ پر) تجلی ڈالی تو اس کے سبب سات پہاڑ اڑ گئے، ان میں سے حجاز میں پانچ ہیں اور یمن میں دو ہیں۔ حجاز میں یہ ہیں: احد، ثبیر، حراء، ثور اور ورقان۔ اور یمن میں حصور اور صیر ہیں (1)۔

امام ابن مردویہ نے قول باری تعالیٰ "فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا" کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے) موسیٰ علیہ السلام کو ندا دی اور فرمایا "اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ" "بے شک میں اللہ ہوں"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) کی شام تھی اور پہاڑ موقف میں تھا۔ پس وہ سات حصوں میں کٹ گیا اس کا ایک ٹکڑا سامنے جا کر گرا اور وہ وہ ہے جس کے پاس یوم عرفہ کو موقف میں امام کھڑا ہوتا ہے اور تین مدینہ طیبہ میں جا کر گرے اور وہ طیبہ، احد اور رضوی ہیں اور طور سیناء شام میں اور اس کا نام طور اس لیے ہے کیونکہ یہ شام کی طرف ہوا میں اڑ کر گیا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ "فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا" کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے دست قدرت کی) خنصر کو ظاہر فرمایا۔

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے "دَكًّا" کو مشدد اور مد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے "دکا" کے لفظ کو تنوین کے ساتھ بغیر مد کے پڑھا ہے (2)۔

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت معاویہ بن قرہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس کی عظمت وجلال کے سبب چھ پہاڑ اڑ گئے اور وہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ میں جا گرے۔ جو مدینہ طیبہ میں گرے وہ یہ ہیں: احد، ورقان اور رضوی۔ اور جو مکہ مکرمہ میں گرے وہ یہ ہیں: ثور، ثبیر اور حراء۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ان کے رب نے کلام فرمایا تو انہوں نے اپنے رب کو دیکھنا چاہا اور التجا کر دی۔ تو رب کریم نے جواب دیا "لَنْ تَرٰىنِیْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ" (تم ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتے البتہ تم پہاڑ کی طرف دیکھو) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کے اردگرد ملائکہ کو کھڑا کر دیا۔ پھر ملائکہ کو آگ کے ساتھ گھیر لیا۔ پھر آگ کے اردگرد ملائکہ کو کھڑا کیا اور پھر ان کے اردگرد آگ جمع کر دی اور پھر آپ کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی اور خنصر کی مثل تجلی ڈالی۔ تو صرف اس پہاڑ کو پاش پاش کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ وہ اتنی دیر بے ہوش رہے جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر جب آپ کو افاقہ ہوا تو کہا "سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ" یعنی میں بنی اسرائیل میں سے سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں (3)۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 95 (11017)، دار الفکر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 261، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 69-61

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض حجاب اٹھائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ یہ حروف پڑھتے تھے" فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا" اور فرماتے وہ ٹھوس پتھر تھا۔ تو جب اللہ تعالیٰ نے اس پر تجلی ڈالی تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر مٹی کا ٹیلا ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ پہاڑ زمین میں دھنس گیا۔ یہاں تک کہ وہ سمندر میں جا گرا اور وہ اس کے بعد بھی دھنستا جا رہا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابومعشر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں چالیس رات تک قیام فرما رہے اور جو کوئی آپ کی طرف دیکھتا وہ رب العالمین کے نور کے سبب مر جاتا اور اس کا مصداق کتاب اللہ میں ہے" فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا" فرمایا (جب آپ کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس نے اسے مٹی بنا دیا)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عروہ بن رویم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے طور پر تجلی ڈالنے سے قبل پہاڑ بالکل ٹھوس اور ہموار تھے۔ ان میں غاریں اور دراڑیں نہیں تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے طور پر تجلی ڈالی تو طور پاش پاش ہو گیا اور پہاڑ پھٹ گئے اور ان میں یہ غاریں اور دراڑیں بن گئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ دَكًّا کا معنی ہے ہموار زمین۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا" جَعَلَهٗ دَكًّا" معنی ہے کہ پہاڑ کے بعض حصوں نے بعض کو گرا کر ہموار کر دیا (1)۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ" وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی طاری ہو گئی۔ مگر آپ کی روح آپ کے جسم میں ہی رہی۔ جب افاقہ ہوا تو جو دیکھا تھا اس عظمت و جلال کے سبب کہا:" سُبْحٰنَكَ" اے اللہ تو اس سے پاک ہے کہ وہ تجھے دیکھ سکے" تُبْتُ اِلَیْكَ" میں اپنے سابقہ امر سے رجوع کرتا ہوں۔" وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ" اور رب میں پہلا تصدیق کرنے والا ہوں کہ کوئی تجھے دیکھ نہیں سکتا"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ" وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں سب سے پہلا اس پر ایمان رکھنے والا ہوں کہ تیری مخلوق میں سے کوئی شے تجھے نہیں دیکھ سکتی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ تفسیر بیان کی" وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا" اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مردہ حالت میں گر پڑے" فَلَمَّاۤ اَفَاقَ" اور جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح اور جان آپ پر لوٹا دی" قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ" کہ کوئی نفس تجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا اس کے ساتھ کہ وہ زندہ بھی رہے اور اس وقت سارا عالم خوف زدہ ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ" تبت

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 89، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 68

الیك " میں تیرے دیدار کا سوال کرنے سے توبہ کرتا ہوں " وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ " اور میں ایمان لانے کے اعتبار سے اپنی قوم میں سب سے اول ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے " وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ " کی تفسیر میں حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگرچہ آپ سے پہلے مومنین تھے۔ لیکن آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں ان میں سے اول ہوں جو اس پر ایمان لائے کہ تیری مخلوق میں سے کوئی بھی قیامت تک تجھے نہیں دیکھ سکے گا۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم انبیاء علیہم الصلوٰت والسلام کے درمیان سے مجھے اختیار نہ کرو۔ کیونکہ لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہو کر گر جائیں گے اور سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا (تو میں دیکھوں گا) کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہیں، سو میں نہیں جانتا۔ کہ انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہوا یا کوہ طور پر بے ہوش کر گرنے کے بدلے اب ان سے درگزر کیا گیا (1)۔

قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ۖ فَخُذْ مَاۤ اٰتَیْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّ اْمُرْ قَوْمَكَ یَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ؕ سَاُورِیْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۱۴۵﴾

" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میں نے سرفراز کیا ہے تجھے تمام لوگوں پر اپنی پیغامبری سے اور اپنے کلام سے اور لے لو جو میں نے دیا ہے تمہیں اور ہو جاؤ شکر گزار بندوں سے اور ہم نے لکھ دی موسیٰ کے لیے تختیوں میں ہر چیز نصیحت پذیری کے لیے اور (لکھ دی) تفصیل ہر چیز کی۔ پھر (فرمایا) پکڑ لو اسے مضبوطی سے اور حکم دو اپنی قوم کو کہ پکڑ لیں اس کی اچھی باتیں۔ عنقریب میں دکھاؤں گا تمہیں نافرمانوں کا (برباد شدہ) گھر "۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: کیا تم جانتے ہو میں نے تجھے تمام لوگوں پر اپنی پیغامبری اور اپنے کلام سے کیوں سرفراز کیا ہے؟ آپ نے عرض کی: اے میرے رب! نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس لیے کہ تیرے تواضع کرنے کی مثل کسی نے تواضع نہیں کی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! ایسے عمل پر میری راہنمائی فرما کہ جب میں وہ عمل کروں تو اس میں جو معاملہ تو نے میرے ساتھ کیا ہے تیرا شکر ادا ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! کہو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ، فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام نے ایسے عمل کا ارادہ کیا ہے، جو ان کے جسم کو کمزور کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں

1۔ صحیح بخاری، کتاب الانبیاء، جلد 1، صفحہ 481، قدیمی کتب خانہ کراچی

فرمایا: اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دی جائیں اور دوسرے پلڑے میں لا الہ الا اللہ رکھ دیا جائے تو وہ ان تمام سے بھاری ہو جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّ تَفْصِیْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ"

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ تورات سونے کی قلموں سے لکھی گئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیاں لکھیں اور وہ تختیوں میں قلمیں چلنے کی آواز سن رہے تھے۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا" وہ تختیاں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئیں وہ جنت کے بیری کے درخت سے بنی ہوئی تھیں اور ایک تختی کی لمبائی بارہ ذراع تھی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ وہ تختیاں جنت کے زبرجد اور زمرد کی بنی ہوئی تھیں، رب تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم فرمایا تو وہ جنت عدن سے تختیاں لے کر آئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے ساتھ ان تختیوں پر اس قلم کے ساتھ لکھا، جس کے ساتھ ذکر (قرآن کریم) لکھا۔ رب کریم نے نور کی نہر سے سیاہی حاصل کی اور اسی کے ساتھ تختیاں لکھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وہ کہا کرتے تھے کہ وہ تختیاں یاقوت کی بنی ہوئی تھیں اور میں کہتا ہوں کہ وہ زبرجد کی تھیں۔ ان کی کتابت سونے کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے ساتھ انہیں لکھا اور اہل آسمان نے قلم چلنے کی آواز سنی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابو العالیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیاں زبرجد کی تھیں۔

ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تختیاں سبز زمرد کی تھیں۔ رب تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو حکم فرمایا تو وہ جنت عدن سے تختیاں لے آئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت کے ساتھ ان پر اس قلم کے ساتھ لکھا جس کے ساتھ ذکر لکھا۔ اور رب تعالیٰ نے نور کی نہر سے سیاہی حاصل کی اور اس کے ساتھ تختیاں لکھیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تورات لکھی۔ اس وقت آپ چٹان کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھے ہوئے تھے اور قلم چلنے کی آوازیں سن رہے تھے۔ تختیاں زمرد کی بنی ہوئی تھیں اور آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین سوائے حجاب کے اور کچھ نہ تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین کے سوا کسی چیز کو مس نہیں کیا (وہ تین یہ ہیں) حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ جنت میں درخت اپنے دست قدرت سے اگائے اور تورات اپنے دست قدرت سے لکھی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حکیم بن جابر سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے تین چیزوں کے سوا اپنی مخلوق میں سے کسی چیز کو اپنے دست قدرت سے مس نہیں کیا (وہ تین یہ ہیں جنت میں درخت اپنے دست قدرت سے لگائے اور اس کی مٹی ورس اور زعفران کی بنائی اور اس کے پہاڑ کستوری کے بنائے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تورات اپنے دست قدرت سے لکھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت وروان بن خالد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، قلم کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا، عرش کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا، وہ کتاب جو اس کے پاس ہے اور کوئی غیر اس پر مطلع نہیں، وہ اپنے دست قدرت سے لکھی اور تورات اپنے دست قدرت سے لکھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زبرجد کی سات تختیوں میں تورات عطا فرمائی۔ اس میں ہر شے کی تفصیل اور پند و نصائح تھے۔ جب آپ وہ لے کر آئے اور بنی اسرائیل کو بچھڑے کی عبادت پر لگا ہوا دیکھا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے تورات پھینک دی اور وہ ٹوٹ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سات میں سے چھ حصوں کو اٹھا لیا اور ساتواں حصہ باقی رکھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مغیث الشامی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کے سوا کسی چیز کو بھی اپنے دست قدرت سے تخلیق نہیں فرمایا (وہ یہ ہیں) جنت میں اپنے دست قدرت سے درخت لگائے، حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور تورات اپنے دست قدرت سے لکھی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا، جنت عدن کو اپنے ہاتھ سے تخلیق کیا اور تورات اپنے ہاتھ سے لکھی۔ پھر تمام چیزوں کے لیے فرمایا: کن (تو ہوجا) تو وہ چیزیں معرض وجود میں آگئیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ''وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ'' کی تفسیر حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح نقل کی ہے کہ ہر وہ شے جس کا انہیں حکم دیا گیا اور جس سے انہیں منع کیا گیا ہم نے آپ کے لیے تختیوں میں لکھ دی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اس آیت کی یہی تفسیر بیان کی ہے یعنی جن چیزوں کا انہیں حکم دیا گیا اور جن سے انہیں منع کیا گیا ہر شے کی تفصیل اس میں موجود تھی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت مستدرک رحمہ اللہ میں اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اپنی کتاب میں فرما رہا ہے ''اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ'' (الاعراف: 144) ''وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ اس طرح جانتے ہیں کہ تمام اشیاء آپ کے لیے لکھ دی گئیں جیسے تم اپنے علماء کو جانتے ہو۔

پھر جب آپ ساحل سمندر تک پہنچے تو آپ کی ملاقات ایک عالم سے ہوئی اور آپ نے اسے گفتگو کے لیے کہا تو اس نے آپ کی فضیلت علم کا اقرار کر لیا اور گفتگو نے اسے حسد پر نہ ابھارا (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو موت کی دشواری لاحق ہوئی۔ تو انہوں نے کہا: یہ حضرت آدم علیہ السلام کی وجہ سے ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک ایسے خاص گھر میں رکھا ہوا تھا جہاں ہم پر موت طاری نہ ہوتی۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے خطا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں اتار دیا سو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا: اگر آدم علیہ السلام کو تمہاری طرف بھیج دیا جائے تو کیا تم ان سے مباحثہ کرو گے؟ آپ نے عرض کی۔ ہاں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بھیجا، تو موسیٰ علیہ السلام نے ان سے سوال کیا اور کہا: اگر تم لغزش نہ کرتے تو ہم یہاں نہ ہوتے۔ تو جواب میں حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کو فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شے کی تفصیل اور نصائح عطا فرمائے ہیں۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ ”مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا“ (الحدید: 22) ”نہیں آئی کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں“۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیوں نہیں (ایسے ہی ہے) تو اس طرح حضرت آدم علیہ السلام مباحثہ میں ان پر غالب آ گئے (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تختیوں میں اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء اور آپ کی امت کا ذکر بھی کیا۔ اور جو کچھ اپنے پاس ان کے لیے ذخیرہ کیے ہوئے ہے اور دین کے معاملے میں انہیں آسانیاں فراہم کی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان چیزوں کے بارے میں وسعت دی ہے جو ان کے لیے حلال کی ہیں سب تحریر کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیوں میں لکھا: اے موسیٰ! میرے بارے میں جھوٹی قسم نہ اٹھانا۔ کیونکہ جو میرے بارے میں جھوٹی قسم اٹھاتا ہے میں اس کے عمل کو پاک نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت وہب بن منبہ نے ”وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِی الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ“ کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لکھا: میری عبادت کرو اور اہل آسمان اور اہل زمین میں سے کسی شے کو بھی میرے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔ کیونکہ وہ سب میری مخلوق ہیں کیونکہ جب میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے تو میں غضب ناک ہوتا ہوں اور جب میں غضب میں ہوتا ہوں تو میں لعنت بھیجتا ہوں اور میری لعنت اولاد کی جانب سے چوتھی (نسل تک کو) پا لیتی ہے۔ اور جب میری اطاعت وفرمانبرداری کی جائے تو میں راضی ہوتا ہوں اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقد مین من الانبیاء، جلد 2، صفحہ 626، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 71

عطا فرماتا ہوں اور میری برکت ایک امت کے بعد دوسری امت تک کو پہنچتی ہے اور تم میرے نام کے ساتھ جھوٹی قسم نہ کھاؤ۔ کیونکہ میرے نام کے ساتھ جو جھوٹی قسم کھاتا ہے میں اس کے عمل کو پاک نہیں کرتا اور اپنے والدین کی عزت وتوقیر کرو۔ کیونکہ جو اپنے والدین کی عزت وتکریم کرتا ہے تو میں اس کی عمر کو طویل کر دیتا ہوں اور اسے ایسا بچہ عطا فرماتا ہوں جو اس کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ اور جو اپنے والدین کی نافرمانی کرتا ہے میں اس کی عمر کو کم کر دیتا ہوں اور اسے ایسا بیٹا عطا کرتا ہوں جو اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور ہفتے کے دن کی حفاظت کرو کیونکہ یہی وہ آخری دن ہے جس میں میں اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے فارغ ہوا۔ نہ زنا کرو، نہ چوری کرو۔ اور میرے دشمن سے اپنا چہرہ پھیر کر نہ بھاگو اور اپنے اس پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا نہ کرو جو تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ اپنے پڑوسی کے مال پر قبضہ نہ کرو۔ اور تم اس کی بیوی کا پیچھا نہ کرو۔

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوحزرہ القاص سے بیان کیا ہے کہ وہ دس آیات جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیوں میں لکھیں۔ وہ یہ ہیں کہ میری عبادت کرو، میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ، میرے نام کے ساتھ جھوٹی قسم نہ کھاؤ، کیونکہ جو میرے نام کے ساتھ جھوٹی قسم کھاتا ہے میں اسے پاکیزگی اور طہارت عطا نہیں کرتا، میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، میں تمہارے لیے تمہاری موت کو مؤخر کر دوں گا اور مصنوعی دوستی کرنے والے سے تمہیں بچاؤں گا، نہ چوری کرو اور نہ زنا کا ارتکاب کرو۔ ورنہ میں تم سے اپنے چہرے کا نور چھپالوں گا اور تمہاری دعا کے لیے میرے آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ خیانت اور دھوکہ نہ کرو۔ لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ایسی چیز کے بارے شہادت نہ دو جسے تمہارے کانوں نے سنا نہ ہو اور تمہارے دل نے سمجھا نہ ہو۔ کیونکہ قیامت کے دن میں شہادت دینے والوں کو ان کی شہادت کی بنا پر کھڑا کروں گا اور پھر شہادت کے بارے ان سے سوال کروں گا اور میرے سوا کسی کے لیے ذبح نہ کرو۔ کیونکہ اہل زمین کی کوئی قربانی میری طرف بلند نہیں ہوتی مگر وہی جس پر میرا نام ذکر کیا جائے (1)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو نازل فرمایا اس میں یہ بھی ہے کہ تم اہل ہوا (خواہش نفس کی پرستش کرنے والے) کی مجالست اختیار نہ کرو ورنہ وہ تمہارے دل میں وہ کچھ ڈال دیں گے جو اس میں نہیں (2)۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن لال نے مکارم اخلاق میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تختیوں میں جو عطا فرمایا ان میں سے سب سے پہلے پہلی تختی میں جو لکھا ہوا ہے، وہ دس ابواب ہیں: اے موسیٰ! میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہرا۔ کیونکہ میری جانب سے یہ قول برحق ہے کہ ضرور بہ ضرور مشرکین کے چہروں کو آگ میں جھلسایا جائے گا۔ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، میں تجھے مصنوعی دوستی کرنے والے سے محفوظ رکھوں گا اور تیری عمر میں اضافہ کر دوں گا اور تجھے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 222 (4858)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 60 (9462)

پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھوں گا۔ پھر تجھے اس سے بہتر کی طرف پلٹا دوں گا۔ اس نفس کو حق کے سوا قتل نہ کرو جسے میں نے حرام کیا ہے۔ ورنہ زمین اپنی وسعتوں کے باوجود اور آسمان اپنی اطراف واکناف کے باوجود تم پر تنگ ہو جائیں گے اور تو میری ناراضگی اور جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنائے گا۔ میرے نام کے ساتھ جھوٹی قسم نہ اٹھاؤ اور نہ گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے قسم اٹھاؤ۔ کیونکہ جو مجھے پاک نہیں کرتا اور میرے اسماء کی تعظیم وتکریم نہیں کرتا، میں اسے کبھی پاک نہیں کرتا۔ اور میں نے لوگوں کو اپنے فضل میں سے جو کچھ عطا فرما رکھا ہے اس پر لوگوں سے حسد نہ کرو اور نہ ہی ان سے میرا انعام اور رزق دور ہٹاؤ۔ کیونکہ حسد کرنے والا میری نعمت کا دشمن ہے، میرے فیصلے کو رد کرنے والا ہے اور میری اس تقسیم پر ناراض ہونے والا ہے جو میں اپنے بندوں کے درمیان کرتا ہوں۔ اور جو اس طرح نہ ہو پس میں اس سے نہیں اور وہ مجھ سے نہیں۔ (یعنی میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں) اور ایسے معاملے کی شہادت نہ دو جسے تمہارے کانوں نے سنا نہ ہو، تمہاری عقل ودماغ نے یاد نہ کیا ہو اور تمہارے دل نے اس پر یقین نہ کیا ہو۔ کیونکہ میں قیامت کے دن شہادت دینے والوں کو ان کی شہادتوں کی بنا پر کھڑا کروں گا اور پھر شہادت کے بارے ان سے انتہائی تیز سوال کروں گا، نہ زنا کرو، نہ چوری کرو اور نہ اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ بدکاری کرو۔ ورنہ میں تم سے اپنے چہرے کو چھپا لوں گا اور تمہارے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ لوگوں کے لیے وہی کچھ پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور میرے سوا کسی اور کے لیے جانور ذبح نہ کرو۔ کیونکہ میں کوئی قربانی قبول نہیں کرتا مگر وہ جس پر میرا نام لیا جائے اور وہ خاص میری رضا کے لیے ہو۔ اور ہفتے کا دن میری عبادت کے لیے فارغ کر دو اور میری رضا کے لیے اپنی جان اور اپنے جمیع اہل بیت قربان کر دو۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہفتے کا دن عید بنایا ہے اور ہمارے لیے جمعہ کا انتخاب کیا ہے اور اسے ہمارے لیے عید بنا دیا ہے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے جو کچھ تختیوں میں لکھا اس میں سے یہ بھی ہے کہ تم اپنے بھائی کے مال اور اپنے بھائی کی بیوی کی خواہش اور آرزو نہ کرو۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت وہب بن منبہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے ہم نے تمہیں شوق دلایا اور تم مشتاق نہیں ہوئے۔ ہم تمہاری طرف مائل ہوئے اور تم روئے نہیں۔ خبردار! ہر رات اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہے: اے قتل کرنے والو! تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے لیے ایسی تلوار ہے جو کبھی کند نہیں ہوگی اور وہ جہنم کی آگ ہے۔ چالیس برس کے لوگ اس کھیتی کی مثل ہیں جسے ہم نے کاٹ دیا ہے۔ پچاس سال کی عمر کے لوگو! حساب کی طرف آؤ، تمہارا کوئی عذر نہیں ہے۔ اے ساٹھ برس کی عمر پانے والو! تم نے آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا اور اے ستر برس عمر پانے والو! تم کیا انتظار کر رہے ہو۔ کاش! مخلوق نہ ہوتی اور وہ پیدا نہ کیے جاتے اور جب انہیں پیدا کر دیا گیا تو وہ جانتے ہیں انہیں کیوں پیدا کیا گیا ہے۔ خبردار سنو! قیامت تمہارے قریب آ چکی ہے۔ پس اپنی احتیاط کو لازم پکڑو (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 178، بیروت

السلام نے کہا: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو بعد میں آئیں گے لیکن قیامت کے دن پہلے انھیں گے۔ وہ پیدا ہونے میں مؤخر ہیں اور جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے سابق اور مقدم ہیں پس انہیں میری امت بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں جو تمام امتوں سے بہتر اور افضل ہے۔ اسے لوگوں کے لیے خیر امت بنا کر نکالا گیا ہے، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ سو تو انہیں میری امت بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک امت کے بارے یہ پاتا ہوں کہ وہ پہلی اور آخری کتابوں پر ایمان رکھتے ہوں گے اور بڑھتی ہوئی گمراہی کرنے والوں کے ساتھ قتال کریں گے یہاں تک کہ کانے کذاب کو بھی قتل کر دیں گے۔ سو انہیں تو میری امت بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں کہ اناجیل ان کے دلوں میں ہوں گی اور وہ انہیں پڑھتے ہوں گے۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: "تم سے پہلے لوگ اپنی کتابیں دیکھ کر پڑھتے تھے۔ اور جب انہیں اٹھالیا گیا تو انہیں اس کی کوئی شے نہ حفظ تھی اور نہ وہ اسے یاد کر سکتے۔ اے امت حاضرہ! بے شک حفظ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک ایسی نعمت عطا فرمائی ہے جو تم سے پہلی امتوں میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہی اس کے لیے خاص کیا ہے اور تمہیں ہی یہ عزت و کرامت عطا فرمائی ہے"۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: انہیں میری امت بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں کہ وہ اپنے صدقات خود کھائیں گے اور ان پر انہیں اجر بھی دیا جائے گا۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: "تم سے پہلے لوگوں میں سے کوئی صدقہ کرتا تھا اور وہ اس سے قبول کر لیا جاتا، تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک آگ بھیجتا اور وہ اسے کھا جاتی۔ اور اگر وہ رد کر دیا جاتا تو وہ پڑا رہتا اور پرندے درندے اسے کھا جائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے صدقات تمہارے اغنیا سے فقراء کے لیے ہیں اور ان کے بدلے تم پر انتہائی رحمت فرمائی ہے اور اس کے عوض تم سے بے شمار تکالیف اور مصائب کو دور اور ہلکا کیا ہے"۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی انہیں میری امت بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں کہ جب ان میں سے کوئی نیکی کا قصد کرے گا۔ پھر وہ اس کے مطابق عمل نہ بھی کرے تو اس کے لیے نیکی لکھی جائے گی اور اگر اس کے مطابق عمل کرے گا تو اس کی مثل دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جائیں گی۔ پس تو انہیں میری امت بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں کہ جب کوئی ان میں سے برائی اور گناہ کا قصد کرے تو اس کے خلاف کچھ بھی نہیں لکھا جاتا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے مطابق عمل کرے اور اگر اس کے مطابق عمل کرے گا، تو اس کے لیے ایک گناہ لکھا جائے گا۔ پس تو انہیں میری امت بنا دے۔ رب تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں کہ وہ دعائیں کریں گے اور ان کی

دعاؤں کو قبول کیا جائے گا۔ تو انہیں میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: پس ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں پھینک دیں اور عرض کی: اے اللہ! تب تو مجھے احمد ﷺ کی امت میں سے بنادے۔ راوی کا بیان ہے پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو چیزیں عطا فرمائیں جو کسی کو نہیں دی گئیں فرمایا یٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَیْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ (الاعراف:144) حضرت قتادہ نے فرمایا پس اللہ تعالیٰ کے نبی راضی ہو گئے۔ پھر دوسری چیز عطا فرمائی اور وہ یہ ہے" وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ۝ (الاعراف)" اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے"۔ فرمایا: اس طرح اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام مکمل طور پر راضی ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو تمام امتوں سے بہتر اور افضل ہے، اسے لوگوں کی طرف نکالا گیا ہے۔ وہ انہیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ پس تو انہیں میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں کہ جب ان میں سے کسی نے نیکی کا ارادہ کیا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور جب اس نے اس کے مطابق عمل کیا تو اس کے لیے اسی کی مثل دس سے لے کر سات سو گنا تک نیکیاں لکھی جائیں گی۔ پس تو انہیں میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ تو احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی اے میرے رب! میں تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں کہ جب ان میں سے کسی نے گناہ کا ارادہ کیا اور اس کے مطابق عمل نہ کیا تو اس کے خلاف کچھ نہیں لکھا جائے گا اور جب اس کے مطابق عمل کیا تو اس کے لیے ایک گناہ لکھا جائے گا۔ پس تو انہیں میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں کہ اناجیل ان کے سینوں میں محفوظ ہوں گی۔ تو انہیں میری امت بنادے۔ رب کریم نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں کہ وہ شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو انہیں میری امت بنادے۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا تذکرہ پاتا ہوں جو قیامت کے دن دعا کریں گے اور ان کی دعا قبول کی جائے گی تو انہیں میری امت بنادے۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جن کی ان لوگوں کے خلاف مدد کی جائے گی جنہوں نے ان کے ساتھ عداوت رکھی یہاں تک کہ وہ کانے دجال کو بھی قتل کر دیں گے۔ تو انہیں میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ حضرت قتادہ کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں اپنے ہاتھ سے پھینک دیں اور عرض کی: اے میرے رب! مجھے احمد ﷺ کی امت میں سے کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ۝ (الاعراف) سو اللہ تعالیٰ کے

نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام راضی ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ کا یہ قول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اپنے رب کے ساتھ ہم کلام ہونے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء اور آپ کی امت کو جو شرف و کمال عطا کیا ہے، اس کے بارے ہے، اس طرح کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات پڑھی اور اس میں حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کی امت کی مدح وتوصیف کے مقام پر پہنچے تو کہا: اے میرے رب! یہ نبی کون ہے جسے اور ان کی امت کو تو نے اول بھی بنایا ہے اور آخر بھی؟ تو رب تعالیٰ نے فرمایا: یہ نبی محمد ﷺ ہیں جو امی، عربی، حرمی، تہامی اور قاذر بن اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔ میں نے انہیں اول بنایا ہے اس اعتبار سے کہ انہیں سب سے پہلے اٹھا کر میدان حشر میں لایا جائے گا اور میں نے انہیں آخر اس اعتبار سے بنایا ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا ہے، اے موسیٰ! میں نے ان کی شریعت کے ساتھ دوسری شریعتوں کو، ان کی کتاب کے ساتھ دوسری کتابوں کو، آپ کی سنت کے ساتھ دیگر سنن کو اور ان کے دین کے ساتھ دیگر ادیان کو ختم کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! بے شک تو نے مجھے چن لیا ہے اور مجھے شرف کلام عطا کیا ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا: اے موسیٰ! بے شک تو میرا صفی ہے اور وہ میرا حبیب ہے۔ قیامت کے دن میں اسے ایک بلند مقام پر فائز فرماؤں گا۔ میں نے ان کا حوض دیگر حوضوں کی نسبت وسیع وعریض بنایا ہے۔ اس پر وارد ہونے والوں کی تعداد بھی کثیر ہے اور ان کی اتباع کرنے والے بھی کثیر ہیں۔ عرض کی: اے میرے رب! تحقیق تو نے انہیں عزت وتکریم عطا کی اور شرف وعظمت سے نوازا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! میرے لیے ضروری ہے کہ میں انہیں عزت وتکریم عطا کروں اور انہیں اور ان کی امت کو فضیلت عطا کروں۔ اس لیے کہ وہ میرے ساتھ ایمان لائیں گے اور میرے تمام رسولوں کے ساتھ، میرے تمام کلمات کے ساتھ اور میرے ہر قسم کے غیب کے ساتھ اور جو ان میں شاہد ہے یعنی نبی مکرم ﷺ اور ان کے وصال کے بعد یوم قیامت تک (وہ ایمان لائیں گے)۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کیا یہ ان کی صفت اور تعریف ہے؟ رب کریم نے فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! تو نے انہیں جمعہ عطا کیا ہے یا میری امت کو؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں جمعہ تو ان کے لیے ہیں۔ تمہاری امت کے لیے نہیں۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی صفت یہ دیکھی ہے کہ وہ پنج کلیان ہوں گے (یعنی وہ پانچ اعضاء جو دوران وضو دھوئے جاتے ہیں وہ روشن ہوں گے) وہ کون ہیں؟ کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ہیں یا ان کے علاوہ کوئی اور ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے، جن کے پانچ اعضاء وضو، وضو کے اثر کے سبب چمک رہے ہوں گے۔ عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایسی قوم کا ذکر پایا ہے جو پل صراط سے بجلی اور ہوا کی طرح گزریں گے۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد ﷺ کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا تذکرہ پایا ہے کہ وہ پانچ نمازیں پڑھیں گے، وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کے بارے یہ پایا ہے کہ وہ اپنے نصف تک (یعنی نصف پنڈلی تک) چادریں پہنیں گے، وہ کون ہیں؟

فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا ذکر پایا کہ انہیں ایک نیکی کا بدلہ دس ملیں گی اور ایک برائی کا بدلہ صرف ایک۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا یہ وصف پایا ہے کہ وہ اپنی تلواریں سونتے ہوں گے اور کوئی حاجت (اور حرص) انہیں روک نہیں سکے گی۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کے بارے یہ پایا ہے کہ جب وہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کریں گے تو وہ تجھ سے استخارہ کریں گے اور پھر وہ کام شروع کریں گے۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ صفت پائی ہے کہ ان کے نیکوکاران کے گناہ گاروں کے لیے شفاعت کریں گے۔ سو وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ صفت پائی ہے کہ بیت حرام کا حج کریں گے۔ نہ وہ اس سے ہمیشہ دور رہیں گے اور نہ وہ اس سے مطلب برآری کی کوشش کریں گے۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔

پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ صفت پائی ہے کہ ان کی قربانیاں ان کے خون ہوں گے۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی صفت میں یہ پایا ہے کہ وہ تیرے راستے میں لشکر کی صفیں باندھ کر لڑیں گے اور ان پر صبر پوری قوت کے ساتھ طاری رہے گا۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی تعریف اس طرح پائی ہے کہ ان میں سے کوئی ایک گناہ کا ارتکاب کرے گا اور پھر وہ وضو کرے گا تو اس کا وہ گناہ معاف کر دیا جائے گا۔ اور وہ نماز پڑھے گا۔ تو اس کے لیے نماز گناہ کا عوض بنانے کی بجائے اضافی اور زائد بنا دی جائے گی۔ پس وہ کون ہے؟ فرمایا وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے، پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا وصف اس طرح پایا ہے کہ وہ تیرے رسولوں کی شہادت دیں گے کہ انہوں نے تیرا پیغام لوگوں تک پہنچایا ہے، پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کے بارے پایا ہے کہ وہ صدقہ اپنے ہی پیٹوں میں ڈال لیں گے (یعنی وہ خود ہی کھا لیں گے) وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی تعریف اس طرح پائی ہے کہ ان کے مال غنیمت حلال ہوگا اور دیگر امتوں کے لیے یہ حرام ہے، پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کے بارے یہ پایا ہے کہ ان کے لیے زمین پاکیزہ اور جائے نماز بنا دی جائے گی۔ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کے بارے یہ ذکر پایا ہے کہ ان میں سے ایک آدمی سابقہ یعنی ان سے پہلی امتوں کے تیس افراد سے بہتر ہوگا۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: اے موسیٰ! وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ فرمایا: امم ماضیہ کا ایک آدمی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کسی فرد سے تیس گنا زیادہ عبادت کرتا ہے

اور یہ ان سے تمام کتابوں کے ساتھ ایمان لانے کے سبب تیس گناہ زیادہ بہتر ہے۔

عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کے بارے یہ پایا ہے کہ وہ تیرے ذکر کے لیے اکھٹے ہوں گے اور اسی کی بنا پر ایک دوسرے سے محبت کریں گے۔ جیسا کہ گدھیں اپنے گھونسلوں میں اترتی ہیں۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا۔ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا یہ وصف پایا ہے کہ جب وہ غصے میں ہوں گے تو تیرا ذکر کریں گے یعنی لا الہ الا اللہ کہیں گے اور جب جھگڑیں گے تو تیری تسبیح بیان کریں گے، وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کے بارے یہ پایا ہے کہ وہ تیری خوشنودی کے لیے اس طرح غضب ناک ہوں گے جیسے چیتا اپنی ذات کے لیے حالت جنگ میں غضب میں ہوتا ہے۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ صفت پائی ہے کہ ان کے اعمال اور ارواح کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور ملائکہ ان کے ساتھ ساتھ رہیں گے، پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ تعریف پائی ہے کہ درخت اور پہاڑ انہیں اپنے پاس سے گزرتے وقت بشارت اور خوشخبری دیں گے، اس لیے کہ وہ تیری تسبیح و تقدیس بیان کریں گے، پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا یہ وصف دیکھا ہے کہ مصیبت کے وقت کے لیے انہیں استرجاع (اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ) کہنا عطا کیا گیا ہے اور انہیں مصیبت کے وقت کی نماز، رحمت اور ہدایت عطا کی گئی ہے، سو وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ تعریف پائی ہے کہ تو اور تیرے فرشتے ان پر صلاۃ (رحمت) بھیجتے ہیں۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا یہ وصف پایا ہے کہ ان کے محسن (نیکوکار) بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے میانہ رو لوگوں سے آسان سا حساب لیا جائے گا اور ان میں سے ظلم کرنے والے کو بخش دیا جائے گا۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! تو مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ فرمایا: اے موسیٰ! تو ان میں سے ہے اور وہ تجھ سے ہیں۔ کیوں کہ تو بھی میرے دین پر ہے اور وہ بھی میرے دین پر ہیں۔ لیکن میں نے تجھے اپنی پیغامبری اور اپنے کلام کے سبب فضیلت دی ہے۔ پس تم شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔

پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا وصف اس طرح پایا ہے کہ قیامت کے دن انہیں اٹھایا جائے گا، تو ان کی صفیں مشرق و مغرب کے درمیان ساری جگہ کو بھر دیں گی۔ ان پر موقف کو آسان کر دیا جائے گا اور دیگر امتوں میں سے کوئی بھی ان کی فضیلت کو نہیں پا سکے گا۔ سو وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا یہ وصف پایا ہے کہ ان کی روحیں ان کے بستروں پر قبض کی جائیں گی اور وہ میرے نزدیک شہید ہوں گے۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں

نے تورات میں ایک قوم کی تعریف اس طرح پائی ہے کہ وہ تیرے بارے میں کبھی لومۃ لائم (ملامت کرنے والے کی ملامت) سے خوف زدہ نہیں ہوں گے۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ صفت دیکھی ہے کہ وہ مومنین کے لیے انتہائی نرم ہوں گے اور کفار پر انتہائی سخت ہوں گے۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ صفت پائی ہے کہ ان میں سے صدیق تمام صدیقین سے افضل ہوگا۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! تو نے انہیں عزت وتکریم اور فضیلت دی ہے۔ فرمایا: اے موسیٰ! وہ اسی طرح میرا نبی، صفی اور میرا حبیب ہے۔ اوران کی امت سب سے بہتر اور افضل امت ہے۔

پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا یہ وصف پایا ہے کہ دیگر امتوں کے لیے جنت میں داخل ہونا حرام کیا گیا ہے یہاں تک کہ ان کا نبی اور اس کی امت جنت میں داخل ہو جائے۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! بنی اسرائیل کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا: اے موسیٰ! آپ کی قوم بنی اسرائیل آپ کے بعد آپ کے دین کو تبدیل کر دے گی اور آپ کی وہ کتاب جو آپ پر نازل کی گئی ہے اس میں تغیر اور تبدیلی کر دیں گے اور محمد ﷺ کی امت ان کی سنت کو تبدیل نہیں کرے گی اور اس کتاب کو باطل نہیں کریں گے جو ان پر نازل کی جائے گی۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اس لیے میں نے عزت وکرامت کا تاج انہیں پہنایا ہے اور انہیں تمام امتوں پر فضیلت دی ہے اوران کے نبی کو افضل الانبیاء بنایا ہے، وہ حشر میں اول ہوں گے، زمین پھٹنے میں بھی اول ہوں گے۔ (یعنی سب سے پہلے انہیں سے زمین پھٹے گی)، شفاعت کرنے میں اول ہوں گے اور سب سے پہلے انہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

عرض کی۔ اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کی یہ صفت پائی ہے کہ وہ بڑے حلیم اور علماء ہوں گے اور وہ اپنی فقاہت کے سبب انبیاء علیہم السلام کے مقام ومرتبہ کے قریب تک پہنچ جائیں گے۔ پس وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ اے موسیٰ! انہیں اول وآخر کا علم عطا کیا گیا ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا ذکر پایا ہے کہ ان کے سامنے دسترخوان رکھا جائے گا اور وہ اسے نہیں اٹھائیں گے یہاں تک کہ ان کی مغفرت کر دی جائے گی۔ سو وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں نے تورات میں ایک قوم کا یہ وصف پایا ہے کہ ان میں سے کوئی کپڑا اپنے گا اور وہ اسے نہیں جھاڑے گا یہاں تک کہ ان کی مغفرت کر دی جائے گی۔ وہ کون ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تورات میں ایک قوم کا یہ وصف پاتا ہوں کہ جب وہ اپنے جانوروں کی پیٹھوں پر بیٹھیں گے تو وہ تیری حمد وثناء کریں گے۔ اوران کی مغفرت کر دی جائے گی۔ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ اے موسیٰ! وہ میرے وہ دوست (اولیاء) ہیں جن کے سبب میں آگ اور بتوں کے پجاریوں سے انتقام لوں گا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تورات نازل ہوئی اور آپ نے اسے پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا اور کہا: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو الآخرون السابقون ہیں۔ تو اسے میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں وہ دعا کریں گے اور ان کی دعا قبول کی جائے گی۔ پس تو اسے میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں کہ اناجیل ان کے سینوں میں ہوں گی۔ وہ اسے یاد پڑھیں گے۔ پس تو اسے میری امت بنادے۔ فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں جو مال فے کھائیں گے۔ پس تو اسے میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو صدقہ خود کھائیں گے اور انہیں اس پر اجر دیا جائے گا۔ تو اسے میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں کہ جب ان میں سے کوئی نیکی کا ارادہ کرے گا اور پھر وہ اس کے مطابق عمل نہ کرے تو بھی اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور اگر اس نے اس کے مطابق عمل کیا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ تو اسے میری امت بنادے۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں تختیوں میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جنہیں اول و آخر کا علم دیا جائے گا اور وہ ضلالت و گمراہی کے ساتھیوں اور مسیح دجال کو قتل کریں گے۔ پس تو اسے میری امت بنادے۔ تو رب کریم نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! پھر تو مجھے احمد ﷺ کی امت میں سے کردے۔ تو اس وقت آپ کو دو خصلتیں عطا کی گئیں اور فرمایا یٰمُوْسٰۤى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِىْ وَ بِكَلَامِىْ ۖ٘ فَخُذْ مَاۤ اٰتَيْتُكَ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! میں راضی ہوں (1)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں عبدالرحمٰن مغافری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی حاکم کو روتے ہوئے دیکھا تو اسے کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں وہ بات جس نے تجھے رونے پر مجبور کر دیا ہے اگر اس کی خبر میں تجھے دے دوں تو کیا تو میری تصدیق کرے گا؟ تو اس نے کہاں، ہاں، ضرور۔ آپ نے فرمایا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ کیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کی گئی کتاب میں یہ پاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں دیکھا اور کہا: اے میرے رب! میں تورات میں ایک ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں جو سب امتوں سے بہتر اور افضل ہے، اسے لوگوں کی طرف نکالا گیا ہے، وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں، وہ پہلی اور آخری سب کتابوں کے ساتھ ایمان لائیں گے، گمراہ لوگوں کے ساتھ جنگ کریں گے یہاں تک کہ کانے دجال کو قتل کر دیں گے، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! انہیں میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ)

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، الفصل الرابع، جلد 1، صفحہ 77، بیروت

کی امت ہے۔اس عالم نے کہا ہاں (مجھے یہی بات یادآئی جس کے سبب میں رونے لگا) حضرت کعب نے فرمایا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کتاب میں یہ پاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں دیکھا اور کہا: اے میرے رب! میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں کہ دشمنوں سے الفت کرنے والوں کی تعریف کریں گے اور وہ فیصلے کرنے کے بڑے ماہر ہوں گے۔ جب وہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کریں گے تو کام کرنے والا یہ کہے گا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں ایسا کروں گا۔ پس تو انہیں میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔اس عالم نے کہا: ہاں اس طرح ہے۔ پھر حضرت کعب نے کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کتاب میں یہ پاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں دیکھا اور کہا: اے میرے رب! میں ایسی امت کا ذکر پاتا ہوں کہ جب ان میں سے کوئی بلندی پر چڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا ذکر کرے گا اور جب کسی وادی میں اترے گا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے گا۔ مٹی ان کے لیے پاکیزہ بنادی جائے گی اور زمین ان کے لیے مسجد ہوگی۔ جہاں وہ چاہیں گے جنابت سے طہارت حاصل کرسکیں گے۔ مٹی کے ساتھ ان کا طہارت حاصل کرنا پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے کی طرح ہوگا جہاں وہ پانی نہیں پائیں گے۔ وضو کے اثر سے ان کے اعضائے وضو چمک رہے ہوں گے۔ پس تو انہیں میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ تو اس عالم نے کہا: ہاں (یہی چیز مجھے رونے پر مجبور کررہی تھی)۔ حضرت کعب نے کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب میں پایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں دیکھا اور کہا: اے میرے رب! میں ایک کمزور و ناتواں امت مرحومہ کا ذکر پاتا ہوں جو کتاب کے وارث ہوں گے اور تو نے انہیں چن لیا ہے فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ (فاطر:32) ''پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیان رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں''۔ اور میں ان میں سے کسی کو بھی نہیں پاتا مگر یہ کہ اس پر رحم کیا گیا ہے۔ پس تو انہیں میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ اس عالم نے کہا: ہاں اس طرح ہے۔ پھر حضرت کعب نے کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کی جانے والی کتاب میں پاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات میں دیکھا اور کہا: اے میرے رب! میں ایک امت کا تذکرہ تورات میں پاتا ہوں کہ ان کے مصاحف ان کے سینوں میں ہوں گے اور وہ اہل جنت کے کپڑوں کی طرح کا لباس پہنیں گے، اپنی نمازوں میں ملائکہ کی صفوں کی طرح صفیں باندھیں گے اور مساجد میں ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مثل ہوں گی، ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا مگر وہی جو نیکیوں سے اس طرح بری اور خالی ہو جیسے پتھر درخت کے پتوں سے خالی ہوتا ہے، سو تو انہیں میری امت بنادے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد (ﷺ) کی امت ہے۔ اس عالم نے کہا: ہاں اس طرح ہے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام اس خیر و برکت اور عظمت سے آگاہ ہوئے جس سے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء اور آپ کی امت کو نوازا، تو کہہ اٹھے: اے کاش! میں احمد ﷺ کی امت میں سے

ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف تین آیات وحی فرمائیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ آپ کو راضی کر رہا ہے۔ فرمایا: "یٰمُوۡسٰۤی اِنِّی اصۡطَفَیۡتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیۡ وَ بِکَلَامِیۡ" (الاعراف: 144) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام مکمل طور پر راضی ہو گئے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو کہا: کہ مجھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے اوصاف کے بارے کچھ بتائیے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے کتاب اللہ میں ان کے متعلق یہ پایا ہے کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔ وہ ہر خیر وشر پر اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش بیان کرتے ہیں۔ وہ ہر شرف و بلندی پر اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کرتے ہیں اور ہر منزل میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ ان کی ندا اور پکار آسمان کی فضا میں ہوتی ہے اور حالت نماز میں ان کی آواز کسی چٹان پر شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوتی ہے۔ وہ نماز میں ملائکہ کی صفوں کی مثل صفیں باندھتے ہیں اور وہ میدان جنگ میں اس طرح صف بندی کرتے ہیں جیسے حالت نماز میں صفیں بناتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کریں گے تو ان کے آگے پیچھے شدید اور مضبوط نیزوں کے ساتھ ملائکہ ہوں گے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صف میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر سایہ فگن ہوگی۔ جیسا کہ گدھیں اپنے گھونسلے پر سایہ کیے رکھتی ہیں اور کبھی بھی لشکر سے پیچھے نہیں ہٹتے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ان کے پاس حاضر ہو جائیں۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت محمد بن یزید ثقفی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قیس بن خرشہ اور کعب الاحبار رضی اللہ عنہما دونوں ایک ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ صفین پہنچے تو حضرت کعب رکے اور تھوڑی دیر غور و فکر کرتے رہے۔ پھر کہا کہ اس مقام پر مسلمانوں کا اس قدر خون بہایا جائے گا کہ اس کی مثل زمین کے کسی حصہ میں نہیں بہایا جائے گا۔ تو حضرت قیس نے کہا: آپ کو کون سی چیز بتا رہی ہے۔ کیونکہ یہ تو وہ غیب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ خاص کیا ہوا ہے؟ تو حضرت کعب نے کہا: زمین کی ہر بالشت کے بارے میں اس تورات میں لکھا ہوا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی ہے کہ جو کچھ قیامت تک اس پر ہوگا اور جو کچھ اس سے نکلے گا۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت خالد ربعی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی طرف اپنے ہاتھ بلند کر کے یہ کہہ رہے ہیں: اے میرے رب! تیرے مومن بندوں نے مجھے قتل کیا ہے (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت خالد ربعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تورات میں یہ پڑھا ہے اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جب تو پیٹ بھر کر کھائے تو تو بھوکے کو یاد کر۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! تو رحم کر، تجھ پر رحم کیا جائے گا۔ بے شک جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ تو کیسے یہ امید رکھتا ہے کہ میں تجھ

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 160، بیروت

پر رحم کروں گا۔ حالانکہ تو میرے بندوں پر رحم نہیں کرتا؟

امام احمد اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ میں نے تورات میں یہ پڑھا ہے: اے ابن آدم! میرے سامنے کھڑے ہو کر اپنی نماز میں روتے ہوئے عجز کا اظہار نہ کر۔ کیونکہ میں اللہ ہوں جو تیرے دل کے قریب ہوں اور غیب سے تو میرا نور دیکھتا ہے۔ حضرت مالک نے فرمایا: اس نور سے مراد وہ حلاوت اور سرور ہے جو بندۂ مومن کو حاصل ہوتا ہے (1)۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ چار حروف ہیں جو تورات میں لکھے ہوئے ہیں جس نے مشاورت نہ کی وہ ندامت اٹھائے گا جس نے غنا کا اظہار کیا وہ ترجیح پا جائے گا فقر و افلاس سرخ موت ہے اور جیسے تو کرے گا ویسا ہی تیرے ساتھ کیا جائے گا (2)۔

امام احمد اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حضرت خیثمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: اے ابن آدم! میری عبادت کے لیے فارغ ہو تیرا دل غنا سے بھر جائے گا اور تیرے فقر کا ازالہ ہو جائے گا اور اگر تو اس طرح نہیں کرے گا تو تیرا دل کام سے بھر جائے گا اور تیرا فقر دور نہیں ہوگا (3)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں بیان سے یہ نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے تورات میں لکھا ہوا ہے: اے ابن آدم! ٹوٹا ہوا ٹکڑا (یعنی کھانے کا ٹکڑا) تجھے کفایت کرے گا، خرقہ (کپڑے کا ٹکڑا) تجھے ڈھانپ لے گا اور پتھر تجھے پناہ دے گا (4)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہیب المکی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: اے ابن آدم! جب تو غصے میں ہو تو میرا ذکر کر اور جب میں غصے میں ہوا تو میں تیرا ذکر کروں گا اور میں تجھے ان کے ساتھ ہلاک نہیں کروں گا جنہیں میں ہلاک کروں گا۔ اور جب تجھ پر ظلم کیا جائے تو اپنے لیے میری نصرت پر راضی ہو جا۔ کیونکہ تیرے لیے میری نصرت اس سے بہتر ہے جو تیری نصرت اپنے آپ کے لیے ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت الحسن بن ابی الحسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے تورات ہم پر بڑی بھاری اور ثقیل ہے۔ سو آپ ہمیں مجموعی طور پر ایسے امر سے آگاہ کریں جس میں تخفیف ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی آپ کی قوم نے آپ سے کیا سوال کیا ہے؟ آپ نے عرض کی: اے میرے رب! تو خود اچھی طرح جانتا ہے۔ تو رب کریم نے فرمایا: بے شک میں نے تمہیں بھیجا ہے تاکہ ان کی جانب سے پیغام مجھے پہنچائے اور میری جانب سے انہیں پہنچائے۔ تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: کہ انہوں نے مجھ سے مجموعی طور پر ایسے امر کے بارے سوال کیا ہے جس میں تخفیف ہو اور وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ تورات ان پر بڑی ثقیل ہے۔ تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: تم انہیں یہ کہو کہ وہ میراث کے معاملات میں ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی نہ کریں۔ تمہارے پاس گھر میں کوئی

1۔ حلیۃ الاولیاء، مالک بن دینار، جلد 2، صفحہ 359، مطبعۃ السعادۃ مصر
2۔ حلیۃ الاولیاء، وہب بن منبہ، جلد 4، صفحہ 48، مطبعۃ السعادۃ مصر
3۔ ایضاً، خیثمہ، جلد 4، صفحہ 17-16
4۔ کتاب الزہد، صفحہ 18، بیروت

آدمی بغیر اجازت کے داخل نہ ہو اور چاہیے کہ کھانے کے بعد اس طرح وضو کریں جیسے نماز کے لیے کیا جاتا ہے۔ پس انہوں نے اسے بہت ہلکا سمجھا۔ پھر وہ اس پر بھی کاربند نہ رہ سکے۔ راوی نے کہا: تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں: جو بات کرے تو وہ جھوٹ نہ بولے، جو وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی نہ کرے، جسے امین بنایا جائے تو وہ خیانت نہ کرے، اور تم اپنے ہاتھوں، آنکھوں اور شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے وہ آدمی جس کا علم بڑھتا ہے اس میں خوف اور اضطراب بھی بڑھتا ہے اور فرمایا: تورات میں لکھا ہوا ہے وہ آدمی جس کا پڑوسی گناہ کا عمل کرتا ہو اور وہ اسے منع نہ کرے تو وہ بھی اس کے ساتھ شریک ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! تو میری یاد دلاتا ہے اور خود مجھے بھلا دیتا ہے۔ تو میری طرف دعوت دیتا ہے اور خود مجھ سے بھاگتا ہے۔ میں تجھے رزق دیتا ہوں اور تو عبادت میرے غیر کی کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ اور ان کے بیٹے نے ولید بن عمر رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: اے ابن آدم! اپنے ہاتھوں کو حرکت دے تیرے لیے رزق کا دروازہ کھول دیا جائے گا اور میں جن کاموں کا تجھے حکم دیتا ہوں، ان میں میری اطاعت کر۔ پس میں بذات خود ان امور کو بہتر جانتا ہوں جو تیری اصلاح کر سکتے ہیں۔

حضرت عبداللہ نے عقبہ بن زینب رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے تو ابن آدم پر توکل نہ کر، کیونکہ ابن آدم غافل ہے۔ بلکہ تو اس حی (زندہ) پر توکل کر جسے موت نہیں آئے گی۔ اور تورات میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو موت آگئی تو اور کون ہے جسے موت نہیں آئے گی؟

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اس کتاب میں پایا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی کہ جو آدمی دنیا سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے مبغوض جانتا ہے اور جو دنیا سے بغض رکھتا ہے اللہ اس سے محبت فرماتا ہے اور جو دنیا کی عزت و تکریم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رسوا کر دیتا ہے اور جو دنیا کو ذلیل و حقیر جانتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عزت و تکریم عطا کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عروہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے چاہیے کہ تیرا چہرہ کشادہ اور خنداں ہو اور تیرا کلام حسین اور پاکیزہ ہو۔ تو لوگوں کے نزدیک ان لوگوں سے بڑھ کر محبوب ہو جائے گا جو انہیں عطیات دیتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: جیسے تم رحم کرتے ہو اسی طرح تم پر رحم کیا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے بنی اسرائیل

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 212 (25338) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 215 (25365)

کے لیے سمندر کو پھاڑ دیا تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! اپنے رب سے ڈر، اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کر، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر۔ تو تیرے لیے تیری عمر میں اضافہ کر دیا جائے گا، آسانی اور خوشحالی کو تیرے لیے آسان بنا دیا جائے گا اور تنگی اور تکلیف کو تجھ سے پھیر دیا جائے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے کردوس ثعلبی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے۔ تقویٰ اختیار کر، تو اس کے سبب بچ جائے گا، کیونکہ بچاؤ (اور حفاظت) تقویٰ میں ہے تم رحم کرو، تم پر رحم کیا جائے گا تم توبہ کرو، تمہاری توبہ قبول کی جائے گی۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ اگر تیرے لیے باعث مسرت یہ ہے کہ تو زندہ رہے اور تو علم الیقین تک پہنچ جائے تو پھر ہر وقت یہ کوشش کر کہ تو شہوات دنیا پر غالب آجائے۔ کیونکہ جو شہوات دنیا پر غالب آجاتا ہے تو شیطان اس کے سائے سے دور بھاگتا ہے (2)۔

امام طبرانی نے السنہ میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تورات لکھے تو فرمایا: اے جبرائیل! تو جنت میں داخل ہو۔ اور جنت کے درخت سے میرے پاس دو تختیاں لا۔ پس جبرائیل امین علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے۔ تو جنت کے یاقوت کے درختوں میں سے ایک درخت آپ کی طرف متوجہ ہوا، آپ نے اس سے دو تختیاں کاٹیں اور اس درخت نے آپ کی اس سارے معاملہ میں اتباع کی، جس کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو فرمایا تھا، آپ ان دونوں تختیوں کو لے کر رحمٰن کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے ان دونوں کو پکڑا۔ جونہی اللہ تعالیٰ نے انہیں مس کیا تو دونوں تختیاں نور ہو گئیں اور عرش کے نیچے ایک نہر ہے جس میں نور چلتا ہے۔ حاملین عرش میں سے کوئی نہیں جانتا وہ کہاں سے آرہا ہے اور نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ وہ کہاں جارہا ہے، جب سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ اور جب رب رحمٰن نے اس سے سیاہی حاصل کر لی وہ خشک ہو گئی اور پھر جاری نہ ہوئی پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے تورات اپنے دست قدرت سے لکھ دی، تو دونوں تختیاں انہیں عطا فرما دیں، اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں پکڑا تو وہ تختیاں پتھر بن گئیں۔ پھر جب آپ بنی اسرائیل اور ہارون علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے تو آپ انتہائی غصے میں تھے۔ آپ نے انہیں ڈاڑھی اور سر کے بالوں سے پکڑا اور انہیں اپنی طرف کھینچنے لگے۔ تو حضرت ہارون نے آپ کو کہا: ''قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ (الاعراف:150)'' ہارون نے کہا اے میری ماں جائے) اس قوم نے کمزور و بے بس بنا دیا مجھے اور قریب تھا کہ قتل کر دیں مجھے''۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں تمہارے پاس آنے سے خوف زدہ رہا۔ اور آپ کہہ رہے ہیں، کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا ہے اور میرے قول کا انتظار نہیں کیا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کریم رب سے استغفار کیا اور اپنے بھائی کے لیے بھی استغفار کیا اور تختیاں ٹوٹ گئیں جب آپ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پھینکا تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی دعا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 217 (25390)
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 26، بیروت

میں کہا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ لَيِّنْ قَلْبِيْ بِالتَّوْرَاةِ وَلَا تَجْعَلْ قَلْبِيْ قَاسِيًا كَالْحَجَرِ" "اے اللہ! میرے دل کو تورات کے ساتھ نرم کردے اور میرے دل کو پتھر کی طرح سخت کر" (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اجتماعی عمل کے بارے سوال کیا۔ تو آپ کو کہا گیا: غور کرلو کہ وہ کام جس کے بارے تم چاہتے ہو کہ لوگ اس میں تمہارے ساتھ شریک ہوں، تو ایسے کام میں تم بھی لوگوں کے ساتھ شریک ہو۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ" کا معنی ہے پس تم اسے پوری کوشش اور احتیاط کے ساتھ پکڑلو۔ اور دَارَ الْفٰسِقِيْنَ سے مراد دارالکفار ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ" کا معنی ہے پس تم اسے پوری کوشش کے ساتھ پکڑلو۔ اور "وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوْا بِأَحْسَنِهَا" کا معنی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اسے پکڑلیں اس سے زیادہ قوت اور مضبوطی کے ساتھ، جس کے ساتھ آپ کی قوم کو حکم دیا گیا (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ "فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے امر کو پوری قوت اور کوشش کے ساتھ پکڑا جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ "بِقُوَّةٍ" کا معنی بطاعة ہے یعنی تم اسے اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے پکڑلو۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا "بِقُوَّةٍ" کا معنی جد واجتهاد ہے یعنی تم اسے پوری کوشش اور محنت کے ساتھ پکڑلو۔ اور اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ پکڑلیں وہ سب اچھی باتیں جو اس میں پاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "سَأُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ" کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا عنقریب میں تمہیں آخرت میں فاسقوں کا ٹھکانہ اور انجام دکھاؤں گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اس سے مراد دنیا میں ان کے (برباد شدہ) گھر ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا کہ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ سے مراد جہنم ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر نے "سَأُورِيْكُمْ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ" کی تفسیر میں کہا کہ فاسقین کے گھروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اٹھایا گیا یہاں تک کہ آپ نے ان کی طرف دیکھ لیا (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ دَارَ الْفٰسِقِيْنَ سے مراد مصر ہے۔

1۔ کتاب الزہد، اخبار موسیٰ علیہ السلام، صفحہ 85، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 72-71
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 90، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 157، دارالصمیعی الریاض

سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِىَ الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ بِغَيۡرِ الۡحَـقِّ ؕ وَاِنۡ يَّرَوۡا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡا بِهَا ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الرُّشۡدِ لَا يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ۚ وَاِنۡ يَّرَوۡا سَبِيۡلَ الۡغَىِّ يَتَّخِذُوۡهُ سَبِيۡلًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوۡا عَنۡهَا غٰفِلِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآءِ الۡاٰخِرَةِ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ ؕ هَلۡ يُجۡزَوۡنَ اِلَّا مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴۷﴾

''میں پھیر دوں گا اپنی نشانیوں سے ان لوگوں (کی توجہ) کو جو غرور کرتے پھرتے ہیں زمین میں ناحق اور اگر دیکھ لیں تمام نشانیوں کو (تو بھی) نہ ایمان لے آئیں ان پر۔ اور دیکھ بھی لیں راہ رشد و ہدایت تب بھی نہ بنائیں اسے (اپنا) راستہ اور اگر دیکھیں گمراہی کے راستہ کو (تو جھٹ) بنالیں اسے (اپنی) راہ۔ یہ (ساری غلط روی) اس لیے ہے کہ انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور (ہمیشہ) رہے ان سے غفلت برتنے والے اور جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو ضائع ہو گئے ان کے سارے اعمال۔ کیا انہیں جزا دی جائے گی سوائے اس کے جو وہ کیا کرتے تھے؟ (ہرگز نہیں)''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ ''سَاَصۡرِفُ عَنۡ اٰيٰتِىَ الَّذِيۡنَ يَتَكَبَّرُوۡنَ'' کا معنی حضرت سدی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں: میں اپنی آیات میں غور و فکر کرنے سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو غرور کرتے پھرتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ میں ان کی توجہ پھیر دوں گا آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے اور ان نشانیوں سے جو ان میں پائی جاتی ہیں کہ وہ ان میں غور و فکر کریں یا ان میں تدبر کرتے ہوئے ان سے عبرت اور درس حاصل کریں۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ اسی آیت کا معنی اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میں ان سے قرآن کریم کی فہم اور سمجھ چھین لوں گا۔

وَاتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰى مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ حُلِيِّهِمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ ؕ اَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّهٗ لَا يُكَلِّمُهُمۡ وَلَا يَهۡدِيۡهِمۡ سَبِيۡلًا ۘ اِتَّخَذُوۡهُ وَكَانُوۡا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۱۴۸﴾

''اور بنالیا قوم موسیٰ نے ان کے (طور پر جانے کے) بعد اپنے زیورات سے ایک بچھڑا جو محض ڈھانچہ تھا اس سے گائے کی آواز آتی تھی۔ کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ وہ نہ بات کر سکتا ہے ان سے اور نہ انہیں ہدایت کی راہ بتا

سکتا ہے۔ انہوں نے (خدا) بنالیا اسے اور وہ (بڑے) ظالم تھے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے "وَاتَّخَذَ قَوۡمُ مُوۡسٰی مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ حُلِیِّهِمۡ عِجۡلًا جَسَدًا" کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت انہوں نے اسے دفن کیا (یعنی زیورات کو اکٹھا کر کے پگھلا دیا اور اس کا ڈھانچہ سا بنالیا) تو سامری نے اس پر ایک مشت وہ مٹی پھینکی جو اس نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے پاؤں کے نشان سے اٹھائی تھی۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرعونیوں سے عاریۃً زیورات لیے اور سامری نے انہیں جمع کر کے ان سے ایک بچھڑا بنایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے جسم، گوشت اور خون عطا کر دیا اور ساتھ ہی اسے گائے کی آواز کی مثل آواز بھی عطا کر دی (1)۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا مجھے ارشاد باری تعالیٰ "عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ" کا معنی بتائیے؟ تو آپ نے فرمایا: لہ خوار کا معنی ہے لَهٗ صِيَاحٌ، یعنی اس کی آواز اور چیخ و پکار بھی تھی۔ انہوں نے عرض کی: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا آپ نے شاعر کو یہ کہتے نہیں سنا ہے کہ وہ کہتا ہے:

كَأَنَّ بَنِيْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرٍ ... إِلَى الْإِسْلَامِ ضَاحِيَةٌ تَخُوْرُ

"بنی معاویہ بن بکر کی اسلام کی خاطر ایسی قربانیاں ہیں جو آواز نکالتی ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس بچھڑے نے صرف ایک ہی بار آواز نکالی۔ دوبارہ وہ نہیں بولا۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّهٗ لَا یُکَلِّمُهُمۡ"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ خُوَارٌ کا معنی صوت (آواز) ہے۔

وَلَمَّا سُقِطَ فِیۡۤ اَیۡدِیۡهِمۡ وَرَاَوۡا اَنَّهُمۡ قَدۡ ضَلُّوۡا ۙ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡنَا رَبُّنَا وَیَغۡفِرۡ لَنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۱۴۹﴾

"اور جب وہ سخت پشیمان ہوئے اور انہیں نظر آگیا کہ وہ (راہ راست سے) بھٹک گئے (تو) کہنے لگے کہ اگر نہ رحم فرماتا ہم پر ہمارا رب اور نہ بخش دیتا ہمیں تو ہم ضرور ہو جاتے نقصان اٹھانے والوں سے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول باری تعالیٰ "وَلَمَّا سُقِطَ فِیۡۤ اَیۡدِیۡهِمۡ" کا معنی بیان کیا ہے۔ کہ جب وہ نادم ہوئے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوۡسٰۤی اِلٰی قَوۡمِهٖ غَضۡبَانَ اَسِفًا ۙ قَالَ بِئۡسَمَا خَلَفۡتُمُوۡنِیۡ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ بیروت

مِنۢ بَعۡدِیۡ ۚ اَعَجِلۡتُمۡ اَمۡرَ رَبِّکُمۡ ۚ وَ اَلۡقَی الۡاَلۡوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاۡسِ اَخِیۡہِ یَجُرُّہٗۤ اِلَیۡہِ ؕ قَالَ ابۡنَ اُمَّ اِنَّ الۡقَوۡمَ اسۡتَضۡعَفُوۡنِیۡ وَ کَادُوۡا یَقۡتُلُوۡنَنِیۡ ۫ۖ فَلَا تُشۡمِتۡ بِیَ الۡاَعۡدَآءَ وَ لَا تَجۡعَلۡنِیۡ مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۱۵۰﴾ قَالَ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَ لِاَخِیۡ وَ اَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ ۫ۖ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۵۱﴾

''اور جب واپس آئے موسیٰ اپنی قوم کی طرف خشمناک (اور) غمگین ہوکر (تو) بولے (اے قوم!) بہت بری جانشینی کی ہے تم نے میری میرے بعد۔ کیا تم نے جلد بازی کی اپنے رب کے فرمان سے اور (غصہ سے) پھینک دیں تختیاں اور پکڑ لیا سر اپنے بھائی کا (اور) کھینچا اسے اپنی طرف۔ ہارون نے کہا: اے میری ماں جائے! اس قوم نے کمزور و بے بس بنا دیا مجھے اور قریب تھا کہ قتل کر دیں مجھے۔ سو نہ ہنساؤ مجھ پر دشمنوں کو اور نہ شمار کرو مجھے اس ظالم قوم کے ساتھ موسیٰ نے التجا کی: اے میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو اور داخل کر ہم کو اپنی رحمت میں اور تو زیادہ رحم کرنے والا ہے تمام رحم کرنے والوں سے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ اَسِفًا کا معنی حزینا (غمگین ہونا) ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس آئے اس عمل پر غمگین ہوکر جو آپ کے بعد آپ کی قوم نے کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس آیت میں اَسِفًا کا معنی غمگین ہونا ہے۔ اور سورۂ زخرف میں ہے ''فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا'' (الزخرف:55) ''پس جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا''۔ تو اس کے بارے آپ فرماتے ہیں کہ اس میں یہ لفظ غصہ دلانے اور ناراض کرنے کے معنی میں ہے۔ گویا الاسف دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک غضب (غصہ) اور دوسرا حزن (غم)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَسِفًا کا معنی جزعًا (غم و تکدر کا اظہار کرنا) ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ الاسف غضب کے بعد اس سے شدید تر ایک مقام ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 78، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آسِفًا سے مراد شدید غصہ ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، بزار، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر واضح فرما رہا ہے کہ وہ شے جسے دیکھ لیا جائے وہ اس کی طرح نہیں ہوتی جس کی فقط خبر دی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ خبر دی کہ آپ کے بعد آپ کی قوم کو آزمائش میں ڈالا دیا گیا ہے تو یہ سن کر انہوں نے تختیاں نہیں پھینکیں اور جب آپ نے انہیں دیکھا اور مشاہدہ کر لیا تو تختیاں ہاتھ سے پھینک دیں اور ان میں سے کچھ ٹوٹ گئیں (1)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام غصے اور غضب میں ہوتے تو آپ کی ٹوپی آگ سے بھڑک اٹھتی۔

امام ابو عبید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں پھینکیں تو وہ ٹوٹ گئیں اور ان میں سے چھٹے حصے کے سوا سب اٹھا لی گئیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لیے تختیوں میں نصائح اور ہر شے کی تفصیل لکھ دی۔ اور جب انہوں نے انہیں پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سات حصوں میں سے چھ کو اٹھا لیا اور ساتویں کو باقی رکھا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: "وَفِیْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ" (الاعراف: 154) "اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی"۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد ان کے بارے میں ہے جو ان میں سے باقی رہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سبع مثانی عطا کی گئیں۔ ان سے مراد طوال (سات لمبی سورتیں) ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چھ عطا کی گئیں۔ پھر جب انہوں نے تختیاں پھینک دیں تو ان میں سے دو اٹھا لی گئیں اور چار باقی رہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے "وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ" کے ضمن میں حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ تختیوں سے پانچ چیزیں اٹھا لی گئیں اور لوگوں کے لیے انہیں جاننا ضروری نہیں تھا۔ ان کا ذکر اس آیت میں ہے "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ" (لقمان: 34) الی آخر الآیہ۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تختیاں زمرد کی تھیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں پھینکا تو تفصیل جاتی رہی اور صرف ہدایت باقی رہی۔

امام ابن منذر نے ابن جریر رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تختیاں نو تھیں ان میں سے دو اٹھا لی گئیں اور سات باقی رہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ "وَلَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ" کے

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 410، دار صادر بیروت

بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا ہے (کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ التجا کی) مجھے ان بچھڑے والوں کے ساتھ شمار نہ کرو۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ﴿١٥٢﴾

"بے شک جنہوں نے بنالیا بچھڑے کو معبود جلدی ہی پہنچے گا انہیں غضب ان کے رب کی طرف سے اور رسوائی دنیا کی زندگی میں اور اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں بہتان باندھنے والوں کو"۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ایوب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوقلابہ نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا: کہ یوم قیامت تک ہر بہتان باندھنے والے کے لیے یہی جزا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذلیل و رسوا کردے گا (1)۔

ابن ابی حاتم نے "وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ" کے بارے حضرت سفیان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر بدعتی ذلیل ہے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سفیان بن عیینہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تو کسی مبتدع کو نہیں پائے گا مگر تو اسے ذلیل و رسوا پائے گا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا "إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا" (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ زمین میں کوئی بدعتی نہیں مگر یہ کہ وہ ایسی ذلت و رسوائی پاتا ہے جو اسے ڈھانپ لے گی اور یہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔ لوگوں نے استفسار کیا: یہ کہاں ہے؟ تو آپ نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا "إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ...... الآیہ؟ تو لوگوں نے کہا: اے ابومحمد! یہ تو بچھڑے والوں کے لیے خاص ہے۔ آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ اس کا مابعد حصہ پڑھو "وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ"۔ پس یہ قیامت تک ہر بہتان باندھنے والے اور بدعت کا ارتکاب کرنے والے کے لیے ہے۔

وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٥٣﴾

"اور جنہوں نے کیے برے کام پھر توبہ کی اس کے بعد اور ایمان لائے بے شک آپ کا رب اس کے بعد بہت بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو کسی عورت سے زنا کرتا ہے اور پھر اس سے شادی کر لیتا ہے تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ"۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 90 2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 72 (9522) دارالکتب العلمیہ بیروت

وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿١٥٤﴾

"اور جب فرو ہو گیا موسیٰ (علیہ السلام) کا غصہ تو اٹھالیا ان تختیوں کو اور ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زبرجد کی سات تختیوں میں تورات عطا فرمائی۔ ان میں ہر شے کی وضاحت اور پند و نصائح تھیں۔ تورات لکھی ہوئی تھی۔ پس جب آپ لے کر آئے۔ تو آپ نے بنی اسرائیل کو بچھڑے کی پوجا کرتے دیکھا۔ تو آپ نے تورات اپنے ہاتھ سے پھینک دی اور وہ ٹوٹ گئی۔ پھر آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں سر سے پکڑ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سات میں سے چھ اٹھالیں اور ساتویں باقی رہی۔ جب موسیٰ علیہ السلام کا غصہ فرو ہوا، آپ نے تختیوں کو اٹھالیا، تو ان کی تحریر میں ہدایت اور رحمت تھی ان لوگوں کے لیے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ تحریر ان میں سے باقی رہنے والی تختی میں تھی۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ تختیاں زمرد کی تھیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں پھینکا تو ان سے تفصیل جاتی رہی اور ہدایت اور رحمت باقی رہی۔ اور آپ نے پڑھا "وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (اعراف:145) اور پھر یہ آیت پڑھی وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوْسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ " فرمایا یہاں تفصیل کا ذکر نہیں کیا گیا۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا (اعراف:155) کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان افراد کو چنا، تا کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ مل کر آپ کی قوم پر اللہ تعالیٰ کا حکم قائم کر سکیں۔ اور فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (اعراف:155) کے بارے فرمایا کہ زلزلے نے انہیں بھی پکڑ لیا جب ان کی قوم کو پکڑا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے: اس کے بعد کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ستر افراد کو لے کر نکلے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے اور یہ التجا کرنے لگے کہ وہ ان سے عذاب کو ٹال دے، دور فرمادے۔ لیکن ان کی دعا قبول نہ ہوئی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا کہ وہ بھی معصیت اور گناہ میں اسی طرح واقع ہوئے ہیں جیسے ان کی قوم۔ ابو سعد نے کہا کہ میرے سامنے محمد بن کعب قرظی نے بیان کیا ہے کہ ان کی دعا اس لیے قبول نہیں کی گئی کہ انہوں نے انہیں بے حیائی اور گناہ سے منع نہیں کیا۔ اور نہ انہیں نیکی کا حکم دیا۔ پس زلزلے نے انہیں گرفت میں لے لیا، تو وہ مر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت فضل بن عیسیٰ بن اخی رقاشی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا: کیا تم ہمارے چچا کے بیٹے اور ہم میں سے نہیں ہو اور تم گمان یہ کرتے ہو کہ تم نے رب العزت کے ساتھ کلام کیا ہے۔ پس ہم تمہارے ساتھ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کو بالکل ظاہر دیکھ لیں۔ جب اس کے سوا ہر شے کا انہوں نے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ آپ اپنی قوم میں سے ستر افراد چن لیں۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر شرفاء کو چن لیا پھر آپ نے انہیں کہا تم نکل چلو۔ پس جب وہ ظاہر کھلے میدان میں پہنچ گئے تو آپ وہ لے کر ان کے پاس آئے جو پہلے ان کے لیے نہیں تھا، پس انہیں زلزلے نے پکڑ لیا۔ وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! تو ہمیں واپس لوٹا دے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا: اب میرے پاس کوئی اختیار نہیں۔ تم نے ایک شے کے بارے سوال کیا پس وہ تمہارے پاس آ گئی۔ چنانچہ وہ سارے کے سارے مر گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ کو کہا گیا: اے موسیٰ! تم واپس لوٹ جاؤ۔ تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! کہاں لوٹ چلوں؟ " قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا (الاعراف: 155) " تو موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو ہلاک کر دیتا انہیں اس سے پہلے اور مجھے بھی۔ کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں بوجہ اس (غلطی) کے جو کی (چند) احمقوں نے ہم سے"۔ الی قولہ۔ " فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ...... الایہ " (اعراف: 156) حضرت عکرمہ نے کہا: اس دن اس امت کے لیے رحمت لکھی گئی۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ہارون علیہ السلام کے وصال کا وقت آ پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم ہارون علیہ السلام اور ان کے بیٹے کو ساتھ لے کر پہاڑ کی غار کی طرف چلو۔ کیونکہ میں ہارون علیہ السلام کی روح قبض کرنے والا ہوں۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام اور ان کے بیٹے چل پڑے۔ جب وہ غار کے پاس پہنچ گئے تو اس میں داخل ہوئے تو دیکھا وہاں ایک چارپائی پڑی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر لیٹ گئے اور پھر اس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا: اے ہارون! یہ جگہ کتنی حسین اور اچھی ہے۔ چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام اس پر لیٹ گئے تو ان کی روح قبض کر لی گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے دونوں غم زدہ حالت میں بنی اسرائیل کی طرف لوٹ آئے۔ تو انہوں نے آپ سے کہا: ہارون علیہ السلام کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ان کا وصال ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے کہا: نہیں بلکہ تم نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ کیونکہ تم یہ جانتے تھے کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا: تم ہلاک و برباد ہو جاؤ۔ کیا میں اپنے بھائی کو قتل کر سکتا ہوں۔ جسے میں نے بطور وزیر اللہ تعالیٰ سے طلب کیا تھا اور اگر میں ان کے قتل کا ارادہ کرتا تو کیا ان کا بیٹا مجھے چھوڑ دیتا؟ اس پر بنی اسرائیل نے کہا: نہیں تم نے انہیں قتل ہی کیا ہے۔ کیونکہ تم ہماری وجہ سے ان کے ساتھ حسد کرتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: سو تم ستر افراد چن لو۔ پس آپ انہیں ساتھ لے کر چلے اور راستے میں دو آدمی بیمار ہو گئے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں کے ارد گرد خط کھینچ کر حصار بنا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کے صاحبزادے اور بنی

اسرائیل چلتے رہے یہاں تک کہ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ تو وہاں جا کر آپ نے فرمایا: اے ہارون! تجھے کس نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مجھے کسی نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ میں فوت ہوا ہوں۔ وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! جو آپ چاہتے ہیں، ہمارے لیے اپنے رب سے یہ دعا کریں کہ وہ ہمیں انبیاء بنا دے۔ راوی کا بیان ہے تو اس پر زلزلے نے انہیں پکڑ لیا۔ پس وہ سب گر پڑے اور وہ دو آدمی بھی گر پڑے جنہیں وہ پیچھے چھوڑ آئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے یہ التجا کرتے ہوئے اٹھے " لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا "۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا اور وہ سب اپنی قوم کی طرف انبیاء بن کر لوٹے (1)۔

وَ اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّاۤ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾

" اور چن لیے موسیٰ نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہمارے وعدۂ ملاقات کے لیے۔ پھر جب پکڑ لیا انہیں زلزلہ (کے جھٹکوں) نے تو موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! اگر تو چاہتا تو ہلاک کر دیتا انہیں اس سے پہلے اور مجھے بھی۔ کیا تو ہلاک کرتا ہے ہمیں بوجہ (غلطی) کے جو کی (چند) احمقوں نے ہم سے نہیں ہے یہ مگر تیری آزمائش۔ تو گمراہ کرتا ہے اس سے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ تو ہی ہمارا کارفرما ہے، بخش دے ہم کو اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اس آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم میں سے ستر افراد چننے کا حکم فرمایا۔ پس آپ نے ستر آدمی چنے اور انہیں لے کر کھلے میدان میں نکلے اور یہ اس لیے کیا تا کہ وہ تمہارے رب سے اس کے بارے دعا کریں جس کے بارے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہوں نے کہا: اے اللہ! تو ہمیں وہ شے عطا فرما جو ہمارے بعد کسی کو عطا نہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو ناپسند فرمایا اور انہیں زلزلے کے جھٹکوں نے پکڑ لیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے یہ التجا کی " لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ " وہ کہہ رہے تھے: یہ نہیں ہے مگر تیرا عذاب جسے تو چاہتا ہے اس میں مبتلا کر دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اسے اس سے پھیر دیتا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت نوف حمیری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر افراد کو اپنے رب کے وعدہ ملاقات کے لیے چن لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 89، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 88

تمہارے لیے زمین کو مسجد اور پاکیزہ بنا دوں گا، تمہارے گھروں میں تمہیں راحت وسکون عطا کروں گا۔ اور تمہیں اس لائق بنا دوں گا کہ تم تورات اپنے دلوں میں محفوظ کر کے یاد پڑھو گے۔ چنانچہ تم میں سے مرد اور عورتیں تورات پڑھیں گی، آزاد اور غلام، چھوٹے اور بڑے سبھی تورات پڑھیں گے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین کو مسجد اور پاکیزہ بنا دیا ہے۔ تو انہوں نے کہا: ہم عبادت کرنا نہیں چاہتے مگر صرف عبادت گاہوں میں۔ پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے گھروں میں تمہیں راحت وسکون عطا کرے گا۔ تو انہوں نے کہا: ہم نہیں چاہتے مگر ویسا ہی جیسے تابوت میں تھا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اس لائق بنا دے گا کہ تم تورات یاد پڑھو گے، پس تمہارے مرد اور عورتیں، آزاد اور غلام، چھوٹے اور بڑے سبھی تورات یاد کر لیں گے۔ انہوں نے کہا: ہم تو اسے دیکھ کر پڑھنا چاہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۚ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میں اپنی قوم کے وفد کے ساتھ تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور میں نے انہیں دوسروں کے لیے پیغام رساں بنایا ہے۔ تو مجھے اس امت کا نبی بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کا نبی انہیں میں سے ہوگا۔ پھر آپ نے عرض کی: تو مجھے اس امت میں سے بنا دے۔ رب کریم نے فرمایا: تم انہیں ہرگز نہیں پا سکو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! میں اپنی قوم کا وفد لے کر تیرے پاس حاضر ہوں اور میں نے انہیں دوسروں کے لیے پیغام رساں بنایا ہے۔ راوی کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ وحی نازل فرمائی: وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ۝ (الاعراف) ''اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے''۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام راضی ہو گئے۔ نوف نے کہا: کیا تم رب العالمین کی حمد بیان نہیں کرتے، جو تمہارے چھپے ہوئے اور مخفی امور پر شاہد ہے۔ اس نے تمہارے لیے تمہارے کان بنائے ہیں اور تمہارے لیے دوسروں کو پیغام رساں بنایا ہے؟

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت نوف بکالی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر آدمی چنے تو آپ نے انہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف وفد بن کر چلو اور اس سے سوال کرو۔ پس ایک سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور ایک سوال ان کا تھا، پس جب وہ طور کے پاس پہنچے اور یہی وہ جگہ تھی جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا: تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو۔ تو انہوں نے کہا۔ اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً (النساء:153) ''(اے موسیٰ) دکھاؤ ہمیں اللہ کھلم کھلا''۔ فرمایا: وہ بڑی حکمت والا ہے۔ کیا تم اللہ تعالیٰ سے بار بار یہ سوال کر رہے ہو؟ فرمایا: یہی ہمارا سوال ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کھلم کھلا کراؤ۔ تو انہیں زلزلے کے جھٹکوں نے آلیا اور وہ

سب گر پڑے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! میں بنی اسرائیل میں سے ستر شرفاء تیرے پاس لایا ہوں۔ سوتو انہیں ان کی طرف واپس لوٹا دے۔ کیونکہ اب میرے ساتھ ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ میں بنی اسرائیل کو کیسے مطمئن کروں گا۔ کیا وہ مجھے قتل نہیں کر دیں گے؟ پھر آپ سے کہا گیا: تم اپنا مسئلہ پیش کرو۔ تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو انہیں دوبارہ زندہ کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ فرما دیا۔ تو اس طرح ان کا سوال اور آپ کا سوال بھی ختم ہو گیا اور اس دعوت کو اس امت کے لیے بنا دیا گیا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رقاشی رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ستر افراد عمر کے لحاظ سے تیس سال سے اوپر تھے اور چالیس سال کو ابھی نہیں پہنچے تھے۔ اور ایسا اس لیے تھا کہ تیس سال سے اوپر کی عمر میں جہالت اور بچپنا ختم ہو جاتا ہے اور چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ اپنی عقل اور فہم و فراست سے کوئی شے بھی مفقود نہیں پاتا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''لِّمِيْقَاتِنَا'' کا معنی وعدہ کی جگہ ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی تکمیل وعدہ کے لیے چنے اور ''فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ'' کے بارے کہا: پھر جب انہیں زلزلہ (کے جھٹکوں) نے پکڑ لیا تو وہ مر گئے پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ''اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ'' کا معنی ہے کہ یہ نہیں ہے مگر تیری آزمائش۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فتنہ سے مراد مشیت ہے۔ یعنی یہ نہیں ہے مگر تیری مشیت۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! بے شک اس سامری نے انہیں بچھڑا بنانے کا حکم دیا ہے۔ کیا تو نے دیکھا ہے کہ اس میں روح کس نے پھونکی ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا: میں نے۔ تو پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! پھر تو نے انہیں گمراہ کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت راشد بن سعد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ملاقات کے لیے مقررہ جگہ پر آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! بے شک تمہارے بعد تمہاری امت کو آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے۔ آپ نے عرض کی: اے میرے رب! انہیں کیسے آزمایا جا رہا ہے۔ حالانکہ تو نے انہیں فرعون سے نجات دی ہے، تو نے انہیں سمندر سے بچا لیا ہے اور تو نے ان پر انعام فرمایا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! انہوں نے تیرے بعد ایک بچھڑا بنایا ہے جو فقط ڈھانچہ ہے اس سے گائے کی آواز آتی ہے۔ تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! تو اس میں روح کس نے ڈالی ہے؟ رب کریم نے فرمایا: میں نے۔ تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! پھر تو نے انہیں گمراہ کیا ہے۔ فرمایا: اے موسیٰ! اے رأس النبیین، اے ابوالحکماء! میں نے یہ ان کے دلوں میں دیکھا، تو میں نے اسے ان کے لیے آسان بنا دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی عمر عدنی نے مسند میں، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ

قول نقل کیا ہے کہ وہ ستر افراد جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے چنا تھا، انہیں زلزلہ نے پکڑ لیا اس لیے کہ اگرچہ وہ بچھڑے پر رضامند نہیں تھے لیکن انہوں نے اس سے روکا نہیں تھا۔

عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ ستر افراد پاکیزہ لباس پہنتے تھے، ایسے کپڑے جن کا سوت باکرہ عورت کاتتی اور اسے بنتی تھیں۔ پھر وہ بارش والی رات کی صبح کھلے میدان کی طرف نکلتے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے۔ تو قسم بخدا! اس دن اس قوم نے جو بھی مانگا اللہ تعالیٰ نے وہ اس امت کو عطا فرمایا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ ستر افراد جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے چنا تھا وہ سیاہ خضاب سے پہچانے جاتے تھے۔

وَ اكْتُبْ لَنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَیْكَ ؕ قَالَ عَذَابِیْۤ اُصِیْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۵۶﴾ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ ٘ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۵۷﴾

''اور لکھ دے ہمارے لیے اس دنیا میں خیر و برکت اور آخرت میں بھی۔ بے شک ہم نے رجوع کیا ہے تیری طرف۔ اللہ نے فرمایا: میرا عذاب، پہنچاتا ہوں میں اسے جسے چاہتا ہوں اور میری رحمت کشادہ ہے ہر چیز پر۔ سو میں لکھوں گا اس کو ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ادا کرتے ہیں زکوٰۃ اور وہ جو ہماری نشانیوں پر ایمان لاتے ہیں (یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے جس (کے ذکر) کو وہ پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں۔ وہ نبی حکم دیتا ہے انہیں نیکی کا اور روکتا ہے انہیں برائی سے اور حلال کرتا ہے ان کے لیے پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان سے ان کا بوجھ اور (کاٹتا ہے) وہ زنجیریں جو جکڑے ہوئے تھیں انہیں، پس جو لوگ ایمان لائے اس (نبی امی) پر اور تعظیم کی آپ کی اور امداد کی آپ کی اور پیروی کی اس نور کی جو اتارا گیا آپ کے ساتھ وہی (خوش نصیب) کامیاب و کامران ہیں''۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے قول باری تعالیٰ '' وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ '' کے بارے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ عطا نہیں فرمائیں۔ بلکہ یہ ارشاد فرمایا '' قَالَ عَذَابِيْۤ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ ٝ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ارشاد خداوندی '' وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ '' کے متعلق انہوں نے کہا کہ اس دن اس امت کے لیے رحمت لکھ دی گئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں حَسَنَةً سے مراد مغفرت ہے(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ایک سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اِنَّا هُدْنَاۤ اِلَيْكَ کا معنی بیان کیا ہے کہ ہم نے تیری طرف رجوع کیا ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے کہ ہم نے رجوع کیا ہے(4)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو وجزہ سعدی رحمہ اللہ جو کہ عربی زبان کے بہت بڑے ماہر اور عالم تھے سے بیان کیا ہے: نہیں قسم بخدا! عربوں میں سے کسی کے کلام میں میں '' هُدْنَاۤ '' کا لفظ نہیں جانتا۔ اسے کہا گیا: وہ کیسے؟ تو اس نے کہا یہ لفظ هِدنا ہاء کے کسرہ کے ساتھ ہے اور اس کا معنی ہے: ہم مائل ہوئے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ '' وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ '' کے بارے دونوں نے کہا کہ دنیا میں میری رحمت وسیع ہے اور ہر نیکوکار اور فاسق کو شامل ہے اور قیامت کے دن صرف متقی لوگوں کے لیے ہوگی(5)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی اس میں رہنے والی ساری مخلوق کو شامل ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سماک بن فضل رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس ذکر کیا گیا کہ کون سی شے سب سے بڑی اور اعظم ہے تو پاس موجود لوگوں نے آسمانوں اور زمین کا ذکر کیا اور آپ خود خاموش رہے۔ تو ساتھیوں نے کہا: ابوالفضل! اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بڑھ کر اور کوئی شے عظیم نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: '' وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ''۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 158، دار الصمیعی الریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 95
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 203 (35352)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 99، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت جندب بن عبداللہ بجلی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی آیا۔ اس نے اپنی سواری کو بٹھایا پھر اسے باندھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر یہ دعا کی: اے اللہ! مجھ پر اور محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحم فرما۔ اور ہماری رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے وسیع رحمت کو محدود کر دیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا فرمائیں اور ان میں سے ایک رحمت (زمین پر) نازل فرمائی، جس کے سبب ساری مخلوق جن وانس اور جانور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت و شفقت کا سلوک کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھیں (1)۔

امام احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں۔ ان میں سے ایک رحمت ہے جس کے سبب ساری مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرتی ہے اور جانور اپنی اولاد کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کے لیے ننانوے رحمتیں مؤخر کر رکھی ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے موقوف اور ابن مردویہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا، اس دن اس نے سو رحمتیں بھی پیدا فرمائیں۔ ان میں سے ہر رحمت زمین و آسمان کے مابین ہر شے کو محیط ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک رحمت زمین کی طرف اتاری۔ اسی کے سبب ساری مخلوق ایک دوسرے کے ساتھ رحم کرتی ہے، والدہ اپنی اولاد کے ساتھ شفقت اور پیار کرتی ہے، اسی کے سبب پرندے اور درندے ایک جگہ سے پانی پیتے ہیں اور اسی کے سبب ساری مخلوق زندگی گزار رہی ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ یہ رحمت اپنی مخلوق سے چھین لے گا اور پھر متقی لوگوں کو عطا فرمادے گا۔ اور اس میں ننانوے رحمتوں کا اضافہ بھی فرمائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: " وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ۔ (3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اپنے دین میں فسق و فجور کرنے والا اور اپنی معیشت میں احمقانہ پن اپنانے والا بالضرور جنت میں داخل ہوں گے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ ضرور بہ ضرور جنت میں داخل ہوگا جس کے گناہ آگ مٹا دے گی۔ اور قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنی وسیع مغفرت فرمائے گا کہ ابلیس کو بھی رحمت پہنچنے کی امید لگنے لگے گی (4)۔

امام احمد، عبد بن حمید نے مسند میں، ابویعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ نے اظہار فخر کیا۔ پس جہنم نے کہا: اے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 312، دار صادر بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب التوبہ، جلد 17، صفحہ 57 (2735) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 61-60، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 168، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

میرے رب! مجھ میں بڑے بڑے جابر حکمران، بادشاہ اور سردار ہوں گے۔اور جنت نے کہا: مجھ میں فقراء، مساکین اور کمزور لوگ داخل ہوں گے۔تو اللہ تعالیٰ نے جہنم کو فرمایا: تو میرا عذاب ہے، میں تجھے جس تک چاہوں گا پہنچاؤں گا اور جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے اور ہر شے کے لیے وسیع وکشادہ ہے۔تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرنا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوبکر ہذلی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ فرمان نازل ہوا: ''وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ'' تو ابلیس نے کہا: اے میرے رب! میں بھی شے کے ضمن میں داخل ہوں۔تو پھر یہ فرمان نازل ہوا: فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ۔ الآیہ۔تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے یہ رحمت چھین لی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ ارشاد نازل ہوا: ''وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ'' تو ابلیس نے کہا: میں بھی شے میں سے ہوں۔تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔پھر یہ ارشاد نازل فرمایا: ''فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ۔ الآیہ۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ فرمان نازل ہوا ''وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ'' تو ابلیس نے کہا: ہر شے کے ضمن میں میں بھی آتا ہوں۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ'' یہودیوں نے کہا: پس ہم ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ'' سو اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو ابلیس اور یہودیوں سے علیحدہ کر دیا اور اسے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ساتھ خاص کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سفیان بن عیینہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''وَ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ'' تو ابلیس نے گردن لمبی کی اور کہا: شے کے ضمن میں میں بھی ہوں تو پھر یہ آیت نازل ہوئی ''فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ''۔تو یہودیوں نے بڑے فخر سے اپنی گردنیں بلند کرتے ہوئے کہا: ہم تورات اور انجیل پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے ابلیس اور یہود ونصاریٰ سے رحمت کو کھینچ لیا اور اسے صرف اس امت کے لیے بنا دیا۔اور فرمایا: ''اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ'' الآیہ۔(2)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، بزار نے مسند میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے۔کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے ایک شے کا سوال کیا۔تو اللہ تعالیٰ نے وہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء کو عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے''وَ اخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ '' الی قولہ'' فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ'' پس اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شے عطا فرمائی جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے مانگا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ

1۔مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 553(1308) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 343(379) دار الکتب العلمیہ بیروت

کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ رحمت اس امت کے لیے لکھ دی ہے (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ستر کو دوبارہ زندہ کر دیا۔ اور آپ کی دعا کو ان کے حق میں قبول فرما لیا جو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور آپ کے اس قول کی اتباع کی۔ ''فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغٰفِرِیْنَ ...... فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ مُحَمَّدًا'' (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے سو میں اسے (رحمت کو) لکھوں گا ان لوگوں کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، یعنی جو شرک سے بچتے ہیں (3)۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا ''فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ'' سے مراد امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے کاش! مجھے حضرت محمد ﷺ تک مؤخر کر دیا جاتا۔ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ کا رب مخلوق کو پیدا فرماتا ہے کیا پھر انہیں عذاب بھی دے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! فصل کاشت کرو۔ پھر آپ نے عرض کی: میں نے فصل کاشت کر دی۔ تو رب کریم نے فرمایا: فصل کاٹ لو۔ عرض کی: کاٹ لی۔ فرمایا: اسے گاہ لو۔ عرض کی: گاہ لیا۔ فرمایا: صاف کر کے دانے نکال لو۔ عرض کی دانے نکال لیے۔ پھر فرمایا کیا کوئی شے باقی رہی؟ عرض کی۔ کوئی ایسی شے باقی نہیں رہی جس میں خیر اور نفع ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی طرح میں بھی اپنی مخلوق میں سے کسی کو عذاب نہیں دوں گا مگر اسے ہی جس میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہوگی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ دونوں ان ستر افراد میں سے ہیں جن کے بارے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے فخر کرتے ہوئے التجا کی تھی۔ یہاں تک کہ یہ دونوں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو عطا کر دیئے گئے۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ''وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِیْنَ رَجُلًا لِّمِیْقَاتِنَا ...... الایہ'' (اعراف: 155)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام مسجد حرام کی طرف اترتے ہیں اور اپنا جھنڈا مسجد حرام میں گاڑ دیتے ہیں اور تمام ملائکہ ان مساجد کی طرف آتے ہیں جن میں جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے اجتماع ہوتا ہے۔ اور اپنے اپنے جھنڈے مساجد کے دروازوں پر گاڑ دیتے ہیں۔ پھر وہ چاندی کے کاغذ اور سونے کی قلمیں کھول لیتے ہیں۔ پھر وہ جمعہ کی طرف پہلے آنے والے کے نام بالترتیب لکھتے ہیں۔ جب مسجد میں آنے والوں کی تعداد ستر ہو جاتی ہے درآنحالیکہ وہ جمعہ کی طرف جلدی آئے ہوں۔ تو پھر وہ اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہیں۔ پس یہ ستر افراد ان کی طرح ہیں جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے چنا تھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 97 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 352، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 99

اور وہ لوگ جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے چنا تھا وہ انبیاء تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ہم میں سے ستر آدمی جمعہ کے لیے آئیں تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ان ستر افراد کی طرح ہیں جنہیں وفد بنا کر وہ اپنے رب کے پاس لے گئے یا ان سے بھی افضل ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ ''النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ'' کا مفہوم حضرت ابراہیم نخعی نے یہ بیان کیا ہے کہ نہ وہ لکھتے ہیں اور نہ پڑھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ'' کا مفہوم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح ذکر کیا ہے کہ وہ تمہارے نبی ﷺ ہیں، آپ امی تھے، لکھتے نہیں تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور الوداع کہنے والے کی طرح خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: میں محمد نبی امی ہوں، میں محمد نبی امی ہوں، میں محمد نبی امی ہوں (ﷺ) اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مجھے فواتح الکلم، خواتم الکلم اور جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔ مجھے جہنم کے محافظ فرشتوں اور حاملین عرش کے بارے بتایا گیا ہے۔ پس جب تک میں تم میں موجود ہوں، تم میری بات سنو اور میری اطاعت و فرمانبرداری بجالاؤ اور جب مجھے موت آجائے، تو تم کتاب اللہ کو لازم پکڑے رکھو، اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو۔ اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام جانو۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہم امت امیہ ہیں نہ ہم لکھتے ہیں اور نہ ہم حساب کرتے ہیں۔ بے شک مہینہ اتنے اتنے (دنوں کا) ہے۔ آپ نے چھ مرتبہ اپنے دست مبارک سے اشارہ کیا اور (آخری بار) ایک انگلی بند کر لی (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھے حضرت عون بن عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا وصال نہیں ہوا یہاں تک کہ آپ پڑھنے اور لکھنے لگے۔ میں نے یہ حدیث حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ذکر کی، تو انہوں نے کہا: یہ سچ ہے۔ میں نے سنا ہے کہ ہمارے اصحاب اسی طرح کہا کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ''۔ اس کے بارے ابن سعد، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس نبی ﷺ کی نعت، امر اور نبوت کا ذکر پاتے ہیں درآنحالیکہ یہ ان کے پاس لکھا ہوا ہے (2)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض کتب میں رسول اللہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب الصوم، جلد 1، صفحہ 256، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ طبقات ابن سعد، صفۃ النبی ﷺ، جلد 1، صفحہ 362، بیروت

ﷺ کے اوصاف اس طرح بیان کیے گئے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ بد خلق اور تند خو نہیں ہیں اور نہ ہی آپ بازاروں میں چیخ وپکار کرنے والے ہیں نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں بلکہ آپ معاف کر دیتے ہیں اور درگزر کر لیتے ہیں۔ آپ کی امت ہر حال میں حمد وثناء بیان کرنے والی ہے(1)۔

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے اعرابیوں میں سے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں کچھ میٹھا پھل لے کر مدینہ طیبہ میں تجارت کے لیے آیا۔ جب میں اپنی فروخت سے فارغ ہوا تو میں نے کہا: میں ضرور بہ ضرور اس آدمی سے ملاقات کروں گا اور اس کی باتیں سنوں گا۔ پس وہ مجھے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے درمیان ملے، اس حال میں کہ وہ دونوں چل رہے تھے۔ پس میں ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ وہ دونوں ایک یہودی کے پاس آئے۔ وہ تورات کو کھول کر پڑھ رہا تھا اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو اپنے قریب الموت بیٹے کے غم سے تسلی اور حوصلہ دے رہا تھا۔ اس کا بیٹا انتہائی حسین اور خوبصورت نوجوان تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: میں تجھے اس کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے تورات نازل فرمائی! کیا تو اپنی کتاب میں میرا ذکر ان صفات کے ساتھ اور میرے ظہور کی جگہ کا ذکر پاتا ہے؟ تو اس نے اپنے سر کے ساتھ اس طرح اشارہ کیا کہ نہیں۔ تو اس کے بیٹے نے کہا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تورات نازل فرمائی! بے شک ہم اپنی کتاب میں آپ کی یہ صفات اور آپ کے ظہور کی جگہ کا ذکر پاتے ہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" پھر فرمایا: اپنے بھائی کو یہودی کے پاس رہنے دو۔ بعد ازاں اس کے کفن اور اس پر نماز جنازہ کا اہتمام فرمایا۔

امام ابن سعد، بخاری، ابن جریر اور بیہقی رحہم اللہ نے دلائل میں حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کے بارے بتایئے تو انہوں نے کہا: ہاں کیوں نہیں۔ قسم بخدا! قرآن کریم میں موجود صفات میں سے بعض تورات میں بیان کی گئی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا (الاحزاب) "اے نبی (مکرم!) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا"۔ اور آپ امیوں کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے۔ آپ نہ تو بد خلق ہیں اور نہ ہی تند خو اور نہ آپ بازاروں میں چیخ وپکار کرنے والے ہیں۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ معاف فرما دیں گے اور درگزر کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح ہرگز قبض نہیں کرے گا۔ یہاں تک کہ آپ کے سبب بھٹکی ہوئی ملت صراط مستقیم پر گامزن ہو جائے اور وہ یہ کہنے لگیں لا الہ الا اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں) اور آپ کے سبب اللہ تعالیٰ اندھوں کو آنکھیں، بہروں کو کان اور غافل دلوں کو سننے اور یاد رکھنے والے دل عطا فرما دے(1)۔

امام ابن سعد، مسند میں دارمی، دلائل میں بیہقی اور ابن عساکر رحہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

1۔ طبقات ابن سعد، صفۃ النبی ﷺ، جلد 1، صفحہ 362، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

کہ آپ نے فرمایا: تورات میں رسول اللہ ﷺ کی یہ صفت ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۴۵﴾ (الاحزاب) ''اے نبی (مکرم) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا'' اور آپ امیوں کی حفاظت فرمانے والے ہیں، آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، آپ نہ تو بدخلق ہیں اور نہ ہی تندخو اور نہ ہی آپ بازاروں میں چیخ وپکار کرنے والے ہیں، آپ برائی کا بدلہ اس کی مثل سے نہیں دیں گے بلکہ معاف فرما دیں گے اور درگزر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی روح ہرگز قبض نہیں کرے گا یہاں تک کہ آپ کے سبب بھٹکی ہوئی ملت کو صراط مستقیم پر گامزن کر دے اور وہ یہ کہنے لگیں: لا الہ الا اللہ اور آپ کے سبب اللہ تعالیٰ اندھوں کو آنکھیں، بہروں کو کان اور غافل دلوں کو سننے اور یاد رکھنے والے دل عطا فرما دے۔(1)

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ پہلی سطر میں ہے ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَبْدِی الْمُخْتَارُ لَا فَظٌّ وَّلَا غَلِیْظٌ وَّلَا صَخَّابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَةِ السَّیِّئَةَ وَلٰكِنْ یَّعْفُوْ وَیَغْفِرُ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطِیْبَةَ وَمُلْكُهٗ بِالشَّامِ'''' کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، میرے بندے اور صاحب اختیار ہیں، آپ نہ بدخلق ہیں اور نہ تندخو اور نہ آپ بازاروں میں چیخ وپکار کرنے والے ہیں، آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ معاف کر دیں گے اور بخش دیں گے آپ کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے، مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہے اور آپ کا ملک شام ہے''۔ اور دوسری سطر میں ہے ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ، یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ، یَحْمَدُوْنَ اللّٰهَ فِیْ كُلِّ مَنْزِلَةٍ وَیُكَبِّرُوْنَهٗ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ، رُعَاةُ الشَّمْسِ یُصَلُّوْنَ الصَّلٰوةَ اِذَا جَآءَ وَقْتُهَا وَلَوْ كَانُوْا عَلٰی رَاْسِ كُنَاسَةٍ، وَیَاْتَزِرُوْنَ عَلٰی اَوْسَاطِهِمْ، یُوَضِّئُوْنَ اَطْرَافَهُمْ، وَاَصْوَاتُهُمْ بِاللَّیْلِ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ كَاَصْوَاتِ النَّحْلِ'''' محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے، وہ خوشحال اور تنگی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں، وہ ہر منزل میں اترتے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور ہر بلندی پر چڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا ذکر کرتے ہیں، سورج کی رعایت رکھتے ہوئے جب نماز کا وقت ہو جائے تو وہ نماز ادا کرتے ہیں، وہ اپنی کمروں پر تہبند باندھتے ہیں اور اپنے اعضاء کو اچھی طرح وضو کراتے ہیں اور آسمان کی فضا میں رات کے وقت ان کی آوازیں شہد کی مکھیوں کی آوازوں کی طرح گونجتی ہیں''۔

امام ابن سعد، دارمی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوفروہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تورات میں رسول اللہ ﷺ کے اوصاف کس طرح بیان کیے گئے ہیں؟ تو حضرت کعب نے کہا: ہم تورات میں آپ ﷺ کا ذکر اس طرح پاتے ہیں کہ آپ محمد بن عبداللہ ﷺ ہیں، آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوگی اور آپ طابہ (مدینہ طیبہ) کی طرف ہجرت فرماہوں گے اور آپ کا ملک شام ہو گا۔ آپ نہ تو فحاشی کا ارتکاب کریں گے اور نہ بازاروں میں شور وشغب۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے۔ بلکہ

1۔ طبقات کبریٰ صفۃ رسول اللہ ﷺ فی التوراۃ والانجیل، جلد 1، صفحہ 360، دار صادر بیروت

معاف کردیں گے اور بخش دیں گے۔ آپ کی امت بہت زیادہ حمد کرنے والی ہے۔ وہ ہر قسم کی خوشحالی میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے اور ہر ٹیلے اور بلند جگہ پر اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی بیان کریں گے۔ وہ اپنے اعضاء کو وضو کے پانی سے دھوئیں گے اور اپنی کمروں کے ساتھ تہبند باندھیں گے۔ وہ اپنی نمازوں میں اس طرح صف بندی کریں گے جس طرح وہ اپنے میدان قتال میں صف بند ہوں گے۔ مساجد میں ان کی آوازوں کی گونج شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی طرح ہوگی اور ان کی منادی (اذان) آسمان کی فضا میں سنی جائے گی (1)۔

ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: تم تورات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کس طرح پاتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: ہم اس طرح آپ کا تذکرہ پاتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ کا نام متوکل ہے۔ آپ نہ بد خلق ہیں اور نہ تندخو اور نہ آپ بازاروں میں چیخ و پکار کرنے والے ہیں۔ آپ کو چابیاں عطا کی گئی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے سبب کانوں کو دیکھنے والی آنکھیں اور بہروں کو سننے والے کان عطا کرے اور آپ کے سبب ٹیڑھے راستے کو سیدھا کر دے، یہاں تک کہ وہ شہادت دے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ، آپ مظلوم کی مدد کریں گے اور اس کا اس سے دفاع کریں گے کہ اسے کمزور اور ضعیف سمجھا جائے (2)۔

امام زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری صفت یہ ہے کہ میں احمد ہوں، متوکل ہوں۔ آپ کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور آپ کا مقام ہجرت طیبہ (مدینہ منورہ) ہے۔ آپ نہ بد خلق ہیں اور نہ تندخو۔ آپ نیکی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ نہیں دیتے۔ آپ کی امت بہت زیادہ حمد و ثنا کرنے والی ہے۔ وہ اپنی کمروں پر تہبند باندھتے ہیں۔ اپنے اعضا کو وضو کے پانی سے دھوتے ہیں۔ ان کی اناجیل ان کے سینوں میں ہیں۔ وہ نماز کے لیے اس طرح صف بندی کرتے ہیں جس طرح جنگ کے لیے صفیں باندھتے ہیں۔ ان کی قربانیاں ایسی ہوتی ہیں جن کے سبب وہ اپنے خون کی قربانی دیتے ہیں۔ رات کے وقت وہ راہب ہوتے ہیں (یعنی انتہائی عبادت گزار) اور دن کے وقت شیر ہوتے ہیں۔

امام ابونعیم نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کچھ نازل کیا تھا میرا باپ لوگوں کی نسبت اس کا بہت بڑا عالم تھا۔ اور جو کچھ وہ جانتے تھے انہوں نے مجھ سے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھی، جب وہ قریب الموت ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا: اے میرے بیٹے! تو جانتا ہے کہ میں نے تجھ سے کوئی چیز چھپا کر نہیں رکھی جو بھی میں جانتا تھا۔ مگر میں نے تجھ سے دو کاغذ علیحدہ چھپا رکھے ہیں۔ اور ان میں یہ ہے کہ ایک نبی مبعوث ہوگا اور اس کا سایہ اپنے سارے زمانے پر ہوگا پس میں نے پسند نہیں کیا کہ اس کے بارے تجھے خبر دوں اور نہ میں تجھ پر یہ اعتماد رکھتا ہوں کہ ان کذابین میں سے کوئی ظاہر ہوا تو تو اس کی اطاعت کرے گا۔ میں نے وہ کاغذ اس جالے میں رکھے ہیں جسے تو دیکھ رہا ہے اور ان پر مٹی کا لیپ کر دیا گیا ہے، پس تو اس وقت نہ انہیں چھیڑنا اور نہ ان میں غور و فکر کے لیے دیکھنا۔ سو اگر تیرے بارے میں اللہ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، الشام یکون ملک اہل الاسلام، جلد 1، صفحہ 185، دار الفکر بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ، جلد 1، صفحہ 377، دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ خیر اور بھلائی چاہے گا اور وہ نبی مکرم ﷺ تشریف لائیں گے تو تو ان کی اتباع کرے گا پھر جب وہ فوت ہو گئے۔ اور ہم نے انہیں دفن کر دیا تو اب میرے لیے ان دو کاغذوں میں دیکھنے سے بڑھ کر اور کوئی شے پسندیدہ اور محبوب نہ تھی۔ چنانچہ میں نے وہ جالا کھولا اور اس سے وہ دونوں کاغذ نکالے۔ تو ان میں یہ لکھا ہوا تھا: محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا آپ کی جائے ولادت مکہ مکرمہ ہے اور مقام ہجرت طیبہ (مدینہ طیبہ) ہے، آپ نہ تو بداخلاق ہیں اور نہ تند مزاج اور نہ ہی آپ بازاروں میں شوروشغب کرنے والے ہیں آپ برائی کا بدلہ نیکی کے ساتھ دیتے ہیں معاف کرنا اور درگزر کرنا آپ کا وطیرہ ہوگا آپ کی امت بہت زیادہ تسبیح و تحمید کرنے والی ہے، وہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے، ان کی زبانیں تکبیر کے ساتھ پست ہوں گی اور عجز و انکساری کا اظہار کریں گی اور وہ اپنے نبی ﷺ کی مدد کریں گے ہر اس کے خلاف جو بھی اس سے دشمنی کرے گا وہ اپنی شرم گاہوں کو دھوئیں گے اور اپنی کمروں پہ تہبند باندھیں گے، اناجیل ان کے سینوں میں ہوں گی اور وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح رحم اور مہربانی کا سلوک کریں گے جس طرح ایک ماں کے بیٹے آپس ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار کا سلوک کرتے ہیں اور وہی قیامت کے دن تمام امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا وقت چاہا اتنا گزرا اور پھر مجھے خبر پہنچی کہ نبی مکرم ﷺ کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوا ہے۔ میں معاملہ کو مؤخر کرتا رہا اور آہستہ آہستہ غور و فکر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ پھر مجھے اطلاع ملی کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے اور آپ کا خلیفہ آپ کا قائم مقام بنا ہے۔ پھر ان کے لشکر ہمارے پاس آئے۔ تو میں نے کہا: میں اس دین میں داخل نہیں ہوں گا یہاں تک کہ میں ان کی سیرت اور اعمال کو خوب اچھی طرح دیکھ لوں۔ پس میں اسے دور ہٹاتا رہا اور اسے مؤخر کرتا رہا تا کہ میں خوب چھان بین کرلوں۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عمال ہمارے اوپر مقرر ہو گئے۔ پس جب میں نے ان کے ایفائے عہد کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دشمنوں کے خلاف جو کچھ کیا اس کا مشاہدہ کیا، تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کا میں منتظر تھا، پھر قسم بخدا! میں ایک رات اپنے مکان کی چھت پر تھا، تو اچانک مسلمانوں میں سے ایک آدمی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کرنے لگا: ''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا...... الآیہ'' (النساء:47) ''اے وہ لوگو جنہیں دی گئی کتاب ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہم نے تا کہ تصدیق کرے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (ایمان لاؤ) اس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے''۔ پس جونہی میں نے یہ آیت سنی تو مجھے یہ خوف لاحق ہو گیا کہ میں صبح نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ میرا چہرہ گدی کی جانب پھر جائے گا۔ پس میرے نزدیک اس صبح سے بڑھ کر اور کوئی شے محبوب اور پسندیدہ نہیں تھی۔ چنانچہ میں صبح ہوتے ہی مسلمانوں کے پاس چلا گیا۔

امام حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی کے کچھ دینار رسول اللہ ﷺ پر قرض تھے۔ تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے ان کا تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اس وقت میرے پاس کچھ نہیں کہ میں تجھے ادا کروں۔ تو اس نے کہا: اے محمد! (ﷺ) پھر میں تم سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تم مجھے ادا کر دو۔ کہنے لگا: اے محمد! (ﷺ) تب میں تمہارے ساتھ ہی بیٹھوں گا۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ

نے اس دوران ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نمازیں ادا فرمائیں۔ حضور نبی رحمت ﷺ کے صحابہ کرام اس یہودی کو جھڑکنے لگے اور خوف زدہ کرنے لگے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! ﷺ کیا یہ یہودی آپ کو روکے ہوئے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے منع فرمایا ہے کہ میں کسی معاہدہ کرنے والے کے ساتھ یا کسی دوسرے کے ساتھ زیادتی کروں۔ پس جب وہ دن گزر گیا تو یہودی نے اسلام قبول کرلیا اور کہا: میرے مال کا نصف اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان ہے۔ قسم بخدا! جو کچھ میں نے کیا ہے وہ صرف اس لیے کیا ہے تاکہ میں آپ کی وہ صفات دیکھ لوں جو تورات میں بیان کی گئی ہیں کہ محمد بن عبد اللہ ﷺ کا مقام ولادت مکہ مکرمہ، مقام ہجرت مدینہ طیبہ اور آپ کا ملک شام ہے نہ آپ بدخلق ہیں اور نہ تند مزاج اور نہ ہی آپ بازاروں میں شوروشغب کرنے والے ہیں نہ آپ برائی کا ارتکاب کریں گے اور نہ ہی کسی سے فحش کلامی کریں گے (1)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی جو صفات تورات میں بیان کی گئیں ان میں سے حلم کے سوا سب میں نے آپ میں دیکھ لیں۔ پھر میں نے ایک معینہ مدت تک پھل کی بیع میں تیس دینار پیشگی دیے۔ میں نے آپ کو مہلت دیے رکھی یہاں تک کہ جب معینہ مدت میں سے ایک دن باقی تھا، تو میں آپ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) میرا حق ادا کرو۔ کیونکہ تم خاندان بنی عبد المطلب کے لوگ دوسروں کا حق مار لیتے ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا: اے خبیث یہودی! قسم بخدا! اگر تو اس جگہ پر نہ ہوتا تو میں اس چہرے پر مارتا جس میں تیری آنکھیں ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو حفص! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔ ہم اس کے سوا تیرے زیادہ ضرورت مند تھے، وہ یہ کہ تم مجھے یہ کہتے کہ جو میرے ذمے واجب الاداء ہے میں وہ ادا کروں اور اس کی زیادہ ضرورت تھی کہ تم اس کا حق پورا کرنے کے لیے اس کی مدد کرتے۔ تو اس پر میری جہالت کے مجہول ہونے کے بارے سوائے حلم کے اور کچھ اضافہ نہ ہوتا۔ فرمایا: اے یہودی! تیرا حق کل ادا کر دیا جائے گا۔ پھر فرمایا: اے ابو حفص! اسے اس باغ میں لے جاؤ جہاں اس نے پہلے دن تقاضا کیا تھا۔ سو اگر یہ راضی ہو جائے تو اسے اتنے اتنے صاع دے دینا۔ پھر جو کچھ تم نے اسے کہا ہے اس کے بدلے اتنے اتنے صاع دینا اور زیادہ بھی دینا اور اگر یہ راضی نہ ہو تو اسے باغ سے اتنے اتنے دے دینا۔ چنانچہ وہ مجھے ساتھ لے کر اس باغ میں آئے اور وہ ان کھجوروں پر راضی ہو گیا۔ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے وہ کھجوریں بھی دیں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں اور جتنی زیادہ دینے کا حکم فرمایا تھا وہ بھی دے دیں۔ جب یہودی ان پر قبضہ کر چکا تو اس نے کہا اشهد ان لا اله الا الله وانه رسول الله۔ قسم بخدا! اے عمر! جو کچھ تو نے مجھے کرتے دیکھا۔ اس پر مجھے صرف اس شے نے برانگیختہ کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ میں ان صفات کا مشاہدہ کروں جو تورات میں بیان کی گئی ہیں۔ چونکہ حلم کے سوا میں تمام صفات دیکھ چکا تھا اس لیے آج میں نے آپ کو اس حلم کے ساتھ آزمایا ہے۔ تو میں نے آپ کو بعینہ اس کے مطابق پایا جو تورات میں بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ یہ کھجوریں اور میرا نصف مال مسلمان فقراء کے لیے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تو میں نے کہا: کیا ان میں سے بعض کے لیے؟ تو اس نے بھی کہا: ہاں ان

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 678 (4242)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں سے بعض کے لیے۔ فرمایا: ایک بوڑھے کے سوا اس یہودی کے گھر کے تمام افراد نے اسلام قبول کر لیا۔ اس بوڑھے کی عمر سو برس تھی۔ پس وہ کفر پر ہی رہا (1)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تحقیق تمہارے پاس عظمت وشان والا رسول تشریف لایا۔ اس میں کوئی سستی اور کاہلی نہیں۔ وہ ان آنکھوں کو کھول دے گا جو اندھی ہیں۔ ان کانوں کو قوت سماعت عطا کر دے گا جو بہرے ہیں۔ وہ ان دلوں کو کاٹ دے گا جو سننے اور یاد رکھنے سے عاری ہیں۔ وہ اس راستے اور طریقہ کو سیدھا کر دے گا جو ٹیڑھا ہے۔ یہاں تک کہ یہ کہا جائے گا لا الہ الا اللہ۔ (2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ بیت المدراس تشریف لائے اور فرمایا: میرے ساتھ نکلو، میں تمہیں تعلیم دوں گا۔ تو انہوں نے عرض کی: یہ عبد اللہ بن صوریا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ اسے خلوت میں لے گئے اور اسے اپنے دین کے بارے بتایا اور ان نعمتوں کے بارے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرمائی ہیں اور جو انہیں من وسلویٰ کھلایا ہے اور جو انہیں بادل کا سایہ عطا فرمایا ہے۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) کیا تو جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم۔ ہاں اور بے شک یہ قوم بھی وہ سب جانتی ہے جو میں جانتا ہوں۔ بلاشبہ آپ کی صفت ونعت واضح طور پر تورات میں موجود ہے۔ لیکن یہ لوگ آپ سے حسد کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کون سی چیز روک رہی ہے؟ اس نے کہا: میں اپنی قوم کے خلاف کرنا ناپسند کرتا ہوں اور قریب ہے کہ وہ آپ کی اتباع کریں گے اور اسلام لے آئیں گے تو میں بھی اسلام قبول کر لوں گا۔

امام طبرانی، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت فلتان بن عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ ایک آدمی آیا تو حضور نبی مکرم ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو تورات پڑھتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا: کیا انجیل پڑھتا ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ تو آپ نے قسم دے کر اس سے پوچھا: کیا تو تورات اور انجیل میں میرا ذکر پاتا ہے؟ اس نے بتایا ہم اس طرح کے اوصاف پاتے ہیں جیسے آپ میں ہیں، اور جیسے آپ کی ہیئت ہے اور آپ کے ظہور کی جگہ کا ذکر بھی پاتے ہیں اور ہم یہ امید رکھتے تھے کہ آپ ہم میں سے ہوں گے۔ اور جب آپ کا ظہور ہو گیا تو ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ آپ وہی ہوں۔ پھر ہم نے غور وفکر کیا (تو اس نتیجے پر پہنچے کہ) آپ وہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیوں نہیں؟ اس نے کہا۔ اس لیے کہ اس نبی مکرم ﷺ کے ساتھ اس کی امت میں سے ستر ہزار افراد ہوں گے جن پر نہ کوئی حساب ہوگا اور نہ اس کے لیے کوئی عذاب ہوگا۔ آپ کے ساتھ تو بالکل تھوڑی سی تعداد ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بالیقین میں وہی ہوں اور بے شک وہ میری امت کے افراد ہی ہیں اور بے شک وہ ستر ہزار اور ستر ہزار سے بھی زائد افراد ہیں (3)۔

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 361، دار صادر بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 362
3۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 33-332، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش نے نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط اور ان کے علاوہ دوسروں کو یثرب کے یہود کی طرف بھیجا اور انہیں کہا: کہ تم وہاں جا کر ان سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے پوچھو۔ وہ مدینہ طیبہ آئے اور آ کر کہا: ہم ایک ایسے کام کے لیے تمہارے پاس آئے ہیں جو ہم میں نیا وقوع پذیر ہوا ہے۔ ہم میں سے ایک یتیم بچہ ہے اور وہ بہت بڑی بات کرتا ہے۔ وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ وہ رسول الرحمٰن ہے۔ تو یہود نے کہا: اس کے اخلاق و صفات بیان کرو۔ چنانچہ انہوں نے وہ بیان کیے۔ انہوں نے پھر پوچھا: تم میں سے کن لوگوں نے اس کی اتباع کی ہے؟ انہوں نے بتایا: ہم میں سے کمزور اور ضعیف لوگوں نے۔ تو یہ سن کر ان میں سے ایک عالم ہنس پڑا اور اس نے کہا: یہ وہی نبی ہے جس کے اوصاف ہم پاتے ہیں اور ہم آپ کی قوم کے بارے یہ پاتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ عداوت رکھنے کے اعتبار سے تمام لوگوں سے زیادہ اشد اور سخت ہوگی (1)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جس نے دو سو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مر گیا۔ تو انہوں نے اسے اٹھالیا اور کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اسے نکالو اور اس پر نماز جنازہ ادا کرو۔ آپ نے عرض کی: اے میرے رب! بنی اسرائیل نے یہ شہادت دی ہے کہ اس نے دو سو سال تک تیری نافرمانی کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی بات اسی طرح ہے۔ لیکن ایک بار اس نے تورات کھولی اور اس کی نظر اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی۔ تو اس نے اسے چوما، اسے اپنی آنکھوں پر لگایا اور آپ پر درود پاک پڑھا۔ تو میں نے اس کی قدر افزائی فرمائی۔ اس کے گناہ معاف فرما دیے اور اس کی شادی ستر حوروں سے کردی (2)۔

امام ابن سعد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ اخلاق میں کوئی کجی ہوگی، نہ آپ تندمزاج ہوں گے، نہ بازاروں میں چیخ و پکار کریں گے اور نہ ہی آپ برائی کا بدلہ اسی کی مثل برائی سے دیں گے بلکہ آپ معاف فرما دیں گے اور درگزر کریں گے (3)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جارود بن عبد اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ اور کہا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے تحقیق میں نے آپ کے وصف و کمال کا تذکرہ انجیل میں پایا ہے۔ اور آپ کے لیے ابن بتول کی بشارت دی گئی ہے۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر نے موسیٰ بن یعقوب ربعی کی سند سے سہل مولی خیثمہ رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الطیب التحیۃ والثناء کی نعت و تعریف انجیل میں پڑھی ہے کہ بے شک آپ قد و قامت کے اعتبار سے

1۔ طبقات ابن سعد، ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ، جلد 1، صفحہ 362، بیروت
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 42 (250، مصر)
3۔ طبقات کبریٰ، ذکر صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل، جلد 1، صفحہ 363

نہ زیادہ چھوٹے ہوں گے اور نہ زیادہ طویل، سفید بھرے ہوئے جسم والے۔ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی، آپ اکثر احتباء کریں گے (اس طرح بیٹھنا کہ گھٹنے کھڑے ہوں اور کپڑے کو پیٹھ کے پیچھے سے گزار کر گھٹنوں کے ساتھ باندھ دیا جائے) آپ صدقہ قبول نہیں کریں گے۔ گدھے اور اونٹ پر سواری کریں گے، بکریوں کا دودھ دوہیں گے، پیوند لگی قمیص پہن لیں گے اور جو بھی ایسا کرے گا وہ کبر ونخوت سے محفوظ رہے گا اور آپ اس طرح کریں گے اور آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: ''بے شک میں ایک نبی امی بھیجنے والا ہوں۔ اس کے سبب میں بہرے کانوں کو، غافل دلوں کو اور اندھی آنکھوں کو کھول دوں گا۔ اس کی جائے ولادت مکہ مکرمہ اور مقام ہجرت مدینہ طیبہ ہے اور اس کا ملک شام ہے۔ وہ میرا بندہ ہے، متوکل ہے اور مصطفیٰ ہے۔ وہ عالی مرتبہ حبیب ہے، وہ بہت زیادہ محبت کرنے والا اور مختار ہے۔ وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا، بلکہ معاف اور درگزر کرے گا، مومنین کے ساتھ انتہائی رحمت اور شفقت کا سلوک کرے گا، وہ بھاری بوجھ اٹھانے والے جانوروں کے لیے روئے گا اور کسی بیوہ کی گود میں تربیت پانے والے یتیم کے لیے بھی پیار ومحبت کے آنسو بہائے گا۔ نہ اس کے اخلاق میں کوئی کجی ہوگی اور نہ وہ سخت مزاج ہوگا۔ اور نہ ہی بازاروں میں شور وشغب کرے گا۔ اس سے نہ تو فحاشی اور اعمال بد کا صدور ہوگا اور نہ ہی فحش گفتگو اس کی زبان سے نکلے گی۔ جب وہ کسی چراغ کے پہلو سے گزرے گا تو وہ اتنے سکون سے گزرے گا کہ اسے بجھا نہیں دے گا اور اگر وہ خشک گھاس پر چلے گا تو اپنے پاؤں کے نیچے سے آواز نہیں سنے گا، میں اسے مبشر ونذیر بنا کر مبعوث فرماؤں گا۔ میں ہر خوبصورتی کے لیے ان کی راہنمائی کروں گا اور تمام تر اخلاق کریمانہ انہیں عطا کروں گا، میں سکینت ووقار ان کا لباس، نیکی اور خیر ان کا شعار، مغفرت اور احسان ان کا زیور، حق ان کی شریعت، ہدایت ان کی امام اور اسلام کو ان کی ملت قرار دوں گا، ان کا اسم گرامی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا۔ میں انہیں ضلالت کے بعد ہدایت، جہالت (عدم علم) کے بعد علم، پستی کے بعد بلندی اور انکار کے بعد شہرت عطا کروں گا۔ قلت کے بعد کثرت، فقر وفاقہ کے بعد غنا اور تفرقہ کے بعد اجتماعیت عطا فرماؤں گا۔ میں دلوں میں ان کی محبت پیدا کر دوں گا اور بکھری ہوئی مختلف امتوں کے نزدیک انہیں محبوب بنا دوں گا۔ اور ان کی امت کو دیگر امتوں سے بہتر اور افضل قرار دوں گا۔ آپ کی امت کو لوگوں کی طرف نیکی کا حکم دینے والا اور برائی سے روکنے والا بنا کر ظاہر کروں گا، وہ میری توحید کا اقرار اور مجھ پر ایمان لائیں گے اور میرے لیے اخلاص کا اظہار کریں گے اور میرے رسل عظام جو کچھ لائے اس کی تصدیق کریں گے اور وہ دشمنوں کے ساتھ محبت والفت رکھنے والے ہوں گے۔

مبارک ہے ان دلوں، چہروں اور ارواح کے لیے جو میرے لیے خالص کر دیے گئے۔ میں ان کی مساجد، مجالس، ان کے آرام کرنے کی جگہوں، ان کے پلٹنے کی جگہوں اور ٹھہرنے کی جگہوں میں انہیں تسبیح وتکبیر اور تمجید وتوحید کا الہام کروں گا۔ وہ اپنی

1۔ طبقات کبریٰ، ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التوراۃ والانجیل، جلد 1، صفحہ 363

مساجد میں اس طرح صفیں باندھیں گے جیسے میرے عرش کے اردگرد ملائکہ صفیں باندھے ہوئے ہیں۔ وہی میرے اولیاء اور انصار ہیں۔ میں انہیں کے سبب بتوں کی پوجا کرنے والے اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا، وہ میرے لیے ہی قیام وقعود اور سجود کریں گے۔ وہ حد درجہ میری رضا کو چاہتے ہوئے اور پسند کرتے ہوئے اپنے گھروں اور اموال کو چھوڑ دیں گے اور میرے راستے میں صف بستہ اور لشکر بند ہو کر قتال کریں گے۔ میں ان کی کتاب کے سبب دیگر کتب، ان کی شریعت کے سبب دیگر شرائع اور ان کے دین کے سبب دیگر ادیان کو ختم کر دوں گا، جس کسی نے انہیں پایا اور پھر ان کی کتاب پر ایمان نہ لایا، ان کے دین اور ان کی شریعت میں داخل نہ ہوا، وہ مجھ سے نہیں ہے اور وہ میری جانب سے بری ہے۔ میں انہیں افضل الامم بناؤں گا اور میں انہیں امت وسط اور لوگوں پر شاہد بناؤں گا۔ جب وہ حال غضب میں ہوں گے تو میری تہلیل بیان کریں گے، جب ان کی روحیں قبض کی جائیں گی تو وہ میری کبریائی بیان کریں گے اور جب وہ جھگڑا کریں گے تو میری تسبیح بیان کریں گے۔ وہ اپنے چہرے اور دیگر اعضا بدن کو پاک رکھیں گے اور اپنی کمروں پر کپڑے باندھے رکھیں گے۔ وہ ٹیلوں اور بلند جگہوں پر تہلیل بیان کریں گے۔ ان کی قربانیاں ان کے خون ہوں گے۔ اور ان کی اناجیل ان کے سینے ہوں گے (یعنی انہیں قرآن کریم حفظ ہوگا) وہ رات کے وقت راہب ہوں گے اور دن کے وقت شیر ہوں گے، ان کی منادی آسمان کی فضا ہوگی اور ان کی (آوازوں کی) بھنبھناہٹ شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی مثل ہوگی۔ مبارک اور بشارت ہے ان کے لیے جو ان کے ساتھ ہوں گے، ان کے دین پر ہوں گے اور ان کے مناہج اور شریعت پر چلنے والے ہوں گے۔ میرا فضل ہے جسے میں چاہوں گا عطا کروں گا اور میں صاحب فضل عظیم ہوں (1)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زبور میں بیان فرمایا: اے داؤد! (علیہ السلام) عنقریب تمہارے بعد ایک نبی آئے گا۔ ان کا اسم گرامی احمد اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا، وہ نبی صادق ہوگا۔ میں کبھی ان پر اظہار غضب نہیں کروں گا اور نہ ہی وہ کبھی میری نافرمانی کریں گے۔ میں نے ان کی سابقہ اور بعد میں ہونے والی تمام لغزشوں کی مغفرت فرما دی ہے۔ ان کی امت پر انتہائی رحم فرمایا گیا ہے۔ میں نے انہیں اسی طرح نوافل عطا فرمائے ہیں جیسے میں نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے، اور میں نے اس پر وہ فرائض لازم کیے ہیں جو میں نے انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر فرض کیے۔ حتی کہ قیامت کے دن وہ میرے پاس اس حال میں آئیں گے کہ ان کا نور انبیاء علیہم السلام کے نور کی مثل ہوگا۔ اسی لیے میں نے ان پر فرض کیا ہے کہ وہ میری رضا کے لیے ہر نماز کے لیے طہارت کا اہتمام کریں جیسے میں نے ان سے قبل انبیاء علیہم السلام پر یہ فرض کیا۔ میں نے انہیں غسل جنابت کرنے کا اسی طرح حکم دیا ہے جیسے ان سے قبل انبیاء علیہم السلام کو دیا۔ میں نے انہیں اسی طرح حج کرنے کا حکم دیا جیسے میں نے ان سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو دیا اور میں نے انہیں جہاد کرنے کا اسی طرح حکم دیا جیسے ان سے قبل رسل عظام علیہم السلام کو دیا۔ اے داؤد! (علیہ السلام) بلاشبہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور میں نے انہیں چھ ایسی خصلتیں عطا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، الفصل الخامس، جلد 1، صفحہ 82، مکتبہ عربیہ بیروت

فرمائی ہیں جو ان کے علاوہ کسی امت کو عطا نہیں کیں میں خطا اور نسیان کے سبب ان کا مؤاخذہ نہیں کروں گا اور ہر وہ گناہ جس کا ارتکاب بغیر ارادے کے انہوں نے کیا، جب وہ مجھ سے اس کی مغفرت طلب کریں گے تو میں اسے بخش دوں گا۔ ان کے نفس اپنی آخرت کے لیے جو بھی اچھا کام کریں گے تو میں اس پر انہیں کئی گنا دنیا میں عطا کروں گا اور کئی گنا ان کے لیے اپنے پاس محفوظ رکھوں گا اور وہ اس سے افضل واعلیٰ ہوگا۔ جب وہ آزمائشوں میں مصائب پر صبر کرتے ہوئے یہ کہیں گے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ تو اس پر میں انہیں رحمت و برکت سے نوازوں گا اور نعمتوں بھری جنتوں کی طرف ان کی راہنمائی فرماؤں گا۔ اگر وہ مجھ سے دعا مانگیں گے تو میں ان کی دعا قبول کروں گا، پس یا تو وہ اسے دنیا میں ہی دیکھ لیں گے، یا اس کے سبب ان سے دنیا میں کوئی تکلیف دور فرمادوں گا، یا پھر اسے ان کے لیے آخرت تک مؤخر کردوں گا۔ اے داؤد! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں سے جو کوئی مجھے اس حال میں ملا کہ وہ شہادت دیتا ہو کہ میں یکتا ہوں، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں اور میرا کوئی شریک نہیں اور وہ اس کی تصدیق کرتا ہو تو وہ میرے ساتھ میری جنت اور عزت و تکریم میں ہوگا۔ اور جو مجھے اس حال میں ملا کہ اس نے محمد ﷺ کی تکذیب کی ہو، اس (دین) کو جھٹلایا ہو جو وہ لے کر آئے اور میری کتاب کے ساتھ استہزا کیا، تو میں قبر میں اس پر شدید عذاب مسلط کردوں گا اور قبر سے اٹھائے جانے کے وقت ملائکہ اس کے چہرے اور سرین پر ماریں گے اور پھر میں اسے جہنم کے درک اسفل میں داخل کروں گا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں کتابوں میں یہ ذکر پاتا ہوں کہ یہ امت اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح پسند کرتی ہے جیسے فاختہ اپنے گھونسلے سے محبت کرتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف اس اونٹ سے بڑھ کر تیزی سے آتے ہیں جو پیاس کی حالت میں گھاٹ کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے (1)۔

قول باری تعالیٰ ”وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىِٕثَ“ الآیہ کے بارے طبرانی نے حبیب بن سلیمان بن سمرہ نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس اعرابی حاضر ہوا، اور ایک آدمی کے بارے پوچھنے لگا کہ اس کے مال، قربانیوں، جانوروں، بکریوں، حاملہ اونٹنیوں ان کے بچوں اور ریوڑوں میں سے کون سی شے اس کے لیے حلال ہے اور کون سی شے اس پر حرام ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاکیزہ چیزیں تیرے لیے حلال کی گئی ہیں اور ناپاک تجھ پر حرام کی گئی ہیں۔ مگر یہ کہ تجھے شدید بھوک لگی ہو تو تو اتنی مقدار کھا سکتا ہے کہ تیری وہ شدت اور حاجت باقی نہ رہے۔ اس نے عرض کی: میرے فقر کی وہ کون سی حالت ہے کہ جب میں اس تک پہنچ جاؤں تو میں وہ شے کھا سکتا ہوں؟ یا میرے غنا کی وہ کون سی کیفیت ہے جو میری اس حاجت کو پورا کردے گی (اور اس کے بعد اس شے کا استعمال میرے لیے حلال نہیں)؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو نتاج (بچہ جننے کی حالت) کا امیدوار ہو تو تو اپنے جانور کے گوشت (مردار کے گوشت) کے سبب اپنے نتاج تک پہنچ سکتا ہے۔ یا جب تو عشاء (رات کا کھانا) کا امیدوار ہو کہ تو اسے پالے گا تو تو اپنے جانور کے گوشت (مردار کے گوشت) کے سبب اس تک پہنچ سکتا ہے۔ اور جب تجھے ان میں سے کسی شے کی بھی

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 34، دار صادر بیروت

امید نہ ہو تو پھر جو تجھے میسر آئے وہی اپنے گھر والوں کو کھلا دے یہاں تک کہ تو اس سے مستغنی ہو جائے۔ اعرابی نے پوچھا: میرے لیے وہ کون سا عشاء (رات کا کھانا) ہے کہ جب میں اسے پالوں تو میں اسے چھوڑ دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو شام کے وقت نکالے گئے دودھ سے اپنے گھر والوں کو سیراب کر دے، تو پھر اس کھانے سے اجتناب کر جو تجھ پر حرام کیا گیا ہے۔ رہا تیرا مال! تو چونکہ وہ سب کا سب خوشحالی اور راحت کا سبب ہے، اس میں سے کوئی بھی حرام نہیں، مگر تیرے وہ اونٹ جو بچہ جننے کے قریب ہوں اور بکریوں اور بھیڑوں میں سے جو حاملہ ہوں اور بچہ جننے کے قریب ہوں تو ان کا بچہ اپنے مویشیوں کو کھلا سکتا ہے یہاں تک کہ تو مستغنی ہو جائے (یعنی تیری حاجت باقی نہ رہے)۔ پھر اگر تو چاہے تو اپنے گھر والوں کو کھلا اور اگر چاہے تو اس کا گوشت صدقہ کر دے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے حکم ارشاد فرمایا کہ اپنے ریوڑ کی ہر سو میں سے دس بکریوں کو بانجھ رکھے (1)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں نقل کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ ارشاد باری تعالیٰ "وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ" میں حلال کا ذکر ہے اور "وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ" میں ان ثقیل چیزوں کا تذکرہ ہے جو ان کے دین میں تھیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں قول باری تعالیٰ "وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حرام کردہ چیزوں میں سے خنزیر کا گوشت، سود (ربا) اور وہ چیزیں ہیں جو ان حرام کھانوں میں سے انہوں نے حلال کر رکھی تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تھا۔ اور ارشاد خداوندی "وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ" کے بارے فرمایا کہ اس میں اس عہد کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے ان چیزوں کے بارے لیا جو ان پر حرام قرار دیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے "وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں ان کے ان عہدوں اور معاہدوں کا ذکر ہے جو ایسی چیزوں کو حرام کرنے کے بارے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال کی تھیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے بارے سدی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے ان عہدوں اور معاہدوں کا بوجھ اتارتا ہے جن کا بوجھ تورات اور انجیل میں ان پر ڈالا گیا (4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے "وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ" کے بارے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا۔ کہ اس سے مراد عبادت میں شدت اور سختی کو اپنانا ہے۔ ان میں سے کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دروازے پر یہ لکھا جاتا کہ تیری توبہ یہ ہے کہ تو اپنے اہل اور مال کو ساتھ لے کر دشمن کی طرف نکلے اور پھر واپس نہ لوٹے یہاں تک کہ تمہارے آخری فرد کو موت آ جائے "اِنَّ تَوْبَتَكَ اَنْ تَخْرُجَ اَنْتَ وَاَهْلُكَ وَمَالُكَ اِلَى الْعَدُوِّ فَلَا تَرْجِعَ حَتّٰى يَاْتِيَ الْمَوْتُ عَلٰى اٰخِرِكُمْ"

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 752، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 102، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 103

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اسی ارشاد کے بارے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِصْرَهُمْ سے مراد شدت اور تکلیف ہے جو بنی اسرائیل کو اپنے جسم سے جلد کے اس مقام کو کاٹتے وقت ہوتی تھی جس پر پیشاب یا اس جیسی کوئی اور غلاظت لگ جاتی تھی (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ" کے بارے ابن شوذب نے کہا ہے۔ کہ اغلال سے مراد ان پر عائد کی جانے والی سختیاں اور شدتیں تھیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے "وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ" کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ انتہائی شدید اور سخت احکام ہیں جو قوم پر نافذ تھے کہ اتنے میں حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء تشریف لائے اور لوگوں سے ان شدتوں اور سختیوں کو اٹھا لیا گیا (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اِصْرَهُمْ سے مراد وہ شدت اور تکلیف ہے جو پیشاب کے اثر کو اپنے جسموں سے کاٹ کر اپنے آپ کو پہنچایا کرتے تھے اور گوشت میں رگیں تلاش کی جاتی تھیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اِصْرَهُمْ سے مراد ان کے عہد ہیں (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا "وَعَزَّرُوْهُ" کا معنی ہے کہ جنہوں نے آپ کی تعظیم کی اور عزت و توقیر کی (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے "وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ" کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنہوں نے آپ کی تعظیم کی اور تلوار کے ذریعے آپ کی مدد اور معاونت کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ" کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے اور آپ کی تعظیم کرنے میں تم سبقت بھی لے جاؤ، لیکن تم میں سے بہتر اور افضل وہ ہوگا جو ایمان لایا اور اس نور کی اتباع کی جو آپ کے ساتھ اتارا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے "وَعَزَّرُوْهُ" کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو مضبوطی کے ساتھ تھام لو اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت اور مدد کرو (5)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے "وَعَزَّرُوْهُ" کو تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 103 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 104 5۔ ایضاً

''آپ فرمائیے اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف وہ اللہ جس کے لیے بادشاہی ہے آسمانوں اور زمین کی نہیں کوئی معبود سوائے اس کے، وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر جو نبی امی ہے۔ جو خود ایمان لایا ہے اللہ پر اور اس کے کلام پر اور تم پیروی کرو اس کی تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ''۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہر سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث فرمایا اور ارشاد فرمایا ''یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا''

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے مابین گفتگو ہوئی۔ اسی دوران حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر غصے ہو گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر آپ کے پاس سے واپس چلے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے پیچھے آئے اور آپ سے کہا کہ آپ مجھے معاف فرمادیں۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا اور آپ پر اپنا دروازہ بند کر لیا، پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے کیے پر ندامت ہوئی، وہ بھی آپ ﷺ کی بارگاہ میں آپہنچے اور سلام عرض کر کے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گئے اور سارا واقعہ عرض کر دیا۔ وہ سن کر رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو گئے اور فرمایا کیا تم میرے اس ساتھی کو چھوڑ رہے ہو کہ جب میں نے کہا: اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں'' تو تم نے کہا تم نے جھوٹ کہا ہے اور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے'' فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ''هَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْلِیْ صَاحِبِیْ، اِنِّیْ قُلْتُ ''یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا'' فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: صَدَقْتَ'' (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ارشاد باری تعالیٰ ''یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ'' میں کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ'' میں کلمات کو جمع کی صورت میں پڑھا ہے۔

وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَ قَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَیْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا ؕ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗۤ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ۚ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا ؕ قَدْ

1۔ صحیح بخاری، باب مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ، جلد 1، صفحہ 17-516، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 106، داراحیاء التراث العربی بیروت

عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ؕ وَ ظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ
الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَ مَا ظَلَمُوْنَا وَ لٰكِنْ
كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَ اِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَ كُلُوْا
مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَ قُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ
خَطِيْٓـٰٔتِكُمْ ؕ سَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ
الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾

''اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے اور ہم نے بانٹ دیا انہیں بارہ قبیلوں میں جو الگ الگ قومیں ہیں اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف جب پانی طلب کیا آپ سے آپ کی قوم نے (ہم نے وحی کی) کہ مارو اپنے عصا سے اس پتھر کو، تو پھوٹ نکلے اس سے بارہ چشمے۔ جان لیا ہر گروہ نے اپنا اپنا گھاٹ۔ اور ہم نے سایہ کر دیا ان پر بادل کا اور ہم نے اتارا ان پر من وسلویٰ (اور فرمایا) کھاؤ ان پاک چیزوں کو جو ہم نے دی ہیں تمہیں۔ اور نہیں ظلم کیا انہوں نے ہم پر بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہتے تھے اور جب کہا گیا انہیں کہ آباد ہو جاؤ اس شہر میں اور کھاؤ اس سے جہاں سے چاہو اور کہو (اے کریم) بخش دے ہمیں اور داخل ہو دروازہ سے جھکتے ہوئے، ہم بخش دیں گے تمہاری خطائیں (اور) زیادہ دیں گے احسان کرنے والوں کو تو بدل ڈالی جنہوں نے ظلم کیا تھا ان سے بات خلاف اس کے جو کہی گئی تھی انہیں، تب ہم نے بھیج دیا ان پر عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ وہ ظلم کیا کرتے تھے''۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! میں ایک امت کا ذکر پاتا ہوں کہ ان کی انجیل ان کے دلوں میں محفوظ ہوگی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اور وہ تمہارے بعد ہوگی۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! میں ایک امت کا تذکرہ پاتا ہوں جو پانچ نمازیں پڑھتی ہوگی اور وہ نمازیں ان گناہوں کا کفارہ ہوں گی جو ان کے درمیانی اوقات میں وقوع پذیر ہوں گے؟ رب کریم نے فرمایا: وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جو تمہارے بعد آئے گی، پھر عرض کی: اے میرے محبوب! میں ایک امت کے بارے پاتا ہوں کہ وہ اپنے مالوں میں سے صدقات دیں گے پھر وہ صدقات انہیں میں لوٹ جائیں گے اور وہ انہیں کھالیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے جو تمہارے بعد آئے گی۔ پھر عرض کی: اے میرے رب! مجھے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بنا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پسندیدہ حالت و کیفیت کی خاطر یہ آیت نازل فرمائی'' وَ

B

مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤى اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ‘‘ (اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ایک گروہ ہے جو راہ بتاتا ہے حق کے ساتھ اور اسی حق کے ساتھ عدل کرتا ہے)۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابولیلیٰ کندی سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی ’’ وَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤى اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ‘‘ تو ایک آدمی نے کہا میرے نزدیک اس سے بڑھ کر پسندیدہ نہیں کہ میں ان میں سے ہوں۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں، ان کی مثل ہونے کی بنا پر تمہارے صالحین بڑھ جائیں گے؟

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ’’ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤى اُمَّةٌ ‘‘ الآیہ کے بارے انہوں نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل نے جب اپنے انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا اور کفر اختیار کیا۔ تو اس وقت ان کے بارہ قبیلے تھے۔ ان میں سے ایک قبیلے نے دوسروں کے ساتھ کارروائی میں شریک ہونے سے برأت اختیار کی اور معذرت کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ التجا کی کہ وہ انہیں دوسرے قبائل سے جدا کر دے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے زمین میں ایک سرنگ کھول دی۔ وہ اس میں چلتے رہے یہاں تک کہ چین سے پرے جا کر نکلے۔ پس وہی لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر کاربند تھے اور ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر عبادت کیا کرتے تھے۔

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَّقُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِيۡفًا ؁ (الاسراء) ’’ اور ہم نے حکم دیا فرعون کو غرق کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو کہ تم آباد ہو جاؤ اس سرزمین میں پس جب آئے گا آخرت کا وعدہ تو ہم لے آئیں گے تمہیں سمیٹ کر‘‘۔ اور وعد الآخرۃ سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ لوگ اس سرنگ میں ڈیڑھ سال تک چلتے رہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اکہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ ایک کے سوا وہ تمام کے تمام جہنمی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائی بہتر فرقوں میں بٹ گئے۔ ایک کے سوا تمام کے تمام جہنمی ہیں۔ اور یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ان میں سے ایک کے سوا تمام فرقے ناری ہوں گے۔ پس یہود کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’ وَمِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰۤى اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ‘‘ اور نصاریٰ کے بارے ارشاد خداوندی ہے ’’ مِنۡهُمۡ اُمَّةٌ مُّقۡتَصِدَةٌ ‘‘ (المائدہ: 66) ’’ ان میں ایک جماعت اعتدال پسند بھی ہے‘‘۔ وہی جماعت نجات پانے والی ہے اور ہمارے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمِمَّنۡ خَلَقۡنَاۤ اُمَّةٌ يَّهۡدُوۡنَ بِالۡحَـقِّ وَبِهٖ يَعۡدِلُوۡنَ ؁ (الاعراف) ’’ اور ان میں سے جنہیں ہم نے پیدا فرمایا ایک امت ہے جو راہ دکھاتی ہے حق کے ساتھ اور حق کے ساتھ ہی عدل و انصاف کرتی ہے‘‘۔ پس یہی وہ جماعت ہے جو اس امت میں سے نجات پائے گی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مقاتل سے یہ بیان کیا ہے کہ جن چیزوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم جان دو عالم حضرت محمد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 107۔

ﷺ کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے شب معراج حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ان افراد کو دیکھا جو چین سے پرے سکونت پذیر تھے۔ یہ وہ لوگ تھے کہ جب بنی اسرائیل نے نافرمانی اور گناہوں کا ارتکاب کیا اور ان انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا جو لوگوں کو عدل و انصاف کا حکم دیتے تھے تو ان لوگوں نے ارض مقدس میں رہتے ہوئے اپنے رب سے یہ دعا کی: اے اللہ! ہمیں ان کے درمیان سے نکال لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کے لیے زمین میں ایک سرنگ بنادی۔ وہ اس میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ ایک نہر جاری کر دی اور ان کے لیے ان کے آگے نور کے چراغ روشن کر دیے اور وہ لوگ اس میں ڈیڑھ سال تک چلتے رہے۔ اور وہ بیت المقدس سے ان کی مجلس (بیٹھنے کی جگہ) کی طرف ہے جس میں وہ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس زمین کی طرف نکال دیا جس میں کیڑے مکوڑے، چوپائے اور درندے باہم مل جل کر رہتے ہیں۔ وہاں گناہ اور معصیت کا کوئی تصور نہیں۔ پس شب معراج حضور نبی کرم ﷺ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کی معیت میں ان کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ ایمان لائے اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ نے انہیں نماز کی تعلیم دی۔ تو انہوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں اس کے بارے بشارت دی تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ" کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمہارے اور ان کے درمیان ریت کی ایک نہر جاری ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ صفوان بن عمرو نے کہا: وہ لوگ جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ" وہ لوگ بنی اسرائیل کے قبائل میں سے ایک قبیلے کے لوگ ہیں جنہوں نے بہت بڑی گھمسان کی جنگ کے دن اسلام اور اہل اسلام کی مدد کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اندلس سے پار اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں۔ اندلس اور ہمارے درمیان یہ نہیں دیکھا گیا کہ مخلوق نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہو۔ ان کے کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں اور پہاڑ سونے اور چاندی کے ہیں، نہ وہ کچھ کاشت کرتے ہیں اور نہ کچھ کاٹتے ہیں اور نہ ہی وہ کوئی کام کرتے ہیں، ان کے دروازوں پر درخت ہیں، ان کے پتے اتنے چوڑے ہیں کہ وہ ان کے لباس ہیں اور ان کے دروازوں پر ایسے درخت ہیں جن پر پھل لگے ہوئے ہیں اور انہیں سے وہ خوراک حاصل کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فَانْۢبَجَسَتْ کا معنی فَانْفَجَرَتْ ہے، یعنی پھوٹ نکلے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ کو کہا کہ مجھے اس ارشاد خداوندی کے بارے کچھ بتایئے "فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَیْنًا" تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس چٹان سے بارہ چشمے جاری فرمائے۔ ہر قبیلے کے لیے ایک چشمہ تھا جس سے ان کے افراد پانی پیتے تھے۔ انہوں نے عرض

کی: کیا اہل عرب یہ مفہوم جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ بشر بن حازم کہتا ہے:

فَاَسْبَلَتِ الْعَيْنَانِ مِنِّى بِوَاكِفٍ كَمَا انْهَلَّ مِنْ وَاهِي الْكُلَى الْمُتَبَجِّسِ

"میری دونوں آنکھیں موسلا دھار آنسو بہاتی ہیں جیسے کمزور گردے والے کا پیشاب بہتا ہے"۔

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِى
السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا
تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَ اِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ
مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ
قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ
اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ
بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ
كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾

"اور پوچھو ان سے حال اس بستی کا جو آباد تھی ساحل سمندر پر، جب کہ وہ حد سے بڑھنے لگے ہفتہ (کے حکم کے بارے) میں جب آیا کرتیں ان کے پاس ان کی مچھلیاں ان کے ہفتہ کے دن پانی پر تیرتی ہوئی اور جو دن ہفتہ کا نہ ہوتا تو وہ نہ آتیں ان کے پاس (اس طرح بے دھڑک)۔ ہم نے آزمائش میں ڈالا انہیں بسبب اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے اور جب کہا ایک گروہ نے ان میں سے کہ تم کیوں نصیحت کرتے ہو اس قوم کو اللہ جنہیں ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں عذاب دینے والا ہے سخت عذاب؟ انہوں نے کہا تا کہ معذرت پیش کر سکیں تمہارے رب کے دربار میں (کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا) اور شاید وہ ڈرنے لگیں پھر جب انہوں نے فراموش کر دی جو انہیں نصیحت کی گئی تھی (تو) ہم نے نجات دے دی انہیں جو روکتے تھے برائی سے اور پکڑ لیا ہم نے ان کو جنہوں نے ظلم کیا برے عذاب سے، بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے پھر جب انہوں نے سرکشی کی جس سے وہ روکے گئے تھے ہم نے حکم دیا انہیں کہ بن جاؤ بندر راندے ہوئے"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا۔ تو اس وقت آپ نے یہ آیت پڑھی۔ "وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ" اور فرمایا: اے عکرمہ! کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا گاؤں ہے؟ میں نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ گاؤں ایلہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ اس آیت میں اَلْقَرْیَۃ سے مراد طبریہ ہے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا۔ کہ اَلْقَرْیَۃ سے مراد وہ گاؤں ہے جسے مقنا کہا جاتا ہے جو مدین اور عینونا کے درمیان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَلْقَرْیَۃ سے مراد مدین ہے۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے '' اِذْ یَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ '' کے بارے فرمایا کہ یہاں یَعْدُوْنَ بمعنی یظلمون ہے۔ یعنی وہ ہفتہ کے حکم کے بارے میں زیادتی کرنے لگے اور حد سے بڑھنے لگے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ '' شُرَّعًا '' کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ ان کی مچھلیاں ہر جانب سے پانی پر تیرتی ہوئی آتیں تھیں۔ یعنی شُرَّعًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ۔ (1)
امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شُرَّعًا سے مراد ہے پانی پر ظاہر (2)۔
امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شُرَّعًا کا معنی واردۃ ہے، یعنی پانی پر آنے والی (مچھلیاں)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ '' وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ '' کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مصر اور مدینہ کے درمیان سمندر کے کنارے ایلہ نامی ایک گاؤں ہے۔ وہاں کے باسیوں پر اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن مچھلیاں حرام قرار دیں۔ چنانچہ ان کے پاس ہفتہ کے دن ہر جانب سے مچھلیاں تیرتی ہوئیں ساحل سمندر پر آجاتیں اور جب ہفتے کا دن گزر چکتا تو پھر وہ انہیں نہ پکڑ سکتے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ اس حکم پر کاربند رہے۔ بالآخر ان میں سے ایک گروہ نے ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑنا شروع کر دیں۔ تو دوسرے گروہ نے انہیں منع کیا۔ لیکن اس سے ان کی گمراہی میں اور اضافہ ہو گیا۔ تو پھر منع کرنے والوں میں سے ایک گروہ نے کہا: تم جانتے ہو یہ وہ قوم ہے جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے۔ تم اس قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو اللہ جنہیں ہلاک کرنے والا ہے '' لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ '' اور وہ دوسرے گروہ سے سخت ناراض اور غصے ہوئے اور ان تمام افراد سے بھی جو انہیں منع کرتے تھے، سو جب ان پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے غضب اور عذاب آیا، تو وہی دو گروہ محفوظ رہے جنہوں نے یہ کہا تھا، تم کیوں نصیحت کرتے ہو؟ اور وہ جنہوں نے یہ کہا: تاکہ تمہارے رب کے دربار میں معذرت پیش کر سکیں۔ اور وہ تمام لوگ جنہوں نے مچھلیاں پکڑ کر اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی اور نافرمانی کی تھی اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو ہلاک کر دیا اور انہیں بندر بنا دیا (3)۔
امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر ایک دن فرض کیا تھا جیسے تم پر جمعہ کا دن فرض کیا۔ لیکن انہوں نے مخالفت کی اور ہفتہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 111، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 13-110

کے دن کو عظیم سمجھنے لگے۔ اور جو کچھ انہیں حکم دیا گیا انہوں نے اسے ترک کر دیا۔ سو جب انہوں نے ہفتہ کے دن کی تعظیم کا آغاز کیا تو وہ آزمائش میں مبتلا کر دیئے گئے اور ان پر مچھلیاں حرام کر دی گئیں۔ اور یہ ایک گاؤں تھا جسے مدین کہا جاتا تھا اور یہ ایلہ اور طور کے درمیان واقع تھا۔ پس جب ہفتے کا دن آتا تو ان کے لیے مچھلیاں تیرتی ہوئی آتیں اور وہ سمندر میں ہر طرف انہیں دیکھتے تھے۔ مگر جب ہفتے کا دن گزر جاتا تو وہ واپس چلی جاتیں اور دکھائی نہ دیتیں۔ حتی کہ آنے والے ہفتہ کے دن تک اسی طرح ہوتا رہتا۔ پھر جب ہفتہ کا دن آتا تو وہ دوبارہ تیرتی ہوئی آ جاتیں، آخر کار ان میں سے ایک آدمی نے مچھلی کو پکڑا اور اسے دھاگے کے ساتھ باندھا۔ پھر ساحل پر ایک کیل گاڑ کر دھاگے کو اس کے ساتھ باندھ دیا اور مچھلی کو پانی میں چھوڑ دیا۔ پھر جب دوسرا دن آیا تو اس نے اسے پکڑا اور چھپ کر کھا لیا، پس وہ اسی طرح کرنے لگے اور وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان میں سے بقیہ لوگ انہیں روکیں گے۔ سو انہوں نے انہیں روکا مگر وہ نہ رکے۔ یہاں تک کہ بازاروں میں جب اعلانیہ ایسا ہونے لگا ان میں سے ایک گروہ نے ان منع کرنے والوں کو کہا کہ تم کیوں اس قوم کو نصیحت کرتے ہو، الله جنہیں ہلاک کرنے والا ہے انہیں سخت ترین عذاب دینے والا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: تاکہ تمہارے رب کے دربار میں معذرت پیش کر سکیں کہ ہم نے ان کے اعمال پر اپنی ناراضگی اور غصے کا اظہار کر دیا اور شاید وہ ڈرنے لگیں۔ تو اس طرح وہ تین گروہوں میں بٹ گئے ایک وہ جنہوں نے منع کیا دوسرا وہ جنہوں نے کہا تم نصیحت کیوں کرتے ہو؟ اور تیسرا وہ جو گناہ اور خطا کا ارتکاب کرنے والے تھے۔ ان میں سے صرف منع کرنے والے ہی عذاب سے محفوظ رہے۔ باقی تمام کے تمام ہلاک ہو گئے۔ دوسرے دن منع کرنے والوں نے جب صبح کی تو اپنی مجالس سے لوگوں کو مفقود پایا اور وہ انہیں کہیں نظر نہ آئے۔ حالانکہ رات کے وقت وہ اپنے گھروں میں تھے اور انہوں نے اپنے گھروں کے دروازے بند کیے تھے۔ چنانچہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے لوگوں کے کئی حالات ہوتے ہیں۔ پس تم انہیں دیکھو ان کا کیا حال ہے؟ چنانچہ وہ ان کے گھروں میں داخل ہوئے تو دیکھا تو ان کی شکلیں مسخ کر دی گئی ہیں، انہوں نے پہچان لیا کہ فلاں آدمی بندر بنا دیا گیا ہے اور فلاں عورت کو بندریا بنا دیا گیا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں ایک دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو وہ رو رہے تھے اور مصحف ان کی گود میں تھا۔ تو میں نے کہا اے ابن عباس! آپ کو کونسی شے رلا رہی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ کاغذ۔ جن میں سورۂ اعراف لکھی ہے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم ایلہ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے کہا: وہاں یہود کا ایک قبیلہ تھا، ہفتہ کے دن ان کی مچھلیاں تیرتی ہوئی آیا کرتی تھیں پھر وہ پانی میں غوطہ زن ہو جاتیں اور وہ انہیں نہ پکڑ سکتے۔ یہاں تک کہ انہیں ان کے پیچھے شدید محنت اور مشقت کے ساتھ غوطے لگانا پڑتے تھے اور ہفتہ کے دن سفید اور اتنی موٹی مچھلیاں تیرتی ہوئی آتیں گویا کہ وہ حاملہ ہیں۔ کچھ عرصہ تک یہی صورت حال رہی۔ پھر شیطان نے ان کے ذہنوں میں وسوسہ اندازی کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہفتہ کے دن تمہیں مچھلیاں کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ تو تم ہفتے کے دن انہیں پکڑ لیا کرو اور دوسرے دنوں میں انہیں کھا لیا کرو۔ تو ان میں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 117

ایک گروہ نے اس طرح کیا۔ اور ایک گروہ نے کہا: نہیں۔ بلکہ تمہیں ہفتہ کے دن مچھلیاں کھانے، پکڑنے اور ان کا شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے، پس ان میں سے ایک گروہ نے اپنے آپ کو، بیٹوں اور عورتوں کو اس پر تیار کر لیا اور سیدھی جانب والا گروہ الگ ہو گیا۔ اور بائیں جانب والا گروہ بھی دور ہو کر الگ ہو گیا اور خاموش رہا۔ سیدھی جانب والوں نے کہا: تمہاری ہلاکت ہو......؟ تم اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت نہ دو اور بائیں جانب والے گروہ نے کہا'' تم اس قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے؟'' تو دائیں جانب والے گروہ نے کہا: تاکہ تمہارے رب کے دربار میں معذرت پیش کر سکیں کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا اور شاید وہ ڈرنے لگیں۔ اگر وہ باز آ گئے تو یہ ہمارے لیے پسندیدہ ہے کہ نہ وہ تکلیف میں مبتلا کیے جائیں گے اور نہ ہلاک کیے جائیں گے۔ اور اگر وہ باز نہ آئے تو تمہارے رب کے دربار میں معذرت پیش کر سکیں گے۔ لیکن وہ لوگ گناہ اور غلطی کرتے ہی رہے۔ تو انہیں دائیں جانب والوں نے کہا: اے اللہ کے دشمنو! تم نے اس طرح کیا ہے۔ قسم بخدا! آج کی رات ہم تمہیں تمہارے شہر میں چھوڑ کر جائیں گے اور قسم بخدا! تم صبح کو نہیں دکھائی دو گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صبح تک یا تو زمین میں دھنسا دے گا، یا تم پر پتھروں کی بارش کرے گا، یا اپنے پاس سے کوئی اور عذاب تم پر مسلط کر دے گا۔ چنانچہ انہوں نے جب صبح کی تو آ کر انہوں نے ان کے دروازوں پر دستک دی اور انہیں پکارا۔ مگر انہیں کوئی جواب نہ ملا۔ تو انہوں نے سیڑھی رکھی اور شہر کی فصیل پر ایک آدمی کو چڑھایا۔ اس نے ان کی طرف دیکھا تو کہا: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ کے یہ بندے تو بندر بن چکے ہیں۔ ان کی دمیں لٹک رہی ہیں۔ پھر انہوں نے دروازے کھولے اور ان کے پاس داخل ہوئے۔ تو بندروں نے انسانوں میں سے اپنے رشتہ داروں کو پہچان لیا۔ مگر انسان بندروں میں سے اپنے رشتہ داروں کو نہیں پہچانتے تھے۔ جنہیں بندر بنا دیا گیا تھا جب ان کے پاس انسانوں میں سے کوئی رشتہ دار آتا، تو اس کے کپڑے سونگھتا اور رونے لگتا۔ تو وہ اسے کہتا: کیا ہم نے تمہیں روکا نہیں تھا۔ تو وہ اپنا سر ہلا کر کہتا، ہاں کیوں نہیں۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی'' فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ یَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَ اَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَىٕیْسٍ '''' پھر جب انہوں نے فراموش کر دی جو انہیں نصیحت کی گئی تھی (تو) ہم نے نجات دے دی انہیں جو روکتے تھے برائی سے اور پکڑ لیا ہم نے ان کو جنہوں نے ظلم کیا برے عذاب سے''۔ فرمایا بَىٕیْسٍ کا معنی دردناک اور سخت تکلیف دہ عذاب ہے۔ فرمایا سو میں ان لوگوں کو دیکھتا ہوں جنہوں نے منع کیا کہ وہ نجات پا گئے۔ اور دوسرے جن کا ذکر کیا گیا ہے میں انہیں نہیں دیکھتا۔ اور ہم کئی چیزیں دیکھتے ہیں، ہم ان کا انکار کر دیتے ہیں اور ان کے بارے کچھ نہیں کہتے۔ میں نے کہا: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ پر فدا ہونے کے لیے بنایا ہے۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ انہوں نے ان کے عمل کو ناپسند کیا اور ان کی مخالفت کی اور انہوں نے کہا'' تم اس قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو۔ اللہ جنہیں ہلاک کرنے والا ہے۔'' حضرت عکرمہ کا قول ہے کہ پھر آپ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا، تو میں نے دو موٹے کپڑے پہن لیے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ساحل سمندر پر ایک گاؤں تھا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 96، دارالکتب العلمیہ بیروت

جسے ایلہ کہا جاتا تھا اور ساحل سمندر پر پتھر کے بنے ہوئے دو بت تھے جن کے منہ پانی کی طرف تھے۔ ان میں سے ایک کو لقیم اور دوسرے کو لقمانہ کہا جاتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مچھلیوں کو یہ الہام فرمایا کہ وہ ہفتہ کے دن ان دونوں بتوں کے پاس جائیں، اور گاؤں والوں کو یہ الہام کیا، کہ میں نے مچھلیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہفتہ کے دن ان دونوں بتوں کا قصد کریں۔ چنانچہ تم میں سے کوئی اس دن نہ مچھلیوں سے تعرض کرے اور نہ انہیں روکے اور جب ہفتے کا دن گزر جائے تو پھر تمہارے لیے ان کا شکار کرنا مباح ہے۔ سو جب ہفتے کی فجر طلوع ہوئی تو مچھلیاں تیرتی ہوئی ان بتوں کے پاس آئیں اور کئی پکڑنے والے شکار سے باز نہ رہے۔ اور ہفتے کے دن شہر میں مچھلی عام ہوگئی۔ انہوں نے کہا: ہم ہفتہ کے دن مچھلیاں پکڑیں گے اور اتوار کے دن کھائیں گے۔ چنانچہ جب دوسرا ہفتہ آیا تو پہلے کی نسبت بھی زیادہ مچھلیاں آئیں اور دوسرے ہفتے شہر میں مچھلیوں کی بہتات ہوگئی۔ تو پھر انہیں میں سے ایک جماعت ان کے پاس گئی اور انہیں نصیحت کرتے ہوئے کہا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تو ایک دوسری جماعت نے انہیں یہ کہا تم اس قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے۔ تو انہوں نے کہا تاکہ تمہارے رب کے دربار میں معذرت پیش کر سکیں (کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے) اور شاید وہ ڈرنے لگیں۔ پس انہی ہفتوں میں سے ایک ہفتہ تھا کہ شہر میں مچھلیاں پھیل گئیں۔ تو اس پر برائی سے روکنے والے اٹھے اور انہوں نے کہا: ہم آج کی رات تمہارے ساتھ اس شہر میں نہیں گزاریں گے تو انہیں یہ کہا گیا: اگر تم صبح کر لو تو پھر اپنی اولادوں اور عورتوں کے ساتھ پلٹ آنا، انہوں نے جواب دیا: ہم آج کی رات تمہارے ساتھ اس گاؤں میں نہیں بسر کریں گے۔ اور اگر ہم نے صبح کر لی تو ہم اپنی اولادوں اور ساز و سامان کو تمہارے درمیان سے نکال لیں گے۔ یہ قوم دونوں کناروں پر آباد تھی۔ شام کے وقت انہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے۔ جب انہوں نے صبح کی تو نہ اس قوم کی انہوں نے کوئی آواز سنی، اور نہ کوئی چراغ دیکھا جسے لے کر کوئی گاؤں سے باہر نکلا ہو۔ تو وہ کہنے لگے: اس بستی والوں کو عذاب نے آلیا ہے چنانچہ انہوں نے حال معلوم کرنے کے لیے اپنا ایک آدمی بھیجا۔ جب وہ شہر کے پاس آیا تو دیکھا ابھی ان کے دروازے بند ہیں۔ پھر ایک گھر میں جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا وہ سب بندر بنے ہوئے ہیں۔ عورتیں مؤنث اور مرد مذکر صنف بنے ہوئے ہیں۔ پھر اس نے ایک دوسرے گھر میں جھانکا۔ تو اسی طرح وہاں بھی دیکھا کہ بچے چھوٹے بندر بنے ہوئے ہیں اور بڑے آدمی بڑے بندر بن چکے ہیں۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کی طرف گیا اور جا کر کہا: اے میری قوم! اس گاؤں والوں پر وہ عذاب آچکا ہے جس سے تم انہیں ڈراتے تھے۔ وہ سب بندر بن گئے ہیں اور وہ اپنے دروازے کھولنے کی قدرت بھی نہیں رکھتے۔ چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور انہیں دیکھا کہ وہ سب بندر ہیں۔ ایک آدمی ایک بندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسے کہتا کہ کیا تو فلاں ہے؟ تو وہ اپنے سر سے اشارہ کرتے ہوئے جواب دیتا: ہاں میں وہی ہوں۔ اب وہ رونے لگے۔ تو انہوں نے انہیں کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں برباد کرے، ہم نے تمہیں اسی سے ڈرایا تھا۔ پھر انہوں نے ان کے دروازے کھولے اور وہ نکل کر جنگل کی طرف چلے گئے۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔

روکنے والے نجات پا گئے، نافرمانی کرنے والے ہلاک ہو گئے اور میں یہ نہیں جانتا کہ خاموش رہنے والوں کے ساتھ کیا ہوا؟ (1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم بخدا! اگر میں جانتا ہوتا کہ وہ جماعت جنہوں نے یہ کہا "تم اس قوم کو نصیحت کیوں کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے" وہ برائی سے روکنے والوں کے ساتھ نجات پا گئے ہیں تو میرے نزدیک یہ زیادہ پسندیدہ ہوتا اس سے جس سے کے سبب عدول کیا گیا ہے۔ ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ سرخ اونٹوں کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہوتا لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ وہ عذاب ان تمام پر اکھٹا نازل ہوا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں ان لوگوں کے بارے نہیں جانتا جنہوں نے یہ کہا کہ تم اس قوم کو نصیحت کیوں کرتے ہو؟ کیا انہوں نے نجات پائی یا نہیں؟ سو میں مسلسل آپ کے ساتھ غور وفکر کرتا رہا یہاں تک کہ آپ کو معلوم ہوا کہ وہ نجات پا گئے۔ تو پھر آپ نے مجھے ایک حلہ پہنایا (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان لوگوں کی صورتوں کو مسخ کر کے پتھر بنا دیا گیا جنہوں نے یہ کہا "تم اس قوم کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے"

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ "وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ...... " الآیہ کے متعلق حضرت حسن رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک مچھلی تھی جسے اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن میں حرام کر دیا۔ اور اس کے سوا بقیہ تمام دنوں میں اسے حلال قرار دیا۔ اور وہ اسی دن آتی تھی جس میں اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کر رکھی تھی۔ گویا وہ خالص دودھ ہے جس سے ہر ایک کو روکا جا رہا ہے۔ چنانچہ وہ اسے روکنے اور پکڑنے کی کوشش اور قصد کرنے لگے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ جب کوئی بھی کثرت سے گناہ کا اہتمام کرتا ہے تو وہ اسے کر گزرتا ہے۔ چنانچہ وہ اہتمام کرتے رہے اور اسے روکنے کی کوشش کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ اسے پکڑنے میں کامیاب ہو گئے اور اسے کھا لیا۔ قسم بخدا! وہ سب سے بڑھ کر ثقیل اور نہ ہضم ہونے والا کھانا ہے جس قوم نے کبھی بھی اسے کھایا۔ تو اس نے دنیا میں اسے پریشان اور رسوا باقی رکھا اور آخرت میں اس کی سزا انتہائی شدید اور سخت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی برکتوں کی قسم! اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندۂ مومن کی حرمت مچھلی سے کہیں زیادہ اور بڑھ کر ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے قیام ساعت کا وعدہ کر رکھا ہے اور قیامت کا دن انتہائی شدید اور سخت تکلیف دہ ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک آدمی کو پکڑا جو ہفتے کے دن لکڑیاں اٹھائے جا رہا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ہفتہ کا دن منا رہے تھے۔ تو آپ نے اسے سولی چڑھا دیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے ہفتے کے دن لکڑیاں چنیں اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 117
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 114
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 118

حضرت داؤد علیہ السلام ہفتہ کا دن منا رہے تھے۔ تو آپ نے اسے سولی دے دی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں نے حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ حفظ کیا تھا کہ '' بِعَذَابٍ بَىِٕيْسٍ '' فعیل کے وزن پر ہے، پھر اس کے بارے مجھے شک لاحق ہو گیا، تو میں نے حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس روایت کو چھوڑ دیا۔ اور اعمش سے '' بِعَذَابٍ بَىِٕيْسٍ '' بروزن فعیل روایت شروع کر دی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے '' بِعَذَابٍ بَىِٕيْسٍ '' کے متعلق فرمایا کہ اس عذاب میں کوئی رحمت (اور نرمی) نہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ '' بِعَذَابٍ بَىِٕيْسٍ '' کا معنی ہے دردناک اور تکلیف دہ عذاب (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اس کا معنی ہے انتہا سخت تکلیف دینے والا عذاب۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے ہفتہ کے دن حد سے تجاوز کیا تو انہیں تین آوازوں میں پکارا گیا۔ ایک بار آواز دی گئی: اے گاؤں کے رہنے والو! تو ان میں سے ایک گرا بیدار ہو گیا۔ پھر آواز دی گئی اے بستی والو! تو پہلے کی نسبت زیادہ طائفہ بیدار ہو گیا۔ پھر تیسری بار ندا دی گئی اے اس شہر کے باسیو! تو اس آواز کے ساتھ مرد، عورتیں اور بچے سب کے سب بیدار ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا '' كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ '' راندے ہوئے بندر ہو جاؤ۔ سو وہ لوگ جنہوں نے انہیں منع کیا تھا وہ ان پر داخل ہوتے اور انہیں کہتے اے فلاں کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کیا تھا؟ تو وہ اپنے سر ہلا کر جواب دیتے ہاں کیوں نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور ماہان حنفی رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب ان کی صورتوں کو مسخ کر دیا گیا۔ تو ہر آدمی کو آدمی کے مشابہ بندر بنا دیا گیا۔ سو جب اسے کہا جاتا کیا تو فلاں ہے؟ تو وہ اپنے ہاتھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا کہ یہ میرے ہاتھوں کا کیا دھرا ہے۔

ابن بطہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ایسے کاموں کا ارتکاب مت کرو جن کا ارتکاب یہودیوں نے کیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو ادنیٰ سے حیلہ کے ساتھ حلال سمجھنے لگو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن عبد العزیز العمری سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے کہا کہ تم انہیں حکم دیتے ہو جو وہ آپ سے قبول نہیں کریں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا: تا کہ (اللہ تعالیٰ کے دربار میں) معذرت پیش کر سکوں (کہ میں نے اپنا فرض ادا کیا) اور پھر یہ آیت پڑھی '' قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ ''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 121

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ښ وَ اِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۡ وَ بَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَ السَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾

"اور یاد کرو جب اعلان کر دیا آپ کے رب نے کہ ضرور بھیجتا رہے گا ان پر روز قیامت تک ایسے (جابر) جو چکھائیں گے انہیں بڑا عذاب، بے شک آپ کا رب جلدی عذاب دینے والا ہے اور بے شک وہ غفور رحیم (بھی) ہے اور ہم نے بانٹ دیا انہیں زمین میں کئی گروہوں میں ان میں سے کچھ نیک ہیں اور کچھ اور طرح ہیں اور ہم نے آزمایا انہیں نعمتوں اور تکلیفوں کے ساتھ تا کہ وہ (اللہ تعالیٰ) کی طرف رجوع کریں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ " وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ...... الآیہ" کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ جن کے پاس اللہ تعالیٰ روز قیامت تک ایسے جابر بھیجتا رہے گا جو انہیں بڑا عذاب چکھائیں گے، وہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کی قیامت تک آنے والی امت ہے۔ اور سُوْٓءَ الْعَذَابِ سے مراد جزیہ ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی مذکورہ آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان لوگوں سے مراد یہود ہیں، ان پر عربوں کو مسلط کیا گیا اور وہ ان سے خراج وصول کرنے لگے۔ اور یہی خراج بڑا عذاب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی نبی نے خراج وصول نہیں کیا۔ آپ نے تیرہ برس تک خراج لیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا۔ اور حضور نبی رحمت ﷺ نے بھی نہیں لیا۔ اور ارشاد باری تعالیٰ " وَ قَطَّعْنٰهُمْ...... الآیہ" کے بارے انہوں نے فرمایا کہ اس میں بھی یہود کا تذکرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں پھیلا دیا اور زمین میں کوئی حصہ باقی نہ رہا جس میں یہودیوں کی کوئی چھوٹی جماعت یا بڑا گروہ موجود نہ ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ " وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ" کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ کے رب نے یہ اعلان کیا کہ وہ یہود و نصاریٰ پر روز قیامت تک بھیجتا رہے گا، ایسے (جابر) جو انہیں بڑا عذاب چکھائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا جو ان سے جزیہ وصول کرتے ہیں حالانکہ وہ تھوڑے ہیں۔ اور ہم نے (یہود) کو زمین میں کئی گروہوں میں بانٹ دیا۔ (فرمایا) (یہود) میں سے کچھ نیک ہیں اور وہ مسلمان اہل کتاب ہیں اور کچھ ان کے سوا ہیں یعنی وہ یہودی ہیں۔ اور ہم نے انہیں نعمتوں یعنی خوشحالی اور عافیت اور تکلیفوں یعنی آزمائشوں اور سزا کے ساتھ آزمایا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 123
2۔ ایضاً جلد 9، صفحہ 25-123

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے کہا: کہ قول باری تعالیٰ " وَ قَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا " میں امم سے مراد کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد گروہ اور فرقے ہیں۔ اور بطور استشہاد بشر بن ابی حازم کا یہ شعر بیان کیا:

مِنْ قَيْسِ غَيْلَانَ فِي ذَوَائِبِهَا ... مِنْهُمْ وَهُمْ بَعْدَ قَادَةِ الْاُمَمِ

" وہ قیس غیلان سے ہیں اور انہیں میں سے کچھ پہاڑ کی چوٹیوں پر موجود ہیں اور یہی لوگ بعد میں جماعتوں کے قائد بنے "۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آیت طیبہ میں بِالْحَسَنٰتِ سے مراد خوشحالی اور شادابی ہے اور السَّيِّاٰتِ سے مراد قحط سالی ہے۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَ يَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَ دَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۷۰﴾

" پھر جانشین بنے ان کے بعد وہ ناخلف جو وارث ہوئے کتاب کے، وہ لیتے ہیں مال اس دنیا کا اور (بایں ہمہ) کہتے ہیں کہ ضرور بخش دیا جائے گا ہمیں۔ اور اگر آجائے ان کے پاس اور مال اس جیسا تو لے لیں اسے بھی۔ کیا نہیں لیا تھا ان سے پختہ وعدہ کتاب میں کہ نہ منسوب کریں اللہ کی طرف کوئی بات سوائے حق کے اور پڑھ لیا انہوں نے جو کتاب میں تھا؟ اور دار آخرت بہتر ہے ان کے لیے جو متقی ہیں۔ تو کیا تم (اتنا) بھی نہیں سمجھتے اور جنہوں نے مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے کتاب کو اور قائم کیا نماز کو۔ بے شک ہم ضائع نہیں کریں گے اجر اصلاح کرنے والوں کا "۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے سوال کیا گیا " **فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى** " تو آپ نے فرمایا: اس میں ان اقوام کا ذکر ہے جو دنیا کی طرف متوجہ ہو کر اسے خوب کھاتے ہیں اور قرآن کریم کی رخصتوں کی پیروی کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہمیں ضرور بخش دیا جائے گا۔ دنیا کی جو شے بھی ان کے سامنے آتی ہے وہ اسے پکڑ لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہمیں ضرور بخش دیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ'' سے مراد نصاریٰ ہیں۔ اور ''یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی'' کے بارے فرمایا کہ دنیا کی جو چیز بھی انہیں پیش آجائے چاہے وہ حلال ہو یا حرام، وہ اس کے حریص ہو کر اسے لے لیتے ہیں اور تمنا مغفرت کی کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر اس کی مثل کوئی دوسری چیز پالیں تو اسے بھی لے لیتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ''فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ...... الآیہ'' کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جن چیزوں تک وہ پہنچیں انہیں لے لیتے ہیں اور جنہیں چاہیں چھوڑ دیتے ہیں چاہے وہ حلال ہوں یا حرام اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں ضرور بخش دیا جائے گا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: خلف سے مراد ناخلف، نااہل وارث ہیں۔ ''وَّرِثُوا الْكِتٰبَ'' یعنی وہ ناخلف کتاب کے وارث ہوئے اپنے ان انبیاء و رسل علیہم السلام کے بعد جنہیں اللہ تعالیٰ نے کتاب عطا فرمائی اور ان سے عہد و پیمان لیے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ ''یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی وَ یَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا'' کے بارے فرمایا: یہ ان کی ایسی آرزوئیں اور خواہشیں ہیں جن کی تمنا انہوں نے اللہ تعالیٰ (کی منشا اور مرضی) کے خلاف کی اور یہ ایسا فریب اور دھوکہ ہے جس کے سبب وہ دھوکہ اور فریب میں مبتلا رہتے ہیں ''وَ اِنْ یَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ یَاْخُذُوْهُ'' یعنی کوئی شے بھی انہیں کسی شے سے مشغول نہیں کرتی، اور نہ کوئی شے انہیں اس دنیا سے روکتی ہے۔ بلکہ جب بھی دنیا کی کوئی شے ان کے پاس آجائے تو وہ اسے لے لیتے ہیں اور قطعاً یہ پرواہ نہیں کرتے کہ یہ شے حلال ہے یا حرام۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور علامہ بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ ارشاد خداوندی ''یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰی وَ یَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا'' کے ضمن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اعمال گناہوں کے کرتے ہیں۔ اور کہتے یہ ہیں کہ ہمیں ضرور بخش دیا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت عطار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سامان دنیا میں سے جو بھی ان کے پاس آجائے وہ اسے لے لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں: ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور اس کی طرف رجوع (توبہ) کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل کسی کو بھی قاضی مقرر نہیں کرتے تھے مگر ایسے شخص کو جو فیصلہ کرتے وقت رشوت لیتا۔ پھر جب اسے اس کے بارے کہا جاتا تو وہ کہتا مجھے بخش دیا جائے گا۔

امام ابوالشیخ نے مجلد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے سینے قرآن سے خالی ہو جائیں گے اور وہ اس طرح گرنے لگیں گے اور بوسیدہ ہو جائیں گے جیسے کپڑے بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے لیے کوئی حلاوت اور لذت نہیں پائیں گے۔ جن امور کے بجالانے کا انہیں حکم دیا گیا اگر وہ ان میں کوتاہی کریں گے، تو ساتھ یہ کہیں گے بے شک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 128

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 161، دارالصمیعی الریاض

اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اگر ان کاموں کا ارتکاب کریں گے جن سے انہیں منع کیا گیا۔ تو ساتھ یہ کہیں گے ہمیں بخش دیا جائے گا، بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ان کے تمام تر امور میں طمع اور لالچ ہوگا اور اس میں خوف نہیں ہوگا۔ وہ بھیڑیوں کے دلوں پر بھیڑوں کے چمڑے پہنا دیں گے۔ ان میں سے افضل فی نفسہ دھوکا باز ہوگا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مومن یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے فرمادیا ہے ویسے ہی ہے۔ بندہ مومن انتہائی حسین عمل کرتا ہے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر دل میں خوف رکھتا ہے مگر وہ اس مال میں سے پہاڑ بھی خرچ کر ڈالے جو ریا کاری اور دکھاوے سے محفوظ ہو۔ تو وہ بھی اس کی صلاح، نیکی اور عبادت میں اضافہ نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کے خوف میں اضافہ کر دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کیا میں نجات پا جاؤں گا؟ اور منافق یہ کہتا ہے: عوام الناس بہت زیادہ ہیں۔ مجھے بخش دیا جائے گا۔ میرے لیے کوئی حرج نہیں۔ سو وہ اعمال برے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تمنا اس کے برعکس کی کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے "اَلَمۡ یُؤۡخَذۡ عَلَیۡهِمۡ مِّیۡثَاقُ الۡکِتٰبِ اَنۡ لَّا یَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ" کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ اپنے ایسے گناہوں کی بخشش کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے جن کا ارتکاب بار بار مسلسل کرتے ہیں اور ان سے توبہ نہیں کرتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے "وَدَرَسُوۡا مَا فِیۡهِ" کے بارے فرمایا کہ جو کچھ انہوں نے کتاب میں پڑھا جہالت کے سبب انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے "وَالَّذِیۡنَ یُمَسِّکُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ" کی تفسیر میں حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت ان میں سے اہل ایمان کے لیے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا "وَالَّذِیۡنَ یُمَسِّکُوۡنَ بِالۡکِتٰبِ" کا معنی ہے یہود و نصاریٰ میں سے جنہوں نے کتاب کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا: مذکورہ آیت میں کتاب سے مراد وہ کتاب ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے۔

وَ اِذۡ نَتَقۡنَا الۡجَبَلَ فَوۡقَهُمۡ کَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّ ظَنُّوۡۤا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمۡ ۚ خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّةٍ وَّ اذۡکُرُوۡا مَا فِیۡهِ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۷۱﴾

"اور جب ہم نے اٹھایا پہاڑ ان کے اوپر اس طرح گویا وہ سائبان ہے اور خیال کرنے لگے کہ وہ ضرور گر پڑے گا ان پر (ہم نے کہا) پکڑ لو جو ہم نے دیا ہے تمہیں (پوری) قوت سے اور یاد رکھو جو اس میں ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 130

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے علی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: آیت کریمہ میں "وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ" کا معنی ہے رَفَعْنَاهُ یعنی جب ہم نے پہاڑ ان کے اوپر اٹھایا۔ جیسا کہ یہ ارشاد ہے "وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ" (النساء: 154) اور فرمایا "خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ" (پکڑ لو جو ہم نے دیا ہے تمہیں (پوری) قوت سے) ورنہ میں اس (پہاڑ) کو تم پر چھوڑ دوں گا (یعنی تمہارے اوپر اس پہاڑ کو گرا دوں گا)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ "اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ" کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے سروں پر ملائکہ نے پہاڑ کو اوپر اٹھا لیا اور ان سے یہ کہا گیا "خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ" کہ جو ہم نے تمہیں دیا ہے اسے پوری قوت سے پکڑ لو۔ تو جب وہ پہاڑ کی طرف دیکھتے تو کہتے: ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور جب کتاب کی طرف دیکھتے تو کہتے: ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بالیقین جانتا ہوں کہ یہود نے اس حرف پر سجدہ نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ" فرمایا تم میرے حکم کو ضرور بہ ضرور پکڑ لو ورنہ میں تم پر یہ پہاڑ پھینک دوں گا، تو انہوں نے سجدہ کیا اور ساتھ ہی پہاڑ کی طرف اس خوف سے دیکھ رہے تھے کہ وہ ان پر گر نہ جائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسی سجدہ کو پسند کر لیا اور انہوں نے اسے ہی اختیار کر لیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک یہودی اور ایک عیسائی حاضر ہوا۔ تو آپ نے یہودی سے کہا: کس شے نے تمہیں یہ دعوت دی کہ تم اپنی پیشانیوں کے ساتھ سجدہ کرو؟ تو اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیا جواب دے۔ تو آپ نے فرمایا: تم نے اپنی پیشانیوں کے ساتھ اس ارشاد خداوندی کے سبب سجدہ کیا "وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ" سو تم پیشانیوں کے بل گر گئے اور پہاڑ کی جانب دیکھ رہے تھے۔ اور آپ نے نصرانی کو کہا۔ تم نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے مشرق کی طرف سجدہ کیا: اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ (مریم) "جب وہ الگ ہو گئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے اس آیت میں جس پہاڑ کا ذکر ہے وہ جبل طور ہے، اسے ہی بنی اسرائیل پر اٹھایا گیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ "وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ" کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس طرح مکھن نکالا جاتا ہے ہم نے پہاڑ کو نکال لیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ثابت بن حجاج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات مکمل طور پر ایک ہی بار ان پر نازل ہوئی تو یہ ان پر گراں گزری۔ تو انہوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو ان پر سائبان کی مثل کھڑا کر دیا۔ تو پھر انہوں نے تورات کو لے لیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 131

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ''وَ اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ'' کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو اپنی بنیادوں سے اکھیڑ کر ان کے سروں کے اوپر کھڑا کر دیا، اور پھر فرمایا: تم میرے حکم کو پکڑ لو ورنہ میں اس پہاڑ کو تم پر پھینک دوں گا۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شہنشاہ روم ہرقل نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط تحریر کیا۔ اس میں وہ آپ سے استفسار کرتا ہے۔ شے اور لاشے کے بارے میں، اپنے دین کے بارے میں جس کے سوا اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرے گا، مفتاح الصلوٰۃ کیا ہے، جنت میں لگائی جانے والی چیز کیا ہے، ہر شے کی صلوٰۃ کیا ہے۔ ایسی چار چیزوں کے بارے پوچھا جن میں روح ہے اور انہوں نے مردوں کی صلبوں اور عورتوں کی رحموں میں کوئی حرکت نہیں کی۔ ایسے آدمی کے بارے سوال کیا جس کا باپ نہیں، ایسے آدمی کے بارے پوچھا جس کی کوئی قوم نہیں اور ایسی قبر کے بارے پوچھا جو صاحب قبر کے ساتھ چلی۔ قوس قزح کیا ہے؟ اور وہ کون ساخطۂ زمین ہے جس پر صرف ایک بار سورج طلوع ہوا، نہ اس سے پہلے اس پر طلوع ہوا اور نہ اس کے بعد ہوگا۔ ایسے کوچ کرنے والے کے بارے پوچھا جس نے ایک بار کوچ کیا، نہ اس سے پہلے کوچ کیا اور نہ اس کے بعد کرے گا اور ایسے درخت کے بارے استفسار کیا جو بغیر پانی کے اگا۔ ایسی شے کے بارے سوال کیا جو سانس لیتی ہے حالانکہ اس میں روح نہیں۔ اور الیوم، امس، غد اور بعد غد کے بارے پوچھا کہ کلام میں ان کے اجزاء کیا ہیں۔ گرج، بجلی اور اس کی آواز کے بارے استفسار کیا۔ کہکشاں اور چاند میں دکھائی دینے والے سیاہ داغ کے بارے استفسار کیا، کہ یہ سب کیا ہے؟ تو آپ سے کہا گیا: یہ آپ کے بس کی بات نہیں۔ کیوں کہ اس کے خط کا جواب لکھنے میں کسی شے میں آپ سے خطا ہوگئی تو وہ اسی کے بارے آپ کو طعنہ دے گا۔ اس لیے آپ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف لکھ بھیجیں۔ سو آپ نے ان کی طرف لکھ بھیجا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس خط کا جواب تحریر کیا۔ آپ نے لکھا: تم نے شے کے بارے سوال کیا ہے۔ تو وہ پانی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ (الانبیاء: 30) اور رہی لاشے تو وہ دنیا ہے کیونکہ وہ ہلاک ہو جائے گی اور فنا ہو جائے گی۔ اور وہ دین جس کے سوا اللہ تعالیٰ کوئی اور قبول نہیں کرے گا وہ لا الہ الا اللہ ہے اور مفتاح الصلوٰۃ اللہ اکبر ہے۔ غرس الجنت کے بارے پوچھا تو وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔ تم نے پوچھا ہر شے کی صلوٰۃ کیا ہے۔ تو وہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے اور وہ چار جن میں روح ہے مگر انہوں نے مردوں کی اصلاب اور عورتوں کی رحموں میں حرکت نہیں کی۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت حوا علیہا السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور وہ دنبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السلام کی جگہ قربان کیا (1)۔ اور وہ آدمی جس کا باپ نہیں وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔ وہ آدمی جس کی کوئی قوم نہیں وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور وہ قبر جو صاحب قبر کے ساتھ چلی اس سے مراد وہ مچھلی ہے جو حضرت یونس علیہ السلام کو لے کر سمندر میں چلتی رہی۔ رہی قوس قزح، تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنے بندوں کے لیے غرق ہونے سے امان ہے۔ اور وہ ٹکڑا زمین جس پر ایک بار سورج

1۔ راجح قول یہ ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے ضیاء القرآن، سورۂ صافات، آیت نمبر 103 کا حاشیہ۔

طلوع ہوا نہ اس سے پہلے اس پر سورج طلوع ہوا اور نہ پھر اس کے بعد۔ تو اس سے مراد سمندر کا وہ مقام ہے جہاں سے وہ بنی اسرائیل کے لیے دولخت ہوا تھا۔ اور وہ کوچ کرنے والا جس نے ایک بار کوچ کیا نہ اس سے پہلے کوچ کیا اور نہ بعد تو وہ جبل طور سیناء ہے۔ اس کے اور ارض مقدسہ کے درمیان چار راتوں کی مسافت تھی۔ جب بنی اسرائیل نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے نور کے دو پروں کے ساتھ اڑایا جس میں عذاب کی علامات تھیں اور اسے ان پر سایہ فگن کر دیا۔ اور ایک ندا دینے والے نے انہیں ندا دی، اگر تم نے تورات کو قبول کر لیا تو میں اسے تم سے اٹھا لوں گا، ورنہ میں اسے تم پر پھینک دوں گا، سو انہوں نے معذور ہو کر تورات کو لے لیا، تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو اپنی جگہ پر واپس لوٹا دیا۔ اسی کا تذکرہ اس ارشاد میں کیا '' وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ '' الآیہ۔ اور وہ درخت جو بغیر پانی کے اگا اس سے مراد بغیر تنے کے وہ بیل ہے جو حضرت یونس علیہ السلام پر اگی تھی۔ اور وہ شے جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے وہ صبح ہے۔ جیسے ارشاد خداوندی ہے وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ (التکویر) '' اور قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لے''۔ رہا سوال الیوم کا تو یہ عمل ہے، اور امس یہ مثل ہے اور غد یہ اجل (موت) ہے اور بعد غد یہ امل (امید، آرزو) ہے رہی برق (بجلی) تو اس سے مراد فرشتوں کے ہاتھوں میں وہ کوڑے ہیں جن کے ساتھ بادلوں کو پیٹا جاتا ہے۔ اور رعد، اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں کو چلاتا ہے اور اس کی آواز اس کی جھڑک ہوتی ہے۔ اور کہکشاں یہ آسمان کے دروازے ہیں اور انہی سے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور چاند میں جو سیاہ داغ دکھائی دیتا ہے تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ (الاسراء: 12) '' اور ہم نے بنایا ہے رات اور دن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں اور ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو''۔ اگر وہ داغ نہ ہوتو نہ رات کو چاند سے پہچانا جائے اور نہ دن کو رات سے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیصر کی طرف خط بھیجا، اس کی طرف سوالات کے جوابات لکھ بھیجے۔ تو قیصر روم نے کہا: نبی یا نبی کی اہل بیت میں سے کسی آدمی کے سوا یہ کوئی نہیں جانتا۔ '' فَقَالَ قَيْصَرُ: مَا يَعْلَمُ هٰذَا اِلَّا نَبِيٌّ اَوْ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ نَبِيٍّ '' واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۛۚ شَهِدْنَا ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

'' اور (اے محبوب!) یاد کرو جب نکالا آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو اور گواہ بنا دیا خود ان کو ان کے نفسوں پر (اور پوچھا) کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب؟ سب نے کہا بے شک تو ہی ہمارا رب ہے، ہم نے

گواہی دی (یہ اس لیے ہوا) کہ کہیں تم یہ نہ کہو روز حشر کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے یا یہ نہ کہو کہ شرک تو صرف ہمارے باپ دادا نے کیا تھا (ہم سے) پہلے اور ہم تو تھے ان کی اولاد ان کے بعد تو کیا تو ہمیں ہلاک کرتا ہے اس شرک کی وجہ سے جو کیا تھا باطل پرستوں نے اور اسی طرح ہم مفصل بیان کرتے ہیں نشانیاں تاکہ وہ (ان میں غور کریں) اور کفر سے باز آجائیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ "وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ ...... الآیہ" کے متعلق روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان سے یہ عہد لیا کہ وہ ان کا رب ہے اور ان کی عمر، رزق اور مصیبت کے بارے لکھ دیا پھر ان کی پشت سے چیونٹیوں کی طرح ان کی اولاد نکالی اور ان تمام سے یہ عہد لیا کہ وہ ان کا رب ہے۔ پھر ان کی عمریں، رزق اور مصائب لکھ دیئے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت سے ان کی اولاد کو چیونٹیوں کی مثل نکالا۔ پھر انہیں ان کے ناموں کے ساتھ پکارا اور کہا: یہ فلاں بن فلاں ہے، یہ ایسے ایسے عمل کرے گا۔ یہ فلاں بن فلاں ہے، یہ ایسے ایسے عمل کرے گا۔ پھر انہیں اپنے دست قدرت کے ساتھ دونوں مٹھیوں میں پکڑا اور فرمایا یہ جنت میں ہوں گے اور یہ جہنم میں ہوں گے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہم اللہ نے السنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ پھر ان کی پشت سے چیونٹیوں کی مثل اولاد نکالی اور پھر ان سے کہا تمہارا رب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا اللہ ہمارا رب ہے۔ پھر انہیں آپ کی پشت میں واپس لوٹا دیا یہاں تک کہ قیامت قائم ہونے تک وہ سب پیدا ہوں گے جن سے میثاق لیا گیا، نہ ان میں زیادتی کی جائے گی اور نہ ہی ان میں کمی کی جائے گی (3)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو (زمین پر) اتارا گیا، تو اس وقت آپ کو دحناء (جگہ کا نام) میں اتارا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی پشت کو مس فرمایا اور اس سے ان تمام ارواح کو نکالا، جنہیں قیامت تک اس نے پیدا فرمانا تھا۔ پھر ان سے فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ان تمام نے عرض کی: کیوں نہیں۔ ہاں تو ہمارا رب ہے۔ پس اس دن قلم وہ سب کچھ لکھ کر خشک ہو گیا جو یوم قیامت تک ہونے والا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کو مس فرمایا اور ان کی پیٹھ سے قیامت تک پیدا ہونے والی ان کی اولاد کو نکالا اور پھر ان سے یہ میثاق لیا کہ وہ ان کا رب ہے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح جواب دیا کہ جب کسی کافر اور کسی دوسرے سے یہ سوال کیا جاتا ہے، تیرا رب کون ہے؟ تو وہ یہی کہتا ہے اللہ۔ یعنی میرا رب اللہ ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 134، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 136
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 98، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور لا لکائی رحمہم اللہ نے السنۃ میں بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ کے ضمن میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو اس طرح نکالا جیسے سر سے کنگھی نکالی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مندہ نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا، گویا کہ وہ پانی کی موج میں آنے والی چیونٹیاں ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں دست قدرت کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کے کندھے پر ضرب لگائی تو اس سے موتیوں کی مثل چمکتی ہوئی اولاد ہتھیلی میں نکلی۔ تو فرمایا یہ جنت کے لیے ہیں۔ پھر دوسرے دست قدرت کے ساتھ بائیں کندھے پر ضرب لگائی۔ تو اس سے کوئلے کی مثل سیاہ اولاد نکلی۔ تو فرمایا: یہ آگ کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ فرمایا: اسی کا ذکر اس آیت میں ہے وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ (الاعراف:179) ''اور بے شک ہم نے پیدا کیے جہنم کے لیے بہت سے جن اور انسان''۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کو مس فرمایا۔ آپ اس وقت عرفات کے پہلو میں وادیٔ نعمان میں تھے اور اس سے ان تمام ارواح کو نکالا جنہیں قیامت تک پیدا فرمانا ہے پھر ان سے میثاق لیا اور یہ آیت تلاوت کی: ''اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ'' آپ نے اس آیت کو اسی طرح یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الکریم بن ابی امیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے چیونٹیوں کی طرح (اولاد) نکالی گئی۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ارواح نے اپنے اجساد کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے اور اس کی معرفت کا اقرار کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارواح کو اجساد کی تخلیق سے پہلے پیدا فرمایا اور ان سے میثاق لیا۔

امام ابن عبد البر نے التمہید میں سدی کی سند سے ابو مالک اور ابو صالح رحمہم اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مرۃ الہمدانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے دیگر کئی افراد نے ارشاد باری تعالیٰ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ کے متعلق فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا تو انہیں آسمان سے نیچے اتارنے سے پہلے ان کی پشت کی دائیں جانب کو مس فرمایا اور اس سے موتیوں کی طرح چمکتی ہوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 134 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 140

اولاد کو باہر نکالا اور وہ چیونٹیوں کی ہیئت میں تھی۔ اور انہیں فرمایا: تم میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر پشت کی بائیں جانب کو مس فرمایا اور اس سے چیونٹیوں کی طرح سیاہ رنگ میں اولاد نکالی اور انہیں کہا: تم جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ سو اس لیے اللہ تعالیٰ نے اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال فرمایا۔ پھر ان سے میثاق لیا اور فرمایا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوْا بَلٰى (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا بے شک تو ہی ہمارا رب ہے) اس کے سبب دو گروہ معرض وجود میں آئے، ایک گروہ پیروی کرنے والوں کا، جنہوں نے پسند اور رضامندی سے قَالُوْا بَلٰى کہا۔ اور دوسرا گروہ ان کا جنہوں نے تقیہ کی بنا پر مجبوراً بغیر رضامندی کے یہ اقرار کیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ نے کہا شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ " ہم نے گواہی دی (یہ اس لیے ہوا) کہ کہیں تم یہ نہ کہو روز حشر کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے، یا یہ نہ کہو کہ شرک تو صرف ہمارے باپ دادا نے کیا تھا (ہم سے) پہلے"۔ صحابہ کرام نے کہا: کہ اولاد آدم میں سے کوئی بھی نہیں مگر وہ پہچانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے۔ اسی لیے یہ ارشاد خداوندی ہے وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا (العمران: 83)" حالانکہ اس کے حضور سر جھکا دیا ہے ہر چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوری سے"۔ اور یہ ارشاد گرامی بھی ہے قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ (الانعام) " آپ فرمائیے اللہ ہی کے لیے کامل دلیل ہے سو اگر وہ چاہتا تو ہدایت فرماتا تم سب کو"۔ یعنی میثاق لینے کے دن۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اہل مدینہ میں سے ایک آدمی ابو محمد سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس نے کہا: میں نے ارشاد ربانی " وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ " کے متعلق حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جس طرح تو نے مجھ سے سوال کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا اور ان میں روح پھونکی، پھر انہیں بٹھایا اور اپنے دائیں دست قدرت کے ساتھ ان کی پشت کو مس کیا اور اس سے اولاد نکالی اور فرمایا اس اولاد کو میں نے جنت کے لیے پیدا کیا ہے، پھر دوسرے دست قدرت کے ساتھ اس کی پشت کو مس کیا۔ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں اور فرمایا اس اولاد کو میں نے جہنم کے لیے پیدا کیا ہے۔ یہ وہ اعمال کرتے رہیں گے جو میں نے چاہے۔ پھر میں ان کا خاتمہ برے اعمال کے ساتھ کروں گا اور انہیں جہنم میں داخل کر دوں گا (1)۔

امام عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد المسند میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مندہ نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں، لالکائی، ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۙ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ کے ضمن میں کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 136

علیہ السلام کی پشت سے ان کی تمام اولاد کو نکالا، تو ارواح کو ان کی صورتوں میں رکھا، پھر انہیں قوت گویائی عطا فرمائی، چنانچہ انہوں نے گفتگو کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے عہد و میثاق لیا۔ اور خود انہیں ان کے نفسوں پر گواہ بناتے ہوئے ان سے پوچھا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو ان سب نے کہا: بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تم پر سات آسمانوں کو گواہ بنا رہا ہوں اور تم پر تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو گواہ بنا رہا ہوں۔ تاکہ قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہمیں تو اس کے بارے علم نہیں تھا۔ تم جان لو بلاشبہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے بغیر کوئی رب نہیں۔ تم میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ میں عنقریب تمہاری طرف اپنے رسول بھیجوں گا، وہ تمہیں میرا عہد و میثاق یاد دلائیں گے اور میں تم پر کتابیں نازل کروں گا۔ سب نے جواب دیا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ بلاشبہ تو ہی ہمارا رب اور ہمارا اللہ ہے تیرے سوا نہ کوئی ہمارا رب ہے اور نہ ہی کوئی الٰہ ہے۔ پس ان تمام نے اقرار کر لیا۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کو ان پر بلند کیا گیا تاکہ آپ ان کی طرف دیکھ لیں۔ چنانچہ آپ نے غنی و فقیر اور حسین و جمیل صورت رکھنے والوں اور ان کے سوا دوسرے افراد کو دیکھا۔ تو کہا: اے میرے رب! تو نے اپنے بندوں کے مابین مساوات قائم کیوں نہیں کی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے یہ پسند کیا ہے کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ آپ نے ان میں انبیاء علیہم السلام کو دیکھا، جو چراغوں کی مثل منور اور روشن تھے۔ ان سے نبوت و رسالت کے بارے میں خصوصی علیحدہ میثاق لیا گیا کہ وہ پیغام حق اللہ تعالیٰ کے بندوں تک پہنچائیں گے۔ اس کا ذکر اس ارشاد میں ہے: وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ (الاحزاب: 7) الآیہ۔ اسی طرح ارشاد خداوندی ہے: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا (الروم: 30) ''اللہ کے دین کو جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے''۔ اسی کے بارے یہ ارشاد بھی ہے: وَ مَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَ اِنْ وَّجَدْنَاۤ اَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ (الاعراف) ''اور نہ پایا ہم نے ان کی اکثریت کو وعدہ کا پابند اور ضرور پایا ان میں سے بہتوں کو حکم عدولی کرنے والا''۔ اسی کے بارے مزید کہا فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ (الاعراف: 101) ''اور نہ ہوا یہ کہ ایمان لائے اس پر جس کو جھٹلا چکے تھے اس سے پہلے''۔ فرمایا: اس دن اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کون اسے جھٹلائے گا اور کون اس کی تصدیق کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح بھی ان ارواح میں موجود تھی جن سے حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں عہد و میثاق لیا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے (جبرئیل علیہ السلام کو) حضرت مریم علیہا السلام کی طرف بشر کی صورت میں بھیجا۔ پس وہ اس کے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ حضرت ابی نے کہا: وہ روح حضرت مریم علیہا السلام کے منہ سے ان کے اندر داخل ہوئی (1)۔

حضرت امام مالک نے موطا میں، امام احمد، عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، آجری نے الشریعہ میں، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مسلم بن یسار جہنی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ''وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ'' الآیہ کے بارے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 137

انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ سے سنا کہ آپ سے اسی کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر اپنے دست قدرت کے ساتھ ان کی پشت کو مس فرمایا اور اس سے ان کی اولاد کو نکالا اور فرمایا: میں نے انہیں جنت کے لیے اور ایسے اعمال کے ساتھ پیدا کیا ہے جو اعمال اہل جنت کرتے ہیں۔ پھر ان کی پشت کو مس کیا اور اس سے اولاد کو نکالا۔ اور فرمایا: میں نے انہیں جہنم کے لیے اور ایسے اعمال کے ساتھ پیدا کیا ہے جو اعمال اہل جہنم کریں گے۔ تو ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو پھر عمل کی کیا حیثیت ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو جنت کے لیے پیدا فرماتا ہے تو پھر اس سے اہل جنت کے اعمال کراتا ہے یہاں تک کہ اہل جنت جیسے اعمال کرتے ہوئے اسے موت آجاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادے گا۔ اور جب کسی کو جہنم کے لیے پیدا کرتا ہے تو پھر اس سے اہل جہنم کے اعمال کی مثل اعمال کراتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایسے اعمال کرتے کرتے اسے موت آجاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کردے گا(1)۔

امام احمد، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے عرفہ کے دن وادی نعمان میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد نکال کر میثاق لیا اور آپ کی صلب سے اس ساری اولاد کو نکالا جسے پیدا فرمانا تھا اور اسے آپ کے سامنے چیونٹیوں کی طرف بکھیر دیا۔ پھر ان سے یہ کہہ کر کلام فرمایا: اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مندہ رحمہما اللہ نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ"۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے اولاد کو اس طرح نکالا جیسے سر سے کنگھی نکالی جاتی ہے اور انہیں فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى۔ تو ملائکہ نے کہا شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (ہم نے گواہی دی (یہ اس لیے ہوا) کہ کہیں تم یہ نہ کہو روز حشر کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے)(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن مندہ، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کو مس فرمایا، تو اس سے وہ تمام روحیں باہر آئیں جنہیں قیامت تک اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمانا ہے اور آپ کی پسلیوں میں سے ایک کو اکھیڑا، تو اس سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا فرمایا۔ پھر ان سے یہ عہد لیا "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى" (کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا کیوں نہیں تو ہمارا رب ہے) پھر بنی آدم میں سے ہر روح نے اس کا نور اپنے چہرے پر کھینچا اور اللہ تعالیٰ نے اسے ایسی آزمائش میں ڈال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 136 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 133 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 135

دیا، جو اس کے لیے لکھ دی کہ وہ اسے دنیا میں طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کردے گا پھر ان تمام کو حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پیش کیا اور فرمایا: اے آدم! یہ تیری اولاد ہے۔ ان میں جذام اور برص کے مریض بھی ہیں، اندھے اور دیگر طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا لوگ بھی ہیں۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! تو نے میری اولاد کے ساتھ اس طرح کیوں کیا ہے؟ تو رب کریم نے جواباً ارشاد فرمایا: تا کہ تو میری نعمتوں کا شکر ادا کرے اور حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! یہ کون لوگ ہیں جنہیں میں اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ نور کے سبب تمام لوگوں میں اظہر اور عیاں ہیں؟ تو رب کریم نے فرمایا: یہ تیری اولاد میں سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ پھر عرض کی۔ یہ کون ہے جسے میں نے اس حال میں دیکھا ہے کہ اس کا نور تمام لوگوں سے بڑھ کر ظاہر اور واضح ہے؟ تو رب تعالیٰ نے فرمایا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں جو آخری امتوں میں ہوں گے۔ تو آپ نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تو نے ان کی عمر کتنی بنائی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ساٹھ برس۔ تو عرض کی: اے میرے رب! میری عمر کتنی بنائی ہے؟ فرمایا: اتنے اتنے برس۔ تو عرض کی: اے میرے رب! میری عمر میں سے چالیس سال کا ان کی عمر میں اضافہ فرمادے یہاں تک کہ ان کی عمر سو برس ہو جائے۔ رب کریم نے فرمایا: اے آدم! کیا تو ایسا کرے گا؟ عرض کی: ہاں اے میرے رب۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسے لکھ دیا جائے گا اور اس پر مہر لگا دی جائے گی بلاشبہ ہم نے لکھ کر مہر لگا دی ہے اور ہم اسے تبدیل نہیں کریں گے۔ عرض کی: اے میرے رب! ایسا کردے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ملک الموت علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا: اے ملک الموت! تم کیا ارادہ رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں آپ کی روح قبض کرنے آیا ہوں، تو آپ نے فرمایا: کیا ابھی میری عمر سے چالیس برس باقی نہیں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا آپ نے وہ اپنے بیٹے حضرت داؤد علیہ السلام کو نہیں عطا کر دیے تھے؟ تو آپ نے کہا: نہیں۔ راوی نے کہا: کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام بھولے اور آپ کی ساری اولاد بھول گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے انکار کیا تو آپ کی ذریت نے بھی انکار کیا(1)۔

امام ابن جریر نے جویبر سے نقل کیا ہے کہ ضحاک بن مزاحم کا بیٹا چھ دن کی عمر پا کر فوت ہو گیا تو انہوں نے کہا: جب میں نے اپنے بیٹے کو لحد میں رکھتا تو اس کا چہرہ ظاہر کر دیا اور کفن کی گرہ کھول دی۔ اس لیے کہ میرے بیٹے کو بیٹھایا جائے گا اور اس سے سوال کیا جائے گا۔ تو یہ سن کر میں نے ان سے کہا: کیا اس سے بھی سوال کیے جائیں گے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں اس میثاق کے بارے میں جس کا اقرار اس نے آدم علیہ السلام کی صلب میں کیا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت کو مس کیا اور اس سے ان تمام ارواح کو نکالا جنہیں قیامت تک پیدا فرماتا ہے۔ پھر ان سے یہ میثاق لیا کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور ان کے لیے رزق کی کفالت اٹھائی۔ بعد ازاں انہیں آپ کی پشت میں لوٹا دیا۔ اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 7، صفحہ 395، دار الفکر بیروت

ان تمام کو پیدا فرمادے گا جن سے اس دن میثاق لیا۔ سو جس نے ان میں سے دوسرے میثاق کا ادراک کرلیا اور اسے پورا کر دیا اسے پہلا میثاق نفع دے گا۔ اور جس نے دوسرے میثاق کا ادراک کیا اور اس کا اقرار نہ کیا تو اسے پہلے میثاق نے کوئی نفع نہیں دیا۔ اور جو دوسرے میثاق کو پانے سے پہلے ہی صغرسنی میں فوت ہو گیا تو وہ پہلے میثاق کے مطابق اپنی فطرت پر فوت ہوا(1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت کو مس کیا اور اس سے قیامت تک پیدا ہونے والی روحوں کو نکالا۔ اور ان کی عمروں، رزق، اعمال اور شقاوت وسعادت کے بارے لکھ دیا۔ پس جسے سعادت کا علم ہوا اس نے افعال خیر اور مجلس خیر کو اختیار کیا اور جسے شقاوت کا علم ہوا اس نے افعال شر اور مجالس شر کو اپنایا۔

امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اس کی قضا کا فیصلہ فرمایا اور حضرات انبیاء علیہم السلام سے میثاق لیا اور اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔ اہل یمین (دائیں طرف والے) کو اپنے دائیں دست قدرت سے پکڑا اور اہل شمال کو دوسرے دست قدرت سے پکڑا۔ رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں (ان میں کوئی بھی بایاں ہاتھ نہیں) اور فرمایا اے اصحاب یمین! تو انہوں نے جواباً عرض کی اے ہمارے رب! لبیک وسعدیک۔ تو رب کریم نے فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو انہوں نے کہا: بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے اصحاب شمال! تو انہوں نے جواباً عرض کی: اے ہمارے رب لبیک وسعدیک۔ فرمایا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر ان میں سے بعض آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا: اے ہمارے رب! تو نے ہمیں کیوں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ (المومنون) ''اور ان کے اعمال مومنوں کے اعمال سے مختلف ہیں۔ یہ (نابکار) ان برے کاموں کو ہی کرنے والے ہیں''۔ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ''یہ اس لیے ہوا کہ وہ قیامت کے دن یہ نہ کہیں کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے''۔ پھر انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں لوٹا دیا۔ پس اہل جنت اسی کے اہل ہیں۔ اور اہل نار اسی کے اہل ہیں۔ تو کسی کہنے والے نے یہ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ تو پھر اعمال کس لیے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر قوم اپنے مراتب اور درجات کے لیے عمل کرتی ہے۔ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہا تب ہم محنت اور کوشش کریں گے(2)۔

امام عبد بن حمید، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت کو مس کیا اس میں سے وہ روحیں باہر آئیں جنہیں قیامت تک اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد میں سے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ہر انسان کی دونوں آنکھوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 135، بیروت
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 8، بیروت

کے درمیان نور کی چمک رکھ دی۔ پھر انہیں حضرت آدم علیہ السلام پر پیش فرمایا۔ تو انہوں نے عرض کی: اے میرے رب! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تمہاری اولاد ہے۔ پھر آپ نے ان میں سے ایک آدمی کو دیکھا۔ اس کی آنکھوں کے مابین موجود نورانی چمک نے آپ کو انتہائی تعجب اور ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ تو عرض کی۔ اے میرے پروردگار! یہ کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آپ کی اولاد میں آخری امتوں کا ایک آدمی ہے۔ اسے داؤد کہا جائے گا۔ عرض کی: اے میرے رب! اس کی عمر کتنی بنائی ہے؟ فرمایا: ساٹھ برس۔ عرض کی: اے میرے پروردگار! میری عمر سے چالیس برس کا اس میں اضافہ کر دے، تو جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر گزر گئی تو ان کے پاس ملک الموت علیہ السلام آئے۔ تو آپ نے ان سے کہا: کیا ابھی میری عمر کے چالیس برس باقی نہیں ہیں؟ تو انہوں نے عرض کی: کیا وہ تم نے اپنے بیٹے داؤد کو نہیں دے دیے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آپ نے انکار کر دیا۔ پس آپ کی اولاد نے بھی انکار کیا اور آپ بھول گئے۔ تو آپ کی اولاد بھی بھول گئی۔

امام ابن ابی الدنیا نے الشکر میں، ابو الشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اہل جنت کو آپ کی پشت کی دائیں جانب سے نکالا اور اہل نار کو پشت کی بائیں جانب سے نکالا تو وہ سب زمین پر رینگنے لگے۔ ان میں اندھے، بہرے، برص کے مریض، اپاہج اور طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا لوگ تھے۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تو نے میری اولاد کو ایک جیسا (ایک دوسرے کے مساوی) نہیں بنایا؟ تو رب کریم نے فرمایا: اے آدم! میں نے چاہا کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو آپ کی پشت میں لوٹا دیا(1)۔

عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت قتادہ اور حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے کہا: جب حضرت آدم علیہ السلام پر ان کی اولاد پیش کی گئی۔ تو آپ نے ان میں سے بعض کو بعض پر افضل دیکھا۔ تو عرض کی: اے میرے رب! تو نے ان کے درمیان مساوات کیوں نہیں رکھی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا شکر ادا کیا جائے۔ جب صاحب فضل اپنی فضیلت کو دیکھے گا تو وہ میری حمد بیان کرے گا اور میرا شکر ادا کرے گا(2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں حضرت بکر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

ابن جریر، بزار، طبرانی، اجری نے الشریعہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ہشام بن حکیم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: کیا اعمال کو دیکھا جائے گا یا حتمی فیصلہ کر دیا گیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو ان کی پشتوں سے پکڑا۔ پھر انہیں اپنے نفسوں پر گواہ بنایا۔ پھر اپنی دو ہتھیلیوں میں تقسیم کر دیا اور فرمایا یہ جنت میں ہوں گے اور یہ جہنم میں ہوں گے پس اہل جنت پر اہل جنت کے اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں۔ اور اہل نار کے لیے اہل نار کے اعمال آسان بنا دیئے جاتے ہیں(3)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 107 (4441)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (4442)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 140

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ان کی پشت سے باہر نکالی۔ یہاں تک کہ انہوں نے زمین کو بھر دیا اور وہ اس طرح تھے۔ اور آپ نے اپنے ایک دست مبارک کو دوسرے پر ملا دیا (1)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے سوال کیا۔ تو اس نے مشرکین کے بچے اہل جنت کی خدمت کے لیے مجھے عطا فرمائے۔ اس لیے کہ جو شرک ان کے آباء نے کیا انہوں نے اس کو نہیں پایا اور وہ پہلے میثاق میں شامل تھے (اسی پر وہ فوت ہو گئے) (2)

امام احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: قیامت کے دن اہل جہنم میں سے ایک آدمی کو کہا جائے گا: تیرا کیا خیال ہے اگر زمین پر موجود ہر شے تیری ہو جائے تو کیا تو اس کے عوض اسے قربان کر دے گا؟ تو وہ کہے گا ہاں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے تو اس سے آسان تر شے کا تجھ سے ارادہ کیا تھا کہ تو جب اپنے باپ آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا تو میں نے تجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا مگر تو نے انکار کیا اور میرے ساتھ شریک ٹھہراتا رہا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ عزل کرتے تھے اور اس آیت کی تاویل کرتے تھے وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ۔ (4)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے عزل کے بارے یہ سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر لازم نہیں کہ تم نہ کرو۔ اگر وہ ان میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے میثاق لیا ہے، تو وہ چٹان پر بھی ہوا تو اس میں روح پھونک دی جائے گی (5)۔

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ پانی وہ ہے جس سے بچہ پیدا ہونا ہے تو اگر وہ چٹان پر بھی ٹپکا دیا جائے۔ تو بالیقین اللہ تعالیٰ اس سے وہ نکالے گا جو اس نے مقرر کیا ہے تو بالیقین اللہ تعالیٰ نفس کو پیدا کر دے گا کیونکہ وہی اس کا خالق ہے (6)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے عزل کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اگر کسی آدمی کی صلب سے پیدا ہونے والے نفس سے اللہ تعالیٰ نے میثاق لے رکھا ہے۔ پھر وہ اسے کسی چٹان پر بھی ٹپکا دے تو بالیقین اللہ تعالیٰ اسی چٹان سے اسے نکال لائے گا۔ اب اگر تو چاہے تو عزل کر اور اگر نہ چاہے تو عزل نہ کر۔

1۔ معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 383 (898) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 44، بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب طلب الکافر الفداء بملاء الارض ذھبا، جلد 17، صفحہ 22-121، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 11-510 (16589) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 167 (969) دار الصمیعی الریاض
6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 140، دار صادر بیروت

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا وہ کہتے تھے کہ وہ نطفہ جس سے اللہ تعالیٰ نے بچے کا فیصلہ فرما رکھا ہے، اگر وہ چٹان پر بھی گر جائے تو بالیقین اللہ تعالیٰ اس سے بچہ پیدا فرما دے گا۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور ابوالشیخ نے حضرت فاطمہ بنت حسین سے یہ روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی آدم سے میثاق لیا تو اسے رکن میں رکھا دیا پس استلام حجر (حجراسود کا بوسہ) اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرنے میں سے ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں ابومحمد بن علی کے ساتھ تھا۔ اسی اثناء میں ایک آدمی نے آپ سے پوچھا: اے ابوجعفر! اس رکن کی تخلیق کی ابتداء کیسے ہوئی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا، تو اولاد آدم سے فرمایا "الست بربکم" تو ان تمام نے اقرار کرتے ہوئے کہا "بلی" بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک نہر جاری فرمائی، جو شہد سے زیادہ میٹھی اور مکھن سے بڑھ کر زم تھی۔ پھر قلم کو حکم دیا کہ اس نہر سے سیاہی حاصل کرلے۔ چنانچہ قلم نے ان کا اقرار اور قیامت تک ہونے والے سارے معاملات لکھ دیئے۔ پھر اس کتاب کو اس پتھر نے لقمہ بنالیا اور یہ استلام (بوسہ) جو تو دیکھ رہا ہے یہ ان کے اس اقرار کے مطابق معاہدہ ہے جو اقرار انہوں نے کیا تھا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ضرب لگائی، تو وہ تمام نفوس جنہیں جنت کے لیے پیدا کیا گیا، وہ انتہائی صاف سفید رنگ میں اس سے باہر نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ سب اہل جنت ہیں اور وہ تمام نفوس جو جہنم کے لیے پیدا کئے گئے وہ سیاہ رنگ میں باہر آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ سب اہل نار ہیں۔ یہ رائی کے دانے کی طرح چیونٹیوں کی صورتوں میں تھے اور فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی بات کو قبول کرو۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ سب نے عرض کی: اے اللہ! ہم حاضر ہیں، ہم نے تیری اطاعت کی۔ اے اللہ! ہم نے تیری اطاعت کی۔ اے اللہ! ہم نے تیری اطاعت کی۔ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ أَطَعْنَاكَ، اَللّٰهُمَّ اَطَعْنَاكَ، اَللّٰهُمَّ اَطَعْنَاكَ" اور یہی وہ ہے جو بطور تلبیہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج میں عطا فرمایا۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے ساتھ ایمان لانے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے امر کا اقرار کرنے اور اس کی معرفت کا عہد و پیمان لیا (1)۔

امام جندی نے فضائل مکہ میں، ابوالحسن قطان نے الطوالات میں، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی معیت میں حج ادا کیا۔ جب آپ نے طواف شروع کیا تو حجر اسود کی طرف آپ متوجہ ہوئے اور فرمایا: بلاشبہ میں یہ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے نہ تو نقصان دے سکتا ہے اور نہ ہی نفع۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو میں تجھے بوسہ نہ دیتا، پھر آپ نے اسے بوسہ دیا "حَجَجْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَلَمَّا دَخَلَ الطَّوَافَ اسْتَقْبَلَ الْحَجَرَ فَقَالَ: اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ، وَلَوْلَا اَنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَبَّلَهُ" تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 137

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اے امیر المومنین! بے شک یہ نفع اور نقصان پہنچاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کتاب اللہ سے ثابت ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کتاب اللہ میں یہ کہاں ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی پشت پر دست قدرت پھیرا اور ان سے یہ اقرار لیا کہ اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے اور وہ اس کے بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم سے عہد و پیمان لے لیا، اور اسے سفید کاغذ پر لکھ دیا اور اس پتھر کی دو آنکھیں اور ایک زبان تھی۔ تو اسے فرمایا: اپنا منہ کھول۔ چنانچہ اس نے منہ کھولا اور اس کاغذ کو اپنا لقمہ بنا لیا اور کہا: میں قیامت کے دن اس کی شہادت دوں گا جس نے تیرے ساتھ کیے وعدے کو وفا کیا اور میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے قیامت کے دن حجر اسود کو لایا جائے گا اور اس کی زبان انتہا کی تیز ہوگی اور وہ اس آدمی کی توحید کے بارے شہادت دے گا جو اسے بوسہ دے گا۔ اے امیر المومنین! اس طرح یہ نفع اور نقصان دے گا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں کہ اس قوم میں زندہ رہوں جس میں اے ابوالحسن تو نہ ہو۔ ''فَقَالَ عُمَرُ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَعِيْشَ فِيْ قَوْمٍ لَسْتَ فِيْهِمْ يَا اَبَا حَسَنٍ'' بیہقی نے کہا یہ روایت ضعیف ہے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد باری تعالیٰ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ کے ضمن میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے (بنی آدم کو) ہتھیلی میں پکڑا۔ گویا کہ وہ اولین و آخرین کے گوشت کے ٹکڑے ہیں اور پھر دو یا تین مرتبہ انہیں دست قدرت میں الٹ پلٹ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا چاہا اپنے دست قدرت کو اوپر نیچے کرتا رہا پھر انہیں اپنے آباء کی صلبوں میں لوٹا دیا۔ یہاں تک کہ انہیں قرناً بعد قرن نکالا۔ پھر اس کے بعد فرمایا وَ مَا وَجَدْنَا لِاَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ (الاعراف: 102) الآیہ۔ پھر اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ مِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ (المائدہ: 7)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، تو انہیں توشہ دان کے جھاڑنے کی طرح جھاڑا۔ تو ان سے کیڑوں کی مثل (اولاد) نیچے گری۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے دو قبضے بھرے جو دائیں ہتھیلی میں تھے ان کے لیے فرمایا یہ جنتی ہیں اور جو دوسری ہتھیلی میں تھے ان کے لیے فرمایا: یہ جہنم میں ہوں گے۔

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن قتادہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور آپ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پشت سے مخلوق کو نکالا اور فرمایا: یہ جنت میں ہوں گے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ اور یہ جہنم میں ہوں گے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے، تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم عمل کس لیے کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقدیر کے مطابق (عمل کرتے ہیں) (2)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 451 (4040)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ طبقات ابن سعد، جلد 7، صفحہ 417، دار صادر بیروت

امام احمد، بزار اور طبرانی رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور جب انہیں تخلیق کیا تو ان کے دائیں کندھے پر ضرب لگائی۔ تو اس سے سفید اولاد باہر نکالی، وہ چیونٹیوں کی مثل تھے۔ پھر بائیں کندھے پر ضرب لگائی تو ان سے سیاہ اولاد باہر نکالی۔ وہ کوئلے کی مثل تھے۔ جو دائیں جانب تھے ان کے لیے فرمایا: یہ جنت کے لیے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ اور جو بائیں جانب تھے ان کے لیے فرمایا یہ جہنم کے لیے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں (1)۔

امام بزار، طبرانی، آجری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جل ذکرہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے دن ان کی صلب سے دو قبضے (مٹھیاں) بھرے۔ تمام پاک باز اور طیب دائیں دست قدرت میں تھے اور تمام ناپاک اور خبیث دوسرے میں اور ارشاد فرمایا: یہ اصحاب جنت ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ اصحاب نار ہیں، مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ بعد ازاں انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں لوٹا دیا اور وہ اس وقت سے اب تک پیدا ہوتے جا رہے ہیں (2)۔

امام بزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دو قبضوں (مٹھیوں) کے بارے فرمایا۔ یہ جنت میں ہوں گے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں (3)۔

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دو قبضوں کے بارے فرمایا: یہ اس لیے ہیں اور یہ اس لیے ہیں (یعنی دائیں قبضہ میں اہل جنت ہیں اور دوسرے میں اہل نار ہیں) پس لوگ متفرق ہیں حالانکہ وہ تقدیر میں کوئی اختلاف نہیں رکھتے (4)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں اور آجری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، تو آدم علیہ السلام کی دائیں جانب پر اپنے دست قدرت سے ضرب لگائی اور اس سے چیونٹیوں کی مثل اولاد باہر نکالی اور فرمایا: اے آدم! یہ تیری اولاد اہل جنت میں سے ہے۔ پھر حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں جانب پر اپنے دست قدرت سے ضرب لگائی اور اس سے کوئلے کی مثل اولاد نکالی۔ پھر فرمایا۔ اے آدم! تیری یہ اولاد اہل نار میں سے ہے (5)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابونضر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی تھا جسے ابوعبداللہ کہا جاتا ہے۔ اس کے دوست احباب بیمار پرسی کے لیے اس کے پاس گئے، تو دیکھا وہ رو رہا ہے۔ انہوں نے اس سے پوچھا تجھے کون سی شے رلا رہی ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں دست قدرت سے ایک مٹھ بھری اور دوسرے دست قدرت سے دوسری۔ اور فرمایا یہ اس کے لیے ہیں

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 385 (11777) دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، (11781) 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 386 (11782)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 387 5۔ نوادر الاصول، صفحہ 8، بیروت

اور یہ اس کے لیے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں (یعنی دائیں قبضہ والے اہل جنت ہیں اور دوسرے قبضہ والے اہل نار ہیں) اور میں نہیں جانتا کہ میں کون سے قبضہ میں ہوں (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے ایک مٹھ خوب بھری اور فرمایا میری رحمت کے ساتھ یہ جنت کے لیے ہیں اور ایک مٹھ بھری تو فرمایا: یہ نار کے لیے ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جس دن حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا: اس دن آپ کی پشت سے آپ کی اس ساری اولاد کو نکالا جس نے یوم قیامت تک پیدا ہونا ہے اور انہیں چیونٹیوں کی مثل ظاہر کیا۔ پھر فرمایا ''اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ''قَالُوْا بَلٰى'' ان سب نے کہا بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ تو ملائکہ نے کہا: ہم گواہ ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں دست قدرت کے ساتھ ایک مٹھ بھری اور فرمایا: یہ سب جنت میں ہوں گے۔ پھر دوسری مٹھ بھری اور فرمایا یہ سب جہنم میں ہوں گے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج نے اس ارشاد کے بارے فرمایا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ کہ یہ اس میثاق کے متعلق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس سے لیا اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ '' یا وہ یہ کہیں کہ (ہم سے) پہلے شرک تو صرف ہمارے باپ دادا نے کیا تھا''۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اولاد آدم میں سے کوئی بھی یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا کہ ہمارے باپ دادا نے شرک کیا اور انہوں نے میثاق کو توڑ دیا اور ہم تو ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ تو کیا تو ہمیں ہمارے آباء کے گناہوں اور اس شرک کے سبب ہلاک کرتا ہے جو باطل پرستوں نے کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ اتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلَا ِۨ الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾

''اور پڑھ سنایئے انہیں حال اس کا جسے دیا ہم نے (علم) اپنی آیتوں کا تو وہ کترا کر نکل گیا ان سے تب پیچھے لگ گیا اس کے شیطان تو ہو گیا وہ گمراہوں میں اور اگر ہم چاہتے تو بلند کر دیتے اس کا رتبہ ان آیتوں کے باعث لیکن

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 176، دار صادر بیروت

وہ تو جھک گیا پستی کی طرف اور پیروی کرنے لگا اپنی خواہش کی۔ تو اس کی مثال کتے جیسی ہے، اگر تو حملہ کرے اس پر تب بھی ہانپے اور اگر تو اسے چھوڑ دے تب بھی ہانپے۔ یہ حال ہے ان لوگوں کا جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو۔ آپ سنائیں (انہیں) یہ قصہ شاید وہ غور وفکر کرنے لگیں بہت بری کہاوت ہے اس قوم کی جنہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو اور (وہ) اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے"۔

امام فریابی، عبدالرزاق، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا کے بارے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس میں بنی اسرائیل کے اس آدمی کا ذکر ہے جسے بلعم بن ابر کہا جاتا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آدمی بلعم بن باعوراء ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بلعام بن عامر وہ آدمی ہے جسے اسم اعظم عطا کیا گیا تھا اور وہ بنی اسرائیل سے تعلق رکھتا تھا (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا ...... الآیہ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شہر جبارین کا ایک آدمی تھا جسے بلعم کہا جاتا تھا۔ وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں جا کر اترے۔ تو اس کے چچا کے بیٹے اور اس کی قوم کے افراد اس کے پاس آئے اور کہا کہ موسیٰ (علیہ السلام) ایک نیا آدمی ہے اور اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے۔ بلاشبہ اگر وہ ہم پر غالب آ گیا تو وہ ہمیں ہلاک کر دے گا۔ لہٰذا تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو ہم سے واپس لوٹا دے۔ اس نے جواب دیا: اگر میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کروں کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو ہم سے واپس لوٹا دے تو میری دنیا اور میری آخرت دونوں ختم ہو جائیں گی لیکن وہ اس سے مسلسل اصرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے ان کے خلاف دعا کر دی اور وہ اس حال اور کیفیت سے نکل گیا جس میں وہ تھا اور ارشاد باری تعالیٰ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ کے بارے فرمایا کہ اگر وہ حکمت کو اٹھائے تو اسے نہیں اٹھا سکتا اور اگر اسے چھوڑ دے تو خیر اور بھلائی کی طرف راہنمائی نہیں پا سکتا۔ جیسا کہ کتا کہ اگر وہ بیٹھا ہوا ہو تب بھی ہانپتا ہے اور اگر بھاگے تب بھی ہانپتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا ...... الآیہ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس میں ایک آدمی کا ذکر ہے جسے یہ اختیار دیا گیا تھا کہ اس کی تین دعائیں قبول کی جائیں گی۔ اس کی ایک بیوی تھی جس سے اس کی اولاد بھی تھی۔ چنانچہ اس زوجہ نے اسے کہا: تین میں سے ایک دعا میرے لیے کر دو۔ اس نے کہا ٹھیک ہے ایک دعا تیرے لیے ہوگی۔ بتا تو کیا چاہتی ہے؟ بیوی نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے وہ مجھے بنی اسرائیل میں سب سے بڑھ کر خوب صورت اور حسین عورت بنا دے۔ چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 146

کی بارگاہ میں التجا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بنی اسرائیل کی خوب صورت ترین عورت بنا دیا، جب اس عورت نے یہ جان لیا کہ اس کی مثل حسین وجمیل ان میں کوئی بھی نہیں ہے۔ تو اس عورت نے اس سے اعراض کرلیا اور دوسری شے کا ارادہ کرنے لگی یہ دیکھ کر اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی کہ وہ اسے کتیا بنا دے۔ سو وہ کتیا بن گئی۔ اس طرح اس کی دو دعائیں پوری ہو گئیں اور ان کا حق اس سے ختم ہو گیا، پھر اس کے بیٹے اس کے پاس آئے اور کہا اس پر ہمیں کوئی قرار اور سکون نہیں کہ ہماری ماں کتیا بن گئی ہے۔ لوگ اس کے بارے ہمیں عار دلاتے ہیں اس لیے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ اسے اپنی سابقہ حالت پر ہی لوٹا دے۔ چنانچہ اس نے دعا کی اور وہ اپنی اسی حالت پر لوٹ آئی جس پر وہ پہلے تھی۔ تو اس طرح اس کی تینوں دعائیں ختم ہو گئیں اور انہیں البسوس کا نام دیا گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ آدمی جسے بلعم کہا جاتا ہے وہ اہل یمن میں سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی آیات عطا کیں تو اس نے انہیں چھوڑ دیا (1)۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی اتم، ابو الشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْۤ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا کے بارے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس میں جس آدمی کا ذکر ہے وہ امیہ بن اب الصلت ثقفی ہے۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ یہ آیت تمہارے ساتھی امیہ بن ابی الصلت کے بارے نازل ہوئی (2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد امیہ بن ابی الصلت کی بہن فارعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تجھے اپنے بھائی کے اشعار میں سے کچھ یاد ہیں۔ اس نے عرض کی جی ہاں۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اے فارعہ! تیرے بھائی کی مثال اس آدمی کی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات سے عطا فرمائیں، اور وہ ان سے کھسک کر نکل گیا (3)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ امیہ بن ابی الصلت نے کہا:

اَلَا رَسُوْلٌ لَّنَا مِنَّا يُخْبِرُنَا مَابَعْدَ غَايَتِنَا مِنْ رَّاْسِ نَجْرَانَا

"خبردار! ہمارا ایک رسول ہے جو ہمی میں سے ہے، وہ ہمیں ایسے امور کی خبر دیتا ہے جو ہماری موت کے بعد وقوع پذیر ہونے والے ہیں" وہ بخران کے سرداروں میں سے ایک ہے۔

فرمایا پھر امیہ بحرین کی طرف نکل گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت فرمایا۔ اور امیہ آٹھ سال تک بحرین میں مقیم رہا۔ پھر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات کی، جب کہ آپ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے دعوت اسلام دی اور ان آیات قرانیہ کی تلاوت فرمائی: بسم اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 144 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 145

3۔ تاریخ مدینہ دمشق، امیہ بن ابی الصلت، جلد 9، صفحہ 84-282، دار الفکر بیروت

الرحمٰن الرحیم ○ یٰسٓ ﴿﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ﴿﴾ (یس) جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو امیہ اچھلا اور اپنے پاؤں گھسیٹتے ہوئے چل پڑا۔ قریش نے بھی اس کی اتباع کی اور کہنے لگے: اے امیہ! تو کیا کہتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہے۔ قریش نے پوچھا: تو پھر کیا تو آپ کی اتباع کرے گا؟ اس نے کہا: یہاں تک کہ میں آپ کے معاملہ میں خوب غور وفکر کرلوں۔ پھر وہ شام کی طرف نکل گیا اور غزوہ بدر کے بعد اسلام لانے کے ارادہ سے واپس آیا، لیکن جب اسے مقتولین بدر کے بارے بتایا گیا۔ تو اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ ترک کردیا اور پھر طائف کی طرف لوٹ گیا اور وہیں مرگیا۔ تو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن عاصم بن عروہ بن مسعود رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں ایک حلقہ میں تھا جس میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرماتے۔ تو ایک آدمی نے سورۂ اعراف کی یہ آیت پڑھی وَاتْلُ عَلَیْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا تو آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ تو بعض نے کہا: وہ صیفی بن راہب ہے اور بعض نے کہا: اس سے مراد بلعم ہے جو بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ تو اہل مجلس نے استفسار کیا۔ پھر کون مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد امیہ بن ابی صلت ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے کہا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جسے بلعم بن باعورا کہا جاتا تھا اور انصاری کہا کرتے تھے کہ اس سے مراد ابن الراہب ہے جس نے اپنے لیے مسجد الشقاق بنائی۔ اور ثقیف کہتے تھے کہ اس سے مراد امیہ بن ابی صلت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد صیفی بن راہب ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے فرمایا: اس میں بنی اسرائیل کے ایک نبی یعنی بلعم کا ذکر ہے۔ اسے نبوت عطا کی گئی۔ تو قوم نے اس شرط پر اسے رشوت دی کہ وہ خاموش رہیں گے۔ سو اس نے ایسا ہی کیا اور قوم کو اس حال پر چھوڑ دیا جس پر وہ پہلے تھے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَانْسَلَخَ مِنْهَا کا معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اس سے علم چھین لیا گیا اور وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا کے بارے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو علم کے ساتھ اس کا رتبہ بالیقین بلند کردیتا (4)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن دینار سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلعام بن باعوراء کو شاہ مدین کی طرف بھیجا، تاکہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے۔ بلعام مستجاب الدعوات تھا اور علمائے بنی اسرائیل میں سے تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام شدائد اور تکالیف میں اسے آگے کرتے تھے۔ تو شاہ مدین نے اسے

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، امیہ بن ابی الصلت، جلد 9، صفحہ 87-86-285، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 265
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 146
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 151

لاجواب کر کے خاموش کر دیا اور اسے عطیہ دے کر خوش کر دیا۔ چنانچہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دین چھوڑ دیا اور اس کا دین اختیار کر لیا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا وہ اسم اعظم جانتا تھا کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول ہو جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے ہی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لیے بیان فرمائی ہے کہ جسے اس کا علم ہدایت پیش کرے اور وہ اسے قبول کرنے سے انکار کر دے اور اسے چھوڑ دے۔ اور ارشاد خداوندی وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا کے بارے حضرت قتادہ نے کہا: کہ اگر ہم چاہتے تو ہم اسے ہدایت عطا فرما کر اس کا رتبہ بلند فرما دیتے اور شیطان اس پر قطعاً راہ نہ پا سکتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس نے ہدایت کو اختیار کرنے سے انکار کر دیا فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ...... الآیہ (تو اس کی مثال کتے جیسی ہے) اس کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کافر کی مثال ہے جن کے دل اسی طرح مردہ ہیں جیسے کتوں کے دل مردہ ہوتے ہیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا کے ضمن میں کہا ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ اور حنفاء میں سے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات اور کتاب کا علم عطا فرمایا اور وہ اس سے کترا کر نکل گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کتے کی مثل بنا دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر اس طرح بیان کی ہے وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا اگر ہم چاہتے تو ہم اس سے اسے دور کر دیتے وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ لیکن وہ تو پستی کی جانب ٹھہر گیا اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اگر تو اسے اپنی سواری اور اپنی ٹانگوں کے ساتھ بھگائے (تو وہ ہانپنے لگے) یہ مثل اس آدمی کی ہے جو کتاب پڑھتا ہے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ کے بارے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: لیکن وہ پستی کی جانب جھک گیا تو اسے نکال دیا گیا (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ کا معنی حضرت حسن رحمہ اللہ نے یہ بیان کیا ہے: اگر تو اس پر وسعت (طاقت) پالے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ کے بارے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتا منقطع الفواد ہوتا ہے اس کی عقل نہیں ہوتی۔ اسی طرح جو ہدایت چھوڑ دیتا ہے اس کی بھی عقل نہیں ہوتی۔ اور جس کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 154　2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 151,52,53　3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 152

عقل منقطع ہوتی ہے وہ پہلے بھی اور بعد بھی گمراہ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے ابوالمعتمر سے نقل کیا ہے کہ ان سے اس آیت کریمہ کے بارے پوچھا گیا وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِیْۤ اٰتَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا تو انہوں نے سیار کے حوالے سے یہ بیان کیا کہ ایک آدمی تھا جسے بلعام کہا جاتا تھا۔ اسے نبوت عطا کی گئی تھی اور وہ مستجاب الدعوات تھا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں تشریف لائے تو آپ نے اس سرزمین کا ارادہ فرمایا جہاں بلعام سکونت پذیر تھا۔ تو یہ خبر سن کر لوگ سخت خوف زدہ اور مرعوب ہو گئے۔ چنانچہ وہ بلعام کے پاس آئے اور کہا: اس آدمی کے خلاف آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ اس نے کہا: کہ میں اپنے رب سے مشورہ کرلوں؟ چنانچہ اس نے ان کے خلاف دعا مانگنے کی اجازت طلب کی۔ تو اسے کہا گیا: تو ان کے خلاف دعا نہ کرنا، کیونکہ ان میں میرے بندے ہیں اور ان میں ان کا نبی بھی ہے۔ تو اس نے اپنی قوم سے کہا میں نے ان کے خلاف دعا مانگنے کی اجازت طلب کی ہے لیکن مجھے منع کر دیا گیا ہے۔ راوی نے کہا: قوم نے اسے ہدیہ اور تحائف پیش کیے۔ اس نے انہیں قبول کرلیا۔ پھر وہ اس سے واپس لوٹے اور پھر کہا۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف دعا مانگنا، تو اس نے کہا: کہ میں مشورہ کروں گا۔ پھر اس نے اجازت طلب کی۔ تو اسے کوئی جواب نہ دیا گیا۔ تو اس نے کہا: میں نے مشاورت طلب کی ہے لیکن مجھے کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ تو قوم نے کہا: اگر تمہارا رب ان کے خلاف تمہاری دعا کو ناپسند کرتا تو بالیقین تمہیں منع فرما دیتا جیسا کہ اس نے پہلی بار منع کر دیا تھا۔ چنانچہ وہ ان کے خلاف دعا کرنے لگا۔ تو جب وہ دعا میں شروع ہوا تو اس کی زبان پر اپنی ہی قوم کے خلاف دعا جاری ہو گئی اور جب اسے رسول بنایا جائے تو اسے اپنی قوم پر فتح عطا فرمائے تو اس مقام پر اس کی زبان پر یہ جاری ہوا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کے لشکر کو فتح عطا فرمائے۔ تو قوم نے کہا: ہم دیکھ رہے ہیں کہ تم ہمارے ہی خلاف دعا کر رہے ہو......! اس نے جواب دیا: میری زبان پر یہی جاری ہوتا ہے۔ اگر میں ان کے خلاف دعا کروں تو اسے قبول نہ کیا جائے۔ لیکن میں تمہیں اس امر پر آگاہ کر رہا ہوں کہ عنقریب ان کی ہلاکت اس جگہ میں ہوگی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ زنا کو مبغوض اور ناپسند کرتا ہے۔ اگر وہ زنا میں واقع ہو جائیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔ انہیں عورتوں سے دور نکال لایا گیا اور وہ تو مسافر لوگ ہیں۔ عنقریب وہ زنا کے مرتکب ہوں گے اور وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر ایسا ہی ہوا کہ انہیں عورتوں سے دور نکال دیا گیا، وہ ان کے پاس آتیں تو وہ زنا کا ارتکاب کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر طاعون مسلط کر دیا جس کے سبب ستر ہزار افراد موت کی نذر ہو گئے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا نام بلعم تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم خوب اچھی طرح جانتا تھا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ستر ہزار افراد کے ساتھ اس کی قوم سے جنگ کرنے کا قصد کیا۔ تو اس کی قوم اس کے پاس آئی اور کہا: اللہ تعالیٰ سے ان کے خلاف دعا کیجئے۔ جب بھی ان پر کوئی حملہ کرتا تھا، تو وہ ان کے لیے بددعا کرتا اور وہ ہلاک ہو جاتے۔ وہ دعا کرنے سے پہلے سو جاتا اور خواب میں وہ کچھ دیکھ لیتا جو اسے حکم دیا جاتا۔ چنانچہ وہ سویا، تو اسے کہا گیا: ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، ان کے لیے بددعا نہ کرنا۔ وہ بیدار ہوا، تو اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 148

نے ان کے خلاف دعا کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی قوم سے کہا: تم ان کے لیے عورتوں کو مزین اور آراستہ کرو۔ بے شک جب وہ انہیں دیکھیں گے، تو وہ صبر نہیں کر سکیں گے، یہاں تک کہ وہ گناہ (زنا) میں واقع ہو جائیں گے اور تم ان پر غالب آ جاؤ گے۔

مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾

"جسے ہدایت بخشے اللہ تعالیٰ سو وہی ہدایت یافتہ ہے اور جنہیں گمراہ کر دے تو وہی نقصان اٹھانے والے ہیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ میں یہ کہا کرتے تھے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَاهَادِيَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے تھے "نَحْمَدُ لِلّٰهِ وَنُثْنِيْ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ، پھر فرماتے" مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، اَصْدَقُ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ" پھر فرماتے بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ۔" ہم اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ایسے کرتے ہیں جو اس کی شایان شان ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرماتا ہے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور جسے وہ گمراہ کر دیتا ہے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ سب سے زیادہ سچی کلام کتاب اللہ ہے۔ اور سب سے زیادہ حسین ہدایت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ہدایت ہے۔ اور تمام امور میں سے سب سے زیادہ نقصان دہ وہ نئے امور ہیں جن کی اصل نہ کتاب میں ہو اور نہ ہی سنت رسول اللہ ﷺ میں اور نہ ہی وہ شے اجماع امت سے ثابت ہو۔ اور اس طرح کا ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر قسم کی گمراہی جہنم میں ہے۔ پھر فرمایا مجھے مبعوث کیا گیا، میں اور قیامت دونوں اس طرح ہیں"۔ (آپ ﷺ دو انگلیوں سے اشارہ کر کے یہ فرماتے کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف ان انگلیوں کا سا فاصلہ ہے) (1)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو ظلمت اور تاریکی میں پیدا کیا ہے۔ پھر ان پر اپنے نور کی تجلی ڈالی۔ پس اس دن جس پر اس نور میں سے کچھ پڑا وہ ہدایت پا گیا اور جو اس سے محروم رہا وہ گمراہ ہو گیا۔ اسی لیے میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کے علم پر قلم خشک ہو گیا۔ "جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ"

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ

1۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعہ، جلد 1، صفحہ 85-284، قدیمی کتب خانہ کراچی

بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿١٧٩﴾

''اور بے شک ہم نے پیدا کئے جہنم کے لیے بہت سے جن اور انسان۔ ان کے دل (تو) ہیں لیکن وہ سمجھتے نہیں ان سے اور ان کی آنکھیں تو ہیں لیکن وہ دیکھتے نہیں ان سے اور ان کے کان تو ہیں لیکن وہ سنتے نہیں ان سے۔ وہ حیوانوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ یہی لوگ تو غافل (و بے خبر) ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا'' ولقد ذرانا'' کا معنی ہے بے شک ہم نے پیدا کیا (1)۔

ابن جریر اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن نے کہا وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ بے شک ہم نے جہنم کے لیے پیدا کئے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جب جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں جنہیں پیدا کیا ہے۔ زنا سے پیدا ہونے والے ان میں سے ہیں جنہیں جہنم کے لیے پیدا کیا ہے (3)۔

امام حکیم ترمذی، ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابویعلی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنات کو تین قسموں میں پیدا کیا ہے۔ ایک قسم سانپوں، بچھوؤں اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کی صورت میں ہے۔ ایک قسم فضاء میں ہوا کی مثل ہے اور ایک قسم ہے جن پر حساب و عقاب ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بھی تین صنفوں میں پیدا فرمایا ہے۔ ایک صنف چوپاؤں کی طرح ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اور ایک جنس ہے جن کے جسم تو بنی آدم کے جسم ہیں لیکن ان کی ارواح شیاطین کی ارواح ہیں۔ اور ایک صنف ایسی ہے جو اس دن اللہ تعالیٰ (کے عرش کے) سایہ میں ہوگی جس دن اس کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا (4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ کا معنی حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کیا ہے۔ تحقیق ہم نے جہنم کے لیے پیدا کیے ہیں۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا فرمایا: ان کے دل تو ہیں لیکن وہ امور آخرت میں سے کوئی شے سمجھتے نہیں۔ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا اور ان کی آنکھیں تو ہیں لیکن وہ ان کے ساتھ ہدایت کو دیکھتے نہیں۔ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اور ان کے کان تو ہیں لیکن وہ ان کے ساتھ حق بات سنتے نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں چوپاؤں کی طرح بنا دیا۔ پھر انہیں چوپاؤں سے بڑھ کر شریر بنا دیا اور فرمایا بَلْ هُمْ اَضَلُّ بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ پھر بتلا دیا کہ بے شک وہی لوگ بہت زیادہ غافل اور شریر ہیں (5)۔ واللہ اعلم۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 157، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 156 3۔ ایضاً

4۔ نوادر الاصول، صفحہ 51-50، بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 158

أَسْمَآئِہٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑱

''اور اللہ ہی کے لیے ہیں نام اچھے اچھے سو پکارو اسے انہیں ناموں سے اور چھوڑ دو انہیں جو کجروی کرتے ہیں اس کے ناموں میں۔ انہیں سزا دی جائے گی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے''۔

امام بخاری، مسلم، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابوعوانہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابوعبد اللہ بن مندہ نے التوحید میں، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ''کتاب الاسماء والصفات'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے گرامی ہیں۔ یعنی ایک کم سو ہیں۔ جس کسی نے انہیں پڑھا جنت میں داخل ہوگا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وہ وتر (طاق) ہی پسند کرتا ہے(1)۔

امام ابونعیم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرما اللہ تعالیٰ کے ایک کم سو اسماء ہیں۔ جس کسی نے ان کے واسطہ سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الغرائب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میرے ننانوے اسماء ہیں جو انہیں پڑھتا رہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اا ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء ہیں یعنی ایک کم سو ہیں۔ جو انہیں پڑھتا رہا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ترمذی، ابن منذر، ابن حبان، ابن مندہ، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء ہیں۔ یعنی ایک کم سو ہیں۔ جس کسی نے انہیں پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا بے شک وہ وتر ہے اور وتر (طاق) کو پسند کرتا ہے (اسماء گرامی یہ ہیں)

هو الله الذی لا اله الا هو (وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) الرحمن (بہت ہی مہربان) الرحیم (ہمیشہ رحم فرمانے والا) الملك (بادشاہ حقیقی) القدوس (ہر عیب سے پاک) السلام (سلامت رکھنے والا) المومن (امن دینے والا) المهیمن (نگہبان) العزیز (سب سے غالب) الجبار (ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا) المتکبر (متکبر) الخالق (پیدا کرنے والا) المصور (تصویر بنانے والا) الغفار (بخشنے والا) القهار (سب سے طاقت ور) الوهاب (بے حساب دینے والا) الرزاق (رزق دینے والا) الفتاح (کھولنے والا) العلیم (سب کچھ جاننے والا) القابض (بند کرنے والا) الباسط (کشادہ کرنے والا) الخافض (پست کرنے والا) الرافع (بلند کرنے والا) المعز (عزت دینے والا) المذل (ذلیل کرنے والا) السمیع (خوب سننے والا) البصیر (خوب دیکھنے والا) الحکم (فیصلہ کرنے والا) العدل (عدل کرنے والا) اللطیف (بڑا مہربان) الخبیر (ہر چیز سے خبردار) الحکیم (بردبار) العظیم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 159، بیروت

(بہت بڑا) الغفور (بہت بخشنے والا) الشکور (بڑا قدر دان) العلی (بلند مرتبہ) الکبیر (سب سے بڑا) الحفیظ (سب کا محافظ) المقیت (قوت دینے والا) الحسیب (کفایت کرنے والا) الجلیل (بزرگ) الحکیم (بہت دانا) الودود (محبت کرنے والا) المجید (بزرگ) الباعث (بھیجنے والا رسولوں کا) الشھید (ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا) الحق (حق) الوکیل (کارساز) القوی (توانا) المتین (مضبوط) الولی (دوست) الحمید (جس کی حمد کی گئی) المحصی (گننے والا) المبدی (آغاز کرنے والا) المعید (دوبارہ لوٹانے والا) المحی (زندہ کرنے والا) الممیت (مارنے والا) الحی (زندہ) القیوم (دوسروں کو زندہ رکھنے والا) الواجد (پانے والا) الماجد (بزرگی والا) الواحد (اکیلا) الاحد (یکتا) الصمد (بے نیاز) القادر (قدرت والا) المقتدر (قوت والا) المقدم (آگے کرنے والا) المؤخر (پیچھے کرنے والا) الاول (سب سے پہلے) الاخر (سب سے پیچھے) الظاھر (آشکارا) الباطن (پوشیدہ) البر (احسان کرنے والا) التواب (توبہ قبول کرنے والا) المنتقم (بدلہ لینے والا) العفو (معاف فرمانے والا) الرؤف (بہت مہربان) مالک الملک (سارے ملکوں کا مالک) ذوالجلال والاکرام (بزرگی اور انعام والا) الوالی (ملک) المتعال (سب سے بلند) المقسط (انصاف کرنے والا) الجامع (جمع کرنے والا) الغنی (غنی) المغنی (غنی کرنے والا) المانع (باز رکھنے والا) الضار (ضرر پہنچانے والا) النافع (نفع دینے والا) النور (روشنی والا) الھادی (راہ دکھانے والا) البدیع (نیا پیدا کرنے والا) الباقی (ہمیشہ رہنے والا) الوارث (مالک) الرشید (سب کی رہنمائی کرنے والا) الصبور (بڑا تحمل کرنے والا)۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے الدعاً میں، طبرانی، ابوالشیخ، الحاکم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ ننانوے ہیں۔ جس کسی نے انہیں پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں دامن طلب پھیلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِیْمُ، اَلاِلٰہُ الرَّبُّ، اَلْمَلِکُ، اَلْقُدُّوْسُ، اَلسَّلَامُ، اَلْمُؤْمِنُ، اَلْمُھَیْمِنُ، اَلْعَزِیْزُ، اَلْجَبَّارُ، اَلْمُتَکَبِّرُ، اَلْخَالِقُ، اَلْبَارِئُ، اَلْمُصَوِّرُ، اَلْحَلِیْمُ، اَلْعَلِیْمُ، اَلسَّمِیْعُ، اَلْبَصِیْرُ، اَلْحَیُّ، اَلْقَیُّوْمُ، اَلْوَاسِعُ، اَللَّطِیْفُ، اَلْخَبِیْرُ، اَلْحَنَّانُ، اَلْمَنَّانُ، اَلْبَدِیْعُ، اَلْغَفُوْرُ، اَلْوَدُوْدُ، اَلشَّکُوْرُ، اَلْمَجِیْدُ، اَلْمُبْدِئُ، اَلْمُعِیْدُ، اَلنُّوْرُ، اَلْبَادِئُ، ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اَلْقَائِمُ، اَلْاَوَّلُ، اَلْاٰخِرُ، اَلظَّاھِرُ، اَلْبَاطِنُ، اَلْعَفُوُّ، اَلْغَفَّارُ، اَلْوَھَّابُ اور اَلْفَرْدُ۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ اَلْقَادِرُ، اَلْاَحَدُ، اَلصَّمَدُ، اَلْوَکِیْلُ، اَلْکَافِیْ، اَلْبَاقِیْ، اَلْمُغِیْثُ، اَلدَّائِمُ، اَلْمُتَعَالِیْ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، اَلْمَوْلٰی، اَلنَّصِیْرُ، اَلْحَقُّ، اَلْمُبِیْنُ، اَلْوَارِثُ، اَلْمُنِیْرُ، اَلْبَاعِثُ، اَلْقَدِیْرُ، اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ اَلْمُجِیْبُ، اَلْمُحْیِیْ، اَلْمُمِیْتُ، اَلْحَمِیْدُ۔ ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔ اَلْجَمِیْلُ، اَلصَّادِقُ، اَلْحَفِیْظُ، اَلْمُحِیْطُ، اَلْکَبِیْرُ، اَلْقَرِیْبُ، اَلرَّقِیْبُ، اَلْفَتَّاحُ، اَلتَّوَّابُ، اَلْقَدِیْمُ، اَلْوِتْرُ، اَلْفَاطِرُ، اَلرَّزَّاقُ، اَلْعَلَّامُ، اَلْعَلِیُّ، اَلْعَظِیْمُ، اَلْغَنِیُّ، اَلْمَلِیْکُ، اَلْمُقْتَدِرُ،

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 62 (41)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اَلْاِکْرَامُ، اَلرَّؤُوْفُ، اَلْمُدَبِّرُ، اَلْمَالِكُ، اَلْقَاهِرُ، اَلْهَادِیْ، اَلشَّاكِرُ، اَلْكَرِیْمُ، اَلرَّفِیْعُ، اَلشَّهِیْدُ، اَلْوَاحِدُ، ذَا الطَّوْلِ، ذَا الْمَعَارِجِ، ذَا الْفَضْلِ، اَلْكَفِیْلُ، اَلْجَلِیْلُ۔(1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء ہیں۔ جس کسی نے انہیں پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور وہ قرآن پاک میں موجود ہیں۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جعفر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ابوجعفر بن محمد الصادق رضی اللہ عنہ سے ان ننانوے اسماء حسنیٰ کے بارے سوال کیا کہ انہیں جس نے پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ قرآن کریم میں ہیں۔ پانچ اسمائے گرامی سورۂ فاتحہ میں ہیں۔ یا الله، یا رب، یا رحمن، یا رحیم اور یا مالك۔ سورۃ البقرہ میں تینتیس اسماء ہیں۔ یا محیط، یا قدیر، یا علیم، یا حکیم، یا علی، یا عظیم، یا تواب، یا بصیر، یا ولی، یا واسع، یا کافی، یارء وف، یا بدیع، یا شاکر، یا واحد، یا سمیع، یا قابض، یا باسط، یا حی، یا قیوم، یاغنی، یا حمید، یا غفور، یا حلیم، یا اله، یا قریب، یا مجیب، یا عزیز، یا نصیر، یا قوی، یا شدید، یا سریع، یا خبیر، سورۂ آل عمران میں یہ ہیں: یا وهاب، یا قائم، یا صادق، یا باعث، یا منعم اور یا متفضل۔ سورۃ النساء میں یہ اسماء ہیں۔ یا رقیب، یا حسیب، یا شهید، یا مقیت، یا وکیل، یا علی، یا کبیر۔ اور سورۃ الانعام میں یہ ہیں۔ یافاطر، یا قاهر، یا لطیف، یا برهان اور سورۃ الاعراف میں یا محیی اور یا ممیت ہیں۔ سورۃ الانفال میں یا نعم المولی اور یا نعم النصیر ہیں۔ سورۂ ہود میں یہ اسماء ہیں۔ یا حفیظ، یا مجید، یا ودود اور یا فعال لمایرید ہیں اور سورۂ الرعد میں یہ اسماء ہیں۔ یاکبیر اور یا متعال، سورۂ ابراہیم میں یا منان اور یاوارث ہیں۔ اور سورۃ الحجر میں یا خلاق، سورۂ مریم میں یافرد، سورۂ طٰہٰ میں یا غفار، قد افلح میں یا کریم، سورۂ نور میں یا حق اور یا مبین۔ سورۂ فرقان میں یا هادی، سورۂ سبا میں یا فتاح، سورۂ زمر میں یا عالم، سورۂ غافر میں یا غافر، یا قابل التوبة، یا ذا الطول، یا رفیع، سورۃ الذاریات میں یا رزاق، یا ذا القوة، یا متین۔ سورۃ الطور میں یابر، سورۂ اقتربت میں یا ملیك، یا مقتدر۔ سورۃ الرحمٰن میں یا ذاالجلال والا کرام، یا رب المشرقین، یا رب المغربین، یا باقی، یا مهیمن۔ سورۃ الحدید میں یا اول، یا آخر، یا ظاهر، یا باطن۔ سورۃ الحشر میں یا ملك، یا قدوس، یا سلام، یا مؤمن، یا مهیمن، یا عزیز، یا جبار، یا متکبر، یا خالق، یا بارئ، یا مصور، سورۂ البروج میں یا مبدئ، یا معید، سورۃ الفجر میں یا وتر اور سورۃ الاخلاص میں یا احد اور یا صمد موجود ہیں۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے کتاب الاسماء والصفات میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے کوئی غم واندوہ یا حزن وملال لاحق ہو تو اسے اس طرح التجا کرنی چاہیے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ، نَاصِیَتِیْ فِیْ یَدِكَ، مَاضٍ فِیَّ حُكْمِكَ، عَدْلٌ فِیَّ قَضَآئِكَ، اَسْاَلُكَ بِكُلِّ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 63 (42) دارالکتب العلمیہ بیروت

اسْمٍ هُوَلَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ، اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتٰبِكَ، اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَ نُوْرَ بَصَرِيْ، وَذِهَابَ هَمِّيْ وَجَلَاءَ حُزْنِيْ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کبھی بھی کسی پریشان حال اور غم زدہ آدمی نے یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس سے غم اور پریشانی دور فرما دے گا اور اس کے غم کو فرحت و وسعت میں بدل دے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا ہم یہ کلمات سیکھ نہ لیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں، تم خود بھی انہیں سیکھو اور یہ کلمات دوسروں کو بھی سکھاؤ۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ کا وہ اسم مبارک سکھا دیجئے کہ جب اس کے وسیلہ سے دعا کی جائے تو وہ اسے قبول فرمالے۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے ان سے فرمایا: اٹھو اور وضو کرو۔ پھر مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز ادا کرو۔ پھر دعا مانگو یہاں تک کہ میں اسے سنوں۔ چنانچہ آپ نے اسی طرح کیا۔ جب دعا کے لیے بیٹھیں تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اے اللہ! اسے توفیق عطا فرما۔ تو پھر حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اس طرح دعا کی ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِجَمِيْعِ اَسْمَائِكَ الْحُسْنٰى كُلِّهَا مَا عَلِمْنَا مِنْهَا وَ مَالَمْ نَعْلَمْ، وَاَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الْعَظِيْمِ الْاَعْظَمِ الْكَبِيْرِ الْاَكْبَرِ الَّذِيْ مَنْ دَعَاكَ بِهٖ اَجَبْتَهٗ، وَمَنْ سَاَلَكَ بِهٖ اَعْطَيْتَهٗ'' یہ سن کر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تو نے صحیح کہا، تو نے صحیح کہا۔

رہا ارشاد خداوندی وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ تو اس کے بارے ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الالحاد کا معنی تکذیب (جھٹلانا) ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس ارشاد کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ انہوں نے العزیز سے عزیٰ مشتق کیا اور لفظ اللہ سے اللات مشتق کر لیا۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت عطا نے کہا: الحاد کا معنی مضاھاۃ (نقل اتارنا) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعمش رحمہ اللہ نے يُلْحِدُوْنَ کو يَلْحَدُوْنَ پڑھا ہے اور یہ لحد سے ماخوذ ہے۔ اور اس کی تفسیر میں فرمایا: کہ وہ اس میں وہ کچھ داخل کرتے ہیں جو اس میں سے نہیں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں ایسے الفاظ داخل کرتے ہیں جو اس کے اسماء میں سے نہیں ہیں)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے يُلْحِدُوْنَ کا معنی يُشْرِكُوْنَ کیا ہے (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں شریک کرتے ہیں) (2)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ کا معنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اسماء کی تکذیب کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 159، بیروت
2۔ ایضاً

وَ مِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ﴿۱۸۱﴾

"اور ان میں سے جنہیں ہم نے پیدا فرمایا ایک امت ہے جو راہ دکھاتی ہے حق کے ساتھ اور حق کے ساتھ ہی عدل وانصاف کرتی ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ مِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ کے متعلق ابن جریج نے کہا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ میری امت ہے جو حق کے ساتھ حکم لگاتے ہیں، فیصلہ کرتے ہیں اور (حق کے ساتھ ہی) لیتے ہیں اور عطا کرتے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب یہ آیت کریمہ پڑھتے تو یہ فرمایا کرتے تھے: یہ آیت تمہارے ہی لیے ہے۔ اسی کی مثل تم سے پہلے ایک قوم کو عطا کیا گیا اور فرمایا وَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰۤى اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ﴿۱۵۹﴾ (الاعراف) (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک میری امت میں سے ایک گروہ حق پر رہے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے جب بھی ان کا نزول ہوگا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور ایک فرقہ کے سوا سب جہنم میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ مِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَ بِهٖ یَعْدِلُوْنَ یہی وہ فرقہ ہے جو اس امت میں سے نجات پائے گا۔

وَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ﴿۱۸۲﴾ وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ﴿۱۸۳﴾

"اور جنہوں نے تکذیب کی ہماری آیتوں کی تو ہم آہستہ آہستہ پستی میں گرا دیں گے انہیں اس طرح کہ انہیں علم تک نہ ہوگا اور میں مہلت دیتا ہوں انہیں بے شک میری خفیہ تدبیر بہت پختہ ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں سَنَسْتَدْرِجُهُمْ کا معنی ہے عنقریب ہم انہیں پکڑ لیں گے اور کہا کہ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ سے مراد عذاب بدر ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن مثنیٰ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَیْثُ لَا یَعْلَمُوْنَ کے بارے کہا: کہ جب بھی وہ نیا گناہ کرتے ہیں تو ہم انہیں ایک نئی نعمت عطا فرما دیتے ہیں جو انہیں استغفار بھلا دیتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 160، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 161

امام ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں اسی آیت کے بارے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم انہیں نعمتیں وافر اور کامل عطا کریں گے اور ان کا شکر ادا کرنے سے انہیں روک دیں گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَیْدِیْ مَتِیْنٌ کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان سے (عذاب کو) روک لیا گیا ہے اور انہیں ان کے رسولوں کے خلاف مہلت دی گئی ہے۔ بے شک میری تدبیر انتہائی شدید ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کردی اور یہ آیت نازل فرمائی " فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ...... الایہ" (توبہ:5) (سو تم مشرکین کو قتل کردو، جہاں بھی تم انہیں پاؤ)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کید اللہ (اللہ تعالیٰ کی تدبیر) سے مراد عذاب اور سخت سزا ہے۔

اَوَ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸۴﴾

"کیا اب تک نہیں غور و فکر کیا انہوں نے۔ ان کے صاحب پر تو جنون کا ذرا اثر نہیں۔ نہیں ہے وہ مگر کھلم کھلا ڈرانے والا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ صفا پر کھڑے ہوئے اور قریش کو ان کے خاندانوں کے نام لے کر بلایا: اے بنی فلاں، اے بنی فلاں۔ آپ ﷺ صبح تک انہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی جانب سے نازل ہونے والے تصادم سے ڈراتے رہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک نے کہا: بلاشبہ تمہارے یہ صاحب تو مجنون ہیں، چیختے چلاتے اور شور مچاتے رات گزار دی یہاں تک کہ صبح کردی۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَوَ لَمْ یَتَفَكَّرُوْا ٚ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۔(1)

اَوَ لَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۙ وَّ اَنْ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾

"کیا انہوں نے غور سے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی وسیع مملکت میں اور (اس میں) جو چیز پیدا فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اور اس میں کہ شاید نزدیک آگئی ہو ان کی مقررہ میعاد۔ تو کس بات پر وہ اس (قرآن) کے بعد ایمان لے آئیں گے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد9، صفحہ 162، بیروت

امام احمد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے المصنف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سیر پر لے جایا گیا (یعنی شب معراج) میں نے دیکھا کہ جب ہم ساتویں آسمان کے آخر تک پہنچے تو میں نے اوپر کی جانب نظر اٹھائی۔ تو اچانک میں نے گرج، چمک اور عذاب کی بجلی گرتی دیکھی۔ فرمایا کہ میں ایک قوم کے پاس جن کے پیٹ ان مکانوں کی طرح تھے جن میں سانپ ہوں۔ وہ ان کے پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے۔ تو میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔ پھر جب میں آسمان دنیا کی طرف اترا تو میں نے اپنے سے نیچے کی طرف دیکھا تو وہاں شور وشغب، دھواں اور مختلف آوازیں دیکھیں۔ تو میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: شیاطین ہیں جو بنی آدم کی آنکھوں کو بند کر رہے ہیں تاکہ وہ آسمانوں اور زمین کی وسیع مملکت میں غور وفکر نہ کرنے لگیں اور اگر اس طرح نہ ہو تو یقیناً وہ عجائبات قدرت کا مشاہدہ کریں (1)۔

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿١٨٦﴾

”جسے گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو نہیں کوئی ہدایت دینے والا اسے۔ وہ رہنے دیتا ہے انہیں کہ اپنی گمراہی میں بھٹکتے رہیں“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ کے مقام پر خطبہ دیا پہلے آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ پھر کہا: جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرما دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ تو آپ کے سامنے ایک نوجوان تھا جس نے غیر عربی زبان میں کوئی بات کہی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ترجمان سے کہا: کہ اس کی بات کے بارے بتائے وہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا: کہ اس کا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرے گا۔ تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! تو نے جھوٹ کہا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کیا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تجھے گمراہ کر دے اور تجھے جہنم میں داخل کر دے۔ اگر معاہدہ میں خیانت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن مار دیتا، پس لوگ منتشر ہوئے اس حال میں کہ ان کے مابین مسئلہ تقدیر میں کوئی اختلاف نہیں تھا۔ واللہ اعلم۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨٧﴾

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 353، دار صادر بیروت

''وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے قیامت کے متعلق کہ کب ہوگا اس کا وقوع۔ آپ کہیے کہ اس کا علم تو میرے رب ہی کے پاس ہے، نہیں ظاہر کرے گا اسے اپنے وقت پر مگر وہی، یہ (حادثہ) بہت گراں ہے آسمانوں اور زمین میں۔ نہ آئے گی تم پر مگر اچانک۔ وہ پوچھتے ہیں آپ سے گویا آپ خوب تحقیق کر چکے ہیں اس کے متعلق۔ آپ فرمائیے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حمل بن ابی قشیر اور سمول بن زید نے حضور نبی رحمت ﷺ سے کہا: ہمیں بتائیے قیامت کب آئے گی؟ اگر آپ نبی ہیں جیسا کہ آپ دعویٰ کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم جانتا چاہتے ہیں کہ وہ کیا ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ ۘؔ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۚ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا کا معنی ہے قیامت کب قائم ہوگی۔ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ۔ فرمایا قریش نے کہا: اے محمد! ﷺ ہمارے لیے قیامت کی علامت بیان کیجئے کیونکہ ہمارے اور آپ کے درمیان قرابت کا رشتہ موجود ہے۔ تو رب کریم نے فرمایا يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ (وہ پوچھتے ہیں آپ سے گویا آپ خوب تحقیق کر چکے ہیں اس کے متعلق۔ آپ فرمائیے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے)۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرمایا کرتے تھے ''قیامت لوگوں کو گرادے گی، درآنحالیکہ ایک آدمی اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہا ہوگا، ایک آدمی اپنے حوض کی اصلاح کر رہا ہوگا، ایک آدمی اپنے ترازو کو اوپر نیچے کر رہا ہوگا اور ایک آدمی اپنا ساز و سامان منڈی میں رکھ رہا ہوگا کہ اچانک تم پر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا (یعنی قیامت قائم ہو جائے گی)(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اَيَّانَ مُرْسٰىهَا کا معنی ہے قیامت کی انتہا کب ہوگی۔ یعنی مُرْسٰىهَا بمعنی مُنْتَهَاهَا ہے(3)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَاۤ اِلَّا هُوَ لیکن میں تمہیں اس کی علامات بتاتا ہوں اور وہ کچھ جو اس سے پہلے وقوع پذیر ہوگا۔ بے شک اس سے پہلے فتنہ اور قتل (ہرج) عام ہوگا۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ فتنہ کا مفہوم تو ہم جانتے ہیں لیکن ہرج کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہرج حبشی زبان میں قتل کو کہتے ہیں۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے پوچھا گیا۔ اس وقت میں بھی آپ ﷺ کے پاس موجود تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''لَا يَعْلَمُهَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 163، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 164 3۔ ایضاً

اِلَّا اللّٰهُ وَلَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ" اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے بارے کوئی نہیں جانتا اور وہی اسے اپنے وقت پر ظاہر کرے گا (الف)۔ البتہ میں تمہیں اس کی علامات کے بارے بتاتا ہوں: کہ اس سے پہلے فتنے اور ہرج برپا ہوگا۔ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہرج کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبشی زبان میں ہرج سے مراد قتل ہے۔ لوگوں کے دل خشک ہو جائیں گے۔ ان کے درمیان منافرت پیدا ہو جائے گی اور کوئی کسی کو نہیں پہچانتا ہوگا۔ صاحب عقل اٹھ جائیں گے اور کم عقل لوگ باقی رہ جائیں گے۔ نہ وہ نیکی کو پہچانتے ہوں گے اور نہ ہی وہ منکر کا انکار کریں گے (1)۔

امام مسلم، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا اور آپ نے اپنے وصال سے ایک مہینہ پہلے یہ فرمایا کہ تم مجھ سے قیامت کے بارے پوچھتے ہو۔ بے شک اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ جو نوزائیدہ بچہ آج سطح زمین پر موجود ہے اس پر سو سال گزریں گے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تو آپ نے کہا: السلام علیک یا روح اللہ۔ تو انہوں نے جواب دیا۔ وعلیک یا روح اللہ۔ اے روح اللہ! آپ پر بھی سلام ہو۔ پھر آپ نے کہا: اے جبرئیل! قیامت کب آئے گی؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پروں کو جھاڑا۔ پھر کہا: مسئول عنہا سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں انتہائی ثقیل اور بھاری ہے، وہ اچانک ہی تم پر آئے گی۔ یا یہ کہا لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ کہ اللہ تعالیٰ ہی اسے اپنے وقت پر ظاہر کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ کا مفہوم حضرت مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ اسے اللہ تعالیٰ ہی لائے گا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: وہ اسے اپنے وقت پر ظاہر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا (4)۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 602 (12368) دار الفکر بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فضائل الصحابۃ، جلد 16، صفحہ 74 (2538) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 164، بیروت
4۔ ایضاً

(الف) کیا حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو وقوع قیامت کے وقت کا علم عطا فرمایا گیا یا نہیں؟ تو اس کے بارے علامہ زرقانی شرح المواہب میں رقمطراز ہیں "علم قیامت اور باقی ان پانچ چیزوں کے متعلق جن کا ذکر سورہ لقمان کی آخری آیت میں ہے علماء نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا اور آپ کو انہیں مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا"۔ (شرح المواہب، جلد 1، صفحہ 265) اور تفسیر کبیر میں ہے اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے مخصوص غیب یعنی قیامت قائم ہونے کے وقت پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، البتہ ان کو عطا فرماتا ہے جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور وہ اللہ کے رسول ہیں، (جلد 10، صفحہ 678) اور علامہ بیجوری شرح قصیدہ بردہ شریف صفحہ 74 پر فرماتے ہیں۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچوں غیبوں کا علم عطا فرما دیا۔ اور شیخ عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب اس کے بارے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ ان پانچوں کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جب کہ ایک صاحب تصرف امتی کے لیے ان پانچوں کے علم کے بغیر تصرف ممکن نہیں۔ صفحہ 158۔ خلاصہ کلام یہی ہے کہ آپ کو وصال سے قبل ان کا علم عطا فرما دیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔ (الکلمۃ العلیا، صفحہ 92)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کی وضاحت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مخلوق میں سے کوئی شے بھی نہیں ہے مگر اسے قیامت کے دن ضرور ضرر اور تکلیف پہنچے گی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا کہ اسی کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اس کا ثقل (قیامت کا وقوع) زمین و آسمان کے باسیوں پر انتہائی ثقیل اور گراں ہے۔ بلاشبہ وہ اس کے بارے نہیں جانتے۔ اور حسن نے کہا: کہ جب قیامت قائم ہوگی تو وہ زمین و آسمان کے باسیوں پر انتہائی ثقیل ہوگی۔ وہ کہتے ہیں: وہ ان پر انتہائی گراں ہوگی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے بارے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے یہ کہا: کہ جب قیامت قائم ہوگی تو آسمان پھٹ جائے گا، ستارے ٹوٹ کر بکھر جائیں گے، سورج کو لپیٹ دیا جائے گا، پہاڑ اڑا دیے جائیں گے اور ہر شے اڑا دی جائے گی جو زمین پر ہوگی۔ اور یہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ قیامت کا ثقل اور شدت زمین و آسمان دونوں پر ہوگی (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً کا معنی ہے کہ وہ اچانک آجائے گی حالانکہ تم ابھی امن میں ہو گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی پر قیامت قائم ہو جائے گی اس حال میں کہ لقمہ اس کے منہ میں ہوگا اور وہ اسے نہ چبا سکے گا، نہ نگل سکے گا اور نہ ہی باہر پھینک سکے گا اور دو آدمیوں پر اس طرح قائم ہوگی کہ وہ اپنے درمیان خرید و فروخت کے لیے کپڑا پھیلائے ہوئے ہوں گے۔ پس نہ تو وہ اسے لپیٹ سکیں گے اور نہ ہی اس کی باہمی بیع کی فرصت پا سکیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ منادی یہ اعلان کرے گا: اے لوگو! تم پر قیامت آچکی ہے، تم پر قیامت آچکی ہے۔ وہ یہ اعلان تین بار کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ کا مفہوم حضرت سدی رحمہ اللہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اسے اپنے وقت مقررہ پر بھیجے گا۔ اور ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کے متعلق کہتے ہیں کہ وہ آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی ہے۔ اور کوئی مقرب فرشتہ یا نبی مرسل نہیں جانتا کہ وہ کب قائم ہوگی۔ اور لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً کے بارے کہا: کہ وہ اچانک ناگاہ ان پر آجائے گی اور وہ اس سے غافل ہوں گے (3)۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ "كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا" کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آپ اس کے بارے سوال کر کے تحقیق کر چکے ہیں یہاں تک کہ آپ نے اس کے بارے جان لیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ "كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا" کے متعلق حضرت مجاہد اور سعید بن جبیر میں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 165، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 66-165

ایک نے کہا۔ کہ گویا آپ اس کے بارے جانتے ہیں۔ اور دوسرے نے کہا۔ یہ ضروری ہے کہ اس کے بارے پوچھا جائے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ''كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا'' کا مفہوم حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان کیا ہے گویا تم نے قیامت کے بارے بار بار سوال کیا ہے یہاں تک کہ تم نے اس کے بارے یقین حاصل کر لیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ''يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا'' کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں گویا کہ آپ اس کے متعلق جانتے ہیں یعنی آپ تو اس کے متعلق نہیں جانتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گویا آپ اسے گہرائی سے جاننے والے ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کے اور ان کے درمیان محبت ہے گویا آپ ان کے دوست ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب لوگوں نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک قوم کا سوال پوچھا۔ گویا کہ وہ یہ یقین رکھتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے محبت کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی بے شک قیامت کا علم اس کے پاس ہے اور اس نے اس کا علم اپنے ساتھ خاص فرما رکھا ہے اور اس پر اس نے کسی فرشتے اور رسول کو مطلع نہیں کیا (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اس آیت کے متعلق حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے گویا کہ آپ ان کے دوست ہیں لہٰذا جب بھی وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے (اس کے بارے) سوال کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ تفسیر نقل کی ہے گویا آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ وہ آپ سے قیامت کے بارے سوال کریں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح پڑھتے تھے كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے اس آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے: گویا کہ قیامت کے متعلق ان کا آپ سے سوال کرنا آپ کو خوش کرتا ہے تاکہ اس کے متعلق ہم آپ کو آگاہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے آپ سے مخفی کر دیا اور آپ کو مطلع نہ کیا اور فرمایا: فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ (النازعات) ''اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق''۔ اور فرمایا: اَكَادُ اُخْفِيْهَا (طٰہٰ:15) ''میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں''۔ اور حضرت ابی کی قرأت میں ہے ''اَكَادُ اُخْفِيْهَا مِنْ نَّفْسِي''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کہا: بلاشبہ ہمارے اور آپ کے مابین رشتہ داری اور قرابت ہے۔ لہٰذا ہمیں بتایئے قیامت کب آئے گی؟ تو اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 168، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 166

تعالیٰ نے فرمایا یَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا۔ ''وہ پوچھتے ہیں آپ سے گویا کہ آپ خوب تحقیق کر چکے ہیں اس کے متعلق'' (1)۔

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛؕ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۠ ﴿۱۸۸﴾

''آپ کہیے: نہیں مالک ہوں میں اپنے آپ کے لیے نفع کا اور نہ ضرر کا، مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر میں (تعلیم الٰہی کے بغیر) جان لیتا غیب کو تو خود ہی بہت جمع کر لیتا خیر سے اور نہ پہنچتی مجھے کوئی تکلیف۔ نہیں ہوں میں مگر ڈرانے والا (نافرمانوں کو) اور خوش خبری سنانے والا اس قوم کو جو ایمان لائی ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں یقیناً جان لیتا جب میں کوئی چیز خریدتا کہ اس میں مجھے اتنا نفع ہوگا اور میں کوئی چیز نہ بیچتا مگر تب جب کہ مجھے اس میں نفع ہوتا۔ اور وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ کے بارے فرمایا'' اور مجھے فقر و افلاس نہ پہنچتا''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا ہے قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا کا معنی ہے میں اپنے آپ کے لیے ہدایت اور گمراہی کا مالک نہیں ہوں۔ اور وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ کا مفہوم ہے۔ اگر میں جان لیتا کہ مجھے موت کب آئے گی اور لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ کا معنی ہے تو میں خود ہی بہت عمل صالح جمع کر لیتا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے: میں بالیقین کسی شر اور تکلیف کے لاحق ہونے سے پہلے اس سے اجتناب کرتا (2)۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۱۸۹﴾ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّ لَاۤ اَنْفُسَهُمْ یَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا یَتَّبِعُوْكُمْ ؕ سَوَآءٌ عَلَیْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 67-166، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 169

''وہ (خدا ہے) جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک نفس سے اور بنایا اس سے اس کا جوڑا تاکہ اطمینان حاصل کرے اس (جوڑے) سے پھر جب مرد ڈھانپ لیتا ہے عورت کو تو حاملہ ہو جاتی ہے ہلکے سے حمل سے پھر چلتی پھرتی رہتی ہے اس کے ساتھ۔ پھر جب وہ بوجھل ہو جاتی ہے تو دعا مانگتے ہیں (میاں بیوی) اللہ سے جو ان کا رب ہے کہ اگر تو عنایت فرمائے ہمیں تندرست لڑکا تو ہم ضرور ہو جائیں گے (تیرے) شکر گزار بندوں سے پس جب اللہ عطا کرتا ہے انہیں تندرست لڑکا تو دونوں بناتے ہیں اللہ کے ساتھ شریک اس میں جو اس نے انہیں دیا۔ تو بلند و برتر ہے اللہ ان سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں کیا وہ شریک بناتے ہیں اسے جس نے پیدا نہیں کی کوئی چیز اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور وہ نہیں طاقت رکھتے ان کو مدد پہنچانے کی اور نہ اپنی آپ مدد کر سکتے ہیں اور اگر تو بلائے انہیں ہدایت کی طرف تو نہ پیروی کریں گے تمہاری، یکساں ہے تمہارے لیے خواہ تم بلاؤ انہیں یا تم خاموش رہو''۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب حضرت حوا علیہا السلام کی ولادت ہوئی تو ابلیس نے ان کے گرد چکر لگایا۔ ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ تو ابلیس نے کہا: بچے کا نام عبدالحارث رکھو، تو وہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ آپ نے اس کا نام عبدالحارث رکھا تو وہ زندہ رہا۔ پس یہ شیطان کے الہام اور اس کے حکم سے ایسا ہوا (1)۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے بچے کا نام عبدالحارث رکھا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حضرت حوا حاملہ ہوئیں حالانکہ ان کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا۔ تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہا: تم دونوں اس بچے کا نام عبدالحارث رکھنا۔ یہ زندہ رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا نام عبدالحارث رکھا۔ اور یہ شیطان کے الہام اور اس کے امر سے ہوا۔ (الف)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 173، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

(الف) یہ روایات اہل کتاب کے آثار سے ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب اہل کتاب تم سے حدیث بیان کریں تو تم ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب''۔ ان کی روایات کی تین قسمیں ہیں (۱) جن کی صحت کتاب وسنت سے ثابت ہے (۲) جن کا کذب ثابت ہے (۳) جن کا صدق وکذب متعین نہیں۔ ان روایات کا کذب ہمیں معلوم ہے کیونکہ اگر دونوں میاں بیوی سے مراد حضرت آدم اور حوا علیہا السلام ہوں تو لازم آئے گا کہ وہ دونوں مشرک ہوں کیونکہ مابعد آیت میں ہے کہ جب اللہ نے انہیں صحیح وسالم بیٹا دے دیا تو انہوں نے اس کی عطا میں شریک ٹھہرا لیے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور معصوم ہیں ان کا شرک کرنا عادۃً محال ہے۔ (تفسیر ابن کثیر، جلد 3، صفحہ 265، مطبوعہ بیروت) جن روایات میں حضرت آدم وحوا کی طرف شرک کی نسبت ہوتی ہے وہ باطل ہیں۔ تفسیر مظہری میں ہے کہ امام بغوی نے لکھا ہے کہ دعا کرنے والوں اور شریک ٹھہرانے والوں سے مراد بعض علماء نے یہود ونصاریٰ لیے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد عطا فرمائی تھی اور انہوں نے انہیں یہودی اور عیسائی بنا دیا تھا۔ ابن کیسان کہتے ہیں کہ ان سے مراد وہ کفار ہیں جو اپنی اولاد کے نام عبدالعزیٰ، عبد مناف، عبداللات اور عبدالشمس رکھتے تھے۔ اور حضرت عکرمہ اور حسن فرماتے ہیں۔ کہ مراد حضرت آدم وحوا علیہا السلام کی اولاد ہے۔ یعنی کفار مکہ اور دوسرے لوگوں نے خدا کے شریک ٹھہرائے۔ یہاں دونوں جگہ مضاف محذوف ہے اور مضاف الیہ کو اس کے قائم مقام (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حضرت حوا حاملہ ہوئیں۔ تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہا: کیا تو میری بات تسلیم کرے گی تیرا بچہ سلامت رہے گا؟ اس کا نام عبدالحارث رکھنا۔ تو انہوں نے اس طرح نہ کیا۔ چنانچہ بچہ پیدا ہوا اور مر گیا۔ پھر حاملہ ہوئیں تو شیطان نے پھر پہلے کی طرح کہا۔ مگر آپ نے اس کا کہنا نہ مانا۔ پھر جب تیسری بار حاملہ ہوئیں۔ تو وہ پھر آیا اور آ کر کہا: اگر تو میری بات کی پیروی کرے گی تو وہ تیرے لیے سلامت رہے گا۔ ورنہ وہ چوپایہ ہو جائے گا۔ پس اس نے آپ کو خوف زدہ کیا، تو آپ نے اس کی بات مان لی۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بچے کی ولادت ہوئی تو آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر ابلیس دونوں کے پاس آیا اور کہا: تم نے اپنے اس بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: عبداللہ۔ اس سے پہلے بھی ان کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا تھا اور انہوں نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا۔ تو ابلیس نے کہا: کیا تم دونوں یہ گمان رکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنا غلام (عبد) تم دونوں کے پاس چھوڑ دے گا؟ قسم بخدا! وہ اسے بھی اسی طرح لے جائے گا جیسے وہ دوسرے کو لے گیا۔ البتہ میں تمہاری رہنمائی ایک ایسے نام پر کرتا ہوں، جو تمہارے لیے باقی رہے گا جب تک تم باقی رہے، پس تم اس کا نام عبد شمس رکھ دو۔ چنانچہ انہوں نے یہی نام رکھ دیا۔ پس اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے اَیُشْرِكُوْنَ مَالَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا سورج کسی شے کو تخلیق نہیں کر سکتا۔ بے شک وہ تو خود مخلوق ہے۔ راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان نے انہیں دو بار دھوکہ دیا" حضرت زید نے کہا: ایک بار جنت میں اس نے دونوں کو دھوکہ دیا اور ایک بار زمین پر دھوکہ دیا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کو زمین پر اتارا تو آپ کے نفس میں اپنی بیوی کی جانب شہوت و میلان بھی ڈال دیا۔ پس اس کے سبب آپ کے جذبات میں انگیخت پیدا ہوئی اور آپ نے ان سے تعلق زوجیت قائم کیا۔ پس آپ کے اس ملاپ سے وہ حاملہ ہو گئیں اور جب وہ حاملہ ہو گئیں تو بچے نے جب ان کے پیٹ میں حرکت کی۔ تو انہوں نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو ابلیس ان کے پاس آیا اور ان سے کہا: بے شک تم حاملہ ہو اور بچے کو جنم دو گی۔ آپ نے کہا: کیا میں بچہ جنوں گی؟ اس نے کہا۔ کیا دیکھ نہیں رہی مگر یہ کہ اونٹنی، گائے، بھیڑ یا بکری وہ بھی اسی (عمل) کا بعض ہے اور وہ (بچہ) آپ کی ناک، آپ کی آنکھ یا آپ کے کان سے خارج ہو گا۔ آپ نے کہا: قسم بخدا! مجھ میں کوئی شے نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس سے تنگ ہو گی۔ اس نے کہا میری پیروی کرو اور اس کا نام عبدالحارث رکھو۔ ملائکہ میں اس کا نام حارث تھا۔ تم اپنی مثل جنم دو گی۔ آپ نے اس کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام سے کیا۔ تو انہوں نے کہا: وہ ہمارا وہ ساتھی ہے جسے میں جانتا ہوں۔ سو وہ بچہ مر گیا پھر آپ دوسرے

رکھا گیا ہے اس لیے اس قول کی تائید شرکاء کا لفظ بھی کرتا ہے جو جمع کے صیغہ کے ساتھ مذکور ہے۔ (تفسیر مظہری، جلد 3، صفحہ 519) اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ یہ آیات حضرت آدم وحوا کے متعلق ہیں تو پھر یہ مشرکین کے رد میں نازل ہوئی ہیں اور اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہاں ہمزہ استفہام مقدر ہے یعنی اجعلا لہ شرکاء اور ان کا معنی اس طرح ہو گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کی دعا کے موافق ان کو صحیح وسالم بیٹا عطا کر دیا تو کیا انہوں نے اللہ کے شریک گھڑ لیے تھے؟ تو اے مشرکو! تم کیوں اللہ کے لیے شریک گھڑتے ہو؟ اور اللہ اس چیز سے بلند ہے جس میں یہ مشرک اللہ کے لیے شریک بناتے ہیں۔ (تبیان القرآن، جلد 4، صفحہ 491)

بچے سے حاملہ ہوئیں۔ پھر ابلیس آپ کے پاس آیا اور کہا: میری بات مانو ورنہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ کیونکہ پہلے کو بھی میں نے ہی مارا تھا۔ آپ نے پھر اس کا ذکر حضرت آدم علیہ السلام سے کیا تو آپ نے پہلے کی طرح اب بھی کہا۔ پھر آپ تیسرے بچے سے حاملہ ہوئیں۔ پھر ابلیس آپ کے پاس آیا۔ اور پہلے کی طرح اب بھی کیا۔ تو آپ نے اس کا تذکرہ پھر حضرت آدم علیہ السلام سے کیا۔ تو اس بار آپ نے اسے ناپسند نہ کیا۔ تو آپ نے بچے کا نام عبدالحارث رکھ دیا۔ تو اس کی متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت حوا علیہا السلام حاملہ تھیں۔ ان کے پاس ابلیس آیا اور کہا: میں تم دونوں کا وہ ساتھی ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکالا، تا کہ تو میری پیروی کرے۔ یا اس لیے تا کہ میں اس کو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کر دوں۔ پس وہ بچہ تیرے پیٹ سے نکلے گا اور اسے پھاڑ دے گا اور میں اس طرح کروں گا۔ چنانچہ اس نے دونوں کو خوب خوف زدہ کیا۔ تا کہ وہ اس کا نام عبدالحارث رکھیں۔ تو ان دونوں نے اس کی بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تو مردہ بچہ باہر آیا۔ پھر آپ حاملہ ہوئیں۔ پھر ابلیس دونوں کے پاس آیا اور پہلے کی مثل گفتگو کی۔ انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ تو پھر مردہ بچہ پیدا ہوا۔ پھر آپ حاملہ ہوئیں اور ابلیس دونوں کے پاس آیا اور پہلے کی طرح گفتگو کی اور دونوں کے دل میں بچے کی محبت کا ادراک کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے بچے کا نام عبدالحارث رکھا تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے بچے کا نام جو حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما السلام نے رکھا، وہ عبدالرحمٰن ہے پھر وہ فوت ہو گیا۔ پھر انہوں نے ایک کا نام صالح رکھا اور وہ بھی فوت ہو گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت حوا حضرت آدم علیہ السلام کے لیے بچے جنتی تھیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ان کی خدمت کرتی تھیں اور ان کا نام عبداللہ اور عبیداللہ رکھتیں۔ اسی طرح ہوتا یہاں تک کہ انہیں موت آ جاتی۔ پھر آپ کے پاس اور حضرت آدم علیہ السلام کے پاس ابلیس آیا اور کہا: بلاشبہ جو نام تم رکھتے ہو اگر ان کے علاوہ کوئی اور نام رکھو گے تو بچہ زندہ رہے گا، تو پھر آپ نے ایک بچہ کو جنم دیا اور اس کا نام عبدالحارث رکھا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ الی آخر الآیہ (2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ آیت بعض اہل ملل کے بارے نازل ہوئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے نہیں (3)۔

عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرأت اس طرح کی ہے: حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ۔

امام ابوالشیخ نے ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا کے متعلق حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 174، دار الصمیعی الریاض 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 173، بیروت

3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 175

خَفِيفًا سے مراد ہے جب تک حمل ظاہر نہ ہوتا۔ اور فَمَرَّتْ بِهٖ سے مراد ہے جب آپ کا حمل ظاہر ہو جاتا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَمَرَّتْ بِهٖ کی تفسیر میں کہا۔ پس وہ شکایت کرتی ہے کیا وہ حاملہ ہے یا نہیں؟ (1)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ایوب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهٖ کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: وہ عورت شکایت کرتی ہے کہ وہ حاملہ ہے یا نہیں؟ (2)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ایوب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے حضرت حسن رحمہ اللہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اگر میں عربی ہوتا تو میں اسے جانتا۔ بے شک وہ مسلسل حمل سے رہتی ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: وہ حاملہ ہوتی ہے نطفہ سے۔ اور فمرت به کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ پھر وہ مسلسل حمل کے ساتھ رہتی ہے (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَمَرَّتْ بِهٖ کا معنی کرتے ہوئے فرمایا: پھر وہ مسلسل حمل کے ساتھ رہتی ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے یہی کہا کہ پھر وہ مسلسل اس حمل کے ساتھ رہتی ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران سے فَمَرَّتْ بِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس حمل کو ہلکا محسوس کرتی ہے۔

ابو الشیخ نے سدی سے نقل کیا ہے کہ انہوں فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ کی تفسیر میں کہا کہ جب بچہ اس کے پیٹ میں بڑا ہو جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ نے لَئِنْ اٰتَيْتَنَا کی تفسیر میں کہا وہ دونوں خوف زدہ ہوتے ہیں کہ کہیں وہ چوپایہ ہو۔ تو دونوں کہتے ہیں: اگر تو ہمیں تندرست انسان عطا فرمائے۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ دونوں کو خوف ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ انسان ہی نہ ہو۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ اگر تو ہمیں تندرست لڑکا عنایت فرمائے (7)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ کے بارے فرمایا: وہ اطاعت و پیروی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہیں حالانکہ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں بناتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے شُرَكَآءَ کی قرأت شین کے کسرہ کے ساتھ کی ہے یعنی جَعَلَا لَهٗ شِرْكًا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 171، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 170 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 171 5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 173، دار الصمیعی الریاض

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 170 7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 108، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سفیان نے جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں نام میں اس کا شریک بنالیتے ہیں۔ انہوں نے کہا: ابلیس کی کنیت ابوکدوس ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ موصل اور مفصول سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہا السلام کی شان میں ہے کہ انہوں نے اسماء میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا۔ اور آپ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ کے بارے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے ان سے جنہیں مشرکین شریک بناتے ہیں اور یہ ان دونوں کے لیے معین نہیں (1)۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے شرک نہیں کیا۔ کیونکہ اس کا اول حصہ شکر ہے اور اس کا آخر ایک مثال ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد آنے والوں کے لیے بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ کے بارے سدی نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرت آدم علیہ السلام سے متعلقہ آیت کے درمیان بطور فصل مذکور ہے اور یہ اہل عرب کے معبودان باطلہ کے ساتھ خاص ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو حاتم رحمہما اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بطور فصل مذکور ہے کہ ان دونوں نے بچے کے سلسلے میں ابلیس کی اطاعت و پیروی کی۔ اور فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ یہ آیت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قوم سے متعلق ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ شرک اس کی اطاعت و پیروی میں تھا۔ اس کی عبادت میں شرک نہیں تھا۔ اور انہوں نے کہا کہ حضرت حسن کہا کرتے تھے: وہ یہود و نصاریٰ ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد عطا فرمائی، تو انہوں نے اسے یہودی اور عیسائی بنادیا (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ سے متعلقہ حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اولاد آدم اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد شرک کیا (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد پاکی بیان کرنا ہے۔ یعنی انکف نفسہ۔ اس نے اپنے آپ کو پاک کرلیا۔ کہتے ہیں: اس نے اپنی عظمت بیان کی ہے اور ملائکہ نے اس کی پاکی بیان کی ہے اور ہر شے نے اس کی تسبیح بیان کی ہے۔

امام ابن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اور جب وہ انہیں تندرست اولاد عطا فرمادیتا ہے تو وہ اسے یہودی اور نصرانی بنادیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ تو اس کے بارے آپ کہتے ہیں یعنی وہ اس کی پیروی کرتے ہیں جو کسی شے کو پیدا نہیں کرسکتا۔ اور یہ شیاطین کسی شے کو پیدا نہیں کرسکتے اور یہ خود پیدا کیے گئے ہیں بلکہ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا کے بارے کہتے ہیں۔ کہ جس کے لیے وہ انہیں پکارتے ہیں وہ ان کو مدد پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 177، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 176
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

إِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ
فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ
أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ أَمْ لَهُمْ
اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿١٩٥﴾
إِنَّ وَلِيِّۦَ اللهُ الَّذِيْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٩٦﴾ وَالَّذِيْنَ
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٧﴾

"(اے کفار) بے شک وہ جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا بندے ہیں تمہاری طرح تو پکارو انہیں پس چاہیے کہ قبول کریں تمہاری پکار کو اگر تم سچے ہو کیا ان کے پاؤں ہیں چلتے ہیں وہ جن کے ساتھ یا کیا ان کے ہاتھ ہیں پکڑتے ہیں وہ جن کے ساتھ یا کیا ان کی آنکھیں ہیں دیکھتے ہیں جن سے یا کیا ان کے کان ہیں وہ سنتے ہیں جن کے ساتھ آپ کہیے پکارو اپنے شریکوں کو پھر سازش کرو میرے خلاف اور مت مہلت دو مجھے یقیناً میرا حمایتی اللہ ہے جس نے اتاری یہ کتاب۔ اور وہ حمایت کیا کرتا ہے نیک بندوں کی اور جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا وہ طاقت نہیں رکھتے تمہاری امداد کی اور نہ اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند کو لایا جائے گا یہاں تک کہ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا جائے گا اور انہیں بھی لایا جائے گا جو ان کی عبادت اور پوجا کرتے تھے۔ انہیں کہا جائے گا فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ "پکارو انہیں پس چاہیے کہ قبول کریں تمہاری پکار کو اگر تم سچے ہو"۔

وَإِنْ تَدْعُوْهُمْ إِلَى الْهُدٰى لَا يَسْمَعُوْا وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ وَ
هُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿١٩٨﴾

"اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو وہ نہ سنیں گے اور تو دیکھے گا انہیں کہ دیکھ رہے ہیں تیری طرف حالانکہ انہیں کچھ نظر نہیں آتا"۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ کی تفسیر میں سدی نے کہا کہ ان سے مراد مشرکین ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ وَتَرٰىهُمْ يَنْظُرُوْنَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا اور تو دیکھے گا کہ دیکھ رہے ہیں تیری طرف حالانکہ انہیں وہ نظر ہی نہیں آتا جس ہدایت کی طرف تم انہیں بلا رہے ہو۔

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿١٩٩﴾

''قبول کیجئے معذرت (خطا کاروں سے) اور حکم دیجئے نیک کاموں کا اور رخ (انور) پھیر لیجئے نادانوں کی طرف سے''۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، نسائی، نحاس نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت لوگوں کے اخلاق کے بارے نازل ہوئی خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں کے اخلاق سے عفو و درگزر کو اپنالیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ خُذِ الْعَفْوَ کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں کے اخلاق میں سے عفو و درگزر کو اپنا لیں (2)۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے مکارم اخلاق میں حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے اخلاق میں سے عفو و درگزر کو اپنالوں۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں جاننے والے سے پوچھ لوں......! چنانچہ جبرئیل علیہ السلام واپس گئے اور لوٹ کر واپس آئے تو کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جو آپ کے ساتھ ظلم کرے آپ اسے معاف کر دیں جو تمہیں محروم رکھے آپ اسے عطا کرتے رہیں اور جو آپ کے ساتھ قطع تعلقی کرے آپ اس کے ساتھ صلہ رحمی کریں (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! اس آیت کی تاویل کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں اس کے بارے پوچھ لوں۔ چنانچہ وہ اوپر چڑھے اور پھر نیچے اترے تو کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دے رہا ہے کہ آپ اس سے درگزر فرمائیں جو آپ کے ساتھ ظلم و زیادتی کرے آپ اسے عطا کریں جو آپ کو محروم رکھے آپ اس سے صلہ رحمی کریں جو آپ سے قطع تعلقی کرے۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں دنیا اور آخرت کے اعلیٰ ترین اخلاق پر تمہاری رہنمائی نہ کروں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس سے درگزر کرے جو تیرے ساتھ ظلم کرے، اسے عطا کرے جو تجھے محروم رکھے اور اس سے صلہ رحمی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 430 (213) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 184

کرے جو تیرے ساتھ قطع تعلق کرلے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا تو فرمایا: قسم بخدا! میں ان (کفار) میں سے ستر افراد کا مثلہ کروں گا۔ تو اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت کریمہ لے کر حاضر ہوئے: خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا پھر وہ واپس لوٹ کر دوبارہ آئے تو کہا: بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم ارشاد فرما رہا ہے کہ آپ اسے معاف کر دیں جس نے آپ پر ظلم کیا اور اس سے صلہ رحمی کریں جس نے آپ سے قطع تعلقی کی اور اسے عطا کریں جس نے آپ کو محروم رکھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ خُذِ الْعَفْوَ کے بارے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: معافی اور درگزر آپ ﷺ کے مکارم اخلاق میں سے ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خُذِ الْعَفْوَ لوگوں کے اخلاق اور بغیر تجسس و تفتیش کے ان کے اعمال میں سے ہے۔ اور ''وامر بالعرف'' کا معنی بیان فرمایا کہ آپ نیکی کا حکم دیں (1)۔

امام بخاری، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عیینہ بن حصن بن بدر آیا اور اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس آکر ٹھہرا اور یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے قربت حاصل تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجالس اور آپ کی مشاورت کے ساتھی قراء کچھ بوڑھے تھے یا کچھ نوجوان تھے۔ تو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اے بھائی کے بیٹے! کیا تیرا اس امیر کے ساتھ کچھ تعلق ہے؟ مجھے اس سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ انہوں نے جواب دیا: میں عنقریب تمہیں ان سے ملاقات کی اجازت لے دوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حر نے عیینہ کے لیے اجازت طلب کی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے اجازت مرحمت فرمادی۔ پس جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوا۔ تو کہا: یا ابن الخطاب! یہ کیا ہے؟ قسم بخدا! نہ تو آپ ہمیں عطیات عطا فرماتے ہیں اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل سے فیصلے کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سخت غصے میں آگئے۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے سخت سزا دینے کا ارادہ کرلیا۔ تو یہ دیکھ کر حر نے آپ کو کہا: اے امیر المومنین! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ سے فرمایا: خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ اور بلاشبہ یہ جاہلین میں سے ہے۔ قسم بخدا! جونہی انہوں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف آگے نہ بڑھے اور آپ کتاب اللہ کے اسی حکم پر ٹھہر گئے (2)۔

امام ابن ابی حاتم ابن وہب کی سند سے مالک بن انس سے اور انہوں نے عبد اللہ بن نافع سے روایت کیا ہے کہ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 84-182 2۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 315 (8314) دار الکتب العلمیہ بیروت

سالم بن عبداللہ اہل شام کے اونٹوں کے پاس سے گزرے اوران میں گھنٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔تو آپ نے فرمایا: ایسی گھنٹی سے منع کیا گیا ہے۔انہوں نے جواب دیا: ہم تمہاری نسبت زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ بڑی گھنٹی مکروہ ہے مگر اس قسم کی گھنٹی میں کوئی حرج نہیں......پس حضرت سالم رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (اور رخ انور جاہلوں سے پھیر لیجئے)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ کے متعلق حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ وہ اخلاق ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا اور اس پر آپ کی رہنمائی فرمائی (1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں اولین وآخرین کے اچھے اخلاق پر تیری رہنمائی نہ کروں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جی ہاں ضرور فرمائیے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اسے عطا کر جو تجھے محروم رکھے، اس سے درگزر کر جو تیرے ساتھ زیادتی کرے اور اس سے صلہ رحمی کر جو تجھ سے قطع تعلقی کرے (2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: کیا میں تجھے اہل دنیا اور اہل آخرت کے افضل ترین اخلاق کے بارے خبر نہ دوں؟ تو اس سے صلہ رحمی کر جو تجھ سے قطع تعلقی کرے، اسے عطا کر جو تجھے محروم رکھے اور اسے معاف کر دے جو تیرے ساتھ ظلم کرے (3)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے صلہ رحمی کر جو تجھ سے قطع تعلقی کرے اور اس سے درگزر کر جو تیرے ساتھ زیادتی کرے (4)۔

بیہقی نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے صلہ رحمی کر جو تجھ سے قطع تعلقی کرے اور اس سے درگزر کر جو تیرے ساتھ ظلم کرے (5)۔

امام بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی دنیا اور آخرت کے خوبصورت اور اچھے اخلاق پر نہ کروں؟ (وہ یہ ہے) کہ تو اس سے صلہ رحمی کرے جو تیرے ساتھ قطع تعلقی کرے اور تو اسے عطا کرے جو تجھے محروم کرے اور تو اس سے درگزر کرے جو تیرے ساتھ ظلم کرے (6)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی دنیا اور آخرت کے مکارم اخلاق پر نہ کروں؟ صحابہ کرام نے عرض کی: جی ہاں ضرور یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے صلہ رحمی کر جو تیرے ساتھ قطع تعلقی کرے، اسے عطا کر جو تجھے محروم رکھے اور اسے معاف کر دے جو تیرے ساتھ زیادتی کرے (7)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سند سے معمر سے، انہوں نے ابو اسحاق ہمدانی سے اور انہوں

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 185

2۔شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 222 (7956) دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ایضاً

4۔ایضاً 5۔ایضاً 6۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 261 (8080) 7۔ایضاً، (8081)

نے ابن ابی حسین سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی اہل دنیا اور آخرت کے اعلیٰ اخلاق پر نہ کروں؟ (پھر فرمایا) تو اس سے صلہ رحمی کرے جس نے تیرے ساتھ قطع تعلقی کی، اسے عطا کرے جس نے تجھے محروم رکھا اور اسے معاف کر دے جس نے تیرے ساتھ زیادتی کی۔ بیہقی نے کہا یہ حدیث مرسل حسن ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے مکارم اخلاق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ صریح ایمان ہرگز نہیں پا سکے گا یہاں تک کہ وہ اس سے صلہ رحمی کرے جس نے اس سے قطع تعلقی کی، اسے معاف کر دے جس نے اس کے ساتھ زیادتی کی اسے بخش دے جس نے اسے گالی گلوچ دی اور اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے جس نے اس کے ساتھ بدسلوکی کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکارم اخلاق میں سے یہ ہے کہ تو اسے معاف کر دے جو تیرے ساتھ زیادتی کرے، اس سے صلہ رحمی کرے جو تیرے ساتھ قطع تعلقی کرے اور اسے عطا کرے جو تجھے محروم رکھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَ۔

ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عفو و درگزر کو پسند فرمایا اور اس کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فضائل میں سے افضل ترین یہ ہے کہ تو اس سے صلہ رحمی کرے جس نے تیرے ساتھ قطع تعلقی کی، تو اسے عطا کرے جس نے تجھے محروم کیا اور تو اس سے درگزر کرے جس نے تجھے برا بھلا کہا (2)۔

امام سلفی رحمہ اللہ نے طیوریات میں حضرت نافع رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر پر جاتے تو اپنے ساتھ ایک احمق لے جاتے اور اس سے احمقوں کا احمقانہ پن دور فرماتے۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں ابن شوذب رحمہم اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم مکحول کے پاس تھے اور ہمارے ساتھ سلیمان بن موسیٰ بھی تھا۔ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے سلیمان پر بڑے فضل و احسان کا اظہار کیا اور سلیمان خاموش رہا کہ اتنے میں سلیمان کا بھائی آ گیا اور اس نے اسے جواب دے کر خاموش کرایا۔ تو حضرت مکحول نے کہا: وہ ذلیل و رسوا ہوا جس کے پاس کوئی سفیہ (بے وقوف) نہیں (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ خُذِ الْعَفْوَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے مالوں میں سے جتنے کی آپ کو اجازت دی گئی ہے وہ لے لو اور وہ جو شے بھی آپ کے پاس لے کر آئیں آپ اسے لے لو۔ یہ حکم سورہ برأت میں صدقات فرضیہ اور ان کی تفصیل نازل ہونے سے پہلے کا ہے (4)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الاخلاق، جلد 6، صفحہ 312 (8300)
2۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 188 (413) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ شعب الایمان، باب فی رد الاسلام، جلد 6، صفحہ 526 (9160)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 183

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ خُذِالْعَفْوَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عفو یعنی فالتو مال لے لو اور اسے خرچ کردو اور وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عرف کا معنی معروف ہے۔ یعنی نیکی کا حکم دو۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے کہا: کہ خُذِالْعَفْوَ کے بارے مجھے بتایئے تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے ان کے مالوں سے فضل (فالتو مال) لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ تیرے لیے لے لیں اس نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عبید بن ابرص کو نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے:

یَعْفُوْ عَنِ الْجَهْلِ وَالسَّوْآتِ کَمَا ۔۔۔ یُدْرِكُ غَيْثُ الرَّبِيْعِ ذَالطَّرَدِ

''وہ جہالت اور برے کاموں کو مٹا دیتا ہے جیسا کہ موسم بہار کی موٹے قطروں والی بارش موسم خزاں کے اثرات کو مٹا دیتی ہے''۔

امام ابن جریر اور نحاس رحمہما اللہ نے ناسخ میں بیان کیا ہے کہ خُذِالْعَفْوَ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: تم مال میں سے فالتو لے لو۔ پھر اس حکم کو زکوٰۃ نے منسوخ کر دیا(1)۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی نے کہا: خُذِالْعَفْوَ والی آیت نازل ہوئی تو ہر آدمی اپنے مال میں سے اتنا روک لیتا جو اس کے لیے کافی ہو جاتا اور فالتو مال صدقہ کر دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کے ساتھ اسے منسوخ کر دیا۔ اور وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ کے بارے فرمایا کہ عرف سے مراد معروف یعنی نیکی ہے (اور نیکی کا حکم دو) اور ''وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ'' کے متعلق فرمایا۔ یہ آیت نماز، زکوٰۃ اور قتال کی فرضیت سے پہلے نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ کو رکنے (باز رہنے، اعراض کرنے) کا حکم دیا۔ اور پھر قتال نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا'' (الحج 39) ''اب یہ اذن دے دیا گیا ہے (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس بنا پر کہ ان پر ظلم کیا گیا''۔

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

''اور اگر پہنچے آپ کو شیطان کی طرف سے ذرا سا وسوسہ تو فوراً پناہ مانگیے اللہ سے۔ بے شک وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی خُذِالْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ تو رسول اللہ ﷺ نے کہا: اے میرے رب! غضب کے ہوتے ہوئے ان کی بجا آوری کیسے ممکن ہے تب یہ آیت نازل ہوئی وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ الآیہ (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے متعلق حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ یہ دشمن (وسوسہ اندازی) کو جاننے والا اور اس کا ازالہ کرنے والا ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 193 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 195 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ هَمْزِهٖ وَ نَفْثِهٖ وَ نَفْخِهٖ" آپ نے کہا همزه سے مراد موت، نفثه سے مراد شعر اور نفخه سے مراد بڑائی اور تکبر ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۚ﴿۲۰۱﴾ وَ اِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَیْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ۚ هٰذَا بَصَآىٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

"بے شک وہ لوگ جو تقویٰ اختیار کیے ہیں جب چھوتا ہے انہیں کوئی خیال شیطان کی طرف سے تو وہ (خدا کو) یاد کرنے لگتے ہیں تو فوراً ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان کھینچ لے جاتے ہیں انہیں گمراہی میں، پھر (انہیں گمراہ کرنے میں وہ کوتاہی نہیں کرتے اور (اے محبوب!) جب آپ نہیں لاتے ان کے پاس کوئی آیت تو کہتے ہیں کیوں نہ بنالیا تم نے خود اسے۔ فرمائیے میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو وحی کی جاتی ہے میری طرف میرے رب سے۔ یہ روشن دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ہیں اس قوم کے لیے جو ایمان لاتی ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا کے متعلق حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ ان سے مراد مومنین ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے مراد غضب اور غصہ ہے (1)۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ الطیف سے مراد غضب ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے آیت میں طٰٓىٕفٌ یعنی یہ لفظ الف کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور تَذَكَّرُوْا کی تفسیر میں کہا کہ وہ برائی اور گناہ کا قصد کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىٕفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب وہ پھسلتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت وہب بن جریر رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حسن کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور کہا: اے ابوسعید! اس آدمی کے بارے میں کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت

کہتے ہو جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس کی توبہ کے سبب اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرب میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس آدمی نے کہا: پھر اگر وہ دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے؟ آپ نے جواب دیا: اس نے اپنی توبہ کے سبب اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرف و کرامت میں اضافہ کر لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر آپ نے مجھے کہا: کیا تم نے وہ سنا نہیں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے؟ میں نے کہا: آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ تو انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کی مثال گندم کی بالی (سٹے) کی طرح ہے، کبھی وہ جھکتا ہے اور کبھی سیدھا ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں تکبر ہوتا ہے۔ اور جب اس کے مالک نے اسے کاٹ دیا تو اس نے اپنے عمل کو قابل تعریف بنا لیا جیسا کہ بالی کا مالک اپنی گندم کے لائق ہو گیا پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ مومن کو کافر کا نام نہیں دیا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا اور کہا: اللہ تعالیٰ نے عبد مومن کو کافر کا نام نہیں دیا۔ بلکہ اسے متقی کہا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح پڑھتے سنا: اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓىِٕفٌ یعنی آپ نے طٰٓىِٕفٌ کو الف کے ساتھ پڑھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے، انہوں نے حضرت ابراہیم اور یحییٰ بن وثاب رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں میں سے ایک نے طٰٓىِٕفٌ اور دوسرے نے طیف پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے بھی طٰٓىِٕفٌ کو الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ الطائف سے مراد شیطان کی جانب سے آنے والا وسوسہ اور خیال ہے۔ اور تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ کی تفسیر میں کہتے ہیں جب وہ معصیت اور گناہ سے باز آ جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم کو مضبوطی سے پکڑ لیتے ہیں اور شیطان اور اس کے بھائیوں کی نافرمانی کرتے ہیں۔ فرمایا: جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انہیں گمراہی میں کھینچ کر لے جاتے ہیں اور پھر انہیں گمراہ کرنے میں وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ اس کے بارے کہا نہ ہی انسان برائی کے اعمال کرتے ہیں اور نہ ہی شیاطین انہیں روک سکتے ہیں۔ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اے محبوب! جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتے تو کہتے ہیں: تم نے خود ہی اسے کیوں نہیں بنا لیا، تم نے خود ہی اسے کیوں نہیں گھڑ لیا اور اسے بنا لیا۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ "وَاِخْوَانُهُمْ مِّنَ الشَّيَاطِيْنِ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ" کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان سے مراد وہ جن ہیں جو انسانوں میں سے اپنے دوستوں کے

1۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، جلد 5، صفحہ 408، دارالکتب العلمیہ بیروت

ذہنوں میں باتیں ڈالتے ہیں۔ ثُمَّ لَا یُقْصِرُوْنَ اس کے بارے کہتے ہیں پھر ان سے فخر میں مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ وَ اِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْ لَا اجْتَبَیْتَهَا اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہیں لاتے تو وہ کہتے ہیں تم نے اپنی جانب سے ہی کیوں نہ بنالی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''وَ اِخْوَانُهُمْ یَمُدُّوْنَهُمْ فِی الْغَیِّ'' کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ شیطان کے بھائی انہیں جاہل اور حقیر سمجھ کر گمراہی میں کھینچ لاتے ہیں اور آپ نے لَوْ لَا اجْتَبَیْتَهَا کا معنی بیان کیا، کہ تم نے اسے خود ہی کیوں نہ بنالیا (1)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ آپ نے کہا: میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس پر حزن وملال کے آثار نمایاں دیکھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری ریش مبارک کو پکڑا اور فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ابھی ابھی میرے پاس جبرئیل امین آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ میں نے کہا۔ ہاں بالیقین ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں'' اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ تو جبرئیل نے کہا: بے شک آپ کے بعد انتہائی قلیل مدت میں آپ کی امت فتنہ میں مبتلا ہو جائے گی۔ میں نے کہا: کیا وہ کفر کا فتنہ ہوگا یا گمراہی کا؟ تو جبریل نے کہا: عنقریب سب کچھ ہوگا۔ میں نے کہا: وہ کہاں سے آئے گا حالانکہ میں ان میں کتاب اللہ چھوڑ کر جاؤں گا؟ تو جبرئیل نے کہا: وہ کتاب اللہ کے ساتھ گمراہ ہو جائیں گے اور اس کی ابتداء ان کے قراء اور امراء کی جانب سے ہوگی کہ امراء لوگوں کو اپنے حقوق سے منع کریں گے اور وہ حقوق انہیں نہیں دیں گے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیں گے اور قراء امراء کی خواہشات کی پیروی کریں گے۔ پس وہ انہیں گمراہی میں کھینچ لائیں گے اور پھر انہیں گمراہ کرنے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! جو ان میں سے محفوظ رہنا چاہے وہ کس طرح بچ سکے گا؟ تو جبرئیل نے کہا: رکنے اور صبر کرنے کے ساتھ کہ اگر وہ ان کو کچھ دے دیں تو وہ اسے لے لیں اور اگر وہ اسے روک لیں (یعنی دینے سے انکار کر دیں) تو یہ اسے چھوڑ دیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قُلْ اِنَّمَاۤ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں تو اسی قرآن کی اتباع کرتا ہوں جو میرے رب کی جانب سے میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔ هٰذَا بَصَآىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ یہ روشن دلائل ہیں تمہارے رب کی طرف سے۔ پس تم اسے سمجھ لو۔ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ اور یہ ہدایت اور رحمت ہے اس کے لیے جو اس کے ساتھ ایمان لایا، اس کے مطابق عمل کیا اور پھر اسی پر فوت ہو گیا۔

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (204)

''اور جب پڑھا جائے قرآن (مجید) تو کان لگا کر سنو اسے اور چپ ہو جاؤ تا کہ تم پر رحمت کی جائے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَ اِذَا قُرِئَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 189 • 2۔ نوادر الاصول، الاصل الثالث، جلد 1، صفحہ 210، بیروت

اَلْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت آوازیں بلند کرنے کے بارے نازل ہوئی۔ دار آنحالیکہ وہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کر رہے ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا فرض نماز کے بارے میں ہے (یعنی جب فرض نماز کے دوران قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو) (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ تو قوم نے آپ کے پیچھے قرأت کی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرأت کرتے تھے تو آپ کی اقتداء میں پڑھنے والے بھی اسی کی مثل پڑھتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کی طرح کہتے۔ یہاں تک کہ فاتحۃ الکتاب اور سورت مکمل ہو جاتی جب تک اللہ تعالیٰ نے اسے باقی رکھنا چاہا اسی طرح ہوتا رہا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا ...... الآیہ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت کرتے اور وہ خاموش رہتے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے حضور نبی کریم علی الصلوٰۃ والتسلیم کے پیچھے نماز میں قرأت کی۔ تو یہ آیت نازل کی گئی۔ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا ...... الآیہ (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ سے یہ سوال کیا گیا کیا: ہر وہ آدمی جو سنے کہ قرآن پڑھا جا رہا ہے، اس پر غور سے سننا اور خاموش رہنا واجب ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر کہا: کہ یہ آیت وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا امام کی قرأت کے بارے میں نازل ہوئی کہ جب امام قرآن کریم پڑھے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی اور لوگوں کو سنا کہ وہ آپ کے پیچھے قرأت کر رہے ہیں۔ سو جب آپ (نماز سے فارغ ہو کر) پیچھے مڑے تو فرمایا: کیا تمہارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ تم سمجھو، کیا تمہارے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ تم اس طرح اپنی عقل سے سمجھو جیسے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ کہ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا" جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 194

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 181، دار الصمیعی الریاض 4۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 2، صفحہ 155، دار الفکر بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 225، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو"(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ابووائل سے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے امام کے پیچھے قرأت کرنے کے متعلق فرمایا: قرآن (سننے) کے لیے اس طرح خاموش رہ جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ نماز میں مشغول ہونا ہے اور وہ امام تیرے لیے کافی ہوگا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے سنت کو چھوڑ دیا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امام کے پیچھے کوئی قرأت نہیں(4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے تا کہ اس کی اقتداء کی جائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو"عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ، اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِیُؤْتَمَّ بِہٖ، فَاِذَا کَبَّرَ فَکَبِّرُوْا، وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا"(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا جس کا امام ہے تو اس کی قرأت اس کی قرأت ہے"مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَتُہٗ لَہٗ قِرَاءَۃٌ"(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے جس نئی چیز (بدعت) کا آغاز کیا وہ قرأت خلف الامام ہے۔ حالانکہ وہ پہلے قرأت نہیں کرتے تھے۔"اَوَّلُ مَا اَحْدَثُوا الْقِرَاءَۃُ خَلْفَ الْاِمَامِ وَکَانُوْا لَا یَقْرَءُوْنَ"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت انصار میں سے ایک نوجوان کے بارے نازل ہوئی۔ کیونکہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کوئی شے پڑھتے تو وہ بھی اسی طرح پڑھتا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا۔(7)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب اپنے صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تو جب آپ قرأت کرتے تو صحابہ کرام بھی آپ کے پیچھے قرأت کرتے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا پس قوم خاموش رہتی اور حضور نبی کریم ﷺ قرأت کرتے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ائمہ جب قرأت کرتے تو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 192
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 330 (3780)
3۔ ایضاً (3781)
4۔ ایضاً (3783)
5۔ ایضاً، باب من کرہ القراءۃ خلف الامام، جلد 1، صفحہ 331 (3799)
6۔ ایضاً، (3802)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 192

بھی انہی کی مثل قرأت کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے اسے ناپسند فرمایا اور ارشاد فرمایا: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت کرتے تھے اور ایک آدمی بھی قرأت کرتا تھا۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن پڑھنے والے وہ ائمہ نہیں ہیں جن کے لیے ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ نماز میں کلام کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا درآنحالیکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ اس سے پہلے ایک آدمی اپنی نماز میں گفتگو کر رہا اور اپنے کام کے بارے حکم دیتا رہا۔ تو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم دوران نماز آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔ تو پھر قرآن کریم کا یہ حکم نازل ہوا: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا۔ (3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ نماز کی حالت میں باہم گفتگو کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نماز کے دوران گفتگو کرنے سے منع فرما دیا (4)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مسلمان نماز کی حالت میں باتیں کرتے تھے جیسے یہود و نصاریٰ باتیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ (5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: مذکورہ آیت کے مطابق جب سب سے پہلے حکم دیا گیا اس وقت لوگ دوران نماز باتیں کرتے تھے حتی کہ ایک آدمی آتا تھا اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوتے، تو وہ اپنے ساتھی سے آکر کہتا: تم کتنی نماز پڑھ چکے ہو؟ وہ جواب دیتا، اتنی رکعتیں پڑھ چکے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 225
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 192
3۔ ایضاً
4۔ سنن الکبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 155، دارالفکر بیروت
5۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 450، المجلس العلمی بیروت

نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا تو اس کے ذریعے انہیں غور سے سننے اور خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خاموش رہنا زیادہ مناسب اور بہتر ہے تاکہ بندہ غور سے سنے اور اسے یاد اور حفظ کر سکے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ ہرگز نہیں سمجھیں گے یہاں تک کہ وہ خاموشی اختیار کریں۔ خاموش رہنے کا تعلق زبان کے ساتھ ہے اور غور سے سننے کا تعلق کانوں کے ساتھ ہے (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ نماز میں باتیں کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت نماز جمعہ، نماز عیدین اور ان نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی جن میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے (2)۔

امام ابن ابی اتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بندۂ مومن قرآن کریم کی طرف کان لگا کر سننے کی کوشش میں ہوتا ہے، خاص کر نماز جمعہ، نماز عیدین اور ان نمازوں میں جن میں قرأت بلند آواز سے کی جاتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ آیت وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز اور خطبہ میں آوازیں بلند کرنے کے سبب نازل ہوئی۔ کیونکہ خطبہ بھی نماز ہی ہے اور فرمایا: جس نے جمعہ کے دن گفتگو کی اس حال میں کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اس کی نماز نہیں ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس میں حکم نماز اور جمعہ کے دن خطبہ کے دوران گفتگو کرنے کے بارے ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دو صورتوں میں خاموشی اختیار کرنا واجب ہے: ایک نماز میں جب کہ امام قرأت کر رہا ہو اور دوسرا جمعہ کے دن جب کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عطا رحمہ اللہ سے پوچھا جمعہ کے دن خاموشی اختیار کرنا کس نے واجب کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد نے وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا (اعراف: 204) فرمایا کیا اس سے لوگوں کو نماز اور جمعہ میں خاموش رہنے کا گمان ہوا ہے؟ میں نے کہا: جمعہ کے دن خاموش رہنا اور قرأت کے دوران خاموش رہنا کیا برابر ہے؟ تو انہوں نے کہا جی ہاں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے قول باری تعالیٰ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 194
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 155، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 195
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 196

اَنْصِتُوْا کے متعلق فرمایا کہ یہ حکم فرض نماز اور ذکر کے وقت ہے(1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ حالت نماز میں جب جنت اور دوزخ کا ذکر سنتے تھے تو اپنی آوازیں بلند کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ...... الآیہ(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ جب نماز میں قرآن پڑھا جائے اور جب وحی نازل ہو رہی ہو (تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ آپ ناپسند کرتے تھے کہ جب امام آیت خوف یا آیت رحمت پڑھے تو اس کے پیچھے سے کوئی آدمی کچھ کہے۔ آپ فرماتے خاموش رہو(3)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عثمان بن زائدہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ پر قرآن پڑھا جاتا تو وہ اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آپ اس کی تاویل اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے لیتے تھے۔ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا اور آپ ناپسند کرتے تھے کہ آپ اپنی آنکھ اور دیگر جوارح میں سے کسی کو قرآن کریم سننے کے سوا کسی اور کام میں مشغول رکھیں۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کتاب اللہ میں کسی آیت کو خوب کان لگا کر سنا تو اس کے لیے دوگنا نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور جس کسی نے اس کی تلاوت کی تو قیامت کے دن وہ اس کے لیے نور ہوگی(4)۔

وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ ﴿۲۰۵﴾

''اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور زبان سے بھی چلائے بغیر (یوں یاد کرو) صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی اور نہ ہو جاؤ (یاد الٰہی سے) غافل رہنے والوں سے''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو حکم دیا ہے کہ وہ اسے یاد کرے اور اسے غفلت سے منع کیا ہے۔ چاہے صبح کا وقت ہو یعنی صبح کی نماز یا شام کا وقت ہو(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصخر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاٰصَالِ سے مراد ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: اس میں حکم یہ ہے کہ جب امام نماز پڑھے تو قرأت کو غور سے سنو اور خاموش رہو اور وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ اے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 225 (8329) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 107، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 194
4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 341، دار صادر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 198، دار احیاء التراث العربی بیروت

خاموش رہنے والے! اپنے رب کو یاد کر۔ فِیۡ نَفۡسِکَ تَضَرُّعًا وَّ خِیۡفَۃً وَّ دُوۡنَ الۡجَہۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ڈرتے اور زبان سے بھی چلائے بغیر یعنی ذکر کے ساتھ آواز بلند نہ کر بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی وَ لَا تَکُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِیۡنَ اور نہ ہو جاؤ (یاد الٰہی سے) غافل رہنے والوں سے (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَ اذۡکُرۡ رَّبَّکَ فِیۡ نَفۡسِکَ کے ضمن میں حضرت عبید بن عمیر نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ اپنے دل میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، جب میرا بندہ تنہائی میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی تنہائی میں اسے یاد کرتا ہوں اور جب میرا بندہ جماعت میں مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی ایسی جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں جو ان کی نسبت احسن اور اکرم ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ بِالۡغُدُوِّ وَ الۡاٰصَالِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آخر الفجر نماز صبح ہے اور آخر العشی نماز عصر ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے وقت ہے یعنی اول الفجر اور آخر الفجر۔ اور اسی کی مثل سورۂ آل عمران میں یہ ارشاد ہے۔ بِالۡعَشِیِّ وَ الۡاِبۡکَارِ ﴿۴۱﴾ (آل عمران) اس میں عشی سے مراد سورج کا غیب (غروب) ہونے کی طرف جھکنا ہے۔ اور ابکار سے مراد فجر کا اول وقت ہے (3)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معرف بن واصل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابووائل کو یہ کہتے سنا ہے کہ وہ سورج کے غروب ہونے کے وقت اپنے غلام کو کہتے آصلنا (ہمیں شام ہوگئی)۔

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وَ لَا تَکُنۡ مِّنَ الۡغٰفِلِیۡنَ کی تفسیر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غافل رہنے والوں میں ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے میدان جنگ سے بھاگنے والوں میں سے قتال کرنے والا ہوتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بکیر بن اخنس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جمعہ کا دن کسی پر اس حال میں آئے کہ وہ یقیناً نہ جانتا ہو کہ آج جمعہ کا دن ہے تو اس کا نام غافل رہنے والوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غفلت تین چیزوں میں پائی جاتی ہے ایک اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر سے، دوسرا صبح کی نماز پڑھنے کے وقت سے لے کر سورج طلوع ہونے تک اور تیسرا آدمی دین کے معاملہ میں اپنے نفس سے غافل رہے یہاں تک کہ خواہش نفس کا تابع ہو جائے (5)۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ عِنۡدَ رَبِّکَ لَا یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ عَنۡ عِبَادَتِہٖ وَ یُسَبِّحُوۡنَہٗ وَ لَہٗ یَسۡجُدُوۡنَ ﴿۲۰۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 195,98	2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 197	3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 198
4۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 19 (9797)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد	5۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ عزوجل شکرھا، جلد 4، صفحہ 180، دار الکتب العلمیہ بیروت

''بے شک جو مقرب ہیں تیرے رب کے وہ تکبر نہیں کیا کرتے اس کی عبادت سے اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اس کی اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں''۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العریان مجاشعی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے قرآن کریم کے سجدوں کا ذکر فرمایا اور کہا: سورۂ اعراف، رعد، نحل، بنو اسرائیل، مریم، سورۂ حج کا ایک سجدہ، نمل، فرقان، الٓمٓ تنزیل، حٰمٓ تنزیل، صٓ اور مفصل سورتوں میں کوئی سجدہ نہیں (1)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ علی بن عباس نے قرآن کریم میں دس سجدے شمار کیے ہیں: سورۂ اعراف، رعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم، سورہ حج کا پہلا سجدہ، فرقان، نمل، تنزیل، السجدہ اور حم السجدہ۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے ہیں۔ ان میں مفصل میں سے کوئی شے نہیں ہے اور وہ یہ ہیں اعراف، رعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم، سورۂ حج کا ایک سجدہ، فرقان، سلیمان، سورۂ نمل، السجدہ، صٓ اور حوامیم کا سجدہ (2)۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، دار قطنی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں قرآن کریم میں پندرہ سجدے پڑھائے۔ ان میں سے تین مفصل سورتوں میں ہیں اور سورۂ حج میں دو سجدے ہیں (3)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر قرآن کریم پڑھتے تھے اور آپ ﷺ وہ سورۂ پڑھتے جس میں سجدہ ہوتا تو آپ ﷺ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ پاتا (4)۔

امام مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب کوئی انسان آیت سجدہ پڑھے اور اس پر سجدہ کرے تو شیطان روتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے۔ ہائے ہلاکت! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا اور اس نے سجدہ کر لیا لہٰذا اس کے لیے جنت ہے۔ اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا، تو میں نے انکار کر دیا۔ لہٰذا میرے لیے جہنم ہے (5)۔

امام بیہقی نے ابن سیرین سے یہ قول بیان کیا ہے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سجود القرآن کے بارے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے جسے وہ ادا کرتا ہے یا یہ تطوع ہے جسے تو تبرعا ادا کرتا ہے۔ اور کوئی مسلمان نہیں جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سجدہ کیا مگر اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک درجہ بلند فرما دیا، یا اس کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب سجود القرآن، جلد 1، صفحہ 377 (4348) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 313، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 314
4۔ صحیح مسلم، باب سجود التلاوۃ، جلد 1، صفحہ 215، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 312، دار الفکر بیروت

عوض اس کا ایک گناہ مٹا دیا، یا اس کے لیے ان دونوں کو ہی جمع کر دیا (یعنی ایک درجہ بھی بلند کر دیا اور ایک گناہ بھی مٹا دیا) (1)

امام بیہقی نے حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے یہاں تک کہ وہ مکمل آیت پڑھ لے۔ اور جب وہ اس مقام پر آجائے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھائے، تکبیر کہے اور سجدہ کر لے (2)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم پر قرآن کریم پڑھتے تھے۔ جب آیت سجدہ سے گزرتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کرتے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد، ابوداؤد، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نسائی، دارقطنی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت سجود القرآن میں کہا کرتے تھے اور آپ ﷺ ایک سجدہ میں بار بار یہ کہتے تھے میرے چہرے نے یہ سجدہ اس کے لیے کیا ہے جس نے اسے پیدا کیا ہے اور اس کی آنکھ اور کان کی جگہوں کو اپنی قوت و طاقت کے ساتھ شق کیا ہے، پس اللہ تبارک و تعالیٰ احسن الخالقین ہے۔ ''سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ، فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ'' (4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قیس بن سکن سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کہا کرتے تھے ''سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ'' فرمایا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام یہ کہا کرتے تھے ''سَجَدَ وَجْهِیَ مُتَعَفِّرًا فِی التُّرَابِ لِخَالِقِیْ وَحَقٌّ لَهٗ'' (اپنے خالق کی رضا کے لیے خاک میں لتھڑے ہوئے میرے چہرے نے سجدہ کیا اور یہ اس کا حق ہے) پھر کہا۔ سبحان اللہ! انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کا کلام آپس میں ایک دوسرے کے مشابہ ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے سجدوں میں کہا کرتے تھے۔ ''اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدَ سَوَادِیْ وَبِكَ اٰمَنَ فُؤَادِیْ، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عِلْمًا یَنْفَعُنِیْ وَعِلْمًا یَرْفَعُنِیْ'' (اے اللہ! تیرے لیے میرے وجود نے سجدہ کیا اور میرا دل تیرے ساتھ ایمان لایا، اے اللہ! مجھے ایسا علم عطا فرما جو میرے لیے نفع بخش ہو، اور ایسا علم عطا فرما جو میرے لیے باعث رفعت و بلندی ہو) (6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وہ جب آیت سجدہ پڑھتے تو، سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا (ہمارا رب پاک ہے بے شک ہمارے رب کا وعدہ بالیقین پورا ہونے والا ہے) اس کے بعد تین بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہتے (7)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوئی آدمی سجدہ نہ کرے مگر جب کہ وہ پاک ہو

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 322، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 325
3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی سجود القرآن وما یقرأ فیہ، جلد 1، صفحہ 380 (4374)
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 380 (4376)
6۔ ایضاً (4373)
7۔ ایضاً (4378)

(یعنی باوضو ہو)(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ مکروہ جانتے تھے کہ جب وہ آیت سجدہ پر پہنچیں تو اس سے آگے گزر جائیں۔ یہاں تک کہ وہ سجدہ کرلیں (یعنی سجدہ کئے بغیر آگے گزرنا ناپسند کرتے تھے)(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جمعۃ المبارک منبر پر سورۂ اعراف کی آخری آیات کی قرأت نہیں چھوڑتے تھے۔(3)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب لایسجد الا طاہرا، جلد 2، صفحہ 325، دارالفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ اذا مر بسجدۃ ان یجاوز حاتی یسجد، جلد 1، صفحہ 378 (4353)

3۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 472، دارالکتب العلمیہ بیروت

اسماؤها ۷۵　سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ مَدَنِيَّةٌ ۸　رکوعاتها ۱۰

امام نحاس نے ناسخ میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ انفال مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورۂ انفال مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سورہ انفال مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، امام بخاری، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: سورہ انفال کہاں نازل ہوئی؟ تو آپ نے فرمایا: یہ بدر میں نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں وہ بدر کی سورت ہے (1)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ①

"دریافت کرتے ہیں آپ سے غنیموں کے متعلق۔ آپ فرمایئے غنیموں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔ پس ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اور اصلاح کرو اپنے باہمی معاملات کی اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اگر تم ایماندار ہو"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب بدر کا دن تھا تو میرا بھائی عمیر قتل ہو گیا اور میں نے سعید بن العاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار لے لی۔ اسے ذا الکتیعہ کہا جاتا تھا۔ میں وہ تلوار لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اسے مال مقبوض (مال غنیمت) میں رکھ دو۔ پس میں اپنے پاس موجود ساز و سامان سمیت لوٹا اور اللہ تعالیٰ کے سوا میرے بھائی کے قتل اور میرے چھینے ہوئے مال کو لینے کے بارے کوئی نہیں جانتا تھا۔ سو میں تھوڑا ہی دور آیا تھا کہ اتنے میں سورۂ انفال نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: جاؤ اور اپنی تلوار لے لو (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ آج اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے نجات عطا فرمائی ہے۔ کیا یہ تلوار

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 200، دار الصمیعی الریاض　2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 180، دار صادر بیروت

میرے لیے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تلوار نہ تیرے لیے ہے اور نہ ہی میرے لیے ہے۔ اسے رکھ دو۔ سو میں نے اسے رکھ دیا اور پھر واپس لوٹ گیا۔ میں نے دل میں کہا: قریب ہے آج یہ تلوار اسے دے دی جائے جو میری طرح کی آزمائش میں مبتلا نہیں کیا گیا کہ اچانک پیچھے سے مجھے ایک آدمی بلانے گیا۔ میں نے پوچھا: کیا کسی شے کا کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: تو نے مجھ سے اس تلوار کے بارے پوچھا ہے حالانکہ یہ میری نہیں ہے۔ بے شک یہ مجھے عطا کی گئی ہے۔ لہٰذا اب یہ تیرے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں والدین کے ساتھ حسن سلوک، مال غنیمت، ثلث اور شراب کی حرمت۔

امام طیالسی، بخاری نے الادب المفرد میں، مسلم، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: کتاب اللہ میں سے چار آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں: میری ماں نے یہ قسم کھائی کہ وہ نہ کھائے گی اور نہ پیے گی یہاں تک کہ میں محمد مصطفیٰ ﷺ سے مفارقت اور علیحدگی اختیار کرلوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا (لقمان: 15) ''اور اگر وہ دباؤ ڈالیں تم پر کہ تو میرا شریک ٹھہرائے اس کو جس کا تجھے علم تک نہیں۔ تو ان کا یہ کہنا نہ مان البتہ گزران کروان کے ساتھ دنیا میں خوب صورتی سے''۔ دوسری آیت تب نازل ہوئی جب کہ میں نے تلوار پکڑی تھی اور وہ مجھے پسند تھی۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ مجھے عطا فرما دیجئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ '' وہ آپ سے غنیمتوں کے متعلق دریافت کرتے ہیں''۔ تیسری آیت تب نازل ہوئی کہ میں بیمار تھا تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں چاہتا ہوں کہ میں اپنا مال تقسیم کر دوں۔ کیا میں نصف کی وصیت کر سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ پھر میں نے عرض کی: کیا ثلث یعنی تیسرے حصے کی؟ تو آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔ تو اس کے بعد ثلث جائز ہوا۔ اور چوتھی آیت کا سبب یہ بنا کہ میں نے انصار کی ایک جماعت کے ساتھ مل کر شراب پی۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے میری ناک پر اونٹ کی ہڈی دے ماری۔ سو میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے شراب کے حرام ہونے کا حکم نازل فرمایا (2)۔

امام عبد بن حمید، نحاس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کثیر تعداد میں مال غنیمت آیا، اس میں ایک تلوار تھی۔ میں نے وہ لے لی اور لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ یہ تلوار مجھے عطا فرما دیجئے۔ کیونکہ میں اس کے بارے جانتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے وہیں لوٹا دے جہاں سے تو نے اسے لیا ہے۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ واپس لوٹ گیا۔ یہاں تک کہ جب میں نے اسے مال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ الادب المفرد للبخاری، باب بر الوالد المشرک، جلد 1، صفحہ 98 (24) بیروت

مقبوض میں پھینکنے کا ارادہ کیا، تو میرے نفس نے مجھے روک لیا۔ چنانچہ میں پھر آپ ﷺ کی طرف لوٹ کر آیا۔ اور عرض کی: یہ مجھے عطا فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے میرے لیے اپنی آواز کو سخت کیا اور فرمایا: اسے وہیں لوٹا دو جہاں سے تم نے اسے لیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن مجھے (مال غنیمت میں سے) ایک تلوار عطا فرمائی اور مال غنیمت کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام طیالسی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے المعرفۃ میں حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے: کہ انہوں نے کہا: غزوۂ بدر کے دن میں نے ایک تلوار اٹھائی اور وہ لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ یہ تلوار مجھے عطا فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے وہیں رکھ دو جہاں سے اسے اٹھایا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ اور یہی حضرت عبداللہ کی قرأت ہے کہ انفال اسی طرح ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے انفال کے بارے سوال کیا تو انہوں نے کہا: ہم میں اصحاب بدر موجود ہیں۔ یہ اس وقت نازل ہوئی جب ہم نے مال غنیمت کے بارے میں اختلاف کیا اور اس کے بارے میں ہمارے اخلاق مناسب نہ رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہمارے ہاتھوں سے چھین لیا اور رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے درمیان اسے برابر برابر تقسیم فرمایا (1)۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ بیہقی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے اور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بدر میں حاضر ہوا۔ باہم لوگوں کا مقابلہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست سے دوچار کیا۔ پس ایک گروہ شکست خوردہ لشکر کے ساتھ لڑتے ہوئے اس کے پیچھے چلا گیا اور ایک گروہ میدان جنگ پر چھا گیا اور مال غنیمت اپنے لیے مخصوص کرنے لگا اور جمع کرنے لگا اور ایک گروہ نے رسول اللہ ﷺ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تاکہ کوئی دشمن آپ کو تکلیف نہ پہنچا سکے۔ یہاں تک کہ جب رات ہوئی اور لوگ لوٹ کر آپس میں ایک دوسرے سے ملے۔ تو جنہوں نے مال غنیمت جمع کیا تھا انہوں نے کہا: ہم نے یہ مال اکٹھا اور جمع کیا ہے۔ لہٰذا اس میں کسی اور کا کوئی حصہ نہیں۔ اور جو دشمن کی تلاش میں نکلے تھے انہوں نے کہا: تم اس مال کے ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ ہم نے ہی اس سے دشمن کو بھگایا اور ہم نے ہی انہیں شکست سے دوچار کیا۔ اور وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے آپ کے ارد گرد جمع رہے، انہوں نے کہا تم اس مال کے ہم سے بڑھ کر حق دار نہیں ہو۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے گرد گھیرا ڈالے رکھا۔ اور ہمیں یہ ڈر تھا کہ کہیں دشمن آپ ﷺ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دے۔ چنانچہ ہم اس میں مشغول رہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 205

یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے مسلمانوں کے مابین تقسیم کیا اور آپ ﷺ جب دشمن کی زمین پر حملہ آور ہوتے تو چوتھائی مال دینے کا اعلان کرتے۔ اور جب واپس لوٹ کر آتے تو ثلث مال غنیمت لوگوں کے سپرد کر دیتے۔ اور آپ مال غنیمت کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے مسلمانوں میں سے قوی اور طاقت ور لوگوں کو چاہیے کہ وہ اسے اپنے میں سے ضعیف اور کمزور لوگوں پر لوٹا دیں (1)۔

امام اسحاق بن راہویہ نے مسند میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی اور اس فتح عطا فرمائی۔ اور جو کوئی ساز و سامان لے کر آیا آپ نے اسے خمس میں سے عطا کیا۔ پھر کچھ آدمی لوٹ کر آئے جو پیش قدمی کرتے ہوئے جنگ لڑتے رہے اور دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے ان سے لڑتے رہے اور انہوں نے مال غنیمت پیچھے چھوڑ دیا۔ نتیجتاً انہوں نے مال غنیمت میں سے کوئی شے حاصل نہ کی تو انہوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے ان لوگوں کا کیا حال ہے جو پیش قدمی کرتے رہے اور دشمن کا تعاقب کرتے رہے۔ اور کچھ لوگ پیچھے رہ گئے جو جنگ میں شامل ہی نہیں ہوئے۔ سو آپ نے انہیں مال غنیمت عطا کر دیا ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اور پھر یہ آیت یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ نازل ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: جو مال تم نے لے لیا ہے وہ واپس لوٹا دو اور پھر اسے عدل و مساوات کے ساتھ تقسیم کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں اسی کا حکم دے رہا ہے۔ انہوں نے عرض کی: کیا ہم اس کا حساب کر لیں اور کھا لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا حساب کر لو۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اور دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے غزوۂ بدر کے دن حضور نبی کریم ﷺ سے مال غنیمت کے بارے دریافت کیا تب یہ آیت نازل ہوئی یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیت یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے نازل ہونے کے بعد خمس کے سوا سے تنفیل نہیں کی۔ پس آپ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے دن خمس سے عطا کرنے کا اعلان فرمایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن مسلمہ فہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خمس کے بعد ثلث عطا کرنے کا اعلان فرماتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے جب غزوہ بدر کا دن تھا۔ اس دن حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی آدمی کو قتل کیا اس کے لیے اتنا اتنا ہوگا اور جس نے کسی آدمی کو قیدی بنایا تو اس کے لیے اتنا اتنا ہوگا۔ پس جو بوڑھے تھے وہ تو جھنڈوں کے نیچے ثابت رہے اور جو نوجوان تھے وہ تیزی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 205، دار الصمیعی الریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 207

سے قتل اور غنائم کی طرف بڑھے۔ تو بوڑھوں نے جوانوں سے کہا: ہمیں اپنے ساتھ شریک کرلو کیونکہ ہم بھی تمہارے لیے معاون و مددگار ہیں۔ اگر تم میں سے کسی کو کوئی شے (تکلیف) لاحق ہوتی تو بالیقین تم ہماری طرف ہی پناہ لیتے۔ چنانچہ وہ اپنا جھگڑا حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لے گئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ پھر آپ ﷺ نے ان کے درمیان مال غنیمت برابر برابر تقسیم کردیا(1)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس دن غزوۂ بدر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو قتل کیا تو اس کے لیے اتنا ہوگا۔ اور جو کسی کو قید کر کے لائے گا اس کے لیے اتنا ہوگا۔ تو ابوالیسر بن عمرو انصاری دو قیدیوں کو لے کر آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک آپ نے ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا ہے۔ تو اتنے میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ نے ان لوگوں کو عطا فرمایا، تو پھر آپ کے اصحاب کے لیے کوئی شے باقی نہیں رہے گی۔ بے شک اجر میں بے رغبتی نے ہمیں اس سے نہیں روکا اور نہ بزدلی نے ہمیں دشمن سے باز رکھا ہے۔ ہم تو اس مقام پر آپ کی محافظت و نگہبانی کے لیے کھڑے رہے کہ کہیں وہ آپ پر پیچھے سے حملہ آور نہ ہو جائیں۔ سو وہ باہم جھگڑنے لگے تو اس دوران قرآن نازل ہوا یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ اور حضرت عبداللہ کے اصحاب اس کی قرأت اس طرح کرتے تھے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ فیما تشاجرتم به" پس انہوں نے مال غنیمت رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی: وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ (الانفال: 41) الی آخر الآیہ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ بھیجا۔ پس کمزور اور ضعیف لوگ لشکر میں ٹھہرے رہے اور اہل سریہ غنائم تک پہنچ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان تمام کے درمیان اسے تقسیم کر دیا۔ تو اہل سریہ نے کہا: یہ کمزور لوگ ہمارے حصے لے رہے ہیں کیونکہ یہ لشکر میں رہے، ہمارے ساتھ شامل نہیں ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انہی کمزور اور ضعیف لوگوں کے سبب تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر سے واپس مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورۂ انفال نازل فرمائی اور بدر کا مال غنیمت حلال کرنے کے بارے آپ ﷺ کو عتاب کیا۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے مابین اسے تقسیم کیا، کیونکہ انہیں اس کی حاجت تھی اور نفل (زائد عطیہ) کے بارے میں ان کے درمیان اختلاف تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ ۪ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 241 (2876) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 239 (9483) المجلس العلمی بیروت

پس اللہ تعالیٰ نے اسے رسول مکرم ﷺ کی طرف لوٹا دیا اور پھر آپ نے اسے ان کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا۔ سو اس میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اطاعت بھی ہے، اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری بھی ہے اور اپنے معاملات کی اصلاح بھی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے پانچ حصوں میں سے چار کے بعد پانچویں کے بارے دریافت کیا؟ سو یہ آیت نازل ہوئی: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ۔ (1)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ بدر کے دن نازل ہوئی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے ایک آدمی دونوں مال غنیمت میں سے کچھ لینے کے لیے نکلے۔ پس دونوں نے ایک تلوار پڑی ہوئی پائی اور دونوں ہی ایک ساتھ اس پر گر پڑے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ میرے لیے ہے۔ اور انصاری نے کہا: یہ میرے لیے ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اسے تیرے حوالے نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیش کروں گا۔ چنانچہ اسے لے کر دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے اور دونوں نے اپنا واقعہ گوش گزار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! نہ یہ تیرے لیے ہے اور نہ ہی یہ انصاری کے لیے ہے بلکہ یہ میرے لیے ہے۔ تب آیت نازل ہوئی يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۠ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ راوی کہتے ہیں کہ ان دونوں نے تلوار رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دی۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوگئی اور فرمایا اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ (الانفال 41) ''اور جان لو کہ جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو تو اللہ کے لیے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لیے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے''۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نحاس رحمہم اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف ایک سریہ بھیجا۔ تو انہوں نے بہت سے اونٹ مال غنیمت میں حاصل کئے۔ ان میں سے ہر ایک کے حصہ میں بارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ بطور تنفیل انہیں دیا گیا (2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کی سند سے حضرت حجاج بن سہیل نصری رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل تھا۔ انہوں نے کہا: جب غزوۂ بدر کا دن تھا۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے قتال کیا اور ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرا رہا۔ پس وہ گروہ جس نے جنگ میں حصہ لیا وہ چھینا ہوا ساز وسامان اور وہ تمام اشیاء لے کر آئے جن تک وہ پہنچ سکے، سو ان کے درمیان مال غنیمت تقسیم کر دیا گیا اور اس گروہ کو کوئی حصہ نہ دیا گیا جس نے عملاً قتال میں شرکت نہ کی۔ چنانچہ اسی گروہ کے افراد نے کہا: ہمیں بھی حصہ دیجئے۔ تو دوسرے گروہ نے انکار کر دیا۔ نتیجتاً ان کے مابین تلخ کلامی کا تبادلہ ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ۭ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 203 2۔ صحیح مسلم، باب الانفال، جلد 2، صفحہ 86، قدیمی کتب خانہ کراچی

وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ پس ان کے درمیان اپنے معاملات کی اصلاح یہی ہے کہ اگر وہ لوٹا دیں وہ سامان جو انہیں دیا گیا اس بنا پر کہ انہوں نے وہ حاصل کیا تھا(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ذکر کیا ہے کہ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انفال سے مراد مغانم ہیں اور وہ خالصۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہیں، کسی اور کے لیے ان میں کوئی شے نہیں ہے۔ مسلمانوں کے سرایا جو چیز بھی حاصل کریں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئیں۔ پس جس نے بھی اس میں سے سوئی یا دھاگہ اپنے پاس روک لیا تو وہ چوری اور خیانت کا مرتکب ہوا۔ پس انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ التجا کی کہ آپ اس سامان میں سے کوئی چیز انہیں عطا فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ کہ یہ آپ سے مال غنیمت کے بارے دریافت کرتے ہیں۔ فرمایئے غنیمتیں میرے لیے ہیں اور میں نے ان کا مالک اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنایا ہے تمہارے لیے اس میں سے کوئی شے نہیں ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ'' پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کرو''۔ یہ آیت اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ تک نازل ہوئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ (انفال: 41) پھر اللہ تعالیٰ نے اس پانچویں حصے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کے لیے تقسیم کردیا اور پانچ میں سے چار حصے لوگوں میں برابر تقسیم کردیے۔ اس طرح کہ گھوڑے کے لیے دو حصے، اس کے مالک کے لیے ایک حصہ اور پیدل کے لیے بھی ایک حصہ رکھا(2)۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، ان سے مراد غنیمتیں ہیں۔ پھر اسے اس آیت نے منسوخ کردیا۔'' وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ'' الآیہ۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابوعبید، عبد بن حمید، ابن جریر، نحاس، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ایک آدمی کو سنا، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انفال کے متعلق سوال کررہا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: گھوڑا بھی مال غنیمت میں سے ہے اور چھینا ہوا مال بھی غنیمت میں سے ہے۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر بھی یہی جواب دیا۔ پھر اس آدمی نے کہا: وہ انفال جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا وہ کیا ہے؟ پس وہ مسلسل سوال کرتا رہا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ آپ کو تنگ کردیتا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اس صبیغ کی مثل ہے جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مارا تھا۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں: کہ آپ نے فرمایا: تجھے اس کی زیادہ حاجت اور ضرورت ہے جو تجھے مارے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صبیغ عراقی کے ساتھ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے مارا تھا یہاں تک کہ خون اس کی ایڑیوں تک بہہ گیا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انفال سے مراد

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 12، صفحہ 98، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 207
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 202

غنیمتیں ہیں، انہیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کے بارے میں اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کریں۔ پس طاقت ور کمزور اور ضعیف کی طرف لوٹا دے۔

امام عبد بن حمید، نحاس، ابن منذر، ابن جریر اور ابو الشیخ نے ذکر کیا ہے کہ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے بارے میں حضرت عطاء نے کہا: کہ انفال سے مراد وہ سامان ہے جو مشرکین سے بغیر جنگ کے مسلمانوں کو حاصل ہوا ہو۔ چاہے وہ غلام ہوں، یا چوپائے یا دیگر ساز وسامان۔ پس وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ملکیت ہے آپ جو چاہیں اس میں تصرف کر سکتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عمرو رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا گیا تا کہ ہم آپ سے انفال کے بارے دریافت کریں؟ تو انہوں نے فرمایا: تم انفال کے بارے مجھ سے پوچھتے ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نفل نہیں ہے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پانچویں حصے کے سوا کسی اور سے تنفیل (زائد عطیہ دینے) کا اعلان نہیں فرمایا (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ تنفیل نہیں کرتے تھے مگر خمس (پانچواں حصہ) سے (3)۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: مسلمانوں کی غنیمتوں میں تنفیل کرنا صحیح نہیں مگر پانچویں حصہ سے (4)۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ امراء میں سے ایک امیر نے یہ ارادہ کیا کہ خمس نکالنے سے پہلے اسے مال غنیمت میں زائد عطیہ دیا جائے۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا، یہاں تک کہ وہ اس کا خمس نکالے (5)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ہے (6)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت شفیق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ پڑھا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا انفال سے مراد مال فے ہے۔ اس سے مراد وہ مال ہے جو مشرکین کے اموال میں سے حاصل کیا جائے مگر اس پر گھوڑے اور اونٹ نہ دوڑائے جائیں (یعنی اس کے لیے جنگ نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 201
2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 192، حبیب الرحمٰن الاعظمی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 207

لڑی جائے)۔ پس وہ مال صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ کے متعلق کہا کہ انفال سے مراد وہ مال ہے جو سرایا کے ذریعے حاصل ہوا ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، نحاس نے ناسخ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ دونوں نے کہا: غنیمتیں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھیں یہاں تک کہ آیۂ خمس نے اسے منسوخ کر دیا اور وہ آیت یہ ہے وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ الآیہ (الانفال:41)(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب عبد اللہ اس آیت کو ''یَسْئَلُوْنَكَ الْاَنْفَالَ'' پڑھتے تھے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومنین پر پابندی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کریں۔ جہاں انہوں نے غنیمتوں میں اختلاف کیا ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: تم باہمی معاملات میں گالی گلوچ نہ دو(5)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ان کے درمیان باہمی معاملات کی اصلاح یہ ہے کہ اگر غنائم واپس لوٹا دی جائیں تو پھر انہیں ان افراد کے درمیان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ٹھہرے رہے اور ان کے درمیان جو لڑتے رہے اور مال غنیمت جمع کیا، تقسیم کر دی جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مراد کتاب و سنت کی اتباع کرنا ہے۔

امام ابو یعلی، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور آپ کی پیروی کرتے ہوئے امام ذہبی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح مسکراتے دیکھا کہ آپ کے سامنے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رب العزت کے سامنے میری امت کے دو آدمی دو زانو بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو ان میں سے ایک نے کہا ہے: اے میرے رب! میرے بھائی کی جانب سے مجھ پر کیے جانے والے مظالم کے بدلے اسے پکڑ لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: تو اپنے بھائی کو اس پر کیے جانے والے مظالم کا بدلہ دے۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! میری نیکیوں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 499 (33288) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (33286)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 207
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 487 (11084) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 210

میں سے کوئی شے باقی نہیں رہی۔ تو دوسرے نے عرض کی: اے میرے رب! میری جانب سے میرے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈال دیا جائے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں روتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ بہہ پڑیں۔ پھر فرمایا: بے شک یہ اس عظیم دن کے لیے ہے جس دن لوگ یہ ضرورت محسوس کریں گے کہ ان سے ان کے گناہوں کا بوجھ اٹھا لیا جائے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے طالب (مطالبہ کرنے والا) کو فرمایا ہے اپنی نگاہ اوپر اٹھاؤ اور جنتوں کی طرف دیکھ لو۔ چنانچہ اس نے اپنا سر بلند کیا اور کہا: اے میرے رب! میں چاندی کے شہر اور سونے کے محلات دیکھ رہا ہوں جنہیں موتیوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ یہ کون سے نبی کے لیے ہیں، یہ کون سے صدیق کے لیے ہیں، یہ کون سے شہید کے لیے ہیں؟ تو رب کریم نے فرمایا: یہ اس کے لیے ہیں جس نے ثمن (قیمت) ادا کئے۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! اس کے ثمن کا مالک کون ہو سکتا ہے؟ رب کریم نے فرمایا: تو اس نے عرض کی: وہ کیسے؟ تو رب کریم نے فرمایا: اپنے بھائی کو معاف کر کے۔ اس نے عرض کی: اے میرے رب! میں نے اسے معاف کر دیا۔ تو رب کریم نے فرمایا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ لے اور اسے جنت میں ساتھ لے جا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے باہمی معاملات کی اصلاح کرو کیونکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنین کے درمیان صلح کرا دے گا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین تمام کو ایک ہی سرزمین پر جمع فرمائے گا۔ پس کون جان سکتا ہے کہ کنارے کہاں ہیں؟ تو حضرت ام ہانی نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر عرش کے نیچے سے ایک ندا دینے والا پکار کر کہے گا: اے اہل توحید! پس وہ کلام کو سمجھ لیں گے پھر وہ آواز دے گا: اے اہل توحید! پھر تیسری بار پکار کر کہے گا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرما دیا ہے۔ پس لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے حالانکہ وہ دنیا کی تاریکیوں اور بے انصافیوں میں بعض بعض کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ تو پھر وہ پکار کر کہے گا: اے اہل توحید! تم آپس میں ایک دوسرے کو معاف کر دو اور ثواب و جزا اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ندا دینے والا پکار کر کہے گا: اے اہل توحید! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں معاف فرما دیا ہے اور چاہیے کہ تم بھی آپس میں ایک دوسرے کو معاف کر دو اور ثواب عطا فرمانا میرے ذمہ کرم پر ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۲﴾

"صرف وہی سچے ایمان دار ہیں کہ جب ذکر کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو کانپ اٹھتے ہیں ان کے دل اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر اللہ کی آیتیں تو یہ بڑھا دیتی ہیں ان کے ایمان کو اور صرف اپنے رب پر وہ بھروسہ رکھتے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 620 (8718)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے دل خوفزدہ ہو جاتے ہیں، گھبرا جاتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: منافقین کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اس کے فرائض ادا کرتے وقت کوئی شے داخل نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے کسی کے ساتھ ایمان لاتے ہیں، نہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں اور نہ وہ نمازیں ادا کرتے ہیں جب کہ وہ غائب ہوں اور نہ ہی اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ پھر مومنین کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ سو اس کے فرائض ادا کرو (1)۔

امام حکیم ترمذی، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الوجل فی القلب (دل کا کانپ اٹھنا) سراور چہرے کی پھنسیوں کی جلن کی طرح ہے، اے شہر! کیا تو کپکپی پاتا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں ضرور۔ تو انہوں نے کہا: پھر اس وقت دعا کیا کر کیونکہ اس وقت میں دعا قبول ہو جاتی ہے (2)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مومن کے دل کا کانپنا پھنسی کی جلن کی طرح ہوتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی اسے پائے تو اسے چاہیے کہ اس وقت دعا مانگے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: فلاں نے بیان کیا: بے شک میں جانتا ہوں میری دعا کب قبول کی جاتی ہے؟ لوگوں نے کہا: وہ کہاں سے اسے جانتا ہے؟ تو اس نے کہا: جب میری جلد کانپنے لگے اور میرا دل گھبرا جائے اور میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو جائیں تو اس وقت میری دعا قبول کی جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ کی تفسیر میں حضرت سدی نے کہا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو ظلم کرنے کا ارادہ کرتا ہے یا گناہ کا قصد کرتا ہے۔ تو اسے کہا جاتا ہے: تو اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ تو اس کا دل کانپ اٹھتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا کی تفسیر میں فرمایا (یہ) ان کی تصدیق کو بڑھا دیتی ہیں (4)۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ربیع بن انس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آیات ان کی خشیت کو بڑھا دیتی ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 211 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 212 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 211 5۔ ایضاً

ایمان زیادہ ہوتا ہے اور کم ہوتا ہے، اس سے مراد قول و عمل ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایمان کے زیادہ اور کم ہونے پر قرآن ناطق ہے۔ لہٰذا زَادَتۡهُمۡ اِیۡمَانًا یہ ارشاد ایمان کے زیادہ ہونے پر دلیل ہے۔ اور جب ہم غافل ہو جائیں بھول جائیں اور ہم اسے ضائع کر دیں تو وہی اس کی کمی اور نقصان ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کا اہل زمین کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر صدیق کا ایمان بڑھ جائے "لَوْ وُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَكْرٍ بِاِیْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَكْرٍ" (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ عَلٰی رَبِّهِمۡ یَتَوَكَّلُوۡنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے کوئی امید اور آرزو نہیں رکھتے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ پر توکل ایمان کو یکجا کرتا ہے (3)۔

امام بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ توکل سے مراد ایمان کو جمع کرنا ہے (4)۔

ابن ابی حاتم نے ایک دوسری سند سے حضرت سعید بن جبیر سے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا نصف ایمان ہے۔

الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَهُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَ مَغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِیۡمٌ ﴿۴﴾

"(اور) جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو، نیز اس سے جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مومن ہیں، انہی کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور باعزت روزی"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتاب اللہ میں ایمان عمل کی طرف منتقل ہو گیا۔ چنانچہ فرمایا اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتۡ قُلُوۡبُهُمۡ وَ اِذَا تُلِیَتۡ عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِیۡمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمۡ یَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿ۚۖ﴾ (انفال:2) پھر انہیں عمل کی طرف تبدیل کرتے ہوئے فرمایا الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہی کفر سے بری ہیں (5)۔

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 77، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 211
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 202، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ شعب الایمان، باب التوکل والایمان، جلد 2، صفحہ 111 (1324) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 213

ابوالشیخ نے بیان کیا۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حَقًّا کا معنی خالصا ہے یعنی وہ لوگ خالص مومن ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وہی لوگ حق کے ساتھ ایمان کے مستحق ہوئے، سو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ حق عطا فرمایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ضریس کی سند سے حضرت ابوسنان رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کے متعلق عمرو بن مرہ سے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے کہا: بلاشبہ قرآن کریم لغت عرب کے مطابق نازل ہوا ہے۔ جیسا کہ تیرا یہ قول ہے: ''فُلَانٌ سَيِّدٌ حَقًّا وَ فِي الْقَوْمِ سَادَةٌ، وَ فُلَانٌ شَاعِرٌ حَقًّا وَ فِي الْقَوْمِ شُعَرَاءُ۔'' فلاں سچا سردار ہے حالانکہ قوم میں کئی سردار ہیں۔ فلاں حقیقی شاعر ہے حالانکہ قوم میں کئی شاعر ہیں''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے ایک قوم سراً کفر کرتی تھی اور جہراً ایمان کا اظہار کرتی تھی۔ اور ایک قوم سراً ایمان رکھتی اور جہراً کفر کو ظاہر کرتی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ ان دونوں کے درمیان امتیاز کرے۔ چنانچہ فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ یہاں تک کہ اس قول پر انتہا کی اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا یہ وہ لوگ ہیں جو سراً اور ظاہراً ایمان رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو سراً کفر کرتے ہیں اور اظہار ایمان کا کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے میں حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور وہ سب مومن ہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حارث بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے حارث! تو نے صبح کیسے کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے سچے مومن کی حالت میں صبح کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھ تو کیا کہہ رہا ہے۔ کیونکہ ہر شے کی ایک حقیقت ہے۔ تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: میں نے اپنے نفس کو دنیا سے روک لیا ہے اور میں نے اپنی رات کو بیدار رکھا اور اپنے دن کو پیاسا رکھا۔ اور گویا میں اہل جنت کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ جنت میں ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں اور میں اہل جہنم کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اس میں پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے حارث! تو نے پہچان لیا۔ پس ان تینوں پر کاربند رہنا۔ عربی متن یہ ہے ''اَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِيِّ، اَنَّهٗ مَرَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ، كَيْفَ اَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟ قَالَ: اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا، قَالَ: اُنْظُرْ مَاتَقُوْلُ فَاِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيْقَةً، فَمَا حَقِيْقَةُ اِيْمَانِكَ؟ فَقَالَ؟ عَزَفَتْ نَفْسِيْ عَنِ الدُّنْيَا فَاَسْهَرْتُ لَيْلِيْ، وَاَظْمَاْتُ نَهَارِيْ، وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا، وَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى اَهْلِ النَّارِ يَتَضَاغَوْنَ فِيْهَا، قَالَ: يَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمْ ثَلَاثًا'' (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 213

2۔ معجم کبیر، جلد 3 صفحہ 226 (3367) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ لَهُمْ دَرَجٰتٌ سے مراد فضائل اور رحمت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ان کے رب کے پاس ان کے بلند رتبہ اعمال ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَهُمْ دَرَجٰتٌ کے متعلق حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ اہل جنت بعض بعض کی نسبت صاحب فضل اور بلند رتبہ ہیں۔ پس جو اوپر ہوگا وہ اپنے سے نیچے والے پر اپنی فضیلت دیکھے گا اور جو نیچے ہوگا وہ یہ خیال نہیں کرے گا کہ اس پر کسی کو فضیلت حاصل ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا کہ وَمَغْفِرَةٌ سے مراد یہ ہے کہ گناہ ترک کرنے کے سبب ان کے لیے مغفرت اور بخشش ہے اور رِزْقٌ كَرِيمٌ سے مراد اعمال صالحہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب تو سنے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے رِزْقٌ كَرِيمٌ تو اس سے مراد جنت ہے۔

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۟ۙ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۟ؕ

"جس طرح نکال لایا آپ کو آپ کا رب آپ کے گھر سے حق کے ساتھ اور بے شک اہل ایمان کا ایک گروہ (اس کو) ناپسند کرنے والا تھا جھگڑ رہے تھے آپ سے سچی بات میں اس کے بعد کہ وہ واضح ہو چکی تھی گویا وہ ہانکے جا رہے تھے موت کی طرف درآنحالیکہ وہ (موت کو) دیکھ رہے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا درآنحالیکہ ہم مدینہ طیبہ میں تھے اور آپ ﷺ کے پاس یہ خبر پہنچی کہ ابوسفیان کا قافلہ قریب آ گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اس کے بارے کیا رائے رکھتے ہو؟ شاید اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لیے غنیمت بنا دے گا اور ہمیں محفوظ کر لے گا۔ پس ہم نکل پڑے۔ جب ہم ایک یا دو دن سفر کر چکے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم اپنے آپ کو شمار کر لیں۔ پس ہم نے ایسے کر لیا۔ اس وقت ہم تین سو تیرہ افراد تھے۔ ہم نے اپنی تعداد کے بارے حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے اس پر اظہار مسرت فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: یہ تو اصحاب طالوت کی تعداد ہے۔ پھر فرمایا: تم قوم کے بارے کیا خیال کرتے ہو کیونکہ انہیں تمہارے خروج کی خبر دی جا چکی ہے؟ اس پر ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ نہیں۔ قسم بخدا ہم میں قوم (لشکر جرار) کے ساتھ لڑنے کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 213

طاقت نہیں۔ کیونکہ ہم تو قافلے کے لیے نکلے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم قوم کے ساتھ جنگ کے بارے کیا رائے رکھتے ہو؟ تو ہم نے پہلے کی مثل ہی جواب دیا، پھر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا: تم ایسے نہ کہو جیسے اصحاب موسیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ (المائدہ) ''پس جاؤ تم اور تمہارا رب اور دونوں لڑو (ان سے ہم تو یہاں بیٹھیں گے''۔ تب یہ آیات نازل ہوئیں كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ بِالْحَقِّ ۪ وَ اِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَكٰرِهُوْنَ الی قولہ وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ پس جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کے بارے وعدہ فرما رکھا ہے۔ وہ ایک گروہ یا تو قوم (یعنی کفار کا لشکر) ہے اور یا قافلہ ہے۔ اس پر ہمارے دل مطمئن اور خوش ہو گئے۔ پھر ہم ان کے لشکر کے مقابلہ میں جمع ہوئے اور اپنی صف بندی کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی اے اللہ! میں تجھے اپنا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ تو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ، میں چاہتا ہوں کہ آپ کی رہنمائی کروں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس سے کہیں افضل و اعلیٰ ہیں کہ ہم ان کی رہنمائی کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس سے بزرگ اور برتر ہے کہ آپ اسے اس کا وعدہ یاد دلائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن رواحہ! میں ضرور بہ ضرور اللہ تعالیٰ کو اس کا وعدہ یاد دلاؤں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھ اٹھائی اور وہ قوم کے چہروں کی طرف پھینک دی، پس وہ شکست کھا گئے۔ ''یَا ابْنَ رَوَاحَةَ لَأُنْشِدَنَّ اللّٰهَ وَعْدَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ، فَأَخَذَ قُبْضَةً مِنَ التُّرَابِ فَرَمٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَانْهَزَمُوْا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: 17)''۔ اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی''۔ ہم نے خوب قتل کیے اور قیدی بنا لیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ آپ کے لیے قیدی ہوں۔ کیا ہم دعوت دینے والے اور الفت کرنے والے نہیں ہیں؟ پس گروہ انصار نے ہمیں کہا: عمر نے جو کچھ ہمیں کہا ہے اس پر ہمارے حسد نے انہیں برانگیختہ کیا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہو گئے پھر جب آپ بیدار ہوئے تو فرمایا: عمر کو میری طرف بلاؤ۔ چنانچہ آپ کو بلایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى (الانفال: 67) الآیہ۔ ''نہیں مناسب نبی کے لیے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی'' (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص لیثی رحمہم اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کی طرف خروج کیا۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام روحاء پر پہنچے تو لوگوں سے خطاب فرمایا اور کہا: تم کیا رائے رکھتے ہو؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہم تک خبر پہنچی ہے کہ وہ اتنے اتنے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا تم کیا رائے رکھتے ہو؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح گفتگو کی۔ پھر آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 37، بیروت (مختصراً)

ﷺ لوگوں سے مخاطب ہوئے اور پوچھا: تم کیا رائے رکھتے ہو؟ تو پھر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ہماری رائے معلوم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ تو قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت و تکریم عطا فرمائی اور آپ پر کتاب نازل فرمائی! میں اس راستے پر کبھی نہیں چلا اور نہ مجھے اس کے بارے کچھ علم ہے۔ لیکن اگر آپ چلتے رہیں یہاں تک کہ آپ یمن کے علاقے برک الغماد تک پہنچ جائیں تو ہم ضرور بہ ضرور آپ کے ساتھ چلیں گے۔ اور ہم ان لوگوں کی طرح ہرگز نہیں ہوں گے جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا: فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴿۲۴﴾ (المائدہ) بلکہ آپ اور آپ کا رب چلیں اور دونوں جا کر لڑیں ہم بھی تمہارے ساتھ پیروی کرتے ہوئے چلیں گے۔ شاید آپ ایک کام کے ارادہ سے نکلے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ نئے کام سے آپ کا واسطہ ڈال دیا ہے۔ پس اسی اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے جس نے آپ کا واسطہ اس سے ڈالا ہے۔ آپ اس کو پورا کیجئے اور جن سے آپ چاہیں تعلقات جوڑ لیں اور جن سے چاہیں تعلقات منقطع کر لیں اور جن سے چاہیں آپ عداوت رکھیں اور جن سے چاہیں مصالحت کر لیں اور ہمارے مالوں میں سے بھی آپ جو چاہیں لے لیں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قول پر قرآن نازل ہوا: كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ اس قول تک وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ۔ بے شک رسول اللہ ﷺ تو ابوسفیان سے مال غنیمت کے حصول کا ارادہ رکھتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جنگ کی صورت پیدا کر دی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جس طرح آپ کو آپ کا رب آپ کے گھر سے حق کے ساتھ نکال لایا اسی طرح آپ کو آپ کا رب نکال لایا اپنے اس قول کی طرف کہ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ "وہ جھگڑ رہے تھے آپ سے سچی بات میں"۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے مراد قتال یعنی جنگ ہے (یعنی اسی طرح آپ کو آپ کا رب جنگ کی طرف نکال لایا) (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ كَمَاۤ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ کی تفسیر میں سدی نے کہا۔ کہ اس میں حضور نبی کریم ﷺ کے بدر کی طرف خروج کرنے کا بیان ہے۔ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ فرمایا کہ بے شک اہل ایمان کا ایک گروہ مشرکین کی تلاش کو ناپسند کرنے والا تھا يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ "جھگڑ رہے تھے آپ سے سچی بات میں اس کے بعد کہ وہ واضح ہو چکی تھی" بے شک آپ نہ کریں مگر وہی جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ "گویا وہ ہانکے جا رہے تھے موت کی طرف" جس وقت کہا گیا کہ وہ مشرکین ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے دشمن سے مقابلہ کے بارے مشورہ طلب فرمایا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا جو کہا: اور وہ غزوۂ بدر کا دن تھا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا تو وہ جنگ کے لیے مشقت میں پڑ گئے اور آپ نے انہیں لڑائی کے بارے حکم فرمایا تو اہل

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 353 (36660) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 215

ایمان نے اسے ناپسند کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ الی قولہ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ ' درآنحالیکہ وہ مشرکین کی ملاقات کو ناپسندیدہ دیکھ رہے ہیں (1)۔

امام بزار، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: اسلام جبر اور سختی کے ساتھ نازل ہوا۔ تو ہم نے جبر میں خیر (نیکی) کی بھلائی پائی۔ ہم حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکل گئے اور حرہ کی دونوں اطراف کے درمیان نمکین اور دلدلی زمین کو اپنا مسکن بنالیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس میں ہمارے لیے بلندی اور کامیابی رکھ دی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی طرف نکلے، اس حالت پر جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ الی قولہ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ سو اللہ تعالیٰ نے اسی میں ہمارے لیے رفعت و بلندی اور فتح و کامرانی رکھ دی اور ہم نے اس جنگ میں انتہائی قسم کی خیر اور بھلائی کو پالیا۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رسول اللہ ﷺ کا قافلے کی طرف نکلنا ہے (2)۔

وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۙ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾

''اور یاد کرو جب وعدہ فرمایا تم سے اللہ نے ایک کا ان دو گروہوں سے کہ وہ تمہارے لیے ہے اور تم پسند کرتے تھے کہ نہتہ گروہ تمہارے حصے میں آئے اور اللہ چاہتا تھا کہ حق کو حق کر دے اپنے ارشادات سے اور کاٹ دے کافروں کی جڑ تا کہ ثابت کر دے حق کو اور مٹا دے باطل کو اگرچہ ناپسند کریں (اس کو) عادی مجرم''۔

امام بیہقی نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ ابن شہاب اور موسیٰ بن عقبہ دونوں نے کہا: ابن حضرمی کے قتل کے بعد رسول اللہ ﷺ دو ماہ تک ٹھہرے رہے۔ پھر ابوسفیان بن حرب کی قیادت میں قریش کا ایک قافلہ شام سے آیا اور اس کے ساتھ قریش کے تمام خاندانوں سے ستر شہسوار تھے۔ ان میں مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن العاص بھی تھے اور وہ ملک شام تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے، ان کے پاس اہل مکہ کے خزانے تھے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کا قافلہ ہزار اونٹوں پر مشتمل تھا۔ قریش میں سے جس کے پاس اوقیہ یا اس سے زائد (سونا، چاندی) تھا، حویطب بن عبدالعزیٰ کے سوا سب نے وہ ابوسفیان کے ساتھ بھیجا تھا، پس اسی سبب سے حویطب بدر سے بھی پیچھے رہ گیا اور اس میں حاضر نہ ہوا۔ ان کا ذکر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے پاس ہوا اس سے قبل ان کے درمیان جنگ کا آغاز ہو چکا تھا کہ ابن حضرمی کو قتل کیا گیا اور دو آدمیوں عثمان اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 216 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 217

حکم کو قید کرلیا گیا۔ پس جب ابوسفیان کے قافلے کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا، تو آپ نے عدی بن ابی زغباء انصاری جو بنی غنم سے تھے اور اصلاً قبیلہ جہینہ سے تعلق رکھتے تھے اور بسبس یعنی ابن عمرو کو قافلے کی خبر لینے کے لیے بھیجا۔ وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ساحل سمندر کے قریب جہینہ کے ایک قبیلے میں آپہنچے۔ ان سے قریش کے تجار اور قافلے کے متعلق دریافت کیا۔ پس انہوں نے انہیں قوم کے بارے آگاہ کیا۔ پھر وہ دونوں لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ پس آپ ﷺ نے مسلمانوں کو قافلے کے لیے جمع کیا اور یہ رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔

ابوسفیان جہنی قبائل میں آیا اور وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب سے خوفزدہ تھا۔ اس نے پوچھا: کیا انہوں نے محمد (ﷺ) کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے اسے دوسواروں عدی بن زغباء اور بسبس کی خبر دی اور انہوں نے ان کے اونٹ بٹھانے کی جگہ کی طرف بھی اس کی رہنمائی کی۔ تو ابوسفیان نے کہا: ان کے اونٹوں کی کوئی لید اٹھالاؤ۔ جب اس نے اسے توڑا تو اس میں گٹھلی پائی۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا یہ اہل یثرب کا چارہ ہے اور وہ لوگ محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب کے جاسوس ہیں۔ چنانچہ وہ تلاش کے ڈر سے انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ چلے اور ابوسفیان نے بنی غفار کا ایک آدمی جسے ضمضم بن عمرو کہا جاتا تھا اسے قریش کی طرف بھیجا کہ تیزی سے آؤ اور اپنے قافلے کو محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب سے بچاؤ۔ کیونکہ آپ نے ہمارا راستہ روکنے کے لیے اپنے اصحاب کو جمع کیا ہے۔ عاتکہ بنت عبدالمطلب مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر تھیں اور آپ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ آپ اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ رہتی تھیں۔ غزوۂ بدر اور ضمضم کے آنے سے پہلے انہوں نے ایک خواب دیکھا۔ آپ کو اس سے انتہائی گھبراہٹ ہوئی۔ چنانچہ اسی رات اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلا بھیجا۔ جب عباس ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے اور اس کے سبب میں انتہائی خوف زدہ ہوئی اور اس کے سبب مجھے تیری قوم پر ہلاکت کا خوف لاحق ہوا ہے۔ انہوں نے کہا: تم نے کیا دیکھا ہے؟ آپ نے جواب دیا میں تمہیں ہرگز نہیں بتاؤں گی یہاں تک کہ تو میرے ساتھ وعدہ کرے کہ تو اس کا ذکر کہیں نہیں کرے گا، کیونکہ اگر انہوں نے یہ سن لیا تو وہ ہمیں ایسی ایسی باتیں کہیں گے اور سنائیں گے جو ہمیں پسند نہیں ہوں گی، سو جب عباس نے ان سے وعدہ کرلیا، تو انہوں نے بتایا: میں نے ایک سوار کو دیکھا ہے جو اعلیٰ مکہ کی جانب سے اپنی سواری پر ہے اور وہ بلند آواز سے چیخ رہا ہے: اے آل غدر! دو یا تین راتوں میں نکلو۔ پس وہ چیختے چلاتے آیا یہاں تک کہ سواری پر ہی مسجد میں داخل ہو گیا اور اس نے تین بار یہاں انتہائی شدید آواز کے ساتھ چیخ کر کہا۔ نتیجۃً مرد، عورتیں اور بچے اس کے پاس جمع ہو گئے اور لوگ اسے دیکھ کر انتہائی شدید گھبراہٹ میں مبتلا ہو گئے۔ عاتکہ نے کہا: پھر میں نے اسے اسی طرح کعبہ کی چھت پر اپنی سواری پر دیکھا ہے کہ اس نے تین بار چلا کر پکارا: اے آل غدر، اے آل فجر دو یا تین راتوں میں نکلو۔ پھر میں نے اسے ابوقبیس کے اوپر اسی حالت میں دیکھا کہ وہ کہہ رہا ہے یا آل غدر یا آل فجر۔ یہاں تک کہ میں نے اہل مکہ سے اخشبین کے درمیان سے بھی یہ آواز سنی۔ پھر اس نے ایک چٹان کا قصد کیا اور اسے اپنی بنیاد سے اکھیڑ دیا۔ پھر اسے اہل مکہ کی طرف بھیجا پس وہ چٹان آئی، اس میں شدید حس موجود تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ اصل جبل کے پاس تھی تو پھٹ گئی اور میں مکہ کا کوئی گھر اور بیت نہیں جانتی۔ مگر

یہ کہ اس چٹان کا ٹکڑا اس میں جا گرا۔ پس اس کے سبب مجھے تمہاری قوم کے بارے خوف اور ڈر لاحق ہو گیا ہے عباس بھی اس کے خواب سے خوف زدہ ہو گئے۔ پھر عاتکہ کے پاس سے نکل کر اسی رات کے آخر میں ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جا ملے اور ولید عباس کا گہرا دوست تھا۔ اور اسے عاتکہ کا خواب سنایا اور کہا کہ وہ کسی اور سے اس کا ذکر نہ کرے۔ چنانچہ ولید نے اس کا ذکر اپنے باپ عتبہ سے کیا اور عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ کو بتایا پس بات پھیلتی گئی اور ابوجہل بن ہشام کے پاس پہنچی اور سارے اہل مکہ میں مشہور ہو گئی۔ جب دوسرے دن انہوں نے صبح کی عباس بیت اللہ شریف کا طواف کرنے لگے۔ اسی دوران انہوں نے دیکھا کہ مسجد میں ابوجہل، عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ، امیہ، ابی بن خلف، زمعہ بن اسود اور ابوالبختری قریش کی ایک جماعت کے ساتھ باہم گفتگو کر رہے ہیں، جب ان کی نظر عباس پر پڑی۔ تو ابوجہل نے انہیں بلا کر کہا: وہ کیا خواب ہے جو عاتکہ نے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا اس نے کچھ نہیں دیکھا۔ تو ابوجہل نے کہا: اے بنی ہاشم! کیا تم مردوں کے جھوٹ پر راضی نہیں ہو کہ تم عورتوں کے جھوٹ بھی ہمارے پاس لانے لگے ہو۔ بے شک ہم اور تم گھوڑوں کی طرح ہیں۔ پس ہم کتنے وقت سے بزرگی اور شرف میں سبقت لے گئے ہیں۔ جب سوار پیچھے رہ گئے تو تم نے کہہ دیا: ہم سے نبی (مکرم ﷺ) ہیں اور اب اس کے سوا کچھ باقی نہیں تھا کہ تم یہ کہو ہم میں سے نبیہ بھی ہے۔ میں قریش میں سے کسی گھر کے باسیوں کو نہیں جانتا جن میں سے کوئی عورت یا مرد تم سے بڑھ کر جھوٹ بولنے والا ہو اور اس کی اذیت اس اذیت سے بڑھ کر ہو۔ ابوجہل نے کہا: عاتکہ نے گمان کیا ہے کہ سوار نے کہا ہے دو یا تین راتوں میں نکلو، پس اگر یہ تین راتیں گزر گئیں قریش پر تمہارا کذب واضح ہو جائے گا اور کتاب میں لکھ دیا جائے گا کہ تم سارے عرب میں ہر گھر کے مرد و زن سے بڑھ کر جھوٹ بولنے والے ہو۔ اے بنی قصی! کیا تم راضی نہیں ہو کہ تمہیں دربانی کے پیشے، ندوہ، پانی پلانے، لواء اور وفد بنانے کے لیے لے جایا جاتا یہاں تک کہ تم اپنے میں سے نبی لے کر ہمارے پاس آئے؟ تو عباس نے کہا: کیا تو رک جائے گا۔ کیونکہ جھوٹ تیرے اور تیرے گھر والوں کی جانب سے ہے؟ پس ان دونوں کے پاس موجود کسی آدمی نے کہا: اے ابوالفضل! تو جاہل اور بے وقوف نہیں ہے۔ چنانچہ عباس عاتکہ سے اس حال میں ملے کہ وہ انہیں ان کے خواب کی بنا پر شدید اذیت پہنچا چکے تھے۔

پس جب اس رات کی شام ہوئی جس رات عاتکہ نے خواب دیکھا تھا۔ تو ابوسفیان کا بھیجا ہوا سوار ضمضم بن عمرو غفاری ان کے پاس آ پہنچا اور اس نے چیخ چیخ کر کہا: اے آل غالب بن فہر! جلدی سے چلو۔ محمد (ﷺ) اور اہل یثرب ابوسفیان کا راستہ روکنے کے لیے نکلے ہوئے ہیں۔ تم اپنے قافلے کو بچاؤ اس کی حفاظت کرو قریش شدید گھبرا گئے اور عاتکہ کے خواب سے خوف زدہ ہو گئے اور عباس نے کہا: یہ ہے وہ جسے تم نے عاتکہ کا کذب اور جھوٹ گمان کیا تھا۔ پس وہ ہر کٹھن اور پست راستے پر دوڑنے لگے اور ابوجہل نے کہا: کیا محمد (ﷺ) یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس طرح قافلے کو پا لے گا جیسے اس نے کھجوروں کو پا لیا ہے۔ عنقریب وہ جان لیں گے، کیا ہم اپنے قافلے کی حفاظت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ چنانچہ وہ نو سو پچاس جنگجوؤں کے ساتھ نکلے۔ ان میں ایک سو گھوڑ سوار تھے۔ انہوں نے کسی شخص کو پیچھے نہیں چھوڑا جو خروج کو ناپسند کرتا ہو۔ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ ان کا یہ خروج محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب کے قہر و ظلم کی بنا پر ہے اور نہ ہی انہوں نے کسی مسلمان کو چھوڑا، جس کے

اسلام کے بارے وہ جانتے تھے اور نہ ہی بنی ہاشم میں سے کسی کو چھوڑا سوائے اس کے جسے وہ متہم نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے ایسے تمام افراد کو اپنے ساتھ لے جانے پر مجبور کیا۔ پس وہ افراد جنہیں انہوں نے مجبور کیا، وہ حضرت عباس بن عبدالمطلب، نوفل بن حارث، طالب بن ابی طالب اور عقیل بن ابی طالب آخرین میں سے تھے، وہاں طالب بن ابی طالب کہتے ہیں۔

اما یخرجن طالب بمقنب من هذه المقانب

فی نضر مقاتل یحارب ولكن المسلوب غير السالب

والراجع المغلوب غير الغالب

''کیا ان جتھوں میں سے ایک جتھے کے ساتھ طالب (مجبور ہوکر) نکلے گا جنگجوؤں کے ایسے گروہ کے ساتھ جو جنگ لڑے گا لیکن غنائم (چھینا ہوا ساز وسامان) چھیننے والے کے سوا کے لیے ہوں گے اور مغلوب ہوکر لوٹنے والے غالب کے سوا ہوں گے''۔

پس وہ چل پڑے یہاں تک کہ مقام جحفہ پر جا اترے۔ وہاں وہ عشاء کے وقت پہنچے اور پانی سے کھانا تیار کرنے لگے۔ ان میں سے ایک آدمی بنی مطلب بن عبد مناف میں سے تھا۔ اسے جہیم بن صلت بن مخرمہ کہا جاتا تھا۔ جہیم نے اپنا سر رکھا اور اس پر نیند طاری ہوگئی۔ پھر وہ ڈر گیا۔ تو اس نے اپنے ساتھیوں کو کہا کیا تم نے وہ شہ سوار دیکھا ہے جو ابھی میرے پاس کھڑا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ تو تو مجنون اور دیوانہ ہے۔ اس نے کہا: ابھی میرے اوپر ایک گھوڑ سوار کھڑا تھا اور اس نے کہا: ابوجہل، عتبہ، شیبہ، زمعہ، ابوالبختری اور امیہ بن خلف سب قتل ہوگئے۔ پس اس نے کفار قریش کے تمام اشراف وسردار شمار کردیئے تو اس کے ساتھیوں نے اسے کہا: بے شک شیطان نے تیرے ساتھ کھیل کیا ہے اور جہیم کی بات ابوجہل تک پہنچا دی گئی۔ اس نے کہا: تم بنی ہاشم کے جھوٹ کے ساتھ بنی مطلب کے جھوٹ کو بھی لے لو۔ کل وہ دیکھ لیں گے کون قتل کرتا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قریش کے قافلے کا ذکر کیا گیا کہ وہ شام سے آرہا ہے اور اس میں ابوسفیان بن حرب، مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص اور قریش کی ایک جماعت ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف خروج کیا۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدر کی طرف نکلے تو آپ بنی دینار کے سوراخ تک چلے اور واپس لوٹے تو آپ ثنیۃ الوداع سے لوٹ کر آئے۔ پس جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفر شروع کیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تین سو سترہ افراد تھے۔ اور ابن فلیح کی روایت میں ہے کہ تین سو تیرہ افراد تھے۔ بہت سے صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے اور انتظار کرتے رہے۔ یہ وہ پہلا واقعہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ اور عزت عطا فرمائی۔ مدینہ طیبہ آئے ہوئے اٹھارویں مہینے کا آغاز تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک میں خروج کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں مسلمان تھے جو صرف قافلے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی دینار کے نقب پر چلے اور مسلمان سخت راستے سے چلنے کے لیے تیار نہ ہوئے۔ وہ اونٹوں پر نکلے۔ ان میں سے ایک آدمی اونٹ پر سوار کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک سفر حضرت علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہما تھے۔ حضرت مرثد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے۔ وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اور ان

کے پاس صرف ایک اونٹ ہی تھا۔ وہ چلتے رہے یہاں تک جب عرق الظبیہ کے مقام پر پہنچے تو تہامہ کی جانب سے آنے والا ایک سوار ان سے ملا۔ مسلمان چل رہے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک گروہ نے اس کے ساتھ موافقت کی اور اس سے ابوسفیان کے بارے پوچھا؟ تو اس نے جواب دیا: مجھے اس کے بارے کوئی علم نہیں۔

پس جب وہ اس کے خبر دینے کے بارے مایوس ہو گئے۔ تو انہوں نے اسے کہا: نبی مکرم ﷺ کو سلام پیش کرو۔ اس نے کہا: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ ہیں؟ صحابہ کرام نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے پوچھا: تم میں سے کون ہیں؟ تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کی رہنمائی کی۔ تو اعرابی نے کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہو جیسا کہ تم کہتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں۔ اس نے کہا: اگر تم اللہ تعالیٰ کے رسول ہو جیسا کہ تمہارا گمان ہے، تو مجھے اس کے بارے بتاؤ جو میری اس اونٹنی کی پیٹ میں ہے؟ انصار میں سے قبیلہ بنی عبدالاشہل کا ایک آدمی جسے سلمہ بن سلامہ بن وقش کہا جاتا ہے وہ انتہائی غضب ناک ہو گئے۔ انہوں نے اعرابی کو کہا: تو اپنی اونٹنی پر چڑھا اور تجھ سے وہ حاملہ ہو گئی۔ جو کچھ سلمہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اسے ناپسند کیا۔ جونہی آپ نے یہ سنا تو اسے فحش قرار دیا اور ان سے اعراض کر لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ چل پڑے آپ کو کوئی خبر موصول نہ ہوئی اور نہ ہی قریش کی تعداد کا علم ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ہمیں ہمارے اس معاملے اور سفر کے بارے مشورہ دو۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں زمین کی مسافت کے بارے لوگوں کی نسبت زیادہ جانتا ہوں، ہمیں عدی بن ابی الزغباء نے یہ خبر دی ہے کہ قافلہ فلاں فلاں وادی کے پاس ہے۔

پس ہمارے اور ان سے بدر دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی رائے کا اظہار کرو اور میری رہنمائی کرو۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک وہ قریش ہیں اور ان کی عزت اور مقام ہے۔

قسم بخدا! جب سے انہوں نے عزت اور غلبہ حاصل کیا ہے وہ ذلیل نہیں ہوئے ہیں اور جب سے وہ کافر ہوئے ہیں وہ ایمان نہیں لائے۔ قسم بخدا! آپ ضرور اپنے (خاندان کے افراد) سے ہی قتال کریں گے۔ پس اس کے لیے خوب تیاری کیجئے اور اس کے لیے تعداد شمار کر لیجئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میری رہنمائی کرتے ہو؟ تو حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم آپ کو اس طرح نہیں کہیں گے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ۝ (المائدہ) بلکہ آپ جائیں اور آپ کا رب جائے اور دونوں لڑیں، بے شک ہم اتباع کرتے ہوئے تمہارے ساتھ رہیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی رائے سے آگاہ کرو۔ پس جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کثرت سے اور بار بار اپنے اصحاب سے مشورہ طلب کر رہے ہیں اور وہ مشورہ دے بھی رہے ہیں۔ لیکن آپ ﷺ پھر مشورہ کی طرف رجوع فرماتے ہیں۔ تو اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ انصار سے بالکل واضح طور پر یہ کہلوانا چاہتے ہیں کہ جس معاملہ کا آپ ارادہ فرما رہے ہیں انہیں آپ کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں ہے۔ تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ شاید آپ کو یہ خوف ہے کہ انصار آپ کی غم خواری اور دلجوئی کا ارادہ نہ رکھتے ہوں اور نہ ہی وہ اسے اپنے اوپر حق خیال کرتے ہوں۔ مگر صرف اس

صورت میں کہ وہ دشمن کو اپنے گھروں، اپنی اولاد اور اپنی عورتوں کے ساتھ دیکھ لیں۔ بلاشبہ میں انصار کی جانب سے کہہ رہا ہوں اور ان کی جانب سے جواب عرض کر رہا ہوں: یارسول اللہ! ﷺ آپ جہاں چاہیں سفر کیجئے، جو چاہیں ہمارے مالوں سے لے لیں پھر جو چاہیں ہمیں عطا فرما دیں اور جو کچھ آپ نے ہم سے لے لیا ہمارے نزدیک وہ اس سے زیادہ پسندیدہ ہوگا، جو آپ نے چھوڑ دیا۔ اور جو حکم بھی آپ نے جاری کیا ہماری رائے آپ کے حکم کے تابع رہے گی۔ پس قسم بخدا! اگر آپ چلتے رہے، یہاں تک آپ ذی یمن کے تالاب تک پہنچ گئے۔ تو بالیقین ہم آپ کے ساتھ ہی چلیں گے۔ پس جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس طرح کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر چلو۔ کیونکہ میں نے قوم کے مقتولوں کے گرنے کی جگہوں کو دیکھ لیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے بدر کا قصد کیا۔

ابوسفیان نے تھوڑا قیام کیا اور پھر ساحل سمندر کے ساتھ ہو گیا اور اس نے قریش کی طرف لکھ بھیجا جب اس نے اپنا راستہ رسول اللہ ﷺ کے راستہ سے بدل لیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس نے اپنے ساتھ موجود ساز وسامان کو محفوظ کر لیا ہے اور اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ واپس لوٹ جائیں۔ کیونکہ تم اس لیے نکلے ہوتا کہ اپنے مال ومتاع اور سواروں کی حفاظت کرو۔ تحقیق قافلہ محفوظ ہو چکا ہے۔ یہ خبر انہیں مقام جحفہ پر موصول ہوئی۔ تو ابوجہل نے کہا: قسم بخدا! ہم نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ ہم میدان بدر میں پہنچ جائیں۔ وہاں ہم قیام کریں گے اور عربوں میں سے جو بھی ہمارے پاس حاضر ہوا ہم اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں گے۔ کیونکہ کوئی بھی ہمارے بارے میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ وہ ہمارے ساتھ حاضر ہوا ہم اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں گے۔ کیونکہ کوئی بھی ہمارے بارے میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ وہ ہمارے ساتھ قتال کرے گا۔ پس اخنس بن شریق نے اسے انتہائی ناپسند کیا اور ان کے واپس لوٹ جانے کو پسند کیا اور واپس لوٹنے کے بارے ہی ان کی رہنمائی کی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور نافرمانی کی اور انہیں جاہلیت کی حمیت نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ سو جب اخنس قریش کے واپس جانے سے مایوس ہو گیا۔ تو وہ بنی زہرہ کی طرف جھک گیا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی بات تسلیم کر لی اور وہ لوٹ پڑے۔ سو ان میں سے کوئی بھی بدر میں حاضر نہیں ہوا۔ انہوں نے اخنس کی رائے کو انتہائی پسند کیا اور اس سے خوب برکت حاصل کی۔ چنانچہ مسلسل ان میں اس کی اطاعت ہوتی رہی یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ بنو ہاشم نے بھی لوٹنے والے لوگوں کے ساتھ واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ لیکن ابوجہل ان پر غالب آ گیا اور اس نے کہا: قسم بخدا! یہ جماعت ہم میں تفریق نہیں ڈال سکے گی یہاں تک کہ ہم خود لوٹ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے بدر کے قریب ایک مقام پر پڑاؤ کیا۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زبیر بن عوام اور بسبس انصاری کو صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ بھیجا اور انہیں فرمایا: تم ان ٹیلوں کے پاس جاؤ، یہ بدر کے کنارے واقع ہیں۔ کیونکہ مجھے امید ہے کہ تم اس کنویں کے پاس سے جو ٹیلوں کے اوپر واقع ہے، کچھ معلومات حاصل کر لو گے۔ پس تلواریں لٹکائے چلے گئے تو انہوں نے اس کنوئیں کے پاس قریش کو موجود پایا جس کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔ پس انہوں نے دو غلاموں کو پکڑ لیا۔ ان میں سے ایک بنی حجاج بن اسود کا تھا اور دوسرا ابوالعاص کا غلام

تھا۔ اسے اسلم کہا جاتا تھا۔ ان کے مالک قریش کی جانب تھے۔ پس وہ ان دونوں کی طرف آئے اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ ﷺ اس وقت پانی کے قریب ایک خیمے میں تھے۔ وہ ان دونوں غلاموں سے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے۔ ان کا گمان یہ تھا کہ یہ دونوں ان کے ساتھی ہیں اور وہ دونوں ان سے قریش کے متعلق گفتگو کرنے لگے کہ ان میں کتنے لوگ ہیں اور کون کون سے سردار شامل ہیں۔ لیکن یہ لوگ ان کی باتوں کو جھٹلانے لگے۔ کیونکہ جس شے کے متعلق وہ خبر دے رہے تھے ان کے نزدیک وہ انتہائی ناپسندیدہ تھی۔ کیونکہ یہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے بارے سننا چاہتے تھے اور قریش کو ناپسند کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ گفتگو سن رہے تھے اور اس حالت کو دیکھ رہے تھے جو کچھ وہ غلاموں کے ساتھ کر رہے تھے۔ پس جب غلاموں کو مار پیٹ کر انہوں نے خوب کمزور کر دیا تو وہ کہنے لگے: ہاں یہ ابوسفیان اور اس کا قافلہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَسْفَلَ مِنْكُمْ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَ لٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا (الانفال:42) ''جب تم وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے اور وہ (لشکر کفار) دور والے کنارے پر تھا اور (تجارتی قافلہ) نیچے کی طرف تھا تم سے اور اگر تم لڑائی کے لیے وقت مقرر کرتے تو پیچھے رہ جاتے وقت مقرر سے لیکن (یہ بلا ارادہ جنگ اس لیے تھی) تا کہ دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا''۔ پس وہ اسی طرح کرتے رہے کہ جب وہ غلام کہتے کہ یہ قریش ہیں جو تمہارے قریب آ گئے ہیں تو وہ انہیں جھٹلا دیتے اور جب یہ کہتے کہ یہ ابو سفیان ہے تو وہ انہیں چھوڑ دیتے۔

جب رسول اللہ ﷺ نے ان غلاموں کے ساتھ ان کا یہ رویہ ملاحظہ فرمایا تو اپنی نماز سے سلام پھیرا اور فرمایا: انہوں نے تمہیں کیا خبر دی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ان غلاموں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ تحقیق قریش آ چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا! بلاشبہ تم ان کو مارتے رہے ہو جب انہوں نے سچ بولا ہے۔ اور انہیں چھوڑتے رہے ہو جب انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ بے شک قریش اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے نکلے ہیں اور وہ ان کے بارے تم سے خوف زدہ ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں غلاموں کو بلایا اور ان سے کچھ دریافت کیا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو قریش کے بارے بتایا اور کہا: ہمیں ابوسفیان کے متعلق کوئی علم نہیں۔ ہم (صحیح تعداد تو) نہیں جانتے البتہ قسم بخدا! وہ بہت زیادہ ہیں۔ پس اندازہ لگانے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: کل انہیں کھانا کس نے کھلایا؟ تو انہوں نے قوم کے ایک آدمی کا نام لیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے ان کے لیے کتنے اونٹ ذبح کیے؟ انہوں نے کہا دس اونٹ۔ پھر آپ ﷺ نے سوال کیا: گزشتہ کل سے پہلے انہیں کس نے کھانا دیا تو انہوں نے ان میں سے ایک دوسرے آدمی کا نام لیا، آپ ﷺ نے پوچھا: اس نے کتنے اونٹ ذبح کیے تھے؟ انہوں نے بتایا: نو اونٹ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ گفتگو سن کر فرمایا: ان کے لشکر کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے۔ اور یہ اندازہ اس لے لگایا جا رہا ہے کہ وہ ایک دن ان کے لیے نو اونٹ ذبح کر رہے ہیں اور ایک دن دس اونٹ ذبح کر رہے ہیں۔

جہل کو کہا: آج تجھے معلوم ہو جائے گا کہ دونوں کاموں میں سے کون سا کام صحیح اور سود مند ہے۔ قریش نے میدان جنگ میں صفیں باندھیں اور انہوں نے عمیر بن وہب کو کہا سوار ہو کر جاؤ اور محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو ڈراؤ اور خوف زدہ کرو اور تعداد کا اندازہ لگاؤ۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے ارد گرد چکر لگایا اور پھر مشرکین کی طرف لوٹ کر گیا اور کہا: میرے محتاط اندازے کے مطابق ان کے پاس تین سو جنگجو ہیں۔ وہ کچھ زائد ہوں گے یا تھوڑے کم ہوں گے۔ میں نے ان میں ستر یا کچھ زائد اونٹوں کا اندازہ لگایا ہے۔ لیکن ابھی تم مجھے مہلت دو تا کہ میں یہ دیکھ سکوں کہ کیا ان کی مدد اور کمک کمین گاہوں میں چھپی ہوئی تو نہیں۔ چنانچہ اس غرض سے اس نے گردونواح کا چکر لگایا۔ قریش نے اپنے گھوڑ سوار اس کے ساتھ روانہ کیے اور وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ خوب گھومے پھرے۔ پھر واپس لوٹ کر کہا: نہ ان کی کہیں مدد ہے اور نہ ہی کمین گاہوں میں کوئی چھپا ہوا ہے۔ بے شک وہ تو اونٹوں کا نوالا ہیں۔ قریش نے عمیر کو کہا: قوم میں تحریض پیدا کرو۔ ان کے جذبات کو للکارو۔ چنانچہ عمیر نے سو شہسواروں کے ساتھ اسلامی لشکر کی صف پر حملہ کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ چت لیٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا: تم جنگ کا آغاز نہ کرنا، جب تک میں تمہیں اجازت نہ دوں، اسی دوران آپ پر نیند طاری ہوگئی اور آپ پر غالب آگئی۔ جب لشکر کے بعض افراد نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے "یا رسول اللہ! قدد نا القوم ونا لوا منا......!" یارسول اللہ! ﷺ قریش کا لشکر قریب آگیا ہے اور انہوں نے ہمیں پالیا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حالت خواب میں ان کی تعداد بالکل قلیل دکھائی اور مشرکین کی نگاہوں میں مسلمانوں کی تعداد کو بھی انتہائی کم کر دیا۔ یہاں تک کہ قوم کے بعض افراد بعض میں حرص اور لالچ کرنے لگے (یعنی وہ انہیں قتل کرنے کا ارادہ کرنے لگے) کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو ان کی کثیر تعداد دکھاتا تو بالیقین ان کی ہوا اکھڑ جاتی اور جنگ کے بارے ان کے درمیان تنازع کھڑا ہو جاتا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور انہیں وعظ فرمایا اور انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آج کے دن شہادت پانے والوں کے لیے جنت واجب کر دی ہے۔ عمیر بن حمام نے جونہی رسول اللہ ﷺ کے یہ کلمات سنے، آپ اس وقت اپنے ساتھیوں کے لیے آٹا گوندھ رہے تھے، اس گوندھے ہوئے آٹے کے پاس سے آپ اٹھے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اگر میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے لیے جنت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ضرور۔ پس اس وقت وہ دشمنان خدا پر ٹوٹ پڑے اور مردانہ وار لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ پس آپ ہی وہ پہلے مقتول ہیں جنہیں قتل کیا گیا۔ پھر اسود بن عبد الاسد مخزومی آیا اور بتوں کی قسم اٹھا کر کہنے لگا کہ وہ اس حوض سے ضرور پانی پیے گا جو محمد (ﷺ) نے بنایا ہے اور اسے بضرور توڑ دے گا۔ پس جب وہ حوض کے قریب آیا تو حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے اس کی راہ روکی اور اس کی ٹانگ پر ضرب لگا کر اسے کاٹ دیا۔ وہ گھسٹتے ہوئے آگے بڑھتا رہا۔ یہاں تک کہ حوض میں جا گرا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر عتبہ بن ربیعہ اپنے اونٹ سے نیچے اترا اور پکار کر کہا۔ ھل من مبارز "کیا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے! پھر اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید بھی پیچھے

سے آملے اور انہوں نے بھی پکار پکار کر دعوت مبارزت دی۔ تو ان کی دعوت کو قبول کرتے ہوئے انصار میں سے تین افراد صف سے نکلے۔ تو نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ کر حیا محسوس کی اور آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تم اپنی صفوں میں واپس لوٹ جاؤ اور ان کا مقابلہ کرنے کے لیے ان کے چچاؤں کے بیٹوں کو آنا چاہیے۔ چنانچہ حضرت حمزہ، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث بن مطلب رضی اللہ عنہم آگے بڑھے۔ مقابلہ ہوا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو قتل کیا۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ نے شیبہ کو جہنم رسید کیا اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ولید کا سر قلم کر دیا۔ مقابلہ کے دوران شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کی ٹانگ پر شدید ضرب لگائی اور اسے کاٹ دیا اور حضرت حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے آگے بڑھ کر انہیں بچالیا اور انہیں اٹھالیا۔ یہاں تک کہ اسی کے سبب ان کا وصال ہو گیا۔ اسی وقت ہند بنت عتبہ نے نذر مانی کہ وہ حمزہ کا کلیجہ ضرور چبائے گی اگر وہ اس پر قادر ہوئی پس دونوں لشکروں کے باہم جنگ کرنے سے قبل یہ افراد قتل ہو گئے۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ جنگ شروع ہو چکی ہے تو پکار پکار کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فتح و نصرت کی التجاء کرنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے دست مبارک رب کریم کی بارگاہ میں بلند کیے اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے فرمایا تھا اس کی التجا کی اور فتح و نصرت کی دعا مانگتے ہوئے عرض کرنے لگے: "اِنْ ظُهِرَ عَلٰی هٰذِهِ الْعِصَابَةِ ظَهَرَ الشِّرْكُ وَلَمْ يَقُمْ لَكَ دِيْنٌ" (اے اللہ! اگر اس جماعت پر مشرکین غالب آگئے تو پھر تیرا دین قائم نہیں ہو سکے گا)۔ پاس ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ موجود تھے، آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ ضرور بہ ضرور آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کے چہرہ کو منور و روشن فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دشمن کی اطراف میں ملائکہ کا لشکر اتارا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد اور نصرت نازل فرما دی ہے۔ اے ابوبکر! تمہارے لیے بشارت ہو۔ ملائکہ علیہم السلام نازل ہو چکے ہیں۔ کیونکہ میں نے جبرئیل امین علیہ السلام کو عمامہ مبارک باندھے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دیکھا ہے۔ پس جب وہ زمین پر اترے، اس پر سوار ہوئے اور ایک لحظہ میں مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر میں نے ان کے چہرہ پر غبار دیکھا ہے۔ اور ابوجہل نے یہ دعا مانگی "اللهم انصر خير الدينين، اللهم ديننا القديم و دين محمد الحديث" "اے اللہ! دو دینوں میں سے افضل اور بہترین دین کی مدد فرما۔ اے اللہ ہمارا دین قدیم ہے اور محمد (ﷺ) کا دین نیا اور جدید ہے"۔ جب شیطان نے ملائکہ علیہم السلام کو دیکھا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلا اور اپنے دوستوں کی مدد سے پیچھے ہٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ نے سنگریزوں کی ایک مشت بھری اور انہیں مشرکین کے چہروں پر پھینک دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سنگریزوں کو اتنی عظیم شان عطا فرمائی کہ مشرکین میں سے ہر آدمی کی آنکھ ان سے بھر گئی۔ ملائکہ انہیں قتل کرنے لگے اور انہیں قیدی بنانے لگے۔ اور وہ جماعت کو اس حال میں پاتے کہ ان میں سے ہر آدمی چہرے کے بل گرتا اور وہ یہ نہیں جانتا کہ وہ جدھر منہ کرتا ہے اس کی آنکھوں میں مٹی پڑ جاتی ہے۔

قریش شکست خوردہ اور مغلوب ہو کر مکہ کی طرف لوٹے۔ اللہ تعالیٰ نے واقعہ بدر کے سبب مشرکین و منافقین کو ذلیل و رسوا کر دیا اور مدینہ منورہ میں کوئی منافق اور یہودی باقی نہیں رہا مگر اس کی گردن واقعہ بدر کے سبب پست اور جھکی ہوئی تھی۔ چونکہ

اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن شرک اور ایمان کے مابین فرق کر دیا اس لیے کہ وہ دن یوم الفرقان کہلاتا ہے۔ یہودیوں نے اسی کے بعد یقین سے کہا: کہ بلاشبہ یہی وہ نبی ہیں جن کے اوصاف ہم تورات میں پاتے ہیں۔ قسم بخدا! آج کے بعد یہ جو علم بھی بلند کرے گا وہی غالب آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے اور ثنیۃ الوداع سے اس میں داخل ہوئے اور قرآن کریم نازل ہوا، جس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اپنی اس نعمت کا تذکرہ کیا، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں بدر کی طرف نکلنا ناپسند کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ۝ (انفال) یہ آیت اور اس کے ساتھ تین آیات اور نازل فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور مومنین کی دعا قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (الانفال:9) آلآیہ ''یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو سن لی اس نے تمہاری فریاد''۔ اور اس کے ساتھ دوسری آیت بھی نازل فرمائی۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند طاری کر دی تو یہ آیت نازل فرمائی: اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ...... الآیہ (الانفال: 11) ''یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں اس وحی کے بارے خبر دی جوان کی نصرت اور مدد کے بارے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف فرمائی۔ لہٰذا ارشاد فرمایا: اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ...... الآیہ (الانفال:12) ''یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں''۔ یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل فرمائی۔ اور مشرکین کے قتل اور رسول اللہ ﷺ نے جو مٹی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی تھی اس کے بارے یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت نازل فرمائی: فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۠ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:17) ''پس تم نے نہیں قتل کیا انہیں بلکہ اللہ نے قتل کیا انہیں۔ اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی''۔ اور ان کے فیصلے کے مطالبہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ (الانفال: 19) ''اے کفار!) اگر تم فیصلہ کے طالب تھے تو (لو) آ گیا تمہارے پاس فیصلہ''۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سات آیات میں یہ حکم نازل کیا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (الانفال:20) ''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی''۔ اور اترنے کی جگہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا (الانفال:42) ''جب تم وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے''۔ اور اس کے بعد والی آیت بھی اسی کے بارے نازل فرمائی۔ اور جن لوگوں نے مسلمانوں کی تعداد کو قلیل دیکھ کر باہم گفتگو کی ان کے بارے یہ آیت نازل کی: غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ (الانفال:49) ''کہ مغرور کر دیا ہے انہیں ان کے دین نے''۔ اور مشرکین اور ان کے متبعین کے مقتولوں کے بارے یہ آیت اور اس کے ساتھ آٹھ آیات نازل کیں فرمایا: وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ (الانفال) ''اور (اے مخاطب!) اگر تو دیکھے جب جان نکالتے ہیں کافروں کی فرشتے (اور) مارتے ہیں ان کے چہروں اور پشتوں پر اور (کہتے ہیں اب) چکھو آگ کا عذاب''(1)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 118-103، بیروت

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کو خبر موصول ہوئی کہ ابوسفیان شام سے آرہا ہے تو آپ ﷺ نے مسلمانوں کی توجہ ان کی طرف دلائی اور فرمایا یہ قریش کا قافلہ ہے جس میں ان کا مال تجارت کثرت سے موجود ہے۔ پس تم اس کی طرف خروج کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کے سبب تمہاری مشکل کو کھول دے گا۔ بعض لوگوں نے اس رائے کو قبول کیا۔ بعض نے اسے حقیر جانا اور بعض کے لیے یہ ثقیل اور گراں ثابت ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں یہ گمان نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا واسطہ جنگ سے پڑے گا۔ ابوسفیان جب حجاز کے قریب پہنچا تو وہ بھی خبروں کا تجسس کرنے لگا۔ اور لوگوں کے عمل سے ڈرتے ہوئے جو سوار بھی اسے ملتا اسی سے حالات معلوم کرتا۔ یہاں تک کہ ایک سوار نے اسے یہ خبر پہنچادی کہ محمد (ﷺ) نے تیرے لیے اصحاب کو جمع کیا ہوا ہے چنانچہ یہ خبر سنتے ہی وہ خوف زدہ ہوگیا۔ اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت پر لیا اور اسے مکہ مکرمہ بھیجا۔ اسے یہ حکم دے کہ وہ قریش کو ساتھ لے آئے۔ اسے چاہیے کہ وہ انہیں اپنے مالوں کے لیے جمع کرے اور انہیں یہ خبر دے کہ محمد (ﷺ) اپنے اصحاب کے ساتھ قافلے کو روکا ہے۔ چنانچہ وہ بڑی تیز رفتاری کے ساتھ مکہ پہنچا اور رسول اللہ ﷺ بھی جب وادی جران میں پہنچے تو آپ ﷺ کو قریش کے بارے یہ خبر موصول ہوئی کہ وہ اپنے قافلے کی حفاظت کے لیے مکہ سے چل پڑے ہیں، اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا۔ تو سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور انتہائی خوب صورت گفتگو فرمائی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور انہوں نے بھی بہت خوب صورت گفتگو کی۔ پھر حضرت مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اسے پورا کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم بخدا! ہم قطعاً اس طرح نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾ (المائدہ) بلکہ آپ اور آپ کا رب جائیں اور دونوں لڑیں ہم تمہارے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ ''اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّا مَعَكُمْ مُقَاتِلُوْنَ'' پس قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے! اگر آپ ہمیں برک الغماد تک بھی لے چلیں تو ہم وہاں پہنچنے تک آپ کے ساتھ ساتھ رہیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے دعائے خیر سے نوازا۔ پھر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر آپ ہمیں اس سمندر پر لے جائیں اور آپ اس میں کود جائیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں چھلانگ لگادیں گے۔ ہم میں سے کوئی آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا اور ہم قطعاً یہ ناپسند نہیں کرتے کہ کل ہمارا مقابلہ دشمن سے ہوگا۔ بے شک ہم جنگ کے دوران انتہائی صابر ہیں اور ملاقات میں انتہائی صادق ہیں۔ بالیقین ہماری جانب سے اللہ تعالیٰ آپ کو وہ کچھ دکھائے گا جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی، پس آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت پر بھروسہ کرتے ہوئے ہمارے ساتھ چلیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو سے رسول اللہ ﷺ انتہائی خوش ہوئے اور انتہائی راحت و اطمینان کا اظہار فرمایا اور فرمایا: چلو اور تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کے متعلق میرے ساتھ وعدہ فرما رکھا ہے۔ قسم بخدا! میں قوم کے مقتولوں کے گرنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں۔ ''سِيْرُوْا وَاَبْشِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ وَعَدَنِيْ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ، وَاللّٰهِ لَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ

اِلٰی مَصَارِعِ الْقَوْمِ‘‘(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ: وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَیْنِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اہل مکہ کا ایک قافلہ ملک شام سے آیا۔ تو اس کی خبر اہل مدینہ تک پہنچی۔ چنانچہ وہ قافلے کی راہ روکنے کے ارادہ سے باہر نکلے اور ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ بھی تھے۔ اس کی خبر اہل مکہ کو بھی پہنچ گئی اور وہ بڑی سرعت رفتاری کے ساتھ قافلے کی جانب چل پڑے۔ تا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اس پر غالب نہ آجائیں۔ وہ قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پہنچنے سے پہلے ہی اپنی منزل کی جانب نکل گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کے بارے وعدہ فرمایا تھا۔ ان کے نزدیک قافلے سے ملاقات زیادہ پسندیدہ تھی، اس کے ساتھ مقابلہ نسبتاً آسان تھا اور افراد کی تعداد کے لحاظ سے وہ مختصر تھا۔ پس جب قافلہ آگے نکل گیا اور رسول اللہ ﷺ کی گرفت سے آگے بڑھ گیا، تو اب رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر قریش کے لشکر کے ارادہ سے چلے۔ تو قریش کی قوت و طاقت کے سبب بعض لوگوں نے ان کے چلنے کو ناپسند کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں نے جہاں پڑاؤ کیا، وہاں ان کے اور پانی کے درمیان ریت کا ایک ٹیلہ تھا۔ مسلمانوں کو انتہائی شدید ضعف اور کمزوری لاحق ہوگئی۔ شیطان نے ان کے دلوں میں غیظ وغضب ڈال دیا اور ان کے درمیان وسوسہ اندازی شروع کر دی۔ وہ ان میں یہ وسوسہ ڈالنے لگا کہ تم گمان رکھتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو اور تم میں اس کے رسول معظم ﷺ ہیں۔ حالانکہ مشرکین تمہاری نسبت پانی پر غالب ہیں اور تم ایسے مقام پر پہنچے ہو جو پانی سے انتہائی دور ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر شدید بارش نازل فرمائی اور مسلمانوں نے جی بھر کر پانی پیا اور طہارت حاصل کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان سے شیطان کے وسوسہ کو بھی دور ہٹا دیا۔ اور بارش ہونے کے سبب ریت اچھی طرح بیٹھ گئی۔ اور لوگ اور چوپائے اس پر چلتے رہے اور قوم (لشکر کفار) تک جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ اور دیگر مومنین کی ایک ہزار ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ مدد فرمائی۔ ایک جانب حضرت جبرائیل علیہ السلام کی قیادت میں پانچ سو ملائکہ تھے اور ایک جانب حضرت میکائیل علیہ السلام کی قیادت میں پانچ صد ملائکہ علیہم السلام تھے ابلیس اپنے لشکر کے ساتھ آیا، اس کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ وہ سب بنی مدلج کے مردوں کی شکل وصورت میں تھے اور شیطان سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں تھا۔ شیطان نے مشرکین کو کہا: لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ (الانفال:48)’’ کوئی غالب نہیں آسکتا تم پر آج ان لوگوں میں سے اور میں نگہبان ہوں تمہارا‘‘۔

جب قریش کا لشکر صف بستہ ہوگیا۔ تو ابوجہل نے یہ دعا مانگی ’’اَللّٰهُمَّ اَوْلَانَا بِالْحَقِّ فَانْصُرْهُ‘‘ (اے اللہ! ہم میں سے جو حق کے زیادہ قریب ہے تو اس کی مدد فرما) اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی ’’یَا رَبِّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ فِی الْاَرْضِ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا‘‘ (اے میرے پروردگار! اگر تو نے زمین میں اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر کبھی زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی)۔ تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر یہ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 219، دار احیاء التراث العربی بیروت

کی مٹی کی ایک مشت لیجئے اور ان کے چہروں پر پھینک دیجئے۔ پس مشرکین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں بچا جس کی آنکھوں، ناک اور منہ تک اس مشت میں سے مٹی نہ پہنچی ہو۔ نتیجۃً وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ جب ابلیس کی نظر آپ پر پڑی، اس وقت اس کا ہاتھ مشرکین میں سے ایک آدمی کے ہاتھ میں تھا۔ ابلیس نے اس کا ہاتھ چھوڑا اور پھر اپنی جماعت کو ساتھ لے کر پیٹھ پھیر کر بھاگ گیا۔ تو اس آدمی نے اسے پکار کر کہا: اے سراقہ! کیا تو یہ نہیں کہتا تھا کہ تو ہمارا نگہبان ہے؟ تو اس نے جواب دیا: بلاشبہ جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ رہے۔ بے شک میں تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ یہ اس نے تب کہا جب اس نے ملائکہ کو دیکھا "فَقَالَ اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ، اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ" (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَ اِذْ یَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَیْنِ اَنَّهَا لَكُمْ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: دو گروہوں سے مراد ایک تو ابوسفیان کا وہ قافلہ ہے جو ملک شام سے واپس آ رہا تھا اور دوسرا گروہ ابوجہل بن ہشام کا ہے جس کے ساتھ قریش کی ایک خاص تعداد تھی۔ پس مسلمانوں نے جنگ وقتال کو ناپسند کیا اور قافلے کے ساتھ ملاقات کو پسند کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا وہی کچھ ہوا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ کی تفسیر میں فرمایا: کہ اس سے مراد ابوسفیان کا قافلہ ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے پسند کیا۔ کیونکہ قافلہ تو ان کے لیے مفید تھا اور قتال ان سے اعراض کرنا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِیْنَ کا معنی یَسْتَاْصِلَهُمْ (یعنی کافروں کی جڑ کاٹ دینا، انہیں نیست و نابود کر دینا) ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ترمذی رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوہ بدر سے فارغ ہوئے تو آپ سے کہا گیا: آپ پر لازم ہے کہ قافلے کو پکڑیں اس سے کم کوئی شے قبول نہیں۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ جو اس وقت آپ کی قید میں اسیر تھے، انہوں نے آپ سے کہا: وہ (یعنی قافلے کا تعاقب) آپ کے لیے مفید نہیں ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ کیوں نہیں؟ تو انہوں نے عرض کی: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ دو گروہوں میں سے ایک کے بارے وعدہ فرمایا ہے اور اس نے جو وعدہ آپ کے ساتھ فرمایا ہے، وہ آپ کو عطا فرما دیا ہے (یعنی اسے پورا فرما دیا ہے) تو یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "صَدَقْتَ" تم نے سچ کہا ہے (3)۔

اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّیْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 24-220، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 220

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 361 (36702)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

مُرۡدِفِیۡنَ ۝۹ وَ مَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشۡرٰی وَ لِتَطۡمَئِنَّ بِہٖ قُلُوۡبُکُمۡ ۚ وَ مَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ۝۱۰

"یاد کرو جب تم فریاد کر رہے تھے اپنے رب سے تو سن لی اس نے تمہاری فریاد (اور فرمایا) یقیناً میں مدد کرنے والا ہوں تمہاری ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو پے در پے آنے والے ہیں اور نہیں بنایا فرشتوں کے نزول کو اللہ نے مگر ایک خوش خبری اور تا کہ مطمئن ہو جائیں اس سے تمہارے دل اور نہیں ہے مدد مگر اللہ کی طرف سے، بے شک اللہ (تعالیٰ) بہت غالب ہے حکمت والا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوعوانہ، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ جب بدر کا دن تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو شمار کیا تو ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زائد تھی اور جب مشرکین کی طرف دیکھا تو ان کی تعداد ہزار سے زائد تھی۔ پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم قبلہ رو ہوئے اور اپنے ہاتھ پھیلا کر اپنے رب کریم کو پکارنے لگے اور التجا کرنے لگے "اَللّٰھُمَّ اَنۡجِزۡلِیۡ مَا وَعَدۡتَنِیۡ، اَللّٰھُمَّ اِنۡ تَھۡلِکۡ ھٰذِہِ الۡعِصَابَۃَ مِنۡ اَھۡلِ الۡاِسۡلَامِ لَا تُعۡبَدۡ فِی الۡاَرۡضِ" اے اللہ! جو وعدہ تو نے میرے ساتھ فرمایا ہے اسے پورا فرما۔ اے اللہ! اگر تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا، تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی"۔ آپ ﷺ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر، اپنے دست مبارک پھیلا کر اپنے رب سے مسلسل یہ التجاء اور دعا کرتے رہے یہاں تک کہ چادر مبارک کندھوں سے نیچے گر گئی۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قریب آئے، آپ نے چادر مبارک اٹھائی اور آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈال دی، پھر آپ کو پیچھے کی جانب سے پکڑ لیا اور عرض کی یا نَبِیَّ اللّٰہِ کَفَاکَ مُنَاشَدَتُکَ رَبَّکَ فَاِنَّہٗ سَیُنۡجِزُ لَکَ مَا وَعَدَکَ" اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ کی التجاء پر آپ کا رب آپ کے لیے کافی ہے جو وعدہ اس نے تمہارے ساتھ فرمایا ہے اسے وہ پورا فرما دے گا"۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ پس جب اس دن دونوں لشکر برسر پیکار ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست اور ناکامی سے دوچار کیا، ان میں سے ستر افراد مقتول ہوئے (اور قیدیوں کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب فرمایا؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ لوگ چچا کے بیٹے اور خاندان کے افراد ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے لیں اور جو کچھ ہم ان سے وصول کریں گے، وہ کفار کے خلاف ہماری لیے باعث قوت و طاقت ہوگا۔ پھر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرما دے اور یہی لوگ ہمارے لیے قوت و طاقت کا سبب بن جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! تیری کیا رائے ہے؟ تو میں نے عرض کی: ایک رائے حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے لیکن اس کے برعکس میری رائے یہ ہے کہ فلاں آدمی جو عمر کا زیادہ قریبی ہے اسے میرے حوالے کردیں اور میں اس کی گردن قلم کردوں تا کہ اللہ تعالیٰ یہ جان لے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لیے کوئی مودت و محبت موجود نہیں۔ یہ ان کے سردار، ائمہ اور قائد ہیں۔ لیکن جو کچھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا: اور جو کچھ میں نے کیا اسے پسند نہ فرمایا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دوسرا دن آیا، تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں رو رہے ہیں۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیے کون سی شے آپ کو اور آپ کے ساتھی ابوبکر صدیق کو رلا رہی ہے؟ تا کہ اگر مجھے بھی رونا آ جائے تو میں بھی رولوں اور اگر مجھے رونا نہ آئے تو تم دونوں کے رونے کے سبب میں بھی رونے کی صورت بنالوں؟ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے اصحاب پر جو فدیہ لینے کا حکم نافذ کیا گیا ہے اسے تمہارے عذاب کا سبب بنا دیا گیا ہے جو کہ اس قریب والے درخت کی نسبت بھی زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ (الانفال: 67) ”نہیں مناسب نبی کے لیے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی یہاں تک کہ غلبہ حاصل کرلے زمین میں“۔ یہاں تک کہ یہ حکم نازل فرمایا: لَوْ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۶۸﴾ (الانفال) ”اگر نہ ہوتا حکم الٰہی پہلے سے (کہ خطا اجتہادی معاف ہے) تو ضرور پہنچتی تمہیں بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے بڑی سزا“۔ یعنی جو فدیہ تم نے لیا ہے اس کے عوض بہت بڑی سزا کا سامنا ہوتا) پھر ان کے لیے مال غنیمت حلال کر دیا گیا پھر جب آئندہ سال غزوۂ احد ہوا۔ تو غزوۂ بدر کے دن فدیہ لینے کا جو عمل انہوں نے کیا تھا انہیں اس کی سزا دی گئی اور ان سے ستر افراد مقتول ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بھاگ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا خود توڑ دیا گیا اور آپ کے چہرہ مقدس پر خون بہ پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَوَ لَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ (العمران: 165) ”کیا جب پہنچی تمہیں کچھ مصیبت حالانکہ تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو) اس سے دگنی تو تم کہہ اٹھے کہاں سے آ پڑی یہ مصیبت؟ فرمایئے! یہ تمہاری طرف سے ہی آئی ہے“۔ یعنی یہ تمہارے فدیہ لینے کے سبب سے آئی ہے (1)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب مسلمانوں میں سے کوئی آدمی اپنے سامنے مشرکین میں سے کسی آدمی پر شدت سے حملہ آور ہوتا تھا، تو وہ اپنے اوپر کی جانب سے مارنے کی آواز اور گھڑ سوار کی آواز کو سنتا تھا جو یہ کہہ رہا تھا ”اقدم حیزوم“ یعنی جب وہ مشرک کو اپنے سامنے دیکھتا تو اپنے گھوڑے سے کہتا: اے حیزوم آگے بڑھ۔ پس وہ چت گر پڑتا اور وہ اس کی طرف دیکھتا تو اس کی ناک ٹوٹی ہوتی اور اس کا چہرہ اس طرح زخمی ہوتا گویا اس پر کوڑے سے ضرب لگائی گئی ہے۔ پس تمام کے تمام حاضر تھے کہ اتنے میں ایک انصاری آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ بیان کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے، وہ تیسرے آسمان سے آنے والی مدد تھی۔ اس دن ستر کافر قتل کیے گئے اور ستر قیدی بنا لیے گئے (2)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 358، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 51، بیروت

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ ساتھ لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی دائیں جانب اترے اور اسی جانب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام ایک ہزار ملائکہ کی معیت میں حضور نبی کریم ﷺ کی بائیں جانب اترے۔ اور میں اسی جانب (میسرہ) میں تھا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن فرمایا: یہ جبرئیل امین ہیں جو اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑے ہوئے ہیں اور اسی پر سامان جنگ موجود ہے " هٰذَا جِبْرِئِيْلَ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ " (2)

امام سنید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی اس ہزار سے زیادہ کے ساتھ مدد نہیں کی گئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال میں فرمایا ہے۔ اور جو تین یا پانچ ہزار کا ذکر کیا گیا ہے وہ صرف بشارت اور خوش خبری ہے۔ سوان کی مدد صرف ایک ہزار سے کی گئی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت رفاع بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور آپ اہل بدر میں سے تھے انہوں نے کہا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: تم اپنے نزدیک اہل بدر کو کون سے (درجہ) میں شمار کرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تمام مسلمانوں سے بڑھ کر افضل ہیں۔ یا اسی طرح کا کوئی اور کلمہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ تو یہ سن کر جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا: اسی طرح وہ ملائکہ بھی (افضل) ہیں جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سبز رنگ کی گھوڑی پر سوار تھے اور غبار سے اٹے ہوئے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور زرہ پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی جانب بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں آپ سے جدا اور علیحدہ نہ ہوں یہاں تک کہ آپ راضی ہو جائیں تو کیا آپ راضی ہیں؟ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جی ہاں (میں راضی ہوں) عربی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔ " وَقَفَ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى فَرَسٍ اَخْضَرَ اُنْثٰى قَدْ عَلَاهُ الْغُبَارُ، وَبِيَدِ جِبْرِئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامَ رُمْحٌ وَ عَلَيْهِ دِرْعٌ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ اِلَيْكَ فَاَمَرَنِيْ اَنْ لَا اُفَارِقَكَ حَتّٰى تَرْضٰى فَهَلْ رَضِيْتَ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : نَعَمْ)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قول باری تعالیٰ مُرْدِفِيْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ کہا جاتا ہے اس سے مراد مدد ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 227
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 354 (36667)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 227
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 364 (36725)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 225

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مُرْدِفِيْنَ کی تفسیر میں کہا جاتا ہے کہ اس سے مراد مدد ہے (یعنی وہ فرشتے جو مدد کے لیے اترے) (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مُرْدِفِيْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ ہر فرشتے کے پیچھے ایک فرشتہ تھا۔ (یعنی وہ فرشتے پے در پے نازل ہوئے) (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ایک ہزار فرشتے مُرْدِفِيْنَ یعنی پے در پے تھے اور تین ہزار منزلین یعنی اترنے والے تھے۔ پس اس طرح وہ چار ہزار فرشتے تھے۔ اور یہی مسلمانوں کے لیے ان کی سرحدوں میں معاون و مددگار تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مُرْدِفِيْنَ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس کا معنی "مُمِدِّيْنَ" ہے (یعنی معاون و مددگار فرشتے) (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ مُرْدِفِيْنَ کا معنی متتابعین (پے در پے اترنے والے) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک ہزار کے ساتھ، پھر تین ہزار کے ساتھ ان کی مدد فرمائی۔ پھر پانچ ہزار مکمل کر دیئے۔ اور آپ نے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ کی تفسیر میں فرمایا تاکہ ملائکہ کے نزول کے ساتھ تمہارے دل مطمئن ہو جائیں۔ آپ نے بیان کیا کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: غزوہ بدر کے دن کے بارے ہمیں کوئی شک نہیں ہے کہ ملائکہ علیہم السلام ہمارے ساتھ تھے، لیکن اس کے بعد کے متعلق اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا مُرْدِفِيْنَ کا معنی ہے کہ بعض فرشتے بعض کے پیچھے تھے (5)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى کے متعلق حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نازل فرمایا تاکہ وہ ان کے نزول کے سبب انہیں خوش کر دے۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾

"یاد کرو جب اللہ نے ڈھانپ دیا تمہیں غنودگی سے تاکہ باعث تسکین ہو اس کی طرف سے اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ پاک کر دے تمہیں اس سے اور دور کر دے تم سے شیطان کی نجاست اور مضبوط کر دے تمہارے دلوں کو اور جما دے اس سے تمہارے قدموں کو"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 225، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام ابویعلی اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: غزوۂ بدر کے دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے سوا ہم میں کوئی گھڑ سوار نہیں تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ ہم سب سور ہے تھے مگر رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ کے متعلق فرمایا کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے دن مومنین کے حق میں نازل ہوئی، جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غنودگی سے ڈھانپ دیا تھا تا کہ وہ اس کی طرف سے باعث تسکین ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اَمَنَةً کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''اَمْنًا مِنَ اللّٰهِ'' یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے باعث تسکین وراحت ہو (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غنودگی سر میں ہوتی ہے اور نیند دل میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غنودگی اللہ تعالیٰ کی جانب سے باعث تسکین اور باعث راحت تھی۔ اور غنودگی دو قسم کی تھی، ایک غنودگی غزوۂ بدر کے دن تھی اور ایک غزوۂ احد کے دن تھی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ کی تفسیر میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد وہ بارش ہے جو اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن برسائی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے مراد بارش ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر غنودگی سے پہلے نازل فرمائی۔ پس بارش کے سبب گردوغبار ختم ہوگیا اور ان کے سبب زمین کی تہہ جم گئی، ان کے دل خوش اور مطمئن ہو گئے اور اس کے سبب ان کے قدم جم گئے (4)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے اور وادی کی زمین انتہائی نرم تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی جانب اتنا ہی برسے کہ اس سے زمین کی تہہ جم گئی اور ان کے لیے چلنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی لیکن قریش کی جانب وہ اتنا برسے کہ اس کے سبب ان کے لیے چلنا ممکن نہ رہا۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ابتدا میں ہی مشرکین نے مسلمانوں کے مقابلہ میں پانی پر قبضہ کر لیا اور مسلمان پیاس محسوس کرنے لگے اور انہوں نے جنبی ہونے اور محدث ہونے کی حالت میں نمازیں پڑھیں۔ ان دونوں لشکروں کے درمیان ریت کے ٹیلے تھے۔ شیطان

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ماجاء فی دعاء النبی ﷺ علی المشرکین قبل التقاء الجمعین وبعدہ، جلد 3، صفحہ 49، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 228　3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 230　4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 231

نے ان کے دلوں میں حزن وملال ڈالتے ہوئے کہا۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم میں نبی ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو، حالانکہ تم جنابت اور حدث کی حالت میں نمازیں پڑھ رہے ہو؟ تو پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش نازل فرمائی اور وادی پانی سے بھر کر بہنے لگی۔ مسلمانوں نے وہ پانی پیا اور اس سے طہارت حاصل کی۔ نیز ان کے قدم جم گئے اور شیطان کا وسوسہ جاتا رہا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا رِجْزَ الشَّیْطٰنِ سے مراد اس کا وسوسہ ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وَلِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِكُمْ کا معنی ہے تاکہ وہ تمہارے دلوں کو صبر کے ساتھ مضبوط کردے۔ اور وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ کی تفسیر میں کہا کہ بطن وادی کی زمین نرم تھیں۔ جب بارش ہوئی تو وہ ریت مضبوط ہوکر جم گئی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: یہاں تک کہ پاؤں اس ریت پر جم گئے جو کہ سطح زمین کے اوپر موجود تھی (2)۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ البدر کو دعا مانگتے ہوئے اس طرح عرض کی ''اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَا تُعْبَدْ'' اے اللہ! اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی، پھر اسی رات شدید بارش ہوئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَیُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ (3)۔

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَی الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ؕ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۱۳﴾ ذٰلِكُمْ فَذُوْقُوْهُ وَ اَنَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۴﴾

''یاد کرو جب وحی فرمائی آپ کے رب نے فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس تم ثابت قدم رکھو ایمان والوں کو۔ میں ڈال دوں گا کافروں کے دلوں میں (تمہارا) رعب۔ سو تم مارو (ان کی) گردنوں کے اوپر اور چوٹ لگاؤ ان کے ہر بند پر یہ حکم اس لیے ہے کہ انہوں نے مخالفت کی اللہ کی اور اس کے رسول کی اور جو مخالفت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے (اے حق کے دشمنو!) یہ سزا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 232، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 229 3۔ ایضاً

ہے پس چکھو اسے نیز (یادرکھو) کافروں کے لیے آتش (جہنم) کا عذاب بھی ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے کہ ابو بدر عباد بن ولید مغبری نے اپنے خط میں ہمیں خبر دی ہے کہ اس نے کہا: میں نے ابوسعید احمد بن داؤد الحداد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہ نہیں کہا کہ وہ اس کے ساتھ ہے، مگر غزوۂ بدر کے دن ملائکہ کو یہ فرمایا ''اِنِّیْ مَعَکُمْ بِالنَّصْرِ'' کہ میں مدد کے لیے تمہارے ساتھ ہوں۔

ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: غزوۂ بدر کے سوا ملائکہ نے عملاً جنگ میں حصہ نہیں لیا(1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: کہ میرے باپ نے بتایا: اے میرے بیٹے! ہم نے غزوۂ بدر کے دن یہ منظر دیکھا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی تلوار کے ساتھ مشرک کے سر کی طرف اشارہ کرتا، تو تلوار لگنے سے پہلے ہی اس کا سر جسم سے کٹ کر گر جاتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب مشرکین قریش قافلے کی مدد اور اس کے سبب جنگ کرنے کے لیے مکہ سے نکلے تو انہوں نے بدر کے دن پانی کے پاس آ کر پڑاؤ ڈالا اور مومنین کے مقابلہ میں پانی پر قابض ہو گئے۔ نتیجۃً مومنین کو پیاس نے آلیا اور وہ نمازیں بھی جنابت اور حدث کی حالت میں پڑھنے لگے۔ شیطان نے مومنین کے دلوں میں پریشانی القاء کرتے ہوئے انہیں کہا: کیا تم یہ گمان رکھتے ہو کہ تم میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تم اللہ تعالیٰ کے دوست ہو حالانکہ تمہارے پانی پر غلبہ پالیا گیا ہے اور تم جنابت اور حدث کی حالت میں نمازیں پڑھ رہے ہو؟ یہاں تک کہ یہ بات صحابہ کرام کے سینوں میں کافی حد تک راسخ ہو گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش نازل فرمائی اور وادی پانی سے بہہ پڑی اور مومنین نے جی بھر کر پانی پیا اور اپنے مشکیزے بھر لیے۔ اور اپنی سواریوں کو بھی خوب سیراب کیا اور انہوں نے غسل جنابت بھی کر لیا۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس پانی کو ان کے لیے باعث طہارت و پاکیزگی بنادیا اور ان کے قدموں کو بھی ثابت کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے اور قریش کے درمیان ریت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بارش برسادی اور اسے جمادیا۔ یہاں تک کہ وہ سخت اور مضبوط ہو گئی اور اس پر قدموں کو جمادیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک جمعیت کے ساتھ سفر کا آغاز کیا، اس دن ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی۔ ان میں سے دو سو ستر افراد انصار میں سے تھے اور بقیہ تمام مہاجرین میں سے تھے۔ اس دن مشرکین کا سردار کبرسنی کے سبب عتبہ بن ربیعہ تھا۔ عتبہ نے کہا: اے گروہ قریش! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور تم پر شفقت کرتا ہوں۔ آج کے بعد میں کوئی نصیحت تمہارے لیے بچا کر نہیں رکھوں گا۔ تحقیق تم وہاں پہنچ چکے ہو جہاں پہنچنے کا تم ارادہ رکھتے تھے۔ ابوسفیان بحفاظت نکل چکا ہے۔ اس لیے تم بھی صحیح و سالم محفوظ انداز میں واپس لوٹ جاؤ۔ کیونکہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہوں گے تو ان کی صداقت کے سبب تم لوگوں سے بڑھ کر سعادت مند ہو گے۔ اور اگر وہ کاذب (جھوٹے) ہوں گے تو تم ہی ان کے خون کی حفاظت کا زیادہ حق رکھتے ہو۔ یہ سن کر ابوجہل اس کی طرف متوجہ ہوا اور اسے برا بھلا کہا اور اس کے چہرے کو نوچتے ہوئے کہا: تیری انتڑیاں رعب سے بھر گئی ہیں۔ تو عتبہ نے اسے جواب دیا: آج معلوم ہو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 353، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جائے گا کون بزدل ہے اور اپنی قوم کو تباہ کرنے والا ہے۔ چنانچہ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ دونوں میدان میں اترے، یہاں تک کہ جب مسلمانوں کے لشکر کے قریب آئے تو کہا: ہمارے مقابلے کے لیے افراد بھیجو ہم ان سے قتال کریں گے۔ تو بنی خزرج کے نوجوان اٹھے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بٹھا دیا۔ پھر فرمایا۔ اے بنی ہاشم! کیا تم اپنے بھائیوں کی طرف بنی خزرج کے نوجوان بھیج رہے ہو حالانکہ نبی (ﷺ) تم میں سے ہیں؟ پھر حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اٹھے اور بڑے جذبات اور جرأت کے ساتھ ان کی جانب چل پڑے۔ عتبہ نے کہا، تم گفتگو کرو تاکہ ہم تمہیں پہچان لیں۔ کیونکہ اگر تم ہمارے ہمسر ہوگے تو ہم تم سے قتال کریں گے۔ تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' انا اسد الله واسد رسول الله ﷺ'' میں اللہ اور اس کے رسول معظم ﷺ کا شیر ہوں۔ تو عتبہ نے انہیں کہا اچھا اور کریم ہمسر اور مقابل ہے۔ چنانچہ شیبہ نے آپ پر حملہ کر دیا، دو ضربوں کا تبادلہ ہوا پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسے ضرب لگائی اور اسے قتل کر دیا۔ پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ولید بن عتبہ کے مقابلے کے لیے اٹھے اور دو ضربوں کا باہم تبادلہ ہوا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر کاری ضرب لگا کر اسے قتل کر ڈالا۔ پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور عتبہ آپ کے مقابلے کے لیے آگے بڑھا، باہم دو ضربوں کا تبادلہ ہوا اور ہر ایک نے دوسرے کو زخمی کر دیا، اتنے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ عتبہ پر جھپٹے اور اسے قتل کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! اے ہمارے رب! تو نے مجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور مجھے قتال کا حکم دیا ہے اور میرے ساتھ مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور تو وعدہ خلافی نہیں کرتا'' اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: اَلَنْ یَّكْفِیَكُمْ اَنْ یُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِیْنَ ﴿۱۲۴﴾ (العمران) '' کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں''۔ پس اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی فرمائی: اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۭ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ابوجہل انہتر افراد میں مارا گیا اور عقبہ بن ابی معیط گرفتار ہو گیا اور پھر اسے بھی قتل کر دیا گیا، تو اس طرح ستر افراد مارے گئے اور ستر قید کر لیے گئے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بنی ساعدہ کے ایک آدمی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے کہا: میں نے ابو اسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ان کی بصارت ختم ہو جانے کے بعد یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر اب میں تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری بصارت بھی صحیح ہوتی، تو میں بالیقین تمہیں اس گھاٹی کے بارے بتاتا جس سے ملائکہ ظاہر ہوئے تھے۔ مجھے اس کے بارے ذرا شک وشبہ نہیں ہے۔ جب ملائکہ نازل ہوئے تو ان کے پیچھے ابلیس تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی فرمائی: میں تمہارے ساتھ ہوں اور تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور ان کے ثابت قدم رکھنے کا اندازہ یہ تھا کہ فرشتے آدمی کے پاس ایسے آدمی کی صورت میں آتے، جسے وہ پہچانتا ہوتا اور وہ کہتا: تمہیں بشارت ہو۔ وہ کوئی شے نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ چنانچہ وہ ان پر جھپٹ پڑے۔ پس جونہی ابلیس نے ملائکہ کو دیکھا تو الٹے

پاؤں بھاگ پڑا اور کہنے لگا میں تم سے بری ہوں۔ اس دن وہ سراقہ کی شکل میں تھا۔ ابوجہل آیا وہ اپنے ساتھیوں کے جذبات بھڑکانے کے لیے کہنے لگا سراقہ کا تمہارے ساتھ دھوکہ کرنا تمہیں خوف زدہ نہ کر دے کیونکہ وہ تو محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب کے ساتھ وعدہ کر چکا ہے، پھر اس نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! ہم واپس نہیں لوٹیں گے۔ یہاں تک کہ ہم محمد (ﷺ) اور آپ کے اصحاب کو ہم رسیوں کے ساتھ باندھ لیں گے۔ پس تم انہیں قتل نہ کرنا بلکہ انہیں مضبوطی کے ساتھ پکڑ لینا (1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب جنگ شروع ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے دست مبارک بلند کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد و نصرت کی التجاء کرنے لگے۔ اور آپ ﷺ نے اس طرح مدد مانگی "اَللّٰهُمَّ اِنْ ظَهَرُوْا عَلٰى هٰذِهِ الْعَصَابَةِ ظَهَرَ الشِّرْكُ، وَلَا يَقُوْمُ لَكَ دِيْنٌ" "اے اللہ! اگر وہ اس جماعت پر غالب آ گئے تو شرک غالب ہو جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں رہ سکے گا"۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کی ضرور مدد فرمائے گا اور وہ آپ کا چہرہ ضرور روشن کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پے درپے ہزار فرشتے دشمن کی اطراف میں نازل فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہیں بشارت ہو یہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام زرد رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے زمین و آسمان کے درمیان اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہیں۔ پس جونہی وہ زمین کی طرف اترے تو ایک لحظہ میں مجھ سے غائب ہو گئے، پھر ان کے چہرے پر غبار کے آثار تھے۔ اور وہ یہ کہہ رہے تھے "اَتَاكَ نَصْرُ اللّٰهِ اِذْ دَعَوْتَهٗ" کہ جونہی آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اس کی نصرت آپ کے پاس آ گئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: غزوۂ بدر کے دن لوگ ملائکہ کے قتل کردہ افراد کو اس سے پہچانتے تھے کہ انہوں نے انہیں گردنوں اور جوڑوں پر مار کر قتل کیا اور ان پر آگ کے جلائے جانے کی مثل نشان موجود تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ الْاَعْنَاقِ سے مراد سر ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ سے مراد گردنوں کو مار دینا ہے (4)۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک کہا کرتے کہ اس کا معنی ہے، گردنوں کو مار دو (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا كُلَّ بَنَانٍ سے مراد ہر جوڑ ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ امام اوزاعی نے کہا: وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ کا معنی یہ ہے کہ اس کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 53، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 54
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 234 4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 233 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 235

چہرے اور آنکھ پر مارنا اور اسے آگ کے شعلے میں پھینکنا۔ اس سے زیادہ شدید اور سخت ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا: کہ مجھے وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: كُلَّ بَنَانٍ سے مراد انگلیوں کے اطراف (پور) ہیں اور لغت ہذیل کے مطابق تمام بدن کے جوڑ ہیں۔ ان دونوں معنوں کی تائید میں کوئی کلام ہے تو بتائیے؟ آپ نے فرمایا: جی ہاں وہ کلام موجود ہے، انگلیوں کے اطراف کے بارے عنترہ عبسی کا یہ قول ہے:

فَنِعْمَ فَوَارِسُ الْهَيْجَاءِ قَوْمِيْ إِذَا عَلِقَ الْأَعِنَّةَ بِالْبَنَانِ

''پس میری قوم کے ہیجاء کے شہسوار کتنے اچھے ہیں جب وہ لگاموں کو پوروں کے ساتھ باندھتے ہیں''۔

اور بنی ہذیل کے شاعر نے جسم کے معنی میں استعمال کرتے ہوئے کہا ہے:

لَهَا أَسَدٌ شَاكِي الْبَنَانِ مُقْذِفٌ لَهُ لِبَدٌ أَظْفَارُهُ لَمْ تُقَلَّمِ

''اس قوم میں ایسا غارت گر شیر ہے جس کے پورے مسلح ہیں وہ (شیر) ایال والا ہے اور اس کے ناخن کٹے ہوئے نہیں ہیں''۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوداؤد مازنی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس اثنا میں کہ میں غزوۂ بدر کے دن ایک مشرک کا پیچھا کر رہا تھا۔ میں نے اس کی طرف اپنی تلوار سونتی۔ تو میری تلوار اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کا سر گر گیا۔ تو میں نے پہچان لیا کہ اسے میرے سوا کسی اور قتل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا اس دن کوئی ضرب بھی سر، چہرے اور جوڑ کے سوا نہیں لگی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ ﴿۱۵﴾ وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗٓ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۶﴾

''اے ایمان والو! جب تم مقابلہ کرو کافروں کے لشکر جرار سے تو مت پھیرنا ان کی طرف (اپنی) پیٹھیں اور جو پھیرے گا ان کی طرف اس روز اپنی پیٹھ بجز اس صورت کے کہ پینترا بدلنے والا ہو لڑائی کے لیے یا پلٹ کر آنے والا ہو اپنی جماعت کی طرف تو وہ مستحق ہو گا اللہ کے غضب کا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے''۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ کیا ہم ایسی قوم ہیں جو اپنے دشمنوں سے جنگ کرتے وقت ثابت قدم نہیں رہتے۔ اور ہم یہ نہیں جانتے کہ ہمارے سامنے ایک جماعت ہے یا ہمارا لشکر ہے؟ تو انہوں نے مجھے فرمایا:

جماعت تو رسول اللہ ﷺ کی ہے۔ پھر میں نے کہا: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے: اِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ تو انہوں نے فرمایا: یہ آیت صرف اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی ہے، نہ اس سے پہلے والوں کے لیے اور نہ ہی اس کے بعد والوں کے لیے ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت صرف اہل بدر کے لیے ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ الآیہ کے متعلق ابونضرہ نے کہا: یہ آیت غزوۂ بدر کے دن نازل ہوئی۔ اور ان کے لیے پھر جانا مناسب نہیں تھا۔ کیونکہ اگر وہ پھر کر پیچھے ہٹتے تو صرف اور صرف مشرکین (کے خوف سے) پیچھے ہٹتے (اور یہ مناسب نہیں)(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت تمہیں دھوکا نہ دے کیونکہ یہ بدر کے دن نازل ہوئی تھی اور میں ہر مسلمان کے لیے مرجع اور پناہ ہوں(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے بارے کہا: یہ غزوۂ بدر کے دن نازل ہوئی کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے(5)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت صرف اہل بدر کے لیے نازل ہوئی۔ کیونکہ ان کے لیے مناسب نہیں تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بھاگ جائیں اور آپ ﷺ کو چھوڑ دیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں اور ابوالشیخ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت صرف اہل بدر کے لیے ہے۔ لشکر جرار کے مقابلہ سے فرار اختیار کرنا کبائر میں سے نہیں ہے(6)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے متعلق ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا: بدر کا دن تھا اور مسلمانوں کے لیے کوئی ایسی جماعت نہ تھی جس کی طرف وہ بھاگ کر لوٹ سکتے(7)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا خیال ہے کہ یہ حکم بدر میں نازل ہوا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ کہتا ہے وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ۔(8)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت یزید بن ابی حبیب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن فرار اختیار کرنے والے کے لیے جہنم واجب کردی ہے اور فرمایا ہے: وَ مَنْ یُّوَلِّهِمْ یَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗۤ۔ الی قولہ۔ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ

1۔ تفسیر ابن کثیر، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 1558، دار ابن حزم بیروت　2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 357 (3262) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 237　4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239　5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 238　6۔ ایضاً

7۔ ایضاً　8۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 251 (9520) بیروت

اللهِ۔ پھر جب اس کے بعد غزوۂ احد ہوا تو فرمایا اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ (آل عمران: 155) ''تو پھسلا دیا تھا انہیں شیطان نے بوجہ ان کے کسی عمل کے اور بے شک (اب) معاف فرمادیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں''۔

پھر جب ساتویں سال غزوۂ حنین ہوا تو فرمایا: ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ (التوبۃ) ''پھر تم مڑے پیٹھ پھیرتے ہوئے''۔ اور فرمایا: ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ (التوبۃ: 27) ''پھر رحمت سے توجہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کے بعد جس پر چاہے گا'' (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ الآیہ صرف بدر کے دن بھاگنے والوں کے لیے ہے اور اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ کے بارے فرمایا: یعنی جو بھاگتے ہوئے مشرکین کی جانب پلٹنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ یعنی یا وہ بغیر شکست کے اپنے ساتھیوں کی طرف پلٹ کر آجائے۔ اور فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ناراضگی کو واجب کر لیا ہے۔ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ یہ صرف بدر کے دن کے ساتھ خاص ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اس دن مسلمانوں پر سختی کی، تاکہ وہ کافروں کی جڑ کو کاٹ دیں۔ یہی وہ پہلی جنگ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کو خوب قتل کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے کہا متحرف کا معنی ہے اپنے ساتھیوں میں آگے بڑھنے والا۔ بے شک ایسا آدمی جونہی دشمن کی جانب سے موقع پاتا ہے وہ اس پر حملہ آور ہو جاتا ہے۔ اور متحیز کا معنی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی طرف بھاگ کر آنے والا۔ اسی طرح اس آدمی کو بھی کہا جاتا ہے جو اس دور میں اپنے امیر اور ساتھیوں کی طرف بھاگ کر آجائے۔ حضرت ضحاک نے فرمایا: یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے وعید ہے کہ وہ فرار اختیار نہ کریں، جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ثابت قدم کر دیا ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ آیت سورۃ الانفال کی اس آیت کے ساتھ منسوخ ہو چکی ہے: اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ (الانفال: 66) (3)

امام ابن جریر اور نحاس رحمہما اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لشکر جرار کے مقابلے سے فرار اختیار کرنا گناہ کبیرہ میں سے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ مَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗۤ۔ الآیہ۔ (4)

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ لشکر کے مقابلہ سے بھاگنا گناہ کبیرہ میں سے ہے (5)۔

سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور یہ الفاظ آپ ہی کے ہے، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم ایک غزوہ میں تھے، لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 239
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 237
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239
4۔ ایضاً
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 542 (33692) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

انتہائی زیادہ تنگ اور پریشان ہو گئے۔ ہم نے کہا: ہم نبی مکرم ﷺ سے کیسے جا کر ملاقات کریں گے حالانکہ ہم میدان جنگ سے بھاگے ہیں اور ہم مستحق غضب ہو چکے ہیں؟ پس ہم نماز فجر سے پہلے حضور نبی رحمت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا تم کون لوگ ہو؟ تو ہم نے عرض کی: ہم فرار ہو کر آنے والے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم تو بہت زیادہ حملہ کرنے والے ہو (اور پلٹ کر آنے والے ہو)۔ یہ سن کر ہم نے حضور نبی کریم ﷺ کا دست مبارک چوم لیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری پناہ ہوں اور مسلمانوں کی پناہ بھی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ عربی متن ملاحظہ فرمایئے۔ ''فَاَتَيْنَا النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، فَخَرَجَ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ......؟ فَقُلْنَا: نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ، قَالَ: لَا بَلْ اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ فَقَبَّلْنَا يَدَهٗ، فَقَالَ: اَنَا فِئَتُكُمْ وَاَنَا فِئَةُ الْمُسْلِمِيْنَ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی کنیز حضرت امامہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں حضور نبی مکرم ﷺ کو وضو کرا رہی تھی اور آپ ﷺ کے دست مبارک پر پانی انڈیل رہی تھی کہ اچانک ایک آدمی حاضر خدمت ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ میں اپنے گھر والوں سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمایئے جسے میں آپ کی جانب سے یاد رکھوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنگ کے وقت میدان جنگ سے قطعانہ بھاگنا۔ کیونکہ جس کسی نے جنگ سے راہ فرار اختیار کی، وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ناراضگی اور غصے کا سبب بن گیا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری لوٹنے کی جگہ ہے۔

امام شافعی اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو آدمی دو سے بھاگ گیا تحقیق اس نے راہ فرار اختیار کی (2)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوْهُمُ الْاَدْبَارَ...... الآیہ نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم اس طرح قتال کرو جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے سات موتوں سے پناہ طلب کی ہے۔ ایک اچانک آنے والی موت، دوسری وہ جو سانپ ڈسنے کے سبب ہو، تیسری جو کسی درندے کے چیرنے پھاڑنے سے واقع ہو، چوتھی جو غرق ہونے کی وجہ سے ہو، پانچویں جو آگ میں جلنے کے سبب ہو، چھٹی وہ موت جو آدمی پر کوئی شے گرنے کے سبب ہو اور ساتویں جو میدان جنگ سے بھاگتے وقت قتل کیے جانے کے سبب واقع ہو (3)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان سات کلمات کے

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 70، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 541 (33690) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 204

ساتھ دعا کرتے تھے، آپ عرض کرتے ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْھَرَمِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَمِّ وَالْغَرَقِ وَالْحَرَقِ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ یَّتَخَبَّطَنِی الشَّیْطٰنُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِیْلِكَ مُدْبِرًا، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِیْغًا'' اے اللہ! میں انتہائی زیادہ بڑھاپے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں، میں غم، پانی میں غرق ہونے اور آگ میں جل جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، موت کے وقت شیطان کے مجھ پر غالب آجانے سے میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تیرے راستے میں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے مجھے موت آجائے اور میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں اس سے کہ کسی کیڑے کے ڈسنے کے سبب میری موت واقع ہو''(1)۔

امام ابن سعد، ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت بلال بن یسار رحمہ اللہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا: کہ جس کسی نے یہ کہا ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ'' تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی اگرچہ اس نے میدان جہاد سے راہ فرار اختیار کی ہو(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے تین بار یہ کہا: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ'' اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ میدان جہاد میں دشمن کے مقابلے سے بھاگ نکلا ہو(3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل موقوف روایت بیان کی ہے اور وہ بھی مرفوع کے حکم میں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰی ۚ وَلِیُبْلِیَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَیْدِ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۸﴾

''پس تم نے نہیں قتل کیا انہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے قتل کیا انہیں اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ تاکہ احسان فرمائے مومنوں پر اپنی جناب سے بہترین احسان۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے یہ تو ہوا اور بلاشبہ اللہ کمزور کرنے والا ہے کفار کے مکروفریب کو''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 427، دار صادر بیروت
2۔ سنن ابوداؤد، باب فی الاستغفار، جلد 5، صفحہ 427 (1488) مکتبۃ الرشد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 128 (2550)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡهُمۡ میں حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو فرمایا (تم نے انہیں قتل نہیں کیا) جب کہ انہوں نے یہ کہا اسے میں نے قتل کیا اور اسے میں نے قتل کیا۔ اور جب حضور نبی کریم ﷺ نے کفار کی جانب سنگریزے پھینکے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ مَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ کے متعلق کہا: کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن کفار کی جانب سنگریزے پھینکے تھے (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ وہ ریت کے ذرات ہر آدمی کی آنکھ میں پڑے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بدر کا دن ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تین کنکریاں اٹھائیں اور ان میں سے ایک کنکری ان کے درمیان پھینک دی اور فرمایا "شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" پس وہ شکست سے دوچار ہوئے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ بن ربیعہ پر حملہ کیا تو مشرکین غضب ناک ہو گئے اور کہنے لگے: کیا ایک کے مقابلہ میں دو ہیں؟ پس اس سے جنگ بھڑک اٹھی۔ تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَمَرْتَنِيْ بِالْقِتَالِ وَوَعَدْتَنِي النَّصْرَ وَلَا خُلْفَ لِوَعْدِكَ" اے اللہ! بلاشبہ تو نے مجھے جنگ کا حکم دیا ہے اور میرے ساتھ مدد و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے اور تیرے وعدے کا خلاف نہیں ہوتا" پھر آپ ﷺ نے سنگریزوں کی مشت اٹھائی اور ان کے چہروں پر پھینک دی، تو وہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت سے شکست کھا گئے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ مَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب بدر کا دن تھا تو ہم نے آسمان سے زمین کی جانب آنے والی ایک آواز سنی۔ وہ ایسی آواز تھی گویا کہ سنگریزے ٹب میں گرے ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے وہ سنگریزے پھینک تھے اور ساتھ فرمایا تھا "شاهت الوجوه" (چہرے قبیح ہو جائیں اور وہ خوف زدہ ہو جائیں) پس ہم شکست کھا گئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ مَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ۔(3)

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں نے سنگریزوں کی آواز سنی جو بدر کے دن آسمان سے گرے، گویا کہ وہ ایک ٹب میں گرے ہیں، جب لوگ صف بستہ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے سنگریزے اٹھائے اور وہ مشرکین کے چہروں کی جانب پھینک دیے پس وہ شکست کھا گئے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: سنگریزوں کی ایک مشت مجھے پکڑاؤ۔ چنانچہ انہوں نے وہ پیش کی تو آپ ﷺ نے اسے قوم کے چہروں پر پھینک دیا، نتیجۃً ان کے لشکر کے ہر فرد کی آنکھیں اس ریت سے بھر گئی۔ تو اسی کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی: وَ مَا رَمَيۡتَ اِذۡ رَمَيۡتَ۔ الآیہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 240 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 241 3۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن قیس اور محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے کہا کہ جب لشکر کے افراد ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مٹی کی ایک مشت اٹھائی اور وہ ان کے چہروں پر پھینک دی اور ساتھ فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ'' وہ مٹی ان تمام کی آنکھوں میں پڑی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام انہیں قتل کرنے میں لگ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے یہی مٹی پھینکنے کے سبب وہ شکست سے دوچار ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔ الی قولہ۔ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ جب غزوۂ احد کا دن تھا۔ ابی بن خلف اپنے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے آیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آ پہنچا۔ مسلمانوں میں سے کچھ افراد نے ابن ابی خلف سے تعرض کیا تا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: پیچھے ہٹ جاؤ۔ پس وہ پیچھے ہٹ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا چھوٹا نیزہ اپنے دست مبارک میں پکڑا اور اسے ابی بن خلف کی طرف پھینکا۔ اس نے اس کی ایک پسلی توڑ دی۔ ابی ابن خلف انتہائی مشکل کے ساتھ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ کر گیا اور انہوں نے اسے اٹھا لیا جب کہ وہ پیچھے مڑ کر گئے۔ اور یہ کہنے لگے: کوئی حرج نہیں۔ جب انہوں نے اس طرح کہا تو ابی نے کہا: قسم بخدا! اگر یہ لوگوں کی جانب سے ہوتا تو میں بالیقین ان سے قتال کرتا۔ کیا آپ (ﷺ) نے نہیں کہا تھا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں تجھے ضرور قتل کروں گا؟ اس کے ساتھی اسے اٹھا کر چلتے رہے یہاں تک کہ وہ راستے میں ہی مر گیا۔ انہوں نے اسے دفن کر دیا۔ حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب اور زہری رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے کہا: یہ آیت غزوۂ احد کے دن رسول اللہ ﷺ کے ابی بن خلف کی طرف چھوٹا نیزہ پھینکنے کے بارے میں نازل کی گئی۔ وہ حالت خوف میں تھا تو آپ ﷺ نے اس کی ہنسلی کی ہڈی پر نیزہ دے مارا۔ پس وہ اپنے گھوڑے سے بار بار گرنے لگا یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد اسی کے سبب اس کی موت واقع ہو گئی۔ اسی صورت میں اس کے لیے دردناک عذاب دوسروں سے پہلے آ گیا جو اس عذاب برزخ کے ساتھ متصل ہے جو عذاب آخرت کے ساتھ متصل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے دن ابی بن خلف کی طرف اپنا نیزہ پھینکا۔ تو اسے کہا گیا: یہ تو صرف خراش سی ہے۔ تو اس نے کہا کیا انہوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں تجھے قتل کروں گا؟ قسم بخدا! اگر انہوں نے ساری مخلوق کے بارے میں ایسا کہا ہوتا تو وہ سب کے سب مر جاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن ابی الحقیق کے قتل کے دن ایک کمان منگائی، تو آپ ﷺ کے پاس ایک طویل کمان لائی گئی، آپ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 241

نے فرمایا: میرے پاس اس کے سوا کوئی اور کمان لاؤ۔ چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو کمان کیدا پیش کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے قلعے کی جانب پھینکا۔ پس اس سے تیر گرتے ہی ابن ابی الحقیق اپنے بستر پر قتل ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ کی تفسیر اس طرح نقل کی ہے یعنی وہ آپ کے پھینکنے کے سبب (قتل) نہ ہوتا اگر اللہ تعالیٰ آپ کی مدد نہ کرتا اور آپ کے دشمن کے سینے میں وہ القاء نہ کرتا جس نے انہیں شکست سے دوچار کر دیا۔ اور وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ مومنین کو قلت تعداد کے باوجود کثیر تعداد دشمن پر غلبہ عطا فرما کر ان پر اپنی نعمت و احسان کا انہیں احساس دلاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچان سکیں اور پھر اس کی نعمت و احسان پر اس کا شکر بجا لائیں۔

إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ ۖ وَإِن تَنتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَإِن تَعُودُوا نَعُدْ وَلَن تُغْنِيَ عَنكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنتُمْ تَسْمَعُونَ ﴿٢٠﴾

"(اے کفار!) اگر تم فیصلہ کے طلب گار تھے تو (لو) آ گیا تمہارے پاس فیصلہ، اور اگر تم (اب بھی) باز آ جاؤ تو وہ بہتر ہے تمہارے لیے اور اگر تم پھر شرارت کرو گے تو ہم پھر سزا دیں گے اور نہ فائدہ پہنچائے گی تمہیں تمہاری جماعت کچھ بھی چاہے اس کی تعداد بہت زیادہ ہو اور یقیناً اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے ساتھ ہے اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور نہ روگردانی کرو اس سے حالانکہ تم سن رہے ہو"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، ابن مندہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ جس وقت لشکر باہم برسر پیکار ہوئے تو ابوجہل نے کہا: اے اللہ! ہمارے رشتوں کو کاٹ دے اور ہمیں اس طرح بنا دے کہ ہم کسی کو نہ پہچانتے ہوں اور کل تک اسے ٹیڑھا کر دے (یعنی اسے ہلاک کر دے) تو اس طرح گویا وہ اللہ تعالیٰ سے فیصلہ طلب کر رہا تھا۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: إِن تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے۔ کہ اے مشرکین! اگر تم مدد طلب کرتے ہو تو تحقیق تمہارے پاس مدد آ گئی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 245 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 244

ابوجہل نے بدر کے دن کہا۔ اے اللہ! دو گروہوں میں سے ایک کی مدد کر اور دونوں لشکروں میں سے افضل و بہتر کی مدد فرما۔ تب یہ آیت نازل ہوئی اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۔(1)

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قرأت کیا کرتے تھے: اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَ لَنْ تُغْنِیَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَیْـًٔا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت کفار قریش کے اس قول کے بارے نازل ہوئی: اے ہمارے رب! ہمارے درمیان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے بدر کے دن ان کے درمیان فیصلہ فرما دیا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ اگر تم فیصلہ طلب کرتے ہو تو پھر بدر کے دن تمہارا فیصلہ آ چکا ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ وَ اِنْ تَنْتَهُوْا کی تفسیر میں سدی نے کہا: اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ لڑنے سے باز آ جاؤ۔ اور وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ کی تفسیر میں کہا: کہ اگر تم دوبارہ فیصلہ طلب کرو تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فیصلہ دوں گا۔ وَ اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہے(4)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وَ اِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اگر تم دوبارہ اس طرح کی شرارت کرو گے تو ہم پھر قید اور قتل کے لیے تمہاری طرف رجوع کریں گے۔

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ هُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

"اور نہ بن جانا ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کہا ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وَ هُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ کا معنی ہے حالانکہ وہ نافرمانی کرتے ہیں(5)۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۲۲﴾

"بے شک سب جانوروں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ بہرے گونگے (انسان) ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب جانوروں سے بدتر ہیں وہ کفار ہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اس سے مراد قریش کے قبیلہ بنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 245
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 244
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 247
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 248

عبدالدار کا ایک گروہ ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حق کی اتباع و پیروی نہیں کرتے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ یہ آیت عرب کے قبائل میں سے قبیلہ بنی عبدالدار کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث اور اس کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے یہ بیان کیا ہے کہ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ سے مراد دواب خلق ہیں(2)۔ پھر انہوں نے یہ آیات پڑھیں وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (فاطر:45) ''اور اگر اللہ تعالیٰ (فوراً) پکڑ لیا کرتا لوگوں کو ان کے کرتوتوں کے باعث تو نہ (زندہ) چھوڑتا زمین کی پشت پر کسی جانور کو''۔ اور وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود:6) ''اور نہیں کوئی جانور زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق''۔ فرمایا: یہ اسی میں داخل ہیں۔

وَ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ وَ لَوْ اَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾

''اور اگر جانتا اللہ تعالیٰ ان میں کوئی خوبی تو انہیں ضرور سنا دیتا اور اگر سنا دیتا انہیں (قبول حق کی استعداد کے بغیر) تو وہ پیٹھ پھیر دیتے روگردانی کرتے ہوئے''۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيْهِمْ خَيْرًا لَّاَسْمَعَهُمْ کی تفسیر حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے ان کا وہ قول تیار کر دیتا ہے جو وہ اپنی زبانوں سے کہتے لیکن ان کے دل اس کے خلاف ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ یہ جاننے کے بعد کہ ان میں کوئی خیر و خوبی نہیں ہے جو اس کا علم نافذ ہونے کے بعد ان کے لیے نفع بخش ہو، انہیں سنوا دیتا تو وہ اس سے کوئی نفع حاصل نہ کرتے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم اس سے بہرے ہیں جس کی طرف ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعوت دیتے ہیں، ہم اسے سنتے ہی نہیں اور ہم گونگے ہیں، ہم اس کی تصدیق کے بارے میں انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے۔ وہ سب کے سب غزوۂ احد میں مقتول ہوئے اور وہی احد کے دن اصحاب اللواء (علمبردار تھے)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 249 2۔ ایضاً

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ وَ اَنَّهٗۤ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

''اے ایمان والو! لبیک کہو اللہ اور (اس کے) رسول کی پکار پر جب وہ رسول بلائے تمہیں اس امر کی طرف جو زندہ کرتا ہے تمہیں اور خوب جان لو کہ اللہ (کا حکم) حائل ہو جاتا ہے انسان اور اس کے دل (کے ارادوں) کے درمیان، بے شک اسی کی طرف تم اٹھائے جاؤ گے''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد یہ قرآن ہے جس میں زندگی بھی ہے اور تقویٰ بھی، نجات بھی ہے اور دنیا و آخرت میں عصمت و حفاظت کا (سامان بھی) (1)

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلائیں اس جنگ کی طرف، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں ذلت کے بعد غلبہ اور عزت عطا فرمائے گا اور ضعف و کمزوری کے بعد اس کے سبب تمہیں قوت و طاقت عطا فرما دے گا۔ اور اس کے ذریعے تمہیں دشمنوں کے قہر و غضب سے محفوظ کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، خشیش بن اصرم نے الاستقامۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ کی تفسیر میں کہا: اللہ تعالیٰ کا حکم مومن اور کفر اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور کافر اور ایمان اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے مابین حائل ہو جاتا ہے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا حکم مومن اور کفر کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور کافر اور ہدایت کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم کافر اور اس کے درمیان حائل ہو جاتا ہے کہ وہ خیر کے دروازے کی حفاظت کرے یا اس کے مطابق عمل کرے یا وہ اس سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا علم آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو غالب خلجی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد باری تعالیٰ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حائل ہو جاتا ہے مومن اور اس کے ایسے گناہ کے درمیان جو اس کے لیے باعث ہلاکت ہوتا ہے۔ لہٰذا ابن آدم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے سوا

1۔ تفسیر طبری، عن قتادہ، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 251 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 358، دارالکتب العلمیہ بیروت

دوسرے اعمال (خیر) کرے اور وہ اپنے دل میں ایسی ہلاک کرنے والی چیزیں داخل نہ کرے جن کے سبب وہ دارالفاسقین کا مستحق ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کافر اور اس کی اس اطاعت کے درمیان ہو حائل ہو جاتا ہے جو اسے ایسی چیزوں کا مستحق بنا دے جنہیں اپنانے والے اور جن سے محبت رکھنے والے خیر اور بھلائی تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور یہ اس علم سابق میں ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا امر منتہی ہوتا ہے اور اسی کے پاس بندوں کے اعمال قرار پکڑتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے اس آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس سے قبل رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا گیا کہ جب ان کے لیے فیصلہ یہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگران صحابہ کرام سے فرمایا جنہوں نے آپ سے سوال کیا تھا: عمل کرو، پس ہر کام آسان بنا دیا گیا ہے۔ انہوں نے عرض کی: وہ تیسیر (آسان بنانا) کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: صاحب نار کے لیے جہنم کا عمل آسان بنا دیا گیا ہے اور صاحب جنت کے جنت کا عمل آسان کر دیا گیا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ایک غلام کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا: اے اللہ! بے شک تو آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ پس تو میرے اور خطاؤں کے درمیان حائل ہو جا۔ تاکہ میں برے اعمال نہ کروں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے تو اس سے نیکی اور عمل خیر کی دعا مانگ (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان اس سے قرب اختیار کرنے میں حائل ہو جاتا ہے۔

وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾

"اور ڈرتے رہو اس فتنہ سے (جو اگر برپا ہو گیا تو) نہ پہنچے گا صرف انہیں کو جنہوں نے ظلم کیا تم میں سے اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

امام احمد، بزار، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے زبیر کو کہا: اے ابو عبداللہ! تم نے خلیفہ کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا پھر تم ان کے خون کا مطالبہ کرنے کے لیے آئے ہو؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک ہم نے رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں یہ پڑھتے تھے وَ اتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً اور ہم یہ گمان نہیں کرتے تھے کہ ہم ہی اس کے اہل ہیں یہاں تک کہ یہ ہم ہی میں واقع ہوگا جیسا کہ واقع ہو چکا ہے (2)۔

1۔ کتاب الزہد، زہد عمر بن الخطاب، جلد 1، صفحہ 143، بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 165، دار صادر بیروت

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تحقیق ایک زمانہ تک ہم پڑھتے رہے اور ہم یہ گمان نہیں رکھتے تھے کہ ہم اس کے اہل میں سے ہیں اور ہم ہی اس آیت کے مصداق اور مراد ہوں گے: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً۔ (1)

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے فتنہ سے مراد بلاء (آزمائش) ہے اور وہ امر ہے جو ہونے والا ہو۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کے بارے نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: قسم بخدا! جب یہ آیت نازل ہوئی تو کئی اقوام نے یہ جانا کہ عنقریب ایک قوم اس کے ساتھ خاص ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے قسم بخدا! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے صاحب عقل و دانش نے اس وقت یقین کر لیا جب یہ آیات نازل ہوئی کہ عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے کہا: یہ آیت صرف اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ آیت صرف اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور یہ فتنہ جنگ جمل کے دن ان تک پہنچا اور وہ قتل ہو گئے۔ مقتولین میں سے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ دونوں اہل بدر میں سے تھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھے یہ خبر دی گئی ہے (کہ یہ آیت جن کے بارے نازل ہوئی) وہ اصحاب جمل ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے اسی آیت کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ فتنہ ظالم اور صالح تمام کو پہنچے گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ یہ فتنہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے اس طرح کر چھوڑے گا کہ وہ اسے سمجھ ہی نہیں پائے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مومنین کو حکم دیا کہ وہ اپنے درمیان کسی منکر (گناہ) کو پختہ نہ ہونے دیں کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ کا عذاب انہیں بھی آ جائے گا (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 257 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 256 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 257
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 542 (37805) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 257

وَ اذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾

''اور یاد کرو جب تم تھوڑے تھے کمزور اور بے بس سمجھے جاتے تھے ملک میں (ہر وقت) ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں اچک نہ لے جائیں تمہیں لوگ، پھر اللہ نے پناہ دی تمہیں اور طاقت بخشی تمہیں اپنی نصرت سے اور عطا کیں تمہیں پاکیزہ چیزیں تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ''۔

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ...... الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ قبیلہ ذلت کے اعتبار سے تمام لوگوں سے بڑھ کر ذلیل، زندگی گزرنے کے لحاظ سے انتہائی شقی اور بدبخت، پیٹ کے اعتبار سے انتہائی بھوکا، بدن کے اعتبار سے سب سے زیادہ لباس سے عاری اور ضلالت و گمراہی کے لحاظ سے انتہائی بین اور واضح تھا۔ فارس اور روم کے درمیان پتھر کے سروں پر جھکنے والے لوگ تھے۔ قسم بخدا! ان کے شہروں میں ایسے لوگ نہیں تھے جو اس پر حسد کرتے ہوں۔ ان میں سے جو زندہ رہا اس نے بدبختی اور شقاوت کی زندگی گزاری اور ان میں سے جو مر گیا اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔ وہ کھلاتے تھے اور کھاتے نہیں تھے۔ قسم بخدا! اس وقت زمین پر موجود کسی قبیلے سے ہم واقف نہیں تھے جو رتبہ اور درجہ میں ان سے بڑھ کر شریر ہو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام عطا فرمایا۔ اور اس کے سبب اس نے شہروں کو آباد کیا اور رزق میں وسعت پیدا فرمائی۔ اور اس کے سبب تمہیں لوگوں پر حاکم بنایا اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کے سبب وہ سب کچھ عطا فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ کا اس کی نعمت پر شکر ادا کرو۔ کیونکہ تمہارا رب نعمتیں عطا فرمانے والا ہے اور وہ شکر کو پسند کرتا ہے اور اہل شکر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور زیادہ عطا کیا جاتا ہے (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں مکہ مکرمہ میں لوگ تمہیں اچک لے جاتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف پناہ دی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد فارس اور روم کے لوگ ہیں (2)۔

امام ابو الشیخ، ابو نعیم اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند الفردوس میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ ﷺ الناس سے مراد کون لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد اہل فارس ہیں (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَاٰوٰىكُمْ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 259 2۔ ایضاً 3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 4، صفحہ 407 (7184) بیروت

اللہ تعالیٰ نے تمہیں انصار مدینہ کی طرف پناہ دی۔ اور وَ اَیَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ کی تفسیر میں فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن اپنی نصرت کے ساتھ تمہیں طاقت بخشی (1)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۲۷ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ١ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۝۲۸

"اے ایمان والو! نہ خیانت کرو اللہ اور رسول سے اور نہ خیانت کرو اپنی امانتوں میں اس حال میں کہ تم جانتے ہو اور خوب جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد (سب) آزمائش ہے اور بے شک اللہ اسی کے پاس اجر عظیم ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ابوسفیان مکہ سے نکلا تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: کہ ابوسفیان فلاں فلاں جگہ پر ہے۔ پس تم اس کی طرف نکلو اور (اپنا معاملہ) مخفی رکھو۔ تو منافقین میں سے ایک آدمی نے ابوسفیان کی طرف یہ لکھ دیا کہ محمد ﷺ تمہارے ارادے سے نکل رہے ہیں۔ اس لیے تم انتہائی احتیاط کو لازم رکھنا، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ۔ الآیہ۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابولبابہ بن منذر کے بارے میں نازل ہوئی۔ بنی قریظہ نے اپنی محاصرے کے دن ان سے پوچھا یہ معاملہ کیا ہے (اس امر کا انجام کیا ہے)؟ تو آپ نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اشارۃً بتایا کہ اس کا انجام ذبح ہے (یعنی تم قتل کر دیئے جاؤ گے)۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے قدم پھسل گئے جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت کی ہے (3)۔

امام سنید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زہری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے یہ قول کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں (یہود کی طرف) بھیجا۔ تو انہوں نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہیں اشارۃً بتا دیا کہ وہ ذبح کر دیے جائیں گے۔ پھر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! میں کھانا نہیں چکھوں گا اور نہ ہی کوئی شے پیوں گا یہاں تک کہ میں مر جاؤں یا میری توبہ قبول ہو جائے۔ پس سات دن تک وہ اسی حال پر رہے کہ نہ کھانا چکھا اور نہ کوئی مشروب پیا یہاں تک کہ وہ غش کھا کر گر پڑے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 260 2۔ ایضاً
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 205 (987) دار الصمیعی الریاض

آپ کی توبہ قبول فرمائی۔ تو آپ کو بتایا گیا: اے ابولبابہ! تمہاری توبہ قبول ہوگئی ہے۔ تو آپ نے کہا: قسم بخدا! میں اپنے آپ کو (اس ستون سے) نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائیں اور بذات خود مجھے کھول دیں، پس آپ ﷺ بنفس نفیس تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے انہیں کھول دیا(1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا۔ کیونکہ وہ ان کے حلیف تھے۔ تو آپ نے وہاں جا کر اپنے ہاتھ کے ساتھ ان کے ذبح وقتل کی طرف اشارہ کیا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابولبابہ کی بیوی کو فرمایا۔ کیا وہ نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے اور غسل جنابت کرتا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی، بلاشبہ وہ نمازیں بھی پڑھتے ہیں، روزے بھی رکھتے ہیں، غسل جنابت بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ سے محبت بھی کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا۔ وہ حاضر خدمت ہوئے، اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قسم بخدا میں نمازیں پڑھتا ہوں، روزے رکھتا ہوں اور غسل جنابت بھی کرتا ہوں۔ میں عورتوں اور بچوں کی طرف مائل رہا اور ان کے لیے میرے دل میں (جذبات محبت) قائم رہے یہاں تک کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے خیانت کی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابولبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔ پھر اسے سورۂ برات کی آیت وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ (التوبہ: 102) ''کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اعتراف کرلیا ہے اپنے گناہوں کا''۔ نے منسوخ کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب بنی قریظہ کا معاملہ پیش آیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس موجود لوگوں کے ساتھ بھیجا۔ آپ ان کے پاس پہنچے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس میں کئی عیوب ونقائص نکالے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ابلق (سیاہ وسفید) گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہی ہوں کہ آپ ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام کے چہرہ سے غبار صاف کیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ وحیہ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرئیل ہیں۔ تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ کون سی شے ہے جو آپ کو بنی قریظہ کے پاس جانے سے روک رہی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے لیے ان کے قلعے میں جانا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: میں اپنا یہ گھوڑا ان پر داخل کروں گا۔ تب رسول اللہ ﷺ بغیر زین کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا۔ تو عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے لیے مناسب نہیں کہ آپ ان میں تشریف لے جائیں، کیونکہ وہ آپ کو گالی گلوچ دے رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 260

فرمایا: ہرگز نہیں۔ بلاشبہ عنقریب وہ آداب بجالائیں گے۔ پس حضور نبی مکرم ﷺ ان میں تشریف لائے اور فرمایا: اے خنزیروں اور بندروں کے بھائیو! تو انہوں نے عرض کی: ا ابوالقاسم! کیا آپ اتنے فحش الفاظ کہہ رہے ہیں؟ پھر انہوں نے کہا: ہم محمد (ﷺ) کے حکم پر نیچے نہیں اتریں گے بلکہ ہم تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے آئیں گے۔ چنانچہ وہ نیچے اترے اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے ان کا فیصلہ فرمایا کہ ان کے جنگجو قتل کردیئے جائیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی سبب سے فرشتے نے مجھ پر جادو کر دیا ہے پس ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور خاص طور پر یہ آیت حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے بنی قریظہ کی طرف یہ اشارہ کیا تھا جب انہوں نے یہ کہا کہ ہم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے اتریں گے کہ تم اس طرح نہ کرو، کیونکہ نتیجۃً تم ذبح اور قتل ہو جاؤ گے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے خیانت نہ کرو اس کے فرائض ترک کرتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ سے خیانت نہ کرو ان کی سنت چھوڑ کر اور معصیت کا ارتکاب کرتے ہوئے اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو یعنی انہیں نقصان نہ پہنچاؤ۔ امانت سے مراد ہر وہ شے ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے بندوں کو امین بنایا ہے (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یہ آیت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بارے میں نازل ہوئی ہے (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ سے مراد میدان جنگ سے ہتھیار کے ساتھ غائب ہو جانا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے ہر کوئی ایک فتنہ میں مبتلا ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ پس تم میں سے جو بھی پناہ طلب کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے فتنوں کی تکلیف اور تنگی سے پناہ مانگے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید نے اس آیت کے بارے کہا: کہ فِتْنَةٌ سے مراد فتنۃ الاختبار ہے جس نے انہیں آزمائش اور امتحان میں ڈال دیا۔ پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھا: وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً (الانبیاء: 35) ''اور ہم خوب آزماتے ہیں تمہیں برے اور اچھے حالات سے دوچار کر کے'' (4)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ یُكَفِّرْ عَنْكُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 262
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 261
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 263
4۔ ایضاً

سَيِّاٰتِكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

''اے ایمان والو! اگر تم ڈرتے رہو گے اللہ سے تو وہ پیدا کر دے گا تم میں حق و باطل میں تمیز کی قوت اور ڈھانپ دے گا تم سے تمہارے گناہ اور بخش دے گا تمہیں۔ اور اللہ بڑے فضل (وکرم) والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا: فُرْقَانًا سے مراد نجات ہے(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے(2)۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فُرْقَانًا سے مراد مدد و نصرت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو گے تو وہ تمہارے لیے دنیا اور آخرت میں نکلنے کی راہ پیدا کر دے گا۔

وَ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ ۭ وَ يَمْكُرُوْنَ وَ يَمْكُرُ اللّٰهُ ۭ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝

''اور یاد کرو جب خفیہ تدبیریں کر رہے تھے آپ کے بارے میں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تھا تاکہ آپ کو قید کر دیں یا آپ کو شہید کر دیں یا آپ کو جلا وطن کر دیں۔ وہ بھی خفیہ تدبیریں کر رہے تھے اور اللہ بھی خفیہ تدبیر فرما رہا تھا اور اللہ سب سے بہتر خفیہ تدبیر کرنے والا ہے''۔

امام عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، ابونعیم نے دلائل میں اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک رات مکہ مکرمہ میں قریش نے مجلس مشاورت قائم کی۔ ان میں سے بعض نے کہا: جب صبح ہو جائے تو تم اسے بیڑیوں کے ساتھ قید کر لو۔ اس سے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کا ارادہ کر رہے تھے۔ بعض نے یہ رائے دی: نہیں بلکہ تم انہیں قتل کر دو اور بعض نے یہ کہا: نہیں بلکہ تم انہیں جلا وطن کر دو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس مشاورت پر اپنے نبی مکرم ﷺ کو مطلع کر دیا، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ رات بھر حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر آرام فرما رہے اور حضور نبی مکرم ﷺ وہاں سے نکل گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ غار (غار ثور) میں جا پہنچے۔ مشرکین اس خیال سے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں آرام فرما ہیں، رات بھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگرانی کرتے رہے، پس جونہی انہوں نے صبح کی تو وہ آپ کی طرف جھپٹے اور جب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کی خفیہ تدبیر کو رد کر دیا۔ انہوں نے پوچھا: تمہارے یہ صاحب کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 265 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 265

جانتا۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کے نشانات قدم پر آپ کا پیچھا کیا۔ لیکن جب وہ پہاڑ تک پہنچے تو ان پر وہ نشانات مختلط ہو گئے اور وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور انہوں نے غار کے دروازے پر مکڑی کا بنا ہوا جال دیکھا تو کہنے لگے۔ اگر آپ اس میں داخل ہوتے تو اس کے دروازے پر مکڑی کا یہ جالا نہ ہوتا۔ پس آپ ﷺ اس میں تین راتوں تک قیام فرمار ہے (1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قریش کی ایک جماعت اور تمام قبیلوں کے سردار جمع ہوئے تا کہ وہ دارالندوہ میں داخل ہوں اور ابلیس بھی ایک انتہائی بوڑھے آدمی کی صورت ان کے پاس آ پہنچا۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا۔ میں اہل نجد کا شیخ ہوں۔ میں نے اس کے بارے سنا جس کے لیے تم اکٹھے ہوئے ہو، تو میں نے چاہا کہ میں تم میں حاضر ہوں اور میری جانب سے کوئی رائے اور نصیحت تمہیں محروم نہیں کرے گی۔ تو انہوں نے کہا: ہاں ضرور تم اندر آ جاؤ پس وہ بھی ان کے ساتھ داخل ہو گیا اور اس نے کہا: تم اس آدمی کے حالات کے بارے غور وفکر کرو۔ قسم بخدا! قریب ہے کہ وہ اپنے حکم سے تمہارے معاملات میں دخل اندازی کرے گا۔ تو پھر کسی کہنے والے نے کہا: تم اسے بیڑیوں میں قید کرلو اور پھر اس کی موت کا انتظار کرو۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے جیسا کہ اس سے پہلے شعراء ہلاک ہو گئے، یعنی زہیر اور نابغہ وغیرہ۔ کیونکہ یہ بھی انہیں میں سے کسی کی طرح ہے۔ تو دشمن خدا شیخ نجدی نے کہا: قسم بخدا! تمہاری یہ رائے کوئی مضبوط رائے نہیں ہے۔ قسم بخدا! اس کے قید خانے سے خبر اس کے اصحاب تک پہنچ جائے گی اور پھر یقیناً وہ اس پر حملہ کریں گے یہاں تک کہ وہ انہیں تمہارے قبضے سے لے لیں گے اور پھر انہیں تم سے محفوظ کرلیں گے، پھر تم اس سے محفوظ نہیں ہو کہ وہ تمہیں تمہارے شہروں سے نکال دیں۔ لہٰذا تم کسی دوسری رائے میں غور وفکر کرو۔ تو پھر ایک اور نے کہا: تم اسے اپنے درمیان سے نکال کر جلا وطن کر دو، تو تم اس سے راحت اور سکون پا جاؤ گے، کیونکہ جب وہ نکل جائیں گے تو پھر جہاں بھی رہیں اور جو کریں وہ تمہارے لیے باعث ضرر نہیں ہوگا۔ جب ان کا ضرر اور اذیت تم سے دور ہو گئی تو بالیقین تم اس سے راحت پا جاؤ گے، کیونکہ جب وہ نکل جائیں گے تو ان کا عمل تمہارے لیے نقصان دہ نہیں ہوگا اور ان کا ہر معاملہ دوسرے کے ساتھ ہوگا، یہ سن کر شیخ نجدی بولا: نہیں قسم بخدا! تمہاری یہ رائے اتنی پختہ نہیں ہے، کیا تم اس کی گفتگو کی حلاوت، طلاقت لسانی اور جو اس کی گفتگو کو سنتے ہیں ان کے دلوں کو اپنی گرفت میں لینے سے تم واقف نہیں ہو؟ قسم بخدا! اگر تم نے ایسا کیا، پھر تو انہیں عربوں کے حوالے کر دیا گیا۔ نتیجۃً وہ ضرور بہ ضرور ان کے پاس جمع ہو جائیں گے۔ پھر وہ تمہاری جانب چل کر آئیں گے اور تمہیں اپنے شہروں سے نکال دیں گے اور تمہارے سرداروں کو قتل کر دیں گے۔ تمام نے یہ سن کر کہا: اس نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا! تم اس کے علاوہ کوئی اور رائے تلاش کرو۔ تو ابوجہل نے کہا: قسم بخدا! ایک رائے میں تمہیں دیتا ہوں اور اس سے بہتر رائے میرے خیال میں اور کوئی نہیں۔ فوراً سب نے کہا: بتاؤ وہ کیا ہے؟ تو وہ بولا: ہر قبیلے سے ایک نوجوان جو دانا اور طاقتور ہو وہ لے لو۔ پھر ہر نوجوان کو تیز دھار تلوار دے دی جائے۔ پھر وہ اس کے ساتھ اس پر اس طرح یکبارگی حملہ کریں گویا کہ ایک

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 348، دار صادر بیروت

آدمی نے ضرب لگائی ہے۔ پس جب تم اسے قتل کر دو گے تو اس کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے گا۔ اور میں یہ خیال نہیں کرتا کہ بنی ہاشم کا یہ خاندان تمام قریش سے جنگ کرنے کی قدرت رکھتا ہو گا۔ لہٰذا جب وہ انتقام کا ارادہ کریں گے تو دیت پر راضی ہو جائیں گے۔ نتیجۃً ہم سے اس کی اذیت ختم ہو جائے گی اور ہم اس سے راحت پالیں گے۔ یہ سن کر شیخ نجدی نے کہا: قسم بخدا! یہ رائے مضبوط اور قابل عمل ہے جو اس نوجوان نے دی ہے۔ میں بھی اس کے سوا کوئی رائے نہیں رکھتا۔ چنانچہ وہ اسی رائے پر اتفاق کر کے اس مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ادھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ آپ آج کی رات اپنے اس بستر پر آرام فرما نہیں ہوں گے جس پر پہلے استراحت فرما ہوتے ہیں، ساتھ ہی قوم کی خفیہ تدبیر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا۔ لہٰذا وہ رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کاشانہ اقدس میں بسر نہیں کی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خروج کی اجازت عطا فرمائی، اور انہیں ہجرت کا حکم دیا اور ان پر جہاد فرض کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ (الحج: 39) ''اذن دے دیا گیا ہے (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے''۔ پس یہ دونوں آیتیں جنگ کے بارے میں سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد یہ آیت نازل کی گئی: جس میں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نعمت و احسان یاد دلا رہا ہے: وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الآیہ (1)۔

امام سنید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب انہوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں باہم مشورہ کیا کہ وہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے چچا ابوطالب نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ انہوں نے تمہارے بارے میں کیا مشورہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ مجھے قید کر لیں یا مجھے قتل کر دیں یا مجھے جلاوطن کر دیں۔ تو انہوں نے پوچھا: آپ کو اس کے بارے کس نے بتایا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے۔ تو انہوں نے کہا: آپ کا رب کتنا اچھا رب ہے۔ اس سے خیر کی نصیحت لیجئے۔ میں بھی اس سے نصیحت لوں گا بلکہ وہ مجھے بھی نصیحت عطا فرمائے گا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبید بن عمیر کی سند سے مطلب بن ابی وداعہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت ابوطالب نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کی قوم آپ کے بارے میں کیا مشاورت کر رہی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ مجھے قید کر لیں یا قتل کر دیں یا پھر ملک بدر کر دیں۔ انہوں نے پوچھا: آپ کو اس کے بارے کس نے بتایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے۔ تو انہوں نے کہا: آپ کا رب کتنا اچھا رب ہے۔ اس سے خیر کی نصیحت لیجئے۔ مزید کہا: میں بھی اس سے نصیحت لوں گا بلکہ وہ مجھے نصیحت عطا فرمائے گا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا۔ الآیہ (3)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ابن جریج سے اس آیت کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ آیت مکی ہے (4)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 267، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 271

(دنوں) کے بارے پوچھا گیا اور بالخصوص ہفتے کے دن کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ مکر اور دھوکہ دینے کا دن ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ کیسے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی دن قریش نے دارالندوہ میں وہ خفیہ تدبیر کی تھی جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ لِیُثْبِتُوْكَ کا معنی ہے کہ وہ آپ کو قید کرلیں (1)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ قریش حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے مشورہ کرنے کے لیے دارالندوہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے کہا: ایسا کوئی آدمی داخل نہ ہو جو تم میں سے نہ ہو۔ چنانچہ شیطان بھی اہل نجد میں سے ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں ان کے ساتھ اندر چلا گیا۔ انہوں نے باہم مشاورت شروع کی۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: ہم انہیں جلاوطن کر دیں گے۔ تو یہ سن کر شیطان نے کہا: یہ رائے بہت کمزور اور بری ہے کیونکہ قریب ہے کہ وہ تمہارے درمیان فساد برپا کردے گا کیونکہ جب تم اسے باہر نکالو گے تو وہ لوگوں کے ذہنوں کو فاسد کردے گا۔ پھر انہیں تمہارے خلاف انگیخت دلائے گا اور وہ تمہارے ساتھ جنگ لڑیں گے۔ سب نے کہا: ہاں یہ رائے بہتر نہیں ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو اس پر مطلع کر دیا اور آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر جبل ثور کے غار کی طرف نکلے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر آرام فرما ہوئے۔ قریش نے اس گمان میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزار دی کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ ہیں۔ پھر جب صبح ہوئی تو وہ ان کی طرف جھپٹے۔ تو کیا دیکھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہوں نے آپ سے پوچھا: آپ کے صاحب کہاں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ انہوں نے دور تک آپ کے نشانات قدم کی پیروی کی۔ یہاں تک کہ وہ غار تک پہنچ گئے۔ پھر واپس لوٹ آئے۔ حضور نبی مکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین رات تک وہاں ٹھہرے رہے (2)۔

عبد بن حمید نے معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ قریش ایک گھر میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: آج تمہارے ساتھ اندر وہی آدمی داخل ہو جو تم میں سے ہو۔ اتنے میں ابلیس آگیا۔ کسی نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں اہل نجد کا شیخ ہوں اور میں تمہارا بھانجا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: قوم کا بھانجا تو انہیں میں سے ہوتا ہے پھر مشاورت کے دوران بعض نے کہا: تم اسے قید کرلو۔ تو ابلیس نے کہا: کیا بنی ہاشم اس پر راضی ہو جائیں گے؟ پھر بعض نے کہا: تم اسے جلا وطن کردو۔ تو پھر یہ بولا: تمہارے سوا دوسرے لوگ اسے پناہ دے لیں گے (اور اس کی حفاظت کریں گے) تو پھر ابوجہل نے کہا: چاہیے کہ ہر قبیلے سے ایک ایک مرد جمع ہو اور وہ اسے قتل کردیں۔ یہ سن کر ابلیس نے کہا: یہ رائے انتہائی اچھی اور بہتر ہے جو اس نوجوان نے دی ہے۔ تو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا...... الآیہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 266
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 389، المجلس العلمی بیروت (تفصیلاً)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: کہ کفار قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کے مکہ مکرمہ سے نکلنے سے قبل یہ ارادہ کیا کہ وہ آپ کو قید کر لیں یا قتل کر دیں یا آپ کو جلاوطن کر دیں (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کا سودا کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا اپنے اوپر لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ سو گئے۔ مشرکین یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پس وہ دیر تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھتے رہے اور آپ کو یہی گمان کرتے رہے کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب سامنے آئے تو اچانک ان کی نظر آپ پر پڑی۔ تو کہا اٹھے بلاشبہ تو تو لئیم ہے۔ تو مائل ہو رہا ہے، تیرا صاحب تو تیری طرف نہیں ہوگا۔ ہم نے اس کے بارے تجھ سے پوچھا ہے (2)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس بارے میں کہا:

وَقَيْتُ بِنَفْسِي خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الْحَصٰى   وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ وَبِالْحَجَرِ

"میں نے اپنی جان کے ساتھ اس ہستی کو بچالیا جو روئے زمین پر سب سے بہتر اور افضل ہے اور اس سے بھی جس نے بیت عتیق (یعنی بیت اللہ شریف) اور حجر اسود کا طواف کیا"۔

رَسُوْلُ الْاِلٰهِ خَافَ اَنْ يَّمْكُرُوْا بِهٖ   فَنَجَّاهُ ذُوالطَّوْلِ الْاِلٰهُ مِنَ الْمَكْرِ

"اللہ تعالیٰ کا رسول معظم اپنے ساتھ ان کے مکر کرنے سے خوف زدہ ہوا، پس آپ کو صاحب قدرت اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر وفریب سے نجات دلائی"۔

وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْغَارِ آمِنًا   وَفِيْ حِفْظٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفِيْ سِتْرِ

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پر امن رات بسر کی درآنحالیکہ آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حفاظت اور پردے میں تھے"۔

وَبِتُّ اُرَاعِيْهِ وَمَا يَتَّهِمُوْنَنِيْ   وَقَدْ وَطَّنْتُ نَفْسِيْ عَلَى الْقَتْلِ وَالْاَسْرِ

"اور میں نے آپ کی حفاظت کرتے ہوئے رات گزاری اور وہ مجھے الزام نہیں دے سکتے، حالانکہ میں نے اپنے آپ کو قتل اور قید کے لیے پیش کر دیا" (3)۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۞ ٣١

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 270   2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 5 (4263) دار الکتب العلمیہ بیروت   3۔ ایضاً، (4264)

"اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتے ہیں (اجی رہنے دو) سن لیا ہم نے اگر ہم چاہیں تو کہہ لیں ایسی آیتیں نہیں ہیں یہ مگر کہانیاں اگلے لوگوں کی"۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو قتل کرنے کے لیے بند کر دیا۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے نضر کو گرفتار کیا تھا۔ جب آپ ﷺ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو حضرت مقداد نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ وہ میرا قیدی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ کتاب کے بارے میں جو کہتا ہے سو کہتا ہے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی ہے: وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا قَالُوْا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ نضر بن حارث حیرہ کی جانب سفر کرتا تھا اور وہاں کے باسیوں کی مسجع اور ان کا کلام سنتا تھا۔ جب وہ مکہ مکرمہ آیا تو اس نے نبی مکرم ﷺ کا کلام اور قرآن سنا اور یہ کہا قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَاۤ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ۔ (2)

وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾

"اور جب انہوں نے کہا اے اللہ! اگر ہو یہی (قرآن) سچ تیری طرف سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے اور لے آ ہم پر دردناک عذاب اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں۔ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا انہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں (مکہ سے آپ کی ہجرت کے بعد) اب کیا وجہ ہے ان کے لیے کہ نہ عذاب دے انہیں اللہ حالانکہ وہ روکتے ہیں (مسلمانوں کو) مسجد حرام سے اور نہیں ہیں وہ اس کے متولی، اس کے متولی تو صرف پرہیزگار لوگ ہیں لیکن ان کی اکثریت اس حقیقت کو نہیں جانتی"۔

بخاری، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ابوجہل بن ہشام نے کہا: اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 272
2۔ ایضاً
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 75، بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آیت ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیت وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ۔ نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ نضر بن حارث کے بارے میں کتاب اللہ کی دس سے زائد آیات نازل ہوئیں۔ انہیں میں سے یہ آیات ہیں: وَ اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ ۔ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ۝ (ص)" اور (مزاقا) کہتے ہیں اے ہمارے رب جلدی دے دے ہمارے حصہ (کا عذاب) یوم حساب سے پہلے"۔ وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (الانعام: 94)" اور بے شک آ گئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی دفعہ"۔ اور سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۝ (المعارج)" مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے"(2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے غزوۂ احد کے دن عمرو بن العاص کو گھوڑے پر ٹھہرے ہوئے دیکھا اور وہ یہ کہہ رہے تھے: اے اللہ! اگر وہ سچ ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں تو مجھے اور میرے گھوڑے کو زمین میں دھنسا دے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مشرکین بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور یہ کہتے تھے:" لبيك لا شريك لك لبيك " اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہاں، ہاں تحقیق اسی طرح ہے۔ اور وہ کہتے تھے" لا شريك لك الا شريك هو لك تملكه وما ملك۔ اور کہتے تھے: غفرانك غفرانك۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ...... الآیہ۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے لیے دو امانیں ہیں۔ ایک نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری استغفار۔ پس حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو چلے گئے اور استغفار باقی رہا اور آپ نے فرمایا وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ میں عذاب سے مراد عذاب آخرت ہے۔ اور وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ میں عذاب سے مراد عذاب دنیا ہے(3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان اور محمد بن قیس رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قریش میں سے بعض نے بعض کو کہا: کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عزت و تکریم سے نوازا ہے۔ لہٰذا یہ دعا مانگی: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ...... الآیہ جب شام ہوئی تو اپنے کہنے پر انہیں خوب ندامت ہوئی چنانچہ یہ دعا مانگی: غفرانك اللهم " اے اللہ! تو مغفرت فرما دے"۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت لَا يَعْلَمُوْنَ تک نازل فرمائی وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 273 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 277 4۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن بزی نے کہا: رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرما ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور جب انہوں نے خروج کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ...... الآیہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ کے بارے میں اطلاع دی، پس یہی وہ عذاب تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ کی تفسیر میں حضرت عطیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس میں ھم ضمیر سے مراد مشرکین ہیں۔ یعنی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرکین کو عذاب دے حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں"۔ یہاں تک کہ وہ آپ کو ان سے نکال لے۔ اور وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس میں ھم ضمیر سے مراد مومنین ہیں۔ یعنی نہیں ہے اللہ تعالیٰ مومنین کو عذاب دینے والا حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں۔ پھر مشرکین کی طرف دوبارہ لوٹتے ہوئے فرمایا: وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ "یعنی اب کیا وجہ ہے مشرکین کے لیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ (مسلمانوں کو) مسجد حرام سے روکتے ہیں"(2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر وہ استغفار کرلیں اور گناہوں کا اقرار کرلیں تو وہ بالیقین مومن ہیں۔ اور وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کیا وجہ ہے کہ میں انہیں عذاب نہ دوں حالانکہ وہ استغفار نہیں کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ اَنْتَ فِيْهِمْ کا معنی ہے۔ اور آپ ان کے درمیان ہیں۔ اور آپ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی تفسیر میں آپ کہتے ہیں: نہیں ہے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا، حالانکہ ان میں سے ایک آدمی ہمیشہ اسلام میں داخل ہوتا رہتا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی یہ تفسیر بیان کی ہے حالانکہ وہ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں(4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے استغفار کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ تو آپ فرماتے ہیں وہ غفران (بخشش) کی شرط پر عمل کرتے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں عنقریب ایسے لوگ جہنم میں داخل کئے جائیں گے جو اپنی زبانوں سے استغفار کرتے ہیں اور اسلام اور دیگر تمام دینوں کا دعویٰ اور اقرار کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 275
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 276
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 279
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 278

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ آیت وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کے لیے اس کے بعد آنے والی آیت وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ ناسخ ہے، لہٰذا انہیں مکہ میں قتل کیا گیا اور انہیں بھوک اور تنگی میں مبتلا کر دیا گیا(1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا لِيُعَذِّبَهُمْ میں ھم ضمیر سے مراد اہل مکہ ہیں اور وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ انہیں عذاب دینے والا حالانکہ ان میں ایسے مومنین ہیں جو مغفرت طلب کرتے ہیں(2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک قرآن کریم تمہاری بیماری اور تمہارے علاج پر رہنمائی کرتا ہے۔ پس تمہاری بیماریاں تمہارے گناہ ہیں اور تمہارے علاج اور دوا استغفار ہے(3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک بندہ گناہ صغیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اور اسے حقیر گمان کرتا ہے، اس پر نادم نہیں ہوتا اور نہ اس سے استغفار کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ بہت بڑے ٹیلے کی مثل ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایک گناہ (کبیرہ) کا ارتکاب کرتا ہے اور اس پر نادم ہو جاتا ہے اور اس سے استغفار کرتا رہتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھوٹا ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتے ہیں (یعنی اسے بالکل مٹا دیتے ہیں)(4)۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے مجھ پر دو امانیں نازل فرمائیں اور وہ یہ ہیں: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور جب میں چلا جاؤں گا تو میں ان میں قیامت کے دن تک کے لیے استغفار چھوڑ جاؤں گا(5)۔

امام ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم میں دو امانیں تھیں۔ ان میں سے ایک گزر گئی اور دوسری باقی ہے(6)۔

ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت میں دو امانیں رکھی ہیں۔ جب تک وہ ان کے درمیان رہیں گی وہ عذاب کی کڑک سے محفوظ رہیں گے۔ پس ایک امان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں لے لیا ہے اور ایک امان تم میں باقی ہے۔ اور وہ یہ ارشاد ہے وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ ...... الآیہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 275
3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 427 (7146)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 428 (7151)
5۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 8، صفحہ 401 (3082) دار الفکر بیروت
6۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 442 (654)

امام ابن جریر، ابوالشیخ، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک تم میں دو امانیں تھیں۔ ان میں سے ایک گزر چکی ہے اور دوسری باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں اور استغفار یوم قیامت تک باقی رہے گا (1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: اس امت میں دو امانیں ہیں۔ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری استغفار۔ پس ایک امان گزر چکی ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں اور ایک امان یعنی استغفار باقی ہے (2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ اللہ تعالیٰ سے جو استغفار کرتا ہے اس کے سبب اس کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے (3)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک شیطان نے کہا: اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میں تیرے بندوں کو بہکاتا رہوں گا جب تک ان کی ارواح ان کے جسموں میں باقی رہیں۔ تو رب کریم نے جواب دیا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میں ان کی مغفرت فرماتا رہوں گا جس کی وہ مجھ سے مغفرت طلب کرتے رہے (4)۔

امام ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کثرت سے استغفار کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم اور پریشانی سے نجات، ہر تنگی اور کلفت سے نکلنے کی راہ پیدا فرمادے گا اور اسے وہاں سے رزق عطا فرمائے گا جہاں سے اسے گمان تک نہ ہوگا (5)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس انسان کے لیے مبارک اور سعادت مندی ہے جو اپنے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پائے گا (6)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم کثرت سے استغفار کرنے کی طاقت رکھتے ہو تو کرو۔ کیونکہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نجات دلانے والی اور اس سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی شے نہیں (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 277
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 182 (1491)
3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 20، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 29
5۔ سنن ابن ماجہ، مع شرح، باب الاستغفار، جلد 4، صفحہ 294 (3819) دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 293 (3818)
7۔ نوادر الاصول، باب فی حقیقۃ الاستغفار، جلد 1، صفحہ 196، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مغیث بن اسماء رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم سے پہلی امتوں میں ایک آدمی تھا جو گناہ کے اعمال کرتا تھا۔ پس اسی اثناء میں کہ وہ خوشحال اور آسان دن گزار رہا تھا کہ اچانک وہ اپنے ماضی کے اعمال میں غور وفکر کرنے لگا تو سوچ کر اس نے رب کریم کی بارگاہ میں یہ التجا کی "اَللّٰهُمَّ غُفْرَانَكَ" اے اللہ! تیری بخشش وسیع ہے، معاف فرمادے اسی حال میں اس پر موت واقع ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ خوش نصیب ہے وہ انسان جو اپنے نامہ اعمال میں استغفار کے جھنڈے پائے گا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا جس کسی نے اس طرح پانچ بار استغفار کیا "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اگرچہ اس پر سمندر کی جھاگ کے برابر گناہ ہوں(2)۔

امام ابوداؤد، ترمذی نے شمائل میں اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں سورج کو گرہن لگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا طویل قیام کیا کہ گویا آپ رکوع نہیں کریں گے، پھر اسی طرح ایک طویل رکوع کیا، پھر اسی طرح طویل سجدہ کیا، گویا آپ اس سے سر اقدس نہیں اٹھائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت کے لیے اٹھے اور پہلی کی طرح دوسری رکعت بھی انتہائی طویل کر کے پڑھائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سجود کے آخر میں پھونک ماری پھر اس طرح دعا مانگی: اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ میں ان میں موجود ہوں؟ اے میرے رب! کیا تو نے مجھ سے وعدہ نہیں فرمایا تھا کہ تو انہیں عذاب نہیں دے گا حالانکہ وہ استغفار کرتے ہوں اور ہم تجھ سے مغفرت طلب کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز سے فارغ ہوئے درآنحالیکہ سورج روشن ہو چکا تھا(3)۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین میں دو امانیں ہیں۔ ایک امان میں ہوں اور دوسری امان استغفار ہے۔ مجھے دنیا سے اٹھا لیا جائے گا اور استغفار کی امان باقی رہے گی۔ ہر حدث اور گناہ کرتے وقت تم پر استغفار کرنا لازم ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے کہ وہ کسی قوم کو عذاب دے حالانکہ ان کے انبیاء علیہم السلام ان کے درمیان موجود ہوں۔ یہاں تک کہ وہ انہیں ان سے نکال لے۔ اور ق

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 173 (35076) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (35079)
3۔ سنن ابوداؤد مع شرح، کتاب الکسوف، باب من قال یرکع رکعتین، جلد 5، صفحہ 48 (1165) مکتبۃ الرشد الریاض
4۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 136 (4366) دار الکتب العلمیہ بیروت

مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے کہ وہ انہیں عذاب دینے والا ہو حالانکہ ان میں ایسے لوگ موجود ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایمان میں داخلہ مل چکا ہو اور وہ استغفار ہے۔ اور کافر کے لیے فرمایا: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (آل عمران: 179) "نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس پر تم اب ہو جب تک الگ الگ نہ کر دے پلید کو پاک سے"۔ پس اللہ تعالیٰ اہل سعادت کو اہل شقاوت سے ممتاز کرے گا اور وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کے بارے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے دن تلوار (قتل) کے سبب عذاب میں مبتلا کیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ پھر اہل شرک کی اس حکم سے استثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا: وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، نحاس اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ لِيُعَذِّبَهُمْ میں ھم ضمیر سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔ اور مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ میں مکہ مکرمہ کے مومنین ہیں۔ اور وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ میں بھی ھم سے مراد کفار مکہ ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَ مَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ ان کے عذاب سے مراد مکہ کا فتح ہونا ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عباد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے یہ روایت کیا ہے کہ کیا وجہ ہے ان کے لیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں اور ان کے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اگرچہ ان میں وہ بھی ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وَ هُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی تفسیر میں یہ نقل کرتے ہیں کہ وہ روکتے ہیں مسجد حرام سے انہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے حالانکہ آپ نے اور آپ کے متبعین نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔ وَ مَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی اس کے متولی وہ لوگ ہیں جنہیں اس سے نکالا جاتا ہے اور وہ اس کے نزدیک نماز ادا کرتے ہیں۔ یعنی آپ اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی اتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ اس کے متولی نہیں ہیں مگر متقی لوگ یعنی وہ جہاں بھی ہوں (3)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے نے حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میرے لیے اپنی قوم کو جمع کرو۔ آپ نے انہیں جمع کیا۔ پس جب وہ حضور نبی رحمت ﷺ کے دروازہ پر حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر داخل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 279 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 276 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 281

ہوئے اور عرض کی: میری قوم آپ کے حکم پر جمع ہو چکی ہے۔ جب انصار نے اس کے بارے سنا تو انہوں نے کہا: تحقیق قریش کے بارے میں وحی نازل ہوئی ہے۔ پس دیکھنے سننے والے آئے کہ انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: کیا تم میں تمہارے سوا بھی کوئی ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں! ہم میں ہمارے حلیف، ہمارے بھانجے اور ہمارے موالی بھی ہیں۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ہمارے حلیف ہم میں سے ہیں۔ ہمارے بھانجے ہم میں سے ہیں اور ہمارے موالی بھی ہم میں سے ہیں۔ تم سن لو! تم میں سے میرے دوست صرف پرہیز گار اور متقی لوگ ہیں۔ اگر تم اسی طرح ہو تو پھر ایسا ہی ہے۔ ورنہ غور کر لو قیامت کے دن لوگ اعمال لے کر نہیں آئیں گے اور تم بھاری بھرکم بوجھوں کے ساتھ آؤ گے اور تم سے اعراض کر لیا جائے گا (1)۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک قیامت کے دن میرے دوست متقی لوگ ہوں گے۔ اگرچہ نسب کے اعتبار سے کوئی زیادہ قریبی ہو۔ پس لوگ اعمال لے کر میرے پاس نہیں آئیں گے اور تم دنیا لے کر میرے پاس آؤ گے، تم اسے اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے ہو گے اور میں اس اس طرح کہوں گا مگر میں ہر ایک سے اس کے تکبر کے سبب اعراض کر لوں گا۔

امام ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: آپ کی آل کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر متقی (میری آل ہے) اور پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ۔ (2)

امام احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ فلاں کے آل میرے دوست نہیں ہیں۔ بے شک میرا دوست اللہ اور صالح مومنین ہیں۔ "اِنَّ آلَ فُلَانٍ لَيْسُوْا لِيْ بِاَوْلِيَاءَ، اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ" (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے متقی لوگ میرے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ جو ہوں اور جہاں ہوں۔

وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً ۗ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝۳۵

"اور نہیں تھی ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس بجز سیٹی اور تالی بجانے کے۔ سو چکھو اب عذاب بوجہ اس کے کہ تم کفر کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قریش طواف میں

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 47 (4544) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ معجم صغیر، جلد 1، صفحہ 115
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 203، دار صادر بیروت

حضور نبی کریم ﷺ سے تعرض کرتے تھے، استہزاء کرتے، سیٹیاں مارتے اور تالیاں بجاتے تھے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً۔ الآیہ (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبیط رحمہ اللہ سے اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام بیت الحرام کا طواف کر رہے ہوتے تھے جب کہ وہ (کفار قریش) سیٹیاں بجا رہے ہوتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے اور اس دوران سیٹیاں مارتے اور تالیاں بجاتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً۔ فرمایا: مُكَآءً کا معنی سیٹی بجانا ہے۔ اس میں انہیں پرندے کے سیٹی مارنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور تَصْدِيَةً کا معنی تالی بجانا ہے۔ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ (الاعراف: 32) الآیہ۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وضاحت کیجئے: اِلَّا مُكَآءً وَّ تَصْدِيَةً تو آپ نے فرمایا: مُكَآءً سے مراد ساز کی آواز ہے اور تَصْدِيَةً سے مراد چڑیوں کی آواز ہے اور اس سے مراد تالیاں بجانا ہے۔ سبب یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ جب بھی نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو آپ ﷺ حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر نماز ادا فرماتے تھے۔ تو بنی سہم کے دو آدمی آئے۔ ایک آپ ﷺ کے دائیں جانب کھڑا ہوتا اور دوسرا بائیں جانب۔ ان میں سے ایک اس طرح چیختا تھا جس طرح سیٹی بجانے کی آواز ہوتی ہے اور دوسرا ہاتھوں کے ساتھ اس طرح تالی بجاتا جس طرح چڑیاں پر پھڑ پھڑاتی ہیں۔ تو یہ سن کر نافع بن ازرق نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔ کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ وہ کہتے ہیں:

نَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ اِذَا دُعِيْنَا وَهِمَّتُكَ التَّصَدِّيْ وَالْمُكَاءُ

"جب ہمیں نماز کی طرف بلایا جاتا ہے تو ہم اس کے لیے کھڑے ہوتے ہیں اور تیرا ارادہ شور و غل کرنا اور تالیاں بجانا ہے"۔

ایک اور شاعر نے تَصْدِيَةً کے بارے میں کہا ہے:

حَتّٰى تَنَبَّهْنَا سُحَيْرًا قَبْلَ تَصْدِيَةِ الْعَصَافِيْرِ

"یہاں تک کہ ہم چڑیوں کی آوازوں سے پہلے سحری کے وقت بیدار ہو گئے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُكَآءً کا معنی سیٹیاں بجانا ہے۔ ان دونوں میں سے ایک اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھتا تھا۔ پھر وہ سیٹیاں بجاتا تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 284، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ مُكَآءً سے مراد صفیر یعنی سیٹی بجانا ہے اور تَصْدِيَةً سے مراد تالی بجانا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ مُكَآءً سے مراد صفیر (سیٹی بجانا) اور تَصْدِيَةً سے مراد تصفیق یعنی تالی بجانا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مُكَآءً سے مراد ان کا اپنے مونہوں میں اپنی انگلیاں داخل کرنا ہے اور تَصْدِيَةً کا مفہوم سیٹی بجانا ہے۔ اس سارے عمل کے ساتھ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز میں خلل اندازی کی کوشش کرتے تھے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُكَآءً سے مراد صفیر (سیٹی بجانا) ہے جو اس سفید پرندے کی آواز کی مثل ہو جسے مکاء کہا جاتا ہے۔ مکاء سرزمین حجاز میں ہوتا ہے اور تَصْدِيَةً سے مراد تالیاں بجانا ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مُكَآءً کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنی انگلیوں کا جال بناتے تھے اور ان میں سیٹیاں بجاتے تھے اور تَصْدِيَةً سے مراد لوگوں کا انہیں روکنا اور باز رکھنا ہے(5)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مشرکین بیت اللہ شریف کا طواف بائیں جانب پر کرتے تھے۔ اسی کا تذکرہ اس آیت میں کیا گیا ہے۔ پس مُكَآءً سے مراد بگل میں پھونک مارنے کی طرح آواز پیدا کرنا ہے اور تَصْدِيَةً سے مراد ان کا بائیں جانب پر طواف کرنا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ خطاب غزوۂ بدر میں شامل ہونے والے کفار مکہ کو ہے کہ کفار بدر اب عذاب چکھو۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل اور قید کے ساتھ عذاب میں مبتلا کر دیا(6)۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَیُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَیْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ یُغْلَبُوْنَ ؕ۬ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لِیَمِیْزَ اللّٰهُ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ وَ یَجْعَلَ الْخَبِیْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَیَرْكُمَهٗ جَمِیْعًا فَیَجْعَلَهٗ فِیْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

''بے شک کافر خرچ کرتے ہیں اپنے مال تا کہ روکیں (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے اور یہ آئندہ بھی (اسی طرح)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 283 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 284
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 285 5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 86-284 6۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 287

خرچ کریں گے پھر ہو جائے گا یہ خرچ کرنا ان کے لیے باعث حسرت وافسوس پھر وہ مغلوب کر دیے جائیں گے اور جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ دوزخ کی طرف اکھٹے کیے جائیں گے تاکہ الگ کر دے اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے اور رکھ دے سب ناپاکوں کو ایک دوسرے کے اوپر پھر اکٹھا کر دے ان سب کو پھر ڈال دے اس مجموعہ کو جہنم میں۔ یہی لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں، ان تمام نے اپنی سند سے کہا ہے کہ زہری، محمد بن یحیٰ بن حیان، عاصم بن عمر بن قتادہ اور حصین بن عبدالرحمٰن بن عمر رحمہم اللہ نے کہا: کہ جب بدر کے دن قریش شکست فاش سے دو چار کر دیے گئے اور وہ لوٹ کر مکہ مکرمہ کی طرف گئے اور ابوسفیان اپنے قافلے کے ساتھ واپس پہنچ گیا تو عبداللہ بن ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ قریش کے دیگر افراد کے ساتھ اس کے پاس گئے جس کے پاس سامان تجارت تھا اور جا کر کہا: اے گروہ قریش! بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں اذیت میں مبتلا کیا ہے اور تمہارے سرداروں کو قتل کر دیا ہے۔ لہٰذا تم اس مال کے ساتھ ان کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے ہماری مدد اور معاونت کرو۔ شاید ہم ان سے بدلہ چکا لیں۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل کی ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ تا۔ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ یُحْشَرُوْنَ۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِیَصُدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ ابوسفیان بن حرب کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے لے کر اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک جنگ احد میں ابوسفیان کے کفار پر مال خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان بن حرب کے متعلق نازل ہوئی۔ اس نے احد کے دن بنی کنانہ سے دو ہزار احابیش اجرت پر لیے کہ وہ ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ لڑے گا۔ اور یہ اس لشکر کے علاوہ تھے جو اس نے عرب سے جمع کیا تھا۔ تو اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور یہ وہی ہیں جن کے بارے میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے:

وَجِئْنَا اِلٰى مَوْجٍ مِّنَ الْبَحْرِ وَسْطَهٗ   اَحَابِیْشُ مِنْهُمْ حَاسِرٌ وَّ مُقَنَّعٌ

"ہم سمندر کی موج کی طرف آئے جس کے درمیان میں احابیش تھے ان میں سے کچھ ننگے سر اور کچھ نقاب پوش تھے"۔

ثَلَاثَةُ آلَافٍ وَّ نَحْنُ نصیة   ثَلَاثُ مِئِیْنَ اِنْ كَثُرْنَ فَاَرْبَعٌ

"وہ تین ہزار تھے اور ہم تین سو کے لگ بھگ تھے اگر وہ بڑھ جائیں تو (ہم بھی) ڈٹ جانے والے ہیں" (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 288
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 287

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حکم بن عیینہ رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ یہ آیت ابوسفیان کے بارے میں نازل ہوئی کہ اس نے جنگ احد میں مشرکین قریش پر چالیس اوقیہ سونا خرچ کیا۔ اس وقت ایک اوقیہ بیالیس مثقال سونے کا تھا(1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس آیت میں عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور حَسۡرَةً سے مراد قیامت کے دن کی ندامت اور شرمندگی ہے(2)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عباد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحۡشَرُوۡنَ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو ابوسفیان اور قریش کے ان لوگوں کی طرف چل کر گئے تھے جن کے پاس سامان تجارت تھا۔ انہوں نے ان سے جا کر کہا کہ وہ اس سامان کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ لڑنے کے لیے انہیں قوت اور طاقت باہم پہنچائیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسے ہی کیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ لِيَمِيۡزَ اللّٰهُ الۡخَبِيۡثَ مِنَ الطَّيِّبِ کی تفسیر میں حضرت شہر بن عطیہ نے کہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں الگ کر دے گا جنہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے اعمال صالحہ کیے۔ پھر ساری کی ساری دنیا کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: فَيَرۡكُمَهٗ جَمِيۡعًا کا معنی ہے اللہ تعالیٰ ان تمام کو جمع کرے گا(3)۔

قُلۡ لِّلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ يَّنۡتَهُوۡا يُغۡفَرۡ لَهُمۡ مَّا قَدۡ سَلَفَ ۚ وَاِنۡ يَّعُوۡدُوۡا فَقَدۡ مَضَتۡ سُنَّتُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿۳۸﴾ وَقَاتِلُوۡهُمۡ حَتّٰى لَا تَكُوۡنَ فِتۡنَةٌ وَّيَكُوۡنَ الدِّيۡنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعۡمَلُوۡنَ بَصِيۡرٌ ﴿۳۹﴾ وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوۡلٰىكُمۡ ؕ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ ﴿۴۰﴾

"فرما دیجیے کافروں کو کہ اگر وہ (اب بھی) باز آ جائیں تو بخش دیا جائے گا انہیں جو ہو چکا۔ اور اگر وہ (پہلے کرتوت) دہرائیں تو گزر چکا ہے (ہمارا) طریقہ پہلے (نافرمانوں) کے ساتھ اور (اے مسلمانو!) لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے کوئی فساد اور ہو جائے دین پورے کا پورا اللہ کے لیے۔ تو پھر اگر وہ باز آ جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے خوب دیکھنے والا ہے اور اگر وہ روگردانی کریں تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے۔ وہ کیا ہی بہترین کارساز ہے اور کتنا بہترین مددگار ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 288، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 290

امام ابن احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اسلام کی رغبت پیدا فرمائی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اپنا دست مبارک پھیلایئے۔ تاکہ میں آپ کی بیعت کرلوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں دست مبارک آگے کیا۔ تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی: مجھے ایک شرط لگانے کا خیال آگیا ہے۔ میری بات سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: تو کیا شرط لگانا چاہتا ہے؟ تو میں نے عرض کی: میری شرط یہ ہے کہ میری مغفرت ہو جائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو نہیں جانتا کہ اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے ہجرت اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے اور حج اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو گرا دیتا ہے؟(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی کافر کا ایسے عمل پر مواخذہ نہیں کیا جائے گا جو اس نے حالت کفر میں کیا۔ جب کہ اس نے اسلام قبول کرلیا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہمارا طریقہ پہلے نافرمانوں یعنی قریش وغیرہ کے ساتھ غزوۂ بدر میں اور ان سے پہلی امتوں میں گزر چکا ہے(2)۔

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾

"اور جان لو کہ جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو تو اللہ کے لیے ہے اس کا پانچواں حصہ اور رسول کے لیے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اس پر جسے ہم نے اتارا اپنے (محبوب) بندہ پر فیصلہ کے دن جس روز آنے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: پھر مال فے کے حصص بیان کیے گئے اور ان سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ غزوۂ بدر گزر جانے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 205، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 9، صفحہ 291، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ کا معنی ہے کہ جو کوئی چیز حتی کہ سوئی بھی تم غنیمت میں حاصل کرو (1)۔

امام ابن منذر نے ابن ابی نجیح سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مال تین قسم کا ہوتا ہے: مال غنیمت یا مال فے یا مال صدقہ۔ ان میں سے ہر درہم کا اللہ تعالیٰ نے محل اور مصرف بیان فرما دیا ہے۔ چنانچہ مال غنیمت کے بارے فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ۔ یعنی گناہ سے اہل ایمان کو بچانے کے لیے یہ بیان فرمایا: اور مال فے کے بارے فرمایا کَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ (الحشر: 7) ''تا کہ وہ مال گردش نہ کرتا رہے تمہارے دولت مندوں کے درمیان''۔ اور صدقہ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۶۰﴾ (التوبہ: 60) (یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے)

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت قیس بن مسلم جدلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب ابن الحنفیہ سے ارشاد خداوندی وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ کلام کا آغاز ہے، دنیا اور آخرت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ اور وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان دونوں حصوں کے بارے میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ ذوی القربیٰ کا حصہ خلیفہ کے قرابتداروں کے لیے ہوگا۔ اور بعض نے یہ قول کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کا حصہ خلیفہ کے لیے ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی رائے اس پر متفق ہے کہ انہوں نے یہ دونوں حصے فی سبیل اللہ گھوڑوں اور دیگر تیاری کے لیے مختص کیے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما دونوں کے زمانہ خلافت میں اسی طرح ہوتا رہا (2)۔

امام ابن جریر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی سریہ بھیجتے اور وہ حاصل ہونے والے مال غنیمت کا خمس نکالتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خمس کو پھر پانچ حصوں میں تقسیم کرتے۔ پھر یہ آیت پڑھتے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ۔ فرمایا: فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ آغاز کلام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ (البقرہ: 284) ''اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے''۔ پس اللہ تعالیٰ نے اللہ اور رسول کا حصہ ایک قرار دیا ہے۔ اور وَلِذِی الْقُرْبٰى اور ان دونوں حصوں (یعنی پہلے اور اس حصے) کو گھوڑوں اور اسلحہ میں قوت کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور یتامیٰ مساکین اور ابن سبیل کا حصہ ان کے سوا کسی غیر کو نہیں دیا اور باقی کے چار حصے بنائے ہیں۔ گھوڑے کے لیے دو حصے ہیں، سوار کے لیے ایک حصہ ہے اور پیدل کے لیے بھی ایک حصہ ہے (3)۔

عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ خمس اللہ تعالیٰ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 6　2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 11　3۔ ایضاً

لیے ہے، پھر خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے اور فرمایا وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مال غنیمت پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، ان میں سے چار حصے تو واضح ہیں کہ وہ جنگ لڑنے والوں کے لیے ہیں اور ان میں سے ایک حصہ پانچ میں سے چار حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے یعنی اس کی ایک چوتھائی اللہ تعالیٰ، رسول مکرم اور ذوی القربیٰ کے لیے ہے۔ ذوی القربیٰ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتدار ہیں۔ اور جو اللہ اور رسول کے لیے ہے وہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں کے لیے ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خمس میں سے کوئی چیز نہیں لی۔ دوسرا چوتھائی یتامی کے لیے ہے، تیسرا چوتھائی مساکین کے لیے ہے اور چوتھا چوتھائی ابن سبیل کے لیے ہے۔ اور اس سے مراد وہ فقیر مہمان ہے جو مسلمانوں کے گھر آتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مال غنیمت لایا جاتا اور اسے رکھ دیا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پانچ حصوں میں تقسیم کرتے پھر ان سے ایک حصہ الگ کر لیتے اور چار حصے ان لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے، جو جنگ میں حاضر ہوتے۔ پھر علیحدہ کیے ہوئے سارے حصے میں اپنا دست مبارک مارتے اور جس شے پر ہاتھ رکھتے اسے کعبہ معظمہ کے لیے مختص کر دیتے اور وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں تو یہ ہے "لَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ نَصِیْبًا فَاِنَّ لِلّٰهِ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ" (کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حصہ نہ بناؤ کیونکہ دنیا اور آخرت سب اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے)

پھر آپ بقیہ حصہ کی طرف متوجہ ہوتے اور اسے پانچ حصوں میں تقسیم فرما دیتے۔ ایک حصہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے، دوسرا حصہ ذوالقربیٰ کے لیے، تیسرا یتامی کے لیے، چوتھا مساکین کے لیے اور پانچواں حصہ ابن سبیل کے لیے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے قرابت دار صدقات میں سے کوئی شے نہیں کھاتے تھے، وہ ان کے لیے حلال نہیں تھی۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے لیے خمس کا پانچواں حصہ ہے اور آپ کے قرابت داروں کے لیے بھی خمس کا پانچواں حصہ ہے۔ اس طرح خمس کا ایک ایک حصہ یتامی، مساکین اور ابن سبیل کے لیے ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت شعبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ کو صفی کہا جاتا تھا۔ اگر آپ غلام چاہیں یا گھوڑا چاہیں (یعنی جو بھی آپ چاہتے) اسی خمس نکالنے سے پہلے آپ چن لیتے تھے۔ آپ اسے اپنے حصہ کے ساتھ ملا لیتے اگر وہ حاضر ہوتا یا غائب ہوتا۔ حضرت صفیہ بنت حیی صفی میں سے تھیں(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول ذکر کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خمس ایک ہی ہے۔ اگرچہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اٹھا سکتے ہیں اور اس میں جو اللہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 238 (9481) المجلس العلمی بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 8
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 9
5۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 239 (9485) المجلس العلمی بیروت

تعالیٰ چاہے تصرف فرما سکتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ زمین حاصل کی یا اونٹ کی اون میں سے کچھ حاصل کی۔ اور فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے جو مال بطور غنیمت تمہیں عطا فرمایا ہے، اس میں سے میرے لیے کچھ بھی نہیں اور نہ اس کی مثل سوائے خمس کے اور خمس بھی تمہیں پر لوٹا دیا جاتا ہے۔

امام ابن منذر نے ابو مالک کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ابتدا میں مال غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے تھے۔ ان میں سے چار حصے ان کے لیے ہوتے جو جنگ میں شریک ہوتے پھر آپ وہ خمس لیتے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا۔ اور آپ ﷺ اسے چھ حصوں میں تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے، ایک حصہ رسول مکرم ﷺ کے لیے، ایک حصہ ذوی القربیٰ کے لیے، ایک حصہ یتیموں کے لیے، ایک حصہ مسکینوں کے لیے اور ایک حصہ ابن سبیل کے لیے۔ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کا حصہ اسلحہ، دیگر ساز و سامان کی تیاری اور فی سبیل اللہ کی مد میں خرچ کرتے تھے۔ یہی حصہ کعبہ معظمہ کے غلاف، صفائی اور دیگر اس کی حاجات کے لیے خرچ کیا جاتا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا حصہ ہتھیاروں، دیگر ضروری سامان اور آپ کے اہل کے نفقہ میں خرچ کیا جاتا تھا۔ ذوی القربیٰ کا حصہ آپ ﷺ کے قرابت داروں کے لیے تھا، رسول اللہ ﷺ فقر و افلاس اور تنگی کی بنا پر ان میں ان کا حصہ تقسیم فرماتے تھے۔ اور تین حصے یتامی، مساکین اور ابن سبیل کے لیے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان میں سے جسے چاہتے اور جہاں چاہتے یہ عطا فرما دیتے تھے۔ بنی عبد المطلب کے لیے ان تین میں صرف ایک حصہ ہے اور رسول اللہ ﷺ کے لیے عام لوگوں کے ساتھ کوئی حصہ نہیں ہے

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسین المعلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ کے متعلق پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ حصہ جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے وہ اس کے نبی کے لیے ہے اور جو حصہ رسول کے لیے وہ رسول کی ازواج کے لیے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے ذوی القربیٰ سے مراد بنو عبد المطلب ہیں (2)۔

امام شافعی، عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نجدہ نے آپ کی طرف لکھا اور ذوی القربیٰ کے بارے پوچھا جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ تو آپ نے اس کی طرف لکھا: بے شک ہم یہ خیال کرتے تھے کہ صرف ہم ان میں سے ہیں۔ لیکن ہمارے قوم نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور انہوں نے کہا ہے کہ تمام کے تمام قریش ذوی القربیٰ میں شامل ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نجدہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 501 (33304) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 517 (33453) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 10

حروری نے ان کی جانب لکھ بھیجا اور آپ سے ان ذوی القربیٰ کے حصے کے بارے دریافت کیا، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔تو آپ نے اس کی طرف لکھا کہ بے شک ہم تو یہ گمان کرتے تھے کہ صرف ہم ہی وہ ہیں۔لیکن ہماری قوم نے اس کا انکار کیا ہے۔انہوں نے کہا ہے: وہ ان کے لیے بھی کہتا ہے جنہیں تو گمان کرتا ہے۔تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لیے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کے لیے وہ حصہ مختص کیا ہے۔ایک دفعہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس حصے میں سے کچھ سامان ہمیں دیا۔تو ہم نے دیکھا کہ وہ ہمارے حق سے کم ہے۔ ہم نے وہ سامان آپ کو واپس لوٹا دیا اور اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔آپ نے ان کے لیے جو کچھ مقرر کیا تھا وہ یہ ہے کہ ان میں سے شادی کرنے والوں کی مدد کی جائے اور مقروض کے قرض ادا کر دیے جائیں اور ان کے فقراء کو عطا کیا جائے اور آپ نے اس سے زائد دینے سے انکار کر دیا(1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا اور کہا اے امیر المومنین! مجھے بتایئے خمس میں سے تمہارے حصے کے متعلق حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا عمل کیسا تھا؟ تو آپ نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں اخماس نہیں تھے۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر خمس میں سے مجھے دیتے رہے۔یہاں تک کہ سوس اور نیشاپور کے لشکر کا خمس بھی دیا۔ میں ان کے پاس ہی تھا۔تو آپ نے کہا: یہ خمس میں سے تم اہل بیت کا حصہ ہے۔اور آپ نے بعض مسلمانوں کے لیے بھی ان کی شدید حاجت اور ضرورت کے تحت حلال قرار دیا۔تو میں نے کہا: ہاں (یہ ٹھیک ہے) تو حضرت عباس بن عبد المطلب اچھلتے ہوئے کہا جو ہمارے لیے ہے آپ اس میں تعرض نہ کیجئے۔میں نے کہا: کیا ہم امیر المومنین کی مدد کا اور مسلمانوں سے بڑھ کر حق نہیں رکھتے؟ پھر انہوں نے وہ لے لیا۔اور اللہ کی قسم! ہم نے وہ نہیں لیا اور نہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اس پر اصرار کیا ہے۔پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ حرام قرار دیا ہے۔اور اس کے عوض خمس میں سے حصہ عطا فرمایا ہے جو اس کا عوض ہے جو آپ پر حرام قرار دیا۔اور صرف آپ کی اہل بیت پر صدقہ حرام قرار دیا۔آپ کی امت پر نہیں۔اس لیے ان کے لیے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک حصہ مقرر کر دیا جو اس کے عوض ہے جو ان پر حرام قرار دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے لیے ہاتھوں کے دھون (صدقہ) سے اعراض کر لیا ہے۔کیونکہ ہمارے لیے خمس کے خمس میں اتنا ہے جو تمہیں غنی کر دے گا یا فرمایا: یہ تمہارے لیے کافی ہوگا۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زہری اور عبداللہ بن ابی بکر رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے حاصل ہونے والے مال میں سے ذوی القربیٰ کا حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب پر تقسیم کیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 516(33450)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذوی القربیٰ کا حصہ بنی ہاشم اور بنی مطلب پر تقسیم فرمایا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ چل پڑے یہاں تک کہ آپ کے پاس حاضر ہو گئے اور ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ آپ کے بھائی بنی ہاشم ہیں۔ ہم ان کی فضیلت کا آپ کے اس مقام کی وجہ سے انکار نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے عطا فرمایا ہے۔ آپ کا ہمارے ان بھائیوں کے بارے میں جو بنی مطلب میں سے ہیں کیا خیال ہے؟ آپ نے انہیں ہم سے کم عطا کیا ہے حالانکہ ہم اور وہ نسب کے اعتبار سے ایک ہی درجہ میں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ انہوں نے ہم سے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں علیحدگی اور جدائی اختیار نہیں کی (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آل محمد ﷺ وہ ہیں جنہیں خمس دیا گیا اور وہ آل علی، آل عباس، آل جعفر اور آل عقیل ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے آل محمد ﷺ کے لیے چونکہ صدقہ حلال نہیں کیا گیا تھا اس لیے ان کے لیے خمس کا خمس مقرر کر دیا گیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کوئی چیز تم (مشرکین سے) غنیمت میں حاصل کرو۔ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی۔ ذوی القربیٰ سے مراد حضور نبی کریم ﷺ کے قرابت دار ہیں۔ وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ۔ ابن سبیل سے مراد مہمان ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ کے عہد مقدس میں جب مسلمان مال غنیمت حاصل کرتے تو وہ اس کا خمس نکالتے۔ پھر اس ایک خمس کے چار حصے بناتے۔ ان میں سے ایک چوتھائی اللہ، رسول اور نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں کے لیے ہوتا اور جو کچھ اللہ کے لیے تھا وہی رسول اللہ ﷺ اور ذوی القربیٰ کے لیے تھا۔ اور نبی مکرم ﷺ کے لیے قرابت میں سے ایک آدمی کا حصہ ہوتا۔ دوسرا چوتھائی نبی کریم ﷺ کے لیے، تیسرا چوتھائی مساکین کے لیے اور چوتھا چوتھائی ابن سبیل کے لیے ہوتا۔ پھر وہ اس مال کی طرف متوجہ ہوتے جو باقی رہ جاتا اور وہ اسے اپنے حصوں پر تقسیم کر لیتے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرابت کا حصہ ختم کر دیا اور اسے آپ اللہ تعالیٰ کے راستے میں (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے لگے۔ اور یتامی، مساکین اور ابن سبیل کے حصے باقی رکھے۔

امام ابن ابی شیبہ، بغوی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بلقین کے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے چچا کے بیٹے سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اس مال کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا پانچواں حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور چار حصے ان کے لیے یعنی مسلمانوں کے لیے ہیں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب سہم ذوی القربیٰ عن ھو، جلد 6، صفحہ 516 (33448) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، باب من یعطی من الخمس وفیمن یوضع، جلد 6، صفحہ 502 (33317) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

میں نے عرض کی: کیا ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی نسبت زیادہ حق بھی رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اگر میں تیرے پہلو سے تیر کھینچ لوں تب بھی تو اپنے مسلمان بھائی کی نسبت اس کا زیادہ حق دار نہیں ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مال غنیمت میں سے خمس کا فریضہ نازل ہونے سے قبل تنفیل کرتے تھے۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ۔ الآیہ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنفیل چھوڑ دی اور اسے خمس کے خمس کے ساتھ مختص کر دیا۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مالک بن عبد اللہ حنفی سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: یہاں اہل شام میں سے کون ہے؟ یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ پیغام پہنچا دینا کہ جب انہیں مال غنیمت حاصل ہو۔ تو وہ پانچ حصے بنا لیں اور ان میں سے ہر حصہ پر یہ لکھ دیں "للّٰہ" (یعنی یہ حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے) پھر قرعہ اندازی کریں، پس جس کے بارے قرعہ نکل آئے اسے لے لیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت شعبی نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حصہ اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ ایک ہی ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مال غنیمت میں خمس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حصہ صفی (یعنی چناؤ) ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار حاصل ہے کہ مال غنیمت کے قیدیوں میں سے جو بہتر ہو اسے اپنے لیے چن سکتے ہیں بشرطیکہ مال میں قیدی ہوں ورنہ دوسرا مال بھی آپ منتخب کر سکتے ہیں، پھر خمس نکالا جائے گا۔ پھر صفی کے بعد مسلمانوں کے ساتھ آپ کے لیے حصہ نکالا جائے گا، چاہے آپ میدان میں حاضر ہوں یا وہاں سے غائب (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء بن سائب سے نقل کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا۔ فے کیا ہے؟ اور مال غنیمت کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب مسلمان مشرکین پر اور ان کی زمین پر غالب آ جائیں اور انہیں بزور طاقت وقوت پکڑ لیں۔ تو اس صورت میں جو مال انہوں نے حاصل کیا اور اس پر غالب آئے۔ تو وہ مال مال غنیمت ہے۔ اور وہ زمین فے کہلائے گی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے کہا ہے غنیمت وہ ہے جسے مسلمانوں نے بزور شمشیر طاقت کے ساتھ حاصل کیا ہو۔ پس اسی مال کا پانچ میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لیے مقرر ہے اور چار حصے ہے ان کے لیے جو جنگ میں شریک ہوئے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے یہ پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمس میں کس طرح کا عمل کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں آپ ایک حصہ دیتے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من یعطف من الخمس وفیمن یوضع، جلد 6، صفحہ 501 (33302) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 499 (33284) 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 500 (33299) 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 501 (33305)
5۔ ایضاً، باب فی الغنیمۃ کیف یقسم، جلد 6، صفحہ 501 (33308) 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 502 (33311)
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 502 (33312)

تھے، پھر ایک آدمی کو اور پھر ایک آدمی کو۔ (یعنی آپ ﷺ باری باری ایک ایک فی سبیل اللہ حصہ عطا فرماتے تھے)(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے لیے مال غنیمت میں ایک شے ہوتی تھی۔ آپ ﷺ اسے اپنے لیے پسند فرمالیتے تھے۔ چاہے وہ خادم ہو یا گھوڑا ہو۔ پھر اس کے بعد آپ کا حصہ خمس میں سے تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ہم نے انفال (مال غنیمت) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حوالے کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے بدر میں اس سے خمس نہیں نکالا۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ پس بدر کے بعد ہر مال غنیمت سے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں سے خمس قبول فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ مجھے والی نہیں بنا دیں گے اس خمس پر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے خاص کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے مجھے اس کا والی بنا دیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے خمس کے خمس کا والی بنا دیا اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں اس کے صحیح مواقع اور محل میں اسے خرچ کیا(2)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جسے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ تک مرفوع ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سوائے دو گھوڑوں کے اور کسی گھوڑے کا حصہ نہیں۔ اگرچہ دشمن کی جو سرحد عبور کرتے وقت اس کے ساتھ ایک ہزار گھوڑے ہوں۔ راوی نے مزید کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن گھوڑ سوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر کیا(3)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑ سوار کے لیے دو حصے اور پیدل کے لیے ایک حصہ مقرر فرمایا(4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے خمس کی وصیت کی اور فرمایا میں اس کے بارے وصیت کر رہا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے پسند فرمایا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ کی تفسیر میں حضرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الغنیمۃ یقسم، جلد 6، صفحہ 502 (33319) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 140 (2586) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 183 (9316) المجلس العلمی بیروت

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 185 (9320)
5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 66 (16363)

مقاتل کہتے ہیں۔ اگر انہوں نے اقرار کیا میرے حکم کے ساتھ **وَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا** کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ اور جو کچھ تقسیم کے بارے میں حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔ **یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ** سے مراد بدر کا دن ہے۔ اور **یَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ** سے مراد وہ دن ہے جس دن مسلمانوں کا لشکر اور مشرکین کا لشکر باہم آمنے سامنے آئے اور ملے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے **یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ** کے بارے کہا ہے اس سے مراد بدر کا دن ہے۔ اور بدر، مکہ مکرمہ اور مدینہ کے درمیان پانی کا ایک کنواں ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ** سے مراد بدر کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا (2)۔

امام سعید بن منصور، محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے **یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ یَوۡمَ الۡتَقَى الۡجَمۡعٰنِ** کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ غزوۂ بدر رمضان المبارک کی سترہ تاریخ کو واقع ہوا (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: غزوۂ بدر کی وہ رات جس کی صبح کو دونوں لشکر باہم آمنے سامنے آئے اور فیصلہ کن جنگ ہوئی وہ جمعہ کی رات تھی اور رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فیصلہ کن رات جس کے دن کو دونوں لشکر باہم برسر پیکار ہوئے رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی (4)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم کی آیات میں قتال کا حکم دیا گیا۔ پس وہ پہلا معرکہ جس میں رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس حاضر ہوئے وہ بدر تھا۔ اس دن مشرکین کے لشکر کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ رمضان المبارک کی سولہ یا سترہ راتیں گزر چکی تھیں کہ جمعہ کے دن بدر کے پاس دونوں لشکر باہم آمنے سامنے آملے۔ رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں کی تعداد تین سو دس افراد سے کچھ زائد پر مشتمل تھی اور مشرکین کا لشکر نو سو اور ہزار کے درمیان تھا۔ اور وہ دن **یَوۡمَ الۡفُرۡقَانِ** تھا۔ کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق اور امتیاز کر دیا۔ اس دن سب سے پہلے قتل ہونے والا مہجع مولی عمر اور انصار میں سے ایک آدمی تھا۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست فاش سے دو چار کیا۔ ان میں سے ستر سے زائد افراد قتل ہوئے اور اتنے ہی ان میں سے قیدی بنا لیے گئے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت ذکر کی ہے کہ غزوۂ بدر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 14 دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 13
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 216 (995) دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 14
5۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 348، المجلس العلمی بیروت

رمضان المبارک کی سترہ تاریخ بروز جمعۃ المبارک ہوا(1)۔

ابن ابی شیبہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: بدر کی رات کون سی رات تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ جمعۃ المبارک کی رات تھی اور ابھی تک رمضان المبارک کی سترہ راتیں باقی تھیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن ربیعہ البدری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بدر کا دن پیر کا دن تھا اور رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی (3)۔

اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ ۙ وَ لٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۙ۬ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّ یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَسَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾

”جب تم وادی کے نزدیک والے کنارے پر تھے اور وہ (لشکر کفار) دور والے کنارے پر تھا اور (تجارتی) قافلہ نیچے کی طرف تھا تم سے اور اگر تم لڑائی کے لیے وقت مقرر کرتے تو پیچھے رہ جاتے وقت مقررسے لیکن (یہ بلا ارادہ جنگ اس لیے تھی) تا کہ کر دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا تا کہ ہلاک ہو جسے ہلاک ہونا ہے دلیل سے اور زندہ رہے جسے زندہ رہنا ہے دلیل سے اور بے شک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا سے مراد وادی کا کنارہ ہے اور الرَّكْبُ سے مراد ابوسفیان (کا قافلہ) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: بِالْعُدْوَةِ الدُّنْیَا سے مراد وادی کا قریب والا کنارہ ہے اور بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰی وادی کا دور والا کنارہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ کے ضمن میں کہا کہ ابو سفیان ستر سواروں کے ہمراہ وادی کے نیچے کی جانب تھا۔ قریش کا لشکر مکہ سے چلا تو اس کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ قریش مقام جحفہ پر تھے کہ ابوسفیان نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ میں قوم سے محفوظ نکل آیا ہوں اس لیے تم واپس لوٹ آؤ۔ مگر انہوں نے کہا: قسم بخدا! ہم واپس نہیں لوٹیں گے یہاں تک کہ ہم بدر کے پانی تک پہنچیں گے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ابوسفیان اور اس کے ساتھی ملک شام سے تجارت کر کے آرہے تھے۔ انہیں اصحاب بدر کی خبر نہ تھی اور نہ ہی حضور نبی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 352 (36653) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 353 (36656)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 353 (36654)

کریم ﷺ کے اصحاب کو کفار قریش کی اطلاع تھی اور نہ ہی کفار قریش کو ان کے بارے کچھ خبر تھی۔ یہاں تک کہ وہ بدر کے پانی پر باہم آمنے سامنے مل گئے اور لڑ پڑے۔ نتیجۃً حضور نبی رحمت ﷺ کے اصحاب ان پر غالب آگئے اور انہیں قیدی بنالیا(1)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباد بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وَ هُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى سے مراد وادی کی وہ جانب ہے جو مکہ مکرمہ کی طرف تھی۔ اور وَ الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے مراد ابو سفیان اور اس کے قافلے کے ساتھی ہیں۔ وہ وادی سے نیچے کی جانب ساحل کی طرف تھے۔ اور وَ لَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِی الْمِیْعٰدِ یعنی اس کے بارے تمہارے اور ان کے درمیان وقت مقرر ہوتا پھر تمہیں ان کی تعداد کی کثرت اور اپنی تعداد کی قلت کی خبر پہنچتی تو تم آپس میں آمنے سامنے آکر جنگ نہ کرتے وَ لٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا لیکن یہ اس لیے بلا ارادہ ہوا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ وہ کر دکھائے جو اس نے اپنی قدرت کے ساتھ اسلام اور اہل اسلام کو غلبہ دینے اور کفر اور اہل کفر کو ذلیل ورسوا کرنے کا تم سے مشورہ کیے بغیر ارادہ فرما رکھا ہے۔ پس اس نے جو ارادہ کیا اسے اپنے لطف و عنایت سے پورا کر دیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قافلے کی طرف نکالا آپ کا اس وقت قافلے کے سوا اور کوئی ارادہ نہ تھا۔ اور قریش کو مکہ سے نکالا اور وہ بھی اپنے قافلے کے دفاع اور بچاؤ کے سوا کوئی ارادہ نہیں رکھتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قوم کو جنگ پر برانگیختہ کیا حالانکہ قافلے کے سوا ان کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اسی کے بارے فرمایا وَ لٰكِنْ لِّیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا یعنی تاکہ اللہ تعالیٰ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ لِّیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَیِّنَةٍ وَّ یَحْیٰی مَنْ حَیَّ عَنْۢ بَیِّنَةٍ یعنی تاکہ جو کفر اختیار کرے وہ بھی دلیل کے بعد کفر پر رہے جب کہ وہ آیات اور عبرت کی علامات دیکھ لے اور جو ایمان لائے وہ بھی اسی طرح براہین و دلائل کے ساتھ ایمان لائے۔

اِذْ یُرِیْكَهُمُ اللّٰهُ فِیْ مَنَامِكَ قَلِیْلًا ؕ وَ لَوْ اَرٰىكَهُمْ كَثِیْرًا لَّفَشِلْتُمْ وَ لَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾

"یاد کرو جب دکھایا اللہ نے آپ کو لشکر کفار خواب میں قلیل۔ اور اگر دکھایا ہوتا آپ کو لشکر کفار کثیر تعداد میں تو ضرور تم لوگ ہمت ہار دیتے اور آپس میں جھگڑنے لگتے اس معاملہ میں لیکن اللہ نے (تمہیں) بچالیا۔ بے شک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے"۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو حالت خواب میں لشکر کفار کی تعداد قلیل دکھائی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے اپنے صحابہ کرام کو مطلع کیا۔ یہ انہیں ثابت قدم رکھنے کے لیے تھا(2)۔

امام ابن اسحاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حبان بن واسع بن حبان رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنی قوم کے اشیاخ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے دن اپنے صحابہ کی صفیں درست فرمائیں اور عریش کی طرف واپس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 15   2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

تشریف لائے۔ چنانچہ آپ ﷺ اس میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے عریش میں ایک بار پاؤں مارا۔ پھر متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابوبکر! تمہارے لیے بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت تمہارے پاس آچکی ہے۔ یہ جبرئیل امین ہیں جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اسے کھینچ رہے ہیں اور ان کے چہرے پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ کا معنی ہے کہ تم اس معاملہ میں اختلاف کرنے لگتے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ کا معنی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ سَلَّمَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ان کا معاملہ مکمل کر دیا۔ یہاں تک کہ انہیں ان کے دشمنوں پر غالب کر دیا(2)۔

وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾

”اور یاد کرو جب اللہ نے دکھایا تمہیں لشکر کفار جب تمہارا مقابلہ ہوا تمہاری نگاہوں میں قلیل اور قلیل کر دیا تمہیں ان کی نظروں میں تاکہ کر دکھائے اللہ تعالیٰ وہ کام جو ہو کر رہنا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جاتے ہیں سارے معاملات“۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ بدر کے دن کفار کے لشکر کو ہماری نظروں میں قلیل کر دیا گیا یہاں تک کہ میں نے اپنے پہلو میں موجود ایک آدمی کو کہا: کیا تو انہیں ستر دیکھ رہا ہے؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ یہ تو سو ہیں۔ حتیٰ کہ ہم نے ان میں سے ایک آدمی کو پکڑا اور اس سے پوچھا (تم کتنے ہو؟) تو اس نے جواب دیا: ہم ہزار ہیں(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کو بعض پر اکسایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾ۚ

”اے ایمان والو! جب جنگ آزما ہو کسی لشکر سے تو ثابت قدم رہو اور ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کثرت سے تاکہ تم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 18 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 19

کامیاب ہو جاؤ"۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم دشمن سے ملاقات (جنگ) کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی التجاء کرو۔ اور اگر تمہارا ان سے آمنا سامنا ہو جائے تو پھر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو۔ اور جب وہ دھمکائیں اور چیخیں تو تم پر خاموش رہنا لازم ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر سے بڑھ کر اور کوئی شے محبوب نہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ لوگوں کو نماز اور قتال میں اس کا حکم نہ دیتا۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اس نے لوگوں کو قتال کے وقت بھی ذکر کا حکم دیا ہے اور فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں کہا ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنا ذکر فرض قرار دیا ہے اس وقت بھی جب تم انتہائی مشغول ترین ہو اور تلواروں کے ساتھ جنگ میں معروف ہو۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے شدید ترین اعمال تین ہیں۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا تیرا اپنے آپ سے انصاف کرنا اور مال میں اپنے بھائی کے ساتھ غم خواری کرنا(2)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا دشمن سے جنگ کرنے کی تمنا نہ کرو، کیونکہ تم نہیں جانتے شاید تمہیں انہیں کے سبب آزمائش میں ڈال دیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے عافیت کی التجاء کرو۔ جب وہ تم پر آجائیں درآنحالیکہ وہ دھمکیاں دے رہے ہوں، جنگ کے لیے تیار ہوں اور وہ زمین پر شور برپا کر رہے ہوں تو زمین پر بیٹھ جاؤ اور پھر کہو: اے اللہ! تو ہمارا رب ہے اور ان کا بھی رب ہے۔ ہم تیرے واسطے سے اپنے آپ کو اور انہیں بھی نصیحت کرتے ہیں۔ بے شک تو ہی انہیں قتل کر سکتا ہے پھر جب وہ تمہارے اور قریب آجائیں، تو ان پر زوردار حملہ کرو اور یہ جان لو کہ جنت تلواروں کے نیچے ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ زلزلے کے وقت خاموش رہنا اور ذکر کرنا واجب ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا(4)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی مسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو الوداع کیا۔ تو ابن رواحہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے ایسی شے کا حکم فرمائیے جسے میں آپ کی جانب سے یاد کر لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کل تو ایسے شہر میں پہنچنے والا ہے جہاں

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 250 (9518) المجلس العلمی بیروت 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 183، مصر

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 248 (9513) 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 513 (33419) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

سجدے بہت قلیل ہے۔ پس تم کثرت سے سجود کرنا۔ انہوں نے عرض کی: کچھ اضافہ کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کیجئے کیونکہ وہ تمہارے ہر مطالبے پر معاون و مددگار ہوگا۔ انہوں نے عرض کی: اور اضافہ فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن رواحہ! تو دس کو اچھے طریقے سے نہ کرنے کے سبب ایک کو اچھے طریقے سے کرنے سے عاجز نہ آجائے۔ تو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اس کے بعد میں کسی شے کے بارے سوال نہیں کروں گا۔

امام حاکم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ چیزیں رد نہیں کی جاتیں۔ اذان کے وقت کی دعا اور جنگ کے وقت کی دعا جب کہ بعض بعض کو قتل کر رہے ہوں (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے وقت آواز (شور و شغب) ناپسند کرتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ جنگ کے وقت آواز کو ناپسند کرتے تھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام تین اوقات میں آواز کو پست کرنا پسند کرتے تھے۔ جنگ کے وقت، تلاوت قرآن کے وقت اور میتوں کے پاس (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تین اوقات میں آواز بلند کرنا مکروہ جانتے تھے۔ جنازہ کے پاس، جب دو لشکر باہم برسرپیکار ہوں اور جب قرآن کریم پڑھا جا رہا ہو (5)۔

وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَ اصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۚ﴿۴۶﴾

"اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں نہ جھگڑو ورنہ تم کم ہمت ہو جاؤ گے اور اکھڑ جائے گی تمہاری ہوا اور (ہر مصیبت میں) صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ نے وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں: تم باہم اختلاف نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری مدد و نصرت اٹھالی جائے گی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ کا معنی ہے تمہاری نصرت ختم ہو جائے گی۔ تحقیق اصحاب محمد ﷺ کی ہوا اکھڑ گئی۔ جب انہوں نے غزوۂ احد کے دن آپس میں جھگڑا کیا (6)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 124 (2534) بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 127 (2544)　　3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 126

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 474 (11201) مدینہ منورہ　　5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 474 (11204)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 21

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا ریح سے مراد مدد ونصرت ہے۔ کبھی بھی مدد ونصرت نہیں آئی مگر ہوا کے ذریعے جسے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے اور وہ دشمن کے چہروں پر پڑتی ہے اور جب اس طرح ہوتا ہے تو ان کی قوت وطاقت باقی نہیں رہتی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ دن کے پہلے اور آخری حصے میں قتال نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا اور ہوائیں چلنے لگتیں اور مدد ونصرت حاصل ہوتی (1)۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّ رِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٤٧﴾

"(اور دیکھو!) نہ بن جانا ان لوگوں کی طرح جو نکلے تھے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور (محض) لوگوں کے دکھلاوے کے لیے اور روکتے تھے اللہ کی راہ سے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے (اپنے علم اور قدرت سے) گھیرے ہوئے ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس آیت میں كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا۔ الآیہ۔ سے مراد وہ مشرکین ہیں جنہوں نے بدر کے دن رسول اللہ ﷺ سے قتال کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قریش مکہ مکرمہ سے بدر کی طرف نکلے تو وہ گانے والی کنیزوں اور دفوف کے ساتھ نکلے تھے۔ لہٰذا اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا۔ الآیہ (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس آیت میں كَالَّذِيْنَ سے مراد ابوجہل اور اس کے بدر کے دن کے ساتھی ہیں۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس میں ان مشرکین قریش کا ذکر ہے جنہوں نے بدر کے مقام پر حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جنگ لڑی، وہ اس حال میں مکہ سے نکلے تھے کہ ان پر بغاوت اور فخر وتکبر کے جذبات غالب تھے۔ اس دن ان سے کہا گیا: واپس لوٹ جاؤ۔ تمہارا قافلہ چلا گیا ہے اور تم کامیاب ہو۔ تو انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! (ہم واپس نہیں جائیں گے) یہاں تک کہ اہل حجاز ہمارے سفر اور ہماری تعداد کے بارے گفتگو کریں گے۔ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی۔ اے اللہ! بے شک قریش اپنے فخر ومباہات اور تکبر وغرور کے ساتھ آئے ہیں تاکہ تیرے رسول سے آکر جھگڑا کریں: "اَللّٰهُمَّ اِنَّ قُرَيْشًا قَدْ اَقْبَلَتْ بِفَخْرِهَا وَخُيَلَا ئِهَا لِتُجَادِلَ رَسُوْلَكَ"

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 478 (33081) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 23

وَ اِذْ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَ قَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ ۚ فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَیْهِ وَ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّیْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۴۹﴾

”اور یاد کرو جب آراستہ کر دیئے ان کے لیے شیطان نے ان کے اعمال اور (انہیں) کہا کہ کوئی غالب نہیں آ سکتا تم پر آج ان لوگوں میں سے اور میں نگہبان ہوں تمہارا تو جب آمنے سامنے ہوئیں دونوں فوجیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور بولا میں بری الذمہ ہوں تم سے، میں دیکھ رہا ہوں وہ جو تم نہیں دیکھ رہے، میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے یاد کرو جب کہہ رہے تھے منافق اور وہ جن کے دلوں میں (شک کا) روگ تھا کہ مغرور کر دیا ہے انہیں ان کے دین نے۔ اور جو شخص بھروسہ کرتا ہے اللہ پر تو بے شک اللہ تعالیٰ زبردست ہے حکمت والا ہے“۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدر کے دن شیطان نے قریش کے اعمال آراستہ کر دیئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ابلیس شیاطین کے ایک لشکر کے ساتھ آیا، اس کے ساتھ ایک جھنڈا بھی تھا، وہ بنی مدلج کے آدمیوں کی شکل میں تھا اور خود سراقہ بن مالک بن جعشم کی صورت میں تھا۔ شیطان نے انہیں کہا: لَا غَالِبَ لَكُمُ الْیَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ابلیس کے قریب آئے، اس وقت اس کا ہاتھ مشرکین میں سے ایک آدمی کے ہاتھ میں تھا۔ جب اس نے جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا تو ہاتھ چھوڑ دیا اور وہ اپنے ساتھیوں سمیت پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلا تو اس آدمی نے کہا: اے سراقہ! تو تو ہمارا نگہبان ہے؟ اس نے جواب دیا: اِنِّیْۤ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ جس وقت اس نے ملائکہ کو دیکھا تو کہا اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ ؕ وَ اللّٰهُ شَدِیْدُ الْعِقَابِ۔ جب قوم کے بعض افراد بعض کے قریب ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو قلیل کر دیا۔ تو اس وقت مشرکین نے کہا یہ کچھ نہیں۔ غَرَّ هٰۤؤُلَآءِ دِیْنُهُمْ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ” کہ انہیں ان کے دین نے مغرور کر دیا ہے۔ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے“ (1)۔

امام واقدی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت

جب لوگ (میدان میں) ایک دوسرے کے پیچھے کھڑے ہو گئے تو ایک لحظہ کے لیے رسول اللہ ﷺ پر اونگھ طاری کر دی گئی اور پھر آپ ﷺ سے فکر اور غم کو دور ہٹا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے لوگوں کو بشارت سنائی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کا ایک لشکر ساتھ لے کر لوگوں کے میمنہ میں آئے ہیں۔ حضرت میکائیل علیہ السلام ملائکہ کے دوسرے لشکر کے ساتھ میسرہ میں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک ہزار کا اور لشکر لے کر آئے ہیں۔ ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی شکل میں مشرکین کی نگہبانی کر رہا تھا اور انہیں یہ خبر دے رہا تھا کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی ان پر غالب نہیں آ سکتا، پس جونہی اس اللہ کے دشمن نے ملائکہ کو دیکھا، تو وہ الٹے پاؤں بھاگ پڑا۔ اس نے کہا: بے شک میں تم سے بری ہوں، میں وہ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے۔ حارث کھڑے ہو کر اسے دیکھتا رہا اور ابلیس چلا گیا اور دکھائی نہ دیا یہاں تک کہ سمندر میں جا گرا۔ اس نے اپنے ہاتھ بلند کر کے کہا ''یَا رَبِّ مَوْعِدَكَ الَّذِیْ وَعَدْتَنِیْ'' (اے میرے رب! تیرا وہ وعدہ برحق ہے جو تو نے میرے ساتھ کیا ہے)۔

امام طبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت رفاعہ بن رافع الانصار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب ابلیس نے وہ کچھ دیکھا جو کچھ ملائکہ بدر کے دن مشرکین سے کرنے لگے تو وہ خوف زدہ ہو گیا کہ اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ حارث بن ہشام اس کے ساتھ کھڑا تھا اور وہ اسے سراقہ بن مالک گمان کر رہا تھا۔ پس اس نے حارث کے سینے میں زور سے دھکا لگایا اور اسے پرے پھینک دیا اور یہ بھاگتے ہوئے نکل گیا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو سمندر میں پھینک دیا اور ہاتھ بلند کر کے یہ کہا: اے اللہ! میں تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ تو مجھ پر رحم فرمائے (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں نبی مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر) ''عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے''۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کون سی جماعت پسپا ہو گی؟ یہ سب بدر سے پہلے ہوا پھر جب غزوۂ بدر ہوا اور قریش پسپا ہوئے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا کہ آپ ان کے پیچھے تلوار سونتے ہوئے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر) تب معلوم ہوا کہ یہ آیت بدر کے دن کے لیے تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِیْهِمْ بِالْعَذَابِ۔ الآیہ (المومنون:64) ''یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے''۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا۔ الآیہ (ابراہیم:28) ''کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے''۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر ریت پھینکی اور وہ ان تمام پر پڑی اور اس نے ان کی آنکھوں اور مونہوں کو بھر دیا۔ یہاں تک کہ آدمی قتل کیا جاتا درآنحالیکہ اس کی آنکھیں اور منہ ان سے بھرا ہوتا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال:17) اور اللہ تعالیٰ نے ابلیس

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 41 (4550) مکتبۃ العلوم والحکم بیروت

کے بارے میں یہ آیت اتاری: فَلَمَّا تَرَآءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكُمْ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ عتبہ بن ربیعہ اور اس کے ساتھ دیگر مشرکین نے غزوہ بدر کے دن کہا: غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ۔(1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنِّيْٓ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ کے ضمن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ اس نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا تھا کہ آپ اپنی چادر کا عمامہ باندھے ہوئے گھوڑے کو اپنے ساتھیوں کے سامنے کھینچ رہے ہیں اور آپ اس پر سوار نہیں ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ابلیس نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اتر رہے ہیں۔ تو یہ دشمن خدا جان گیا کہ ملائکہ کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا یہ کہہ دیا: اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ اور جس کے سبب اسے اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہوا تھا اس نے اسے بھی جھٹلا دیا۔ لیکن اسے یہ یقین ہو گیا کہ اس کے پاس نہ تو اس کے لیے قوت ہے اور نہ دفاع کا کوئی ذریعہ ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے معمر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کے بعد وہ سراقہ بن مالک کے پاس آئے۔ (اس سے صورت حال کے بارے پوچھا) تو اس نے ان میں سے کسی شے کے ہونے کا انکار کر دیا(2)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ عبادہ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ جس نے اسے الٹے پاؤں بھاگتے ہوئے دیکھا تھا وہ بھی اسی وقت بھاگ گیا اور وہ حارث بن ہشام یا عمرو بن وہب جمحی تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ کے ضمن میں کہا ہے کہ منافقین نے اس دن مسلمان کے بارے میں یہ کہا۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہاں منافقین سے مراد وہ لوگ ہیں جو بدر کے دن جنگ میں حاضر نہیں ہوئے تو انہیں منافقین کا نام دیا گیا(3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقین سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کا اقرار کیا تھا حالانکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ پھر وہ جنگ بدر کے لیے مشرکین کے ساتھ نکلے۔ تو جب انہوں نے مسلمانوں کو دیکھا تو کہا غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ۔(4)

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے میں کہا ہے کہ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المغازی والسیر، جلد 6، صفحہ 10 (9958) دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 124 (1022) بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 125 (1023)

4۔ ایضاً (1024)

وہ لوگ مکہ کے باسی تھے اور اسلام کی گفتگو کرتے تھے۔ بدر کے دن وہ مشرکین کے ساتھ نکلے۔ جب انہوں نے مسلمانوں کی جماعت کو دیکھا تو یہ کہہ دیا غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: کہ منافقین سے مراد وہ جماعت ہے جو قریش کے ساتھ نکلے تھے، ان کے آباء نے انہیں بند کر رکھا تھا۔ وہ نکلے حالانکہ وہ شک میں مبتلا تھے۔ پس جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی تعداد کو انتہائی قلیل دیکھا تو یہ کہہ دیا: غَرَّ هٰٓؤُلَآءِ دِيْنُهُمْ کہ یہ اس حال میں آئے کہ ان کی اپنی تعداد انتہائی قلیل ہے جب کہ ان کے دشمن کی تعداد اتنی کثیر ہے۔ یہ لوگ قریش کی جماعت میں سے ہی تھے۔ ان میں سے پانچ کے نام یہ ہیں: قیس بن ولید بن مغیرہ، ابوقیس بن فاکہ بن مغیرہ یہ دونوں بنی مخزوم سے تعلق رکھتے تھے۔ حارث بن زمعہ، علی بن امیہ بن خلف اور عاص بن منبہ۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ۚ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَ كُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

"اور (اے مخاطب!) اگر تو دیکھے جب جان نکالتے ہیں کافروں کی فرشتے (اور) مارتے ہیں ان کے چہروں اور پشتوں پر۔ اور (کہتے ہیں) چکھو آگ کا عذاب یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور اللہ تعالیٰ ہرگز ظلم کرنے والا نہیں ہے (اپنے) بندوں پر جیسے دستور تھا فرعونیوں کا۔ اور جو (زبردست) لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے کفر کیا آیات الٰہی کے ساتھ تو پکڑ لیا انہیں اللہ نے ان کے گناہوں کے باعث، بے شک اللہ قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ اس لیے کہ اللہ نہیں بدلنے والا کسی نعمت کو جس کا انعام اس نے فرمایا ہو کسی قوم پر یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہی اپنے آپ کو اور بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے (کفار مکہ کا طرز عمل بھی) فرعونیوں اور ان (سرکشوں کا سا ہے جو پہلے گزر چکے) انہوں نے جھٹلایا اپنے رب کی

آیتوں کو پس ہم نے ہلاک کر دیا انہیں بوجہ ان کے گناہوں کے اور ہم نے غرق کر دیا فرعونیوں کو اور (وہ) سب کے سب ظالم تھے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىِٕكَةُ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان سے مراد وہ مشرکین ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں مار دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے یہ دو نشانیاں ہیں کافر کو اپنی موت کے وقت دونوں دکھائی جاتی ہیں یعنی وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىِٕكَةُ یَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَ اَدْبَارَهُمْ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس سے مراد "اشباھھم" یعنی ان کے مشابہ لوگ ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کریم ہے کنایۃً بیان فرماتا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ یَكُ مُغَیِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰی قَوْمٍ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اللہ کی نعمت سے مراد حضور نبی رحمت ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قریش کو عطا فرمائی۔ مگر انہوں نے ناشکری کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو انصار کی جانب منتقل کر دیا۔

اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِیْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً فَانْۢبِذْ اِلَیْهِمْ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآىِٕنِیْنَ ﴿۵۸﴾

"بلاشبہ بدترین جانور اللہ کے نزدیک وہ انسان ہیں جنہوں نے کفر کیا پس وہ کسی طرح ایمان نہیں لاتے وہ جن سے (کئی بار) آپ نے معاہدہ کیا پھر وہ توڑتے رہے اپنا عہد ہر بار اور وہ (عہد شکنی سے) ذرا نہیں پرہیز کرتے پس اگر آپ پائیں انہیں (میدان) جنگ میں تو (انہیں عبرتناک سزا دے کر) منتشر کر دو انہیں جو ان کے پیچھے ہیں۔ شاید وہ سمجھ جائیں اور اگر آپ اندیشہ کریں کسی قوم سے خیانت کا تو پھینک دو ان کی طرف (ان کا معاہدہ) واضح طور پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا خیانت کرنے والوں کو"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ آیت اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ الآیہ یہود کے چھ گروہوں کے بارے نازل ہوئی انہیں میں سے ابن تابوت ہے۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 221، دار الصمیعی الریاض

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ اَلَّذِیْنَ عٰهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اس سے مراد بنی قریظہ ہیں جنہوں نے غزوۂ خندق کے دوران حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف آپ کے دشمنوں کی مدد کی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: تم انہیں عبرت ناک سزا دو جوان کے بعد ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ تم انہیں عبرت ناک سزا دو جوان کے پیچھے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی بیان کیا ہے: آپ انہیں عبرت ناک سزا دیں جوان کے پیچھے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: فَشَرِّدْ بِهِمْ کا معنی ہے آپ انہیں خوب ڈرائیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ آپ ان سے اسی طرح کا سلوک کریں جیسے آپ ان سے کر رہے ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَعَلَّهُمْ یَذَّكَّرُوْنَ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: شاید وہ عہد توڑنے سے باز آجائیں پس ان سے اسی کی مثل برتاؤ کیا جائے گا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن شہاب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس داخل ہوئے اور کہا: آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں ہم تو ابھی قوم کی تلاش میں ہیں۔ آپ نکلئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کے بارے میں اذن جہاد دے دیا ہے۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَاِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِیَانَةً۔ الآیہ

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مذکورہ آیت میں قوم سے مراد بنی قریظہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدہ کیا ہے اگر آپ کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ آپ سے خیانت کریں گے اور دھوکہ دیں گے تو آپ ان کے پاس آئیں اور ان کا معاہدہ واضح طور پر توڑ دیں۔

ابن ابی اتم نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: تو اپنے دشمن کے ساتھ جنگ نہ کر، یہاں تک کہ تو ان کا معاہدہ واضح طور پر ان کی طرف پھینک دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 32، بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 125 (1025) بیروت

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سلیم بن عامر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہ اور رومیوں کے درمیان معاہدہ تھا۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ ان کی زمین کے قریب ہو گئے۔ پس جونہی معاہدے کی مدت ختم ہوئی تو آپ نے ان پر حملہ کر دیا۔ تو ان کے پاس حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا: اللہ اکبر وعدہ وفا کرنا چاہیے، توڑنا نہیں چاہیے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ آدمی جس کے درمیان اور اس کی قوم کے درمیان معاہدہ ہو تو اسے چاہیے کہ نہ وہ کوئی عقد باندھے اور نہ اسے کھولے یہاں تک کہ اس کی مدت گزر جائے یا پھر واضح طور پر ان کی طرف پھینک دے (یعنی عہد توڑ دے) راوی کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ لشکروں کے ساتھ واپس لوٹ آئے (1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ نے کہا: تین چیزیں ہیں جن میں مسلمان اور کافر برابر برابر ہیں۔ وہ آدمی جس سے تو نے عہد کیا اس کے عہد کو پورا کر، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر۔ کیونکہ عہد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے۔ وہ آدمی کہ تیرے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہو تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر اور وہ آدمی جس نے تجھے امانت پر امین بنایا تو اس کی امانت اسے ادا کر، چاہے وہ مسلمان ہو یا کافر ہو (2)۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿٥٩﴾

"اور ہرگز نہ خیال کریں کافر کہ وہ بچ کر نکل گئے، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز نہیں کر سکتے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَا يُعْجِزُونَ کا معنی ہے کہ وہ ہم سے تجاوز نہیں کر سکیں گے۔

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾

"اور تیار رکھو ان کے لیے جتنی استطاعت رکھتے ہو قوت و طاقت اور بندھے ہوئے گھوڑے تاکہ تم خوف زدہ کر دو اپنی جنگی تیاریوں سے اللہ کے دشمن کو اور اپنے دشمن کو اور دوسرے لوگوں کو ان کھلے دشمنوں کے علاوہ، تم نہیں جانتے ہو انہیں (البتہ) اللہ جانتا ہے انہیں اور جو چیز خرچ کرو گے راہ خدا میں اس کا اجر پورا پورا دیا جائے گا تمہیں اور (کسی طرح) تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

امام احمد، مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ، ابو یعقوب، اسحاق بن ابراہیم القراب نے کتاب فضل الرمی میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ

1۔ شعب الایمان باب فی الایفاء بالعقود، جلد 4، صفحہ 81 (4359) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 82 (4362)

حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے درآنحالیکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے: اور تیار رکھو ان کے لیے جتنی قوت وطاقت کی استطاعت رکھتے ہو، خبردار! آگاہ رہو تیر اندازی قوت ہے، خبردار! آگاہ رہو تیر اندازی قوت ہے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ ''اَلَا اِنَّ الْقُوَّةُ الرَّمْیُ'' تین بار فرمایا(1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ خبردار آگاہ رہو تیر اندازی قوت ہے۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین بار ارشاد فرمایا۔ بے شک عنقریب تمہارے لیے زمین فتح کردی جائے گی اور تم سے مشقت وتکلیف اٹھالی جائے گی۔ پس تم میں سے کوئی اپنے تیروں کے ساتھ کھیلنے سے عاجز نہ آئے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی: وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ اور پھر فرمایا خبردار! آگاہ رہو تیر اندازی ایک قوت ہے(2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: دو ہدفوں (نشانوں) کے درمیان جنت باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ پس تم تیر اندازی سیکھو۔ کیونکہ میں نے سنا ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ فرمایا پس تیر اندازی ایک قوت ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قُوَّةٍ سے مراد تیر، تلواریں اور دیگر ہتھیار ہیں۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں گھوڑے تیار کرنے کا حکم دیا۔

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ قُوَّةٍ سے مراد مذکر گھوڑے اور رباط سے مراد مؤنث ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قُوَّةٍ سے مراد مذکر گھوڑے اور رِّبَاطِ الْخَیْلِ سے مراد مؤنث ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ قُوَّةٍ سے مراد گھوڑوں سے لے کر تیروں تک اور ان کے سوا دیگر ہتھیار ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ تم اس کے ساتھ (جنگی تیاری کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کے دشمن اور اپنے دشمن کو خوف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 37، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی المرابطہ فی سبیل اللہ، جلد 4، صفحہ 44 (4299) دارالکتب العلمیہ بیروت

زدہ اور پریشان کرو۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے اور وہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی اسماعیل! تیر پھینکو۔ تحقیق تمہارے باپ تیر پھینکنے کے بڑے ماہر تھے۔

ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ساتھ تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ایک تیر بنانے والا جو اس کے بنانے سے خیر اور بھلائی کی نیت کرتا ہے۔ ایک وہ جو اسے اللہ کی راہ میں تیار کرتا ہے اور ایک وہ جو اسے اللہ کی راہ میں پھینکتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا: تیر اندازی کرو اور سواری کرو اور تمہارا تیر اندازی کرنا سوار ہونے سے بہتر ہے۔ مزید فرمایا: ہر وہ شے جس کے ساتھ ابن آدم لہو ولعب کرتا ہے وہ باطل ہے سوائے تین کے۔ اپنی قوس سے تیر پھینکنے کے لیے۔ اپنے گھوڑے سے اسے مہذب بنانے اور اسے تعلیم دینے کے لیے اور اپنے گھر والوں سے ملاعبت کرنا۔ کیونکہ یہ ان کے حقوق میں سے ہے۔ جس کسی نے تیر اندازی کی تعلیم حاصل کی پھر اسے چھوڑ دیا تو یہ ایک نعمت ہے جس کی اس نے ناشکری کی ہے۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حرام بن معاویہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہماری طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا خنزیر تمہارے پڑوس میں نہ رہیں اور صلیب تم میں بلند نہ ہو اور ایسے دستر خوان سے نہ کھاؤ جس پر شراب پی جاتی ہو اپنے گھوڑوں کو ادب سکھاؤ اور دو فرقوں کے درمیان چلو۔

امام بزار اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نکلے اور بنی اسلم کی ایک جماعت تیر اندازی کر رہی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی اسماعیل! تیر انداز کرو، کیونکہ تمہارے باپ بڑے تیر انداز تھے۔ تم تیر پھینکو اور میں ابن ادرع کے ساتھ ہوں۔ قوم نے تیز اندازی روک لی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے ان کے بارے پوچھا؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جس کے ساتھ آپ ہیں وہی غالب ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تیر اندازی میں مقابلہ کرو میں تم تمام کے ساتھ ہوں۔

امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی اسلم کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے وہ بازار میں تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی اسماعیل تیر پھینکو کیونکہ تمہارے باپ بڑے تیر انداز تھے۔ تم پھینکو اور میں بنی فلاں کے ساتھ ہوں یعنی آپ نے دو فریقوں میں سے ایک کے بارے کہا۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھ روک لیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیر پھینکو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم کیسے تیر پھینک سکتے ہیں جب کہ آپ بنی فلاں کے ساتھ ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن ایاس بن سلمہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس سے گزرے وہ تیر اندازی کا مقابلہ کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ! اسے اچھا بنا دے۔ آپ ﷺ نے دو یا تین بار یہ کہا، تم تیر پھینکو اور میں ابن اورع کے ساتھ ہوں۔ تو وہ لوگ رک گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم تیر پھینکو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔ انہوں نے عام دنوں کی طرح تیر اندازی کی اور پھر واضح طور پر برابر برابر منتشر ہو گئے اور کوئی تیر اندازی میں کسی پر غالب نہ آیا (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور قراب رحمہم اللہ نے فضل الرمی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کے سوا دنیا کی لہو ولعب میں سے ہر شے باطل ہے: تیرا اپنی قوس کے ساتھ تیر اندازی کا مقابلہ کرنا، تیرا اپنے گھوڑے کو تہذیب اور ادب سکھانا اور تیرا اپنے اہل کے ساتھ ملاعبت کرنا۔ کیونکہ یہ سب حق ہے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: تیر اندازی کرو اور سوار ہو۔ تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ساتھ تین افراد کو جنت میں داخل کرے گا: خیر کی نیت سے اسے بنانے والا، اس کے ساتھ مدد کرنے والا اور اسے اللہ کی راہ میں پھینکنے والا (2)۔

امام حاکم اور قراب رحمہما اللہ نے حضرت ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم نے طائف کے محل کا محاصرہ کیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا جس کسی نے اللہ کے راستے میں ایک تیر پھینکا تو اس کے لیے وہ آزاد کردہ غلام کے برابر ہے۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ اس دن میں نے سولہ تیر پھینکے (3)۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور قراب رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس نے دشمن پر تیر پھینکا تو اس کا تیر پہنچ گیا، چاہے وہ نشانہ پر نہ لگا یا ٹھیک نشانے پر لگا تو وہ ایک غلام کے مساوی ہے (4)۔

حاکم نے عباس بن سہل بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یوم بدر تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: جب وہ تمہارے قریب آجائیں تو تیروں کے ساتھ ان پر حملہ کرو اور اپنے تیروں کو باقی بچا کر رکھو (5)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کے دن فرمایا: سعد کو تیر دو، اے سعد! تیر پھینکو، اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیر پھینکا ہے، تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ "اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ یَوْمَ اُحُدٍ: اَنْبِلُوْا سَعْدًا، اِرْمِ یَاسَعْدُ رَمَی اللّٰهُ لَكَ ، فَدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ" حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (6)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 104 (2466) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2468) 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 132 (2560)
4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 370 (2812) دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 105 (2471) 6۔ ایضاً (2472)

امام حاکم رحمہ اللہ نے عائشہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے کہا:

أَلَا هَلْ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنِّي حَمَيْتُ صَحَابَتِيْ بِصُدُوْرِ نَبْلِيْ

"خبردار! تحقیق رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں نے اپنے تیر پھینک کر اپنے ساتھیوں کی حفاظت کی"۔

امام ثقفی رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تین کے سوا لہو ولہب کے کسی عمل میں ملائکہ حاضر نہیں ہوتے آدمی کا اپنی زوجہ کے ساتھ اظہار محبت کرنا، گھوڑے کو مضبوط کرنا اور تیر اندازی کرنا۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملائکہ تین اعمال میں حاضر ہوتے ہیں تیر اندازی کرنا، گھوڑ دوڑ اور آدمی کا اپنی اہلیہ سے ملاعبت کرنا۔

امام ابوعبیدہ نے کتاب الخلیل میں ابوالشعثاء رحمہما اللہ حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیر اندازی کرو اور گھوڑ سواری کیا کرو۔ اور تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندید ہے۔ سوائے تین عادات کے مومن کی خواہش پرستی کے لیے ہر لہو باطل ہے (اور وہ تین یہ ہیں) تیرا اپنی قوس سے تیر اندازی کرنا، اپنے گھوڑے کو سدھارنا اور اپنی اہلیہ سے ملاعبت کرنا، یہ سب حق ہیں۔

امام نسائی، بزار، بغوی، باوردی، طبرانی، قراب، ابونعیم، بیہقی اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ اور جابر بن عمیر انصاری رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ تیر اندازی کر رہے ہیں۔ ان میں سے ایک اکتا گیا اور بیٹھ گیا۔ تو دوسرے نے کہا: تو نے سستی کی ہے؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ہر وہ شے جو ذکر اللہ نہ ہو وہ لغو اور بھول ہے۔ مگر چار خصلتیں اس سے مستثنیٰ ہیں آدمی کا دو نشانوں کے درمیان چلنا (یعنی تیر اندازی کا مقابلہ کرنا، اپنے گھوڑے کو سدھارنا، اپنی اہلیہ سے ملاعبت کرنا اور تیرا کی سیکھنا (1)۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے ساتھ تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا: ایک تیر پھینکنے والا، دوسرا تیر کے ساتھ مدد کرنے والا اور تیسرا خیر کی نیت سے اسے بنانے والا۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام کی طرف لکھا: اے لوگو! تیر اندازی کیا کرو اور سوار ہوا کرو۔ تیر اندازی کرنا میرے نزدیک گھوڑ سواری سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے بدلے جنت میں داخل فرمائے گا۔ اسے جس نے اللہ کی راہ میں اسے بنایا اور اسے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس سے قوت حاصل کی۔

1۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 193 (1785)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

قراب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن کا اچھا کھیل تیر اندازی ہے اور جس نے تیر اندازی سیکھنے کے بعد اسے چھوڑ دیا تو اس نے ایک نعمت کو ترک کر دیا۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں ہمیشہ کے لیے تیر اندازی نہیں چھوڑوں گا اگر چہ میرا ہاتھ کاٹ دیا جائے، اس شے کے بعد جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے: ''میں نے رسول اللہ؟ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے تیر اندازی سیکھی پھر اسے چھوڑ دیا، تو اس نے میری نافرمانی کی''۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے جسے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ تک مرفوع قرار دیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر لہو باطل ہے مگر گھوڑ سواری، تیر اندازی اور مرد کا اپنی بیوی سے ملاعبت کرنا۔ پس تم پر گھوڑ سواری اور تیر اندازی لازم ہے، دونوں میں سے تیر اندازی میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ لہو صرف تین میں (جائز) ہے: تیرا اپنے گھوڑے کو سدھارنا، اپنی قوس کے ساتھ تیر اندازی کرنا اور تیرا اپنی اہلیہ کے ساتھ ملاعبت (اظہار محبت) کرنا۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اہل شام کی طرف لکھا: تم اپنی اولاد کو تیراکی اور گھوڑ سواری سکھاؤ۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت سلمان تیمی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ پسند فرماتے تھے کہ کوئی آدمی تیراک اور تیر انداز ہو۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکا۔ پس وہ نشانہ پر لگا، یا خطا ہو گیا یا نشانے پر نہ لگا تو اس کے لیے اتنا اجر ہے گویا اس نے غلام آزاد کر دیا اور یہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے آزاد ہونے کا باعث ہے۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کی فتح میں حاضر تھے۔ تو میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکا چاہے وہ نشانہ پر نہ لگا یا گیا اس کے لیے جنت میں ایک درجہ ہے۔

امام قراب رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل صقع سے جنگ لڑو، پس جو ان تک پہنچ گیا اس کے لیے جنت میں ایک درجہ ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ درجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

طبرانی اور قراب نے ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

سنا ہے: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکا، وہ نشانہ پر پہنچا یا نہ پہنچا وہ تیر اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا (1)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ کھیل گھوڑے کو مضبوط اور جنگ کے لیے تیار کرنا، تیروں کے ساتھ تیر اندازی کرنا اور تمہارا اپنی بیویوں کے ساتھ ملاعبت کرنا ہے۔

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم پر تیر اندازی کرنا لازم ہے۔ کیونکہ وہ بہتر ہے یا فرمایا وہ تمہارے کھیلوں میں سے بہتر اور اچھی ہے۔

امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم تیر اندازی سیکھ کیونکہ یہ تمہارے لیے بہترین کھیل ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ایک قوم پر سے گزر ہوا۔ وہ تیر اندازی کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنی اسماعیل تم تیر پھینکو کیونکہ تمہارا باپ ماہر تیر انداز تھا۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے تیر اندازی کی تعلیم حاصل کی پھر اسے بھلا دیا۔ تو یہ ایک نعمت تھی جس کا اس نے انکار کر دیا۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: گھوڑ سواری اور تیر اندازی کے مقابلوں کے سوا ملائکہ تمہارے کھیلوں میں حاضر نہیں ہوتے۔

بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا، وہ نشانے پر پہنچا یا نہ پہنچا اس کے لیے آج کی اولاد اسماعیل میں سے چار افراد کی مثل اجر ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر کھیل ناپسندیدہ اور مکروہ ہے۔ مگر آدمی کا اپنی بیوی کے ساتھ ملاعبت کرنا، آدمی کا دو ہدفوں (نشانوں) کے درمیان چلنا (یعنی تیر اندازی کا مقابلہ کرنا) اور آدمی کا اپنے گھوڑے کو تعلیم دینا (یہ مکروہ نہیں ہے) (2)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الرمی میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچے کا باپ پر یہ حق ہے کہ وہ اسے کتابت، تیراکی اور تیر اندازی کی تعلیم دے۔

امام ابن ابی الدنیا اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیر اندازی سیکھو۔ کیونکہ دو نشانوں کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 382، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 491 (9392) دار الفکر بیروت

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی تیراندازی کے مقابلے میں دونشانوں کے درمیان چلتا رہا اس کے لیے ہر قدم کے بدلے نیکی ہے (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الصغیر میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ جب اس کا قصد اور بے چینی اسے مجبور کر دے کہ وہ اپنی قوس پہنے۔ تو پھر اس کا ارادہ اس کا انکار کر دے (یعنی قوس پہنے کے بعد اس کا ارادہ ٹوٹ جائے) (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بیٹوں کو تیراکی اور تیراندازی اور عورت کو تکلہ سکھاؤ (3)۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے المعرفہ میں حضرت بکر بن عبد اللہ بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے بیٹوں کو تیراکی اور تیراندازی اور عورت کو تکلہ سکھاؤ۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جو آدمی حالت اسلام میں بوڑھا ہو گیا وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہو گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر چلایا اس کے لیے غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہو گا (4)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو آدمی حالت اسلام میں بوڑھا ہو گیا وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور ہو گا۔ اور جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا وہ نشانے پر لگا یا نہ لگا اس کے لیے اولاد اسماعیل میں سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ہو گا (5)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے تیر کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے ایک درجہ بلند کر دیا اور دو درجوں کے درمیان سو سال کا فاصلہ ہے۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر چلایا اس کے لیے اتنا اجر ہے جتنا کہ غلام آزاد کرنے والے کے لیے (6)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے عوض تین افراد کو جنت میں داخل فرمائے گا: ایک اسے بنانے والا جب کہ اس نے اخلاص اور خیر کی نیت کے ساتھ اسے بنایا ہو، ایک اسے پھینکنے والا اور ایک اس کے ساتھ قوت و طاقت حاصل کرنے والا۔

امام واقدی رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے گھوڑے پر سوار ہونے والے حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام ہیں۔ بے شک یہ گھوڑا وحشی تھا اس (کسی کو) پر قدرت نہیں ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کے لیے اسے مسخر کر دیا گیا۔

1۔ معجم کبیر، رقم الحدیث، (13078)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 490 (9388)، دار الفکر بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 401، (8664)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 260 (9544) بیروت
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 261 (9548)
6۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 235، دار صادر بیروت

امام زبیر بن بکار نے الانساب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: گھوڑا وحشی جانور تھا۔ اس پر قدرت حاصل نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ آپ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے لیے اسے مسخر کر دیا گیا۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الانساب میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ گھوڑا وحشی جانور تھا، اس پر سوار نہیں ہوا جا سکتا تھا۔ پس سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام اس پر سوار ہوئے۔ اسی وجہ سے اس کا نام عراب رکھا گیا۔

امام احمد بن سلمان اور نجاد نے اپنے مشہور جز میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ گھوڑا بھی تمام وحشی جانوروں کی طرح وحشی تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ شریف کی بنیادیں اٹھانے کا حکم دیا۔ تو اللہ عزوجل نے فرمایا: میں تم دونوں کو ایک خزانہ عطا فرمانے والا ہوں جو میں نے تم دونوں کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اگر نکلو تو اس خزانے کے بارے میں دعا مانگو چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اجناد کی طرف نکلے اور وہیں اقامت اختیار کر لی اور آپ نہیں جانتے تھے کہ وہ دعا کیا ہے؟ اور نہ آپ کو اس خزانے کا علم تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذہن میں دعا القاء فرمائی۔ تو روئے زمین پر کوئی گھوڑا باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس نے آپ کو قبول کیا اور اپنی پیشانی جھکا کر آپ کو اپنے اوپر قدرت دے دی۔ اور آپ نے انہیں اپنے لیے مطیع بنا لیا پس تم ان پر سواری کرو اور انہیں تیار کرو کیونکہ یہ برکتیں ہیں اور یہ تمہارے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی میراث ہے۔

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنوب کی ہوا کو فرمایا۔ بے شک میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں تو اسے میرے دوستوں کے لیے باعث عزت و غلبہ بنا دے اور میرے دشمنوں کے لیے باعث ذلت و رسوائی اور میری اطاعت و فرمانبرداری کرنے والوں کے لیے باعث حسن و جمال بنا دے۔ تو ہوا نے عرض کی تو پیدا فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے دست قدرت کی ایک مشت لی اور اس سے گھوڑا تخلیق فرما دیا اور اسے فرمایا: میں نے تجھے عربی پیدا کیا ہے اور میں نے بھلائی اور خیر کو تیری پیشانی کے ساتھ باندھ دیا ہے اور غنائم کو تیری پشت پر جمع کر دیا ہے۔ میں نے تجھ پر تیرے مالک کو مہربان بنا دیا ہے اور تجھے بنایا ہے کہ تو بغیر پروں کے اڑتا رہے۔ پس تو طلب (تلاش) اور ہرب (دوڑنے) کے لیے ہے۔ میں عنقریب تیری پشت پر آدمیوں کو سوار کروں گا، وہ میری تسبیح، تحمید اور تہلیل بیان کریں گے۔ جب وہ تسبیح بیان کریں تو تو بھی تسبیح بیان کرنا، جب وہ تہلیل کریں تو تو بھی تہلیل بیان کرنا اور جب وہ تکبیر کہیں تو تو بھی تکبیر کہنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی تسبیح یا تحمید یا تکبیر نہیں کہ جب گھوڑے کا مالک اسے بیان کرتا ہے اور گھوڑا اسے سنتا ہے مگر وہ اسی کی مثل کے ساتھ اسے ضرور جواب دیتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ملائکہ نے گھوڑے کی بناوٹ کے بارے سنا اور انہوں نے اس کی خلقت کا معائنہ کیا تو کہا: اے ہمارے رب! ہم تیرے ملائکہ ہیں، ہم تیری تسبیح اور تیری تحمید بیان کرتے ہیں، پس ہمارے لیے کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے گھوڑے پیدا فرمائے جن کی گردنیں بختی گھوڑوں کی گردنوں کی طرح سیاہ و سفید ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ

نے گھوڑا زمین کی طرف بھیجا اور اس کے دونوں قدم زمین پر برابر لگ گئے تو وہ ہنہنایا۔ تو کہا گیا: جانوروں میں سے تجھے برکت دی گئی ہے، اللہ تعالیٰ نے تیرے ہنہنانے کے سبب مشرکین کو ذلیل کر دیا، اس کے سبب ان کی گردنوں کو جھکا دیا، اس کے ساتھ ان کے کانوں کو بھر دیا اور اس کے ساتھ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر ہر شے کو پیش کیا تو آپ کو فرمایا: میری مخلوق میں سے جو تم چاہو پسند فرمالو؟ تو آپ نے گھوڑے کو پسند کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا تم نے اپنی عزت اور اپنی اولاد کی عزت کو اختیار کیا ہے۔ یہ ہمیشہ رہنے والی ہے جب تک وہ رہے اور یہ باقی رہنے والی ہے جب تک وہ باقی رہے۔ میری رحمت و برکت تجھ پر ہے اور ان پر بھی ہے۔ میں نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی جو میرے نزدیک تجھ سے اور ان سے بڑھ کر زیادہ محبوب ہو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

امام مالک، بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑا تین قسم کا ہے۔ ایک آدمی کے لیے باعث اجر ہے، ایک آدمی کے لیے باعث ستر ہے اور ایک آدمی پر بوجھ ہے۔ پس وہ آدمی جس کے لیے گھوڑا باعث اجر ہے وہ ایسا آدمی ہے جس نے فی سبیل اللہ باندھ رکھا ہو اور اس نے اس کی رسی چراگاہ یا باغ میں لمبی کر رکھی ہو۔ پس اس چراگاہ یا باغ میں اپنی رسی طویل ہونے کے سبب جہاں تک وہ پہنچے گا تو اس کے مالک کے لیے وہ سب نیکیاں ہوں گی۔ اگر اس نے اپنی رسی کاٹ دی اور وہ ایک یا دو بلندیوں پر آگے پیچھے دوڑنے لگا تو اس کے نشانات اور اس کی لید سب مالک کے لیے نیکیاں ہیں۔ اگر وہ کسی نہر کے پاس سے گزرا اور اس نے اس سے پانی پیا حالانکہ اس نے اسے پلانے کا ارادہ نہیں کیا تھا تو یہ بھی مالک کے لیے نیکیاں ہوں گی۔ تو اس طرح یہ گھوڑا اپنے مالک کے لیے باعث اجر ہے۔ اور وہ آدمی جس نے دولت مند اور غنی ہونے کی بناء پر گھوڑا رکھا۔ پھر گھوڑے کی گردن اور اس کی پیٹھ کا جو حق اللہ نے مقرر کیا ہے اسے وہ نہیں بھولا۔ تو یہ گھوڑا اپنے مالک کے لیے باعث ستر (پردہ) ہے اور وہ آدمی جس نے محض فخر، ریاکاری اور اہل اسلام کی دشمنی کے لیے باندھ رکھا ہو تو ایسا گھوڑا اس پر محض بوجھ ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خیر اور بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ اور گھوڑے تین قسم کے ہیں ایک گھوڑا اجر ہے، ایک وزر (بوجھ) ہے اور ایک ستر ہے۔ پس خیل ستر تو وہ ہے جسے آدمی نے پاک دامنی، عزت وشرف اور حسن وخوبصورتی کے لیے رکھا ہوا ہو۔ پھر اپنی تنگ دستی اور خوشحالی ہر صورت میں اس کی پیٹھ اور پیٹ کے حق کو نہیں بھولتا (بلکہ انہیں صحیح صحیح ادا کرتا ہے) اور خیل اجر اس آدمی کا گھوڑا ہے جس نے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں باندھ رکھا ہو۔ پس وہ گھوڑا اپنے پیٹ میں جو خوراک بھی ڈالتا ہے وہ اس آدمی کے لیے باعث اجر ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ گھوڑے کی لید اور اس کے پیشاب کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ ایسا گھوڑا وادی میں جو بھی ایک یا دو چکر دوڑ کر لگاتا ہے وہ بھی اس کے میزان میں

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 45 (4304) دارالکتب العلمیہ بیروت

ہوں گے۔ اور رہا خیل وزر! تو یہ ایسے آدمی کا گھوڑا ہے جس نے اسے لوگوں پر اپنی برتری ظاہر کرنے کے لیے باندھ رکھا ہو۔ تو ایسے گھوڑے کے پیٹ میں جو چیز بھی جائے گی وہ اس کے مالک پر بوجھ ہے۔ یہاں تک کہ گھوڑے کی لید اور اس کے پیشاب کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور وہ وادی میں جو بھی ایک یا دو چکر دوڑتا ہے وہ اس کے مالک پر بوجھ ہوتے ہیں (1)۔

امام مالک، امام احمد بن حنبل، طیالسی، ابن شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خیر اور بھلائی رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ البارقی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت تک کے لیے گھوڑے کی پیشانی میں خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اجر اور غنیمت (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھوڑے کی پیشانی پر اپنی انگلی پھیرتے اور فرماتے: خیر و بھلائی یوم قیامت تک گھوڑے کی پیشانی میں رکھ دی گئی ہے۔

امام نسائی اور ابو مسلم الکشی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یوم قیامت تک کے لیے خیر و بھلائی گھوڑے کی پیشانی میں رکھ دی گئی ہے۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اجر اور غنیمت ہے۔

امام طبرانی اور آجری رحمہما اللہ نے کتاب النصیحۃ میں حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ ان کے سبب ان کے مالکوں کی مدد کی جاتی ہے اور ان پر خرچ کرنے والا صدقے کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلانے والے کی طرح ہے (4)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سوادہ بن ربیع جرمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے مجھے واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا: گھوڑے کو لازم رکھو کیونکہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے (5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے خیر اور منافع رکھ دیے گئے ہیں۔ ان کی پیشانیاں ان کے کان ہیں اور ان کی دمیں طویل ہیں (6)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 46 (4305) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 358 (2787) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 357 (2786)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 472 (9328) دار الفکر بیروت
5۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 97 (6480) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 255 (7994)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے طبقات میں اور ابن مندہ رحمہ اللہ نے الصحابہ میں حضرت یزید بن عبداللہ بن غریب ملیکی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں خیر اور عطا یوم قیامت تک کے لیے رکھ دی گئی ہے۔ گھوڑے کے سبب اس کے مالک کی مدد کی جاتی ہے اور اس پر خرچ کرنے والا صدقہ کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلانے والے کی طرح ہے کہ وہ اسے بند نہیں کرتا۔ قیامت کے دن گھوڑے کی لید اور اس کا پیشاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی پاکیزگی کی طرح ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے کی پیشانی میں یوم قیامت تک ہمیشہ کے لیے خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ پس جس نے اللہ کی راہ میں تیاری کے لیے اسے باندھ رکھا ہو اور اس پر خالصۃً فی سبیل اللہ خرچ کیا تو اس کا سیر ہونا، بھوکا رہنا، اس کا سیراب ہونا اور پیاسا ہونا اور اس کا بول و براز سب قیامت کے دن اس کے میزان میں باعث فلاح و کامیابی ہوگا۔ اور جس نے محض ریاء، شہرت، فخر اور اظہار تکبر کے لیے گھوڑے کو باندھا تو گھوڑے کا پیٹ بھرنا اور بھوکا رہنا، خوب سیراب ہونا اور پیاسا رہنا اور اس کا بول بزار سب قیامت کے دن اس کے میزان میں باعث خسارہ اور کمی ہوگا (1)۔

امام ابوبکر بن عاصم رحمہ اللہ نے الجہاد میں اور قاضی عمر بن حسن اشنانی رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی یوم قیامت تک کے لیے رکھ دی گئی ہے۔ اس کے اہل کی اس پر مدد کی جاتی ہے۔ پس تم ان کی پیشانیوں کو پکڑو اور برکت کی دعا کرو اور انہیں قلادہ پہناؤ۔ اور تم انہیں قلادہ نہ پہناؤ مگر کمان کی تانت کا۔

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے کتاب الخیل میں حضرت زیاد بن مسلم غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: گھوڑے تین قسم کے ہیں: پس وہ آدمی جس نے اللہ کی راہ میں اور اس کے دشمن سے جہاد کرنے کے لیے گھوڑا باندھا تو اس کا سیر ہونا، بھوکا رہنا، سیراب ہونا، پیاسا رہنا، اس کا چلنا، اس کا پسینہ، اس کی لید اور اس کا پیشاب سب کا سب قیامت کے دن اس کے میزان میں باعث اجر ہے۔ اور جس نے حسن و جمال کے لیے گھوڑا باندھ رکھا ہو تو اس کے لیے اس کے سوا کچھ نہیں۔ اور جس نے فخر اور ریاء کے لیے باندھا تو پہلی قسم میں بیان کردہ تمام چیزیں قیامت کے دن اس کے میزان میں اس پر وزر اور بوجھ ہوں گی۔

امام طبرانی اور آجری رحمہما اللہ نے الشریعۃ والنصیحۃ میں حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک گھوڑا رحمٰن کے لیے ہے، ایک گھوڑا انسان کے لیے ہے، اور ایک گھوڑا شیطان کے لیے ہے۔ پس رحمٰن کا گھوڑا وہ ہے جسے فی سبیل اللہ تیار کیا جائے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کیا جائے۔ انسان کا گھوڑا وہ ہے جسے وہ اندر داخل کرے اور اس پر بوجھ لادے۔ اور شیطان کا گھوڑا وہ ہے جس پر جوا کھیلا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 21,52 (33487, 33492)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جائے۔ ابن ابی شیبہ نے حضرت حباب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت موقوف ذکر کی ہے(1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین ہیں: ایک گھوڑا رحمٰن کا ہے، ایک گھوڑا انسان کا ہے اور ایک گھوڑا شیطان کا ہے۔ پس رحمٰن کا گھوڑا تو وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں باندھا جاتا ہے، پس اس کا چارہ اس کی لید اور اس کا پیشاب اور دیگر وہ سب چیزیں جو اللہ چاہے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوتی ہیں اور شیطان کا گھوڑا وہ ہے جس پر شرط لگا کر دوڑ کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ رہا انسان کا گھوڑا! تو اس سے مراد وہ گھوڑا ہے جسے انسان باندھتا ہے اور اس کے پیٹ کے لیے چارہ تلاش کرتا ہے۔ تو یہ گھوڑا فقر و افلاس سے اس آدمی کے لیے ستر اور پردہ ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے ابو عمرو شیبانی کی سند سے انصار میں سے ایک آدمی سے اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین قسم کے ہیں۔ ایک وہ گھوڑا ہے جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں باندھتا ہے پس اس کی قیمت بھی اجر ہے، اس کی دیکھ بھال بھی اجر ہے اور اس کا چارہ بھی اجر ہے۔ اور ایک گھوڑا وہ ہے جس کے ساتھ آدمی محبت کرتا ہے اور پھر شرط لگا کر دوڑ کا مقابلہ کرتا ہے۔ تو ایسے گھوڑے کے ثمن بھی بوجھ ہیں اور اس کا چارہ بھی بوجھ ہے۔ اور ایک گھوڑا شکم سیری کے لیے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ گھوڑا فقر و افلاس کو دور کرنے کا سبب بن جاتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: برکت گھوڑے کی پیشانی میں ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عورتوں کے بعد گھوڑوں سے بڑھ کر کوئی شے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے(3)۔

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک گھوڑے سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی شے نہیں۔ پھر کہا: اے اللہ تو معاف فرمادے۔ سوائے عورتوں کے (یعنی عورتوں کے بعد گھوڑے سے زیادہ کوئی پسندیدہ شے نہیں)

امام دمیاطی نے کتاب الخیل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے فی سبیل اللہ گھوڑے کو اپنے پاس روکے رکھا وہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے ڈھال ہوگا۔

امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے الجہاد میں حضرت یزید بن عبد اللہ بن غریب الملیکی رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے، ان کا پیشاب اور ان کی لید میں جنت کی خوشبو کی نعمت ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 80(3707)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　　2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 381، دار الکتب الاسلامی، بیروت
3۔ سنن نسائی، جلد 3، صفحہ 218، دار الریان القاہرہ

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑے پر خرچ کرنے والا صدقہ کے ساتھ اپنے ہاتھ کو پھیلانے والے کی طرح ہے کہ وہ اس پر قبضہ نہیں کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک گھوڑے کا پیشاب اور اس کی لید کستوری کی طرح پاک ہوگی۔

امام ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم رحمہما اللہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھا۔ پھر اپنے ہاتھ سے اس کے چارے کا انتظام کیا۔ تو اس کے لیے ہر دانے کے بدلے نیکی ہے (1)۔

امام احمد اور ابن ابی عاصم رحمہما اللہ نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کوئی مسلمان آدمی نہیں جو اپنے گھوڑے کے لیے جو صاف کرتا ہے پھر وہ اسے کھلاتا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر دانے کے بدلے نیکی لکھتا ہے۔

امام ابن ماجہ اور ابن ابی عاصم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا مالکانہ انداز برا اور سلوک ناروا ہو۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ نے ہمیں بتایا نہیں ہے کہ یہ امت مملوکین اور بیواؤں کے اعتبار سے دوسری امتوں سے زیادہ اور بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پس تم اپنی اولاد کی عزت وکرامت کے سبب ان کی تکریم کرو اور انہیں وہ کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو۔ صحابہ نے عرض کی: دنیا میں کون سی شے ہمیں نفع دے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ گھوڑا جسے تو اس لیے باندھتا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا اور ایسا غلام جو تجھے کافی ہوگا۔ اور جب وہ تجھے کافی ہو تو وہ تیرا بھائی ہے (2)۔

امام ابو عبد اللہ حسین بن اسماعیل محاملی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کوئی مسلمان آدمی نہیں ہے مگر اس پر یہ حق ہے کہ وہ گھوڑا اپنے پاس رکھے جب وہ اس کی طاقت رکھتا ہو۔

امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے حضرت سوادہ بن ربیع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم گھوڑا رکھو کیونکہ گھوڑے کی پیشانی میں خیر اور بھلائی ہے۔

امام ابن ابی عاصم نے حضرت ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑا اپنے پاس رکھا تو اس پر جو خرچہ ہوگا وہ صدقہ کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلانے والے کی طرح ہے کہ وہ اسے کبھی بند نہیں کرتا۔

حضرت ابو طاہر المخلص عن ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گھوڑے کی پیشانی میں قیامت تک کے لیے خیر رکھ دی گئی ہے اور اس کے مالک کی اس پر مدد کی جاتی ہے اور اس پر خرچ کرنے والا صدقہ کے ساتھ اپنے ہاتھ کو پھیلانے والے کی طرح ہے کہ وہ اسے بند نہیں کرے گا۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 360 (2792) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 229 (3691)

امام احمد، ابوداؤد، ابن ابی عاصم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی راہ میں گھوڑے پر خرچ کرنے والا اس آدمی کی طرح ہے جو صدقہ کے ساتھ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے پھر اسے بند نہیں کرتا (1)۔

امام بخاری، نسائی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں اپنے پاس گھوڑا رکھا تو اس کا پیٹ بھر کر کھانا خوب سیراب ہونا اور اس کا پیشاب کرنا سب قیامت کے دن اس کے میزان میں نیکیاں ہوں گی (2)۔

امام احمد، نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی عربی گھوڑا نہیں ہے مگر ہر سحری کے وقت اسے دو دعائیں القاء کی جاتی ہیں اور وہ کہتا ہے: اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے بنی آدم میں سے یہ (بندہ) عطا فرمایا ہے۔ پس تو مجھے اس کے نزدیک اس کے مال اور اہل سے زیادہ پسندیدہ بنادے (3)۔

امام ابوداؤد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ گھوڑوں میں سے مؤنث کو فرس کہتے تھے (4)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جس نے کسی مسلمان کو گھوڑا جفتی کے لیے دیا اور اس نے اپنے لیے پیچھے اور گھوڑا بنالیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے ستر گھوڑوں کا اجر لکھے گا جن پر اللہ کی راہ میں سامان لادا جاتا ہے۔ اگر اس کے لیے پیچھے گھوڑا نہ ہوا تو بھی اس کے لیے ایسے ستر گھوڑوں کی مثل اجر ہے جن پر فی سبیل اللہ بوجھ لادا جاتا ہے (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ لوگ طرق (جفتی کے لیے نر دینا) سے افضل کبھی بھی آپس میں لین دین نہیں کرتے۔ ایک آدمی اپنا گھوڑا جفتی کے لیے دیتا ہے تو اس کے لیے اس کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور ایک آدمی اپنا نر حوالے کرتا ہے تو اس کے لیے اس کا اجر لکھ دیا جاتا ہے اور ایک آدمی اپنا مینڈھا دیتا ہے تو اس کے لیے اس کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے کتاب الخیل میں حضرت معاویہ بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو ہر قوم کے لیے ایک چراگاہ تھی جس میں وہ اپنے گھوڑوں کو چراتے تھے۔ پس معاویہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے درآنحالیکہ وہ اپنے گھوڑے کو گھاس چرا رہے تھے تو انہوں نے آپ کو سلام کیا اور ٹھہر گئے۔ پھر کہا اے ابوذر! یہ گھوڑا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 101 (2455) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2456) 3۔ ایضاً (2457)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 157 (2639) 5۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 341 (853)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کس کا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ گھوڑا میرا ہے اور میں اسے مستجاب یقین کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا گھوڑے بھی دعا مانگتے ہیں اور وہ قبول کی جاتی ہے؟ آپ نے جواباً فرمایا: ہاں۔ ہر رات گھوڑا اپنے رب سے یہ دعا کرتا ہے اے میرے رب! بے شک تو نے مجھے ابن آدم کے لیے مسخر کیا ہے اور تو نے میرا رزق اس کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اے اللہ! پس مجھے اس کے نزدیک اس کے اہل اور اولاد سے زیادہ محبوب بنا دے، تو ان میں سے بعض کی دعا قبول ہوتی ہے اور بعض کی نہیں۔ اور میں اس گھوڑے کے بارے یہ تصور رکھتا ہوں کہ یہ مستجاب ہے (یعنی اس کی دعا قبول کی گئی ہے)۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن کے قبیلہ جدس کا ایک گھوڑا پہنچایا۔ تو آپ ﷺ نے وہ گھوڑا انصار میں سے ایک آدمی کو عطا فرما دیا اور فرمایا جب تو اترے تو اسے میرے قریب ہی رکھنا۔ کیونکہ میں اس کے ہنہنانے کو پسند کرتا ہوں۔ پس ایک رات آپ ﷺ نے اسے نہ پایا۔ تو آپ نے اس کے بارے دریافت کیا۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ہم نے اسے خصی کر دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کا مثلہ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے یہی جملہ تین بار کہا، گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ ان کی کلغیاں ان کے شانوں کی طرف جھکی ہوئی ہیں اور ان کی دمیں بڑھا دی گئی ہیں۔ ان کی نسل تلاش کرو اور ان کے ہنہنانے کے ساتھ مشرکین پر اظہار فخر کرو۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے گھوڑوں کی دمیں کاٹنے سے منع کیا ہے اور ان کی کلغیاں اور پیشانیاں کاٹنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: پس ان کی میں تو ان کا عیب ہیں۔ ان کی کلغیاں ان کے شانوں کی جانب جھکی ہوئی ہیں اور ان کی پیشانیوں میں خیر اور بھلائی ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم گھوڑوں کی دمیں نہ جلاؤ اور ان کی کلغیاں اور پیشانیاں نہ کاٹو۔ کیونکہ برکت ان کی پیشانیوں میں ہے اور ان کا گرمی حاصل کرنے کا سامان ان کی کلغیوں میں ہے اور ان کی دمیں بڑھی ہوئی ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ بن عبداللہ سلمی رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم گھوڑوں کی پیشانیاں نہ کاٹو اور نہ ہی ان کی کلغیاں اور دمیں کاٹو۔ کیونکہ ان کی دمیں بڑھا دی گئی ہیں اور ان کی کلغیاں انہیں حرارت پہنچاتی ہیں اور ان کی پیشانیوں میں خیر و بھلائی رکھ دی گئی ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوواقد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے گھوڑے کے پاس کھڑے ہوئے اور اپنی قمیص کی آستین کے ساتھ اس کا چہرہ صاف کیا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ اپنی قمیص کے ساتھ اسے صاف کر رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے گھوڑے کے بارے میں مجھے عتاب کیا ہے۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کی سند سے انصار کے ایک شیخ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے اپنی چادر کی ایک طرف کے ساتھ اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کیا اور فرمایا: مجھے آج کی رات گھوڑے کی اس ادنیٰ حالت کے بارے میں عتاب کیا گیا ہے۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے کے ساتھ اپنے گھوڑے کا چہرہ صاف کیا اور فرمایا: بے شک جبرائیل علیہ السلام آج کی رات گھوڑے کی اس گھٹیا حالت کے بارے میں مجھے عتاب کرتے رہے ہیں۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ مراسیل میں حضرت وضین بن عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم گھوڑوں کو ان کی پیشانیوں سے نہ کھینچو کہ تم انہیں ذلیل کردو۔

ابوداؤد نے مراسیل میں مکحول سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی عزت وتکریم کرو اور ان کی تعظیم کرو۔

امام حسن بن عرفہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک انسان کو دیکھا کہ اس نے اپنے گھوڑے کے چہرہ پر مارا اور اسے لعن طعن کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اسی طرح ہے۔ مگر یہ کہ تو اس پر اللہ کی راہ میں جہاد کرے۔ پس وہ آدمی اس پر جہاد میں مصروف ہو گیا اور اس پر بوجھ لادتا رہا یہاں تک کہ وہ بوڑھا اور کمزور ہو گیا۔ پھر وہ کہنے لگا: گواہ رہو، گواہ رہو (میں نے حکم کی تعمیل کر دی ہے)۔

امام ابونصر یوسف بن عمر القاضی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے کی آنکھ (ضائع ہونے کی صورت میں) اس کے ثمن کے چوتھائی حصہ کا فیصلہ فرمایا۔

امام محمد بن یعقوب الختلی رحمہ اللہ نے کتاب الفروسیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: ہر رات آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے اور غازیوں کے چوپاؤں سے تھکن کو دور کر دیتا ہے سوائے اس جانور کے جس کی گردن میں گھنٹی ہو۔

امام ابن سعد، ابوداؤد اور نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابووہب جشمی رحمہ اللہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”گھوڑے باندھ کر رکھو، ان کی پیشانیوں اور اطراف کو صاف رکھو اور انہیں قلادہ پہناؤ مگر انہیں کمان کی تانت کا قلادہ نہ پہناؤ، تم پر لازم ہے کہ گھوڑے کا رنگ سرخ وسیاہ ہو اور اس کی پیشانی اور ٹانگیں سفید ہوں یا گھوڑے کا رنگ سرخ وزرد ہو اور پیشانی اور پاؤں سفید ہوں یا رنگت مکمل سیاہ ہو اور اس کی پیشانی اور پاؤں سفید ہوں (1)۔

امام ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی برکت ان کے سرخ وزرد رنگ میں ہے۔ ترمذی نے اس روایت کو حسن کہا ہے (2)۔

امام واقدی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین گھوڑا سرخ وزرد رنگ کا ہے (یعنی اشقر گھوڑا) اور پھر وہ گھوڑا جس کا رنگ سیاہ ہو اور اس کی پیشانی اور دائیں ہاتھ

1۔ سنن نسائی، جلد 3، صفحہ 218، دارالریان القاہرہ 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 2، رقم الحدیث 1694، دارالکتب العلمیہ بیروت

کے سوا تین پاؤں سفید ہیں۔

امام ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حوائج وضروریات ایسے سرخ وسیاہ (کمیت) گھوڑے پر تلاش کرو جس کی ناک اور دائیں ہاتھ کے سوا تین پاؤں سفید ہوں۔

حسن بن عرفہ نے موسیٰ بن علی بن رباح لخمی سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میں گھوڑا خریدنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے کہ گھوڑے کا رنگ سرخ وسیاہ ہو اور اس کی پیشانی، ناک اور دائیں ہاتھ کے سوا تین پاؤں سفید ہوں۔

امام ابوعبیدہ اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بہترین گھوڑے سبزی مائل سیاہ یا سرخی مائل سیاہ رنگ کے ہیں (1)۔

امام ابن عرفہ رحمہ اللہ نے حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر سیاہی مائل سرخ اور سیاہ وسفید رنگ کے گھوڑے میں برکت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: رسول اللہ ﷺ شکال (ایسا گھوڑا جس کی تین ٹانگیں سفید ہوں اور چوتھی کا رنگ مختلف ہو) کو ناپسند کرتے تھے (2)۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین گھوڑا وہ ہے جس کی رنگت سیاہ ہو پیشانی اور ناک پر سفید نشان ہو اور دائیں ہاتھ کے سوا تینوں پاؤں سفید ہوں۔ اگر سیاہ رنگ (ادھم) کا نہ ہو تو پھر کمیت (سرخ و سیاہ) گھوڑا جس میں مذکورہ اوصاف ہوں وہ بہترین ہے (3)۔

امام طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو غزوہ میں شریک ہونے کا ارادہ کرے تو سیاہ رنگ کا گھوڑا خرید جس کی پیشانی اور چاروں پائے دائیں ہاتھ کے سوا سفید ہوں۔ کیونکہ تو غنیمت حاصل کرے گا اور محفوظ رہے گا (4)۔

امام سعد، حرث بن ابی اسامہ، ابویعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن قانع نے معجم میں، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مندہ، رویانی نے مسند میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یزید بن عبداللہ بن عریب سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد باری تعالیٰ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ کے بارے فرمایا: کہ وہ جن ہیں، شیطان ایسے انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جس کے گھر میں خوش منظر گھوڑا ہو۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 422 (32571) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (32569)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 102 (2458) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (2459)

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوالہدی سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اس سے جس نے حضور نبی کریم ﷺ سے انہیں حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ کے ضمن میں فرمایا: آخرین سے مراد جن ہیں۔ اور جس نے گھوڑوں میں سے کوئی گھر میں باندھ رکھا ہو شیطان اس کے گھر کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ نقل کیا ہے کہ شیطان ہرگز ایسے انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتا جس کے گھر میں خوش نما گھوڑا ہو۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شیطان گھوڑے کی پیشانی پر قدرت نہیں رکھتا۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر اور بھلائی رکھ دی گئی ہے اور شیطان بھلائی کی کبھی بھی استطاعت نہیں رکھے گا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَاٰخَرِیْنَ سے مراد بنی قریظہ ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مقاتل سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا وَاٰخَرِیْنَ سے مراد منافقین ہیں اور اَللّٰهُ یَعْلَمُهُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ منافقین کے اس نفاق کو جانتا ہے جسے وہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَاٰخَرِیْنَ سے مراد وہ منافقین ہیں جنہیں تم نہیں جانتے۔ کیونکہ وہ تمہارے پاس یہ کہتے ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور تمہارے ساتھ غزوہ میں بھی شریک ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: وَاٰخَرِیْنَ سے مراد اہل فارس ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے وَاٰخَرِیْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ابن یمان نے بیان کیا ہے کہ ان سے مراد وہ شیاطین ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں۔

وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۱﴾

''اور اگر کفار مائل ہوں صلح کی طرف تو آپ بھی مائل ہو جایئے اس کی طرف اور بھروسہ کیجئے اللہ تعالیٰ پر۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اس میں بنی قریظہ کا ذکر ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت بنی قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی اور پھر اس آیت کے ساتھ منسوخ ہو گئی فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ...... الآیہ (محمد:35)'' (اے فرزندان اسلام!) ہمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 38، داراحیاء التراث العربی بیروت

مت ہارو اور (کفار کو) صلح کی دعوت مت دو"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ "وان جنحوا للسلم" پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا السَّلْمِ سے مراد اطاعت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کا معنی ہے اگر وہ صلح پر راضی ہوں تو تم بھی صلح پر راضی ہو جاؤ۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اسی کے بارے سدی کہتے ہیں کہ جب وہ صلح کا ارادہ کریں تو تم بھی اس کا ارادہ کرلو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لِسَّلْمِ کو جر کے ساتھ "سلم" پڑھا ہے اور اس کا معنی صلح ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مبشر بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے السَّلْمِ کو سین کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کا معنی صلح ہے۔

امام ابوعبید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آیت وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ اس آیت کے ساتھ منسوخ ہے: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ: 29) تا قول صٰغِرُوْنَ "جنگ کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت پر"۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سلم کا معنی صلح ہے اور اس آیت کے بارے انہوں نے کہا: اس آیت کا حکم سورۂ برات کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ ایک مدت تک لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے کہ یا وہ صلح کرلیں یا پھر آپ ان سے جنگ کریں گے۔ پھر سورہ برات میں یہ حکم منسوخ ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: 5) الآیہ "قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم انہیں پاؤ"۔ مزید فرمایا: قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً (التوبۃ: 36) "اور جنگ کرو تمام مشرکوں سے"۔ تو آپ ﷺ نے ہر معاہدہ کرنے والے کے ساتھ اپنا عہد اعلانیہ توڑ دیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کے ساتھ جنگ کریں یہاں تک کہ وہ کہہ دیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اسلام قبول کرلیں اور آپ اس کے سوا ان سے کچھ بھی قبول نہ کریں اور ہر عہد جس کا ذکر اس سورت اور دوسری سورتوں میں ہے اور ہر وہ صلح جس کے ساتھ مسلمان اور مشرکین باہم صلح کرتے اور ایک دوسرے کے ساتھ وعدہ کرتے تھے۔ جونہی سورۂ برات نازل ہوئی تو وہ سب منسوخ ہو گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ وہ کہہ دیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ؕ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ

بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾

''اور اگر وہ ارادہ کریں کہ آپ کو دھوکہ دیں (تو آپ فکر مند کیوں ہوں) بے شک کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ، وہی ہے جس نے آپ کی تائید کی اپنی نصرت اور مومنوں (کی جماعت) سے اور اسی نے الفت پیدا کر دی ان کے دلوں میں۔ اگر آپ خرچ کرتے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب تو نہ الفت پیدا کر سکتے ان کے دلوں میں لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت پیدا کر دی ان کے درمیان، بلاشبہ وہ زبردست ہے حکمت والا ہے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَ اِنْ يُّرِيْدُوْۤا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اس میں بنی قریظہ کا تذکرہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس آیت میں بِالْمُؤْمِنِيْنَ سے مراد انصار ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ انصار کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آیت میں بِالْمُؤْمِنِيْنَ سے مراد انصار ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: عرش پر لکھا ہوا ہے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِيْ لَا شَرِيْكَ لِيْ، مُحَمَّدٌ عَبْدِيْ وَ رَسُوْلِيْ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ'' (کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں یکتا ہوں کوئی میرا شریک نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے بندے اور میرے رسول ہیں، میں نے علی کے ساتھ ان کی تائید کی ہے) لہٰذا آیت هُوَ الَّذِيْۤ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ اسی کے متعلق ہے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخوان میں، نسائی، بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت باہم محبت کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ۔(1)

امام ابو عبید، ابن منذر، ابو الشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اور یہ آپ ہی کے الفاظ ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے قرابت کے رشتے توڑ دیے جاتے ہیں اور منعم کے احسان کی ناشکری کی جاتی ہے اور ہم دلوں کے باہم ایک دوسرے کے قریب ہونے کی مثال نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 495 (9013)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اور یہی مفہوم شعر میں موجود ہے، شاعر نے کہا ہے:

إِذَا مِتُّ ذُو الْقُرْبٰى إِلَيْكَ بِرَحْمِهِ فَغَشَّكَ وَاسْتَغْنٰى فَلَيْسَ بِذِي رَحِمٍ

" جب تو مرے گا تو ذوی القربیٰ اپنے رشتے کے سبب تجھے ڈھانپ لیں گے اور مستغنی ہو جائیں گے گویا کہ وہ رشتہ دار ہیں ہی نہیں"۔

وَلٰكِنَّ ذَا الْقُرْبٰى الَّذِي إِنْ دَعَوْتَهُ أَجَابَ: وَمَنْ يَرْمِي الْعَدُوَّ الَّذِي تَرْمِي

" لیکن قرابت دار وہ ہے کہ اگر تو اسے دعوت دے تو وہ اسے قبول کرے اور تیرے دشمن کے ساتھ وہ بھی دشمنی کرے"۔

اسی کے متعلق ایک کہنے والے کا قول ہے۔

وَلَقَدْ صَحِبْتُ النَّاسَ ثُمَّ خَبَرْتُهُمْ وَبَلَوْتُ مَاوَصَلُوْا مِنَ الْاَسْبَابِ

" تحقیق میں نے لوگوں کی معیت اختیار کی پھر انہیں آزمایا اور جن اسباب تک وہ پہنچے ان کی بھی آزمائش کی"۔

فَإِذَا الْقَرَابَةُ لَا تُقَرِّبُ قَاطِعًا وَإِذَا الْمَوَدَّةُ اَقْرَبُ الْاَسْبَابِ

" پس قرابت کٹنے کے قریب نہیں ہوتی، اور مودت ومحبت تو قریب ترین اسباب میں سے ہے"۔

امام بیہقی نے کہا ہے۔ میں نے اس روایت کو اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول سے متصل پایا ہے اور میں آپ کا قول نہیں جانتا۔ حالانکہ وہ شعر میں آپ کے قول سے یا آپ سے پہلے کے کسی راوی کی جانب سے موجود ہے (1)۔

امام ابن مبارک، عبد الرزاق، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا نعمت کی ناشکری کی جاتی ہے، رشتہ توڑ دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جب دلوں کے درمیان قربت پیدا فرماتا ہے۔ تو پھر کوئی شے انہیں ایک دوسرے سے دور نہیں کر سکتی۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ...... الآیہ۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب آدمی اپنے بھائی سے ملتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے تو ان دونوں کے درمیان سے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح ہوا پتوں کو بکھیر دیتی ہے۔ تو ایک آدمی نے کہا: بے شک یہ تو آسان سا عمل ہے۔ تو انہوں نے کہا: کیا تم نے نہیں سنا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ۔ (3)

امام ابو الشیخ نے اوزاعی رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ نے میری طرف لکھا ہے: اگر زمانہ ہمارے درمیان تفریق کر دے تو بے شک وہ محبت جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے درمیان پیدا فرما دی ہے وہ انتہائی قریب ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٦٤﴾

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 495 (9034) دار الکتب العلمیہ بیروت — 2۔ ایضاً (9032)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 9، صفحہ 214 (35449) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

"اے نبی (مکرم) کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرمانبردار ہیں مومنوں سے"۔

امام بزار رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ تو مشرکین نے کہا: آج قوم ہمارے نصف تک پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ انتالیس مرد و زن اسلام لے آئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف با اسلام ہوئے اور ان کی تعداد چالیس ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ...... الآیہ۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ تینتیس مرد اور چھ عورتیں اسلام لے آئیں۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسلام لانے کی نعمت سے سعادت اندوز ہوئے تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسلام لانے کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہے اور جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے وہ آپ کے لیے کافی ہیں۔

امام ابو محمد اسماعیل بن علی خطبی رحمہ اللہ نے الاول میں حضرت طارق رحمہ اللہ کی سند سے حدیث بیان کرتے ہوئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے چالیسویں فرد کی حیثیت سے اسلام قبول کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اس آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ اور مومنین کافی ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ ؕ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفًا مِّنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ ۚ وَ اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ یَّغْلِبُوْۤا اَلْفَیْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾

''اے نبی! برانگیختہ کیجئے مومنوں کو جہاد پر۔ اگر ہوں تم سے بیس آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوئے تم میں سے سو آدمی (صبر کرنے والے) تو غالب آئیں گے ہزار کافروں پر کیونکہ یہ کافر وہ لوگ ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے (اے مسلمانو!) اب تخفیف کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر اور وہ جانتا ہے کہ تم میں کمزوری ہے۔ تو اگر ہوئے تو میں سے سو آدمی صبر کرنے والے تو وہ غالب آئیں گے دو سو پر اور اگر ہوئے تم میں سے ایک ہزار (صابر) تو وہ غالب آئیں گے دو ہزار پر اللہ کے حکم سے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''۔

امام بخاری، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سفیان رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عمرو بن دینار سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا تو ان پر یہ فرض کر دیا گیا کہ ان میں سے کوئی ایک فرد دس کے مقابلہ سے نہ بھاگے اور بیس افراد دو سو افراد کے مقابلہ سے نہ بھاگیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ...... الآیہ۔ تو یہ فرض کر دیا گیا کہ ایک سو افراد دو سو افراد کے مقابلے سے فرار اختیار نہ کریں۔ سفیان نے کہا: اور ابن شبرمہ نے کہا۔

امام بخاری، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ تو مسلمانوں پر انتہائی مشکل ہو گیا جب ان پر فرض کر دیا گیا کہ ان میں سے ایک فرد دس کے مقابلہ سے فرار اختیار نہ کرے۔ تو پھر تخفیف کا حکم نازل ہوا: اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ...... الآیہ تو جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تعداد میں تخفیف کر دی، تو جتنی مقدار ان سے تخفیف کی گئی تو اتنی مقدار صبر بھی کم ہو گیا(1)۔

امام اسحاق بن راہویہ مسند میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ہر آدمی کے لیے دس افراد سے جنگ لڑنا فرض ہو گیا اور یہ حکم ان پر انتہائی ثقیل اور مشقت آمیز ثابت ہوا۔ تو یہ حکم ان سے واپس لے لیا گیا اور اس میں تخفیف کر کے یہ حکم دیا گیا کہ ان میں سے ایک آدمی دو آدمیوں سے جنگ کرے۔ پس اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ الی آخر الآیات۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان پر یہ فرض کیا گیا کہ یہ آدمی دس آدمیوں سے جنگ کرے۔ پس یہ حکم ان پر انتہائی ثقیل اور مشقت آمیز ثابت ہوا۔ تو یہ ان سے اٹھا لیا اور دوبارہ یہ حکم دیا گیا کہ ایک آدمی دو آدمیوں سے جنگ لڑے۔ تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل کیں۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 180 (4552) دار الفکر بیروت (معمولی اختلاف کے ساتھ)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَى الْقِتَالِ تو یہ مسلمانوں پر انتہائی ثقیل اور دشوار گزری اور انہوں نے اس امر کو انتہائی عظیم اور مشکل جانا کہ بیس آدمی دو سو افراد سے اور ایک سو آدمی ایک ہزار افراد سے جنگ لڑے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ان کے بوجھ کو ہلکا کیا اور اسے دوسری آیت کے ساتھ منسوخ کر دیا اور فرمایا اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَ عَلِمَ اَنَّ فِیْكُمْ ضَعْفًا...... الآیہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں نصف ہوئے تو انہیں ان کے مقابلہ سے بھاگنا نہیں چاہیے۔ اگر وہ اس سے کم ہوں تو پھر ان پر قتال واجب نہیں اور ان کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ دشمن سے بچیں اور احتیاط برتیں۔ پھر انہیں قیدیوں کے بارے میں اور مال غنیمت لینے کے بارے میں عتاب کیا، آپ سے قبل انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے دشمن سے لیا ہوا مال غنیمت نہیں کھایا تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ ان پر فرض کر دیا گیا کہ کوئی آدمی دس کے مقابلے سے اور کوئی جماعت اپنے دس گنا سے فرار اختیار نہ کرے۔ پس لوگوں نے اس کے لیے انتھک کوشش کی اور یہ حکم ان پر انتہائی دشوار اور تکلیف دہ گزرا۔ تب دوسری آیت نازل ہوئی: اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ۔ الی قولہ اَلْفَیْنِ تو اس میں ان پر یہ فرض کیا گیا کہ کوئی آدمی دو آدمیوں کے مقابلے سے اور کوئی قوم اپنی دو مثل سے فرار اختیار نہ کرے تو جتنی مقدار میں تعداد سے ان کے لیے تخفیف ہوئی، اتنی مقدار صبر بھی کم ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا بدر کا دن تھا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر لازم کر دیا کہ ان میں سے ایک آدمی دس مشرکین کے ساتھ جنگ لڑے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑ کاٹ دی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست فاش سے دوچار کر دیا اور انہیں تباہ و برباد کر دیا تو اس کے بعد مسلمانوں کے لیے حکم میں تخفیف فرما دی اور یہ آیت نازل فرمائی: اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ۔ یعنی جنگ بدر کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنْ یَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ کے بارے کہا ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور ان پر انتہائی ثقیل اور دشوار ثابت ہوئی پھر اس کے بعد رخصت کا حکم نازل ہوا۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ حکم بدر کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے لیے تھا۔ اس میں سے ہر آدمی پر یہ لازم کیا گیا تھا کہ وہ دس کافروں کے ساتھ جنگ لڑے گا، تو وہ اس حکم کے باعث تنگ ہوئے اور مشکل میں مبتلا رہے پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے تخفیف ہوئی اور ان میں سے ہر ایک آدمی پر دو آدمیوں کا مقابلہ کرنا لازم کر دیا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت ہم اصحاب محمد ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام شیرازی نے القاب میں، ابن عدی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ضَعۡفًا کو مرفوع پڑھا ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ ضَعۡفًا پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے عَلِمَ اَنَّ فِیۡکُمۡ ضُعۡفًا پڑھا۔ اور فرمایا: قرآن میں ہر مقام پر ضعف ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِیٍّ اَنۡ یَّكُوۡنَ لَهٗۤ اَسۡرٰى حَتّٰى یُثۡخِنَ فِی الۡاَرۡضِ ؕ تُرِیۡدُوۡنَ عَرَضَ الدُّنۡیَا ۖۗ وَاللّٰهُ یُرِیۡدُ الۡاٰخِرَةَ ؕ وَاللّٰهُ عَزِیۡزٌ حَكِیۡمٌ ﴿۶۷﴾ لَوۡ لَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمۡ فِیۡمَاۤ اَخَذۡتُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۶۸﴾ فَكُلُوۡا مِمَّا غَنِمۡتُمۡ حَلٰلًا طَیِّبًا ۖؗ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۶۹﴾

''نہیں مناسب نبی کے لیے کہ ہوں اس کے پاس جنگی قیدی یہاں تک کہ غلبہ حاصل کر لے زمین میں۔ تم چاہتے ہو دنیا کا سامان اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے (تمہارے لیے) آخرت اور اللہ تعالیٰ بڑا غالب (اور) دانا ہے اگر نہ ہوتا حکم الٰہی پہلے سے (کہ خطاء اجتہادی معاف ہے) تو ضرور پہنچتی تمہیں بوجہ اس کے جو تم نے لیا ہے بڑی سزا۔ سو کھاؤ جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے حلال (اور) پاکیزہ اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی اَنۡ یَّكُوۡنَ لَهٗۤ اَسۡرٰى اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے لوگوں سے غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے مشورہ کیا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت عطا فرمائی ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ان کی گردنیں مار دیجئے۔ یہ سن کر حضور نبی مکرم ﷺ نے ان سے اعراض کر لیا اور فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر قدرت دی ہے اور بلاشبہ کل تک وہ تمہارے بھائی تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ان کی گردنیں مار دیجئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پھر ان سے اعراض فرمایا۔ پھر وہ دوبارہ اٹھے اور اسی طرح کہا۔ بعد ازاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں معاف فرما دیں اور ان سے فدیہ قبول کر لیں۔ پس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 261 (42-2941) دار الکتب العلمیہ بیروت

عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⊙ (ابراہیم) اور وہ دوسرے فرشتے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں۔ ان میں سے پہلے انتہائی سخت اور دوسرے انتہائی نرم ہیں۔ اور میری امت میں انہیں دو کی مثل ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا: کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ یہ دونوں ملائکہ میں سے دو کی طرح ہیں اور انبیاء علیہم السلام میں سے دو کی طرح ہیں؟ پھر فرمایا: اے ابوبکر! تیری مثال ملائکہ میں حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح ہے کہ وہ رحمت کے ساتھ نزول فرماتا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں تیری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے کہ انہوں نے یہ دعا کی: فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي ۚ وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⊙ (ابراہیم) اور اے عمر! رضی اللہ عنہ تیری مثال ملائکہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرح ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں پر شدت، قوت او عذاب کے ساتھ نازل ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السلام میں تیری مثال حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ہے کہ انہوں نے کہا تھا رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ⊙ (نوح)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ لیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ آپ کی قوم اور آپ کا خاندان ہے پس ان کا راستہ چھوڑ دیجئے (یعنی انہیں آزاد کر دیجئے) اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رائے لی تو انہوں نے عرض کی: آپ انہیں قتل کر دیجئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر فدیہ مقرر فرما دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗۤ اَسْرٰى...... الآیہ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب تھا کہ آپ کے ساتھ اختلاف کرنے کے سبب ہمیں کوئی تکلیف پہنچ جاتی۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ جب غزوہ بدر کے دن جنگی قیدی لائے گئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی ان قیدیوں میں قید کر کے لایا گیا۔ آپ کو انصار میں سے ایک آدمی نے گرفتار کیا تھا اور انصار نے انہیں یہ دھمکی دی کہ انہیں قتل کر دیں گے۔ یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے چچا عباس کی وجہ سے آج رات سویا نہیں۔ میں نے انصار کے بارے یہ خیال کیا ہے کہ انہوں نے انہیں قتل کر دیا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا میں ان کے پاس جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انصار کے پاس آئے اور انہیں کہا: عباس کو چھوڑ دو۔ انہوں نے جواب دیا: نہیں قسم بخدا! ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر راضی اور خوش ہوں تو؟ پھر انہوں نے کہا: اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشی اس میں ہے تو اسے لے جاؤ۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عباس کو پکڑ لیا۔ جب وہ آپ کے قبضے میں آ گئے تو آپ نے ان سے کہا: اے عباس! (رضی اللہ عنہ) تو اسلام قبول کر لے قسم بخدا! اگر تو اسلام قبول کر لے گا تو تو میرے نزدیک خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہو

پسندیدہ ہوگا۔ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ میں نے دیکھا ہے رسول اللہ ﷺ تیرے اسلام لانے کو پسند فرماتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مشورہ طلب کیا۔ تو آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ آپ کا خاندان ہے، آپ انہیں چھوڑ دیجئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رائے لی تو انہوں نے عرض کی: آپ انہیں قتل کر دیجئے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان پر فدیہ لگا دیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى ...... الآیہ (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بدر کے دن انتہائی صبر کرتے ہوئے تین کے سوا کسی کو قتل نہیں کیا۔ یعنی عقبہ بن ابی معیط، نضر بن حارث اور طعمہ بن عدی۔ نضر کو حضرت مقداد نے قید کیا تھا (2)۔

امام ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت نافع کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بدر کے جنگی قیدیوں کے بارے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مشورہ طلب فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ ان پر فدیہ لگا دیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ آپ انہیں قتل کر دیں۔ ایک کہنے والے نے کہا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے اور اسلام کو مٹانے کا قصد و ارادہ کیا ہے اور ابوبکر آپ ﷺ کو فدیہ کا مشورہ دے رہے ہیں اور کسی نے یہ کہا: اگر ان میں عمر کا باپ یا بھائی ہوتا تو وہ آپ ﷺ کو قیدیوں کے قتل کا مشورہ نہ دیتے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کے قول کو قبول فرمالیا اور آپ نے ان پر فدیہ مقرر کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قریب تھا کہ ابن خطاب کی رائے کے خلاف کرنے کے سبب ہمیں شدید عذاب آ پہنچتا اور اگر عذاب نازل ہوتا تو عمر کے سوا وہ کسی کو نہ چھوڑتا۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں ابوصالح کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب بدر کا دن تھا تو لوگوں نے غنائم کی جانب جلدی کی اور ان کے اپنے لیے حلال ہونے سے پہلے ہی وہ ان تک جا پہنچے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے کسی سردار (بادشاہ) کے لیے مال غنیمت حلال نہیں ہوا۔ نبی علیہ السلام اور اس کے اصحاب جب مال غنیمت حاصل کرتے تو وہ اسے ایک جگہ اکٹھا کر دیتے تھے۔ پھر آسمان سے آگ اترتی اور اسے جلا کر خاکستر کر دیتی۔ چنانچہ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل فرمائیں: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ ...... الی آخر الآیتین" (3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 359 (3270) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 360 (36692) مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 365 (36740)

کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے: اگر میرے علم میں پہلے نہ ہوتا کہ میں مغانم کو حلال کر دوں گا اور لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کی تفسیر میں کہا: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مجھے عطا فرمائی ہے اور يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّمَن فِيٓ أَيْدِيكُم مِّنَ ٱلْأَسْرَىٰٓ (الانفال: 70) مجھے اس کے بدلے عطا فرمائی ہے جو اس نے مجھ سے چالیس اوقیہ، چالیس غلام لیے تھے۔

امام اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت لَّوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ اللہ تعالیٰ بدر کے غنائم ان کے لیے حلال کرنے سے پہلے یہ فرمارہا ہے کہ اگر پہلے سے یہ نہ ہوتا کہ میں عذاب اسے دوں گا جو میرا نافرمان ہوگا حتی کہ صرف اس کے لیے سزا کا حکم دوں گا تو پھر آپ کو بہت بڑی سزا ہو جاتی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے یہ آیت یوم بدر سے متعلق ہے۔ اس وقت مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی۔ جب ان کی تعداد کثیر ہوگئی اور ان کی قوت و طاقت مضبوط اور مستحکم ہوگئی تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا: فَإِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَآءً (محمد: 4) پس اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور مومنین کو جنگی قیدیوں کے بارے میں اختیار دے دیا، اگر وہ چاہیں تو انہیں قتل کر دیں، اگر چاہیں تو انہیں غلام بنالیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں۔ اور لَّوْلَا كِتَٰبٌ مِّنَ ٱللَّهِ سَبَقَ کے بارے فرمایا: یعنی کتاب اول میں ہے کہ مغانم اور جنگی قیدی تمہارے لیے حلال ہیں۔ لَمَسَّكُمْ فِيمَآ أَخَذْتُمْ یعنی تمہیں بہت بڑی سزا پہنچتی ان کے بدلے جو کچھ تم نے قیدیوں سے لیا۔ فَكُلُوا۟ مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَٰلًا طَيِّبًا کی تفسیر میں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ام الکتاب میں لکھا ہوا ہے کہ مال غنیمت اور جنگی قیدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لیے حلال ہیں۔ اگرچہ ان سے پہلے کسی امت کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں حلال نہیں کیا۔ حالانکہ وہ اس کے بارے میں ان کی طرف کوئی حکم نازل ہونے سے پہلے مال غنیمت بھی حاصل کرتے تھے اور جنگی قیدی بھی بناتے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي ٱلْأَرْضِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہاں تک کہ وہ زمین پر غالب آ جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُثْخِنَ کا معنی قتل کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَكُونَ لَهُۥٓ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي ٱلْأَرْضِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس حکم کے بعد رخصت نازل ہوئی اگر آپ چاہیں تو ان پر احسان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 51، 53

کریں (یعنی بلا عوض رہا کردیں) اور اگر چاہیں تو فدیہ لے لیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا کی تفسیر میں فرمایا کہ اصحاب محمد ﷺ نے بدر کے دن فدیہ لینے کا ارادہ کیا اور انہوں نے ان پر چار چار ہزار فدیہ مقرر کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَرَضَ الدُّنْيَا سے مراد خراج ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کسی کے لیے بھی یہ مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ارادہ سے عمل کرتا ہو اور اس پر دنیا کے ساز و سامان میں سے کوئی شے لیتا ہو۔ مگر اس میں سے جو اس کا حصہ اور حق ہو (وہ لے سکتا ہے)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اگر ہمارے لیے ایسے گناہ نہ ہوتے جن سے ہم اپنے نفسوں پر خوف زدہ ہوتے سوائے دنیا کے ساتھ اپنی محبت کے تو ہم بالیقین اپنے نفسوں کے بارے میں ڈرتے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ لہٰذا تم بھی وہی ارادہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ اس کا معنی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے سے یہ حکم نہ ہوتا کہ ان کے لیے مغفرت ہے (یعنی ان کے لیے مغفرت کا حکم پہلے سے موجود ہے)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ کا معنی ہے اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے سے ہی اہل بدر کے لیے سعادت کا حکم نہ ہوتا لَمَسَّكُمْ فِيْمَآ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ تو جو فدیہ تم نے لیا ہے اس کی وجہ سے تمہیں بہت بڑی سزا پہنچتی۔

امام نسائی، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت پہلے سے ہی موجود ہے۔ اس سے قبل کہ وہ معصیت کا عمل کریں۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھی تھی۔ اچانک ایک آدمی کا ذکر کیا گیا اور انہوں نے اسے پالیا۔ تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے بارے میں نرمی سے بات کر۔ چونکہ ہم نے رسو ل اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ذنب کا ارتکاب کیا ہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ آپ نے فرمایا: پس ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت ہے جو پہلے سے ہمارے لیے مقرر تھی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو عذاب نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے لیے ظاہر کردے اور اسے اس کا واضح حکم دے۔

امام مسلم، ترمذی، ابن منذر، بیہقی نے دلائل میں اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دیگر انبیاء علیہم السلام پر چھ چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے (اور وہ یہ ہیں) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، میرے لیے غنائم کو حلال کیا گیا، میرے لیے ساری زمین کو پاکیزہ اور مسجد (سجدہ گاہ) بنا دیا گیا۔ مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا (1)۔

امام احمد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں کی گئیں مجھے ہر سرخ و سیاہ کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا میرے لیے زمین کو سجدہ گاہ اور پاک کرنے والا بنا دیا گیا، میرے لیے غنائم کو حلال کیا گیا حالانکہ وہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہیں تھیں رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، پس دشمن مرعوب ہو جاتا ہے حالانکہ وہ مجھ سے ایک مہینہ کی مسافت پر ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔ پس میں نے اپنی ایک دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر رکھا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو وہ تم میں سے ہر اس شخص کو شامل ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ وہ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اور میری امت کے لیے غنائم کو حلال کیا گیا (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم سے پہلے کسی کے لیے بھی مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کو ہمارے ضعف اور کمزوری کا علم ہوا تو اسے ہمارے لیے طیب اور حلال قرار دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی اپنے حکم میں غنائم کو حلال قرار دیا اور یہ آیت نازل فرمائی: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قسم بخدا! ہم ان کا مال نہیں لیں گے چاہے وہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو، یہاں تک کہ ہم یہ جان لیں کہ آیا وہ حلال ہے یا حرام؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اسے پاکیزہ اور حلال بنا دیا اور یہ حکم نازل فرمایا: فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ان کا فدیہ اور ان کے اموال سب حلال قرار دیے۔ جنگی قیدیوں نے کہا: ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی خیر اور بھلائی نہیں۔ تحقیق اس نے ہمیں قتل کیا اور ہمیں قیدی بنا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارت دیتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى (الانفال:70) تا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل امتوں میں جب مال غنیمت حاصل ہوتا تو وہ اسے قربان گاہ میں رکھ دیتے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کھانا ان پر حرام قرار دیا تھا، چاہے وہ تھوڑا ہوتا یا زیادہ۔ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت نبی علیہ السلام اور ان کی امت پر حرام کر رکھا تھا۔ چنانچہ نہ وہ اس سے کھا سکتے تھے، نہ وہ اس سے چوری چھپے لے سکتے تھے اور نہ ہی وہ اس سے قلیل یا کثیر مال اٹھا سکتے تھے۔ ورنہ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیج دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر انتہائی شدت کے ساتھ حرام رکھا اور حضور نبی مکرم ﷺ کے سوا کسی نبی علیہ السلام کے لیے اسے حلال نہیں کیا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلے سے ہی یہ فیصلہ تھا کہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 472، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 161، دار صادر بیروت

مال غنیمت حضرت محمد مصطفی ﷺ اور آپ کی امت کے لیے حلال ہے۔ پس اسی لیے غزوۂ بدر کے جنگی قیدیوں سے فدیہ لینے کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب لوگوں نے فدیہ میں رغبت کا اظہار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ...... تا ۔ لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ ۔ الآیہ ۔ فرمایا: پہلے سے ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ فیصلہ ہے کہ جو غزوۂ بدر میں حاضر ہوئے ان کے لیے اس کی رحمت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے درگزر فرمائی اور ان کے لیے اسے حلال قرار دیا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

''اے نبی (کریم) آپ فرمایئے ان قیدیوں سے جو تمہارے قبضہ میں ہیں اگر جان لی اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں کوئی خوبی تو عطا فرمائے گا تمہیں بہتر اس سے جو لیا گیا ہے تم سے اور بخشے گا تمہارے (قصور) اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کا فدیہ بھیجا تو رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند کے فدیہ کے لیے اپنے گلے کا ایک ہار بھیجا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو آپ ﷺ پر شدید رقت طاری ہوگئی اور فرمایا: اگر تم مناسب سمجھو تو یہ اس کے اسیر کے لیے ہی چھوڑ دو؟ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بلاشبہ میں مسلمان ہوں یارسول اللہ! ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تیرے اسلام کو بہتر جانتا ہے۔ اگر ایسے ہی ہے جیسے تم کہہ رہے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں جزا عطا فرمائے گا۔ پس تم اپنا، اپنے دو بھتیجوں نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب اور اپنے حلیف عتبہ بن عمر کا فدیہ ادا کرو۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہاں ہے جو تو نے اور ام فضل نے دفن کیا تھا اور تم نے اسے کہا تھا اگر میں کسی آزمائش سے دوچار ہو جاؤں تو یہ مال میرے بیٹوں کے لیے ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! یارسول اللہ! ﷺ بلاشبہ یہ ایسی شے ہے جس کے بارے میرے اور اس کے سوا کسی کو علم نہیں۔ بیس اوقیہ مال میں سے جو میرے پاس موجود ہے جو تم چاہو میری جانب سے شمار کرلو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا کرلو۔ چنانچہ انہوں نے اپنا، اپنے دو بھتیجوں اور اپنے حلیف کا فدیہ ادا کیا اور یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حالت اسلام میں بیس اوقیہ کے بدلے بیس غلام عطا فرمائے، ان میں سے ہر ایک کے پاس مال تھا جس کے ساتھ میری مدد کی

گئی اوراس کے ساتھ ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت کا امیدوار بھی ہوں (1)۔

امام ابن سعد، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے حضرت علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مال بھیجا، جو انتہائی زیادہ تھا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چٹائی پر پھیلا دیا۔ لوگ آنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمانا شروع کر دیا۔ اس دن کوئی عدد اور وزن نہیں تھا۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے غزوۂ بدر کے وقت اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا تھا۔ مجھے بھی اس مال سے عطا فرمائیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لے لو۔ پس انہوں نے اپنی قمیص میں مال ڈال لیا۔ پھر جب واپس پھرنے لگے تو اسے اٹھانے کی طاقت نہ رکھی۔ انہوں نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اٹھوا دیجئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: انہوں نے وہ لے لیا جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، تحقیق وہ پورا ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ میں نہیں جانتا۔ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ یہ اس سے بہتر ہے جو مجھ سے لیا گیا اور جو کچھ وہ مغفرت کے بارے میں کرے گا اسے میں نہیں جانتا (2)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں قریش کے ستر افراد کو قیدی بنایا۔ ان میں عباس اور عقیل بھی تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر چالیس اوقیہ سونا بطور فدیہ لگا دیا۔ عباس پر سو اوقیہ لگایا اور عقیل پر اسی اوقیہ۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے مجھے قریش کا فقیر اور محتاج بنا دیا ہے، آپ نے کچھ باقی نہیں چھوڑا؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اسلام لانے کا تذکرہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ جو بیس اوقیے مجھ سے لیے گئے، وہ میرے حصے میں ڈال لیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان بیس کے عوض مجھے بیس غلام عطا فرمائے۔ ان میں سے ہر ایک تاجر تھا جو میرے مال کے ساتھ کاروبار کرنے لگے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی مغفرت کا امیدوار بھی ہوں (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں قید کر لیے گئے انہوں نے چالیس اوقیہ سونے کے فدیہ کے ساتھ رہائی حاصل کی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى تو انہوں نے کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے دو خصلتیں عطا فرمائی ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ ان دونوں کے عوض میرے پاس دنیا ہو۔ غزوۂ بدر میں مجھے گرفتار کر لیا گیا اور میں نے چالیس اوقیہ سونا اپنی ذات کا فدیہ ادا کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مجھے چالیس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 25 (4306)، دارالکتب العلمیہ بیروت (مختصراً) 2۔ ایضاً، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 372 (5423)

3۔ دلائل النبوۃ، جلد 2، صفحہ 613 (410) المکتبۃ العربیۃ بیروت

غلام عطا فرمادیئے اور بلاشبہ میں اس مغفرت کی امید بھی رکھتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عباس اور اس کے ساتھیوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی: ہم اس کے ساتھ ایمان لائے جو آپ لے کر آئے اور ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ سو یہ آیت نازل ہوئی: اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں ایمان اور تصدیق کو جان لیا تو وہ تمہیں اس سے بہتر عطا فرمائے گا جو تم سے لیا گیا اور جو شرک تم کرتے رہے اس سے تمہاری مغفرت فرما دے گا۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئی اور بے شک میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ دنیا میں کوئی شے نہیں ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے سو گناہ بہتر اور اچھا عدل فرمایا جو کچھ مجھ سے لیا گیا اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ میری مغفرت بھی فرمائے گا۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے نازل ہوئی۔ ان میں عباس بن عبد المطلب، نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۷۱

"اور اگر وہ ارادہ کریں آپ سے دھوکہ بازی کا (تو حیرت کیوں ہو) انہوں نے تو دھوکہ کیا ہے اللہ سے پہلے ہی (اسی لیے) تو اللہ نے قابو دے دیا (تمہیں) ان پر اور اللہ تعالیٰ علیم (و) حکیم ہے"۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ اِنْ يُّرِيْدُوْا خِيَانَتَكَ کا معنی ہے اگر ان کا قول جھوٹ ہو (تو حیرت کیوں ہو) فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ تحقیق انہوں نے کفر اختیار کیا اور آپ کے ساتھ جنگ لڑی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے محفوظ رکھا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۷۲

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت

"یقیناً جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور جہاد کیا اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے راہ خدا میں اور وہ جنہوں نے پناہ دی (مہاجرین کو) اور (ان کی) مدد کی یہی لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی، نہیں تمہارے لیے ان کی وراثت سے کوئی چیز یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اور اگر وہ مدد طلب کریں تم سے دین کے معاملہ میں تو فرض ہے تم پر ان کی امداد مگر اس قوم کے خلاف نہیں کہ تمہارے اور ان کے درمیان (صلح) کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مومنین تین مراتب اور درجات پر تھے۔ ان میں سے بعض وہ اہل ایمان ہیں جنہوں نے ہجرت کی اور اس دوران اپنی قوم سے علیحدگی اور جدائی اختیار کی۔ یہ ہجرت فرما ہو کر اہل ایمان کی ایک جماعت کے گھروں، زمینوں اور ان کے مالوں میں وارد ہوئے۔ (ان مہاجرین کا ذکر ان الفاظ میں ہے) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اور دوسرے گروہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وَ الَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا" وہ جنہوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی اور (ان کی) مدد کی"۔ اور انہوں نے اس شے کا اعلان کیا جس کا اہل ہجرت نے کیا۔ اور جس نے بھی اسے جھٹلایا یا اس کا انکار کیا انہوں نے اس کے خلاف تلواریں بلند کیں۔ پس یہ دونوں گروہ مومنین کے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آپس میں ایک دوسرے کا دوست بنا دیا ہے۔ اور تیسرے درجے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یُهَاجِرُوْا اس کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مذکورہ دونوں گروہ آپس میں دینی ولایت کے سبب ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے۔ جب کوئی مومن مہاجر فوت ہوتا۔ اور وہ گروہ جو ایمان تو لایا لیکن ہجرت نہ کی وہ اس وجہ سے وارث نہیں ہو گا کیونکہ نہ تو اس نے ہجرت کی ہے اور نہ ہی مدد کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مومنین مہاجرین کو ان کی میراث سے روک دیا اور یہی وہ ولایت ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَایَتِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ حَتّٰی یُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰی قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ اور یہ ان مومنین کا حق اور فرض ہے جنہوں نے پناہ دی اور مدد کی کہ جب وہ دین کے معاملہ میں ان سے مدد طلب کریں، اگر جنگ لڑی جائے تو وہ ان کی مدد کریں مگر جب کہ وہ اس قوم کے خلاف مدد طلب کریں جن کے درمیان اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان (صلح) کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ تو وہ ان کے خلاف ان کی مدد نہ کریں۔ البتہ ان دشمنوں کے خلاف ضرور مدد کریں جن کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اور ان مومنین میں سے ہر ذی رحم کو اپنے رشتے کے ساتھ ملا دیا جو ایمان تو لائے اور ہجرت نہ کی اور مومنین میں سے ہر انسان کا حصہ مقرر فرما دیا۔ کیونکہ ارشاد ہے وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۠ (الانفال)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخاۃ قائم کی۔ چنانچہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت زید بن

حارثہ کے درمیان، حضرت عمر بن خطاب اور حضرت معاذ بن عفراؑ کے مابین، حضرت زبیر بن عوام اور حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوبکر صدیق اور طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت و بھائی چارہ قائم کردیا اور اپنے تمام اصحاب کو فرمایا: تم آپس میں بھائی بھائی ہو اور یہ یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میرا بھائی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ مسلمان اسی رشتے پر قائم رہے یہاں تک کہ سورت الانفال نازل ہوئی۔ اور اس سورت میں اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے عقد کو مزید پختہ اور مستحکم کیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا۔ تا قولہ۔ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے ساتھ اس عقد کو مستحکم فرمادیا جو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام میں سے مہاجرین و انصار کے درمیان قائم کیا تھا۔ جن کے درمیان مواخاۃ قائم تھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے، نہ کہ وہ لوگ جو ذوی الارحام اور قرابت داروں میں سے مکہ مکرمہ میں مقیم تھے۔ سو جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا لوگ اس معاہدے پر قائم رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی اور اس نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ۔ والقربات۔ اس کے سبب ہر آدمی اپنے نسب اور رشتے دار کی طرف لوٹ گیا اور وہ پہلی وراثت منقطع ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ کہ ان میں سے بعض میراث میں بعض کے اولیاء ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کے لیے میراث بنائی نہ کہ رشتہ داروں کے لیے۔ اور فرمایا: وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ کہ تمہارے لیے ان کی میراث میں سے کوئی شے نہیں۔ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ یعنی اگر اعرابی مسلمان مہاجرین و انصار سے اپنے لیے دشمن کے خلاف مدد طلب کریں تو پھر ان کی مدد کرنا ان پر لازم ہے اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ (مگر اس قوم کے خلاف نہیں جن کے درمیان اور تمہارے درمیان معاہدہ ہو چکا ہو)۔ پس وہ اسی کے مطابق عمل پیرا رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ پس اس نے پہلی آیت کے حکم کو منسوخ کردیا اور میراث ذوی الارحام کے لیے ہوگی۔

امام ابوعبید، ابوداؤد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی مہاجر کسی اعرابی کا نہ ولی بنتا تھا اور نہ وارث بنتا تھا حالانکہ وہ مومن ہوتا اور نہ کوئی اعرابی کسی مہاجر کا وارث بن سکتا تھا۔ لہٰذا اس آیت وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کردیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ کوئی اعرابی کسی مہاجر کا وارث نہیں بنتا تھا اور نہ کوئی مہاجر کسی اعرابی کا وارث ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ فتح ہوگیا۔ اور لوگ گروہ در گروہ دین میں داخل ہوئے۔ تو

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمان ہجرت کے سبب ایک دوسرے کے وارث بنے اور کوئی اعرابی مسلمان مہاجر مسلمان کی کسی شے کا وارث نہیں بن سکتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد سورۂ احزاب میں یہ حکم منسوخ کردیا گیا وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا اور مواریث کا تعلق جلل کے ساتھ قائم ہوگیا(1)۔

امام احمد اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی سریہ یا لشکر پر کسی کو امیر بنا کر بھیجتے تو اسے اپنی ذات کے لیے خاص طور پر یہ نصیحت فرماتے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اپنے ساتھ چلنے والے مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور خیر کا سلوک کرنا۔ اور فرماتے: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو اور جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے ان سے جنگ لڑو۔ جب اپنے مشرک دشمن سے تیرا آمنا سامنا ہو تو انہیں تین خصلتوں میں سے ایک کی طرف بلاؤ۔ ان میں سے جسے بھی وہ تجھ سے قبول کرلیں تو تو بھی انہیں قبول کرلے اور ان سے جنگ روک لینا۔ پس پہلے انہیں اسلام کی طرف دعوت دو۔ اگر وہ اس دعوت کو قبول کرلیں تو تم بھی ان کی جانب سے اسے قبول کرلو۔ پھر انہیں اپنے گھروں سے مہاجرین کے گھروں کی طرف پھرنے کی دعوت دو اور انہیں یہ بتاؤ کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو ان کے لیے وہی حقوق ہوں گے جو مہاجرین کے لیے ہیں اور ان پر وہی فرائض اور ذمہ داریاں ہوں گی جو مہاجرین پر ہیں۔ اگر وہ انکار کردیں اور اپنے گھروں کو ہی پسند کریں تو پھر انہیں بتادو کہ وہ اعرابی مسلمانوں کی طرح ہوں گے۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا وہی حکم جاری ہوگا جو مومنین پر جاری ہوتا ہے اور مال فے اور غنیمت میں سے ان کے لیے کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ مگر اس صورت میں ان کا حصہ ہوگا جب کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد میں شامل ہوں گے۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کردیں تو پھر انہیں جزیہ ادا کرنے کو کہو۔ اگر وہ اس پر تیار ہو جائیں تو ان کی جانب سے اسے قبول کرلو اور ان سے جنگ روک لو۔ اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کردیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور ان کے ساتھ جنگ شروع کردو(2)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مشرکین کے خلاف اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ مِّیْثَاقٌ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ لوگ جن سے صلح کا معاہدہ کیا گیا ہے ان سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے تو قسم بخدا! تجھ پر تیرے مسلمان بھائی کی حرمت اور حق اسے کہیں زیادہ اور اعظم ہے۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم، مع شرح نووی، کتاب الجہاد، جلد 6، صفحہ 34 (1331) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 91 (2427) ایضاً

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿۷۳﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾

''اور وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا وہ ایک دوسرے کے حمایتی ہیں۔ اگر تم (ان حکموں پر) عمل نہیں کرو گے تو برپا ہو جائے گا فتنہ ملک میں اور (پھیل جائے گا) بڑا فساد اور جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا میں اور جنہوں نے پناہ دی اور ان کی امداد کی وہی (خوش نصیب) لوگ سچے ایمان دار ہیں۔ انہیں کے لیے بخشش ہے اور باعزت روزی''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابو مالک کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم اپنے مشرکین رشتہ داروں کو وارث بنائیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ...... الآیہ (1)۔ ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا: یہ آیت اہل عرب کے مشرکین کو وارث بنانے کے بارے نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کفر اختیار کرنے والے میراث میں ایک دوسرے کے حمایتی ہیں۔ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ کے بارے آپ کہتے ہیں کہ اگر تم نے میراث کے بارے میں جو حکم میں نے تمہیں دیا ہے اسے تسلیم نہ کیا (تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت بڑا فساد پھیل جائے گا) (3)

امام احمد، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہاجرین دنیا اور آخرت میں باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں اور قریش اور بنی ثقیف سے آزادی پانے والے سب دنیا اور آخرت میں ایک دوسرے کے دوست اور حمایتی ہیں۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے (4)۔

امام حاکم رحمہ اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو دینوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے، کوئی مسلمان کسی کافر کا اور کوئی کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ كَبِيْرٌ۔ (5)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 65 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 64 3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 65

4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 91 (2576، 6978) دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 262 (2944)

ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے پاس وہ آجائے جس کی امانت اور اخلاق پر تم راضی اور خوش ہو تو اس کا نکاح کر دو، درآنحالیکہ وہ اسی حال میں رہے جس پر تھا اور اگر تم نے اس پر عمل نہ کیا تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بہت بڑا فساد پھیل جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٥﴾

"اور جو لوگ ایمان لائے بعد میں اور ہجرت بھی کی اور جہاد بھی کیا تمہارے ساتھ مل کر تو وہ بھی تمہیں میں سے ہیں اور رشتہ دار (ورثہ میں) ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں حکم الٰہی کے مطابق۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو چار مراتب اور کیفیات پر چھوڑا: مومن مہاجر، انصار، اعرابی مومن جس نے ہجرت نہیں کی اور اگر نبی علیہ السلام نے اس سے مدد طلب کی تو انہوں نے آپ کی مدد کی اور اگر آپ انہیں چھوڑ دیں تو وہ آپ کے لیے اجازت ہے۔ اور اگر نبی مکرم ﷺ مدد طلب کریں تو ان پر فرض ہے کہ وہ آپ کی مدد کریں۔ اسی لیے فرمایا وَ اِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اور چوتھا درجہ احسان کے ساتھ اتباع کرنے والوں کا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بالخصوص ہم گروہ قریش و انصار کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ اس لیے ہم گروہ قریش جب مدینہ طیبہ آئے۔ تو ہم اس حال میں آئے کہ ہمارے پاس کوئی مال و منال نہ تھا۔ تو ہم نے انصار کو اس طرح پایا کہ وہ انتہائی اچھے بھائی ہیں۔ پس ہم نے ان کے ساتھ مواخات قائم کی اور ہم ایک دوسرے کے وارث ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خارجہ بن زید کو بھائی بنایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو بھائی بنایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بنی زریق بن سعد زرقی میں سے ایک آدمی کو بھائی بنایا۔ حضرت زبیر نے کہا اور میں نے حضرت کعب بن مالک کو بھائی بنایا۔ پس انہوں نے ہمیں وارث بنایا اور ہم نے انہیں وارث بنایا۔ جب غزوۂ احد کا دن تھا تو مجھے کہا گیا۔ تمہارے بھائی کعب بن مالک رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ سو میں ان کی طرف آیا اور انہیں وہاں سے منتقل کیا اور میں نے ایک ہتھیار پایا۔ جس نے اس کیفیت میں بوجھل کر دیا تھا جو ہم دیکھ رہے تھے۔ قسم بخدا! اے میرے بیٹے! اگر وہ اس دن دنیا سے فوت ہو جاتے تو میرے سوا ان کا کوئی وارث نہ ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بالخصوص ہم گروہ قریش و انصار کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور ہم اپنے وارثوں کی طرف لوٹ آئے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے

قاضی شریح کی طرف لکھا: کہ یہ آیت نازل ہوئی کیونکہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے باہمی معاہدہ کرتا تھا تو کہتا تھا تو مجھے وارث بنا اور میں تجھے وارث بناؤں گا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ طریقہ چھوڑ دیا گیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ کہا گیا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ذوی الارحام کے سوا موالی کو وارث نہیں بناتے اور کہتے ہیں کہ ذوی الارحام حکم الٰہی کے مطابق ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ (حق سے) بہت دور ہو گئے، وہ کہاں گئے؟ بے شک مہاجرین ہی ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں نہ کہ اعراب۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ یعنی مولی کو وارث بنایا جائے گا۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت نے اپنے سے پہلے مواریث العقد والحلف اور مواریث بالہجرۃ کے حکم کو منسوخ کر دیا اور میراث کا حق ذوی الارحام کو حاصل ہو گیا۔ فرمایا: بیٹا بھائی سے قریبی ہے، بھائی بہن سے اقرب ہے، بہن بھتیجے سے اولیٰ ہے، بھتیجا چچا سے افضل ہے، چچا، چچا کے بیٹے کی نسبت زیادہ قریبی ہے، چچا کا بیٹا ماموں کی نسبت زیادہ قریبی ہے اور زید کے قول کے مطابق ماموں، پھوپھی اور خالہ کا میراث میں کوئی حصہ نہیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مال کے دو ثلث پھوپھی کو اور ایک ثلث خالہ کو دیتے تھے جب کہ اس کے لیے کوئی اور وارث نہ ہوتا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں میراث میں سے جو مال بچ جاتا وہ خاوند اور بیوی کے علاوہ دیگر ذوی الارحام کو ان کے حصوں کے مطابق دے دیتے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی اعرابی کسی مہاجر کا وارث نہیں بنتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مسلمان جب مدینہ طیبہ میں آئے تو وہ ہجرت کے سبب ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور فرمایا: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔

طیالسی، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان مؤاخاۃ قائم کی اور وہ ایک دوسرے کے وارث ہوئے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔ پھر انہوں نے اس حکم کو چھوڑ دیا اور وہ نسب کے سبب ایک دوسرے کے وارث بننے لگے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 67، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفرائض، جلد 4، صفحہ 382 (8001) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 67،

آیاتہا ۱۲۹ ﴿سُوْرَةُ التَّوْبَةِ مَدَنِيَّةٌ ۹﴾ رکوعاتہا ۱۶

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: سورۂ توبہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: سورہ برأت مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جو سورتیں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں ان میں سے سورہ برأت بھی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابو داؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، نسائی، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں، ابن حبان، ابو الشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ کو کس چیز نے برانگیختہ کیا کہ انفال کا قصد کریں حالانکہ یہ مثانی میں سے ہے؟ اور برأت کا قصد کریں حالانکہ یہ مئین میں سے ہے اور پھر تم نے ان دونوں کو ملا دیا ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور تم نے اسے سات لمبی سورتوں (سبع طوال) میں رکھا ہے تمہیں اس پر کس نے ابھارا ہے؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر ایک ایسا زمانہ آیا جب کہ آپ پر ذوات العدد سورتیں نازل ہو رہی تھیں اور جب بھی کوئی شے آپ پر نازل ہوتی تو آپ ﷺ کاتبین وحی میں سے کسی کو بلاتے اور فرماتے ان آیات کو اس سورۃ میں لکھ دو جس میں فلاں فلاں چیز کا ذکر کیا گیا ہے۔ سورۂ انفال ان سورتوں میں سے ہے جو مدینہ طیبہ میں پہلے پہلے نازل ہوئیں اور سورۂ برأت نزول کے اعتبار سے آخر قرآن میں سے ہے۔ اور اس کا قصہ انفال کے قصہ کے مشابہ ہے۔ پس میں نے گمان کیا کہ یہ اس میں سے ہے اور رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے اور آپ نے ہمارے لیے یہ بیان نہ فرمایا کہ یہ اس میں سے ہے۔ پس اس وجہ سے میں نے ان دونوں کو ملا دیا ہے اور ان کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں لکھی اور میں نے ان دونوں کو سات طویل سورتوں میں شامل کیا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی، ابن ضریس، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی: يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ (النساء:176) اور سب سے آخر میں جو سورت مکمل طور پر نازل ہوئی وہ سورۂ برأت ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے انفال اور برأت کے بارے پوچھا: کیا یہ دو سورتیں ہیں یا ایک سورت ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ دو سورتیں ہیں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابو روق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا برأت اور انفال ایک سورت ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 241 (2875) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام نحاس نے ناسخ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: انفال اور برأت دونوں کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قرینتین پکارا جاتا تھا۔ اسی لیے میں نے ان دونوں کو سات طویل سورتوں میں شامل کیا ہے۔

امام دارقطنی نے الافراد میں حضرت عسعس بن سلامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! انفال اور برأت کو کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہیں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا۔ سورت نازل ہوتی تھی اور مسلسل لکھی جاتی تھی یہاں تک کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نازل ہوتی۔ اور جب بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نازل ہوتی تو دوسری سورت لکھی جاتی لیکن انفال نازل ہوئی تو ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نہ لکھی گئی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق سورۂ ہود، برأت، یٰس، دخان اور عم یتساءلون یاد نہیں کریں گے۔

ابوعبید، سعید بن منصور، ابو الشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو عطیہ ہمدانی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ تم خود سورۂ برأت کی تعلیم حاصل کرو اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور کے احکام سکھاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی نے الاوسط میں، ابو الشیخ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: وہ سورت جس کو تم سورۂ توبہ کا نام دیتے ہو وہ سورۃ العذاب ہے۔ قسم بخدا! اس نے کسی کو نہیں چھوڑا مگر اس نے اس سے کچھ حصہ پالیا اور جو کچھ ہم اس سے پڑھتے ہیں تم اس سے ربع (چوتھائی) کے سوا کچھ نہیں پڑھو گے۔

امام ابو عبید، ابن منذر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سورۂ برأت کو سورۂ توبہ کا نام دیتے ہیں اور یہی سورۃ العذاب ہے (1)۔

امام ابو عبید، ابن منذر اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا یہ سورۃ التوبہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ صرف توبہ، بلکہ یہ تو فاضحہ (رسوا کرنے والی) ہے۔ یہ مسلسل نازل ہوتی رہی یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ ہم میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا مگر اس کا ذکر اس میں کیا جائے گا۔

امام ابو عوانہ، ابن منذر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: سورہ توبہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ عذاب کے زیادہ قریب ہے۔ اس نے لوگوں کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ یہ گمان ہوا کہ وہ ان میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

1۔ فضائل القرآن از ابو عبید، جلد 1، صفحہ 241، دار ابن کثیر دمشق

فرمایا: سورۂ برأت کی تنزیل کا سلسلہ ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔ یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ ہم میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچے گا مگر یہ کہ اس کے بارے حکم نازل ہوگا۔ اس کا نام فاضحہ رکھا گیا ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا سورۂ توبہ کیا ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورتوں میں سے سورۂ توبہ کون سی ہے؟ اس نے جواباً کہا سورۂ برأت۔ تو پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا لوگوں نے اس کے سوا بھی کوئی اعمال کیے۔ ہم تو اس سے شفا پانے کی دعا کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ برأت کو سورۂ منقرہ کہا جاتا ہے کیونکہ اس نے جو کچھ مشرکین کے دلوں میں تھا، اسے باہر نکالا اور اس کی چھان بین کی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ تم سورۂ برأت کا ثلث (ایک تہائی) نہیں پڑھو گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ الہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اسے سورۂ توبہ کا نام دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ سورۃ العذاب یعنی برأت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورۂ برأت کا نام المعبرۃ تھا۔ کیونکہ اس نے لوگوں کے خفیہ رازوں کو ظاہر کر دیا۔

امام سعید بن منصور، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سورۂ برأت پڑھی۔ تو میں نے ابی سے پوچھا: یہ سورت کب نازل ہوئی؟ تو انہوں نے میرے ساتھ کوئی بات نہ کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز مکمل فرمائی۔ تو میں نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے پھر کہا: میں نے آپ سے پوچھا تھا لیکن تم نے میرے ساتھ ترش روئی کا مظاہرہ کیا اور میرے ساتھ کوئی بات نہ کی۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے لیے اس نماز میں سے سوائے تیرے لغو عمل کے اور کچھ نہیں۔ پس میں حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو یہ سب کچھ عرض کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابی نے سچ کہا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ذر اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما میں سے ایک نے حضور نبی مکرم ﷺ سے ایک آیت سنی اور آپ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما تھے۔ تو اس نے اپنے ساتھی سے پوچھا: یہ آیت کب نازل کی گئی؟ پس جب وہ اپنی نماز مکمل کر چکے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 250 (2902) دار الکتب العلمیہ بیروت

اسے فرمایا: تیرا جمعہ نہیں ہوا۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جب سورۂ برأت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں کی خاطر داری کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: سورۂ برأت میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کیوں نہیں لکھی گئی؟ تو آپ نے فرمایا: کیونکہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ امان ہے اور سورۂ برأت تلوار کے ساتھ نازل ہوئی۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ① فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ②

"یہ قطع تعلق (کا اعلان) ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ان لوگوں کو جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا مشرکوں میں سے (اے مشرکو!) پس چل پھر لو ملک میں چار ماہ اور جان لو کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ تعالیٰ کو اور یقیناً اللہ تعالیٰ رسوا کرنے والا ہے کافروں کو"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس آیت میں الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ سے مراد بنی خزاعہ، بنی مدلج اور دیگر وہ قبائل ہیں جن کے ساتھ معاہدہ کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوۂ تبوک سے فارغ ہو کر تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ بیت اللہ شریف میں مشرکین بھی حاضر ہوتے ہیں اور وہ ننگے بدن طواف کرتے ہیں۔ لہٰذا میں پسند نہیں کرتا کہ اس حالت میں حج کروں۔ یہاں تک کہ ایسا ہونا بند نہ ہو جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ ان دونوں نے ذوالمجاز اور دیگر ان مقامات پر لوگوں میں چکر لگایا جن جگہوں میں اور حاجیوں کے جمع ہونے کے مقامات میں وہ خرید و فروخت کرتے تھے اور جن سے معاہدہ تھا انہیں جا کر بتایا کہ انہیں چار ماہ تک امن ہے اور وہ اشہر حرام ہیں جو مسلسل گزرتے ہیں۔ ذوالحجہ کے آخری بیس دنوں سے لے کر ربیع الاول کے پہلے دس دن گزرنے تک ہیں۔ پھر آپ نے ان سے عہد لیا اور تمام لوگوں کو جنگ کے بارے آگاہ کیا یہاں تک کہ وہ مر جائیں (2)۔

امام عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد المسند میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب سورۂ برأت کی دس آیتیں حضور نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئیں تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 351 (8475) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت

رضی اللہ عنہ کو بلایا تا کہ آپ یہ آیات اہل مکہ کو پڑھ کر سنائیں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور ارشاد فرمایا: ابوبکر کو جا ملو، جہاں بھی تمہاری ان سے ملاقات ہو جائے ان سے کتاب لے لو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوٹ کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپ یا آپ کے اہل بیت کے کسی آدمی کے سوا کوئی بھی وہ حکم آپ کی جانب سے نہیں پہنچا سکے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورۂ برأت کے ساتھ بھیجا۔ پھر آپ کو بلا لیا اور فرمایا کسی کو نہیں چاہیے کہ وہ یہ حکم ان تک پہنچائے سوائے میری اہل کے کسی آدمی کے، پھر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ انہیں عطا فرمائی (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورۂ برأت عطا فرما کر اہل مکہ کی طرف بھیجا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیجا اور انہوں نے وہ سورت ان سے لے لی۔ تو اس کے سبب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ میں کچھ (ملال سا) پایا۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! میرے اور میرے اہل کے کسی آدمی کے سوا میری طرف سے وہ کوئی نہیں پہنچا سکتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو چار احکام دے کر بھیجا کوئی ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرے گا، اس سال کے بعد مسلمان اور مشرکین جمع نہیں ہوں گے، جس کسی کے درمیان اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کوئی عہد ہے تو وہ اپنے معاہدہ تک باقی رہے گا اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ مشرکین سے بری الذمہ ہیں۔

امام احمد، نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھیجا۔ آپ ﷺ نے چار احکام کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کوئی ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرے گا، اس سال کے بعد مسلمان اور مشرکین جمع نہیں ہوں گے، جس کسی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی عہد ہے تو وہ اپنے عہد کی پاس داری کرے گا اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکین سے بری ہیں۔

امام احمد، نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب انہیں رسول اللہ ﷺ نے سورۂ برأت دے کر اہل مکہ کی طرف بھیجا، پس ہم یہ

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 168 (3090) دار الکتب العلمیہ بیروت

اعلان کرتے تھے کہ مومن کے سوا کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا کوئی ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرے گا جس کسی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ ہے تو اس کا معاملہ یا اس کی مدت چار ماہ تک ہے جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ مشرکین سے بری الذمہ ہیں اور اس سال کے بعد کوئی مشرک اس بیت اللہ شریف کا حج نہیں کرے گا۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ابو بکر کے حج کے دوران برأت کا اعلان کریں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہمارے پیچھے بھیجا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ برأت کا اعلان کریں گے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ احکام حج بیان کریں گے جیسا کہ ان کا فریضہ ہے۔ یا فرمایا: ابو بکر اپنی ہیئت پر قائم رہیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو احکام برأت عطا فرما کر آپ کے پیچھے بھیجا۔ پھر آئندہ سال حضور نبی مکرم ﷺ نے حج ادا فرمایا۔ پھر واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ کا وصال ہو گیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو والی (خلیفہ) بنایا گیا۔ پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا۔ پھر آئندہ سال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج ادا کیا پھر وصال فرما گئے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا پھر اس کے بعد آپ حج کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے بھی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ہی عامل حج مقرر کیا۔ پھر آپ حج کرتے رہے یہاں تک کہ شہید کر دیے گئے۔

امام ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا تا کہ آپ کی جانب سے وہ برأت کے احکام پہنچائیں۔ پس جب آپ کو بھیج چکے تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور فرمایا: اے علی! رضی اللہ عنہ میرے یا تیرے سوا وہ احکام کوئی نہیں پہنچا سکے گا۔ چنانچہ آپ کو اپنی اونٹنی عضباء پر سوار کیا اور وہ چل پڑے حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیچھے سے جا ملے اور ان سے سورۂ برأت لے لی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اس ڈر اور خوف کے ساتھ ملاقات کی کہ ان کے بارے میں کوئی حکم نازل ہو چکا ہے۔ پس جب حاضری کا شرف حاصل ہو چکا تو عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے لیے کیا (حکم) ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو غار میں میرا بھائی اور بہترین ساتھی ہے اور حوض پر تو میرے ساتھ ہوگا۔ مگر وہ (سورۂ برأت کے احکام) میرے یا میرے اہل بیت کے کسی فرد کے سوا اور کوئی نہیں پہنچا سکتا۔ ''قَالَ خَيْرَ اَنْتَ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ فِي الْغَارِ وَاَنْتَ مَعِيَ عَلَى الْحَوْضِ، غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُبَلِّغُ عَنِّيْ غَيْرِيْ اَوْ

دَخَلَ مِنِّیْ"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سورۂ برأت کے احکام کے ساتھ حج کے لیے بھیجا۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: بلاشبہ آپ یا آپ کے اہل کے کسی فرد کے سوا وہ احکام کوئی ہرگز نہیں پہنچا سکے گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان آپ ان سے جا ملے اور وہ احکام ان سے لے لیے اور پھر حج کے دوران لوگوں کو پڑھ کر سنائے۔

امام بخاری، مسلم، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حج میں اعلان کرنے والوں میں سے مجھے بھی بلا بھیجا اور آپ نے انہیں یوم نحر کو بھیجا کہ وہ منیٰ میں یہ اعلان کریں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور ننگے بدن کوئی طواف نہیں کرے گا پھر حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب بنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ برأت کا اعلان کریں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ یوم نحر کو اہل منیٰ میں برأت کا اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف کرے (1)۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور حکم فرمایا کہ وہ ان کلمات کا اعلان کردیں۔ پھر ان کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں ان کلمات کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا: پس دونوں گئے اور دونوں نے حج ادا کیا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایام تشریق کے دوران کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا "اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ فَسِیْحُوْا فِی الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ اور اس سال کے بعد کوئی مشرک قطعاً حج نہیں کرے گا، نہ کوئی ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف کرے گا اور مومن کے سوا کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اعلان کرتے رہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی، ابن منذر، نحاس، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت زید بن تبیع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کون سی شے کے ساتھ آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج پر بھیجا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: چار چیزوں کے ساتھ۔ (اور وہ یہ ہیں) کہ نفس مومنہ کے سوا کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا، کوئی ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف نہیں کرے گا، اس سال کے بعد مومن اور کافر مسجد حرام میں جمع نہیں ہوں گے اور جس کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے تو اس کا عہد اپنی مدت تک برقرار رہے گا اور جس کا کوئی عہد نہیں تو اس کے لیے مدت چار مہینے ہیں۔ ترمذی اور حاکم دونوں نے کہا ہے کہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 182 (4555)، دارالفکر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 53 (4375) دارالکتب العلمیہ بیروت

یہ روایت صحیح ہے (1)۔

امام اسحاق بن راہویہ، دارمی، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج پر بھیجا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برأت کے احکام کے ساتھ بھیجا۔ پس انہوں نے موقف حج میں لوگوں کو مکمل سورۂ برأت پڑھ کر سنائی (2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے 9 ہجری میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں پر امیر بنا کر بھیجا اور آپ کو حج کے احکام لکھ کر دیے۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سورۂ برأت کی آیات عطا فرما کر بھیجا اور انہیں حکم فرمایا کہ وہ مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات اور تمام مشاعر حج میں ان کا اعلان فرمائیں کہ اس سال کے بعد جس مشرک نے بھی حج کیا اس کی ذمہ داری سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بری الذمہ ہے۔ یا جس کسی نے بیت اللہ شریف کا طواف ننگے بدن کیا اور جس کسی کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی عہد ہے اس کی مدت چار ماہ ہے۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر لوگوں میں چلتے رہے اور ان پر قرآن پڑھتے رہے۔ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اور ان پر یہ آیت بھی پڑھی یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ الآیہ (الاعراف: 31) ''اے آدم کی اولاد! پہن لیا کرو اپنا لباس ہر نماز کے وقت......'' (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے سورۂ برأت کے احکام کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں تو ایک کم عمر بچہ ہوں۔ مجھ سے قضاء کے بارے سوال کیے جائیں گے اور میں نہیں جانتا کہ میں کیا جواب دوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ یہ سورت تو لے کر جائے یا پھر میں خود جاؤں۔ میں نے عرض کی: اگر یہ ضروری ہے تو پھر میں جاؤں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم جاؤ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تیری زبان کو ثابت رکھے گا اور تیرے دل کی راہنمائی فرمائے گا۔'' انطلق فان الله يثبت لسانك ويهدى قلبك '' پھر فرمایا تم جاؤ اور یہ سورت لوگوں کو پڑھ کر سناؤ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ...... الآیہ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدے کر رکھے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے چار ماہ کی حد مقرر فرمائی کہ وہ ان میں جہاں چاہیں پھر سکتے ہیں۔ اور جن کا کوئی معاہدہ نہیں ان کی مقررہ حد چاروں اشہر حرام کا گزرنا ہے یعنی یوم نحر سے لے کر محرم کے گزرنے تک پچاس راتیں ہے۔ جب اشہر حرام گزر گئے تو آپ ﷺ کو حکم دیا کہ جن کے ساتھ معاہدہ ہے ان کے بارے میں تلوار اٹھالیں، اگر وہ اسلام میں داخل نہ ہوں اور جو کچھ بھی ان کے ساتھ عہد و پیمان ہوا وہ توڑ دیں۔ اگرچہ پہلی شرط ختم ہو جائے۔'' بجز ان لوگوں (اہل مکہ) کے جن سے تم نے مسجد حرام

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی جلد 11، صفحہ 169 (3092) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 292، دارالکتب العلمیہ بیروت   3۔ ایضاً

کے پاس معاہدہ کیا"۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم کے کئی معاہدے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ انہیں چار ماہ کی مہلت دیں، وہ ان میں سفر کر سکتے ہیں اس کے بعد ان کا کوئی معاہدہ نہیں اور اس کے بعد سب باطل قرار دے دیا اور وہ قوم جن کا کوئی معاہدہ نہیں تھا تو ان کے لیے پچاس دنوں کی مدت مقرر کر دی۔ یعنی بیس دن ذوالحجہ کے اور محرم شریف کا مکمل مہینہ۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ: 5) "پھر جب گزر جائیں حرمت والے مہینے تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ انہیں"۔ اس آیت کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کسی سے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے معاہدوں سے برأت کا اعلان فرمایا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور نحاس رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ کی تفسیر میں حضرت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ یہ آیت شوال میں نازل ہوئی اور چار مہینوں سے مراد شوال، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں (1)۔

وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۳

"اور اعلان عام ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں کے لیے بڑے حج کے دن کہ اللہ تعالیٰ بری ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول بھی۔ اب بھی اگر تم تائب ہو جاؤ تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے۔ اور اگر تم منہ پھیرے رہو تو خوب جان لو کہ تم نہیں عاجز کرنے والے اللہ تعالیٰ کو۔ اور خوش خبری سنا دو کافروں کو دردناک عذاب کی"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد خداوندی وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی جانب سے اعلان عام ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حمید رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے حضرت علی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 73

بن حسین رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک نام کتاب اللہ میں ہے لیکن وہ اسے پہچانتے نہیں۔ میں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ قسم بخدا! وہ اسم اذان ہے۔

امام ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے حج اکبر کے دن کے بارے پوچھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ یوم النحر (قربانی کا دن) ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یوم الحج الاکبر سے مراد یوم نحر ہے(2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: چار چیزیں ہیں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے یاد کی ہیں اور وہ یہ ہیں صلوٰۃ وسطی سے مراد نماز عصر ہے، حج اکبر سے مراد یوم نحر ہے، ادبار السجود سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں اور ادبار النجوم سے مراد نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ترمذی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور ذکر و وعظ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ای یوم احرم، ای یوم احرم، ای یوم احرم؟ کون سا دن زیادہ حرمت والا ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ (یعنی حج اکبر کا دن)(3)

امام ابوداؤد، نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن قرط سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایام نحر میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم ترین دن یوم القر ہے (یعنی وہ دن جو یوم نحر کے متصل بعد آتا ہے اور وہ گیارہویں ذی الحجہ کا دن ہے) حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے(4)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ قربانی کا دن ہی یوم الحج الاکبر ہے۔

امام بخاری نے تعلیقاً، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حج ادا فرمایا تو اس دوران آپ نے قربانی کے دن (دسویں ذی الحجہ) جمرات کے درمیان وقوف فرمایا اور پوچھا: آج کون سا دن ہے؟ لوگوں نے عرض کی:

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 2، رقم الحدیث 957 دار الکتب العلمیہ بیروت — 2۔ ایضاً، رقم الحدیث 958

3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی جلد 6 صفحہ 166 (3087)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم جلد 4 صفحہ 264 (7522)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آج یوم نحر ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی دن یوم الحج الاکبر ہے (1)۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ان لوگوں میں بھیجا جو یوم نحر کو منیٰ میں یہ اعلان کریں گے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے، کوئی ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے، **یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ** سے مراد یوم نحر ہے اور حج اکبر حج ہے۔ اسے اکبر لوگوں کے قول الحج الاصغر کی وجہ سے کہا گیا۔ پس اس سال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں تک یہ خبر پہنچا دی۔ نتیجۃً جس سال رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا۔ اس سال کسی مشرک نے حج ادا نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ** (التوبہ:28) ''اے ایمان والو! مشرکین تو نرے ناپاک ہیں'' (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یوم الحج الاکبر سے مرد یوم نحر ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے عید الاضحیٰ کے دن خطبہ دیا۔ اور فرمایا آج کا دن قربانی کا دن ہے۔ آج کا دن حج اکبر کا دن ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے کہا حج اکبر کے دن سے مراد یوم نحر ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حج اکبر سے مراد یوم نحر ہے (6)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحج الاکبر سے مراد یوم نحر ہے جس میں بال کٹوائے جاتے ہیں، اس میں خون بہایا جاتا ہے (قربانی کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں) اور اسی میں حرام کردہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں (یعنی وہ چیزیں جو احرام باندھنے کے سبب حرام ہو جاتی ہیں یوم نحر کو احرام کھل جانے کے بعد وہ چیزیں حلال ہو جاتی ہیں) (7)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یوم الحج الاکبر سے مراد وہ دن ہے جس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ مل کر حج ادا کیا (یعنی آپ امیر الحج تھے اور آپ نے لوگوں کو خطبہ حج دیا) (8)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ **یَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ** کے بارے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک سال تھا جس میں مسلمانوں اور مشرکین نے تین دنوں میں حج ادا کیا اور یہود و نصاریٰ نے تین دنوں میں اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 85، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 435، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 379 (15115)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ ایضاً (15115) 5۔ ایضاً (15116)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 378 (15106) 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 85
8۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 215 (6894)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

متفقہ طور پر مسلمانوں، مشرکین اور یہود و نصاریٰ کا حج چھ دنوں میں ہوا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عون رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یوم الحج الاکبر کے بارے پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد وہ دن ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کا حج اور اہل ملل کا حج باہم مل گئے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے زمانہ میں فرمایا: یہ حج اکبر کا سال ہے۔ فرمایا: مسلمانوں کا حج اور مشرکین کا حج لگاتار تین دنوں میں جمع ہو گئے ہیں۔ پس مسلمانوں، مشرکین اور یہود و نصاریٰ کا حج مسلسل تین دنوں میں جمع ہو گیا اور جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس سال سے پہلے یہ اس طرح جمع نہیں ہوا اور نہ ہی قیامت قائم ہونے تک اس کے بعد جمع ہوگا۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے حج اکبر کے بارے سوال کیا گیا؟ تو انہوں نے کہا: تمہیں اور حج اکبر کو کیا ہے؟ یہ اس سال تھا جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنا نائب بنایا اور آپ نے لوگوں کو حج پڑھایا۔ اس میں مسلمان اور مشرکین سب اکٹھے تھے اس لیے اس کا نام حج اکبر رکھا گیا اور یہود و نصاریٰ کی عید باہم موافق ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ سے مراد یوم نحر کے بعد متصل دوسرا دن ہے۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ امام اس میں خطبہ دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ کا دن) کو فرمایا: یہ حج اکبر کا دن ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حج اکبر یوم عرفہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالصہباء البکری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حج اکبر کے دن کے بارے پوچھا؟ تو آپ نے فرمایا: وہ یوم عرفہ ہے۔

امام ابو عبید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یوم عرفہ حج اکبر کا دن ہے۔ یہ فخر و مباہاۃ کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمان کے فرشتوں میں اہل زمین کے بارے اظہار فخر فرماتا ہے۔ اور فرماتا ہے وہ میرے پاس پراگندہ حال اور غبار آلود ہو کر آئے ہیں وہ میرے ساتھ ایمان لائے ہیں حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ضرور بہ ضرور ان کی مغفرت فرماؤں گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت معقل بن داؤد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عرفہ کے دن

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ حج اکبر کا دن ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا یہ حج اکبر ہے تو حج اصغر کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: رمضان المبارک میں عمرہ کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے حج اکبر کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حج اکبر یوم نحر ہے اور حج اصغر عمرہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہا جاتا ہے عمرہ بھی حج اصغر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ کی تفسیر میں ابو خیوہ نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ مشرکین سے بری ہے اور اس کا رسول ﷺ بھی ان سے بری ہے۔

امام ابو بکر محمد بن قاسم انباری نے کتاب الوقف والا بتداء میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک اعرابی آیا: اور کہا: کون مجھے وہ پڑھائے گا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر نازل فرمایا ہے؟ تو اسے ایک آدمی نے پڑھایا اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ اس نے رَسُوْلُهٗ کا لفظ جر یعنی زیر کے ساتھ پڑھا۔ تو اعرابی نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے بری ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے بری ہو گیا تو میں بھی اس سے بری ہو جاؤں گا، جب اعرابی کی یہ گفتگو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو آپ نے اسے بلایا اور کہا: اے اعرابی! کیا تو رسول اللہ ﷺ سے بری الذمہ ہو جائے گا؟ اس نے جواب دیا: اے امیر المومنین! میں مدینہ طیبہ آیا اور میں قرآن کریم نہیں جانتا تھا۔ تو میں نے پوچھا: مجھے کون پڑھائے گا؟ ایک آدمی نے مجھے یہ سورۂ برأت پڑھائی اور اس نے پڑھا اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ تو میں نے کہا: اگر اللہ اپنے رسول ﷺ سے بری ہو گا تو میں بھی اس سے بری ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اعرابی! یہ اس طرح نہیں ہے۔ اس نے استفسار کیا: اے امیر المومنین! یہ کیسے ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَ رَسُوْلُهٗ تو پھر اعرابی نے کہا: قسم بخدا! میں بھی اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ نے برأت کا اظہار فرمایا ہے۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم صادر فرما دیا عالم لغت کے سوا لوگوں کو کوئی نہ پڑھائے اور آپ نے ابو الاسود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے علم نحو وضع کیا۔

ابن الانباری نے عباد مہلبی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابو الاسود دؤلی نے ایک آدمی کو وَ رَسُوْلُهٗ کے الفاظ کسرہ کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا تو کہا: میں یہ وسعت اور صلاحیت رکھتا ہوں کہ ایسے اصول وضع کروں جن کے سبب ایسی غلطی کی اصلاح ہو جائے یا اسی مفہوم کا کوئی کلام انہوں نے فرمایا۔ رہا یہ ارشاد خداوندی وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ تو اس کے بارے ابن ابی حاتم نے محمد بن مسہر سے یہ قول بیان کی ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ سے پوچھا گیا، کیا بشارت مکروہ اور ناپسندیدہ شے کے بارے ہوتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وَ بَشِّرِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ۔

اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۴

”بجزان مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا پھر انہوں نے نہ کی کی تمہارے ساتھ ذرہ بھر اور نہ انہوں نے مدد کی تمہارے خلاف کسی کی۔ تو پورا کرو ان سے ان کا معاہدہ ان کی مدت (مقررہ) تک۔ بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پرہیزگاروں کو“۔

امام ابن ابی حاتم نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں مشرکین سے مراد قریش کے وہ مشرک ہیں جن سے حدیبیہ کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کیا تھا۔ یوم نحر کے بعد چار ماہ تک ان کی مدت باقی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ ان کے اس معاہدے کی مدت کو پورا کریں۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت محمد بن عباد بن جعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مشرکین بنی بکر بن کنانہ سے بنوخزیمہ بن عامر ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا۔ الآیہ۔ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر مشرکین اپنا عہد توڑ دیں اور وہ دشمن پر غلبہ پالیں تو ان کے لیے کوئی معاہدہ نہیں۔ اگر وہ اس عہد کو پورا کریں جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے درمیان قائم ہے اور وہ آپ پر غلبہ پانے کی کوشش نہ کریں تب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ آپ ان کے عہد کو قائم رکھیں اور اسے پورا کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ کے بارے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بنی مدلج اور خزاعہ کا ایک معاہدہ تھا۔ تو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنوضمرہ اور بنومدلج بنی کنانہ میں سے دو قبیلے ہیں بنی تبیع سے ہونے والے غزوۂ عسرہ میں یہ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے حلیف تھے۔ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـًٔا پھر انہوں نے اپنے عہد کو دھوکہ کرتے ہوئے توڑا نہیں۔ وَّ لَمْ يُظَاهِرُوْا اور نہ ہی انہوں نے تمہارے خلاف تمہارے دشمنوں کی مدد کی۔ فَاَتِمُّوْۤا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ تو ان کا معاہدہ ان کی اس مدت مقررہ تک پورا کرو جس کی تم نے ان کے لیے شرط لگائی ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ۔ فرماتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کے بارے ڈرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام کی ہیں اور وہ عہد کو پورا کرتے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے کسی کے ساتھ بھی معاہدہ نہیں کیا۔

فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٥﴾

''پھر جب گزر جائیں حرمت والے مہینے تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ انہیں اور گرفتار کرو انہیں اور گھیرے میں لے لو انہیں اور بیٹھو ان کی تاک میں ہر گھات کی جگہ۔ پھر اگر یہ توبہ کر لیں اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوۃ تو چھوڑ دو ان کا راستہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اشہر حرام سے مراد چار مہینے ہیں ذوالحجہ کے بیس دن، محرم، صفر، ربیع الاول اور ربیع الثانی کے بیس دن۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اشہر حرام سے مراد ذوالقعدہ کے دس دن، ذوالحج اور محرم ہیں اور یہ ستر راتیں ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اشہر حرام سے مراد وہی چار ہیں جن کے بارے یہ فرمایا فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ (براۃ:2)

ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اشہر حرام کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان یوم نحر کے بعد چار ماہ کا معاہدہ ہوا تھا۔ ان کے لیے تو ان کے عہد کی بقیہ مدت تھی اور جن کا کوئی عہد نہیں تھا ان کے لیے محرم گزرنے کی مہلت تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو حکم فرمایا: جب یہ مدت گزر جائے تو آپ ان سے حل و حرم اور بیت اللہ کے پاس بھی قتال کریں یہاں تک کہ وہ یہ شہادت دیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا: کتاب اللہ میں ہر آیت جس میں حضور نبی کریم ﷺ اور مشرکین میں سے کسی کے درمیان معاہدے کا ذکر ہے اس کے اور ہر قسم کے عہد کے منسوخ ہونے کی مدت سورۂ براٴت ہے کیونکہ فرمایا خُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وَاحْصُرُوهُمْ کا معنی ہے ان پر حالات تنگ کر دو اور وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ کا معنی ہے کہ تم انہیں نہ چھوڑو کہ وہ شہروں میں پھرتے رہیں اور نہ ہی تم انہیں تجارت کے لیے نکلنے دو۔

ابن ابی حاتم نے ابوعمران جونی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: کتاب اللہ میں رباط (چھاؤنی یا دشمن کے مقابلہ کے لیے لشکر کے پڑاؤ ڈالنے کی جگہ) کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ کا حکم منسوخ ہو گیا اور اس میں استثناء کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اور مزید فرمایا وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ (التوبہ: 7)

امام ابن ماجہ، محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں، بزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم۔ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ربیع بن انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی دنیا سے اس حال میں جدا ہوا کہ وہ یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اس کے ساتھ ساتھ اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی، تو وہ اس حال میں جدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دین وہی ہے جو رسل عظام لے کر آئے اور انہوں نے باتوں کی تیزی اور خواہشات کے اختلاف سے قبل اپنے رب کی جانب سے اس کی تبلیغ فرمائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے جو اس آیت کے آخر میں نازل ہوا: فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ فرمایا ان کی توبہ سے مراد بتوں کو توڑنا (ان کی پوجا پاٹ کو چھوڑنا) اور اپنے رب کی عبادت کرنا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ کی تفسیر میں فرمایا: کہ اس آیت نے اہل مکہ کے خون کو حرام قرار دیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں کے تین گروہ ہیں۔ ایک مسلمان جن پر زکوٰۃ ہے ایک مشرک جن پر جزیہ ہے اور ایک گروہ حربیوں کا ہے جنہیں تجارت کے لیے پناہ اور امن دیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے مال کا عشر (چنگی) ادا کریں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت مصعب بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح فرمایا پھر طائف کی جانب چلے گئے اور ان کا آٹھ یا سات دن تک محاصرہ کیا، پھر صبح و شام سفر کیا، پھر ایک جگہ نزول فرمایا، پھر دوپہر کے وقت سفر کیا، پھر فرمایا: اے لوگو! میں تمہارے لیے فرط ہوں اور میں اپنی اہل بیت کے بارے تمہیں بھلائی اور خیر کی وصیت کرتا ہوں۔ تم سے ملاقات حوض پر ہوگی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور بہ ضرور نماز قائم کرو گے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو گے یا تمہاری طرف میں اپنی جانب سے کوئی آدمی بھیجوں گا یا وہ میری طرح ہی ہو گا اور وہ ان میں سے قتال کرنے والوں کی گردنیں مار دے گا اور ان کی اولادوں کو قید کر لے گا۔ پس لوگوں نے خیال کیا کہ وہ ابوبکر ہے یا عمر رضی اللہ عنہما تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: وہ یہ ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

ابن سعد نے عبدالرحمٰن بن ربیع ظفری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک انتہائی شجاع اور بہادر آدمی کی طرف قاصد بھیجا کہ اس سے صدقہ وصول کیا جائے۔ پس وہ قاصد اس کے پاس پہنچا تو اس نے اسے واپس لوٹا دیا۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی طرف جاؤ۔ اگر وہ اپنا صدقہ نہ دے تو اسے قتل کر دو۔

وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷

”اور اگر کوئی شخص مشرکوں میں سے پناہ طلب کرے آپ سے تو پناہ دیجیے اسے تاکہ وہ سنے اللہ کا کلام پھر پہنچا دیجیے اسے اس کی امن گاہ میں۔ یہ حکم اس لیے ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو (قرآن کو) نہیں جانتے کیونکر ہو سکتا ہے (ان عہد شکن) مشرکوں کے لیے کوئی معاہدہ اللہ کے نزدیک اور اس کے رسول کے نزدیک سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا ہے مسجد حرام کے پاس۔ تو جب تک وہ قائم رہیں تمہارے معاہدے پر تم بھی قائم رہو ان کے لیے بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیزگاروں سے“۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ جو فیصلہ اس کے خلاف کیا جا رہا ہے اگر وہ اس کے موافق نہ ہو اور وہ اس کا قصد کرتا ہو تو اسے اس کی امن گاہ میں پہنچا دیجیے۔ یہ حکم منسوخ نہیں ہوا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اسے حکم دیا ہے جس کسی نے کسی مشرک کو امن دینے کا ارادہ کیا کہ اگر وہ اسے قبول کر لے تو پھر ٹھیک ہے ورنہ وہ اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ اسے قبول کر لے اور حکم دیا کہ وہ ان پر ان کی اس حالت پر مال خرچ کریں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَلٰمَ اللّٰهِ سے مراد کتاب اللہ ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے استثناء کی اور پھر اسے منسوخ کرتے ہوئے کہا: وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ اس کلام اللہ سے مراد آپ کا کلام قرآن کریم ہے۔ پس اسے پناہ دو۔ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ کی تفسیر میں فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے شہر کی امن گاہ میں پہنچ جائے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ نے کہا: ایک آدمی آئے جب وہ اللہ تعالیٰ کا

کلام سنے اور اس کا اقرار کرے اور اس کے ساتھ اسلام قبول کرے تو یہ وہی ہے جس کی طرف دعوت دی گئی ہے اور اگر وہ انکار کرے اور اس کا اقرار نہ کرے تو اسے اس کی امن گاہ تک لوٹا دو۔ پھر اس حکم کو منسوخ کرتے ہوئے فرمایا وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً (التوبہ:36)

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ میں قریش کا ذکر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ سے مراد قریش ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مقاتل رحمہ اللہ نے کہا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین میں سے بعض لوگوں نے معاہدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف بنی ضمرہ بن بکر اور کنانہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ معاہدہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام کے پاس ان سے معاہدہ کیا اور اس کی مدت چار مہینے مقرر فرمائی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا: اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ اس میں فرمایا جارہا ہے جب تک انہوں نے آپ کا عہد پورا کیا سو تم بھی ان کا عہد پورا کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سے مراد بنو خزیمہ بن فلاں ہیں۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کا معاہدہ حدیبیہ کے دن ہوا۔ اور فَمَا اسْتَقَامُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ کی تفسیر میں فرمایا: کہ وہ قائم نہیں رہے اور انہوں نے تمہارا معاہدہ توڑ دیا اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلفاء بنی خزاعہ کے خلاف قریش کے حلفاء بنی بکر کی اعانت و مدد کی۔

كَيْفَ وَ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّ لَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ تَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۟ۚ ﴿۸﴾

”کیونکر (ان کے معاہدہ کا لحاظ رکھا جائے) حالانکہ اگر وہ غالب آجائیں تم پر تو نہ لحاظ کریں تمہارے بارے میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا۔ راضی کرنا چاہتے ہیں تمہیں (صرف) اپنے منہ (کی باتوں) سے اور انکار کر رہے ہیں ان کے دل اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ اِلًّا وَّ لَا سے مراد اللہ عزوجل ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اِلًّا وَّ لَا سے مراد اللہ ہے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے قول باری

تعالیٰ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً کے بارے بتایئے تو آپ نے فرمایا اِلًّا وَّلَا سے مراد قرابت اور رشتہ داری ہے اور ذمہ سے مراد عہد ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو اس طرح کہتے نہیں سنا۔

جَزَى اللّٰهُ اَلًّا كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ جَزَاءَ ظَلُوْمٍ لَا يُؤَخِّرُ عَاجِلًا

''خبردار سنو! میرے اور ان کے درمیان رشتہ قائم ہے، اللہ تعالیٰ اس کی جزاء عطا فرمائے، اس ظالم کی جزاء کی طرح جس میں تاخیر نہیں کی جاتی''۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الوقف والا بتداء میں حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا مفہوم بتایئے لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً (توبہ:10) تو آپ نے فرمایا اس میں اِلًّا وَّلَا سے مراد رشتہ داری ہے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ نے اس بارے میں کہا ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّ اِلَّكَ مِنْ قُرَيْشٍ كَاِلِّ السَّقْبِ مِنْ رَّالِ النَّعَامِ

''تیری عمر کی قسم! بلاشبہ تیری رشتہ داری قریش سے اسی طرح ہے جیسے اونٹ کے نوازائیدہ بچے کا تعلق شتر مرغ کی رال سے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ کے بارے میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر لوگوں کی مذمت بیان کی ہے۔

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰

''انہوں نے بیچ دیں اللہ کی آیتیں تھوڑی سی قیمت پر۔ (مزید برآں) روکا انہوں نے (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے۔ بے شک وہ بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے نہیں لحاظ کرتے کسی مومن کے حق میں کسی رشتہ داری کا اور نہ کسی وعدہ کا۔ اور یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابوسفیان بن حرب نے اپنے حلیفوں کو کھانا کھلایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کو چھوڑ دیا۔

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَ

نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ⑪

"پس اگر یہ توبہ کرلیں اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ تو تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ اور ہم کھول کر بیان کرتے ہیں (اپنی) آیتیں اس قوم کے لیے جو علم رکھتی ہے"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ لات وعزیٰ کو چھوڑ دیں اور یہ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں۔

وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَ طَعَنُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ فَقَاتِلُوْۤا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ یَنْتَهُوْنَ ⑫

"اور اگر یہ لوگ توڑ دیں اپنی قسمیں اپنے معاہدہ کے بعد اور طعن کریں تمہارے دین پر تو جنگ کرو کفر کے پیشواؤں سے۔ بے شک ان لوگوں کی کوئی قسمیں نہیں ہیں۔ (ایسوں سے جنگ کرو) تاکہ یہ لوگ (عہد شکنی سے) باز آجائیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَیْمَانَهُمْ سے مراد ان کے عہد اور وعدے ہیں (یعنی اگر یہ لوگ اپنے وعدے توڑ دیں)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرمارہا ہے کہ اگر وہ اس عہد کو توڑ دیں جو آپ کے اور ان کے درمیان ہے تو پھر ان سے قتال کرو کیونکہ وہ کافروں کے سردار اور ائمہ ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ سے مراد ابوسفیان بن حرب، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام اور سہیل بن عمرو ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑا اور رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکالنے کا قصد کیا (1)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ سے مراد ابوسفیان ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد سرداران قریش ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 03-102 دار احیاء التراث العربی بیروت

میں سے ابوسفیان بن حرب بھی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَیِمَّةَ الْكُفْرِ سے مراد الدیلم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے آپ کے پاس یہ آیت ذکر کی ہے تو آپ نے کہا: اس کے بعد اس آیت کے اہل میں سے کسی کو قتل نہیں کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن وہب نے فَقَاتِلُوْۤا اَیِمَّةَ الْكُفْرِ کے ضمن میں کہا ہے کہ ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس آیت کے اصحاب میں سے تین کے سوا کوئی باقی نہیں اور منافقین میں سے چار کے سوا کوئی باقی نہیں۔ تو ایک اعرابی نے عرض کی: بلاشبہ تم تو حضرت محمد ﷺ کے اصحاب ہو، ہمیں ان امور کے بارے بتایئے جنہیں ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہیں۔ پس ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے گھروں کو پھاڑتے ہیں اور ہماری نفیس اور قیمتی چیزیں چرا لیتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ فاسق لوگ ہیں۔ ہاں ان میں سے چار کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ انہیں میں سے ایک وہ شیخ کبیر ہے کہ اگر وہ ٹھنڈا پانی پیے تو اس کی ٹھنڈک کو محسوس نہ کرے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ان لوگوں میں تھے جنہیں آپ نے شام کی طرف بھیجا اور فرمایا: تم عنقریب ایک قوم کو پاؤ گے جن کے سر مونڈے ہوئے ہوں گے۔ پس تم تلواروں کے ساتھ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ کو مار دو۔ قسم بخدا! اگر میں ان میں سے ایک آدمی کو قتل کر دوں تو وہ میرے نزدیک ان کے علاوہ دیگر لوگوں میں سے ستر افراد قتل کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَقَاتِلُوْۤا اَیِمَّةَ الْكُفْرِ۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ کا معنی ہے کہ ان کا کوئی عہد نہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بھی کہا: لَاۤ اَیْمَانَ لَهُمْ کا معنی ہے ان لوگوں کا کوئی عہد نہیں (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم بخدا! جب سے یہ آیت نازل ہوئی اس کی اہل میں سے کوئی قتل نہیں کیا گیا: وَ اِنْ نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ۔ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سعد کا گزر خوارج میں سے ایک آدمی کے پاس ہوا تو خارجی نے حضرت سعد کو کہا: یہ ائمہ کفر میں سے ہے۔ تو جواباً حضرت سعد نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے، میں نے ائمہ کفر کے ساتھ قتال کیا ہے۔

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْۤا اَیْمَانَهُمْ وَ هَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَ هُمْ

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 183 (4557)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 103

بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

''کیا نہیں جنگ کرو گے تم اس قوم کے ساتھ جنہوں نے توڑ ڈالا اپنی قسموں کو اور ارادہ کیا انہوں نے رسول کو نکال دینے کا اور انہیں نے آغاز کیا تھا تم پر (زیادتی کا) پہلی مرتبہ۔ کیا تم ڈرتے ہو ان سے (سنو!) اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ تم اس سے ڈرو، اگر ہو تم (سچے) ایمان دار جنگ کرو ان سے، عذاب دے گا انہیں اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں سے اور رسوا کرے گا انہیں اور مدد کرے گا تمہاری ان کے مقابلے میں اور (یوں) صحت مند کر دے گا اس جماعت کے سینوں کو جو اہل ایمان ہے اور (یوں) دور فرما دے گا غصہ ان کے دلوں کا۔ اور اپنی رحمت سے توجہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے''۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اس میں قوماً سے مراد وہ قریش ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلفاء کے ساتھ قتال کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال دینے کا قصد کیا۔ انہوں نے گمان کیا کہ ہجرت کا ساتواں یعنی حدیبیہ کا سال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کرنے کا سال ہے۔ تو انہوں نے اپنے دلوں میں یہ فیصلہ کیا کہ جب وہ مکہ میں داخل ہوں گے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں سے نکال دیں گے۔ پس یہی ان کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا قصد تھا۔ بنی خذاعہ نے اس میں ان کی اتباع اور پیروی نہ کی۔ پس جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے چلے گئے تو قریش نے خذاعہ کو کہا: تم نے ہمیں آپ کو نکالنے سے اندھا کر دیا؟ لہٰذا انہوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کے کئی آدمیوں کو قتل کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ آیت قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ بنی خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ کے ضمن میں فرمایا ہے کہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ کے بارے میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: کہ یہ بنی خزاعہ ہیں، ان کے سینے بنی بکر سے صحت مند ہوں گے اور وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ کے بارے کہا: کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب کہ بنی بکر نے انہیں (بنی خذاعہ کو) قتل کیا اور قریش نے ان کی امداد کی۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ وَيُذۡهِبۡ غَيۡظَ قُلُوۡبِهِمۡ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ آیت بنی خذاعہ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے مکہ مکرمہ میں بنی بکر کے ساتھ جنگ شروع کی۔

امام ابن اسحاق اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا: حدیبیہ کے دن رسول اللہ ﷺ اور قریش کے درمیان صلح ہوئی۔ اس میں یہ تھا کہ اگر کوئی حضور نبی مکرم ﷺ کے معاہدہ اور عہد میں داخل ہونا چاہے تو وہ اس میں داخل ہو جائے اور جو قریش کے ساتھ معاہدہ اور عقد میں داخل ہونا چاہے وہ اس میں داخل ہو جائے۔ تو اس میں بنی خزاعہ تیزی سے اٹھے اور انہوں نے کہا: ہم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے عہد و پیمان میں داخل ہوں گے۔ بنو بکر اچھلے تو انہوں نے کہا: ہم قریش کے عقد و عہد میں داخل ہوتے ہیں۔ پس وہ سترہ یا اٹھارہ مہینے پرسکون انداز میں ٹھہرے رہے۔ بعد ازاں وہ بنی بکر جو قریش کے عہد و پیمان میں شامل ہوئے تھے انہوں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے عہد و پیمان میں شامل ہونے والے بنی خزاعہ کے پانی پر قبضہ کر لیا۔ پانی کے اس مقام کو وتیر کہا جاتا ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے قریب واقع ہے۔ قریش نے کہا: محمد ﷺ کو ہمارے بارے میں علم نہیں ہوگا۔ یہ رات کا وقت ہے، کوئی ہمیں دیکھ نہیں رہا ہے۔ لہٰذا انہوں نے ہتھیاروں اور اسلحہ کے ساتھ ان کی معاونت کی اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف کینہ اور بغض رکھتے ہوئے ان کے ساتھ باقاعدہ قتال میں شریک ہوئے۔ چنانچہ عمرو بن سالم اسی وقت سوار ہوا جونہی خزاعہ اور بنی بکر کے مابین وتیر کا معاملہ پیش آیا، یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپہنچا اور اس نے آکر چند اشعار آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ نَاشِدٌ مُحَمَّدًا حَلۡفَ اَبِیۡنَا وَاَبِیۡهِ الۡاَ تَلِدَا

”اے پروردگار! میں محمد ﷺ کو اپنے اور ان کے آباء و اجداد کا قدیم معاہدہ یاد دلاتا ہوں“۔

قَدۡ کُنۡتُمۡ وَلَدًا وَکُنَّا وَالِدًا ثَمَّتَ اَسۡلَمۡنَا وَلَمۡ نَنۡزَعۡ یَدًا

”اے محمد اور آل محمد! تم ہماری ہی نسل ہو اور ہمارے اندر کے لوگ تمہیں جننے والے ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے اسلام اختیار کیا اور اپنا ہاتھ نہیں کھینچا“۔

فَانۡصُرۡ هَدَاكَ اللّٰهُ نَصۡرًا هِنۡدًا وَادۡعُ عِبَادَ اللّٰهِ یَاۡتُوۡا مَدَدًا

”پس اللہ آپ کو ہدایت دے، آپ ہماری فوری مدد فرمائیے اور اللہ کے بندوں کو بلائیے کہ وہ ہماری کمک کے لیے حاضر ہو جائیں“۔

فِیۡهِمۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ قَدۡ تَجَرَّدَا اِنۡ شِئۡتُمۡ حُسۡنًا فَوَجۡهُهٗ بَدۡرٌ بَدَا

”ان بندگان خدا میں اللہ کے رسول موجود ہیں جو واحد و منفرد ہستی رکھتے ہیں اگر تم حسن و جمال (دیکھنا) چاہو تو آپ کا چہرہ بدر منیر بن کر ظاہر ہوا ہے“۔

فِیۡ فَیۡلَقٍ کَالۡبَحۡرِ یَجۡرِیۡ مَزۡبَدًا اِنَّ قُرَیۡشًا اَخۡلَفُوۡكَ الۡمَوۡعِدَا

''اس وقت وہ لشکر عظیم کے ساتھ جھاگ اچھالتے ہوئے سمندر کی طرح سامنے آجاتے ہیں۔ یقیناً قریش نے آپ سے وعدہ خلافی کی ہے''۔

وَنَقَضُوا مِيْثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا وَزَعَمُوْا اَنْ لَّيْسَ تَدْعُوْا اَحَدَا

''انہوں نے آپ کے ساتھ کیے گئے پختہ وعدہ کو توڑ دیا ہے۔ اور انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ کسی کو نہیں بلائیں گے''۔

فَهُمْ أَذَلُّ وَ أَقَلُّ عَدَدًا قَدْجَعَلُوْا لِيْ بِكَدَاءَ رَصَدَا

''پس وہ ذلیل ہیں اور تعداد میں بہت کم ہیں اور مقام کداء میں میرے لیے لوگوں کو گھات میں بٹھایا ہے''۔

هُمْ بَيَّتُوْنَا بِالْوَتِيْرِ هُجَّدًا وَقَتَلُوْنَا رُكَّعًا وَسُجَّدًا

''انہوں نے وتیر پر شب خون مارا جب ہم سوئے پڑے تھے اور رکوع وسجود کی حالت میں ہمیں قتل کیا''۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمرو بن سالم! تیری مدد کردی گئی۔ ابھی وہی حالت تھی کہ آسمان پر ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ بادل بنی کعب کی مدد کرنے کی شہادت دے رہا ہے''۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور ان پر اپنے خروج کے محل کو مخفی رکھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی کہ آپ کی خبر کو قریش پر مخفی رکھے۔ یہاں تک کہ آپ ان کے شہروں میں ان تک جا پہنچیں۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

''کیا تم یہ خیال کر رہے ہو کہ تمہیں (یونہی) چھوڑ دیا جائے گا حالانکہ ابھی تک پہچان نہیں کرائی اللہ نے ان کی جو جہاد کریں گے تم میں سے اور جنہوں نے نہیں بنایا بغیر اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے (کسی کو اپنا) محرم راز۔ اور اللہ تعالیٰ خبردار ہے جو تم کرتے ہو''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں میرے باپ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ انہیں بغیر آزمائش کے چھوڑ دے گا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَلِيْجَةً کا معنی دین کے علاوہ اہل وعیال میں سے خواص افراد ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَلِيْجَةً کا معنی مہربانی اور رحمت کرنے والا ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَ فِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾

''نہیں ہے روا مشرکوں کے لیے کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو حالانکہ وہ خود گواہی دے رہے ہیں اپنے نفسوں پر کفر کی۔ یہ وہ (بدنصیب) ہیں ضائع ہو گئے جن کے تمام اعمال اور (دوزخ کی) آگ میں ہی یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں صرف وہی آباد کر سکتا ہے اللہ کی مسجدوں کو جو ایمان لایا ہو اللہ پر اور روز قیامت پر اور قائم کیا نماز کو اور ادا کیا زکوٰۃ کو اور نہ ڈرتا ہو اللہ کے سوا کسی سے۔ پس امید ہے کہ یہ لوگ ہو جائیں ہدایت پانے والوں سے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مشرکین کو مسجد سے روکتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس پر ایمان لایا اور پانچ وقت کی نماز قائم کی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی وہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ﴿۷۹﴾ (الاسراء) فرماتے ہیں کہ بلاشبہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا اور وہی مقام شفاعت ہے۔ قرآن کریم میں عَسٰى کا لفظ وجوب اور اثبات کے لیے ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسْجِدَ اللّٰهِ اور کہا: بے شک وہ صرف ایک ہی مسجد ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت حماد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن کثیر کو یہ حروف پڑھتے ہوئے سنا ہے مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسْجِدَ اللّٰهِ یعنی مشرکین کے لیے روا نہیں کہ وہ صرف اللہ کی مسجد کو آباد کریں۔

امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ مسجد میں آتا رہتا ہے تو اس کے ایمان کی شہادت دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 65 (2617) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس نے نماز کی اذان سنی پھر اس کا جواب نہ دیا اور مسجد میں آیا اور نماز پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ۔ الآیہ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے: میں اہل زمین کو عذاب دینے کا قصد کرتا ہوں۔ پھر جب میں اپنے گھروں کو آباد کرنے والوں، میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں اور سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کی طرف دیکھتا ہوں، تو ان سے اسے پھیر لیتا ہوں۔ ''اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ يَقُوْلُ: اِنِّيْ لَاَهُمُّ بِاَهْلِ الْاَرْضِ عَذَابًا، فَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰى عُمَّارِ بُيُوْتِيْ، وَالْمُتَحَابِّيْنَ فِيَّ، وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ، صَرَفْتُ عَنْهُمْ''

امام عبد الرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے قریش کے ایک آدمی سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرے نزدیک میرے وہ بندے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہیں جو میری رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور وہ جو میری مساجد کو آباد کرتے ہیں اور وہ جو سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں۔ وہی وہ لوگ ہیں کہ جب میں اپنی مخلوق کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں، تو ان کا ذکر کرتا ہوں اور اپنی مخلوق سے اپنا عذاب پھیر دیتا ہوں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، بزار اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: اے میرے بھائی! چاہیے کہ مسجد تیرا گھر ہو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مسجد ہر متقی کا گھر ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راحت وسکون اور پل صراط سے رب کریم کی رضا کی طرف گزرنے کی ضمانت دی ہے جن کے گھر مساجد ہیں۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہا جاتا ہے مسلمان کا لباس (حسن) صرف تین چیزوں میں ہے ایک مسجد میں جسے وہ آباد کرتا ہے یا گھر میں جہاں وہ رہتا ہے یا پھر اپنے رب کے فضل سے رزق تلاش کرنے میں۔

امام ابو بکر عبد الرحمٰن بن قاسم بن فرج ہاشمی رحمہ اللہ اپنے جز میں جو کہ ابو مسہر کے نسخہ سے مشہور ہے، حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مساجد عظیم اور قابل تکریم لوگوں کی مجالس ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک مساجد کے لیے اوتاد ہیں، ملائکہ ان کے ہم نشین ہوتے ہیں، اگر وہ غائب ہوں تو وہ انہیں تلاش کرتے ہی اگر وہ بیمار ہوں تو وہ ان کی عیادت کرتے ہیں اور اگر انہیں کوئی حاجت ہو تو وہ ان کی مدد کرتے ہیں۔ پھر فرمایا: مسجد میں بیٹھنے والا تین حالتوں میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے، وہ ایسا بھائی ہے جس سے استفادہ کیا جاتا ہے یا وہ ایسا کلمہ ہے جو پختہ اور مضبوط ہے یا وہ ایسی رحمت

ہے جس کا انتظار کیا جاتا ہے(1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر مساجد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ ان کی زیارت کرنے والے کو عزت وتکریم سے نوازے(2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ہمیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے خبر دی ہے کہ مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کے گھر ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ جو اس کی زیارت کے لیے ان میں آئے وہ اسے عزت وتکریم سے نوازے۔

امام بزار، ابویعلی، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آسمان سے آفت (عذاب) نازل کیا جائے تو اسے مساجد کو آباد کرنے والوں کے سبب پھیر دیا جاتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: بلاشبہ مساجد کے اوتاد ہیں اور وہ انہیں آباد کرنے والے (لوگ) ہیں۔ ملائکہ ان کے ہم نشین ہوتے ہیں جب کبھی وہ غائب ہوں تو ملائکہ انہیں تلاش کرتے ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ملائکہ ان کی بیمار پرسی کرتے ہیں اور اگر کوئی انہیں حاجت ہو تو وہ ان کی مدد کرتے ہیں۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عدی رحمہما اللہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسجد سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے جدامجد رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے ہمیشہ مسجد کی طرف آنا جانا رکھا تو وہ ایسے بھائی کو پالیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ وہ ایسا علم پاتا ہے جو انتہائی عمدہ اور اعلیٰ ہے اور ایسا کلمہ پالیتا ہے جو اسے ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے اور ایسا کلمہ پاتا ہے جو اسے ردی اور مہمل کام سے پھیر دیتا ہے اور وہ حیاء اور خشیت کے سبب گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے یا وہ نعمت کو پالیتا ہے یا رحمت منتظرہ کو پالیتا ہے(3)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر وہ مسجد میں آیا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والا ہے۔ اور جس کی زیارت کی جائے اس پر یہ حق ہے کہ وہ زائر کو تکریم سے نوازے۔ ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے الزہد میں یہی روایت حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی ہے(4)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 134 (2025) دارالفکر بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 171 (10324) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 88 (2750)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 254 (6139)

فرمایا: راتوں کی تاریکی میں چلنے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی بشارت دے دو۔

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات کی تاریکی میں مساجد کی طرف چل کر گیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے نور عطا فرمائے گا (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا رات کے وقت اندھیرے میں مساجد کی طرف چل کر جانے والوں کو بشارت دے دو کہ قیامت کے دن انہیں نور کے منبر عطا ہوں گے، جب لوگ گھبرا رہے ہوں گے تو اس وقت ان پر کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی (2)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح و شام مسجد کی طرف آنا جانا اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے میں سے ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم کہا کرتے تھے کہ مسجد شیطان سے بچاؤ کے لیے مضبوط قلعہ ہے۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مساجد زمین میں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں۔ وہ اہل آسمان کے لیے اسی طرح روشن دکھائی دیتی ہیں جیسے اہل زمین کے لیے آسمان کے ستارے چمکتے ہیں (4)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے زیادہ وسیع گھر بنائے گا۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت بشر بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ آئے اور ہم مسجد تعمیر کر رہے تھے۔ وہ ہمارے پاس ٹھہرے اور سلام فرمایا اور پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے جس کسی نے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس سے افضل و اعلیٰ گھر جنت میں بنائے گا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بزار رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مسجد بنائی اگرچہ وہ اس گڑھے کی طرح ہو جو سنگخوار انڈے دینے کے لیے بناتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا (6)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مسجد بنائی اور اس سے ریاء اور شہرت کا ارادہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا (7)۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 149 (2084) دار الفکر بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 142 (7633) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 178 (7739)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 113 (1947) دار الفکر بیروت
5۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 88، (213)
6۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 111 (1937)
7۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 224 (7889)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مال حلال سے اس لیے ایک گھر تعمیر کیا کہ وہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں موتیوں اور یاقوت سے ایک گھر بنائے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مسجد بنائی اگرچہ وہ کونج کے انڈے دینے کے گڑھے کی مثل ہی ہو، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے مسجد بنائی تا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مساجد بناؤ اور انہیں غیر کے تصرف سے محفوظ جگہ بناؤ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم کثیر تعداد میں مساجد بنائیں اور عزت وشرف والے شہر تعمیر کریں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں ایسی مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے جس پر کنگرے بنائے گئے ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مساجد کثیر تعداد میں ہیں اور لوگوں کی عزت وشرف زمانے کی جدت وایجاد میں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا یہ کہا جاتا ہے لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جس میں وہ مساجد بنائیں گے اور ان کے ساتھ فخر کریں گے اور انہیں پہچاننے والے قلیل ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن الاصم رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے مساجد کی عمارت کو بہت بلند کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم اپنی مساجد کی زیب وآرائش اس طرح کرو گے جس طرح یہود ونصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں کو آراستہ کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم اپنی مساجد کی زیب وآرائش کرو گے اور اپنے مصاحف کو زیورات سے آراستہ کرو گے تو پھر تم پر ہلاکت اور بربادی ہوگی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے مسند الشامیین میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 111 (1940) دار الفکر بیروت

مکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے مسجد میں قندیل (چراغ) لٹکائی، ستر ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور جب تک وہ قندیل روشن رہی وہ اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔

امام سلیم رازی رحمہ اللہ نے الترغیب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مسجد میں چراغ روشن کیا، جب تک اس کی روشنی اس مسجد میں رہے ملائکہ اور حاملین عرش اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

امام ابو بکر الشامی نے اپنی رباعیة میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے "مساجد بناؤ اوران سے کوڑا کرکٹ باہر نکال دو" میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا ہے: "مسجد سے کوڑا کرکٹ باہر نکالنا حورعین کا مہر ہے۔" مزید میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے بھی سنا ہے کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ وہی مساجد ہیں جو راستوں میں بنائی جاتی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہی مساجد ہیں جو راستوں میں بنائی جاتی ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور نبی کریم ﷺ کی معیت میں مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے ایک راستہ سے گزرا۔ تو آپ ﷺ نے پکی اینٹوں کا بنا ہوا ایک قبہ دیکھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کس کا ہے؟ میں نے عرض کی: یہ فلاں کا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر تعمیر اپنے مالک پر قیامت کے دن بھاری ہوگی سوائے مسجد کی تعمیر کے۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے گزرے تو وہ قبہ نہ دیکھا۔ پوچھا: اس کے ساتھ کیا کیا گیا؟ میں نے عرض کی: جو ارشاد آپ نے فرمایا تھا وہ اس کے مالک تک پہنچا، تو اس نے اسے گرا دیا، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے (1)۔

امام احمد نے الزہد میں اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اہل زمین کو عذاب دینے کا ارادہ کرتا ہوں۔ پھر جب میں قرآن کے ہم نشینوں، مساجد کو آباد کرنے والوں اور فرزندان اسلام کی طرف دیکھتا ہوں تو میرا غضب ٹھنڈا ہو کر سکون میں بدل جاتا ہے۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ جٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۹ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَ اُولٰٓئِكَ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 220، دار صادر بیروت

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿٢٠﴾

''کیا تم نے ٹھہرا لیا ہے حاجیوں کو پانی پلانے (والے) کو اور مسجد حرام کے آباد کرنے (والے) کو اس شخص کی مانند جو ایمان لے آیا اللہ پر اور روز قیامت پر اور جہاد کیا اس نے اللہ کی راہ میں۔ وہ نہیں یکساں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ان لوگوں کو جو ظالم ہیں جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا راہ خدا میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے بہت بڑا ہے (ان کا) درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور یہی ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں''۔

امام مسلم، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت ہمراہ تھا، تو ان میں سے ایک آدمی نے کہا: مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں اسلام قبول کرنے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے کے سوا کو عمل نہ کروں۔ دوسرے نے کہا: بلکہ مسجد حرام کو آباد کرنے کے سوا (کوئی عمل نہ کروں) ایک اور نے کہا: بلکہ اللہ تعالیٰ کے را میں جہاد کرنا ان اعمال سے بھی افضل ہے جن کا ذکر تم نے کیا۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں جھڑکا اور فرما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کرو۔ وہ جمعۃ المبارک کا دن تھا۔ فرمایا سنو جب تم نماز جمعہ پڑھ گے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر ان اعمال کے بارے استفسار کروں گا جن میں تم نے اختلاف کیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ...... تا...... وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مشرکین نے کہا بیت اللہ کو آباد کرنا اور حاجیوں کو پانی پلانے کا انتظام کرنا ایمان لانے اور جہاد کرنے سے بہتر ہے۔ وہ حرم پاک کے ساتھ فخر کرتے تھے اور وہ اس بات پر خوب اپنی برتری اور تکبر کا اظہار کرتے تھے کہ وہ اہل حرم ہیں اور اسے آباد کرنے والے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے تکبر کرنے اور ان کے اعراض کرنے کا ذکر کیا اور مشرکین میں سے اہل حرم کے بارے فرمایا: قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ (المومنون) ''(وہ وقت یاد کرو) جب ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں اور تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جایا کرتے تھے غرور و تکبر کرتے ہوئے (پھر صحن حرم میں) تم داستان سرائی کیا کرتے تھے اور قرآن کی شان میں بکواس کیا کرتے تھے''۔ یعنی وہ حرم پاک کے ساتھ غرور تکبر کیا کرتے تھے اور وہاں قصے کہانیاں بیان کرتے تھے اور قرآن کریم اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے غلیظ گفتگو کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانا اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کرنا، مشرکین کے بیت اللہ کو آباد کرنے اور پانی پلانے کا انتظام کرنے سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ شرک کے ہوتے ہوئے ان کے لیے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک نفع بخش نہیں اگرچہ وہ اس کے گھر کو آباد کرتے رہیں اور اس کی خدمت بجالاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا يَسْتَوٗنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 109، داراحیاء التراث العربی بیروت

عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ یعنی وہ لوگ جن کا یہ گمان ہے کہ وہ بیت اللہ کو آباد کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے شرک کے سبب انہیں ظالم قرار دیا ہے تو بیت اللہ شریف کو آباد کرنا انہیں کسی قسم کا فائدہ اور نفع نہیں پہنچا سکتا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ جب غزوہ بدر میں قید ہوئے تو انہوں نے کہا: اگر تم اسلام قبول کرنے، ہجرت اور جہاد کرنے میں ہم سے سبقت لے چکے ہو، تو ہم بھی مسجد حرام کو آباد کرتے ہیں اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور ہم خدام کو آزادی دلاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ...... الآیہ۔ یعنی ان کا یہ عمل حالت شرک میں ہے اور میں حالت شرک میں اس عمل کو قبول نہیں کرتا (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ یہ آیت حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان دونوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی ہے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں کے مابین تنازعہ ہوا۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کا چچا ہوں اور تم آپ ﷺ کے چچا کے بیٹے ہو اور میں حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد کرنے والا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمادی۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ آیت حضرات علی، عباس، عثمان اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے ہی اس بارے میں کلام کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو کہا: اگر تم مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرتے۔ تو انہوں نے جواب دیا: کیا میں ہجرت سے افضل کام نہیں کر رہا؟ کیا میں حاجیوں کو پانی نہیں پلاتا ہوں اور مسجد حرام کو آباد نہیں کرتا ہوں؟ تب یہ ارشاد نازل ہوا: اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ کو مکہ مکرمہ پر افضل و اعلیٰ درجہ عطا فرمایا ہے۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں آئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: اے چچا جان! کیا آپ ہجرت نہیں کریں گے؟ کیا آپ ﷺ کے ساتھ آکر سکونت اختیار نہیں کریں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں مسجد حرام کو آباد کرتا ہوں اور بیت اللہ شریف کی دربانی کرتا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 109 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 110

ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔ الآیہ۔ آپ نے ایک قوم سے ان کے نام لے کر کہا: کیا تم ہجرت نہیں کرو گے؟ کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا کر نہیں ملو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہم اپنے بھائیوں، خاندان کے افراد اور اپنے گھروں میں مقیم رہیں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ...... الآیہ (التوبۃ: 24)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ طلحہ بن شیبہ، حضرت عباس اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اظہار فخر کیا۔ پس حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بیت اللہ شریف کا مالک ہوں، میرے پاس اس کی چابی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حاجیوں کو پانی پلانے والا اور اس پر قائم رہنے والا ہوں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: جو کچھ تم کہہ رہے ہو اسے میں نہیں جانتا۔ تحقیق میں نے لوگوں سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے اور میں جہاد کرنے والا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ مکمل آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: مسلمان حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے ان ساتھیوں کے پاس آئے جنہیں بدر کے دن قیدی بنایا گیا اور انہیں شرک کے سبب عار دلانے لگے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! کیا ہم مسجد حرام کو آباد نہیں کرتے رہے ہیں اور خدام کی گردنیں آزاد نہیں کرتے رہے ہیں، بیت اللہ شریف کی حفاظت نہیں کرتے رہے ہیں اور حاجیوں کو پانی نہیں پلاتے رہے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ مکمل آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور صاحب البیت شیبہ دونوں بیٹھے اور اپنے مفاخر بیان کرنے لگے۔ پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: میں تجھ سے اشرف و اعلیٰ ہوں، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا ہوں، اپنے باپ کا وصی ہوں اور حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ پھر شیبہ نے کہا: میں تم سے افضل و اعلیٰ ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے گھر اور اس کے خاندان پر اس کی جانب سے امین ہوں۔ کیا اس نے تجھے اس طرح امین بنایا ہے جیسے اس نے مجھے امین بنایا ہے؟ تو اتنے میں ان دونوں کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ آ پہنچے ان دونوں نے جو کچھ کہا تھا، دونوں نے اس کے بارے آپ کو آگاہ کیا۔ تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم دونوں کی نسبت زیادہ شرف و عزت والا ہوں۔ کیونکہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو ایمان لایا اور ہجرت کی۔ پس وہ تینوں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چل پڑے اور آپ کو اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ تو وہ واپس چلے گئے۔ پھر چند دنوں بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور ان پر عشر کے آخر تک یہ آیت پڑھی۔

ابو الشیخ نے ابو حمزہ سعدی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے پڑھا: اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 110 2۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اَجَعَلْتُمْ سِقَایَةَ الْحَآجِّ کی تفسیر میں فرمایا: انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ پانی پلانے والوں اور دربانی کا پیشہ کرنے والوں کو بلائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم انہیں نہ بلاؤ کیونکہ تمہارے لیے اسی میں بہتری اور بھلائی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی سبیل سے پانی پیتا ہوں کیونکہ وہ سنت ہے۔ اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں: کیونکہ وہ بھی حج کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔

امام بخاری، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سبیل کے پاس تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے فضل! اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس کے پاس سے رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی لاؤ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پلاؤ۔ تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! وہ اپنے ہاتھ اس میں مارتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے پلاؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس سے پیا اور پھر آب زمزم کے پاس آئے اور وہ وہاں پانی پلاتے لگے اور کام کرنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم عمل کرو۔ کیونکہ تم صالح اور نیک کام کر رہے ہو۔ اگر تم غالب نہ آئے تو میں اتروں گا یہاں تک کہ اس پر رسی رکھ دوں گا۔ آپ نے اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا(1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اور ہمارے موالی کے لیے اذان، بنی ہاشم کے لیے پانی پلانا اور بنی عبدالدار کے لیے دربانی مقرر فرمائی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ہمارے لیے رسول اللہ ﷺ سے پوچھیے کیا ہم آپ کے لیے وہ پانی لے آئیں جسے ہاتھوں نے مس نہ کیا ہو۔ تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ پس انہوں نے مجھے سیراب کیا اور آپ ﷺ کو پانی پلایا۔ پھر آب زمزم کے پاس آئے اور فرمایا: میرے لیے اس میں سے ایک ڈول نکالو۔ پس انہوں نے اس سے ایک ڈول نکالا۔ تو آپ نے اس سے کلی فرمائی پھر وہ (پانی) اسی میں پھینک دیا۔ پھر فرمایا: تم دوبارہ نکالو۔ پھر فرمایا: بلاشبہ تم عمل صالح میں مشغول ہو پھر فرمایا: اگر تم اس پر غالب نہ آگئے تو میں اس پر اتروں گا اور تمہارے ساتھ ڈول نکالوں گا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن تمام رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: تمہارا اس کشمش کی نبیذ کے بارے کیا خیال ہے جو تم لوگوں کو پلاتے ہو۔ کیا تم اسے سنت سمجھتے ہو یا اس لیے کہ تم اسے شہد اور دودھ کے مقابلہ میں آسانی سے پالیتے ہو؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ وہ لوگوں کو پلا رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے بھی پلائیے۔ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ہلکی سی نبیذ منگوائی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس سے تھوڑی سی لے

1۔ مسدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 642 (1747)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کرنوش فرمائی۔ پھر فرمایا تم نے یہ بہت اچھا کیا، اسے کرتے رہو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے لیے دودھ اور شہد کی سبیل لگانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بڑھ کر باعث مسرت نہیں "اَحْسَنْتُمْ هٰكَذَا فَافْعَلُوْا"۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: آل عباس کی سبیل سے پیو کیونکہ یہ سنت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد آب زمزم ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ازرقی نے تاریخ مکہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ سب سے اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبدالمطلب کے بارے یہ ذکر کیا گیا کہ قریش اصحاب فیل سے بھاگتے ہوئے حرم پاک سے نکل گئے۔ آپ اس وقت نوجوان تھے۔ آپ نے کہا: قسم بخدا! کسی غیر سے عزت اور قوت طلب کرنے کے لیے میں تو اللہ تعالیٰ کے حرم سے باہر نہیں نکلوں گا۔ چنانچہ آپ بیت اللہ شریف کے پاس بیٹھ گئے اور قریش نے آپ سے مہلت مانگ لی۔ تو اس وقت آپ نے کہا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ يَمْنَعُ رِحْلَهٗ فَامْنَعْ رِحَالَكَ لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ وَضَلَالُهُمْ عَدْوًا مَحَالَكَ

اے اللہ! بلاشبہ انسان اپنی سواری کی حفاظت کرتا ہے سو تو بھی اپنے حرم پاک کے مال و متاع کی حفاظت فرما۔

پس آپ حرم پاک میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں اور ان کے لشکر کو تباہ و برباد کر دیا۔ پھر قریش لوٹ آئے اور ان میں آپ کے اعلیٰ صبر اور محارم اللہ کی تعظیم و تکریم کے باعث آپ کا مقام و رتبہ انتہائی بڑھ گیا۔ آپ اسی حال میں تھے کہ آپ کے گھر آپ کا بڑا بیٹا پیدا ہوا۔ یعنی حارث بن عبدالمطلب۔ اور آپ نے اس کی جوانی کو پالیا حضرت عبدالمطلب نے خواب دیکھا اور آپ کو کہا گیا شیخ اعظم کا چھپا ہوا زمزم کھود دو۔ تو آپ بیدار ہو گئے۔ اور دعا مانگی اے اللہ! میرے لیے ظاہر کر دے۔ پھر دوسری بار کوئی خواب میں آیا اور آپ کو بتایا گیا: میں نے تمہارے لیے گوبر اور خون کے درمیان سرخ پتھروں کے سامنے چیونٹیوں کی بلوں میں کوے کے کھودنے کی جگہ اسے کھود دیا ہے۔ پس حضرت عبدالمطلب اٹھے اور چل پڑے۔ یہاں تک کہ مسجد حرام میں جا کر بیٹھ گئے اور مقرر کردہ نشانیوں کے ظہور کا انتظار کرنے لگے۔ پس ایک گائے ذبح کرنے کے لیے لائی گئی اور وہ ذبح کرنے والے کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور اپنے آپ کو بچانے کے لیے بھاگتی رہی۔ یہاں تک کہ مسجد میں چشمہ زمزم کے جگہ پر اس پر موت غالب آ گئی۔ اسی جگہ اس گائے کو ذبح کر دیا گیا۔ جب اس نے گوشت اٹھا لیا، تو کوا آیا اور اس کے گوبر کے اوپر آ گرا اور اس نے چیونٹیوں کی بل کو کھودا۔ پس یہ دیکھ کر حضرت عبدالمطلب اٹھے اور وہاں سے کھودنے لگے۔ اتنے میں آپ کے پاس قریش آ گئے اور آپ سے کہنے لگے: یہ کیا کر رہے ہو، ہم تم پر جہالت کا عیب نہیں لگا سکتے۔ تم ہماری مسجد میں کنواں نہ کھودو؟ تو حضرت عبدالمطلب نے جواب دیا: میں یہ کنواں ضرور کھودوں گا اور وہ مجاہد ہوگا جس نے مجھ اس سے روکا۔ چنانچہ آپ اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لے کر کھدائی میں شروع رہے۔ اس وقت حارث کے سوا آپ کا کوئی بیٹا

نہیں تھا۔ اس وقت قریش کے بعض لوگوں نے ان دونوں کو بے وقوف کہنا شروع کر دیا اور ان سے جھگڑنے لگے اور لڑنا شروع کر دیا اور قریش کے بعض افراد نے اس سے روکنے کی کوشش کی، کیونکہ وہ آپ کی نسبی آزادی، صداقت اور ان کے دین کے بارے میں آپ کی محنت و کوشش سے خوب واقف و آگاہ تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ نے کھدائی ممکن بنالی اور آپ پر اذیت و تکلیف بھی شدید ہوگئی۔ تو آپ نے نذر مانی کہ اگر ان کے دس بیٹے ہوئے تو ان میں سے ایک کو قربان کریں گے پھر آپ اسے کھودتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ نے وہ تلواریں پالیں جو چشمہ زمزم کو بند کرتے وقت اس میں دفن کی گئی تھیں۔ پس جب قریش نے دیکھا کہ انہیں تلواریں ملی ہیں۔ تو کہنے لگے: اے عبد المطلب! جو کچھ آپ نے پایا ہے اس میں سے ہمیں بھی عطا کیجئے۔ تو حضرت عبد المطلب نے جواب دیا: یہ اللہ تعالیٰ کے گھر کی تلواریں ہیں۔ پس آپ کھودتے رہے یہاں تک کہ مٹی سے پانی نکلنے لگا اور اتنا چشمہ ابلنے لگا کہ سارا پانی باہر نہیں نکالا جا سکتا تھا۔ پھر آپ نے اس پر ایک حوض تعمیر کیا اور آپ اپنے بیٹے کے ہمراہ ڈول نکال نکال کر اس حوض کو بھر دیتے اور حاجی اس سے پانی پیتے تھے۔ قریش کے بعض لوگ حسد کی بنا پر اسے توڑ دیتے تھے اور حضرت عبد المطلب صبح کے وقت اسے پھر درست کر دیتے اور اس کی مرمت کر دیتے تھے۔ جب انہوں نے اکثر حوض کو خراب کرنا شروع کر دیا تو حضرت عبد المطلب نے اپنے رب سے دعا مانگی پھر آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کو کہا گیا: ''کہو اے اللہ! میں اس پانی کو غسل کرنے والے کے لیے حلال قرار نہیں دیتا۔ البتہ پینے والوں کے لیے حلال اور شفا ہے، پھر میں ان کے لیے کافی ہوں''۔ پس حضرت عبد المطلب اٹھے جب کہ قریش نے مسجد میں اختلاف کر دیا اور آپ نے ان کلمات سے دعا مانگی جو خواب میں دیکھے تھے۔ پھر واپس لوٹ آئے۔ پھر قریش میں سے جس کسی نے بھی آپ کا حوض خراب کرنے کی کوشش کی اس کا جسم بیماری میں مبتلا ہو گیا یہاں تک کہ انہوں نے آپ کا حوض اور اس سے پانی پینا چھوڑ دیا۔

پھر حضرت عبد المطلب نے عورتوں سے شادی کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس بیٹوں کی ایک جماعت عطا فرمائی۔ تو انہوں نے رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی: اے اللہ! بلاشبہ میں نے تیری خوشنودی کے لیے ان میں سے ایک بیٹا قربان کرنے کی نذر مانی تھی۔ اب میں ان کے درمیان قرعہ اندازی کرتا ہوں جسے تو چاہے گا میں اسے قربانی کر کے اپنی نذر پوری کر دوں گا۔ سو آپ نے بیٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی تو حضرت عبد اللہ کے نام پر قرعہ نکلا۔ یہ آپ کے انتہائی محبوب اور لاڈلے بیٹے تھے۔ تو پھر حضرت عبد المطلب نے رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی: اے اللہ! تیرے نزدیک عبد اللہ زیادہ پسند ہے یا سو اونٹوں کی قربانی؟ چنانچہ پھر آپ نے حضرت عبد اللہ اور سو اونٹوں کے مابین قرعہ اندازی کی۔ تو قرعہ سو اونٹوں کے حق میں نکلا۔ تو حضرت عبد المطلب نے انہیں ذبح کر کے اپنی نذر پوری کر دی۔

امام ازرقی اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت عبد المطلب نے کہا: میں مقام حجر میں سویا ہوا تھا کہ اچانک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا: زمزم کا کنواں کھودو۔ تو میں نے کہا: زمزم کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: نہ اس کا سارا پانی نکالا جا سکے گا اور نہ اسے کم کیا جا سکے گا اور قریۃ النمل کے پاس حاجیوں کا انبوہ کثیر اس سے سیراب ہوگا۔ آپ نے کہا: جب اس کی کیفیت آپ پر ظاہر ہوگئی اور اس نے اس کے محل وقوع پر

بھی آپ کی راہنمائی کر دی اور آپ نے یہ بھی پہچان لیا کہ اس نے سچ کہا ہے تو دوسرے دن آپ نے کسی لی اور اپنے بیٹے حارث کو بھی اپنے ساتھ لیا اور اسے کھودنا شروع کر دیا۔ اس وقت حارث کے سوا آپ کا کوئی بیٹا نہیں تھا۔ پس حضرت عبد المطلب کے لیے پتھروں سے چنا ہوا بہت بڑا کنواں ظاہر ہوا۔ تو قریش نے پہچان لیا کہ اس نے اپنے مدعا کو پالیا ہے۔ چنانچہ آپ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور کہا: اے عبد المطلب! یہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کنواں ہے۔ بے شک اس میں ہمارا بھی حق ہے۔ پس ہمیں بھی اس میں اپنے ساتھ شریک کر لو؟ تو آپ نے جواب دیا: میں کچھ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ معاملہ تم سے پہلے انہیں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے اور تم میں سے یہ مجھے عطا کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ ہمارے ساتھ انصاف کیجئے۔ کیونکہ ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ ہم تمہارے ساتھ جھگڑا کریں گے۔ آپ نے فرمایا: میرے اور اپنے درمیان جو تم چاہتے ہو کرو۔ میں تمہارے ساتھ محاکمہ کروں گا۔ انہوں نے کہا: سعد ہذیل میں ایک کاہنہ ہے۔ آپ نے کہا: ہاں۔ وہ شام کے اشراف اور معززین میں سے تھی۔ پس حضرت عبد المطلب اور آپ کے ساتھ بنی عبد مناف کی ایک جماعت سوار ہوئی اور قریش کے ہر خاندان سے ایک جماعت سوار ہوئی۔ راستے کی زمین بیابان تھی، پانی ناپید تھا، یہاں تک کہ جب وہ حجاز اور شام کے درمیان ایک صحراء میں تھے تو حضرت عبد المطلب اور آپ کے ساتھیوں کا پانی ختم ہو گیا اور انہیں اتنی شدید پیاس لگی کہ انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا۔ انہوں نے اپنے ساتھ والے قریشی قبائل کے افراد سے پانی طلب کیا۔ تو انہوں نے پانی دینے سے انکار کر دیا اور کہا: بے شک ہم اس صحرا میں ہیں جہاں ہمیں اپنی ذاتوں کو وہی تکلیف اور مصیبت پہنچنے کا خدشہ ہے جو آپ کو آ پہنچی ہے۔

پس جب حضرت عبد المطلب نے وہ رویہ دیکھا جو قوم نے آپ کے ساتھ اپنایا اور وہ خوف ملاحظہ کیا جو آپ کو اپنی ذات کے بارے اور آپ کے ساتھیوں کو لاحق تھا۔ تو آپ نے فرمایا: تم کیا رائے رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم آپ کی رائے کی اتباع کے سوا کوئی رائے نہیں رکھتے۔ لہٰذا آپ ہمیں جو چاہیں حکم فرمائیں تو آپ نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ تم میں سے ہر آدمی اپنے لیے گڑھا کھود لے، کیونکہ ابھی تم میں قوت موجود ہے تاکہ جب بھی کوئی آدمی مر جائے تو اس کے ساتھی اسے اس کے اپنے گڑھے میں دفن کر دیں اور اسے مٹی ڈال کر چھپا دیں۔ یہاں تک کہ تم میں سے آخر میں صرف ایک آدمی رہ جائے۔ پس ایک آدمی کو ضائع کرنا پوری جماعت کو ضائع کرنے سے آسان ہے۔ سب نے کہا: جو آپ نے ارادہ کیا ہم نے سن لیا۔ چنانچہ ان میں سے ہر آدمی اٹھ کر اپنے لیے گڑھا کھودنے لگا۔ پھر وہ بیٹھ گئے اور پیاس کی شدت کے سبب موت کا انتظار کرنے لگے۔ بعد ازاں حضرت عبد المطلب نے اپنے ساتھیوں سے کہا: قسم بخدا! اس طرح اپنے ہاتھوں سے ہی اپنے آپ کو گڑھوں میں پھینک دینا اپنے لیے کوئی حیلہ تلاش کرنے سے عجز کا اظہار ہے۔ حالانکہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کسی اور شہر سے پانی عطا فرمائے۔ اس لیے کوچ کرو۔ چنانچہ وہ سفر کے لیے مکمل طور پر تیار ہو گئے۔ ان کے ساتھ جو قریش تھے وہ ان کے سب اعمال بغور دیکھ رہے تھے۔ پس حضرت عبد المطلب اٹھ کر اپنی سواری (اونٹنی) کی طرف چل کر گئے تا کہ اس پر سوار ہوں۔ تو جونہی آپ کی سواری اٹھی تو اس کے پاؤں کے نیچے سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ حضرت عبد المطلب اور آپ کے

ساتھیوں نے تکبیر بلند کی اور پھر اتر کر آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے بھی خوب سیر ہو کر وہ پانی پیا حتیٰ کہ اپنے مشکیزے بھی بھر لیے پھر اپنے دیگر قریشی قبائل کے افراد کو بھی بلایا اور فرمایا آجاؤ پانی کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے سیراب فرمایا ہے۔ لہٰذا تم بھی پیو اور اپنے مشکیزے بھر لو۔ یہ دیکھ کر ان جھگڑا کرنے والے قبائل نے آپ سے کہا: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے ہمارے خلاف آپ کے حق میں فیصلہ فرما دیا ہے۔ قسم بخدا! ہم زمزم کے بارے میں آپ سے جھگڑا نہیں کریں گے۔ پس اپنے پانی پلانے کے مقام کی جانب بڑی خوشی کے ساتھ لوٹ چلیے۔ پھر آپ بھی اور آپ کے ساتھ وہ بھی لوٹ آئے اور اس کاہنہ تک نہ پہنچے اور وہ زمزم اور آپ کے درمیان سے ایک طرف ہو گئے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، عمر بن شبہ، فاکہانی نے تاریخ مکہ میں، طبرانی نے الاوسط میں، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آب زمزم اسی مقصد کے لیے مفید ہے جس کے لیے وہ پیا جائے (1)۔

امام المستغفری رحمہ اللہ نے الطب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمزم کا پانی ہر اس شے کے لیے (مفید ہے) جس کے لیے اسے پیا جائے، جس نے مرض کے لیے پیا اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمائے گا، جس نے بھوک کے لیے پیا اللہ تعالیٰ اسے سیر کر دے گا اور جس نے کسی حاجت کے لیے پیا اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دے گا۔

امام دینوری رحمہ اللہ نے المجالسہ میں حمیدی رحمہ اللہ سے اور یہ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کے شیخ ہیں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم ابن عیینہ کے پاس تھے تو انہوں نے ہمارے سامنے یہ حدیث بیان کی کہ آب زمزم اسی مقصد کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے تو مجلس سے ایک آدمی اٹھ کر گیا اور پھر لوٹ کر آیا۔ تو اس نے کہا: اے ابو محمد! آب زمزم کے بارے میں جو حدیث آپ نے ہمیں بتائی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کیوں نہیں؟ تو اس آدمی نے جواب دیا: میں نے ابھی زمزم کا ایک ڈول پیا ہے اس ارادہ پر کہ تم سو حدیثیں مجھے بیان کرو گے۔ تو حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا تو آپ نے سو حدیثیں بیان فرما دیں۔

امام فاکہانی رحمہ اللہ نے تاریخ مکہ میں عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حج ادا کیا اور ہم نے بھی ان کے ساتھ حج کیا۔ جب انہوں نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا تو مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت پڑھیں۔ پھر زمزم کے پاس سے گزرے درآنحالیکہ آپ صفا کی جانب باہر جا رہے تھے تو انہوں نے فرمایا: اے غلام! میرے لیے اس سے ایک ڈول نکالو۔ چنانچہ اس نے ڈول نکالا اور آپ پینے لگے اور اسے اپنے چہرے پر بھی انڈیلا۔ پھر یہ کہتے ہوئے باہر نکل گئے کہ آب زمزم اسی مقصد کے لیے (مفید) ہے جس کے لیے وہ پیا جائے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 357، دار صادر بیروت

نے فرمایا: زمزم کا پانی ہر اس مقصد کے لیے (مفید) ہے جس کے لیے پیا جائے (1)۔

امام حافظ ابو الولید بن دباغ نے فوائد میں، بیہقی اور خطیب رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت سوید بن سعید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ وہ آب زمزم کے پاس آئے اور اپنا برتن بھر لیا پھر قبلہ کی طرف منہ کیا اور یہ کہا: اے اللہ! میں ابو الموالی کا بیٹا ہوں۔ ابن منکدر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: زمزم کا پانی اسی مقصد کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے اور میں یہ پانی قیامت کے دن کی پیاس کے لیے پی رہا ہوں۔ پھر آپ نے وہ پانی پی لیا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے ابو الزبیر کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زمزم کا پانی اسی مقصد کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے'' حکیم نے کہا: میرے باپ نے مجھے بیان کرتے ہوئے کہا: میں نے ایک تاریک رات میں طواف شروع کیا اور مجھے پیشاب کی شدید حاجت محسوس ہوئی۔ میں سکڑنے لگا یہاں تک کہ اس نے مجھے بہت تنگ کر دیا۔ مجھے یہ خوف تھا کہ اگر میں مسجد سے نکلا تو میں کسی گندگی میں جا گروں گا۔ وہ حج کے ایام تھے۔ تو اتنے میں مجھے یہ حدیث یاد آگئی۔ چنانچہ میں زمزم کے پاس گیا اور خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ تو صبح تک وہ تکلیف مجھ سے دور ہو گئی۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سطح زمین پر سب سے بہتر اور اچھا پانی زمزم ہے۔ اس میں کھانے کے حاجت مند کے لیے کھانا اور غذائیت بھی ہے اور بیماری سے شفا بھی ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، فاکہانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمزم بہترین پانی ہے جس کا علم ہوتا ہے، بہترین کھانا ہے جو کھایا جاتا ہے اور بیماری کے لیے شفا ہے (4)۔

امام ترمذی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ آپ بوتلوں میں زمزم کا پانی اٹھائے رکھتی تھیں اور یہ ذکر کرتیں کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کرتے اور آپ ﷺ مریضوں پر انڈیلتے تھے اور انہیں پلاتے تھے (5)۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: زمزم کا پانی ہر بیماری کے لیے شفاء ہے۔

امام دارقطنی، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمزم کا پانی اسی مقصد کے لیے (مفید) ہے جس کے لیے پیا جائے۔ پس اگر تو اسے شفا حاصل کرنے کے لیے پیے گا تو اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ تجھے شفا عطا فرمائے گا اور اگر تو

1۔شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 481 (4127) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ایضاً، جلد 2، صفحہ 482 (4128)
3۔معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 98 (11167) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 482 (4130)
5۔ایضاً (4129)

اسے پناہ طلب کرنے کے لیے پیئے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے پناہ عطا فرما دے گا اور اگر تو اس لیے پیے گا کہ تیری پیاس ختم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پیاس کو ختم فرما دے گا اور اگر تو اس لیے پیے گا کہ تو سیر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ تجھے سیر فرما دے گا۔ یہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی عزیمت ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی سبیل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب آب زمزم پیتے تو اس طرح دعا کرتے: ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّ شِفَآءً مِّنْ كُلِّ دَآءٍ'' (اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء کی التجاء کرتا ہوں)(1)

امام عبدالرزاق، ابن ماجہ، طبرانی، دارقطنی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عثمان بن الاسود رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے بیان کیا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا۔ تو آپ نے پوچھا: تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے زمزم پینا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تو اسے اس طرح پی جیسے اسے پینا چاہیے۔ اس نے پوچھا: اے ابن عباس! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا: جب تو اسے پینے لگے تو منہ قبلہ شریف کی طرف کرنا اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرنا (یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا) اور تین سانسوں میں پینا اور خوب سیر ہو کر پینا۔ اور جب فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے درمیان یہ نشانی ہے کہ وہ آب زمزم سے سیر نہیں ہوں گے (2)۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زمزم کے چبوترہ پر تھے۔ تو آپ ﷺ نے ڈول کا حکم دیا پھر آپ نے اپنے لیے کنویں سے ایک ڈول نکالا اور اسے کنویں کے کنارے پر رکھا۔ پھر آپ نے ڈول کے نیچے کی جانب اپنا دست مبارک رکھا۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر اس میں سے ایک گھونٹ پیا اور لمبی سانس نکالی اور اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا الحمد للہ۔ پھر دعا کی اور پھر بسم اللہ پڑھ کر ایک گھونٹ اس سے پیا اور لمبی سانس لی مگر یہ پہلے کی نسبت کم تھا۔ پھر سر اوپر بلند کیا اور کہا الحمد للہ۔ پھر دعا مانگی اور کہا بسم اللہ۔ پھر ایک گھونٹ پیا اور وہ دوسرے کی نسبت تھوڑا کم تھا۔ پھر سر اوپر اٹھایا اور کہا الحمد للہ۔ بعد ازاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے درمیان علامت یہ ہے کہ انہوں نے کبھی بھی خوب سیر ہو کر اس سے نہیں پیا۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمزم کے پانی سے اپنی پسلیوں کو بھرنا (یعنی خوب سیر ہو کر پینا) نفاق سے برأت ہے۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے انصار کے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارے اور منافقین کے درمیان علامت یہ ہے کہ وہ زمزم کے پانی سے ایک ڈول نکالیں اور اسے خوب سیر ہو کر پئیں۔ اور منافق کبھی بھی اس سے سیر ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: زمزم کے پانی سے پسلیوں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 646 (1739) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 112 (9111) بیروت

کو بھرنا نفاق سے برأت ہے اور یہ پانی سر درد کو ختم کر دیتا ہے۔ اس میں جھانکنا نظر کو مزید تیز کرتا ہے۔ عنقریب اس پر وہ زمانہ آئے گا کہ یہ نیل اور فرات سے زیادہ میٹھا اور ذائقہ دار ہو گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ازرقی اور فاکہانی رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں کتاب اللہ (قرآن کریم) میں پاتا ہوں کہ زمزم خوش ذائقہ خوراک ہے اور بیماری کے لیے شفاء ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ازرقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہمارے پاس مکہ مکرمہ میں وہب بن منبہ آئے اور وہ بیمار ہو گئے۔ ہم ان کی عیادت کے لیے آئے تو دیکھا کہ ان کے پاس زمزم کا پانی پڑا ہے۔ ہم نے کہا: اگر آپ کو میٹھے اور خوش ذائقہ پانی کی طلب ہو۔ کیونکہ یہ پانی تو بھاری اور سخت ہے۔ تو انہوں نے کہا: میں پینے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ یہاں تک کہ میں غیر کو اس سے نکال دوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں وہب کی جان ہے! بے شک کتاب اللہ میں ہے کہ اس سے بخل کیا گیا ہے اور کتاب میں یہ ہے کہ یہ خوش ذائقہ کھانا ہے اور بیماری کے لیے شفا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں وہب کی جان ہے! جو بھی اس کا قصد کرتا ہے اور اس سے اتنا پیتا ہے کہ اس کی پسلیاں بھر جاتی ہیں تو یہ بیماری کو نکال دیتا ہے اور اسے بیماری کے لیے شفا بنایا گیا ہے (1)۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بالیقین ہم بئر زمزم کو مضنونہ پاتے ہیں کیونکہ اس کے سبب تم سے بخل کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے جنہوں نے اس کا پانی پیا، وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ یہ خوش ذائقہ کھانا ہے اور بیماری کے لیے شفا ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، سعید بن منصور، ازرقی اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: زمزم کا پانی ہر اس مقصد کے لیے (مفید) ہے جس کے لیے پیا جائے۔ اگر تو اسے پیتے وقت شفا کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے شفا عطا فرمائے گا اگر پیاس بجھانے کی نیت سے پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے سیراب کر دے گا اگر تو بھوک مٹانے کے لیے اسے پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے سیر کر دے گا اور یہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کی ایڑی سے بننے والا گڑھا ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک سبیل ہے (2)۔

امام بقیہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: لوگوں میں بہترین وادی وادی مکہ ہے اور ہند کی وہ وادی ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام اترے۔ یہ خوشبو جو تم لگاتے ہو یہ وہیں سے لائی جاتی ہے اور لوگوں میں سب سے بری وادی وادی احقاف ہے اور حضرموت کی وادی ہے جسے برہوت کہا جاتا ہے۔ اور لوگوں میں بہترین کنواں بئر زمزم ہے اور سب سے برا کنواں بئر برہوت ہے۔ اسی کے پاس کفار کی روحیں جمع ہوتی ہیں۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اخیار کی نماز پڑھنے کی جگہ میں نماز پڑھو اور ابرار کے پانی میں سے پیو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 117 (9121) المکتب الاسلامی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 118 (9124)

کی گئی اخیار کی جائے نماز کون سی جگہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میزاب رحمت کے نیچے۔ پھر عرض کی گئی ابرار کا پانی کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: زمزم کا پانی۔

امام ازرقی نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا: میں نے سنا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے: زمین میں بہترین پانی زمزم کا پانی ہے اور زمین میں سب سے خراب اور ناپسندیدہ پانی برہوت کا پانی ہے۔ برہوت حضر موت کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی ہے۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: ایلیاء اور زمزم دونوں متعارف ہیں۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ بن خالد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں ایک رات تقریباً نصف رات کے وقت زمزم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک جماعت کو دیکھا، وہ سفید کپڑے پہنے ہوئے ہے اور بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ میں نے ان کے کپڑوں کی طرح سفید کوئی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ پس جب وہ فارغ ہوئے تو انہوں نے ہمارے قریب نماز پڑھی۔ پھر ان میں سے ایک نے توجہ کی اور اپنے ساتھیوں کو کہا ہمارے ساتھ چلو ہم ابرار کے پانی سے پی لیں۔ وہ اٹھے اور بئر زمزم کے پاس آئے۔ تو میں نے کہا: قسم بخدا! اگر میں اس قوم پر داخل ہوتا تو ان سے کچھ پوچھتا۔ سو میں اٹھا اور ان کے پاس آیا، تو دیکھا ان میں کوئی بھی بشر (انسان) نہیں۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ زمزم کے بارے میں انتہائی زیادہ رغبت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ عیال دار اپنے اہل وعیال کے ہمراہ صبح کے وقت آتے تھے اور زمزم کا پانی پیتے تھے۔ پس یہی ان کے لیے صبح کا ناشتہ بن جاتا اور ہم زمزم کو بچوں کے لیے مدد اور تعاون شمار کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ازرقی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دور جاہلیت میں زمزم کو شباعہ کا نام دیا جاتا تھا اور یہ گمان کیا جاتا تھا کہ یہ عیال دار لوگوں کے لیے انتہائی خوب مدد ہے۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ازرقی، بزار، ابوعوانہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں مکہ مکرمہ میں آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: تو کب سے یہاں ہے؟ میں نے عرض کی: چودہ۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ میں نے کہا: تیس دن رات سے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تجھے کھانا کون کھلاتا ہے؟ میں نے عرض کی: میرے پاس زمزم کے پانی کے سوا کھانے پینے کے لیے کچھ نہیں۔ میں اپنے جگر پر بھوک کی شدت نہیں پاتا۔ میرے پیٹ کی سلوٹیں ٹوٹ گئی ہیں۔ بلاشبہ یہ متبرک ہے، خوش ذائقہ کھانا ہے(1)۔ طیالسی نے یہ زائد بھی لکھا ہے کہ یہ بیماری کے لیے شفا ہے۔

امام ازرقی نے حضرت رباح بن اسود سے نقل کیا ہے کہ میں اپنے گھر والوں کے ساتھ جنگل میں تھا اور مجھے مکہ میں بیچ دیا گیا پھر مجھے آزاد کر دیا گیا۔ میں تین دن تک ٹھہرا رہا اور کھانے کے لیے میں نے کوئی چیز نہ پائی۔ میں اس دوران زمزم کا پانی پیتا رہا۔ ایک دن میں نے پیا۔ تو میں نے اپنے دانتوں کے درمیان سے دودھ گزرنے کا ذائقہ پایا۔ مجھے گمان ہوا شاید میں سو

1۔ صحیح مسلم شرح نووی، کتاب فضائل الصحابۃ باب 22، جلد 15، صفحہ 26، دار الکتب العلمیہ بیروت

گیا ہوں۔ پھر میں چل پڑا تو میں ایسے محسوس کر رہا تھا کہ میرا پیٹ دودھ سے بھرا ہوا ہے اور اس کی قوت بھی موجود ہے۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ ریوڑ چرایا کرتے تھے اور عبادت گزار بھی تھے۔ پس جب انہیں پیاس لگتی تو وہ آب زمزم کی چھاگل میں دودھ پاتے اور جب وضو کرنا چاہتے تو اس میں پانی پاتے۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سے پہلے زمزم کے سوا تمام پانی اٹھا لے گا اور زمزم کے سوا تمام پانی نیچے دھنس جائیں گے اور زمین اپنے اندر چھپائے ہوئے سونے چاندی کو باہر پھینک دے گی۔ ایک آدمی چمڑے کے برتن میں سونا چاندی ڈال کر لائے گا اور کہے گا: یہ مجھ سے کون قبول کرے گا؟ تو اسے کہنے والا کہے گا: اگر تو کل انہیں لے کر میرے پاس آتا تو میں قبول کر لیتا۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو مسجد حرام میں دیکھا کہ آپ بئر زمزم کے اردگرد چکر لگا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ غسل کرنے والے کے لیے میں اسے حلال نہیں کروں گا۔ یہ وضو کرنے والے اور پینے والے کے لیے حلال بھی ہے اور شفاء بھی۔

امام ازرقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی حسین رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف ماء زمزم کا ہدیہ طلب کرنے کے لیے پیغام بھیجا تو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف دو مشکیزے بھیجے۔

امام عبدالرزاق اور ازرقی ابن جریج رحمہم اللہ سے اور انہوں نے ابن ابی حسین سے جن کا نام عبداللہ ابن ابی عبدالرحمٰن ہے، سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: کہ اگر میرا گرامی نامہ رات کے وقت تجھے موصول ہو تو پھر صبح نہ ہونے دینا۔ اگر دن کے وقت موصول ہو تو پھر شام نہ ہونے دینا۔ یہاں تک کہ میری جانب زمزم کا پانی بھیج دو۔ پس انہوں نے دو مشکیزے بھرے اور ایک اونٹ پر وہ دونوں آپ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیئے (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ سے زمزم کے پانی کا تحفہ طلب فرمایا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے صغیر اور کبیر ہونے (کمزور اور بوڑھا ہونے) یا بھوک اور پیاس کی شدت کی شکایت کی ہو۔ آپ ﷺ زمزم کا پانی نوش فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کو صبح کے وقت وہ پیش کیا جاتا اور آپ فرماتے: میں اس سے سیر ہونے کا ارادہ نہیں کرتا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں عبادت میں سے ہیں قرآن کریم کی طرف دیکھنا، کعبہ معظمہ کی طرف دیکھنا، والدین کی زیارت کرنا، آب زمزم میں دیکھنا، یہ گناہوں اور خطاؤں کو گرا دیتا ہے اور عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 119 (9127) المکتب الاسلامی بیروت

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آپ جب زمزم کا پانی پیتے تو کہتے یہ اسی مقصد کے لیے (مفید) ہے جس کے لیے میں نے پیا ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو آدمی بھی زمزم کا پانی اتنا پیتا ہے کہ اس کی پسلیاں بھر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ سے بیماری کو ختم فرما دیتا ہے اور جس نے پیاس کی وجہ سے پیا وہ سیراب ہو جائے گا اور جس نے بھوک کے سبب پیا تو وہ خوب سیر ہو جائے گا۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمزم کا پانی خوش ذائقہ کھانا ہے اور بیماری کے لیے شفاء ہے(1)۔

امام فاکہانی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے انہیں جاسوسی کے لیے مکہ مکرمہ بھیجا۔ وہ کئی راتیں وہاں مقیم رہے اور زمزم کا پانی پیتے رہے۔ جب لوٹ کر آئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہاری گزران کیسے رہی؟ تو انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ وہ زمزم کے پاس آتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ بیماری کے لیے شفاء ہے اور خوش ذائقہ کھانا ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب کسی آدمی کو تحفہ عنایت فرمانا چاہتے تو آپ ﷺ اسے زمزم کا پانی پلاتے۔

امام فاکہانی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو آپ اسے آب زمزم کا تحفہ دیتے اور آپ نے کسی قوم کو کھانا نہیں کھلایا مگر یہ کہ آپ نے انہیں زمزم کے پانی سے سیراب کیا۔

امام ابوذر ہروی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ کے ساتھ جس کسی نے بھی مسابقت (دوڑ) میں مقابلہ کیا وہ اس سے سبقت لے گئے اور جس کسی نے ان کے ساتھ کشتی کی انہوں نے اسے بچھاڑ دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے زمزم کے پانی سے اعراض کر لیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ پسند کرتے تھے کہ جب وہ بیت اللہ شریف کو الوداع کہیں تو زمزم کے پاس آئیں اور اس سے خوب پئیں۔

امام سلفی نے طیوریات میں حضرت ابن حبیب سے نقل کیا ہے کہ زمزم ابرار کا مشروب ہے اور حجر اخیار کی جائے نماز ہے۔

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ﴿٢١﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٢﴾

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 118 (9122) المکتب الاسلامی بیروت

''خوش خبری دیتا ہے انہیں ان کا رب اپنی رحمت اور اپنی خوشنودی کی اور (ایسے) باغات کی کہ ان کے لیے ان میں دائمی نعمت ہوگی ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ اس میں تا ابد۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی اجر عظیم ہے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ پڑھا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۲۳ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۲۴

''اے ایمان والو! نہ بنالو اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دلی دوست اگر وہ پسند کریں کفر کو ایمان پر اور جو دوست بناتا ہے انہیں تم میں سے تو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں (اے حبیب!) آپ فرمائیے اگر ہیں تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ کاروبار اندیشہ کرتے ہو جس کے مندے کا اور وہ مکانات جن کو تم پسند کرتے ہو، زیادہ پیارے ہیں تمہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو انتظار کرو یہاں تک کہ لے آئے اللہ تعالیٰ اپنا حکم۔ اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو نافرمان ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ہجرت کا حکم دیا گیا تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ اور بنی عبدالدار کے بھائی طلحہ نے کہا: میں کعبہ کی دربانی کے فرائض ادا کرتا ہوں۔ لہٰذا ہم ہجرت نہیں کریں گے۔ تب یہ آیت نازل کی گئی: لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مذکورہ آیت ہجرت کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وَ اَمْوَالُ اقْتَرَفْتُمُوْهَا کا معنی ہے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا کی تفسیر میں سدی کہتے ہیں اور تم کاروبار کے

مندا ہونے سے ڈرتے ہو اور اسے فروخت کردیتے ہو۔ وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ یعنی وہ محلات اور گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ کا معنی یہ ہے کہ تم انتظار کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فتح کے سبب اپنا حکم ہجرت لے آئے۔ یہ سب فتح مکہ سے پہلے ہوا۔

امام احمد اور امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تو انہوں نے عرض کی: قسم بخدا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری جان کے سوا ہر شے سے مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی (کامل) مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو جاؤں۔ واللہ اعلم۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ ۙ وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾

”بے شک مدد فرمائی تمہاری اللہ نے بہت سے جنگی میدانوں میں اور حنین کے روز بھی۔ جب کہ گھمنڈ میں ڈال دیا تھا تمہیں تمہاری کثرت نے۔ پس نہ فائدہ دیا تمہیں (اس کثرت نے) کچھ بھی اور تنگ ہوگئی تم پر زمین باوجود اپنی وسعت کے۔ پھر تم مڑے پیٹھ پھیرتے ہوئے پھر نازل فرمائی اللہ نے اپنی (خاص) تسکین اپنے رسول پر اور اہل ایمان پر اور اتارے وہ لشکر جنہیں تم نہ دیکھ سکے اور عذاب دیا کافروں کو اور یہی سزا ہے کافروں کی پھر رحمت سے توجہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس کے بعد جس پر چاہے گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے“۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ والی آیت اللہ تعالیٰ نے سورۂ برأت میں سے سب سے پہلے نازل فرمائی۔

امام ابن ابی شیبہ، سنید، ابن حرب، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سورۂ برأت میں سے مذکورہ آیت سب سے پہلے نازل ہوئی۔ تحقیق اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال ہوئی اور انہیں غزوۂ تبوک کے لیے آمادہ کرلیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کے بارے میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا: اس آیت میں اس مدد و نصرت کا ذکر ہے جس کے سبب اللہ تعالیٰ ان پر بہت سے میدانوں میں احسان فرماتا رہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ "حنین" مکہ اور طائف کے درمیان پانی (کا چشمہ) ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہوازن اور ثقیف کے قبائل سے جنگ لڑی۔ ہوازن کا سردار مالک بن عوف تھا اور ثقیف کا سردار عبد یا لیل بن عمرو ثقفی تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فتح مکہ کے سال نصف مہینہ تک وہاں مقیم رہے۔ ابھی اس سے زائد دن نہیں گزرے تھے کہ ہوازن اور ثقیف آگئے اور انہوں نے حنین میں پڑاؤ ڈال لیا۔ حنین ذی المجاز کے پہلو میں ایک وادی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: جب اہل مکہ اور اہل مدینہ جمع ہوگئے۔ تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! اب ہم جنگ لڑیں گے کیونکہ ہمارا لشکر جرار جمع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس قول کو ناپسند فرمایا۔ کیونکہ انہوں نے اپنی کثرت پر فخر و مباہات کا اظہار کیا۔ پس جب ان کا آمنا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کر دیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی کسی کے مقابلہ میں نہ ٹھہرا۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے قبائل عرب کو اپنی جانب بلانا شروع کیا۔ قسم بخدا! آپ ﷺ کی جانب کوئی بھی اوپر نہ چڑھا یہاں تک آپ نے اپنی جگہ خالی کر دی اور انصار کی جانب متوجہ ہوئے اور وہ اطراف میں تھے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا۔ یا انصار اللہ و انصار رسولہ الی عباد اللہ۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ وہ آپ ﷺ پر امڈ آئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! ﷺ رب کعبہ کی قسم: ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم بخدا! انہوں نے اپنے سر جھکا دیے اور رونے لگے: اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی تلواریں چلانے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دشمن کے خلاف انہیں فتح و کامرانی سے نوازا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حنین کے دن کہا: ہم قلت تعداد کے سبب ہرگز مغلوب نہیں ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ پر یہ بات ناگوار گزری۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ربیع نے کہا: اس وقت اسلامی لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں سے دو ہزار اہل مکہ تھے (1)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، بغوی نے معجم میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوعبدالرحمٰن فہری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: ہم غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم نے انتہائی شدید گرم دن میں سفر کیا، اس لیے درختوں کے سائے میں جا اترے جب سورج ڈھل گیا، میں نے اپنی زرہ پہنی اور گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہوئے کہا: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 123، دارالکتب العلمیہ بیروت

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کوچ کا وقت ہو گیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلاتے ہوئے فرمایا: اے بلال! وہ فوراً ببول کے درخت کے نیچے سے اٹھے، اس کا سایہ انتہائی گھنا تھا۔ اور عرض کی بندہ حاضر ہے لبیک وسعدیک میں آپ پر قربان جاؤں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم فرمایا میرے گھوڑے پر زین ڈالو۔ چنانچہ وہ کھجور کی چھال کے دو تکیے سے لائے جن میں اظہار تکبر وفخر نام کا نہ تھا۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سوار ہوئے اور ہم نے ان سے لڑنا شروع کر دیا۔ لیکن مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے لگے: ''يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ'' اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھوڑے سے نیچے اتر آئے اور مجھے اس آدمی نے بتایا جو میری نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت مٹی کی اٹھائی اور قوم کے چہروں کی جانب اسے پھینک دیا اور زبان سے ارشاد فرمایا ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ...... '' اور یعلی بن عطاء نے کہا ہے اور ہمیں ان کے بیٹوں نے اپنے آباء سے خبر دی ہے کہ انہوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی باقی نہیں بچا تھا مگر یہ کہ اس کی آنکھیں اور منہ مٹی سے بھر گئے اور ہم نے آسمان سے گھنٹی کی آواز اس طرح سنی جیسے لوہے کے ٹب پر لوہا لگتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست فاش سے دوچار کر دیا۔ ''مَابَقِيَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا امْتَلَاَتْ عَيْنَاهُ وَفَمُهٗ مِنَ التُّرَابِ''(1)

امام طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پس لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے الٹے پاؤں بھاگ پڑے۔ حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مہاجرین وانصار میں سے اسی افراد باقی رہ گئے۔ ہم تقریباً اسی قدموں کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ ہم پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگے اور یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اطمینان اور راحت نازل فرمائی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر مبارک پر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند قدم چلے اور فرمایا: مجھے ایک مشت مٹی کی دیجئے۔ چنانچہ میں نے وہ مٹی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان (دشمن) کے چہروں پر پھینک دی۔ نتیجۃً ان کی آنکھیں مٹی سے بھر گئیں اور مشرکین پیٹھ پھیر کر الٹے پاؤں بھاگ گئے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ بنی ہوازن غزوۂ حنین کے دن عورتوں، بچوں، اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑوں کو ساتھ لے کر آئے اور انہوں نے انہیں بھی صفوں میں لا کھڑا کیا۔ تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی کثرت کا اظہار کریں۔ پھر مسلمانوں اور مشرکین کی جنگ شروع ہوئی۔ تو مسلمان پیٹھیں پھیر کر بھاگ نکلے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ندا دی: ''يَا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ'' (اے اللہ تعالیٰ کے بندو! میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں) پھر فرمایا۔ اے گروہ انصار! میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 141، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 128 (2549) دار الکتب العلمیہ بیروت

شکست فاش سے دوچار کر دیا۔ حالانکہ نہ کسی نے تلوار چلائی اور نہ کسی نے نیزہ مارا (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، احمد، مسلم، نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا: غزوۂ حنین کے دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا۔ تحقیق میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس میرے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کے سوا کوئی نہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ ساتھ رہے اور ہم آپ ﷺ سے جدا اور علیحدہ نہیں ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے الشہباء نامی اس خچر پر تھے جو فروہ بن معاویہ جذامی نے آپ کو بطور تحفہ اور ہدیہ پیش کی تھی۔ پس جب مسلمانوں اور مشرکین کا آمنا سامنا ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے خچر کو کفار کی جانب دوڑانے لگے۔ میں اس کی لگام پکڑ کر اسے روک رہا تھا تا کہ وہ جلدی اور تیز رفتاری کے ساتھ نہ چلے۔ حالانکہ آپ تو مشرکین کی طرف انتہائی تیزی سے بڑھنے میں کوئی تاخیر نہیں کر رہے تھے۔ ابوسفیان بن حارث رسول اللہ ﷺ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عباس! رضی اللہ عنہ، ببول والوں کو بلاؤ، اے اصحاب البقرہ! قسم بخدا! میں ان پر انتہائی مہربان ہوں جیسا کہ گائے اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہے۔ جب وہ میری آواز سنیں گے تو وہ لبیک لبیک پکارنے لگیں گے۔ پس مسلمان آ گئے اور کفار کے ساتھ ان کی جنگ شروع ہو گئی۔ آوازیں بلند ہوئیں اور وہ کہنے لگے: اے گروہ انصار، اے گروہ انصار! پھر بلاوا بنی حارث بن خزرج پر محدود ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کا طویل وقت اپنے خچر پر ہی گزر گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تو جنگ خوب زوروں پر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے کچھ کنکریاں اٹھائیں اور کفار کے چہروں کی جانب پھینک دیں۔ پھر ارشاد فرمایا "اِنْهَزَمُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ" کعبہ کے رب کی قسم! وہ شکست خوردہ ہو گئے۔ پھر میں دیکھتا ہی رہا کہ اتنے میں جنگ ٹھنڈی پڑ گئی اور ایسا نہیں ہوا مگر تب ہی جب رسول اللہ ﷺ نے ان پر کنکریاں پھینکیں۔ پھر میں مسلسل دیکھتا رہا کہ ان کی دھار کند ہو گئی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست فاش سے دوچار کر دیا (2)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن انصار کو بلایا اور فرمایا: اے گروہ انصار! انہوں نے جواباً عرض کی لبیک یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پوری توجہ اور تیزی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف آؤ۔ وہ تمہیں ایسے باغات (جنات) میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ سو وہ آ گئے اور معرکۂ حنین انہی کا ہو گیا۔ انہوں نے ہی اس جماعت کا گھیراؤ کر لیا جو متکبرانہ انداز میں کندھوں کو ہلا کر جنگ لڑ رہے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست فاش سے دوچار کر دیا (3)۔

امام ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 142 (2591) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 370 (5418)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 50 (4367)

عنہ نے کہا: جب غزوۂ حنین کے دن اہل مکہ اور اہل مدینہ باہم اکھٹے ہوئے۔ تو تعداد کی کثرت نے انہیں فخر و تکبر میں مبتلا کر دیا۔ تو ان میں سے ایک قوم (جماعت) نے کہا: قسم بخدا! آج ہم قتال کریں گے۔ لیکن جب ان کا دشمن سے مقابلہ ہوا اور جنگ انتہائی شدید ہوگئی تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انصار کو بلایا اور فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! اللہ تعالیٰ کے بندوں کی جانب آجاؤ۔ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تو انہوں نے عرض کی: قسم بخدا! ہم آپ کی جانب آئے۔ انہوں نے اپنے سر جھکا لیے پھر پوری قوت کے ساتھ جنگ لڑی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دشمن پر فتح سے ہم کنار کیا (1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر اونٹ کے بال اٹھائے اور فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو مال غنیمت عطا فرمایا ہے اس میں سے خمس کے سوا اتنی مقدار بھی میرے لیے حلال نہیں۔ پھر خمس بھی تمہیں پر لوٹا دیا جائے گا۔ لہٰذا دھاگہ اور سوئی تک سب پہنچا دو اور اس میں خیانت اور دھوکہ بازی سے بچو۔ کیونکہ قیامت کے دن یہ ایسا کرنے والے کے لیے باعث ننگ و عار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنا تم پر فرض ہے۔ کیونکہ یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے وسیلہ سے ہر پریشانی اور غم دور فرما دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ مال غنیمت ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خوشحال اور مضبوط مومنین کو چاہیے کہ وہ اپنے میں سے کمزور اور ضعیف لوگوں کی جانب (مال غنیمت) لوٹا دیں (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہم نے غزوۂ حنین کے دن دیکھا کہ دونوں گروہوں نے فرار اختیار کیا ہے۔ حضرت عکرمہ نے کہا: جب غزوۂ حنین ہوا تو مسلمان بھی بھاگے اور مشرکین نے بھی فرار اختیار کیا اور رسول اللہ ﷺ ثابت قدم رہے۔ آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: "انا محمد رسول الله ﷺ" اور آپ ﷺ کے پہلو میں آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے چچا سے ارشاد فرمایا اے عباس آواز دو یا اهل الشجرة۔ (اے بیعت رضوان میں شریک ہونے والو!)۔ تو انہوں نے آواز سن کر ہر جانب سے جواب دیا: لبیک لبیک۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے نیزوں کے ساتھ آپ ﷺ پر سایہ کر لیا۔ پھر آپ ﷺ مسلسل جنگ لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ظفر و کامیابی سے نوازا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن عبید اللہ بن عمیر اللیثی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چار ہزار انصار، ایک ہزار قبیلہ جہینہ میں سے، ایک ہزار مزینہ میں سے، ایک ہزار قبیلہ اسلم میں سے، ایک ہزار غفار میں سے، ایک ہزار اشجع میں سے اور ایک ہزار مہاجرین وغیرہ موجود تھے۔ تو اس طرح آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ اور آپ ﷺ بارہ ہزار افراد پر مشتمل لشکر لے کر (حنین کی طرف) روانہ ہوئے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں ارشاد فرمایا: وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 50 (4368) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، (4370)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا تم غزوۂ حنین کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری۔ البتہ آپ ﷺ کے اصحاب سے نوجوان اور ان کے پیچھے کچھ تھکے ماندے لوگ نکلے۔ ان کے پاس ہتھیار نہیں تھے۔ تو ان کا آمنا سامنا ہوازن اور بنی نضر کے تیراندازوں کی ایک جماعت سے ہو گیا۔ ان پر تیر برسنے لگے اور وہ جو تیر بھی ان پر مارتے وہ خطا جاتے۔ پس وہاں وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے، آپ ﷺ اس وقت اپنے سفید خچر پر تھے اور آپ ﷺ کے چچا کا بیٹا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اس کی لگام پکڑے ہوئے تھا۔ پھر آپ ﷺ نیچے اترے دعا کی اور مدد و نصرت کی التجاء کی (1) اور پھر کہا:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

''میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں''۔

پھر آپ ﷺ کے صحابہ کرام نے صف بندی کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے مراد یہ ہے کہ انہیں تلوار کے ساتھ قتل کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ حنین کے دن اپنے رسول مکرم ﷺ کی پانچ ہزار بااختیار اور مسلح ملائکہ کے ساتھ مدد فرمائی۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے انصار کو مومنین کے نام سے پکارا اور ارشاد فرمایا ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے قوم کی شکست سے پہلے دیکھا درآنحالیکہ لوگ قتل ہو رہے تھے کہ ایک سیاہ رنگ کا دھاری دار کپڑا آسمان کی جانب سے آیا اور قوم کے درمیان آکر گر پڑا۔ پھر میں نے دیکھا کہ اچانک سیاہ رنگ کی چیونٹیاں پھیل گئیں اور ان سے وادی بھر گئی۔ مجھے شک بھی نہیں تھا کہ ملائکہ علیہم السلام ہیں۔ پھر قوم شکست کھا گئی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وَ عَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا میں عذاب سے مراد ہزیمت اور شکست ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن ابزی نے کہا مذکورہ آیت میں عذاب سے مراد ہزیمت اور قتل ہے۔ اور ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰى مَنْ یَّشَآءُ کی تفسیر میں فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف رحمت سے توجہ فرمائے گا جو غزوۂ حنین میں حضور نبی کریم ﷺ سے شکست خوردہ ہو کر بھاگے۔

امام ابن سعد، بخاری نے تاریخ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں عبداللہ بن

1۔ صحیح مسلم، باب غزوۃ الحنین، جلد 2 صفحہ 100، قدیمی کتب خانہ کراچی

عیاض بن حارث سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ رسول الله ﷺ بارہ ہزار کا لشکر جرار ساتھ لے کر ہوازن آئے اور آپ نے غزوۂ بدر کے مقتولوں کی مثل غزوۂ حنین میں طائف کے لوگ قتل کیے۔ رسول الله ﷺ نے سنگریزوں کی ایک مشت اٹھائی اور وہ ہمارے چہروں پر پھینک دیے پس ہم شکست فاش سے دوچار ہو گئے (1)۔

امام احمد اور مسلم رحمہما الله نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ہم غزوۂ حنین میں رسول الله ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم دشمن کے سامنے پہنچے میں آگے بڑھا اور وہ گھاٹی پر چڑھے ہوئے تھے۔ دشمن کا ایک آدمی میرے سامنے آیا۔ تو میں نے اس پر تیر پھینکا اور وہ چھپ گیا۔ پھر اس نے جو کچھ کیا وہ میں نہیں جانتا۔ پھر میں نے قوم کی طرف دیکھا کہ اچانک وہ دوسری گھاٹی سے نکل آئے اور ان کی رسول الله ﷺ کے اصحاب کے ساتھ جنگ چھڑ گئی۔ میں چادر باندھے ہوئے تھا اور میں شکست خوردہ ہو کر لوٹ پڑا۔ مجھ پر دو چادریں تھیں۔ ایک بطور ازار باندھے ہوئے تھا اور دوسری اوپر لپیٹ رکھی تھی۔ پس میری چادر کھل گئی تو میں نے ان دونوں کو اکٹھا کر لیا اور میں رسول الله ﷺ کے پاس سے بھاگتے ہوئے گزرا۔ اس وقت آپ اپنے خچر شہباء پر سوار تھے۔ تو رسول الله ﷺ نے فرمایا: تحقیق آپ ﷺ نے ابن اکوع کو گھبراہٹ کی حالت میں دیکھ لیا تھا۔ سو جب انہوں نے رسول الله ﷺ کو گھیر لیا، آپ ﷺ خچر سے نیچے اترے۔ پھر زمین کی مٹی سے ایک مشت اٹھائی۔ پھر ان کے چہروں کی طرف اپنا رخ زیبا پھیرا۔ اور فرمایا "شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" اور مٹی ان پر پھینک دی۔ تو الله تعالیٰ نے ان میں سے کسی انسان کو پیدا نہیں کیا مگر اس کی آنکھوں کو اس مشت خاک کے ساتھ بھر دیا۔ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ الله تعالیٰ نے انہیں شکست فاش سے دوچار کر دیا اور رسول الله ﷺ نے ان کے غنائم کو مسلمانوں کے مابین تقسیم فرمایا (2)۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی رحمہما الله نے دلائل میں حضرت عمرو بن سفیان ثقفی رضی الله عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول الله ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن سنگریزوں کی ایک مشت اٹھائی اور اسے ہمارے چہروں پر پھینکا۔ نتیجۃً ہم نے شکست و ہزیمت اٹھائی۔ ہماری جانب کوئی گھوڑا نہ تھا مگر یہ کہ یہ ہر پتھر اور ہر درخت شہسوار بن کر ہمیں تلاش کرنے لگا۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی اور ابن مردویہ نے یزید بن عامر سوائی سے۔ یہ حنین میں مشرکین کی جانب سے جنگ میں شریک ہوئے اور پھر اسلام لائے۔ یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول الله ﷺ نے غزوۂ حنین کے دن مٹی سے ایک مشت اٹھائی اور اسے مشرکین کے چہروں پر پھینک دیا اور ساتھ فرمایا "اِرْجِعُوْا شَاهَتِ الْوُجُوْهُ" (لوٹ جاؤ چہرے بگڑ جائیں) پس جس سے بھی کوئی دوسرا بھائی ملا وہی یہ شکایت کر رہا تھا کہ اس کی آنکھوں میں تنکا پڑ گیا ہے اور وہ اپنی آنکھوں کو ملنے لگا۔

امام مسدد نے مسند میں، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم الله نے عبد الرحمٰن مولی ام برثن سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حنین کے دن مشرکین میں سے ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ جب ہمارا اور رسول الله ﷺ کے اصحاب کا باہم آمنا سامنا ہوا تو بکری دوہنے کی مقدار بھی وہ ہمارے سامنے کھڑے نہ ہوئے اور ہم ان پر غالب آ گئے۔ اسی اثناء میں کہ ہم انہیں پیچھے دھکیلتے جا رہے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 132 (2562) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، باب غزوۂ حنین، جلد 2، صفحہ 101، قدیمی کتب خانہ کراچی

تھے کہ اچانک ہم ایک سفید خچر والے سے ملے اور وہی رسول اللہ ﷺ تھے۔ پس ہم نے آپ ﷺ کے پاس سفید اور خوبصورت چہروں والے مرد دیکھے۔ انہوں نے ہمیں کہا" شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اِرْجِعُوْا "پس ہم لوٹ آئے۔ اور وہی ہمارے کندھوں پر سوار ہو گئے۔ حالانکہ وہ وہی تھے (یعنی وہ ہم پر غالب آگئے اور ہم بالکل تھک ہار گئے)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ابن اسحاق کی سند سے بیان کیا ہے کہ امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ہمیں بتایا کہ انہوں نے بیان کیا: مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے جاسوس بھیجے۔ پس وہ آپ کے پاس آئے تو ان کے جوڑ کٹے ہوئے تھے۔ انہوں نے پوچھا: تم ہلاک ہو تمہیں کیا ہوا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہمارے پاس سفید رنگ والے ایسے لوگ آئے جو چتکبرے گھوڑوں پر سوار تھے۔ قسم بخدا! انہوں نے ہمیں مضبوط پکڑ لیا اور ہمارے ساتھ یہ کچھ ہو گیا جو تم دیکھ رہے ہو۔

امام ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر نے مصعب بن شیبہ بن عثمان الحجبی سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ انہوں نے کہا: میں غزوہ حنین کے دن حضور نبی کریم ﷺ کی معیت میں نکلا۔ قسم بخدا! میں اسلام کی حالت میں نہیں نکلا تھا بلکہ اس خواہش پر نکلا تھا کہ ہوازن قریش پر غالب آجائیں۔ پھر قسم بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا تھا۔ جب کہ میں نے کہا: یا نبی اللہ! بے شک میں چتکبرا گھوڑا دیکھ رہا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے شیبہ! اسے کافر کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے نزدیک اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو بھی زیادہ پسندیدہ اور محبوب نہ پایا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر مسلمان لڑنے لگے پس قتل ہوئے جو ہوئے پھر حضور نبی مکرم ﷺ تشریف لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لگام پکڑے ہوئے تھے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما رکاب تھامے ہوئے تھے اور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے بلند آواز لگائی: مہاجرین کہاں ہیں؟ سورۂ بقرہ والے کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں۔ پس لوگ آنے لگے اور حضور نبی مکرم ﷺ یہ فرماتے رہے:

اَنَا النَّبِيُّ غَيْرُ كَذِبْ   اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

"پس مسلمان آئے اور انہوں نے تلواریں چلائیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنگ زور کے ساتھ چھڑ گئی"۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۸﴾

"اے ایمان والو! مشرکین تو نرے ناپاک ہیں سو وہ قریب نہ ہونے پائیں مسجد حرام سے اس سال کے بعد۔ اور اگر تم اندیشہ کرو تنگ دستی کا تو غنی کر دے گا تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اگر چاہے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑا دانا ہے"۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: میرے اس سال کے بعد معاہدہ کرنے والوں اور تمہارے خادموں کے سوا کوئی مشرک مسجد حرام میں داخل نہیں ہوگا(1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ ہونے پائیں مگر یہ کہ وہ غلام ہو یا اہل ذمہ میں سے کوئی ہو(2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نَجَسٌ کا معنی اخباث یعنی ناپاک اور پلید ہے۔ اور بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا سے مراد وہ سال ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج ادا فرمایا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمایا یہ 9 ہجری کا سال تھا۔ پھر آئندہ سال رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اور آپ ﷺ نے ہجرت کے وقت سے لے کر اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی حج ادا نہیں فرمایا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو مسجد حرام سے روک دیا تو یہ امر مسلمانوں پر گراں گزرا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اس خراج اور اس پر نافذ شدہ جزیہ سے مستغنی کر دیا، جو وہ ان سے ہر مہینہ اور ہر سال وصول کرتے تھے اور فرمایا کہ جزیہ ادا کرنے والے یا مسلمانوں میں سے کسی کے غلام کے سوا مشرکین میں سے کسی کو نہیں چاہیے کہ وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب جائے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مشرکین بیت اللہ شریف کی طرف آتے تھے اور اپنے ساتھ کھانے پینے کی اشیاء لاتے تھے اور وہاں ان کی تجارت کرتے تھے۔ جب انہیں بیت اللہ شریف میں آنے سے روک دیا گیا۔ تو مسلمانوں نے کہا: ہمارے لیے طعام کہاں سے آئے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ آپ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل فرمائی۔ نتیجۃً جب مشرکین ان سے چلے گئے تو ان کی خوشحالی اور خیر میں اضافہ ہو گیا(3)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا تو یہ حکم حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب پر انتہائی گراں گزرا۔ اور وہ کہنے لگے ہمارا کھانا اور دیگر ساز و سامان کون لائے گا۔ تب یہ آیت وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً الآیہ نازل ہوئی(4)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو مسجد حرام سے روک دیا تو شیطان نے مومنین کے دلوں میں یہ وسوسہ اندازی کی کہ تم کہاں سے کھاؤ گے حالانکہ مشرکین کو روک دیا گیا ہے اور تم سے قافلوں کو منقطع کر دیا گیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں کفار کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اہل ایمان کو اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 392، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 244 (1011) بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ مومنین نے کہا: تحقیق ہم مشرکین کی منڈیوں سے اشیاء لے لیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا کہ وہ انہیں اس کے عوض اپنے فضل سے غنی کر دے گا، مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ آئیں۔ یہ آیت قرأت میں سورۂ برأت کی پہلی آیت ہے اور تاویل کے اعتبار سے آخر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کوئی مشرک پورے حرم میں داخل نہیں ہو سکتا اور پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام عبد الرزاق اور نحاس نے ناسخ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عطاء نے **فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ** کی تفسیر میں فرمایا: اس سے مراد سارا حرم پاک ہے اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ کوئی مشرک پورے حرم میں داخل نہیں ہو سکتا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: کہ **عَيْلَةً** سے مراد فاقہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے **فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ** کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جزیہ جاریہ کے ساتھ انہیں غنی کر دیا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ آپ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کو یہ خط لکھا کہ وہ یہود و نصاریٰ کو مساجد میں داخل ہونے سے منع کریں اور اس میں آپ نے اس نہی کی اتباع کی: **اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ** ...... الآیہ۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ چونکہ مشرکین ناپاک ہیں۔ لہٰذا جو کوئی ان سے مصافحہ کرے اسے چاہیے کہ وہ پھر وضو کرے۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے مشرک سے مصافحہ کیا، اسے چاہیے کہ وہ وضو کرے یا پھر اپنے ہاتھوں کو دھو لے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دیا۔ تو انہوں نے اسے اپنے ہاتھ میں لینے سے انکار کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرئیل! کس چیز نے تجھے میرا ہاتھ پکڑنے سے منع کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: چونکہ آپ نے یہودی کے ساتھ ہاتھ ملایا ہے تو مجھے یہ ناپسند ہے کہ میرا ہاتھ اس ہاتھ کو مس کرے جسے کافر کے ہاتھ نے مس کیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو فرمایا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے ہاتھ میں دیا تو انہوں نے اسے پکڑ لیا (یعنی مصافحہ کیا)۔

امام ابن مردویہ اور سمویہ رحمہما اللہ نے فوائد میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے۔ کہ حضور نبی کریم

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 52 (9980) المکتب الاسلامی بیروت

ﷺ نے فرمایا: مسلمان نفس کے سوا کوئی جنت میں داخل نہیں ہوگا، کوئی ننگے بدن بیت اللہ شریف کا طواف نہ کرے اور اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے قریب نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ اور جس کے درمیان کوئی معاہدہ ہے تو اس کے لیے معاہدہ کی مدت تک مہلت ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال فرمایا: کوئی مشرک مسجد حرام میں داخل نہیں ہوگا اور کوئی مسلمان جزیہ ادا نہیں کرے گا۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سب سے آخری کلام جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہلاک و برباد کرے۔ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ سرزمین عرب میں دو دین باقی نہیں رہیں گے۔

امام عبدالرزاق نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت یہ وصیت فرمائی کہ حجاز کی زمین پر کوئی یہودی وعیسائی نہ چھوڑا جائے اور لشکر اسامہ شام کی طرف چلا جائے۔ آپ ﷺ نے قبطیوں کے ساتھ خیر و بھلائی کے سلوک کی وصیت فرمائی۔ کیونکہ ان کے ساتھ قرابت کا تعلق تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: مشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا کہ وہ آخری کلام جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ حجاز کی زمین سے یہودیوں کو اور جزیرۂ عرب سے اہل نجران کو نکال دو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں (حیات ظاہرہ کے ساتھ) باقی رہتا تو میں ضرور بضرور مشرکین کو جزیرہ عرب سے باہر نکال دیتا۔ پس جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ امیر المومنین بنے تو آپ نے انہیں باہر نکال دیا۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ لَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّ هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾

"جنگ کرو ان لوگوں سے جو نہیں ایمان لاتے اللہ پر اور روز قیامت پر اور نہیں حرام سمجھتے جسے حرام کیا ہے اللہ نے اور اس کے رسول نے اور نہ قبول کرتے ہیں سچے دین کو ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے یہاں تک کہ دیں وہ جزیہ اپنے ہاتھ سے اس حال میں کہ وہ مغلوب ہوں"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس سال حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین کے ساتھ عہد توڑنے کا اعلان کیا اس سال اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ مشرکین تجارت کا کاروبار کرتے تھے اور مسلمان بھی اس سے فائدہ اور نفع اٹھاتے تھے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے لیے حرام قرار دیا کہ وہ مسجد حرام کے قریب جائیں۔ تو مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال آیا کہ ان کی وہ تجارت ختم ہو جائے گی جس کا لین دین مشرکین کرتے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ اِنْ شَآءَ اور اس کے پیچھے دوسری آیت میں جزیہ مقرر کر دیا۔ وہ اس سے پہلے نہیں لیا جاتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جزیہ کو ان کے لیے منافع کا عوض بنا دیا جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرکین کے ساتھ تجارت کے کاروبار سے منع فرما کر روک دیا تھا۔ اور فرمایا: قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ تا صٰغِرُوْنَ پس مسلمان اس کا زیادہ حق رکھتے ہیں کہ وہ پہچانیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس منافع سے افضل اور بہتر عوض عطا فر ہے جو وہ مشرکین سے تجارت کا کاروبار کر کے حاصل کرتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قتال کی صورتیں ہیں: ایک مشرکین کے ساتھ جنگ کرنا ہے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں یا وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں ا حال میں کہ وہ مغلوب ہوں اور دوسری باغیوں کے گروہ سے جنگ کرنا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لو آئیں۔ پس جب وہ لوٹ آئیں گے تو پھر عدل و انصاف کیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیہ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحا کرام کو غزوۂ تبوک کا حکم دیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا: قریش اور عرب کے کفار کے بارے میں آیت نازل کی گئی: وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ یَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ (البقرہ:193) ''اور لڑتے رہو ان سے یہاں تک کہ نہ رہے فتنہ (وفساد) اور ہو جائے دین صرف اللہ کے لیے''۔ اور اہل کتاب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ تا۔ حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ۔ تو سب سے پہلے اہل نجران نے جزیہ ادا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ ہاتھ سے جزیہ دینے کے بارے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد زمین اور غلام کا جزیہ ہے، زمین اور غلام کا جزیہ ہے۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مشرکین کے لیے معافی اور درگزر کے حکم کے ساتھ یہ حکم منسوخ ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے

ساتھ ملنے والے عربوں کے ساتھ جنگ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اہل کتاب کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ میں ان کا ذکر ہے جو توحید باری تعالیٰ کی تصدیق نہیں کرتے اور وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی شراب اور خنزیر کو وہ حرام نہیں سمجھتے اور وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ یعنی دین اسلام کو وہ قبول نہیں کرتے مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ یعنی وہ یہود و نصاریٰ جنہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مسلمانوں سے قبل کتاب عطا کی گئی اور حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ میں صٰغِرُوْنَ سے مراد یذلون (یعنی ذلیل ورسوا ہونا) ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عَنْ يَّدٍ کا معنی ہے مغلوب اور مجبور ہو کر (جزیہ ادا کریں)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: عَنْ يَّدٍ کا معنی ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔ کسی غیر کے ہاتھ نہ بھیجیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوسنان نے کہا: عَنْ يَّدٍ کا معنی ہے قدرت سے دینا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ کے بارے فرمایا کہ اس کا معنی ہے وہ ہاتھ کے ساتھ پیچھے نہ دھکیل رہے ہوں (یعنی وہ مکے نہ مار رہے ہوں)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ کا معنی ہے اس حال میں کہ وہ پسندیدہ اور قابل تعریف نہیں۔

ابن ابی حاتم نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہیں رستم کی طرف بھیجا گیا۔ تو رستم نے ان سے کہا: تم کس کی طرف دعوت دیتے ہو؟ تو آپ نے فرمایا: میں تجھے اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ پس اگر تو اسلام قبول کر لے گا تو تیرے لیے وہ سب حقوق ہوں گے جو ہمارے لیے ہیں اور تجھ پر وہ ذمہ داریاں بھی ہوں گی جو ہم پر ہیں۔ اس نے کہا: اگر میں انکار کر دوں؟ تو آپ نے فرمایا پھر تو اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کرے گا اس حال میں کہ تو مغلوب ہو۔ تو اس نے اپنے ترجمان سے کہا: انہیں کہو کہ جزیہ دینے کے مفہوم کو تو میں نے جان لیا ہے۔ لیکن تمہارے قول "انت صاغر" کا معنی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے کہ تو جزیہ ادا کرے اس حال میں کہ تو کھڑا ہو اور میں بیٹھا ہوا ہوں اور کوڑا (درہ) تیرے سر پر ہو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے قلعہ والوں کو کہا جب کہ مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کر رکھا تھا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ تو انہوں نے کہا: جزیہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جزیہ یہ ہے کہ ہم تم سے دراہم وصول کریں گے اس حال میں کہ خاک تمہارے سروں پر ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور انہیں کہا: اگر تم اسلام قبول کر لو گے تو تمہارے لیے وہ سب حقوق ہوں گے جو ہمارے لیے ہیں اور تم پر وہ سب ذمہ داریاں

ہوں گی جو ہم پر ہیں اور اگر تم انکار کرو گے تو پھر جزیہ ادا کرو اس حال میں کہ تم مغلوب ہو اور اگر تم نے اس کا انکار کیا تو ہم تم پر شدید حملہ کریں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اہل ذمہ کے لیے پسندیدہ یہی ہے کہ وہ جزیہ ادا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں حکم فرمایا کہ وہ ہر بالغ سے ایک دینار وصول کریں یا اس کے برابر ستو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل ہجر کے مجوس اور یمن کے یہود و نصاریٰ کے ہر بالغ سے ایک دینار جزیہ وصول کیا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت بجالہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ وصول نہیں کیا یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ کے پاس یہ شہادت دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ وصول کیا ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن محمد بن علی رضی اللہ عنہم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں کو خط لکھا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ پس جس کسی نے اسلام قبول کر لیا اسے تسلیم کر لیا گیا۔ اور جنہوں نے انکار کیا ان پر جزیہ لگا دیا گیا۔ حتیٰ کہ فرمایا نہ ان کا ذبیحہ کھایا جائے اور نہ ان میں سے کسی عورت کے ساتھ نکاح کیا جائے(4)۔

امام مالک، امام شافعی، ابوعبید نے کتاب الاموال میں اور ابن ابی شیبہ رحمہم اللہ نے حضرت جعفر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجوسیوں سے جزیہ لینے کے بارے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ان کے ساتھ اہل کتاب جیسا طریقہ اختیار کرو(5)۔

امام ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں اپنے اصحاب کو نہ دیکھتا کہ انہوں نے مجوسیوں سے جزیہ لیا ہے تو میں ان سے نہ لیتا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی "قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ......" الآیہ

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان مجوسیوں سے جزیہ لینے کے بارے سوال کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! آج زمین پر کوئی بھی موجود نہیں جو مجھ سے زیادہ یہ جانتا ہو کہ مجوسی اہل کتاب تھے جس کی وہ معرفت رکھتے تھے اور وہ اہل علم تھے جس کی وہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔ پس ان کے امیر نے شراب پی، اس کے نشے میں مدہوش ہو گیا اور اپنی بہن کے ساتھ بدفعلی کا ارتکاب کر لیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے اسے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 428 (33638) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 429 (32649)
3۔ ایضاً، (32648)
4۔ ایضاً، (32645)
5۔ مؤطا امام مالک، باب جزیۃ اہل الکتاب، جلد 1، صفحہ 278، داراحیاء التراث العربی بیروت

دیکھ لیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کی بہن نے کہا: بلاشبہ تو نے میرے ساتھ اس طرح کیا ہے اور تجھے ایک جماعت نے دیکھ لیا ہے۔ وہ تجھ پر پردہ نہیں ڈالیں گے۔ پس اس نے طمع اور لالچ رکھنے والے لوگوں کو بلایا اور انہیں کچھ عطا کیا۔ پھر ان سے کہا: تحقیق تم جانتے ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نکاح اپنی بیٹیوں سے کیا تھا۔ اتنے میں وہ لوگ آ گئے جنہوں نے دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا: دور ہونے والے کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے، بلاشبہ تیری پشت پر اللہ تعالیٰ کی حد جاری ہو گی۔ نتیجۃً اس نے ان تمام کو قتل کر دیا جو اس کے پاس موجود تھے۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے اسے کہا: کیوں نہیں بلکہ میں نے تجھے اس کے پاس دیکھا ہے بنی فلاں کے باغیوں کے لیے ہلاکت ہو......! عورت نے کہا: ہاں قسم بخدا! وہ باغی تھی۔ پھر اس نے توبہ کر لی، پس اس نے اسے بھی قتل کر دیا، پھر جو کچھ ان کے دلوں میں تھا اور جو کچھ ان کی کتابوں میں تھا۔ سب رات کے وقت ان سے لے لیا گیا اور صبح کے وقت ان کے پاس کوئی شے نہ رہی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اس جزیرۂ عرب کے باسیوں کے ساتھ اسلام کے لیے جنگ لڑی اور آپ ﷺ نے اس کے سوا ان سے کچھ قبول نہ کیا اور یہ افضل ترین جہاد ہے۔ اس امت پر جہاد کے فرض ہونے کے بعد اہل کتاب کے بارے میں یہ حکم نازل ہوا: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ...... الآیہ (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: بت پرستوں سے اسلام کی بناء پر قتال کیا جائے گا اور اہل کتاب کے ساتھ جزیہ کی بناء پر جنگ لڑی جائے گی (3)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے بعض عورتیں ہمارے لیے حلال ہیں اور بعض حلال نہیں ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ پس جنہوں نے جزیہ ادا کیا ان کی عورتیں ہمارے لیے حلال ہیں۔ اور جنہوں نے جزیہ ادا نہیں کیا ان کی عورتیں ہمارے لیے حلال نہیں۔ ابن مردویہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ اہل کتاب کا نکاح حلال نہیں ہو گا جب کہ وہ حربی ہوں پھر مذکورہ آیت تلاوت کی۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ کسی آدمی نے آپ سے کہا: میں زمین لیتا ہوں۔ یعنی میں ویران زمین لے لیتا ہوں پھر اسے آباد کرتا ہوں اور اس کا خراج ادا کرتا ہوں۔ تو آپ نے اسے منع فرمایا۔ پھر فرمایا: اس کا قصد اور ارادہ نہ کرو جس کا والی اللہ تعالیٰ نے اس کافر کو بنایا ہے کہ تو اسے اس کی گردن سے اتار کر اپنی گردن میں ڈال لے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ الی قولہ۔ صٰغِرُوْنَ۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ۭ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 70 (10029) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 428 (32633)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 430 (32637)

ذٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝٣٠

''اور کہا یہود نے کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور کہا نصرانیوں نے کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ ان کی (بے سروپا) بات ہے ان کے مونہوں سے نکلی ہوئی نقل اتار رہے ہیں ان لوگوں کے قول کی جنہوں نے کفر کیا پہلے، ہلاک کرے انہیں اللہ تعالیٰ، کدھر بھٹکے چلے جارہے ہیں''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلام بن مشکم، نعمان بن اوفی، ابوانس، شاس بن قیس اور مالک بن صیف آئے اور کہنے لگے: ہم آپ کی اتباع اور پیروی کیسے کریں حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور آپ یہ نظریہ بھی نہیں رکھتے کہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے؟ ان کا نظریہ یہ تھا کہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اس وجہ سے کہ وہ اہل کتاب میں سے تھے۔ اہل کتاب کے پاس تورات تھی۔ وہ اس سے اتنا کچھ علم حاصل کر لیتے تھے جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا کہ وہ جان لیں۔ پھر انہوں نے اسے ضائع کر دیا اور خلاف حق عمل کرنے لگے۔ ان میں تابوت بھی تھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان سے تابوت کو اٹھا لیا، انہیں تورات بھلا دی اور اسے ان کے سینوں سے محو کر دیا اور ان پر بیماری مسلط کر دی۔ سو ان میں سے بعض استطلاق بطن میں مبتلا ہو گئے۔ یہاں تک کہ آدمی کا جگر کٹنے لگا اور وہ تورات کو بھول گئے اور اسے ان کے سینوں سے مٹا دیا گیا۔ ان کے علماء میں سے حضرت عزیر بھی تھے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اور انتہائی عجز وانکساری اور لجاجت کے ساتھ التجاء کی کہ جو کچھ ان کے سینے سے محو کر دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسے واپس لوٹا دے۔ پس اسی اثنا میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نور اترا اور ان کے پیٹ میں داخل ہو گیا، پس اسی کے ساتھ جو تورات ان کے پیٹ سے گئی تھی وہ واپس لوٹ آئی۔ سو انہوں نے اپنی قوم میں اعلان کیا اور کہا: اے میری قوم! اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھے تورات عطا فرما دی ہے اور اسے اس شرط پر معلق کیا ہے کہ وہ انہیں اس کی تعلیم دیں گے۔ پس جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ٹھہرے رہے اور آپ انہیں تعلیم دیتے رہے۔ پھر اس کے بعد ان پر تابوت بھی اتار دیا گیا۔ جب کہ پہلے ان سے اٹھا لیا گیا تھا۔ جب انہوں نے تابوت کو دیکھا تو جو کچھ اس میں تھا اسے انہوں نے اس پر پیش کیا جو حضرت عزیر انہیں بتایا کرتے تھے۔ تو انہوں نے اسے بالکل اس کی مثل ہی پایا۔ پس انہوں نے کہہ دیا: قسم بخدا! عزیر کو یہ اس لیے دیا گیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ کے بارے میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا: کہ یہ قول ایک آدمی نے کہا جس کا نام فنحاص تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل کی عورتیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 126، داراحیاء التراث العربی بیروت

رات کے وقت جمع ہوتیں اور نماز پڑھتی تھیں، پھر متفرق ہو کر بیٹھتیں اور اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جو فضل و احسان فرمایا اور جو کچھ انہیں عطا کیا اس کا تذکرہ کرتیں، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے انتہائی شریر انسان بخت نصر کو ان پر مسلط کر دیا۔ اس نے تورات کو جلا دیا اور بیت المقدس کو تباہ کر دیا۔ ان دنوں حضرت عزیر غلام (بچے) تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر عزیر نے کہا: کیا اس طرح ہوتا ہے؟ پھر وہ پہاڑوں اور ویرانوں میں چلے گئے۔ وہاں عبادت میں مشغول ہو گئے اور عام لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے تھے۔ اچانک ایک دن آپ کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جو قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کی بندی! اللہ تعالیٰ سے ڈر، اپنا محاسبہ کر اور صبر کر۔ کیا تو نہیں جانتی کہ لوگوں کا اختیار موت تک ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اے عزیر! کیا تو مجھے رونے سے منع کرتا ہے حالانکہ تو نے بنی اسرائیل کو پیچھے چھوڑ دیا ہے اور خود پہاڑوں اور ویرانوں میں جا ملا ہے؟ اس نے کہا: میں عورت نہیں ہوں، بلکہ میں دنیا ہوں۔ بے شک عنقریب تیری عبادت گاہ میں ایک چشمہ پھوٹے گا اور ایک درخت اگے گا۔ پس تو اس چشمے سے پانی پینا اور درخت کا پھل کھانا۔ کیونکہ تیرے پاس دو فرشتے آئیں گے۔ پس تم انہیں چھوڑ دینا، جو ان کا ارادہ ہو وہ کریں گے۔ سو جب دوسرا دن آیا تو چشمہ ابل پڑا اور درخت اگا۔ پس آپ نے چشمے کا پانی پیا اور درخت کا پھل کھالیا۔ پھر دو فرشتے آئے۔ ان کے پاس ایک بوتل تھی۔ اس میں نور تھا۔ تو انہوں نے جو کچھ اس میں تھا وہ آپ کے منہ میں انڈیل دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو تورات القاء فرما دی اور آپ نے وہ لوگوں کو املاء کرا دی۔ اس وقت لوگوں نے کہا: عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے انتہائی بلند اور شان والی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عزیر نے رب تعالیٰ عزوجل سے دعا مانگی کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی تھی اسی طرح اس کے دل میں القاء فرما دے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے تورات ان پر نازل فرما دی۔ پس اس کے بعد یہود نے کہا: عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حمید الخراط رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام دس قلموں کے ساتھ تورات لکھا کرتے تھے۔ آپ کی ہر انگلی میں ایک قلم ہوتا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت زہری سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عزیر تورات ازبر (زبانی) پڑھتے تھے اور آپ کو یہ قوت عطا کی گئی تھی کہ آپ شرف السحاب (بادلوں کی بلندی) میں بھی دیکھ لیتے تھے۔ تو اس وقت یہود نے کہا: عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان پر عمالقہ غالب آ گئے اور انہیں قتل کیا اور ان سے تورات لے لی۔ ان کے وہ علماء جو زندہ باقی رہے وہ بھاگ گئے اور انہوں نے تورات کی کتابیں پہاڑوں میں دفن کر دیں۔ حضرت عزیر پہاڑوں کی چوٹیوں پر عبادت کیا کرتے تھے اور عید کے دن کے سوا نیچے نہیں اترے تھے۔ پس یہ غلام رونے لگا اور رب کی بارگاہ میں یہ التجاء کرنے لگا: اے میرے رب! کیا تو نے بنی اسرائیل کو بغیر عالم کے چھوڑ دیا ہے؟ پس یہ مسلسل ان پر روتے ہی رہے یہاں تک کہ ان کی آنکھوں کی پلکیں جھڑ گئیں۔ پھر ایک بار عید کے دن اترے۔ جب لوٹے تو اچانک ایک عورت کے پاس سے گزرے جو کہ ان قبور میں

سے ایک قبر کے پاس بیٹھی رو رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی: اے کھلانے والے، اے پہنانے والے! تو آپ نے اسے کہا تو ہلاک ہو تجھے اس آدمی سے پہلے کون کھلاتا تھا یا کون پہناتا تھا یا کون سیراب کرتا تھا؟ اس نے جواب دیا: اللہ۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ حی (زندہ) ہے وہ فوت نہیں ہوا۔ تو اس نے جواب دیا: اے عزیر! بنی اسرائیل سے پہلے علماء کو کون علم عطا کرتا تھا؟ آپ نے کہا: اللہ تعالیٰ۔ تب اس نے کہا تو پھر تو ان پر کیوں روتا ہے؟ پس جب انہوں نے یہ پہچان لیا کہ اس سے جھگڑا ہو جائے گا تو پیٹھ پھیر کر وہاں سے چل پڑے۔ پھر اس نے آپ کو بلایا اور کہا: اے عزیر! جب کل صبح ہو تو فلاں نہر پر آنا اور اس میں غسل کرنا۔ پھر اس سے نکل کر دو رکعت نماز ادا کرنا۔ پھر تیرے پاس ایک شیخ آئے گا، وہ جو کچھ تجھے عطا کرے وہ لے لینا پس جب صبح ہوئی تو حضرت عزیر اس نہر کی طرف چل پڑے اس میں غسل کیا۔ پھر نکل کر دو رکعت نماز ادا کی پھر ایک شیخ آئے، انہوں نے کہا: اپنا منہ کھول، آپ نے منہ کھولا۔ تو انہوں نے بہت عظیم انگارے کی طرح کی کوئی شے آپ کے منہ میں تین بار ڈالی۔ جو کہ شیشی نر برتن میں جمع کی ہوئی تھی۔ پس حضرت عزیر اس حال میں واپس لوٹے کہ وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر تورات کے عالم تھے۔ سو آپ نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمہارے لیے تورات لے آیا ہوں۔ تو انہوں نے آپ سے کہا: کیا تو بھی جھوٹ بولتا ہے؟ پس آپ نے ارادہ کیا اور ہر انگلی پر قلم باندھ لیا پھر اپنی تمام انگلیوں سے لکھنا شروع کر دیا اور تورات لکھ دی۔ سو جب علماء لوٹ کر آئے تو انہیں حضرت عزیر کے حالات کے بارے مطلع کیا گیا۔ تو وہ علماء اپنی وہ کتابیں نکال کر لے آئے جو وہ پہاڑوں میں اٹھا کر لے گئے اور وہاں ویرانوں میں دفن کر دی تھیں اور انہیں حضرت عزیر کی تورات کے ساتھ ملا کر موازنہ کیا۔ تو انہوں نے انہیں بالکل ایک دوسری کی مثل پایا۔ تب انہوں نے یہ کہا: اللہ تعالیٰ نے تجھے عطا نہیں کی مگر اس لیے کہ تو اس کا بیٹا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین کے بارے مجھے شک ہے: ایک میں یہ نہیں جانتا کہ آیا عزیر نبی تھے یا نہیں اور میں یہ نہیں جانتا کہ آیا ان کی اتباع کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے یا نہیں راوی فرماتے ہیں: تیسری شے میں بھول گیا ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ کہ جب غزوۂ احد ہوا تو اس دن رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے کے چار دانت شہید ہو گئے۔ پس اس دن رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور اپنے دست مبارک بلند کرتے ہوئے فرمانے لگے: بے شک اللہ تعالیٰ کا یہود پر شدید غضب ہوا ہے کیونکہ انہوں نے کہا: عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں پر اس کا سخت غضب ہوا ہے اس لیے کہ انہوں نے کہا حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ اور بلاشبہ جنہوں نے میرا خون بہایا اور میرے اہل بیت کو اذیت پہنچائی ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا شدید غضب ہوا ہے۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! تیری مخلوق میں سے اس کی علامت کیا ہے جس نے اپنے آپ کو صاف اور پاک کر لیا ہے؟ تو ان کی طرف یہ وحی کی گئی کہ جس نے تھوڑی شے پر قناعت کر لی اور اپنے لیے آخرت میں کثیر مال ذخیرہ اور جمع کر لیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ کے بارے میں کہا: کہ انہوں نے اس طرح کہا جیسے دوسرے ادیان والوں نے کہا (1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نصاریٰ نے یہودیوں کے قول کی ان سے پہلے نقل اتاری۔ سو عیسائیوں نے کہا: حضرت مسیح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں جیسا کہ یہودیوں نے کہا حضرت عزیر اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ کی تفسیر میں کہا: اس کا معنی ہے اللہ ان پر لعنت کرے اور قرآن کریم میں جہاں بھی قتل کا ذکر ہے وہاں مراد لعنت کرنا ہے (2)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ کے ضمن میں ابن جریج نے کہا: یہ کلمہ کلام عرب میں سے ہے۔

اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۳۱

"انہوں نے بنالیا اپنے پادریوں اور اپنے راہبوں کو (اپنے) پروردگار اللہ کو چھوڑ کر اور مسیح فرزند مریم کو بھی۔ حالانکہ نہیں حکم دیا گیا انہیں بجز اس کے کہ وہ عبادت کریں (صرف) ایک خدا کی۔ نہیں کوئی خدا بغیر اس کے، وہ پاک ہے اس سے جسے وہ اس کا شریک بناتے ہیں"۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ترمذی آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور آپ سورہ برأت کی یہی مذکورہ آیت پڑھ رہے تھے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جان لو کہ وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ جب انہوں نے ان کے لیے کچھ اشیاء کو حلال قرار دیا تو انہوں نے انہیں حلال سمجھ لیا اور جب انہوں نے ان پر کچھ چیزوں کو حرام قرار دیا تو انہوں نے انہیں حرام کر لیا (3)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوالبختری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے یہ کہا: اس ارشاد باری کے بارے آپ کی کیا رائے ہے اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کہ کیا وہ ان کی عبادت کرتے تھے؟ تو آپ نے جواباً کہا: نہیں۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ جب انہوں نے ان کے لیے کچھ چیزوں کو حلال قرار دیا تو انہوں نے انہیں حلال سمجھ لیا اور انہوں نے جب ان پر کچھ چیزوں کو حرام کر دیا۔ تو انہوں نے انہیں حرام جان لیا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 129
3۔ سنن ترمذی، جلد 15، صفحہ 259 (3095) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 144، بیروت

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: خبردار! یہ جان لو بلاشبہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت میں ان کی اطاعت و پیروی کی (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ یعنی یہودیوں نے اپنے علماء کو بنالیا وَرُهْبَانَهُمْ اور عیسائیوں نے اپنے راہبوں کو (پروردگار اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر) اور مسیح فرزند مریم کو بھی) وَمَآ اُمِرُوْٓا حالانکہ اس کتاب میں انہیں یہ حکم نہیں دیا گیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی اور ان سے عہد لیا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح اور پاکی بیان فرمائی اس سے کہ اس پر یہ بہتان لگایا جائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اَحْبَارَهُمْ سے مراد ان کے قراء اور رُهْبَانَهُمْ سے مراد ان کے علماء ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ احبار یہودیوں میں سے تھے اور رہبان عیسائیوں میں سے۔ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل قول بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ الاحبار سے مراد علماء ہیں اور الرھبان سے مراد عبادت گزار لوگ ہیں۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝۳۲

"(یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے اور انکار فرماتا ہے اللہ مگر یہ کہ کمال تک پہنچا دے اپنے نور کو اگرچہ ناپسند کریں (اس کو) کافر"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ کی تفسیر میں کہا: کہ وہ چاہتے ہیں کہ اسلام کو اپنے کلام سے مٹا دیں۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں: وہ لوگ چاہتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ہلاک ہو جائیں تاکہ وہ زمین میں اسلام کے سبب اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کریں یعنی یہ نظریہ ان کفار عرب اور اہل کتاب کا ہے جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے جنگ لڑی اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانے کا ارادہ کرنے والے یہود و نصاریٰ ہیں۔

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 45 (9394) دار الکتب العلمیہ بیروت

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّیۡنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ﴿۳۳﴾

''وہی (قادر مطلق) ہے جس نے بھیجا اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کرتا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر اگر چہ ناگوار گزرے (یہ غلبہ) مشرکوں کو''۔

امام احمد، مسلم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''لیل ونہار گزریں گے یہاں تک کہ لات وعزیٰ کی پوجا کی جائے گی'' تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرا گمان تو یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: لِیُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّیۡنِ كُلِّهٖ یہ امر عنقریب مکمل ہو جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ایسا ہوتا رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا، پس جس آدمی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی خیر اور نیکی ہوگی وہ مر جائے گا اور جن میں کوئی خیر نہیں ہوگی وہ باقی رہیں گے اور اپنے آبائی دین کی طرف لوٹ جائیں گے (1)۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: ہدیٰ سے مراد توحید، قرآن اور اسلام ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم ﷺ کو دین کے تمام امور پر غالب فرما دے گا اور وہ تمام کے تمام آپ کو عطا فرما دے گا اور ان میں سے کوئی شے بھی آپ پر مخفی نہیں رہے گی۔ حالانکہ مشرکین اور یہودی اسے ناپسند کرتے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تاکہ آپ کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔ پس ہمارا دین تمام دینوں اور شریعتوں سے فائق اور بلند ہے اور ہمارے مرد ان کی عورتوں پر غالب ہیں اور ان کے مرد ہماری عورتوں پر غالب نہیں ہوں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے لِیُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّیۡنِ كُلِّهٖ کے ضمن میں فرمایا: ایسا نہیں ہوگا یہاں تک کہ اسلام کے سوا کوئی صاحب دین یہودی اور عیسائی باقی نہ رہے اور بکری بھیڑیے سے، گائے شیر سے اور انسان سانپ سے محفوظ ہو جائے۔ یہاں تک کہ چوہیا کسی چمڑے کے برتن کو نہ کاٹے، جزیہ لگا دیا جائے اور صلیب توڑ دی جائے اور خنزیر قتل کر دیے جائیں اور ایسا تب ہوگا جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی ارشاد کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: دین چھ ہیں: وہ لوگ جو ایمان لائے (مسلمان) وہ جو یہودی بنے (یہودی) ملائکہ کی پرستش کرنے والے (صابی)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 494 (8381) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب التفسیر، جلد 9، صفحہ 182، دار الفکر بیروت
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 248 (1013) دار الصمیعی الریاض

عیسائی مجوس (آتش پرست) اور وہ جنہوں نے شرک کیا (مشرکین) تمام کے تمام دین دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور اسلام ان میں سے کسی میں داخل نہیں ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس کے بارے فیصلہ فرمادیا ہے اسے پورا کیا ہے اور اس نے یہ فیصلہ نازل فرمایا ہے کہ وہ اپنے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمادے گا اگرچہ مشرکین ناپسند ہی کریں۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی ارشاد گرامی کے ضمن میں فرمایا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خروج کے ساتھ ہوگا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾

”اے ایمان والو! بے شک اکثر پادری اور راہب کھاتے ہیں لوگوں کے مال ناجائز طریقہ سے اور روکتے ہیں (لوگوں کو) راہ خدا سے اور جو لوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور نہیں خرچ کرتے اسے اللہ کی راہ میں تو انہیں خوشخبری سنا دیجیے دردناک عذاب کی“۔

ابوالشیخ نے ضحاک سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: الْاَحْبَارِ سے مراد علماء یہود ہیں اور الرُّهْبَانِ سے مراد عیسائیوں کے علماء ہیں اور لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ کا مفہوم یہ ہے کہ تحریر باطل ہے۔ وہ، وہ کچھ لکھتے جو اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمایا اور اس کے عوض لوگوں کا مال کھاتے اور اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ”فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا۔ (البقرہ:79)“ ”پس ہلاکت ہو ان کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب خود اپنے ہاتھوں سے پھر کہتے ہیں یہ نوشتہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ حاصل کرلیں اس کے عوض تھوڑے سے دام“۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ الْاَحْبَارِ یہود میں سے ہیں۔ الرُّهْبَانِ عیسائیوں میں سے ہیں۔ اور رہا سبیل اللہ تو اس سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام ابوالشیخ نے فضیل بن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: عالم الآخرۃ (آخرت کا علم رکھنے والے) کی اتباع کرو۔ اور عالم الدنیا (دنیا دار عالم) سے بچو۔ وہ تمہیں اپنے شکر (تعریف) کے ساتھ نقصان نہیں دے گا۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ۔ الآیہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے،

چاہے وہ زمین کے اوپر ہو یا زمین کے اندر دفن ہو وہی کنز ہے اور ہر وہ مال جس سے زکوٰۃ ادا کی جائے، وہ کنز نہیں چاہے وہ زمین کے ظاہر پر ہو یا اس کے اندر۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس مال کی زکوٰۃ ادا کی جائے وہ کنز (خزانہ) نہیں (1)۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس مال کی زکوٰۃ ادا کی گئی وہ کنز نہیں اگرچہ وہ مال سات زمینوں کے نیچے ہو۔ اور جس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی گئی وہ کنز ہے اگرچہ وہ ظاہر ہو (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مرفوع روایت بیان کیا ہے۔

امام ابن عدی اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مال کی بھی زکوٰۃ ادا کر دی گئی وہ کنز نہیں ہے۔ یہی روایت ابن ابی شیبہ نے آپ سے ہی موقوف روایت کی ہے۔

امام احمد نے الزہد میں، امام بخاری، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: یہ حکم زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے پس جب زکوٰۃ کے احکام نازل کر دیے گئے تو اسے اللہ تعالیٰ نے مالوں کے لیے پاکیزگی اور طہارت بنا دیا۔ پھر فرمایا مجھے کوئی پرواہ نہیں اگر میرے پاس احد پہاڑ کی مثل بھی سونا ہو۔ میں اس کی مقدار کو جان لوں گا اس کی زکوٰۃ ادا کروں گا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا عمل کروں گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی سعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک آدمی نے گھر بیچا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا: اس کے ثمن محفوظ کر لو، اپنی بیوی کے بستر کے نیچے سے کھود کر دفن کر دو۔ تو اس نے عرض کی: اے امیر المومنین! کیا یہ کنز نہیں ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں (3)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے پاس سونے یا چاندی کے کچھ زیورات ہیں کیا وہ کنز ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ شے جس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، ابن شاہین نے الترغیب فی الذکر میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 411 (10520) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، (10521) عن مجاہد
3۔ ایضاً، (10516)

کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی: وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ ہم کسی سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو بعض صحابہ کرام نے کہا: اگر ہمیں معلوم ہو جائے کون سا مال بہتر ہے تو ہم اسے لے لیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور وہ ایمان دار بیوی ہے جو ایمان میں آدمی کی مددگار ہو۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ امور آخرت میں اس کی معاون و مددگار ہو: "اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّ قَلْبٌ شَاكِرٌ، وَّ زَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ، وَفِيْ لَفْظٍ: تُعِيْنُهٗ عَلٰى اَمْرِ الْاٰخِرَةِ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، ابوداؤد، ابویعلی، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ تو مسلمانوں پر گراں ثابت ہوئی۔ انہوں نے کہا: ہم میں سے کوئی بھی اپنی اولاد کے لیے استطاعت (مال) رکھتا ہے وہ اسے اپنے بعد باقی نہیں چھوڑے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تم سے اس پریشانی دور کردوں گا۔ چنانچہ آپ اور آپ کے پیچھے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ چلے اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آ کر عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت آپ کے اصحاب پر بوجھ اور گراں ثابت ہوئی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زکوۃ فرض نہیں کی مگر اسی لیے تاکہ اس کے سبب تمہارے باقی رہنے والے مال پاک اور طیب ہو جائیں اور تمہارے بعد مالوں میں سے جو باقی رہیں گے ان میں میراث کے احکام فرض ہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اسے دشوار اور بھاری سمجھا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا میں تمہیں اس بہتر مال کی خبر نہ دوں جسے آدمی خزانہ کرتا ہے؟ وہ نیک اور صالحہ بیوی ہے جس کی طرف آدمی دیکھے تو وہ اسے خوش کردے، جب اسے حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب وہ اس سے غائب ہو تو وہ اس کی حفاظت کرے۔ عربی عبارت ملاحظہ ہو: "ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ؟ اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ الَّتِيْ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ، وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ" (2)

امام دارقطنی نے الافراد میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: صالحہ عورت وہ ہے کہ جب اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کردے اور جب اسے حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور جب وہ اس سے غائب ہو تو وہ اس کی حفاظت کرے۔

امام دارقطنی نے الافراد میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا جب یہ آیت نازل ہوئی وَ الَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ......الآیہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا: کنز کے بارے میں جو آج حکم نازل ہوا سو نازل ہوا......! تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آج ہم کون سی چیز خزانہ کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور نیک اور صالحہ بیوی جو

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 181 (3094) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 6، صفحہ 417 (1783) مکتبۃ الرشد الریاض

کہ تم میں سے کسی کی ایمان کے بارے میں معاون اور مددگار رہو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تو اپنے خزانہ شدہ مال سے صدقہ نکالے گا، تو تو نے اس کے شر کو دور کر دیا اور اب وہ کنز نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ کے بارے میں کہا کہ ان سے مراد اہل کتاب ہیں اور مزید فرمایا: کہ یہ عام وخاص سب کو شامل ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت علباء بن احمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب انہوں نے مصاحف لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ سورۂ برأت کی مذکورہ آیت میں وَالَّذِيْنَ کی واؤ کو لغو کر دیں۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: تم ضرور بر ضرور اسے ساتھ لکھو گے ورنہ پھر میں اپنی تلوار اپنے کندھے پر رکھوں گا۔ پس انہوں نے اسے ساتھ لکھ دیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: چار ہزار اور جو اس سے کم ہے نفقہ (خرچ) ہے اور جو اس سے اوپر ہے وہ کنز ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی مذکورہ ارشاد کے بارے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ وہ لوگ اہل قبلہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عراک بن مالک اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے مذکورہ آیت طیبہ کے بارے کہا: اسے اس دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے یعنی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا (التوبہ:103)

يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝۳۵

"جس دن تپایا جائے گا (یہ سونا چاندی) جہنم کی آگ میں پھر داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشتیں (اور انہیں بتایا جائے گا) کہ یہ ہے جو تم نے جمع کر رکھا تھا اپنے لیے تو (اب) چکھو (سزا اس کی) جو تم جمع کیا کرتے تھے"۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سونا اور چاندی جو مالک بھی اس کا حق ادا نہیں کرے گا، قیامت کے دن اس کے لیے اس کی چوڑی تلواریں بنا دی جائیں گی۔ پھر انہیں جہنم کی آگ پر گرم کیا جائے گا۔ پھر ان سے اس کی پیشانی، پہلو اور پشت پر اس دن داغ دیے جائیں گے جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا

جائے گا اور ہر کوئی جنت یا جہنم کی طرف اپنا راستہ دیکھ لے گا(1)۔

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دینار کو دینار پر اور درہم کو درہم پر نہیں رکھا جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی جلد کو وسیع کر دے گا۔ پھر ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشتوں کو داغا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: کسی آدمی کو اس خزانے کے ساتھ عذاب نہیں دیا جائے گا جسے وہ جمع کرتا رہا ہے۔ پس نہ کوئی درہم درہم کو اور نہ ہی کوئی دینار دینار کو مس کرے گا۔ بلکہ اس کی جلد کو وسیع کر دیا جائے گا یہاں تک کہ تمام دراہم ودنانیر کو علیحدہ علیحدہ رکھا جائے گا اور کوئی درہم کسی درہم کو اور کوئی دینار کسی دینار کو مس نہیں کرے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَتُكْوٰى بِهَا کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس کے ساتھ اس کی جلد کو وسیع کر دیا جائے گا۔

امام ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا...... الآیہ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک سانپ اس کے پہلوؤں اور اس کی پیشانی پر لپٹ جائے گا اور وہ کہے گا: میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو نے بخل کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو آدمی بھی اس حال میں مرتا ہے کہ اس کے پاس سونا، چاندی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قیراط سے آگ کی سلاخ بنائے گا جس کے ساتھ اسے پاؤں سے ٹھوڑی تک داغا جائے گا۔ اس کے بعد اس کی مغفرت ہوگی یا اسے عذاب دیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے اسی کی مثل مرفوع روایت آپ سے ہی نقل کی ہے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصحاب کنوز کو پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں سے داغے جانے کی بشارت دی ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، بخاری، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن وہب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں مقام ربذہ پر حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ تو میں نے انہیں کہا: تمہیں کس شے نے اس زمین پر اتارا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: شام کے کاتبوں نے۔ سو میں نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ...... الآیہ۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ہمارے بارے میں نہیں ہے بلکہ یہ اہل کتاب کے بارے میں ہے۔ تو میں نے کہا۔ بلا شبہ یہ آیت ہمارے بارے میں بھی ہے اور ان کے بارے میں بھی (2)۔

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا خزانہ کرنے والوں کو یہ بشارت دی ہے کہ انہیں پشتوں کی جانب سے داغ دیے جائیں گے جو پہلوؤں سے نکلیں

1۔ مختصر صحیح مسلم، صفحہ 138، رقم الحدیث، 507، وزارت اوقاف 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 194 (30610) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

گے اور پیشانیوں سے جو داغ دیے جائیں گے وہ ان کی گدیوں سے نکل جائیں گے۔ تو میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے کچھ نہیں کہا مگر وہی جو ان کے نبی ﷺ سے سنا ہے (1)۔

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میرے ایک دوست نے میرے ساتھ معاہدہ کیا ہے کہ سونے چاندی میں سے جو مال بھی ہے اس پر داغا جائے گا اور وہ اپنے مالک کے لیے آگ کا انگارہ ہے یہاں تک کہ وہ اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کردے۔ وہ جب اپنا مشاہرہ وصول کرتا تھا تو اپنے خادم کو بلاتا اور اس سے ان چیزوں کے بارے پوچھتا جو سال بھر کے لیے اسے کافی ہوں گی۔ پھر وہ انہیں خرید لیتا ہے اور باقی سے فلوس خرید لیتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اونٹ میں اس کا صدقہ ہے، گائے میں اس کا صدقہ ہے، ریوڑ میں اس کا صدقہ ہے اور کپڑے میں اس کا صدقہ ہے۔ پس جس کسی نے دینار، درہم، پتریاں یا چاندی حاصل کی اور وہ نہ تو اسے اپنے قرض خواہ کو دیتا ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس سے خرچ کرتا ہے تو وہ کنز ہے۔ قیامت کے دن اسی کے ساتھ داغا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی کی مثل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دینار کنز ہے، درہم کنز ہے اور قیراط کنز ہے۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تلوار کا پھل چاندی کا تھا۔ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا ہے کہ جس آدمی نے سونا یا چاندی چھوڑی۔ اسے اس کے ساتھ داغ دیے جائیں گے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو آدمی بھی مرتا ہے اور وہ سونا یا چاندی چھوڑ جاتا ہے۔ تو قیامت کے دن اسے اس کے ساتھ داغا جائے گا۔ اس کے بعد اس کی مغفرت کی جائے گی یا اسے عذاب دیا جائے گا (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھی سونا چاندی جمع کرنے والا اس کا حق ادا نہیں کرے گا۔ اسے قیامت کے دن لایا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کے پہلوؤں اور اس کی پیشانی کو داغا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: یہ تیرا وہ خزانہ ہے جس کے ساتھ تو بخل کرتا رہا۔

طبرانی نے الاوسط میں اور ابوبکر الشافعی نے غیلانیات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دولت مند مسلمانوں پر ان کے مالوں میں سے اتنی مقدار زکوٰۃ فرض قرار دی ہے جو ان کے فقراء

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 321، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ کنز العمال، جلد 3، صفحہ 232 (6293) مکتبۃ التراث الاسلامی بیروت

کے لیے کافی ہوتی ہے۔ فقراء جب بھوکے یا لباس سے عاری ہوں گے تو وہ ہرگز محنت اور کوشش نہیں کریں گے مگر صرف اتنی مقدار جو اغنیاء کو روک دے گی، خبردار! جان لو اللہ تعالیٰ ان کا شدید ترین محاسبہ فرمائے گا یا انہیں دردناک عذاب دے گا(1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الصغیر میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زکوٰۃ روکنے والا قیامت کے دن جہنم میں ہوگا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زکوٰۃ روکنے والا مسلمان نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زکوٰۃ کے بغیر نماز کچھ نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صدقہ روکنے والا (نہ دینے والا) قیامت کے دن حضور نبی مکرم ﷺ کے ارشاد کے مطابق ملعون ہوگا۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمہما اللہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! فقیر سے ملاقات کر اور غنی (دولت مند) سے نہ مل۔ تو میں نے عرض کی: میرے لیے اس طرح کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تجھے رزق عطا کیا جائے تو اسے نہ چھپا اور جب تجھ سے کچھ مانگا جائے تو انکار نہ کر۔ میں نے عرض کی میرے لیے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ ایسا ہی ہے ورنہ پھر آگ ہے(3)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابوبکر بن منکدر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شام کے حضرت امیر حبیب بن سلمہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس تین سو دینار بھیجے اور کہا: ان سے اپنی حاجات وضروریات پوری کیجئے۔ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اسے واپس لوٹا دو۔ کیا اس نے ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دینے والا کسی کو نہیں پایا؟ ہمارے لیے صرف ایک خیمہ ہے جس میں ہم سکونت رکھتے ہیں، تین بکریاں ہیں جو شام کو ہمارے پاس آجاتی ہیں اور ایک کنیز ہے جو اپنی خدمات ہمیں پیش کرتی ہے۔ پس میں بالیقین زائد مال سے گھبراتا اور ڈرتا ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دو درہموں والا ایک درہم والے کی نسبت زیادہ روکنے والا ہوتا ہے۔

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے احنف بن قیس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں قریش کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ایک آدمی آیا جس کے بال، کپڑے اور حالت انتہائی پراگندہ تھی، وہ ان کے پاس آکر کھڑا ہوا اور سلام کیا، پھر اس نے کہا خزانہ کرنے والوں (سونا چاندی جمع کرنے والے) کو اس گرم پتھر کی بشارت ہو جسے جہنم کی آگ پر گرم کیا جائے گا۔ پھر اسے ان کے پستان کے سر پر رکھا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ کندھے کے کنارے سے جا نکلے گا اور کندھے کے کنارے پر رکھا جائے گا تو

1۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 197 (4324) دارالفکر بیروت
2۔ معجم صغیر، رقم الحدیث: 935
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 352 (7887) دارالکتب العلمیہ بیروت

پستان کے سرے جا نکلے گا اور وہ لٹکنے لگے گا۔ پھر وہ آدمی پیچھے پھر کر ایک ستون کے ساتھ بیٹھ گیا۔ میں بھی اس کے پیچھے گیا اور اس کے ساتھ جا بیٹھا حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے؟ پس میں نے اسے کہا: میرا خیال یہ ہے کہ جو کچھ تم نے کہا ہے ان لوگوں نے اسے ناپسند کیا ہے۔ اس نے جواب دیا: یہ تو کسی بھی شے کی عقل اور سمجھ بوجھ نہیں رکھتے میرے خلیل (دوست) نے مجھے کہا ہے۔ میں نے پوچھا: تمہارا خلیل کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم "کیا تو نے احد پہاڑ دیکھا ہوا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے کہا: میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے پاس احد پہاڑ کی مثل سونا ہو تو تین دیناروں کے سوا سارے کا سارا میں خرچ کر دوں اور یہ لوگ تو اتنی عقل نہیں رکھتے۔ بلاشبہ یہ دنیا کے لیے جمع کر رہے ہیں۔ قسم بخدا! میں ان سے دنیا کا سوال نہیں کروں گا اور دین کے بارے ان سے فتویٰ نہیں لوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملوں گا (1)۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت شداد بن اوس رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم سنتے جس میں شدت اور سختی ہوتی۔ پھر وہ اپنے جنگل اور صحرا کی جانب نکل جاتے۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کے بارے میں رخصت کا حکم فرما دیتے اور وہ اس حکم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت کو محفوظ اور یاد بھی کر لیتے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے خود اسے سنا نہ ہوتا تو وہ اس پہلے حکم کے مطابق ہی عمل کرتے جو اس سے قبل انہوں نے خود سنا ہوتا (2)۔

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَاۤ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾

"بے شک مہینوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارہ ماہ ہے کتاب الٰہی میں جس روز سے اس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو، ان میں سے چار عزت والے ہیں، یہی دین قیم ہے۔ پس نہ ظلم کرو ان مہینوں میں اپنے آپ پر اور جنگ کرو تمام مشرکوں سے جس طرح وہ سب تم سے جنگ کرتے ہیں اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے"۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے حج کے دوران خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: آگاہ ہو جاؤ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے زمانہ اپنی اسی حالت کی طرح چل رہا ہے۔ سال کے بارہ مہینے ہیں۔ ان میں سے چار عزت والے ہیں۔ تین مسلسل اور لگاتار ہیں یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 321، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 290 (7166) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

مضر کا وہ رجب جو کہ جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے (1)۔

بزار، ابن جریر اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جس دن سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی ہے زمانہ اسی طرح گردش کناں ہے۔ ان میں سے چار عزت والے مہینے ہیں۔ تین مسلسل ہیں اور ایک مضر کا رجب ہے جو کہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایام تشریق کے دوران منیٰ کے مقام پر خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! بے شک زمانہ گردش کناں ہے اور وہ آج بھی اسی طرح ہے جیسا کہ اس دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔ ان میں سے چار عزت والے ہیں۔ ان میں سے پہلا مضر کا رجب ہے جو کہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے اور علاوہ ازیں ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں (3)۔

امام ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ زمانہ اسی دن کی طرح گردش کر رہا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین مسلسل ہیں اور ایک مضر کا رجب حرمت والا ہے۔ آگاہ رہو! نسی (یعنی مہینوں کی تعداد میں ایک کا اضافہ کرنا) کفر میں زیادتی ہے۔ اس کے سبب کفر کرنے والے (صراط مستقیم سے) بھٹکاتے اور گمراہ کرتے ہیں۔

امام احمد، الباوردی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو حرہ رقاشی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے چچا سے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ایام تشریق کے دوران میں رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور لوگوں کو آپ سے دور ہٹا رہا تھا کہ اس دوران آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ تم کون سے شہر (مہینے) میں ہو، تم کون سے دن میں ہو اور تم کون سے شہر میں ہو؟ تو لوگوں نے عرض کی: عزت والے دن میں، عزت والے مہینے اور عزت والے شہر میں ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسا کہ تمہارے لیے آج کے دن کی حرمت اس مہینے اور اس شہر میں اس دن تک ہے، جس سے تم جا ملو گے (یعنی یوم قیامت تک ہے)۔ پھر فرمایا مجھ سے غور سے سنو۔ زندگی گزارو مگر خبردار! ایک دوسرے کے ساتھ ظلم نہ کرو، خبردار! ایک دوسرے کے ساتھ ظلم نہ کرو۔ بلاشبہ کسی آدمی کا مال حلال نہیں ہوتا مگر اس کی رضامندی کے ساتھ آگاہ رہو! زمانہ جاہلیت کا ہر خون، مال اور شرف یوم قیامت تک میرے قدموں کے نیچے ہے۔ بلاشبہ سب سے پہلے ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کا خون چھوڑا جائے گا، وہ بنی لیث میں دودھ پلانے والی عورت تلاش کرنے گئے تھے اور ہذیل نے اسے قتل کر دیا تھا۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1168 (3025) دار ابن کثیر دمشق
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 142، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً

آگاہ رہو! زمانہ جاہلیت کا تمام سود ختم کر دیا گیا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے، سب سے پہلے حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا سود ختم کیا جائے گا۔ تمہارے لیے اپنے اصلی مال ہیں، تم نہ ظلم کرو گے اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔ متنبہ رہو جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے زمانہ اسی دن کی طرح آج بھی گردش کر رہا ہے۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد کتاب اللہ میں بارہ مہینے ہے، جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ ان میں سے چار عزت والے ہیں۔ یہی دین قیم ہے۔ پس تم ان میں اپنے اوپر ظلم نہ کرو۔ آگاہ رہو! تم میرے بعد کفار کی طرف نہیں لوٹو گے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ خبردار! بلاشبہ شیطان اس سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت اور پوجا کی جائے گی۔ لیکن وہ لوگوں کے درمیان (دنیا کی اتنی) حرص پیدا کر دے گا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں گے۔ فرمایا عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کیونکہ وہ تمہارے پاس تمہاری معاون و مددگار ہیں۔ وہ اپنی ذاتوں کے لیے کسی شے کی مالک نہیں ہوں گی۔ بے شک ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے۔ وہ تمہارے بستروں پر تمہارے سوا کسی سے وطی نہ کروائیں۔ تمہارے گھروں میں وہ کسی ایسے آدمی کو آنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے ہو۔ پس اگر تمہیں ان کی نافرمانی کا خوف ہو، تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں بستروں سے دور ہٹا دو اور انہیں اس انداز سے مارو جوان کے لیے اذیت ناک نہ ہو۔ ان کا نفقہ اور ان کا لباس اچھے انداز سے انہیں مہیا کرو۔ انہیں تم نے اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر لیا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ ان کی شرم گاہوں کو حلال کر رکھا ہے۔ خبردار! جس کے پاس کوئی امانت ہو تو وہ اسے اس تک پہنچا دے جس نے اس کو اس پر امین بنایا اور اپنا ہاتھ پھیلایا۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ آگاہ رہو میں نے یقیناً پہنچا دیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: حاضر کو چاہیے کہ وہ غائب تک ان باتوں کو پہنچا دے کیونکہ بسا اوقات جن تک پیغام پہنچایا جائے وہ سننے والے سے زیادہ سعادت مند ہوتے ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ کی تفسیر میں فرمایا ان چار مہینوں سے مراد رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان مہینوں کو حرام اس لیے کہا گیا ہے تاکہ ان میں جنگ نہ ہو۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد القضاء القیم (مضبوط فیصلہ) ہے۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجیبۃ الباہلی رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے یا اپنے چچا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور مشرف با سلام ہوئے۔ پھر چلے گئے اور ایک سال کے بعد پھر حاضر ہوئے تو ان کی حالت و کیفیت بدل چکی تھی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں وہی باہلی ہوں جو پہلے سال آیا تھا۔ آپ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 249 (1014) دار الصمیعی الریاض

ﷺ نے فرمایا: تجھے کس نے بدل دیا ہے حالانکہ تو بہت حسین اور اچھی حالت میں تھا؟ عرض کی: میں جب سے آپ سے جدا ہوا تھوڑے سے کھانے کے سوا میں نے کچھ نہیں کھایا پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اپنے آپ کو کیوں عذاب دیا ہے؟ پھر ارشاد فرمایا: شہر صبر کے روزہ رکھ اور ہر مہینے میں ایک دن روزہ۔ انہوں نے عرض کی: حضور! میرے لیے اضافہ فرمائیے کیونکہ میں زیادہ کی قوت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دو دن روزہ رکھا کر۔ انہوں نے عرض کی: اور اضافہ فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تین دن روزے رکھ۔ انہوں نے عرض کی: اور اضافہ کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عزت والے مہینوں میں روزے رکھ اور پھر چھوڑ دے۔ حرمت والے مہینوں میں روزے رکھ اور چھوڑ دے۔ آپ ﷺ نے اپنی تین انگلیوں کے ساتھ اشارہ کر کے مذکورہ ارشاد فرمایا۔ پس آپ نے پہلے انہیں ملایا، پھر انہیں چھوڑ دیا (1)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے حرمت والے مہینے میں جمعرات، جمعہ اور ہفتے کے دن کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو سال کی عبادت لکھ دے گا (2)۔

امام مسلم اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن حکیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے رجب کے روزوں کے بارے پوچھا: تو انہوں نے جواب دیا مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم یہ کہنے لگتے اب آپ افطار نہیں کریں گے اور آپ ﷺ افطار کرتے حتی کہ ہم کہنے لگتے کہ اب آپ روزے نہیں رکھیں گے (3)۔

رجب کا ایک دن روزہ رکھا تو وہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے۔ اور جس نے آٹھ دن روزے رکھے اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیے گئے۔ اور جس کسی نے دس دن روزے رکھے اس نے اللہ تعالیٰ سے جس شے کے بارے بھی سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دے گا۔ اور جس نے پندرہ دن روزے رکھے تو آسمان سے ندا دینے والا ندا دیتا ہے تیرے سابقہ گناہ بخش دئے گئے۔ پس نیا عمل کر تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیا جائے گا۔ جس کسی نے (اعمال میں) اضافہ کیا اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ فرما دیتا ہے رجب کے مہینے میں حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور آپ نے روزہ

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رکھا۔ اور آپ نے اپنے ساتھیوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ پھر کشتی انہیں لے کر چھ ماہ تک یعنی محرم کی دس تاریخ تک چلتی رہی (4)۔

امام بیہقی اور اصبہانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رجب کے روزے رکھنے والوں کے لیے جنت میں ایک محل ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ ابو قلابہ تابعین میں سے ہیں اور یہ روایت ان پر موقوف ہے۔ اور وہ اس کی مثل روایت تب ہی بیان کرتے ہیں جب انہیں ان سے اوپر والا ان سے سن کر خبر دے جن پر وحی نازل ہوتی ہے (یعنی جب انہیں صحابی رسول اللہ ﷺ سے سن کر خبر دے) (5)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 350 (3738) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 469 (1810) مکتبۃ المعارف الریاض
3۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 365، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 368 (3801)
5۔ ایضاً، (3802)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان المبارک کے بعد رجب اور شعبان کے سوا روزے نہیں رکھے۔ علامہ بیہقی نے کہا یہ روایت ضعیف ہے(1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رجب شہر اللہ ہے اور اسے شہر الاصم کہا جاتا ہے۔ جب رجب کا مہینہ آتا تو زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنے ہتھیار بیکار چھوڑ دیتے اور انہیں رکھ دیتے اور لوگ سو جاتے تھے۔ راستے پر امن ہو جاتے اور اس کے گزرنے تک وہ آپس میں ایک دوسرے سے خوف زدہ نہیں رہتے تھے۔ آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے(2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اپنے دلوں میں رجب کی انتہائی حرمت ہونے کے سبب زمانہ جاہلیت میں ہم اسے الاصم کہا کرتے تھے(3)۔

امام بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو رجاء عطاردی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب رجب آتا تو ہم دور جاہلیت میں کہا کرتے تھے نیزوں کے پھل نکالنے والا آگیا۔ ہم کسی تیر میں کوئی لوہا نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی کسی نیزہ میں کوئی لوہا چھوڑیں گے۔ مگر یہ کہ ہم اسے اتار کر پھینک دیں گے(4)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم دور جاہلیت میں رجب کو اس کی شدید حرمت کے سبب الاصم کہا کرتے تھے(5)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رجب میں ایک دن اور ایک رات ہے جو کوئی اس دن میں روزہ رکھے اور اس رات کو قیام کرے تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جس نے سو سال تک روزے رکھے اور سو سال تک قیام کیا اور اس سے مراد وہ دن ہے جب کہ رجب کے تین دن باقی ہوں (یعنی ستائیسویں رجب) اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الطیب التحیۃ والثناء کو مبعوث فرمایا۔ علامہ بیہقی نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا(6)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ رجب میں ایک رات ہے جس میں اعمال صالحہ کرنے والے کے لیے سو برس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اس سے مراد وہ رات ہے جب کہ رجب کے تین دن باقی ہوں (ستائیسویں کی رات) پس جس کسی نے اس میں بارہ رکعتیں نوافل پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ قرآن کریم کی کوئی سورت پڑھتا رہا اور ہر دو رکعت پر تشہد کیا اور ان کے آخر میں سلام پھیر دیا، پھر سو بار یہ پڑھا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پھر سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا، پھر سو بار حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھا تو وہ امور دنیا اور امور آخرت میں سے جو چاہے اپنے لیے مانگے۔ پھر صبح کو روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کی ہر دعا کو قبول

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 369 (3803) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (3804) 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 370 (3807)
4۔ ایضاً (3808) 5۔ ایضاً، (3807) 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 374 (3811)

فرمائے گا بشرطیکہ وہ معصیت اور گناہ کی دعا نہ ہو۔ علامہ بیہقی نے کہا: یہ روایت ماقبل روایت کی نسبت زیادہ ضعیف ہے(1)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ مہینوں میں سے رجب کا مہینہ انتہائی حیران کن ہے۔ وہ شہر اللہ ہے جو رجب کے مہینے کی تعظیم کرے گا گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم کی اور جو اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے نعمتوں بھری جنتوں میں داخل فرمائے گا اور اس کے لیے اپنی عظیم رضا واجب کر دے گا اور شعبان میرا مہینہ ہے سو جس نے شعبان کے مہینہ کی تعظیم کی، تو اس نے میرے امر کی تعظیم کی اور جو میرے امر کی تعظیم کرے گا، تو میں قیامت کے دن اس کے لیے پہلے پہنچنے والا (فرط) اور ذخیرہ کرنے والا ہوں۔ اور رمضان المبارک کا مہینہ میری امت کا مہینہ ہے پس جس کسی نے رمضان المبارک کی تعظیم کی اور اس کی حرمت کی پاسداری کی اور اس کی بے حرمتی نہ کی اس کے دنوں کو روزہ رکھا اور رات کو قیام کیا اور اپنے اعضاء و جوارح کی حفاظت کی، تو وہ رمضان المبارک سے اس طرح الودا ہوگا کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جس کے سبب اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کرے گا(2)۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل رجب کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ بیہقی نے کہا یہ روایت ضعیف ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ کے ضمن میں فرمایا: اس سے اس نسی کا شر اور برائی پہچانی جا سکتی ہے جو کہ سال سے کم ہو۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ ہے پھر ان میں سے چار مہینوں کو مختص کر دیا اور انہیں عزت والا بنا دیا اور ان کی حرمت کو عظیم قرار دیا۔ ان مہینوں میں گناہ کو بھی بہت بڑا بنا دیا اور عمل صالح اور اجر کو بھی انتہائی عظیم قرار دیا۔ پس تم ان تمام مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو اور تمام مشرکوں سے جنگ اور قتال کرو۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ کے ضمن میں فرمایا: شہر حرام میں ظلم و زیادتی کرنا اس کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں ظلم کرنے کی نسبت بہت بڑا گناہ اور بھاری بوجھ ہے۔ اگرچہ ظلم ہر حال میں شدید ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جسے حکم دیا ہو اس کے لیے جتنا چاہے اسے بڑا اور شدید بنا دیتا ہے اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے خالص اور پسندیدہ کو چن لیا ہے۔ اس نے ملائکہ میں سے رسل عظام علیہم السلام کو منتخب فرمایا ہے اور لوگوں میں سے رسولوں کو اور کلام میں سے اپنے ذکر کو چن لیا ہے، زمین میں سے مساجد کو منتخب فرما لیا ہے اور مہینوں میں سے رمضان المبارک کو چن لیا ہے۔ دنوں میں سے جمعۃ المبارک کا دن منتخب فرمایا ہے اور راتوں میں سے لیلۃ القدر کو چن لیا ہے۔ پس تم ان کی تعظیم کرو جن کو اللہ تعالیٰ نے عظیم بنایا۔ کیونکہ جن امور کو اللہ تعالیٰ نے عظیم بنایا ہے ان کی تعظیم کرنا اہل عقل و فہم کے نزدیک (جائز اور لازم) ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 374 (3812) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (3813) 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 375 (3814)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ کے ضمن میں فرمایا: پس تم تمام کے تمام مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے ضمن میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ظلم سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل کرنا اور اس کی اطاعت وفرمانبرداری کو ترک کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً کے بارے میں حضرت مقاتل رحمہ اللہ نے کہا: اس آیت نے ان تمام آیات کو منسوخ کر دیا ہے جن میں رخصت ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت کعب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہروں کو پسند فرمایا ہے اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ شہر البلد الحرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے زمانے کو پسند فرمایا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے سب سے پسندیدہ زمانہ اشہر حرم ہیں۔ اور ان عزت والے مہینوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ مہینہ ذوالحجہ ہے۔ اور ذوالحجہ میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اس کا پہلا عشرہ (پہلے دس دن) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے دنوں کو پسند فرمایا اور دنوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین دن جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ اور راتوں میں سے محبوب ترین رات لیلۃ القدر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے رات اور دن کی ساعتوں کو بھی پسند فرمایا ہے۔ اور ان ساعتوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین ساعتیں فرض نمازوں کی ساعتیں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کلام کو بھی پسند فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب کلام لا اله الا الله، او الله اکبر، سبحان الله اور الحمد لله ہے (1)۔

اِنَّمَا النَّسِیْٓءُ زِیَادَةٌ فِی الْكُفْرِ یُضَلُّ بِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ یُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَیُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ؕ زُیِّنَ لَهُمْ سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۷﴾

”(حرمت والے مہینوں کو) ہٹا دینا تو اور اضافہ کرنا ہے کفر میں، گمراہ کیے جاتے ہیں اس سے وہ لوگ جو کافر ہیں۔ حلال کر دیتے ہیں ایک ماہ کو ایک سال اور حرام کر دیتے ہیں اسی کو دوسرے سال تا کہ پوری کریں گنتی ان مہینوں کی جنہیں حرام کیا ہے اللہ نے تا کہ اس حیلہ سے حلال کریں جسے حرام کیا ہے اللہ نے۔ آراستہ کر دیے گئے ہیں ان کے لیے ان کے برے اعمال۔ اور اللہ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو کفر اختیار کیے ہوئے ہے“۔

امام طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: عرب ایک سال ایک مہینے کو حلال قرار دیتے تھے اور ایک سال دو مہینوں کو اور وہ چھبیس سال میں صرف ایک بار حج صحیح وقت پر کرتے تھے۔ اور یہی وہ نسی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 350 (3740) دار الکتب العلمیہ بیروت

جب حج اکبر کا سال تھا پھر آئندہ سال رسول اللہ ﷺ نے حج ادا فرمایا تو لوگ چاندوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ زمانہ اسی حالت پر گھوم کر پہنچ گیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا (1)۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عقبہ پر ٹھہرے اور فرمایا: بے شک نسی شیطان کی جانب سے ہے، زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا پس وہ محرم کو ایک سال حرام قرار دیتے تھے اور ایک سال صفر کو حرام قرار دیتے تھے اور محرم کو حلال کر دیتے تھے اور نسی سے یہی مراد ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جنادہ بن عوف کنانی ہر سال حاجیوں کے اجتماع میں آتا تھا۔ اس کی کنیت ابوثمادہ تھی اور یہ اعلان کرتا تھا خبردار آگاہ رہو کہ ابوثمادہ کو نہ ڈرایا جا سکتا ہے اور نہ اسے کوئی عیب دیا جا سکتا ہے۔ جان لو صفر اول (محرم) حلال ہے۔ عربوں کے بعض گروہ جب اپنے دشمنوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کرتے تو وہ اس کے پاس آتے اور کہتے: ہمارے لیے اس مہینے کو حلال کر دو۔ ان کی مراد صفر ہوتی اور عرب اشہر حرام میں جنگ نہیں لڑتے تھے۔ پس وہ ان کے لیے ایک سال اسے حلال قرار دیتا اور دوسرے سال اسے ان پر حرام کر دیتا اور آئندہ سال محرم کو حلال قرار دیتا۔ اور لِّيُوَاطِـُٔوا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں تا کہ وہ حرام مہینوں کی تعداد چار بنا دیں مگر یہ کہ ایک سال وہ صفر کو حلال قرار دیتے اور ایک سال حرام قرار دیتے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: نساۃ بنی مالک کا ایک قبیلہ تھا اور بنی مالک بنی تمیم میں سے کنانہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا آخری آدمی جسے القلمس کہا جاتا ہے اس نے محرم کو پیچھے ہٹا دیا۔ وہ بادشاہ تھا۔ وہ ایک سال اسے حلال قرار دیتا تھا اور ایک سال حرام قرار دیتا تھا۔ جب وہ اسے حرام قرار دیتا تو تین مہینے لگاتار ہوتے یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ یہی وہ تعداد ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں حرام کی۔ اور جب وہ اسے حلال قرار دیتا تو اس کی جگہ صفر کو حرام مہینوں میں داخل کر دیتا تا کہ تعداد پوری کر دے اور کہتا میں نے چار مکمل کر دیے ہیں جیسا کہ وہ تھے۔ کیونکہ میں نے ایک مہینے کو حلال قرار دے کر اس کی جگہ ایک مہینے کو حرام قرار دیا ہے۔ پس اس عرب پر قلمس کی بادشاہی کا قبضہ تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور لگاتار تین مہینوں کو اشہر حرام قرار دیا۔ اور ایک مضر کا مہینہ رجب ہے جو کہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ کی تفسیر میں کہا ہے۔ کہ یہ آیت بنی کنانہ کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے نسی کہا جاتا تھا وہ محرم کو صفر بنا دیتا تھا تا کہ وہ اس میں جنگوں کو حلال قرار دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو وائل سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: الناسی بنی کنانہ کا ایک صاحب رائے آدمی تھا وہ اس کی رائے کے پیش نظر اسے اپنا سردار تسلیم کرتے تھے۔ وہ ایک سال محرم کو صفر بنا دیتا تھا اور اس میں وہ غارت گری

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 431، مکتبۃ المعارف الریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت

کرتے تھے، جنگ کو حلال سمجھتے تھے، وہ حملے کرتے اور مال غنیمت حاصل کرتے تھے اور ایک سال وہ اسے حرام قرار دیتا تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنَّمَا النَّسِیۡٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الۡکُفۡرِ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ گمراہ لوگوں میں سے بعض نے قصد کیا اور اشہر حرام میں صفر کا اضافہ کر دیا۔ ان میں سے کوئی کہنے والا حج کے اجتماع میں کھڑا ہو کر کہتا۔ تمہارے الٰہوں نے صفر کو حرام قرار دیا ہے تو وہ اس سال حرام قرار دیتے۔ دونوں مہینوں کو صفران کہا جاتا تھا۔ اور سب سے پہلے کنانہ میں سے بنو مالک نے اشہر حرام کو پیچھے ہٹایا۔ وہ تین آدمی تھے۔ ابو ثمامہ صفوان بن امیہ، بنی تمیم بن حارث میں سے ایک، پھر ایک بنی کنانہ سے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مذکورہ ارشاد کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذوالحجہ میں حج فرض قرار دیا۔ مشرکین مہینوں کے نام اس طرح شمار کرتے تھے: ذوالحجہ، محرم، صفر، ربیع، ربیع، جمادی، جمادی، رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ۔ پھر وہ اس میں حج کرتے تھے پھر وہ محرم سے خاموش ہو جاتے اور اس کا ذکر نہیں کرتے تھے۔ پھر وہ لوٹتے اور اس طرح نام لیتے صفر، صفر، بعد ازاں وہ نام بیان کرتے۔ رجب جمادی الآخر۔ پھر نام لیتے شعبان رمضان اور رمضان شوال۔ اور وہ نام لیتے ذوالقعدہ شوال۔ پھر کہا کرتے ذوالحجہ ذوالقعدہ۔ پھر ذکر کرتے محرم ذوالحجہ۔ پھر وہ اس میں حج کرتے تھے۔ ان کے نزدیک اس کا نام ذوالحجہ تھا۔ پھر وہ اسی بیان کے مطابق اعادہ کرتے۔ اور ہر مہینے میں وہ اس سال حج کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دوسرا حج اس سال ذوالقعدہ میں آیا اور پھر جس سال حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج ادا فرمایا وہ ذوالحجہ کے موافق آیا۔ سو اسی لیے اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: بلاشبہ زمانہ اپنی اسی دن کی ہیئت پر گھوم آیا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: بنی کنانہ کا ایک آدمی تھا جسے جنادہ بن عوف کہا جاتا تھا اور اس کی کنیت ابوامامہ تھی۔ وہ مہینوں کو پیچھے ہٹانے لگا۔ عربوں پر یہ بڑا گراں اور دشوار ہوتا تھا کہ وہ مسلسل تین ماہ تک رکے رہیں اور آپس میں ایک دوسرے پر حملہ آور نہ ہوں۔ چنانچہ جب وہ یہ ارادہ کرتا کہ کسی پر حملہ کرے تو وہ منیٰ میں کھڑا ہوتا اور خطبہ دیتا اور کہتا: بے شک میں نے محرم کو حلال کر دیا ہے اور اس کی جگہ صفر کو حرام قرار دیا ہے۔ نتیجۃً لوگ محرم میں آپس میں لڑتے رہتے تھے اور جب صفر آتا تو وہ پرامن ہو جاتے اور اپنے نیزے وغیرہ رکھ دیتے۔ پھر وہ آئندہ سال کھڑا ہوتا اور کہتا: بے شک میں نے صفر کو حلال کر دیا ہے اور محرم کو حرام قرار دیا ہے۔ پس وہ چار مہینوں کی گنتی پوری کرتے اور محرم کو حلال قرار دیتے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یُحِلُّوۡنَهٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوۡنَهٗ عَامًا کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ مہینہ صفر ہے۔ ہوازن اور غطفان اسے ایک سال حلال قرار دیتے اور ایک سال اسے حرام قرار دیتے تھے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 149 (1085) دار الکتب العلمیہ بیروت

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾

"اے ایمان والو! کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جب کہا جاتا ہے تمہیں کہ نکلو راہ خدا میں تو بوجھل ہو کر زمین کی طرف جھک جاتے ہو۔ کیا تم نے پسند کر لی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں۔ سو نہیں ہے سروسامان دنیوی زندگی کا آخرت میں مگر قلیل"۔

امام سنید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کے بارے کہا: یہ آیت اس وقت کے بارے ہے جب انہیں فتح مکہ اور غزوۂ حنین کے بعد غزوۂ تبوک کا حکم دیا گیا اللہ تعالیٰ نے انہیں موسم گرما میں اس وقت نکلنے کا حکم فرمایا جب کہ زمین چٹیل تھی، پھل پکے ہوئے تھے اور وہ سایوں کے خواہش مند تھے اور نکلنا ان پر شاق اور دشوار تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا (التوبۃ:41)(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت مستور رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے۔ تو لوگوں نے دنیا اور آخرت کے بارے میں مذاکرات کیے۔ ان میں سے بعض نے کہا: دنیا آخرت تک پہنچنے کا ذریعہ ہے، اس میں عمل ہے، اس میں نماز ہے اور اس میں زکوٰۃ بھی ہے۔ ان میں سے دوسرے گروہ نے کہا آخرت بہتر ہے، اس میں جنت ہے۔ اور لوگوں نے کہا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال یہ ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک سمندر کی طرف چل کر جاتا ہے اور اس میں اپنی انگلی ڈال دیتا ہے پس جو کچھ اس کے ساتھ نکلا وہی دنیا ہے(2)۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت مستور بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سواروں میں تھا۔ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر بکری کے ایک مردہ بچے کے پاس سے ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ یہ اپنے گھر والوں کے سامنے حقیر اور رسوا ہو گیا۔ تب انہوں نے اسے پھینک دیا۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی حقارت و ذلت کی وجہ سے انہوں نے اسے پھینک دیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جتنا یہ اپنے گھر والوں کے نزدیک حقیر اور ذلیل ہے اس سے کہیں بڑھ کر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر و ذلیل ہے(3)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 153، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 355، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 485 (2321) دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ نے دنیا کو قلیل بنایا اور قلیل کے سوا اس میں سے کچھ باقی نہیں۔ جیسا کہ ایک تالاب پر لومڑی ہو وہ اس کا صاف پانی پی لے اور گدلا پانی باقی رہ جائے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے نہ سزا دنیا سے کوئی واسطہ ہے(1)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہما حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے حالانکہ آپ ﷺ چٹائی پر تھے اور پہلوؤں میں اس کے نشانات تھے۔ تو آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ بستر بنا لیتے تو وہ اس سے کہیں بہتر اور ارجح ہوتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ نہ سزا دنیا سے کوئی واسطہ ہے اور نہ دنیا کا مجھ سے کوئی واسطہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری مثال اور دنیا کی مثال اس گھوڑ سوار کی ہے جو سخت گرم دن میں چلتا رہا۔ پھر اس نے ایک لحظہ کے لیے درخت کا سایہ حاصل کیا۔ پھر چل پڑا اور اسے چھوڑ دیا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ چٹائی پر آرام فرما ہوئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ کے پہلو پر اس کے نشانات پڑے ہوئے تھے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اگر ہم آپ ﷺ کے لیے (بستر) بنا دیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ میرا دنیا سے کیا تعلق۔ میں دنیا میں نہیں ہوں مگر ایک مسافر کی طرح جو کہ درخت کے سائے میں آرام کے لیے تھوڑی دیر بیٹھا اور پھر وہاں سے چل پڑا اور اسے چھوڑ دیا(3)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ذوالحلیفہ کے پاس سے گزرے اور ایک بکری دیکھی جو اپنی ٹانگ اوپر اٹھائے ہوئے تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس بکری کو دیکھ رہے ہو کہ یہ اپنے مالک کے نزدیک حقیر ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ! ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنی کہ یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ہے۔ اگر دنیا کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو اس میں سے پانی کا ایک گھونٹ بھی عطا نہ کرتا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے(4)۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا۔ اور جس نے اپنی آخرت کو پسند کیا اس نے اپنی دنیا کے اعتبار سے نقصان اٹھایا۔ اور انہوں نے باقی رہنے والی چیز کو فنا ہونے والی شے پر ترجیح دے لی(5)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی الدنیا نے کتاب المنامات میں، حاکم اور آپ نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 356، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 344 (7858)

3۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 345 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 341 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 343

بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے دنیا میں سے کوئی شے باقی نہیں رہی سوائے مکھی کی مثل کے جو کہ ہوا میں اڑتی رہتی ہے۔ پس اہل قبور میں سے اپنے بھائیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کیونکہ تمہارے اعمال ان پر پیش کیے جائیں گے(1)۔

امام ترمذی، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو محبوب بنالیتا ہے تو وہ اسے دنیا سے محفوظ کر لیتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے محفوظ رکھتا ہے(2)۔

امام احمد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: دنیا کی حلاوت آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی تلخی آخرت کی حلاوت ہے(3)۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے بہت سا گوشت اور ثرید کھایا۔ پھر میں آیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں ڈکار لینے لگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ڈکار کم کر۔ کیونکہ دنیا میں کثرت سے پیٹ بھرنے والے لوگ آخرت میں بھوکے ہوں گے(4)۔

حاکم اور آپ نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تو میرے ساتھ ملحق رہنے کا ارادہ رکھتی ہے تو پھر چاہیے کہ مسافر کے زاد راہ جتنی دنیا تجھے کافی ہو اور تو کپڑے کو بوسیدہ نہ قرار دے یہاں تک کہ تو اسے پیوند لگا لے اور اغنیاء کی مجلس سے پرہیز کر(5)۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن طارق رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ دار دنیا اس کے لیے بہت اچھا ہے جس نے اس سے آخرت کے لیے زاد راہ تلاش کر لیا۔ یہاں تک کہ اپنے رب کو راضی کر لیا اور اس کے لیے بہت برا ہے جسے اس نے آخرت سے پھیر دیا اور اسے رب تعالیٰ کی رضا سے محروم کر دیا اور جب بندہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ دنیا کو دور کرے، تو دنیا کہتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو دور کرے جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی۔ ذہبی نے کہا ہے: یہ روایت ضعیف ہے(6)۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو نصیحت فرمائی اور ارشاد فرمایا: دنیا میں زہد اختیار کر اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے زہد اور غنا کا اظہار کر تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے(7)۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 342، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 344
3۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 345
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 346
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 347
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 348
7۔ ایضاً

دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور اس کا راستہ ہے۔ پس جب وہ دنیا سے جاتا ہے تو قید اور راستے سے چھٹکارا پا جاتا ہے(1)۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کی اس حال میں کہ دنیا اس کا بڑا مقصد ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے کوئی شے نہیں ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کے لیے کوئی اہتمام نہ کیا تو وہ ان میں سے نہیں ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو سفیان رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے اشیاخ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیمار پرسی کے لیے آئے۔ تو وہ رونے لگے۔ حضرت سعد نے پوچھا: اے ابا عبد اللہ! تجھے کون سی شے رلا رہی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے اور وہ تجھ سے راضی تھے اور تو حوض کے پاس آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور اپنے ساتھیوں سے ملاقات کرے گا۔ تو انہوں نے فرمایا: میں موت کی گھبراہٹ سے نہیں رو رہا اور نہ ہی دنیا کی حرص اور لالچ کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ایک عہد لیا تھا۔ آپ نے فرمایا: چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک دنیا سے مسافر کے زاد راہ کی مثل ہی لے۔ اور میرے ارد گرد تو یہ تکیے ہیں اور آپ ﷺ کے گرد تو پانی کا ٹب، پیالہ اور لوٹا تھا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے(3)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ اپنی مساجد میں حلقہ بنا کر بیٹھیں گے اور دنیا کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی ضرورت نہیں۔ پس تم ان کے پاس نہ بیٹھو۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے(4)۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قریب ہے۔ اور لوگ صرف دنیوی حرص میں اضافہ کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دوری کو بڑھا رہے ہیں۔ ذہبی نے کہا یہ روایت ضعیف ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکھی کے پر کے برابر بھی وزن رکھتی تو اللہ تعالیٰ کسی کافر کو اس سے پانی کا گھونٹ بھی عطا نہ کرتا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مستورد رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخرت میں دنیا کی حیثیت صرف اتنی ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے۔ پھر اسے اوپر اٹھالے پس وہ اسے دیکھے اور پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے(6)۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو عثمان نہدی سے ان کا یہ قول بیان کیا

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 197، دار صادر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 352، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 353
4۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 359
5۔ ایضاً
6۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 229، دار صادر بیروت

ہے کہ میں نے کہا: اے ابو ہریرہ! رضی اللہ عنہ میں نے بصرہ میں اپنے بھائیوں سے سنا ہے وہ یہ گمان رکھتے ہیں کہ تم یہ کہتے ہو: میں نے نبی اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ ایک نیکی کا بدلہ ایک لاکھ نیکیاں عطا فرماتا ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک نیکی کی جزا دو لاکھ نیکیاں عطا فرماتا ہے پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ پس دنیا جو گزر چکی ہے اور جو کچھ اس سے میں باقی ہے سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک قلیل ہے اور فرمایا: مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً (البقرہ: 245) ''کون ہے جو دے اللہ تعالیٰ کو قرض حسن، تو بڑھا دے اللہ اس قرض کو اس کے لیے کئی گنا''۔ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کثیر کی کیفیت کیا ہوگی جب کہ گزری ہوئی اور باقی ماندہ سب دنیا اس کے نزدیک قلیل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت اعمش نے کہا قَلِيْلٌ سے مراد یہ ہے کہ وہ چرواہے کے کھانے کی مثل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو حازم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب عبد العزیز بن مروان قریب الموت ہوئے تو کہا: میرا وہ کفن میرے پاس لاؤ جس میں مجھے کفن دیا جائے گا تا کہ میں اسے دیکھ لوں۔ پس جب وہ سامنے لایا گیا اور اس نے اس کو دیکھا تو کہا: میرا مال تو کثیر ہے کیا مجھے دنیا میں سے صرف اتنا ہی دیا جائے گا؟ پھر اس نے پیٹھ پھیر لی اور رونے لگا اور کہا: اے دار دنیا! تجھ پر افسوس ہے، بلاشبہ تیرا کثیر قلیل ہے، تیرا قلیل کثیر ہے اور بلاشبہ ہم تجھ سے دھوکے میں رہے۔

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾

''اگر تم نہیں نکلو گے تو اللہ عذاب دے گا تمہیں دردناک عذاب۔ اور بدل کر لے آئے گا کوئی دوسری قوم تمہارے علاوہ اور تم نہ بگاڑ سکو گے اس کا کچھ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

امام ابو داؤد، ابن منذر، ابو الشیخ، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب قبائل میں سے ایک قبیلے کو نکلنے کے لیے کہا: تو انہوں نے اسے بوجھل اور بھاری محسوس کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ان سے بارش کو روک لیا اور یہ ان کے لیے عذاب تھا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا حالانکہ اس وقت کچھ لوگ صحرا میں آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ وہ اپنی قوم کو سکھلاتے تھے تو منافقین نے کہا: کچھ لوگ جنگلوں میں باقی رہ گئے۔ مزید کہا: بادیہ نشین ہلاک ہو گئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً (التوبہ: 122) ''اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن نکل کھڑے ہوں سارے کے سارے''۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 129 (2552) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً سے منسوخ ہے۔

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَ اَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَ جَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ؕ وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾

"اگر تم مدد نہ کرو گے رسول کریم کی تو (کیا ہوا) ان کی مدد فرمائی ہے خود اللہ نے جب نکالا تھا ان کو کفار نے۔ آپ دوسرے تھے دو سے جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے۔ جب وہ فرما رہے تھے اپنے رفیق کو کہ مت غمگین ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر نازل کی اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین ان پر اور مدد فرمائی ان کی ایسے لشکروں سے جنہیں تم نے نہ دیکھا اور کر دیا کافروں کی بات کو سرنگوں اور اللہ کی بات ہی ہمیشہ سربلند ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے"۔

ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حالت کو بیان فرمایا یہاں تک کہ پھر آپ کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: میں خود آپ کی ایسی ہی مدد کروں گا جیسا کہ میں نے اس وقت کی جب کہ آپ دو میں سے دوسرے تھے (1)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم اور ابن ابی حاتم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عازب سے ایک ٹانگ تیرہ درہم کے عوض خریدی اور عازب سے کہا: کہ براء کو حکم دو وہ اسے اٹھا کر میرے گھر تک پہنچا دے۔ تو عازب نے کہا: نہیں۔ یہاں تک کہ آپ ہمیں بتا دیں کہ اس وقت آپ نے کیا کیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور آپ ان کے ساتھ تھے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نکلے اور ساری رات سفر کرتے رہے اور پوری تیزی کے ساتھ دن رات سفر کیا۔ یہاں تک کہ وہ سفر ہم پر غالب آ گیا اور ہم دوپہر گزارنے کے لیے رک گئے۔ میں نے اپنی نظر گھمائی تا کہ کوئی سایہ دیکھوں اور اس میں تھوڑا آرام کر لیں۔ اچانک میری نظر ایک چٹان پر پڑی۔ میں اس کی طرف گیا اور اس کا سایہ ابھی باقی تھا۔ پس میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہموار اور درست کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اپنا کمبل بچھا دیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ آرام فرما ہو جائیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہو گئے۔ پھر میں یہ دیکھنے کے لیے نکلا کہ کیا میں کسی تلاش کرنے والے کو دیکھتا ہوں۔ تو اچانک میری نظر ایک چرواہے پر پڑی۔ میں نے اس سے کہا: اے غلام تو کون ہے؟ تو اس نے کہا: قریش میں سے ایک آدمی کا (غلام

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 345 (36615)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہوں)۔ اس نے اس کا نام بتایا، میں اسے پہچانتا تھا۔ پھر میں نے کہا: کیا تیری بکریوں میں کوئی دودھ والی ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر کہا کیا تو مجھے دودھ دے گا؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر میں نے اسے حکم دیا ان میں سے میرے لیے ایک بکری پکڑ لاؤ۔ پھر اسے کہا کہ اس کی کھیری سے گردوغبار جھاڑ دو۔ پھر اسے کہا تو اس نے اپنے ہاتھ وغیرہ جھاڑ کر صاف کر لیے۔ میرے پاس چمڑے کا ایک برتن تھا، اس کے منہ پر کپڑا تھا۔ پس اس نے تھوڑا سا دودھ اس میں دوھ کر دیا پھر میں نے اسے پانی کے پیالے میں انڈیلا۔ یہاں تک کہ وہ خوب ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار پایا۔ عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ نوش فرمایئے۔ آپ نے نوش فرمایا اور مجھے انتہائی راحت اور خوشی ہوئی۔ پھر عرض کی: کیا کوچ کا وقت ہو گیا ہے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: پھر ہم چل پڑے حالانکہ قوم ہمیں تلاش کر رہی تھی۔ لیکن ان میں سے سراقہ کے سوا کوئی ہمیں نہ پا سکا۔ وہ گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تلاش کرنے والا ہمیں پیچھے سے آملا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا غمگین نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ حتی کہ وہ ہمارے اتنا قریب آگیا کہ ہمارے اور اس کے درمیان ایک یا دو یا تین نیزوں کی مقدار فاصلہ تھا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ تلاش کرنے والا آپہنچا ہے۔ اور میں رونے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نہ رو۔ میں نے عرض کی: قسم بخدا! میں اپنے آپ پر نہیں رو رہا ہوں بلکہ میں تو آپ پر رو رہا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی "اَللّٰهُمَّ اكْفِنَاهُ بِمَا شِئْتَ" (اے اللہ! جیسے چاہے ہمیں اس سے محفوظ کر لے)۔ پس اس کا گھوڑا اپنے پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گیا اور وہ اس سے کود گیا اور کہنے لگا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ یہ آپ کا عمل ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس موجودہ کیفیت سے نجات عطا فرما دے۔ قسم بخدا! میرے پیچھے تلاش میں جو لوگ اس راستے پر آرہے ہیں میں انہیں اس سے بھٹکا دوں گا اور یہ میرا ترکش ہے اس سے تیر لے لیجئے۔ فلاں فلاں جگہ پر آپ کا گزر میرے اونٹوں اور ریوڑوں سے ہوگا۔ آپ ان سے اپنی ضرورت پوری فرما لیجئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا: مجھے ان کی کوئی حاجت اور ضرورت نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تو اسے چھوڑ دیا گیا اور وہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی معیت میں ہم بھی سفر کرتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ طیبہ آپہنچے۔ پس لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ وہ راستوں پر اور مکانوں کی چھتوں پر نکل کر آئے ہوئے تھے۔ بچے اور خدام راستوں میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہہ رہے تھے "اللہ اکبر جاء رسول اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم" اللہ اکبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ قوم میں اس بارے اختلاف ہو گیا کہ کس کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول فرمائیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کی رات میں بنی نجار جو حضرت عبدالمطلب کے ننھیال ہیں ان کے پاس قیام کروں گا اور انہیں یہ اعزاز عطا کروں گا۔ پھر جب دوسرے دن کی صبح ہو گی تو جیسے حکم ہوگا (1)۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تلاش میں نکلا۔ یہاں تک کہ جب میں ان کے قریب پہنچ گیا۔ میرا گھوڑا اچھل

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 343 (36610) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

گیا اور میں گر پڑا۔ میں دوبارہ اٹھا اور پھر سوار ہو گیا۔ یہاں تک کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کے پڑھنے کی آواز سنی اور آپ ادھر ادھر توجہ نہیں کر رہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کثرت سے توجہ کر رہے ہیں۔ تو میرے گھوڑی کے آگے والے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے یہاں تک کہ وہ گھٹنوں تک زمین میں چلے گئے۔ میں اس سے گر پڑا۔ پھر میں نے اسے جھڑکا اور وہ اٹھی اور قریب نہ تھا کہ وہ اپنے پاؤں باہر نکال لے۔ جب وہ کچھ سیدھی کھڑی ہوئی تو اس کے آگے والے پاؤں پر لگام کا نشان تھا جو دھویں کی مثل آسمان تک پھیلی ہوئی تھی۔ پس میں نے دونوں سے امان کی درخواست کی۔ وہ دونوں میرے لیے ٹھہر گئے اور اس وقت میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا جب میں ان سے ملا کہ میں انہیں گرفتار نہیں کر سکتا اور رسول اللہ ﷺ عنقریب غالب آجائیں گے (1)۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رات کے وقت رسول اللہ ﷺ ہجرت فرما ہو کر نکلے تو غار ثور میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی اتباع کی۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے ان کے سانس کی آواز سنی تو آپ ﷺ کو کسی تلاش کرنے والے کے آنے کے خوف ہوا۔ سو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی یہ کیفیت دیکھی تو کھانسنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کی آواز سن کر آپ کو پہچان لیا اور ان کے لیے کھڑے ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ پیچھے سے آملے پھر دونوں غار میں چلے گئے۔ صبح کے وقت قریش آپ کی تلاش میں مصروف ہو گئے اور انہوں نے بنی مدلج سے نشانات دیکھ کر کھوج لگانے والا ایک آدمی بلا بھیجا۔ پس وہ (کھوج لگانے والا) قدموں کے نشانات کی پیروی کرتے ہوئے غار تک پہنچ گیا۔ غار کے دروازے پر ایک درخت تھا۔ اس نے اس کی جڑوں میں پیشاب کیا۔ پھر کہا تمہارا وہ ساتھی جسے تم اس جگہ تلاش کر رہے ہو اس نے اس جگہ کو عبور نہیں کیا۔

راوی کا بیان ہے کہ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غمگین ہو گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا** فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں تین دن تک ٹھہرے۔ عامر بن فہیرہ انہیں کھانا پہنچاتا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے لیے تیاری کرتے رہے۔ پس انہوں نے اہل بحرین سے تین اونٹ خریدے اور ایک راستے کی راہنمائی کے لیے رہبر اجرت پر لیا۔ جب تیسری رات کا کچھ حصہ گزر گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اونٹ اور رہبر کو ساتھ لے کر ان کے پاس آپہنچے۔ پس رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور دوسری پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے پھر مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے۔ حالانکہ قریش نے آپ کی تلاش میں کئی لوگ بھیج رکھے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس، حضرت علی، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر، عائشہ بنت قدامہ اور سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے۔ ان تمام کی روایات ایک دوسرے میں جمع ہیں کہ انہوں نے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 554، قدیمی کتب خانہ کراچی

کہا: رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے حالانکہ قوم کے افراد آپ کے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے سنگریزوں کی مشت اٹھائی اور ان کے سر پر پھینک دی اور سورۂ یٰس کی تلاوت شروع کر دی اور چلے گئے۔ تو انہیں کسی کہنے والے نے کہا: تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا محمد (ﷺ) کا۔ اس نے بتایا: قسم بخدا! وہ تمہارے پاس سے گزر گئے ہیں۔ وہ کہنے لگے قسم بخدا! ہم نے تو انہیں نہیں دیکھا۔ وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور کی طرف نکلے اور اس میں داخل ہو گئے۔ مکڑی نے اس کے دروازے پر بعض گھونسلوں کو آپس میں ملا کر جال سا بنا دیا۔ قریش نے انتہائی تیزی اور شدت کے ساتھ تلاش کی حتیٰ کہ غار کے دروازے تک جا پہنچے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا اس پر یہ مکڑی کا جال محمد مصطفےٰ ﷺ کی ولادت سے پہلے کا ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ بنت قدامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میں کھڑکی سے بھیس بدل کر نکلا تو سب سے پہلے ابوجہل مجھے ملا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کو مجھے اور ابوبکر کو دیکھنے سے اندھا کر دیا۔ یہاں تک کہ ہم گزر گئے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غار کے منہ پر ایک آدمی کو دیکھا۔ تو کہنے لگے: یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں۔ بے شک ملائکہ اب اپنے پروں کے ساتھ اسے چھپائے ہوئے ہیں۔ پس اس آدمی نے دیر نہیں کی کہ وہ ان کی طرف منہ کر کے پیشاب بیٹھ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اگر وہ تجھے دیکھ رہا ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔

امام ابونعیم نے محمد بن ابراہیم تیمی رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب غار میں داخل ہوئے تو مکڑی نے بعض گھونسلوں کو آپس میں ملا کر اس کے دروازے پر جال سا بن دیا۔ جب وہ غار کے منہ تک پہنچے تو ان میں سے کسی نے کہا: اس غار میں داخل ہو۔ تو امیہ بن خلف نے کہا: تمہیں غار میں جانے کی کیا ضرورت ہے؟ بے شک اس پر یہ مکڑی محمد (ﷺ) کی ولادت سے پہلے کی ہے۔ پس نبی مکرم ﷺ نے مکڑی کو مارنے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت عطاء بن ابی میسرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مکڑی نے دو بار جال بنا۔ ایک بار حضرت داؤد علیہ السلام پر جب کہ طالوت آپ کو تلاش کر رہا تھا اور ایک بار حضور نبی مکرم ﷺ پر غار میں (1)۔

امام ابن سعد، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: جب حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نکلے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک گھوڑ سوار پیچھے سے ان کے قریب آ پہنچا ہے۔ عرض کی: یا نبی اللہ ﷺ! یہ گھوڑ سوار ہمیں آملا ہے۔ تو آپ ﷺ نے دعا کی ''اللھم اصرعہ'' اے اللہ! اسے پچھاڑ دے۔ چنانچہ وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا۔ پھر آپ نے بارگاہ نبوت میں عرض کی:

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 5، صفحہ 197

یا نبی اللہ! ﷺ آپ جو چاہیں مجھے حکم ارشاد فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنی جگہ پر ٹھہرا رہ، تو کسی کو نہیں چھوڑے گا جو ہمیں آملے گا۔ پس آپ دن کے پہلے حصہ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے بارے میں پوری کوشش کرنے والے تھے اور دن کے آخری حصہ میں آپ ﷺ کے لیے ہتھیار تھے (1)۔ اسی کے بارے سراقہ ابو جہل کو خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے:

اَبَا حَکَمٍ لَوْ کُنْتَ وَاللّٰہِ شَاھِدًا لِاَمْرِ جَوَادِیْ اَنْ تَسِیْخَ قَوَائِمُہٗ

''اے ابو الحکم! قسم بخدا! اگر تو میرے گھوڑے کو اس طرح دیکھ لیتا کہ اس کے پاؤں دھنس گئے ہیں''۔

عَلِمْتَ وَلَمْ تَشْکُکْ بِاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلٌ بِبُرْھَانٍ فَمَنْ ذَا یُقَاوِمُہٗ

''تو تو یقین کر لیتا اور ذرا شک نہ کرتا کہ محمد ﷺ رسول ہیں اور یہ دلیل سے ثابت ہے۔ پس کون ہے جو ان کا مقابلہ کر سکتا ہے''۔

امام بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے ضبہ بن محصن العنزی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں۔ تو وہ رونے لگے اور فرمایا: قسم بخدا! ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک رات اور ایک دن عمر سے بہتر اور افضل ہے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اس رات اور اس دن کے متعلق کچھ بتاؤں؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی جی ہاں یا امیر المومنین! تو انہوں نے فرمایا: ان کی رات وہ تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ اہل مکہ سے بھاگتے ہوئے باہر نکلے۔ تو آپ ﷺ رات کے وقت نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ﷺ کی اتباع کی۔ پھر وہ کبھی آپ ﷺ کے سامنے چلتے اور کبھی آپ کے پیچھے، کبھی وہ آپ ﷺ کے دائیں ہوتے اور کبھی بائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا: اے ابوبکر یہ کیا ہے؟ میں تیرے اس فعل کو نہیں پہچانتا؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے گھات لگا کر بیٹھنے والے یاد آجاتے ہیں۔ تو میں آپ کے آگے آجاتا ہوں اور مجھے تلاش کرنے والا یاد آجاتا ہے اور کبھی آپ کی دائیں جانب ہو جاتا ہوں اور کبھی بائیں جانب۔ میں آپ کے بارے میں پر امن نہیں ہوتا۔ سو رسول اللہ ﷺ اس رات اپنی انگلیوں کے اطراف پر چلتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں پاؤں ننگے ہو گئے۔ پس جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی اس کیفیت کو دیکھا۔ تو آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اس طرح وہ آپ ﷺ کو اٹھا کر چلتے رہے یہاں تک کہ غار کے منہ پر جا پہنچے اور وہاں آپ ﷺ کو اتار دیا۔ پھر عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! آپ اس میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک میں داخل ہو جاؤں۔ تا کہ اگر اس میں کوئی شے ہے تو وہ آپ سے پہلے مجھ پر واقع ہو۔ چنانچہ آپ اس میں داخل ہوئے اور اس میں کوئی شے نہیں دیکھی۔ پھر آپ ﷺ کو اٹھایا اور اس میں اندر لے گئے۔ غار میں کئی شگاف اور بلیں تھیں جن میں سانپ اور اژدہا تھے۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ ہوا کہ ان میں سے کوئی چیز نکل کر رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچائے گی۔ چنانچہ آپ نے اس میں اپنا پاؤں رکھ دیا اور سانپوں اور اژدہوں نے آپ کو ڈسنا اور ڈنگ لگانا شروع کر دیا اور آپ کے آنسو گرنے لگے۔ اس حال میں

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 526، دار الکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ ﷺ آپ کو فرمانے لگے: اے ابوبکر! غمگین نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق کے لیے راحت وطمانینت نازل فرمائی۔ پس یہی آپ کی وہ رات ہے۔ رہا آپ کا دن (تو اس کی وضاحت یہ ہے) کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا اور عرب مرتد ہو گئے۔ تو بعض نے کہا: ہم نماز پڑھیں گے اور زکوٰۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا نہ ہم نماز پڑھیں گے اور نہ ہی ہم زکوٰۃ دیں گے۔ پس میں آپ کے پاس آیا حالانکہ انہوں نے صاف ہو کر آپ کی طرف رجوع نہیں کیا تھا۔ تو میں نے کہا: اے خلیفۃ رسول اللہ! ﷺ لوگوں کے ساتھ الفت اور نرمی کا سلوک کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا: جاہلیت میں انتہائی سخت قہر وغضب کا اظہار کرنے والا اسلام میں انتہائی کمزور اور بزدل ہے۔ آپ ان کے ساتھ کون سی تالیف کریں گے کیا عجیب وغریب شعر کے ساتھ یا جھوٹے شعر کے ساتھ؟ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ قسم بخدا! اونٹ کی وہ رسی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے اگر انہوں نے اس کا بھی مجھ سے انکار کیا تو یقیناً میں ان کے خلاف جنگ کروں گا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس ہم نے آپ کی معیت میں جنگیں لڑیں۔ قسم بخدا! آپ انتہائی معاملہ فہم اور صاف رائے والے تھے اور یہی وہ دن ہے (جو عمر سے بہتر ہے) (1)

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو تلاش کرنے کے لیے ہر جانب سوار ہو کر نکلے۔ انہوں نے اہل اطیاہ (پانی کے نواح میں رہنے والے) کی طرف یہ حکم بھیجا کہ وہ انہیں انتہائی زیادہ اجرت اور معاوضہ دیں گے۔ وہ اس جبل ثور پر بھی آئے جس کے غار میں حضور نبی کریم ﷺ تشریف فرما تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے اوپر چڑھے اور حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی آوازیں سن لیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور آپ پر پریشانی اور خوف طاری ہو گیا۔ تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اور رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ تو ان پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے اطمینان وراحت نازل ہوئی۔ فرمایا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (2)

امام ابن شاہین، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت حبشی بن جنادہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اگر مشرکین میں سے کسی نے اپنا قدم آگے بڑھایا تو یقیناً وہ ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (3)

ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: وہ لوگ جو ان کی تلاش میں نکلے، وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور غار میں داخل ہونے سے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ ہم تک پہنچ جائیں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ نشانات ختم ہو گئے اور وہ وہاں سے دائیں بائیں چلے گئے (4)۔

1۔ دلائل النبوۃ، جلد 2، صفحہ 477، دار الکتب العلمیہ بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 478

3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 85، دار الفکر بیروت — 4۔ ایضاً

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہجرت کے لیے نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ اپنے آپ پر کسی غیر سے محفوظ نہیں تھے یہاں تک کہ دونوں غار میں داخل ہو گئے (1)۔

امام ابن شاہین، دار قطنی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا "اَنْتَ صَاحِبِی فِی الْغَارِ، وَاَنْتَ مَعِیَ عَلَی الْحَوْضِ" (تو غار میں میرا ساتھی رہا اور تو حوض پر بھی میرے ساتھ ہوگا) (2)

امام ابن عساکر نے اسی کی مثل حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کیا تم نے ابوبکر کی شان میں کچھ کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا لے آؤ میں سنوں گا تو انہوں نے یہ کہا:

ثَانِی اثْنَیْنِ فِی الْغَارِ الْمُنِیفِ وَقَدْ ... طَافَ الْعَدُوُّ بِهٖ اِذْ صَاعَدَ الْجَبَلَا

"ثانی اثنین بلند غار میں تھے جب وہ پہاڑ پر چڑھے اس حال میں کہ دشمن ان کے ارد گرد گھوم رہے تھے"۔

وَکَانَ حِبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا ... مِنَ الْبَرِیَّةِ لَمْ یَعْدِلْ بِهٖ رَجُلَا

"اور مخلوق جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو آپ کے ساتھ شدید محبت تھی کہ کوئی بھی ان کا ہم سر نہ تھا"۔

پس رسول اللہ ﷺ خوشی سے ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا: اے حسان! تو نے سچ کہا۔ وہ ایسے ہی ہیں جیسے تو نے کہا ہے (3)۔

امام خیثمہ بن سلیمان طرابلسی نے فضائل الصحابہ میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کی مذمت بیان کی ہے لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدح بیان فرمائی ہے۔ سو فرمایا اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ (4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غار والی رات کے بعد کسی شے کا خوف اور دین کے معاملہ میں کسی قسم کی وحشت اور خطرہ مجھ میں داخل نہیں ہوا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ذات اور دین کے بارے میں میرے خوف اور ڈر کو دیکھا۔ تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اطمینان اور سکون رکھ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تکمیل اور اس میں نصرت کا فیصلہ فرما دیا ہے (5)۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 88، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 89
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 91
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 291
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 317

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سوائے ابوبکر صدیق کے تمام مسلمانوں کو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عتاب کیا ہے۔ وہ اکیلے اس عتاب سے خارج ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ...... الآیہ"(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اہل زمین کو عتاب کیا ہے اور فرمایا ہے: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے ہمارے اصحاب میں سے کسی نے خبر دیتے ہوئے کہا ہے: ابناء صحابہ میں سے نوجوان ایک مجلس میں تھے اور ان میں قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کوئی وطن بھی نہ تھا مگر میرے جد امجد اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ کسی نے کہا اے میرے بھائی کے بیٹے! قسم نہ اٹھاؤ۔ پھر کہا: دلیل لاؤ، تو انہوں نے کہا: ہاں ایسی دلیل ہے جسے تم رد نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔(2)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، ابوعوانہ، ابن حبان، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: میں غار میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پس میں نے مشرکین کے آثار دیکھے تو کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر ان میں سے کسی نے اپنا قدم اٹھایا تو یقیناً اپنے قدم کے نیچے ہمیں دیکھ لے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے بارے تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔ "يَا اَبَابَكْرٍ، مَاظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا"(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ دونوں جب غار تک پہنچے تو وہاں ایک بل تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں اس میں رکھ دیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر اس میں کاٹنے یا ڈسنے والی کوئی شے ہے تو اس کا کاٹنا یا ڈسنا مجھ پر واقع ہو(4)۔

امام ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: جب غار کی رات تھی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجیے تاکہ میں آپ سے پہلے اس میں داخل ہوں، تاکہ اگر کوئی سانپ یا کوئی اور شے ہو تو وہ آپ سے پہلے مجھ پر اثر انداز ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اندر جاؤ۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اپنے ہاتھ سے جگہ کو صاف کرنے لگے اور جب بھی کوئی بل دیکھتے تو آپ اپنے کپڑے سے ایک ٹکڑا پھاڑتے اور اسے بل میں داخل کر دیتے حتی کہ آپ نے اپنے سارے کپڑے کے ساتھ ایسا ہی کیا اور ایک بل باقی بچ گئی۔ تو اس پر آپ نے اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ لی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: اندر تشریف

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 92، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً
3۔ صحیح بخاری، باب مناقب المہاجرین، جلد 1، صفحہ 516، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 345 (36617) مدینہ منورہ

لائیے۔ جب صبح ہوئی تو آپ کو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کپڑا کہاں ہے؟ تو آپ نے جو کچھ کیا تھا وہ سب آپ ﷺ کو بتا دیا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک اوپر اٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں اس طرح دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَبَابَکْرٍ مَعِیْ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ'' اے اللہ! قیامت کے دن ابوبکر کو میرے درجہ میں میری معیت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی التجاء کو قبول فرما لیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جندب بن سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار کی طرف چلے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ اندر داخل نہ ہونا یہاں تک کہ میں اسے صاف کرلوں۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے۔ آپ کے ہاتھ میں کوئی چیز لگی اور آپ اپنی انگلی سے خون صاف کرتے ہوئے یہ کہہ رہے تھے:

هَلْ اَنْتَ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِیْتَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَا لَقِیْتَ

''صرف تیری انگلی خون آلود ہوئی ہے، جو کچھ تجھے ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہوا''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جعدہ بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھتی جب کہ ہم غار کی جانب اوپر چڑھے تھے۔ پس رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک سے خون نکلنے لگا اور میرے قدم تو عادی تھے اور وہ سخت تھے۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ننگے پاؤں چلنے کے عادی نہیں تھے۔

امام ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مصعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت انس بن مالک، حضرت زید بن ارقم اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو اس حال میں پایا کہ میں نے انہیں یہ باتیں کرتے ہوئے سنا کہ جس رات حضور نبی کریم ﷺ غار میں تھے اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کو حکم فرمایا۔ تو وہ آپ ﷺ کے سامنے اگا اور اس نے آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا اور اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا تو اس نے آپ کے سامنے ایک جالا بن دیا اور آپ ﷺ کو چھپا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتروں کو حکم دیا۔ تو وہ غار کے منہ پر رہنے لگے۔ قریش کے ہر قبیلے سے نوجوان اپنی لاٹھیاں، تلواریں اور نیزے وغیرہ لے کر آ گئے۔ یہاں تک کہ جب وہ حضور نبی کریم ﷺ سے چالیس قدم کے فاصلے پر تھے تو ان میں سے ایک نیچے اترا اور اس نے غار میں دیکھا۔ اور لوٹ کر اپنے ساتھیوں کی طرف گیا اور انہوں نے اسے کہا: تجھے کیا ہوا تو نے غار میں نہیں دیکھا؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے غار کے منہ پر دو کبوتروں کو دیکھا ہے۔ جس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس میں کوئی نہیں ہے۔ جو کچھ اس نے کہا وہ سب کچھ حضور نبی مکرم ﷺ نے سن لیا اور آپ ﷺ نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے سے اسے دور ہٹا دیا ہے۔ سو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے ان کے بارے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کبوتروں کو جزا یہ عطا فرمائی کہ وہ حرم پاک میں رہنے لگے اور حرم پاک کے تمام کبوتر اسی جوڑے سے پیدا ہوئے (1)۔

1۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 1 صفحہ 229، دار صادر بیروت

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ میں کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں غار میں تھے تو آپ کو پیاس محسوس ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو فرمایا: غار کے سامنے والے حصہ کی طرف جاؤ اور پی لو۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صدر الغار کی طرف گئے اور وہاں سے ایسا مزیدار پانی نوش فرمایا جو شہد سے بھی زیادہ میٹھا اور لذیذ تھا۔ دودھ سے زیادہ سفید تھا اور اس کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر پاکیزہ تھی۔ پھر لوٹ کر واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کی نہروں پر مقرر فرشتے کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ جنت الفردوس کی ایک نہر کو غار کے سامنے کھول دے تاکہ تم اس سے پانی پی لو (2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے بغیر کوئی معبود نہیں! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کو آپ کی نصرت کے بارے عتاب کیا گیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ قسم بخدا! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان سے خارج ہیں جنہیں عتاب فرمایا گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سالم بن عبید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے اور سالم بن عبید اصحاب صفہ میں سے تھے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: کون ہے وہ جس کی یہ تین خصلتیں ہیں اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ۔ صاحب کون ہے؟ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ۔ وہ دونوں کون ہیں؟ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ یہ خطاب کس سے ہے؟۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن حارث رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کون سورۃ التوبہ پڑھ سکتا ہے؟ ایک آدمی نے کہا: میں۔ آپ نے فرمایا: پڑھ۔ جب وہ اس آیت پر پہنچا اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ آپ رونے لگے اور فرمایا قسم بخدا! وہ صاحب میں ہی ہوں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا صاحبہ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور غار سے مراد مکہ مکرمہ کا وہ پہاڑ ہے جسے ثور کہا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر میرا بھائی اور غار میں میرا ساتھی ہے۔ پس تم اس سے اسے پہچان لو۔ پس اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو یقیناً ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا۔ اس مسجد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کھڑکی کے سوا تمام کھڑکیاں بند کر دو۔ (عربی متن ملاحظہ ہو) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، اَبُوْبَكْرٍ اَخِيْ وَ صَاحِبِيْ فِي الْغَارِ فَاعْرِ فُوْاذَالِكَ لَهٗ فَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا، سُدُّوْا كُلَّ خَوْخَةٍ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ اَبِيْ بَكْرٍ"

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 150، دار الفکر بیروت

میں اپنے رب کے سوا کسی کو خلیل بناتا۔ تو یقیناً ابو بکر صدیق کو خلیل بناتا۔ البتہ وہ میرے بھائی اور غار کے میرے ساتھی ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ میں غار سے مراد وہ ہے جو اس پہاڑ میں ہے جس کا نام ثور ہے (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں جس نے ایک قوم کو حراء پر چڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے پوچھا: یہ لوگ حراء میں کیا تلاش کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: وہ غار جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روپوش ہوئے تھے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: وہ حراء میں روپوش نہیں ہوئے تھے بلکہ جبل ثور میں روپوش ہوئے تھے اور حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی اس غار کے محل کو نہیں جانتا۔ کیونکہ وہ دونوں ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور عامر بن فہیرہ جو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا وہ اس کو جانتا ہے کیونکہ وہ جب اپنا ریوڑ چرانے کے لیے نکلتا تو ان دونوں کے پاس سے گزرتا اور انہیں دودھ پیش کرتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تین دن تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار میں رہے (2)۔

امام عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنے والدین کو کبھی بھی نہیں پایا مگر اس حال پر کہ وہ دونوں دین اسلام کے پیروکار اور اطاعت شعار رہے۔ اور ہم پر کوئی دن نہیں گزرا مگر اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دن صبح و شام ہمارے گھر تشریف لائے۔ جب مسلمانوں کو اذیتیں دی گئیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکلے۔ حتیٰ کہ جب برک الغماد کے مقام پر پہنچے تو قبیلہ قارہ کا سردار ابن الدغنہ آپ سے ملا۔ تو اس نے پوچھا: اے ابو بکر! کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے سو میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ میں سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ تو ابن دغنہ نے کہا: اے ابو بکر! تمہارے جیسے آدمی کو نہ نکالا جا سکتا ہے اور نہ وہ نکل سکتا ہے۔ بلاشبہ آپ محتاجوں اور فقیروں کی مدد کرتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، آپ یتیموں کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور مہمانوں کی عزت افزائی اور تعظیم کرتے ہیں اور حق پر آنے والی آفتوں اور مصائب کے خلاف مدد کرتے ہیں اور میں آپ کا پڑوسی ہوں، آپ کو پناہ دیتا ہوں۔ چنانچہ قریش نے ابن دغنہ کے پناہ دینے کو قبول کر لیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امن دے دیا اور انہوں نے ابن دغنہ کو کہا: کہ ابو بکر کو کہو وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کرے، اس میں جو چاہے نماز پڑھے اور جس کی چاہے قرأت کرے۔ اور وہ ہمیں اذیت نہ پہنچائے اور نہ ہی وہ اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ نماز پڑھے اور قرآن کریم کی قرأت

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 149 (1086) بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 345 (36616) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

میں مشغول ہو۔ سو آپ نے ایسا ہی کیا کچھ وقت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذہن میں خیال آیا اور آپ نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی۔ اور آپ اسی میں نماز پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے۔ مشرکین کی عورتیں اور ان کے بچے آپ کے پاس جمع ہو جاتے۔ وہ آپ کی طرف دیکھتے اور اظہار تعجب کرتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رویا کرتے تھے۔ جب آپ قرآن کریم کی تلاوت کرتے تو آپ اپنے آنسوؤں کے سیلاب کو روکنے کی قدرت نہ رکھتے تھے۔ چنانچہ اسی شے نے قریش کے سرداروں کو بہت زیادہ پریشان اور مضطرب کر دیا۔ پس انہوں نے ابن دغنہ کو بلا بھیجا۔ جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: ہم نے ابوبکر کو اس شرط پر پناہ دی تھی کہ وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کرے۔ لیکن اس نے اس سے تجاوز کیا ہے اور اس نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنالی ہے۔ اور وہاں وہ اعلانیہ نماز اور قرآن پڑھتا ہے اور ہمیں یہ خدشہ اور خوف ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں مبتلا کر دے گا۔ پس اگر وہ یہ پسند کرے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کو صرف اپنے گھر تک ہی محدود رکھے گا تو پھر ایسا کرے۔ اور اگر وہ یہ تسلیم نہ کرے اور اعلانیہ عبادت پر مصر ہو تو تم اسے بتا دیجیے کہ وہ تمہاری ذمہ داری اپنے اوپر ہی ڈال دے گا۔ کیونکہ ہم تیرے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو توڑنا بھی ناپسند کرتے ہیں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس اعلانیہ عمل کو قبول بھی نہیں کر سکتے۔

ابن دغنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: اے ابوبکر! تم جانتے ہو کہ میں نے جس شرط کی بنا پر تمہارے لیے معاہدہ کیا تھا، پس اگر تم اس کے پابند رہو تو وہ قائم ہے۔ ورنہ میری پناہ مجھے واپس لوٹا دو، کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ عرب یہ سنیں میں نے ایک آدمی کے اس معاہدے میں بے وفائی کی ہے جو میں نے اس کے لیے کیا تھا، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تیری پناہ تجھے واپس کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی پناہ پر ہی راضی اور خوش ہوں۔ ان دنوں رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں ہی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا: مجھے تمہارا دار ہجرت دکھا دیا گیا ہے۔ میں نے کھجوروں والی ایک دلدلی زمین دیکھی ہے جو لابتین (سیاہ پتھروں والی زمین کے دو قطعوں) کے درمیان ہے۔ یہی حرتان کہلاتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ ذکر فرما دیا تو پھر جنہوں نے ہجرت کی انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہی ہجرت کی اور مسلمانوں میں سے جنہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ بھی مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ہجرت کے لیے تیار ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا ٹھہر جائیے کیونکہ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی اجازت دے دی جائے گی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا آپ بھی یہ امید رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اور سنگت کے لیے اپنے آپ کو روک لیا۔ آپ کے پاس دو اونٹنیاں تھیں آپ انہیں چار ماہ تک ببول کے پتوں کا چارہ ڈالتے رہے۔ پس اسی اثناء میں ہم ایک دن اپنے گھر میں دوپہر کے وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ اس وقت کبھی بھی ہمارے پاس تشریف نہیں لائے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ ﷺ

اس ساعت میں بغیر حکم کے تشریف نہیں لا رہے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ وہاں پہنچے اور اجازت طلب فرمائی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیدہ و دل فرش راہ کر دیے اور آپ ﷺ اندر قدم رنجہ فرما ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ جونہی اندر تشریف لائے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اپنے پاس سے دوسروں کو نکال دیجیے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرے ماں باپ قربان یہ سب آپ کے اہل ہیں؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے بتایا: مجھے یہاں سے خروج کی اجازت دے دی گئی ہے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ بابی انت کیا صحابہ کرام کو بھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں تو پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بابی انت! میری ان دو اونٹنیوں میں سے ایک آپ لے لیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثمن (قیمت) کے عوض۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا۔ پس ہم نے دونوں کے لے خوب اچھی طرح تیاری کی۔ اور ہم نے دونوں کے لیے سفر کا توشہ ایک چمڑے کے برتن میں ڈالا اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے ازار بند کو کاٹا اور اس کے ساتھ اس برتن کو باندھ دیا۔ اسی وجہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پہاڑ کے غار میں چلے گئے جس پہاڑ کا نام ثور ہے اور تین راتیں دونوں وہاں ٹھہرے رہے۔ رات کے وقت ان کے پاس حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ آتے تھے۔ وہ نوجوان، معاملہ فہم اور انتہائی ہوشیار اور تیز آدمی تھے۔ وہ سحری کے وقت ان کے پاس سے چلے جاتے تھے اور قریش مکہ کے ساتھ اس طرح صبح کرتے تھے جیسا کہ وہاں رات گزارنے والا کرتا تھا۔ آپ جو بات بھی ان سے متعلق سنتے تھے آپ اسے یاد رکھ لیتے۔ یہاں تک کہ اس کی خبر ان تک پہنچا دیتے جب کہ اندھیرے باہم مل رہے ہوتے تھے۔ ان کے قریب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ اپنا ریوڑ چراتا تھا۔ پس جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو وہ ان میں سے دودھ والی بکریاں آپ کو پیش کرتا تھا۔ وہ دونوں اپنے مقام میں رات گزار رہے ہوتے یہاں تک کہ عامر بن فہیرہ اندھیرے میں دونوں کو آواز دیتا۔ وہ تینوں راتیں اسی طرح کرتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے بنی دیل کا ایک آدمی اجرت پر لیا۔ پھر اس کا تعلق بنی عبد بن عدی سے تھا۔ اور وہ راستے کی راہنمائی میں انتہائی مہارت رکھتا تھا۔ حالانکہ اس نے آل عاص بن وائل میں جھوٹی قسم کھائی تھی اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا۔ مگر ان دونوں نے اسے پناہ دی اور اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں۔ اور تین راتوں کے بعد انہیں غار ثور میں لانے کا اس سے وعدہ لیا۔ پس تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں سواریوں کو ساتھ لے کر آ گیا اور وہاں سے سفر کا آغاز کیا۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ اور ایک راستے کا راہبر دیلی بھی تھا۔ اس نے ان کے لیے ایک دوسرا راستہ اختیار کیا جو کہ ساحل کا راستہ تھا۔ زہری کا بیان ہے کہ مجھے عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی جو کہ سراقہ بن جعشم کا بھتیجا ہے، نے بتایا ہے کہ اسے اپنے باپ نے یہ بتایا ہے کہ اس نے سراقہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ کفار قریش کے قاصد ہمارے پاس آئے اور انہوں نے آ کر بتایا کہ قریش نے کہا ہے جو بھی رسول اللہ ﷺ اور حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قتل کرے گا یا انہیں قید کر کے لائے گا ان کی دیت (سو اونٹ) اس کے لیے ہوگی۔

پس اس اثناء میں کہ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا ان میں سے ایک آدمی آیا ہمارے پاس آ کر کھڑا ہو گیا پھر اس نے کہا: اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل پر چند لوگوں کو دیکھا ہے اور میرا خیال یہ ہے کہ وہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی ہی ہیں۔ سراقہ نے کہا: میں نے پہچان لیا کہ یقیناً وہ وہی ہیں۔ لیکن میں نے کہہ دیا کہ وہ وہ نہیں ہیں۔ لیکن میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے کہ وہ چل پڑے ہیں۔ پھر میں کچھ دیر مجلس میں بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر اپنے گھر گیا اور اپنی کنیز کو حکم دیا کہ وہ میرے گھوڑے کو ٹیلے کے پیچھے کی جانب لے چلے اور وہاں اسے روک رکھے۔ میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کی پچھلی جانب سے نکلا۔ زمین کو اپنے نیزے سے چھیدتا رہا اور نیزے کی اوپر والی جانب کو نیچے کی جانب کیا۔ یہاں تک کہ میں اپنے گھوڑے کے پاس پہنچ گیا۔ پس میں اس پر سوار ہوا اور اسے خوب تیزی سے دوڑایا۔ اس نے مجھے اتنا قریب پہنچا دیا یہاں تک کہ میں نے ان کا نشان دیکھ لیا۔ پس جب میں ان کے اتنا قریب پہنچ گیا کہ آواز انہیں سنائی دینے لگی۔ تو میرا گھوڑا لڑکھڑا گیا اور میں اس سے گر پڑا۔ پھر اٹھا اور اپنا ہاتھ اپنے ترکش کی طرف بڑھایا اور اس سے فال کا تیر نکالا۔ اس کے ذریعے یہ غور وفکر کرنے کی کوشش کی کہ آیا میں انہیں کچھ ضرر پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ لیکن اس سے ایسا تیر نکلا جو مجھے قطعاً پسند نہ تھا یہ کہ میں انہیں کوئی ضرر اور نقصان نہیں پہنچا سکوں گا۔ پھر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور فال کے خلاف کیا۔ یہاں تک کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی قرأت سننے لگا اور حال یہ ہے کہ آپ ادھر ادھر التفات نہیں فرماتے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ کثرت سے تمام اطراف میں دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ پس اس وقت میرے گھوڑے کے آگے والے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور گھٹنوں تک پہنچ گئے۔ میں اس سے گر پڑا۔ پھر اسے کھینچا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا حالانکہ پاؤں کا نکلنا قریب نہ تھا۔ پس جب اس کی ٹانگیں سیدھی ہوگئیں تو دیکھا کہ اس کے پاؤں پر لگام کا نشان ہے جو دھویں کی صورت میں آسمان کی جانب پھیلی ہوئی ہے۔ میں نے پھر تیر نکالا لیکن وہی نکلا جسے میں ناپسند کرتا تھا کہ میں انہیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکوں گا۔ لہٰذا میں نے انہیں امان کے لیے آواز دی۔ سو آپ ﷺ ٹھہر گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور ان کے قریب آ پہنچا۔ جب میں ان سے ملا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں انہیں قید نہیں کر سکا۔ بلاشبہ عنقریب رسول اللہ ﷺ کا حکم غالب آ جائے گا۔ پھر میں نے ان سے کہا: کہ آپ کی قوم نے آپ کے بارے میں سو اونٹ انعام مقرر کیا ہے۔ میں نے انہیں سفر کے متعلق کچھ بتایا۔ اور جو لوگ ان کا ارادہ رکھتے تھے ان کے بارے آگاہ کیا اور اپنا کھانا اور کچھ سامان سفر انہیں پیش کیا۔ مگر انہوں نے مجھ سے کوئی شے نہ لی اور نہ مجھ سے کسی کے بارے پوچھا۔ مگر صرف یہ کہ ان کا معاملہ مخفی رکھوں، کسی پر اظہار نہ کروں، پھر میں نے عرض کی کہ مجھے ایک تحریر لکھ دیجیے جس میں امان کا وعدہ کیا گیا ہو۔ چنانچہ آپ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا۔ تو انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان نامہ لکھ کر دے دیا اور پھر چلے گئے۔

امام زہری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے مجھے یہ بتایا ہے کہ آپ ﷺ زبیر اور مسلمانوں کے ایک قافلے سے ملے جو کہ ملک شام سے تجارت کر کے مکہ کی طرف آ رہے تھے۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت

ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کو پہچان لیا۔ان کا لباس سفید کپڑے کا تھا۔جب مدینہ طیبہ کے مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے بارے سنا تو وہ ہر صبح مقام حرہ تک آتے تھے اور آپ ﷺ کا انتظار کرتے یہاں تک کہ انہیں دوپہر کی گرمی اذیت پہنچانے لگتی تو وہ واپس لوٹ جاتے۔پس اسی طرح ایک دن طویل انتظار کرنے کے بعد وہ واپس لوٹے۔جونہی وہ اپنے گھروں میں پہنچے یا وہ ایک یہودی کے گھر میں جو کہ ایک ٹیلے پر واقع تھا انتظار کے لیے جمع تھے کہ اس کی نظر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر پڑی۔غبار ہٹ چکا تھا اور ان کے چہرے صاف دکھائی دے رہے تھے۔تو اس نے بلند آواز میں ندا دی یامعشر العرب! یہ وہ تمہارے بزرگ ہیں جن کی تم انتظار کر رہے ہو۔پس مسلمانوں نے ہتھیار اٹھائے اور رسول اللہ ﷺ سے جاملے یہاں تک کہ وہ آپ ﷺ کو ظہر الحرہ کے پاس لے آئے۔وہاں سے آپ ﷺ دائیں جانب پھرے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف میں نزول فرمایا۔وہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔رسول اللہ ﷺ قیام فرما رہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کو نصیحتیں کرتے رہے۔رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے اور انصار میں سے جو بھی ایسا شخص آتا جس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہوا نہ تھا تو وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ گمان کرتا۔یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو دھوپ آ گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آپ ﷺ پر سایہ کیا۔اس وقت لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی پہچان ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ دس سے زائد راتیں بنی عمرو بن عوف میں قیام فرما رہے اور وہ مسجد بنائی جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اور اس میں نماز ادا فرمائی۔بعد ازاں رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور چل پڑے اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگ بھی چلے یہاں تک کہ آپ کی سواری مدینہ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مسجد (مسجد نبوی) کی جگہ آ کر بیٹھ گئی۔اس دن سے مسلمان وہاں نماز پڑھ رہے ہیں۔وہ جگہ سہل اور سہیل دو بھائیوں کی کھجوریں خشک کرنے کا میدان تھا۔یہ دونوں یتیم بچے تھے اور بنی نجار میں ابوامامہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت تھے۔جب رسول اللہ ﷺ کی سواری وہاں بیٹھی تو آپ ﷺ نے فرمایا" هٰذَا الْمَنْزِلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ " اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو یہی منزل ہے۔پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں بچوں کو بلایا اور ان کے ساتھ اس میدان کا سودا کیا کہ آپ وہاں مسجد بنائیں گے۔تو انہوں نے عرض کی: سودا نہیں۔بلکہ یا رسول اللہ! ﷺ ہم آپ کے لیے یہ جگہ ہبہ کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ نے ان سے یہ جگہ اس طرح قبول کرنے سے انکار کر دیا۔بالآخر آپ ﷺ نے ان سے وہ جگہ خرید لی اور وہاں مسجد تعمیر فرمائی اور اس کی تعمیر کے وقت رسول اللہ ﷺ بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ اینٹیں اٹھا کر لانے میں برابر کے شریک رہے۔اس دوران آپ ﷺ یہ اشعار پڑھتے رہے:

هٰذَا الْجَمَالُ لَا جَمَالُ خَيْبَرَ هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَ اَطْهَرُ

"یہ جمال خیبر کا حسن و جمال نہیں، یہ تو ہمارے رب کا احسان اور انتہائی طہارت و پاکیزگی ہے"۔

اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَةِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ

"بے شک اجر تو صرف آخرت کا اجر ہے، اے اللہ! انصار و مہاجرین پر رحم فرما"۔

رسول اللہ ﷺ مسلمانوں میں سے کسی آدمی کے شعر کے جواب میں یہ شعر پڑھتے تھے۔ اس کا نام مجھے معلوم نہیں۔

امام ابن شہاب رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: احادیث میں مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان اشعار کے سوا بھی کوئی مکمل شعر کہا ہو۔ لیکن آپ ﷺ مسجد بنانے کے وقت صحابہ کرام کے ساتھ رجز پڑھتے رہے۔

جب رسول اللہ ﷺ اور کفار قریش کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو وہ جنگ سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والوں کے درمیان حائل ہو گئی یہاں تک کہ وہ غزوۂ خندق کے زمانہ میں رسول اللہ ﷺ سے مدینہ طیبہ میں آکر ملے۔ پس اسماء بنت عمیس بیان کرتی ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حبشہ میں ٹھہرنے والوں کو عار دلایا کرتے تھے۔ تو اس کا ذکر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس طرح نہ کیا کرو۔ سب سے پہلے قتال کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی: اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا (الحج: 39) لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ﴿﴾ (الحج) ''اذن دے دیا گیا ہے (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس بناء پر کہ ان پر ظلم کیا گیا''(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بخاری رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے اس حال میں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے ردیف تھے۔ وہ شیخ تھے وہ پہچانے جاتے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی پہچان نہیں ہو سکتی تھی۔ تو لوگ کہتے تھے: اے ابوبکر! تمہارے آگے یہ بچہ کون ہے؟ تو وہ جواب دیتے'' ھَادٍ یَھۡدِیۡنِی السَّبِیۡلَ '' یہ راہنما ہے جو مجھے راستہ کی راہنمائی فرماتا ہے۔ فرمایا: جب ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو حرہ کے مقام پر اترے اور انصار کی طرف پیغام بھیجا۔ تو وہ آگئے۔ راوی کا بیان ہے میں اس دن حاضر تھا جب آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ پس میں نے اس دن سے زیادہ حسین کوئی دن نہیں دیکھا۔ اور جس دن حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہوا اس دن سے بڑھ کر کوئی قبیح اور زیادہ تاریک کوئی دن نہیں دیکھا(2)۔

امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے التمہید میں حضرت کثیر بن فرقد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کی غرض سے نکلے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سواری لائی گئی۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: آپ سوار ہوں اور وہ آپ کے ردیف ہوں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلکہ تم سوار ہو اور میں آپ کے پیچھے بیٹھوں گا۔ کیونکہ جو مالک ہو وہی سواری پر آگے بیٹھنے کا زیادہ حق دار ہوتا ہے۔ سو جب دونوں نکلے تو راستے میں سراقہ بن جعشم سے ملاقات ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جھوٹ نہیں بولتے تھے۔ اس نے آپ سے پوچھا۔ تم کون آدمی ہو؟ آپ نے فرمایا: باغ (بغاوت کرنے والا) اس نے کہا: یہ تمہارے پیچھے کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ھاد۔ (ہدایت اور راہنمائی کرنے والا) پھر اس نے کہا: کیا آپ محمد ﷺ کے بارے بتا سکتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ میرے پیچھے ہیں۔

1۔ صحیح بخاری، باب الہجرۃ، جلد 1، صفحہ 552، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 346 (36625) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر طمانیت نازل فرمائی کیونکہ نبی کریم ﷺ سے کبھی بھی طمانینت زائل نہیں ہوئی (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار حراء میں داخل ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی جگہ کی جانب دیکھے گا تو وہ بالیقین مجھے اور آپ کو دیکھ لے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرا ان دو کے بارے کیا خیال ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟ اے ابوبکر! بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے طمانینت تجھ پر نازل فرمائی ہے اور میری تائید ایسے لشکروں کے ساتھ کی ہے جنہیں تم نے نہیں دیکھا۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر طمانینت نازل فرمائی۔ کیونکہ حضور نبی مکرم ﷺ پر تو سکینت اور طمانینت ہمہ وقت تھی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى میں کلمہ سے مراد شرک ہے۔ اور وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا میں کلمہ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک آدمی حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: وہ آدمی جو بہادری اور شجاعت کے لیے لڑتا ہے اور جو حمیت کی خاطر لڑتا ہے اور جو ریاء اور دکھاوے کے لیے جنگ کرتا ہے۔ تو کون اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کر رہا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی اس لیے لڑا تا کہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ سربلند ہو تو وہی اللہ تعالیٰ کے راستے میں لڑا (2)۔

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۴۱

"(جہاد کے لیے) نکلو (ہر حال میں) ہلکے ہو یا بوجھل اور جہاد کرو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں۔ یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (اپنا نفع نقصان) جانتے ہو"۔

امام فریابی اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: سورۂ برأت میں سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا پھر اس کی پہلی اور آخری آیت نازل ہوئی۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 482، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، باب فضائل الجہاد، جلد 4، صفحہ 153 (1646) بیروت

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابو مالک نے کہا: سورۂ برأت میں سے جو شے سب سے اول نازل ہوئی وہ یہ ہے **اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا** پھر اس کا اول اور آخر نازل ہوا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا: کہ سورۂ برأت میں سے سب سے پہلے مذکورہ آیت نازل ہوئی(2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: **خِفَافًا** سے مراد نشاط یعنی خوشی کی حالت ہے اور **ثِقَالًا** سے مراد غیر نشاط یعنی اداسی اور پریشانی کی حالت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حکم رحمہ اللہ نے کہا: **خِفَافًا** سے مراد مشغولیت کی حالت اور **ثِقَالًا** سے مراد غیر مشغولیت کی حالت ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ **خِفَافًا وَّ ثِقَالًا** کا معنی ہے تنگی اور سہولت یعنی ہر دو حالت میں جہاد کے لیے نکلو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ **خِفَافًا** سے مراد جوانی کی حالت اور **ثِقَالًا** سے مراد کہولت یعنی بڑھاپے کی حالت ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ نے کہا کہ **خِفَافًا وَّ ثِقَالًا** سے مراد جوان اور بوڑھے ہیں(4)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لوگوں نے کہا: بے شک ہم میں ثقیل، حاجت مند، کاروباری، مشغول رہنے والے اور وہ ہیں جن کے معاملات منتشر اور بکھرے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام کے بارے یہ حکم نازل فرمایا: **اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا** اور ان کا کوئی عذر قبول کرنے سے انکار کر دیا سوائے اس کے کہ وہ جس حالت میں ہیں ہلکی یا بوجھل وہ جہاد کے لیے نکلیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: ایک آدمی آیا۔ ان کا گمان تھا کہ وہ حضرت مقداد تھے۔ وہ بہت عظیم الجثہ اور موٹا تھا۔ اس نے آپ ﷺ کے پاس اپنا شکوہ پیش کیا اور عرض کی کہ آپ ﷺ اسے اجازت عطا فرما دیں۔ تو آپ ﷺ نے انکار کر دیا۔ اس دن اس کے بارے میں یہ نازل ہوئی **اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا** پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو یہ حکم لوگوں پر گراں اور شدید تر ثابت ہوا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کرتے ہوئے فرمایا **لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى** (التوبہ: 91) ''نہیں ہے کمزوروں پر اور نہ بیماروں پر''۔ الآیہ۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ لوگوں کے لیے قریب تھا کہ ان میں سے کوئی بیمار ہوتا یا بوڑھا ہو جاتا اور وہ کہتا کہ بے شک میں گناہ گار نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرما دی(5)۔

امام ابن سعد، ابن ابی عمر العدنی نے مسند میں، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابو یعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 209 (19368) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً (19371) 4۔ ایضاً (19372)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت

حبان، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ابوطلحہ نے سورۂ برأت پڑھی۔ پس جب وہ اس آیت پر پہنچے اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا تو فرمایا: میرا خیال ہے کہ ہمارا رب ہم سے جہاد کے لیے نکلنے کا مطالبہ فرمارہا ہے، چاہے ہم بوڑھے ہوں یا جوان اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسی کا کوئی عذر نہیں سنا۔ تم میرے لیے تیاری کرو۔ ان کے بیٹوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کیا ہے۔ یہاں تک کہ ان کا بھی وصال ہوگیا اور آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر بھی جنگ میں شریک ہوتے رہے ہیں یہاں تک کہ ان کا بھی وصال ہوگیا۔ سو اب ہم آپ کی جانب سے جہاد میں شریک ہوں گے۔ لیکن آپ نے اس بات کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ اور سمندری سفر کے لیے جہاز پر سوار ہوئے اسی دوران وصال فرماگئے۔ آپ کے ساتھیوں نے نو دن کے بعد آپ کو دفن کرنے کے لیے جزیرہ پایا تب تک آپ میں کوئی تغیر اور تبدیلی رونما نہیں ہوئی۔ چنانچہ اتنے دنوں کے بعد انہوں نے آپ کو اس جزیرہ میں دفن کردیا(1)۔

امام ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر ہوئے پھر ایک سال کے سوا کبھی بھی مسلمانوں کی کسی جنگ سے آپ پیچھے نہیں رہے اور وہ کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا اور میں اپنے آپ کو خفیف اور ثقیل ہی پاتا ہوں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوراشد حبرانی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑ سوار حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو حمص میں دیکھا ہے، وہ ایک جنگ کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو میں نے عرض کی: تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کو معذور قرار دیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: سورۃ البحوث یعنی سورۃ التوبۃ نے ہمارے عذر سے انکار کیا ہے اور فرمایا: اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابویزید مدینی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم ہر حال میں جہاد کے لیے نکلیں۔ اور وہ مذکورہ ارشاد باری تعالیٰ کی یہی تاویل کرتے تھے۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾

"اگر ہوتا وہ مال نزدیک یا سفر آسان تو ضرور پیچھے چلتے آپ کے لیکن دور معلوم ہوتی ہے انہیں مسافت اور ابھی قسم کھائیں گے اللہ کی (اور کہیں گے) کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور نکلتے تمہارے ساتھ۔ ہلاک کررہے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 114 (1250) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 393 (5487)

ہیں اپنے آپ کو اور الله جانتا ہے کہ وہ قطعاً جھوٹے ہیں"۔

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وسلم سے عرض کی گئی: کیا آپ بنی اصفر کے ساتھ جنگ نہیں لڑیں گے، شاید آپ شہنشاہ روم کی بیٹی کو پالیں؟ اور دو آدمیوں نے کہا: یا رسول الله صلی الله علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ عورتیں فتنہ ہیں۔ پس آپ ہمیں ان کے سبب فتنہ میں نہ ڈالیں۔ لہٰذا ہمیں اجازت فرمادیں۔ تو آپ صلی الله علیہ وسلم نے انہیں اجازت فرمادی۔ جب وہ دونوں چلے گئے تو ان میں سے ایک نے کہا: یہ چربی فقط سب سے پہلے کھانے والے کے لیے ہے۔ پس رسول الله صلی الله علیہ وسلم چل پڑے۔ ابھی تک آپ صلی الله علیہ وسلم پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ جب آپ نے کچھ فاصلہ طے کرلیا تو آپ صلی الله علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس وقت آپ پانی کے ایک چشمے کے پاس تھے لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوكَ اور آپ پر یہ آیت بھی نازل ہوئی: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ (التوبہ: 43) اور آپ پر یہ آیت بھی نازل ہوئی لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ: 44) "نہ اجازت مانگیں گے آپ سے جو ایمان لاتے ہیں الله پر اور روز قیامت پر"۔ اور ان کے خلاف یہ حکم نازل ہوا اِنَّهُمْ رِجْسٌ ۡ وَّمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۹۵﴾ (التوبہ) "یقیناً وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ اس کا جو وہ کمایا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما الله نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی الله عنہما نے فرمایا لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا کا معنی ہے اگر مال غنیمت قریب ہوتا۔ اور وَلٰكِنْۢ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ کی تفسیر میں فرمایا کہ الشُّقَّةُ سے مراد مسافت ہے۔ اور ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عَرَضًا قَرِيبًا کا معنی ہے اگر وہ دنیا جسے وہ طلب کرتے ہیں قریب ہوتی۔ اور سَفَرًا قَاصِدًا کے بارے کہتے ہیں کہ اگر سفر قریب ہوتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ کے بارے حضرت قتادہ رحمہ الله نے فرمایا ہے: تحقیق وہ خروج کی طاقت رکھتے تھے لیکن ان کے نفسوں میں سستی اور غفلت تھی اور جہاد سے دوری کے جذبات تھے۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾

"درگزر فرمایا ہے الله نے آپ سے (لیکن) کیوں آپ نے اجازت دے دی تھی انہیں یہاں تک کہ ظاہر ہو جاتے آپ پر وہ لوگ جنہوں نے سچ کہا اور آپ جان لیتے جھوٹوں کو"۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور ابن جریر نے عمرو بن میمون اودی رضی الله عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: دو کام ہیں جو رسول الله صلی الله علیہ وسلم نے کیے حالانکہ دونوں کے بارے میں کسی شے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ ایک آپ صلی الله علیہ وسلم کا منافقین کو اجازت دینا اور دوسرا قیدیوں سے فدیہ لینا۔ سو الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:۔ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ۔ الآیہ (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مورق العجلی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کیا تم نے اس سے حسین اور اچھا عتاب کہیں سنا ہے کہ عتاب فرمانے سے پہلے ہی عفوودرگزر سے آغاز فرمایا اور ارشاد فرمایا: عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کچھ لوگوں نے کہا: کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کریں۔ پس اگر آپ ﷺ تمہیں اجازت عطا فرمادیں تو پھر بیٹھے رہو۔ اور اگر نہ بھی تمہیں اجازت دیں تو پھر بھی بیٹھے رہو۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں اسی آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت سمیت تین آیات اس آیت کے ساتھ منسوخ ہو چکی ہیں فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ (النور:62) ''پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے اپنے کسی کام کے لیے تو اجازت دیجیے ان میں سے جسے آپ چاہیں''۔

ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے بارے یہ کہا ہے کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں یہ آیت نازل فرمائی: فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ۔

لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ ارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾

''نہ اجازت مانگیں گے آپ سے جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر اور روز قیامت پر کہ (نہ) جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے پرہیزگاروں کو صرف وہی اجازت مانگتے ہیں آپ سے جو نہیں ایمان رکھتے اللہ تعالیٰ پر اور روز قیامت پر اور شک میں مبتلا ہیں ان کے دل تو وہ اپنے شک میں ڈانواں ڈول ہیں''۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں بیان کیا ہے کہ مذکورہ دونوں آیتوں کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ منافقین کی تفسیر ہے جب کہ انہوں نے بغیر کسی عذر کے جہاد سے پیچھے رہنے کی اجازت مانگی تھی اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کے عذر کو قبول کرتے ہوئے فرمایا فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ۔ (1)

امام ابوعبید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں آیات کی ناسخ وہ آیت ہے جو سورۂ نور میں ہے یعنی اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت

(النور) اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس بارے دو اعلیٰ نظریوں کا اختیار دیا ہے کہ جو جہاد میں شریک ہو وہ فضیلت و شرف کے ساتھ جہاد کرے اور جو کوئی پیچھے رہے تو وہ بغیر کسی حرج کے پیچھے بیٹھا رہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔

وَ لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّ لٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَ فِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَ قَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَ ظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾

''اور اگر انہوں نے ارادہ کیا ہوتا (جہاد پر) نکلنے کا تو انہوں نے تیار کیا ہوتا اس کے لیے کچھ سامان لیکن ناپسند کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے کھڑے ہونے کو اس لیے پست ہمت کر دیا انہیں اور کہہ دیا گیا تم بیٹھے رہو بیٹھے رہنے والوں کے ساتھ اگر نکلتے تمہارے (لشکر) میں تو نہ زیادہ کرتے تم میں بجز فساد کے اور دوڑ دھوپ کر کے تمہارے درمیان فتنہ پردازی کرتے۔ اور تم میں ان کے جاسوس (اب بھی) موجود ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو (اے حبیب!) وہ کوشاں رہے فتنہ انگیزی میں پہلے بھی اور الٹ پلٹ کرتے تھے آپ کے لیے تجویزیں یہاں تک کہ آ گیا حق اور غالب ہوا اللہ کا حکم اور وہ ناخوش تھے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ وَّ لٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ کا معنی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے نکلنے کو ناپسند کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: فَثَبَّطَهُمْ کا معنی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں روک لیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ان منافقین کا ذکر ہے جو غزوۂ تبوک کے وقت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ اور مومنین سے ان کے بارے پوچھا اور فرمایا: کون سی شے تمہیں غمگین کر رہی ہے'' اگر وہ تمہارے (لشکر) میں نکلتے تو بجز فساد کے تم میں کچھ اضافہ نہ کرتے''، یعنی اگر وہ تمہارے لیے جمع ہوتے اور عملاً شریک ہوتے تو پھر بھی وہ تمہاری مدد نہ کرتے اور باعث رسوائی بنتے۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ لَاۡاَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یقیناً وہ تمہارے درمیان دوڑ دھوپ کرتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّ

لَاۡ اَوۡضَعُوۡا خِلٰلَكُمۡ کا معنی ہے کہ وہ یقیناً تمہیں چھوڑ دیتے۔ اور یَبۡغُوۡنَكُمُ الۡفِتۡنَةَ کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ عبد اللہ بن نبتل، عبد اللہ بن ابی ابن سلول، رفاعہ بن تابوت اور اوس بن قیظی تمہارے معاملہ میں ٹال مٹول کرتے۔ اور وَ فِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ کی تفسیر میں کہا: اور تم میں منافقین کے علاوہ ان کی طرح باتیں کرنے والے موجود ہیں اور وہ منافقین کے جاسوس ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَ فِيۡكُمۡ سَمّٰعُوۡنَ لَهُمۡ کا معنی ہے تم میں ان تک باتیں پہنچانے والے موجود ہیں۔

امام ابن اسحاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی، عبد اللہ بن نبتل اور رفاعہ بن زید بن تابوت منافقین کے سرداروں میں سے تھے اور ان میں سے تھے جو اسلام اور اہل اسلام کے ساتھ مکر اور دھوکہ کرتے تھے انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدِ ابۡتَغَوُا الۡفِتۡنَةَ مِنۡ قَبۡلُ وَ قَلَّبُوۡا لَكَ الۡاُمُوۡرَ...... الی آخر الآیۃ۔

وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ ائۡذَنۡ لِّىۡ وَلَا تَفۡتِنِّىۡ ؕ اَلَا فِى الۡفِتۡنَةِ سَقَطُوۡا ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۴۹﴾

''اور ان میں سے بعض کہتے ہیں اجازت دیجیے مجھے (کہ گھر ٹھہرا رہوں) اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیے۔ خبردار فتنہ میں تو وہ گر چکے۔ اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو''۔

امام ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لیے نکلنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جد بن قیس کو فرمایا بنی اصفر کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے تو کیا کہتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: مجھے تو یہ خوف ہے کہ اگر میں نے بنی اصفر کی عورتوں کو دیکھ لیا تو میں فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں گا اس لیے آپ مجھے اجازت عطا فرما دیجیے اور مجھے فتنہ میں نہ ڈالیے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی (1)۔

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جد بن قیس کو یہ فرماتے سنا ہے: اے جد! کیا تو بنی اصفر کے خلاف جنگ کے لیے تیار ہے؟ تو جد نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے اجازت عطا فرما دیں گے؟ کیونکہ میں عورتوں کے عشق و محبت میں مبتلا ہونے والا آدمی ہوں۔ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر میں نے بنی اصفر کی عورتوں کو دیکھ لیا تو میں فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حالانکہ آپ اس سے اعراض کر رہے تھے میں نے تجھے اجازت دے دی۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 122 (12654) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے فرمایا: تم غزوہ میں شریک ہو، بنی اصفر کی بیٹیاں غنیمت میں پاؤ گے۔ تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا: بلاشبہ یہ تمہیں عورتوں کے فتنہ میں مبتلا کر دے گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ آیت جد بن قیس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے یہ کہا تھا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دے دیجیے اور مجھے بنی اصفر کی عورتوں کے فتنہ میں نہ ڈالیے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تبوک کی جنگ لڑو روم کی عورتوں سے بنات اصفر غنیمت میں پاؤ گے تو انہوں نے کہہ دیا ہمیں اجازت دے دیجیے اور ہمیں عورتوں کے فتنہ میں نہ ڈالیے۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں اپنی سند سے حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبد اللہ بن ابی بن حزم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت کم غزوات کے لیے تشریف لے جاتے تھے مگر یہ واضح ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خروج کسی اور ارادہ سے ہے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے وقت فرمایا: اے لوگو! میں روم کا ارادہ رکھتا ہوں اور میں انہیں خوب جانتا ہوں۔ یہ تنگی کا زمانہ تھا، گرمی شدید تھی اور شہر قحط زدہ تھے۔ وہ وقت پھلوں کے پکنے کا تھا اور لوگ اپنے پھلوں کے پاس اور سایوں میں بیٹھنا پسند کرتے تھے اور ان سے کہیں جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ پس اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اپنی تیاری کے سلسلہ میں جد بن قیس سے یہ فرمایا: اے جد! بنی اصفر کی بیٹیوں کے بارے تیرا کیا خیال ہے؟ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری قوم جانتی ہے کہ عورتوں کے بارے رغبت رکھنے والا مجھ سے بڑھ کر اور کوئی نہیں۔ اور مجھے تو یہ خوف ہے کہ اگر میں نے بنی اصفر کی عورتوں کو دیکھ لیا تو وہ مجھے فتنہ میں ڈال دیں گی۔ پس مجھے تو اجازت دے دیجیے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منہ پھیر لیا اور فرمایا تجھے اجازت ہے۔ تو اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا راوی کہتے ہیں: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہے اور صرف اپنی ہی ذات میں رغبت رکھنے کے سبب جس فتنہ میں مبتلا ہوا وہ اس فتنہ سے کہیں شدید اور بڑا ہے جس فتنہ میں بنی اصفر کی عورتوں کے سبب مبتلا ہونے کا وہ خوف کر رہا تھا۔ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ کہ اس کے سبب جہنم کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ منافقین میں سے ایک آدمی نے کہا: لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ۔ "مت نکلو اس سخت گرمی میں"۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾ (التوبہ) "فرمایئے دوزخ کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے۔ کاش! وہ کچھ سمجھتے"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سفر کی تیاری فرمائی اور لوگوں کو بھی تیاری کا حکم ارشاد فرمایا اور اہل ثروت کو فی سبیل اللہ سواریاں اور اخراجات دینے پر برانگیختہ کیا۔ اہل ثروت میں سے بہت سے افراد نے یہ بوجھ اٹھایا اور انتہائی خلوص کا اظہار کیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں اتنا عظیم مال خرچ کیا کہ آپ سے بڑھ کر کسی نے خرچ نہیں کیا اور دو سو اونٹوں کا بوجھ حاضر خدمت کیا (2)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 63 (11052) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 213، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ اور حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ دونوں نے کہا: پھر رسول اللہ ﷺ نے شام کے لیے لشکر تیار کیا اور لوگوں کو خروج کی اجازت عطا فرمائی اور انہیں کوچ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس وقت موسم خزاں کی انتہائی شدید گرم راتیں تھیں اور لوگوں کے لیے اپنی کھجوروں کا پھل چننے کا موسم تھا۔ بہت سے لوگوں نے سستی کا مظاہرہ کیا اور کہا: ان میں روم کی طاقت نہیں ہے۔ شرفاء نکل پڑے اور منافقین پیچھے رہ گئے۔ اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ اب کبھی ان کی طرف واپس نہیں آئیں گے۔ پس جنہوں نے ان کی بات کو تسلیم کیا انہوں نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا اور جانے سے باز رکھا اور مسلمانوں میں سے بھی کچھ افراد اپنے اپنے عذر کے سبب ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے۔ ان میں سے کچھ بیمار اور کچھ تندرست تھے۔ چھ آدمی حاضر خدمت ہوئے، وہ تمام کے تمام تنگدست تھے، وہ آپ ﷺ سے سواری کا مطالبہ کرنے لگے اور وہ آپ سے پیچھے رہنا پسند نہیں کرتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں ایسی کوئی سواری نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ پس وہ اس حال میں واپس مڑے کہ انتہائی غم زدہ حالت میں ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ اور وہ اس حالت پر انتہائی مغموم تھے کہ وہ خرچ کرنے کے لیے کوئی شے نہیں پاتے۔ ان افراد میں بنی سلمہ سے عمر بن غنمہ، بنی مازن میں سے ابن نجار ابو لیلیٰ عبد الرحمٰن بن کعب، بنی حارث میں سے علیہ بن زید، بنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر اور ہرم بن عبد اللہ تھے۔ انہیں بنی البکاء پکارا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں عبد اللہ بن عمر اور بنی مزینہ میں سے ایک آدمی تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو روتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ یہ جہاد کو پسند کرتے ہیں اور وہ انتہائی کوشاں ہیں۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انہیں معذور قرار دیا اور ارشاد فرمایا: لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَ لَا عَلَى الْمَرْضٰى وَ لَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (التوبہ: 91) الآیہ۔ اور اس کے بعد کی دو آیات بھی ہیں۔

''نہیں ہے کمزوروں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جو نہیں پاتے وہ مال جسے خرچ کریں (اگر یہ پیچھے رہ جائیں) کوئی حرج جب کہ وہ مخلص ہوں اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے''۔

آپ ﷺ کے پاس جد بن قیس سلمی حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ لوگوں کی ایک جماعت کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے اور آ کر عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ مجھے یہیں بیٹھے رہنے کی اجازت عطا فرما دیجیے۔ کیونکہ میں صاحب جائیداد ہوں اور اس میں کئی ایسے اسباب ہیں جو میرے لیے عذر ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تیاری کر کیونکہ تو خوشحال اور صاحب ثروت آدمی ہے شاید تو بنی اصفر کی کسی بیٹی کو اپنے ساتھ سوار کر لے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اجازت فرما دیجیے اور مجھے فتنہ و آزمائش میں نہ ڈالیے۔ تب یہ آیت وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَ لَا تَفْتِنِّيْ اور اس کے ساتھ پانچ آیات جو کہ ایک دوسرے کے پیچھے ہیں نازل ہوئیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سفر کا آغاز کیا اور مومنین بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اور جو لوگ آپ سے پیچھے رہے تھے ان میں بنی عمرو بن عوف میں سے غنمہ بن ودیعہ بھی تھا۔ اس سے کہا گیا: کس چیز نے تجھے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے چھوڑ دیا ہے حالانکہ تو تو مسلمان ہے؟ تو اس نے کہا: دل لگی اور خوش طبعی نے پس اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے اور دیگر پیچھے رہنے والے منافقین کے بارے مسلسل تین آیات نازل فرمائیں یعنی وَ

لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ (التوبہ:65)'' اور اگر آپ دریافت فرمائیں ان سے تو کہیں گے بس ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے''(1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوۂ تبوک کا ارادہ کیا تو فرمایا: ان شاء اللہ ہم روم سے جنگ لڑیں گے اور ہم بنی اصفر کی بیٹیوں تک پہنچیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لیے ان کے حسن کا تذکرہ کرتے تھے۔ تو منافقوں میں سے ایک آدمی اٹھا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ عورتوں کے بارے میری محبت اور پسند سے خوب واقف اور آگاہ ہیں اس لیے آپ مجھے اجازت فرما دیجیے اور ساتھ نہ لے جایئے۔ سو مذکورۃ الصدر آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَلَا تَفْتِنِّيْ کا معنی ہے آپ مجھے نہ نکالیے اور اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا میں فتنہ کا معنی حرج ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: وَلَا تَفْتِنِّيْ کا معنی ہے آپ مجھے گناہ گار نہ کیجیے۔ اور اَلَا فِي الْفِتْنَةِ میں فتنہ سے مراد گناہ ہے۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝۵۰

'' اگر پہنچے آپ کو کچھ بھلائی تو بری لگتی ہے انہیں اور اگر پہنچے آپ کو کوئی مصیبت تو کہیں کہ ہم نے درست کر لیا تھا اپنا کام پہلے ہی اور لوٹتے ہیں خوشیاں مناتے ہوئے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ منافقین جو مدینہ طیبہ میں پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے بری خبریں دینی شروع کر دیں۔ وہ کہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے دوران سفر بہت مشقت اٹھائی ہے اور وہ ہلاک ہو گئے ہیں۔ پس جب ان تک اپنی باتوں کی تکذیب اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی عافیت کی خبر پہنچتی تو وہ انہیں انتہائی ناگوار اور بری لگتی۔ تو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ۔

امام سنید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر آپ کو غزوۂ تبوک کے اس سفر کے دوران کچھ بھلائی پہنچے تو وہ انہیں بری لگتی ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس آیت میں حسنة سے مراد عافیت، خوشحالی اور غنیمت ہے۔ اور مُصِيْبَةٌ سے مراد آزمائش اور شدت ہے۔ اور قَدْ اَخَذْنَا کا معنی قد حذرنا (یعنی ہم محتاط ہو گئے تھے) ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 224، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ کا معنی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب و کامران فرمادے اور آپ کو صحیح و سالم واپس لوٹائے۔ تو یہ انہیں ناگوار اور برا لگتا ہے۔ اور اگر آپ کو کوئی مصیبت آ پہنچے تو کہیں کہ ہم نے بیٹھ کر اپنا کام درست کر لیا تھا اس سے قبل کہ انہیں کوئی مصیبت آ پہنچے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ کی تفسیر میں کہا: کہ اگر مسلمانوں کو فتح و کامرانی نصیب ہو تو یہ ان پر انتہائی گراں گزرتی ہے اور انہیں بہت ناگوار اور بری لگتی ہے۔

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾

"آپ فرمایئے ہرگز نہیں پہنچے گی ہمیں کوئی تکلیف بجز اس کے جو لکھ دی ہے اللہ نے ہمارے لیے۔ وہی ہمارا حامی و ناصر ہے اور اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے مومنوں کو"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا کا معنی ہے "مگر وہ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے فیصلہ فرمادیا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ نے کہا: تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا: یہ دو وسیع و عریض وادیاں ہیں، ان دونوں میں لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن ان کے عرض کا ادراک نہیں ہو سکتا۔ سو تو ایسے آدمی کی عمل کی طرح عمل کر جو یہ جانتا ہے کہ اسے اس کے عمل کے سوا کوئی نجات نہیں دلا سکتا اور ایسے آدمی کے توکل کی مثل توکل کر جو یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے لکھ دی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی کے لیے ایسا کرنا درست نہیں کہ وہ گھر کی چھت پر چڑھے اور پھر وہاں سے اپنے آپ کو نیچے گرا کر یہ کہنے لگے میری تقدیر اسی طرح تھی۔ بلکہ ہمیں بچنا چاہیے اور احتیاط کرنی چاہیے پھر اگر کوئی مصیبت ہمیں آ پہنچے تو ہمارا یہ یقین اور اعتماد ہو کہ ہمیں ہرگز کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہر شے کی کوئی حقیقت ہے اور بندہ ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ وہ یہ جان لے کہ جو تکلیف اسے پہنچی ہے وہ اس سے خطا نہیں ہو سکتی تھی اور جو اس سے خطا ہو گئی ہے وہ اسے ہرگز نہیں پہنچ سکتی (1)۔

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَ نَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 404 (11833)، دارالفکر بیروت

مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝۵۲

''فرمایئے کیا تم منتظر ہو ہمارے متعلق (کہ ہم مارے جائیں۔ یہ مرنا نہیں) مگر ایک بھلائی ان دو بھلائیوں سے (جن کے ہم خواہاں ہیں) اور ہم انتظار کرتے ہیں تمہارے لیے کہ پہنچائے تمہیں اللہ عذاب اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے۔ پس تم بھی انتظار کرو ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ سے مراد فتح یا شہادت ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ سے مراد فتح یا اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل ہونا ہے۔

امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ عن ابیہ عن جدہ رحمہم اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے اس اثنا میں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام روحاء پر تھے اچانک سرب سے (عام چلنے والا راستہ) ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: تم کون سی قوم ہو اور کہاں کا ارادہ رکھتے ہو انہوں نے اسے بتایا: یہ قوم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی ہے۔ تو اس نے کہا: کیا ہے مجھے کہ میں تمہیں خستہ حال دیکھ رہا ہوں، تمہارے پاس ہتھیار بہت قلیل ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہم دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ یا ہم قتل کر دیئے جائیں تو ہمارے لیے جنت ہوگی۔ یا پھر ہم غالب آ جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان دونوں کو ہمارے لیے جمع فرما دے گا یعنی کامیابی اور جنت۔ اس نے کہا: تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ ہیں وہ۔ تو اس نے آپ سے عرض کی: اے نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے کوئی حاجت اور مصلحت نہیں کہ میں اپنی مصلحت کو پورا کرلوں اور پھر حق کو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے گھر والوں کی طرف جا اور اپنی حاجت پوری کرلے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن نکلے اور وہ آدمی اپنے گھر والوں کی طرف گیا۔ یہاں تک کہ اپنی حاجت سے فارغ ہونے کے بعد بدر میں صحابہ کرام کے ساتھ جا ملا اور ان کے ساتھ صف میں شامل ہو گیا اور کئی لوگوں کو قتل کیا اور پھر جام شہادت نوش کرلیا۔ فتح و کامرانی حاصل ہو جانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور شہدائے کرام کے درمیان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! یہ ہے وہ جس کی بات تو پسند کرتا ہے بلاشبہ شہداء کے سردار، اشراف اور ملوک ہیں۔ اے عمر! یہ بھی ان میں سے ایک ہے(2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا سے مراد تلواروں کے ساتھ قتل کرنا ہے۔

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ۭ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 85، دار الکتب العلمیہ بیروت

فٰسِقِیْنَ ﴿۵۳﴾ وَ مَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ لَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَ هُمْ كُسَالٰى وَ لَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَ هُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾

''فرمایئے خرچ کرو خوشی سے یا ناخوشی سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا تم سے۔ بے شک تم ایک نافرمان قوم تھے۔ اور نہیں منع کیا ہے انہیں کہ قبول کیے جائیں ان سے ان کے اخراجات سوائے اس کے کہ انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور نہیں آتے نماز ادا کرنے کے لیے مگر سست اور نہیں خرچ کرتے مگر اس حال میں کہ وہ ناخوش ہیں''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جد بن قیس نے کہا: بلاشبہ جب میں عورتوں کو دیکھوں گا تو میں صبر نہیں کر سکوں گا یہاں تک کہ میں فتنہ میں مبتلا ہو جاؤں گا البتہ میں اپنے مال سے آپ کی معاونت کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ آپ نے فرمایا کہ اس کا سبب اس کا یہ قول تھا کہ میں اپنے مال سے آپ کی مدد کروں گا(1)۔

فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

''سو نہ تعجب میں ڈال دیں تمہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد۔ یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں ان چیزوں سے دنیوی زندگی میں اور نکلے ان کا سانس اس حال میں کہ وہ کافر ہوں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا کا معنی ہے یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ انہیں آخرت میں عذاب دے ان چیزوں سے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ انہیں مصائب کے ساتھ عذاب دے۔ وہ مصائب ان کے لیے عذاب ہیں اور مومنین کے لیے باعث اجر ہیں۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ مقادیم کلام میں سے ہے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: کہ دنیوی زندگی میں ان کے مال اور ان کی اولاد تمہیں تعجب میں نہ ڈال دیں۔ یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کی انہیں ان چیزوں کے سبب آخرت میں عذاب دے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 173، دار احیاء التراث العربی بیروت

تفسیر میں فرمایا: اور نکلے ان کا سانس دنیوی زندگی میں اس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔ فرمایا اس آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک کہتے ہیں فَلَا تُعْجِبْكَ کا معنی ہے تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ کا مفہوم ہے کہ دنیا میں ان کا سانس نکلے اس حال میں کہ وہ کافر ہوں۔

وَ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَ هُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾

”اور قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی کہ وہ تم میں سے ہیں حالانکہ وہ تم میں سے نہیں لیکن وہ ایسی قوم ہیں جو ڈرتے رہتے ہیں اگر مل جائے انہیں کوئی پناہ گاہ یا کوئی غار یا گھس بیٹھنے کی جگہ تو (دیکھیے گا) وہ منہ پھیر لیں گے اس طرف منہ زوری کرتے ہوئے“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ وہ بچنے کے لیے اللہ کی قسمیں اٹھاتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً ...... الآیہ“ کی تفسیر میں فرمایا کہ مَلْجَاً کا معنی پہاڑوں میں پناہ لینا ہے۔ مَغٰرٰتٍ سے مراد ایسی غار ہے جو پہاڑوں میں ہو۔ اور مُدَّخَلًا سے مراد تہ خانہ ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر وہ اپنے لیے کوئی بچ نکلنے کی جگہ پالیں کہ وہ اس کی طرف تم سے بھاگ جائیں۔ لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ تو وہ یقیناً تم سے اس کی طرف بھاگ جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے: وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ کا معنی ہے کہ وہ تیزی اور جلدی سے (اس کی طرف منہ پھیر لیں گے)۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَاۤ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۙ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 176، بیروت

''اور بعض ان میں سے طعن کرتے ہیں آپ پر صدقات (کی تقسیم) کے بارے میں۔ سو اگر انہیں دیا جائے ان سے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں نہ دیا جائے ان سے تو اس وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں اور (کیا اچھا ہوتا) اگر وہ خوش ہو جاتے اس سے جو دیا تھا انہیں اللہ اور اس کے رسول نے۔ اور کہتے کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ، عطا فرمائے گا ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اس کا رسول۔ ہم تو اللہ کی طرف ہی رغبت کرنے والے ہیں''۔

امام بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: اس اثنا میں کہ حضور نبی مکرم ﷺ ہمارے درمیان کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ اچانک ذوالخویصرہ تمیمی آیا۔ اور اس نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ عدل کیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو اور کون عدل کرے گا جب کہ میں ہی عدل نہ کروں؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اجازت فرمایئے تاکہ میں اس کا سر قلم کر دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑیے کیونکہ اس کے کئی ساتھی ہیں کہ تم میں سے ہر کوئی اپنی نمازوں اور روزوں کو ان کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ حقیر جانتا ہوگا۔ لیکن وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے پس اس کے پروں میں دیکھا جاتا ہے تو وہاں کوئی شے بھی نہیں پائی جاتی۔ پھر تیر اور پیکان کے درمیانی حصہ کو دیکھا جاتا ہے وہاں بھی کوئی شے دکھائی نہیں دیتی۔ پھر اس کے پٹھے میں دیکھا جاتا ہے وہاں بھی کوئی شے نظر نہیں آتی۔ پھر اس کے بھالے اور پھل میں دیکھا جاتا ہے تو اس میں بھی کوئی شے نہیں پائی جاتی حالانکہ وہ گوبر اور خون گرا چکا ہوتا ہے۔ ان کی نشانی ایک سیاہ آدمی ہے جس کا ایک ہاتھ۔ یا فرمایا: اس کے پستان عورت کے پستان کی مثل ہوں گے۔ یا گوشت کے ٹکڑے کی مثل ہوگا۔ وہ اسے چباتے ہوئے لوگوں کے ایک گروہ کے پاس آئیں گے۔ آپ نے فرمایا: انہیں کے بارے یہ آیت نازل ہوئی وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ رسول اللہ سے سنا ہے اور میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کیا تو میں آپ کے ساتھ تھا تو وہاں بعینہ اسی طرح کا ایک آدمی لایا گیا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حلیہ بیان کیا تھا(1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ کا معنی ہے کہ ان میں سے بعض آپ پر صدقات کی تقسیم میں طعن کرتے تھے۔

امام سنید اور ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت داؤد بن ابی عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ صدقہ کا مال لے کر آئے اور اسے جابجا تقسیم کیا یہاں تک کہ وہ ختم ہو گیا۔ انصار میں سے ایک آدمی نے آپ کو دیکھا اور اس نے کہہ دیا: کیا یہ عدل ہے؟ پس یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

ابوالشیخ نے ایاد بن لقیط سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت اس طرح پڑھی: وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 178، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 177

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے حنین کا مال غنیمت تقسیم کیا تو میں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: بے شک یہ ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا قصد نہیں کیا گیا، سو میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کے بارے آپ کو آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے کہ انہیں اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ۔

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِي الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِيْنَ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۖ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٦٠﴾

"زکوٰۃ تو صرف ان کے لیے ہے جو فقیر، مسکین اور زکوٰۃ کے کام پر جانے والے ہیں اور جن کی دلداری مقصود ہے۔ نیز گردنوں کو آزاد کرانے اور مقروضوں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کے لیے یہ سب فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا دانا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ایک اعرابی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا حالانکہ آپ ﷺ کچھ تقسیم فرما رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمالیا اور تقسیم کرتے رہے۔ تو اس نے کہا: کیا آپ بکریاں چرانے والوں کو بھی دیں گے! قسم بخدا آپ نے عدل نہیں کیا یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو! جب میں نے عدل نہیں کیا تو پھر اور کون عدل کرے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ...... الآیہ۔

امام ابوداؤد، بغوی نے معجم میں، طبرانی اور دار قطنی رحمہم اللہ نے حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اور دار قطنی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف بھی قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ صدقہ (زکوٰۃ) میں سے مجھے بھی عطا کیجیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ صدقات کے بارے میں نبی اور کسی دوسرے کے فیصلے کے ساتھ راضی نہیں ہوا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے خود حکم فرمایا ہے اور آٹھ اجزاء کو مصارف کے طور پر بیان کیا ہے۔ پس اگر تو ان میں سے ہے تو میں تیرا حق تجھے ضرور عطا کروں گا(1)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: اس اثناء میں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک قوم آئی اور وہ اپنے عامل کی شکایت کرنے لگے۔ پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اس نے ہم سے اتنی شے لی ہے حالانکہ ہمارے اور اس کے درمیان زمانہ جاہلیت میں مراسم تھے۔ تو رسول

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 303 (5285)

اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کے لیے امارت (حکومت) میں خیر اور بھلائی نہیں ہے۔ پھر ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے بھی مال صدقہ میں سے عطا فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی تقسیم کسی مقرب فرشتے اور نبی مرسل کے سپرد نہیں کی۔ یہاں تک کہ اس کے آٹھ مصارف بیان فرما دیے۔ پس اگر تو بھی ان میں سے ایک جز ہے تو میں تجھے عطا کروں گا اور اگر تو ان سے غنی ہے تو پھر یہ سر کا درد اور پیٹ کی بیماری ہے۔ ''وَاِنْ كُنْتَ غَنِيًّا عَنْهَا فَاِنَّهَا هِيَ صُدَاعٌ فِي الرَّأْسِ وَدَاءٌ فِي الْبَطْنِ''۔

امام سعید بن منصور، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ موسیٰ بن یزید کندی نے کہا: کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو پڑھاتے تھے۔ تو اس نے پڑھا اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ تو اس نے فقراء کو بغیر مد کے پڑھا۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت مجھے اس طرح نہیں پڑھائی۔ تو اس نے کہا: آپ نے تمہیں یہ کس طرح پڑھائی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے آپ ﷺ نے یہ آیت مد کے ساتھ پڑھائی ہے (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اس آیت نے قرآن کریم میں ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (الاسراء: 26) اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ (البقرہ: 271) اور مزید فرمایا وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾ (الذاریات)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: یہی وہ شے ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو آگاہ کیا کہ یہ ان کے لیے ہے۔ پس تم ان میں سے جس صنف کو بھی دے دو گے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے جائز قرار دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابو الشیخ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کے بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آٹھ اصناف جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اگر تو چاہے تو ان میں سے صرف ایک صنف کو دے دے یا دو کو یا تین کو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان میں سے صرف ایک صنف کو دینے میں کوئی حرج نہیں (3)۔

ابن ابی شیبہ اور ابو الشیخ نے حضرت حسن، عطاء، ابراہیم اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن منذر اور نحاس رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الفقراء سے مراد فقراء مسلمین ہیں اور مساکین سے مراد طوافون (دروازے پر چکر لگانے والے) ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: فقیر وہ ہوتا ہے جو اپاہج ہو اور مسکین وہ محتاج ہے جو اپاہج نہ ہو (5)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 257 (1023) دار العصیمی الریاض 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 189، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 405 (10450) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ ایضاً (10453)

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 152 (1093) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا گزر اہل کتاب میں سے ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو ایک دروازے پر پڑا ہوا تھا۔ تو اس نے کہا: انہوں نے مجھ سے سخت محنت لی ہے اور مجھ سے جزیہ وصول کیا ہے یہاں تک کہ میری بصارت ختم ہوگئی۔ اب کوئی بھی نہیں جو میری طرف کوئی شے لے کر آئے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تب ہم نے انصاف نہیں کیا پھر فرمایا: یہ ان میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ پھر آپ نے اس کے لیے حکم دیا کہ اسے رزق دیا جائے اور اس کے نام جاری کر دیا جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ کے بارے فرمایا کہ ان سے مراد اہل کتاب کے اپاہج لوگ ہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مشرکین کو زکوٰۃ اور کفارات میں سے کوئی شے نہیں دی جائے گی (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ فقیر نہیں جو درہم کے ساتھ درہم جمع کرے اور نہ وہ فقیر ہے جو کھجور کے ساتھ کھجور جمع کرتا رہے۔ بلکہ فقیر تو وہ ہے جو اپنے کپڑے اور اپنے نفس کو صاف ستھرا اور خالی کر دے اور وہ دولت پر قادر نہ ہو۔ رب کریم فرماتا ہے: يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (البقرہ:273)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ نے فرمایا: فقرآء وہ ہیں جو بتکلف پاک دامن بنتے ہیں اور مساکین وہ ہیں جو سوال کرتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: فقرآء وہ ہیں جو اپنے گھروں میں رہتے ہیں اور سوال نہیں کرتے اور مساکین وہ ہیں جو اپنے گھروں سے نکل پڑتے ہیں اور سائل بن کر لوگوں کے پاس جاتے ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول بیان کیا ہے کہ فقیر وہ آدمی ہوتا ہے جو اپنی قوم خاندان اور رشتہ داروں کے درمیان رہتا ہے اور اس کے پاس کوئی مال نہیں ہوتا اور مسکین وہ آدمی ہوتا ہے جس کا نہ خاندان ہوتا ہے اور نہ قرابت ورشتہ داری اور نہ اس کے پاس کوئی مال ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ فقرآء وہ ہیں جنہوں نے ہجرت کی اور مساکین وہ ہیں جنہوں نے ہجرت نہیں کی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زکوٰۃ اسے بھی دی جائے گی جس کا گھر بھی ہو اور خادم و گھوڑا بھی (6)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 401 (10406) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 402 (10414)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 418 (10591) 4۔ ایضاً (10594) 5۔ ایضاً (10593) 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 402 (10415)

اور آپ ہی نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی کے پاس مکان اور خادم ہوتا وہ اسے زکوٰۃ دینے سے منع نہیں کرتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان سے مراد زکوٰۃ صدقات وصول کرنے کے لیے دوڑ دھوپ اور کوشش کرنے والے لوگ ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر عامل کو اس کے عمل اور محنت کے مطابق ہی مال زکوٰۃ میں سے دیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حق کے ساتھ صدقہ وزکوٰۃ وصول کرنے والا غازی کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ واپس اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ کی تفسیر میں فرمایا: کہ ان سے مراد ایسے لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر اسلام قبول کرتے اور آپ ﷺ صدقات میں سے کچھ انہیں عطا فرما دیتے۔ سو جب آپ ﷺ انہیں صدقہ میں سے کچھ مال عطا فرما دیتے تو وہ کلمہ خیر اپنی زبان سے ادا کرتے اور کہتے یہ صالح دین ہے۔ اور اگر اس طرح نہ ہوتا تو وہ اس میں عیب اور نقص نکالتے اور اسے چھوڑ دیتے (3)۔

امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یمن سے کچھ ایسی چیزیں بھیجیں جن پر سونے کا پانی چڑھایا ہوا تھا اور ان میں وہاں کی مٹی بھی تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے مؤلفہ میں سے چار کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ اور وہاں اقرع بن حابس حنظلی، علقمہ بن علاثہ عامری، عیینہ بن بدر فزاری اور زید الخیل الطائی تھے۔ تو قریش و انصار نے کہا: کیا یہ اہل نجد کے سرداروں کے درمیان ہی تقسیم کیا جائے گا اور آپ ہمیں چھوڑ دیں گے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ان کی تالیف قلوب کر رہا ہوں (4)۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ نے سے یہ قول بیان کیا ہے مؤلفہ قلوب بنی ہاشم میں سے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب، بنی امیہ میں سے ابوسفیان بن حرب، ابن مخزوم میں سے حارث بن ہشام اور عبدالرحمٰن بن یربوع، بنی اسد میں سے حکیم بن حزام بنی عامر میں سے سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ، بنی جمح میں سے صفوان بن امیہ، بنی سہم میں سے عدی بن قیس، ثقیف میں سے علاء بن حارثہ یا حارثہ، بنی فزارہ میں سے عیینہ بن حصن، بنی تمیم سے اقرع بن حابس، بنی نصر سے مالک بن عوف اور بنی سلیم میں سے عباس بن مرداس تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان میں سے ہر آدمی کو سوائے عبدالرحمٰن بن یربوع اور حویطب بن عبدالعزیٰ کے سو سو اونٹنیاں عطا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 402 (10416)
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 430 (10716)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 183، بیروت
4۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1219 (3166) دار ابن کثیر دمشق

فرمائیں اوران دو میں سے ہر ایک کو پچاس اونٹنیاں دیں (1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وہ لوگ ہیں جو قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وجوہ عرب میں سے وہ قوم ہے کہ لوگ اس کے پاس آتے ہیں اور جب تک وہ رہیں یہ ان پر خرچ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں یا پھر واپس لوٹ جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: آج مولفہ قلوب موجود نہیں ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی حاتم، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آج مولفہ قلوب نہیں ہیں۔ بلا شبہ یہ وہ لوگ تھے حضور نبی کریم ﷺ جن کی تالیف کیا کرتے تھے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام میں اس سلسلہ کو ختم کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس رحمہما اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آکر کہا: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! ہمارے نزدیک شوریلی زمین ہے اس میں نہ گھاس اگتی ہے اور نہ اس میں کوئی اور منفعت ہے۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو وہ ہمیں عطا فرما دیں تاکہ ہم اس میں ہل چلا کر اس میں فصل وغیرہ کاشت کر لیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اسے نفع بخش بنا دے۔ پس آپ نے وہ زمین ان کے حوالے کر دی اور اس کے بارے ان دونوں کو تحریر لکھ دی اور انہیں شاہد بنا لیا۔ پھر وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چل کر گئے تاکہ اس تحریر پر وہ انہیں بھی شاہد بنا لیں۔ جب انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وہ تحریر پڑھی تو آپ نے ان کے ہاتھوں سے وہ تحریر لے لی۔ اس پر تھوکا اور اسے پھینک دیا۔ وہ دونوں اس پر ناراضگی کا اظہار کرنے لگے اور آپ کو سخت درشت کلمات کہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ ان دونوں کی تالیف فرمایا کرتے تھے۔ ان دنوں اسلام کمزور تھا۔ بلا شبہ اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرما رکھا ہے۔ سو تم دونوں جاؤ اور خوب محنت کرو۔ اگر تم نے اپنی رعایت نہ کی تو اللہ تعالیٰ تمہاری رعایت نہیں فرمائے گا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے کہا گیا مؤلفہ قلوب کے حصہ کے ساتھ کیا کیا جائے؟ تو انہوں نے فرمایا: دوسروں کے حصص میں اضافہ کر دو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مقاتل نے کہا: فِي الرِّقَابِ سے مراد مکاتبین ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مال زکوٰۃ میں سے کوئی مکمل غلام آزاد

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 157 (1103) دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ غلام کو کچھ دیا جائے گا اور مکاتب غلام کی مدد کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رقاب کا حصہ دو برابر حصوں میں نصف نصف کیا جائے گا۔ ایک نصف ہر اس مکاتب کے لیے ہے جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور باقی نصف کے ساتھ ایسے غلام خریدیں جائیں گے جو نماز پڑھتے ہوں، روزے رکھتے ہوں اور اپنے اسلام پر ثابت قدم ہوں۔ چاہے وہ مذکر ہو یا مؤنث۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے کہ کوئی آدمی اپنی زکوٰۃ میں سے حج کے لیے دے اور اس سے کسی غلام کو آزاد کردے (1)۔

ابوعبید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اپنے مال زکوٰۃ سے غلاموں کو آزاد کر۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے کہ کوئی آدمی اپنے مال زکوٰۃ کے عوض کسی غلام کو خریدے پھر اسے آزاد کردے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا: مال زکوٰۃ سے غلام کی مدد کی جاسکتی ہے۔ لیکن اس سے آزاد نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو اپنے مال زکوٰۃ سے کسی کو آزاد نہ کر۔ کیونکہ اس میں ولاء جاری ہوتی ہے۔ ابوعبید نے کہا ہے کہ اس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول سب سے اعلیٰ اور بہتر ہے اور وہی اتباع کے زیادہ قریب اور تاویل کے اعتبار سے زیادہ معروف اور بہتر ہے۔ اور کثیر اہل علم نے آپ کے ساتھ موافقت کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت زہری سے بیان کیا ہے کہ ان سے غارمین کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: ان سے مراد اصحاب دین یعنی مقروض لوگ ہیں۔ اور ابْنِ السَّبِيْلِ (مسافر) بھی مصارف زکوٰۃ میں سے ہے اگرچہ وہ غنی ہو (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: غارمین میں وہ ہے جس کا گھر جل جائے، اس کا مال و متاع سیلاب بہا کر لے جائے اور اس کے اہل و عیال پر قرض کا بوجھ ہو (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوجعفر نے کہا: غارمین سے مراد بغیر کسی فساد کے قرض لینے والے ہیں اور ابْنِ السَّبِيْلِ سے مراد ایک سرزمین سے دوسرے علاقے میں جانے والا مسافر ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت مقاتل نے کہا: غارمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہلاکت اور بہت بڑی آفت میں مبتلا ہونے کے وقت سوال کرتے ہیں۔ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد مجاہدین ہیں اور ابْنِ السَّبِيْلِ سے مراد راستہ میں اپنے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 403 (10424) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 424 (10662)
3۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 155 (1101) دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 424 (10659)

ساتھیوں سے منقطع ہونے والا مسافر ہے، اسے زکوٰۃ کی اتنی مقدار دی جائے گی جس کے سبب وہ اپنی منزل تک پہنچ سکے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ لڑنے والے ہیں اور ابن سبیل سے مراد مسافر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے الا اور ابن سبیل سے مراد مسافر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ابْنِ السَّبِیْلِ وہ فقیر مہمان ہے جو مسلمانوں کے پاس آ کر اترتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایسے آدمی کے بارے پوچھا جو سفر پر اس حال میں نکلا کہ وہ غنی اور خوشحال تھا۔ دوران سفر اس کے پاس موجود ساز و سامان ضائع ہو گیا اور وہ محتاج ہو گیا؟ تو انہوں نے فرمایا: سفر کے دوران اسے مال زکوٰۃ میں سے دیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ ابن سبیل ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ سے مراد ہے: کسی آدمی کو مال زکوٰۃ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے پر برانگیختہ کرنا۔ اور ابْنِ السَّبِیْلِ سے مراد وہ مہمان اور مسافر ہے جو راستے سے کٹ جائے اور اس کے پاس کوئی شے نہ رہے۔ اور فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ کی تفسیر میں فرمایا: کہ یہ آٹھ حصے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیئے ہیں اور ان کے بارے بتا دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوائے پانچ کے کسی غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں ہے۔ عامل کے لیے جو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جدوجہد کرنے والا ہو، یا وہ آدمی جس نے اپنے مال کے عوض صدقہ کی کوئی شے خرید لی، یا مقروض کے لیے یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لیے یا مسکین کو کوئی شے بطور صدقہ و زکوٰۃ دی گئی اور پھر اس نے اس میں سے کوئی شے غنی کو بطور ہدیہ اور تحفہ دے دی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے صدقہ و زکوٰۃ کا سوال کیا حالانکہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اسے غنی کر سکتا ہو تو قیامت کے دن اس کا سوال خراش کی صورت میں ظاہر ہو گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون سی شے اسے غنی کرتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پچاس درہم یا ان کی قیمت کا سونا (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے مال صدقہ کے بارے پوچھا گیا؟

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 426 (10686) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ابن ماجہ، باب من تحل لہ الصدقۃ، جلد 2، صفحہ 410 (1841) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 409 (1840)

توانہوں نے فرمایا: یہ بہت برا مال ہے۔ بلاشبہ یہ لنجے، لنگے، اندھے اور ہر راستہ بھٹک جانے والے کا مال ہے۔ عرض کی گئی: کیا عاملین زکوٰۃ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا اس مال پر حق ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: عاملین زکوٰۃ کے لیے تو اس کی مشقت اور محنت کے برابر ان کا حق ہے۔ رہے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے تو یہ ایسی قوم ہے جن کے لیے صدقہ (زکوٰۃ) حلال کیا گیا ہے۔ بلاشبہ زکوٰۃ کسی غنی اور کسی ذی مرتبہ آدمی کے لیے حلال نہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آٹھ حصوں میں زکوٰۃ فرض قرار دی ہے۔ پس یہ زکوٰۃ سونے، چاندی، اونٹ، گائے، غنم، کھیتی (زمینی پیداوار) بیلیں اور کھجوروں پر فرض ہے۔ پھر زکوٰۃ کے آٹھ ہی مصارف بیان کئے گئے ہیں جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ ...... الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے تخمینوں میں مسلمانوں پر تخفیف کرو۔ کیونکہ ان میں عرایا بھی ہیں اور وصایا بھی۔ پس عرایا تو کھجور کے تین، چار یا کم وبیش ایسے درخت ہیں جن کا پھل ایک آدمی اپنے بھائی کو دے دیتا ہے تاکہ وہ اور اس کے اہل وعیال وہ پھل کھائیں۔ اور وصایا سے مراد وہی آٹھ حصص ہیں جن کا ذکر زیر بحث آیت میں ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بنی ہلال کے ایک آدمی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ زکوٰۃ کسی غنی اور کسی ذی مرتبہ آدمی کے لیے حلال نہیں ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور ترمذی رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ صدقہ کسی غنی اور کسی ذی مرتبہ کے لیے حلال نہیں ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور نسائی نے عبید اللہ بن عدی بن خیار سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے دو آدمیوں نے خبر دی ہے کہ وہ دونوں حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور دونوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے صدقہ کے بارے پوچھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ہماری جانب نظر اٹھائی اور پھر جھکا لی اور ہمارے جسموں کو دیکھا اور فرمایا: اگر تم دونوں چاہو تو میں تمہیں عطا کر دیتا ہوں اور اس صدقہ میں کسی غنی اور کمانے کی قوت رکھنے والے کا کوئی حصہ نہیں (3)۔

وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ رَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٦١

"اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو (اپنی بدزبانی سے) اذیت دیتے ہیں نبی (کریم) کو اور کہتے ہیں یہ کانوں کا

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 192، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 424 (10663) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 424

کہا ہے۔ فرمایئے وہ سنتا ہے جس میں بھلا ہے تمہارا، یقین رکھتا ہے اللہ پر اور یقین کرتا ہے مومنوں (کی بات) پر اور سراپا رحمت ہے ان کے لیے جو ایمان لائے تم میں سے اور جو لوگ دکھ پہنچاتے ہیں اللہ کے رسول کو ان کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ نبتل بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بیٹھ کر آپ کی باتیں سنتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو منافقین تک پہنچاتا تھا۔ اسی نے انہیں کہا: کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو کان کے کچے ہیں۔ جو کوئی جو بات بھی ان سے کہہ دے وہ اسے مان لیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ منافقین میں سے بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ ان میں جلاس بن سوید بن صامت، جحش بن حمیر اور ودیعہ بن ثابت تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں زبان طعن دراز کریں۔ تو ان میں سے بعض نے دوسرے بعض کو منع کیا اور کہا کہ ہمیں یہ خوف ہے کہ یہ بات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تک پہنچ جائے گی اور وہ تم سے انتقام لیں گے۔ اور بعض نے کہا: بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کانوں کے کچے ہیں، ہم انہیں حلف دے دیں گے تو وہ ہماری تصدیق کر لیں گے۔ چنانچہ یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ **وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ** کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ بلاشبہ وہ ہر ایک سے سنتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ** یعنی وہ تصدیق کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اور مومنین کی تصدیق کرتا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ **وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ** کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یعنی وہ سب کچھ سنتا ہے جو اسے کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ **وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ** کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں جو ہم چاہیں اسے کہہ لیں گے پھر ہم اس کے لیے حلف اٹھا لیں گے اور وہ ہماری تصدیق کر دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ الاذن سے مراد وہ ہے جو ہر ایک کی بات سنتا ہو اور اس کی تصدیق بھی کرتا ہو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ** کا معنی ہے: وہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے اس کے سبب جو اس کی طرف نازل کیا گیا اور **وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ** کا معنی ہے کہ وہ ان معاملات میں مومنین کی تصدیق کرتا ہے جو ان کے درمیان رونما پذیر ہوتے ہیں یعنی ان کے حقوق، ان کی عورتوں اور ان کے اموال کے بارے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 191، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے مابین جو شہادتیں اور قسمیں واقع ہوتی ہیں۔ وہ ان کی تصدیق کرتا ہے۔

امام طبرانی، ابن عساکر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمیر بن سعد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ اس کا سبب یہ ہوا کہ عمیر بن سعد اہل مدینہ کی باتیں سنتا تھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آکر سرگوشیاں کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ عمیر بن سعد کو اذیت دیتے اور آپ ﷺ کے ساتھ مجالست کو ناپسند کرتے اور کہتے یہ کانوں کا کچا ہے۔ واللہ اعلم۔

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾

"(منافق) قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی تمہارے سامنے تاکہ خوش کریں تمہیں۔ حالانکہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کریں اگر وہ ایمان دار ہیں"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ منافقین میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ یہ ہمارے اخیار اور ہمارے اشراف ہیں۔ اور جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں اگر وہ حق ہے تو یہ گدھوں سے بڑھ کران کے لیے شر ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے یہ قول سن لیا تو اس نے کہا: قسم بخدا! جو کچھ محمد ﷺ فرماتے ہیں وہ یقیناً حق ہے اور تو گدھے سے بڑھ کر شریر ہے۔ پس وہ آدمی یہ قول سن کر دوڑتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پہنچا اور آپ کو اس کی خبر دی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس آدمی کو بلا بھیجا اور فرمایا: جو کچھ تو نے کہا ہے اس پر تجھے کس نے ابھارا ہے؟ سو وہ لعن طعن کرنے لگا اور اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہنے لگا: اس نے ایسا نہیں کہا اور مسلمان آدمی یہ کہنے لگا: اے اللہ! سچ بولنے والے کو سچا کردے اور جھوٹ بولنے والے کو جھوٹا کردے۔ سو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے اور مسلمان کا نام عامر بن قیس ذکر کیا ہے جو کہ انصار میں سے تھا۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ﴿٦٣﴾

"کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو اس کے لیے آتش جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ کا معنی ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے دشمنی کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں ارشاد فرمایا: کہ ایک بندے کو لایا جائے گا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام و اکرام فرمایا اور اسے وافر رزق عطا کیا۔ اسے صحت مند بدن عطا فرمایا۔ حالانکہ اس نے اپنے رب کی نعمتوں کی ناشکری کی اور اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا کر دیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا تو نے اپنے اس دن کے لیے کون سے عمل کیے؟ اور تو نے اپنے نفس کے لیے آگے کیا بھیجا؟ پس وہ کوئی ایسی نیکی اور خیر نہیں پائے گا جو اس نے آگے بھیجی ہو۔ وہ رونے لگے گا یہاں تک کہ آنسو جاری ہو جائیں گے۔ پھر اسے عار دلائے جائے گی اور اسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا وقت ضائع کرنے کے سبب رسوا کیا جائے گا۔ پس وہ خون رونے لگے گا۔ پھر اسے عار دلائے جائے گی اور اسے رسوا کیا جائے گا حتی کہ وہ اپنے ہاتھ کہنیوں تک کہ' جائے گا۔ پھر اسے عار دلائی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کو ضائع کرنے کے سبب اسے رسوا کیا جائے گا او وہ بلند آواز سے زور زور سے رونے لگے گا یہاں تک کہ اس کی آنکھوں کے ڈھیلے اس کے رخساروں پر نکل آئیں گے اور ان دونوں میں سے ہر ایک بہت بڑے شگاف میں ہوگا۔ پھر اسے عار دلائی جائے گی اور اسے رسوا کیا جائے گا یہاں تک کہ و کہے گا: اے میرے رب! مجھے آتش جہنم کی طرف بھیج دے اور اس مقام پر مجھ پر رحم فرما۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشا ہے: اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾

"ڈرتے رہتے ہیں منافق کہ کہیں نازل (نہ) کی جائے اہل ایمان پر کوئی سورۃ جو آگاہ کر دے جو کچھ منافقوں کے دلوں میں ہے۔ آپ (انہیں) فرمائیے کہ مذاق کرتے رہو، یقیناً اللہ ظاہر کرنے والا ہے جس سے تم خوف زدہ ہو"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا۔ وہ آپس میں باتیں کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کہیں اسے ہمارے خلاف افشاء اور ظاہر نہ کر دے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس سورہ کا نام الفاضحہ ہے یعنی منافقین کو رسوا کرنے والی اور اسے مثیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے ان کے عیوب و نقائص ظاہر کر دیئے کہ جس آدمی نے سات کمروں میں (چھپ کر) بھی نیک عمل کیا اللہ تعالیٰ اسے ضرور ظاہر فرما دے گا۔ اور جس کسی نے گناہ کا عمل سات کمروں میں (چھپ کر) بھی کیا اللہ تعالیٰ اسے بھی ضرور ظاہر کر دے گا اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے ہوتی ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ۔

وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ نَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ

وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ۝۶۵ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ۝۶۶

"اور اگر آپ دریافت فرمائیں ان سے تو کہیں گے بس ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے۔ آپ فرمایئے (گستاخو!) کیا اللہ سے اور اس کی آیتوں سے اور اس کے رسول سے تم مذاق کیا کرتے تھے (اب) بہانے مت بناؤ تم کافر ہو چکے (اظہار) ایمان کے بعد اگر ہم معاف بھی کر دیں ایک گروہ کو تم میں سے تو عذاب دیں گے دوسرے گروہ کو کیونکہ وہی (اصلی) مجرم تھے"۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے کہا: اے گروہ قراء! تمہیں کیا ہے کہ تم ہم سے زیادہ بزدل ہو اور جب تم سے سوال کیا جائے تو تم زیادہ بخل کرتے ہو اور جب تم کھانے لگو تو بڑے بڑے لقمے بناتے ہو؟ تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے اس سے اعراض کر لیا اور اسے کوئی جواب نہ دیا اور اس کی اطلاع حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دے دی۔ پس حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس آدمی کی طرف گئے جس نے یہ قول کہا تھا۔ اس کے گلے میں کپڑا ڈال کر اسے خوب گھونٹ دیا۔ پھر اسے کھینچ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آئے۔ تو اس آدمی نے کہا: بے شک ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غزوہ تبوک کے دوران ایک دن مجلس میں ایک آدمی نے کہا: ہم نے اپنے ان قراء کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ کوئی ان سے بڑھ کر پیٹ پوجا (کھانے) کی رغبت نہیں رکھتا، کوئی ان سے زیادہ زبان سے جھوٹ بولنے والا نہیں اور نہ کوئی دشمن سے مقابلہ کے وقت ان سے بڑھ کر بزدل ہے۔ تو ایک آدمی نے مجلس میں کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے اور تو منافق ہے، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور اس کے بارے خبر دوں گا۔ پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اور قرآن نازل ہوا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسے اس حال میں دیکھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ کے تنگ کے ساتھ چمٹا پڑا تھا، پتھر اسے زخمی کر رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے فرما رہے تھے: کیا اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول مکرم کے ساتھ تم استہزاء کرتے ہو؟ (1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، عقیلی نے الضعفاء میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "میں نے عبداللہ بن ابی کو دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت

سامنے تیز دوڑ رہا تھا، پتھر اسے زخمی کر رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا یا محمد! (ﷺ) ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے کیا اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ تم مذاق کرتے ہو"؟

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ منافقین میں سے ایک آدمی نے کہا: محمد (ﷺ) ہمیں بتاتے ہیں کہ فلاں کی ناقہ فلاں فلاں دن میں فلاں فلاں وادی میں تھی۔ کیا وہ اس طرح غیب جانتے ہیں؟

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے: اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کی تیاری میں تھے، منافقین میں سے کچھ لوگ آپ کے سامنے تھے۔ انہوں نے کہا: یہ آدمی توقع رکھتا ہے کہ اس کے لیے شام کے محلات اور وہاں کے قلعے فتح کر دیئے جائیں گے؟ یہ بہت بعید ہے یہ بہت بعید ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اس پر مطلع فرما دیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ان سواروں کے بارے بتاؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: کیا تم نے اس اس طرح کہا ہے؟ تو ان سب نے یہی کہا: یا نبی اللہ! ﷺ ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کر رہے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جو تم سن رہے ہو۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں تھے اور منافقین میں سے کچھ لوگ آپ ﷺ کے آگے آگے چلنے لگے اور انہوں نے کہا: اگر وہ حق ہے جو محمد ﷺ کہتے ہیں تو پھر گدھوں سے بھی زیادہ شریر ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے وہی کچھ نازل فرما دیا جو انہوں نے کہا۔ پس آپ ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ تو انہوں نے کہا ہم تو صرف دل لگی اور خوش طبعی کرتے ہیں۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مخشی بن حمیر نے کہا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے خلاف یہ فیصلہ کیا جائے کہ تم میں سے ہر آدمی مجھے سو درے لگائے۔ اس شرط پر کہ ہمارے بارے میں جو قرآن نازل ہوا ہے وہ اس سے نجات پا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا: اس قوم کو پالو کیونکہ وہ جلنے لگے ہیں اور ان سے اس کے بارے پوچھو جو کچھ انہوں نے کہا ہے کیونکہ وہ انکار کریں گے اور اسے چھپائیں گے تو تم کہو: بلکہ تم نے اس اس طرح کہا ہے۔ پس وہ ان کی طرف گئے اور ان سے جا کر کہا۔ تو وہ معذرت کرتے ہوئے آئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ۭ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ الآیہ۔ پس وہ جس سے اللہ تعالیٰ نے درگزر فرمائی وہ مخشی بن حمیر ہے۔ اسے عبدالرحمٰن کہا جاتا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ انہیں شہادت کی موت عطا فرمائے۔ ان کے مقتل کا علم نہیں ہے۔ انہیں یمامہ میں قتل کیا گیا لیکن ان کا مقتل معلوم نہیں اور نہ یہ معلوم ہے کہ انہیں کس نے قتل کیا ہے، نہ ان کا کوئی نشان دیکھا گیا اور نہ کسی آنکھ نے انہیں دیکھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: یہ آیت بنی عمرو

بن عوف میں سے منافقین کے ایک گروہ کے بارے نازل ہوئی۔ ان میں ودیعہ بن ثابت اور اشجع کا ایک آدمی تھا جوان کا حلیف تھا۔ اسے مخشی بن حمیر کہا جاتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تبوک کی طرف چل رہے تھے۔ تو ان میں سے بعض نے بعض کو کہا: کیا تم دوسروں کے قتال کی طرح بنی اصفر کے قتال کا گمان رکھتے ہو؟ قسم بخدا! یقیناً ہم تمہارے ساتھ ہیں کل تمہیں رسیوں میں باندھ کر کھینچا جائے گا۔ مخشی بن حمیر نے کہا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرے خلاف فیصلہ کیا جائے۔ پھر راوی نے اس کے بعد اوپر والی روایت کے مطابق ساری گفتگو ذکر کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت کلبی سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ تبوک سے آئے تو آپ کے سامنے تین گروہ تھے جنہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول مکرم ﷺ اور قرآن کریم کے ساتھ استہزاء کیا تھا۔ راوی نے کہا: کہ ان میں سے ایک آدمی نے گفتگو میں دلچسپی نہ لی اور وہ ایک طرف ہو کر چلنے لگا۔ اسے یزید بن ودیعہ کہا جاتا ہے۔ سو یہ آیت نازل ہوئی: اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةً اسے طائفہ کہا گیا حالانکہ وہ ایک آدمی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: طَآىِٕفَةٍ سے مراد ایک خاص آدمی اور ایک جماعت ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: طائفہ کا اطلاق ایک سے لے کر ہزار تک ہے (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: طائفہ کا اطلاق ایک آدمی اور ایک سے زیادہ افراد پر ہوتا ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآىِٕفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآىِٕفَةً کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اگر ان کے بعض کو معاف کر بھی دیا گیا تو اللہ تعالیٰ ان میں سے دوسروں کو عذاب دینا ترک نہیں کرے گا کیونکہ اصلی مجرم وہی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینہ میں منافقین میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے، ان میں سے ایک بنی عمرو بن عوف کا ایک فرد وداعہ بن ثابت بھی تھا۔ اس سے کہا گیا کس چیز نے تجھے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رکھا ہے؟ تو اس نے کہا: دل لگی اور لعب ولہو نے۔ تو اس کے بارے اور اس کے ساتھیوں کے بارے ہی اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 158 (1106)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ
جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّ
اَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ
اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٩﴾ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ
مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ
لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٧٠﴾

”منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک جیسے ہیں حکم دیتے ہیں برائی کا اور روکتے ہیں نیکی سے اور بند رکھتے ہیں اپنے ہاتھ (حقیقت یہ ہے کہ) انہوں نے بھلا دیا ہے اللہ کو تو اس نے بھی فراموش کر دیا ہے انہیں، بے شک منافق ہی نافرمان ہیں وعدہ کیا ہے اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار سے دوزخ کی آگ کا، ہمیشہ رہیں گے وہ اس میں یہی۔ کافی ہے انہیں۔ نیز لعنت کی ہے ان پر اللہ نے اور انہی کے لیے ہے دائمی عذاب (منافقو!) تمہاری حالت بھی ایسی ہے جیسے ان لوگوں کی جو تم سے پہلے گزرے، وہ زیادہ تھے تم سے قوت میں اور مال اور اولاد کی کثرت میں۔ سو لطف اٹھایا انہوں نے اپنے (دنیوی) حصہ سے اور تم نے بھی لطف اٹھایا اپنے (دنیوی) حصہ سے اسی طرح جیسے لطف اٹھایا انہوں نے جو تم سے پہلے ہو گزرے اپنے (دنیوی) حصہ سے اور (لذتوں میں) تم بھی ڈوبے رہے جیسے وہ ڈوبے رہے تھے۔ یہی وہ لوگ ہیں ضائع ہو گئے جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اور یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں کیا نہ آئی ان کے پاس خبر ان لوگوں کی جو ان سے پہلے گزرے (یعنی) قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اہل مدین اور وہ بستیاں جنہیں الٹ دیا گیا تھا۔ آئے تھے ان سب کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور نہ تھا اللہ (کا یہ دستور) کہ ظلم کرتا ان پر بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہتے تھے“۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے منافق کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: منافق وہ ہے جو اسلام سے متصف ہوتا ہے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتا۔

ابوالشیخ نے حضرت حسن سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نفاق کی دو قسمیں ہیں ایک نفاق حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو جھٹلانے کا ہے اور وہ کفر ہے اور ایک نفاق خطاؤں اور گناہوں کا ہے اور یہ وہ ہے جس کی اپنے ساتھی کے لیے توقع رکھی جاسکتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ سے مراد تکذیب ہے۔ فرمایا حالانکہ وہ منکر کا انکار کرتا ہے۔ اور وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ کے بارے فرمایا: کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کا اقرار کرنا ہے اور یہی سب سے بڑھ کر نیکی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ آیت جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کیا ہے منکر کا لفظ بتوں اور شیطانوں کی عبادت کرنے کے معنی میں ذکر کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ یَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں کچھ خرچ کرنے سے ہاتھ کھولتے نہیں۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ یَقْبِضُوْنَ اَیْدِیَهُمْ کے بارے کہا ہے کہ اس کا معنی ہے وہ اپنے ہاتھ بھلائی اور نیکی کے لیے کھولتے نہیں۔ اور نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ کے بارے کہا ہے کہ انہوں نے ہر خیر اور بھلائی کو بھلا دیا ہے اور انہوں نے شر اور برائی کو نہیں بھلایا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِیَهُمْ کے بارے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت و کرامت اور ثواب سے انہیں محروم کردیا۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ نَسُوا اللّٰهَ کا معنی ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے امر کو ترک کردیا فَنَسِیَهُمْ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے محروم کردیا کہ انہیں ایمان لانے اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں بھلاتا۔ بلکہ وہ انہیں قیامت کے دن بھلائی سے محروم کردے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا کہ انہوں نے عذاب میں اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ کی تفسیر میں کہا ہے: کہ ان کفار کا کام بھی تم سے پہلے والے کفار کی طرح ہے۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آج کی رات گزشتہ رات کے کتنی مشابہ ہے كَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً۔ الی قولہ۔ خُضْتُمْ كَالَّذِیْ خَاضُوْا وہ بنی اسرائیل ہیں جن کا ہم نے انہیں مشابہ قرار دیا ہے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! ہم ضرور بہ ضرور ان کی اتباع کرتے رہیں گے یہاں تک کہ کوئی آدمی گوہ کی بل میں داخل ہوا، تو تم بھی یقیناً اس میں داخل ہو گے (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 199، داراحیاء التراث العربی بیروت

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بِخَلَاقِهِمْ کا معنی ہے، اپنے دین سے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''الخلاق'' کا معنی دین ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ کا معنی ہے سو انہوں نے اپنے دنیوی حصہ سے لطف اٹھایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ خُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم بھی لہو ولعب میں مشغول رہے جیسے وہ لہو ولعب میں مشغول رہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اس سے ڈرایا ہے کہ تم اسلام کے بارے میں کوئی نئی بات کرو۔ اور آپ جانتے ہیں کہ عنقریب اس امت میں اقوام ایسا کریں گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ...... الآیہ۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الْمُؤْتَفِكٰتِ سے مراد قوم لوط کی بستیاں ہیں جنہیں ان کے ساتھ اوپر سے نیچے کی جانب الٹ دیا گیا تھا۔

وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۷۱﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۷۲﴾

''نیز مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں حکم کرتے ہیں نیکی کا اور روکتے ہیں برائی سے اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور اطاعت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی یہی لوگ ہیں جن پر ضرور رحم فرمائے گا اللہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے باغات کا، رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں، یہ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ نیز (وعدہ کیا ہے) پاکیزہ مکانات کا سدا بہار باغوں میں اور رضائے خداوندی ان سب نعمتوں سے بڑی ہے۔ یہی تو بڑی کامیابی ہے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں

مال خرچ کرنے اور ہر وہ عمل جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری ہو، کی جانب دعوت دیتے ہیں وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اور شرک وکفر سے روکتے ہیں پس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومنین پر فرض قرار دیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ان کی اخوت و بھائی چارہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوش نودی کے لیے ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور اللہ تعالیٰ کی ولایت کے سبب ہی باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب قضاء الحوائج میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں نیکی کرنے والے آخرت میں بھی نیکی کرنے والے ہیں اور دنیا میں برائی کرنے والے آخرت میں برائی کرنے والے ہیں۔ اسے ابن ابی شیبہ نے ابوعثمان سے مرسل ذکر کیا ہے(1)۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک معروف اور منکر دو مخلوقیں ہیں جنہیں قیامت کے دن نصب کیا جائے گا۔ پس معروف اپنے اہل کو بشارت دے گی اور ان کے لیے خیر اور بھلائی تیار کرے گی۔ رہی منکر تو یہ اپنے اصحاب کو کہے گی تمہارے لیے وہ کچھ لازم ہو چکا ہے جس کی تم استطاعت اور طاقت نہیں رکھتے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد رأس العقل لوگوں کا باہم ایک دوسرے سے نرمی کرنا ہے۔ مشورہ کے بعد ہر گز کوئی آدمی ہلاک نہیں ہوگا۔ دنیا میں اہل معروف آخرت میں بھی اہل معروف ہوں گے اور دنیا میں اہل منکر آخرت میں بھی اہل منکر ہوں گے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ دنیا میں نیکی کرنے والے ہی آخرت میں نیکی کے اہل ہیں اور دنیا میں برائی کرنے والے آخرت میں برائی کے اہل ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک مسافر آدمی کی صورت میں نیکی کو اٹھائے گا۔ وہ اپنے صاحب (نیکی کرنے والے) کے پاس آئے گا۔ جب اس کی قبر شق ہوگی تو وہ اس کے لیے چہرے سے مٹی صاف کرے گا اور کہے گا: اے اللہ تعالیٰ کے ولی! تجھے اللہ تعالیٰ کی حفظ وامان اور اس کی عزت وکرامت کی بشارت ہو۔ یوم قیامت کے ہولناکیوں میں سے جو تو دیکھ رہا ہے، تیرے لیے ان میں سے کوئی خوف اور ڈر نہیں ہوگا۔ وہ اسے مسلسل یہ کہتا رہے گا اس سے ڈر، اس سے بچ، اس طرح اس کا ڈر سکون میں بدل جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ پل صراط سے گزر جائے گا۔ پس جب وہ پل صراط سے گزر جائے گا تو اللہ تعالیٰ کا یہ ولی اور دوست جنت میں اپنے مراتب ومنازل کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر دوبارہ معروف ظاہر ہوگا اور

1۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 6، صفحہ 246(6112) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اس کے ساتھ چمٹ جائے گا۔ سو وہ کہے گا: یا عبداللہ! تو کون ہے تیرے سوا قیامت کی ہولناکیوں میں خلائق نے مجھے رسوا کیا۔ پس تو کون ہے؟ تو وہ اسے جواب دے گا کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ وہ کہے گا نہیں۔ تو پھر وہ کہے گا میں وہ نیکی ہوں جسے تو نے دنیا میں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تخلیق فرما کر بھیجا تاکہ میں تجھے اس کے عوض قیامت کے دن جزاء دلواؤں۔

امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے حاکم نے اسے صحیح اور ذہبی نے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے رحماء (باہم رحم کرنے والے) سے نیکی طلب کرو، ان کی اطراف واکناف میں سکونت اختیار کرو اور سخت دل لوگوں سے اس کا مطالبہ نہ کرو۔ کیونکہ ان پر لعنت نازل ہوئی ہے۔ اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکی کو پیدا کیا ہے اور اس کے لیے اس کے اہل (نیکی کرنے والے) بھی پیدا فرما دیے ہیں اور اسے ان کے نزدیک محبوب بنا دیا ہے اور اس کا کرنا ان کے نزدیک پسندیدہ بنا دیا ہے۔ اور نیکی کے طلاب کو ان کی طرف ایسے متوجہ کر دیا ہے جیسا کہ وہ قحط زدہ مردہ زمین میں پانی برسادے تاکہ وہ اس کے سبب زندہ ہو جائے اور اس کے باسی بھی اس کے سبب زندہ ہو جائیں۔ بے شک جو دنیا میں نیکی کرنے والے ہیں وہی آخرت میں بھی نیکی کے اہل ہیں (1)۔

امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: میری امت کے رحماء سے نیکی تلاش کرو، تم ان کے سایہ میں رہو گے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح اور ذہبی نے ضعیف قرار دیا ہے (2)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیکی کرنے والے برائی، آفات اور ہلاکتوں کے مقامات سے بچتے ہیں اور دنیا میں نیکی کرنے والے ہی آخرت میں اہل معروف ہیں (3)۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا، تو اللہ تعالیٰ اولین وآخرین سب کو جمع فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ منادی کو حکم ارشاد فرمائے گا اور وہ یہ ندا دے گا: سنو! دنیا میں نیکی کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔ چنانچہ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ حتی کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم دنیا میں نیکی کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تم ہی آخرت میں بھی اہل معروف ہو۔ پس انبیاء ورسل علیہم السلام کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور جن کے لیے پسند کرو شفاعت کرو اور انہیں جنت میں داخل کر دو۔ یہاں تک کہ آخرت میں ان کے ساتھ ایسی ہی نیکی کرو جیسے دنیا میں تم نے ان کے ساتھ نیکی کی۔

"فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اَنْتُمْ اَهْلُ الْمَعْرُوْفِ فِي الدُّنْيَا؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ۔ فَيَقُوْلُ: وَاَنْتُمْ اَهْلُ الْمَعْرُوْفِ فِي الْاٰخِرَةِ فَقُوْمُوْا مَعَ الْاَنْبِيَاءِ وَالرُّسُلِ فَاشْفَعُوْا لِمَنْ اَحْبَبْتُمْ فَاَدْخِلُوْهُ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُدْخِلُوْا عَلَيْهِمُ الْمَعْرُوْفَ فِي الْاٰخِرَةِ كَمَا اَدْخَلْتُمْ عَلَيْهِمُ الْمَعْرُوْفَ فِي الدُّنْيَا"

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب قضاء الحوائج میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 357، بیروت 2۔ ایضاً، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 357، بیروت 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 213، بیروت

ﷺ نے فرمایا: ہرنیکی صدقہ ہے۔ اور نیکی ستر نوع کی بلاؤں سے بچاتی ہے اور یہ برے انجام سے محفوظ رکھتی ہے۔ معروف اور منکر دونوں کو تخلیق کر کے قیامت کے دن لوگوں کے لیے کھڑا کر دیا جائے گا۔ پس معروف اپنے اہل کو لازم پکڑے رہے گی اور منکر اپنے اہل کے ساتھ ساتھ رہے گی حتی کہ انہیں جہنم کی طرف کھینچ کر اور ہانک کر لے جائے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جس کے نزدیک نیکی کو پسندیدہ بنا دیا جائے اور اس کا کرنا اس کے لیے محبوب ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کئی چہرے نیکی کے لیے بنائے ہیں اور نیکی کا کرنا ان کے نزدیک پسندیدہ بنا دیا ہے۔ اور نیکی کے طالبوں کو ان کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ اور ان پر عطا کرنا ایسا آسان بنا دیا ہے جیسا کہ قحط زدہ زمین کے لیے بارش تا کہ وہ اسے زندہ کرے اور اس کے باسیوں کو خوشحالی اور حیات نو عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے نیکی کے دشمن بھی بنا دیے ہیں۔ ان کے نزدیک نیکی کو مبغوض بنا دیا ہے اور اس کا کرنا ان کے نزدیک مبغوض بنا دیا ہے اور ان پر سے عطا کرنا اس طرح روک دیا ہے جیسا کہ وہ قحط زدہ زمین سے بارش کو روک لے، تا کہ وہ اسے اور اس کے باسیوں کو ہلاک کر دے اور اکثر کو اللہ تعالیٰ مٹا دے اور ان میں سے اکثر کا نام و نشان تک اللہ تعالیٰ مٹا دے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نیکی کے کام کرنا تم پر لازم ہے۔ کیونکہ یہ برائیوں کے مقامات میں گرنے سے بچاتی ہے اور تم پر خفیہ صدقہ کرنا لازم ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، قضاعی، عسکری اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔ آدمی نے جو کچھ بھی اپنی ذات اور اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، تو اس کے لیے اس کے عوض صدقہ لکھ دیا گیا۔ اور اس نے جس کے سبب اپنی عزت محفوظ رکھی تو اس کے عوض بھی اس کے لیے صدقہ لکھ دیا گیا۔ محمد بن منکدر سے پوچھا گیا ماوقی به عرضه کا کیا معنی ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس سے مراد ہر وہ شے ہے جو وہ کسی شاعر اور صاحب لسان متقی کو دیتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا، بزار اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر وہ نیکی جو تو نے کسی غنی یا فقیر کے ساتھ کی وہ صدقہ ہے(1)۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جو نیکی کسی غنی یا فقیر کے ساتھ کرتا ہے، تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 90 (10047) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت جابر جعفی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے نیکی کرنا انتہائی اچھا اور قابل تعریف ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ کی تفسیر کے بارے سوال کیا تو دونوں نے فرمایا: اسے خبیر (اللہ تعالیٰ) پر چھوڑ دو۔ ہم نے اس کے بارے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں موتیوں کا محل ہے۔ اس محل میں سرخ یاقوت کے ستر دار ہیں۔ ہر دار میں سبز زمرد کے ستر مکان ہیں ہر مکان میں ستر پلنگ ہیں، ہر پلنگ پر ہر رنگ کے ستر بستر ہیں۔ ہر بستر پر حورعین میں سے ایک عورت ہے۔ ہر مکان میں ستر دستر خوان ہیں۔ ہر دستر خوان پر ہر کھانے کے ستر رنگ ہیں۔ ہر مکان میں ستر خدمت گار لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ پس مومن کو ہر صبح اتنی قوت عطا کی جاتی ہے جو اسے اس میں سے ہر شے کا مستحق بنا سکتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سلیم بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے سو درجے ہیں، اس کا پہلا درجہ چاندی کا ہے، اس کی زمین چاندی کی ہے، اس کے مکانات چاندی کے ہیں، اس کے برتن چاندی کے ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے، دوسرا درجہ سونے کا ہے، اس کی زمین سونے کی ہے، اس کے مکانات سونے کے ہیں، اس کے برتن سونے کے ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے، تیسرا درجہ موتیوں کا ہے، اس کی زمین موتیوں کی ہے، اس کے برتن موتیوں کے ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے اور اس کے بعد ستانوے درجے ہیں۔ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ انسان کے دل میں ان کے بارے کوئی خیال پیدا ہوا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو حازم رحمہ اللہ نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندے کے لیے جنت میں چار برید مسافت کے برابر موتیوں کا وعدہ فرمائے گا۔ ان کے دروازوں، کمروں اور تالوں میں کسی قسم کی کوئی توڑ پھوڑ نہیں ہوگی اور جنت کے سو درجے ہیں۔ ان میں سے تین چاندی، سونے، موتی، زبرجد اور یاقوت کے ہیں اور بقیہ ستانوے کے بارے صرف وہی جانتا ہے جس نے انہیں تخلیق فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت میں ادنیٰ درجے کے آدمی کے لیے ہزار محل ہوں گے، ہر دو محلوں کے درمیان ایک سال کی مسافت ہوگی۔ وہ اس کی آخری حد کو ایسے ہی دیکھے گا جیسے وہ اس کے قریب کو دیکھتا ہوگا۔ ہر محل میں حورعین، ریاحین اور بچے ہوں گے جو شے وہ مانگے گا وہی وہ پیش کریں گے۔

ابن ابی شیبہ نے مغیث بن سمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک جنت میں سونے کے محلات ہیں، چاندی کے محلات ہیں یاقوت کے محلات ہیں اور زبرجد کے محلات ہیں۔ اس کے پہاڑ کستوری کے ہیں اور اس کی مٹی ورس اور زعفران کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جنت میں یاقوت ہے جس میں نہ پھٹن ہے اور نہ جوڑ۔ اس میں سترہ ہزار دار ہیں، ہر دار میں ستر ہزار حورعین ہیں، ان میں نبی، صدیق، شہید، امام عادل یا اپنی ذات میں محکم کے سوا کوئی داخل نہیں ہوگا۔ حضرت کعب سے پوچھا گیا اپنی ذات میں محکم سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ آدمی جسے دشمن پکڑ لے۔ اور وہ اسے یہ اختیار دے دے کہ یا کفر اختیار کر لے یا پھر وہ اسلام کا پابند رہے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ تو وہ اسلام پر کاربند رہنے کو اختیار کر لے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَنّٰتِ عَدۡنٍ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد آدمی کا وہ مکان ہے جس میں وہ ہوگا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد جنت میں ان کے مکان ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت خالد بن معدان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں جَنّٰتِ عَدۡنٍ کو تخلیق فرمایا۔ موتیوں کو اچھی طرح ڈھالا اور اس میں ٹہنیاں گاڑ دیں۔ پھر اسے کہا: پھیل جا یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے۔ پھر اسے فرمایا: جو کچھ تجھ میں نہریں اور پھل ہیں انہیں نکال دے۔ تو اس نے ایسا کر دیا اور کہا قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۝ (المومنون)

امام ابو الشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے وَ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ کی تفسیر میں کہا کہ جب انہیں خبر دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔ تو یہی ان کے نزدیک تمام تحائف اور تسلیم سے بڑھ کر عظیم اعزاز ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم کسی شے کی خواہش رکھتے ہو؟ کیا میں تمہارے لیے اس کا اضافہ کر دوں؟ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! کیا کوئی شے باقی ہے جسے ابھی تک ہم نے نہیں پایا؟ تو رب کریم فرمائے گا: نعم۔ ہاں۔ میری رضا، سو اب میں تم پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد الملک جہنی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کے لیے اللہ تعالیٰ کی رضا کی نعمت ان تمام نعمتوں سے افضل و اعلیٰ ہے جو نعمتیں ان کے لیے جنتوں میں ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن انتہائی کمزور اور متغیر اللون صورت والے آدمی کے پاس قرآن کریم اس وقت آئے گا، جب اس کی قبر کو شق کیا جائے گا اور اسے کہے گا تجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عزت و کرامت کی بشارت ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے لیے عزت و کرامت کا حلہ ہوگا۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میرے لیے اضافہ فرما۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری رضا اور اللہ تعالیٰ کی رضا ہی سب سے بڑھ کر ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 204، دار احیاء التراث العربی بیروت

حدیث بیان کی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے اہل جنت! وہ عرض کریں گے لَبَّيْكَ يَا رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ۔ اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا کیا تم راضی ہو؟ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہمیں کیا ہے کہ ہم راضی نہ ہوں۔ حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرما دیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی عطا نہیں فرمایا؟ تو رب کریم فرمائے گا: کیا میں تمہیں اس سے بھی افضل اور اعلیٰ شے عطا نہ کروں؟ تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! کون سی شے اس سے افضل اور اعلیٰ ہے؟ تو رب کریم فرمائے گا میں تمہیں اپنی رضا اور خوشنودی عطا کرتا ہے اور اس کے بعد کبھی بھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا(1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں جو خیر کے انجام میں سب سے بہتر ہو۔ اے اللہ! جو بھلائی اور خیر تو آخر میں مجھے عطا فرمائے اس میں سب سے آخر میں اپنی رضا اور نعمتوں بھری جنات میں بلند درجات عطا فرما دے۔

"اَللّٰهُمَّ اَسْأَلُكَ الَّذِيْ هُوَ خَيْرُ عَاقِبَةِ الْخَيْرِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ آخِرَ مَا تُعْطِيْنِيْ الْخَيْرِ رِضْوَانَكَ وَالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ"

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۳﴾

"اے نبی کریم! جہاد کیجیے کافروں اور منافقوں کے ساتھ اور سختی کیجئے ان پر اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے"۔

ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اے نبی کریم! صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کیجیے کفار کے ساتھ تلوار سے اور منافقین کے ساتھ زبان سے اور ان سے نرمی ختم کر دیجیے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے کتاب الامر بالمعروف میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کفار اور منافقین کے ساتھ جہاد کیجیے ہاتھ کے ساتھ، اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو پھر زبان کے ساتھ، اور اگر اس کی استطاعت بھی نہ ہو تو پھر اپنے دل کے ساتھ۔ اور چاہیے کہ ان سے انتہائی سخت اور ترش چہرے کے ساتھ ملیں۔

امام علامہ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا: کہ وہ اپنے ہاتھ کے ساتھ جہاد کریں۔ اور اگر اس کی طاقت نہ رکھیں تو اپنی زبان کے ساتھ، اور اگر اس کی استطاعت بھی نہ ہو تو پھر چاہیے کہ ان سے انتہائی ترش اور سخت چہرے کے ساتھ ملاقات کریں(2)۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 138 (2829) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 7 صفحہ 38، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ کفار کے ساتھ جہاد کریں تلوار سے اور منافقین کے ساتھ قول باللسان سے۔ اور وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور ان دونوں فریقوں پر سختی کیجئے۔ پھر اسے منسوخ کر دیا اور اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً (التوبۃ: 123) "جنگ کرو ان کافروں سے جو آس پاس ہیں تمہارے اور چاہیے کہ وہ پائیں تم میں سختی"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا: کہ وہ کفار کے ساتھ تلوار سے جہاد کریں اور منافقین پر حدود میں سختی برتیں۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا ۭ وَ لَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَ كَفَرُوا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَ هَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۚ وَ مَا نَقَمُوا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ وَ مَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ﴿۷۴﴾

"قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی کہ انہوں نے یہ نہیں کہا حالانکہ یقیناً انہوں نے کہی تھی کفر کی بات اور انہوں نے کفر اختیار کیا اسلام لانے کے بعد اور انہوں نے ارادہ بھی کیا ایسی چیز کا جسے وہ نہ پا سکے۔ اور نہیں خشمناک ہوئے وہ مگر اس پر کہ غنی کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل و کرم سے۔ سو اگر وہ توبہ کر لیں تو یہ بہتر ہوگا ان کے لیے اور اگر وہ روگردانی کریں تو عذاب دے گا انہیں اللہ تعالیٰ عذاب الیم دنیا اور آخرت میں اور نہیں ہوگا ان کا روئے زمین میں کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار"۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت کعب بن مالک سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قرآن کریم میں منافقین کا ذکر نازل ہوا۔ تو جلاس نے کہا: قسم بخدا! اگر یہ آدمی سچا ہے تو یقیناً ہم گدھوں سے بڑھ کر شریر ہیں۔ عمیر بن سعد نے اس کا یہ قول سنا تو کہا: قسم بخدا! اے جلاس بلاشبہ تو میرے نزدیک تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب ہے اور فخر و مباہات کے اعتبار سے میرے نزدیک زیادہ حسین اور پسندیدہ ہے اور اس سے بڑھ کر عزیز ہے کہ تجھے کوئی ایسی شے لاحق ہو جو ناپسندیدہ اور تکلیف دہ ہو۔ تو نے ایک بات کہی ہے۔ اگر میں واقعۃً اس کا ذکر کروں تو بالیقین وہ تجھے رسوا کر دے گی۔ اور اگر میں اس سے خاموش رہوں تو وہ مجھے ہلاک کر دے گی۔ ان دونوں صورتوں میں سے ہر ایک دوسری کے مقابلہ میں میرے لیے شدید اور تکلیف دہ ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور جو اس نے کہا تھا اس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا پھر جلاس آیا اور اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہنے لگا: اس نے ایسا نہیں کیا اور عمیر نے اس کے خلاف جھوٹ بولا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت ان لوگوں میں سے تھا جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اور اس نے کہا: اگر یہ آدمی سچ بولتا ہے تو ہم گدھوں سے بڑھ کر شریر ہیں۔ تو عمیر بن سعد نے اس کی یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچا دی۔ تو جلاس نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہہ دیا: اس نے میرے خلاف جھوٹ بولا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ تو انہوں نے یہ گمان کیا کہ اس نے توبہ کی ہے اور اس کی توبہ انتہائی حسین ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے منافقین میں سے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ حالانکہ حضور نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اگر یہ سچا ہے تو ہم گدھوں سے بڑھ کر شریر ہیں۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! یہ صادق ہیں اور تو یقیناً گدھے سے بڑھ کر شریر ہے۔ سو آپ نے یہ بات حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچائی۔ تو کہنے والے نے صاف انکار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور یہ آیت حضرت زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے۔ فرمایا: عنقریب تمہارے پاس ایک انسان آئے گا اور وہ تمہاری طرف شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا۔ پس جب وہ آئے تو اس کے ساتھ کلام نہ کرنا۔ تھوڑا وقت ہی گزرا کہ ایک نیلی آنکھوں والا آدمی آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: تو اور تیرے ساتھی کس بنا پر مجھے گالیاں دیتے ہو؟ وہ آدمی چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے آیا۔ انہوں نے قسمیں اٹھائیں کہ قسم بخدا! انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان سے درگزر فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ دو آدمی آپس میں لڑ پڑے۔ ان میں سے ایک جہینہ میں سے تھا اور دوسرا بنی غفار میں سے۔ جہینہ کے لوگ انصار کے حلیف تھے نتیجۃً غفاری جہنی پر غالب آ گیا۔ تو عبداللہ بن ابی الاوس نے کہا: اپنے بھائی کی مدد کرو۔ قسم بخدا! ہماری اور محمد ﷺ کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کسی کہنے والے نے کہا: سَمِّنْ كَلْبَكَ يَأْكُلْكَ "اپنے کتے کو موٹا کرتا کہ وہ تجھے کھائے"۔ قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو بالیقین عزت والے لوگ وہاں سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ یہ سن کر مسلمانوں میں سے ایک آدمی دوڑتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ پس آپ ﷺ نے اسے بلا بھیجا اور اس سے پوچھ گچھ کی۔ تو وہ قسم اٹھا کر کہنے لگا: قسم بخدا! اس نے ایسا نہیں کہا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 210، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا جسے جلاس بن سوید کہا جاتا تھا۔ اس نے غزوۂ تبوک کے دوران ایک رات کو کہا: قسم بخدا! جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں اگر وہ حق ہے تو یقیناً ہم گدھوں سے بڑھ کر شریر ہیں۔ ایک غلام نے یہ بات سن لی۔ اس کا نام عمیر بن سعد تھا اور یہ بات اس کے زیر پرورش تھا۔ تو اس غلام نے اسے کہا: اے چچا! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کیجئے۔ پھر وہ غلام حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اسے بلا بھیجا: اور وہ قسم اٹھا کر کہنے لگا: یا رسول اللہ! ﷺ قسم بخدا! میں نے ایسا نہیں کیا۔ تو اس غلام نے کہا: کیوں نہیں۔ قسم بخدا! تو نے یقیناً ایسا کہا ہے۔ پس تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کر۔ اور اگر قرآن نازل نہ ہوا تو جو تو نے کہا ہے آپ اس میں مجھے بھی تیرے ساتھ ملا دیں گے۔ پس اتنے میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس وحی آ گئی اور وہ خاموش ہو گئے۔ انہوں نے حرکت تک نہ کی۔ جب وحی نازل ہو چکی تو حضور نبی کریم ﷺ سے (حجاب) اٹھا دیا گیا۔ اور فرمایا: يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۭ وَ لَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ۔ الی قولہ۔ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ تو اس نے کہہ دیا تحقیق میں نے ایسا کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے توبہ کا موقع فراہم کیا ہے۔ پس میں توبہ کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے اس کی جانب سے اسے قبول فرما لیا۔ پھر حالت اسلام میں ہی اسے قتل کر دیا گیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون بہا ادا کیا اور اس کی میت اس کے ورثاء کو دے دی اور خود اس سے مستغنی ہو گئے۔ حالانکہ اس نے مشرکین کے ساتھ ملنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے غلام کو فرمایا تیرے کانوں نے صحیح سنا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن سیرین سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قرآن کریم نازل ہوا، تو حضور نبی مکرم ﷺ نے عمیر کے کان پکڑے اور فرمایا: اے غلام (بچے) تیرے کانوں نے صحیح سنا اور تیرے رب نے تیری تصدیق فرما دی ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ منافقین میں سے ایک آدمی نے کہا: اگر محمد ﷺ اس میں سچے ہیں جو وہ کہتے ہیں تو یقیناً ہم گدھوں سے بڑھ کر شریر ہیں۔ تو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: بلاشبہ حضرت محمد ﷺ سچے ہیں اور تو یقیناً گدھے سے بڑھ کر شریر ہے۔ پس اسی طرح ان دونوں کے درمیان کلام کا تبادلہ ہوا۔ پس جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ کو اس کے بارے بتایا۔ پھر دوسرا آیا۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہا: اس نے کچھ نہیں کہا۔ تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تیرے کانوں نے صحیح سنا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے کہا ہے کہ ان میں سے ایک نے کہا: جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں اگر وہ حق ہے تو ہم بالیقین گدھوں سے بڑھ کر شریر ہیں۔ تو مومنین میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ جو کچھ محمد ﷺ کہتے ہیں وہ حق ہے۔ اور تو بالیقین گدھے سے زیادہ شریر ہے۔ اس پر منافق نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ پس یہی ان کا ایسی شے کے بارے ارادہ تھا جسے وہ نہ پا سکے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے فرمایا: یہ

وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو لیلۃ العقبہ میں (راستے سے) دور ہٹانے کا ارادہ کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے پر اتفاق کر چکے تھے۔ وہ بعض سفر میں آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ ﷺ کی سواری کو راستے پر چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ عقبہ (گھاٹی) میں پہنچ گئے۔ ان میں سے بعض آگے تھے اور بعض پیچھے۔ رات کا وقت تھا۔ انہوں نے کہا: کہ جب آپ عقبہ میں پہنچیں گے تو ہم آپ کو وادی میں اپنی سواری سے دور لے جائیں گے۔ ان کی یہ بات حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سن لی اور آپ ہی حضور نبی کریم ﷺ کی سواری کو پیچھے سے چلا رہے تھے۔ اس رات آپ ﷺ کے قائد حضرت عمار رضی اللہ عنہ تھے اور سائق حضرت حذیفہ بن یمان تھے۔ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اونٹوں کے چلنے کی آواز سنی۔ پس آپ ادھر متوجہ ہوئے تو ایک جماعت دیکھی جو سب اپنے منہ اور ناک ڈھانپے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اے اللہ کے دشمنو! رک جاؤ رک جاؤ۔ پس وہ رک گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ گزر گئے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس منزل پر اتر گئے جہاں کا ارادہ فرمایا تھا۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے ان تمام کو بلا بھیجا اور فرمایا: کیا تم نے اس اس طرح کا ارادہ کیا ہے؟ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھا کر کہا کہ نہ انہوں نے کچھ کہا ہے اور نہ اس کا ارادہ کیا ہے جس کے بارے آپ نے ان سے پوچھا ہے۔ سو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا مذکورہ ارشاد ہے۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک آدمی جسے اسود کہا جاتا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے۔ یہاں تک کہ جب کچھ راستہ طے کر چکے۔ تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے بعض نے آپ کے ساتھ مکر اور دھوکہ کیا اور انہوں نے یہ مشورہ کیا کہ وہ راستے میں آپ ﷺ کو کسی گھاٹی سے نیچے پھینک دیں گے، پس جب وہ عقبہ میں پہنچے تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنی سواریوں کو آپ ﷺ کے ساتھ چلائیں گے۔ سو جب رسول اللہ ﷺ ان کے پاس پہنچے تو ان کے مخبر نے خبر دی۔ تو آپ نے اعلان کیا کہ تم میں سے جو چاہے وہ بطن وادی میں چلے۔ کیونکہ وہ تمہارے لیے وسیع اور آسان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عقبہ کا راستہ اختیار کیا۔ لوگ بطن کی راہ چلے۔ سوائے اس گروہ کے جس نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف مکروفریب اور دھوکے کا قصد کیا تھا۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کا ارشاد سنا تو وہ تیار ہو گئے اور انہوں نے اپنے ناک منہ لپیٹ لیے۔ حالانکہ وہ امر عظیم کا قصد کیے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ دونوں کو حکم دیا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ چلیں۔ پس حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ ناقہ کی لگام پکڑ لیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اسے پیچھے سے ہانکیں۔ پس اسی دوران کہ وہ چل رہے تھے اچانک انہوں نے پیچھے سے قوم کے دوڑنے کی آواز سنی۔ وہ آپ ﷺ کے قریب آ چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو گئے۔ آپ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ انہیں واپس لوٹا دو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا غضب ملاحظہ کیا۔ تو فوراً واپس لوٹے اور آپ کے پاس عصا بھی تھا جس کا سر اوپر سے مڑا ہوا تھا (یعنی کھونڈا)

پس آپ ان کی سواریوں کے چہروں کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں عصا کے ساتھ مارا۔ اور آپ نے اس قوم کو اس حال میں دیکھا کہ وہ ناک منہ لپیٹے ہوئے ہیں۔ وہ پہچانے نہیں جا سکتے۔ آپ نے صرف مسافر کے فعل کا ذکر کیا۔ تو جونہی انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب طاری کر دیا۔ انہیں یہ گمان ہونے لگا کہ ان کی تدبیر ان پر ظاہر ہوگئی ہے۔ پس وہ انتہائی تیزی سے چلے یہاں تک کہ لوگوں میں گھل مل گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ واپس آ کر رسول اللہ ﷺ سے جا ملے۔ چنانچہ جونہی وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! سواری کو ضرب لگاؤ اور اے عمار تم تیزی سے چلو۔ پس وہ تیز چلتے گئے یہاں تک کہ وہ اوپر کے راستے سے ہموار جگہ پر آ گئے۔ اور گھاٹی سے نکل کر لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے حذیفہ! کیا تو نے اس گروہ میں سے کسی کو پہچانا ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے فلاں فلاں کی سواری پہچانی ہے اور عرض کی: رات کی تاریکی تھی، جو انہیں ڈھانپے ہوئے تھی اور وہ بھی ناک منہ لپیٹے ہوئے تھے۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو، ان کا کام کیا تھا اور وہ کیا ارادہ رکھتے تھے؟ لوگوں نے عرض کی: نہیں قسم بخدا یا رسول اللہ! ﷺ..... تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک انہوں نے یہ تدبیر کی تھی کہ وہ میرے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ جب میں گھاٹی میں آؤں گا تو وہ مجھے وہاں سے نیچے گرا دیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ان کے بارے حکم ارشاد نہیں فرمائیں گے کہ ہم ان کی گردنیں ماردیں؟ (یعنی ہم انہیں قتل کر دیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ لوگ آپس میں گفتگو کریں اور کہیں کہ محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کے بارے میں طاقت کا استعمال کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو ان کے نام بھی بتائے اور فرمایا وہ انہیں مخفی اور چھپا کر رکھیں (1)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور جب آپ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تو نے اس قوم میں سے کسی کو پہچانا بھی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: نہیں۔ اس قول کے بعد مزید یہ اضافہ ذکر کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے اسماء اور ان کے باپوں کے ناموں سے بھی آگاہ فرما دیا ہے۔ ان شاء اللہ صبح کے وقت میں تجھے ان کے بارے بتاؤں گا۔ پس جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے آپ کو ان کے یہ نام بتائے۔ عبداللہ بن ابی سعد، سعد بن ابی سرح، ابوحاصر الاعرابی، عامر، ابوعامر، جلاس بن سوید بن صامت، مجمع بن حارثہ، ملیح تیمی، حصین بن نمیر، طعمہ بن ابیرق، عبداللہ بن عیینہ اور مرہ بن ربیع، پس یہ بارہ افراد تھے، جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ سے جنگ کی اور آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو ان کے اس منصوبے پر مطلع فرما دیا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ابوعامر ان کا سردار تھا۔ اسی کے لیے انہوں نے مسجد ضرار بنائی۔ وہ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کا باپ تھا (2)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 256، دار الکتب العلمیہ بیروت ۔ 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 257

منافقین کے ناموں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو آگاہ نہیں کیا۔ جنہوں نے غزوہ تبوک سے واپسی پر لیلۃ العقبہ میں آپ ﷺ کو پریشان کرنے کی (ناکام) کوشش کی۔ وہ بارہ افراد تھے، ان میں کوئی بھی قریشی نہیں تھا۔ وہ سب کے سب انصار اور ان کے حلفاء تھے۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی ناقہ کی نکیل پکڑے ہوئے تھا اور آگے آگے چل رہا تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اسے پیچھے سے ہانک رہے تھے۔ یا میں اسے ہانک رہا تھا اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ اس کے قائد تھے۔ حتیٰ کہ جب ہم عقبہ میں پہنچے تو اچانک میری نظر بارہ سواروں پر پڑی وہ اس میں ہمارے سامنے آگئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو متنبہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں زوردار لہجے میں آواز دی پس وہ پیٹھ پھیر کر واپس چلے گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: کیا تم نے اس قوم کو پہچانا ہے؟ ہم نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! ﷺ وہ ناک منہ ڈھانپے ہوئے تھے۔ لیکن ہم نے سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہی قیامت کے دن تک منافق ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ انہوں نے کیا ارادہ کیا؟ ہم نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ عقبہ میں رسول اللہ ﷺ پر حملہ کریں گے اور آپ کو وہاں سے نیچے پھینک دیں گے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ان کی نشانیاں واضح نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہر قوم ان کے ساتھیوں کا سردار آپ کی طرف بھیجے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلاشبہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ عرب آپس میں یہ گفتگو کریں کہ محمد ﷺ اپنی قوم کے قاتل ہیں۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ان پر غالب فرمائے گا تو وہ ان کے قتل کا بھی حکم فرمادے گا۔ پھر یہ کہا: اے اللہ! ان پر دبیلہ پھینک۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ دبیلہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو ان میں سے ہر ایک کی رگ قلب پر رکھا جائے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ عبداللہ بن ابی کو تاج پہنائیں گے اگرچہ محمد ﷺ راضی نہ بھی ہوں۔

ابوالشیخ نے اسی کے بارے حضرت ابوصالح سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی کو تاج پہنانے کا ارادہ کیا۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی عدی بن کعب کے غلام نے انصار میں سے ایک آدمی کو قتل کر دیا تو حضور نبی مکرم ﷺ نے دیت کے طور پر بارہ ہزار کا فیصلہ فرمایا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَمَا نَقَمُوٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔ (2)

امام ابن ماجہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک آدمی کو قتل کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے اس کی دیت کے لیے بارہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 260، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 212، داراحیاء التراث العربی بیروت

ہزار مقرر فرما دیے۔ اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ان کے دیت لینے کے سبب انہیں غنی کر دیا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ ارشاد کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے لیے دیت تھی۔ حالانکہ وہ اس پر غالب تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دیت کا فیصلہ فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جلاس بوجھ اٹھاتا تھا یا اس پر قرض تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی جانب سے وہ ادا فرما دیا۔ تو اس کے بارے یہ ارشاد ہے: وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ۔

امام ابو الشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی دعوت دی اور فرمایا: وَ اِنْ یَّتَوَلَّوْا یُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ پس دنیا کا عذاب تو قتل ہے اور آخرت کا عذاب جہنم کی آگ ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک قوم ہے جس نے برائی کا ارادہ کیا ہے اور ایک امر کا قصد کیا ہے۔ پس انہیں چاہیے کہ وہ کھڑے ہوں اور استغفار کریں۔ لیکن کوئی بھی کھڑا نہ ہوا۔ آپ ﷺ نے تین بار یہ جملہ ارشاد فرمایا: پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں تو کھڑا ہو جا، اے فلاں تو کھڑا ہو جا۔ تب انہوں نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! میں نے بالیقین تمہیں توبہ کی طرف دعوت دی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب فوراً تمہاری طرف نظر فرمائے گا اور میں ذاتی طور پر تمہارے لیے استغفار کو پسند کرتا ہوں۔ لہٰذا نکلو۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: مجھ سے قرآن کریم میں موجود ہر شے حفظ کر لے۔ فرمایا وَ مَا لَهُمْ فِی الْاَرْضِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ یہ مشرکین کے لیے ہے۔ پس رہے مومنین! تو ان کے شفعاء (شفاعت کرنے والے) اور ان کے مددگار (انصار) بہت زیادہ ہیں۔

وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَىٕنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝۷۵ فَلَمَّاۤ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَ تَوَلَّوْا وَّ هُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝۷۶ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِیْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى یَوْمِ یَلْقَوْنَهٗ بِمَاۤ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا یَكْذِبُوْنَ ۝۷۷ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝۷۸

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 212، بیروت

''اور کچھ ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے وعدہ کیا اللہ کے ساتھ کہ اگر اس نے دیا ہمیں اپنے فضل سے تو ہم دل کھول کر خیرات دیں گے اور ضرور ہو جائیں گے نیکو کاروں میں پس جب اس نے عطا فرمایا انہیں اپنے فضل سے تو کنجوسی کرنے لگے اس کے ساتھ اور روگردانی کر لی اور وہ منہ پھیرنے والے ہیں پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے نفاق جما دیا ان کے دلوں میں اس دن تک جب ملیں گے اس کو اس وجہ سے کہ انہوں نے خلاف ورزی کی اللہ سے جو وعدہ انہوں نے کیا تھا اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان کے راز کو اور ان کی سرگوشی کو اور یقیناً اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے سارے غیبوں کا''۔

امام حسن بن سفیان، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، عسکری نے الامثال میں، ابن مندہ، الباوردی، ابونعیم نے معرفۃ الصحابہ میں، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ثعلبہ بن حاطب رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال عطا فرمائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہلاک ہوا اے ثعلبہ! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو میری مثل ہو؟ پس اگر میں چاہوں کہ میرا رب ان پہاڑوں کو میرے ساتھ چلائے تو یہ یقیناً چل پڑیں۔ اس نے پھر عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے مال عطا فرمائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مال عطا فرمایا تو میں ضرور ہر حق دار کو اس کا حق ادا کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہلاک ہوا اے ثعلبہ! وہ تھوڑا جس کے ساتھ تو شکر ادا کرتا رہے، وہ اس کثیر اور زیادہ مال سے بہتر ہے جس کے ساتھ تو اس کا شکر ادا نہ کر سکے۔ پھر اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔ سو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا'' اے اللہ! اسے مال عطا فرما۔ چنانچہ اس نے تجارت کی اور بکریاں خریدی۔ تو اس کے لیے ان میں برکت رکھ دی گئی۔ وہ اس طرح بڑھیں جیسے کیڑے بڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کی سرزمین ان کے لیے تنگ ہوگئی۔ وہ انہیں لے کر دور چلا گیا اور اب وہ جمعۃ المبارک کے سوا دن رات کی نمازوں میں سے کسی کے لیے حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر وہ مزید بڑھیں جیسا کہ کیڑے بڑھتے ہیں اور ان کے لیے وہ جگہ بھی تنگ ہوگئی۔ لہٰذا وہ انہیں لے کر مزید دور چلا گیا۔ اب وہ جمعہ کی نماز میں اور نہ ہی نماز جنازہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر نہیں ہو سکتا تھا۔ پس وہ قافلوں سے ملا کرتا تھا اور ان سے مدینہ طیبہ کی خبریں پوچھ لیا کرتا تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اسے مفقود اور غیر حاضر پایا۔ تو اس کے بارے پوچھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کو اطلاع دی کہ اس نے ریوڑ خریدا ہے اور مدینہ طیبہ کی سرزمین اس کے لیے تنگ ہوگئی ہے۔ پس صحابہ کرام نے آپ ﷺ کو اس کے بارے مکمل بتایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثعلبہ بن حاطب ہلاک ہوگیا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم ﷺ کو زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم ارشاد فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً (التوبہ:103) الآیہ، تو رسول اللہ ﷺ نے دو آدمی روانہ کیے۔ ایک کا تعلق جہینہ سے تھا اور دوسرا بنی سلمہ سے تھا۔ تاکہ وہ

زکوٰۃ وصول کریں۔ آپ ﷺ نے انہیں اونٹوں اور بکریوں کی عمریں لکھ کر دیں کہ وہ کیسے ان کی زکوٰۃ وصول کریں گے؟ اور دونوں کو حکم فرمایا کہ ان کا گزر ثعلبہ بن حاطب اور بنی سلیم کے ایک آدمی کے پاس سے ہوگا۔ چنانچہ وہ دونوں نکلے اور ثعلبہ کے پاس پہنچے اور اسے زکوٰۃ کے بارے حکم سنایا۔ تو اس نے کہا تم دونوں مجھے اپنی تحریر دکھاؤ۔ جب وہ اسے دیکھ چکا تو کہہ دیا: یہ تو جزیہ ہی ہے۔ تم چلے جاؤ اور آگے سے فارغ ہونے کے بعد پھر میرے پاس آنا، راوی کا بیان ہے: کہ وہ دونوں چلے گئے اور جب سلیمی نے ان کی بات سنی تو اس نے فوراً اپنے اونٹوں میں سے انتہائی عمدہ اور اعلیٰ اونٹ انہیں پیش کر دیا، اسے دیکھ کر ان دونوں نے کہا: تجھ پر یہ دینا لازم نہیں۔ تو اس نے جواب دیا: میں اپنے انتہائی اچھے اور بہترین مال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے وہ قبول کر لیا پھر اس سے فارغ ہونے کے بعد ثعلبہ کے پاس آئے۔ تو اس نے پھر کہا: مجھے اپنی تحریر دکھاؤ۔ اس نے اس میں غور و فکر کی اور کہا: یہ تو جزیہ ہی ہے۔ تم دونوں چلے جاؤ یہاں تک کہ میں اپنی رائے بنا لوں۔ پس وہ چل پڑے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آ پہنچے۔ پس جونہی رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو دیکھا اور ان کی کسی قسم کی گفتگو کرنے سے پہلے ہی فرمادیا ثعلبہ بن حاطب ہلاک ہو گیا۔ اور آپ ﷺ نے سلیمی کے لیے برکت کی دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ تین آیات نازل فرمائیں۔ راوی کا کہنا ہے: کہ ثعلبہ کے اقارب میں سے کسی نے ان کے بارے سنا، تو وہ فوراً ثعلبہ کے پاس پہنچا اور اسے کہا: اے ثعلبہ! تو ہلاک ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں اس اس طرح حکم نازل فرمایا ہے۔ راوی نے کہا: پھر ثعلبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ میرے مال کی زکوٰۃ ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرا مال قبول کرنے سے منع فرمادیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ رونے لگا اور مٹی اپنے سر میں ڈالنے لگا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تیرا اپنا عمل ہے میں نے تجھے کہا تھا تو نے میری اطاعت نہ کی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے مال زکوٰۃ قبول نہ فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ چلا گیا۔

پھر وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کے پاس آیا اور کہا: اے ابوبکر! میری زکوٰۃ مجھ سے قبول فرمالو۔ تحقیق آپ انصار میں میرے مقام سے واقف ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے رسول اللہ ﷺ نے قبول نہ فرمایا کیا میں اسے قبول کر سکتا ہوں؟ چنانچہ آپ نے اسے قبول نہ فرمایا۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ تو وہ آپ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو حفص، اے امیر المومنین! مجھ سے میری زکوٰۃ قبول فرما لیجئے اور آپ کو مہاجرین و انصار اور حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا وسیلہ بھی پیش کیا۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبول نہیں فرمایا کیا میں اسے قبول کر لوں گا؟ پس آپ نے اسے قبول کرنے سے انکار فرمادیا۔ پھر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو وہ آپ کے دور خلافت میں فوت ہو گیا اسی کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ (التوبہ: 79)(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 218 (7873)، مطبوعہ العلوم والحکم، بغداد

اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت انصار میں سے ایک آدمی کے متعلق نازل ہوئی جسے ثعلبہ کہا جاتا تھا۔ وہ ایک مجلس میں آیا اور حاضرین مجلس کو گواہ بنا کر یہ کہا: کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے عطا فرمادیا تو میں ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کروں گا، میں اس سے صدقہ بھی ادا کروں گا اور رشتہ داروں کا حصہ بھی نکالوں گا، پس اللہ تعالیٰ نے اسے آزمائش میں مبتلا کر دیا اور اسے اپنے فضل میں سے عطا فرمادیا۔ لیکن اس نے جو وعدہ کیا تھا عمل اس کے برعکس کیا۔ پس اس نے اپنے وعدہ کی خلاف ورزی کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ کو غضب دلایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت و کیفیت کا نقش قرآن کریم میں بیان فرمادیا(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: منافق کی پہچان تین چیزوں کے ساتھ کرو۔ جب وہ گفتگو کرے گا تو جھوٹ بولے گا، جب وعدہ کرے گا تو خلاف ورزی کرے گا اور جب معاہدہ کرے گا تو اسے توڑ دے گا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے: وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ۔ الیٰ آخر الآیۃ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین چیزیں جس کسی میں ہوں وہ منافق ہے۔ جب وہ بات کرے تو جھوٹ بولے گا، جب وعدہ کرے، تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے۔ تو آپ نے یہی مذکورہ آیت آخر تک تلاوت فرمائی۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: منافق کی علامات تین ہیں۔ جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرے(3)۔

امام ابوالشیخ اور خرائطی رحمہما اللہ نے مکارم اخلاق میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ان تین علامات کے بارے سنا ہے جو منافق میں ذکر کی جاتی ہیں۔ وہ یہ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرتا ہے، جب وہ وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے اور جب گفتگو کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ سو میں انہیں کتاب میں ایک طویل عرصہ تک تلاش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ طویل وقت گزرنے کے بعد میں ان پر مطلع ہوا۔ ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان آیات میں ذکر فرماتا ہے: مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ۔ الی قولہ۔ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ اور اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (الاحزاب:72) الی آخر الآیہ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ (المنافقون:1) الی قولہ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی ہے جس نے یہ کہا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 213، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 262 (1026) دار الصمیعی الریاض 3۔ صحیح مسلم، باب خصال المنافق، جلد 1، صفحہ 56، قدیمی کتب خانہ کراچی

اس کے چچا کا بیٹا فوت ہوا اور وہ اس کی جانب سے مال کا وارث بنا، اس نے بخل سے کام لیا اور اس نے ان امور کو پورا نہ کیا جن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ وعدہ کیا تھا۔ پس اس کے بعد نفاق سے کام لینے لگا یہاں تک کہ وہ منافق ہو گیا۔ انہیں کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہوائے نفسانیہ کے پرستار منافقین کی طرح ہی ہیں۔ ان کا کلام مختلف ہے اور ان کے تمام معاملات اور امور میں نفاق ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیات تلاوت کیں: ''وَ مِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ'' (توبہ: 75) وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ (التوبہ: 58) وَ مِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ (التوبۃ: 61)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَ بِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا: جھوٹ سے اجتناب کرو۔ کیونکہ یہ نفاق کا دروازہ ہے۔ اور تم پر لازم ہے کہ صدق اختیار کرو کیونکہ وہ ایمان کا دروازہ ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے پاس تورات لے کر آئے۔ تو بنی اسرائیل نے کہا: تورات تو کثیر ہیں اور ہم ان کے لیے فارغ نہیں ہیں۔ پس آپ ہمارے لیے اجتماعی حکم کی التجا کیجئے جس پر ہم کار بند رہ سکیں اور اپنے کاروبار حیات کے لیے بھی فراغت پا سکیں۔ آپ نے فرمایا: اے قوم! ذرا ٹھہر جاؤ، رک جاؤ، یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اللہ تعالیٰ کا بیان ہے، اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے ساتھ پہلے کی طرح دوبارہ گفتگو کی۔ حتی کہ تین بار انہوں نے ایسا ہی کیا۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ اگر انہوں نے ان کی محافظت کی اور ان احکام پر عمل پیرا رہے تو انہی کے سبب وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے: وہ یہ ہیں کہ وہ اپنی میراث تقسیم کرنے سے رک جائیں اور ان میں ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی ترک کر دیں۔ وہ گھروں میں دیکھیں تک نہیں۔ یہاں تک کہ انہیں اجازت دی جائے اور وہ کوئی کھانا نہ کھائیں یہاں تک کہ نماز کے وضو کی طرح وضو کر لیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف لوٹ کر آئے۔ تو وہ ان احکام کے بارے سن کر خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم ان پر قائم رہیں گے۔ قسم بخدا! ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ غفلت اور سستی میں مبتلا ہو گئے اور آپ ان سے علیحدہ ہو گئے۔ سو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے بارے یہ بیان فرمایا تو ارشاد فرمایا چھ چیزوں کی ضمانت تم مجھے دے دو، تو تمہارے لیے جنت کا ضامن میں ہوں، جب تم بات کرو تو جھوٹ نہ بولو، جب وعدہ کرو تو پھر وعدہ خلافی نہ کرو، جب تمہیں امین بنایا جائے تو خیانت نہ کرو، اپنی نگاہوں کو جھکاؤ، اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! انتہائی مشکل اور سخت ہے مگر وہ جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ۫ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾

''جو لوگ (ریاکاری کا) الزام لگاتے ہیں خوشی خوشی خیرات کرنے والوں پر مومنوں سے اور جو (نادار) نہیں پاتے بجز اپنی محنت ومشقت کی مزدوری کے تو یہ ان کا بھی مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سزا دے گا انہیں اس مذاق کی اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

امام بخاری، مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پشتوں پر بوجھ اٹھا کر لانے لگے۔ پس ایک آدمی آیا اور اس نے بہت سی چیزیں صدقہ میں دیں۔ تو اسے انہوں نے کہا: یہ تو دکھاوا ہے اور ابو عقیل نصف صاع لے کر آئے۔ تو منافقین نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تو اس صدقہ سے غنی ہے (اسے قطعاً اس کی حاجت نہیں۔ سو مذکورہ آیت نازل ہوئی)(1)

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ دو۔ کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اس پر خوب برانگیختہ کروں'' پس حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے پاس چار ہزار ہیں دو ہزار میں اپنے رب کی رضا کے لیے اس کی راہ میں پیش کر رہا ہوں اور دو ہزار میں نے اپنے اہل وعیال کے لیے رکھے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ تو نے دیا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت فرمائے اور جو کچھ تو نے روک رکھا اس میں بھی برکت عطا فرمائے۔ پھر انصار میں سے ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں نے رات بھر اجرت پر ریشم کا کام کیا اور کھجوروں کے دو صاع کمائے۔ ایک صاع میں اپنے رب کی راہ میں پیش کر رہا ہوں اور ایک صاع اپنے گھر والوں کے لیے رکھا ہے۔ پس منافقین نے عیب ونقص نکالتے ہوئے کہا: قسم بخدا! ابن عوف نے جو کچھ بھی دیا ہے وہ محض دکھاوا اور ریاکاری ہے۔ اور دوسرے کے بارے انہوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس ایک صاع سے غنی نہیں ہیں؟ سو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ صدقہ لے کر حاضر خدمت ہوئے اور مومنین میں سے خوشی خوشی خیرات کرنے والے بھی حاضر ہوئے۔ اور حضرت ابو عقیل ایک صاع لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں نے رات بھر اجرت پر ریشم کا کام کیا ہے اور کھجوروں کے دو صاع کمائے ہیں، ان میں سے ایک صاع لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اور دوسرا اپنے گھر والوں کی خوراک کے لیے چھوڑا ہے۔ تو منافقین نے کہا: جو کچھ عبد الرحمٰن لائے وہ تو صرف ریاکاری ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ابو عقیل کے صدقہ سے غنی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بغوی نے معجم میں، طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں دو صاع کھجوروں کی اجرت پر رات بھر اپنی پشت پر ریشم کا کام کرتا رہا۔ پھر میں نے ان میں سے ایک صاع لے کر اپنے گھر والوں کو دیا جس سے وہ اپنی خوراک کا انتظام کریں

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 327، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 220، داراحیاء التراث العربی بیروت

گے۔اور دوسرا صاع لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔تاکہ اس کے سبب اپنے رب کا قرب حاصل کروں۔پس میں نے سب کچھ آپ ﷺ کے گوش گزار کر دیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا:اسے مسجد میں (صدقہ پر) بکھیر دو۔پس ایک قوم نے تمسخر کیا اور کہا:بالیقین اللہ تعالیٰ اس مسکین کے اس صاع سے غنی ہے تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی(1)۔

امام ابن جریر،ابن منذر،ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چالیس اوقیہ لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور انصار میں سے ایک آدمی طعام کا ایک صاع لے کر حاضر خدمت ہوا۔تو بعض منافقین نے کہا:قسم بخدا!عبدالرحمٰن جو لے کر آئے ہیں وہ محض ریاء اور دکھاوا ہے۔مزید یہ کہا:کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں اس ایک صاع سے غنی ہیں(2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ جس نے ایک صاع کھجوریں صدقہ کیں اور منافقین نے اسے عیب لگایا وہ ابوخیثمہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے(3)۔

امام علامہ بغوی نے معجم میں،ابن قانع اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن عثمان بلوی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنی دادی لیلیٰ بنت عدی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی ماں عمیرہ اس سہل بن رافع صاحب الصاعین کی بیٹی ہے جس پر منافقین نے عیب لگایا۔انہوں نے انہیں بتایا کہ وہ ایک صاع کھجوریں لے کر نکلے اور ان کی بیٹی عمیرہ بھی ساتھ تھی۔حتیٰ کہ وہ ایک صاع کھجوروں کے ساتھ حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ نے وہ سب وہاں بکھیر دیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے فرمایا:کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنے کل مال آٹھ ہزار دینار کا نصف صدقہ کیا۔تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا:کہ عبدالرحمٰن بہت بڑے ریاکار ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا"اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ"اور انصار کے ایک آدمی کے پاس دو صاع کھجوریں تھیں۔تو وہ ان میں سے ایک صاع لے کر آیا۔تو منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا:بلاشبہ اللہ تعالیٰ تو اس صاع سے غنی ہے۔منافقین ان پر طعنہ زنی کرتے تھے اور ان سے تمسخر اور استہزاء کرنے لگے۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ۔الآیہ(4)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے المعرفہ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مسلمان فقراء میں سے ایک آدمی آیا۔اسے حجاب ابوعقیل کہا جاتا ہے۔اس نے عرض کی:یا نبی اللہ!ﷺ میں نے آج کی رات دو صاع کھجوروں کے عوض ریشم کا کاروبار کرتے گزاری۔پس ایک صاع میں نے اپنے گھر والوں کے لیے روک لیا ہے اور ایک صاع یہ پیش خدمت ہے۔تو منافقین کہنے لگے:بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ دونوں اس صاع سے غنی ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ...... الآیہ۔

1۔تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،جلد 10،صفحہ 221،بیروت 2۔ایضاً،جلد 10،صفحہ 229 3۔ایضاً،جلد 10،صفحہ 222

4۔تفسیر عبدالرزاق،جلد 2،صفحہ 159(1112)،دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے لوگوں کو صدقہ کی دعوت دی۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار ہزار لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ یہ صدقہ ہے، تو بعض افراد نے ان پر عیب لگاتے ہوئے کہا: عبدالرحمٰن تو صرف ریاکاری کے لیے یہ مال لے کر آئے ہیں اور ابو عقیل ایک صاع کھجوریں لے کر حاضر ہوئے۔ تو بعض لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کو ابوعقیل کے اس صاع کی قطعاً حاجت نہ تھی۔ پس تب یہ آیت نازل ہوئی: اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ۔ الیٰ قولہ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مسلمانوں کو حکم ارشاد فرمایا: کہ وہ اپنے صدقات و خیرات جمع کریں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آٹھ ہزار دینار تھے۔ تو وہ چار ہزار دینار بطور صدقہ لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یہ ہیں جو میں اللہ تعالیٰ کو قرض دے رہا ہوں اور اتنے ہی میں نے باقی رکھے ہیں۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ان میں بھی برکت رکھ دی گئی ہے جو تو نے پیش کیے ہیں اور ان میں بھی جو تو نے روک لیے ہیں۔ اور انصار میں سے ایک آدمی ابونہیک ایک صاع کھجوریں لے کر حاضر ہوا جن پر اس نے ساری رات کام کیا۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ لے کر حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں پیش ہوا۔ تو منافقین میں سے کسی آدمی نے کہا: عبدالرحمٰن بن عوف بہت بڑے ریاکار ہیں۔ دوسرے کے بارے میں انہوں نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس صاع سے غنی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ اس میں الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں اور اَلَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ میں اس ایک صاع والے کا ذکر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے کہا: کہ لوگوں کو بہت بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں صدقہ دینے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! صدقہ و خیرات کرو۔ پس لوگ صدقہ دینے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ چار سو اوقیہ سونا لے کر حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے پاس آٹھ سو اوقیہ سونا تھا اور میں چار سو اوقیہ لے کر حاضر ہوا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اسے برکت عطا فرما اس مال میں جو اس نے دیا اور اس میں بھی برکت عطا فرما جو اس نے اپنے پاس روک لیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب عید الفطر کا دن تھا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مال عظیم بطور صدقہ و خیرات دیا۔ اسی طرح حضرت عاصم بن عدی نے بھی کیا۔ ایک آدمی نے دو صاع پیش کیے اور ایک دوسرے آدمی نے ایک صاع دیا۔ تو لوگوں میں سے کسی کہنے والے نے کہا: کہ عبدالرحمٰن جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ صرف فخر اور ریاء کے لیے لے کر آئے ہیں۔ رہا معاملہ ایک صاع اور دو صاع لانے والوں کا، تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ دونوں ان کے صاعوں سے غنی ہیں۔ پس وہ ان کا تمسخر اڑانے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ کا معنی ہے وہ

لوگ جو خوشی خوشی خیرات نہ کرنے والوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ نے کہا: وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ میں رفاعہ بن سعد کا ذکر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِلَّا جُهْدَهُمْ سے مراد جهد فی القوت اور جهد فی العمل ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے اس کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ الجهد سے مراد جهد الانسان (انسان کی محنت ومشقت) ہے، اور الجهد فی ذات الید (مملوکہ شے میں مشقت) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ جس نے اپنی محنت ومشقت کر کے صدقہ کیا تھا ان کا نام ابوعقیل سہل بن رافع ہے۔ وہ کھجوروں کا ایک صاع لے کر حاضر ہوئے اور انہیں صدقہ کے مال میں انڈیل دیا۔ تو کچھ لوگ ان پر ہنسنے لگے اور کہنے لگے: بے شک اللہ تعالیٰ تو ابوعقیل کے اس صدقہ سے غنی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے لیے ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! صدقہ وخیرات کرو۔ میں اس کے بارے تمہارے لیے قیامت کے دن شہادت دوں گا۔ خبردار سنو! شاید تم میں سے کوئی اس طرح رات بسر کرے کہ اس کے اونٹ اور گائے کے بچے تو خوب سیراب ہوں او اس کے چچا کا بیٹا بھوکا ہو۔ خبردار! شاید تم میں سے کوئی اپنا مال بڑھا تا رہے اور اس کا پڑوسی مسکین ہو، وہ کسی شے پر قادر نہ ہو۔ خبردار! وہ آدمی جس نے اپنے اونٹوں میں سے ایک اونٹنی کسی کو منفعت کے لیے عطا کی، وہ بہت زیادہ گروہ کے ساتھ صبح کے وقت نکلتا ہے اور شام کے وقت ایک گروہ کے ساتھ واپس لوٹتا ہے۔ وہ صبح کے وقت گھر والوں کو دودھ پلا کر نکلتا ہے اور شام کے وقت ان کے لیے دودھ اور دیگر خوراک لے کر واپس لوٹتا ہے۔ خبردار! آگاہ رہو بلاشبہ اس کا اجر انتہائی عظیم ہے۔ سو ایک آدمی اٹھا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس چار اونٹ ہیں۔ پھر ایک دوسرا آدمی اٹھا جس کی قد وقامت چھوٹی تھی۔ عمر اور کردار کے اعتبار سے قبیح تھا۔ وہ ایک انتہائی خوب صورت اونٹنی پکڑے ہوئے تھا۔ تو منافقین میں سے کسی آدمی نے آہستہ سے ایک کلمہ کہا۔ اس کا یہ خیال نہیں تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ اسے سن لیں گے۔ اس نے کہا: اونٹنی اس سے بہتر ہے۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی یہ بات سن لی اور فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ تجھ سے بھی بہتر ہے اور اس اونٹنی سے بھی۔ پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف اٹھے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس آٹھ ہزار ہیں۔ میں نے ان میں سے چار ہزار اپنے گھر والوں کے لیے چھوڑے ہیں اور چار ہزار لے آیا ہوں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر پیش کر رہا ہوں۔ پس منافقین نے آپ کے صدقہ کو بہت زیادہ شمار کیا۔ پھر حضرت عاصم بن عدی انصاری رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میرے پاس اس سال کے توڑے ہوئے ستر وسق ہیں۔ پس منافقین نے اسے بھی بہت زیادہ گمان کیا اور کہنے لگے: یہ چار ہزار اور یہ ستر وسق محض ریاکاری اور شہرت کے لیے لے کر آئے ہیں۔ پس کیوں نہ ان دونوں نے اسے خفیہ کیا ہوتا اور کیوں نہ ان دونوں نے اسے متفرق کر کے دیا ہوتا۔ پھر انصار میں سے ایک آدمی اٹھا اس کا نام حجاب اور کنیت ابو

عقیل تھی۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس اس کے سوا کوئی مال نہیں کہ میں نے بنی فلاں کے پاس اجرت پر کام کیا اور دو صاع کھجوروں کے عوض اپنی گردن پر ریشم اٹھاتا رہا۔ سو میں نے ایک صاع اپنے گھر والوں کے لیے چھوڑا ہے ایک صاع لے کر حاضر ہوا ہوں، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کروں، پس منافقین نے عیب لگاتے ہوئے کہا: اونٹ والا اونٹ کے ساتھ آیا، چاندی والا چاندی لے کر حاضر خدمت ہوا اور یہ کھجوریں لے کر آیا ہے جنہیں وہ اٹھا سکتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ۔ الآیہ۔(1)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت ابوسلیل سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہماری مجلس میں ایک شیخ ہمارے پاس ٹھہرے اور کہا کہ میرے باپ یا میرے چچا نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع میں حاضر تھے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو آج صدقہ کرے گا میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس اس کے سبب اس کی شہادت دوں گا۔ پس ایک آدمی آیا، قسم بخدا! بقیع میں کوئی آدمی بھی اس سے زیادہ سیاہ چہرے والا نہیں تھا۔ نہ قد و قامت میں کوئی اس سے چھوٹا تھا اور نہ ہی اس سے بڑھ کر کوئی مذموم آنکھوں والا تھا۔ وہ ایک اونٹنی (ناقہ) پکڑے ہوئے تھا۔ قسم بخدا! اس سے بڑھ کر بقیع میں کوئی خوب صورت شے نہ تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ صدقہ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ یا رسول اللہ! ﷺ پس کسی آدمی نے اسے عیب دیا اور کہا: یہ جو شے صدقہ کر رہا ہے قسم بخدا! یہ اس کی اپنی ذات سے بہتر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے یہ کلمات سن لیے۔ اور فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ وہ تجھ سے اور ناقہ سے بھی بہتر اور افضل ہے۔ تو نے جھوٹ کہا ہے بلکہ وہ تجھ سے اور اس سے بھی بہتر ہے اسی طرح تین بار آپ نے ایسا فرمایا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوائے اس کے جس نے یہ کہا کہ اس کے قبضے میں اتنا اور اتنا ہے اور جس کا اس نے قصد کیا ہے وہ قلیل ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق کم مال والا مشقت اٹھانے والا کامیاب ہو گیا۔ قلیل المال محنت و مشقت کرنے والا کامیاب ہو گیا۔

امام ابوداؤد، ابن خزیمہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قلیل المال اور تنگ دست کی محنت و مشقت کے ساتھ ہو، اور تو صدقہ دینے میں اس سے ابتدا کرے جو زیادہ حاجت مند اور عیال دار ہو(1)۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۭ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۸۰﴾

"آپ بخشش طلب کریں ان کے لیے یا نہ کریں۔ اگر آپ بخشش طلب کریں ان کے لیے ستر بار جب بھی نہ بخشے گا اللہ تعالیٰ انہیں۔ یہ محض اس لیے کہ انہوں نے انکار کیا اللہ کا اور اس کے رسول (مکرم) کا۔ اور اللہ تعالیٰ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الزکوۃ، جلد 1، صفحہ 574، بیروت 2۔ ایضاً

نہیں ہدایت دیتا نافرمان قوم کو"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اگر تم محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب پر خرچ نہ کرو۔ تو وہ یقیناً ان کے آس پاس سے بھاگ جائیں۔ اور وہ یہ کہنے لگا لَیُخۡرِجَنَّ الۡاَعَزُّ مِنۡهَا الۡاَذَلَّ (المنافقون: 8) "تو نکال دیں گے عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو"۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِیۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں یقیناً ستر بار سے زیادہ طلب کروں گا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی سَوَآءٌ عَلَیۡهِمۡ اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ لَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ (المنافقون: 6) "یکساں ہیں ان کے لیے کہ آپ طلب مغفرت کریں ان کے لیے یا طلب مغفرت نہ کریں ان کے لیے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا انہیں" (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِیۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے کہا میں ستر بار پر بھی اضافہ کر دوں گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں یہ آیت نازل فرمائی جس میں منافقین کا ذکر کیا گیا ہے لَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ (المنافقون: 6) (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں اپنے رب کے بارے خیال کرنے لگا کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے رخصت دے دی ہے۔ قسم بخدا! میں ستر مرتبہ سے زیادہ بار استغفار کروں گا۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر انتہائی غیظ وغضب کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اَسۡتَغۡفَرۡتَ لَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ لَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ۝ (المنافقون) (3)

امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن ابی حاتم، نحاس، ابن حبان، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب عبد اللہ بن ابی فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے یاد کیا گیا۔ تو آپ ﷺ قیام فرما ہوئے۔ جب آپ ﷺ اس کے پاس کھڑے تھے تو میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے سب سے بڑھ کر عبد اللہ بن ابی ہے جو کہ اس اس طرح کہتا ہے اور وہ اس اس طرح کہتا ہے۔ آپ نے اس کے ایام (دن) گنے اور رسول اللہ ﷺ تبسم فرماتے رہے یہاں تک کہ جب بہت سے دن شمار کر لیے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! مجھ سے یہ معاملہ دور اور مؤخر کر لو۔ بلاشبہ مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ تحقیق مجھے فرمایا گیا اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِیۡنَ مَرَّةً پس اگر میں جانتا ہوتا کہ اگر میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں تو اسے بخش دیا جائے گا تو میں یقیناً اس پر اضافہ کرتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز پڑھائی اور اس کے ساتھ چلے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ فارغ ہونے تک قبر پر قیام فرما رہے۔ پس مجھے اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 224، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 225

بارے میں اور رسول اللہ ﷺ پر اپنی جرأت کے بارے میں خوب تعجب ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ ہی خوب اور بہتر جانتے ہیں۔ پھر قسم بخدا! تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں: وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (التوبہ:84) پھر رسول اللہ ﷺ نے کسی منافق پر اس کے بعد نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اسلام میں اتنی جلدی کی کہ اس کی مثل کبھی جلدی نہیں کی۔ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن ابی پر نماز جنازہ پڑھانے کا ارادہ فرمایا تو میں نے آپ ﷺ کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کی: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم نہیں دیا، تحقیق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سو رسول اللہ ﷺ قبر کے دہانے پر بیٹھ گئے۔ لوگوں نے اس کے بیٹے کو کہنا شروع کر دیا: اے حباب اس طرح کر، اے حباب اس طرح کر۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حباب شیطان کا نام ہے تو عبد اللہ ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت منافقین پر نماز پڑھنے کے بارے نازل ہوئی۔ فرمایا: جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول منافق کی موت واقع ہوئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر میں جانتا کہ اگر میں اس کے لیے اکہتر مرتبہ استغفار کروں تو اسے بخش دیا جائے گا تو میں یقیناً ایسا کرتا۔ پس رسول اللہ ﷺ منافقین پر نماز جنازہ پڑھتے رہے اور ان کی قبروں پر قیام فرماتے بھی رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (التوبہ:84) ("اور نہ پڑھیے نماز جنازہ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر")۔ اور سورۃ المنافقون میں فیصلہ کن امر نازل ہوا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ كَرِهُوْۤا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ قَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۱﴾

"خوش ہو گئے پیچھے چھوڑے جانے والے اپنے (گھر) بیٹھے رہنے پر اللہ کے رسول کی (جہاد پر) روانگی کے بعد اور ناگوار تھا انہیں کہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے راہ خدا میں اور (دوسروں کو بھی) کہتے مت نکلو اس سخت گرمی میں۔ فرمائیے دوزخ کی آگ اس سے بھی زیادہ گرم ہے، کاش! وہ کچھ سمجھتے"۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 186 (4570)، دارالفکر بیروت

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی جہاد پر روانگی کے بعد غزوۂ تبوک سے پیچھے چھوڑے جانے والے لوگ اپنے گھر بیٹھے رہنے پر خوش ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے فرمایا: یعنی وہ لوگ جنہیں پیچھے چھوڑ دیا گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے بعد (گھر میں) بیٹھے رہیں۔

ابن ابی حاتم نے جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تبوک آخری غزوہ ہے جس میں رسول اللہ ﷺ خود تشریف لے گئے اور یہی غزوۃ الحر کہلاتا ہے۔ انہوں نے کہا: اس گرمی میں مت نکلو اور یہی غزوۃ العسرہ ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا: کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ چلیں۔ موسم گرمی کا تھا۔ تو لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ گرمی شدید ہے۔ ہم خروج کی طاقت نہیں رکھتے پس تم بھی اس گرمی میں مت نکلو تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خروج کا حکم ارشاد فرمایا(1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ کی تفسیر میں فرمایا: یہ قول (کہ تم اس گرمی میں مت نکلو) منافقین نے اس وقت کہا جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ شدید گرمی میں تبوک کی جنگ کی طرف نکلے۔ تو بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا: اس گرمی میں نہ نکلو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ...... الآیہ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: منافقین کے کچھ لوگ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے گرد گھومنے لگے جب کہ آپ ﷺ نے جد بن قیس کو اجازت دی۔ تا کہ وہ آپ ﷺ سے اجازت طلب کریں اور عرض کریں: یا رسول اللہ! ﷺ ہمیں اجازت عطا فرما دیجیے۔ کیونکہ ہم اس شدید گرمی میں سفر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ سو آپ ﷺ نے انہیں اجازت فرما دی اور ان سے (رخ زیبا) پھیر لیا۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ...... الآیہ۔

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

"تو انہیں چاہیے کہ ہنسیں تھوڑا اور روئیں زیادہ۔ یہ سزا ہے جو وہ کمایا کرتے تھے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ اس میں منافقین اور ان کفار کا ذکر ہے جنہوں نے اپنے دین کو ٹھٹھا مذاق اور لہو و لعب بنایا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 226، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 227

فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا یعنی انہیں چاہئے کہ دنیا میں تھوڑا ہنسیں وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا اور آخرت میں زیادہ روئیں (1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا کی تفسیر میں فرمایا: دنیا قلیل ہے، پس انہیں چاہیے کہ وہ اس میں جتنا چاہیں ہنس لیں۔ جب دنیا ختم ہو جائے گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب چلے جائیں گے تو پھر رونا شروع کریں گے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

امام بخاری، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چر چرایا اور اس کے لیے واجب ہے کہ وہ چر چرائے۔ اس میں چار انگلیاں رکھنے کی جگہ بھی نہیں ہے مگر اس میں ایک فرشتہ اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کر رہا ہے۔ قسم بخدا! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں۔ تو یقیناً تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور تم بستروں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور تم پہاڑوں کی طرف نکل جاتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پناہ ڈھونڈتے۔ میں یقیناً یہ پسند کرتا ہوں کہ میں ایک درخت ہوں جو مدد گار ثابت ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابویعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اے لوگو! رویا کرو اور اگر تم رو نہ سکو تو رونے والوں کی طرح بنا کرو۔ کیونکہ اہل جہنم روتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے آنسو ان کے چہروں میں اس طرح بہیں گے گویا کہ وہ نالیاں ہیں۔ حتی کہ آنسو ختم ہو جائیں گے اور آنکھیں بہہ بہہ کر زخمی ہو جائیں گی (اور وہ اتنے آنسو بہائیں گے) کہ اگر ان میں کشتیاں چھوڑی جائیں تو وہ بھی چل پڑیں)(3)

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں زید بن رفیع رحمہما اللہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: اہل نار جب جہنم میں داخل ہوں گے تو وہ ایک زمانہ تک آنسوؤں کے ساتھ روتے رہیں گے۔ پھر وہ ایک زمانہ تک پیپ بہاتے رہیں گے۔ تو انہیں جہنم کے داروغے کہیں گے: اے بدبختوں کی جماعت! تم نے اس دار میں رونا چھوڑ دیا جس میں رحم کیا جاتا تھا۔ اس کے باسی دنیا میں تھے۔ کیا تم آج کسی کو پاتے ہو جس سے استغاثہ کر رہے ہو؟ تو وہ بلند آواز کے ساتھ کہیں گے: اے اہل جنت! اے باپوں، ماؤں اور اولاد کے گروہو! ہم قبروں سے پیاسے نکلے ہیں، موقف کے طویل ہونے نے پیاس بڑھا دی ہے۔ ہم سخت پیاسے ہیں ہم پر کچھ پانی بہاؤ یا اس میں سے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے۔ سو وہ چالیس سال تک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 228
2۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 482 (2313) دار الفکر بیروت
3۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 2306 (4120) دار الکتب العلمیہ بیروت

پکارتے رہیں گے انہیں کوئی جواب نہیں دے گا۔ پھر انہیں یہ جواب ملے گا کہ تم ٹھہرے رہو۔ پس وہ ہر قسم کی بھلائی اور خیر سے مایوس اور ناامید ہو جائیں گے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہم اللہ نے الزہد میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے بصرہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! رویا کرو۔ اور اگر رونہ سکو تو رونے والوں کی طرح بنا کرو۔ کیوں کہ اہل جہنم آنسوؤں کے ساتھ روئیں گے یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائیں گے۔ پھر خون کے ساتھ اتنا روئیں گے یہاں تک کہ اگر اس میں کشتیاں چلائی جائیں تو وہ چل پڑیں (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر تم وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں۔ تو یقیناً تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ اور اگر تم علم کا حق جان لیتے تو یقیناً تم میں سے ہر ایک چیختا، یہاں تک کہ اس کی آواز ختم ہو جاتی اور سجدہ کرتا۔ یہاں تک کہ اس کی صلب منقطع ہو جاتی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں۔ تو یقیناً تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے اور تم روتے ہوئے نکل جاتے۔ تم نہیں جانتے ہو کہ تم نجات پاؤ گے یا نجات نہیں پاؤ گے۔

فَإِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ إِلٰى طَآئِفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَأْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُجُوْا مَعِيَ أَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِيَ عَدُوًّا ۭ إِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ﴿۸۳﴾

"(اے حبیب!) پھر اگر لے جائے آپ کو اللہ تعالیٰ ان کے کسی گروہ کے پاس پھر وہ اجازت طلب کریں آپ سے جہاد پر نکلنے کی تو آپ فرمایئے نہیں نکلو گے تم میرے ہمراہ کبھی اور ہرگز جنگ نہیں کرو گے میری معیت میں کسی دشمن سے تم نے تو (خود) پسند کیا تھا (گھر) بیٹھے رہنا پہلی مرتبہ تو اب بیٹھے رہو پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ منافقین میں سے بارہ آدمی تھے اور اس میں جو کہا گیا ہے وہ انہی کے بارے کہا گیا ہے۔

ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کے بارے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: کیا آپ نے دیکھا اگر آپ نکلیں اور وہ آپ سے آپ کے ساتھ نکلنے کی اجازت طلب کریں؟ تو آپ ان سے فرما دیجیے تم ہرگز کبھی میرے ساتھ نہیں نکلو گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے **فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ** کے بارے فرمایا: کہ اس میں ان آدمیوں کا ذکر ہے جو ساتھ نکلنے سے پیچھے رہ گئے۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 247، بیروت

وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَ لَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِی الدُّنْیَا وَ تَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

''اور نہ پڑھیے نماز جنازہ کسی پر ان میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر، بے شک انہوں نے کفر کیا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول مکرم کے ساتھ۔ اور وہ مرے اس حالت میں کہ وہ نافرمان تھے اور نہ تعجب میں ڈالیں آپ کو ان کے مال اور ان کی اولاد۔ یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں ان سے دنیا میں اور نکلے ان کا سانس اس حال میں کہ وہ کافر ہوں''۔

امام بخاری، مسلم، ابن ابی حاتم، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب عبداللہ بن ابی ابن سلول فوت ہوا تو اس کا بیٹا عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قمیص مبارک اسے عطا فرمائیں، تاکہ وہ اپنے باپ کو اس میں کفن دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قمیص اسے عطا فرما دی۔ پھر اس نے عرض کی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبہ:80) اور میں ستر بار سے زائد مرتبہ مغفرت طلب کروں گا۔ سو آپ نے فرمایا: بلاشبہ وہ منافق ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ پڑھنی ترک فرما دی(1)۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی کو اس کے باپ نے کہا: اے میرے بیٹے! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا میرے لیے تلاش کر اور اس میں مجھے کفن دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میری نماز جنازہ پڑھائیں۔ راوی کا بیان ہے: کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ عبداللہ کے شرف اور اس کی سرداری کو جانتے ہیں، وہ آپ کے کپڑوں میں ایک کپڑے کی التجاء کر رہا ہے، ہم اسے اس میں کفن دیں گے اور کیا آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں گے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ عبداللہ اور اس کے نفاق سے خوب واقف ہیں۔ کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 287، دارالکتب العلمیہ بیروت

گے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبہ: 80) اور فرمایا میں ستر مرتبہ سے زائد بار استغفار کروں گا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۔ الآیہ۔ راوی کا قول ہے: کہ آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور اس آیت کے بارے آپ کو اطلاع دی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (المنافقون: 6) (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول اس مرض میں مبتلا ہوا جس کے سبب وہ فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیمار پرسی فرمائی۔ جب وہ مر گیا تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ فرمایا: قسم بخدا ہم نے ابھی چند راتیں ہی گزاریں تھیں کہ اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا ...... الآیہ۔

امام ابن ماجہ، بزار، ابن جریر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مدینہ طیبہ میں رأس المنافقین فوت ہوا اور اس نے وصیت کی کہ حضور نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اور اسے آپ ﷺ کی قمیص میں کفن دیا جائے۔ پس اس کا بیٹا حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے باپ نے وصیت کی ہے کہ اسے آپ کی قمیص میں کفن دیا جائے۔ سو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی، اسے اپنی قمیص پہنائی اور اس کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی (2)۔ (الف)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 230

(الف) عبداللہ بن ابی مرا تو حضور ﷺ نے کفن کے لیے اپنی قمیص عطا فرمائی۔ تو اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ: آپ اس ناپاک اور گندے کو اپنی قمیص کیوں مرحمت فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے حقیقت سے نقاب اٹھایا اور فرمایا "اے عمر! اس کا فرو منافق کو میری قمیص کچھ نفع نہیں پہنچائے گی اس کے دینے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہزاروں آدمیوں کو مشرف باسلام کرے گا"۔ منافقوں کا ایک انبوہ کثیر ہر وقت عبداللہ کے پاس رہتا تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ نابکار ساری عمر مخالفت کرنے کے باوجود اپنی بخشش و نجات کے لیے آپ کی قمیص کا سہارا لے رہا ہے تو ان کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے اور یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ اس رحمت عالمیاں کی بارگاہ بے کس پناہ کے بغیر اللہ کے ہاں منظور نا ممکن ہے تو بجائے اس کے کہ حالت یاس میں اس کا دامن پکڑنے کی ناکام کوششیں کریں ہم اب ہی کیوں نہ اس پر ایمان لے آئیں اور سچے دل سے اپنی گزشتہ خطاؤں کی معافی مانگ لیں اور اس کی شفاعت کے مستحق ہو جائیں۔ چنانچہ اس دن ایک ہزار منافق اس قمیص کی برکت اور قمیص والے کے حسن خلق سے مشرف باسلام ہو گئے۔ صحیح بخاری کی یہ حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ حضور کی شان رحمت للعالمینی کی وسعتوں کا آپ کو کچھ نہ کچھ اندازہ ہو جائے گا" حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ اس بدبخت کی نماز جنازہ پڑھانا چاہتے ہیں جس نے فلاں دن ایسے ایسے ہذیان سرائی کی تھی، فلاں روز ایسی ایسی گستاخیاں کی تھی؟ حضور نے فرمایا "عمر! ان باتوں کو رہنے دو اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے چاہے تو ان کے لیے مغفرت طلب کروں یا چاہے تو مغفرت طلب نہ کروں اگر میں یہ جانتا کہ میں ستر بار سے زیادہ اگر اس کے لیے مغفرت طلب کروں گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا تو میں ستر بار سے زیادہ اس کے لیے مغفرت طلب کرتا۔ اس کے فورا بعد یہ آیت نازل ہوئی" ولا تصل علی احد" الآیہ، نہ پڑھیے نماز جنازہ کسی پر ان میں سے جو مر جائے اور کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر بے شک انہوں نے کفر کیا اور اس کے رسول کے ساتھ اور وہ مرے اس حالت میں کہ وہ نافرمان تھے" اس کے بعد سرکار دو عالم نے کبھی کسی منافق کے لیے نہ مغفرت کی دعا کی اور نہ اس کی قبر پر تشریف لے گئے"۔ (ضیاء النبی، جلد 4، صفحہ 726 تا 728، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ)

امام ابویعلی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کا کپڑا پکڑ لیا اور کہا: وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔ (3)

ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عبداللہ بن ابی کے پاس ٹھہرے اور اسے دعوت دی۔ تو اس کے لیے یہ انتہائی تکلیف دہ ثابت ہوا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک کو پکڑ لیا۔ تو حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک سے اپنا ہاتھ روک لے قسم بخدا! اگر آپ ﷺ مجھے اجازت فرمائیں۔ تو میں ہتھیار سے تیرا کام تمام کردوں۔ پھر وہ بیمار ہو گیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ آپ کو بلا رہا ہے اور اس نے آپ کی قمیص بھی طلب کی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: قسم بخدا وہ اس کا اہل نہیں کہ آپ اس کے پاس جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ پس آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا: تیری یہودیوں کے ساتھ دوستی اور محبت نے تجھے ہلاک کر دیا ہے۔ اس نے کہا: میں نے آپ کو صرف اس لیے بلایا ہے تا کہ آپ میرے لیے مغفرت طلب کریں۔ اس لیے آپ کو نہیں بلایا کہ آپ مجھے ملامت کریں اور ڈانٹیں۔ پھر اس نے عرض کی: آپ مجھے اپنی قمیص عطا فرمایئے۔ تا کہ اس میں مجھے کفن دیا جائے۔ سو آپ ﷺ نے اسے قمیص عطا فرمائی۔ آپ نے اس کے جسم پر تھوکا اور اس کی قبر میں بھی اترے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔ راوی کا بیان ہے: پس انہوں نے قمیص کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری قمیص اسے کوئی فائدہ نہیں دے گی۔ قسم بخدا! مجھے امید ہے اس کے سبب بنی خزرج میں سے ہزار سے زائد افراد اسلام قبول کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ۔ الآیہ۔

وَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾

"اور جب نازل کی جاتی ہے کوئی سورۃ (جس میں حکم ہوتا ہے کہ) ایمان لاؤ اللہ پر اور جہاد کرو اللہ کے رسول کے ہمراہ تو اجازت طلب کرنے لگتے ہیں آپ سے جو طاقت والے ہیں ان میں سے اور کہتے ہیں رہنے دیجئے ہمیں تا کہ ہوں ہم پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اُولُوا الطَّوْلِ کا معنی اہل الغنی (دولت مند لوگ) ہیں (2)۔

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 231، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 233

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ ۫ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۸۸ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝۸۹

''انہوں نے یہ پسند کیا کہ ہو جائیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر تو وہ کچھ نہیں سمجھتے لیکن رسول اور جو ایمان لائے اس کے ساتھ انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اور انہی کے لیے ساری بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں تیار کر رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہنے والے ہیں ان میں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مَعَ الْخَوَالِفِ سے مراد مع النساء ہے۔ یعنی انہوں نے یہ پسند کیا کہ وہ عورتوں کے ساتھ پیچھے رہ جانے والے ہو جائیں (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ آپ ثنیۃ الوداع آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رو کر یہ کہنے لگے: کیا آپ مجھے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ جائیں گے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو میرے بعد ایسے ہی ہو جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قائم مقام تھے۔ مگر نبوت کے ساتھ؟ ''اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا النُّبُوَّةَ؟''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ کا یہ معنی بیان کیا ہے انہوں نے پسند کیا ہے کہ وہ اس طرح بیٹھے رہے جس طرح عورتیں بیٹھی ہوئی ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ خوالف سے مراد عورتیں ہیں اور وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کا مفہوم ہے کہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کے سبب مہر لگا دی گئی۔

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَ قَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۹۰

''اور آئے بہانہ بنانے والے بدو تا کہ اجازت مل جائے انہیں اور بیٹھ رہے وہ جنہوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ اور اس کے رسول سے۔ عنقریب پہنچے گا جنہوں نے کفر کیا ان میں سے عذاب دردناک''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 233، بیروت

معنی ہے کہ ان میں سے اصل عذر آئے تا کہ انہیں اجازت مل جائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الْمُعَذِّرُوْنَ سے مراد وہ بہانے بنانے والے (معذرت کرنے والے) ہیں۔ آپ اسے تخفیف کے ساتھ وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الاضداد میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ پڑھتے اور فرماتے: اللہ تعالیٰ بہانے بنانے والوں پر لعنت کرے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا کون ہیں، جنہوں نے الْمُعَذِّرُوْنَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے؟ تو فرمایا وہ بنومقرن ہیں۔ اور جس کسی نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا انہوں نے ایسی شے کے ساتھ عذر پیش کیا جو ان کے لیے صحیح عذر نہیں تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ یہ آیت پڑھتے اور فرماتے انہوں نے ایسی شے کے ساتھ معذرت پیش کی جو درست اور حق نہ تھی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میرے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ بنی غفار کا ایک گروہ تھا۔ وہ آئے اور معذرت کرنے لگے، ان میں سے ایک خرصہ میں میں سے خفاف بن ایماء بھی تھا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۱﴾

"نہیں ہے کمزوروں پر اور نہ بیماروں پر اور نہ ان پر جو نہیں پاتے وہ مال جسے خرچ کریں (اگر یہ پیچھے رہ جائیں) کوئی حرج جب کہ وہ مخلص ہوں اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے۔ نہیں ہے نیکوکاروں پر الزام کی کوئی وجہ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام ابن ابی حاتم، دارقطنی نے الافراد میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سورۂ براءت لکھ رہا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتا میں اسے لکھ لیتا تھا اور میں اپنا قلم اپنے کانوں پر رکھے ہوئے تھا کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قتال کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم احکام نازل ہونے کا انتظار فرمانے لگے کہ اتنے میں ایک نابینا آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں تو نابینا ہوں۔ میرے لیے کیا حکم ہے؟ تو اسی وقت مذکورہ آیت لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے

بارے فرمایا کہ یہ عائذ بن عمرو اور دوسروں کے بارے میں نازل ہوئی(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ (التوبہ:43) سے لے کر مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ تک سب آیات منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں۔

رہا یہ ارشاد گرامی کہ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ تو ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ صائدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حواریوں نے کہا: اے روح اللہ! ہمیں بتایئے اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وہ جو اللہ تعالیٰ کے حق کو لوگوں کے حق پر ترجیح دیتا ہے۔ جب اسے دو امر پیش آ جائیں یا جب اس کے سامنے امر دنیا بھی ہو اور امر آخرت بھی تو وہ آغاز امر آخرت سے کرے اور اس سے فارغ ہونے کے بعد امر دنیا کی طرف متوجہ ہو(2)۔

امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین نصیحت ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: کن کے لیے یا رسول اللہ ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمان ائمہ کے لیے اور مسلمان عوام الناس کے لیے(3)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ دین نصیحت ہے۔ عرض کی گئی: کن کے لیے یا رسول اللہ! ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کے رسول کے لیے، مسلمان ائمہ کے لیے اور مسلمان عوام الناس کے لیے(4)۔

امام بخاری، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت نماز قائم کرنے زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کے لیے مخلص ہونے کی شرط پر کی(5)۔

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارشاد فرمایا: جو عبادت میرے بندے نے میرے لیے مخلص ہو کر کی وہ سب سے پسندیدہ ہے۔ ''اَحَبُّ مَا تَعَبَّدَنِيْ بِهٖ عَبْدِيْ اِلَيَّ النُّصْحُ لِيْ'' (6)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ روایت لکھی ہے کہ کسی راہب نے ایک آدمی کو کہا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کے لیے اس طرح مخلص ہونے کی نصیحت کرتا ہوں۔ جیسے کتا اپنے گھر والوں کے لیے مخلص ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ اسے بھوکا بھی رکھتے ہیں اور اسے دور بھی بھگاتے ہیں اور وہ اس سے انکار کرتا ہے مگر یہ کہ وہ ان کی حفاظت اور نگہبانی کرتا ہے اور ان کے لیے مخلص بھی ہوتا ہے۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ کی تفسیر میں کہا ہے: ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 237، بیروت
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 135، دار صادر بیروت
3۔ سنن نسائی، جلد 7، صفحہ 157، دار الحدیث قاہرہ
4۔ الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی، جلد 3، صفحہ 324، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 86 (1925)
6۔ نوادر الاصول، صفحہ 135، دار صادر بیروت

پر الزام کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے مخلص ہیں اور وہ جہاد کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں معذور قرار دیا ہے اور ان کے لیے وہی اجر رکھا ہے جو مجاہدین کے لیے مقرر کیا ہے۔ کیا آپ نے یہ سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا یَسْتَوِی الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ (النساء:95) ''نہیں برابر ہو سکتے (گھروں میں) بیٹھنے والے مسلمان سوائے معذوروں کے''۔ پس وہ لوگ جنہوں نے ضعفاء اور معذوروں میں سے عذر پیش کیے اور وہ لوگ جو خرچ کرنے کے لیے بھی کچھ نہیں پاتے، اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھی جہاد کرنے والوں کی طرح ہی اجر مقرر کیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک سے واپس لوٹے اور مدینہ طیبہ میں داخل ہونے کے قریب پہنچے تو فرمایا تحقیق تم نے مدینہ طیبہ میں ایسے آدمی چھوڑے ہیں جو تمہارے ساتھ سفر پر نہیں گئے، تم نے ان کی کوئی شے خرچ نہیں کی، اور نہ تم نے ان کے ساتھ وادیوں کو طے کیا ہے، مگر اس کے باوجود اس غزوہ میں وہ تمہارے ساتھ تھے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہمارے ساتھ کیسے ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ وہ مدینہ طیبہ میں ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عذر کے سبب رکے تھے (1)۔

امام احمد، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے مدینہ طیبہ میں ایسے لوگ پیچھے چھوڑے ہیں جنہوں نے نہ تمہارے ساتھ وادیوں کو طے کیا ہے اور نہ وہ تمہارے ساتھ شریک سفر بنے۔ مگر اس کے باوجود اجر میں وہ تمہارے ساتھ شریک ہیں کیونکہ انہیں بیماری نے روک لیا ہے (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کے ضمن میں فرمایا: اور اللہ تعالیٰ گناہ اور جرم کرنے والوں کے لیے بخشش فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۪ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ﴿۹۲﴾

''اور نہ ان پر (کوئی الزام ہے) جو جب حاضر ہوئے آپ کے پاس تاکہ آپ سوار کریں انہیں تو فرمایا آپ نے میں نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں وہ لوٹتے ہیں اس حال میں کہ ان کی آنکھیں بہا رہی ہوتی ہیں آنسو اس غم میں کہ افسوس نہیں ان کے پاس جو وہ خرچ کریں''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق تم نے مدینہ طیبہ میں ایسی اقوام کو چھوڑا ہے جنہوں نے تمہارے ساتھ کوئی خرچہ نہیں کیا، وادیوں کو طے نہیں کیا اور نہ تمہارے ساتھ دشمن کا

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 160، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 300

سامنا کیا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ اجر میں تمہارے ساتھ شریک ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ جہاد کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی، ان میں عبداللہ بن معقل مزنی بھی تھے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمیں سوار کیجیے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! میں کوئی ایسی شے نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ پس وہ واپس چلے اس حال میں کہ وہ رو رہے تھے اور ان پر یہ احساس غالب تھا کہ انہیں جہاد سے روک دیا گیا ہے اور وہ خود نہ تو خرچ پاتے تھے اور نہ ہی سواری۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر قبول کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ ...... الآیہ۔ (1)

امام ابن سعد، یعقوب بن سفیان نے تاریخ میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے بلاشبہ میں اس گروہ میں سے ہوں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ ...... الآیہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے سواری کا مطالبہ کرنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایسی کوئی شے نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ ...... الآیہ۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ سات افراد تھے یعنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر، بنی واقن میں سے حرمی بن عمرو، بنی مازن سے ابن نجار عبدالرحمٰن بن کعب اس کی کنیت ابولیلیٰ تھی، بنی معلّٰی میں سے سلمان بن صخر، بنی حارثہ سے عبدالرحمٰن بن زید ابوعبلہ، بنی سلمہ سے عمرو بن غنمہ اور عبداللہ بن عمرو مزنی (2)۔

امام ابن مردویہ نے مجمع بن حارثہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سواری کا مطالبہ کیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: میں کوئی شے نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں۔ وہ سات افراد تھے یعنی علیہ بن زید حارثی، عمر بن غنم ساعدی، عمرو بن ہرمی رافعی، ابولیلیٰ مزنی، سالم بن عمرو عمری، سلمہ بن صخر زرقی اور عبداللہ بن عمرو مزنی۔

امام عبدالغنی بن سعید نے تفسیر میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: ان افراد میں سے سالم بنی عمیر بن عمرو بن عوف میں سے ایک تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر کلاعی رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ ان میں سے تھے جن کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ ...... الآیہ"

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ نے مذکورہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 10، صفحہ 237، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 239

آیت کے بارے فرمایا: وہ مدینہ میں سے بنومقرن تھے اور وہ سات افراد تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے قسم بخدا! میں ان افراد میں سے ایک ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ...... الآیہ"

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے زہری، یزید بن یسار، عبداللہ بن ابی بکر اور عاصم بن عمرو بن قتادہ وغیرہم افراد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور وہ رو رہے تھے۔ وہ سات افراد تھے جن کا تعلق انصار اور دوسروں سے تھا۔ وہ بنی عمرو بن عوف میں سے سالم بن عمیر، بنی حارث سے عتبہ بن زید، بنی مازن سے ابن النجار ابولیلیٰ عبدالرحمٰن بن کعب، بنی سلمہ میں سے عمرو بن عمرو بن جہام بن جموح، بنی واقف سے ہرمی بن عمرو، بنی مزینہ سے عبداللہ بن معقل اور بنی فزارہ سے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہم تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کا مطالبہ کیا اور یہ حاجت مند تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں کوئی نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت معقل بن یسار ان رونے والوں میں سے تھے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ...... الآیہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں نے مذکورہ آیت کے بارے میں کہا: کہ یہ آیت عبداللہ بن معقل مزنی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تاکہ آپ انہیں سوار کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوشریح الکعبی ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ...... الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ارشاد باری تعالیٰ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ میں پانی اور زادراہ کا بیان ہے (میں نہیں پاتا وہ (یعنی پانی اور زادراہ) جو میں تمہیں عطا کروں)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن صالح نے کہا کہ مجھے جہینہ کے مشائخ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم نے ان لوگوں کو پایا ہے جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواریوں کی التجاء کی تھی۔ سو انہوں نے عرض کی کہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف گھوڑوں پر سوار کرنے کی التجاء کی تھی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواریوں کا سوال نہیں کیا تھا بلکہ صرف نعل بندوں کا سوال کیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھوڑے کی نعل کی درخواست کی تھی۔

اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ وَهُمۡ اَغۡنِيَآءُ ۚ رَضُوۡا بِاَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مَعَ الۡخَـوَالِفِ ۙ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ فَهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۳﴾ يَعۡتَذِرُوۡنَ اِلَيۡكُمۡ اِذَا رَجَعۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ ‌ؕ قُلْ لَّا تَعۡتَذِرُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ لَـكُمۡ قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ‌ ؕ وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمۡ وَرَسُوۡلُهٗ ثُمَّ تُرَدُّوۡنَ اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمۡ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۹۴﴾ سَيَحۡلِفُوۡنَ بِاللّٰهِ لَـكُمۡ اِذَا انْقَلَبۡتُمۡ اِلَيۡهِمۡ لِتُعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ ؕ فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمۡ‌ ؕ اِنَّهُمۡ رِجۡسٌ‌ وَّمَاۡوٰٮهُمۡ جَهَـنَّمُ‌ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَكۡسِبُوۡنَ ﴿۹۵﴾ يَحۡلِفُوۡنَ لَـكُمۡ لِتَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ‌ ۚ فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۹۶﴾

''الزام تو بس ان لوگوں پر ہے جو اجازت مانگتے ہیں آپ سے حالانکہ وہ مالدار ہیں وہ راضی ہو گئے اس پر کہ ہو جائیں پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ اور مہر لگا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پس وہ (کچھ) نہیں جانتے۔ وہ بہانے پیش کریں گے تمہارے پاس جب تم لوٹ کر جاؤ گے ان کی طرف، فرمایئے، بہانے مت بناؤ ہم نہیں اعتبار کریں گے تم پر، آگاہ کر دیا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری خبروں پر، اور دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارا عمل اور اس کا رسول پھر لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کو پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے سامنے جب تم لوٹو گے ان کی طرف تاکہ تم معاف کر دو انہیں سو منہ پھیر لو ان سے یقیناً وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے بدلہ اس کا جو وہ کمایا کرتے تھے۔ وہ قسمیں کھاتے ہیں تمہارے لیے تاکہ تم خوش ہو جاؤ ان سے۔ سو (یاد رکھو) اگر تم خوش ہو بھی گئے ان سے تو پھر بھی اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوگا نافرمانوں کی قوم سے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ اِنَّمَا السَّبِيۡلُ عَلَى الَّذِيۡنَ يَسۡتَاۡذِنُوۡنَكَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس آیت سے لے کر فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرۡضٰى عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِيۡنَ تک تمام آیات منافقین کے بارے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قَدۡ نَبَّاَنَا اللّٰهُ مِنۡ اَخۡبَارِكُمۡ کے متعلق حضرت سدی رحمہ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آگاہ فرمادیا ہے کہ اگر تم نکلو تو ہماری پریشانی اور غم میں ہی اضافہ کرو گے۔ اور فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ کے بارے فرمایا: جب حضور نبی کریم ﷺ لوٹ کر واپس تشریف لائے تو فرمایا تم نہ ان کے ساتھ کلام کرو اور نہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھو۔ پس انہوں نے ان سے اسی طرح اعراض کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ کا معنی ہے تا کہ تم ان سے درگزر کرلو۔

اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۹۷

''اعرابی زیادہ سخت ہیں کفر اور نفاق میں اور حق دار ہیں کہ نہ جانیں وہ احکام جو نازل کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا پھر ان میں سے استثنیٰ کی اور فرمایا: وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:99) الآیہ۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ سے مراد وہ لوگ ہیں جو احکام و سنن کا بہت کم علم رکھنے والے ہیں۔

امام ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زید بن صوحان بیان کر رہے تھے تو ایک اعرابی نے کہا: کہ تیری گفتگو تو مجھے تعجب میں ڈال رہی ہے اور تیرا ہاتھ مجھے شک میں ڈال رہا ہے۔ تو اس نے کہا: کیا تو اسے بایاں گمان کر رہا ہے؟ تو اعرابی نے جواب دیا: قسم بخدا! میں یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ دایاں کاٹیں گے یا کہ بایاں؟ تو زید نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا مدینہ طیبہ کے منافقین میں سے بڑھ کر اعرابی کفر اور نفاق میں سخت ہیں اور وہ یہ حق رکھتے ہیں کہ جو فرائض اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائے اور جو جہاد کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دیا اسے نہ جانیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت کلبی رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے یہ کہا ہے کہ یہ آیت بنی اسد اور بنی غطفان کے بارے میں نازل کی گئی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا تلاوت کرے، تو اسے چاہیے کہ وہ دوسری آیت بھی تلاوت کرے اور وہ خاموش نہ ہو اور وہ آیت یہ ہے وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:99)

امام احمد، ابوداؤد اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے امام نسائی اور علامہ بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے صحراء میں سکونت اختیار کی، تو اس نے ظلم و جفا کی، جس کسی نے شکار کا پیچھا کیا، وہ غافل ہوا اور جو سلطان کے پاس آیا، تو وہ فتنے میں مبتلا ہوا (1)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو کوئی بدو بنا اس نے جفا کی جس کسی نے شکار کا پیچھا کیا وہ غافل ہوا اور جو کوئی سلطان کے دروازے پر آیا وہ فتنے اور آزمائش میں مبتلا ہوا اور سلطان کے قرب میں اضافہ ہی اللہ تعالیٰ سے بعد اور دوری میں اضافہ ہے (2)۔

وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۹۸﴾

"اور بعض بدو ایسے ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ جو وہ (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں وہ تاوان ہے۔ اور منتظر ہیں تمہارے لیے زمانہ کی) گردشوں کے (حقیقت میں) انہی پر ہے بری گردش۔ اور اللہ تعالیٰ سمیع (و) علیم ہے"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی ثواب اور جزا کی امید ہی نہیں رکھتے اور جو وہ صدقات و خیرات دیتے ہیں وہ ان کے لیے اجر ہے۔ اور وَّ يَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ کا معنی ہے اور منتظر ہیں تمہارے لیے ہلاکتوں کے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یہ دیہاتیوں میں سے منافقین ہیں جو دکھاوے اور غزوات پر جانے، جنگ میں شریک اور قتال کرنے سے بچنے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور وہ اپنے اخراجات کو تاوان گمان کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جو کچھ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں اسے وہ تاوان شمار کرتے ہیں جو وہ ادا کر رہے ہیں۔ اور وہ حضرت محمد ﷺ کے لیے (نعوذ باللہ) ہلاکت کا انتظار کر رہے ہیں۔

وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَاۤ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۹﴾

"اور کچھ دیہاتیوں میں سے وہ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روز قیامت پر اور سمجھتے ہیں جو وہ خرچ کرتے ہیں قرب الٰہی اور رسول (پاک) کی دعائیں لینے کا ذریعہ ہے۔ ہاں ہاں وہ ان کے لیے باعث قرب ہے، ضرور داخل فرمائے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 47، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

امام سنید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ کے بارے یہ قول بیان نقل کیا ہے کہ یہ بنو مقران ہیں جو کہ مزینہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہی کے بارے اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: وَّ لَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ (التوبۃ: 92)'' اور نہ ان پر (کوئی الزام ہے) جو جب حاضر ہوئے آپ کے پاس تاکہ آپ انہیں سوار کریں'' (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار کرنا (دعائے مغفرت مانگنا) ہے (2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ دیہاتیوں کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی ثناء اور تعریف ہے اور صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ہیں۔

وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾

'' اور سب سے آگے آگے سب سے پہلے پہلے ایمان لانے والے مہاجرین اور انصار سے اور جنہوں نے پیروی کی ان کی عمدگی سے راضی ہوگیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہوگئے وہ اس سے اور اس نے تیار کر رکھے ہیں ان کے لیے باغات بہتی ہیں ان کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں ابد تک۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے''۔

امام ابوعبید، سنید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حبیب الشہید رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت عمرو بن عامر انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ تو آپ نے الانصار کو رفع (پیش) کے ساتھ پڑھا اور الَّذِيْنَ کے ساتھ واؤ ذکر نہیں کی۔ تو حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یہ'' والذین'' ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ'' الذین'' ہے۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین زیادہ جانتے ہیں پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ وہ انہیں لے آئے تو آپ نے اس کے بارے ان سے پوچھا۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا'' والذین'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب بہت اچھا ہوا۔ چنانچہ آپ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی اتباع اور پیروی کی (3)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 13

ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اس طرح پڑھ رہا تھا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ہاتھ سے پکڑا اور پوچھا: تجھے اس طرح کس نے پڑھایا ہے؟ اس نے جواب دیا: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے۔ آپ نے فرمایا تو مجھ سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ میں تجھے ان کے پاس لے جاؤں گا۔ چنانچہ آپ جب ان کے پاس پہنچے۔ تو فرمایا کہ تم نے اسے یہ آیت اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے پوچھا: کیا تم نے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ آپ نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تحقیق میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ ہم اتنی بلندی اور رفعت پر فائز ہیں کہ ہمارے بعد کوئی بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی تصدیق سورۂ جمعہ کی ابتدائی آیت سے بھی ہوتی ہے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعہ: 3) اسی طرح سورۂ حشر میں ہے: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (الحشر: 10) اور سورۂ الانفال میں ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ (الانفال: 75) (1)

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو اسامہ اور محمد بن ابراہیم تیمی دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ یہ پڑھ رہا تھا: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے۔ پس جب وہ آدمی واپس پھرا۔ تو آپ نے فرمایا: تمہیں یہ آیت کس نے پڑھائی ہے؟ اس نے کہا: یہ آیت مجھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ان کے پاس چلو۔ پس جب دونوں ان کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا: اے ابو منذر! تو آپ مجھے یہ بتائیے کہ کیا یہ آیت تم نے اسے پڑھائی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اس نے سچ کہا ہے۔ میں نے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دھن مبارک سے سنی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ تیسری بار انہوں نے پھر پوچھا تو انہوں نے حالت غضب میں کہا: جی ہاں، قسم بخدا! بالیقین اللہ تعالیٰ نے یہ آیت حضرت جبرائیل علیہ السلام پر نازل کی ہے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے۔ اس میں خطاب اور اس کے بیٹے کی کوئی مشاورت نہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ بلند کرتے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے نکل گئے اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب منہ کر کے نمازیں ادا کی ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے بارے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قبلتین کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 12

2B

امام ابن منذر اور ابونعیم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن اور محمد بن سیرین رحمہما اللہ دونوں نے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قبلتین کی جانب منہ کر کے نماز ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور وہ اہل بدر ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت سلمان اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابوالشیخ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی تفسیر میں فرمایا کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو بیعت رضوان کے وقت حاضر تھے اور سب سے پہلے سنان بن وہب اسدی نے بیعت رضوان کے وقت بیعت کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت غیلان بن جریر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا اپنے لیے انصار کا نام تم نے خود رکھا ہے یا آسمان سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ہمیں یہ نام عطا فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے انصار سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا اور جس نے انصار کا بغض رکھا اللہ تعالیٰ اسے مبغوض قرار دے گا (1)۔

امام احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کی علامت انصار کی محبت ہے اور نفاق کی علامت انصار کا بغض ہے (2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! انصار کی، انصار کے بیٹوں کی، انصار کی ازواج کی اور انصار کی اولادوں کی مغفرت فرما، انصار میری جماعت اور میری حفاظت کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ اگر لوگ اپنی اپنی جماعت کو اختیار کرلیں اور انصار بھی اپنی جماعت بنالیں تو میں انصار کی جماعت کو اپنا لوں۔ اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت حارث بن زیاد رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے انصار سے محبت کی اللہ تعالیٰ اس وقت اس سے اظہار محبت فرمائے گا جب وہ اس سے ملاقات کریں گا اور جس نے انصار کا بغض رکھا اللہ تعالیٰ اس وقت اس سے اظہار نفرت فرمائے گا جب وہ اس سے ملے گا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! انصار پر، انصار کی اولاد پر اور انصار کی اولاد کی اولاد پر رحمت نازل فرما۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 96، دار صادر بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 60، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 139، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 321

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ وادی اور گھاٹی میں چلیں اور تم بھی وادی اور گھاٹی میں چلو، تو میں بالیقین تمہاری وادی اور تمہاری گھاٹی میں چلوں گا۔ تم شعار (وہ لباس جو جسم کے ساتھ لگا ہوا ہو) اور لوگ دثار (کپڑوں کے اوپر لی ہوئی گرم چادر) ہیں۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں یقیناً انصار کا ایک فرد ہوتا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک بلند کیے یہاں تک کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی اور رب کریم کی بارگاہ میں اس طرح دعا کی: اے اللہ! انصار کی، انصار کے بیٹوں کی اور انصار کے بیٹوں کے بیٹوں کی مغفرت فرما۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار سے محبت نہیں رکھے گا مگر مومن اور انصاری سے بغض نہیں رکھے گا مگر منافق اور جو ان سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے اظہار نفرت فرمائے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے ترمذی نے حسن کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "خبردار سنو! میری جماعت وہ ہے جس کے پاس میرے اہل بیت نے پناہ لی اور بلاشبہ میری جماعت انصار ہیں۔ پس تم ان کے غلطیاں کرنے والوں کو معاف کردو اور ان کے محسن کو قبول کرلو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ قبیلہ انصار میں سے ہے، ان کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض نفاق ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اے اللہ! انصار کی، انصار کے بیٹوں کی، انصار کی عورتوں کی، انصار کے بیٹوں کی عورتوں کی اور انصاری کے پوتوں کی عورتوں کی مغفرت فرما۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ انصار کے ساتھ بغض نہیں رکھے گا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن رفاعہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے لیے اس طرح دعا کی: اے اللہ انصار کی، انصار کی اولادوں کی، ان کی اولادوں کی اولادوں کی، ان کے غلاموں کی اور ان کے پڑوسیوں کی مغفرت فرما۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار سب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے دوست اور موالی

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 60، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، جلد 5، صفحہ 671 (3904)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 671 (3906)

ہیں۔ آپ کے سوا ان کے لیے کوئی آقا اور مولیٰ نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا آدمی جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ انصار کے ساتھ بغض نہیں رکھ سکتا (2)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ مال غنیمت جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو غزوۂ حنین میں عطا فرمایا تھا، قریش میں سے اہل مکہ اور دوسرے لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا تو انصار غضب ناک ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے گروہ انصار! اس مال غنیمت کے بارے میں تمہاری گفتگو مجھ تک پہنچی ہے جس کی تقسیم میں میں نے لوگوں کو ترجیح دی۔ تا کہ میں انہیں اسلام کی طرف مائل کر سکوں۔ تا کہ وہ آج کے بعد بھی شہادت دیں کیونکہ ابھی تھوڑا وقت گزرا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اسلام داخل کیا ہے۔ اے گروہ انصار! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کی دولت سے سرفراز فرما کر تم پر احسان نہیں کیا ہے؟ اور تمہیں خصوصی عزت و کرامت سے نوازا ہے اور تمہیں حسین ترین نام یعنی انصار اللہ و انصار الرسول عطا فرما کر تم پر احسان نہیں فرمایا ہے؟ اگر ہجرت نہ ہوتی تو یقیناً میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور تم ایک وادی میں چلو تو میں یقیناً تمہاری وادی میں چلوں گا۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ یہ بھیڑیں، بکریاں، چوپائے اور اونٹ لے کر جائیں اور تم رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لے کر جاؤ؟ تو انہوں نے عرض کی:، ہم راضی ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ میں نے کہا ہے اس کے بارے مجھے جواب دو۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں تاریکی اور ظلمت میں پایا۔ تو آپ کے سبب اللہ تعالیٰ نے ہمیں نور اور روشنی عطا فرما دی اور آپ نے ہمیں آگ کے گڑھے کے کنارے پر پایا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ ہمیں اس میں گرنے سے بچا لیا اور آپ نے ہمیں بھٹکا ہوا پایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی وساطت سے ہمیں ہدایت عطا فرما دی۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسے رب مانتے ہوئے، اسلام کے ساتھ اسے دین مانتے ہوئے اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ انہیں نبی تسلیم کرتے ہوئے راضی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! اگر تم مجھے اس قول کے سوا کوئی اور جواب دیتے تو میں یقیناً کہتا: تم نے سچ کہا ہے۔ اگر تم کہو کیا تم بھاگ کر ہمارے پاس نہیں آئے اور ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ جھٹلائے ہوئے آئے اور ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ مدد سے محروم ہو کر آئے تو ہم نے آپ کی مدد کی، ہم نے آپ سے اس کو قبول کیا جسے لوگوں نے رد کر دیا اگر تم یہ کہتے تو یقیناً تم سچ کہتے، تو ان سب نے کہا: بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کا ہم پر اور ہمارے علاوہ دوسروں پر احسان اور فضل ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں کے تین مراتب ہیں: مہاجرون الاولون (سب سے پہلے ہجرت کرنے والے) اور وہ لوگ جنہوں نے احسان کے ساتھ ان کی اتباع کی، پھر

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 60، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، جلد 2، صفحہ 377 (3440) دار الفکر بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 151 (6665) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

وہ لوگ جو ان کے بعد آئے، وہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے گئے اور سب سے اچھا وہی ہے جو اس مرتبہ میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کسی صحابی کا ذکر کیا اور اس کا نقص بیان کیا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ۔

حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد قیامت قائم ہونے تک اہل اسلام میں سے باقی رہنے والے لوگ ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عصمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے تابعین کے بارے سفیان سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو پایا مگر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پایا۔ میں نے وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد آئیں گے۔ میں نے کہا: کیا یوم قیامت تک؟ انہوں نے کہا: میں امید رکھتا ہوں۔

امام ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابوصخر حمید بن زیاد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کو کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے بارے بتائیے، میں صرف آزمائش کا ارادہ رکھتا ہوں؟ تو انہوں نے کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کی مغفرت فرمادی ہے اور ان سب کے لیے اپنی کتاب میں جنت واجب کردی ہے چاہے وہ نیکیاں کرنے والے ہوں یا خطاؤں کا ارتکاب کرنے والے۔ میں نے اس سے کہا: کون سا وہ مقام ہے جہاں اپنی کتاب میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت واجب قرار دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ۔ الآیہ۔

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمیع اصحاب کے لیے جنت اور اپنی رضا واجب کردی ہے۔ اور تابعین پر ایسی شرط عائد کی ہے جو ان پر نہیں لگائی۔ میں نے پوچھا: ان پر کون سی شرط لگائی گئی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ان پر یہ شرط عائد کی گئی ہے کہ وہ انتہائی عمدگی اور احسان کے ساتھ ان کی اتباع اور پیروی کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ اعمال حسنہ میں ان کی اقتداء کی جائے گی اور دیگر امور میں ان کی اقتداء نہیں کی جائے گی۔ ابوصخر نے کہا: گویا کہ میں نے اس سے قبل یہ آیت پڑھی ہی نہیں اور نہ میں نے اس کی تفسیر کو پہچانا۔ یہاں تک کہ محمد بن کعب پر اسے پڑھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ یحییٰ بن ابی کثیر، قاسم، مکحول، عبد بن ابی لبابہ اور حسان بن عطیہ رحمہم اللہ نے مجھے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ سے لے کر وَرَضُوْا عَنْهُ تک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ میری تمام تر امت کے لیے ہے اور رضامندی کے بعد ناراضگی نہیں ہوتی۔

وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ وَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛؔ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

"اور تمہارے آس پاس بسنے والے دیہاتیوں سے کچھ منافق ہیں اور کچھ مدینہ کے رہنے والے پکے ہو گئے ہیں نفاق۔ میں تم نہیں جانتے ان کو ہم جانتے ہیں انہیں، ہم عذاب دیں گے انہیں دو بار پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے قیام فرما ہوئے۔ تو فرمایا: اے فلاں کھڑے ہو جا اور نکل جا۔ کیونکہ تو منافق ہے۔ پس آپ ﷺ نے انہیں ان کے نام لے لے کر نکال دیا اور انہیں خوب رسوا کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے کسی کام کے سبب اس جمعہ میں حاضر نہیں تھے۔ جب وہ لوگ مسجد سے نکل رہے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملے۔ آپ اس حیاء کے سبب ان سے چھپنے لگے کہ آپ اس جمعہ میں حاضر نہیں ہوئے اور آپ نے لوگوں کے بارے یہ گمان کیا کہ وہ جمعہ سے فارغ ہو کر واپس آرہے ہیں اور وہ لوگ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چھپنے لگے اور انہیں یہ گمان ہوا کہ آپ ان کے بارے جانتے ہیں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ لوگ ابھی تک واپس نہیں پھرے۔ اسی دوران آپ کو ایک آدمی نے کہا: اے عمر! آپ کو بشارت ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے منافقین کو آج ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ پس یہی پہلا عذاب ہے اور دوسرا عذاب عذاب قبر ہے (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ سے مراد جہینہ، مزینہ، اشجع، اسلم اور بنی غفار ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ نفاق پر قائم رہے اور انہوں نے اس طرح توبہ نہ کی جیسا کہ دوسروں نے توبہ کی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی، ابو عامر الراہب اور جد بن قیس اسی نفاق پر ہی مرے۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ کا معنی ہے ہم انہیں پہچانتے نہیں ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا حال ہے ان قوموں کا جو لوگوں کے بارے یہ گفتگو کرتے ہیں کہ فلاں جنت میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 15، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے اور فلاں جہنم میں؟ اور جب تو ان میں سے کسی سے اس کے اپنے بارے میں پوچھے تو کہتا ہے میں نہیں جانتا میری عمر کی قسم! بالیقین تو لوگوں کے اعمال کی نسبت اپنے نفس کے بارے میں زیادہ بہتر جانتا ہے اور تو نے اتنی چیزوں کا تکلف کیا ہے جن کا کسی نبی علیہ السلام نے تکلف نہیں کیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا وَ مَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (الشعرا) ''مجھے کیا خبر کہ وہ کس نیت سے ایمان لائے ہیں''۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ (الانعام) ''اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان''۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے بارے فرمایا لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ''تم نہیں جانتے ان کو ہم انہیں جانتے ہیں''(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ سے مراد بھوک (قحط سالی) اور قتل کے ساتھ انہیں عذاب دینا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابو مالک رحمہ اللہ نے کہا: سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ سے مراد بھوک اور عذاب قبر ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی کے بارے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد قبر میں عذاب دینا اور جہنم میں عذاب دینا ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے عذاب قبر کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ کے بارے کہا: اس سے مراد قبر میں عذاب دینا اور جہنم میں عذاب دینا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ کے ضمن میں حضرت ربیع نے کہا کہ وہ دنیا میں اور عذاب قبر میں مبتلا کیے جائیں گے۔ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ تو اس میں عذاب عظیم سے مراد عذاب جہنم ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ کے ضمن میں ابن زید نے کہا کہ اس سے مراد اموال و اولاد کے سبب دنیا میں عذاب دینا ہے اور یہ آیت پڑھی فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (التوبہ:55) ''سو نہ تعجب میں ڈال دیں تمہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد یہی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں ان چیزوں سے دنیوی زندگی میں''۔

یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ وہ انہیں دنیوی زندگی میں مصائب کے ذریعہ عذاب دے۔ پس یہ مصائب ان کے لیے عذاب ہیں اور مومنین کے لیے اجر ہیں۔ اور فرمایا: آخرت کا عذاب جہنم میں ہے اور آیت میں عذاب عظیم سے مراد جہنم کا عذاب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ لوگ کہتے ہیں سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ سے مراد قتل اور قتل کے بعد برزخ ہے اور برزخ سے مراد موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے تک کا وقت

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 161 (1118)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے اور عذاب عظیم سے مراد جہنم کا عذاب ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ کی تفسیر میں کہا: کہ حضور نبی کریم ﷺ منافقین کو جمعہ کے دن منبر پر اپنی زبان اقدس سے عذاب پہنچاتے تھے اور دوسرا اس سے مراد قبر کا عذاب ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ہمیں ایک ایسا شاندار اور عظیم خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے کبھی بھی اس کی مثل نہیں سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ تم میں سے بعض منافقین ہیں۔ پس میں جس کا نام لوں تو اسے چاہیے کہ وہ کھڑا ہو جا اے فلاں! تو کھڑا ہو جا، اے فلاں! تو کھڑا ہو جا۔ یہاں تک کہ وہ چھتیس افراد کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ تم میں سے ہیں۔ وہ تم میں سے ہیں اور وہ تم میں سے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ سے عافیت کی التجا کرو۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک آدمی سے ملے۔ آپ کے اور اس کے درمیان بھائی چارہ تھا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا: تیرا کیا حال ہے؟ تو اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا ہے اور اس اس طرح کہا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے سارا دن دور رکھے۔

وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۰۲

"کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اعتراف کر لیا ہے اپنے گناہوں کا۔ انہوں نے ملا جلا دیئے ہیں کچھ اچھے اور کچھ برے عمل۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ان کی توبہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ وَ اٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ان سے مراد دس افراد کا وہ گروہ ہے جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ لوٹ کر واپس تشریف لائے تو ان میں سے سات نے اپنے آپ کو مسجد کے ان ستونوں سے باندھ لیا۔ جو حضور نبی کریم ﷺ کی گزرگاہ میں واقع تھے۔ جب آپ ﷺ مسجد میں ان کی جانب لوٹ کر آئے تو جونہی انہیں دیکھا تو فرمایا: یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو باندھ رکھا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یہ ابولبابہ اور ان کے وہ ساتھی ہیں جو آپ سے پیچھے رہ گئے تھے یا رسول اللہ! ﷺ۔ انہوں نے اپنے آپ کو باندھ لیا ہے اور قسمیں اٹھا رکھی ہیں کہ انہیں کوئی نہیں کھولے گا۔ یہاں تک کہ خود حضور نبی مکرم ﷺ ان کی معذرت قبول کرتے ہوئے انہیں کھول دیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں میں انہیں نہیں کھولوں گا اور نہ ہی ان کا عذر قبول کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی انہیں کھولے گا۔ انہوں نے مجھ سے اعراض کیا ہے اور غزوہ میں مسلمانوں سے پیچھے رہے ہیں۔ جب یہ خبر ان تک پہنچی تو انہوں نے کہا: ہم اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

ہی ہمیں کھولے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی امید ہے وہی توبہ قبول فرمانے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تک یہ آیت پہنچائی انہیں کھول دیا اور ان کی معذرت قبول فرمالی۔ سو وہ اپنے مال و متاع لے کر آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہمارے مال ہیں آپ اسے ہماری جانب سے صدقہ کر دیجئے اور ہمارے لیے دعا مغفرت کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں تمہارے اموال لے لوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ''(اے حبیب!) وصول کیجئے ان کے مالوں سے صدقہ تاکہ آپ پاک کریں انہیں اور بابرکت فرمائیں انہیں اس ذریعے سے نیز دعا مانگیے ان کے لیے''۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ان کے لیے استغفار کیجئے۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ یہ ان کے لیے رحمت ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صدقہ لے لیا۔ اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔ اور ان میں سے تین آدمی تھے، جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ نہیں باندھا تھا وہ ایک سال تک ٹھہرے رہے، وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا انہیں عذاب دیا جائے گا یا ان کی توبہ قبول کی جائے گی؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (التوبہ: 117) الآیہ ''یقیناً رحمت سے توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے (اپنے) نبی پر نیز مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے پیروی کی تھی نبی کی مشکل گھڑی میں''۔ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (التوبہ: 118) ''اور ان تینوں پر بھی (نظر رحمت فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا''۔ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (التوبہ) ''تب اللہ تعالیٰ ان پر مائل بکرم ہوا تاکہ وہ بھی رجوع کریں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا (اور) ہمیشہ رحم کرنے والا ہے''۔ یعنی اگر وہ صراط مستقیم پر قائم رہے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بعینہ اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اس میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے جب کہ انہوں نے بنی قریظہ کو کچھ کہا: اور ساتھ ہی اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ذبح کر دیں گے اگر تم ان کے حکم پر نیچے اترے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ بنی قریظہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے تو انہوں نے اوپر سے جھانک کر آپ کو دیکھا اور آپ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف دعوت دینے لگے، انہوں نے کہا: اے ابولبابہ! کیا آپ ہمیں یہ حکم دیتے ہیں کہ ہم نیچے اتر آئیں؟ تو آپ نے اپنے ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا کہ ذبح کر دیئے جاؤ گے۔ پس اس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کر دی گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا۔ تیرا کیا گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ سے غافل ہے جب کہ تو اپنے حلق کی طرف اشارہ کر کے انہیں بتا رہا تھا؟ پس وہ کچھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 18، بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 271، دار الکتب العلمیہ بیروت

وقت ٹھہرے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے۔ اور یہی غزوہ غزوۃ العسرہ کہلاتا ہے۔ تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جو آپ ﷺ کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ لوٹ کر واپس تشریف لائے تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے رخ زیبا پھیر لیا تو اس پر حضرت ابولبابہ بہت پریشان ہوئے اور اپنے آپ کو ستون توبہ کے ساتھ باندھ دیا۔ جو باب ام سلمہ کے پاس ہے۔ سات دن رات شدید گرمی میں اسی حال پر رہے۔ ان دنوں میں نہ کچھ کھایا اور نہ ایک قطرہ تک پیا اور کہا میں اسی جگہ پر پڑا رہوں گا۔ یہاں تک کہ میں دنیا سے مفارقت اختیار کرلوں گا یا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر نظر رحمت فرمائے گا اور میری توبہ قبول فرمائے گا، پس وہ اسی طرح پڑے رہے یہاں تک کہ کمزوری کے سبب آواز بھی نہیں سنائی دیتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ صبح وشام ان کی طرف دیکھتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور انہیں پکار کر یہ بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف آدمی بھیجا تاکہ وہ انہیں ستون سے کھول دے۔ مگر انہوں نے اس سے انکار کردیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی اور کھولے۔ پھر رسول اللہ ﷺ خود تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے انہیں کھولا۔ جب حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ تندرست ہوئے تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں اپنی قوم کا وہ گھر چھوڑ دوں گا جس میں مجھ سے یہ غلطی صادر ہوئی۔ اور میں آپ کی طرف منتقل ہوکر آپ کے پاس ہی سکونت اختیار کروں گا۔ اور میں اپنا مال بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے لیے صدقہ کردوں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری طرف سے ثلث مال کا صدقہ جائز ہے۔ چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس سکونت اختیار کرلی اور اپنا ثلث مال صدقہ کردیا۔ پھر توبہ کی۔ پھر اس کے بعد اسلام میں ان سے سوائے نیکی اور خیر کے عمل کے اور کچھ نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ دنیا سے داغ مفارقت دے گئے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے۔ تو حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھ دو اور آدمی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے۔ بعدازاں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے غوروفکر کیا۔ تو انہیں انتہائی ندامت ہوئی اور انہوں نے ہلاکت کا یقین کرلیا۔ اور انہوں نے یہ کہا: کہ ہم تو سائے میں بیٹھے ہیں اور اپنی عورتوں کے ہمراہ اطمینان اور راحت کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ دیگر اہل ایمان جہاد میں مصروف ہیں۔ قسم بخدا! ہم ضرور بر ضرور اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ باندھ دیں گے اور پھر کھولیں گے نہیں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ہی تشریف لاکر ہمیں کھولیں گے اور ہمارا عذر قبول فرمائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ چل پڑے اور اپنے آپ کو باندھ دیا اور آپ کے ساتھ دوسرے دو آدمیوں نے بھی اپنے آپ کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ دیا اور تین باقی رہے جنہوں نے اپنے آپ کو نہ باندھا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لائے تو آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 270، دارالکتب العلمیہ بیروت

صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے مسجد میں پہنچے، جب ان کے پاس سے گزر ہوا تو فرمایا: یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ باندھ رکھا ہے؟ تو ایک آدمی نے عرض کی: یہ ابولبابہ اور آپ کے دو ساتھی ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ معاہدہ کیا ہے کہ وہ اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے یہاں تک کہ آپ خود آکر انہیں کھولیں گے اور آپ ان سے راضی ہوں گے اور انہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم بخدا! میں انہیں نہیں کھولوں گا، یہاں تک کہ مجھے انہیں کھولنے کا حکم دیا جائے اور میں ان کا عذر قبول نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کا عذر قبول فرمائے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے پیچھے رکھا ہے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے اعراض کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ۔ الآیہ اور امید ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا ضرور ہوگا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھول دیا اور انہیں معذور قرار دے دیا۔ پھر حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دونوں ساتھی اپنے مالوں کے پاس گئے اور وہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کی۔ ہمارے مال لے لیجئے اور اسے ہماری جانب سے صدقہ کر دیجئے اور ہمارے لیے دعا کیجئے۔ وہ عرض کرنے لگے آپ ہمارے لیے استغفار کیجئے اور ہمیں پاک کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس میں سے کوئی شے بھی نہیں لوں گا۔ یہاں تک کہ مجھے اس کا حکم دیا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً۔ راوی کا بیان ہے وہ تین باقی رہ گئے جنہوں نے حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ سے مخالفت کی تھی اور انہوں نے توبہ نہیں کی تھی اور نہ ہی کسی شے کا انہوں نے ذکر کیا ہے اور ان کے عذر کے بارے بھی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ اور ان پر زمین وسیع ہونے کے باوجود تنگ ہو گئی انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ" الآیہ (التوبۃ: 106) پس ان لوگوں نے بھی کہنا شروع کر دیا۔ وہ ہلاک ہو گئے جب کہ ان کے لیے کوئی عذر نازل نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہنے لگے: قریب ہے اللہ تعالیٰ ان پر نظر رحمت فرمائے گا۔ پس وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کرنے لگے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ (التوبۃ: 117) الی قولہ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (التوبۃ: 118) یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ سو ان پر توبہ کا حکم نازل ہوا اور ان کے مطابق انہوں نے عمل کیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ کے ضمن میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آٹھ آدمی تھے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا تھا۔ ان میں سے کردم، مرداس اور ابولبابہ تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے اسی آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ وہ سات آدمی تھے جو غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے۔ ان میں سے چار نے کچھ اچھے عمل اور کچھ برے عمل آپس میں ملا جلا دیئے اور وہ جد بن قیس، ابولبابہ، حرام اور اوس ہیں، یہ تمام کے تمام انصار میں سے تھے ان کی توبہ قبول کر لی گئی۔ انہی کے بارے میں یہ کہا گیا ہے: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عَمَلًا صَالِحًا سے مراد ان کا رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوات میں شریک ہونا ہے اور وَّاٰخَرَ سَیِّئًا سے مراد ان کا غزوہ سے پیچھے رہنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے التوبہ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ نے کہا: قرآن کریم میں کوئی آیت نہیں ہے جو میرے نزدیک اس امت کے لیے اس آیت سے بڑھ کر امید افزا ہو: وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا۔ الآیہ (1)۔

امام ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت مطرف سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں رات کے وقت اپنے بستر پر لیٹتا ہوں اور قرآن کریم میں غور و فکر اور تدبر کرتا ہوں۔ پھر اپنے اعمال کو اہل جنت کے اعمال پر پیش کرتا ہوں تو ان کے اعمال انتہائی شدید اور سخت ہیں۔ مثلاً فرمایا كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ (الذاریات) "یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے"۔ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ﴿۶۴﴾ (الفرقان) "رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے"۔ مزید فرمایا: اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآىِٕمًا (الزمر: 9) "بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے"۔ تو میں اپنے آپ کو ان میں سے گمان نہ کرتا۔ پھر میں اپنے آپ کو ان آیات پر پیش کرتا۔ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ﴿۴۳﴾ (المدثر) "کہ کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا؟ وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے"۔ الی قولہ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۴۶﴾ (المدثر) "اور ہم روز جزا کو جھٹلایا کرتے تھے"۔ پس میں جھٹلانے والی قوم میں بھی غور و فکر کرتا اور اپنے آپ کو ان میں سے گمان نہ کرتا۔ پھر اس آیت کا حکم دیا ہے: وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ میں اور تم اے بھائیو! انہی میں سے ہیں۔

امام ابوالشیخ، ابن مندہ، ابونعیم نے العرفہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے قوی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے ان کی تعداد چھ ہے، ابولبابہ، اوس بن جذرم، ثعلبہ بن ودیعہ، کعب بن مالک، مروہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ، پس ابولبابہ، اوس بن جذام اور ثعلبہ تینوں آئے اور انہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ دیا اور پھر اپنے مال لے کر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ لے لیجئے جو ہم آپ ﷺ سے پیچھے رک گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں انہیں نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ قتال ہو جائے۔ پس قرآن نازل ہوا خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا۔ الآیہ۔ اور بعض کو توبہ سے دور کھا گیا تھا اور کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ تھے جو پیچھے رہ گئے۔ پس انہیں چالیس دن تک مؤخر کر دیا گیا۔ پس وہ نکل گئے اور اپنے خیمے لگا لیے اور آپ ﷺ نے انہیں اپنی عورتوں سے بھی جدا کر دیا۔ مسلمانوں نے ان سے دوستی قائم نہیں کی اور نہ ہی کوئی ان کے قریب گیا۔ پھر ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَیْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا ؕ

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 432 (7165) دار الکتب العلمیہ بیروت

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۝ (التوبہ) تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں یہ بشارت سنائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ احنف بن قیس نے کہا: میں نے اپنے آپ کو قرآن کریم پر پیش کیا۔ تو میں نے ایسی کوئی آیت نہیں پائی جو میرے نزدیک اس آیت سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا...... الآیہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا: اے مالک! انہوں نے توبہ کی۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ ثابت ہے۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے صحابہ کرام سے دریافت کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ تو ایک صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: کہ آج کی رات دو آنے والے میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے کہا چلو۔ پس میں ان دونوں کے ساتھ چل پڑا۔ وہ دونوں مجھے ارض مقدس کی طرف نکال کر لے گئے۔ تو ہم ایک آدمی کے پاس آئے جو لیٹا ہوا تھا جب کہ دوسرا اس کے پاس بھاری پتھر لے کر کھڑا تھا۔ وہ اس کے سر پر پتھر مارتا ہے اور اس کے سر کو کچل دیتا ہے اور پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے۔ وہ آدمی پتھر کے پیچھے جاتا ہے اور اسے اٹھا لاتا ہے۔ اس کے واپس لوٹنے سے پہلے ہی اس کا سر پہلے کی طرح تندرست اور صحیح وسالم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اس کے پاس واپس لوٹ کر دوبارہ وہی عمل کرتا ہے جو اس نے پہلی بار کیا میں نے ان دونوں سے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ تو انہوں نے مجھے جواب دیا آگے چلو، پس ہم چل پڑے۔ پھر ہم ایک آدمی کے پاس آئے جو چت لیٹا ہوا تھا۔ اور دوسرا لوہے کی سلاخ لے کر اس کے پاس کھڑا تھا۔ وہ اس کی ایک جانب سے آ کر اس کی باچھیں گدی تک چیر ڈالتا ہے، اس کی ناک اور اس کی آنکھ کو بھی گدی تک چیر ڈالتا ہے۔ پھر وہ پھر کر دوسری جانب سے آتا ہے اور اس جانب بھی وہی کچھ کرتا ہے جو پہلی جانب کیا تھا۔ میں نے کہا: سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہے؟ ان دونوں نے مجھے کہا: آگے چلو، چنانچہ ہم چل پڑے اور ہم تنور کی طرح کی شے کے پاس آئے۔ اس میں بہت شور اور آوازیں بلند ہو رہی تھیں ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا۔ تو اس میں ننگے بدن مرد اور عورتیں تھیں۔ ان کے نیچے کی جانب سے شعلہ بلند ہوتا تھا اور جب وہ شعلہ ان پر پڑتا تو وہ خوب شور کرتے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا: آگے چلو، چنانچہ ہم چل پڑے۔ پھر ہم خون کی مثل ایک سرخ نہر کے پاس آئے۔ ہم نے دیکھا کہ اس نہر میں ایک تیرنے والا آدمی تیر رہا ہے اور یہ دیکھا کہ نہر کے کنارے پر ایک دوسرا آدمی ہے جس کے پاس بہت سے پتھر ہیں۔ وہ تیرنے والا آدمی جتنا چاہتا ہے تیرتا رہتا ہے۔ پھر وہ اس کے پاس آتا ہے جس نے اپنے پاس پتھر جمع کر رکھے ہیں اور اس کے پاس آ کر وہ منہ کھولتا ہے اور وہ آدمی پتھر اس کے منہ میں ڈال دیتا ہے۔ وہ چلا جاتا ہے اور تیرنے لگتا ہے۔ پھر وہ لوٹ کر واپس آتا ہے، جب بھی وہ لوٹ کر آتا ہے تو وہ

منہ کھولتا ہے اور وہ ایک پتھر اس کے منہ میں ڈال دیتا ہے۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا۔ یہ دونوں کون ہیں؟ ان دونوں نے مجھے کہا: آگے چلو۔ پس ہم چل پڑے۔ ہم ایک ایسے کریہہ المنظر آدمی کے پاس آئے جس سے بڑھ کر یہہ اور ناپسندیدہ آپ نے نہیں دیکھا ہوگا اس کے پاس آگ ہے۔ وہ اسے ہلا کر تیز کرتا ہے اور اس کے ارد گرد دوڑ لگا رہا ہے۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا: آگے چلو، پس ہم چل پڑے اور ہم ایک گھنے سیاہ باغ میں آئے اس میں ہر جانب بہار کا نور ہے۔ ہم نے دیکھا کہ اس باغ کے درمیان ایک طویل آدمی ہے میں اس کا سر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اس کی قدوقامت آسمان کی جانب بڑھی ہوئی تھی اور اس آدمی کے گرد میں نے بہت سے بچوں کو دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے مجھے کہا: آگے چلو۔ پس ہم چل پڑے۔ تو ہم آخر میں بہت بڑے باغ تک پہنچے۔ اس سے بڑھ کر عظیم اور حسین باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان دونوں نے مجھے کہا: اس میں چڑھتے چلو۔ چنانچہ ہم اس میں چڑھتے گئے۔ اور ہم ایسے شہر تک پہنچے جسے سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا ہے۔ سو ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور ہم نے اسے کھولنے کا مطالبہ کیا تو وہ ہمارے لیے کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہو گئے اور وہاں بہت سے لوگوں نے ہم سے ملاقات کی۔ ان میں سے کچھ اپنی تخلیق میں اتنے حسین تھے کہ ان سے بڑھ کر حسین تم نے نہیں دیکھے۔ اور کچھ اتنے بدصورت تھے کہ ان سے بڑھ کر قبیح تم نے نہیں دیکھے۔ ان دونوں نے انہیں کہا جاؤ اور اس نہر میں اپنا رنگ صاف کرلو۔ وہاں ایک چوڑی نہر بہہ رہی تھی، اس کا پانی دودھ کی مثل سفید تھا۔ چنانچہ وہ گئے اور اس میں کود گئے پھر وہ لوٹ کر ہماری طرف آئے۔ تو ان سے سیاہی ہو گئی اور وہ انتہائی خوبرو اور حسین ہو گئے۔ ان دونوں نے مجھے کہا: یہ جنت عدن ہے اور یہ آپ کا محل ہے۔ انہوں نے مجھے نگاہ اوپر اٹھانے کو کہا۔ تو وہاں سفید بادل کی طرح ایک محل تھا۔ انہوں نے مجھے کہا یہ آپ کا محل اور آپ کی منزل ہے۔ میں نے انہیں کہا: بارک اللہ فیکما مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں اس میں داخل ہو سکوں۔ تو ان دونوں نے کہا: ابھی نہیں، لیکن تم بالیقین اس میں داخل ہو گے۔

میں نے ان دونوں سے کہا: میں نے آج رات عجیب وغریب مناظر دیکھے۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے بتایا: وہ پہلا آدمی جس کے پاس تم آئے اور اس کے سر کو پتھر کے ساتھ کچلا جا رہا تھا۔ وہ وہ آدمی ہے جو قرآن کریم شروع کرتا ہے اور پھر اسے چھوڑ دیتا ہے اور فرض نماز کے وقت سو جاتا ہے، قیامت قائم ہونے تک اس کے ساتھ یہی کیا جاتا رہے گا اور وہ آدمی جس کے پاس آپ آئے تو اس کی باچھیں اس کی ناک اور اس کی آنکھیں گدی تک چیری جا رہی تھیں، وہ ایسا آدمی ہے جو اپنے گھر سے نکلتا ہے اور جھوٹ بولنا شروع کرتا ہے اور اس کا جھوٹ آفاق میں پہنچ جاتا ہے، پس یوم قیامت تک اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا رہے گا اور وہ برہنہ مرد اور برہنہ عورتیں جو سب تنور میں تھے وہ سب زانی مرد اور زنا کرنے والی عورتیں تھیں اور وہ آدمی جس کے پاس تم آئے کہ وہ نہر میں تیر رہا ہے اور اس کے منہ میں پتھر ڈالا جاتا ہے وہ سود خوار ہے۔ اور وہ آدمی جو انتہائی کریہہ المنظر تھا، اس کے پاس آگ تھی اور وہ اسے ہلا کر تیز کرتا تھا وہ داروغہ جہنم مالک تھا۔

اور وہ طویل القامت انسان جسے آپ نے باغ میں دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور وہ بچے جو ان کے ارد گرد جمع تھے وہ ایسے نومولود بچے تھے جو اپنی فطرت پر ہی موت کی آغوش میں چلے گئے اور وہ قوم جس کے افراد کا نصف حسین اور نصف قبیح

اور بدصورت تھا۔ وہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے اچھے اور برے اعمال باہم ملا جلا دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان سے درگزر فرمالی اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں (1)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کئی لوگوں کو دیکھا کہ آگ کی قینچیوں کے ساتھ ان کی جلدوں کو کاٹا جارہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو جواب ملا: یہ وہ لوگ ہیں جو ایسی چیزوں کے لیے زیب و آرائش کرتے ہیں جو ان کے لیے حلال نہیں ہوتیں اور میں نے انتہائی بدبودار خیمہ دیکھا۔ اس میں شوروغل برپا تھا۔ میں نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ تو جواب ملا یہ وہ عورتیں ہیں جو ان کے لیے بناؤ سنگھار کرتی ہیں جو ان کے لیے حلال نہیں اور میں نے ایک قوم کو دیکھا جنہوں نے جنات کے پانی سے غسل کیا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعمال صالحہ اور اعمال سیئہ کو ملا جلا دیا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت اسود بن قیس عبدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ ایک دن حبیب بن مسلمہ سے ملے اور کہا: اے حبیب! اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے امور کے سوا کے لیے تجھے رب میسر آگیا ہے۔ اس نے جواب دیا میری پہنچ آپ کے باپ تک ہے اور وہ ایسے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں تو نے تو قلیل اور زائل ہونے والی دنیا کی شرط پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اطاعت کی ہے۔ پس اگر وہ تیرے دنیوی معاملات میں تیرے ساتھ کھڑے ہیں تو بالیقین تیرے دین میں تیرے ساتھ بیٹھے ہیں۔ اور اگر وہ جو تو نے کیا ہے وہ شر ہے تو پھر میں نے خیر اور بھلائی کی بات کی ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّ اٰخَرَ سَیِّئًا لیکن تو ایسے ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كَلَّا بَلْ ٗ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ (المطففین) "نہیں نہیں درحقیقت زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے"۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَ صَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۱۰۳

"(اے حبیب!) وصول کیجئے ان کے مالوں سے صدقہ تاکہ آپ پاک کریں انہیں اور بابرکت فرمائیں انہیں اس ذریعے سے نیز دعا مانگیے ان کے لیے، بے شک آپ کی دعا (ہزار) تسکین کا باعث ہے ان کے لیے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ معنی یہ ہے اے حبیب! ان کے مالوں سے صدقہ وصول کیجئے تاکہ آپ انہیں ان گناہوں سے پاک کریں جن کا ارتکاب انہوں نے کیا۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَ صَلِّ عَلَیْهِمْ کا معنی ہے وہ گناہ جو انہوں

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 1043، قدیمی کتب خانہ کراچی

نے کیے ان سے ان کے لیے دعا مغفرت کیجئے۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ بے شک آپ کی دعا ان کے لیے باعث رحمت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ کا معنی ہے ان کے لیے دعا کیجئے۔ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ بے شک آپ کا استغفار کرنا ان کے دلوں کو تسکین اور ان کے لیے باعث اطمینان ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی صدقہ لے کر آتا تو آپ ﷺ اس طرح دعا فرماتے: اے اللہ! آل فلاں پر رحمت فرما۔ پس میرا باپ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! آل ابی اوفیٰ پر رحمت فرما(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سَكَنٌ لَّهُمْ کا معنی ہے کہ (دعا) ان کے لیے باعث امن ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میری بیوی نے آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھ پر اور میرے خاوند پر رحمت فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے خاوند پر رحم فرمائے"۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت خارجہ بن زید رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے حضرت چچا یزید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے (یزید بن ثابت عمر میں حضرت زید رضی اللہ عنہ سے بڑے تھے) انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ہم بقیع میں پہنچے تو وہاں ایک نئی قبر تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے دریافت فرمایا، تو صحابہ کرام نے عرض کی یہ فلانہ کی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے پہچان لیا اور فرمایا: تم نے مجھے اس کے بارے میں آگاہ کیوں نہیں کیا؟ صحابہ کرام نے عرض کی: آپ آرام فرما تھے اور ہم نے یہ پسند نہ کیا کہ ہم آپ کو تکلیف دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایسا نہ کیا کرو۔ جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ جب بھی تم میں سے کوئی فوت ہو تو مجھے اس کے بارے ضرور آگاہ کیا کرو، کیونکہ اس پر میرا جنازہ ادا کرنا باعث رحمت ہے۔

امام الباوردی نے معرفۃ الصحابہ اور ابن مردویہ نے حضرت دلسم سدوسی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے بشیر بن خصاصیہ سے کہا: اصحاب صدقہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں۔ کیا ہم اپنے مالوں میں سے اتنی مقدار چھپا سکتے ہیں جتنی مقدار میں وہ ہم پر زیادتی کرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم مالوں کو جمع کرلو اور پھر انہیں حکم دو اور انہیں چاہیے کہ وہ تم پر رحم کریں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ۔

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَ

1۔ سنن ابن ماجہ، مع شرح، کتاب الزکوۃ، جلد 2، صفحہ 385، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾

"کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ (تعالیٰ) ہی توبہ قبول فرماتا ہے اپنے بندوں سے اور لیتا ہے صدقات کو اور بے شک اللہ ہی بہت توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ دوسروں نے کہا: وہ کل ہمارے ساتھ تھے، نہ وہ کلام کرتے ہیں اور نہ وہ ہمارے ساتھ بیٹھتے ہیں انہیں کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبدالرزاق، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: آدمی کوئی صدقہ نہیں دیتا مگر وہ سائل کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اور وہی (اللہ تعالیٰ) سائل کے قبضہ میں صدقہ دیتا ہے۔ پھر انہوں نے مذکورہ آیت پڑھی (1)۔

عبدالرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے يَأْخُذُ الصَّدَقٰتِ کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی صدقہ قبول فرماتا ہے جب کہ وہ پاکیزہ ہو اور وہ اسے اپنے دائیں دست قدرت کے ساتھ پکڑتا ہے۔ اور وہ آدمی جو لقمہ کی مثل صدقہ دیتا ہے وہ اسے اس کے لیے بڑھاتا رہتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی (اپنے خاندان کے کسی فرد) اونٹ کے بچے یا بچھڑے کی تربیت اور نشوونما کرتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے خزانے میں بڑھتا رہے گا حتی کہ وہ احد پہاڑ کی مثل ہو جائے گا (2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! جو آدمی بھی صدقہ کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ حلال اور پاکیزہ کمائی سے طیب و طاہر صدقہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ طیب کے سوا کوئی صدقہ قبول نہیں فرماتا اور نہ ہی آسمان کی طرف پاکیزہ صدقہ کے سوا کوئی بلند ہو سکتا ہے اور دینے والا اسے صحیح حقدار کو دیتا ہے تو بالیقین وہ اسے دست رحمٰن میں دیتا ہے اور وہ بتدریج اس کے لیے اسے بڑھاتا رہتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے یا اونٹ کے بچے کی نشوونما کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک لقمہ یا ایک کھجور قیامت کے دن ایک عظیم پہاڑ کی مثل ظاہر ہوگی اور اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی اس کتاب عظیم سے ہوتی ہے: اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الافراد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صدقہ دیا کرو کیونکہ تم میں سے کوئی جو لقمہ یا کوئی شے دیتا ہے تو وہ سائل کے پاس پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے قبضے میں پہنچ جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ اور وہ اس کی اسی طرح نشوونما کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بچھڑے یا اونٹ کے بچے کو پالتا ہے۔ پھر قیامت کے دن وہ اسے پورا پورا عطا فرمائے گا۔

وَ قُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 164 (1125) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (1124)

3B

سَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾

"اور فرمایئے عمل کرتے رہو پس دیکھے گا اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں کو اور (دیکھے گا) اس کا رسول اور مومن، اور لوٹائے جاؤ گے اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر چیز کا۔ پس وہ خبردار کرے گا تمہیں اس سے جو تم کیا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے وعید ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: کہ وہ ایک جنازہ کے ساتھ گزرے تو کسی نے اس کی تعریف کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی پھر ایک دوسرے جنازہ کے ساتھ گزرے تو کسی نے اس کی بھی تعریف کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ تو اس کے بارے آپ ﷺ سے استفسار کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ملائکہ آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کے پاس گواہ ہیں اور تم زمین پر شہادت دینے والے ہو۔ پس تم نے اس کے بارے میں جس شے کی شہادت دی ہے وہ ثابت ہو چکی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے اعمال کو حقیر نہیں سمجھا یہاں تک کہ وہ قراء ظاہر ہوئے جنہوں نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ پر طعن و تشنیع کی اور انہوں نے ایسے قول کہے کہ ہم اس کی مثل اچھا نہیں کہہ سکتے تھے اور انہوں نے اس طرح قرأت کی کہ ہم اس کی مثل قرأت نہیں کرتے تھے اور انہوں نے اس طرح نمازیں پڑھیں کہ ہم ان کی نماز کی مثل نہیں پڑھتے تھے۔ پس جب میں نے انہیں خوب غور سے دیکھا، تو قسم بخدا! انہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کے عمل سے کوئی مقاربت نہیں تھی، پس جب ان میں سے کسی آدمی کے قول کا حسن تجھے تعجب میں ڈالے تو کہو فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ تو کوئی تجھے حقیر نہیں سمجھے گا۔

امام احمد، ابویعلی، ابن حبان، حاکم، بیہقی نے شعب میں، ابن ابی الدنیا نے الاخلاص میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی پتھریلی زمین کی چٹان میں بھی عمل کرے گا جس کا نہ کوئی دروازہ ہو اور نہ کوئی روشن دان۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو لوگوں کے لیے وہاں سے اسی طرح نکال لے گا جیسے وہ عمل ہوا (1)۔ واللہ اعلم۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 28، دار صادر بیروت

وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ وَ اِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰۶﴾

''اور دوسرے لوگ ہیں (جن کا معاملہ) ملتوی کر دیا گیا ہے اللہ کا حکم (آنے) تک چاہے وہ عذاب دے انہیں اور چاہے تو بہ قبول فرمالے ان کی۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ وہ تین افراد ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ آدمی ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع اور کعب بن مالک ہیں جو کہ اوس وخزرج سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنی انگلی سے بنی قریظہ کے لیے اشارہ کیا کہ انہیں ذبح کر دیا جائے گا۔ تو پھر انہوں نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کی ہے۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (الانفال: 27) ''نہ خیانت کرو اللہ اور رسول سے''۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ اٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ پس آپ ان میں سے تھے جن کی توبہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِمَّا یُعَذِّبُهُمْ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: چاہے تو وہ انہیں موت دے دے معصیت پر وَ اِمَّا یَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ''اور چاہے ان کی توبہ قبول فرمالے''۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا معاملہ مؤخر کر دیا اور پھر اسے منسوخ کر دیا اور فرمایا: وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا (التوبہ: 118)

وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِیْقًۢا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ لَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

''اور وہ لوگ جنہوں نے بنائی ہے مسجد نقصان پہنچانے کے لیے کفر کرنے کے لیے اور پھوٹ ڈالنے کے لیے مومنوں کے درمیان اور (اسے) کمین گاہ بنایا ہے اس کے لیے جو لڑتا رہا ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے اب تک اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ نہیں ارادہ کیا ہم نے مگر بھلائی کا اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ صاف جھوٹے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ انصار میں سے کچھ لوگ تھے جنہوں نے مسجد بنائی۔

ابو عامر نے انہیں کہا: تم اپنی مسجد بناؤ اور جتنی قوت اور سامان حرب کی تم استطاعت رکھتے ہو اس سے مدد لو اور میں شاہ روم قیصر کی جانب جا رہا ہوں اور میں روم سے اس کا لشکر لے کر آتا ہوں اور میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو نکال دوں گا۔ پس جب وہ مسجد بنانے سے فارغ ہوئے تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: ہم اپنی مسجد بنانے سے فارغ ہو چکے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ اس میں نماز ادا فرمائیں اور برکت کی دعا فرمائیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد قبا بنائی تو انصار میں سے کچھ لوگ نکل گئے۔ ان میں سے عبد اللہ بن حنیف کا دادا یخدج، ودیعہ بن حزام اور مجمع بن جاریہ انصاری تھے۔ سو انہوں نے مسجد النفاق بنائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یخدج کو کہا: اے یخدج! تو ہلاک ہو۔ کیا تو نے میرے بارے یہ ارادہ کیا ہے۔ جو میں دیکھ رہا ہوں؟ تو اس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قسم بخدا! میں نے تو صرف بھلائی کا ارادہ کیا تھا، حالانکہ وہ جھوٹ بول رہا تھا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق کر دی اور یہ ارادہ فرمایا کہ اس کا عذر قبول کر لیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ كُفْرًا وَّ تَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ یعنی وہ آدمی جسے ابو عامر کہا جاتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ ہرقل کے پاس چلا گیا تھا اور وہ گھات لگا کر انتظار کر رہے تھے کہ جب ابو عامر آئے گا وہ اس میں نماز پڑھے گا اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہوئے مدینہ طیبہ سے نکل گیا۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: بنی عمرو بن عوف نے مسجد بنائی۔ تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائیں اور ان کی مسجد میں نماز ادا فرمائیں، سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ جب ان کے بھائیوں بنو غنم بن عوف نے یہ دیکھا تو وہ ان سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے کہا ہم بھی اسی طرح مسجد بنائیں گے جیسے ہمارے بھائیوں نے بنائی اور ہم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں نماز ادا فرمائیں گے۔ شاید ابو عامر ہمارے پاس سے گزرے تو وہ بھی اس میں نماز پڑھے گا، چنانچہ انہوں نے مسجد بنائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائیں اور ان کی مسجد میں نماز ادا فرمائیں، جیسا کہ آپ نے ان کے بھائیوں کی مسجد میں نماز ادا فرمائی ہے۔ پس جب قاصد آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آنے کے لیے قیام فرما ہوئے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس آنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا: وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الیٰ قولہ۔ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ الآیہ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا سے مراد منافقین ہیں اور لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ سے مراد ابو عامر راہب ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11 صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مسجد قبا بنائی۔ تو آپ کے خلاف منافقین نے ایک دوسری مسجد بنائی۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ کو دعوت دی تا کہ آپ اس میں نماز ادا فرمائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو ان کے ارادہ پر مطلع فرما دیا۔

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مالک بن دخشم کو بلایا اور مالک نے عاصم کو کہا: میرا انتظار کرو، میں اپنے گھر سے آگ لے کر تمہاری طرف آتا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنے گھر گیا اور آگ کی کچھ لکڑیاں اٹھائیں۔ پھر وہ بڑی شدت اور تیزی کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہو گئے۔ اس میں کام کرنے والے لوگ تھے۔ پس انہوں نے مسجد کو جلا دیا اور گرا دیا۔ اسے بنانے والے وہاں سے نکل کر بکھر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کے بارے میں یہ ارشاد نازل فرمایا: وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا۔ تا۔ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ۔

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابورہم کلثوم بن حصین غفاری رحمہ اللہ سے بیان نقل کیا ہے اور آپ کا شماران صحابہ کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان میں شرکت کی۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ذی اوان کے مقام پر نزول فرمایا۔ اس جگہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان دن کی کچھ ساعتوں کا فاصلہ ہے۔ اور جب مسجد ضرار بنائی گئی تو وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ اس وقت آپ ﷺ غزوۂ تبوک کی تیاری فرما رہے تھے اور انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم نے بیماروں، حاجت مندوں، شدید سردی کی راتوں اور بارش والی راتوں کے لیے مسجد بنائی ہے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور آپ اس میں نماز ادا فرما کر ہمارے لیے دعائے برکت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سفر کے لیے تیار ہوں ان شاء اللہ اگر ہم واپس آئے۔ تو تمہارے پاس آئیں گے اور اس میں تمہارے لیے دعا مانگیں گے۔ پس جب آپ ﷺ نے ذی اوان میں نزول فرمایا۔ تو آپ کے پاس مسجد کی خبر پہنچی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بنی سالم بن عوف کے بھائی مالک بن دخشم، معن بن عدی اور اس کے بھائی عاصم بن عدی کو بلایا ان دونوں بھائیوں میں سے ایک تیزی کے ساتھ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تم دونوں اس مسجد کی طرف جاؤ، اسے بنانے والے ظالم ہیں۔ پس تم اسے گرا دو اور جلا دو۔ پس یہ دونوں بڑی تیزی کے ساتھ نکلے۔ یہاں تک کہ بنی سالم بن عوف میں پہنچ گئے۔ اور وہ مالک بن دخشم کا قبیلہ تھا۔ تو مالک نے معن سے کہا: میرا انتظار کرو حتی کہ میں تمہاری جانب آتا ہوں۔ وہ اپنے گھر داخل ہوئے اور کھجور کی کچھ شاخیں اٹھائیں اور انہیں آگ لگائی۔ پھر وہ باہر نکلے اور دونوں بڑی تیزی کے ساتھ مسجد میں داخل ہو گئے۔ اس میں اسے بنانے والے موجود تھے۔ پس انہوں نے اسے جلا دیا اور گرا دیا تو وہ وہاں سے بکھر کر بھاگ گئے۔ انہیں کے بارے میں قرآن کریم میں یہ آیات نازل ہوئیں: وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا۔ الی آخرہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: یہ انصار میں سے کچھ لوگ تھے جنہوں نے مسجد قباء کے قریب ایک مسجد بنائی۔ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مسجد قباء وہ مسجد ہے جو اسلام میں سب سے پہلے بنائی گئی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی وہ بارہ افراد تھے یعنی جذام بن خالد بن عبید بن زید، ثعلبہ بن حاطب، ہزال بن امیہ، معتب بن قشیر، ابوحبیبہ بن ازعر، عباد بن حنیف، جاریہ بن عامر، ابنا مجمع (مجمع کے بیٹے) زید، نبتل بن حارث، بخدج بن عثمان اور ودیعہ بن ثابت۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا کے ضمن میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اہل قبا کو نقصان پہنچایا۔ اور تَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ کی تفسیر میں کہا: چونکہ اہل قباء تمام کے تمام مسجد قباء میں نماز پڑھتے تھے تو مسجد قباء سے چھوٹی مسجد بنا دی گئی تو جو وہاں حاضر ہوتے تھے وہ اسی میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ اور وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى کے بارے کہا: کہ انہوں نے قسم کھائی کہ انہوں نے بھلائی اور نیکی کے سوا کوئی ارادہ نہیں کیا۔

رہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمیوں کا اختلاف ہو گیا۔ ایک آدمی بنی خدرہ میں سے تھا۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ میرے اور بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی کے درمیان اس مسجد کے بارے میں عداوت ہو گئی جس مسجد کو تقویٰ کی بنیاد پر بنایا گیا تھا۔ پس حضرت خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے (یعنی مسجد نبوی) اور عمری نے کہا: اس سے مراد مسجد قباء ہے۔ پس وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے استفسار کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسجد ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد۔ اور فرمایا: اس میں خیر کثیر ہے یعنی مسجد قباء میں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، زبیر بن بکار نے اخبار المدینہ میں، ابویعلی، ابن حبان، طبرانی، حاکم نے الکنی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں دو آدمیوں کا اس مسجد کے بارے میں اختلاف ہو گیا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد ہے (یعنی مسجد نبوی) اور دوسرے نے کہا: وہ مسجد قباء ہے۔ پس وہ دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور اس کے بارے استفسار کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میری یہ مسجد ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ، خطیب اور الضیاء نے المختارہ رحمہم اللہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسجد کے بارے سوال کیا، جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ میری یہ مسجد ہے (3)۔

امام طبرانی اور الضیاء المقدسی رحمہما اللہ نے المختارہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 36، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح ابن حبان، جلد 4، صفحہ 482 (1604) بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 149 (7528) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ﷺ سے اس مسجد کے بارے پوچھا گیا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میری یہ مسجد ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی وہ حضور نبی کریم ﷺ کی مسجد ہے۔ عروہ نے کہا: مسجد نبوی اس سے بہتر ہے۔ بلاشبہ یہ آیت مسجد قباء کے بارے نازل کی گئی ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ مسجد نبوی ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ مسجد نبوی ہے (4)۔

امام زبیر بن بکار، ابن جریر اور ابن منذر نے عثمان بن عبید اللہ کی سند سے ابن عمر، ابوسعید خدری اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے کہ ان تمام نے کہا: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ مسجد الرسول ﷺ ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ مدینہ طیبہ کی مسجد ہے (6)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد مسجد قبا ہے (7)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مسجد قبا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت اسید بن ظہیرہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مسجد قبا میں ایک نماز ادا کرنا عمرہ کرنے کے برابر ہے'' ترمذی نے کہا ہم اسید بن ظہیرہ کے بارے کوئی شے نہیں جانتے جو کہ اس حدیث کے سوا صحیح ہو (8)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ظہیر بن رافع حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے پیر کے دن اور جمعرات کے دن مسجد قبا میں نماز پڑھی وہ عمرہ کے اجر کے ساتھ بدل جاتی ہے۔ (یعنی اسے عمرہ ادا کرنے کا ثواب دیا جاتا ہے) (9)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 145، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 112، دار الفکر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 148 (7523) مدینہ منورہ
4۔ ایضاً (7521)
5۔ ایضاً (7524)
6۔ ایضاً (7525)
7۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 262، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 662 (1792) بیروت
9۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 1، صفحہ 296، دار صادر بیروت

ہے۔ انہوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر پیدل اور سوار ہو کر قبا کی طرف آتے جاتے رہتے تھے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت سہل بن حنیف سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نکلا یہاں تک کہ اس مسجد یعنی مسجد قبا میں آیا اور اس میں اس نے نماز ادا کی تو اس کی وہ نماز عمرہ کے برابر ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یہ رائے رکھتے تھے کہ ہر وہ مسجد جو مدینہ طیبہ میں بنائی گئی اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمار ذہبی نے کہا: میں مسجد قبا میں داخل ہوا تا کہ اس میں نماز ادا کروں۔ تو ابو سلمہ نے مجھے دیکھ لیا اور کہا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو اس مسجد میں نماز پڑھے جس کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ تو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ جگہ جو گنبد اور قبلہ کے درمیان ہے اس کا اضافہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔

لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝۱۰۸

"آپ نہ کھڑے ہوں اس میں کبھی۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے پہلے دن سے وہ زیادہ مستحق ہے کہ آپ کھڑے ہوں اس میں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پسند کرتے ہیں صاف ستھرا رہنے کو۔ اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پاک صاف لوگوں سے"۔

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ آیت اہل قبا کے بارے میں نازل ہوئی: فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا فرمایا وہ پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے پس انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا تو رسول اللہ ﷺ نے عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا: یہ کون سی طہارت اور پاکیزگی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف فرمائی ہے؟ تو انہوں نے جواباً عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کوئی مرد اور عورت جب قضائے حاجت (پیشاب) سے فارغ ہوتے ہیں تو وہ بالضرور اپنی شرم گاہ کو دھوتے ہیں۔ یا یہ کہا۔ کہ وہ اپنی مقعد کو دھوتے ہیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بس یہی وہ طہارت ہے (4)۔

امام احمد، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عویم بن ساعدہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ان کے پاس مسجد قبا میں تشریف لائے اور فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مسجد کے قصہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 662، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 487، دار صادر بیروت
3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 1، صفحہ 206 (357) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 299 (672)

میں طہارت و پاکیزگی کی بناء پر تمہاری انتہائی خوب صورت تعریف بیان فرمائی ہے۔ سو وہ کون سی طہارت ہے جس کے ساتھ تم صاف ستھرا رہتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: قسم بخدا یا رسول اللہ ﷺ ہم کچھ بھی نہیں جانتے سوائے اس کہ ہمارے پڑوس میں یہودی رہتے ہیں اور قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد اپنی شرم گاہوں کو دھوتے ہیں۔ پس ہم بھی ان کے دھونے کی طرح دھوڈالتے ہیں (1)۔

امام ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن جارود نے منتقی میں، دارقطنی، حاکم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت طلحہ بن نافع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت ابوایوب، جابر بن عبد اللہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم تمام نے بتایا کہ مذکورہ آیت جب نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے گروہ انصار! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے طہارت و پاکیزگی کی بنا پر تمہاری انتہائی خوب صورت تعریف کی ہے۔ تمہاری وہ طہارت و پاکیزگی کون سی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں اور جنابت کی حالت میں غسل کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے ساتھ کچھ اور بھی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: نہیں۔ مگر یہ کہ جب ہم میں سے کوئی قضائے حاجت سے فارغ ہو تو وہ پانی کے ساتھ استنجاء کرنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ طہارت ہے پس تم اس پر کاربند رہو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت مجمع بن یعقوب بن مجمع رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: وہ کون سی طہارت اور پاکیزگی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: ہم اپنی سرینوں کو دھوتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، بغوی نے معجم میں طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن سلام رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اس مسجد میں تشریف لائے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی تو فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے طہارت و صفائی کی بنیاد پر تمہاری بہت اچھی تعریف کی ہے، کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ گے؟ ارشاد باری تعالیٰ یہ ہے: فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم تورات میں پانی کے ساتھ استنجاء کرنے کے بارے لکھا ہوا پاتے تھے اور ہم آج اس کے مطابق عمل کر رہے ہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اہل قبا سے فرمایا: کون سا وہ اچھا عمل ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہاری اتنی خوب صورت تعریف کی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ بیت الخلاء میں پانی کے ساتھ استنجاء کرتا ہے (5)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 258 (555) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 257 (554)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 141 (1629) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 142 (1631)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت اہل قبا کے بارے نازل ہوئی: فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔(1)

عبدالرزاق نے مصنف میں اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل قباء کو فرمایا: وہ کون سی طہارت اور صفائی ہے جس کے سبب تمہیں اس آیت میں خاص کیا گیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم میں سے کوئی بھی قضائے حاجت سے فارغ ہو کر باہر نہیں نکلتا مگر یہ کہ وہ اپنی مقعد کو دھوتا ہے(2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ نے عبداللہ بن حارث بن نوفل سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اہل قباء سے پوچھا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری بہت خوب صورت تعریف فرمائی ہے (اس کا سبب کیا ہے) تو انہوں نے عرض کی: ہم پانی سے استنجاء کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اسی بناء پر تمہاری تعریف کی گئی پس تم اس پر ہمیشہ کاربند رہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اہل قباء میں سے ایک گروہ نے پانی کے ساتھ وضو شروع کیا تو ان کے بارے میں مذکورہ آیت نازل کی گئی(3)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم میں سے ایسے لوگ تھے کہ جب وہ قضائے حاجت سے فارغ ہوتے تھے تو پیشاب کے اثر کو دھو ڈالتے تھے۔ پس انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ۔(4)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ پانی کے ساتھ استنجاء کرتے ہیں اور وہ جنبی حالت میں ساری رات سوئے نہیں رہتے(5)۔

امام ابن سعد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عروہ بن زبیر کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا ۚ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ وہی لوگ ہیں جن سے عویم بن ساعدہ ہیں اور ہم تک ایسی خبر نہیں پہنچی کہ جس میں آپ نے عویم کے سوا کسی آدمی کو متعین کیا ہو(6)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے ایک گروہ سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے طہارت و صفائی کے بارے میں تمہاری تعریف بیان فرمائی ہے۔ پس وہ تمہاری کون سی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 142 (1632) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 121 (7555) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 39
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 37
5۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 179 (407)
6۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 3، صفحہ 460، دار صادر بیروت

طہارت اور صفائی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: ہم بول براز سے پانی کے ساتھ استنجاء کرتے ہیں۔

امام ابن مردور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کے بارے میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ان سے اس طہارت کے بارے پوچھا جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف بیان فرمائی؟ تو انہوں نے عرض کی: ہم زمانہ جاہلیت میں پانی کے ساتھ استنجاء کرتے تھے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے نور اسلام عطا فرمایا تو ہم نے اس عمل کو نہیں چھوڑا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس قطعانہ چھوڑنا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت یعقوب بن مجمع رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبد الرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت مجمع بن جاریہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ اپنی دبروں کو پانی کے ساتھ دھوتے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ بن یعقوب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سری بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت عبادہ بن حمزہ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر دیتے سنا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اچھا آدمی اور اہل جنت میں سے ایک آدمی عویم بن ساعدہ ہے۔ موسیٰ نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک عویم ہے جس نے پہلے اپنی مقعد کو پانی کے ساتھ دھویا۔ اس بیان کے مطابق جو مجھ تک پہنچا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے بیان کیا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو وضو کرتے یا پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرتے (2)۔

امام عمر بن شبہ رحمہ اللہ نے اخبار المدینہ میں حضرت ولید بن سندر اسلمی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت یحییٰ بن سہل انصاری رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت اہل قباء کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد اپنی دبریں دھوتے ہیں۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بعض انصار کو فرمایا: وہ کون سی پاکیزگی اور طہارت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف بیان کی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: جب ہم بیت الخلاء جاتے ہیں تو پانی کے ساتھ اچھی طرح ستھرائی کرتے ہیں (3)۔

اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَهٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا

1۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 3، صفحہ 459، دار صادر بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 191 (1624) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 167 (1131) بیروت

يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

”تو کیا وہ شخص جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی اللہ کے تقویٰ پر اور (اس کی) رضا جوئی پر بہتر ہے یا وہ جس نے بنیاد رکھی اپنی عمارت کی وادی کے کھوکھلے دہانے کے کنارے پر جو گرنے والا ہے پس وہ گر پڑا اسے لے کر دوزخ کی آگ میں۔ اور اللہ تعالیٰ راہ حق پر نہیں چلاتا ظالم قوم کو“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ نے کہا: اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٍ خَيْرٌ یہ مسجد قباء ہے اور اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ یہ مسجد ضرار ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے مسجد الرضوان وہ پہلی مسجد ہے جو زمانہ اسلام میں مدینہ طیبہ میں بنائی گئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ پر رکھی۔ تو جب بھی آپ اینٹ اٹھاتے تو کہتے ”اَللّٰهُمَّ الْخَيْرُ خَيْرُ الْاٰخِرَةِ“ (اے اللہ! بھلائی تو صرف آخرت کی بھلائی ہے) پھر آپ کا بھائی اینٹیں اٹھانے لگا اور وہ بھی اسی طرح کہتا رہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں تک کہ اینٹیں ختم ہوگئیں۔ پھر آپ دوسرے مقام سے اٹھانے لگے اور یہ کہتے رہے ”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ“ (اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما) پھر آپ کے بھائی (صحابہ کرام) انہیں اٹھانے میں شامل ہوگئے اور وہ بھی اسی طرح کہتے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہاں تک کہ اینٹیں اپنے اختتام کو پہنچ گئیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ کا معنی ہے کہ اس کی بنیادیں نار جہنم میں بنائی گئیں۔

امام مسدد نے مسند میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے مسجد ضرار سے نکلتا ہوا دھواں دیکھا، جہاں سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گری تھی (1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! وہ آگ میں گرنے سے رک نہیں سکتی۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس میں ایک جگہ گڑھا بن گیا اور اس سے دھواں اٹھتا دکھائی دیا۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ کی تفسیر میں ابن جریج نے کہا: منافقین کی مسجد گر پڑی اور اسے آگ میں گرنے سے کوئی نہ بچا سکا۔ تحقیق ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کچھ لوگوں نے اس میں گڑھا کھودا، تو انہوں نے اس سے دھواں نکلتے دیکھا۔

امام ابن ابی حاتم نے اسی کے بارے حضرت سدی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ حکم پورا ہوگیا جب کہ اسے دھنسا دیا گیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 40، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مسلسل دھواں اٹھتا رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ اور کہا جاتا ہے کہ وہ جگہ جہنم کی آگ میں ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے "فَانْهَارَ بِهٖ قَوَاعِدُهٗ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" وہ کہتے ہیں کہ اس کی بنیادیں جہنم کی آگ میں گر پڑیں۔

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

"ہمیشہ ان کی یہ عمارت جو انہوں نے بنائی ہے کھٹکتی رہے گی ان کے دلوں میں مگر یہ کہ پارہ پارہ ہو جائیں ان کے دل اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آیت میں رِيْبَةً کا معنی شک ہے اور تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ سے مراد موت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: کہ میں نے ابراہیم کو کہا کہ تمہاری اس ارشاد کے بارے کیا رائے ہے لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ تو انہوں نے جواب دیا: ریبۃ سے مراد شک ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ تو انہوں نے پوچھا: پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے جواب دیا: وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی، وہ بناتے وقت کفار تھے۔ پھر جب وہ اسلام میں داخل ہو گئے تو وہ مسلسل اس کا ذکر کرنے لگے۔ پس اس کے سبب ان کے دلوں میں گرانی اور مشقت پیدا ہو گئی۔ تو انہوں نے اس کے بارے باہم گفتگو کی اور کہا: اے کاش! ہم نے ایسا نہ کیا ہوتا۔ اور جب بھی وہ اس کا ذکر کرتے تو اس کے سبب ان کے دلوں میں کلفت اور گرانی واقع ہو جاتی اور وہ نادم ہوتے۔ تو ابراہیم نے کہا: استغفر اللہ (میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ کے بارے حبیب بن ابی ثابت نے کہا کہ ان کے دلوں میں غصہ آتا رہے گا اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔

ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ کا معنی ہے مگر یہ کہ وہ مر جائیں (1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ایوب نے کہا: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ اس طرح قرأت کرتے تھے "اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ فِي الْقَبْرِ" (مگر یہ کہ ان کے دل قبر میں پارہ پارہ ہو جائیں)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سفیان نے اِلَّاۤ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ کا یہ معنی بیان کیا ہے مگر یہ کہ وہ توبہ کر لیں۔ اور حضرت عبداللہ کے اصحاب اس طرح قرأت کرتے تھے "رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ وَلَوْ تَقَطَّعَتْ قُلُوْبُهُمْ"۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 196 (35281) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۭ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۣ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ۭ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ۭ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

''یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں ایمان داروں سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس عوض میں کہ ان کے لیے جنت ہے۔ لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پس قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں۔ وعدہ کیا ہے اللہ نے اس پر پختہ وعدہ تورات اور انجیل اور قرآن (تینوں کتابوں) میں اور کون زیادہ پورا کرنے والا ہے اپنے وعدہ کو اللہ تعالیٰ سے (اے ایمان والو!) پس خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو کیا ہے تم نے اللہ سے اور یہی تو سب سے بڑی فیروز مندی ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: آپ اپنے رب کے لیے اور اپنے لیے جو چاہیں شرط لگالیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کے لیے یہ شرط لگاتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور اپنے لیے یہ شرط لگاتا ہوں کہ تم میری ہر اس شے سے حفاظت کرو جس سے تم اپنے نفسوں اور اپنے مالوں کی حفاظت کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کی: جب ہم ایسا کریں گے تو پھر ہمارے لیے کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ تمہارے لیے جنت ہوگی۔ تو انہوں نے کہا نفع بخش بیع ہے۔ نہ ہم اسے فسخ کریں گے اور نہ فسخ کا مطالبہ کریں گے۔ پس مذکورہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس وقت آپ مسجد میں تھے۔ لوگوں نے مسجد میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تو انصار میں سے ایک آدمی دوسری بار آیا، اس کی چادر کی دونوں طرفیں اس کے کندھوں پر تھیں اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ آیت نازل ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو انصاری نے عرض کی: بہت نفع بخش بیع ہے نہ ہم اسے فسخ کریں گے اور نہ فسخ کا مطالبہ کریں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی تلوار سونتی تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیع کر لی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عباد بن ولید بن عبادہ بن صامت رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ عقبہ کی رات حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور اعلان کیا: اے لوگو! کیا تم جانتے ہو کہ تم کس پر محمد ﷺ کی بیعت کر رہے ہو؟ بلاشبہ تم اس پر آپ ﷺ کی بیعت کر رہے ہو کہ تم عرب و عجم اور جن و انس تمام سے جنگ کرو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 44، دار احیاء التراث العربی بیروت

گے۔ تو لوگوں نے کہا: ہماری اس سے جنگ ہے جس نے جنگ کی اور اس سے صلح ہے جس نے صلح کی۔ تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ پر کوئی شرط قائم کر دیجئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس شرط پر میری بیعت کرو، تاکہ تم یہ شہادت دو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تم نماز قائم کرو گے، زکوۃ ادا کرو گے، حکم سنو گے اور اطاعت کرو گے جس سے تم اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہو۔ ان تمام نے کہا: جی ہاں (ہمیں یہ سب قبول ہے) تو ایک انصاری نے یہ کہہ دیا: جی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو آپ کے لیے ہیں تو ہمارے لیے کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت اور نصرت (1)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ انصار کے ستر افراد کی طرف عقبہ کے پاس چلے (حضرت عباس صاحب رائے تھے) تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: تمہارے گفتگو کرنے والے کو چاہیے کہ وہ گفتگو کرے اور اپنی گفتگو طویل نہ کرے۔ کیونکہ تم پر مشرکین کے جاسوس ہیں۔ اگر انہوں نے تمہارے بارے جان لیا تو وہ تمہیں ذلیل و رسوا کریں گے۔ تو ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا اور وہ حضرت ابو امامہ اسعد تھے: یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے رب کے لیے جو چاہیں فرمائیے، اپنے لیے اور اپنے اصحاب کے لیے جو چاہیں فرما دیجئے۔ پھر ہمیں بتائیے کہ جب ہم ایسا کریں گے تو ہمارے لیے اللہ تعالیٰ پر اور آپ پر کون سا اجر اور ثواب ہوگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کے لیے تمہیں یہ کہتا ہوں کہ تم اس کی عبادت کرو اور کسی شے کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور اپنے لیے اور اپنے اصحاب کے لیے یہ کہتا ہوں کہ تم ہمیں پناہ مہیا کرو، ہماری مدد کرو اور ہماری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو جن سے تم اپنے آپ کی حفاظت کرتے ہو۔ تو انہوں نے عرض کی: جب ہم ایسا کریں گے تو ہمارے لیے کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے لیے جنت ہوگی''۔ جب حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث بیان کی تو کہا: کسی بوڑھے اور جوان نے اس قدر مختصر اور زیادہ بلیغ خطبہ کہیں نہیں سنا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا: انفس ہی جنت کی مخلوق اور اموال اس کا رزق ہیں (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انفس و اموال کی قیمت جنت ہے۔ قسم بخدا یہ ان سے انتہائی اعلیٰ اور ارفع ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سطح زمین پر کوئی مومن نہیں، مگر وہ اس بیعت میں داخل ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں: بیعت کی طرف جلدی سے آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بیع ہر مومن کے ساتھ کی ہے: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ۔

1۔ طبقات کبریٰ، جلد 3، صفحہ 609، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 9
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 229 (35571) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 43، بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عیاش بن عقبہ حضرمی کی سند سے اسحاق بن عبداللہ مدنی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو انصار میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آ کر پوچھا: یارسول اللہ! ﷺ کیا یہ آیت نازل ہوئی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو اس پر انصار نے کہا: نفع بخش بیع ہے، ہم نہ فسخ کریں گے اور نہ فسخ کرنے کا مطالبہ کریں گے۔ عیاش نے کہا: مجھے اسحاق نے بتایا ہے کہ تمام مسلمان اس بیع میں داخل ہیں اور یہ ان میں سے ہے کہ جب اس کی ضرورت پڑے یہ نفع پہنچائے اور مدد کے لیے آ پہنچے، اور ان میں سے ایسا آدمی کہ جب اس کی ضرورت پڑے تو وہ مدد کو نہ پہنچے تو وہ اس بیعت سے خارج ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آیت میں یُقَاتِلُوْنَ کا معنی ہے جو مشرکین سے قتال کرتے ہیں۔ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں۔ فَیَقْتُلُوْنَ اور وہ دشمن کو قتل کرتے ہیں۔ فَیُقْتَلُوْنَ اور مومنین قتل کیے جاتے ہیں۔ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو جنت کا وعدہ کیا ہے وہ بالیقین پورا ہوگا۔ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ پس کوئی بھی نہیں جو اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنا وعدہ پورا کرنے والا ہو۔ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ "(اے ایمان والو!) پس تم خوشیاں مناؤ ایسے سودے پر جو تم نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے کیا ہے اس وعدے کا اقرار کرتے ہوئے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔ وَ ذٰلِكَ اور قاتل و مقتول کے بارے جنت میں جس ثواب کا ذکر کیا ہے۔ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ وہ بہت فیروزمندی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ یعنی ان کے مالوں اور جانوں کا ثمن (قیمت) جنت ہے۔ قسم بخدا! یہ ان کے لیے انتہائی اعلیٰ اور ارفع ثمن ہے۔ وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل میں ان کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ جسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوئی مسلمان نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی گردن میں بیع کا قلادہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے خرید رکھا ہے) وہ اس کا پورا پورا حق ادا کرے یا اسی پر مرجائے۔ کیونکہ فرمان عالیشان ہے: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ...... الآیہ۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت کو لَیْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ۔ الآیہ (التوبۃ: 91) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تمام مسلمانوں پر مسلمانوں کی مدد کرنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 43، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

واجب ہے۔ کیونکہ وہ اس بیع میں داخل ہیں جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کے نفسوں کو خرید لیا ہے۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

''توبہ کرنے والے، (اللہ کی) عبادت کرنے والے، حمد وثنا کرنے والے، روزہ رکھنے والے، رکوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے، نیکی کا حکم دینے والے اور برائی سے روکنے والے اور نگہبانی کرنے والے اللہ کی (مقررہ) حدوں کی (اے میرے رسول)! خوش خبری سنا دیجئے ان (کامل) مومنوں کو''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ آدمی جو ان نو صفات پر مرا، وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان ہوا۔ یعنی اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ ۔ الآیہ۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شہید وہ ہے جس میں اس آیت میں ذکر کردہ نو خصلتیں ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: اَلتَّآئِبُوْنَ یعنی وہ جنہوں نے شرک سے توبہ کی اور نفاق سے برأت کا اظہار کیا۔ الْعٰبِدُوْنَ اپنے جمیع اوقات میں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ قسم بخدا! نہ وہ ایک مہینہ ہے، نہ دو مہینے، نہ ایک سال ہے اور نہ دو سال بلکہ اس طرح جیسا کہ عبد صالح نے کہا: وَ اَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿۳۱﴾ (مریم) ''اور اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ رہوں''۔ الْحٰمِدُوْنَ فرمایا کہ وہ خوشحالی اور تنگی کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں۔ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ یعنی وہ فرض نمازوں میں رکوع و سجود کرتے ہیں۔ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی وہ نیکی کا حکم نہیں دیتے۔ یہاں تک کہ وہ خود اس کے پابند بن جائیں اور وہ لوگ کو برائی سے نہیں روکتے ہیں یہاں تک کہ وہ خود اس سے رک جائیں۔ الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے امر کو قائم کرتے ہیں۔ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی انہیں جو جنگ لڑنے کے لیے نہیں نکلے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلتَّآئِبُوْنَ یعنی جو شرک اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ الْعٰبِدُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے۔ کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلتَّآئِبُوْنَ یعنی جنہوں نے شرک سے توبہ کی اور اسلام میں ایک دوسرے کے ساتھ نفاق نہیں اپنایا۔ الْعٰبِدُوْنَ یعنی ایسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 49-44، دار احیاء التراث العربی بیروت

قوم جس نے اپنے دنوں اور رات میں اپنے بدنوں سے حصہ لیا ہے۔ اَلْحٰمِدُوْنَ فرمایا: وہ قوم جو ہر حال میں الله تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں۔ اَلسَّآىِٕحُوْنَ یعنی ایسی قوم! جس نے الله تعالیٰ کی رضا چاہنے کے لیے اپنے بدنوں کو روزے کے ساتھ مصروف رکھا۔ اَلْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ فرمایا: وہ حلال وحرام میں سے اپنے فرائض کی حفاظت کرنے والے ہیں (1)۔

ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی الله عنہما نے فرمایا: اَلْعٰبِدُوْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم الله نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی الله عنہما نے بیان فرمایا: کہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلے جنہیں جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ حمادون ہیں جو کہ خوشحالی اور تکلیف دہ تمام حالات میں الله تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہیں (2)۔

ابن مبارک نے روایت کیا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی الله عنہ نے کہا: سب سے پہلے جنہیں جنت کی طرف بلایا جائے گا وہ ہیں جو ہر حال میں الله تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہیں۔ یا فرمایا خوشحالی اور تنگ دستی کی حالت میں (الله تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے ہیں)

امام بیہقی رحمہ الله نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی الله عنہا نے فرمایا: کہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو جب ایسا امر پیش آتا جو آپ کو خوش کرتا، تو آپ کہتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ" (سب تعریفیں اس الله تعالیٰ کے لیے ہیں جس کی نعمت کے سبب نیکیاں تکمیل پذیر ہوتی ہیں) اور جب کوئی ایسا واقعہ پیش آتا جسے آپ ناپسند کرتے تو فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ" (ہر حال میں تمام تعریفیں الله تعالیٰ کے لیے ہیں) (3)

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت عبید بن عمر رضی الله عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی الله علیہ وآلہ وسلم سے "سائحین" کے بارے استفسار کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ روزے رکھنے والے لوگ ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما الله نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی الله عنہما نے فرمایا: جہاں بھی الله تعالیٰ نے قرآن کریم میں السیاحۃ کا ذکر کیا ہے تو اس سے مراد روزے رکھنے والے لوگ ہیں (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابوالشیخ رحمہم الله نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ نے فرمایا اَلسَّآىِٕحُوْنَ کا معنی روزے رکھنے والے لوگ ہیں (6)۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی الله عنہا نے فرمایا: اس امت کی سیاحت روزہ ہے (7)۔

امام فریابی، مسدد نے مسند میں، ابن جریر اور بیہقی رحمہم الله نے شعب الایمان میں حضرت عبید بن عمیر رحمہ الله کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی الله عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم سے سائحین کے بارے پوچھا گیا تو آپ صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ روزے رکھنے والے لوگ ہیں (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 49-45، بیروت
2۔ شعب الایمان باب فی تقدیم نعم الله، جلد 4، صفحہ 91 (4373) بیروت
3۔ ایضاً (4375)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 46
5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 47
6۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 46
7۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 48
8۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 46

امام ابن جریر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: السَّآئِحُوْنَ سے مراد روزے رکھنے والے لوگ ہیں (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ''السائحون'' کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ روزہ رکھنے والے لوگ ہیں۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: السَّآئِحُوْنَ سے مراد روزہ رکھنے والے لوگ ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: السَّآئِحُوْنَ سے مراد روزہ رکھنے والے لوگ ہیں (3)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعمرو العبدی رحمہ اللہ نے کہا: السَّآئِحُوْنَ سے مراد وہ روزے دار ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت سفیان بن عیینہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ روزے دار کو سائح کہا گیا ہے کیونکہ وہ کھانے، پینے اور نکاح جیسی تمام دنیوی لذات کو چھوڑنے والا ہوتا ہے۔ اور دنیا کو چھوڑنے والا سائح کے قائم مقام ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو فاختہ مولی جعدہ بن ہبیرہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے دیکھنا چاہا کہ کیا وہ سیاحت کی طاقت رکھتے ہیں؟ فرمایا: وہ قیام اللیل اور دن کے روزے کو سیاحت کہا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سیاحت کے لیے اجازت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میری امت کی سیاحت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ السَّآئِحُوْنَ کے بارے میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: یہ ہجرت کرنے والے لوگ ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں ہجرت کے سوا کوئی سیاحت نہیں ہے۔ ان کی سیاحت ہجرت ہے جب کہ انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ حضور نبی رحمت ﷺ کی امت میں رہبانیت نہیں ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے کہا: سیاحت بنی اسرائیل میں تھی (6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: السَّآئِحُوْنَ طلاب العلم ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ سے مراد لا الٰہ الا اللہ کا حکم دینے والے ہیں۔ اور النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے سے روکنے والے لوگ مراد ہیں۔ اور ''وبشر المؤمنین'' کے بارے فرمایا: ان مومنین کو خوش خبری سنا دیجئے جو جنگ کے لیے نہیں نکلے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 46، بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 47　4۔ ایضاً

5۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 83 (2398) دار الکتب العلمیہ بیروت　6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 48

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: '' والحافظون لحدود الله '' سے مراد اللہ تعالیٰ کے ان فرائض کی حفاظت کرنے والے لوگ ہیں جوان پر فرض کیے گئے ہیں۔ یہ آیت ان مومنین کے بارے نازل ہوئی جو جنگ میں شریک نہیں ہوئے۔ اور اس سے پہلے والی آیت ان کے بارے ہے جو جنگ میں شریک ہوئے اور وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے فرمایا: کہ ان سے مراد غازین (لڑائی کرنے والے) ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع رحمہ اللہ نے اس آیت کے بارے فرمایا: کہ اس کی تفسیر میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے بذات خود تورات، انجیل اور قرآن کریم ان تمام میں اس امت کے لیے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ان میں سے جسے ان اعمال پر قتل کر دیا گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید ہے اور انہی اعمال پر جسے موت آگئی تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شہید وہ ہے کہ اگر وہ اپنے بستر پر بھی مرے تو جنت میں داخل ہو۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو آدمی فوت ہو اور آنحالیکہ اس میں یہ نو صفات تھیں، تو وہ شہید ہے۔ یعنی اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ ...... الآیہ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا '' بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ '' سے مراد بِالْجَنَّةِ ہے۔ (یعنی جنت کے عوض اللہ تعالیٰ نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال ان سے خرید لیے ہیں)۔ پھر فرمایا اَلتَّآئِبُوْنَ سے لے کر الْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ تک یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہتے ہیں۔ یہ شرط ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل جہاد کے لیے قائم کی ہے۔ کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی شرط کو پورا کیا تو اللہ تعالیٰ ان کی شرط کو پورا فرما دے گا (1)۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِيَّاهُ ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾

'' درست نہیں ہے نبی کے لیے اور نہ ایمان والوں کے لیے کہ مغفرت طلب کریں مشرکوں کے واسطے اگرچہ وہ مشرک ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں۔ جب کہ واضح ہو گیا ان پر کہ یہ دوزخی ہیں اور نہ تھی استغفار ابراہیم کی اپنے باپ کے لیے مگر ایک وعدہ (کو پورا کرنے) کی وجہ سے جو انہوں نے اس سے کیا تھا اور جب ظاہر ہو گئی آپ پر یہ بات کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو آپ بیزار ہو گئے اس سے۔ بے شک ابراہیم بڑے ہی نرم دل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 43,49، بیروت

(اور) بردبار تھے"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت ابوطالب قریب الموت ہوئے تو حضور نبی مکرم ﷺ ان کے پس تشریف لے گئے۔ اس وقت ان کے پاس ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ موجود تھے۔ تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے چچا! کہو لا الہ الا اللہ۔ میں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمہارے لیے شہادت دوں گا۔ یہ سن کر ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ دونوں نے کہا: اے ابوطالب! کیا تم عبدالمطلب کے دین سے اعراض کرو گے؟ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان پر کلمہ شہادت پیش فرماتے رہے اور ابوجہل اور عبداللہ دونوں اس گفتگو کے بارے میں حضرت ابوطالب کی معاونت کرتے رہے۔ آخر کار حضرت ابوطالب نے ان سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں اور لا الہ الا اللہ کہنے سے انکار کر دیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میں ضرور بہ ضرور تمہارے لیے استغفار کروں گا جب تک کہ مجھے تیرے لیے اس سے روک نہ دیا جائے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ۔ الآیہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوطالب کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: اور رسول اللہ ﷺ کو فرمایا: اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ (القصص: 56) "بے شک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں۔ البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو" (1)۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی، نسائی، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور انہوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے المختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا ہے کہ میں نے ایک آدمی کو سنا، وہ اپنے والدین کے لیے استغفار کر رہا تھا حالانکہ وہ دونوں مشرک تھے۔ تو میں نے کہا: کیا تو اپنے والدین کے لیے استغفار کر رہا ہے حالانکہ وہ دونوں مشرک ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار نہیں کی تھی؟ سو میں نے اس کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ان کے لیے استغفار کر رہے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو وہ اپنے مردوں کے لیے استغفار کرنے سے رک گئے۔ اور انہیں زندوں کے لیے استغفار کرنے سے نہ روکا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ ...... الآیہ یعنی آپ اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہے جب کہ وہ زندہ تھا۔ اور جب مر گیا تو آپ نے استغفار چھوڑ دیا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی مباعدۃ الکفار والمفسدین، جلد 7، صفحہ 41 (9378) بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 52

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن کعب نے کہا کہ جب حضرت ابو طالب بیمار ہوئے تو حضور نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، تو اس پر مسلمانوں نے کہا: یہ محمد ﷺ ہیں اپنے چچا کے لیے مغفرت طلب کر رہے ہیں اور ابراہیم علیہ اسلام نے اپنے باپ کے لیے مغفرت طلب کی ہے۔ پس تم بھی اپنے مشرکین رشتہ داروں کے لیے استغفار کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ پھر یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فرمایا: کہ آپ ان کی زندگی میں اس (مغفرت) کی امید رکھتے تھے۔ اور جب آپ پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو آپ اس سے بیزار ہو گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شبل رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے استغفار کیا حالانکہ وہ مشرک تھا۔ اور میں بھی ابوطالب کے لیے استغفار کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب اس سے مجھے منع فرما دے۔ تو آپ ﷺ کے اصحاب نے کہا: ہم اپنے بیٹوں کے لیے ضرور استغفار کریں گے جیسا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا کے لیے استغفار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت ''تبرأ منه'' تک نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابو طالب فوت ہونے کے قریب ہوئے تو رسول اللہ ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے چچا! میرے باپ سے بڑھ کر تیرا مجھ پر حق ہے۔ پس ایسا کلمہ کہو جس کے سبب قیامت کے دن تمہاری شفاعت ثابت ہو جائے۔ کہو لا الہ الا اللہ۔ تو انہوں نے وہی ذکر کیا جو پہلے گزر چکا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے کہا: یا نبی اللہ! ﷺ ہمارے آباء میں سے ایسے لوگ تھے جو پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے، صلہ رحمی کرتے تھے، قیدیوں کو رہا کراتے تھے اور ذمہ داریوں کو ادا کرتے تھے، کیا ہم ان کے لیے استغفار نہ کریں؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قسم بخدا! میں بالضرور اپنے باپ (چچا) کے لیے استغفار کروں گا جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے مغفرت طلب کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ۔ الآیہ، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معذور قرار دیا۔ اور فرمایا: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ سے لے کر اس قول تک تَبَرَّاَ مِنْهُ اور ہمیں یہ بتایا گیا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری جانب چند کلمات وحی فرمائے گئے وہ میرے کانوں میں داخل ہوئے اور میرے دل میں ثابت اور راسخ ہو گئے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے لیے استغفار نہ کروں جو اس حال میں مرے کہ وہ مشرک تھے۔ اور جس نے اپنا فالتو مال دے دیا تو وہ اس کے لیے بہتر ہے اور جس نے روک لیا تو وہ اس کے لیے شر اور برا ہے۔ اللہ تعالیٰ رزق والوں پر ملامت نہیں کرے گا (3)۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 51، بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 52

حضرت ابوطالب کی موت کی خبر دی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا: جاؤ اور انہیں غسل دو، کفن دو اور دفن کر دو۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحم فرمائے۔ پس میں نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دنوں تک استغفار کرتے رہے اور اپنے گھر سے نہ نکلے۔ یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام مذکورہ آیت لے کر نازل ہوئے (1)۔

امام ابن سعد، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضرت ابوطالب فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے کہا: اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ میں تمہارے لیے مسلسل استغفار کرتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مجھے منع فرما دے۔ پس مسلمانوں نے اپنے ان مردوں کے لیے مغفرت طلب کرنا شروع کر دی جو حالت شرک پر فوت ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ۔ الآیہ۔ تو وہ کہنے لگے: تحقیق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کے لیے مغفرت طلب کی ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ...... الآیہ۔ فرمایا جب اس کی موت کفر پر ہوئی تو آپ کے لیے ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے (2)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: جب حضرت ابوطالب فوت ہوئے۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ (چچا) کے لیے استغفار کیا ہے حالانکہ وہ مشرک تھا تو میں بھی اپنے چچا کے لیے مغفرت طلب کروں گا یہاں تک کہ میں اسے پا لوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ سے مراد ابوطالب ہیں۔ تو یہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی گراں گزری۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ یعنی جب آپ نے یہ کہا: سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ؀ (مریم) "میں مغفرت طلب کروں گا تیرے لیے اپنے رب سے بے شک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے"۔ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ یعنی وہ حالت شرک پر ہی مر گیا تَبَرَّاَ مِنْهُ (تو آپ اس سے بیزار ہو گئے)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ کی سند سے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا...... الآیہ کی تفسیر میں فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ (چچا) کے لیے مغفرت طلب کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے منع فرما دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ (چچا) کے لیے استغفار کیا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ۔ الآیہ (3)۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اثر ضعیف اور معلول ہے کیونکہ عطیہ ضعیف راوی ہے۔ اور یہ روایت علی بن ابی طلحہ عن ابی عباس والی سابقہ روایت کے خلاف ہے۔ وہ روایت اصح ہے اور علی بہت ثقہ راوی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ

1۔ طبقات کبریٰ، باب ذکر ابی طالب، جلد 1، صفحہ 123، دار صادر بیروت　2۔ ایضاً　3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 51

حضور نبی مکرم ﷺ جب غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا۔ جب آپ ﷺ ثنیہ عسفان سے اترے تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ عقبہ کے پاس ٹھہریں یہاں تک کہ میں تمہاری طرف لوٹ آؤں۔ سو آپ چلے گئے اور اپنی والدہ محترمہ حضرت آمنہ کی قبر مبارک کے پاس جا اترے اور طویل وقت تک اپنے رب کریم کی مناجات اور حمد وثنا بیان کی۔ پھر آپ رونے لگے اور آپ ﷺ کا رونا شدید ہو گیا۔ پس آپ کے سبب وہ بھی رونے لگے۔ تو انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ آپ کے رونے کی وجہ سے ہم بھی رو پڑے اور ہم نے یہ خیال کیا کہ شاید آپ کی امت میں کوئی ایسی شے ظاہر ہو چکی ہے جس پر اسے قدرت حاصل نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ البتہ جو کچھ ہوا ہے وہ یہ کہ میں اپنی والدہ محترمہ کی قبر پر حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ مجھے قیامت کے دن ان کی شفاعت کرنے کی اجازت مرحمت فرمادے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دینے سے انکار فرمادیا ہے۔ پس مجھے ان کی حالت پر ترس آ گیا، کیونکہ وہ میری ماں ہے۔ سو میں رو پڑا۔ (الف) پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور آ کر کہا ''وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ'' الآیہ پس آپ بھی اپنی ماں سے بیزار ہو جایئے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ (چچا) سے بیزار ہو گئے۔ پس مجھے ان پر رحم اور ترس آ گیا کیونکہ وہ میری ماں ہے۔ تو میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ وہ چار چیزوں کو میری امت سے اٹھا لے۔ پس اس نے ان سے دو اٹھا لی ہیں اور دو کے اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔ میں نے اپنے رب سے یہ دعا کی ہے کہ آسمان سے پتھر برسانا اور زمین میں غرق کرنا ان سے اٹھا لے۔ وہ ان کے مختلف گروہوں کو باہمی جھگڑے فساد میں مبتلا نہ کرے اور ان میں سے بعض کی تلخی اور تکلیف دوسرے بعض کو نہ چکھائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پتھر برسانا اور زمین میں غرق کرنا دونوں ان سے اٹھا لیے ہیں اور باہمی قتل اور جھگڑے فساد کو اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ اپنی والدہ کی قبر کی طرف واپس گئے۔ کیونکہ آپ ایک چٹان کے

(الف) عصر حاضر کے مایہ ناز مفسر اور سیرت نگار حضرت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں ''اہل سنت والجماعت کے علماء محققین کے جم غفیر کی حضور کی والدین کریمین کے ایمان کے بارے یہ رائے ہے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اور جنت کی بہاروں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ تفصیلی مطالعہ کے لیے ضیاء النبی جلد ثانی کی طرف رجوع فرمایئے یہاں فقط خلاصہ بحث پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ قبلہ پیر صاحب نے شیخ ابوزہرہ مصری کی کتاب خاتم النبیین سے اقتباس نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں'' ہماری ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے: جس پر ہم اس مسئلہ کے بارے میں تمام احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد پہنچے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ابوین کریمین نے وہ زمانہ پایا جس میں رسولوں کی آمد منقطع تھی اور وہ دونوں ہدایت اور اخلاق کریمہ کے بالکل قریب تھے جو بعد میں ان کے لخت جگر نے بطور شریعت دنیا کو پیش کیا۔ اور قرآنی آیات اور احادیث صحیفہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمارا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ دوزخ میں ڈالیں جائیں آپ کی والدہ وہ مجاہدہ ہیں جو سراپا صبر تھیں اپنے فرزند دلبند کے ساتھ بڑی شفیق تھیں انہیں آگ کیسے چھو سکتی ہے۔ کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ آگ میں جلائے جانے کی مستحق ہے۔ بلکہ دلیلیں تو اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ ان کی اور ان کے شوہر نامدار کی جو ذبیح اور طاہر کے لقب سے ملقب تھے ان پر جب بھر کر تحسین وآفرین کے پھول برسائے جائیں''۔ قاضی ابوبکر ابن عربی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے کیا خیال ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے آباء واجداد کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ وہ فی النار ہیں آپ نے جواب دیا جو شخص یہ کہتا ہے وہ ملعون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ لوگ جو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو لعنت بھیجتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں، پھر کیا اس سے بڑی اذیت کیا ہے کہ حضور کے والدین کے بارے میں یہ کہا جائے'' (ضیاء النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 92-91)

نیچے مدفون تھیں اور عسفان کا علاقہ ان کا ہے اور اسی میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن قبرستان کی طرف تشریف لے گئے۔ ہم آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے تھے۔ پس آپ ﷺ وہاں پہنچے اور ایک قبر کے پاس بیٹھ گئے۔ پس آپ ﷺ نے طویل وقت تک وہاں مناجات کی۔ پھر آپ رونے لگے۔ سو آپ ﷺ کے رونے کے سبب ہم بھی رونے لگے۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر آپ ﷺ کے قریب ہوئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور پھر آپ نے ہمیں بلایا اور ارشاد فرمایا: کس شے نے تمہیں رلا دیا ہے؟ ہم نے عرض کی: ہم تو آپ کے رونے کے سبب روئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس قبر کے پاس میں بیٹھا وہ حضرت آمنہ کی قبر ہے۔ میں نے اپنے رب سے ان کی زیارت کی التجاء کی، تو اللہ تعالیٰ نے وہ مجھے عطا فرمادی اور پھر میں نے اپنے رب سے ان کے لیے استغفار کرنے کی اجازت طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ مجھے عطا نہیں فرمائی اور مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ تو مجھے اس کیفیت اور رقت نے آلیا جو کسی بھی بچے پر ماں کے لیے طاری ہو جاتی ہے۔ پس اسی شے نے مجھے رونے پر مجبور کر دیا (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تھا جب کہ آپ نے عسفان پر وقوف فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے دائیں بائیں دیکھا اور اپنی امی جان حضرت آمنہ کی قبر پر نظر پڑی۔ پانی لایا گیا اور آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور دعا مانگی اور ہمیں کسی شے نے خوف زدہ نہیں کیا سوائے اس کے کہ آپ ﷺ زور زور سے رونے لگے اور آپ ﷺ کے رونے کے سبب ہمارے رونے کی آواز بھی بلند ہوگئی۔ پھر آپ ہماری طرف واپس تشریف لے آئے اور فرمایا: وہ کون سی شے ہے جس نے تمہیں رلا دیا ہے؟ تمام نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ چونکہ آپ روئے اس لیے ہم بھی رونے لگے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا گمان ہے؟ تمام نے عرض کی: ہمارا خیال ہے کہ جو اعمال ہم کرتے ہیں ان کے بدلے ہم پر عذاب نازل ہونے والا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی کوئی شے نہیں۔ تو حاضرین نے عرض کی: ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ کی امت کو ایسے اعمال کا مکلف اور پابند بنایا گیا ہے جن کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ تو آپ ﷺ کو اس پر رحم آ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی کوئی شے نہیں۔ البتہ میں اپنی والدہ حضرت آمنہ کی قبر کے پاس سے گزرا اور میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے اپنے رب سے ان کے لیے مغفرت طلب کرنے کی اجازت طلب کی۔ تو مجھے منع کر دیا گیا ہے۔ سو میں رونے لگا پھر میں واپس لوٹا اور دو رکعت نماز ادا کی اور اپنے رب سے ان کے لیے استغفار کرنے کی اجازت طلب کی۔ تو مجھے شدت سے جھڑک دیا گیا۔ تو میرے رونے کی آواز بلند ہوگئی۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی سواری منگائی۔ اور اس پر سوار ہو گئے۔ ابھی آپ تھوڑا ہی چلے کہ آپ کی سواری (اونٹنی) وحی کے بوجھ سے کھڑی ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ دونوں آیتیں نازل کیں۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 374 (12049) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب وفات عبد اللہ و آمنہ، جلد 1، صفحہ 147، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر، طبرانی، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور آپ کی پیروی ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ملیکہ کے دونوں بیٹے آئے اور یہ دونوں انصار میں سے ہیں اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ بلاشبہ ہماری ماں خاوند کے معاملات کی نگہبانی کرتی تھی اور مہمان کی عزت وتکریم کیا کرتی تھی اور اسے جاہلیت کے دور میں درگور کر دیا گیا، ہماری ماں کہاں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں جہنم میں ہے۔ وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور ان پر یہ کلام انتہائی شاق اور گراں گزرا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو بلایا۔ جب وہ لوٹ کر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو بے شک میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ ہے۔ تو لوگوں میں سے ایک منافق نے کہا: یہ اپنی ماں کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتے جیسا کہ ملیکہ کے بیٹے اپنی ماں کو کوئی نفع اور فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور ہم ان کی اتباع میں ان کے نقوش قدم پر چل رہے ہیں۔ پھر انصار میں سے ایک نوجوان نے کہا: میں نے اس سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا۔ یارسول اللہ! ﷺ آپ کے والدین کہاں ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ میں نے اپنے رب سے ان کے بارے سوال نہیں کیا کہ وہ ان کے بارے میں میری التجاء قبول کر لے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ وہ ان کے بارے میں مجھے بتائے، بلاشبہ میں اس دن مقام محمود پر کھڑا ہوں گا۔ تو اس منافق نے انصاری جوان سے کہا: ان سے پوچھیے مقام محمود کیا ہے؟ پس اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مقام محمود کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے مطابق کرسی پر نزول فرمائے گا، چر چرائے گی جیسا کہ نیا کجاوہ اپنے بوجھ کے سبب چر چراتا ہے اور وہ زمین وآسمان کی وسعت کی طرح وسیع ہے اور تمہیں برہنہ پا، ننگے بدن اور غیر مختون حالت میں لایا جائے گا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے خلیل کو لباس پہناؤ۔ تو جنت کی چادروں میں سے دو سفید چادریں لائی جائیں گی۔ پھر آپ کے پیچھے مجھ کو لباس پہنایا جائے گا اور میں اللہ تعالیٰ کی دائیں جانب ایک مقام پر کھڑا ہوں گا جس میں اولین وآخرین سب مجھ پر رشک کریں گے اور میرے لیے کوثر سے میرے حوض تک ایک نہر کھودی جائے گی۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ منافق کہنے لگا: میں نے آج کی طرح کبھی بھی نہیں سنا۔ بالیقین نہر جاری نہیں ہو سکتی۔ مگر ایسی سخت زمین میں جس میں بہاؤ ہو یا اس میں سنگریزے ہوں۔ لہٰذا ان سے سوال کیجئے کہ وہ نہر ان کی طرف کس میں چل کر آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا: کستوری کے بہاؤ اور سنگریزوں میں۔ راوی نے کہا: کہ وہ منافق کہنے لگا: میں نے آج کی طرح کی بات کبھی نہیں سنی۔ قسم بخدا! نہر جہاں بھی جاری ہوئی ہے وہاں نباتات اگتی ہیں۔ تو ان سے پوچھ کیا اس نہر کے لیے بھی نباتات ہوں گی؟ تو انصاری نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ کیا اس نہر کے پاس نباتات ہوں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سونے کی شاخیں ہوں گی۔ منافق کہنے لگا: میں نے آج کی طرح کبھی بھی نہیں سنا۔ قسم بخدا! کوئی شاخ نہیں اگتی مگر اس کے ساتھ پھل ہوتا ہے۔ تم ان سے پوچھو کیا ان شاخوں کا پھل ہوگا؟ چنانچہ انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا ان شاخوں پر پھل ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں وہ موتی اور جواہرات ہوں گے۔ پھر منافق نے کہا: میں نے اس طرح کبھی نہیں سنا۔ تو ان سے

حوض کے پانی کے بارے پوچھا؟ چنانچہ انصاری نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ حوض کا پانی کیسا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ سے زیادہ سفید ہوگا، شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، جسے اللہ تعالیٰ نے اس سے ایک بار سیراب کر دیا اس کے بعد وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور جسے اللہ تعالیٰ نے محروم کر دیا وہ اس کے بعد کبھی سیراب نہیں ہوگا۔ ''قَالَ: اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ، وَاَحْلٰی مِنَ الْعَسَلِ، مَنْ سَقَاہُ اللّٰہُ مِنْہُ شَرْبَۃً لَمْ یَظْمَأْ بَعْدَہٗ، وَمَنْ حَرَمَہٗ لَمْ یَرْوِ بَعْدَھَا''(1)

امام ابن سعد نے کلبی رحمہما اللہ اور حضرت ابوبکر بن قیس جعفی رحمہ اللہ دونوں سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جعفی زمانہ جاہلیت میں دل کو حرام قرار دیتے تھے۔ پس ان میں سے دو آدمی قیس بن سلمہ اور سلمہ بن یزید رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ یہ دونوں ماں کی جانب سے بھائی تھے اور دونوں اسلام لے آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تم دل نہیں کھاتے۔ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا اسلام اسے کھائے بغیر مکمل نہیں ہوگا اور آپ ﷺ نے ان دونوں کے لیے بھونا ہوا دل منگوایا اور وہ دونوں کو کھلایا۔ پھر انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہماری ماں ملیکہ بنت حلو ہے، وہ مشقت کرنے والوں کو رہا کرتی تھی، تنگ دستوں کو کھانا کھلاتی تھی اور فقیروں پر رحم کرتی تھی۔ بے شک وہ مر چکی ہے اور اس نے اپنی چھوٹی بچی کو زندہ درگور کیا تھا۔ پس اب اس کا کیا حال ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: درگور کرنے والی اور جس کے اشارے پر درگور کیا گیا وہ جہنم میں ہیں۔ چنانچہ یہ سن کر وہ دونوں حالت غضب میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری طرف آؤ۔ وہ لوٹ کر آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میری ماں تمہاری ماں کے ساتھ ہے۔ ان دونوں نے اسے تسلیم کیا اور چلے گئے اور وہ دونوں کہنے لگے: قسم بخدا! بے شک وہ آدمی ہے جس نے ہمیں دل کھلایا ہے اور یہ کہا ہے کہ ہماری ماں آگ میں ہے وہ اس اہل ہے کہ اس کی اتباع نہ کی جائے۔ وہ دونوں چلے گئے اور اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے اس سے جا ملے۔ جس کے پاس صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ تھا انہوں نے اسے باندھ دیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے۔ جب یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے دونوں پر لعنت کی جیسا کہ وہ اپنے ارشاد میں لعنت کرتے رہے۔ ''لَعَنَ اللّٰہُ رِعْلًا وَذَکْوَانَ وَعُصَیَّۃَ وَلِحْیَانَ وَابْنَیْ مُلَیْکَۃَ مِنْ حَرِیْمٍ وَحَرَانَ'' کہ اللہ تعالیٰ رعل، ذکوان، عصیہ، لحیان اور حریم و مران کے ملیکہ کے دونوں بیٹوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے(2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ سے لے کر كَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا (بنی اسرائیل) تک فرمایا۔ اور پھر اس حکم سے استثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا: مَا كَانَ لِلنَّبِیِّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِیْنَ سے لے کر اس قول تک فرمایا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَاۤ اِیَّاهُ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کے لیے اس وقت ظاہر ہوا جب وہ مرا اور آپ نے جان لیا کہ توبہ کا وقت اس کے لیے ختم ہو چکا ہے(3)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 296 (3385) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 1، صفحہ 324، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابوبکر شافعی نے فوائد میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے لیے مسلسل استغفار کرتے رہے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ جب وہ مر گیا تو آپ کے لیے واضح ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، تو آپ اس سے بیزار ہو گئے (1)۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗۤ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب وہ حالت کفر پر مر گیا تو آپ کے لیے ظاہر ہو گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک آدمی بیت اللہ شریف میں طواف کر رہا تھا اور وہ اپنی دعا میں کہہ رہا تھا اوہ اوہ...... تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ وہ بہت ہی آہیں بھرنے والا ہے (2)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ کی تفسیر میں کہا: حضرت ابراہیم علیہ السلام جب جہنم کا ذکر کرتے تو آپ آگ کے ذکر سے آہیں بھرتے (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ذکر سے اپنی آواز بلند کر رہا تھا تو ایک آدمی نے اسے کہا: اگر یہ اپنی آواز پست کر لے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ انتہائی خشوع کر رہا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا: جسے ذوالبجادین کہا جاتا تھا بلاشبہ یہ انتہائی نرم دل ہے۔ اس لیے کہ وہ قرآن کریم اور دعا سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے (4)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک میت کو قبر میں رکھا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ بلاشبہ تو قرآن کریم کی تلاوت کے سبب انتہائی نرم دل تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَاَوَّاهٌ سے مراد خشوع اور عجز و انکساری کرنے والا ہے (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد دعا ہے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 55، بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 62 — 3۔ ایضاً

4۔ معجم کبیر، جلد 17، صفحہ 295 (813) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 62، داراحیاء التراث العربی بیروت — 6۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 57

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد دعا اور اللہ تعالیٰ کے پاس راحت وتسکین حاصل کرنے والا ہے جیسا کہ مریض کی اپنے مرض سے آہیں بھرنے کی حالت ہوتی ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو العبیدین رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے لَاَوَّاهٌ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مہربان رحیم (انتہائی مہربان، رحم کرنے والا) ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد توبہ کرنے والا مومن ہے (2)۔

ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ سے مراد مطیع وفرمانبردار مومن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ایوب رحمہ اللہ نے کہا: لَاَوَّاهٌ سے مراد وہ آدمی کہ جب وہ اپنی خطاؤں کا ذکر کرے تو پھر ان سے استغفار کرے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد حبشہ کا رہنے والا مومن ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ کا معنی یقین کرنے والا ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَاَوَّاهٌ حبشی زبان میں یقین کرنے والے کو کہا جاتا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ لغت حبشہ میں لَاَوَّاهٌ یقین کرنے والے کو کہتے ہیں (6)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے، ابن جریر نے حضرت عطا اور حضرت ضحاک سے یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ کا معنی یقین کرنے والا ہے اور یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد یقین کرنے والا فقیہ ہے (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 58، بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 61 — 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 60 — 5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً — 7۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد شیخ (بوڑھا) ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے یہی معنی نقل کیا ہے۔

ابن جریر اور ابو الشیخ نے عمرو بن شرحبیل کا قول بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ حبشی زبان میں رحیم رحم کرنے والے کو کہا جاتا ہے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشی زبان میں لَاَوَّاهٌ سے مراد دعا ہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد مسبح (روزے دار) ہے (2)۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد ایسا آدمی ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی جانب معلق ہو۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی رقت اور رحمت کی وجہ سے لَاَوَّاهٌ کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ حلیم سے مراد رحیم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ان کے حلم اور بردباری کی کیفیت یہ تھی کہ جب ان کی قوم کا کوئی فرد انہیں اذیت اور تکلیف دیتا تو اسے فرماتے: اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت عطا فرمائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن کریم میں جو شے بھی نازل کی گئی ہے چار آیات کے سوا وہ سب میں جانتا ہوں۔ ان میں سے ایک وَالرَّقِیْمِ ہے (الکہف: 9) چونکہ میں نہیں جانتا تھا وہ کیا ہے۔ اور ایک یہ ہے وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً (مریم: 13) فرمایا میں نہیں جانتا کہ حنان کیا ہے بلکہ اس سے مراد رحمت ہے "والغتلین" (الحاقۃ: 34) میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے البتہ میں اسے زقوم کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ (الدخان) مزید فرمایا: لَاَوَّاهٌ حبشہ کی زبان میں یقین کرنے والے کو کہتے ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَاَوَّاهٌ کا معنی مومن ہے۔ اور ابو الشیخ نے آپ ہی سے یہ قول بھی بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد توجہ کرنے والا فقیر ہے۔

ابن جریر اور ابو الشیخ نے عقبہ بن عامر کا یہ قول بیان کیا ہے کہ لَاَوَّاهٌ سے مراد کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا ہے (3)۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى یُبَیِّنَ لَهُمْ مَّا یَتَّقُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ﴿۱۱۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 59، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 61 3۔ ایضاً

"اورنہیں ہے اللہ تعالیٰ کا دستور کہ گمراہ کردے کسی قوم کو اسے ہدایت دینے کے بعد یہاں تک کہ بیان کردے ان کے لیے وہ چیزیں جن سے انہیں بچنا چاہیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے (ساری) بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی مددگار"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومنین کے لیے استغفار کے بارے میں وضاحت مشرکین کے لیے خاص ہے اور اپنی اطاعت و معصیت کے بارے میں اس کی وضاحت عام ہے جسے وہ کریں یا چھوڑ دیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ کے بارے کہا ہے یعنی وہ تمام چیزیں جن پر وہ عمل پیرا ہوں گے اور جن سے باز رہیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یحییٰ بن عقیل نے کہا کہ یحییٰ بن یعمر کو ایک تحریر دی گئی۔ انہوں نے کہا: یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خطبہ ہے۔ وہ ہر جمعرات کی شام کو اپنے اصحاب کو یہ خطبہ دیا کرتے تھے۔ انہوں نے حدیث ذکر کی اور پھر فرمایا: تم میں سے جو عالم یا متعلم بننے کی استطاعت رکھتا ہو تو اسے ایسا کرنا چاہیے اور اس کے سوا وہ کچھ نہ ہو۔ کیونکہ عالم اور متعلم دونوں خیر اور نیکی میں شریک ہیں۔ اے لوگو! قسم بخدا! مجھے تم پر یہ خوف نہیں ہے کہ ایسی چیزوں کے بارے تم سے مواخذہ کیا جائے گا جو تمہارے لیے بیان نہیں کی گئیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًۢا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَّا يَتَّقُوْنَ اور تحقیق اس نے تمہارے لیے وہ چیزیں بیان کردی ہیں جن سے تمہیں بچنا چاہیے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب غزوہ بدر کے مشرکین قیدیوں سے فدیہ لیا گیا۔ فرمایا: تمہیں نہیں چاہیے کہ تم یہ وصول کرو یہاں تک کہ تمہیں اجازت دے دی جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے کہ وہ کسی قوم کو ایسے گناہ کے سبب عذاب دے جس کا ارتکاب انہوں نے کیا، یہاں تک کہ وہ چیزیں ان کے لیے بیان کردے جن سے انہیں بچنا چاہیے۔ فرمایا: یہاں تک کہ وہ انہیں اس سے پہلے ان سے منع کردے۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت

"یقیناً رحمت سے توجہ فرمائی اللہ تعالیٰ نے (اپنے) نبی پر نیز مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے پیروی کی تھی نبی کی مشکل گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب تھا کہ ٹیڑھے ہو جائیں دل ایک گروہ کے ان میں سے پھر رحمت سے توجہ فرمائی ان پر۔ بے شک وہ ان سے بہت شفقت کرنے والا رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ ہمیں ساعة العسرہ کے بارے کچھ بتائیں۔ تو آپ نے فرمایا: کہ ہم سخت گرمی کے موسم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک کی طرف نکلے۔ ہم ایک منزل پر اترے تو ہمیں شدید پیاس نے آلیا۔ یہاں تک کہ ہمیں یہ گمان ہونے لگا کہ ہماری گردنیں کٹ جائیں گی (یعنی ہماری موت واقع ہو جائے گی) کیفیت یہ تھی کہ ایک آدمی اپنا اونٹ ذبح کرتا تھا پھر اس کی اوجھ کو نچوڑتا اور وہ پانی پی لیتا اور جو بچ جاتا وہ اس کے جگر پر ڈال دیتا، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھلائی اور خیر کی دعا مانگنے کا عادی بنایا ہے، سو آپ ہمارے لیے دعا فرمائیے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک بلند فرمائے اور ابھی واپس نہیں لوٹائے تھے کہ بادل نمودار ہوا اور خوب موسلا دھار برسا اور خوب پانی بہایا، پس تمام کے پاس پانی کے جو برتن تھے وہ سب بھر لیے، پھر ہم چل پڑے اور دیکھتے رہے اور ہم نے اسے (بارش کو) نہ پایا اور لشکر آگے گزر گیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سَاعَةِ الْعُسْرَةِ سے مراد غزوۂ تبوک ہے(2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ کے بارے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے شدید گرمی کے موسم میں شام کی طرف غزوۂ تبوک میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی۔ اور ایسی مشقت اٹھائی جس کے بارے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس دوران انہیں اتنی شدید مشقت اور تکلیف اٹھانی پڑی کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ دو آدمی ایک کھجور کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے اور بہت سے لوگ ایک کھجور آپس میں ایک دوسرے کی جانب پھراتے رہتے تھے کہ ان میں سے ایک آدمی اسے چوستا، پھر اس پر پانی ڈالتا اور پھر وہی کھجور دوسرا آدمی چوس لیتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر رحمت سے توجہ فرمائی اور انہیں غزوہ سے کامیاب واپس لوٹایا۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عقیل بن ابی طالب نے اسی آیت کے ضمن میں کہا: صحابہ کرام غزوہ تبوک کے لیے چلے تو سواری کے لیے دو یا تین افراد کو ایک اونٹ میسر تھا، وہ شدید گرمی کے موسم میں نکلے اور اس دوران ایک دن انہیں سخت پیاس نے آلیا، یہاں تک کہ وہ اپنے اونٹ کو ذبح کرنے لگے اور ان کی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 263 (566) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 66، بیروت

اوجھ نچوڑ کر اس کا پانی پینے لگے۔ گویا ان کے لیے پانی کی تنگی بھی تھی خوراک کی قلت بھی تھی اور سواری کے کم ہونے کی مشقت اور اذیت بھی تھی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ساعة العسرة سے مراد سواری کی تنگی، خوراک کی مشکل اور پانی کی قلت کی تکلیف ہے (اسی وجہ سے غزوۂ تبوک کو ساعة العسرة سے تعبیر کیا گیا ہے) (2)

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے اس طرح قرأت کی "مِنۡۢ بَعۡدِ مَازَاغَتۡ قُلُوۡبُ طَآئِفَةٍ مِّنۡهُمۡ"

وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيۡنَ خُلِّفُوۡا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡاَرۡضُ بِمَا رَحُبَتۡ وَضَاقَتۡ عَلَيۡهِمۡ اَنۡفُسُهُمۡ وَظَنُّوۡۤا اَنۡ لَّا مَلۡجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيۡهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيۡهِمۡ لِيَتُوۡبُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾

"اور ان تینوں پر بھی (نظر رحمت فرمائی) جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب تنگ ہوگئی ان پر زمین باوجود کشادگی کے اور بوجھ بن گئیں ان پر ان کی جانیں اور جان لیا انہوں نے کہ نہیں کوئی جائے پناہ اللہ تعالیٰ سے مگر اسی کی ذات۔ تب اللہ تعالیٰ ان پر مائل بکرم ہوا تا کہ وہ بھی رجوع کریں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی بہت توبہ قبول فرمانے والا (اور) ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مندہ، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيۡنَ خُلِّفُوۡا کے بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ تین کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ تھے اور یہ تینوں انصار میں سے تھے (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مجمع بن جاریہ رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ وہ تین جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی نظر رحمت فرمائی وہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیعہ تھے۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن شہاب رحمہما اللہ نے فرمایا: بے شک وہ تین جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا وہ کعب بن مالک بنی سلمہ میں سے، ہلال بن امیہ بنی واقف میں سے اور مرارہ بن ربیعہ بنی عمرو بن عوف میں سے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذی اوان میں اترے تو وہ عام منافقین جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کریں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو ارشاد فرمایا: تم کسی ایسے آدمی سے بات نہ کرنا جو ہم سے پیچھے رہا ہے اور نہ اس کے ساتھ مجالست

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اسباب التسمیۃ غزوۂ تبوک، جلد 5، صفحہ 227، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 67، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 68

اختیار کرنا یہاں تک کہ میں تمہیں اجازت دے دوں۔ چنانچہ انہوں نے ان سے کوئی گفتگو نہ کی۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پاس وہ لوگ حاضر ہوئے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ آپ ﷺ کو سلام عرض کرنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے اعراض کرلیا اور مومنوں نے بھی ان سے اعراض کرلیا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی سے اس کے بھائی، اس کے باپ اور اس کے چچا نے بھی اعراض کرلیا۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا شروع ہوگئے اور وہ مجبوریاں اور بیماریاں بیان کر کے معذرت کرنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر رحم فرمایا، ان سے بیعت لی اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور ان میں سے وہ لوگ جو بغیر کسی شک اور نفاق کے پیچھے رہ گئے تھے وہ تین آدمی تھے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ توبہ میں کیا ہے۔ اور وہ کعب بن مالک سلمی، ہلال بن امیہ واقفی اور مرارہ بن ربیعہ عامری تھے۔

امام ابن مندہ اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ تینوں کعب بن مالک، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے مجھے خبر دی ہے کہ عبد اللہ بن کعب بن مالک نے بیان کیا اور یہی حضرت کعب کے نابینا ہو جانے کے بعد ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں چلاتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے خود حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ اس طرح واقعہ بیان کرتے تھے کہ جب وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں غزوہ تبوک کے سوا کسی غزوہ میں بھی کبھی رسول اللہ ﷺ سے پیچھے نہیں رہا۔ مگر یہ کہ میں غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہا۔ لیکن اس سے پیچھے رہنے والوں میں سے کسی کو کوئی عتاب نہیں فرمایا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ قریش کے ارادہ سے نہیں نکلے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کے جان نثاروں اور ان کے دشمنوں کو بغیر کسی معاہدہ اور پروگرام کے اکٹھا کر دیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عقبہ کی رات حاضر تھا جب کہ ہم نے اسلام پر معاہدہ کیا تھا اور اس سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ نہیں کہ میرے لیے میدان بدر ہو۔ اگر بدر ہوتا تو میں لوگوں میں اس کے بارے ذکر کرتا اور اس سے شہرت حاصل کرتا۔

جب میں رسول اللہ ﷺ سے غزوۂ تبوک میں پیچھے رہا تو میری خبر یہ تھی کہ میں کبھی بھی اتنا طاقتور نہیں ہوا اور نہ کوئی مجھ سے زیادہ خوش حال تھا جب کہ میں اس غزوہ میں آپ ﷺ سے پیچھے رہ گیا۔ قسم بخدا! اس سے پہلے کبھی بھی میرے پاس سواری کے لیے دو اونٹنیاں جمع نہیں ہوئی تھیں۔ حتی کہ میں نے اس غزوہ میں ان دونوں کو اکٹھا کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ جب کبھی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اسے مخفی رکھا کرتے تھے مگر اس غزوہ کے وقت آپ ﷺ نے ایسا نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ انتہائی شدید گرمی کے موسم میں اس غزوہ کے لیے تشریف لے گئے۔ انتہائی دور دراز کا سفر اور جنگل بیابان کا سامنا تھا اور دشمن کی کثیر تعداد سامنے تھی۔ پس آپ ﷺ نے مسلمانوں کے لیے ان کے معاملات کو ظاہر کیا تا کہ وہ اپنے دشمن کی تیاری کے مطابق خوب تیاری کرسکیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس سمت سے آگاہ فرمایا جہاں کا آپ ﷺ ارادہ رکھتے تھے۔

اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسے کثیر مسلمان تھے جن کا اندراج کسی محفوظ کتاب میں نہیں ہوتا تھا۔ اس کتاب سے مراد دیوان ہے (یعنی کوئی باقاعدہ فوج نہیں تھی)۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بہت کم ہی کسی آدمی نے غیب ہونے کا ارادہ کیا مگر اس نے یہی گمان کیا کہ وہ چھپا رہے گا جب تک اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ اس غزوہ پر اس وقت تشریف لے گئے جب کہ پھل پکے ہوئے تھے۔ سایہ انتہائی اچھا لگتا تھا اور اس کو حقیر اور صغیر جانتے ہوئے آپ نے اس کے لیے یہ وقت مقرر کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کی معیت میں مومنین اس کے لیے تیار ہو گئے۔ میں بھی صبح جاتا تا کہ ان کے ساتھ مل کروں تیاری کروں پھر لوٹ کر آتا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکتا اور اپنے دل میں یہ کہتا: اگر میں نے ارادہ کر لیا تو میں اس پر قدرت رکھتا ہوں (یعنی میرے وسائل ہیں کہ میں فوراً ساتھ جانے کے لیے تیار ہو سکتا ہوں)۔ پس مسلسل میرا اصرار یہی رہا یہاں تک کہ میں لوگوں کے ساتھ کوشش اور تیاری میں لگا رہا۔ پس جس صبح رسول اللہ ﷺ اور آپ کی معیت میں مومنین جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ تو میں نے اپنی تیاری کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کیا۔ میں نے ایک یا دو دن تک اپنی تیاری مؤخر کر دی کہ پھر میں آپ ﷺ سے جا ملوں گا۔ سو ان کے چلے جانے کے بعد میں صبح کے وقت نکلا تا کہ میں تیاری کروں اور پھر لوٹ آیا اور اپنی تیاری کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کیا۔ پھر دوسری صبح گیا اور لوٹ آیا اور کوئی فیصلہ نہ کر سکا، پس اس طرح میرا یہ سفر دور ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ وہ اختتام پذیر ہو گیا اور لشکر بہت آگے بڑھ گیا، میں نے جانے کا ارادہ کیا کہ میں انہیں پا لوں گا اور کاش میں ایسا کر لیتا۔ پھر مجھے اس کی قدرت نہ ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تو میری نظر ایسے آدمیوں پر پڑتی جن پر نفاق میں مبتلا ہونے کا عیب تھا یا پھر ایسے آدمی دکھائی دیتے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یاد نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ تبوک پہنچ گئے۔ وہاں قوم کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا: کعب بن مالک نے کیا کیا ہے؟ تو بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ! ﷺ اس کی دھاری دار چادروں اور اس کی متکبرانہ سوچ نے اسے روک دیا ہے (یعنی اس کی دو بیویوں نے اسے اس سفر سے روک دیا ہے)۔ تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تو نے بہت ناپسندیدہ بات کی ہے۔ قسم بخدا! یا رسول اللہ ﷺ ہم اس کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے اور رسول اللہ ﷺ یہ سن کر خاموش رہے۔

حضرت کعب بن مالک نے کہا: کہ جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس چل پڑے ہیں تو مجھے خیال آنے لگا اور میں کوئی جھوٹ یاد کرنے لگا اور میں یہ کہنے لگا: کہ کون سی شے کے سبب میں کل آپ کی ناراضگی سے بچ سکوں گا۔ میں اپنے گھر کے ہر صاحب رائے فرد سے اس کے بارے مشاورت کرنے لگا۔ لیکن جب یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لانے والے ہیں تو مجھ سے باطل نظریہ دور ہو گیا اور میں نے یہ یقین کر لیا کہ میں نے کبھی بھی کسی اور شے کے سبب آپ سے نجات نہیں پائی۔ پس میں نے آپ ﷺ سے سچ کہنے کا فیصلہ کر لیا۔ صبح رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری ہوئی۔ آپ کا یہ معمول مبارک تھا کہ جب آپ ﷺ سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے، دو رکعت نماز ادا

فرماتے، اور پھر لوگوں کے پاس مجالست اختیار فرماتے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو پیچھے رہنے والے لوگ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور معذرت کرنے لگے اور قسمیں اٹھا اٹھا کر آپ کو یقین دہانی کرانے لگے۔ یہ اسی سے کچھ زائد افراد تھے۔ پس جو کچھ انہوں نے ظاہراً کہا: رسول اللہ ﷺ نے ان سے وہ قبول فرمالیا اور ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور ان کے باطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا۔ یہاں تک کہ میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ پس جب میں نے سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے غضب ناک آدمی کے تبسم کی مثل تبسم فرمایا۔ پھر مجھے ارشاد فرمایا: آؤ۔ پس میں آگے چلتا آیا حتی کہ آپ ﷺ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے پیچھے رکھا ہے کیا تو نے اپنی سواری خریدی نہیں تھی؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر میں آپ کے سوا اہل دنیا میں سے کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں یقیناً یہ خیال کرتا کہ میں کسی عذر کے سبب اس کی ناراضگی سے بچ جاؤں۔ یقیناً میں کوئی بحث کرتا۔ لیکن قسم بخدا! مجھے یہ یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے ساتھ جھوٹے آدمی کی طرح گفتگو کروں گا، آپ اس کے سبب مجھ سے راضی ہوجائیں گے۔ لیکن یہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کردے۔ اور اگر میں آپ سے سچی بات کہوں گا تو آپ مجھے سچ کے بارے میں اس طرح پائیں گے کہ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے میرے لیے عتاب قریب ہے۔ قسم بخدا! میرے لیے کوئی عذر نہیں تھا۔ قسم بخدا! میں کبھی اتنا فارغ نہیں ہوا اور نہ کوئی مجھ سے بڑھ کر اس وقت خوش حال تھا جب کہ میں آپ سے پیچھے رہا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح ہے۔ تحقیق اس نے سچ کہا ہے۔ لہٰذا تو اٹھ جا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کوئی فیصلہ فرمادے۔

پس میں اٹھ کھڑا ہوا اور بنی سلمہ کے کچھ افراد بڑی تیزی سے میری طرف آئے اور میرے پیچھے پیچھے چلتے آئے۔ انہوں نے مجھے کہا: قسم بخدا! ہم تیرے بارے میں نہیں جانتے کہ تو نے اس سے قبل بھی کوئی گناہ کیا ہو اور تحقیق تو اس سے عاجز رہا ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسا کوئی عذر پیش نہیں کرسکا جیسے پیچھے رہ جانے والوں نے عذر پیش کیے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا استغفار کرنا تیرے گناہ (کی مغفرت) کے لیے کافی تھا۔ حضرت کعب نے بیان فرمایا: قسم بخدا! وہ مسلسل مجھے تنبیہ کرتے ہی رہے یہاں تک کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں واپس لوٹ جاؤں اور اپنے آپ کو جھٹلاؤں۔ پھر میں نے ان سے کہا: کیا اس معاملہ میں انہوں نے میرے ساتھ کسی کو ملایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں تیرے ساتھ دو آدمی آملے ہیں۔ ان دونوں نے بھی وہی کہا ہے جو تو نے کہا: اور ان دونوں کو بھی وہی کچھ کہا گیا جو تجھے کہا گیا ہے۔ میں نے پوچھا: وہ دونوں کون ہیں؟ انہوں نے بتایا: مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ واقفی۔ پس انہوں نے میرے سامنے دو نیک اور صالح لوگوں کا ذکر کیا اور وہ دونوں غزوۂ بدر میں بھی شریک تھے۔ لہٰذا میرے لیے تو ان دونوں میں نمونہ تھا۔ پس جب انہوں نے میرے سامنے ان دونوں کا ذکر کیا تو میں چلا گیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیچھے رہنے والے افراد میں سے ہم تینوں کے ساتھ لوگوں کو کلام کرنے سے منع فرمادیا۔ پس ہم لوگوں میں سے اجنبی ہوگئے۔ لوگ ہمارے لیے بدل گئے۔ یہاں تک کہ میرے لیے وہ

زمین بھی اجنبی ہوگئی جسے میں پہچانتا تھا۔ پس ہم اسی حالت پر پچاس راتیں ٹھہرے رہے۔ پس میرے وہ دونوں ساتھی اپنے اپنے گھروں میں ہی پرسکون ہوگئے اور وہیں بیٹھ گئے۔ چونکہ میں اپنی قوم سے انتہائی مضبوط اور دوسروں سے بڑھ کر طاقتور تھا لہٰذا میں مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا رہا اور بازار میں چکر وغیرہ لگاتا رہتا۔ لیکن کوئی مجھ سے بات نہ کرتا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی حاضر ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد مجلس میں تشریف فرما ہوتے۔ میں آکر سلام عرض کرتا اور پھر اپنے دل میں کہتا کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کا جواب دینے کے لیے اپنے ہونٹ مبارک کو حرکت دی ہے یا نہیں۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب نماز ادا کرتا اور آنکھیں چرا چرا کر دیکھتا۔ جب میری توجہ نماز کی طرف ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھتے اور جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اعراض فرما لیتے۔ حتیٰ کہ جب اسی کیفیت پر یعنی مسلمانوں سے تعلقات منقطع ہونے پر زیادہ اور طویل وقت گزر گیا۔ تو میں چل پڑا، یہاں تک کہ میں حضرت ابوقتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دیوار پر جا بیٹھا۔ وہ میرے چچا کے بیٹے تھے اور لوگوں سے بڑھ کر میرے نزدیک محبوب اور میرے دوست تھے۔ پس میں نے انہیں سلام پیش کیا۔ قسم بخدا! انہوں نے بھی مجھ پر سلام کا جواب نہیں لوٹایا۔ تو میں نے ان سے کہا: اے ابوقتادہ! میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں! کیا تو جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ آپ فرماتے ہیں کہ وہ خاموش رہا۔ میں نے دوبارہ کہا: اور انہیں قسم دی۔ لیکن وہ بالکل خاموش رہے۔ جب میں نے تیسری بار بات کی اور انہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دی تب اس نے صرف یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پس میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے اور میں واپس لوٹ آیا اور دیوار پر چڑھ گیا۔ اس اثنا میں کہ میں مدینہ طیبہ کے بازار میں چل رہا تھا کہ اچانک شام کے نبطیوں میں سے ایک نبطی کھانا لے کر آیا جو کہ مدینہ طیبہ میں بیچ رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کون ہے جو کعب بن مالک کے بارے میں میری راہنمائی کرے گا؟ لوگ اس کے لیے میری طرف اشارے کرنے لگے یہاں تک کہ وہ میرے پاس آیا اور اس نے غسانہ کے بادشاہ کی جانب سے مجھے ایک خط دیا۔ میں خود کاتب تھا۔ اس میں یہ تھا: امابعد! ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ کے صاحب (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے آپ کے ساتھ زیادتی اور جفا کی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک ذلیل خوار اور تنگ گھر میں پیدا نہیں کیا۔ پس تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہاری غم خواری اور عزت و تکریم کریں گے۔ جب میں نے اسے پڑھا تو کہا۔ یہ بھی ایک آزمائش ہے۔ پس میں وہ لے کر تنور پر گیا اور اسے اس میں ڈال کر جلا دیا۔ یہاں تک کہ جب پچاس میں سے چالیس راتیں گزر گئیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے میرے پاس پیغام آیا اور فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرلے۔ تو میں نے استفسار کیا۔ کیا میں اسے طلاق دے دوں یا میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ اس سے علیحدگی اختیار کیجئے اور اس کے قریب نہ جائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ساتھیوں کی جانب بھی اسی طرح کا پیغام ارسال فرمایا۔ پس میں نے اپنی بیوی سے کہا: تو اپنے میکے چلی جا اور انہیں کے پاس رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس بارے میں کوئی فیصلہ فرما دے۔ ہلال بن امیہ کی زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہلال انتہائی بوڑھا آدمی ہے وہ کام کی طاقت نہیں رکھتا اور اس

کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے کیا آپ ناپسند کرتے ہیں کہ میں اس کی خدمت کرتی رہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں لیکن وہ تیرے قریب نہ آئے۔ تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! اس میں کسی بھی شے کی طرف کوئی حرکت نہیں ہے۔ قسم بخدا! وہ تو اس دن سے آج تک رو رہا ہے، اگر آپ کی جانب سے یہ حکم ہے تو پھر یہی ہے تو مجھے بھی بعض گھر والوں نے کہا: اگر تم بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی بیوی کے بارے میں اجازت لے لو۔ کیونکہ آپ ﷺ نے ہلال کی بیوی کو ان کی خدمت کی اجازت دے دی ہے۔ تو میں نے کہا: قسم بخدا! میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب نہیں کروں گا۔ جب میں اجازت طلب کروں گا تو جو آپ فرمائیں گے وہ میں نہیں جانتا جب کہ میں ایک نوجوان آدمی ہوں۔

فرمایا: ہم دس راتوں تک ٹھہرے رہے اور جب سے ہمارے ساتھ کلام کرنے سے روکا گیا تھا اس وقت سے ہماری پچاس راتیں مکمل ہو گئیں، فرمایا: پھر میں نے پچاسویں رات کی صبح کو فجر کی نماز اپنے مکانوں میں سے ایک مکان کے اوپر پڑھی۔ پس میں اپنی اسی حالت پر بیٹھا ہوا تھا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں فرمایا اس حال میں کہ میری جان مجھ پر تنگ تھی اور زمین اپنی وسعتوں کے باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی تھی۔ تو میں نے ایک چیخنے والے کی آواز سنی یا جبل سلع میں، میں نے ایک چیخ سنی کہ وہ انتہائی بلند آواز کے ساتھ کہہ رہا تھا: اے کعب بن مالک! تجھے بشارت ہو۔ پس میں سجدے میں گر گیا اور میں نے پہچان لیا کہ وسعت اور کشادگی آ گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کی نماز ادا فرمائی تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہماری توبہ قبول کیے جانے کا اعلان فرمایا۔ پس لوگ آئے ہمیں مبارک باد دینے لگے اور میرے دونوں ساتھیوں کو مبارک باد دینے اور خوش خبری سنانے کے لیے بھی لوگ ان کی طرف گئے اور ایک آدمی گھوڑے پر تیزی سے میری طرف آیا اور بنی اسلم کا ایک آدمی تیز دوڑتے ہوئے آیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اس کی آواز گھوڑ سوار سے تیز اور زیادہ تھی۔ پس جب وہ میری پاس آیا جس کی آواز میں نے سنی تھی۔ وہ مجھے بشارت اور خوش خبری سنانے لگا۔ میں نے اس کے لیے اپنے کپڑے اتارے اور اس کی بشارت کے سبب میں نے وہ دونوں کپڑے اسے پہنا دیئے اور کہا: قسم بخدا! آج کے دن میں ان کے سوا کسی شے کا مالک نہیں اور میں نے دو کپڑے ادھار لیے اور وہ خود پہن لیے اور میں رسول اللہ ﷺ کی جانب چل پڑا۔ گروہ در گروہ لوگ مجھے ملنے لگے اور وہ توبہ کی قبولیت پر مجھے مبارک باد دینے لگے۔ وہ کہتے: تجھے مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر رحمت کی نظر فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہو گیا۔ تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں اور آپ کے ارد گرد لوگ حلقہ بنائے ہوئے ہیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور دوڑتے ہوئے میری طرف آئے یہاں تک کہ انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔ قسم بخدا! اس کے سوا مہاجرین میں سے کوئی آدمی اٹھ کر میری جانب نہیں آیا۔

فرمایا کہ کعب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے اس حسن سلوک کو کبھی بھی نہیں بھلا سکتا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام پیش کیا تو آپ ﷺ کا چہرۂ انور سرور انبساط سے چمکنے لگا اور فرمایا: تجھے مبارک ہو جب سے تیری ماں نے تجھے جنم دیا ہے تجھ پر ہر دن خیر و عافیت سے گزرا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ بشارت آپ کی جانب سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ اقدس جب روشن ہوتا تو ایسے لگتا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

پس جب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھا، تو عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنا مال صدقہ کر کے اس سے علیحدگی اختیار کرلوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کچھ مال روک لو وہ تمہارے لیے باعث نفع ہوگا۔ میں نے عرض کی۔: میں اپنا وہ حصہ روک لوں گا جو خیبر میں ہے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے سچ کے سبب مجھے نجات عطا فرمائی ہے اور میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ جب تک میں باقی ہوں سچ کے سوا کچھ نہیں کہوں گا۔ فرمایا: قسم بخدا! میں مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے گفتگو میں سچ بولنے کے سبب اس سے زیادہ آزمایا ہو جتنا اللہ تعالیٰ نے مجھے آزمایا اور ایسا اس وقت سے ہوا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا ہے۔ قسم بخدا! جب بھی میں نے کچھ کہا کبھی بھی آج کے دن تک جھوٹ بولنے کا قصد وارادہ نہیں کیا۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بقیہ زندگی میں بھی محفوظ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَ الْاَنْصَارِ (التوبۃ: 117) اس قول تک وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ (التوبہ)۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب ہدایت فرمانے کے بعد کبھی بھی مجھ پر ایسا انعام نہیں فرمایا جو میری ذات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچ بولنے سے بڑھ کر اور اعظم ہو کہ میں نے اس دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جھوٹ نہیں بولا۔ ورنہ میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جب کہ وہ لوگ ہلاک ہوئے جنہوں نے آپ سے جھوٹ بولا۔ کیونکہ جنہوں نے جھوٹ بولا، جب اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی تو ان کے بارے انتہائی ناپسندیدگی اور شر کا ذکر کیا اور فرمایا سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ ؕ اِنَّهُمْ رِجْسٌ (التوبۃ: 95) الی قولہ۔ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۹۶﴾ (التوبہ) فرمایا: ہم تینوں افراد کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا جو ان لوگوں کے حکم سے جن کے اعذار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمالیا تھا جس وقت فیصلہ ملتوی کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے بیعت لے لی اور ان کے لیے دعائے مغفرت بھی فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارا فیصلہ مؤخر کردیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فیصلہ فرمادیا۔ اسی کے بارے فرمایا: وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمارے فیصلے کو ملتوی کرنا اور ہمارے معاملے کو مؤخر کرنا اس لیے نہیں تھا کہ ہم غزوے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ بلکہ یہی آپ کے لیے قسم اور آپ کی بارگاہ میں معذرت تھی۔ سو اسے قبول کرلیا گیا (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب میری توبہ کی قبولیت کا حکم نازل ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک اور آپ کے گھٹنوں کو بوسہ دیا اور مبارک دینے والے کو دو کپڑے پہنائے۔ "لَمَّا نَزَلَتْ تَوْبَتِيْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَبَّلْتُ يَدَهٗ وَرُكْبَتَيْهِ، وَكَسَوْتُ الْمُبَشِّرَ ثَوْبَيْنِ"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا کے بارے میں فرمایا:

1۔ صحیح بخاری، باب غزوۂ تبوک، جلد 2، صفحہ 634، قدیمی کتب خانہ کراچی

یہ وہی لوگ ہیں جن کا فیصلہ مؤخر ہونے کا ذکر برأت کے درمیان میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ (التوبۃ:106) اور وہ ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیعہ اور کعب بن مالک ہیں(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ خُلِّفُوْا کو شد کے ساتھ پڑھتے اور کہتے کہ یہ تینوں غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے(2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے تو کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع پیچھے رہ گئے۔ فرمایا: ان میں سے ایک کا باغ تھا جب وہ خوب بڑھا اور اس میں سرخی، زردی ہر طرف پھیل گئی۔ تو اس نے کہا: میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کروں گا، جہاد کروں گا اور جہاد کروں گا۔ سو اگر میں اس سال اس باغ میں رہا تو اس کے سبب میں آزمائش میں مبتلا ہو جاؤں گا۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ہمراہ غزوہ پر تشریف لے گئے۔ تو وہ اپنے باغ میں داخل ہوا اور کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے کسی نے نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے میں مومنین مجھ سے سبقت نہیں لے گئے مگر صرف تیرے ساتھ میرے بخل کرنے کے سبب، اے باغ! اے اللہ! بلاشبہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے تیرے راستے میں یہ باغ صدقہ کر دیا۔ رہا دوسرا آدمی! تو اس کے خاندان کے کئی افراد اس سے بکھرے ہوئے تھے وہ اس کے پاس جمع ہوئے۔ تو اس نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر جاؤں گا اور غزوہ میں شامل ہوں گا۔ پس اگر میں اس سال اپنے اہل میں مقیم رہا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب چلے گئے۔ تو اس نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پیچھے نہیں رکھا اور نہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے اس کی طرف سبقت لے گئے مگر صرف تمہارے حرص و بخل کے سبب اے میرے گھر والو! اے اللہ! بے شک میرا تیرے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف نہیں لوٹ کر آؤں گا یہاں تک کہ میں اس فیصلے کو جان لوں جو میرے بارے میں کیا جائے گا۔ تیسرے نے کہا: اے اللہ! تیرا مجھ پر یہ حق تھا کہ میں قوم کی جانب پیچھے سے جاتا یہاں تک کہ میں انہیں پالیتا یا ان سے کٹ جاتا۔ پس تنگ دستی اور پریشانیاں اس پر پے در پے آنے لگیں یہاں تک کہ وہ قوم کے ساتھ مل گیا۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ۔ الی قولہ۔ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓي اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سبحان اللہ! قسم بخدا! انہوں نے مال حرام نہیں کھایا، نہ انہوں نے حرام خون بہایا اور نہ انہوں نے زمین میں فساد برپا کیا، مگر یہ کہ انہوں نے ایک عمل خیر یعنی اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے پیچھے رہے اور انہوں نے سستی کی۔ حالانکہ قسم بخدا! انہوں نے جہاد کیا، انہوں نے جہاد کیا اور انہوں نے جہاد کیا، لیکن انہیں وہ کچھ پہنچا جو تم نے سنا۔ پس اس طرح گناہ بندۂ مومن کو مشقت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک نے کہا: وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا یعنی ان کی توبہ کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

ملتوی کر دیا گیا۔ ان پر نظر رحمت نہ ہوئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابولبابہ اور ان کے ساتھیوں کی توبہ قبول فرمالی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: ان تینوں کو توبہ سے مؤخر کر دیا گیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ بن خالد مخزومی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ یہ پڑھتے تھے: وَّ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا تو وہ نصب کے ساتھ تھے یعنی ان تینوں پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے بعد پیچھے رہ گئے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی اپنی توبہ کی طرف پکارا جس نے یہ کہا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ (النازعات) اور یہ کہا: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص: 38) پس ان کے بعد بندوں میں سے جو توبہ سے مایوس اور ناامید ہوا تو گویا اس نے کتاب اللہ کا انکار کیا ہے لیکن بندہ توبہ کرنے پر قادر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے۔ اسی کے مطابق یہ ارشاد ہے: ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ۔ پس توبہ کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوئی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱۹﴾

"اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچے لوگوں کے ساتھ"۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا: یہ آیت ان تینوں کے بارے نازل ہوئی جن کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا۔ ان سے کہا گیا ہے تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہو جاؤ (2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت بھی ہمارے بارے میں نازل ہوئی اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: تم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ساتھ ہو جاؤ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہو جاؤ (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ ہو جائیں (4)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو جاؤ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 68، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 75 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ ابوجعفر نے بھی کہا کہ تم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہو جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ تم کعب بن مالک، مرارہ بن ربیعہ اور ہلال بن امیہ کے ساتھ ہو جاؤ۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جھوٹ نہیں بولنا چاہیے، نہ سنجیدگی میں نہ ٹھٹھا مزاح کی حالت میں اور نہ تم میں سے کوئی اپنے بچے سے ایسی شے کا وعدہ کرے کہ پھر اسے پورا نہ کر سکے۔ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ فرمایا یہ عبداللہ کی قرأت میں اسی طرح ہے۔ فرمایا: کیا تم کسی کے لیے جھوٹ کی رخصت پاتے ہو؟(1)

ابن الانباری نے مصاحف میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسی طرح پڑھتے تھے وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ

امام ابوداؤد طیالسی، بخاری نے الادب میں، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو اس طرح فرماتے سنا ہے تم صدق کو لازم پکڑو۔ کیونکہ وہ نیکی کی راہنمائی کرتا ہے اور یہ دونوں جنت میں ہیں اور جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ وہ فسق و فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور یہ دونوں جہنم میں ہیں۔ ایک آدمی مسلسل سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور ایک آدمی مسلسل جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن عدی، بیہقی اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ تمام نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ سچ بولو۔ کیونکہ سچ نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اور بے شک آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فجور کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور فجور (گناہ) جہنم کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور بے شک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے(3)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! جھوٹ سے اجتناب کرو۔ کیونکہ جھوٹ گناہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ بے شک کہا جاتا ہے صدق اور نیکی (ایک ساتھ ہیں) اور جھوٹ اور گناہ (ایک ساتھ ہیں)(4)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابومالک جشمی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تیرا کیا خیال ہے کہ اگر تیرے دو غلام ہوں، ان میں سے ایک تیرے ساتھ خیانت کرتا ہو اور تیرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 75، بیروت
2۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 199 (4783) بیروت
3۔ ایضاً (4784)
4۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 1، صفحہ 102، دارالکتب العلمیہ بیروت

ساتھ جھوٹی گفتگو کرتا ہو اور دوسرا خیانت نہ کرتا ہو اور گفتگو سچی کرتا ہو۔ تو تیرے نزدیک ان میں سے کون پسندیدہ ہوگا؟ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: وہی جو میرے ساتھ خیانت نہیں کرے گا اور میرے ساتھ سچی گفتگو کرے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بھی اپنے رب تعالیٰ کے نزدیک اسی طرح ہو(1)۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جھوٹ کسی حالت میں مناسب نہیں، نہ سنجیدگی سے اور نہ ہی تمسخرو استہزاء کی حالت میں۔ اور آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے سے کوئی ایسا وعدہ نہ کرے کہ پھر وہ اسے پورا نہ کر سکے۔ بے شک صدق نیکی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور جھوٹ گناہوں کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم میں پہنچا دیتے ہیں۔ بے شک سچ بولنے والے کو صدق اور بر کہا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے والے کو کذب اور فجر کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کذاب لکھ دیا جاتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: اور فرمایا: کون سی شے تمہیں اس پر برانگیختہ کرتی ہے کہ تم جھوٹ میں ایک دوسرے کی اس طرح پیروی کرو جیسے پروانے آگ میں ایک دوسرے کی پیروی کرتے ہیں۔ ابن آدم (انسان) کے خلاف ہر جھوٹ لکھا جاتا ہے مگر وہ آدمی جس نے جنگی دھوکہ دہی کے لیے جھوٹ بولا یا دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے، یا وہ آدمی جو اپنی بیوی سے اسے راضی اور خوش رکھنے کے لیے گفتگو کرتا ہے(3)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت نواس بن سمعان کلابی رحمہ اللہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے لیے نہیں ہے کہ میں تمہیں اس حال میں دیکھوں کہ تم جھوٹ میں اس طرح گر رہے ہو جیسے پروانے آگ میں گرتے ہیں۔ ہر جھوٹ ابن آدم کے خلاف لکھا جاتا ہے سوائے اس کہ کسی نے جنگی دھوکہ دہی کے لیے جھوٹ بولا، یا دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے یا پھر وہ آدمی جو اپنی بیوی سے گفتگو کرتا ہے تا کہ وہ اسے راضی اور خوش رکھے(4)۔

بیہقی نے ذکر کیا ہے کہ ابن شہاب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے اپنے نفس سے کسی کو دور کیا وہ کذاب نہیں ہے(5)۔

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جھوٹ ایمان کے پہلو میں چلتا ہے، علامہ بیہقی نے کہا ہے: یہ حدیث ضعیف ہے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن عدی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 172 (4703) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 200 (4787)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (4796)
4۔ ایضاً (4798)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 204 (4799)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 206 (4805)

فرمایا: جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ ایمان کے پہلو میں چلتا ہے۔ علامہ بیہقی نے فرمایا: یہ روایت صحیح ہے اور موقوف ہے(1)۔

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: مومن کی فطرت خیانت اور جھوٹ کے سوا ہر شے پر ہوسکتی ہے(2)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: مومن کی فطرت خیانت اور جھوٹ کے سوا ہر پیدا کی ہوئی شے پر ہوسکتی ہے(3)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مومن کی فطرت مختلف خصائل پر ہوسکتی ہے مثلاً سخاوت، بخل اور حسن خلق۔ لیکن مومن کی فطرت جھوٹ پر نہیں ہوسکتی اور نہ وہ کذاب ہوتا ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیانت اور جھوٹ کے سوا بندۂ مومن کی فطرت تمام خصائل پر ہوسکتی ہے(5)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو جھوٹ اور خیانت کے سوا ہر قسم کے خلق پر پیدا کیا جاتا ہے(6)۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان کو مختلف خصائل پر پیدا کیا جاتا ہے پس وہ انہی پر ہوتا ہے جن پر اسے پیدا کیا گیا۔ لیکن اسے خیانت اور جھوٹ پر پیدا ہی نہیں کیا جاتا(7)۔

امام مالک اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! ﷺ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کی گئی: کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر عرض کی گئی: کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں(8)۔

امام بیہقی اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جھوٹ چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے اور چغل خوری عذاب قبر کو لازم کر دیتی ہے ابو یعلی نے کہا یہ روایت ضعیف ہے(9)۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جھوٹ سے بڑھ کر کوئی عادت رسول اللہ ﷺ کے نزدیک مبغوض اور ناپسندیدہ نہ تھی۔ تحقیق آپ کے پاس ایک آدمی جھوٹوں کو جھٹلاتا رہتا ہے اور مسلسل اپنے نفس میں یہ عمل جاری رکھتا ہے یہاں تک کہ وہ جان لیتا ہے کہ اس نے

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 207 (4807) بیروت
2۔ ایضاً (4808)
3۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 5، صفحہ 520، دارالکتب [illegible] ت
[illegible] ایضاً، جلد 1، صفحہ 104
5۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 552، دار صادر بیروت
[illegible] شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 324 (5267)
7۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 194، مکتبۃ السعادۃ مصر
[illegible] شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 207 (4812)
9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 208 (4813)

ان سے توبہ کر لی ہے (1)۔

امام احمد، ہناد بن سری نے الزہد میں، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ حضرت نواس بن سمعان رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑی خیانت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کرے وہ تجھے سچا سمجھ رہا ہو اور تو اس کے ساتھ جھوٹ بول رہا ہو (2)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیس نے فرمایا: میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ سہیلی ہوں جس نے آپ کو تیار کیا اور پھر عورتوں میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس داخل کیا، تو ہم نے آپ ﷺ کے پاس دودھ کے پیالے کے سوا کھانے کے لیے اور کچھ نہ پایا۔ تو آپ ﷺ نے اسے اٹھایا اور اس میں سے کچھ نوش فرمایا پھر آپ ﷺ نے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرما دیا۔ انہوں نے حیا محسوس کی۔ تو میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک کو واپس نہ لوٹائے۔ چنانچہ انہوں نے وہ لے لیا اور دودھ پی لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی سہیلیوں کو بھی دو۔ تو میں نے عرض کی: ہمیں اس کی طلب نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ اور بھوک دونوں کو جمع نہ کرو۔ تو میں نے عرض کی: اگر ہم میں سے کوئی ایک کسی شے کے لیے یہ کہے کہ وہ اس کی خواہش رکھتی ہے۔ میں نہیں چاہتی۔ کیا وہ دوبارہ جھوٹ شمار کیا جائے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جھوٹ کو جھوٹ ہی لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ چھوٹا سا جھوٹ بھی لکھ دیا جاتا ہے (3)۔

ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، اس وقت میں چھوٹا بچہ تھا۔ تو میں کھیلتے ہوئے چلا گیا۔ تو میری ماں نے مجھے کہا: اے عبداللہ! قریب آؤ میں تجھے کچھ دوں گی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اسے کچھ دینے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اسے کھجور دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں بلاشبہ اگر تو ایسا نہ کرتی تو بالیقین تجھ پر جھوٹ لکھ دیا جاتا (4)۔

امام طیالسی، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، دارمی، ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی، بیہقی اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اس چیز کو چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈال دے، اس کی طرف جو تجھے شک میں نہ ڈالے (یعنی جو چیز شک میں مبتلا کرے اسے چھوڑ دو اور اسے اختیار کرو جس کے بارے کوئی شبہ نہ ہو) کیونکہ صدق طمانیت ہے اور جھوٹ شک ہے (5)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی خطا جھوٹ بولنے والی زبان ہے (6)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 208 (4815)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 209 (4820)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 210 (4821)
4۔ ایضاً (4822)
5۔ جلد 5، صفحہ 52 (57472)
6۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 1، صفحہ 112، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صدق امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے (1)۔

امام ابن ماجہ، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ لوگوں میں سے بہتر اور اچھا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: محموم دل رکھنے والا، سچ بولنے والی زبان رکھنے والا، ہم نے عرض کی: ہم نے سچ بولنے والی زبان کو تو پہچان لیا ہے۔ یہ القلب المحموم کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا صاف شفاف اور پاکیزہ دل جس میں نہ گناہ ہو، نہ بغاوت ہو، نہ کینہ اور نہ ہی حسد ہو۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کون ہے جس میں اس کی علامات ہوں؟ فرمایا: وہ جو دنیا سے نفرت کرتا ہے اور آخرت کو پسند کرتا ہے۔ ہم نے عرض کی: یہ تو ہم رسول اللہ ﷺ کے غلام رافع کے بغیر کسی میں نہیں پاتے۔ اس کی علامات پر اور کون ہے؟ فرمایا: ایسا مومن جس میں حسن خلق ہو۔ ہم نے عرض کی: ہاں یہ ہم میں موجود ہے (2)۔

امام بیہقی نے شعب میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو مومن کو کذاب نہیں پائے گا (3)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کسی کی نماز اور اس کے روزے کی طرف نہ دیکھو بلکہ اس کی طرف دیکھو کہ جب وہ بات کرتا ہے تو سچ بولتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو وہ اسے ادا کرتا ہے اور جب وہ شفاء طلب کرتا ہے تو گناہ سے بچتا ہے (4)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آدمی کو رات کے قیام اور دن کے روزے سے ایسے جھوٹ کے سبب محروم کر دیا جاتا ہے جو جھوٹ وہ بولتا ہے (5)۔

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ کلام اس سے کہیں وسیع ہے کہ کوئی ظریف الطبع جھوٹ بولے (6)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت مطر الوراق رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ دو خصلتیں ہیں جب وہ دونوں کسی بندے میں ہوں تو اس کے تمام اعمال ان دونوں کے تابع ہوتے ہیں: نماز کا حسن اور گفتگو کی سچائی (7)۔

امام بیہقی نے فضیل کا یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ سچائی اور طلب حلال سے بڑھ کر کسی کے ساتھ مزین نہیں ہوئے (8)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیا کی نیکیاں جھوٹ اور حیا کا کم ہونا ہے۔ جس نے ان دونوں کے بغیر دنیا کو تلاش کیا، تو اس نے راستہ اور مطلب پانے میں خطا کی اور آخرت کی نیکیاں حیا اور اور صدق ہیں۔ اور جس نے ان دونوں کے بغیر آخرت کو تلاش کیا تو اس نے راستہ اور مطلب پانے میں خطا کی (9)۔

1۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 1، صفحہ 265، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 204 (4800)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 230 (4887)
4۔ ایضاً (4888)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 231 (4890)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 232 (4898)
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 232 (4899)
8۔ ایضاً (4900)
9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 233 (4901)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ سچ کے ذریعے تین خصلتیں عطا کی جاتی ہیں۔ حلاوت، ملاحت (ظرافت طبع اور خوبصورتی) اور مہابت (رعب)(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوروح حاتم بن یوسف رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کے دروازے پر آیا اور آپ کو سلام عرض کیا اور یہ کہا: اے ابوعلی! میرے پاس پانچ حدیثیں ہیں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں آپ کو پڑھ کر سناؤں۔ تو آپ نے مجھے فرمایا: پڑھو۔ پس میں نے پڑھیں تو وہ چھ تھیں۔ آپ نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے اٹھو سچ سیکھو اور پھر حدیث لکھو(2)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ توریہ کلام میں جھوٹ کی کثرت ہوتی ہے(3)۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ توریہ کلام میں عقل مند آدمی بھی جھوٹ کی پرواہ نہیں کرتا(4)۔

مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّ لَا نَصَبٌ وَّ لَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَ لَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَ لَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّ لَا كَبِيْرَةً وَّ لَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾

"نہیں مناسب تھا مدینہ والوں کے لیے اور جو ان کے اردگرد دیہاتی لوگ ہیں کہ پیچھے بیٹھ رہتے اللہ کے رسول پاک سے اور نہ یہ کہ متوجہ ہوتے اپنے نفسوں کی طرف ان سے بے فکر ہو کر۔ یہ اس لیے کہ نہیں پہنچتی انہیں کوئی پیاس اور نہ کوئی تکلیف اور نہ بھوک راہ خدا میں اور نہ وہ چلتے ہیں کسی چلنے کی جگہ جس سے کافروں کو غصہ آئے اور نہیں حاصل کرتے وہ دشمن سے کچھ مگر یہ کہ لکھا جاتا ہے ان کے لیے ان (تمام تکلیفوں) کے عوض نیک عمل۔ بے شک اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکوں کا اجر اور وہ (مجاہدین) نہیں خرچ کرتے تھوڑا اور نہ زیادہ اور نہ طے کرتے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 233 (4904)
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 234 (4911)
3۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 1، صفحہ 108، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً

ہیں کسی وادی کو مگر یہ لکھ لیا جاتا ہے ان کے لیے تا کہ صلہ دے انہیں اللہ تعالیٰ بہترین، ان کاموں کا جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مالک رحمہ اللہ کی سند سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے! اگر لوگوں میں ضعفاء اور کمزور نہ ہوتے تو کوئی سریہ نہ ہوتا مگر میں اس میں شامل ہوتا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے مذکورہ آیت کے بارے میں فرمایا یہ اس وقت تھا جب کہ اسلام تعداد کے اعتبار سے قلیل تھا۔ اور جب مسلمانوں کی تعداد کثیر ہوگئی اور اسلام خوب پھیل گیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً (التوبۃ:122) "اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن نکل کھڑے ہوں سارے کے سارے"(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ میں ظَمَاٌ سے مراد پیاس اور وَلَا نَصَبٌ کا معنی تھکاوٹ اور مشقت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت رجاء بن حیوہ اور مکحول رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے راستے میں (دوران جہاد) اڑنے والے غبار سے اپنے منہ اور ناک کو کپڑے سے لپیٹنا ناپسند کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک، ابراہیم بن محمد الفزاری اور عیسیٰ بن یونس سبیعی رحمہم اللہ تمام سے قول باری تعالیٰ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت قیامت قائم ہونے تک مسلمانوں کے لیے ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ کے ضمن میں حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اسے اس کی بعد والی آیت نے منسوخ کردیا ہے اور وہ یہ ہے وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً۔ الآیہ۔

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو پیچھے اپنے اہل کے پاس چھوڑ گئے۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: قسم بخدا! میں آپ سے پیچھے نہیں رہوں گا۔ تو آپ نے مجھے پیچھے چھوڑا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سی شے کی بنا پر آپ مجھے پیچھے چھوڑ رہے ہیں، قریش کیا کہیں گے؟ کیا وہ یہ نہیں کہیں گے کتنی جلدی کی ہے ان کے چچا کے بیٹے نے مدد چھوڑ دی ہے اور ان سے پیچھے بیٹھ گیا ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ میں اللہ تعالیٰ سے فضل چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں نے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَطَئُوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ ...... الآیہ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو یہ کہہ رہا ہے کہ قریش کہیں گے کتنی جلدی کی ہے کہ چچا کے بیٹے نے مدد چھوڑ دی ہے اور پیچھے بیٹھ گیا ہے؟ تو انہوں نے تو یہ بھی کہا کہ میں ساحر اور کاہن ہوں اور میں کذاب ہوں، پس تیرے لیے میرا اسوہ موجود ہے، کیا تو راضی نہیں ہے کہ تو میرے پیچھے اس طرح ہو جس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 77، داراحیاء التراث العربی بیروت

طرح حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نائب تھے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور رہا تیرا یہ قول کہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتا ہے تو ہمارے پاس یمن سے مرچیں آئی ہے تو انہیں بیچ دے اور اپنے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر خرچ کر، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب تم دونوں کو رزق (منافع) عطا فرمائے گا(1)۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾

"اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن نکل کھڑے ہوں سارے کے سارے، تو کیوں نہ نکلے ہر قبیلہ سے چند آدمی تا کہ تفقہ حاصل کریں دین میں اور ڈرائیں اپنی قوم کو جب لوٹ کر آئیں ان کی طرف تا کہ وہ (نافرمانیوں سے) بچیں"۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیات خِفَافًا وَّثِقَالًا (التوبہ: 41) اور اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا (التوبہ: 39) اس ارشاد سے منسوخ ہیں وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً وہ فرماتے ہیں کہ چاہیے ایک گروہ نکلے اور ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ٹھہری رہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہرنے والے ایسے افراد ہوں جو دین میں تفقہ رکھتے ہیں اور اپنے بھائیوں کو ڈرا اور تنبیہ کر سکتے ہیں، جب کہ وہ غزوے سے واپس لوٹ کر ان کی طرف آملیں۔ تا کہ وہ اس کی نافرمانی سے بچیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بعد اپنی کتاب اور اپنی حدود کے بارے نازل فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے المدخل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کے بارے میں فرمایا: یعنی وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سارے کے سارے مومن نکل کھڑے ہوں اور حضور نبی کریم ﷺ کو اکیلا چھوڑ جائیں۔ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ تو کیوں نہ نکلے ہر قبیلہ سے ایک گروہ یعنی دستے اور وہ آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر نہیں چلیں گے اور جب وہ سرایا لوٹ کر آئیں اس حال میں کہ قرآن نازل ہو چکا ہو اور اسے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھنے والوں نے سیکھ لیا ہو۔ تو وہ کہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے بعد تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کریم نازل فرمایا ہے اور ہم نے اسے سیکھ لیا ہے۔ پس وہ سرایا ٹھہر جائیں گے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا ہے اس کی تعلیم حاصل کریں گے اور آپ دوسرے دستوں کو بھیج دیں گے اور اسی لیے یہ ارشاد ہے لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر جو کچھ نازل فرمایا ہے وہ اسے سیکھیں گے اور ان سرایا کے واپس لوٹنے پر انہیں سکھائیں گے۔ لَعَلَّهُمْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 366 (3294) دار الکتب العلمیہ بیروت

6B

یَحۡذَرُوۡنَ" تاکہ وہ (نافرمانیوں سے) بچیں"(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: یہ آیت جہاد کے بارے میں نہیں ہے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے مضر کے خلاف قحط سالی کی دعا کی اور ان کے شہر بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک اور قحط زدہ ہو گئے تو ان میں سے ایک قبیلہ سارے کا سارے آیا، یہاں تک کہ وہ قوت کے ساتھ مدینہ طیبہ میں اتر پڑے اور اسلام کے ساتھ فخر اور تکبر کرنے لگے حالانکہ وہ سب جھوٹے تھے۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو تنگ کیا اور انہیں مشقت میں ڈال دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم ﷺ کو یہ خبر دیتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ مومنین نہیں ہیں۔ تو آپ ﷺ نے انہیں ان کے خاندانوں کی طرف لوٹا دیا اور ان کی قوم کو ان جیسے افعال کرنے سے ڈرایا۔ اسی لیے یہ ارشاد ہے: وَلِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ إِذَا رَجَعُوۡۤا إِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مومنین انہیں جہاد پر برانگیختہ کرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تو وہ اس میں نکل گئے۔ اور حضور نبی مکرم ﷺ کو مدینہ طیبہ میں کمزور لوگوں میں چھوڑ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور انہیں حکم دیا گیا کہ جب حضور نبی کریم ﷺ ایک سریہ بھیجیں تو چاہیے کہ ایک گروہ نکلے اور ایک گروہ مقیم رہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ قرآن میں سے جو حکم نازل فرمائے اور سنن میں سے جو سنت ظاہر ہو، وہاں ٹھہرنے والے افراد پر اس کو محفوظ کرنا اور اسے یاد رکھنا ضروری ہے تاکہ جب ان کے بھائی لوٹ کر آئیں تو وہ انہیں اس کے بارے آگاہ کریں اور انہیں اس کی تعلیم دیں اور جب رسول اللہ ﷺ بذات خود تشریف لے جائیں تو پھر اجازت یا عذر کے بغیر کوئی بھی پیچھے نہ رہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: جب یہ آیتیں نازل ہوئیں إِلَّا تَنۡفِرُوۡا يُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا أَلِيۡمًا (التوبہ: 39) مَا كَانَ لِأَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ۔ الآیہ (التوبہ: 120) تو منافقین نے کہا کہ وہ دیہاتی ہلاک ہو گئے جو محمد ﷺ سے پیچھے رہ گئے اور آپ کے ساتھ غزوہ میں شریک نہیں ہوئے حالانکہ کچھ لوگ دیہات کی طرف اور اپنی قوم کی طرف انہیں احکام سکھانے کے لیے نکلے ہوئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً۔ الآیہ اور یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيۡنَ يُحَآجُّوۡنَ فِي اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِيۡبَ لَهٗ حُجَّتُهُمۡ دَاحِضَةٌ۔ الآیہ (الشوریٰ: 16) "اور جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں اللہ (کے دین) کے بارے میں اس کے بعد کہ (اکثر حق شناس) اس کو مان چکے ہیں، سو ان کی حجت بازی لغو ہے"(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ حضور نبی رحمت ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ دیہات میں نکلے اور انہوں نے لوگوں سے رزق اور خوش حالی و فراخی کی ایسی چیزیں حاصل کیں جن سے وہ نفع اٹھا سکتے تھے اور جن لوگوں کو انہوں نے پایا انہیں ہدایت کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 80، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 81 3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 82

طرف دعوت دی۔ تو کچھ لوگوں نے انہیں کہا: ہم تمہیں صرف اس طرح دیکھ رہے ہیں کہ تم نے اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا اور ہمارے پاس آ گئے۔ تو یہ سن کر انہوں نے بھی اپنے دلوں میں کچھ حرج اور تنگی محسوس کی۔ چنانچہ وہ تمام کے تمام دیہات سے واپس آ گئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا: فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ بعض نکلے اور بعض بیٹھے اور وہ خیر اور نیکی کی خواہش کرتے ہیں لِّیَتَفَقَّهُوْا فِی الدِّیْنِ اور تا کہ وہ لوگوں کو وہ (احکام) سنا سکیں جو ان کے بعد نازل ہوئے۔ وَ لِیُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ فرمایا جب سارے کے سارے لوگ ان کی طرف واپس لوٹ آئیں (تو وہ اپنی قوم کو ڈرائیں) لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ "تا کہ وہ (نافرمانیوں سے) بچیں"(1)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۲۳﴾

"اے ایمان والو! جنگ کرو ان کافروں سے جو آس پاس ہیں تمہارے اور چاہیے کہ وہ پائیں تم میں سختی اور خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جنگ کرو ان کافروں سے جو تمہارے آس پاس ہیں یعنی جو زیادہ قریب ہیں پھر جو ان کے بعد قریب ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ کفار عرب جو آپ کے آس پاس تھے آپ نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ آپ ان سے فارغ ہو گئے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے جعفر بن محمد سے بیان کیا ہے ان سے دیلم کی جنگ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان سے جنگ کرو کیونکہ وہ انہیں میں سے ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جب ان سے روم اور دیلم کی جنگ کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْیَجِدُوْا فِیْكُمْ غِلْظَةً فرمایا غِلْظَةً کا معنی شدت اور سختی ہے(2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ ان سے دیلم کی جنگ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ فرمایا روم مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: غِلْظَةً کا معنی شدت اور سختی ہے۔

وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ اَیُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِیْمَانًا ۚ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 79، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 84

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾

''اور جب کبھی نازل ہوتی ہے کوئی سورت تو بعض ان میں سے وہ ہیں جو (شرارتاً) کہتے ہیں کہ کس کا تم میں سے زیادہ کر دیا ہے اس سورت نے ایمان۔ تو وہ (سن لیں) ایمان والوں کے ایمان میں اس سورت نے اضافہ کر دیا ہے اور وہ خوشیاں منا رہے ہیں اور جن کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہے تو بڑھا دی اس سورت نے ان میں اور پلیدی ان کی (سابقہ) پلیدی پر اور وہ مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں ہر سال ایک بار یا دو بار پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نہ وہ نصیحت قبول کرتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ کے بارے میں فرمایا کہ منافقین میں سے بعض وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سورت نازل کی گئی، وہ اس کے ساتھ ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایمان اور تصدیق میں اضافہ کر دیا اور اس کے سبب وہ خوشیاں منا رہے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ نے فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ کے ضمن میں کہا کہ اس سورت نے ان کے سابقہ شک میں اور شک کا اضافہ کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ يُفْتَنُوْنَ بمعنی يُبْتَلُوْنَ (کہ وہ آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُفْتَنُوْنَ بمعنی يُبْتَلُوْنَ (وہ آزمائے جاتے ہیں) ہے اور فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ کی تفسیر میں فرمایا یعنی وہ ہر سال ایک بار یا دو بار قحط سالی اور بھوک و افلاس کے ساتھ آزمائے جاتے ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دشمن کے سبب ہر سال ایک بار یا دو بار آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ کی تفسیر میں حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 87

قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جنگ لڑنے کے سبب آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت بکار بن مالک رحمہ اللہ نے اسی آیت کی تفسیر میں کہا کہ وہ ہر سال ایک بار یا دو بار بیماری میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عتبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب بندہ بیمار ہو پھر اسے صحت عطا کی جائے اور وہ خیر اور نیکی میں اضافہ نہ کرے تو ملائکہ علیہم السلام اس کے بارے کہتے ہیں یہ وہ ہے جسے ہم نے دوا دی لیکن دوا نے اسے نفع نہیں دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید رحمہ اللہ نے اسی آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ ان کے لیے ہر سال میں ایک بار یا دو بار جھوٹ بولنا ہوتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم ہر سال ایک بار یا دو بار جھوٹ سنتے ہیں اور اسی کے سبب بہت سے لوگوں کی جماعت گمراہ ہو جاتی ہے (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے کہا: کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے۔ اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ وَمَا یَتَذَكَّرُوْنَ۔

وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

"اور جب کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو دیکھنے لگتے ہیں ایک دوسرے کی طرف کیا دیکھ تو نہیں رہا تمہیں کوئی پھر چل دیتے ہیں۔ پھیر دیے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کیونکہ یہ لوگ کچھ نہیں سمجھتے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ "کہ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں"۔ اس سے منافقین مراد ہیں (3)۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؕ هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ (کیا کوئی تمہیں دیکھ تو نہیں رہا) اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ وہ ہمیں اس کے سبب پکڑے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں کہا ہے کیا دیکھ تو نہیں رہا تمہیں ایسا انسان جس نے تمہاری خبر سن رکھی ہو، اگر کسی نے تمہیں دیکھا ہے تو وہ آپ کو خبر دے دیگا۔ جب کسی شے کے بارے کوئی (حکم) نازل ہوتا تو وہ ان کے کلام کے بارے خبر دے دیتا اور وہی لوگ منافقین ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 87، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 89

عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم یہ نہ کہو کہ ہم نماز سے پھر کر آئیں ہیں۔ کیونکہ ایک قوم پھری تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پھیر دیئے۔ بلکہ تم یہ کہو: ہم نے نماز پوری کر لی ہے (یعنی ہم نے نماز ادا کر لی ہے)(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ نہیں کہا جائے گا ہم نماز سے پھر آئیں ہیں۔ بلکہ یہ کہا جائے گا کہ ہم نے نماز ادا کر لی ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾

"بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس ایک برگزیدہ رسول تم میں سے، گراں گزرتا ہے اس پر تمہارا مشقت میں پڑنا، بہت ہی خواہش مند ہے تمہاری بھلائی کا، مومنوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید، حارث بن ابی اسامہ نے مسند میں، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرب میں کوئی قبیلہ بھی نہیں مگر یہ کہ اس نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا ہے چاہے وہ مضر ہو، ربیعہ ہو اور یمانی ہو۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے سنن میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کی ولادت میں سے کوئی شے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پہنچی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں، میں زنا سے پیدا نہیں ہوا (2)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کے ضمن میں فرمایا: تحقیق تم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنم دیا اے معشر عرب! (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْفُسِكُمْ کا معنی کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں نسباً، صہراً اور حسباً تمہیں میں سے ہوں۔ مجھ میں اور میرے آباء میں حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر کہیں بھی زنا نہیں۔ تمام کے تمام نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ یعنی قدر و مرتبہ کے اعتبار سے تم سے اعظم اور اعلیٰ ہیں (4)۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 88، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 89 3۔ طبقات کبریٰ، جلد 10، صفحہ 21
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 262 (2945) دار الکتب العلمیہ بیروت

یہ ارشاد فرمایا: میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ زنا اور بدکاری سے (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کی بدکاریوں میں سے کسی شے نے مجھے جنم نہیں دیا۔ مجھے جنم نہیں دیا مگر نکاح نے، جو کہ نکاح اسلام کی مثل ہے (2)۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ زنا سے (3)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے مصنف میں حضرت محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں میں زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اہل جاہلیت کی بدکاریوں میں سے کوئی شے مجھ تک نہیں پہنچی۔ میں پاکیزہ طریقہ سے ہی پیدا ہوا (4)۔

ابن ابی عمر العدنی نے مسند میں، طبرانی نے الاوسط میں، ابو نعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں۔ میں زنا سے پیدا نہیں ہوا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر میرے ماں، باپ کے مجھے جنم دینے تک زمانہ جاہلیت کی کوئی شے مجھ تک نہیں پہنچی (5)۔

امام ابو نعیم نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے والدین نے کبھی بھی بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسلسل پاکیزہ اور طیب اصلاب سے پاکیزہ رحموں کی طرف منتقل کیا ہے اور مصفی و مہذب بنایا ہے۔ کوئی بھی دو گروہ تقسیم نہیں ہوئے مگر میں ان میں سے بہتر اور اچھے گروہ میں سے ہوا (6)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عربوں میں سے بہتر مضر ہیں، مضر میں سے بہتر بنو عبد مناف ہیں، بنی عبد مناف میں سے بہتر بنی ہاشم ہیں اور بنی ہاشم میں سے بہتر اور افضل بنی عبد المطلب ہیں، قسم بخدا! جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا ہے، کوئی دو گروہ تقسیم نہیں ہوئے مگر میں ان میں سے افضل اور بہترین میں ہوں۔

امام بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہوں۔ لوگ دو گروہوں میں تقسیم نہیں ہوئے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان میں سے افضل گروہ میں رکھا۔ مجھے اپنے والدین سے پیدا کیا گیا ہے۔ عہد جاہلیت کی کوئی شے مجھے نہیں پہنچی۔ آدم علیہ السلام کے وقت سے لے کر میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں نہ کہ زنا سے۔ یہاں تک کہ میں اپنے ماں باپ

1۔ طبقات کبریٰ، باب ذکر امہات الرسول، جلد 1، صفحہ 61، دار صادر بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 329 (10812) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ طبقات کبریٰ، جلد 1، صفحہ 61

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 303 (31641) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، باب فضیلۃ النبی ﷺ، جلد 1، صفحہ 65، المکتبۃ العربیہ بیروت

6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 66

تک پہنچ گیا۔ پس میں ذات کے اعتبار سے بھی تم سے اشرف ہوں اور آباء کے اعتبار سے بھی تم سے افضل ہوں (1)۔

امام ابن سعد، بخاری اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اولاد آدم کے بہترین انسانوں میں سے قرن بعد قرن مبعوث کیا گیا ہے یہاں تک کہ میں اس زمانہ سے ہوں جس میں میں ہوں (2)۔

امام ابن سعد، مسلم، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے بنی کنانہ کو اور بنی کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب فرمایا اور پھر بنی ہاشم میں سے مجھے چن لیا (3)۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اپنی بہترین اور افضل مخلوق میں سے بنایا۔ پھر جب انہیں تقسیم کیا تو مجھے بہترین فریق میں سے بنایا۔ پھر جب قبائل کی تخلیق فرمائی تو مجھے ان میں سے افضل اور اعلیٰ قبیلہ سے بنایا اور جب انفس کو تخلیق فرمایا تو مجھے ان میں سے افضل اور بہترین بنایا۔ پھر جب گھر بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین گھر والا بنایا۔ پس میں گھر اور ذات کے اعتبار سے ان تمام سے افضل واشرف ہوں (4)۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور مخلوق میں سے بنی آدم کو چن لیا اور بنی آدم میں سے عرب کو پسند فرمایا اور عرب میں سے مضر کو چنا پھر مضر میں سے قریش کو چنا اور پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا اور پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرما کر افضل واعلیٰ قرار دیا۔ چنانچہ میں نیکوں اور اشرف افراد سے نیک اور اعلیٰ کردار افراد کی منتقل ہوا ہوں (5)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا اور مجھے ان میں سے افضل اور بہتر حصے میں سے بنایا پھر اس نصف (ایک حصہ) کو تین میں تقسیم کیا اور میں ان تین میں سے افضل میں ہوں۔ پھر لوگوں میں سے عرب کو پسند فرمایا، پھر عربوں میں سے قریش کو چنا۔ پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو پسند فرمایا۔ پھر بنی ہاشم میں سے بنی عبد المطلب کو پسند کیا اور پھر بنی عبد المطلب میں سے مجھے منتخب فرمایا (6)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 135
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 136
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 130
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 131
5۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 229 (1606)
6۔ طبقات کبریٰ، جلد 1، صفحہ 20، دار صادر بیروت

امام ابن سعد اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے عرب کو پسند فرمایا پھر ان میں سے کنانہ کو چنا۔ پھر ان میں سے قریش کو چنا۔ پھر ان میں سے بنی ہاشم کو اختیار کیا اور پھر بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا(1)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے عرب کو اختیار فرمایا، پھر عرب میں سے کنانہ کو پسند کیا، پھر کنانہ میں سے قریش کو چنا اور پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو اختیار کیا اور پھر بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا(2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کبھی کسی زنا کار نے اس وقت سے جنم نہیں دیا جب سے میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکلا ہوں۔ امم مجھے بلند مرتبہ سردار سے عظیم المرتبہ کی طرف منتقل کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ میں عرب کے افضل ترین دو قبیلوں یعنی ہاشم اور زہرہ سے ظاہر ہوا(3)۔

ابن ابی عمر العدنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مخلوق کے پیدا ہونے سے دو ہزار سال قبل قریش اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک نور تھے۔ وہ نور تسبیح بیان کرتا اور ملائکہ بھی اس کی تسبیح کے ساتھ تسبیح بیان کرتے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو وہ نور ان کی صلب میں ڈال دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت آدم علیہ السلام کی صلب میں زمین کی طرف اتارا۔ پھر مجھے حضرت نوح علیہ السلام کی صلب میں رکھا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صلب میں مجھے ڈال دیا۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ مجھے کریم صلبوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف مسلسل منتقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے والدین کے درمیان سے ظاہر کر دیا (پیدا فرما دیا) اور انہوں نے کبھی بھی بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔

امام بیہقی نے ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ ایک قوم نے آپ ﷺ میں کوئی عیب نکالا ہے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہو گئے اور پھر ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمایا اور انہیں دو فرقوں میں تقسیم کر دیا اور مجھے دونوں میں سے اچھے اور بہترین گروہ میں رکھا۔ پھر ان کے قبائل بنا دیئے۔ مجھے ان میں سے بہترین قبیلے میں رکھا۔ پھر ان کے خاندان بنائے۔ تو مجھے ان میں سے بہترین خاندان میں رکھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قبیلہ اور خاندان دونوں کے اعتبار سے تم سے بہتر اور افضل ہوں(4)۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس حال میں کہ آپ تک وہ بعض باتیں پہنچی تھیں جو لوگ کیا کرتے تھے سو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ کرام نے عرض کی: آپ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 130، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ طبقات کبریٰ، جلد 1، صفحہ 21، دار صادر بیروت
3۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 1، صفحہ 346، دار المسیرہ بیروت
4۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 168

اور مجھے اپنی بہترین مخلوق میں رکھا۔ پھر ان کے دو فرقے بنائے اور مجھے بہترین فرقہ میں رکھا۔ پھر ان کے قبائل بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ اور پھر ان کے خاندان بنائے اور مجھے ان میں سے بہترین خاندان میں پیدا فرمایا۔ پس میں خاندان کے اعتبار سے بھی تم سے بہتر ہوں اور ذات کے اعتبار سے بھی تم سے افضل ہوں۔ ترمذی نے اس حدیث کو بیان کیا اور صحیح قرار دیا اور نسائی نے اسے عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے روایت کیا ہے (1)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کوئی نبی بھیجنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اہل زمین میں سے سب سے بہترین اور افضل قبیلہ کی طرف دیکھتا ہے اور ان میں سے افضل ترین آدمی کو تاج نبوت پہنا دیتا ہے (2)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور کہا: اے محمد! ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا اور میں نے زمین کے مشرق و مغرب میں زمین کے میدانوں اور پہاڑوں میں چکر لگایا، تو میں نے عرب سے بہتر اور اچھا کوئی قبیلہ نہ پایا۔ پھر مجھے حکم ملا اور میں عرب میں گھومتا رہا اور مضر سے اچھا کوئی قبیلہ نہ پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا اور میں نے مضر میں چکر لگایا اور کنانہ سے بڑھ کر اچھا کوئی قبیلہ نہیں پایا۔ پھر مجھے حکم ہوا اور میں کنانہ میں گھوما پھرا، تو میں نے قریش سے بہتر کوئی خاندان نہیں پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا اور میں نے قریش کا چکر لگایا۔ تو بنی ہاشم سے بڑھ کر اچھا کسی خاندان کو نہیں پایا۔ پھر مجھے حکم ہوا کہ میں ان کے افراد میں سے کسی کا چناؤ کروں۔ تو میں نے آپ کی ذات سے بڑھ کر بہترین اور افضل و اعلیٰ کسی نفس کو نہیں پایا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، اسحاق بن راہویہ، ابن منیع نے مسند میں، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں یوسف بن مہران کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وہ آخری آیت جو حضور نبی کریم ﷺ پر نازل کی گئی اور ایک روایت کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے کہ قرآن کریم میں سے آخر میں جو نازل ہوا وہ یہ آیت ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ الی آخر الآیہ (4)۔

امام ابن ضریس نے فضائل القرآن میں، ابن انباری نے المصاحف میں اور ابن مردویہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: بے شک قرآن نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو بیان کر دیا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ میں ہے: آسمان میں یہ دو آیتیں ہیں: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ الی آخر السورۃ۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد المسند میں، ابن ضریس نے فضائل القرآن میں، ابن ابی داؤد نے المصاحف میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں، خطیب نے تلخیص المتشابہ میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر شرف الرسول ﷺ، جلد 1، صفحہ 168، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ طبقات کبریٰ، جلد 1، صفحہ 25، دار صادر بیروت
3۔ نوادر الاصول، باب عقاب من غش الوب، صفحہ 96، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 92، بیروت

حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں قرآن کریم مصحف میں جمع کیا۔ پس کچھ آدمی لکھتے تھے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ انہیں املا کراتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ سورۂ برأت کی اس آیت تک پہنچ گئے ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ تو انہیں یہ گمان ہوا کہ یہی آیت ہے جو قرآن کریم میں سے آخر میں نازل ہوئی۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کے بعد دو آیتیں مزید پڑھائی ہیں۔ یعنی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ سے لے کر وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ تک۔ پس قرآن کریم میں سے یہی سب سے آخر نازل ہوئیں۔ فرمایا پس وہ امر اختتام پذیر ہوا۔ جیسے لا الہ الا اللہ کے ساتھ شروع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (الانبیاء) ''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر یہ کہ ہم نے وحی بھیجی اس کی طرف کہ بلاشبہ نہیں ہے کوئی خدا بجز میرے پس میری عبادت کیا کرو'' (1)۔

امام ابن سعد، احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے المصاحف میں، ابن حبان، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کے قتل کے بعد مجھے بلا بھیجا اور آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ عمر میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ جنگ یمامہ نے بہت سے لوگوں کو لقمۂ اجل بنا دیا ہے اور میں یہ خوف محسوس کر رہا ہوں کہ اگر جنگوں میں قراء اسی طرح جام شہادت نوش کرتے رہے، تو بہت سا قرآن گم ہو جائے گا، مگر یہ کہ تم اسے جمع کر دو اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ تم قرآن کریم جمع کر دو، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ہے کہ میں وہ کام کیسے کر سکتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! یہ کام خیر اور نیکی کا ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار اس کام کے بارے میں مجھ پر اصرار کرتے رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے میرا سینہ کھول دیا ہے اور اب میری بھی وہی رائے ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ہے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے لیکن انہوں نے کوئی بات نہیں کی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ تم نوجوان آدمی ہو اور نہ ہی ہم تمہارے بارے میں کوئی شک کرتے ہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وحی بھی لکھتے رہے ہو۔ سو تم قرآن کریم تلاش کرو اور اسے جمع کر دو۔ قسم بخدا! اگر وہ مجھے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے منتقل کرنے کا پابند بناتے تو وہ مجھ پر اس سے بھاری نہ ہوتا کہ ان دونوں نے مجھے جمع قرآن کا حکم فرمایا میں نے کہا: تم دونوں کیسے وہ کام کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! یہ خیر اور نیکی کا کام ہے۔ پس میں مسلسل اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لیے کھول دیا جس کام کے لیے اس نے ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ وسیع کر دیا تھا۔ پس میں اٹھا اور قرآن کریم کو تلاش کیا اور کاغذ کے ٹکڑوں، پالانوں،

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 134، دار صادر بیروت

کھجور کی ٹہنیوں اور لوگوں کے سینوں سے اسے جمع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کی دو آیتیں صرف حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے پائیں اور ان کے سوا کسی اور سے وہ نہ ملیں۔ اور وہ یہ ہیں لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ...... الی آخرھما۔ اور وہ صحف جن میں قرآن کریم جمع کیا گیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شرف وصال عطا فرمایا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شہادت سے سرفراز فرمایا اور پھر وہ حضرت حفصہ ام المومنین بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس رہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوئی آیت مصحف میں نہیں لکھتے تھے یہاں تک کہ دو آدمی شہادت دیتے۔ پس انصار میں سے ایک آدمی دو آیتیں لے کر آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان پر کبھی بینہ طلب نہیں کروں گا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح تھے (2)۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت عروہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جنگ میں بہت سے قراء لقمہ اجل بن گئے تو اس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم ضائع ہونے کا خوف لاحق ہوا۔ تو آپ نے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما دونوں سے کہا: مسجد کے دروازے پر بیٹھو اور جو بھی کتاب اللہ کی کسی آیت پر تمہارے پاس دو گواہ لائے، تم اسے لکھ لو۔

امام ابن اسحاق، احمد بن حنبل اور ابن ابی داؤد رحمہم اللہ نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حارث بن خزیمہ سورۂ برأت کے آخر سے یہ دو آیتیں لے کر آئے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ تا وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۝ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس پر تمہارے ساتھ کون شاہد ہے؟ تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! میں نہیں جانتا مگر یہ کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے بالیقین یہ آیات رسول اللہ ﷺ سے سماعت کی ہیں، انہیں یاد کیا ہے اور انہیں محفوظ رکھا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ بالیقین تو نے یہ آیات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں۔ اگر یہ تین آیات ہوتیں تو میں انہیں علیحدہ سورہ بنا دیتا۔ پس تم قرآن کریم کی کوئی سورت دیکھو اور انہیں اس کے ساتھ ملا دو۔ چنانچہ یہ سورۂ برأت کے آخر میں ملا دی گئیں (3)۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم جمع کرنے کا ارادہ کیا۔ تو آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور فرمایا: جس کسی نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن کریم سے متعلقہ کوئی شے حاصل کی ہو تو وہ ہمارے پاس لے کر آئے۔ وہ اسے صحف، تختیوں اور کھجور کی ٹہنیوں پر لکھتے تھے اور آپ کسی سے کوئی شے قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ دو شاہد اس کی شہادت دیتے۔ ابھی آپ قرآن کریم جمع کر رہے تھے کہ آپ کو شہید کر دیا گیا۔ پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری قبول کی اور

1۔ صحیح بخاری، باب جمع القرآن، جلد 2، صفحہ 978، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد [illegible]، صفحہ [illegible]، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 199، دار صادر بیروت

اٹھ کر لوگوں کو فرمایا جس کے پاس کتاب اللہ کا کوئی حصہ ہو وہ اسے لے کر ہمارے پاس آئے۔ آپ بھی کسی سے کوئی شے قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ دو گواہ اس کی شہادت دے دیتے۔ پھر حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ آئے اور کہا بے شک میں نے تمہیں دیکھا ہے کہ تم نے دو آیتیں چھوڑ دی ہیں۔ تم نے انہیں نہیں لکھا۔ انہوں نے پوچھا: وہ کون سی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ دو آیتیں لی ہیں یعنی لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ الی آخر السورۃ۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ تمہاری کیا رائے ہے ہم انہیں کہاں رکھیں؟ تو انہوں نے کہا: قرآن کریم میں سے جو آخر میں نازل ہوا ان دونوں کو اس کے ساتھ بطور خاتمہ آخر میں ذکر کر دیں۔ چنانچہ ان دونوں کے ساتھ سورۂ برأت کو ختم کیا گیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الآیہ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو انہیں میں سے بنایا کہ وہ اس پر آپ سے حسد نہ کریں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو نبوت و کرامت عطا فرمائی (1) ان میں سے ایمان لانے والوں کا مشقت میں پڑنا آپ پر گراں گزرتا ہے اور آپ ان کے گمراہوں کے لیے حریص ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ ''مومنین کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا (اور) بہت رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جو شے تم پر شاق گزرتی ہے وہ اس پر شدید ہوتی ہے۔ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ یعنی بہت ہی خواہش مند ہے کہ تمہارے کفار ایمان لائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین آئے اور مجھے کہا: اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام فرما رہا ہے اور یہ پہاڑوں کا فرشتہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کی طرف بھیجا ہے اور اسے حکم دیا ہے کہ یہ آپ کے حکم کے سوا کچھ نہ کرے۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان پر پہاڑ گرا دوں۔ اور اگر چاہیں تو میں ان پر پتھر برساؤں۔ اور اگر آپ چاہیں تو میں انہیں زمین میں دھنسا دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے پہاڑوں کے فرشتے! میں ان کے پاس آیا ہوں، شاید ان سے ایسی نسل پیدا ہو گی جو کہیں گے: لا الٰہ الا اللہ۔ تو اس پر پہاڑوں کے فرشتے نے کہا: آپ ایسے ہی ہیں جیسے آپ کے رب نے آپ کو نام دیا ہے یعنی رؤف رحیم (بڑا مہربان اور بہت رحم کرنے والا)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح حنفی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ رحیم ہے اور وہ اپنی رحمت صرف رحیم پر ہی رکھتا ہے۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم سارے اپنے مالوں اور اپنی اولاد کے ساتھ رحم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہیں۔ بلکہ اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 90، بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو جہینہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی: بے شک آپ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے ہیں۔ سو ہمیں یقین دلائیے کہ ہم آپ سے محفوظ رہیں گے اور آپ ہم سے محفوظ رہیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ سوال کیوں کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہم امن طلب کر رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح حنفی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ رحیم ہے اور رحم کرنے والے کو پسند کرتا ہے، وہ ہر رحیم پر اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ ہم اپنی جانوں، اپنے مالوں اور اپنی ازواج پر بھی رحم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح نہیں۔ بلکہ اس طرح ہو جاؤ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔ الآیہ۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴿۱۲۹﴾

"(اے حبیب!) پھر اگر منہ موڑ لیں تو آپ فرما دیں کافی ہے مجھے اللہ، نہیں کوئی معبود بجز اس کے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اگر کفار منہ موڑ لیں حضور نبی کریم ﷺ سے (تو آپ فرما دیں کافی ہے مجھے اللہ) اور یہ مومنین میں ہے (1)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے کہا ہے: ایک سریہ سرزمین روم کی طرف نکلا۔ تو ان میں سے ایک آدمی گرا اور اس کی ران ٹوٹ گئی۔ پس انہوں نے اسے اٹھانے کی استطاعت نہ رکھی، تو انہوں نے اس کا گھوڑا اس کے پاس باندھ دیا۔ اور اس کے پاس پانی اور کچھ سامان خوراک کی چیزیں رکھ دیں۔ جب وہ مڑے تو ایک آنے والا اس کے پاس آیا اور اس نے اسے کہا: تجھے یہاں کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا: میری ران ٹوٹ گئی تو میرے ساتھی مجھے یہاں چھوڑ گئے تو اس نے کہا: جہاں تو درد محسوس کر رہا ہے وہاں اپنا ہاتھ رکھ اور یہ کہہ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ فرمایا: اس نے اپنا ہاتھ رکھا اور یہ آیت پڑھی۔ تو اس کی وہ جگہ درست اور صحیح ہو گئی اور وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔

امام ابو داؤد نے حضرت ابو الدرداء سے موقوف اور ابن السنی نے حضرت ابو الدرداء سے روایت بیان کی ہے کہ رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت

اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح وشام سات مرتبہ یہ پڑھا فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ تو دنیا اور آخرت کے امور میں سے جس نے بھی اسے پریشان کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہے (1)۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے: جس نے صبح کے وقت سات بار یہ پڑھا فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ نہ اس دن اسے کوئی مصیبت پہنچے گی اور نہ اس رات اس کو اذیت اور غم لاحق ہوگا، نہ اس سے کوئی چیز چھینی جائے گی اور نہ وہ غرق ہوگا۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ تو اس کے بارے ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرش کی بلندی کی وجہ سے اس کا نام عرش رکھا گیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں سعد الطائی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عرش سرخ یاقوت کا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش اور کرسی کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور عرش کرسی کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ ملائکہ کرسی کے درمیان (اندر) میں ہیں اور عرش کے گرد چار نہریں ہیں۔ ایک نہر نور کی ہے جو چمک رہا ہے، ایک نہر آگ کی ہے جو بھڑک رہی ہے۔ ایک نہر سفید برف کی ہے جس سے آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور ایک نہر پانی کی ہے اور ملائکہ ان نہروں میں کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر رہے ہیں۔ اور ساری مخلوق کی زبانوں کی تعداد کے برابر عرش کی زبانیں ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور ان زبانوں کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عرش سرخ یاقوت کا ہے، ملائکہ میں سے ایک نے اس کی طرف اور اس کی عظمت کی طرف دیکھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی، میں نے تجھ میں ستر ہزار ملائکہ کی قوت رکھی ہے جن میں سے ہر فرشتہ کے ستر ہزار پر ہیں، پس تو اڑ، چنانچہ وہ فرشتہ اپنی اس قوت اور پروں کے ساتھ اتنا اڑا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اڑے اور ٹھہر گیا اور دیکھا تو ایسے محسوس ہوا گویا اس نے قصد کیا ہی نہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حماد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو سبز زمرد سے پیدا فرمایا ہے اور سرخ یاقوت سے اس کے چار پائے بنائے ہیں۔ اس کی ہزار زبانیں بنائی ہیں اور زمین میں ہزار امت پیدا فرمائی ہے اور ہر امت عرش کی زبانوں میں سے ایک زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام طبرانی اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک عرش کو سانپ کے کنڈل کا طوق پہنایا گیا ہے اور وحی زنجیروں میں نازل ہوتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے وہ دیکھ رہے ہیں کہ عرش حرم پر ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرش پر اس کے سوا کوئی قادر نہیں ہو سکتا جس نے اسے پیدا کیا ہے اور عرش کی تخلیق میں آسمان اس طرح ہیں جیسے صحرا میں ایک قبہ۔

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب مایقول اذا اصبح، جلد 4، صفحہ 482، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے: آسمان اور زمین عرش سے اتنی مقدار ہی جگہ کا احاطہ کرتے ہیں جس طرح وسیع بیابان سے ایک انگوٹھی جگہ گھیرتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عرش میں آسمان اس قندیل کی طرح دکھائی دیتے ہیں جو زمین و آسمان کے درمیان لٹکائی ہوئی ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن یزید بصری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے اس کتاب میں ہے جس پر حضرت ہارون علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ کیا کہ ہمارا یہ سمندر نبطس کی خلیج ہے اور نبطس اس کے علاوہ ہے جو کہ زمین کو محیط ہو اور زمین اور اس کے اوپر پائے جانے والے سمندر نبطس کے سامنے اس طرح ہے جیسے سیف البحر کے سامنے ایک چشمہ اور نبطس کے اوپر قینس ہے جو زمین کو محیط ہے۔ نبطس اور اس سے کم اس کے سامنے اس طرح ہیں جیسے سیف البحر پر چشمہ۔ اور قینس کے پیچھے اصم ہے جو زمین کو محیط ہے۔ اور قینس اور اس سے کم اس کے سامنے اس طرح ہے جیسے سیف البحر پر چشمہ۔ اور اصم سے پیچھے مظلم ہے جو زمین کو محیط ہے اور اصم اور اس سے کم اس کے سامنے اس طرح ہیں جیسے سیف البحر پر چشمہ۔ اور مظلم کے پیچھے الماس کا ایک پہاڑ ہے جو زمین کو محیط ہے۔ اور مظلم اور اس سے کم اس کے سامنے اس طرح ہیں جیسے سیف البحر پر ایک چشمہ۔ اور الماس کے پیچھے الباکی ہے اور یہ میٹھا پانی ہے جو زمین کو محیط ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے نصف کو حکم دیا ہے کہ وہ عرش کے نیچے ہو۔ پس اس نے جمع ہونا چاہا، تو اللہ تعالیٰ نے اسے جھڑک دیا۔ تو وہ رو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر رہا ہے۔ پس الماس اور اس سے کم اس کے نزدیک اس طرح ہیں جیسے سیف البحر کے سامنے ایک چشمہ، اور اس کے پیچھے عرش ہے جو زمین کو محیط ہے۔ اور الباکی اور اس سے کم عرش کے سامنے اس طرح ہیں جیسے سیف البحر پر ایک چشمہ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ساتوں آسمان کرسی میں اس طرح ہیں جیسا کہ سات دراہم ڈھال میں پھینک دیئے گئے ہوں۔ ابن زید نے کہا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ عرش میں کرسی اس طرح ہے جیسا کہ لوہے کا ایک حلقہ زمین کے وسیع بیابان میں پھینک دیا گیا ہو اور کرسی موضع القدمین ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا، عرش کی ستر ہزار ساق ہیں اور ہر ساق زمین و آسمان کے دائرے کی طرح ہے۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ ملائکہ اور عرش کے درمیان ستر پردے ہیں۔ ایک حجاب نور کا ہے۔ ایک حجاب ظلمۃ (تاریکی) کا ہے پھر ایک حجاب نور کا اور ایک حجاب تاریکی کا ہے..... علی ھذا القیاس۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصیبت کے وقت یہ کہا کرتے تھے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِیْمُ الْعَلِیْمُ، لَا

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِیْنَ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ''(1)

امام نسائی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے چند کلمات سکھائے جو کلمات رسول اللہ ﷺ نے انہیں سکھائے تھے۔ آپ مصیبت کے وقت وہ کلمات پڑھا کرتے تھے۔ اور جب بھی آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ یہ پڑھتے: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ''(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ کی سند سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے: تم اپنے مردوں کو تلقین کرو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ زندہ کے لیے کیسی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انتہائی عمدہ ہے، انتہائی عمدہ ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن جعفر سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی کی اور اسے علیحدگی میں فرمایا: جب موت تیرے قریب آجائے یا دنیوی امور میں سے کوئی خوف ناک امر پیش آجائے تو یہ کہتے ہوئے اس کا سامنا کرنا: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَتَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ''(4)

امام احمد نے الزہد میں ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حزقیل بخت نصر کے سبا میں بیت المقدس کے دانیال کے ساتھ تھا۔ حزقیل نے یہ گمان کیا کہ وہ فرات کے کنارے سو رہا ہے۔ سو اس کے پاس ایک فرشتہ آیا حالانکہ وہ سو رہا تھا اور اسے سر سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ بیت المقدس کے خزانہ میں جا کر رکھا۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ تو اچانک عرش کے نیچے آسمان کھل گئے اور عرش اور جو اس کے اردگرد تھا وہ سب میرے لیے ظاہر ہو گیا۔ پس میں نے اس شگاف سے ان کی طرف دیکھا اور جب میں نے عرش کی طرف دیکھا کہ وہ آسمانوں اور زمین پر سایہ کیے ہوئے تھا۔ اور جب آسمانوں اور زمین کی طرف دیکھا تو انہیں بطن عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے دیکھا اور چار فرشتے اسے اٹھائے ہوئے تھے۔ ان میں سے ہر فرشتے کے چار چہرے تھے۔ ایک چہرہ انسان کا، ایک چہرہ گدھ کا، ایک چہرہ شیر کا اور ایک چہرہ بیل کا۔ جب اس منظر نے ان کے بارے مجھے انتہائی متعجب کیا۔ تو میں نے ان کے قدموں کی طرف دیکھا۔ تو دیکھا کہ وہ زمین میں ایک بچھڑے پر ہیں جن کے ساتھ وہ گھوم پھر رہا ہے پھر دیکھا کہ عرش کے سامنے ایک فرشتہ کھڑا ہے۔ اس کے چھ پر ہیں۔ ان کا رنگ اونٹ کے بچے کے رنگ کی طرح ہے۔ وہ اسی مقام پر اس وقت سے کھڑا ہے

1۔ صحیح بخاری، باب الدعاء عند الکرب، جلد 2، صفحہ 939، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 256 (10223)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ نوادر الاصول، باب فی کلمات الفرج والمغفرۃ، صفحہ 219، دار صادر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب عند الکرب، جلد 6، صفحہ 20 (29157)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جب سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے اور قیامت قائم ہونے تک کھڑا رہے گا اور وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اور ایک فرشتہ اس سے نیچے ہے میں نے اسے مخلوق کی ہر شے سے عظیم دیکھا۔ اور وہ حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ اور یہی آسمان کے فرشتوں پر خلیفہ ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے کچھ فرشتے عرش کا طواف کر رہے ہیں یہاں تک کہ قیامت ہو جائے گی (وہ اسی حالت پر رہیں گے) اور وہ کہہ رہے ہیں ’’قُدُّوْسٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا اِلٰهُ الْقَوِيِّ مَلَأَتْ عَظَمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ‘‘ اور کچھ فرشتے ان سے نیچے ہیں۔ ان میں سے ہر فرشتے کے چھ پر ہیں۔ دو پروں کے ساتھ وہ اڑتا ہے جب کہ یہی ملائکہ المقربین ہیں۔ ان سے نیچے والے فرشتے اس وقت سے سجدے میں ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا فرمایا ہے یہاں تک کہ صور میں پھونک دیا جائے گا۔ سو جب صور میں پھونکا جائے گا تو وہ اپنے سر اٹھائیں گے۔ اور جب وہ عرش کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے سُبْحَانَكَ مَاكُنَّا نَقْدَرُكَ حَقَّ قُدْرَتِكَ ’’تیری ذات پاک ہے ہم اس طرح قادر نہیں ہو سکے جس طرح تیری قدرت کا حق تھا‘‘۔ پھر میں نے عرش کو دیکھا کہ وہ اس شگاف سے لٹک رہا ہے اور وہ اس پر قادر تھا۔ پھر وہ زمین آسمان کے درمیان والے محل کی طرف وسیع ہو گیا اور وہ ان دونوں کے مابین کے ساتھ متصل ہو گیا، پھر وہ باب الرحمت سے داخل ہوا اور وہ اس کی قدرت رکھتا تھا۔ پھر وہ مسجد کی طرف وسیع ہوا اور وہ اس پر قادر تھا۔ پھر وہ صخرہ (چٹان) پر واقع ہوا اور وہ اس پر قادر تھا۔ پھر اس نے کہا: اے ابن آدم! بجلی گری اور میں نے ایک ایسی آواز سنی ہے کہ میں نے اس کی مثل آواز کبھی نہیں سنی پھر وہ ختم ہو گئی ہے اور میں اس آواز کی قدرت رکھتا ہوں۔ اور جب اس نے وہ آواز نکالی تو وہ ایک لشکر کی طرح تھا جو جمع ہوا اور ایک ہی آواز کے ساتھ تیزی سے آگے بڑھا۔ یا ایک گروہ کی طرح تھا جو اکٹھا ہوا اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو دھکیلا اور ان کے بعض بعض سے آگے آگئے۔ یا وہ اس سے بھی اعظم اور بڑا تھا۔

حزقیل نے کہا جب میں بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ تو اس نے کہا: اسے اٹھاؤ، کیونکہ یہ کمزور ہے اسے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے پھر اس نے کہا تو اپنی قوم کی طرف چلا جا۔ تو ان پر میری جانب سے ہراول دستے کی طرح ہے۔ ان میں سے جسے تو نے دعوت دی اور اس نے تیری دعوت کو قبول کر لیا اور وہ تیری راہنمائی کے ساتھ ہدایت پا گیا۔ تو تیرے لیے بھی اس کی مثل اجر ہو گا۔ اور جس سے تو غافل رہا (یعنی تو نے اسے دعوت حق نہ دی) یہاں تک کہ وہ گمراہی میں ہی مر گیا۔ تو تجھ پر بھی اس کے بوجھ کی مثل بوجھ ہو گا اور ان کے بوجھوں سے بھی کسی شے کی کمی نہیں کی جائے گی۔ پھر وہ عرش کے ساتھ بلند ہو گیا اور میں اٹھا، یہاں تک کہ میں فرات کے کنارے کی طرف لوٹ آیا۔ پس اسی اثناء میں کہ میں فرات کے کنارے سویا ہوا تھا اچانک میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس نے میرا سر پکڑا اور مجھے اٹھا لیا یہاں تک کہ اس نے مجھے بیت المقدس کے پہلو میں پہنچا دیا۔ پس جب میں پانی کے حوض کے پاس پہنچا میرے قدم آگے نہ بڑھے۔ پھر میں اس سے جنت کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی نہروں کے کناروں پر درخت تھے اور وہ درخت ایسا ہے کہ نہ اس کے پتے بکھرتے ہیں اور نہ اس کی عمر ختم ہوتی ہے۔ پس اس میں طلع (کھجور کا درخت) قضیب (میدانی درخت) بیع (پہاڑی درخت) اور قطیف (انگور کی بیل) ہیں۔ میں نے پوچھا: جنت کا لباس کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: جنت کا لباس کپڑے کا ہے جیسا کہ حوروں کا لباس۔ یہ اسی رنگ پر پھوٹیں گے جس پر ان کا مالک

چاہے گا۔ میں نے کہا: جنت کی ازواج کیا ہیں؟ پس وہ مجھ پر پیش کی گئیں۔ پس میں تو ان کے چہروں کے حسن کی چمک کے سبب بے ہوش ہو گیا۔ پس اگر انہیں سورج اور چاند کے مقابلہ میں لایا جائے تو ان میں سے ہر ایک کا چہرہ ان دونوں کی نسبت زیادہ روشن ہے۔ جب کہ ان میں سے کسی کا گوشت ان کی ہڈیوں کو نہیں چھپا رہا اور ان کی ہڈیاں اپنی مخ (کلفہ) کے لیے پردہ نہیں اور ان کی کیفیت یہ ہے کہ جب ان کا صاحب ان کے پاس سوئے گا تو وہ بیدار ہو جائے گا اور وہ باکرہ ہیں۔ سو مجھے اس سے انتہائی تعجب ہوا۔ تو مجھے کہا گیا کیا تو اس پر تعجب کر رہا ہے؟ تو میں نے کہا: کیا ہے میرے لیے کہ میں اس پر تعجب نہ کروں؟ اس نے بتایا جس نے ان پھلوں میں سے کوئی کھا لیا جو تو نے دیکھے ہیں وہ ہمیشہ رہے گا اور جس نے ان ازواج میں سے کسی سے شادی کر لی اس سے غم اور حزن دور ہو جائے گا۔ پھر اس نے میرا سر پکڑا اور مجھے وہیں لوٹا دیا جہاں میں تھا۔

حزقیل نے کہا: پس اس اثناء میں کہ میں فرات کے کنارے سو رہا تھا۔ اچانک میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس نے مجھے سر سے پکڑا اور مجھے اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ زمین کے ایک حصے میں جا کر مجھے رکھا۔ وہاں جنگ ہوئی تھی اور اس میں دس ہزار قتل ہوئے تھے۔ پرندے اور درندے ان کا گوشت نوچ رہے تھے اور ان کے جوڑ علیحدہ علیحدہ ہو چکے تھے۔ پھر اس نے مجھے کہا: بے شک یہ قوم گمان کرتی ہے کہ ان میں سے جو مر گیا یا قتل ہو گیا وہ مجھ سے چھوٹ گیا اور اس سے میری قدرت ختم ہو گئی پس تو انہیں بلا حزقیل نے کہا: سو میں نے انہیں بلایا۔ تو ہر ہڈی اپنے اس جوڑ کی طرف آئی جس سے وہ کٹی تھی۔ کوئی آدمی اپنے ساتھی کو اس سے بڑھ کر نہیں پہچانتا جتنا کہ ہڈی نے اس جوڑ کو پہچانا جس سے وہ جدا ہوئی تھی یہاں تک کہ ان میں سے بعض بعض کے ساتھ مل گئیں۔ پھر ان پر گوشت اگا پھر رگیں پھوٹیں۔ پھر چمڑا پھیل گیا اور میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا: میرے لیے ان کی ارواح کو بلاؤ، حزقیل کا بیان ہے کہ میں نے انہیں بلایا، تو ہر روح اپنے اس جسم کی طرف آئی جس سے وہ جدا ہوئی تھی پس جب وہ بیٹھ گئے تو میں نے ان سے پوچھا: تم کس حال میں تھے؟ انہوں نے جواب دیا: بے شک جب ہم مرے اور ہم نے زندگی سے مفارقت حاصل کی۔ تو ہمیں ایک فرشتہ ملا۔ اسے میکائیل کہا جاتا ہے اس نے کہا: اپنے اعمال لے آؤ اور اپنے اجر وصول کر لو۔ ہمارا تمہارے ساتھ، جو تم سے پہلے تھے اور جو تمہارے بعد ہوں گے ان کے ساتھ یہی طریقہ ہے۔ پس اس نے ہمارے اعمال میں دیکھا اور یہ پایا کہ ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں۔ تو اس نے ہمارے جسموں پر کیڑا مسلط کر دیا۔ ارواح اس کا درد پانے لگیں اور ہماری ارواح پر غم مسلط کر دیا اور ہمارے جسم اس کا درد محسوس کرنے لگے۔ پس ہم اسی طرح کا عذاب پا رہے تھے یہاں تک کہ تو نے ہمیں بلایا۔ فرمایا: پھر اس نے مجھے اٹھایا اور اسی جگہ لوٹا دیا جہاں میں تھا(1)۔

1۔ کتاب الزہد، باب زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 104، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۰۹ سُوْرَةُ يُوْنُسَ مَكِّيَّةٌ ۱۰ رکوعاتہا ۱۱

امام نحاس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۂ یونس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا: سورۂ یونس مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۂ یونس ساتویں (سورت) شمار کی جاتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے انجیل کی جگہ رائیات طواسین تک عطا فرمائی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت احنف رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ تو آپ نے یونس، ہود اور اس کے سوا سورتیں پڑھیں (1)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ①

"الف، لام، را، یہ آیتیں ہیں کتاب حکیم کی"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الٓرٰ کے بارے فرمایا: یہ فواتح السور ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے یہ بھی اسماء ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن نجار رحمہم اللہ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الٓرٰ کا معنی ہے میں اللہ دیکھ رہا ہوں (انا اللہ اری) (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الٓرٰ، حٰمٓ اور نٓ یہ سب اسم مقطع ہیں (یعنی یہ ایک اسم ہے جسے علیحدہ علیحدہ حروف میں لکھا گیا ہے اور وہ اسم الرحمٰن ہے)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا الٓرٰ، حٰمٓ اور نٓ لفظ رحمٰن کے متفرق حروف ہیں (3)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 310 (3546) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 93، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے الٓرٰ کے بارے فرمایا: الف، لام اور راء یہ لفظ الرحمٰن سے ہیں۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ تو اس کے بارے ابن ابی حاتم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس میں تِلْكَ بمعنی ھذہ (یہ) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ کے ضمن میں فرمایا: وہ کتابیں جو قرآن سے پہلے گزر چکی ہیں۔

اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ اَنْ اَنْذِرِ النَّاسَ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲

”کیا (یہ بات) لوگوں کے لیے باعث تعجب ہے کہ ہم نے وحی بھیجی ایک مرد (کامل) پر جو ان میں سے ہے کہ ڈراؤ لوگوں کو اور خوش خبری دو انہیں جو ایمان لائے کہ ان کے لیے مرتبہ بلند ہے ان کے رب کے ہاں، کفار نے کہا بلاشبہ یہ جادوگر ہے کھلا ہوا“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا، تو اہل عرب نے اس کا انکار کر دیا اور ان میں سے جنہوں نے انکار کیا۔ انہوں نے کہا: کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعظم و بلند تر ہے کہ اس کا رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بشر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور یہ بھی فرمایا: وَمَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ ...... الایہ (الانبیاء: 7) (1) پس جب اللہ تعالیٰ نے ان پر دلائل بار بار بیان فرمائے۔ تو انہوں نے کہا: اور جب وہ (رسول) بشر ہی ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا رسالت کا زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔ لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝۳۱ (الزخرف) ”کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جو دو شہروں میں بڑا ہے“۔ وہ کہنے لگے: وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شرف والا ہے یعنی مکہ سے ولید بن مغیرہ اور طائف سے مسعود بن عمرو ثقفی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ۔ الآیہ (الزخرف: 32) واللہ اعلم۔ ”کیا وہ بانٹا کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو؟“ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد وہ سعادت ہے جس کا تذکرہ ذکر اول میں ان کے لیے پہلے ہو چکا ہے (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 95، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 96

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کے لیے اجر حسن ہے ان اعمال کے عوض جو انہوں نے آگے بھیجا (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا "قدم" سے مراد وہ عمل ہے جو انہوں نے آگے بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ (یٰس:12) "اور لکھتے ہیں (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے آثار کو جو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں"۔ آثار سے مراد ان کی گزرگاہ ہے۔ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مسجد میں دوستونوں کے درمیان چلے پھر فرمایا یہ اثر لکھ لیا گیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: قَدَمَ صِدْقٍ کا معنی ہے صدق کا ثواب (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالشیخ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قَدَمَ صِدْقٍ کی تفسیر میں فرمایا: کہ وہ اسی عمل پر اپنے رب کے ہاں آگے بڑھتے ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد خیر اور نیکی ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد سلف صدق ہے۔ یعنی عمل صالح کے ساتھ آگے بڑھنا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت بکار بن مالک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ان کے رب کے ہاں بہت بلند ہے)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ان کے شفیع ہوں گے (5)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہی قول بیان کیا ہے: "مُحَمَّدٌ ﷺ شَفِيْعٌ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" یعنی حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن ان کے لیے شفیع ہوں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے قیامت کے دن سچے شفیع ہیں۔

حضرت حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد سلف صدق ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ نے اَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کی مصیبت ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 96، بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 97
5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 96
6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 368 (3293) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قَدَمَ صِدْقٍ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ رہا یہ ارشاد گرامی قَالَ الْكٰفِرُوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ تو اس کے بارے ابوالشیخ نے زائدہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سلیمان نے سورۂ یونس میں دو آیتوں میں لَسٰحِرٌ مُّبِيْنٌ پڑھا ہے(1)۔

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ بِالْقِسْطِ ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّ عَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۴

”بے شک تمہارا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں، پھر متمکن ہوا عرش پر (جیسے اسے زیبا ہے) ہر کام کی تدبیر فرماتا ہے، کوئی نہیں شفاعت کرنے والا مگر اس کی اجازت کے بعد، یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا پروردگار ہے، سو عبادت کرو اس کی، تو کیا تم غور وفکر نہیں کرتے اسی کی طرف لوٹنا ہے تم سب نے، یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے۔ بے شک وہی ابتدا کرتا ہے پیدائش کی پھر وہی دہرائے گا اسے تاکہ جزا دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، انصاف کے ساتھ۔ اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لیے پینے کو کھولتا ہوا پانی اور دردناک عذاب ہوگا بوجہ اس کے کہ وہ کفر کرتے رہتے تھے“۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُدَبِّرُ الْاَمْرَ کا معنی ہے کہ وہ اکیلے ہر کام کا فیصلہ کرتا ہے اور اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ کی تفسیر میں فرمایا: وہی زندہ کرتا ہے مخلوق کو پھر وہی اسے مارے گا اور پھر وہی اسے زندہ کرے گا(2)۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۵

”وہی ہے جس نے بنایا سورج کو درخشاں اور چاند کو نور اور مقرر کیں اس کے لیے منزلیں تاکہ تم جان لو گنتی برسوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 97، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 99-98

کی اور حساب۔ نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے مگر حق کے ساتھ، تفصیل سے بیان کرتا ہے (اپنی قدرت کی) نشانیاں ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے ہمارے رب نے دو کلموں کے ساتھ کلام فرمایا۔ ان میں سے ایک سورج بن گیا اور دوسرا چاند۔ یہ دونوں مکمل طور پر نور سے بنے ہیں اور دونوں قیامت کے دن جنت کی طرف لوٹ جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا کے ضمن میں فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو چاند کی ہیئت کی طرح نہیں بنایا تا کہ وہ دن سے رات کی علیحدہ پہچان کرا دے۔ اسی کے مطابق یہ ارشاد گرامی ہے فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ۔ الآیہ (الاسراء:12)

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آفتاب اور مہتاب دونوں کے چہرے (سامنے والی جانب) آسمان کی جانب ہیں اور دونوں کی پشتیں زمین کی طرف ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورج اور چاند دونوں کے چہرے عرش کی طرف ہیں اور دونوں کی پشتیں زمین کی طرف ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان کے سامنے آگ تھی۔ جب وہ خوب بھڑکی تو آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک یہ بڑی آگ ہے اللہ تعالیٰ کی ذات کی پناہ طلب کر رہی ہے اور آپ نے چاند کو دیکھا جب کہ وہ غروب ہونے کے قریب تھا۔ تو فرمایا: قسم بخدا! یہ اب رو رہا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: سورج طلوع نہیں ہوتا یہاں تک کہ تین سو ستر فرشتے اس کے ساتھ ہوتے ہیں، کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کو یہ کہتے نہیں سنا۔

لَيْسَتْ بِطَالِعَةٍ لَّنَا فِي رُسُلِنَا　　اِلَّا مُعَذَّبَةً وَاِلَّا تُجْلَدُ

"ہمارے لیے ہمارے رسولوں میں کسی کا (سورج) طلوع نہیں ہوا مگر یہ کہ اسے عذاب دیا گیا اور اسے کوڑے لگائے گئے"۔

اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝

"بے شک گردش لیل و نہار میں اور جو کچھ پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں (ان میں اس کی)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 129 (34720)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو متقی ہے''۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت خلیفہ العبدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت اسے دیکھے بغیر نہ کی جائے، تو کسی نے بھی اس کی عبادت نہ کی، لیکن مومنین نے رات کے آنے میں غور وفکر کی کہ اس نے ہر شے کو بھر دیا ہے اور ہر شے کو ڈھانپ دیا ہے اور سلطان دن کے آنے میں غور وفکر کی کہ جب وہ آیا تو اس نے رات کے غلبے کو ختم کر دیا ہے اور ان بادلوں میں غور وفکر کی، جنہیں آسمان وزمین کے درمیان مسخر کر دیا گیا ہے، ستاروں میں اور موسم سرما اور گرما میں نظر وفکر کی، تو قسم بخدا! مومنین مسلسل ان چیزوں میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں جنہیں ان کے رب تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے یہاں تک کہ ان کے دل اپنے رب تعالیٰ کے بارے میں یقین کر لیتے ہیں۔ گویا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اسے دیکھ کر ہی کی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۙ﴿۷﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸﴾

''بے شک وہ لوگ جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی اور خوش وخرم ہیں دنیوی زندگی سے اور مطمئن ہو گئے ہیں اس (کے ساز وسامان) سے اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غفلت برتتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے بسبب ان عملوں کے جو وہ کماتے رہے''۔

ابن جریر اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے کہا'' اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا '' الآیہ، سے مراد اہل کفر ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ ارشاد گرامی وَ رَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا اس ارشاد کی مثل ہے مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا (ہود: 15)(2)

امام ابو الشیخ نے حضرت یوسف بن اسباط کا یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیا ظالموں کی نعمتوں کا گھر ہے۔ فرمایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا مردار ہے، پس جو اس کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ کتوں کی مخالطت پر صبر کرے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۹﴾

''یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے پہنچائے گا انہیں ان کا رب (منزل مقصود تک) ان کے ایمان کے باعث، رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں نعمت (وسرور) کے باغوں میں''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے لیے ایک نور ہوگا جس کی روشنی میں وہ چلیں گے (1)۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ہمیں حدیث بیان کرتے ہوئے فرمایا: ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: مومن جب اپنی قبر سے باہر نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی خوب صورت اور حسین صورت میں اور پاکیزہ، طیب خوشبو کے ساتھ اس کے سامنے ہوگا، تو وہ اسے کہے گا: تو کون ہے؟ قسم بخدا، بلاشبہ میں تجھے سچے آدمی کا عین (حقیقت) دیکھ رہا ہوں۔ وہ اسے جواب دے گا میں تیرا عمل ہوں۔ پس وہ اس کے لیے ایک نور اور جنت کی طرف راہنما بن جائے گا، اور کافر جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل انتہائی بدصورت اور قبیح شکل میں اس کے سامنے ہوگا اور اس سے بدبو آرہی ہوگی۔ تو وہ اسے کہے گا تو کون ہے؟ قسم بخدا! بلاشبہ میں تجھے ایک برے انسان کا عین دیکھ رہا ہوں۔ تو وہ جواب دے گا: میں تیرا عمل ہوں۔ سو وہ اسی کے ساتھ چل پڑے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں داخل کردے گا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا: بندۂ مومن کے عمل کو انتہائی حسین صورت میں ظاہر کیا جائے گا اور اس کی خوشبو انتہائی پاکیزہ ہوگی۔ وہ اپنے صاحب (عمل کرنے والے) کے سامنے آئے گا اور اسے ہر قسم کی بھلائی اور خیر کی بشارت دے گا۔ وہ اس سے پوچھے گا: تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا: میں تیرا نیک عمل ہوں۔ پس اسے اس کے سامنے نور بنا دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے جنت میں پہنچا دے گا۔ اور کافر کے عمل کو انتہائی قبیح صورت دی جائے گی اس کی بو انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ ہوگی اور وہ اپنے صاحب (عمل کرنے والے) کے ساتھ ہی رہے گا یہاں تک کہ اسے جہنم میں پھینک دے گا (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ یَهْدِيهِمْ رَبُّهُم بِإِيمَانِهِمْ کی تفسیر میں حضرت ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: یہاں تک کہ ان کا رب انہیں جنت میں داخل فرمادے گا، حضور نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کرام نے بیان فرمایا: اس دن ان میں سے ہر ایک اپنے مقام اور منزل کو اس سے بڑھ کر اور بہتر جانتا ہوگا۔ جتنا کہ تم آج ہمارے مقام کو جانتے ہو۔ پھر علماء کے بارے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اتارے گا جس کی سات منازل ہیں اور ان منازل میں ہر منزل میں سات فضائل والے لوگ ہوں گے، تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو چیز وہ مانگیں گے اور جس کا خیال ان کے دل میں آئے گا۔ وہ ان کی طرف دوڑتی ہوئی حاضر ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ سیر ہو جائیں گے تو وہ کھانے کے سبب ڈکار ماریں گے اور اس میں کستوری کی خوشبو ہوگی۔ اس میں حدث لاحق نہیں ہوگا۔ پھر وہ ہر سانس کے ساتھ حمد وثناء اور تسبیح وتحمید کرنے لگیں گے۔ پھر وہ جنت کے پھل ہر حال میں چن سکیں گے چاہے وہ بیٹھے ہوں، کھڑے ہوں یا تکیہ لگائے ہوئے ہوں (المختصر) وہ جس حال پر بھی ہوں گے۔ اور جنتی کے منہ تک اس چیز کے پہنچنے سے پہلے دوبارہ وہ چیز پہلے کی طرح اپنے مقام پر لگ جائے گا۔ یہ رحمت کی برکت ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 104، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 104 3۔ ایضاً

اور رحمٰن کی برکت ہے، وہ ختم نہیں ہوگی، یہ وہ خزانے ہیں جو کبھی بھی ختم نہیں ہوں گے۔ جو چیز ان سے لے لی گئی اس کے سبب یہ کم نہیں ہوں گے۔ اور ان میں سے جو چیز باقی چھوڑ دی گئی وہ کبھی فاسد اور خراب نہیں ہوگی۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰

"(بہار جنت کو دیکھ کر) ان کی صدا وہاں یہ ہوگی پاک ہے تو اے اللہ اور ان کی دعا یہ ہوگی کہ "سلامتی ہو" اور ان کی آخری پکار یہ ہوگی کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے سارے جہانوں کو"۔

ابن مردویہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ کہیں گے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ تو ان کے رب کی جانب سے ان کے لیے جنت میں ہر وہ شے میسر ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع نے فرمایا: اہل جنت کو جب کسی شے کی خواہش ہوگی تو وہ کہیں گے سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ تو وہ شے ان کے پاس ہوگی۔ اسی لیے یہ ارشاد گرامی ہے: دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مقاتل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اہل جنت کو جب کھانے کی طلب ہوگی۔ تو کہیں گے: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ تو ان میں سے ہر ایک کے پاس دس ہزار خادم کھڑے ہوں گے ہر خادم کے پاس سونے کا پیالہ ہوگا جس میں ایسا کھانا ہوگا جو دوسرے میں نہیں ہوگا (یعنی ہر ایک کے پاس مختلف اور متنوع کھانا ہوگا)۔ پس وہ ان تمام سے کھائے گا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ (اہل جنت کا) یہ قول جنت میں ہوگا (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن جریج نے فرمایا: مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ جب کوئی پرندہ اہل جنت کے پاس سے گزرے گا اور وہ اس کی خواہش کریں گے تو کہیں گے: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ تو یہ ان کی جانب سے اسے پکار اور صدا ہوگی، تو ایک فرشتہ ان کے پاس وہ شے لے کر حاضر ہوگا جس کی وہ تمنا اور آرزو کریں گے۔ اور جب ان کی چاہت اور پسند کے مطابق فرشتہ وہ شے لے کر آئے گا تو وہ انہیں آ کر سلام کہے گا اور وہ اس پر سلام کا جواب لوٹائیں گے۔ جیسا کہ یہ ارشاد ہے وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ اور جب وہ اپنی حاجت کے مطابق کھا لیں گے تو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن ابی ہذیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَلْحَمْدُ اول کلام بھی ہے اور آخر کلام بھی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 105، بیروت 2۔ ایضاً

وَ لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ؕ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾

''اور اگر جلد بازی کرتا اللہ لوگوں کو شر پہنچانے میں جیسے وہ جلد بازی کرتے ہیں بھلائی کے لیے تو پوری کر دی گئی ہوتی ان کی معیاد (لیکن یوں نہیں بلکہ) ہم چھوڑے رکھتے ہیں انہیں جو توقع نہیں رکھتے ہماری ملاقات کی تا کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ لَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے مراد انسان کا اپنی اولاد اور مال کے بارے میں ایسا قول ہے جو وہ اس کے لیے غضب اور غصے کی حالت میں کہتا ہے۔ یعنی: اے اللہ! اس میں برکت نہ ڈال اور اس پر لعنت کر۔ وغیرہ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ فرمایا یعنی بالیقین اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دیتا اور اسے موت کے گھاٹ اتار دیتا جسے انسان نے بددعا دی (1)۔

ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایک آدمی کا دوسرے آدمی کو یہ کہنا ہے: اے اللہ! اسے رسوا کر دے، اے اللہ! اس پر لعنت بھیج دے۔ فرمایا وہ تو پسند کرتا ہے کہ اس کے اس قول کو قبول کر لیا جائے جیسا کہ وہ یہ پسند کرتا ہے: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما کہ اس کی یہ دعا قبول کی جائے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد آدمی کا اپنی ذات اور اپنے مال کے خلاف ایسی دعا کرنا ہے جو مکروہ اور ناپسندیدہ ہو (اور وہ یہ چاہتا ہے) کہ اسے قبول کر لیا جائے (2)۔

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖۤ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَاۤ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ؕ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَ مَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾

''اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف (تو اس وقت) پکارتا ہے ہمیں لیٹا ہوا ہو یا بیٹھا ہوا ہو یا کھڑا ہوا ہو، پھر جب ہم دور کر دیتے ہیں اس سے اس کی تکلیف (تو) چل دیتا ہے جیسے اس نے ہمیں (کبھی) پکارا ہی نہ تھا کسی تکلیف میں جو اسے پہنچی تھی۔ اسی طرح آراستہ کر دیئے گئے حد سے بڑھنے والوں کے لیے وہ کرتوت جو وہ کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

کرتے تھے اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا کئی قوموں کو جو تم سے پہلے تھیں جب وہ زیادتیاں کرنے لگے۔ اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر اور وہ (ایسے) نہیں تھے کہ ایمان لاتے۔ اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرم قوم کو"۔

ابن جریر اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا: دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ کا معنی ہے وہ ہمیں پکارتا ہے لیٹے ہوئے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآىِٕمًا کا معنی ہے کہ وہ ہمیں ہر حال میں پکارتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنی خوشحالی کے وقت میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ تیرے لیے تیری مصیبت کے وقت کے لیے اسے قبول کرلیا جائے گا۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓىِٕفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

"پھر ہم نے بنایا تمہیں جانشین زمین میں ان کے بعد تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: ہمارے رب نے سچ فرمایا: کہ اس نے ہمیں زمین میں صرف اس لیے جانشین بنایا تاکہ وہ ہمارے اعمال دیکھے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کو رات اور دن کے وقت سراً اور علانیۃً ہر حال میں اپنے اچھے اعمال دکھاؤ (2)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اس آیت کریمہ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓىِٕفَ کے متعلق حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ خطاب امت محمد یہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

"اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں (تو) کہنے لگتے ہیں وہ جو توقع نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی کہ لے آیئے (دوسرا) قرآن اس (قرآن) کے علاوہ یا ردوبدل کر دیجئے اسی میں۔ فرمایئے مجھے اختیار نہیں کہ ردو بدل کر دوں اس میں اپنی مرضی سے۔ میں نہیں پیروی کرتا (کسی چیز کی) بجز اس کے جو وحی کی جاتی ہے میری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 109، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 110

طرف۔ میں ڈرتا ہوں اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں، بڑے دن کے عذاب سے"۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: وہ جو ہماری ملاقات کی توقع نہیں رکھتے۔ کہ لے آؤ دوسرا قرآن اس قرآن کے علاوہ یا اس میں ردوبدل کردو فرمایا کہ یہ قول مشرکین مکہ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے کہا: تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرمایا: قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ۔(1)

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَ لَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

"آپ فرما دیجئے اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو میں نہ پڑھتا اسے تم پر اور نہ ہی وہ آگاہ کرتا تمہیں اس سے، میں تو گزار چکا ہوں تمہارے درمیان عمر (کا ایک حصہ) اس سے پہلے۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ کا معنی ہے اور نہ ہی وہ تمہیں اس کے بارے آگاہ کرتا "لَا اَعْلَمَكُمْ بِهٖ"(2)

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کا معنی ہے "اور نہ وہ تمہیں اس کا شعور دلاتا"۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ لفظ وَلَاۤ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ یعنی ہمزہ کے ساتھ ہے۔ فراء نے کہا: میں یہ نہیں جانتا کہ یہ جائز ہے دریت سے اور نہ ادریت سے۔ مگر یہ کہ حسن نے اپنی طبیعت کے مطابق اسے ہمزہ دیا ہے۔ کیونکہ عرب بسا اوقات غلطی کر دیتے ہیں کہ وہ وہاں ہمزہ پڑھتے ہیں جہاں ہمزہ نہ ہو(3)۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْكُمْ وَلَاۤ اَنْذَرْتُكُمْ بِهٖ "آپ فرما دیجئے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا اور نہ تمہیں اس سے ڈراتا"(4)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: "وَلَاۤ اَنْذَرْتُكُمْ بِهٖ" کا معنی ہے "مَاحَذَّرْتُكُمْ بِهٖ" یعنی (میں تمہیں اس کے ساتھ نہ ڈراتا)(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تو تمہارے درمیان اس سے پہلے عمر کا ایک حصہ گزار چکا ہوں) نہ میں نے تم پر پڑھا اور نہ میں نے ذکر کیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ کے ضمن میں فرمایا: کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے نزول وحی سے قبل چالیس برس گزارے اور آپ ﷺ نے دو سال تک خواب دیکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دس سال تک مکہ مکرمہ میں اور دس سال تک مدینہ منورہ میں وحی نازل فرمائی اور باسٹھ برس کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 112، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 114　5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 112

عمر میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ترمذی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں نبی بنا کر مبعوث فرمایا گیا۔ آپ تیرہ برس تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرے اور آپ کی جانب وحی کی جاتی رہی۔ پھر آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم ہوا۔ تو آپ ﷺ دس برس تک ہجرت فرما رہے اور جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی (1)۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا گیا اس وقت آپ کی عمر مبارک کتنی تھی؟ تو آپ نے فرمایا: اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی (2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر نبوت نازل ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر چالیس برس تھی۔ پس تین سال تک آپ کی نبوت کے ساتھ حضرت اسرافیل علیہ السلام متصل رہے۔ سو وہ آپ ﷺ کو حکمت اور دوسری چیزیں سکھاتے رہے۔ اس دوران قرآن نازل نہ ہوا۔ اور جب تین برس گزر گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کی نبوت کے ساتھ منسلک ہوئے اور پھر آپ کی زبان پر بیس برس تک قرآن نازل ہوا۔ دس سال تک مکہ مکرمہ میں اور دس سال تک مدینہ طیبہ میں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو چالیسویں سال کے شروع میں مبعوث فرمایا گیا۔ پھر آپ ﷺ دس برس تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے اور دس برس تک مدینہ طیبہ میں اور ساٹھ برس کی عمر میں آپ ﷺ کا وصال ہوا (4)۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

"پس کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو افترا باندھے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا یا جھٹلائے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو۔ بے شک مجرم فلاح نہیں پاتے اور (یہ مشرک) عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ (معبود) ہمارے سفارشی ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں۔ آپ فرمائیے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 328 (36544)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 237، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 132 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 329 (36552)

کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس بات سے جو وہ نہیں جانتا نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ پاک ہے وہ اور بلند و بالا ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نضر نے کہا: جب قیامت کا دن ہوگا تو لات اور عزیٰ میری شفاعت کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں: فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ۝ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰۤؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ فِیْمَا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۹

"اور نہیں تھے لوگ (ابتدا میں) مگر ایک ہی امت پھر (اپنی کجروی سے) باہم اختلاف کرنے لگے۔ اور اگر ایک بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی آپ کے رب کی طرف سے تو فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان ان امور میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً کا معنی ہے کہ "نہیں تھے لوگ (ابتدا میں) مگر اسلام پر"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے کہ ابتدا میں لوگ ہدایت پر تھے پھر باہم اختلاف کرنے لگے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُمَّةً وَّاحِدَةً سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اس حال میں کہ آپ تنہا تھے۔ اور فَاخْتَلَفُوْا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اختلاف اس وقت ہوا جب حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابتدا میں ایک ہی دین کو ماننے والے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے دین پر تھے۔ پھر انہوں نے کفر اختیار کیا۔ پس اگر آپ کے رب نے قیامت قائم ہونے کے دن تک انہیں مہلت نہ دے رکھی ہوتی تو ان کے درمیان ان امور میں فیصلہ کر دیا جاتا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں۔

وَیَقُوْلُوْنَ لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝۲۰

"اور کہتے ہیں کیوں نہ نازل کی گئی ان پر کوئی آیت ان کے رب کی طرف سے؟ سو آپ فرمائیے غیب تو صرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 115، بیروت

اللہ کے لیے ہے پس انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع رحمہ اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ میں انہیں اپنے عذاب اور سزا سے خوف زدہ کیا ہے اور ڈرایا ہے۔

وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ اِذَا لَهُمْ مَّكْرٌ فِیْۤ اٰیَاتِنَا ؕ قُلِ اللّٰهُ اَسْرَعُ مَكْرًا ؕ اِنَّ رُسُلَنَا یَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ ﴿۲۱﴾

"اور جب ہم لطف اندوز کرتے ہیں لوگوں کو (اپنی) رحمت سے اس تکلیف کے بعد جو انہیں پہنچی تو فوراً وہ مکرو فریب کرنے لگتے ہیں ہماری آیتوں میں۔ فرمایئے اللہ زیادہ تیز ہے اس فریب کی سزا دینے میں۔ بے شک ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) قلم بند کررہے ہیں جو فریب تم کررہے ہو"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس آیت میں مَّكْرٌ فِیْۤ اٰیَاتِنَا سے مراد آیات کے ساتھ استہزاء کرنا اور انہیں جھٹلانا ہے۔

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سفیان نے فرمایا۔ قرآن کریم میں جہاں کہیں لفظ مکر مذکور ہے اس سے مراد عمل ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَ جَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؗ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾

"وہی ہے جو سیر کراتا ہے تمہیں خشک زمین اور سمندر میں یہاں تک کہ جب تم سوار ہوتے ہو کشتیوں میں اور وہ چلنے لگتی ہیں مسافروں کو لے کر موافق ہوا کی وجہ سے اور وہ مسرور ہوتے ہیں اس سے (تو اچانک) آلیتی ہے انہیں تند و تیز ہوا اور آلیتی ہیں انہیں موجیں ہر جگہ (طرف) سے اور وہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں گھیر لیا گیا (تو اس وقت) پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص اسی کی عبادت کرتے ہوئے۔ (کہتے ہیں اے کریم!) اگر تو نے بچالیا ہمیں اس (طوفان) سے تو ہم یقیناً ہو جائیں گے (تیرے) شکر گزار (بندوں) سے پھر جب وہ بچالیتا ہے انہیں

تو وہ سرکشی کرنے لگتے ہیں زمین میں ناحق۔ اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر پڑے گا۔ لطف اٹھالو دنیوی زندگی سے پھر ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تمہیں۔ پھر ہم آگاہ کریں گے تمہیں جو کچھ تم کیا کرتے تھے"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سمندری سفر کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے انہیں نماز قصر کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: هُوَ الَّذِىْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ ۚ وَجَرَيْنَ بِهِمْ کی تفسیر میں ابن زید نے کہا ہے: کہ یہ ذکر کیا۔ پھر ان کے سوا دوسروں کے لیے اس بات کو ایک دوسری بات میں شمار کرتے ہوئے فرمایا: وَجَرَيْنَ بِهِمْ اور بات ان سے منسوب کی کہ پہلی شے یہ ہے کہ تم کشتیوں میں سوار ہوئے اور وہ انہیں لے کر چلیں۔ کوئی یہ کہنے کی طاقت نہیں رکھتا" جرین بکم" کہ وہ تمہیں لے کر چلیں۔ حالانکہ وہ دوسری قوم کے بارے گفتگو کر رہا ہے۔ پھر یہ (وَجَرَيْنَ بِهِمْ) ذکر فرمایا تا کہ یہ انہیں اور ان کے سوا دوسری مخلوق کو جامع ہو جائے۔ یعنی انہیں اور مخلوق میں سے ان کے سوا دوسروں کو لے کر وہ چلیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا: وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ سے مراد یہ ہے کہ وہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل فتح مکہ کے دن فرار ہوا اور سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا۔ پھر ہوا نے اسے آلیا تو اس نے لات اور عزیٰ کو پکارا۔ تو کشتی والوں نے کہا یہاں کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی اور کو پکارے۔ تو عکرمہ نے کہا: قسم بخدا! اگر وہ سمندر میں یکتا ہے تو پھر خشکی میں بھی وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا (2)۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا۔ تو عکرمہ بن ابی جہل بھاگ کر سمندر میں جا سوار ہوا اور سمندر جوش مارنے لگا۔ چنانچہ ملاح اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے اور اس کی وحدانیت کا ذکر کرنے لگے۔ تو اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ ایسی جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے سوا کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ تو اس نے کہا: یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اللہ ہے جس کی طرف آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں۔ سو تم ہمیں واپس لوٹا دو۔ چنانچہ وہ واپس لوٹ گیا اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا، تو اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مردوں اور دو عورتوں کے سوا تمام کو معاف فرما دیا۔ اور ان (چھ افراد) کے بارے فرمایا: تم انہیں قتل کر دو اگرچہ تم انہیں غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹے ہوئے بھی پاؤ۔ وہ چار مرد یہ تھے: عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن ضبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ پس عبداللہ بن خطل اس حال میں پایا گیا کہ وہ غلاف کعبہ کو

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب السفر فی البحر، جلد 3، صفحہ 154، دارالفکر بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب قصۃ صفوان بن امیۃ، جلد 5، صفحہ 98

پکڑے ہوئے تھا۔ تو اس کی جانب سعید بن حریث اور عمار رضی اللہ عنہما آگے بڑھے اور سعید عمار سے بھی آگے بڑھ گئے اور یہ دونوں میں سے زیادہ مضبوط جوان تھے۔ چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور رہا مقیس بن ضبابہ۔ تو لوگوں نے اسے بازار میں پایا اور اسے وہیں قتل کر دیا اور عکرمہ بھاگ کر سمندر میں جا کر (کشتی پر) سوار ہو گیا۔ تو انہیں تیز آندھی نے آ گھیرا۔ تو کشتی والوں (ملاحوں) نے کشتی کے سواروں کو کہا: تم مخلص ہو جاؤ کیونکہ تمہارے الٰہ تمہیں کسی قسم کا نفع نہیں دے سکتے۔ تو عکرمہ نے کہا: کہ اگر اخلاص کے سوا سمندر میں مجھے کوئی نجات نہیں دے سکتا۔ تو بالیقین خشکی میں بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا۔ اے اللہ! بلاشبہ تیرے ساتھ عہد ہے کہ اگر تو میرے (وہ گناہ) معاف فرما دے جن میں میں مبتلا رہا ہوں، تو اگر میں حضرت محمد ﷺ کے پاس حاضر ہو کر میں اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں۔ تو میں بالیقین انہیں انتہائی معاف فرمانے والا اور کریم پاؤں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ حاضر خدمت ہوا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ رہا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر چھپ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے لیے بلایا تو وہ اسے لے کر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ عبداللہ کو بیعت فرما لیجیے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور اس کی طرف تین بار دیکھا۔ ہر بار اس نے انکار کیا اور پھر تین بار یوں کے بعد اس نے آپ کی بیعت کر لی۔ پھر آپ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم میں ایک دانا آدمی ہے وہ یہاں کھڑا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا ہے کہ میں نے اس کی بیعت سے ہاتھ روک لیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ جو آپ کے دل میں ہے وہ ہمیں بتایئے، کیا آپ نے اپنی آنکھوں کے ساتھ ہماری طرف اشارہ نہیں کیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ نہیں چاہیے کہ اس کی آنکھیں خائن ہوں (1)۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ، ابونعیم، خطیب نے تاریخ میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جو اپنے ہی اصل پر لوٹتی ہیں۔ اور وہ ہیں مکر، نکث (عہد و پیمان توڑنا) اور ظلم و نافرمانی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ ''اے لوگو! تمہاری سرکشی کا وبال تمہیں پر پڑے گا''۔ وَ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر:43) ''اور نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے''۔ اور فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح:10) ''پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن نفیل کنانی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں ان کے بارے میں فیصلہ کرنے سے اللہ تعالیٰ فارغ ہو چکا ہے۔ اس لیے تم میں سے کوئی بھی قطعاً سرکشی نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اور کوئی بھی قطعاً مکر اور دھوکا نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَا یَحِیْقُ الْمَكْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (الفاطر:43) اور نہ ہی تم میں سے کوئی بیعت توڑے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 404 (36913) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہے فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح:10)۔

امام حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکشی نہ کرا ور نہ تو باغی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکشی نہ کرا ور نہ باغی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سرکشی کرنے والے کی سزا موخر نہیں فرمائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے: اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سرکشی کرنے اور رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی کرنے سے بڑھ کر کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو اس لائق ہو کہ اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والے کو فوراً اور جلدی سزا دے(2)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عیاض بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ تم تواضع اختیار کرو۔ یہاں تک کہ کوئی کسی کے خلاف بغاوت نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر اظہار فخر کرے(3)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت بلال بن ابی بردہ رحمہ اللہ کی سند سے کہ انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ظلم و زیادتی نہیں کرے گا مگر وہی جو ظالم پیدا ہوا یا اس میں ظلم اور سرکشی کی کوئی رگ ہو(4)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے رجاء بن حیوہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے مسجد منیٰ میں خطیب کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: تین خصلتیں ہیں کہ ان کا وبال اسی پر ہوگا جس نے ان کا ارتکاب کیا۔ سرکشی، مکر، اور بیعت توڑنا (وعدہ خلافی) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر:43) فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح:10) پھر بیان کیا۔ تین خصلتیں ہیں جن پر عمل پیرا ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب نہیں دے گا اور وہ ہیں۔ شکر، دعا اور استغفار۔ پھر اس نے یہ آیات پڑھیں: مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (النساء:147) "کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ"۔ اور قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان:77) "آپ فرمائیے کیا پرواہ ہے تمہاری میرے رب کو اگر تم اس کی عبادت نہ کرو"۔ اور وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (الانفال) "اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا انہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہیں"(5)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 285 (6671) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 285 (6670)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 274 (8133) عن عیاض بن حمار
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 286 (6675)
5۔ ایضاً، (6674)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین خصلتیں ہیں جن میں وہ ہوں گی ان کا وبال انہیں پر پڑے گا۔ اور وہ ہیں مکر، سرکشی اور وعدہ توڑنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر پہاڑ پہاڑ کے خلاف سرکشی کرے تو ان میں سے سرکشی کرنے والا پاش پاش ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح حدیث بیان کی ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بندوں میں سے اس سے افضل کوئی نہیں جو سوال کرتا ہے اور دعا کے سوا قضا کو رد کرنے والی کوئی شے نہیں۔ بہت جلد پہنچنے والی بھلائی نیکی کا ثواب ہے اور بہت جلدی پہنچنے والا شر سرکشی کی سزا ہے۔ اور آدمی کے لیے اتنا عیب ہی کافی ہے کہ وہ لوگوں میں ایسی چیزیں دیکھتا رہے جنہیں وہ اپنی ذات میں دیکھنے سے اندھا ہو اور لوگوں کو ایسی چیزوں کا حکم دے جنہیں چھوڑنے کی خود استطاعت نہ رکھتا ہو اور اپنے ہم نشین کو ایسی شے کے ساتھ اذیت پہنچائے جس کا اس نے قصد نہ کیا ہو (1)۔

اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَ الْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَ ازَّیَّنَتْ وَ ظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

”پس حیات دنیوی (کے عروج وزوال) کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے پانی اتارا آسمان سے، سو گھنی ہو کر اگی پانی کے باعث سرسبزی زمین کی جس سے انسان بھی کھاتے ہیں اور حیوان بھی۔ یہاں تک کہ جب لے لیا زمین نے اپنا سنگار اور وہ خوب آراستہ ہو گئی اور یقین کر لیا اس کے مالکوں نے کہ (اب) انہوں نے قابو پا لیا ہے اس پر (تو اچانک) آ پڑا اس پر ہمارا حکم (عذاب) رات یا دن کے وقت پس ہم نے کاٹ کر رکھ دیا اسے گویا کل وہ یہاں تھی ہی نہیں۔ یونہی ہم وضاحت سے بیان کرتے ہیں (اپنی قدرت کی) نشانیوں کو اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے“۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ کا معنی ہے (پانی کی مٹی کے ساتھ) آمیزش ہوئی تو پانی کے سبب ہر رنگ (کا سبزہ) خوب اُگا۔ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 188، مکتبۃ السعادۃ مصر

"جس سے انسان کھاتے ہیں"۔ مثلاً گندم، جو اور زمین سے اگنے والے تمام قسموں کے دانے، سبزیاں اور پھل اور جنہیں چوپائے اور جانور بھی کھاتے ہیں جیسے گھاس اور دیگر ہر قسم کا چارہ (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَازَّیَّنَتْ کا معنی ہے: اور زمین خوب آراستہ ہوگئی اور حسین ہوگئی۔ اور کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ کے بارے فرمایا: گویا نہ وہ یہاں اگی اور نہ خوب سرسبز اور تروتازہ ہوئی (2)۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مروان بن حکیم یہ سب یہ پڑھا کرتے تھے وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَآ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَآ یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں ہے کہ وہ انہیں ہلاک کرے مگر اس کے مالکوں کے گناہوں کے سبب (یعنی اللہ تعالیٰ اس کے مالکوں کے گناہوں کے سبب اسے برباد کر دیتا ہے) (3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے: كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ وما اهلكنا الا بذنوب اهلها كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ گویا کل وہ یہاں تھی ہی نہیں اور ہم نے اسے برباد نہیں کیا مگر اس کے مالکوں کے گناہوں کے سبب یونہی ہم وضاحت سے بیان کرتے ہیں (اپنی قدرت کی) نشانیوں کو اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے" (4)۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: سورۂ یونس میں اس آیت کی ایک طرف میں لکھا ہوا ہے حَتّٰۤی اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا۔ تا۔ یَتَفَكَّرُوْنَ۔ اگر ابن آدم (انسان) کے لیے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ یقیناً تیسری وادی کی تمنا اور آرزو کرے گا۔ اور مٹی کے سوا ابن آدم کے نفس کو کوئی شے سیر نہیں کر سکتی۔ اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کی نظر ڈالتا ہے اور اس کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

وَ اللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۵﴾

"اور اللہ تعالیٰ بلاتا ہے (امن و) سلامتی کے گھر کی طرف، اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف"۔

امام ابونعیم اور دمیاطی نے معجم میں کلبی کی سند سے ابوصالح رحمہم اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جنت کے عمل کی طرف بلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ السلام ہے اور جنت اس کا گھر ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ نے وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ شبہات و فتن اور گمراہیوں سے نکلنے کے لیے ان کی راہنمائی کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 119، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 120 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی دن کا سورج طلوع نہیں ہوتا، مگر اس طرح کہ اس کی دونوں طرفوں کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں اور وہ اتنی بلند آواز سے ندا دیتے ہیں کہ جن وانس کے سوا اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اسے سنتی ہے اے لوگو! اپنے رب کی طرف آجاؤ۔ بے شک وہ عمل جو تھوڑا ہو اور دوسروں سے بے نیاز کر دینے والا ہو وہ اس سے بہتر ہے جو کثیر ہو اور غافل کر دینے والا ہو اور اس دن کا سورج غروب نہیں ہوتا مگر اس کی اطراف میں دو فرشتے ندا دیتے ہیں اور اسے جن وانس کے سوا اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سنتی ہے۔ اے اللہ! خرچ کرنے والا خلف عطا کر اور ضیاع کو روکنے والا عطا کر، پس اللہ تعالیٰ نے اس سب کے بارے میں قرآن نازل فرمایا۔ پس دونوں فرشتوں کے اس قول کے بارے میں (کہ اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ اور ان کے اس قول کے بارے میں "کہ اے اللہ! خرچ کرنے والا خلیفہ عطا کر اور ضیاع کو روکنے والا عطا کر"۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ الَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾ (الیل) لِلْيُسْرٰى ﴿۷﴾ کے قول تک "قسم ہے رات کی جب وہ (ہر چیز پر) چھا جائے اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب چمک اٹھے" (1)۔

امام ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت سعید بن ابی ہلال رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت سنی کہ انہوں نے مذکورہ آیت تلاوت کی اور فرمایا۔ مجھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میں نے حالت خواب میں دیکھا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے سر کے پاس ہیں اور حضرت میکائیل علیہ السلام میرے پاؤں کی جانب ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کو کہہ رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان کی ہے تو سن، تیرے دونوں کان خوب سننے والے ہیں اور سمجھ تیرا دل خوب عقل مند ہے، بلاشبہ تیری اور تیری امت کی مثال ایسے بادشاہ کی مثال کی طرح ہے جس نے ایک دار بنایا، پھر اس میں ایک کمرہ بنایا، پھر اس میں دعوت کا اہتمام کیا۔ پھر لوگوں کو اپنے کھانے کی طرف دعوت دینے کے لیے ایک قاصد بھیجا۔ پس ان میں سے جس نے قاصد کی دعوت کو قبول کیا انہیں کے لیے اس گھر میں کھانا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ بادشاہ ہے اور دار اسلام ہے۔ اور (گھر) جنت ہے اور آپ اے محمد! ﷺ قاصد ہیں۔ پس جس نے آپ کو قبول کیا وہ اسلام میں داخل ہوا اور جو اسلام میں داخل ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا اور جو جنت میں داخل ہو گا وہی اس سے کھائے گا (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور نبی مکرم ﷺ نے مجھے اپنی اتباع میں ساتھ لیا اور ہم چل پڑے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جس کے بارے ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اقدس میری گود میں رکھا۔ پھر سفید لبے کپڑوں میں ملبوس ایک گروہ آپ ﷺ

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 223 (3412) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 369 (3299) دار الکتب العلمیہ بیروت

کے پاس حاضر ہوا حالانکہ رسول اللہ ﷺ سو چکے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس میں انہیں دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا۔ تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس بندے کو انتہائی عظمت اور شان عطا کی ہے کہ اس کی آنکھ سو رہی ہے اور دل جاگ رہا ہے۔ پھر ان میں سے بعض نے دوسرے بعض کو کہا: اس کی مثال بیان کرو اور ہم اس کی تاویل بیان کریں گے یا ہم مثال بیان کرتے ہیں اور تم تاویل بیان کرو گے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا: اس کی مثال اس سردار کی مثال کی طرح ہے جس نے کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا۔ پھر اس نے ایک محفوظ اور پختہ گھر بنایا پھر لوگوں کی طرف پیغام بھیجا۔ پس جو اس کے کھانے کی دعوت میں نہ آئے اس نے انہیں شدید ترین عذاب میں مبتلا کر دیا۔ دوسروں نے کہا پس وہ سردار رب العالمین ہے۔ وہ عمارت اسلام ہے اور کھانے سے مراد جنت ہے اور یہ دعوت دینے والے ہیں۔ پس جس نے ان کی اتباع کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے آپ کی اتباع نہ کی اسے اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو فرمایا: اے ابن ام عبد! تو نے کیا دیکھا؟ میں نے عرض کی: میں نے اس اس طرح دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا: کئی چیزیں مجھ پر مخفی رکھی گئی ہیں جو انہوں نے کہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ملائکہ کی جماعت تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک سردار نے گھر بنایا اور کھانے کی دعوت کا اہتمام کیا اور پھر دعوت دینے والا بھیجا۔ پس جس نے داعی کو قبول کیا وہ گھر میں داخل ہوا اور اس دستر خوان سے کھانا کھایا اور وہ سردار اس سے راضی ہو گیا۔ خبردار! جان لو۔ بلاشبہ وہ سردار اللہ تعالیٰ ہے اور وہ دار اسلام ہے۔ وہ کھانا جنت ہے اور اس کی طرف دعوت دینے والے محمد ﷺ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کوئی رات نہیں گزرتی مگر یہ کہ اس میں ندا دینے والا ندا دیتا ہے۔ اے خیر اور نیکی کرنے والے آگے آ، اور اے شر اور برائی کرنے والے رک جا۔ تو ایک آدمی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی: کیا آپ اس کا ذکر کتاب میں پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ۔ فرمایا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے۔ اے خیر اور نیکی چاہنے والے! آگے بڑھتا آ۔ اور اے شر اور برائی چاہنے والے! رک جا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ جب یہ آیت پڑھتے وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ تو کہتے: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَ سَعْدَيْكَ۔ اے ہمارے رب! میں حاضر ہوں۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِيَادَةٌ ؕ وَ لَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّ لَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾

"ان کے لیے جنہوں نے نیک عمل کیے نیک جزا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے اور نہ چھائے گا ان کے چہروں پر (رسوائی کا) غبار اور نہ ذلت (کا اثر ہوگا) یہی لوگ جنتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام طیالسی، ہناد، احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، دارقطنی نے الرؤیۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِیَادَةٌ اور فرمایا: جب اہل جنت جنت میں داخل ہو جائیں گے اور اہل نار جہنم میں چلے جائیں گے تو ندا دینے والا پکارے گا۔ اے اہل جنت! بے شک تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک وعدہ ہے اور وہ چاہتا ہے کہ وہ تمہارے اس وعدہ کو پورا فرما دے۔ تو اہل جنت کہیں گے: وہ کیا ہے؟ کیا تو نے ہمارے نیک اعمال کے وزنوں کو بھاری نہیں کر دیا اور ہمارے چہروں کو روشن نہیں کر دیا، ہمیں جنت میں داخل نہیں فرما دیا اور ہمیں جہنم سے دور نہیں ہٹا دیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پس ان کے لیے حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ اپنے رب کریم کے چہرۂ قدرت کو دیکھنے لگیں گے۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے انہیں کوئی شے عطا نہیں فرمائی جو ان کے نزدیک اس کے چہرۂ قدرت کے دیدار سے زیادہ محبوب ہو اور نہ ہی کوئی شے جو اس سے بڑھ کر ان کی آنکھوں کے لیے باعث طراوت و ٹھنڈک ہو۔'' وَقَالَ: فَیُکْشَفُ لَهُمُ الْحِجَابُ فَیَنْظُرُوْنَ اِلَیْهِ فَوَ اللّٰهِ مَا اَعْطَاهُمُ اللّٰهُ شَیْئًا اَحَبَّ اِلَیْهِمْ مِنَ النَّظْرِ اِلَیْهِ وَلَا اَقَرَّ لِاَعْیُنِهِمْ ''(1)

امام دارقطنی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''اَلزِّیَادَةُ: اَلنَّظْرُ اِلٰى وَجْهِ اللّٰهِ'' یعنی زیادۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کا دیدار ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے الرؤیۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک منادی کو بھیجے گا جو یہ ندا دے گا۔ اے اہل جنت! اور اس کی یہ ندا اتنی بلند آواز کے ساتھ ہوگی کہ ان میں سے پہلے آدمی سے لے کر اہل جنت کے آخری فرد تک سب سنیں گے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ اَلْحُسْنٰى اور زِیَادَةٌ کا وعدہ فرمایا ہے۔ پس اَلْحُسْنٰى تو جنت ہے اور زِیَادَةٌ رحمٰن کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھنا ہے(2)۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب الرؤیۃ میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اس آیت میں زِیَادَةٌ سے مراد رحمٰن کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھنا ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، ابن مردویہ، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب الرؤیۃ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ فرمایا لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَ زِیَادَةٌ کے بارے استفسار کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا سے مراد اہل توحید ہے۔ اَلْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے اور زِیَادَةٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کا دیدار ہے(4)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 124، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 123 3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 125 4۔ ایضاً

کے ضمن میں ارشاد فرمایا۔ جنہوں نے نیک عمل کیے یعنی لا الہ الا اللہ کی شہادت دی، اَلۡحُسۡنٰی سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے ''اَحۡسَنُوۡا شَھَادَۃَ اَنۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالۡحُسۡنٰی الۡجَنَّۃُ، اَلزِّیَادَۃُ النَّظَرُ اِلَی اللّٰہِ''

امام ابوالشیخ، ابن مندہ نے الرد علی الجہمیہ میں، دارقطنی نے الرؤیۃ میں، ابن مردویہ، لا لکائی، خطیب، اور ابن النجار رحہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ سے مذکورہ آیت کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جن لوگوں نے دنیا میں اچھے اعمال کیے ان کے لیے نیک جزا ہے اور وہ جنت ہے اور اس سے زیادہ بھی ہے اور وہ اللہ کریم کے چہرہ قدرت کی طرف دیکھنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے رب کی طرف بلا کیف، بلا حدود اور بغیر کسی صفت معلوم کے دیکھیں گے (یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ کے اس دیدار کو کسی کیفیت کے ساتھ مکیف کیا جا سکتا ہے نہ ہی وہ حدود میں محدود ہو گا اور نہ ہی کسی خاص معین صفت کے ساتھ متصف اور مقید ہو گا۔ رب کریم کی ذات ایسی تمام حدود و قیود سے مبرہ اور منزہ ہے) ''قَالَ: یَنۡظُرُوۡنَ اِلٰی رَبِّھِمۡ بِلَا کَیۡفِیَّۃٍ وَّلَا حُدُوۡدٍ وَلَا صِفَۃٍ مَّعۡلُوۡمَۃٍ''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے سیف البحر کہی اور اپنی آواز کو خوب بلند کیا۔ اس سے اس کا مقصود ریاء اور شہرت نہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنی رضا اکبر لکھ لیتا ہے اور جس کے لیے اس نے رضا اکبر لکھ دی۔ تو وہ اسے اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے دار میں جمع فرمائے گا۔ وہ جنت عدن میں اپنے رب کی طرف اس طرح دیکھیں گے جس طرح دنیا والے سورج اور چاند کی طرف ایسے دن میں دیکھتے ہیں جس میں نہ کوئی غبار ہو نہ بادل۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَزِیَادَۃٌ پس اَلۡحُسۡنٰی تو لا الہ الا اللہ ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد جنت اور رب کریم کا دیدار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن منذر، ابومنذر، ابوالشیخ، دارقطنی، ابن مندہ نے الرد علی الجہمیہ میں، ابن مردویہ، لا لکائی، آجری اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے الرؤیہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ اَلۡحُسۡنٰی سے مراد جنت اور زِیَادَۃٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرہ قدرت کا دیدار ہے (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حارث رحمہ اللہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اَلۡحُسۡنٰی'' سے مراد جنت اور ''زِیَادَۃٌ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، دارقطنی، لا لکائی، آجری اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں فرمایا: زِیَادَۃٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرہ قدرت کی طرف دیکھنا ہے (2)۔

امام ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، دارقطنی، لا لکائی اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 23-122، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 122

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد ان کا اپنے رب کے چہرۂ قدرت کا دیدار کرنا ہے(1)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَحْسَنُوْا سے مراد لا الہ الا اللہ کہنا ہے۔ اَلْحُسْنٰی سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ سے مراد رب کریم کے چہرۂ قدرت کا دیدار ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا یعنی وہ لوگ جنہوں نے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور "اَلْحُسْنٰی" سے مراد جنت ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اَلْحُسْنٰی اس سے مراد جنت ہے اور زِیَادَۃٌ تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھنا ہے اور رہا "القتر" تو اس سے مراد سیاہی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الرؤیۃ میں حضرت حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ زِیَادَۃٌ یہ ایک موتی سے بنا ہوا کمرہ ہے، اس کے چار دروازے ہیں، اس کے کمرے اور دروازے ایک موتی سے بنے ہوئے ہیں(3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا یہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دینا ہے۔ اَلْحُسْنٰی یہ جنت ہے "زِیَادَۃٌ" فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھنا ہے۔

امام ابن جریر اور دارقطنی رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو جو وہ چاہیں گے انہیں عطا کر دیا جائے گا۔ پھر انہیں کہا جائے گا، بلاشبہ تمہارے حق میں سے ایک شے ابھی تک باقی ہے جو تمہیں عطا نہیں کی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ ان کے لیے (اپنی شان قدرت کے مطابق) ظاہر ہوگا تو اس نعمت عظمیٰ کے مقابلہ میں وہ سب نعمتیں جو انہیں عطا کی گئیں وہ حقیر اور صغیر ہو جائیں گی۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی فرمایا اَلْحُسْنٰی جنت ہے اور زِیَادَۃٌ اس کا اپنے رب کریم کا دیدار کرنا ہے(4)۔

امام ابن جریر اور دارقطنی رحمہما اللہ نے حضرت عامر بن سعد بجلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ زِیَادَۃٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کا دیدار کرنا ہے(5)۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلْحُسْنٰی جنت ہے اور زِیَادَۃٌ رب عزوجل کے چہرۂ قدرت کا دیدار کرنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 123، بیروت　2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 126　3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 125
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 124　5۔ ایضاً

دار قطنی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زِيَادَةٌ سے مراد اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کا دیدار ہے۔

امام ابن جریر اور دار قطنی رحمہما اللہ دونوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ زِيَادَةٌ سے مراد اللہ عزوجل کے چہرہ قدرت کا دیدار کرنا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور دار قطنی رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الْحُسْنٰى جنت ہے اور زِيَادَةٌ سے مراد اللہ تعالیٰ عزوجل کے چہرہ قدرت کا طرف دیکھنا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور دار قطنی رحمہما اللہ دونوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے الْحُسْنٰى کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ جنت ہے اور رہا زِيَادَةٌ تو یہ رحمٰن کے چہرۂ قدرت کا دیدار کرنا ہے(3) فرمایا: پس اللہ تعالیٰ ان کے لیے ظاہر ہوگا یہاں تک کہ وہ اس کی طرف دیکھیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ یہ رب کریم کے اس ارشاد کی مثل ہے وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ (ق) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ انہیں ان کے اعمال کی جزا عطا فرمائے گا اور اپنے فضل سے انہیں مزید بھی عطا فرمائے گا۔ اور فرمایا: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: 160) "جو کوئی لائے گا ایک نیکی تو اس کے لیے دس ہوں گی اس کی مانند"(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى کی تفسیر میں فرمایا (کہ ان کے لیے جنہوں نے نیک عمل کیجے) ان کی جزا بھی انہیں کی مثل ہوگی۔ اور فرمایا "زِيَادَةٌ" اس سے مراد مغفرت اور رضوان ہے(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی "الزیادہ سے مراد دس گنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام: 160)(6)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں کہا ہے کہ زِيَادَةٌ سے مراد یہ ہے کہ ایک نیکی کا بدلہ اس کی مثل دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا تک ہے(7)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ زِيَادَةٌ سے مراد وہ ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں عطا کیا اور قیامت کے دن اس کے بارے ان سے حساب نہیں لے گا(8)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الرؤیۃ میں حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی تفسیر میں اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک جامع کلام ہے، اس سے یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے اور وہ بھی(9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 125، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 122
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 124
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 125
5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 126
6۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 125
7۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 127
8۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 126
9۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 312، دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ان کے چہروں کو نہیں ڈھانپے گی۔ "قتر" چہروں کی سیاہی (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے چہروں پر رسوائی نہیں چھائی ہوئی ہوگی۔

امام ابوالشیخ نے ابن مردویہ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَا یَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ کی تفسیر حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس طرح بیان کی ہے کہ ان کے اللہ عزوجل کی طرف دیکھنے کے بعد (نہ ان کے چہروں پر رسوائی کا غبار چھائے گا اور نہ ان پر ذلت کا اثر ہوگا)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور دار قطنی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے بھی اس کی تفسیر میں یہی قول نقل کیا ہے کہ ان کے اپنے رب کا دیدار کرنے کے بعد (نہ ان کے چہروں پر رسوائی کا غبار چھائے گا اور نہ ان پر ذلت کا اثر ہوگا) (2)

وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا ۙ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۭ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٢٧﴾

"اور جنہوں نے برے کام کیے تو برائی کی سزا اس جیسی ہوگی اور چھا رہی ہوگی ان پر ذلت، نہیں ہوگا ان کے لیے اللہ (کے عذاب) سے کوئی بچانے والا گویا ڈھانپ دیئے گئے ہیں ان کے چہرے کالی رات کے کسی ٹکڑے سے۔ وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وَالَّذِيْنَ كَسَبُوا السَّيِّاٰتِ جنہوں نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا۔ جَزَآءُ سَيِّئَةٍۢ بِمِثْلِهَا تو اس برائی کی سزا جہنم ہے۔ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ اور ذلت ان پر چھا رہی ہوگی۔ كَاَنَّمَآ اُغْشِيَتْ وُجُوْهُهُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ مُظْلِمًا گویا کہ ان کے چہرے رات کے انتہائی سیاہ ٹکڑے کے ساتھ ڈھانپ دیئے گئے ہیں۔ اس کی ناسخ سورۂ بقرہ کی یہ آیت ہے۔ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً (البقرہ:81)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ کا معنی ہے ذلت اور شدت انہیں ڈھانپے ہوئے ہوگی (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ کا معنی ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 127، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ کا معنی ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ عَاصِمٍ سے مراد "مددگار" ہے اور قِطَعًا مِّنَ الَّيْلِ سے مراد رات کی تاریکی ہے (1)۔

وَ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا مَكَانَكُمْ اَنْتُمْ وَ شُرَكَآؤُكُمْ ۚ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَ قَالَ شُرَكَآؤُهُمْ مَّا كُنْتُمْ اِيَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ وَ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۖۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾

"اور (ان کی پیشانی کا تصور کرو) جس روز ہم جمع کریں گے ان سب کو (میدان حشر میں) پھر ہم حکم دیں گے مشرکوں کو اپنی اپنی جگہ پر ٹھہر جاؤ تم اور تمہارے جھوٹے معبود۔ پھر ہم منقطع کر دیں گے ان کے باہمی تعلقات اور کہیں گے ان کے معبود (اے مشرکو!) تم ہماری تو عبادت نہیں کیا کرتے تھے۔ پس کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان کہ ہم تمہاری پرستش سے بالکل بے خبر تھے۔ وہاں آزمالے گا ہر شخص جو اس نے آگے بھیجا تھا اور انہیں لوٹا دیا جائے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ان کا مالک حقیقی ہے اور گم ہو جائے گا ان سے جو وہ افترا باندھا کرتے تھے۔ آپ پوچھیے کون رزق دیتا ہے تمہیں آسمان اور زمین سے یا کون مالک ہے کان اور آنکھوں کا اور کون نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور (کون) نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور کون ہے جو انتظام فرماتا ہے ہر کام کا؟ تو وہ (جواباً) کہیں گے اللہ! پس آپ کہیے (جب حقیقت یہ ہے) تو تم (شرک سے) کیوں نہیں بچتے۔ یہ ہے اللہ جو تمہارا حقیقی پروردگار ہے۔ پس حق کے بعد کیا ہے بجز گمراہی کے۔ پھر تمہیں (حق سے) کدھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 128، بیروت

موڑا جارہا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حشر سے مراد موت ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا: فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ کا معنی ہے پس ہم ان کے درمیان تفریق ڈال دیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں پر ایک ایسی ساعت آئے گی جس میں انتہائی نرمی ہوگی اور مشرکین اہل توحید کے سامنے یہ اظہار کریں گے کہ ان کی مغفرت کردی جائے گی۔ چنانچہ وہ کہیں گے وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ ﴿٢٣﴾ (الانعام) "اس اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے نہ تھے ہم شرک کرنے والے"۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُنْظُرْ كَيْفَ كَذَبُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ (الانعام) "دیکھو کیسا جھوٹ باندھا انہوں نے اپنے نفسوں پر اور گم ہوگئیں ان سے جو افترا بازیاں کیا کرتے تھے"۔ پھر اس کے بعد ایک ساعت ہوگی جس میں انتہائی شدت ہوگی۔ ان کے وہ الٰہ جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے انہیں نصب کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا یہ ہیں وہ جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے: ہاں۔ یہی ہیں جن کی ہم عبادت کرتے تھے تو وہ الٰہ انہیں کہیں گے: قسم بخدا! ہم نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ عقل رکھتے تھے اور نہ ہی ہم یہ جانتے تھے کہ تم ہماری عبادت کررہے ہو۔ تو وہ جواباً کہیں گے: کیوں نہیں۔ قسم بخدا! ہم تمہاری ہی عبادت کرتے تھے تو ان کے الٰہ انہیں کہیں گے: فَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ لَغٰفِلِيْنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ان کے لیے ان معبودان باطلہ کی تمثیل بنائی جائی گی جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے تھے۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے یہاں تک کہ وہ انہیں جہنم میں داخل کردیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: هُنَالِكَ تَبْلُوْا كُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح قرأت کرتے تھے "هُنَالِكَ تَتْلُوْا" یعنی تاء کے ساتھ۔ فرمایا اس کا معنی ہے وہاں ہر شخص اتباع کرے گا اس عمل کی جو اس نے آگے بھیجا تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی هُنَالِكَ نقل کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تتلو کا معنی اتباع کرنا اور پیچھے پیچھے چلنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تبلو بمعنی تختبر ہے۔ یعنی وہاں ہر شخص کو آزمایا جائے گا(2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 130، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 131

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مَّاۤ اَسْلَفَتْ بمعنی عملت ہے یعنی جو اس نے کیا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا تبلو بمعنی تعاین ہے یعنی ہر شخص خود دیکھ لے گا کُلُّ نَفْسٍ مَّاۤ اَسْلَفَتْ جو عمل اس نے کیے۔ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ اور (گم ہو جائے گا ان سے) وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبودان باطلہ کو پکارا کرتے تھے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ارشاد باری تعالیٰ وَ رُدُّوْۤا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ اس کی ناسخ یہ آیت ہے: بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝ (محمد) "اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور کفار کا کوئی مددگار نہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حرملہ بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ آپ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس کا امر یقین ہو؟ فرمایا: وہ حق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ "پس حق کے بعد کیا ہے بجز گمراہی کے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اشہب رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ شطرنج اور چوسر کھیلنے والے کی شہادت کے بارے میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ آدمی جو ہمیشہ ان کھیلوں میں مشغول رہتا ہے میں اس کی شہادت کو اچھا اور مفید خیال نہیں کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ۔ واللہ اعلم۔

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۳۳

"یونہی ثابت ہو چکی ہے آپ کے رب کی بات ان پر جو فسق و فجور کرتے ہیں کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ کا معنی ہے آپ کے رب کی بات سبقت لے گئی ہے۔

ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ حَقَّتْ بمعنی صدقت ہے یعنی آپ کے رب کی بات سچی ہے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳۴ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآىِٕكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝۳۵ وَ مَا يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 132، بیروت

الْحَقِّ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌۢ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ أَنْ
يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ
الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٣٧﴾ أَمْ يَقُولُوْنَ افْتَرٰىهُ ۖ قُلْ
فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهِ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿٣٨﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيْلُهٗ ۚ
كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الظّٰلِمِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ ۚ وَرَبُّكَ
أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤٠﴾

"(اے حبیب!) آپ پوچھیے کیا تمہارے معبودوں میں کوئی ہے جو آغاز آفرینش بھی کرے پھر (فنا کے بعد) اسے لوٹا بھی دے۔ آپ ہی فرمایئے اللہ ہی آفرینش کی ابتدا بھی کرتا ہے اور (فنا کے بعد) اسے لوٹاتا بھی ہے۔ پس (ہوش کرو) تم کدھر پھرے جاتے ہو آپ پوچھیے کیا تمہارے معبودوں میں سے کوئی حق کی طرف رہنمائی کر سکتا ہے (خود ہی جواباً) فرمایئے اللہ ہی حق کی طرف رہنمائی فرماتا ہے۔ تو کیا جو راہ دکھائے حق کی وہ زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ جو خود ہی راہ نہ پائے مگر یہ کہ اس کی رہنمائی کی جائے۔ (اے مشرکین!) تمہیں کیا ہو گیا؟ تم کیسے غلط فیصلے کرتے ہو؟ اور نہیں پیروی کرتے ان میں سے اکثر مگر محض وہم و گمان کی۔ بلاشبہ وہم و گمان بے نیاز نہیں کر سکتا حق سے ذرہ بھر۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں اور نہیں ہے یہ قرآن کہ گھڑ لیا گیا ہو اللہ تعالیٰ (کی وحی آئے بغیر) بلکہ یہ تو تصدیق کرنے والا ہے اس وحی کی جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہے اور الکتاب کی تفصیل ہے ذرا شک نہیں اس میں کہ یہ رب العالمین کی طرف سے (اتری) ہے کیا یہ (کافر) کہتے ہیں کہ اس نے خود گھڑ لیا ہے اسے۔ آپ فرمایئے پھر تم بھی لے آؤ ایک سورت اس جیسی اور (امداد کے لیے) بلا لو جن کو تم بلا سکتے ہو اللہ تعالیٰ کے علاوہ، اگر تم (اپنے الزام میں) سچے ہو بلکہ انہوں نے جھٹلایا اس چیز کو جسے وہ پوری طرح نہ جان سکے اور نہیں آیا ان کے پاس اس کا انجام۔ اسی طرح (بے علمی سے) جھٹلایا انہوں نے جو ان سے پہلے تھے پھر دیکھو کیسا انجام ہوا ظالموں کا اور ان میں سے کچھ ایمان لائیں گے اس پر اور ان میں سے کچھ ایمان نہیں لائیں گے اس پر اور آپ کا رب خوب جانتا ہے مفسدوں کو"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے

ارشاد باری تعالیٰ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْۤ اِلَّاۤ اَنْ یُّهْدٰی کی تفسیر میں فرمایا: (یا وہ جو خود ہی راہ نہ پائے مگر یہ کہ اس کی راہنمائی کی جائے) اس سے مراد بت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اور ان کے سوا جس کی چاہے راہنمائی فرماتا ہے (1)۔

وَ اِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَ لَكُمْ عَمَلُكُمْ ۚ اَنْتُمْ بَرِیْٓـُٔوْنَ مِمَّاۤ اَعْمَلُ وَ اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَ لَوْ كَانُوْا لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْظُرُ اِلَیْكَ ؕ اَفَاَنْتَ تَهْدِی الْعُمْیَ وَ لَوْ كَانُوْا لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۴۳﴾

''اور اگر وہ آپ کو جھٹلائیں تو فرما دیجئے میرے لیے میرا عمل ہے اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ تم بری الذمہ ہو اس سے جو میں کرتا ہوں، اور میں بری الذمہ ہوں اس سے جو تم کرتے ہو اور ان میں سے کچھ (بظاہر) کان لگاتے ہیں آپ کی طرف۔ تو کیا آپ سناتے ہیں بہروں کو خواہ وہ کچھ نہ سمجھتے ہو اور ان میں سے کچھ (بظاہر) دیکھتے ہیں آپ کی طرف۔ تو کیا آپ راہ دکھاتے ہیں اندھوں کو خواہ وہ کچھ نہ دیکھتے ہوں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ ابن زید نے وَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ...... الآیہ کے ضمن میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کا حکم دیا، پھر اسے منسوخ کر دیا۔ پھر آپ کو ان کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم فرمایا (2)۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ النَّاسَ شَیْـًٔا وَّ لٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ یَظْلِمُوْنَ ﴿۴۴﴾

''یقیناً اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا لوگوں پر ذرہ برابر لیکن لوگ ہی اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مکحول رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے میرے بندے میں نے اپنے اوپر ظلم حرام قرار دیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے۔ پس تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ كَاَنْ لَّمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ ؕ قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ وَ مَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ ﴿۴۵﴾

''اور جس روز اللہ تعالیٰ جمع کرے گا انہیں (وہ خیال کریں گے) گویا وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے مگر ایک گھڑی دن کی، پہچانیں گے ایک دوسرے کو (تب حقیقت کھلے گی کہ) گھاٹے میں رہے وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اور وہ ہدایت یافتہ نہیں تھے''۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوالشیخ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَهُمْ کی تفسیر میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 135، بیروت　2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 138

فرمایا کہ آدمی اپنے ساتھی کو اپنے پہلو میں پہچان لے گا لیکن اس کے ساتھ کلام کرنے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔

وَ اِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ
اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰی مَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ
قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا اِلَّا
مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ؕ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ
سَاعَةً وَّ لَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُهٗ بَیَاتًا اَوْ
نَهَارًا مَّاذَا یَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ
آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِیْلَ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا
عَذَابَ الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ یَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ
اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِیْ وَ رَبِّیْۤ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۵۳﴾ وَ لَوْ اَنَّ
لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِی الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا
رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ قُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَاۤ اِنَّ
لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ
اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُوَ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾

"اور خواہ ہم دکھادیں آپ کو کچھ (عذاب) جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے ان سے یا (پہلے ہی) ہم اٹھالیں آپ کو۔ ہر حالت میں ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پھر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس پر جو وہ کرتے ہیں اور ہر قوم کے لیے ایک رسول ہے پس جب آیا ان کا رسول (اور انہوں نے اس کو جھٹلایا) تو فیصلہ کر دیا گیا ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ (عذاب کا) وعدہ اگر تم سچے ہو آپ کہیے نہیں مالک ہوں میں اپنے آپ کے لیے ضرر کا اور نہ نفع کا مگر جتنا چاہے اللہ تعالیٰ۔ ہر قوم کے لیے میعاد مقرر ہے جب آئے گی ان کی مقرر میعاد تو نہ وہ پیچھے رہ سکیں گے ایک لحہ اور نہ آگے بڑھ سکیں گے آپ فرمائیے (اے منکرو!) ذرا غور

تو کرو اگر آجائے تم پر اس کا عذاب راتوں رات یا دن دہاڑے (تو تم کیا کرلو گے) کس چیز کا جلدی مطالبہ کر رہے ہیں اس سے مجرم کیا جب عذاب نازل ہو جائے گا تب ایمان لاؤ گے اس پر۔ (فرشتے انہیں کہیں گے) اب (آنکھیں کھلیں) تم تو اس عذاب کے لیے بڑی جلدی مچا رہے تھے۔ پھر کہا جائے گا ظالموں سے کہ چکھو (اب) دائمی عذاب (کا مزہ) یا تمہیں بدلہ دیا جائے گا بجز اس کے جو تم کمایا کرتے تھے۔ اور وہ دریافت کرتے ہیں آپ سے کیا یہ واقعی سچ ہے؟ آپ فرمایئے ہاں! بخدا یہ سچ ہے اور تم (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اگر ہر ظالم شخص کے لیے روئے زمین کی دولت ہو تو بھی وہ ساری دولت بطور فدیہ دے دے اور وہ ظالم دل ہی دل میں پچھتانے لگے، جب دیکھا انہوں نے عذاب کو اور فیصلہ کر دیا گیا ان کے درمیان انصاف سے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا سن لو! بے شک اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں۔ سن لو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی مارتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَ اِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ کی تفسیر میں فرمایا: اور خواہ ہم دکھا دیں آپ کی زندگی میں عذاب کی تلخی اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ یا پہلے ہی ہم آپ کو اٹھا لیں۔ فَاِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ہر حالت میں ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے۔ اور اس ارشاد گرامی وَلِكُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ رَسُوْلُهُمْ کے بارے فرمایا۔ قیامت کے دن (انہوں نے ہماری طرف ہی لوٹنا ہے) (1)

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۷﴾

"اے لوگو! آ گئی ہے تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کی طرف سے اور (آ گئی ہے) شفا ان روگوں کے لیے جو سینوں میں ہیں اور (آ گئی ہے) ہدایت اور رحمت اہل ایمان کے لیے"۔

امام طبرانی اور ابو الشیخ دونوں نے حضرت ابو الاحوص سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی: میرا بھائی اپنے پیٹ میں درد کی شکایت کر رہا ہے اور اس کے لیے شراب تجویز کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے ناپاک اور پلید چیز میں شفا نہیں رکھی۔ بلاشبہ شفا دو چیزوں میں ہے قرآن کریم اور شہد۔ ان دونوں میں ان تمام بیماریوں کے لیے شفاء ہے جو سینوں میں ہیں اور (یہ دونوں) لوگوں کے لیے باعث شفاء ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو سینوں کے روگوں کے لیے باعث شفا بنایا ہے اور تمہارے امراض کے لیے اسے شفا نہیں بنایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اور عرض کی: میں اپنے سینے میں درد محسوس کرتا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن پڑھا کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ**۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنے حلق میں درد کی شکایت کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے اوپر قرآن پڑھنا لازم کر لے (1)۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن کریم میں ہے کہ دو چیزیں باعث شفا ہیں: ایک قرآن اور دوسرا شہد۔ پس قرآن سینوں کے روگوں کے لیے باعث شفاء ہے اور شہد ہر بیماری کے لیے باعث شفاء ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے مریض کے پاس جب قرآن کریم پڑھا جائے تو وہ اپنے لیے آسانی اور راحت پاتا ہے۔ سو میں حضرت خیثمہ کے پاس ان کی بیماری کی حالت میں گیا اور میں نے کہا: بلاشبہ میں تجھے اچھا اور صحت مند دیکھ رہا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: آج میرے پاس قرآن کریم پڑھا گیا ہے (2)۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾

"(اے حبیب!) آپ فرمایئے یہ کتاب محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے نازل ہوئی ہے، پس چاہیے کہ اسی پر خوشی منائیں۔ یہ بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جن کو وہ جمع کرتے ہیں"۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے المصاحف میں، ابو الشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھ پر قرآن پڑھوں۔ تو میں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو میرا نام لے کر کہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تو پھر حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا تمہیں اس سے خوشی ہوئی؟ تو انہوں نے جواب دیا: کون سی شے مجھے اظہار فرحت سے روک سکتی ہے؟ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ** آپ نے اسی طرح اس آخری لفظ کو تاء کے ساتھ پڑھا ہے (3)۔

امام طیالسی، ابوداؤد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پڑھایا ہے: **فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا** یعنی تاء کے ساتھ۔

1۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 519 (2580) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 518 (2579)
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 314، دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ تاء کے ساتھ قرأت کرتے تھے۔ یعنی "فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا تَجْمَعُوْنَ" (1)

امام ابن ابی عمر عدنی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس طرح قرأت فرماتے تھے۔ "فَبِذٰلِكَ فَلْتَفْرَحُوْا"

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فضل قرآن ہے اور اس کی رحمت یہ ہے کہ اس نے انہیں اہل قرآن بنایا۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ سے مراد اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اسلام ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فضل اسلام ہے اور اس کی رحمت قرآن ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد قرآن ہے اور اس کی رحمت یہ ہے کہ اس نے انہیں اہل قرآن بنایا (4)۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فضل علم ہے اور اس کی رحمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿﴾ (الانبیاء)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فضل اللہ سے مراد اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مراد قرآن کریم ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فضل اور رحمت دونوں سے مراد قرآن کریم ہے (6)۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد قرآن کریم ہے اور رحمۃ سے مراد اسلام ہے (7)۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمہ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد وہ اسلام ہے جس کے ذریعہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور رحمہ سے مراد وہ قرآن ہے جو اس نے تمہیں سکھایا (8)۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد اسلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 317
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 145
4۔ ایضاً
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 132 (30070) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 145
7۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 145
8۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 144

اور رحمہ سے مراد قرآن ہے(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے(2)۔

امام خطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور رحمۃ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابوالقاسم بن بشران رحمہ اللہ نے امالیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی راہنمائی اسلام کی طرف فرمائی اور اسے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا۔ پھر اس نے فاقہ کی شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ فقر اس کی آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا یہاں تک کہ وہ اسے جا ملے گا۔ پھر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ یعنی یہ اس سامان دنیا اور مال و متاع سے بہتر ہے جو اموال وہ جمع کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ محمد بن کعب رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا: جب تو کوئی نیک اور اچھا عمل کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو اس پر اظہار خوشی کیا کر۔ پس یہ ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جو وہ سامان دنیا میں جمع کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اظہار مسرت کرنا بہتر ہے ان تمام چیزوں سے جو وہ جمع کرتے ہیں مثلاً اموال، کھیتی اور چوپائے وغیرہ(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ایفع الکلاعی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب عراق کا خراج حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کا غلام دونوں نکلے اور اونٹوں کو گننے لگے لیکن وہ اس سے بہت زیادہ تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار یہ کہنے لگے: الحمد للہ۔ اور آپ کا خادم یہ کہنے لگا: قسم بخدا! یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا ہے یہ وہ نہیں ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ ...... الایہ۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ مَا ظَنُّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 1144، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 145

"آپ فرمایئے بھلا بتاؤ تو جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اتارا۔ پس بنالیا تم نے اس سے بعض کو حرام اور بعض کو حلال۔ پوچھیے کیا اللہ تعالیٰ نے (ایسا کرنے کی) تمہیں اجازت دی ہے یا تم اللہ پر جھوٹ باندھ رہے ہو اور کیا گمان ہے ان لوگوں کا جو افتراء کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹا کہ قیامت کے دن ان کا کیا حال ہوگا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فضل و کرم فرماتا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ اہل شرک ہیں۔ وہ کھیتی اور چوپاؤں میں سے جن کے بارے چاہتے انہیں حلال قرار دیتے تھے اور جنہیں چاہتے انہیں حرام قرار دے دیتے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید مولی ابی اسید انصاری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل مصر کا ایک وفد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی: مصحف لیجئے اور السابعہ کھولیے، وہ سورہ یونس کو السابعہ کا نام دیتے تھے۔ پس آپ نے یہ سورت پڑھی جب آپ اس آیت پر پہنچے: قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا تو انہوں نے آپ سے عرض کی: ٹھہر جائیے۔ آپ کا کیا خیال ہے جو آپ نے سرکاری چراگاہیں بنا رکھی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت دی ہے یا آپ اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اسے جاری رکھیے کیونکہ یہ آیت تو اس اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رہا مسئلہ چراگاہوں کا تو یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صدقہ کے اونٹوں کے لیے بنوائی تھیں۔ اور جب مجھے والی بنایا گیا اور صدقہ کے اونٹوں میں اضافہ ہوا، تو میں نے چراگاہوں میں اضافہ کردیا(2)۔

وَ مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَ لَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝61

"اور نہیں ہوتے آپ کسی حال میں اور نہ آپ تلاوت کرتے ہیں اس حال میں کچھ قرآن اور (اے لوگو!) نہ تم کچھ عمل کرتے ہو مگر (ہر حال میں) ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب بھی تم شروع ہوتے ہو کسی کام میں۔ اور نہیں چھپا ہوتا آپ کے رب سے ذرہ برابر بھی زمین میں اور نہ آسمان میں اور نہیں کوئی چھوٹی چیز اس ذرہ سے اور نہ بڑی مگر وہ روشن کتاب (لوح محفوظ) میں ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِذْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 147، بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 520 (37690) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ کا معنی ہے "اذ تفعلون" یعنی جب بھی تم کوئی کام کرتے ہو(1)۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَمَا يَعْزُبُ کا معنی ہے "وہ پوشیدہ اور چھپا ہوا نہیں ہوتا" (مایغیب)(2)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بھی حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح نقل کیا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ کا معنی ہے اور آپ کے رب سے ذرہ کے وزن برابر بھی وہ غیب نہیں ہوگا۔ وَلَاۤ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ فرمایا: یہ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

"سنو! بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے"۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حواریوں نے کہا: اے عیسیٰ علیہ السلام وہ اولیاء اللہ کون ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے؟ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اس وقت دنیا کے باطن کی طرف دیکھتے ہیں جب کہ عام لوگ اس کے ظاہر کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور وہ ہیں جو دنیا کے انجام کی طرف دیکھتے ہیں جب کہ لوگ اس کی ابتدا کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور وہ دنیا کی ان چیزوں کو مار دیتے ہیں جن کے بارے انہیں یہ خوف ہوتا ہے کہ وہ انہیں ماردیں گی اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں جن کے بارے وہ یہ جانتے ہیں کہ عنقریب وہ انہیں چھوڑ دیں گی۔ پس ان کے نزدیک دنیا کی کثرت کی طلب قلت کی طلب ہوتی ہے۔ ان کا دنیا کو یاد کرنا موت ہوتی ہے۔ دنیا کی کسی شے کے سبب انہیں پہنچنے والی فرحت حزن اور غم ہوتا ہے۔ دنیا کی نعمتوں میں سے جو انہیں عارض ہو وہ اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ اور بغیر حق کے دنیوی رفعتوں میں سے جو انہیں عارض ہو وہ اسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ دنیا کو گراتے ہیں اور اس کے عوض اپنی آخرت کو بناتے ہیں۔ وہ دنیا کو بیچتے ہیں اور اس کے عوض وہ چیز خریدتے ہیں جو ان کے لیے باقی رہتی ہے۔ وہ دنیا کو چھوڑتے ہیں اور اسے چھوڑنے کے سبب وہ خوش ہوتے ہیں۔ وہ اسے بیچتے ہیں اور اسے بیچنے کے سبب وہ نفع کمانے والے ہوتے ہیں۔ انہوں نے اہل دنیا کو نیچے گرا پڑا دیکھا ہے کہ ان پر کئی زمانے گزر گئے ہیں۔ پس انہوں نے موت کے ذکر کو پسند کیا اور زندگی کے ذکر کو چھوڑ دیا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، اس کے نور سے روشنی طلب کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ روشن کرتے ہیں۔ ان کے لیے عجیب خبر ہے اور ان کے پاس خبر عجیب ہے۔ ان کے ساتھ کتاب قائم ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 149، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 151 3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 153

اور کتاب کے ساتھ وہ قائم ہیں ان کے ساتھ کتاب گفتگو کرتی ہے اور اس کتاب کے ساتھ وہ گفتگو کرتے ہیں۔ ان کے سبب کتاب کا علم ہے اور اس کے سبب وہ عالم ہیں۔ جس چیز کو انہوں نے نہیں پایا اسے پانے کی وہ خواہش نہیں رکھتے اور جس شے کی وہ امید رکھتے ہیں اس سے کم کی وہ آرزو نہیں کرتے اور جن چیزوں سے وہ خود احتیاط اور پرہیز کرتے ہیں ان کے سوا وہ کوئی خوف نہیں رکھتے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا: اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد آجائے "ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ" (2)

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع اور موقوف دونوں طرح روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو ان کے دیدار کے سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اولیاء اللہ کو دیکھنے کے سبب بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتا ہے (3)۔

امام ابن مبارک، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے (4)۔

امام ابوالشیخ نے مسعر کی سند سے حضرت سہل بن اسد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔

امام ابن مردویہ نے مسعر بن اخنس کی سند سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ دریافت کیا گیا اولیاء اللہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آجائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابوالضحیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے کہ اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کا دیکھنا اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری کر دے (5)۔

امام احمد، ابن ماجہ، حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسماء بنت یزید سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اخیار اور اولیاء کے بارے خبر نہ دوں؟ تمام نے عرض کی: کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے باکمال (اولیا) وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے (6)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اللہ

1۔ کتاب الزہد، باب من مواعظ عیسیٰ علیہ السلام، صفحہ 78، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 153، بیروت
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 152
4۔ نوادر الاصول، باب فی علامات اولیاء اللہ، صفحہ 140، دار صادر بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 195 (35279) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 473 (4119) دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں، نہ وہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء ہیں۔ لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب اور مجلس کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ پس ایک اعرابی اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر سامنے بیٹھ گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں ان کے اوصاف بتائیے۔ ہمارے لیے انہیں وضاحت سے بیان فرمائیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایسی قوم ہے جو قبائل سے دور مختلف اطراف کے لوگ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے دوستی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے قیامت کے دن نور کے منبر بچھائے گا اور وہ ان پر بیٹھیں گے۔ لوگ خوف زدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔ وہی وہ اولیاء اللہ ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ "قَالَ: مِنْ إِفْنَاءِ النَّاسِ مِنْ نِزَاعِ الْقَبَائِلِ قَوْمٌ فِي اللّٰهِ وَتَحَابُّوْا فِي اللّٰهِ، يَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ فَيُجْلِسُهُمْ، يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُوْنَ، هُمْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بندہ صریح ایمان کا حق ادا نہیں کر سکے گا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہی کسی سے بغض رکھے۔ اور جب کوئی اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوستی کا مستحق ہو جاتا ہے۔ بے شک میرے بندوں میں سے میرے دوست اور میری مخلوق میں سے میرے محبوب وہ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں اور میں ان کا ذکر کرتا ہوں (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اولیاء اللہ وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے شریر وہ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں، دوستوں کے درمیان تفریق پیدا کرتے ہیں اور گناہ سے بری لوگوں کو گناہ کا الزام دیتے ہیں (2)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے خیار اور باکمال لوگ وہ ہیں کہ جن کی رؤیت تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلائے ان کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کردے۔ اور ان کا عمل آخرت کی جانب تمہیں راغب کردے (3)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کن کے ساتھ ہمارا بیٹھنا اچھا اور بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جسے دیکھنا تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلا دے، جس کا بولنا تمہارے اعمال میں اضافہ کرے اور جس کا عمل تمہیں آخرت کی یاد دلائے (4)۔

1۔ مسند امام احمد مع شرح، جلد 3، صفحہ 430، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 227
3۔ نوادر الاصول، باب فی علامات اولیاء اللہ، صفحہ 140، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم میں سے کون افضل ہے تاکہ ہم اسے ہم نشین اور معلم بنائیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ کہ جب اسے دیکھا جائے تو اس رویت کے سبب اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری ہو جائے۔ "قَالُوْا: "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّنَا اَفْضَلُ كَيْ نَتَّخِذَهٗ جَلِيْسًا مُعَلِّمًا؟ قَالَ: اَلَّذِيْ اِذَا رُئِيَ ذُكِرَ اللّٰهُ بِرُؤْيَتِهٖ"

امام ابوداؤد، ہناد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ لوگ ہیں جن پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کرتے ہیں۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ وہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جو بغیر اموال وانساب کے خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں انہیں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی جب لوگ گھبرا رہے ہوں گے اور وہ غمگین نہیں ہوں گے۔ جب لوگ غمزدہ ہوں گے پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے مقام ومرتبہ پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ وہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم ہے جو اموال وانساب کے تعلق کے بغیر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ نور کے منبروں پر ان کے چہرے منور اور روشن ہوں گے۔ انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوف زدہ ہوں گے اور وہ غمگین نہیں ہوں گے جب لوگ غم زدہ ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے مذکورہ آیت طیبہ پڑھی (2)۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخوان میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب اور ان کی مجالست پر انبیاء علیہم السلام اور شہداء بھی رشک کریں گے۔ ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ان کے اوصاف بیان فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دور دراز قبائل کے مسافر اور لوگوں کی اولاد میں سے متفرق لوگ ہیں۔ ان کے درمیان باہم قرابتداری کا کوئی رشتہ موجود نہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وہ ایک دوسرے کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کے لیے نور کے منبر بچھائے گا اور وہ ان پر بیٹھیں گے۔ لوگ گھبرا جائیں گے اور انہیں کوئی گھبراہٹ نہیں ہوگی۔ وہی اولیاء اللہ ہیں جنہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے (4)۔

1۔ نوادر الاصول، باب فی علامات اولیاء اللہ، صفحہ 141، بیروت　　2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 486 (8998) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 485 (8997)　　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 153، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے آپ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میری محبت میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے ثابت ہو چکی ہے۔ میری رضا کے لیے باہم ملاقات کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے اور میری رضا کے لیے باہم مل کر بیٹھنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو میری مساجد کو میرے ذکر سے آباد کرتے ہیں، لوگوں کو خیر اور نیکی کی تعلیم دیتے ہیں اور انہیں میری اطاعت وفرمانبرداری کی طرف بلاتے ہیں۔ وہی میرے اولیاء ہیں جنہیں میں اپنے عرش کے سائے میں سایہ عطا فرماؤں گا، انہیں اپنے جوار میں سکونت عطا کروں گا، انہیں اپنے عذاب سے محفوظ رکھوں گا اور انہیں عام لوگوں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں داخل کروں گا۔ وہ اس میں طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے پھر حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ آیت طیبہ پڑھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد رحمہما اللہ نے زوائد المسند میں حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں حضرت معاذ بن جبل سے حمص میں ملا۔ تو میں نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ میں تجھ سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا تجھے بشارت ہو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے اس دن عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان کے مقام ومرتبہ کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ پھر میں نکلا اور میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے جاملا اور میں نے ان کے ساتھ گفتگو کی جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہی۔ تو پھر حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے۔ میری خوشنودی کے لیے باہم ملاقات کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے۔ اور میری رضا میں خرچ کرنے والوں کے لیے میری محبت ثابت ہو چکی ہے۔ وہ نور کے منبروں پر ہوں گے اور انبیاء علیہم السلام اور صدیقین ان پر رشک کریں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والوں کے لیے سرخ یاقوت کے ستون

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 45 (34100) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہوں گے اور ستون کے سرے میں ستر ہزار کمرے ہیں۔ ان کا حسن اہل جنت کو اس طرح روشن کر دے گا جس طرح سورج اہل دنیا کو روشن کرتا ہے۔ تو ان میں بعض بعض کو کہیں گے: ہمیں لے چلو یہاں تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا میں باہم محبت کرنے والوں کو دیکھ لیں۔ پس جب وہ اس پر جھانکیں گے، تو ان کا حسن اہل جنت کو اس طرح روشن کر دے گا جس طرح سورج اہل دنیا کو روشن کرتا ہے وہ اطلس کے سبز کپڑے پہنے ہوں گے اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا: یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے ہیں۔ "هٰٓؤُلَآءِ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ" (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن سابط سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ رحمٰن کی دائیں جانب اور اللہ تعالیٰ کے دونوں دست قدرت دائیں ہی ہیں۔ نور کے منبروں پر ایک قوم ہوگی۔ ان کے چہرے نور ہوں گے اور ان پر سبز لباس ہوگا۔ دیکھنے والوں کی آنکھوں کے لیے ان کی رؤیت سے حجاب بن جائے گا۔ وہ نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔ یہ قوم ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی عظمت جلال کے سبب اس وقت باہم محبت کی جب کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو رہی تھی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علاء بن زیاد رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کچھ بندے ہیں جو نہ انبیاء ہیں اور نہ شہداء۔ لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب کے سبب انبیاء علیہم السلام اور شہداء پوچھیں گے۔ یہ کون ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہی وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی مالی منفعت کے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، وہ ایک دوسرے کے ساتھ مال کی مہربانی کرتے تھے حالانکہ ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ تھی (3)۔

امام احمد نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر باہم محبت کرنے والوں کے کمرے جنت میں ہم اس طرح دیکھیں گے جیسا کہ وہ ستارہ جو مشرق یا مغرب کی جانب سے طلوع ہوتا ہے۔ تو کہا جائے گا: یہ کون ہیں؟ جواب دیا جائے گا: یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے باہم محبت کرنے والے ہیں (4)۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾

"انہیں کے لیے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں، نہیں بدلتیں اللہ تعالیٰ کی باتیں یہی بڑی کامیابی ہے"۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں عطاء بن یسار سے اور انہوں نے

1۔ نوادر الاصول، باب غرف فی الجنۃ و مراتب الدرجات، صفحہ 273، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 45 (34095) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً (34096)
4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 87، دار صادر بیروت

اہل مصر میں سے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس کے بارے کسی نے بھی مجھ سے نہیں پوچھا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا ہے اور آپ ﷺ نے اس وقت مجھے فرمایا تھا کہ جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے تیرے سوا کسی نے بھی اس کے بارے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ یہ اچھے خواب ہیں جو ایک مسلمان دیکھتا ہے یا مسلمان کو دکھائے جاتے ہیں۔ پس یہ دنیوی زندگی میں اس کے لیے بشارت ہے اور آخرت میں اس کے لیے بشارت جنت ہے(1)۔

امام طیالسی، احمد، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ، ہیثم بن کلیب شاشی، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سچے خواب ہیں، جو مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں(2)۔

امام احمد، ابن جریر، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اچھے خواب ہیں جن کے سبب مومن کو بشارت دی جاتی ہے اور یہ نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہیں۔ پس جو انہیں دیکھے۔ اسے چاہیے کہ وہ ان کے بارے محبت اور دوستی رکھنے والے کو بتائے اور جو کوئی ان کے علاوہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی جانب سے ہوگا، تاکہ وہ اسے غم زدہ کردے۔ اسے چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے اور خاموش رہے اور اس کے بارے کسی کو نہ بتائے(3)۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے بارے حضور نبی مکرم ﷺ سے یہ ارشاد روایت کیا۔ ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ دنیا میں اچھے خواب ہیں جو ایک نیک بندہ دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں اور آخرت میں جنت ہے(4)۔

امام ابن سعد، بزار، ابن مردویہ اور خطیب نے المتفق والمفترق میں کلبی رحمہم اللہ کی سند سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ بن رباب سے بیان کیا ہے (اور یہ انصاری نہیں ہیں) کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اچھے خواب ہیں جنہیں مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں(5)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ، ابوالقاسم بن مندہ نے کتاب سوال القبر میں ابوجعفر کی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ جنگل کے رہنے والوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے کچھ فرمایئے۔ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 154
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 155
4۔ ایضاً
5۔ طبقات کبریٰ، جلد 3، صفحہ 574، دار صادر بیروت

اچھے خواب ہیں جو مومن کو دکھائے جاتے ہیں اور ان کے سبب اسے دنیا میں بشارت دی جاتی ہے۔ رہا ارشاد گرامی فِي الْاٰخِرَةِ تو یہ موت کے وقت مومن کے لیے بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اور اسے جو تجھے قبر تک اٹھا کر لایا ہے معاف فرما دیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسفیان رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے اسی ارشاد باری تعالیٰ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بارے کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا، یہ اچھے خواب ہیں جو مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں اور آخرت میں جنت ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے اَلْبُشْرٰی کے بارے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اچھا خواب ہے جو ایک مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ اچھا خواب ہے جسے مسلمان اپنی ذات کے لیے یا اپنے بھائیوں میں سے کسی کے لیے دیکھتا ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے مرض وصال کے دوران پردہ اٹھایا۔ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صفیں باندھے کھڑے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مبشرات نبوت میں سے کوئی شے باقی نہیں رہی سوائے اچھے خوابوں کے جنہیں مسلمان دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوائے مبشرات کے میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا وہ اچھے خواب ہیں (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نبوت ختم ہو چکی ہے۔ میرے بعد کوئی نبوت نہیں اور مبشرات باقی ہیں اور وہ مسلمان کے اچھے خواب ہیں جنہیں وہ دیکھتا ہے یا جو اسے دکھائے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت دونوں ختم ہو چکی ہیں، میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی۔ البتہ مبشرات ہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: وہ مسلمان کے خواب ہیں اور یہ نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہیں (4)۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 158، بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 173 (30454) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 322 (1068) دار الصمیعی الریاض 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 173 (30457) مدینہ منورہ

فرمایا: اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہے اور یہ نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میرے بعد مبشرات کے سوا نبوت میں سے کوئی شے باقی نہیں رہے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: یہ اچھے خواب ہیں جنہیں ایک آدمی دیکھتا ہے یا اسے دکھائے جاتے ہیں (1)۔

امام ابن ماجہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ام کنداالکعبیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور مبشرات باقی ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب زمانہ قریب ہے تو قریب نہیں کہ مومن کا خواب جھٹلا دیا جائے اور ان میں سے جو زیادہ سچ بولنے والا ہوگا۔ اسی کا خواب زیادہ سچا ہوگا۔ مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ اور خواب تین قسم کے ہیں۔ پس اچھے خواب تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بشارت ہیں۔ ایک وہ خواب ہے جس سے شیطان غم زدہ کرتا ہے۔ اور ایک وہ خواب جس کے سبب آدمی اپنے آپ سے بات کرتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اٹھے اور تھوک دے اور اس کے بارے لوگوں سے گفتگو نہ کرے۔ حالت خواب میں قید پسندیدہ ہے اور ہتھکڑی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ اور قید سے مراد دین میں ثابت قدم رہنا ہے (3)۔ ابن ماجہ کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جو اسے خوش کرے تو اسے چاہیے کہ اگر وہ پسند کرے تو اسے بیان کرے اور اگر کوئی ناپسندیدہ شے دیکھے تو پھر اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے اور چاہیے کہ اٹھے اور نماز پڑھے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزا میں سے ایک جز ہے (4)۔

امام بخاری، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے سنا: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسا خواب دیکھے جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو گا۔ پس اس چاہیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور اسے بیان بھی کرے۔ اور جب کوئی اس کے سوا دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو تو شیطان کی جانب سے ہوگا۔ تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرے اور کسی کے سامنے اس کا ذکر نہ کرے۔ کیونکہ وہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اچھا خواب چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ کے

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 129، دار صادر بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب تعبیر الرؤیا، جلد 4، صفحہ 338 (3896) بیروت
3۔ سنن ترمذی، باب تعبیر الرؤیا، جلد 4، صفحہ 401 (2270) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ صحیح بخاری، باب الرؤیا الصالحۃ، جلد 2، صفحہ 1035، کراچی
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 1043، قدیمی کتب خانہ کراچی

الفاظ ہیں کہ وہ نبوت کے ستر اجزا میں سے ایک جز ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے(2)۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے مبشرات کے سوا نبوت میں سے کوئی شے باقی نہیں رہی۔ انہوں نے عرض کی مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا اچھے خواب(3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھا خواب نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ خواب مبشرات میں سے ہے اور یہ نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ضمن میں حضرت عروہ نے کہا: اس سے مراد اچھا خواب ہے جس کو نیک بندہ دیکھتا ہے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد اچھا خواب ہے جسے بندۂ مومن دیکھتا ہے یا اسے دکھایا جاتا ہے(7)۔

امام حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حمید بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے بارے پوچھا۔ تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اچھا خواب ہے جو مومن اپنی ذات کے لیے دیکھتا ہے، یا اسے دکھایا جاتا ہے اور وہ ایک کلام ہے جو تیرا رب اپنے بندے سے اس کی حالت نیند میں کرتا ہے(8)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: جب وہ آدمی صبح کرے جس نے کوئی اچھا خواب دیکھا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے بارے ہمیں بتائے۔ کیونکہ ایک مسلمان آدمی جس نے خوب اچھی طرح وضو کیا، اس کا اچھا خواب مجھے بتانا میرے نزدیک فلاں فلاں چیز سے زیادہ پسندیدہ ہے(9)۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رضی

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 338 (3895) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 337 (3894)
3۔ صحیح بخاری، باب الرؤیا الصالحۃ، جلد 2، صفحہ 1035، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 338 (3897)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 174 (30461) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 174 (30462)
7۔ ایضاً (30463)
8۔ نوادر الاصول، باب حقیقۃ الرؤیا، صفحہ 118، دار صادر بیروت
9۔ ایضاً، صفحہ 283 (مختصراً)

اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے اور جب تک وہ اسے بیان نہ کرے وہ اس آدمی پر اڑ تا رہتا ہے اور جب وہ اسے بیان کردے تو وہ گر پڑتا ہے (1)۔

امام مالک، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رؤیا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور حلم (خواب) شیطان کی جانب سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی ایسی شے دیکھے جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ تو اسے چاہیے کہ اپنی بائیں جانب تین بار تھوک دے پھر اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے۔ تو یہ اسے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوف بن مالک اشجعی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رؤیا (خواب) تین قسم کے ہیں: شیطان کی جانب سے خوف زدہ کرنا، تاکہ وہ اس کے ذریعہ انسان کو غمگین کردے۔ اور خواب میں سے یہ امر بھی ہے کہ وہ بیداری کی حالت میں اپنے آپ سے جو باتیں کرتا ہے تو وہ وہی حالت خواب میں دیکھتا ہے اور خواب کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے (3)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت سمیر بن ابی واصل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے نیند کی حالت میں عتاب کرتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ ارشاد باری تعالیٰ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا یہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے ہی ہے۔ فرمایا: وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ (الاحزاب) (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دو آیتیں ہیں جن کے ساتھ مومن کو اس کی موت کے وقت بشارت دی جائے گی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ (یونس) اور اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (فصلت:30)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابو القاسم بن مندہ رحمہم اللہ نے کتاب سوال القبر میں بیان کیا ہے کہ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ وہ مرنے سے پہلے جان لے گا کہ وہ کہاں ہوگا (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زہری اور قتادہ رحمہما اللہ دونوں نے کہا: اس سے مراد موت کے وقت کی بشارت ہے (6)۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 345 (3914)

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب تعبیر الرؤیا، جلد 4، صفحہ 343 (3909) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 181، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 158

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 220 (35499)　6۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 176، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج نے خطبہ دیا اور کہا: کہ ابن زبیر نے کتاب اللہ کو بدل دیا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو اس کی طاقت رکھتا ہے نہ ابن زبیر۔ اس لیے کہ ارشاد گرامی ہے: لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ''اللہ تعالیٰ کے کلمات نہیں بدلتے'' (1)۔

وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿65﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿66﴾

''اور نہ غم زدہ کریں آپ کو ان کی باتیں یقیناً ساری عزت اللہ تعالیٰ کے لیے وہ سب کچھ سننے والا ہر چیز جاننے والا ہے خبردار بے شک اللہ کے ملک میں ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور کس کی پیروی کر رہے ہیں جو لوگ پکار رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا (دوسرے) شریکوں کو؟ نہیں پیروی کر رہے مگر وہم و گمان کی اور نہیں وہ مگر اٹکلیں دوڑا رہے ہیں''۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب انہیں اس دین سے کوئی نفع نہ ہوا جو دین آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے لے کر آئے اور وہ اپنے کفر پر ہی قائم رہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر انتہائی گراں گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم آیا جس میں اللہ تعالیٰ عتاب فرما رہا ہے: وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کہ جو وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے، سو اگر اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ چاہے تو وہ یقیناً ان پر غالب آ جائے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿67﴾ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ۭ هُوَ الْغَنِيُّ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۢ بِهٰذَا ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿68﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿69﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿70﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 159، بیروت

''وہی ہے جس نے بنائی تمہارے لیے رات تا کہ تم آرام کرو اس میں اور روشن دن بنایا۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔ انہوں نے کہا بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا۔ وہ پاک ہے۔ وہ تو بے نیاز ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ نہیں تمہارے پاس کوئی دلیل اس (بیہودہ بات) کی، کیا بہتان باندھتے ہو اللہ تعالیٰ پر جس کا تمہیں علم ہی نہیں۔ آپ فرمایئے جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے (چند روزہ) لطف اندوزی ہے دنیا میں پھر ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پھر ہم چکھائیں گے انہیں سخت عذاب بوجہ اس کے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا کا معنی ہے اور دن کو روشن (بنایا) یعنی مبصر بمعنی منیر ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنْ عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمہارے پاس (اس بیہودہ بات) کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ یعنی اس میں ان بمعنی ما ہے۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَ جَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾

''اور آپ پڑھ سنایئے انہیں نوح (علیہ السلام) کی خبر جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! اگر گراں ہے تم پر میرا قیام اور میرا پند و نصیحت کرنا اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے پس (سن لو) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا سو تم بھی کوئی متفقہ فیصلہ کر لو اپنے شریکوں سے مل کر پھر نہ ہو تمہارا یہ فیصلہ تم پر مخفی پھر کر گزرو میرے ساتھ (جو جی میں آئے) اور مجھے مہلت نہ دو۔ بایں ہمہ اگر تم منہ موڑے رہو تو نہیں طلب کیا میں نے تم سے کچھ اجر۔ نہیں میرا اجر

مگر اللہ کے ذمہ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں مسلمانوں سے۔ تو آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلایا پس ہم نے نجات دی انہیں اور جو ان کے ساتھ کشتی میں تھے اور ہم نے بنا دیا انہیں ان کا جانشین اور ہم نے غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ ذرا دیکھو کیسا انجام ہوا ان کا جنہیں ڈرایا گیا تھا۔ پھر ہم نے بھیجے نوح (علیہ السلام) کے بعد اور رسول ان کی قوموں کی طرف پس وہ لائے ان کے پاس روشن دلیلیں تو وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے اس پر جسے وہ جھٹلا چکے تھے پہلے۔ یونہی ہم مہر لگا دیتے ہیں سرکشوں کے دلوں پر"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعرج رحمہ اللہ فَاَجْمِعُوْۤا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: پس تم اپنے معاملہ کا فیصلہ کر لو اور اپنے شریکوں کو بھی بلا لو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ انہی الفاظ کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس چاہیے کہ تم اپنے ساتھ جمع کر لو۔ ان کے معاملہ کو اکٹھا کر لو۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ لَا یَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَیْكُمْ غُمَّةً کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ تم پر تمہارا فیصلہ گراں ثابت نہ ہو۔ پس تم فیصلہ کرو جو تم فیصلہ کرتے ہو(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَیَّ کا معنی ہے پھر میری طرف تیزی سے حملہ آور ہو وَ لَا تُنْظِرُوْنِ اور مجھے مہلت نہ دو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثُمَّ اقْضُوْۤا اِلَیَّ کا معنی ہے۔ پھر میرے ساتھ وہ کر گزرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے(2)۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَ هٰرُوْنَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡىِٕهٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا وَ تَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِیَآءُ فِی الْاَرْضِ ؕ وَ مَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۷۸﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِیْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِیْمٍ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَلَمَّاۤ اَلْقَوْا قَالَ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 177، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 165، بیروت

مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾

''پھر ہم نے بھیجا ان رسولوں کے بعد موسیٰ اور ہارون (علیہم السلام) کو فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف اپنی نشانیوں کے ساتھ تو فرعونیوں نے غرور و تکبر کیا اور وہ مجرم لوگ تھے۔ پھر جب آیا ان کے پاس حق ہماری طرف سے تو انہوں نے کہہ دیا کہ یقیناً یہ کھلا جادو ہے موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا (عقل کے اندھو) کیا تم کہتے ہو (ایسی بات) حق کے متعلق جب وہ تمہارے پاس آیا (سوچو!) کیا یہ جادو ہے؟ اور نہیں کامیاب ہوتے جادوگر کہنے لگے کیا تم اس لیے آئے ہو ہمارے پاس تاکہ ہٹا دو ہمیں اس (دین) سے جس پر ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو اور ہو جائے صرف تم دونوں کے لیے بڑائی سرزمین (مصر) میں۔ اور ہم لوگ تو تم کو نہیں مانیں گے اور فرعون نے حکم دیا (فوراً) لے آؤ میرے پاس ہر ماہر جادوگر۔ پھر جب آگئے جادوگر تو کہا انہیں موسیٰ (علیہ السلام) نے ڈالو (میدان میں) جو تم ڈالنے والے ہو۔ پھر جب ڈال دیا انہوں نے تو موسیٰ نے فرمایا: یہ جو تم لائے ہو یہ جادو ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ملیامیٹ کر دے گا اسے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں سنوارتا شریروں کے کام کو اور اللہ تعالیٰ حق کو حق کر دکھاتا ہے اپنے ارشادات سے اور خواہ ناپسند ہی کریں (اسے) مجرم''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لِتَلْفِتَنَا کا معنی ہے ''لِتَلْوِيَنَا'' تاکہ تو ہمیں موڑ دے دور ہٹا دے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی لفظ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: تاکہ تم ہمیں ہمارے معبودوں سے روک دو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ آیت میں الْكِبْرِيَآءُ کا معنی ہے عظمت، حکومت اور بادشاہی و غلبہ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے لیث بن ابی سلیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیات اللہ تعالیٰ کے اذن سے سحر (جادو) کے لیے باعث شفا ہے۔ آپ برتن میں پانی ڈال کر یہ آیات پڑھتے اور پھر وہ پانی اس آدمی کے سر پر انڈیلتے جس پر جادو کیا ہوتا۔ اس میں سورۂ یونس کی یہ آیات ہیں: فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ سے لے کر وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ تک اور سورۂ اعراف کی یہ آیات فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ (الاعراف) سے لے کر چار آیتوں کے آخر تک۔ اور یہ ارشاد اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿۶۹﴾ (طٰہٰ)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت

حروف اس طرح ہیں "مَا اَتَیتُم بِهِ سِحرٌ" اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ یہ ہیں: مَا جِئتُم بِهِ السِّحرُ۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوۡسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ عَلٰى خَوۡفٍ مِّنۡ فِرۡعَوۡنَ وَ
مَلَا۟ئِهِمۡ اَنۡ يَّفۡتِنَهُمۡ‌ؕ وَاِنَّ فِرۡعَوۡنَ لَعَالٍ فِى الۡاَرۡضِ‌ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ
الۡمُسۡرِفِيۡنَ۝۸۳ وَقَالَ مُوۡسٰى يٰقَوۡمِ اِنۡ كُنۡتُمۡ اٰمَنۡتُمۡ بِاللّٰهِ فَعَلَيۡهِ
تَوَكَّلُوۡۤا اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّسۡلِمِيۡنَ۝۸۴ فَقَالُوۡا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلۡنَا‌ۚ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا
فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَۙ۝۸۵ وَنَجِّنَا بِرَحۡمَتِكَ مِنَ الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ۝۸۶

"پس نہ ایمان لائے موسیٰ پر بجز ان کی قوم کی اولاد کے (وہ بھی) ڈرتے ہوئے فرعون سے اور اپنے سرداروں سے کہیں وہ انہیں بہکا نہ دے۔ اور واقعی فرعون بڑا سرکش (بادشاہ) تھا ملک میں اور واقعی وہ حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے میری قوم! اگر تم ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ پر تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم سچے مسلمان ہو۔ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے رب! نہ بنا ہمیں فتنہ (کا موجب) ظالم قوم کے لیے اور نجات دے ہمیں اپنی رحمت سے کافروں (کے ظلم وستم) سے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَمَآ اٰمَنَ لِمُوۡسٰۤى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ کے ضمن میں فرمایا ہے: کہ ان کی تھوڑی سی اولاد موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ذُرِّيَّةٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ کے ضمن میں آپ نے فرمایا کہ قوم سے مراد بنی اسرائیل ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابو الشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ ان کی اولاد موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی جس کی طرف آپ کو طویل زمانے سے بھیجا گیا تھا اور ان کے آباء واجداد مر گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اولاد جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی وہ قوم فرعون کے بنی اسرائیل کے لوگوں میں سے تھی۔ ان ہی میں سے فرعون کی بیوی، آل فرعون کے مومن، فرعون کا خازن اور اس کے خازن کی بیوی بھی ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، نعیم بن حماد نے الفتن میں اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا فِتۡنَةً لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ کے تحت حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ہمارے رب! تو انہیں ہم پر غلبہ نہ دے کیوں کہ وہ ہمیں فتنوں میں ڈالتے رہیں گے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 172
3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 327، دار الصمیعی الریاض

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اے ہمارے رب! تو ہمیں قوم فرعون کے ہاتھوں عذاب نہ دے اور نہ ہی اپنی جانب سے عذاب میں مبتلا کر۔ پس قوم فرعون کہے گی: اگر وہ حق پر ہوتے تو وہ عذاب نہ دیئے جاتے اور ہم ان پر غالب نہ آتے۔ پس وہ ہمارے سبب فتنوں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قول رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے التجاء کی کہ وہ ہم پر ہمارے دشمنوں کو غالب نہ کرے۔ کیونکہ وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ زیادہ عدل کرنے والے ہیں تو وہ اسی کے سبب فتنے میں پڑ جائیں گے۔

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اے ہمارے رب! تو انہیں ہم پر غلبہ نہ دے کیونکہ وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ ہم سے بہتر ہیں (1)۔

وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّ اجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۷﴾

”اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف کہ مہیا کرو اپنی قوم کے لیے مصر میں چند گھر اور بناؤ اپنے ان گھروں کو قبلہ رخ اور قائم کرو نماز اور (اے موسیٰ) خوش خبری دو مومنوں کو“۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے (کہ اس آیت میں اس وقت کا ذکر ہے) جب کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو نماز سے روک دیا تھا۔ تو انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اپنی مساجد اپنے گھروں میں بنائیں اور ان کے رخ قبلہ شریف کی طرف کریں۔

امام ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آیت میں مصر سے مراد اسکندریہ کا شہر ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ اجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ وہ صرف عبادت گاہ میں ہی نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں آل فرعون سے خوف لاحق ہو گیا۔ تو انہیں اپنے گھروں میں نماز پڑھنے کا حکم دے دیا گیا (3)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے انہی الفاظ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں مساجد بنا لیں (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 174، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 178
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 15، صفحہ 329 دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 176

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فرعون اور اس کی قوم سے نماز پڑھنے کے لیے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ تو رب کریم نے فرمایا: وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً کہ تم قبلہ رخ اپنے گھر بناؤ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کے بعد جو بھی ہوئے ہیں وہ قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ باتیں بیان کی ہے کہ وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً کے بارے آپ نے فرمایا کہ وہ بعض گھر بعض کے مقابل ہوں گے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام دونوں کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ دونوں اپنی قوم کے لیے کچھ گھر بنائیں اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کی مساجد میں کوئی جنبی رات نہ گزارے اور نہ وہ مسجد میں عورتوں کے قریب جائیں۔ سوائے ہارون علیہ السلام اور ان کی اولاد کے۔ اور کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ میری اس مسجد میں عورتوں کے قریب آئے۔ اور نہ کوئی جنبی اس میں رات گزارے سوائے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے۔

وَ قَالَ مُوْسٰى رَبَّنَاۤ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَ مَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰى یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۸۸﴾

"اور عرض کی: موسیٰ نے اے ہمارے پروردگار! تو نے بخشا ہے فرعون اور اس کے سرداروں کو سامان آرائش اور مال و دولت دنیوی زندگی میں، اے ہمارے مولا! کیا اس لیے کہ وہ گمراہ کرتے پھریں (لوگوں کو) تیری راہ سے۔ اے ہمارے رب! برباد کر دے ان کے مالوں کو اور سخت کر دے ان کے دلوں کو تا کہ وہ نہ ایمان لے آئیں جب تک نہ دیکھ لیں دردناک عذاب کو"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو برباد کر دے اور انہیں ہلاک کر دے۔ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور ان کے دلوں پر مہر لگا دے۔ اور فرمایا: الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ سے مراد ان کا غرق ہونا ہے (2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ کے بارے پوچھا۔ تو میں نے انہیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور آل فرعون کے مالوں کو برباد کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ پتھر ہو گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے سربمہر ایک تھیلا منگوایا اور اسے کھولا تو اس میں چاندی کے ٹکڑے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 176، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 182

تھے گویا کہ وہ پتھر ہیں اسی طرح دراہم و دنانیر اور انہی کی مثل دیگر مال سب کا سب پتھر بنا ہوا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اطْمِسْ عَلٰۤى اَمْوَالِهِمْ کا معنی ہے ان کے مالوں کو ہلاک کر دے۔ وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ گمراہی کے سبب ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ فَلَا یُؤْمِنُوْا اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان نہ لائیں ان آیات اور نشانیوں کے سبب جو وہ دیکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اسی کے بارے میں کہا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کی کھیتیاں اور اموال سب پتھروں میں بدل گئے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے دنانیر، دراہم، تانبہ اور ان کا لوہا سب منقش پتھر بن گئے تھے اور وَ اشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کی تفسیر میں آپ کہا کرتے تھے (کہ یا اللہ!) انہیں ہلاک کر اس حال میں کہ وہ کافر ہوں)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے مال پتھر ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قرظی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے لیے ہر نشہ آور شے کو پتھر بنا دے۔

قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا وَ لَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا قبول کر لی گئی تمہاری دعا پس تم ثابت قدم رہو اور ہرگز نہ چلنا اس طریقہ پر جو جاہلوں کا (طریقہ) ہے"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے رب نے ان کی دعا کو قبول فرمالیا اور وہ فرعون اور ایمان کے درمیان حائل ہو گیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب دعا مانگی۔ تو حضرت ہارون علیہ السلام نے ان کی دعا پر امین کہی۔ وہ کہتے رہے "امین" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "آمین" اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے ضمن میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور ہارون علیہ السلام نے آمین کہی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 177، دارالکتب العلمیہ بیروت

السلام دعا مانگتے رہے اور حضرت ہارون علیہ السلام اس پر امین کہتے رہے۔ اسی لیے ارشاد ہے قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا۔(1)

امام سعید بن منصور نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا مانگتے رہے اور ہارون علیہ السلام امین کہتے رہے۔ اور دعا مانگنے والا اور اس پر امین کہنے والا دونوں شریک ہیں (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اور حضرت ہارون علیہ السلام نے آمین کہی (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح، ابوالعالیہ اور ربیع رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کہتے رہے: آمین۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا پس آمین کہنا بھی دعا ہوگئی اور اسے کہنے والا دعا میں شریک ہوگیا (5)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے ان کا خیال ہے کہ اس دعا کے بعد فرعون چالیس برس تک زندہ رہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے (6)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا تم دونوں کی دعا کو قبول کرلیا گیا ہے یعنی چالیس سال بعد۔

امام ابن جریج اور ابن منذر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فَاسْتَقِیْمَا کہ تم دونوں میرے حکم پر قائم رہو اور یہی استقامت ہے۔

وَ جٰوَزْنَا بِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَ جُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝۹۰ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۝۹۱

''اور ہم پار لے گئے بنی اسرائیل کو سمندر سے پھر پیچھا کیا ان کا فرعون اور اس کے لشکر نے سرکشی اور ظلم کرتے ہوئے۔ حتی کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو (بصد یاس) کہنے لگا: میں ایمان لایا کہ کوئی سچا خدا نہیں بجز اس کے جس پر ایمان لائے تھے بنی اسرائیل اور (میں اعلان کرتا ہوں کہ) میں مسلمانوں میں سے ہوں کیا اب؟ اور تو نافرمانی کرتا رہا اس سے پہلے اور تو فتنہ و فساد برپا کرنے والوں سے تھا''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 183، بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 331، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 175
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 186
6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کتاب اللہ میں العدو، العلو اور العتو تینوں لفظ جبر اور ظلم کرنے کے معنی میں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے آخری آدمی باہر نکل گیا اور فرعون کے ساتھیوں میں سے آخری آدمی بھی سمندر میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا ان پر مل جا۔ چنانچہ فرعون نے ایک انگلی باہر نکالی کہ کوئی الہ نہیں مگر وہی جس کے ساتھ بنی اسرائیل ایمان لائے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: مجھے معلوم ہے کہ رب رحیم ہے اور مجھے یہ خوف ہوا کہ اسے رحمت آلے گی۔ چنانچہ میں نے اسے اپنے پروں کے ساتھ چھپالیا اور میں نے کہا آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ کیا اب؟ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا پس جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی نکل گئے۔ تو فرعون کی قوم میں سے شہروں میں پیچھے رہنے والوں نے کہا۔ فرعون غرق نہیں ہوا اور نہ اس کے اصحاب غرق ہوئے۔ بلکہ وہ تو سمندر کے جزیروں میں شکار کھیل رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم فرمایا کہ فرعون کو برہنہ حالت میں باہر پھینک دے۔ چنانچہ سمندر نے اسے برہنہ حالت میں باہر پھینک دیا۔ وہ سر سے گنجا، چپٹی اور سر سے اٹھی ہوئی ناک والا اور کوتاہ قد تھا۔ اور جنہوں نے یہ کہا کہ فرعون غرق نہیں ہوا انہی کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰیَةً سو آج ہم بچالیں گے تیرے جسم کو (سمندر کی تند موجوں) سے تا کہ تو ہو جائے اپنے پچھلوں کے لیے (عبرت کی) نشانی۔ تو اس کی یہ نجات باعث عبرت تھی۔ نہ کہ باعث عافیت پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا۔ کہ جو کچھ تجھ میں ہے اسے باہر پھینک دے۔ تو اس نے ان تمام کو ساحل پر پھینک دیا۔ حالانکہ سمندر اپنے اندر غرق ہونے والے کو باہر نہیں پھینکتا۔ بلکہ وہ اسی کے اندر باقی رہتا ہے یہاں تک کہ مچھلیاں اسے کھا جاتی ہیں۔ پس سمندر قیامت کے دن تک کسی غرق ہونے والے کو قبول نہیں کرے گا۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ عزوجل نے فرعون کو غرق کیا۔ تو اس نے کہا: اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے اس حال میں دیکھتے کہ میں سمندر کے درمیان سے مٹی اٹھا رہا ہوں تو میں اسے رحمت کے پالینے کے خوف سے اس کے منہ میں دھنسا دیتا (1)۔

امام طیالسی، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتایا اگر آپ مجھے دیکھتے کہ میں سمندر کے درمیان سے مٹی اٹھا رہا ہوں تو میں اسے فرعون کے منہ میں دبا دیتا، اس ڈر سے کہ اسے رحمت پالے گی (2)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 216 (12932) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ شعب الایمان، باب فی مباعدۃ الکفار والمفسدین، جلد 7، صفحہ 45 (9393)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اگر آپ مجھے دیکھتے اس حال میں کہ میں سمندر سے کیچڑ اٹھا رہا ہوں۔ تو میں اسے اس کے منہ میں دھنسا دیتا۔ یہاں تک کہ وہ دعا کی متابعت نہ کرے۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی زیادتی کو خوب جانتا ہوں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا: زمین پر کوئی شے نہیں ہے جو میرے نزدیک فرعون سے زیادہ مبغوض ہو۔ پس جب وہ ایمان لایا تو میں اس کے منہ کو کیچڑ سے بھرنے لگا اور اسے ڈھانپنے لگا اس ڈر سے کہ اسے رحمت آپہنچے گی۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اگر آپ مجھے دیکھتے اس حال میں کہ میں ایک ہاتھ سے فرعون کو چھپا تا رہا اور اس کے منہ میں کیچڑ ڈالتا رہا تو یہ اس ڈر سے ہوا کہ اسے رحمت پالے گی اور اس کی مغفرت ہو جائے گی (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے کہا: آپ کا رب کبھی بھی کسی پر اتنا غضب ناک نہیں ہوا جتنا کہ وہ فرعون پر غضب ناک ہوا۔ جب کہ اس نے یہ کہا تھا: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (القصص: 38) ''میں تو نہیں جانتا کہ تمہارے لیے میرے سوا کوئی اور خدا ہے''۔ اور پھر کہا: فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات) ''اور کیا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں''۔ پس جب اسے غرق آپہنچا (یعنی جب وہ غرق ہونے لگا) تو اس نے مدد طلب کی۔ اور میں نے ان کے منہ میں کیچڑ ڈالنا شروع کر دیا، اس ڈر سے کہ اسے رحمت آپہنچے گی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: جس دن فرعون غرق ہوا اس دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کا عمامہ مبارک سیاہ رنگ کا تھا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی شے سے نفرت نہیں کی جتنی کہ ابلیس سے مجھے اس دن نفرت ہوئی کہ اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور اس نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور فرعون سے بڑھ کر زیادہ شدید نفرت میں نے کسی شے سے نہیں کی۔ سو جب اس کے غرق ہونے کا دن تھا۔ تو مجھے خوف لاحق ہوا کہ وہ کلمہ اخلاص کے ساتھ بچ جائے گا اور نجات پا جائے گا۔ چنانچہ میں نے کیچڑ کی ایک مشت اٹھائی اور اس کے منہ میں دبا دی۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کو پایا کہ وہ اس پر مجھ سے بھی زیادہ ناراض اور غصہ میں ہے۔ پس اس نے حضرت میکائیل علیہ السلام کو حکم دیا۔ اس نے خبردار کیا اور کہا: آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف حضرت میکائیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ اسے عار دلائے۔ چنانچہ انہوں نے کہا: آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ۔

امام ابن منذر اور طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ فرعون اثرم تھا (یعنی اس کے دانت جڑ سے ٹوٹے ہوئے تھے)

فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿٩٢﴾

''سو آج ہم بچالیں گے تیرے جسم کو (سمندر کی تند موجوں سے) تا کہ تو ہو جائے اپنے پچھلوں کے لیے (عبرت کی) نشانی۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اکثر لوگ ہماری نشانیوں سے غفلت برتنے والے ہیں''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے فرعون کو سمندر سے بچالیا اور انہوں نے اس کے غرق ہونے کے بعد اسے دیکھا (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آیت میں بِبَدَنِكَ سے مراد بِجَسَدِكَ ہے، یعنی آج ہم تیرے جسم کو بچالیں گے۔ بعض بنی اسرائیل نے فرعون کی موت کا انکار کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ساحل سمندر پر پھینکوا دیا یہاں تک کہ بنو اسرائیل نے اسے سرخ اور کوتاہ قد دیکھا گویا کہ وہ ایک بیل ہے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے جسم کو سمندر نے ساحل پر پھینک دیا۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بِبَدَنِكَ سے مراد بِدِرْعِكَ ہے یعنی آج ہم تجھے تیری زرہ کے ساتھ بچالیں گے۔ اس کی زرہ موتیوں کی تھی۔ جنگوں میں وہ اسے پہنا کرتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابوصخر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بدن سے مراد لوہے کی زرہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوجہیم موسیٰ بن سالم رحمہ اللہ سے اسی کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کے پاس ایک شے تھی جسے وہ پہنا کرتا تھا۔ اسے بدن کہا جاتا تھا اور وہ چمکتی تھی۔

امام ابن الانباری اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت یونس بن حبیب نحوی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم تجھے زمین کے بلند حصے پر رکھیں گے تا کہ وہ تجھے دیکھیں اور یقین کرلیں کہ تو مرچکا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا تو لوگوں میں سے ایک گروہ نے اس کی تصدیق نہ کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 191، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 190

باہر نکال دیا۔ تا کہ وہ ان کے لیے نصیحت اور نشانی بن جائے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً کی تفسیر میں فرمایا: تا کہ تو بنی اسرائیل کے لیے عبرت کی نشانی ہو جائے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح قرأت کی ہے: ''فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِنِدَائِكَ''۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن سمیقع یمانی اور یزید بربری رحمہما اللہ ان دونوں نے حاء کے ساتھ قرأت کی ہے یعنی ''فالیوم ننحیك ببدنك''۔

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

''اور ہم نے عطا فرمایا بنی اسرائیل کو بہترین ٹھکانا اور ہم نے انہیں پاکیزہ رزق بخشا۔ پس انہوں نے اختلاف نہ کیا حتی کہ آ گیا ان کے پاس حقیقت کا علم (اے حبیب!) بے شک آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان روز قیامت جن باتوں میں وہ جھگڑا کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شام اور بیت المقدس میں ٹھکانا عطا فرمایا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مُبَوَّاَ صِدْقٍ سے مراد منازل صدق ہیں اور وہ مصر اور شام ہیں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ دونوں نے ابن زید سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ کی تفسیر میں فرمایا: علم سے مراد وہ کتاب اللہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اور اس کا وہ امر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں ارشاد فرمایا (3)۔

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 178 (1168) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 179 (1172)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 194، بیروت

الْخٰسِرِيْنَ ﴿۹۵﴾

''اور (اے سننے والے!) اگر تجھے کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے (اپنے نبی کے ذریعے) تیری طرف اتارا تو دریافت کر ان لوگوں سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے پہلے۔ بے شک آیا ہے تیرے پاس حق تیرے رب کی طرف سے پس ہرگز نہ ہو جانا شک کرنے والوں سے اور ہرگز نہ ہونا ان لوگوں سے جنہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو، ورنہ تو ہو جائے گا نقصان اٹھانے والوں سے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ شک کیا اور نہ آپ سے سوال کیا۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ میں سوال کرتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ میں الکتاب سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔ اور الذین سے مراد وہ اہل کتاب ہیں، جنہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: تو ان سے پوچھ لے اگر تو شک میں مبتلا ہے اس بارے میں کیوں کہ آپ کا ذکر ان کے پاس لکھا ہوا ہے (2)۔

امام ابوداؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سماک حنفی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں اپنے دل میں وہ کچھ پاتا ہوں جسے بیان کرنے کی میں طاقت نہیں رکھتا۔ تو آپ نے فرمایا: کیا شک؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ اس میں کوئی بھی نہیں بچ سکا۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی یہ آیت نازل ہوئی۔ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ ...... الآیہ۔ پس جب تجھے کوئی احساس ہو یا اس میں سے کوئی شے پائے تو یہ کہا کر هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳﴾ (الحدید)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے فرمایا: قرآن کریم میں پانچ حروف ہیں وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ (ابراہیم) ''اگرچہ ان کی چالیں اتنی زبردست تھیں کہ ان سے پہاڑ اکھڑ جاتے تھے''۔ اس کا معنی ہے ان کے مکر نہیں تھے کہ ان سے پہاڑ اکھڑ جائیں لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّاۤ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ (الانبیاء) ''اگر ہمیں یہی منظور ہوتا کہ ہم (اس کائنات کو) کھیل تماشہ بنائیں تو ہم بنا لیتے اسے خود بخود (ہمیں کون روک سکتا تھا) مگر ہم ایسا کرنے والے نہیں ہیں''۔ اس میں بھی ان بمعنی ما ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ (الزخرف: 81) ''آپ فرمائیے (بفرض محال) اگر رحمٰن کا کوئی بچہ ہوتا''۔ اس کا معنی ہے رحمٰن کا بچہ نہیں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 194، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 193

1B

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ (الاحقاف:26)'' اور ہم نے ان کو وہ قوت وطاقت بخشی تھی جو ہم نے تمہیں نہیں دی''۔ اس کا معنی ہے اس میں بھی ان بمعنی ما نافیہ ہے۔ اور فرمایا فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ تو اس کا معنی بھی ہے پس آپ شک میں نہیں ہیں۔ یعنی اس میں بھی ان بمعنی ما نافیہ ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ کے بارے فرمایا: تیرا ان سے سوال کرنا میری کتاب میں تیرا غور وفکر کرنا ہے جیسا کہ تیرا یہ قول ہے سَلْ عَنْ آلِ الْمُهَلَّبِ دُوْرِهِمْ (آل مہلب سے ان کے گھروں کے بارے پوچھ لے)

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَ لَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾

''بے شک وہ لوگ ثابت ہو چکی ہے جن پر آپ کے رب کی بات وہ ایمان نہیں لائیں گے اگرچہ آ جائیں ان کے پاس ساری نشانیاں جب تک وہ نہ دیکھ لیں دردناک عذاب''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ثابت ہو چکی ہے۔ اس کے عوض جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے (1)۔

فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۚ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾ وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۚ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾

''پس کیوں نہ ایسا ہوا کہ کوئی بستی ایمان لاتی تو نفع دیتا اسے اس کا ایمان (کسی سے ایسا نہ ہوا) بجز قوم یونس کے۔ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے دور کر دیا ان سے رسوائی کا عذاب دنیوی زندگی میں اور ہم نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں ایک مدت تک اور اگر چاہتا آپ کا رب تو ایمان لے آتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب۔ کیا آپ مجبور کرنا چاہتے ہیں لوگوں کو یہاں تک کہ وہ مومن بن جائیں''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حرف اس طرح ہیں۔ ''فَهَلَّا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ'' (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 199

امام ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے بیان کیا ہے کہ وہ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ میں کہتے ہیں کہ کوئی بستی ایمان نہیں لائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی فَلَوْ لَا ہے وہ ''فھلا'' کے معنی میں ہے سوائے دو مقام کے۔ ایک سورہ یونس میں ہے فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ اور دوسرا سورہ ہود میں ہے فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ (ہود:116)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں فَلَوْ لَا كَانَتْ بمعنی فلم تکن ہے یعنی کوئی بستی ایمان نہیں لائی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے پہلے والی امتوں میں نہیں ہوا کہ کسی بستی والوں نے کفر کیا اور پھر اس وقت ایمان لائے جب عذاب دیکھ لیا تو سوائے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے ان کے ایمان نے انہیں کوئی نفع نہیں دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی استثناء کی اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سرزمین موصل میں نینویٰ میں تھی۔ جب انہوں نے اپنے نبی علیہ السلام کو مفقود پایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں توبہ ڈال دی پس انہوں نے ٹاٹ پہنا اور مویشیوں کو نکالا اور چوپاؤں اور ان کے بچوں کے درمیان علیحدگی کر دی۔ وہ چالیس صبحوں تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چیختے چلاتے رہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے پہچان لیا کہ ان کے دلوں میں سچ ہے اور جو کچھ ان سے ماضی میں صادر ہوا ہے اس پر وہ نادم ہیں اور اس سے رجوع کر رہے ہیں تو ان سے عذاب دور فرما دیا۔ اس کے بعد کہ وہ ان پر نمودار ہو چکا تھا اور ان کے اور عذاب کے درمیان صرف ایک میل کا فاصلہ تھا (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کوئی بستی نہیں گزری جو کہ ایمان لائی ہو اور اس کے ایمان نے اسے نفع دیا ہو جب کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو چکا۔ سوائے حضرت یونس علیہ السلام کی بستی کے (2)۔

امام ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا فرمایا جب کہ انہوں نے دعا کی۔

امام ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہما اللہ نے السنۃ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک خوف اور ڈر تقدیر کو رد نہیں کرتا بلکہ دعا تقدیر کو رد کر دیتی ہے۔ اسی لیے کتاب اللہ میں ہے: اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے بے شک دعا قضاء کو رد کر دیتی ہے۔ تحقیق آسمان سے یہ نازل ہوا ہے، اگر تم چاہو تو پڑھو اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ پس انہوں نے دعا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 197، بیروت 2۔ ایضاً

مانگی تو عذاب ان سے پھر گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی۔ جب انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو آپ نے ان کے ساتھ عذاب کا وعدہ کیا اور فرمایا: بے شک فلاں فلاں دن تم پر عذاب آ جائے گا پھر خود ان سے نکل گئے۔ جب انبیاء علیہم السلام اپنی قوم کو عذاب کی وعید سناتے تو خود نکل جاتے تھے۔ پس جب عذاب ان کے قریب آ گیا تو وہ باہر نکلے اور انہوں نے عورت اور اس کے بچے کے درمیان، بکریوں اور ان کے بچوں کے درمیان علیحدگی اور تفریق کر دی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی عجز و انکساری کرتے ہوئے نکلے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے صدق کو جان لیا اور ان پر رحمت کی نظر فرمائی اور ان سے عذاب کو پھیر دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام راستے میں بیٹھے تھے کہ وہ کسی خبر دینے والے سے پوچھیں گے۔ پس ان کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ تو آپ نے پوچھا: میں قوم کی طرف لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔ حالانکہ میں نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے اور آپ انتہائی غضب ناک ہو کر چل پڑے۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب اترا یہاں تک کہ ان کے درمیان اور عذاب کے درمیان صرف ایک میل کی دو تہائی مقدار کا فاصلہ تھا۔ سو جب انہوں نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور فرما دیا (1)۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عذاب نے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کو اس طرح ڈھانپ لیا جس طرح قبر کو اس وقت کپڑے کے ساتھ ڈھانپا جاتا ہے جب کہ صاحب قبر کو اس میں داخل کیا جاتا ہے اور آسمان نے خون برسایا (2)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد نے الزہد میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ نکلے اور ایک ٹیلے پر جا کر اترے۔ انہوں نے ہر جانور اور اس کے بچے کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اور چالیس راتوں تک اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یوم عاشورا (دسویں محرم الحرام) کو حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو ایک بستی کی طرف بھیجا گیا کہا جاتا ہے کہ وہ دریائے دجلہ کے کنارے پر تھی۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالخلد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کو عذاب نے ڈھانپ لیا تو وہ اپنے بقیہ علماء میں سے ایک شیخ کے پاس گئے اور یہ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 197، بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً

کی آپ کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ کہو: يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ وَيَا حَيُّ مُحْيِي الْمَوْتِ وَيَا حَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔ پس انہوں نے یہ کہا تو ان سے عذاب دور ہو گیا(1)۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تقدیر سے ڈرنا نجات نہیں دلا سکتا۔ البتہ دعا بلا کو دور کر دیتی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ إِلٰى حِيْنٍ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کے خلاف بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ صبح کے وقت ان پر عذاب نازل ہوگا۔ تو انہوں نے کہا: یونس علیہ السلام نے جھوٹ نہیں بولا۔ ہم صبح کے وقت عذاب سے دوچار ہوں گے۔ پس آؤ تاکہ ہم ہر شے کے بچوں کو نکالیں۔ ہم انہیں اپنے بچوں کے ساتھ رکھیں گے، شاید اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ پس انہوں نے عورتوں کو نکالا، ان کے ساتھ بچے بھی تھے انہوں نے اونٹ نکالے اور ان کے ساتھ ان کے بچے بھی تھے انہوں نے گائیں نکالیں، ان کے ساتھ ان کے بچھڑے بھی تھے۔ انہوں نے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ نکالے اور ان کے ساتھ ان کے بچے بھی تھے۔ پس انہوں نے انہیں اپنے سامنے رکھا اور عذاب آ گیا۔ پس جب انہوں نے عذاب دیکھا۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پناہ لی اور دعا کی عورتیں اور بچے رونے لگے اونٹ اور ان کے بچے بلبلائے۔ گائیں اور ان کے بچھڑے ڈکارنے لگے۔ بکریوں اور ان کے بچوں نے اپنی آواز نکالنا (میں میں کرنا) شروع کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور ان سے دور دراز پہاڑوں کی جانب عذاب پھیر دیا۔ پس ان پر قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَ النُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْۤا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 199، بیروت

يَتَوَفّٰكُمْ ۚۖ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰۴ وَ اَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝۱۰۵ وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۶

''اورکوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ وہ ایمان لا سکے بغیر حکم الٰہی کے۔ اور (سنت الٰہی یہ ہے کہ) وہ ڈالتا ہے (گمراہی کی) آلودگی ان لوگوں پر جو بے سمجھ ہیں۔ فرمایئے غور سے دیکھو! کیا کیا (عجائبات) ہیں آسمانوں اور زمین میں اور فائدہ نہیں پہنچاتیں آیتیں اور ڈرانے والے اس قوم کو جو ایمان نہیں لانا چاہتے۔ پس وہ انتظار نہیں کر رہے مگر ان لوگوں جیسے حالات کا جو گزر چکے ہیں ان سے پہلے۔ آپ فرمایئے اچھا انتظار کرو بے شک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں (جب وہ عذاب آجائے گا) پھر ہم بچالیں گے اپنے رسولوں کو اور انہیں جو ایمان لائے۔ بلاشبہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ ہمارے ذمہ ہے کہ ہم بچالیں گے اہل ایمان کو فرمایئے اے لوگو! اگر تمہیں کچھ شک ہو میرے دین کے بارے میں تو (سن لو) میں عبادت نہیں کرتا ان (بتوں) کی جن کی تم پوجا کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ لیکن میں تو عبادت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو مارتا ہے تمہیں۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہو جاؤں اہل ایمان سے نیز (مجھے حکم دیا گیا ہے کہ) اپنا رخ سیدھا کر لے۔ اس دین کی طرف ہر کجی سے بچتے ہوئے اور ہرگز نہ ہو جانا شرک کرنے والوں سے اور نہ عبادت کر اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ نفع پہنچا سکتا ہے تجھے اور نہ ضرر پہنچا سکتا ہے تجھے۔ اور اگر تو ایسا کرے گا تو پھر تیرا شمار ظالموں میں ہوگا''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ رجس سے مراد سخط (ناراضگی، غصہ) ہے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الرجس سے مراد شیطان ہے اور الرجس سے مراد عذاب بھی ہے۔

امام ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ کے ضمن میں کہتے ہیں کہ عن قوم کی بجائے ''عِنْدَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ'' ہے اور یہ اس ارشاد کی ناسخ ہے۔ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝۵ (القمر)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہونے والے وہ واقعات جو ان لوگوں میں واقع ہوئے جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جیسا قوم نوح، عاد اور ثمود وغیرہ (2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 202

انہیں اپنے عذاب، سزا اور عقوبت سے ڈرایا۔ پھر انہیں آگاہ کیا کہ جب بھی ان میں سے کوئی امر واقع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور ان پر اعمال لانے والوں کو نجات دی۔ چنانچہ فرمایا: ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔(1)

وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾

''اور اگر پہنچائے تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف تو نہیں کوئی دور کرنے والا اسے بجز اس کے اور اگر ارادہ فرمائے تیرے لیے کسی بھلائی کا تو کوئی رد کرنے والا نہیں اس کے فضل کو۔ سرفراز فرماتا ہے اپنے فضل وکرم سے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور وہی بہت مغفرت فرمانے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: بِخَيْرٍ بمعنیٰ ''بعافية'' ہے۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ تیری عافیت کا ارادہ فرمائے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تین آیات ہیں میں نے انہیں کتاب اللہ میں پایا اور تمام مخلوق کے مقابلے میں انہیں پر اکتفا کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عامر بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کتاب اللہ میں تین آیات ہیں، میں نے تمام مخلوق کے مقابلہ میں انہیں پر اکتفاء کیا ہے۔ ان میں سے پہلی یہ ہے: وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ۔ دوسری یہ ہے: مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ (فاطر:2) ''جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (اپنی) رحمت سے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے، تو اسے کوئی دینے والا نہیں''۔ اور تیسری آیت یہ ہے: وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود:6) ''اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق''(2)۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے زمانے کے لیے بھلائی اور نیکی تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوشبو کے لیے اپنے آپ کو پیش کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی خوشبوئیں اپنے بندوں میں سے جن تک چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے التجاء کرو کہ وہ تمہاری شرم گاہوں کو ستر عطا کرے اور تمہیں خوف اور لڑائی سے محفوظ و مامون رکھے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 202، بیروت

2۔ شعب الایمان، باب التوکل والتسلیم، جلد 2، صفحہ 112 (1326) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 42 (1121) باب فی الرجاء من اللہ

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بعینہ اسی طرح موقوف روایت نقل کی ہے (1)۔

قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾

"(اے حبیب!) فرمایئے اے لوگو! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس حق تمہارے رب کی طرف سے۔ تو جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ ہدایت قبول کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو وہ گمراہ ہوتا ہے اپنی تباہی کے لیے۔ اور میں تم پر نگران نہیں ہوں اور (اے حبیب!) آپ پیروی کرتے رہیں جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف اور (ظلم کفار پر) صبر کیجئے۔ یہاں تک کہ فیصلہ فرمادے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد باری تعالیٰ قَدْ جَاءَكُمُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ اور وَإِن يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ ۖ وَإِن يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهِ کے ضمن میں فرمایا یہی حق ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ منسوخ ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ساتھ جہاد کرنے اور ان پر شدت کرنے کا حکم فرمایا (1)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 112 (35594) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 205، بیروت

آیاتہا ۱۲۳ ｜ سُوْرَۃُ ھُوْدٍ مَکِّیَّۃٌ ۱۱ ｜ رکوعاتہا ۱۰

امام نحاس نے تاریخ میں، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ ہود مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۂ ہود مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام دارمی، ابوداؤد نے مراسیل میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ ہود جمعہ کے دن پڑھا کرو(1)۔

امام ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے مسروق کی سند سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ پر بڑھاپا بہت تیزی سے آیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: سورۂ ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے(2)۔

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ کی جانب بڑھاپا بہت تیزی سے بڑھا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: سورۂ ہود اور اس کی اخوات، واقعہ، الحاقہ، عم یتساءلون اور ہل اتاک حدیث الغاشیہ نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ کے سر کو کس شے نے بوڑھا کر دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سورۂ ہود اور اس کی اخوات نے بڑھاپے سے پہلے ہی مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ پھر آپ نے عرض کی: اس کی اخوات کون سی سورتیں ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اذا وقعت الواقعۃ، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: آپ کو بڑھاپے نے جلدی آلیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سورۂ ہود اور مفصل میں سے اس کی اخوات نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے(3)۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے یزید الرقاشی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ کو بڑھاپے نے جلدی آلیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ سورۂ ہود اور اس کی اخوات یعنی الواقعہ، القارعہ، الحاقہ، اذا الشمس کورت اور سال سائل نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے(4)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 472، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 4، صفحہ 173، دار الفکر بیروت
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 370، دار الصمیعی الریاض
4۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماورد فی شعرہ وشیبہ وخضابہ، جلد 4، صفحہ 174، دار الفکر بیروت

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن ابی عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود اور واقعہ نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے (1)۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود، واقعہ، مرسلات، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ اسے سعید بن منصور، امام احمد نے الزہد میں، ابو یعلی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ سے مرسل روایت کیا ہے (2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھاپے نے آپ کو جلدی آلیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں سورۂ ہود اور اس کی اخوات نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی اخوات، اقتربت الساعۃ، المرسلات اور اذا الشمس کورت سورتیں ہیں (3)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو بوڑھے ہو چکے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود، واقعہ، عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی شے نے آپ کو بوڑھا کر دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود اور واقعہ نے (4)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود اور اس کی اخوات نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے (5)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود اور اس کی اخوات یعنی الواقعہ، الحاقہ اور اذا الشمس کورت نے بوڑھا کر دیا ہے (6)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی: آپ بوڑھے ہو گئے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود، اذا الشمس کورت اور ان دونوں کی اخوات نے بوڑھا کر دیا ہے۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب ما ورد فی شعرہ وشیبہ وخصابہ، جلد 4، صفحہ 164
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 372
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 4، صفحہ 170
4۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 126، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 287
6۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 148، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابو یعلی، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو دیکھ رہے ہیں کہ آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود اور اس کی اخوات نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے (1)۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صحابہ کرام نے عرض کی: آپ کو بڑھاپا جلدی آپہنچا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود اور مفصل میں سے اس کی اخوات نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود اور اس کی اخوات اور ان افعال نے جو مجھ سے پہلی امتوں نے کیے ان سب نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے (3)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابوالشیخ نے ابو عمران الجونی رحمہم اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ ہود اور اس کی اخوات، یوم قیامت کے ذکر اور سابقہ امتوں کے قصص و واقعات نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں ابو علی سری رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے یہ مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ تو میں نے عرض کی: کیا اس میں سے انبیاء کرام علیہم السلام کے قصص اور امتوں کے ہلاک ہونے کے واقعات نے آپ کو بوڑھا کر دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد نے فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ (ہود: 112) "پس آپ ثابت قدم رہیے جیسے آپ کو حکم دیا گیا ہے" (4)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ﴿1﴾ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّ بَشِيْرٌ ۙ﴿2﴾ وَّ اَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ يُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ؕ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

1۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 123، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 4، صفحہ 175، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 176 4۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 472، دار الکتب العلمیہ بیروت

كَبِيْرٍ ۝ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

"الف، لام، را، یہ وہ کتاب ہے محفوظ و مستحکم بنادی گئی ہیں جس کی آیتیں۔ پھر ان کی وضاحت کر دی گئی ہے بڑے دانا اور ہر چیز سے باخبر (خدا) کی طرف سے کہ تم نہ عبادت کرو مگر صرف اللہ کی۔ بے شک میں تمہیں اس کی طرف سے ڈرانے والا اور خوش خبری دینے والا ہوں اور یہ کہ مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر (صدق دل سے) متوجہ ہو جاؤ اس کی طرف وہ لطف اندوز کرے گا تمہیں زندگی کی راحتوں سے اچھی طرح مقرر میعاد تک اور عطا کرے گا ہر زیادہ نیکی کرنے والے کو اس کی زیادہ نیکی (کا ثواب) اور اگر تم (یونہی) روگردان رہے تو میں اندیشہ کرتا ہوں تم پر بڑے دن کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی طرف ہی تمہیں لوٹ کر جانا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے یہ آیت پڑھی الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ اور فرمایا یہ یعنی کہ سورۂ ہود ساری کی ساری مکی سورت ہے اور اسے مستحکم اور محفوظ بنادیا گیا ہے۔ ثُمَّ فُصِّلَتْ فرمایا پھر حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الطیب التحیۃ والثناء کا ذکر فرمایا: اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مخالفین کے درمیان فیصلہ فرمایا اور ساری آیت کو دو فریقوں کی مثل پڑھا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام اور پھر حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کا ذکر کیا۔ پس یہی اس کی تفصیل ہے اور اس کا اول محکم ہے۔ زید بن اسلم نے کہا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ اسی طرح کہتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ کی تفسیر میں کہا ہے کہ اسے مستحکم کیا گیا ہے، امر و نہی کے ساتھ اور وہ وعدہ و وعید کے ساتھ اس کی تفصیل بیان کی گئی ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فُصِّلَتْ کا معنی فسرت ہے یعنی اس کی تفسیر بیان کی گئی ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے باطل سے محفوظ کر دیا ہے پھر اپنے علم کے ساتھ اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے اور حلال و حرام اور طاعت و معصیت کا تفصیلی ذکر کیا ہے اور مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ میں لَّدُنْ بمعنی عند ہے یعنی مِنْ عِنْدِ حَكِيْمٍ۔ (بڑے دانا کی جانب سے اس کی وضاحت کر دی گئی) يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا کی وضاحت میں فرمایا: پس تم ان راحتوں میں ہو۔ لہٰذا تم اس سامان راحت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے حق کی معرفت کے ساتھ لے لو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ منعم (نعمتیں عطا فرمانے والا) ہے اور وہ شکر گزاروں کو بہت پسند کرتا ہے اور اہل شکر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے مزید عطا کیا جاتا ہے اور یہی اس کا وہ فیصلہ ہے جو اس نے فرما دیا ہے اور اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى سے موت کا وقت مراد ہے وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ اور وہ آخرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 206، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 207

میں (ہر زیادہ نیکی کرنے والے کو اس کی نیکی کا زیادہ ثواب عطا فرمائے گا)(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ کی تفسیر میں فرمایا: یعنی جتنا اس نے اپنے مال میں سے خرچ کیا، یا اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں یا کلام سے عمل کیا یا اس کے حکم سے جو اس نے اپنے مال کے سبب احسان کیا (اللہ تعالیٰ اس کا ثواب اسے عطا فرمائے گا)(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اسلام میں ہر زیادہ نیکی کرنے والے کو آخرت میں زیادہ درجات عطا فرمائے گا۔

ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جو کوئی ایک گناہ کرے اس پر ایک گناہ ہی لکھا جاتا ہے اور جو کوئی ایک نیکی کرے اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ سو اگر اسے گناہ کی سزا دے دی گئی تو یہ دنیا میں اس کا عمل ہے۔ اس کے لیے دس نیکیاں باقی رہیں گی اور اگر دنیا میں اسے گناہ کی سزا نہ دی گئی تو اس کی دس نیکیوں میں سے ایک لے لی جائے گی اور اس کے لیے نو نیکیاں باقی رہیں گی۔ پھر آپ فرماتے ہیں: جس کی ایک دس پر غالب آ گئی وہ ہلاک ہو گیا (3)۔

اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ ؕ اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ ۙ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

”سنو! وہ دوہرا کر رہے ہیں اپنے سینوں کو تا کہ چھپالیں اللہ تعالیٰ سے (اپنے دلوں کا بغض) سنتے ہو! جس وقت وہ خوب اوڑھ لیتے ہیں اپنے کپڑے تو اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ خود جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں (پوشیدہ) ہے“۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن عباد بن جعفر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا لوگ خلوت اختیار کرنے سے حیا محسوس کرتے تھے کہ وہ اس راز کو آسمان تک ظاہر کر دیں۔ اور وہ اپنی عورتوں سے مجامعت کرنے میں حیا محسوس کرتے تھے کہ وہ اس راز کو آسمان تک ظاہر کر دیں۔ تو انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح قرأت کی ہے اَلَاۤ اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوملیکہ رحمہ اللہ کی سند سے یہ ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 09-08-207، (متفرقاً)
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 209
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 210
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 213
5۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 4، صفحہ 1723، دار ابن کثیر دمشق

میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے سنا ہے: اَلَاۤ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ فرمایا وہ اپنی عورتوں کے پاس نہیں آتے تھے اور نہ ہی پیشاب کے لیے مگر اس طرح کہ وہ اپنے کپڑوں کے ساتھ اپنے آپ کو چھپا لیتے۔ اس لیے کہ وہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ اپنی شرم گاہوں کو آسمان تک کھول دیں (1)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اَلَاۤ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور برائی کے عمل میں شک کی بناء پر وہ اپنے سینوں کو دوہرا کر رہے ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد بن الہاد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ منافقین میں کوئی جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرتا تو وہ اپنے سینے کو دوہرا کر لیتا اور اپنے آپ کو اپنے کپڑے سے چھپا لیتا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ نہ لیں۔ چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کے سینے حق کے بارے میں شک وشبہ ہونے کی بنا پر تنگ ہوتے ہیں۔ لِيَسۡتَخۡفُوۡا مِنۡهُ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے چھپا لیں اگر وہ طاقت رکھیں (4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ جس وقت کہ وہ اپنے گھروں کے اندر رات کی تاریکی میں (اپنے کپڑے خوب اوڑھ لیتے ہیں) (5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ ان میں سے کوئی اپنی پیٹھ کو ٹیڑھا کرتا تھا اور اپنے کپڑے سے ڈھانپ لیتا تھا (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے سینے جھکا لیتے تھے تاکہ وہ کتاب اللہ نہ سنیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ مَا يُسِرُّوۡنَ سنتے ہو! جو کچھ ابن آدم چھپاتا ہے جب کہ وہ اپنی پیٹھ ٹیڑھی کر لے اور اپنا کپڑا خوب اوڑھ لے اور اپنے ارادے کو اپنے دل میں چھپا لے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بھی جانتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شے مخفی نہیں ہے (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ جو کچھ وہ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں اَلَا حِيۡنَ يَسۡتَغۡشُوۡنَ ثِيَابَهُمۡ ۙ يَعۡلَمُ اور جو وہ رات اور دن کے اعمال کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ انہیں خوب جانتا ہے) (8)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے: يَثۡنُوۡنَ صُدُوۡرَهُمۡ کا معنی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 11، صفحہ 213، بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 211
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 212
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 213

کہ وہ اپنے سروں کو جھکاتے ہیں اور اپنی پیٹھوں کو ٹیڑھا کرتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے: اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ یعنی جب کہ (وہ یہ عمل کرتے ہیں) رات کی تاریکی میں اور لحاف میں چھپ کر۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ يَثْنُوْنَ کا معنی ہے يُكِبُّوْنَ۔ یعنی وہ اپنے سینوں کو کبڑا (دہرا) کر لیتے ہیں۔ اور يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ کا معنی ہے وہ اپنے سروں کو ڈھانپ لیتے ہیں۔

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝۶

''اور نہیں کوئی جاندار زمین میں مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کا رزق۔ وہ جانتا ہے اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو اور اس کے امانت رکھے جانے کی جگہ کو۔ ہر چیز روشن کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے''۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوالخیر بصری سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو مجھ سے محبت کرتا ہے اور پھر صبح و شام میرے ساتھ بدگمانی بھی کرتا ہے۔ کیا تیرے لیے قابل اعتبار نہیں کہ اگر تو سات زمینیں پھاڑ ڈالے تو میں تجھے چیونٹی دکھاؤں گا کہ اس کے منہ میں گندم کا دانہ ہے اور میں نے اسے بھلایا نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے یعنی کسی جاندار کے پاس جو رزق بھی آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے آتا ہے اور بسا اوقات وہ اسے رزق نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ بھوکا مر جاتا ہے۔ لیکن اس کے لیے جو رزق بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے(1)۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اشعریین یعنی ابوموسیٰ، ابومالک اور ابو عامر نے اپنے میں سے ایک جماعت میں جب ہجرت کی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان سے سامان خوراک ختم ہو گیا۔ تو انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیجا تا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لے آئے۔ چنانچہ جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہنچا تو اس نے آپ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا الآیہ۔ تو اس آدمی نے کہا: اشعریون اللہ تعالیٰ کے نزدیک چوپاؤں سے تو حقیر نہیں ہیں چنانچہ وہ لوٹ گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر نہ ہوا اور جا کر اپنے ساتھیوں کو کہا تمہیں بشارت ہو تمہارے پاس غوث آیا ہے۔ انہوں نے تو صرف یہی گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ وعدہ فرمایا ہے۔ پس ابھی وہ اس کیفیت میں تھے کہ اچانک ان کے پاس دو آدمی آئے۔ وہ دونوں روٹی اور گوشت سے بھرے ہوئے پیالے اٹھائے ہوئے تھے۔ پس انہوں نے جو چاہا وہ کھا لیا، پھر آپس میں ایک دوسرے کو کہا: اگر ہم یہ کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لوٹا دیں تا کہ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے ساتھ آپ اپنی حاجت پوری کرسکیں۔ تو دو آمیوں نے دو آدمیوں کو کہا یہ کھانا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو کیونکہ ہم تو اپنی حاجت پوری کر چکے ہیں۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جو کھانا آپ نے بھیجا ہے ہم نے اس سے زیادہ اور اس سے لذیذ تر کوئی کھانا نہیں دیکھا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے تمہاری طرف کھانا بھیجا ہے؟ تو انہوں نے آپ ﷺ کو بتایا کہ انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو بھیجا تھا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تو جو ہوا تھا اس نے وہ سب کچھ آپ ﷺ کے گوش گزار کر دیا۔ اور جو اس نے اپنے ساتھیوں کو جا کر کہا تھا وہ بھی عرض کر دیا تو سب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' ذٰلِكَ شَيْءٌ رَزَقَكُمُوْهُ اللّٰهُ۔ وہی شے ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ رزق عطا فرمایا ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: **مُسْتَقَرَّهَا** سے مراد پناہ لینے کی جگہ ہے اور **مُسْتَوْدَعَهَا** سے مراد مرنے کی جگہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس کے پناہ لینے کی جگہ اور مرنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے) (2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے وقت اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور جہاں وہ مرے گا اس جگہ کو بھی جانتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے **وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا** کے ضمن میں فرمایا ہے کہ اس کا رزق اس تک پہنچتا ہے جہاں بھی وہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ارحام میں اس کے ٹھہرنے کی جگہ اور اس کے امانت رکھے جانے کی جگہ یعنی جہاں وہ مرے گا کو بھی جانتا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے (3)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کی موت جس سرزمین میں ہو تو اس کا کوئی کام اس سرزمین میں مقدر کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس مخصوص جگہ کی انتہا تک پہنچتا ہے تو اس کی جان قبض کر لی جاتی ہے اور وہ زمین قیامت کے دن کہے گی: یہ ہے وہ جو تو نے میرے پاس امانت رکھا تھا (4)۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ

1۔ نوادر الاصول، باب فی ان ابا موسیٰ اوتی مزمارا من مزامیر آل داؤد، صفحہ 54-253، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، باب الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 172، دار الکتب العلمیہ بیروت

مَّبۡعُوۡثُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡمَوۡتِ لَيَقُوۡلَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۞

''اور وہی (خدا) ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں۔ اور (اس سے پہلے) اس کا عرش پانی پر تھا (زمین اور آسمان پیدا کیے) تا کہ آزمائے تمہیں کہ تم میں سے کون اچھا ہے عمل کے لحاظ سے۔ اور اگر آپ (انہیں) کہیں کہ یقیناً تم اٹھائے جاؤ گے موت کے بعد تو ضرور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا ہوا''۔

امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اہل یمن نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس امر (کائنات) کی ابتدا کے بارے میں بتایئے یہ کیسے تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر شے سے پہلے تھا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اللہ نے ہر شے کا ذکر لوح محفوظ میں لکھ دیا اور آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا۔ اتنے میں ایک ندا دینے والے نے بلایا: اے ابن حصین! تیری اونٹنی چلی گئی۔ پس میں چلا گیا۔ جب کہ اس کے سامنے سراب یعنی صحراء کی ریت تھی جسے طے کر رہی تھی۔ قسم بخدا! میرے لیے پسندیدہ یہ تھا کہ میں اسے چھوڑ دیتا (1)۔

امام طیالسی، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ عماء میں تھا اس کے نیچے بھی ہوا تھی اور اس کے اوپر بھی ہوا تھی اور اس نے اپنا عرش پانی پر تخلیق فرمایا۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلۡعَمَاءُ اَیۡ لَیۡسَ مَعَهٗ شَیۡءٌ۔ یعنی عماء سے مراد وہ ہے جس کے ساتھ اور کوئی شے نہ ہو (یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات موجود تھی جب کہ اور کوئی شے نہ تھی) (2)۔

امام مسلم، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے تمام مخلوق کی تقادیر کو مقدر فرما دیا۔ اس وقت اس کا اپنا عرش پانی پر تھا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم حاضر ہوئی اور عرض کی: ہم حاضر ہوئے ہیں تا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کریں اور آپ سے دین کی تعلیم حاصل کریں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کائنات کی ابتدا کے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 32-431، دار صادر بیروت 2۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 5، صفحہ 269، القاہرہ
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب حجاج آدم وموسیٰ علیہما السلام، جلد 16، صفحہ 166، دار الکتب العلمیہ بیروت

بارے میں پوچھیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات موجود تھی اور اس کے سوا کوئی شے نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ اور اس نے ہر شی الذکر (لوح محفوظ) میں لکھ دی پھر اس نے سات آسمانوں کو تخلیق فرمایا۔ پھر ایک آنے والا میرے پاس آیا اور اس نے کہا: تیری ناقہ چلی گئی ہے پس میں نکل گیا اور اس کے سامنے سراب (صحرا کی ریت) طے ہو رہا تھا۔ سو میں نے پسند کیا کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہوتا (1)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان سے ارشاد باری تعالیٰ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ کے بارے پوچھا گیا کہ وہ کون سی شے پر تھا؟ تو آپ نے فرمایا۔ وہ سطح ہوا پر تھا (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ کسی اور شے کو پیدا کرنے سے قبل آپ کا عرش پانی پر تھا (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ دونوں نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا عرش پانی پر تھا پس جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا اور اس پانی کو دو قسموں میں تقسیم فرما دیا۔ پس ایک حصہ کو پتھر کی صورت میں عرش کے نیچے رکھ دیا اور وہی ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ اس سے ایک قطرہ بھی نہیں گرے گا۔ یہاں تک کہ صور میں پھونک دیا جائے گا (یعنی قیامت برپا ہو جائے گی) سو اس سے شبنم کی مثل (باریک قطرے) نازل ہوں گے اور اس سے اجسام زندہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے دوسرے نصف کو سب سے نچلی زمین کے نیچے رکھ دیا۔

امام داؤد بن محبر نے کتاب العقل میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم نے تاریخ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کا معنی کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عقل کے اعتبار سے کون اچھا ہے؟ پھر فرمایا: تم میں سے عقل کے اعتبار سے کون زیادہ حسین ہے جو اللہ تعالیٰ کی محارم سے زیادہ بچنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کو زیادہ جاننے والا ہے۔ "قَالَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَقْلًا ثُمَّ قَالَ وَاَحْسَنُكُمْ عَقْلًا، اَوْرَعُكُمْ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ وَاَعْلَمُكُمْ بِطَاعَةِ اللّٰهِ" (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا لِيَبْلُوَكُمْ یعنی تاکہ جن وانس کو آزمائے (5)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے "لِيَبْلُوَكُمْ اَیْ لِيَخْتَبِرَكُمْ۔ تاکہ وہ تمہیں آزمائے۔ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تم میں سے عقل کے اعتبار سے کون کامل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سفیان نے کہا یہ معنی ہے: تم میں سے کون دنیا سے زیادہ دور رہنے والا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 8
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 10 5۔ ایضاً

رہا یہ ارشاد گرامی وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ تو ابو الشیخ نے زائدہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سلمان بن موسیٰ نے سورہ ہود میں ساتویں آیت کے اختتام پر سَاحِرٌ مُّبِیْنٌ پڑھا ہے۔

وَ لَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ
اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸﴾ وَ لَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ
لَيَـُٔوْسٌ كَفُوْرٌ ﴿۹﴾ وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ
ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ ﴿۱۰﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ
بَعْضَ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ وَ ضَآئِقٌۢ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ
عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
وَّكِيْلٌ ﴿۱۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ
مُفْتَرَيٰتٍ وَّ ادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۳﴾
فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ
فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾

"اور اگر ہم ملتوی کر دیں ان سے عذاب کچھ عرصہ تک تو (ازراہ مذاق) کہیں گے کہ کس چیز نے روک دیا ہے اس عذاب کو۔ وہ کان کھول کر سن لیں جس دن عذاب آجائے گا ان پر تو نہیں پھیرا جا سکے گا ان سے اور گھیرے گا انہیں وہ (عذاب) جس کا وہ تمسخر اڑایا کرتے تھے اور اگر ہم چکھائیں کسی انسان کو اپنی طرف سے رحمت (کا مزہ) پھر ہم چھین لیں اس رحمت کو اس سے تو وہ بڑا مایوس (اور) ناشکرا بن جاتا ہے۔ اور اگر ہم چکھاتے ہیں اسے کوئی نعمت اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تو وہ کہہ اٹھتا ہے کہ دور ہوگئیں سب تکلیفیں مجھ سے۔ بے شک وہ بڑا خوش ہونے والا اترانے والا ہے۔ مگر وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں (وہ ایسے کم ظرف نہیں ہوتے) وہی ہیں جن کے لیے بخشش بھی ہے اور بڑا اجر بھی پس کیا یہ ہوسکتا ہے کہ آپ چھوڑ دیں کچھ حصہ اس کا

جو وحی کی جاتی ہے آپ کی طرف اور تنگ ہو جائے اس کے ساتھ آپ کا سینہ (اس اندیشہ سے) کہ کافر یہ کہیں گے کہ کیوں نہ اتارا گیا اس پر خزانہ یا کیوں نہ آیا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ، آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے۔ کیا کفار کہتے ہیں کہ اس نے یہ (قرآن خود) گھڑ لیا ہے۔ آپ فرمائیے (اگر ایسا ہے) تو تم بھی لے آؤ دس سورتیں اس جیسی گھڑی ہوئی اور بلا لو (اپنی مدد کے لیے) جس کو بلا سکتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا اگر تم (اس الزام تراشی میں) سچے ہو۔ پس اگر وہ نہ قبول کر سکیں تمہاری دعوت تو پھر جان لو کہ یہ قرآن محض علم الٰہی سے اتارا گیا ہے اور (یہ بھی جان لو کہ) نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ پس کیا (اب) تم اسلام لے آؤ گے؟''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (الانبیاء: 1) '' قریب آ گیا ہے لوگوں کے لیے ان کے (اعمال کے) حساب کا وقت''۔ تو لوگوں نے کہا: بے شک قیامت قریب آ گئی ہے پس وہ رک گئے اور وہ تھوڑا سا وقت رکے رہے اور پھر اپنے برے اعمال کی طرف لوٹ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (النحل: 1) '' قریب آ گیا ہے حکم الٰہی پس اس کے لیے عجلت نہ کرو''۔ تو لوگوں نے کہا: یہ اہل ضلالت ہیں، اللہ تعالیٰ کا حکم قریب آ گیا ہے۔ تو لوگ (برے اعمال) سے باز آ گئے۔ لیکن پھر اپنے مکر و فریب اور بری تدبیروں کی طرف لوٹ آئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نال فرمائی: وَ لَىِٕنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ کا معنی بیان کیا ہے: اِلٰى اَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ۔ یعنی معین وقت تک (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَّیَقُوْلُنَّ مَا یَحْبِسُهٗ کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اسے جھٹلاتے ہوئے کہیں گے کس چیز نے اس عذاب کو روک دیا ہے حالانکہ ایسی کوئی شے نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وہ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ کے ضمن میں کہتے ہیں کہ وہ عذاب واقع ہوا جس کے ساتھ وہ استہزاء اور تمسخر کرتے رہے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے وَ لَىِٕنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ...... الآیہ۔ کے ضمن میں حضرت ابن جریج سے یہ قول بیان کیا ہے: اے ابن آدم! جب تیرے پاس خوش حالی اور امن و عافیت جیسی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں موجود ہوں تو تو ان کی ناشکری کرتا ہے۔ اور جب وہ نعمتیں تجھ سے چھین لی جائیں اور رب کریم تجھے ان سے فارغ کر دے تو پھر تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مایوس اور اس کی رحمت سے بالکل ناامید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح منافق اور کافر کا معاملہ ہے اور ارشاد ربانی وَ لَىِٕنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ سے لے کر ذَهَبَ السَّیِّاٰتُ عَنِّیْ تک کی تفسیر میں فرمایا: تو یہ اسے اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیتی ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ کے خلاف جرات دلاتی ہے۔ اس طرح وہ انتہائی خوش ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس طرح خوش ہونے والوں کو پسند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

نہیں کرتا۔ اور وہ تکبر کرتا ہے اور اس پر اتراتا ہے جو نعمت اسے عطا کی گئی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا شکرادا نہیں کرتا۔ پھر اس حکم سے استثناء کرتے ہوئے فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا مگر وہ لوگ جو ابتلاء اور آزمائش کے وقت صبر کرتے ہیں وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اور نعمت و فضل کے وقت اعمال صالحہ کرتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے ان کے گناہوں کی بخشش بھی ہے وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ اور بہت بڑا اجر یعنی جنت بھی ہے۔ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌۢ بَعْضَ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ یعنی اگر آپ اس میں وہ کریں گے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اور اس کی طرف دعوت دیں گے جس کے لیے آپ کو بھیجا گیا ہے۔ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ كَنْزٌ ''کہ وہ کہیں گے کیوں نہ اتارا گیا اس پر خزانہ''۔ جب کہ آپ اس کے ساتھ مال نہیں پائیں گے۔ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ ''کیوں نہ آیا اس کے ساتھ فرشتہ''۔ جو اس کے ساتھ ڈراتا۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ نَذِیْرٌ آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ پس جو آپ کو حکم دیا گیا ہے آپ وہ پہنچایئے کیونکہ آپ تو صرف رسول ہیں۔ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ تحقیق کفار نے یہ کہا (کہ اس نے یہ قرآن خود گھڑ لیا ہے) قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ تو تم بھی قرآن کی مثل دس سورتیں لے آؤ۔ وَ ادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ (بقرہ:23) کہ وہ شہادت دیں یہ قرآن کی مثل ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یہ خطاب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو ہے (پس کیا اب تم اسلام لے آؤ گے) (2)

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَیْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِیْهَا وَ هُمْ فِیْهَا لَا یُبْخَسُوْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۖ وَ حَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْهَا وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

''جو طلب گار ہیں دنیوی زندگی اور اس کی زیب و زینت کے تو ہم پورا بدلہ دیں گے انہیں ان کے اعمال کا اس زندگی میں اور انہیں اس میں نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا یہ وہ لوگ ہیں نہیں ہے جن کے لیے آخرت میں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا اور (درحقیقت) مٹ جانے والا تھا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت کریمہ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا یہود اور نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت عبداللہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہوا اور عرض کی: ہمیں ان آیات کے بارے میں بتایئے۔ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا سے لے کر تا قول وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تو آپ نے جواب فرمایا: تو ہلاک ہو جائے۔ یہ اس کے لیے ہیں جو دنیا کا طلب گار ہے اور آخرت کا طلب گار نہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 14-13-12، بیروت (متفرقاً) 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 18 3۔ ایضاً

امام نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا جو طلب گار ہیں دنیوی زندگی کے ثواب کے وَ زِيْنَتَهَا اور اس کے مال کے نُوَفِّ اِلَيْهِمْ تو ہم انہیں ان کے اعمال کا ثواب صحت اور اہل، مال اور اولاد کی خوشی کی صورت میں کثرت سے دیں گے۔ وَ هُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ اور انہیں اس میں نقصان نہیں اٹھانا پڑے گا۔ پھر اسے اس آیت نے منسوخ کر دیا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ...... الآیہ (الاسراء:18) ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کسی نے عمل صالح کیا دنیا کی طلب میں چاہے وہ روزہ ہو، نماز ہو یا رات کے وقت نماز تہجد ہو تو اس کا وہ عمل صرف دنیا کی طلب کے لیے ہی ہوگا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا وہ عمل جس کا ثواب اس نے دنیا میں طلب کیا۔ تو جو عمل وہ کر رہا تھا اسے اس نے خراب کر دیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو دنیا کے لیے عمل کرتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب نہیں ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل شرک کے بارے نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں ریا کاروں کا ذکر ہے(2)۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ایک ایسے آدمی کو بلایا جائے گا جس کے سینے میں قرآن کریم جمع ہوگا (یعنی وہ قرآن کا حافظ ہوگا) اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کیا میں نے تجھے اس کا علم نہیں دیا تھا جو میں نے اپنے رسول معظم ﷺ پر نازل فرمایا؟ تو وہ عرض کرے گا کیوں نہیں اے میرے پروردگار! تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جو میں نے تجھے سکھایا اس کے مطابق تو نے عمل کیسے کیا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں رات دن اسے پڑھتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے اور ملائکہ بھی کہیں گے تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ تو نے تو یہ ارادہ کیا کہ یہ کہا جائے گا فلاں بہت اچھا قاری ہے (پڑھنے والا ہے) سو وہ کہہ دیا گیا چلا جا آج کے دن تیرے لیے ہمارے پاس اجر میں کوئی شے نہیں ہے۔ پھر مال دار شخص کو بلایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: اے میرے بندے! کیا میں نے تجھ پر احسان نہیں فرمایا تھا اور تجھے مال کی فراوانی اور خوشحالی عطا نہیں کی تھی؟ تو وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں اے میرے پروردگار! تو رب کریم فرمائے گا جو میں نے تجھے عطا فرمایا تو نے اس کے مطابق عمل کس طرح کیا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتا رہا اور صدقہ و خیرات اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 16، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 18

دیگر ایسے ہی معاملات کرتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ تیرا ارادہ تو یہ تھا کہ یہ کہا جائے فلاں بڑا سخی ہے۔ سو اس طرح کہا گیا۔ چلا جا آج کے دن تیرے لیے ہمارے پاس کوئی اجر نہیں ہے پھر ایک مقتول کو بلایا جائے گا۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے! تجھے کون سے جرم میں قتل کیا گیا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! صرف تیری رضا میں اور تیری راہ میں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تو نے جھوٹ کہا ہے اور ملائکہ بھی کہیں گے۔ تو نے جھوٹ بولا ہے: بلکہ تو نے تو یہ ارادہ کیا تھا کہ یہ کہا جائے فلاں بڑا بہادر اور جری ہے۔ سو ایسا کہہ دیا گیا۔ تو چلا جا آج کے دن تیرے لیے ہمارے پاس کوئی اجر نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہی تین قسم کے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے زیادہ شریر اور برے ہیں۔ قیامت کے دن انہیں کے ساتھ جہنم بھڑکائی جائے گی۔ حضرت معاویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ تک آیت پڑھی (1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو میری امت تین فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ایک گروہ وہ ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے عبادت کرتے ہیں۔ ایک گروہ وہ ہے جو اسی لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تاکہ اس کے سبب وہ دنیا کو پالیں اور ایک گروہ وہ ہے جو صرف دکھاوے اور ریاکاری کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ پس وہ گروہ جو دنیا کو پانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! تو نے میری عبادت سے کیا ارادہ کیا؟ تو وہ عرض کرے گا: دنیا کا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو کچھ تو نے جمع کیا بالیقین وہ تجھے نفع نہیں دے گا اور نہ تو اس کی طرف لوٹ کر جائے گا۔ اسے جہنم کی طرف لے چلو۔ پھر وہ گروہ جو ریاکاری کے لیے عبادت کرتا ہے اسے فرمائے گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! تو نے میری عبادت سے کیا ارادہ کیا؟ تو وہ جواباً کہے گا ریا اور دکھاوا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری وہ عبادت جس کے ساتھ تو ریاکاری کرتا رہا اس میں سے کوئی بھی میری بارگاہ تک بلند نہیں ہوگی اور نہ آج وہ تجھے نفع دے گی۔ اسے جہنم کی طرف لے چلو۔ پھر وہ گروہ جو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عبادت کرتا رہا۔ اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری عزت وجلال کی قسم! تو نے میری عبادت سے کیا ارادہ کیا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: تیری عزت وجلال کی قسم! تو مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے کہ میں صرف تیری رضا کے لیے اور تیرے دار کے لیے عبادت کرتا رہا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ لہٰذا اسے جنت کی طرف لے چلو (2)۔

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سے کچھ لوگوں کو جنت کی طرف لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے قریب ہو جائیں گے وہ اس کی خوشبو کو پانے لگیں گے اور اس کے محلات کی طرف دیکھنے لگیں گے اور ہر اس شے کی طرف دیکھیں گے جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اہل جنت کے لیے تیار فرما رکھی ہے۔ تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! اگر تو ہمیں یہ دکھانے سے قبل جہنم میں داخل کر دیتا۔ جو کہ تو نے ہمیں ثواب اور جو کچھ تو نے اپنے اولیاء (دوستوں) کے لیے تیار کر رکھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 18، بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل وترک الریا، جلد 5، صفحہ 327، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور ہمیں دکھایا ہے۔ تو وہ ہمارے لیے زیادہ آسان تھا۔ تو رب کریم فرمائے گا: میں نے اس سے ارادہ ہی یہ کیا ہے کہ جب تم خلوت میں ہوتے تھے تو تم عظمت و شرف میں میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملتے تو تم انہیں اس حال میں ملتے کہ تم انتہائی حقیر اور پست ہوتے تھے اور تم میری جلالت شان کا اعتراف نہ کرتے۔ تم نے لوگوں کے لیے چھوڑا ہے۔ میرے لیے نہیں چھوڑا۔ پس آج میں تمہیں ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دردناک عذاب چکھاؤں گا(1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا ...... الآیہ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ انہیں ان اعمال کا ثواب (بدلہ) دنیا میں دیا جائے گا جو انہوں نے کیے۔ اور آخرت میں ان کے لیے کوئی شے نہیں ہوگی۔ اور یہ سورۂ روم کی اس آیت کی طرح ہے: وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ (الروم: 39) ''اور جو روپیہ تم دیتے ہو بیاج پر تا کہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے مالوں میں (سن لو!) اللہ کے نزدیک یہ نہیں بڑھتا''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ آدمی جس کا ارادہ، فکر، طلب نیت اور حاجت صرف دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کا بدلہ اسے دنیا میں عطا فرما دے گا۔ پھر اسے آخرت میں اس طرح پہنچائے گا کہ اس کے لیے کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ رہا بندۂ مومن! تو اسے دنیا میں اس کی نیکیوں کی جزا دی جاتی ہے اور آخرت میں ان پر ثواب دیا جائے گا اور وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ کا معنی ہے کہ آخرت میں ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ تفسیر بیان کی ہے وہ آدمی جو دنیا کے لیے عمل کرتا ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا قصد نہیں کرتا تو جو عمل اس نے کیا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اس عمل کو اس کے لیے پورا فرما دے گا۔ اسی لیے فرمایا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ یعنی وہ نقصان اٹھانے والے نہیں ہوں گے۔ مفہوم یہ ہے کہ جو اعمال انہوں نے کیے انہیں ان پر پورا پورا اجر عطا کیا جائے گا۔

ابوالشیخ نے میمون بن مہران سے بیان کیا ہے کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا مقام و مرتبہ جاننے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اپنے عمل کی طرف دیکھنا چاہیے۔ کیونکہ جیسا وہ عمل کر رہا ہے اس عمل کے مطابق اس کا مقام ہوگا۔ کسی مومن یا کافر کا کوئی نیک عمل نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ عطا فرمائے گا۔ پس مومن کو دنیا اور آخرت میں جتنی چاہے گا جزا عطا فرمائے گا۔ رہا کافر! تو اسے صرف دنیا میں اس کی جزا دیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ یعنی طیباتھم یعنی ہم انہیں ان کے اچھے اعمال کا پورا بدلہ دیں گے۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا کے ضمن میں حضرت ابن جریر رحمہ اللہ نے کہا: ہم دنیا میں ان کے لیے ہر اچھائی جلدی لائیں گے جو ان کے لیے دنیا میں ہوگی۔ اور جو اچھائیاں انہیں عطا نہ کی گئی ان کے سبب ان پر کوئی

1۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل و ترک الریا، جلد 5، صفحہ 327، بیروت

ظلم اور زیادتی نہیں کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا کیونکہ انہوں نے عمل ہی صرف دنیا کے لیے کیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے: تو اس کے لیے جلدی کی جائے گی جس کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا(1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَحَبِطَ مَاصَنَعُوْافِيْهَا کے تحت کہا: جو انہوں نے خیر اور نیکی کا کام کیا وہ اکارت گیا۔ ''وبطل'' اور آخرت میں باطل ہے وہاں ان کے لیے کوئی جزا نہیں ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حَبِطَ بمعنی بطل ہے یعنی مٹ جانا۔ ضائع ہو جانا۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس طرح قرأت کی ہے۔ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۗ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۷﴾

''تو کیا وہ شخص (انکار کر سکتا ہے) جس کے پاس روشن دلیل ہو اپنے رب کی طرف سے اور اس کے پیچھے ایک سچا گواہ بھی آ گیا ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس سے قبل کتاب موسیٰ بھی آ چکی ہو جو امام اور سراپا رحمت ہے؟ (قطعاً نہیں بلکہ) یہ لوگ تو ایمان لائیں گے اس پر، اور جو کفر کرے اس کے ساتھ مختلف گروہوں سے تو آتش (جہنم) ہی اس کے وعدہ کی جگہ ہے۔ پس (اے سننے والے!) نہ پڑ جا شک میں اس کے متعلق، بلاشبہ یہ حق ہے تیرے رب کی طرف سے لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے''۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قریش میں سے کوئی آدمی بھی نہیں ہے مگر اس کے بارے میں قرآن کریم کا ایک طائفہ (چند آیات) نازل ہوا۔ تو ایک آدمی نے پوچھا: آپ کے بارے میں کیا نازل ہوا ہے؟ فرمایا: کیا تو سورۂ ہود نہیں پڑھتا اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل ہیں اور میں ان کی جانب سے سچا گواہ ہوں۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں یہ بیان کیا ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی جانب سے روشن دلیل ہیں اور میں اس کی جانب سے شاہد ہوں۔

امام ابن مردویہ نے ایک دوسری سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 17، بیروت

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ میں ہوں اور وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ کا مصداق حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ میں روشن دلیل سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے محمد بن علی بن ابی طالب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا: کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ میں پیچھے آنے والے سچے گواہ آپ ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میں پسند تو کرتا ہوں کہ میں ہی وہ ہوں لیکن وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان ہے(1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن علی بن حنفیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ میں روشن دلیل سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ میں شاھد سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن ابی نجیح کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس آیت میں روشن دلیل سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ کے بارے فرمایا: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے اس سے مراد زبان ہے۔ اور حضرت عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور ان کی موافقت میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ وہ شاہد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ سے مراد زبان ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ شاہد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ میں روشن دلیل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ میں شاہد سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس طرح شاہد ہیں کہ وہ اس کتاب اللہ سے تلاوت کرتے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی۔ اور وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰى کے بارے آپ نے فرمایا: کہ اس سے قبل انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان پر تورات کے تلاوت کی ہے جس طرح حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر قرآن کریم پڑھا ہے(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں روشن دلیل تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور پیچھے آنے والے شاہد سے مراد وہ فرشتہ ہے جو آپ کی حفاظت کرتا ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 20، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 23-22 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 23

بیان کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے شاہد ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ مومن اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اس سے پہلے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف کتاب لے کر آئے۔

امام عبدالرزاق اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ کے بارے فرمایا: کہ کفار کے تمام کے تمام گروہ کفر پر تھے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ میں سے جو کوئی اس کے ساتھ کفر کرے۔

اما سعید بن منصور، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ نے سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں سے کسی نے اور کسی یہودی اور عیسائی نے میری بات نہیں سنی اور وہ میرے ساتھ ایمان نہیں لایا مگر یہ کہ وہ اہل نار میں سے ہے۔ حضرت سعید نے بیان کیا کہ میں نے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے نہیں فرمایا مگر وہی جو کتاب اللہ میں ہے پس میں نے یہ آیت پالی: وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ۔ (3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت میں سے جس کسی نے یا کسی یہودی اور عیسائی نے میری بات سنی اور وہ میرے ساتھ ایمان نہ لایا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ تو وہ کہنے لگا کتاب اللہ میں اس کی تصدیق کہاں ہے؟ کم ہی میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث طیبہ سنی ہے مگر میں نے اس کی تصدیق قرآن کریم میں پالی ہے یہاں تک کہ میں نے یہ آیت پالی ہے: وَمَنْ یَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهٗ فرمایا الاحزاب سے مراد تمام کی تمام ملتیں ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جو حدیث بھی کسی موضوع پر مجھ تک پہنچی ہے میں نے اس کا مصداق کتاب اللہ میں پالیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے اس امت میں سے جو کوئی اور یہود و نصاریٰ میں سے جو بھی مجھ سے سنے اور پھر وہ اس حال میں مرگیا کہ وہ اس کے ساتھ ایمان نہ لایا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے تو وہ بالیقین اصحاب نار میں سے ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ؕ اُولٰٓئِكَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 21، بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2 صفحہ 185، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 42-341 دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 26

وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾

''اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جو بہتان لگاتا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا۔ یہ لوگ پیش کیے جائیں گے اپنے رب کے سامنے اور کہیں گے گواہ یہی وہ (گستاخ) ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ بولا تھا۔ خبردار! اللہ کی پھٹکار ہو ظالموں پر''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ دونوں نے ابو جریج رحمہم اللہ سے اس کی اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فرمایا اس سے مراد کافر اور منافق ہے ''یعنی کافر اور منافق سے زیادہ کون ظالم ہے جو بہتان لگاتا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا''۔ اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ یہ لوگ اپنے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور وہ ان سے ان کے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ یعنی وہ جو دنیا میں ان کے اعمال محفوظ کرتے تھے (وہ کہیں گے) هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ یعنی انہوں نے اعمال محفوظ کیے اور اسی سبب سے وہ قیامت کے دن ان پر گواہی دیں گے (1)۔

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ میں اشھاد سے مراد ملائکہ ہیں (2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا الْاَشْهَادُ یعنی ملائکہ بنی آدم کے خلاف ان کے اعمال کی بنا پر شہادت دیں گے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مومن کو قریب کرے گا یہاں تک کہ اس پر اپنی رحمت کا پردہ ڈال دے گا اور وہ اسے لوگوں سے چھپا لے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا۔ اسے فرمائے گا کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں انہیں پہچانتا ہوں۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرلے گا اور اپنے دل میں یہ خیال کرے گا کہ وہ ہلاک ہوگیا ہے۔ تو رب کریم فرمائے گا۔ چونکہ میں نے دنیا میں اسے تجھ پر چھپائے رکھا ہے۔ لہٰذا آج میں تیرے لیے اسے معاف فرما دوں گا پھر اللہ تعالیٰ اسے نیکیوں کا نامہ اعمال عطا فرمائے گا۔ اور رہے کفار اور منافقین۔ تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ (3)

امام طبرانی اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک مومن کو لائے گا اور اسے اپنے قریب کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ اسے تمام مخلوق سے اپنے حجاب میں رکھے گا۔ اور اسے فرمائے گا تو اسے پڑھ پس وہ اسے ایک ایک گناہ کی پہچان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 27، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 28

کرائے گا۔ اور فرمائے گا کیا تو اسے جانتا ہے، کیا تو اسے پہچانتا ہے؟ تو وہ جواب دے گا ہاں۔ ہاں۔ پس وہ بندہ دائیں بائیں متوجہ ہوگا۔ تو رب کریم اسے فرمائے گا: اے میرے بندے تجھ پر کوئی حرج اور تکلیف نہیں۔ تو تمام مخلوق سے میرے پردے میں چھپا ہوا ہے اور آج میرے اور تیرے درمیان کوئی ایسا نہیں ہے جو تیرے گناہوں پر مطلع ہو جائے۔ تو جا۔ میں نے ایک ہی حرف کے ساتھ تیری ان تمام گناہوں سے مغفرت فرما دی جنہیں لے کر تو میرے پاس آیا ہے۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! وہ کیا ہے؟ تو رب کریم فرمائے گا تو میرے سوا کسی سے بھی عفو کی امید نہیں رکھتا۔ پس تیرے گناہوں کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔ لیکن رہا کافر! تو اس کے گناہ گواہوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ پڑھے گا۔ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم باتیں کرتے تھے کہ اس دن کوئی رسوا نہیں ہوگا۔ پس اس کی رسوائی مخلوق میں سے ہر ایک پر مخفی رہے گی (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ عمرو بن حزم کے نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کی طرف بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ظلم کو ناپسند کیا ہے اور اس سے منع فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک ایک آدمی نماز پڑھتا ہے اور اپنی قرأت میں اپنے پر ہی لعنت بھیجتا ہے اور وہ کہتا ہے: اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ حالانکہ وہ خود ظالم ہوتا ہے۔

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾

”جو بدنصیب روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور چاہتے ہیں کہ اس راہ (راست) کو ٹیڑھا بنا دیں اور یہی آخرت کے منکر ہیں“۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے اس ارشاد کے بارے میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ قریش نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا کے تحت بیان کیا ہے: یعنی وہ مکہ مکرمہ میں دین اسلام کے سوا کسی اور دین کی توقع رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 118، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 28، بیروت

كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۝۲۰

''یہ لوگ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں تھے زمین میں اور نہ ہی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار تھا۔ دوگنا کر دیا جائے گا ان کے لیے عذاب، نہ وہ (آوازِ حق) سن سکتے تھے اور نہ وہ (نورِ حق) دیکھ سکتے تھے''۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ اہل شرک اور اپنی اطاعت کے مابین دنیا اور آخرت میں حائل ہے۔ پس دنیا میں تو اس طرح کہ اس نے کہا ہے: کہ وہ لوگ اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں نہ کوئی آواز سن سکتے ہیں اور نہ ہی اس نور حق کو دیکھ سکتے ہیں۔ اور رہا آخرت میں، تو اس نے فرمایا وہ خشوع اور عاجزی کی طاقت نہیں رکھیں گے (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ طاقت نہیں رکھتے کہ وہ کوئی کلمہ خیر سنیں اور اس سے منافع حاصل کریں اور نہ وہ یہ طاقت رکھتے ہیں کہ وہ کوئی عمل خیر دیکھیں اور اسے اپنا لیں (2)۔

أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۲۱ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۲۲

''یہی وہ (بدقسمت) ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو اور گم ہو گئیں ان سے وہ باتیں جو وہ تراشا کرتے تھے (21) یقیناً یہی لوگ ہیں جو آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کا معنی ہے (یہی وہ لوگ ہیں) جنہوں نے اپنے آپ کو دھوکا دیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۲۳

''بے شک جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور عجز و نیاز سے جھک گئے اپنے پروردگار کی طرف، یہی لوگ جنتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَاَخْبَتُوْٓا کا معنی ہے خافوا۔ اور وہ ڈر گئے (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ اخبات کا معنی انابت یعنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 31

اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اخبات کا معنی ہے خشوع اور تواضع اختیار کرنا(2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے: وَ اَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ کا معنی ہے وہ اپنے رب کی طرف جھک گئے(3)۔

مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِیْرِ وَ السَّمِیْعِ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾

"ان دونوں فریقوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا ہو۔ کیا یکساں ہے ان دونوں کا حال۔ کیا تم (اس مثال میں) غور وفکر نہیں کرتے؟"۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ میں اعمیٰ اور اصم سے مراد کافر ہے اور وَ الْبَصِیْرِ وَ السَّمِیْعِ سے مراد مومن ہے(4)۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ٘ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ۚ وَ مَا نَرٰى لَكُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۭ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّیَتْ عَلَیْكُمْ ؕ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ یٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مَالًا ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ لٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ یٰقَوْمِ مَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَ لَاۤ اَقُوْلُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 31، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 32

لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ وَ لَاۤ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ وَّ لَاۤ
اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ اَعْیُنُكُمْ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِیْۤ
اَنْفُسِهِمْ ۚۖ اِنِّیْۤ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا یَاْتِیْكُمْ بِهِ
اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۳۳﴾ وَ لَا یَنْفَعُكُمْ نُصْحِیْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ
اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یُّغْوِیَكُمْ ؕ هُوَ رَبُّكُمْ ۫ وَ اِلَیْهِ
تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ؕ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ وَ اَنَا
بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾

''اور بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف۔ (انہوں نے کہا اے قوم!) میں تمہیں کھلا ڈرانے والا ہوں کہ تم نہ عبادت کرو کسی کی سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ بے شک میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کا دردناک دن نہ آ جائے تو کہنے لگے ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا (اے نوح!) ہم نہیں دیکھتے تمہیں مگر انسان اپنے جیسا اور ہم نہیں دیکھتے تمہیں کہ پیروی کرتے ہوں تمہاری بجز ان لوگوں کے جو ہم میں حقیر و ذلیل (اور) ظاہر بین ہیں اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہیں ہم پر کوئی فضیلت ہے بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں آپ نے فرمایا اے میری قوم! بھلا یہ بتاؤ اگر میرے پاس روشن دلیل ہو اپنے رب کی طرف سے اور اس نے عطا فرمائی ہو مجھے خاص رحمت اپنی جناب سے پھر پوشیدہ کر دی گئی ہو تم پر (اس کی حقیقت) تو کیا ہم جبراً مسلط کریں تم پر یہ دعوت درآنحالیکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو اور اے میری قوم! میں طلب نہیں کرتا تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی مال۔ نہیں میرا اجر مگر اللہ تعالیٰ کے ذمہ اور میں (تمہیں خوش کرنے کے لیے) ان کو نکالنے والا نہیں جو ایمان لے آئے ہیں۔ بے شک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں البتہ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم ایسی قوم ہو جو (حقیقت سے) ناواقف ہے اور اے میری قوم! کون مدد کر سکتا ہے میری اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اگر میں نکال دوں اہل ایمان کو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سوچتے اور میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں خود بخود جان لیتا ہوں غیب کو اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ ہی یہ کہتا ہوں کہ جن لوگوں کو تمہاری نگاہیں حقیر جانتی ہیں کہ ہرگز نہیں دے گا انہیں اللہ تعالیٰ کچھ بھلائی۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے۔ (اگر میں ایسا کروں تو) میں بھی ہو جاؤں گا ظالموں سے وہ (برافروختہ ہو کر) بولے اے نوح!

تم نے ہم سے جھگڑا کیا اور اس جھگڑے کو بہت طول دیا (اس مباحثہ کو رہنے دو) اور لے آؤ ہمارے پاس جس (عذاب) کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو اگر تم سچے ہو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہی لے آئے گا اسے تمہارے پاس اگر چاہے گا اور نہیں ہو تم عاجز کرنے والے اور نہیں فائدہ پہنچائے گی تمہیں میری خیر خواہی اگرچہ میرا ارادہ ہو کہ میں تمہاری خیر خواہی کروں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کر دے، وہ پروردگار ہے تمہارا اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے خود گھڑ لیا ہے اسے۔ آپ فرمایئے اگر میں نے خود گھڑا اسے تو مجھ پر ہوگا وبال میرے جرم کا اور میں بری الذمہ ہوں ان گناہوں سے جو تم کرتے ہو''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے وَ مَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ اور ہم نہیں دیکھتے تمہیں کہ پیروی کرتے ہوں تمہاری بجز ان لوگوں کے جن کے بارے میں ہمارے لیے یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ ہم میں حقیر و ذلیل ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ کی تفسیر میں کہا ہے: تحقیق میں نے اسے (روشن دلیل کو) پہچان لیا ہے اور میں نے اس کے سبب اپنے رب کے حکم کو پہچان لیا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فرمایا رحمت سے مراد اسلام، ہدایت، ایمان، حکم اور نبوت ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اَنُلْزِمُكُمُوْهَا کی تفسیر میں فرمایا: قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ کا نبی طاقت رکھتا تو یقیناً وہ اس دعوت کو اپنی قوم پر جبراً مسلط کر دیتا۔ لیکن وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ ہی وہ اس کا مالک ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قرأت کرتے تھے۔ ''اَنُلْزِمُكُمُوْهَا مِنْ شَطْرِ اَنْفُسِنَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ'' (کیا ہم تم پر اسے اپنی جانب سے جبراً مسلط کر دیں حالانکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو) (4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اس طرح قرأت کی ہے۔ ''اَنُلْزِمُكُمُوْهَا مِنْ شَطْرِ قُلُوْبِنَا'' (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنْ اَجْرِيَ کا معنی بیان کیا ہے ''جزائی'' یعنی میری جزا نہیں ہے (6)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ مَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ضمن میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے عرض کی: اے نوح! (علیہ السلام) اگر تم چاہتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 35، بیروت | 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 36 | 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 37 | 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 36 | 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 37

ہو کہ ہم تمہاری اتباع اور پیروی کریں تو انہیں اپنے پاس سے نکال دیجئے۔ ورنہ ہم اس پر کبھی راضی نہیں ہوں گے کہ ہم اور وہ حکم میں برابر ہوں۔ اور اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ کی تفسیر میں کہا بے شک وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں اور وہ ان سے ان کے اعمال کے بارے باز پرس کرے گا۔ وَ لَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے وہ خزانے ہیں جنہیں کوئی شے فنا نہیں کر سکتی۔ کہ میں تمہیں اس لیے دعوت دیتا دوں تا کہ تم ان کے سبب میری اتباع کرو اور میں تمہیں ان پر ملکیت عطا کر دوں گا۔ اور نہ میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ تم میری اتباع کرو اس بنا پر کہ میں خود بخود غیب جانتا ہوں۔ وَ لَاۤ اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَكٌ اور نہ میں یہ کہوں گا کہ میں فرشتہ ہوں جو آسمان سے رسالت کے ساتھ نازل ہوا ہے "ما انا الا بشر مثلکم" میں تو صرف تمہارے جیسا انسان ہوں (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن زید نے وَّ لَاۤ اَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ تَزْدَرِیْۤ اَعْیُنُكُمْ کی تفسیر میں کہا ہے: نہ میں ان لوگوں کو کہوں گا جنہیں تم حقیر جانتے ہو۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ لَنْ یُّؤْتِیَهُمُ اللّٰهُ خَیْرًا میں خیر سے مراد ایمان ہے (یعنی اللہ انہیں ہرگز ایمان نہیں عطا کرے گا)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جٰدَلْتَنَا کا معنی ہے "ماریتنا" یعنی اے نوح! آپ نے تو ہمیں پچھاڑنے کی کوشش کی (2)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ کی تفسیر میں فرمایا کہ انہوں نے عذاب کو جھٹلاتے ہوئے کہ وہ باطل ہے انہوں نے کہا: تم وہ عذاب ہمارے لیے لے آ و جس کی تم دھمکی دیتے رہتے ہو (3)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا فَعَلَیَّ اِجْرَامِیْ کا معنی ہے کہ میرے عمل کا وبال مجھ پر ہے۔ وَ اَنَا بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ اور جو عمل تم کرتے ہو میں ان سے بری الذمہ ہوں۔

وَ اُوْحِیَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾

"اور وحی کی گئی نوح (علیہ السلام) کی طرف کہ نہیں ایمان لائیں گے آپ کی قوم سے بجز ان کے جو ایمان لا چکے ہیں اس لیے آپ غمگین نہ ہوں اس سے جو وہ کیا کرتے ہیں اور بنایئے ایک کشتی ہمارے آنکھوں کے سامنے اور ہمارے حکم سے اور نہ بات کیجئے مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں جنہوں نے ظلم کیا۔ وہ ضرور غرق کر دیئے جائیں گے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 37,39، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 39
3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی طرف مذکورہ وحی کی گئی تو اس وقت آپ نے قوم کے خلاف دعا مانگی اور کہا: رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (نوح) "اے میرے رب! نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا"۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا نہیں کی۔ یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ تو اس وقت اس سے آپ کی امید کٹ گئی۔ چنانچہ آپ نے ان کے لیے بددعا کی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے مردوں کی صلبوں اور عورتوں کی رحموں سے ہر مومن مرد اور ہر مومنہ عورت کو نکال لیا: تو فرمایا: اے نوح! أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ (ہود:36)

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو مارا جاتا تھا پھر موٹے کپڑے میں لپیٹ کر آپ کو گھر میں پھینک دیا جاتا تھا۔ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ لیکن پھر آپ باہر تشریف لے جاتے اور انہیں دعوت الی الحق دیتے۔ یہاں تک کہ جب آپ اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ وہ عصا پر ٹیک لگا کر چل رہا تھا۔ اس نے کہا: اے میرے بیٹے اس بوڑھے شیخ کو دیکھ لے، یہ تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے اس نے کہا: اے میرے ابا جان! یہ عصا مجھے دے دیجئے پھر اس نے عصا پکڑ لیا پھر اس نے کہا: مجھے زمین پر بٹھا دے پس اس نے بوڑھے کو زمین پر بٹھایا اور خود آپ کی طرف چل پڑا اور آپ کو ڈنڈا دے مارا اور آپ کے سر پر گہرا زخم لگا دیا۔ خون بہنے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی: اے میرے رب! تیرے بندے جو کچھ میرے ساتھ کر رہے ہیں تو دیکھ رہا ہے۔ پس اگر تجھے اپنے ان بندوں کی کوئی ضرورت ہے تو پھر انہیں ہدایت عطا فرما دے اور اس کے سوا کچھ ہے تو مجھے صبر عطا فرما یہاں تک کہ تو کوئی فیصلہ فرما دے اور تو بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی اور آپ کو اپنی قوم کے ایمان قبول کرنے سے مایوس کر دیا۔ آپ کو بتا دیا گیا کہ مردوں کی اصلاب اور عورتوں کے ارحام میں کوئی مومن باقی نہیں رہا۔ لہٰذا فرمایا أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ پس آپ ان پر غم نہ کھائیں وَاصْنَعِ الْفُلْكَ اور کشتی بنائیں۔ عرض کی: اے میرے رب! کشتی کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لکڑی کا بنا ہوا مکان ہے جو پانی کی سطح پر چلتا ہے۔ پس میں اہل معصیت (کفار) کو غرق کر دوں گا اور اپنی زمین کو ان سے پاک کر دوں گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! پانی کہاں سے آئے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلاشبہ جو میں چاہتا ہوں اس کی قدرت رکھتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ فَلَا تَبْتَئِسْ کا معنی ہے تو غم زدہ نہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب نوح بن لمک بن متوشلخ علیہ السلام، جلد 2، صفحہ 248، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 41، بیروت

ہو(2)۔ابن جریر اور ابوالشیخ دونوں نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْفُلْكَ سے مراد کشتی ہے اور بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا کا معنی ہے جیسا ہم تجھے حکم دیں گے(1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا کا معنی ہے کشتی بناؤ اللہ تعالیٰ کی نگاہ قدرت کے سامنے اور اس کی وحی کے مطابق۔

امام بیہقی نے حضرت سفیان بن عیینہ سے یہ قول بیان کیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے بذات خود اپنی کتاب میں کوئی وصف بیان نہیں کیا پس اس کی قرأت ہی اس کی تفسیر ہے۔ کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی تفسیر عربی اور فارسی میں کرتا رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نہیں جانتے تھے کہ کشتی کیسے بنائی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ وہ اسے پرندے کے سینے کی مثل بنائیں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا کے تحت ابن جریج کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ میری طرف رجوع نہ کیجئے آگے بڑھیے ان میں سے کسی کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی سفارش اور شفاعت نہیں کی جائے گی(2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو منع فرمادیا کہ وہ اس کے بعد کسی کے بارے اس کی طرف رجوع کریں۔

وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۗ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۭ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ۝٣٨ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝٣٩

''اور نوح کشتی بنانے لگے اور جب بھی گزرتے ان کے پاس سے ان کی قوم کے سردار (تو) آپ کا مذاق اڑاتے۔ آپ کہتے اگر تم مذاق اڑاتے ہو ہمارا تو (ایک دن) ہم بھی تمہارا مذاق اڑائیں گے جس طرح تم مذاق اڑاتے ہو سو تم جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو رسوا کردے گا اسے اور (کون ہے) اترتا ہے جس پر عذاب ہمیشہ رہنے والا''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نوسوسال اپنی قوم میں سکونت پذیر رہے اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کا آخری زمانہ تھا۔ ایک درخت لگایا وہ خوب بڑھا اور اس نے جہاں تک جانا تھا وہ پہنچا۔ پھر آپ نے

1۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 12، صفحہ 42، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 43

اسے کاٹ لیا۔ پھر آپ اس سے کشتی بنانے لگے۔ جو آپ کے پاس سے گزرتے وہ اس کے بارے پوچھتے تھے۔ تو آپ جواباً فرماتے، میں کشتی بنا رہا ہوں۔ تو وہ آپ سے تمسخر کرتے اور کہتے تم خشکی میں کشتی بنا رہے ہو تو کیسے چلے گی؟ تو آپ فرماتے تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ سو جب آپ اسے بنانے سے فارغ ہوئے تو تنور (پانی سے) ابل پڑے اور گلیوں میں پانی وافر ہو گیا۔ تو ایک بچے کی ماں کو بچے کے بارے خدشہ لاحق ہوا۔ وہ اس سے انتہائی زیادہ محبت کرتی تھی۔ چنانچہ وہ اسے لے کر پہاڑ کی طرف نکل گئی یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے تیسرے حصے تک پہنچ گئی۔ پس جب پانی اس تک پہنچا۔ تو وہ پھر چلی یہاں تک کہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گی۔ جب پانی وہاں بھی اس کی گردن تک پہنچا تو اس نے بچے کو اپنے سامنے اوپر اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ پانی اسے بہا کر لے گیا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی پر رحم فرماتا تو اس بچے کی ماں پر ضرور رحم فرماتا (1)۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے پر تھے اور پروں کے نیچے کمرے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سام ابوالعرب ہے اور حام ابوالحبش ہے اور یافث ابوالروم (رومیوں کا باپ) ہے اور فرمایا: کشتی کا طول تین سو گز تھا اور اس عرض کا پچاس گز تھا۔ اس کی اونچائی تیس گز تھی اور اس کا دروازہ اس کی چوڑائی میں تھا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی لمبائی تیس گز اور اس کی اونچائی بھی تیس گز تھی۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جب کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! لکڑی کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: درخت لگاؤ۔ چنانچہ آپ نے بیس برس تک ساگوان کا درخت لگائے رکھا۔ آپ دعا سے رکے رہے اور وہ استہزاء سے باز رہے۔ پس جب آپ نے درخت کو مکمل حالت میں پا لیا تو آپ کے رب نے آپ کو حکم فرمایا۔ تو آپ نے اسے کاٹا اور اسے خشک کر لیا۔ تو عرض کی: اے میرے رب! میں یہ گھر کیسے بناؤں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسے تین صورتوں پر بناؤ۔ اس کا سر (سامنے والا حصہ) ہو۔ پھر اس کے طبقات بنا دو۔ اس کی اطراف میں دروازے بنا لو اور لوہے کی میخوں کے ساتھ اسے مضبوط اور پختہ جوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ تاکہ وہ آپ کو کشتی بنانا سکھلا دیں۔ پس جو لوگ آپ کے پاس سے گزرتے تھے وہ آپ سے تمسخر کرتے تھے اور کہتے تھے: کیا تم اس مجنون (پاگل) کی طرف نہیں دیکھتے ہو کہ گھر بنا رہا ہے تاکہ اس کے ذریعے پانی پر چلے۔ اور پانی کہاں ہے؟ وہ بہت ہنستے اور قہقہے لگاتے۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ پس آپ نے کشتی بنائی۔ اس کی لمبائی چھ سو گز تھی۔ ساٹھ گز میں میں تھی اور اس کی چوڑائی تین سو تینتیس گز تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ تارکول کے ساتھ اس پر طلاء کریں۔ زمین میں تارکول نہیں تھی۔ پس اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 43، بیروت

تعالیٰ نے آپ کے لیے تارکول کا چشمہ پیدا کر دیا، اس طرح کہ جہاں کشتی (کی لکڑیاں) تیار کی جاتی تھیں وہاں سے چشمہ ابلنے لگا یہاں تک کہ آپ نے اس کا طلاء کر لیا۔ پس جب آپ اس سے فارغ ہو گئے تو اس کے تین دروازے بنائے اور انہیں ڈھانپ دیا۔ پس اس میں درندوں اور چوپاؤں کو سوار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے شیر پر بخار مسلط کر دیا اور اسے دیگر جانوروں سے غافل کر کے اپنی ہی ذات میں مشغول کر دیا۔ دوسرے دروازے میں وحشی اور پرندے وغیرہ رکھے۔ پھر ان پر اسے بند کر دیا۔ اولاد آدم علیہ السلام میں سے چالیس مرد اور چالیس عورتیں او پر والے دروازے سے داخل کیے اور پھر ان پر اسے بند کر دیا اور او پر والے دروازے میں اپنے ساتھی ذرہ بھی رکھا تا کہ چوپائے انہیں کمزور نہ سمجھ کر روندنہ دیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کشتی کی لمبائی تین سو گز، اس کی چوڑائی پچاس گز اور اس کی بلندی تیس گز تھی اور اس کا دروازہ چوڑائی میں تھا۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ کشتی انہیں لے کر دس رجب کو چلی اور ایک سو پچاس دن پانی میں چلتی رہی۔ پھر وہ جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی اور دسویں محرم کو زمین پر اترے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی لمبائی ایک ہزار دو سو گز تھی اور اس کا عرض چھ سو گز تھا (3)۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام کے حواریوں نے آپ سے کہا: اگر آپ ہمارے ساتھ کوئی ایسا آدمی زندہ کریں جس نے کشتی دیکھی ہو۔ تو وہ ہمیں اس کے بارے کچھ بتائے۔ چنانچہ آپ ان کے ساتھ چل پڑے اور مٹی کے ایک ٹیلے کے پاس جا کر رکے۔ آپ نے اس مٹی سے ایک مٹھ مٹی اٹھائی اور فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ حام بن نوح کا ٹخنہ ہے۔ پس آپ نے اپنے عصا کے ساتھ اس ٹیلے پر ضرب لگائی۔ اور فرمایا: قم باذن اللہ اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو۔ تو اچانک وہ کھڑا ہو گیا۔ اپنے سر سے مٹی جھاڑنے لگا۔ وہ جوان حالت میں تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا تو اس طرح ہلاک ہوا تھا۔ اس نے کہا: نہیں میں مرا در آنحالیکہ میں جوان تھا۔ لیکن میں نے گمان یہ کیا ہے کہ قیامت قائم ہو چکی ہے پس اسی وجہ سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں ہمیں کچھ بتا۔ تو اس نے کہا: اس کا طول ایک ہزار دو سو گز تھا اور اس کا عرض چھ سو گز تھا۔ اس کے تین طبقات تھے۔ پس ایک طبقہ میں چوپائے اور وحشی جانور تھے۔ ایک طبقہ میں انسان تھے اور ایک طبقہ میں پرندے تھے۔ جب چوپاؤں کا گوبر زیادہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ہاتھی کی دم دباؤ۔ آپ نے اسے دبایا تو اس سے مذکر اور مؤنث خنزیر گرے اور وہ دونوں گوبر کھانے لگے، پھر جب چوہا گرا تو وہ کاٹ کر کشتی کو خراب کرنے لگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب نوح بن ملک بن متوشلخ علیہ السلام، جلد 62، صفحہ 49-248، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 43، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 44

طرف وحی فرمائی کہ شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ضرب لگاؤ۔ پس اس کے نتھنوں سے بلا اور بلی نکلے اور وہ چوہے پر حملہ آور ہوئے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کو کیسے علم ہوا کہ شہر غرق ہو چکے ہیں؟ اس نے کہا: آپ نے کوے کو بھیجا کہ وہ آپ کے پاس خبر لائے۔ پس اس نے مردار پایا اور اس پر گر پڑا۔ تو آپ نے اس کے خلاف خوف اور ڈر کی دعا کی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ گھروں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر آپ نے کبوتری کو بھیجا۔ تو وہ اپنی چونچ میں زیتون کا پتہ اور اپنے پاؤں کے ساتھ مٹی لائی۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ شہر غرق ہو چکے ہیں۔ پس وہ سبز رنگ کا ہار جو اس کی گردن میں ہے وہ آپ نے اسے پہنایا اور اس کے لیے دعا فرمائی کہ وہ انس اور امان میں رہے۔ سو اسی وجہ سے وہ گھروں سے محبت کرتی ہے۔ تو حواریوں نے کہا: اے روح اللہ! کیا آپ اسے ہمارے ساتھ ہمارے گھر والوں کی طرف نہیں لے چلیں گے۔ یہ ہمارے ساتھ بیٹھے گا اور ہمارے ساتھ باتیں کرے گا؟ تو آپ نے فرمایا وہ کیسے تمہارے ساتھ جا سکتا ہے جس کے لیے کوئی رزق نہیں؟ پھر آپ نے اسے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے حکم سے لوٹ جا۔ چنانچہ وہ مٹی ہو گیا" قَالَ: عُدْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَعَادَ تُرَابًا" (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کا طول چار سو گز اور اس کا عرض تیس گز تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ سلیمان فرائی نے کہا: حضرت نوح علیہ السلام نے چار سو سال تک کشتی کا کام کیا اور چالیس برس میں ساگوان کا درخت اگایا۔ یہاں تک کہ اس کی لمبائی چار سو گز تک پہنچ گئی اور ایک ذراع دونوں کندھوں تک تھا (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ٹھہرے رہے۔ درخت اگاتے رہے اور اسے کاٹ کر خشک کرتے رہے پھر سو برس اس پر کام کرتے رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو جب کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تو آپ نے عرض کی: اے میرے رب! میں بڑھئی تو نہیں؟ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ بے شک یہ میری آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ پس کلہاڑا لے لو اور آپ کے ہاتھ کو اس طرح بنا دیا گیا جیسے کہ وہ ایک ماہر بڑھئی کا ہاتھ ہو۔ اور جو لوگ آپ کے پاس سے گزرتے وہ کہتے: یہ وہی ہے جو اپنے آپ کو نبی گمان کرتا ہے اور اب بڑھئی ہو گیا ہے۔ چنانچہ آپ نے چالیس سال تک کام کیا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن میناء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا: مجھے بتائیے کون سا وہ پہلا درخت ہے جو سب سے اول زمین پر اگا؟ تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ساگوان کا درخت ہے اور یہ وہ ہے جس سے حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی بنائی۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے سچ کہا ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 44، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 46 3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 251، دار الفکر بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ میں عذاب سے مراد غرق ہونا ہے۔ اور وَيَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ میں عذاب سے مراد ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہنا ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ قُلۡنَا احۡمِلۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ وَمَنۡ اٰمَنَ ؕ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيۡلٌ ﴿۴۰﴾

''یہاں تک کہ جب آ گیا ہمارا حکم اور ابل پڑا تنور تو ہم نے (نوح کو) فرمایا سوار کر لو کشتی میں ہر جنس سے نر و مادہ دو اور اپنے گھر والوں کو سوائے ان کے جن پر پہلے ہو چکا ہے حکم اور (سوار کر لو) جو ایمان لا چکے ہیں اور نہیں ایمان لائے تھے آپ کے ساتھ مگر تھوڑے لوگ''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ کا معنی ''پانی کا نکلنا اور پھوٹنا ہے'' (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو اپنے گھر والوں کا تنور دیکھے کہ اس سے پانی نکل رہا ہے تو یہ تیری قوم کی ہلاکت اور بربادی کی (علامت) ہے (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تنور پتھر سے بنا ہوا تھا اور وہ حضرت حوا علیہا السلام کے لیے تھا حتی کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام تک جا پہنچا۔ تو آپ کو یہ کہا گیا جب تو پانی کو دیکھے کہ وہ تنور سے ابل رہا ہے تو اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر کشتی پر سوار ہو جانا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت اور آپ کی قوم کی ہلاکت کے درمیان تین سو سال کا فاصلہ تھا۔ ہند میں تنور ابل پڑا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہفتہ بھر گھر میں ہی تیرتی رہی (4)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَفَارَ التَّنُّوۡرُ کے بارے فرمایا: وہ چشمہ جو جزیرہ میں ہے وہی عین الوردہ ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مسجد کوفہ سے تنور ابل پڑا جو کہ ابواب کندہ کی جانب تھا۔

امام ابوالشیخ نے حبۃ العربی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی میں نے سواری (اونٹنی) خریدی ہے اور میرے پاس سامان خوراک ختم ہو گیا ہے۔ میں بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 49، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 48
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 48
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 373، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس میں نماز ادا کرسکوں۔ کیونکہ اس میں ستر انبیاء علیہم السلام نے نمازیں پڑھی ہیں اور وہاں سے یعنی مسجد کوفہ سے تنور ابلا تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو پھاڑا اور نرم و نازک کونپل کو نکالا! تمہاری یہ مسجد مسلمانوں کی چار مساجد میں سے چوتھی مسجد ہے جس میں دو رکعتیں نماز ادا کرنا اس کے سوا کسی اور مسجد میں دس رکعتیں پڑھنے سے میرے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے سوائے مسجد حرام اور مدینہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے۔ بے شک اس کی دائیں جانب سے قبلہ کی سمت تنور ابلا تھا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی بن اسماعیل ہمدانی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے اس مسجد کے وسط میں (یعنی مسجد کوفہ میں) اپنی کشتی بنالی۔ تو اس کی دائیں جانب سے تنور ابل پڑا۔ اس جگہ سے صحرا بارہ میل کی مسافت پر تھا۔ اس میں ایک نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد میں چار نمازوں سے افضل ہے۔ سوائے مسجد حرام اور مدینہ طیبہ میں مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ بے شک اس مسجد کی دائیں جانب سے قبلہ کی سمت تنور ابلا تھا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تنور سے مراد سطح زمین ہے۔ یعنی آپ سے یہ کہا گیا کہ جب آپ اس طرح زمین پر پانی دیکھیں تو اپنے ساتھیوں سمیت کشتی میں سوار ہو جایئے اور اہل عرب وجہ الارض کو تنور الارض کہا کرتے ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تنور سے مراد وجہ الارض (سطح زمین) ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تنور سے مراد زمین کا اعلیٰ اور بلند حصہ ہے اور اس کا علم حضرت نوح علیہ السلام اور رب کریم کے درمیان راز ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت بسطام بن مسلم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت معاویہ بن قرہ سے کہا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ جب اس آیت پر پہنچے تو فرمایا: یہ زمین کا اعلیٰ اور اشرف حصہ ہے۔ اور ساتھ کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن میں نے ان سے دو حدیثیں سنی ہیں۔ واللہ اعلم۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ تنور سے پانی ابل پڑا اور بعض نے یہ کہا ہے کہ اس سے آگ بھڑک اٹھی۔ اور فار التنور ہر لغت کے مطابق تنور ہی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَفَارَ التَّنُّوْرُ کا معنی ہے فجر طلوع ہوئی۔ آپ کو یہ کہا گیا کہ جب فجر طلوع ہو جائے تو اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر سوار ہو جاؤ (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَفَارَ التَّنُّوْرُ کا معنی ہے صبح کا روشن ہونا (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کلام عرب میں مذکر و مؤنث کو زوجین کہا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 47، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 48
3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ساتھ ہر جنس میں سے نر اور مادہ دو سوار کر لیں اور آپ کے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ پس آپ جوڑا جوڑا کر کے پکڑتے رہے اور انگور باقی بچ رہا۔ پس ابلیس آیا اور اس نے کہا: یہ سارے کا سارا میرے لیے ہے۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے فرشتہ کی جانب دیکھا تو اس نے کہا: بے شک وہ آپ کا شریک ہے، اس کی شرکت کو خوب اچھا کیجئے۔ پس آپ نے کہا: ہاں۔ دو تہائی میرے لیے ہیں اور ایک تہائی اس کے لیے ہے۔ اس فرشتے نے کہا: بے شک وہ آپ کا شریک ہے سو اس شرکت کو خوب اچھا کیجئے۔ تو آپ نے کہا: نصف میرے لیے ہے اور نصف اس کے لیے ہے۔ تو ابلیس نے کہا: یہ سب کا سب میرے لیے ہے۔ پھر آپ نے فرشتے کی جانب دیکھا۔ تو اس نے کہا: بے شک وہ آپ کا شریک ہے سو اس کی شرکت کو خوب اچھا کیجئے۔ آپ نے فرمایا: ایک ثلث میرے لیے ہے اور دو ثلث اس کے لیے ہیں۔ اس نے کہا: تم نے احسان کیا ہے اور میں بھی بہت نیکی کرنے والا ہوں۔ آپ اسے انگور کی صورت میں کھائیں گے، اسے کشمش کی صورت میں بھی کھائیں گے اور اس کا جوس بھی پئیں گے تین دن۔ مسلم نے کہا ہے: وہ یہ خیال کرتے تھے کہ جب وہ اس طرح انگور کا جوس پئیں گے تو اس میں شیطان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو انہوں نے ہر اس شے کا نام لکھا جسے انہوں نے اپنے ساتھ کشتی میں سوار کیا اور فرمایا: بے شک تم نے انگور کی بیل کو بھی لکھ لیا ہے حالانکہ وہ یہاں نہیں ہے۔ انہوں نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے اسے شیطان نے پکڑ لیا ہے، ہم عنقریب اسے بھیجیں گے جو اسے لے آئے گا۔ پس اسے لایا گیا اور شیطان بھی اس کے ساتھ آیا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کو کہا گیا: بے شک یہ آپ کا شریک ہے اس کی شرکت کو خوب اچھا بنایئے۔ تو آگے انہوں نے ماقبل روایت کی طرح بیان کیا اور ان کے قول کے بعد یہ اضافہ کیا کہ آپ اسے جوس کی صورت میں پئیں گے اور اسے پکائیں گے۔ پس اس کے دو ثلث پلیدی اور شیطان کے حصہ کے طور پر ختم ہو جائیں گے اور اس کا ایک ثلث باقی بچ جائے گا پس آپ اسے پی لیں۔

امام ابن منذر، ابو الشیخ، بیہقی نے شعب الایمان میں، ابن عساکر اور ابن النجار رحمہم اللہ نے اپنی تاریخوں میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام شیر کے پاس سے گزرے اور وہ کشتی میں تھا، تو آپ نے اپنے پاؤں کے ساتھ اسے ضرب لگائی۔ تو شیر نے آپ کو تھپڑ لگا دیا اور آپ رات بھر جاگتے رہے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام اس کی وجہ سے رونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ بے شک آپ نے اس کے ساتھ زیادتی کی ہے اور میں ظلم و زیادتی کو پسند نہیں کرتا (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے شیر کو کشتی میں سوار کیا تو عرض کی: اے میرے رب! بے شک وہ تو مجھ سے کھانے کا سوال کرے گا۔ میں اسے کہاں سے کھلاؤں گا؟ تو

1۔ شعب الایمان، باب فی طاعۃ اولی الامر، جلد 6، صفحہ 54، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک میں اسے کھانے سے روکوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس پر بخار مسلط کر دیا۔ پس حضرت نوح علیہ السلام اس کے پاس مینڈ ھا لاتے تھے اور اسے کہتے: تو گھوم وہ کھالے گا تو شیر جواباً کہتا: آہ۔ ہائے افسوس۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام شیر کے پاس سے گزرے جو کہ پاؤں سمیٹ کر بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ نے اپنے پاؤں کے ساتھ اسے ٹھوکر لگائی۔ پس شیر نے اپنا سر اٹھایا اور آپ کی پنڈلی پر خراش لگادی۔ تو وہ ضرب جو اس نے آپ کو لگائی اس کے سبب رات بھر آپ کو نیند نہ آئی۔ آپ یہ کہنے لگے: اے میرے رب! تیرے کتے نے مجھے کاٹ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اللہ تعالیٰ ظلم سے راضی نہیں ہوتا اور ابتدا آپ نے کی ہے۔ ابن عدی نے کہا: یہ حدیث اس سند کے ساتھ باطل ہے۔ اس میں ایک راوی جعفر بن احمد غافقی ہے جو حدیثیں وضع کرتا ہے(1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام پر بکری کو کشتی میں داخل کرنا مشکل ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے اسے دم سے پکڑ کر دھکیلا۔ تو اس وجہ سے اس کی دم ٹوٹ گئی اور وہ دم بریدہ ہو گئی اور اس کی جائے شرم ظاہر ہو گئی۔ جب بھیڑ کی باری آئی تو وہ اندر داخل ہو گئی۔ پس آپ نے اس کی دم کو چھوا تو اس نے اس کی شرم گاہ کو ڈھانپ لیا(2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر جنس میں سے نر اور مادہ دو کو سوار کر لیں۔ تو آپ نے اپنے ساتھ یمن کی عجوہ (کھجور) اور بادام کو بھی سوار کر لیا۔

امام احمد نے الزہد میں اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر جنس میں سے جوڑا جوڑا کشتی میں سوار کر لیں۔ تو آپ نے کہا: میں شیر اور گائے کو کیسے اکٹھا کروں گا؟ میں بھیڑ اور بھیڑیے کو کیسے سوار کروں گا؟ اور میں کبوتر اور بلی کے ساتھ کیا کروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے کہا: ان کے درمیان عداوت کس نے ڈالی ہے؟ عرض کی: اے میرے رب! تو نے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بے شک میں ان کے درمیان اتنی الفت اور محبت پیدا کر دوں گا کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

امام ابن عساکر نے حضرت خالد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام ان تمام کو کشتی میں سوار کر چکے جنہیں سوار کرنا تھا۔ تو بچھو ایک پاؤں پر چلتے ہوئے آیا۔ اور عرض کی: اے اللہ تعالیٰ کے نبی! مجھے بھی اپنے ساتھ داخل کر لیجئے۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں کیونکہ تو لوگوں کو ڈستا ہے اور انہیں اذیت دیتا ہے۔ اس نے کہا: نہیں۔ آپ مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیجئے اور آپ کے ساتھ میرا یہ وعدہ رہا کہ جو رات کے وقت آپ پر درود پڑھے گا میں اسے نہیں کاٹوں گا(3)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 56-255، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 255
3۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 257

کسی نے شام کے وقت یہ کہا "صَلَّى اللهُ عَلَى نُوحٍ وَعَلَى نُوحٍ السَّلَامُ" تو اس رات بچھو اسے نہیں کاٹے گا(1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عزاء اور ضحاک رحمہما اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ابلیس کشتی پر سوار ہونے کے لیے آیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اسے دھکیل دیا۔ اس نے کہا: اے نوح! میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ تم مجھ پر قابو نہیں پا سکتے۔ تو آپ نے جان لیا کہ یہ سچ کہہ رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسے حکم دیا کہ کشتی کے بانس پر بیٹھ جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی تھی کہ وہ ان کے جسم کو اٹھائیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں حضرت نوح علیہ السلام ان کے وارث بنے اور ہر کوئی یہ وصیت بطور وارث اپنے بیٹے کو کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے وصیت کو وصول کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کے جسد خاکی کو مردوں اور عورتوں کے درمیان جا رکھا(2)۔

امام ابن ابی دنیا اور ابن عساکر نے مکاید الشیطان میں حضرت ابو العالیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی لنگر انداز ہوئی۔ اس وقت ابلیس کوثر السفینہ پر تھا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اسے فرمایا: تو ہلاک ہو جائے اہل زمین تیری وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں؟ تو ابلیس نے آپ سے کہا: تو میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: تو توبہ کر۔ اس نے کہا: آپ اپنے رب سے پوچھیے کیا میرے لیے توبہ ہے؟ پس حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب سے التجا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: اس کی توبہ یہ ہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے۔ آپ نے اسے فرمایا: میں نے تیرے لیے توبہ کی راہ بنا دی ہے۔ اس نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے۔ تو اس نے جواب دیا: میں نے سجدہ نہیں کیا تھا جب کہ وہ زندہ تھے، تو کیا اب میں سجدہ کروں گا جب کہ وہ مر چکے ہیں؟(3)

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انگور کی بیل کے بارے میں حضرت نوح علیہ السلام کا شیطان کے ساتھ تنازعہ رہا۔ اس نے کہا: یہ میرے لیے ہے اور آپ نے فرمایا یہ میرے لیے ہے۔ پھر دونوں کی صلح اس شرط پر ہوئی کہ اس کا ایک تہائی حضرت نوح علی السلام کے لیے ہوگا اور دو تہائی شیطان کے لیے(4)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں اپنے ساتھ تمام درخت بھی سوار کیے تھے(5)۔

امام اسحاق بن بشر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اہل علم میں سے ایک آدمی نے ہمیں خبر دی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ہدہد کا ایک جوڑا بھی کشتی میں سوار کیا اور ہدہد کی ماں کو جوڑے پر اضافی رکھا۔ پس زمین ظاہر ہونے سے پہلے ہی وہ کشتی میں مر گئی۔ ہدہد نے اسے اٹھا لیا اور دنیا کا چکر لگایا تاکہ وہ کوئی ایسی جگہ پائے جہاں اسے وہ دفن کر سکے۔ لیکن اس نے کہیں بھی کیچڑ اور مٹی نہ پائی۔ سو اس کے رب نے اس پر رحم فرمایا اور اس کے لیے اس کی گدی میں قبر کھود دی۔ تو اس نے اسے اس میں دفن کر دیا۔ پس وہ بال و پر جو ہدہد کی گدی میں بڑھے ہوئے ہیں وہ قبر کی جگہ پر ہیں۔ پس یہی وجہ ہے کہ ہدہدوں کی گدیوں کی

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 256، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 258
3۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 259
4۔ سنن نسائی، باب ذکر ما یجوز شربہ من الطلاء و مالا یجوز، جلد 8، صفحہ 330 القاہرہ
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 261

تعریف کی گئی ہے۔ اسے ابن عساکر نے بیان کیا ہے(1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت جو یبر اور مقاتل کی سند سے حضرت ضحاک سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی میں پتھر کے دو نگینے عطا فرمائے۔ ان میں سے ایک دن کی سفیدی کی طرح سفید تھا اور دوسرا رات کی سیاہی کی طرح سیاہ تھا۔ پس جب وہ شام کرتے تو اس کی سیاہی دوسری کی سفیدی پر غالب آجاتی۔ جب وہ صبح کرتے تو اس کی سفیدی دوسرے کی سیاہی پر غالب آجاتی۔ دونوں کا وقت بارہ گھنٹے مقرر تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں اوقات کو بارہ بارہ گھنٹوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ دن یا رات میں سے کسی کو دوسرے پر زائد نہیں کرتے تھے۔ تا کہ اس سے نماز کے اوقات کو پہچانا جا سکے۔ پس کشتی آپ کے مکان سے چلی۔ یہاں تک کہ وہ دائیں سمت چلتی رہی اور حبشہ پہنچ گئی پھر وہاں سے پھری اور جدہ کی طرف لوٹ آئی۔ پھر روم کی سمت اختیار کی اور روم سے تجاوز کر گئی اور ارض مقدس کی وادیوں پر لوٹتی ہوئی آئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ یہ پہاڑ کی چوٹی پر قرار پذیر ہوگی۔ سو اس لیے پہاڑ بلند ہو گئے۔ اسی لیے وہ ظاہر ہوئے اور انہوں نے اپنی جڑیں زمین سے نکال لیں۔ اور جودی پہاڑ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و انکساری پیش کرتا رہا۔ پس کشتی آئی اور تمام پہاڑوں سے آگے گزر گئی۔ جب جودی پہاڑ پر پہنچی، وہاں قرار پذیر ہوگئی اور وہیں لنگر انداز ہوئی تو پہاڑوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی اور کہا اے ہمارے رب! بے شک ہم حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے لیے ظاہر ہوئے ہیں اور اپنی جڑیں زمین سے نکالی ہیں۔ اور جودی سکڑ گیا ہے۔ اور نوح علیہ السلام کی کشتی نے اس پر قرار اختیار کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بلاشبہ جو اس طرح میرے لیے تواضع کرتا ہے میں اسے بلند کر دیتا ہوں اور جو میرے سامنے بلند ہوتا ہے میں اسے پست اور ذلیل کرتا ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ جودی جنت کے پہاڑوں میں سے ہے پس یوم عاشورہ (دسویں محرم الحرام کا دن) تھا تو کشتی اس پر قرار پذیر ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ" اے زمین! اپنا پانی نگل لے، جذب کر لے، یہ ارشاد لغت حبشہ کے مطابق ہے "وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ" اور اے آسمان تو بھی اپنا پانی روک لے۔ یہ بھی حبشی لغت کے مطابق ہے۔ پس زمین نے اپنا پانی جذب کر لیا اور آسمان کا پانی بھی اٹھ گیا۔ یہاں تک کہ وہ آسمان کی بلندی تک پہنچ گیا اس امید کے تحت کہ وہ اپنی جگہ کی طرف لوٹ آئے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا واپس لوٹ جا۔ کیونکہ تو عذاب اور غضب ہے پس پانی لوٹ آیا اور وہ کھاری ہو گیا اور گرم ہو گیا اور موجیں مارنے لگا۔ پس اس سے لوگوں کو اذیت اور تکلیف پہنچنے لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا اور اس نے سمندروں کی جگہوں میں اسے جمع کر دیا۔ وہ اتنا شدید کھاری ہو گیا کہ اس سے نفع حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے جھانک کر دیکھا تو سورج طلوع ہو چکا تھا اور آپ کے لیے آسمان سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا۔ یہ آپ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان غرق ہونے سے امان کی علامت اور نشانی تھی۔ ہاتھ سے مراد وہ قوس ہے جسے وہ قوس قزح کہتے ہیں۔ اور منع کیا گیا ہے کہ اسے قوس قزح کہا جائے کیونکہ قزح شیطان ہے اور وہ قوس اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ یہ تیر

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 262 دار الفکر بیروت

کمان پہلے بھی آسمان تک پھیل جایا کرتی تھی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کو غرق ہونے سے امان دے دی تو اللہ تعالیٰ نے کمان اور تیر پھینک دیئے۔ تو اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ تو میرے ساتھ میری اہل کو نجات دے گا۔ حالانکہ میرا بیٹا غرق ہو گیا ہے اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ۝ قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ (ہود) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: کہ وہ تیرے دین والوں میں سے نہیں ہے۔ اس کا عمل اچھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ اتر جاؤ۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اسے بلا بھیجا۔ جو آپ کی طرف زمین کی خبر لائے گا۔ تو ایک گھریلو پرندہ آیا اور اس نے کہا: میں۔ تو آپ نے اسے پکڑا اور اس کے پروں پر مہر لگا دی اور فرمایا تجھ پر میری مہر لگ چکی ہے تو کبھی نہیں اڑے گا، میری اولاد تجھ سے نفع اٹھاتی رہے گی۔ پھر آپ نے کوے کو بھیجا۔ اس نے ایک مردار دیکھا تو اس پر گر پڑا۔ پس آپ نے اسے قید کیا اور اس پر لعنت فرمائی۔ اسی وجہ سے اسے حرم میں قتل کیا جا سکتا ہے۔ پھر فاختہ کو بھیجا یعنی حمامہ سے مراد قمری ہے۔ سو وہ گئی اور اس نے زمین میں کہیں بھی قرار نہ پایا۔ سرزمین سبا میں وہ ایک درخت پر بیٹھی اور زیتون کا پتا اٹھایا اور نوح علیہ السلام کی طرف لوٹ آئی۔ تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ اس نے زمین میں سے کہیں مسکن نہیں بنایا۔ پھر اسے چند دنوں کے بعد بھیجا۔ پس وہ نکلی اور وادی حرم میں پہنچ گئی۔ پانی جب جذب ہوا تو سب سے پہلے کعبہ معظمہ کی جگہ سے جذب ہوا۔ اس کی مٹی سرخ تھی۔ پس اس نے اپنے پاؤں کو اس کے ساتھ رنگا اور پھر حضرت نوح علیہ السلام کی طرف واپس آ گئی۔ اور کہا مبارک ہو زمین نے قرار حاصل کر لیا ہے۔ پس آپ نے اپنا دست مبارک اس کی گردن مبارک پر پھیرا اور اسے ہار پہنایا اور اس کی ٹانگوں میں اسے سرخی عطا کی۔ اس کے لیے دعا کی اور اسے حرم پاک میں سکونت عطا کر دی اور اس میں برکت رکھ دی۔ پس اسی وجہ سے لوگ اس کے ساتھ شفقت کرتے ہیں۔ پھر آپ نکلے اور سرزمین موصل میں نزول فرمایا۔ یہ قریۃ الثمانین کہلاتا ہے۔ کیونکہ آپ اسی افراد کے ہمراہ یہاں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ پھر ان میں وبا پھیل گئی اور وہ حضرت نوح، سام، حام، یافث اور ان کی عورتوں کے سوا سب کے سب مر گئے۔ پھر زمین ان سے بھر گئی۔ اسی کے بارے یہ ارشاد ہے وَ جَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ۝ (الصافات:77)(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت خالد الزیات رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام رجب المرجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے اور جن و انس میں سے جو آپ کے ساتھ تھے انہیں فرمایا: آج کے دن روزہ رکھو۔ کیونکہ تم میں سے جس نے روزہ رکھا اس سے آگ ایک سال کی مسافت پر دور رہے گی اور تم میں سے جس نے سات روزے رکھے اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جس نے آٹھ روزے رکھے تو اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے اور جس نے دس دن روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا تو مانگ تجھے عطا کیا جائے گا۔ اور جس نے پندرہ دن روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا نیا عمل کر میں نے تیرے لیے ماضی میں جو کچھ ہوا اسے بخش دیا ہے۔ اور جس نے اور زیادہ کیا اللہ تعالیٰ بھی اضافہ فرمائے گا۔ پس حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 64-262 دارالفکر بیروت

رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذی القعدہ، ذی الحجہ اور محرم کے دس روزے رکھے۔ اور دسویں محرم (یوم عاشورہ) کو کشتی لنگر انداز ہوئی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھ جن وانس کو ارشاد فرمایا: آج کے دن بھی روزہ رکھو(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام رجب کی دس تاریخ کشتی میں سوار ہوئے اور دس محرم الحرام کو اس سے اترے۔ سو آپ اور آپ کے اہل رات سے رات تک روزہ رکھتے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں ہر شے کو سوار کیا۔ تو شیر کو بھی سوار کیا اور وہ کشتی والوں کو اذیت پہنچانے لگا۔ تو اس پر بخار مسلط کر دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ کشتی میں ہر جنس سے جوڑا جوڑا سوار کر لیں۔ تو آپ نے شیر کو سوار کرنے کی طاقت نہ رکھی۔ یہاں تک کہ اس پر بخار مسلط کر دیا گیا، تو آپ نے اسے اٹھایا اور کشتی میں داخل کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کی سند سے ان کے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں ہر جنس سے جوڑا جوڑا سوار کیا۔ تو آپ کے اصحاب نے آپ سے عرض کی: ہم کیسے اطمینان پائیں گے جب کہ ہمارے ساتھ شیر بھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس پر بخار مسلط کر دیا۔ پس وہی پہلا بخار ہے جو زمین پر اترا۔ پھر انہوں نے چوہیا کا شکوہ کیا اور کہا: یہ چوہیا تو ہمارے کھانے اور سامان کو خراب کر دے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے شیر کی طرف وحی کی۔ تو اس نے چھینک ماری اور اس سے بلی خارج ہوئی تو اسے دیکھ چوہیا چھپ گئی۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں تھے تو چوہے نے کشتی کی رسیاں کاٹ دیں۔ تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: اور آپ نے شیر کی پیشانی کو چھوا۔ تو اس سے بلی کی طرح کے دو جانور نکلے۔ کشتی میں گندگی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی۔ سو آپ نے ہاتھی کی دم کو چھوا۔ تو دو خنزیر نکلے اور انہوں نے اس غلاظت کو کھا لیا(2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کشتی والوں نے چوہے کے سبب تکلیف اٹھائی تو شیر نے چھینک ماری۔ اس کے نتھنے سے مذکر اور مونث دو بلیاں نکلیں اور انہوں نے چوہے کو کھا لیا۔ مگر جو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھنا چاہا اور انہیں اہل کشتی کی غلاظت کے سبب اذیت دی گئی۔ پس ہاتھی نے چھینک ماری اور اس کے نتھنے سے مذکر و مؤنث دو خنزیر نکلے۔ پس انہوں نے کشتی والوں کی ساری غلاظت کو کھا لیا۔ اور جب گدھے کو کشتی میں داخل کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت نوح علیہ السلام نے گدھے کے دونوں کان پکڑے اور ابلیس نے اس کی دم پکڑ لی اور حضرت نوح علیہ السلام نے اسے کھینچنا شروع کر دیا اور ابلیس بھی اسے کھینچنے لگا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: شیطان داخل ہو جا۔ پس گدھا داخل

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 264 دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 46، بیروت

ہوا اور اس کے ساتھ ابلیس بھی داخل ہو گیا۔ جب کشتی چلی تو وہ اس کے پچھلے حصے پر بیٹھ کر گنگنانے لگا۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اسے کہا: تو ہلاک ہو جائے تجھے کس نے اجازت دی ہے؟ اس نے کہا: آپ نے۔ آپ نے فرمایا: کب؟ اس نے جواباً کہا: جب تم نے گدھے کو کہا: اے شیطان! داخل ہو، تو میں داخل ہو گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے چوپاؤں میں سے کشتی میں سب سے پہلے اونٹنی کو سوار کیا اور سب سے آخر میں گدھے کو سوار کیا۔ سو جب گدھا داخل ہوا تو اس نے اپنا سینہ داخل کیا اور ابلیس اس کی دم کے ساتھ چمٹ گیا۔ اور اس کے قدم نہ اٹھ سکے تو حضرت نوح علیہ السلام اسے فرمانے لگے: تیری ہلاکت ہو۔ اے شیطان! داخل ہو۔ پس وہ اٹھتا تھا اور طاقت نہ رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: داخل ہو اگرچہ شیطان تیرے ساتھ ہے۔ آپ کی زبان پر کلمہ پھسل گیا۔ پس جونہی آپ نے وہ کہا تو شیطان نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ داخل ہوا اور شیطان بھی اس کے ساتھ داخل ہو گیا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے اسے کہا: اے اللہ کے دشمن! تجھے کس نے داخل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: کیا آپ نے نہیں کہا تھا کہ داخل ہو جا اگرچہ شیطان تیرے ساتھ ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس سے نکل جا۔ اس نے کہا: آپ کے لیے کوئی چارہ کار نہیں اس سے کہ آپ مجھے سوار کریں۔ پس کشتی کی چھت پر ایسی ہی ہوا جیسا کہ وہ گمان کرتے تھے (1)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک دعوت دیتے رہے۔ آپ پہلے انہیں سراً اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے۔ پھر جہراً دعوت شروع کر دی۔ پھر اعلانیہ دعوت عام دینے لگے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اعلان کا معنی انتہائی چیخ و پکار کرنے کے ہیں۔ پس وہ (قوم کے لوگ) آپ کو پکڑ لیتے تھے اور آپ کا گلا دباتے تھے یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہو جاتی اور وہ آپ کو زمین پر گرا دیتے تھے اس حال میں کہ آپ بیہوش ہوتے۔ پھر جب افاقہ ہو جاتا تو کہتے: اے اللہ! میری قوم کو نور عطا فرما کیونکہ وہ نہیں جانتے۔ پس ان میں سے ایک آدمی اپنے باپ کو کہنے لگا: اے ابا جان! اس بوڑھے شیخ کو کیا ہے یہ ہر روز چیخ و پکار کرتا ہے، یہ سست نہیں پڑتا۔ تو اس نے جواب دیا: کہ میرے باپ نے میرے دادا سے مجھے خبر دی ہے کہ یہ جب سے ہوا ہے یہی کام کرتا رہا ہے پس جب آپ نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما کر آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ سو آپ نے کشتی بنائی اور تین سال کے عرصہ میں اس کا کام مکمل کیا۔ آپ کی قوم کے جو لوگ آپ کے قریب سے گزرتے۔ تو وہ آپ سے تمسخر کرتے اور آپ کے کشتی بنانے پر اظہار تعجب کرتے۔ پس جب آپ کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے تو آپ کے رب نے آپ کے لیے ایک نشانی مقرر کر دی کہ جب تم تنور کو ابلتا ہوا دیکھو تو ہر شے کا جوڑا جوڑا کشتی میں سوار کر لینا اور تنور کے بارے جو خبر مجھ تک پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ وہ کوفہ کی مسجد کے ایک کونے میں تھا۔ پس جب تنور ابل پڑا، تو آپ نے ان تمام کو کشتی میں سوار کر لیا جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا۔ عرض کی: اے میرے رب! شیر اور ہاتھی کو کیسے سوار کروں؟ تو اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 45

نے فرمایا: میں ان پر بخار مسلط کر دوں گا۔ بلاشبہ وہ ثقیل اور بھاری ہے۔ پس آپ نے اپنے گھر والوں، بیٹوں، بیٹیوں اور بہوؤں سب کو سوار کر لیا۔ اور اپنے ایک بیٹے کو بھی بلایا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پس جب آپ ہر شے کو کشتی میں داخل کرنے سے فارغ ہو گئے۔ تو دوسری کشتی کے ساتھ انہیں اوپر سے بند کر دیا۔ اگر اس طرح نہ ہوتا تو کشتی میں کوئی شے بھی باقی نہ بچتی۔ مگر یہ آسمان کی جانب سے پانی کی شدت سے گرنے کی وجہ سے وہ سب ہلاک ہو جاتے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: **فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ**۝ (القمر) ''پھر ہم نے کھول دیئے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ''۔ ہر قطرے کی مقدار اس طرح تھی جیسا کہ مشکیزے کے منہ سے بہہ رہا ہو۔ سطح زمین پر کوئی شے باقی نہیں رہی مگر وہ اس وقت ہلاک اور برباد ہو گئی۔ سوائے ان کے جو کشتی میں تھے۔ اور اس میں سے کوئی شے حرم میں داخل نہیں ہوئی (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت عبداللہ بن زیاد بن سمعان رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اس آدمی سے جس نے انہیں بیان کیا روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان سے چالیس سال قبل ان کے مردوں کو بانجھ کر دیا تھا اور ان کی عورتوں کو بھی بانجھ کر دیا۔ پس حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کے وقت سے لے کر چالیس برس تک انہوں نے کسی بچے کو جنم نہیں دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے صغیر اور بالغ سبھی کو پالیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے ان کے خلاف حجت قائم ہو گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر طوفان بھیج دیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کو ان کے آباء کے ساتھ غرق کر دیا، حالانکہ اس طرح نہیں ہے۔ بے شک وہ بچہ پرندے کے قائم مقام ہے اور وہ تمام جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر گناہ کے غرق کیا ہے۔ ان کی موتوں کا وقت آ گیا اور وہ اسی کے سبب فوت ہوئے اور مردوں اور عورتوں میں سے جو آپ کو پانے والے ہیں ان کے لیے یہ غرق (طوفان) سزا اور عذاب تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد کی سند سے عبید بن عمیر سے یہ قول بیان کیا ہے جب قوم نوح غرق ہوئی تو اس پر پہاڑ کی چوٹی پر بھی پانی کی بلندی پندرہ گز تھی۔ پس ایک عورت غرق ہوئی اس حال میں کہ اس کے پاس بچہ بھی تھا۔ تو اس نے اسے اپنے سینے پر رکھ لیا۔ جب پانی وہاں تک پہنچا۔ تو اس نے اسے اپنے کندھوں پر بٹھا لیا۔ جب پانی وہاں تک پہنچا تو اس نے اس اپنے ہاتھوں پر اٹھا کر ہاتھوں کو بلند کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں اہل زمین میں سے کسی پر رحم کرتا تو میں اس عورت پر ضرور رحم کرتا۔ لیکن میری جانب سے قول (حکم) ثابت ہو چکا ہے (3)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عطار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کنیز کو فرمایا: جب تیرے تنور سے پانی ابل پڑے تو مجھے خبر دینا۔ پس جب وہ آخری روٹی سے فارغ ہوئی تو تنور ابل پڑے۔ وہ بھاگتے ہوئے اپنے آقا کے پاس گئی اور آپ کو جا کر خبر دی۔ پس آپ اور جو آپ کے ساتھ تھے سب کشتی کے اوپر سوار ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسلا دھار بارش کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور زمین میں چشمے جاری کر دیئے۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 250 دار الفکر بیروت　2۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 249　3۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 253

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ہمیں عبداللہ العمری نے نافع سے اور انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے اردگرد پانی نکلا تو آپ کی امت کا ایک آدمی اپنے سرداروں میں سے ایک کے پاس گیا اور کہا: یہ ہے وہ جسے تم گمان کرتے تھے کہ مجنون ہے؟ تحقیق جس عذاب سے وہ تمہیں ڈراتا تھا وہ تم پر آچکا ہے، وہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور اپنے اصحاب کی ایک جماعت کو لے کر آیا اور آپ نے فرمایا: تحقیق تم پر وہ آچکا ہے جس سے تمہیں ڈرایا جاتا ہے۔ اس نے پوچھا اس کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اپنی سواری کے سر کو پھیر۔ پس اس نے اپنی سواری کو پھیرا تو پانی اس کے پاؤں کے نیچے سے نکل پڑا۔ پس وہ پانی سے بھاگتے ہوئے پہاڑ کی طرف نکل گیا(1)۔

ابن اسحاق اور ابن عساکر نے حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے گھر تنور سے پانی ابل پڑا۔ یہ وہ تنور ہے جس میں آپ کی بیٹی روٹیاں پکا رہی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام اس کی توقع رکھتے تھے جب کہ آپ کی صاحبزادی آئی اور اس نے عرض کی: اے اباجان! تنور سے پانی ابل پڑا ہے۔ پس ایک کے سوا تمام کے تمام بڑھئی حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لے آئے۔ اس نے آپ سے کہا: میری اجرت مجھے دیجئے۔ آپ نے فرمایا: میں تیری اجرت تجھے اس شرط پر دیتا ہوں کہ تو ہمارے ساتھ سوار ہو جائے۔ تو اس نے جواباً کہا: بے شک ود، سوع، یغوث اور نسر مجھے بچالیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی اس میں ہر شے کا جوڑا جوڑا سوار کر لو اور اپنے گھر والوں کو مگر وہ جن کے بارے میں حکم ہے پہلے ہو چکا ہے اور وہ جن کے بارحکم پہلے ہو چکا تھا وہ آپ کی بیوی والقہ اور آپ کا بیٹا کنعان تھا۔ آپ نے عرض کی: اے میرے رب! تحقیق میں نے انہیں تو سوار کر لیا۔ لیکن وحشی جانوروں، چوپاؤں، دندوں اور پرندوں کو میں کیسے سوار کروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں تیرے پاس جمع کر دوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور آپ نے انہیں اکٹھا کر دیا۔ پس آپ جوڑے پر ہاتھ مارتے۔ دایاں ہاتھ مذکر پر اور بایاں مؤنث پر لگتا اور آپ اسے کشتی میں داخل کر دیتے۔ حتی کہ آپ نے اس تعداد کو داخل کر دیا جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا تھا۔ جب آپ انہیں کشتی میں جمع کر چکے اور چوپاؤں، وحشیوں اور درندوں نے عذاب دیکھا تو وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاؤں چاٹنے لگے اور کہنے لگے: آپ ہمیں اپنے ساتھ کر لیں۔ تو آپ فرماتے: مجھے صرف ہر جنس میں سے جوڑا جوڑا سوار کرنے کا حکم دیا گیا ہے(2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیجی اور وہ آپ کی طرف پرندوں، درندوں، وحشی جانوروں اور چوپاؤں میں سے نر اور مادہ دو کو اٹھا کر لے آئی(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ کے تحت فرمایا: کہ ہر جنس سے مذکر اور مونث (4)۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 252 دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 53-252
3۔ ایضاً، جلد 62، صفحہ 255
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 50

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکر ایک زوج ہے اور مؤنث ایک زوج ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ کے بارے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا: کہ قول سے مراد عذاب ہے اور وہ آپ کی بیوی تھی جو آپ کے خاندان کا حصہ تھی (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ کے تحت حکم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت نوح علیہ السلام، آپ کے تین بیٹے اور چار بہو تھیں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بیان کیا گیا ہے: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھ تین بیٹوں اور اپنے بیٹوں کی تین بیویوں کو سوار کیا اور حام نے کشتی میں اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت کی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اس کے نطفہ کو بدل دینے کی دعا کی۔ تو سودان پیدا ہوا۔ اسے ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج کی سند سے ابوصالح سے بیان کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے ساتھ کشتی میں اسی آدمیوں کو سوار کیا۔ ان میں سے ایک جرہم تھا، اس کی زبان عربی تھی (3)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں اسی آدمی تھے ان کے ساتھ ان کی بیویاں بھی تھیں۔ وہ کشتی میں ایک سو پچاس دن رہے۔ اللہ تعالیٰ نے کشتی کو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ کیا اور چالیس دن تک وہ بیت اللہ کے پاس گھومتی رہی پھر اسے جودی کی طرف پھیر دیا اور اس پر وہ لنگر انداز ہوگئی۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے کوے کو بھیجا تاکہ وہ آپ کے پاس خبر لے کر آئے۔ وہ گیا اور مردار پر جا گرا اور اس نے آپ کے کام کو مؤخر کر دیا۔ پھر آپ نے فاختہ کو بھیجا وہ آپ کے پاس زیتون کا پتہ لے کر آئی اور اس کے پاؤں کیچڑ سے لتھڑے ہوئے تھے۔ تو اس سے حضرت نوح علیہ السلام نے پہچان لیا کہ پانی جذب ہوگیا۔ پس آپ جودی کی نچلی جانب اترے اور ایک گاؤں آباد کیا اور اس کا نام ثمانین رکھا۔ پس ایک دن انہوں نے صبح کی تو ان کی زبانیں اسی لغتوں پر جاری ہوگئیں۔ ان میں سے ایک عربی زبان ہے اور وہ آپس میں ایک دوسرے کی کلام نہیں سمجھ سکتے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام اس کی تعبیر فرماتے تھے (4)۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے اور آپ نے اس میں ہر جنس سے جوڑا جوڑا سوار کیا جیسا کہ آپ کو حکم تھا۔ تو آپ نے کشتی میں ایک بوڑھے کو دیکھا جسے آپ نے نہ پہچانا۔ تو آپ نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا: ابلیس، میں داخل ہوا ہوں تاکہ تمہارے اصحاب کے دلوں پر قابو پاؤں۔ پس ان کے دل میرے ساتھ ہوں گے اور ان کے جسم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 51، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 52
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 53
4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 267، دارالفکر بیروت

کی ہے: وَ نَادٰى نُوْحُ ابْنَهٗ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ کے ضمن میں فرمایا: کہ آج کشتی والوں کے سوا کوئی نجات پانے والا نہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَ حَالَ بَیْنَهُمَا الْمَوْجُ کی تفسیر میں کہا: کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے اور پہاڑ کے درمیان (موج حائل ہوگئی)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے۔ جو اس میں سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے پیچھے رہا وہ غرق ہو گیا (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے ایک آدمی کے لیے اس شرط پر اجرت مقرر کی کہ وہ کشتی بنانے کے عمل میں آپ کی معاونت کرے گا۔ چنانچہ اس نے آپ کے ساتھ کام کیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو حضرت نوح علیہ السلام نے اسے فرمایا: بہتر ہے جو تو چاہے کہ یا میں تیری اجرت تجھے دے دوں یا پھر ہم تجھے ظالم قوم سے بچالیں۔ اس نے جواب دیا: میں اپنی قوم سے مشورہ کرلوں۔ پس اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا۔ تو انہوں نے اسے کہا: جا اور اپنی اجرت وصول کرلے۔ سو وہ آپ کے پاس آیا اور کہا میری اجر دے دو۔ پس آپ نے اسے پوری پوری اجرت دے دی۔ سو جو اس نے لیا اسے لے کر وہ آدمی وہاں تک پہنچا جہاں تک آپ اسے دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو اس کے بارے وہی حکم دیا جو قوم کے بارے اسے حکم دیا تھا۔ پس وہ آدمی پانی میں غوطہ زنی کرتے ہوئے آیا اور کہا: جو آپ نے مجھے دیا ہے وہ لے لو۔ تو آپ نے فرمایا: تیرے لیے وہی ہے جس کے ساتھ تو راضی ہے۔ پس وہ اس میں غرق ہو گیا جس میں قوم غرق ہوئی۔

وَ قِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَ یٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَ غِیْضَ الْمَآءُ وَ قُضِیَ الْاَمْرُ وَ اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِیِّ وَ قِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾

"اور حکم دیا گیا اے زمین! نگل لے اپنے پانی کو اور اے آسمان! تھم جا اور اتر گیا پانی اور حکم الٰہی نافذ ہو گیا اور ٹھہر گئی کشتی جودی (پہاڑ) پر اور کہا گیا ہلاکت و بربادی ہو ظالم قوم کے لیے"۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس دن حضرت نوح علیہ السلام کی ولادت ہوئی اس وقت کے بادشاہ کی بادشاہی کو بیاسی سال ہو چکے تھے۔ اس زمانے میں گناہ سے روکنے والا کوئی نہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی طرف بھیجا۔ اس وقت آپ کی عمر چار سو اسی برس تھی۔ پھر آپ نے انہیں اپنے زمانہ نبوت میں ایک سو بیس برس دعوت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 337، بیروت

الی الحق دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشتی بنانے کا حکم دیا۔ تو آپ نے وہ کشتی بنائی اور اس میں سوار ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر چھ سو برس تھی۔ اور جس نے غرق ہونا تھا وہ غرق ہو گیا۔ پھر کشتی سے اترنے کے بعد تین سو پچاس برس تک آپ زندہ رہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا سام پیدا ہوا۔ اس کا رنگ سفید اور گندمی تھا اور حام پیدا ہوا تو اس کا رنگ سیاہ اور سفید تھا۔ یافث پیدا ہوا تو اس کے رنگ میں زردی اور سرخی تھی۔ اور کنعان وہی ہے جو غرق ہو گیا۔ عرب ماں کے نام کے سبب عرب کہلاتے ہیں اور ان تمام کی ماں ایک ہے اور ایک وسیع وعریض وادی کے کنارے نوح علیہ السلام نے کشتی تیار کی اور یہیں سے طوفان ظاہر ہوا۔ پس حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے، آپ کے ساتھ آپ کے وہ بیٹے اور ان بیٹوں کی بیویاں بھی تھیں۔ اور بنی شیث میں سے تہتر افراد تھے جو آپ کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ پس وہ کشتی میں اسی افراد تھے اور آپ نے اپنے ساتھ ہر جنس سے نر اور مادہ دو کو بھی سوار کیا۔ کشتی کی لمبائی تین سو گز تھی اور یہ گز حضرت نوح علیہ السلام کے باپ کے دادا کا مقرر کردہ تھا۔ اور کشتی کی چوڑائی پچاس گز تھی اور آسمان کی جانب اس کی بلندی تیس گز تھی اور وہ چھ گز پانی سے باہر تھی اور وہ کشتی ڈھکی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کے لیے تین دروازے بنائے اور وہ بعض بعض سے نیچے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے چالیس دن تک بارش برسائی اور جب بارش وحشی جانوروں، چوپاؤں اور پرندوں کو پہنچی تو وہ سب کے سب حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئے۔ وہ آپ کے لیے مسخر کر دیئے گئے۔ پھر جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ان میں سے ہر جنس میں سے جوڑا جوڑا آپ نے کشتی میں سوار کر لیا۔ آپ نے اپنے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کے جسد اطہر کو بھی سوار کیا۔ آپ نے اسے مردوں اور عورتوں کے درمیان رکاوٹ بنا دیا۔ پس وہ سب کے سب دس رجب المرجب کو کشتی میں سوار ہوئے۔ دسویں محرم الحرام کو اس سے باہر نکلے۔ اور یوم عاشورا کو جنہوں نے روزہ رکھا اس کی وجہ یہی ہے اس طرح پانی دو حصوں میں تقسیم ہو کر ظاہر ہوا۔ ایک نصف آسمان سے اور ایک نصف زمین سے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴿۱۱﴾ (القمر) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: کہ آسمان کے دروازوں سے پانی انڈیل دیا گیا اور وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا (القمر: 12) فرما رہا ہے کہ میں نے زمین کو پھاڑ دیا پس پانی مل گیا عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿۱۲﴾ (القمر) اور زمین کے بلند ترین پہاڑ پر بھی پندرہ گز تک پانی بلند ہوا۔ پس کشتی انہیں لے کر چلی اور چھ ماہ تک ساری زمین میں گھومتی رہی اور کسی شے پر قرار نہ پکڑا۔ یہاں تک کہ حرم پاک میں آئی لیکن اس کے اندر داخل نہ ہوئی اور ایک ہفتہ تک حرم کے پاس گھومتی رہی اور کسی شے پر قرار نہ پکڑا۔ یہاں تک کہ حرم پاک میں آئی۔ لیکن اس کے اندر داخل نہ ہوئی۔ اور ایک ہفتہ تک حرم کے پاس گھومتی رہی۔ اس وقت وہ کعبہ جو حضرت آدم علیہ السلام نے بنایا تھا اسے اٹھا لیا گیا تھا اور غرق ہونے سے بچا لیا گیا تھا۔ اور وہی بیت المعمور ہے۔ اور حجر اسود کو جبل ابی قبیس پر اٹھا لیا گیا۔ پس جب کشتی حرم کے پاس گھومی۔ تو وہاں سے انہیں لے کر نکلی اور زمین میں چلتی رہی۔ یہاں تک کہ جودی پر جا رکی۔ جودی سرزمین موصل میں حضنین کے ساتھ ایک پہاڑ ہے۔ سال کی تکمیل کے چھ ماہ بعد وہاں کشتی جا کر ٹھہری۔ اور مطلق چھ ماہ کے بعد کا قول بھی کیا گیا ہے: ہلاکت اور بربادی ہو ظالم قوم کے لیے۔ پس جب جودی پر ٹھہر گئی، تو کہا گیا: يٰۤاَرْضُ ابْلَعِىْ مَآءَكِ وَ يٰسَمَآءُ اَقْلِعِىْ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: کہ کوئی اپنا پانی روک لے۔ وَ غِيْضَ الْمَآءُ زمین نے پانی کو خشک کر دیا۔ اور ایسا ہو گیا کہ یہ سمندر جو تم زمین

میں دیکھتے ہو آسمان سے اترے ہی نہیں۔ پس وہ آخری پانی جو طوفان میں سے زمین میں باقی رہا وہ پانی ہے جو کھودا جاتا ہے طوفان کے بعد چالیس برس تک وہ زمین میں باقی رہا۔ پھر ختم ہو گیا۔ پس حضرت نوح علیہ السلام ایک گاؤں کی طرف اترے اور وہاں ان میں سے ہر آدمی نے گھر بنایا اور اس گاؤں کا نام سوق الثمانین رکھا گیا۔ بنو قابیل سارے کے سارے غرق ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک درمیان کے آباء اسلام پر نہ تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے شیر کے خلاف دعا کی کہ اس پر بخار مسلط کر دیا جائے۔ فاختہ کے لیے انس و محبت کی دعا کی۔ کوے کو معیشت کی بدبختی قرار دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بنی قابیل کی ایک عورت سے شادی کی۔ اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس کا نام یوناطن رکھا۔ پس سوق الثمانین کا گاؤں ان کے لیے تنگ ہو گیا۔ تو وہ بابل کی طرف چلے گئے اور اس کی تعمیر کی۔ یہ فرات اور صراۃ کے درمیان واقع ہے۔ وہ وہاں ٹھہرے رہے حتی کہ ایک لاکھ تک پہنچ گئے اور وہ سب مسلمان تھے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے نکلے تو آپ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بیت المقدس میں دفن کیا(1)۔

امام عبدالرزاق اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فاختہ کو بھیجا۔ وہ زیتون کا پتہ لے کر آئی۔ تو اسے وہ ہار جو اس کی گردن میں ہے اور اس کے پاؤں کا رنگ عطا کیا گیا(2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے میں نکلا اور میں نے کڑوا پانی پینے کا ارادہ کیا۔ تو کہا گیا: تو کڑوا پانی (سمندر کا پانی) نہ پی۔ کیونکہ جب طوفان کا زمانہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ اپنا پانی جذب کر لے اور آسمان کو حکم دیا کہ وہ بھی تھم جائے۔ تو اس پر زمین کے بعض ٹکڑوں نے نافرمانی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت کی۔ تو اس کا پانی کڑوا ہو گیا۔ اس کی مٹی میں شور ہو گیا اور وہ کوئی شے نہیں اگا سکتی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب زمین کو حکم دیا گیا کہ وہ پانی کو جذب کر لے تو کوفہ کی زمین کے سوا ساری زمین خشک ہو گئی اور اس پر لعنت کی گئی پس ساری زمین دونوروں پر ہو گی اور کوفہ کی زمین چار پر۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ نے وَقِیْلَ یٰۤاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ کے بارے کہا کہ یہ حبشی زبان ہے۔ انہوں نے کہا: ازردیہ ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے مذکورہ قول کے بارے یہ کہا ہے کہ ابْلَعِیْ کا لغت ہند کے مطابق معنی ہے۔ اشربی۔ تو پی لے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اَقْلِعِیْ کا معنی ہے تو روک لے۔ اور وَغِیْضَ الْمَآءُ کے بارے کہا: کہ پانی خشک ہو گیا(3)۔

1۔ طبقات کبری، باب ذکر نوح النبی علیہ السلام، جلد 1، صفحہ 42-40، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 187، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 58، بیروت

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: وَغِيْضَ الْمَآءُ کا معنی ہے۔ نُقِصَ الْمَاءُ۔ پانی کا اتر جانا۔ (مکدر ہو جانا) وَقُضِيَ الْاَمْرُ اور قوم نوح کی ہلاکت کا حکم نافذ ہو گیا(1)۔

رہا قول وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ تو اس کے بارے امام احمد، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہود کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے اور انہوں نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ روزہ کیسا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو غرق ہونے سے بچالیا اور فرعون کو اس دن غرق کر دیا۔ اور یہ وہ دن ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر جا کر ٹھہری۔ تو اس دن حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام دونوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے روزہ رکھا۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس دن کے روزے کا زیادہ حق رکھتا ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کرام کو بھی اس دن کے روزے کا حکم فرمایا(2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن عبدالغفور رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رجب کے پہلے دن حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے تو آپ نے اور آپ کے ساتھ جمیع اصحاب نے بھی روزہ رکھا۔ کشتی انہیں لے کر چھ ماہ تک چلتی رہی۔ پس وہ سفر محرم پر جا کر رکا اور کشتی یوم عاشورا کو جودی پہاڑ پر لنگر انداز ہوئی۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا اور جو آپ کے ساتھ وحشیوں اور چوپاؤں میں سے تھے، انہیں بھی آپ نے حکم دیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے سب نے روزہ رکھا(3)۔

امام اصبہانی رحمہ اللہ نے ترغیب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یوم عاشورہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر رحمت کی نظر فرمائی اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔ یہی وہ دن ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہری۔ یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے سمندر کو پھاڑ دیا۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس کا روزہ رکھنا سنت مبرورہ کے موافق ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کشتی جودی پہاڑ پر پہنچ کر ٹھہری تو جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ وہاں پر ٹھہرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اجازت عطا فرمائی۔ تو آپ پہاڑ پر اترے۔ پھر کوے کو بلایا اور اسے کہا: کہ زمین کی خبر لے آؤ۔ پس کوا زمین پر گر پڑا۔ اس میں حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غرق شدہ لوگ تھے۔ تو کوے نے آپ کا حکم مؤخر کر دیا۔ چنانچہ آپ نے اس پر لعنت کی۔ پھر فاختہ کو بلایا۔ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی ہتھیلی پر آ کر بیٹھی۔ تو آپ نے اسے فرمایا: تو اتر جا اور زمین کی خبر میرے پاس لے آ۔ پس وہ اڑ گئی (اور زمین پر اتری) ابھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 58، بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 60-359، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 57

تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ آ گئی اور اپنی چونچ میں اپنے پروں کو جھاڑنے لگی اور کہا: اتر جائیے زمین بنادی گئی ہے (یعنی زمین خشک ہوگئی ہے)۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے گھر میں برکت عطا فرمائے اور تجھے لوگوں کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب بنائے۔ اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ تیری ذات پر قابض ہو جائیں گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تیرا سر سونے کا بنادے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جودی جزیرہ میں ایک پہاڑ ہے۔ اس دن غرق ہونے سے بچنے کے لیے پہاڑ بلند ہو گئے اور طویل ہو گئے۔ لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اور انکساری کی۔ پس یہ غرق نہیں ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اس پر بھیج دی گئی (1)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جودی کے علاوہ دیگر پہاڑ آسمان کی جانب بلند ہو گئے۔ جودی نے یہ یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اسے پہنچ کر رہے گا۔ چنانچہ یہ ساکن رہا۔ فرمایا: اور مجھ تک یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رکن اسود (حجر اسود) کو جبل ابی قبیس میں چھپا دیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جودی موصل میں ایک پہاڑ ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جزیرہ کی زمین میں سے بطور عبرت اور نشانی جودی کو باقی رکھا۔ یہاں تک کہ اس امت کے پہلے لوگوں نے اسے دیکھا کہ کتنی کشتیاں اس کشتی کے بعد تھیں اور وہ تباہ ہو گئیں۔

وَ نَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَ اَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ۝۴۵

"اور پکارا نوح نے اپنے رب کو اور عرض کی: میرے پروردگار! میرا بیٹا بھی تو میری اہل سے ہے اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب حاکموں سے بہتر حکم کرنے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں عرض کی بے شک تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ تو میرے لیے میری اہل کو نجات دے گا اور میرا بیٹا بھی تو میری اہل سے ہے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کبھی نبی کی بیوی نے زنا نہیں کیا اور قول باری تعالیٰ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ کی وضاحت میں کہتے ہیں کہ یہ تیری اس اہل میں سے نہیں ہے جن کے بارے میں نے تیرے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ میں انہیں تیرے ساتھ بچالوں گا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 58، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 59

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 95-190، دار الکتب العلمیہ بیروت

قَالَ يٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ‌ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ‌ ‌ۖ فَلَا تَسۡـئَلۡنِ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ اِنِّىۡۤ اَعِظُكَ اَنۡ تَكُوۡنَ مِنَ الۡجٰهِلِيۡنَ ۝۴۶ قَالَ رَبِّ اِنِّىۡۤ اَعُوۡذُ بِكَ اَنۡ اَسۡـئَلَكَ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِهٖ عِلۡمٌ‌ ؕ وَاِلَّا تَغۡفِرۡ لِىۡ وَتَرۡحَمۡنِىۡۤ اَكُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِيۡنَ ۝۴۷

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے نوح! وہ تیرے گھر والوں سے نہیں (کیونکہ) اس کے عمل اچھے نہیں۔ پس نہ سوال کیا کرو مجھ سے جس کا تجھے علم نہ ہو۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ نہ ہو جانا نادانوں سے عرض کرنے لگے: میرے پروردگار! میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے کہ میں سوال کروں تجھ سے ایسی چیز کا جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو مجھے نہ بخشے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں ہو جاؤں گا زیاں کاروں سے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی بیویاں زنا نہیں کرتیں۔ وہ یہ آیت پڑھتے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ تو فرماتے: اے نوح (علیہ السلام) آپ کا مجھے یہ سوال کرنا اچھا عمل نہیں ہے۔ میں اسے تیرے لیے پسند نہیں کرتا۔

امام ابوالشیخ نے سعید کی سند سے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرما دیا کہ وہ کسی کے بارے اللہ تعالیٰ سے رجوع کریں۔ تو پھر اپنے رب کی طرف رجوع کرنا غیر صالح عمل تھا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے فَلَا تَسۡـئَلۡنِ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهٖ عِلۡمٌ اور قتادہ کے علاوہ کسی اور سے روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا وہ بیٹا جو غرق ہوا تھا اس کا نام کنعان تھا۔ اور حضرت قتادہ نے کہا: اس نے نیت اور عمل میں حضرت نوح علیہ السلام کی مخالفت کی۔ ابوالشیخ نے ابوجعفر رازی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے زید بن اسلم سے پوچھا کہ تم یہ حرف کیسے پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا: عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ۔

ابن منذر نے حضرت علقمہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ کے ضمن میں کہا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ آپ کا ایسی چیز کے بارے میں سوال کرنا جس کا آپ کو علم نہیں (یہ عمل غیر صالح ہے)(1)

امام طیالسی، احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت شہر بن حوشب کی سند سے اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ پڑھتے ہوئے سنا ہے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ صَالِحٍ۔(2)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حلیہ میں شہر بن حوشب کی سند سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيۡرُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 454 دار صادر بیروت

صَالِحٍ (1) عبد بن حمید نے کہا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہی اسماء بنت یزید ہیں۔ اس لیے میرے نزدیک دونوں حدیثیں ایک ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ اس طرح پڑھتے تھے: اِنَّهٗ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح قرأت کی: اِنَّهٗ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بعض حروف میں اس طرح ہے اِنَّهٗ عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے پڑھا عَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ اور فرمایا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے نبی کی نافرمانی کا عمل کیا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے لیے بیان کر دیا کہ وہ ان کا بیٹا نہیں ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ کے ضمن میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ نادانی آپ کو آ پہنچے کہ میں وہ وعدہ پورا نہیں کروں گا جو میں نے تیرے ساتھ کیا ہے یہاں تک کہ تو مجھ سے سوال کرے آپ نے عرض کی: چونکہ یہ ایک خطا ہے، میرے پروردگار! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں تجھ سے سوال کروں الآیہ (4)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر آدمی سو چیزوں سے بچے اور ایک شے سے نہ بچے تو وہ متقین میں سے نہیں۔ اور اگر سو چیزوں سے پرہیز کرے اور ایک شے سے پرہیز نہ کرے تو وہ پرہیز نہیں۔ اور وہ جس میں جہالت کی ایک عادت ہو وہ جاہلوں میں سے ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا جب کہ نوح علیہ السلام نے کہا "اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ" تو اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا: اِنِّیْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنے رب سے سوال کیا اور عرض کی: اے میرے رب! بے شک میرا بیٹا بھی تو میری اہل سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: اے نوح (علیہ السلام)! تیرا مجھ سے یہ سوال کرنا کہ میرا بیٹا میری اہل سے ہے۔ یہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 294، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 62، بیروت
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 61
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 66

عمل اچھا نہیں فَلَا تَسْـَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ فرمایا کہ مجھ تک خبر پہنچی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ چالیس سال تک روئے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہیب بن ورد حضرمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کے بیٹے کے بارے میں عتاب فرمایا اور آپ پر یہ آیت نازل فرمائی اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ تو آپ تین سو سال تک روتے رہے یہاں تک کہ رونے کے سبب آپ کی آنکھوں کے نیچے نالیاں بن گئیں (1)۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۴۸

"ارشاد ہوا اے نوح! (کشتی سے) اتریئے امن و سلامتی کے ساتھ ہماری طرف سے اور برکتوں کے ساتھ جو آپ پر ہیں اور ان قوموں پر جو آپ کے ہمراہ ہیں اور (آئندہ) کچھ قومیں ہوں گی ہم لطف اندوز کریں گے انہیں، پھر پہنچے گا انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب"۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: اتریئے درآنحالیکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، اور اتریئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلامتی کے ساتھ۔ وہ اس زمانے کے باسیوں میں سے اہل رحمت تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ان سے ایک نسل نکالی اور اس سے امتیں پیدا کیں۔ ان میں سے بعض پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوئی اور بعض کو عذاب دیا گیا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی وَ عَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ اور فرمایا: بے شک امتیں پیدا ہوئیں اس جماعت سے جو اس پانی سے نکلی اور سلامتی کے ساتھ رہی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلسل ہمارے لیے حصہ لیتا رہا ہے۔ اسی طرح وہاں وہ ہمارا ذکر کرے گا جہاں ہم اپنا ذکر نہیں کریں گے۔ جب بھی کوئی قوم ہلاک ہوئی اس نے ہمیں ان کی اصلاب میں رکھا جو اس کے لطف و مہربانی کے ساتھ نجات پاتے رہے۔ یہاں تک کہ جو امتیں لوگوں کے لیے نکالی گئیں اس نے ہمیں ان میں سے بہترین امت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن سنی رحمہم اللہ نے طب نبوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے نکلنے کے بعد سب سے پہلے جو درخت لگایا وہ آس (مورو کا درخت جس کے پتے بہت سبز اور تر و تازہ ہوتے ہیں) ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاتکہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلا کلام جو حضرت نوح علیہ السلام نے اس وقت کیا جب کہ کشتی سے نکلتے وقت آپ نے اپنے دونوں پاؤں زمین پر رکھے وہ یہ ہے کہ آپ نے کہا" یا

1۔ کتاب الزہد، قصۃ نوح علیہ السلام، صفحہ 66، بیروت

مود، اتقن'' یہ سریانی زبان ہے۔ معنی یہ ہے اے میرے مولا! تو اصلاح فرما۔

ابوالشیخ اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو غرق کر دیا تو حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: بے شک میں نے مخلوق کو اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور میں نے انہیں اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا۔ تو انہوں نے میری نافرمانی کی اور انہوں نے میرے غضب کو ترجیح دی۔ پس میں نے نافرمانی کرنے والوں کے گناہ کے سبب اپنی مخلوق میں سے انہیں بھی عذاب دیا جنہوں نے نافرمانی نہیں کی۔ پس میں نے قسم اٹھائی ہے اور کون سی شے میری مثل ہے۔ میں اس کے بعد عام غرق کرنے کا عذاب (یعنی کل مخلوقات کو غرق کرنے کا عذاب) نہیں دوں گا، میں نے قیامت کے دن تک اپنے بندوں اور اپنے شہروں کو غرق سے امان دینے کے لیے اپنی قوس بنا دی ہے۔ اس قوس میں تیر اور کمان تھی۔ پس جب اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے یہ کلام کرنے سے فارغ ہوا تو قوس سے کمان اور تیر نکال لیے اور اسے اپنے بندوں اور اپنے شہروں کو غرق سے بچنے کے لیے امان بنا دیا(1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت خصیف سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے اترے اور جبل حسماء سے اوپر چڑھے تو دو دریاؤں کے درمیان حران کا ٹیلہ دیکھا۔ پس آپ حران آئے اور اس کا نقشہ بنایا۔ پھر آپ دمشق تشریف لائے اور اس کا نقشہ بنایا۔ پس حران وہ پہلا شہر ہے طوفان کے بعد جس کا نقشہ بنایا گیا اور اس کے بعد دمشق ہے(2)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ طوفان کے بعد جو پہلی دیوار اس طرح زمین پر بنائی گئی وہ حران اور دمشق کی دیوار ہے پھر بابل کی(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سلامتی اور ان برکتوں میں یوم قیامت تک ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت داخل ہے اور اس لطف اندوزی اور درد عذاب میں یوم قیامت تک ہر کافر مرد اور عورت داخل ہے(4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَعَلٰۤى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ کا معنی ہے کہ وہ جو ابھی پیدا نہیں کیے گئے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پہلے سے برکتیں ثابت کر دی ہیں ان سعادتوں کے باعث جو پہلے سے ان کے لیے علم الٰہی میں موجود ہیں۔ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ یعنی دنیوی زندگی کا لطف پھر ہماری جانب سے انہیں دردناک عذاب پہنچے گا جو کہ ان کی شقاوت کے باعث پہلے سے علم الٰہی میں موجود ہے(5)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد زمین میں اہل زمین سے مسلسل چودہ بار عذاب دور کیا گیا۔

تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْهَاۤ اِلَیْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَ لَا

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 62، صفحہ 260 دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 12، تاریخ مدینہ دمشق و معرفۃ من بناہا
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 11
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 67
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 68

قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٩﴾

"یہ قصہ غیب کی خبروں سے ہے جنہیں ہم وحی کررہے ہیں آپ کی طرف۔ نہ آپ جانتے تھے اسے اور نہ ہی آپ کی قوم اس سے پہلے۔ پس آپ صبر کریں۔ یقیناً نیک انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو مالک نے بیان کیا ہے کہ آیت میں تِلْكَ بمعنی ھذہ (یہ) ہے۔ اور "انباء" سے مراد باتیں ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع فرمایا: اور ارشاد فرمایا تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ یعنی اس قرآن سے قبل نہ آپ جانتے تھے اور نہ عرب جانتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ یعنی اس قرآن سے پہلے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی قوم وہ نہیں جانتی تھی جو نوح علیہ السلام اور ان کی قوم نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اپنی کتاب میں بیان نہ فرماتا (1)۔

وَ اِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ
غَيْرُهٗ ۗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۗ اِنْ
اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۗ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٥١﴾ وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا
رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً
اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَ لَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿٥٢﴾ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّ مَا
نَحْنُ بِتَارِكِيْۤ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٣﴾ اِنْ نَّقُوْلُ
اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ۗ قَالَ اِنِّيْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْۤا اَنِّيْ
بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿٥٤﴾ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٥٥﴾
اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ ۗ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ۗ
اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٦﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّاۤ
اُرْسِلْتُ بِهٖۤ اِلَيْكُمْ ۗ وَ يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَ لَا تَضُرُّوْنَهٗ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 69، بیروت

شَيْئًا ۭ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۝ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ
عَادٌ ڗ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ
عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا
كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝

''اور عاد کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ آپ نے کہا: اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا۔ نہیں ہو تم مگر افترا پرداز اے میری قوم! نہیں مانگتا میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت، نہیں ہے میری اجرت مگر اس (ذات پاک) کے ذمہ جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ کیا تم (اس حقیقت کو) نہیں سمجھتے اے میری قوم! مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر (دل و جان سے) رجوع کرو اس کی طرف وہ اتارے گا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش اور بڑھا دے گا تمہیں قوت میں تمہاری پہلی قوت سے اور نہ منہ موڑو (اللہ تعالیٰ سے) جرم کرتے ہوئے انہوں نے کہا: اے ہود! نہیں لے کر آیا تو ہمارے پاس کوئی دلیل اور نہیں ہیں ہم چھوڑنے والے اپنے خداؤں کو تمہارے کہنے سے اور نہیں ہیں ہم تجھ پر ایمان لانے والے۔ ہم تو یہی کہیں گے کہ مبتلا کر دیا ہے تجھے ہمارے کسی خدا نے دماغی خلل میں۔ ہود نے کہا: میں گواہ بناتا ہوں اللہ تعالیٰ کو اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں بیزار ہوں ان بتوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو اس کے سوا پس سازش کر لو میرے خلاف سب مل کر پھر مجھے مہلت نہ دو۔ بلاشبہ میں نے بھروسہ کر لیا ہے اللہ تعالیٰ پر جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ کوئی جاندار بھی ایسا نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ نے پکڑا ہوا ہے اسے پیشانی کے بالوں سے۔ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے پھر اگر تم روگردانی کرو تو میں نے تو پہنچا دیا ہے تمہیں وہ پیغام جسے دے کر مجھے بھیجا گیا ہے تمہاری طرف۔ اور جانشین بنا دے گا میرا رب کسی اور قوم کو تمہارے علاوہ اور تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ بے شک میرا رب ہر چیز کا نگہبان ہے۔ اور جب آ گیا ہمارا حکم تو ہم نے نجات دے دی ہود کو اور جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ بوجہ اپنی رحمت کے اور ہم نے نجات دے دی انہیں سخت عذاب سے۔ اور یہ قوم عاد (کی داستان) ہے، انہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا اور نافرمانی کی اس کے رسولوں کی اور پیروی کرتے رہے ہر متکبر منکر حق کے حکم کی۔ اور ان کے پیچھے لگا دی گئی اس دنیا میں بھی لعنت اور قیامت کے دن بھی۔ سنو! عاد نے انکار کیا اپنے رب کا۔ سنو! ہلاکت و بربادی ہو عاد کے لیے جو ہود کی قوم تھی''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عَلَى الَّذِیْ

فَطَرَنِیْ کا معنی ہے" خَلَقَنِیْ "یعنی اس پر جس نے مجھے پیدا کیا (1)۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین سال تک قوم عاد سے بارش روک لی۔ تو حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں فرمایا: اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا پس انہوں نے محض سرکشی کی بنا پر انکار کر دیا۔

امام ابن سعد نے طبقات میں، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحہم اللہ نے سنن میں حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بارش طلب کرنے کے لیے (نماز استسقاء) کے لیے نکلے۔ لیکن آپ نے استغفار سے زائد کچھ نہ کیا اور واپس لوٹ آئے۔ آپ سے عرض کی گئی کہ ہم نے آپ کو بارش طلب کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟ آپ نے فرمایا: تحقیق میں نے ان مخادیج السماء سے بارش طلب کی ہے جن کے سبب بارش نازل ہوتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں وَ یٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا۔ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاۙ﴿۱۰﴾ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًاۙ﴿۱۱﴾ (النوح) (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ہارون تیمی رحمہ اللہ سے یُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے وہ ان پر لگاتار بارش برسائے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے وَ یَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ کے ضمن میں فرمایا کہ وہ تمہارے بیٹوں کو اولاد عطا فرما کر تمہاری پہلی قوت سے اور قوت میں اضافہ کر دے گا (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ کا مفہوم ہے کہ ہمارے کسی خدا نے تجھے جنون میں مبتلا کر دیا ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بتوں نے آپ کو جنون میں مبتلا کر دیا ہے (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحہم اللہ نے اسی آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ کو ہمارے خداؤں کی مذمت پر صرف یہ چیز ابھارتی ہے کہ ان کی جانب سے آپ کو کوئی تکلیف اور نقصان پہنچا ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کوئی عادی چور، نقصان دہ درندے یا سرکش شیطان سے ڈرتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیت پڑھا کرے اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے پھیر دے گا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سے مراد حق ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 70، بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 353، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 70
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 72
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

یعنی بلاشبہ میرا رب حق پر ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک سے بیان کیا ہے کہ غَلِیْظٍ کا معنی شدید ہے۔ یعنی شدید اور سخت عذاب۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ سے مراد مشرک ہے۔ یعنی وہ ہر مشرک کے حکم کی پیروی کرتے رہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ سے مراد میثاق (وعدہ) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ عَنِیْدٍ کا معنی ہے وہ حق سے پھر گئے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً کے تحت حضرت سدی رحمہ اللہ نے کہا: قوم عاد کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر یہ کہ اس کی زبان سے قوم عاد پر لعنت کی گئی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ ان کے لیے ایک لعنت اس دنیا میں ان کے پیچھے لگا دی گئی اور قیامت کے دن دوسری لعنت ہوگی۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے پے در پے دو لعنتیں ہیں۔ ایک لعنت دنیا میں ہے اور دوسری لعنت آخرت میں ہوگی۔

وَ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ ؕ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾ قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَاۤ اَتَنْهٰىنَاۤ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَ اٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَیْتُهٗ ۫ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ﴿۶۳﴾ وَ یٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِیْبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ ؕ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَیْرُ مَكْذُوْبٍ ﴿۶۵﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 73، بیروت

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ مِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَ اَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَاۤ اِنَّ ثَمُوْدَاۡ كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾

''اور قوم ثمود کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ آپ نے کہا: اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی معبود اس کے سوا۔ اس نے پیدا فرمایا تمہیں زمین سے اور بسا دیا تمہیں اس میں پس مغفرت طلب کرو اس سے پھر (دل وجان سے) رجوع کرو اس کی طرف۔ بے شک میرا رب قریب ہے (اور) التجائیں قبول فرمانے والا ہے۔ انہوں نے کہا: اے صالح! تم ہی ہم میں (ایک شخص) تھے جس سے امیدیں وابستہ تھیں اس سے پہلے۔ کیا تم روکتے ہو ہمیں اس سے کہ ہم عبادت کریں ان (بتوں) کی جن کی عبادت کرتے تھے ہمارے باپ دادا اور بے شک ہم اس امر کے بارے میں جس کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے ایک بے چین کر دینے والے شک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا: اے میری قوم! بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں روشن دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے اور اس نے عطا کی ہو مجھے اپنی جناب سے خاص رحمت تو کون ہے جو بچائے گا مجھے اللہ (کے عذاب سے) اگر میں اس کی نافرمانی کروں۔ تم تو نہیں زیادہ کرنا چاہتے میرے لیے سوا نقصان کے۔ اور اے میری قوم! یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے لیے نشانی ہے۔ پس چھوڑ دو اسے کھاتی پھرے اللہ تعالیٰ کی زمین میں اور نہ ہاتھ لگاؤ اسے برائی سے ورنہ پکڑ لے گا تمہیں عذاب بہت جلد۔ پس انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں تو صالح نے فرمایا: لطف اٹھالو اپنے گھروں میں تین دن تک۔ یہ (اللہ کا) وعدہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ پھر جب آ گیا ہمارا حکم تو ہم نے بچالیا صالح کو اور انہیں جو ایمان لائے تھے ان کے ساتھ اپنی رحمت سے نیز (بچالیا) اس دن کی رسوائی سے، بے شک (اے محبوب) تیرا رب ہی بہت قوت والا بہت عزت والا ہے اور پکڑ لیا ظالموں کو ایک خوف ناک کڑک نے اور صبح کی انہوں نے اس حال میں کہ وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل اوندھے گرے پڑے تھے (انہیں یوں نابود کر دیا گیا) گویا وہ یہاں کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے سنو! ثمود نے انکار کیا اپنے رب کا، سنو! بربادی ہو ثمود کے لیے''۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ کا معنی ہے اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا کا معنی ہے اس نے تمہیں زمین میں آباد کیا (1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اس نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ تَخْسِيْرٍ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تم تو خسارے اور نقصان کے سوا کچھ اضافہ نہیں کرو گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی سے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ جو عمل تم کر رہے ہو اس کے سبب میرے لیے اضافہ نہیں کرو گے مگر اس کا جو تمہارے لیے باعث ضرر اور خسارہ ہوگا، تم اس سے نقصان اٹھاؤ گے۔

امام ابوالشیخ نے ابن جریج سے ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے کے وقت ان کی قوم کی مدت سے تین دن باقی تھے۔ پس انہیں عذاب نہ دیا یہاں تک کہ انہوں نے وہ مکمل کر لیے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ...... الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی خاص رحمت کے سبب نجات عطا فرمائی۔ اور اس دن کی رسوائی سے بھی آپ کو بچا لیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے جٰثِمِيْنَ کا معنی ''مَيِّتِيْن'' نقل کیا ہے۔ یعنی انہوں نے صبح کی اس حال میں کہ وہ اپنے گھروں میں مرے پڑے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا کا معنی ہے گویا کہ انہوں نے کبھی اس میں زندگی گزاری ہی نہیں (3)۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول کیا ہے گویا کہ وہ کبھی اس میں آباد ہوئے ہی نہیں۔

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں اور طستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: گویا وہ دنیا میں نہیں تھے جب کہ انہیں عذاب دیا گیا اور وہ کبھی اس میں آباد نہیں ہوئے۔ انہوں نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ کیا تم نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے:

غَنِيْتُ شَيْئًا قَبْلَ نَحْرِيْ وَاَحْسَنَ ۔۔۔ لَوْكَانَ لِلنَّفْسِ اللَّجُوْجِ خُلُوْدٌ

''میرے اونٹ ذبح کرنے سے قبل بھی تو میں زندگی کی لذتوں سے شاد کام ہوا اور کتنا ہی اچھا ہوتا کہ اگر بہت ہی جھگڑالو نفس کو دوام حاصل ہوتا''۔

ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: گویا انہوں نے کبھی اس میں زندگی کی لذت نہیں پائی۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿۶۹﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 77، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 78 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 81

''اور بلاشبہ آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر۔ انہوں نے کہا (اے خلیل!) آپ پر سلام ہو۔ آپ نے فرمایا: تم پر بھی سلام ہو، پھر آپ جلدی لے آئے (ان کی ضیافت کے لیے) ایک بچھڑا بھنا ہوا''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عثمان بن محسن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں بیان کیا ہے کہ وہ چار تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام اور حضرت رفائیل علیہ السلام۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ پڑھا قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ اور ہر شے پر ملائکہ نے سلام کیا۔ پس انہوں نے کہا: تم پر سلام ہو۔ تو جواب میں آپ نے بھی کہا تم پر بھی سلام ہو۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ کا معنی ہے پکا ہوا بچھڑا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حَنِيْذٍ کا معنی ''بھنا ہوا'' ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ کا معنی ''سمیط'' ہے یعنی جس کے بال صاف کر کے بھون دیا گیا ہو۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے آپ سے کہا: کہ ارشاد باری تعالیٰ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ کے بارے مجھے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: حنیذ سے مراد وہ پکا ہوا گوشت ہے جسے پتھروں پر بھونا جائے۔ انہوں نے کہا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے:

لَهُمْ رَاحٌ وَفَارَ الْمِسْكُ فِيْهِمْ   وَشَاؤُهُمْ اِذَا شَاؤُا حَنِيْذٌ

''اس کے پاس شراب ہے اور اس میں خوشبو بھڑکی ہوئی ہے اور انہوں نے اس کا اس وقت قصد کیا جب کہ انہوں نے بھونے ہوئے گوشت کا قصد کیا''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ حَنِيْذٍ سے مراد وہ ہے جسے پتھروں کے ساتھ پکایا جائے۔

فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ﴿۷۰﴾ وَ امْرَاَتُهٗ قَآىِٕمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت

اَتَعۡجَبِیۡنَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ رَحۡمَتُ اللّٰہِ وَ بَرَکٰتُہٗ عَلَیۡکُمۡ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ ؕ اِنَّہٗ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ ﴿۷۳﴾

''پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ نہیں بڑھ رہے کھانے کی طرف تو اجنبی خیال کیا انہیں اور دل ہی دل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے۔ فرشتوں نے کہا: ڈریئے نہیں۔ ہمیں تو بھیجا گیا ہے قوم لوط کی طرف۔ اور آپ کی اہلیہ (سارہ پاس) کھڑی تھیں۔ وہ ہنس پڑیں۔ تو ہم نے خوش خبری دی سارہ کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی۔ سارہ نے کہا: وائے حیرانی! کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے میاں ہیں یہ بھی بوڑھے ہیں۔ بلاشبہ یہ تو عجیب وغریب بات ہے فرشتے کہنے لگے: کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ کے حکم پر؟ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں تم پر اے ابراہیم کے گھرانے والو! بے شک وہ ہر طرح تعریف کیا ہوا بڑی شان والا ہے''۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سدوم پر برتری کا اظہار فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے سدوم! قیامت کے دن تیرے لیے ہلاکت ہو۔ پھر فرمایا'' وَ لَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰہِیۡمَ بِالۡبُشۡرٰی قَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِیۡذٍ ﴿۶۹﴾'' چونکہ آپ آنے والے فرشتوں کو مہمان گمان کر رہے تھے اس لیے آپ انتہائی جلدی میں ان کے لیے ایک بھونا ہوا بچھڑا لے کر آئے۔ جب آپ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو آپ نے انہیں اجنبی خیال کیا اور دل ہی دل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے۔ فرشتوں نے کہا: ڈریئے نہیں ہمیں تو قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے۔ آپ کی اہلیہ پاس کھڑی تھیں وہ ہنس پڑیں۔ تو ہم نے اسے (سارہ کو) اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوش خبری دی''۔ یعنی پوتے کی بشارت دی۔ انہوں نے کہا:'' وائے حیرانی! کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی ہوں اور یہ میرے میاں ہیں یہ بھی بوڑھے ہیں۔ بلاشبہ یہ تو عجیب وغریب بات ہے'' تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے انہیں کہا:'' کیا تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کرتی ہو؟ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں اے ابراہیم کے گھرانے والو! بے شک وہ ہر طرح تعریف کیا ہوا بڑی شان والا ہے۔'' حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے قوم لوط کے بارے میں گفتگو کی۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان میں شامل تھے۔ تو فرشتوں نے کہا: یٰۤاِبۡرٰہِیۡمُ اَعۡرِضۡ عَنۡ ہٰذَا (ہود: 76) اس قول تک وَ لَمَّا جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِیۡٓءَ بِہِمۡ (ہود: 77)'' اے ابراہیم اس بات کو رہنے دیجئے...... الآیہ) (اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط (علیہ السلام) کے پاس وہ دل گیر ہوئے ان کے آنے سے''۔ کہا ان کے مقام و مرتبہ نے آپ کو پریشان کر دیا۔ جب آپ نے اس کے حسن و جمال کو دیکھا۔'' وَ ضَاقَ بِہِمۡ ذَرۡعًا وَّ قَالَ ہٰذَا یَوۡمٌ عَصِیۡبٌ ﴿۷۷﴾'' (اور بڑے پریشان ہوئے ان کی وجہ سے اور بولے آج کا دن تو بڑی مصیبت کا دن ہے)۔ فرمایا میری قوم کے لیے بڑی پریشانی اور مصیبت کا دن ہے۔ پھر آپ انہیں اپنے گھر کی

طرف لے گئے اور آپ کی بیوی آپ کی قوم کی طرف گئی۔ "وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ" (ہود:78) (اور مہمانوں کی خبر سنتے ہی) آئے ان کے پاس ان کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے اور اس سے پہلے ہی وہ کیا کرتے تھے برے کام۔ لوط نے کہا: اے میری قوم! (دیکھو!) یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں وہ پاک اور حلال ہیں تمہارے لیے) تم ان سے شادی کرو۔ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ "کیا تم میں ایک بھی سمجھ دار آدمی نہیں؟ کہنے لگے تم خوب جانتے ہو ہمیں تمہاری (قوم کی) بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں۔ اور تم یہ بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں"۔ آپ نے مہمانوں کی اپنے گھر میں داخل کیا اور خود گھر کے دروازے پر بیٹھ گئے۔ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ "لوط نے (بصد حسرت) کہا اے کاش! میرے پاس بھی تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں پناہ ہی لے سکتا کسی مضبوط سہارے کی"۔ یعنی میرے پاس ایسی جماعت ہوتی جو تمہیں روک سکتی۔ راوی کا بیان ہے: پس مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد کوئی رسول بھی نہیں مبعوث کیا گیا مگر ایسا جو اپنی قوم میں سے معزز اور غالب تھا۔ سو جب بھیجے ہوئے مہمانوں نے دیکھا کہ لوط علیہ السلام ان کی وجہ سے پریشانی اور غم میں مبتلا ہیں۔ تو انہوں نے کہا قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ "اے لوط! ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے (ملائکہ) ہیں"۔ لَنْ يَّصِلُوْۤا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ "یہ لوگ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں گے پس آپ لے کر نکل جائیے اپنے اہل و عیال کو جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے اور پیچھے مڑ کر تم میں سے کوئی نہ دیکھے مگر اپنی بیوی کو ساتھ نہ لے جائیے۔ بے شک وہی (عذاب) اسے بھی پہنچے گا جو ان (دوسرے مجرموں) کو پہنچا۔ ان پر عذاب آنے کا مقررہ وقت صبح کا وقت ہے۔ کیا نہیں ہے صبح (بالکل) قریب؟"۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کی طرف نکلے اور اپنے پر سے ان کے چہروں پر شدید ضرب لگائی اور ان کی آنکھیں ختم کر دیں۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی زمین کی سطح کو اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا کے باسیوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آواز اور ان کے مرغوں کی آوازیں سنیں۔ پھر اسے ان پر الٹا کر دیا۔ "وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝" (الحجر) اور ہم نے ان کے بادیہ نشینوں پر، ان کے چرواہوں پر اور ان کے مسافروں پر آگ میں پکے ہوئے پتھر برسائے سو ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ بچھڑے کی جانب نہیں بڑھ رہے ہیں تو آپ نے انہیں اجنبی خیال کیا اور دل ہی دل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے اور ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خوف زدہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ اس زمانہ میں ان میں سے کوئی جب کسی کو تکلیف اور اذیت پہنچانے کا ارادہ کرتا تو اس کے پاس سے کچھ نہ کھاتا اور یہ کہتا کہ جب میں نے اس کے کھانے کے سبب تکریم حاصل کر لی ہے تو اب اسے اذیت دینا مجھ پر حرام ہے۔ تو اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اندیشہ ہوا کہ وہ آپ کو کوئی اذیت دینے کا

ارادہ رکھتے ہیں۔ پس آپ کے مفاصل مضطرب ہو گئے۔ آپ کی بیوی حضرت سارہ پاس کھڑے ہو کر ان کی خدمت بجالا رہی تھی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مہمانوں کی تکریم کا ارادہ فرماتے تو آپ حضرت سارہ کو ان کی خدمت کے لیے پاس کھڑا کرتے۔ چنانچہ وہ ہنس پڑی۔ جب وہ ہنسی تو اس دوران انہوں نے کہا: اے ابراہیم! کیا آپ ڈر رہے ہیں حالانکہ وہ تین آدمی ہیں اور تمہارے ساتھ تمہارے گھر والے اور تمہارے غلام بھی ہیں؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت سارہ کو کہا: اے ہنسنے والی! بے شک عن قریب تو ایک بچے کو جنم دے گی، اسے اسحاق کہا جائے گا اور اس کے بعد ایک اور بچہ ہوگا اس کا نام یعقوب ہوگا ''فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا'' (الذاریات:29) پس وہ انتہائی حیرت انگیز انداز میں متوجہ ہوئیں اور کہا اے کاش اے ہلاک! اور حیا کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھا۔ اور اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے ''فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا'' فرمایا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے قول کے ساتھ بشارت دی گئی۔ ''فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى'' پھر جب ابراہیم (علیہ السلام) سے خوف دور ہو گیا اور مل گیا انہیں اسحاق علیہ السلام کے بارے میں مژدہ۔ ''يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ'' (تو وہ ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگے) اور ان کے جھگڑنے کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے پوچھا: اے جبرائیل! تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو اور کن کی طرف تمہیں بھیجا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: قوم لوط کی طرف۔ تحقیق ہمیں انہیں عذاب دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ''اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ٙ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ'' (العنکبوت:32) (اس میں تو لوط بھی رہتا ہے۔ فرشتوں نے عرض کی: ہم خوب جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں ہم ضرور بچا لیں گے اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے) جس عورت کے بارے میں انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا اس کا نام والقہ ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اگر ان میں سو مومن ہوں تو کیا تم انہیں عذاب دو گے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواباً کہا: نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا تو اگر ان میں نوے مومنین ہوں تو کیا تم انہیں عذاب دو گے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: نہیں۔ انہوں پھر کہا اور اگر ان میں اسی مومن ہوں تو کیا تم انہیں عذاب دو گے؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ نہیں۔ حتیٰ کہ آخر میں انہوں نے ایک مومن کے بارے سوال کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: نہیں۔ پس جب انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے ان میں ایک مومن بھی نہ ہونے کا ذکر کیا۔ تب انہوں نے کہا اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ٙ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ (العنکبوت:32)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب قوم نے آگ میں پھینکنے کے واقعہ کے بعد وطن سے نکال دیا تو آپ اپنی رفیقہ حیات حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ساتھ لے کر نکلے۔ آپ کے ساتھ ان کے بھائی حضرت لوط علیہ السلام بھی تھے۔ یہ دونوں آپ کے بھائی کی اولاد تھے۔ چنانچہ یہ دونوں سرزمین شام کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر مصر میں پہنچے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حسین ترین لوگوں میں سے تھیں۔ جب وہ مصر میں داخل ہوئیں تو لوگ ان کے حسن و جمال کی باتیں کرنے لگے۔ انہوں نے اس پر انتہائی کی اظہار تعجب کیا۔

یہاں تک کہ یہ خبر بادشاہ وقت تک پہنچ گئی۔ اس نے آپ کے خاوند کو بلا بھیجا اور ان سے ان کے متعلقہ سوال کیے۔ پس آپ کو یہ اندیشہ ہوا کہ اگر اس کو خاوند ہونے کے بارے بتایا تو وہ آپ کو قتل کر دے گا۔ اس لیے آپ نے کہا: میں اس کا بھائی ہوں۔ تو بادشاہ نے کہا: تو مجھ سے اس کی شادی کر دے۔ پس وہ اسی حال پر تھا یہاں تک کہ وہ رات کے وقت سو گیا اور اسے ایک خواب آیا، سو اس نے اس کا گلا گھونٹا اور اسے خوب خوف زدہ کیا۔ پس وہ خود اور اس کے اہل خانہ انتہائی خوف زدہ ہو گئے اور ڈر گئے۔ یہاں تک کہ اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی جانب سے آیا ہے۔ چنانچہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا تجھے کس شے نے اس پر ابھارا ہے کہ تو مجھے دھوکہ دے کہ تو نے یہ کہا: یہ تیری بہن ہے۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک مجھے یہ خوف ہوا کہ اگر میں نے یہ ذکر کیا کہ یہ میری بیوی ہے تو تیری جانب سے مجھے ایسی صورت حال کا سامنا ہوگا جسے میں پسند نہیں کروں گا۔ تو اس نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو ہاجرہ عطا کی جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ محترمہ ہے۔ اس نے انہیں سوار کیا اور انہیں ساز و سامان مہیا کیا۔ یہاں تک کہ جبل ایلیاء پر ان کی سکونت کو مزید پختہ کر دیا۔ پس وہ وہیں رہے یہاں تک کہ ان کے اموال اور ان کے مویشی انتہائی کثیر ہو گئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چرواہوں اور حضرت لوط علیہ السلام کے چرواہوں کے درمیان باہم حق جوار بھی تھا اور لڑائی جھگڑا بھی۔ تو حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا۔ کہ ان چرواہوں کے درمیان فساد برپا ہو گیا ہے اور چراگاہیں ان کے لیے تنگ ہو گئی ہیں اور ہمیں یہ خوف ہے کہ یہ زمین ہمیں برداشت نہیں کرے گی۔ سو اگر آپ پسند کریں کہ میں آپ کے لیے تخفیف کر دوں، تو میں کر دیتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اگر آپ چاہتے ہیں تو میں بھی چاہتا ہوں۔ پس اگر آپ پسند کریں تو آپ یہاں سے منتقل ہو جائیں اور اگر چاہیں تو میں یہاں سے کسی اور طرف منتقل ہو جاتا ہوں۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: نہیں بلکہ میں زیادہ حق رکھتا ہوں کہ میں آپ کے لیے تخفیف اور آسانی پیدا کروں۔ چنانچہ آپ اپنے اہل و عیال اور مال کو ساتھ لے کر اردن کی سرزمین کی طرف چلے گئے۔ اسی مقام پر تھے کہ فلسطین کے رہنے والوں نے آپ پر حملہ کر دیا اور آپ کے اہل و عیال اور مال کو انہوں نے قیدی بنا لیا۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے اپنے اہل اور غلاموں وغیرہ سے مل کر ان پر حملہ کر دیا، اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تین سو سے زائد افراد تھے اور آپ نے فلسطینیوں کی قید سے اہل لوط کو رہائی دلائی۔ یہاں تک کہ انہیں اپنے مسکن کی طرف لوٹا دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس اپنے شہر کی طرف آ گئے۔ اہل سدوم وہ ہیں جن میں حضرت لوط علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ یہ ایک ایسی قوم تھی جو مردوں کے سبب عورتوں سے مستغنی تھے (یعنی یہ لواطت کے عادی تھے)۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اس حال میں دیکھا، تو ملائکہ کو بھیجا، تا کہ وہ انہیں عذاب دیں چنانچہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے، جب آپ نے انہیں دیکھا، تو ان کی ہیئت اور ان کے جمال نے آپ کو مضطرب کر دیا، انہوں نے آپ کو سلام پیش کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ اٹھے تا کہ مہمان نوازی کے لیے ان کے قریب ہوں۔ تو انہوں نے کہا: آپ اپنی جگہ پر رہیے۔ آپ نے کہا: بلکہ تم مجھے اجازت دو، میں تمہاری ضرورت کی چیز (کھانا) لے کر آتا

ہوں، کیونکہ یہ تمہارا حق ہے۔ ہمارے پاس تم سے بڑھ کر عزت و تکریم کا حق دار کوئی نہیں آیا۔ چنانچہ آپ نے ایک موٹا تازہ بچھڑا ذبح کرنے کا حکم دیا اور اسے ان کے لیے بھون دیا گیا اور آپ نے کھانا اس کے قریب رکھا۔ فَلَمَّا رَآ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً پس جب آپ نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو آپ نے انہیں اجنبی خیال کیا اور دل ہی دل میں ان سے اندیشہ کرنے لگے۔ اور حضرت سارہ رضی اللہ عنہا دروازے کے پیچھے سن رہی تھیں "قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ" فرشتوں نے کہا ڈریئے نہیں بے شک ہم تجھے ایک بردبار بچے کی خوش خبری دیتے ہیں، جو سراپا برکت ہوگا، تو آپ نے یہ خوش خبری اپنی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو سنائی۔ تو وہ ہنس پڑیں۔ تعجب کا اظہار کیا! مجھ سے آپ کا بیٹا کیسے ہوسکتا ہے۔ حالانکہ میں بھی بوڑھی ہوں اور آپ بھی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ انہوں نے کہا: تم اللہ تعالیٰ کے حکم پر تعجب کرتی ہو حالانکہ وہ جو چاہتا ہے اس کی قدرت رکھتا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے بیٹا تمہیں عطا فرمایا ہے۔ لہٰذا تمہیں اس کی بشارت ہو۔ پھر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ان کے ساتھ اٹھے اور وہ اکھٹے چل پڑے۔ آپ نے ان سے پوچھا: مجھے یہ تو بتاؤ، تم کیوں بھیجے گئے ہو اور تم نے کہاں جانا ہے؟ تو فرشتوں نے جواب دیا: ہم اہل سدوم کی طرف بھیجے گئے ہیں، تاکہ ہم انہیں تباہ و برباد کر دیں کیونکہ وہ انتہائی بری قوم ہے۔ ان کی صورت حال یہ ہے کہ وہ مردوں کے سبب عورتوں سے مستغنی ہو چکے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: بلاشبہ ان میں صالحین اور نیک کار لوگوں کی جماعت بھی ہے۔ پس انہیں وہ عذاب کیسے پہنچے گا جس میں بدکاری کا عمل کرنے والے مبتلا ہوں گے؟ فرشتوں نے پوچھا: ان کی کتنی تعداد ہے؟ آپ نے جواب دیا: تمہارا کیا خیال ہے اگر اس میں پچاس نیک اور صالح آدمی ہوں؟ تو فرشتوں نے کہا: تب ہم انہیں عذاب نہیں دیں گے۔ آپ نے پھر پوچھا: اور اگر ان میں چالیس افراد نیک ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: تب بھی ہم انہیں عذاب نہیں دیں گے۔ پس آپ اسی طرح کم کرتے رہے حتی کہ آپ دس تک پہنچ گئے پھر آپ نے کہا: تو اہل بیت (گھر والوں) کا کیا ہوگا؟ فرشتوں نے جواباً کہا: پس اگر بستی میں کوئی صالح گھر ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والے کیا ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: بلاشبہ ان کی بیوی خواہشات اور پسند قوم کے ساتھ ہے۔ پس ایسی بستی والوں سے (عذاب) کو کیسے پھیرا جا سکتا ہے، جس میں صالحین کے اہل بیت بھی کامل نہیں۔

پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ان سے مایوس ہو گئے تو واپس لوٹ آئے اور وہ اہل سدوم کی طرف چلے گئے اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس گئے۔ جب آپ کی بیوی نے انہیں دیکھا تو ان کی ہیئت اور حسن و جمال نے اسے انتہائی متعجب کیا۔ چنانچہ اس نے بستی والوں کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس ایسے لوگ آئے ہوئے ہیں جن سے زیادہ حسین و جمیل کبھی کوئی نہیں دیکھا گیا۔ پس جونہی انہوں نے اس کے بارے سنا تو انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کو ہر جانب سے گھیر لیا اور ان پر دیواروں کو پھلانگنا شروع کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام ان سے ملے اور فرمایا: اے میری قوم! تم مجھے میری گھر میں رسوا نہ کرو۔ میں اپنی بیٹیوں کی تم سے شادی کیے دیتا ہوں اور وہ تمہارے لیے حلال اور پاک ہیں۔ قوم نے کہا اگر ہم

تمہاری بیٹیوں کو چاہتے تو ہم تمہارے مکان کو جانتے ہیں۔ لیکن ہمیں تو ان لوگوں کی ضرورت ہے جو تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں۔ آپ ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جایئے۔ اور انہیں ہمارے حوالے کردیں۔ تو آپ کے لیے معاملہ انتہائی پریشان کن ہوگیا۔ تو اس وقت آپ نے کہا ''لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ۝'' جب ان بھیجے ہوئے فرشتوں نے آپ سے یہ کلام سنا۔ تو انہوں نے کہا: بلاشبہ آپ کا سہارا مضبوط اور پختہ ہے۔ بے شک وہ ان پر ایسا عذاب لانے والے ہیں جسے لوٹایا نہیں جائے گا۔ پس ان میں سے ایک نے اپنا پر ان کی آنکھوں پر مارا تو ان کی بصارت ختم ہوگئی۔ تو انہوں نے کہا: ہم پر جادو کردیا گیا ہے۔ (ملائکہ نے کہا) تم ہمارے ساتھ چلو یہاں تک کہ آپ ان کے پاس آئیں جب کہ رات ان پر چھا چکی ہو۔ پھر ان کا معاملہ اس طرح ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان کیا ہے۔ پس عذاب لانے والے فرشتے حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے اپنا پیر زمین کی نچلی تہ میں داخل کیا اور ان کی بستیوں کو اٹھا کر ان پر الٹا کردیا۔ اور آسمان سے ان پر پتھر برسے اور جو گاؤں میں نہیں تھے ان کا پیچھا انہی جگہوں پر کیا گیا جہاں وہ تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کردیا اور حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے گھر والوں کو سوائے ان کی بیوی کے سبھی کو نجات عطا فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی یزید البصری رحمہ اللہ سے فَلَمَّا رَاٰۤ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ کے تحت یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے ان کے ہاتھوں کو کھانے کی طرف بڑھتے ہوئے نہیں دیکھا تو آپ نے انہیں اجنبی خیال کیا۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ''نکرھم'' کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب ان کے پاس کوئی مہمان آتا اور وہ ان کے کھانے میں سے کچھ نہ کھاتا، تو وہ یہ گمان کرتے کہ خیر اور اچھے ارادے سے نہیں آیا۔ بے شک یہ اپنے دل میں کوئی شر اور برائی رکھتا ہے۔ پھر جب انہوں نے اس کے بارے گفتگو کی جس بشارت کے لیے وہ آئے تھے تو آپ کی زوجہ محترمہ ہنس پڑیں (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ملائکہ علیہم السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس مہمان بن کر تشریف لائے تو آپ نے ان کے سامنے بچھڑا رکھا۔ انہوں نے کہا: ہم اسے نہیں کھائیں گے مگر ثمن کے عوض۔ آپ نے کہا: کھاؤ اور اس کے ثمن ادا کرو۔ انہوں نے پوچھا: اس کے ثمن کیا ہیں؟ آپ نے کہا: جب تم کھاؤ تو اللہ تعالیٰ کا نام لینا (یعنی شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا) اور جب فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرنا (یعنی الحمد للہ کہنا): آپ نے فرمایا کہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا: اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلیل بنایا ہے ''لِهٰذَا اتَّخَذَكَ اللّٰهُ خَلِیْلًا''

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ علیہم السلام کو بھیجا، تاکہ وہ قوم لوط کو تباہ و برباد کردیں۔ تو وہ نوجوان مردوں کی صورت میں چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آکر ٹھہرے اور ان کے مہمان بن گئے، جب آپ نے ان کی طرف دیکھا تو آپ جلدی سے اپنے گھر والوں

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 189، دار الکتب العلمیہ بیروت

کی طرف گئے اور ایک موٹا سا بچھڑا لا کر اسے ذبح کر دیا۔ پھر اسے گرم پتھروں پر بھونا اور یہی حنیذ ہے۔ پھر آپ ان کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ان کی خدمت کے لیے کھڑی رہیں۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وَامْرَاَتُهٗ قَآىٕمَةٌ" اور قرأت ابن مسعود میں ہے۔ کہ آپ کی بیوی کھڑی تھی اور آپ بیٹھے ہوئے تھے فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۷﴾ (الذاریات) پس جب آپ نے کھانا ان کے قریب کیا تو کہا کیا تم نہیں کھاؤ گے؟ انہوں نے جواب دیا: اے ابراہیم! بے شک ہم ثمن ادا کیے بغیر کھانا نہیں کھائیں گے۔ تو آپ نے کہا: بلاشبہ اس کے بھی ثمن ہیں۔ انہوں نے پوچھا: اس کے ثمن کیا ہیں؟ آپ نے کہا: کہ اس کے شروع میں تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اور آخر میں اس کی حمد وثناء بیان کرو۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا اور کہا ان کا حق ہے کہ ان کا رب انہیں خلیل بنائے۔ پس جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں بڑھ رہے تو کہنے لگے: وہ نہیں کھائیں گے۔ آپ ان سے گھبرا گئے اور دل ہی دل میں ڈر محسوس کرنے لگے۔ جب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی طرف دیکھا کہ آپ نے ان کی عزت وتکریم کی ہے اور وہ بھی ان کی خدمت کے لیے کھڑی ہیں تو آپ ہنس پڑیں اور کہا ہمارے یہ مہمان بھی عجیب ہیں کہ ہم ان کی عزت وتکریم کے لیے بذات خود خدمت میں لگے ہوئے ہیں اور یہ ہمارا کھانا نہیں کھاتے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا: تجھے بچے کی خوش خبری ہو، اس کا نام اسحاق ہے اور اسحاق کے پیچھے یعقوب ہے۔ تو آپ نے تعجب کے ساتھ ہاتھ چہرے پر مارا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد ہے "فَصَكَّتْ وَجْهَهَا قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۗ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۗ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾" حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس کی نشانی کیا ہے؟ تو انہوں نے اپنے ہاتھ میں ایک خشک ٹہنی پکڑی اور اسے اپنی انگلیوں کے درمیان ٹیڑھا کیا۔ پھر اسے ہلایا تو وہ سبز ہوگئی۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: تب وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ذبح کیا جائے گا (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مصحف ابن مسعود میں اس طرح ہے "وَامْرَأَتُهٗ قَائِمَةٌ وَهُوَ جَالِسٌ" کہ ان کی بیوی کھڑی تھی اور وہ خود بیٹھے ہوئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وَامْرَاَتُهٗ قَآىٕمَةٌ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ کی بیوی آپ کے مہمانوں کی خدمت کے لیے پاس کھڑی تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دل میں اندیشہ کرنے لگے تو فرشتوں نے اس وقت آپ کو اس عذاب کے متعلق قوم لوط میں غفلت تھی اور جو ان پر عذاب آنے والا تھا اس پر تعجب کرتے ہوئے ہنس پڑیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "فضحکت" کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 87-86، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 87

بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ حائضہ ہوگئیں درآں حالیکہ آپ کی عمر اٹھانوے سال تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے فضحکت کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: انہیں حیض آنے لگا جب کہ ان کی عمر نوے سال سے زائد تھی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال تھی (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے فضحکت کے بارے میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے کہ آپ کو حیض آنے لگا۔ شاعر کا قول ہے۔

اِنِّیْ لَاٰتِی الْعُرْسَ عِنْدَ طُهُوْرِهَا وَاَهْجُرُهَا یَوْمًا اِذَاهِیَ ضَاحِكُ

''بے شک میں اپنی دلہن کے پاس طہارت کے وقت آتا ہوں اور اس روز اسے چھوڑ دیتا ہوں جب وہ حاضرہ ہو''۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت سارہ کا نام یسارہ تھا۔ پھر جب حضرت جبریل علیہ السلام نے انہیں یوں بلایا اے سارہ! تو آپ نے کہا: بے شک میرا نام تو یسارہ ہے تو آپ مجھے سارہ کیسے کہہ رہے ہیں؟ حضرت ضحاک نے فرمایا: یسارہ اس بانجھ عورت کو کہتے ہیں جو بچے جننے کے قابل نہ ہو اور سارہ اس عورت کو کہتے ہیں جو آزاد رحم والی ہو اور بچہ جننے کے قابل ہو۔ پس حضرت جبریل علیہ السلام نے انہیں کہا: بے ش آپ یسارہ تھیں، املہ ہونے کے قابل نہ تھیں لیکن اب سارہ ہوگئی ہیں اور بچے کے ساتھ حاملہ ہونے اور اسے جننے کے قابل ہیں۔ اس پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے جبریل! تم نے میرا نام کم کر دیا ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے کہ آپ کے نام کے اس حرف کو آنے والے زمانے میں آپ کی اولاد میں سے ایک بچے کے نام میں رکھے گا اور وہ یہ کہ اس کا نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہے پس اس کا نام یحیی رکھا (2)۔

امام ابن عبدالحکیم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کا حسن حضرت حوا علیہا السلام کے حسن کی مانند تھا۔

امام ابن عبدالحکیم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سارہ ایک بادشاہ کی بیٹی تھیں اور آپ کو حسن عطا کیا گیا تھا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس ارشاد ''فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ'' کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت یعقوب علیہ السلام آپ کے پوتے ہیں (3)۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے کتاب الوقف والابتداء میں حضرت حسان بن ابحر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ تو آپ کے پاس بنی ہذیل کا ایک آدمی آیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے پوچھا فلاں کو کیا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ مرگیا ہے۔ اس نے چار بچے چھوڑے ہیں اور ان کے پیچھے تین ہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ میں بیٹے کا بیٹا (پوتا) مراد ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 88، بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، ذکر سارۃ بنت ہاران بن باحوراء علیہا السلام، جلد 69، صفحہ 181، بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 90

امام ابن الانباری نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں بیٹے کے بیٹے (پوتے) کا ذکر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضمرہ بن حبیب سے بیان کیا ہے کہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو جب بھیجے ہوئے فرشتوں نے اسحاق کی بشارت دی۔ راوی کا بیان ہے اسی اثناء میں کہ وہ چل رہی تھیں اور ان سے باتیں کر رہی تھیں انہیں حیض شروع ہو گیا۔ پس وہ اسحاق سے حاملہ ہونے سے قبل حائضہ ہوئیں۔ جب فرشتوں نے انہیں بشارت دی تھی تو انہوں نے فرشتوں کو یہ کہا تھا۔ تحقیق میں بوڑھی ہوگئی ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ سو میں حاملہ نہیں ہوں گی۔ جب کہ میں بھی بوڑھی ہوں اور وہ بھی بوڑھے ہی تو کیا میں بچے کو جنم دے سکتی ہوں؟ تو فرشتوں نے جواباً کہا: اے سارہ! کیا اس پر تعجب کر رہی ہے؟ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کتنے ایسے کام کیے ہیں جو اس سے بھی بہت عظیم اور بڑے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور اپنی برکتیں تم پر فرمائی ہیں۔ اے گھرانے والو! بے شک وہ ہر طرح تعریف کیا ہوا بڑی شان والا ہے۔

امام ابن الانباری اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان دنوں حضرت سارہ رضی اللہ عنہ کی عمر ستر برس تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر نوے برس۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بَعْلِیْ کا معنی ''زوجی'' ہے یعنی میرا خاوند۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضرار بن مرہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اہل مسجد کے شیخ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک سو سترہ برس کی عمر کے بعد بشارت دی گئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ملائکہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بشارت دی تو انہوں نے کہا: ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ شَیْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ تو ملائکہ نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے جواب میں کہا: اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ فرمایا یہ اس ارشاد گرامی کی طرح ہے۔ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیْ عَقِبِهٖ (الزخرف: 28) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل کو باقی رہنے والا بنایا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کے ضمن میں حضرت عطاء بن ابی رباح نے فرمایا: میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے سلام عرض کیا تو میں نے جواب میں یہ الفاظ کہے: ''وَعَلَیْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَ مَغْفِرَتُهٗ'' تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہاں رک جاؤ جہاں ملائکہ پہنچ کر رک گئے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ۔ (1)

بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل دروازے پر کھڑا ہوا اور آپ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔ تو اس نے کہا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَصَلَوَاتُهٗ وَمَغْفِرَتُهٗ'' تو

1۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 455، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سلام وہیں ختم کردو جہاں تک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ۔

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا۔ تو ایک سائل آیا اور اس نے کہا "اَلسَّلَامُ وَعَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَ مَغْفِرَتُهٗ وَصَلَوَاتُهٗ" تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کیسا سلام ہے۔ آپ غصے میں آ گئے حتی کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سلام کی ایک حد بیان کی ہے پھر اس کی انتہا ہے اور اس کے آگے سے منع کیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا "سَلَامٌ وَعَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَ مَغْفِرَتُهٗ" تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے جھڑک دیا اور فرمایا تیرے لیے اتنا کافی تھا کہ تو وَبَرَكٰتُهٗ پر رک جاتا، جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے(2)۔

فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

"پھر جب دور ہو گیا ابراہیم (علیہ السلام) سے خوف اور مل گیا انہیں مژدہ تو وہ ہم سے جھگڑنے لگے قوم لوط کے بارے میں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ میں الرَّوْعُ سے مراد غرق ہے اور يُجَادِلُنَا کا معنی ہے وہ ہم سے جھگڑنے لگے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الرَّوْعُ کا معنی خوف ہے اور الْبُشْرٰى سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام کی بشارت ہے(4)۔

امام عبدالرزاق اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب فرشتوں نے آپ کو خبر دی کہ انہیں قوم لوط کی طرف بھیجا گیا ہے اور یہ کہ وہ صرف اس کے ارادے سے نہیں آئے۔ اور يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ کی تفسیر میں کہا: کہ آپ نے اس دن فرشتوں سے کہا: تمہارا کیا خیال ہے اگر ان میں پچاس مسلمان ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: اگر ان میں پچاس مسلمان ہوئے تو ہم انہیں عذاب نہیں دیں گے۔ پھر آپ نے کہا: اگر چالیس ہوں تو؟ انہوں نے جواب دیا: چالیس بھی ہوں تو بھی ہم انہیں عذاب نہیں دیں گے۔ پھر آپ نے پوچھا: اگر تیس ہوں تو؟ انہوں نے جواباً کہا: تیس ہوں تو بھی۔ حتی کہ آپ دس تک پہنچ گئے۔ انہوں نے جواب دیا اگر اس میں دس بھی ہوں تو

1۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 456، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 94
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 93

بھی۔آپ نے فرمایا: کوئی قوم ایسی نہیں ہوتی جس میں دس افراد بھی ایسے نہ ہوں جن میں خیر اور نیکی ہو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک حضرت لوط علیہ السلام کی بستی میں چار لاکھ افراد تھے یا ان میں سے جتنے اللہ نے چاہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ يُجَادِلُنَا فِي قَوْمِ لُوطٍ کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے کہا کہ جب ضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے ساتھ فرشتوں کو لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو بتایا کہ وہ قوم لوط کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ تو آپ نے کہا: کیا تم اس بستی کو ہلاک کردو گے جس میں چار سو مومن ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے پوچھا جس میں تین سو مومن ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا: اگر دو سو مومن ہوں تو؟ تو انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: اگر سو مومن ہوں تو؟ انہوں نے جواباً کہا: نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا: کیا پچاس مومن ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ آپ نے پوچھا: کیا چالیس ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ آپ نے پھر کہا۔ کیا چودہ مومن ہوں تو؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خیال یہ کیا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی سمیت وہ چودہ افراد ہیں اور ان میں تیرہ مومن ہیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بھی اسے پہچان لیا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب ملائکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا: اگر ان میں پانچ افراد بھی نماز پڑھتے ہوتے تو ان سے عذاب اٹھا لیا جاتا (2)۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ ﴿٧٥﴾ يَا إِبْرَاهِيمُ أَعْرِضْ عَنْ هَٰذَا ۖ إِنَّهُ قَدْ جَاءَ أَمْرُ رَبِّكَ ۖ وَإِنَّهُمْ آتِيهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُودٍ ﴿٧٦﴾

''بے شک ابراہیم بڑے بردبار، رحم دل (اور) ہر حال میں ہماری طرف رجوع کرنے والے تھے اے ابراہیم! اس بات کو رہنے دیجئے۔ بے شک آ گیا تیرے رب کا حکم۔ اور ان پر آکر رہے گا عذاب جو پھیرا نہیں جا سکتا''۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حلم اپنے موصوف کے لیے دنیا اور آخرت کی عظمتیں جمع کرتا ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حلم کے ساتھ متصف فرمایا ہے اور فرمایا ہے إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُّنِيبٌ۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضمرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حلم عقل سے زیادہ بلند اور اعلیٰ ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے۔ ابو الشیخ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: کہ اَوَّاہٌ کا معنی الرحیم (رحم دل) ہے۔ اور الحلیم کا معنی الشیخ (بزرگ) ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ حضرت

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 93-192، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 95، بیروت

ابراہیم علیہ السلام اس طرح تھے کہ انہوں نے جب کوئی بات کی۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کی۔ جب کوئی عمل کیا تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے کیا اور جب نیت کی تو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کی (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مُّنِيْبٌ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف بڑھنے والا اور متوجہ ہونے والا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ منیب الی اللہ وہ ہے جو اس اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا ہو، جس نے اسے اپنی اطاعت اور امر کی طرف متوجہ کیا ہے اور وہ ان امور کو چھوڑ دے جو وہ اس سے پہلے کر رہا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مُّنِيْبٌ وہ ہوتا ہے جو اپنے عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مخلص ہو۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ۝

''اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوط (علیہ السلام) کے پاس وہ دلگیر ہوئے ان کے آنے سے اور بڑے پریشان ہوئے ان کی وجہ سے۔ اور بولے آج کا دن تو بڑی مصیبت کا دن ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام اپنی قوم کی بری عادات کی وجہ سے انتہائی دل گیر اور غم زدہ ہوئے اور اپنے مہمانوں کی وجہ سے انتہائی پریشان ہوئے اور فرمایا: عَصِيْبٌ بمعنی شدید ہے۔ یعنی انتہائی سخت دن (2)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے آپ اپنی قوم کے بارے میں بدگمانی کے سبب اپنے مہمانوں پر ان سے خوف کھانے لگے اور اپنے مہمانوں کے بارے میں خوف رکھنے کے سبب آپ انتہائی پریشان ہوئے۔

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں اور طستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا: مجھے يَوْمٌ عَصِيْبٌ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے یوم شدید۔ انتہائی سخت دن۔ تو انہوں نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے:

هُمْ ضَرَبُوْا قَوَانِسَ خَيْلِ حِجْرٍ بِجَنْبِ الرَّدْءِ فِيْ يَوْمٍ عَصِيْبِ

''ایک انتہائی سخت دن بوجھ کے پہلو میں سے حجر کے گھوڑے کی چوٹی پر انہوں نے تلوار کا وار کیا''۔

اور عدی بن زید نے کہا:

1۔ شعب الایمان باب فی اخلاص العمل للہ وترک الریا، جلد 5، صفحہ 350، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 98-97

فَكُنْتُ لَوْ اَنِّيْ خَصْمُكَ لَمْ اُعَوِّدْ وَقَدْ سَلَكُوْكَ فِيْ يَوْمٍ عَصِيْبِ

''پس میں اگر تیرا دشمن ہوں تو میں بوڑھا نہیں ہوا اور لوگوں نے تجھے ایک سخت دن میں داخل کر دیا''۔

وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ
قَالَ يٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِيْ
ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝۷۸ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ
بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝۷۹ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ
اٰوِيْۤ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝۸۰ قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْۤا
اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ لَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا
امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ
الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝۸۱ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا
عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ۬ مَّنْضُوْدٍ ۝۸۲ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَ مَا هِيَ
مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ۝۸۳

''اور (مہمانوں کی خبر سنتے ہی) آئے ان کے پاس ان کی قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے اور اس سے پہلے ہی وہ کیا کرتے تھے برے کام۔ لوط نے کہا: اے میری قوم! (دیکھو) یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں، وہ پاک ہیں اور حلال ہیں تمہارے لیے تم خدا کا خوف کرو اور مجھے رسوا نہ کرو میرے مہمانوں کے معاملہ میں۔ کیا تم میں سے ایک بھی سمجھ دار آدمی نہیں؟ کہنے لگے تم خوب جانتے ہو ہمیں تمہاری (قوم کی) بیٹیوں سے کوئی سروکار نہیں۔ اور تم یہ بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ لوط نے (بصد حسرت) کہا: اے کاش! میرے پاس بھی تمہارے مقابلہ کی قوت ہوتی یا میں پناہ ہی لے سکتا کسی مضبوط سہارے کی فرشتوں نے کہا: اے لوط! ہم آپ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آپ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔ پس آپ لے کر نکل جائیے اپنے اہل و عیال کو جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے اور پیچھے مڑ کر تم میں سے کوئی نہ دیکھے مگر اپنی بیوی کو ساتھ نہ لے جائیے۔ بے شک وہی (عذاب) اسے بھی پہنچے گا جو ان (دوسرے مجرموں) کو پہنچا۔ ان پر عذاب آنے کا مقررہ وقت صبح کا وقت ہے۔ کیا نہیں ہے صبح (بالکل) قریب پھر جب آ پہنچا ہمارا حکم تو ہم نے کر دیا اس کی بلندی کو اس کی پستی اور

ہم نے برسائے ان پر پتھر آگ میں پکے ہوئے پے در پے۔ جو نشان زدہ تھے آپ کے رب کی جانب سے۔ اور نہیں (لوط کی) بستی (مکہ کے) ظالموں سے کچھ دور"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: آیت میں يُهْرَعُوْنَ کا لفظ یسرعون کے معنی میں ہے یعنی تیز چلتے ہوئے اور وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مردوں کے ساتھ لواطت کرتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يُهْرَعُوْنَ کا معنی ہے ان کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے آپ سے کہا کہ مجھے يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ کا مفہوم تو بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے۔ کہ وہ انتہائی غضب اور غصے کے ساتھ آپ کی طرف آئے۔ انہوں نے کہا: کیا عرب اس معنی سے آشنا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا کہ وہ کہتا ہے:

اَتَوْنَا يُهْرَعُوْنَ وَهُمْ اُسَارٰى سُيُوْفُهُمْ عَلٰى رَغْمِ الْاُنُوْفِ

"وہ ہماری جانب غصے سے لبریز تیز رو آئے درآنحالیکہ وہ قیدی تھے اور ان کی تلواریں خاک آلود ناپسندیدہ حال میں تھیں"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ مردوں سے نکاح کرتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم پر اپنی بیٹیاں پیش نہیں کیں نہ زنا کے لیے اور نہ ہی نکاح کے لیے۔ بلکہ انہوں نے صرف یہ کہا: یہ تمہاری عورتوں کی بیٹیاں ہیں۔ کیونکہ نبی جب اپنی قوم کے درمیان موجود ہو، تو وہ ان کا باپ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب: 6) اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے" وھو ابو ھم" کہ نبی کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور نبی خود ان کا باپ ہے)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ کے بارے میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ آپ کی اپنی بیٹیاں نہیں تھیں بلکہ آپ کی امت میں سے تھیں اور ہر نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے انہیں ان کی اپنی عورتوں کی طرف بلایا اور ہر نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ کی تفسیر میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 101، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 101

کہا: کہ آپ نے ان پر اپنی امت کی عورتیں پیش کیں اور ہر نبی سوا اپنی امت کا باپ ہے۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَھُوَ اَبٌ لَّھُمْ وَاَزْوَاجُہٗۤ اُمَّھٰتُھُمْ(الاحزاب:6)(1)

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر اور مقاتل رحمہما اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب فاسقوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کے بارے میں سنا تو وہ آپ کے دروازے تک آگئے۔ تو حضرت لوط علیہ السلام نے ان پر دروازہ بند کر دیا۔ پھر آپ نے اوپر سے جھانک کر انہیں فرمایا: یہ میری بیٹیاں ہیں، پس آپ نے ان پر اپنی بیٹیاں نکاح وتزویج کے لیے پیش کیں۔ آپ نے ان پر انہیں بدکاری اور زنا کے لیے تو پیش نہیں کیا۔ وہ کفار تھے اور آپ کی بیٹیاں مسلمان تھی۔ پس جب آپ نے مصیبت دیکھی تو آپ کو رسوائی کا خوف لاحق ہوا، تو آپ نے انہیں شادی کی پیش کش کر دی۔ آپ کی دو بیٹیاں تھیں ان میں سے ایک کا نام رغوثا اور دوسری کا نام ریثا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کا نام دیونا تھا۔ آپ انہیں نیکی کا حکم دیتے رہے اور برائی سے روکتے رہے۔ پس جب وہ باز نہ آئے اور نہ آپ انہیں واپس لوٹا سکے اور نہ انہوں نے اس پیش کش کو قبول کیا جو آپ نے بیٹیوں کے معاملہ میں انہیں کی تھیں۔ تو آپ نے کہا لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ یعنی اگر میری بھی کوئی جماعت یا گروہ ہوتا تو وہ یقیناً تمہارے اور اس کے درمیان حائل ہو جاتا۔ پس انہوں نے دروازہ توڑ دیا اور اندر داخل ہو گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنی وہ صورت اختیار فرمائی جس صورت میں وہ آسمان میں رہتے ہیں۔ پھر کہا: اے لوط! ڈریئے نہیں۔ ہم ملائکہ ہیں۔ وہ آپ کو ہرگز ہرگز نہیں پہنچا سکیں گے اور ہمیں ان کو عذاب دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: اے جبرائیل! علیہ السلام ابھی تم انہیں عذاب دو گے۔ درآنحالیکہ آپ ان پر انتہائی غمگین اور پریشان تھے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: ان پر عذاب آنے کا مقررہ وقت صبح کا وقت ہے، کیا صبح (بالکل) قریب نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو عذاب دینے کا ارادہ کرتے تو بے شک رات کے پہلے حصہ میں وہ عذاب تیار کرتا ہے۔ پھر صبح طلوع ہوتے ہی ان پر عذاب مسلط کر دیتا ہے۔ فرمایا قوم لوط کے لیے رات کے پہلے حصہ میں پتھر تیار کیے گئے تا کہ صبح کے وقت وہ پتھر ان پر برسائے جائیں۔ اسی طرح قوم عاد اور ثمود کو بھی صبح سویرے عذاب دیا گیا۔ پس جب صبح طلوع ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام قوم لوط کی ان بستیوں کی طرف گئے جن میں ان کے مرد، عورتیں اور باغات وغیرہ تھے اور انہیں اڑا دیا۔ پہلے انہیں اکٹھا کیا اور لپیٹا، پھر انہیں زمین کی جڑ سے اکھیڑا پھر نیچے سے اپنے پر کے ساتھ انہیں اٹھا لیا اور آسمان دنیا تک انہیں بلند کر دیا کہ آسمان دنیا کے باسیوں نے کتوں، پرندوں، عورتوں اور مردوں کی آوازیں جبرئیل علیہ السلام کے پر کے نیچے سے سنیں۔ پھر انہیں الٹا کر کے چھوڑ دیا۔ پھر اس کے بعد اس پر پتھر برسائے۔ اور وہ پتھر چرواہوں، تاجروں اور جو لوگ اپنے شہروں سے باہر تھے ان تمام تک پہنچے (اور وہ سب تباہ و برباد ہو گئے)(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت لوط علیہ السلام نے ان

1۔ تاریخ ابن عساکر، ذکر لوط بن ہارون علیہ السلام، جلد 50، صفحہ 317، دار الفکر بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 50، صفحہ 14-313، بیروت

پر اپنی بیٹیاں شادی کے لیے پیش کیں اور ارادہ یہ کیا کہ وہ اپنی بیٹیوں کی شادی کے سبب اپنے مہمانوں کو بچا لیں گے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے انہیں عورتوں کے ساتھ شادی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: وہ تمہارے لیے پاک اور حلال ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ کا معنی ہے اور تم مجھے رسوا نہ کرو میرے مہمانوں کے معاملہ میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ سے مراد ایسا آدمی ہے جو نیکی کا حکم دیتا ہو اور برائی سے روکتا ہو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رَجُلٌ رَّشِيْدٌ وہ ہوتا ہے جو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ کا معنی ہے کیا تم میں سے ایک آدمی بھی نہیں ہے جو یہ کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ "لا الہ الا اللہ"

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ کا معنی ہے بے شک ہم صرف مردوں کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اور "الی رکن شدید" کی تفسیر میں کہا ہے کہ میں پناہ لے سکتا ایک ایسے مضبوط لشکر کی تو بالیقین میں تمہارے ساتھ قتال کرتا (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ سے مراد جماعت اور باپ کی جانب سے آدمی کے رشتہ دار ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا: آدمی کا خاندان آدمی کے لیے زیادہ مفید ہے بنسبت آدمی کے اپنے خاندان کے لیے۔ کیونکہ اگر اس نے ایک ہاتھ روکا تو وہ باوجود اپنی محبت، حفاظت اور نصرت کے بہت سے ہاتھ اس سے روک لیں گے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات ایک آدمی دوسرے آدمی کے لیے ناراض اور غصے میں ہوتا ہے اور وہ اسے صرف اپنے ذہن اور گمان کے مطابق ہی پہچان سکتا ہے۔ میں عنقریب تم پر اس سے متعلق اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کئی آیات تلاوت کروں گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی: لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ سے مراد العشیرۃ ہے۔ یعنی خاندان، باپ کی جانب سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 101، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 04-103 3۔ ایضاً

آدمی کے رشتہ دار۔ حضرت لوط علیہ السلام کے لیے ایسا خاندان نہیں تھا۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی الہ نہیں! حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا، مگر ایسا جو اپنی قوم میں اہل ثروت وشوکت میں سے تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر وہ جو اپنی قوم میں اہل ثروت میں سے تھا حتی کہ حضور نبی کریم ﷺ بھی (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ تحقیق وہ مضبوط سہارے کی طرف پناہ لیتے رہے۔ سو کون سی شے کے لیے انہوں نے عاجزی اختیار کی (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب یہ آیت پڑھا کرتے تو فرماتے اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے۔ بے شک وہ مضبوط سہارے کی طرف پناہ لیتے رہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا مگر وہ جو کہ اپنی قوم میں سے صاحب ثروت تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کو بھی اپنی قوم میں سے ثروت (وسطوت) میں بھیجا (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ تو بھیجے ہوئے فرشتوں نے آپ کو بہت غمگین پایا۔ پس انہوں نے کہا: اے لوط! بے شک تمہارا سہارا انتہائی مضبوط ہے (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابو الشیخ رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا مگر ایسا جو اپنی قوم میں سے صاحب عزت وجاہ ہو (5)۔

امام بخاری نے الادب میں، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم اور آپ نے روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سلمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے وہ مضبوط سہارے کی طرف پناہ لیتے رہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر وہی جو اپنی قوم میں سے خوش حال اور صاحب مال تھا (6)۔

امام سعید بن منصور، بخاری اور ابن مردویہ نے اعرج رحمہم اللہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 104، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 105 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 106 4۔ ایضاً
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 358، دار الصمیعی الریاض 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 105

بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت لوط علیہ السلام کی مغفرت فرمائے۔ بے شک وہ مضبوط سہارے کی طرف پناہ لیتے رہے (1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے، بے شک وہ مضبوط سہارے کی طرف پناہ لیتے رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک لوگوں نے قوم لوط کو ڈرایا ہوا تھا پھر شام کے وقت ان کے پاس فرشتے آئے اور وہ انہیں ندا دیتے ہوئے گزرے۔ تو قوم لوط کے بعض افراد نے بعض کو آپس میں کہا: تم انہیں بھاگنے نہ دینا۔ انہوں نے ملائکہ سے زیادہ حسین قوم کبھی نہ دیکھی تھی۔ پس جب وہ حضرت لوط علیہ السلام کے گھر داخل ہوئے۔ انہوں نے آپ کو اپنے مہمانوں کے بارے میں گناہ کی ترغیب دی۔ اور وہ مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ آپ نے ان پر اپنی بیٹیاں پیش کیں۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پس ملائکہ نے کہا اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ آپ نے کہا۔ کیا میرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا: ہاں۔ تو حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: پس اب درست ہوگا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قوم لوط کی طرف فرشتے بھیجے گئے تاکہ وہ انہیں ہلاک کر دیں۔ تو ان سے کہا گیا تم قوم لوط کو تباہ نہ کرنا یہاں تک کہ تین بار حضرت لوط علیہ السلام ان کے خلاف شہادت دے دیں۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جانب سے ہو کر آئے تھے۔ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَ جَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ۞ (ہود) آپ کا ان کے ساتھ مجادلہ (مباحثہ) اس طرح تھا کہ آپ نے کہا تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر ان میں پچاس مومن ہوں تو کیا تم انہیں ہلاک کر دو گے؟ فرشتوں نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے کہا اگر چالیس ہوں تو؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ حتی کہ آپ اس تعداد کو کم کرتے کرتے دس یا پانچ تک پہنچ گئے۔ راوی کا بیان ہے: پھر وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ اپنی اس زمین میں تھے جہاں کام کرتے تھے۔ تو آپ نے انہیں مہمان خیال کیا۔ پس آپ اپنے گھر والوں کی طرف آئے یہاں تک کہ شام ہوگئی اور وہ بھی آپ کے ساتھ چل پڑے۔ تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تم کیا رائے رکھتے ہو اس کے بارے جو کچھ یہ کر رہے ہیں؟ فرشتوں نے پوچھا یہ کیا کرتے ہیں؟ تو آپ نے کہا: لوگوں میں کوئی بھی ان سے بڑھ کر شریر اور بدکردار کوئی نہیں۔ پس وہ آپ کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ نے تین بار یہی کہا۔ اور آپ انہیں لے کر اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ گئے۔ تو آپ کی عورت جو کہ بداخلاق بڑھیا تھی تو وہ چل نکلی اور آپ کی قوم کے پاس آ کر کہا: آج کی رات حضرت لوط نے ایسی قوم کو مہمان بنایا ہے کہ میں نے ان سے بڑھ کر حسین اور پاکیزہ خوشبو والے کبھی نہیں دیکھے۔ پس وہ دوڑتے ہوئے آپ کے گھر کی طرف آئے اور انہوں نے دروازے کو دھکیلنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ آپ پر غالب آنے کے

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 357، دار الصمیعی الریاض

قریب ہو گئے تو ایک فرشتے نے اپنے پر کے ساتھ ان پر دروازہ کو بند کر دیا اور آپ اوپر چڑھ گئے اور وہ بھی آپ کے ساتھ اوپر چڑھے۔ تو اس وقت آپ یہ کہنے لگے: هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ الی قولہ۔ اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ تو فرشتوں نے کہا اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ پس اس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں اور ایک فرشتے نے اپنا پر مارا۔ اس رات ان میں سے ہر کوئی پر لگنے کے سبب اندھا ہو گیا۔ پس انہوں نے اندھے ہو کر انتہائی تکلیف کی حالت میں رات گزاری اور وہ عذاب کا انتظار کرنے لگے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی ہلاکت اور تباہی کے بارے اجازت طلب کی اور انہیں اجازت دے دی گئی۔ تو آپ نے اس زمین کو اٹھا لیا جس پر وہ رہتے تھے اور انہیں اتنی بلندی تک لے گئے یہاں تک کہ آسمان دنیا کے باسیوں نے ان کے کتوں کی آوازیں سنیں اور آپ نے ان کے نیچے آگ جلائی۔ پھر آپ نے اس زمین کو ان کے ساتھ الٹا کر دیا۔ پس حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے ایک دھماکہ سنا اور وہ ان کے ساتھ تھی۔ وہ متوجہ ہوئی تو اتنے میں عذاب اسے پہنچ چکا تھا اور ان کے جو لوگ سفر پر تھے ان پر پتھر برسائے گئے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے ہوئے فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ نے یہ خیال کیا کہ یہ آپ کی قوم کے کچھ مہمان ہیں۔ چنانچہ آپ نے انہیں قریب کیا اور بالکل قریب کر کے بٹھایا۔ پھر آپ اپنی بیٹیوں کو بھی لے آئے۔ وہ تین تھیں۔ انہیں اپنے مہمانوں اور اپنی قوم کے درمیان بٹھا دیا۔ پھر آپ کی قوم دوڑتے ہوئے آپ کے گھر کی طرف آئی۔ پس جب آپ نے انہیں دیکھا تو کہا هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی طرف مڑ کر دیکھا تو کہا اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ پس جب وہ قریب ہوئے تو آپ نے ان کی بینائی ختم کر دی اور اندھے ہو کر چلنے لگے اور ایک دوسرے سے ٹکرانے لگے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان لوگوں تک پہنچے جو دروازے پر تھے تو انہوں نے کہا: ہم تمہارے پاس سب سے بڑے جادوگر کے پاس سے ہو کر آئے ہیں۔ پھر آدھی رات کے وقت انہیں اٹھا لیا گیا یہاں تک کہ وہ آسمان کی فضا میں پرندوں کی آواز سننے لگے۔ پھر وہ زمین ان پر الٹ دی گئی پس جو بھی اس میں الٹا کر دیا گیا۔ وہ ہلاک ہو گیا۔ اور جو ان سے باہر تھے تو وہ جہاں بھی تھے پتھر ان پر برسے اور پتھروں نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔ حضرت لوط علیہ السلام اپنی بیٹیوں کو ساتھ لے کر سفر پر نکلے یہاں تک کہ جب آپ شام کے فلاں مقام تک پہنچے تو آپ کی بڑی بیٹی فوت ہو گئی۔ پس اس کے پاس ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ پھر آپ وہاں تک چلے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ پہنچیں۔ تو وہاں آپ کی چھوٹی بیٹی فوت ہو گئی اور اس کے پاس بھی چشمہ جاری ہوا۔ نتیجۃً صرف درمیانی بیٹی آپ کے پاس زندہ باقی رہی۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب العقوبات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 375، بیروت

لوط علیہ السلام نے اپنے مہمانوں پر دروازہ بند کر لیا۔ پس وہ آئے اور انہوں نے دروازہ توڑا اور اندر داخل ہو گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی آنکھوں پر پر سے ضرب لگائی تو ان کی بینائی ختم ہو گئی۔ انہوں نے کہا: اے لوط! تو ہمارے پاس جادوگر لے آیا ہے چنانچہ انہوں نے آپ کو بڑی دھمکیاں دیں اور آپ دل ہی دل میں ڈرنے لگے کہ یہ جب چلے جائیں گے تو وہ مجھے اذیتیں دیں گے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا ”لا تخف انا رسل ربك.....“ بے شک انہیں عذاب دینے کا مقررہ وقت صبح کا وقت ہے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: اسی وقت۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ کیا صبح قریب ہی نہیں۔ تو آپ نے کہا: اسی وقت۔ چنانچہ بستی کو اٹھایا گیا یہاں تک کہ آسمان دنیا والوں نے کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی۔ پھر انہیں الٹا کیا گیا اور ان پر پتھر برسائے گئے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ کا معنی ہے اپنے گھر والوں کے ساتھ چلے جائیے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ سے مراد رات کا وسط (آدھی رات کا وقت) ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بقطع سے مراد رات کی سیاہی ہے (2)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ سے مراد رات کا کچھ حصہ ہے (3)۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: مجھے یہ تو بتائیے کہ ارشاد باری تعالیٰ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ کا معنی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: رات کا آخری سحری کا وقت، جیسا کہ مالک بن کنانہ نے کہا ہے:

وَنَائِحَةٍ تَقُوْمُ بِقِطْعِ لَيْلٍ عَلَى رَجُلٍ اهانته شعوب

”نوحہ کرنے والی سحری کے وقت آدمی پر نوحہ کرنے کے لیے کھڑی ہوتی ہے جسے [illegible]

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ [illegible] تم میں سے کوئی پیچھے نہ [illegible]

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ معنی بیان کیا ہے [illegible] اپنے پیچھے مڑ کر نہ دیکھے (4)۔

امام ابو عبید، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے [illegible] حضرت [illegible] فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ اِلَّا امْرَاَتَكَ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ [illegible] بیروت [illegible]
[illegible] 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد [illegible] [illegible]

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ جب لوط علیہ السلام طریہ سے نکلے تو آپ کی بیوی آپ کے ساتھ تھی۔ پس اس نے ایک آواز سنی اور وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے ایک پتھر آ کر لگا جس نے اسے ہلاک کر دیا۔ قوم سے دور علیحدہ اس کی جگہ معلوم ہے۔ اور یہ الفاظ مصحف عبداللہ رضی اللہ عنہ میں اس طرح ہیں: وَلَقَدْ وَفَّيْنَا اِلَيْهِ اَهْلَهٗ كُلَّهُمْ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِ ''اور ہم نے آپ کے سارے کے سارے گھر والے پورے کر دیئے سوائے ایک بڑھیا کے کہ وہ مصیبت میں مبتلا ہوئی''۔ فرمایا: کہ جب آپ (حضرت لوط علیہ السلام) کو بتایا گیا کہ ان کے لیے عذاب کا مقررہ وقت تو صبح کا وقت تھا۔ تو آپ نے کہا: میں تو اس سے بھی جلدی چاہتا ہوں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ کیا صبح قریب ہی نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا: تم انہیں اسی وقت ہلاک کر دو۔ تو انہوں نے جواب دیا: بے شک ہمیں تو صبح کے وقت کا حکم دیا گیا ہے اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے فرشتوں سے کہا: انہیں اسی وقت ہلاک کر دو۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو بتایا: اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ تو حضرت لوط علیہ السلام پر یہ نازل کی گئی اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ وہ رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر چلے جائیں سوائے اپنی بیوی کے۔ اور تم میں سے کوئی بھی پیچھے کی طرف نہ دیکھے۔ پس آپ چلے گئے اور جب وہ وقت ہوا جس میں انہیں ہلاک کیا گیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر (زمین میں) داخل کیا اور اس زمین کو اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ آسمان کے باسیوں نے مرغ کی چیخ اور کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی اور انہیں اوپر لے جا کر نیچے گرا دیا اور ہم نے ان پر آگ میں پکے ہوئے پتھر برسائے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی نے دھماکہ کی آواز سنی۔ اور کہا: ہائے میری قوم! تو اتنے میں ایک پتھر اسے آ لگا اور اسے قتل کر دیا(1)۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالحلہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے میں نے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو دیکھا، اسے پتھر میں بدل دیا گیا ہے اور اسے ہر مہینے کے شروع میں حیض آتا ہے(2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب انہوں نے صبح کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان کی بستیوں پر حملہ کیا اور انہیں ان کی بنیادوں سے ہلا دیا۔ پھر اپنے پر ان کے نیچے داخل کیے اور انہیں اپنے پروں کے اطراف پر ان میں موجود ہر شے کے ساتھ اٹھا لیا۔ پھر انہیں آسمان تک بلند لے گئے، یہاں تک کہ آسمان کے باسیوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔ پھر انہیں الٹا کیا۔ ان میں سے جو سب سے پہلے نیچے گرے وہ ان کے بالا خانہ تھے اور کسی قوم کو وہ عذاب نہیں دیا گیا۔ جو انہیں دیا گیا پہلے اللہ تعالیٰ نے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 08-107، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، ذکر لوط بن ہاران علیہ السلام، جلد 50، صفحہ 27-326، دار الفکر بیروت

کی آنکھوں کو ضائع کیا۔ پھر ان کی بستیوں کو الٹا کیا اور پھر ان پر آگ سے پکے ہوئے پتھر برسائے (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ جب انہوں نے صبح کی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اترے اور زمین کو سات زمینوں سے اکھیڑا۔ پھر اسے اٹھایا یہاں تک کہ آسمان دنیا تک لے گئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے زمین کی طرف پھینک دیا (2)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت لوط علیہ السلام کی بستی میں آئے اور اپنا ہاتھ بستی کے نیچے سے داخل کیا اور اسے اٹھالیا۔ حتی کہ آسمان دنیا کے مکینوں نے کتوں کے بھونکنے کی اور مرغوں کے اذان دینے کی آوازیں سنیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر گندھک اور آگ برسائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے قوم لوط کی بستی کو زمین کی جڑ سے اکھیڑا۔ پھر اسے اپنے پر کے ساتھ اٹھایا۔ یہاں تک کہ وہاں تک لے گئے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس کی بلندی کو پستی میں کر دیا (یعنی اسے نیچے گرا دیا)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو ان بستیوں کی طرف بھیجا جنہیں الٹا دیا گیا۔ یہ قوم لوط کی بستیاں تھیں۔ تو آپ نے انہیں اپنے پر کے ساتھ اٹھالیا۔ پھر انہیں اوپر لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان کے مکینوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے اور ان کے مرغوں کی آوازیں سنیں۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھر برسائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان الٹائی جانے والی بستیوں کے ارد گرد رہنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ اور وہ پانچ بستیاں تھیں: صنعہ، صفرۃ، عصرۃ، دوما اور سدوم اور یہی بڑی بستی تھی (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ تین بستیاں تھیں اور ان میں اتنی تعداد تھی جتنی اللہ تعالیٰ نے چاہی کہ کثرت ہو۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی تعداد چار لاکھ تھی۔ اور یہ سدوم بستی مدینہ طیبہ اور شام کے درمیان تھی۔

ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ آگ پر پکے ہوئے پتھر مٹی کے بنے ہوئے تھے اور مُّسَوَّمَةً کا معنی ہے (نشان زدہ ہونا) السوم سے مراد سرخی میں سفیدی کا ہونا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ فارسی میں اسے سنگ کہتے ہیں اور یہ ہر پتھر اور مٹی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور مُّسَوَّمَةً کا معنی ہے نشان لگایا ہوا۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ حِجَارَةً

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 17-116، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 117 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 118

مِّنۡ سِجِّیۡلٍ فارسی میں حجارہ اسے کہتے ہیں جو ابتدا میں پتھر ہو اور آخر میں مٹی ہو۔ اور مُّسَوَّمَةً کا معنی ہے نشان زدہ ہوا (1)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ یہ عجمی کلمہ ہے اسے عربی بنایا گیا ہے۔ اس کا معنی سنگ وگل، یعنی پتھر اور مٹی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا پتھر ہے جس میں مٹی بھی ہو۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ پتھر ہیں جو مٹی سے بنائے گئے ہوں۔ مَّنۡضُوۡدٍ کا معنی ہے لگاتار، پے درپے مُّسَوَّمَةً جسے خالص سرخ رنگ کا طوق پہنایا جائے۔ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ بِبَعِیۡدٍ ان کے بعد کوئی ظالم اس سے بری نہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مَّنۡضُوۡدٍ کا معنی ہے کہ وہ پتھر ایک دوسرے پر آ کر لگے (یعنی لگاتار برسے) اور مُّسَوَّمَةً ان پر سنہری لکیروں کے نشان لگائے گئے تھے (3)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حجارۃ مُّسَوَّمَةً جو زمین کے پتھروں کے ہمشکل نہ ہوں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ کا معنی ہے آسمان دنیا سے پتھر (برسائے گئے) اور آسمان دنیا کا نام سجیل ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن سابط سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّیۡلٍ یہ فارسی کلمہ ہے (یعنی عربی نہیں)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سوال کیا کیا قوم لوط میں سے کوئی بچا بھی تھا؟ فرمایا نہیں۔ مگر ایک آدمی چالیس دن تک باقی رہا۔ وہ مکہ میں تجارت کرتا تھا تو ایک پتھر آیا تا کہ اسے حرم پاک میں آ کر لگے۔ لیکن حرم پاک کے فرشتے اس کے سامنے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے پتھر کو کہا جہاں سے آیا ہے وہاں واپس لوٹ جا۔ کیونکہ یہ آدمی اللہ تعالیٰ کے حرم میں ہے۔ چنانچہ وہ پتھر لوٹ گیا اور حرم سے باہر چالیس دن تک زمین و آسمان کے درمیان ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ وہ آدمی اپنی تجارت سے فارغ ہوا پس جب وہ حرم سے باہر نکلا تو وہ پتھر اسے آ کر لگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ بِبَعِیۡدٍ یعنی یہ اس امت کے ظالموں سے دور نہیں (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وَمَا هِیَ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ بِبَعِیۡدٍ کے ساتھ قریش کو اللہ تعالیٰ ڈرا رہا ہے کہ انہیں بھی وہ عذاب پہنچ سکتا ہے جو قوم لوط کو پہنچا (6)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الظّٰلِمِیۡنَ سے مراد عرب کے ظلم کرنے والے ہیں۔ اگر وہ ایمان نہ لائے تو انہیں بھی اسی طرح کا عذاب دیا جائے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 112، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 16-15-14-112
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 15-114
4۔ ایضاً، جلدی 12، صفحہ 113
5۔ تاریخ ابن عساکر، ذکر لوط بن ہاران علیہ السلام، جلد 50، [illegible] 326، بیروت
6۔ تفسیر طبری، ز[illegible] ہذا، جلد 12، صفحہ 16-115

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت یہ ذکر کیا ہے کہ جو ہم نے سنا ہے اس میں ہر ظالم ہے کہ اس کے مقابلے کے لیے پتھر بنایا گیا ہے جو انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے اس پر گرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ پس ظالموں کو خوب ڈرایا اور کہا وَ مَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الظّٰلِمِيْنَ سے مراد اس امت کے ظالم ہیں۔ پھر کہتے ہیں: قسم بخدا! اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کسی ظالم کو پناہ نہیں دی (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت محمد بن منکدر، یزید بن حفصہ اور صفوان بن سلیم رحمہم اللہ تمام سے بیان کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ انہوں نے عرب کے نواح میں ایک آدمی کو پایا جو اس طرح نکاح کرتا ہے جس طرح عورت نکاح کرتی ہے اور انہوں نے اس پر شواہد بھی قائم کر دیئے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اس کے بارے مشاورت کی۔ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: بے شک یہ گناہ ہے۔ سوائے ایک امت کے کسی امت نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس ایک امت کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اسے تم جانتے ہو۔ میری رائے یہ ہے کہ آپ اسے آگ کے ساتھ جلا دیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اس پر اتفاق کر لیا کہ وہ اسے آگ کے ساتھ جلا دیں۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ اسے آگ کے ساتھ جلا دے۔ پھر حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور امارت میں انہیں جلایا۔ پھر ہشام بن عبدالملک نے بھی ایسے لوگوں کو جلانے کی سزا دی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ربیعہ بن ابوعبدالرحمٰن الرائی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو عذاب دیا اور ان پر آگ پر پکے ہوئے پتھر برسائے پس تو یہ سزا ایسے لوگوں سے نہ اٹھا جو قوم لوط کے عمل جیسا عمل کریں۔

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَ لَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾ وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾ بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَ مَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 116، بیروت

يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَ مَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۸۸﴾

"اور اہل مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ آپ نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے تمہارا کوئی خدا اس کے بغیر اور نہ کمی کیا کرو ناپ اور تول میں۔ میں دیکھتا ہوں تمہیں کہ تم خوش حال ہو اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر اس دن کا عذاب نہ آجائے جو ہر چیز کو گھیرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم! پورا کیا کرو ناپ اور تول کو انصاف کے ساتھ اور نہ گھٹا کر دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے جو بچ رہے اللہ تعالیٰ کے دیئے سے وہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان دار ہو۔ اور نہیں ہوں میں تم پر نگہبان۔ قوم نے کہا: اے شعیب! کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ ہم چھوڑ دیں انہیں جن کی عبادت کیا کرتے تھے ہمارے باپ دادا یا نہ تصرف کریں اپنے مالوں میں جیسے ہم چاہیں (از راہ تمسخر بولے) بس تم ہی ایک دانا (اور) نیک چلن رہ گئے ہو۔ آپ نے کہا: اے میری قوم! بھلا یہ تو بتاؤ اگر میں روشن دلیل پر ہوں اپنے رب کی طرف سے اور اس نے عطا بھی کی ہو مجھے اپنی جناب سے عمدہ روزی اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ خود تمہارے خلاف کرنے لگوں اس امر میں جس سے میں تمہیں روکتا ہوں۔ (نیز) میں نہیں چاہتا ہوں مگر (تمہاری) اصلاح (اور درستی) جہاں تک میرا بس ہے۔ اور نہیں میرا راہ پانا مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں"۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ کی تفسیر میں فرمایا: کہ اس سے مراد اشیاء کی قیمتوں کا سستا ہونا ہے (یعنی میں دیکھتا ہوں کہ تم چیزوں کی قیمتیں سستی ہونے کے سبب خوشحال ہو) اور اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد قیمتوں کا چڑھنا اور مہنگا ہونا ہے (یعنی میں ڈرتا ہوں تم پر اس دن سے جب کہ قیمتیں چڑھ جائیں اور بھاؤ مہنگا ہو جائے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بَقِیَّتُ اللّٰهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کا رزق ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 118، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 121

بَقِيَّتُ اللهِ خَيْرٌ لَّكُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارا حصہ تمہارے لیے بہتر ہے(1)۔
امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بَقِيَّتُ اللهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے(2)۔
امام ابوالشیخ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کی وصیت تمہارے لیے بہتر ہے۔
امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رزق تمہارے لیے اس سے بہتر ہے جو تم لوگوں کا کم کرتے ہو۔
امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ کا معنی ہے۔ کیا تمہاری قرأت تمہیں حکم دیتی ہے(3)۔
امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت احنف رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام تمام انبیاء سے زیادہ نمازیں پڑھتے تھے۔
ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ نے يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ...... الآیہ کے تحت روایت کیا ہے آپ نے انہیں ان دنانیر اور دراہم کو کاٹنے سے منع کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: بے شک یہ ہمارے مال ہیں۔ ہم ان میں جو چاہیں گے کریں گے۔ اگر ہم نے چاہا تو انہیں توڑ دیں گے۔ اگر چاہا تو جلا دیں گے اور ہم نے چاہا تو انہیں پھینک دیں گے(4)۔
امام ابن جریر اور ابن منذر دونوں نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کو دراہم توڑنے کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد ہے اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا۔(5)
امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے اسی ارشاد کے تحت بیان کیا ہے یعنی اس سے مراد دراہم کو توڑنا ہے اور وہ زمین میں فساد برپا کرنا ہے(6)۔
امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن المنذر، ابوالشیخ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں اشارہ دراہم و دنانیر اور ان مثاقیل کو توڑنے کی طرف ہے جو لوگوں کے درمیان رائج تھے اور انہوں نے اس سے زمین میں فساد برپا کیا۔
امام ابوالشیخ نے حضرت ربیعہ بن ہلال سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے درہم توڑنے پر سزا دی ہے۔
امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ کی قوم کے افراد کہا کرتے تھے کہ تو نہ تو حلیم (بردبار) ہے اور نہ ہی رشید (دانا) ہے۔ تو وہ از روئے تمسخر آپ کو کہا کرتے تھے اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ کہ بس تم ہی ایک دانا اور نیک چلن رہ گئے ہو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 121، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 123
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 122 6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں یرْزقاً حَسَناً سے مراد رزق حلال ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ دونوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْھٰىكُمْ عَنْهُ کا مفہوم یہ ہے کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ میں تمہیں ایک کام سے منع کروں اور اس کے ساتھ میں خود وہ کرنے لگوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور اس نے کہا: کیا آپ مواصلہ (اپنے بالوں میں دوسرے کے بال لگانا) سے منع کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: شاید آپ کی عورتوں میں سے بھی کوئی ہو۔ تو آپ نے فرمایا: تو نے ایک عبد صالح (نیک بندے) کی وصیت کی حفاظت نہیں کی: وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْھٰىكُمْ عَنْهُ۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہ القشیری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے بھائی مالک نے کہا: اے معاویہ! محمد نے میرے پڑوسی کو پکڑ لیا ہے تم اس کی طرف جاؤ۔ چنانچہ میں اس کے ساتھ اس کی طرف گیا۔ تو اس نے کہا: میرے پڑوسی کو میرے لیے چھوڑ دے۔ حالانکہ وہ مسلمان تھے۔ تو اس نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہا سنو! قسم بخدا! لوگ یہ گمان کریں گے کہ تو ایک کام کا حکم دیتا ہے اور خود اس کے خلاف کرتا ہے۔ پھر اس نے کہا: کیا انہوں نے اس طرح کیا ہے؟ اگر میں بھی وہی کروں تو وہی سزا مجھ پر ہے جو ان پر ہے (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی وَمَآ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْھٰىكُمْ عَنْهُ اور کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے دن نصیحت کرنے والے سچے انسان کو بلایا جائے گا اور اس کے سر پر تاج شاہی رکھا جائے گا۔ پھر اسے جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے اللہ! اس مقام قیامت میں کئی اقوام ہیں جو دنیا میں میری ان امور میں معاونت کرتی تھیں جو میں کیا کرتا تھا۔ فرمایا: تو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جس طرح اس کے ساتھ کیا گیا پھر وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کی گئی عزت و کرامت کے ساتھ ان کی قیادت کرتے ہوئے جنت کی طرف چلا جائے گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق الفزاری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے جب کبھی کسی امر کا ارادہ کیا اور اس وقت یہ آیت تلاوت کی تو اس طرح علی وجہ البصیرت مجھے اس کا یقین ہو گیا: اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ؕ وَمَا تَوْفِیْقِیْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ ؕ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ کا معنی ہے میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں (2)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہو میرا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت اختیار کر لو۔ ''قُلْ رَبِّیَ اللّٰهُ

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 447، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 125، بیروت

ثُمَّ اسۡتَقِمۡ'' میں نے کہا۔ میرا رب اللہ ہے اور میرا راہ پانا نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی امداد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ وَ مَا تَوۡفِیۡقِیۡۤ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ اِلَیۡہِ اُنِیۡبُ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسن! تجھے علم مبارک ہو۔ تحقیق تو علم سے خوب سیراب ہو گیا ہے اور تو نے اس کی پیاس خوب بجھالی ہے۔'' قَالَ لِیَهۡنِكَ الۡعِلۡمَ اَبَا الۡحَسَنِ لَقَدۡ شَرِبۡتَ الۡعِلۡمَ شُرۡبًا وَ نَهِلۡتَهٗ نَهۡلًا'' اس روایت کی اسناد میں محمد بن یونس الکریمی ہے (1)۔

وَ یٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ ہُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ ؕ وَ مَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡکُمۡ بِبَعِیۡدٍ ﴿۸۹﴾ وَ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّکُمۡ ثُمَّ تُوۡبُوۡۤا اِلَیۡہِ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ رَحِیۡمٌ وَّدُوۡدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوۡا یٰشُعَیۡبُ مَا نَفۡقَہُ کَثِیۡرًا مِّمَّا تَقُوۡلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیۡنَا ضَعِیۡفًا ۚ وَ لَوۡ لَا رَہۡطُکَ لَرَجَمۡنٰکَ ۫ وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡنَا بِعَزِیۡزٍ ﴿۹۱﴾ قَالَ یٰقَوۡمِ اَرَہۡطِیۡۤ اَعَزُّ عَلَیۡکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَ اتَّخَذۡتُمُوۡہُ وَرَآءَکُمۡ ظِہۡرِیًّا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ مُحِیۡطٌ ﴿۹۲﴾ وَ یٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ اِنِّیۡ عَامِلٌ ؕ سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ مَنۡ یَّاۡتِیۡہِ عَذَابٌ یُّخۡزِیۡہِ وَ مَنۡ ہُوَ کَاذِبٌ ؕ وَ ارۡتَقِبُوۡۤا اِنِّیۡ مَعَکُمۡ رَقِیۡبٌ ﴿۹۳﴾ وَ لَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا شُعَیۡبًا وَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَہٗ بِرَحۡمَۃٍ مِّنَّا وَ اَخَذَتِ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَۃُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِہِمۡ جٰثِمِیۡنَ ﴿۹۴﴾ کَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡہَا ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّمَدۡیَنَ کَمَا بَعِدَتۡ ثَمُوۡدُ ﴿۹۵﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰیٰتِنَا وَ سُلۡطٰنٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۹۶﴾ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۠ئِہٖ فَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَ مَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِیۡدٍ ﴿۹۷﴾

''اور میری قوم! ہرگز نہ اکسائے تمہیں میری عداوت (اللہ کی نافرمانی پر) مبادا پہنچے تمہیں بھی ایسا عذاب جو پہنچا تھا قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح کو۔ اور قوم لوط تو تم سے کچھ دور نہیں اور مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر (دل و جان سے) رجوع کرو اس کی طرف۔ بے شک میرا رب بڑا مہربان (اور) پیار کرنے والا ہے وہ بولے

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 2، صفحہ 65، مصر

اے شعیب! ہم نہیں سمجھ سکتے بہت سی باتیں جو تو کہتا ہے اور بلاشبہ ہم دیکھتے ہیں تجھے کہ تو ہم میں بہت کمزور ہے۔ اور اگر تمہارے کنبہ کا لحاظ نہ ہوتا تو ہم نے تمہیں سنگسار کر دیا ہوتا اور نہیں ہو تم ہم پر غالب۔ آپ نے فرمایا: اے میری قوم! کیا میرا کنبہ زیادہ معزز ہے تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے اور تم نے ڈال دیا ہے اسے پس پشت۔ بے شک میرا رب جو عمل تم کرتے ہو (اس کو اپنے علم سے) احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اور اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر (اور) میں (اپنے طور پر) عمل پیرا ہوں۔ تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کر دے گا اور کون جھوٹا ہے۔ اور تم بھی انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں اور جب آپہنچا ہمارا حکم (یعنی عذاب) تو ہم نے بچا لیا شعیب کو اور انہیں جو ایمان لائے تھے آپ کے ساتھ اپنی خاص رحمت سے اور آلیا ظالموں کو خوف ناک کڑک نے۔ تو صبح کی انہوں نے اپنے گھروں میں اس حال میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے پڑے تھے گویا کبھی وہ ان میں بسے ہی نہ تھے۔ سنو! ہلاکت ہو مدین کے لیے جیسے ہلاک ہو چکے تھے ثمود۔ اور بے شک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور صریح غلبہ کے ساتھ۔ فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے پیروی کی فرعون کے حکم کی اور فرعون کا حکم بالکل غلط تھا''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ کا معنی ہے میرا افراق تمہیں نہ ابھارے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ شِقَاقِيْٓ کا معنی ہے ''عداوتی'' یعنی میری عداوت۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! قوم نوح، عاد اور ثمود کو یاد کرو۔ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم تو حضرت شعیب علیہ السلام تک ان کے بہت زیادہ قریب ہے۔ اور ان کی ہلاکت وتباہی کا زمانہ بھی ان کے بہت قریب ہے۔ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ یعنی بے شک میرا رب اس کے لیے بڑا مہربان ہے جس نے گناہ سے توبہ کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کیا۔ ''ودود'' یعنی وہ اس سے محبت کرتا ہے۔ پھر اس کے لیے اپنے بندوں کے دلوں میں محبت ڈال دیتا ہے۔ پس تم اس کی طرف لوٹ چلو۔ تو انہوں نے کہا اے شعیب! ہم ان میں سے بہت سی باتیں نہیں سمجھ سکتے جو تو کہتا ہے وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا اور بلاشبہ ہم تجھے دیکھتے ہیں کہ تو ہم میں اندھا ہے۔ وَلَوْلَا رَهْطُكَ یعنی اگر تیرے اس خاندان کا لحاظ نہ ہوتا جس میں تو رہتا ہے۔ لَرَجَمْنٰكَ تو بالیقین ہم تجھے قتل کر دیتے۔ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ اور تو ہم پر غالب نہیں ہے۔ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ آپ نے فرمایا اے میری قوم! کیا میرا کنبہ تمہارے نزدیک اللہ تعالیٰ سے زیادہ معزز ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ اللہ۔ تو آپ نے فرمایا پس تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے پس پشت ڈال دیا ہے۔ یعنی تم نے اس کے حکم کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت

چھوڑ دیا ہے اور اس کے نبی کو جھٹلایا ہے۔ مگر میرے رب کا علم تمہارا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شرک کے بعد ان کا سب سے بڑا گناہ کیل اور وزن (ناپ اور تول) میں کمی کرنا تھا اور لوگوں کی چیزوں کو گھٹا دینا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت سے گناہ تھے جن کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔ پس حضرت شعیب علیہ السلام آئے اور آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا، ظلم سے روکا اور اس کے سوا جو تھا اسے چھوڑ دیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خلف بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ایک ایک جو کے سبب ہلاک ہوئی۔ وہ ساکن پیمانے کے ساتھ لیتے تھے اور ہلتے پیمانے کے ساتھ دیتے تھے (یعنی پورے ناپ تول کے ساتھ لیتے تھے اور کم ناپ تول کے ساتھ دیتے تھے)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ...... الآیہ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: کہ میری عداوت تمہیں اس پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم گمراہی اور کفر میں سرکشی اختیار کرلو اور حدود سے بڑھ جاؤ ورنہ تمہیں وہی عذاب آپہنچے گا جو ان کو پہنچا۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک قوم نوح اور ثمود کے بعد قوم لوط کا زمانہ میری گفتگو کے زیادہ قریب ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابولیلیٰ کندی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر سے لوگوں پر اوپر سے جھانک کر دیکھا اس حال میں کہ وہ آپ کا گھیراؤ کیے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْۤ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَاۤ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ؕ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ اے میری قوم! مجھے قتل نہ کرو۔ بلاشبہ اگر تم نے مجھے قتل کیا تو تمہارے ساتھ بھی اسی طرح ہوگا اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کر کے ان کا جال بنایا۔

امام ابوالشیخ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ اندھے تھے اور آپ کی بینائی اللہ تعالیٰ کی محبت میں کثرت سے رونے کے سبب جاتی رہی (3)۔

امام واحدی اور ابن عساکر نے حضرت شداد بن اوس رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبت میں روتے رہے یہاں تک کہ آپ کی بینائی جاتی رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ پر بصارت لوٹادی اور آپ کی طرف وحی فرمائی: اے شعیب! یہ رونا کیسا ہے کیا جنت کے شوق میں یا آتش جہنم کے خوف سے؟ تو آپ نے عرض کی: نہیں۔ بلکہ میں نے تو تیری محبت اپنے دل میں پختہ کر رکھی ہے۔ پس جب میں تجھے دیکھ لوں گا تو پھر مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ تو میرے ساتھ کیا کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی: اے شعیب! اگر یہ حق ہے تو تجھے میری

1۔ تاریخ ابن عساکر، ذکر شعیب بن یوبب علیہ السلام، جلد 23، صفحہ 71-70، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 126، بیروت 3۔ تاریخ ابن عساکر، ذکر شعیب بن یوبب علیہ السلام، جلد 23، صفحہ 72، دار الفکر بیروت

ملاقات مبارک ہواے شعیب! اسی لیے میں نے تیری خدمت کے لیے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو مقرر کیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ کہ آیت میں ضَعِيفًا سے مراد یہ ہے کہ آپ کی بصارت کمزور ہے(2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: آیت میں ضَعِيفًا سے مراد اندھا ہے۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام کو خطیب الانبیاء علیہم السلام بھی کہا جاتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَإِنَّا لَنَرٰىكَ فِينَا ضَعِيفًا کا مفہوم ہے کہ بلاشبہ تم تنہا اور اکیلے ہو کوئی تمہارا ہمنوا نہیں اس لیے ہم تمہیں اپنے میں کمزور دیکھتے ہیں)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر ہم تیری قوم اور تیرے کنبے کا لحاظ نہ کرتے تو تجھے سنگسار کر دیتے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر حضرت لوط علیہ السلام کے لیے بھی حضرت شعیب علیہ السلام کے اصحاب کی مثل ہوتے تو وہ یقیناً ان کی معاونت سے اپنی قوم سے جہاد کرتے(3)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے خطبہ ارشاد فرمایا اور حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت تلاوت فرمائی وَإِنَّا لَنَرٰىكَ فِينَا ضَعِيفًا اور فرمایا: آپ اندھے تھے۔ پس انہوں نے آپ کی نسبت ضعف کی طرف کی ہے۔ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سو قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں! وہ اپنے رب کے جلال سے نہ ڈرے۔ بلکہ وہ صرف کنبے سے ڈرے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا کا مفہوم ہے کہ تم نے اس کے حکم کو پھینک دیا ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ اسی کے بارے میں حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ تم اس سے ڈرتے نہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم نے اسے اپنی پشتوں کے پیچھے ڈال دیا ہے اور تم نے اس کی اطاعت نہیں کی اور نہ تم اس سے ڈرے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے تم نے اس کے بارے میں سستی کی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت کہا ہے کہ الظهری کا معنی فالتو ہے۔ مثلاً ساربان کو اپنے ساتھ ایک فالتو اونٹ کی ضرورت ہوتی ہے وہ اس پر کوئی شے نہیں لادتا مگر جب کہ اسے اس کی

1۔ تاریخ ابن عساکر، ذکر شعیب بن یویب علیہ السلام، جلد 23، صفحہ 73، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 60-359، دارالصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 129

ضرورت پڑے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ بے شک تمہارا رب تمہارے نزدیک اسی طرح ہے اگر تمہیں اس کی ضرورت ہو اور اگر تمہیں ضرورت نہ ہو تو پھر وہ کوئی شے نہیں ہے (الظھری کا معنی ہوتا ہے ضرورت کے لیے تیار رکھا ہوا اونٹ)

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾

''وہ اپنی قوم کے آگے آگے ہوگا روز قیامت اور لا ڈالے گا انہیں آتش (جہنم) میں، بہت بری داخل ہونے کی جگہ ہے جہاں انہیں داخل کیا جائے گا اور ان پر بھیجی جاتی رہے گی اس دنیا میں لعنت اور قیامت کے دن بھی۔ بہت برا عطیہ ہے جو انہیں دیا جائے گا''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یعنی اس نے انہیں گمراہ کیا اور انہیں آتش جہنم میں ڈال دیا (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ فرعون اپنی قوم کے آگے آگے چلے گا یہاں تک کہ وہ انہیں آتش جہنم پر لے آئے گا (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ میں اور دُ الْمَوْرُوْدُ سے ہے اور اس کا معنی دخول (داخل ہونا) ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں چار مقامات پر الْمَوْرُوْدُ کا ذکر ہے۔ ایک سورۃ ہود میں فرمایا وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ دوسرا سورۃ مریم میں وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم: 71) اور اسی میں تیسرا بھی ہے وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ (مریم) اور چوتھا سورۃ الانبیاء میں ہے: حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ (الانبیاء: 98) تمام مقام پر یہ لفظ دخول (داخل ہونا) کے معنی میں ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا: ان پر اس دنیا میں پے در پے لعنت بھیجی جاتی رہی اور قیامت کے دن ان پر ایک دوسری لعنت کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ پس یہ دو لعنتیں ہیں اور بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ لعنت کے بعد لعنت بہت بری ہے (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ وَ بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ کی وضاحت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا۔ کہ اس سے مراد دنیا اور آخرت کی لعنت ہے (یعنی یہ بہت برا عطیہ ہے جو انہیں دیا جائے گا) (6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 132، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 131 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 132
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 132 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 33-132 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 133

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں کہا ہے کہ فرعون کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجا گیا مگر یہ کہ اس کی زبان سے فرعون پر لعنت کی گئی اور قیامت کے دن ایک دوسری لعنت آتش جہنم میں مزید ہوگی۔

امام ابن الانباری نے الوقف والا بتداء میں اور طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا: کہ مجھے بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ کا مفہوم بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: لعنت کے بعد لعنت (یعنی پے در پے لعنت) انہوں نے کہا: کیا عرب اس معنی سے آگاہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کو نہیں سنا وہ کہتا ہے:

لَا تَقْذُ مَنَّ بِرُكْنٍ لَا كِفَاءَ لَهُ   وَاِنَّمَا تُفَلُّ الْاَعْدَاءُ بِالرِّفْدِ

"تو ایسے لشکر کی طرف مت پیش قدمی کر جس کا کوئی مددگار نہ ہو اور بے شک کبھی دشمنوں کو لعنت سے بھی ختم کر دیا جاتا ہے"۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ ﴿۱۰۰﴾

"یہ ان بستیوں کی بعض خبریں ہیں جو ہم بیان کر رہے ہیں آپ سے ان میں سے کچھ ہیں اور کچھ کٹ گئی ہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ مِنْهَا قَآئِمٌ سے مراد وہ بستیاں ہیں جو آباد ہیں۔ اور "حصید" سے مراد وہ بستیاں ہیں جو تباہ ہو گئی ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ کے متعلق حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کلام اپنے نبی مکرم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ فرمائی۔ "قائما" جن کی جگہ اور مکان دکھائی دیتا ہے۔ وَّ حَصِيْدٌ جن کا کوئی اثر اور نشان نہیں دکھائی دیتا۔ اور دوسری آیت میں فرمایا هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾ (مریم) (کیا محسوس کرتے ہو ان میں سے کسی کو یا سنتے ہو ان کی کوئی آہٹ)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس طرح بیان کیا ہے مِنْهَا قَآئِمٌ ان میں سے کچھ اپنی جگہوں پر قائم ہیں وَّ حَصِيْدٌ اور کچھ زمین سے ملا دی گئی ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّ حَصِيْدٌ میں حَصِيْدٌ وہ ہے جو کھنڈر بن جائے اور تباہ ہو جائے۔

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَمَاۤ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ﴿۱۰۱﴾

"اور نہیں ظلم کیا ہم نے ان پر بلکہ انہوں نے خود زیادتی کی تھی اپنی جانوں پر پس نہ فائدہ پہنچایا انہیں ان کے (جھوٹے) خداؤں نے جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ بھی جب آ گیا حکم آپ کے رب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 134، دار احیاء التراث العربی بیروت

کا۔ان دیوتاؤں نے فقط ان کی بربادی میں ہی اضافہ کیا"۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت فضل بن مروان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ کا معنی ہے، ہم ظلم کرنے سے غنی ہیں (یعنی ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عاصم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ کا معنی ہے کہ ان کے جھوٹے خداؤں نے انہیں کوئی نفع نہیں دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ کا معنی ہے کہ ان جھوٹے خداؤں نے انہیں نقصان پہنچانے کے سوا کچھ اضافہ نہیں کیا (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے۔ کہ تَتْبِیْبٍ کا معنی تخسیر (نقصان پہنچانا) ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ تَتْبِیْبٍ کا معنی ہلاکت اور بربادی ہے۔

امام ابوالشیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے کہا وَ مَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ کا معنی ہے کہ انہوں نے ان کے لیے سوائے شر کے اور کچھ اضافہ نہیں کیا اور یہ آیت پڑھی تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ﴿۱﴾ (الھب) اور فرمایا التب کا معنی خسران (خسارہ اور نقصان) ہے" والتتبیب" یعنی انہوں نے خسارے کے سوا ان میں اضافہ نہیں کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ لَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ (فاطر) "اور نہ اضافہ کرے گا کفار کے لیے ان کا کفر بجز گھاٹے (اور خسران) کے"۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا: مجھے اس ارشاد کی وضاحت بتایئے۔ وَ مَا زَادُوْهُمْ غَیْرَ تَتْبِیْبٍ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے۔ غیر تخسی۔ یعنی سوائے خسارے اور نقصان کے انہوں نے ان کے لیے کوئی اضافہ نہیں کیا۔ تو اس نے کہا: کیا عرب اس معنی سے آشنا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے بشر بن ابی حازم شاعر کو نہیں سنا ہے؟ وہ کہتے ہے:

هُمْ جَدَعُوا الْاَنُوْفَ فَاَرْعَبُوْهَا وَهُمْ تَرَكُوْا بَنِیْ سَعْدٍ تَبَابَا

"انہوں نے ناکیں کاٹ دیں اور انہیں خوب خوف زدہ کیا اور انہوں نے بنی سعد کو انتہائی خسارے میں چھوڑا"۔

وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰی وَ هِیَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ ﴿۱۰۲﴾

"اور یونہی گرفت ہوتی ہے آپ کے رب کی جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو در آنحالیکہ وہ ظالم ہوتی ہیں۔ بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک (اور) سخت ہوتی ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 135، بیروت 2۔ ایضاً

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر اسے نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہی مذکورہ آیت پڑھی (1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمران جونی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ طویل مہلت تمہیں دھوکے میں مبتلا نہ کرے اور نہ ہی حسین طلب (تمہیں دھوکے میں ڈالے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہے۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں بغیر واؤ کے اس طرح ہے وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح قرأت کی وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے اس قول میں اپنی سطوت اور رعب و دبدبہ سے ڈرایا ہے: وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔(2)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَ مَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعْدُوْدٍ ﴿۱۰۴﴾

"بے شک ان واقعات میں (عبرت کی) نشانی ہے اس کے لیے جو ڈرتا ہے عذاب آخرت سے۔ یہ وہ دن ہے جس دن اکٹھے کیے جائیں گے سب لوگ اور یہ وہ دن ہے جب سب کو حاضر کیا جائے گا اور ہم نے نہیں مؤخر کیا ہے اسے مگر ایک مقررہ مدت تک جو گنی ہوئی ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ کی تفسیر میں کہتے ہیں بے شک ہم ان کے لیے ان چیزوں کے وعدے پورے کریں گے جو ہم نے آخرت میں کیے ہیں جیسا کہ ہم نے انبیاء علیہم السلام کے لیے یہ وعدہ پورا فرمایا ہے کہ ہم ان کی مدد کریں گے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ضمن میں کہا ہے وہ قیامت کا دن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 136، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 137 4۔ ایضاً

ہے، اس میں ساری کی ساری مخلوق جمع ہوگی اور زمین و آسمان کے رہنے والے سب کے سب حاضر ہوں گے (1)۔

يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾

"جب وہ دن آئے گا تو (اس کی ہیبت سے) کوئی شخص نہیں بول سکے گا بجز اس کی اجازت کے، بعض ان میں سے بدنصیب ہوں گے اور بعض خوش نصیب"۔

امام ابوالشیخ نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے يَوْمَ يَاْتِ کے قول میں کہا ہے۔ ذالك اليوم یعنی اس دن۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کا کلام سریانی زبان میں ہوگا۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت عمر بن ذر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح قرات کی يَوْمَ يا تون لا تكلم منهم دابة اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم جو عمل کرتے ہیں وہ ان چیزوں میں سے ہے جن کے بارے فیصلہ کیا جاچکا ہے یا ان میں سے جن کے بارے فیصلہ نہیں ہوا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ ان میں سے جن کے بارے فیصلہ ہو چکا ہے اور ان کے لیے قلمیں چل چکی ہیں۔ اے عمر! لیکن ہر ایک کو اسی عمل کی توفیق دی جاتی ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا جاتا ہے (2)۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ شَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾

"سو وہ جو بدنصیب ہیں وہ آگ میں ہوں گے، ان کے (مقدر میں) وہاں چیخنا اور چلانا ہوگا وہ دوزخ میں رہیں گے جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جتنا چاہے آپ کا پروردگار۔ بے شک آپ کو مرتبہ کمال تک پہنچانے والا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہ جو خوش نصیب ہیں تو وہ (نعیم) جنت میں ہوں گے ہمیشہ رہیں گے اس میں جب تک آسمان اور زمین قائم ہیں مگر جتنا چاہے آپ کا رب۔ یہ وہ عطا ہے جو ختم نہیں ہوگی"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ دو مخفی آیات میں سے ہیں: ایک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّ سَعِيْدٌ اور دوسری یہ آیت يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 138، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 140

مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا (المائدہ: 109) "جس دن جمع کرے اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو پھر پوچھے گا (ان سے) کیا جواب ملا تمہیں؟ عرض کریں گے کوئی علم نہیں ہمیں"۔

رہا یہ قول فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ تو ان سے مراد اس قبلہ والوں میں سے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کے بدلے انہیں جتنا چاہے گا آتش جہنم کا عذاب دے گا پھر ان کے لیے شفاعت کی اجازت فرمائے گا، اور مومنین ان کے لیے شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں جہنم سے نکال لے گا اور انہیں جنت میں داخل فرمادے گا۔ پس جس وقت انہیں جہنم میں عذاب دیا ان کا نام اشقیاء (بدبخت) رکھا۔

اور فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اذن شفاعت دیا، انہیں جہنم سے نکالا اور انہیں جنت میں داخل کیا حالانکہ وہ وہ تھے اور وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا یعنی جو خوش نصیب ہیں اس بدبختی کے بعد جس میں وہ پڑے ہوئے تھے۔ فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ یعنی وہ لوگ جو جہنم میں تھے (اب وہ ہمیشہ نعیم جنت میں رہیں گے)۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا اور کہا: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قوم آتش جہنم سے نکلے گی اور ہم اس طرح نہیں کہیں گے جیسا کہ اہل حروراء نے کہا(1)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا۔ الی قولہ۔ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ ایسے لوگوں کو جہنم سے نکالے جو بدبخت ہیں اور انہیں جنت میں داخل کردے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کے ضمن میں کہا۔ کہ یہ آیت اہل قبلہ کی توحید کے بارے ہے(2)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ الا ما اہل قبلہ کی استثناء ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ انصاری یا ابوسعید خدری یا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کسی آدمی سے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت سارے قرآن پر فیصلہ کن انداز میں صادق آتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جہاں بھی قرآن کریم میں خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ہے یہ اس پر صادق آتی ہے(3)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس آیت پر سارا قرآن ختم ہوجاتا ہے اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 140، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 141 3۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا الآیہ کے تحت انہوں نے کہا: یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہیں جہنم سے نکالا جائے گا اور انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔ وہ فرماتے ہیں وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ فرماتے ہیں مگر جب تک (تیرے رب نے چاہا) انہیں جہنم میں ٹھہرایا گیا۔ یہاں تک کہ بالآخر انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سنان سے یہ قول بیان کیا ہے اہل توحید کے بارے میں اَستثنٰی کی پھر فرمایا عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ کے ضمن میں آپ نے فرمایا: ہر جنت کے لیے آسمان بھی ہے اور زمین بھی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی نقل کیا ہے کہ جب تک جنت کا آسمان اور اس کی زمین قائم ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اس کے ضمن میں فرمایا: کہ اس آسمان کے علاوہ اور آسمان اور اس زمین کے سوا اور زمین بدل جائے گی (اور اس آیت میں مراد یہ ہے) کہ جب تک وہ آسمان اور وہ زمین قائم رہے گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں اور زمینوں کو پکڑ لے گا اور انہیں ہر قسم کے قذر اور میل کچیل سے پاک فرمائے گا۔ پھر انہیں سفید نورانی زمین بنا دے گا جس کا نور چمکتا رہے گا اور انہیں جنت کی زمین بنا دے گا آج کے آسمان اور زمین جنت میں اس طرح ہوں گے جسے دنیا میں جنت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت کا عرض بنائے گا اور ان پر جنت رکھ دے گا اور جنت آج زعفرانی زمین پر عرش کی دائیں جانب ہے اور اہل شرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جب تک جنت کے لیے زمین قائم ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث والنشور میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کے تحت فرمایا: تحقیق تیرے رب نے چاہا کہ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا۔ الآیہ کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے پس اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مشیت کا حکم آیا اور اسے منسوخ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ یَكُنِ اللّٰهُ لِیَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِیَهْدِیَهُمْ طَرِیْقًا (النساء) الی آخر الآیہ "بے شک جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا۔ نہیں اللہ تعالیٰ کہ بخش دے انہیں اور نہ یہ کہ دکھائے انہیں (سیدھی) راہ"۔

پس اس سے اہل جہنم کی یہ آرزو ختم ہوگئی کہ انہیں جہنم سے نکالا جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ہمیشگی اور خلود فی الجہنم کو واجب کر دیا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَ اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا۔ الآیہ کے بارے کہا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مشیت کا ذکر ہوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 143، بیروت

جس نے اسے منسوخ کر دیا اور مدینہ طیبہ میں یہ آیت نازل فرمائی وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ (النساء :122) الی قولہ ''ظلاظلیلا'' اور ان کے لیے ہمیشہ جنت میں رہنا ثابت کر دیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کے تحت کہا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کے حکم کی استثناء کی ہے کہ وہ انہیں کھائے (1)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اہل جہنم آتش جہنم میں اتنا عرصہ بھی ٹھہرے رہے جتنے عالج کی ریت کے ذرات ہیں تو یقیناً ان پر وہاں ایک دن آئے گا جس میں انہیں نکال دیا جائے گا۔

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جہنم پر ایک دن آئے گا کہ اس میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی: فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا...... الآیہ۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت بھی اہل جہنم کے لیے امید افزا نہیں ہے خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زمین و آسمان پر یقیناً ایسا زمانہ آئے گا کہ ان کے دروازے چرچرا کر پھٹ جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم دارین میں سے جلدی آباد ہونے والا ہے اور جلدی ہی خراب ہونے والا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے بارے بہتر جانتا ہے جس پر وہ واقع ہوگی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے خبر دی جو اس نے اہل جنت کے لیے چاہا اور فرمایا عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ اور اس نے اس کے بارے خبر نہیں دی جو وہ اہل جہنم کے لیے چاہے گا (3)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جب ان سے قرآن کریم میں سے کسی شے کے متعلق سوال کیا جاتا؟ تو فرماتے تحقیق اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ کر دیا جس کا اس نے ارادہ فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّ شَهِیْقٌ کی تفسیر میں کہا ہے کہ زفیر سے مراد وہ سخت آواز ہے جو حلق میں ہوتی ہے اور شَهِیْقٌ سے مراد وہ ضعیف آواز ہے جو سینے میں ہوتی ہے اور غَیْرَ مَجْذُوْذٍ کا معنی ہے غیر مقطوع۔ ایک روایت کے الفاظ ہیں غیر منقطع۔ دونوں کا مفہوم ہے۔ نہ کٹنے والا، نہ ختم ہونے والا (یعنی ایسی عطا ہے جو نہ کٹے گی نہ ختم ہوگی) (4)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 142، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 139،45

سے کہا: کہ مجھے قول باری تعالیٰ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ کے بارے بتائیے۔ زَفِيرٌ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: زَفِيرٌ سے مراد ایسی آواز ہے جو گدھے کی آواز کی طرح ہو۔ اس کے بارے اوس بن حجر نے کہا ہے:

وَلَا عُذْرَ اِنْ لَاقَيْتَ اَسْمَاءَ بَعْدَهَا ۔۔۔ فَيَغْشَى عَلَيْنَا اِنْ فَعَلْتَ وَتَعْذِرُ

فَيُخْبِرُهَا اَنْ رُبَّ يَوْمٍ وَقَفْتَهُ ۔۔۔ عَلَى هَضَبَاتِ السَّفْحِ تَبْكِي وَتَزْفِرُ

''کوئی مانع نہیں اگر تو اس کے بعد اپنے معبودوں سے جا کر ملے۔ اگر تو ایسا کرے اور معذرت پیش کرے تو وہ ہم پر غالب آجائے گی''۔

''اور وہ اسے خبر دے گی کہ کئی دن تک تو خون بہانے کے ٹیلوں پر ہچکیاں باندھ کر روتے ہوئے ٹھہرا رہا''۔

فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿١٠٩﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١١٠﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١١﴾

''تو (اے سننے والے!) نہ ہو جا تو شک میں ان کے متعلق جن کی یہ پوجا کرتے ہیں۔ وہ نہیں پوجتے مگر ایسے ہی جیسے پوجتے تھے ان کے باپ دادا اس سے پہلے۔ اور ہم یقیناً پورا پورا دینے والے ہیں انہیں ان کا حصہ جس میں ذرا کمی نہیں ہوگی اور بے شک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب پھر اختلاف کیا جانے لگا اس میں اور اگر ایک بات پہلے طے نہ کر دی گئی ہوتی آپ کے پروردگار کی جانب سے تو فیصلہ کر دیا گیا ہوتا ان کے درمیان۔ اور بے شک وہ ایسے شبہ میں ہیں اس کے متعلق جو بے چین کر دینے والا ہے اور یقیناً ان سب (اختلاف کرنے والوں) کو پورا پورا بدلہ دے گا انہیں آپ کا رب ان کے کرتوتوں کا۔ بے شک اللہ تعالیٰ جو کام وہ کرتے ہیں ان سے خوب آگاہ ہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہم میں تشریف فرما تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرو۔ کیونکہ یقین کے بعد معافاۃ سے افضل کوئی شے کسی کو نہیں دی گئی اور تم شک سے بچو۔ کیونکہ کفر کے بعد شک سے زیادہ شر پھیلانے والی کوئی شے کسی کو نہیں دی گئی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَاِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یعنی جو ان کے لیے خیر و شر میں سے

مقدر کیا گیا ہے (ہم یقیناً انہیں ان کا حصہ پورا پورا دینے والے ہیں اس میں ذرا کمی نہیں ہوگی)(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے وَ اِنَّا لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِیْبَهُمْ ہم یقیناً عذاب میں ان کا حصہ انہیں پورا پورا دینے والے ہیں۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابوالعالیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہم رزق میں سے ان کا حصہ انہیں پورا پورا دینے والے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر بندے کو پورا پورا رزق عطا فرماتا ہے جو اس نے اس کے لیے لکھ دیا ہے۔ پس طلب میں حسن و جمال پیدا کرو جو چیزیں اس نے حرام کر دی ہیں انہیں چھوڑ دو اور جو حلال قرار دی ہیں انہیں لے لو۔

فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

"پس آپ ثابت قدم رہیے جیسے حکم دیا گیا ہے آپ کو اور وہ بھی (ثابت قدم رہیں) جو تائب ہو کر آپ کے ہمراہ ہیں اور سرکشی نہ کرو۔ بے شک جو کچھ تم کرتے ہو وہ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔ اور مت جھکو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا ورنہ چھوئے گی تمہیں بھی آگ اور (اس وقت) نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار پھر تمہاری مدد بھی نہ کی جائے گی"۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ..... الآیہ۔ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اس کے حکم پر ثابت قدم رہیں اور اس کی نعمت کے بارے میں سرکشی نہ کریں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آپ قرآن پر ثابت قدم رہیے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ تو فرمایا (کام کے لیے) تیار ہو جاؤ تیار ہو جاؤ تو کوئی بھی ہنستا ہوا نہ دکھائی دیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ سے مراد ہے جو ایمان لائے۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے علاء بن عبداللہ بن بدر رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وَ لَا تَطْغَوْا ؕ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اصحاب کا ارادہ نہیں فرمایا بلکہ وہ لوگ مراد لیے ہیں جو ان کے بعد آئیں گے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: لَا تَطْغَوْا کا معنی ہے تم ظلم نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ طغیان سے مراد اس کے حکم کے خلاف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 146، بیروت

کرنا اور اس کی نافرمانی کا ارتکاب کرنا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس میں شرک کی طرف جھکنا مراد ہے۔ (یعنی تم ان کی طرف نہ جھکو جنہوں نے شرک کیا) (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ لَا تَرْكَنُوْۤا کا معنی ہے تم نہ جھکو (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے آپ سے ہی یہ معنی بیان کیا ہے کہ تم نہ جاؤ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ تم ان کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا۔ یعنی یہ کہ تم ان کی اطاعت کرنے لگو یا ان سے محبت کرنے لگو یا انہیں ادب سکھانے لگو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ تم ان کی طرف نہ جھکو جنہوں نے ظلم کیا۔ یعنی تم ان کے اعمال پر راضی اور خوش نہ ہو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دو خصلتیں ہیں جب کسی بندے میں ان دونوں کی اصلاح ہو جائے تو اس کے حکم میں سے جو ان کے علاوہ ہیں وہ بذات خود درست ہو جاتی ہیں اور وہ ہیں نعمت اور خوش حالی میں سرکشی کرنا اور ظلم کی طرف جھکنا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔

وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ اصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۵﴾

"اور قائم کیجئے نماز دن کے دونوں سروں پر اور کچھ رات کے حصوں میں۔ بے شک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو۔ یہ نصیحت ہے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے اور آپ صبر کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا نیکوں کے اجر کو"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ میں مغرب اور صبح کی نمازیں مراد ہیں اور وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے مراد عشا کی نماز ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ میں فجر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں۔ اور وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ کے بارے فرمایا کہ مغرب اور عشا کی دونوں نمازیں رات کے حصہ میں ہیں۔ فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "هُمَا زُلْفَتَا اللَّيْلِ" (یہ دونوں رات کے دو حصوں میں ہیں) (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 151، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 152
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 55-153
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 156

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے مراد فجر کی نماز اور عشاء کی دو نمازیں ہیں یعنی ظہر اور عصر کی نمازیں اور وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کا ذکر ہے(1)۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ دونوں نے بیان کیا ہے کہ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے مراد ساعة بعد ساعة یعنی ایک ساعت کے بعد دوسری ساعت میں۔ تو اس سے مراد آخری عشاء کی نماز ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے عشاء میں تاخیر کرنا مستحب ہے۔ پھر آپ یہ آیت پڑھتے وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ۔(2)

امام ابن جریر، محمد بن نصر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ میں حسنات سے مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں(3)۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلْحَسَنٰتِ سے مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں اور ''وَ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ'' (الکہف:46) سے مراد بھی پانچ نمازیں ہیں(4)۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باغ میں عورت سے ملا پس میں نے اسے اپنے سے ملایا، اسے بوسہ دیا، میں نے اس سے مباشرت کی اور میں نے اس کے ساتھ کچھ کیا مگر اس سے جماع نہیں کیا؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰی لِلذّٰكِرِیْنَ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا اور اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ اس کے لیے خاص ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواباً فرمایا۔ نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لیے ہے(5)۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عورت کو بوسہ دیا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور واقعہ آپ کے گوش گزار کیا۔ گویا کہ وہ اس کا کفارہ پوچھ رہا ہے؟ تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل کی گئی تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ میرے لیے ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ میری امت کے ہر اس فرد کے لیے ہے جس نے ایسا عمل کیا(6)۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 201، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 366، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 158، بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 201
5۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، باب فضل الصلوات الخمس جلد 5، صفحہ 20، بیروت
6۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 5، صفحہ 272، دار الحدیث قاہرہ

امام عبدالرزاق، احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضرہ ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے باغ میں عورت کو پایا تو میں نے اس کے ساتھ سب کچھ کیا مگر یہ کہ میں نے اس کے ساتھ جماع نہیں کیا۔ میں نے اسے بوسہ دیا اور اسے اپنے (جسم سے) ملایا اور اس کے سوا میں نے کچھ نہیں کیا۔ پس آپ جو چاہیں میرے ساتھ کریں۔ تو یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کچھ نہیں کہا۔ وہ آدمی چلا گیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یقیناً اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈالتا اگر یہ اپنے آپ پر پردہ ڈالتا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ اٹھا کر اس آدمی کا پیچھا کیا اور فرمایا: اسے میری طرف لوٹا لاؤ۔ چنانچہ وہ اسے واپس لے آئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ صرف اس کے لیے ہے یا تمام لوگوں کے لیے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ تمام لوگوں کے لیے ہے(1)۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے بزار، ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابوالیسر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک عورت کھجوریں خریدنے کے لیے میرے پاس آئی۔ تو میں نے اسے کہا: بے شک گھر میں اس سے اچھی کھجوریں موجود ہیں۔ پس وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہوئی۔ تو میں نے اسے گرالیا اور اس کا بوسہ لیا۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس پر پردہ ڈال اور توبہ کر۔ پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو اس کے بارے بتایا تو آپ نے بھی کہا: اپنے اس فعل پر پردہ ڈال، توبہ کر اور اس کے بارے کسی کو نہ بتا۔ لیکن میں نے صبر نہ کیا: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے ایسے عمل کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے والے کا نائب اور اس کا قائم مقام بنایا گیا ہے؟ یہاں تک کہ اس نے یہ آرزو کی کہ وہ اسلام نہ لایا ہوتا مگر اسی ساعت۔ یہاں تک کہ اس نے یہ گمان کیا کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل وقت تک سر جھکائے رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ ابوالیسر نے کہا: پھر میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مجھے پڑھ کر سنائی۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ اس کے ساتھ خاص ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ تمام لوگوں کے لیے ہے(2)۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر ایک بار یا دو بار اللہ تعالیٰ کی جانب سے حد قائم کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمالیا پھر نماز کھڑی ہوگئی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا: وہ آدمی کہاں ہے؟ اس نے کہا: میں یہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے مکمل وضو کیا ہے اور ابھی ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تو اپنے گناہ سے اس طرح پاک ہو گیا ہے جیسا کہ تیری ماں نے تجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 5، صفحہ 73-272، قاہرہ

جنم دیا تھا (تو تو گناہوں سے صاف تھا) پس دوبارہ گناہ نہ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ...... الآیہ (1)۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابوالشیخ، دارقطنی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی: آپ کیا رائے رکھتے ہیں اس آدمی کے بارے میں جو ایک ایسی عورت سے ملا جسے وہ پہچانتا نہیں اور وہ آدمی جو کچھ اپنی بیوی سے کرتا ہے وہی کچھ اس نے اس عورت کے ساتھ کیا مگر یہ کہ اس نے اس کے ساتھ جماع نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ...... الآیہ۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے اسے فرمایا: خوب اچھے طریقے سے وضو کر، پھر کھڑا ہو اور نماز پڑھ۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ اس کے لیے خاص ہے یا تمام مومنین کے لیے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تمام مومنین کے لیے عام ہے (2)۔

امام احمد، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ایک عورت آئی وہ مجھ سے خرید و فروخت کرنا چاہتی تھی۔ پس میں اسے (گھر کے) اندر لے گیا اور جماع کے سوا میں نے اس کے ساتھ دوسرے افعال کیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شاید وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں گھر سے نکلی ہوئی تھی؟ اس نے جواب دیا: میں ایسا ہی گمان کرتا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اندر آجا پس وہ داخل ہوگیا۔ تو قرآن کریم کی مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ تو اس آدمی نے کہا: کیا یہ صرف میرے لیے ہے یا عام مومنین کے لیے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: نہیں، نعمت معین اور مخصوص فرد کے لیے نہیں بلکہ مومنین کے لیے عام ہے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ہنسے اور فرمایا: عمر نے سچ کہا ہے، یہ مومنین کے لیے عام ہے (3)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی: میں نے ایک عورت کو اس کے نفس کے بغیر پایا (یعنی میں نے جماع کے سوا اس کے ساتھ اور افعال کیے) تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی)

امام بزار، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ایک عورت سے محبت کرتا تھا۔ تو اس نے کسی کام کے لیے حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے اسے اجازت عطا فرما دی اور وہ بارش والے دن میں ہی چلا گیا۔ تو اچانک اس کی نظر ایک عورت پر پڑی جو پانی کے تالاب پر غسل کر رہی تھی۔ پس جب وہ عورت پر مرد کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھا اور اس کا ذکر حرکت کرنے لگا گویا کہ وہ کپڑے کا پھندنا (جھالر) ہے۔ تو اس پر اسے خود ندامت اور شرمندگی ہوئی۔ پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور یہ واقعہ ذکر کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 162، بیروت　　2۔ ایضاً　　3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 245، دار صادر بیروت

تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: چار رکعت نماز پڑھ۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انصار کی ایک عورت ایک آدمی کے پاس آئی اور وہ مدینہ طیبہ میں کھجوریں بیچتا تھا۔ وہ عورت انتہائی حسین وجمیل تھی۔ جب اس کی نظر اس پر پڑی تو اس نے اسے انتہائی تعجب اور حیرت میں ڈال دیا۔ اس نے کہا میں مناسب خیال نہیں کرتا جو کھجوریں یہاں میرے پاس ہیں وہ تیرے لیے کوئی زیادہ پسندیدہ ہوں۔ البتہ گھر میں تیری ضرورت کے مطابق ہیں۔ سو وہ اس کے ساتھ چل پڑی۔ یہاں تک کہ جب وہ گھر میں داخل ہو چکی تو اس نے اسے اپنے نفس پر قدرت دینے کو کہا: تو اس نے انکار کر دیا اور اسے قسمیں دینے لگی پس اس نے اس کی شرم گاہ سے استمتاع کے بغیر دیگر حرکات اس کے ساتھ کیں۔ وہ آدمی چلا گیا لیکن اپنے کیے پر خوب نادم ہوا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر آپ کو اس سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: شیطان نے۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ہمارے ساتھ نماز پڑھو۔ اور مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ راوی کہتے ہیں کہ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ میں صبح، ظہر اور عصر کی نمازیں مراد ہیں وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں مراد ہیں۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ اس کے لیے خاص ہے یا لوگوں کے لیے عام ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ تمام لوگوں کے لیے عام ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک عورت ایسے انسان کے پاس آئی جو آٹا بیچتا تھا تاکہ وہ اس سے آٹا خریدے۔ تو وہ اسے کمرے میں لے گیا۔ جب خلوت میں پہنچا تو اسے بوسہ دیا اور اپنے ہاتھ میں ہی فارغ ہو گیا۔ پھر حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کے سامنے یہ واقعہ ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: تو غور کر کہیں وہ جہاد کرنے والے آدمی کی بیوی نہ ہو۔ پس اس دوران کہ وہ ابھی اسی حالت میں تھے اس کے بارے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضرت عطاء سے پوچھا گیا کیا: یہ فرض نماز ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فلاں بن مقیب انصار کا آدمی آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں ایک عورت پر داخل ہوا اور میں نے اس سے وہ سب کچھ پایا جو ایک آدمی اپنی بیوی سے پاتا ہے۔ مگر یہ کہ میں نے اس کے ساتھ جماع نہیں کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ کو ابھی تک علم نہیں تھا کہ آپ اسے کیا جواب دیں۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے عورت کے پچھلے حصہ پر ضرب لگائی (یعنی ہاتھ مارا) پھر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر ہوا اور اس کے کفارہ کے بارے دونوں سے پوچھا۔ تو ان دونوں میں سے ہر ایک نے کہا: میں نہیں جانتا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا تو آپ نے بھی فرمایا: میں نہیں جانتا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 164، بیروت　2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 161　3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 163

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان سے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کے ایک آدمی کے پاس ایک عورت آئی۔ تو اس نے اسے بوسہ دیا اور اس کی دبر پر ہاتھ رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ الیٰ قولہ۔ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ پس وہ آدمی جس نے اس عورت کا بوسہ لیا تھا وہ ہمیشہ نصیحت حاصل کرتا رہا۔ اسی لیے یہ ارشاد ہے ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی یہ ارادہ لے کر آیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو بارش کی بشارت دے۔ تو اس نے ایک تالاب پر عورت کو بیٹھے ہوئے پایا۔ پس اس نے اس کے سینے کو پیچھے دھکیل دیا اور اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا۔ تو اس کا عضو تناسل کپڑے کے پھندے کی طرح ہو گیا (یعنی وہ وطی پر قادر نہ ہو سکا)۔ اور وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور جو کچھ کیا تھا آپ کو آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اپنے رب سے استغفار کر اور چار رکعتیں نماز پڑھ۔ اور آپ نے اس پر مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (2)۔

امام طیالسی، احمد، دارمی، ابن جریر، طبرانی، بغوی نے معجم میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے درخت کی ایک خشک ٹہنی پکڑی اور اسے ہلایا۔ یہاں تک کہ اس کے پتے گرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک مسلمان جب وضو کرے اور خوب اچھی طرح وضو کرے پھر وہ پانچ نمازیں پڑھے تو اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جیسا کہ یہ پتے گر رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہی مذکورہ آیت تلاوت فرمائی (3)۔

ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابو مالک اشعری سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نمازوں کو ان کے درمیانی وقت میں ہونے والے گناہوں کا کفارہ بنا دیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (4)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز اپنے سامنے والے گناہوں کو گرا دیتی ہے (یعنی نماز کی ادائیگی سے قبل بندے سے جو گناہ صادر ہوتے ہیں نماز انہیں ساقط کر دیتی ہے)(5)

امام احمد، بزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ وضو فرما رہے تھے پھر آپ نے فرمایا: جس نے میرے اس وضو کی طرح وضو کیا پھر کھڑا ہوا اور نماز ظہر پڑھی۔ تو ظہر اور صبح کی نماز کے دوران جو گناہ اس سے ہوئے وہ بخش دیئے گئے۔ پھر اس نے عصر کی نماز پڑھی تو ظہر اور عصر کے درمیان ہونے والے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ پھر اس نے مغرب کی نماز ادا کی۔ تو مغرب اور عصر کے درمیان ہونے والے گناہ معاف کر دیئے گئے پھر اس نے عشا کی نماز پڑھی تو مغرب اور عشاء کے درمیان جو گناہ ہوئے وہ معاف کر دیئے گئے پھر وہ رات گزارتا ہے اور اپنی رات میں طرح طرح کے غلط کام کرتا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 164، بیروت　2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 63-162　3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 159
4۔ ایضاً
5۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 413، دار صادر بیروت

ہے پھر اگر وہ اٹھے، وضو کرے اور صبح کی نماز پڑھے تو صبح اور عشاء کی نماز کے درمیان جو گناہ اس سے صادر ہوئے وہ معاف کر دیئے جائیں گے (1)۔ یہی وہ نیکیاں ہیں جو گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔ لوگوں نے کہا: اے عثمان! یہ نیکیاں ہیں تو باقیات کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: باقیات سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، اللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھنا ہے۔

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ تو کیا اس (کے بدن پر) میل کچیل میں سے کوئی شے باقی رہے گی؟ صحابہ کرام نے عرض کی: نہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح پانچ نمازیں ہیں، اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے (2)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں مٹاتا۔ البتہ برائی کو نیکی سے مٹا دیتا ہے (3)۔

امام حکیم ترمذی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے کوئی شے نہیں دیکھی جو پرانی برائی کی جگہ نئی نیکی سے بڑھ کر طلب اور ادراک کے اعتبار سے زیادہ حسین ہو۔ کیونکہ ارشاد ربانی ہے اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ۔ (4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا: اے معاذ! برائی کے پیچھے نیکی کروا سے مٹا دے گی (5)۔

امام احمد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے نصیحت فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈر جب تجھ سے برا عمل صادر ہو جائے تو اس کے پیچھے نیک عمل کر۔ وہ اسے ختم کر دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا لا الٰہ الا اللہ حسنات (نیکیوں) میں سے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "ھی افضل الحسنات" یہ تو سب سے افضل نیکی ہے (6)۔

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ رات یا دن کی کسی ساعت میں جب بندہ لا الٰہ الا اللہ کہے، تو وہ نامہ اعمال سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی مثل نیکیاں وہاں لکھ دی جاتی ہیں (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 158، بیروت
2۔ صحیح مسلم، باب المشی الی الصلوۃ تمحی بہ الخطایا، جلد 6-5، صفحہ 45-144، بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 387، دار صادر بیروت
4۔ نوادر الاصول، باب فی الحسنۃ الحدیثۃ والذنب القدیم، صفحہ 238، بیروت
5۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 228، دار صادر بیروت
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 169
7۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 272

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں نے چھوٹی بڑی کوئی ضرورت نہیں چھوڑی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ اس نے عرض کی: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک یہ اسی (نظریہ) پر اٹھے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی گناہوں کے پیچھے نیکیاں کرتا ہے اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس (کے جسم) پر لوہے کی تنگ زرہ ہو۔ قریب ہے کہ وہ اس کا گلا گھونٹ دے گی پس جب اس نے وہ نیک عمل کیا تو اس نے اس کی ایک گرہ کھول دی یہاں تک کہ وہ اس کی ساری کی ساری گرہیں کھول دے گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک نماز حسنات میں سے ہے اور پہلی نماز سے لے کر عصر کی نماز تک جو گناہ ہوئے ان کا کفارہ نماز عصر ہے، نماز عصر سے لے کر نماز مغرب کے درمیان جو ہوا اس کا کفارہ نماز مغرب ہے اور مغرب اور عشاء کے درمیان کا کفارہ نماز عشاء ہے۔ پھر بندۂ مسلم اپنے بستر پر اس حال میں پناہ لیتا ہے کہ اس کے ذمے کوئی گناہ نہیں ہوتا، جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط اور الصغیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے بات دوبارہ کہی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے ہمارے ساتھ یہ نماز نہیں پڑھی ہے اور تو نے اس کے لیے اچھے طریقے سے وضو نہیں کیا تھا؟ اس نے عرض کی: کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ یہی اس کا کفارہ ہے(2)۔

امام مالک اور ابن حبان رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں تمہیں ضرور بر ضرور ایک حدیث بتاؤں گا۔ اگر کتاب میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تمہیں وہ حدیث نہ بتاتا۔ پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کوئی آدمی بھی نہیں جو وضو کرتا ہو اور خوب اچھے طریقے سے کرتا ہو پھر وہ پورے خشوع وخصوع کے ساتھ نماز پڑھتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور دوسری نماز کے درمیان جو گناہ ہوتے ہیں ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ (دوسری نماز) پڑھ لیتا ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کے بارے میرا خیال یہ ہے کہ آپ کی مراد یہ آیت ہے وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔(3)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا: اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں حد تک پہنچ گیا ہوں پس آپ اسے مجھ پر نافذ کیجئے (یعنی مجھ سے ایسا فعل

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 49-148، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ معجم صغیر، جلد 2، صفحہ 53-52
3۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، باب فضل الوضو، جلد 3، صفحہ 316، بیروت

صادر ہوا ہے جس کی وجہ سے حد شرعی لازم ہو جاتی ہے) تو آپ ﷺ نے اس سے اعراض فرمالیا۔ پھر نماز کھڑی ہوگئی۔ پس جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک میں نے حد کا ارتکاب کیا ہے سو آپ اسے مجھ پر قائم کیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے وضو کیا ہے اور پھر تو آیا ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے؟ اس نے جوابا عرض کی: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس تو چلا جا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی ہے (1)۔

امام احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تھا۔ تو ایک آدمی آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک میں حد میں واقع ہو گیا ہوں سو آپ اسے مجھ پر قائم کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے اس کے بارے اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ نماز کا وقت ہو گیا اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی۔ پس جب آپ نماز مکمل کر چکے تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک میں حد میں واقع ہو گیا ہوں۔ سو آپ کتاب اللہ کا فیصلہ مجھ پر نافذ کیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ تو فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیرا گناہ معاف فرما دیا ہے (2) (الف)۔

بزار، ابو یعلی، محمد بن نصر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر میٹھے پانی سے بھر کر جاری ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتے ہو۔ تو کیا میل کچیل میں سے کوئی اس میں باقی رہے گی؟ فرمایا میل کچیل اس کے گناہ ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک پانچ نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے پر جاری ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک پانچ نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے گزر رہی ہو اور وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ تو میل کچیل میں سے کوئی شے اس پر باقی نہیں رہے گی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے گزرنے والی نہر کی طرح ہے جس میں وہ ہر روز پانچ مرتبہ

1۔ الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، باب فضل الصلوات، جلد 5، صفحہ 16-15، بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب ان الحسنات یذھبن السیئات، جلد 17، صفحہ 68-67، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 370، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 160، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ ایضاً

(الف) دیگر روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان رضی اللہ عنہ میں حد کے ارتکاب سے مراد فعل زنا کا ارتکاب نہیں۔ بلکہ فقط بوس و کنار ہے۔ جب ہی آپ ﷺ نے اس پر حد زنا جاری نہیں کی بلکہ یہ ارشاد فرمایا۔ کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے تجھے حد یا گناہ سے پاک کر دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

غسل کرتا ہوں۔ تو کیا کوئی میل اس پر باقی رہ جائے گی (1)۔

امام احمد، ابن خزیمہ، محمد بن نصر، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کئی لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں دو بھائی تھے۔ ان میں سے ایک دوسرے سے افضل تھا۔ پس ان میں سے جو افضل تھا وہ فوت ہو گیا۔ اور اس کے بعد دوسرا چالیس برس تک زندہ رہا۔ پھر وہ بھی فوت ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوسرے پر پہلے کی فضیلت کا ذکر کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ نماز نہیں پڑھتا تھا؟ لوگوں نے عرض کی: کیوں نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم اسے جانتے ہو جو (اجر) اس کی نماز نے اسے عطا کیا ہے؟ پھر اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو میٹھے پانی سے بھری ہوئی ہو تم میں سے کسی کے دروازے پر جاری ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ تو کیا تم دیکھتے ہو کہ اس پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گی (2)؟

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازوں کی مثال میٹھے پانی کی نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس سے گزر رہی ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ بار غسل کرتا ہو، تو کیا اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی (2)؟

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے میں کوئی نماز نہیں پڑھتا مگر میں یہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے سامنے والی (لغزشوں) کا کفارہ ہو گی۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مسلمان آدمی نہیں ہے کہ اس پر فرض نماز کا وقت ہو جائے وہ اٹھے اور وضو کرے اور خوب اچھی طرح وضو کرے اور پھر نماز پڑھے اور خوب خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھے مگر یہ کہ جو گناہ اس سے اس نماز اور اس سے پہلے والی نماز کے درمیان صادر ہوئے وہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (4)۔

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ پانچ نمازیں اپنے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرا کیا خیال ہے کہ اگر ایک آدمی کارخانے میں کام کرتا ہو اور اس کے گھر اور کارخانے کے درمیان پانچ نہریں ہوں۔ پس جب وہ کارخانے میں آئے اس میں جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ کام کرے اور اس کے جسم پر میل کچیل یا پسینہ لگ جائے اور جب بھی وہ نہر کے پاس سے گزرے تو اس میں غسل کرے کیا میل کچیل میں سے کوئی شے اس پر باقی رہے گی؟ پس اسی طرح نماز ہے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 160، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مستدرک حاکم، باب فضل الصلوات الخمس، جلد 1، صفحہ 316، بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 164، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 266

کہ جب بھی کسی نے گناہ کا عمل کیا پھر نماز پڑھی اور دعا کی اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس سے پہلے والے گناہ معاف فرما دیتا ہے(1)۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اپنے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط اور الصغیر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو ہر نماز کے وقت پکار کر کہتا ہے اے آدم کی اولاد! اٹھو اپنی اس آگ کی طرف جسے تم نے اپنے آپ کے لیے روشن کیا ہے پس اسے بجھا دو(2)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الکبیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے وقت ایک ندا دینے والا بھیجا جاتا ہے اور وہ آ کر کہتا ہے اے اولاد آدم! اٹھو اور اپنے سے اس آگ کو بجھا دو جو تم نے اپنے نفسوں پر جلا رکھی ہے پس وہ اٹھتے ہیں اور خوب طہارت حاصل کرتے ہیں (وضو) اور نماز ادا کرتے ہیں تو ان کے وہ گناہ جو دو نمازوں کے درمیان ہوتے ہیں انہیں معاف کر دیا جاتا ہے۔ پس جب عصر کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو پھر اسی طرح ہوتا ہے پھر جب مغرب کی نماز کا وقت آتا ہے تو پھر اسی طرح ہوتا ہے اور جب عشاء کی نماز کا وقت ہوتا ہے تو پھر بھی اسی طرح ہوتا ہے نتیجۃً وہ سوتے ہیں اس حال میں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ پس وہ عمل خیر میں رات گزارتا ہے یا عمل شر میں رات بسر کرتا ہے(3)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ فرض نماز دوسری نماز تک اپنے سے پہلے ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے صادر ہوں۔ اور رمضان المبارک کا مہینہ دوسرے رمضان المبارک تک اپنے سے پہلے ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور ایک حج دوسرے حج تک اپنے سے پہلے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے(4)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازیں اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اپنے درمیان ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ ہیں جب کہ کبائر سے اجتناب کیا جائے(5)۔

امام بزار اور طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان نماز پڑھتا ہے اور اس کے گناہ اس کے سر پر بوجھ ہوتے ہیں جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے تو اس سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پس وہ اپنی نماز سے اس حال میں فارغ ہوتا ہے کہ اس سے اس کے گناہ گر چکے ہوتے ہیں(6)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 38-37، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ معجم صغیر، جلد 2، صفحہ 130، بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 75-174، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 261
5۔ مجمع الزوائد، باب فضل الصلوٰۃ و حطھا للدم، جلد 2، صفحہ 37، دار الفکر بیروت
6۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 250

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک بندہ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس کی گردن پر جمع ہو جاتے ہیں اور جب وہ رکوع کرتا ہے تو وہ بکھر جاتے ہیں (1)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو مسلمان بھی گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے اور پھر دو رکعت یا چار رکعتیں فرض یا غیر فرض نماز ادا کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پانچ نمازیں اپنے درمیان ہونے والے گناہوں کے لیے کفارہ ہیں جب کہ کبائر سے اجتناب کیا جائے (3)۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف اور بزار اور طبرانی نے آپ سے ہی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: فرض نمازیں اپنے درمیان ہونے والے گناہ کے لیے کفارہ ہیں جب کہ کبائر سے اجتناب کیا جائے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ پانچ نمازوں کی مثال اس نہر کی طرح ہے جو تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے سے گزر رہی ہو اور وہ ہر روز اس سے پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ تو کیا اس کے بعد اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ پانچ نمازوں کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس کے دروازے پر نہر ہو اور وہ ہر روز اس سے پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ تو کیا اس طرح اس پر کوئی میل کچیل باقی رہے گی؟ (6)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر عیب اور گالی کا کفارہ دو رکعتیں ہیں (7)۔

ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے الکبیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جلتے رہتے ہیں اور جب وہ ظہر کی نماز پڑھتے ہیں تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے۔ پھر وہ جلتے رہتے ہیں اور جب عصر کی نماز پڑھتے ہی تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے۔ پھر جلتے ہیں اور جب مغرب کی نماز پڑھتے ہیں تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے یہاں تک کہ آپ نے تمام نمازوں کا ذکر کیا (8)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط اور الصغیر میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جلتے رہتے ہو۔ اور جب تم صبح کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اس (جلن) کو دھو ڈالتی ہے پھر تم جلتے رہتے ہو اور جب ظہر کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے، پھر تم جلنا شروع کر دیتے ہو اور جب عصر کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے۔ پھر تم جلنا شروع کر دیتے ہو اور جب تم مغرب کی نماز پڑھتے ہو تو وہ اسے دھو ڈالتی ہے۔ پھر تم جلنے لگتے ہو اور جب عشاء

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 37
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 38
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 159، مدینہ منورہ
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 160
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 160

کی نماز پڑھتے ہوتو وہ اسے دھو ڈالتی ہے۔ پھر تم سو جاتے ہو اور پھر تمہارے بیدار ہونے تک کچھ نہیں لکھا جاتا (1)۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: پرانے گناہوں کی جانب نئی نیکیوں کے ساتھ جلدی کرلو۔ پس اگر تم میں سے کسی نے اتنے گناہ کیے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان خلا ہے۔ پھر اس نے نیک عمل کیا۔ تو بالیقین وہ اس کے گناہوں پر بلند ہوگا یہاں تک کہ ان پر غالب آجائے گا (2)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پرانی برائیوں کے خلاف نئی نیکیوں سے مدد طلب کرو۔ بے شک تم ہرگز کوئی ایسی شے نہیں پاؤ گے جو نئی نیکی سے بڑھ کر پرانی برائی کو ختم کرنے والی ہو اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں بھی ہے کہ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ کے تحت کہا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو خوشحالی اور تنگ دستی میں، قحط سالی اور شادابی میں اور عافیت اور مصیبت میں (یعنی ہر قسم کے حالات میں) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے جس آدمی کا میلان ایسی ذاکر عورت کی جانب ہو تو اس کے لیے یہ ارشاد ہے: ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ۔

فَلَوْ لَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِیَّةٍ یَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْهُمْ ۚ وَ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِیْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۱۱۶﴾

"تو کیوں ایسا نہ ہوا کہ ان امتوں میں جو تم سے پہلے گزری ہیں ایسے زیرک لوگ ہوتے جو روکتے زمین میں فتنہ و فساد برپا کرنے سے مگر وہ قلیل تھے جنہیں ہم نے نجات دی تھی ان سے اور پیچھے پڑے رہے ظالم اس عیش و طرب کے جس میں وہ تھے اور وہ مجرم تھے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت مجھے پڑھائی۔

حضرت ابن ابی مالک رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَلَوْ لَا بمعنی فهلا ہے (یعنی کیوں نہیں)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت میں فرمایا: تم سے پہلے نہیں ہوئے جو زمین میں فساد برپا کرنے سے روکتے مگر وہ تھوڑے تھے (3)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّنْ اَنْجَیْنَا مِنْهُمْ یعنی اللہ تعالیٰ انہیں

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 20-119، دار المعارف الریاض
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 230، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہر قوم سے قلیل قرار دے رہا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وَ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِیْهِ اور پیچھے پڑے رہے ظالم اس عیش وطرب کے جس میں وہ اپنی ملکیت اپنے جبر اور حق کو چھوڑنے کی صورت میں تھے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اُتْرِفُوْا فِیْهِ کا معنی ہے۔ جس میں انہوں نے دیکھا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَاۤ اُتْرِفُوْا فِیْهِ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا (پیچھے پڑے رہے ظالم اس عیش وطرب کے جس میں وہ اپنی دنیا میں سے تھے۔ بے شک اس دنیا نے بہت سے لوگوں کے ساتھ عقد کیا اور انہیں اپنی آخرت سے غافل کر دیا۔

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِیُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝۱۱۷

"اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ برباد کر دے بستیوں کو ظلم سے حالانکہ ان میں بسنے والے نیکوکار ہوں"۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی نے جریر رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ سے مذکورہ آیت کی تفسیر کے بارے سوال کیا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ کا معنی ہے کہ ان میں بسنے والے ایک دوسرے سے انصاف کرتے ہوں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور خرائطی رحمہما اللہ نے مساوی الاخلاق میں اسے حضرت جریر رحمہ اللہ سے موقوف روایت کیا ہے۔

وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ۝۱۱۸ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ؕ وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ؕ وَ تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝۱۱۹

"اور اگر چاہتا آپ کا رب تو بنا دیتا سب لوگوں کو ایک ہی امت (لیکن حکمت کا یہ تقاضا نہیں اس لیے) وہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ مگر وہ جن پر آپ کے رب نے رحم فرمایا (وہ اس فتنہ سے محفوظ رہیں گے) اور اسی (رحمت) کے لیے انہیں پیدا فرمایا ہے۔ اور پوری ہو گئی آپ کے رب کی (یہ) بات کہ میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو جن وانسان (دونوں) سے"۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے بیان کیا ہے کہ اُمَّةً وَّاحِدَةً کا مفہوم ہے ایک ہی دین رکھنے والے، اہل ضلالت یا ہدایت پانے والے (یعنی اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی دین کا پیروکار بنا دیتا، گمراہ کر دیتا یا ہدایت یافتہ بنا دیتا)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 166، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 414، مکہ مکرمہ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ کا معنی ہے اہل حق اور اہل باطل ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ یعنی اہل حق اور وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ کا معنی ہے اور اسی رحمت کے لیے تو اہل حق کو پیدا فرمایا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ ۙ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وہ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے مگر وہ جو اس کی رحمت کے اہل ہیں بے شک وہ اختلاف نہیں کریں گے (1)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت میں فرمایا: وہ ہمیشہ خواہش میں اختلاف کرتے رہیں گے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ کا مفہوم ہے یہودی، عیسائی، مجوسی اور دین ابراہیمی کے پیروکار ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے اور وہ جن پر آپ کے رب نے رحم فرمایا وہ حنفیہ یعنی دین ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ مختلف دینوں پر اختلاف کرتے رہیں گے مگر جن پر آپ کے رب نے رحم فرمایا وہ اختلاف نہیں کریں گے اور وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ کے بارے فرمایا: کہ اسی اختلاف کے لیے انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا (3)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اہل باطل ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے سوائے اہل حق کے جن پر آپ کے رب نے رحم فرمایا: اور اسی رحمت کے لیے انہیں پیدا فرمایا (4)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ مذہبوں کا اختلاف ہمیشہ کرتے رہیں گے سوائے اہل قبلہ کے جن پر تیرے رب نے رحم فرمایا اور اسی رحمت کے لیے انہیں پیدا فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اہل اہل جماعت ہیں۔ اگرچہ ان کے شہر اور ان کے بدن متفرق ہوں اور اس کی نافرمانی کرنے والے فرقہ پرست ہیں۔ اگرچہ ان کے بدن اکٹھے اور یکجا ہوں۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ اسی رحمت اور عبادت کے لیے انہیں پیدا فرمایا اور انہیں اختلاف کے لیے پیدا نہیں کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو گروہ پیدا فرمائے۔ ایک فریق جس پر رحم کیا جائے گا اور وہ اختلاف نہیں کرے گا۔ اور دوسرا جس پر رحم

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 203، دارالکتب العلمیہ بیروت　　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 167، بیروت

3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 70-168　　4۔ ایضاً

نہیں کیا جائے گا اور وہ اختلاف کرے گا۔ اسی طرح یہ ارشاد بھی ہے فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ (ہود:105)(1)

امام ابن منذر نے قریش سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں عمرو بن عبید کے پاس تھا۔ پس دو آدمی آئے اور دونوں بیٹھ گئے۔ پھر انہوں نے کہا: اے ابا عثمان! حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہیں وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ تو آپ نے فرمایا: وہ فرماتے ہیں فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝ (الشوریٰ:7) "اس دن) ایک فریق جنت میں اور دوسرا فریق بھڑکتی آگ میں ہوگا"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت کے لیے اور انہیں آتش جہنم کے لیے پیدا کیا اور انہیں اپنی رحمت کے لیے اور انہیں اپنے عذاب کے لیے پیدا کیا(2)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن نجیح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ دو آدمی باہم جھگڑتے ہوئے حضرت طاؤس کے پاس گئے اور ان دونوں کا آپ کے بارے اختلاف ہوگیا۔ تو آپ نے فرمایا: تم دونوں نے میرے بارے میں اختلاف کیا ہے تو ان میں سے ایک نے کہا: اسی لیے ہم پیدا کیے گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ کہا ہے۔ تو اس نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا ہے وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۭ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمت اور جماعت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۲۰

"اور یہ سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے پیغمبروں کی سرگزشتیں یہ اس لیے ہیں کہ پختہ کر دیں ان سے آپ کے قلب (مبارک) کو۔ اور آیا ہے آپ کے پاس اس سورت میں حق اور یہ نصیحت اور یاد دہانی ہے اہل ایمان کے لیے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ اس آیت کے ضمن میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے تا کہ آپ جان لیں اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ان کی امتوں کی جانب سے پیش آیا(3)۔

عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ کا معنی ہے۔ اور آپ کے پاس اسی سورۃ میں حق آیا ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 170، بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 172
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 173
5۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس اس دنیا میں حق آیا ہے(1)۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ اس سورت میں کہا کرتے تھے اور حضرت حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ دنیا میں آپ کے پاس حق آیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابورجاء رحمہ اللہ کی سند سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس اس سورت میں حق آیا ہے۔

وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ ؕ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَیْهِ ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

"اور آپ فرما دیجئے انہیں جو ایمان نہیں لائے کہ تم عمل کرتے رہو اپنی جگہ پر اور ہم (اپنے طور پر) عمل پیرا ہیں اور تم بھی انتظار کرو ہم بھی منتظر ہیں اور اللہ ہی کے لیے ہیں چھپی ہوئی چیزیں آسمانوں کی اور زمین کی اور اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں سارے کام۔ تو آپ بھی اسی کی عبادت کیجئے اور اسی پر بھروسہ رکھیے اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر اس سے جو تم لوگ کرتے ہو"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مَكَانَتِكُمْ بمعنی منازلکم ہے۔ یعنی تم اپنی منازل پر عمل کرتے ہو۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ وَ انْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ کے تحت بیان کرتے ہیں کہ تم شیطان کے وعدوں کا انتظار کرو اس سے بچو جو وہ تمہارے لیے آراستہ کر کے تم پر پیش کرتا ہے۔ وَ اِلَیْهِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ کی تفسیر میں فرمایا۔ پس وہی ان کے درمیان اپنے حکم سے عدل کا فیصلہ فرمائے گا(2)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ضریس نے فضائل القرآن میں، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات کا آغاز اس سے ہے جس سے سورۃ الانعام کا آغاز ہوا ہے اور تورات کا خاتمہ سورۃ ہود کے خاتمہ کی طرح ہے: وَ لِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ الیٰ قولہ۔ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 76-175 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 176

کتابِ رشد و ہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے

نور و سرور اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی و تفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں

مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اور عوام و خواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر دُرِّ منثور

مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد چہارم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	تفسیر در منثور مترجم (جلد چہارم)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی
	من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	-/2850 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-2212011-2630411۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

آیاتہا ۱۱۱ سُوْرَۃُ یُوْسُفَ مَکِّیَّۃٌ ۱۲ رکوعاتہا ۱۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

امام النحاس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ یوسف مکہ میں نازل ہوئی۔ امام حاکم نے حضرت رفاعہ بن رافع سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اور ان کے خالہ زاد بھائی معاذ بن عفراء نے سفر شروع کیا اور مکہ میں پہنچ گئے۔ یہ انصار کے چھ افراد کے نکلنے سے پہلے کا واقعہ ہے وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں میں نے عرض کی آپ ہم پر اپنا معاملہ پیش کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا اور فرمایا آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کا خالق کون ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ۔ پھر پوچھا تمہیں کس نے پیدا کیا؟ ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا وہ بت جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ کس نے بنائے ہیں ہم نے کہا یہ ہم نے بنائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبادت کا حق دار خالق ہے یا مخلوق ہے؟ تم زیادہ حقدار ہو کہ وہ بت تمہاری عبادت کریں جب کہ تم نے انہیں تراشا ہے اللہ تعالیٰ زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، بجائے اس کے کہ تم ان کی عبادت کرو جنہیں تم نے خود گھڑا ہے۔ میں تمہیں عبادت الٰہی اور توحید اور اپنی رسالت کی طرف بلاتا ہوں، نیز صلہ رحمی دشمنی کو ترک کرنے، اور لوگوں سے بغض کو ترک کرنے کی دعوت دیتا ہوں ہم نے عرض کی اگر وہ امر جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں باطل بھی ہو تو پھر بھی یہ امور واحکام بلند مرتبہ اور محاسن اخلاق میں سے ہے۔ (پھر کہا) آپ ہماری سواریاں روکے رکھیں ہم بیت اللہ شریف میں حاضر ہوتے ہیں۔ حضرت معاذ بن عفراء آپ کے پاس بیٹھے رہے۔ رفاعہ فرماتے ہیں میں نے طواف کیا اور پھر سات تیر نکالے، میں نے ان میں سے ایک تیر نکالا، پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہوا، اس کو بیت اللہ پر پھینکا اور کہا اگر وہ دین حق ہے جس کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں تو اس کے تیر کو سات مرتبہ باہر نکال۔ فرماتے ہیں میں نے وہ تیر پھینکا تو سات مرتبہ وہ باہر نکلا، میں نے بلند آواز سے کہا اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله۔ لوگ میرے اردگرد جمع ہو گئے اور کہنے لگے یہ مجنون ہے اور یہ شخص اپنے دین سے پھر گیا ہے، میں نے کہا نہیں بلکہ میں مومن ہوں، اس کے بعد میں مکہ کے بالائی علاقہ کی طرف آیا جب مجھے معاذ نے دیکھا تو کہا رافع ایک ایسا چہرہ لے کر آیا ہے جو وہ لے کر نہیں گیا تھا پھر میں بھی حاضر خدمت ہوا اور ایمان لایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سورۂ یوسف اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (العلق: 1) سکھائی، پھر ہم مدینہ طیبہ لوٹ آئے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مصعب بن عمیر جب مدینہ طیبہ آئے تو وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے تھے، عمرو بن الجموح نے مسلمانوں سے پوچھا کہ تم کیا پیغام لے کر ہمارے پاس آئے ہو؟ صحابہ کرام نے کہا اگر تم چاہو تو ہم تمہارے پاس آئیں اور تمہیں قرآن سنائیں، اس نے کہا ٹھیک ہے تم آ جاؤ، ایک دن متعین ہوا۔ تو مصعب بن عمیر آئے اور اس پر الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞ تلاوت فرمائی۔

امام بیہقی نے دلائل میں کلبی کے طریق سے ابو صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی

عالم نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو اتفاق سے رسول اللہ ﷺ سورۂ یوسف کی تلاوت فرما رہے تھے یہودی عالم نے کہا اے محمد ﷺ! آپ کو یہ آیات کون سکھاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ سکھاتا ہے۔ یہودی نبی کریم ﷺ کی تلاوت سن کر بہت متعجب ہوا اور یہود کے پاس آ کر کہنے لگا اللہ کی قسم محمد ﷺ اس طرح قرآنی (آیات) پڑھتا ہے جس طرح توراۃ میں نازل ہوئی ہیں۔ چند یہود نبی کریم ﷺ کے پاس گئے آپ کی صفات کو پہچانا اور آپ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی۔ انہوں نے آپ ﷺ سے سورہ یوسف کی قرات سنی تعجب کا اظہار کیا اور اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے صبح کی نماز میں حضرت عمر کو سورہ یوسف کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

الٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۱

"الف، لام، را، یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کتاب مبین سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی برکت، ہدایت اور رشد کو بیان فرماتا ہے(1)۔ ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ کتاب حلال وحرام کو بیان کرتی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان عن معاذ رحمہما اللہ کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ان حروف کو بیان فرماتا ہے جو عجمیوں کی لغت میں نہیں ہیں اور وہ چھ حروف ہیں۔(3)

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۲

"بے شک ہم نے اتارا اسے یعنی قرآن عربی کو تاکہ تم (اسے) خوب سمجھ سکو"۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں عربوں سے تین وجوہ کے اعتبار سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ میں خود عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور جنتیوں کا کلام عربی ہے۔(4)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل جنت کا کلام عربی ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآنا عربیا کے الفاظ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 230، دار الکتب العلمیہ بیروت

تلاوت فرمائے پھر فرمایا حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ عربی زبان الہام کی گئی تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں قرآن قریش کی زبان میں نازل ہوا۔ یہ ان کا کلام ہے۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ ۝

''ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ایک بہترین قصہ اس قرآن کے ذریعہ جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا ہے اگرچہ آپ اس سے پہلے غافلوں میں سے تھے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں بیان فرمائیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔(2)

امام اسحاق بن راہویہ، البزار، ابویعلی، ابن المنذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا، ایک عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر اس کی تلاوت کرتے رہے، پھر لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ہم پر واقعات بیان فرمائیں؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورۂ یوسف الٓرٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ نازل فرمائی۔ پھر آپ کچھ عرصہ لوگوں پر تلاوت فرماتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ (الحدید:16) ترجمہ: کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لیے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الٰہی کے لیے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ہم پر واقعات بیان فرمائیں (تو کتنا بہتر ہو) تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام اکتا گئے تو عرض کی یا رسول اللہ ہمیں (سابقہ انبیاء اور امتوں کے واقعات) بیان فرمائیں اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ (الزمر:23) ''اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام''۔ پھر دوبارہ صحابہ کرام اکتائے تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے قرآن کے علاوہ باتیں (واقعات) بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے الٓرٰ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ نازل فرمایا، پس صحابہ کرام نے حدیث کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بہتر حدیث کی طرف راہنمائی فرمائی، انہوں نے قصص (واقعات) کا ارادہ فرمایا تو ان کی بہترین واقعہ کی طرف رہنمائی فرمائی۔(4)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ حم السجدہ، جلد 2، صفحہ 476، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 178
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 179
4۔ ایضاً

امام ابویعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، نصر المقدسی (الحجہ میں) اور الضیاء رحمہم اللہ نے (المختارہ میں) حضرت خالد بن عرفطہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبدالقیس (قبیلہ) کا ایک شخص آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کیا تو فلاں العبدی ہے اس نے کہا جی ہاں۔ اس کو حضرت عمر نے نیزہ کے ساتھ مارا اس شخص نے پوچھا اے امیرالمومنین اس سزا کا سبب کیا ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا بیٹھ جا، وہ بیٹھ گیا۔ پھر حضرت عمر نے اس کے سامنے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ الٓرٰ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۞ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۞ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ۖ وَ اِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ۞ تلاوت کی۔ اس کے سامنے تین مرتبہ یہ آیات پڑھیں اور تین مرتبہ اسے سزا دی، اس شخص نے حضرت عمر سے سزا کی وجہ دریافت کی تو حضرت عمر نے فرمایا: تو وہ شخص ہے جس نے حضرت دانیال علیہ السلام کی کتاب نقل کی ہے۔ اس شخص نے کہا: آپ مجھے جو حکم فرمائیں میں اس کی اطاعت کروں گا، حضرت عمر نے فرمایا: تو جا اس کتاب کو گرم پانی اور اون کے ساتھ مٹا دے۔ پھر نہ کبھی خود پڑھنا اور نہ کسی دوسرے کو پڑھانا، کبھی مجھے خبر ملی کہ تو نے خود اس کتاب کو پڑھا ہے یا کسی دوسرے کو پڑھائی ہے تو میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ پھر فرمایا بیٹھ جا، تو وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ فرمایا میں نے اہل کتاب سے ایک کتاب نقل کی تھی پھر میں اسے ایک چمڑے میں رکھ کر لایا تو مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر! تیرے ہاتھ میں کیا ہے میں نے عرض کی: یہ اللہ کی کتاب ہے۔ میں اہل کتاب سے لکھ کر لایا ہوں تا کہ ہم اپنے علم میں اضافہ کریں، رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے حتی کہ آپ کے رخسار سرخ ہو گئے پھر نماز کے لیے بلایا گیا تو انصار نے کہا تمہارے نبی کو تھیاروں نے غصہ دلایا ہے، پھر لوگ آئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر کے اردگرد جمع ہو گئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! مجھے جوامع الکلم اور خواتیم الکلم کی شان عطا کی گئی ہے اور مجھے انتہائی مختصر الفاظ میں ایک طویل کلام کا ملکہ عطا کیا گیا ہے میں تمارے پاس صاف اور شفاف شریعت لے کر آیا ہوں۔ پس تم بے پرواہی میں ہلاکت کے اندر نہ گرو، تمہیں بے وقوف اور بے پرواہ لوگ دھوکے میں نہ ڈالیں۔ حضرت عمر نے کہا: میں اٹھا اور عرض کی (حضور!) میں اللہ تعالیٰ کو رب تسلیم کرنے پر راضی ہوں، اسلام کو دین ماننے پر خوش ہوں اور آپ کو رسول تسلیم کرنے پر راضی ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اترے۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور ابن الضریس نے ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ کوفہ میں ایک شخص تھا جو حضرت دانیال کی کتاب تلاش کرتا تھا۔ اس وجہ سے حضرت عمر نے اسے سزا دی تھی۔ حضرت عمر نے اسے خط کے ذریعے حاضر ہونے کا حکم دیا وہ حضرت عمر کے پاس پہنچا تو آپ نے درہ اٹھالیا اور اسے سزا دی، پھر یہ آیات الٓرٰ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۞ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ۞ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ۖ وَ اِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ۞ تلاوت فرمائیں۔ (اس شخص نے کہا) میں آپ کی مراد سمجھ گیا۔ پھر میں نے عرض کی: اے امیرالمومنین آپ مجھے چھوڑیں۔ اللہ کی قسم میں وہ تمام کتب جلا دوں گا۔ راوی فرماتے ہیں: حضرت عمر نے اسے چھوڑ دیا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اَحۡسَنَ الۡقَصَصِ سے مراد یہ ہے کہ ہم تم پر گزشتہ کتب

اور گزشتہ امتوں کے حالات وواقعات میں سے بہترین واقعہ بیان کرتے ہیں۔ مِنْ قَبْلِهٖ میں ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَحْسَنَ الْقَصَصِ سے مراد قرآن ہے۔

اِذْ قَالَ يُوْسُفُ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَيْتُهُمْ لِيْ سٰجِدِيْنَ ④

"(یادکرو) جب کہا یوسف نے اپنے والد سے کہ اے میرے (محترم) باپ! میں نے (خواب میں) دیکھا ہے گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو میں نے انہیں دیکھا کہ وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں"۔

امام احمد اور بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کریم ابن کریم ابن کریم ابن کریم۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، البزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، العقیلی، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک مالی یہودی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا محمد ﷺ! مجھے ان ستاروں کے متعلق بتائیں جو یوسف علیہ السلام نے دیکھے تھے کہ وہ انہیں سجدہ کر رہے ہیں، نیز ان ستاروں کے نام کیا تھے۔ نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ اسی وقت جبرئیل امین تشریف لائے (اور حضور ﷺ کو آگاہ فرمایا) تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں تجھے ان ستاروں کے اسماء بتادوں تو تو ایمان لے آئے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: حرثان، الطارق، الذیال، ذوالکنفتان، قابس، دثان، ہودان، الفلیق، المصبح، الضروح، الفرغ، الضیاء، النور۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان کے افق میں ان ستاروں کو اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا جب یوسف علیہ السلام نے اپنا خواب حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ منتشر امر ہے اللہ کریم اس کو بعد میں جمع فرمائے گا، یہودی نے کہا اللہ کی قسم ان ستاروں کے واقعی یہی نام ہیں۔(3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی اور سورج ہے۔ فرمایا ان کی والدہ اور چاند ہے۔ فرمایا: ان کا باپ ہے اور ان کی والدہ کو اللہ نے حسن کا ثلث (تیسرا حصہ) عطا فرمایا تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان ستاروں سے مراد ان کے بھائی، سورج، چاند اور ان کے والدین ہیں۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 178
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 96، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 180
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 180

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد اور بھائیوں کو اپنے سامنے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آپ کے بھائی تھے اور یہ انبیاء تھے۔ پس آپ اپنے بھائیوں کے سجدہ کرنے سے خوش نہ ہوئے حتی کہ آپ کے والدین نے آپ کو سجدہ کیا جب آپ ان کے پاس پہنچے تھے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن منبہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب لیلۃ القدر میں واقع ہوا تھا۔

قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقْصُصْ رُءْیَاكَ عَلٰۤى اِخْوَتِكَ فَیَكِیْدُوْا لَكَ كَیْدًا ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۝ وَ كَذٰلِكَ یَجْتَبِیْكَ رَبُّكَ وَ یُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ وَ یُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكَ وَ عَلٰۤى اٰلِ یَعْقُوْبَ كَمَاۤ اَتَمَّهَا عَلٰۤى اَبَوَیْكَ مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝

"آپ نے فرمایا اے میرے بچے بیان نہ کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ورنہ وہ سازش کریں گے تیرے خلاف، بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اور اسی طرح چن لے گا تجھے تیرا رب اور سکھائے گا تجھے باتوں کا انجام (یعنی خوابوں کی تعبیر) اور پورا فرمائے گا اپنا انعام تجھ پر اور یعقوب کے گھرانے پر جیسے اس نے پورا فرمایا اپنا انعام اس سے پہلے تیرے دو باپوں ابراہیم اور اسحق پر۔ یقیناً تیرا پروردگار سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: **یَجْتَبِیْكَ** کا معنی **یصطفیك** کا ہے یعنی تمہارے رب نے تمہیں چن لیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں تاویل الاحادیث سے مراد خواب کی تعبیر ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تاویل الاحادیث سے مراد علم و حلم کی تاویل ہے فرماتے ہیں: اس وقت یوسف علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ خواب کی تعبیر بتاتے تھے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اللہ کی نعمت یہ تھی کہ انہیں آگ سے نجات عطا فرمائی اور اسحق علیہ السلام پر نعمت یہ تھی کہ انہیں ذبح سے نجات بخشی۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 180 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 181 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 182
4۔ ایضاً۔ 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖۤ اٰيٰتٌ لِّلسَّآىِٕلِيْنَ ۝

"بے شک یوسف اور اس کے بھائیوں (کے قصہ) میں (عبرت کی) کئی نشانیاں ہیں دریافت کرنے والوں کے لیے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آیات سے مراد خواب کی تعبیر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو اس واقعہ کے متعلق سوال کرے تو وہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم پر بیان کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو حضرت یوسف اور ان کے بھائیوں کے واقعہ کے متعلق پوچھے تو یہ ان کی خبر اور واقعہ ہے (جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے)۔

امام ابن جریر نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ محمد ﷺ نے جب اپنی قوم کی بغاوت اور آپ ﷺ کو نبوت کی عظمت ملنے پر ان کے حسد کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دینے اور یوسف علیہ السلام کی اقتدا کرنے کے لیے آپ کے سامنے یوسف علیہ السلام کا ذکر کیا، ان کے بھائیوں کی بغاوت کا تذکرہ فرمایا اور بھائیوں کا جو حسد تھا اس کو بیان فرمایا۔(1)

اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰۤى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ۚۖ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝

"جب بھائیوں نے (آپس میں) کہا کہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے حالانکہ ہم ایک (مضبوط) جتھہ ہیں۔ یقیناً ہمارے والد ایسا کرنے میں کھلی غلطی کا شکار ہیں۔ قتل کر ڈالو یوسف کو یا دور پھینک آؤ اسے کسی علاقہ میں (یوں) تنہا ہو جائے گا تمہاری طرف تمہارے باپ کا رخ اور ہو جانا اس کے بعد (توبہ کر کے) نیک قوم"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام شام میں سکونت پذیر تھے۔ آپ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی بنیامین کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ جب دوسرے بھائیوں نے یعقوب علیہ السلام کی اس محبت کو دیکھا تو وہ یوسف علیہ السلام سے حسد کرنے لگے۔ یوسف علیہ السلام نے ایک خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند ان کے سامنے سجدہ کر رہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ خواب حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان کیا تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: "اے میرے بچے! نہ بیان کرنا اپنا خواب اپنے بھائیوں سے ورنہ وہ سازش کریں گے تیرے خلاف"۔ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اس خواب کی خبر پہنچی تو وہ یوسف علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 183، داراحیاء التراث العربی بیروت

2B

السلام سے حسد کرنے لگے اور انہوں نے کہا: ہمارے باپ کو یوسف اور ان کا بھائی بنیامین ہم سے زیادہ پیارا ہے حالانکہ ہم ایک مضبوط جتھہ ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے باقی دس بھائی تھے۔ اور انہوں نے کہا: ہمارا باپ ہمارے معاملہ میں کھلی غلطی کا شکار ہے، قتل کر ڈالو یوسف کو یا دور پھینک آؤ اسے کسی علاقہ میں۔ (یوں) تنہا ہو جائے گا تمہاری طرف تمہارے باپ کا رخ اور ہو جانا اس کے بعد (توبہ کر کے) نیک قوم۔ یہ سن کر ان میں سے ایک بھائی یہوذا نے کہا: یوسف کو قتل نہ کرو (بلکہ) پھینک دو اسے کسی گہرے کنویں کی تاریک تہہ میں، اٹھالیں گے اسے کوئی راہ چلتے مسافر اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے۔ یہ طے کرنے کے بعد انہوں نے (آکر) کہا اے ہمارے باپ! کیا ہوا آپ کو کہ آپ اعتبار ہی نہیں کرتے ہم پر یوسف کے بارے میں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: میں ہرگز اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کھا نہ جائے اس کو بھیڑیا اور تم سیر و تفریح کے باعث اس سے بے خبر ہو، کہنے لگے اگر کھا جائے اسے بھیڑیا حالانکہ ہم ایک مضبوط جتھہ ہیں۔ بلاشبہ ہم تو بڑے زیاں کار ہوئے۔ وہ بڑے اصرار سے حضرت یوسف کو ساتھ لے گئے تو آپ پر عزت و کرامت کے آثار تھے۔ جب وہ باہر لے گئے تو آپ سے دشمنی کا اظہار کرنے لگے انہوں نے آپ کو زدوکوب شروع کر دیا۔ آپ جس کی پناہ لیتے وہ مارنا شروع کر دیتا، آپ نے کوئی بھی رحم کرنے والا نہ پایا تمام نے آپ کو اتنا مارا کہ آپ قریب الموت ہو گئے۔ آپ چیخ کر آوازیں لگاتے اے میرے باپ! اے یعقوب! کاش آپ جان لیتے کہ آپ کے بیٹے کے ساتھ لونڈیوں کے بیٹوں نے کیا کیا ہے، جب وہ آپ کو قتل کرنے کے قریب پہنچے تو یہوذا نے کہا: کیا تم نے میرے ساتھ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تم اسے قتل نہیں کرو گے...... وہ سب آپ کو لے کر کنویں کی طرف چلے تاکہ انہیں اس میں ڈال دیں۔ وہ آپ کو کنویں میں لٹکانے لگے۔ آپ پہلے تو کنویں کی منڈیر سے چمٹ گئے، بھائیوں نے ان کے ہاتھ باندھ دیئے اور ان کی قمیض بھی اتار لی، آپ نے بھائیوں سے التجا کی کہ تم میری قمیض واپس کر دو تاکہ میں اس کے ذریعے کنویں میں چھپ جاؤں، بھائیوں نے کہا: اب مدد کے لیے گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کو بلاؤ تاکہ وہ تمہاری دستگیری کریں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تو کچھ نہیں دیکھا۔ پس انہوں نے آپ کو کنویں میں لٹکا دیا حتیٰ کہ جب آپ کنویں کے درمیان میں پہنچے، انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا تاکہ آپ کا وصال ہو جائے۔ کنویں کے اندر پانی تھا۔ آپ گرے تو آپ کو کچھ نہ ہوا آپ نے کنویں میں ایک چٹان کے ساتھ پناہ لی۔ آپ اسی کے اوپر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے رونا شروع کر دیا اور اپنے بھائیوں کو آوازیں لگائیں۔ شاید انہیں ترس آجائے اور وہ میری بات کا جواب دیں۔ اب انہوں نے ارادہ کیا کہ اوپر سے پتھر گرا کر انہیں کنویں کے اندر ہی کچل دیں، لیکن یہوذا نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ اس نے کہا: تم نے مجھے کہا تھا کہ ہم اس کو قتل نہیں کریں گے۔ یہوذا آپ کے پاس کھانا لاتا تھا۔ وہ صبح کے بعد اپنے باپ کے پاس واپس آئے تو انہوں نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا اور اس کا خون حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص پر لگا دیا۔ پھر اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت گریہ وزاری کرتے ہوئے آئے۔ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی آواز سنی تو گھبرا گئے اور پوچھا: بیٹو! کیا ہوا کیا تمہاری بکریوں پر کوئی آفت آ گئی ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں، پھر پوچھا (حضرت) یوسف کا کیا ہوا۔ انہوں نے کہا: باوا جی! ہم ذرا گئے کہ دوڑ لگائیں اور ہم یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ گئے،

ہائے افسوس ان کو بھیڑیا کھا گیا اور آپ ہماری بات نہیں مانیں گے اگر چہ ہم سچے ہیں، حضرت یعقوب علیہ السلام رونے لگے اور بلند آواز سے چیخ ماری۔ پھر فرمایا یوسف کی قمیض کہاں ہے۔ وہ قمیض لے کر آئے تو اس پر جھوٹا خون لگا ہوا تھا۔ پس آپ نے قمیض لے کر اپنے چہرے پر ڈال دی۔ پھر آپ روتے رہے حتیٰ کہ قمیض پر لگے خون کی وجہ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا اے بیٹو! یہ بھیڑیا کتنا مہربان تھا کہ اس نے یوسف کا گوشت کھایا اور اس کی قمیض نہیں پھاڑی۔ پھر ایک قافلہ تھوڑی دیر بعد آیا تو انہوں نے پانی لانے کے لیے ایک آب کش بھیجا۔ اس نے اپنا ڈول لٹکایا تو یوسف علیہ السلام اس کی رسی سے چمٹ گئے اور باہر نکل آئے۔ جب آب کش نے آپ کو دیکھا تو اپنے ایک ساتھی جس کا نام بشریٰ تھا اسے بلایا اور کہا اے بشریٰ! یہ کتنا من موہنا بچہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اس کی آواز سنی تو دوڑ کر آئے اور کہا کہ یہ بچہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے۔ اور اپنی زبان میں یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم نے ہمارا غلام ہونے سے انکار کیا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ کیا تیرا گمان ہے کہ ہم تجھے یعقوب علیہ السلام کے پاس لے جائیں گے حالانکہ ہم انہیں بتا چکے ہیں کہ بھیڑیا اسے کھا گیا ہے۔ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا: تم مجھے اپنے باپ یعقوب کے پاس لے جاؤ تو میں تمہیں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ وہ تم سے راضی ہو جائیں گے اور میں تمہارے اس فعل کا کبھی ان سے تذکرہ نہیں کروں گا۔ انہوں نے اس بات کا انکار کیا۔ حضرت یوسف نے کہا: میں ان کا غلام ہوں۔ پھر جب آپ کو دو آدمیوں نے خرید لیا تو وہ دونوں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئے اور یہ سوچا کہ ساتھیوں نے ان کے متعلق پوچھا اور شرکت کا مطالبہ کیا تو ہم کہیں گے کہ ہمیں یہ مال کنویں سے ملا ہے۔ اسی کا تذکرہ قرآن نے ان الفاظ میں کیا ہے **وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً** (یوسف:19) **وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ** (یوسف:20) ''انہوں نے چھپا دیا اسے متاع (گراں بہا) سمجھتے ہوئے۔ پھر انہوں نے بیچ ڈالا یوسف کو حقیری قیمت پر چند درہموں کے عوض''۔ اور یہ قیمت بیس درہم تھی۔ اور وہ پہلے ہی یوسف علیہ السلام کے متعلق دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ وہ اسے مصر لے گئے تو یوسف علیہ السلام کو بادشاہ مصر العزیز نے خرید لیا۔ وہ آپ کو اپنے محل میں لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا: عزت و اکرام کے ساتھ اسے ٹھہراؤ۔ شاید ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے اپنا فرزند بنا لیں۔ اس کی بیوی نے آپ سے پیار و محبت کا اظہار کیا اور یوسف علیہ السلام سے کہا: اے یوسف تیرے یہ بال کتنے خوبصورت ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ سب سے پہلے میرے جسم سے جدا ہوں گے۔ اس نے کہا اے یوسف! تیری یہ آنکھیں کتنی حسین و جمیل ہیں؟ آپ نے فرمایا: سب سے پہلے یہ میرے جسم سے جدا ہو کر زمین پر بہیں گی، عزیز کی بیوی نے کہا: اے یوسف! تیرا مکھڑا کتنا جاذب نظر ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا: یہ مٹی کے لیے ہے اسے وہ کھا جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد عزیز کی بیوی آپ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو گئی تو کہنے لگی هيت لك (بس آ بھی جا) هيت یہ قبطی زبان کا لفظ ہے۔ حضرت یوسف نے فرمایا: خدا کی پناہ یوں نہیں ہو سکتا وہ (تیرا خاوند) میرا محسن ہے، اس نے مجھے بڑی عزت سے ٹھہرایا ہے، میں اس کے گھر والوں کے ساتھ خیانت نہیں کروں گا۔ وہ آپ کو ورغلانے کے لیے جتن کرتی رہی لیکن آپ نے اسے مایوس کر دیا اور آپ اس کے دام فریب میں نہ آئے۔ اس عورت نے ارادہ کیا تھا اور یوسف علیہ السلام بھی قصد کر لیتے اس کا اگر نہ دیکھ لیتے اپنے رب کی (روشن) دلیل۔

اس عورت نے محل کے تمام دروازے بند کر دیئے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام تہہ بند اتارنے لگے تو آپ نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام سامنے محل کے اندر اپنی انگلی کاٹتے ہوئے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے اے یوسف! اس عورت سے میل جول نہ کرو۔ تیری مثال اب اس پرندے کی ہے جو آسمان کی فضا میں ہوتا ہے اور اس کو پکڑا نہیں جا سکتا اور جب آپ میل جول کر لیں گے تو اس پرندے کی طرح ہو جائیں گے جو مر کر زمین پر گر پڑتا ہے اور اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتا اور اب آپ کی مثال اس غیر مطیع بیل کی ہے جس پر کوئی کام نہیں کیا جا سکتا اور جب آپ سے یہ فعل شنیع ہو گیا تو آپ کی مثال اس بیل کی ہوگی جو پانی میں داخل ہو کر اپنے سینگوں کے بل گر کر مر جاتا ہے اور اپنا بچاؤ بھی نہیں کر سکتا، حضرت یوسف نے اپنی شلوار باندھ لی اور باہر نکل گئے۔ اس عورت نے آپ کو قمیض سے پکڑ لیا اور اسے پھاڑ دیا، حتی کہ اس نے آپ کی قمیض اتار لی۔ حضرت یوسف علیہ السلام قمیض چھوڑ کر بھاگ گئے۔ دروازے کی طرف بھاگے تو دونوں نے اپنے مربی اور سردار کو دروازے پر کھڑے ہوئے پایا اور وہاں عورت کے چچا کا بیٹا بھی تھا۔ جب عورت نے اسے دیکھا تو جھٹ بول اٹھی (میرے سرتاج! بتائیے) کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا بجز اس کے کہ اسے قید کر دیا جائے یا اسے دردناک عذاب دیا جائے۔ کہنے لگی اس نے مجھے بہلانا چاہا تو میں نے اس سے اپنا دفاع کیا اور میں نے اس کی قمیض پھاڑ دی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اس نے مجھے بہلانا چاہا ہے میں نے انکار کیا اور میں بھاگ نکلا اس نے مجھے میری قمیض سے پکڑا اور اسے پھاڑ ڈالا۔ اس عورت کے چچا کے بیٹے نے کہا: قمیض سے معاملہ واضح ہو جائے گا۔ اس نے کہا کہ اگر قمیض آگے کی طرف سے پھٹی ہوئی ہے تو عورت سچی ہے اور یہ جھوٹے ہیں اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی ہے تو یوسف علیہ السلام سچوں میں سے ہیں۔ جب قمیض لائی گئی تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی۔ عزیز نے کہا: یہ سب تم عورتوں کا فریب ہے بے شک تم عورتوں کا فریب بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ اے یوسف (پاک باز) اس بات کو جانے دو اور (اے عورت) اپنے گناہ کی معافی مانگ اور پھر ایسا ہرگز نہ کرنا۔ اور کہنے لگیں عورتیں شہر میں کہ عزیز کی بیوی بہلاتی ہے اپنے (نوجوان) غلام کو تاکہ اس سے مطلب براری کرے۔ اس کے دل میں گھر کر گئی ہے اس کی محبت قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا شغاف اس جھلی کو کہتے ہیں جو دل کے اوپر ہوتی ہے، اسے لسان القلب (دل کی زبان) کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں محبت اس جلد (جھلی) میں داخل ہوئی اور دل میں پہنچ گئی۔ جب زلیخا نے سنا ان کی مکارانہ باتوں کو تو اس نے انہیں بلا بھیجا اور تیار کیں ان کے لیے مسندیں، جب وہ آگئیں تو دے دی ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چھری اور ایک ایک اترج (لیموں جیسا پھل) تاکہ وہ اسے کاٹ کر کھائیں۔ جب وہ اپنی مسندوں پر بیٹھ گئیں تو اس نے یوسف علیہ السلام سے کہا: ان کے پاس باہر آجاؤ۔ جب آپ باہر تشریف لائے اور عورتوں نے آپ کے پیکر حسن کو دیکھا تو وہ آپ کی عظمت کی قائل ہو گئیں اور وارفتگی کے عالم میں اپنے ہاتھوں کو کاٹ بیٹھیں، یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ پھل کاٹ رہی ہیں۔ پھر کہا انھیں: سبحان اللہ! یہ انسان نہیں یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ زلیخا فاتحانہ انداز میں بولی: یہ ہے وہ (پیکر رعنائی) جس کے بارے تم مجھے ملامت کیا کرتی تھیں، بے شک میں نے اسے بہت بہلایا پھسلایا لیکن وہ بچا ہی رہا۔ شلوار اتارنے کے بعد میرے قریب نہ آیا۔ مجھے معلوم نہیں اس وقت اس نے کیا دیکھا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کی: اے

میرے پروردگار! قید خانہ کی صعوبتیں مجھے زیادہ پسند ہیں اس گناہ سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں۔ پھر عورت نے اپنے خاوند سے کہا: اس عبرانی غلام نے مجھے بھرے مجمع میں ذلیل ورسوا کیا ہے اور یہ غلام لوگوں کے سامنے اپنی عذرخواہی کررہا ہے اور بتارہا ہے کہ اس نے مجھے خود بہلانے پھسلانے کی کوشش کی ہے اور میں خود باہر نکل کر اپنا عذر پیش نہیں کرسکتی۔ یا تو تم مجھے اجازت دو کہ میں باہر نکل کر لوگوں کے سامنے اپنا عذر پیش کروں جس طرح یہ غلام اپنا عذر پیش کررہا ہے یا تو اسے بھی قید کر دے جس طرح مجھے تو نے قید کر رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ (یوسف:35) کا یہی معنی ہے۔ اس کے باوجود کہ وہ یوسف علیہ السلام کی پاک بازی کی نشانیاں مثلاً قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا ہونا اور عورتوں کا اپنے ہاتھ کاٹ دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے یہی مناسب سمجھا کہ وہ یوسف علیہ السلام کو قید کردیں کچھ عرصہ تک۔ قید خانہ میں آپ کے ساتھ دونوجوان تھے۔ یہ دونوں جوان وہ تھے جو بادشاہ کے ملازم تھے۔ ایک مطبخ کا ناظم تھا۔ اس سے بادشاہ اس وجہ سے ناراض ہوا کہ اس نے بادشاہ کو زہر دینے کا ارادہ کیا تھا۔ اس نے اسے بھی قید کردیا اور اس کا ساتھی جو محفل عیش وطرب کا نگران تھا اس کو بھی قید کردیا۔ جب یوسف علیہ السلام قید خانہ میں گئے تو کہا کہ میں خوابوں کی تعبیر بتاتا ہوں۔ ان دونوں جوانوں میں سے ایک نے کہا: آیئے ہم اس عبرانی غلام کے اس علم کا تجربہ کریں پس دونوں نے عجیب عجیب خواب بیان کیے جو انہوں نے دیکھے نہیں تھے بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے گھڑے تھے حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے گھڑے ہوئے خوابوں کی تعبیر بتادی۔ جو ساقی تھا اس نے کہا کہ میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور خباز نے کہا: میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں ان سے پرندے کھارہے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا کھانا آنے سے پہلے میں تمہیں خواب کی تعبیر بتادوں گا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے میرے قید خانہ کے دوساتھیو! اب خوابوں کی تعبیر سنو۔ تم میں سے ایک (یعنی پہلا) تو پلایا کرے گا اپنے مالک کو شراب یعنی وہ قید سے رہائی پاکر اپنے منصب پر پھر فائز ہوجائے گا لیکن دوسرا سولی دیا جائے گا اور (نوچ) کھائیں گے پرندے اس کے سر سے۔ پس دونوں یہ خواب کی تعبیریں سن کر گھبرا گئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم! ہم نے تو کوئی خواب وغیرہ نہیں دیکھا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اس بات کا حتمی فیصلہ ہوچکا ہے جس کے متعلق تم نے سوال کیا ہے۔ اب یہ ایسا ہی ہوگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا: تم میرا تذکرہ اپنے بادشاہ کے پاس کرنا لیکن شیطان نے اسے بھلادیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو خواب دکھایا۔ اس نے سات موٹی گائیں دیکھیں جنہیں سات دبلی گائیں کھارہی ہیں اور سات سرسبز خوشے ہیں اور دوسرے سات خشک سوکھے ہوئے خوشے ہیں۔ بادشاہ نے تمام جادوگروں، کاہنوں اور قیافہ شناسوں کو جمع کیا اور ان لوگوں کو بلایا جو پرندوں کو جھڑکتے اور وہ انہیں حالات وواقعات بتاتے تھے۔ عربی میں قیافہ شناسوں کے لیے القافہ اور پرندوں کو زجر کرنے والوں کے لیے الحاذہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ ان سب نے کہا: اے بادشاہ سلامت! یہ خواب پریشان ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں ہیں۔ اس وقت وہ شخص بولا جو قید خانے سے بچ گیا تھا ان دو (قیدیوں) میں سے اور (اب) اسے یوسف کی یاد آئی ایک عرصہ بعد: میں بتاتا ہوں تمہیں اس خواب کی تعبیر مجھے قید خانے تک جانے دو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: قید خانہ شہر میں نہیں تھا۔ وہ ساقی یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچا اور عرض کی: ہمیں اس خواب کی تعبیر بتائیں (پھر اس نے بادشاہ کا خواب بیان کیا) تاکہ میں آپ کا جواب لے کر واپس جاؤں لوگوں کی طرف شاید وہ آپ کے علم وفضل کو جان لیں۔ آپ نے فرمایا تم کاشت کرو گے سات سال تک حسب دستور تو جو تم کاٹو اسے رہنے دو خوشوں میں اس طرح تمہارا اناج تادیر باقی رہے گا۔ مگر تھوڑا سا ضرورت کے لیے نکال لو جسے تم کھالو۔ پھر اس خوشحالی کے بعد تم پر ایسے سات سال آئیں گے جو تمہارے اس ذخیرہ شدہ مال کو کھا جائیں گے۔ جو تم نے ان سالوں کے لیے تھوڑا سا محفوظ کرلیا ہوگا پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں مینہ برسایا جائے گا لوگوں کے لیے اور اس سال وہ پھلوں کا رس نکالیں گے۔ جب وہ قاصد آیا اور بادشاہ کو اس خواب کی تعبیر بتائی تو بادشاہ نے کہا اس (یوسف) کو فوراً میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ قاصد آیا تو آپ نے فرمایا: اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ جاؤ اور اس سے پوچھو کہ حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ۔

امام السدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر یوسف علیہ السلام اس وقت باہر آجاتے اس سے پہلے کہ بادشاہ کو آپ کی عظمت شان کا علم ہوتا تو ہمیشہ بادشاہ کے ذہن میں یہ خلش رہتی اور کہتا رہتا کہ اس نے میری بیوی کو بہلایا پھسلایا تھا۔ بادشاہ نے کہا: ان عورتوں کو میرے پاس لاؤ۔ بادشاہ نے ان عورتوں سے پوچھا: کیا معاملہ ہوا تھا جب تم نے یوسف کو بہلایا تھا اپنی مطلب براری کے لیے بیک زبان بولیں حاشاللہ! ہمیں تو اس میں ذرہ بھر برائی معلوم نہیں ہوئی لیکن ہمیں تو بادشاہ مصر کی بیوی نے بتایا تھا کہ اس نے اسے بہلایا پھسلایا تھا مطلب براری کے لیے اور وہ اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا تھا اور شلوار کھولی تھی اور پھر باندھ لی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی (کہ اسے کیا ہوا تھا کہ اس نے کوئی غیر اخلاقی عمل نہیں کیا)۔ عزیز کی بیوی نے کہا اب تو آشکارا ہو گیا حق۔ میں نے ہی اسے پھسلایا تھا اپنی مطلب براری کے لیے بخدا وہ تو سچا ہے۔ یوسف نے کہا: یہ میں نے اس لیے کیا تھا تاکہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی اور اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں ہونے دیتا دغابازوں کی فریب کاری کو۔ عزیز کی بیوی نے کہا: اے یوسف! جب تو نے شلوار کھولی تھی تو اس وقت یہ برائی نہیں تھی؟ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ جب بادشاہ پر حضرت یوسف کا عذر ظاہر ہو گیا تو کہا یوسف کو میرے پاس لے آؤ، میں اسے اپنی ذات کے لیے چن لوں گا۔ میں اسے اپنا معتمد علیہ بنا لوں گا۔ پس اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کا عامل بنا دیا اور اس کی معیشت اور خرید وفروخت کی قوانین کی تیاری اور نفاذ آپ کے سپرد کر دیا، پھر زمین پر بھوک کا دور شروع ہوا اور یعقوب علیہ السلام جس علاقہ میں رہتے تھے وہاں قحط پڑ گیا۔ تو یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مصر کی طرف خوراک لانے کے لیے بھیجا لیکن بنیامین کو ان کے ساتھ نہ بھیجا۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ آپ کو نہ پہچان سکے۔ جب یوسف علیہ السلام نے بھائیوں کو دیکھا تو انہیں اپنے محل میں داخل کیا اور پوچھا کہ مجھے اپنا تعارف کراؤ، میں تمہیں صحیح پہچان نہیں سکا، ان بھائیوں نے کہا: ہم شام کی زمین کے باشندے ہیں۔ آپ نے پوچھا: تم کیسے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم خوراک لے جانے کے لیے آئے ہیں،

حضرت یوسف نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تم جاسوس ہو، تم کتنے افراد ہو؟ انہوں نے کہا ہم دس ہیں، آپ نے فرمایا: تم دس ہزار ہو، تم میں سے ہر ایک ہزار افراد کا امیر ہے۔ تم مجھے صحیح صحیح اپنی بات بتاؤ۔ انہوں نے کہا ہم تمام ایک سچے شخص کے بیٹے ہیں اور آپس میں بھائی ہیں۔ ہم کل بارہ بھائی تھے۔ ہمارے والد صاحب ہمارے ایک بھائی سے بہت پیار کرتے تھے۔ وہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ جنگل میں گیا تو وہ ہلاک ہوگیا۔ وہ ہمارے والد صاحب کو ہم سب میں سے زیادہ پیارا تھا۔ حضرت یوسف نے پوچھا: اب تمہارے والد صاحب کس بیٹے کے پاس رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا اس کے پاس جو اس بھائی سے چھوٹا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تم اپنے والد کو کیسے صدیق کہہ رہے ہو جب کہ وہ بڑوں کو چھوڑ کر چھوٹوں سے پیار کرتا ہے۔ تم اپنے اس بھائی کو میرے پاس لے آؤ تا کہ میں اسے دیکھ لوں اور اگر تم اسے میرے پاس نہ لائے تو (سن لو) کوئی پیمانہ تمہارے لیے میرے پاس نہیں ہوگا اور نہ تم میرے قریب آسکو گے، انہوں نے کہا ہم ضرور اس کے باپ سے اس کے بھیجنے کا مطالبہ کریں گے اور ہم ضرور ایسا کریں گے، حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ تم اسے میرے پاس نہیں لاؤ گے اس لیے تم کسی کو میرے پاس رہن رکھو حتی کہ تم واپس لوٹ آؤ۔ پس شمعون کو ان کے پاس رہن رکھا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو کہا کہ تم چپکے سے ان کا سامان ان کی خورجیوں میں رکھ دو جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا تھا تا کہ وہ پہچان لیں جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس واپس لوٹیں۔ شاید وہ لوٹ کر آئیں۔ جب یعقوب علیہ السلام کے بیٹے غلہ لے کر واپس آئے تو انہوں نے اپنے باپ کو بتایا کہ مصر کے بادشاہ نے ہماری بہت عزت وتکریم کی ہے۔ اگر وہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں سے کوئی ہوتا تو کبھی ہماری اتنی تکریم نہ کرتا۔ اس نے شمعون کو رہن رکھا لیا ہے اور اس نے ہمیں یہ بھی کہا ہے کہ تم میرے پاس اپنے اس بھائی کو لے آؤ جس کے ساتھ تمہارا باپ زیادہ محبت کرتا ہے۔ اس کے بڑے بھائی کے ہلاک ہونے کے بعد تا کہ میں اسے دیکھ لوں۔ اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تم اپنے بھائی کو میرے پاس نہ لائے تو کبھی بھی تم میرے علاقہ میں نہیں آسکو گے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے فرمایا: جب تم بادشاہ مصر کے پاس جاؤ تو انہیں میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ تمہارا باپ تمہارے لیے دعا کرتا ہے اس نوازش پر جو تو نے ہمارے اوپر کی ہے۔ جب انہوں نے اس ابتدائی ملاقات کے بعد اپنی خورجیوں کو کھولا تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا وہ مال واپس کر دیا گیا ہے جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا تھا۔ وہ اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا: اے ہمارے والد محترم! اور ہم کیا چاہتے ہیں، یہ دیکھئے ہمارا مال بھی لوٹا دیا گیا ہے۔ حضرت یعقوب نے جب یہ معاملہ دیکھا تو فرمایا: میں بنیامین کو تمہارے ساتھ ہرگز نہیں بھیجوں گا حتی کہ تم میرے ساتھ قسم کے ساتھ مؤکد وعدہ کرو کہ تم اسے میرے پاس لے آؤ گے مگر یہ کہ تمہیں بے بس کر دیا جائے۔ انہوں نے پختہ وعدہ کر دیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جو ہم گفتگو کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے نظر بد سے بچانے کے لیے فرمایا: کہ تم مصر میں مختلف دروازوں سے داخل ہونا، ایک دروازے سے داخل نہ ہونا۔ پس جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو پہچان لیا۔ آپ نے انہیں ایک مقام پر ٹھہرایا اور کھانا کھلانے کے احکامات جاری فرما دیئے۔ جب رات ہوئی تو آپ نے فرمایا: ہر بستر پر دو دو آدمی سوئیں گے۔

اس تقسیم سے بنیامین اکیلے رہ گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرے ساتھ میرے بستر پر سوئے گا۔ بنیامین نے حضرت یوسف کے ساتھ رات گزاری۔ آپ اسے رات بھر پیار کرتے رہے اور ان کی خوشبو سونگھتے رہے حتی کہ صبح ہوگئی۔ روبیل نے کہا: ہم نے اس کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا۔ اگر ہم اس سے نجات پا جائیں۔ پھر جب انہیں سامان خوراک مہیا کر دیا تو اپنا پیالہ اپنے بھائی کی خورجی میں رکھ دیا جب کہ بھائی کو اس بات کا علم نہ تھا۔ جب وہ چلنے لگے تو ایک پکارنے والے نے پکارا: اے قافلہ والو! بلاشبہ تم چور ہو، وہ حیرت زدہ ہو کر بولے جب کہ وہ ان کی طرف متوجہ تھے کہ کون سی چیز تم نے گم کی ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے بادشاہ کا پیالہ گم کیا ہے، جو شخص وہ پیالہ ڈھونڈ لائے گا اسے بطور انعام بار شتر غلہ دیا جائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ کہنے لگے خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ ہم یہاں زمین میں فساد برپا کرنے کے لیے نہیں آئے اور نہ ہی ہم چور ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے خدام نے کہا: پھر اس کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں وہ پیالہ دستیاب ہو جائے تو وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے، اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے دوسروں کے سامان کی تلاشی شروع کی۔ جب یوسف کے بھائی کا سامان باقی رہ گیا تو اس نے کہا اس غلام کو زیب نہیں دیتا کہ وہ پیالہ اٹھائے۔ انہوں نے کہا اسے نہیں چھوڑا جائے گا حتی کہ تم اس کے سامان کو دیکھ لو۔ تاکہ ہم جائیں تو ہمارے دل خوش اور مطمئن ہوں۔ تلاش کرنے والے نے اپنا ہاتھ اس کے سامان میں ڈالا اور پیالہ اس کے سامان سے نکال لایا۔ یوں تدبیر کی ہم نے یوسف کے لیے کیونکہ یوسف علیہ السلام بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو ساتھ نہیں رکھ سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔ یوسف کے ملازمین نے کہا: یہی شخص اس پیالہ کا بدلہ ہے۔ جب اس خادم نے بنیامین کے سامان سے پیالا نکالا تو بھائیوں کی کمریں ٹوٹ گئیں اور ہلاک ہونے لگے اور کہا اے راحیل کے بیٹو! ہمیشہ تمہاری وجہ سے ہم مسائل میں گرفتار رہے حتی کہ تم نے یہ پیالہ بھی اٹھا لیا۔ بنیامین نے کہا: بنو راحیل! ہمیشہ ہمیں تمہاری وجہ سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے، تم میرے بھائی کو ساتھ لے گئے تھے، تم نے اسے جنگل میں ہلاک کر دیا تھا اور یہ پیالہ بھی میرے سامان میں اس نے رکھا ہے جس نے تمہارے سامان میں پہلی مرتبہ دراہم رکھے تھے۔ بھائیوں نے کہا: ان دراہم کا ذکر نہ کرو کہ وہ بھی وصول کیے جائیں گے۔ بھائی بنیامین کو مارنے لگے اور اسے گالی گلوچ کی۔ جب ملازمین پکڑ کر تمام بھائیوں کو یوسف علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ تو یوسف علیہ السلام نے وہ پیالہ منگوایا اور پھر اس پر ناخن سے چوٹ لگا کر اسے بجایا پھر اسے اپنے کان کے قریب کیا اور فرمایا: یہ میرا پیالہ مجھے بتا رہا ہے کہ تم بارہ بھائی تھے تم نے اپنے ایک بھائی کو بیچ دیا تھا۔ جب بنیامین نے یہ بات سنی تو کھڑے ہو گئے اور پھر یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا اور فرمایا: اے بادشاہ اپنے پیالہ سے پوچھو! کیا وہ میرا بھائی زندہ ہے یا فوت ہو گیا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے پھر اس میں ٹھوکر لگائی اور فرمایا: ہاں وہ زندہ ہے اور عنقریب تو اسے دیکھ لے گا۔ بنیامین نے کہا: جو تم چاہو میرے ساتھ معاملہ کرو، کیونکہ وہ میرے متعلق زیادہ جانتا ہے۔ یوسف علیہ السلام اندر تشریف لائے، تو رونے لگے پھر وضو کیا پھر باہر تشریف لائے، بنیامین نے کہا: اے بادشاہ! میں دیکھتا ہوں کہ تم اپنے پیالے کے ذریعے سچی بات بتاتے ہو، پس تم اس سے بھائی (یوسف) کے متعلق پوچھو۔ اس نے اس کو

ٹھکورا پھر کہا میرا یہ پیالہ ناراض اور غصے میں ہے اور کہتا ہے کہ تم مجھ سے میرے ساتھی کے متعلق پوچھتے ہو جب کہ تم دیکھ چکے ہو۔ حضرت یعقوب کے بیٹے جب غصے میں ہوتے تھے تو ان کو مغلوب نہیں کیا جا سکتا تھا۔ روبیل غصہ میں ہوا تو اٹھ کر کہنے لگا: اے بادشاہ اللہ کی قسم تو ہمیں چھوڑے گا ورنہ میں ایسی چیخ ماروں گا کہ ہر حاملہ عورت کا بچہ گر جائے گا۔ غصہ کی وجہ سے روبیل کے جسم کا ہر بال کھڑا ہو چکا تھا اور اس کے کپڑوں سے باہر آ گیا تھا۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ روبیل کے پاس سے گزر اور اسے مس کر بس اس نے مس کیا تو روبیل کا غصہ ختم ہو گیا۔ روبیل نے کہا یہ کون ہے؟ ان شہروں میں یعقوب علیہ السلام کی نسل کے افراد میں سے کوئی موجود ہے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا یعقوب کون ہے؟ روبیل غصہ میں آ کر کہنے لگا: اے بادشاہ! یعقوب کا تذکرہ نہ کرو، وہ اللہ کی بشارت ہیں اور ابراہیم خلیل اللہ کے بیٹے ذبیح اللہ کی اولاد ہے۔ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: پھر تو سچا ہے۔ جب تم اپنے باپ کے پاس جانا تو انہیں میری طرف سے سلام عرض کرنا اور انہیں کہنا کہ مصر کا بادشاہ تمہیں دعا دیتا ہے کہ تمہیں موت نہ آئے یہاں تک کہ تم اپنے بیٹے یوسف کو دیکھ لو۔ حتیٰ کہ تمہارا باپ جان لے کہ زمین میں اس کی مثل اور بھی صدیقین موجود ہیں۔ جب برادران یوسف مایوس ہو گئے تو یوسف علیہ السلام نے ان کے لیے شمعون کو باہر نکالا جس کو رہن رکھا گیا تھا۔ جب وہ علیحدہ ہوئے تو آپس میں سرگوشی کرنے لگے۔ روبیل جوان سے علم کے اعتبار سے بڑا تھا اس نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے اللہ کے نام کے ساتھ پختہ وعدہ لیا تھا اور اس سے پہلے جو زیادتی یوسف کے حق میں تم کر چکے ہو (وہ بھی تمہیں یاد ہے) پس میں تو اس زمین کو نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میرے والد صاحب مجھے اجازت نہ دیں یا فیصلہ فرمائے اللہ تعالیٰ میرے لیے۔ وہ تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے۔ روبیل مصر میں ٹھہر گیا اور باقی نو بھائی یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے بنیامین کے بارے خبر دی تو آپ رو پڑے اور فرمایا: اے بیٹو! جب بھی تم کسی کام کے لیے گئے ہو ایک بھائی کم کر کے آئے ہو۔ پہلی دفعہ گئے تھے تو یوسف علیہ السلام کو چھوڑ آئے تھے، دوسری دفعہ گئے تھے تو شمعون کو چھوڑ آئے تھے پھر تیسری مرتبہ گئے تو بنیامین اور روبیل کو چھوڑ آئے ہو۔ میرے لیے اب صبر ہی زیبا ہے، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ لے آئے گا میرے پاس ان سب کو۔ بے شک وہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیٹوں سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور سفید ہو گئیں ان کی دونوں آنکھیں غم کے باعث اور وہ اپنے غم کو ضبط کیے ہوئے تھے۔ بیٹوں نے عرض کی: بخدا! آپ ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں یوسف کو کہیں بگڑ نہ جائے آپ کی صحت یا آپ ہلاک نہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: میں تو شکوہ کر رہا ہوں اپنی مصیبت اور اپنے دکھوں کا خدا کی بارگاہ میں اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے۔ یوسف علیہ السلام قید خانہ میں تھے تو جبریل امین آئے اور سلام پیش کیا، جبریل انتہائی خوش شکل انسان کی شکل میں آئے، آپ کی خوشبو بڑی پاکیزہ تھی اور لباس انتہائی اجلا تھا۔ یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا: اے بادشاہ حسن! اے اپنے رب کی بارگاہ کے معزز، اے پاکیزہ خوشبو والے مجھے حضرت یعقوب کے بارے بتایئے وہ کیسے ہیں؟ جبریل نے کہا: وہ تمہاری وجہ سے بہت پریشان ہیں، پوچھا کتنے پریشان ہیں؟ فرمایا اتنے پریشان ہیں جتنا کہ ستر ایسی عورتیں پریشان ہوتی ہیں جن کے بچے فوت ہو چکے ہوں۔ پوچھا ان کا اجر کتنا ہے؟ فرمایا:

ستر شہداء کا۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا میرے بعد وہ کس کے پاس رہے؟ فرمایا تمہارے بھائی بنیامین کے پاس رہے۔ پوچھا کیا میری ان سے ملاقات ہوگی؟ جبریل نے کہا: ہاں اپنے والد کی پریشانی اور تکالیف سن کر یوسف علیہ السلام رونے لگے۔ پھر فرمایا مجھے ان پریشانیوں کی کوئی پرواہ نہیں اگر مجھے اللہ تعالیٰ انہیں دکھادے۔ جب بیٹوں نے بادشاہ کے بلاوے کی خبر دی تو یوسف علیہ السلام کی صحت اچھی ہوگئی اور فرمایا: زمین میں میرے بیٹے کے سوا کوئی صدیق نہیں ہے۔ آپ خواہش کرنے لگے کہ شاید یہ (بادشاہ مصر) میرا بیٹا ہی ہو۔ فرمایا اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی بنیامین کا سراغ لگاؤ اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمت الٰہی سے۔ یعنی یوسف علیہ السلام کی واپسی سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا: اے عزیز! ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو مصیبت پہنچی ہے اور اس مرتبہ ہم حقیری پونجی لے آئے ہیں پس ہمیں پورا ناپ کردیں پیمانہ۔ یعنی ان ردی دراہم کے ساتھ بھی وہ غلہ عطا کرو جو تم ہمیں اچھے دراہم کے ساتھ دیئے تھے اور اس کے علاوہ ہم پر خیرات بھی کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہیں علم ہے جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی سے سلوک کیا تھا جب کہ تم نادان تھے؟ سراپا حیرت بن کر کہنے لگے کیا سچ مچ آپ یوسف ہی ہیں؟ فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ تمام بھائیوں نے معذرت کی اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر بزرگی عطا فرمائی ہے، بے شک ہم ہی خطا کار تھے۔ آپ نے فرمایا: تم پر آج کے دن کوئی گرفت نہیں ہے۔ میں تمہارا جرم ذکر بھی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے۔ پھر آپ نے پوچھا: میرے بعد میرے باپ کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا: غم کی وجہ سے نابینا ہو گئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرا پیراہن لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈالو، وہ بینا ہو جائیں گے اور جا کر لے آؤ میرے پاس اپنے سب اہل وعیال کو۔ یہوذا نے کہا: قمیض یعقوب علیہ السلام کے پاس میں لے گیا تھا جب کہ وہ خون سے لت پت تھی۔ میں نے کہا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ آج بھی میں یہ قمیض لے جاتا ہوں اور انہیں بتاتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں پس میں انہیں خوش کروں گا جیسے میں نے انہیں پریشان کیا تھا۔ شہادت دینے والا یہی یہوذا تھا۔ جب قافلہ مصر سے شام کی طرف روانہ ہوا تو کنعان میں یعقوب علیہ السلام نے خوشبو محسوس کی۔ آپ نے اپنے پوتوں سے کہا: میں یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بیوقوف خیال نہ کرو۔ آپ کے پوتوں نے کہا: بخدا! آپ اپنی پرانی محبت میں مبتلا ہیں جب خوشخبری سنانے والا (یہوذا) آپہنچا اور اس نے وہ قمیص آپ کے چہرے پر ڈالی تو آپ فوراً بینا ہو گئے، آپ نے فرمایا کیا میں نہیں کہا کرتا تھا تمہیں کہ میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کے جتانے سے جو تم نہیں جانتے؟ پھر ان بیٹوں نے اپنے اہل وعیال کو سواریوں پر سوار کیا اور مصر کی طرف چل پڑے۔ جب مصر پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے اپنے اوپر والے بادشاہ سے بات کی۔ یوسف علیہ السلام اور وہ بادشاہ ان کے استقبال کے لیے نکلے۔ جب یوسف علیہ السلام اپنے اہل وعیال سے ملے تو فرمایا مصر میں داخل ہو جاؤ، اگر اللہ نے چاہا تو تم خیر و عافیت سے رہو گے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کے روبرو ہوئے تو آپ نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی۔ یعنی آپ نے اپنے والد اور خالہ کو اپنے عرش کے اوپر بٹھایا (کیونکہ آپ کی والدہ پہلے فوت ہو گئی تھیں اور یعقوب علیہ السلام نے ان کی خالہ سے نکاح کر لیا تھا)۔ جب یعقوب علیہ

السلام پر موت کا وقت قریب ہوا تو آپ نے یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا وصال ہو گیا، آپ پر انہوں نے آلعو پڑھ کر پھونکی پھر آپ کو شام لے جایا گیا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: اے میرے رب! تو نے مجھے یہ ملک عطا فرمایا، مجھے باتوں کے انجام کا علم سکھایا، اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! تو ہی میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں، مجھے ایسی حالت میں وفات دے جب کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے نیک بندوں کے ساتھ ملا دے(1)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آپ پہلے نبی ہیں جنہوں نے موت کا سوال کیا، اس قول کو ابن جریر اور ابن سدی نے اس سورت کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے یہ قول اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے حدثنا وکیع ثنا عمرو بن محمد العبقری عن اسباط عن السدی۔ ابن حاتم نے یہ سند ذکر کی گئی ہے حدثنا عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث ثنا الحسین بن علی ثناعامر بن الفرات عن اسباط عن السدی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان مذکورہ آیات میں اخوہ سے مراد بنیامین ہیں کیونکہ بنیامین یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی تھے۔ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ عصبہ کا اطلاق دس سے چالیس تک افراد پر ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ونحن عصبہ کے تحت نقل کیا ہے کہ عصبہ ایک جماعت کو کہتے ہیں اور اِنَّ اَبَانَا لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنِ کے تحت یہ بھی نقل کیا ہے کہ اپنی رائے میں خطا کیے ہوئے ہے۔(2)

قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ لَا تَقۡتُلُوۡا یُوۡسُفَ وَ اَلۡقُوۡهُ فِیۡ غَیٰبَتِ الۡجُبِّ یَلۡتَقِطۡهُ بَعۡضُ السَّیَّارَةِ اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِیۡنَ ۝۱۰

"ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ نہ قتل کرو یوسف کو (بلکہ) پھینک دو اسے کسی گہرے کنویں کی تاریک تہہ میں، اٹھا لیں گے اسے کوئی راہ چلتے مسافر اگر تم نے کچھ کرنا ہی ہے"۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ کہنے والا روبیل تھا، یہ تمام بھائیوں سے بڑا تھا اور یوسف علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا تھا۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قائل سے مراد شمعون ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ کہنے والا ان کا بڑا بھائی تھا جو پیچھے رہ گیا تھا، الجب سے مراد شام کا کنواں ہے، آپ کو کنویں سے بدو لوگوں نے اچک لیا تھا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 29, 18, 09, 201, 98, 94, 93, 91, 84, 181

2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 184 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 185 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 186

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْجُبِّ سے مراد کنواں ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْجُبِّ سے مراد کنواں ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ بیت المقدس کا کنواں تھا، یہ بیت المقدس کے قریب تھا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ کنواں جس میں یوسف علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا وہ طبریہ کے قریب تھا۔ اس کنویں اور طبریہ کے درمیان چند میلوں کا فاصلہ تھا۔

ابن جریر اور ابن المنذر نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یَلْتَقِطْهُ کو تلتقطه یعنی تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔(4)

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى یُوْسُفَ وَ اِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ ﴿۱۱﴾ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبْ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۱۲﴾

"(یہ طے کرنے کے بعد) انہوں نے (آ کر) کہا: اے ہمارے باپ! کیا ہوا آپ کو کہ آپ اعتبار ہی نہیں کرتے ہم پر یوسف کے بارے میں حالانکہ ہم تو اس کے سچے خیر خواہ ہیں آپ بھیجئے اسے ہمارے ساتھ کل تا کہ خوب کھائے، پیے اور کھیلے کودے اور (کوئی فکر نہ کیجئے) ہم اس کے نگہبان ہیں"۔

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو القاسم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابورزین نے مالك لا تتمنا علی یو سف پڑھا ہے۔ عبید بن نضلہ نے اسے کہا کہ تم نے غلطی کی ہے، ابورزین نے کہا: اس نے غلطی نہیں کی جس نے اپنی قوم کی زبان میں قرأت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نلعب کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ ہم دوڑیں، چاک و چوبند ہوں اور کھیلیں کودیں۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ہارون سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابوعمرو نرتع و نلعب پڑھتے تھے۔ میں نے ابوعمرو سے پوچھا وہ کیسے نرتع و نلعب کہہ رہے ہیں جب کہ وہ تو انبیاء تھے؟ فرمایا: اس وقت وہ انبیاء نہ تھے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے یَّرْتَعْ وَ یَلْعَبْ یعنی یاء کے ساتھ روایت کیا ہے۔(7)

امام ابن زید نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یرتع کو یاء کے ساتھ اور عین کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے یعنی وہ بکریاں چرائے اور غور وفکر کرے اور اس طرح معرفت حاصل کرے جس طرح ایک کامل مرد معرفت حاصل کرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نرتع یعنی نون کے ساتھ اور عین کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی ہم ایک دوسرے کا دفاع اور حفاظت کریں گے۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 186 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 188 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 189 8۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حکم بن عمرالرعینی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے خالد القسری نے قتادہ کی طرف بھیجا تا کہ میں ان سے نرتع و نلعب کے متعلق وضاحت طلب کروں۔ قتادہ نے فرمایا نرتع اور نلعب نہیں ہے کیونکہ انسان نہیں چرتے بلکہ بکریاں چرتی ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان سے روایت کا ہے کہ وہ جمع متکلم کے صیغہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت الاعرج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نرتعی (یعنی) نون اور یاء کے ساتھ پڑھتے تھے اور نلعب کو یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزُنُنِیْۤ اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غٰفِلُوْنَ۝۱۳ قَالُوْا لَىٕنْ اَكَلَهُ الذِّئْبُ وَ نَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّاۤ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ۝۱۴

”آپ نے فرمایا بے شک مجھے غمزدہ بناتی ہے یہ بات کہ تم اسے لے جاؤ اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کھا نہ جائے اس کو بھیڑیا اور تم (سیر و تفریح کے باعث) اس سے بے خبر ہو کہنے لگے اگر کھا جائے اسے بھیڑیا حالانکہ ہم ایک مضبوط جتھہ ہیں بلاشبہ ہم تو بڑے زیاں کار ہوئے“۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور السلفی رحمہم اللہ نے الطیوریات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو تلقین نہ کرو ورنہ وہ جھوٹ بولیں گے۔ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یہ نہیں جانتے تھے کہ بھیڑیا لوگوں کو کھاتا ہے۔ جب حضرت یعقوب نے انہیں تلقین کی تو انہوں نے جھوٹ بولا اور کہا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسی شخص کو مناسب نہیں کہ وہ بیٹے کو برائی کی تلقین کرے کیونکہ یعقوب علیہ السلام کے بیٹے نہیں جانتے تھے کہ بھیڑیا لوگوں کو کھا جاتا ہے حتیٰ کہ ان کے باپ نے انہیں کہا اَنْ تَذْهَبُوْا بِهٖ وَ اَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ الذِّئْبُ، اس جملہ سے انہیں پتہ چلا کہ بھیڑیا انسانوں کو بھی کھا جاتا ہے۔

فَلَمَّا ذَهَبُوْا بِهٖ وَ اَجْمَعُوْۤا اَنْ یَّجْعَلُوْهُ فِیْ غَیٰبَتِ الْجُبِّ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۝۱۵

”پھر جب (بڑے اصرار سے) اسے لے گئے اور سب نے یہی طے کرلیا کہ ڈال دیں اسے کسی گہرے کنویں کی تاریک تہہ میں اور (عین اس وقت) ہم نے اس کی طرف وحی کی (گھبراؤ نہیں) تم ضرور انہیں آگاہ کرو گے ان کے اس فعل پر اور وہ (تیرے رتبہ عالی کو) نہیں سمجھتے“۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو

کنویں کے اندر وحی کی گئی کہ تم اپنے بھائیوں کو ان کے فعل پر ضرور آگاہ کرو گے اور وہ اس وحی کے متعلق نہیں جانتے تھے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی جب کہ کنویں میں تھے کہ تم انہیں آگاہ کرو گے جو انہوں نے کیا اور وہ اس وحی کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے۔ جو کچھ آپ کو اذیت پہنچی تھی اس وحی کی وجہ سے وہ آسان ہو گئی تھی۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ (بھائی) نہیں جانتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی ہے۔

امام ابن جریر نے ابن جریج سے وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ یوسف ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ نہیں جانتے تھے، پیالہ لایا گیا، آپ نے اسے اپنے ہاتھ پر رکھا پھر اسے ٹھوکر لگائی تو وہ بجنے لگا، آپ نے فرمایا یہ پیالہ مجھے بتا رہا ہے کہ تمہارا ایک علاتی بھائی تھا جس کا نام یوسف تھا وہ تمہارے دین کی پیروی کرتا تھا۔ تم اسے باہر لے کر گئے تھے اور اسے کنویں کی گہرائی میں پھینک دیا تھا پھر تم نے باپ کے پاس آ کر کہا تھا کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے اور تم جھوٹے خون میں لت پت اس کی قمیص لائے تھے، برادران یوسف ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یہ پیالہ تو تمہاری باتیں بتا رہا ہے۔ ابن عباس نے فرمایا: یہ آیت لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِاَمْرِهِمْ هٰذَا وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ اس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔(4)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو جبریل امین ان کے پاس آئے اور کہا اے نوجوان! تمہیں اس کنویں میں کس نے ڈالا ہے؟ یوسف علیہ السلام نے کہا میرے بھائیوں نے۔ جبریل نے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا: میرا باپ مجھ سے محبت کرتا تھا اور میرے بھائی مجھ سے حسد کرتے تھے۔ جبریل نے کہا: کیا تم یہاں سے نکلنا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: یہ بات تو یعقوب علیہ السلام کے معبود کے سپرد ہے۔ جبریل نے کہا: یہ دعا کرو، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاسْمِكَ الْمَخْزُوْنِ وَ الْمَكْنُوْنِ یَا بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْاِكْرَامِ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذَنْبِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَ اَنْ تَجْعَلَ لِیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّ اَنْ تَرْزُقَنِیْ مِنْ حَیْثُ اَحْتَسِبُ وَ مِنْ حَیْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔ "اے اللہ میں تجھ سے تیرے پوشیدہ نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں۔ اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! اے بزرگی اور عزت والے!! تو میرے گناہ معاف کر دے، مجھ پر رحم فرما اور میرے لیے میرے معاملہ میں کشادگی اور نکلنے کا راستہ بنا دے اور تو مجھے وہاں سے رزق عطا فرما جہاں سے مجھے ملنے کا گمان ہے اور وہاں سے بھی رزق عطا فرما جہاں سے مجھے ملنے کا گمان ہی نہیں ہے"۔ جب آپ نے ان کلمات سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نجات عطا فرمائی اور نکلنے کا راستہ بنا دیا اور بادشاہ مصر نے آپ کو رزق عطا فرمایا جہاں سے ملنے کا آپ کو گمان بھی نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کلمات کے ساتھ اصرار سے دعا مانگو کیونکہ یہ چیدہ اور نیک لوگوں کی دعا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 192 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کنویں میں تین دن رہے تھے۔

وَ جَآءُوْۤ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ﴿۱۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَ تَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾

''اور آئے اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت گریہ زاری کرتے ہوئے (آکر) کہا باوا جی! ہم ذرا گئے کہ دوڑ لگائیں اور ہم چھوڑ گئے یوسف کو اپنے سامان کے پاس (ہائے افسوس) کھا گیا اس کو بھیڑیا اور آپ نہیں مانیں گے ہماری بات اگرچہ ہم سچے ہیں''۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قاضی شریح کے پاس ایک عورت کوئی جھگڑا لے کر آئی اور وہ رو رہی تھی۔ لوگوں نے کہا: اے ابوامیہ! کیا آپ اس کو دیکھ رہے ہیں کہ یہ رو رہی ہے؟ قاضی شریح نے کہا: یوسف علیہ السلام کے بھائی اپنے باپ کے پاس عشاء کے وقت روتے ہوئے آئے تھے۔

ابوالشیخ نے ابن جریج سے وَمَاۤ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَ لَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ جملہ کلام عرب کے مطابق ہے جیسے تو کہتا ہے تو سچائی کی تصدیق نہیں کرے گا اگرچہ میں سچا بھی ہوں (لَا تُصَدِّقُ بِالصِّدْقِ وَلَوْ كُنْتُ صَادِقًا)۔

وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

''اور لے آئے اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر آپ نے فرمایا (غلط کہتے ہو یوں نہیں) بلکہ آراستہ کر دکھایا تمہیں تمہارے نفسوں نے اس (سنگین جرم) کو (اس جانکاں حادثہ پر) صبر جمیل کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا اس پر جو تم بیان کرتے ہو''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ایک بکرے کا خون قمیص پر لگا کر لائے تھے۔(1)

ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ خون جھوٹا تھا وہ یوسف علیہ السلام کا خون نہیں تھا بلکہ ایک بکرے کا خون تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: برادران یوسف نے ایک ہرن پکڑ کر ذبح کیا تھا اور اس کے خون کے ساتھ یوسف کی قمیص کو لت پت کیا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اس قمیص کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 194   2۔ ایضاً

الٹ پلٹ کر دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے مجھے کوئی ناب و ناخن کا نشان نظر نہیں آرہا ہے، یہ بھیڑیا بڑا مہربان تھا (اس قمیص کو نہیں پھاڑا اور یوسف کو کھا گیا ہے) حضرت یعقوب علیہ السلام پہچان گئے تھے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کی قمیص یعقوب علیہ السلام کے پاس لائی گئی تو اس میں کسی قسم کی پھٹن موجود نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ اگر اس طرح معاملہ ہوتا جس طرح تم کہہ رہے ہو کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے تو اس نے اس کی قمیص بھی پھاڑی ہوتی۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کی قمیص، حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس لائی گئی تو آپ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے۔ آپ نے اس پر خون کے داغ دیکھے لیکن اس میں کوئی پھٹن نہ دیکھی۔ آپ نے فرمایا: بیٹو! اللہ کی قسم! میں نے ایسا حلیم بھیڑیا نہیں دیکھا کہ اس نے میرے بیٹے کو کھالیا اور اس کی قمیص کو باقی رکھا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: برادران یوسف نے ایک بھیڑ کا بچہ ذبح کیا اور قمیص کو اس کے خون سے لت پت کیا۔ جب یعقوب علیہ السلام نے قمیص کو صحیح سلامت دیکھا تو پہچان گئے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بھیڑیا کیسا حلیم تھا کہ اس نے قمیص پر رحم کیا اور میرے بیٹے پر رحم نہ کیا۔(3)

ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یعقوب علیہ السلام کے پاس، یوسف کی قمیص لائے تو آپ نے فرمایا: میں اس پر درندے کے حملہ کا کوئی اثر نہیں دیکھتا اور نہ قمیص میں کوئی پھٹن دیکھتا ہوں۔(4)

امام ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم الجرجانی رحمہ اللہ نے امالی میں حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب علیہ السلام آئے اور انہیں بتایا گیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھیڑیے کو بلایا اور فرمایا: تو نے میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے ثمرہ کو کھایا ہے۔ بھیڑیئے نے کہا: میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ آپ نے پوچھا: تو کہاں سے آیا ہے اور کہاں کا ارادہ ہے؟ بھیڑیے نے کہا میں مصر کی زمین سے آیا ہوں اور جرجان کے علاقہ کی طرف جارہا ہوں، یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: وہاں تجھے کیا فائدہ ہوگا؟ اس نے کہا: میں نے آپ سے پہلے انبیاء کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو کسی دوست یا قریبی کی زیارت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلے ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ہزار گناہ مٹاتا ہے اور ہزار درجات کو بلند کرتا ہے۔ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹوں کو بلایا اور فرمایا: یہ حدیث لکھو، تو بھیڑیے نے ان کے سامنے حدیث بیان کرنے سے انکار کردیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: تم ان کے سامنے حدیث کیوں بیان نہیں کرتے۔ اس نے کہا: یہ نافرمان ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن سیرین سے ایک شخص کے متعلق پوچھا گیا جس نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسواک کررہا ہے اور جب وہ مسواک کو نکالتا تو اس پر خون ہوتا۔ حضرت ابن سیرین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 195 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور جھوٹ نہ بول اور بطور دلیل یہ آیت پڑھی: وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ کے تحت یہ معنی روایت کیا ہے کہ تمہارے نفسوں نے تمہیں حکم دیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ تمہارے نفسوں نے تمہارے لیے اس جرم کو مزین کر دکھایا ہے۔ پس میں صبر جمیل کروں گا اور جو تم بیان کرتے ہو اس پر میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الصبر میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حبان بن ابی حبلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: صبر جمیل وہ ہوتا ہے جس میں شکوہ شکایت نہ ہو۔ جس نے اپنی بات (تکلیف) کو پھیلایا اس نے صبر نہیں کیا۔(2)

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صبر جمیل وہ ہے جس میں جزع وفزع کا گزر نہ ہو۔(3)

ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صبر جمیل وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے شکوہ وشکایت نہ ہو۔

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر نے الثوری سے روایت کیا ہے اور انہوں نے بعض صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صبر کے تین تقاضے ہیں۔ اپنی تکلیف کو کسی کے سامنے بیان نہ کرے اور اپنی مصیبت کا اظہار نہ کرے اور نہ اپنی تعریف کرے۔(4)

وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ۗ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ۗ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

"اور (تھوڑی دیر بعد) ایک قافلہ آیا تو اہل قافلہ نے (پانی لانے کے لیے) اپنا آبکش بھیجا۔ اس نے لٹکایا اپنا ڈول، وہ پکار اٹھا مژدہ باد! (یہ تو کتنا من موہنا) بچہ ہے اور انہوں نے چھپا دیا اسے متاع (گرانبہا) سمجھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو وہ کر رہے تھے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ایک قافلہ آیا اور وہ اس کنویں کے قریب اترا۔ پھر انہوں نے پانی لینے کے لیے اپنا آبکش بھیجا تو اس نے پانی نکالا تو یوسف علیہ السلام بھی نکل آئے۔ وہ یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ وہ حضرت یوسف کا بارگاہ رب العزت میں جو مقام ومرتبہ تھا اسے نہیں جانتے تھے ان کو یوسف علیہ السلام سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ انہوں نے اسے بیچ دیا جب کہ اس کی بیع حرام تھی اور انہوں نے اسے چند درہموں کے عوض فروخت کر دیا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 197 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 198 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 207

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ قافلہ والوں نے اپنا آبکش بھیجا تو اس نے اپنا ڈول کنویں میں لٹکایا۔ یوسف علیہ السلام اس ڈول سے چمٹ گئے، جب وہ باہر نکلے تو اسے آبکش نے کہا: مژدہ باد! یہ کتنا پیارا بچہ ہے، انہوں نے اسے جب نکالا تو اسے فروخت کر دیا۔ یہ بیت المقدس کا کنواں ہے جس کا مکان معلوم ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یا بشری کا یہ معنی لکھا ہے یا بشارہ۔ اے خوشخبری!

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت عبید رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کسائی کو حمزہ عن الاعمش وابی بکر عن عاصم کے سلسلہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے ی کی طرف اضافت کے بغیر یا بشری پڑھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پانی نکالنے والے کے ساتھی کا نام بشریٰ تھا۔ اس نے اسے پکار کر کہا یا بشریٰ جیسے تو کہتا ہے یا زید۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام بشریٰ تھا۔

امام ابن جریر نے ابن عباس سے وَ اَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ یوسف علیہ السلام کے بھائی تھے جنہوں نے یوسف علیہ السلام کی شان کو چھپا دیا تھا اور انہوں نے ظاہر نہیں کیا تھا کہ یہ ان کا بھائی ہے اور یوسف علیہ السلام نے بھی ان کا بھائی ہونا ظاہر نہ کیا تا کہ وہ انہیں قتل نہ کر دیں۔ پس بیع کو اختیار کیا اور انہوں نے آپ کو حقیری قیمت کے ساتھ فروخت کر دیا۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے آپ کی بیع کو چھپا دیا تھا۔(4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تاجروں نے ایک دوسرے سے اس کو چھپایا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ڈول والے اور اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ ہم نے یہ مال رضا کارانہ طور پر فروخت کرنے کے لیے لیا ہے۔ تا کہ دوسرے ساتھی شرکت کا مطالبہ نہ کریں۔ یوسف کے بھائیوں نے قافلہ والوں کا پیچھا کیا اور انہوں نے ڈول لٹکانے والے اور اس کے ساتھیوں سے کہا کہ اس کو مضبوطی سے باندھ دو تا کہ بھاگ نہ جائے حتی کہ وہ مصر تک آپ کو باندھ کر لے گئے۔ آپ نے فرمایا: کون مجھے خریدے گا اور چھپا کر رکھے گا۔ پس آپ کو بادشاہ نے خریدا اور وہ بادشاہ مسلمان تھا۔(6)

وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾

"اور انہوں نے بیچ ڈالا یوسف کو حقیری قیمت پر چند درہموں کے عوض۔ اور وہ (پہلے ہی) اس میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتے تھے"۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو بیچا تھا جب ڈول ڈالنے والے نے ڈول نکالا تھا۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 99-198 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 199 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 201 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 200 7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 202

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ کو حقیر سی قیمت کے عوض بیچا گیا اور فرماتے ہیں: بخس سے مراد حرام ہے ان کے لیے یوسف کا بیچنا ہی حلال نہ تھا اور نہ اس کی ثمن کھانی ان کے لیے حلال تھی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قافلے والوں نے آپ کو فروخت کیا تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حرام ثمن کے ساتھ اسے بیچا تھا اور یوسف علیہ السلام کی بیع حرام تھی اور ان کا خریدنا بھی حرام تھا۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البخس ظلم کو کہتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی ثمن اور ان کا بیچنا ان پر حرام تھا اور آپ کو بیس دراہم میں بیچا گیا تھا۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لقیط (وہ بچہ جو راستہ پر گرا پڑا ہو) کے متعلق آزاد ہونے کا فیصلہ کیا اور دلیل اسی آیت کو بنایا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بدوی کے لیے بیع وشراء مکروہ ہے اور پھر یہ آیت بطور دلیل پڑھی۔ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۭ بَخْسٍ۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ بخس سے مراد قلیل ہے۔(6)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البخس سے مراد قلیل ہے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، الطبرانی اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کو بیس دراہم میں خریدا گیا اور جب آپ نے اپنے گھر والوں کو مصر بلایا تو ان کی تعداد تین سو نوے تھی۔ ان میں جو مرد تھے وہ انبیاء تھے اور جو عورتیں تھیں وہ صدیقات تھیں۔ اللہ کی قسم! وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جب نکلے تھے تو ان کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔(8)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ بیس دراہم تھے۔(9)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بائیس دراہم یوسف کے بھائیوں کے لیے تھے اور کل گیارہ تھے۔(10)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت نوف الشامی البکالی رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(11)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 4-203 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 203 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 204
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 05-204 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 202 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 204
7۔ ایضاً 8۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، جلد 2، صفحہ 625، بیروت
9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 205 10۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 206 11۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 205

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ کو حقیر سی قیمت کے عوض بیچا گیا اور فرماتے ہیں: بخس سے مراد حرام ہے ان کے لیے یوسف کا بیچنا ہی حلال نہ تھا اور نہ اس کی ثمن کھانی ان کے لیے حلال تھی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قافلے والوں نے آپ کو فروخت کیا تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حرام ثمن کے ساتھ اسے بیچا تھا اور یوسف علیہ السلام کی بیع حرام تھی اور ان کا خریدنا بھی حرام تھا۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البخس ظلم کو کہتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام کی ثمن اور ان کا بیچنا ان پر حرام تھا اور آپ کو بیس دراہم میں بیچا گیا تھا۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لقیط (وہ بچہ جو راستہ پر گرا پڑا ہو) کے متعلق آزاد ہونے کا فیصلہ کیا اور دلیل اسی آیت کو بنایا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بدوی کے لیے بیع وشراء مکروہ ہے اور پھر یہ آیت بطور دلیل پڑھی۔ وَ شَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ بخس سے مراد قلیل ہے۔(6)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البخس سے مراد قلیل ہے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، الطبرانی اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کو بیس دراہم میں خریدا گیا اور جب آپ نے اپنے گھر والوں کو مصر بلایا تو ان کی تعداد تین سو نوے تھی۔ ان میں جو مرد تھے وہ انبیاء تھے اور جو عورتیں تھیں وہ صدیقات تھیں۔ اللہ کی قسم! وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جب نکلے تھے تو ان کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔(8)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ بیس دراہم تھے۔(9)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بائیس دراہم یوسف کے بھائیوں کے لیے تھے اور کل گیارہ تھے۔(10)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت نوف الشامی البکالی رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(11)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 4-203 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 203 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 204
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 05-204 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 202 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 204
7۔ ایضاً 8۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین من الانبیاء والمرسلین، جلد 2، صفحہ 625، بیروت
9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 205 10۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 206 11۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 205

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیس دراہم تھے اور وہ دس بھائی تھے، ہر ایک میں دو دو درہم تقسیم کیے تھے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نعیم بن ابی ہند رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تیس درہم تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البخس سے مراد قلیل ہے اور دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ چالیس درہم تھے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ كَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ یعنی یوسف علیہ السلام کے بھائی آپ کے ساتھ دلچسپی نہ رکھتے تھے اور آپ کی نبوت کے متعلق نہ جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو آپ کا مقام و مرتبہ تھا اس کو نہ جانتے تھے۔(3)

وَ قَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ٘ وَ لِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾

"اور کہا اس شخص نے جس نے یوسف کو خریدا تھا اہل مصر سے اپنی بیوی کو عزت و اکرم سے اسے ٹھہراؤ شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا بنالیں ہم اسے اپنا فرزند اور یوں (اپنی حکمت کاملہ سے) ہم نے قرار بخشا یوسف کو (مصر کی) سرزمین میں اور تاکہ ہم سکھادیں اسے خوابوں کی تعبیر اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے ہر کام پر لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ شخص جس نے یوسف علیہ السلام کو خریدا تھا اس کا نام ظفیر بن روحب تھا اور اس کی بیوی کا نام راعیل بنت رعائیل تھا۔(4)

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، وہ شخص جس نے آپ کو عزیز مصر کے ہاں بیچا تھا جب اس نے بیچا تو پوچھا تو کون تھا؟ اس بیچنے والے کا نام مالک بن ذعر تھا؟(5) یوسف علیہ السلام نے اس کو اپنا اور اپنے والد کا نام بتایا، تو وہ آپ کی عظمت شان پہچان گیا۔ اس نے کہا: اگر آپ مجھے پہلے اپنے متعلق بتاتے تو میں آپ کو کبھی فروخت نہ کرتا۔ اب آپ میرے لیے دعا فرمادیں۔ یوسف علیہ السلام نے اس کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے اہل میں برکت عطا فرمائے۔ آپ کی دعا سے ایسی برکت ہوئی کہ اس کی بیوی کو بارہ مرتبہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 206 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 207
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 208 5۔ ایضاً،

حمل ہوا اور ہر حمل سے اس نے دو دو بچے جنم دیئے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں مَثْوٰىهُ سے مراد ٹھہرنے کی جگہ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الطبرانی، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تین افراد انتہائی فراست کے حامل تھے (۱) العزیز جس نے یوسف علیہ السلام کے بارے اپنی بیوی کو کہا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو عزت و اکرام سے ٹھہراؤ، شاید یہ ہمیں نفع پہنچائے یا ہم اسے اپنا فرزند بنالیں (۲) وہ عورت جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی تھی اور پھر اپنے باپ سے کہا تھا کہ اے والد محترم! موسیٰ علیہ السلام کو اجرت پر رکھ لو (۳) ابوبکر صدیق جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا تھا۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ العزیز بادشاہ کے ملازمین میں سے ایک ملازم تھا(4)، کلبی کہتے ہیں وہ بادشاہ کا نان بائی تھا اور اس کو شراب پیش کرنے، دوائی دینے والا تھا اور یہی قید خانہ میں آپ کے ساتھ تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ سے مراد تعبیر الرؤیا ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ فعال ہے یعنی اپنے کام کو کر گزرنے والا ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ لغت عربیہ پر غالب ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے کہ جو یوسف علیہ السلام کو اپنے مرتبہ پر پہنچانے پر غالب ہے۔

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗۤ اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝۲۲

"اور جب وہ پہنچے اپنے پورے جوبن کو تو ہم نے عطا فرمائی انہیں نبوت اور علم اور یونہی ہم نیک جزا دیتے ہیں اچھے کام کرنے والوں کو"۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں اور الطبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ولما بلغ اشدہ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب آپ کی عمر تینتیس سال تھی۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کی عمر پچیس سال ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 208، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً جلد 12، صفحہ 209

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 214، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 209

6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 210 7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 211

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آپ کی عمر تیس سال ہوئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آپ کی عمر بیس سال ہوئی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آپ کی عمر دس سال ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ بالغ ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اشد الحلم اس وقت ہوتا ہے جب انسان کے لیے ثواب و گناہ لکھا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نبوت سے پہلے فقہ، علم اور عقل ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْمُحْسِنِیْنَ سے مراد المهتدین ہیں۔(3)

وَ رَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَ غَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَ قَالَتْ هَیْتَ لَكَ ؕ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾

''اور بہلانے پھسلانے لگی انہیں وہ عورت جس کے گھر میں آپ تھے کہ ان سے مطلب براری کرے اور (ایک دن) اس نے تمام دروازے بند کر دیئے اور (بصد ناز) کہنے لگی بس آ بھی جا۔ یوسف (پاکباز) نے فرمایا خدا کی پناہ (یوں نہیں ہو سکتا) وہ (تیرا خاوند) میرا محسن ہے، اس نے مجھے بڑی عزت سے ٹھہرایا ہے۔ بے شک ظالم فلاح نہیں پاتے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بہلانے پھسلانے والی عزیز کی بیوی تھی۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ اس نے آپ کو اس وقت بہلایا پھسلایا جب آپ مردوں کی عمر تک پہنچ گئے۔

امام عبدالرزاق، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، الطبرانی، ابوالشیخ اور ابو مردویہ نے ابن وائل سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود هَیْتَ لَكَ کو هاء اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ہم نے کہا لوگ تو هَیْتَ لَكَ پڑھتے ہیں۔ عبداللہ نے فرمایا مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو میں اس طرح پڑھوں گا جس طرح مجھے پڑھایا گیا ہے۔ میرے نزدیک یہی محبوب ہے۔(4)

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اسے ہاء اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور ہمزہ کے ساتھ نہ پڑھتے تھے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 211 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 212

4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 216 5۔ ایضاً

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ھَیْتَ لَکَ یعنی ہا اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھایا ہے یعنی آؤ، یہ فقط تیرے لیے اجازت ہے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے جس طرح عبداللہ بن مسعود پڑھتے تھے یعنی ہاء اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ یعنی اس نے یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف بلایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ حورانیہ زبان کا لفظ ہے۔ جس کا معنی ہے ادھر آؤ یہ حکم صرف تیرے لیے ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ قبطی زبان کا لفظ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی تعال (آؤ) ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے اپنے آپ کو زمین پر ڈال دیا اور چت لیٹ گئی اور اپنی طرف یوسف کو بلایا، یہ بھی ایک لغت ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو ڈال دیا اور چت لیٹ گئی اور یوسف کو اپنی طرف بلایا۔(4)

امام ابوعبید، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ھِیْتُ لَکَ کو ہا کے کسرہ اور تاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی ہے میں تیرے لیے تیار ہوں۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس کو ہاء مکسرہ اور تاء مضمومہ کے ساتھ پڑھا ہے اور درمیان میں ہمزہ پڑھا ہے، اس کا معنی بھی یہی ہے کہ میں تیرے لیے تیار ہوں۔(5)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن الازرق نے پوچھا کہ مجھے ھَیْتَ لَکَ کے متعلق بتائیں تو آپ نے فرمایا: اس کا مطلب ہے میں تیرے لیے تیار ہوں، اٹھ اور اپنی حاجت پوری کر لے۔ اس نے کہا: کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے احیحہ الانصاری کا یہ قول نہیں سنا؟

بِهٖ اُحْيِيَ الْمُصَابُ اِذَا دَعَالَ   اِذَا مَاقِيْلَ لِاَ بْطَالٍ هَيْتَا

"اس کے ذریعے مصیبت زدہ کو بچایا جاتا ہے جب وہ اس کو بلاتا ہے جب نوجوانوں کو کہا جاتا ہے کہ اٹھو، اپنی ضرورت پوری کرلو"۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابووائل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ھَیْتُ لَکَ یعنی تاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے تھے جس کا معنی ہے کہ میں تیرے لیے تیار ہوں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 214 | 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 213 | 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 214
4۔ ایضاً | 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 215 | 6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے زر بن حبیش سے روایت کیا ہے کہ وہ هَيْتَ لَكَ کو تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابو عبید نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ نسائی بھی اس کو بیان کرتے ہوئے کہتے کہ یہ اہل نجد کی لغت ہے اور حجاز میں بھی استعمال ہونے لگی ہے۔ اس کا معنی تعال ہے۔(1)

امام ابو عبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عامر الیحصبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے هَيْتَ لَكَ کو ہاء کے کسرہ اور تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انه ربی سے مراد اس عورت کا خاوند ہے، یعنی میرا سردار۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے عورت کا خاوند مراد ہے۔

وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَاۤ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۲۴

"اور اس عورت نے تو قصد کر لیا تھا ان کا اور وہ بھی قصد کرتے اس کا اگر نہ دیکھ لیتے اپنے رب کی (روشن) دلیل۔ یوں ہوا تا کہ ہم دور کر دیں یوسف سے برائی اور بے حیائی کو بے شک وہ ہمارے ان بندوں میں تھا جو چن لیے گئے ہیں"۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جب اس عورت نے ارادہ کیا تو اپنے آپ کو آراستہ کیا، پھر اپنے بستر پر چت لیٹ گئی، یوسف نے اس کا ارادہ کیا اور اس کے قدموں کے درمیان بیٹھ گئے، اپنے کپڑے اتارے تو آسمان سے ندا آئی: اے ابن یعقوب اس پرندے کی مانند نہ ہو جاؤ جس کے پر نوچ لیے جاتے ہیں اور وہ بغیر پروں کے ہوتا ہے۔ آپ اس آواز سے نصیحت حاصل نہ کر سکے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے برہان جبریل علیہ السلام کو یعقوب علیہ السلام کی صورت میں اپنے منہ میں انگلی کاٹتے ہوئے دکھایا۔ یوسف علیہ السلام گھبرا گئے اور شہوت انگلیوں کے پوروں سے نکل گئی(3)۔ آپ دروازے کی طرف دوڑے تو دروازے کو بند پایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دروازے پر اپنا پاؤں مارا تو وہ کھل گیا۔ عورت نے آپ کا پیچھا کیا اور آپ کو پکڑ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ حضرت یوسف کی قمیص میں ڈالا اور اسے پھاڑ دیا حتی کہ آپ کی پنڈلی کے پٹھہ تک پہنچ گئی۔ تو دونوں نے عورت کے خاوند کو دروازے کے سامنے پایا۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ اور ابو نعیم نے الحلیہ میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کہاں تک پہنچے تھے؟ فرمایا انہوں نے شلوار کھولی اور ختنہ کرنے والی جگہ بیٹھے تو آواز آئی: اے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 14-213 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 217 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 22-221

یوسف! اس پرندے کی طرح نہ ہو جا جس کے پر ہوتے ہیں۔ جب وہ بدکاری کرتا ہے تو اس کا ایک پر بھی نہیں ہوتا۔(1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عورت نے آپ سے خواہش کی، آپ نے بھی ارادہ کیا۔ آپ نے ازار بند کھولنے کا ارادہ کیا تو عورت اٹھ کر کمرے کے کونے میں رکھے موتیوں اور یاقوت سے مرصع بت کو کپڑے سے ڈھانپنے لگی۔ حضرت یوسف نے پوچھا یہ کیا کر رہی ہے؟ اس نے کہا مجھے حیا آتی ہے کہ میرا معبود مجھے اس حالت میں دیکھے، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تو اس بت سے حیا کرتی ہے جو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور میں اپنے اس معبود سے حیا نہ کروں جو ہر نفس کے ہر عمل کو قائم رکھنے والا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: تو مجھ سے کبھی اپنی خواہش پوری نہیں کر سکتی۔ یہ دلیل تھی جو آپ نے دیکھ لی تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے شلوار کھولی جب وہ ناف کے نیچے تک پہنچی تو وہ عورت کے پاس اس طرح بیٹھے جس طرح مرد اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے تو آپ کو یعقوب علیہ السلام کی صورت دکھائی گئی۔ آپ نے اپنا ہاتھ حضرت یوسف علیہ السلام کے سینہ پر مارا تو آپ کی شہوت انگلیوں کے پوروں سے نکل گئی۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ کے تحت روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو کمرے کے وسط میں دیکھا کہ آپ اپنے انگوٹھے کاٹ رہے ہیں، حضرت یوسف علیہ السلام یہ منظر دیکھ کر پیچھے کی طرف بھاگے اور کہا: اے والد محترم آپ کے حق کی قسم! میں کبھی پھر ایسے جرم کا تصور نہیں کروں گا۔(3)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عکرمہ اور سعید بن جبیر سے اس مذکورہ جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے شلوار کھولی اور خاوند کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھے، تو یعقوب علیہ السلام کے چہرہ کی صورت نظر آئی جو اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے پس یعقوب علیہ السلام نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا تو انگلیوں کے پوروں سے شہوت نکل گئی، پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہر بچے کی اولاد بارہ تھی لیکن یوسف علیہ السلام کی شہوت کے کم ہو جانے کی وجہ سے آپ کی اولاد گیارہ تھی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی صورت آپ کے سامنے آئی تو انہوں نے یوسف علیہ السلام کے سینہ پر ہاتھ مارا تو ان کی شہوت انگلیوں کے پوروں سے نکل گئی۔ پس یعقوب علیہ السلام کے ہر بیٹے کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے لیکن یوسف علیہ السلام کے صرف دو بچے ہوئے۔(5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی دیکھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں معصیت سے بچا لیا اور ہمیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 22-220 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 219 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 223
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 224

بتایا گیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی تصویر ان کے سامنے آئی تھی جب کہ وہ اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے اور کہہ رہے تھے اے یوسف! کیا تو بیوقوفوں کے عمل کا ارادہ کرتا ہے جب کہ تو انبیاء کے زمرہ میں لکھا ہوا ہے۔ یہی برہان تھی جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہر شہوت جوان کے اعضا میں تھی نکال دی۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی انگلیاں کاٹتے ہوئے دیکھا اور وہ کہہ رہے تھے یوسف! یوسف!(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے آئی جب کہ آپ اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے اور فرمارہے تھے: یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم خلیل الرحمٰن تیرا نام انبیاء میں درج ہے اور تو بیوقوفوں جیسا عمل کر رہا ہے؟(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت دیوار میں دیکھی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کمرے کی چھت پھٹ گئی تھی اور انہوں نے یعقوب علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے۔(5)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے الزوائد میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے ارادہ فرمایا تو ان سے کہا گیا اے یوسف اپنا سر اٹھاؤ، آپ نے سر اٹھایا تو کمرے کی چھت میں ایک تصویر دیکھی جو یہ کہہ رہی تھی اے یوسف! تو انبیاء کے زمرے میں لکھا ہوا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے معصیت سے محفوظ کر لیا۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کمرے کی چھت میں ایک تصویر دیکھی جو یوسف، یوسف پکار رہی تھی۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حمید بن عبدالرحمٰن نے انہیں بتایا کہ یوسف علیہ السلام نے جو برہان دیکھی تھی وہ یعقوب علیہ السلام تھے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آواز دی گئی اے ابن یعقوب! اس پرندے کی طرح نہ ہو جا جس کے پہلے پر ہوتے ہیں پھر جب وہ زنا کرتا ہے تو بیٹھ جاتا ہے اور اس کے اوپر کوئی پر نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے آواز کی طرف کوئی توجہ نہ دی تو آپ بیٹھے اور سر اٹھایا تو یعقوب علیہ السلام کا چہرہ دیکھا جب کہ آپ اپنی انگلیوں کو کاٹ رہے تھے تو یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے حیاء کی وجہ سے ڈر کر کھڑے ہو گئے۔(8)

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 225
2۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 223
3۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 225
4۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 224
5۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 223
6۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 225
7۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 223
8۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 224

امام ابن جریر نے حضرت علی بن بدیمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہر بیٹے کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے لیکن یوسف علیہ السلام کے گیارہ بیٹے پیدا ہوئے کیونکہ آپ کی شہوت نکل گئی تھی۔(1)

امام ابن جریر نے شمر بن عطیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام کی صورت کو دیکھا آپ انگلیاں کاٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے: اے یوسف! پس آپ جہاں تھے رک گئے اور کھڑے ہو گئے۔(2)

ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام کی صورت آپ کے سامنے آئی تو آپ کو حیاء آ گیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے الاوزاعی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ نے اللہ کی کتاب کی آیت دیکھی جس نے آپ کو منع کیا اور وہ دیوار پر آپ کے لیے متصور ہوئی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جو برہان دیکھی تھی وہ کتاب اللہ کی تین آیات تھیں وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (الانفطار) ''حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں، جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو''۔

(۲) وَ مَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّ مَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّ لَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ (یونس: 61) ''اور نہیں ہوتے آپ کسی حال میں اور نہ آپ تلاوت کرتے ہیں اس حال میں کچھ قرآن اور (اے لوگو!) نہ تم کچھ عمل کرتے ہو مگر (ہر حال میں) ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب بھی تم شروع ہوتے ہو کسی کام میں''۔

(۳) اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ (الرعد: 33) ''کیا وہ خدا جو نگہبانی فرما رہا ہے ہر نفس کی اس کے اعمال (نیک و بد) کے ساتھ''۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے کمرے کے اندر ایک کونے میں یہ آیت کریمہ لکھی ہوئی دیکھی: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ (الاسراء) ''اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے''۔(5)

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یوسف علیہ السلام اور عزیز کی بیوی خلوت میں ہوئے تو ان کے درمیان بغیر جسم کے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس کے اوپر عبرانی لغت میں لکھا ہوا تھا اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ (الرعد: 33) پھر وہ ہاتھ غائب ہو گیا اور وہ دونوں اپنی جگہ کھڑے ہو گئے پھر وہ ہاتھ ظاہر ہوا تو اس پر عبرانی میں یہ لکھا ہوا تھا: وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (الانفطار) پھر ہاتھ غائب ہو گیا تو وہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ ہاتھ تیسری مرتبہ ظاہر ہوا تو اس پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی: وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا ﴿۳۲﴾ (الاسراء) ہاتھ غائب ہو گیا اور وہ اسی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ ہاتھ چوتھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 225 | 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 226 | 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 226
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 227 | 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 226۔

مرتبہ ظاہر ہوا تو اس پر یہ لکھا ہوا تھا وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۗ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۸۱﴾ (البقرۃ) ''اور ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس میں اللہ کی طرف پھر پورا پورا دے دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا ہے اور ان پر زیادتی نہ کی جائے گی''۔ پس یوسف علیہ السلام یہ پڑھ کر بھاگ گئے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو فرشتے کی تصویر نظر آئی تھی۔(1)

امام ابوالشیخ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام عورت کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تو اس میں ایک سونے کا بت رکھا ہوا تھا۔ اس عورت نے کہا: آپ یہاں ٹھہریں میں بت کو ڈھانپ دیتی ہوں، مجھے اس سے شرم آتی ہے، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ عورت ایک بت سے حیا کرتی ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا زیادہ حق دار ہوں۔ پس آپ اس عورت سے دور ہو گئے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں السُّوْٓءَ اور الْفَحْشَآءَ سے مراد زنا اور ثنائے قبیح ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ۔ یعنی وہ میرے ایسے بندوں میں سے ہے جو اللہ کے ساتھ کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے۔

وَ اسْتَبَقَا الْبَابَ وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّ اَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾

''اور دونوں دوڑ پڑے دروازے کی طرف اور اس عورت نے پھاڑ ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور (اتفاق ایسا ہوا کہ) ان دونوں نے کھڑا پایا اس کے خاوند کو دروازے کے پاس۔ جھٹ بول اٹھی (میرے سرتاج! بتایئے) کیا سزا ہے اس کی جو ارادہ کرے تیری بیوی کے ساتھ برائی کا بجز اس کے کہ اسے قید کر دیا جائے یا اسے دردناک عذاب دیا جائے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسْتَبَقَا الْبَابَ، یعنی یوسف اور عورت دروازے کی طرف دوڑے۔(3)

ابن ابی حاتم نے یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبداللہ کی قرأت میں یہ و وجدا سیدھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السید سے مراد خاوند ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 227
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 198، مصر
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 228
4۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت نوف الشامی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام خاوند کے سامنے اس کی برائی بیان کرنا نہیں چاہتے تھے۔ حتی کہ عورت نے جب کہا: مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا تو حضرت یوسف علیہ السلام کو غصہ آ گیا اور فرمایا هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ۔ (1)

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِلَّاۤ اَنْ یُّسْجَنَ اَوْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ سے مراد قید کرنا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام نے تین مقامات پر ٹھوکر کھائی (۱) جب آپ نے عورت کا ارادہ کیا اور آپ کو قید میں ڈال دیا گیا (۲) جب آپ نے فرمایا اپنے مالک کے پاس میرا ذکر کر۔ پس آپ کئی سال قید خانہ میں رہے اور شیطان نے اسے فراموش کرا دیا کہ وہ اپنے بادشاہ کے پاس یوسف کا ذکر کرے (۳) جب آپ نے فرمایا اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (تم چور ہو) تو بھائیوں نے کہا اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی ہے۔

قَالَ هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اِنْ كَانَ قَمِیْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِیْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَیْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَیْدَكُنَّ عَظِیْمٌ ﴿۲۸﴾

"آپ نے (جواباً) فرمایا (میں نے نہیں بلکہ) اس نے بہلانا چاہا ہے مجھے کہ مطلب براری کرے اور گواہی دی ایک گواہ نے جو عورت کے خاندان سے تھا (کہ دیکھو!) اگر یوسف کی قمیص آگے سے پھٹی ہوئی ہے تو اس نے سچ کہا اور وہ جھوٹوں میں سے ہے اور اگر اس کی قمیص پھٹی ہوئی ہو پیچھے سے تو پھر اس نے جھوٹ بولا اور یوسف سچوں میں سے ہے پس جب عزیز نے دیکھا پیرا ہن یوسف کو کہ پھٹا ہوا ہے پیچھے سے تو بول اٹھا یہ سب تم عورتوں کا فریب ہے۔ بے شک تم عورتوں کا فریب بڑا (خطرناک) ہوتا ہے"۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ شَهِدَ شَاهِدٌ کا مطلب کہ ایک فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کیا۔ (2)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ گواہی دینے والا وہ بچہ تھا جو پنگھوڑے میں تھا۔ (3)

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ گواہی دینے والا وہ بچہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے گھر میں بولنے کی توفیق بخشی تھی۔ (4)

امام احمد، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 230
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 232
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 231
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 230

نے فرمایا: چار آدمیوں نے صغر سنی میں گفتگو کی تھی (۱) فرعون کو کنگھی کرنے والی کا بیٹا (۲) یوسف علیہ السلام کا شاہد (۳) جریج (راہب) کا ساتھی (بچہ جس کی نسبت غلط طور پر جریج کی طرف کی گئی تھی) (۴) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام، صاحب یوسف، صاحب جریج نے پنگھوڑے میں گفتگو کی تھی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریج، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف کے متعلق گواہی دینے والا وہ بچہ ہے جو پنگھوڑے میں تھا۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ گواہی دینے والا شخص باریش تھا۔(3)

امام الفریابی، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ بادشاہ کے خاص افراد میں تھا۔(4)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ یہ گواہی دینے والا ایسا شخص تھا جس کے پاس عقل وفہم موجود تھی۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ وہ گواہ، عورت کے چچا کا بیٹا تھا اور وہ حکیم تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ ایک دانا شخص تھا، اس نے کہا: قمیص ان کے درمیان فیصلہ کرے گی اگر قمیص پھٹی ہوئی ہے...... الخ۔(6)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کی قمیص میں تین نشانیاں ظاہر ہوئیں (۱) جب وہ پیچھے سے پھٹی (۲) جب حضرت یعقوب کے چہرے پر ڈالی گئی تو حضرت یعقوب علیہ السلم بینا ہو گئے (۳) جب وہ جھوٹا خون لگا کر حضرت یعقوب کے پاس آئے تو آپ نے پہچان لیا کہ اگر بھیڑیے نے اسے کھایا ہوتا تو اس کی قمیص پر ضرور پھٹن ہوتی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے وہ گواہی دینے والا نہ انسان تھا نہ جن تھا، وہ اللہ کی ایک مخلوق تھا اور بعض روایات میں ہے کہ آپ کی قمیص پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی اور یہ آپ کی پاک دامنی کی شہادت تھی۔(7)

يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَاسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿۲۹﴾

''اے یوسف (پاکباز) اس بات کو جانے دو اور (اے عورت) اپنے گناہ کی معافی مانگ۔ بے شک تو ہی قصور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 230
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 232
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 231
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 232
6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 232-33
7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 233

واروں میں سے ہے''۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس آیت میں هٰذَا سے مراد هذا الامر یا هذا الحدیث (یہ بات، یہ معاملہ) ہے۔ نیز عورت کو خطاب ہے کہ تو اپنے رب سے مغفرت طلب کر۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے یوسف! اس عمل کا تذکرہ نہ کر۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ مصر نے حلم کا مظاہرہ کرتے ہوئے عورت سے کہا کہ اپنے جرم کی معافی مانگ۔ بے شک تو خطا کاروں سے ہے۔

وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳۰

''اور کہنے لگیں عورتیں شہر میں کہ عزیز کی بیوی بہلاتی ہے اپنے (نوجوان) غلام کو تا کہ اس سے مطلب براری کرے، اس کے دل میں گھر کر گئی ہے محبت، ہم دیکھ رہی ہیں اسے کہ وہ کھلی گمراہی میں ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا کا معنی یہ ہے کہ زلیخا پر یوسف کی محبت غالب آ گئی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ یوسف کی محبت نے اس کو قتل کر دیا ہے، الشغف اس محبت کو کہتے ہیں جو قاتل ہو۔ الشعف اس سے کم محبت کو کہتے ہیں اور شغاف، دل کے پردے کو کہتے ہیں۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا کا کیا مطلب ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یوسف علیہ السلام کی محبت سے زلیخا کا دل بھر گیا تھا۔ ابن نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، تو نے نابغہ بن ذبیان کا یہ شعر نہیں سنا:

وَفِي الصَّدْرِ حُبٌّ دُوْنَ ذَالِكَ دَاخِلٌ وَحَوْلَ الشَّغَافِ غَيَّبَتْهُ الْاَضَالِعُ

''سینے میں محبت داخل ہو چکی ہے اور اس کے پردے کے اردگرد جس کو پسلیوں سے غائب کر دیا گیا''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے محبت اس کے دل سے چمٹ گئی تھی۔(3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر، ابوالشیخ نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ وہ شَغَفَهَا حُبًّا پڑھتے تھے تو فرماتے بَطَنَهَا حُبًّا۔ یعنی محبت اس کے اندر داخل ہو چکی تھی اور اہل مدینہ کہتے ہیں بَطَنَهَا حُبًّا یعنی محبت اندر داخل ہو چکی ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الشغوف محبت کرنے والے کو کہتے ہیں اور المشغوف، محبوب کو کہتے ہیں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 234، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 236 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں الشغف کا معنی محبت ہے اور الشعف مشتق ہے شعف الداب سے یہ اس وقت کہتے ہیں جب وہ ڈر جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے قَدْ شَعَفَهَا حُبًّا عین مہملہ کے ساتھ ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الشغف سے مراد وہ محبت ہے دل سے چمٹ جائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الشغاف اس رقیق سفید پردے کو کہتے ہیں جو دل کے اوپر ہوتا ہے۔ محبت اس کو چیر کر دل تک پہنچ جاتی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الشغف اور الشعف دونوں مختلف ہیں الشعف بغض کے لیے اور الشغف محبت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد العبادی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے یوسف علیہ السلام سے کہا میں آپ سے محبت کرتا ہوں، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں نہیں چاہتا کہ اللہ کے علاوہ مجھ سے کوئی محبت کرے۔ میں اپنے باپ کی محبت کی وجہ سے کنویں میں ڈالا گیا اور عزیز کی بیوی کی محبت کی وجہ سے قید خانہ میں ڈالا گیا۔

ابن جریر اور ابو الشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف کی محبت اس عورت کے دل میں داخل ہوگئی تھی۔(4)

ابن جریر اور ابو الشیخ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف کی محبت اس کے دل کے پردے کے نیچے داخل ہوگئی تھی۔(5)

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ یوسف کی محبت میں ہلاک ہوگئی۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الاعرج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ قد شعفھا کو عین مہملہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرمایا قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا یعنی غین معجمہ کے ساتھ ہوتا تو اس کا معنی ہوتا کہ یوسف اس سے محبت کرتا ہے۔(7)

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَ اَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّ قَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَ قَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَ قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾

"پس جب زلیخا نے سنا ان کی مکارانہ باتوں کو تو اس نے انہیں بلا بھیجا اور تیار کیں ان کے لیے مسندیں اور (جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 238
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 237
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 239
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 236
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 237
7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 238

وہ آ گئیں تو) دے دی ہر ایک کو ان میں سے ایک ایک چھری اور یوسف کو کہا کہ (ذرا) نکل (تو) آ ؤ ان کے سامنے۔ پس جب (یوسف آئے اور) انہوں نے اس کو دیکھا تو اس کی عظمت (حسن) کی قائل ہو گئیں اور (وارفتگی کے عالم میں) کاٹ بیٹھیں اپنے ہاتھوں کو اور کہنے لگیں سبحان اللہ! یہ انسان نہیں بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مکرھن سے مراد ان کی باتیں ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ان کا عمل ہے۔ قرآن میں جہاں بھی مکر استعمال ہوا ہے اس سے مراد عمل ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ اس نے تمام عورتوں کی مسندیں تیار کیں اور اس معاشرہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب دسترخوان لگا دیتے تو ہر انسان کو ایک چھری دیتے جس کے ساتھ وہ چیزیں کاٹ کر کھاتا تھا۔ جب ان عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو وہ آپ کی عظمت حسن کی قائل ہو گئیں اور وہ چھریوں کے ساتھ اپنے ہاتھ کاٹنے لگیں اور وہ اتنی مخمور تھیں کہ وہ سمجھ رہی تھیں کہ وہ اپنا کھانا کاٹ رہی ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عزیز کی بیوی نے ان عورتوں کو اترنج کا پھل دیا اور ہر ایک کو چھری بھی دے دی جب انہوں نے یوسف کو دیکھا تو اس کی عظمت حسن کی قائل ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹنے شروع کر دیئے اور ان کا گمان یہ تھا کہ وہ اترنج (لیموں) کے پھل کاٹ رہی ہیں۔(3)

امام مسدد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ المتکا سے مراد اترنج کا پھل ہے اور وہ متکا کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُتَّكًا سے مراد اترنج (لیموں) ہے۔(5)

امام ابو عبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے ایک تیسرے طریق سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جنہوں نے مُتَّكًا کو شد کے ساتھ پڑھا تو ان کے نزدیک اس سے مراد طعام ہے اور جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ان کے نزدیک اس سے مراد اترنج ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن تمام ابی عبید اللہ القسری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مُتَّكًا حبش کی زبان کا لفظ ہے اور وہ اترنج کو مُتَّكًا کہتے ہیں۔ ابو الشیخ ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ وہ مُتَّكًا کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اترنج ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد کھانا، پینا اور مسند ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 240 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 45-44-240 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 46-243
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 241 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 242
7۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 240

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ **مُتَّكَـًٔا** سے ہر ایسی چیز مراد ہے جو چھری سے کاٹی جاتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عزیز کی بیوی نے عورتوں کو اترنج اور شہد دیا تو انہوں نے چھری کے ساتھ اترنج کاٹا اور اسے ہاتھ کے ساتھ کھایا۔ جب یوسف کو کہا گیا کہ ان کے سامنے باہر نکلو تو آپ باہر تشریف لائے۔ عورتوں نے آپ کے حسن کو دیکھا تو آپ کے حسن کی عظمت کی قائل ہو گئیں اور ایسی مسحور ہوئیں کہ اپنے ہاتھوں کو چھریوں سے کاٹنا شروع کر دیا۔ ان کے ہاتھوں میں اترنج تھا اور انہیں ہاتھ کٹنے کی خبر ہی نہ ہوئی اور وہ سمجھ رہی تھیں کہ وہ اترنج کاٹ رہی ہیں۔ حسن یوسف کو دیکھ ان کی عقلیں ضائع ہو گئیں اور انہوں نے کہا حاشاللہ! یہ انسان نہیں ہے بلکہ یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت درید بن مجاشع کے طریق سے بعض مشائخ سے روایت کیا ہے کہ اس عورت نے اپنے منتظم سے کہا کہ یوسف علیہ السلام کو سفید لباس پہنا کر ان کے پاس لاؤ۔ کیونکہ سفید لباس میں خوبصورت مزید نکھرا ہوا لگتا ہے اس نے عورتوں پر یوسف علیہ السلام کو پیش کیا جب کہ وہ اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے پھل کاٹ رہی تھیں۔ جب انہوں نے یوسف کو دیکھا تو اپنے ہاتھ کاٹ دیئے اور حسن یوسف کو دیکھنے کے نشہ میں محسوس بھی نہ کیا کہ ان کے ہاتھ کٹ گئے ہیں۔ وہ آپ کی طرف متوجہ تھیں پھر زلیخا نے واپس جانے کا یوسف کو اشارہ کیا تو وہ پیچھے سے آپ کو تک رہی تھیں، دیدار یوسف سے ایسی مدہوش ہوئیں کہ اپنے ہاتھ کاٹ دیئے لیکن تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ پھر جب آپ چلے گئے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور تکلیف محسوس کی اور انہوں نے واپس جانا شروع کیا تو عزیز کی بیوی نے کہا: تم نے اسے ایک گھڑی دیکھا اور تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے۔ اب بتائیں میری حالت کیسی ہوتی ہوگی، انہوں نے کہا حاشاللہ! یہ انسان نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے عبد العزیز بن الوزیر بن الکمیت بن زید بن الکمیت الشاعر نے بتایا کہ میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کر کے مجھے بتایا کہ انہوں نے میرے دادا کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ **فَلَمَّا رَاَیْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ** کا مطلب یہ ہے کہ ان کی یوسف کو دیکھ کر منی ٹپک پڑی پھر انہوں نے بطور دلیل یہ شعر پڑھا:

لَمَّا رَاَتْهُ الْخَيْلُ مِنْ رَأْسِ شَاهِقٍ ۔۔۔ صَهِلْنَ وَاَكْبَرْنَ الْمَنِيَّ الْمُدَفَّقَا

"جب گھوڑوں نے اسے بلند چوٹی سے دیکھا تو وہ ہنہنائے اور انہوں نے منی ٹپکائی"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس عن ابیہ عن جدہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو انہیں خوشی کی وجہ سے حیض آ گیا اور شاعر نے کہا ہے:

نَاتِي النِّسَاءَ لَدَى اَطْهَارِ هِنَّ ۔۔۔ وَلَا نَاتِي النِّسَاءَ اِذَا اَكْبَرْنَ اِكْبَارًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 240
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 49-44-243

"ہم عورتوں کے پاس ان کی حالت طہر میں آتے ہیں اور ہم ان کے پاس نہیں آتے جب ان کو حیض آتا ہے"۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ آپ کی عظمت حسن کی قائل ہو گئیں۔ وَ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ اور انہوں نے چھری کے ساتھ اپنے ہاتھ کاٹے حتی کہ وہ انہوں نے پھینک دیں۔ حاشاللہ کی تشریح میں معاذ اللہ فرمایا ہے۔(2)

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں، الخطیب رحمہ اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت اسید بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں حاش للہ تھا یعنی اس میں شین کے بعد الف نہیں تھا۔

ابن جریر نے ابو الحویرث الحنفی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مَا هٰذَا بِشَرًا پڑھا ہے یعنی یہ (غلام) خریدا ہوا نہیں ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عورتوں نے کہا: یہ تو اپنے حسن کی وجہ سے فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ لگتا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن اساس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب عورتیں آرام سے اپنی اپنی مسندوں پر بیٹھ گئیں تو عزیز کی بیوی نے اپنے کھانے کے منتظم سے کہا: ان تمام کو اترنج اور ایک ایک چھری دے دو۔ اس نے ہر ایک کو ایک کو اترنج اور چھری پیش کر دی۔ انہوں نے کاٹ کر کھانا شروع کر دیا۔ عزیز کی بیوی نے کہا: کیا تم یوسف کو دیکھنے کی خواہش رکھتی ہو، انہوں نے کہا: جیسے تم چاہو۔ عزیز کی بیوی نے اپنے منتظم سے کہا: ان کے سامنے یوسف کو لے آؤ۔ جب انہوں نے یوسف کو دیکھا تو انہوں نے مسحوریت کے عالم میں اترنج کے ساتھ اپنے ہاتھ بھی کاٹ ڈالے اور انہیں تکلیف محسوس نہ ہوئی۔ حسن یوسف کا دیدار کرنے کی وجہ سے انہیں کوئی درد محسوس نہ ہوا، جب یوسف علیہ السلام واپس چلے گئے تو عزیز کی بیوی نے کہا: یہ ہے وہ پیکر رعنائی جس کے متعلق تم مجھے ملامت کرتی تھیں اب بتاؤ تم نے تو اپنے ہاتھ کاٹ دیئے اور تمہیں احساس تک نہ ہوا۔ فرماتے ہیں انہوں نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو چیخنے لگیں اور رونے لگیں۔ عزیز کی بیوی نے کہا: بتاؤ میری حالت کیا ہو گی۔ ان سب نے کہا سبحان اللہ! یہ کوئی انسان نہیں ہے یہ تو کوئی معزز فرشتہ ہے۔ اس کے دیکھنے کے بعد ہم اعتراف کرتی ہیں کہ تیرا اس وارفتگی میں ہونا کوئی باعث ملامت نہیں ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت منبہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جن عورتوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے ان میں سے انیس عورتیں دل کے مرض (محبت) کی وجہ سے مر گئی تھیں۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوسف علیہ السلام اور ان کی والدہ کو نصف حسن دیا گیا تھا۔(5)

امام ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف اور آپ کی والدہ کو حسن کا تیسرا حصہ عطا کیا گیا تھا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 245
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 49-246
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 249
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 250
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 247
6۔ ایضاً

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کا چہرہ برق کی طرح چمک دار تھا اور عورت اپنی مطلب براری کے لیے آئی تو اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کے خوف سے آپ نے اپنا چہرہ ڈھانپ دیا۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف اوران کی والدہ کو حسن انسانیت کا ثلث حصہ عطا کیا گیا تھا چہرے اور سفید وغیرہ میں حسن کا ثلث موجود تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت اسحٰق بن عبداللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام مصر کی گلیوں میں چلتے تو دیواروں پر آپ کے چہرے کی اس طرح چمک پڑتی جس طرح پانی اور سورج کی دیواروں پر چمک پڑتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یوسف علیہ السلام اور آپ کی والدہ کو دنیا والوں کے حسن کا ثلث حصہ عطا کیا گیا تھا اور باقی تمام لوگوں کو ثلث حصہ عطا کیا گیا ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حسن کو دس حصوں میں تقسیم کیا۔ تین اجزاء حضرت حواء میں رکھے، تین اجزاء حضرت سارہ میں رکھے اور تین اجزاء یوسف علیہ السلام میں رکھے اور ایک جزء تمام مخلوق میں رکھا۔ اور حضرت سارہ زمین کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین وشکیل تھیں اور تمام عورتوں سے زیادہ غیرت مند تھیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیعہ الحرشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ یوسف اور سارہ کو ایک نصف عطا فرمایا اور دوسرا نصف باقی تمام لوگوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حسن کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ ایک تہائی حصہ یوسف کو عطا کیا گیا اور دو ثلث تمام لوگوں کے درمیان تقسیم کیا گیا اور یوسف علیہ السلام تمام لوگوں سے حسین تھے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف کے حسن کو لوگوں کے حسن پر اس طرح فضیلت حاصل تھی جس طرح چودھویں کے چاند کو آسمان کے ستاروں پر ہوتی ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا دو تہائی حصہ عطا فرمایا اور ایک ثلث تمام بندوں میں تقسیم فرمایا۔ آپ آدم علیہ السلام کے مشابہ تھے جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا تھا۔ پھر جب آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو آپ کا نور، رونق اور حسن چھن گیا پھر توجہ کے ساتھ آپ کو حسن کا ثلث عطا کیا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دو ثلث عطا کیے گئے۔ نیز انہیں تعبیر الرؤیا کی نعمت بھی عطا کی گئی اور جب آپ مسکراتے تھے تو نور آپ کی داڑھوں سے دکھائی دیتا تھا۔(4)

قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِيْ لُمْتُنَّنِيْ فِيْهِ ؕ وَ لَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 247 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 49-248

4۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقد مین من الانبیاء والمرسلین، جلد 2، صفحہ 625، بیروت

فَاسْتَعْصَمَ ؕ وَ لَئِنْ لَّمْ یَفْعَلْ مَاۤ اٰمُرُهٗ لَیُسْجَنَنَّ وَ لَیَكُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

"زلیخا (فاتحانہ انداز میں) بولی یہ ہے وہ (پیکر رعنائی) جس کے بارے تم مجھے ملامت کیا کرتی تھیں۔ بخدا میں نے اسے بہت بہلایا پھسلایا لیکن وہ بچا ہی رہا اور اگر وہ نہ بجالایا جو میں اس کو حکم دیتی ہوں تو اسے قید کر دیا جائے گا اور وہ ہو جائے گا ان لوگوں سے جو بے آبرو ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت میں مذکور فَاسْتَعْصَمَ کا معنی امتنع روایت کیا ہے یعنی وہ بچا رہا۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فَاسْتَعْصَمَ کا معنی فَاسْتَعْصٰی ہے۔(2)

قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ ۚ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۳۳﴾

"یوسف نے عرض کی: اے میرے پروردگار! قید خانہ (کی صعوبتیں) مجھے زیادہ پسند ہیں اس (گناہ) سے جس کی طرف یہ مجھے بلاتی ہیں اور اگر تو (اپنی عنایت سے) نہ دور کرے مجھ سے ان کے مکر کو تو میں مائل ہو جاؤں گا ان کی طرف اور بن جاؤں گا نادانوں میں سے"۔

امام سعید نے اپنی تفسیر میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عیینہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مقدر کے مطابق دعا کی توفیق دی جاتی ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ۔ پھر کہا کہ اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا۔ اس وقت جبریل آئے اور ان کے سامنے ایک چٹان ظاہر کی اور کہا آپ کیا دیکھتے ہیں؟ یوسف علیہ السلام نے کہا میں ایک چیونٹی دیکھ رہا ہوں جو چٹان کو کاٹ رہی ہے۔ فرمایا: تمہارا رب فرماتا ہے میں تو اس چیونٹی کو نہیں بھولتا پھر تجھے کیسے بھولوں گا۔ میں نے تجھے اس لیے روک کے رکھا کیونکہ تو نے خود دعا کی تھی رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ یعنی اگر تیری طرف سے کرم نوازی نہ ہو تو میرے لیے ان کے مکر سے بچنا ممکن نہیں ہے اور مجھے ان کی مکاریوں سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔ تو ہی طاقتور ہے اور حفاظت فرمانے والا ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے اَصْبُ اِلَیْهِنَّ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔(3)

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ میں ان کی پیروی کرنے لگ جاؤں گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو آدمی جان بوجھ کر جرم کرے یا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 250 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 252

خطأً غلطی کرے وہ اس جرم کو کرتے وقت جاہل ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ یوسف علیہ السلام کے اس قول میں دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر تو اپنی عنایت سے ان کے مکر کو مجھ سے دور نہ کرے تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور میں نادانوں میں سے ہو جاؤں گا۔ فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام نے جان لیا تھا کہ زنا حرام ہے۔ اگر وہ اس کا ارتکاب کرتے تو جاہل ہوتے۔

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾

''پس قبول فرمائی اس کی دعا اس کے رب نے اور دور کر دیا اس سے ان عورتوں کے مکر وفریب کو۔ بے شک وہ (اپنے بندوں کی فریادیں) سننے والا اور (ان کے حالات) خوب جاننے والا ہے''۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عزیز کی بیوی یوسف علیہ السلام کے پاس آئی۔ پھر جب اس نے آپ کو دیکھا تو پہچان گئی اور کہا شکر ہے اللہ کا جس نے غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنا دیا اور بادشاہوں کو اپنی نافرمانی کی وجہ سے غلام بنا دیا۔

ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾

''پھر مناسب معلوم ہوا انہیں اس کے باوجود کہ وہ (یوسف کی پاک بازی کی) نشانیاں دیکھ چکے تھے کہ وہ اسے قید کر دیں کچھ عرصہ تک''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھ سے ان نشانیوں کے متعلق تجھ سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا۔ یہ نشانیاں یہ تھیں: قمیص کا پھٹا ہوا ہونا، عورت کا اثر آپ علیہ السلام کے جسم پر ہونا، چھریوں سے عورتوں کا ہاتھ کاٹنا۔ عزیز کی بیوی نے اپنے خاوند سے کہا تھا کہ اگر تم یوسف کو قید نہیں کرو گے تو لوگ یوسف کی تصدیق کریں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ نشانیاں یہ تھیں: قمیص کا پھٹنا اور چہرے پر خراشوں کا ہونا۔ (1)

ابن جریر اور ابن المنذر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نشانیوں سے مراد قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا ہونا ہے۔ (2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آیات سے مراد بچے کا کلام کرنا ہے۔

ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ آیات سے مراد عورتوں کا اپنے ہاتھ کاٹنا اور قمیص کا پیچھے سے پھٹا ہوا ہونا ہے۔ (3)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک زیرک آدمی نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اگر آپ غلام (یوسف علیہ السلام) کو چھوڑ دیں گے تو وہ لوگوں کے سامنے حقیقت بیان کرے گا اور اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرے گا جب کہ عورت گھر میں رہے گی، لوگوں کے پاس نہیں جائے گی تو لوگ یوسف کو بے قصور سمجھیں گے اور تیرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 253 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 254

گھر والوں کو لوگ رسوا کریں گے، اس مشورہ کو قبول کر کے بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں ڈال دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کو تین مرتبہ سزا دی گئی، پہلی مرتبہ قید کے ساتھ جب آپ نے عورت کا ارادہ کیا تھا، دوسری مرتبہ جب آپ نے قید خانہ کے ساتھی سے کہا تھا کہ اپنے بادشاہ کے پاس میرا ذکر کرنا۔ پس آپ کئی سال جیل میں رہے تو آپ کی قید میں اضافہ کر کے سزا دی گئی، تیسری مرتبہ جب آپ نے کہا اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ۝ (یوسف) تو آپ کو کہا گیا۔ اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ (یوسف:77) ''اگر اس نے چوری کی ہے تو اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی ہے''۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سات سال قید خانہ میں رہے۔(2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الوقف والابتداء میں اور الخطیب سے اپنی تاریخ میں حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے ایک شخص کو یہ الفاظ (لَيَسْجُنُنَّهٗ، حَتّٰى حِيْنٍ۝) پڑھتے ہوئے سنا تو حضرت عمر نے فرمایا تجھے یہ الفاظ کس نے پڑھائے ہیں؟ اس نے کہا ابن مسعود نے۔ حضرت عمر نے اس شخص کے الفاظ کی تصحیح فرمائی۔ اور پھر ابن مسعود کو خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی مبین فرمایا ہے اور اس نے اسے قریش کی لغت پر اتارا ہے۔ جب میرا یہ خط تمہیں پہنچے تو لوگوں کو قریش کی لغت کے مطابق پڑھاؤ۔ ہذیل کی لغت کے مطابق نہ پڑھاؤ۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ؕ قَالَ اَحَدُهُمَاۤ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْۤ اَرٰىنِيْۤ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ ؕ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ۝

''اور داخل ہوئے آپ کے ساتھ ہی قید خانہ میں دو نوجوان ان میں سے ایک نے (آ کر) کہا کہ میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں شراب نچوڑ رہا ہوں اور دوسرے نے کہا: میں نے (خواب میں) اپنے آپ کو دیکھا کہ میں اٹھائے ہوئے ہوں اپنے سر پر کچھ روٹیاں، پرندے کھا رہے ہیں اس سے، آپ بتایئے ہمیں اس کی تعبیر۔ بے شک ہم دیکھ رہے ہیں آپ کو نیکو کاروں سے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جن دو شخصوں کو قید خانہ میں ڈالا گیا تھا۔ ایک بادشاہ کے مطبخ کا ناظم تھا اور دوسرا محفل عیش و طرب کا نگران تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن اسحاق سے روایت کیا ہے: یہ دونوں نوجوان، بڑے بادشاہ الریان بن

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 377، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 255، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 255

الولید کے غلام تھے۔ایک محفل شراب کا منتظم تھا اور دوسرا کسی اور کام پر مامور تھا۔وہ ان دونوں پر ناراض ہوا۔ایک کا نام مجلب اور دوسرے کا نام نبوا تھا جو شراب کا منتظم تھا، جب ان دونوں کی یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: اے نوجوان! اللہ کی قسم! جب ہم نے آپ کو دیکھا ہے ہم آپ سے محبت کرتے ہیں۔ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے انہیں جواباً فرمایا: تم دونوں خدا کے لیے مجھ سے محبت نہ کرو کیونکہ جب کبھی کوئی مجھ سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت کی وجہ سے مجھ پر مصیبت نازل ہو جاتی ہے۔میری پھوپھی نے مجھ سے محبت کی تو اس کی وجہ سے مجھ پر مصیبت نازل ہوئی۔پھر میرے باپ نے مجھ سے محبت کی تو اس کی محبت کی وجہ سے میں مصیبت میں گرفتار ہوا پھر میرے ساتھی کی بیوی نے مجھ سے محبت کی تو اس کی محبت کی وجہ سے مجھ پر مصیبت اتری۔تم مجھ سے محبت نہ کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے۔لیکن انہوں نے آپ سے محبت کی کیونکہ وہ آپ کی فہم وفراست کو دیکھ کر بہت مسحور ہوئے تھے۔ان دونوں نے قید خانہ میں داخل ہونے کے وقت خواب دیکھا۔مجلب نے یہ دیکھا تھا کہ وہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہے جنہیں پرندے کھا رہے ہیں اور نبوا نے یہ دیکھا کہ وہ شراب نچوڑ رہا ہے۔انہوں نے ان خوابوں کی تعبیر یوسف علیہ السلام سے پوچھی اور کہا ہمیں اس کی تعبیر بتاؤ، ہم آپ کو نیکوکاروں میں سے دیکھتے ہیں۔حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تمہارا شام کا کھانا آنے سے پہلے میں تمہیں ان خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔پھر آپ نے پہلے ان دونوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی طرف بلایا اور فرمایا: اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو! (یہ تو بتاؤ) کیا بہت سے جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے۔پھر آپ نے مجلب سے فرمایا: تجھے سولی پر لٹکایا جائے گا اور پرندے تیرے سر سے نوچ کھائیں گے اور نبوا کو فرمایا: تو پھر دوبارہ اپنے کام پر لوٹا دیا جائے گا اور تجھ سے تیرا مالک راضی ہو جائے گا۔اصل فیصلہ ہو چکا ہے اس بات کا جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو۔(1)

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے فرمایا: مجھے محبت میں جتنی تکالیف پہنچی ہیں اتنی اور کسی کو نہیں پہنچی ہیں۔مجھ سے میرے باپ نے محبت کی تو مجھے کنویں میں ڈالا گیا۔عزیز کی بیوی نے مجھ سے محبت کی تو مجھے قید خانہ میں ڈالا گیا۔

امام ابن جریر نے ابن عباس سے اِنِّیۡۤ اَرٰىنِیۡۤ اَعۡصِرُ خَمۡرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہاں خمر سے مراد انگور ہے۔(2)

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اعصر عنبا پڑھا ہے اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے اسی طرح سنا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کا ہے، اَعۡصِرُ خَمۡرًا کا معنی ہے اَعۡصِرُ عِنَبًا یعنی میں انگور نچوڑ رہا ہوں۔یہ عمان کی لغت ہے۔وہ العنب کو خمر کہتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تاویل سے مراد تعبیر ہے۔(5)

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 255,56,59,61,63 2۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 257
3۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 256 4۔ایضاً 5۔ایضاً، جلد 12، صفحہ 257

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَعْصِرُ خَمْرًا یہ عمان کی لغت ہے۔ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ حضرت یوسف علیہ السلام کا احسان یہ تھا کہ آپ ان کی پریشان جان کو تسلی دیتے اور ان کے مریض کا علاج کرتے، نیز انہوں نے آپ کی عبادت اور مشقت کو دیکھا تو ان سے محبت فرمائی۔ فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام قید خانہ میں پہنچے تو لوگوں کو دیکھا جو مایوس ہو چکے تھے اور ان کی مصیبت بڑی شدید تھی اور ان کا غم بہت طویل ہو چکا تھا۔ آپ نے انہیں خوشخبریاں سنائیں، صبر کی تلقین فرمائی اور اجر کا مژدہ سنایا۔ فرمایا: صبر میں اجر ہے اور صبر کا ثواب ہے۔ لوگوں نے کہا: اے نوجوان! اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے، تیرا چہرہ کتنا حسین ہے، تیرا اخلاق کتنا عمدہ ہے اور صورت کتنی پیاری ہے۔ تیرے پڑوس کی وجہ سے ہمیں برکت عطا کی گئی ہے۔ اس سے پہلے ہماری حالت غیر تھی۔ تو نے ہمیں اجر، کفارہ اور طہارت کی نوید سنائی۔ تو ہے کون؟ آپ نے فرمایا میرا شجرہ نسب یہ ہے: یوسف بن صفی اللہ یعقوب بن ذبیح اللہ اسحٰق بن خلیل اللہ ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کے ساتھ سب لوگ محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ قید خانہ کے افسر نے کہا: اے نوجوان اللہ کی قسم! اگر میرے بس میں ہوتا تو میں تجھے آزاد کر دیتا۔ لیکن میں تجھ سے اچھا سلوک کروں گا اور تجھے اچھا پڑوس دوں گا۔ تم جس قید خانہ کے کمرہ میں رہنا چاہتے ہو رہو، اذن عام ہے۔ (1)

ابو الشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام قیدیوں کے لیے یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ لَا تَعْمَ عَلَیْهِمُ الْاَخْبَارَ وَهَوِّنْ عَلَیْهِمْ مَرَّ الْاَیَّامِ ''اے اللہ ان پر ہمیشہ مشکل حالات نہ رکھ اور ان پر گردش زمانہ کو آسان فرما''۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ کے متعلق پوچھا گیا یعنی پوچھا گیا کہ یوسف علیہ السلام کا احسان کیا تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: جب قید خانہ میں کوئی انسان مریض ہو جاتا تو آپ اس کی دیکھ بھال کرتے جب کسی کے لیے مکان تنگ ہو جاتا تو اس کے لیے کشادگی کا سامان کرتے، جب کوئی محتاج ہوتا تو اس کے لیے سامان جمع کرتے۔ (2)

قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ؕ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ ؕ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾

''آپ نے فرمایا نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں کھلایا جاتا ہے مگر میں تمہیں بتا دوں گا اس کی تعبیر اس سے بیشتر کہ کھانا تمہارے پاس آئے۔ یہ ان علموں میں سے ہے جو سکھایا ہے مجھے میرے رب نے میں نے چھوڑ دیا ہے دین اس قوم کا جو نہیں ایمان لاتے اللہ تعالیٰ پر نیز وہ آخرت کا انکار کرنے والے ہیں''۔

امام ابو عبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 58-256 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 257

یوسف علیہ السلام نے انہیں فوراً تعبیر بتانے کو ناپسند کیا اور ان کو دوسرا جواب دیا تا کہ وہ جان لیں کہ ان کے پاس ایک خاص علم ہے۔ اس وقت کا بادشاہ جب کسی انسان کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تھا تو اس کے لیے مخصوص کھانا تیار کیا جاتا تھا اور اس شخص کو اس کھانے پر بلایا جاتا تھا۔ پس یوسف علیہ السلام نے فرمایا (نہیں آئے گا تمہارے پاس کھانا جو تمہیں کھلایا جاتا ہے)۔ پس ان دونوں نے یوسف علیہ السلام کو نہ چھوڑا حتی کہ آپ نے ان کے خوابوں کی تعبیر فرمائی۔ فرمایا یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ ...... وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ پس وہ آپ کے ساتھ رہے پھر آپ نے ان کے خوابوں کی تعبیر بیان فرمائی۔ (1)

وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾

"اور میں تو پیرو بن گیا اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کا، نہیں روا ہمارے لیے کہ ہم شریک ٹھہرائیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو۔ یہ (توحید پر ایمان) تو اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے ہم پر اور لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ اس احسان پر شکر ہی بجا نہیں لاتے"۔

امام ترمذی، حاکم، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کریم بن کریم بن کریم بن کریم، یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے ابو الاحوص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت اسماء بن خارجہ الفزاری رحمہ اللہ نے ایک شخص کو پیچھے دھکیل کر کہا: میں الاشیاخ الکرام (کریم شیوخ) کی اولاد ہوں، تو عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: وہ یوسف بن یعقوب بن اسحٰق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ (3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ایک شخص نے ملاقات کی اجازت مانگی تو اس نے دربانوں سے کہا ابن اخیار (نیکوں کے بیٹے) کے لیے اجازت طلب کرو، حضرت عمر نے فرمایا: اس کو اندر آنے دو، جب وہ گیا تو آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ اپنا شجرہ نسب بیان کر۔ اس نے زمانہ جاہلیت کے اشراف لوگوں کا ذکر کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کیا تو یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا وہ اخیار میں سے تھے تو تو اشرار میں سے ہے۔ تو میرے سامنے دوزخیوں کے پہاڑوں کو شمار کر رہا ہے۔ (4)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وہ دادا کو باپ کے قائم مقام بناتے تھے اور فرماتے جو چاہے ہم اسے حجر کے پاس دکھا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے دادا اور دادی کا ذکر نہیں کیا اور یوسف علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 260　　2۔ مستدرک حاکم، ذکر یوسف بن یعقوب علیہ السلام، جلد 2، صفحہ 623، بیروت
3۔ ایضاً　　4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 378

السلام کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرمایا وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ ''اور میں پیرو بن گیا اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے دین کا''۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کا ہم پر فضل ہے کہ اس نے ہمیں انبیاء بنایا۔ وَعَلَى النَّاسِ لوگوں پر احسان فرمایا کہ ہمیں ان کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مومن اس نعمت کا شکر کرتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتی ہے اور وہ اس کا بھی شکر ادا کرتا ہے جو اللہ کی طرف سے دوسرے لوگوں کو ملتی ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ بہت سے ایسے شکر کرنے والے ہوتے ہیں جو ایسی نعمت کا شکر کرتے ہیں جو ان پر نہیں کی گئی ہے اور بہت سے ایسے فقہ حاصل کرنے والے ہوتے ہیں جو فقیہ نہیں ہوتے۔(2)

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾

''اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو! (یہ تو بتاؤ) کیا بہت سے جدا جدا رب بہتر ہیں یا ایک اللہ جو سب پر غالب ہے تم نہیں پوجتے اس کے علاوہ مگر چند ناموں کو جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے۔ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کوئی دلیل۔ نہیں ہے حکم (کا اختیار کسی کو) سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اسی نے یہ حکم دیا ہے کہ کسی کی عبادت نہ کرو بجز اس کے۔ یہی دین قیم ہے لیکن بہت سے لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ کے نبی یوسف علیہ السلام نے جان لیا کہ ان میں سے ایک مقتول ہے تو دونوں کو ان کے اس حصے کی طرف بلایا جو ان کے مالک کی طرف سے ملنا تھا اور جو انہیں ان کی آخرت سے حصہ ملنا تھا۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ۔ یہ یوسف علیہ السلام کا قول ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ کے تحت روایت کیا ہے: دین کی بنیاد اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کے ساتھ اخلاص پر ہے۔(5)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْقَیِّمُ سے مراد العدل ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 260 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 261
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 262

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا ۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖ ؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ ﴿۴۱﴾

''اے قید خانہ کے میرے دوساتھیو! (اب خوابوں کی تعبیر سنو) تم میں سے ایک (یعنی پہلا) تو پلایا کرے گا اپنے مالک کو شراب۔ لیکن دوسرا سولی دیا جائے گا اور (نوچ) کھائیں گے پرندے اس کے سر سے۔ (اٹل) فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک ساتھی حضرت یوسف کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں نے انگور کا ایک دانہ لگایا ہے۔ پھر وہ بڑا ہوا اور اس میں انگوروں کے گچھے لگے، جنہیں میں نے نچوڑا۔ پھر میں نے وہ بادشاہ کو پلایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تو تین دن قید خانہ میں رہے گا پھر تو نکل جائے گا اور بادشاہ کو شراب پلائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رَبَّهٗ سے مراد سیدہ ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان دونوں ساتھیوں نے خواب نہیں دیکھے تھے بلکہ انہوں نے آپ کے علم کا تجربہ کرنے کے لیے یہ خواب بنا کر پیش کیے۔ جب آپ نے ان کے خوابوں کی تعبیر بتائی تو دونوں نے کہا: ہم نے خواب نہیں دیکھے تھے صرف دل لگی کی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ یعنی تعبیر واقع ہو چکی ہے اور یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق فیصلہ اٹل ہو چکا ہے۔(2)

امام ابوعبید، ابن المنذر، ابوالشیخ نے ابومجلز سے روایت کا ہے کہ ان دو خواب بیان کرنے والوں میں سے ایک جھوٹا تھا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے کہا کہ ہم نے خواب نہیں دیکھے تھے، ہم نے تم سے مزاح کیا ہے تو آپ نے فرمایا: جو میں نے تعبیر بیان کی ہے اس کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہے۔(3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے خباز کو فرمایا تجھے سولی دی جائے گی اور تیرے سر سے پرندے کھائیں گے اور شراب کے نگران سے فرمایا تو اپنے کام پر لوٹ جائے گا۔ جب ان سے تعبیر بیان کی گئی تو انہوں نے کہا ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا تھا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ تَسْتَفْتِیٰنِ (اٹل) فیصلہ ہو چکا اس بات کا جس کے متعلق تم دریافت کرتے ہو۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَمَّاۤ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا پڑھا ہے۔

وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ ۫ فَاَنْسٰهُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 262 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 263 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 264

الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾

"اور کہا (یوسف علیہ السلام) نے اسے جس کے بارے میں آپ کو یقین تھا کہ وہ نجات پا جائے گا ان دونوں سے کہ میرا تذکرہ کرنا اپنے آقا کے پاس لیکن فراموش کرادیا اسے شیطان نے کہ وہ ذکر کرے اپنے بادشاہ کے پاس۔ پس آپ ٹھہرے رہے قید خانہ میں کئی سال"۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن سابط سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں رَبِّكَ سے مراد بادشاہ ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رَبِّكَ سے مراد بادشاہ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب وہ قید خانہ کے دروازے پر پہنچا تو حضرت یوسف سے کہا: مجھے اپنی کسی حاجت کی وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا: میری حاجت یہ ہے کہ تو اپنے آقا کے سامنے میرا ذکر کرنا۔ اور رب سے مراد یوسف علیہ السلام کا مالک ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: یہاں خواب کی تعبیر کو ظن کے ساتھ ذکر کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ثابت فرماتا ہے اور جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔(4)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب العقوبات میں، ابن جریر، ابن مردویہ اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یوسف علیہ السلام وہ بات نہ کرتے جو انہوں نے کی تھی (کہ میرا ذکر اپنے آقا سے کرنا) تو اتنے زیادہ عرصہ قید خانہ میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے تھے۔ کیونکہ انہوں نے غیر اللہ سے کشادگی طلب کی تھی۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوسف علیہ السلام اگر وہ بات نہ کہتے جو انہوں نے کہی تھی تو اتنی زیادہ دیر قید میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے تھے۔(6)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یوسف پر رحم فرمائے اگر وہ اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ نہ کہتے تو اتنا زیادہ عرصہ جیل میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یوسف پر رحم فرمائے اگر وہ اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ نہ کہتے تو اتنا زیادہ عرصہ قید خانہ میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے ہیں۔ پھر حضرت الحسن رونے لگے اور فرمایا: ہم پر بھی جب کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو ہم بھی لوگوں کی طرف پناہ لیتے ہیں۔(7)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر یوسف علیہ السلام اپنے آقا کے لیے سفارش طلب نہ کرتے تو اتنی دیر جیل میں نہ رہتے جتنا کہ وہ رہے ہیں لیکن انہیں سفارش طلب کرنے پر یہ سزا دی گئی تھی۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 264 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 265 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 266 6۔ جلد 12، صفحہ 265 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 266

امام ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں) ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی کہ تمہیں قتل ہونے سے کس نے بچایا تھا جب تمہارے بھائیوں نے تمہیں قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا؟ یوسف علیہ السلام نے عرض کی: یارب تو نے بچایا تھا۔ فرمایا تجھے کنویں میں سے کس نے نکالا تھا جب تمہارے بھائیوں نے تمہیں اس میں ڈالا تھا؟ عرض کی یارب تو نے۔ فرمایا: تجھے عورت سے کس نے بچایا تھا جب تو نے اس کا ارادہ کیا تھا؟ عرض کی یارب تو نے۔ فرمایا پھر کیا ہوا کہ تو مجھے بھول گیا ہے اور تو نے ایک انسان کو یاد کیا ہے؟ یوسف علیہ السلام نے جزع وفزع کرتے ہوئے عرض کی: یہ ایک کلمہ تھا جو زبان سے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری عزت کی قسم! میں تجھے کئی سال جیل میں رکھوں گا۔ اس وجہ سے آپ کئی سال جیل میں رہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے ساقی سے کہا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ، تو یوسف علیہ السلام سے کہا گیا اے یوسف! کیا تم نے میرے علاوہ کارساز بنایا ہے۔ میں تیرے قید کے زمانہ کو لمبا کروں گا۔ یوسف علیہ السلام رونے لگے اور عرض کی: اے میرے پروردگار! میرا دل مصیبت کی کثرت کی وجہ سے مشغول ہو گیا تھا اور میں نے ایسی بات کہہ ڈالی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اس شخص سے کہا جس کو نجات ملی تھی کہ تو میرا اپنے آقا کے پاس ذکر کرنا۔ اس نے آپ کا ذکر نہ کیا حتی کہ بادشاہ نے خواب دیکھا۔ یوسف علیہ السلام کو شیطان نے اپنے رب کا ذکر بھلا دیا اور بادشاہ کا ذکر کرا دیا اور بادشاہ سے رہائی چاہنے کا حکم دیا۔ پس یوسف علیہ السلام اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ کا کلمہ کہنے کی وجہ سے کئی سال بطور عقوبت جیل میں رہے۔ (3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المبارک، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ یوسف علیہ السلام سات سال جیل میں رہے۔ (4)

امام عبدالرزاق، احمد (نے الزہد میں) ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یعقوب علیہ السلام کو سات سال تکلیف پہنچی، یوسف علیہ السلام سات سال قید میں رہے اور بخت نصر خون کو درندوں میں سات سال عذاب دیا گیا۔ (5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام بارہ سال قید میں رہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ کی طرف سے کلبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یوسف علیہ السلام نے ایک جملہ کہا جس کے بدلے سات سال قید خانہ میں رہے۔ ابوبکر نے کہا اس سے پہلے پانچ سال قید کیے گئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس اور ضحاک رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ چودہ سال قید میں رہے۔

1۔ کتاب الزہد، زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 104، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 265
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 266
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 267
5۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: بضع کا اطلاق تین سے نو تک کی تعداد پر ہوتا ہے۔
ابن جریر نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بضع کا اطلاق دس سے کم پر ہوتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یوسف علیہ السلام سے تین مرتبہ خلاف اولیٰ کام ہوا (۱) آپ نے کہا تھا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ (۲) اپنے بھائیوں سے کہا اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ (۳) اور یہ قول ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ "یہ اس لیے کہ وہ جان لے کہ میں نے اس کی غیر موجودگی میں خیانت نہیں کی"۔ جبریل نے یوسف علیہ السلام سے کہا کیا وہ خیانت نہیں تھی جب آپ نے ارادہ کیا تھا آپ نے کہا وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام جب گم ہوئے تو اس کی عمر سات سال تھی۔ پھر سات سال کنویں میں رہے اور سات سال قید خانہ میں رہے، سات سال میں کھانا جمع کیا، علماء روایت کرتے ہیں کہ پھر اس کے بعد وہ اپنے باپ سے ملے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابوالملیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی جیل میں یہ دعا تھی: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ خَلَقَ وَجْهِيْ عِنْدَكَ فَاِنِّيْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ بِوَجْهِ يَعْقُوْبَ اَنْ تَجْعَلَ لِيْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّيُسْرًا وَّتَرْزُقَنِيْ مِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت عبداللہ مؤذن الطائف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جبریل امین یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا: اے یوسف! ان الفاظ میں دعا مانگو: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ كُلِّ مَا اَهَمَّنِيْ وَكَرَبَنِيْ مِنْ اَمْرِ دُنْيَايَ وَاَمْرِ اٰخِرَتِيْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا وَّارْزُقْنِيْ مِنْ حَيْثُ لَا اَحْتَسِبُ وَ اغْفِرْلِيْ وَثَبِّتْ رِجَائِيْ وَاقْطَعْهُ مِنْ سِوَاكَ حَتّٰى لَا اَرْجُوْ اَحَدًا غَيْرَكَ۔

وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّيْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ اُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِيْ فِيْ رُءْيَايَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَ مَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ قَالَ الَّذِيْ نَجَا مِنْهُمَا وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِيْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّ سَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 267　2۔ ایضاً

أُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۭ لَّعَلِّيْٓ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝۴۶

''اور (کچھ عرصہ بعد ایک روز) بادشاہ نے کہا کہ میں (خواب میں کیا) دیکھتا ہوں کہ سات گائیں ہیں موٹی تازی کھا رہی ہیں انہیں سات دبلی گائیں اور سات سبز خوشے ہیں اور دوسرے سات خشک سوکھے ہوئے۔ اے درباریو! بتاؤ مجھے میرے خواب کی تعبیر اگر تم خوابوں کی تعبیر بتاتے ہو درباریوں نے کہا (اے بادشاہ) یہ خواب پریشان ہیں اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر جاننے والے نہیں اور (اس وقت) بولا وہ شخص جو بچ گیا تھا ان دو (قیدیوں) سے اور (اب) اسے یوسف کی یاد آئی ایک عرصہ بعد، میں بتاتا ہوں تمہیں اس خواب کی تعبیر۔ مجھے (قید خانہ تک) جانے دیجئے اے یوسف! اے صدیق! بتائیے ہمیں (اس خواب کی تعبیر) کہ سات موٹی تازہ گائیں ہیں کھا رہی ہیں انہیں سات لاغر گائیں اور سات خوشے ہیں سرسبز اور دوسرے (سات خوشے) خشک، تاکہ میں (آپ کا جواب لے کر) واپس جاؤں لوگوں کی طرف، شاید وہ (آپ کے علم وفضل کو) جان لیں''۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے ے خانہ کے منتظم سے کہا تم میرا اپنے آقا کے پاس ذکر کرنا اور میری مظلومیت اور بغیر کسی جرم کے میری قید کا تذکرہ کرنا۔ اس نے کہا میں ایسا کروں گا۔ جب وہ رہا ہوا تو وہ اپنے کام پر پھر لگا دیا گیا اور اس کا آقا اس سے راضی ہو گیا اور اسے شیطان نے یوسف علیہ السلام کا بادشاہ کے سامنے تذکرہ کرنا بھلا دیا تھا۔ اس کے بعد یوسف علیہ السلام قید خانہ میں رہے۔ پھر بادشاہ ریان بن ولید نے خواب دیکھا جس کا ان آیات میں ذکر ہے۔ بادشاہ کو خواب نے خوفزدہ کر دیا اور اس نے سمجھا کہ یہ سچا خواب ہے۔ لیکن وہ اس کی تعبیر نہیں جانتا تھا۔ اس نے اپنے حواریوں سے کہا: میرے اس خواب کی تعبیر بتاؤ۔ تو سب نے کہا: یہ پریشان خواب ہے۔ ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔ وہ ساقی جس کا نام نبوا تھا اس نے بادشاہ کا یہ خواب سنا تو اسے یوسف علیہ السلام اور ان کا خواب کی تعبیر کرنا یاد آیا۔ اس نے اس وقت کہا: میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتاتا ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہا: اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ سے مراد جھوٹے خواب ہیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ سے مراد پریشان خواب ہیں۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے کئی طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بَعْدَ اُمَّةٍ سے مراد بعد حین ہے یعنی کچھ عرصہ بعد۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد، الحسن، عکرمہ، عبداللہ بن کثیر، السدی رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 269، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 270
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 271

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بَعْدَ اُمَّةٍ سے مراد بعد سنین (کئی سال بعد) ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ پڑھا پھر فرمایا: بعد امة من الناس، یعنی کچھ لوگوں سے ملنے کے بعد۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ کو فتحہ اور تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی بھولنے کے بعد۔(2)

ابن جریر نے عکرمہ، حسن، قتادہ، مجاہد اور ضحاک سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بَعْدَ اُمَّةٍ پڑھا ہے یعنی بھولنے کے بعد۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حمید رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ مجاہد نے وَادَّكَرَ کو مجزوم اور مخففہ پڑھا ہے۔(4)

امام ابوعبید اور ابن المنذر رنے ہارون سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابی بن کعب کی قرات میں انا آتیکم بتأویلہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ وہ (ابی بن کعب) انا آتیکم بتأویلہ پڑھتے تھے ان سے کہا گیا کہ یہ انا انبئکم ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کیا وہ ان کو خواب بیان کرنے والا تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے: موٹی گائیوں سے مراد سرسبز و شاداب سال میں اور لاغر گائیوں سے مراد قحط زدہ سال ہیں اور سات سبز خوشوں سے بھی سرسبز و شاداب سال ہیں جن میں زمین خوب پیداوار دیتی ہے اور اُخَرَ يٰبِسٰتٍ یعنی خشک خوشوں سے مراد ایسے سال ہیں جن میں کوئی پیداوار نہیں ہوتی۔(5)

قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾ ثُمَّ يَاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيْهِ يَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾

"آپ نے فرمایا کہ تم کاشت کرو گے سات سال تک حسب دستور۔ تو جو تم کاٹو گے اسے رہنے دو خوشہ میں مگر تھوڑا سا (ضرورت کے لیے نکال لو) جسے تم کھاؤ پھر آئیں گے اس (خوشحالی) کے بعد سات (سال) بہت سخت کھا جائیں گے جو ذخیرہ تم نے پہلے جمع کر رکھا ہوگا ان کے لیے مگر تھوڑا سا جو تم محفوظ کر لو گے پھر آئے گا اس عرصہ کے بعد ایک سال جس میں مینہ برسایا جائے گا لوگوں کے لیے اور اس سال وہ (پھلوں کا) رس نکالیں گے"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 271 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 272 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 273

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یوسف پر اوران کے صبر اور کرم پر تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ جب ان سے لاغر گائیوں کے بارے پوچھا گیا۔ اگر میں ان کی جگہ ہوتا۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ جب بادشاہ کا پیغام رساں ان کے پاس آیا تھا تو میں دروازے کی طرف بھاگ جاتا لیکن انہوں نے اپنے بے قصور ثابت ہونے کا ارادہ کیا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام انہیں خواب کی تعبیر بتانے پر راضی نہ ہوئے حتی کہ انہیں نرم کے ساتھ حکم دیا۔ آپ نے انہیں فرمایا: تم سات سال کاشت کرو گے حسب دستور پھر جو تم کاٹو اسے خوشوں میں رہنے دو کیونکہ دانہ خوشے میں ہوتو اسے گھن نہیں لگتا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے انہیں خوشوں میں اناج رکھنے کی تدبیر اس لیے بتائی تاکہ اناج زیادہ مدت باقی رہے۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی قسم کا قول روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص کے لیے دو آدمیوں کا کھانا تیار کیا جاتا، پھر وہ اسے پیش کیا جاتا تو وہ نصف کھاتا اور نصف چھوڑ دیتا تھا حتی کہ جب ایسا دن تھا کہ اس کے سامنے ایسا ہی کھانا پیش کیا گیا تو اس نے اسے کھالیا، اسے یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ ان سخت سات سالوں کا پہلا دن تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ سَبْعٌ شِدَادٌ سے مراد، قحط زدہ سخت سات سال ہیں، وہ اس ذخیرہ کو کھا جائیں گے جو تم نے جمع کر رکھا ہوگا مگر تھوڑا سا جو تم محفوظ کر لو گے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن بی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ کا معنی تُخْزِنُوْنَ ہے "یعنی محفوظ کر لو گے"۔ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ یعنی وہ انگوروں کا رس اور تیل نکالیں گے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ عَامٌ فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ کے بارے میں فرماتے ہیں: اس سال میں لوگوں کے لیے مینہ برسایا جائے گا اور وَ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ کے متعلق فرماتے ہیں: اس سال وہ انگوروں کا رس نکالیں گے، زیتون کا تیل نکالیں گے اور تمام پھلوں کا رس نکالیں گے۔(5)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فِيْهِ يَعْصِرُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس سال میں دودھ دوہیں گے۔(6)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ يَعْصِرُوْنَ کا معنی يَحْتَلِبُوْنَ ہے یعنی وہ دودھ دوہیں گے۔(7)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فِيْهِ يُغَاثُ النَّاسُ کا مطلب یہ ہے کہ بارش برسائی جائے گی اور اس سال وہ انگوروں، زیتون اور پھلوں کا رس نکالیں گے۔ یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 280 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 274 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 275
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 76-275 5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 277 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

نے یوسف علیہ السلام کو عطا فرمایا تھا اور اس کے متعلق آپ سے سوال نہیں کیا گیا تھا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے انہیں زیادہ معلومات فراہم کیں جن کے متعلق انہوں نے پوچھا نہیں تھا۔(2)

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: آپ نے لوگوں کو ایسی بات بتائی جس کا انہوں نے آپ سے سوال کیا تھا۔ یہ وہ علم تھا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا تھا۔ فِیۡهِ یُغَاثُ النَّاسُ اس سال میں لوگوں پر بارش برسائی جائے گی۔ فِیۡهِ یَعۡصِرُوۡنَ اور اس میں وہ تلوں کا تیل انگوروں کا رس اور زیتون سے تیل نکالیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فِیۡهِ یُغَاثُ النَّاسُ اس سال میں لوگوں پر مینہ برسایا جائے گا فِیۡهِ یَعۡصِرُوۡنَ اور وہ اپنے انگوروں کا رس نکالیں گے۔(3)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فِیۡهِ یُغَاثُ النَّاسُ یعنی اس سال میں لوگوں پر بارش برسائی جائے گی۔ فِیۡهِ یَعۡصِرُوۡنَ اور اس میں زیتون کا تیل نکالیں گے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس رضی اللہ عنہ فِیۡهِ یَعۡصِرُوۡنَ (یعنی بالتاء) پڑھتے تھے۔ یعنی تم دودھ دوہو گے۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عبدان المروزی عن عیسیٰ بن عبید عن عیسیٰ بن عمیر الثقفی رحمہم اللہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے فِیۡهِ تَعۡصِرُوۡنَ (بالتاء) پڑھتے ہوئے سنا ہے اور الغیاث کا معنی بارش ہے پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَّ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡمُعۡصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ (النباء)

وَ قَالَ الۡمَلِکُ ائۡتُوۡنِیۡ بِهٖ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوۡلُ قَالَ ارۡجِعۡ اِلٰی رَبِّکَ فَسۡـَٔلۡهُ مَا بَالُ النِّسۡوَۃِ الّٰتِیۡ قَطَّعۡنَ اَیۡدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ بِکَیۡدِهِنَّ عَلِیۡمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطۡبُکُنَّ اِذۡ رَاوَدۡتُّنَّ یُوۡسُفَ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ قُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمۡنَا عَلَیۡهِ مِنۡ سُوۡٓءٍ ؕ قَالَتِ امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ الۡـٰٔنَ حَصۡحَصَ الۡحَقُّ ۫ اَنَا رَاوَدۡتُّهٗ عَنۡ نَّفۡسِهٖ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِکَ لِیَعۡلَمَ اَنِّیۡ لَمۡ اَخُنۡهُ بِالۡغَیۡبِ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَاۤ اُبَرِّیٴُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 77-276
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 276
3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 77-276
4۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 276
5۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 277

رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۵۳﴾

"(یہ تعبیر سنتے ہی) بادشاہ نے کہا (فوراً) لے آؤ انہیں میرے پاس۔ پس جب (فرمان شاہی لے کر) ان کے پاس قاصد آیا (تو) آپ نے فرمایا لوٹ جاؤ اپنے بادشاہ کے پاس اور اس سے پوچھو کہ حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹ ڈالے تھے اپنے ہاتھ، بے شک میرا پروردگار تو ان کے مکر (وفریب) سے خوب آگاہ ہے بادشاہ نے (ان عورتوں کو بلا کر) پوچھا کیا معاملہ ہوا تمہارا جب تم نے یوسف کو بہلایا تھا اپنی مطلب براری کے لیے (بیک زبان) بولیں حاشاللہ! نہیں معلوم ہوئی ہمیں تو اس میں ذرا برائی۔ عزیز کی بیوی (گویا رائے ضبط نہ رہا) کہنے لگی اب تو آشکارا ہو گیا حق۔ میں نے ہی اسے پھسلانا چاہا تھا اپنی مطلب براری کے لیے بخدا وہ تو سچا ہے۔ (یوسف نے کہا) یہ میں نے اس لیے کہا تھا تا کہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ تعالیٰ کامیاب نہیں ہونے دیتا دغابازوں کی فریب کاری کو اور میں اپنے نفس کی برأت (کا دعوی) نہیں کرتا۔ بے شک نفس تو حکم دیتا ہے برائی کا مگر وہی (بچتا ہے) جس پر میرا رب رحم فرمادے۔ یقیناً میرا رب غفور رحیم ہے"۔

امام احمد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ۔ الآیہ تلاوت فرمائی پھر فرمایا: اگر میں ہوتا تو میں فوراً دعوت کو قبول کرتا اور اپنا عذر نہ چاہتا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یوسف علیہ السلام پر رحم فرمائے وہ کتنے برداشت کرنے والے اور حلیم تھے۔ اگر میں محبوس ہوتا تو میری طرف بلاوا آتا تو میں فوراً نکل پڑتا۔(2)

امام الفریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنے بھائی یوسف کے صبر اور کرم پر تعجب ہوا۔ اللہ ان کو معاف فرمائے۔ جب ان کو خواب کی تعبیر کے لیے بلایا گیا۔ اگر میں ہوتا تو ایسا نہ کرتا حتی کہ فوراً نکل آتا اور مجھے ان کے صبر اور کرم پر بھی تعجب ہوا۔ اللہ ان کو معاف فرمائے۔ قاصد آیا تا کہ وہ قید سے باہر آجائیں لیکن وہ نہ آئے حتی کہ آپ نے انہیں اپنے عذر کی خبر دی۔ اگر میں ہوتا تو دروازے کی طرف دوڑ پڑتا۔ لیکن انہوں نے پہلے اپنے آپ کو بے قصور ثابت کرنا پسند کیا۔(3)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی یوسف پر رحم فرمائے۔ اگر اتنی لمبی قید کے بعد میرے پاس قاصد آتا تو میں فوراً اس کی بات قبول کرتا۔ جب کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے قاصد سے کہا لوٹ جاؤ اپنے بادشاہ کے پاس اور اس سے پوچھو کہ حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے کاٹ ڈالے تھے اپنے ہاتھ؟۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 280، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 279
3۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 249، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 4۔ کتاب زہد، باب زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 103، بیروت

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے قید سے پہلے اپنا بے قصور ہونا ثابت کرنا پسند کیا۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بادشاہ نے عورتوں کو جمع کیا اور کہا کیا تم نے یوسف کو بہلایا تھا مطلب براری کے لیے؟ سب نے بیک زبان کہا حاشاللہ! ہمیں تو اس میں کوئی برائی معلوم نہیں ہوئی۔ عزیز کی بیوی نے کہا: اب حق آشکارا ہو گیا۔ میں نے ہی اسے پھسلانا چاہا تھا اپنی مطلب براری کے لیے بخدا وہ سچا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں نے یہ اس لیے کیا تھا تا کہ عزیز جان لے کہ میں نے اس کی غیر حاضری میں خیانت نہیں کی۔ حضرت جبریل نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کہا: اس وقت خیانت نہیں کی تھی جب تو نے اس کی عورت کا ارادہ کیا تھا؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برات کا دعویٰ نہیں کرتا، بے شک نفس تو برائی کا حکم دیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَصْحَصَ کا معنی واضح ہونا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد، قتادہ، ضحاک، ابن زید اور سدی رحمہم اللہ نے اس کی مثل روایت کیا ہے۔(3)

امام حاکم نے تاریخ میں، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ کی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا جب یوسف علیہ السلام نے یہ کہا: تو جبریل نے کہا اے یوسف! اپنے ارادہ کو یاد کر تو یوسف علیہ السلام نے کہا میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی الہذیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے یہ جملہ کہا تو جبریل نے کہا: اس دن جب تو نے ارادہ کیا تھا وہ ارادہ کیا تھا؟ آپ نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا بے شک نفس برائی کا حکم دیتا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے یہ جملہ کہا لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ تو فرشتے نے آپ کو پہلو میں کچوکا لگایا اور کہا: اے یوسف! اس وقت بھی جب تو نے ارادہ کیا تھا؟ حضرت یوسف نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حکیم بن جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مذکورہ جملہ کہا تو جبریل نے کہا: اس وقت بھی نہیں جب شلوار کھولی تھی؟ اس وقت پھر یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 281 3۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 282
4۔ الفردوس بماثور الخطاب الدیلمی، جلد 2، صفحہ 244، مکہ مکرمہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 6
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 7 7۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 97-296، دار الصمیعی الریاض

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کو یہ کہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے اسے ان کا بے قصور ہونا دکھا دیا تھا۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رنے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے قید خانہ سے نکلنے سے پہلے اپنا بے قصور ہونا ثابت کرنا چاہا اور کہا تھا تو اپنے بادشاہ کے پاس لوٹ جا اور پوچھ کہ حقیقت حال کیا تھی ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے، بے شک میرا پروردگار تو ان کے مکر (وفریب) سے خوب آگاہ ہے۔(1)

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں ارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ...... اور ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ...... کے درمیان جو کلام ہے وہ قرآن کی تقدیم وتاخیر کے اعتبار سے ہے۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر ررحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا میں نے اپنے سردار سے خیانت نہیں کی ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر ر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں نے عزیز سے اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کر کے خیانت نہیں کی۔ تو جبریل نے کہا: جب شلوار کھولی تھی؟ یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے کہا لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ تو جبریل نے کہا اپنا ارادہ یاد کرو۔ اس وقت یوسف علیہ السلام نے کہا میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ۔ تو جبریل نے کہا: جب عورتوں کا ارادہ کیا تھا اس وقت خیانت نہیں کی تھی؟ یوسف علیہ السلام نے کہا میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رنے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے مذکورہ جملہ کہا تو جبریل نے کہا جب ارادہ کیا تھا؟ یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جو فرشتہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا اس نے کہا: اپنے ارادہ کو یاد کر۔ تو یوسف علیہ السلام نے کہا: میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔(6)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے: جب یوسف علیہ السلام نے ذٰلِكَ لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ کا جملہ کہا تو پھر اندیشہ ہوا کہ انہوں نے اپنی تعریف کر دی ہے۔ تو فوراً کہا میں اپنے نفس کی برأت کا دعویٰ نہیں کرتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 280
2۔ ایضاً، جلد 12، صفحہ 286
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 7
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 6
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 7

فرماتے ہیں اس عورت نے ارادہ کیا جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد العزیز بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نفس برائی کا حکم دیتا ہے لیکن جب اللہ کی طرف سے عزم آتا ہے تو یہی نفس ہی خیر کی طرف دعوت دیتا ہے۔

وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖۤ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ﴿۵۴﴾

''اور بادشاہ نے حکم دیا کہ لے آؤ اسے میرے پاس۔ میں چن لوں گا اسے اپنی ذات کے لیے۔ پھر جب اس نے آپ سے گفتگو کی (اور مطمئن ہو گیا) تو کہا آپ آج سے ہمارے ہاں بڑے محترم (اور) قابل اعتماد (درباری) ہیں''۔

امام ابن عبد الحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں حضرت الکلبی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت عن ابن صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے پاس بادشاہ کا قاصد آیا اور کہا کہ تم قیدیوں والا لباس اتار دو اور نئے کپڑے زیب تن کرو اور بادشاہ کے پاس چلو، حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام قیدیوں کو بلایا، اس وقت آپ کی عمر تیس سال تھی۔ جب آپ بادشاہ کے پاس پہنچے تو بادشاہ نے آپ کو ایک نوجوان دیکھا۔ اس نے کہا: یہ نوجوان میرے خواب کی تعبیر جانتا ہے اور بڑے بڑے جادوگر اور کاہن نہیں جانتے۔ اس نے (یوسف) علیہ السلام کو اپنے سامنے بیٹھایا اور کہا ڈرو مت۔ سونے کا ہار پہنو اور حریر کا لباس زیب تن کرو۔ اس نے آپ کو ایک ایسی سواری عطا کی جس کی زین سونے چاندی سے مرصع تھی۔ وہ سواری بادشاہ کی سواری کی مانند تھی۔ مصر میں طبل بجایا گیا کہ یوسف (آج سے) بادشاہ کا خلیفہ ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے قتادہ سے اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ میں اسے اپنے لیے چن لوں گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت زید العمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کو دیکھا تو یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ بِخَیْرِكَ مِنْ خَیْرِهٖ وَ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ مِنْ شَرِّهٖ۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری خیر کے واسطہ سے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور تیری عزت کے واسطہ سے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب عزیز نے یوسف علیہ السلام کی نرم مزاجی، ذہانت وفطانت اور عالی ظرفی کو دیکھا تو اس نے اپنے پاس بلایا۔ پھر وہ صبح وشام کا کھانا آپ کے ساتھ کھاتا تھا۔ جب کہ دوسرے خادموں کو قریب نہیں آنے دیتا تھا۔ اس کی عورت اور یوسف علیہ السلام کے درمیان معاملہ ہوا تھا اس کی بنا پر، اس کی بیوی نے کہا تو اپنے ملازمین سے اس کو کیوں اپنے قریب بٹھاتا ہے۔ اس کو بھی کہو کہ وہ دوسرے غلاموں کے ساتھ کھانا کھائے۔ بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے کہا جاؤ تم دوسرے غلاموں کے ساتھ کھانا کھاؤ۔ یوسف علیہ السلام نے اسے کہا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 8

کیا تو میرے ساتھ کھانے کی رغبت رکھتا ہے، اللہ کی قسم میں یوسف بن یعقوب نبی اللہ بن اسحٰق بن ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بادشاہ نے یوسف علیہ السلام سے کہا: میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اہل کے سوا باقی تمام چیزوں میں تو میرا ساتھی اور شریک ہو اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ تو میرے ساتھ کھانا کھائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام ناراض ہوئے اور فرمایا: میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کہ میں تیرے ساتھ کھانے کو ناپسند کروں، میں ابن ابراہیم خلیل اللہ ہوں، میں ابن اسحاق ہوں، میں ابن یعقوب نبی اللہ ہوں۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام جس بادشاہ کے ساتھ تھے وہ مسلمان ہو گیا تھا۔(3)

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۵﴾

''آپ نے فرمایا مجھے مقرر کر دے زمین کے خزانوں پر بے شک میں (ان کی) حفاظت کرنے والا (اور معاشی مسائل کا) ماہر ہوں''۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر نے بحرین کا عامل مقرر کیا۔ پھر آپ نے مجھے معزول کر دیا اور مجھ پر بارہ ہزار جرمانہ کیا۔ پھر بعد میں مجھے عامل بنانے کے لیے بلایا تو میں نے وہ منصب قبول کرنے سے انکار کیا۔ حضرت عمر نے پوچھا کیوں انکار کر رہے ہو؟ یوسف علیہ السلام نے عامل بننے کا سوال کیا تھا اور وہ تجھ سے بہتر تھے۔ میں نے کہا یوسف علیہ السلام نبی ابن نبی ابن نبی ابن نبی تھے اور میں ابن امیمہ ہوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میں کوئی بات بغیر برداشت کے کہہ دوں اور بغیر علم کے فتویٰ دے دوں، مجھے اندیشہ ہے کہ میری پیٹھ پر مارا جائے۔ میری عزت کو تار تار کیا جائے اور میرا مال لیا جائے۔(4)

امام الخطیب رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ کی روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتے تھے۔ آپ سے پوچھا گیا آپ سیر ہو کر کھانا کیوں نہیں کھاتے جب کہ زمین کے خزانے آپ کے قبضہ میں ہیں؟ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں سیر ہو کر کھاؤں گا تو بھوکے کو بھول جاؤں گا۔

امام وکیع (نے الغرر میں) ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کی گئی کہ آپ بھوکے رہتے ہیں جب کہ زمین کے خزانے آپ کی قدرت میں ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ میں سیر ہو کر کھاؤں گا تو بھوکوں کو بھول جاؤں گا۔(5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت شیبہ بن نعامہ الضبی رحمہ اللہ سے **اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآىِٕنِ الْاَرْضِ** کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے کھانا جمع کرنے پر مقرر کر دے، میں بھوک کے سالوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 9
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 397، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 11
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 378، بیروت
5۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 37، دار الکتب العلمیہ بیروت

لیے جوتو مجھے ودیعت کرے گا میں اس کی حفاظت کروں گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فرعون کے طعام کے علاوہ بہت سے خزانے تھے، اس نے تمام خزانے یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیئے تھے اور قضاء کا عہدہ بھی آپ کو سونپا گیا تھا اور آپ کا فیصلہ حتمی ہوتا تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنِّیْ حَفِیْظٌ یعنی جب تو مجھے والی بنائے گا تو میں حفاظت کرنے والا ہوں گا، عَلِیْمٌ اور امور مملکت چلانے کو جاننے والا ہوں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ یعنی میں حساب کی حفاظت کرتا ہوں اور مختلف زبانوں کو جاننے والا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الاشجعی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔(4)

وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ ۚ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ ؕ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۶﴾

"یوں ہم نے تسلط (اور اقتدار) بخشا یوسف کو سرزمین مصر میں تاکہ رہے اس میں جہاں چاہے۔ ہم سرفراز کرتے ہیں اپنی رحمت سے جسے چاہتے ہیں اور ہم ضائع نہیں کرتے اجر عمدہ کام کرنے والوں کا"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انہیں مالک بنایا اس دنیا کا اس میں جو چاہیں کریں اور یہ ان کے سپرد کر دی گئی تھی۔ فرمایا: اگر وہ چاہتا کہ فرعون کو ماتحت (تابع) اور یوسف کو مافوق (متبوع) کردے تو ایسا کرسکتا تھا۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے فضیل بن عیاض سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عزیز کی بیوی راستہ پر کھڑی تھی حتیٰ کہ یوسف علیہ السلام گزرے تو کہنے لگی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْعَبِیْدَ مُلُوْكًا بِطَاعَتِهٖ وَ جَعَلَ الْمُلُوْكَ عَبِیْدًا بِمَعْصِیَتِهٖ۔ یعنی شکر ہے اس ذات کا جس نے اپنی اطاعت کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہ بنایا اور بادشاہوں کو اپنی معصیت کی وجہ سے غلام بنایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: علماء نے بیان کیا ہے کہ اطیفر ان راتوں میں ہلاک ہوا اور ملک ریان نے اس کی بیوی راعیل سے حضرت یوسف علیہ السلام کا نکاح کر دیا، جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس گئی تو آپ نے فرمایا: کیا یہ بہتر نہیں ہے اس سے جس کا تو ارادہ کرتی تھی؟ اس نے کہا: اے صدیق! مجھے ملامت نہ کر کیونکہ میں ایک حسین و جمیل عورت تھی اور دنیا و ملک میں ناز و نعم کے ساتھ رہتی تھی اور میرا خاوند عورتوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 10 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 9 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 10
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 11

پاس نہیں جاتا تھا اور الله تعالیٰ نے آپ کو بھی حسن و جمال کا پیکر بنایا ہے پس (میں آپ پر فریفتہ ہو گئی) اور میرا نفس مجھ پر غالب آ گیا۔ علماء فرماتے ہیں: آپ نے اس کو معذور پایا پھر آپ نے اس سے صحبت کی تو اس کے دو بچے ہوئے۔(1)

امام ابو الشیخ رحمہ الله نے حضرت عبد العزیز بن منبہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عزیز کی بیوی کی ملاقات یوسف علیہ السلام سے راستہ پر ہوئی تو اس نے کہا: شکر ہے اس خدا کا جس نے معصیت کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنا دیا اور اپنی اطاعت کی وجہ سے غلاموں کو بادشاہ بنا دیا۔ آپ نے اسے پہچان لیا۔ پھر اس سے نکاح کیا تو اسے باکرہ پایا۔ اس کا پہلا خاوند عورتوں کے قریب نہیں جاتا تھا۔

امام حکیم ترمذی نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عزیز کی بیوی کو ایک حاجت لاحق ہوئی تو اسے کہا گیا کہ تو اس ضرورت کے لیے یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو اور ان سے سوال کر، پس عزیز کی بیوی نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا، تو لوگوں نے کہا: ایسا نہ کر ہمیں تجھ پر خطرہ ہے۔ اس نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوگا مجھے اس سے کوئی اندیشہ نہیں ہے جو الله تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ پس وہ عورت یوسف علیہ السلام کے پاس گئی۔ اس نے یوسف علیہ السلام کو شاہی محل میں دیکھا تو اس نے کہا شکر ہے الله کا جس نے غلاموں کو اپنی اطاعت کی وجہ سے بادشاہ بنایا۔ اس نے اپنے آپ پر نظر کی تو کہا شکر ہے الله کا جس نے اپنی معصیت کی وجہ سے بادشاہوں کو غلام بنایا، حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی تمام ضروریات کا بندوست کر دیا پھر آپ نے اس سے نکاح کیا تو اسے باکرہ (کنواری) پایا، یوسف علیہ السلام نے اسے فرمایا: کیا یہ صورت بہتر نہیں ہے اس سے جو تو چاہتی تھی۔ اس عورت نے کہا: اے الله کے نبی! میں تیری وجہ سے چار چیزوں کے ساتھ آزمائی گئی تھی تو تمام لوگوں سے جمیل و حسین تھے اور میں اپنے زمانہ کی عورتوں میں سے خوبصورت تھی، میں باکرہ تھی جب کہ میرا خاوند نامرد تھا۔

امام ابو الشیخ رحمہ الله نے حضرت زید بن اسلم رحمہ الله سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے عزیز کی بیوی سے نکاح کیا تو اسے آپ نے باکرہ (کنواری) پایا اور اس کا خاوند نامرد تھا۔

امام حکیم ترمذی، ابن ابی الدنیا رحمہما الله نے الفرج میں اور بیہقی رحمہ الله نے الاسماء والصفات میں حضرت انس بن مالک رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ خیر طلب کرو اور الله کی رحمت کے جھونکوں کے سامنے آؤ، کیونکہ الله تعالیٰ کی رحمت کے جھونکے چلتے ہیں، الله تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے وہ جھونکے پہنچاتا ہے اور الله تعالیٰ سے سوال کرو کہ وہ تمہاری شرم گاہوں پر پردہ ڈالے رکھے اور تمہارے خوف کو امن میں بدل دے۔(2)

وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ۠ (57)

''اور آخرت کا اجر (اس سے) یقیناً بہتر ہے ان کے لیے جو ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کیے رہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما الله نے حضرت مالک بن دینار رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے الحسن سے پوچھا اے ابو سعید! اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا: اے مالک! وہ محارم سے بچتے رہے اور ان کے پیٹ کمر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 11-10

2۔ نوادر الاصول، باب فی طلب الخیر، صفحہ 223، دار صادر بیروت

سے ملے رہے، انہوں نے محارم کو ترک کیا جب کہ ان کے نفس ان کی خواہش کرتے تھے۔

وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾

"اور (ایک روز) آنکلے برادران یوسف (علیہ السلام) اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے سو آپ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ آپ کو نہ پہچان سکے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یوسف علیہ السلام کے بھائی جب آپ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں پہچان لیا لیکن وہ نہ پہچان سکے۔ بادشاہ کا وہ پیالہ لایا گیا جس میں وہ پانی پیتا تھا وہ آپ کے ہاتھ پر رکھ دیا گیا۔ آپ اسے ٹھوکر مارتے تو وہ بجنے لگ جاتا۔ پھر وہ ٹھوکر مارتے تو وہ بجنے لگ جاتا، یوسف علیہ السلام نے فرمایا: یہ جام مجھے تمہارے متعلق خبر دے رہا ہے، کیا تمہارا کوئی علاتی بھائی تھا جس کا نام یوسف تھا، اس کا باپ تمہاری بنسبت اس سے زیادہ محبت کرتا تھا، تم اس کو لے کر گئے تھے اور اسے کنویں میں پھینک دیا تھا اور تم نے اپنے باپ کو خبر دی تھی کہ اسے بھیڑیا کھا گیا ہے اور تم اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا کر لائے تھے۔ برادران یوسف ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے اور حیران ہو گئے کہ یہ جام تو ان کے متعلق سب کچھ بتا رہا ہے، اسے کہاں سے پتہ چل گیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے ابی الجلد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا: تمہارا معاملہ مجھے شک میں ڈال رہا ہے، تم مجھے جاسوس لگتے ہو۔ انہوں نے کہا: اے عزیز! ہمارا باپ بوڑھا ہے اور صدیق ہے اور ہم سچے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ انبیاء کے کلام سے دلوں کو زندہ فرماتا ہے جس طرح آسمان کی بارش سے زمین کو زندہ فرماتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں برتن تھا۔ آپ اسے کھٹکھٹا رہے تھے۔ گویا یہ تمہارے متعلق خبر دے رہا ہے کہ تم جاسوس ہو۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت حسن سے پوچھا: کیا یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا تھا۔ انہوں نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! انہیں آپ نے نہیں پہچانا حتی کہ انہوں نے آپ کو اپنا تعارف کرایا۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے وہ پیالہ کھٹکھٹایا اور اس نے انہیں بتایا تو ایک بھائی کھڑا ہوا اور عرض کی کہ ہمارا راز فاش نہ فرمائیں۔

وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْۤ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾ فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 12، صفحہ 192، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 12

لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ قَالَ لِفِتْیٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِیْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ
یَعْرِفُوْنَهَاۤ اِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤی اَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْۤا
اِلٰۤی اَبِیْهِمْ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَیْلُ فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ وَ
اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴿۶۳﴾ قَالَ هَلْ اٰمَنُكُمْ عَلَیْهِ اِلَّا كَمَاۤ اَمِنْتُكُمْ عَلٰۤی اَخِیْهِ
مِنْ قَبْلُ ؕ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حٰفِظًا ۪ وَّ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۶۴﴾ وَ لَمَّا فَتَحُوْا
مَتَاعَهُمْ وَجَدُوْا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ اِلَیْهِمْ ؕ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا مَا نَبْغِیْ ؕ
هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا ۚ وَ نَمِیْرُ اَهْلَنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَا
دُ كَیْلَ بَعِیْرٍ ؕ ذٰلِكَ كَیْلٌ یَّسِیْرٌ ﴿۶۵﴾ قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰی
تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِیْ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّاۤ اٰتَوْهُ
مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۶۶﴾

''سو جب مہیا کر دیا ان کے لیے ان (کی رسد وخوراک) کا سامان تو فرمایا (دوبارہ آؤ) تو لے آنا میرے پاس اپنے پدری بھائی کو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کس طرح پیمانہ پورا بھر کر دیتا ہوں اور میں کتنا بہتر مہمان نواز ہوں اور اگر تم اسے نہ لے آئے میرے پاس تو (سن لو) کوئی پیمانہ تمہارے لیے میرے پاس نہیں ہوگا اور نہ تم میرے قریب آسکو گے وہ بولے ہم ضرور مطالبہ کریں گے اس کے بھیجنے کے متعلق اس کے باپ سے اور ہم ضرور ایسا کریں گے اور آپ نے فرمایا اپنے غلاموں کو کہ (چپکے سے) رکھ دو ان کا سامان (جس کے عوض انہوں نے غلہ خریدا) ان کی خورجیوں میں تا کہ وہ اسے پہچان لیں جب وہ واپس لوٹیں اپنے گھر کے پاس، شاید وہ لوٹ کر آئیں پھر جب واپس لوٹے اپنے باپ کے پاس تو عرض کرنے لگے ہمارے پدر (بزرگوار) روک دیا گیا ہے ہم سے غلہ سو (ازرہ نوازش) بھیجے ہمارے ساتھ ہمارے بھائی (بن یامین) کو تا کہ ہم غلہ لاسکیں اور ہم یقیناً اس کی نگہبانی کریں گے آپ نے (جواباً) فرمایا کیا میں اعتماد کروں تم پر اس کے بارے میں بجز اس کے جسے میں نے اعتماد کیا تھا تم پر اس کے بھائی کے بارے میں اس سے قبل۔ پس اللہ تعالیٰ ہی بہتر حفاظت کرنے والا ہے اور وہ زیادہ مہربان ہے تمام مہربانی کرنے والوں سے اور جب انہوں نے کھولا اپنا سامان تو انہوں نے دیکھا کہ ان کا مال انہیں واپس لوٹا دیا گیا ہے (ترغیب دینے کے لیے)۔ کہنے لگ اے ہمارے پدر (محترم) ہم اور کیا چاہتے

ہیں یہ (دیکھیے) ہمارا مال بھی لوٹا دیا گیا ہے ہماری طرف اور (اگر بن یامین ساتھ گیا تو) ہم رسد لائیں گے اپنے اہل خانہ کے لیے اور رکھوالی کریں گے اپنے بھائی کی اور ہم زیادہ لیں گے ایک اونٹ کا بوجھ۔ یہ غلہ بہت تھوڑا ہے آپ نے کہا میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اسے تمہارے ساتھ یہاں تک کہ کرو تم میرے ساتھ وعدہ جو پختہ کیا گیا ہو اللہ کی قسم سے کہ تم ضرور لے آؤ گے میرے پاس اسے مگر یہ کہ تمہیں بے بس کر دیا جائے۔ پس جب وہ لے آئے آپ کے پاس اپنا پختہ وعدہ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جو ہم گفتگو کر رہے ہیں اس پر گواہ ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ پانچ سے مراد بنیامین ہے جو یوسف علیہ السلام کے سگے بھائی تھے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَنَا خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ یعنی، میں مہمان نوازی کرنے والوں میں سے بہتر ہوں۔

امام ابن جریر نے ابن جریج کے حوالہ سے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں مہمان نوازوں میں سے بہتر ہوں۔

ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میں مصر کے مہمان نوازوں میں سے بہتر ہوں۔ (2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ لفتیانہ کو لفتیتہ پڑھتے تھے۔ بِضَاعَتَهُمْ سے مراد ان کے اوراق (سکے) ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یعقوب اور آپ کے بیٹوں کا مکان عربات میں تھا جو فلسطین کی زمین میں ہے اور شام کی نچلی جانب ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ آپ کا مکان ادلاج میں تھا۔ یہ وہ نچلی وادی کی ایک طرف کا علاقہ ہے اور اس کے ہر آدمی کے پاس بکریاں اور اونٹ تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت المغیرہ رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت عبد اللہ رحمہ اللہ کے شاگردوں سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاَرْسِلْ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَكْتَلْ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی بنیامین کو بھیجئے ہم اس کے لیے بھی ایک اونٹ غلہ لائیں گے

ابن ابی شیبہ، ابن المنذر نے مغیرہ کے واسطہ سے اصحاب عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاللّٰهُ خَیْرٌ حِفْظًا پڑھا ہے۔

سعید بن منصور، ابوعبید، ابن المنذر نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ رُدَّتْ اِلَیْنَا کو وہ راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے مَا نَبْغِیْ ؕ هٰذِهٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا۔ فرماتے ہیں: اور ہم کیا چاہتے ہیں ہمارے اوراق بھی واپس کر دیئے گئے ہیں اور ہمیں پورا پورا پیمانہ دیا گیا ہے۔ وَنَزْدَادُ كَیْلَ بَعِیْرٍ ہم ایک اونٹ کا بوجھ زیادہ لائیں گے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 13 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 12 3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 399 دار الصمیعی الریاض
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 400 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 17-16

ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر نے مجاہد سے وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم گدھے کا بوجھ زیادہ لائیں گے فرماتے ہیں: یہ بھی ایک لغت ہے۔ ابوعبید فرماتے ہیں: یعنی مجاہد فرماتے ہیں بعض لغات میں خمار کو بعیر کہا جاتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ مگر یہ کہ تم مغلوب ہو جاؤ حتی کہ تمہیں واپسی کی طاقت نہ رہے۔(2)

وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ وَمَاۤ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ؕ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَاِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۸﴾

''آپ نے کہا اے میرے بچو! (شہر میں) نہ داخل ہونا ایک دروازہ سے بلکہ داخل ہونا مختلف دروازوں سے اور نہیں فائدہ پہنچا سکتا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے کچھ بھی۔ نہیں ہے حکم مگر اللہ تعالیٰ کے لیے اسی پر میں نے توکل کیا ہے اور اسی پر توکل کرنا چاہیے توکل کرنے والوں کو اور جب وہ (مصر میں) داخل ہوئے جس طرح حکم دیا تھا انہیں ان کے باپ نے۔ وہ نہیں فائدہ پہنچا سکتا تھا انہیں اللہ کی تقدیر سے کچھ بھی مگر (یہ احتیاطی تدبیر) ایک خیال تھا نفس یعقوب میں جسے انہوں نے پورا کیا۔ اور بے شک وہ صاحب علم تھے بوجہ اس کے جو ہم نے سکھایا تھا انہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو بیٹوں پر نظر لگنے کا خطرہ تھا اس لیے انہوں نے علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونے کا حکم فرمایا تھا۔(3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر نے محمد بن کعب سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے کہ آپ کو ان پر نظر لگنے کا اندیشہ تھا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں اپنے بیٹوں پر نظر کا خوف تھا۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یعقوب کو انہیں نظر لگنے کا خوف تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 17
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 18 عن قتادہ
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 19
5۔ ایضاً

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے انتہائی خوبصورت تھے۔ پس آپ کو خطرہ لاحق ہوا کہ انہیں نظر نہ لگ جائے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے متفرق دروازوں سے جانے کا حکم اس لیے دیا کہ یوسف علیہ السلام اپنے بھائی سے خلوت میں ملاقات کر سکیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِلَّا حَاجَةً فِيْ نَفْسِ يَعْقُوْبَ قَضٰىهَا فرماتے ہیں اپنے بیٹوں پر آپ کو نظر لگنے کا خوف تھا۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ۔ یعنی وہ اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اور جو اپنے علم کے مطابق عمل نہیں کرتا وہ عالم نہیں ہوتا۔(4)

وَ لَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّيْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَايَةَ فِيْ رَحْلِ اَخِيْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَيْهِمْ مَّا ذَا تَفْقِدُوْنَ ﴿٧١﴾ قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَ لِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِيْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ ﴿٧٢﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ وَ مَا كُنَّا سٰرِقِيْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِيْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِيْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ﴿٧٦﴾

"اور جب پہنچے یوسف کے پاس تو یوسف نے جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو (نیز) اسے فرمایا میں تمہارا بھائی ہوں نہ غم زدہ ہو (ان حرکتوں پر) جو یہ کیا کرتے تھے پھر جب فراہم کر دیا انہیں ان کا سامان (خوراک) تو رکھ دیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 18 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 401، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 20 4۔ ایضاً

(اپنا) پیالہ اپنے بھائی کی خورجی میں پھر پکارا ایک پکارنے والا اے قافلہ والو! بلاشبہ تم چور ہو (حیرت زدہ ہوکر) وہ بولے درآنحالیکہ وہ ان کی طرف متوجہ تھے کون سی چیز تم نے گم کی ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے گم کیا ہے بادشاہ کا پیالہ اور وہ شخص جو (ڈھونڈ) لائے گا اسے (بطور انعام) بارشتر (غلہ) دیا جائے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ کہنے لگے خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ ہم (یہاں) اس لیے نہیں آئے کہ فساد برپا کریں زمین میں اور نہ ہی ہم چوری پیشہ ہیں خدام (یوسف) نے کہا پھر اس کی کیا سزا ہے اگر تم جھوٹے ثابت ہو جاؤ انہوں نے کہا کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں یہ پیالہ دستیاب ہو تو وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے۔ اسی طرح ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں کو پس تلاشی لینی شروع کی ان کے سامانوں کی یوسف کے بھائی کے سامان کی تلاشی سے پہلے۔ آخر کار نکال لیا وہ پیالہ اس کے بھائی کی خورجی سے۔ یوں تدبیر کی ہم نے یوسف کے لیے نہیں رکھ سکتے تھے یوسف اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون میں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے، ہم بلند کر دیتے ہیں درجے جن کے چاہتے ہیں اور ہر صاحب علم سے برتر دوسرا صاحب علم ہوتا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَخَاهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے بنیامین کو اپنے ساتھ ملا لیا اور اپنے پاس ٹھہرایا۔ فَلَا تَبْتَىٕسْ یعنی تو غم زدہ نہ ہو اور مایوس نہ ہو۔ فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جب ان کی حاجت پوری کر دی اور انہیں کھانا ماپ کر دے دیا۔ جَعَلَ السِّقَایَةَ یعنی بادشاہ کا وہ پیالہ جس سے وہ شراب پیتا تھا وہ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ اپنے بھائی کی خورجی میں رکھ دیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ السِّقَایَةَ سے مراد جام ہے اور ہر وہ چیز جس میں کوئی چیز پی جائے وہ صواع کہلاتی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سقایہ اور صواع ایک ہی چیز ہے، اس میں حضرت یوسف علیہ السلام پانی پیتے تھے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری، ابوالشیخ اور ابن مندہ نے غرائب شعبہ میں، ابن مردویہ اور الضیاء نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: صُوَاعَ الْمَلِكِ سے مراد وہ چاندی کا پیالہ ہے جس میں لوگ پانی پیتے ہیں۔(3)

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ سقایہ سے مراد صواع ہے اور یہ علماء کے قول کے مطابق سونے کا پیالہ ہوتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عیر سے مراد گدھوں کا قافلہ ہے۔(4)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں اور الطستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے آپ سے صُوَاعَ الْمَلِكِ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: صواع اس پیالہ کو کہتے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 23-21، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 23
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 25
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 24

جس میں پانی پیا جاتا ہے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اس کے معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے الاعشیٰ کا قول نہیں سنا:

لَهُ دَرْمَكٌ فِي رَأْسِهِ وَ مَشَارِبُ وَقِدْرٌ وَ طَبَّاخٌ وَصَاعٌ وَدَيْسَقُ

امام ابن جریر، ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صُوَاعَ الْمَلِكِ سے مراد وہ پیالہ ہے جس کی دونوں طرفیں ملی ہوئی ہوتی ہیں اور اس میں عجمی لوگ پانی پیتے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صُوَاعَ الْمَلِكِ یعنی بادشاہ کا پیالہ چاندی کا تھا۔ (2)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ کا پیالہ تانبے کا تھا۔ (3)

ابو عبید، ابن جریر، ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ صُوَاعَ صاد کے ضمہ اور الف کے ساتھ ہے۔ (4)

امام سعید بن منصور، ابن الانباری نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اسے صَاعَ الْمَلِكِ پڑھتے تھے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ صُوَغَ الْمَلِكِ یعنی غین کے ساتھ پڑھتے تھے فرماتے ہیں وہ سونے یا چاندی کا بنا ہوا تھا اور سقایہ میں وہ پانی پیتا تھا۔

امام ابن الانباری نے ابورجاء سے روایت کیا ہے کہ وہ عین معجمہ اور صاد مفتوحہ کے ساتھ صُوَاعَ الْمَلِكِ پڑھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عون رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ صاد مضمومہ کے ساتھ صُوَغَ الْمَلِكِ پڑھتے تھے۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ وہ صِيَاعَ الْمَلِكِ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حِمْلُ بَعِيْرٍ سے مراد گدھے کا بوجھ ہے اور یہ بھی ایک لغت ہے کہ گدھے کے لیے بَعِيْرٍ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ (6)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے حِمْلُ بَعِيْرٍ سے مراد اونٹ کا بوجھ ہے۔ (7)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ میں زَعِيْمٌ سے مراد کفیل ہے۔ (8)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، مجاہد، قتادہ اور الضحاک رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (9)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے زَعِيْمٌ سے مراد وہ منادی کرنے والا ہے جس نے ایتھا العیر کہا تھا۔ (10)

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے کہا کہ اَنَا بِهٖ زَعِيْمٌ سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس سے مراد کفیل ہے۔ اس کے متعلق فروہ بن مسیک کا قول ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 25 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 26

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 25 | 5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 403، دار الصمیعی الریاض

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 26 | 7۔ ایضاً | 8۔ ایضاً

9۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 27 | 10۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 26

6B

اَكُوْنُ زَعِيْمَكُمْ فِيْ كُلِّ عَامٍ   بِجَيْشٍ جَحْفَلٍ لَجِبٍ لَهَامٍ

''یعنی میں تمہارا ہر سال ضامن اور کفیل ہوں لشکر جرار کے مقابلہ میں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْاَرْضِ کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس لیے نہیں آئے کہ زمین میں نافرمانی کریں۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ فرمایا ان کے بارے میں فیصلہ تم دے دو جو چور ہیں۔ انہوں نے کہا جس کی خورجی میں پایا گیا وہی اس کی جزاء ہے۔ یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے دور میں یہ فیصلہ ہوتا تھا کہ جس نے چوری کی ہے وہ غلام بنالیا جائے اس کا جس کی اس نے چوری کی ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وہ فیصلہ بتایا جو چور کے متعلق ان کے شہر میں کیا جاتا تھا اور وہ یہ تھا کہ چوری کرنے والا غلام بنالیا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِيْ رَحْلِهٖ۔ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان میں یہ پیالہ دستیاب ہو وہی اس کی جزاء ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَبَدَاَ بِاَوْعِيَتِهِمْ فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ جب بھی کسی کا سامان کھولتا تھا تو اپنے اس فعل پر اللہ سے معافی مانگتا۔ حتی کہ بنیامین کا سامان باقی بچ گیا تو تلاشی لینے والے نے کہا: میں گمان نہیں کرتا کہ اس نے کوئی چیز اٹھائی ہوگی۔ سب نے کہا واقعی یہ ایسا ہے، پس اس نے اس کو سچا سمجھا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ یعنی ہم نے یوسف کے لیے ایسا کیا کیونکہ بادشاہ کے قانون میں وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے(5)۔ الضحاک فرماتے ہیں بادشاہ مصر کا قانون یہ تھا کہ جو کسی کی چوری کرتا تو اس سے چوری شدہ مال بھی لیا جاتا تھا اور اس کی مثل اس کے مال سے مزید لے کر مسروق (جس کی چوری ہوجاتی تھی) کو دیا جاتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دِيْنِ الْمَلِكِ سے مراد سلطان الملک ہے یعنی بادشاہ کی سلطنت میں۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ کا یہ قانون نہیں تھا کہ جو چوری کرتا اسے ہی رکھ لیا جاتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے بھائی کے لیے یہ تدبیر فرمائی۔ حتی کہ گفت وشنید ہوئی تو یوسف علیہ السلام نے ان کے اپنے قول کے مطابق بنیامین کو پکڑ لیا۔ یہ بادشاہ کے قانون میں نہیں تھا۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 28
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 33
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 219، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 30
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 32
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 33

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ کے قانون میں چور کو غلام بنانا نہیں تھا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بادشاہ کا قانون یہ تھا کہ جو چوری کرے اس سے چوری شدہ مال سے دوگناہ جرمانہ وصول کیا جائے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کی خاطر ایسی تدبیر فرمائی۔(3)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے زید بن اسلم کو نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ کی تفسیر کرتے ہوئے سنا کہ ہم علم کے ذریعے جن کے لیے چاہتے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ علم کے ذریعے دنیا میں جس کا چاہتا ہے درجہ بلند فرماتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج سے نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ کے تحت روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کو علم عطا کیا گیا تھا پھر ہم نے یوسف علیہ السلام کا درجہ علم میں بلند کر دیا۔(4)

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ فرماتے ہیں: ایک شخص دوسرے سے زیادہ عالم ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ ایک اور علم والا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر عالم سے بلند و برتر ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے تو انہوں نے ایک حدیث بیان فرمائی پھر ایک شخص نے کہا وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ابن عباس نے فرمایا: تو نے بری بات کی ہے اللہ تعالیٰ علیم و خبیر ہے اور وہی ہر عالم سے بلند علم والا ہے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا، آپ نے اس کا جواب دیا۔ تو اس شخص نے کہا ایسا نہیں، اس کا جواب یہ ہے۔ حضرت علی نے فرمایا تو نے صحیح کہا ہے میں نے خطا کی ہے وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا علم ہر عالم کے علم سے بلند ہے۔(8)

ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک سے زیادہ جاننے والا ہے۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 33-32 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 33 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 34 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 35 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 34

7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 35 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً

ابن جریر اور ابوالشیخ نے الحسن سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ ہر عالم سے بلند علم والا ہوتا ہے حتیٰ کہ علم کی انتہاء اللہ تک ہوتی ہے اس سے علم کا آغاز ہوتا اور اسی کی طرف علم لوٹتا ہے، عبداللہ کی قرأت میں فوق کل عالم علیم ہے۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اور ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں سے علم میں بلند مرتبہ تھے۔

قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَا الْعَزِیْزُ اِنَّ لَهٗۤ اَبًا شَیْخًا كَبِیْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

"بھائی بولے اگر اس نے چوری کی ہے (تو کیا تعجب ہے) بے شک چوری کی تھی اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے۔ پس چھپا لیا اس بات کو یوسف نے اپنے جی میں اور نہ ظاہر کیا اسے ان پر، (جی میں) کہا تم بہت بری جگہ ہو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو وہ کہنے لگے: اے عزیز! اس کا باپ بہت بوڑھا ہے (اس کی جدائی برداشت نہ کر سکے گا) پس ہم میں سے کسی کو اس کی جگہ پکڑ لیجئے بے شک ہم تجھے نیکوکاروں سے دیکھتے ہیں آپ نے کہا ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ پکڑ لیں ہم مگر اس کو جس کے پاس ہم نے اپنا سامان پایا ہے ورنہ ہم ظالم ہوں گے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ سے ان کی مراد یوسف علیہ السلام تھے۔(2)

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میری معلومات کے مطابق سب سے پہلی مصیبت جو یوسف علیہ السلام پر اتری وہ یہ تھی کہ ان کی پھوپھی اسحٰق کی اولاد میں سب سے بڑی تھی۔ اس کے پاس اسحٰق علیہ السلام کا منطقہ تھا اور وہ وراثت میں بڑے فرد کو دیتے تھے۔ جب یعقوب علیہ السلام کے ہاں یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے تو یوسف علیہ السلام کی پرورش ان کی پھوپھی جان نے کی۔ یوسف علیہ السلام ان کے پاس رہتے تھے۔ جتنی محبت یوسف علیہ السلام سے ان کی پھوپھی کرتی تھی اتنی شاید کسی نے کسی دوسری چیز سے نہ کی ہو۔ جب آپ نے پرورش پائی اور کچھ بڑے ہوئے تو یعقوب علیہ السلام کے دل میں آیا کہ وہ یوسف علیہ السلام کو ان سے لے آئیں۔ وہ اپنی بہن کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ اے بہن! اب یوسف میرے حوالے کر دو اللہ کی قسم! میں اب اس سے ایک لمحہ بھی جدا نہیں رہ سکتا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 35 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 36

بہن نے کہا: اللہ کی قسم میں اس کو نہیں چھوڑوں گی۔ تم اسے کچھ دن میرے پاس رہنے دو۔ ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ مجھے صبر کی توفیق دے دے۔ جب یعقوب علیہ السلام چلے گئے تو اس نے اسحٰق علیہ السلام کا منطقہ یوسف علیہ السلام کے کپڑوں کے نیچے باندھ دیا۔ پھر فرمایا مجھ سے اس کا منطقہ گم ہوگیا ہے۔ تلاش کرو وہ کس نے اٹھایا ہے۔ تلاشی شروع ہوئی تو یوسف کی پھوپھی نے کہا اب گھر والوں کی تلاشی لو، پس انہوں نے تلاشی لی تو وہ یوسف علیہ السلام کے جسم کے ساتھ باندھا ہوا پایا گیا۔ پھوپھی جان نے کہا: اللہ کی قسم! یہ میرے سپرد ہوگا میں جو چاہوں گی اس کے ساتھ کروں گی۔ یعقوب علیہ السلام آئے تو بہن نے یوسف کے متعلق بتایا تو یعقوب علیہ السلام نے کہا: اگر اس نے چوری کی ہے تو یہ جانے اور تم جانو، وہ تمہارے سپرد ہے میں اس کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتا۔ پس پھوپھی جان نے آپ کو روک لیا اور یعقوب علیہ السلام ساتھ لے جانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ یعقوب علیہ السلام کی بہن کا وصال ہوگیا۔ اسی واقعہ کی طرف یوسف علیہ اسلام کے بھائی اشارہ کررہے ہیں کہ اس کے بھائی نے بھی اس سے پہلے چوری کی ہے۔(1)

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ نے اپنی خالہ کی سرمہ دانی چرائی تھی۔

امام ابوالشیخ نے عطیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بچپن میں دوسرچو چوری کیے تھے جو سونے کے بنے ہوئے تھے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوسف علیہ السلام نے اپنے نانا کا سونے اور چاندی کا بنا ہوا بت چوری کیا پھر اسے توڑ کر راستہ میں پھینک دیا۔ اسی وجہ سے بھائیوں نے آپ پر طعن کیا۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی والدہ جو مسلمان تھی انہوں نے یوسف علیہ السلام کو کہا: اپنے خالو کا وہ بت چوری کرلیں جس کی وہ عبادت کرتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جس چوری کی وجہ سے بھائیوں نے آپ کو مطعون کیا وہ یہ تھی کہ آپ نے اپنے نانا کا بت چوری کیا تھا اور آپ نے اس سے خیر کا ارادہ کیا تھا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام چھوٹے بچے تھے اور اپنی ماں کے ساتھ اپنے خالو کے پاس رہتے تھے۔ آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ آپ ایک دفعہ ان کے کنیسہ (عبادت خانہ) میں داخل ہوئے، تو آپ نے دیکھا کہ وہاں چھوٹا سا سونے کا بت موجود تھا۔ آپ نے وہ اٹھالیا۔ اسی کی وجہ سے بھائیوں نے آپ پر طعن کیا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھے تھے، آپ نے کچھ کھانا اٹھالیا تھا اور اسے صدقہ کردیا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کو پیالہ لینے کی وجہ سے کیسے ڈرایا جب کہ آپ پہلے اسے خبر دے چکے تھے کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 38-37 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 37 3۔ ایضاً

اس کے بھائی ہیں۔ تم کہتے ہو کہ یوسف علیہ السلام ان کی فریب کاریوں سے انجان ہی رہے حتی کہ وہ واپس آگئے؟ وہب بن منبہ نے کہا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی کے سامنے نسبی بھائی ہونے کا اعتراف نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا کہ میں تمہارے ہلاک ہونے والے بھائی کے قائم مقام ہوں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے نفس میں چھپا لیا اور ان کے سامنے ظاہر نہ کیا اس بات کو کہ تم بہت بری جگہ ہو اور اللہ جانتا ہے جو تم بیان کر رہے ہو۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تم بری جگہ ہو اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کہہ رہے ہو۔(2)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں حضرت شیبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کی اپنے بھائی سے ملاقات ہوئی تو آپ نے بنیامین سے پوچھا: کیا تم نے میرے بعد نکاح کر لیا تھا؟ بنیامین نے کہا: ہاں! یوسف علیہ السلام نے فرمایا: تمہیں میرے گم ہونے کا غم نہیں تھا۔ بنیامین نے کہا: تمہارے باپ یعقوب علیہ السلام نے مجھے حکم فرمایا تھا کہ نکاح کر لو، شاید اللہ تعالیٰ تجھ سے اولاد پیدا فرمائے جو افسوس کا اظہار کرتے رہیں یا فرمایا: وہ زمین میں تسبیح کے ساتھ ٹھہرے رہیں۔

فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ؕ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْۤا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَ مِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْۤ اَبِيْۤ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾

''پھر جب وہ مایوس ہو گئے یوسف سے تو الگ جا کر سرگوشی کرنے لگے۔ ان کے بڑے بھائی نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے لیا تھا تم سے وعدہ جو پختہ کیا گیا تھا اللہ کے نام سے اور اس سے پہلے جو زیادتی یوسف کے حق میں تم کر چکے ہو (وہ بھی تمہیں یاد ہے) سو میں تو نہیں چھوڑوں گا اس زمین کو جب تک کہ اجازت نہ دیں مجھے میرے باپ یا فیصلہ فرمائے اللہ تعالیٰ میرے لیے اور وہ تمام فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب بھائی مایوس ہو گئے اور انہوں نے معاملہ میں یوسف علیہ السلام کی شدت دیکھی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے خَلَصُوْا نَجِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ علیحدہ ہو گئے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد سے قَالَ كَبِيْرُهُمْ کے تحت روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 39 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 41 4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 42

ہے کہ وہ شمعون تھا جو پیچھے رہ گیا تھا۔ یہ عقل کے اعتبار سے تمام سے بلند مرتبہ تھا اور عمر کے اعتبار سے بڑا روبیل تھا۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ کلام کرنے والا روبیل تھا جس نے بھائیوں کو یوسف علیہ السلام کے قتل سے منع کیا تھا اور یہ عمل میں تمام سے بڑا تھا۔(2)

ابن المنذر نے مجاہد سے اَوْ یَحْكُمَ اللّٰهُ لِیْ کے تحت روایت کیا ہے کہ میں تلوار کے ساتھ لڑوں گا حتی کہ میں قتل ہو جاؤں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں میں سے شمعون سخت تھا۔ جب اسے غصہ آتا تھا تو اس کے بال کھڑے ہو جاتے تھے اور بھول جاتا تھا اور اس کا غصہ کسی بات سے ٹھنڈا نہ ہوتا تھا۔ لیکن جب اسے آل یعقوب میں سے کوئی چھو لیتا تو اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ ایک قصبہ پر حملہ کیا تھا اور تمام اہل قصبہ کو ہلاک کر دیا تھا۔ جب یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو شاہی پیالہ کے چوری کے سلسلے میں پکڑ لیا گیا تو اسے سخت غصہ آیا حتی کہ وہ بھول گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اسے چھو لے۔ پس اس کے چھونے کے ساتھ ہی اس کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ اس نے کہا مجھے آل یعقوب میں سے کسی کا ہاتھ لگا ہے۔

اِرْجِعُوْۤا اِلٰۤى اَبِیْكُمْ فَقُوْلُوْا یٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَ مَا شَهِدْنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَ مَا كُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ سْـَٔلِ الْقَرْیَةَ الَّتِیْ كُنَّا فِیْهَا وَ الْعِیْرَ الَّتِیْۤ اَقْبَلْنَا فِیْهَا ؕ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّاْتِیَنِیْ بِهِمْ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۸۳﴾

"تم لوٹ جاؤ اپنے باپ کی طرف پھر (انہیں یہ) عرض کرو اے ہمارے محترم باپ! بلا شبہ آپ کے بیٹے نے چوری کی (اس لیے وہ گرفتار کر لیا گیا) اور ہم نے (آپ سے) وہی کچھ بیان کیا جس کا ہمیں علم تھا اور ہم نہیں تھے غیب کی نگہبانی کرنے والے اور (اگر آپ کو اعتبار نہ آئے تو) دریافت کیجیے بستی والوں سے جس میں ہم رہے اور (پوچھیے) اس قافلہ سے جس میں ہم آئے اور یقیناً ہم سچ عرض کر رہے ہیں آپ نے (یہ سن کر) کہا بلکہ آراستہ کر دی ہے تمہارے نفسوں نے یہ بات (میرے لیے) اب صبر ہی زیبا ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ لے آئے گا میرے پاس ان سب کو، بے شک وہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے"۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 43 2۔ ایضاً

شخص نہیں جانتا کہ چور ہی چوری کی وجہ سے پکڑ لیا جاتا ہے مگر تمہاری بات سے ہی اسے علم ہوا ہوگا، بیٹوں نے کہا: ہم نے وہی کچھ بیان کیا جس کا ہمیں علم تھا۔ ہم نے جو یہ بیان کیا ہے کہ چور کو چوری کی وجہ سے پکڑ لیا جاتا ہے تو ہم جانتے تھے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص ان کی گواہی لکھے۔ پھر جب ان سے گواہی طلب کی جاتی تھی تو وہ گواہی دیتے تھے اور یہ آیت پڑھتے تھے وَمَاشَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ چوری کرے گا۔(2)

ابن ابی جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کا بیٹا چوری کرے گا۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ مَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ انہوں نے کہا کہ ہم گمان بھی نہیں کرتے تھے کہ تمہارا بیٹا چوری کرے گا۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَسْـَٔلِ الْقَرْيَةَ کے تحت روایت کیا ہے کہ الْقَرْيَةَ سے مراد مصر ہے۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا میں ھم ضمیر کا مرجع یوسف، بنیامین اور روبیل ہے۔(5)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ھم ضمیر کا مرجع یوسف، اس کا بھائی (بنیامین) اور ان کا بڑا بھائی ہے جو پیچھے رہ گیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے چوری کے سبب اپنے بھائی کو روک لیا تھا تو یعقوب علیہ السلام نے ان کی طرف یہ خط لکھا:

حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہم السلام کی طرف سے یوسف عزیز فرعون کی طرف حمد وثناء کے بعد ہم اہل بیت مصیبت میں مبتلا کئے گئے ہیں۔ میرا باپ ابراہیم اللہ کی رضا کی خاطر آگ میں ڈالا گیا تو اس نے صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنا دیا۔ میرا باپ اسحٰق اللہ کی رضا کے لیے ذبح ہونے کے لیے پیش کیا گیا تو اس نے صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ ایک عظیم دنبہ فدیہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمائی تھی۔ پھر اس نے یہ نعمت مجھ سے واپس لے لی۔ پس میرے غم نے میری آنکھیں ضائع کر دی ہیں اور میرا گوشت میری ہڈیوں پر خشک ہو گیا ہے، اب نہ میری رات، رات ہے اور نہ میرا دن دن ہے اور وہ قیدی جو آپ کے ہاتھ میں ہے جس پر چوری کا دعویٰ کیا گیا ہے میرے پہلے بچے کا حقیقی بھائی ہے۔ میں جب یوسف کی گمشدگی پر اظہار افسوس کرتا تو میں اپنے اس بیٹے کو قریب بلاتا پھر اس سے میرے غم اور پریشانی میں کچھ تخفیف ہو جاتی اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے اسے چوری کے سبب قید کیا ہے۔ اسے چھوڑ دے، میں نے چور نہیں جنم دیا اور نہ یہ چور ہے۔ والسلام۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 45 | 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 46 | 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً | 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 47

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجلد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف کو بھائی نے کہا: اے عزیز! میرا ایک بھائی تھا وہ تم سے انتہائی مشابہت رکھتا تھا، وہ گویا سورج کی طرح تھا۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: یعقوب علیہ السلام کے معبود سے سوال کر کہ وہ تیرے بچپن پر رحم کرے اور تیرا بھائی تجھے لوٹا دے۔

وَ تَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَ ابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ﴿۸۴﴾

''اور پھر منہ پھیر لیا آپ نے ان کی طرف سے اور کہا ہائے افسوس یوسف کی جدائی پر اور سفید ہو گئیں ان کی دونوں آنکھیں غم کے باعث اور وہ اپنے غم کو ضبط کیے ہوئے تھے''۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے یٰۤاَسَفٰى سے مراد ہے (یعنی ہائے افسوس) (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت یا جزعاً کے الفاظ روایت کیے ہیں۔ (3)

امام ابو عبید، ابن سعید، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت یونس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سعید بن الحسن کا وصال ہوا تو الحسن نے ان پر بہت زیادہ غم کا اظہار کیا، حضرت حسن سے اس بارے بات ہوئی تو انہوں نے فرمایا: میں نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام پر حزن وغم کا اظہار کرنے کی وجہ سے عیب لگایا ہو۔

امام عبداللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں)، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام کی یعقوب علیہ السلام سے جدائی کی مدت اسی سال ہے اور اس عرصہ میں کبھی یعقوب علیہ السلام سے غم دور نہ ہوا، ہر وقت آپ کے رخساروں پر آنسو بہتے رہتے تھے اور ہمیشہ روتے رہتے حتی کہ آپ کی آنکھیں ضائع ہو گئیں، اللہ کی قسم! سطح زمین پر اس وقت اللہ کی بارگاہ میں یعقوب سے بڑا خلیفہ کوئی نہ تھا۔ (4)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس امت کے سوا کسی کو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرہ:156) کا کلمہ عطا نہیں کیا گیا اگر کسی کو عطا کیا گیا ہوتا تو یعقوب علیہ السلام کو عطا کیا جاتا یوسف علیہ السلام پر اظہار افسوس کرتے ہوئے آپ کہتے یٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الاحنف بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام نے کہا تھا اے میرے پروردگار! بنی اسرائیل تجھ سے ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہ السلام کے واسطہ سے دعا مانگتے ہیں، مجھے ان کے لیے چوتھا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ ابراہیم علیہ السلام کو میری وجہ سے آگ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 48 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 49 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 48
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 60 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 49

ڈالا گیا تو اس نے صبر کیا، ایسی تکلیف تمہیں تو نہیں پہنچی، اسحق علیہ السلام نے میرے سبب اپنے نفس کی قربانی پیش کی اور صبر کیا تمہیں تو ایسی تکلیف نہیں پہنچی اور یعقوب علیہ السلام سے میں نے اس کا محبوب لے لیا تھا حتی کہ غم کی وجہ سے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئی تھیں اس پر انہوں نے صبر کیا اور ایسی تکلیف تجھے تو نہیں پہنچی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ كَظِيْمٌ کا معنی حزین ہے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق نے ان سے فَهُوَ كَظِيْمٌ کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا المغموم۔ پھر بطور دلیل قیس بن زہیر کا یہ شعر پڑھا ہے۔

فَإِنْ أَكُ كَاظِمًا لِمُصَابِ شَاسٍ فَإِنِّي الْيَوْمَ مُنْطَلِقٌ لِسَانِي

''اگر میں مصیبت زدہ کی وجہ سے مغموم ہوں تو آج میں اپنی زبان کو کھولنے والا ہوں''۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ كَظِيْمٌ کا معنی غم کو ضبط کرنے والا ہے۔(1)

امام ابن المبارک، عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَهُوَ كَظِيْمٌ کا معنی یہ ہے کہ وہ غم پر ضبط کیے ہوئے تھے۔ انہوں نے خیر کے سوا کوئی کلمہ زبان پر نہ لایا۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ اپنے غم کو اپنے اندر ہی لوٹاتے رہے اور کوئی برا کلمہ نہ بولا۔(2)

ابن جریر، ابن المنذر نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے کہ فَهُوَ كَظِيْمٌ کا معنی فَهُوَ مَكْرُوْبٌ (مصیبت زدہ) ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بھی كَظِيْمٌ کا معنی مکروب روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ضحاک سے كَظِيْمٌ کا معنی مغموم روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی مکمود روایت کیا ہے (جس کا معنی مغموم ہے)۔(5)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كَظِيْمٌ وہ ہوتا ہے جو بات نہیں کرتا اور غم کی اس انتہا کو پہنچا ہوتا ہے کہ لوگوں سے بات تک نہیں کرتا۔(6)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بن ابی سلیم سے روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے اسے پہچان لیا اور کہا: اے اللہ تعالیٰ کے معزز فرشتے! کیا تجھے یعقوب علیہ السلام کے متعلق بھی کوئی علم ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں۔ یوسف نے پوچھا ان کی کیا حالت ہے؟ جبریل نے کہا: تیری جدائی کے غم کی وجہ سے ان کی آنکھیں سفید ہوگئی ہیں۔ یوسف نے پوچھا: ان کو کتنا غم لاحق ہوا ہے؟ جبریل نے کہا: جتنا ان ستر ماؤں کو ہوتا ہے جن کے بچے فوت ہو گئے ہوتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا: کیا اس پر ان کے لیے کوئی اجر بھی ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں سو شہیدوں کا اجر ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 49 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 50 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 58

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث رحمہ اللہ کے طریق سے ثابت بنانی سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم کے طریق سے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ جبریل امین یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں انسانی شکل میں آئے۔ یوسف علیہ السلام نے انہیں دیکھ کر پہچان لیا۔ آپ اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے اور کہا: اے پاکیزہ خوشبو والے، اے پاکیزہ لباس والے، اے بارگاہ رب العزت کے معزز و مکرم فرشتے! کیا تجھے یعقوب علیہ السلام کے متعلق کچھ علم ہے جبریل نے کہا ہاں، یوسف نے پوچھا: وہ کیسے ہیں؟ جبریل نے کہا: ان کی آنکھیں ضائع ہو گئی ہیں، یوسف نے پوچھا: ان کی آنکھیں کس وجہ سے ضائع ہوئی ہیں؟ جبریل نے کہا: تیری جدائی کے غم کی وجہ سے۔ یوسف نے پوچھا: اس پر انہیں کیا اجر ملے گا؟ جبریل نے کہا: ستر شہداء کا اجر ملے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی جعفر سے روایت کیا ہے: جبریل امین یوسف علیہ السلام کے پاس قید خانہ میں گئے تو یوسف علیہ السلام نے ان سے پوچھا: اے جبریل! میرے باپ کو کتنا غم لاحق ہوا ہے؟ جبریل نے کہا: ایسی ستر عورتوں کا غم جن کے بچے فوت ہو گئے ہوں۔ پوچھا: ان کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجر کیا ہے؟ فرمایا سو شہیدوں کا اجر ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت خلف بن حوشب رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب جبریل امین قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر آئے تو جبریل نے پوچھا: اے صدیق! کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ یوسف علیہ السلام نے کہا: میں ایسی پاکیزہ صورت دیکھ رہا ہوں، پاکیزہ خوشبو محسوس کر رہا ہوں جو خطا کاروں کی خوشبو کے مشابہ نہیں ہے۔ جبریل نے کہا: میں رسول رب العالمین ہوں، میں الروح الامین ہوں۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا: تجھے اس مجرموں کے مدخل میں کس نے داخل کیا ہے؟ تو تو پاکیزہ لوگوں میں سے پاکیزہ ترین ہے، تو تو مقربین کا سردار ہے رب العالمین کا امین ہے۔ جبریل نے کہا: اے یوسف! تجھے علم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ گھروں کو انبیائے کرام کی پاکیزگی کی وجہ سے پاک فرماتا ہے اور وہ زمین جس میں تم داخل ہوتے ہو وہ پاکیزہ ترین زمین ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے قید خانہ اور اس کے ماحول کو سب پاکیزہ لوگوں میں سے پاکیزہ ترین اور پاکیزہ لوگوں کے بیٹے کے ذریعے پاک کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی طہارت اور آپ کے صالح اور مخلص آباء کی طہارت کی وجہ سے پاک کرتا ہے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: تو مجھے صدیقین کے اسماء کے ساتھ کیسے یاد کرتا ہے اور تو مجھے مخلصین میں کیسے شمار کر رہا ہے جب کہ میں مجرموں کی جگہ میں داخل ہوں اور میں ضالین اور مفسدین کا نام دیا گیا ہوں؟ جبریل نے کہا: آپ کا دل غم سے دوچار نہیں ہوا اور نہ آپ کی حریت غلامی سے گدلی ہوئی ہے اور نہ تو نے اپنے رب کی نافرمانی میں اپنی مالکن کی اطاعت کی تھی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تیرا نام صدیقین کے نام کے ساتھ رکھا ہے اور تجھے تیرے صالح بزرگوں کے ساتھ ملا دیا ہے، یوسف علیہ السلام نے پوچھا: کیا تجھے یعقوب کے بارے کچھ علم ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں صبر جمیل کی توفیق بخشی ہے اور انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 58 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 59

غم میں مبتلا کیا تو وہ اپنے غم پر ضبط کیے ہوئے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا: ان کے غم کی حد کیا ہے؟ جبریل نے کہا: ستر ایسی عورتیں جن کے بچے فوت ہو گئے ہوں، یوسف نے پوچھا: انہیں اجر کیا ملے گا؟ جبریل نے کہا: سو شہیدوں کا۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبریل امین قید خانہ میں یوسف علیہ السلام کے پاس آئے، سلام عرض کیا، تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اے بارگاہ رب کے مکرم فرشتے! اے پاک خوشبو والے! اے طاہر لباس والے! کیا تجھے یعقوب علیہ السلام کے متعلق کچھ علم ہے؟ جبریل نے کہا: ہاں، یوسف علیہ السلام نے پوچھا ان کا غم کتنا شدید ہے اور انہیں اس پر اجر کتنا ملے گا۔ جبریل نے کہا: ان کا غم ستر ایسی عورتوں کے غم کے برابر ہے جن کی اولاد فوت ہو گئی ہو۔ یوسف علیہ السلام نے پوچھا: کیا میری ان سے ملاقات ہو گی؟ جبریل نے کہا ہاں۔ اس سے یوسف علیہ السلام خوش ہوئے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یعقوب علیہ السلام کو اپنے بیٹے کا کتنا غم تھا؟ فرمایا: جتنا ستر ایسی عورتوں کو ہوتا ہے جن کے بچے فوت ہو گئے ہوں۔ پوچھا گیا: ان کا اجر کتنا ہے؟ فرمایا: سو شہیدوں کا۔ انہوں نے دن یا رات میں کسی وقت بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق برا گمان نہ کیا۔(3)

قَالُوْا تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ یُوْسُفَ حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِیْنَ ﴿۸۵﴾ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾

"بیٹوں نے عرض کی بخدا آپ ہر وقت یاد کرتے رہتے ہیں یوسف کو کہیں بگڑ نہ جائے آپ کی صحت یا آپ ہلاک نہ ہو جائیں آپ نے فرمایا: میں تو شکوہ کر رہا ہوں اپنی مصیبت اور اپنے دکھوں کا خدا کی بارگاہ میں اور میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَاللّٰهِ تَفْتَؤُا تَذْكُرُ یُوْسُفَ کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہتے ہیں (4) حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا فرمایا غم و اندوہ کی وجہ سے جو مرض لگ جاتی ہے اسے حرض کہتے ہیں اَوْ تَكُوْنَ مِنَ الْهٰلِكِیْنَ یا آپ مرنے والوں میں سے نہ ہو جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہتے ہیں اور اس کی محبت تمہارے دل سے کمزور نہیں ہوتی حتیٰ کہ آپ بوڑھے ہو جائیں گے یا وصال کر جائیں گے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الحرض کا معنی پرانی اور بوسیدہ چیز اور الْهٰلِكِیْنَ سے مراد المیتین (مرنے والے) ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 59
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 60
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 57
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 51
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 55-51
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 56-55

امام ابن الانباری اور الطستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے تَفْتَؤُا تَذْكُرُ يُوسُفَ کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا: آپ ہمیشہ یوسف کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

لَعَمْرُكَ لَا تَفْتَأُ تَذْكُرُ خَالِداً وَقَدْ غَالَهُ مَاغَالَ تُبَّعْ مِنْ قَبْلُ

''میری عمر کی قسم! تو خالد کو ہمیشہ یاد کرتا ہے حالانکہ اس نے ایسا ہی دھوکہ کیا ہے جیسے اس سے پہلے تبع نے دھوکا کیا تھا''۔

پھر حَتّٰى تَكُوْنَ حَرَضًا کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: شدت درد کی وجہ سے ہلاکت کے قریب ہونا، نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اَمِنْ ذِكْرِ لَيْلَى اَنْ نَاتَ قَرِيْقُبِهَا كَانَّكَ حَمَّ لِلَا طِبَاءِ مُحْرِضُ

امام ابن جریر نے طلحہ بن مصرف الایامی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تین چیزوں کا ذکر نہ کر اور ان کے ذکر سے اجتناب کر۔ اپنی مرض کا شکوہ نہ کر اپنی مصیبت کا شکوہ نہ کر اور اپنی خود تعریف نہ کر۔ فرماتے ہیں: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کا پڑوسی گیا تو اس نے کہا: اے یعقوب کیا وجہ ہے کہ میں تجھے نحیف وکمزور دیکھ رہا ہوں حالانکہ آپ ابھی تک اپنے باپ کی عمر کو نہیں پہنچے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: میری یہ کیفیت اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یوسف علیہ السلام کے غم کی وجہ سے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے یعقوب! تو میری شکایت میری مخلوق کے پاس کرتا ہے۔ حضرت یعقوب نے عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھ سے غلطی ہوئی ہے مجھے معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کردیا ہے۔ اس کے بعد جب بھی آپ سے پوچھا جاتا تو آپ کہتے اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ میں تو اپنی مصیبت اور دکھوں کا شکوہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔ (1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر نے مسلم بن یسار سے روایت کیا ہے اور وہ اس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں۔ فرمایا: جس نے مصیبت کا شکوہ کیا اس نے صبر نہیں کیا پھر یہ آیات تلاوت فرمائی اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ۔ (2)

امام ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کے خزانوں میں سے ہے صدقہ کا چھپانا، مصائب اور امراض کو چھپانا اور جس نے دکھ کا اظہار کیا اس نے صبر نہیں کیا۔ (3)

بیہقی نے ایک اور طریق سے علاء بن عبد الرحمٰن بن یعقوب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی کے خزانوں میں سے ہے صدقہ کا چھپا کردینا، مصیبت کا چھپائے رکھنا اور مرض کو پوشیدہ رکھنا۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دنیا پر غم کرتے ہوئے صبح کی۔ اس نے اپنے رب پر ناراض ہوتے ہوئے صبح کی۔ اور جس نے اپنے اوپر نازل شدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 58
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 60
3۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی الصائب، جلد 7، صفحہ 215، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً

مصیبت کا شکوہ کرتے ہوئے صبح کی وہ اللہ تعالیٰ کی شکایت کرنے والا ہے، جو شخص کسی مال دار کے سامنے اس لیے جھکا تا کہ اس سے دنیا حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال کے دوثلث ضائع فرما دیتا ہے اور جسے قرآن کی نعمت عطا کی گئی اور پھر دوزخ میں داخل ہوا تو اللہ نے اسے محروم کر دیا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ایسی روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف کہا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تین چیزیں سارے معاملے کی اصل ہیں: تو اپنی مصیبت کی شکایت نہ کر، اپنی تکلیف کو بیان نہ کر اور اپنی زبان سے اپنی تعریف نہ کر۔(2)

احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے تورات میں یہ چار سطور اکٹھی لکھی ہوئی پائی ہیں: جو اپنی مصیبت کی شکایت کرتا ہے اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے، جو کسی غنی کے لیے جھکتا ہے اس کے دین کا دوثلث ضائع ہو جاتا ہے اور جو اس چیز پر پریشان ہوا جو کسی دوسرے کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے رب کے فیصلہ سے ناراض ہوتا ہے، جو کتاب اللہ کو پڑھتا ہے اور پھر یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ اسے معاف نہیں کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی آیات سے استہزاء کرتا ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو کسی مصیبت میں گرفتار ہو پھر تین دن اس کا اظہار نہ کرے اور کسی کے سامنے شکایت نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے پر رحمت فرماتا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد (الزہد میں) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے بڑھاپے کی وجہ سے ان کے ابرو آنکھوں پر چھا گئے تھے، وہ انہیں کپڑے کے ساتھ اوپر اٹھائے رکھتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کی یہ کیفیت کیوں ہے؟ فرمایا زمانے کی طوالت اور غموں کی کثرت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے یعقوب! کیا تو میری شکایت کرتا ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے عرض کی: یا رب! مجھ سے یہ خطا ہوئی ہے مجھے معاف فرما دے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن عربی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یعقوب علیہ السلام پر جب یوسف علیہ السلام کی جدائی کا غم طویل ہو گیا اور آپ کی آنکھیں غم کی وجہ سے ضائع ہو گئیں تو بیمار پرسی کرنے والے آپ کے پاس آتے اور کہتے: السلام علیک یا نبی اللہ! تم کیسے ہو؟ آپ فرماتے: بوڑھا آدمی ہوں، آنکھیں ختم ہو چکی ہیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے یعقوب! تو نے میری اپنے تیمارداروں کے سامنے شکایت کی ہے؟ عرض کی: اے میرے پروردگار! مجھ سے یہ خطا ہوئی ہے، آئندہ کبھی ایسا نہ ہوگا۔ اس کے بعد آپ ہمیشہ یہی کہتے تھے اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ میں اپنے دکھوں اور حزن کا شکوہ اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 213، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ کتاب الزہد، باب زہد ابی الدرداء، صفحہ 178، بیروت
3۔ ایضاً، باب زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 108
4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 215
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 58

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَثِّیْ کا معنی هَمِّي (غم) روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے بَثِّیْ کا معنی حاجتی روایت کیا ہے(2)۔ ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ کے تحت یہ بھی روایت کیا ہے کہ میں جانتا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کا خواب سچا تھا اور میں اس کو سجدہ کروں گا۔(3)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر کے رونے کی آواز سنی جب کہ صبح کی نماز میں میں آخری صف کے اندر تھا۔ آپ یہ آیات پڑھ رہے تھے اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ۔(4)

امام عبد الرزاق اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ بن ابی وقاص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی تو انہوں نے سورۂ یوسف تلاوت فرمائی۔ جب آپ یوسف علیہ السلام کے ذکر پر پہنچے تو رونے لگے حتی کہ میں نے ان کے رونے کی آواز سنی جب کہ میں آخری صف میں تھا۔(5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بتایا گیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام پر جب بھی کوئی سخت مصیبت نازل ہوئی تو آپ نے مصیبت کے بعد اللہ تعالیٰ پر اچھا گمان کیا۔(6)

امام ابن المنذر نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے عرض کی یا رب تو نے میرا بچہ بھی لے لیا، تو نے میری آنکھیں بھی لے لیں! ارشاد فرمایا بلی (کیوں نہیں) لیکن میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں تجھ پر رحم کروں گا اور تیری بینائی اور تیرا بچہ تجھ پر لوٹا دوں گا۔ میں نے تجھے اس مصیبت سے آزمایا ہے۔ کیونکہ تو نے ایک اونٹ ذبح کیا تھا پھر اسے بھونا تھا۔ تیرے پڑوسی نے اس کی خوشبو محسوس کی تھی لیکن تو نے اسے وہ پیش نہیں کیا تھا۔

امام اسحٰق بن راہویہ نے اپنی تفسیر میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بعد الشدۃ میں، ابن حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابوالشیخ، الحاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یعقوب علیہ السلام کا ایک منہ بولا بھائی تھا۔ اس نے ایک دن آپ سے کہا: اے یعقوب، کس چیز نے تیری آنکھیں ضائع کر دی ہیں؟ اور کس چیز نے تیری کمر دوہری کر دی ہے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: یوسف پر رونے کی وجہ سے میری آنکھیں ضائع ہوگئی ہیں اور بنیامین کی جدائی کے غم نے میری کمر ٹیڑھی کر دی ہے۔ اس وقت جبریل امین آئے اور کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ تمہیں سلام دیتا ہے اور کہا ہے تجھے حیا نہیں آتی کہ تو میرا شکوہ غیروں کے پاس کرتا ہے؟ یعقوب علیہ السلام نے کہا اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ۔ ”میں اپنے دکھ اور درد کا اظہار اللہ تعالیٰ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 56
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 57
3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 405، دار الصمیعی الریاض
5۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی العشاء، جلد 2، صفحہ 111، بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 57

بارگاہ میں کرتا ہوں''۔ جبریل نے کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ تیرے شکوہ وشکایت کو جانتا ہے پھر یعقوب علیہ السلام نے کہا: کیا تو بوڑھے آدمی پر رحم نہیں کرتا تو نے اس کی آنکھیں سلب کر لی ہیں اور میری پیٹھ دوہری کر دی ہے، میرے دونوں پھول مجھ پر لوٹا دے تاکہ میں موت سے پہلے انہیں سونگھ لوں، پھر تو جو چاہے میرے ساتھ کر۔ جبریل امین پھر آپ کے پاس آئے اور کہا: اے یعقوب! اللہ تعالیٰ تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ تو خوش ہو اور تیرا دل مسرور ہو میری عزت کی قسم! اگر تیرے دونوں بچے مردہ بھی ہوتے تو میں انہیں زندہ کر دیتا، پس تو مساکین کے لیے کھانا تیار کر کیونکہ میرے محبوب بندے انبیاء اور مساکین ہیں۔ تجھے معلوم ہے میں نے تیری آنکھیں کیوں سلب کی ہیں اور تیری پیٹھ کیوں دوہری کی ہے اور یوسف کے بھائیوں نے یوسف کے ساتھ جو کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے ایک بکری ذبح کی تھی پھر تمہارے پاس ایک روزہ دار مسکین آیا تھا تو تم نے اسے اس گوشت سے کچھ نہ دیا تھا۔ پھر یعقوب علیہ السلام جب صبح کا کھانا کھانے لگتے تو ندا دینے والے کو حکم دیتے کہ وہ یہ ندا لگائے جو مسکین صبح کا کھانا کھانا چاہتا ہو وہ یعقوب کے ساتھ کھانا کھائے اور جب روزے سے ہوتے تو ندا کرواتے کہ جو مساکین میں سے روزہ دار ہو اسے یعقوب کے ساتھ افطار کرنا چاہیے۔(1)

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَ لَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾

''اے میرے بیٹو! جاؤ اور سراغ لگاؤ یوسف کا اور اس کے بھائی کا اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمت الٰہی سے بلاشبہ مایوس نہیں ہوتے رحمت الٰہی سے مگر کافر لوگ''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن عربی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یعقوب علیہ السلام کو چوبیس سال تک معلوم نہ ہوا کہ یوسف علیہ السلام زندہ ہیں یا مردہ ہیں حتیٰ کہ آپ کے پاس ملک الموت آئے تو آپ نے پوچھا تو کون ہے؟ ملک الموت نے کہا: میں موت کا فرشتہ ہوں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا: میں تجھے یعقوب کے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو نے یوسف علیہ السلام کی روح قبض کر لی ہے؟ ملک الموت نے کہا: نہیں۔ اس وقت آپ نے یہ کہا: يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا الخ۔ پس برادران یوسف مصر کی طرف نکلے۔ جب وہ یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو انہوں نے انتہائی نرم گفتگو کی: کہنے لگے: اے عزیز! پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو مصیبت۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں روح اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشادگی سے مایوس نہ ہو جاؤ، اس نے تم سے وہ غم دور کیا جس میں تم گرفتار تھے۔(4)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 379، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 61 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِی الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾

''پھر جب وہ گئے (یوسف علیہ السلام) کے پاس تو انہوں نے عرض کی: اے عزیز! پہنچی ہے ہمیں اور ہمارے اہل خانہ کو مصیبت اور (اس مرتبہ) ہم لے آئے ہیں حقیری پونجی۔ پس پورا ناپ کر دیں ہمیں پیمانہ اور (اس کے علاوہ) ہم پر خیرات بھی کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیک بدلہ دیتا ہے خیرات کرنے والوں کو''۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الضُّرُّ سے مراد معاشی تنگ دستی ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ سے مراد کھوٹے سکے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ کا مطلب پرانا مال، پرانی رسیاں، بورے وغیرہ لیا ہے۔(2)

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ سے مراد کھوٹے ردی سکے ہیں جو خرچ نہیں کیے جاتے حتیٰ کہ پھینک دیئے جاتے ہیں۔(3)

سعید بن منصور، ابن المنذر، ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ سے مراد کھوٹے دراہم ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ سے مراد کھوٹے دراہم ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور عکرمہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ایک نے اس کا معنی ناقصہ اور دوسرے نے فلوس ردیہ کیا ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن الحارث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد دیہاتیوں کا سامان ہے مثلاً اون اور گھی۔(6)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابوصالح سے روایت کیا ہے کہ اسے مراد حبۃ الخضراء، صنوبر اور روئی ہے۔(7)

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اونٹنیاں اور کمزور گائیں ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت ضحاک سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کھوٹے سکے ہیں۔(8)

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کم آمدنی والے کا ستو ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 63 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 406، دار الصمیعی الریاض 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 63 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 64
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 63 8۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 65

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پیمائش کرنے والے کی اجرت کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ مشتری (خریدنے والا) سے لی جائے گی؟ مالک نے فرمایا: میرے دل میں جو درست بات آئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ بائع پر ہے کیونکہ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا تھا: فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا، تو کیل کر کے دینے والے یوسف علیہ السلام تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان سے پوچھا گیا کیا نبی کریم ﷺ سے پہلے انبیاء کرام میں سے کسی پر صدقہ حرام کیا گیا تھا؟ سفیان نے فرمایا: کیا تم نے یہ ارشاد نہیں سنا فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انبیاء کرام صدقہ نہیں کھاتے تھے۔ چونکہ ان کے دراہم کھوٹے تھے جو لوگوں میں مروج نہ تھے تو انہوں نے یوسف علیہ السلام سے عرض کی: ہم سے درگزر کرو اور ہمارے دراہم کھوٹا ہونے کی وجہ سے قیمت کے اعتبار سے کم نہ سمجھو۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا بھائی ہمیں واپس کر دے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کی کہ مجھ پر صدقہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ پر جنت صدقہ کرے گا۔ عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: تجھ پر افسوس! اللہ تعالیٰ صدقہ نہیں کرتا بلکہ وہ صدقہ کرنے والوں کو جزاء دیتا ہے۔

امام ابو عبید اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا یہ مکروہ ہے کہ کوئی شخص اپنی دعا میں کہے: اے اللہ! مجھ پر صدقہ فرما؟ مجاہد نے فرمایا: ہاں مکروہ ہے، صدقہ تو وہ کرتا ہے جسے ثواب مطلوب ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ثابت البنانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب کے بیٹوں سے کہا گیا: مصر میں ایک شخص ہے جو مسکین کو کھانا کھلاتا ہے اور یتیم کو جھولی بھر کر دیتا ہے۔ برادران یوسف نے کہا: وہ ہمارے اہل بیت سے ہو سکتا ہے۔ پس جب انہوں نے دیکھا تو وہ یوسف بن یعقوب تھے۔

قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿٨٩﴾ قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ۭ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَآ اَخِيْ ۡ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ۭ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٠﴾

"آپ نے پوچھا کیا تمہیں علم ہے جو سلوک تم نے کیا یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ جب تم نادان تھے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 66 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 67

(سراپا حیرت بن کر) کہنے لگے کیا (سچ مچ) آپ ہی یوسف ہیں؟ فرمایا (ہاں) میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ بڑا کرم فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ہم پر۔ یقیناً جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اور صبر کرتا ہے (وہ آخر کار کامیاب ہوتا ہے) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا"۔

امام ابوالشیخ نے الاعمش سے روایت کیا ہے یحییٰ بن وثاب نے ایک ہمزہ کے ساتھ اِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ کی قرأت اس طرح تھی اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَا اَخِيْ یعنی بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ قُرْبِيْ قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو زنا سے بچے اور کنوارہ رہنے پر صبر کرے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلی کتاب میں لکھا ہوا تھا کہ حاسد حسد سے سوائے اپنے نفس کے کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا وہ حسد کی وجہ سے نقصان دینے والا نہیں ہے اور حاسد کا حسد اس میں ہی کمی کرتا ہے۔ اور جس سے حسد کیا گیا ہو جب وہ صبر کرتا ہے تو اللہ اسے اس کے صبر کی وجہ سے نجات دیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ۔

قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾

"بھائیوں نے کہا: خدا کی قسم! بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر اور بے شک ہم ہی خطا کار تھے"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: یہ کلام انہوں نے اس وقت کیا جب یوسف علیہ السلام نے انہیں اپنا تعارف کرایا وہ ایک حلیم الطبع شخص سے ملے جس نے اپنے کسی دردوالم کا اظہار نہیں کیا تھا اور نہ انہیں ان کے اعمال پر سرزنش کی تھی۔ (1)

قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۫ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾

"آپ نے فرمایا نہیں کوئی گرفت تم پر آج کے دن۔ معاف فرما دے اللہ تعالیٰ تمہارے (قصوروں) کو اور وہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے لے جاؤ میرا یہ پیرہن، پس ڈالو اسے میرے باپ کے چہرے پر وہ بینا ہو جائیں گے اور (جا کر) لے آؤ میرے پاس اپنے سب اہل وعیال کو"۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَا تَثْرِيْبَ کا مطلب ہے آج تمہیں کوئی عار نہیں دلائی جائے گی، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے اس کا معنی لَا اِبَاءَ (کوئی انکار نہیں) روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 69

امام ابوالشیخ نے حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تھا تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا تم کیا کہتے ہو؟ تم کیا گمان کرتے ہو؟ تمام لوگوں نے کہا: تو کریم چچا کا بیٹا ہے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج تم پر کوئی گرفت نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو آپ ﷺ منبر پر چڑھے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا: اے اہل مکہ تم کیا گمان کرتے ہو؟ تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا ہم بہتر گمان کرتے ہیں اور بہتر کہتے ہیں تو کریم چچا کا بیٹا ہے تجھے قدرت دی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تو وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، الخ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تو بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر کعبہ کے پاس آئے، دروازے کی دونوں طرف کو پکڑ کر فرمایا: تم کیا کہتے ہو اور تم کیا گمان کرتے ہو؟ سب نے کہا: تو ہمارے بھائی کا بیٹا ہے اور حلیم و رحیم چچا کا بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا: لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، الخ۔ پس لوگ اس طرح نکلے جیسے قبروں سے اٹھے ہیں پھر وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حاجات کا طلب کرنا نوجوان سے آسان ہوتا ہے جب کہ بوڑھوں سے طلب کرنا مشکل ہوتا ہے، کیا تم نے یوسف علیہ السلام کا یہ قول نہیں پڑھا لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ "عنقریب میں مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے یوسف علیہ السلام کے عفو و کرم جیسا عفو و کرم کبھی نہیں سنا۔

امام حکیم ترمذی اور ابوالشیخ نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو معاملہ درپیش آیا اس کی بابت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو خط لکھا جب کہ آپ جانتے نہ تھے کہ وہ یوسف کو خط لکھ رہے ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم کی طرف سے آل فرعون کے عزیز کی طرف۔ تم پر سلام ہو۔ میں تعریف کرتا ہوں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ حمد و ثناء کے بعد! ہم اہل بیت ہیں اسباب بلاء نے ہمیں گھیر لیا ہے میرا دادا ابراہیم خلیل اللہ جسے اللہ کی طاعت میں آگ کے اندر پھینکا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر وہ آگ ٹھنڈی اور سلامتی والی کر دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کو حکم دیا تھا کہ وہ میرے دادا کو ذبح کرے پھر اس کی جگہ اللہ تعالیٰ نے فدیہ دیا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب خطبۃ النبی ﷺ بمکۃ عام الفتح، جلد 5، صفحہ 86، بیروت

2۔ ایضاً، باب ما قالت الانصار حین امن رسول اللہ ﷺ اہل مکۃ بما اشترط، جلد 5، صفحہ 58

اور میرا ایک بیٹا تھا جو مجھے تمام بیٹوں سے زیادہ محبوب تھا، وہ مجھ سے گم ہو گیا ہے۔ اس پر اظہار افسوس کرتے کرتے میری آنکھوں کا نور ختم ہو گیا ہے اور اس کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ جب میں اس کو اپنے سینے سے لگاتا تھا تو مجھ سے میرا غم دور ہو جاتا تھا۔ پس میرا وہ دوسرا بیٹا چوری کے الزام میں محبوس ہے۔ میں تجھے بتاتا ہوں کہ نہ میں نے کبھی چوری کی ہے اور نہ میں نے چور جنم دیا ہے۔ جب یوسف علیہ السلام نے خط پڑھا تو رونے لگے اور چیخنے لگے۔ فرمایا اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا، الخ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے تحت فرمایا ہے کہ نمرود نے جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا تو جبریل امین جنت سے ایک قمیص اور جائے نماز لائے۔ وہ قمیص جبریل نے ابراہیم کو پہنا دی اور جائے نماز پر بیٹھا دیا اور جبریل خود ان کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے بیٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کی طرف وحی فرمائی كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ (انبیاء) اگر اللہ تعالیٰ سَلٰمًا نہ فرماتا تو آگ اتنی ٹھنڈی ہو جاتی کہ آپ کو ٹھنڈک کی وجہ سے تکلیف ہوتی اور سردی انہیں قتل کر دیتی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا: یا خیر البشر! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ لقب یوسف صدیق اللہ بن یعقوب اسرائیل اللہ بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ کا ہے، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو جنتی کپڑا پہنایا۔ پھر وہ قمیص ابراہیم نے اسحٰق کو پہنائی، اسحاق نے وہ یعقوب کو پہنائی پھر یعقوب علیہ السلام نے اسے ایک لوہے کی ڈبیہ میں بند کر کے یوسف علیہ السلام کی گردن میں لٹکا دی۔ اگر یوسف کے بھائیوں کو اس کا علم ہوتا تو کنویں میں پھینکتے وقت وہ قمیص اتار لیتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس واپس بھیجنے کا ارادہ کیا تو بشارت دینے والے کو حکم دیا کہ وہ آٹھ مراحل کی مسافت سے انہیں خوشخبری سنائے۔ یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر کے درمیان چالیس سال کا عرصہ تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے آٹھ مراحل کی مسافت سے یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو محسوس کر لی اور کہا اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ (یوسف) جب وہ قمیص ان کے چہرے پر ڈالی گئی تو آپ بینا ہو گئے، جنت کی کوئی چیز بھی کسی مصیبت زدہ پر پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شفا بخشتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطلب بن عبداللہ بن حطب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت کی قمیص پہنائی۔ پھر ابراہیم نے وہ اسحاق کو پہنائی، اسحاق نے یعقوب کو پہنائی، یعقوب نے یوسف کو پہنائی آپ نے اسے لپیٹ کر ایک چاندی کی ڈبیہ میں رکھ دیا، پھر اسے اپنی گردن میں لٹکا لیا وہ قمیص آپ کی گردن میں تھی جب آپ کو کنویں میں ڈالا گیا، جب آپ کو قید کیا گیا اور جب آپ کے بھائی آپ کے پاس داخل ہوئے۔ آپ نے وہ قمیص اس ڈبیہ سے نکالی اور فرمایا اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا، الخ۔ یعقوب علیہ السلام نے جنت کی خوشبو محسوس کر لی جب کہ آپ کنعان کے علاقہ میں تھے، فرمایا اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ نے اپنے اہل وعیال کو بلایا وہ مصر میں پہنچے تو وہ ترانوے افراد تھے۔ ان کے مرد انبیاء تھے اور ان کی عورتیں صدیقات تھیں، اللہ کی

قسم! وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلے تو وہ چھ لاکھ ستر ہزار کی تعداد کو پہنچ چکے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الربیع بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام مصر میں یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپ کے ساتھ آپ کی اولاد میں بہتر افراد تھے اور جب وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نکلے تھے وہ چھ لاکھ تھے۔

وَ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾

"اور جب قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا (تو ادھر کنعان میں) ان کے باپ نے فرمایا کہ میں تو یوسف کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بے وقوف خیال نہ کرو گھر والوں نے کہا بخدا! (باباجی!) آپ اپنی اس پرانی محبت میں مبتلا ہیں"۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، احمد (فی الزہد) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ جب قافلہ نکلا اور ہوا چلی تو یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو محسوس ہوئی۔ آپ نے فرمایا: میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ رہا ہوں اگر تم مجھے بے وقوف خیال نہ کرو۔ ابن عباس فرماتے ہیں: حضرت یعقوب علیہ السلام نے آٹھ دنوں کی مسافت سے خوشبو سونگھ لی۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے دس دنوں کی مسافت سے خوشبو سونگھ لی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے جب پوچھا گیا کہ یعقوب علیہ السلام نے کتنی مسافت سے یوسف علیہ السلام کی قمیص سونگھ لی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: اسی فرسخ کی مسافت سے آپ نے یہ خوشبو سونگھ لی تھی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مہینہ کی مسافت سے یعقوب علیہ السلام نے یوسف کی قمیص کی خوشبو سونگھ لی تھی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سات دن کی مسافت سے یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی خوشبو سونگھ لی تھی۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ کے تحت تُجَهِّلُوْنِ کا معنی روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے تُكَذِّبُوْنِ "تم مجھے جھوٹا نہ خیال کرو" کا معنی بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ روایت کیا ہے کہ تم مجھے بوڑھا خیال نہ کرو، تم کہو کہ اس کی عقل ضائع ہوگئی ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 73
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 74-75

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: المفند وہ ہوتا ہے جس کی عقل نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں وہ بے عقل ہے، شاعر کہتا ہے:

مَهْلًا فَإِنَّ مِنَ الْعُقُوْلِ مُفَنَّدًا ٹھہرو عقل والوں سے بے عقل بھی ہوتے ہیں۔(1)

عبد بن حمید، ابن المنذر نے الربیع سے اس کا معنی یہ کیا ہے کہ اگر تم مجھے بے وقوف خیال نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے اپنی قمیص یعقوب علیہ السلام کی طرف بھیجی تو وہ یعقوب علیہ السلام نے پکڑ کر سونگھی پھر اسے اپنی آنکھوں پر رکھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی بینائی لوٹا دی، پھر یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ جب برادران یوسف، حضرت یعقوب علیہ السلام کو لے کر یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو اس وقت یعقوب علیہ السلام اپنے ایک بیٹے یہودا کا سہارا لیے ہوئے تھے، یوسف علیہ السلام نے فوجیوں اور عوام کے ساتھ یعقوب علیہ السلام کا استقبال کیا۔ یعقوب علیہ السلام نے یہودا سے کہا: اے یہودا! یہ فرعون مصر ہے۔ یہودا نے کہا: نہیں اے والد محترم! لیکن یہ آپ کا بیٹا یوسف ہے۔ انہیں جب علم ہوا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں تو یہ اپنے اعوان مملکت اور عوام کے ساتھ تمہاری ملاقات کرنے آیا ہے۔ جب ملاقات ہوئی تو یوسف علیہ السلام سلام پیش کرنے میں پہل کرنے لگے لیکن انہیں ایسا کرنے سے روک دیا گیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یعقوب علیہ السلام، اللہ کی بارگاہ میں یوسف علیہ السلام سے زیادہ معزز ہیں، یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو گلے سے لگایا، پیار کیا اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا الذَّاهِبُ بِالْاَحْزَانِ عَنِّيْ، اے مجھ سے غم کو دور کرنے والے تجھ پر سلام ہو۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام سے ملک الموت کی ملاقات ہوئی: تو آپ نے پوچھا کیا تو نے جن لوگوں کی روح قبض کی ہے ان میں یوسف بھی تھا؟ ملک الموت نے کہا نہیں۔ اس وقت یعقوب علیہ السلام نے کہا (دیکھو) کہ میں کہا نہیں کرتا تھا تمہیں کہ میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ (کے جتانے) سے جو تم نہیں جانتے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابوالشیخ نے حضرت عمر بن یونس الیمامی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یعقوب علیہ السلام، ملک الموت کو تمام اہل زمین میں سے محبوب تھے۔ ملک الموت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب فرمائی کہ وہ یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کریں، اجازت ملی تو ملک الموت حضرت یعقوب علیہ السلام سے ملے۔ یعقوب علیہ السلام نے پوچھا اے ملک الموت! میں تم سے اس ذات کے واسطہ سے پوچھتا ہوں جس نے تمہیں پیدا کیا، کیا تو نے یوسف علیہ السلام کی روح قبض کر لی ہے؟ ملک الموت نے کہا: نہیں۔ ملک الموت نے یعقوب علیہ السلام سے کہا اے یعقوب! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ تو جو بھی اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے گا، یعقوب علیہ السلام نے کہا ضرور بتایئے۔ ملک الموت نے کہا: یوں کہو لا یاذ المعروف الذی ینقطع ابداً ولا یحصیه غیرك۔ اے ایسی نیکی کرنے والے جو کبھی ختم نہیں ہوتی اور تیرے سوا اسے کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ یعقوب علیہ السلام نے اسی رات مذکورہ کلمات

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 74

سے دعا فرمائی۔ پس ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی تھی کہ آپ کے چہرے پر قمیص ڈالی گئی تو آپ بینا ہو گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حسن رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ ایک عمالقہ کا بادشاہ تھا۔ اس نے یعقوب علیہ السلام کی بچی کا رشتہ طلب کیا تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: مسلمان معزز عورت کافر کے لیے حلال نہیں ہے، بادشاہ کو بڑا غصہ آیا، اس نے کہا میں یعقوب اور اس کی اولاد کو قتل کر دوں گا۔ اس نے اپنا ایک لشکر بھیجا۔ تو یعقوب علیہ السلام اور آپ کے بیٹوں نے اس سے جنگ کی۔ یعقوب علیہ السلام ایک ٹیلہ پر بیٹھ گئے اور فرمایا: بیٹو! تم کون سی بات پسند کرتے ہو؟ تم خود انہیں قتل کر دو یا اللہ تعالیٰ تمہاری طرف سے ان کو کافی ہو جائے؟ میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا ہے تو اس نے مجھے یہ عزت عطا فرمائی ہے، بیٹوں نے کہا: ہم خود ان سے جنگ کریں گے۔ یہ چیز ہمارے دلوں کی ٹھنڈک کا باعث ہوگی۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے بیٹو! کیا تم اللہ کی کفایت کو قبول کرتے ہو؟ پس یعقوب علیہ السلام نے عمالقہ کے لشکر کے لیے بددعا فرمائی تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ سے مراد خَطٰیِكَ الْقَدِيْمِ (پرانی خطا) ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جُنُوْنِكَ الْقَدِيْمِ (پرانا جنون) ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی حُبِّكَ الْقَدِيْمِ (پرانی محبت) ہے۔

فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚۙ اِنِّيْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

''پس جب آ پہنچا خوش خبری سنانے والا (اور) اس نے ڈالا وہ پیراہن آپ کے چہرہ پر تو فوراً بینا ہو گئے۔ آپ نے (فرط مسرت سے) کہا (دیکھو) کیا میں نہیں کہا کرتا تھا تمہیں کہ میں جانتا ہوں اللہ تعالیٰ (کے جتانے) سے جو تم نہیں جانتے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آیت کریمہ میں الْبَشِيْرُ سے مراد ڈاکیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَشِيْرُ (خوش خبری سنانے والا) سے مراد یہودا بن یعقوب ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَشِيْرُ یہودا تھا۔ فرماتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے وَجَآءَ الْبَشِيْرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيِ الْعِيْرِ۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 76
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 77
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 78

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خوش خبری دینے والا جب یعقوب علیہ السلام کے پاس پہنچا تو فرمایا: تم نے ہمارے پاس کچھ نہیں پایا اور ہم نے سات دن سے روٹی نہیں پکائی لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر موت کے سکرات آسان کر دیئے ہیں۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں لقمان الحنفی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام کے پاس خوشخبری دینے والا آیا تو اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ میں آج تجھے کیا پیش کروں لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھ پر سکرات الموت آسان کر دی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب خوش خبری دینے والا یعقوب علیہ السلام کے پاس آیا تو قمیص یعقوب علیہ السلام پر ڈالی گی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: تم یوسف کو کس دین پر چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا دین اسلام پر، یعقوب علیہ السلام نے کہا اب نعمت مکمل ہوئی۔

قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ ﴿۹۷﴾ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾

”بیٹوں نے عرض کی اے ہمارے پدر (محترم)! مغفرت مانگئے ہمارے لیے ہمارے گناہوں کی، بے شک ہم ہی قصوروار تھے فرمایا عنقریب مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اپنے رب سے۔ بے شک وہی غفور رحیم ہے“۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے حضرت ابن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو سحر ہونے تک مؤخر کیا۔(1)

امام ابن المنذر، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ نے اپنے بیٹوں کو سحری تک روکا اور آپ صبح کی نماز سحری کے وقت میں پڑھتے تھے۔

ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے بیٹوں کے لیے استغفار کو کیوں مؤخر فرمایا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کو سحری تک مؤخر کیا کیونکہ سحری کے وقت کی دعا مقبول ہوتی۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ کے متعلق فرمایا کہ جمعہ کی رات آئے گی تو میں تمہارے لیے استغفار کروں گا۔(2)

امام ترمذی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ، میرے سینے میں قرآن نہیں ٹھہرتا، میں اسے یاد رکھنے پر قدرت نہیں رکھتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوالحسن! میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہیں نفع عطا فرمائے گا اور اسے بھی نفع عطا فرمائے گا جس کو تو یہ کلمات سکھائے گا اور جو تو سیکھے گا وہ تیرے دل میں ٹھہر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 80

جائے گا؟ حضرت علی نے عرض کی یارسول اللہ! ضرور کرم کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جمعہ کی رات ہو اور تمہیں طاقت ہو تو تم رات کے آخری (تیسرے) حصہ میں اٹھو کیونکہ وہ ایسی گھڑی ہے جس کی شہادت دی گئی ہے اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ میرے بھائی یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ حتی کہ جمعہ کی رات آجائے۔ اگر تجھے اس کی طاقت نہیں ہے تو رات کے نصف میں اٹھو اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے تو رات کی ابتداء میں اٹھو اور چار رکعت نماز ادا کرو۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰس، دوسری رکعت میں فاتحہ اور تبارک المفصل تلاوت کرو، جب تشہد سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کی حمد و ثنا کرو اور مجھ پر اور تمام انبیاء پر درود بھیجو، مومن مردوں اور عورتوں کے لیے اور ایمان میں سبقت لے جانے والے بھائیوں کے لیے استغفار کرو پھر آخر میں یہ کہو اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ اَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ، وَارْحَمْنِیْ اَنْ اَتَكَلَّفَ مَالَا یَعْنِیْنِیْ، وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظَرِ فِیْمَا یُرْضِیْكَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ اَسْاَلُكَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ، وَنُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ اَنْ اَتْلُوَهٗ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْكَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِیْ لَا تُرَامُ، اَسْاَلُكَ یَا اَللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَ نُوْرِ وَجْهِكَ اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِیْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهٖ لِسَانِیْ وَاَنْ تُفَرِّجَ بِهٖ عَنْ قَلْبِیْ وَاَنْ تَشْرَحَ بِهٖ صَدْرِیْ وَاَنْ تَغْسِلَ بِهٖ بَدَنِیْ فَاِنَّهٗ لَا یُعِیْنُنِیْ عَلَی الْحَقِّ غَیْرُكَ وَلَا یُؤْتِیْهِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن یہ وظیفہ تین یا پانچ یا سات جمعے کیا جائے تو قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ مومن کی دعا رد نہیں جائے گی۔ ابن عباس نے فرمایا اللہ کی قسم حضرت علی رضی اللہ عنہ پانچ یا سات مرتبہ یہ عمل کرنے کے بعد رسول اللہ کی بارگاہ میں اسی مجلس میں آئے تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ پہلے میری یہ کیفیت تھی کہ میں چار آیات بھی یاد نہیں کر سکتا تھا۔ جب بھی میں چار آیات پڑھتا تو وہ مجھے بھول جاتی تھیں اور اب میں چالیس آیات سیکھتا ہوں پھر زبانی پڑھتا ہوں تو مجھے یوں لگتا ہے گویا کہ میری آنکھوں کے سامنے کتاب اللہ موجود ہے (اور میں اس سے دیکھ کر پڑھ رہا ہوں) اور میں حدیث سنتا تھا پھر جب دوہراتا تھا تو وہ مجھے بھول چکی ہوتی تھی لیکن آج میں کئی احادیث سنتا ہوں اور ان میں سے کوئی بھی مجھے نہیں بھولتی، اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوالحسن رب کعبہ کی قسم! تو مومن ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ کے تحت روایت کیا ہے یعنی میں تمہارے سب رات کی نماز میں استغفار کروں گا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو جمع کر دیا اور آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیں تو آپ کے بیٹے علیحدہ بیٹھ کر سرگوشی کرنے لگے، کہنے لگے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے کیا کچھ کیا تھا اور والد صاحب کو تم سے کیا تکلیف پہنچی تھی، تمام بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام کے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب صلوٰۃ التطوع، جلد 1، صفحہ 62-461، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 79

سامنے بیٹھے اور یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ عرض کی: اے اباجی! آج ہم آپ سے ایک ایسی گزارش کرنے آئے ہیں جو پہلے کبھی نہیں کی اور ہم ایسی پریشانی میں مبتلا ہیں کہ ایسی پریشانی پہلے کبھی لاحق نہیں ہوئی۔ انبیائے کرام ساری مخلوق سے زیادہ رحم دل ہوتے ہیں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے پیارے بچو! کیا کہنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: آپ دونوں کو معلوم ہے جو ہماری طرف سے تمہیں تکلیف پہنچی اور جو کچھ ہم نے یوسف کے ساتھ کیا تھا؟ حضرت یعقوب اور یوسف علیہما السلام نے فرمایا: ہمیں معلوم ہے۔ بیٹوں نے کہا: کیا تم دونوں نے ہمیں معاف نہیں کر دیا؟ انہوں نے کہا: معاف کر دیا ہے۔ بیٹوں نے کہا: تمہارا معاف کرنا ہمیں کچھ مفید نہ ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ ہمیں معاف نہیں فرمائے گا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا: تم چاہتے کیا ہو؟ انہوں نے عرض کی: ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا آپ کی طرف ہماری معافی کا پیغام آجائے گا تو ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور ہمارے دل مطمئن ہوں گے، ورنہ ہمیں کبھی اس دنیا میں سکون نہیں ہوگا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام قبلہ رو ہو کر کھڑے ہوئے یوسف علیہ السلام بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور باقی تمام بیٹے ان دونوں کے پیچھے پورے خشوع وخضوع کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے دعا فرمائی اور یوسف علیہ السلام نے آمین کہی۔ ان بیٹوں کے متعلق بیس سال تک دعا قبول نہ ہوئی حتی کہ بیسویں سال کے آغاز میں جبریل امین یعقوب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تاکہ میں تجھے بشارت دوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری اولاد کے متعلق تمہاری دعا قبول فرمائی ہے اور جو کچھ ان سے فروگزاشتیں ہوئیں اللہ تعالیٰ نے معاف کر دی ہیں اور آپ کے بعد نبوت پر ان کا عہد لیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کو جمع فرمایا تو یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام سے کہا: تم مجھے وہ سب کچھ بیان کرو جو تمہارے بھائیوں نے تم سے کیا تھا؟ حضرت یوسف نے واقعہ بیان کرنا شروع کیا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کی: اباحضور! جو کچھ انہوں نے میرے ساتھ کیا تھا۔ اب اس کا بیان کرنا میرے لیے اس سے بھی مشکل ہے۔ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں سے مخاطب ہوئے کہا: تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے کیے پر معافی مانگنے سے ڈرتے ہو؟ بیٹوں نے کہا: اے ہمارے والد محترم! آپ ہمارے لیے استغفار فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کو یہ عزت بخشی تھی کہ جب بھی وہ کوئی گزارش کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کی اس گزارش کو اسی دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن ضرور شرف قبولیت عطا فرماتا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جب سحری کا وقت ہو تو تم غسل کرنا پھر اچھا۔ خوبصورت لباس پہن کر میرے پاس آجانا۔ بیٹوں نے یہ سب کچھ کیا اور سحری کے وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام آگے کھڑے ہوئے ان کے پیچھے یوسف علیہ السلام کھڑے ہوئے اور باقی تمام یوسف علیہ السلام کے پیچھے کھڑے ہوئے۔ سورج کے طلوع ہونے تک دعا مانگتے رہے لیکن توبہ نازل نہ ہوئی، پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا۔ جب چوتھی رات تھی تو وہ سب سو گئے تو یعقوب علیہ السلام ان کے پاس آئے اور فرمایا: اے بیٹو! تم سوئے ہوئے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے ناراض ہے اٹھو!

حضرت یعقوب علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور آپ کے بیٹے بھی، بیس سال تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معافی طلب کرتے رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے ان کی توبہ قبول کر لی ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے عرض کی: یارب! نبوت بھی انہیں بخشی جائے! فرمایا میں نے نبیوں میں ان کا عہد لے لیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عائشہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کی توبہ بیس سال بعد قبول ہوئی۔ آپ بیٹوں کے آگے کھڑے ہوئے تو توبہ قبول نہ ہوئی، حتیٰ کہ جبریل امین آئے اور یہ دعا سکھائی یَا رِجَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَقْطَعْ رِجَاءَ نَا یَا غِیَاثَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَغِثْنَا، یَا مَانِعَ الْمُؤْمِنِیْنَ امْنَعْنَا یَا مُجِیْبَ التَّائِبِیْنَ تُبْ عَلَیْنَا۔ آپ نے سحری تک دعا کو مؤخر فرمایا پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی تو ان کی توبہ قبول کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اللیث بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یعقوب اور برادران یوسف بیس سال تک اس عمل کی معافی مانگتے رہے جو برادران یوسف نے یوسف کے ساتھ کیا تھا ان کی دعا قبول نہ ہوئی حتیٰ کہ جبریل امین یعقوب علیہ السلام سے ملے اور یہ دعا سکھائی۔ یَا رِجَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ، لَا تَخِیْبُ رِجَائِیْ وَ یَاغَوْثَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَغِثْنِیْ وَیَاعَوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِنِّیْ یَا حَبِیْبَ التَّوَّابِیْنَ تُبْ عَلَیَّ، اس دعا کے بعد ان کی دعا قبول کی گئی۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مذکورہ روایت کے تحت روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے کہا میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا ان شاء اللہ استغفر ربی اور ان شاء اللہ کے درمیان جو کلام ہے یہ قرآن کی تقدیم و تاخیر سے ہے (1)۔ ابوعبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں ان شاء اللہ یعقوب علیہ السلام کے کلام سے ہے۔ جب آپ نے ادخلوا مصر فرمایا تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمران الجونی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے برادران یوسف کا واقعہ ہمارے سامنے اس لیے بیان نہیں کیا کہ وہ ان کو عار دلائے۔ کیونکہ وہ انبیاء میں سے تھے اور اہل جنت سے تھے بلکہ اس واقعہ کے بیان کا مقصود یہ ہے کہ اللہ کا بندہ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ (2)

فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ وَ قَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَ رَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَ خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَ قَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَ قَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ وَ جَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 81
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 91

اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۱۰۰

”پھر جب وہ یوسف کے روبرو ہوئے، آپ نے جگہ دی اپنے پاس اپنے والدین کو اور (انہیں) کہا داخل ہو جاؤ مصر میں اگر اللہ نے چاہا تو تم خیر و عافیت سے رہو گے اور (جب شاہی دربار میں پہنچے تو) آپ نے اوپر بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر اور وہ گر پڑے آپ کے لیے سجدہ کرتے ہوئے اور (یہ منظر دیکھ کر) یوسف نے کہا اے میرے پدر بزرگوار! یہ تعبیر ہے میرے خواب کی جو پہلے (عرصہ ہوا میں نے) دیکھا تھا میرے پروردگار نے اسے سچا کر دکھایا ہے اور اس نے بڑا کرم فرمایا مجھ پر جب اس نے نکالا مجھے قید خانہ سے اور لے آیا تمہیں صحرا سے اس کے بعد کہ ناچاقی ڈال دی تھی شیطان نے میرے درمیان اور میرے بھائیوں کے درمیان۔ بے شک میرا رب لطف و کرم فرمانے والا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ یقیناً وہی سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے“۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعقوب علیہ السلام مصر میں یوسف علیہ السلام کی شاہی میں داخل ہوئے تو آپ کی عمر ایک سو اسی سال تھی۔ پھر آپ تیس سال یوسف علیہ السلام کی شاہی میں زندہ رہے۔ یوسف علیہ السلام کا وصال ہوا تو آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی عمر ایک سو پچانوے سال تھی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اٰوٰۤى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ۔ فرماتے ہیں یعنی انہوں نے اپنے باپ اور ماں کو اپنے ساتھ ملایا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ابویہ سے مراد آپ کے باپ اور آپ کی خالہ ہے کیونکہ آپ کی والدہ تو حضرت یامین کے نفاس کے دوران فوت ہو گئی تھیں۔

امام ابوالشیخ نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ تھی۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْعَرْشِ سے مراد تخت شاہی ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ الْعَرْشِ سے مراد آپ کی مجلس ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: خَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا فرماتے ہیں: پہلے لوگوں کا سلام سجدہ تھا۔ سجدہ کر کے وہ ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنی خاص بندہ نوازی اور کرم گستری سے اہل جنت کا سلام عطا فرمایا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ سجدہ بطور شرف تھا (بطور عبادت نہ تھا) جیسا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو بطور شرف سجدہ کا تھا۔ یہ سجدہ عبادت نہ تھا۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 83 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 83-82 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 84

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت یوسف کو ان کے والدین اور بھائیوں نے سروں کے ساتھ اشارہ کر کے سجدہ کیا تھا جس طرح عجمی لوگ سر جھکا کر اشارہ کرتے ہیں، یہ سلام اس طرح تھا جس طرح آج لوگ کرتے ہیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک اور سفیان رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کا سلام اسی طرح تھا۔(2)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے کتاب العقوبات میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف کے خواب اور اس کی تعبیر کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا اور خواب کی انتہا یہاں تک پہنچتی ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کے خواب اور اس کی تعبیر کے درمیان پینتیس سال کا فاصلہ تھا۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسی سال کا فاصلہ تھا۔(5)

امام ابن جریر، حاکم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کی باپ سے جدائی اور ملاقات کے درمیان اسی سال کا فاصلہ تھا۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ستر سال کا فاصلہ تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد (نے الزہد میں) ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، الحاکم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو آپ کی عمر سترہ سال تھی اور پھر اسی سال کے بعد اپنے باپ سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد آپ تئیس سال زندہ رہے۔ آپ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر ایک سو بیس سال تھی۔(7)

ابن مردویہ نے زیاد سے مرفوعاً روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یوسف علیہ السلام بیس سال سے زائد عرصہ غلامی میں رہے۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت حذیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یعقوب اور یوسف علیہ السلام کے فراق اور ملاقات کے درمیان ستر سال کا فاصلہ تھا۔

امام ابوالشیخ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ کے تحت روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام اور آپ کے بیٹے کنعان کی زمین میں رہتے تھے اور وہ مال مویشی پالنے والے دیہاتی لوگ تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 84 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 85 4۔ ایضاً
5۔ کتاب الزہد، باب زہد یوسف علیہ السلام، صفحہ 107، بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 86 7۔ ایضاً

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ دیہاتی اور مویشی رکھنے والے لوگ تھے اور یوسف اور ان کے درمیان اسی فرسخ کا فاصلہ تھا اور وہ ان سے ستر سال سے زائد عرصہ سے جدا ہو گئے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام پر لطف فرمایا جب کہ انہیں کنویں سے باہر نکالا، آپ کے اہل کو صحرا سے لے آیا، آپ کے دل سے شیطان کی ناچاقی کو نکال دیا، اور اپنے بھائیوں سے انتقام لینے کا معاملہ بھی نکال دیا۔

امام ابوالشیخ نے ثابت البنانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کے پاس یعقوب علیہ السلام تشریف لائے تو یوسف علیہ السلام نے آمد پر ان کا فوراً استقبال کیا اور بادشاہوں والا لباس پہنا اور فرعون مصر نے بھی یوسف علیہ السلام کے اکرام کی وجہ سے یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کی۔ یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کی کہ فرعون مصر نے ہمارا بہت احترام کیا ہے۔ اس کے لیے کچھ کلمات ارشاد فرمائیں، یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: اے فرعون! تجھے برکت دی گئی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب اور یوسف علیہ السلام کی ملاقات ہوئی تو آپس میں معانقہ کیا اور ہر ایک کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ یوسف علیہ السلام نے کہا: اے والد محترم! تم مجھ پر روتے رہے حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں ضائع ہو گئیں تھیں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ قیامت ہم دونوں کو جمع کر دے گی؟ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! یہ تو معلوم تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ رہا کہ آپ کا دین آپ سے چھن نہ جائے اور میرے تمہارے درمیان یہ چیز حائل نہ ہو جائے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب علیہ السلام پر موت کا وقت آیا تو انہوں نے یوسف علیہ السلام سے کہا: میں تم سے دو خصلتوں کا سوال کرتا ہوں اور دو چیزیں تمہیں عطا کرتا ہوں، میرا سوال یہ ہے کہ تم اپنے بھائیوں کو معاف کر دینا اور انہیں ان کے کیے کی سزا نہ دینا اور میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ جب میرا وصال ہو جائے تو مجھے میرے آباؤ اجداد ابراہیم و اسحٰق کے پاس دفن کرنا۔ اور میں تجھے یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری موت کے وقت میری آنکھوں کو بند کر دینا اور اپنے دونوں بیٹوں کو الاسباط میں داخل کرنا۔ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ کے چہرے پر ان کی آنکھوں کو بند کرنے کے لیے ہاتھ رکھا تو آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: بیٹا! یہ معاملہ بیٹوں کی طرف سے آباء کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں بہت عظیم ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یعقوب علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو ان پر چار ماہ نوحہ کرنے والیاں بیٹھی رہیں۔

امام احمد نے الزہد میں مالک بن دینار سے روایت کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف کو فرمایا جب کہ آپ کا آخری وقت تھا: اپنا ہاتھ میری پیٹھ کے نیچے داخل کر اور قسم اٹھاؤ کہ تم مجھے اپنے آباء کے پاس دفن کرو گے، میں عمل میں ان کے ساتھ شریک تھا۔ پس تو مجھے قبور میں بھی ان کے ساتھ شریک کرنا۔ جب یعقوب علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو یوسف علیہ

السلام نے آپ کی وصیت پر عمل کیا اور آپ کو کنعان کی زمین میں لے آئے اور ابراہیم و اسحق علیہما السلام کے ساتھ دفن کر دیا۔

رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۱﴾

"اے میرے رب! عطا فرمایا تو نے مجھے یہ ملک نیز تو نے سکھایا مجھے باتوں کے انجام کا علم۔ اے بنانے والے آسمانوں اور زمین کے تو ہی میرا کارساز ہے دنیا میں اور آخرت میں۔ مجھے وفات دے درآنحالیکہ میں مسلمان ہوں اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ"۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الاعمش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام نے آیت میں مذکورہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی قدردانی فرماتے ہوئے آپ کی عمر میں اسی سال کا اضافہ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن جریج عن ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے وصال کا شوق ہوا اور آپ نے اپنے آباء کے ساتھ ملنے کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ سے وصال کی دعا مانگی اور اپنے آباء سے لاحق کرنے کی درخواست کی۔ ابن عباس فرماتے ہیں: یوسف علیہ السلام کے علاوہ کسی نبی نے موت کی دعا نہیں مانگی۔ لیکن ابن جریج فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں قرآن کی بعض آیات میں تَوَفَّنِیْ (تو مجھے موت دے) کے الفاظ آئے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام کے علاوہ کسی نبی نے موت کی دعا نہیں مانگی۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ تو مجھے اپنی طاعت پر موت دے اور جب میرا وصال ہو تو مجھے معاف کر دے۔(2)

امام ابوالشیخ نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ الصالحین سے مراد ابراہیم، اسماعیل، اسحق اور یعقوب علیہم السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ الصالحین سے مراد اہل جنت ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کو ملک عطا کیا تو آپ کا نفس اپنے آباء کی طرف مشتاق ہوا تو آپ نے یہ دعا مانگی: رَبِّ قَدْ اٰتَیْتَنِیْ مِنَ الْمُلْكِ وَ عَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۫ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ بِالصّٰلِحِیْنَ سے مراد ابراہیم، اسحق اور یعقوب علیہم السلام ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یوسف علیہ السلام کے والد اور ان کے بھائی ان کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کو سکون و اطمینان بخشا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 89
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 90

آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا کی۔ اس وقت آپ پر نعمتوں کے انبار تھے۔ آپ نے اپنے صالحین آباء سے ملنے کا شوق کیا۔ یعنی ابراہیم، اسحاق اور یعقوب سے ملاقات کا اشتیاق ہوا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے وصال کی درخواست کی۔ کسی نبی اور غیر نبی نے یوسف کے علاوہ موت کی درخواست نہیں کی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یوسف علیہ السلام پر جب موت کا وقت قریب آیا تو فرمایا: اے میرے بھائیو! میں نے کسی سے بھی انتقام نہیں لیا جس نے بھی دنیا میں مجھ پر ظلم کیا اور میری یہ پسند رہی ہے کہ میں نیکی کو ظاہر کروں اور برائی پر پردہ ڈالوں۔ دنیا میں میرا یہ زاد تھا۔ اے میرے بھائیو! میں اپنے آباء کے ساتھ اعمال میں شریک رہا ہوں پس ان کی قبور میں بھی مجھے ان کی رفاقت عطا کرنا۔ آپ نے اپنے بھائیوں سے پختہ وعدہ لیا۔ لیکن بھائیوں نے ایسا نہ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق دریافت کیا تو شارخ بنت شیر ابن یعقوب کے علاوہ کسی کو خبر نہ تھی۔ اس عورت نے کہا: میں تمہیں ایک شرط پر یوسف کی قبر کا پتہ بتاتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہاری شرط پوری کروں گا۔ عورت نے کہا: جب میری عمر زیادہ ہو جائے تب بھی میں جوان رہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیری یہ شرط منظور ہے۔ پھر اس عورت نے کہا قیامت کے دن میں آپ کے ساتھ آپ کے درجہ میں رہوں۔ اس شرط پر پہلے تو آپ کچھ رکے، لیکن حکم ہوا کہ اس کی یہ شرط بھی تسلیم کر لو۔ آپ نے اس کی یہ شرط بھی قبول کر لی۔ اس عورت نے آپ کی رہنمائی کی۔ آپ نے یوسف علیہ السلام کو اپنی قبر سے نکالا۔ اس عورت کی عمر جب پچاس سال تھی تو وہ تیس سال کی لڑکی لگتی تھی حتی کہ اس عورت نے ایک ہزار چھ سو سال یا ایک ہزار چار سو سال عمر گزاری حتی کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے اس کو پالیا اور اس سے نکاح کیا۔

امام ابن اسحٰق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو جب بنی اسرائیل کو ساتھ لے جانے کا حکم دیا تو ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اپنے ساتھ یوسف علیہ السلام کے جسم کو بھی لے جاؤ۔ انہیں مصر میں نہ چھوڑو اور انہیں ارض مقدس میں جا کر دفن کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق پوچھا تو بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہ تھا۔ اس بوڑھی نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں وہ جگہ جانتی ہوں۔ اگر تم مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاؤ اور مجھے بھی مصر کی زمین پر نہ چھوڑو تو میں تمہیں بتاتی ہوں۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: میں ایسا ہی کروں گا۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل سے فجر کے طلوع ہونے کے وقت تک چلنے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ یوسف علیہ السلام کی قبر کھودنے سے فارغ ہونے تک فجر کے طلوع کو مؤخر فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فجر کو مؤخر فرما دیا۔ بوڑھی موسیٰ علیہ السلام کو ساتھ لے کر باہر گئی اور دریائے نیل کے کنارے آپ کی قبر دکھائی۔ موسیٰ علیہ السلام نے مرمر کا صندوق نکالا اور اٹھا کر لے گئے۔

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَ مَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 89

أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٠٤﴾ وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾

"(اے حبیب!) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم وحی کرتے ہیں آپ کی طرف اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ متفق ہو گئے تھے اس بات پر درآں حالیکہ وہ مکر کر رہے تھے اور نہیں ہیں اکثر لوگ، خواہ آپ کتنا ہی چاہیں، ایمان لانے والے اور نہیں طلب کرتے آپ ان سے اس (درس ہدایت) پر کچھ معاوضہ۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت سب جہانوں کے لیے اور کتنی ہی (بے شمار) نشانیاں ہیں جو آسمانوں اور زمین (کے ہر گوشہ) میں (بجی ہوئی) ہیں جن پر یہ (ہر صبح و شام) گزرتے ہیں اور وہ ان سے روگردانی کیے ہوتے ہیں اور نہیں ایمان لاتے ان میں سے اکثر اللہ کے ساتھ مگر اس حالت میں کہ وہ شرک کرنے والے ہوتے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ مکر کرنے والوں سے مراد یعقوب علیہ السلام کے بیٹے ہیں جب وہ یوسف کے ساتھ مکر کر رہے تھے۔(1)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اس وقت ان کے پاس موجود نہیں تھے جب وہ یوسف علیہ السلام کو کنویں کی گہرائی میں پھینک رہے تھے اور وہ یوسف کے ساتھ مکر رہے تھے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے كَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ کتنی نشانیاں آسمان میں ہیں یعنی سورج، چاند، ستارے اور بادل۔ اور زمین میں مثلاً نہریں، پہاڑ، مدائن، محلات وغیرہ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ کے مصحف میں وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمْشُونَ عَلَيْهَا تھا۔ آسمان اور زمین دو بہت بڑی نشانیاں ہیں۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھو کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا ہے؟؟ تو وہ کہتے ہیں: اللہ نے یہ ان کا ایمان ہے جب کہ وہ عبادت غیر اللہ کی کرتے ہیں۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے، وہی ان کا خالق و رازق ہے لیکن اس کے باوجود وہ شرک کرتے ہیں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 91　3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 93
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 95

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ان کا ایمان یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: اللہ نے ہمیں پیدا کیا، وہ ہمیں رزق دیتا ہے اور وہ ہمیں موت دے گا۔ یہ ایمان ہے لیکن وہ غیر اللہ کی عبادت کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے تلبیوں میں شرک کرتے ہیں (2) وہ کہتے ہیں لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ الا شریکا ھو لک، تَمْلِکُہٗ وما ملک'' ترجمہ: اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک ہے جس کو تو نے اپنا شریک بنایا ہے تو اس کا بھی مالک ہے اور جس کا وہ مالک ہے تو اس کا بھی مالک ہے''۔

ابوالشیخ نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہے جو ریا کاری کرتا ہے وہ عمل کی وجہ سے شرک کرنے والا ہے۔

اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۰۷﴾

'' کیا وہ بے غم ہو گئے ہیں اس بات سے کہ آئے ان پر چھا جانے والا اللہ تعالیٰ کا عذاب یا آ جائے ان پر قیامت اچانک اور انہیں اس کی آمد کا شعور تک نہ ہو''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے غَاشِیَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ عذاب ان پر چھا جائے۔ (3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کے تحت روایت کیا ہے: ایسا عذاب واقع ہو جو ان پر چھا جائے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایسی سزا جو ان پر چھا جائے۔ (5)

قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِیْ ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۸﴾

'' آپ فرما دیجئے یہ میرا راستہ ہے، میں تو بلاتا ہوں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف، واضح دلیل پر ہوں میں اور (وہ بھی) جو میری پیروی کرتے ہیں۔ اور ہر عیب سے پاک ہے اللہ تعالیٰ اور نہیں ہوں میں مشرکوں سے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ میری دعوت ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ (6)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَبِیْلِیْۤ کا معنی صلاتی روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 94 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 95 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 96

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 97

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے اس کا معنی اَمْرِیْ، سُنَّتِیْ اور مِنْهَاجِیْ روایت کیا ہے۔(1)
امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے عَلٰى بَصِیْرَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ میں ہدایت پر ہوں۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ؕ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ اتَّقَوْا ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰۹

''اور ہم نے (رسول بنا کر) نہیں بھیجے آپ سے پہلے مگر مرد جن کی طرف ہم نے وحی بھیجی بستی والوں سے کیا یہ (منکر) لوگ سیر وسیاحت نہیں کرتے زمین میں تا کہ وہ دیکھیں کہ کیا ہوا تھا انجام ان (منکرین) کا جو ان سے پہلے (ہو گزرے) تھے اور دار آخرت یقیناً بہتر ہے ان کے لیے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں (اے سننے والو!) کیا تم نہیں سمجھتے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ پہلے انبیائے کرام بھی اہل آسمان میں سے نہ تھے جیسا کہ تم نے کہا تھا۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کچھ نہیں اتارا، ابن جریج فرماتے ہیں:۔ وَ مَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ الخ وَ مَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ، اسی طرح وَ كَاَیِّنْ مِّنْ اٰیَةٍ الخ، اَفَاَمِنُوْۤا اَنْ تَاْتِیَهُمْ الخ، اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ، یہ تمام ارشادات قریش کے متعلق ہیں کہ کیا وہ زمین میں نہیں چلتے کہ وہ دیکھیں پہلے لوگوں کے آثار اور عبرت حاصل کریں اور غور وفکر کریں۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نہیں جانتے کہ اللہ نے کبھی کوئی رسول بھیجا مگر وہ بستی والوں سے تھا کیونکہ وہ اہل عمود میں سے زیادہ عالم اور پختہ تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سیر وسیاحت نہیں کرتے زمین میں تا کہ وہ دیکھیں کہ نوح، لوط، صالح علیہم السلام کی اقوام اور دوسری امتوں پر کیسا عذاب آیا۔

حَتّٰۤى اِذَا اسْتَیْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ ؕ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۝۱۱۰

''جب (نصیحت کرتے کرتے) مایوس ہو گئے رسول اور وہ منکرین گمان کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے، اس وقت آگئی ان کے پاس ہماری مدد۔ پس بچا لیا گیا (عذاب سے) جس کو ہم نے چاہا۔ اور نہیں ٹالا جا سکا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 97 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 98 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 97

ہمارا عذاب اس قوم سے جو جرائم پیشہ ہے"۔

امام ابوعبید، البخاری، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ نے حضرت عروہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیت کے متعلق دریافت کیا فرماتے ہیں: میں نے پوچھا کیا یہ کذبوا ہے یا کذبوا ہے۔ تو حضرت عائشہ نے فرمایا (ذال کی شد کے ساتھ) كُذِّبُوْا ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! انبیاء کو تو یقین تھا کہ ان کی قوم نے ان کی تکذیب کی ہے تو پھر اس آیت میں ظن (گمان) کے ذکر کا کیا مطلب ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: میری عمر کی قسم! ہاں ان کو اس بات کا یقین تھا۔ میں نے کہا شاید یہ کذبو تخفیف کے ساتھ ہو؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ کی پناہ! رسل اپنے رب کے متعلق ایسا گمان نہیں کرتے۔ میں نے کہا: پھر اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: یہ گمان کرنے والے رسولوں کے متبعین تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور رسولوں کی تصدیق کی تھی۔ ان پر مصائب کا سلسلہ طویل ہو گیا اور فتح ونصرت کے پہنچنے میں تاخیر ہو گئی حتی کہ رسل مایوس ہو گئے اپنی قوم کے ان لوگوں سے جنہوں نے ان کو جھٹلایا تھا اور رسل نے گمان کیا کہ ان کے متبعین نے ان کو جھٹلا دیا ہے تو اس وقت ان کے پاس اللہ کی مدد آئی۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس کے پاس قَدْ كُذِبُوْا تخفیف کے ساتھ پڑھا (یعنی ان سے جو وعدہ کیا گیا اس کی خلاف ورزی کی گئی ہے)۔ ابن عباس نے فرمایا: انبیاء کرام انسان تھے (ان کا گمان کرنا ہو سکتا ہے) پھر انہوں نے بطور دلیل یہ آیت پڑھی حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (البقرہ: 214)" یہاں تک کہ کہہ اٹھا (اس زمانہ کا) رسول اور جو ایمان لے آئے تھے اس کے ساتھ کب آئے گی اللہ کی مدد؟" ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں: ابن عباس کا نظریہ ہے کہ انبیائے کرام مایوس ہوئے اور کمزور پڑ گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جو وعدہ کیا گیا ہے اس کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے فرمایا مجھے حضرت عروہ نے حضرت عائشہ سے روایت کر کے بتایا ہے کہ انہوں نے ابن عباس کے اس مفہوم کی مخالفت کی ہے اور اس کا انکار کیا ہے۔ فرماتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے جو بھی وعدہ فرماتا ہے وہ جانتا ہے کہ وہ یقیناً اس کی موت سے پہلے پورا ہو گا۔ لیکن رسل مصائب میں مبتلا رہے۔ حتی کہ انہوں نے گمان کیا کہ ان کے ساتھ جو مومنین ہیں۔ انہوں نے ان کو جھٹلایا ہے اور حضرت عائشہ قَدْ كُذِّبُوْا (ذال کو تشدید کے ساتھ) پڑھتی تھیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے كُذِّبُوْا کو شد کے ساتھ پڑھا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرہ عن عائشہ عن النبی ﷺ کے سلسلہ سے تخفیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ کذبوا کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے فرماتے تھے کہ رسل اپنی قوموں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 105
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 05-104

سے مایوس ہو گئے تھے کہ وہ ان کی دعوت کو قبول کریں گے۔اور ان کی قوم نے گمان کیا کہ جو کچھ رسل ان کے پاس لے کر آئے ہیں اس کے بارے میں ان سے غلط بیانی کی گئی ہے، اس وقت ہماری مدد آ پہنچی۔(1)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت تمیم بن حرام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں میں نے عبد اللہ بن مسعود پر قرآن پڑھا تو انہوں نے مجھے دو مقامات پر ٹوکا۔ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ (النمل) اس آیت میں عبد اللہ بن مسعود نے اَتَوْهُ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا اور دوسری آیت وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا۔ عبد اللہ بن مسعود نے ذال کی تخفیف کے ساتھ پڑھا۔ فرمایا: رسل اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اور جب معاملہ میں تاخیر ہوئی تو ان کی قوم نے گمان کیا کہ ان سے وعدہ خلافی کی گئی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے سورۂ یوسف میں وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا تخفیف کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے ربیعہ بن کلثوم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے میرے باپ نے بتایا کہ مسلم بن یسار نے سعید بن جبیر سے کہا: اے ابا عبد اللہ! ایک آیت کریمہ مجھے پہنچی ہے حَتّٰۤى اِذَا اسْتَيْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا یہ موت ہے کہ ہم اگر گمان کریں کہ رسولوں سے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسل اپنی قوم سے مایوس ہو گئے تھے کہ وہ ان کی بات کو قبول کریں گے اور ان کی قوم نے گمان کیا کہ رسل نے ان سے غلط بیانی کی پس اس وقت ہماری مدد آ پہنچی۔ مسلم نے حضرت سعید بن جبیر سے معانقہ کیا اور کہا اللہ تعالیٰ تم سے ہر پریشانی دور کرے جس طرح تم نے میری پریشانی دور کی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابو حمزہ الجزری نے فرمایا کہ میں نے ایک دفعہ کھانا تیار کیا پھر اپنے چند احباب کو دعوت دی جن میں سعید بن جبیر اور الضحاک بن مزاحم بھی تھے۔ ایک قریشی نوجوان نے سعید بن جبیر سے کہا اے ابو عبد اللہ! تم یہ مذکورہ آیت کیسے پڑھتے ہو؟ میں جب اس آیت پر پہنچا ہوں تو میں نے تو اس سورت کو نہ پڑھنے کی خواہش کی، سعید بن جبیر نے فرمایا (اس میں کوئی مشکل مسئلہ نہیں ہے)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسل اپنی قوم سے مایوس ہو گئے کہ وہ ان کی تصدیق کریں گے اور رسل جن کی طرف بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے گمان کیا کہ رسل سے وعدہ خلافی کی گئی ہے۔ ضحاک نے فرمایا: اگر میں اس آیت کے لیے یمن کی طرف سفر کرتا تب بھی کم ہوتا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے كُذِبُوْا کو کاف کے فتحہ اور ذال کی تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں: رسل اپنی قوم کو عذاب ملنے سے مایوس ہو گئے اور ان کی قوم نے گمان کیا کہ رسولوں سے غلط بیانی کی گئی ہے۔ جَآءَهُمْ نَصْرُنَا پھر رسل کے پاس ہماری مدد آ پہنچی۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں اس کے دلائل میں یہ آیات ہیں۔ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (غافر: 83) "یعنی رسل جب ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا ہم ان رسل سے زیادہ جانتے ہیں ہمیں کبھی عذاب نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 100-99　2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 02-101　3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 101

ہوگا"۔ اسی طرح ارشاد ہے وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ (الزمر) "اور گھیر لیا انہیں اس (عذاب) نے جس کا وہ استہزا کرتے تھے"۔ مجاہد فرماتے ہیں انہیں گھیر لیا اس حق نے جو ان کے پاس ان کے رسل لے کر آئے تھے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ کے تحت روایت کیا ہے: بچا لیا گیا ہے (عذاب سے) جس کو ہم نے چاہا اور نہیں ٹالا جا سکتا ہمارا عذاب اس قوم سے جو جرائم پیشہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل مبعوث فرمائے جنہوں نے اپنی قوم کو دعوت اسلام دی۔ اور انہوں نے بتایا کہ جو اللہ کی اطاعت کرے گا وہ نجات پائے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اس کو عذاب دیا جائے گا اور وہ بھٹک جائے گا۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے نَصْرُنَا سے مراد عذاب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فنجا من نشاء پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ پڑھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بَاْسُنَا سے مراد عذاب ہے۔

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ؕ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَ لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

"بلا شبہ پہلی قوموں (کے عروج و زوال) کی داستانوں میں (درس) عبرت ہے سمجھ داروں کے لیے نہیں ہے یہ قرآن ایسی بات جو (یونہی) گھڑ لی گئی ہو بلکہ یہ تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں اور یہ (قرآن) ہر چیز کی تفصیل ہے اور سراپا ہدایت و رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: عِبْرَةٌ سے مراد معرفت ہے اور لِّاُولِي الْاَلْبَابِ سے مراد ذوی العقول ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قَصَصِهِمْ میں ھم ضمیر کا مرجع یوسف اور آپ کے بھائی ہیں۔ (3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ الفریہ سے مراد جھوٹ ہے۔ اور لٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد یہ ہے کہ قرآن ان پہلی کتب کی تصدیق کرتا ہے جو اس سے پہلے انبیائے کرام پر نازل ہوئیں، پس وہ تورات، انجیل، زبور ہیں، قرآن ان سب کی تصدیق کرتا ہے اور ان کے متعلق شہادت دیتا ہے کہ یہ تمام کتب اللہ کی طرف سے حق ہیں۔ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں حرام، حلال، اطاعت و معصیت کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (4)

امام ابن السنی اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 106 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 107 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 09-108

نے فرمایا: جب عورت پر بچہ جننا مشکل ہو جائے تو ایک صاف برتن لے کر اس پر یہ آیات لکھی جائیں كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ (احقاف:35) كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا (النازعات: 46) لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (یوسف:111) پھر اس کو دھو کر کچھ پانی عورت کو پلایا جائے اور باقی پانی عورت کے پیٹ اور شرم گاہ پر چھڑک دیا جائے۔

ایاتھا ۴۳ سُوْرَۃُ الرَّعْدِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۳ رکوعاتھا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

الٓمّٓرٰ ۟ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۱

''الف، لام، میم، را، یہ آیتیں ہیں کتاب (الٰہی) کی اور جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے وہ حق ہے لیکن اکثر لوگ (اپنی کج فہمی کے باعث) ایمان نہیں لاتے''۔

امام النحاس رحمہ اللہ نے الناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ رعد مکی ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ رعد مدینہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ رعد مدنی ہے سوائے اس ایک آیت کے۔ وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ۔

امام ابن ابی شیبہ اور المروزی رحمہما اللہ نے الجنائز میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میت پر موت کا وقت قریب آجائے تو اس کے پاس سورۂ رعد پڑھی جائے کیونکہ یہ میت کے لیے آسانی کا باعث ہوتی ہے، یہ اس کی روح قبض ہونے میں تخفیف کا سبب ہوگی اور اس کی شان کے لیے راحت و یسر کا باعث ہوگی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الٓمّٓرٰ سے مراد اَنَا اللّٰهُ اَرٰی ہے۔ یعنی میں اللہ دیکھ رہا ہوں۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ الکتاب سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔ اور الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ سے مراد قرآن ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الکتاب سے مراد وہ کتابیں ہیں جو قرآن سے پہلے تھیں اور الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ سے مراد یہ قرآن ہے۔ (4)

اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 445، (10852)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 111 4۔ ایضاً

سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَ هُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْهٰرًا ؕ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

''اللہ وہ (قدرت وحکمت والا ہے) جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے (جیسے) تم انہیں دیکھ رہے ہو پھر وہ متمکن ہوا عرش پر اور پابند حکم بنا دیا سورج اور چاند کو، ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک۔ اللہ تعالیٰ تدبیر فرماتا ہے ہر کام کی، کھول کر بیان کرتا ہے (اپنی) نشانیوں کو، شاید تم اپنے رب سے ملاقات کا یقین کرلو اور وہ وہی ہے جس نے پھیلا دیا زمین کو اور بنا دیئے اس میں پہاڑ اور دریا اور ہر قسم کے پھلوں میں سے دو دو جوڑے بنا دیئے، وہ ڈھانپ دیتا ہے رات سے دن کو۔ بے شک ان تمام چیزوں میں (اس کی قدرت کی) نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو غور وفکر کرتے رہتے ہیں''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس سے کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ آسمان ستون پر قائم ہیں، تو ابن عباس نے فرمایا: اسے یہ آیت پڑھاؤ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا یعنی تم ان ستونوں کو نہیں دیکھتے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ ایسے ستونوں پر قائم ہو جنہیں تم نہیں دیکھتے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آسمانوں کے ستون ہیں لیکن تم ان ستونوں کو دیکھ نہیں سکتے۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت ایاس بن معاویہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان زمین پر قبہ کی مانند بنایا گیا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آسمان چار ستونوں پر واقع ہے اور ہر زاویہ پر ایک فرشتہ مقرر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ ایسے ستون ہیں جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر ستونوں کے آسمان بنائے پھر انہیں حکم دیا کہ ٹھہرے رہو تو وہ ٹھہر گئے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 112
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 113
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 227 (1348)، بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 114
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 112
6۔ ایضاً

ابن ابی شیبہ اور المنذ ر نے معاذ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابی کے مصحف میں (بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهٗ) تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اجل مسمی سے مراد مدت معلوم ہے اور مقررہ حد ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ وہ تنہا ہی فیصلہ فرماتا ہے۔(1)

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب نازل فرمائی اور اپنے رسل مبعوث فرمائے تاکہ اس کے وعدہ پر لوگ ایمان لے آئیں اور اس کی ملاقات کا یقین کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبداللہ مولی غفرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت کعب نے عمر بن خطاب سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرق و مغرب کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ رکھا ہے اور مشرق میں سو سال کا ایسا فاصلہ موجود ہے جہاں کوئی حیوان، جن، انسان، جانور اور شجر نہیں ہے۔ اسی طرح مغرب میں بھی ایسا ہی سو سال کا فاصلہ موجود ہے اور تین سو سال کا فاصلہ مشرق و مغرب کے درمیان ہے جہاں حیوان رہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ دنیا کی مسافت پانچ سو سال ہے اور چار سو سال کی مسافت غیر آباد ہے اور سو سال کی مسافت آباد ہے اور اس میں سے مسلمانوں کے قبضہ میں ایک سال کی مسافت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا کے خراب حصہ میں آباد حصہ ایسا ہے جیسے سمندر میں ایک خیمہ ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجلد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین چوبیس ہزار فرسخ ہے، سوڈان کے لیے بارہ ہزار، روم کے لیے آٹھ ہزار، فارس کے لیے تین ہزار اور باقی ایک ہزار تمام عرب کے لیے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معضرب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین کی کل مسافت پانچ سو سال ہے، تین سو سال کا حصہ اس کے آباد کرنے والوں کے لیے ہے اور دو سو حصہ خراب ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین کی وسعت پانچ سو سال ہے۔ تین سو سمندر کے لیے ہے اور ایک سو خراب ہے اور ایک سو سال کی مسافت آبادی کے لیے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین کے سات اجزاء ہیں ان میں سے چھ اجزاء پر یاجوج ماجوج رہتے ہیں اور ایک جزء پر باقی ساری مخلوق ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے بیان کیا گیا ہے کہ زمین کا فاصلہ چوبیس ہزار فرسخ ہے، اس میں سے بارہ ہزار فرسخ ہند کی زمین ہے، آٹھ ہزار چین کی اور تین ہزار مغرب کی اور ایک ہزار عرب کے لیے ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین کے تین حصے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 115

ایک حصے میں لوگ اور درخت ہیں، ایک حصہ میں سمندر ہیں اور ایک حصہ میں ہوا ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے ہوا کو پیدا فرمایا۔ پس ہوا چل پڑی۔ وہ ایک بلند ٹیلہ سے شروع ہوئی جو زمین کے نیچے ہے۔ پھر اس ٹیلہ سے زمین طول وعرض میں پھیلائی گئی جتنی کہ اللہ تعالیٰ نے چاہی۔ وہ ڈول رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ گاڑ دیئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ حرکت کرنے لگی اور عرض کناں ہوئی: اے میرے رب! تو مجھ پر آدم کی اولاد کو پیدا کر رہا ہے جو مجھ پر گناہ کریں گے اور برے اعمال کریں گے؟ اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ پیدا فرمائے جو تمہیں نظر آتے ہیں اور جو تمہیں نظر نہیں آتے اور زمین کا ٹھہرانا ایسا تھا جیسے گوشت حرکت کر رہا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلا پہاڑ جو زمین پر رکھا گیا وہ جبل ابوقبیس تھا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ یعنی اللہ نے ہر چیز سے مذکر، مؤنث بنائے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ یعنی وہ دن کو رات پہنا دیتا ہے۔ (1)

وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۣ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

"اور زمین میں (مختلف قسم کے) ٹکڑے ہیں جو قریب قریب ہیں اور باغات ہیں انگوروں کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں، کچھ ایک تنے سے پھوٹی ہیں اور کچھ الگ الگ تنوں سے۔ سیراب کیا جاتا ہے ایک ہی پانی سے (اس کے باوجود) ہم فضیلت دیتے ہیں بعض (درختوں) کو بعض پر ذائقہ اور بو میں۔ بے شک ان میں (اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کی) نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو عقل مند ہو"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اچھی اور عمدہ زمین اللہ تعالیٰ کے اذن سے فصل اگاتی ہے جب کہ اس کے پڑوس میں شور یلی زمین ہوتی ہے اس پر کوئی فصل نہیں ہوتی حالانکہ زمین ایک ہے، پانی بھی دونوں کے لیے میٹھا اور کڑوا ایک جیسا ہے لیکن ایک کو دوسری پر فضیلت دی گی ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین میں صرف آسمان کا پانی ہے لیکن زمین کی تہیں اسے تبدیل کر دیتی ہیں۔ پس جو نمکین پانی کو میٹھا کرنا چاہتا ہے وہ زمین سے پانی کو اوپر نکالے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 116
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 117 (متفرق طور پر)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمین کے مختلف ٹکڑے ہیں۔ کچھ شور یلے ملے، کچھ اچھے کچھ نمکین اور کچھ صاف۔(1)

امام ابن جریر، ابو الشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قریب قریب کے علاقہ اور دیہات ہیں۔(2)

امام ابو الشیخ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس سے مراد فارس، اہواز، کوفہ اور بصرہ کے علاقے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک زمین میٹھے پھل اگاتی ہے اور دوسری کھٹے اور ترش پھل اگاتی ہے حالانکہ وہ قریب قریب ہوتی ہیں اور ایک پانی سے سیراب کی جاتی ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمین ایک ہے، اس میں بادام، امرود، انگور، سیاہ وسفید لگتے ہیں۔ بعض حجم میں بڑے ہوئے ہیں اور بعض چھوٹے ہوتے ہیں، بعض میٹھے ہوتے ہیں اور بعض ترش ہوتے ہیں۔ بعض بعض سے عمدہ ہوتے ہیں۔(4)

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے (صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ) کے تحت روایت کیا ہے کہ صِنْوَانٌ سے مراد وہ درخت ہیں جن کی جڑ ایک ہوتی ہے جب کہ وہ ہوتے متفرق ہیں اور غَيْرُ صِنْوَانٍ سے مراد وہ ہوتے ہیں جو تنہا اگتے ہیں، بعض روایات میں ہے کہ صِنْوَانٌ اس کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جو دوسری کھجور سے متصل ہوتا ہے اور غَيْرُ صِنْوَانٍ سے مراد متفرق کھجور کے درخت ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں (صِنْوَانٌ) کھجوروں کے ان متعدد درختوں کو کہتے ہیں جو ایک اصل سے پھوٹے ہوں۔ اور (غَيْرُ صِنْوَانٍ) کھجوروں کے الگ الگ درخت ہیں(5)۔ ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ زمین کے مختلف قسم کے ٹکڑے جو قریب قریب ہیں کچھ اچھے اور عمدہ ہیں اور کچھ خبیث شور یلے ہیں۔ (صِنْوَانٌ) ایسے دو کھجور کے درخت یا زیادہ درخت ہیں جن کی اصل ایک ہو۔ غَيْرُ صِنْوَانٍ جو علیحدہ ہوں (بماء واحد) وہ ایک پانی یعنی بارش کے پانی سے سیراب کیے جاتے ہیں۔ زمین کے مختلف ٹکڑوں کی مثال آدم کی مانند ہے کچھ نیک سیرت ہوئے ہیں اور کچھ بدطینت جب کہ تمام کا باپ ایک ہے۔ اسی طرح کھجور کے درختوں کی اصل ایک ہوتی ہے لیکن ذائقہ مختلف ہوتا ہے حالانکہ ان کو ایک ہی پانی ملتا ہے۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صِنْوَانٌ سے مراد مجتمع اور غَيْرُ صِنْوَانٍ سے مراد الگ الگ درخت ہیں، تمام ایک ہی پانی سے سیراب کیے جاتے ہیں لیکن ہم ذائقہ میں بعض کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں بعض انگور سفید ہوتے ہیں بعض سیاہ اور سرخ ہوتے ہیں۔ کچھ انجیر سفید ہوتی ہے اور کچھ سیاہ ہوتی ہے۔ کھجوریں بعض سرخ ہوتی ہیں اور بعض زرد۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 17-116
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 177
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 118
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 119
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 120
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 23-20-18-117
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 118

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (صِنْوَانٌ) سے مراد ایسے تین کھجور کے درخت ہیں جن کی اصل ایک ہو جیسے ماں باپ کے تین بچے عمل میں ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، اسی طرح ان تین کھجوروں کے پھل بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اگرچہ اصل ایک ہوتی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد کے دلوں کی مثال بیان فرمائی ہے۔ جس طرح زمین رحمٰن کے ہاتھ میں ایک مٹی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے پھیلایا پس زمین کے مختلف ٹکڑے بن گئے جو ایک دوسرے کے قریب تھے۔ ان پر آسمان سے بارش برستی ہے پھر وہ زمین اپنی رونق، پھل اور درخت نکالتی ہے، مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور اس کے قریب والی زمین بارش کے بعد شور، نمک اور خبث ظاہر کرتی ہے حالانکہ دونوں کو ایک ہی پانی یعنی بارش سے سیراب کیا گیا ہے۔ اگر پانی نمکین ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ اس پانی کی وجہ سے زمین نے شور نکالا ہے، اسی طرح لوگ آدم سے پیدا کیے گئے ہیں، ان پر آسمان پر نصیحت نازل ہوتی ہے، کچھ دل نرم ہو جاتے ہیں اور خشوع وخضوع کا اظہار کرتے ہیں اور کچھ دل سخت ہو جاتے ہیں اور غفلت اور سہو کا اظہار کرتے ہیں حضرت الحسن فرماتے ہیں اللہ کی قسم قرآن سے کسی نے مجلس اختیار نہیں کی مگر اس نے اٹھنے کے وقت زیادتی یا کمی پائی۔ اللہ فرماتا ہے: وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ (اسراء) اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیزیں جو (باعث) شفا ہیں اور سراپا رحمت ہیں اہل ایمان کے لیے اور قرآن نہیں بڑھاتا ظالموں کے لیے مگر خسارہ کو۔(2)

امام ابن جریر اور عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ صِنْوَانٌ سے مراد وہ کھجور کے دو یا تین درخت ہیں جن کی اصل ایک ہوتی ہے اور فرماتے ہیں مجھے ایک شخص نے بتایا کہ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عباس کے درمیان ایک جھگڑا ہوا۔ حضرت عباس نے حضرت عمر پر زیادتی کی، حضرت عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ، عباس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، میں نے ان سے جوابی کاروائی کا ارادہ کیا لیکن پھر مجھے آپ کا ان سے رشتہ وتعلق یاد آ گیا اور میں کسی قسم کی کارروائی کرنے سے رک گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے عباس کے متعلق تکلیف نہ پہنچاؤ کیونکہ وہ میرے آباؤ واجداد کا بقیہ ہے اور انسان کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور ابن ابی ملیکہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر سے فرمایا: اے عمر! کیا تجھے معلوم نہیں کہ انسان کا چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔(5)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اے علی! لوگ مختلف درختوں سے ہیں اور میں اور تو۔ اے علی! ایک درخت سے ہیں پھر حضور علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 22-121 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 122 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 121

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

الصلوٰۃ والسلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اس حدیث کو حاکم نے صحیح اور ذہبی نے ضعیف قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے اس آیت کو نون کے ساتھ پڑھا ہے: نُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ۔

امام ترمذی، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ردی کھجور، فارسی، میٹھے اور ترش پھل۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ترش ہے، یہ میٹھا ہے، یہ ردی ہے، یہ فارسی ہے۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ میٹھا ہے، یہ کڑوا ہے، یہ ترش ہے، اسی طرح اولاد آدم کا باپ ایک ہے، بعض ان میں سے مومن ہیں، بعض کافر ہیں۔

وَ اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

''اے سننے والے! اگر تو (ان کے تعصب پر) حیران ہوا ہے تو حیرت انگیز ان کا یہ قول بھی ہے کہ کیا جب ہم (مر کر) مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہمیں نئے سرے سے (دوبارہ) پیدا کیا جائے گا۔ یہی (منکرین قیامت) وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کا انکار کیا اور انہیں (بدنصیبوں) کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور یہی لوگ جہنمی ہیں اور وہ اس (آگ) میں ہمیشہ رہنے والے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد! ﷺ اگر آپ ان کے جھٹلانے پر تعجب کرتے ہیں تو ان کا یہ قول بھی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر آپ ان کی تکذیب پر تعجب کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے قدرت الٰہی اور اس کے حکم کا مشاہدہ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مثالیں بیان فرمائی ہیں، اس نے انہیں مردوں کو زندہ کر کے دکھلایا ہے اور مردہ زمینوں کو آباد کر کے دکھایا ہے۔ ان کے اس قول پر تعجب کرو کہ وہ کہتے ہیں: کیا جب مر کر مٹی ہو جائیں گے تو پھر ہمیں نئے سرے سے زندہ کیا جائے گا۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک نطفہ سے پیدا کیا تھا یہ مٹی اور ہڈیوں سے پیدا کرنے کی بنسبت زیادہ مشکل تھا۔ (3)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قیامت کے جھٹلانے پر تعجب کر رہا ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 124 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 125 4۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور الخطیب رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان بدنصیبوں کی گردنوں میں بیڑیاں اس لیے نہیں ڈالی جائیں گی کہ وہ رب سے بھاگ نہ جائیں بلکہ اس لیے ان کی گردنوں میں یہ بیڑیاں ڈالی جائیں گی کہ جب ان پر آگ کے شعلے بھڑکیں گے تو وہ بیڑیاں انہیں آگ میں ہی قید رکھیں گی۔(1)

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

"اور یہ تیزی سے مطالبہ کرتے ہیں آپ سے برائی (عذاب) کا نیکی (یعنی بخشش) سے پہلے اور (ان نادانوں کو یاد نہیں کہ) گزر چکے ہیں ان سے پہلے نزول عذاب کے کئی واقعات اور (اے محبوب!) بلاشبہ آپ کا رب بہت بخشنے والا (بھی) ہے لوگوں کے لیے ان کے ظلم (زیادتی) کے باوجود اور بے شک آپ کا رب سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے: اس آیت میں بِالسَّيِّئَةِ سے مراد عذاب ہے اور الْحَسَنَةِ سے مراد عافیت ہے۔ اور الْمَثُلٰتُ سے مراد گزشتہ قوموں پر واقع ہونے والے عذاب الٰہی کے واقعات ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْمَثُلٰتُ سے مراد وہ عذاب کے واقعات ہیں جو پہلی قوموں پر وارد ہوئے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ بندر اور خنازیر، الْمَثُلٰتُ ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے الْمَثُلٰتُ سے مراد امثال ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کا عفو ودرگزر نہ ہوتا تو کسی کے لیے یہ زندگی خوشگوار نہ ہوئی۔ اگر اس کی وعید اور عقاب نہ ہوتا تو ہر ایک (عفو پر) بھروسہ کر لیتا۔(4)

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝

"اور کافر کہتے ہیں کہ کیوں نہ اتاری گئی ان کی طرف کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے آپ تو (کجروی کے انجام بد سے) ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے آپ ہادی ہیں"۔

ابن جریر، ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ قول مشرکین عرب نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کوئی خاص نشانی کیوں نہ اتاری گئی۔ آپ تو ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کا ایک داعی ہوتا ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 126 — 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 27-126 — 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 127
4۔ ایضاً — 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 128

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں هَادٍ سے مراد داعی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُنْذِرٌ سے مراد محمد ﷺ ہیں اور هَادٍ سے مراد نبی ہے جو اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ محمد ﷺ ڈرانے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے مُنْذِرٌ محمد ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر قوم کو ہدایت دینے والا ہے۔ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ڈرانے والے ہیں اور وہی ہدایت دینے والے ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور الضحاک رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میں منذر ہوں اور اپنے ہاتھ سے حضرت علی کے کندھے پر اشارہ کیا اور فرمایا: اے علی! تو ھادی ہے، میرے بعد تجھ سے ہدایت پانے والے ہدایت پائیں گے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ الاسلمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا پھر حضرت علی کے سینے پر رکھا اور فرمایا لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہر قوم کے لیے آپ ہادی ہیں۔

امام ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا المنذر (ڈرانے والا) میں ہوں اور ھادی (ہدایت دینے والا، راہنمائی کرنے والا) علی بن ابی طالب ہے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں حاکم، ابن مردویہ، ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ منذر ہیں اور میں ہادی ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ ہادی بنی ہاشم کا ایک آدمی ہے اور مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اپنی ذات ہے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸

”اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو (شکم میں) اٹھائے ہوتی ہے کوئی مادہ اور (جانتا ہے) جو کم کرتے ہیں رحم اور جو زیادہ کرتے ہیں اور ہر چیز اس کے نزدیک ایک اندازہ سے ہے“۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک سے روایت کیا ہے: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 31-130 2۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 30-129 3۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 128

4۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 129 5۔ایضاً، جلد 13، صفحہ 130، عن ابن عباس

بچہ ہے یا بچی ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو رحم کم کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہ عورت ہے جو حمل کے دوران خون دیکھتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ سے مراد خون کا نکلنا ہے اور وَمَا تَزْدَادُ سے مراد خون کا رک جانا ہے۔(2)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ سے مراد عورت کا حمل کے دوران خون دیکھنا ہے اور وَمَا تَزْدَادُ سے مراد نو مہینوں پر زیادتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نو ماہ پر کمی اور زیادتی ہے۔ ضحاک کہتے ہیں میری ماں نے مجھے اپنے پیٹ میں دو سال اٹھائے رکھا اور مجھے جنم دیا تو میرے ثنایا دانت نکلے ہوئے تھے۔

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ سے مراد نو ماہ سے جو کم کرے اور ماتزداد سے مراد جو نو ماہ سے زائد ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ سے مراد بچے کا ادھورا گرنا ہے اور وَمَا تَزْدَادُ سے مراد کمی پر حمل کی اتنی زیادتی ہے کہ وہ اسے مکمل بچہ جنم دیتی ہے۔ اسی مفہوم کی وجہ یہ ہے کہ بعض عورتیں دس ماہ اٹھائے رکھتی ہیں، بعض نو ماہ اٹھائے رکھتی ہیں، بعض مدت حمل سے زائد اٹھائے رکھتی ہیں اور بعض کم مدت اٹھائے رکھتی ہیں، یہی کمی اور زیادتی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے اور یہ ساری کیفیات اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہیں۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو مدت نو ماں سے کم وہ غیض ہے اور جو نو ماں سے زائد ہو وہ زیادت ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حمل دو سال سے زائد اتنی مقدار بھی نہیں رہتا جتنی مقدار میں چرخہ کا ٹکڑا گھومتا ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب عورت حمل کے دوران خون دیکھے تو بچہ کمزور ہوتا ہے اور جب نہ دیکھے تو بچہ بڑا ہوتا ہے۔(6)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ سے مراد بچے کا ادھورا گرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الجنین جو ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے، نہ کوئی چیز طلب کرتا ہے، نہ پریشان و غمگین ہوتا ہے۔ اس کا رزق ماں کے پیٹ میں اس کے حیض کے خون سے آتا ہے۔ اسی وجہ سے حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا۔ جب بچہ زمین پر پہنچتا ہے تو چیختا ہے اور اس کا چیخنا نئے مکان کی وجہ سے ہوتا ہے۔ جب اس کی ناف کاٹی جاتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 132
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 32-131
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 134
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 133
6۔ ایضاً

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق اس کی ماں کے پستانوں میں تبدیل کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اس وقت بھی نہ کوئی خواہش کرتا ہے اور نہ غمگین و پریشان ہوتا ہے پھر بچہ بن جاتا ہے تو ہاتھ میں کسی چیز کو پکڑ کر کھاتا ہے اور جب بالغ ہوتا ہے تو کہتا ہے میرے لیے رزق کہاں ہے ہائے افسوس تجھ پر! اس نے تجھے تیری ماں کے پیٹ میں غذا دی جب کہ تو چھوٹا بچہ تھا حتیٰ کہ جب تو مضبوط اور سمجھدار ہو گیا تو تو نے کہا: میرا رزق کہاں ہے؟ پھر مکحول نے یہ آیت تلاوت کی یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى...... الآیہ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ یعنی ہر چیز کے لیے ایک مدت ہے۔ اس نے اپنی مخلوق کے رزق اور ان کی عمروں کو مخصوص مدت کے لیے محفوظ رکھا ہے اور اس نے معلوم مدت مقرر کی ہے۔ (1)

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّیْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝

"وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ چیز کو اور ہر ظاہر چیز کو، سب سے بڑا عالی مرتبہ ہے (اس کے علم میں) سب یکساں ہیں تم میں سے وہ بھی جو آہستہ بات کرتا ہے اور جو بلند آواز سے بات کرتا ہے اور وہ بھی جو چھپا رہتا ہے رات کے وقت اور جو چلتا پھرتا رہتا ہے دن کے وقت"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ کا معنی سر اور علانیہ روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند آواز سے بات کرنے والا اور آہستہ بات کرنے والا برابر ہیں اور رات کو چھپ کر گناہ کرنے والا اور دن کو ظاہراً گناہ کرنے والا برابر ہیں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آہستہ، علانیہ، ظلمت اور روشنی سب یکساں ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ آہستہ بات میں سے بھی جانتا ہے جو علانیہ میں سے جانتا ہے، وہ علانیہ میں سے جانتا ہے جو آہستہ میں سے جانتا ہے، وہ رات میں سے جانتا ہے جو دن میں جانتا ہے اور رات میں سے جانتا ہے جو وہ دن میں سے جانتا ہے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ سے مراد ظاہراً کام کرنے والا ہے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مشکوک شخص ہے۔ جب وہ باہر نکلتا ہے تو لوگوں کو دکھاتا ہے کہ میں گناہ سے بری ہوں۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 135 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 137 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَ اِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾

''انسان کے لیے یکے بعد دیگرے آنے والے فرشتے ہیں۔ اس کے آگے بھی اور اس کے پیچھے بھی۔ وہ نگہبانی کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا کسی قوم کی (اچھی یا بری) حالت کو جب تک وہ لوگ اپنے آپ میں تبدیلی پیدا نہیں کرتے اور جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا تو کوئی ٹال نہیں سکتا اسے اور نہ ہی ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی مدد کرنے والا ہوتا ہے''۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی (الکبیر میں) ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت عطا بن یسار کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اربد بن قیس اور عامر بن طفیل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ یہ دونوں آپ کے سامنے بیٹھ گئے، عامر نے کہا: اگر میں اسلام قبول کرلوں تو آپ میرے لیے کیا کریں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے وہ حقوق و فرائض ہوں گے جو دوسرے مسلمانوں کے لیے ہیں۔ عامر نے کہا: کیا اپنے بعد خلافت کا حق میرے لیے مختص کریں گے اگر میں اسلام قبول کرلوں؟ فرمایا: یہ امر خلافت نہ تیرے لیے ہے اور نہ تیری قوم کے لیے ہے، لیکن تیرے لیے گھوڑوں کی لگامیں ہیں۔ اس نے کہا: میرے لیے خیمے اور اپنے لیے مٹی کے گھر بنا دے۔ نبی کریم نے فرمایا: نہیں۔ جب وہ واپس پلٹا تو کہنے لگا: میں تم پر گھوڑوں اور پیدل فوج کے ذریعے حملہ کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے مجھے محفوظ رکھے گا، جب اربد اور عامر باہر نکلے تو عامر نے کہا: اے اربد! میں باتوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھ سے غافل کردوں گا، تم اس پر تلوار سے وار کردینا، جب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردے گا تو لوگ دیت سے کچھ زیادہ مطالبہ نہ کریں گے اور جنگ کو ناپسند کریں گے ہم انہیں دیت ادا کردیں گے۔ اربد نے کہا: میں ایسا کروں گا۔ وہ دونوں واپس آئے تو عامر نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اٹھیں میں آپ کے ساتھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ چل پڑے اور ایک دیوار کے ساتھ علیحدہ ہو گئے۔ عامر آپ کے ساتھ باتیں کر رہا تھا تو اربد نے تلوار سونت لی۔ جب اس نے اپنا ہاتھ تلوار پر رکھا تو اس کا ہاتھ تلوار کے دستہ پر ہی خشک ہو گیا اور تلوار کو لہرا بھی نہ سکا۔ اربد نے تلوار مارنے میں دیر کردی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سب کچھ ملاحظہ فرمایا جو کچھ اربد کے ساتھ ہوا تھا جب وہ دونوں واپس ہوئے تو عامر نے اربد سے کہا: تجھے کیا ہوا تھا تو نے وار نہیں کیا؟ اس نے کہا: میں نے تلوار پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ خشک ہو گیا۔ پھر جب عامر اور اربد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اٹھ کر چلے گئے حتی کہ جب وہ دونوں حرۃ واقم پر تھے تو وہاں پڑاؤ کیا۔ ان کے پاس سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر گئے اور کہا اے اللہ کے دشمنو! دفع ہو جاؤ! تم دونوں پر اللہ کی لعنت ہو، حضرت سعد نے ان دونوں کو مارا۔ عامر نے کہا: اے سعد یہ کون ہے سعد نے کہا: یہ اسید بن حضیر الکتائب ہے۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! حضیر میرا دوست تھا۔ جب وہ دونوں رقم میں تھے تو

اللہ تعالیٰ نے اربد پر بجلی گرائی تو اس نے اسے قتل کر دیا، عامر نکلا حتی کہ جب وہ خریب کے مقام پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا زخم لگایا کہ وہ اس کی وجہ سے مر گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَ مَا تَزْدَادُ ؕ وَ كُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْكَبِیْرُ الْمُتَعَالِ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّیْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ۔ ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے اربد اور اس کے قتل ہونے کا ذکر کیا۔ فرمایا هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝ وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ ۚ وَ یُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِهَا مَنْ یَّشَآءُ وَ هُمْ یُجَادِلُوْنَ فِی اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِیْدُ الْمِحَالِ ۝ (الرعد)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ کا ارشاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرشتے انسان کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ حفاظت اللہ کے امر سے اور اللہ کے امر کے ساتھ ہوتی ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مُعَقِّبٰتٌ سے مراد فرشتے ہیں اور امر اللہ سے مراد باذن اللہ ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُعَقِّبٰتٌ سے مراد فرشتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتے اللہ کے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔(3)

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ فرشتے اللہ کے حکم سے آپ کی حفاظت کرتے ہیں اور بعض قرأت میں یَحْفَظُوْنَهٗ بِاَمْرِ اللّٰهِ کے الفاظ ہیں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سلطان کے ولی کے اوپر محافظ ہوتے ہیں جو اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ میرے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔ اور جب میں کسی قوم کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہوں تو اس سے کوئی ٹال نہیں سکتا۔(6)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ فرماتے ہیں بادشاہ اپنے محافظ بناتے ہیں جو ان کی آگے، پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں اور دائیں بائیں سے بھی نگرانی کرتے ہیں، وہ اس کی قتل سے حفاظت کرتے ہیں۔ کیا تو نے یہ ارشاد نہیں سنا وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا جب اللہ تعالیٰ کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 141
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 138
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 142
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 141
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 142
6۔ ایضاً

قوم کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے محافظ اسے کچھ فائدہ نہیں پہنچاتے۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ فرماتے ہیں اس سے مراد یہاں امراء ہیں۔(1)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو دن، رات انسان کے پیچھے رہتے ہیں اور بنی آدم کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُعَقِّبٰتٌ سے مراد فرشتے ہیں۔(2)

امام ابن المنذر نے ایک اور طریق سے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے: لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ یعنی فرشتے دن، رات انسان کے پیچھے رہتے ہیں اور اعمال لکھتے رہتے ہیں اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے دن اور رات میں یکے بعد دیگرے آتے ہیں، ابن آدم کے اعمال لکھتے ہیں۔ اسی کی مثل یہ ارشاد بھی ہے: عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ (ق:17) نیکیاں اس کے سامنے سے اور برائیاں اس کے پیچھے سے لکھتے ہیں۔ جو فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے وہ نیکیاں لکھتا ہے اور جو بائیں جانب ہوتا ہے وہ نہیں لکھتا مگر دائیں جانب والے فرشتے کی شہادت کے ساتھ لکھتا ہے۔ جب انسان چلتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے سر کے پاس ہوتا ہے اور ایک اس کے قدموں کے پاس ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ سے مراد کراماً کاتبین ہیں انسان کی حفاظت کا انہیں اللہ کی طرف سے حکم ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جنوں میں سے کچھ جن اللہ کے حکم سے انسان کی حفاظت کرتے ہیں۔(3)

عبد الرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس قول کے متعلق روایت کیا ہے: فرشتے انسان کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ جب وہ قضائے حاجت کے لیے جاتا ہے تو اس سے جدا ہو جاتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہر انسان پر ایک فرشتہ مقرر ہے جو اس کی نیند اور بیداری کی حالت میں جنوں، انسانوں اور کیڑوں سے حفاظت کرتا ہے۔ جو چیز بھی انسان کو تکلیف پہنچانے کے لیے آتی ہے وہ فرشتہ اسے پیچھے کر دیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جب تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ چیز اس کو پہنچ جاتی ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر انسان پر زمین (کا نشیب و فراز) نرم اور سخت زمین ظاہر ہو جائے تو وہ ہر جگہ شیاطین دیکھ لے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تم پر فرشتے مقرر نہ کیے ہوتے جو تمہارے کھانے، پینے اور تمہاری شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں تو وہ شیاطین تمہیں اچک کر لے جاتے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص مراد قبیلہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 140
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 141
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 143
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 139
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 140
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 143

پاس گیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس شخص نے حضرت علی سے کہا ہوشیار رہو، مراد کے کچھ لوگ تمہیں قتل کرنے کی سازش کر رہے ہیں، حضرت علی نے فرمایا: ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں، جب تک کہ تقدیر کا فیصلہ نہیں آتا، جب تقدیر کا فیصلہ آجاتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہیں، موت کا مقررہ وقت ایک مضبوط ڈھال ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر آدمی کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کا دفاع کرتا ہے حتی کہ وہ اس کو تقدیر الٰہی کے فیصلہ کے حوالے کر دیتا ہے۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: ہر شخص کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں، دو فرشتے دن کے وقت اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ جب رات ہوتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور ان کے پیچھے اور فرشتے آجاتے ہیں۔ وہ دونوں رات کے وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں حتی کہ صبح ہو جاتی ہے وہ فرشتے اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے رہتے ہیں۔ اسے کوئی ایسی تکلیف نہیں پہنچتی جو اس کی تقدیر میں لکھی نہیں گئی ہوتی۔ اور جب بھی کوئی چیز اس پر حملہ آور ہوتی ہے وہ فرشتے اس کو دور کر دیتے ہیں۔ کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا؟ ایک شخص دیوار کے پاس سے گزرتا ہے۔ جب وہ گزر جاتا ہے تو دیوار گر جاتی ہے۔ جب نوشتہ تقدیر کا وقت آجاتا ہے تو وہ درمیان سے ہٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ انسان کی حفاظت کریں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابی بن کعب کی قرأت اس طرح ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ رَقِیْبٌ مِّنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے، (لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ رُقَبَاءُ مِنْ خَلْفِهٖ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ یَحْفَظُوْنَهٗ)(4)

حضرت ابن عباس نے یہ آیت اس طرح پڑھتے سنا (له مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ رَقِیْبٌ مِّنْ خَلْفِهٖ)(5)

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں کہ کہیں اس پر دیوار نہ گر جائے، کسی کنویں میں نہ گر جائے، اسے کوئی درندہ نہ کھا جائے، غرق نہ ہو جائے، جل نہ جائے، لیکن جب تقدیر الٰہی آجاتی ہے تو فرشتے تقدیر الٰہی کے سامنے سے ہٹ جاتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، طبرانی اور الصابونی نے المائتین میں ابو امامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن پر تین سو ساٹھ فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو اس کا دفاع کرتے ہیں جب تک کہ اس پر تقدیر کا فیصلہ نہیں آجاتا۔ آنکھ کے لیے سات فرشتے ہیں جو اس کا اس طرح دفاع کرتے ہیں جس طرح گرمیوں کے دنوں میں کھیوں سے شہد کے پیالہ کا دفاع کیا جاتا ہے۔ اگر تمہارے لیے ظاہر کر دیا جائے تو تم شیطان کو ہر نرم زمین اور پہاڑ پر دیکھ لو۔ ہر ایک اپنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 143
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 139
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 142
5۔ ایضاً

ہاتھ کھولے ہوئے ہے، اگر انسان کو آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اپنی حفاظت پر چھوڑ دیا جائے تو شیاطین اسے اٹھا کر لے جائیں۔

امام ابوداؤد نے (القدر میں) ابن ابی الدنیا اور ابی عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر بندے کے لیے ایسے فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں، اس پر نہ دیوار گرتی ہے، نہ وہ کنویں میں گرتا ہے اور نہ اسے کوئی موذی چیز ڈستی ہے حتی کہ تقدیر آپہنچتی ہے، اس وقت فرشتے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے وہ اسے پہنچ جاتی ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر شخص پر ایک فرشتہ متعین ہے جب بھی کوئی چیز اس کو تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرتی ہے۔ وہ فرشتہ اسے کہتا ہے اس سے بچ، اس سے بچ۔ جب تقدیر آجاتی ہے تو وہ اس کو چھوڑ دیتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کنانہ العدوی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، حضرت عثمان بن عفان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے بتایئے کہ انسان کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں؟ فرمایا ایک فرشتہ دائیں جانب ہوتا ہے جو اس کی نیکیاں لکھنے پر مقرر ہے۔ وہ اس فرشتے پر امین ہوتا ہے جو بائیں جانب ہوتا ہے، جب تو کوئی نیکی کرتا ہے تو تیری دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جب تو کوئی برائی کرتا ہے تو بائیں جانب والا فرشتہ، دائیں جانب والے فرشتہ سے کہتا ہے (کیا) میں یہ برائی لکھ لوں؟ دائیں جانب والا فرشتہ کہتا ہے نہیں، ہوسکتا ہے اللہ سے یہ معافی مانگ لے اور توبہ کرلے۔ جب وہ تین مرتبہ پوچھتا ہے تو پھر وہ کہتا ہے: یہ برائی لکھ دے۔ اللہ ہمیں اس سے راحت دے یہ برا ساتھی ہے۔ اللہ کے لیے اس کا مراقبہ کتنا کم ہے اور اس کا اس سے حیا کتنا قلیل ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (ق) ''نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے''۔ دو فرشتے تیرے آگے پیچھے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ایک فرشتہ تیری پیشانی سے پکڑے ہوئے ہے، جب تو تواضع کرتا ہے تو وہ تجھے بلند کرتا ہے اور جب تو اللہ پر بڑائی کا اظہار کرتا ہے تو وہ تجھے گرا دیتا ہے، دو فرشتے تیرے ہونٹوں پر ہیں، وہ تیرے نبی کریم پر درود پڑھنے کو محفوظ کرتے ہیں، ایک فرشتہ تیرے منہ پر مقرر ہے، وہ تیرے منہ میں سانپ کے داخل ہونے سے حفاظت کرتا ہے اور دو فرشتے تیری دائیں جانب پر ہیں۔ یہ کل دس فرشتے ہیں جو ہر انسان پر مقرر ہیں، رات کے فرشتے دن کے فرشتوں پر اترتے ہیں کیونکہ رات کے فرشتے، دن کے فرشتوں کے علاوہ ہوتے ہیں۔ یہ بیس فرشتے ہر آدمی پر مقرر ہیں۔ ابلیس دن کے وقت ہوتا ہے اور اس کی اولاد رات کے وقت (انسان کو غلط راستے پر چلانے کے لیے سرگرم ہوتی ہے)۔(1)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کی گئی نعمتوں کو تبدیل نہیں فرماتا حتی کہ وہ بدکاریاں اور نافرمانیاں شروع کردیں، اللہ تعالیٰ بندوں کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں اپنی نعمتوں کو اٹھا لیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے کتاب العرش میں، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 39-138

اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت، جلال اور میرے عرش کے بلند ہونے کی قسم کوئی بھی بستی والے، کوئی گھر والے، دیہات میں رہنے والے افراد جو میری نافرمانی کرتے ہیں پھر میری اطاعت کرنے لگ جاتے ہیں جو مجھے محبوب ہے تو میں ان کے عذاب کو اپنی رحمت سے بدل دیتا ہوں جو انہیں محبوب ہوتی ہے اور جو گھر والے، بستی والے اور کسی دیہات میں رہنے والے افراد جو میری اطاعت کرتے ہیں جو مجھے محبوب ہے پھر وہ میری نافرمانی کرنے لگ جاتے ہیں جو مجھے ناپسند ہے، تو میں انہیں اپنی محبوب رحمت کے بجائے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہوں جو انہیں ناپسند ہوتا ہے۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عامر نے آپ ﷺ سے پوچھا: اگر میں آپ کی اتباع کروں تو آپ مجھے کیا عطا فرمائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو شہسوار ہے میں تجھے گھوڑوں کی لگا میں دوں گا، اس نے کہا: صرف یہی؟ آپ ﷺ نے پوچھا: تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میرے لیے مشرق و مغرب ہو اور میرے لیے خیمے اور آپ کے لیے مٹی کا گھروندا ہو، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا تو کبھی نہیں ہوگا۔ عامر نے کہا: میں آپ پر گھوڑوں اور پیدل فوج کے ساتھ چڑھائی کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ سے محفوظ رکھے گا وہ دونوں ایک قبیلہ کے پاس آئے جنہیں اوس وخزرج کہا جاتا تھا۔ پھر وہ دونوں نکلے، عامر نے اربد سے کہا مگر ہمارے لیے اس شخص کا قتل کرنا ممکن ہو تو ہم سے بدلہ نہیں لیا جا سکے گا اور وہ لوگ اس بات پر راضی ہو جائیں گے کہ ہم انہیں دیت دے دیں اور وہ صلح کو پسند کر لیں گے اور جنگ کو ناپسند کریں گے۔ جب انہوں نے فیصلہ کیا: تو دوسرے نے کہا اگر تو چاہے تو ایسا کر لے۔ دونوں نے پھر مشورہ کیا، ایک نے کہا: میں اسے باتوں میں مشغول کروں گا تو اس پر پیچھے سے تلوار کے ساتھ وار کر دینا۔

یہ طے کرنے کے بعد اربد نبی کریم ﷺ کی پیٹھ کی طرف ہو گیا اور عامر نے سامنے آ کر کہا: آپ مجھ پر اپنی حقیقت حال بیان کریں۔ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمہیں اپنا پیغام سنا دیا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ آپ سے باتیں کرتا رہا، جب اربد نے وار نہ کیا تو اس نے پوچھا تجھے کیا ہوا تو کیوں رکا ہوا ہے۔ اربد نے کہا: میں نے جب اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر رکھا تو وہ خشک ہو گیا اور مجھے کسی بات پر قدرت نہ ہوئی۔ وہ اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا رہا لیکن وہ حرکت نہ کر سکتا تھا۔ وہ دونوں وہاں سے نکلے اور حرہ پہ پہنچے تو ان کی یہ سازش سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر سن چکے تھے۔ یہ دونوں صحابہ اپنے اپنے ہتھیار اور نیزے اٹھا کر ان کی طرف نکلے، حضرت اسید اپنی تلوار گردن میں لٹکائے ہوئے تھے، اسید نے عامر بن طفیل سے کہا: اے کانے! اے خبیث! تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرائط طے کرتا ہے؟ اگر آج تو رسول اللہ ﷺ کی آمان میں نہ ہوتا تو میں اسی جگہ تیرا سر قلم کر دیتا۔ عامر نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ اسید بن حضیر ہے۔ اس نے کہا اگر اس کا باپ زندہ ہوتا تو میرے ساتھ یہ ایسا سلوک نہ کرتا۔ پھر عامر نے اربد سے کہا: اے اربد! تو یہاں سے عذبہ کی طرف چلا جا اور میں محمد کی طرف جاتا ہوں میں لوگوں کو جمع کروں گا تا کہ ان کے ساتھ جنگ کروں۔ اربد نکلا۔ جب ارقم کے مقام پر پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک ایسی کڑک بھیجی جس نے اسے جلا کر خاکستر کر دیا، عامر چلا جب وہ وادی الحرید میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر طاعون

نازل کر دیا۔ وہ چیخ رہا تھا اے آل عامر! اونٹ کے پھوڑے کی طرح ایک پھوڑا مجھے قتل کر رہا ہے اور سلولیہ کے گھر میں موت آ رہی ہے یہ قیس قبیلہ کی ایک عورت تھی۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَ مَنْ جَهَرَ بِهٖ وَ مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّیْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ۝ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ یَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ سے یہ مراد ہے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیچھے فرشتے ہوتے ہیں جو آپ کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ فرشتے امر الٰہی سے حفاظت پر مامور ہیں۔

لبید نے اپنے بھائی اربد کا مرثیہ اس طرح کہا ہے:

مجھے اربد کے مرنے کا خدشہ تھا اور میں آسمان کے ستارے اور شیر سے نہیں ڈرتا تھا۔

نجد کے ناپسندیدہ دن مجھے بجلی کی کڑک نے ایک شہ سوار کی موت کے ساتھ تکلیف پہنچائی۔(1)

امام ابوالشیخ نے قتادہ سے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ تبدیلی لوگوں کے اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہوتی ہے جب کہ آسانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو اپنی بداعمالیوں کے ساتھ نہ بدلو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی قوم سے کہو کوئی دیہات والے، کوئی گھر والے اطاعت الٰہی کو چھوڑ کر معصیت الٰہی اختیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے محبوب چیزیں چھین کر انہیں ناپسندیدہ چیزوں میں مبتلا کر دیتا ہے پھر فرمایا: اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ الخ۔

امام ابوالشیخ نے سعید بن ہلال سے روایت کا ہے فرماتے ہیں: کسی نبی کی قوم جب برائیوں اور بداعمالیوں میں حد سے بڑھنے لگی تو ان کے نبی نے انہیں فرمایا تم ایک جگہ جمع ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دوں۔ وہ جمع ہوئے تو اس نبی کے ہاتھ میں ایک ٹھیکری تھی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے گناہوں کا ارتکاب کیا جو آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور تم ان سے توبہ نہیں کرتے اور نہ تم ان سے بچنے کی کوشش کرتے ہو، میں تمہیں اس طرح توڑ دوں گا جیسے یہ ٹھیکری توڑی جاتی ہے۔ پھر اس نبی نے اس ٹھیکری کو پھینکا تو وہ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔ پھر فرمایا: میں تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کروں گا، تم سے کچھ نفع نہ اٹھایا جائے گا اور تم پر ایسا شخص مسلط کروں گا جس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا وہ تم سے میرے لیے انتقام لے گا پھر میں اپنے لیے خود انتقام لوں گا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جھگڑنا بھی ایک سزا ہے۔ پس اللہ کی سزا کا تلوار سے استقبال نہ کرو بلکہ تضرع وزاری سے اس کا استقبال کرو۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تم گناہ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے تمہارے لیے سزا پیدا کر دیتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ میں اللہ ہوں سارے بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے قبضہ میں ہیں میں اپنے دلوں کو بادشاہوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 144

اسباب سے مشغول نہ کرو مجھ سے مانگو میں تم پر ان سے زیادہ مہربان ہوں۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾

"وہی ہے جو تمہیں دکھاتا ہے بجلی (کبھی) ڈرانے کے لیے اور (کبھی) امید دلانے کے لیے اور اٹھاتا ہے (دوش ہوا پر) بھاری بادل"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ للہ تعالیٰ مسافر کو اسی بجلی کے ذریعے ڈراتا ہے۔ وہ حالت سفر میں بجلی کے کوندنے سے ڈرتا ہے اور مقیم کو اس کے ذریعے امید لاتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق ملنے کی امید کرتا ہے اور وہ بارش کی منفعت اور برکت کی امید کرتا ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سمندر میں سفر کرنے والوں کو بجلی سے ڈراتا ہے اور خشکی پر رہنے والوں کو اس کے بعد امید دلاتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خوف سے مراد وہ خوف ہے جو کڑک کی وجہ سے حق ہوتا ہے۔ اور طمع سے مراد بارش ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوجہضم موسیٰ بن سالم مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس نے ابوالجلد کی طرف بجلی کے متعلق سوال کرتے ہوئے لکھا تو ابوالجلد نے کہا البرق سے مراد پانی ہے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شعیب الجبائی نے فرمایا: حاملین عرش فرشتوں کے نام کتاب اللہ میں الحیات ہیں۔ ہر فرشتے کا انسان، شیر اور گدھ کا چہرہ ہے۔ جب وہ اپنے پروں کو حرکت دیتے ہیں تو بجلی پیدا ہوتی ہے۔ امیہ بن ابی الصلت نے کہا: انسان اور بیل اس کے دائیں پاؤں کے نیچے اور دوسرے پاؤں کے نیچے گدھ اور شیر (کا چہرہ) ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ بجلی چمکاتے ہیں اور علماء فرماتے ہیں ان کو حیات کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ البرق کے چار چہرے ہیں انسان کا چہرہ، بیل کا چہرہ، گدھ کا چہرہ، شیر کا چہرہ، جب وہ اپنی دم کو ہلاتا ہے تو بجلی چمکتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی فرشتے کی چمک ہے جس کے ساتھ وہ بادل کو چلاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی وہ فرشتہ ہے جو دکھائی دیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 148
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 148

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور الخرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں کئی طرق کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی فرشتوں کے ہاتھوں میں آگ کے کوڑے ہیں اور اس کے ساتھ وہ بادلوں کو ہانکتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی یہ آگ کے کوڑے ہیں جن کے ساتھ کڑک بادلوں کو ہانکتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بجلی، اولوں کو مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے کتاب العظمۃ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بجلی فرشتے کے اولوں کو مارنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ اہل زمین پر ظاہر کر دی جائے تو لوگ غش کھا کر گر جائیں۔

امام الشافعی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، جب تم میں سے کوئی بجلی کو دیکھے تو نہ اس کی طرف اشارہ کرے اور نہ اس کا وصف بیان کرے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ یعنی وہ بھاری بادل اٹھاتا ہے جس میں پانی ہوتا ہے۔(1)

امام احمد، ابن ابی الدنیا کتاب المطر میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں، بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوذر الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ بادل کو اٹھاتا ہے وہ انتہائی عمدہ کلام فرماتا ہے اور انتہائی خوبصورت ہنستا ہے۔ ابراہیم بن سعد فرماتے ہیں النطق (کلام کرنے) سے مراد الرعد (کڑک) ہے اور الضحك (ہنسنے) سے مراد البرق (بجلی) ہے۔

امام العقیلی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بادل کو اٹھاتا ہے۔ پھر اس میں پانی اتارتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہنسنے سے کوئی چیز زیادہ حسین نہیں ہے اور اس کے بولنے سے زیادہ کوئی چیز خوبصورت نہیں ہے اور اس کے بولنے سے مراد کڑک ہے اور اس کے ہنسنے سے مراد بجلی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن بجار الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بادل کا نام اللہ کی بارگاہ میں العنان ہے اور الرعد (کڑک) یہ ایک فرشتہ ہے جو بادل کو زجر و توبیخ کرتا ہے البرق (بجلی) اس فرشتے کا ایک ہاتھ ہے جسے ردبیل کہا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ خزیمہ بن ثابت (یہ انصاری نہیں ہے) نے رسول اللہ ﷺ سے بادل کے اٹھانے کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک فرشتہ بادل پر مقرر ہے جو دور والے بادل کے ٹکڑوں کو جمع کرتا ہے اور جو قریب ہوتے ہیں انہیں مزید قریب کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا ہے، جب وہ اسے بلند کرتا ہے تو بادل چمکتا ہے، جب وہ جھڑکتا ہے تو بادل کڑکتا ہے، جب وہ مارتا ہے تو گرجتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 148

وَ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَ يُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَ هُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾

''اور رعد اس کی پاکی بیان کرتا ہے اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے بھی اس کے خوف سے (اس کی تسبیح کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کڑکتی بجلیاں بھیجتا ہے پھر گراتا ہے انہیں جس پر چاہتا ہے اس حال میں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑ رہے ہوتے ہیں اور اس کی پکڑ بہت سخت ہے''۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور ابونعیم نے الدلائل میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: اے ابوالقاسم! ہم آپ سے پانچ چیزوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ اگر آپ ہمیں ان کے متعلق صحیح جواب دیں گے تو ہم آپ کی اتباع کریں گے اور ہم جان لیں گے کہ آپ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے اسی طرح عہد لیا جس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے عہد لیا تھا۔ جب آپ نے کہا تھا (واللہ علی مانقول وکیل) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے سوال پیش کرو انہوں نے پوچھا: نبی کی نشانی کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی آنکھیں سوتی ہیں اس کا دل نہیں سوتا۔ دوسرا سوال یہ پوچھا کہ (ماں کے پیٹ میں) بچہ اور بچی کیسے ہوتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غالب آجاتا ہے تو بچہ پیدا ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی غالب آجاتا ہے تو بچی پیدا ہوتی ہے۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ اسرائیل نے اپنے اوپر کون سی چیز حرام کی تھی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو عرق النساء کی تکلیف تھی۔ آپ نے اس کے مناسب سوائے اونٹوں کے دودھ کے کوئی چیز مناسب نہ پائی تو آپ نے ان کا گوشت اپنے اوپر حرام کر دیا، یہود نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ چوتھا سوال یہ کیا کہ یہ کڑک کیا ہوتی ہے؟ فرمایا: یہ اللہ کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادل کے اوپر مقرر ہے۔ اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک کوڑا ہے جس کے ذریعے وہ بادل کو ہانکتا ہے اور وہاں اسے لے جاتا ہے۔ جہاں اللہ کا حکم ہوتا ہے پھر پوچھا یہ آواز کیا ہوتی ہے جو بادل سے ہم سنتے ہیں؟ فرمایا یہ اس کی آواز ہوتی ہے۔ یہود نے کہا: آپ نے یہ بھی سچ کہا۔ اب صرف ایک سوال باقی ہے، اگر آپ نے اس کا صحیح جواب دیا تو ہم آپ کی پیروی کریں گے۔ ہر نبی کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کے پاس اخبار لاتا ہے ہمیں بتایئے کہ آپ کے ساتھ کون سا فرشتہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل۔ یہود نے کہا وہ تو جنگ وجدال اور عذاب نازل کرتا ہے اور وہ ہمارا دشمن ہے۔ اگر آپ میکائیل فرشتہ کا نام لیتے جو رحمت، نبات اور بارش اتارتا ہے تو پھر بات ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الی آخر الآیۃ (البقرہ: 97)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں، ابن جریر، ابن المنذر، بیہقی نے السنن میں اور الخرائطی رحمہم اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ، فرشتہ ہے اور البرق اس کا بادل کو

لوہے کے کوڑے کے ساتھ مارنا ہے۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں ابن ابی الدنیا نے المطر میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے الرَّعْدُ کی آواز سنی تو فرمایا: پاک ہے وہ ذات جس کی تو نے تسبیح بیان کی اور فرمایا: رعد ایک فرشتہ ہے جو بادل کو آواز دیتا ہے جس طرح چرواہا اپنے ریوڑ کو آواز دیتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے، اس کا نام الرعد ہے، یہ وہ ہے جس کی آواز تم سنتے ہو۔ اور بجلی یہ نور کا ایک کوڑا ہے جس کے ساتھ فرشتہ بادل کو ہانکتا ہے۔(1)

امام ابن المنذر، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ اس کا فرشتہ ہے جس کا نام الرَّعْدُ ہے اس کی آواز اس کی تسبیح ہے، جب وہ سختی سے جھڑکتا ہے تو بادل خوف کے مارے آپس میں ٹکراتا ہے اور اس کی وجہ سے درمیان میں کڑک پیدا ہوتی ہے۔

ابو الشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ ایک فرشتہ ہے جو اپنی تسبیح و تکبیر کے ذریعے بادل کو جھڑکتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے بادل سے زیادہ تیز چلنے والی کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی ایک فرشتہ اسے چلاتا ہے۔ الرَّعْدُ فرشتے کی آواز ہے جس کے ساتھ وہ بادل کو جھڑکتا ہے حتی کہ وہ جمع ہو جاتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنی سواری کو روکتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ ایک فرشتہ ہے جو بادل کو چلاتا ہے اور اس کی گونج اس کی آواز ہے۔

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ فرشتہ ہے۔ اس کی آواز اس کی تسبیح ہے۔

ابن جریر، الخرائطی اور ابو الشیخ نے ابو صالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جو بادل پر مقرر کیا گیا ہے، وہ بادل کو چلاتا ہے جیسے چرواہا اونٹوں کو چلاتا ہے

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ ایک فرشتہ ہے جو بادل کو ہانکتا ہے جیسے چرواہا اونٹوں کو ہانکتا ہے۔ جب بادل بکھرتا ہے تو وہ اسے جمع کر دیتا ہے اور جب اس کا غصہ زیادہ ہوتا ہے تو اس سے آگ نکلتی ہے اور یہی کڑکتی بجلیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ان سے الرَّعْدُ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ ایک فرشتہ ہے جو اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 332 (1363)، بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 149

امام الخرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ ایک فرشتہ ہے اور البرق پانی ہے۔ الخرائطی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: الرَّعْدُ ایک فرشتے ہے جو اپنی آواز کے ساتھ بادل جھڑکتا ہے۔ الخرائطی نے مجاہد سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عمرو بن ابی عمرو رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ایک ثقہ شخص سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے، اللہ تعالیٰ اسے دوش ہوا پر اٹھاتا ہے، پھر وہ اس سے پانی نازل فرماتا ہے، کوئی کلام اس کی کلام سے حسین نہیں ہے اور کوئی ہنسنا اس کے ہنسنے سے زیادہ حسین نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی منطق (کلام) الرعد ہے اور اس کا ہنسنا البرق ہے۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب فرماتا ہے: اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں انہیں رات کے وقت بارش سے سیراب کروں اور ان پر دن کے وقت سورج طلوع کروں اور انہیں الرَّعْدُ کی آواز نہ سناؤں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری نے الادب میں، ترمذی، نسائی، ابن المنذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں حاکم، ابن مردویہ، الخرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب الرَّعْدُ (کڑک) کڑکتی بجلیوں کی آواز سنتے تو یہ دعا مانگتے ''اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ'' اے اللہ ہمیں اپنے غضب کے ساتھ قتل نہ کر، اپنے عذاب کے ساتھ ہمیں ہلاک نہ کر اور ہمیں اس سے پہلے عافیت عطا فرما''۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور وہ حدیث کو مرفوع روایت کرتے ہیں کہ جب آپ الرَّعْدُ (کڑک) کی آواز سنتے تو کہتے سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ '' پاک ہے وہ ذات جس کی حمد کے ساتھ الرعد تسبیح بیان کرتا ہے''۔(2)

امام ابن مردویہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب ہوا چلتی یا کڑک کی آواز سنتے تو رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور یہی چیز آپ کے چہرہ سے پہچانی جاتی ہے، پھر آپ کڑک کو کہتے، سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهٗ۔ پاک ہے وہ ذات جس کی تو نے تسبیح بیان کی۔ اور ہوا کو کہتے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا (اے اللہ اسے (ہوا کو) رحمت بنا دے اور اسے عذاب نہ بنا)(3)

امام الشافعی المطلب بن حنطب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چہرۂ اقدس سے پریشانی ظاہری ہوتی جب آسمان چمکتا یا بادل گرجتا۔ پھر جب بارش ہو جاتی تو آپ کی پریشانی دور ہو جاتی۔

امام طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 380 (3331)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 149
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 28، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم الرَّعْدُ (کڑک) کی آواز سنو تو اللہ کا ذکر کرو کیونکہ وہ ذکر کرنے والے پر نہیں گرتی۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی مراسیل میں حضرت عبید اللہ بن ابی جعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم نے کڑک کی آواز سنی تو انہوں نے تکبیر کہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم کڑک کی آواز سنو تو تسبیح بیان کرو اور تکبیر نہ کہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب آپ الرَّعْدُ کی آواز سنتے تو کہتے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت علی سے روایت کیا ہے: جب آپ الرعد کی آواز سنتے تو کہتے سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهٗ۔(2)

امام مالک، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، الادب میں، ابن المنذر، الخرائطی، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب الرَّعْدُ کی آواز سنتے تو بات کرنا چھوڑ دیتے اور یہ کہتے سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ۔ پھر فرماتے یہ زمین والوں کے لیے وعید شدید ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن الحسین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الرَّعْدُ اللہ کی طرف سے وعید ہے۔ جب یہ سنو تو بات کرنے سے رک جاؤ۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص الرعد کی آواز سنے تو یوں کہے: سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اگر اس پر کڑک گر جائے تو اس کی دیت میرے ذمہ ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی زکریا رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جو الرَّعْدُ کی آواز سن کر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہے گا اس پر بجلی نہیں گرے گی۔(4)

امام الخرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت احمد بن داؤد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان بن داؤد رحمہ اللہ اپنے والدین کے ساتھ چل رہے تھے جب کہ آپ ابھی بچے تھے۔ جب آپ نے کڑک کی آواز سنی تو اپنے والد صاحب کی ران کے ساتھ چمٹ گئے۔ حضرت داؤد نے پوچھا اے بیٹا! یہ آواز تو رحمت الٰہی کے مقامات میں سے ہے۔ پھر تیری کیا حالت ہوگی جب تو اللہ کے غضب کے مقامات کی آواز سنے گا؟

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب کوئی الرعد کی آواز سنے اور تین مرتبہ یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ۔ تو وہ بجلی سے بچ جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الرعد کی آواز سنی تو فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہتا ہے؟ ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 27، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 149
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 432 (1165)، دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 149

بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ کہتا ہے تیرے پہنچنے کی جگہ فلاں شہر ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص زمین کے صحراء میں تھا۔ اس نے بادل سے آواز سنی کہ فلاں کے باغیچہ کو سیراب کر بادل ہٹ گیا اور اپنا پانی ایک پتھر یلے ٹیلے پر انڈیلا تو وہاں نالیوں میں سے ایک نالی پانی سے بھر گئی۔ وہ شخص پانی کے پیچھے پیچھے چلا تو اس نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے باغیچہ میں کھڑے ہو کر کسی کے ذریعے پانی کو پھیر رہا تھا۔ اس نے باغیچہ کے مالک سے کہا: اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا۔ اس نے اسے کہا: تو نے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس بادل سے (تیرا نام) سنا تھا جس کا یہ پانی ہے کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر۔ اس نے تیرا نام لیا تھا تو اس باغ میں کیا کرتا تھا۔ اس شخص نے کہا: جب آپ نے یہ پوچھا ہے تو سنو! میں اس باغ کی پیداوار کو دیکھتا ہوں تو اس کا تیسرا حصہ صدقہ کرتا ہوں اور تیسرا حصہ میں اور میرے عیال کھاتے ہیں اور تیسرا حصہ پھر اس پر خرچ کرتا ہوں۔ (1)

امام نسائی، البزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، طبرانی (الاوسط میں)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو ایک مشرکوں کے سردار کی طرف بھیجا تاکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے۔ مشرک نے کہا: یہ خدا جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو، کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا تانبے کا ہے؟ اس صحابی کو اس کی بات بڑی ناگوار گزری، وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں واپس آیا تو ساری بات عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دوبارہ اس کی طرف بھیجا تو پھر اس نے ویسی ہی بات دہرائی۔ وہ صحابی پھر واپس آیا تو پورا واقعہ عرض کیا رسول اللہ ﷺ نے اسے تیسری مرتبہ پھر بھیجا۔ وہ صحابی اور مشرک آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مشرک کے سر کے برابر ایک بادل بھیج دیا، وہ کڑکا، پھر چمکا تو بجلی اس کے اوپر گری اور اس کا سر اڑا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ۔ (2)

امام ابن جریر اور الخرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت عبد الرحمن بن صحار العبدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک جابر شخص کی طرف اپنا پیغام اسلام بھیجا تو اس نے کہا: تمہارا رب سونے کا ہے، چاندی کا ہے یا موتیوں کا ہے؟ فرماتے ہیں: وہ مسلمانوں سے جھگڑ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا تو وہ کڑکا، اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی گرادی جس نے اس کا سر کچل دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نال فرمائی: وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ۔ (3)

امام حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: مجھے اپنے رب کے بارے میں بتایئے وہ سونے کا ہے یا موتیوں کا ہے یا یاقوت کا ہے؟ پس اس پر بجلی گری اور اس کا کام تمام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ۔ (4)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18، صفحہ 89 (2984)، دار الکتب العلمیہ، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 150
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا محمد! مجھے اپنے اس اللہ کے بارے بتایئے جس کی تم دعوت دیتے ہو، کیا وہ یاقوت کا ہے؟ یا سونے کا ہے؟ یا وہ کیا ہے؟ اس سوال کرنے والے پر بجلی گری تو اس نے اسے جلا دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب المکی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش خبیثوں میں سے ایک خبیث آدمی نے کہا: ہمیں اپنے رب کے بارے بتاؤ، وہ سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا تانبے کا ہے؟ آسمان نے زور سے آواز نکالی اور اس کے اوپر بجلی گرا کر اسے تہس نہس کر دیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور الخرائطی رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ ایک شخص نے قرآن کا انکار کیا اور نبی کریم ﷺ کی تکذیب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی گرائی اور اس نے اسے ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللهِ...... الآیہ۔(2)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کے بارے نازل ہوئی۔ عامر آیا اور اس نے کہا: مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہو جا وہ قریب ہوا حتیٰ کہ اس نے گھٹنے نبی کریم ﷺ کے انتہائی قریب کر دیئے۔ اربد نے اپنی تلوار سونت لی۔ جب نبی کریم ﷺ نے تلوار کی چمک کو دیکھا تو نبی کریم ﷺ نے قرآنی آیت کے ذریعے اپنی حفاظت چاہی۔ نبی کریم ﷺ ہمیشہ قرآنی آیات پڑھ کر اپنی حفاظت چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اربد کا ہاتھ تلوار کے دستے پر ہی خشک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر بجلی گرائی جس نے اس کو جلا کر راکھ کر دیا۔ اس کے بھائی نے اس کی یاد میں یہ اشعار کہے تھے:

أَخْشَى عَلَى أَرْبَدَ الْحُتُوفَ وَلَا أَرْهَبُ نَوْءَ السَّمَاءِ وَالْأَسَدِ
فَجَعَنِي الْبَرْقُ بِالْفَا رِسِ يَوْمَ الْكَرِيهَةِ النَّجِدِ

"میں ڈرتا ہوں اربد کی طبعی موت سے اور میں نہیں ڈرتا آسمان کے ستارے اور شیر سے اور مجھے بجلی نے ناپسندیدہ بلند تر شہ سوار کے بارے تکلیف پہنچائی"۔(3)

امام ابن ابی حاتم، الخرائطی، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابوعمران الجونی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عرش کے نیچے آگ کے سمندر ہیں جن میں کڑکتی بجلیاں ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّوَاعِقَ سے مراد آگ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الصَّوَاعِقَ سے مراد جلا دینے والی آگ ہے اور یہ آواز ان پردوں کی ہے جو آگ اور ہمارے درمیان ہیں۔ بادل کو اس کے ساتھ ہانکا جاتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کسی کے متعلق نہیں سنا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 150 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 151 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 151

اس کی آنکھیں بجلی کی وجہ سے ضائع ہوئی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ (البقرہ:20) "قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے"۔ لیکن الصواعق جلا دیتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ الخ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے کڑکتی بجلی عرفہ میں دو کھجور کے درختوں پر گرتی دیکھی تو اس نے دونوں کو جلا دیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الصاعقہ (بجلی) مومن اور کافروں دونوں پر گرتی ہے لیکن اللہ کے ذکر پر نہیں گرتی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن عاصم اللیثی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جو سبحان اللہ شَدِيدُ الْمِحَالِ کے کلمات کہے گا اس پر عذاب (بجلی) نہیں گرے گی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شَدِيدُ الْمِحَالِ سے مراد سخت قوت والا ہے۔ اور انہوں نے ابن عباس سے اس کا معنی سخت تدبیر کرنے والا اور سخت قوت والا بھی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی شدید طاقت والا نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی سخت پکڑ والا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی شدید انتقام لینے والا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی سخت انتقام لینے والا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی سخت قوت والا اور انتہائی تدبیر کرنے والا ہے۔(3)

لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُم بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ ۚ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿١٤﴾

"اسی کو پکارنا سچ ہے اور وہ لوگ جو پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا وہ نہیں جواب دے سکتے انہیں کچھ بھی مگر اس شخص کی طرح جو پھیلائے ہوا اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پانی کی طرف تا کہ اس کے منہ تک پانی پہنچ جائے اور (یوں تو) پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچ سکتا اور نہیں کافروں کی دعا بجز اس کے کہ وہ بھٹکتی پھرتی ہے"۔

ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے مراد توحید یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 153
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 152
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 153
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 154

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دَعْوَةُ الْحَقِّ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ مثال ہے اس شخص کی جو پیاسا ہو اور اپنا ہاتھ کنویں کی طرف پھیلاتا ہے تاکہ اس سے پانی لائے تو وہ پانی اس کے منہ تک پہنچنے والا نہیں ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ شخص گویا اپنی زبان سے پانی کو پکارتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے تو اس طرح اس کی طرف کبھی پانی نہیں آئے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں اور انہیں پکارتے ہیں کبھی بات نہیں سنیں گے۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ایسے پیاسے کی طرف کبھی پانی نہیں پہنچے گا حتی کہ اس کی گردن ٹوٹ جائے اور پیاس سے ہلاک ہو جائے وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۔ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ وہ جن کی یہ اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہیں مثلاً بت اور پتھر تو دنیا میں بھی کبھی یہ انہیں جواب نہیں دیں گے اور نہ ان کی طرف کوئی خیر و بھلائی لائیں گے اور نہ ان سے کسی مصیبت کو دور کریں گے حتی کہ موت آجائے۔ جس طرح وہ شخص جو پانی کی طرف اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ پانی اس کے منہ تک پہنچے تو وہ پانی اس کے منہ تک نہیں پہنچے گا حتی کہ وہ پیاس کی وجہ سے مر جائے گا۔(4)

امام ابوعبید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت میں اس شخص کی مثال ہے جو کنویں کے کنارے پر بیٹھتا ہے پھر اپنا ہاتھ کھول کر کنویں کی گہرائی میں لے جاتا ہے تاکہ وہاں سے پانی لے آئے تو اس کا ہاتھ پانی تک نہیں پہنچتا ہے اور نہ پانی اس کے ہاتھ تک پہنچتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے علاوہ جن کو یہ پکارتے ہیں وہ انہیں کچھ نفع نہ دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے بکیر بن معروف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قابیل نے اپنے بھائی کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پیشانی سمندر میں کر دی اس کے درمیان اور پانی کے درمیان صرف ایک انگلی کا فاصلہ ہے۔ وہ پانی کی ٹھنڈک اپنے قدموں کے نیچے سے پاتا ہے لیکن وہ پانی کو پا نہیں سکتا، اللہ کے فرمان میں اس چیز کا ذکر ہے۔ جب موسم گرما ہوتا ہے تو اس پر سموم کی سات دیواریں بنادی جاتی ہیں اور جب سردی کا موسم ہوتا ہے تو اس پر اولوں کی سات دیواریں بنادی جاتی ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ اس مشرک کی مثال ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ غیر کی بھی عبادت کرتا ہے اس کی مثال اس پیاسے شخص کی ہے جو اپنے خیال میں دور سے پانی کو دیکھتا ہے۔ وہ اسے حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اس پر قادر نہیں ہوتا۔(5)

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿١٥﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 154 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 155 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 156 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 156

"اور اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، بعض خوشی سے اور بعض مجبوراً اور ان کے سائے بھی (سجدہ ریز ہیں) صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی"۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مومن کا سایہ اللہ کی اطاعت کے لیے خوشی سے سجدہ کرتا ہے اور کافر کا سایہ مجبوراً سجدہ کرتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے حضور خوشی سے سجدہ کرتا ہے اور کافر مجبوراً سجدہ کرتا ہے اور اس کا سایہ بھی مجبوراً سجدہ کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مومن خوشی سے سجدہ کرنے والا ہے اور کافر کا سایہ مجبوراً سجدہ کرنے والا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو آسمانوں میں ہیں وہ خوشی سے سجدہ کرنے والے ہیں اور جو زمین میں ہیں۔ وہ بعض خوشی سے اور بعض مجبوراً سجدہ کرنے والے ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو خوشی سے اسلام میں داخل ہوا وہ خوشی سے سجدہ کرنے والا ہے اور جو تلوار کے ذریعے اسلام میں داخل ہوا وہ مجبوراً سجدہ کرنے والا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت منذر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ربیع بن خثیم جب سورۃ الرعد میں سجدہ کرتے تو کہتے: اے ہمارے پروردگار! ہم خوشی سے تیری بارگاہ میں سجدہ کرتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے جب تم میں سے کسی کا سایہ دائیں یا بائیں طرف جھکتا ہے تو وہ سجدہ کرتا ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ تمام اشیاء کے سائے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتے ہیں اور پھر یہ آیت تلاوت کی سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَ هُمْ دٰخِرُوْنَ۝ (سورۃ النحل) اور فرمایا یہ سائے بھی اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتے ہیں۔(6)

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کافر کا سایہ نماز پڑھتا ہے جب کہ کافر نماز نہیں پڑھتا۔

امام ابوالشیخ نے الضحاک سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ہر چیز کا سایہ مغرب کی طرف سجدہ کرتا ہے اور جب سورج ڈھلتا ہے تو ہر چیز کا سایہ مشرق کی طرف سجدہ کرتا ہے حتیٰ کہ وہ غائب ہو جاتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے وَّ ظِلٰلُهُمْ کے قول کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کیا آپ کافر کو نہیں دیکھتے کہ اس کا تمام جسم، اس کے دل کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا مطیع ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 158 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 157 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 158 6۔ ایضاً

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِی الظُّلُمٰتُ وَ النُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

''آپ (ان سے) پوچھیے کون ہے پروردگار آسمانوں اور زمین کا؟ (خود ہی) فرمایئے اللہ! (انہیں) کہیے کیا تم نے بنا لیے ہیں اللہ کے سوا ایسے حمایتی جو اختیار نہیں رکھتے اپنے لیے بھی کسی نفع کا اور نہ کسی نقصان کا۔ (ان سے) پوچھیے کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور بینا، کیا یکساں ہوتے ہیں اندھیرے اور نور، کیا انہوں نے بنائے ہیں اللہ کے لیے ایسے شریک جنہوں نے کچھ پیدا کیا ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا؟ پس یوں تخلیق ان پر مشتبہ ہوگئی فرمایئے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کو اور وہ ایک ہے سب پر غالب ہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم آپ کی مجلس میں ایک خاص حالت پر ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہیں تو دوسری کیفیت میں ہو جاتے ہیں، ہمیں تو اپنے اوپر نفاق کا اندیشہ لگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے رب کے بارے میں کیا نظریہ رکھتے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ ہمارا پروردگار ہے ظاہراً بھی اور باطناً بھی (یہ تو ہم ہر وقت یقین رکھتے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اپنے نبی کے بارے کیا نظریہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: (ہم تہہ دل سے تسلیم کرتے ہیں کہ) آپ ہمارے نبی ہیں ظاہراً بھی اور باطناً بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم میں نفاق نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت میں الْاَعْمٰى اور الْبَصِيْرُ سے مراد مومن اور کافر ہیں۔ یعنی اعمیٰ سے مراد کافر ہے اور البصیر سے مراد مومن ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت میں الْاَعْمٰى اور الْبَصِيْرُ سے مراد کافر اور مومن ہیں الظُّلُمٰتُ اور النُّوْرُ سے مراد ہدایت اور گمراہی ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے بتوں کو اللہ کا شریک بنایا کہ انہیں بتوں کے بارے میں شک تھا (کہ شاید یہ بھی خالق ہیں)۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ ایک مثال بیان کی گئی ہے۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 159 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 160 3۔ ایضاً

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابی جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لیث بن ابی سلیم عن ابن محمد عن حذیفہ بن الیمان عن بکر عن النبی کے سلسلہ سے مجھے بتایا گیا ہے کہ شرک تم میں چیونٹی کے چلنے سے بھی زیادہ مخفی طریقہ سے چلتا ہے۔ سیدنا ابوبکر نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک صرف یہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کی جائے یا اللہ کے ساتھ کسی کو پکارا جائے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری ماں تجھ پر روئے، شرک تم میں چیونٹی کے چلنے سے بھی خفیف چال سے چلتا ہے۔ فرمایا کیا میں تجھے ایسی بات نہ بتاؤں جو انسان کے ہر چھوٹے، بڑے گناہ کو دور کر دیتی ہے۔ صدیق اکبر نے عرض کی: حضور ضرور کرم فرمائیے۔ فرمایا: ہر روز تین مرتبہ یہ کہا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ ''اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات کی کہ میں تیرا شریک بناؤں جب کہ مجھے علم ہو اور میں تیری بارگاہ میں ان تمام گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو میری بے علمی میں ہوئے''۔ شرک یہ ہے کہ تو کہے اللہ تعالیٰ اور فلاں نے مجھے عطا کیا اور الند یہ ہے کہ انسان کہے اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں مجھے قتل کر دیتا۔

امام البخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت معقل بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں ابوبکر صدیق کے ساتھ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! شرک کے لیے تم میں چیونٹی کے چال سے بھی خفیف چال میں چلنا ہے۔ ابوبکر نے کہا: کیا شرک یہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی دوسرا خدا تسلیم کیا جائے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری ذات ہے! شرک تمہارے اندر چیونٹی کے چال سے بھی خفیف چال سے چلتا ہے، کیا میں تمہاری ایسے وظیفہ کی طرف رہنمائی نہ کروں جب تم وہ پڑھو تو شرک کا چھوٹا بڑا گناہ ختم ہو جائے؟ فرمایا: تم یہ کہا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ وَ مِمَّا یُوْقِدُوْنَ عَلَیْهِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْیَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ؕ۬ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰی ؔؕ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ۬ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۸﴾

''اس نے اتارا آسمان سے پانی پس بہنے لگیں وادیاں اپنے اپنے اندازے کے مطابق تو اٹھا لیا سیلاب کی روانی نے

ابھرا ہوا جھاگ اور جن چیزوں کو آگ کے اندر تپاتے ہیں زیور بنانے کے لیے یا دیگر سامان بنانے کے لیے اس میں بھی ویسا ہی جھاگ اٹھتا ہے۔ یوں اللہ تعالیٰ مثال بیان فرماتا ہے حق اور باطل کی پس (بیکار) جھاگ تو رائیگاں چلا جاتا ہے اور جو چیز نفع بخش ہے لوگوں کے لیے تو وہ باقی رہے گی زمین میں۔ یونہی اللہ تعالیٰ مثالیں بیان فرماتا ہے ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اپنے رب کا حکم مان لیا، بھلائی (ہی بھلائی) ہے اور جنہوں نے نہیں مانا اس کا حکم تو اگر ان کے ملک میں ہو جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اتنا ہی اور اس کے ساتھ تو وہ (عذاب سے بچنے کے لیے) اسے بطور فدیہ دے دیں، یہی وہ (بدنصیب) ہیں جن کے لیے سخت باز پرس ہوگی اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری قرار گاہ ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اس سے دل اپنے یقین اور شک کی مقدار فائدہ اٹھاتے ہیں۔ شک کے ساتھ عمل مفید نہیں ہوتا۔ رہا یقین تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ یقین والوں کو نفع دیتا ہے وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ سے مراد یقین ہے جیسا کہ زیور کو آگ میں ڈالا جاتا ہے پھر جو خالص سونا ہوتا ہے وہ لے لیا جاتا ہے اور جو کھوٹ ہوتا ہے وہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ یقین کو قبول فرماتا ہے اور شک کو چھوڑ دیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چھوٹی وادی اپنی مقدار سے بہنے لگی اور بڑی وادی اپنی مقدار سے بہنے لگی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان بیان فرمائی ہے۔ فرمایا: سیلاب کی رو وادی میں موجود لکڑیاں اور گھاس پھوس اور وہ چیزیں جن پر تم آگ جلاتے ہو، پس وہ سونا چاندی، زیور اور دیگر تانبے اور لوہے کا سامان، تانبے اور لوہے کا خبث ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے خبث کی مثال پانی کی جھاگ سے بیان فرمائی ہے لیکن جو چیز لوگوں کے لیے نفع بخش ہے وہ سونا اور چاندی ہے۔ جو چیز زمین کو نفع دیتی ہے وہ پانی ہے جس سے وہ سیراب ہوتی ہے پھر سبزہ اگاتی ہے۔ پس عمل صالح کی ہی مثال ہے کہ وہ نیکوکاروں کے لیے باقی رہتا ہے اور برا عمل اپنی جگہ پر ہی کمزور ہوتا ہے وہ جھاگ کی طرح ختم ہو جاتا ہے۔ پس ہدایت تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، جو حق کے ساتھ عمل کرتا ہے اس کا اجر اسے ملے گا اور وہ اسی طرح باقی رہے گا جس طرح وہ چیز باقی رہتی ہے جو زمین میں لوگوں کے لیے نفع بخش ہوتی ہے۔ اسی طرح لوہا ہے اس سے چھری اور تلوار نہیں بنائی جا سکتی حتی کہ وہ آگ میں ڈالا جائے۔ پس آگ اس کے خبث کو کھا جاتی ہے اور اس کا عمدہ مواد نکالا جاتا ہے اور اس سے نفع اٹھایا جاتا ہے۔ اسی طرح باطل کمزور ہوتا ہے جب قیامت کا دن ہوگا اور لوگوں کو اٹھایا جائے گا اور اعمال پیش کیے جائیں گے تو باطل ختم ہو جائے گا اور اہل حق، حق سے نفع اٹھائیں گے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 161 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 62-161

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ کے طریق سے ابو مالک عن ابی صالح من طریق مرہ عن ابن مسعود کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ مٹی اور کوڑے کا سیلاب آیا حتی کہ وہ ٹھہر گیا تو اس پر جھاگ تھی۔ اس پر ہوا چلی تو جھاگ پانی کی اطراف میں چلی گئی پھر وہ خشک ہوگئی اور اس نے کسی کو نفع نہ پہنچایا، پانی باقی رہا جس سے لوگوں نے نفع اٹھایا، پس لوگوں نے وہ پانی خود بھی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ جس طرح جھاگ ختم ہوگئی اور اس نے کسی کو نفع نہ پہنچایا اسی طرح باطل قیامت کے نزدیک مضمحل اور کمزور ہوگا، وہ اہل باطل کو نفع نہ پہنچائے گا اور جس طرح پانی نے لوگوں کو نفع پہنچایا اسی طرح حق اہل حق کو نفع پہنچائے گا۔ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ نے مومن اور کافر کی مثال بیان فرمائی ہے فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا یعنی وادیاں اپنی مقدار کے مطابق بہنے لگیں حتی کہ اپنی مقدار کے مطابق وہ بھر گئیں۔ اس آیت میں زبد سے مراد پانی کی جھاگ ہے اور اس چیز کی جھاگ ہے جو وہ زیور بنانے کے لیے جلاتے ہیں۔ پس جو اس میں سے ساقط ہو جاتا ہے وہ پانی کی جھاگ کی مثل ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کی مثال بیان فرمائی ہے۔ رہا لوہے اور سونے کا کھوٹ اور پانی کی جھاگ تو وہ باطل ہے اور جو تم اس سے زیور بناتے ہو، پانی اور لوہا جو استعمال کرتے ہو وہ حق کی مثال ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کی مثال بیان فرمائی ہے حق کی مثال اس سیلاب سے دی جو زمین میں ٹھہر جاتا ہے اور لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور باطل کی مثال تو اس جھاگ کی ہے جو غیر نفع بخش ہے اور حق کی مثال ان زیورات کی مانند ہے جو آگ میں ڈالے جاتے ہیں، جو اس میں سے خالص ہوا ہے لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں اور جو کھوٹ وغیرہ ہے وہ باطل کی مثال ہے۔ جھاگ اور کھوٹ سے لوگ نفع نہیں اٹھاتے اور نہ وہ لوگوں کو نفع دیتا ہے۔ اسی طرح باطل بھی باطل پرستوں کو نفع نہ دے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وادیاں چھوٹی بڑی اپنی اپنی مقدار کے مطابق بہنے لگتی ہیں، رابیاً۔ وہ جھاگ جو پانی کے اوپر تیرا ہوتا ہے۔ الجفاء جو درخت کے ساتھ لگا ہوتا ہے۔ اس آیت میں تین مثالیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ایک مثال میں بیان فرمادی ہیں۔ فرمایا جس طرح یہ جھاگ کمزور ہے پھر یہ رائیگاں ہو جاتا ہے، اس سے نفع نہیں اٹھایا جاتا، اس کی برکت کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ اسی طرح باطل کے بچاریوں کے لیے غیر مفید ہوگا۔ اور جس طرح پانی زمین میں ٹھہرتا ہے، اس سے زمین سرسبز شاداب ہو جاتی ہے، اس کی برکت بڑھتی ہے، زمین کھیتیاں اگاتی ہے اسی طرح حق اپنے ماننے والوں کے لیے باقی رہتا ہے، جس طرح خالص سونا اور چاندی آگ میں ڈالے جانے کے بعد باقی رہتے ہیں اور ان کا کھوٹ ختم ہو جاتا ہے۔ جس طرح سونے اور چاندی کا کھوٹ آگ میں داخل کیے جانے کے بعد ختم ہو جاتا ہے اسی طرح باطل بھی ختم ہو جائے گا۔ یہ لوہا اور تانبا جب آگ میں داخل کیے جاتے ہیں تو ان کا کھوٹ ختم ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 164

جاتا ہے۔ جس طرح حق اپنے ماننے والوں کے لیے مفید ہوتا ہے اسی طرح ان کا خالص حصہ بھی باقی رہتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر بڑی چھوٹی وادی اپنی مقدار کے مطابق بہہ پڑی زَبَدًا رَّابِيًا اس کا معنی پانی پر ابھرا ہوا جھاگ ہے۔ وَمِمَّا يُوقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ جن چیزوں کو وہ زیور بنانے کے لیے آگ میں تپاتے ہیں یعنی سونا جب آگ میں داخل کیا جاتا ہے تو اس کا خالص حصہ باقی رہتا ہے اور جو کھوٹ ہوتا ہے ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حق اور باطل کے لیے ایک مثال بیان فرمائی ہے: فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً اور جو مواد درخت کے ساتھ لگا ہوتا ہے وہ کچھ نہیں ہوتا۔ یہ باطل کی مثال ہے: وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ جو لوگوں کے لیے نفع بخش ہوتا ہے وہ زمین میں باقی رہتا ہے، وہ زمین سے کھیتیاں اگاتا ہے، یہ حق کی مثال ہے: اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ دیگر سامان اس میں بھی ویسا ہی جھاگ اٹھتا ہے۔ سامان سے مراد تانبا اور لوہا ہے۔(2)

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کا یہ مفہوم روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تو وادیاں اپنی طاقت کے مطابق بہنے لگیں۔ فرماتے ہیں: یہاں پہلی کلام ختم ہوئی پھر وَمِمَّا يُوقِدُوْنَ سے نئی کلام شروع ہو رہی ہے فرماتے ہیں مَتَاعٍ سے مراد لوہا، تانبا، رصاص وغیرہ ہے۔ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ فرمایا لوہے اور زیور کا جھاگ، سیلاب کے جھاگ کی مثل ہے۔ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ اس سے مراد پانی ہے زمین میں باقی رہتا ہے۔ لیکن جھاگ رائیگاں چلا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ حق اور باطل کی مثال ہے (حق کو دوام ہے، باطل کو اختتام ہے)۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سونا اور چاندی جو زیور بنانے کے لیے آگ میں جلائے جاتے ہیں یا لوہا اور تانبا آگ میں جلائے جاتے ہیں۔ پھر اس میں سے جو خالص ہوتا ہے وہ باقی رہتا ہے اور جو کھوٹ ہوتا ہے جل جاتا ہے، اسی طرح حق باقی رہتا ہے اور لوگ اس سے نفع اٹھاتے ہیں جب کہ باطل کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان سے قرآن اتارا، پس اسے کامل مردوں کی عقول نے قبول کیا۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى کے تحت فرمایا ہے کہ الْحُسْنٰى سے مراد حیات اور رزق ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے فرقد السبخی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے شہر بن خوشب نے فرمایا: سُوْٓءُ الْحِسَابِ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے کسی بھی عمل کو چھوڑا نہیں جائے گا یعنی سخت باز پرس ہوگی۔(6)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت فرقد السبخی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 163 — 2۔ ایضاً — 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 162
4۔ ایضاً — 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 165 — 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 166

ابراہیم النخعی نے فرمایا: اے فرقد! کیا تجھے معلوم ہے کہ سُوْٓءُ الْحِسَابِ کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو ابراہیم نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے چھوٹے بڑے گناہوں کا محاسبہ کیا جائے گا، کوئی چیز بھی معاف نہیں کی جائے گی۔(1)

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سُوْٓءُ الْحِسَابِ کا مطلب یہ ہے انسان کے تمام گناہوں کا مؤاخذہ ہوگا اور کوئی گناہ بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سُوْٓءُ الْحِسَابِ سے مراد اعمال میں مناقشہ ہے۔(2)

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۱۹

”تو کیا جو شخص جانتا ہے کہ جو نازل کیا گیا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے وہ حق ہے وہ اس جیسا ہوگا جو اندھا ہے، نصیحت صرف وہی قبول کرتے ہیں جو عقل مند ہوں“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَفَمَنْ يَّعْلَمُ الخ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے کتاب اللہ کو سنا، سمجھا اور یاد کیا، كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى سے مراد وہ شخص ہے جو حق کی روشنی دیکھنے سے محروم ہے نہ وہ دیکھتا ہے اور نہ سمجھتا ہے، فرمایا: عقل مند ہی صرف نصیحت قبول کرتے ہیں پھر عقل مندوں کی وضاحت فرما دی کہ وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا: وہ ایسے خوش نصیب ہیں جو اللہ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو پورا کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اُولُوا الْاَلْبَابِ سے مراد وہ افراد ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل و دانش کی نعمت عظمیٰ عطا فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے عقل مندوں کو خطاب فرمایا کیونکہ اسے ان سے محبت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک آیت ان کے متعلق ذکر فرما دی۔

الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝۲۰ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝۲۱

”وہ جو پورا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کو اور نہیں توڑتے پختہ وعدہ کو اور جو لوگ جوڑتے ہیں اسے جس کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ جوڑا جائے اور ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے اور خائف رہتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 166 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 167 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 166

ہیں سخت حساب سے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم پر عہد کی وفا لازم ہے اور میثاق کو نہ توڑو، اللہ تعالیٰ نے عہد شکنی سے منع فرمایا ہے اور انتہائی مبالغہ آمیز انداز میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے عہد کے متعلق بیس سے زائد آیات میں ذکر کیا ہے۔ یہ تمہارے لیے بطور نصیحت، تمہیں پیغام پہنچانے اور تم پر حجت قائم کرنے کے لیے ہے۔ اہل علم و دانش اور اہل معرفت کے نزدیک وہی امور عظیم ہوتے ہیں جن کی اللہ نے عظمت بیان فرمائی ہوتی ہے اور ہمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا ایمان نہیں جو امین نہیں اور اس کا دین نہیں جو عہد کا پابند نہیں۔ (1)

امام الخطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسن سلوک اور صلہ رحمی قیامت کے روز برے عذاب میں تخفیف کا باعث بنیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ الخ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس آیت سے مراد نبیوں اور تمام کتب پر ایمان لانا ہے۔ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ یعنی وہ امر جس کے ملانے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ اس کو توڑنے سے ڈرتے ہیں۔ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ اور وہ عذاب کی شدت سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کیا کرو کیونکہ یہ امور دنیا میں تمہیں زیادہ باقی رکھنے والے ہیں اور آخرت میں تمہارے لیے بہتر ہیں، بیان کیا گیا ہے کہ خثعم قبیلہ کا ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: تم رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں اللہ کا رسول ہوں، اس شخص نے پوچھا: تمہارے نزدیک کون سا عمل پسندیدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا۔ اس نے پوچھا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صلہ رحمی۔ عبداللہ بن عمرو کہتے تھے کہ حلیم وہ نہیں جو ظلم کرے پھر حلم کا مظاہرہ کرے حتی کہ جب قوم اسے بدلہ لینے پر ابھارے تو وہ بپھر جائے بلکہ حلیم وہ ہے جو قدرت کے باوجود معاف کردے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جس سے صلہ رحمی کی جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔ یہ تو پھر مقابلہ ہے۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اس سے قطع تعلقی کی جائے تو وہ پھر بھی صلہ رحمی کا مظاہرہ کرے اور جو اس سے صلہ رحمی نہ کرے اس پر شفقت کرے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن جریر سے روایت کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے ذی رحم کی طرف قدموں پر چل کر نہ جائے اور اپنا مال اسے عطا نہ کرے تو تو نے اسے قطع تعلقی کی۔

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 167

رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾

''اور جو لوگ (مصائب و آلام میں) صبر کرتے رہے اپنے رب کی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے اور صحیح صحیح ادا کرتے رہے نماز کو اور خرچ کرتے رہے اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر اور مدافعت کرتے رہتے ہیں نیکی سے برائی کی انہیں لوگوں کے لیے دار آخرت کی راحتیں ہیں (یعنی) سدا بہار باغات جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو صالح ہوں گے ان کے باپ دادوں، ان کی بیویوں اور ان کی اولاد سے (وہ بھی داخل ہوں گے) اور فرشتے (یہ کہتے ہوئے) داخل ہوں گے ان پر ہر دروازہ سے سلامتی ہو تم پر بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا پس کیا عمدہ ہے یہ آخرت کا گھر''۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت ذکر کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوْا یعنی انہوں نے اللہ کے امر پر صبر کیا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے۔ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ اور نماز کو مکمل کرتے رہے وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ اور جو ہم نے انہیں مال دیا اس سے خرچ کرتے رہے سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً یعنی اللہ کی اطاعت اور حقوق الٰہی میں پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتے رہے، يَدْرَءُوْنَ اور وہ مدافعت کرتے رہے نیکی سے برائی کی یعنی وہ برائی کرنے والے کے ساتھ بھی نیکی کرتے ہیں اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ یعنی ان کے لیے جنت کا گھر ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وہ نیکی سے برائی کا دفاع کرتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ خیر کے ساتھ شر سے دفاع کرتے ہیں، وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ وہ خیر کے ساتھ برائی کو روکتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک محل ہے جس کو عدن کہا جاتا ہے، اس کے اردگرد بڑے بڑے ٹاور اور سبزے ہیں، اس کے پانچ ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے پر پانچ ہزار حوریں ہیں، اس محل میں صرف نبی یا صدیق یا شہید یا عادل امام داخل ہوگا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر نے منبر پر (جَنّٰتُ عَدْنٍ) تلاوت کی اور فرمایا اے لوگو! کیا تم جَنّٰتُ عَدْنٍ کے متعلق جانتے ہو؟ یہ جنت میں ایک محل ہے اس کے دس ہزار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 168 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

دروازے ہیں اور ہر دروازہ پر پچیس ہزار موٹی موٹی آنکھوں والی حوریں ہیں اس میں صرف نبی یا صدیق یا شہید داخل ہوگا۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے (جَنّٰتُ عَدْنٍ) کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنت کا وسط ہے۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہیں کیا معلوم جَنّٰتُ عَدْنٍ کیا ہے؟ فرمایا: یہ ایک سونے کا محل ہے جس میں صرف نبی، یا صدیق یا شہید یا عادل حکمران داخل ہوگا۔(2)

ابن جریر اور ابوالشیخ نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ (جَنّٰتُ عَدْنٍ) جنت کے درمیان ایک شہر ہے، اس میں رسل، انبیاء، شہداء اور ائمہ ہدیٰ ہوں گے، ان کے بعد ان کے ارد گرد دوسرے لوگ ہوں گے اور باقی جنتیں اس کے ارد گرد ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے حضرت کعب سے فرمایا: جَنّٰتُ عَدْنٍ کیا ہے؟ فرمایا: وہ جنت میں ایک محل ہے جس میں صرف نبی یا صدیق یا شہید یا عادل حاکم داخل ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جَنّٰتُ عَدْنٍ ایک چھڑی تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے لگایا پھر فرمایا کُنْ فَیَکُوْنُ "ہو جا تو وہ ہو گئی"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک آدمی جنت میں داخل ہوگا تو وہ کہے گا میری والدہ کہاں ہے؟ میرا بیٹا کہاں ہے؟ میری بیوی کہاں ہے؟ ارشاد ہوگا: انہوں نے تیرے جیسے اعمال نہیں کیے۔ وہ شخص عرض کرے گا: میں اپنے لیے اور ان کے لیے عمل کرتا رہا ہوں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا وَ مَنْ صَلَحَ یعنی جو ان کے آباء اور بیویوں اور اولاد میں سے ایمان سے متصف ہوں گے وہ ان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے اور ہر روز فرشتے دنیا کے دن کی مقدار کے مطابق تین مرتبہ اس پر داخل ہوں گے اور ان کے ساتھ اللہ کی طرف سے تحائف بھی ہوں گے جو وہاں جَنّٰتُ عَدْنٍ میں پہلے ان کے پاس نہ ہوں گے۔ فرشتے کہیں گے تم جو امر الٰہی پر صبر کرتے رہے اس کی وجہ سے تم پر سلام ہو اور کتنا عمدہ ہے یہ جنت کا گھر۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىٕهِمْ سے مراد یہ ہے کہ جو دنیا میں ایمان لائے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے ابومجلز سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ مومن پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اہل (اولاد) اور کاموں کو دنیا میں جمع فرمائے تو وہ زیادہ پسند کرتا ہے کہ وہ اس کے لیے آخرت میں ان کو جمع فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انہوں نے یہ آیت تلاوت کی پھر فرمایا جنات عدن ایک خیمہ ہے جو کھوکھلے موتیوں سے بنا ہوا ہے اس میں کوئی دراڑ اور جوڑ نہیں ہے اس کا طول

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 235 (1374)، دار الکتب العلمیہ، بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 434 (1168)، دار الصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 170

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 169

ہوا میں ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر کونہ میں اہل اور مال ہوگا۔ اس کے چار ہزار سونے کے کواڑ ہیں، ہر دروازہ پر ستر ہزار فرشتے کھڑے ہیں، ہر ایک کے پاس رحمٰن کی طرف سے ایسا ہدیہ ہے جو دوسرے کے پاس نہیں ہے، وہ صاحب خیمہ کے پاس داخل نہیں ہوتے مگر اس کی اجازت سے اور اس کے درمیان اور فرشتوں کے درمیان حجاب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل جنت میں سے قیامت کے روز گھٹیا منزل والا وہ شخص ہوگا جس کا کھوکھلا موتیوں سے بنا ہوا محل ہوگا، جس کے سات ہزار بالا خانے ہوں گے، ہر بالا خانہ کے ستر ہزار دروازے ہوں گے، اس پر ہر دروازے سے ستر ہزار ملائکہ سلام وتحیہ کے ساتھ داخل ہوں گے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوعمران الجونی رحمہ اللہ سے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم نے اپنے دین پر صبر کیے رکھا فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ پس اللہ تعالیٰ نے دنیا کے پیچھے تمہیں جو جنت عطا فرمائی ہے وہ کتنی عمدہ ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم دنیا کی فضول چیزوں (سے بچنے) پر صبر کرتے رہے۔

امام ابوالشیخ نے محمد بن نصر الحارثی سے روایت کیا ہے کہ تم پر سلام ہو بوجہ اس کے کہ تم دنیا میں فقر پر صبر کرتے رہے۔

امام احمد، البزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم (فی الحلیہ) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے ان میں مہاجرین کے فقراء ہوں گے جن کے ساتھ سرحدوں کی حفاظت کی گئی اور جنکے ذریعے ناپسندیدہ حالات سے بچاؤ کیا گیا۔ ان میں کوئی ایک فوت ہوتا ہے تو اس کی حاجت اس کے سینے میں ہوتی ہے وہ اسے پورا کرنے کی قدرت نہیں رکھتا(2) اللہ تعالیٰ جن فرشتوں کو چاہتا ہے فرماتا ہے: میرے ان بندوں کے پاس جاؤ اور انہیں سلام پیش کرو۔ ملائکہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! ہم تیرے آسمان کے باسی ہیں، تیری مخلوق میں بہترین افراد ہیں، کیا تو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم ان کو سلام کریں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ میرے وہ بندے ہیں جو دنیا میں میری عبادت کرتے رہے اور میرا کسی کو شریک نہ ٹھہرایا، ان کے ذریعے سرحدوں کا دفاع کیا گیا، ان کے ذریعے ناپسندیدہ حالات سے بچاؤ کیا گیا اور ان میں سے کوئی فوت ہوتا ہے تو اس کی حاجت اس کے سینے میں ہوتی ہے، وہ اسے پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ پس ملائکہ ان کے پاس اس وقت آتے ہیں اور ہر دروازے سے داخل ہو کر انہیں یہ کہتے ہیں: سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن جب جنت میں داخل ہوتا ہے تو اپنے سوفہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہوتا ہے، اس کے سامنے خادموں کی دو قطاریں ہوتی ہیں اور دونوں قطاروں کی ایک طرف ایک بند دروازہ ہوتا ہے، فرشتہ آتا ہے تو اجازت طلب کرتا ہے تو دروازے کے قریب والا خادم کہتا ہے فرشتہ اجازت طلب کرتا ہے، پھر اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 170 2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 300 (10380)، دارالکتب العلمیہ، بیروت

ساتھ والا کہتا ہے فرشتہ اجازت طلب کرتا ہے، حتیٰ کہ یہ پیغام مومن تک پہنچ جاتا ہے، مومن کہتا ہے اسے اجازت دے دو۔ پھر مومن کے قریب والا خادم کہتا ہے اجازت دے دو، اس طرح ہر فرشتہ سے کہتا جاتا ہے کہ اجازت دے دو، پیغام دروازے کے قریب والے تک پہنچ جاتا ہے، پھر دروازہ کھولا جاتا ہے، فرشتہ داخل ہوتا ہے، سلام پیش کرتا ہے، پھر واپس آجاتا ہے۔ (1)

امام ابن المنذر، ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال احد (پہاڑ) پر تشریف لے جاتے۔ جب وادی کے دہانہ پر پہنچتے تو شہداء کی قبور پر سلام پیش کرتے سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہر سال کی ابتداء میں شہداء کی قبور پر تشریف لے جاتے اور فرماتے سَلٰمٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۔ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ابوبکر، عمر اور حضرت عثمان بھی ایسا کرتے تھے۔ (2)

وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِیْثَاقِهٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾

''اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں اللہ (سے کیے ہوئے) وعدہ کو اسے پختہ کرنے کے بعد اور کاٹتے ہیں ان رشتوں کو جن کے متعلق حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ انہیں جوڑا جائے اور (فتنہ و) فساد برپا کرتے ہیں زمین میں، یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے برا گھر ہے اللہ تعالیٰ کشادہ روزی دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور تنگ روزی دیتا ہے (جسے چاہتا ہے) اور کفار بڑے مسرور ہیں دنیوی زندگی (کی راحتوں) سے اور (حقیقت یہ ہے کہ) نہیں ہے دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں مگر متاع حقیر''۔

امام ابوالشیخ نے حضرت میمون بن مہران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: قطع رحمی کرنے والے سے بھائی چارہ نہ رکھو کیونکہ میں نے سورۂ رعد اور سورۂ محمد میں اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں پر لعنت کرتے ہوئے سنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سُوْٓءُ الدَّارِ سے مراد برا انجام ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سابط سے وَمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے زمانہ میں ایک شخص اپنے اونٹوں اور بکریوں کو لے کر نکلتا تھا اور اپنے گھر والوں سے کہتا تھا: مجھے زاد راہ دو تو وہ اسے نصف روٹی یا نصف کھجور دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا کی مثال بیان فرمائی ہے۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 170 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 172

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مَتَاعٌ کا مطلب تھوڑا اور ختم ہونے والا مال ہے۔(1)

امام ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپ ﷺ کے جسم پر اس کے نشان تھے، ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم آپ کے لیے کوئی (گدا) بنادیں (تو بہتر نہ ہوگا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دنیا سے کیا غرض، میں تو دنیا میں اس شہسوار کی طرح ہوں جو کسی درخت کے نیچے تھوڑا سا وقت سایہ حاصل کرتا ہے پھر اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۚ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ ؕ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَ حُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

''اور کفار کہتے ہیں (کہ اگر یہ سچے نبی ہیں) تو کیوں نہ اتاری گئی ان پر کوئی نشانی ان کے رب کی طرف سے؟ آپ فرمایئے (نشانیاں تو بہت ہیں) لیکن اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور راہنمائی فرماتا ہے اپنی (بارگاہ قرب کی) طرف جو صدق دل سے رجوع کرتا ہے (یعنی) جو لوگ ایمان لائے اور مطمئن ہوتے ہیں جن کے دل ذکر الٰہی سے، دھیان سے سنو! اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایمان بھی لائے اور عمل (بھی) نیک کیے مژدہ ہو ان کے لیے اور (انہی کے لیے) اچھا انجام ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے مَنْ اَنَابَ کا معنی مَنْ تَابَ (جس نے توبہ کی) روایت کیا ہے۔ وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ فرمایا ذکر الٰہی سے دل مانوس ہوتے ہیں اور اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ یعنی ان کے سامنے اللہ کی قسم اٹھائی جائے تو وہ سچ تسلیم کرتے ہیں اور ذکر الٰہی سے دل سکون حاصل کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ یعنی محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کے دل ذکر الٰہی سے سکون حاصل کرتے ہیں۔(3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے اس آیت کے نزول کے وقت فرمایا: تمہیں علم ہے اس کا کیا معنی ہے؟ صحابہ کرام نے کہا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے وہ میرے اصحاب سے بھی محبت کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 172   2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 173   3۔ ایضاً

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ابن مردویہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں، غائب و حاضر ہر صورت میں مومنین سے محبت کرتے ہیں، دھیان سے سنو وہ اللہ کے ذکر سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ طُوْبٰى لَهُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دلی مسرت اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے طُوْبٰى لَهُمْ کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ کتنا اچھا ہے جو ان کے لیے ہے۔(2)

ابن جریر اور ابوالشیخ نے الضحاک سے طُوْبٰى لَهُمْ کے تحت غِبْطَةٌ لَهُمْ (یعنی ان کے لیے رشک ہوگا) نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی حُسْنٰى لَهُمْ روایت کیا ہے یعنی ان کے لیے بھلائی ہے، یہ کلمہ کلام عرب سے ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: طُوْبٰى لَهُمْ فرماتے ہیں: یہ عربی کلمہ ہے۔ کوئی شخص کہتا ہے: طُوْبٰى لَهُمْ یعنی تجھے خیر محبوب ہو۔(5)

امام ابن جریر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے طُوْبٰى لَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ خیر اور کرامت ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے طُوْبٰى کا معنی جنت روایت کیا ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ طُوْبٰى حبشی زبان میں جنت کو کہتے ہیں۔(8)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا فرمایا اور اس سے فارغ ہوا تو فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ۔ یہ فرمایا جب جنت اچھی لگی۔(9)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن مسجوح سے روایت کیا ہے کہ طوبی ہندی زبان میں جنت کا نام ہے۔(10)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ہندی میں جنت کا نام طُوْبٰى ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابوالشیخ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰى جنت میں ایک درخت ہے۔(11)

امام عبد الرزاق، ابن ابی الدنیا (نے صفۃ الجنۃ میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰى جنت میں ایک درخت ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جتنا وہ چاہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 174 — 2۔ ایضاً — 3۔ ایضاً — 4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 175
5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً — 7۔ ایضاً — 8۔ ایضاً عن ابن عباس
9۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 176 — 10 ایضاً، جلد 13، صفحہ 175 — 11۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 176

کھل جا، پس وہ اس کے گھوڑوں کے لیے ان کی زمینوں اور لگاموں سمیت کھل جاتا ہے۔ اونٹوں کے لیے ان کے پالانوں اور مہاروں سمیت کھل جاتا ہے اور لباس میں سے جتنا انسان چاہتا ہے وہ اس کے لیے کھلتا (اور پھیلتا) جاتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ کے طریق سے ان کے باپ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طُوْبٰی ایک درخت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے، وہ زیورات اور قیمتی جوڑے (لباس) پیدا کرتا ہے اور ان کی ٹہنیاں جنت کی دیواروں کے پیچھے سے نظر آتی ہیں۔(2)

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جنت میں پھل ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں اس میں ایک درخت ہے جسے طُوْبٰی کہا جاتا ہے، یہ فردوس کے درمیان ہے۔ اس نے پوچھا: ہماری زمین کا کون سا درخت اس کے مشابہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری زمین کا کوئی درخت اس کے مشابہ نہیں ہے لیکن کبھی تم شام گئے ہو؟ اس نے کہا: نہیں، فرمایا: شام کا درخت الجوزہ اس کے مشابہ ہے، وہ ایک تنے پر اگتا ہے پھر اس کے اوپر کا حصہ پھیل جاتا ہے۔ اس اعرابی نے پوچھا: اس کے تنے کی موٹائی کتنی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہارے اہل کے اونٹوں میں سے جوان اونٹ اس کا سفر شروع کریں تو وہ اس کے تنے کا احاطہ نہ کر سکے گا حتی کہ بوڑھا ہو کر اس کا سینہ ٹوٹ جائے گا۔ اس نے پوچھا: کیا جنت میں انگور ہیں؟ فرمایا: ہاں موجود ہیں۔ اعرابی نے پوچھا: جنت کے انگور کتنے موٹے ہیں؟ فرمایا ابقع کوے کی ایک مہینہ کی مسافت اڑنے کی مقدار!(3)

امام احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور الخطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ طوبی ہو جنہوں نے آپ کی زیارت کی اور جو آپ پر ایمان لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا طُوْبٰی ہے جنہوں نے میری زیارت کی اور مجھ پر ایمان لائے اور طُوْبٰی ہو پھر طُوْبٰی ہو اس کے لیے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری زیارت نہیں کی۔ ایک شخص نے پوچھا طُوْبٰی کیا ہے؟ فرمایا طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے جس کی (چوڑائی اور پھیلاؤ) سو سال کی مسافت ہے، وہ اپنی کونپلیں نکالتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ (نے صفۃ الجنۃ میں) ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو بھی جنت میں داخل ہو گا وہ طُوْبٰی کی طرف جائے گا۔ اس کے لیے اس کی کونپلیں نکلتی ہوں گی۔ پس وہ جس قسم کی کونپلوں کا ارادہ کرے گا وہ اس کے لیے نکالے گا۔ چاہے سفید، چاہے سرخ، چاہے سبز، چاہے زرد، چاہے سیاہ (جو وہ ارادہ کرے گا ویسے ہی وہ پھول، پتیاں نکالے گا) جس طرح شقائق النعمان بوٹی کے پھول ہوتے ہیں بلکہ طُوْبٰی کے پھول اور پتیاں اس سے بھی زیادہ نرم اور خوبصورت ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 176 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 178 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

جس کی جڑ بلند حجرہ میں ہے اور جنت میں کوئی حجرہ نہیں ہے لیکن اس کی ٹہنیوں میں سے کوئی ایک ٹہنی اس میں موجود ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوجعفر شامی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہارے رب نے ایک موتی لیا پھر اسے پختہ اور عمدہ بنایا پھر اسے جنت کے وسط میں بچھا دیا پھر اسے فرمایا تو پھیل جا حتیٰ کہ میری رضا تک پہنچ جائے۔ اس موتی نے ایسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک درخت لے کر اس موتی کے درمیان میں لگا دیا۔ پھر اس درخت کو فرمایا تو پھیلتا جا وہ پھیلتا گیا۔ جب برابر ہو گیا تو اس کی جڑوں سے جنت کی نہریں نکلیں۔ یہی درخت طُوْبیٰ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت فرقد السنجی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف انجیل میں وحی فرمائی۔ اے عیسیٰ! میرے حکم میں سنجیدگی سے عمل کر اور اس کا مزاح نہ اڑا، میری بات کو سن اور میرے حکم کی اطاعت کر، اے ابن البکر البتول! میں نے تجھے بغیر باپ کے پیدا کیا ہے اور میں نے تجھے اور تیری والدہ کو تمام جہاں کے لیے (اپنی عظمت کی) نشانی بنایا ہے، تو صرف میری ہی عبادت کر اور مجھ پر ہی توکل کر اور کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں کون سی کتاب کو پکڑوں؟ فرمایا: انجیل کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑ لے اور اہل سریانیہ کے سامنے اس کی تفسیر بیان کر اور انہیں بتا کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں زندہ ہوں اور قائم کرنے والا ہو، ایجاد کرنے والا ہوں اور میں ہمیشہ رہنے والا ہوں، میں وہ ہوں جسے زوال نہیں ہے۔ پس تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس رسول پر جو امی نبی ہے جس نے آخر زمانہ میں جلوہ فرما ہونا ہے پس تم اس کی تصدیق کرو اور اس کی اتباع کرو، اونٹ والے ہیں، زرہ والے، لاٹھی والے اور تاج والے ہیں جو موٹی موٹی آنکھوں والے ہیں جن کے ابرو ملے ہوئے ہیں۔ چادر والے ہیں اس کی مبارک نسل المبارکۃ سے یعنی حضرت خدیجہ سے ہے۔ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے عیسیٰ! خدیجہ کا ایک محل ہے جو موتیوں سے بنا ہوا ہے، اس پر سونا لگا ہوا ہے، اس میں نہ کوئی اذیت ناک بات سنی جاتی ہے اور نہ کوئی تھکاوٹ ہے، اس کی بیٹی فاطمہ ہے، اس کے دو بیٹے ہیں، وہ دونوں شہید ہوں گے، یعنی الحسن اور الحسین۔ طُوْبیٰ ہے اس کے لیے جس نے اس نبی کا کلام سنا، اس کا زمانہ پایا اور آپ کی زندگی میں موجود تھا، عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا: یارب! یہ طُوْبیٰ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جنت میں ایک درخت ہے جو میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور میں نے اپنے فرشتوں کو اس میں ٹھہرایا ہے، اس کی اصل رضوان سے ہے اور اس کا پانی تسنیم سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا ہے: طُوْبیٰ جنت میں ایک درخت ہے اور اس کا یہ پھل عورتوں کے پستانوں کی مثل ہے، اس میں اہل جنت کے لباس ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے العزاء میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے جس کو طُوْبیٰ کہا جاتا ہے، اس کی کھیریوں سے اہل جنت کے بچے دودھ پیتے ہیں، جو دودھ پیتا بچہ فوت ہو جاتا ہے اس طوبیٰ سے جنت میں اسے دودھ پلایا جاتا ہے اور عورت کا گرنے والا بچہ جنت کی نہروں میں سے کسی نہر میں ہوتا ہے وہ اس میں قیامت تک گھومتا رہے گا حتیٰ کہ قیامت کے روز وہ چالیس سال کا ہو کر اٹھے گا۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے جنت میں ہر درخت طوبٰی سے ہے اور طوبٰی کی ٹہنیاں جنت کی دیواروں کے پیچھے سے نظر آتی ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبٰی کہا جاتا ہے، ایک سوار اس کے سائے میں سو سال چلتا رہے تب بھی اسے ختم نہیں کر سکتا۔ اس کی کلیاں بڑے کپڑوں کی مانند ہیں، اس کے پتے بڑی بڑی چادریں ہیں، اس کی ٹہنیاں عنبر ہیں، اس کے سنگریزے یاقوت ہیں، اس کی مٹی کافور ہے، اس کا کیچڑ کستوری ہے، اس کے تنے سے شراب دودھ اور شہد کی نہریں نکلتی ہیں۔ یہ اہل جنت کے بیٹھنے کی جگہ میں سے ایک جگہ ہے جہاں وہ آپس میں ہم کلام ہوتے ہیں۔ وہ اپنی مجلس میں ہوتے ہیں کہ اچانک ان کے رب کی طرف سے فرشتے آتے ہیں، وہ اونٹنیاں لیے ہوئے ہوتے ہیں جو سونے کی تاروں سے نکیل ڈالی گئی ہوتی ہیں۔ ان کے چہرے اپنے حسن کی وجہ سے چراغوں کی مانند ہوتے ہیں اور ان کی اون نرمی میں رخسار کے رواں کی طرح ہیں۔ ان کے اوپر ایسے کجاوے ہیں جن کی تختیاں یاقوت کی ہیں، جن کی لکڑیاں سونے کی ہیں اور ان کے کپڑے سندس واستبرق کے ہیں۔ وہ انہیں بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے رب نے ہمیں تمہاری طرف بھیجا ہے تاکہ تم اس کی زیارت کرو اور ان پر سوار ہو۔ یہ پرندے سے زیادہ تیز رفتار ہیں اور مخملی بستروں سے زیادہ نرم ہیں۔ یہ بڑی عمدہ اونٹنیاں ہیں۔ ایک اپنے بھائی کے پہلو میں چلے گا۔ وہ اس سے باتیں کرے گا اور سرگوشی کرے گا، کسی سواری کا کان دوسری سواری کے کان کو نہیں پہنچے گا، ہر سواری دوسری سواری کے برابر چلے گی حتی کہ درخت ان کے راستے سے ہٹ جائے گا تاکہ آدمی اور اس کے بھائی کے درمیان جدائی نہ ہو۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے کریم چہرے سے پردہ اٹھائے گا حتی کہ وہ اپنے رب کا دیدار کریں گے۔ وہ اللہ کو دیکھیں گے تو عرض کریں گے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَ حُقَّ لَكَ الْجَلَالُ وَالْاِكْرَامُ۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اَنَا السَّلَامُ وَمِنِّی السَّلَامُ وَعَلَیْكُمْ حَقَّقْتُ رَحْمَتِیْ وَ مَحَبَّتِیْ مَرْحَبًا بِعِبَادِیَ الَّذِیْنَ خَشُوْنِیْ بِالْغَیْبِ وَاَطَاعُوْا اَمْرِیْ ''میں سلامتی والا ہوں، میری طرف سے سلامتی ہے، میں نے تم پر اپنی رحمت و محبت لازم کر دی ہے، میرے ان بندوں کو خوش آمدید! جو مجھ سے غیب میں ڈرتے رہے اور میرے حکم کی اطاعت کرتے رہے۔ وہ لوگ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم تیری عبادت کا حق ادا نہ کر سکے اور نہ ہم تیری قدر کے مطابق تیرا حق ادا کر سکے۔ ہمیں اب اجازت ہو تو ہم تیرے سامنے سربسجود ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ گھر (جنت) ایسا ہے جس میں کسی قسم کی تھکاوٹ اور عبادت کا امر نہیں ہے، یہ ملک و نعیم کا گھر ہے، میں نے اب تم سے عبادت کی مشقت اٹھالی ہے، تم اب جو چاہو مجھ سے مانگو، تم میں سے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق ملے گا، وہ اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں گے حتی کہ ان میں سے جس کی خواہش سب سے کم ہوگی وہ یہ کہے گا اے میرے پروردگار! اہل دنیا نے دنیا میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کی، تو وہ اس سے تنگ آ گئے۔ اے میرے پروردگار تو مجھے وہ سب کچھ عطا فرما جو تو نے دنیا میں ابتداء سے انتہا تک پیدا کیا ہے، جس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 176

میں لوگ مگن رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری خواہش بہت مختصر ہے، تو نے اپنے مقام و مرتبہ سے بہت کم سوال کیا ہے۔ یہ سب کچھ میری طرف سے تجھے ملے گا۔ میں تجھے اپنے مقام سے گھیر لوں گا کیوں کہ میری بارگاہ میں عطا میں کمی اور اختتام کا تصور ہی نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے بندوں پر وہ نعمتیں پیش کرو جو کبھی انہوں نے تصور میں بھی نہیں لائیں۔ نہ کبھی ان کے خیال میں وہ آئیں۔ پس فرشتے ان پر وہ نعمتیں پیش کریں گے حتی کہ ان کی اپنی خواہشات کم پڑ جائیں گی۔ ان پر جو نعمتیں پیش کی جائیں گی ان میں اچھی نسل کے گھوڑے ہوں گے جو آپس میں ملے ہوئے ہوں گے، ان میں سے ہر چار کے اوپر ایک یاقوت کا پلنگ ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک پر سونے کا قبہ ہوگا۔ ہر قبہ میں جنت کے قالین بچھے ہوں گے اور ہر قبہ میں موٹی موٹی آنکھوں والی حوروں میں سے دو حوریں ہوں گی اور ہر حور پر جنت کا لباس ہوگا اور جنت کا ہر رنگ ان پر ہوگا اور ہر خوشبو ان سے مہک رہی ہوگی۔ ان کے چہروں کی چمک قبہ کی دیواروں سے باہر دکھائی دے گی حتی کہ دیکھنے والا یوں سمجھے گا کہ حوریں قبے سے باہر کھڑی ہیں۔ ان کی پنڈلیوں کا گودا لباس سے باہر دکھائی دے گا جیسے سرخ یاقوت سفید لڑی میں پرویا ہوا ہو۔ ہر ایک دوسری سے بہتر دکھائی دے گی جیسے سورج کو پتھروں پر فضیلت ہوتی ہے، ہر جنتی ان کو اس طرح دیکھے گا پھر ہر جنتی ان کے پاس جائے گا تو ان کے پاس آ کر بوس و کنار و معانقہ کریں گے، وہ انہیں کہیں گے اللہ کی قسم! ہم نے تو کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسی نعمتیں بھی پیدا کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ جنت میں انہیں ایک صف میں لے جاؤ حتی کہ ہر شخص اپنے مقام پر پہنچ جائے گا جو اس کے لیے تیار کیا گیا ہوگا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جس کا سلسلہ سند یہ ہے عن محمد بن علی بن الحسین بن فاطمہ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جسے طوبی کہا جاتا ہے، اگر تیز رفتار سوار اس کے سایہ میں چلے تو اس کے ختم ہونے سے پہلے سال چلے گا۔ اس کے پتے سبز چادریں ہیں، اس کی کلیاں زرد کپڑے ہیں، اس کی لکڑیاں سندس میں واستبرق ہیں، اس کا پھل سبز لباس میں، اس کی گوند زنجبیل اور شہد ہے، اس کی کنکریاں سرخ یاقوت اور سبز زمرد ہیں، اس کی مٹی کستوری، عنبر اور سبز کافور ہے، اس کا گھاس عمدہ زعفران ہے اور ان کی انگیٹھیوں میں لکڑیاں بغیر جلائے جلیں گی، اس کی جڑ سے نہریں نکلتی ہیں، اس کی نہروں میں سلسبیل اور معین فی الرحیق ہیں، اس کا سایہ اہل جنت کی مجلس گاہ ہے۔ وہ آپس میں محبت کرتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں، وہ ایک دوسرے سے باتیں کر رہے ہوں گے کہ فرشتے ایسے اونٹنیاں لائیں گے جو یاقوت سے پیدا کی گئی ہوں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں روح پھونکے گا۔ ان کی سونے کی مہاریں ہوں گی، ان کے چہرے چمک کی وجہ سے چراغ معلوم ہوں گے، ان کی اون سرخ ریشم اور رخساروں کے رواں جیسی ہوگی، اس کی مثل خوبصورت دیدہ زیب دیکھنے والوں سے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ ان اونٹنیوں کے اوپر ایسے کجاوے ہوں گے کہ جن کی تختیاں موتیوں اور یاقوت سے ہوں گی ان کے اوپر لؤلؤ و مرجان جڑے ہوں گے۔ فرشتے ان کے پاس وہ اونٹنیاں بٹھائیں گے۔ پھر انہیں کہیں گے: تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور تمہیں اپنی زیارت کرانا چاہتا ہے کہ تم اسے دیکھو اور وہ تمہیں دیکھے، تم اسے سلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 177

پیش کرو اور وہ تمہیں سلام فرمائے، تم اس سے بات کرو اور وہ تم سے بات کرے وہ اپنے فضل کو تم پر زیادہ فرمائے گا کیونکہ وہ وسیع رحمت والا اور فضل عظیم والا ہے۔ پس ہر شخص اپنی اونٹنی کی طرف جائے گا حتی کہ وہ سیدھے ایک صف میں چلیں گے۔ اس سے کچھ بھی فوت نہ ہوگا۔ ایک اونٹنی کا کان دوسری اونٹنی کے کان کو فوت نہیں کرے گا اور ایک اونٹنی کے بیٹھنے کی کیفیت دوسری اونٹنی کے بیٹھنے کی کیفیت سے جدا نہ ہوگی۔ وہ کسی درخت سے گزریں گے تو وہ اپنے پھلوں کے ساتھ انہیں گھیر لے گا۔ درخت ان کے راستوں سے ہٹ جائے گا تا کہ ان کی صف ٹوٹ نہ جائے یا ہر شخص اپنے دوست سے جدا نہ ہو جائے۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جائیں گے تو وہ اپنے کریم چہرے سے پردہ اٹھائے گا اور ان کے اوپر اپنی عظیم عظمت ظاہر کرے گا، انہیں سلام فرمائے گا، وہ جواباً عرض کریں گے انْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَلَكَ حُقَّ الْجَلَالُ وَ الْاِكْرَامُ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ میں سلامتی والا ہوں، میری طرف سے سلامتی ہے میرے لیے جلال وکرام کا حق ہے، میرے ان بندوں کو خوش آمدید جنہوں نے میری وصیت کی حفاظت کی، میرے عہد کی پاسداری کی، مجھ سے حالت غیب میں ڈرتے رہے اور ہر حال میں مجھ سے ڈرتے رہے۔ وہ عرض کریں گے: تیری عزت، تیرے جلال اور تیرے علو مرتبہ کی قسم! تیرا حق نہ پہچان سکے۔ ہم نے تیرا کما حقہ حق ادا نہ کیا ہمیں سجدہ کی اجازت مرحمت فرما۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اب میں نے تم سے عبادت کی مشقت ساقط کر دی ہے، اب میں تمہارے بدنوں کو راحت بخشی ہے کیونکہ (دنیا میں) تم نے میری خاطر اپنے بدنوں کو تھکایا اور میری خاطر اپنے چہرے جھکائے۔ اب تم میری روح، رحمت، کرامت، طاقت، جلال، علو مرتبہ اور عظمت شان کی طرف آپہنچے ہو پس وہ ہمیشہ خواہشات، عطایا اور نوازشات میں رہیں گے حتی کہ ان میں کم سے کم امید کرنے والا وہ ہوگا جو یہ کہے گا کہ میرے لیے تمام دنیا کی وہ چیزیں ہوں جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق کے دن سے فنا ہونے کے دن تک پیدا فرمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تم نے بہت کم خواہشات کی ہیں اور تم اپنے حق سے کم پر راضی ہو گئے ہو، میں نے وہ سب کچھ تمہارے لیے ثابت کر دیا ہے جو تم نے مانگا اور جس کی تم نے خواہش کی اور میں نے تمہیں وہ سب کچھ دے دیا اور جہاں تک تمہاری خواہشات بھی نہ پہنچ سکیں۔ اب اپنے رب کی ان نعمتوں کا ملاحظہ کرو جو اس نے تمہیں عطا فرمائی ہیں، پس وہ دیکھیں گے کہ رفیق اعلیٰ میں بڑے بڑے قبے ہیں۔ موتیوں اور مرجان سے بنے ہوئے بلند و بالا کمرے ہیں ان کے دروازے سونے کے ہیں اور اس کے پلنگ یاقوت کے ہیں۔ ان کے قالین سندس واستبرق کے ہیں۔ ان کے منابر نور کے ہیں جو نور ان کے دروازوں سے نکل رہا ہے اور ان کے صحن میں ایسے نور سے ہیں جو سورج کی شعاعوں کی مثل ہے، اس کے پاس چمکدار ستارے کی مثل ہے جو روشن دن میں بھی چمکتا ہے اور وہ اعلیٰ علیین میں یاقوت سے بنے ہوئے بلند بالا محلات میں جن کا نور چمک رہا ہے، اگر وہ نور مسخر نہ ہوتا تو آنکھوں کو اچک لیتا، اور جو محلات سفید یاقوت سے بنے ہوئے ہیں ان میں سفید ریشم کے قالین بچھائے گئے ہیں۔ اور جو بالا خانے سرخ یاقوت کے ہیں ان میں عبقری قالین ہیں اور جو سبز یاقوت سے تیار کیے گئے ہیں، ان میں سبز سندس کے قالین ہیں اور محلات زرد یاقوت سے بنائے گئے ہیں، ان میں گلابی رنگ کے قالین بچھائے گئے ہیں، ان کے دروازے سبز زمرد، سرخ سونے اور سفید چاندی سے مزین کیے گئے ہیں، ان کی دیواریں اور ستون جواہر سے بنے ہوئے ہیں، ان کے اوپر موتیوں کے قبے بنائے گئے ہیں، ان کے بروج پر

موتیوں کی قلغی بنائی گئی ہے۔ جب وہ اپنے رب کی نوازشات کی طرف لوٹیں گے تو ان کو سفید یاقوت کے عمدہ گھوڑے پیش کیے جائیں گے۔ جن میں روح پھونکی گئی ہوگی، ان کے پہلوؤں میں ہمیشہ ایک ہی حالت پر رہنے والے خوبصورت لڑکے ہوں گے، ہر لڑکے کے ہاتھ میں ان گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا ہوگا۔ ان کی لگامیں اور رسیاں سفید چاندی کی ہوگی، ان پر موتی اور یاقوت جڑے ہوں گے۔ ان گھوڑوں کی زینیں سندس اور استبرق سے مزین ہوگی وہ گھوڑے ان کے لے چلیں گے اور جنت کی زمین کو روندیں گے۔ جب وہ اپنی جگہ پر پہنچیں گے تو وہ ملائکہ کو نور کے منابر پر بیٹھا ہوا پائیں وہ ان کے انتظار میں ہوں گے تاکہ ان کی زیارت کریں، ان سے مصافحہ کریں اور انہیں رب کی طرف سے ملنے والی عزت پر مبارک باد پیش کریں۔ جب وہ اپنے محلات میں داخل ہوں گے تو وہ تمام نعمتیں وافر مقدار میں پائیں گے جو انہوں نے اپنے رب سے مانگی ہوں گی اور خواہش کی ہوں گی۔ ہر محل کے دروازے پر چار باغات ہوں گے ذکر سورہ رحمٰن کی ان آیات میں ہے، **مُدۡهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِیۡهِمَا عَیۡنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾** (الرحمٰن) **فِیۡهِمَا مِنۡ کُلِّ فَاکِهَةٍ زَوۡجٰنِ ﴿٥٢﴾** **حُوۡرٌ مَّقۡصُوۡرٰتٌ فِی الۡخِیَامِ ﴿٧٢﴾** (الرحمٰن)

جب وہ اپنی اپنی جگہ پر آرام سے پہنچ جائیں گے تو ان کا رب ارشاد فرمائے گا: کیا تم نے اپنے رب کا وعدہ سچ پالیا ہے؟ وہ کہیں گے: جی ہاں۔ ارشاد ہوگا: کیا تم اپنے رب کے ثواب سے راضی ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم راضی ہیں تو ہم سے راضی ہو جا، ارشاد ہوگا میری رضا کی وجہ سے تم میرے گھر میں اترے ہو اور تم نے میرا دیدار کیا ہے اور میرے ملائکہ سے مصافحہ کیا ہے، تمہیں دائمی عطا مبارک ہو جو ختم ہونے والی نہیں ہے اور نہ گدلی ہونے والی ہے۔ اس وقت جنتی کہیں گے **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ وَ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَةِ مِنۡ فَضۡلِهٖ لَا یَمَسُّنَا فِیۡهَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیۡهَا لُغُوۡبٌ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ**۔

امام عبد بن حمید نے زید مولی بنی مخزوم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں ایک درخت ہے جس کے سایہ میں ایک سوار سو سال چلے تو بھی اسے قطع نہیں کر سکتا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو **وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ﴿٣٠﴾** (الواقعہ) جب حضرت کعب کو یہ بات پہنچی تو انہوں نے فرمایا: ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام پر تورات اتاری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا! اگر ایک سوار نوجوان اونٹ پر سوار ہو پھر وہ اس درخت کے تنے کا چکر لگائے تو وہ اس کا احاطہ نہ کر سکے حتی کہ وہ بوڑھا ہو کر گر جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اسے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے۔ اس کی ٹہنیاں جنت کی دیواروں سے باہر ہیں جنت کی ہر نہر اس کے تنے سے نکلتی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوۡبٰی جنت میں ایک درخت ہے اگر کوئی شخص جوان اونٹنی پر سوار ہو پھر اس کا چکر لگائے تو اس مکان تک نہ پہنچ سکے جہاں سے اس نے سفر شروع کیا تھا حتی کہ وہ اونٹنی بوڑھی ہو کر مر جائے۔ جنت میں جو بھی منزل ہے اس میں اس درخت کی ٹہنی لٹکی ہوئی ہے۔ جب وہ اس کے پھل سے کھانے کا ارادہ کریں گے ان پر وہ پھل ٹک جائے گا وہ جو چاہیں گے کھائیں گے اور پرندے آئیں گے۔ ان سے بھی وہ خشک اور بھونا ہوا پسند کے مطابق گوشت کھائیں گے پھر پرندے اڑ جائیں گے۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 176

امام ابن ابی شیبہ نے ابوصالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طوبی جنت میں ایک درخت ہے، اگر کوئی سوار جوان اونٹ پر سوار ہو پھر اس درخت کا چکر لگائے تو وہ اس جگہ پر نہیں پہنچے گا جہاں سے سوار ہوا تھا حتی کہ بڑھاپا اسے ختم کر دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں طوبی کا ذکر کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! کیا تجھے طُوْبٰی کی خبر پہنچی ہے؟ ابوبکر نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طوبی جنت میں ایک درخت ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس کا طول نہیں جانتا، سوار اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کے نیچے ستر سال چلتا ہے اور اس کے پتے لباس ہیں، اس پر جو پرندے بیٹھتے ہیں، وہ بختی اونٹوں کی مثل ہیں۔ ابوبکر نے کہا: وہ پرندے نرم ہیں۔ فرمایا وہ کھانے والے بھی نرم و نازک ہیں اور اے ابوبکر! ان شاء اللہ تو ان لوگوں میں سے ہے (جو ان کا گوشت کھائیں گے)

امام ابن مردوہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے پھر اس میں اپنی روح پھونکی ہے، اس کی ٹہنیاں جنت کی دیوار سے باہر دیکھی جاتی ہیں، وہ لباس اگاتا ہے اور اس کا پھل اس کے مونہوں تک لٹکتا ہوا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن السری (فی الزہد) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طُوْبٰی جنت میں ایک درخت ہے، جنت میں کوئی گھر ایسا نہیں ہے جس میں اس کی ٹہنیوں میں سے کسی ٹہنی کا سایہ نہ ہو، اس میں ہر رنگ کا پھل ہے، اس پر بختی اونٹوں کی مثل پرندے بیٹھے ہیں۔ جب انسان پرندے کی خواہش کرے گا، وہ اسے بلائے گا تو وہ اس کے دستر خوان پر گرے گا۔ انسان اس کی ایک طرف سے بھونا ہوا گوشت کھائے گا اور دوسری طرف سے خشک گوشت کھائے گا پھر وہ دوبارہ پرندہ بن کر اڑ جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا (نے العزاء میں) ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے جسے طُوْبٰی کہا جاتا ہے وہ سارے کا سارا کھیری کی مانند ہے جو دودھ پیتا بچہ فوت ہوتا ہے، وہ اس طُوْبٰی درخت سے دودھ پیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ طُوْبٰی لَهُمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے لیے رشک ہے حُسْنُ مَاٰبٍ بہتر مرجع ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُسْنُ مَاٰبٍ کا مطلب بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی طرح کا معنی روایت کیا ہے۔ (2)

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 436 (1170)، دار الصمیعی الریاض 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 174

هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾

"اسی طرح ہم نے آپ کو رسول بنا کو بھیجا ایک قوم میں جس سے پہلے گزر چکی ہیں کئی قومیں تاکہ آپ پڑھ کر سنائیں انہیں وہ (کلام) جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا اور یہ کفار انکار کر رہے ہیں رحمٰن کا۔ فرمایئے وہی میرا پروردگار ہے، نہیں کوئی معبود بجز اس کے۔ اسی پر ہی میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اسی کی جناب میں رجوع کیے ہوں"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے ساتھ جو صلح نامہ لکھا تھا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھوایا۔ تو قریش نے کہا: رحمٰن کو ہم نہیں جانتے، وہ زمانہ جاہلیت میں بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ لکھتے تھے۔ صحابہ کرام نے کہا: ہمیں اجازت دیجئے ہم ان سے جہاد کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ تم اسی طرح لکھو جیسا وہ چاہتے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن جریج سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر صلح نامہ لکھوایا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا گیا، قریش نے کہا: ہم رحمٰن نہیں لکھتے اور نہ ہمیں رحمٰن کے متعلق کچھ علم ہے۔ ہم تو بِاسْمِكَ اَللّٰهُمَّ لکھتے ہیں۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِلَيْهِ مَتَابِ کے تحت روایت کیا ہے کہ میری توبہ اس کی طرف ہے۔

وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ
الْمَوْتٰى ؕ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ
اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا
صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۳۱﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ
فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ
هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۚ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ قُلْ
سَمُّوْهُمْ ؕ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ
بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 179

2۔ ایضاً

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

''اگر کوئی ایسا قرآن اترتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ چلنے لگتے یا اس کے اثر سے پھٹ جاتی زمین یا مردوں سے اس کے ذریعہ بات کی جاسکتی (یہ قدرت سے بعید نہ تھا) بلکہ سب کام اللہ کے اختیار میں ہیں (با ایں ہمہ وہ ایمان نہ لاتے) کیا نہیں جانتے ایمان والے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت دے دیتا؟ اور کفار اس حالت میں رہیں گے کہ پہنچتا رہے گا انہیں (آئے دن) اپنے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی صدمہ یا اترتی رہے گی کوئی نہ کوئی مصیبت ان کے گھروں کے گردونواح میں یہاں تک کہ آجائے اللہ کے وعدہ (کے ظہور کا دن)۔ بے شک اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا اور بے شک تمسخر اڑایا گیا رسولوں کا جو آپ سے پہلے گزرے پس میں نے ڈھیل دی کافروں کو (کچھ عرصہ تک) پھر میں نے پکڑ لیا انہیں۔ تو (دیکھو!) کیسا (بھیانک) تھا میرا عذاب۔ کیا وہ خدا جو نگہبانی فرمارہا ہے ہر نفس کی اس کے اعمال (نیک و بد) کے ساتھ، (ان کے بتوں جیسا ہے؟ ہرگز نہیں) اور ان مشرکین نے بنالیے ہیں اللہ تعالیٰ کے شریک۔ فرمایئے ذرا نام تو لو ان کا۔ (نادانو!) کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو ایسی بات سے جسے وہ (ہمہ دان) ساری زمین میں نہیں جانتا یا یونہی یاوہ گوئی کر رہے ہو؟ بلکہ آراستہ کر دیا گیا ہے کافروں کے لیے ان کا مکروفریب اور روک دیئے گئے ہیں راہ (راست) سے اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ ہونے دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ان (بدبختوں) کے لیے عذاب ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب تو بڑا سخت ہوگا اور نہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے کوئی بچانے والا''۔

امام طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر ایسا ہے جیسا تم کہتے ہو تو ہمیں اپنے مردہ بزرگ دکھایئے تاکہ ہم ان سے بات کریں اور یہ مکہ کے پہاڑ ہم سے دور کر دیجئے اس وقت قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ الخ۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر مکہ کے پہاڑ ہماری خاطر چل پڑیں حتی کہ یہ وسیع ہو جائیں تاکہ ہم ان کی جگہ میں کھیتی باڑی کریں یا ہمارے لیے زمین پھٹ جائے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی قوم کے لیے زمین کو ہوا کے ذریعے طے کرتے تھے۔ یا ہمارے لیے مردے زندہ کیے جائیں جیسے عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے لیے مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا یہ حدیث کسی صحابی سے مروی ہے؟ فرمایا: ابوسعید الخدری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: اگر ہمارے لیے مکہ کی وادیاں وسیع ہو جائیں، ہمارے لیے پہاڑ چل پڑیں تا کہ ہم ان کی جگہ کھیتی باڑی کریں اور آپ ہمارے مردے زندہ کر دیں یا زمین کو پھاڑ دیں یا مردے اس کے ذریعہ سے کلام کریں...... اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابو یعلی، ابو نعیم (نے دلائل میں)، ابن مردو یہ رحمہم اللہ نے حضرت الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ (الشعراء) کا ارشاد نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے جبل ابی قیس پر یہ اعلان فرمایا: اے آل عبد مناف! میں تمہیں انجام بد سے ڈرانے والا ہوں۔ قریش رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں ڈرایا، انہوں نے کہا: تم کہتے ہو کہ تم نبی ہو اور تمہاری طرف وحی کی جاتی ہے۔ حضرت سلیمان کے لیے ہوا اور پہاڑ مسخر کر دیئے گئے تھے موسیٰ علیہ السلام کے لیے سمندر مسخر کیا گیا تھا، عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ آپ دعا فرمائیں کہ یہ پہاڑ ہماری خاطر یہاں سے چل پڑیں اور ہمارے لیے زمین سے نہریں پھوٹ پڑیں تا کہ ہم اپنی کھیتیاں تیار کر لیں، ہم کاشت کریں اور اناج کھائیں یا آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے مردوں کو زندہ کر دے تا کہ ہم ان سے بات کریں اور وہ ہم سے بات کریں یا اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ اس چٹان کو سونا بنا دے جو آپ کے نیچے ہے تا کہ ہم اسے تراش لیں اور گرمی اور سردی کے سفر میں تجارت سے بچ جائیں۔ تم کہتے ہو کہ تم ان انبیائے کرام کی طرح ہو۔ اس اثناء میں نبی کریم پر وحی نازل ہوئی جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ سب کچھ عطا فرمایا ہے جو تم چاہتے ہو، اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو ہو جائے گا لیکن مجھے اختیار دیا ہے کہ تم چاہو تو رحمت کے دروازے سے داخل ہو جاؤ۔ پس تمہارے مومن ایمان لائیں چاہو تو تم نے جو اپنے لیے سوال کیا ہے تمہیں اس کے سپرد کر دیا جائے پھر تم رحمت کے دروازے سے بھٹک جاؤ اور تمہارے مومن ایمان نہ لائیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ اگر میں تمہیں یہ چیزیں عطا کر دوں اور پھر تم نے کفر کیا تو تمہیں ایسا عذاب دوں گا جو اور کسی کو نہ دوں گا، اس پر یہ آیات نازل ہوئیں وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ (الاسراء:59) حتیٰ کہ آپ نے تین آیات تلاوت فرمائیں اور یہ آیت نازل ہوئی وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُیِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ...... الآیہ۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ مکی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب کفار نے محمد ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمارے لیے پہاڑ چلائے جائیں تا کہ ہماری زمینیں وسیع ہو جائیں کیونکہ ان پہاڑوں کی وجہ سے ہماری زمینیں تنگ ہیں یا شام کا ملک ہمارے قریب ہو جائے تا کہ ہم اس میں تجارت کریں یا ہمارے مردوں کو قبور سے نکالیں تا کہ ہم ان سے باتیں کریں۔(2)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش مکہ نے کہا ہمارے لیے پہاڑ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 180
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 180

چلائے جائیں، قرآن کے ذریعے زمین پھاڑی جائے اور ہمارے مردے اس کے ذریعے زندہ کیے جائیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کفار مکہ نے محمد ﷺ سے کہا ہمارے لیے پہاڑ چلائے جائیں جس طرح داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑ مسخر تھے اور ہمارے لیے زمین طے کی جائے جس طرح حضرت سلیمان کے لیے طے کی گئی تھی۔ وہ ایک مہینہ کی مسافت صبح اور ایک مہینہ کی مسافت شام کو طے کرتے تھے یا ہمارے لیے مردے کلام کریں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام مردوں سے کلام کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس کے متعلق میں نے کوئی کتاب نہیں اتاری۔ لیکن ایک چیز تھی جو میں نے اپنے انبیاء اور رسل کو عطا فرمائی تھی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ (المصنف میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ نبی ہیں تو ان مکہ کے دو پہاڑوں کو چار یا پانچ میل کی مسافت پر دور کر دیں یا ہمیں شام یا یمن یا حیرہ پہنچا دیں تا کہ ہم ایک رات میں آتے جاتے رہیں اگر آپ واقعی نبی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا الخ۔

امام اسحق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کی یہ شان نہیں کہ ہر کسی کا مطالبہ پورا کرتا رہے۔

ابوعبید، سعید بن منصور اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: وہ اَفَلَمْ يَايْئَسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا پڑھتے تھے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن الانباری نے المصاحف میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَفَلَمْ يَتَبَيَّنِ الَّذِيْنَ آمَنُوا پڑھا تو ان سے کہا گیا کہ مصحف میں تو اَفَلَمْ يَايْئَسِ ہے۔ فرمایا: میرا خیال ہے کہ کاتب جب لکھ رہا تھا تو وہ اونگھ رہا تھا۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی اَفَلَمْ يَتَبَيَّنِ الَّذِيْنَ آمَنُوا پڑھتے تھے۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: اَفَلَمْ يَايْئَسِ کا معنی اَفَلَمْ يَعْلَمْ ہے "کیا نہیں جانا"۔(6)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے اَفَلَمْ يَايْئَسِ کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا بنی مالک کی لغت کے مطابق اس کا معنی اَفَلَمْ يَعْلَمْ ہے، نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں کیا تم نے مالک بن عوف کا یہ قول نہیں سنا:

لَقَدْ يَئِسَ الْقَوْمُ اَنِّيْ اَنَا ابْنُهٗ وَاِنْ كُنْتُ عَنْ اَرْضِ الْعَشِيْرَةِ نَائِيًا

"بے شک میری قوم جانتی ہے کہ میں اس کا بیٹا ہوں اگرچہ میں ان کے خاندان کی زمین سے دور ہوں"۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَفَلَمْ يَايْئَسِ کا معنی ہوازن کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 180
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 182
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 440 (1172)، دار الصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 184
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

لغت میں اَفَلَمْ یَعْلَمْ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے بطور دلیل مالک بن عوف کا یہ شعر پڑھا۔

اَقُوْلُ لَهُمْ بِالشِّعْبِ اِذَا یَیْئَسُوْنَنِیْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنِّیْ ابْنُ فَارِسِ زَهْدَمِ؟

"میں نے انہیں گھاٹی میں کہا جب انہوں نے مجھے نہ پہچانا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ابن فارس زہدم ہوں"۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَفَلَمْ یَایْئَسِ کا معنی اَفَلَمْ یَعْلَمْ روایت کیا ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی اَلَمْ یَعْرِفْ روایت کیا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَفَلَمْ یَایْئَسِ کا معنی اَفَلَمْ یَعْلَمْ روایت کیا ہے کچھ لوگ اسے اَفَلَمْ یَتَبَیَّنْ پڑھتے ہیں۔ اس کا معنی بالکل واضح ہے یعنی کیا انہیں عقل نہیں تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ یہ کر سکتا ہے؟ وہ اس بات سے واقف نہیں جب کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ایسا کر دے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایمان والے ان کی ہدایت سے مایوس ہو گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سب لوگوں کو ہدایت دے۔

امام الفریابی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ کے تحت لکھا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد جنگ ہے۔(2)

الطیالسی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد جنگ ہے اور وعدہ اللہ سے مراد فتح ہے اور تحل کا مخاطب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(3)

ابن مردویہ نے ابو سعید سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرایا میں سے کوئی سریہ (جنگ) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے راوی کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد جنگ ہے قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ سے مراد حدیبیہ ہے اور وَعْدُ اللّٰهِ سے مراد فتح مکہ ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے متعلق مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی اور تحل کا مخاطب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد مصیبت ہے۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ نے العوفی کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قَارِعَةٌ سے مراد آسمانی عذاب ہے اور تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے گھروں کے قریب اترنا ہے اور ان سے آپ کا جنگ کرنا ہے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مصیبت ان کے گھروں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 184 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 186 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 185
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 186 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 185 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 186

قریب اترے گی اور وَعْدُ اللّٰهِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آپ کی نقلیں اتار رہا تھا اور آپ کا استہزاء کر رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسا کرتے دیکھ لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تو اسی طرح ہو جا) وہ اپنے گھر والوں کے پاس گیا تو ایک مہینہ بے ہوش پڑا رہا پھر جب ہوش آیا تو وہ اسی طرح کی حرکتیں کر رہا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اس کے نفس نے خود اعمال کیے اس پر وہ نگران ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عدل و انصاف کے ساتھ ہر نفس کا نگران ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تمہارا رب بنی آدم کے رزق اور ان کی عمر کا نگران ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نفس پر نگران ہے، وہ انہیں رزق دیتا ہے اور وہ ان کی نگرانی کرتا ہے پھر کوئی مشرک اس کا شریک ٹھہراتا ہے۔ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خدا بنا رکھے ہیں۔ قُلْ سَمُّوْهُمْ فرمایا ذرا نام تو لو ان کا، اگر وہ نام لیتے تو بھی جھوٹ بولتے اور غلط بیانی کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اَمْ تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی الْاَرْضِ اللہ تعالیٰ کا نبی زمین میں اپنے سوا کوئی الٰہ نہیں جانتا جس کے متعلق آگاہ کر رہے ہو یا یونہی یاوہ گوئی کر رہے ہو۔(4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے ابن جریج سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ یعنی جو اس نے خود کیا ہے اس پر وہ نگران ہے۔ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ یعنی ہر نیکوکار اور فاجر کا نگران ہے یعنی ان کے رزق اور ان کے کھانے کا نگران ہے، میں اسی صفت کے ساتھ ہوں وہ میرے غلام ہیں پھر انہوں نے میرے شرکاء بنائے ہیں۔ اب فرمایئے ان کے نام تو لو، اگر وہ نام لیتے تو بھی جھوٹ بکتے۔ کیا اللہ تعالیٰ اپنے سوا کوئی خدا نہیں جانتا جس کے متعلق تم اسے آگاہ کرتے ہو۔(5)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ربیعہ الجرشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ ایک دن لوگوں میں کھڑے تھے اور فرمایا: پوشیدہ حالات میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو تمہیں کیا ہے کہ تم غلطی سے زیادتی کرتے ہو جو تم میں سے کسی کے پاس سے گزرتا ہے اور اس کی بندیوں میں سے کسی سے شرارت کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَمَنْ هُوَ قَآىِٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وہ حکم فرماتا ہے پس تم مقام الٰہی کا احترام کرو، تم میں کوئی اس بات سے امن میں نہیں ہے کہ وہ کسی کو گناہ کی وجہ سے بندر یا خنزیر بنا دے، یہ دنیا میں باعث رسوائی ہے اور آخرت میں سزا ہے۔ ایک شخص نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے! اے ربیعہ! ایسا ہو گا، لوگوں نے قسم اٹھانے والے کو دیکھا تو وہ عبدالرحمٰن بن غنم تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 187 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 189 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 190 5۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ سے مراد ظن ہے اور مَكْرُهُمْ سے مراد قَوْلُهُمْ (ان کی بات) ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ سے مراد باطل ہے۔(2)

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ أُكُلُهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا ۚ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِينَ اتَّقَوا ۖ وَّعُقْبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ﴿٣٥﴾

''اس جنت کی کیفیت جس کا وعدہ پرہیز گاروں سے کیا گیا ہے ایسی ہے کہ رواں ہیں اس کے نیچے ندیاں اس کا پھل ہمیشہ رہتا ہے اور اس کا سایہ بھی نہیں ڈھلتا۔ یہ انجام ہے ان کا جو (اپنے رب سے) ڈرتے رہے اور کفار کا انجام آگ ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مَثَلُ الْجَنَّةِ سے مراد جنت کی صفت ہے کیونکہ جنت کی کوئی مثال نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے اُكُلُهَا دَائِمٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کے پھلوں کی لذت ہمیشہ ان کے مونہوں میں رہے گی۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جہمیہ فرقہ نے آیات قرآنیہ کا انکار کیا۔ انہوں نے کہا جنت ختم ہو جائے گی اور جو یہ کہتا ہے وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾ (ص) لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾ (الواقعہ) پس جو کہتا ہے کہ جنت ختم ہو جائے گی وہ قرآن کا انکار کرتا ہے۔ عطاء فرماتے ہیں جنت کا پھل ختم ہونے والا نہیں ہے اور جو کہتا ہے ختم ہو جائے گا وہ کفر کرتا ہے۔ فرمایا اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّ ظِلُّهَا (اس کا پھل اور سایہ دائمی ہے) جو کہتا ہے کہ اس کا پھل ہمیشہ نہیں ہوگا وہ کفر کرتا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ نے مالک بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا کے پھلوں میں سے کوئی چیز جنت کے پھلوں کے زیادہ مشابہ نہیں ہے کیونکہ تو سردیوں، گرمیوں میں اس کو پالے گا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جنت کا پھل دائمی ہے۔

وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ ۖ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَن يُنكِرُ بَعْضَهُ ۚ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ ۚ إِلَيْهِ أَدْعُو وَإِلَيْهِ مَآبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَمَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 91-190 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 191

وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّيَّةً ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۚۖ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَ اِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَ عَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾

"اور جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی وہ خوش ہو رہے ہیں اس کتاب پر جو نازل کی گئی آپ کی طرف اور ان لوگوں میں سے ایسے بھی ہیں جو بعض قرآن کا انکار کرتے ہیں۔ فرمادیجئے (مجھے تمہاری مخالفت کی پرواہ نہیں) مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں اور اس کے ساتھ کوئی شریک نہ ٹھہراؤں اسی کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف (سب کو) لوٹنا ہے اور اسی طرح ہم نے اتارا ہے اسے فیصلہ عربی زبان میں۔ اور اگر تم پیروی کرو ان خواہشات کی اس کے بعد کہ آچکا تمہارے پاس صحیح علم تو نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی مددگار اور نہ کوئی محافظ اور بے شک ہم نے بھیجے کئی رسول آپ سے پہلے اور بنائیں ان کے لیے بیویاں اور اولاد۔ اور نہیں ممکن کسی رسول کے لیے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر۔ ہر میعاد کے لیے ایک نوشتہ ہے مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے) اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب اور اگر ہم دکھا دیں آپ کو کچھ (عذاب) جس کی ہم نے کفار کو دھمکی دی ہے (تو ہماری مرضی) یا ہم (پہلے ہی) اٹھا لیں آپ کو (تو ہماری مرضی) سو آپ پر صرف تبلیغ فرض ہے اور یہ ہمارے ذمہ ہے کہ (ان سے) حساب لیں"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ سے مراد محمد ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول کریم ﷺ کی آمد سے خوش ہوئے اور ان کی تصدیق کی اور وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ سے مراد یہود، نصاریٰ اور مجوسی ہیں۔ (1)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے ابن زید سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس مراد وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے تھے اور پھر وہ محمد ﷺ پر ایمان لائے اور خوش ہو رہے ہیں پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَ مِنْهُمْ مَّنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهٖ (یونس: 40) "اور ان میں سے کچھ ایمان لائیں گے اس پر اور ان میں سے کچھ ایمان نہیں لائیں گے اس پر"۔ اور وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ سے مراد یہود، نصاریٰ اور مجوس ہیں، ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے انکار کیا۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 195 2۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِنَ الْاَحْزَابِ سے مراد اہل کتاب میں سے بعض لوگ ہیں اور بَعْضَهٗ سے مراد قرآن کا بعض ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ اِلَیْهِ مَاٰبِ سے مراد یہ ہے کہ ہر شخص نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹنا ہے۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہیں عذاب الٰہی سے کوئی بچانے والا نہیں۔

امام ابن ماجہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت قتادہ کے طریق سے حضرت الحسن عن سمرہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے تبتل (الگ تھلگ رہنا) سے منع فرمایا ہے اور پھر حضرت قتادہ نے بطور دلیل یہ آیت کریمہ پڑھی وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں حضرت عائشہ کے پاس گیا اور عرض کی کہ میں تبتل (الگ تھلگ رہنا) کا ارادہ کرتا ہوں، حضرت عائشہ نے فرمایا: ایسا نہ کر کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّ ذُرِّیَّةً۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں رسولوں کی سنن سے ہیں خوشبو لگانا، نکاح کرنا، مسواک کرنا اور ختنہ کرنا۔

عبد الرزاق نے المصنف میں اس طرح روایت لکھی ہے: ختنہ کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا اور نکاح کرنا میری سنت سے ہیں۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ نے الضحاک سے لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر کتاب جو آسمان سے اترتی ہے اس کی ایک مدت ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اس کے پاس ہے اصل کتاب۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ نازل ہوئی تو قریش نے کہا: اے محمد (ﷺ) ہم نہیں دیکھتے کہ تو کسی چیز کا مالک ہے۔ تمام معاملہ سے فراغت ہو چکی ہے، تو اس کے جواب میں ڈرانے اور دھمکانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ اگر ہم چاہیں تو نیا امر دے دیں اور اللہ تعالیٰ ہر رمضان میں نئے امر طے فرماتا ہے۔ پس جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت کرتا ہے مثلاً لوگوں کے رزق اور ان کے مصائب اور جو کچھ انہیں عطا کرتا ہے اور جو ان میں تقسیم کرتا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 195 2۔ ایضاً

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 417 (1839)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 196 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 201

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس سے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رمضان میں اپنی شان کے لائق آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے، لیلۃ القدر میں پورے سال کی تدبیر فرماتا ہے، شقاوت، سعادت، حیات و موت کے علاوہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: انسان ایک زمانہ اللہ کی اطاعت کے اعمال کرتا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف لوٹ آتا ہے پھر اپنی گمراہی پر ہی مر جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ ایک انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہتا ہے لیکن اس کے لیے فرشتہ خیر سبقت لے جاتا ہے حتی کہ وہ اطاعت الٰہی میں فوت ہوتا ہے۔(2)

امام ابن جریر، محمد بن نصر، ابن المنذر، ابن ابی حام، حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دو کتابیں ہیں، ایک میں سے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ اور جملۃ الکتاب اس کے پاس ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی ایک لوح محفوظ ہے جس کی مسافت پانچ سو سال ہے اور وہ سفید موتیوں کی بنی ہوئی ہے اور اس کے گتے یاقوت کے ہیں اور دو گتے اللہ کی دو تختیاں ہیں، ہر روز تریسٹھ لحہ جو چاہتا ہے ان سے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اہل کتاب ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حام، ابن مردویہ، طبرانی نے حضرت ابوالدرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ہر رات کی آخری تین گھڑیوں میں اپنی شان کے لائق نزول فرماتا ہے، پہلی گھڑی میں ذکر کو نقل کرتا ہے، اس ذکر کو دیکھتا ہے جس کو کوئی دوسرا نہیں دیکھتا۔ پس جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ پھر دوسری گھڑی میں جنت عدن کی طرف نزول فرماتا ہے۔ یہ وہ گھر ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا تصور آیا ہے اور تین طبقوں کے علاوہ بنی آدم میں سے کوئی اس میں نہیں ٹھہرے گا۔ انبیاء، صدیقین اور شہداء۔ پھر فرمایا: طوبیٰ اس کے لیے ہے جو تیرے اندر اترا پھر تیسری گھڑی میں اپنی روح اور ملائکہ کے ساتھ آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے۔ پس آسمان کانپنے لگتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میری عزت کی وجہ سے ٹھہر جا۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی طرف توجہ خاص فرماتا ہے کہ کوئی استغفار کرنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں ہے کوئی مجھ سے دعا مانگنے والا کہ میں اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا کروں (یہ صدا آتی رہتی ہے) حتی کہ فجر کی نماز ادا ہو جاتی ہے۔ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۝ (الاسراء) میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ اور دن رات کے فرشتے فجر کی نماز کے وقت موجود ہوتے ہیں (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 98-197
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 200
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 198
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 203

ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شقاوت، سعادت، حیات اور موت کے علاوہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔

امام ابن سعد، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت الکلبی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رزق میں سے مٹاتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے، عمر میں سے مٹاتا ہے اور اس میں اضافہ کرتا ہے۔ ان سے پوچھا گیا: تمہیں یہ کس نے بتایا ہے تو انہوں نے یہ سند بیان کی قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَابِ الْاَنْصَارِیُّ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ مٹانے اور باقی رکھنے کا معاملہ لیلۃ القدر میں ہوتا ہے، وہ بلند کرتا ہے، پست کرتا ہے، رزق دیتا ہے، لیکن حیات، موت، شقاوت اور سعادت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اس کی تفسیر سے تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا اور تم میرے بعد اس کی تفسیر سے میری امت کی آنکھ کو ٹھنڈا کرنا۔ صحیح جگہ پر صدقہ کرنا، والدین سے حسن سلوک کرنا، نیکی کرنا، شقاوت کو سعادت سے بدل دیتا ہے اور عمر میں اضافہ کا باعث بنتا ہے اور بری جگہ مرنے سے بچاتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: احتیاط تقدیر کے سلسلہ میں کچھ فائدہ نہیں دیتی لیکن اللہ تعالیٰ دعا کی وجہ سے تقدیر میں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رجب کا دسواں دن وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔(3)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں قیس بن عباد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شہر حرام میں ہر دسویں رات میں اللہ تعالیٰ کا امر ہوتا ہے۔ اضحیٰ کا دسواں یوم النحر ہے، محرم کا دسواں یوم عاشوراء ہے اور رجب کا دسواں دن وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ راوی فرماتے ہیں ذی القعدہ کے بارے جو فرمایا وہ میں بھول گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے تو یہ دعا مانگ رہے تھے اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَ عَلَیَّ شَقَاوَةً اَوْذَنْبًا فَامْحُهُ فَاِنَّكَ تَمْحُوْ مَاتَشَاءُ وَ تُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ فَاجْعَلْهُ سَعَادَةً وَّ مَغْفِرَةً۔ اے اللہ اگر تو نے مجھ پر شقاوت یا گناہ لکھا ہے تو اسے مٹا دے۔ بے شک تو جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور تیرے پاس اصل کتاب ہے پس اس کو تو سعادت اور مغفرت والا بنا دے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن ابی الدنیا نے الدعاء میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 200
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 381 (3333)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 203
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 199

بندہ ان کلمات میں دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی معیشت میں وسعت پیدا فرما دیتا ہے: یَا ذَاالْمَنِّ وَلَا یُمَنُّ عَلَیْہِ۔ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، یَا ذَا الطَّوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ظَھْرُ اللَّاجِینَ وَ جَارُ الْمُسْتَجِیرِیْنَ وَمَا مَنُ الْخَائِفِیْنَ اِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِی عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ شَقِیًّا فَامْحُ عَنِّیْ اسْمَ الشِّقَاءِ وَاثْبُتْنِیْ عِنْدَکَ سَعِیْدً وَّاِنْ کُنْتَ کَتَبْتَنِیْ عِنْدَکَ فِیْ اُمِّ الْکِتَابِ مَحْرُوْمًا مُقْتَرًا عَلَیَّ رِزْقِیْ فَامْحُ حِرْمَانِیْ وَیَسِّرْ رِزْقِیْ وَاثْبِتْنِیْ عِنْدَکَ سَعِیْدًا مُوَفَّقًا لِّلْخَیْرِ فَاِنَّکَ تَقُوْلُ فِیْ کِتَابِکَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ یَمْحُو اللّٰہُ مَاشَاءَ وَ یُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ۔

''اے احسان فرمانے والے جس پر احسان نہیں کیا جاتا، اے بزرگی وعزت والے، اے طاقت والے! تیرے سوا کوئی معبود نہیں، اے پناہ طلب کرنے والوں کے سہارے، اے بے سہاروں کے سہارے، اے خوفزدہ لوگوں کی امن گاہ! اگر تو نے ام الکتاب میں اپنے پاس مجھے شقی لکھا ہے تو مجھ سے شقاوت کا اسم مٹا دے اور اپنے پاس مجھے سعادت مند لکھ دے۔ اور اگر تو نے مجھے اپنے پاس ام الکتاب میں محروم اور کم رزق والا لکھا ہے تو میری محرومی کو مٹا دے اور میرا رزق آسان فرما دے اور اپنے پاس مجھے سعادت مند اور خیر کی توفیق عطا کیا گیا لکھ دے، بے شک تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے''۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت السائب بن طِلمان شامی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے صحابہ کا زمانہ پایا ہے۔ فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا فرمائی پھر وعظ و نصیحت کی، نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا پھر فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرح کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے، صلہ رحمی اور جھگڑے کی صلح کرانے کا حکم دیا۔ فرمایا تم پر جماعت کی مطابقت ضروری ہے کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور اکیلے شخص کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور دو سے وہ دور ہوتا ہے، کوئی مرد کسی عورت سے خلوت میں ہوتا ہے تو تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے، جس کو برائی بری لگے اور اچھائی اچھی لگے۔ وہ مسلم مومن کی نشانی ہے اور منافق کی نشانی یہ ہے کہ اس کو برائی بری نہیں لگتی اور اچھائی اچھی نہیں لگتی۔ اگر وہ اچھائی کرتا ہے تو وہ اس پر ثواب کی امید نہیں رکھتا۔ اگر برائی کرتا ہے تو اس شر کی وجہ سے عذاب الٰہی سے نہیں ڈرتا۔ دنیا کی طلب عمدہ طریقہ سے کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے رزق کا کفیل ہے۔ ہر ایک کے لیے اس کا عمل مکمل ہو گا جو وہ عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال پر مدد طلب کرو کیونکہ وہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ صلی اللہ علی نبینا محمد وآلہ وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ، السلام علیکم امام بیہقی فرماتے ہیں: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو خطاب فرمایا تھا۔ انہوں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا تھا۔ (1)

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابورومی اپنے زمانہ کے شریر ترین لوگوں میں تھا وہ ہر برائی کا ارتکاب کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر میں ابورومی کو مدینہ کی کسی گلی میں دیکھ لوں تو میں اس کی گردن اڑا دوں، ایک دفعہ ایک صحابی کے پاس مہمان آیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: تو ابورومی کے پاس

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 488 (1185)، دار الکتب العلمیہ، بیروت

جا اور اس سے ہمارے لیے ایک درہم کے بدلے کھانا لے آ، اللہ تعالیٰ آسانی اور خوشحالی عطا فرمائے گا تو اسے درہم عطا کر دیں گے۔ عورت نے اپنے خاوند سے کہا تو مجھے ابورومی کے پاس بھیج رہا ہے جب کہ وہ اہل مدینہ کا فاسق ترین آدمی ہے؟ اس صحابی نے کہا تو جا ان شاء اللہ تجھے اس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی، وہ عورت چلی گئی اور اس نے ابورومی کا دروازہ کھٹکھٹایا اس نے اندر سے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا فلانہ اس نے کہا تو تو ہمارے پاس نہیں آئی تھی۔ پس اس عورت کے لیے دروازہ کھولا گیا تو ابو رومی نے اس سے فحش کلامی شروع کر دی اور اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، عورت پر کپکپی طاری ہوگئی۔ ابورومی نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں نے ایسی برائی کبھی نہیں کی، ابورومی نے اپنے آپ سے کہا: ابورومی تجھ پر تیری ماں روئے تو نے یہ عمل بچپن سے شروع کیا ہے اور کبھی کپکپی طاری نہیں ہوئی اور کبھی پرواہ نہیں کی، ابورومی اپنے رب سے عہد کرتا ہے آئندہ کبھی ایسا فعل شنیع نہیں کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابورومی خوش آمدید۔ آپ ﷺ نے اس کے لیے جگہ وسیع فرمائی، فرمایا: اے ابورومی! گزشتہ رات تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں ایسا کوئی نیک عمل کر سکتا تھا؟ میں اہل زمین میں سے بدترین شخص تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرا ٹھکانا جنت کی طرف پھیر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں پورے سال میں ہونے والی ہر چیز اتارتا ہے۔ پھر شقاوت اور سعادت کے علاوہ عمر رزق اور تقادیر میں جس کو چاہتا ہے مٹاتا ہے، جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ شقاوت اور سعادت دونوں ثابت شدہ ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے منصور سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے مجاہد سے پوچھا کہ ہم میں کوئی یہ دعا مانگتا ہے کیسا ہے؟ اے اللہ! میرا نام سعادت مندوں میں ہے تو ان میں باقی رکھ اور اگر میرا نام بدبختوں میں ہے تو اسے ان میں سے مٹا دے اور اسے سعادت مندوں میں لکھ دے۔ تو مجاہد نے فرمایا: یہ اچھی دعا ہے پھر سال یا اس سے زائد عرصہ بعد میری مجاہد سے ملاقات ہوئی و پھر میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے یہ آیت پڑھی اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ۝ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ۝ (الدخان) یعنی لیلۃ القدر میں سال کے اندر رزق اور مصیبت جو ملنی ہوتی ہے وہ نازل فرماتا ہے پھر جو چاہتا ہے مقدم و مؤخر فرماتا ہے۔ لیکن شقاوت و سعادت کی کتاب میں کچھ تبدیلی نہیں ہوتی وہ ثابت شدہ ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حیات، موت، شقاوت اور سعادت ان میں تبدیلی نہیں ہوتی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شقیق بن ابی وائل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ اکثر ذیل کے کلمات سے دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا اَشْقِيَاءَ فَامْحُنَا وَاكْتُبْنَا سُعَدَاءَ وَاِنْ كُنْتَ كَتَبْتَنَا سُعَدَاءَ فَاَثْبِتْنَا فَاِنَّكَ تَمْحُوْ مَا تَشَاءُ وَ تُثْبِتُ وَعِنْدَكَ اُمُّ الْكِتَابِ ” اے اللہ! اگر تو نے ہمیں بدبختوں میں لکھا ہے تو ہمارے نام وہاں سے مٹا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 198 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 98-197

دے اور سعادت مندوں میں لکھ دے اگر تو نے ہمیں سعادت مندوں میں لکھا ہے تو ہمیں باقی رکھ، بے شک تو مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے جو چاہتا ہے اور تیرے پاس اصل کتاب ہے"۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! اگر تو نے مجھے سعادت مندوں میں لکھا ہے تو سعادت مندوں میں باقی رکھ اور اگر تو نے مجھے بدبختوں میں لکھا ہے تو بدبختوں سے میرا نام مٹا دے اور سعداء میں لکھ دے، بے شک تو جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور تیرے پاس اصل کتاب ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر سے کہا: اے امیر المومنین! اگر اللہ کی کتاب میں آیت نہ ہوتی تو میں جو کچھ ہونے والا ہے میں تمہیں بتا دیتا، حضرت عمر نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ کعب نے کہا: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ ۚۖ وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو تو چاہے مٹا دے اور عمروں میں جو چاہے (اضافہ یا کمی) کر دے۔ اگر تو چاہے تو ان میں زیادتی کر دے، اگر چاہے تو کمی کر دے، اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے، جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے المدخل میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قرآن میں جو چاہتا ہے تبدیل کرتا ہے، پس اسے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے، اسے نہیں مٹاتا ہے وَ عِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ الناسخ اور المنسوخ اس کے پاس ہے، جو تبدیل فرماتا ہے اور جو باقی رکھتا ہے سب کچھ اللہ کی کتاب میں ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ یہ اس آیت کی مثل ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا (بقرہ:106)(6)

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ یعنی جو انبیاء پر نازل ہوتا ہے اس میں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔(7)

ابن جریر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے اور ام الکتاب سے مراد ذکر ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آیت کو آیت کے ذریعہ مٹاتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ یعنی بنی آدم کی عمریں کتاب میں ہیں۔ جس کی موت کا وقت آ جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے اور جس کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا ہوتا اسے اپنے وقت تک باقی رکھتا ہے۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 199 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 200 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 03-200 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 01-200 6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 201

7۔ ایضاً 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 201

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا: اللہ تعالیٰ میت کا رزق مٹاتا ہے اور زندہ مخلوق کا رزق باقی رکھتا ہے۔

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ماں کے پیٹ میں ہی شقاوت و سعادت ثابت کرتا ہے اور ہر وہ چیز جس نے مستقبل میں ہونا ہوتا ہے اسے وہ ثابت کرتا ہے پھر اس سے جو چاہتا ہے مقدم کرتا ہے اور جو چاہتا ہے مؤخر کرتا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ کو (یعنی يُثْبِتُ کو باء کی) تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ام الکتاب سے مراد ذکر ہے۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر نے سیار کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب سے ام الکتاب کے متعلق پوچھا تو کعب نے فرمایا: اس سے مراد اللہ کا ان چیزوں کے بارے علم ہے جس کو اس نے پیدا کرنا تھا اور جو انہوں نے کام کرنے تھے اپنے علم کو فرمایا کن کتاباً کتاب کی شکل میں ہو جا۔ تو وہ کتاب کی شکل میں ہو گیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ فرماتے ہیں: اس کے پاس ایسی کتاب ہے جس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔

اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ وَ هُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَ سَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم (ان کے مقبوضہ) علاقہ کو ہر طرف سے (رفتہ رفتہ) کم کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے، کوئی نہیں رد و بدل کر سکتا اس کے حکم میں اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے اور مکاریاں کرتے رہے وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ان سب کو مکر کی سزا دینا، وہ جانتا ہے جو کماتا ہے ہر شخص اور عنقریب کفار بھی جان لیں گے کہ دار آخرت (کی ابدی مسرتیں) کس کے لیے ہیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا کے تحت فرمایا ذَهَابُ الْعُلَمَاءِ۔ یعنی ہم اس کے اطراف سے علماء کم کر دیں گے۔

عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد نے الفتن میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے ابن عباس سے اس آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 202   2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 204   3۔ ایضاً

کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد ان کے علاقہ کے علماؤ فقہا کی موت ہے اور نیک لوگوں کا چلا جانا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہم علماء کو موت دے رہے ہیں۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ عکرمہ فرماتے ہیں: اس سے مراد لوگوں کو اٹھالینا ہے اور حسن فرماتے تھے کہ اس سے مراد مشرکین پر مسلمانوں کا غالب آنا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوَ لَمْ يَرَوْا الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زمین کے بعد دوسری زمین کی فتح عطا فرمارہے ہیں۔(4)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا فتح عطا کرنا ہے۔ نقصان سے یہی مراد ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی کے لیے رفتہ رفتہ اردگرد کا علاقہ کم ہورہا ہے وہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں لیکن پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ انبیاء میں فرمایا: نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (الانبیاء) ''ہم زمین کی وسعتوں کو گھٹاتے چلے جارہے ہیں اس کی چاروں طرف سے کیا وہ (ہماری تقدیر) غالب آسکتے ہیں''۔ بلکہ اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ یقیناً غالب ہیں۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ مشرکین کے علاقے کم کر کے مسلمانوں کو عطا فرمارہا ہے۔

ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم آپ کو اس کی اطراف پر فتح عطا فرمارہے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم یکے بعد دیگرے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علاقے میں فتح عطا کررہے ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ہم اس زمین کے اہل اور اس کی برکت کو کم کررہے ہیں۔(7)

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگوں اور پھلوں کو کم کررہے ہیں، زمین کم نہیں ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے اس آیت میں روایت فرمایا ہے کہ اگر زمین کم ہوتی تو تجھ پر تیری گھاس کم ہوجاتی۔ لیکن پھل اور لوگ کم ہوتے ہیں۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 207 — 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 240 (1393) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 205 — 5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 206 — 8۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد موت ہے۔ اگر زمین کم ہوتی تو تو بیٹھنے کے لیے بھی جگہ نہ پاتا۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کیا انہوں نے اس گاؤں کو نہیں دیکھا جو خراب ہو چکا ہے حتی کہ اس کی آبادی اس کی ایک طرف میں رہ گئی ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا مطلب زمین کا ویران ہونا روایت کیا ہے۔(3)

سعید بن منصور اور ابن المنذر رنے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب اس بستی کی ایک طرف کا خراب ہونا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ کوئی اللہ کے حکم میں ردوبدل نہیں کرسکتا جس طرح لوگ دنیا میں ایک دوسرے کے حکم کو رد کرتے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: رَبِّ اَعِنِّيْ وَلَا تُعِنْ عَلَيَّ وَانْصُرْنِيْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَيَّ وَامْكُرْلِيْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَيَّ وَاهْدِنِيْ وَيَسِّرِ الْهُدٰى اِلَيَّ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ بَغٰى عَلَيَّ۔ ''اے میرے پروردگار میری مدد فرما اور میرے خلاف مدد نہ فرما، مجھے نصرت عطا فرما اور میرے خلاف نصرت نہ دے۔ میرے لیے تدبیر فرما اور میرے خلاف تدبیر نہ فرما، مجھے ہدایت پر ثابت قدم رکھ اور میرے لیے ہدایت کا راستہ آسان فرما اور جو مجھ پر بغاوت کرے اس کے خلاف میری مدد فرما''۔

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۗ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿٤٣﴾

''اور کفار کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں۔ فرمایئے (میری رسالت پر) اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ (بطور گواہ کافی ہیں) جن کے پاس کتاب کا علم ہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس یمن سے عیسائیوں کا مجتہد آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: کیا تم انجیل میں میرے رسول ہونے کا ذکر پڑھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ۔ مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد عبد اللہ بن سلام ہیں۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد الملک بن عمیر رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن سلام نے فرمایا: قرآن کی یہ آیت میرے متعلق نازل ہوئی ہے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الملک بن عمیر عن جندب رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 207 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 206 3۔ ایضاً
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 5، صفحہ 442، دار الصمیعی الریاض 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 209

اللہ بن سلام آئے تو مسجد کے دروازے کے کواڑ پکڑ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر فرمایا: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں ہی وہ ہوں جس کے متعلق قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا کی آیت نازل ہوئی ہے؟ سب نے کہا ہاں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن عبداللہ بن سلام کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن سلام کی ملاقات ان لوگوں سے ہوئی جو حضرت عثمان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھا کہ یہ آیت قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا الخ کس کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ تو انہوں نے کہا: تمہارے متعلق نازل ہوئی ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جب وہ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ پڑھتے تو کہتے اس سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد یہود و نصاریٰ میں سے اہل کتاب ہیں۔ (2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المبارک اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل کتاب میں سے کچھ لوگ وہ تھے جو حق کی گواہی دیتے تھے اور حق کو پہچانتے بھی تھے۔ ان میں سے عبداللہ بن سلام، الجارود، تمیم الداری، سلمان فارسی تھے۔ (3)

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن عدی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کیساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا: اللہ کے پاس کتاب کا علم ہے۔ (4)

تمام نے اپنے فوائد اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا: اللہ کے پاس کتاب کا علم ہے۔

امام ابو عبید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا اللہ کے پاس کتاب کا علم ہے۔ (5)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور النحاس رحمہم اللہ (الناسخ میں) نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے کہ ان سے وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا اس سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ فرمایا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ سورت تو مکی ہے۔ (6)

ابن المنذر نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن سلام کے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد جبرئیل ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 209
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 210
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 212
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 210، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 211

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے، وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں بہت سخت تھے۔ ایک دن نبی کریم ﷺ کے قریب گئے جب کہ آپ نماز ادا فرما رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ (العنکبوت) اور الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ یہ آیات تلاوت کرتے ہوئے سنا تو انتظار کرنے لگے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کا سلام پھیر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً حاضر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

۱۔ ایضاً

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت الزبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ ابراہیم مکی ہے۔

امام النحاس رحمہ اللہ نے التاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ ابراہیم مکہ میں نازل ہوئی لیکن اس کی دو آیات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں اور وہ یہ ہیں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراہیم: 28) لیکن دو آیات مشرکین کے بدر کے دن قتل ہونے والے لوگوں کے بارے نازل ہوئیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

الٓرٰ ۚ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝۱ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝۲ الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ۝۳ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴

"الف، لام، را یہ (عظیم الشان) کتاب ہے، ہم نے اتارا ہے اسے آپ کی طرف تاکہ آپ نکالیں لوگوں کو (ہر قسم کی) تاریکیوں سے نور (ہدایت وعرفان) کی طرف، ان کے رب کے اذن سے (یعنی) عزیز وحمید کے راستہ کی طرف وہی اللہ جس کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بربادی ہے کفار کے لیے سخت عذاب کے باعث جو پسند کرتے ہیں دنیوی زندگی کو آخرت (کی ابدی زندگی) پر اور (دوسروں کو بھی) روکتے ہیں راہ خدا سے اور وہ چاہتے ہیں کہ اس راہ راست کو ٹیڑھا بنادیں۔ یہ لوگ بڑی دور کی گمراہی میں ہیں اور ہم نے نہیں بھیجا کسی رسول کو مگر اس قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ کھول کر بیان کریں ان کے لیے (احکام الٰہی کو)۔ پس گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب، بہت دانا ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الظُّلُمٰتِ سے مراد ضلالت ہے اور النُّوْرِ سے مراد ہدایت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ یَسْتَحِبُّوْنَ کا معنی یَخْتَارُوْنَ ہے (پسند کرتے ہیں)۔

امام عبد بن حمید، ابویعلی، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو آسمان والوں اور انبیاء علیہم السلام پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ پوچھا گیا: نبی کریم ﷺ کو آسمان والوں پر کیا فضیلت ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان والوں کے لیے فرمایا وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ (الانبیاء:29)'' جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو اسے ہم سزا دیں گے جہنم کی''۔ اور محمد ﷺ کے متعلق فرمایا: لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح:2)'' تاکہ دور فرمادے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے''۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے آگ سے برأت لکھ دی۔ ابن عباس سے پوچھا گیا: انبیاء پر نبی کریم ﷺ کو کیا فضیلت حاصل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ اور محمد ﷺ کے لیے فرمایا وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ (سبا:28)'' اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جن وانس کا رسول بنا کر بھیجا''۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرائیل نبی کریم ﷺ کے پاس عربی میں وحی لے کر آتے تھے اور وہ ہر نبی کے پاس اس کی قوم کی زبان کے ساتھ اترتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اگر کسی نبی کی قوم کی زبان عربی ہوتی تو ان کے نبی کی طرف عربی میں وحی کی جاتی، اگر کسی نبی کی قوم عجمی ہوتی تو نبی کی طرف عجمی زبان میں وحی کی جاتی۔ اگر کسی قوم کی زبان سریانی ہوتی تو ان کے نبی کی طرف سریانی میں وحی کی جاتی تاکہ وہ احکام الہٰیہ کو کھول کر بیان کرے اور اپنی قوم پر حجت قائم کردے۔

امام الخطیب نے تالی التلخیص میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے محمد ﷺ کو اپنی قوم کی زبان عربی کے ساتھ بھیجا گیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عثمان سے عفان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قرآن قریش کی زبان کے مطابق نازل ہوا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن قریش کی لغت میں نازل ہوا۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر وحی عربی میں نازل ہوئی پھر ہر نبی نے اپنی قوم کے سامنے ان کی زبان میں ترجمہ کیا۔ فرمایا قیامت کے روز کی زبان سریانی ہے اور جو جنت میں داخل ہوگا وہ عربی بولے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجوسیوں اور نصاریٰ عرب کا ذبیحہ نہ کھاؤ، کیا تم انہیں اہل کتاب سمجھتے ہو؟ وہ اہل کتاب نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِیُبَیِّنَ لَهُمْ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا گیا تھا اور محمد ﷺ کو اپنی قوم کی زبان عربی کے ساتھ مبعوث کیا گیا تھا، نہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان کو قبول کیا، نہ اس کی اتباع کی جو محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔ پس تم ان کا ذبیحہ نہ کھاؤ کیونکہ وہ اہل کتاب نہیں ہیں۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰیٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ﳔ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ۝

"اور بے شک ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ (اور انہیں حکم دیا) کہ نکالو اپنی قوم کو (گمراہی کے) اندھیروں سے نور (ہدایت) کی طرف اور یاد دلاؤ انہیں اللہ تعالیٰ کے دن یقیناً اس میں نشانیاں ہیں ہر بہت صبر کرنے والے شکر گزار کے لیے اور جب فرمایا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کو کہ یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت (واحسان) کو جو تم پر ہوا جب اس نے نجات دی تمہیں فرعونیوں سے جو پہنچاتے تھے تمہیں سخت عذاب اور ذبح کرتے تھے تمہارے فرزندوں کو اور زندہ چھوڑ دیتے تھے تمہاری عورتوں (بیٹیوں) کو اور اس میں بڑی بھاری آزمائش تھی تمہارے رب کی طرف سے"۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد، عطاء، عبید بن عمیر سے وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰیٰتِنَاۤ کے تحت روایت کیا ہے کہ آیات سے مراد نو نشانیاں ہیں طوفان، ٹکڑی، جوئیں، مینڈک، خون، عصا، آپ کا ہاتھ مبارک، قحط سالی اور پھلوں کا کم ہونا۔ (1)

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الظُّلُمٰتِ سے مراد گمراہی ہے اور النُّوْرِ سے مراد ہدایت ہے۔ (2)

امام نسائی، عبداللہ بن احمد (نے زوائد المسند میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اللہ کی نعمتیں ہیں۔ (3)

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 216 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 217 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 219

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ کا ارشاد نازل ہوا تو آپ نے وعظ فرمایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلمہ عن علی یا الزبیر کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ہمیں خطاب فرماتے تھے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد دلاتے تھے حتیٰ کہ یہ چیز آپ کے چہرے پر پہچان لیتے تھے۔ گویا آپ لوگوں کو کسی امر کا صبح و شام وعظ فرماتے تھے۔ اور جب جبرائیل کے ساتھ ملاقاتوں کا ابتدائی دور تھا تو آپ ہنستے نہیں تھے حتیٰ کہ وہ چلے جاتے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ایام اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر فرمائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرعونیوں سے نجات دی تھی، ان کے لیے سمندر کو پھاڑ دیا تھا، ان پر بادلوں کا سایہ کیا تھا اور ان پر من و سلویٰ اتارا تھا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایام اللہ سے مراد گزشتہ قوموں کے حالات و واقعات میں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر جاری فرمائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اچھا انسان وہ ہے جو مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے اور جب اس پر بخشش ہو تو شکر کرے۔ (2)

امام ابن المنذر ررحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے ان میں زیادہ صبر کرنے والے کو زیادہ شکر کرنے والا پایا اور زیادہ شکر کرنے والے کو زیادہ صبر کرنے والا پایا۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوظبیان عن علقمہ عن ابن مسعود کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صبر نصف ایمان ہے اور یقین پورا ایمان ہے (3) فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث علاء بن یزید کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا: کیا قرآن میں ایسا ہی نہیں ہے؟ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُوْقِنِيْنَ۔

وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝ وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنْ تَكْفُرُوْۤا اَنْتُمْ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

''اور یاد کرو جب (تمہیں) مطلع فرمایا تمہارے رب نے (اس حقیقت سے) کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کر دوں گا اور اگر تم نے ناشکری کی (تو جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے نیز (یہ بھی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 219 2۔ ایضا

3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 123 (9717) دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا موسیٰ نے اگر تم ناشکری کرنے لگو (صرف تم ہی نہیں بلکہ) جو بھی سطح زمین پر ہے (ناشکری کرے) تو بے شک اللہ تعالیٰ غنی (اور) سب تعریفوں کا مستحق ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے الربیع سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتایا کہ اگر وہ نعمتوں کا شکر ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر اپنے فضل کا اضافہ کرے گا اور ان کے لیے رزق کو وسیع فرمادے گا اور انہیں تمام لوگوں پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ جو اس سے مانگے اسے عطا کرے اور جو شکر کرے اس کو مزید عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ انعام فرمانے والا ہے، وہ شکر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، تم اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

امام ابن جریر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں اپنی اطاعت کی مزید توفیق بخشوں گا۔(1)

امام ابن المبارک، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں علی بن صالح سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہارے نفس دنیا کی طرف مائل نہ ہوں، یہ اللہ تعالیٰ پر زیادہ آسان ہے لیکن وہ فرماتا ہے: اگر تم اس نعمت کا شکر کرو گے کہ یہ نعمت میری طرف سے ہے، تو میں اپنی اطاعت کی توفیق میں اضافہ کروں گا۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوزہیر یحییٰ بن عطارد بن مصعب عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جسے چار چیزیں عطا کی گئی ہوں اور پھر اسے دوسری چار چیزوں سے محروم رکھا گیا ہو ایسا کبھی ہوا کہ جسے شکر کرنے کی نعمت بخشی گئی ہو پھر اضافی نعمتوں سے محروم کیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر تم شکر کرو گے تو میں مزید اضافہ کردوں گا۔ اور ایسا بھی کبھی نہیں ہوا کہ جسے دعا کی توفیق دی گئی ہو پھر قبولیت سے روکا گیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ادعونی استجب لکم (غافر:29) "تم مجھ سے مانگو میں تمہاری (گزارشات) کو قبول کروں گا"۔ اور ایسا بھی نہیں ہوا کہ جسے استغفار کرنے کی نعمت عطا کی گئی ہو پھر مغفرت سے محروم رکھا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اپنے رب سے استغفار کرو بے شک وہ بہت زیادہ بخشش فرمانے والا ہے۔ ایسا بھی نہیں ہوا کہ جسے توبہ کی توفیق بخشی گئی ہو وہ قبولیت سے روکا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (الشوریٰ:25) "وہ وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے"۔(4)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک سائل آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک کھجور دینے کا حکم دیا تو اس نے وہ نہ لی۔ ایک دوسرا فقیر آیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے بھی ایک کھجور دینے کا حکم دیا، اس فقیر نے وہ قبول کرلی اور کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کھجور ملی ہے۔ رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 221، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً (مفہوم)

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 124 (4527)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ ﷺ نے خادمہ سے فرمایا: ام سلمہ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ان کے پاس جو چالیس درہم ہیں اسے عطا کر دو۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اسے ایک کھجور عطا فرمائی۔ اس نے کہا سبحان اللہ! نبی الانبیاء ہیں اور ایک کھجور صدقہ کرتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اس میں بہت سے مثاقیل ہیں۔ ایک دوسرا سائل آیا تو اسے بھی آپ ﷺ نے ایک کھجور عطا فرمائی اس نے کہا: نبی کی طرف سے ایک کھجور (کافی ہے)، میں جب تک زندہ ہوں یہ کھجور مجھ سے جدا نہ ہوگی اور میں ہمیشہ اس سے برکت کی امید کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے اسے نیکی کرنے کا حکم دیا، تھوڑے عرصہ بعد یہ شخص غنی ہو گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں مالک بن انس عن جعفر بن علی بن الحسن کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب انہیں سفیان الثوری نے کہا کہ میں اس وقت تک نہیں اٹھوں گا جب تک کہ تم مجھے کچھ بیان نہیں کرتے۔ حضرت جعفر نے فرمایا: میں تمہیں بیان کرتا ہوں اور اے سفیان تیرے لیے کثرت حدیث میں خیر نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ تجھ پر کوئی نعمت فرمائے اور تو اسے باقی اور ہمیشہ قائم رکھنا چاہتا ہے تو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور اگر تمہیں رزق کی کمی کی شکایت ہو تو کثرت سے استغفار کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ (نوح) "معافی مانگ لو اپنے رب سے بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے وہ برسائے گا آسمان سے تم پر موسلادار بارش اور مدد فرمائے گا تمہاری اموال اور فرزندوں سے (یعنی دنیا و آخرت میں) اور بنا دے گا تمہارے لیے باغات اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں"۔ اے سفیان! جب تجھے کسی بادشاہ سے کوئی امر پریشان کر رہا ہو تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ کا کثرت سے ذکر کر۔ کیونکہ یہ کشادگی کی چابی ہے اور جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار چیزیں جسے عطا کی جائیں اسے دوسری چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ محروم نہیں کرتا: جسے دعا کی توفیق دی جائے اسے اجابت سے نہیں روکا جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم (غافر) اور جسے استغفار کی نعمت ملے اسے بخشش سے محروم نہیں کیا جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ (نوح) اور جسے شکر کی نعمت میسر ہو اسے نعمتوں کی زیادتی سے نہیں روکا جاتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ۔ جسے توبہ کی توفیق دی جاتی ہے اسے قبولیت سے محروم نہیں کیا جاتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ (الشوریٰ:25)۔(1)

امام ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جسے شکر کی نعمت دی جاتی ہے وہ زیادتی سے محروم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اور جسے توبہ کی توفیق دی جاتی ہے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ (الشوریٰ:25)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 198، دار صادر بیروت

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں الضیاء المقدسی رحمہما اللہ نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا جسے پانچ چیزیں الہام کی گئیں وہ پانچ دوسری چیزوں سے محروم نہیں رکھا جاتا جسے دعا الہام کی گئی وہ اجابت سے محروم نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ادعونی استجب لکم اور جسے توبہ الہام کی جاتی ہے وہ قبولیت سے محروم نہیں کیا جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ (الشوریٰ:25) اور جسے شکر کی توفیق دی جاتی ہے وہ زیادتی سے محروم نہیں رکھا جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اور جس کو ستغفار کی نعمت الہام کی جاتی ہے وہ مغفرت سے محروم نہیں کیا جاتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا (نوح) اور جسے خرچ کرنا الہام کیا جاتا ہے اسے اور دینے سے محروم نہیں کیا جاتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ (سبا:39) ”اور جو چیز تم خرچ کرتے ہو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے“۔

أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝٩

”کیا نہیں پہنچی تمہیں اطلاع ان (قوموں) کی جو پہلے گزر چکی ہیں یعنی قوم نوح اور عاد اور ثمود اور جو لوگ ان کے بعد گزرے۔ نہیں جانتا انہیں مگر اللہ تعالیٰ۔ لے آئے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں۔ پس انہوں نے (ازراہ تمسخر) ڈال لیے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں اور (بڑی بے باکی سے) کہا ہم نے انکار کیا اس دین کا جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو اور جس کی تم ہمیں دعوت دیتے ہو اس کی (صداقت کے بارے میں) ہم شک میں ہیں جو تذبذب میں ڈالنے والا ہے“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وہ جب یہ آیت کریمہ پڑھتے تو فرماتے نسابون (نسب بیان کرنے والوں) نے جھوٹ بولا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن الضریس نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: میں تمام لوگوں سے زیادہ نسب بیان کرنے والا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو لوگوں کا نسب نہیں بیان کر سکتا اس نے کہا کیوں نہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق تو بتا وَعَادًا وَثَمُودَا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا ۝ (الفرقان) اس نے کہا میں اس کثیر کا بھی نسب بیان کرتا ہوں، حضرت علی نے فرمایا: اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 223

تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق بتا: اَلَمْ یَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ الخ۔ تو وہ شخص خاموش ہو گیا۔

امام ابوعبید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں پایا جو معد بن عدنان سے اوپر کا نسب جانتا ہو۔

امام ابوعبید، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عدنان اور اسماعیل کے درمیان تیس باپ ہیں جو معلوم نہیں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب کفار نے اللہ کی کتاب سنی تو انہوں نے تعجب کیا اور اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں ڈال لیے اور کہا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ یعنی کہنے لگے کہ ہم اس کی تصدیق نہیں کرتے جو تم لے کر آئے ہو ہمیں اس میں شدید شک ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو معجزات و آیات لے کر آئے تھے انہوں نے اس کی تکذیب کی اور اپنے ہاتھ مونہوں میں ڈال لیے اور کہا اِنَّا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ انہوں نے ہر دلیل کی تکذیب کی حالانکہ اللہ کے متعلق کوئی شک والی بات ہی نہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ جس نے آسمان سے پانی نازل کیا، جس نے پانی کے ذریعے پھلوں سے تمہارے لیے رزق نکالا، جس نے تمہارے لیے ایسی نعمتیں مہیا کیں جو اس کی رحمانیت و واحدنیت کا واضح ثبوت ہیں، کیا اس کے بارے میں کوئی شک ہے (ہرگز نہیں)

امام ابوعبید، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ کے تحت روایت کا ہے کہ انہوں نے انبیاء پر ان کی بات لوٹا دی اور ان کی تکذیب کی۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فَرَدُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فِیْۤ اَفْوَاهِهِمْ یعنی انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے رسولوں پر غصہ کی وجہ سے اپنی انگلیاں کاٹیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے مونہوں میں داخل کیں فرماتے ہیں: جب انسان غصہ میں ہوتا ہے تو اپنا ہاتھ کاٹتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے انبیاء کی تکذیب کی۔

قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَدْعُوْكُمْ لِیَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُؤَخِّرَكُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ قَالُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 26-225
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 226

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝١٠ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ
اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝١١ وَ مَا لَنَآ اَلَّا
نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ وَ
عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝١٢ ع

"ان کے پیغمبروں نے پوچھا کیا (تمہیں) اللہ تعالیٰ کے متعلق شک ہے جو پیدا فرمانے والا ہے آسمانوں اور زمین کا جو (اتنا کریم ہے کہ) بلاتا ہے تمہیں تاکہ بخش دے تمہارے گناہ اور جو (اتنا مہربان کہ پیہم نافرمانی کے باوجود) تمہیں مہلت دیتا ہے ایک مقررہ معیاد تک۔ ان (نادانوں نے) جواب دیا نہیں ہو تم مگر بشر ہماری طرح، تم یہ چاہتے ہو کہ روک دو ہمیں ان (بتوں) سے جن کی پوجا ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ پس لے آؤ ہمارے پاس کوئی روشن دلیل کہا انہیں ان کے رسولوں نے کہ ہم تمہاری طرح انسان ہی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ احسان فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں سے۔ اور ہمیں یہ طاقت نہیں کہ ہم لے آئیں تمہارے پاس کوئی دلیل بجز اذن خداوندی۔ اور مومنوں کو فقط اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے اور ہم کیوں نہ بھروسہ کریں اللہ تعالیٰ پر حالانکہ اس نے دکھائی ہیں ہمیں ہماری (کامیابی کی) راہیں اور ہم ضرور صبر کریں گے تمہاری اذیت رسانیوں پر پس اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہیے توکل کرنے والوں کو"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو مدت لکھی ہوئی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پوری ہوتی ہے تو اس میں تاخیر نہیں کی جاتی۔

امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابودرداء سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب تجھے برغوث (پسو، چڑ) تکلیف دیں تو پانی کا پیالہ بھر کر اس پر سات مرتبہ یہ آیت پڑھ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ پھر اس کو اپنے بستر کے اردگرد چھڑک دے۔

امام المستغفری نے الدعوات میں ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تجھے (چڑیں، پسو) تکلیف دیں تو ایک پانی کا پیالہ لے لو اور اس پر سات مرتبہ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ پڑھ پھر کہو اگر تم مومن ہو تو اپنے شر اور اپنی تکلیف کو ہم سے روکو۔ پھر اس پانی کو اپنے بستر کے اردگرد چھڑک دو تو ان کے شر سے محفوظ ہو کر رات گزارو گے۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ
مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٣ وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ

الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ۝۱۴ وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍۙ۝۱۵ مِّنْ وَّرَآىٕهٖ جَهَنَّمُ وَ یُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِیْدٍۙ۝۱۶

''اور کہا کفار نے اپنے رسولوں کو کہ ہم ضرور باہر نکال دیں گے تمہیں اپنے ملک سے یا تمہیں لوٹ آنا ہوگا ہماری ملت میں۔ پس وحی بھیجی ان کی طرف ان کے پروردگار نے کہ (مت گھبراؤ) ہم تباہ کر دیں گے ان ظالموں کو۔ نیز ہم یقیناً آباد کریں گے تمہیں (ان کے) ملک میں انہیں (برباد کرنے) کے بعد۔ یہ (وعدۂ نصرت) ہر اس شخص کے لیے ہے جو ڈرتا ہے میرے روبرو کھڑا ہونے سے اور خائف ہے میری دھمکی سے اور رسولوں نے حق کی فتح کے لیے التجا کی (جو قبول ہوئی) اور نامراد ہو گیا ہر سرکش، منکر حق اس (نامرادی) کے بعد جہنم ہے اور پلایا جائے گا اسے خون اور پیپ کا پانی''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ رسولوں اور مومنوں کو ان کی قوم ضعیف و ناتواں سمجھتی تھی ان پر جبر کرتے تھے اور ان کی تکذیب کرتے تھے۔ نیز انہیں اپنی ملت کی طرف لوٹنے کو کہتے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسل اور مومنین کو ملت کفر کی طرف لوٹنے سے منع کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر توکل کریں اور جابر و ظالم لوگوں پر فتح و نصرت کی دعا کرنے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور مومنین سے وعدہ فرمایا کہ ان کو نیست و نابود کرنے کے بعد وہ انہیں ان کے ملک میں ٹھہرائے گا پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے کیے گئے وعدہ کو پورا فرمایا۔ اور رسولوں اور مومنین نے فتح و نصرت کی دعا مانگی جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان سے نصرت کا اور آخرت میں جنت کا وعدہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ وہ ان کفار کے ملک میں اپنے رسولوں اور مومنین کو ٹھہرائے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا ہے اور اہل ایمان اس مقام سے ڈرتے ہیں، اس وجہ سے وہ دن رات اس کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کی مشق کرتے ہیں۔ (2)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ ارشاد نازل فرمایا: قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا (التحریم: 6) ''اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے بچاؤ''۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو ایک رات صحابہ کرام کے سامنے تلاوت فرمایا تو ایک نوجوان سنتے ہی غش کھا کر گر گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ حرکت کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے نوجوان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ۔ اس نے کلمہ طیبہ پڑھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی بشارت دی۔ صحابہ کرام نے کہا: یا رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 229

اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے درمیان سے؟ (اسے جنت کی بشارت ملی ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن ابی داؤد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ (التحریم:6)'' اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے''۔ حکیم کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی تو آپ نے اپنے اصحاب پر تلاوت فرمائی۔ ان میں ایک بوڑھا شخص موجود تھا، حکیم کے الفاظ میں فتیٰ (نوجوان) کا ذکر ہے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کے پتھر، دنیا کے پتھروں کی طرح ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جہنم کی چٹانوں میں سے ایک چٹان دنیا کے تمام پہاڑوں سے زیادہ بڑی ہے، وہ شخص یہ سنتے ہی غش کھا کر گر گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دل پر ہاتھ رکھا تو وہ زندہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکار کر فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ اس نے کلمہ پڑھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جنت کی بشارت دی۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے درمیان سے (اسے ایسی بشارت کیوں دی گئی ہے) فرمایا ہاں (یہ اس کا مستحق ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ (الرحمٰن)'' اور جو ڈرتا ہے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے تو اس کو دو باغ ملیں گے''۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ۔'' یہ (وعدہ نصرت) ہر اس شخص کے لیے ہے جو ڈرتا ہے میرے روبرو کھڑا ہونے سے اور خائف ہے میری دھمکی سے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حماد بن ابی حمید عن مکحول عن عیاض بن سلیمان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے اور عیاض صحابی تھے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے بہترین لوگ جن کے متعلق مجھے ملاء اعلیٰ کے فرشتوں نے خبر دی ہے، وہ لوگ ہیں جو ظاہراً اپنے رب کی وسیع رحمت پر ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اور سراً اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں وہ مساجد اور پاکیزہ گھروں میں صبح وشام اپنے رب کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور اپنی زبانوں کے ساتھ بیم و رجا کی کیفیت میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ آہستہ اور بلند آواز میں سوال کرتے رہتے ہیں۔ بار بار اپنے دلوں کے ساتھ متوجہ ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی لوگوں پر مونت و مشقت بہت کم ہے، وہ اپنے نفسوں پر ثقیل ہوتے ہیں، وہ رات کے وقت چیونٹی کی طرح آہستہ آہستہ ننگے پاؤں چلتے رہتے ہیں، ان میں کوئی تکبر و بڑائی نہیں ہے، وہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قربانیاں دیتے ہیں پھٹے، پرانے کپڑے پہنتے ہیں۔ ان کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتے اور محافظ نگہبان ہوتے ہیں، وہ بندوں میں اور شہروں میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں، ان کی روحیں دنیا اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں، ان کی زندگی کا مشن آگے ہے یعنی آخرت کو سنوارنا ہے، اپنی قبور کے لیے وہ تیاری رکھتے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَ خَافَ وَعِيْدِ۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں: یہ حدیث عجب منکر ہے اور میرا گمان

ہے کہ یہ الحاکم کے شیخ علی بن السماک نے حاکم کو بیان کی ہے۔ فرماتے ہیں: مستدرک میں اس کے ذکر کی کوئی وجہ نہیں۔ اس کا راوی حماد ضعیف ہے، مکحول مدلس ہے اور عیاض بھی غیر معروف ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اسْتَفْتَحُوْا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمام رسولوں نے فتح ونصرت کی التجا کی اور مدد طلب کی اور وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ کے تحت روایت کیا ہے: فرماتے ہیں: حق کی مخالفت کرنے والا اور حق سے پہلوتہی کرنے والا۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اسْتَفْتَحُوْا کے تحت روایت کیا ہے کہ تمام رسولوں نے اپنی قوم پر فتح ونصرت طلب کی۔ وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فرماتے ہیں جو حق سے دور ہے اور حق سے اعراض کرنے والا ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے سے انکار کرنے والا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے عنید کا معنی حق سے پھرنے والا روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک جگہ جمع فرمائے گا جن وانس اور چوپائے سب حاضر ہوں گے پھر آگ سے ایک گردن نکلے گی جو کہے گی کہ مجھے عزیز، کریم، جبار، عنید پر مسلط کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود بناتے ہیں۔ فرماتے ہیں وہ ان جابروں کو اس طرح اٹھالے گی۔ جس طرح پرندہ دانہ اٹھاتا ہے۔ وہ ان پر غالب آجائے گی پھر انہیں آگ کے شہر کی طرف لے جائے گی اسے کیت کیت کہا جاتا ہے اور وہ اس آگ کے شہر میں فیصلہ سے پہلے تین سو سال ٹھہرے رہیں گے۔

امام ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن آگ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دیکھنے والی دو آنکھیں ہوں گی اور اس کے سننے والے دو کان ہوں گے اور بولنے والی ایک زبان ہوگی وہ کہے گی تین شخصوں پر مجھے مسلط کیا گیا (۱) جابر اور منکر حق (۲) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارتا ہے (۳) تصویریں بنانے والے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، البزار، ابویعلی، طبرانی (الاوسط میں) ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز آگ سے ایک گردن نکلے گی، وہ تیز اور رواں زبان کے ساتھ بولے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ساتھ وہ دیکھے گی، ایک زبان ہوگی جس کے ساتھ وہ بولے گی، وہ کہے گی سرکش، منکر حق، اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبودوں کو پکارنے والے اور بغیر کسی قصاص کے کسی کو قتل کرنے والے کو پکڑنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے، وہ انہیں گھیر لے گی پھر انہیں لوگوں سے پانچ سو سال پہلے آگ میں پھینک دے گی۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 19 (4294)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 230
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 231
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 230
5۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 190، دارالکتب العلمیہ بیروت

ابن ابی شیبہ نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے جسے ھبھب کہا جاتا ہے اللہ پر حق ہے کہ اس میں ہر سرکش کو ٹھہرائے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع رحمہ اللہ نے ان سے كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ کے متعلق دریافت کیا تو ابن عباس نے فرمایا الجبار سے مراد عیار ہے اور عنید سے مراد حق سے اعراض کرنے والا ہے، نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

مُصِرٌّ عَلَى الْحِنْثِ لَا تَخْفٰى شَوَاكِلُهٗ   يَا وَيْحَ كُلِّ مِصِرِّ الْقَلْبِ جَبَّارِ

گناہ پر مصر اس کی نیت مخفی نہیں ہے، افسوس ہر گناہ پر مصر اور عیار پر۔

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ابی الدنیا (صفۃ النار میں) ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابونعیم (الحلیہ میں) انہوں نے اس روایت کی تصحیح بھی کی ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ يَّتَجَرَّعُهٗ کے متعلق فرمایا ہے کہ جب وہ پیپ اور خون کا پانی اس کے قریب کیا جائے گا تو وہ اسے انتہائی ناپسند کرے گا اور جب اس کے مزید قریب کیا جائے گا تو اس کا چہرہ جل جائے گا اور اس کے سر کی کھوپڑی اوپر اٹھ جائے گی پھر جب وہ اس کو پیے گا تو اس کی انتڑیاں کاٹ دے گا حتی کہ وہ اس کی دبر سے نکل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ۝ (محمد) "اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور وہ کاٹ دے گا ان کی آنتوں کو"۔ اور فرمایا: وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ (الکہف: 29) "اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی دادرسی کی جائے گی ایسے پانی کے ساتھ جو پیپ کی طرح (غلیظ) ہے (اور اتنا گرم کہ) بھون ڈالتا ہے چہروں کو"۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مَّآءٍ صَدِيْدٍ وہ پانی ہے جو کافر کی جلد اور گوشت سے بہے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد پیپ اور خون ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَّآءٍ صَدِيْدٍ سے مراد خون اور پیپ ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مَّآءٍ صَدِيْدٍ سے مراد وہ پانی ہے جو انسان کے گوشت اور جلد سے بہتا ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر جہنم کی پیپ اور خون کا ایک ڈول آسمان سے لٹکایا جائے تو اہل زمین اس کی بو محسوس کر لیں اور ان پر دنیا میں رہنا گراں ہو جائے۔

يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 233   2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 232   3۔ ایضاً

بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ﴿۱۷﴾

''وہ بمشکل ایک ایک گھونٹ بھرے گا اور حلق سے نیچے نہ اتار سکے گا اور آئے گی اس کے پاس موت ہر سمت سے اور وہ (بایں ہمہ) مرے گا نہیں (علاوہ ازیں) اس کے پیچھے ایک اور سخت عذاب ہوگا''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ سے مراد یہ ہے کہ عذاب کی مختلف اقسام اس پر وارد ہوں گی۔ عذاب کی ہر قسم سے اس کی موت واقع ہو سکتی تھی لیکن وہ مرے گا نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان پر موت کا فیصلہ نہیں فرمائے گا۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سانس اس کے گلے میں اٹک جائے گی، اس کے منہ سے نہیں نکلے گی تا کہ وہ مر جائے اور نہ سانس پیچھے اپنی جگہ جائے گی تا کہ وہ راحت پالے اور زندگی اسے نفع دے۔(1)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: موت ان پر ہڈی، پٹھے، رگ سے آئے گی۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں محمد بن کعب سے اس ارشاد کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر عضو اور جوڑ سے موت آئے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس کے ہر بال سے موت آئے گی، عَذَابٌ غَلِيْظٌ سے مراد دائمی عذاب ہے۔(2)

امام ابن المنذر رنے حضرت فضیل بن عیاض سے روایت کیا ہے کہ عَذَابٌ غَلِيْظٌ سے مراد سانسوں کا روک لینا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ۨ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿۱۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۹﴾ۙ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۲۰﴾

''ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا ایسی ہے کہ ان کے اعمال راکھ کا ڈھیر ہیں جسے تند ہوا تیزی سے اڑا لے گئی سخت آندھی کے دن، نہ حاصل کریں گے ان اعمال سے جو انہوں نے کمائے تھے کوئی فائدہ۔ یہ (اعمال کا اکارت جانا ہی) بہت بڑی گمراہی ہے کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہلاک کر دے اور لے آئے کوئی نئی مخلوق اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی مشکل نہیں''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 233
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 234

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جنہوں نے اپنے رب کا انکار کیا اور غیر اللہ کی عبادت کی تو ان کے اعمال قیامت کے روز راکھ کی مانند ہوں گے جسے سخت آندھی کے دن تیز ہوا اڑا کر لے جائے گی۔ وہ اپنے اعمال سے کچھ بھی نفع نہ اٹھا سکیں گے جس طرح راکھ سے کچھ نفع نہیں اٹھایا جا سکتا جب تیز آندھی کا دن ہوتا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کفار کے اعمال کی مثال اس راکھ کی مانند ہے جس پر تیز ہوا چلی ہو جس کی وجہ سے کچھ دکھائی نہ دیتا ہو جس طرح وہ راکھ دکھائی نہیں دیتی ہے اور انسان اس پر سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اسی طرح کفار اپنے اعمال سے کچھ فائدہ نہ اٹھائیں گے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ کا معنی ہے ہوا جس کو اڑا لے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ خلق جدید سے مراد دوسری مخلوق ہے۔(3)

وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ قَالُوْا لَوْ هَدٰىنَا اللّٰهُ لَهَدَيْنٰكُمْ ۭ سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿٢١﴾

"اور (روز حشر) اللہ تعالیٰ کے سامنے (سب چھوٹے بڑے) حاضر ہوں گے تو کہیں گے کمزور (پیروکار) ان (سرداروں) سے جو متکبر تھے (اے سردارو!) ہم تو (ساری عمر) تمہارے فرمانبردار رہے، پس کیا (آج) تم ہمیں بچا سکتے ہو عذاب الٰہی سے؟ وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دیتا تو ہم بھی تمہاری راہنمائی کرتے۔ یکساں ہے ہمارے لیے خواہ ہم گھبرائیں یا صبر کریں، ہمارے لیے آج کوئی راہ فرار نہیں ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ الضُّعَفٰٓؤُا سے مراد اتباع کرنے والے ہیں اور لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا سے مراد قائدین اور سردار ہیں۔(4)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ سو سال جزع فزع کریں گے اور سو سال صبر کریں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دوزخی ایک دوسرے سے کہیں گے: آؤ ہم روئیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرع وزاری کریں۔ اہل جنت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رونے اور تضرع وزاری کرنے سے جنت حاصل کر لی ہے۔ پس وہ روتے رہیں گے۔ جب دیکھیں گے کہ رونے نے انہیں کچھ فائدہ نہیں دیا تو وہ یہ مشورہ کریں گے کہ آؤ اب ہم صبر کریں اہل جنت نے صبر کی وجہ سے جنت حاصل کی ہے، وہ انتہائی صبر کا مظاہرہ کریں گے پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 236 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 237

جب انہیں صبر بھی نفع نہ دے گا تو وہ اس وقت یہ کہیں گے: سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَالَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردوہ نے حضرت کعب بن مالک سے روایت کیا ہے: انہوں نے اس کی نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف کی ہے۔ فرمایا دوزخی کہیں گے آؤ ہم صبر کریں۔ وہ پانچ سو سال صبر کریں گے۔ پھر جب دیکھیں گے کہ صبر نے انہیں کچھ فائدہ نہیں دیا تو کہیں گے۔ آؤ اب ہم گھبراہٹ کا اظہار کریں۔ وہ پانچ سو سال گھبراہٹ کا اظہار کریں گے پھر جب دیکھیں گے کہ گھبراہٹ کے اظہار نے بھی کچھ فائدہ نہیں دیا تو وہ کہیں سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَجَزِعْنَآ اَمْ صَبَرْنَا مَالَنَا مِنْ مَّحِيْصٍ۔

وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ؕ وَ مَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّاۤ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَ لُوْمُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ؕ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ؕ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۲﴾

''اور شیطان کہے گا جب (سب کی قسمت کا) فیصلہ ہو چکے گا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ وعدہ سچا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا پس میں نے تم سے وعدہ خلافی کی۔ اور نہیں تھا میرا تم پر کچھ زور مگر یہ کہ میں نے تم کو (کفر) کی دعوت دی اور تم نے (فوراً) قبول کر لی میری دعوت سو تم مجھے ملامت نہ کرو بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرو، نہ میں (آج) تمہاری فریاد رسی کر سکتا ہوں اور نہ تم میری فریاد رسی کر سکتے ہو، میں انکار کرتا ہوں اس امر سے کہ تم نے مجھے شریک بنایا اس سے پہلے۔ بے شک ظالموں کے لیے دردناک عذاب ہے''۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا اور فیصلہ سے فراغت ہو جائے گی تو مومنین کہیں گے: ہمارے رب نے ہمارے درمیان فیصلہ کر دیا ہے اور وہ فیصلہ سے فارغ ہو چکا ہے، پس ہماری، ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں سفارش کون کرے گا؟ تو کچھ لوگ کہیں گے آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمایا اور ان سے کلام فرمائی تھی (ان کے پاس جائیں اور سفارش کے لیے گزارش کریں) لوگ آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: ہمارے رب نے فیصلہ کر دیا ہے اور فیصلہ سے فارغ ہو چکا ہے۔ آپ اٹھیں اور ہمارے لیے سفارش فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام فرمائیں گے نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، لوگ نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے، وہ انہیں ابراہیم علیہ السلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 237

طرف بھیج دیں گے، لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ تو وہ ان کی راہنمائی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کریں گے، لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ ان کی راہنمائی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کریں گے، لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں تمہاری راہنمائی عربی، امی (نبی) کی طرف کرتا ہوں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی بارگاہ میں حاضری کا اذن عطا فرمائیں گے۔ میری مجلس سے ایسی پاکیزہ خوشبو مہکے گی جو کبھی کسی نے نہیں سونگھی ہوگی۔ حتی کہ میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا اللہ تعالیٰ میری شفاعت قبول فرمائے گا اور میرے لیے سر کے بالوں سے لے کر قدموں کے ناخنوں تک ایک نور بنا دے گا۔ کافر کہیں گے مومنوں نے تو اپنا سفارشی ڈھونڈ لیا۔ پس ہمارا سفارشی ابلیس ہی ہوسکتا ہے جس نے ہمیں گمراہ کیا، کافر ابلیس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے، مومنین نے تو اپنا سفارشی پا لیا ہے، تو اٹھ اور ہماری سفارش کر تو نے ہمیں گمراہ کیا تھا ابلیس اٹھے گا تو اس کی مجلس سے ایسی بدبو اٹھے گی جو کسی نے کبھی محسوس نہ کی ہوگی پھر جہنم کی بڑائی بیان کرے گا اور کہے گا: اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَ وَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ الخ۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ابلیس کافروں کو خطاب کرے گا اور کہے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ ...... الآیہ۔ جب کفار اس کی بات سنیں گے تو اپنے آپ پر ناراض ہوں گے تو انہیں آواز دی جائے گی لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ (غافر:10)۔ (2)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن ہوگا ابلیس آگ کے منبر پر کھڑا ہو کر خطبہ دے گا اور کہے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ ...... الآیہ۔ (3)

امام ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز دو شخص خطبہ دیں گے (۱) ابلیس (۲) عیسیٰ بن مریم۔ ابلیس اپنے گروہ میں کھڑا ہوگا اور یہ کہے گا: اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ ...... الآیہ۔ اور عیسیٰ علیہ السلام یہ کہیں گے: مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝ (المائدہ)۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں میں سے بعض کو شیطان اس طرح مطیع بنا لیتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے جوان اونٹ کو مطیع بنا لیتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ یعنی میں تمہیں نفع دینے والا نہیں ہوں اور تم مجھے نفع دینے والے نہیں ہو، اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ یعنی میں اپنی عبادت کی شرکت کا انکار کرتا ہوں۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے مَاۤ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ کا معنی یہ کیا ہے کہ میں تمہارا مددگار نہیں ہوں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 239 دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 40-239
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 239
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 39-238
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 240

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنِّیْ كَفَرْتُ بِمَاۤ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ کے تحت روایت کیا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی تمہارے بارے نافرمانی کی۔

وَ اُدْخِلَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ؕ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾

"اور داخل کیا جائے گا ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے باغات میں رواں ہوں گی جن کے نیچے ندیاں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اپنے رب کے حکم سے۔ ان کی دعا وہاں ایک دوسرے کو یہ ہوگی کہ تم سلامت رہو"۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ یعنی فرشتے انہیں جنت میں سلام پیش کریں گے۔(1)

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةِ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾

"کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ کیسی عمدہ مثال بیان کی ہے اللہ تعالیٰ نے کہ کلمہ طیبہ ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں بڑی مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں وہ دے رہا ہے اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم سے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ (انہیں) خوب ذہن نشین کرلیں اور مثال ناپاک کلمہ کی ایسی ہے جیسے ناپاک درخت ہو جسے اکھاڑ لیا جائے زمین کے اوپر سے (اور) اسے کچھ بھی قرار نہ ہو"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے كَلِمَةً طَیِّبَةً سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے اور كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ سے مراد مومن ہے، اَصْلُهَا ثَابِتٌ یعنی مومن کے قول میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثابت ہے فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ اس کلمہ طیبہ کی برکت سے مومن کا عمل آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔ اور كَلِمَةٍ خَبِیْثَةٍ سے مراد شرک ہے اور كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ سے مراد کافر ہے۔ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ۔ فرماتے ہیں شرک کی کوئی اصل نہیں ہے جس کو کافر پکڑے گا اور نہ اس کی کوئی دلیل ہے، اللہ تعالیٰ شرک کے کیے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 241 دار احیاء التراث العربی بیروت

کسی عمل کو قبول نہیں کرتا۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ سے مراد مومن ہے یعنی اصل ثابت کے ساتھ زمین میں ہے اور فرع کے ساتھ آسمان میں ہے۔ مومن زمین میں عمل کرتا ہے اور کلام کرتا ہے اس کا عمل اور اس کا کلام آسمان تک پہنچتا ہے حالانکہ وہ زمین پر ہوا ہے اور مومن دن، رات ہر گھڑی اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ تُؤْتِيٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا کا یہی مطلب ہے اور كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ اللہ تعالیٰ نے كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ کی مثال بیان فرمائی ہے جیسے کافر کی مثال ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کافر کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور نہ اس کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف بلند ہوتا ہے اس کی نہ تو زمین میں اصل ثابت ہے اور نہ آسمان میں اس کی فرع ہے، نہ دنیا میں اس کا کوئی عمل صالح ہے اور نہ آخرت میں ہوگا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ آیت کریمہ پڑھتے تو فرماتے: یہ مومن کی مثال ہے فرماتے ہیں اصل ثابت سے مراد اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے اخلاص اور اس کی عبادت ہے اَصْلُهَا ثَابِتٌ یعنی اس کے عمل کی اصل زمین میں ثابت ہے وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ اور اس کا ذکر آسمان میں ہے، تُؤْتِيٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ یعنی اس کا عمل صبح وشام بلند ہوتا ہے۔ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ یہ کافر کی مثال ہے جس کا نہ زمین میں عمل ہوتا ہے اور نہ اس کا آسمان میں ذکر ہوتا ہے، وہ اپنے گناہ اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ مومن کی مثال ہے، اس کے منہ سے ہر وقت پاکیزہ کلام نکلتا ہے اور اس کا عمل بلند ہوتا ہے، مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ یہ کافر کی مثال ہے، نہ اس کا پاکیزہ قول اور نہ اس کا عمل صالح بلند ہوتا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تُؤْتِيٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ اس کا پھل ہر وقت جمع ہوتا ہے، یہ مومن کی مثال ہے، وہ ہر وقت نیک عمل کرتا ہے، ہر وقت، ہر لمحہ، ہر دن، ہر رات، سردی، گرمی میں وہ اطاعت الٰہی میں مشغول رہتا ہے، كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ الخ سے اللہ تعالیٰ نے کافر کی مثال بیان فرمائی ہے، جس کی نہ اصل ہوتی ہے نہ فرع نہ اس کا پھل ہوتا ہے اور نہ کوئی منفعت۔ اسی طرح کافر نہ خیر کا عمل کرتا ہے، نہ خیر کا کلام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں کوئی برکت ومنفعت نہیں رکھی ہوئی۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت کو نور بنایا ہے اور اپنی نافرمانی کو ظلمت بنایا ہے۔ دنیا میں ایمان ہی قیامت کے دن کا نور ہے۔ پھر کافر اس کے نہ قول میں خیر ہے نہ عمل میں۔ اس کی نہ اصل ہے اور نہ فرع اللہ تعالیٰ نے ایمان کی مثل بیان فرمائی، فرمایا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ۔ ان آیات میں ایمان اور کفر کی مثالیں ہیے۔ مومن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 242,53
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 242,52
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 242,48,52
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 242,52
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 247,53

مخلص بندہ وہ درخت ہے جس کی اصل زمین میں ہوتی ہے اور اس کی فرع آسمان میں ہوتی ہے اور اصل ثابت اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اور اس کی عبادت ہے۔ اور فرع سے مراد نیکی ہے پھر اس کا عمل صبح وشام بلند ہوتا ہے۔ اور یہ ہر وقت اپنا پھل لاتا ہے اپنے رب کے اذن سے۔ پھر یہ چار اعمال ہیں جنہیں جب بندۂ مومن جمع کرتا ہے تو اسے فتنے کچھ نقصان نہیں پہنچاتے (۱) اللہ وحدہ کے لیے اخلاص (۲) اس لاشریک کی عبادت (۳) اس کی خشیت ومحبت (۴) اور اس کا ذکر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اہل ثروت اجر میں (ہم سے) سبقت لے گئے۔ فرمایا تو مجھے بتا اگر کوئی دنیا کے مال کی طرف قصد کرتا ہے پھر ایک، دوسرے کی طرف سوار ہو کر جاتا ہے تو کیا ان کا یہ عمل آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے؟ فرمایا میں تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں جس کی اصل زمین میں ہے اور اس کی فرع آسمان میں ہے تو لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، سبحان اللہ، والحمد للہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھا کر۔ یہی وہ عمل ہے جس کی اصل زمین میں ہے اور اس کی فرع آسمان میں ہے۔

امام ترمذی، نسائی، البزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا ایک طشت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں لایا گیا جس میں گدر کھجوریں تھیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ ...... بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ فرمایا یہ پاکیزہ درخت کھجور ہے۔ اور مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةٍ ...... مِنْ قَرَارٍ۔ فرمایا یہ خبیث درخت اندرائن ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور الرامہرمزی رحمہم اللہ نے الامثال میں حضرت شعیب بن الحجاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم حضرت انس کے پاس تھے کہ ہمارے پاس ایک تھال لایا گیا جس میں تر کھجوریں تھیں۔ حضرت انس نے ابوالعالیہ سے فرمایا اے ابا العالیہ! کھاؤ، یہ اس درخت کا پھل ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ اس دن حضرت انس نے اسی طرح پڑھا تھا(2) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ موقوف اصح ہے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے جید سند کے ساتھ ابن عمر عن النبی ﷺ کے سلسلہ سے كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کے تحت روایت کیا ہے: یہ وہ درخت ہے جس کے پتے کم نہیں ہوتے۔ یہ کھجور کا درخت ہے۔

بخاری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس درخت کے بارے بتاؤ جو مسلمان آدمی کے مثل ہے، نہ اس کے پتے گرتے ہیں اور نہ کچھ اور ہوتا ہے۔ اپنے رب کے اذن سے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ میں نے بتانا چاہا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں حاضرین مجلس سے عمر میں چھوٹا تھا (اس لیے شرما گیا) پھر حضرت ابوبکر وعمر نے بھی کچھ نہ بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 243　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 245

امام ابن مردویہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الخ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ درخت کون سا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔ عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں: میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اوپر حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی! میرے دل میں خیال آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں تمام لوگوں سے چھوٹا تھا، میں نے بات کرنا پسند نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو بڑے کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹے پر رحم نہیں کرتا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ کون سا ہے؟ ابن عمر فرماتے ہیں: میں نے کھجور کا درخت کہنا چاہا لیکن مجھے حضرت عمر کا مقام ومرتبہ مانع آگیا۔ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کھجور کا درخت ہے۔ (1)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر رنے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ (2)

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ شجرہ طیبہ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ فرماتے ہیں صبح وشام پھل دیتا ہے۔ (3)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ شجرہ طیبہ سے مراد کھجور کا درخت اور شجرہ خبیثہ سے مراد اندرائن ہے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ درخت ہر گھڑی، دن، رات، گرمی، سردی میں پھل دیتا ہے۔ یہ مومن کی مثال ہے وہ اپنے رب کی رات، دن اور گرمی، سردی میں اطاعت کرتا ہے۔ (5)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ فرماتے ہیں پہلے اس کا پھل سبز ہوتا ہے پھر زرد ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ یعنی کھجور کے ٹکڑے۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ یعنی اس کا پھل ہر چھ ماہ میں کھایا جاتا ہے۔ (6)

امام ابن جریر، المنذر، ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی ہے کہ اَنْ لَّا يَصْنَعَ كَذَا وَكَذَا اِلٰى حِيْنٍ (کہ وہ فلاں وقت تک ایسا ایسا نہیں کرے گا)۔ عکرمہ نے فرمایا: الحین کا لفظ کبھی ایسے وقت کے لیے استعمال ہوتا ہے جو معلوم ہوتا ہے اور کبھی ایسے وقت کے لیے استعمال ہوتا ہے جو معلوم نہیں ہوتا ہے۔ پس وہ الحین جس کا وقت معلوم نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ (ص) اور وہ الحین جو معلوم ہوتا ہے اس کی مثال یہ ہے تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا یہ کھجور کٹنے سے لے کر اس کے دوبارہ نکلنے تک ہے اور یہ چھ ماہ ہیں۔ (7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 245
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 244
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 246
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 244,51
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 244
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 247
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 247

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص حضرت عباس کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے قسم اٹھائی ہے کہ لَا اُكَلِّمُ اَخِيْ حِيْنًا ایک عرصہ میں اپنے بھائی سے بات نہیں کروں گا۔ ابن عباس نے فرمایا کچھ متعین کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں۔ ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا۔ اور یہاں حِيْنٍ سے مراد سال ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الحین سے مراد چھ ماہ ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حِيْنٍ کا لفظ کبھی صبح وشام کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جس نے قسم اٹھائی کہ لَا يُكَلِّمُ اَخَاهُ حِيْنًا (وہ اپنے بھائی سے ایک عرصہ کلام نہیں کرے گا)۔ ابن عباس نے فرمایا الحین سے مراد چھ ماہ ہوتے ہیں۔ پھر انہوں نے کھجور کے درخت کا ذکر کیا اس کے پھل لگنے اور اس کا پھل کاٹنے کے درمیان چھ ماہ ہوتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے فرمایا الحین کی دو صورتیں ہوتی ہیں: ایک معلوم اور دوسرا نامعلوم جو حِيْنٍ معلوم نہیں ہوتا اس کی مثال قرآن کا یہ ارشاد ہے وَ لَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ (ص) اور وہ حِيْنٍ جو معلوم ہوتا ہے اس کی مثال یہ آیت ہے تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كُلَّ حِيْنٍۭ سے مراد ہر سال ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے عمر بن عبد العزیز نے بلا بھیجا (میں آیا) تو فرمایا: اے ابن عباس کے غلام! میں نے قسم اٹھائی ہے کہ لَا اَفْعَلُ كَذَا وَ كَذَا حِيْنًا (میں ایک عرصہ تک ایسا ایسا نہیں کروں گا) جو الحین معروف ہوتا ہے وہ کتنا ہے؟ میں نے کہا: ایک حِيْنٍ وہ ہوتا ہے جس کی مدت معلوم ہوتی ہے اور ایک وہ ہوتا ہے جس کی مدت معلوم نہیں ہوتی، پہلے جس کی مدت معلوم نہیں ہوتی اس کی مثال اللہ کا یہ ارشاد ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ (الدہر) اللہ کی قسم! ہمیں معلوم نہیں کتنے عرصہ کے بعد انسان کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ۔ یہ ایک سال سے آئندہ سال تک کا عرصہ ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: اے ابن عباس کے مولیٰ! تو نے ٹھیک کہا ہے اور جو تو نے کہا ہے کتنا عمدہ ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الحین دو ماہ کا عرصہ ہے کھجور کا درخت دو ماہ پھل دار رہتا ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تُؤْتِيْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ کھجور کا پھل سردی اور گرمیوں میں کھایا جاتا ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 249 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 248 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 249 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 249

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر سات مہینوں میں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍ فرماتے ہیں یہ ہند کے اخروٹ کا درخت ہے اس کا پھل ضائع نہیں ہوتا۔ ہر مہینہ میں اٹھایا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ سے جنت کا درخت مراد ہے۔ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی ہے، سطح زمین پر اس قسم کا درخت پیدا ہی نہیں فرمایا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اوپر، نیچے پلٹا تو عربوں میں سے بہتر قریش تھے اور یہی شجرہ مبارکہ ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے۔ مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً سے مراد قرآن ہے اور كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ سے مراد قریش ہیں۔ اَصْلُهَا ثَابِتٌ یعنی قریش کی اصل بہت بڑی ہے فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ فرع سے مراد قریش کا شرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کی ہدایت عطا فرما کر شرف بخشا اور انہیں اہل اسلام سے بنایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حبان بن شعبہ عن انس بن مالک کے طریق سے روایت کیا ہے کہ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ سے مراد الشریان ہے۔ میں نے حضرت انس سے پوچھا: الشریان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا حنظلہ (اندرائن)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصخر حمید بن زیاد الخراط رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ وہ ہے جو نشہ میں استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام بیٹھے تھے۔ انہوں نے اس آیت کا ذکر کیا اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو اسے کھمبی خیال کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھمبی من سے ہے اور اس کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے اور عجوہ کھجور جنت سے ہے اور یہ زہر سے شفا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ فرماتے ہیں زمین کے اوپر سے اکھیڑی گئی ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی مثالوں کو سمجھو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ایک عالم دین سے ملا اور پوچھا كَشَجَرَةٍ خَبِیْثَةٍ کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں؟ عالم نے کہا: میں اس کا نہ زمین میں قرار جانتا ہوں، نہ آسمان میں اس کا بلند ہونا جانتا ہوں مگر یہ کہ وہ مالک کی گردن سے معلق رہے گا حتی کہ وہ قیامت کے روز اس کی وجہ سے پورا پورا بدلہ پالے گا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 245,51 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 251 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 252

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ عن ابی العالیہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص کی چادر ہوا نے اڑادی تو اس نے ہوا کو لعنت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہوا کو لعنت نہ کر، یہ مامورہ (حکم کی پابند) ہے، جو کسی ایسی چیز کو لعنت کرتا ہے جو لعنت کی مستحق نہیں ہوتی تو لعنت پھر لعنت کرنے والے کی طرف لوٹ آتی ہے۔(1)

يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾

"ثابت قدم رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو اس پختہ قول (کی برکت) سے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور بھٹکا دیتا ہے اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو اور کرتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے"۔

الطیالسی، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے البراء بن عازب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہے۔ اللہ کے اس ارشاد يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ سے یہی مراد ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت قبر کے متعلق ہے، انسان صالح ہوتا ہے تو توفیق دیا جاتا ہے، اگر اس میں خیر نہیں ہوتی تو وہ کچھ نہیں بتا سکتا۔

امام الطیالسی، ابن ابی شیبہ (نے المصنف میں) احمد بن حنبل، ہناد بن السری (نے الزہد میں) عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ کے عذاب القبر میں حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے، ہم قبر پر پہنچے تو ابھی اس کی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو ہم بھی آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے (اور ہم تعظیماً اس طرح سکون سے بیٹھے تھے) گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس کے ساتھ آپ زمین کو کرید رہے تھے، آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور دو یا تین مرتبہ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو پھر فرمایا بندۂ مومن دنیا چھوڑ کر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کی طرف سفید چہروں والے آسمان سے فرشتے آتے ہیں، ان کی چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں، ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو میں سے کچھ خوشبو ہوتی ہے حتی کہ وہ حد نظر تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے، وہ اس کے سر کے پاس بیٹھتا ہے اور کہتا ہے: اے اطمینان والے نفس! تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رضا کی طرف چل۔ پس وہ روح نکلتی ہے، وہ اس طرح آسانی سے نکلتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کے قطرے نکلتے ہیں اگرچہ تم کچھ اور دیکھ رہے ہوتے ہو۔ ملک الموت اسے پکڑتا ہے، جب وہ روح کو پکڑ لیتا ہے تو دوسرے آئے ہوئے فرشتے ایک لحہ کے لیے بھی ملک الموت کے ہاتھ میں اس روح کو نہیں چھوڑتے حتی کہ وہ لے لیتے ہیں، اسے ساتھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 252 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 254

لائے ہوئے جنتی کفن میں رکھتے ہیں اور اسے جنت کی خوشبو لگاتے ہیں۔ پس وہ کستوری جو زمین پر پائی جاتی ہے اس سے کہیں زیادہ خوشبو اس سے مہکتی ہے۔ فرشتے اس روح کو اوپر لے جاتے ہیں اور جب فرشتوں کے گروہ سے گزرتے ہیں تو وہ پوچھتے ہیں: یہ کیا پاکیزہ روح ہے۔ فرشتے کہتے ہیں: یہ فلاں بن فلاں ہے۔ وہ اس کا اچھا نام لیتے ہیں جو لوگ اسے دنیا میں بلاتے ہیں۔ حتی کہ فرشتے اس روح کو آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، وہ اس کے لیے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ تو دروازہ کھول دیا جاتا ہے ہر آسمان کے مقرب فرشتے اس روح کو اوپر والے آسمان تک الوداع کہنے جاتے ہیں حتی کہ وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس بندے کی کتاب کو علیین میں لکھو اور اسے زمین کی طرف دوبارہ لے جاؤ۔ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا اور زمین کی طرف لوٹاؤں گا اور زمین سے انہیں دوبارہ نکالوں گا۔ پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، دو فرشتے آتے ہیں اور اسے بیٹھا دیتے ہیں، اس سے پوچھتے ہیں: تمہارا رب کون ہے؟ وہ بندہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کون سا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں وہ شخص کن صفات کا مالک تھا جو تم میں مبعوث کیا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کا رسول ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا علم کیا تھا؟ وہ کہتا ہے: میں نے کتاب اللہ کو پڑھا، اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، آسمان سے منادی ندا دیتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لیے جنت سے بچھونا بچھا دو، اسے جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، پس اسے جنت کی خوشبو اور مہک آتی رہتی ہے، حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔ اس کے پاس ایک خوش شکل، خوش لباس، پاکیزہ، خوشبو والا شخص آتا ہے اور کہتا ہے تجھے مبارک ہو اس چیز کی جو تجھے مسرت بخشتی ہے، یہ وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ بندہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیرا چہرہ کیا خوب چہرہ ہے، خیر کے ساتھ آیا ہے، وہ اسے کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔ بندہ کہتا ہے: اے میرے رب! قیامت قائم کر، اے میرے رب! قیامت قائم کر تا کہ میں اپنے اہل و مال کی طرف لوٹ جاؤں۔

فرمایا کافر بندہ جب دنیا کو چھوڑ کر آخرت کی طرف چلتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے سیاہ چہرہ والے فرشتے آتے ہیں جن کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں، وہ حد نظر تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آتا ہے، وہ اس کے سر کے پاس بیٹھا ہے اور کہتا ہے: اے خبیث روح اللہ! کی ناراضگی اور غضب کی طرف چل۔ وہ اس کے جسم سے نکلتی ہے۔ روح اس کے جسم سے اس طرح نکلتی ہے جس طرح تر اون سے سیخ نکلتی ہے۔ ملک الموت اسے پکڑتا ہے پھر دوسرے فرشتے ایک لحہ کے لیے بھی اس کے پاس اس روح کو نہیں چھوڑتے حتی کہ وہ ٹاٹوں میں اسے لپیٹ دیتے ہیں۔ اس سے زمین پر پڑے مردار جیسی بدبو آتی ہے۔ فرشتے اسے لے کر اوپر جاتے ہیں۔ اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں: یہ کیسی خبیث روح ہے۔ دوسرے فرشتے کہتے ہیں: یہ فلاں ابن فلاں ہے۔ وہ اس کا براترین نام لیتے ہیں جس کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا۔ حتی کہ فرشتے اسے آسمان دنیا کی طرف لے جاتے ہیں، اس کا دروازہ کھلوایا جاتا ہے تو دروازہ نہیں کھولا جاتا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ (الاعراف: 40) پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کی کتاب کو نچلی زمین میں سجین میں لکھ دو پس اس کی روح کو پھینک دیا جاتا ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ (الحج)۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے، دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھا دیتے ہیں۔ پھر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے وہ کہتا ہے ھا، ھا مجھے تو کچھ معلوم نہیں، پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ھاء ھاء مجھے تو معلوم نہیں، تیسرا سوال کرتے ہیں وہ شخص کون تھا جو تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا وہ کہتا ہے ھاء ھاء مجھے معلوم نہیں۔ آسمان سے ندا کرنے والا ندا دیتا ہے میرے بندے نے جھوٹ کہا، اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھا دو اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو پس دوزخ کی گرمی اور گرم ہوا اس کی طرف آتی رہتی ہے اس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جاتی ہیں۔ پھر اس کے پاس قبیح شکل، قبیح لباس بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے: تجھے بشارت ہو اس کی جو تجھے برا لگے، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ بندہ پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تیرا چہرہ برائی والا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ بندہ کہتا ہے: اے رب قیامت قائم نہ فرما۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیوی زندگی میں تثبیت اس وقت ہوتی ہے جب قبر میں انسان کے پاس فرشتے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں من ربك؟ تیرا رب کون ہے (وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے) پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا نبی محمد ﷺ ہے۔ یہ دنیا میں تثبیت ہے۔(2)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس آیت کے متعلق فرماتے سنا کہ یہ قبر کے متعلق ہے۔(3)

امام ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ قبر میں سوال و جواب کے متعلق ہے: مَنْ رَّبُّكَ، وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَّبِيُّكَ۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آیت قبر کے متعلق ہے یعنی قبر میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو قول ثابت سے ثابت قدم رکھتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے عذاب قبر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری وجہ سے اہل قبور آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں اور اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

امام البزار رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ امت اپنی قبور میں مبتلا کی جاتی ہے۔ میرے ساتھ کیا ہوگا، میں ایک کمزور عورت ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 93، بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 53، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 129 (11099) دار الفکر بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 437 (12242)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی روح قبض ہونے کا ذکر کیا تو فرمایا: اس کے پاس آنے والا آتا ہے اور پوچھتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: اللہ، وہ پوچھتا ہے: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا اسلام۔ وہ پوچھتا ہے: تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پھر دوسری مرتبہ اسی طرح سوال کیے جاتے ہیں۔ وہ اسی طرح جواب دیتا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ سوال کیا جاتا ہے اور اسے سختی سے پکڑا جاتا ہے۔ وہ اسی طرح جواب دیتا ہے۔ فرمایا: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ سے یہی مراد ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے عذاب قبر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب مومن پر موت کا قریب آتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، اسے سلام کہتے ہیں اور اسے جنت کی بشارت دیتے ہیں، جب وہ مر جاتا ہے تو وہ فرشتے اس کے جنازہ کے ساتھ چلتے ہیں۔ پھر لوگوں کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں۔ جب وہ دفن کر دیا جاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے من ربك تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیرا رسول کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیری شہادت کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله۔ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا...... الآیہ سے یہی مراد ہے۔ پھر اس کی قبر حد نظر تک وسیع کی جاتی ہے۔ لیکن کافر اس پر فرشتے اترتے ہیں۔ وہ کافروں کو موت کے وقت چہروں پر اور پیٹھ پر مارتے ہیں۔ جب کافر کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اس سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کوئی جواب نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ اس کو جواب بھلا دیتا ہے۔ جب پوچھا جاتا ہے وہ رسول کون تھا جو تمہاری طرف مبعوث کیا گیا تھا اس کی بھی اسے راہنمائی نہیں ملتی۔ وہ کوئی جواب نہیں دیتا۔ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ سے یہی لوگ مراد ہیں۔ (2)

امام ابن جریر، الطبرانی اور بیہقی نے عذاب قبر میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن جب مر جاتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کی قبر انتہائی کشادہ کی جاتی ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اسے بھی بٹھایا جاتا ہے اور اس سے بھی پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں، پس اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے اور اس میں اسے عذاب بھی دیا جاتا ہے۔ پھر ابن مسعود نے یہ آیت پڑھی: وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا (طہ: 124)

ابن ابی حاتم، ابن مندہ، طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو قتادہ الانصاری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن جب فوت ہوتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد بن عبد اللہ۔ اس سے یہ تین بار سوال کیا جاتا ہے پھر دوزخ کی طرف اس کے لیے دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے: اپنا ٹھکانہ دیکھ اگر تو راہ راست سے بھٹکتا پھر اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے تو ثابت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 255　　2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 256،58

قدم رہا اس لیے جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے۔اور جب کافر مرتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، میں لوگوں کو کہتے ہوئے سنتا تھا۔ کہا جاتا ہے تو کبھی نہ جانے! پھر اس کے لیے پہلے جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے اگر تو ثابت قدم رہتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا۔ پھر اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے چونکہ تو راہ راست سے بھٹک گیا ہے اس لیے اپنی منزل دیکھ لے۔ تو اس آیت میں قول ثابت سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔اور آخرت میں ثابت قدم رکھنے سے مراد قبر میں سوال کے وقت ثابت قدم رکھنا ہے۔(1)

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن ابی عاصم نے السنۃ میں، البزار، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے عذاب القبر میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! یہ امت اپنی قبور میں مبتلا کی گئی ہے۔ جب انسان دفن کیا جاتا ہے اور اس کے دوست واحباب اس سے جدا ہو جاتے ہیں تو ایک فرشتہ آتا ہے جس کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا ہوتا ہے۔ وہ اس شخص کو بٹھا دیتا ہے اور پوچھتا ہے تو اس ذات کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ اگر وہ میت مومن ہو تو کہتا ہے اشهد ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله۔ فرشتہ کہتا ہے: تو نے سچ کہا۔ پھر اس کے لیے آگ کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور فرشتہ اسے کہتا ہے: اگر تو اپنے رب کا انکار کرتا تو تیرا یہ ٹھکانہ ہوتا، جب کہ تو ایمان لایا ہے تو تیرا یہ ٹھکانہ ہے۔ پس اس کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ پس وہ شخص اپنی جنت کی منزل کی طرف اٹھنے کا ارادہ کرتا ہے تو فرشتہ اسے کہتا ہے ٹھہر جا، پس اس کے لیے قبر میں کشادگی کر دی جاتی ہے۔ اور اگر میت کافر یا منافق ہو تو اس سے پوچھا جاتا ہے: اس آدمی کے بارے تو کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا۔ فرشتہ کہتا ہے تو کبھی نہ جانے اور نہ تجھے جاننے کی استطاعت ہو اور نہ کبھی ہدایت پائے۔ پھر اس کے لیے پہلے جنت کا درزواہ کھولا جاتا ہے۔ یہ تیرا ٹھکانہ ہوتا اگر تو ایمان لاتا۔ اب جب کہ تو نے کفر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تیرا مقام بدل دیا ہے، اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے پھر اسے ایک گرز سے مارا جاتا ہے۔ اس کی آواز جن وانس کے علاوہ سب چیزیں سنتی ہیں۔ بعض لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے اوپر ایسا فرشتہ کھڑا ہوگا جس کے ہاتھ میں کوڑا ہوگا وہ عقل گم کر بیٹھے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً یہ آیت پڑھی: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔(2)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے۔ جب دفن سے فراغت ہوئی اور لوگ واپس جانے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب میت تمہارے جوتوں کی آواز سن رہی ہے، اس کے پاس منکر نکیر فرشتے آئے ہیں، ان کی آنکھیں تانبے کی ہانڈیوں کی مثل ہیں اور ان کے دانت گائے کے سینگوں کی طرح ہیں، ان کی آواز کڑک کی مثل ہے، وہ اسے بٹھاتے ہیں۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں کہ کس کی عبادت کرتا تھا، اس کا نبی کون ہے؟ اگر وہ ایسا شخص ہو جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ کہتا

1۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 206 (1369)، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 254

ہے: میں اللہ کی عبادت کرتا تھا اور میرا نبی محمد ﷺ ہے وہ ہمارے پاس دلائل اور ہدایت لے کر آئے۔ ہم ان پر ایمان لائے اور ہم نے ان کی اتباع کی۔ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ سے یہی مراد ہے اس شخص کو کہا جاتا ہے تو یقین پر زندہ رہا، یقین پر فوت ہوا اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا پھر اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور اس کی قبر کو وسیع کر دیا جاتا ہے۔ اگر وہ شخص اہل شک میں سے ہو تو وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں میں لوگوں سے کچھ سنتا تھا جو وہ کہتے تھے میں بھی وہی کہتا تھا۔ اسے کہا جاتا ہے تو شک پر زندہ رہا، شک پر مرا اور شک پر اٹھایا جائے گا۔ پھر اس کے لیے آگ کی طرف دروازہ کھولا جاتا ہے اور اس پر بچھو اور سانپ مسلط کیے جاتے ہیں، اگر ان میں سے کوئی ایک دنیا میں پھونک مار دے تو زمین کچھ نہ اگائے، وہ سانپ اور بچھو اسے ڈسیں گے اور زمین کو مل جانے کا حکم ہوگا۔ وہ اس پر مل جائے گی حتی کہ اس کی دائیں طرف کی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں طرف کی دائیں طرف ہو جائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد (الزہد میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن حبان، طبرانی (الاوسط میں) حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ اسے چھوڑ کر واپس جاتے ہیں۔ اگر میت مومن ہو تو نماز اس کے سر پر ہوتی ہے، زکاۃ اس کی دائیں جانب اور روزہ بائیں جانب ہوتا ہے اور نیک اعمال لوگوں سے احسان وغیرہ اس کے قدموں کی جانب ہوتے ہیں۔ جب اس کی طرف سر کی جانب سے فرشتہ آتا ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں، پھر اس کی دائیں طرف سے فرشتہ آتا ہے تو زکاۃ کہتی ہے میری طرف سے کوئی مدخل نہیں۔ پھر اس کے بائیں طرف سے فرشتہ آتا ہے تو روزہ کہتا ہے میری طرف سے کوئی گزرگاہ نہیں۔ پھر اس کے قدموں کی طرف سے فرشتہ آتا ہے تو اس کے نیک اعمال، معروف اور لوگوں کے ساتھ احسان کہتا ہے میری طرف سے کوئی راستہ نہیں۔ تو اسے کہا جاتا ہے بیٹھ جا وہ بیٹھ جاتا ہے تو اسے یوں لگتا ہے کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہے، اسے کہا جاتا ہے ہم جو تجھ سے پوچھیں اس کے متعلق بتا وہ کہتا ہے مجھے چھوڑو میں نماز پڑھ لوں۔ اسے کہا جاتا ہے تو نماز پڑھ لے گا پہلے ہمارے سوالوں کا جواب دے۔ وہ کہتا ہے تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو؟ اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تم اس شخص کے بارے کیا کہتے تھے جو تم میں تھا یعنی نبی کریم ﷺ۔ وہ کہتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا رسول ہے وہ ہمارے پاس ہمارے رب کی طرف سے دلائل لے کر آئے ہم نے تصدیق کی اور ان کی اتباع کی اسے کہا جاتا ہے تو نے سچ کہا، اسی پر تو زندہ رہا، اسی پر تیرا وصال ہوا، ان شاء اللہ اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ اس کے لیے قبر حد نظر تک کشادہ کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے یہی مراد ہے: یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الخ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ اس کے لیے پہلے آگ کی طرف دروازہ کھولو، اسے کہا جاتا ہے اگر تو اللہ کی نافرمانی کرتا تو تیرا یہ مقام ہوتا، اس کی کامیابی کی خوشی میں اضافہ ہو جائے گا۔ پھر اس کا جسم اس مٹی کی طرف لوٹا دیا جائے گا جس سے وہ بنا ہوگا اور اس کی روح پاک نسیم میں رکھی جائے گی۔ یہ سفید پرندے ہیں جو جنت کے درختوں سے معلق ہیں۔

اور اگر وہ کافر ہوگا تو اس کی قبر میں سر کی طرف سے آیا جائے گا تو کچھ موجود نہ ہوگا اس کے قدموں کی طرف سے آیا جائے

گا تو کچھ نہ ہوگا وہ خوفزدہ اور مرعوب ہو کر بیٹھ جائے گا، اس سے پوچھا جائے گا تو اس شخص کے بارے کیا کہتا تھا جو تمہارے درمیان تھا اور تو اس کے متعلق کیا گواہی دیتا تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کو نہ پہچان سکے گا، اسے کہا جائے گا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔ وہ کہے گا میں لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا میں بھی وہی کہتا تھا جیسے وہ کہتے تھے، اس کو کہا جائے گا تو نے سچ کہا، اس پر تو زندہ رہا اسی پر مرا اور ان شاء اللہ تو اسی پر اٹھایا جائے گا۔ اس پر قبر اتنی تنگ ہو جائے گی کہ اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جائیں گی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے: وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا (طٰہٰ: 124) کہا جائے گا اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھولو، جنت کی طرف دروازہ کھولا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا تو یہ تیرا مقام تھا اور یہ تیرے لیے اللہ تعالیٰ نے تیار کیا تھا۔ پس اس کی حسرت اور ناکامی میں اضافہ ہوگا۔ پھر کہا جائے گا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھولو تو اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھولا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا۔ یہ تیرا ٹھکانہ ہے اور یہ اللہ نے تیرے لیے تیار کیا ہے۔ پس اس کی حسرت اور ناکامی میں اضافہ ہوگا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا الخ اور فرمایا جب قبر میں پوچھا جائے گا مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ ؟ تو وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وہ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلائل لے کر آئے، میں اس پر ایمان لایا اور میں نے تصدیق کی۔ کہا جائے گا تو نے سچ کہا، اسی پر تو زندہ رہا، اسی پر تیرا وصال ہوا اور اسی پر تو اٹھایا جائے گا۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مذکورہ آیت قبر کے فتنہ کے متعلق ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر نے المسیب ابن رافع سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت قبر کے بارے نازل ہوئی۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت اس میت کے بارے نازل ہوئی ہے جس سے قبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا جاتا ہے۔(5)

ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: یہ قبر کے بارے میں ہے اور قبر میں خطاب کے متعلق ہے۔(6)

امام ابن جریر، عبد الرزاق، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قول ثابت سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور فِي الْاٰخِرَةِ سے مراد قبر میں سوال کرنا ہے۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کلمہ طیبہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا میں خیر اور نیک اعمال کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے اور فِي الْاٰخِرَةِ سے مراد قبر میں سوالات کے وقت ثابت قدم رکھنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس آیت سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 255
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً جلد 13، صفحہ 257
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 258
7۔ ایضاً

مراد یہ ہے کہ مومن قبر میں ہوتا ہے تو اس کی آزمائش کے وقت دو آزمانے والے اس کے پاس آتے ہیں، اس سے پوچھتے ہیں مَنْ رَّبُّكَ، وَمَا دِيْنُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ ؟؟؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ فرشتے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کی وجہ سے ثابت قدم رکھا جو اسے محبوب اور پسند ہے۔ پس وہ اس کے لیے قبر کو حد نظر تک کشادہ کر دیتے ہیں اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دیتے ہیں اور کہتے ہیں: آنکھیں ٹھنڈی کر کے اس سونے والے نوجوان کی طرح سو جا جو اپنی بہتر آرام گاہ میں امن سے ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَىِٕذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِيْلًا ﴿۲۴﴾ (الفرقان)

لیکن کافر کو وہ دونوں آزمانے والے پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں وہ اسے کہتے ہیں تو کبھی نہ سمجھے اور نہ ہدایت پائے۔ پس وہ اسے آگ کے کوڑے سے مارتے ہیں۔ اس کی وجہ سے جن وانس کے علاوہ ہر جانور گھبرا جاتا ہے، پھر وہ دونوں اس کے لیے دوزخ کی طرف دروازہ کھولتے ہیں اور اس پر قبر تنگ ہو جاتی ہے حتی کہ اس کا دماغ اس کے ناخنوں اور گوشت کے درمیان سے نکل جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ وہ اس سے پوچھتے ہیں تم اس شخص کے بارے کیا کہتے تھے جو تمہارے درمیان تھا جسے محمد کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے ثبات کی تلقین فرماتا ہے۔ اور ثبات قبر پانچ ہیں۔ بندے کا کہنا کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں پھر فرشتے اسے کہتے ہیں تو ٹھہر جا۔ تو مومن ہو کر زندہ رہا۔ مومن ہو کر فوت ہوا اور مومن ہو کر اٹھے گا پھر وہ فرشتے اسے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھاتے ہیں جو عرش رحمٰن کے نور کی وجہ سے چمک رہا ہوتا ہے۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن مردویہ نے قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست واپس آتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اسے بٹھا دیتے ہیں، پھر پوچھتے ہیں: تو اس آدمی کے متعلق کیا کہتا تھا؟ ابن مردویہ نے یہ الفاظ زائد لکھے ہیں: "جو تمہارے درمیان تھا جسے محمد کہا جاتا تھا۔ فرمایا: مومن جواب میں کہتا ہے اشهد انه عبد الله ورسوله۔ اسے کہا جاتا ہے تو اپنا دوزخ میں ٹھکانہ دیکھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے جنت میں تیرا ٹھکانہ بنایا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ مومن کی قبر کو ستر ہاتھ وسیع کر دیا جاتا ہے اور اس کو سبزے سے بھر دیا جاتا ہے۔ لیکن رہا منافق اور کافر تو اسے کہا جاتا ہے کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا میں وہی کہتا ہوں جو لوگ کہتے تھے، کہا جاتا ہے نہ تو نے جانا اور نہ تو نے پڑھا۔ اس کو لوہے کے گرز سے مارا جاتا ہے، وہ شخص اتنا چیختا ہے کہ جن وانس کے علاوہ اس کے قریبی سب جانور اس کی چیخ سنتے ہیں۔ (1)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18، صفحہ 167 (70)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی نے عذاب قبر میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ امت اپنی قبور میں مبتلا کی جاتی ہے، مومن کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے جو اس سے سوال کرتا ہے تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ اللہ تعالیٰ خود اس کی راہنمائی فرماتا ہے، وہ کہتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ اس سے پوچھا جاتا ہے تو اس شخص کے بارے کیا کہتا تھا، وہ کہتا ہے یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ کچھ نہیں پوچھتا۔ وہ اسے وہ گھر دکھاتا ہے جو اس کے لیے آگ میں ہوتا ہے، اسے کہا جاتا ہے، یہ تیرا گھر ہے جو تیرے لیے آگ میں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے محفوظ رکھا اور تجھ پر رحم کیا اور تیرے لیے جنت میں گھر بدل دیا ہے۔ وہ کہتا ہے مجھے چھوڑ دو تا کہ میں جاؤں اور اپنے گھر والوں کو (اپنی کامیابی کی) بشارت دوں۔ اسے کہا جاتا ہے تو ٹھہر جا۔ اور جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اسے جھڑکتا ہے۔ اور اس سے پوچھتا ہے کہ تو کس کی عبادت کرتا تھا؟ وہ کہتا ہے مجھے معلوم نہیں وہ پوچھتا ہے تو اس آدمی کے بارے کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا ہے میں وہ کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ پس فرشتے اسے دونوں کانوں کے درمیان لوہے کے گرز سے مارتے ہیں۔ وہ اس طرح چیختا ہے کہ جن وانس کے علاوہ ساری مخلوق اس کی چیخ سنتی ہے۔(1)

امام احمد، ابن ابی الدنیا، طبرانی (الاوسط میں) اور بیہقی نے ابن الزبیر کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ سے قبر کے دو فتنہ میں ڈالنے والوں کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ امت اپنی قبور میں مبتلا کی جاتی ہے۔ جب مومن قبر میں داخل کیا جاتا ہے اور اس کے دوست واحباب اسے چھوڑ کر واپس آتے ہیں تو ایک سخت جھڑ کنے والا فرشتہ آتا ہے اور پوچھتا ہے: تو اس آدمی کے بارے کیا کہتا تھا؟ مومن کہتا ہے میں کہتا تھا اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَعَبْدُهٗ، فرشتہ کہتا ہے تو اپنا وہ ٹھکانہ دیکھ جو آگ میں تیرے لیے تیار کیا گیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے نجات دی ہے اور اس نے اس کے بدلے جنت میں تیرے لیے مکان تیار کیا ہے جس کو تو نے دیکھا ہے۔ پس مومن اپنے دونوں ٹھکانے دیکھتا ہے۔ مومن کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں اپنے اہل کو اپنی کامیابی کی بشارت دوں۔ اسے کہا جاتا ہے ٹھہر جا۔ لیکن منافق کو جب ساتھی چھوڑ کر واپس آتے ہیں تو اسے بٹھا کر پوچھا جاتا ہے: تو اس شخص کے بارے کیا کہتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، میں وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اسے کہا جائے گا تو کبھی نہ جانے۔ یہ تیرا پہلے جنت میں ٹھکانہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ دوزخ میں تیرا ٹھکانہ بنا دیا ہے۔ حضرت جابر فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے ہر شخص قبر سے اس عقیدہ پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ مرا ہو گا، مومن اپنے ایمان پر اور منافق اپنے نفاق (پر اٹھایا جائے گا)۔(2)

امام ابن ابی حاتم (نے السنہ میں) ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسفیان عن جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مومن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں: اسے جھڑکتے ہیں۔ وہ اٹھتا ہے جیسے سونے والا اٹھتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرا نبی ہے۔ ایک ندا دینے والا ندا دیتا ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا: اس کے لیے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 233، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 346

جنت سے بچھونا بچھا دو اور اسے جنت کا لباس پہنا دو۔ وہ کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں اپنی کامیابی سے اپنے گھر والوں کو آگاہ کروں گا۔ اسے کہا جاتا ہے ٹھہر جا۔

امام بیہقی نے عذاب القبر میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! تمہاری کیا حالت ہوگی جب تمہیں زمین کے اندر پہنچایا جائے گا، تیرے لیے تین ہاتھ گہرا گڑھا کو کھودا جائے گا، ایک ذراع میں ایک بالشت چوڑا ہوگا پھر تیرے پاس سیاہ رنگ کے منکر نکیر آئیں گے جو اپنے بال کھینچ رہے ہوں گے۔ ان کی آواز سخت کڑک کی طرح ہوگی۔ ان کی آنکھیں برق خاطف ہوں گی۔ وہ زمین کو اپنے دانتوں سے کھودیں گے پھر وہ تجھے بٹھا دیں گے جب کہ تو گھبرایا ہوگا، وہ تجھے ڈرائیں گے؟ حضرت عمر نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اس دن بھی اسی طرح ہوں گا جیسا آج ہوں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ کے اذن سے میں ان کے سامنے آپ کے بارے صحیح جواب دوں گا۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میت اپنے دوست واحباب کے جوتوں کی آواز سنتا ہے جب وہ واپس جانے لگتے ہیں۔ پھر وہ بیٹھتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ میرا رب ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے الاسلام۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے محمد ﷺ۔ پھر پوچھا جاتا ہے تیرا علم کیا تھا؟ وہ کہتا ہے میں نے آپ ﷺ کو پہچانا، آپ پر ایمان لایا اور جو آپ کتاب لائے اس کی تصدیق کی۔ پھر اس کے لیے حد نظر تک قبر وسیع کر دی جاتی ہے اور اس کی روح کو مومنین کی ارواح میں رکھا جاتا ہے۔

طبرانی نے الاوسط میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ دو فرشتے جو قبر میں آتے ہیں ان کے نام منکر نکیر ہیں۔ (1)

امام احمد، ابن ابی الدنیا، طبرانی، الآجری (الشریعہ میں) اور ابن عدی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبر میں فتنہ میں مبتلا کرنے والوں کا ذکر کیا، تو حضرت عمر نے عرض کی: کیا ہماری عقلیں لوٹ آئیں گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں بالکل آج کی طرح۔ حضرت عمر نے فرمایا: اس کے منہ میں پتھر۔ (2)

امام ابن ابی داؤد نے البعث میں، حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی نے عذاب القبر میں حضرت عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو چار ہاتھ گہری اور دو ہاتھ چوڑی قبر میں ہوگا اور تو منکر اور نکیر کو دیکھے گا؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! منکر نکیر کیا ہیں؟ فرمایا قبر کے دو فتنہ میں مبتلا کرنے والے وہ زمین کو اپنے دانتوں سے کریدتے ہیں، اپنے بالوں کو روندتے ہیں (یعنی ان کے لمبے بال ہوں گے)، ان کی آواز سخت کڑک کی طرح ہے، ان کی آنکھیں برق خاطف کی طرح ہیں ان کے پاس اتنا بھاری گرز ہوتا ہے، اگر سارے اہل زمین جمع ہو جائیں تو پھر بھی اسے نہ اٹھا سکیں لیکن ان دو فرشتوں پر اس کا اٹھانا میری اس لاٹھی سے بھی آسان ہے، وہ تجھے آزمائیں گے۔ اگر تو نے صحیح جواب نہ دیا تو تجھے وہ اس گرز کے ساتھ ماریں گے تو تو راکھ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں اس وقت اسی حالت پر ہوں گا؟ فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی پھر تو میں انہیں آپ کے متعلق صحیح جواب دوں گا۔

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 339، مکتبۃ المعارف الریاض
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 172، دار صادر بیروت

امام ترمذی، ابن ابی الدنیا، ابن ابی عاصم، الآجری اور البیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کے رنگ کالے اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں۔ ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ پوچھتے ہیں تو اس شخصیت کے بارے کیا کہتا تھا۔ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے (برگزیدہ) بندے اور اس کے رسول ہیں۔ وہ فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا پھر اس کے لیے قبر ستر ہاتھ لمبی اور ستر ہاتھ چوڑی کر دی جاتی ہے پھر اس کے لیے قبر میں نور بھر دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے سو جا۔ وہ کہتا ہے میں اپنے اہل وعیال کے پاس واپس جاتا ہوں کہ انہیں اپنی کامیابی کی خبر دوں۔ فرشتے کہتے ہیں تو سو جا جس طرح دلہن سوتی ہے۔ جسے گھر والوں میں سے صرف محبوب ترین فرد ہی جگاتا ہے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اسی ٹھکانہ سے اٹھائے گا۔ اگر میت منافق ہو تو وہ کہتا ہے میں لوگوں کو جو کہتے ہوئے سنتا تھا وہی کہتا تھا۔ میں نہیں جانتا۔ وہ فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے تو یہی کہے گا۔ زمین کو حکم ہوتا ہے کہ اس پر مل جا۔ پس اس کی پسلیاں ادھر کی ادھر اور ادھر کی ادھر ہو جاتی ہیں۔ اسے اسی طرح قبر میں عذاب ہوتا رہے گا حتی کہ اللہ تعالیٰ اسے اسی جگہ سے اٹھائے گا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر سے فرمایا: اس وقت تیری کیا حالت ہوگی جب تو منکر اور نکیر کو دیکھے گا؟ حضرت عمر نے پوچھا منکر نکیر کیا ہیں؟ فرمایا قبر میں فتنہ میں ڈالنے والے، ان کی آواز سخت کڑک کی طرح ہے، ان کی آنکھیں اچک لینے والی بجلی کی طرح ہیں، وہ اپنے بالوں میں چلتے ہیں، وہ اپنے دانتوں سے زمین کھودتے ہیں اور ان کے ساتھ ایک لوہے کا ڈنڈا ہوتا ہے، اگر تمام اہل زمین جمع ہو جائیں تو اسے نہ اٹھا سکیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم قبور میں فتنوں میں مبتلا کیے جاتے ہو پوچھا جاتا ہے تمہارا اس شخص کے بارے کیا علم ہے؟ مومن یا موقن کہتا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہمارے پاس دلائل اور ہدایت لے کر آئے ہم نے ان کی بات کو تسلیم کیا اور ہم نے آپ کی اتباع کی۔ کہا جاتا ہے ہمیں معلوم تھا کہ تو مومن پھر صالح تھا۔ رہا منافق یا مرتاب (شک کرنے والا) تو وہ کہتا ہے: میں نہیں جانتا میں لوگوں سے کچھ سنتا تھا پس میں وہی کہتا تھا۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو اگر وہ مومن ہو تو اس کا عمل اسے گھیر لیتا ہے فرشتہ نماز کی طرف سے آتا ہے تو نماز اسے لوٹا دیتی ہے، اسی طرح روزے کی طرف سے آتا ہے تو وہ اسے لوٹا دیتا ہے پس وہ فرشتہ اسے ندا دیتا ہے کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ جاتا ہے۔ وہ اس سے یہ پوچھتا ہے تو اس شخص کے متعلق کیا کہتا ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ آدمی پوچھتا ہے کون سا شخص؟ فرشتہ کہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، وہ کہتا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ اور تو نے یہ کیسے علم حاصل کیا۔ انسان کہتا

1۔ سنن ترمذی، کتاب الجنائز، جلد 3، صفحہ 383 (1071)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 16 (24)، دمشق

ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرشتہ کہتا ہے تو اسی (ایمان پر) زندہ رہا، اسی پر تیرا وصال ہوا اور اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ اگر وہ فاجر یا کافر ہوتا ہے تو فرشتہ اس کے پاس آتا ہے تو فرشتہ اس کے درمیان اور اپنے درمیان کوئی چیز (نماز، روزہ) نہیں پاتا۔ وہ اسے بٹھا دیتا ہے اور کہتا ہے تو اس شخص کے بارے کیا کہتا ہے: اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا، لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے سنتا تھا پس وہی کہتا تھا، فرشتہ اسے کہتا ہے اسی پر تو زندہ رہا، اسی پر تو مرا اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ پھر اس پر قبر میں ایک جانور مسلط کیا جاتا ہے جس کے پاس ایک کوڑا ہوتا ہے جس کی گانٹھ انگارہ ہوتی ہے جس طرح اونٹ کی کہان ہوتی ہے وہ (اس طرح وہ بلند ہوتی ہے) اسے مارے گا جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ اس کی آواز کو نہ سنے گا تاکہ وہ اس پر رحم کرے۔ (1)

امام احمد اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: ایک یہودی عورت میرے دروازے پر کھانا طلب کرنے کے لیے آئی تو اس نے کہا مجھے کھانا کھلاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور عذاب قبر کے فتنہ سے بچائے۔ میں اس عورت کو روکے ہوئے تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ یہودی عورت کیا کہتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا کہتی ہے؟ میں نے کہا یہ کہتی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں دجال کے فتنہ سے اور عذاب قبر کے فتنہ سے بچائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور اللہ تعالیٰ سے دجال کے فتنہ اور عذاب قبر کے فتنہ سے بچانے کی دعا کرنے لگے۔ پھر فرمایا دجال کا فتنہ اس سے ہر نبی نے اپنی امت کو ڈرایا ہے۔ میں بھی تمہیں اس سے ایسی بات کے ساتھ ڈراتا ہوں جو پہلے کسی نبی نے اپنی امت سے بیان نہیں کی ہے وہ کانا ہے، اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔ ہر مومن اسے پڑھ لے گا۔ اور رہا فتنۃ القبر تو میری وجہ سے تمہاری آزمائش ہوگی اور میرے متعلق تم سے سوال ہوگا۔ اگر انسان نیک اور صالح ہوگا تو اسے قبر میں بغیر کسی گھبراہٹ اور بغیر کسی فتنہ کے قبر میں بٹھایا جائے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا: تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا میں اسلام پر تھا۔ پھر پوچھا جائے گا: وہ شخص کیسا تھا جو تمہارے درمیان تھا؟ وہ کہے گا وہ محمد اللہ کے رسول تھے، ہمارے پاس اللہ کی طرف سے نشانیاں لائے تھے، پھر اس کے لیے آگ کی طرف سے ایک کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ اس میں دیکھے گا کہ آگ کا بعض بعض کو توڑ رہا ہے۔ اسے کہا جائے گا اس مقام کو دیکھ جس سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بچا لیا ہے۔ پھر اس کے بعد جنت کی طرف کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ اس کی رونق اور جو کچھ اس میں ہے اس کو ملاحظہ کرے گا پھر ارشاد ہوگا جنت میں یہ تیرا ٹھکانہ ہے کہا جائے گا تو یقین پر تھا اسی پر تیرا وصال ہوا اور ان شاء اللہ تجھے اس پر اٹھایا جائے گا۔ اگر برا انسان ہوگا تو اسے قبر میں بٹھایا جائے گا تو وہ گھبرایا ہوا فتنہ میں مبتلا ہوگا، اسے کہا جائے گا تو کس دین پر تھا؟ وہ کہے گا میں لوگوں سے کچھ سنتا تھا جو کہتے تھے میں بھی ویسا ہی کہتا تھا پھر اس کے لیے پہلے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ اس کی رونق اور جو اس میں ہے سب کا ملاحظہ کرے گا پھر اسے کہا جائے گا دیکھ اس مقام کو جو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے جدا کر دیا ہے پھر اس کے لیے دوزخ کی طرف کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ اس کی طرف دیکھے گا کہ آگ کا بعض بعض کو توڑ رہا ہے۔ کہا جائے گا شک پر زندگی گزارنے کی وجہ سے دوزخ میں سے یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔ اسی شک پر تیری موت واقع ہوئی اور ان شاء اللہ اسی پر تجھے اٹھایا جائے گا۔ (2)

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 352، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 139

امام احمد نے الزہد میں، ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مردے اپنی قبروں میں سات دن تک فتنہ میں ڈالے جاتے ہیں، وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کی طرف سے ان دنوں میں کھانا کھلایا جائے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں حضرت الحارث بن ابی الحرث عن عبید بن عمیر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن اور منافق دونوں آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں، مومن سات دنوں تک آزمائش میں رہتا ہے اور منافق چالیس دنوں تک آزمائش میں ہوتا ہے

امام ابن شاہین نے السنۃ میں راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: تم اپنی حجت کو سیکھو کیونکہ تم سے سوال کیا جائے گا حتی کہ انصار میں سے کسی پر موت کا وقت قریب آتا تو گھر والے اسے ان قبر کے سوالات وجوابات کی وصیت کرتے تھے، بچہ جب عقل مند ہوتا تو اسے کہتے تھے کہ جب فرشتے تم سے پوچھیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو تو کہہ اللہ میرا رب ہے، تیرا دین کیا ہے؟ تو تو کہہ اسلام میرا دین ہے، تیرا نبی کون ہے؟ تو کہہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اپنے صحابی کو دفن کر کے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر کھڑے ہو کر کہتے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزِلٍ بِهٖ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبِهٖ، وَافْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ وَاقْبَلْهُ مِنْكَ بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَثَبِّتْ عِنْدَ الْمَسَائِلِ مَنْطِقَهٗ" اے اللہ یہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، تو اس کو بہتر جگہ عطا فرمانے والا ہے۔ اس کے پہلو سے زمین کو جدا کر دے، اس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھول دے اور اس کو اپنی بارگاہ میں عمدہ قبولیت کے ساتھ قبول فرما لے اور سوالات کے وقت اس کی زبان کو ثابت رکھ"۔

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس سے گزرے جس میں آدمی کو اس وقت دفن کیا گیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا مانگو کیونکہ اب اس سے سوالات ہو رہے ہیں۔(2)

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر دی جاتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر پر کھڑے ہوتے تھے اور یہ کہتے تھے: اے اللہ! ہمارا ساتھی تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہے، اس نے دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑا ہے، اے اللہ! سوالات کے وقت اس کی زبان کو ثابت رکھ اور اس کو قبر میں ایسے فتنہ میں مبتلا نہ کر جس کی یہ طاقت نہ رکھتا ہو۔

امام طبرانی اور ابن مندہ نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی فوت ہو جائے پھر اس پر مٹی برابر کر دو تو تم میں سے کوئی ایک اس کی قبر کے سرہانے کھڑا ہونا چاہیے اور اسے یہ کہنا چاہیے: یا فلاں ابن فلانہ کیونکہ وہ سنتا ہے لیکن جواب نہیں دیتا، پھر کہے یا فلاں ابن فلانہ کیونکہ وہ سیدھا بیٹھا ہوتا ہے پھر کہے یا فلاں ابن فلانہ کیونکہ وہ کہتا ہے اِرْشِدْنَا رَحِمَكَ اللّٰهُ" ہماری راہنمائی فرما اللہ تجھ پر رحم کرے"، لیکن لوگ اس بات کا شعور نہیں

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 4
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، جلد 1، صفحہ 526 (1372)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رکھتے۔ اسے یہ کہنا چاہیے یاد کرو شہادت جس پر رہ کر دنیا چھوڑ چلا ہے یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ تو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر راضی تھا، اسلام کے دین ہونے پر خوش تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر خوش تھا اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔ منکر نکیر میں سے ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑتا ہے اور کہتا ہے ہم اس کے پاس چلیں جس کو حجت تلقین کی گئی ہے، پس اس کی حجت ان دونوں کے پیچھے ہوتی ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میت کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو پھر کیسے پکارا جائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اس کی نسبت حضرت حواء کی طرف کی جائے فلاں ابن حواء۔ (1)

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میں مر جاؤں اور تم مجھے دفن کر دینا تو کوئی شخص میرے سرہانے کھڑا ہو کر یہ کہے: اے صدی بن عجلان! دنیا میں جس شہادت پر قائم تھا اس کو یاد کر (یعنی) شَهَادَةُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

امام سعید بن منصور نے حضرت راشد بن سعد، ضمرہ بن حبیب اور حکیم بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میت پر مٹی ڈالی جائے اور لوگ واپس آنے لگیں تو میت کو قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس طرح تلقین کرنا مستحب ہے یا فلاں تو یہ تین مرتبہ کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اے فلاں! تو کہہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پھر وہ واپس آ جائے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ قبر میں میت کو رکھنے کے بعد یہ کہنا پسند کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میت سے سوال کیا جاتا ہے من ربك تو اسے شیطان ایک شکل میں دکھائی دیتا ہے اور اسے اپنی طرف اشارہ کرتا ہے میں تیرا رب ہوں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ سب مومن قبروں میں آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شہید کے سر پر تلواروں کی چمک بطور فتنہ کفایت کرتی ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک اشعری شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات سال خدمت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا ہم پر حق ہے۔ اسے بلاؤ، وہ ہم سے اپنا کوئی مطالبہ کرے، صحابہ کرام نے اس شخص کو بلایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی کوئی حاجت پیش کر۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے صبح تک اجازت دیں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استخارہ کر لوں۔ جب صبح ہوئی تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلایا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے قیامت کے روز شفاعت کا سوال کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ۔ فرمایا اپنے نفس پر کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کر۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن ابی شبیب رضی اللہ عنہ سے راوی کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، جلد 3، صفحہ 66، دار الفکر بیروت
2۔ سنن نسائی، باب الشہید، جلد 4، صفحہ 99، دار الحدیث القاہرہ

حجاج کے زمانہ میں میں نے جمعہ پڑھنے کا ارادہ کیا، میں نے جانے کی تیاری کی تو مجھے خیال آیا میں کہاں نماز پڑھنے جار ہا ہوں اور کس کے پیچھے نماز پڑھنے جار ہا ہوں۔ میں جانے اور نہ جانے کی کشمکش میں تھا کہ کمرے کی ایک جہت سے آواز آئی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (الجمعۃ:9) میمون فرماتے ہیں: ایک دفعہ میں ایک کتاب لکھ رہا تھا تو میرے سامنے ایک ایسی چیز آئی کہ اگر میں اسے لکھ دیتا تو وہ میری کتاب کے لیے زینت بن جاتی جب کہ میں نے جھوٹ بولا ہوتا۔ اور اگر میں اسے ترک کر دیتا تو وہ میری کتاب میں قدح کا باعث ہوتی جب کہ میں سچا ہوتا۔ میں کبھی خیال کرتا کہ لکھ دوں۔ پھر خیال آتا کہ نہ لکھوں۔ میں نے اسے نہ لکھنے کا پروگرام طے کر لیا پھر کمرے کی ایک طرف سے آواز آئی، یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّ اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ
الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾ وَ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا
لِّیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِهٖ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِیْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ
لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ
عَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَ لَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ
الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَ
سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِ وَ سَخَّرَ
لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا
نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾

”کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے اور اتارا اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر میں (یعنی دوزخ میں) جھونکے جائیں گے اس میں اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے اور بنا لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے مدمقابل تا کہ بھٹکا دیں (لوگوں کو) اس کی راہ سے۔ آپ (انہیں) فرمائیے (کچھ وقت) لطف اٹھا لو، پھر یقیناً تمہارا انجام آگ کی طرف ہے آپ فرمائیے میرے بندوں کو جو ایمان لائے ہیں کہ وہ صحیح صحیح ادا کیا کریں نماز اور خرچ کیا کریں اس سے جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ

اس سے بیشتر کہ آجائے وہ دن جس میں نہ کوئی خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو اور اتارا بلندی سے پانی پھر پیدا کیے اس پانی سے پھل تمہارے کھانے کے لیے اور اس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے کشتی کو تاکہ وہ چلے سمندر میں اس کے حکم سے اور تابع فرماں کر دیا تمہارے لیے دریاؤں کو اور مسخر کر دیا تمہارے لیے آفتاب و مہتاب کو جو برابر چل رہے ہیں اور مسخر کر دیا تمہارے لیے رات اور دن کو اور عطا فرمایا تمہیں ہر اس چیز سے جس کا تم نے اس سے سوال کیا۔ اور اگر تم گننا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم ان کا شمار نہیں کر سکتے۔ بے شک انسان بہت زیادتی کرنے والا، از حد ناشکرا ہے''۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا الخ کے تحت روایت کیا ہے: یہ تبدیل کرنے والے اور ناشکرے کفار مکہ ہیں۔(1)

امام بخاری (نے اپنی تاریخ میں)، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں تبدیل کرنے والوں اور ناشکروں سے مراد بنومغیرہ اور بنوامیہ ہیں۔ بنومغیرہ کا بدر کی جنگ میں تم نے کام تمام کر دیا اور بنوامیہ کو کچھ عرصہ تک لطف اندوز ہونے دیا گیا۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عباس سے کہا: اے امیر المومنین! اس آیت کریمہ میں کون لوگ مراد ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے قریش کے دو فاجر ترین قبائل مراد ہیں، میرے ماموں اور تمہارے چچے، میرے ماموؤں کو اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز تہس نہس کر دیا اور تمہارے چچوں کو کچھ عرصہ مہلت دی گئی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کریمہ میں قریش کے دو فاجر قبیلے مراد ہیں یعنی بنوامیہ اور بنومغیرہ۔ بنومغیرہ کی اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز نسل ہی ختم کر دی اور بنوامیہ کو کچھ عرصہ لطف اندوز ہونے دیا گیا۔(3)

امام عبدالرزاق، الفریابی، النسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری (نے المصاحف میں) ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ کفار کے فاجر لوگ ہیں، جن کی بدر کی جنگ میں میں نے سرکوبی کی، فرمایا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکہف: 104)'' یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دنیوی زندگی کی آرائش میں کھو گئی) سے مراد اہل حروراء (یعنی خارجی لوگ) ہیں''۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: بنوامیہ اور بنومخزوم ابوجہل کا گروہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 260 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 246، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ارطاۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا سے مراد قریش کے علاوہ دین سے بری لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی حسین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالب کھڑے ہوئے اور فرمایا کیا کوئی مجھ سے قرآن کی تفسیر پوچھنے والا نہیں؟ اللہ کی قسم! اگر کسی کو میں آج جانتا ہوتا کہ وہ مجھ سے قرآن کا زیادہ عالم ہے اور وہ سمندروں سے پار ہوتا تو میں اس کے پاس جاتا۔ عبداللہ بن الکواء رضی اللہ عنہ اٹھے اور پوچھا: اس آیت میں کون لوگ مراد ہیں اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا فرمایا مشرکین قریش ان کے پاس ایمان کی نعمت پہنچی لیکن انہوں نے اپنی قوم کے لیے ہلاکت کے گھر کو بدلا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، حاکم رحمہم اللہ (نے الکنی میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ کفار قریش ہیں جو جنگ بدر میں قتل کیے گئے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں جنگ بدر کے مشرکین مراد ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت نافع عن ابن عمر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں وہ کفار قریش مراد ہیں جو جنگ بدر میں قتل کیے گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت ان قریشیوں کے متعلق نازل ہوئی جو جنگ بدر میں قتل کیے گئے۔ بدلنے والے قریش تھے اور نِعْمَتَ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم یہ بیان کرتے تھے کہ اس آیت سے مراد اہل مکہ ہیں، ابوجہل اور اس کے ساتھی جن کو اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر میں غارت کیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جبلہ بن ایہم اور اس کے متبعین عرب ہیں جو روم چلے گئے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ یعنی جوان کے اطاعت شعار ان کی قوم میں سے تھے انہیں ہلاکت کے گھر میں اتارا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دَارَ الْبَوَارِ سے مراد دوزخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آگے خود ہی اس کی وضاحت فرمائی اور تجھے بیان کیا کہ اس سے مراد جہنم ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا کے تحت روایت کیا ہے کہ ان کا گھر آخرت میں جہنم ہوگا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 261 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 263 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 264 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

عبد بن حمید، ابن المنذر رنے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ جَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے خدا کے شریک ٹھہرائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم اپنی موت تک لطف اندوز ہوتے رہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ دنیا میں بیوع اور دوستیاں ہیں جن کے ساتھ وہ دنیا میں (برادریاں) اور دوستیاں قائم کرتے ہیں۔ پس انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس سے دوستی اختیار کر رہا ہے اور کس سے سنگت بنا رہا ہے۔ اگر تو وہ دوستی رضاء الٰہی کے لیے ہے تو وہ اس کو ہمیشہ قائم رکھے۔ اور اگر اسکے علاوہ کوئی اور مقصد ہے تو پھر اسے جان لینا چاہیے کہ دنیا کی دوستی قیامت کے روز دشمنی میں بدل جائے گی سوائے متقین کی دوستی کے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ کے تحت روایت کیا ہے: ہر شہر کے ساتھ تمہارے لیے دریا مسخر کر دیئے ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآىِٕبَيْنِ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج اور چاند اطاعت الٰہی میں برابر چل رہے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہما اللہ (نے العظمہ میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورج چھوٹی نہر کی مانند ہے، وہ دن کے وقت اپنے فلک میں آسمان میں چلتا ہے پھر جب غروب ہوتا ہے تو رات کے وقت زمین کے نیچے اپنے فلک میں چلتا ہے حتی کہ پھر مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ یہی کیفیت چاند کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ فرماتے ہیں ہر وہ چیز جس کا تم نے اس سے سوال کیا وہ اس نے تمہیں عطا فرما دی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر ررحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ چیز جس کا تم نے سوال کیا اور جس کا تم نے سوال نہیں کیا وہ تمہیں عطا فرما دی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت طلق بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا حق اتنا بھاری ہے کہ بندوں کے لیے اس کی ادائیگی ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بندوں کے شمار سے بھی زیادہ ہیں۔ لیکن بندے صبح شام توبہ کرنے والے ہو جائیں۔(6)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بھی کوئی بندہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 266　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 267
4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 268　6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 269

الحمدللہ کہتا ہے، اس پر الحمدللہ کہنے کی وجہ سے ایک نعمت واجب ہو جاتی ہے۔ پوچھا اس نعمت کی جزا کیا ہے؟ فرمایا اس کی جزا یہ ہے کہ وہ پھر الحمدللہ کہے۔ پھر اسے ایک دوسری نعمت ملے گی پس یہ نعمتوں کا سلسلہ ختم ہی نہیں ہوگا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت سلیمان التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی شان کے لائق انعام فرماتا ہے اور انہیں شکر کا مکلف ان کی طاقت کے مطابق کرتا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت بکر بن عبداللہ المزنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اے ابن آدم! اگر تو اپنے اوپر کی گئی نعمتوں کی مقدار پہچاننا چاہتا ہے تو اپنی آنکھوں کو بند کر۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے صرف اپنے اوپر کھانے اور پینے کی نعمتوں کو ہی جانا اس کا علم کم ہے اور اس کا عذاب قریب ہے۔(4)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں کی کہ اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی پہچان کرا دی۔ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بندوں کے لیے آخرت میں اس طرح لازم ہے جس طرح دنیا میں پانی۔(5)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ کا اہل جہنم پر بھی احسان ہے۔ اگر وہ چاہتا کہ انہیں آگ سے بھی شدید عذاب دے تو وہ انہیں عذاب دے سکتا تھا۔(6)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے محمد بن صالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کسی عالم نے یہ آیت کریمہ جب تلاوت فرمائی وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا تو فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے نعمت کی معرفت سے تقصیر کو معرفت بنایا جیسے اس نے کسی کے لیے ادراک کو غیر ادراک سے زیادہ علم قرار نہیں دیا اور اپنی نعمت کی معرفت سے تقصیر کو شکر قرار دیا جیسا کہ اس نے اس کی عدم معرفت کے اعتراف کو شکر قرار دیا اور اسی کو ایمان قرار دیا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ بندے اس سے آگے تجاوز نہیں کر سکتے۔(7)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوایوب القرشی مولی بنی ہاشم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی! اے میرے پروردگار! مجھے اپنی وہ ادنی سے ادنی نعمت بتا جو تو نے مجھ پر کی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے داؤد! سانس پر سانس لینا۔ فرمایا یہ میری تجھ پر ادنی نعمت ہے۔(8)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک عابد نے اللہ تعالیٰ کی پچاس سال عبادت کی، اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ اس نے عرض کی: یارب! تو نے میرا کیا معاف کیا ہے؟ میں نے تو گناہ ہی نہیں کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن میں ایک رگ میں تکلیف جاری فرما دی جس کی وجہ سے نہ وہ

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 99، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 138، (4578)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 112، (4465)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 113، (4467)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 119 (4500)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 138، (4577)
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 152 (4624)
8۔ ایضاً (4623)

سویا اور نہ نماز ادا کی پھر اسے سکون ملا تو وہ رات بھر سویا رہا، اس نے اس تکلیف کی شکایت کی اور کہا کہ مجھے یہ رگ کی تکلیف کیوں ہوئی ہے؟ فرشتے نے کہا: تیرا رب فرماتا ہے کہ تیری پچاس سال کی عبادت اس رگ کے سکون کے برابر ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ظُلْمِيْ وَ كُفْرِيْ۔ اے اللہ میرے ظلم اور ناشکری کو معاف فرمادے۔ کسی نے کہا اے امیر المومنین! یہ ظلم اور یہ کفر کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِيْ وَ بَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

"اور (اے حبیب) یاد کرو جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب بنادے اس شہر کو امن والا اور بچالے مجھے اور میرے بچوں کو کہ ہم پوجا کرنے لگیں بتوں کی اے میرے پروردگار! ان بتوں نے تو گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو، پس جو کوئی میرے پیچھے چلا تو وہ میرا ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی (تو اس کا معاملہ تیرے سپرد ہے) بے شک تو غفور رحیم ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ..... الآیہ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا آپ کی اولاد کے بارے قبول فرمائی۔ آپ کی دعا کے بعد آپ کی اولاد میں سے کسی نے بت کو معبود نہیں بنایا اور اس شہر کو امن والا بنایا اور اس شہر (مکہ) والوں کو پھلوں سے رزق عطا فرمایا اور ان کو امام بنایا اور آپ کی اولاد کو نمازی بنایا اور آپ کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا، آپ کو مناسک حج سکھائے اور خصوصی نظر کرم فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں ھن ضمیر کا مرجع الْاَصْنَامَ ہیں۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فرماتے ہیں: حضرت خلیل علیہ السلام کے اس قول کو سنو، اللہ کی قسم! نہ تو وہ لوگ لعنت کرنے والے تھے اور نہ طعن کرنے والے تھے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ اللہ کے بندوں میں برے ترین لوگ لعنت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تھی: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ (المآئدۃ) "اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے"۔(3)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 151 (4622)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 270، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 71-270

فرمایا: میں نے عربوں کے لیے دعا کی تو میں نے کہا: اے اللہ! جوان میں سے تیری ملاقات کرے جب کہ وہ مومن ہو، تجھ پر یقین رکھنے والا ہو تیری ملاقات کی تصدیق کرنے والا ہو تو اسے زندگی میں ہی بخش دے۔ یہ ہمارے باپ ابراہیم کی دعا ہے اور قیامت کے روز حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور اس دن میرے جھنڈے کے قریب ترین لوگ عرب ہوں گے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس انصار کے چھ آدمیوں کا ایک گروہ آیا، نبی کریم ﷺ جمرۃ العقبہ کے پاس ان کے لیے بیٹھے پھر آپ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت اور دین کی مدد کرنے کی دعوت دی۔ انصار نے نبی کریم ﷺ سے وحی سننے کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے ان کے سامنے سورۂ ابراہیم کی یہ آیات پڑھیں: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ الخ۔ لوگوں نے جب یہ آیات سنیں تو جھک گئے اور ڈر گئے اور جو کچھ آپ ﷺ نے سنایا اسے قبول کیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم کے اس قول وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ کے بعد آزمائش سے کون محفوظ ہو سکتا ہے۔ (1)

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم کی اس دعا کی برکت سے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کوئی بھی بتوں کی عبادت نہیں کرتا تھا، پوچھا گیا کہ اس دعا میں حضرت اسحٰق کی اولاد اور باقی تمام اولاد ابراہیم کیسے داخل نہیں ہے؟ فرمایا آپ نے اس شہر (مکہ) والوں کے لیے دعا فرمائی کہ وہ بتوں کی عبادت نہ کریں اور ان کے لیے امن کی دعا فرمائی۔ آپ نے کہا اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا اپنے تمام شہروں کے لیے دعا نہیں مانگی تھی۔ آپ نے دعا کی وَّ اجْنُبْنِیْ وَ بَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ اس دعا میں آپ نے اہل مکہ کو ہی خاص فرمایا۔ عرض کی: رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ الخ۔

رَبَّنَاۤ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْىِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَ ارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾

"اے ہمارے رب! میں نے بسا دیا ہے اپنی کچھ اولاد کو اس وادی میں جس میں کوئی کھیتی باڑی نہیں تیرے حرمت والے گھر کے پڑوس میں، اے ہمارے رب! یہ اس لیے تاکہ وہ قائم کریں، نماز پس کر دے لوگوں کے دلوں کو کہ وہ شوق و محبت سے ان کی طرف مائل ہوں اور انہیں رزق دے پھلوں سے تاکہ وہ (تیرا) شکر ادا کریں"۔

امام الواقدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے عامر بن سعد عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سارہ علیہا السلام حضرت ابراہیم کے عقد نکاح میں تھیں۔ کچھ عرصہ گزر گیا لیکن اولاد نہ ہوئی۔ جب حضرت سارہ نے دیکھا کہ میرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 270

بطن سے حضرت ابراہیم کی اولاد نہیں ہو رہی تو انہوں نے اپنی لونڈی حضرت ہاجرہ، حضرت ابراہیم کو ہبہ کر دی۔ حضرت ہاجرہ قبطیہ لونڈی تھیں، ان کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت سارہ کو بشری تقاضا کے مطابق حضرت ہاجرہ پر غصہ آنے لگا اور ان پر آپ عتاب کرنے لگیں۔ آپ نے قسم اٹھا دی کہ میں اس کے تین اعضا کاٹوں گی۔ حضرت ابراہیم نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ تو اپنی قسم پوری کرنا چاہتی ہے؟ حضرت سارہ نے فرمایا: میں یہ قسم کیسے پوری کروں؟ فرمایا تو ہاجرہ کے کان چھید دے اور اس کا ختنہ کر دے۔ حضرت سارہ نے ایسا کر دیا۔ حضرت ہاجرہ نے اپنے کانوں کے سوراخوں میں بالیاں ڈال دیں تو انہوں نے حضرت ہاجرہ کے حسن میں مزید اضافہ کر دیا۔ حضرت سارہ نے کہا: شاید میں نے اس کے حسن میں اضافہ کر دیا ہے۔ حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم کو اس کے ساتھ نہ رہنے پر مجبور کیا تو اس سے حضرت ابراہیم کو انتہائی غصہ اور پریشانی لاحق ہوئی۔ حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ کو مکہ مکرمہ چھوڑ آئے اور آپ ملک شام سے ہر روز براق پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ کی ملاقات کے لیے جاتے تھے کیونکہ آپ کو ہاجرہ سے انتہائی محبت تھی اور اس کی جدائی پر صبر بہت کم تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡكَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل اور آپ کی والدہ کو ٹھہرایا تھا۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے عرض کی: فَاجۡعَلۡ اَفۡـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهۡوِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ اگر آپ فَاجۡعَلۡ اَفۡـِٕدَةَ النَّاسِ تَهۡوِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ کہتے تو آپ پر ترک اور رومی بھیڑ کر دیتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اَفۡـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ کہا اگر آپ اَفۡـِٕدَةَ النَّاسِ کہتے تو فارس اور روم آپ پر بھیڑ کر دیتے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عکرمہ، طاؤس، عطاء بن ابی رباح سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: بیت اللہ شریف کی طرف لوگوں کے دل مائل ہیں، وہ اس کی طرف آتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کی مکہ مکرمہ کا حج کرنے کی خواہش ہے۔(3)

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر نے قتادہ سے تَهۡوِیۡۤ اِلَیۡهِمۡ کا معنی تَنۡزِعُ اِلَیۡهِمۡ کیا ہے (ان کی طرف کھنچا چلا آنا)۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن مسلم الطائفی سے روایت کیا ہے: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حرم کے لیے دعا فرمائی اور کہا کہ اہل حرم کو پھلوں سے رزق عطا فرما تو اللہ تعالیٰ نے فلسطین سے الطائف کو نقل کر دیا۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شام کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات کو طائف میں رکھ دیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 275 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 276 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 277 5۔ ایضاً

سے مراد مکہ ہے جہاں اس وقت کوئی کھیتی باڑی نہیں تھی۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر برائی سے پاک فرمایا، اس کو قبلہ بنایا اور اپنا حرم بنایا اور اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام نے اس کو اپنی اولاد کے لیے منتخب فرمایا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا۔ یہ وہ گھر ہے جس کے پہلے والی (طسم) کے لوگ تھے۔ انہوں نے اس میں نافرمانی کی، اس کی حرمت کو حلال سمجھا، پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔ اے معاشر قریش! پھر تم اس کے والی ہو، پس تم اس میں نافرمانی نہ کرو اور اس کے حق کو خفیف نہ سمجھو اور اس کی حرمت کو حلال نہ جانو، اس میں ایک نماز دوسری جگہوں کی بنسبت لاکھ نماز سے افضل ہے اور اس میں گناہ کی بھی یہی کیفیت ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجاء کی کہ لوگ مکہ میں رہائش کو پسند کریں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے کہ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اس طرح کہ جسم سے دل نکل کر وہاں پہنچنا چاہتا ہو، اسی وجہ سے ہر مومن کا دل کعبہ کی محبت سے معلق ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر ابراہیم علیہ السلام اَفْئِدَةَ النَّاسِ کہتے تو یہود، نصاریٰ اور تمام لوگ اس پر غالب آ جاتے لیکن آپ نے اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ فرما کر مومنین کو خاص فرما دیا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ وَاجْعَلْ اَفْئِدَةَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ۔ اے اللہ! ان کے صاع اور مد میں برکت نازل فرما اور لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا نُعْلِنُ ۭ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿٣٨﴾ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَي الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاۗءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ڛ اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 274 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 75-274 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 277 4۔ ایضاً

يُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ﴿۴۳﴾

''اے ہمارے رب! یقیناً تو جانتا ہے جو ہم (دل میں) چھپائے ہوئے ہیں اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں اور کوئی چیز مخفی نہیں ہے اللہ تعالیٰ پر نہ زمین میں اور نہ آسمان میں سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے عطا فرمائے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحٰق (جیسے فرزند)۔ بلاشبہ میرا رب بہت سننے والا ہے دعاؤں کا میرے رب! بنا دے مجھے نماز کو قائم کرنے والا اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب! میری یہ التجا ضرور قبول فرما اے ہمارے رب! بخش دے مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔ اور تم یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ بے خبر ہے ان کرتوتوں سے جو یہ ظالم کر رہے ہیں، وہ تو انہیں صرف ڈھیل دے رہا ہے اس دن کے لیے جب کہ (مارے خوف کے) کھلی کی کھلی رہ جائیں گی آنکھیں بھاگم بھاگ جا رہے ہوں گے اپنے سر اٹھائے ہوئے ان کی پلکیں نہیں جھپکتی ہوں گی اور ان کے دل (دہشت سے) اڑے جا رہے ہوں گے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کی محبت جو ہم چھپائے ہوئے ہیں اور ان کے لیے جو جفا ہم ظاہر کرتے ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت اسماعیل کے بہت عرصہ بعد اسحٰق عطا فرمایا۔(2)

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کو ایک سو سترہ سال بعد اولاد کی بشارت دی گئی۔

امام ابن المنذر نے ابن جریج سے رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیشہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے کچھ لوگ فطرتاً اسلام پر رہیں گے اور قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہیں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے دعا مانگی تھی وہ مجھے اپنے حصہ کے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب اور خوش کن ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، الخرائطی نے مساوی الاخلاق میں میمون بن مہران سے وَ لَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ مظلوم کے لیے باعث تسلی ہے اور ظالم کے لیے وعید ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں لاولد شخص تھا، جب وہ بنی اسرائیل کے بچوں میں سے کسی بچے کو زیور پہنے ہوئے دیکھتا تو اسے دھوکہ دے کر گھر لے جاتا اور وہاں اسے قتل کر کے تہہ خانہ میں پھینک دیتا۔ ایسے ہی وہ مشغلہ میں تھا کہ اسے دو بچے نظر آئے جو آپس میں بھائی تھے اور دونوں نے زیور پہنے ہوئے تھے۔ اس نے دونوں کو اپنے گھر میں داخل کیا پھر انہیں قتل کیا اور تہہ خانہ میں پھینک دیا۔ اس شخص کی بیوی مسلمان تھی جو اسے اس فعل شنیع سے منع کرتی تھی۔ وہ اسے کہتی کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کے انتقام سے ڈراتی ہوں۔ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 273 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 278 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 279

کہتا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی فعل پر گرفت کرنی ہوتی تو مجھے فلاں دن گرفتار کر دیتا جس دن میں نے ایسا ایسا کیا تھا۔ بیوی اسے کہتی ابھی تیرا صاع نہیں بھرا جب تیرا صاع (پیمانہ) بھر جائے گا تو تو پکڑ لیا جائے گا۔ جب اس نے مذکورہ دونوں بھائیوں کو قتل کیا تو ان کا باپ ان کی تلاش میں نکلا لیکن اسے کوئی ایسا شخص نہ ملا جو ان کی خبر دیتا۔ وہ شخص بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے کسی نبی کے پاس آیا اور اپنے بچوں کی گمشدگی کا ذکر کیا۔ اس نبی کریم صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم نے انہیں فرمایا: کیا ان کے پاس کوئی کھلونا تھا جس کے ساتھ وہ کھیلتے تھے؟ ان کے والد نے کہا: ہاں ان کا ایک چھوٹا کتا تھا، اس نبی علیہ السلام نے اس کتے کے بچے کے سامنے اپنی انگوٹھی رکھی۔ پھر اسے چھوڑ دیا، اس شخص سے فرمایا: جس گھر میں یہ داخل ہوگا اس میں ان بچوں کی خبر ملے گی، وہ کتے کا بچہ سارے گھروں کے پاس سے گزرتا ہوا ایک گھر میں داخل ہوا، لوگ بھی اس کے پیچھے گھر میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے دونوں بچوں کو ایک اور بچے کے ساتھ مقتول پایا جن کو اس ظالم شخص نے تہہ خانہ میں پھینک دیا تھا۔ لوگ اس ظالم کو پکڑ کر اپنے نبی کے پاس لے گئے تو انہوں نے اسے سولی پر لٹکانے کا حکم دیا، جب وہ سولی کی لکڑیوں پر چڑھایا گیا تو اس کی بیوی آئی اور کہا: اے فلاں! میں تجھے اس دن سے ڈراتی تھی اور میں تجھے بار بار کہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھے چھوڑے گا نہیں اور تو کہتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑنا ہوتا تو اس دن پکڑ لیتا جب میں نے ایسا ایسا کیا تھا اور میں نے تجھے یہ کہا تھا کہ ابھی تیرا صاع نہیں بھرا ہے۔ آج تیرا یہ صاع بھر چکا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ اس دن ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی پلکیں بھی نہ جھپکیں گی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مُهْطِعِيْنَ کا معنی اس طرح ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ہے کہ آنکھ نہ جھپکے مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ اپنے سر اٹھائے ہوئے، آنکھیں کھلی ہوں گی اور وَ اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ان کے دلوں میں کوئی خیر نہ ہوگی جیسے بے آب و گیاہ زمین ہوتی ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مُهْطِعِيْنَ کا معنی ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی جلدی سے دوڑنا نقل کیا ہے۔(5)

امام ابن الانباری نے الوقف میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے مُهْطِعِيْنَ کا مطلب پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا "المهطع" کہتے ہیں دیکھنے والے کو۔ شاعر نے اس معنی میں اس لفظ کو استعمال کیا ہے:

اِذَا دَعَانَا فَاَهْطَعْنَا لِدَعْوَتِهٖ   دَاعٍ سَمِيْعٌ فَلَفُّوْنَا وَ سَاقُوْنَا

پھر نافع نے پوچھا مجھے مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ کے متعلق بتائیے المقنع کون ہوتا ہے؟ ابن عباس نے فرمایا: اپنے سر کو اٹھانے

1۔ شعب الایمان، باب فی محوات الذنوب، جلد 5، صفحہ 462 (7294)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 279
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 280,82,83,84
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 280
5۔ ایضاً

والا۔ اسی معنی میں یہی لفظ کعب بن زہیر نے استعمال کیا ہے:

هَجَانٌ وَ حُمْرٌ مُقْنِعَاتٌ رُؤُوْسَهَا وَاَصْفَرُ مَشْمُوْلٌ مِّنَ الزَّهْرِ فَاقِعُ

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت تمیم بن خدام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **مُهْطِعِيْنَ** کا معنی خودسر بنانا ہے۔ جب انسان کی آنکھوں کے سامنے سے شرم اٹھ جائے تو عرب جمع کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کا معنی اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ اپنے سر اٹھائے ہوئے ہوں گے اور وہ آئیں گے دراں حالیکہ وہ دیکھ رہے ہوں گے ٹکٹکی باندھ کر اور ان کے دل ان کے خوف سے ان کے حلق تک دھڑک رہے ہوں گے، ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی جہاں ان کو قرار ملے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَ اَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ یعنی ان میں کچھ بھی نہ ہوگا وہ ان کے سینوں سے نکلیں گے پھر ان کے حلقوں میں اٹک جائیں گے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اَفْئِدَتُهُمْ هَوَآءٌ وہ پھٹے ہوئے ہوں گے انہیں کچھ یاد نہ ہوگا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ اس طرح قبروں سے اٹھیں گے سر جھکا ہوگا اور دائیں ہاتھ کو سینے پر باندھا گیا ہوگا۔

وَ اَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ؕ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ﴿۴۴﴾ وَّ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ؕ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ وَ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾ وَ تَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 285 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 284

"(اے میرے نبی!) ڈرائیے لوگوں کو اس دن سے جب آئے گا ان پر عذاب تو بول اٹھیں گے ظالم، اے ہمارے رب! ہمیں مہلت دے تھوڑی دیر کے لیے ہم تیری دعوت پر لبیک کہیں گے اور ہم رسولوں کی پیروی کریں گے۔ (اے کافرو!) کیا تم قسمیں نہیں اٹھایا کرتے تھے اس سے پہلے کہ تمہیں یہاں سے کہیں جانا نہیں ہے۔ اور تم آباد تھے ان لوگوں کے (متروکہ) گھروں میں جنہوں نے ظلم کیے تھے اپنے آپ پر اور یہ بات تم پر خوب واضح ہو چکی تھی کہ کیسا برتاؤ کیا تھا ہم نے ان کے ساتھ اور ہم نے بھی بیان کی تھیں تمہارے لیے (طرح طرح کی) مثالیں اور انہوں نے اپنی طرف سے بڑی فریب کاریاں کیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے پاس ان کے مکر کا توڑ تھا اگرچہ ان کی چالیں اتنی زبردست تھیں کہ ان پر پہاڑ اکھڑ جاتے تھے تم یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرنے والا ہے اپنے رسولوں سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا زبردست ہے (اور) بدلہ لینے والا ہے یاد کرو اس دن کو جب کہ بدل دی جائے گی یہ زمین دوسری (قسم کی) زمین سے اور آسمان بھی (بدل دیئے جائیں گے) اور سب لوگ حاضر ہو جائیں گے اللہ کے حضور میں (وہ اللہ) جو ایک ہے (اور) سب پر غالب ہے۔ اور تم دیکھو گے مجرموں کو اس روز کہ جکڑے ہوئے ہوں گے زنجیروں میں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اَنْذِرِ النَّاسَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اے حبیب مکرم! آپ انہیں دنیا میں عذاب آنے سے پہلے ڈرائیے۔ (1)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ سے مراد قیامت کا دن ہے اور اَجَلٍ قَرِیْبٍ سے مراد دنیا میں عمل کرنے کی مدت ہے۔ اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ اس آیت میں وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ (النحل: 38) کی طرف اشارہ ہے۔ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ یعنی دنیا سے آخرت کی طرف منتقل ہونا نہیں ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ دوزخی کہیں گے: رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ نَتَّبِعِ الرُّسُلَ تو جواب دیا جائے گا اَوَ لَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۙ وَّ سَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ تَبَیَّنَ لَكُمْ كَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَ ضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ؕ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ۔ (3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ کے تحت روایت کیا ہے: جس کیفیت میں تم تھے تم کہتے تھے کہ یہاں سے ہم نے ادھر نہیں جانا جس طرح تم کہتے ہو۔

ابن ابی حاتم نے السدی سے مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم کہتے تھے کہ مرنے کے بعد اٹھنا نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے وَّ سَكَنْتُمْ فِیْ مَسٰكِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ یعنی تم قوم نوح، عاد، ثمود اور ان کے درمیان دوسری قومیں گزری ہیں، ان کے متروکہ مکانوں میں رہے جنہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 286 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 87-286 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 287

ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو بھیجا، کتابیں نازل فرمائیں، تمہارے لیے مثالیں بیان فرمائیں۔ ان تمام حقائق سے کوئی بہرہ ہی بہرہ رہ سکتا ہے۔ اور کوئی ازلی نامراد ہی خائب و خاسر ہو سکتا ہے پس اللہ کے حکم کو سمجھو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَّ سَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم نے بھی ان کے اعمال کی طرح اعمال کیے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَمْثَالَ سے مراد الاشباہ ہیں۔(2)

ابن جریر نے ابن عباس سے وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اگر چہ ان کا مکر ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ اکھڑ جاتے۔(3)

امام ابن جریر، ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چار مقامات پر ان، ما کے معنی میں استعمال ہوا ہے (۱) وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ یعنی مَامَكْرُهُمْ۔ (۲) لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ۝ یعنی مَاكُنَّا فَاعِلِيْنَ۔ (۳) اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ یعنی مَا كَانَ لِلرَّحْمٰنِ مِنْ وَّلَدٍ (۴) وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ یعنی مَامَكَّنَّا كُمْ فِيْهِ۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مکر سے مراد شرک ہے اور یہ اس ارشاد کی مثل ہے: تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ (مریم:90)(5)

ابن جریر نے الضحاک سے وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ ارشاد اس آیت کی طرف ہے وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۝ (مریم) "اور کفار کہتے ہیں بنا لیا رحمٰن نے (فلاں کو اپنا) بیٹا۔ (اے کافرو!) یقیناً تم نے ایسی بات کی ہے جو سخت معیوب ہے، قریب ہے آسمان شق ہو جائیں اس (خرافات) سے اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ گر پڑیں لرزتے ہوئے"۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت الحسن فرماتے ہیں، ان کا مکر و فریب جس سے پہاڑ اکھڑ جائیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اھون و اصغر ہے۔

قتادہ فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ تھا۔ اور قتادہ اس آیت کی تلاوت کے وقت بطور دلیل و وضاحت یہ آیت پڑھتے تھے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ (مریم:90)(7)

امام ابن حمید، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ اس آیت کو وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ یعنی نون کے ساتھ پڑھتے تھے اور لتزول کو دوسرے لام کے رفع اور پہلے لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔(8)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ پہلے لام کے کسرہ اور دوسرے لام کے فتحہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 287
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 288
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 292
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 290
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 289

کے ساتھ پڑھتے تھے، ان کا مکر اس سے زیادہ کمزور ہے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ یعنی دال کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن المنذر، ابن الانباری نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ پڑھتے تھے۔

امام ابو عبید، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ پڑھتے تھے۔ اور ان کے نزدیک اس کی تفسیر یہ آیت ہے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ (مریم:90) اس وجہ سے کہ انہوں نے کہا اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ (مریم) کہ رحمٰن کا ایک بیٹا ہے۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ لِتَزُوْلَ کو پہلے لام کے فتحہ اور دوسرے لام کو رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ پھر اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ایک جابر شخص تھا، کہنے لگا میں ابراہیم کی بات تسلیم نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں دیکھ لوں کہ آسمان میں کیا ہے۔ اس نے یہ آسمان پر چڑھنے کی مہم سر کرنے کے لیے چار گدھ کے بچے پکڑے۔ ان کو گوشت کھلانا شروع کر دیا حتی کہ وہ نوجوان ہو گئے اور طاقت ور بن گئے۔ اس نے ایک تابوت بنوایا جس میں دو آدمی بیٹھ سکتے تھے پھر اس نے تابوت کے درمیان میں ایک لکڑی لگائی پھر ان گدھوں کے پاؤں کیلوں کے ساتھ باندھ دیئے۔ کئی دنوں تک انہیں بھوکا رکھا پھر اس درمیانی لکڑی پر گوشت رکھ دیا۔ اس تابوت میں وہ خود اور اس کا ساتھی داخل ہو گئے پھر اس نے ان گدھوں کو تابوت کے پایوں کے ساتھ باندھ دیا پھر انہیں چھوڑ دیا۔ وہ اس تابوت کو لے کر اڑتے رہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس جابر نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو کیا نظر آتا ہے۔ اس نے تابوت کا دروازہ کھولا تو اس نے کہا پہاڑ مجھے مکھی کی طرح نظر آرہے ہیں۔ اس نے کہا: دروازہ بند کر دے، وہ گدھ اسے لے کر چلتے رہے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس نے ساتھی سے کہا: دروازہ کھول، اس نے دروازہ کھولا تو اس نے کہا: دیکھ کیا نظر آتا ہے۔ غلام نے کہا مجھے تو آسمان پہلے کی طرح دور ہی نظر آرہا ہے، پھر اس نے لکڑی کو نیچے کرنے کا حکم دیا تو اس نے لکڑی کو نیچے کر دیا تو وہ پرندے بھی نیچے کو آنے لگے، پس وہ لکڑیاں دھڑام سے نیچے گریں تو پہاڑوں نے ان کے ٹوٹنے اور گرنے کی آواز سنی، قریب تھا کہ وہ دہشت کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہل جاتے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی متعلق حضرت ابراہیم سے جھگڑا کیا تھا۔ اس نے چھوٹی چھوٹی دو گدھیں پکڑیں پھر ان کو پالنا شروع کیا حتی کہ وہ بہت بڑی بڑی اور جوان ہو گئیں، اس شخص نے ان میں سے ہر ایک گدھ کو تابوت کے پایوں کے ساتھ باندھ دیا اور ان کو بھوکا رکھا۔ وہ نمرود اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 289 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 288

ایک اور شخص اس تابوت میں بیٹھ گئے۔ تابوت کے اوپر ایک لکڑی لگا دی جس کے سرے پر گوشت رکھا گیا تھا۔ وہ دونوں گدھ اس تابوت کو لے کر اڑتے رہے۔ نمرود اپنے ساتھی کو کہتا کہ دیکھ کیا نظر آتا ہے؟ ساتھی نے کہا: مجھے ایسا ایسا دکھائی دیتا ہے حتی کہ اس نے کہا دنیا مجھے مکھی کی طرح دکھائی دیتی ہے، اس نے کہا گوشت والی لکڑی کا سرا نیچے کی طرف کر دے، اس ساتھی نے اس کو نیچے کر دیا تو وہ دونوں گر پڑے۔ فرمایا وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ بخت نصر نے گدھوں کو بھوکا رکھا تھا پھر ان پر ایک تابوت رکھا تھا پھر اس میں خود داخل ہو گیا تھا اور اس نے تابوت کے اطراف پر نیزے لگا دیئے تھے اور ان کے اوپر گوشت رکھ دیا تھا۔ پس گدھ گوشت کی طرف بلند ہوئے تو وہ اڑتے گئے حتی کہ زمین والوں کی نظر سے اوجھل ہو گئے، ایک غیبی آواز آئی اے سرکش! کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ ڈر گیا پھر اس نے اوپر سے آواز سنی تو اس نے نیزوں کے سر نیچے کر دیئے پس وہ گدھ ٹوٹ کر نیچے گرے، تو پہاڑ ان کے گرنے کی وجہ سے ڈر گئے اور قریب تھا کہ پہاڑ ان کی آواز کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہل جاتے اسی آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ مجاہد بھی وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ پڑھتے تھے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نمرود صاحب النسور (گدھوں والا) اللہ اس پر لعنت کرے۔ اس نے تابوت بنانے کا حکم دیا تھا، وہ خود اور اس کے ساتھ دوسرا ایک شخص تابوت میں بیٹھ گئے پھر اس نے گدھوں کو اڑنے کا حکم دیا جب وہ اوپر چلے گئے تو اس نے اپنے ساتھی سے کہا تو کیا دیکھتا ہے؟ اس نے کہا مجھے تو آسمان پہلے کی طرح دور ہی نظر آتا ہے۔ نمرود نے کہا پھر نیچے اترو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک جابر شخص نے کہا تھا کہ میں اس وقت تک (ابراہیم) کی بات تسلیم نہیں کروں گا حتی کہ میں دیکھ لوں جو کچھ آسمان میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی مخلوق میں سے ایک کمزور ترین جانور مسلط کر دیا پس اس کے ناک میں ایک مچھر داخل ہو گیا، جس کی وجہ سے اس کی موت قریب ہو گئی۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ میرے سر پر (جوتے) مارو، انہوں نے اسے جوتے مارے حتی کہ انہوں نے اس کا دماغ بکھیر دیا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ لوگ گئے۔ انہوں نے گدھیں پکڑیں اور ان پر انہوں نے تابوتوں کی ہیئت کی چیزیں باندھ دیں پھر انہوں نے گدھوں کو آسمان کی طرف اڑنے کے لیے چھوڑ دیا۔ پس پہاڑوں نے ان کو دیکھا تو انہوں نے گمان کیا کہ کوئی چیز آسمان سے نازل ہوئی ہے پس وہ اس وجہ سے حرکت کر گئے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس شخص نے حضرت ابراہیم سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کیا تھا۔ اس نے حضرت ابراہیم کو شہر چھوڑ جانے کا حکم دیا، حضرت ابراہیم کو شہر کے دروازے پر حضرت لوط علیہ السلام ملے جو آپ کے بھتیجے تھے۔ حضرت ابراہیم نے انہیں دعوت اسلام دی تو حضرت لوط علیہ السلام نے قبول فرمالی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں۔ ادھر نمرود نے قسم اٹھائی کہ وہ ابراہیم کے الٰہ کو تلاش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 289 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 289 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 290

کرے گا۔ اس نے گدھوں کے چار بچے پکڑے ان کی خوب تربیت کی گوشت اور روٹی سے انہیں اچھی طرح پالا۔ حتیٰ کہ جب وہ گدھوں کے بچے بڑے ہوگئے اور تیز اڑنے لگے تو اس نے انہیں ایک تابوت کے ساتھ باندھ دیا اور خود تابوت کے اندر بیٹھ گیا۔ پھر ان کے لیے اوپر کی جانب گوشت لٹکایا گیا۔ وہ گدھ اڑنے لگے حتیٰ کہ وہ آسمان میں داخل ہوا تو اس نے زمین اور پہاڑوں کی طرف جھانک کر دیکھا تو وہ چیونٹیوں کی طرح رینگتے ہوئے دکھائی دیئے پھر گوشت ان گدھوں کے لیے اوپر کیا گیا تو وہ اوپر اڑتے گئے پھر اس نے نیچے دیکھا تو اس کو زمین سمندر سے گھری ہوئی دکھائی دی گویا کہ وہ پانی کا ایک جزیرہ ہے، پھر وہ مزید اوپر گیا تو وہ تاریکی میں پہنچ گیا جہاں نہ اوپر کچھ دکھائی دیتا تھا اور نہ نیچے۔ اس نے گوشت نیچے پھینک دیا تو وہ گدھ بھی اس کے پیچھے ٹوٹتے ہوئے آئے جب پہاڑوں نے ان گدھوں کو ٹوٹ کر آتے ہوئے دیکھا اور انہوں نے ان کے گرنے کی آواز سنی تو پہاڑ ڈر گئے اور قریب تھا کہ وہ اپنی جگہوں سے ہل جاتے لیکن وہ اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد اسی طرف اشارہ کرتا ہے: وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ الخ۔ عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں وان کادمکر هم ہے۔ ان پرندوں کا نمرود کو لے کر اڑنا بیت المقدس سے تھا اور ان کا گرنا دخان کے پہاڑوں میں تھا۔ جب نمرود نے دیکھا کہ وہ کوئی طاقت نہیں رکھتا اس نے ایک محل بنانا شروع کیا حتیٰ کہ آسمان کی طرف انتہائی بلند محل بنایا وہ اس کے اوپر چڑھا تا کہ ابراہیم کے الٰہ کو دیکھے۔ اس کی یہ کوشش ناکام ہوئی وہ کچھ بھی نہ کرسکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے محل کو بنیادوں سے پکڑ کر اکھیڑ دیا فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ (النحل) ''پس گر پڑی ان پر چھت ان کے اوپر سے اور آ گیا ان پر عذاب جہاں سے انہیں خیال و گمان بھی نہ تھا''۔ اس محل کے گرنے سے لوگوں کی زبانیں خوف کے مارے صحیح بول بھی نہ سکیں، پس وہ تہتر زبانوں میں کلام کرنے لگے۔ اس وجہ سے اس کو بابل کہا جاتا تھا، اس سے پہلے اس میں سریانی زبان بولی جاتی تھی۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے حکم میں ڈھیل دیتا ہے اور اس کی تدبیر بڑی پختہ ہے پھر جب وہ انتقام لیتا ہے تو اپنی قدر کے مطابق انتقام لیتا ہے۔

امام مسلم، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہودیوں کا ایک بہت بڑا عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: لوگ اس دن کہاں ہوں گے جس دن زمین ایک دوسری قسم کی زمین سے بدل دی جائے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ پل (صراط) سے پہلے تاریکی میں ہوں گے۔(1)

امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ۔ میں نے عرض کی اس دن لوگ کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الصراط پر۔(2)

امام البزار، ابن المنذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ کے متعلق فرمایا: سفید زمین گویا کہ چاندی ہے، اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 299
2۔ جامع ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 140، وزارت تعلیم اسلام آباد

زمین میں کوئی حرام خون نہیں بہایا گیا ہوگا اور نہ اس پر کوئی برا عمل کیا گیا ہوگا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابو الشیخ (العظمہ میں) حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے یہ زمین سفید زمین سے بدل دی جائے گی۔ گویا خالص چاندی کی ڈلی ہے۔ جس میں کوئی حرام خون نہیں بہایا گیا ہوگا اور اس پر کوئی خطا نہیں کی گئی ہوگی (2)۔ امام بیہقی فرماتے ہیں موقوف حدیث اصح ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تاکہ آپ سے سوال کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ میرے پاس آئے...... میں انہیں سوال کرنے سے پہلے خبر دوں گا'' يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ فرمایا چاندی کی طرح سفید زمین ہوگی، آپ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: سفید زمین جیسے صاف ستھری (چاندی ہوتی ہے)۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول کے تحت فرمایا: سفید زمین جس پر کوئی خطا نہ کی گئی ہوگی اور نہ جس پر خون بہایا گیا ہوگا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی پھر فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس زمین کو چاندی کی زمین سے بدل دے گا جس پر کوئی گناہ نہ ہوئے ہوں گے پھر اس پر الجبار عزوجل (اپنی شان کے لائق) نزول فرمائے گا۔(4)

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ زمین کو چاندی سے اور آسمان کو سونے سے بدل دیا جائے گا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ زمین چاندی کی ہوگی۔(6)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: زمین گویا کہ چاندی ہے اور آسمان بھی اسی طرح ہوں گے۔(7)

بیہقی نے البعث میں ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس زمین میں کمی بیشی ہوگی اس کے ٹیلے، پہاڑ، وادیاں، درخت اور جو کچھ اس میں ہے ختم ہو جائے گا اور عکاظی چمڑے کی طرح برابر ہو جائے گی، سفید زمین چاندی کی مثل ہوگی جس پر نہ خون بہایا گیا ہوگا اور نہ اس پر کوئی برائی کی گئی ہوگی۔ آسمان پر سورج، چاند اور ستارے سب ختم ہو جائیں گے۔

امام بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ قیامت کے روز سفید مٹیالی زمین پر اٹھیں گے جو خالص چاندی کی ٹکیہ کی طرح ہوگی، اس میں کسی کے لیے کوئی علامت نہ ہوگی۔(8)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 130، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 295
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 296
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 297
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 269
8۔ ایضاً

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمین قیامت کے روز ایک روٹی کی مانند ہوگی اور الجبار (عزوجل) اپنے ہاتھ میں اسے پکڑے گا جیسے تم میں سے کوئی سفر میں اپنی روٹی کو پکڑتا ہے یہ اہل جنت کی ضیافت کے لیے ہوگا۔ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا اور کہا: اے ابوالقاسم! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تجھ پر برکت نازل فرمائے، کیا میں تمہیں قیامت کے روز جنتیوں کی ضیافت کے بارے نہ بتاؤں؟ اس نے کہا: قیامت کے روز زمین روٹی کی مانند ہوگی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ راوی فرماتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا اور اتنے ہنسے کہ آپ کی داڑھیں مبارکہ ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے جنتیوں کے سالن کے متعلق نہ بتاؤں، عرض کی گئی ضرور کرم فرمایئے اس کا سالن بیل کا ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا وحشی بیل، مچھلی کے جگر کے زائد حصہ سے ستر ہزار افراد کھائیں گے۔

امام ابن مردویہ نے افلح مولی ابوایوب سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ زمین کس چیز سے بدلے گی فرمایا روٹی سے۔ یہودی نے کہا: درمکہ میرا باپ آپ پر قربان ہو۔ راوی فرماتے ہیں: آپ مسکرائے پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود کو غارت کرے کیا تم نہیں جانتے ہو الدرمکہ کیا ہے؟ (فرمایا) خالص روٹی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین سفید روٹی سے تبدیل کردی جائے گی اور مومن اپنے قدموں کے نیچے سے کھائے گا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین روٹی کی مثل سفید ہو جائے گی، اسے اہل اسلام حساب سے فارغ ہونے تک کھاتے رہیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ زمین روٹی ہو جائے گی، مومن اس سے اپنے قدموں کے نیچے سے کھائیں گے۔(2)

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی عالم آیا اور پوچھا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ یعنی زمین کو دوسری قسم کی زمین سے بدل دیا جائے گا تو اس وقت مخلوق کہاں ہوگی؟ فرمایا اللہ کے مہمان ہوں گے جو اس کے پاس ہوگا، وہ ان کو عاجز نہیں کرے گا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ زمین لپیٹ دی جائے گی اور لوگ اس کے دوسرے پہلو کی طرف چلے جائیں گے اور لوگ پہلی زمین سے دوسری زمین کی طرف چلے جائیں گے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آسمان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 298
2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 297
3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 299

باغات بن جائیں گے اور سمندر کی جگہ آگ ہو جائے گی اور زمین دوسری قسم کی زمین سے بدل جائے گی۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز ساری زمین آگ ہو گی۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے: یہ قیامت کے روز تبدیلی ہو گی اور پہلی تخلیق کے علاوہ تخلیق ہو گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا قیامت کے روز زمین کہاں ہو گی؟ فرمایا: یہ جنت کا سنگ مرمر ہو گی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: الْاَصْفَادِ سے مراد بیڑیاں ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بیڑیاں اور زنجیریں ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَصْفَادِ سے مراد زنجیریں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الْاَصْفَادِ سے مراد بندھن ہے۔(4)

سَرَابِيْلُهُمْ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٥٢﴾

"ان کا لباس تارکول کا ہو گا اور ڈھانپ رہی ہو گی ان کے چہروں کو آگ یہ اس لیے تاکہ بدلہ دے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو جو اس نے کمایا تھا، بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے یہ قرآن ایک پیغام ہے سب انسانوں کے لیے (اسے اتارا گیا ہے) تاکہ انہیں ڈرایا جائے اس کے ذریعہ اور تاکہ وہ اس حقیقت کو خوب جان لیں کہ صرف وہی ایک خدا ہے اور تاکہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیں (اس حقیقت کو) دانش مند لوگ"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَرَابِيْلُهُمْ سے مراد قمیصیں ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَطِرَانٍ سے مراد وہ سیال ہے جو خارش زدہ اونٹوں پر ملا جاتا ہے (تارکول)۔(6)

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ ایک تارکول ہے، ان کے جسموں پر ملا جائے گا تاکہ آگ جلدی بھڑک اٹھے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قَطِرَانٍ سے مراد پگھلا ہوا تانبا ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 297 2۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 298 3۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 301
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 302 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 13، صفحہ 304

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ ان کی قمیصیں گرم تانبے سے ہوگی اور ان کو ان کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔(1)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: القطر سے مراد تانبا ہے اور آن سے مراد سخت گرم ہے۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس کو من قطر آن پڑھتے تھے، وہ تانبا جو گرم کیا گیا ہو اور اس کی گرمی انتہا کو پہنچی چکی ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تَغْشٰی وُجُوْهَهُمُ النَّارُ آگ ان کے چہروں کی طرف لپکے گی اور انہیں جلا دے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی اگر مرنے سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو قیامت کے روز اسے کھڑا کیا جائے گا، اس پر قمیص تارکول کی ہوگی اور اس کا دوپٹہ خارش سے ہوگا۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوحہ کرنے والی جب موت سے پہلے توبہ نہیں کرے گی تو اسے جنت اور دوزخ کے درمیان راستہ پر روک لیا جائے گا۔ اس کی قمیص تارکول کی ہوگی اور اس کے چہرے کو آگ ڈھانپ رہی ہوگی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ھذا کا مشار الیہ قرآن ہے اور لِيُنْذَرُوْا بِهٖ میں ضمیر کا مرجع بھی قرآن ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 304
2۔ ایضاً
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6، صفحہ 209 (30) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 201، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 13، صفحہ 305، دار احیاء التراث العربی بیروت

ایاتہا ۹۹ سورۃ الحجر مکیۃ ۱۵ رکوعاتہا ۶

النحاس نے اپنی کتاب الناسخ میں اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۃ الحجر مکہ میں نازل ہوئی۔
امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن الزبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۃ الحجر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

الٓرٰ ۫ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝۲

"الف، لام، را۔ یہ آیتیں ہیں کتاب (الٰہی) کی اور روشن قرآن کی (عذاب میں گرفتار ہونے کے بعد) بہت آرزو کریں گے کفار کہ کاش وہ مسلمان ہوتے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الٓرٰ اور الم کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ فواتح ہیں، ان سے کلام کا آغاز کیا جاتا ہے۔ اور الْكِتٰبِ سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے الْكِتٰبِ سے مراد قرآن سے پہلے نازل شدہ کتابیں ہیں۔ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ اور قرآن اللہ تعالیٰ کی ہدایت، رشد اور خیر کو بیان کرتا ہے۔(2)

ابن ابی حاتم نے سدی عن ابی مالک وابی صالح عن ابن عباس وعن مرۃ عن ابن مسعود وناس من الصحابۃ کے سلسلہ سے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنگ بدر میں جب کفار کی گردنیں اڑائی گئیں، جب انہیں آگ پر پیش کیا گیا تو انہوں نے اظہار حسرت کرتے ہوئے کہا کہ کاش! وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہوتے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس سے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ حسرت کا اظہار کافر قیامت کے دن کریں گے۔ کافر کہیں گے کاش! ہم موحد ہوتے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کافر جب جہنمیوں کو دوزخ سے نکل کر جنت میں جاتے ہوئے دیکھیں گے تو وہ حسرت سے کہیں گے لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔(4)

امام سعید بن منصور، ہناد بن السری (الزہد میں) ابن جریر، ابن المنذر، حاکم انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ شفاعت قبول فرماتا رہے گا اور جنت میں (مجرموں کو) داخل کرتا رہے گا، شفاعت کرتا رہے گا اور رحم کرتا رہے گا حتیٰ کہ ارشاد ہوگا جو بھی مسلمان تھا وہ جنت میں چلا جائے۔ اس وقت کافر کہیں گے کاش! ہم بھی موحد ہوتے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 5 دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 7
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 9

امام ابن المبارک نے الزہد میں، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے البعث میں ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کا ذکر کیا اور فرمایا: یہ اس وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ گناہ گار مسلمانوں اور مشرکوں کو آگ میں جمع کرے گا تو مشرکین، مسلمانوں کو طعنہ دیں گے کہ تم جس کی عبادت کرتے تھے۔ اس نے تمہیں بھی تو کچھ فائدہ نہیں پہنچایا۔ پس اللہ تعالیٰ مشرکین پر غضب کا اظہار فرمائے گا اور مسلمانوں کو اپنی رحمت وفضل سے دوزخ سے نکال دے گا۔(1)

امام سعید بن منصور، ہناد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے جب ہر وہ شخص دوزخ سے نکل آئے گا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا ہوگا تو کافر حسرت کا اظہار کریں گے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا اور وہ آگ میں رہیں گے جتنا اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر مشرکین ان کو طعنہ دیں گے اور کہیں گے تمہاری تصدیق نے بھی تو تمہیں کچھ فائدہ نہیں دیا، پس اس وقت ہر موحد کو آگ سے اللہ تعالیٰ نکال دے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔(2)

امام ابن ابی عاصم نے السنہ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دوزخی دوزخ میں جمع ہوں گے اور ان کے ساتھ اہل قبلہ میں سے کچھ لوگ ہوں گے جن کو اللہ چاہے گا۔ کفار مسلمانوں کو کہیں گے کہ کیا تم مسلمان نہیں تھے، وہ کہیں گے ہم واقعی مسلمان تھے۔ کفار کہیں گے تمہارے اسلام نے تمہیں کچھ فائدہ نہ دیا، تم ہمارے ساتھ دوزخ میں ہو؟ مسلمان کہیں گے ہمارے کچھ گناہ تھے جن کی وجہ سے ہم پکڑے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ گفتگو سن کر فرمائے گا کہ جو اہل قبلہ میں سے دوزخ میں ہے انہیں دوزخ سے نکال دو۔ کافر جب یہ دیکھیں گے تو کہیں گے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے، ہم بھی دوزخ سے نکالے جاتے جس طرح یہ نکالے گئے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں (اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَ قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ۞ رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ۔(3)

امام اسحٰق بن راہویہ، ابن حبان، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: ان سے پوچھا گیا: کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے کچھ سنا ہے؟ ابو سعید نے فرمایا: ہاں میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین میں سے کچھ لوگوں کو آگ سے نکالے گا ان کو سزا دینے کے بعد۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مشرکین کے ساتھ (ان کے گناہوں کی وجہ سے) دوزخ میں داخل کیا ہوگا۔ مشرکین انہیں کہیں گے کہ کیا تم کہتے نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 7
2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 689، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 8

تھے کہ تم دنیا میں اللہ کے دوست ہو؟ اب تم ہمارے ساتھ آگ میں کیوں ہو؟ جب اللہ تعالیٰ ان کی یہ گفتگو سنے گا تو اللہ تعالیٰ، ان گناہ گار مومنین کے حق میں اذن شفاعت دے گا، پس ملائکہ، انبیاء اور مومنین ان کی سفارش کریں گے تو وہ اذن الٰہی سے دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے۔ جب مشرکین یہ منظر دیکھیں گے تو کہیں گے کاش! ہم بھی ان کی مثل ہوتے، ہمیں بھی شفاعت کا فائدہ ہوتا، ہم بھی ان کے ساتھ نکل جاتے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں یہی مراد ہے، دوزخ سے نکلنے کے بعد مومنین کا نام جنت میں جہنیون ہوگا کیونکہ ان کے چہروں پر سیاہی لگی ہوگی۔ جہنیون عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار! ہم سے ہمارا یہ نام دور کر دے پس اللہ تعالیٰ انہیں جنت کی نہر میں غسل کرنے کا حکم دیں گے تو ان کا یہ نام زائل ہو جائے گا۔

امام ہناد بن السری، طبرانی (الاوسط میں) اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اپنے گناہوں کے سبب دوزخ میں داخل ہوں گے انہیں لات وعزی کے پجاری کہیں گے تمہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے قول نے کیا فائدہ دیا؟ تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں ہو۔ اللہ ان کے لیے غضب کا اظہار کرے گا۔ پھر کلمہ گو لوگوں کو دوزخ سے نکال کر نہر حیات میں ڈالے گا۔ پس وہ جلن کے نشانوں سے اس طرح صاف ہو جائیں گے جیسے چاند گرہن سے صاف ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے تو وہ انہیں جہنیون کا نام دیا جائے گا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلے قیامت کے روز جس شخصیت کو اذن کلام اور اذن شفاعت اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا، وہ محمد ﷺ ہیں۔ ارشاد ہوگا محبوب! تو کہہ تیری بات سنی جائے گی، تو مانگ عطا کیا جائے گا، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ سجدہ میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں گے اور ایسی ثنا کریں گے کہ پہلے کسی نے ایسی ثنا نہیں کی ہوگی۔ ارشاد الٰہی ہوگا (اے حبیب!) سر اٹھاؤ، آپ سجدہ سے سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے امتی...... امتی (اے اللہ میری امت کو بخش دے) آپ کی امت میں سے دوزخ میں موجود لوگوں کا ایک تہائی حصہ آپ کی خاطر دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔ پھر ارشاد ہوگا: کہو آپ کی بات سنی جائے گی، مانگو! عطا کیا جائے گا پھر آپ سجدہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کی ایسی ثنا کریں گے کہ ایسی کسی نے نہیں کی ہوگی۔ ارشاد ہوگا: اے محبوب سر اٹھاؤ، آپ سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے ای رب امتی...... امتی اے میرے پروردگار! میری امت کو بخش دے۔ پھر دوسرا ثلث آپ کی امت میں سے دوزخ سے نکالا جائے گا۔ پھر ارشاد ہوگا کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو، عطا کیا جائے گا۔ آپ ﷺ پھر سجدہ میں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی ثنا کریں گے جو کسی نے پہلے نہیں کی ہوگی۔ ارشاد ہوگا اپنا سر اٹھاؤ، آپ ﷺ سر اٹھایں گے اور عرض کریں گے اے میرے پروردگار! میری امت کو بخش دے، پس باقی ثلث بھی آپ کی خاطر دوزخ سے نکال دیا جائے گا۔ حضرت الحسن سے کہا گیا کہ حضرت ابو حمزہ ایسا ایسا کہتے ہیں۔ حضرت الحسن نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو حمزہ پر رحم فرمائے، وہ چوتھی باری بھول گئے ہیں، پوچھا گیا: چوتھی باری کیا ہوگا۔ فرمایا جس کے پاس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے سوا کوئی نیکی نہیں ہوگی یہ لوگ دوزخ میں باقی ہوں گے، سرکار مدینہ ﷺ عرض کریں گے: اے میرے پروردگار! میری

1۔ مجمع الزوائد، کتاب البعث، جلد 10، صفحہ 690 (18533)، دار الفکر بیروت

امت پر رحم فرما، ارشاد ہوگا: اے محمد! ﷺ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نجات عطا فرماتا ہے۔ حتی کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والا کوئی شخص بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اس وقت اہل جہنم کہیں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ۝ وَ لَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ۝ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (الشعراء) اور رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہارے نبی مکرم ﷺ چوتھی بار کھڑے ہوں گے اور شفاعت فرمائیں گے۔ پس مشرکین کے سوا کوئی بھی دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اس قول رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ سے یہی مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن شاہین رحمہما اللہ (نے السنہ میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام امتوں کے گناہ کبیرہ کے مرتکبین جو کبائر کرتے ہوئے مرے ہوں گے اور اپنے گناہوں پر توبہ اور شرمندگی کا اظہار نہیں کیا ہوگا، ان میں کچھ جہنم میں داخل ہوں گے، نہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور نہ ان کے چہرے کالے ہوں گے، نہ انہیں شیاطین کے ساتھ ملایا جائے گا اور نہ انہیں زنجیروں میں جکڑا جائے گا، نہ وہ گرم پانی پئیں گے اور نہ تارکول کا لباس پہنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کی وجہ سے ان کے جسموں کے لیے ہمیشہ دوزخ میں رہنا حرام قرار دیا ہے اور ان کی صورتوں کو مسخ کرنا آگ پر حرام قرار دیا ہے، ان کے سجود کی وجہ سے، ان میں سے کچھ لوگوں کے قدموں تک آگ پہنچے گی، بعض کے ٹخنوں تک پہنچے گی، بعض کی رانوں تک پہنچے گی، بعض کی پیٹھ تک پہنچے گی، بعض کی گردن تک پہنچے گی، (یعنی) ان کے اعمال اور گناہوں کے مطابق انہیں آگ پہنچے گی، پھر بعض اس آگ میں ایک مہینہ ٹھہریں گے پھر باہر نکل آئیں گے، بعض ایک سال ٹھہریں گے پھر نکل آئیں گے اور زیادہ سے زیادہ ٹھہرنا دنیا کی تخلیق سے اس کے فنا ہونے کی مدت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوزخ سے نکالنے کا ارادہ کرے گا (تو اتفاق سے اس وقت) نصاری، یہود اور دوسرے بت پرست اور عقائد باطلہ کے حامل لوگ دوزخ میں موجود اہل توحید سے کہیں گے: تم اللہ تعالیٰ، اس کی کتب اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے جب کہ ہم اور تم دوزخ میں اکٹھے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر غضب کا ایسا اظہار فرمائے گا کہ پہلے کبھی ایسا نہیں فرمایا ہوگا۔ پس وہ موحدین کو اس چشمہ کی طرف نکالے گا جو جنت اور پل صراط کے درمیان ہے پس وہ سیلاب کی وجہ سے دریاؤں کے کناروں پر اگنے والی بوٹیوں کی طرح فوراً اگ آئیں گے (یعنی ان کے جسم صحیح وسلامت ہو جائیں گے) پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے چہروں پر لکھا ہوگا ھٰٓؤُلَآءِ جَهَنَّمِيُّوْنَ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ۔ یہ جہنمی ہیں اور رحمٰن کے آزاد کردہ ہیں۔ وہ جنت میں رہیں گے جتنا ان کا ٹھہرنا اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے اس نام کے مٹانے کی التجاء کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو یہ نام مٹا دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ کچھ اور ملائکہ بھیجے گا جن کے پاس آگ کے کیل ہوں گے۔ وہ دوزخ میں باقی ماندہ لوگوں پر لگائیں گے۔ وہ ہمیشہ ان کو یہ کیل لگاتے رہے گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر انہیں فراموش کر دے گا اور وہ اہل جنت کو نعمتیں اور لذات عطا فرما رہا ہوگا۔ اس وقت کافر کہیں گے: کاش! ہم مسلمان ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زکریا بن یحییٰ صاحب القضیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابو غالب سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھے ابوامامہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کر کے بتایا ہے کہ یہ آیت خوارج کے متعلق نازل ہوئی جب وہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں، امت اور جماعت سے درگزر فرمایا ہے تو وہ کہیں گے کاش! ہم بھی مسلمان ہوتے۔

امام الحاکم رحمہ اللہ نے الکنی میں حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابراہیم سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ مشرکین، دوزخ میں داخل ہونے والے اہل اسلام سے کہیں گے: اس نے تمہیں کیا فائدہ دیا جس کی تم عبادت کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر غضب کا اظہار فرمائے گا پھر فرشتوں اور انبیاء سے کہے گا: تم ان کی سفارش کرو۔ وہ ان کی سفارش کریں گے تو وہ دوزخ سے نکال دیئے جائیں گے حتی کہ ابلیس بھی ان مسلمانوں کے ساتھ داخل ہونے کی امید کرے گا۔ اس وقت کافر کہیں گے کاش! ہم مسلمان ہوتے۔

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ③

"انہیں رہنے دیجیے وہ کھائیں (پئیں) اور عیش کریں اور غافل رکھے انہیں (جھوٹی) امید، کچھ عرصہ بعد وہ (حقیقت کو خود بخود) جان لیں گے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا میں جمع ضمیروں کا مرجع کافر ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ ذَرْهُمْ کا معنی خَلِّ عَنْهُمْ ہے یعنی انہیں چھوڑ دیئے۔

امام احمد نے الزہد میں طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس امت کی پہلی صلاح زہد اور یقین کے ساتھ ہے اور آخر میں اس کی ہلاکت بخل اور امید کے ساتھ ہے۔ (1)

احمد، ابن مردویہ نے ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لکڑی اپنے سامنے، ایک اپنے پہلو کی طرف اور ایک اپنے پیچھے لگائی فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ انسان ہے، یہ اس کی موت ہے اور یہ اس کی امید ہے۔ وہ امید کی طرف جاتا ہے، اس سے پہلے پہلے ہی موت اس کو کھینچ لیتی ہے۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الامل میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسان، امید اور موت کی مثال دی گئی ہے، موت انسان کے پہلو کی طرف ہوتی ہے اور امید اس کے سامنے ہے۔ وہ امید طلب کر رہا ہوتا ہے کہ اچانک موت آجاتی ہے اور اسے کھینچ لیتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پہلے کئی خط کھینچے پھر ان

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، جلد 7، صفحہ 345 (10526)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 18، دار صادر بیروت

کے ساتھ اور خط کھینچا، پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ ابن آدم کی مثال ہے اور یہ خط اس کی امید ہے، جونہی وہ امید کی طرف بڑھتا ہے ادھر موت آجاتی ہے۔

وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا وَ لَهَا كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ۝۴ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَ مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ۝۵

"اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر یہ کہ اس کی (ہلاکت کا وقت) لکھا ہوا تھا جو معلوم تھا نہ آگے بڑھ سکتی ہے کوئی قوم اپنے مقررہ وقت سے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے"۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ کا معنی اجل معلوم کیا ہے اور مَا يَسْتَاْخِرُوْنَ کا معنی لَا مُسْتَاْخِرَ بَعْدَهٗ کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو ایک لمحہ کے لیے مؤخر و مقدم نہیں ہوتا اور جس کی موت کا ابھی وقت نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ جتنا چاہتا ہے اس کو مؤخر کرتا ہے اور جتنا چاہتا ہے مقدم کرتا ہے۔(1)

وَ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ ۝۶ لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۷ مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ مَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ ۝۸ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝۹

"اور وہ کہنے لگے اے وہ شخص اتارا گیا جس پر قرآن بے شک تو مجنون ہے تو کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس فرشتوں کو اگر تو سچا ہے ہم نہیں اتارا کرتے فرشتوں کو مگر حق کے ساتھ اور انہیں اس کے بعد مزید مہلت نہیں دی جاتی بے شک ہم ہی نے اتارا ہے اس ذکر (قرآن مجید) کو اور یقیناً ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔

امام ابن جریر نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے: نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ میں ذکر سے مراد قرآن ہے۔(2)

ابو عبید، ابن جریر، ابن المنذر رنے ابن جریر سے لَوْ مَا تَاْتِيْنَا بِالْمَلٰٓئِكَةِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس آیت سے لے کر وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ (الحجر:14) تک تقدیم و تاخیر ہے۔ یعنی اگر ہم کھول بھی دیتے ان پر دروازہ آسمان سے اور وہ سارا دن اس میں سے اوپر چڑھتے رہتے (یعنی فرشتے) تو پھر وہ یہی کہتے کہ ہماری تو نظریں بند کر دی گئی ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا نُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ اِلَّا بِالْحَقِّ کے تحت روایت کیا ہے کہ الحق سے مراد پیغام اور عذاب ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 10 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 11 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 15 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 12

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے وَ مَا كَانُوْۤا اِذًا مُّنْظَرِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یعنی اگر فرشتے نازل ہوتے تو انہیں عذاب دینے میں مہلت نہ دی جاتی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ قرآن کی ہم اپنے پاس حفاظت کرنے والے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے: اس کی تائید دوسری آیت کریمہ سے ہوتی ہے: لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ (فصلت:42) "اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے اور نہ پیچھے سے"۔ اس آیت میں اَلْبَاطِلُ سے مراد ابلیس ہے۔ فرماتے ہیں: قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور پھر اس نے ہی اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ ابلیس اس قرآن میں باطل کا اضافہ نہیں کرسکتا اور نہ اس سے حق کو کم کرسکتا ہے اللہ تعالیٰ نے خود اس سے اس کی حفاظت فرمائی ہے۔(2) (واللہ اعلم بالصواب)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۰﴾ وَ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۱﴾ كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾

"اور بے شک ہم نے بھیجے (پیغمبر) آپ سے پہلے اگلی امتوں میں اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے اسی طرح ہم داخل کرتے ہیں گمراہی کو مجرموں کے دلوں میں وہ نہیں ایمان لائیں گے اس پر اور گزر چکی ہے پہلوں کی یہی روش"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد اُمَمِ الْاَوَّلِيْنَ ہے یعنی پہلی امتیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہما سے كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ شرک کو ہم مشرکوں کے دلوں میں داخل کردیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان نہ لانا داخل کردیا ہے۔ وَ قَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ فرماتے ہیں پہلی امتوں میں اللہ تعالیٰ کے حادثات و واقعات گزر چکے ہیں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 12 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 13
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 14 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 15-14

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے كَذٰلِكَ نَسْلُكُهٗ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (ان کے کرتوتوں اور ہٹ دھرمی کی سزا کے طور پر) ایمان لانے سے روک دیا اور راہ راست سے دور کر دیا۔(1)

وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ ﴿۱۴﴾ لَقَالُوْۤا اِنَّمَا سُكِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ ﴿۱۵﴾

"اور اگر ہم کھول بھی دیتے ان پر دروازہ آسمان سے اور وہ سارا دن اس میں سے اوپر چڑھتے رہتے پھر بھی وہ یہی کہتے کہ ہماری تو نظریں بند کر دی گئی ہیں بلکہ ہم ایسی قوم ہیں جن پر جادو کر دیا گیا ہے"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ کے تحت فرمایا ہے یعنی اگر ہم ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں اور یہ فرشتوں کو آسمان کی طرف آتا جاتا دیکھ بھی لیں تو پھر بھی مشرکین یہی کہیں گے کہ ہماری نظریں بند کی گئی ہیں، ہم پر معاملہ مشتبہ کر دیا گیا ہے اور ہم پر جادو کر دیا گیا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ لَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِيْهِ يَعْرُجُوْنَ روایت کیا ہے فرماتے ہیں؟ اس آیت کا تعلق لوماتاتینا سے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مشرکین قریش فرشتوں کو آسمان پر چڑھتے ہوئے دیکھ بھی لیں تو یہی کہیں گے کہ ہماری آنکھیں بند کر دی گئی ہیں۔(3)

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سُكِّرَتْ کا معنی سدت ہے (بند کر دی گئیں)۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سُكِرَتْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تشدید کے ساتھ پڑھا ہے جنہوں نے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے انہوں نے اس کا معنی سوت کیا ہے۔(6)

وَ لَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ زَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۱۷﴾ اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ جَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 14 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 15 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 17 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 18

خَزَآئِنُهٗ ۫ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۝۲۱ وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَیْنٰكُمُوْهُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ۝۲۲ وَ اِنَّا لَنَحْنُ نُحْیٖ وَ نُمِیْتُ وَ نَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ۝۲۳

”بے شک ہم نے آسمان میں برج بنائے ہیں اور ہم نے آراستہ کر دیا ہے آسمان کو دیکھنے والوں کے لیے اور ہم نے محفوظ کر دیا ہے آسمان کو ہر شیطان سے جو راندہ ہوا ہے بجز اس کے جو چوری چھپے سن لے تو (اس صورت میں) تعاقب کرتا ہے اس کا ایک روشن شعلہ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور گاڑ دیئے اس میں محکم پہاڑ اور ہم نے اگادی اس میں ہر چیز اندازے کے مطابق اور ہم نے بنا دیئے تمہارے لیے بھی اس میں رزق کے سامان اور ان کے لیے بھی جنہیں تم روزی دینے والے نہیں ہو اور نہیں کوئی چیز مگر ہمارے پاس اس کے خزانے (بھرے پڑے) ہیں اور ہم نہیں اتارتے اسے مگر ایک معلوم اندازے کے مطابق پس ہم بھیجتے ہیں ہواؤں کو باردار بنا کر پھر ہم اتارتے ہیں آسمان سے پانی پھر ہم پلاتے ہیں تمہیں وہی پانی اور تم اس کا ذخیرہ کرنے والے نہیں ہو اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی (ان سب کے) وارث ہیں“۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اس کا معنی بڑے بڑے ستارے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ سے بُرُوْجًا کا معنی قصور (محلات) کیا ہے جن میں آسمان کے محافظ رہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ حَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ رَّجِیْمٍ کے تحت رَّجِیْمٍ کا معنی ملعون روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب وہ چوری چھپے جھپٹ لینا چاہتا ہے جیسا کہ اس ارشاد میں ہے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ (الصفات:10) ”مگر جو شیطان کچھ جھپٹ لینا چاہتا ہے“۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اس قول کی طرح ہے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ۝۱۰ (الصافات)۔ ضحاک فرماتے ہیں: ابن عباس فرماتے تھے کہ شہاب ثاقب اسے قتل نہیں کرتا بلکہ اسے جلا دیتا ہے، اسے پاگل کر دیتا ہے اور قتل کیے بغیر زخمی کر دیتا ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 21 4۔ ایضاً

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جریر بن عبداللہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے آسمان دنیا اور سفلی زمین کے متعلق بتائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان دنیا کو اللہ تعالیٰ نے دھوئیں سے پیدا فرمایا پھر اسے بلند کیا اور اس میں سورج، روشنی کرنے والا چاند بنایا اور اسے ستاروں کے چراغوں کے ساتھ آراستہ کیا اور ان ستاروں کو شیطان کے مارنے کے لیے بنایا اور اس کی ہر راندے ہوئے شیطان سے حفاظت فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں فرمایا: وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا۞ (النازعات) یعنی اور زمین کو بعد ازاں بچھادیا)۔ فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ام القریٰ مکہ ہے، اس سے زمین کو بچھایا گیا۔

قتادہ فرماتے ہیں حضرت الحسن فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے مٹی کو پکڑا اور فرمایا پھیل جا۔ وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ فرماتے ہیں رواسی سے پہاڑ مراد ہے۔ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ فرماتے ہیں مَّوْزُوْنٍ سے مراد معلوم و مقسوم ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَّوْزُوْنٍ کا مطلب معلوم نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی مقدر روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَّوْزُوْنٍ کا مطلب مقدر بقدر ہے۔ یعنی اندازے کے مطابق۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ اشیاء ہیں جن کا وزن کیا جاتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مِنْ كُلِّ شَیْءٍ مَّوْزُوْنٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں پہاڑوں میں جو سرمہ وغیرہ پیدا کیے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں تم چوپاؤں اور جانوروں کو خوراک دینے والے نہیں ہو۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ تم وحشی جانوروں کو خوراک مہیا کرنے والے نہیں ہو۔(6)

امام البزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے خزائن کلام ہیں جب وہ کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے کن فرماتا ہے تو وہ فوراً ہو جاتی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ کے تحت روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 21 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 22 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 23
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 24 6۔ ایضاً

ہے کہ اس سے مراد خاص بارش کے خزانے ہیں۔(1)

ابن المنذر نے مجاہد سے وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ یعنی ہم بارش کو ایک معلوم اندازے کے مطابق اتارتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں الحکم بن عتیبہ سے وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر سال بارش برابر نازل کی جاتی ہیں، نہ کسی سال زیادہ ہوتی ہے اور نہ کسی سال کم ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کسی قوم پر برسائی جاتی ہے اور دوسری قوم کو محروم رکھا جاتا ہے اور کبھی بارش سمندر پر برستی ہے۔ فرماتے ہیں ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے بارش کے قطرات کے ساتھ ابلیس کی اولاد اور آدم کی اولاد سے زیادہ فرشتے اترتے ہیں، وہ ہر قطرہ کو شمار کرتے ہیں جہاں وہ گرتا ہے، جو وہ اگاتا ہے اور جوان بوٹیوں اور پودوں سے رزق حاصل کرتے ہیں۔(2)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سے اللہ تعالیٰ نے بارش نازل کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے، بارش کبھی بھی کم نہیں ہوئی لیکن کبھی کسی زمین میں دوسری زمین کی بنسبت زیادہ ہوتی ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کسی سال دوسرے سال کی بنسبت زیادہ بارش نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے بارش کو بھیجتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ٘ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: کوئی شخص کسی دوسرے سے زیادہ کمانے والا نہیں نہ کسی سال دوسرے سال کی بنسبت بارش زیادہ ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے پھیرتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی سال، دوسرے سال کی بنسبت بارش زیادہ نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ شہروں میں سے جس شہر کی طرف پھیرنا چاہتا ہے پھیر دیتا ہے اور آسمان سے ہر قطرہ اور ہوا کا ہر جھونکا میزان اور پیمانہ کے ساتھ اترتا اور نکلتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بارش کا ہر قطرہ میزان کے ساتھ اترتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کی کتاب حق ہے، لوگوں نے کہا کیوں نہیں واقعی حق ہے۔ فرمایا: یہ آیت پڑھو وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ٘ وَ مَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ۔ کیا تم اس پر ایمان نہیں لاتے اور تم جانتے نہیں کہ یہ حق ہے، لوگوں نے کہا: کیوں نہیں! فرمایا اس کے بعد پھر تم مجھے کیسے ملامت کرتے ہو؟ الاحنف کھڑا ہوا اور کہا: اے معاویہ! اللہ کی قسم! ہم تجھے اللہ کے خزائن میں جو ہے اس پر ملامت نہیں کر رہے بلکہ ہم تجھے اس پر ملامت کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے خزائن نازل کیے تو نے انہیں اپنے خزائن میں جمع کر لیا ہے اور ان پر دروازہ بند کر دیا ہے۔ اس پر حضرت معاویہ خاموش ہو گئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 26 — 2۔ ایضا — 3۔ ایضا

ابن ابی الدنیا نے کتاب السحاب میں، ابن جریر، ابوالشیخ (نے العظمہ میں) ابن مردویہ اور دیلمی نے مسند الفردوس میں ضعیف سند کے ساتھ ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنوب کی ہوا جنت سے ہے اور یہی باردار ہوا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ اس میں لوگوں کے لیے کئی منافع ہیں اور شمالی ہوا آگ سے ہے۔ وہ نکل کر جنت سے گزرتی ہے تو اسے جنت سے ایک جھونکا لگتا ہے، تو وہ اسے ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الصبا کے ذریعے میری مدد کی گئی۔ اور دبور کے ساتھ قوم عاد ہلاک کی گئی اور جنوب جنت سے ہے اور یہی باردار ہوا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور الخرائطی رحمہم اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجتا ہے، وہ پانی اٹھاتی ہے پھر اس کے ساتھ بادل بوجھل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ دودھ دینے والی اونٹنی کے دودھ کی طرح ٹپکتا ہے، پھر بارش برساتا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہما اللہ (نے العظمہ میں) حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہوا کو بھیجتا ہے وہ پانی کو اٹھاتی ہے، پھر بادل اس پانی کے ساتھ چلتا ہے پھر دودھ دینے والی اونٹنی کے دودھ کی طرح ٹپکتا ہے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: باردار ہوائیں درختوں کو باردار کرتی ہیں اور بادلوں کو چلاتی ہیں۔ (3)

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے وَ اَرْسَلْنَا الرِّیٰحَ لَوَاقِحَ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: یہ درختوں کو باردار کرتی ہیں میں نے کہا: کیا یہ بادلوں کے لیے بھی ہوتی ہے؟ فرمایا ہاں یہ بادل کو چلاتی ہے حتی کہ وہ برسنے لگتا ہے۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے مذکورہ آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ بادل میں پانی کو ملاتی ہیں۔ (5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ان ہواؤں کو اللہ تعالیٰ بادل کی طرف بھیجتا ہے، وہ اسے بوجھل کر دیتی ہیں پھر وہ پانی سے بھر جاتا ہے۔ (6)

ابن المنذر نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: باردار ہوائیں بیت المقدس کی چٹان کے نیچے سے نکلتی ہیں۔

امام ابن حبان، ابن السنی (نے عمل یوم ولیلہ میں) طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سلمہ بن الاکوع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ہوا تیز چلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ لَقْحًا لَا عَقِیْمًا۔ اے اللہ! اس ہوا کو رحمت بنا دے، اسے باعث عذاب نہ بنا۔ (7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 30 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 27 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 29
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 29 6۔ ایضاً
7۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 318 (7770) دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ (نے العظمۃ میں) حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بشارت دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے جو زمین کو صاف کر دیتی ہیں پھر بادلوں کو چلانے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے جو بادلوں کو اڑاتی ہیں پھر وہ انہیں ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتی ہیں پھر بادلوں کو جمع کرنے والی ہوائیں بھیجتا ہے جو انہیں تہہ در تہہ بنا دیتی ہیں پھر باردار ہواؤں کو بھیجتا ہے جو بادل کو باردار کرتی ہے پھر وہ بارش برساتا ہے۔(1)

امام ابن المنذر نے عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ہوائیں چار قسم کی ہیں: ایک ہوا عام ہوتی ہے، دوسری ہوا بادلوں کے ٹکڑے بناتی ہے، تیسری ہوا انہیں (تہہ در تہہ) ٹیلوں کی طرح کرتی ہے اور چوتھی ہوا بارش برساتی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ لَوَاقِحَ سے مراد یہ ہے کہ وہ ہوائیں بادلوں کو جمع کرتی ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے وَ مَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے: بما نعین یعنی تم اس کو روکنے والے نہیں ہو۔ اور الْوٰرِثُوْنَ سے مراد الباقین ہے یعنی ہم باقی رہنے والے ہیں۔(2)

وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ۝۲۴ وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَحْشُرُهُمْ ؕ اِنَّهٗ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ۝۲۵

"اور یقیناً ہم جانتے ہیں ان کو بھی جو گزر چکے ہیں تم میں سے اور یقیناً ہم جانتے ہیں بعد میں آنے والوں کو اور بے شک آپ کا پروردگار ہی انہیں (روز قیامت) جمع کرے گا، بے شک وہ بڑا دانا سب کچھ جاننے والا ہے"۔

امام الطیالسی، سعید بن منصور، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں ابوالجوزاء کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک خوبصورت عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتی تھی تو بعض لوگ پہلی صف میں آگے چلے جاتے تاکہ اس عورت پر نظر نہ پڑے۔ بعض لوگ اس کو دیکھنے کے لیے پچھلی صف میں ہو جاتے، جب رکوع کرتے تو اپنی بغلوں کے نیچے سے اسے دیکھتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ الخ۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ نماز کی صفوں کے بارے نازل ہوئی(4) امام ترمذی فرماتے ہیں یہ اصح ہے۔

امام ابن مردویہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ سے مراد اگلی صفیں ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِیْنَ سے مراد پچھلی صفیں ہیں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مروان بن الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کچھ لوگ عورتوں کی وجہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 29 　 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 30 　 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 34
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 256، دارالکتب العلمیہ بیروت 　 5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 385، دارالکتب العلمیہ بیروت

پچھلی صفوں میں ہو جاتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت داؤد بن صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سہل بن خنیف الانصاری نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ آیت کن لوگوں کے متعلق نازل ہوئی وَ لَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ الخ؟ میں نے کہا: جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: نہیں بلکہ یہ نماز کی صفوں کے بارے نازل ہوئی ہے۔

ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں سے بلند مرتبہ صف پہلی ہے اور کم مرتبہ صف آخری ہے، اور عورتوں کی صفوف میں سے کم مرتبہ صف پہلی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ اور ابویعلی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں زیادہ ثواب کی حامل پہلی صف ہے اور کم ثواب کی حامل آخری صف ہے اور عورتوں کی صفوں میں زیادہ ثواب والی آخری صف ہے اور کم ثواب والی پہلی صف ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مردوں کی صفوں میں بہتر صف اگلی ہے اور کم مرتبہ پچھلی ہے اور عورتوں کی صفوں میں سے بہتر پچھلی ہے اور کم مرتبہ اگلی ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلی صف فرشتوں کی صف کی مثل ہے، اگر تم اس کے ثواب کو جانتے تو تم اس کی طرف جلدی کرتے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، دارمی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور الحاکم نے البراء بن عازب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف پر درود بھیجتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ پہلی صفوں پر درود بھیجتے ہیں۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف میں کمی دیکھی تو فرمایا پہلی صفوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ پس لوگ پہلی صف میں زیادہ ہو گئے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر درود بھیجتے ہیں جو پہلی صفوف میں ہوتے ہیں۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن مسعود القریشی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ جان لیں جو (ثواب) پہلی صف میں ہے تو اس کے لیے قرعہ اندازی کریں۔(9)

امام ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 34 — 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 133 (132)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 336، دار صادر بیروت — 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 158، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 333 — 6۔ مستدرک حاکم، کتاب فضائل القرآن، جلد 1، صفحہ 769 (2128)، دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 333، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 332 — 9۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 333

رسول اللہ ﷺ پہلی صف کے لیے تین مرتبہ اور پچھلی صف کے لیے ایک مرتبہ دعا فرماتے تھے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نماز اور جنگ کی صفوف کے بارے میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معتمر بن سلیمان عن شعیب بن عبد المالک عن مقاتل بن سلیمان رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، ہمیں یہ خبر پہنچی کہ یہ آیت جنگ کی صفوف کے بارے میں نازل ہوئی۔

معتمر فرماتے ہیں میں نے یہی بات اپنے باپ سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: یہ تو جنگ کی فرضیت سے پہلے نازل ہوئی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اطاعت الٰہی میں سبقت لینے والے اور اللہ کی معصیت و نافرمانی میں پیچھے رہنے والے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ پہلی امتوں میں نیکی میں آگے بڑھنے والے اور نیکی میں سستی کرنے والوں کے بارے نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد وہ لوگ ہیں جو مر چکے ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد زندہ لوگ ہیں جو ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد آدم اور آپ کے ساتھی ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد آپ کی وہ اولاد ہے جو ابھی پیدا نہیں ہوئی اور اس نے پیدا ہونا ہے اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کے ساتھ والی مخلوق ہے، جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد مخلوق کی اولاد ہے اور آپ بھی مخلوق ہیں ان سب کو اللہ عزوجل جانتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ نماز کی صفوں کے بارے نازل ہوئی ہے؟ محمد بن کعب نے فرمایا نہیں۔ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ سے مراد میت اور مقتول ہیں اور الْمُسْتَاْخِرِيْنَ سے مراد جو بعد میں ان کے ساتھ لاحق ہوں گے۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مر چکے ہیں اور جو ابھی زندہ ہیں۔(7)

امام ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت سے مراد یہ ہے کہ کچھ مخلوق اللہ نے پہلے پیدا کی کچھ بعد میں پیدا کی، اللہ تعالیٰ اس کو بھی جانتا ہے جو اس نے پہلے پیدا کی اور اس کو بھی جانتا ہے جو اس نے بعد میں پیدا کی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 332، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 33
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 34
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 32
5۔ ایضاً
6۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 256، دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 31

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں **الْمُسْتَقْدِمِيْنَ** سے مراد گزشتہ امتیں ہیں اور **الْمُسْتَاْخِرِيْنَ** سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے **وَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ** کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ ان کو (پہلے) اور ان کو (پچھلے) تمام کو جمع کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو جمع کرے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت الشعبی سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سب کو جمع کرے گا۔(3)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٢٦﴾

''اور بلاشبہ ہم نے پیدا کیا انسان کو کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار گارا تھی''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین قسم کی مٹی سے پیدا کیا لیس دار مٹی، کھنکھناتی مٹی اور سیاہ بدبودار مٹی الطین اللازب، لیس دار عمدہ مٹی کو کہتے ہیں، **صَلْصَالٍ** نرم مٹی کو کہتے ہیں جسے آگ پر پکا کر برتن تیار کیے جاتے ہیں، **حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ** سیاہ بدبودار مٹی کو کہتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: **صَلْصَالٍ** اس مٹی کو کہتے ہیں کہ اچھی جگہ پر پانی پڑے، وہ اس مٹی میں جذب ہو جائے، اس کے بعد مٹی خشک ہو جائے، پھر ٹھیکری کی طرح بجنے لگے۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: **صَلْصَالٍ** اس خشک مٹی کو کہتے ہیں جو خشک ہونے کے بعد گیلی ہوتی ہو اور پھر خشک ہوتی ہو۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ **صَلْصَالٍ** اس مٹی کو کہتے ہیں جس میں ریت ملائی گئی ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: **صَلْصَالٍ** اس مٹی کو کہتے ہیں جسے انگلی سے ٹھکرایا جائے تو آواز دینے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: **صَلْصَالٍ** اس خشک مٹی کو کہتے ہیں جس سے آواز سنی جائے (جب اسے انگلی سے ٹھکرایا جائے)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: **صَلْصَالٍ** اس مٹی کو کہتے ہیں جس کو تو ہاتھوں میں نچوڑے تو تیری انگلیوں کے درمیان سے پانی نکل پڑے۔

ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے **حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ** کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد گیلی مٹی ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 33 　 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 35 　 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 36 　 5۔ ایضاً 　 6۔ ایضاً 　 7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 38

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بدبودار مٹی ہے۔(1)

الطستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے پوچھا کہ مجھے حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے متعلق بتایئے آپ نے فرمایا حمأ سیاہ بدبودار کیچڑ ہے اور مسنون سے مراد قالب میں ڈھالی ہوئی ہے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ مفہوم جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا تو نے حمزہ بن عبدالمطلب کا یہ قول نہیں سنا جو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں کہا ہے:

اَغَرُّ كَاَنَّ الْبَدْرَ مسنة وَجْهِهٖ جَلَا الْغَيْمَ عَنْهُ ضَوْءُهٗ فَتَبَدَّدَا

"وہ روشن پیشانی والا ہے گویا اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کا عکس ہے اس کی چمک سے بادل چھٹ گیا ہے اور بکھر گیا ہے"۔

امام ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا کیا گیا پھر اسے زمین پر چھوڑ دیا گیا حتی کہ وہ لیس دار مٹی بن گیا۔ پھر کچھ عرصہ اسی طرح چھوڑا گیا تو وہ بدبودار مٹی بن گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا۔ وہ چالیس دن ایک ڈھانچہ کی حالت میں پایا گیا حتی کہ وہ خشک ہو گیا پھر وہ ٹھیکری کی طرح کھنکھناتی مٹی ہو گیا۔ جب اسے ٹھکرایا جاتا تو وہ بجنے لگتا۔ صَلْصَالٍ اور فخار حالت میں بھی اسی طرح پڑا رہا۔ واللہ اعلم۔(2)

وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۲۸﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِیْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿۳۳﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَّ اِنَّ عَلَیْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى یَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۳۵﴾

"اور جان کو ہم نے پیدا فرمایا اس سے پہلے ایسی آگ سے جس میں دھواں نہیں اور (اے محبوب!) یاد فرماؤ جب آپ کے رب نے کہا تھا فرشتوں کو میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کھنکھناتی مٹی سے جو پہلے سیاہ بودار کیچڑ تھی۔ تو جب میں اسے درست فرما دوں اور پھونک دوں اس میں خالص روح اپنی طرف سے تو گر جانا اس کے سامنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 38
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 2، صفحہ 343، دارالفکر بیروت

سجدہ کرتے ہوئے۔ پس سربسجود ہو گئے فرشتے سارے کے سارے۔ سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کر دیا کہ وہ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس کیا وجہ ہے کہ تو نے سجدہ کرنے والوں کا ساتھ نہیں دیا۔ وہ (گستاخ) کہنے لگا میں گوارا نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا ہے بجنے والی مٹی سے جو پہلے سیاہ بدبودار تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (اے بے ادب) نکل جا یہاں سے تو مردود ہے اور بلاشبہ تجھ پر لعنت ہے روز جزا تک"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے الجان جنوں کی مسخ شدہ صورت ہے جیسا کہ بندر اور خنازیر انسان کی مسخ شدہ صورت ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَلْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ کے تحت روایت کیا ہے کہ الجان سے مراد ابلیس ہے جو آدم سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس ملائکہ کے قبائل میں سے ایک قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے جس کو جن کہا جاتا ہے۔ وہ ملائکہ میں سے ایسی آگ سے پیدا کیے گئے ہیں جس میں دھواں نہیں ہے۔ فرمایا: اور وہ جن جن کا ذکر قرآن میں ہے وہ آگ کے شعلہ سے پیدا کیے گئے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اسے تمام لوگوں سے زیادہ خوب صورت پیدا کیا گیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَّارِ السَّمُوْمِ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اتنی گرم آگ کہ وہ قتل کر دیتی ہے۔(3)

امام الطیالسی، الفریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: السَّمُوْمِ وہ آگ ہے جس سے الجان کو پیدا کیا گیا، یہ جہنم کی آگ کا سترواں جزء ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن کا خواب نبوت کا سترواں جزء ہے اور یہ آگ اس آگ کا سترواں جزء ہے جس سے جان کو پیدا کیا گیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ الْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۔

ابن ابی حاتم نے عمرو بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الجان اور الشیاطین، سورج کی آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 39، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 41

الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٣٧﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ بِمَاۤ
اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٣٩﴾
اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ
مُسْتَقِيْمٌ ﴿٤١﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ
اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿٤٢﴾ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٤٣﴾ لَهَا
سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ﴿٤٤﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ
فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿٤٥﴾ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَ نَزَعْنَا مَا فِيْ
صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٧﴾ لَا يَمَسُّهُمْ
فِيْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿٤٨﴾

"کہنے لگا اے میرے رب! پھر مہلت دے مجھے اس دن تک جب مردے (قبروں سے) اٹھائے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک تو مہلت دیئے ہوئے گروہ میں سے ہے (جنہیں) وقت مقرر کے دن تک مہلت دی گئی ہے وہ بولا اے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا میں (برے کاموں کو) ضرور خوش نما بنادوں گا ان کے لیے زمین میں اور میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے چن لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سیدھا راستہ ہے جو میری طرف آتا ہے بے شک میرے بندوں پر تیرا کوئی بس نہیں چلتا مگر وہ جو تیری پیروی کرتے ہیں گمراہوں میں سے اور بے شک جہنم وعدہ کی جگہ ہے ان سب کے لیے اس کے سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لیے ان میں سے ایک حصہ مخصوص ہے یقیناً پرہیز گار اس دن باغوں اور چشموں میں (آباد) ہوں گے (انہیں حکم ملے گا) داخل ہو جاؤ ان جنتوں میں خیر و عافیت کے ساتھ بے خوف ہو کر اور ہم نکال دیں گے جو کچھ ان کے سینوں میں کینہ (وغیرہ) تھا وہ بھائی بھائی بن جائیں گے اور تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے نہیں پہنچے گی انہیں اس میں کوئی تکلیف اور نہ انہیں اس سے نکالا جائے گا"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ ابلیس موت کا ذائقہ نہ چکھنا چاہتا تھا۔ اسے کہا گیا تجھے مقرر وقت تک مہلت ہے فرماتے ہیں پہلے نفخہ کے وقت ابلیس مر جائے گا۔ پہلے اور دوسرے نفخہ کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے۔ فرماتے ہیں: ابلیس چالیس سال مرا پڑا رہے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک مہلت نہیں دی بلکہ ایک معلوم وقت تک اسے مہلت دی ہے۔

ابن جریر نے الضحاک سے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ الْمُخْلَصِيْنَ سے مراد مومنین ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی استثناء ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ حق اللہ کی طرف لوٹتا ہے، اس کا سیدھا راستہ ہے، وہ ٹیڑھا نہیں ہوتا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلَيَّ بمعنی اِلَيَّ ہے (یعنی میری طرف)(4)

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت زیاد بن ابی مریم اور عبداللہ بن کثیر رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ دونوں حضرات هٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيْمٌ پڑھتے تھے اور کہتے تھے عَلَيَّ بمعنی اِلَيَّ ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُسْتَقِيْمٌ کا معنی رفیع روایت کیا ہے۔(6)

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ پڑھتے اور فرماتے مُسْتَقِيْمٌ کا معنی رفیع ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے مُسْتَقِيْمٌ کا معنی رفیع روایت کیا ہے۔(8)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ میرے وہ بندے جن کے متعلق میں نے جنت کا فیصلہ کر دیا ہے اگر وہ کوئی گناہ کریں گے تو میں اسے معاف کر دوں گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابلیس پر لعنت کی گئی تو اس کی فرشتوں والی صورت سے تبدیلی ہوگئی، وہ اس سے گھبرا گیا اور زور سے چیخ ماری۔ پس دنیا میں قیامت تک اب ہر چیخ اس کی چیخ سے ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن قسیط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انبیاء کرام کی مساجد، ان کے شہروں سے باہر ہوتی تھیں، جب نبی کسی باب کے متعلق اپنے رب سے آگاہی حاصل کرنا چاہتا تو وہ مسجد کی طرف نکل جاتا، پھر تقدیر الٰہی کے مطابق نماز پڑھتا پھر اپنا سوال پیش کرتا، ایک دفعہ ایک نبی علیہ السلام مسجد میں بیٹھے تھے کہ ابلیس آ گیا، وہ نبی علیہ السلام اور قبلہ کے درمیان بیٹھ گیا۔ اس نبی علیہ السلام نے تین مرتبہ کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ابلیس نے کہا: تو مجھے بتا کہ کس چیز کے ساتھ تو مجھ سے نجات حاصل کرتا ہے؟ نبی علیہ السلام نے کہا بلکہ تو مجھے بتا کہ تو کس چیز کے ساتھ ابن آدم پر غالب آتا ہے؟ ہر ایک نے دوسرے سے بات کی، نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 42 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 43 | 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً | 7۔ ایضاً | 8۔ ایضاً

سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔ ابلیس نے کہا میں نے یہ قول تیرے پیدا ہونے سے پہلے سنا ہے۔ نبی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (الاعراف:200) میں جب بھی تیری آمد محسوس کرتا ہوں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، ابلیس نے کہا: تو نے سچ کہا: اسی کے ذریعے تو مجھ سے نجات پاتا ہے، نبی علیہ السلام نے کہا: تو کس چیز کے ساتھ بنی آدم پر غالب آتا ہے؟ ابلیس نے کہا: میں اسے غصہ اور خواہش کے ساتھ مغلوب کرتا ہوں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ دروازے یہ ہیں: جہنم، سعیر، لظی، الحطمہ، سقر، جحیم، ھاویہ، یہ نیچے والا دروازہ ہے۔

امام ابن المبارک، ہناد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، احمد (الزہد میں) ابن ابی الدنیا (نے صفۃ النار میں) ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں کئی طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں، وہ ایک دوسرے کے اوپر ہیں، پہلے پہلا دروازہ بھرا جائے گا پھر دوسرا پھر تیسرا حتی کہ ساتوں دروازے بھر جائیں گے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت خطاب بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جہنم کے دروازوں کی کیفیت جانتے ہو؟ ہم نے کہا: وہ اس طرح ہوں گے جیسے یہ (ہمارے) دروازے ہیں۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ اس طرح ہے، آپ نے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھا اور اپنی انگلیوں کے درمیان کشادگی پیدا کر کے ارشاد فرمایا ہر دروازے کے اوپر ایک دروازہ ہوگا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت خلیل بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے سورۂ تبارک الذی اور حم السجدہ پڑھتے تھے۔ فرمایا: وہ سورتیں جن سے پہلے حم آتا ہے وہ سات ہیں، جہنم کے دروازے سات ہیں: جہنم، الحطمہ، لظی، سعیر، سقر، ھاویہ، جحیم، ان سورتوں میں سے ہر سورت ایک دروازہ پر کھڑی ہو جائے گی اور کہے گی: اے اللہ! جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور میری تلاوت کرتا تھا اسے اس دروازے سے داخل نہ کر۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

امام بخاری (نے تاریخ میں)، ترمذی، ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کے سات دروازے ہیں، ایک دروازہ اس شخص کے لیے ہے جس نے میری امت پر تلوار لہرائی۔(3)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور البزار رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگ کا ایک دروازہ ہے جو صرف اس شخص کے لیے ہے جس کا غصہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی (کے عمل) سے ٹھنڈا ہوا۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم کے سات دروازے ہیں ان میں سے سب سے زیادہ غم، پریشانی میں مبتلا کرنے والا اور سرگرم اور بد بودار زنا کرنے والوں کے لیے ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم کا ایک دروازہ صرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 44 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 49، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان لوگوں کے لیے جنہوں نے میرے اہل بیت کے بارے میں مجھ سے بے وفائی کی اور میرے بعد ان کا خون بہایا۔

امام احمد، ابن حبان، طبری، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت عتبہ بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور آگ کے سات دروازے ہیں، وہ ایک دوسرے سے افضل ہیں۔

امام سعید بن منصور، طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورج جہنم سے شیطان کے سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے، آسمان میں جونہی ایک بانس کے برابر بلند ہوتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کا ایک دروازہ کھولا جاتا ہے حتی کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا ہے تو دوزخ کے سب دروازے کھولے جاتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ دوزخ کے سات طبقات ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان کی ترتیب یہ ہے: جہنم، لظی، الحطمۃ، السعیر، سقر، الجحیم، الھاویہ، جحیم میں ابو جہل ہے۔(2)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اعمال کے مطابق منازل ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم کے دروازوں کے نام یہ ہیں: الحطمۃ، الھاویہ، لظی، سقر، الجحیم، السعیر، جہنم۔ اور النار ان سب کا نام ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ جزء مقسوم کا مطلب یہ ہے کہ ہر طبقہ کے لیے علیحدہ فریق ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ایک باب یہود کے لیے ہے، ایک نصاریٰ کے لیے ہے، ایک صابئین کے لیے ہے، ایک مجوسیوں کے لیے ایک مشرکین عرب کے لیے ہے، ایک منافقین کے لیے اور ایک اہل توحید کے لیے ہے، جن کے نکلنے کی امید کی جاتی ہے اور دوسرے تمام لوگوں کے نکلنے کی امید نہیں کی جاتی۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صراط جہنم کے اوپر ہے اور انتہائی پھسلنی جگہ ہے، انبیائے کرام اس پر یہ دعا مانگ رہے ہوں گے اللھم سلم سلم، اس پر گزرنے والے بعض بجلی کی چمک کی طرح گزریں گے، بعض آنکھ جھپکنے کی دیر میں گزریں گے، بعض عمدہ گھوڑوں، خچروں اور اونٹوں کی رفتار سے گزریں گے، بعض تیز چلنے کی دیر میں گزریں گے، کامیاب ہونے والا مسلمان ہوگا اور مخدوش اس میں گرا دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں بعض وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی، بعض کی پیٹھ تک ہوگی، بعض کے سینے تک ہوگی۔ یہ ان کے اعمال کے مطابق منازل ہیں۔ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ ؕ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ سے یہی مراد ہے۔ فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 45 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 258، دار الکتب العلمیہ بیروت

جہنم کے ہر دروازے پر آگ کے ستر ہزار شامیانے ہیں اور ہر شامیانہ میں آگ کے ستر ہزار قبے ہیں اور ہر قبہ میں ستر ہزار آگ کے تنور ہیں، ان میں سے ہر تنور کے ستر ہزار آگ کے سوراخ ہیں اور ہر سوراخ میں ستر ہزار چٹانیں ہیں ان میں ہر چٹان پر ستر ہزار آگ کے سوراخ ہیں اور ان میں سے ہر سوراخ میں ستر ہزار آگ کے بچھو ہیں، ہر بچھو کے ستر ہزار آگ کے دم ہیں اور ان میں سے ہر دم میں آگ کے ستر ہزار مہرے ہیں اور ان میں سے ہر مہرے میں ستر ہزار زہر کے گھڑے ہیں، ستر ہزار آگ کو جلانے والے ہیں جو اس آگ کو جلاتے ہیں۔ فرمایا سب سے پہلے جو جہنم میں داخل ہوں گے، وہ دوزخ کے دروازے پر چار ہزار جہنم کے داروغے دیکھیں گے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ ان کے دانت نکلے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں سے رحمت نکال لی ہوگی۔ ان میں سے کسی دل میں ذرہ برابر رحمت نہ ہوگی۔

ابونعیم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم ہر روز بھڑکائی جاتی ہے اور ہر روز اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں سوائے جمعہ کے دن کے۔ جمعہ کو نہ اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور نہ اس کو بھڑکایا جاتا ہے۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے زیادہ جہنم سے پناہ مانگنے کا حق اس وقت ہے جب اس کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم سات آگوں پر مشتمل ہے، ہر اپنے سے نیچے والی آگ کی طرف دیکھتی ہے اس خوف سے کہ کہیں وہ اسے کھا نہ جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آگ میں قید خانہ ہے جس میں برے ترین لوگ داخل ہوں گے، اس کا فرش آگ ہے، اس کی چھت بھی آگ ہے، اس کی دیواریں بھی آگ ہیں، اس میں آگ ہی بھڑکتی ہے۔

امام عبدالرزاق اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نوادر الاصول میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: شہید کے لیے ایک نور ہے اور جو حروریہ سے جنگ کرے گا اس کے لیے دس انوار ہیں۔ کعب فرماتے ہیں: جہنم کے سات دروازے ہیں، ایک دروازہ حروریہ کے لیے ہے۔ فرماتے ہیں: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں نکلے تھے۔

امام ابن مردویہ اور الخطیب رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ کے تحت فرمایا: ایک جزء مشرکوں کا اور ایک جزء اللہ تعالیٰ کے بارے شک کرنے والوں کا اور ایک جزء اللہ تعالیٰ سے غفلت کرنے والوں کا۔

امام ترمذی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو لوگ دوڑ دوڑ کر آپ کے پاس آئے۔ میں بھی آیا تا کہ آپ کے چہرہ اقدس کی زیارت کروں۔ میں نے جب آپ کا چہرہ دیکھا تو میں پہچان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں۔ سب سے پہلی بات جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی وہ یہ تھی: اے لوگو! کھانا کھلاؤ، سلام پھیلاؤ، صلہ رحمی

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 5، صفحہ 188، مطبعۃ السعادۃ مصر

کرو، رات کو نماز پڑھو جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اٰمِنِیْنَ فرمایا: موت سے مامون ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤ، نہ لوگ جنت میں مریں گے، نہ بوڑھے ہوں گے، نہ بیمار ہوں گے، نہ برہنہ ہوں گے اور نہ بھوکے ہوں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت لقمان بن عامر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا حتی کہ ان کے سینے سے اللہ تعالیٰ کینہ نکال دے گا۔ حتی کہ ایک انسان کے سینہ سے خون خوار درندے کی طرح کینہ نکال دے گا۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت القاسم عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سینوں میں دنیا کا آپس میں کینہ وغیرہ موجود ہوگا حتی کہ جب اپنے پلنگوں پر آمنے سامنے بیٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں سے دنیا کا کینہ نکال دے گا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ سے غِلّ کا معنی عداوت نقل کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں ابوالمتوکل الناجی نے ابوسعید الخدری کے حوالے سے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنین آگ سے نجات پالیں گے تو انہیں جنت اور دوزخ کے درمیان ایک پل پر روک لیا جائے گا، دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے پر جو مظالم کیے ہوں گے ان کا قصاص اور بدلہ چکایا جائے گا حتی کہ جب وہ (ان مظالم سے بھی) پاک اور صاف ہو جائیں گے تو انہیں جنت میں داخلے کا اذن ملے گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جنتیوں میں سے ہر شخص جنت میں اپنے مقام منزل کو، دنیا کی منزل و مقام سے زیادہ جانتا ہوگا۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان کو مشابہت نہیں دی جاسکتی۔ مگر جمعہ پڑھنے والوں کے ساتھ جو جمعہ پڑھ کر اپنے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں (یعنی جس طرح جمعہ کے بعد ہر شخص اپنے گھر کی طرف جاتا ہے بالکل اسی طرح ہر جنتی اپنے مقام اور منزل کی طرف جائے گا)۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی صراط کو عبور کر لیں گے تو انہیں دنیا میں ایک دوسرے پر ظلم کرنے کی وجہ سے پکڑ لیا جائے گا وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے بارے کینہ نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبدالکریم بن رشید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل جنت، جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو ایک دوسرے کو غصہ آمیز نگاہوں سے دیکھ رہے ہوں گے لیکن جونہی اندر داخل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 144 (1334)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 46
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 47

ان کے دلوں سے کینہ وغیرہ نکال دیں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ آیت ہم اہل بدر کے متعلق نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ملیل رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت عرب کے تین قبائل بنو ہاشم، بنو تمیم اور بنو عدی اور ابو بکر و عمر کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے کثیر النواء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابو جعفر سے پوچھا کہ فلاں شخص نے مجھے علی بن الحسین سے روایت کرتے ہوئے یہ بات بتائی ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے (کیا یہ بات درست ہے؟) ابو جعفر نے فرمایا: اللہ کی قسم! واقعی ان کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا ان میں کون سا کینہ تھا؟ فرمایا: زمانہ جاہلیت کا کینہ۔ بنو تمیم، بنو عدی، بنو ہاشم کے درمیان زمانہ جاہلیت میں کینہ وغیرہ تھا۔ جب یہ لوگ دولت اسلام سے مالا مال ہو گئے تو آپس میں شیر و شکر ہو گئے۔ ایک دفعہ سیدنا ابو بکر کو کمر میں درد ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ گرم کر کے ان کی کمر پر رکھا اور اس کے ساتھ حضرت ابو بکر کی کمر کو گرم کیا تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابن طلحہ کو فرمایا: میں امید کرتا ہوں اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے ان سے مراد میں اور تیرا باپ ہیں۔ ہمدان کے ایک شخص نے کہا: اللہ تعالیٰ زیادہ عدل فرمانے والا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر ایسی چیخ ماری کہ محل پھٹنے لگا، فرمایا: اگر ہم جنت کے مستحق نہیں تو پھر کس کو جنت میں داخلہ کی اجازت ہو گی۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، مجھے امید ہے کہ میں، عثمان، طلحہ اور زبیر انہی لوگوں میں سے ہوں گے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ان کے سینوں سے کینہ نکال دیں گے۔

امام الشیر ازی نے الالقاب میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان دس صحابہ کرام کے متعلق نازل ہوئی: ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، سعید عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت النعمان بن بشیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: اس آیت سے مراد عثمان، طلحہ، زبیر اور میں ہوں۔

امام ہناد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: عَلٰی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 46　　2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 47

سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ وہ پلنگوں پریوں آنے سامنے بیٹھے ہوں گے کہ ایک دوسرے کی گدی نہیں دیکھیں گے۔(1)

امام ابن المنذر راور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنتی ایک دوسرے کی گدی نہیں دیکھیں گے پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ﴿۱۶﴾ (الواقعہ)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالقاسم البغوی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور یہ آیت تلاوت فرمائی اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ یعنی جنت میں اللہ کی رضا کے لیے آپس میں محبت کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔

ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے: لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ، فرماتے ہیں: نصب سے مراد مشقت اور اذیت ہے۔

نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ﴿۵۰﴾

"بتادو میرے بندوں کو کہ میں بلاشبہ بہت بخشنے والا از حد رحم کرنے والا ہوں اور (یہ بھی بتادو کہ) میرا عذاب بھی بہت دردناک عذاب ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دروازے سے ہمارے پاس تشریف لائے جس سے بنوشیبہ داخل ہوتے تھے، فرمایا: کیا میں تمہیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھ رہا؟ پھر آپ واپس تشریف لے گئے حتی کہ حجر اسود کے پاس پہنچے تو تھمری چال سے واپس تشریف لائے اور فرمایا جب میں (تمہارے پاس) سے گیا تو جبریل امین آئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو انہیں بتادو کہ میں غفور رحیم ہوں اور یہ بھی بتادو کہ میرا عذاب بھی بہت دردناک ہے۔(2)

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مصعب بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ صحابہ کرام کے پاس سے گزرے جو ہنس رہے تھے۔ فرمایا: جنت کو یاد کرو، دوزخ کو یاد کرو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

امام البزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کرام کے پاس سے گزرے جو کسی بات پر ہنس رہے تھے۔ فرمایا کیا تم ہنس رہے ہو جنت اور دوزخ کا ذکر تمہارے سامنے ہے، اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ پھر فرمایا: یہ فرشتہ ندا دے رہا ہے کہ میرے بندوں کو مایوس نہ کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 48 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 49 3۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 132، دار الفکر بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ کے نبی نے ارشاد فرمایا: اگر بندہ اللہ تعالیٰ کے عفو کی مقدار جان لے تو وہ حرام سے بھی اجتناب نہ کرے اور اگر اس کے عذاب کی مقدار جان لے تو اس کا سانس نکل جائے۔(1)

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے رحمت کو تخلیق فرمایا تو سو رحمتیں پیدا فرمائیں پھر ننانوے رحمتوں کو اپنے پاس رکھا اور ایک رحمت کو پوری مخلوق میں پھیلایا، اگر کافر کو معلوم ہو جائے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کے اس عذاب کا علم ہو جائے جو اس کے پاس ہے تو وہ آگ سے بے خوف نہ ہو۔(2)

بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کے ایک گروہ کے پاس تشریف لے گئے جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم لوگ وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے، جب آپ چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی: اے محمد! میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے اور فرمایا: مبارک ہو، میانہ رو ہو جاؤ اور درست کام کرو۔(3)

وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝٥١ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ
قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ ۝٥٢ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ
عَلِيْمٍ ۝٥٣ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰۤى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝٥٤
قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝٥٥ قَالَ وَ مَنْ
يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝٥٦ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا
الْمُرْسَلُوْنَ ۝٥٧ قَالُوْۤا اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝٥٨ اِلَّاۤ اٰلَ
لُوْطٍ ؕ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝٥٩ اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ
الْغٰبِرِيْنَ ۝٦٠ فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلُوْنَ ۝٦١ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ
مُّنْكَرُوْنَ ۝٦٢ قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝٦٣ وَ
اَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝٦٤ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 49 2۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2374 (6104)، دار ابن کثیر دمشق
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 22 (1058)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الَّيۡلِ وَ اتَّبِعۡ اَدۡبَارَهُمۡ وَ لَا يَلۡتَفِتۡ مِنۡكُمۡ اَحَدٌ وَّ امۡضُوۡا حَيۡثُ
تُؤۡمَرُوۡنَ۝٦٥ وَ قَضَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ ذٰلِكَ الۡاَمۡرَ اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقۡطُوۡعٌ
مُّصۡبِحِيۡنَ۝٦٦ وَ جَآءَ اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ۝٦٧ قَالَ اِنَّ
هٰۤؤُلَآءِ ضَيۡفِىۡ فَلَا تَفۡضَحُوۡنِۙ۝٦٨ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا
تُخۡزُوۡنِ۝٦٩ قَالُوۡۤا اَوَلَمۡ نَنۡهَكَ عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ۝٧٠ قَالَ هٰۤؤُلَآءِ بَنٰتِىۡۤ
اِنۡ كُنۡتُمۡ فٰعِلِيۡنَؕ۝٧١ لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ۝٧٢
فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَۙ۝٧٣ فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ
اَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍؕ۝٧٤ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ۝٧٥ وَ اِنَّهَا لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ۝٧٦ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ۝٧٧

"اور بتایئے انہیں ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کا قصہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا آپ پر سلام ہو آپ نے کہا (اے اجنبیو!) ہم تو تم سے خائف ہیں۔ مہمانوں نے کہا مت ڈریئے ہم آپ کو مژدہ سنانے آئے ہیں ایک صاحب علم بچے کی پیدائش کا۔ آپ نے کہا کیا تم مجھے اس وقت خوش خبری دینے آئے ہو جب کہ مجھے بڑھاپا لاحق ہو چکا ہے پس یہ کیسی خوش خبری ہے۔ وہ بولے ہم نے تو آپ کو سچی خوش خبری دی پس نہ ہو جایئے آپ مایوس ہونے والوں سے۔ آپ نے فرمایا کون ناامید ہوتا ہے اپنے رب کی رحمت سے بجز گمراہوں کے۔ آپ نے کہا اے فرستادو! کس اہم کام کے لیے تم آئے ہو۔ انہوں نے کہا ہم بھیجے گئے ہیں ایک مجرم قوم کی طرف۔ مگر لوط کے گھرانے والے ہم ان سب کو بچالیں گے۔ اس کی بیوی کے ہم نے (بامر الٰہی) یہ طے کیا ہے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے ہوگی۔ پس جب آئے خاندان لوط کے پاس یہ فرستادے آپ نے (انہیں دیکھ کر) کہا تم تو اجنبی لوگ معلوم ہوتے ہو۔ فرشتوں نے کہا (ہم اجنبی نہیں) بلکہ ہم لے آئے ہیں تمہارے پاس وہ چیز جس میں وہ شک کیا کرتے تھے۔ اور ہم لے آئے ہیں آپ کے پاس حق (عذاب) اور ہم بلاشبہ سچ کہہ رہے ہیں۔ تو چلے جایئے اپنے اہل خانہ کے ساتھ رات کے کسی حصہ میں اور خود ان کے پیچھے پیچھے چلیے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی، اور چلے جایئے جہاں (جانے کا) تمہیں حکم دیا گیا ہے اور ہم نے (بذریعہ وحی) لوط

کو آگاہ کر دیا اس حکم سے کہ یقیناً ان کی جڑ کاٹ دی جائے گی جب وہ صبح کر رہے ہوں گے۔ اور (اتنے میں) آ گئے شہر والے خوشیاں مناتے ہوئے آپ نے (انہیں) کہا (ظالمو!) یہ تو میرے مہمان ہیں ان کے بارے میں تم مجھے شرمسار نہ کرو اور ڈرو اللہ کے غضب سے اور مجھے رسوا نہ کرو وہ بولے کیا ہم نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ دوسروں کے معاملہ میں دخل نہ دیا کرو آپ نے کہا یہ میری (قوم کی) بچیاں ہیں اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو (تو ان سے نکاح کر لو) (اے محبوب!) آپ کی زندگی کی قسم! یہ (اپنی طاقت کے نشہ میں) مست ہیں (اور) بہکے بہکے پھر رہے ہیں پس آلیا ان کو ایک سخت کڑک نے جب سورج نکل رہا تھا پس ہم نے ان کی بستی کو زیر و زبر کر دیا اور ہم نے برسائے ان پر کنکر کے پتھر بے شک اس واقعہ میں (عبرت کی) نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لیے اور بے شک یہ بستی ایک آباد راستہ پر واقع ہے یقیناً اس میں نشانی ہے اہل ایمان کے لیے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَا تَوْجَلْ کا معنی لَا تَخَفْ (تو نہ ڈر) ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے اور اپنی بیوی کے بڑھاپے کی وجہ سے تعجب کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے الْقٰنِطِيْنَ کا معنی آیِسِیْنَ (مایوس ہونے والے) کیا ہے۔

امام ابو عبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الْقٰنِطِيْنَ کو بغیر الف کے اَلْقَنِطِیْنَ پڑھتے تھے اور یَقْنَطُ کو نون کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص لوگوں کو رحمت الٰہی سے مایوس کرتا ہے یا خود مایوس ہوتا ہے وہ خطا کرتا ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی مَنْ یَّقْنَطُ الخ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ کا معنی مَنْ یَّیْاَسُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖ کیا ہے یعنی کون اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت موسیٰ بن علی عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام سے کہا: اے بیٹا! تو قبر میں داخل نہ ہو جب کہ تیرے دل میں اللہ تعالیٰ کے شریک کے بارے رائی کے ذرہ برابر بھی تصور ہو۔ جو مشرک ہو کر مرتا ہے اس کے لیے کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے، بیٹا! تو قبر میں داخل نہ ہو جب کہ تیرے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو کیونکہ کبر اللہ تعالیٰ کی رداء (چادر) ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے اس کی رداء کے متعلق جھگڑا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے، بیٹا تو قبر میں داخل نہ ہو جب کہ تیرے دل میں ذرا بھر مایوسی ہو کیونکہ رحمت الٰہی سے مایوس صرف گمراہ آدمی ہوتا ہے۔(2)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 67، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید رکھنے والا گناہ گار، مایوس عابد کی نسبت، رحمت الٰہی کے زیادہ قریب ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے اور قدریہ فرقہ کے درمیان یہی آیت وجہ نزاع ہے اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَاۤ ۙ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِیْنَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے: لوط علیہ السلام نے انہیں نہیں پہچانا تھا بِمَا كَانُوْا فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ فرماتے ہیں: لوط کی قوم کے عذاب کے بارے شک کیا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یَمْتَرُوْنَ کا معنی یَشُكُّوْنَ (شک کرنا) نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اپنے گھر والوں کے پیچھے پیچھے چلیں جب وہ چل پڑیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے: وَّ امْضُوْا حَیْثُ تُؤْمَرُوْنَ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شام کی طرف نکالا تھا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے وَ قَضَیْنَاۤ اِلَیْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ یعنی ہم نے حکم ان کی طرف وحی کیا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَنَّ دَابِرَ هٰۤؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان کی اصل ختم کردی جائے گی، انہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَآءَ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ یَسْتَبْشِرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں وہ لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی آمد سے خوش ہوئے۔ جب وہ لوط علیہ السلام کے پاس تشریف لائے تھے کیونکہ انہوں نے ان مہمانوں سے برائی کا ارادہ کیا تھا۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اَوَ لَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا ہم نے تجھے کسی کو مہمان بنانے یا پناہ دینے سے منع کیا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے انہیں عورتوں سے نکاح کرنے کا حکم دیا اور اپنے مہمانوں کو اپنی قوم کی بیٹیوں کے ذریعے بچانے کا ارادہ کیا۔(6) واللہ اعلم

امام ابن ابی شیبہ، الحرث بن ابی اسامہ، ابو یعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ سے زیادہ کوئی معزز و مکرم شخصیت پیدا ہی نہیں کی۔ میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زندگی کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم اٹھائی ہو: لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَكْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ فرمایا اے محمد! ﷺ تیری زندگی کی قسم، تیرے دنیا میں باقی رہنے کی قسم۔(7)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے لَعَمْرُكَ کے تحت لَعَیْشُكَ (تیری زندگی کی قسم) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔(8)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 13، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 53
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 54
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 55

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی زندگی کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم نہیں اٹھائی۔ فرماتے ہیں: لَعَمْرُكَ کا معنی یہ ہے کہ اے محمد! ﷺ تیری زندگی کی قسم!۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص لعمری کہے وہ اسے حیاتی کے قائم مقام سمجھتے تھے جس کا معنی ہے میری زندگی کی قسم۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اپنی گمراہی میں کھیل رہے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنی غفلت میں متردد ہیں۔(3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ساتھ کسی قوم کو ہلاک کیا جائے وہ صاعقہ اور صیحہ کہلاتی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مُشْرِقِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب سورج نکل رہا تھا۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ آیت سے مراد علامت ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں ایک شخص دوسرے شخص کو اپنے گھر والوں کی طرف انگوٹھی دے کر بھیجتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز دے دو تو وہ گھر والے انگوٹھی دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ یہ بات سچ ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ کا معنی اَلنَّاظِرِيْنَ (دیکھنے والے) کیا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ کا معنی الناظرین (عبرت کی نگاہ سے دیکھنے والے) کیا ہے۔(6)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ کا معنی فراست والے کیا ہے۔(7)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے لِلْمُتَوَسِّمِيْنَ کا معنی فراست والے کیا ہے۔

امام بخاری نے التاریخ میں، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن السنی اور ابو نعیم نے الطب میں، ابن مردویہ اور الخطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرا کرو، وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔(8)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرا کرو کیونکہ مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 55 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 57 | 6۔ ایضاً | 7۔ ایضاً
8۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب: 17، جلد 11، صفحہ 206، دار الکتب العلمیہ بیروت | 9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 57

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور اللہ کی توفیق سے بولتا ہے۔(1)

امام حکیم الترمذی، البزار، ابن السنی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندے ایسے ہیں جو لوگوں کو اپنے (نور) فراست سے پہچان لیتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ میں سبیل کا معنی ہلاکت روایت کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ کا معنی واضح راستہ نقل کیا ہے۔(3)

وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ ﴿٧٨﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۘ وَ اِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٩﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٨٠﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٨١﴾ وَ كَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ ﴿٨٢﴾ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿٨٥﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨٦﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿٨٧﴾

''اور بے شک ایکہ کے باشندے بھی بڑے ظالم تھے پس ہم نے ان سے بھی انتقام لیا اور یہ دونوں بستیاں کھلی شاہراہ پر واقع ہیں اور بے شک جھٹلایا اہل حجر نے (اللہ تعالیٰ) کے رسولوں کو اور ہم نے عطا کیں انہیں اپنی نشانیاں مگر وہ ان سے روگردانی ہی کرتے رہے اور وہ کھود کر بنایا کرتے تھے پہاڑوں کو اپنے گھر (اور) وہ بے خوف وخطر رہا کرتے تھے پس پکڑ لیا انہیں ایک خوفناک چنگھاڑ نے جب وہ صبح اٹھ رہے تھے پس نہ فائدہ پہنچایا انہیں اس (مال) نے جو وہ کمایا کرتے تھے اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو نیز جو کچھ ان کے درمیان ہے، مگر حق کے ساتھ اور بے شک قیامت آنے ہی والی ہے پس (اے حبیب!) آپ درگزر فرمایا کیجئے ان سے عمدگی کے ساتھ یقیناً آپ کا رب ہی سب کا خالق (اور) سب کچھ جاننے والا ہے اور بے شک ہم نے عطا فرمائی ہیں آپ کو سات آیتیں جو بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم بھی''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 58 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 271، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 58

امام ابن مردویہ اور ابن عباس رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدین اور اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ دو امتیں تھیں جن کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ سے مراد شعیب علیہ السلام کی قوم ہے، اس علاقہ میں گھنے درخت تھے جن میں وہ رہتے تھے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الایکہ کے معنی درخت ہے۔ وہ گرمیوں میں ان درختوں کے تر پھل کھاتے تھے اور سردیوں میں خشک پھل کھاتے تھے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَ اِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ لَظٰلِمِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ اصحاب الایکہ گھنے جنگلوں میں رہتے تھے اور ان کے عام درخت دائمی تھے اور ان کے رسول شعیب علیہ السلام تھے، حضرت شعیب کو اہل مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف بھیجا گیا۔ یہ دو امتیں تھیں اور دونوں کو مختلف عذاب دیئے گئے۔ اہل مدین کو سخت چنگھاڑ نے پکڑ لیا اور اصحاب الایکہ ان پر سات دن مسلسل گرمی کو مسلط کیا گیا ہے۔ نہ کوئی سایہ اس سے محفوظ کرتا تھا اور نہ کوئی اور تدبیر کارگر ہوتی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک بادل بھیجا جس میں وہ سکون تلاش کر رہے تھے۔ پس اسے اللہ تعالیٰ نے ان پر باعث عذاب بنا دیا، اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ برسائی جو ان تمام کو کھا گئی۔ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۸۹﴾ (الشعراء) میں اسی عذاب کی طرف اشارہ ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اصحاب الایکہ کا معنی جنگل والے روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی گھنے درختوں والے معنی روایت کیا ہے۔(6)

ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ سے مراد اصحاب مدین ہیں۔ ایکہ گھنے درختوں کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے الایکہ کا معنی مجتمع الشجر کیا ہے یعنی جہاں درخت زیادہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اہل مدین کو تین قسم کا عذاب دیا گیا تھا۔ جب وہ گھروں سے نکلے تھے تو ان کو زلزلہ نے آلیا تھا۔ پھر جب وہاں سے نکلے تو انہیں سخت گھبراہٹ سے دوچار کیا گیا پس وہ گھروں میں داخل نہیں ہوتے تھے کہ کہیں چھتیں گر نہ جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک بادل بھیجا، جس کے نیچے ایک آدمی داخل ہوا اور کہنے لگا میں نے آج سے پہلے کبھی ایسا پاکیزہ اور ٹھنڈا سایہ نہیں دیکھا۔ لوگو! ادھر آؤ۔ پس تمام لوگ اس سایہ میں داخل ہوئے تو ان پر سخت قسم کی چنگھاڑ آئی اور سب مر گئے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے امام مبین سے مراد کھلی شاہراہ ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 59 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 59
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 60 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی واضح راستہ روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بھی اس کا معنی واضح راستہ روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔(4)

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے اَصْحٰبُ الْحِجْرِ سے مراد اصحاب الوادی ہیں۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ سے مراد قوم ثمود اور قوم صالح علیہ السلام ہے۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَصْحٰبُ الْحِجْرِ کی جگہ سے گزرنے کے وقت ارشاد فرمایا: ان لوگوں کے مکانوں میں جب تم داخل ہو تو روتے ہوئے داخل ہو، اگر تم نہ روؤ تو ان کے علاقہ میں داخل نہ ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہی عذاب تم پر بھی نازل ہو۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: غزوۂ تبوک کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمود کے گھروں کے پاس پڑاؤ کیا، لوگوں نے ان کنوؤں سے پانی بھرا جس سے ثمود پانی پیتے تھے اور اسی کے ساتھ آٹا گوندھا اور اسی سے ہانڈیوں میں گوشت پکایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہانڈیاں انڈیل دینے کا حکم دیا اور آٹا اونٹوں کو کھلانے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے حتی کہ اس کنویں کے قریب پڑاؤ کیا جہاں سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان لوگوں کے (مکانات کے) پاس جانے سے منع فرمایا جنہیں عذاب دیا گیا تھا۔ فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ تمہیں بھی کہیں ویسے ہی عذاب میں مبتلا نہ کیا جائے پس تم ان کے مکانات کے پاس بھی نہ جاؤ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں قوم ثمود کے علاقہ میں اترے تو انہوں نے ان کے کنوؤں سے پانی بھرا اور اس کے ساتھ آٹا گوندھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ پانی انڈیل دو اور یہ آٹا اونٹوں کو کھلا دو اور فرمایا: اس کنویں سے پانی بھرو جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پیتی تھی۔

امام ابن مردویہ نے سبرہ بن معبد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا۔ جس نے ان کے کنوؤں سے پانی بھرا ہے وہ اسے انڈیل دے اور فرمایا کچھ لوگوں نے اس پانی سے آٹا گوندھا تھا اور کچھ نے حلوہ تیار کیا تھا۔

امام ابن مردویہ اور ابن النجار رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِیْلَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے بغیر عتاب کے راضی ہونا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مفہوم روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ حکم جنگ کرنے کے حکم سے پہلے کا ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 60 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 61 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 63

ابن جریر اور ابن المنذر رحمہ اللہ نے عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔(1)

الفریابی، سعید بن منصور، ابن الضریس، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، دار قطنی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کئی طرق کے ذریعے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مراد فاتحۃ الکتاب ہے۔(2)

امام ابن الضریس، ابن جریر، ابن المنذر ر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مراد سورۂ فاتحہ اور الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ سے مراد سارا قرآن ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر ر، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: فاتحۃ الکتاب۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے لیے علیحدہ رکھا ہوا تھا اور اس کو ام الکتاب میں بلند کیا ہوا تھا۔ امت محمدیہ کے لیے اس کو ذخیرہ کر رکھا تھا حتیٰ کہ امت محمدیہ کو ہی یہ ذیشان سورت عطا فرمائی اور اس سے پہلے کسی کو یہ سورت عطا نہیں فرمائی پوچھا گیا۔ سورہ فاتحہ کی ساتویں آیت کون سی ہے؟ فرمایا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (4) ابن الضریس نے سعید بن جبیر سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ سورۂ فاتحہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ذخیرہ کی گئی تھی، آپ کے سوا کسی نبی کو عطا نہیں کی گئی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اور یہی سورت ہر نماز میں دوہرائی جاتی ہے۔

ابن الضریس، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مراد فاتحہ ہے۔

ابن جریر نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مراد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔(5)

امام ابن الضریس نے حضرت یحییٰ بن یعمر اور ابو فاختہ سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد سورۂ فاتحہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے یہی روایت کیا ہے۔(6)

ابن الضریس اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ فرضی اور نفلی نماز کی ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے۔(7)

امام ابن الضریس نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فاتحۃ الکتاب ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ربیع رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں۔ اس کو المثانی اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بار بار پڑھی جاتی ہے، جب بھی آپ قرآن پڑھتے تو اس کی تلاوت کرتے، ربیع سے پوچھا گیا کہ لوگ اسے السبع الطول مراد لیتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 67 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 70

5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 68 | 6۔ ایضاً | 7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 69

ہیں۔فرمایا یہ آیت نازل ہوئی جب کہ طول سورتوں میں سے کچھ بھی نازل نہ ہوا تھا۔(1)

ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ اس سے سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي سے مراد السبع الطول سورتیں مراد ہیں۔(2)

الفریابی، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الطبرانی، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي سے مراد السبع الطول سورتیں ہیں اور یہ نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں اور ان سورتوں میں سے دو موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی تھی۔(3)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو السبع الطول سورتیں عطا کی گئیں، موسیٰ علیہ السلام کو چھ عطا کی گئیں، جب انہوں نے تختیاں پھینکی تھیں تو دو اٹھالی گئیں تھی اور چار باقی رہی تھیں۔

امام دارمی اور ابن مردویہ نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فاتحۃ الکتاب ہی سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي ہے۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ السبع المثانی سے مراد سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور یونس ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن الضریس، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي سے مراد یہ سات لمبی سورتیں ہیں: بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور یونس۔ ابن جبیر سے پوچھا گیا ان کو المثانی کیوں کہا جاتا ہے فرمایا اس میں قضاء اور قصص کا ذکر بار بار آیا ہے۔(4)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي سے مراد سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف اور کہف ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ المثانی سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد دو سو سے کچھ کم وبیش ہے: البقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام، اعراف، براءت اور انفال۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي سے مراد السبع الطول ہیں۔ میں نے پوچھا ان کو یہ نام کیوں دیا جاتا ہے؟ فرمایا ان میں خبر، امثال اور عبرتوں کا بار بار ذکر ہے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے فرمایا: سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي سے مراد سورۂ فاتحہ ہے اور السبع الطول بھی ان میں سے ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے زیاد بن ابی مریم سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: میں نے تجھے سات چیزیں اور بھی دی ہیں اومر، انہ، بشر، انذر، اضرب الامثال، اعدد النعم اور اتل نبأ لقرون۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 68　2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 63　3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 64
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 65　5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 66-65　6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 71

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رنے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ المثانی سے مراد سارا قرآن ہے۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ سے مراد پہلی سات طویل سورتیں ہیں اور الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ سے مراد تمام قرآن ہے۔

ابن جریر نے العوفی کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں المثانی سے مراد قرآن کا وہ حصہ ہے جو بار بار پڑھا جاتا ہے کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں پڑھا اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ (الزمر:23) ''اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں بار بار دہرائی جاتی ہیں''(2)

ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ المثانی سے مراد قرآن ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک واقعہ کو بار بار ذکر فرماتے ہیں۔(3)

لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَ قُلْ اِنِّيْۤ اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۹﴾ كَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ ﴿۹۰﴾ الَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾

''اپنی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے ان (اموال) کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے ان کے مختلف طبقوں کو اور رنجیدہ خاطر بھی نہ ہوں ان (کی گمراہی) پر اور نیچے کیجئے اپنے پروں کو مومنوں کے لیے اور فرمائیے کہ میں تو بلا شبہ (ایسے عذاب سے) کھلا ڈرنے والا ہوں جیسے ہم نے اتارا ان بانٹنے والوں پر جنہوں نے کر دیا تھا قرآن کو پارہ پارہ پس آپ کے رب کی قسم! ہم پوچھیں گے ان سب سے ان اعمال کے متعلق جو وہ کیا کرتے تھے سو آپ اعلان کر دیجئے اس کا جس کا آپ کو حکم دیا گیا اور منہ پھیر لیجئے مشرکوں سے ہم کافی ہیں آپ کو مذاق اڑانے والوں کے شر سے بچانے کے لیے جو بناتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا، سو یہ (حقیقت حال کو) ابھی جان لیں گے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ انسان کو اس بات سے منع کیا جا رہا ہے کہ وہ کسی دوسرے کے مال کی تمنا کرے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 70
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 71
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 71
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 74

امام ابوعبید اور ابن المنذر رنے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قبیلہ کے اونٹ کے پاس سے گزرے جس کو بنو الملوح یا بنو المصطلق کہا جاتا تھا۔ موٹاپے کی وجہ سے وہ اونٹ اپنے پیشاب کی جگہ میں روکا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا کپڑا چہرے پر ڈالا اور اس کو دیکھے بغیر گزر گئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ (الآیہ)

امام ابن جریر، ابن المنذر رنے حضرت مجاہد سے أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ کا معنی الاغنیاء، الامثال، الاشباہ روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن المنذر رنے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس کو قرآن جیسی نعمت بخشی گئی اور پھر اس نے کسی دوسری چیز کی طرف دیکھا تو اس نے قرآن کو حقیر جانا۔ کیا تم نے یہ ارشاد نہیں سنا وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ ...... الی قولہ ...... وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى۔ اس سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اپنے پروں کو نیچا کرو۔

امام بخاری، سعید بن منصور، حاکم، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: الْمُقْتَسِمِيْنَ سے مراد اہل کتاب ہیں، انہوں نے قرآن کو پارہ پارہ کیا، بعض پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کر دیا۔(2)

امام ابن جریر نے علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ عِضِيْنَ کا معنی ٹکڑے ہے۔(3)

امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا الْمُقْتَسِمِيْنَ سے کون لوگ مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہود و نصاریٰ جو بعض قرآن پر ایمان لائے اور بعض کا انکار کیا۔

امام ابن اسحٰق، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ کے پاس قریش کے چند افراد جمع ہوئے۔ ولید ان سب سے بڑا تھا، موسم حج قریب تھا۔ ولید نے قریش سے کہا: اے قریشیو! حج کا وقت قریب آچکا ہے اور عربوں کے وفود تمہارے پاس آئیں گے جب کہ وہ تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کے متعلق بھی سن چکے ہیں، اس کے متعلق اپنی ایک رائے قائم کر لو تا کہ اختلاف نہ ہو اور ایک دوسرے کی تکذیب نہ کرتے رہیں، قریش نے کہا: تم خود ہی کوئی بات بتا دو، ہم اس پر قائم رہیں گے۔ اس نے کہا نہیں تم بتاؤ میں تمہاری بات سنوں گا۔ قریش نے کہا: ہم کہیں گے وہ کاہن ہے۔ ولید نے کہا وہ کاہن تو نہیں ہے۔ ہم نے کاہن دیکھے ہیں نہ تو وہ کاہنوں کی طرح بات کرتا ہے اور نہ ان کی طرح اس کا سجع ہے۔ انہوں نے کہا: ہم اسے مجنون کہیں گے۔ ولید نے کہا: وہ مجنون نہیں ہے، ہم نے جنون کی مرض دیکھی ہے اور ہم اس کو پہچانتے ہیں۔ نہ اس کے گلے میں کوئی ایسی تکلیف ہے، نہ اسے کوئی حاجت ہے نہ وسوسہ۔ قریش نے کہا: ہم کہیں گے: وہ شاعر ہے، ولید نے کہا: وہ شاعر بھی نہیں ہے۔ ہم اشعار کی تمام اصناف جانتے ہیں، اس کا رجز، ہزج، قریض، مقبوض، مبسوط ہم سب جانتے ہیں۔ اس کا کلام شعر نہیں ہے۔ قریش نے کہا: ہم اسے جادوگر کہیں گے، ولید نے کہا: وہ جادوگر بھی نہیں ہے، ہم نے جادوگر کو دیکھا ہے اور جادو بھی دیکھا ہے، وہ نہ تو ان کی طرح پھونکیں مارتا ہے نہ گرہیں لگاتا ہے۔ قریش نے کہا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 74　2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 75　3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 78

پھر ہم کیا کہیں؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم اس کے کلام میں مٹھاس ہے اور اس کے چہرے پر رونق اور خوبصورتی ہے، اس کی اصل بڑی عزت والی ہے اور اس کی فرع بھی بڑی عمدہ ہے، جو کہو گے پہچان لیا جائے گا کہ یہ جھوٹ اور باطل ہے، سب سے بہتر بات جو قبول ہوسکتی ہے وہ یہ ہے کہ تم کہو وہ جادوگر ہے، میاں، بیوی، دو بھائیوں ماں، بیٹے، انسان اور اس کے خاندان کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے۔ تمام لوگ اسی بات پر جدا ہوئے، پس اللہ تعالیٰ نے ولید کے متعلق یہ آیات نازل کیں: ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِیْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ (المدثر) اور باقی قریش کے متعلق کے یہ ارشاد نازل فرمایا جو ولید کے ساتھ تھے اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ یعنی جنہوں نے قرآن کو پارہ پارہ کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قریش کا گروہ ہے، انہوں نے کتاب اللہ کو پارہ پارہ کیا، بعض نے کہا یہ جادو ہے، بعض نے کہا یہ کہانت ہے، بعض نے کہا یہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: العضہ، قریش کی لغت میں اس کا معنی جادو ہے اور جادو کرنے والی عورت کو العاضہة کہتے ہیں۔ (1)

امام ترمذی، ابن جریر، ابو یعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دو چیزوں کے متعلق تمام لوگوں سے سوال ہوگا وہ جس کی عبادت کرتے تھے اور انہوں نے رسولوں کو جو جواب دیا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں حضرت علی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ فرماتے ہیں فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ (الرحمٰن) اللہ تعالیٰ لوگوں سے یہ نہیں پوچھے گا کہ کیا تم نے یہ عمل کیا تھا؟ کیونکہ وہ سب کچھ جانتا ہے بلکہ وہ پوچھے گا تم نے یہ عمل کیوں کیا۔ (3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم اس کو جاری کرو۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت ابو عبیدہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: نبی کریم ﷺ خفیہ طور پر عبادت اور تبلیغ کرتے حتی کہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کا ارشاد نازل ہوا۔ اس کے بعد آپ ﷺ اور صحابہ کرام باہر نکل پڑے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 80
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 82
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 83
5۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے الناسخ میں حضرت علی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ فرماتے ہیں اس آیت کو اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ تم اپنی قوم اور جن کے آپ نبی ہیں سب کو پیغام رسالت کی تبلیغ کرو۔ (1)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نماز میں قرآن جہراً پڑھو۔ (2)

حضرت ابن زید سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو قرآن تمہاری طرف وحی کیا گیا ہے اس کی لوگوں کو تبلیغ کرو۔ (3)

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے اس کا مطلب ہے کہ جو تمہیں حکم دیا گیا ہے تم اس کا اعلان کرو۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت السدی الصغیر عن کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سال تک نازل شدہ احکام کو ظاہر نہ کیا حتی کہ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ کا ارشاد نازل ہوا۔ یعنی مکہ میں اپنے دین کا اظہار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے جو آپ کا اور قرآن کا مذاق اڑاتے ہیں، یہ پانچ افراد تھے جو مذاق اڑاتے تھے۔ پس جبرائیل امین یہ آیت کریمہ لے کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو ان تمام کو زندہ دیکھتا ہوں...... پس وہ تمام ایک رات میں ہی ہلاک ہو گئے۔ ان میں ایک العاص بن وائل السہمی تھا، وہ ایک دن باہر نکلا جب کہ بارش ہو رہی تھی وہ اور اس کا بیٹا سیر کرنے کے لیے نکلے، العاص گھوڑے پر سوار تھا۔ وہ ایک وادی میں نیچے اترا تو اسے ایک زہریلی چیز نے ڈس لیا، علاج معالجہ کی کافی کوشش کی گئی لیکن شفا نہ ہوئی۔ اس کا پاؤں سوج کر اونٹ کی گردن کی مثل ہو گیا۔ پس وہ وہاں ہی مر گیا۔ ان بدبختوں میں سے ایک الحارث بن قیس السہمی تھا۔ اس نے ایک نمکین مچھلی کھائی اور اس کو سخت پیاس لگ گئی۔ وہ متواتر پانی پیتا رہا حتی کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ وہ یہ کہتے ہوئے مر گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ ان بدبختوں میں سے ایک الاسود بن المطلب تھا اس کا بیٹا تھا جس کو زمعہ کہا جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کی یہ اندھا ہو جائے اور اپنے بیٹے پر روتا ہے۔ جبریل امین ایک سبز پتہ لے کر آئے اور اسود کو مارا اور وہ اندھا ہو گیا۔ اپنے ایک غلام کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی ملاقات کے لیے گیا، تو جبرائیل آئے جب کہ وہ درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا، جبرائیل نے اس کا سر درخت کے ساتھ پٹخنا شروع کر دیا اور کانٹوں سے اس کے چہرے کو مارا۔ اسود نے اپنے غلام سے مدد طلب کی تو اس نے کہا۔ مجھے کوئی شخص نظر نہیں آ رہا جو تیرے ساتھ ایسا کر رہا ہے بلکہ مجھے تو یوں لگتا ہے تو خود ہی اپنا سر درخت سے مار رہا ہے۔ وہ بھی یہ کہتے ہوئے مر گیا کہ مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے قتل کیا ہے۔ ان بدبختوں میں سے ایک ولید بن مغیرہ تھا۔ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے نیزے کے پاس سے گزرا جس کو مالک نے باریک کر کے دھوپ میں رکھا ہوا تھا۔ پھر اس نے اس کو باندھا تو وہ ٹوٹ گیا تھا۔ وہ نیزہ ولید کی رگ جان میں لگ گیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ ایک بدبخت اسود بن یغوث تھا۔ وہ اپنے گھر سے نکلا۔ اس کو تیز ہوا لگی تو وہ کالا سیاہ ہو گیا حتی کہ حبشی بن گیا۔ وہ اپنے گھر والوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 82 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 83 3۔ ایضاً

پاس آیا تو انہوں نے اسے نہ پہچانا اور اس پر اپنا دروازہ بند کر دیا حتی کہ وہ یہ کہتے ہوئے مر گیا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رب نے قتل کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سب کو اکٹھا قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اپنے دین کا برملا اظہار کیا۔(1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں دو ضعیف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرائیل امین کو ان تمام کو قتل کرنے کا کام سونپا گیا، پس جبرائیل نے ولید کو ٹھوکر ماری پھر اس کے پاؤں میں جو نیزہ لگا تھا اس کو اس طرح نچوڑا کہ اس کا پیشاب ناک کی طرف سے نکل آیا، پھر وہ اسود بن عبد العزیٰ کے پاس آیا، وہ پانی پی رہا تھا۔ جبریل امین نے اس میں پھونک ماری تو اس کا پیٹ پھول کر پھٹ گیا۔ پھر جبرائیل امین عاص بن وائل کے پاس آئے۔ وہ طائف جا رہا تھا۔ آپ نے اس کو ایک تیز چیز کے ساتھ چوک دی تو اس کا زہر اس کے سر تک پہنچ گیا، حارث بن قیس کو جبریل نے مکا مار کر ہلاک کر دیا، اسود بن عبد یغوث الزہری کو بھی قتل کر دیا۔(2)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی، ابونعیم ان دونوں نے دلائل میں اور ابن مردویہ (نے حسن سند کے ساتھ) اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ مذاق اڑانے والے یہ افراد تھے: ولید بن مغیرہ، اسعد بن عبد یغوث، اسود بن عبد المطلب، الحارث بن عبطل السہمی، العاص بن وائل، جبرائیل امین آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایت کی۔ فرمایا مجھے وہ دکھاؤ، پس جبرائیل نے پہلے آپ کو ولید دکھایا، آپ نے اس کی رگ جان کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا تو نے کیا کیا: جبرائیل نے کہا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ پھر جبرائیل کو آپ نے اسود بن المطلب دکھایا اور اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا، پوچھا تو نے کیا کیا؟ فرمایا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ پھر جبرائیل کو الاسود بن عبد یغوث دکھایا، اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ پھر پوچھا تو نے کیا کیا؟ جبرائیل نے کہا میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے۔ پھر اس نے الحارث دکھایا اور اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ پوچھا تو نے اس کو کیا کیا؟ جبرائیل نے کہا میں نے اس کا کام بھی تمام کر دیا ہے۔ پھر آپ نے العاص بن وائل دکھایا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی طرف اشارہ کیا۔ پوچھا تو نے اس کا کیا کیا؟ اس نے کہا میں آپ کی طرف سے اس کے لیے کافی ہوں۔ پس ولید خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے تیر تیز کر رہا تھا۔ پس ولید کو وہ تیر رگ جان میں لگ گیا اور اس نے اسے کاٹ دیا، اسود بن المطلب ایک درخت کے نیچے اترا اور اولاد کو پکار پکار کر کہہ رہا تھا کیا تم میرا دفاع نہیں کرو گے؟ میں ہلاک ہو رہا ہوں اور میری آنکھوں میں کانٹے مارے جا رہے ہیں۔ بیٹے کہتے ہمیں تو کچھ نظر نہیں آ رہا۔ وہ اسی طرح چیختا چلاتا رہا حتی کہ اس کی آنکھیں ضائع ہو گئیں۔ الاسود بن یعوث کے سر پر زخم آئے اور وہ ان کی وجہ سے مر گیا۔ حارث کے پیٹ میں زرد پانی پڑ گیا تھا حتی کہ اس کا پیشاب پاخانہ اس کے منہ سے نکلتا تھا۔ العاص الطائف کی طرف سوار ہو کر جا رہا تھا اس کو بھی پاؤں کے نیچے سے کسی تیز چیز کی نوک لگی تو اس نے اسے قتل کر دیا۔(3)

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 354، المکتبۃ العربیہ بحلب
2۔ ایضاً
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 85، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت جو یبر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا: محمد کاہن ہے وہ مستقبل کی خبریں دیتا ہے، ابوجہل نے کہا: محمد جادوگر ہے، یہ باپ اور بیٹے کے درمیان جدائی ڈالتا ہے، عقبہ بن ابی معیط نے کہا: محمد مجنون ہے، اپنے جنون میں بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ ابی بن خلف نے کہا محمد کذاب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ کا ارشاد نازل فرمایا۔ پس یہ تمام جنگ بدر سے پہلے ہلاک ہو گئے۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ مذاق اڑانے والے آٹھ آدمی تھے: ولید بن مغیر، اسود بن المطلب، اسود بن عبد یغوث، عاص بن وائل، الحارث بن عدی بن سہم، عبدالعزی بن قصی، یہ ابوزمعہ ہے۔ یہ تمام موت یا مرض کے ساتھ جنگ بدر سے پہلے ہلاک ہو گئے تھے۔ الحارث بن قیس العیاطل میں سے تھا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مزاق اڑانے والوں میں سے یہ لوگ بھی تھے: ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، الحارث بن قیس، الاسود بن المطلب، الاسود بن عبد یغوث اور ابو ہبار بن الاسود۔

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہ قریش کے پانچ افراد تھے جو رسول اللہ ﷺ کا مزاق اڑاتے تھے۔ انہی میں سے الحارث بن عیطلہ، العاص بن وائل، اسود بن عبد یغوث اور ولید بن مغیرہ بھی تھے۔

امام البزار، طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مکہ میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے، وہ آپ کے پیچھے اشارے کر رہے تھے۔ یہ کہتا ہے کہ میں نبی ہوں اور اس کے ساتھ جبرائیل ہے، جبرائیل نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا تو ناخن کی مثل ان کے جسموں پر جا لگا، پس ان کے جسم بدبودار زخم بن گئے۔ پس کوئی ایک بھی ان کے قریب نہیں آ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نال فرمائی: اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں پندرہ سال رہے۔ ان میں چار پانچ سال خفیہ طور پر دعوت اسلام دیتے رہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر عذاب نازل کر دیا جن کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ الخ۔ العضین قریش کی لغت میں جادوگر کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ دشمنی کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا، آپ آٹھ ربیع الاول کو مدینہ طیبہ پہنچے پھر جنگ بدر ہوئی۔ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآىِٕفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ (انفال:7) یہ آیت بھی نازل ہوئی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ (القمر:45) اور اس کے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ (المومنون:64) یہ آیت بھی نازل ہوئی لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا (آل عمران:127) اور یہ آیت بھی نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ (آل عمران:128)

اللہ تعالیٰ نے قوم کا ارادہ کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے قافلہ کا ارادہ کیا تھا۔ ان کے بارے یہ آیت نازل ہوئی اَلَمْ تَرَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 85

اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا (ابراہیم:28) اور ان کے متعلق یہ آیت بھی نازل ہوئی قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا (آل عمران:13) اور قافلہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی الرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ (انفال:42) پس انہوں نے وادی کی نچلی سطح اختیار کی تھی۔ یہ تمام آیات اہل بدر کے متعلق نازل ہوئیں۔ اور جنگ بدر سے دو ماہ پہلے ابن الحضرمی کے قتل کا واقعہ پیش آیا تھا۔ پھر جنگ احد ہوئی تھی، جنگ احد کے دو سال بعد جنگ احزاب ہوئی تھی۔ پھر حدیبیہ کی صلح کا واقعہ پیش آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال عمرہ نہیں کیا تھا اور آئندہ سال عمرہ کیا تھا اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ (البقرہ:194) پس حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینہ کے بدلے میں ہے الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (البقرہ:194) عمرہ کرنے کے بعد مکہ مکرمہ کی فتح نصیب ہوئی۔ اس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ الایہ (المومنون:77) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنگ کی تھی جب کہ وہ ابھی تیار نہ تھے۔ پس قریش کے اس دن چار گروہ قتل ہوئے بنی بکر کے پچاس یا اس سے زائد افراد قتل ہوئے، ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی جب وہ دین میں داخل ہوئے وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ (المومنون:78) پھر بیس راتوں کے بعد حنین کی طرف چلے پھر مدینہ طیبہ آئے پھر حضرت ابوبکر کو حج کا حکم فرمایا۔ جب ابوبکر حج سے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کی جنگ لڑی پھر آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا۔ پھر آپ نے لوگوں کو الوداع کہا۔ آپ مدینہ منورہ آئے تو دو ربیع الاول کو آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ، فرماتے ہیں: یہ مزاق اڑانے والے پانچ افراد تھے۔ جب یمن کے بادشاہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا پروگرام بنایا تو ولید اس کے پاس آیا اور کہا محمد جادوگر ہے۔ العاص بن وائل آیا۔ اس نے کہا محمد پہلے لوگوں کے قصے جانتا ہے۔ ایک اور آیا، اس نے کہا وہ کاہن ہے۔ ایک اور آیا، اس نے کہا شاعر ہے۔ ایک اور آیا اس نے کہا مجنون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام کے شر سے بچانے کی کفایت فرمائی۔ یہ تمام ایک ہی رات میں مر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو مختلف نوعیتوں کے عذاب میں مبتلا کیا۔ ولید ایک خزاعہ قبیلہ کے ایک شخص کے پاس سے گزرا جو اپنے تیروں کو تیز کر رہا تھا۔ ولید بڑا ناز و نخرے سے چل رہا تھا، اسے ایک تیر لگا تو اس کی رگ جان کٹ گئی، عاص بن وائل ایک وادی میں داخل ہوا تو تو ایک سانپ نکلا جو ستون کی مانند تھا، اس نے اسے ڈسا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ہلاک کر دیا، ایک اور بڑے سفید اور حسین شکل کا تھا، وہ اسی رات باہر نکلا، اسے سخت ہوا لگی، وہ گھر واپس آیا تو حبشی کی مثل کالا سیاہ ہو چکا تھا۔ گھر والوں نے کہا: یہ ہمارا رشتہ دار نہیں ہے۔ وہ کہتا تھا میں تمہارے گھر کا آدمی ہوں۔ پس انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ ایک اپنے کنویں میں داخل ہوا تو جبریل امین آئے، اسے وہاں ہی جھٹکا دیا۔ وہ کہتا مجھے قتل کیا جا رہا ہے، میری مدد کرو، لوگوں نے کہا: ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔ ایک اور بدبخت تھا جو اپنے اونٹوں کو دیکھنے جا رہا تھا۔ اس کے پاس جبریل آئے اور اس کو کانٹوں کے ساتھ مارا۔ پس وہ بھی مدد طلب کرتا رہا۔ لوگوں نے کہا: ہمیں تو کوئی مارنے والا نظر نہیں آ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے بھی ہلاک کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبریل امین نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور الاسود بن عبد یغوث کی پیٹھ کو جھکایا حتی کہ اس کا سینہ بھی ٹیڑھا ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا خالو، میرا خالو! جبریل امین نے کہا: اسے چھوڑ دیئے میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے، یہ مزاق اڑانے والوں میں سے ہے۔ یہ لوگ سورۂ بقرہ اور سورۂ عنکبوت کا مذاق اڑاتے تھے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ قریش کا گروہ تھا وہ مزاق اڑاتے تھے۔ ان میں الاسود بن عبد یغوث، الاسود بن المطلب، الولید بن مغیرہ، العاص بن وائل اور عدی بن قیس تھا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابو نعیم نے ابو بکر الہذلی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زہری سے کہا گیا کہ حضرت سعید بن جبیر اور عکرمہ مزاق اڑانے والوں میں سے ایک شخص کے بارے میں اختلاف کرتے تھے۔ سعید کہتے ہیں کہ وہ حارث بن عیطلہ ہے اور عکرمہ کہتے تھے کہ وہ حارث بن قیس ہے، زہری نے کہا: وہ دونوں سچ کہتے ہیں۔ حارث کی ماں کا نام عیطلہ تھا اور باپ قیس تھا۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مزاق اڑانے والے سات افراد تھے: العاص بن وائل، ولید بن مغیرہ، ہبار بن الاسود، عبد یغوث بن وہب، الحرث بن عیطلہ۔ (3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور مقسم مولی ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مذاق اڑانے والے یہ افراد تھے: ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عدی بن قیس، الاسود بن عبد یغوث، الاسود بن المطلب، یہ تمام افراد ایک ایک کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے جب کہ آپ ﷺ کے پاس جبریل امین موجود تھے، جب ان میں سے ایک گزرا تو جبریل نے کہا: یہ محمد کیسا آدمی ہے؟ اس بد بخت نے کہا: اچھے آدمی نہیں ہیں، جبریل نے کہا ہم تیرے لیے اس کی طرف سے کافی ہیں۔ پس ولید گرا تو اس کی چادر سے ایک تیر اٹک گیا۔ وہ بیٹھا تو اس تیر سے اس کی رگ جان کٹ گئی جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ الاسود بن عبد یغوث کو جبریل نے ایک کانٹے دار ٹہنی سے منہ پر مارا تو اس کی آنکھ بہہ پڑی۔ وہ بھی اسی تکلیف سے مر گیا، العاص کو ایک زہریلی چیز نے ڈسا تو اس کا گوشت اس کی ہڈیوں سے گر گیا حتی کہ وہ بھی ہلاک ہو گیا۔ الاسود بن المطلب اور عدی بن قیس میں سے ایک رات کے وقت اٹھا۔ وہ بہت پیاسا تھا، وہ ایک گھڑا پانی پینا چاہتا تھا۔ وہ پانی پیتا گیا حتی کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ بھی مر گیا۔ ایک اور کو سانپ نے کاٹا تو وہ بھی مر گیا۔ (4)

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ كُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾

"اور ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کا دل تنگ ہوتا ہے ان باتوں سے جو وہ کیا کرتے ہیں سو آپ پاکی بیان کیجئے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 56-355، المکتبۃ العربیۃ حلب
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 86
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 87

اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور ہو جایئے سجدہ کرنے والوں سے اور عبادت کیجئے اپنے رب کی یہاں تک کہ آ جائے آپ کے پاس یقین"۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، حاکم (نے تاریخ میں)، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابو مسلم الخولانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجروں میں سے ہو جاؤں بلکہ میری طرف تو یہ وحی کی گئی کہ اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اور ہو جایئے سجدہ کرنے والوں میں سے اور عبادت کیجئے اپنے رب کی یہاں تک کہ آ جائے آپ کے پاس یقین۔(1)

امام ابن مردویہ اور دیلمی نے ابو درداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں تاجر ہو جاؤں اور نہ یہ کہ میں مال زیادہ جمع کروں بلکہ مجھے یہ وحی کی گئی ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْيَقِيْنُ کا معنی موت نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن المبارک نے الزہد میں الحسن سے اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے الْيَقِيْنُ کا معنی الموت روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے الْيَقِيْنُ کا معنی موت نقل کیا ہے فرماتے ہیں: جب اس پر موت آئے تو ارشاد الٰہی اور آخرت کے امر کی تصدیق کرے۔(5)

بخاری اور ابن جریر نے ام العلاء سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت عثمان بن مظعون کی وفات کے وقت ان کے پاس گئے، ام العلاء فرماتی ہیں: میں نے کہا اے ابو السائب (یہ حضرت عثمان کی کنیت ہے) تجھ پر اللہ کی رحمت ہو، میں تیرے متعلق گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے عزت عطا فرمائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے کیسے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں عزت عطا فرمائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے پاس یقین آیا تو میں اس کے لیے خیر کی امید رکھتا ہوں۔(6)

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ جس چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں اس سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر شہادت کی جگہیں تلاش کرتا ہے اور وہ شخص جو گھاٹیوں میں سے گھاٹی میں یا وادیوں میں سے کسی وادی میں اپنی بکریوں کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اور موت کے آنے تک اللہ کی عبادت کرتا ہے، وہ لوگوں میں سے خیر میں ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح بھی کہا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وہ طلب کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پس آسمان اس کا سایہ ہے اور زمین اس کا بچھونا ہے، دنیا کے کسی امر کا اسے خیال نہیں وہ کھیتی باڑی نہیں کرتا دراں حالیکہ وہ روٹی کھاتا ہے۔ وہ درخت نہیں لگاتا مگر پھل کھاتا ہے۔ یہ

1۔ الفردوس للدیلمی، جلد 4، صفحہ 95 (6297)، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 90
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

سب کچھ اللہ پر توکل کرتے ہوئے کرتا ہے۔ وہ صرف رضا الٰہی کا متلاشی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اس کے رزق کا ضامن بنا دیا ہے۔ وہ اس کے لیے سامان زیست تیار کرتے ہیں اور اسے حلال مال مہیا کرتے ہیں۔ وہ اپنا رزق بغیر حساب کے حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تادم واپسیں مصروف رہتا ہے۔(1)

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے بغیر راحت وسکون نہیں ہے اور جس کی راحت لقائے الٰہی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی کفایت فرماتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 345 (7860)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۲۸ سورۃ النحل مکیۃ ۱۶ رکوعاتہا ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱﴾ يُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اَنْ اَنْذِرُوْۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ﴿۲﴾ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴﴾

"قریب آ گیا ہے حکم الٰہی پس اس کے لیے عجلت نہ کرو۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اور برتر ہے اس شرک سے جو وہ کر رہے ہیں اتارتا ہے فرشتوں کو روح (یعنی وحی) کے ساتھ اپنے حکم سے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے کہ خبردار کرو (لوگوں کو) کہ نہیں کوئی معبود سوائے میرے پس مجھ سے ہی ڈرا کرو اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو اور زمین کو حق کے ساتھ، وہ برتر ہے اس شرک سے جو وہ کر رہے ہیں اس نے پیدا فرمایا انسان کو نطفہ سے، پس اب وہ برملا جھگڑالو بن گیا ہے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ سورۃ النحل مکہ میں نازل ہوئی۔

امام النحاس نے مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سورۃ النحل آخری تین آیتوں کے علاوہ مکہ میں نازل ہوئی اور آخری تین آیات مکہ اور مدینہ کے درمیان اس وقت نازل ہوئیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد سے واپس آ رہے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ کا ارشاد نازل ہوا تو صحابہ کرام گھبرا گئے حتیٰ کہ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ کا ارشاد نازل ہوا تو انہیں سکون ملا۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوبکر بن حفص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ تو صحابہ کرام کھڑے ہو گئے پھر یہ الفاظ نازل ہوئے فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ۔(1)

ابن جریر نے الضحاک کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور و خروج ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں مسجد میں داخل ہوا، نماز پڑھی تو میں نے سورۃ النحل تلاوت کی۔ پس دو آدمی آئے جنہوں نے ہماری قرأت کے خلاف قرأت کی۔ میں نے ان دونوں کے ہاتھ پکڑے اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے گیا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ان سے قرأت سنیں،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 93، دار احیاء التراث العربی بیروت

ان میں سے ایک نے تلاوت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے ٹھیک پڑھا ہے، پھر دوسرے سے سنی تو اسے پھر فرمایا: تو نے ٹھیک پڑھا ہے۔ میرے دل میں زمانۂ جاہلیت کی تشکیک وتکذیب سے زیادہ شک پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے شک اور شیطان سے محفوظ فرمائے۔ حضرت علی فرماتے ہیں: میرا پسینہ بہنے لگا۔ فرمایا: میرے پاس جبریل امین آئے اور ایک حرف (قرأت) پر تلاوت کی، تو میں نے کہا: میری امت ایک حرف پر پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی حتی کہ میں نے سات مرتبہ کہا: تو جبریل نے کہا: سات حروف پر پڑھو، بار بار میں نے یہی سوال دہرایا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ نازل ہوئی منافقین ایک دوسرے سے کہنے لگے، یہ کہتا ہے کہ اللہ کا امر قریب آ گیا ہے، پس جو تم کرتے ہو اس سے رک جاؤ حتی کہ تم دیکھ لو کہ مستقبل میں کیا ہوتا ہے۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی عذاب وغیرہ نازل نہیں ہوا تو کہنے لگے: ہم نے تو کچھ نازل ہوتا نہیں دیکھا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ (الانبیاء:1) منافقین نے پھر پہلے کی طرح کہا، جب انہوں نے دیکھا کہ کچھ نازل نہیں ہو رہا تو کہنے لگے ہمیں تو کچھ نازل ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَ لَىِٕنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰۤى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ (ہود:8)۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر قیامت سے پہلے مغرب کی طرف سے ڈھال کی مثل ایک سیاہ بادل نمودار ہوگا۔ وہ آسمان پر چھا تا جائے گا حتی کہ آسمان کو ڈھانپ دے گا۔ پھر ایک منادی ندا دے گا: اے لوگو! لوگ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے کیا تم نے (یہ آواز) سنی۔ بعض لوگ کہیں گے ہاں، بعض کہیں گے شک ہے۔ پھر دوبارہ منادی ندا دے گا: اے لوگو! لوگ کہیں گے کیا تم نے آواز سنی؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر ندا دے گا۔ اے لوگو! اَتٰۤى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ اللہ کا امر قریب آ گیا ہے پس اس کے لیے عجلت نہ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! دو آدمی کپڑا (خرید وفروخت کے لیے) بچھائے ہوئے ہوں گے، ابھی لپیٹ نہیں پائیں گے (کہ قیامت آ جائے گی)، ایک شخص حوض بھر چکا ہوگا ابھی اس میں سے کچھ پیا نہیں ہوگا (کہ قیامت واقع ہو جائے گی)، ایک شخص اونٹنی دوہ چکا ہوگا ابھی دودھ پیا نہیں ہوگا (کہ قیامت واقع ہو جائے گی)۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے (کہ قیامت واقع ہو جائے گی)۔(2)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ اَمْرُ اللّٰهِ سے مراد احکام، حدود اور فرائض ہیں۔(3)

ابن جریر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ بِالرُّوْحِ کے تحت روایت کیا ہے کہ روح سے مراد وحی ہے۔(4)

امام آدم بن ابی ایاس، سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ (العظمہ میں) ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 92
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 582 (8622)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 92
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 94

الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ روح اللہ کے امروں میں سے ایک امر ہے اور اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے اور اس کی صورتیں اولاد آدم کی صورتوں پر بنائی ہیں، آسمان سے کوئی بھی فرشتہ اترتا ہے تو اس کے ساتھ ایک الروح ہوتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا (النباء:38)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یُنَزِّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو فرشتہ اترتا ہے اس کے ساتھ روح ہوتا ہے جیسے وہ اس پر محافظ ہے نہ وہ روح بولتا ہے اور نہ اسے فرشتہ دیکھتا ہے اور نہ مخلوق میں سے کوئی اور چیز اسے دیکھتی ہے۔(1)

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ روح سے مراد وحی اور رحمت ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الروح سے مراد نبوت ہے

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے کہ الروح سے مراد القرآن ہے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے الربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ساتھ ہمارا رب کلام فرماتا ہے وہ روح ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرشتوں کو رحمت اور وحی کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتارتا ہے، پس اس نے رسولوں کو چن لیا کہ لوگوں کو خبردار کرو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور مجھ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لا شریک لہٗ مانا جائے اس کی اطاعت کی جائے اور اس کی ناراضگی سے بچا جائے۔(3)

امام ابن سعد، احمد، ابن ماجہ اور الحاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت یسر بن جحاش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی پر اپنا لعاب ڈالا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اے انسان!) تو مجھے عاجز کر سکتا ہے جب کہ میں نے تجھے اس تھوک کی مثل سے پیدا کیا ہے حتیٰ کہ جب میں نے تجھے درست کر دیا اور تیرے اعضاء مناسب بنا دیئے تو تو اپنی چادروں کے درمیان چلا جب کہ زمین نے تجھے چھپانا ہے تو نے مال جمع کیا اور خرچ نہ کیا حتیٰ کہ جب سانس حلقوم تک پہنچ گئی۔ تو تو نے کہا میں صدقہ کرتا ہوں (لیکن) اب صدقہ کرنے کا وقت کہاں ہے۔(4)

وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝۵ وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ۝۶ وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ۭ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ وَّ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ۭ وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 94 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 95 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 95
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 545 (3855)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"نیز اس نے جانوروں کو پیدا کیا تمہارے لیے ان میں گرم لباس بھی ہے اور دیگر فائدے ہیں اور انہیں (کا گوشت) تم کھاتے ہو اور تمہارے لیے ان میں زیب وزینت بھی ہے جب تم شام کو (چرا کر) انہیں گھر لاتے ہو اور جب تم صبح ان کو چرانے لے جاتے ہو اور (یہ جانور) اٹھا لے جاتے ہیں تمہارے بوجھ ان شہروں تک جہاں تم نہیں پہنچ سکتے مگر سخت مشقت سے۔ بے شک تمہارا رب بہت مہربان (اور) ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور اس نے پیدا کیے گھوڑے اور خچر اور گدھے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور (تمہارے لیے ان میں) زینت ہے اور پیدا فرمائے گا ایسی سواریوں کو جو تم نہیں جانتے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ کے تحت الثیاب (کپڑے) اور مَنَافِعُ کے تحت کھانے، پینے کی چیزوں کو روایت کیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے مَنَافِعُ سے مراد ہر جانور کی نسل ہے۔(2)

دیلمی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بکریوں میں برکت ہے اور اونٹوں میں جمال ہے۔(3)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ البارقی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونٹ اپنے مالکوں کے لیے ہیں اور بکریاں برکت ہیں۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے قتادہ سے روایت کیا ہے تمہارے لیے ان جانوں میں زیب و زینت ہے جب تم شام کو چرا کر بڑی بڑی کہانوں کے ساتھ لاتے ہو اور دودھ سے بھری ہوئی کھیریاں لاتے ہو۔ قتادہ فرماتے ہیں ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اونٹوں کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: یہ اپنے مالکوں کے لیے عزت ہیں۔(5)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَ تَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ بلد سے مراد مکہ ہے۔ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اگر تم سامان کو تکلیف کے ساتھ لے جانے کی کوشش بھی کرو تو تمہیں انتہائی محنت ومشقت کرنی پڑے گی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ کا معنی ہے مگر اپنے اوپر مشقت برداشت کرنے سے۔(7)

ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو ہریرہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے چوپاؤں کی پیٹھوں کو منبر بنانے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے مسخر کیا ہے، اس شہر تک بآسانی پہنچ سکو جس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 96 — 2۔ ایضا، جلد 14، صفحہ 97

3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 2، صفحہ 32 (2197) بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب التجارات، جلد 3، صفحہ 97 (2305)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 98 — 6۔ ایضا — 7۔ ایضا

تک تم نہیں پہنچ سکتے مگر سخت مشقت سے اور اس نے تمہارے لیے زمین پیدا کی ہے۔ پس اس پر تم اپنی حاجات پوری کرو۔(1)

امام احمد، ابو یعلی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن انس عن ابیہ رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی سواریوں اور اونٹوں پر بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: ان جانوروں پر پوری طرح سواری کرو اور پھر مکمل طور پر چھوڑ دو، راستوں اور بازاروں میں باتیں کرنے کے لیے ان کو کرسیاں نہ بناؤ۔ بسا اوقات سواری سوار سے بہتر ہوتی ہے اور وہ سوار کی بنسبت زیادہ ذکر الٰہی کرنے والی ہوتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے عطاء بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سواریوں کی پیٹھوں کو باتوں کے لیے کرسیاں نہ بناؤ، بعض اوقات سواری، سوار سے بہتر ہوتی ہے اور سوار کی نسبت سواری زیادہ ذکر الٰہی کرنے والی ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ سوار کی نسبت اللہ تعالیٰ کی زیادہ اطاعت شعار اور زیادہ ذکر کرنے والی ہوتی ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ سواری پر زیادہ دیر ٹھہرنا اور اسے مارنا ناپسند کرتے تھے جب کہ وہ مطیع ہو۔

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمہاری وہ زیادتیاں معاف کر دے جو تم جانوروں سے کرتے ہو تو اس نے تمہارے بہت سے گناہ معاف کر دیئے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ اس نے ان جانوروں کو تمہارے سواری کے لیے بنایا ہے اور تمہارے لیے زینت بنایا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ابو عیاض اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے: وَّ الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَ زِيْنَةً۔ فرماتے اس نے ان جانوروں کو تمہارے لیے زینت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے گھوڑے وحشی تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے لیے مطیع بنائے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب گھوڑوں کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنوب کی ہوا سے فرمایا: میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کرنے والا ہوں، میں اس مخلوق کو اپنے دوستوں کے لیے باعث عزت بناؤں گا اور اپنے دشمنوں کے لیے باعث ذلت بناؤں گا، اہل طاعت کے لیے باعث حفاظت بناؤں گا، پس اللہ تعالیٰ نے جنوب کی ہوا سے ایک مٹھی بھری اور اس سے گھوڑا پیدا فرمایا پھر فرمایا۔ میں نے تیرا نام گھوڑا رکھا ہے اور تجھے عربی بنایا ہے، خیر تیری پیشانی سے باندھ دی گی ہے غنیمتیں تیری پیٹھ پر جمع ہوں گی اور تو جہاں بھی ہوگا

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 485 (11083)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 110، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 8، صفحہ 492، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 303 (5188)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 100

تیرے ساتھ غنا ہوگی۔ میں نے وسعت رزق کے اعتبار سے دوسرے جانوروں کی بنسبت تیر خاص رعایت کی ہے، میں نے تجھے تمام جانوروں کا سردار بنایا ہے اور میں نے تجھے اس طرح بنایا ہے کہ تو بغیر پروں کے اڑے گا اور تو دوڑنے کے لیے ہے۔ میں تجھ پر ایسے لوگوں کو سوار کروں گا جو میری تسبیح کرتے ہوں گے۔ پس جب وہ تسبیح کریں تو تو بھی میری ان کے ساتھ تسبیح کرنا اور جو میری تہلیل کریں گے۔ جب وہ میری تہلیل کریں تو تو بھی ان کے ساتھ میری تہلیل کرنا۔ جو میری بڑائی بیان کریں گے۔ پس جب وہ میری بڑائی بیان کریں تو تو بھی میری بڑائی بیان کرنا۔ پھر جب گھوڑا ہنہنایا تو فرمایا: جب وہ میری بڑائی بیان کریں تو تو بھی میری بڑائی بیان کرنا۔ پھر جب گھوڑا ہنہنایا تو فرمایا: میں نے تجھ پر برکت ڈال دی۔ میں تیرے ہنہنانے کے ساتھ مشرکین کو ڈراؤں گا، میں ان کے کان اس سے بھر دوں گا اور اس ہنہناہٹ سے ان کے دلوں کو خوفزدہ کروں گا۔ اور اس کے ساتھ ان کی گردنوں کو جھکاؤں گا، پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر مخلوق کو پیش کیا اور ان کے نام بتائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم میرے مخلوق میں سے جو تجھے پسند ہے وہ چن لے، آدم علیہ السلام نے گھوڑا چنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے اپنی عزت کو چن لیا۔ اور تیری اولاد کی عزت باقی رہے گی جب تک ان میں یہ گھوڑے باقی رہیں گے اور ان کا سلسلہ نسل چلتا رہے گا، پس تجھ پر اور ان پر میری برکت ہے۔ شہسوار جو بھی تسبیح تہلیل اور تکبیر کہتا ہے گھوڑا اس کو سنتا ہے اور اس کی مثل جواب دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے ابن عباس سے گھوڑوں کا گوشت کھانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے ناپسند کیا اور یہ آیت پڑھی: وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً۔ یہ سواری کے لیے ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان گھوڑوں کے گوشت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواباً یہ آیت پڑھی: وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ الخ۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحکم رحمہ اللہ سے وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ کے متعلق روایت کیا ہے کہ یہ بعض کھانے کے لیے ہیں۔ پھر الْخَيْلَ وَالْبِغَالَ الخ کی آیت پڑھی اور فرمایا: یہ کھانے کے لیے پیدا نہیں فرمائے۔ الحکم فرماتے تھے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کتاب اللہ میں حرام ہیں۔ (2)

امام ابوعبید، ابوداؤد، نسائی، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہر کچلیوں والا درندہ کھانے اور گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ (3)

امام ابوعبید، ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا اور ہمیں پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 100
2۔ ایضاً
3۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 4، صفحہ 13، دار الکتاب العربی بیروت
4۔ سنن نسائی، جلد 7، صفحہ 202، دار الحدیث القاہرہ

امام ابوداؤد اور ابن ابی حاتم نے ابوالزبیر کے طریق سے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خیبر کے روز گدھے، خچر اور گھوڑے ذبح کیے تو رسول اللہ ﷺ نے خچر اور گدھے سے انہیں منع فرمایا اور گھوڑوں سے منع نہیں فرمایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ نے عطاء بن جابر کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں گھوڑوں کا گوشت کھاتے تھے۔ میں نے پوچھا خچر بھی؟ انہوں نے کہا خچر نہیں کھاتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ایک گھوڑا ذبح کیا اور ہم نے اسے کھایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں آپ کے لیے ایک گھوڑی کو گدھے سے جفتی کراؤں پھر آپ کے لیے وہ خچر جنم دے اور آپ اس پر سوار ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ عمل وہ لوگ کرتے ہیں جو بے علم ہوتے ہیں۔(3)

امام الخطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے **يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** کے تحت فرمایا کہ اس سے مراد عجمی گھوڑے ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** سے مراد کپڑوں میں گھن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک سفید موتیوں کی زمین ہے جس کی مسافت ہزار سال ہے، اس پر ایک سرخ یاقوت کا پہاڑ ہے جس کے ساتھ وہ زمین گھیری گئی ہے۔ اس زمین میں ایک فرشتہ ہے جس نے زمین کے شرق و غرب کو بھر رکھا ہے اس فرشتے کے چھ سو سر ہیں، ہر سر میں چھ سو چہرے ہیں، ہر چہرے میں ساٹھ ہزار زبانیں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ثناء، تقدیس تہلیل اور بڑائی ہر زبان کے ساتھ چھ لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ بیان کرتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دیکھے گا اور کہے گا: تیری عزت کی قسم! میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ **يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** سے یہی مراد ہے۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اندلس سے دور کچھ بندے ہیں جیسا کہ ہمارے اور اندلس کے درمیان فاصلہ ہے۔ وہ تصور بھی نہیں کرتے کہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتی ہے، ان کے پتھر موتی اور یاقوت ہیں اور ان کے پہاڑ سونا اور چاندی ہیں، وہ نہ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور نہ کوئی اور کام کرتے ہیں، ان کے دروازوں کے اوپر درخت ہیں جن کا پھل ان کا کھانا ہے اور ان کے درختوں کے چوڑے پتے ہیں جو ان کا لباس ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اس شخص کے بارے بتاؤ جو

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب اکل لحوم الخیل، جلد 3، صفحہ 413 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 101
3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 311، دار صادر بیروت

سعالۃ الریح میں آتا ہے اور وہاں چار ستارے دیکھتا ہے گویا کہ وہ چار چاند ہیں؟ وہب نے فرمایا یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآىِٕرٌ ؕ وَ لَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّ مِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَ الزَّيْتُوْنَ وَ النَّخِيْلَ وَ الْاَعْنَابَ وَ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ۙ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَ مَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ۝

''اور اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے راہ راست کو دلائل سے واضح کرنا اور ان میں غلط راہیں بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لیے اس میں سے کچھ پینے کے کام آتا ہے اور اس سے سبزہ اگتا ہے جس میں تم (مویشی) چراتے ہو۔ اگاتا ہے تمہارے لیے اس کے ذریعہ (طرح طرح کے) کھیت اور زیتون اور کھجور اور انگور اور (ان کے علاوہ) ہر قسم کے پھل یقیناً ان تمام چیزوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانی ہے اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسخر فرما دیا تمہارے لیے رات، دن، سورج اور چاند کو اور تمام ستارے بھی اس کے حکم کے پابند ہیں بے شک ان تمام چیزوں میں (قدرت الٰہی کی) نشانیاں ہیں اس قوم کے لیے جو دانش مند ہے۔ اور (علاوہ ازیں) جو پیدا فرمایا تمہارے لیے زمین میں (اسے بھی مسخر کر دیا) الگ الگ ہے ان کا رنگ و روپ۔ یقیناً ان میں (قدرت الٰہی کی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو نصیحت قبول کرتے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ کے تحت روایت کیا ہے کہ راہ راست کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اور مِنْهَا جَآىِٕرٌ سے مراد مختلف خواہشات ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہدایت و گمراہی کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ پر ہے۔ مِنْهَا جَآىِٕرٌ سے مراد متفرق راستے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ کا معنی ہے: حق کے راستہ کو واضح کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 03-102، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 103

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ حلال، حرام، اطاعت اور معصیت ان سب چیزوں کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ مِنْهَا جَآئِرٌ فرماتے ہیں: راستے پر حق سے دور کرنے والا بیٹھا ہے اور ابن مسعود کی قرأت میں (وَمِنْكُمْ جَائِرٌ) ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فَمِنْكُمْ جَائِرٌ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہدایت کے راستہ کو بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے مِنْهَا جَآئِرٌ فرماتے ہیں: ان راستوں میں کچھ حق سے ہٹے ہوئے راستے ہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الانعام: 153) وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس راستہ کی تمام کو ہدایت دیتا جو حق ہے پھر یہ آیت پڑھی وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا (یونس: 99)'' اور اگر چاہتا آپ کا رب تو ایمان لے آتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب''۔ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا (السجدہ: 13)'' اگر ہم چاہتے تو ہم دے دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت''۔(2)

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے تُسِيْمُوْنَ کا معنی تَرْعَوْنَ (تم چراتے ہو) روایت کیا ہے۔(3)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ کے بارے بتایئے۔ ابن عباس نے فرمایا: اس کا معنی ہے، اس میں تم مویشی چراتے ہو۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے اعشٰی کا قول نہیں سنا:

وَمَشَى الْقَوْمُ بِالْعِمَادِ اِلَى الدَّوْ   حَاءِ اَعْمَادِ الْمَسِيْمِ بْنِ الْمُسَاقِ

اس شعر میں سام یسیم کا یہی معنی بیان کیا گیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے زمین میں جو مختلف چیزیں پیدا فرمائی ہیں مثلاً جانور، درخت، پھل، دوسری ظاہری نعمتیں، تم ان کا شکر ادا کرو۔(4) واللہ اعلم بالصواب۔

وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۴﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 103 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 104
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 105 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 107

''اور وہی ہے جس نے پابند حکم کر دیا ہے سمندر کو تاکہ تم کھاؤ اس سے تازہ گوشت اور نکالو اس سے زیور جسے تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو کہ موجوں کو چیر کر جارہی ہوتی ہیں سمندر میں تاکہ (ان کے ذریعہ) تم تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل (رزق) کو تاکہ تم (اس کا) شکر ادا کرتے رہو''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سمندر پر سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر خیر سے کیا ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ صرف تین شخصوں کے لیے سمندری سفر ناپسند نہیں فرماتے تھے (۱) غازی، (۲) حاجی، (۳) عمرہ کرنے والا۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ بن شہاب القرشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے ساتھ مل کر جنگ میں شرکت نہیں کی وہ سمندر میں جہاد کرے کیونکہ سمندر میں ایک دن جہاد کا اجر خشکی میں (جہاد) کے ایک دن کے اجر کی طرح ہے اور سمندر میں قتل ہونا خشکی میں دو قتلوں کی طرح ہے اور کشتی میں دسترخوان بچھانے والا خون میں لت پت ہونے والے کی طرح ہے اور میری امت کے بہتر شہداء اصحاب الکلف ہیں۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ اصحاب الکلف کون ہیں؟ فرمایا: وہ لوگ جن کو ان کی سواریاں اللہ کے راستے میں جھکائے رکھتی ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص عن کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غربی سمندر کو جب پیدا فرمایا تو ارشاد فرمایا: میں نے تجھے تخلیق کیا ہے اور بہت خوب صورت تخلیق کیا ہے، میں نے تیرے اندر کثیر پانی پیدا کیا ہے، میں تیرے اوپر اپنے ایسے بندے سوار کروں گا جو میری تکبیر، تہلیل، تسبیح اور حمد کریں گے تو ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ سمندر نے کہا: میں انہیں غرق کروں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں اپنی ہتھیلی پر اٹھاؤں گا اور تیری مصیبت کو تیرے پہلوؤں میں ڈال دوں گا۔ پھر مشرقی سمندر سے فرمایا: میں نے تجھے تخلیق کیا اور بڑا عمدہ تخلیق کیا، تیرے اندر بہت سا پانی پیدا کیا، میں تیرے اوپر ایسے بندے سوار کروں گا جو میری تکبیر، تہلیل، تسبیح اور حمد بیان کریں گے تو ان کے ساتھ کیا کرے گا۔ مشرقی سمندر نے کہا: میں ان کے ساتھ تیری بڑائی بیان کروں گا اور انہیں اپنی پیٹھ اور پیٹ پر اٹھائے رکھوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مشرقی سمندر کو زیور اور پاکیزہ مٹی عطا فرمائی۔

امام البزار نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے غربی اور شرقی سمندروں سے کلام کی غربی سمندر سے فرمایا: میں تیرے اوپر اپنے بندے سوار کرنے والا ہوں تو ان کے ساتھ کیا کرے گا؟ اس نے کہا: میں انہیں غرق کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیری تکلیف تیرے نواح میں ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اس پر زیور اور شکار حرام قرار دے دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شرقی سمندر سے بات کی۔ فرمایا میں تیرے اوپر اپنے بندے سوار کرنے والا ہوں تو ان کے ساتھ کیا کرے گا، شرقی سمندر نے کہا: میں انہیں اپنے ہاتھ پر اٹھاؤں گا جیسے ماں اپنے بچے کو اٹھاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سمندر کو زیور اور شکار عطا فرمایا۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 284، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 286

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا یعنی تم سمندر کی مچھلیوں سے کھاؤ وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا یعنی موتی نکال کر پہنو۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے کہ لَحْمًا طَرِيًّا سے مراد مچھلیاں اور سمندر کے دوسرے جانور ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جو اپنی بیوی کو کہتا ہے: اگر تو نے گوشت کھایا تو تجھے طلاق پھر عورت نے مچھلی پکائی۔ قتادہ نے کہا طلاق واقع ہو جائے گی۔ بطور دلیل یہ آیت پڑھی لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا (اس میں مچھلی کو گوشت ہی کہا گیا ہے)۔

ابن ابی شیبہ نے عطاء سے روایت کیا ہے ایسا شخص قسم میں حانث ہو جائے گا کیونکہ ارشاد ہے لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زیورات پر زکوٰۃ نہیں ہے پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْفُلْكَ سے مراد کشتیاں ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کشتیاں ہواؤں کو چیرتی ہیں اور ہوا کو صرف بڑی کشتیاں ہی چیرتی ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے تَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ کے تحت لکھا ہے کہ کشتیاں اپنے سینے کے ساتھ پانی کو چیرتی ہیں۔(4)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ دو کشتیاں ایک ہوا سے چلتی ہیں جب کہ مخالف سمت پر چل رہی ہوتی ہیں۔

ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ایک ہوا کے ساتھ کشتی چلتی ہے کبھی آ رہی ہوتی ہے اور کبھی جا رہی ہوتی ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ میں فضل سے مراد تجارت ہے۔

وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ اَنْهٰرًا وَّ سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْوَاتٌ غَيْرُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 107 — 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 108 — 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً — 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 109

اَحْيَآءٍ ۚ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۲۱﴾ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

"اور اللہ تعالیٰ نے گاڑ دیے ہیں زمین میں اونچے اونچے پہاڑ تا کہ زمین لرزتی نہ رہے تمہارے ساتھ اور نہریں جاری کر دیں اور راستے بنا دیئے تا کہ تم (اپنی منزل کی) راہ پا سکو۔ اور (راستوں پر) علامتیں بنا دیں ہیں اور ستاروں کے ذریعہ سے وہ راہ یاب ہوتے ہیں۔ کیا وہ ذات جس نے سب کچھ پیدا فرمایا اس کی مانند ہو سکتی ہے جس نے کچھ بھی نہیں بنایا کیا تم اتنا بھی غور نہیں کرتے۔ اور اگر تم شمار کرنا چاہو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تو تم انہیں گن نہیں سکو گے یقیناً اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور جو لوگ پوجتے ہیں اللہ کے سوا (غیروں کو) وہ نہیں پیدا کر سکتے کوئی چیز بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ مردہ ہیں وہ زندہ نہیں ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ کب انہیں اٹھایا جائے گا۔ تمہارا خدا (بس) خدائے واحد ہے پس جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر ان کے دل منکر ہیں اور وہ مغرور ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں بے شک وہ پسند نہیں کرتا غرور و تکبر کرنے والوں کو"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ عن الحسن عن قیس بن عباد رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ڈولنے لگی۔ فرشتوں نے کہا: یہ تو اپنی پیٹھ پر کسی کو نہیں ٹھہرائے گی۔ صبح ہوئی تو اس میں پہاڑ گاڑ دیئے گئے تھے۔ فرشتوں کو معلوم ہی نہ ہوا کہ یہ کہاں سے پیدا ہوئے ہیں۔ فرشتوں نے کہا: اے پروردگار! ان پہاڑوں سے زیادہ سخت بھی کوئی چیز تیری مخلوق میں ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں لوہا ہے۔ پھر فرشتوں نے پوچھا: لوہے سے بھی کوئی سخت چیز تیری مخلوق میں ہے۔ فرمایا ہاں آگ ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کی: اے ہمارے رب! آگ سے سخت چیز بھی کوئی تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا ہاں پانی ہے، پھر فرشتوں نے پوچھا: اے ہمارے رب پانی سے بھی کوئی سخت چیز تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا: ہاں ہوا ہے، پوچھا اے ہمارے رب! ہوا سے بھی زیادہ سخت چیز تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا: ہاں مرد۔ پوچھا مرد سے بھی زیادہ تیری مخلوق میں کوئی چیز ہے؟ فرمایا ہاں عورت۔ (1)

عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رَوَاسِيَ سے مراد پہاڑ ہیں۔ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو پہاڑوں کے ذریعہ ٹھہرایا۔ اگر پہاڑ پیدا نہ کیے جاتے تو یہ اپنی تخلیق کے اعتبار سے ڈولتی رہتی۔ (2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ فرشتے زمین پر تھے تو وہ ڈول رہی تھی، قرار نہیں پاتی تھی، پس صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑ لگا دیئے تھے۔ یہی پہاڑ زمین میں کیلوں کی طرح ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 110 2۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ تمہارے ساتھ الٹ پلٹ نہ ہوتی رہے اور وَ اَنْهٰرًا یعنی تمہارے ہر شہر میں نہریں جاری کر دیں۔(1)

ابن ابی حاتم نے سدی سے وَّ سُبُلًا کے تحت روایت کیا ہے: اس سے مراد وہ راستے ہیں جو پہاڑوں کے درمیان ہوتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور الخطیب رحمہم اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّ سُبُلًا کے تحت طرقاً اور عَلٰمٰتٍ کے تحت نجوم معنی روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے عَلٰمٰتٍ سے مراد، پہاڑوں کی نہریں، نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور الکلبی رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰمٰتٍ سے مراد پہاڑ ہیں۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عَلٰمٰتٍ سے مراد راستوں کی علامات ہیں جن سے دن کے وقت راہنمائی حاصل کی جاتی ہے اور بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی وہ رات کے وقت ستاروں کے ذریعہ سے راہ پاتے ہیں۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰمٰتٍ سے مراد وہ نشانیاں ہیں جو آسمان میں ہیں۔ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ فرماتے ہیں: وہ اپنے سمندری سفروں میں ستاروں کے ذریعہ سے راستہ تلاش کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ عَلٰمٰتٍ ؕ وَ بِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے: کچھ ستارے بطور علامت ہوتے ہیں، کچھ ستاروں سے راہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔(5)

ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے کہ کوئی شخص چاند کی منازل کا علم حاصل کرے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی شخص ستاروں کا وہ علم حاصل کرے جس سے ہدایت حاصل کی جاسکتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے اور یہ بت جن کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے، یہ خود گھڑے گئے ہیں، انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا، نہ یہ اپنے پجاریوں کے نفع کے مالک ہیں اور نہ نقصان کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا تم اتنا نہیں سمجھتے، وہ جن کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، وہ بت مردہ ہیں ان میں روحیں نہیں ہیں اور اپنے مالکوں کے نفع کے مالک ہیں نہ خیر پہنچانے کے مالک ہیں۔ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا الٰہ، ہمارا مولا، ہمارا خالق، ہمارا رازق ہے ہم اس کی عبادت کرتے ہیں ہم کسی غیر کی عبادت نہیں کرتے۔ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ یعنی آخرت پر ایمان نہ لانے والوں کے دل اس بات کے منکر ہیں وَّ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ اور وہ اس بات سے مغرور اور تکبر کرنے والے ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 110 | 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 12-110 | 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 112
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 111 | 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 112 | 6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 15-113

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے علی عن ابن عباس کے طریق سے لَا جَرَمَ کا معنی بلی روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اس کا معنی الحق روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس کا معنی لا کذب (جھوٹ نہیں) روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اللہ کا وہ فیصلہ ہے جو اس نے کر دیا ہے اور ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے خوب صورتی بہت پسند ہے حتی کہ چاہتا ہوں کہ میرے کوڑے کا علاقہ اور میرے چپل کا تسمہ بھی خوب صورت ہو، کیا مجھ پر کوئی تکبر کا اندیشہ کرتے ہیں؟ اللہ کے نبی نے فرمایا: تو اپنے دل کی کیفیت کیا پاتا ہے؟ اس نے عرض کی: میں حق کو جاننے والا اور حق کے ساتھ مطمئن پاتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تکبر نہیں ہے۔ تکبر یہ ہے کہ حق کو تو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے اور تو کسی کو اپنے آپ سے افضل نہ سمجھے، حق کو حقیر سمجھے اور حق کے علاوہ کی طرف تجاوز کرے۔

امام عبداللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں) عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مساکین کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر یہ آیت پڑھتے تھے اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، تین کام جو شخص کرے اسے متکبر نہیں لکھا جاتا (۱) جو گدھے پر سوار ہو اور اس کو عار نہ سمجھے، (۲) جو بکری کو باندھے اور اس کا دودھ نکالے، (۳) مساکین کے لیے وسعت پیدا کرے اور اپنی مجلس کو حسین بنائے۔

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم تواضع کرو حتی کہ کوئی دوسرے پر فخر نہ کرے۔(3)

بیہقی نے عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے لیے اس طرح تواضع کی، اور اپنی ہتھیلی کے باطن سے زمین کی طرف اشارہ کیا اور زمین کے قریب کیا۔ میں اسے اس طرح بلند کروں گا۔ آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلی کے باطن کے ساتھ آسمان کی طرف اشارہ کیا اور آسمان کی طرف بلند کیا۔(4)

امام الخطیب اور بیہقی نے حضرت عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ منبر پر فرما رہے تھے: جس نے اللہ کی تواضع کی اللہ اسے بلند کرے گا اور فرماتا ہے تو سر اٹھا اللہ نے تجھے بلند کیا ہے، پس وہ اپنے نفس میں حقیر ہے اور لوگوں کی نظروں میں عظیم ہوتا ہے اور جو تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جھکا دیتا ہے اور فرماتا ہے تو پست رہ اللہ نے تجھے پست کیا ہے۔ پس ایسا شخص لوگوں کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے جب کہ اپنے آپ میں بڑا ہوتا ہے حتی کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 115
2۔ ایضاً
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 273 (8133)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 275 (8138)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 276 (8140)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کے سر میں دو زنجیریں ہیں، ایک کا تعلق آسمان سے اور ایک کا تعلق زمین سے ہے۔ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو وہ فرشتہ اس کو بلند کرتا ہے جس کے ہاتھ میں آسمان کی زنجیر ہوتی ہے اور جب بندہ غرور و تکبر کرتا ہے تو وہ زنجیر کھینچی جاتی ہیں جو زمین میں ہوتی ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آدمی کے سر میں حکمت ہوتی ہے اور وہ حکمت فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے، اگر انسان تواضع کرتا ہے تو فرشتے کو حکم ہوتا ہے اس کی حکمت بلند کر اور اگر انسان تکبر کرتا ہے تو فرشتے کو کہا جاتا ہے اس کی حکمت گرادے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بڑا بنتے ہوئے تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے پست کر دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا اور وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا، ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص اچھا لباس اور اچھا جوتا پسند کرتا ہے (اس کا کیا حکم ہے؟) فرمایا: اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر یہ ہے کہ انسان حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔(4)

امام ابن سعد، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ریحانہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنت میں کبر کا کوئی حصہ داخل نہ ہوگا، ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں پسند کرتا ہوں کہ میرے کوڑے کا علاقہ (جس کے ساتھ کوڑے کو لٹکایا جاتا ہے) خوب صورت ہو اور میرے جوتے کا تسمہ بھی خوب صورت ہو (کیا یہ تکبر میں آجاتا ہے؟) فرمایا یہ تکبر نہیں ہے، اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو بھی پسند کرتا ہے۔ کبر یہ ہے کہ انسان حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو اپنی نظروں میں حقیر سمجھے۔(5)

امام بغوی نے اپنی معجم میں اور طبرانی نے حضرت سوار بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ مجھے خوب صورتی اچھی لگتی ہے اور مجھے خوب صورتی میں سے یہ عطا بھی کیا گیا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں، میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ کسی کے جوتے کا تسمہ میرے تسمہ سے اچھا ہو، کیا یہ کبر میں شمار ہوگا؟ فرمایا نہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ پھر کبر کیا ہے؟ فرمایا حق کو باطل قرار دینا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے ابو ریحانہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں جمال کو اتنا پسند کرتا ہوں کہ میں اپنا جوتا اور اپنے کوڑے کا علاقہ بھی خوبصورت رکھنا

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 276 (8141)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 277 (8143) 3۔ ایضاً (8144)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 279 (8152) 5۔ ایضاً (8153)

چاہتا ہوں، کیا یہ تکبر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔ کبر یہ ہے کہ حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کے اعمال کو حقیر سمجھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت خریم بن فاتک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں خوب صورتی کو پسند کرتا ہوں حتی کہ میں اپنے جوتے کے تسمے اور اپنے کوڑے کے علاقہ میں بھی خوب صورتی کو پسند کرتا ہوں اور میری قوم کا خیال ہے کہ یہ تکبر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبر یہ نہیں کہ کوئی خوب صورتی کو پسند کرے لیکن کبر یہ ہے کہ حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

امام سمویہ (نے اپنے فوائد میں) الباوردی، ابن قانع اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں تکبر کا ذکر کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو پسند نہیں فرماتا جو تکبر کرنے والا اور فخر کرنے والا ہو۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ کی قسم! میرے کپڑے دھلے ہوئے ہیں اور مجھے اس کی سفیدی بہت پسند ہے اور مجھے اپنے کوڑے کا علاقہ اور اپنے جوتے کا تسمہ بھی خوبصورت ہونا پسند ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تکبر میں سے نہیں ہے، تکبر یہ ہے کہ حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی عامر کا ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ریشم اور سونے کے پہننے میں شدت فرماتے ہیں جب کہ میں خوب صورتی کو پسند کرتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ کبر یہ ہے کہ انسان حق کی قدر و منزلت کو نہ جانے اور لوگوں کو اپنے سامنے حقیر جانے۔ (2)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کیا ہے (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: میں ایک ایسا شخص ہوں جس کو خوب صورتی محبوب ہے اور مجھے خوب صورتی میں سے یہ حصہ عطا کیا گیا ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں حتی کہ میں پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص مجھ سے تسمہ کے اعتبار سے بھی افضل ہو، کیا یہ کبر ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ کبر یہ ہے انسان حق کو باطل قرار دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ (3)

امام حاکم رحمہ اللہ (انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ریشمی کپڑوں کا مالک ہے فرمایا یعنی کبر کا بدل ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی، فرمایا: میں تجھے ایک وصیت کرنے والا ہوں، اسے اپنے اوپر لازم کر لے تاکہ تو بھول نہ جائے، میں تمہیں دو چیزوں کی وصیت کرتا ہوں اور دو چیزوں سے منع کرتا ہوں۔ وہ دو چیزیں جن کی میں

1۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 69 (1317)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　　2۔ ایضا، جلد 8، صفحہ 203 (7822)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 201 (7366)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تمہیں وصیت کرتا ہوں وہ یہ ہیں میں نے ان دونوں کو دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ داخل ہونے والی ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان دونوں چیزوں سے خوش ہوتا ہے اور اپنی مخلوق کی اصلاح فرماتا ہے۔ تو کہہ سبحان اللہ وبحمدہ کیونکہ یہ مخلوق کی صلاۃ ہے اور اس کی وجہ سے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے اور تو کہہ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ، کیونکہ تمام آسمان اور زمین ایک حلقہ میں ہوں تو یہ ان کو کاٹ دے اور اگر آسمان اور زمین ایک پلڑا میں ہوں تو بھی یہ ذکر ان سے بھاری ہو جائے گا اور وہ دو چیزیں جن سے تمہیں منع کرتا ہوں وہ شرک اور تکبر ہیں۔ عبد اللہ بن عمرو نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ کیا یہ کبر ہے کہ میرا ایک خوب صورت لباس ہو میں اسے پہن لوں؟ فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود بھی جمیل ہے اور جمال کو پسند بھی فرماتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ میری ایک اچھی سواری ہو اور میں اس پر سوار ہو جاؤں تو کیا یہ کبر ہے۔ فرمایا نہیں۔ پھر اس نے عرض کی: میرے دوست میرے پیچھے آئیں میں انہیں کھانا کھلاؤں کیا یہ تکبر ہے۔ فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ تکبر کیا ہے؟ فرمایا تو حق کی قدر و منزلت نہ پہنچانے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بارگاہ اقدس میں متکبر داخل نہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تکبر کرنے والے آگ کے تابوتوں میں رکھے جائیں گے اور اوپر سے بند کر دیے جائیں گے۔

امام احمد، دارمی، ترمذی، ابن ماجہ، ابو یعلی، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: جن کی روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ تین چیزوں سے بری تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا (۱) تکبر (۲) قرض (۳) مال غنیمت میں خیانت۔ (2) ابن الجوزی فرماتے ہیں: جامع المسانید میں الکبر روایت کیا گیا ہے اور دارقطنی فرماتے ہیں الکنز (خزانہ) بھی مروی ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت السائب بن یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ذرا بھر بھی کبر ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم ہلاک ہو گئے، ہمیں کیسے علم ہوگا کہ ہمارے دلوں میں تکبر ہے اور وہ کہاں ہے؟ فرمایا جو اونی لباس پہنے اور بکری دوہے یا غلاموں کے ساتھ کھانا کھائے اس کے دل میں ان شاء اللہ تکبر نہیں ہے۔ (3)

تمام نے اپنے فوائد میں اور امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اونی لباس پہنا، سلا ہوا جوتا پہنا، گدھے پر سوار ہوا، اپنی بکری دوہی اپنے عیال کے ساتھ کھانا کھایا اس کو اللہ تعالیٰ نے تکبر سے بچا لیا۔ میں عبد بن عبد ہوں، عبد (غلام) کی طرح بیٹھتا ہوں اور عبد کی طرح کھانا کھاتا ہوں اور میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم تواضع کرو اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت اپنی مخلوق میں

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 68، بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب البیوع، جلد 2، صفحہ 31، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 153، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

پھیلا ہوا ہے اور جو اپنے آپ کو بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جھکا دیتا ہے اور جو تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلند کرتا ہے، جو زمین پر ایک بالشت اللہ کی طاقت چاہتے ہوئے چلتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اوندھا گرا دیتا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں یزید بن میسرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہارے اندر افضل عبادت نہیں دیکھتا، لوگوں نے پوچھا: اے روح اللہ! افضل عبادت کیا ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کے لیے تواضع کرنا۔(1)

احمد نے الزہد میں اور بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: بے شک تم افضل عبادت تواضع سمجھو گے۔(2)

امام بیہقی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ افضل عمل تقویٰ ہے اور بہتر عبادت تواضع ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر و رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر کبر ہوگا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں اوندھا گرائے گا۔(3)

امام بیہقی نے حضرت النعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ شیطان کے بہت سے جال اور پھندے ہیں، ان جالوں اور پھندوں میں یہ بھی ہیں: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہ کرنا، عطائے الٰہی پر فخر کرنا، اللہ کے بندوں پر بڑائی کا اظہار کرنا، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ میں خواہشات نفس کی پیروی کرنا۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں دوزخیوں کے بارے نہ بتاؤں؟ ہر اکھڑ مزاج، ترش خو، متکبر، کیا میں تمہیں اہل جنت کے بارے نہ بتا دوں؟ ہر کمزور چیتھڑے پہننے والا جس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے قسم اٹھائے تو وہ اس کو پورا کر دے۔(5)

امام ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے) حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ میرے متعلق تکبر کرنے کا ذکر کرتے ہیں حالانکہ میں گدھے پر سوار ہوں۔ چادر پہنی اور بکری دوہی جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یہ اعمال کیے اس میں تکبر نام کی کوئی چیز نہیں۔(6)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے اونی کپڑا پہنا، بکری کو باندھا، گدھے پر سوار ہوا، نادار آدمی کی یا غلام کی دعوت قبول کی اس پر تکبر نام کی کوئی چیز نہیں لکھی جاتی

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابو یعلی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سلام سے روایت کیا ہے کہ وہ بازار میں سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے ہوئے تھے، کسی نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں وسعت نہیں عطا فرمائی؟ عبد اللہ بن سلام نے فرمایا: کیوں نہیں لیکن میں تکبر کو دور کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔(7)

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 73، بیروت   2۔ ایضاً، صفحہ 206   3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 280 (8154)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 287 (8180)   5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 286 (8176)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 291 (8195)   7۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 470، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک شخص آیا۔ جب لوگوں نے اسے دیکھا تو اس کی تعریف کی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس کے چہرے پر آگ کے سیاہ داغ دیکھ رہا ہوں، جب وہ آیا اور بیٹھ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم دے کر سچ سچ بتا کیا تو مجلس میں آیا تھا تو یہی سوچ رہا تھا کہ تو تمام لوگوں سے افضل ہے؟ اس نے کہا ہاں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان سے تواضع کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اغنیاء کے سامنے تکبر کرنا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ بھی تواضع میں سے ہے کہ تو اس شخص کے سامنے تواضع کرے جو دنیا کی نعمتوں کے اعتبار سے تم سے کم ہے حتی کہ تو اسے آگاہ کردے کہ تجھے اس پر دنیا کی وجہ سے کوئی فضیلت نہیں ہے اور جو دنیا کے اعتبار سے تجھ سے بلند مرتبہ ہے اس کے سامنے بڑائی کا اظہار کرنا حتی کہ تو اسے اپنے عمل سے آگاہ کردے کہ اسے دنیا کی وجہ سے تم پر فضیلت نہیں ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو کسی غنی کے سامنے جھکا اور اس کی تعظیم کی خاطر تواضع کی اور اس کے عطیہ کے لالچ میں انکساری کا اظہار کیا تو اس کی دو ثلث مروّت چلی گئی اور ایک ثلث دین چلا گیا۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا وہ انسان ایمان کی حقیقت کو نہیں پاسکتا جو ایمان کی چوٹی پر نہ اترے اور وہ ایمان کی چوٹی پر نہ اترے گا حتی کہ فقر اسے غنا سے محبوب ہو اور تواضع، شرف سے محبوب ہو۔ اور اس کی تعریف و مذمت اس کے نزدیک برابر ہو۔ فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود کے ساتھیوں نے اس کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے۔ حتی کہ حلال میں غربت، حرام میں غنا کی نسبت محبوب ہو۔ حتی کہ اللہ کی اطاعت میں تواضع، معصیت الٰہی میں شرف کی نسبت محبوب ہو، حتی کہ حق میں اس کی تعریف اور مذمت برابر ہو۔

وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾

"اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا نازل فرمایا ہے تمہارے پروردگار نے؟ کہتے ہیں (کچھ نہیں) یہ تو پہلے لوگوں کے من گھڑت قصے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش جمع ہوئے اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بڑی میٹھی زبان والا شخص ہے، جب کوئی شخص اس سے بات کرتا ہے تو وہ اس کی عقل پر غالب آجاتا ہے، تم اپنے اشراف لوگ جن کے نسب معروف ہیں تیار کرو اور انہیں مکہ کے ہر راستہ پر ایک ایک کر کے بٹھاؤ، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آرہا ہوا سے وہ واپس کر دیں، ہر راستہ پر یہ لوگ نکل پڑے جب کوئی شخص اپنی قوم کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور پیغامات جاننے کے لیے آتا وہ ان کے پاس اترتا، وہ قریشی سردار کہتا: میں فلاں بن فلاں ہوں، وہ اپنے نسب کا تعارف کراتا پھر کہتا: میں تجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 302 (8254)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 298، دارالکتب العلمیہ بیروت

کے بارے بتاتا ہوں وہ قابل توجہ ہی نہیں ہے، وہ ایک جھوٹا شخص ہے، اس کی اتباع تو بیوقوف، غلام اور خیر سے محروم لوگ کر رہے ہیں، رہے اس کی قوم کے شیوخ اور بہتر لوگ وہ اس سے الگ تھلگ ہیں، وہ اسے واپس لوٹا دیتا، اس آیت سے یہی مراد ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جس آنے والے شخص کی قسمت میں ہدایت لکھی ہوتی تو قریش اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے ایسی باتیں کرتے تو وہ کہتا اگر میں بغیر ملاقات کیے اور حالات سے آگاہ ہوئے اپنی قوم کے پاس چلا گیا تو میں ایک برا آنے والا ہوں گا۔ پس وہ مکہ میں داخل ہوتا، مومنین سے ملاقات کرتا ان سے پوچھتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا پیغام لائے ہیں تو مسلمان اسے بتاتے کہ وہ خیر کا پیغام لایا ہے، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ (النحل: 30) جنہوں نے اچھے کام کیے اس دنیا میں بھی ان کے لیے بھلائی ہے اور وہ یہ پیغام لایا ہے وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ (النحل: 30) اور آخرت کا گھر بھی (ان کے لیے) بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مشرکین عرب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے ہو کر آنے والوں کے راستوں پر بیٹھتے، جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تو مشرکین ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا کلام سنتے، پھر کہتے: یہ تو پرانے لوگوں کے قصے ہیں۔

لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۲۵﴾

"تا کہ (اس ہرزہ سرائی کے باعث) وہ اٹھائیں، اپنے (گناہوں کے) پورے بوجھ قیامت کے دن اور ان لوگوں کے بوجھ بھی اٹھائیں جنہیں وہ گمراہ کرتے رہتے ہیں جہالت سے۔ کتنا برا (اور گراں) ہے یہ بوجھ جسے وہ اپنے اوپر لاد رہے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اپنے گناہوں کے ساتھ ان کے گناہوں کا بوجھ بھی اٹھائیں گے جن کو انہوں نے جہالت کی وجہ سے گمراہ کیا۔ وہ اس طرح ہے: وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ "بوجھ ان کے بوجھوں کے ساتھ"۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اٹھائیں گے اپنے گناہ اور اپنے پیروکاروں کے گناہ اور ان کی اطاعت کرنے والوں کے عذاب میں بھی کچھ تخفیف نہیں کی جائے گی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کسی گمراہی کی طرف بلاتا ہے پھر اس کی اتباع کی جاتی ہے تو اس پر تمام اتباع کرنے والوں کے گناہوں کی مثل گناہ ہوگا (لیکن) متبعین کے گناہوں سے بھی کچھ کمی نہ ہوگی اور جو کسی ہدایت کی طرف بلاتا ہے پھر اس کی اتباع کی جاتی ہے تو اس کو تمام متبعین کا اجر ملے گا جب کہ متبعین کے اجور میں سے کچھ کم نہ ہوگا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 117 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 116 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 117

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ کافر کے سامنے اس کا عمل انتہائی قبیح صورت میں پیش کیا جائے گا، اس سے بدبو آرہی ہوگی۔ وہ اس کے قریب بیٹھ جائے گا۔ جب وہ اسے ڈرائے گا تو اس کے ڈرنے میں اضافہ ہوگا اور جب بھی وہ خوف کھائے گا تو اس کے خوف میں اضافہ ہوگا۔ کافر کہے گا تو بہت برا ساتھی ہے تو کون ہے؟ عمل کہے گا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ کافر کہے گا نہیں۔ وہ کہے گا میں تیرا عمل ہوں۔ وہ قبیح تھا اس لیے تو مجھے قبیح دیکھ رہا ہے، وہ بدبودار تھا اس لیے تو مجھے بدبودار دیکھ رہا ہے۔ تو میری طرف جھک جاتا کہ میں تجھ پر سوار ہو جاؤں۔ تو دنیا میں بڑا عرصہ مجھ پر سوار رہا۔ پس وہ اس پر سوار ہو جائے گا۔ اس آیت میں اسی چیز کی طرف اشارہ ہے۔ (1)

قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ اَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۷﴾ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۲۹﴾

"(دعوت حق کے خلاف) مکروفریب کیا کرتے تھے وہ لوگ جو ان منکرین سے پہلے گزرے، پس اللہ تعالیٰ نے ان (کے فریب) کی عمارت جڑوں سے اکھیڑ کر رکھ دی پس گر پڑی ان پر چھت ان کے اوپر سے اور آ گیا ان پر عذاب جہاں سے انہیں خیال وگمان بھی نہ تھا۔ اس کے بعد روز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل ورسوا کرے گا اور (ان سے) پوچھا جائے گا کہاں ہیں وہ میرے شریک جن کے بارے میں تم جھگڑا کیا کرتے تھے؟ کہیں گے وہ لوگ جنہیں علم دیا گیا ہے کہ بلاشبہ آج ہر قسم کی رسوائی اور بربادی کافروں کے لیے ہے۔ وہ کافر جن کی جانیں فرشتے قبض کرتے ہیں درآنحالیکہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں، تب وہ سر تسلیم خم کرتے ہوئے کہتے ہیں ہم تو کوئی برا کام نہیں کیا کرتے تھے۔ (اہل علم جواب دیں گے) نہیں نہیں (تم بڑے بدکار تھے)۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو (برے کام) تم کیا کرتے تھے۔ (اے کفار) پس داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں سے، تمہیں ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں، بے شک برا ٹھکانہ ہے غرور وتکبر کرنے والوں کے لیے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 117

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد نمرود بن کنعان ہے جب اس نے محل بنایا تھا۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زمین میں پہلا جابر شخص نمرود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک مچھر مسلط کیا، وہ اس کے نتھنے میں داخل ہوا اور وہ چار سو سال زندہ رہا۔ ہتھوڑے کے ساتھ اس کے سر کو پیٹا جاتا تھا (اس سے اس کو راحت ملتی تھی) اس پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا وہ شخص ہوتا جو اپنے ہاتھوں کو جمع کرتا پھر دونوں کو اس سر پر مارتا۔ وہ چار سو سال جابر کی حیثیت سے رہا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بادشاہی کے سالوں کی تعداد کے برابر چار سو سال عذاب دیا۔ پھر اسے موت دی۔ اس نے آسمان تک پہنچنے کے لیے محل بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی عمارت کو جڑوں سے اکھیڑ دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد نمرود بن کنعان ہے جس نے حضرت ابراہیم سے اس کے رب کے بارے جھگڑا کیا تھا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عمارت کو بنیادوں سے اکھیڑا اور چھتوں کے بل اوندھا گرا دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا اور تباہ و برباد کر دیا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی بن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ تُشَآقُّوْنَ کا معنی تُخَالِفُوْنِیْ ہے۔(5)

وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۰﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ۙ﴿۳۱﴾

"اور (یونہی) پوچھا گیا اس سے جو متقی تھے کہ وہ کیا ہے جو اتارا تمہارے رب نے؟ انہوں نے کہا (سراپا) خیر! جنہوں نے اچھے کام کیے اس دنیا میں بھی ان کے لیے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر بھی (ان کے لیے) بہتر ہے اور بہت ہی عمدہ ہے پرہیزگاروں کا گھر۔ (ان کے لیے) ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے، رواں ہوں گی ان کے نیچے نہریں، ان کے لیے وہاں ہر وہ چیز ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ یوں بدلہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 118، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 118 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 119
4۔ جلد 14، صفحہ 118 5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 120

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہاں مومنین ہیں، ان سے جب پوچھا جاتا ہے کہ کیا اتارا تمہارے رب نے تو وہ کہتے ہیں: سراپا خیر، لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا یعنی جو اللہ پر ایمان لائے، اس کی کتب پر ایمان لائے جنہوں نے اللہ کی اطاعت کی اور اللہ کے بندوں کو نیکی پر برانگیختہ کیا اور انہیں نیکی کی طرف بلایا۔(1)

الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ۙ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۳۲

”وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں۔(اس وقت) فرشتے کہتے ہیں (اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر، داخل ہو جاؤ جنت میں ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا کرتے تھے“۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نیکوکار زندہ ہو یا مردہ ہو ہر حال میں فرشتے اس کو سلام کہتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدر میں کر دیا ہے۔(2)

امام ابن مالک، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں، ابو القاسم بن مندہ نے کتاب الاحوال میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بندۂ مومن کی روح جب پرواز کرنے لگتی ہے تو ملک الموت کہتا ہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا وَلِيَّ اللّٰهِ، اَللّٰهُ يَقْرَءُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، اے اللہ کے ولی! تجھ پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ بھی تمہیں سلام فرماتا ہے۔ پھر مذکورہ آیت بطور دلیل پڑھی۔(3)

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَ مَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۳۳ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۴ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَ لَاۤ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ؕ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝۳۵ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِيْرُوْا فِي

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 121 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 122 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 123

الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۳۶

"یہ مشرک کس کے منتظر ہیں بجز اس کے کہ آجائیں ان کے پاس (عذاب کے) فرشتے یا آجائے آپ کے رب کا (اٹل) حکم۔ یونہی ان لوگوں نے بھی کیا تھا جو ان کے پیشرو تھے اور نہیں زیادتی کی تھی ان پر اللہ تعالیٰ نے بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر زیادتی کیا کرتے تھے۔ پس ملی انہیں سزا ان کے برے اعمال کی اور گھیر لیا انہیں اس عذاب نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور کہنے لگے وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا کہ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو ہم عبادت نہ کرتے اس کے سوا کسی اور چیز کی نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم حرام کرتے اس کے حکم کے بغیر کسی چیز کو۔ ایسی ہی (بے سروپا) باتیں کیا کرتے تھے ان کے پیشرو۔ (اے سننے والے!) کیا رسولوں کے ذمہ اس کے علاوہ اور بھی کچھ ہے کہ وہ صاف طور پر (حکم الٰہی) پہنچا دیں۔ اور ہم نے بھیجا ہر امت میں ایک رسول (جو انہیں یہ تعلیم دے) کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور دور رہو طاغوت سے، سو ان میں سے کچھ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جس پر گمراہی مسلط ہو گئی۔ پس سیر و سیاحت کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کس قدر عبرتناک تھا انجام (رسولوں کو) جھٹلانے والوں کا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ کے تحت روایت کیا ہے کہ فرشتے ان کے پاس موت کے ساتھ آئیں۔ اور دوسری آیت میں فرمایا وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ (الانفال: 50) ان فرشتوں سے مراد ملک الموت اور اس کے دوسرے معاون فرشتے اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ابن جریر نے مجاہد سے بھی یہی مفہوم روایت کیا ہے۔(1)

اِنْ تَحْرِصْ عَلٰى هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۳۷

"(اے حبیب!) آپ خواہ کتنے ہی حریص ہوں ان کے ہدایت یافتہ ہونے پر مگر اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا جنہیں وہ (پیہم سرکشی کے باعث) گمراہ کر دیتا ہے اور نہیں ان کے لیے کوئی مددکرنے والا"۔

امام ابو عبید اور المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ اس آیت میں لَا يَهْدِيْ کو یاء کے فتحہ کے ساتھ اور يُّضِلُّ کو یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابو عبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت الشعبی رحمہ اللہ نے کہا: اے سلمان! تو اس حرف کو کیسے پڑھتا ہے؟ میں نے کہا لَا يَهْدِيْ مَنْ يُّضِلُّ۔ انہوں نے فرمایا میں نے علقمہ کو بھی اسی طرح پڑھتے سنا ہے (یعنی يَهْدِيْ کی یاء کے فتحہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 24-123، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر نے ابراہیم سے بھی اسی طرح یاء کے فتحہ اور دال کے کسرہ کے ساتھ پڑھنا روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یاء کے ضمہ اور دال کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دیتا۔

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰى وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۸﴾ لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ وَ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِیْنَ ﴿۳۹﴾

"اور بڑی شدومد سے اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ (دوبارہ) زندہ نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ جو (ایک بار) مر جاتا ہے۔ ہاں ضرور زندہ کرے گا، یہ اس کا وعدہ ہے، اس پر لازم ہے اس کو پورا کرنا، لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے (وہ انہیں دوبارہ زندہ کرے گا) تاکہ واضح کر دے ان پر وہ بات جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے اور تاکہ خوب جان لیں کافر کہ بلاشبہ وہی جھوٹے تھے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ مسلمانوں کے ایک شخص کا مشرکین کے ایک شخص پر قرض تھا۔ مسلمان اس سے قرضہ مانگنے آیا، باتوں باتوں میں مسلمان نے کہا: مجھے امید ہے مرنے کے بعد ایسا ایسا ہوگا، مشرک نے کہا: تیرا خیال ہے کہ تو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھے گا، اس نے زوردار طریقے سے قسم اٹھا کر کہا جو مر جائے گا اللہ تعالیٰ اسے نہیں اٹھائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ الخ۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم مجھے گالی دیتا ہے حالانکہ اسے مجھے گالی دینا مناسب نہیں، وہ میری تکذیب کرتا ہے حالانکہ اسے میری تکذیب کرنا مناسب نہیں۔ آدمی کا میری تکذیب کرنا یہ ہے کہ وہ بڑی شدومد سے اللہ کی قسمیں اٹھا کر کہتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ دوبارہ نہیں اٹھائے گا، جو مر جائے گا میں کہتا ہوں کہ انہیں میں ضرور زندہ کروں گا، مجھ پر یہ وعدہ لازم ہے اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے، میں کہتا ہوں اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے پیدا کیا ہے، نہ وہ پیدا کیا گیا ہے اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔(2)

امام ابن جریر، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لِیُبَیِّنَ لَهُمُ الَّذِیْ یَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ کا ارشاد تمام لوگوں کے لیے ہے۔(3)

اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَیْءٍ اِذَاۤ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ﴿۴۰﴾ وَ الَّذِیْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 127 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۴۲﴾

''ہمارا فرمان کسی چیز کے لیے جب ہم ارادہ کرتے ہیں اس (کے پیدا کرنے کا) صرف اتنا ہے کہ ہم اسے حکم دیتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اور جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی اس کے بعد کہ ان پر (طرح طرح کے) ظلم توڑے گئے تو ہم ضرور ان کو دنیا میں بہتر ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے، کاش! یہ جان لیتے۔ جنہوں نے (مصائب میں) صبر کیا اور (مشکلات میں اب بھی) اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں''۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تم میں سے ہر ایک گناہ گار ہے سوائے اس کے جسے میں نے عافیت بخشی۔ پس تم مجھ سے استغفار کرو، میں تمہیں معاف کر دوں گا۔ تم فقراء ہو مگر جسے میں غنی کروں۔ پس تم مجھ سے مانگو، میں تمہیں عطا کروں گا تم میں سے ہر ایک گمراہ ہے مگر جسے میں راہ ہدایت بخشوں، پس تم مجھ سے ہدایت مانگو، میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ جو مجھ سے مغفرت طلب کرے گا جب کہ وہ جانتا ہے کہ میں اس کے گناہ معاف کرنے پر قادر ہوں تو میں اسے بخش دوں گا۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں، اگر تمہارے اگلے، پچھلے، زندہ، مردے، تر، خشک سب ایک سخت دل پر جمع ہو جائیں تو میری بادشاہی سے مچھر کے پر کے برابر بھی کمی نہیں کریں گے۔ اور تمہارے پہلے، پچھلے، زندہ، مردے، تر، خشک سب ایک متقی دل پر جمع ہو جائیں تو میری بادشاہی میں مچھر کے پر کے برابر بھی اضافہ نہیں کریں گے۔ اگر تمہارے پہلے، پچھلے، زندہ، مردے، تر، خشک سب مجھ سے سوال کریں حتی کہ تم میں سے ہر کا سوال ختم ہو جائے پھر میں ان کے سوالوں کے مطابق عطا کروں تو اس سے میرے خزانوں میں اتنی بھی کمی نہیں آئے گی جیسے تم میں کوئی سوئی کے نکے کو سمندر میں ڈبوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں جواد، ماجد اور واجد ہوں میری عطا کلام ہے اور میرا عذاب (بھی) کلام ہے، میرا حکم کسی چیز کے لیے جب میں اسے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہوں صرف اتنا ہے کہ میں اسے حکم دیتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔(1)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا سے مراد وہ اہل مکہ ہیں جنہوں نے ظلم برداشت کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی، ان پر مشرکوں نے ظلم کیے تھے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت داؤد بن ابی ہند رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ؕ وَ لَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ یہ آیت ابو جندل بن سہیل کے بارے نازل ہوئی۔(3)

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 406 (7089)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 129 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا الخ اس سے مراد محمد ﷺ کے اصحاب ہیں، اہل مکہ نے ان پر ظلم کیا ہے، انہیں اپنے گھروں سے نکالا، ان میں سے بعض حبشہ کے علاقے میں چلے گئے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں مدینہ عطا فرمایا، مدینہ طیبہ کو ان کے لیے دار ہجرت بنایا اور مومنین سے ان کے انصار بنائے وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ جو انہیں جنت اور نعمتیں عطا فرمائے گا وہ بہت بڑا اجر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ اس اچھے ٹھکانا سے مراد مدینہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم انہیں دنیا میں عمدہ رزق دیں گے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابان بن تغلب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الربیع بن خثیم سورہ نحل میں اس آیت کو لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً (نحل:41) پڑھتے اور سورہ عنکبوت میں لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا (عنکبوت:58) پڑھتے تھے۔ اور فرماتے: دنیا میں ٹھکانہ دینا ہوتا ہے اور آخرت میں الثواء (مقام دینا) ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ کسی مہاجر کو کچھ عطا فرماتے تو کہتے پکڑو...... اللہ تعالیٰ تمہارے لیے برکت دے۔ یہ وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے دنیا میں دینے کا وعدہ فرمایا تھا اور جو اس نے تیرے لیے آخرت میں ذخیرہ کر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے، کاش! وہ اس حقیقت کو جانتے۔(4)

وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ
الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَۙ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِؕ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ
الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴿۴۴﴾ اَفَاَمِنَ
الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّخْسِفَ اللّٰهُ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ
الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَۙ﴿۴۵﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ فِيْ تَقَلُّبِهِمْ فَمَا هُمْ
بِمُعْجِزِيْنَۙ﴿۴۶﴾ اَوْ يَاْخُذَهُمْ عَلٰى تَخَوُّفٍؕ فَاِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴿۴۷﴾
اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ
الشَّمَآىِٕلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ﴿۴۸﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 29-128 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 128 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 129 4۔ ایضاً

''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ سے پہلے (رسول بنا کر) مگر مردوں کو، ہم وحی بھیجتے ہیں ان کی طرف پس دریافت کر لو، اہل علم سے اگر تم خود نہیں جانتے۔ (پہلے رسولوں کو بھی ہم نے) روشن نشانیاں اور کتابیں دے کر بھیجا اور (اسی طرح) ہم نے نازل کیا آپ پر یہ ذکر تا کہ آپ کھول کر بیان کریں لوگوں کے لیے (اس ذکر کو) جو نازل کیا گیا ہے ان کی طرف تا کہ وہ غور و فکر کریں۔ کیا بے خوف (اور نڈر) ہو گئے وہ لوگ جنہوں نے برے مکر کیے کہ مبادا گاڑ دے اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں یا آ جائے ان پر عذاب اس طرح کہ (ان کو اس کی آمد کا) شعور ہی نہ ہو یا پکڑ لے انہیں جب وہ (اپنے کاروبار میں) دوڑ دھوپ کر رہے ہوں پس نہیں وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے۔ یا پکڑے جب کہ وہ خوف زدہ ہو چکے ہوں پس بے شک تمہارا رب بہت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا ان اشیاء کی طرف جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے کہ بدلتے رہتے ہیں ان کے سائے دائیں سے (بائیں طرف) اور بائیں سے (دائیں طرف) سجدہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو اس حال میں کہ وہ اظہار و عجز کر رہے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو عربوں نے انکار کیا اور جنہوں نے انکار کیا انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بلند تر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسا بشر رسول بنائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ (یونس:2) ''کیا (یہ بات) لوگوں کے لیے باعث تعجب ہے کہ ہم نے وحی بھیجی ایک مرد (کامل) پر جوان میں سے ہے''۔ اور فرمایا وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا...... الخ یعنی تم اہل ذکر اور گزشتہ کتب کے حاملین سے پوچھو کہ کیا ان کے پاس جو رسل تشریف لائے تھے وہ بشر تھے یا ملائکہ تھے۔ اگر وہ ملائکہ تھے تو تمہارے پاس بھی ملائکہ آتے اور اگر پہلے رسل بشر تھے تو پھر اس کے رسول ہونے کا بھی انکار نہ کرو پھر فرمایا وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى (یوسف:109) ''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ سے پہلے (رسول بنا کر) مگر مردوں کو جن کی طرف وحی بھیجی بستی والوں سے''۔ یعنی وہ آسمانی مخلوق نہ تھے جیسے تم کہتے ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ عربوں نے کہا لولا انزل علینا الملائکۃ۔ (المائدہ:73) ہم پر فرشتے کیوں نہ اتارے گئے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے رسولوں کو نہیں بھیجا مگر وہ بشر تھے، پس اے عرب کے باشندو! تم اہل کتاب سے پوچھ لو یعنی یہود و نصاریٰ سے پوچھ لو جن کے پاس تم سے پہلے رسل تشریف لائے۔ اگر تم نہیں جانتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے رسل بھی ان کی طرح بشر ہی تھے وہ یہود و نصاریٰ تمہیں بتائیں گے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بشر ہی تھے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 131

مشرکین قریش تم اہل کتاب سے پوچھ لو وہ تمہیں بتائیں گے کہ تورات وانجیل میں بھی محمد رسول اللہ کا ذکر موجود ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت عبداللہ بن سلام اور دوسرے اہل کتاب کے چند افراد کے متعلق نازل ہوئی۔ فرمایا: تم ان اہل کتاب کے علماء سے پوچھ لو۔ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ایک شخص نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے، حج اور عمرہ کرتا ہے جب کہ منافق ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نفاق کیسے داخل ہوتا ہے؟ فرمایا وہ اپنے امام پر طعن کرتا ہے اور اس کا امام وہ ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم پر خاموش رہے اور جاہل کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنی جہالت پر خاموش رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ الخ پس مومن کو جاننا چاہیے کہ اس کا عمل ہدایت کے مطابق ہے یا اس کے خلاف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِالْبَيِّنٰتِ سے مراد آیات ہیں اور الزُّبُرِ سے مراد کتب ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِالْبَيِّنٰتِ سے مراد وہ حلال اور حرام ہے جو انبیاء علیہم السلام لائے تھے اور الزُّبُرِ سے مراد انبیاء کی کتب ہیں اور اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ ذکر سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ کہ جو ان کے لیے حلال ہے اور جو حرام ہے آپ ان کے لیے بیان کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تا کہ ان پر حجت قائم ہو جائے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے تا کہ وہ اطاعت کریں۔(3)

حاکم نے حذیفہ سے روایت کیا ہے (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور ہمیں قیامت تک جو کچھ ہونا ہے سب بتایا، پس جس نے ہم میں سے یاد رکھا اس نے یاد رکھا، جو بھول گیا وہ بھول گیا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَفَاَمِنَ الَّذِيْنَ مَكَرُوا السَّيِّاٰتِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد نمرود اور اس کی قوم ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السَّيِّاٰتِ سے مراد شرک ہے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 130 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 133 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 133
4۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 519 (8456)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 134 6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ السَّیِّاٰتِ سے مراد ان کا رسل کو جھٹلانا اور برے اعمال کرنا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ فرماتے ہیں: تَقَلُّبِهِمْ سے مراد اِخْتِلَافِهِمْ ہے (یعنی ان کا اختلاف)۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اگر میں چاہوں تو سفر میں اسے پکڑلوں۔ اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ اگر میں چاہوں تو اس کے ساتھی کی موت کے بعد اسے پکڑلوں اور موت کے آثار کے بعد پکڑوں۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے تَقَلُّبِهِمْ کا معنی اسفارھم روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اَوْ یَاْخُذَهُمْ فِیْ تَقَلُّبِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ دن اور رات میں وہ جس حال میں ہوں وہ انہیں پکڑ لے۔ اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ یعنی بعض کو عذاب دے اور بعض کو چھوڑ دے۔ یہ اس لیے کہ وہ ایک شہر پر نازل کرتا ہے پھر اسے ہلاک کر دیتا ہے اور دوسرے شہر کو چھوڑ دیتا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ وہ ان کے اعمال کم کردے۔ یعنی تَخَوُّفٍ کا معنی کمی کرنا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ یہ جو آیات ہم لوٹاتے ہیں ان کی کمی کے وقت یہ ہوگا۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: یہ اللہ کی نافرمانیوں کی وجہ سے جو تم کمی کرتے ہو اس پر ہوگا۔ ایک شخص حضرت عمر کے پاس سے نکلا اور وہ ایک اعرابی سے ملا، اس نے کہا: اے فلاں! تمہارے رب نے کیا کہا؟ اس نے کہا تخیفته، اس نے کمی کر دی، وہ حضرت عمر کے پاس آیا اور اس نے حضرت عمر کو تَخَوُّفٍ کا معنی کمی کرنا بتایا، حضرت عمر نے فرمایا: اللہ نے یہی مقدر کیا تھا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ انہیں بعض کے بعض کے حق میں کمی کرنے کی وجہ سے پکڑے گا۔(6)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَوْ یَاْخُذَهُمْ عَلٰی تَخَوُّفٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تَخَوُّفٍ کا معنی اَلتَّنَقُّصُ ہے وہ ان کے شہروں اور اطراف میں کمی کرے گا۔(7)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ فرماتے ہیں: ہر چیز کا سایہ سجدہ کرتا ہے اَلْیَمِیْنِ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 135
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 36-135
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 135
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 137
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 136
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 137
7۔ ایضاً

مراد دن کی ابتداء ہے اور الشَّمَآىِٕلِ سے مراد دن کا آخر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: جب سایہ ڈھلتا ہے تو ہر چیز اللہ تعالیٰ کے حضور قبلہ کی جانب سجدہ کرتے ہوئے متوجہ ہوتی ہے، حتی کہ بیت و شجر بھی۔ فرماتے ہیں: علماء اس وقت نماز کا پڑھنا مستحب سمجھتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سایہ ڈھلتا ہے تو ہر جانور اور ہر پرندہ سب اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن المنذر اور ابو الشیخ نے حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سورج کے زوال کے بعد ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعتیں نماز تہجد کی مثل کے مساوی شمار ہوتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز اس وقت اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یَتَفَیَّؤُا ظِلٰلُهٗ الخ کی آیت تلاوت فرمائی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، سایوں کے ڈھلنے کی نماز پڑھو حتی کہ ظہر کی اذان سے پہلے جب سایہ ڈھل جاتا ہے جو نماز پڑھتا ہے گویا اس نے تہجد کی نماز پڑھی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: ہر چیز کا سایہ ہے اور ہر چیز کا سجدہ اس کے خیال میں ہے یعنی بطور حال وہ سجدہ میں ہیں۔(4)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جب سورج ڈھلتا ہے تو ہر چیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتی ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: یمین سے مراد صبح کا وقت ہے اور شمائل سے مراد سورج ڈھلنے کے بعد کا وقت ہے۔ صبح کے وقت سایہ دائیں جانب ہوتا ہے اور ظہر کے بعد بائیں جانب ہوتا ہے، وہ سایہ صبح کے وقت بھی سجدہ کرتا ہے اور سورج ڈھلنے کے وقت بھی سجدہ کرتا ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: سمندر کی امواج، سمندر کی نماز ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے دٰخِرُوْنَ کا معنی صَاغِرُوْنَ نقل کیا ہے (جس کا معنی اظہار عجز کرنا ہے)(7)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے بھی دٰخِرُوْنَ کا معنی صَاغِرُوْنَ روایت کیا ہے۔(8)

وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 138
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 139
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 206 (3128)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 139
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 138
7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 140
8۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 146

۝۵۰ وَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْۤا اِلٰهَیْنِ اثْنَیْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَاِیَّایَ
فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾ وَ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَهُ الدِّیْنُ وَاصِبًا ؕ
اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ
فَاِلَیْهِ تَجْـَٔرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ
یُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ
یَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا یَعْلَمُوْنَ نَصِیْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ؕ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا
كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾

”اور اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے یعنی ہر قسم کے جاندار اور فرشتے اور وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔ ڈرتے ہیں اپنے رب کی قدرت سے اور کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نہ بناؤ دو خدا، وہ تو صرف ایک ہی خدا ہے (اس نے فرمایا) پس فقط مجھ سے ہی ڈرا کرو۔ اور اسی کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تابعداری اور اطاعت لازمی ہے، تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں سے ڈرتے ہو۔ اور تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی جناب میں گڑگڑاتے ہو۔ پھر جب اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے تکلیف کو تم سے تو فوراً ایک گروہ تم میں سے اپنے رب کے ساتھ شرکت کرنے لگتا ہے۔ اس طرح وہ ناشکری کرتے ہیں ان نعمتوں کی جو ہم نے انہیں عطا کی ہیں۔ پس (اے ناشکرو!) لطف اٹھا لو چند روز تمہیں (اپنا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ اور مقرر کرتے ہیں ان کے لیے جن کو یہ جانتے ہی نہیں حصہ اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے۔ اللہ کی قسم! تم سے ضرور باز پرس ہو گی اس کے متعلق جو تم بہتان باندھا کرتے ہو“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِلّٰهِ یَسْجُدُ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ مخلوق کا ہر فرد خوشی سے یا مجبوراً اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آسمان کی مخلوق خوشی سے سجدہ کرتی ہے اور زمینی مخلوق بعض خوشی سے اور بعض مجبوراً سجدہ کرتے ہیں۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے جلال سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ حضرت سعد کے پاس سے گزرے تو وہ اپنی دو انگلیوں کو اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے سعد! احد احد (یعنی اللہ ایک ہے، ایک ہے)۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین سے روایت کیا فرماتے ہیں: علماء جب کسی انسان کو دو انگلیوں کے ساتھ دعا مانگتے ہوئے دیکھتے تو اس کی ایک انگلی پر ضرب لگاتے اور کہتے اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ' وہ تو صرف ایک خدا ہے'۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس طرح دعا مانگی جائے پھر آپ نے ایک انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک انگلی کے ساتھ دعا کرنا اخلاص ہے۔(4)

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس طرح دعا مانگو پھر ایک انگلی سے اشارہ کیا، یہ شیطان کو کوڑا لگاتی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اخلاص اس طرح ہے، اپنی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کیا اور دعا اس طرح ہے یعنی ہتھیلیوں کے باطن کے ساتھ۔ اور استخارہ کے لیے اس طرح ہے، آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور ان کے ظاہر کو اپنے چہرے کی طرف کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا میں الدِّيْنُ سے مراد اخلاص ہے اور وَاصِبًا کا معنی دائما (ہمیشہ) ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وَاصِبًا کا معنی دائماً ہے۔(7)

امام الفریابی اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَاصِبًا کا معنی واجباً ہے۔(8)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے کہا: مجھے وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا کے متعلق بتائیے۔ الواصب کیا ہے؟ ابن عباس نے فرمایا: اس کا معنی الدائم ہے۔ امیہ بن ابی الصلت نے اس معنی میں استعمال کیا ہے:

وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا وَلَهُ الْمُلْكُ وَ حَمْدُهٗ عَلٰى كُلِّ حَالِ

"اور اس کے لیے تابعداری دائمی ہے اسی کے لیے بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ہر حال میں حمد ہے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ دین دائمی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 87 (2968)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 87 (29693)
3۔ ایضاً (29686)
4۔ ایضاً (29683)
5۔ ایضاً (29692)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 44-143
7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 143
8۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 144

ہے۔ لوگ مشغول ہو گئے اور ان کے درمیان شہوات حائل ہو گئی ہیں۔ پس اس پر عمل پیرا ہونے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا سوائے اس کے جو اللہ کے فضل کو جانتا ہے اور اچھے انجام کی امید رکھتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاِلَیْهِ تَجْـَٔرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ دعا میں تضرع وزاری کرتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ دعا میں روتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ ساری مخلوق اقرار کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب ہے پھر اس کے بعد شرک کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ کے تحت لکھا ہے کہ یہ وعید ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے وہی انہیں نفع اور نقصان دیتا ہے، پھر وہ ان کے حصے بناتے ہیں اس میں سے جو ہم نے انہیں دیا حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ ان کے لیے سراسر نقصان دہ ہیں اور کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین عرب اپنے بتوں اور شیطانوں کے لیے اس میں سے حصہ مقرر کرتے ہیں جو ہم نے انہیں دیا اور اپنے اموال سے کچھ حصہ علیحدہ کرتے ہیں اور وہ اپنے بتوں اور شیطانوں کے لیے کر دیتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں: یہ اللہ کے لیے ہے اور یہ حصہ ہمارے شرکاء کے لیے ہے۔

وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَ لَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۵۸﴾ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَ لِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾

''اور تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں۔ سبحان اللہ! اور ان کے لیے وہ (بیٹے) ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں۔ اور جب اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بیٹی (کی پیدائش) کی تو (غم سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (رنج واندوہ سے) بھر جاتا ہے۔ چھپتا پھرتا ہے لوگوں (کی نظروں) سے اس بری خبر کے باعث جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 146 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 147 3۔ ایضاً

دی گئی ہے اسے (اب یہ سوچتا ہے کہ) کیا وہ اس بچی کو اپنے پاس رکھے ذلت کے ساتھ یا گاڑ دے اسے مٹی میں۔ آہ! کتنا برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بری صفتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ اعلیٰ صفات کا مالک ہے اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے''۔

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے وَيَجْعَلُونَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں، اس کے لیے انہیں پسند کرتے ہیں اور اپنے لیے انہیں پسند نہیں کرتے، زمانہ جاہلیت میں جب کسی کے گھر بچی پیدا ہوتی تو وہ سوچتا تھا کہ اسے ذلت کے ساتھ اپنے پاس رکھے یا اسے زندہ درگور کردے۔ (1)

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ یعنی وہ اپنے لیے بیٹے پسند کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثٰى الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمام مشرکین عرب کا فعل شنیع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے برے عمل کی خبر دی۔ لیکن مومن اس کے لیے یہی مناسب ہے کہ وہ اس پر خوش ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تقسیم فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ انسان کے اپنے فیصلہ سے بہتر ہے اور میری عمر کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ ہمارا فیصلہ خیر ہے، بہت سی بچیاں اپنے گھر والوں کے لیے بیٹوں سے بہتر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مشرکین عرب کے فعل سے آگاہ کیا ہے تاکہ تم اس بے رحم عمل سے بچ جاؤ۔ ان میں سے کوئی اپنے کتے کو کھانا کھلاتا تھا اور اپنی بیٹی کو زندہ درگور کرتا تھا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عربوں کے ہاں بچی پیدا ہوتی تھی تو وہ اسے قتل کردیتے تھے۔ یعنی اسے زندہ مٹی میں دبا دیتے تھے حتی کہ وہ مرجاتی تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے هُوْنٍ قریش کی لغت میں ھوان (ذلت) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی بیٹی کو زندہ درگور کردے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو انہوں نے فیصلہ کیا ہے وہ برا فیصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ چیز جو وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے میرے لیے کیسے پسند کرتے ہیں؟

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے (وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 148
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 149
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 150
5۔ ایضاً

وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ يَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ؕ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰۤى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَ اِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

”اور اگر (فوراً) پکڑ لیا کرتا اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کے باعث تو نہ چھوڑتا زمین پر کسی جاندار کو لیکن وہ مہلت دیتا ہے انہیں ایک مقررہ میعاد تک۔ پس جب آجاتی ہے ان کی (مقررہ) میعاد تو نہ وہ ایک لمحہ پیچھے ہو سکتے ہیں اور نہ آگے ہو سکتے ہیں اور تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے (بیٹیاں) جنہیں وہ (اپنے لیے) ناپسند کرتے ہیں اور بیان کرتی ہیں ان کی زبانیں جھوٹ (جب وہ کہتی ہیں کہ) فقط انہیں کے لیے بھلائی ہے۔ یقیناً ان کے لیے تو آتش (جہنم) ہے اور انہیں کو (دوزخ میں) پہلے بھیجا جائے گا۔ بخدا ہم نے بھیجا ہے (رسولوں کو) مختلف قوموں کی طرف آپ سے پہلے، پس آراستہ کر دیا ان کے لیے شیطان نے ان کے (برے) اعمال کو پس وہی ان کا دوست ہے آج بھی اور ان کے لیے عذاب الیم ہے۔ اور نہیں اتاری ہم نے آپ پر یہ کتاب مگر اس لیے کہ آپ صاف صاف بیان کر دیں ان کے لیے وہ بات جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور (یہ کتاب) سراپا ہدایت اور رحمت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان دار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی پھر زندہ کیا اس

سے زمین کو اس کے بنجر بن جانے کے بعد۔ بے شک اس میں (کھلی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو (حق کی آواز) سنتے ہیں۔ اور بے شک تمہارے لیے مویشیوں میں ایک عبرت ہے۔ دیکھو! ہم تمہیں پلاتے ہیں جو ان کے شکموں میں گوبر اور خون ہے ان کے درمیان سے نکال کر خالص دودھ جو بہت خوش ذائقہ ہے پینے والوں کے لیے۔ اور (ہم پلاتے ہیں تمہیں) کھجور اور انگور کے پھلوں سے، تم بناتے ہو اس سے میٹھا رس اور پاک رزق۔ بلاشبہ اس میں بھی (ہماری قدرت کی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو سمجھدار ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر بارش نہ برسائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس روایت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بارش نہ برسے تو زمین پر کوئی جانور باقی نہ رہے، سب مرجائیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں ایسا کیا تھا، سطح زمین پر جو جانور تھے اللہ تعالیٰ نے سب کو ہلاک کر دیا، سوائے ان جانوروں کے جو کشتی نوح پر سوار تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن آدم کے گناہوں نے سیاہ بھنورے کو اپنی بل میں قتل کر دیا، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! نوح علیہ السلام کی قوم کا غرق ہونا بھی اسی وجہ سے تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ سیاہ بھنورے کو ابن آدم کے گناہ کی وجہ سے بل میں ہی عذاب دیا جاتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ الخ۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے کتاب العقوبات میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریب ہے کہ گوہ اپنی بل میں ابن آدم کے گناہوں کی وجہ سے خوف کے مارے مرجائے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ظالم صرف اپنے آپ کو ہی نقصان پہنچاتا ہے، ابوہریرہ نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! حباریٰ (تیتر) ظالم کے ظلم کی وجہ سے اپنے گھونسلے میں کمزور ہو کر مرجاتا ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ میرا اور عیسیٰ بن مریم کا ہمارے گناہوں کی وجہ سے مؤاخذہ کرتا۔ ایک روایت میں ہے: ان دو انگلیوں انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی کی جنابت کی وجہ سے مؤاخذہ کرتا تو ہمیں وہ عذاب دیتا اور وہ ہم پر کچھ ظلم کرنے والا نہ ہوتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 151 (عن ابن الاحوص)

2۔ شعب الایمان، باب طاعۃ اولی الامر، جلد 6، صفحہ 54 (7479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ کے تحت روایت فرماتے ہیں: وہ میرے لیے بچیاں تجویز کرتے ہیں اور اپنے لیے ان کو ناپسند کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَا يَكْرَهُوْنَ سے مراد بچیاں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الخ کے تحت روایت کیا ہے: کفار قریش کہتے تھے کہ ہمارے لیے بیٹے ہیں اور ان کے لیے بیٹیاں ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَا يَكْرَهُوْنَ سے مراد بچیاں ہیں

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ تَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ کفار قریش کہتے تھے کہ ہمارے لیے بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے بیٹیاں ہیں۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ ان کے لیے الْحُسْنٰى لڑکے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا معنی مسینون (مجرم) ہے۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ آگ میں ڈالے جائیں گے اور پھر وہاں ہی فراموش کر دیے جائیں گے۔(5)

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رنے قتادہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ دوزخ میں جلدی جانے والے ہیں۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے وَ اَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہیں آگ کی طرف جلد لے جایا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت یحیٰی بن عبد الرحمٰن بن ابی کبشہ عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی دودھ پیے پھر وہ اس کے گلے میں اٹک جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَّبَنًا خَالِصًا سَآىِٕغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ "خالص دودھ خوش ذائقہ خود بخود حلق سے اترنے والا ہے پینے والوں کے لیے"۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور ابن ابی حاتم نے ابن سیرین سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے دودھ پیا تو مطرف نے کہا کیا آپ نے کلی نہیں کی؟ ابن عباس نے فرمایا: میں اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتا، آسانی کرتم پر آسانی کی جائے گی، کسی کہنے والے نے کہا: یہ دودھ، گوبر اور خون سے نکالا جاتا ہے، ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَّبَنًا خَالِصًا سَآىِٕغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابوداؤد نے (الناسخ میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، النحاس، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَتَّخِذُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 152
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 153
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 154

مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا کے ارشاد میں سکر سے مراد حرام پھل ہیں اور رزق حسن سے مراد حلال پھل ہیں۔(1)

امام الفریابی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَكَرًا سے مراد وہ ہے جو حرام ہے اور رزق حسن سے مراد زبیب، سرکہ، انگور اور دوسرے منافع ہیں۔

امام ابوداؤد نے الناسخ میں، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سَكَرًا سے مراد نبیذ ہے پھر اس کو اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ (المائدہ:90) کی آیت نے منسوخ کر دیا۔

امام ابوداؤد (نے الناسخ میں) اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن رزین رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت نازل ہوئی تو شراب کی حرمت کے نزول سے پہلے تک لوگ شراب پیتے رہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سَكَرًا سے مراد سرکہ، نبیذ اور ان کے مشابہ اشیاء ہیں اور رزق حسن سے مراد پھل، زبیب وغیرہ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے ساتھ سکر کو بھی حرام قرار دیا کیونکہ سکر بھی شراب میں سے ہے اور رزق حسن سے مراد سرکہ، زبیب اور نبیذ جیسی حلال چیزیں ہیں، اس کو اللہ تعالیٰ نے ثابت رکھا اور مسلمانوں کے لیے اس کو حلال فرمایا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ خمر کو سکر کا نام دیتے ہیں اور اسے پیتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا نام خمر رکھا جب شراب حرام کی گئی۔ ابن عباس کا خیال تھا کہ حبشہ کے لوگ سرکہ کو سکر کہتے ہیں اور رزق حسن سے مراد حلال کھجور اور زبیب ہے: یہ حلال تھا نشہ نہیں دیتا تھا۔(4)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سَكَرًا سے مراد خمر ہے (یعنی شراب ہے)۔(5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت السعید بن جبیر، الحسن، شعبی، ابراہیم اور ابی رزین رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن الانباری نے المصاحف میں اور النحاس رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ عجمیوں کی شرابیں تھیں جنہیں سورۂ مائدہ کی آیت نے منسوخ کر دیا۔(6)

امام النسائی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَكَرًا حرام ہے، رزق حسن حلال ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خمر کی حرمت سے پہلے اسے اپنی نعمت میں شمار کیا۔(7)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 387 (3355)، دارالکتب العلمیہ، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 162
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 164
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 163
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 161
6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 162، دارالکتب العلمیہ بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 162

امام ابن الانباری اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم اور شعبی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا کا ارشاد منسوخ ہے۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں انگور سے کئی اشیاء حاصل ہوتی ہیں، انگور (تازہ ہو تو) تو تم اسے کھاتے ہو، خشک ہونے سے پہلے اس کا رس نکال کر پیتے ہو، اس سے تم زبیب بناتے ہو اور اس کو پکاتے ہو۔(1) واللہ اعلم۔

وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾ ثُمَّ كُلِيْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِيْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰىكُمْ ۙ۫ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْ لَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۷۰﴾

"اور ڈال دی آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات کہ بنایا کر پہاڑوں میں (اپنے) چھتے اور درختوں (کی شاخوں) میں اور ان چھپروں میں جو لوگ بناتے ہیں۔ پھر رس چوسا کر ہر قسم کے پھلوں سے پس چلتی رہا کر اپنے رب کی آسان کی ہوئی راہوں پر۔ (یوں) نکلتا ہے ان کے شکموں سے ایک شربت مختلف رنگوں والا اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے، بے شک اس میں (قدرت الٰہی کی) نشانی ہے ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے تمہیں پھر جان قبض کرے گا تمہاری اور تم میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں لوٹا دیا جاتا ہے نا کارہ عمر کی طرف تا کہ وہ کچھ نہ جانے جان لینے کے۔ بعد بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قادر ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَوْحٰى کا معنی اَلْهَمَ نقل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو الہام کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ النَّحْلِ چھوٹا سا ایک جانور ہے اور اس کی طرف وحی کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں ڈال دیا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکھی کو الہام کیا تھا (2) اس کی طرف کوئی پیغام رساں نہیں بھیجا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ

1۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 1، صفحہ 282 (125)، مطبعۃ السعادۃ مصر 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 166

نے مکھی کو حکم دیا کہ وہ پھلوں سے رس نکال کر کھائے اور حکم دیا کہ وہ اپنے رب کے آسان کردہ راستوں کی اتباع کرے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایسے راستوں پر چل جن پر مکان بنانا مشکل نہ ہو۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ذُلُلًا سے مراد مُطِیْعَةً ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں الذلول، اس کو کہتے ہیں جس کی قیادت کی جاتی ہے، وہ وہاں ہی جاتا ہے جہاں اس کا مالک ارادہ کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: لوگ شہد کی مکھی کے پیچھے نکلتے تھے اور اس کے ذریعے چراگاہ تلاش کرتے تھے اور لوگ جاتے ہیں جب کہ شہد کی مکھی ان کی پیروی کرتی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ (یس:72) ''کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے پیدا فرمائے ان کے لیے مخلوق سے جو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائے مویشی پھر (اب) یہ ان کے مالک ہیں اور ہم نے تابعدار بنا دیا انہیں ان کا''۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذُلُلًا سے مراد ذلیلة (یعنی اطاعت شعار) ہے یَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ شراب سے مراد شہد ہے۔ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ فرماتے ہیں: یعنی ان تکلیفوں کے لیے شفا ہے جن کی شفا اس میں رکھی گئی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شراب سے مراد شہد ہے۔(5)

ابن جریر، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شہد میں اور قرآن میں شفاء ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شہد اس میں ہر بیماری کی شفاء ہے اور قرآن اس کے لیے شفاء ہے جو (بیماری) سینوں میں ہوتی ہے۔(7)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تم پر دو شفاؤں سے شفاء حاصل کرنا لازم ہے یعنی شہد اور قرآن۔(8)

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر دو شفاؤں سے شفا حاصل کرنا لازم ہے (یعنی) شہد اور قرآن۔(9)

امام بخاری نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزوں میں شفاء ہے (۱) پچھنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 166 | 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 167 | 3۔ ایضاً | 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 168
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 169 | 6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 168 | 7۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 169
8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الطب، جلد 5، صفحہ 60 (23689)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
9۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب العسل، جلد 4، صفحہ 103 (3452)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لگانے کے لیے بار ایک کو نچنا (۲) شہد پینا (۳) آگ کے ساتھ داغنا۔ اور میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔(1)

امام احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے بھائی کو استطلاق بطن (جلاب لگنا) کی بیماری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے شہد پلا۔ اس نے بھائی کو شہد پلائی۔ پھر آیا اور عرض کی کہ شہد نے اس کے استطلاق میں اضافہ کر دیا ہے، فرمایا جاؤ اور اسے شہد پلاؤ، اس نے پھر شہد پلائی۔ پھر آیا، عرض کی شہد نے مرض میں اضافہ کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے تو جا اور اسے پھر شہد پلا وہ گیا شہد پلایا تو وہ ٹھیک ہو گیا۔(2)

امام ابن ماجہ، ابن السنی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہر ماہ تین صبح شہد چاٹے گا اسے بڑی مصیبت نہیں پہنچے گی۔(3)

امام البیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت عامر بن مالک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنے بخار کی خبر بھیجی میں آپ سے دوا اور شفاء کی متلاشی تھی، آپ ﷺ نے میری طرف شہد کی کپی بھیجی۔(4)

امام حمید بن زنجویہ رحمہ اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن عمر ہر تکلیف کے لیے شہد استعمال کرتے تھے حتی کہ پھوڑے پر بھی شہد مل دیتے تھے۔ ہم نے کہا جناب! آپ پھوڑے کا علاج بھی شہد سے کرتے ہیں؟ فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ۔

امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ بن فدیج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کسی چیز میں شفاء ہے تو پچھنے لگانے کے لیے ایک بار کو نچنے میں شہد پینے میں، اور ایسی آگ کے ساتھ داغنے میں جو تکلیف پہنچاتی ہے اور میں داغنا پسند نہیں کرتا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حشرم الجری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نیزوں سے کھیلنے والا عامر بن مالک نے نبی کریم ﷺ سے اس مرض کی دوا اور شفاء طلب کی جو انہیں لاحق تھی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف شہد یا شہد کی کپی بھیجی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن کی مثال شہد کی مکھی ہے۔ پاکیزہ کھاتا ہے اور پاکیزہ گراتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے چیونٹی اور شہد کی مکھی کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔(6)

1۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب الشفاء فی ثلاث، جلد 5، صفحہ 2152، دار ابن کثیر دمشق
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 (5572)، دار الفکر بیروت
3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 102 (3450)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 98 (5931)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 401، دار صادر بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الادب، جلد 5، صفحہ 337 (26655)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام طبرانی نے الاوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلال کی مثال شہد کی مکھی کی ہے، میٹھا اور کڑوا رس چوستی ہے پھر شہد سارے کا سارا میٹھا ہوتا ہے۔(1)

امام الحاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے (انہوں نے اس کو صحیح بھی کہا ہے) فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فحش گو، بتکلف فحش گوئی کرنے والے برے پڑوس اور قطع رحمی کو ناپسند فرماتے ہیں۔ پھر فرمایا: مومن کی مثال شہد کی مکھی کی ہے، چرتی ہے تو پاکیزہ چیز کھاتی ہے، پھر بیٹھ جاتی ہے، پس تو نہ اسے اذیت دے اور نہ اس کو توڑ۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد، لٹورا اور مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے جانور قتل کرنے سے منع فرمایا: چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور لٹورا۔(3)

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مکھی کی عمر چالیس دن ہے اور شہد کی مکھی کے علاوہ باقی تمام مکھیاں آگ میں ہیں۔(4)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے عبید بن عمیر یا ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہد کی مکھی کے علاوہ تمام مکھیاں آگ میں ہیں۔ عبداللہ بن عمر اس کے قتل سے منع کرتے تھے۔

حکیم ترمذی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شہد کی مکھی کے علاوہ ہر مکھی آگ میں ہے۔

ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ پچھتر سال ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَرْذَلِ الْعُمُرِ سے مراد خوف ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو قرآن پڑھتا ہے وہ اَرْذَلِ الْعُمُرِ کی طرف نہیں لوٹایا جاتا پھر آپ نے یہ تلاوت کی: لِكَیْ لَا یَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَیْـًٔا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عالم کی عقل بڑھاپے کی وجہ سے فاسد نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الملک بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمام لوگوں سے زیادہ روئے عقل باقی رہنے والے قرآن کی تلاوت کرنے والے ہیں۔

امام بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْیَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ۔(6)

1۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 147 (181)، ریاض 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 147 (253)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ بغداد، جلد 9، صفحہ 120، مطبعۃ السعادۃ مصر 4۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 450 (4274)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 169 6۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۂ نحل، جلد 4، صفحہ 1741 (4430)، دار ابن کثیر دمشق

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ دُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ وَ مِنْ قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَمِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَ مِنْ نَفْسٍ لَا یَشْبَعُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَمِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

ابن مردویہ نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰی اَرْذَلِ الْعُمُرِ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بچہ بالغ ہونے سے پہلے تک جو نیک عمل کرتا ہے، اس کا ثواب اس کے والد یا والدین کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اور اگر اس سے پہلے وہ کوئی برائی کرتا ہے تو نہ اس پر اس کا گناہ لکھا جاتا ہے اور نہ اس کے والدین پر۔ پھر جب وہ بالغ ہو جاتا ہے تو اس پر قلم جاری ہوتا ہے اور دو فرشتوں کو اس کے ساتھ رہنے کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں اور درست سمت چلانے کی کوشش کرتے ہیں پھر جب اسلام میں اسے چالیس سال گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے تین مصیبتوں جنون، جذام اور برص سے نجات عطا فرماتا ہے۔ پھر جب پچاس سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو دوہرا کر دیتا ہے۔ جب وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف رجوع کی توفیق عطا فرماتا ہے اس حالت میں جس کو وہ پسند فرماتا ہے۔ جب وہ ستر سال کا ہو جاتا ہے تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب نوے سال کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے، پچھلے سب گناہ معاف فرما دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے گھر والوں کے حق میں اس کی سفارش قبول فرماتا ہے اور اس کا اسم اللہ کی بارگاہ میں زمین کے اندر اسیر اللہ ہوتا ہے۔ پھر جب وہ ارذل العمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ان تمام نیکیوں کی مثل لکھ دیتا ہے جو وہ زمانۂ صحت میں کرتا تھا اور اگر وہ گناہ کرتا تھا تو وہ اس پر نہیں لکھے جاتے۔

وَ اللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰی بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِیْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّیْ رِزْقِهِمْ عَلٰی مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَهُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۷۱﴾

”اور اللہ تعالیٰ نے برتری بخشی ہے تم میں سے بعض کو بعض پر دولت کے لحاظ سے۔ پس (اب بتاؤ) کیا وہ لوگ جنہیں برتری بخشی گئی ہے وہ لوٹانے والے ہیں اپنی دولت کو ان لوگوں پر جو ان کے مملوک ہیں تا کہ وہ سب اس میں برابر ہو جائیں؟ (ہرگز نہیں) تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اس آیت کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے غلاموں کو اپنے اموال اور اپنی بیویوں میں شریک نہیں کرتے تو میرے بندوں کو میری بادشاہی میں کیسے شریک کرتے ہیں۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باطل خداؤں کی مثال ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال بیان فرمائی ہے کہ کیا تم میں کوئی اپنی بیوی میں اپنے غلام کو شریک کرتا ہے، اپنے بستر میں غیر کو شریک کرتا ہے؟ کیا تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق اور اس کے بندوں کو برابر کرتے ہو؟ اگر تو اپنے لیے یہ پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ زیادہ حق رکھتا ہے کہ وہ شریک سے پاک ہو، اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلوق میں کسی کو اس کا برابر نہ ٹھہراؤ۔(1)

ابن ابی حاتم نے عطاء الخراسانی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے متعلق مثال فرمائی ہے۔ فرمایا: تم میرے ساتھ میرے بندوں کو کیسے برابر کرتے ہو۔ جب کہ تم اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ شریک اور برابر نہیں بناتے ہو، جس چیز میں تمہیں ان پر برتری بخشی گئی ہے تم ان کو لوٹانے والے نہیں ہوتا کہ وہ اور تم رزق میں برابر ہو جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن البصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن الخطاب نے ابوموسیٰ الاشعری کی طرف لکھا کہ دنیا میں اپنے رزق پر قناعت کرو کیونکہ رحمٰن نے رزق میں اپنے بعض بندوں کو بعض پر برتری بخشی ہے، یہ ایک آزمائش ہے جس کے ساتھ آزمایا جاتا ہے۔ جس کو کشادہ روزی دی جاتی ہے اس کو آزمایا جاتا ہے، اس کے شکر کی کیفیت کیا ہوگی، اللہ کی نعمت کا شکر اس حق کی ادائیگی ہے جو انسان پر اس عطا اور بخشش کی وجہ سے لازم ہوتا ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۙ﴿۷۲﴾

"اور اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں اور پیدا فرمائے تمہارے لیے تمہاری بیویوں سے بیٹے اور پوتے اور رزق عطا فرمایا تمہیں پاکیزہ۔ تو کیا (یہ لوگ) باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کی ناشکری کرتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا پھر ان کے وجود سے ہی ان کی زوجہ کو پیدا فرمایا۔(2)

امام الفریابی، سعید بن منصور، بخاری (نے التاریخ میں) ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں حَفَدَةً سے مراد داماد ہیں۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 171
3۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حَفَدَةً سے مراد سسرال ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد بیٹے اور پوتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد اولاد کی اولاد ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے حَفَدَةً کے متعلق بتایئے ابن عباس نے فرمایا اولاد کی اولاد، یہ معاون ہوتے ہیں۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں، کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

حَفْدُ الْوَلَائِدِ حَوْلَهُنَّ وَاَسْلَمَتْ　بِاَكُفِّهِنَّ اَزِمَّةُ الْاَجْمَالِ

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے حَفَدَةً کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا جو بھی تیرا معاون ہو وہ تیرا حفد ہے، کیا تو نے یہ شعر نہیں سنا:

حَفْدُ الْوَلَائِدِ حَوْلَهُنَّ وَ اَسْلَمَتْ　بِاَكُفِّهِنَّ اَزِمَّةُ الْاَجْمَالِ (3)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد مرد کی بیوی کی اولاد ہے جو اس مرد سے نہ ہو۔(4)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے روایت کیا ہے حَفَدَةً سے مراد معاونین ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد خدام ہیں۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حَفَدَةً سے مراد بیٹے اور پوتے ہیں اور جو اہل میں سے معاون یا خدام میں سے ہوں سب تیرے حَفَدَةً ہیں۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْبَاطِلِ سے مراد شرک ہے۔

ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ الْبَاطِلِ سے مراد شیطان ہے اور بِنِعْمَتِ اللّٰهِ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّ مَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّ جَهْرًا ؕ هَلْ يَسْتَوٗنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ ضَرَبَ اللّٰهُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 172　2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 174　3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 175　4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 174　6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 173　7۔ ایضاً

مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

''اور یہ لوگ عبادت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان معبودوں کی جو انہیں آسمانوں اور زمین سے رزق دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ پس (اے جاہلو!) نہ بیان کیا کرو اللہ تعالیٰ کے لیے مثالیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال (وہ یہ ہے) ایک بندہ ہے جو مملوک ہے اور کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور (اس کے مقابلہ میں) ایک وہ بندہ ہے جسے ہم نے رزق دیا اپنی جناب پاک سے رزق حسن۔ پس وہ خرچ کرتا رہتا ہے اس سے پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر۔ (اب تم ہی بتاؤ) کیا یہ برابر ہیں؟ الحمد للہ! (حقیقت حال واضح ہوگئی) بلکہ ان میں سے اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک اور مثال، دو آدمی ہیں، ان میں سے ایک تو گونگا ہے کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتا اور وہ بوجھ ہے اپنے آقا پر، جہاں کہیں وہ اس (نکمے) کو بھیجتا ہے تو وہ واپس نہیں آتا کسی بھلائی کے ساتھ۔ کیا برابر ہو سکتا ہے یہ (نکما) اور وہ شخص جو حکم دیتا ہے عدل کے ساتھ اور وہ راہ راست پر گامزن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے آسمانوں اور زمین کی مخفی باتوں کو اور نہیں قیامت برپا ہونے کا معاملہ مگر جیسے آنکھ تیزی سے جھپکتی ہے یا اس سے بھی جلد۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد وہ بت ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی تھی جو ان کی عبادت کرتے ہیں، وہ ان کے لیے نہ رزق کے مالک ہیں اور نہ نفع وضرر کے، نہ زندگی کے اور نہ دوبارہ اٹھنے کے۔ پس اللہ تعالیٰ کی مثالیں بیان نہ کرو، وہ تو بے نیاز ہے، نہ کسی کو اس نے جنم دیا ہے اور نہ وہ جنم دیا گیا ہے، اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْاَمْثَالَ سے مراد ان کا بت بنانا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے ساتھ کسی دوسرے کو الٰہ نہ بناؤ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا میں عبد مملوك سے مراد کافر ہے وہ اللہ کے راستہ میں کچھ خرچ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا سے مراد مومن ہے اور یہ خرچ کرنے کی مثال ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 178

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کافر کی مثال بیان فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے رزق دیا لیکن اس نے اسے کسی خیر میں خرچ نہیں کیا اور اطاعت الٰہی میں اسے صرف نہیں کیا وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فرماتے ہیں: اس سے مراد مومن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے رزق حلال عطا فرمایا پھر اس نے اسے اطاعت الٰہی میں خرچ کیا، اس نے اس کو شکر اور معرفت حق کے ساتھ حاصل کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو پھر اس عارضی رزق کو خرچ کرنے کی وجہ سے جنت کا دائمی رزق عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هَلْ يَسْتَوٗنَ فرمایا نہیں اللہ کی قسم! یہ دونوں (کافر اور مومن) برابر نہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ تمام معبود حق اور باطل جس کی وہ عبادت کرتے تھے، کی مثالیں ہیں۔(2)

امام ابن المنذر نے ابن جریج کے طرق سے ابن عباس سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ معبودان باطلہ نہ تو کسی نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے۔ یہ کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا یہ مومن کی مثال ہے جو پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر رضائے الٰہی کے لیے خرچ کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اعمال کے مطابق مثالیں بیان فرمائی ہیں، ہر عمل صالح کی ایک نیک مثال ہے اور ہر برے عمل کی بری مثال ہے۔ فرماتے ہیں: ایک عالم متفہم کی مثال اس راستہ کی ہے جو درخت اور پہاڑ کے درمیان ہے، وہ سیدھا ہے، اسے کوئی چیز ٹیڑھا نہیں کرتی، یہ اس بندۂ مومن کی مثال ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت قریش کے ایک شخص ہشام بن عمر اور اس کے غلام ابو الجوزاء کے بارے نازل ہوئی۔(3) ہشام خود اپنا مال پوشیدہ اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتا اور اپنے غلام کو خرچ کرنے سے منع کرتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: غلام کے لیے آقا کی اجازت کے بغیر طلاق دینا جائز نہیں اور بطور دلیل یہ آیت پڑھی عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس غلام کے بارے پوچھا گیا جو صدقہ کرتا ہے؟ ابن عباس نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا: وہ کوئی چیز صدقہ نہ کرے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اَبْكَمُ سے مراد کافر ہے اور مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد مومن ہے، یہ اعمال کے متعلق مثال دی گئی ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 178 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 179 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 180 4۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ حضرت عثمان بن عفان اور ان کے غلام اسید بن ابی العیص کے متعلق نازل ہوئی، اسید کافر تھا اور اسلام کو پسند نہیں کرتا تھا۔ حضرت عثمان اس پر خرچ کرتے تھے اور اس کی کفالت فرماتے تھے، غلام صدقہ اور نیکی سے انہیں منع کرتا تھا۔ پس ان دو کے بارے یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، بخاری (تاریخ میں) ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی باطل معبودوں کی مثال بیان فرمائی ہے، اَبْكَمُ سے مراد بت ہے، وہ گونگا ہوتا ہے بولتا نہیں ہے۔ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ لوگ اس کے اوپر خرچ کرتے ہیں اور جوان کے پاس آتے ہیں۔ ان پر بھی دوسرے خرچ کرتے ہیں وہ بت نہ تو خود خرچ کرتا ہے نہ اپنے پاس آنے والوں کو رزق دیتا ہے اور مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَحَدُهُمَاۤ اَبْكَمُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بت ہے اور مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے (كَلٌّ) اس کا مطلب عیال ہے۔ جب مشرکین کسی جگہ سے کوچ کرتے تو اس بت کو ایک مطیع اونٹ پر لاد دیتے۔ اور پھر بہت سے مشرک اس کے ساتھ چلتے جو اس بت کو پکڑے رکھتے تاکہ کہیں گر نہ جائے، پس وہ بت نرا عذاب اور عیال تھا ان پر۔ مَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہو جا یا اس سے بھی جلد قیامت قائم ہو جائے گی۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب ہم ارادہ فرمائیں گے تو آنکھ جھپکنے کی دیر سے قیامت واقع ہو جائے گی یا اس سے بھی جلد۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ فوراً واقع ہو جائے گی (یعنی یہاں او شک کے لیے نہیں ہے) فرماتے ہیں: قرآن میں او جہاں بھی ذکر ہے وہ اسی مفہوم میں ہے مثلاً مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ (الصافات)

وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَيْــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 180 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 179 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 181

"اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکالا ہے تمہاری ماؤں کے شکموں سے اس حال میں کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے اور بنائے تمہارے لیے کان اور آنکھیں اور دل تا کہ تم (ان بیش بہا نعمتوں پر) شکر ادا کرو"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ کے تحت نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ماؤں کے رحموں سے نکالا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ کرامت وعزت ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں شرف بخشا ہے۔ پس اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔

امام احمد، ابن ماجہ، ابن حبان، طبرانی، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حبہ اور سواء، جو خالد رضی اللہ عنہم کے بیٹے ہیں، سے روایت کیا ہے کہ وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دیوار درست فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ادھر آؤ، تو وہ آپ کے ساتھ اس کام میں مشغول ہو گئے، جب فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کسی کام کا حکم دیا اور فرمایا: جب تک تمہارے سر حرکت کر رہے ہیں تم رزق سے مایوس نہ ہو کیونکہ ہر بچہ جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے وہ سرخ ہوتا ہے، اس پر کوئی جلد نہیں ہوتی پھر اللہ تعالیٰ اسے رزق دیتا ہے۔(1)

اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۷۹

"کیا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا پرندوں کی طرف کہ وہ مطیع اور فرمانبردار بن کر اڑ رہے ہیں فضاء آسمانی میں۔ کوئی چیز انہیں تھامے ہوئے نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے۔ بے شک اس میں (کھلی) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب فِیْ کَبِدِ السَّمَاءِ ہے (یعنی آسمان کے جوف میں)۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو روکے ہوئے ہے۔

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝۸۰

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب الزہد، باب التوکل والیقین، جلد 4، صفحہ 494 (4165)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 183

"اور اللہ تعالیٰ نے ہی (اپنے فضل و کرم سے) بنا دیا ہے تمہارے لیے گھروں کو آرام و سکون کی جگہ اور بنائے ہیں تمہارے لیے جانوروں کے چمڑوں سے گھر (یعنی خیمے) جنہیں تم ہلکا پھلکا پاتے ہو سفر کے دن اور اقامت کے دن اور (اسی نے بنائی ہیں) بھیڑوں کی صوف اور اونٹوں کی اون اور بکریوں کے بالوں سے مختلف گھریلو سامان اور استعمال کی چیزیں ایک وقت مقرر تک"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے گھر بنائے ہیں جن میں تم رہتے ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے تمہارے گھر بنائے جس میں تم ٹھہرتے ہو اور قرار پاتے ہو۔ وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا اس سے مراد بدوؤں کے خیمے ہیں، تَسْتَخِفُّوْنَهَا جن کو بہ آسانی اٹھاتے ہو وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ۔ ان ساری نعمتوں سے متمتع ہونا موت تک ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے یعنی قافلہ والے فوراً اپنے گھر بنا لیتے ہیں (اوبار) اونٹوں کی اون کو کہتے ہیں (اشعار) بکریوں کے بالوں کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (اثاثا) کے تحت روایت کیا ہے اس سے مراد مال ہے وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ یعنی تم ایک مخصوص مدت تک ان چیزوں سے نفع اٹھاؤ گے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن عربوں کی معرفت کے مطابق اتارا گیا ہے۔ مثلاً آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صوف اور اونٹوں کی اون کا ذکر کیا، ان سے بڑی بڑی چیزوں کا ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ اونٹ اور بکریاں پالتے تھے اور ان کی اون سے خیمے وغیرہ بناتے تھے، چونکہ وہ پہاڑوں میں رہتے تھے اس لیے ان کا ذکر فرمایا وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا (نحل: 81) "اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے (آرام) کے لیے ان چیزوں کے سائے جن کو اس نے پیدا فرمایا اور اسی نے بنائی ہیں تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ گاہیں"۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے گرمی سے بچنے کا ذکر فرمایا جب کہ سردی سے بچانے والی چیزیں ان سے عظیم اور بڑی ہیں کیونکہ وہ گرم علاقہ میں رہتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ (النور: 43) کا ذکر فرمایا حالانکہ وہ جو آسمان سے برف برساتا ہے وہ زیادہ مؤثر ہے عبرت حاصل کرنے اور حقیقت حال جاننے کے لیے۔ ان چیزوں کا ذکر اس لیے نہیں فرمایا کیونکہ وہ ان کو جانتے نہیں تھے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ حِيْنٍ سے مراد موت ہے۔(3)

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا وَّجَعَلَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 183 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 187 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 185

لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے ہی بنائے ہیں تمہارے (آرام) کے لیے ان چیزوں کے سائے جن کو اس نے پیدا فرمایا اور اسی نے بنائی ہیں تمہارے لیے پہاڑوں میں پناہ گاہیں اور اسی نے بنائے ہیں تمہارے لیے ایسے لباس جو بچاتے ہیں تمہیں گرمی سے اور (کچھ ایسے آہنی) لباس جو بچاتے ہیں تمہیں لڑائی کے وقت۔ اسی طرح وہ پورا فرماتا ہے اپنا احسان تم پر تاکہ تم سر اطاعت خم کرو۔ اے محبوب! اگر (ان روشن دلائل کے باوجود) وہ منہ پھیریں تو (فکرمند نہ ہو) آپ کے ذمہ تو صرف وضاحت سے پیغام پہنچانا ہے۔ وہ پہچانتے ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت کو (اس کے باوجود) وہ انکار کرتے ہیں اس کا اور ان میں سے اکثر لوگ کافر ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا سے مراد درخت وغیرہ ہیں اور اس آیت میں اَكْنَانًا سے مراد پہاڑوں کی غاریں ہیں جن میں وہ رہائش رکھتے تھے۔ وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ اس نے روئی، اون اور صوف سے لباس بنائے وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ لوہے کے لباس جو تمہیں جنگ میں تیر و تفنگ سے بچاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اس سورت کو سورۃ النعم بھی کہا جاتا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کسائی عن حمزہ بن الاعمش وابی بکر وعاصم رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تُسْلِمُوْنَ کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابوعبید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے سَرَابِيْلَ سے مراد کپڑے ہیں۔ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَأْسَكُمْ میں سَرَابِيْلَ سے مراد زرہیں اور ہتھیار ہیں۔ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ تاکہ تم زخموں سے محفوظ رہو۔ ابن عباس تَسْلَمُوْنَ پڑھتے تھے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اللہ تعالیٰ کے بارے سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْۢ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا (النحل:80) اعرابی نے کہا ہاں ٹھیک ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا (النحل:80) اعرابی نے کہا (ٹھیک ہے) اس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد والی آیات پڑھیں جن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ذکر ہے تو وہ ہر ایک کے جواب میں نعم کہتا رہا۔ حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ پر پہنچے تو اعرابی واپس چلا گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا وَ اَكْثَرُهُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 185 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 186

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: یُنۡكِرُوۡنَهَا میں ھا ضمیر سے مراد ان کی رہائشیں، ان کے جانور اور باقی نعمتیں ہیں جو انہیں عطا کی گئی ہیں مثلاً زرہیں، کپڑے وغیرہ۔ کفار قریش ان نعمتوں کو جانتے تھے لیکن پھر بھی یہ کہہ کر انکار کرتے تھے کہ یہ تمام نعمتیں پہلے ہمارے آباؤ اجداد کے لیے تھیں ہمیں یہ سب ورثے میں ملی ہیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن کثیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کفار قریش جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے، اس نے انہیں سب کچھ عطا فرمایا ہے لیکن وہ اس کے بعد بھی انکار کرتے تھے، وہ اس کی نعمت کو پہچانتے تھے لیکن پہچاننے کے بعد انکار کرتے تھے۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے عون بن عبد اللہ سے یَعۡرِفُوۡنَ نِعۡمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ یُنۡكِرُوۡنَهَا کے تحت روایت کیا ہے، انکار یہ تھا کہ ایک شخص کہتا اگر فلاں نہ ہوتا تو مجھے ایسا ایسا ملتا، اگر فلاں نہ ہوتا تو مجھے ایسی تکلیف نہ پہنچتی۔(3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سعد سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ ابوجہل اور الاخنس کی حدیث میں اس کا ذکر ہے جب الاخنس نے ابوجہل سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے پوچھا تو ابوجہل نے کہا وہ نبی ہیں۔

وَ یَوۡمَ نَبۡعَثُ مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیۡدًا ثُمَّ لَا یُؤۡذَنُ لِلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ لَا
هُمۡ یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِذَا رَاَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الۡعَذَابَ فَلَا یُخَفَّفُ عَنۡهُمۡ وَ
لَا هُمۡ یُنۡظَرُوۡنَ ﴿۸۵﴾ وَ اِذَا رَاَ الَّذِیۡنَ اَشۡرَكُوۡا شُرَكَآءَهُمۡ قَالُوۡا رَبَّنَا
هٰۤؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِیۡنَ كُنَّا نَدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِكَ ۚ فَاَلۡقَوۡا اِلَیۡهِمُ
الۡقَوۡلَ اِنَّكُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۸۶﴾ۚ وَ اَلۡقَوۡا اِلَی اللّٰهِ یَوۡمَئِذِ ِۣالسَّلَمَ وَ ضَلَّ
عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۸۷﴾ اَلَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ صَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ
زِدۡنٰهُمۡ عَذَابًا فَوۡقَ الۡعَذَابِ بِمَا كَانُوۡا یُفۡسِدُوۡنَ ﴿۸۸﴾ وَ یَوۡمَ نَبۡعَثُ فِیۡ
كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیۡدًا عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَ جِئۡنَا بِكَ شَهِیۡدًا عَلٰی هٰۤؤُلَآءِ ؕ وَ
نَزَّلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّكُلِّ شَیۡءٍ وَّ هُدًی وَّ رَحۡمَةً وَّ بُشۡرٰی
لِلۡمُسۡلِمِیۡنَ ﴿۸۹﴾ۧ اِنَّ اللّٰهَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ وَ اِیۡتَآئِ ذِی الۡقُرۡبٰی وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 188 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 189 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 188

يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٩٠﴾

''اور قیامت کے دن ہم اٹھائیں گے ہرامت سے ایک گواہ تب ان لوگوں کو اجازت نہیں ہوگی جنہوں نے کفر کیا اور نہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور جب دیکھ لیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا عذاب (آخرت) کو تو اس وقت یہ عذاب ان سے ہلکا نہیں کیا جائے گا اور نہ انہیں (مزید) مہلت دی جائے گی اور جب دیکھیں گے مشرک اپنے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں کو تو بول اٹھیں گے اے ہمارے رب! یہ ہیں ہمارے بنائے ہوئے شریک جنہیں ہم پوجا کرتے تھے تجھے چھوڑ کر۔ تو وہ شریک انہیں جواب دیں گے یقیناً تم جھوٹ بول رہے ہو۔ وہ پیش کردیں گے بارگاہ الٰہی میں اس دن اپنی عاجزی اور فراموش ہوجائیں گے انہیں وہ بہتان جو وہ باندھا کرتے تھے جن لوگوں نے کفر کیا اور (دوسروں کو) روکا اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہم نے بڑھا دیا اور عذاب ان کے پہلے عذاب پر اس وجہ سے کہ وہ فتنہ وفساد برپا کیا کرتے تھے۔ اور وہ دن (بڑا ہولناک ہوگا) جب ہم اٹھائیں گے ہر امت سے ایک گواہ ان پر انہیں میں سے اور ہم لے آئیں گے آپ کو بطور گواہ ان سب پر اور ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب، اس میں تفصیلی بیان ہے ہر چیز کا اور یہ سراپا ہدایت ورحمت ہے اور یہ مژدہ ہے مسلمانوں کے لیے بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ ہر معاملہ میں انصاف کرو اور (ہر ایک کے ساتھ) بھلائی کرو اور اچھا سلوک کرو رشتہ داروں کے ساتھ اور منع فرماتا ہے بے حیائی سے برے کاموں سے اور سرکشی سے۔ اللہ تعالیٰ نصیحت کرتا ہے تمہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا میں شہید سے مراد ہر امت کا اپنا نبی ہے جو گواہی دے گا کہ اس نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیے تھے۔(1)

حضرت قتادہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ پڑھتے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ارشاد اس آیت کی طرح ہے هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿٣٦﴾ (المرسلات)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب حدثوھم ہے یعنی انہوں نے ان سے بات کی۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَاَلْقَوْا اِلَى اللّٰهِ يَوْمَئِذِ ِالسَّلَمَ کے تحت روایت کیا ہے: وہ اس دن اللہ کی بارگاہ میں سر جھکا دیں گے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس دن وہ سر تسلیم خم کیے ہوئے ہوں گے۔(3)

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد السری، ابو یعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 191

حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابن مسعود سے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کے تحت روایت کیا ہے: ان پر ایسے بچھو مسلط کیے جائیں گے جن کے دانت لمبی کھجور کے درخت کی طرح ہوں گے۔ (1)

امام ابن مردویہ اور الخطیب رحمہما اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کے بارے پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ایسے بچھو ہوں گے جو لمبی کھجور کے درخت کی مثل ہوں گے وہ انہیں جہنم میں نوچ کھائیں گے۔

امام ہناد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آگ میں ان پر سانپ مسلط کیے جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بے شک اہل جہنم جب دوزخ کی گرمی کے باعث واویلا کریں گے اور آگ میں کچھ پانی کی طلب کریں گے تو وہ پانی کے پاس پہنچیں گے تو ان کا سامنا ایسے بچھو کریں گے جو سیاہ خچروں کی مانند ہوں گے اور ایسے سانپ کریں گے جو بختی اونٹوں کی مثل ہوں گے پس وہ انہیں ماریں گے عذاب کے زیادہ کرنے سے یہی مراد ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم میں کنویں ہیں جن میں بختی اونٹوں کی طرح سانپ ہیں اور خچروں کی طرح بچھو ہیں۔ دوزخی ان کنووں سے ساحل پر آنے کے لیے فریاد کریں گے، پس وہ سانپ اور بچھو ان پر جھپٹیں گے، ان کے چہروں اور پلکوں کی جڑوں سے پکڑ لیں گے، وہ ان کے گوشت ان کے قدموں تک اتار لیں گے، وہ ان سے آگ کی طرف نکلنے کی کوشش کریں گے، وہ ان کا پیچھا کریں گے حتی کہ وہ اس کی گرمی محسوس کریں گے اور واپس آجائیں گے جب کہ وہ اپنی بلوں میں ہوں گے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ اور ہناد رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم کے سواحل ہیں جن میں سانپ اور بچھو رہتے ہیں جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت مالک بن الحارث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب آدمی کو آگ میں ڈالا جائے گا تو وہ گرتا چلا جائے گا جب وہ اس کے دروازے تک پہنچے گا تو اس کو کہا جائے گا ٹھہر جا حتی کہ تجھے تحفہ دیا جائے۔ پس اسے سانپوں اور بچھوؤں کے زہر کا پیالہ پلایا جائے گا، جس کی وجہ سے ان کی جلد علیحدہ ہو جائے گی، بال علیحدہ ہو جائیں گے، پٹھے علیحدہ ہو جائیں گے اور رگیں علیحدہ ہو جائیں گی۔

ابو یعلی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے زِدْنٰهُمْ عَذَابًا الخ کے تحت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ آگ کی پانچ نہریں ان پر انڈیلے گا، بعض کے ساتھ انہیں دن کے وقت اور بعض کے ساتھ رات کے وقت عذاب دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عذاب کی زیادتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 192 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

وہ پانچ نہریں ہیں جو عرش کے نیچے سے دوزخیوں کے سروں پر جاری ہوں گی۔ تین نہریں رات کی مقدار پر اور دو نہریں دن کی مقدار جاری ہوں گی۔ اس آیت میں عذاب کی زیادتی سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے فرمایا: کیا تجھے جہنم کی وسعت معلوم ہے؟ میں نے کہا نہیں، فرمایا تم میں سے کسی کی کان کی لو اور اس کی گردن کے درمیان ستر سال کی مسافت ہوگی، پیپ اور خون کی وادیاں چلتی ہیں، میں نے کہا: نہریں مراد ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ وادیاں ہی مراد ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں ہر چیز کا بیان نازل کیا ہے اور جو کچھ قرآن میں بیان کیا گیا ہے اس کا بعض ہمیں معلوم ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: وَ نَزَّلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن الضریس نے فضائل القران میں محمد بن نصر نے کتاب اللہ میں، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قرآن سے روشنی حاصل کرے کیونکہ قرآن میں اولین و آخرین کے علوم ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن کو بالوں کے کاٹنے کی طرح تیز تیز (پڑھ کر) نہ کاٹو اور ردی کھجوروں کے بکھیرنے کی طرح نہ بکھیرو جب کوئی نادر نکتہ آئے تو ٹھہر جاؤ اور اپنے دلوں کو اس کی (اثر انگیزی) سے متحرک کرو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا دستر خوان ہے جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ دل برتنوں کی مانند ہیں ان کو قرآن کے ساتھ مشغول کرو اور اس کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ ان کو مشغول نہ کرو۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تِبْیَانًا لِّكُلِّ شَیْءٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور جس سے منع کیا گیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے الاوزاعی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ سنت کے ذریعہ سے ہر چیز کو بیان کیا گیا ہے۔

امام احمد نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اچانک آپ اوپر تکنے لگے۔ فرمایا میرے پاس جبرئیل آیا اور مجھے حکم دیا کہ اس آیت کو اس سورت کی اس جگہ رکھوں۔ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ یَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 193
2۔ سنن سعید بن منصور، باب فضائل القرآن، جلد 1، صفحہ 7، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 193
4۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 218، دار صادر بیروت

امام احمد، بخاری نے الادب میں، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے، اچانک عثمان بن مظعون آپ ﷺ کے پاس سے گزرے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گئے۔ آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ آپ ﷺ آسمان کی طرف دیکھنے لگے، آپ ﷺ نے کچھ دیر آسمان کی طرف دیکھا پھر زمین کی طرف اپنی دائیں طرف دیکھنے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھی سے ہٹ کر اس طرف ہو گئے جہاں آپ نے اپنا سر رکھا۔ آپ اپنا سر اس طرح ہلاتے رہے جیسے اس بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں جو آپ سے کہی گئی ہے۔ جب اپنی حاجت پوری کر لی تو پھر آپ ﷺ پہلے کی طرح آسمان کی طرف دیکھنے لگے، آپ (جبرئیل کو) پیچھے سے تکتے رہے حتیٰ کہ وہ آسمان میں چھپ گئے۔ پھر آپ حضرت عثمان کے پاس پہلی جگہ پر آئے۔ حضرت عثمان نے آپ سے اس کیفیت کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ابھی ابھی جبرئیل امین آئے تھے۔ حضرت عثمان نے پوچھا: انہوں نے کیا پیغام دیا ہے؟ فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ حضرت عثمان نے کہا: اس وقت میرے دل میں ایمان قرار پذیر ہوا اور محمد ﷺ سے مجھے محبت ہو گئی۔ (1)

امام الباوردی، ابن السکن، ابن مندہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے معرفۃ الصحابہ میں حضرت عبد الملک بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اکثم بن صیفی کو نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت کی خبر پہنچی تو اس نے آپ کی بارگاہ میں آنے کا ارادہ کیا، وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور دو آدمیوں کو بلایا۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچے تو انہوں نے کہا: ہم اکثم کے بھیجے ہوئے ہیں، وہ آپ سے پوچھتا ہے کہ آپ کون ہیں؟ اور کیا پیغام لائے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ ہوں، اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ۔ ان دو شخصوں نے کہا: یہ بات دوبارہ ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے دوبارہ پڑھی۔ تو انہوں نے یاد کر لی۔ وہ دونوں اکثم کے پاس آئے اور اسے ساری باتیں بتائیں۔ جب اس نے یہ آیت سنی تو کہا میرا خیال ہے وہ مکارم اخلاق کا درس دیتا ہے اور بری باتوں سے منع کرتا ہے۔ پس تم اس معاملہ میں سردار بن جاؤ، اس معاملہ میں تابع نہ بنو، الاموی نے اپنے مغازی میں یہ زائد نقل کیا ہے کہ اکثم سوار ہو کر نبی کریم ﷺ کی طرف چل پڑا۔ اسے راستے میں موت آ گئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ آیت اکثم کے بارے نازل ہوئی تھی: وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ (النساء: 100)'' اور جو شخص نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر آلے اس کو (راہ میں) موت''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت میں بِالْعَدْلِ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے۔ الْاِحْسَانِ سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى سے مراد رشتہ داروں کو اپنا وہ حق ادا کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرابت و رحم کے سبب واجب کیا ہے۔ الْفَحْشَآءِ سے

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 318، دار صادر بیروت

مراد زنا ہے اَلْمُنْكَرِ سے مراد شرک ہے، الْبَغْيِ سے مراد تکبر اور ظلم ہے، يَعِظُكُمْ یعنی وہ تمہیں وصیت کرتا ہے۔(1)

امام سعید بن منصور اور البخاری نے الادب میں، محمد بن نصر نے الصلاۃ میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی کتاب میں عظیم ترین آیت اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ (آل عمران) ہے اور خیر وشر کی جامع ترین آیت یہ ہے: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْیِ ۚ یَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (2) اور از روئے تفویض کے جامع آیت یہ ہے: مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ (الطلاق:3) اور سب سے زیادہ امید افزاء آیت یہ ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ الخ (الزمر:53)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے یہ آیت آخر تک پڑھی اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ الخ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے خیر وشر اس ایک آیت میں جمع کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے اطاعت الٰہی میں عدل واحسان کو جمع فرما دیا ہے اور اللہ کی نافرمانی میں سے ہر برائی اور بدی کو بھی اس آیت میں جمع فرما دیا ہے۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت العتکی عن ابیہ رحمہما اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو محو گفتگو تھی، آپ نے فرمایا: تم کس عنوان پر گفتگو کر رہے ہو۔ انہوں نے کہا: ہم مروت کے بارے گفتگو کر رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں تمہاری کتاب اللہ میں کفایت نہیں فرما دی؟ وہ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ عدل سے مراد انصاف ہے اور احسان سے مراد تفضّل ہے، اس کے بعد کیا باقی رہ گیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر اچھا اخلاق زمانۂ جاہلیت میں جس پر لوگ عمل کرتے تھے اور اس کی تعظیم کرتے تھے اور اس سے ڈرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دے دیا اور ہر برا عمل جس کو وہ آپس میں عار سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا، پس اس نے ہر باعث مذمت اخلاق اور ردی خصائل سے منع فرمایا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے عمر بن عبد العزیز نے بلایا اور فرمایا: عدل کا وصف بیان کر، میں نے کہا: شاباش! جناب نے بڑا عظیم سوال کیا ہے۔ تم چھوٹے لوگوں کے لیے باپ بن جاؤ اور بڑے لوگوں کے لیے بیٹا بن جاؤ اور ہم مثلوں کے لیے بھائی اور عورتوں کے لیے بھی اسی طرح ہو جاؤ۔ لوگوں کو ان کے گناہوں کے مطابق اور ان کے جسموں کے مطابق سزا دو اور کسی کو اپنے غصہ کی وجہ سے ایک کوڑا بھی زائد نہ مارو ورنہ تم حد سے تجاوز کرنے والوں سے ہو جاؤ گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 194
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ نحل، جلد 2، صفحہ 388، (3358) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 195

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عیسیٰ بن مریم نے کہا: احسان یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ احسان کر جو تجھ سے برائی کرے۔

وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَ لَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا وَ قَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَیْكُمْ كَفِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝۹۱

"اور پورا کرو اللہ تعالیٰ کے عہد کو جب تم نے اس سے عہد کر لیا ہے اور نہ توڑو (اپنی) قسموں کو انہیں پختہ کرنے کے بعد حالانکہ تم نے کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مزیدہ بن جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کے متعلق نازل ہوئی ہے جو اسلام قبول کرتا تھا وہ اسلام پر بیعت کرتا تھا یعنی محمد ﷺ اور اصحاب کی قلت اور مشرکین کی کثرت تمہیں اسلام پر کی گئی بیعت کو توڑنے پر برانگیختہ نہ کرے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا کا مطلب یہ ہے کہ قسم کے ساتھ عہد کو پختہ کرنے کے بعد اور كَفِیْلًا بمعنی وکیلاً ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَعْدَ تَوْكِیْدِهَا کا معنی بعد تشدیدها و تغلیظها (یعنی پختہ کرنا، مؤکد کرنا) روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں: كَفِیْلًا بمعنی شهیداً ہے یعنی تم نے اللہ تعالیٰ کو اپنے عہد پر گواہ بنایا۔

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا ؕ تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰى مِنْ اُمَّةٍ ؕ اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ ؕ وَ لَیُبَیِّنَنَّ لَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝۹۲ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۳ وَ لَا تَتَّخِذُوْۤا اَیْمَانَكُمْ دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا وَ تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَ لَكُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝۹۴ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 196 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 97-196 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 196

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٩٥﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ ۗ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾

"اور نہ ہو جاؤ اس عورت کی مانند جس نے توڑ ڈالا اپنے سوت کو مضبوط کاتنے کے بعد (اور اسے) پارہ پارہ کر ڈالا۔ تم بناتے ہو اپنی قسموں کو ایک دوسرے کو فریب دینے کا ذریعہ تاکہ اس طرح ہو جائے ایک گروہ زیادہ فائدہ اٹھانے والا دوسرے گروہ سے، صرف آزماتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ ان قسموں سے اور واضح فرما دے گا تمہارے لیے قیامت کے روز ان باتوں کو جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا تمہیں ایک امت لیکن وہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ضرور تم سے باز پرس کی جائے گی ان اعمال سے جو تم کیا کرتے تھے۔ اور نہ بناؤ اپنی قسموں کو آپس میں فریب دینے کا ذریعہ۔ ورنہ (جادۂ حق سے) پھسل جائے گا (لوگوں کا) قدم (اس پر) جم جانے کے بعد اور تمہیں چکھنا پڑے گا (اس کا) برا نتیجہ کہ تم نے (اپنی عہد شکنی اور فریب کاری) کے باعث لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیا اور تمہارے لیے بڑا (درد ناک) عذاب ہوگا اور مت بیچو اللہ تعالیٰ کے عہدوں کو تھوڑی سی قیمت کے عوض، بے شک جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ جو (مال وزر) تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو (رحمت کے خزانے) اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ باقی رہیں گے۔ اور ہم ضرور عطا کریں گے انہیں جنہوں نے (ہر مصیبت میں) صبر کیا ان کا اجر ان کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن حفص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سعیدہ الاسدیہ مجنونہ تھی، وہ بال اور پتے جمع کرتی تھی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح کے طریقہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس نے فرمایا: اے عطاء کیا تجھے میں جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ انہوں نے ایک زرد رنگ کی حبشی عورت دکھائی۔ ابن عباس نے فرمایا: یہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جنون کی مرض لاحق ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت عطا فرمائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو چاہے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں، وہ تجھے شفا عطا فرما دے اور اگر تو چاہے تو صبر کر اور صبر پر قائم رہے، تجھے اس پر جنت ملے گی اس عورت نے صبر اور جنت کو اختیار کیا۔ ابن عباس نے فرمایا: یہ پاگل سعیدہ اسدیہ تھی اور یہ بال اور پتے جمع کرتی تھی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي الخ۔

ابن جریر نے عبداللہ بن کثیر سے روایت کیا ہے کہ خرقاء نامی عورت مکہ میں سوت کی رسی بٹنے کے بعد توڑ دیتی تھی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مکہ میں ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 198، دار احیاء التراث العربی بیروت

عورت تھی جس کو خرقاء کہا جاتا تھا۔ وہ سوت کاتی تھی۔ جب تیار کر لیتی تو اسے توڑ دیتی تھی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ عورت رسی کو جوڑنے کے بعد توڑ دیتی تھی۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تم سنو کہ ایک عورت سوت کاتنے کے بعد توڑ دیتی تھی تو کہو گے کہ یہ کیسی احمق ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی مثال دی ہے جو عہد باندھنے کے بعد عہد شکنی کرتا ہے۔ فرماتے ہیں: دَخَلًا کا معنی خیانت اور غدر ہے۔ (3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اُمَّةٌ سے مراد لوگ ہیں۔ یعنی کچھ لوگ دوسرے لوگوں سے زیادہ ہو جائیں۔ (4)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ پہلے کچھ لوگوں کو اپنا حلیف بناتے پھر دوسرے لوگوں کو ان سے تعداد میں زیادہ اور عزت میں بلند دیکھتے تو ان سے معاہدہ توڑ کر ان لوگوں کو حلیف بناتے جو زیادہ معزز ہوتے پس اس عمل سے لوگوں کو منع کیا گیا۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تم عہد کو توڑنے میں اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے سوت کو مضبوطی سے کاتنے کے بعد پارہ پارہ کر دیتی ہے۔ یعنی اس سے رسی بننے کے بعد توڑ دیتی ہے تَتَّخِذُوْنَ اَیْمَانَكُمْ ایمان سے مراد عہد ہے دَخَلًۢا بَیْنَكُمْ یعنی معاہدہ کرنے والوں کے درمیان، دَخَلًا سے مراد مکر اور دھوکہ ہے۔ یعنی تم اس لیے ایسا کرتے ہو کہ اس کی وجہ سے عہد کا توڑنا حلال ہو جائے۔ اَرْبٰى بمعنی اکثر ہے اِنَّمَا یَبْلُوْكُمُ اللّٰهُ بِهٖ یہ ضمیر کا مرجع کثرت ہے۔ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمہیں ایک امت مسلمہ یا امت مشرکہ بنا دیتا ہے۔ وَّ لٰكِنْ یُّضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے دین سے گمراہ کر دیتا ہے۔ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ''مسلمانوں کو ہدایت دیتا'' ۔ وَ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تم سے باز پرس کرے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عہد توڑنے والے کے لیے ایک اور مثال بیان کی ہے۔ فرمایا لَا تَتَّخِذُوْۤا اَیْمَانَكُمْ۔ اَیْمَانَكُمْ سے مراد اپنے عہد ہیں۔ فَتَزِلَّ قَدَمٌۢ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا۔ یعنی عہد کو توڑنے والا دین سے پھسل جاتا ہے جس طرح ایک شخص اپنے قدم جم جانے کے بعد پھسل جاتا ہے تَذُوْقُوا السُّوْٓءَ۔ السُّوْٓءَ سے مراد عقوبت ہے۔ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِیْلًا اللہ تعالیٰ سے عہد کرنے کے بعد تھوڑی سی دنیا کے عوض مت توڑو اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ یعنی اللہ کے پاس جو ثواب ہے هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وہ تمہارے لیے بہتر ہے ان جلدی ملنے والی نعمتوں سے۔ مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ یعنی جو تمہارے پاس مال ہے وہ ختم ہونے والا ہے وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ اور جو آخرت میں دائمی ثواب ہے وہ کبھی ختم نہیں ہوگا الَّذِیْنَ صَبَرُوْۤا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا وہ دنیا میں جو عمل کرتے تھے ان کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا بہتر اجر عطا فرمائے گا اور ان کی خوشی کو معروف کر دے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 198 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 200
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 199 5۔ ایضاً

امام سعید بن منصور اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اد ایت (اس چیز کے بارے میں بتاؤ (یعنی چیزوں کو ایک دوسرے پر قیاس کر کے سوال کرنے) سے بچو تم سے پہلے لوگ بھی اد ایت کی وجہ سے ہلاک ہوئے ایک چیز کو دوسری چیز پر قیاس نہ کرو فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا جب تم میں سے کسی سے کوئی ایسا سوال کیا جائے جو وہ نہ جانتا ہو تو اسے کہہ دینا چاہیے کہ میں نہیں جانتا اعتراف عدم علم، ثلث علم ہے۔

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۷﴾

"جو بھی نیک کام کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے عطا کریں گے ایک پاکیزہ زندگی اور ہم ضرور دیں گے انہیں ان کا اجران کے اچھے (اور مفید) کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں رزق حلال عطا کیا جاتا ہے پھر جب وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوگا تو اس کو اپنے عمل کی اچھی جزا ملے گی۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد اس دنیا میں رزق حلال ہے(2) اور جب بندہ اپنے رب کی بارگاہ میں جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے اچھے اور مفید اعمال کے عوض جزا دے گا۔

ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ وہ حلال کھائے گا، حلال پیے گا، حلال پہنے گا، حَيٰوةً طَيِّبَةً سے یہی مراد ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد پاکیزہ کمائی اور نیک عمل ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد سعادت ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں کئی طرق کے ذریعے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد قناعت ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے: اے اللہ! جو تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس پر مجھے قناعت عطا فرما اور میرے لیے اس میں برکت ڈال دے اور ہر غائب ہونے والی چیز پر میرے لیے بہتر کو خلیفہ (عوض) بنا۔(5)

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ حَيٰوةً طَيِّبَةً سے مراد قناعت ہے۔

وکیع نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

مسلم نے ابن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں جہانوں میں وہ کامیاب ہے جس کو اسلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 203 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 204 4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 291 (10347)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دولت نصیب ہوئی، کفایت کے مطابق رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے جو عطا فرمایا اس پر اسے قناعت بھی عطا فرمائی۔(1)

امام ترمذی اور نسائی نے فضالہ بن عبید سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: وہ شخص دونوں جہانوں میں کامیاب ہے جس کی اسلام کی طرف راہنمائی کی گئی اور اس کی معیشت بقدر کفایت ہو اور وہ اس پر قانع ہو۔(2)

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قناعت ایسا مال ہے جو ختم نہیں ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حَیٰوۃً طَیِّبَۃً صرف جنت میں ہی ہو سکتی ہے۔(3)

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ﴿۹۸﴾

"سو جب قرآن کی تلاوت کرنے لگو تو پناہ مانگو اللہ تعالیٰ سے اس شیطان (کی وسوسہ اندازیوں) سے جو مردود ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کی طرف سے ایک دلیل ہے جس پر اس نے اپنے بندوں کی راہنمائی فرمائی ہے۔(4)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نماز اور غیر نماز ہر حال میں قرأت کرتے وقت اعوذ باللہ پڑھنی واجب ہے اور اس کی دلیل یہی آیت ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو تکبیر کہتے پھر اعوذ باللہ پڑھتے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ تعوذ پڑھتے تو اس طرح پڑھتے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

امام ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب رات کو کھڑے ہوتے تو نماز کا آغاز اس ثناء سے کرتے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ۔ پھر یہ پڑھتے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ۔(7)

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے واقعہ افک کے ذکر میں روایت کیا ہے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی الکفاف والقناعۃ، جلد 7، صفحہ 130 (1054)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 52، (2349)، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 204 4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 207
5۔ مصنف عبد الرزاق، باب الاستعاذۃ فی الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 83، المکتب الاسلامی بیروت
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، باب التعوذ بعد الافتتاح، جلد 2، صفحہ 35، دار الفکر بیروت
7۔ سنن ابو داؤد مع شرح، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 387 (753)، مکتبۃ الرشد الریاض

فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ بیٹھے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور یہ پڑھا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ (النور:11)(1)

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

''یقیناً اس کا زور نہیں چلتا ان لوگوں پر جو (سچے دل سے) ایمان لائے ہیں اور اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں اس کا زور صرف ان پر چلتا ہے جو یارانہ گانٹھتے ہیں اس سے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان الثوری سے اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ شیطان کو کوئی طاقت نہیں کہ وہ ایمان والوں اور اللہ پر توکل کرنے والوں کو ایسے گناہ پر برانگیختہ کرے جو بخشا نہ جائے۔(2)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ کے تحت روایت کیا ہے: اس کی حجت ان لوگوں پر کارگر ہوتی ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور شیطان کو اللہ رب العالمین کے برابر کرتے ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شیطان کا زور اس پر چلتا ہے جو شیطان سے دوستی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل کرتا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ اللہ کے دشمن ابلیس پر جب شقاوت غالب آ گئی تو کہا لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ (ص) پس مخلص بندوں پر شیطان کی کوئی گرفت نہیں ہوتی اور نہ ان پر ان کا داؤ چلتا ہے، اس کے جال تو ان پر کارگر ہوتے ہیں جو خود اس کو دوست بناتے ہیں اور اپنے اعمال میں اس کو شریک ٹھہراتے ہیں۔(5)

وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُفْتَرٍ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

''اور جب ہم بدلتے ہیں ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں تم صرف افترا پرداز ہو۔ بلکہ ان میں سے اکثر (آیت بدلنے کی حکمت کو) نہیں جانتے فرمایئے نازل کیا ہے اسے روح القدس نے آپ کے رب کی طرف سے حق کے ساتھ تا کہ ثابت قدم رکھے انہیں جو

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، کتاب الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 439 (763)، مکتبۃ الرشد الریاض
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 208
3۔ ایضاً، جلد 09-207
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 208
5۔ ایضاً

ایمان لائے ہیں اور یہ ہدایت اور خوش خبری ہے مسلمانوں کے لیے"۔

امام ابوداؤد (نے ناسخ میں) ابن مردویہ، حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ اور ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا (النحل: 110) کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔ شیطان نے اسے جادۂ حق سے پھسلا دیا۔ وہ کفار کے ساتھ مل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اسے قتل کرنے کا حکم دیا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے امان طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے امان دے دی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِذَا بَدَّلْنَاۤ اٰیَةً مَّكَانَ اٰیَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اس آیت کی طرح ہے مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا (البقرہ: 106)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ناسخ، منسوخ کے متعلق ہے، فرمایا: جب ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں تو اس کے بدلے میں دوسری آیت لے آتے ہیں، کفار کہنے لگے تجھے کیا ہوا ہے تو پہلے ایسا کہتے ہو پھر خود ہی اسے ختم کر دیتے ہو، تم افترا پرداز ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ نازل کرتا ہے۔

وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ۝۱۰۳ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۙ لَا یَهْدِیْهِمُ اللّٰهُ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۱۰۴ اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۰۵

"اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ انہیں تو یہ قرآن ایک انسان سکھاتا ہے حالانکہ اس شخص کی زبان جس کی طرف یہ تعلیم قرآن کی نسبت کرتے ہیں عجمی ہے اور یہ قرآن فصیح و بلیغ عربی زبان میں ہے۔ بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے وہی لوگ تراشا کرتے ہیں جھوٹ جو ایمان نہیں لاتے اللہ تعالیٰ کی آیات پر اور یہی لوگ جھوٹے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بلعام نامی لوہار کو تعلیم دیتے تھے، اس کی زبان عجمی تھی۔ مشرکین دیکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آتے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا: بلعام اسے سکھاتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن حضرمی کا غلام سکھاتا ہے جو کہ نصرانی تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ الخ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 211، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن جریر نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ بنی مغیرہ کے ایک عجمی غلام کو پڑھاتے تھے جس کا نام مقیس تھا (تو لوگوں نے ایسی باتیں کرنی شروع کر دیں) تو اللہ تعالیٰ نے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الآیہ کا ارشاد نازل فرمایا۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے کہا: محمد ﷺ کو ابن حضرمی کا غلام سکھاتا ہے جو صاحب کتاب تھا اور وہ رومی زبان بولتا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(2)

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ محمد ﷺ کو ابن حضرمی کا غلام سکھاتا تھا جس کو مقیس کہا جاتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ لوگ کہتے تھے کہ انہیں سلمان الفارسی سکھاتے ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ اِلَيْهِ اَعْجَمِيٌّ۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا کہ اِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ اس فتنہ میں وہ شخص اس وجہ سے مبتلا ہوا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے وحی لکھتا تھا آپ ﷺ آیات کے آخر میں سمیع علیم یا عزیز حکیم وغیرہ لکھواتے تھے۔ پھر آپ ﷺ کا اس سے دھیان ہٹ جاتا تھا تو وہ کہتا رسول اللہ ﷺ کیا یہ عزیز حکیم تھا۔ سمیع علیم تھا۔ آپ فرماتے جو تو نے لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ پس وہ فتنہ میں مبتلا ہوا اور اس نے کہا کہ محمد ﷺ مجھ پر بھروسہ کرتے ہیں۔ پس میں جو چاہوں لکھوں۔ سعید بن المسیب نے الحروف السبعہ سے مجھے بیان فرمایا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اہل مکہ رنجیدہ خاطر کرتے تو آپ ابن حضرمی کے ایک غلام کے پاس جاتے جس کو ابوالیسر کہا جاتا تھا وہ نصرانی تھا اور تورات اور انجیل پڑھتا تھا، آپ اس سے باتیں کرتے۔ جب مشرکین نے آپ ﷺ کو اس کے پاس آتا جاتا دیکھا تو کہا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ سے تو ایک انسان سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ قرآن تو عربی میں ہے اور ابوالیسر کی زبان عجمی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے پاس جھوٹ کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا: اَللّٰهُمَّ عَفْوًا۔ اے اللہ! میں جھوٹ سے معافی طلب کرتا ہوں۔ کیا تم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ۔

امام الخرائطی نے مساوی الاخلاق میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کیا مومن زنا کر سکتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کبھی ایسا ہو سکتا ہے، پھر اس نے پوچھا: مومن چوری کر سکتا ہے؟ فرمایا یہ بھی ممکن ہے۔ اس نے پوچھا: کیا مومن جھوٹ بول سکتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الخ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 212 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 213 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام الخطیب نے تاریخ میں حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابو درداء نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا مومن جھوٹ بولتا ہے؟ فرمایا: جو بات کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے وہ اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزوں کا مجھے تم پر زیادہ خوف ہے: وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ قرآن کی نعمت عطا فرمائے، حتیٰ کہ وہ اس کی بہجت کو دیکھ لے اور اسلام کی چادر اوڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہے اسے عطا فرمائے پھر وہ اپنی تلوار سونتے اور اپنے پڑوسی کو مار دے اور اس پر کفر کا الزام لگائے۔ صحابہ کرام نے کہا: یا رسول اللہ ان میں سے کون کفر کے زیادہ قریب ہے، تہمت کفر لگانے والا یا جسے تہمت لگائی گئی ہے؟ فرمایا تہمت لگانے والا۔ اور تم سے پہلے ایک صاحب خلافت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہت عطا فرمائی تھی۔ اس نے کہا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ اس نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی محبت کا خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ اور وہ شخص جس کو باتوں نے اس طرح مبہوت کر دیا ہو کہ جب وہ کوئی جھوٹ بولے تو اس کے ساتھ مزید جھوٹ ملا دے۔ یہ وہ شخص ہے جو دجال کو پائے گا اور پھر وہ دجال کی پیروی کرے گا۔

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۶﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾

"جس نے کفر کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے کے بعد بجز اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل مطمئن ہے ایمان کے ساتھ (تو اس سے مؤاخذہ نہ ہوگا) لیکن وہ (بدنصیب) کھل جائے کفر کے ساتھ (جس کا سینہ) تو ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے پسند کر لیا دنیا کی (فانی) زندگی کو آخرت کی (ابدی) زندگی پر اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس قوم کو جو کافر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے جن کے دلوں، جن کے کانوں اور جن کی آنکھوں پر اور یہی لوگ (اپنے اعمال کے نتائج سے) غافل ہیں۔ ضرور یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔ پھر بے شک آپ

کے پروردگار کا معاملہ ان کے ساتھ جنہوں نے ہجرت کی بڑی آزمائشوں سے گزرنے کے بعد پھر جہاد بھی کیا اور (مصائب میں) صبر سے کام لیا، بے شک آپ کا رب ان آزمائشوں کے بعد (ان کے لیے) بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم مجھ سے جدا ہو جاؤ جس کو قوت ہو وہ رات کے آخری حصہ تک تاخیر کرے اور جسے یہ طاقت نہ ہو وہ رات کے ابتداء میں ہی چلا جائے اور جب تم سن لو کہ میں امن کے ساتھ مدینہ پہنچ گیا ہوں تو تم میرے پاس آ جانا۔ حضرت بلال، حباب، عمار اور قریش کی ایک لونڈی جو اسلام قبول کر چکی تھی۔ صبح کے وقت مشرکوں کے ہتھے چڑھ گئے، انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ اسلام کا انکار کرے لیکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی لوہے کی زر ہیں دھوپ میں گرم کرتے پھر حضرت بلال کو پہناتے، جب وہ گرم لوہا آپ کو پہناتے تو آپ احد احد کا نعرہ لگاتے، حضرت حباب رضی اللہ عنہ کو وہ کانٹوں میں گھسیٹتے تھے۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تقیۃ ایسا کلمہ کہہ دیا جو انہیں اچھا لگا، اس مسلمان لونڈی کے لیے ابوجہل نے چار کیل لگائے پھر ان کے درمیان اس کو لٹا کر باندھ دیا پھر اس کے دل میں نیزہ مارا حتی کہ اسے قتل کر دیا۔ پھر مشرکین نے حضرت بلال، حباب اور عمار رضی اللہ عنہم کو چھوڑ دیا۔ یہ صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور اپنی تکالیف کی خبر دی، حضرت عمار نے جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نے یہ کلمہ کہا تھا تو تیرے دل کی کیفیت کیا تھی؟ کیا کلمۂ کفریہ کے ساتھ تمہارا دل مطمئن تھا یا نہیں؟ عمار نے کہا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل کی: اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے دلائل میں ابوعبیدہ بن محمد بن عمار عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین نے حضرت عمار بن یاسر کو پکڑ لیا اور اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا کلمات نہ کہے اور ان کے باطل معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ پھر انہوں نے حضرت عمار کو چھوڑ دیا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو عرض کی: میں نے آپ کے بارے نازیبا کلمات کہے اور ان کے معبودوں باطلہ کا خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے (اب میرے لیے کیا حکم ہے)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تیرے دل کی کیفیت کیا تھی؟ حضرت عمار نے عرض کی: دل تو ایمان کے ساتھ مطمئن تھا۔ فرمایا اگر وہ دوبارہ ایسی بات پر مجبور کریں تو تم کہہ دینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىِٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے ہوئی جب کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ رو رہے تھے۔ غم خوار نبی نے اپنے غلام کے آنسو پونچھے اور فرمایا: تجھے کفار نے پکڑ لیا تھا اور تجھے پانی میں غوطے دیئے تھے اور تو نے ایسا ایسا کہا تھا۔ اگر وہ پھر ایسا ایسا کہنے پر مجبور کریں تو کہہ دو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 216

امام ابن سعد نے حضرت ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ یہ آیت حضرت عمار کے بارے نازل ہوئی اور وَ لٰکِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡکُفۡرِ صَدۡرًا یہ عبداللہ ابی سرح کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ الخ کا ارشاد عمار بن یاسر کے متعلق نازل ہوا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الحکم سے روایت کیا ہے کہ اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ کی آیت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن سرح نے پہلے اسلام قبول کیا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین سے مل گیا۔ اس نے بنی الحضرمی کے پاس ابن عبدالدار کے پاس عمار اور رخباب کی چغلی کھائی۔ پس انہوں نے عمار اور خباب کو پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں دیں حتی کہ انہوں نے کفریہ کلمات کہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ وَ قَلۡبُہٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِیۡمَانِ۔

امام مسدد نے اپنی مسند میں، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالمتوکل الناجی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی لانے کے لیے عمار بن یاسر کو مشرکین کے کنوئیں پر بھیجا۔ اس کنویں کے ارد گرد تین صفیں حفاظت پر مامور تھیں، حضرت عمار نے کنویں سے پانی بھرا اور واپس آئے، راستہ میں کفار نے پکڑ لیا۔ انہوں نے عمار سے کفریہ کلمات کہلوائے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ الخ۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر کے بارے نازل ہوئی۔ آپ کو بنو المغیرہ نے پکڑ لیا تھا اور کنویں میں غوطے دیئے تھے اور کہا تھا کہ محمد ﷺ کا انکار کرو۔ تو انہوں نے بادل نخواستہ ان کی بات کہہ دی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ عیاش بن ابی ربیعہ کے بارے نازل ہوئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مکہ کے مومنین کے بارے نازل ہوئی۔ بعض صحابہ نے انہیں مدینہ طیبہ سے خط لکھے کہ ہم تمہیں اپنوں میں شمار نہیں کریں گے حتی کہ تم ہجرت کر کے ہمارے پاس آ جاؤ۔ وہ بیچارے مدینہ کے ارادے سے باہر نکلے۔ تو قریش نے راستہ پر گرفتار کر لیا۔ پس انہوں نے ان کو فتنہ میں ڈال دیا۔ پس انہوں نے بادل نخواستہ کفریہ کلمات کہہ دیئے۔ پس ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی اِلَّا مَنۡ اُکۡرِہَ۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمار کو تکلیف دی گئی حتی کہ آپ کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کیا کہہ رہے ہیں حضرت صہیب کو ایسی ہی اذیت دی گئی حتی کہ وہ اپنی بات نہ سمجھتے تھے۔ پس بلال، عامر، ابن فہیرہ اور دوسرے مسلمانوں کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیۡنَ ہَاجَرُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا فُتِنُوۡا الخ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 216 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 218

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ میں یہ خبر دی ہے جو ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کرے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور عذاب عظیم ہے لیکن جس کو مجبور کیا گیا، اس نے زبان کے ساتھ ایک کلمہ کہا جب کہ دل اس کا مخالف ہو، تاکہ وہ دشمن سے نجات پائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس امر پر مؤاخذہ فرماتا ہے جس پر دل کا ارادہ پختہ ہو۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور الحسن البصری رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۃ النحل کی یہ آیت کریمہ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۤ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ نازل ہوئی۔ پھر اس سے نسخ اور استثناء کیا گیا، فرمایا ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ عبداللہ بن ابی سرح رسول اللہ ﷺ کا کاتب تھا، اس کو شیطان نے پھسلا دیا تھا۔ پس وہ کفار کے ساتھ مل گیا۔ فتح مکہ کے دن اسے رسول اللہ ﷺ نے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس کے لیے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور عثمان غنی نے امان طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو امان دے دی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا کہ اہل مکہ کا اسلام قبول نہیں ہوگا حتی کہ وہ ہجرت کریں۔ اہل مدینہ کے لوگوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کی طرف خطوط لکھے کہ ہجرت کر کے آجاؤ۔ پس مسلمان مکہ سے نکلے تو مشرکین نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں واپس کر دیا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: الٓمّٓ ۚ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ (العنکبوت) پس یہ ارشاد بھی اہل مدینہ نے اہل مکہ کو لکھ کر بھیجا۔ جب مکہ کے مسلمانوں کے پاس یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے ہجرت کرنے پر بیعت کی اور یہ کہا کہ اگر مشرکین ان کے آڑے آئیں گے تو ان سے جنگ کریں گے حتی کہ نجات پا جائیں یا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جائیں۔ پس وہ نکلے تو مشرکوں نے انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کی، پس مسلمان ان سے لڑ پڑے بعض شہید ہو گئے اور بعض نجات پا گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ...... الآیہ۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا ان صحابہ کرام کے بارے نازل ہوئی جنہیں آزمائش میں ڈالا گیا تھا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ میں سے چند لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن وہ اپنے اسلام کو چھپائے رکھتے تھے ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا۔ پس اہل مدینہ نے انہیں خط لکھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں راستہ بتا دیا ہے، تم مکہ کو چھوڑ آؤ۔ وہ ہجرت کے ارادہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 216 2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 219 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 218

نکلے تو مشرکین ان کے سامنے آگئے مسلمانوں نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ کچھ نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور کچھ شہید ہو گئے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ مسیلمہ کذاب کے کچھ جاسوسوں نے مسلمانوں کے دو آدمی گرفتار کر لیے اور انہیں مسیلمہ کے پاس لے آئے۔ اس نے ایک سے پوچھا: کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتا ہے، اس مسلمان نے کہا ہاں۔ پھر مسیلمہ نے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، وہ مسیلمہ کے کان کے قریب ہوا اور کہا: میں ایسی بات سننے سے بہرا ہوں، مسیلمہ نے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔ پھر اس نے دوسرے مسلمان سے پوچھا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اس نے کہا ہاں، پھر اس نے پوچھا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس مسلمان نے کہا ہاں۔ پس مسیلمہ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی روداد سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ساتھی اپنے ایمان پر ڈٹا رہا (یعنی اس نے عزیمت پر عمل کیا) اور تو نے رخصت پر عمل کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا عیاش بن ابی ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جس کا تعلق بنی مخزوم سے تھا اور یہ ابوجہل کا ماں کی طرف سے بھائی تھا، ابوجہل اسے ایک کوڑا لگاتا تھا اور ایک کوڑا اس کی سواری کو لگاتا تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ هَاجَرُوْا عمار بن یاسر، عیاش بن ابی ربیعہ، ولید بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہم کے بارے نازل ہوئی۔ (1)

یَوْمَ تَاْتِیْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

"اس دن کو یاد کرو جب آئے گا ہر نفس کہ جھگڑا کر رہا ہوگا (صرف) اپنے متعلق اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کیا ہوگا اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

امام ابن المبارک، ابن ابی شیبہ، احمد (نے الزہد میں) عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں حضرت عمر بن الخطاب کے پاس تھا، تو حضرت عمر نے فرمایا کعب! ہمیں خوف دلایئے! میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت نہیں ہے؟ حضرت عمر نے فرمایا: کیوں نہیں (وہ تو موجود ہے) لیکن تم ہمیں خوف دلاؤ۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! اگر تو قیامت کو ستر انبیاء کرام کے عمل کے ساتھ آئے گا تو پھر بھی اپنے عمل کو کم سمجھے گا۔ حضرت عمر نے فرمایا: اور زیادہ کچھ ارشاد فرمایئے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! اگر جہنم کا دروازہ مشرق میں بیل کے نتھنے کے برابر کھلے اور انسان مغرب میں ہو تو اس کا دماغ ابل جائے حتیٰ کہ اس کی گرمی کی وجہ سے اس کا دماغ بہہ پڑے۔ حضرت عمر نے کہا: کچھ مزید ارشاد فرمایئے۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین!

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 219

قیامت کے روز جہنم آواز نکالے گی، ہر مقرب فرشتہ، ہر نبی مرسل اپنے گھٹنوں کے بل گر جائے گا حتی کہ ابراہیم خلیل اللہ بھی گھٹنوں کے بل گر جائیں گے اور عرض کریں گے: اے میرے رب! نفسی، نفسی۔ میں تجھ سے صرف اپنے نفس کی نجات کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عمر نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا۔ میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا تم یہ چیز کتاب اللہ میں نہیں پاتے؟ حضرت عمر نے پوچھا: وہ کیسے؟ میں نے کہا اس آیت میں یہی چیز تو موجود ہے یَوْمَ تَاْتِیْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا الخ۔(1)

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىٕنَّةً یَّاْتِیْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

"اور بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال، وہ یہ کہ ایک بستی تھی جو امن (اور) چین سے (آباد) تھی، آتا تھا اس کے پاس اس کا رزق بکثرت ہر طرف سے، پس اس (کے باشندوں) نے ناشکری کی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، کی پس چکھایا انہیں اللہ تعالیٰ نے (یہ عذاب کہ پہنا دیا انہیں) بھوک اور خوف کا لباس ان کارستانیوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور آیا ان کے پاس رسول انہیں میں سے پس انہوں نے اسے جھٹلایا پھر پکڑ لیا انہیں عذاب نے اس حال میں کہ وہ ظلم وستم کیا کرتے تھے۔ پس کھاؤ اس سے جو رزق دیا تمہیں اللہ تعالیٰ نے جو حلال (اور) طیب ہے اور شکر کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَرْیَةً كَانَتْ اٰمِنَةً سے مراد مکہ کی بستی ہے۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس بستی سے مراد مکہ مکرمہ کی بستی ہے کیونکہ آگے ارشاد فرمایا لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَرْیَةً سے مراد مکہ ہے کیونکہ آگے ہے لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ۔ فرماتے ہیں مکہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے بھوک، خوف اور شدید جنگ سے دوچار کیا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ الخ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک، خوف اور قتل میں گرفتار کیا لَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فرمایا: اللہ کی قسم! وہ

1۔ کتاب الزہد، باب زہد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، صفحہ 151، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 220　　2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 22-220

آپ ﷺ کے نسب اور آپ ﷺ کے امر کو جانتے تھے (لیکن اس کے باوجود انکار کی روش پر چلتے رہے)۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سلیم بن عمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں حضرت حفصہ زوج النبی ﷺ سے ملا جب کہ آپ مکہ سے مدینہ کی طرف جارہی تھیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ پس وہ واپس لوٹ آئیں اور فرمایا: مجھے واپس لے چلو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس شہر (مدینہ طیبہ) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً۔(2)

ابن ابی حاتم نے ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ وہ بستی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے وہ یثرب ہے۔

اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَ الدَّمَ وَ لَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّ لَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

"اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر بلند کیا گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت پس جو مجبور ہو جائے (ان کے کھانے پر بشرطیکہ) وہ لذت کا جویانہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بے شک اللہ غفور رحیم ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اسلام پاکیزہ دین ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے، ہر غلاظت سے پاک کیا ہے۔ اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے مجبوری کی حالت میں ان چیزوں کے استعمال کی گنجائش رکھی ہے۔(3)

وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ؕ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۠ وَّ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾

"اور نہ بولو جھوٹ جن کے بارے میں تمہاری زبانیں بیان کرتی ہیں (یہ کہتے ہوئے) کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے اس طرح تم افتراء باندھو گے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا۔ بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹے بہتان تراشتے ہیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ (وہ) تھوڑا سا فائدہ اٹھالیں (انجام کار) ان کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الخ میں بحیرہ اور سائبہ جانور مراد ہیں جن کو مشرکین اپنی خواہش سے حرام قرار دیتے تھے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 222
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 221
3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 223
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 224

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے یہ آیت سورۃ النحل میں پڑھی تو میں آج تک فتویٰ دینے سے ڈرتا رہا ہوں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہوسکتا ہے کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا حکم دیا، اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرمارہا ہو تو نے جھوٹ بولا کوئی شخص کہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز کو حرام کیا فلاں کو حرام کیا اور اللہ تعالیٰ اسے فرمارہا ہو تو نے جھوٹ بولا۔

وَ عَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْۤا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۹﴾

"اور یہودیوں پر ہم نے حرام کردیں وہ چیزیں جن کا ذکر ہم آپ سے پہلے کرچکے ہیں اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر بے شک آپ کا رب ان کے لیے جنہوں نے غلطی کی (لیکن) نادانی سے پھر انہوں نے توبہ کرلی اس کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا بے شک آپ کا پروردگار اس کے بعد (اُن کے گناہوں کو) بہت بخشنے والا (اور ان پر) نہایت رحم کرنے والا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ یعنی ہم (سورۂ انعام میں) ان کا ذکر آپ سے کرچکے ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا الخ کے تحت فرمایا ہے کہ ان چیزوں کا ذکر سورۂ انعام میں اس آیت میں ہے وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ ۚ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَآ اِلَّا مَا حَمَلَتْ ظُهُوْرُهُمَآ اَوِ الْحَوَايَآ اَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ۭ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِبَغْيِهِمْ ۡ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ (الانعام)۔(2)

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۲۱﴾ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۲۲﴾ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۲۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 225　2۔ ایضاً

''بلاشبہ ابراہیم ایک مرد کامل تھے، اللہ تعالیٰ کے مطیع تھے، یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھے اور وہ (بالکل) مشرکوں سے نہ تھے۔ وہ (ہرلحہ) شکر گزار تھے اللہ تعالیٰ کی (پیہم) نعمتوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں چن لیا اور انہیں ہدایت فرمائی سیدھے راستہ کی طرف اور ہم نے مرحمت فرمائی انہیں دنیا میں بھی (ہر طرح کی) بھلائی اور وہ آخرت میں نیک لوگوں میں سے ہوں گے۔ پھر ہم نے وحی فرمائی (اے حبیب!) آپ کی طرف کہ پیروی کرو ملت ابراہیم کی جو یکسوئی سے حق کی طرف مائل تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا''۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: اُمَّةً کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا القانت کا کیا معنی ہے؟ فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اتباع کرتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم دین اسلام پر کاربند تھے اور آپ کے زمانہ میں آپ کے علاوہ کوئی بھی اسلام پر نہیں تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَانَ اُمَّةً قَانِتًا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم خیر کے امام و رہنما تھے قَانِتًا اور اطاعت شعار تھے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً کے تحت روایت کیا ہے کہ صرف حضرت ابراہیم مومن تھے، باقی تمام لوگ کافر تھے۔

امام ابن جریر نے شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے کہ ہر دور میں زمین پر چودہ ایسے افراد باقی ہوتے ہیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زمین والوں کا دفاع فرماتا ہے، زمین کی برکات نکالتا ہے لیکن حضرت ابراہیم کے زمانہ میں صرف آپ ہی مسلمان تھے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے لیے ایک امت گواہی دیتی ہے، اللہ تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے اور امت میں ایک شخص اور اس سے زائد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو بھی امت فرمایا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً فرماتے ہیں: آپ امام ہدیٰ تھے۔ آپ کی اقتداء کی جاتی ہے اور آپ کی سنن کی پیروی کی جاتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ حَسَنَةً سے مراد لسان صدق (سچائی کی زبان) ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: ہر دین کا پیروکار حضرت ابراہیم کو پسند کرتا ہے اور اظہار محبت کرتا ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 227 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 228 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے اپنی اپنی المصنف میں، ابن المنذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم نے ظہر اور عصر کی نماز عرفات میں پڑھی اور ٹھہر گئے حتی کہ جب سورج غروب ہو گیا تو چل پڑے پھر مغرب اور عشاء کی نمازیں مزدلفہ میں پڑھیں، پھر فجر کی نماز مزدلفہ میں اسی طرح جلدی پڑھی۔ جس طرح کوئی مسلمان پڑھتا ہے پھر آپ ٹھہرے رہے حتی کہ آپ اتنی دیر ٹھہرے رہے جتنی دیر میں ایک مسلمان آرام سے نماز پڑھتا ہے۔ پھر آپ چل پڑے منی میں جا کر جمرہ پر رمی جمار کیا پھر جانور ذبح کیا پھر حلق کرایا۔ پھر بیت اللہ شریف کی طرف گئے اور طواف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرمایا: ثُمَّ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا۔

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ ؕ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَیَحْكُمُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾

"صرف ان لوگوں پر سنیچر کی پابندی تھی جنہوں نے اختلاف کیا تھا اس میں اور بلاشبہ آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان روز قیامت ان امور کے متعلق جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جس دن میں انہوں نے اختلاف کیا تھا وہ جمعہ کا دن تھا۔ پس انہوں نے اس کی جگہ ہفتہ کو عبادت کا دن بنایا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے کہ یہود پر اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن کو عبادت فرض کی تھی لیکن انہوں نے اس کا انکار کیا۔ اے موسیٰ! ہفتہ کے دن اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پیدا نہیں فرمائی اس لیے ہمارے لیے ہفتہ کا دن مقرر فرمائیں۔ جب ان پر ہفتہ کا دن مقرر کیا گیا تو انہوں نے اس دن میں اس چیزوں کو حلال کیا جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی تھیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابو مالک اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے: یہود نے ہفتہ کے دن کاروبار کو حلال کر کے اختلاف کیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہفتہ کے دن لکڑیاں اٹھائے ہوئے تھا۔ حضرت موسیٰ نے اس کی گردن اڑا دی۔(2)

امام شافعی نے الام میں، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم دنیا میں سب سے آخر میں آنے والے ہیں اور آخرت میں سب سے سبقت لے جانے والے ہیں مگر انہیں کتاب ہم سے پہلے دی گی اور ہمیں ان کے بعد عطا کی گئی پھر وہ دن جو اللہ تعالیٰ نے ان پر فرض فرمایا جمعہ کا دن تھا۔ انہوں نے اس میں اختلاف کیا۔ پس ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس دن کی ہدایت عطا فرمائی، پس لوگ اس میں ہمارے تابع ہیں۔ یہود دوسرے دن اور عیسائی تیسرے دن عبادت کرتے ہیں۔(3)

امام احمد اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 229 2۔ ایضاً

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الجمعۃ، جلد 6، صفحہ 125 (19)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہم سے پہلے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن سے گمراہ کر دیا۔ پس یہود کے لیے ہفتہ کا دن ہے اور نصاریٰ کے لیے اتوار کا دن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ، ہفتہ اور اتوار کے دن کی ہدایت دی اس طرح وہ لوگ قیامت کے دن ہمارے تابع ہوں گے، ہم اہل دنیا میں سے آخر میں ہیں اور قیامت کے دن ہم ہی پہلے ہوں گے جن کا تمام مخلوق سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا۔(1)

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾

"(اے محبوب!) بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت سے اور عمدہ نصیحت سے اور ان سے بحث (ومناظرہ) اس انداز سے کیجئے جو بڑا پسندیدہ (اور شائستہ) ہو۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے اسے جو بھٹک گیا اس کے راستہ سے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت پانے والوں کو"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو لیلیٰ الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ائمہ کی اطاعت کو مضبوطی سے پکڑو اور ان کی مخالفت نہ کرو کیونکہ امام (وقت) کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ میں اس کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔ پس جو میری مخالفت کرے گا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہوگا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ذمہ اس سے بری ہے اور جو تمہارے کسی امر کا والی بنا پھر اس نے اس کے خلاف عمل کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ کو وہ جو اذیت دیتے ہیں اسے اعراض فرمایئے۔(2)

وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾

"اور اگر تم (انہیں) سزا دینا چاہو تو انہیں سزا دو لیکن اس قدر جتنی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے اور اگر تم (ان کی ستم رانیوں پر) صبر کرو تو یہ صبر ہی بہتر ہے صبر کرنے والوں کے لیے اور آپ صبر فرمایئے اور نہیں ہے آپ کا صبر مگر اللہ کی توفیق سے اور رنجیدہ نہ ہوا کریں ان (کی ہٹ دھرمی) پر اور نہ غمزدہ ہوا کریں ان کی فریب کاریوں سے۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الجمعۃ، جلد 6، صفحہ 126، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 230

یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے جو (اس سے) ڈرتے ہیں اور جو نیک کاموں میں سرگرم رہتے ہیں"۔

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، عبداللہ بن احمد (نے زوائد المسند میں)، نسائی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنگ احد میں انصار کے چونسٹھ افراد شہید ہوئے اور مہاجرین کے چھ افراد شہید ہوئے۔ ان میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے ان شہیدوں کا کفار نے مثلہ (ناک، کان کاٹ دینا) کر دیا تھا۔ انصار نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر ہمیں غلبہ دیا تو ہم ان سے بڑھ کر مثلہ کریں گے۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ الخ کی آیت نازل فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم صبر کریں گے، سزا نہیں دیں گے۔ فرمایا: چار آدمیوں کے علاوہ سب سے ہاتھ روک لو۔(1)

امام ابن سعد، البزار، ابن المنذر، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ کی شہادت کے بعد ان کے لاشے پر آ کر کھڑے ہوئے اور آپ نے ایسا منظر دیکھا کہ ایسا دل ہلا دینے والا منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ پر اللہ کی رحمت ہو! میں تیرے متعلق یہی جانتا ہوں کہ تو نیکیاں کرنے والا اور صلہ رحمی کرنے والا تھا۔ اگر تیرے بعد تجھ پر غم کیے جانے کا خیال نہ ہوتا تو مجھے یہ پسند تھا کہ میں تجھے ایسے ہی چھوڑ جاؤں تاکہ قیامت کے روز مختلف ارواح سے تیرا حشر ہو۔ قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کفار پر غلبہ دیا تو میں تیرے بدلہ میں ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی وہاں ہی کھڑے تھے کہ جبریل امین سورۂ نحل کی یہ آخری آیات لے آئے۔ یہ ارشادات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور اپنے ارادہ کو پورا کرنے سے رک گئے اور صبر کا مظاہرہ کیا۔(2)

امام ابن المنذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی شہادت اور ان کے مثلہ کیے جانے کے دن فرمایا: اگر مجھے قریش پر غلبہ ہوا تو میں ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ...... الآیہ یہ ارشاد الٰہی سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے میرے پروردگار! ہم صبر کریں گے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر کیا اور مثلہ کرنے سے منع فرمایا۔(3)

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن جریر نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس دن جنگ احد ہوئی تھی، اور مشرکین واپس چلے گئے تھے تو مسلمانوں نے اپنے شہداء بھائیوں کو دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے، ان کے کان، ناک کاٹے گئے ہیں اور ان کے پیٹ چاک کیے گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں موقع دیا تو ہم بھی ان سے ایسا ایسا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ الخ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ہم صبر کریں گے۔(4)

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ نحل کی آخری تین

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ نحل، جلد 2، صفحہ 361 (3368)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 288، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 231

آیات کے علاوہ تمام کی تمام مکہ میں نازل ہوئی۔ آخری تین آیات جنگ احد کے دن نازل ہوئیں جہاں حضرت امیر حمزہ شہید ہوئے تھے اور ان کا مثلہ کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ہم ان پر غالب آ گئے تو ہم ان کے تیس آدمیوں کا مثلہ کریں گے۔ جب مسلمانوں نے یہ بات سنی تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم ان پر غالب آ گئے تو ہم ان کا ایسا مثلہ کریں گے جو عربوں میں سے کسی نے کسی کا نہیں کیا ہوگا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ الخ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ الایہ۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ اس وقت کا حکم ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو حکم دیا تھا کہ جو جنگ کرے اس سے جنگ کرو۔ پھر سورۃ برأت نازل ہوئی اور شہر حرام کے گزرنے کا حکم نازل ہوا (تو جہاد کرنے کا حکم دیا گیا)۔ پس یہ آیت منسوخ ہوگئی۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے مسلمانوں کو مشرکین سے درگزر کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر جب شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کے حامل افراد اسلام لے آئے تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اجازت فرماتا تو ہم ان کتوں سے بدلہ لیتے، پس یہ آیت نازل ہوئی، پھر جہاد کی آیت کے ساتھ منسوخ ہوگئی۔(3)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بچتے رہتے ہیں اور اپنے فرائض کو بحسن و خوبی انجام دیتے رہتے ہیں۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ہرم بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان پر موت کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے کہا وصیت فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا: میں تمہیں سورۃ النحل کی آخری تین آیات اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۝ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَ لَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ۝ وَ اصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۝ کی وصیت کرتا ہوں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ الخ کا مطلب یہ ہے کہ تم حد سے تجاوز نہ کرو۔(6)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ الخ تم سے اگر کوئی شخص کوئی چیز لے تو تم اس سے اس کی مثل لے لو۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 14، صفحہ 231
2۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 232
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 235
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 233
7۔ ایضاً

آیاتہا ۱۱۱ سُوْرَۃُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّۃٌ ۱۷ رکوعاتہا ۱۲

امام النحاس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ بنی اسرائیل مکہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری، ابن الضریس اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں بنی اسرائیل، کہف اور مریم کی سورتیں پہلے زمانہ کی پرانی سورتیں ہیں اور میرا پرانا مال ہیں (یعنی میں نے ان سب کو پہلے سے یاد کیا ہوا ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں عبد اللہ بن مسعود کے اس جملہ (انھن العتاق الاول) کا مطلب یہ ہے کہ یہ نہایت فصیح و بلیغ سورتیں ہیں یا ان کے مضامین بہت عمدہ ہیں مثلاً معراج کا واقعہ، اصحاب کہف کا تذکرہ اور حضرت مریم کا ذکر وغیرہ۔

امام احمد، ترمذی، انہوں نے اسے حسن کہا ہے، نسائی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات بنی اسرائیل اور الزمر کی تلاوت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمرو الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں عبد اللہ نے نماز فجر پڑھائی تو انہوں نے دو سورتیں اور بنی اسرائیل کی آخری آیات تلاوت فرمائیں۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۞ وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا ۞ ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۞ وَ قَضَیْنَاۤ اِلٰى بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا ۞ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ۞ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا ۞ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۟ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِیَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَ لِیَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِیُتَبِّرُوْا مَا

عَلُوًّا كَبِيْرًا ۝ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَ جَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝۸

"(ہر عیب سے) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک بابرکت بنا دیا ہم نے جس کے گردنواح کو، تاکہ ہم دکھائیں اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں۔ بے شک وہی ہے سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور بنایا ہم نے اس کتاب کو باعث ہدایت بنی اسرائیل کے لیے (اس میں انہیں حکم دیا) کہ نہ بنانا میرے بغیر کسی کو (اپنا) کارساز۔ اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے (کشتی میں) سوار کرایا نوح کے ساتھ، بے شک نوح ایک شکرگزار بندہ تھا اور ہم نے آگاہ کر دیا تھا بنی اسرائل کو کتاب میں کہ تم ضرور فساد برپا کرو گے زمین میں دو مرتبہ اور تم (احکام الٰہی سے) بڑی سرکشی کرو گے۔ پس جب آ گیا پہلا وعدہ ان دونوں وعدوں سے تو ہم نے (تمہاری سرکوبی کے لیے) بھیج دیئے اپنے چند بندے جو بڑے کرخت (اور) سخت تھے۔ پس وہ گھس گئے (تمہاری) آبادیوں میں اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا وہ پورا ہو کر رہنا تھا۔ پھر ہم نے پلٹا دیا تمہارے حق میں زمانہ کی گردش کو جو دشمن کے خلاف تھی اور ہم نے قوت دی تھی تمہیں مال سے، بیٹوں سے اور بنا دیا تمہیں کثیر التعداد۔ اگر تم اچھے کام کرو گے تو ان کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر تم برائی کرو گے تو اس کی سزا بھی (تمہارے) نفسوں کو ملے گی۔ پس جب آ گیا دوسرا وعدہ (تو اور ظالم ان پر غالب آ گئے) تاکہ غم ناک بنا دیں تمہارے چہروں کو اور تاکہ (جبراً) داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے داخل ہوئے تھے اس میں پہلی مرتبہ تاکہ فنا و برباد کر کے رکھ دیں جس پر قابو پائیں۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم فرمائے گا اور اگر تم فسق و فجور کی طرف دوبارہ لوٹے تو ہم بھی لوٹیں گے اور ہم نے بنا دیا جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ مِنَ اللَّيْلِ مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا پڑھتے تھے۔

امام الطستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو ابن عباس نے فرمایا سُبْحٰنَ کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نقص اور عیب سے پاکی بیان کرنا اور عبدہ سے مراد محمد ﷺ کی ذات اقدس ہے الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ سے مراد بیت اللہ اور الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا سے مراد بیت المقدس ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسجد کی طرف لوٹایا۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب سُبْحٰنَ کا یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا: ہاں، کیا تو نے اعشی کا یہ شعر نہیں سنا۔

قُلْتُ لَهُ لَمَّا عَلَا فَخْرُهُ سُبْحَانَ مِنْ عَلْقَمَةِ الْفَاجِرِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت

’’جب اس کا فخر انتہا کو پہنچ گیا تو میں نے اسے کہا علقمہ فاجر سے اللہ تعالیٰ کی ذات بہت بلند اور پاک ہے‘‘۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ثابت کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا، وہ ایک سفید رنگ کا جانور تھا، گدھے سے اونچا اور گھوڑے سے چھوٹا۔ وہ اپنا پاؤں نظر کی انتہاء پر رکھتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا حتی کہ میں بیت المقدس پہنچا۔ میں نے اسے اس حلقہ سے باندھ دیا جس کے ساتھ انبیاء اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا، دو رکعت نماز ادا کی پھر باہر نکلا، میرے پاس جبرئیل ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے، میں نے دودھ کو پسند کیا، جبرئیل نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے، پھر ہمیں آسمان دنیا کی طرف بلند کیا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھلوانا چاہا تو پوچھا گیا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل۔ پھر تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ۔ پوچھا گیا (کیا) انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں آدم علیہ السلام کو تشریف فرما پایا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا فرمائی۔

پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف بلند کیا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں نے خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کو تشریف فرما پایا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر و برکت کی دعا فرمائی۔

پھر ہمیں تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا (ہاں) انہیں بلایا گیا ہے، پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے یوسف علیہ السلام کو تشریف فرما پایا۔ وہ ایسی شخصیت ہیں جنہیں حسن کلی یا نصف عطا کیا گیا ہے۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا فرمائی۔ پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرئیل، پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے، پھر دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو پایا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے خیر کی دعا فرمائی۔ پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل، پھر پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا۔ ہے پس ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو پایا، انہوں نے مجھے خیر و برکت کی دعا دی۔

پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا: جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا (ہاں) انہیں بلایا گیا ہے۔ پس ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا وہ البیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے

ہوئے تھے، البیت المعمور وہ جگہ ہے جہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں (اور جو ایک دفعہ حاضر ہوتے ہیں) پھر کبھی انہیں وہاں حاضری کا موقع نہیں ملتا۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا۔ اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی طرح تھے اور اس کا پھل مٹکوں جیسا (بڑا) تھا جب اس پر امر الٰہی سے چھا جاتا جو چھا جاتا ہے تو وہ بدل جاتا ہے، مخلوق الٰہی میں سے کوئی بھی اس کے حسن و خوبصورتی کو بیان نہیں کر سکتا، پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔ اس نے مجھ پر دن رات کی پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ میں واپس آیا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے رب نے تمہاری امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو، آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ میں نے بنی اسرائیل کو آزمایا ہے اور میں نے ان کا تجربہ کیا ہے، میں اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ گیا اور عرض کی: یا رب! میری امت پر تخفیف فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر پانچ نمازیں کم فرما دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دیں گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھے گی، اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جاؤ اور تخفیف طلب کرو۔ فرمایا میں اپنے رب اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے (پیارے) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ ہر دن اور رات کی پانچ نمازیں ہیں۔ اور جو نیکی کا ارادہ کرے گا اور پھر نیکی کرے گا نہیں تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر وہ نیکی کرے گا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو (آپ کا امتی) برائی کا ارادہ کرے گا اور پھر وہ برائی کرے گا نہیں تو اس پر کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر وہ برائی کرے گا تو ایک برائی لکھی جائے گی۔ میں نیچے آیا حتی کہ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا، انہیں اللہ تعالیٰ کی ان نوازشات کے بارے بتایا تو انہوں نے فرمایا: اپنے رب کے حضور لوٹ جاؤ اور تخفیف کا مطالبہ کرو، میں نے کہا میں اپنے رب کے حضور بار بار حاضر ہوتا رہا حتی کہ اب تو مجھے اس سے حیا آرہی ہے۔ (1)

امام بخاری، مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت مسجد الکعبہ سے سیر کرائی گئی۔ آپ کے پاس وحی آنے سے پہلے تین شخص آئے جب کہ آپ مسجد حرام میں سوئے ہوئے تھے، ان تین میں سے ایک نے کہا یہ کون ہے؟ ان میں سے درمیانے نے کہا: یہ ان سب سے بہتر ہے۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا: ان میں سے بہتر کو اٹھا لو۔ پس اس رات کو آپ نے ان کو پھر نہ دیکھا حتی کہ وہ دوسری رات تینوں افراد پھر آئے۔ آپ اس کیفیت میں تھے کہ آپ کا دل دیکھ رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔ اسی طرح تمام انبیائے کرام کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات نہ کی حتی کہ انہوں نے آپ کو اٹھا لیا اور زمزم کے کنویں کے پاس جا کر رکھ دیا۔ پھر ان سے جبرئیل کو آپ سونپ دیئے گئے۔ تو جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کو ناف تک شق کیا حتی کہ آپ کا سینہ اور پیٹ کھل گئے۔ جبرئیل نے زمزم کے پانی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باطن کو اپنے ہاتھ سے دھویا حتی کہ آپ کا باطن مبارک

1۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 91، قدیمی کتب خانہ کراچی

بالکل صاف ہو گیا پھر سونے کا ایک تھال لایا گیا جو ایمان وحکمت سے لبریز تھا، پس اس کے ساتھ آپ کے حلق کی عروق اور آپ کے سینہ مبارک کو بھر دیا۔ پھر اسے بند کر دیا گیا۔ پھر آپ ﷺ کو آسمانی دنیا کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے اس کے دروازوں میں ایک دروازہ کو کھٹکھٹایا، پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا: جبرئیل، پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا محمد (ﷺ)۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پہلے آسمان والوں نے کہا خوش آمدید! آسمان دنیا پر آدم علیہ السلام پائے گئے۔ جبرئیل نے نبی کریم ﷺ سے کہا: یہ آپ کے باپ آدم ہیں انہیں سلام کیجئے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا، آدم علیہ السلام نے جواب دیا۔ آدم علیہ السلام نے کہا مرحبا و اھلاً اے میرے بیٹے تو بہت اچھا بیٹا ہے۔ پس آسمان دنیا میں دو نہریں بہہ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ دو نہیں کیسی ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ دریائے نیل اور فرات کی اصل ہے۔ پھر جبرئیل امین آپ ﷺ کو آسمان میں لے کر چلے تو وہ ایک دوسری نہر تھی جس پر موتیوں اور زبرجد کا محل تعمیر تھا، اس نہر میں آپ ﷺ نے ہاتھ مارا تو مسک اذفر (کستوری) تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ کوثر ہے جو تمہارے پروردگار نے فقط تمہارے لیے محفوظ کر رکھی ہے۔ پھر آپ ﷺ کو دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ فرشتوں نے اسی طرح سوال کیا جس طرح پہلے آسمان والوں نے کیا تھا پوچھا کون؟ انہوں نے کہا جبرئیل، پھر انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ فرشتوں نے پوچھا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا خوش آمدید۔ پھر تیسرے آسمان کی طرف آپ کو لے جایا گیا، یہاں بھی پہلے اور دوسرے آسمان والے فرشتوں کی طرح سوالات کیے گئے۔ پھر آپ ﷺ کو چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ یہاں بھی پہلے سوالات ہوئے۔ پھر آپ کو پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ انہوں نے بھی پہلے سوالات پوچھے۔ پھر آپ کو چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ ان فرشتوں نے بھی پہلے سوالات کیے۔ پھر آپ ﷺ کو ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا یہاں بھی فرشتوں نے پہلے سوالات کیے۔ ہر آسمان پر انبیائے کرام تھے۔ آپ ﷺ نے ان کے اسماء بھی بتائے تھے۔ ان میں سے دوسرے آسمان پر حضرت ادریس تھے، چوتھے آسمان پر حضرت ہارون، پانچویں پر کوئی اور نبی جس کا نام یاد نہیں رہا اور حضرت ابراہیم چھٹے آسمان پر تھے اور موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی فضیلت کی وجہ سے ساتویں آسمان پر تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! میں تو گمان ہی نہیں کرتا تھا کہ تو مجھ پر کسی کو بلند کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ان بلندیوں پر فائز فرمایا جن کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی نہیں جانتا حتی کہ آپ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے، جہاں رب العزت قریب ہوا پھر اس نے زیادتی قرب کو طلب کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے دو کمانوں کی مقدار ہو گیا یا اس سے زیادہ قریب۔ پھر نبی کریم ﷺ کی طرف وحی فرمائی جس میں آپ کی امت پر پچاس نمازیں ہر دن اور رات میں فرض فرمائیں۔ پھر آپ ﷺ نیچے تشریف لائے حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ موسیٰ علیہ السلام نے آپ کو روک لیا: اور کہا اے محمد (ﷺ)! آپ کے رب نے آپ کے ساتھ عہد فرمایا ہے؟ محمد ﷺ نے فرمایا اس نے ہر دن اور رات میں پچاس نمازوں کا حکم فرمایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی واپس جائیں اور اپنے لیے اور اپنی

امت کے لیے اپنے پروردگار سے تخفیف طلب فرمائیں، نبی کرم ﷺ جبرئیل کی طرف متوجہ ہوئے گویا مشورہ طلب کر رہے ہیں۔ جبرئیل نے اشارہ کرتے ہوئے کہا ہاں اگر آپ چاہیں تو چلے جائیں۔ پھر آپ ﷺ کو الجبار تبارک وتعالیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔ آپ ﷺ نے عرض کی: یہی آپ کا مرتبہ ہے، یارب ہم سے تخفیف فرما میری امت اس کی طاقت نہیں رکھے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ سے دس نمازوں کو ساقط کر دیا پھر آپ ﷺ موسیٰ کے پاس آئے تو انہوں نے پھر روک لیا۔ موسیٰ علیہ السلام آپ کو بار بار اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹاتے رہے حتی کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے پانچ نمازیں رہ جانے کے وقت بھی روک لیا اور عرض کی یا محمد! اللہ کی قسم! میں نے بنی اسرائیل کا اس سے کم نمازوں پر تجربہ کیا ہے وہ کمزور پڑ گئے تھے اور انہوں نے حکم الٰہی کو چھوڑ دیا تھا۔ آپ کی امت تو از روئے جسم، دل، بدن، آنکھوں اور کانوں کے کمزور ہے۔ آپ واپس جائیں اور ان پانچ میں بھی تخفیف طلب کریں، نبی کریم ﷺ جبرئیل کی طرف متوجہ ہوئے تا کہ ان سے اس پر مشورہ طلب کریں، تو جبرئیل نے مزید تخفیف طلب کرنے کو پسند نہ کیا۔ پس پانچ نمازوں کے وقت رسول اللہ ﷺ نے عرض کی یارب! میرے امت کے جسم، دل، کان اور بدن کمزور ہیں، ہم سے تخفیف فرما، الجبار (تعالیٰ) نے ارشاد فرمایا: اے محمد! (ﷺ) حضور نے عرض کی لبیک وسعدیک۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میرے سامنے قول نہیں بدلا جاتا۔ جیسے تم پر نماز ام الکتاب میں فرض کی گئی ہے (اب ایسی ہی رہے گی) اور ہر نیکی کا بدل دس نیکیاں ہوں گی۔ ام الکتاب میں پچاس نمازیں ہیں اور آپ پر فرض پانچ نمازیں ہیں، آپ موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹ کر گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم سے تخفیف فرما دی ہے۔ اس نے ہمیں ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا فرمائی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اللہ کی قسم! بنی اسرائیل کو اس سے کم عمل پر آزما چکا ہوں، انہوں اس کو چھوڑ دیا تھا، تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاؤ اور تخفیف طلب کرو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے موسیٰ! اللہ کی قسم! میں اس کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوا ہوں، اس وجہ سے مجھے اب اپنے رب کی بارگاہ میں جانے سے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ فرمایا اللہ کے نام سے اتر جاؤ۔ آپ بیدار ہوئے تو آپ پھر مسجد حرام میں تھے۔ (1)

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن ابی مالک کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ اس کا قدم حد نظر پر پڑتا تھا۔ وہ مجھ سے پہلے انبیائے کرام کو لے کر گیا تھا۔ میں سوار ہوا جب کہ میرے ساتھ جبرئیل بھی تھے، میں چلا تو کہا اترو اور نماز پڑھ لو، میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر پوچھا تم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ تو نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے، اس کی طرف ہجرت کرنی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر کہا کہ اترو اور نماز پڑھو میں نے نماز پڑھی تو جبرئیل نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ کہاں نماز پڑھی ہے؟ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمائی تھی۔ پھر کہا اترو اور نماز پڑھو۔ میں نے نماز پڑھی تو پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ کہاں نماز پڑھی ہے۔ آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 262، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا اور میرے لیے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا تھا۔ پس جبرئیل نے مجھے مصلیٰ امامت پر آگے کیا میں نے تمام انبیاء کرام کو نماز پڑھائی۔ پھر جبرئیل مجھے آسمان دنیا کی طرف لے گئے۔ وہاں آدم علیہ السلام موجود تھے۔ جبرئیل نے مجھے کہا کہ ان پر سلام کرو۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے اور نبی صالح کو خوش آمدید۔ پھر مجھے دوسرے آسمان پر لے جایا گیا۔ اس میں خالہ زاد بھائی عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا، وہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے جایا گیا، اس میں ہارون علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، اس میں ادریس علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے جایا گیا، اس میں موسیٰ علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا، میں سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا، اس کو کہر نے گھیر رکھا تھا۔ میں سجدہ میں گر گیا۔ مجھ سے کہا گیا میں نے جس دن آسمان اور زمین کو پیدا کیا اس دن تم پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ تم اور تمہاری امت انہیں ادا کریں۔ میں ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا آپ پر اور آپ کی امت پر کتنی نمازیں فرض ہوئی ہیں؟ میں نے کہا پچاس نمازیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ان کو قائم کرنے کی طاقت نہیں رکھے گی، پس اپنے رب سے تخفیف طلب کرو۔ میں واپس سدرہ پر آیا۔ سجدہ میں گر گیا اور عرض کی یا رب تو نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں، میں اور میری امت اس کو قائم نہیں رکھ سکیں گے پس اللہ تعالیٰ نے دس کی تخفیف فرمائی پھر میں موسیٰ علیہ السلام سے گزرا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس نمازوں کی تخفیف فرما دی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور مزید تخفیف کا سوال کرو، پس اللہ تعالیٰ نے دس دس نمازیں تخفیف فرما دیں حتیٰ کہ فرمایا: یہ پچاس کے بدلے پانچ ہیں، ان کو تم اور تمہاری امت ادا کریں۔ میں جان گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو گئی ہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام سے گزرا تو انہوں نے پوچھا تم پر کتنی نمازیں فرض ہیں؟ میں نے کہا پانچ نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بنی اسرائیل پر دو نمازیں فرض کی گئی تھیں انہوں نے ان دو کو بھی ادا نہ کیا۔ میں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں میں تو اب لوٹ کر نہیں جاؤں گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے عن یزید بن ابی مالک عن انس رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی تھی تو آپ کے پاس جبرئیل امین ایک جانور لائے تھے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر سوار کیا وہ جانور اتنا تیز رفتار تھا کہ جہاں اس کی نظر پہنچتی تھی وہاں قدم رکھتا تھا۔ جب بیت المقدس پہنچے تو اس پتھر کے پاس آئے جو وہاں موجود تھا، جبرئیل نے انگلی مار کر اس میں سوراخ کر دیا۔ پھر اسے باندھ دیا پھر اوپر گئے۔ جب دونوں مسجد کے صحن میں پہنچے تو جبرئیل نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے اپنے رب سے یہ سوال کیا ہے کہ تجھے آہو چشم حوریں دکھائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جبرئیل نے کہا ان عورتوں

1۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 23-221، قاہرہ

کے پاس جاؤ اوران کو سلام کرو۔ وہ تمام اس چٹان کی بائیں طرف بیٹھی تھیں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں ان کے پاس آیا اور انہیں سلام کیا، انہوں مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا: کون ہو؟ انہوں نے کہا خیرات حسان ہم ان نیک لوگوں کی بیویاں ہیں جو صاف ہوں گے اور اپنے آپ کو گناہوں سے آلودہ نہ کریں گے ٹھہریں گے اور سفر نہ کریں گے، ہمیشہ باقی رہیں گے اور ان پر موت طاری نہ ہوگی۔ پھر میں واپس آیا تو تھوڑی دیر گزری تھی کہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے پھر ایک مؤذن نے اذان دی تکبیر کہی۔ ہم صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ ہم منتظر تھے کہ امامت کون کرائے گا۔ پس جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آگے کر دیا۔ میں نے نماز پڑھائی۔ جب نماز سے فارغ ہوا تو جبرئیل نے کہا: اے محمد! ﷺ کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی؟ میں نے کہا نہیں۔ جبرئیل نے کہا آپ کے پیچھے ہر نبی نے نماز پڑھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے۔ پھر جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی طرف لے گیا۔ جب ہم دروازہ پر پہنچے تو جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، فرشتوں نے پوچھا تو کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، فرشتوں نے پوچھا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے، فرشتوں نے دروازہ کھولا اور کہا آپ کو بھی خوش آمدید اور آپ کے ساتھی کو بھی خوش آمدید۔ جب آسمان کے درمیان پہنچے تو وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ جبرئیل نے مجھے کہا کیا آپ اپنے باپ آدم پر سلام نہیں کرتے؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ میں آدم علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں سلام پیش کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب عطا فرمایا اور فرمایا: پیارے بیٹے اور نبی صالح کو خوش آمدید۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو فرشتوں نے پہلے آسمان والوں کی طرح سوالات کیے۔ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ پھر مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو انہوں نے بھی پہلے آسمان والوں کی طرح سوالات کیے۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ پھر مجھے چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو مثل سابق سوالات ہوئے، وہاں ادریس علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ پھر مجھے پانچویں آسمان کی طرف لے جایا گیا، تو جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو ان سے مثل سابق گفتگو ہوئی۔ وہاں ہارون علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو مثل سابق بات ہوئی۔ وہاں موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو ان سے مثل سابق کلام ہوئی۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ پھر میں ساتوں آسمان کے وسط پر لے جایا گیا حتیٰ کہ مجھے ایک نہر پر لے گئے جس پر یاقوت، موتیوں اور زبرجد کا ایک خیمہ تھا۔ اس پر انتہائی نفیس خوبصورت پرندے تھے۔ میں نے دیکھا تو جبرئیل سے کہا یہ بڑا نرم و نازک پرندہ ہے۔ جبرئیل نے کہا اے محمد! (ﷺ) اس کو کھانے والے اس سے نرم ہیں۔ پھر پوچھا کیا آپ جانتے ہیں یہ نہر کیسی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے، اس میں سونے اور چاندی کے برتن ہیں، یہ یاقوت اور زمرد کے پتھروں پر چلتی ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے۔ میں نے اس کے برتنوں میں سے ایک برتن لیا، پھر اس نہر سے پانی بھرا اور پی لیا۔ وہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور اس

کی خوشبو کستوری سے زیادہ تیز تھی۔ پھر جبرئیل مجھے لے کر چلا حتی کہ درخت تک پہنچ گئے۔ مجھے ایک بادل نے گھیر لیا جس میں ہر قسم کا رنگ تھا۔ جبرئیل نے مجھے چھوڑ دیا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے محمد! میں نے جس دن سے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس دن سے تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ پس تم اور تمہاری امت اسے قائم کرو، پھر مجھ سے وہ بادل چھٹ گیا، جبرئیل نے میرا ہاتھ پکڑا میں تیز تیز واپس آیا اور ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھے نہ کہا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پوچھا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہوا؟ میں نے کہا مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ انہوں نے کہا: تم اور تمہاری امت یہ بوجھ نہ اٹھا سکو گے۔ پس تم اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور اپنے لیے تخفیف کی التجاء کرو۔ میں جلدی جلدی واپس آیا، اس درخت تک پہنچا تو مجھے بادل نے گھیر لیا۔ میں سجدہ میں گر گیا اور عرض کی: اے میرے رب! ہم سے تخفیف فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تم سے دس نمازیں ساقط کر دیں۔ پھر بادل چھٹ گیا، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور بتایا کہ مجھ سے دس نمازیں کم کر دی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا دوبارہ جاؤ اور اپنے رب سے تخفیف کی التجاء کرو، پس اللہ تعالیٰ نے پھر دس نمازیں کم کر دیں پس ہر چکر پر دس نمازیں کم ہوتی رہیں حتی کہ فرمایا: یہ پچاس کے مقابلہ میں پانچ نمازیں ہیں۔ پھر آپ واپس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں جن آسمان والوں کے پاس پہنچا۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے دیکھ کر وہ ہنسے سوائے ایک شخص کے۔ میں نے اس پر سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا لیکن مجھے دیکھ کر ہنسا نہیں؟ جبرئیل نے کہا وہ دوزخ کا داروغہ مالک ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا وہ ہنسا نہیں ہے۔ اگر وہ کسی کے لیے ہنستا تو تمہیں دیکھ کر ہنستا۔ فرمایا پھر میں واپسی کے لیے سوار ہوا۔ جب میں راستہ پر تھا تو قریش کے ایک قافلہ کے پاس سے گزرا جو خوراک لا رہا تھا۔ ان کے قافلے میں ایک اونٹ تھا جس پر دو بوریاں تھیں۔ ایک سیاہ بوری تھی اور ایک سفید بوری تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قافلہ کے مقابل آئے تو اونٹ بدک گیا، بھاگا اور گر گیا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ پھر آپ چلے جو رات کو دیکھا تھا اس کی خبر دی، مشرکین نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کا واقعہ سنا تو وہ ابوبکر کے پاس آئے اور کہا اے ابوبکر! کیا اب بھی تو اپنے ساتھی کی تصدیق کرے گا، وہ کہتا ہے کہ اس رات وہ ایک ماہ کی مسافت طے کر آیا ہے پھر یہ سفر کر کے واپس بھی اسی رات پہنچ گیا ہے، سیدنا ابوبکر نے کہا اگر یہ بات واقعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ہے۔ تو اس نے سچ کہا ہے ہم تو اس کی اس سے بھی بعید باتوں کی تصدیق کرتے ہیں ہم اس کی آسمان کی خبر کی تصدیق کرتے ہیں۔ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تم جو کہتے ہو اس کی علامت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قریش کے ایک قافلہ سے گزرا ہوں وہ فلاں مقام پر تھا۔ ہماری وجہ سے ان کا اونٹ بھاگا تھا اور اس قافلہ میں ایک اونٹ ہے جس پر دو بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ ایک سفید بوری اور ایک سیاہ بوری، پس وہ گرا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ جب وہ قافلہ آیا تو لوگوں نے ان سے پوچھا، انہوں نے بالکل اسی طرح بتایا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ اسی وجہ سے سیدنا ابوبکر کو الصدیق کہا جاتا ہے، مشرکین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا جو آپ سے ملے تھے ان میں موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام بھی تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ مشرکین نے کہا ان کی شکل

شباہت بیان کیجئے، فرمایا موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے مرد ہیں، گویا وہ ازدعمان کے مردوں میں سے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام درمیانہ قد اور سیدھے بالوں والے ہیں۔ ان کے چہرہ پر سرخی غالب ہے، گویا ان کی داڑھی سے موتی لڑھک رہے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں عبدالرحمٰن بن ہاشم بن عتبہ عن انس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس براق لے کر آئے تو براق نے اپنے کانوں کو حرکت دی۔ جبرئیل نے کہا: اے براق! اللہ کی قسم! تم پر اس برگزیدہ شخص کی مثل کوئی سوار نہیں ہوا، رسول اللہ ﷺ چلے تو راستہ کی ایک طرف ایک بوڑھی عورت تھی، آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا: اے محمد! ﷺ۔ تم چلو۔ آپ چلے تو کوئی چیز راستہ دور آپ کو بلاتی تھی۔ کہتی اے محمد! ادھر آؤ، جبرئیل نے آپ سے کہا: اے محمد! چلتے رہو۔ آپ چلتے رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا، آپ ﷺ کو اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ملی۔ انہوں نے کہا السلام علیك یا اول، السلام علیك یا آخر السلام علیك یا حاشر! جبرئیل نے کہا ان کو سلام کا جواب دو۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ پھر ایک دوسرا گروہ ملا۔ انہوں نے اسی طرح سلام کیا۔ آپ نے انہیں جواب دیا۔ پھر تیسرا گروہ ملا۔ اس سے بھی اسی طرح سلام، جواب ہوا۔ حتی کہ آپ بیت المقدس پہنچ گئے۔ آپ ﷺ کو پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے دودھ لے لیا، جبرئیل نے کہا: آپ نے فطرت کو پالیا۔ اگر آپ پانی پیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی۔ اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔ پھر آدم علیہ السلام اور باقی بعد کے انبیائے کرام تشریف لائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس رات ان کی امامت کرائی۔ پھر جبرئیل نے کہا وہ بوڑھی جو آپ نے راستہ کی ایک طرف دیکھی تھی دنیا کا صرف اتنا وقت باقی ہے جتنی کہ اس بوڑھی عورت کی عمر باقی ہے اور وہ جس کی طرف آپ نے مائل ہونے کا ارادہ کیا تھا وہ اللہ کا دشمن ابلیس تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ آپ اس کی طرف مائل ہوں اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا، وہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن خنیس عن انس رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مسجد میں ایک رات سویا ہوا تھا۔ میں نے تین شخص اپنی طرف آتے ہوئے دیکھے۔ ایک نے کہا یہ ہے وہ۔ درمیان والے نے کہا ہاں (وہی ہے)۔ تیسرے نے کہا قوم کے سردار کو اٹھالو۔ پھر وہ تینوں افراد واپس چلے گئے۔ میں نے پھر انہیں دوسری رات دیکھا۔ ایک نے کہا یہ ہے وہ، دوسرے نے کہا ہاں (یہ وہی ہے)۔ تیسرے نے کہا قوم کے سردار کو اٹھالو۔ پھر وہ واپس چلے گئے حتی کہ تیسری رات پھر میں نے انہیں دیکھا۔ پہلے نے کہا یہ ہے وہ۔ درمیان والے نے کہا، ہاں یہ ہے وہ! تیسرے نے کہا قوم کے سردار کو اٹھالو۔ وہ مجھے زمزم کے پاس لائے، مجھے پیٹھ کے بل چت لٹا دیا۔ پھر میرے باطن کو دھویا۔ پھر ایک دوسرے کو کہنے لگے صاف کرو، پھر ایک حکمت و ایمان سے لبریز سونے کا تھال لایا گیا جو میرے باطن میں انڈیل دیا گیا، پھر مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، تو آسمان والوں نے پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا، جبرئیل! انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد! ﷺ انہوں نے پوچھا کیا انہیں

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اسراء رسول اللہ ﷺ، جلد 2، صفحہ 362، دار الکتب العلمیہ بیروت

بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا۔ وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ جب انہوں نے اپنی دائیں جانب دیکھا تو مسکرائے اور جب اپنی بائیں جانب دیکھا تو رونے لگے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ آدم ہیں۔ جب انہوں نے دائیں جانب دیکھا تو اپنی جنتی اولاد کو دیکھا اس لیے مسکرائے اور جب بائیں جانب دیکھا تو اپنی دوزخی اولاد کو دیکھا اس لیے رو پڑے۔

پھر حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے میرے بھتیجے! (آگے طویل حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں) پھر مجھے اوپر لے جایا گیا حتی کہ چھٹے آسمان پر آیا، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے ﷺ؟ جبرئیل نے کہا ہاں دروازہ کھولا گیا تو وہ موسیٰ علیہ السلام تھے۔ پھر مجھے ساتویں آسمان کی طرف بلند کیا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے۔ پھر دروازہ کھولا گیا تو وہاں ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا (پیارے) بیٹے اور (مکرم) رسول کو خوش آمدید۔ پھر آپ چلتے رہے حتی کہ جنت کی طرف آئے، اس کا دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے۔ جبرئیل نے کہا جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد (ﷺ)۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں بلایا گیا ہے پھر دروازہ کھولا گیا۔ فرمایا میں جنت میں داخل ہوا مجھے کوثر عطا کی گئی۔ یہ جنت کی ایک نہر ہے جس کے کنارے پر کھوکھلے موتی لگے ہوئے ہیں۔ پھر آپ چلے حتی کہ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے، فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝ (النجم) مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آیا حتی کہ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔ انہوں نے پوچھا کتنی نمازیں تم پر اور تمہاری امت پر فرض کی گئی ہیں؟ میں نے کہا: پچاس نمازیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا واپس جاؤ اور اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو۔ میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم فرما دیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام سے گزرا۔ تو انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئی ہیں؟ میں نے کہا چالیس۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: واپس جاؤ اور اپنے رب سے اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو، میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں مزید کم کر دیں۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام سے گزرا تو انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں ہیں؟ میں نے کہا تیس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو، میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس کم کر دیں۔ میں موسیٰ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں ہیں۔ میں نے کہا بیس۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا واپس جاؤ اور اپنے رب سے اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو۔ میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں مزید کم کر دیں میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ میں نے کہا دس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا واپس جاؤ اور اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال

کرو۔ میں واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازیں معاف کر دیں پھر فرمایا میرے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی اور نہ میرا لکھا منسوخ ہوتا ہے۔تم سے یہ تخفیف پانچ نمازوں کی تخفیف کی طرح ہے اور تمہیں اجر پچاس نمازوں کا ملے گا۔ میں پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا۔انہوں نے پوچھا تم پر اور تمہاری امت پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں ہیں؟ میں نے کہا پانچ،موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور اپنے اور اپنی امت کے متعلق تخفیف کا سوال کرو، کیونکہ بنی اسرائیل کو اس سے بھی آسان کام کا حکم دیا گیا تھا لیکن انہوں نے اس کو پورا نہ کیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا رہا حتی کہ مجھے اب حیا آتی ہے۔

امام البزار، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو کیسے سیر کرائی گئی؟ فرمایا: میں نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی تو جبرئیل میرے پاس ایک سفید جانور لائے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا۔ جبرئیل نے کہا سوار ہو جاؤ۔ میرے لیے اس نے چڑھنا مشکل کر دیا۔ تو جبرئیل نے اس کے کان مروڑے پھر مجھے اس پر سوار کیا۔ وہ ہمیں لے کر چلا تو وہ اتنا تیز رفتار تھا کہ حد نگاہ پر قدم رکھتا تھا حتی کہ ہم کھجوروں والی زمین میں پہنچ گئے۔ جبرئیل نے کہا اترو، میں اترا تو جبرئیل نے کہا نماز پڑھو، میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہو گئے، جبرئیل نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ جبرئیل نے کہا تم نے یثرب میں نماز پڑھی ہے۔ تم نے طیبہ میں نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ سواری ہمیں لے کر چلی۔ وہ وہاں قدم رکھتی جہاں نظر پڑتی تھی۔ پھر ہم ایک جگہ پہنچے تو جبرئیل نے کہا: یہاں اترو اور نماز پڑھو، میں نے نماز پڑھی اور پھر سوار ہو گئے۔ جبرئیل نے کہا آپ نے مدین میں نماز پڑھی ہے آپ نے موسیٰ علیہ السلام کے درخت کے پاس نماز پڑھی ہے۔ پھر وہ جانور ہمیں لے کر چلا۔ وہ اس جگہ قدم رکھتا تھا جہاں اس کی نظر پڑتی تھی۔ پھر ہم ایک زمین پر پہنچے، جہاں ہمارے لیے محلات ظاہر ہوئے، جبرئیل نے کہا اترو اور نماز پڑھو۔ میں اترا اور میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہو گئے۔ جبرئیل نے پوچھا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ میں نے کہا اللہ بہتر جانتا ہے۔ جبرئیل نے کہا آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ پھر وہ مجھے ساتھ لے کر چلا حتی کہ ہم شہر کے دائیں دروازے سے داخل ہوئے۔ مسجد کے قبلہ کے پاس آئے تو اس میں جانور کو باندھ دیا۔ ہم مسجد کے دروازے سے داخل ہوئے جس میں سورج اور چاند ڈھلتے ہیں۔ میں نے وہاں نماز پڑھی جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ مجھے سخت پیاس لگی تھی، مجھے دو پیالے پیش کیے گئے۔ ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا۔ وہ دونوں اکٹھے میری طرف بھیجے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت بخشی اور میں نے دودھ والا پیالہ لیا۔ میں نے دودھ پیا حتی کہ میں فارغ ہو گیا اور میری ایک طرف منبر پر ایک شیخ ٹیک لگائے بیٹھے تھے، انہوں نے کہا تمہارے ساتھی نے فطرت کو قبول کیا ہے۔ یہ ہدایت یافتہ ہے۔ پھر جبرئیل مجھے لے کر چلے حتی کہ ہم شہر کے اندر ایک وادی میں آئے، وہ جہنم تھی جو غالیچوں کی مثل نظر آ رہی تھی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے جہنم کو کیسا پایا؟ فرمایا گرم انگارے کی مثل۔ پھر مجھے واپس لائے تو ہمارا گزر قریش کے ایک قافلہ سے ہوا جو فلاں

جگہ پر تھا۔ ان کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ فلاں شخص نے اس کو جمع کیا ہوا تھا۔ میں نے اس پر سلام کیا تو ایک دوسرے سے کہنے لگے یہ تو محمد ﷺ کی آواز ہے۔ پھر میں صبح کے وقت سے پہلے اپنے ساتھیوں کے پاس مکہ آیا۔ ابوبکر میرے پاس آئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے رات کہاں گزاری؟ میں آپ کو آپ کے گھر تلاش کر رہا تھا۔ میں نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں آج رات بیت المقدس سے ہو کر آیا ہوں۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ وہ تو ایک مہینہ کی مسافت پر ہے۔ آپ میرے لیے اس کا نقشہ بیان کریں۔ فرمایا: میرے لیے اس کا راستہ کھول دیا گیا، گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ تم مجھ سے جو پوچھو گے، میں تمہیں اس کا جواب دیتا جاؤں گا۔ ابوبکر نے کہا: اشھد انك رسول اللہ۔ مشرکین نے کہا: ابن ابی کبشہ کی طرف دیکھو وہ کہتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس سے ہو کر آئے ہیں۔ فرمایا میرے قول کی صداقت کی نشانی یہ ہے کہ میں فلاں جگہ سے تمہارے قافلہ کے پاس سے گزرا ان کا اونٹ گم ہو گیا تھا۔ پس فلاں شخص نے قافلہ کو جمع کیا ہوا تھا، وہ قافلہ فلاں فلاں جگہ سے چلتے ہوئے فلاں دن تمہارے پاس پہنچے گا۔ اس قافلہ کے آگے ایک گندمی اونٹ ہے جس پر ایک سیاہ شخص سوار ہے اور اس پر دو بوریاں لدی ہوئی ہیں۔ جب نبی کریم ﷺ کا بیان کردہ دن آیا تو لوگ انتظار کرنے حتی کہ دوپہر کے وقت قافلہ آ گیا اور اس کی قیادت ویسا ہی ایک اونٹ کر رہا تھا جس کی صفت سرکار ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔(1)

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مالک بن صعصعہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیر کی رات کے متعلق فرمایا کہ میں حطیم میں موجود تھا (بعض اوقات حضرت قتادہ کہتے تھے کہ حجر میں لیٹا ہوا تھا) کہ ایک آنے والا آیا جو اپنے ساتھی کو کہہ رہا تھا ان تین کے درمیان والا ہے۔ پس وہ میرے پاس آیا اور میرا سینہ ناف تک شق کیا۔ اس نے میرے دل کو نکالا، پھر میرے پاس ایک سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان اور حکمت سے پر تھا۔ اس نے میرے دل کو آب زمزم سے دھویا پھر دل کو اپنی جگہ پر رکھ کر بند کر دیا۔ پھر مجھے سفید جانور پیش کیا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا جس کو براق کہا جاتا تھا۔ وہ اپنا قدم حد نظر پر رکھتا تھا، میں اس پر سوار ہوا۔ جبرئیل مجھے لے کر چلے حتی کہ آسمان دنیا پر لے آئے، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ خوش آمدید کہا گیا، ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا۔ جب میں پہنچا تو وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ آدم ہیں۔ ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر اوپر چڑھے حتی کہ دوسرے آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ انہوں نے کہا جبرئیل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ان کا آنا مبارک ہے اور اچھا ہے۔ پس جب دروازہ کھولا گیا اور میں اندر پہنچا تو وہاں حضرت یحیٰی اور عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ یہ دونوں خالہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اسراء رسول اللہ ﷺ، جلد 2، صفحہ 355، دار الکتب العلمیہ بیروت

زاد بھائی ہیں۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ دونوں کون ہیں جبرئیل نے کہا یہ حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو، میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر آپ بلند ہوئے حتی کہ تیسرے آسمان پر آئے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا، جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا خوش آمدید ان کا آنا مبارک ہے اور اچھا ہے۔ پس ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں پہنچا تو یوسف علیہ السلام تشریف فرما تھا۔ میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر آپ اوپر چڑھے حتی کہ چوتھے آسمان پر آئے، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید ان کا اچھا اور مبارک ہے۔ پھر ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر آپ بلند ہوئے حتی کہ پانچویں آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: محمد ﷺ، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا ان کو خوش آمدید ان کا آنا اچھا اور مبارک ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام شریف فرما تھے۔ میں نے سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید، پھر آپ مزید اوپر گئے حتی کہ چھٹے آسمان پر پہنچے، جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا، جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید، ان کا آنا اچھا اور مبارک ہے۔ ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا۔ جب میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ جب میں آپ کے پاس سے گزر گیا تو وہ رونے لگے، ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے رونے کی وجہ کیا ہے۔ فرمایا میں اس لیے رو رہا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد مبعوث کیا گیا ہے۔ اس کی امت میری امت کی بنسبت زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔ پھر آپ مزید اوپر گئے حتی کہ ساتویں آسمان پر پہنچے۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا گیا آپ کو بلایا گیا ہے، جبرئیل نے کہا ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید آپ کا آنا مبارک ہے۔ ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو میں وہاں پہنچا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف فرما تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ تمہارا باپ ابراہیم ہے۔ ان کو سلام کرو، میں نے انہیں سلام کیا، ابراہیم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا، پھر کہا صالح بیٹے اور صالح نبی کو خوش آمدید۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند ہوا تو اس کا پھل مقام حجر کے گھڑوں کی طرح تھا اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ وہاں چار نہریں تھیں جو سدرہ (بیری کا درخت) کی جڑ سے نکل رہی تھیں، دو نہریں باطن تھیں اور دو نہریں ظاہر تھیں۔

میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ نہریں کیا ہیں؟ جبرئیل نے کہا باطنی نہریں تو جنت کی نہریں ہیں اور ظاہری نہریں دریائے نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت معمور کیا گیا۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ بیت کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ بیت معمور ہے، ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں، جب نکل جاتے ہیں تو پھر انہیں اس میں حاضری کی باری نہیں ملتی۔ پھر مجھے دو برتن پیش کیے گئے، ایک میں شراب اور دوسرے میں دودھ تھا۔ پس وہ دونوں مجھ پر پیش کیے گئے، کہا گیا کہ ان میں سے جو چاہو لے لو۔ میں نے دودھ کا پیالہ لے لیا۔ کہا گیا تو فطرت کو پالیا ہے۔ تم اور تمہاری امت فطرت پر رہو گے پھر مجھ پر ہر روز کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آیا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے پوچھا تمہارے رب نے تم پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ میں نے کہا پچاس نمازیں ہر روز ادا کرنے کا حکم ملا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکے گی۔ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ سخت معاملہ کر چکا ہوں، تم اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو۔ میں اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازیں ساقط کر دیں۔ میں پھر آیا حتیٰ کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا۔ انہیں نماز کی کمی کی خبر دی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم اپنے رب کے پاس پھر جاؤ اور تخفیف طلب کرو، آپ کی امت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکے گی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں موسیٰ علیہ السلام اور اپنے پروردگار کے درمیان آتا جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ مجھ سے پانچ پانچ نمازیں معاف کرتا رہا حتیٰ کہ پانچ نمازیں لے کر آیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کیا حکم ملا؟ فرمایا ہر روز کی پانچ نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکے گی، میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ سخت معاملہ کر چکا ہوں، تم واپس جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف طلب کرو۔ میں نے کہا میں اپنے رب کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا رہا حتیٰ کہ اب مجھے حیا آتی ہے میں بس ان نمازوں پر راضی ہوں اور ان کو تسلیم کرتا ہوں، ندا آئی اے محمد! ﷺ میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف کر دی اور ہر ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں ہوں گی۔ (1)

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت یونس عن ابن شہاب عن انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا، جبرئیل امین آئے میرا سینہ شق کیا۔ پھر اسے آب زم زم سے دھویا۔ پھر سونے کا ایک تھال جو حکمت وایمان سے لبریز تھا وہ لے آئے اور اسے میرے سینے میں انڈیل دیا، اس کے بعد اسے بند کر دیا، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف لے کر چڑھے، جب ہم آسمان دنیا پہ پہنچے تو جبرئیل نے آسمان کے خازن سے کہا دروازہ کھولو۔ اس نے کہا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل، اس نے پوچھا کیا تمہارے ساتھ بھی کوئی ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں میرے ساتھ محمد ﷺ ہیں۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں پھر دروازہ کھولا گیا۔ جب آسمان دنیا پر چڑھے تو ایک شخص بیٹھا تھا جس کی دائیں جانب بھی سیاہی تھی اور بائیں جانب بھی سیاہی تھی۔ جب اس نے دائیں جانب دیکھا تو مسکرا دیئے اور جب

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 10-208، دار صادر بیروت

بائیں جانب دیکھا تو رو پڑے، پھر کہا صالح نبی اور صالح بیٹے کو خوش آمدید، میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ آدم علیہ السلام ہیں، ان کی دائیں جانب اور بائیں جانب ان کی اولاد کی روحیں ہیں۔ ان میں سے دائیں جانب والے جنتی ہیں اور بائیں جانب والے دوزخی ہیں۔ جب انہوں نے دائیں جانب دیکھا تو مسکرا دیئے اور جب بائیں جانب دیکھا تو رو دیئے۔ پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جبرئیل نے خازن سے کہا دروازہ کھولو، تو اس کے خازن سے بھی پہلے کی طرح سوال جواب ہوئے۔ پھر اس نے دروازہ کھولا، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں آدم، ادریس، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم کا ذکر فرمایا لیکن مجھے یاد نہیں رہا کہ ان کی منازل کیسی تھیں۔(1)

امام ابن شہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس اور ابوحبہ الانصاری رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اوپر لے جایا گیا حتی کہ میں مستوی پر چڑھا تو میں نے اس میں قلموں کے چلنے کی آواز سنی۔ ابن حزم اور حضرت انس فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر جب میں واپس آیا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تمہاری امت پر کیا فرض ہوا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم واپس جاؤ تمہاری امت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔ میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نصف ساقط کر دیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں ان نمازوں کے متعلق بتایا تو انہوں نے کہا واپس جاؤ، تمہاری امت یہ بھی برداشت نہیں کرے گی۔ میں پھر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ پانچ نمازیں ہیں دراں حالیکہ ان کا ثواب پچاس نمازوں کا ہی ہوگا میری بارگاہ میں قول کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا تو انہوں نے پھر کہا اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ (اور تخفیف طلب کرو)۔ میں نے کہا مجھے اب اپنے رب سے حیا آتی ہے۔ پھر مجھے جبرئیل لے کر چلے حتی کہ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے۔ اس کو ایسے رنگوں نے گھیر رکھا تھا جن کو میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا۔ اس میں موتیوں کے ٹیلے تھے اور جنت کی مٹی کستوری تھی۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی (دلائل میں) اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں اپنی اس سیر کے متعلق بتایا جو مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کرائی گئی تھی۔ فرمایا میں عشاء کے وقت مسجد حرام میں سویا ہوا تھا، ایک آنے والا آیا جس نے مجھے جگایا، میں بیدار ہوا تو مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ پس میں نے ایک شبیہ سی دیکھی۔ میں نے اس کے پیچھے اپنی نظر دوڑائی حتی کہ میں مسجد سے باہر نکل گیا۔ وہاں سے میں نے ایک جانور دیکھا جو تمہارے ان خچروں کے مشابہ تھا لیکن وہ کانوں کو حرکت دیتا تھا۔ اس کو براق کہا جاتا ہے۔ مجھ سے پہلے بھی انبیائے کرام اس پر سوار ہوئے تھے۔ وہ اپنی حد نظر پر قدم رکھتا ہے۔ میں (اس پر سوار ہوا میں جا رہا تھا) تو ایک بلانے والے نے مجھے دائیں طرف سے بلایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ، میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں، میں نے اسے جواب نہ دیا۔ پھر بائیں جانب سے ایک پکارنے والے نے پکارا اے محمد! میری طرف دیکھ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، میں اس کی طرف بھی متوجہ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 188 (263) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً

نہ ہوا۔ جب میں جار ہا تھا تو ایک عورت اپنے بازو کھولے ہوئے کھڑی تھی اور اس پر ہر زیب وزینت موجود تھی جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے۔ اس عورت نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں۔ میں اس کی طرف بھی متوجہ نہ ہوا حتیٰ کہ میں بیت المقدس پہنچ گیا۔ میں نے اپنی سواری کو اس حلقہ کے ساتھ باندھا جہاں انبیائے کرام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے پھر میرے پاس جبرئیل دو برتن لے آئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا۔ میں نے دودھ کو پیا اور شراب کو ترک کر دیا۔ جبرئیل نے کہا آپ نے فطرت کو اختیار کیا۔ اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی۔ میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ جبرئیل نے کہا میں نے آپ کے چہرے کی یہ کیفیت کیوں دیکھی ہے؟ میں نے کہا میں چل رہا تھا تو دائیں طرف سے مجھے ایک پکارنے والے نے پکارا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف دیکھ، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میں نے اس کو جواب نہ دیا۔ جبرئیل نے کہا، یہ نصاریٰ کا داعی تھا، اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی۔ اور جب میں سیر کر رہا تھا تو ایک عورت اپنے ہاتھ کھولے ہوئے کھڑی تھی اور اس پر ہر زیب وزینت موجود تھی۔ اس نے کہا اے محمد! میری طرف دیکھو، میں تجھ سے سوال کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اسے بھی جواب نہ دیا۔ جبرئیل نے کہا: یہ دنیا تھی، اگر اسے جواب دے دیتے تو آپ کی امت آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتی۔ پھر میں اور جبرئیل بیت المقدس میں داخل ہوئے، ہر ایک نے دو دو رکعت نماز پڑھی پھر مجھے اس سیڑھی کے پاس لایا گیا جس پر اولاد آدم کی روحیں چڑھتی ہیں۔ میں نے کوئی مخلوق اس سیڑھی سے خوبصورت نہیں دیکھی۔ کیا تو نے میت دیکھی؟ اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو اسے سیڑھی کے ذریعے روکا گیا؟ میں اور جبرئیل اوپر چڑھے۔ میں نے ایک فرشتہ دیکھا جس کو اسماعیل کہا جاتا تھا۔ وہ آسمان دنیا کا نگران تھا۔ اس کے سامنے ستر ہزار فرشتے تھے اور ہر فرشتے کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر تھا جبرئیل نے آسمان کا دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل! پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پوچھا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، وہاں آدم علیہ السلام تشریف فرما تھے بالکل اسی شکل میں تھے جس میں اللہ نے انہیں پیدا کیا تھا ان میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی۔ آپ پر آپ کی ایمان دار اولاد کی روحیں پیش کی گئیں۔ تو آپ نے فرمایا پاکیزہ روحیں اور پاکیزہ نفس ہیں۔ انہیں علیین میں رکھ دو، پھر آپ پر آپ کی کافر اولاد کی روحیں پیش کی گئیں، فرمایا یہ خبیث روحیں اور خبیث نفس ہیں انہیں سجین میں رکھ دو۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ شخص کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کا باپ آدم ہے، ان کو سلام کرو۔ آدم علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا: صالح بیٹے کو خوش آمدید، میں تھوڑی دیر چلا تو ایک دستر خوان تھا جس کے اوپر گوشت رکھا تھا وہ انتہائی بدبودار تھا، اس کے پاس لوگ بیٹھے تھے اور اسے کھا رہے تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑتے ہیں اور حرام کو اختیار کرتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے میں ایک قوم کے پاس آیا جو ایک دستر خوان پر بیٹھی تھی جس پر بھونا ہوا گوشت رکھا تھا انتہائی خوبصورت گوشت تھا جب کہ اس کے اردگرد مردار گوشت تھا۔ لوگ مردار کی طرف لپک رہے تھے اور اس سے کھا رہے تھے اور حلال گوشت کو ترک کیے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ زناکار ہیں۔ انہوں نے اس کا ارادہ کیا ہے جو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اور اس کو چھوڑ دیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔ پھر میں تھوڑی دیر چلا تو ایک قوم دیکھی جن کے پیٹ

(کمروں) کی مثل تھے جب بھی ان میں سے کوئی اٹھنے کی کوشش کرتا تو گر جاتا تھا کہتا اے اللہ! قیامت قائم نہ فرما۔ وہ آل فرعون کے راستہ پر تھے۔ پس ایک گروہ آتا اور انہیں روندتا تھا۔ میں نے ان کی اللہ کی بارگاہ میں چلانے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو سود کھاتے ہیں، وہ نہیں کھڑے ہوں مگر اس شخص کے کھڑے ہونے کی مانند جس کو شیطان نے چھو کر حواس باختہ بنا دیا ہو۔ پھر میں تھوڑی دیر چلا تو ایک قوم دیکھی، ان کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کی طرح تھے۔ ان پر ایسے فرشتے مسلط کیے گئے تھے جو ان کے ہونٹ کاٹتے تھے پھر ان کے مونہوں میں آگ کے پتھر بھرتے تھے پھر ان کے نیچے سے نکالتے تھے۔ میں نے ان کو بھی اللہ کی بارگاہ میں چلانے کی آواز سنی۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا یہ آپ کے وہ امتی ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے۔ وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں اور وہ (دوزخ) کی آگ تاپیں گے۔ پھر میں تھوڑی دیر چلا تو عورتیں دیکھیں پستانوں کے ساتھ لٹکائی گئی تھیں اور ایسی عورتیں دیکھیں تو پاؤں سے باندھ کر اوندھی لٹکائی گئی تھیں۔ میں نے ان کی بھی اللہ کی بارگاہ میں چیخ و پکار سنی، میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون عورتیں ہیں، جبرئیل نے کہا یہ عورتیں بدکاری کرتی تھیں اور اپنی اولادوں کو قتل کرتی تھیں۔ پھر میں تھوڑی دیر چلا تو ایسی قوم کو دیکھا جن کے پہلوؤں سے گوشت کاٹا جا رہا تھا۔ پھر وہ ان کے مونہوں میں دھکیلا جا رہا تھا اور انہیں کہا جا رہا تھا کہ کھاؤ جو تم کھایا کرتے تھے، ان پر اللہ تعالیٰ نے جو عذاب مسلط کیا تھا۔ اس پر انہیں مجبور کیا جا رہا تھا۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو (روبرو طعنے) دیتے تھے اور پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرنے والے تھے جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ پھر ہم دوسرے آسمان پر چڑھے۔ وہاں ایک مخلوق خدا میں سے خوبصورت ترین شخص تشریف فرما تھا۔ اس کو حسن میں لوگوں پر یوں فضیلت تھی جیسے چودھویں کے چاند کو ستاروں پر ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے بھائی یوسف علیہ السلام ہیں اور ان کی قوم کے افراد ہیں۔ میں نے ان پر سلام کیا اور انہوں نے مجھ پر سلام کیا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر چڑھے۔ وہاں میں نے خالہ زاد بھائی یحییٰ اور عیسیٰ کو پایا۔ ان کے ساتھ ان کی قوم کے افراد تھے۔ ان میں سے ہر ایک لباس اور بالوں میں ایک دوسرے کی مشابہ تھے۔ میں نے دونوں پر سلام کیا تو انہوں نے مجھ پر سلام کیا اور خوش آمدید کہا۔ پھر ہم چوتھے آسمان پر چڑھے تو وہاں میں نے ادریس علیہ السلام کو پایا جن کو اللہ تعالیٰ نے بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ میں نے ان پر سلام کیا تو انہوں نے مجھ پر سلام کیا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ پھر ہم پانچویں آسمان پر چڑھے تو وہاں میں نے ہارون علیہ السلام کو پایا۔ ان کی نصف داڑھی سفید اور نصف سیاہ تھی اور لمبی اتنی تھی کہ ناف تک پہنچتی تھی۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ اس نے کہا یہ اپنی قوم میں المجیب تھا، یہ ہارون بن عمران ہے اور اس کے اس کی قوم کے بہت سے افراد ہیں، میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور مجھے خوش آمدید کہا۔ پھر ہم چھٹے آسمان پر چڑھے، تو وہاں میں نے موسیٰ علیہ السلام کو پایا، وہ گندمی رنگ والے آدمی تھے اور زیادہ بالوں والے تھے۔ ان کے اوپر دو قمیصیں تھیں جن سے ان کے بال باہر نکلے ہوئے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے لوگ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کی بارگاہ میں ساری مخلوق سے معزز ہوں حالانکہ یہ مجھ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں۔ اگر یہ اکیلے ہوتے تو مجھے کوئی پرواہ نہ تھی لیکن ہر نبی اور اس کے متبعین ان کی امت سے ہیں۔ میں

نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارا بھائی موسیٰ بن عمران ہے اوران کے ساتھ ان کی قوم کے افراد ہیں۔ میں نے موسیٰ علیہ السلام پرسلام کیا تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔ پھر ہم ساتویں آسمان پر چڑھے تو وہاں میں نے ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔ آپ البیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تھے اور آپ کے ساتھ آپ کی قوم کے افراد تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا ابن صالح کو خوش آمدید۔ پھر مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کا اور آپ کی امت کا مکان ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِیُّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ۝۶۸ (آل عمران) میری امت کے دو حصے تھے ایک حصہ وہ تھا جن کے اوپر سفید کپڑے تھے گویا کہ وہ کاغذ ہیں اور ایک حصہ وہ تھا جن کے اوپر میلے کچیلے کپڑے تھے۔ پھر میں البیت المعمور میں داخل ہوا اور میرے ساتھ وہ داخل ہوئے جن کے کپڑے سفید تھے اور میں بھی باہر آیا اور میرے ساتھی بھی باہر آئے۔ فرمایا البیت المعمور وہ جگہ ہیں جس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں (اور جو ایک مرتبہ چلے جاتے ہیں) پھر دوبارہ قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا۔ اس کا ہر پتہ گویا اس امت کو ڈھانپنے والا تھا۔ ان کی جڑ میں ایک چشمہ بہتا ہے جس کو سلسبیل کہتے ہیں۔ پھر اس سے دو نہریں نکلتی ہیں۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ نہر رحمت ہے اور یہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ میں نے نہر رحمت میں غسل کیا پس میرے اگلے، پچھلے اسباب گناہ مٹادیئے گئے۔ پھر میں کوثر پر آیا حتیٰ کہ میں جنت میں داخل ہوا۔ اس میں ایسی نعمتیں دیکھیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کانوں نے سنی ہیں اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا تصور آیا ہے۔ وہاں میں نے غیر بدبودار پانی کی نہریں دیکھیں اور دودھ کی نہریں دیکھیں جس کا ذائقہ نہیں بدلا تھا اور شراب کی نہریں دیکھیں جو پینے والوں کو لذت بخشتی تھیں اور صاف وشفاف شہد کی نہریں دیکھیں اور اس میں ایسے انار تھے گویا کہ وہ پالانوں والے اونٹوں کے چمڑے ہیں اور اس میں ایسے پرندے تھے گویا وہ بختی اونٹ ہیں۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ پرندے نرم ہوں گے۔ فرمایا ان کے کھانے والے ان سے بھی نرم ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تو بھی ان میں سے کھائے گا۔ فرمایا میں نے جنت میں سیاہی مائل سرخ رنگ والی عورت دیکھی۔ میں نے اس سے پوچھا تو کس کے لیے ہے؟ اس نے کہا زید بن حارثہ کے لیے ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی بشارت دی، پھر مجھ پر دوزخ پیش کی گئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا غضب اس کی زجر اور اس کی سزا دیکھی اگر اس آگ میں پتھر اور لوہا ڈالا جائے تو وہ اسے کھا جائے پھر وہ بند کردی گئی۔ پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف گیا تو اس کو ڈھانپا گیا تھا، گویا میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں یا اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔ اس کے ہر پتہ پر ایک فرشتہ اترا ہوا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا حکم فرمایا اور مجھ پر پچاس نمازیں فرض کیں اور فرمایا تیرے لیے ہر نیکی کے بدلے دس نیکیاں ہیں۔ جب تو نیکی کا ارادہ کرے گا اور نیکی پر عمل نہیں کرے گا تو تیرے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو تو کسی سیئہ (گناہ) کا ارادہ کرے گا اور اس کو کرے گا نہیں تو تجھ پر کچھ نہ لکھا جائے گا اور اگر تو اسے کرے گا تو ایک سیئہ (گناہ) لکھی جائے گی۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا۔ انہوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے تجھے کیا حکم فرمایا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم اپنے رب کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو۔ آپ کی امت یہ

بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔ میں اپنے رب کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی یا رب! میری امت سے تخفیف فرما کیونکہ وہ تمام امتوں سے کمزور امت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں۔ میں بار بار موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا حتی کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ فرشتہ نے مجھے پکارا۔ اس وقت میرا فریضہ مکمل ہوا اور میں نے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی۔ میں نے انہیں ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں عطا کیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کیا حکم ملا؟ میں نے کہا صرف پانچ نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں لوٹ جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو۔ میں نے کہا میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں بار بار جا تا رہا ہوں، اب مجھے شرم آتی ہے۔ پھر جب صبح مکہ میں لوگوں کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عجائب بیان فرمائے کہ میں نے گزشتہ رات بیت المقدس دیکھا ہے اور پھر آسمان پر لے جایا گیا۔ پھر میں نے ایسا ایسا دیکھا، ابوجہل نے کہا کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ رہا ہے تمہیں اس سے تعجب نہیں ہو رہا؟ فرمایا میں نے اس کو قریش کے قافلہ کی خبر دی کہ میں نے جاتے ہوئے اسے فلاں مقام پر دیکھا تھا اور اس کے اونٹ بدکے تھے۔ جب میں واپس آرہا تھا تو میں نے وہ قافلہ عقبہ کے پاس دیکھا ہے۔ میں نے انہیں قافلہ کے ہر شخص، اونٹ اور سامان کے متعلق بتایا، ایک شخص نے کہا میں تمام لوگوں سے زیادہ بیت المقدس کو جانتا ہوں (تم بتاؤ) اس کی عمارت کیسی ہے، اس کی ہیئت کیسی ہے اور اس کے قریب کا پہاڑ کیسا ہے؟ بیت المقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا گیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر کہا اس کی عمارت ایسی ہے اور ہیئت ایسی ہے اور اس کے قریب کا پہاڑ ایسا ہے۔ اس شخص نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔(1)

امام البزار، ابویعلی، ابن جریر، محمد بن نصر المروزی (نے کتاب الصلوٰۃ میں)، ابن ابی حاتم، ابن عدی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان کے ساتھ میکائیل تھے، جبرئیل نے میکائیل سے کہا: آب زم زم کا ٹب لے آؤ تا کہ میں آپ کا دل مطہر کروں اور آپ کا سینہ کشادہ کروں۔ پس جبرئیل نے آپ کا سینہ شق کیا اور اسے تین مرتبہ دھویا اور میکائیل تین ٹب آب زم زم کے بھر کے لائے۔ جبرئیل نے آپ کا سینہ کھولا اور اس میں جو شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق نہ تھا۔ اسے باہر نکالا اور اس میں حلم، علم، ایمان، یقین اور اسلام کو بھر دیا اور آپ کے کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر لگائی پھر ایک گھوڑا لائے۔ پس اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے وہ اتنا تیز رفتار تھا کہ حد نظر پر قدم رکھتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور جبرئیل بھی ساتھ چلے آپ ایسی قوم کے پاس آئے جو ایک دن میں کاشت کرتی تھی اور ایک دن میں فصل کاٹتی تھی۔ جب وہ کاٹ لیتے تو پھر وہ پہلے کی طرح ہو جاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے نیکیوں کو سات سو گناہ کرتا ہے جو انہوں نے خرچ کیا اللہ تعالیٰ نے اس کا انہیں بدل دیا، پھر ایک قوم کے پاس آیا جن کے سر پتھروں کے ساتھ کچلے جا رہے تھے۔ جب انہیں کچلا جاتا پھر وہ پہلے کی طرح درست ہو جاتے۔ ان میں سے کسی چیز کی کمی نہ ہوتی، پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر نماز سے بوجھل ہوتے تھے، پھر ایک قوم کے پاس

1۔ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر از ابن عساکر، باب ذکر عروجہ الی السماء، جلد 1، صفحہ 91-387، دارالمسیرۃ بیروت

آئے جن کے آگے اور پیچھے چیتھڑے تھے وہ اس طرح چر رہے تھے جس طرح اونٹ اور بکریاں چرتی ہیں۔ وہ خار دار جھاڑیاں، زقوم، جہنم کے پتھر کھا رہے تھے۔ پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے۔ پھر ایک اور قوم کے پاس آئے جن کے آگے ہانڈیوں میں پکا ہوا گوشت تھا اور ایک دوسرا کچا اور خراب گوشت تھا وہ کچا، خراب گوشت کھا رہے تھے اور پکا صاف گوشت استعمال نہیں کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل! انہوں نے یہ تمہاری امت کے وہ افراد ہیں جن کے اپنی حلال عورتیں ہوتی تھیں لیکن وہ بدکارہ عورتوں کے پاس رات گزارتے ہیں حتی کہ صبح ہو جاتی ہے اور ان میں وہ عورتیں بھی ہیں جو اپنے خاوند کے پاس ہوتی ہیں جو ان کے لیے حلال اور پاک ہوتا ہے۔ پھر وہ ایک بدکار مرد کے پاس چلی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ رات گزارتی ہیں حتی کہ صبح ہو جاتی ہے۔ پھر آپ ایک لکڑی کے پاس سے گزرے جو راستہ پر تھی جو کپڑا بھی اس کے پاس سے گزرتا وہ اسے پھاڑ دیتی اور جو چیز بھی اس کے قریب جاتی اسے توڑ دیتی تھی۔ پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کی امت میں سے اس قوم کی مثال ہے جو راستوں پر بیٹھتے ہیں اور راستہ کو کاٹ دیتے ہیں۔ پھر ایک شخص کے پاس آئے جو ایک لکڑیوں کا بڑا گٹھ جمع کئے ہوئے تھا اور اس کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور وہ اس میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔ پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ آپ کی امت کا وہ شخص ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہوتی ہیں، وہ ان کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا جب کہ وہ ان مزید اٹھانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر ایک قوم کے پاس آئے جن کی زبانیں اور ہونٹ آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے۔ جب انہیں کاٹا جاتا پھر وہ ٹھیک ہو جاتے۔ انہیں کچھ کمی نہ ہوتی پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ فتنہ برپا کرنے والے خطباء ہیں۔ پھر آپ ایک سے پتھر کے پاس آئے جس سے بہت بڑا بیل نکلا۔ پھر وہ بیل اس پتھر میں لوٹنا چاہتا تھا جہاں سے نکلا تھا لیکن وہ داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ وہ شخص ہے جو ایک بڑا کلمہ کہتا ہے پھر اس سے شرمندہ ہوتا ہے لیکن اس کو لوٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر آپ ایک وادی میں آئے آپ نے بڑی پاکیزہ اور ٹھنڈی خوشبو اور کستوری کی خوشبو پائی، آپ ﷺ نے ایک آواز سنی، پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ جنت کی آواز ہے، یہ کہہ رہی ہے اے میرے رب! مجھے وہ عطا فرما جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے، میرے کمرے زیادہ ہو چکے ہیں، میرا استبرق، حریر، سندس، عبقر، موتی، مرجان، سونا، چاندی، پیالے، تھال، لوٹے، سواریاں، شہد، پانی، دودھ، شراب سب زیادہ ہو چکے ہیں، تو مجھے اپنے وعدہ کے مطابق عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرے ہر مسلمان مرد اور عورت اور مومن مرد اور عورت ہے۔ جنت نے کہا: میں راضی ہوں پھر آپ ایک وادی میں آئے اور سکوئی کی آواز سنی اور بدبو پائی۔ پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ جہنم کی آواز ہے، یہ کہہ رہی ہے، اے میرے رب! مجھے اپنے وعدہ کے مطابق عطا فرمایا، میری زنجیریں بندھن، بھڑک، گرمی، خاردار جھاڑیاں، پیپ، عذاب زیادہ ہو چکا ہے اور میری گہرائی بہت دور چلی گئی ہے اور میری گرمی بڑی شدید ہو گئی ہے، مجھے اپنے وعدے کے مطابق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرے لیے ہر مشرک مرد اور عورت ہے اور کافر مرد اور عورت ہے۔ ہر خبیث مرد اور عورت ہے اور ہر جابر ہے جو حساب کے دن پر ایمان نہیں رکھتا۔ دوزخ نے کہا میں راضی ہوں۔

پھر آپ چلے حتی کہ بیت المقدس آئے۔ وہاں اترے اپنے گھوڑے کو چٹان سے باندھ دیا۔ پھر اندر داخل ہوئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نماز مکمل ہوئی تو فرشتوں نے پوچھا جبرئیل یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ پوچھا ان کو بلایا گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر سلام بھیجے۔ بھائی اور خلیفہ کی طرف سے اچھا بھائی ہے۔ اچھا خلیفہ ہے اور ان کا آنا مبارک اور اچھا ہے۔ پھر آپ انبیاء علیہم السلام کی ارواح سے ملے۔ انہوں نے اپنے رب کی تعریف کی۔ حضرت ابراہیم نے کہا سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے خلیل بنایا اور مجھے عظیم بادشاہی عطا فرمائی اور مجھے اطاعت شعار قائد بنایا کہ میری اقتدا کی جاتی ہے اور مجھے آگ سے نجات عطا فرمائی اور مجھ پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کی اور کہا سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے اپنے ساتھ کلام کا شرف بخشا اور آل فرعون کو ہلاک کیا اور بنی اسرائیل کو میرے وسیلہ سے نجات دی اور میری امت میں ایسی افراد پیدا فرمائے جو حق کو راہنمائی کرتے ہیں اور حق کے ساتھ عدل کرتے ہیں۔ پھر داؤد علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور کہا سب تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے عظیم بادشاہی عطا فرمائی اور مجھے زبور سکھائی اور میرے لیے لوہے کو نرم فرمایا اور میرے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا وہ تسبیح بیان کرتے تھے اور ساتھ پرندے بھی تسبیح بیان کرتے تھے اور مجھے حکمت اور فصل الخطاب عطا فرمایا پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب کی تعریف کی اور کہا سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے میرے لیے ہواؤں کو مسخر کیا اور میرے شیطانوں کو مسخر کیا جو میری منشا کے مطابق محرابوں، تماثیل اور بڑے حوضوں کی طرح لگن اور جمی رہنے والی دیگیں تیار کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پرندوں کی زبان سکھائی اور ہر چیز میں سے بہت چیز عطا فرمائی اور میرے لیے شیطانوں، انسانوں اور پرندوں کے لشکر مسخر فرمائے اور مجھے بہت مومن بندوں میں سے فضیلت عطا فرمائی اور مجھے ایسی عظیم بادشاہی عطا فرمائی جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہ رکھی گئی اور میری بادشاہی پاکیزہ بادشاہی بنایا جس میں کسی قسم کا حساب نہیں۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ کی تعریف کی۔ کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے کلمہ بنایا اور میری مثل کو آدم کی مثل بنایا جنہیں اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا تھا۔ پھر فرمایا بن جا تو وہ بن گیا۔ اللہ نے مجھے کتاب، حکمت، تورات اور انجیل عطا فرمائی اور مجھے ایسا بنایا کہ میں مٹی سے پرندے کی ہیئت تیار کروں پھر اس میں روح پھونکوں تو وہ اذن الٰہی سے پرندہ بن جاتا تھا، اس نے مجھے شرف بخشا کہ میں مادرزاد اندھے اور برص کے مریض کو اللہ کے اذن سے ٹھیک کرتا ہوں اور اللہ کے اذن سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور اس نے مجھے رفعت بخشی اور مجھے پاک کیا اور مجھے اور میری والدہ کو شیطان رجیم سے پناہ دی، شیطان کو ہم پر گرفت کی طاقت نہیں ہے۔ پھر محمد ﷺ نے اپنے رب کی تعریف کی۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک نے اپنے رب کی تعریف کی ہے، میں بھی اپنے رب کی تعریف کرنے والا ہوں۔ فرمایا سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا، مجھ پر ایسا قرآن نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو بہتر امت بنایا جو تمام امتوں سے لگائی گئی ہے اور میری امت کو امت وسط فرمایا، میری امت ہی اولین و آخرین ہونے کے شرف سے مشرف ہے۔ اس نے میرے لیے میرا سینہ کشادہ کر دیا، میرا بوجھ مجھ سے اتار دیا اور میری خاطر

میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم بنایا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اس وجہ سے محمد ﷺ کو تم پر فضیلت ہے۔ پھر تین برتن لائے گئے جن کے منہ بند تھے۔ ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا، کہا گیا اس کو پیو! آپ ﷺ نے اس سے تھوڑا سا پیا پھر دوسرا برتن پیش کیا گیا۔ اس میں شراب تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں یہ نہیں پسند کرتا، میں سیر ہو چکا ہوں۔ جبرئیل نے کہا یہ شراب تمہاری امت پر حرام کردی جائے گی۔ اگر آپ اسے پی لیتے تو بہت تھوڑے لوگ آپ کی اتباع کرتے پھر جبرئیل مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ فرشتوں نے کہا اللہ اسے سلامت رکھے بھائی اور خلیفہ طور پر، اچھے بھائی اور اچھے خلیفہ ہیں۔ ان کا آنا مبارک ہے پس آسمان میں داخل ہوئے تو ایک تام الخلق انسان بیٹھا تھا جس کی تخلیق میں کوئی کمی نہ تھی جیسا کہ لوگوں کی خلقت میں کمی ہوتی ہے، اس کی دائیں جانب ایک دروازہ تھا جس سے پاکیزہ ہوا آرہی تھی اور بائیں جانب ایک دروازہ تھا اس سے بری ہوا آرہی تھی۔ جب اس نے دائیں طرف والے دروازہ کی طرف دیکھا تو خوش ہوا اور مسکرایا اور جب بائیں طرف والے دروازے کی طرف دیکھا تو پریشان ہوئے اور رودیئے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے باپ آدم ہیں اور یہ دائیں طرف والا دروازہ جنت کا ہے، اس نے جب اس میں داخل ہونے والی اپنی اولاد کو دیکھا تو ہنستے اور خوش ہوئے اور بائیں جانب والا دروازہ جہنم کا دروازہ ہے۔ جب اس میں داخل ہونے والی اولاد کو دیکھا تو پریشان ہوئے اور رونے لگے۔ پھر جبرئیل دوسرے آسمان کی طرف گے، انہوں نے دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، ان کا آنا مبارک ہے، وہاں دونو جوان تھے پوچھا جبرئیل! یہ دونوں کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ عیسی بن مریم اور یحییٰ بن زکریا ہیں۔ پھر جبرئیل مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے گئے، دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ، پوچھا، انہیں بلایا گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے، اچھا بھائی اور اچھا خلیفہ ہے، ان کا آنا مبارک ہے۔ پھر آسمان کے اندر داخل ہوئے تو ایک شخص بیٹھا تھا جسے حسن میں تمام لوگوں پر ایسی فضیلت دگئی تھی جیسے چودھویں کے چاند کو تمام ستاروں پر ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا تمہارا بھائی یوسف علیہ السلام ہے۔ پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گئے، دروازہ کھولنے کو کہا، پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے، جبرئیل نے کہا محمد ﷺ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ اچھے بھائی اور اچھا خلیفہ ہے۔ ان کا آنا مبارک ہے، اندر آسمان میں داخل ہوئے تو اس میں ایک شخص بیٹھا تھا۔ پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا حضرت ادریس علیہ السلام جن کو اللہ تعالیٰ نے بلند مقام عطا فرمایا ہے پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گئے، اس کا دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے، جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ

بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ اچھے بھائی اور اچھا خلیفہ ہے۔ ان کا آنا مبارک ہے۔ پھر آپ داخل ہوئے تو وہاں ایک شخص بیٹھا تھا جس کے اردگرد کے لوگ کون ہیں؟ جبرئی نے کہا یہ ہارون المحبب ہیں اور یہ بنی اسرائیل ہیں۔ پھر مجھے چھٹے آسمان پر لے جایا گیا۔ جبرئیل نے دروازہ کھولنے کہا تو پوچھا گیا کون ہے؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ اچھے بھائی اور اچھا خلیفہ ہے۔ ان کا آنا اچھا ہے۔ پس وہاں ایک شخص بیٹھا تھا۔ آپ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو وہ رونے لگا، آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ موسیٰ ہیں۔ پوچھا یہ کس لیے رو رہے ہیں؟ اس نے کہا بنو اسرائیل یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اللہ کی بارگاہ میں تمام بنی آدم سے معزز ہوں جب کہ یہ شخص بنی آدم میں سے میرے بعد دنیا میں آیا جب کہ میں دوسرے جہان میں ہوں، اگر یہ خود اتنا بلند مرتبہ ہوتا تو مجھے کوئی پروانہ تھی لیکن ہر نبی اپنی امت کے ساتھ اس کی امت میں ہے۔ پھر جبرئیل آپ کو ساتویں آسمان کی طرف لے گئے، اس کا دروازہ کھولنے کو کہا تو پوچھا گیا کون؟ جبرئیل نے کہا جبرئیل۔ پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد ﷺ۔ پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں، انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ بھائی اور خلیفہ کو سلامت رکھے۔ اچھے بھائی اور اچھا خلیفہ ہے۔ آپ کا آنا مبارک ہے، آپ ﷺ آسمان کے اندر تشریف لے گئے۔ تو ایک شخص بیٹھا تھا جس کے سر کے بال سفید اور سیاہ تھے۔ وہ جنت کے دروازہ پر کرسی پر بیٹھا تھا اور اس کے پاس کچھ سیاہی تھی، یہ لوگ جن کے رنگوں میں کچھ سیاہی تھی۔ وہ ایک نہر میں داخل ہوئے، اس میں غسل کیا، پھر باہر نکلے تو ان کے جسموں پر کوئی سیاہ کا نشان نہ تھا۔ پھر دوسری نہر میں داخل ہوئے، اس میں غسل کیا تو ان کے رنگ خالص ہو گئے، پھر وہ ایک اور نہر میں داخل ہوئے۔ اس میں غسل کیا، باہر نکلے تو ان کے رنگ خالص ہو چکے تھے حتیٰ کہ دوسرے لوگوں کی مثل ان کے رنگ خالص ہو چکے تھے۔ پس وہ آئے اور اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے پوچھا جبرئیل! یہ سیاہ، سفید بالوں والا کون ہے؟ یہ سفید چہروں والے کون ہیں اور جن کے چہروں میں کچھ نہ تھا یہ کون ہیں؟ یہ نہریں کیسی ہیں جن میں یہ داخل ہوئے؟ جبرئیل نے کہا یہ سفید، سیاہ بالوں والا شخص آپ کا باپ ابراہیم ہے یہ پہلا شخص ہے جن کے بال زمین پر سفید اور سیاہ ہوئے ہیں، یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو گناہوں میں ملوث نہیں کیا اور یہ جن کے رنگوں میں کچھ تھا یہ وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اور برے اعمال ملے جلے تھے، پس انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی، اور یہ نہریں ان میں سے پہلی اللہ کی رحمت ہے، دوسری اللہ کی نعمت ہے اور تیسری اللہ تعالیٰ نے انہی شراب طہور پلائی ہے۔ پھر سدرہ تک پہنچ گئے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ ایک درخت ہے جس کی اصل سے غیر بدبودار پانی کی نہریں، غیر متغیر ذائقہ والی دودھ کی نہریں اور شراب کی نہریں نکلتی ہیں جو پینے والوں کو لذت بخش ہیں اور خالص شہد کی نہریں نکلتی ہیں۔ یہ وہ درخت ہے جس کے سائے میں شہ سوار ستر سال سفر کرے تو وہ اس کو طے نہیں کر سکتا۔ اور اس کا ایک پتہ پوری امت کو ڈھانپ لیتا ہے اس پر خلاق عزوجل کا نور چھایا ہوا ہے، اس پر ملائکہ چھائے ہوتے ہیں۔ فرشتے اس پر کووں کی مثل اترتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے کلام فرمائی اور فرمایا طلب کرو (جو چاہو) آپ ﷺ نے کہا

(میں کیا طلب کروں) تو ابراہیم کو خلیل بنایا اور اسے عظیم شاہی بخشی، تو نے موسیٰ سے کلام فرمایا، داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم عطا فرمایا، ان کے لیے لوہے کو نرم فرمایا اور ان کے لیے پہاڑوں کو مسخر کر یا اور تو نے سلمان علیہ السلام کو عظیم بادشاہی عطا فرمائی اس کے لیے تو نے جن، انس اور شیطانوں کو مسخر کیا اور ان کے لیے ہواؤں کو مسخر کیا اور تو نے انہیں ایسی بادشاہ بخشی جو ان کے بعد کسی کو لائق نہیں۔ تو نے عیسیٰ علیہ السلام کو تورات اور انجیل سکھائی اور تو نے ان کو یہ شان بخشی کہ وہ تیرے حکم سے اندھے اور برص کو درست کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ تو نے اسے اور اس کی والدہ کو شیطان مردود سے پناہ دی، شیطان کے لیے ان پر غلبہ کی کوئی سبیل نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! میں نے تجھے اپنا خلیل بنایا۔ آپ ﷺ تورات میں حبیب الرحمٰن لکھے ہوئے ہیں، میں نے تجھے تمام لوگوں کے لیے مشاورت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنایا۔ میں نے تیرے سینہ کو کھول دیا، تیرا بوجھ تجھ سے اتار دیا، میں نے تیری خاطر تیرا ذکر بلند کیا۔ میرے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر ہوگا، میں نے آپ کی امت کو تمام امت سے بہتر بنایا جو لوگوں سے نکالی گئی ہے۔ میں نے آپ کی امت کو ایسا بنایا ہے کہ وہ ہر خطبہ میں گواہی دیتے ہیں کہ آپ میرے (برگزیدہ) بندے اور میرے رسول ہیں اور میں آپ کی امت میں ایسے لوگ بنائے ہیں کہ ان کے دل ان کے اناجیل میں ہیں۔ اور میں نے تجھے سب سے پہلے نبی بنایا، بعثت کے اعتبار سے آخری بنایا، سب سے پہلے آپ کا فیصلہ ہوگا، میں نے تجھے (سورہ) سبع مثانی عطا فرمائی جو تجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں فرمائی، میں نے تجھے اپنے عرش کے خزانے کے نیچے سے سورۂ بقرہ کی آخری آیات عطا فرمائیں جو تجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں فرمائی، میں نے تجھے کوثر عطا فرمائی میں نے تجھے آٹھ حصے عطا فرمائے: اسلام، ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، صوم رمضان، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، میں نے تجھے فاتح اور خاتم بنایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے رب نے مجھے فضیلت دی اور مجھے رحمۃ للعالمین بنایا تمام لوگوں کو خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرنے والا بنایا۔ اور ایک مہینہ کے مسافت سے میرے دشمن کے دل میں میرا رعب ڈال دا۔ میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا میرے لیے ساری زمین سجدہ گاہ اور پاک بنا دی گئی۔ مجھے فواتح الکلام کی نعمت بخشی گئی۔ خواتم الکلام اور جوامع الکلم ہونے کا شرف بخشا گیا۔ مجھ پر میری امت پیش کی گی حتی کہ مجھ پر تابع اور متبوع کوئی مخفی نہ رہا۔ میں نے انہیں دیکھا کہ وہ ایک ایسی قوم پر حملہ آور ہوئے ہیں جو بالوں والی جوتیاں پہنتے ہیں اور میں نے انہیں دیکھا کہ وہ ایسی قوم سے لڑ رہے ہیں جن کے چہرے چوڑے ہیں اور آنکھیں چھوٹی ہیں گویا ان کی آنکھیں سوئی سے چھیدی گئی ہیں اور مجھ پر وہ حادثات بھی مخفی نہ رہے جس سے انہوں نے دو چار ہونا تھا اور مجھے پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا، جب آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ کر آئے تو انہوں نے پوچھا: تمہیں کیا حکم ملا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پچاس نمازیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا، تو واپس جاؤ اور اللہ تعالیٰ نے تخفیف طلب کرو کیونکہ آپ کی امت بہت کمزور ہے۔ میں نے بنی اسرایل کو بڑی سختی سے آزمایا ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر آپ ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اب کتنی نمازوں کا حکم ملا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا چالیس۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر واپس جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال

کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے پھر دس کم کر دیں۔ یہ سلسلہ چلتا رہا حتی کہ پانچ نمازیں کم کر دیں گئیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اب بھی جاؤ اور تخفیف کراؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کی بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا رہا حتی کہ اب مجھے حیا آتی ہے۔ میں اب نہیں جاؤں گا۔ ارشاد ہوا جیسا کہ آپ نے پانچ نمازوں پر صبر کیا ہے تو یہ پانچ نمازیں پچاس کے قائم مقام ہوں گی اور ہر نیکی کا بدلہ دس نیکیاں ہوں گی۔ پس محمد ﷺ پوری طرح خوش ہوئے۔ جب آپ موسیٰ علیہ السلام سے گزرے تو موسیٰ علیہ السلام پر سخت تھے اور جب آپ واپس آئے تو موسیٰ علیہ السلام سب انبیاء سے زیادہ خیر کا باعث تھے۔ (1)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن اخیہ عیسیٰ عن ابیہ عبدالرحمٰن عن ابیہ ابی لیلیٰ رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں براق لائے پھر آپ ﷺ کو اس پر اپنے آگے سوار کیا پھر چل پڑے۔ جب وہ براق ایسی جگہ پہنچتا جہاں پستی اور گڑھا ہوتا تو اس کے اگلے پاؤں لمبے ہو جاتے اور پچھلے چھوٹے ہو جاتے حتی کہ وہ ایسی جگہ پر بھی پیٹھ برابر رکھتا اور جب کسی ٹیلے اور بلند جگہ پر پہنچتا تو اس کے اگلے پاؤں چھوٹے ہو جاتے اور پچھلے پاؤں بڑے ہو جاتے حتی کہ وہ برابر رہتا۔ پھر آپ کو راستہ کی دائیں طرف سے ایک شخص ملا۔ اس نے آپ کو دو مرتبہ یہ کہہ کر پکارا! اے محمد! راستہ میری طرف ہے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ چلتے رہیں اور کسی سے بات نہ کریں، پھر ایک شخص راستہ کی بائیں طرف سے آیا۔ اس نے بھی یہی کہا اے محمد! راستہ میری طرف ہے۔ جبرئیل نے کہا آپ چلتے جائیں اور کسی سے بات نہ کریں، پھر آپ کے سامنے ایک حسین وجمیل عورت آئی۔ جبرئیل نے آپ ﷺ سے پوچھا: آپ جانتے ہیں راستہ کی دائیں طرف بلانے والا کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ جبرئیل نے کہا: وہ یہود تھے جو اپنے دین کی طرف بلا رہے تھے۔ پھر کیا تمہیں معلوم ہے کہ راستہ کی بائیں طرف سے بلانے والا کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ جبرئیل نے کہا وہ نصرانی تھے جو اپنے دین کی طرف بلا رہے تھے۔ جبرئیل نے کہا کیا تمہیں اس حسین و شکیل عورت کے بارے علم ہے کہ وہ کون تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ جبرئیل نے کہا یہ دنیا تھی جو اپنی طرف بلا رہی تھی۔ پھر دونوں چلتے رہے حتی کہ بیت المقدس پہنچ گئے۔ وہاں کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا نبی امی کو خوش آمدید۔ وہاں ایک شیخ بھی تھا۔ اس کے بارے آپ ﷺ نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ ابراہیم ہیں۔ اور یہ موسیٰ ہیں اور یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر نماز کے لیے تکبیر کہی گئی تو سب جلدی جلدی آگئے حتی کہ انہوں نے محمد ﷺ کو امامت کے لیے آگے کیا۔ پھر آپ ﷺ کے سامنے مشروبات پیش کیے گئے۔ نبی کریم ﷺ نے دودھ کو پسند فرمایا۔ جبرئیل نے کہا آپ نے فطرت کو پالیا۔ پھر کہا گیا اپنے رب کی بارگاہ میں چلو، آپ اٹھے اور حریم قدس میں داخل ہوئے۔ پھر واپس آئے تو پوچھا گیا: تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میری امت پر پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا سوال کرو۔ آپ کی امت یہ بوجھ نہیں اٹھا سکے گی۔ آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لوٹے تو انہوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا ہوا؟ آپ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے فرمایا پچیس نمازیں لوٹا دی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں دوبارہ جایئے اور تخفیف کا سوال کیجئے۔ آپ ﷺ، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آئے، تخفیف کرا کر واپس موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے بارہ نمازیں لوٹا دی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو۔ آپ واپس گئے۔ پھر آ کر بتا آ کر بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کر دی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاؤ اور تخفیف کا سوال کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا مجھے اپنے رب تعالیٰ سے حیا آتی ہے، میں اب نہیں جاؤں گا جب کہ میرے رب نے مجھے فرمایا: بے شک تو نے جو مجھ سے سوال کیا میں نے تجھے عطا فرمایا۔

امام ابن عرفہ نے اپنے مشہور جزء میں اور ابو نعیم نے دلائل میں، ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل ایک جانور لائے جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا، جبرئیل نے مجھے اس پر سوار کیا۔ پھر وہ مجھے لے کر چل پڑا۔ جب کسی بلند جگہ پر چڑھتا تو اس کے پاؤں ہاتھوں کے ساتھ برابر ہو جاتے اور جب کسی پست جگہ اترتا تو اس کے ہاتھ پاؤں کے برابر ہو جاتے حتی کہ ہم ایک شخص کے پاس سے گزرے، جس کے بال لمبے تھے اور سیدھے تھے رنگ گندمی تھا گویا وہ سنوأہ قبیلہ کا فرد ہے۔ وہ کہہ رہا تھا اور آواز کو بلند کر رہا تھا تو نے اسے عزت دی، تو نے اسے فضیلت دی، ہم اس شخص کی طرف گئے، سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا، پوچھا جبرئیل! تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ احمد ہیں۔ انہوں نے کہا نبی امی، عربی کو خوش آمدید۔ جس نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت کی۔ پھر ہم چل پڑے، میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ میں نے پوچھا یہ کس سے جھگڑ رہے تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے بارے اپنے رب سے جھگڑ رہے تھے۔ میں نے پوچھا وہ اپنے رب تعالیٰ کے حضور آواز بلند کر رہے تھے؟ جبرئیل نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کی طبیعت کی تیزی کو پہچان لیا ہے۔ پھر ہم چل پڑے حتی کہ ہم ایک درخت کے پاس سے گزرے، اس کے پھل جانوروں کی مانند تھے۔ اس کے نیچے ایک بوڑھا اور اس کے عیال بیٹھے تھے۔ جبرئیل نے مجھے کہا اپنے باپ ابراہیم کے پاس جاؤ، ہم گئے۔ سلام پیش کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابراہیم کے پاس جاؤ، ہم گئے۔ سلام پیش کیا تو انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا جبرئیل! تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے آپ کا بیٹا احمد۔ حضرت ابراہیم نے کہا نبی امی کو خوش آمدید! جس نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت کی۔ اے پیارے بیٹے! آج رات تو اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کرنے والا ہے۔ آپ کی امت آخری امت ہے اور کمزور امت ہے۔ اگر تو طاقت رکھتا ہے کہ تیری حاجت یا اس کا کام تیری امت میں بھی رہے تو ایسا کر۔ پس ہم پھر چل پڑے حتی کہ ہم مسجد اقصیٰ پہنچے۔ میں سواری سے نیچا اترا اور سواری کو اس حلقہ سے باندھ دیا۔ مسجد کے دروازہ پر تھا اور اس کے ساتھ انبیاء اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے انبیاء کا تعارف کیا جو کچھ کھڑے تھے، کچھ رکوع میں تھے اور کچھ سجدہ میں تھے۔ پھر میرے پاس شہد اور دودھ کے دو پیالے لائے گئے، میں نے دودھ لے لیا اور پی لیا۔ جبرئیل نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا آپ نے فطرت کو پا لیا ہے۔

پھر نماز کے لیے تکبیر ہوئی تو میں نے انبیائے کرام کی امامت کرائی پھر ہم واپس آ گئے۔(1)

امام الحارث بن ابی اسامہ، بزار، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم (نے دلائل میں) اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس براق لایا گیا۔ میں اس پر سوار ہوا، وہ جب کسی پہاڑ پر چڑھتا تو اس کے پاؤں بلند ہو جاتے، جب کسی وادی میں اترتا تو اس کے ہاتھ لمبے ہو جاتے۔ وہ براق ہمیں لے کر ایک ایسی زمین پر آیا جو تاریک اور بدبودار تھی پھر ہم ایسی زمین پر پہنچے جہاں سے پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ پہلی زمین دوزخ کی زمین تھی اور یہ جنت کی زمین ہے۔ پھر میں ایک شخص کے پاس آیا جو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے بھائی عیسیٰ علیہ السلام ہے۔ پھر ہم چلتے رہے حتیٰ کہ ہم نے ایک آواز سنی کہ کوئی جھگڑا کر رہا ہے۔ ہم ایک شخص کے پاس آئے۔ اس نے پوچھا جبرئیل! تیرے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا آپ کے بھائی محمد ﷺ۔ پس انہوں نے سلام کیا اور برکت کی دعا کی اور کہا اپنی امت کے لیے آسانی کا سوال کرو۔ میں نے پوچھا جبرئیل! یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں میں نے کہا وہ کس سے جھگڑ رہے تھے۔ جبریل نے کہا وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑ رہے تھے۔ میں نے کہا اپنے رب سے جھگڑ رہے تھے؟ جبرئیل نے کہا ہاں ان کی طبیعت کی تیزی معروف ہے۔ پھر ہم چلے۔ میں نے روشن چراغ دیکھے۔ میں نے کہا جبرئیل! یہ کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا یہ تیرے باپ ابراہیم کا درخت ہے، تم اس کے قریب ہو جاؤ، میں اس کے قریب ہوا، تو ابراہیم علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے برکت کی دعا دی۔ پھر ہم چلے حتیٰ کہ ہم بیت المقدس پہنچے، میں نے اپنی سواری کو اس حلقہ کے ساتھ باندھ دیا جس کے ساتھ انبیائے کرام اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا، میرے لیے انبیاء کرام کو پیش کیا گیا۔ بعض کو اللہ تعالیٰ نے نام بتائے اور بعض کے نہ بتائے سوائے تین انبیائے کرام نے باقی سب کو میں نے نماز پڑھائی اور یہ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔(2)

امام ابن مردویہ نے المغیرہ بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن عمر بن الخطاب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات مسجد کے اگلے حصے میں جماعت کرائی پھر میں صخرہ کی طرف گیا وہاں ایک فرشتہ کھڑا تھا جس کے پاس تین برتن تھے۔ میں نے شہد کو لے لیا اور اس نے تھوڑا سا پی لیا، پھر میں نے دوسرا برتن لیا اور اس سے بھی پیا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا اور یہ دودھ کا برتن تھا۔ پھر اس فرشتہ نے کہا تیسرے پیالہ سے پیو جب کہ اس میں شراب تھی۔ میں نے کہا میں سیر ہو چکا ہوں۔ فرشتے نے کہا اگر آپ اس سے پیتے تو آپ کی امت کبھی فطرت پر جمع نہ ہوتی۔ پھر جبرئیل مجھے آسمان کی طرف لے گئے۔ مجھ پر نماز فرض کی گئی۔ پھر میں حضرت خدیجہ کے پاس آیا جب کہ انہوں نے ابھی پہلو نہیں بدلا تھا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں۔ جس رات کو رسول اللہ

1۔ تہذیب تاریخ دمشق الکبیر از ابن عساکر، باب ذکر عروجدا الی السماء، جلد 1، صفحہ 386، دار المسیرۃ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 69 (9976)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

صلی اللہ علیہ وسلم کو سیر کرائی گئی تھی اس رات آپ میرے گھر میں تھے۔ میں نے رات کے وقت آپ کو نہ پایا تو میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی کہ کہیں قریش آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرئیل امین میرے پاس آئے، میرا ہاتھ پکڑا پھر مجھے گھر سے باہر نکلا۔ دروازے پر ایک جانور کھڑا تھا جو خچر سے چھوٹا تھا اور گدھے سے بڑا تھا۔ جبرئیل نے مجھے اس پر سوار کیا۔ پھر وہ چلا تو مجھے بیت المقدس لے آیا، جبرئیل نے مجھے حضرت ابراہیم دکھائے جن کی شکل میری شکل کے مشابہ تھی اور میری شکل ان کی شکل کے مشابہ تھی۔ پھر انہوں نے مجھے موسیٰ علیہ السلام دکھائے جن کا رنگ گندمی تھا اور قد لمبا تھا، بال سیدھے تھے۔ وہ ازد شنوءہ قبیلہ کے مشابہ تھے، مجھے عیسیٰ علیہ السلام دکھائے وہ درمیانے قد کے تھے رنگ سفید تھا جو سرخی مائل تھی۔ وہ عروہ بن مسعود ثقفی کے مشابہ تھے۔ مجھے دجال دکھایا جس کی دائیں آنکھ بالکل صاف کر دی گئی تھی۔ وہ قطن بن عبدالعزی کے مشابہ تھا۔ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ قریش کے پاس جاؤں اور انہیں اپنے مشاہدہ کے بارے بتاؤں۔ حضرت ام ہانی فرماتی ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کی: میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ ایک ایسی قوم کے پاس جا رہے ہیں جو تمہیں جھٹلائے گی اور آپ کی بات کا انکار کرے گی، مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ آپ پر حملہ نہ کر دیں۔ ام ہانی فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ سے کپڑا کھینچا پھر قریش کی طرف چلے گئے۔ آپ تشریف لائے تو وہ اپنی مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے، اپنے مشاہدات کے بارے بتایا تو مطعم بن عدی کھڑا ہوا اور عرض کی یا محمد! اگر میں جوان ہوتا تو آپ کبھی ایسی کلام نہ کرتے جو آپ نے اب کی ہے جب کہ آپ ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ فلاں جگہ پر ہمارے اونٹوں کے پاس سے گزرے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اللہ کی قسم! میں نے ان کو پایا ہے، اس قافلہ کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا، وہ اس کو تلاش کر رہے تھے۔ پھر اس نے پوچھا: کیا آپ بنی فلاں کے اونٹوں کے پاس سے گزرے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ میں نے ان کو فلاں مقام پر پایا تھا، ان کی سرخ اونٹنی کا پاؤں ٹوٹ چکا تھا۔ میں نے ان کے پاس ایک پانی کا پیالہ پایا، میں اس سے پانی پیا۔ لوگوں نے کہا: تم بتاؤ اس قافلہ کے اونٹوں کی تعداد کتنی تھی اور اس میں چرواہے کتنے تھے۔ فرمایا مجھے ان کے اونٹوں کی تعداد معلوم نہ تھی۔ میں کھڑا ہوا تو اونٹ میرے سامنے کر دیئے گئے۔ میں نے انہیں شمار کیا اور جتنے ان میں چرواہے تھے وہ بھی شمار کر لیے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے پاس آئے اور انہیں فرمایا تم نے مجھ سے فلاں کے اونٹوں کے متعلق پوچھا تھا۔ وہ اتنے ہیں اور ان میں فلاں فلاں چرواہے ہیں اور تم نے مجھ سے بنی فلاں کے اونٹوں کے متعلق پوچھا، وہ اتنے ہیں اور ان کے چرواہوں میں ابن ابی قحافہ اور فلاں فلاں ہیں۔ وہ صبح وادی میں پہنچے گا۔ وہ وادی کے دہانے آپ کی بات کی صداقت پرکھنے کے لیے انتظار کرنے لگے۔ پس انہوں نے اونٹوں کے قافلہ کو پایا تو قافلہ والوں سے پوچھا کیا تمہارا اونٹ گم ہوا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں، دوسرے قافلے سے یہ سوال کیا کہ تمہاری سرخ اونٹنی کا پاؤں ٹوٹ تھا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کیا تمہارے پاس پانی کا پیالہ تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں نے وہ پیالہ رکھا تھا، ہم میں نے کسی نے اس پیالہ سے پانی نہیں پیا تھا اور نہ زمین پر اس سے پانی بہایا تھا، پس صدیق اکبر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ پس اس دن آپ کو صدیق کا لقب ملا۔ (1)

1۔ معجم کبیر، جلد 24، صفحہ 432 (1059)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابو یعلی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: نبی کریم ﷺ اندھیرے میں تشریف لائے جب کہ میں اپنے بستر پر تھی، ارشاد فرمایا: میں اس رات مسجد میں سویا ہوا تھا کہ میرے پاس جبرئیل امین آئے اور مجھے مسجد کے دروازہ پر لے گئے۔ وہاں ایک جانور تھا جس کا رنگ سفید تھا اور قد و قامت میں گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنے کانوں کو حرکت دیتا تھا۔ میں اس پر سوار ہوا تو وہ اتنا تیز رفتار تھا۔ کہ حد نظر پر قدم رکھتا تھا جب وہ کسی نشیبی جگہ پر مجھے لے کر جاتا تو اس کے ہاتھ لمبے ہو جاتے اور اس کے پاؤں چھوٹے ہو جاتے اور جب مجھے لے کر وہ کسی اونچی جگہ پر جاتا تو اس کے پاؤں لمبے ہو جاتے اور ہاتھ چھوٹے ہو جاتے۔ جبرئیل میرے ساتھ ساتھ رہے حتی کہ ہم بیت المقدس پہنچ گئے۔ میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس کے ساتھ انبیائے کرام اپنی سواریاں باندھتے تھے۔ پس میرے لیے انبیائے کرام کا ایک گروہ پیش ہوا جن میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام بھی تھے۔ میں نے تمام کو نماز پڑھائی اور ان سے بات چیت کی۔ پھر مجھے دو برتن پیش کیے گئے۔ ایک سرخ تھا اور ایک سفید۔ میں نے سفید کو پی لیا۔ جبرئیل نے مجھے کہا آپ نے دودھ پیا اور شراب کو چھوڑ دیا، اگر آپ شراب پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ پھر میں براق پر سوار ہوا اور مسجد حرام میں آیا۔ وہاں صبح کی نماز پڑھی۔ ام ہانی فرماتی ہیں: میں نے آپ ﷺ کی چادر سے پکڑ لیا اور عرض کی: اے میرے چچا کے بیٹے! خدا کا واسطہ! اگر آپ یہ سفر معراج قریش کے سامنے بیان کریں گے تو یہ تمہاری تکذیب کریں گے۔ آپ ﷺ نے میرے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور میرے ہاتھ سے چادر چھڑا لی۔ پس آپ ﷺ کے بطن سے کپڑا اٹھ گیا تو میں نے ازار کے اوپر سے آپ ﷺ کی ابھری ہوئی جگہ دیکھی گویا کہ وہ لپیٹے ہوئے کاغذ ہیں۔ آپ کے دل کے پاس نور چھایا ہوا تھا، قریب تھا کہ وہ میری آنکھیں اچک لیتا، میں سجدہ میں گر گیا۔ جب میں نے سر اٹھایا تو آپ باہر جا چکے تھے۔ میں نے اپنی لونڈی سے کہا تم حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا کہتے ہیں اور پھر انہیں کیا کہا جاتا ہے۔ جب لونڈی واپس آئی تو اس نے مجھے بتایا کہ آپ ﷺ قریش کے ایک گروہ کے پاس جن میں المطعم بن عدی، عمرو بن ہشام اور ولید بن مغیرہ بھی شامل تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے رات کو اس مسجد میں نماز پڑھی اور صبح بھی اسی مسجد میں پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان بیت المقدس گیا، میرے لیے انبیائے کرام پیش کیے گئے جن میں حضرت ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ میں نے، انہیں نماز پڑھائی اور ان سے کلام کیا، عمرو بن ہشام نے ایک مزاحیہ کے انداز میں کہا آپ ہمارے لیے ان کی صفات بیان فرمائیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام درمیانہ قد تھے، نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ زیادہ پست قد۔ ان کا سینہ چوڑا تھا اور گھنگھریالے تھے۔ ان پر سفیدی غالب تھی گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں اور موسیٰ علیہ السلام بھاری بھرکم، گندمی رنگ اور لمبے قد کے تھے گویا کہ آپ ازدشنوأہ قبیلہ کے مردوں میں ہیں، ان کے بال زیادہ تھے۔ آنکھیں گہری تھیں، دانت بڑے ہوئے تھے۔ ہونٹ باریک تھے اور سخت مزاج تھے اور ابراہیم علیہ السلام اللہ کی قسم! از روائے شکل و شباہت کے ان سے زیادہ مشابہ ہوں، لوگوں نے آپ کی باتیں سن کر شور مچا دیا۔ المطعم نے کہا: آج سے پہلے آپ نے جو کچھ کیا وہ قابل تقلید تھا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ جھوٹے ہیں، ہم بیت المقدس جاتے ہوئے ایک مہینہ نشیب و فراز کا سفر بڑی مشکل سے کرتے ہیں۔

آپ کہتے ہیں کہ میں نے یہ مسافت ایک رات میں طے کر لی ہے، لات وعزیٰ کی قسم! میں آپ کی تصدیق نہیں کروں گا، سیدنا ابوبکر نے کہا! اے مطعم! تو نے اپنے بھتیجے کو بہت بری بات کہی ہے، تو نے اسے جھٹلایا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ سچے ہیں، لوگوں نے کہا اے محمد! ﷺ ہمارے لیے بیت المقدس کا وصف بیان کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں رات کو بیت المقدس میں داخل ہوا اور رات کو ہی اس سے باہر نکلا۔ پس جبرئیل امین نے اپنے پر میں بیت المقدس کا نقشہ پیش کر دیا، آپ ﷺ نے بتانا شروع کر دیا کہ فلاں دروازہ فلاں جگہ پر ہے، فلاں دروازہ فلاں جگہ پر ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے صدقت، صدقت آپ نے سچ فرمایا۔ آپ نے درست فرمایا۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہمارے قافلہ کے متعلق بتائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: روحاء کے مقام پر بنی فلاں کے قافلہ سے ملا، ان کی اونٹنی گم ہو چکی تھی، وہ اس کی تلاش کر رہے تھے۔ تو میں ان کی سواریوں کے پاس پہنچا۔ ان کے پاس کوئی شخص موجود نہ تھا۔ وہاں ایک پانی کا پیالہ پڑا تھا، میں نے اس سے پانی پیا۔ پھر میں بنی فلاں کے قافلہ کے پاس پہنچا۔ میری وجہ سے ان کا اونٹ بدک گیا اور ان کا ایک سرخ اونٹ بیٹھ گیا جس پر سفید لکیروں والی بوریاں لدی ہوئی تھیں۔ مجھے معلوم نہیں اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی یا نہیں۔ پھر میں تنعیم کے مقام پر بنی فلاں کے قافلہ سے ملا۔ اس قافلہ کی قیادت ایک خاکستری رنگ کا اونٹ کر رہا ہے اور یہ وادی سے تم پر ظاہر ہونے والا ہے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا: یہ جادوگر ہے۔ پس وہ قافلہ کو دیکھنے کے لیے گئے تو انہوں نے اسی طرح پایا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ انہوں نے آپ ﷺ پر جادوگر کی تہمت لگائی۔ اور کہا کہ ولید نے سچ کہا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (الاسراء:60)

امام ابن اسحق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: جس رات رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اس رات آپ میرے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ سو گئے اور ہم بھی سو گئے۔ جب صبح سے تھوڑا پہلے کا وقت تھا۔ تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو تیار کیا۔ جب آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی تو فرمایا: اے ہانی! میں نے عشاء کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی جس طرح تم نے دیکھا۔ پھر میں بیت المقدس گیا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی جیسا کہ تم نے دیکھا ہے۔(1)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر، ام سلمہ، عائشہ، ام ہانی اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے (بعض کی حدیث بعض کی حدیث میں داخل ہے) فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو سترہ ربیع الاول کی رات ہجرت سے ایک سال پہلے شعب ابی طالب سے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے گدھے سے بڑے اور خچر سے چھوٹے سفید جانور پر سوار کیا گیا جس کی رانوں میں دو پر تھے جن کے ساتھ وہ اپنے قدموں کو چھپاتا تھا۔ جب میں سوار ہونے کے لیے اس کے قریب گیا تو وہ بدکنے لگا جبرئیل نے اس کی گردن کے بالوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور کہا: اے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت

براق! تجھے شرم نہیں آتی تو کیا کر رہا ہے، اللہ کی قسم! تیرے اوپر محمد ﷺ سے زیادہ معزز بندہ سوار ہی نہیں ہوا۔ براق کو حیا آئی حتی کہ اس کا پسینہ بہنے لگا۔ پھر وہ قرار پذیر ہوا حتی کہ میں اس پر سوار ہو گیا۔ اس نے اپنے کان کھڑے کیے اور زمین پر چلنے لگا۔ تو اپنی حد نظر پر قدم رکھتا تھا۔ اس کی پیٹھ لمبی تھی اور اس کے کان بھی لمبے تھے۔ میرے ساتھ جبرئیل بھی چلتے رہے اور حتی کہ میں بیت المقدس پہنچا براق پہنچا جہاں وہ ٹھہرا کرتا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے باندھ دیا اور یہی جگہ انبیائے کرام کی سواریاں باندھنے کے لیے تھی میں نے انبیائے کرام کو دیکھا وہ میرے لیے جمع کیے گئے تھے۔ میں نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیکھا، میں نے گمان کیا کہ یقیناً ان کے لیے کوئی امام ہوگا، مجھے جبرئیل نے مصلیٰ امامت پر آگے کر دیا حتی کہ میں نے سب کو نماز پڑھائی اور میں نے ان سے سوال کیا؟ تو انہوں نے فرمایا ہمیں توحید کے ساتھ مبعوث کیا گیا تھا۔ بعض نے فرمایا: نبی کریم ﷺ اس رات مفقود ہوئے تھے۔ بنو عبد المطلب آپ کی تلاش میں نکلے تھے۔ حضرت عباس نکلے حتی کہ وادی ذی طویٰ میں پہنچ گئے اور زور زور سے آوازیں لگانے لگے یا محمد، یا محمد! رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس کو جواب دیا لبیک، لبیک، عباس نے فرمایا: اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ نے اپنی قوم کو آج رات بہت تھکا دیا ہے، تم کہاں چلے گئے تھے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بیت المقدس گیا تھا، عباس نے کہا: اس رات کو؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں، عباس نے کہا تمہیں خیر تو ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خیر ہے۔ ام ہانی نے کہا آپ ﷺ کو سیر میرے گھر سے کرائی گئی، آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے ہم بیدار ہوئے، آپ ﷺ اٹھے اور صبح کی نماز ادا فرمائی اور فرمایا: اے ام ہانی! میں نے عشاء کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی تھی جیسا کہ تو نے اس وادی میں دیکھا تھا۔ پھر میں بیت المقدس گیا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر میں نے صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی۔ پھر آپ باہر جانے کے لیے اٹھے تو میں نے عرض کی: یہ بات لوگوں کو نہ بتائیں ورنہ آپ کی وہ تکذیب کریں گے اور اذیت دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور بیان کروں گا۔ پس آپ نے انہیں خبر دی تو وہ بہت متعجب ہوئے اور کہنے لگے: ہم نے ایسی بات پہلے کبھی نہیں سنی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل امین سے کہا اے جبرئیل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبرئیل نے کہا: ابوبکر آپ کی تصدیق کریں گے اور وہ صدیق ہیں۔ بہت لوگ آزمائش میں مبتلا ہو گئے اور گمراہ ہو گئے جو پہلے اسلام قبول کر چکے تھے، پھر میں حطیم میں کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ میں انہیں بیت المقدس کو دیکھ کر اس کی نشانیاں بتاتا گیا۔ بعض لوگوں نے پوچھا: مسجد کے کتنے دروازے ہیں؟ میں نے اس کے دروازے شمار نہیں کیے تھے، پس میں نے اس کے دروازوں کو دیکھنا شروع کر دیا اور ان کو شمار کر کے انہیں بتاتا گیا۔ میں نے انہیں ان کے اس قافلہ کے متعلق بتایا جو مجھے راستہ میں ملا تھا اور جو اس میں نشانیاں تھیں وہ سب میں نے انہیں بتا دیں، پس انہوں نے وہ تمام نشانیاں ہو بہو دیکھ لیں، اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ (الاسراء:60) فرماتے ہیں: اس رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے، آپ ﷺ نے اپنی آنکھ سے سب کچھ دیکھا تھا۔ (1)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 214، دار صادر بیروت

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ ان دنوں نے دلائل میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو سیر کی رات براق پیش کیا گیا تو اس پر زین ڈالی ہوئی تھی اور اسے لگام بھی دی گئی تھی۔ آپ سوار ہونے لگے تو وہ تھوڑا ابدکا، جبرئیل نے اسے کہا: کیا تو محمد ﷺ کے ساتھ ایسا کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! اللہ کی بارگاہ میں اس سے زیادہ مکرم بندہ مخلوق میں سے کوئی تیری پیٹھ پر سوار نہیں ہوا۔ پس اس جملہ سے براق کا پسینہ بہنے لگا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رحمہم اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو ہجرت سے ایک سال پہلے سترہ ربیع الاول کو سیر کرائی گئی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے سے سولہ ماہ پہلے بیت المقدس کو سیر کرائی گئی۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو ہجرت سے سولہ ماہ قبل سیر کرائی گئی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب ''حیاۃ الانبیاء'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سیر والی رات موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، وہ اپنی قبر میں سرخ ٹیلہ کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔(4)

ابو یعلی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے کسی صحابی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا: مجھے بتایا گیا کہ آپ ﷺ کو براق پر سوار کیا گیا۔ فرمایا: میں نے گھوڑے کو باندھ دیا یا فرمایا: سواری کو حلقہ سے باندھ دیا۔ ابو بکر نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اس کا وصف بیان فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسا تھا، ایسا تھا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پہلے اسے دیکھا تھا۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف سیر کرائی گئی تو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو وہ قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو آپ قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے۔

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 281 (3131)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب الاسراء، برسول اللہ ﷺ، جلد 2، صفحہ 354، دار الکتب العلمیہ بیروت   3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 355

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفضائل، جلد 15، صفحہ 108 (2375)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب معراج رسول اللہ ﷺ، جلد 2، صفحہ 361، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو انبیائے کرام کے پاس سے گزرے جن کے ساتھ لوگوں کے گروہ تھے۔ بعض انبیائے کرام کے ساتھ ایک قوم تھی اور کئی انبیائے کرام ایسے بھی تھے جن کے ساتھ کوئی ایک فرد بھی نہ تھا حتی کہ آپ ﷺ سواد عظیم کے پاس سے گزرے۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں بتایا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ لیکن سر اٹھاؤ اور دیکھو، ایک سواد عظیم تھا جس نے دونوں اطراف سے افق کو ڈھانپ رکھا تھا۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ اور ان کے سوا اور لوگ آپ کی امت سے ہیں۔ ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ فرمایا نبی کریم ﷺ اپنے حجرے میں چلے گئے، نہ صحابہ کرام نے سوال کیا اور نہ آپ ﷺ نے اس کی تفسیر بیان فرمائی۔ کہنے والوں نے کہا اس سے مراد ہم (صحابہ) ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد ہمارے بیٹے ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے، نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ داغتے ہیں، نہ دم کرتے ہیں اور نہ فال پکڑتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ حضرت عکاشہ بن محصن اٹھے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں ان لوگوں سے ہوں؟ فرمایا ہاں تو ان سے ہے۔ ایک اور شخص اٹھا اور عرض کی کیا میں ان میں سے ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سلسلہ میں عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

امام احمد، نسائی، البزار، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں صحیح سند کے ساتھ ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میرے پاس سے ایک پاکیزہ خوشبو کا گزر ہوا۔ میں نے جبرئیل یہ خوشبو کیسی ہے؟ جبرئیل نے کہا: بنت فرعون کو کنگھی کرنے والی اور اس کی اولاد کی، وہ اس کی کنگھی کر رہی تھی تو اس کے ہاتھ سے کنگھی گری، اس نے کہا بسم اللہ، فرعون کی وہ بیٹی نے کہا اللہ سے مراد میرا باپ ہے۔ کنگھی کرنے والی نے کہا بلکہ اس سے مراد میرا، تیرا اور تیرے باپ کا رب ہے، اس نے کہا کیا تیرا میرے باپ کے سوا بھی کوئی رب ہے؟ کنگھی کرنے والی نے کہا ہاں۔ فرعون کی بیٹی نے کہا: میں اپنے باپ کو یہ بات بتاؤں، کنگھی کرنے والی نے کہا ہاں، فرعون کی بیٹی نے فرعون کو یہ واقعہ سنایا تو اس نے اس عورت کو بلایا اور پوچھا تیرا میرے سوا بھی کوئی رب ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں، میرا اور تیرا رب اللہ ہے جو آسمانوں میں ہے۔ فرعون نے تانبے کا ایک کڑھا کرنے کا حکم دیا۔ پھر اس عورت کو اور اس کی اولاد کو اس میں ڈالنے کا حکم دیا، عورت نے کہا مجھے تم سے ایک گزارش کرنی ہے، فرعون نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میری ہڈیاں اور میری اولاد کی ہڈیاں جمع کی جائیں اور انہیں اکٹھا دفن کیا جائے، فرعون نے کہا ٹھیک ہے، ہم ایسا ہی کریں گے کیونکہ تیرا ہم پر حق خدمت ہے۔ پس فرعون کے جلاد نے اس کی اولاد کو ایک ایک کر کے اس میں ڈال دیا حتی کہ وہ ایک دودھ پیتے بچے پر پہنچا تو وہ بچہ بول اٹھا: اے والدہ محترمہ! جلدی کر پیچھے نہ ہٹ تو بے شک حق پر ہے۔ پس وہ اور اس کی اولاد پھینک دیئے گئے۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ چار بچوں نے بچپن میں گفتگو کی تھی۔ ایک، یہ بچہ دوسرا حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ، تیسرا جریج کا ساتھی اور چوتھا عیسیٰ بن مریم۔ (1)

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے حضرت ابی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 389، دار الکتب العلمیہ بیروت

بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں نے ایک پاکیزہ خوشبو محسوس کی۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ ماشطہ (فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی) اور اس کا خاوند اور اس کا بیٹا ہے وہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی کہ اچانک اس کے ہاتھ کنگھی گر گئی، اس نے بے ساختہ کہا فرعون تباہ و برباد ہو جائے، فرعون کی بیٹی نے یہ بات اپنے باپ کو بتائی، اس عورت کے دو بیٹے اور ایک خاوند تھا، فرعون نے سب کو بلا بھیجا۔ فرعون نے اس عورت اور اس کے خاوند کو اپنے دین کو چھوڑنے کے لیے بہلایا پھسلایا لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ فرعون نے کہا میں تمہیں قتل کرنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا تیرا ہم پر احسان ہوگا، اگر تو ہمیں قتل کرے اور ایک کمرے میں ڈال دے۔ تو اس نے ایسا ہی کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے پاکیزہ خوشبو محسوس کی۔ آپ ﷺ نے جبرئیل سے اس کے متعلق دریافت کیا تو اس نے اس کی حقیقت بتلائی۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے اوپر لے جایا گیا تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہرے اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزتوں پر ڈاکہ ڈالتے تھے۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ جب کاٹے جاتے تو پھر پہلی حالت میں ہو جاتے۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ آپ کی امت کے وہ خطباء ہیں جو وہ کہتے تھے جسے خود نہیں کرتے تھے۔

ابن مردویہ نے سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو نہر میں نہا رہا تھا اور پتھر نگل رہا تھا۔ میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ سود خور ہے۔

امام ترمذی، البزار، الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو جبرئیل اس چٹان کے پاس آئے جو بیت المقدس میں موجود ہے۔ اس پر اس نے اپنا ہاتھ رکھا اور اس میں سوراخ کیا پھر اس کے ساتھ براق کو باندھ دیا۔ (2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت صہیب بن سنان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ پر سیر کی رات پانی، پھر شراب پھر دودھ پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے دودھ کو لے لیا۔ جبرئیل نے کہا جناب! آپ نے فطرت کو پا لیا ہے اور اس کے ساتھ ہر جانور کو غذا دی جاتی ہے۔ اگر آپ شراب کو لے لیتے تو آپ کی امت بھٹک جاتی اور آپ بھی راہ راست چھوڑ بیٹھتے اور آپ اس سے ہو جاتے۔ جبرئیل نے جہنم کی وادی کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو وہاں آگ بھڑک رہی تھی۔

امام احمد اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں نے بیت المقدس میں اپنے قدم وہاں رکھے جہاں انبیاء کرام نے اپنے قدم رکھے تھے۔ مجھ پر عیسیٰ علیہ السلام پیش

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 224، دار صادر بیروت 2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 281 (3132)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کیے گئے۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عروہ بن مسعود ثقفی کے مشابہ تھے اور مجھ پر موسیٰ علیہ السلام پیش کیے گئے۔ وہ گھنگھریالے بالوں والے مردوں میں سے ایک مرد تھے۔ مجھ پر ابراہیم علیہ السلام پیش کیے گئے تو ان کی شکل تمہارے ساتھی کی طرح تھی۔

امام بخاری، مسلم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں موسیٰ علیہ السلام سے ملا۔ اس کی صفت یہ ہے کہ وہ لمبے اور کم گوشت تھے اور ان کے بال گھنگھریالے تھے، گویا وہ شنوأہ قبیلہ کے مردوں سے تھے۔ میں عیسیٰ علیہ السلام سے ملا تو درمیانہ قامت سرخ رنگ کے تھے۔ گویا وہ کسی سرنگ سے نکلے ہیں۔ میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا، میں ان کے زیادہ مشابہ ہوں اور مجھے دو برتن پیش کیے گئے۔ ایک میں دودھ اور دوسرے میں شراب تھی۔ مجھے کہا گیا جو چاہو لے لو میں نے دودھ کو لیا اور اسے پی لیا۔ مجھے کہا گیا کہ آپ کو فطرت کی ہدایت ملی ہے، اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔(1)

امام مسلم، نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حطیم میں تھا اور قریش میری سیر کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے مجھے بیت المقدس کے متعلق سوالات کیے جو مجھے اچھی طرح از بر نہ تھے۔ مجھے ایسی تکلیف اور پریشانی ہوئی کہ پہلے ایسی کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا۔ انہوں نے جو بھی سوال کیا میں نے اس کے متعلق جواب دیا۔ میں نے اپنے آپ کو انبیائے کرام کی ایک جماعت میں پایا، وہاں موسیٰ علیہ السلام کھڑے تھے، ان کے بال گھنگھریالے تھے، گویا وہ شنوأہ قبیلہ کے فرد ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ عروہ بن ثقفی ان کے زیادہ مشابہ ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ ان کے مشابہ تمہارا ساتھی ہے۔ ساتھی سے مراد آپ ﷺ کی اپنی ذات ہے۔ پھر نماز کا وقت ہوا تو میں نے امامت کرائی۔ جب میں فارغ ہوا تو کسی کہنے والے نے کہا یا محمد! ﷺ یہ جہنم کا داروغہ مالک ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے پہلے مجھے سلام کیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے آگ کے داروغہ مالک کو دیکھا، وہ سخت طبیعت تھے اور غصہ ان کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا۔

احمد نے عبید بن آدم بن عمر بن الخطاب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جابیہ کے مقام پر تھے تو بیت المقدس کی فتح کا ذکر کیا گیا، حضرت عمر نے کعب سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ میں کہاں نماز پڑھوں۔ حضرت عمر نے کہا چٹان کے پیچھے۔ فرمایا نہیں لیکن میں وہاں نماز پڑھوں گا جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی تھی۔ پس کعب آگے قبلہ کی طرف بڑھے اور نماز پڑھی۔

امام احمد، ابن مردویہ اور ابو نعیم (دلائل میں) الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو جس رات سیر کرائی گئی، آپ جنت میں داخل ہوئے۔ وہاں آپ نے جنت کی ایک طرف میں حضرت بلال کی آہٹ سنی، پوچھا جبرئیل یہ کیا ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ مؤذن بلال کے قدموں کی آہٹ ہے۔ نبی کریم ﷺ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو فرمایا: بلال دونوں جہانوں میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے اس کو

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 200 (272)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 205 (278)

ایسے ایسے دیکھا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اس سفر میں موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا اور کہا نبی امی کو خوش آمدید، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ طویل القامت اور سیدھے بالوں والے تھے۔ آپ کے بال آپ کے کانوں تک یا اس سے اوپر تھے۔ پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر آپ چل پڑے۔ ایک اور شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس نے آپ کو خوش آمدید کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کون ہے؟ جبریل نے کہا: یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر آپ چل پڑے، راستہ میں ایک بزرگ جلیل القدر، بارعب شخصیت سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا اور سلام کیا۔ تمام انبیائے کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ آپ کا باپ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ فرماتے ہیں: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ دیکھی۔ وہاں ایسے لوگ تھے جو مردار کھا رہے تھے۔ پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور شخص کو دیکھا جس کا رنگ سفید اور آنکھیں انتہائی نیلی تھیں، پوچھا جبرئیل یہ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ (صالح علیہ السلام) کی اونٹنی کے پاؤں کاٹنے والا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ پہنچ گئے تو نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی تو تمام انبیائے کرام نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ پھر آپ وہاں سے فارغ ہوئے تو آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے، ایک دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے، ایک میں دودھ تھا اور دوسرے میں شہد تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ لے کر پی لیا جو پیالے لایا تھا، اس سے آپ نے فطرت کو پالیا۔(1)

احمد، ابویعلی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی۔ پھر اس رات واپس آئے تو صبح لوگوں کے سامنے اپنی سیر، بیت المقدس کی علامات اور قریش کے قافلہ کی روداد سنائی کچھ لوگوں نے کہا: ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کی تصدیق نہیں کرتے۔ ابوجہل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں زقوم کے درخت سے ڈرتا ہے، کھجور اور مکھن لے آؤ اور اسے خوب لقمے لگاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو اس کی اصلی صورت میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دیکھنا آنکھ کے ساتھ تھا۔ خواب کی بات نہیں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے قیلمانیا اقمر هجان دیکھا ہے۔ اس کی آنکھ یوں ابھری ہوئی ہے گویا کہ وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ اس کے بال درخت کی ٹہنیوں جیسے ہیں۔ میں عیسیٰ علیہ السلام کو جوان، سفید رنگ، گھنگریالے بال، تیز نظر اور باریک پیٹ والا دیکھا۔ اور میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندم رنگ تھے، بڑے بڑے بال اور مضبوط جسم والے تھے۔ میں نے ابراہیم کو دیکھا، میں نے ان سے زیادہ عقل مند نہیں دیکھا مگر میں اس کو اپنے جیسا دیکھتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھی کی طرح ہے۔ جبرئیل نے کہا: اپنے باپ پر سلام کرو، میں نے ابراہیم علیہ السلام پر سلام کیا۔(2)

امام بخاری، مسلم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ عن ابی العالیہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے معراج کی رات موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا، وہ لمبے قد

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 257، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 374

اور گھنگھریالے بالوں والے تھے۔ گویا وہ شنوأہ قبیلہ کے مردوں میں سے ہیں، میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ میانہ قد اور سرخ، سفید رنگ والے تھے۔ ان کے بال سیدھے تھے۔ میں مالک جہنم کا داروغہ دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے جو نشانیاں دکھائیں ان میں دجال بھی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآىِٕهٖ (سجدہ: 23) حضرت قتادہ اس کی تفسیر میں فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔(1)

امام سعید بن منصور، احمد، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: میں سیر والی رات ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملا، انہوں نے قیامت کا معاملہ ذکر کیا پھر انہوں نے معاملہ حضرت ابراہیم کی طرف لوٹایا۔ انہوں نے فرمایا: مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ پھر انہوں نے معاملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا تو انہوں نے بھی فرمایا مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر انہوں نے معاملہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا، انہوں نے فرمایا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور میرے رب نے جو مجھے نشانیاں بتائی ہیں وہ یہ ہیں کہ دجال نکلے گا اور میرے دو چھڑیاں ہوں گی، جب دجال مجھے دیکھے گا تو ایسے پگھلے گا جیسے تانبا پگھلتا ہے۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کردے گا حتیٰ کہ پتھر اور درخت کہے گا اے مسلم! میرے نیچے کافر ہے۔ ادھر آؤ اور اسے قتل کرو، پس اللہ تعالیٰ کفار کو ہلاک کردے گا۔ پھر لوگ اپنے شہروں اور وطنوں کی طرف لوٹیں گے، اس وقت یاجوج ماجوج نکلیں گے، وہ ہر بلندی سے نیچے آئیں گے، وہ لوگوں کے شہروں کو روند ڈالیں گے، وہ کسی چیز کے پاس نہیں آئیں گے مگر اسے ہلاک کردیں گے، جو جس پانی سے گزریں گے اسے پی جائیں گے، پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور یاجوج ماجوج کی شکایت کریں گے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا تو وہ انہیں ہلاک کردے گا اور انہیں ماردے گا حتیٰ کہ ان کی بدبو کی وجہ سے زمین مردار خانہ بن جائے گی، پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا۔ وہ بارش ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی۔ میرے رب نے میرے ساتھ یہ عہد فرمایا ہے کہ اگر ایسا ہوگا (تو قیامت واقع ہو جائے گی)۔ قیامت حاملہ عورت کی طرح ہے جس کے دن مکمل ہو چکے ہوں، اس کے گھر والوں کو علم نہیں ہوتا کہ یہ رات یا دن کس وقت اچانک بچہ جنم دے گی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن جریر، حاکم (انہوں نے بھی اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیر کو بیان کرتے تو فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ براق سے نہ اترے حتیٰ کہ آپ کے لیے آسمانوں کے دروازے کھولے گئے، آپ نے جنت، دوزخ اور آخرت کے وعدہ کا مشاہدہ کیا پھر آپ واپس آ گئے۔ ابن مردویہ کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ نے وہ دیکھا جو کچھ آسمانوں میں تھا اور وہ دیکھا جو کچھ زمینوں میں تھا۔ آپ سے پوچھا گیا براق کیسا جانور تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 195 (267)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 375، دار صادر بیروت

لمبا سفید جانور تھا، اس کا ایک قدم حد نظر پر پڑتا تھا۔ (1)

امام ابو یعلی، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میں جس آسمان سے بھی گزرا، میں نے اس میں اپنا نام لکھا ہوا پایا محمد رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر الصدیق میرے پیچھے تھے۔

امام البزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو ہر آسمان میں میں نے اپنا نام لکھا ہوا پایا: محمد رسول اللہ ﷺ۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن جریر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیر والی رات میں الملأ الاعلی سے گزرا اور جبریل خشیت الٰہی کی وجہ سے پرانے ٹاٹ کی طرح تھا۔ ابن مردویہ کے الفاظ اس طرح ہے کہ میں چوتھے آسمان میں جبرئیل کے پاس سے گزرا تو وہ وہاں خشیت الٰہی کی وجہ سے پرانے ٹاٹ کی طرح تھے۔

امام سعید بن منصور، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت عبد الرحمٰن بن قرط رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی، آپ مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان تھے، جبرئیل آپ کی دائیں جانب اور میکائیل بائیں جانب تھا۔ وہ دونوں آپ ﷺ کو لے کر اڑے حتی کہ بلند و بالا آسمانوں تک پہنچ گئے۔ جب واپس تشریف لائے تو فرمایا میں نے بلند و بالا آسمانوں میں تسبیح سنی تھی جس کے ساتھ بہت زیادہ تسبیح تھی۔ بلند و بالا آسمان ہیبت والے کی وجہ سے صاحب علو سے ڈرتے ہوئے تسبیح بیان کر رہے تھے، اس وجہ سے کہ وہ بلند و بالا ہے سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جبرئیل مجھے سیر پر لے گئے تو میں نے بلند و بالا آسمانوں میں تسبیح سنی، پس میرا دل کانپ گیا، جبرئیل نے مجھے کہا: اے محمد! ﷺ آگے بڑھو اور خوف نہ کرو، بے شک آپ کا اسم گرامی عرش پر لکھا ہوا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی تھی، جب ہم ساتوں آسمان پر پہنچے تو میں نے اوپر دیکھا، وہاں کڑک، بجلی اور گرج تھی۔ میں ایک قوم کے پاس آیا جن کے پیٹ کمروں کی طرح تھے، ان میں سانپ اور بچھو تھے جو ان کے پیٹوں کے باہر سے نظر آتے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ سود خور لوگ ہیں۔ جب میں آسمان دنیا کی طرف واپس آیا تو میں نے نیچے دیکھا وہاں دھواں اور آوازیں تھیں۔ میں نے پوچھا جبرئیل یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل نے کہا یہ شیاطین ہیں جو بنی آدم کی آنکھوں پر گھومتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی ملکوت میں غور و خوض نہیں کرتے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو وہ بڑے عجائب دیکھتے۔ (2)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، سورۂ اسراء، جلد 2، صفحہ 391 (3369)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 353

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں کوثر کے پاس سے گزرا۔ جبرئیل نے کہا یہ وہ (حوض) کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کیا ہے، میں نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی پر مارا تو وہ اذفر کستوری تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے نہر دیکھی جو نیزے کی مثل دھواں اڑا رہی تھی۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھی تھی۔ اس کے کنارے کھوکھلے موتیوں کے قبے تھے۔ میں نے اس کی ایک طرف ہاتھ مارا تو وہ اذفر کستوری تھی۔ میں نے اس کے سنگریزوں پر ہاتھ مارا تو وہ موتی تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ نہر کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ کوثر ہے جو تمہارے رب نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیر کی رات میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا جن لوگوں کو میں نے دیکھا ان میں سے وہ تمہارے ساتھی کے زیادہ مشابہ تھے۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب الانصاری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو میں نے ابراہیم خلیل الرحمٰن کی زیارت کی، ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا جبرئیل! یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا: یہ محمد (ﷺ) ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور فرمایا اپنی امت کو حکم دو کہ جنت کے درخت لگانے میں کثرت کریں۔ بے شک جنت کی مٹی پاکیزہ اور اس کی زمین کھلی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا: جنت میں درخت لگانے سے کیا مراد ہے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سیر والی رات ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ اپنی امت کو بتا دو کہ جنت ایک میدان ہے اور اس کے درخت سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہیں۔

امام ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سیر والی رات ابراہیم علیہ السلام سے ملا تو انہوں نے فرمایا: اے محمد! ﷺ میری طرف سے اپنی امت کو سلام کہنا اور انہیں یہ بتانا کہ جنت کی مٹی پاکیزہ ہے اور اس کا پانی میٹھا ہے اور جنت ایک میدان ہے اور اس کے درخت یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی، میں سفید موتیوں سے بنی جنت دیکھی۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا اے جبرئیل! لوگ مجھ سے جنت کے متعلق پوچھتے ہیں۔ جبرئیل نے کہا انہیں بتا دو کہ جنت کی زمین میدان ہے اور اس کی مٹی کستوری ہے۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الادعاء، جلد 13، صفحہ 15 (3462)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ماجہ، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سیر والی رات جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا: صدقہ کا ثواب دس گنا ہے، قرض اٹھارہ گنا ہے۔ میں نے پوچھا جبرئیل، قرض، صدقہ سے افضل ہے۔ فرمایا اس لیے کہ سائل سوال کرتا ہے جب کہ اس کے پاس (مال) ہوتا ہے اور قرض طلب کرنے والا اپنی ضرورت کے لیے قرضہ طلب کرتا ہے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں جنت میں داخل ہوا، تو میں نے جنت کے درختوں میں سے ایک درخت دیکھا، جنت میں میں نے اس سے خوب صورت از روئے پتوں کے سفید، از روئے پھل کے عمدہ درخت نہیں دیکھا۔ میں نے اس کے پھلوں میں سے ایک پھل کھایا تو میری صلب میں نطفہ بن گیا۔ جب زمین پر اترا تو حضرت خدیجہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حاملہ ہوگئیں۔ جب میں جنت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو میں فاطمہ کی خوشبو کو سونگھ لیتا ہوں۔(2)

امام حاکم نے اسے حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور اسے حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام بہی لے کر آئے، میں نے اسے سیر والی رات کو کھایا پس حضرت خدیجہ حضرت فاطمہ کے ساتھ حاملہ ہوئیں۔ پس میں جب جنت کی خوشبو کا مشتاق ہوتا ہوں تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کی گردن کو سونگھ لیتا ہوں۔(3)

امام البزار، ابو قاسم بغوی اور ابن قانع دونوں نے معجم الصحابہ میں، ابن عدی، ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں ایک موتیوں کے محل تک پہنچا۔ بغوی کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے کہ مجھے ایک موتیوں کے پنجرے میں سیر کرائی گئی، اس کا فرش سونے کا تھا۔ اس سے نور چمک رہا تھا اور مجھے تین لقب عطا کیے گئے کہ تو رسولوں کا سردار ہے، متقین کا امام ہے اور روشن پیشانیوں اور روشن ہاتھ پاؤں والوں کا قائد ہے۔(4)

امام ابن قانع، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالحمراء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے ساتوں آسمان کی سیر کرائی گئی تو عرش کی دائیں پنڈلی پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا تھا۔(5)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مجھے اوپر لے جایا گیا تو میں نے عرش کے پائے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَيَّدْتُهٗ بِعَلِيٍّ (میں نے علی کے ساتھ اس کی مدد کی) لکھا ہوا دیکھا۔

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصدقات، جلد 3، صفحہ 163 (2431)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 400 (1000)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 169 (4738)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم الصحابہ از ابن قانع، جلد 9، صفحہ 3228 (1000)، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ
5۔ معجم کبیر، جلد 22، صفحہ 200 (526)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں نے عرش پر یہ عبارت دیکھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین۔

امام دارقطنی نے الافراد میں، الخطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی رات عرش میں سفید موتی لگا ہوا دیکھا جس پر سفید نور کے ساتھ یہ لکھا ہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق۔(1)

امام البزار رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو اذان کی تعلیم دینے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کے پاس جبرئیل امین ایک سواری لے کر آئے جسے براق کہا جاتا ہے، آپ ﷺ اس پر سوار ہونے لگے تو وہ بدکنے لگا، جبرئیل نے براق کو کہا، ٹھہر جا، اللہ کی قسم! محمد ﷺ سے زیادہ بارگاہ الٰہی میں مکرم بندہ تیری پیٹھ پر کبھی سوار نہیں ہوا۔ آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے، یہاں تک کہ اس حجاب تک پہنچے جو رحمٰن کے ساتھ متصل ہے، اسی کیفیت میں آپ تھے کہ اس حجاب سے ایک فرشتہ نکلا۔ اس فرشتہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا، اس حجاب کے پیچھے سے آواز آئی۔ میرے بندے نے سچ کہا میں ہی اکبر ہوں میں ہی اکبر ہوں۔ پھر فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا، اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا۔ فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا۔ میں نے ہی محمد ﷺ کو رسول بنایا ہے۔ فرشتے نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ پھر کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے نے سچ کہا انا اکبر، انا اکبر۔ پھر فرشتے نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ پردے کے پیچھے سے آواز آئی میرے بندے سچ کہا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا پھر فرشتے نے محمد ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور آپ ﷺ کو آگے کر دیا، آپ نے آسمان والوں کی امامت کرائی، جن میں آدم اور نوح علیہما السلام بھی تھے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں اور زمینوں کے مکینوں پر محمد ﷺ کا شرف مکمل کر دیا۔

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت محمد بن حنفیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب آسمان پر لے جایا گیا تو آپ آسمان کی ایک جگہ ٹھہر گئے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو آسمان میں اس جگہ کھڑا ہوا جہاں وہ پہلے کبھی نہیں کھڑا ہوا تھا اس فرشتے کو حکم ہوا کہ انہیں اذان سکھاؤ، فرشتے نے کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے صحیح کہا اَنَا اللّٰهُ اَكْبَرُ پھر فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا۔ فرشتے نے کہا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے سچ کہا اَنَا اَرْسَلْتُهٗ وَاَنَا اخْتَرْتُهٗ وَاَنَا ائْتَمَنْتُهٗ، یعنی میں نے اس کو رسول بنایا، میں نے اسے منتخب فرمایا میں نے اسے امین بنایا۔ فرشتے نے کہا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے سچ کہا۔ اس نے میرے فریضہ اور حق کی طرف بلایا، جو نماز ادا کرے گا ثواب کی نیت سے تو یہ نماز ہر گناہ کے لیے کفارہ ہوگی فرشتے نے کہا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندے نے سچ کہا، میں

1۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 11، صفحہ 204 (5908)، مطبعۃ السعادۃ مصر

نے نماز کو فرض کیا ہے اور اس کو اور ان کے اوقات کو شمار کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے کہا: گیا آگے بڑھو تو آپ ﷺ آگے بڑھے اور تمام آسمان والوں کی امامت کرائی، پس اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق پر آپ ﷺ کا شرف مکمل کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی، جبرئیل نے اذان دی، فرشتوں نے سمجھا کہ وہ انہیں نماز پڑھائیں گے لیکن جبرئیل نے مجھے مقدم کر دیا پھر میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ کی طرف اذان وحی کی گئی، پس آپ وہ لے کر آئے اور جبرئیل نے انہیں وہ اذان سکھائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کی رات اذان کی تعلیم دی گئی اور آپ پر نماز فرض کی گئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ معراج کی رات آپ ﷺ پر نماز فرض کی گئی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ اللہ سے تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں کر دیں۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نمازیں پچاس تھیں، غسل جنابت سات مرتبہ تھا، کپڑے پر لگے پیشاب کا دھونا سات مرتبہ تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے تخفیف کا سوال کرتے رہے حتیٰ کہ نمازیں پانچ ہو گئیں، غسل جنابت ایک مرتبہ اور کپڑے سے پیشاب کا دھونا بھی ایک مرتبہ ہو گیا۔(1)

امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور جو چیز بھی اوپر جاتی ہے وہ سدرہ تک پہنچتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ روحیں اوپر جاتی ہیں پھر انہیں وصول کیا جاتا ہے اور جو چیز سدرہ کے اوپر سے نیچے آتی ہے، وہ بھی سدرہ پر رک جاتی ہے حتیٰ کہ وصول کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی ۝ (النجم) سدرہ کو ڈھانپ لیا جس چیز نے ڈھانپ لیا۔ فرمایا یعنی سونے کے پروانوں نے اسے ڈھانپ لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں: پانچ نمازیں، سورۂ بقرہ کا آخری حصہ اور شرک کے سوا آپ کی امت کے لیے تمام گناہوں کی مغفرت۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب مجھے سیر کرائی گئی تو میں سدرہ تک پہنچا اس کا پھل گھڑوں کی مثل ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے سونے کا ایک پروانہ دیکھا جو سدرہ کی پناہ لیتا تھا۔

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 1، صفحہ 549(232)، مکتبۃ الرشد الریاض
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 349(10683)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے آپ سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان کر رہے تھے۔ فرمایا اس میں سونے کے پروانے ہیں اور اس کا پھل گڑھوں کی طرح ہے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں جیسے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے اس کے پاس کیا دیکھا۔ فرمایا میں نے اس کے پاس اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے گزرا۔ تمام نے کہا اے محمد! ﷺ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا حکم دو۔(1)

احمد، ابن ماجہ، حاکم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں معراج کی رات ملائکہ کے جس گروہ سے گزرا سب نے کہا تم پر پچھنے لگوانے ضروری ہیں اور بعض روایات میں ہے کہ اپنی امت کو پچھنے لگانے کا حکم دو۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ سے گزرا سب نے مجھے پچھنے لگوانے کا حکم دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے معراج کی رات یاجوج ماجوج کی طرف بھیجا کہ میں انہیں اللہ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف بلاؤں۔ پس انہیں حکم دیا گیا کہ وہ میری بات کو قبول کریں۔ وہ آگ میں ہیں، ان کے ساتھ وہ اولاد آدم ہیں اور ابلیس کی اولاد ہیں جو شمار کئے گئے ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے فرماتے ہیں: معراج کی رات جب رسول اللہ ﷺ واپس آئے تو آپ وادیٔ طویٰ میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ جبرئیل نے کہا ابو بکر تیری تصدیق کرے گا، اور وہ صدیق ہے۔

امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: جب نبی کریم ﷺ کو مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ صبح کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے لگے، بہت سے لوگ ایمان والوں میں سے مرتد ہو گئے، وہ دوڑتے ہوئے ابو بکر کے پاس گئے اور پوچھا کیا اپنے ساتھی کے بارے علم ہے؟ وہ کہتا ہے کہ آج رات اسے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے۔ ابو بکر نے پوچھا: واقعی آپ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے، لوگوں نے کہا ہاں، ابو بکر نے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر آپ نے فرمایا ہے تو سچ فرمایا ہے۔ لوگوں نے کہا تو اس کی یہ بات مانتا ہے کہ وہ آج رات بیت المقدس گئے ہیں اور صبح سے پہلے واپس آگئے ہیں؟ ابو بکر نے کہا ہاں میں تسلیم کرتا ہوں، میں تو اس کی اس سے بھی بعید از عقل باتیں تسلیم کرتا ہوں، صبح و شام جو اس پر آسمان کی خبریں آتی ہیں میں ان کو بھی تسلیم کرتا ہوں۔ اس وجہ سے ابو بکر کو الصدیق کہا جاتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی، البزار، طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم نے دلائل میں اور الضیاء نے المختارہ میں اور ابن عساکر

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 118 (3479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 233 (7473)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 361، دار الکتب العلمیہ بیروت

رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی تو میں نے صبح مکہ میں کی، مجھے یقین تھا کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے۔ میں علیحدہ پریشان کیفیت میں بیٹھ گیا۔ آپ کے پاس سے اللہ کا دشمن ابوجہل گزرا، وہ آیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا، ایک استہزاء کرنے والے کی طرح کہا کیا کوئی نئی بات ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے۔ اس نے کہا کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک۔ ابوجہل نے کہا پھر صبح تو نے ہمارے درمیان کی ہے؟ فرمایا ہاں۔ ابوجہل نے آپ کی بات کو نہ جھٹلایا تا کہ آپ اپنی بات سے انکار نہ کر جائیں۔ اس نے قوم کو آپ کی طرف بلایا اور کہا: اگر آپ اپنی قوم کو دعوت دینا چاہتے ہیں تو کیا انہیں وہ بات بتائیں گے جو مجھے بتائی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے معشر بنی کعب بن لوی! ادھر آؤ۔ لوگ آپ کے پاس اپنی مجالس چھوڑ کر آگئے اور ابوجہل اور آپ ﷺ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ ابوجہل نے کہا جو مجھ سے بیان کیا ہے وہ اپنی قوم سے بیان کرو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات مجھے سیر کرائی گئی، لوگوں نے پوچھا: کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک، انہوں نے پوچھا ایلیاء تک؟ فرمایا ہاں۔ لوگوں نے کہا پھر صبح آپ نے ہمارے درمیان کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ راوی فرماتے ہیں بعض تعجب سے تالی بجانے لگے اور بعض نے سر پر ہاتھ رکھ لیا اور کہنے لگے کیا تو مسجد اقصیٰ کی صفات بیان کر سکتا ہے؟ لوگوں میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے مسجد کی طرف سفر کیا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے مسجد کی ہیئت بیان کرنی شروع کر دی، میں بیان کرتا رہا حتیٰ کہ مسجد کا حصہ مجھ پر ملتبس ہو گیا۔ پس مسجد میرے سامنے لائی گئی، میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا حتیٰ کہ وہ حضرت عقیل کے گھر کے قریب رکھی گئی تھی۔ پس میں دیکھ کر اسے بیان کرتا گیا۔ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم! بالکل ٹھیک ہیئت بتائی ہے۔(1)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا، جب مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گی تھی تو میں حطیم میں کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے میرے بیت المقدس کو سامنے کر دیا، میں ان کو اس کی دیکھ کر نشانیاں بتاتا گیا۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے رسول اللہ ﷺ کو کہا: جب آپ نے انہیں بیت المقدس کی سیر کے متعلق بتایا تھا، آپ ہمیں بتائیں کہ ہماری کون سی چیز گم ہوئی تھی اور اپنی بات کی صداقت کی کوئی نشانی لے آئیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری مٹیالی رنگ کی اونٹنی گم ہوئی تھی جس پر تمہاری گندم لادی ہوئی تھی، جب میں ان کے پاس آیا تو انہوں نے کہا ہمارے لیے بیان کرو کہ اس پر کیا ہے؟ جبرئیل نے سب کچھ کھول دیا جو ان پر لادا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر سب کچھ بتاتے گئے جو کچھ ان پر لادا ہوا تھا اور وہ مشرک کھڑے دیکھ رہے تھے لیکن اتنے بڑے معجزے نے بھی ان کے شک اور تکذیب میں اضافہ کیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کو

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 309، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 281 (3133)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے اپنی قوم کو ان کے قافلہ کی علامت بتائی، انہوں نے پوچھا قافلہ کب آئے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بدھ کے روز۔ جب بدھ کا دن آیا تو قریش انتظار کرنے لگے۔ جب سورج غروب ہونے لگا اور قافلہ نہ پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، پس دن میں کچھ وقت کا اضافہ کر دیا گیا اور سورج کو روک لیا گیا۔ سورج کسی کے لیے نہیں لوٹا سوائے نبی کریم ﷺ کے اور یوشع بن نون علیہ السلام کے جب وہ جابروں سے جنگ لڑ رہے تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب نبی کریم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ کے پاس خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا جانور لایا گیا۔ وہ حد نظر پر قدم رکھتا تھا۔ اسے براق کہا جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ مشرکین کے ایک اونٹ کے پاس سے گزرے تو وہ بدک گیا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا ہم کو چیز نظر نہیں آرہی، یہ صرف ہوا ہی ہے حتی کہ آپ بیت المقدس پہنچے، آپ کو دو برتن پیش کیے گئے۔ ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ تھا۔ پس آپ نے دودھ لے لیا، جبرئیل نے کہا آپ کو ہدایت دی گئی ہے، آپ کی امت کو ہدایت دی گئی ہے۔(2)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت واقدی عن ابی بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ وغیرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے رب سے جنت اور دوزخ کے مشاہدہ کرانے کا سوال کرتے تھے۔ ہجرت سے اٹھارہ ماہ قبل سترہ رمضان کی رات تھی اور رسول اللہ ﷺ اپنے گھر کی چھت پر سوئے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس جبرئیل اور میکائیل آئے اور کہا چلو اس کی طرف جس کا تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے تھے۔ وہ دونوں آپ کو مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان لے گئے۔ آپ کے پاس معراج (سیڑھی) لائی گئی۔ وہ انتہائی خوب صورت چیز تھی آپ کو ہر آسمان پر لے جایا گیا۔ وہاں انبیائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ پہنچے۔ آپ نے جنت اور دوزخ دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں ساتوں آسمان پر پہنچا تو میں نے قدموں کے چلنے کی آواز سنی۔ آپ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ جبرئیل علیہ السلام اترے اور رسول اللہ ﷺ کو اپنے اپنے وقتوں میں نمازیں پڑھائیں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو جب سے سیر کرائی گئی، آپ سے دلہن کی خوشبو جیسی خوشبو آتی تھی اور آپ کی خوشبو دلہن کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے سفیان الثوری سے سنا جب کہ ان سے آپ ﷺ نے وحید کلبی کو قیصر کی طرف خط دے کر بھیجا تو وہ اسے حمص میں ملا۔ اس نے ترجمان کو بلایا، تو اس خط میں یہ لکھا ہوا تھا۔ یہ خط محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیصر بادشاہ روم کی طرف ہے، قیصر کا بھائی غصے میں آیا اور کہا تم اس شخص کے خط کا آغاز دیکھ رہے ہو۔ اس نے آپ کے نام سے پہلے اپنا نام لکھا ہے۔ تجھے قیصر صاحب الروم لکھا ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ آپ بادشاہ ہیں؟ قیصر نے اپنے بھائی سے کہا اللہ کی قسم! تو احمق، ذلیل اور پاگل ہے، تو یہ چاہتا ہے کہ اس خط کو پڑھنے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 404، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 1، صفحہ 213، دار صادر بیروت

سے پہلے میں جلا دو، میری عمر کی قسم! اگر وہ اللہ کا رسول ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے تو وہ زیادہ حق دار ہے کہ مجھ سے پہلے اپنے نام کا ذکر کرے۔ اگر اس نے مجھے صاحب روم کہا ہے تو سچ کہا ہے، میں رومیوں کا ساتھی ہوں میں ان کا مالک نہیں ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو میرے لیے مسخر کر دیا ہے۔ اگر وہ چاہے تو کسی کو مجھ پر مسلط کر دے۔ پھر قیصر نے خط پڑھا۔ اس نے کہا: اے رومیو! میرا گمان ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اسی نبی کی بشارت دی تھی، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں اس تک پہنچ جاؤں گا تو میں خود اس کی خدمت کرتا، اس کے وضو کا پانی میرے ہاتھوں پر گرتا، رومیوں نے کہا اللہ کی یہ شان نہیں کہ وہ ان پڑھ اعراب میں نبی مبعوث فرمائے اور ہمیں فراموش کر دے، ہم اہل کتاب ہیں۔ قیصر نے کہا اہل ہدایت میرے اور تمہارے درمیان انجیل ہے، ہم انجیل منگواتے ہیں، اس کو کھولتے ہیں۔ اگر واقعی یہ وہی نبی ہے تو ہم اس کی اتباع کریں گے ورنہ ہم اس پر مہریں تیار کرتے ہیں جیسا کہ پہلے تھیں۔ یہ مہریں ان مہروں کی جگہ ہوں گی۔ راوی فرماتے ہیں: انجیل پر اس وقت سونے کی بارہ مہریں تھیں ہرقل نے بھی اس پر مہر لگائی۔ پس بادشاہ جو اس کے بعد آنے والا تھا اس نے اس پر دوسری مہر لگائی حتی کہ قیصر بادشاہ نے مہر لگائی اور انجیل پر بارہ مہریں تھیں، ان میں سے ہر دوسرے کو یہ خبر دیتا تھا کہ ان کے لیے انجیل کو کھولنا ان کے دینی اعتبار سے جائز نہیں۔ جس دن وہ اس کو کھولیں گے ان کا دین بدل جائے گا اور ان کا بادشاہ ہلاک ہو جائے گا۔ قیصر نے انجیل منگوائی اور گیارہ مہریں کھول دیں۔ صرف ایک مہر باقی رہ گئی تھی۔ ان کے پادری، علماء اور حواری کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ دیے۔ اپنے چہروں پر طمانچے مارے اور اپنے بالوں کو نوچا۔ قیصر نے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا آج تمہارے گھر کا بادشاہ ہلاک ہو جائے گا اور تیری قوم کا دین بدل جائے گا۔ قیصر نے کہا اہل ہدایت تو میرے پاس ہے۔ انہوں نے کہا تو جلدی نہ کر حتی کہ ہم اس شخص کے بارے میں پوچھ لیں۔ اور اس کے معاملہ میں غور و فکر کر لیں، قیصر نے کہا: ہم اس کے متعلق کس سے پوچھیں گے؟ انہوں نے کہا ان کے علاقہ کے لوگ شام میں آئے ہوئے ہیں۔ قیصر نے شام میں ایسے لوگوں کی تلاش میں آدمی بھیجے جن سے وہ نبی کریم ﷺ کے متعلق پوچھے۔ پس ابوسفیان اور اس کے ساتھی اس کام کے لیے جمع کیے گئے۔ اس نے ابوسفیان سے پوچھا: اے ابوسفیان! مجھے اس شخص کے متعلق بتا جو تمہارے اندر کے معاملات کو مبعوث ہوا ہے۔ ابوسفیان نے نبی کریم ﷺ کو حد درجہ حقیر پیش کرنے کی کوشش کی۔ اس نے کہا اے بادشاہ سلامت! اس کی شان تمہاری شان سے بلند نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں وہ جادوگر ہے اور کہتے وہ شاعر ہے، ہم کہتے ہیں وہ کاہن ہے۔ قیصر نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ان سے پہلے انبیائے کرام کو بھی یہی کچھ کہا جاتا رہا ہے۔ قیصر نے پوچھا: اس کا تمہارے اندر مرتبہ کیا ہے؟ اس نے کہا متوسط درجہ کا ہے۔ قیصر نے کہا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اپنی قوم کے متوسط طبقہ سے مبعوث فرمایا ہے۔ مجھے اس کے صحابہ کے بارے میں بتاؤ۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے نوعمر اور نادان لوگ اس کے اصحاب ہیں۔ ہمارے رؤسا میں سے کسی نے بھی اس کی اتباع نہیں کی ہے۔ قیصر نے کہا اللہ کی قسم! رسولوں کے متبعین یہی لوگ ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے جاگیردار اور سرداروں کو ان کی غیرت روکے رکھتی ہے۔ قیصر نے پوچھا: مجھے اس کے اصحاب کے متعلق بتا کیا وہ اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد مرتد ہوتے ہیں یا نہیں۔ ابوسفیان نے کہا ان میں سے کسی نے بھی

دین کو قبول کرنے کے بعد نہیں چھوڑا۔ قیصر نے پوچھا اس کے دین میں تم میں سے لوگ داخل ہو رہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا ہاں۔ قیصر نے کہا تم لوگوں نے میری بصیرت میں اضافہ کیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہوسکتا ہے وہ میرے قدموں کے نیچے کی جگہ تک غالب آجائے۔ اے رومیو! آؤ ہم اس شخص کی دعوت کو قبول کرلیں اور ہم اس سے سوال کریں گے کہ وہ ہم پر کبھی چڑھائی نہ کرے۔ کیونکہ جب بھی کوئی نبی کسی بادشاہ کو خط لکھا ہے اور وہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ پھر بادشاہ اس نبی کی دعوت کو قبول کرلیتا ہے تو بادشاہ جو سوال کرتا ہے نبی اس کو عطا کردیتا ہے۔ پس تم میری اطاعت کرو۔ رومیوں نے کہا: ہم کبھی اس امر میں تیری اطاعت نہیں کریں گے، ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم! مجھے نبی کریم ﷺ کے متعلق کوئی ایسی بات کہنے سے کسی چیز نے نہیں روکا جو قیصر کی نگاہ میں آپ کا مقام گرادے۔ مگر میں نے ناپسند نہیں کیا کہ میں قیصر کے پاس جھوٹ بولوں۔ پھر میرے بارے یہ جھوٹی بات مشہور ہو جائے۔ اس نے میری تصدیق نہ کی حتی کہ میں نے آپ کی معراج کا واقعہ کا ذکر کیا۔ میں نے کہا: اے بادشاہ سلامت! میں تجھے اس کے متعلق ایک بات بتاتا ہوں جس سے تو جان لے گا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ قیصر نے کہا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا وہ ہمیں کہتا ہے کہ وہ حرم کی زمین سے ایک رات نکلا اور اسی رات تمہاری اس مسجد، مسجد ایلیاء میں آیا پھر اسی رات قبل الصبح واپس پہنچ گیا، ایلیاء کا مجاور، قیصر کے قریب کھڑا تھا۔ اس نے کہا مجھے وہ رات معلوم ہے۔ قیصر نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا تمہیں اس کا کیسا علم ہے؟ اس نے کہا میں ہمیشہ مسجد کے دروازے بند کر کے سوتا تھا۔ جب وہ رات تھی میں نے سب دروازے بند کردیئے لیکن ایک دروازہ بند نہ ہوا۔ میں نے عمال اور جو لوگ مسجد میں تھے سب سے مدد طلب کی لیکن ہم اس دروازے کو حرکت بھی نہ دے سکے گویا اس پر پہاڑ گر گیا ہے۔ پھر میں نے درکھان کو بلایا۔ انہوں نے اس کو دیکھا اور کہا کہ ساری عمارت اس کے اوپر گر پڑی ہے، ہم صبح تک اس کو حرکت نہ دے سکے۔ میں دیکھتا رہا کہ کہاں سے معمہ حل ہوگا بالآخر میں اسے کھلا چھوڑ کر چلا گیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ پتھر جو دروازہ کے ایک زوایہ میں تھا، اس میں سوراخ ہو چکا تھا اور اس میں سواری باندھنے کا نشان تھا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ دروازہ کسی نبی کی آمد کی خاطر ہی بند نہیں ہوا، اس رات ہماری مسجد میں نماز پڑھی گئی تھی۔ قیصر نے کہا اے معشر روم! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اور قیامت کے درمیان ایک نبی نے آنا ہے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی؟ یہ وہ نبی ہے جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی۔ پس لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول نہ کیا۔ جب قیصر نے ان کی نفرت کو دیکھا تو اس نے کہا اے رومیو! تمہارے بادشاہ نے تمہیں اس لیے دعوت دی تھی تاکہ تمہیں آزمالے کہ تمہاری اپنے دین میں کتنی پختگی ہے، پس تم نے اس کو گالی دی اور برا کہا ہے جب کہ وہ تمہارے سامنے موجود تھا۔ پس تمام رومی اس کو سجدہ کرتے ہوئے زمین پر گر گئے۔ الواسطی نے فضائل بیت المقدس میں کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جس رات سیر کرائی گئی، براق اس جگہ ٹھہرا جہاں انبیائے کرام کی سواریاں ٹھہرتی تھیں۔ پھر آپ ﷺ مسجد کے اندر داخل ہوئے جب کہ جبرئیل آپ کے آگے آگے تھے۔ آپ کے لیے ایسی روشنی ہوئی جیسے سورج چمکتا ہے۔ پھر جبرئیل آگے بڑھے حتی کہ شامی چٹان کے قریب پہنچ گئے تو جبرئیل نے اذان دی، آسمان سے ملائکہ اترے اور اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو اللہ نے بھیجا۔

پس نماز کھڑی ہوئی تو جبرئیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت پر کھڑا کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں اور رسولوں کو نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے گئے آپ کے لیے ایک سیڑھی سونے کی اور ایک سیڑھی چاندی کی رکھی گئی تھی۔ یہی معراج تھی حتی کہ جبرئیل امین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف چڑھ گئے۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت ابو حذیفہ رحمہ اللہ اور بیت المقدس کے مؤذن نے اپنی دادی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت صفیہ ام المومنین اور حضرت کعب رضی اللہ عنہما کو دیکھا۔ حضرت کعب حضرت ام المومنین کو کہہ رہے تھے کہ اے ام المومنین! تم یہاں نماز پڑھو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات انبیائے کرام کو یہاں نماز پڑھائی تھی۔ ابو حذیفہ نے اپنے ہاتھ سے چٹان کے پیچھے قبلہ قصویٰ کی طرف اشارہ کیا۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت ولید بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے میرے بعض شیوخ نے بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کو بیت المقدس پر چڑھے تو انہیں مسجد کی دائیں اور بائیں جانب دو نور نظر آئے جو پھیلے ہوئے تھے۔ میں نے جبرئیل سے پوچھا یہ نور کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ نور جو مسجد کی دائیں جانب ہے یہ آپ کے بھائی داؤد علیہ السلام کا محراب ہے اور یہ بائیں جانب والا نور آپ کی بہن مریم کی قبر پر ہے۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت الحسن بن الحسین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حطیم میں سویا ہوا تھا۔ جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے اپنے پاؤں سے دبایا۔ میں اٹھ بیٹھا لیکن مجھے کچھ نظر نہ آیا۔ میں پھر سو گیا، جبرئیل دوبارہ آیا اور اپنا قدم مجھے چبھویا۔ میں اٹھ بیٹھا لیکن مجھے کچھ دکھائی نہ دیا۔ میں پھر سو گیا، پس جبرئیل پھر آیا اور اپنا پاؤں مجھے چبھویا، میں اٹھ بیٹھا۔ اس نے مجھے بازو سے پکڑا۔ میں اس کے ساتھ اٹھا۔ وہ مسجد کے دروازہ کی طرف گئے تو وہاں گدھے اور خچر کی درمیانی قد و قامت کا سفید جانور کھڑا تھا۔ اس کی رانوں میں دو پر تھے وہ انہیں اپنی ٹانگوں پر مار کر اڑتا تھا، اپنے قدم حد نظر پر رکھتا تھا، جبرئیل نے مجھے اس پر سوار کیا پھر وہ مجھ سے جدا نہ ہوا اور میں اس سے جدا نہ ہوا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی عن ابی مالک عن ابی صالح عن عباس رضی اللہ عنہ وعن مرۃ الھمد انی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرق سے سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ (الاسراء: 1) کے قول کے تحت روایت کیا ہے کہ جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آئے، پھر انہیں براق پر سوار کیا پھر انہیں بیت المقدس لے گئے، ایک راستہ پر ابو سفیان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اونٹنی دودھ پی رہی تھی، براق کی آہٹ کی وجہ سے وہ بدک گئی اور دودھ ڈول دیا، ابو سفیان نے اسے بدکنے پر برا بھلا کہا۔ ان کا خاکستری اونٹ بھی بھاگ گیا۔ وہ کسی پانی کی طرف چلا گیا۔ وہ اس کی تلاش میں نکلے تو انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک وادی سے گزرے جہاں سے کستوری کی مہک آ رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل سے پوچھا یہ خوشبو کیسی کی ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ ان مسلمانوں کے گھر ہیں جنہیں اللہ کی وجہ سے آگ میں جلایا گیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حوالہ الازدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15 صفحہ 21 دار احیاء التراث العربی بیروت

فرمایا: میں نے معراج کی رات ایک سفید ستون دیکھا گویا کہ وہ موتی ہے، اسے فرشتے اٹھائے ہوتے تھے۔ میں نے پوچھا تم کیا اٹھائے ہوئے ہو۔ فرشتوں نے کہا یہ اسلام کا ستون ہے، اس کو شام میں رکھنے کا حکم ملا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شعب ابی طالب سے سیر کرائی گی تھی۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کا جسم مفقود نہیں پایا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح کو سیر کرائی تھی۔ (1)

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ کی سیر کے بارے میں پوچھا گیا تو معاویہ بن ابی سفیان نے کہا اللہ تعالیٰ کی روایت سچ ہے۔ (2)

امام ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل میرے پاس براق لائے، سیدنا ابوبکر نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میں نے براق کو دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی صفت بیان کرو، صدیق اکبر نے کہا وہ جانور تھا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ ابوبکر واقعی تو نے براق دیکھا تھا۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی تو میرے رب نے مجھے اپنا قرب خاص بخشا حتی کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان دو کمانوں یا اس سے کم بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اشیاء کی تعلیم بخشی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد! میں نے کہا لبیک یا رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میں تمہیں آخری نبی بنادوں تو تم غمگین ہو گے؟ میں نے عرض کی نہیں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر میں آپ کی امت کو آخری امت بنادوں، تو تجھے یہ امر غمگین کرے گا؟ میں نے عرض کی نہیں یا رب۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی امت کو میری طرف سے سلام پہنچادو اور انہیں بتادو کہ میں نے انہیں آخری امت بنایا ہے میں دوسری امتوں کو اس کے سامنے رسوا کروں گا لیکن انہیں دوسری امتوں کے سامنے رسوا نہیں کروں گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جب انہیں سیر کرائی گئی) تو ارادہ لیا کہ میں قریش کے پاس جاؤں اور انہیں اپنی سیر کے متعلق بتاؤں، پس انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور ابوبکر الصدیق نے آپ ﷺ کی تصدیق کی، اس دن آپ کا نام الصدیق رکھا گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت ابن المسیب اور ابوامامہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کو براق پر سیر کرائی گئی اور یہ حضرت ابراہیم کی وہ سواری تھی جس پر وہ سوار ہو کر بیت الحرام کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ یہ براق حد نظر پر قدم رکھتا تھا، فرمایا وہ براق قریش کے قافلوں میں سے ایک قافلہ کے پاس سے گزرا، جو ایک وادی میں موجود تھا۔ تو ان کا ایک اونٹ بدک گیا جس پر دو دھاری دار بوریاں لدی ہوئی تھیں حتی کہ رسول اللہ ایلیا پہنچ گئے آپ کو دو پیالے پیش کیے گئے، ایک شراب کا پیالہ تھا اور دوسرا دودھ کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 21 2۔ ایضاً

پیالہ تھا۔ آپ ﷺ نے دودھ لے لیا، جبرئیل نے آپ کو کہا آپ کی فطرت کی طرف راہنمائی کی گئی ہے، اگر آپ شراب کا پیالہ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ ابن شہاب فرماتے ہیں: مجھے ابن المسیب نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کو ملے، رسول اللہ ﷺ نے ان کی صفات بیان فرمائیں۔ فرمایا موسیٰ علیہ السلام دراز قد تھے اور ان کے بال ایسے تھے گویا وہ شنوأہ قبیلہ کے فرد ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ کے تھے گویا وہ کسی سرنگ سے نکلے ہیں، جن کو میں نے دیکھا ان میں سے عروہ بن مسعود الثقفی کے زیادہ مشابہ تھے۔ اور ابراہیم علیہ السلام میں ان کی اولاد میں سے ان کے زیادہ مشابہ ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو قریش کو اپنی سیر کے متعلق بتایا، بہت سے لوگ اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے، ابوسلمہ نے فرمایا کہ ابوبکر الصدیق آئے۔ ان سے پوچھا گیا کیا اب بھی تم اپنے ساتھی کی بات تسلیم کرو گے، وہ کہتا ہے کہ اسے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی ہے اور ایک رات میں وہ واپس بھی آگئے ہیں۔ ابوبکر نے کہا کیا میرے یار نے ایسا کہا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں، ابوبکر نے کہا اگر انہوں نے ایسا کہا ہے تو اللہ کی قسم! انہوں نے سچ کہا ہے، لوگوں نے کہا کیا تو تسلیم کرتا ہے کہ وہ ایک رات میں شام سے واپس آگئے ہیں؟ ابوبکر نے کہا میں تو ان کی اس سے بھی بعید از عقل باتیں تسلیم کرتا ہوں، میں ان کی آسمان کی خبروں کی تصدیق کرتا ہوں۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت نافع بن جبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے فرمایا نبی کریم کو جس رات سیر کرائی گئی تھی اس رات کی صبح کے بعد سورج ڈھلنے کے وقت جبرئیل امین آپ کے پاس تشریف لائے، اسی وجہ سے ظہر کی نماز کو نماز اولی کہا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے بلال کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا الصلوٰۃ جامعۃ پس لوگ جمع ہو گئے۔ پس جبرئیل نے نبی کریم ﷺ کو امامت کرائی اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی امامت فرمائی۔ پہلی دو رکعتوں کو لمبا فرمایا اور آخری دو رکعتوں کو مختصر کیا۔ تو جبرئیل نے نبی کریم ﷺ پر سلام کیا اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں پر سلام کیا۔ پھر عصر کی نماز بھی اسی طرح ادا کی گئی۔ پھر رات کی ابتدا میں جبرئیل نازل ہوئے تو الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا کی گئی۔ جبرئیل نے نبی کریم ﷺ کی امامت کرائی اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی امامت کرائی، پہلی دو رکعتوں کو لمبا کیا اور تیسری رکعت کو چھوٹا کیا پھر جبرئیل نے نبی کریم ﷺ پر سلام کیا اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں پر سلام کیا۔ پھر جب رات کا تیسرا حصہ گزر گیا تو جبرئیل تشریف لائے نماز کے لیے ندا کی گئی الصلوٰۃ جامعۃ لوگ جمع ہو گئے، جبرئیل نے نبی علیہ السلام ﷺ کی امامت کرائی اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی امامت کرائی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کو لمبا کیا اور جہراً قرأت کی اور آخری دو رکعتوں کو چھوٹا کیا پھر جبرئیل نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور نبی کریم ﷺ لوگوں پر سلام کیا پھر جب فجر طلوع ہوئی تو الصلوٰۃ جامعۃ کی ندا لگائی گئی۔ جبرئیل نے نبی کریم ﷺ کی امامت کرائی اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی امامت کرائی۔ آپ ﷺ نے دونوں رکعتوں میں جہراً اور طویل قرأت فرمائی اور آواز کو بلند کیا۔ پھر جبرئیل نے نبی کریم ﷺ کو سلام کیا اور نبی کریم ﷺ نے لوگوں پر سلام کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 10

امام ابوبکر الواسطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب بیت المقدس میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ زمین پانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو بھیجا، اس نے پانی کو مس کیا تو زمین پر جھاگ ظاہر ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے چار ٹکڑوں میں تقسیم فرمایا، ایک قطعہ سے مکہ، دوسرے سے مدینہ، تیسرے سے بیت المقدس اور چوتھے سے کوفہ بنایا۔

امام الواسطی اور وہب بن منبہ رحمہما اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے انبیاء کی تعداد جاننے کا ارادہ فرمایا کہ وہ کتنے تھے۔ آپ نے نقباء و عرفاء بھیجے اور انہیں حکم دیا کہ تعداد معلوم کر کے لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر داؤد علیہ السلام کو خطاب فرمایا اور فرمایا مجھے معلوم ہے کہ میں نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا کہ میں اس میں اور ان کی اولاد میں برکت ڈالوں گا حتی کہ میں انہیں چیونٹیوں کی طرح (کثیر) کر دوں گا اور میں انہیں اس طرح بناؤں گا کہ ان کا شمار نہ ہو سکے گا اور تو نے ان کی تعداد معلوم کرنے کا ارادہ کیا ہے جب کہ ان کا شمار ممکن نہیں ہے۔ پس تم اپنے لیے دو چیزیں منتخب کرو۔ میں تمہیں تین سال بھوک سے آزماؤں گا یا تم پر تین مہینے دشمن کو مسلط کروں گا یا تین دن موت دوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا نہ تو ہمیں بھوک پر تین سال صبر ہو گا اور نہ تین مہینے دشمن کا تسلط برداشت ہو گا اور ان کے لیے تقیہ کا مسئلہ نہیں تھا اگر آزمائش ضروری ہے تو موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ پس انہوں نے موت کو قبول کیا تو ایک ساعت میں کئی ہزار افراد فوت ہو گئے جن کی تعداد معلوم ہی نہ ہوئی تھی۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بھیانک منظر دیکھا تو کثرت موت کی وجہ سے بہت پریشان ہوئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا اور عرض کی یا رب! میں کڑوا پھل کھاؤں اور بنو اسرائیل روندے جائیں؟ میں اس کو طلب کرتا ہوں اور بنو اسرائیل کو حکم دیتا ہوں پس جو کچھ ہوا میری طرف سے ہے، تو بنی اسرائیل سے عذاب اٹھا لے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ان سے موت کو اٹھا لیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی تلواریں نیاموں میں رکھ کر سونتے ہوئے ہیں، وہ ایک چٹان سے سونے کی سیڑھی کے ذریعے آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں، داؤد علیہ السلام نے کہا اس مکان پر اللہ کی رضا کے لیے مسجد بنانا زیادہ مناسب ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے بنانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ یہ بیت المقدس ہے تو نے اپنا ہاتھ خون میں پھیلایا ہے۔ پس تو اس کا بانی نہیں ہے لیکن تیرے بعد تیرا بیٹا جس کا نام سلیمان ہے وہ اس کو خون سے محفوظ کرے گا۔ جب سلیمان علیہ السلام بادشاہ بنے تو انہوں نے بیت المقدس کی تعمیر کی۔ جب آپ نے تعمیر کا ارادہ کیا تو آپ نے شیطانوں کو کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا گھر بناؤں جس میں کوئی پتھر لوہے سے نہ کاٹا جائے۔ شیاطین نے کہا اس کام پر صرف وہ شیطان قادر ہو سکتا ہے جو سمندر میں رہتا ہے، اس کا ایک پینے کا پیالہ ہے جس کی طرف وہ لوٹتا ہے۔ شیاطین اس کے پیالے کے پاس آئے، انہوں نے اس کی جگہ شراب رکھی۔ وہ پینے لگا تو اس نے شراب کی بو محسوس کی اور کہا یہ کیا چیز ہے؟ اس نے وہ شراب نہ پی۔ جب اس کی پیاس شدید ہوئی تو اس نے شراب پی لی۔ پس وہ پکڑا گیا راستے میں جب اسے شیاطین پکڑ کر لا رہے تھے تو ایک شخص لہسن کو پیاز کے ساتھ بیچ رہا تھا۔ شیطان اسے دیکھ کر ہنسا، پھر وہ ایک عورت کے پاس سے گزرا جو ایک قوم میں کہانت کا عمل کر رہی تھی، پھر وہ ہنسا، جب وہ

سمندر شیطان حضرت سلیمان کے پاس پہنچا تو اس نے اپنے ہنسنے کی وجہ بتائی۔ حضرت سلمان نے پوچھا تو اس نے کہا میں ایک شخص کے پاس سے گزرا، بیماری کے ساتھ دوا بھی بیچ رہا تھا اور ایک کاہن عورت کے پاس سے گزرا جب کہ اس کے نیچے خزانہ تھا جس کا اسے علم نہ تھا۔ حضرت سلیمان نے اس کے سامنے بیت المقدس کی تعمیر کا مسئلہ رکھا تو اس نے تانبے کی ایک ایسی ہنڈیا لانے کو کہا جس کو بیل نہ اٹھالائے، دوسرے شیطانوں نے وہ ہنڈیا گدھ کے بچوں پر رکھی اس کے پاس شیطان آیا، گدھ کے بچوں تک نہ پہنچا۔ وہ آسمان کی فضا میں بلند ہوا پھر نیچے آیا اور اپنے منہ میں ایک ایک لکڑی لایا، اسے اس ہنڈیا کے اوپر رکھا تو ہنڈیا دوٹکڑے ہوگئی، پس شیاطین نے وہ لکڑی اٹھالی اور اس کے ساتھ پتھروں کو تراشا۔

امام ابن سعد نے حضرت سالم بن ابی عنضر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمان زیادہ ہو گئے اور مسجد تنگ ہوگئی حضرت عمر نے مسجد کے اردگرد کے مکانات خرید لیے سوائے حضرت عباس عبد المطلب کے گھر کے اور امہات المومنین کے حجرے بھی نہ خریدے۔ حضرت عمر نے حضرت عباس کو کہا اے ابوالفضل! مسلمان کے لیے مسجد تنگ ہوگئی ہے اور میں نے اردگرد کے تمام مکانات خرید لیے ہیں، ہم مسجد کی توسیع کریں گے۔ آپ کا گھر ازواج مطہرات کے مکانات چھوڑ دیئے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: امہات المومنین کے حجرے لینا تو ممکن نہیں ہے لیکن آپ کا جو گھر ہے بیت المال کو منہ مانگی قیمت میں فروخت کر دیں، میں اس کو بھی مسجد کی توسیع میں شامل کر دوں گا۔ حضرت العباس نے کہا میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ حضرت عمر نے کہا تو تین چیزوں میں سے ایک کا انتخاب کرلو، یا تو یہ گھر مسلمانوں کے بیت المال کو قیمۃً فروخت کر دو یا میں تمہیں مدینہ طیبہ میں جہاں چاہوں بیت المال سے گھر بنا دیتا ہوں۔ یا تم اسے مسلمانوں پر صدقہ کر دو تا کہ میں اس کے ساتھ مسلمانوں کی مسجد میں اضافہ کر دوں۔ حضرت عباس نے فرمایا: مجھے ان میں سے کوئی عمل بھی قبول نہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: میں اپنے اور تمہارے جسے تم چاہو حاکم بنا دیتا ہوں، حضرت عباس نے کہا ابی بن کعب کو حاکم بنائیں۔ دونوں ابی بن کعب کے پاس گئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ ابی نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہیں ایک حدیث بیان کروں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، دونوں نے کہا سناؤ، ابی بن کعب نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرا ایک گھر بناؤ جس میرا ذکر کیا جائے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کے لیے نشان لگائے اس زمین کا چوتھا حصہ بنی اسرائیل میں سے کسی کا گھر بنتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس شخص کو فروخت کرنے کے لیے کہا تو اس نے انکار کر دیا، حضرت داؤد علیہ السلام نے سوچا کہ زبردستی اس سے یہ جگہ وصول کرلی جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! میں نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو میرا گھر بنا جس میں میرا ذکر کیا جائے اور تو نے میرے گھر میں غصب کو داخل کرنے کا ارادہ کیا ہے، میری یہ شان نہیں کہ میں کسی کا مال غصب کروں پس اس کی تجھے سزا یہ ہے کہ تو اس کی تعمیر نہیں کرے گا۔ حضرت داؤد نے عرض کی یارب! یہ شرف تعمیر میری اولاد کو عطا کیا جائے۔ فرمایا تیری اولاد میں ایک شخص اس کی تعمیر کرے گا۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر نے ابی بن کعب کے کپڑوں سے پکڑا اور کہا میں تمہارے پاس ایک معاملہ لایا تھا لیکن تو نے مجھے اس کے حل کے بجائے مزید مشکل میں ڈال دیا ہے، جو تو نے کہا اس

کی دلیل لاؤ۔ حضرت عمر اسے پکڑ کر مسجد میں لائے اور اسے صحابہ کرام کے حلقہ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ ان صحابہ میں حضرت ابوذر بھی تشریف فرماتھے۔ ابی بن کعب نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے بیت المقدس کی تعمیر سنی ہو جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا تھا، ابوذر نے کہا میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، ایک دوسرے آدمی نے کہا میں نے یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔ اس وقت حضرت عمر نے حضرت ابی کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابی نے حضرت عمر سے کہا کیا تم مجھے حدیث رسول کے متعلق متہم کرتے ہو، حضرت عمر نے کہا اے ابوالمنذر! نہیں اللہ کی قسم! مجھے تم پر کوئی جھوٹ کا اندیشہ نہیں تھا لیکن میں حدیث رسول کو ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ راوی فرماتے ہیں حضرت عمر نے حضرت عباس سے کہا تم جاؤ میں تم سے کچھ تعرض نہیں کرتا، حضرت عباس نے فرمایا: اگر تم ایسا کرتے ہو تو میں اپنا یہ گھر مسلمانوں پر صدقہ کرتا ہوں تم اس کے ذریعے ان کی مسجد میں توسیع کر دو۔ لیکن اگر تم مجھے جھگڑا کرو تو پھر نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لیے بیت المال سے گھر تعمیر کیا جو آج بھی قائم ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہما کا مدینہ طیبہ میں ایک گھر تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا کہ تم یہ گھر مجھے ہبہ کر دو یا بیچ دو تا کہ میں اسے مسجد میں داخل کر دوں۔ حضرت عباس نے کہا میرے اور اپنے درمیان صحابہ میں کوئی شخص اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کر لو، پس حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس مسئلہ پیش کیا گیا، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ کر دیا، حضرت عمر نے کہا اصحاب رسول اللہ ﷺ میں کوئی شخص حضرت ابی سے زیادہ مجھ پر جرأت کرنے والا نہ تھا۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المومنین! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کیا تجھے عورت کا قصہ معلوم نہیں ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تو انہوں نے اس میں ایک عورت کا مکان اس کی اجازت کے بغیر بیت المقدس میں داخل کر دیا، جب اس کی تعمیر اتنی ہوگئی کہ مردوں کے لیے اسے کراس کرنا ممکن نہ تھا تو اس کی مزید تعمیر سے روک دیا گیا حضرت داؤد نے عرض کی یارب! مجھ سے یہ خدمت روک لی ہے تو میرے بعد میری نسل کو عطا فرما دے۔ جب حضرت عباس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو حضرت عباس نے کہا کیا تو نے میرے حق میں فیصلہ نہیں کیا ہے۔ حضرت ابی نے کہا کیوں نہیں میں نے واقعی تمہارے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ حضرت عباس نے کہا میں تمہاری خاطر یہ گھر اللہ کی رضا کے لیے پیش کرتا ہوں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کا گھر لینے کا ارادہ فرمایا تا کہ اسے مسجد کا حصہ بنایا جائے۔ حضرت عباس نے وہ گھر دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا میں یہ گھر ضرور لوں گا، حضرت عباس نے فرمایا تم اپنے اور میرے درمیان مسئلہ کے حل کے لیے ابی بن کعب حاکم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کر لو۔ حضرت عمر نے کہا ٹھیک ہے، دونوں حضرت ابی کے پاس آئے اور صورت مسئلہ پیش کی۔ حضرت ابی نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس وحی بھیجی تھی کہ بیت المقدس کی تعمیر کرو۔ وہ زمین ایک شخص کی تھی۔ آپ نے وہ اس شخص سے خرید لی جب حضرت سلیمان

علیہ السلام نے اسے قیمت دی تو اس شخص نے پوچھا جو تو نے مجھے قیمت دی ہے وہ بہتر ہے یا وہ جو تو نے مجھ سے لیا ہے؟ حضرت سلیمان نے کہا وہ بہتر ہے جو میں نے تجھ سے لیا ہے، اس شخص نے کہا پھر تو میں اجازت نہیں دیتا پھر حضرت سلیمان نے اسے مزید رقم دے کر وہی جگہ خرید لی، اس شخص نے دو یا تین مرتبہ اس طرح زائد قیمت وصول کی۔ جب حضرت سلمان نے اس پر یہ شرط لگا دی کہ میں تیرے فیصلہ کے مطابق یہ زمین خریدوں گا لیکن اب تو سوال نہیں کرے گا کہ کون سی چیز بہتر ہے (ثمن یا زمین) اس شخص نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت سلمان نے اس سے وہ زمین اس کے حکم کے مطابق خرید لی۔ اس نے بارہ ہزار قنطار سونا وصول کیا، حضرت سلمان نے اتنی زیادہ قیمت ادا کرنے کو گراں سمجھا، اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اگر تو اسے اپنے مال سے کچھ دے تو تو زیادہ جانتا ہے (کہ زیادہ دے رہا ہے یا کم) اور اگر اسے تو نے ہمارے عطاؤ بخشش سے عطا کرنا ہے تو اسے منہ مانگی قیمت دے دے تاکہ وہ خوش ہو جائے۔ راوی فرماتے ہیں: حضرت سلیمان نے اسے منہ مانگی قیمت ادا کر دی۔ راوی فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب نے فرمایا: میں حضرت عباس کو زیادہ اپنے گھر کا حق دار سمجھتا ہوں حتی کہ وہ خود دینے پر راضی ہو جائیں۔ حضرت عباس نے کہا جب تو نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے تو میں اپنے اس گھر کو مسلمان پر صدقہ کرتا ہوں۔

امام عبدالرزاق نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مدینہ طیبہ کی مسجد کے پہلو میں حضرت عباس بن عبدالمطلب کا گھر تھا، حضرت عمر نے انہیں کہا کہ یہ مجھے فروخت کر دو، حضرت عمر نے اسے مسجد میں داخل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت عباس نے وہ گھر فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا مجھے ہبہ کر دو، حضرت عباس نے پھر بھی انکار کیا۔ حضرت عمر نے کہا تم خود مسجد میں توسیع کر دو۔ حضرت عباس نے پھر بھی انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا تجھے ان تین امور میں سے ایک تو کرنا ہی ہوگا۔ حضرت عمر عباس نے انکار کر دیا۔ حضرت عباس نے فرمایا میرے اور اپنے درمیان ایک شخص حاکم بنا دو، دونوں نے ابی بن کعب کا انتخاب کا، دونوں اس کے سامنے جھگڑنے لگے۔ حضرت ابی نے حضرت عمر کو کہا میری رائے تو یہ ہے کہ تم اس کی رضا کے بغیر انہیں مسجد سے نہیں نکال سکتے۔ حضرت عمر نے کہا کیا تمہارا یہ فیصلہ کتاب اللہ میں ہے یا سنت رسول اللہ ﷺ میں ہے؟ حضرت ابی نے کہا یہ فیصلہ سنت رسول ﷺ سے ہے۔ حضرت عمر نے کہا وہ سنت کیا ہے؟ حضرت ابی نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سلیمان بن داؤد نے جب بیت المقدس بنانا شروع کیا تو وہ جو دیوار بناتے صبح کے وقت وہ گری پڑی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تو کسی کے حق میں تعمیر نہ کر یہاں تک کہ وہ شخص راضی ہو جائے حضرت عمر نے جھگڑا ترک کر دیا، پھر حضرت عباس نے از خود مسجد کی توسیع کے لیے وہ گھر پیش کر دیا۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بیت المقدس تعمیر کرنے کا حکم فرمایا تو انہوں نے عرض کی یا رب! کہاں بناؤں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جہاں تو دیکھے کہ فرشتے تلوار سونتے ہوئے ہے۔ حضرت داؤد نے اس جگہ فرشتے کو دیکھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بنیاد رکھی اور اس کی دیواریں بلند کیں، جب دیوار بلند ہو جاتی تو گر پڑتی، داؤد علیہ السلام نے کہا یا رب! تو نے مجھے اپنا گھر بنانے کا حکم دیا۔ جب دیوار بلند ہوتی ہے تو تو اسے گرا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد! میں نے (تجھے) اپنی مخلوق میں

خلیفہ بنایا ہے۔ تو نے کسی سے بغیر ثمن کے کیوں لی ہے۔ پس اب اس گھر کو تیری اولاد سے ایک شخص تعمیر کرے گا۔ جب حضرت سلمان نے زمین والے شخص سے بیع کی تو مالک زمین نے کہا ایک قنطار لوں گا۔ حضرت سلمان نے کہا مجھے قبول ہے۔ پھر مالک زمین نے کہا کیا یہ ثمن بہتر ہے یا زمین۔ تو حضرت سلمان نے کہا زمین بہتر ہے۔ اس شخص نے کہا میرے دل میں اور خیال آیا ہے۔ حضرت سلمان نے کہا بیع مکمل نہیں ہو چکی ہے۔ اس نے کہا نہیں بائع اور مشتری کو اختیار ہوتا ہے جب تک مجلس سے جدا نہ ہوں۔ ابن المبارک فرماتے ہیں یہ خیار کی اصل ہے۔ فرماتے ہیں مالک زمین، قیمت میں متواتر اضافہ کرتا رہا اور ہر بار پہلے کی طرح سوال کرتا رہا حتیٰ کہ نو قناطیر قیمت واجب ہو گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کو تعمیر کیا حتیٰ کہ وہ اس سے فارغ ہو گئے۔ اس کے دروازے بند ہو گئے۔ حضرت سلیمان نے ان کو کھولنا چاہا لیکن وہ نہ کھلے حتیٰ کہ آپ نے دعا فرمائی کہ ابوداؤد کی نمازوں کے واسطہ سے دروازے کھل جائیں، تو اس وقت دروازے کھل گئے۔ حضرت سلیمان نے بیت المقدس میں دس ہزار قراء بنی اسرائیل کو متعین کیا جن میں پانچ ہزار رات کو اور پانچ ہزار دن کو تلاوت کرتے تھے، ہر لمحہ دن، رات بیت المقدس میں عبادت کی جاتی تھی۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تم بیت المقدس کو مکمل نہیں کرو گے۔ انہوں نے عرض کی کیوں؟ فرمایا کیونکہ تو نے اپنا ہاتھ خون آلود کیا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے رب! یہ تیری اطاعت میں نہیں ہو رہا تھا۔ فرمایا اگرچہ میری اطاعت میں ہے۔

امام ابن حبان نے الضعفاء میں، طبرانی، ابن مردویہ، الواسطی رحمہم اللہ نے حضرت رافع بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو فرمایا کہ تم میرے لیے ایک گھر بناؤ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی تعمیر سے پہلے اپنا گھر بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے داؤد! تو نے میرے گھر سے پہلے اپنا گھر بنایا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے عرض کی یا رب تو نے اسی طرح فرمایا ہے کہ جو بادشاہ بنا اس نے اپنے آپ کو ترجیح دی، پھر داؤد علیہ السلام مسجد کی تعمیر میں شروع ہو گئے۔ جب دیواریں مکمل ہوئیں تو گر پڑتی تھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ تو میرے لیے گھر نہیں بنا سکتا۔ حضرت داؤد نے عرض کی کیوں یا رب؟ فرمایا جب کہ تیرے ہاتھوں خون جاری ہوئے ہیں۔ یا رب! یہ سب کچھ تیری محبت کی خاطر نہ تھا؟ فرمایا ایسا ہی تھا لیکن وہ میرے بندے ہیں اور میں ان پر رحم فرماتا ہوں۔ یہ چیز اس پر شاق گزری۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ تم پریشان نہ ہو میں اس کی تکمیل تیرے بیٹے سلیمان کے ہاتھوں کراؤں گا۔ جب داؤد علیہ السلام کا وصال ہوا تو سلیمان علیہ السلام اس کی تعمیر میں شروع ہوئے۔ جب قربان کرنے والے کا قرب اور ذبائح کی ذبح اور بنی اسرائیل کا اجتماع مکمل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں تجھے خوشی دکھاؤں گا کیونکہ تو نے میرا گھر تعمیر کیا ہے۔ تو مجھ سے سوال کر میں تجھے عطا کروں گا۔ حضرت سلیمان نے عرض کی میں تین خصائل کا سوال کرتا ہوں حکم جو تیرے حکم کے مطابق ہو اور ایسی بادشاہی جو میرے بعد کسی کے لیے نہ ہو اور جو اس گھر میں آئے اور اس کا ارادہ فقط نماز ہو تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جس طرح بچہ اپنی

ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہیں دو چیزیں عطا کی گئیں اور مجھے امید ہے تیسری بھی انہیں عطا کی گئی ہوگی۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیج کہ میرے لیے بیت المقدس بناؤ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے گھر کی تعمیر پہلے شروع کر دی تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے داؤد! میں نے تجھے اپنا گھر بنانے کا حکم دیا تھا تو نے پہلے اپنا گھر بنانا شروع کر دیا اس لیے اب یہ شرف آپ کو نہیں ملے گا۔ حضرت داؤد نے عرض کی پھر یہ شرف میری اولاد کو بخشا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں تیری اولاد تعمیر کرے گی۔ جب حضرت سلیمان مملکت کے والی بنے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وحی فرمائی کہ بیت المقدس بناؤ انہوں نے بنایا۔ جب مکمل ہو گیا تو شکر کا سجدہ کیا اور عرض کی یا رب! جو اس میں داخل ہوا سے امن عطا فرما اور اس میں دعا کرے اس کی دعا قبول فرما اور جو معافی طلب کرے اس کے گناہ معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے آل داؤد کے لیے دعا کو خاص کیا ہے۔ حضرت سلیمان نے چار ہزار گائیں ذبح کیں، سات ہزار بکریاں ذبح کیں اور کھانا تیار کیا اور بنی اسرائیل کی دعوت کی۔

امام احمد، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، نسائی، ابن ماجہ، الحاکم انہوں اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت سلیمان نے جب بیت المقدس بنایا تو تین چیزوں کا اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اللہ تعالیٰ نے دو انہیں عطا فرما دیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تیسری بھی انہیں ملے گی۔ انہوں نے سوال کیا کہ ان کا فیصلہ، اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق ہو، اللہ تعالیٰ نے یہ انہیں عطا فرما دیا۔ انہوں نے سوال کیا کہ انہیں بادشاہی ملے جو ان کے بعد کسی کو نہ ملے، اللہ تعالیٰ نے یہ بھی انہیں عطا فرما دیا۔ تیسرا یہ سوال کیا کہ جو شخص اپنے گھر سے بیت المقدس میں نماز پڑھنے کے لیے نکلے وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جیسے بچہ اس دن ہوتا ہے جس دن والدہ اسے جنم دیتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی انہیں عطا فرما دیا ہوگا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور الواسطی رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ساتوں آسمانوں میں زمین میں حرم کی مقدار حرم ہے اور ساتوں آسمانوں میں زمین کے بیت المقدس کی مقدار بیت المقدس ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اضافی ثواب کی نیت سے کسی مسجد کا سفر نہ کیا جائے مگر تین مساجد کی طرف مسجد حرام، میری یہ مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اضافی ثواب کی نیت سے کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے مگر تین مساجد کی طرف: مسجد حرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 84 (83)، دار الکتب العلمیہ، بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 188، (1409)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، (1410)

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سلیمان بن داؤد بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے باب رحمت کے پاس ان کے لیے دو درخت اگائے، ایک سونا اگاتا تھا اور دوسرا چاندی، ہر روز ہر درخت سے دو سو رطل سونا اور چاندی حاصل کیا جاتا تھا۔ پس مسجد فرش سونے اور چاندی کے ٹیلوں کا تھا۔ جب بخت نصر آیا تو اس نے اسے خراب کر دیا، اس نے اسی ریڑھیاں سونے اور چاندی کی اٹھوا کر رومیہ میں ڈال دیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن عمرو الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی مسجد تعمیر کی تو سنگ مرمر کے پتھر کو بیت المقدس میں داخل ہونے سے منع فرما دیا کیونکہ یہی ملعون پتھر ہے، اس نے دوسرے پتھروں پر فخر کیا تھا اس لیے اس پر لعنت کی گئی۔

امام حاکم نے ابوذر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ذکر کر رہے تھے کہ مسجد رسول اللہ افضل ہے یا بیت المقدس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اس مسجد میں نماز، بیت المقدس کی چار نمازوں سے افضل ہے کتنا اچھا ہے وہ نمازی (جسے میری مسجد میں نماز پڑھنے کا شرف ملا) امید ہے کہ ایک شخص کے لیے اس کے فرش کی مثل زمین ہو جس سے وہ بیت المقدس کو دیکھے تو اس کے لیے وہ تمام دنیا سے بہتر ہے یا فرمایا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔(1)

امام الواسطی نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہر روز بیت المقدس کی طرف دو مرتبہ دیکھتا ہے۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے آپ بیت المقدس میں موجود تھے۔ فرمایا اے نافع! ہمیں اس گھر سے لے جا کیونکہ اس میں گناہ کئی گنا ہو جاتے ہیں جس طرح نیکیاں کئی گنا ہوتی ہیں۔

امام الواسطی نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیت المقدس کے متعلق پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر مسکن بیت المقدس ہے، اس میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز کے برابر ہے، حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ کیا کرے؟ فرمایا وہ بیت المقدس کے لیے تیل بھیج دے۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے بیت المقدس میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور صبح کی نماز پڑھی، پھر دوسرے دن نماز پڑھی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو گیا جس طرح وہ بچہ اس دن گناہوں سے پاک ہوتا ہے جس دن اسے ماں جنم دیتی ہے۔

امام الواسطی نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بیت المقدس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خراب ہونے کی شکایت کی، پوچھا گیا کیا مسجد بولتی ہے؟ فرمایا ہر مسجد کی دو آنکھیں ہوتی ہیں جن سے وہ دیکھتی ہے اور ایک زبان ہوتی ہے جس کے ساتھ کلام کرتی ہے۔ مسجد تھوک اور نجاست سے اس طرح سکڑ جاتی ہے جس طرح جانور کوڑا لگنے سے سکڑ جاتا ہے۔

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خلفاء میں شمار نہیں ہوتا مگر وہ شخص جو مسجد حرام اور مسجد بیت المقدس دونوں کا مالک ہوتا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، باب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 554 (8553)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام الواسطی رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیت المقدس کے متعلق روایت کیا ہے کہ بیت المقدس میں ایک ہزار دنوں کی طرح ہے اور اس میں ایک مہینہ ہزار مہینوں کی طرح ہے۔ اس میں ایک ہزار سال کی طرح ہے اور جو اس میں فوت ہوا گویا وہ آسمان دنیا میں فوت ہوا۔

امام ابن ابی حاتم نے السدی سے الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اس کے ارد گرد درخت اگائے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ...... الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو ہدایت بنایا وہ ظلمات سے نور کی طرف نکالتی ہے اور اس کتاب کو ان کے لیے رحمت بنایا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِیْ وَكِیْلًا میں وَكِیْلًا سے مراد شَرِیْكًا ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ فرماتے ہیں ذُرِّیَّةَ پر نصب ندا کے اعتبار سے ہے یعنی یا ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے حام، سام، یافث اور کوش۔ ساری انسانیت ان چار سے پھیلی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو فاطمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نوح علیہ السلام جو چھوٹی، بڑی چیز اٹھاتے پڑھتے، بِسْمِ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اللہ تعالیٰ نے اسی لیے آپ کا عَبْدًا شَكُوْرًا رکھا۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردوہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نوح علیہ السلام جب کوئی کپڑا پہنتے یا کھانا کھاتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عَبْدًا شَكُوْرًا رکھا۔ (3)

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سعید بن مسعود الثقفی الصحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نوح علیہ السلام کو عَبْدًا شَكُوْرًا اس لیے کہا گیا کیونکہ آپ جب کوئی چیز کھاتے یا پیتے یا کوئی کپڑا پہنتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے۔ (4)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نوح علیہ السلام بیت الخلاء سے باہر آتے تو یہ دعا پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰى فِیَّ مَنْفَعَتَهٗ وَاَخْرَجَ عَنِّیْ اَذَاهُ۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت العوام رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں نوح علیہ السلام یہ دعا پڑھتے تھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذَاقَنِیْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰى فِیَّ مَنْفَعَتَهٗ وَ اَذْهَبَ عَنِّیْ اَذَاهُ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 23
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 392 (3371)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 24
5۔ شعب الایمان، باب تعدید نعمۃ اللہ وشکرھا، جلد 4، صفحہ 113 (4469)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اصبغ بن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نوح علیہ السلام جب بیت الخلاء سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھتے تھے اس لیے انہیں عَبْدًا شَكُوْرًا فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نوح علیہ السلام جب بیت الخلاء سے باہر آئے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ آپ کا شکر کرنا یہ تھا کہ آپ جب بھی کھاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب فارغ ہوتے تو الحمد للہ کہتے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نوح علیہ السلام نے کبھی کوئی چیز تناول نہیں فرمائی مگر اللہ کی حمد کی اور کبھی کوئی چیز نہیں پیتے تھے مگر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے اور اس کی تعریف کرتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ (2)

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نوح علیہ السلام جب کھانا کھاتے تو کہتے الحمد للہ، جب پانی پیتے تو کہتے الحمد للہ۔ جب لباس پہنتے تو کہتے الحمد للہ۔ جب سوار ہوتے تو کہتے الحمد للہ، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام عَبْدًا شَكُوْرًا رکھ دیا۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو عبد شکور فرمایا کیونکہ آپ صبح و شام یہ پڑھتے تھے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ (الروم)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طعام کا حق یہ ہے کہ انسان یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْمَا رَزَقْتَنَا اور اس کا شکر یہ ہے کہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا۔

امام ابن ابی شیبہ نے تمیم بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ انسان جب کھانے پر بسم اللہ پڑھے اور آخر میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرے تو کھانے کی لذت کی نعمتوں کے بارے میں اس سے نہیں پوچھا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی نے الدعاء میں حاتم رحمہم اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب نیا لباس پہنتے تو یہ پڑھتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ۔ پھر فرماتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے نیا کپڑا پہنا پھر یہ دعا پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ، پھر اپنا پرانا لباس صدقہ کر دیا تو وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفظ میں ہوگا، زندہ اور مردہ اللہ تعالیٰ کے پردے میں ہوگا۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ (4)

1۔ شعب الایمان، باب لعدید نعمۃ اللہ وشکرھا، جلد 4، صفحہ 113 (4470) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 114 (4472) 3۔ ایضاً (4473)
4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اللباس، جلد 4، صفحہ 160 (3557)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیا کپڑا پہنے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا أُوَارِي بِهِ عَوْرَتِي وَأَتَجَمَّلُ بِهِ فِي النَّاسِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے نیا کپڑا پہنا پھر اللہ تعالیٰ کی حمد کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کیا یا اس کے گناہ معاف کر دیئے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو بتایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو آگاہ کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ ہم نے ان کے خلاف فیصلہ کیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سابق تفسیر نقل کی ہے۔

ابن المنذر اور حاکم نے طاؤس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے پاس موجود تھا اور ہمارے ساتھ ایک قدریہ فرقہ کا شخص تھا۔ میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کوئی تقدیر نہیں ہے۔ ابن عباس نے فرمایا کیا لوگوں میں ایسا بھی کوئی ہے؟ میں نے کہا اگر موجود ہو تو آپ کیا کریں گے۔ فرمایا میں اس کا سر پکڑ کر اس پر یہ آیت تلاوت کروں گا وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے: اللہ تعالیٰ نے تورات میں بنی اسرائیل سے عہد کیا لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ۔ پس پہلا انکا فساد حضرت زکریا علیہ السلام کا قتل تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان میں نبط کا بادشاہ مسلط کیا۔ پھر اس نے لشکر بھیجے تو ان میں ہزار شہ سوار تھے (فهم اولو اباس) بنو اسرائیل قلعوں میں محفوظ ہو گئے اور ان میں بخت نصر یتیم مسکین بن کر نکلا۔ وہ کھانے کی تلاش میں تھا حتی کہ شہر میں داخل ہوا۔ وہ بنو اسرائیل کی مجالس کے پاس آیا تو وہ کہہ رہے تھے اگر ہمارے دشمن جان لے کہ ہمارے دلوں میں ہمارے گناہوں کی وجہ سے کتنا خوف ڈالا دیا گیا ہے تو ہمارے دشمن ہم سے جنگ کا ارادہ ترک کر دیں۔ جب بخت نصر نے اس کی یہ بات سنی تو وہ شہر سے باہر نکلا اور اس نے سخت قسم کے لشکر تیار کیے۔ پس وہ لوٹ آئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا...... میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے پھر بنی اسرائیل نے تیاری کی اور نبطیوں سے جنگ کی کچھ ان میں سے مارے گئے اور جو کچھ سامان ان کے پاس تھا۔ بنو اسرائیل نے ان سے چھین لیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔(3)

امام ابن عساکر نے ابن تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ پہلی مرتبہ جب انہوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کر دیا اور دوسری مرتبہ جب یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بنو اسرائیل نے دو مرتبہ فساد کیا۔ پہلی مرتبہ جب انہوں نے فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے جالوت کو ان پر مسلط کیا، پس اس نے انہیں قتل کر دیا۔ دوبارہ انہوں نے فساد کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 26 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 27

جب کہ انہوں نے یحییٰ علیہ السلام کو شہید کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جالوت کو مسلط کیا، وہ ان کے شہر میں داخل ہو گیا اور ان پر خراج اور ذلت کو لازم کیا۔ بنو اسرائیل نے اللہ تعالیٰ سے ملک (بادشاہ) بھیجنے کا سوال کیا تا کہ اس کے ساتھ مل کر وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے طالوت کو ان کا بادشاہ بنایا۔ طالوت نے جالوت کو قتل کیا اور جالوت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے قتل ہوا، پھر وہ بنی اسرائیل کی طرف لوٹا اور ان کا بادشاہ بنا۔ پھر جب بنو اسرائیل نے فساد شروع کیا تو اللہ تعالیٰ نے دوسری مرتبہ ان پر بخت نصر کو بھیجا۔ اس نے مساجد کو خراب کر دیا اور جس پر قابو پایا اسے برباد کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پہلی اور دوسری تباہی کے بعد فرمایا عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یَّرْحَمَكُمْ ۚ وَ اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا۔ فرمایا دوبارہ وہ اپنے کرتوتوں کی طرف لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو مسلط فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہاشم العبدی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرق و مغرب کے چار شخص بادشاہ رہے ہیں، دو مومن تھے اور دو کافر تھے۔ جو دو کافر تھے وہ الفرخان اور دوسرا بخت نصر۔ ابو ہاشم بیان کرتے تھے شام کا ایک نیک آدمی تھا پھر یہ آیت پڑھی وَ قَضَیْنَاۤ اِلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا اس شخص نے عرض کی یا رب! مجھے سے پہلی مرتبہ کا تسلط تو فوت ہو گیا۔ آپ مجھے دوسری مرتبہ کا تسلط دکھا وہ شخص دکھا وہ شخص اپنی جائے نماز پر بیٹھا ہوا تھا اسے بتایا گیا کہ جس کا تو نے سوال کیا ہے اس کا نام بخت نصر ہے۔ وہ شخص جان گیا کہ میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ اس نے دیناروں کی ایک تھیلی اٹھائی اور بابل پہنچ گیا۔ فرحان کے پاس گیا اور اسے کہا میں مال لے آیا ہوں اس کو مساکین میں تقسیم کرو، بادشاہ نے تمام لوگوں کو جمع کیا پھر وہ انہیں مال دیتا گیا اور نام پوچھتا گیا حتیٰ کہ جب مجلس میں موجود لوگوں سے فارغ ہوا تو اسے کہا گیا کہ کچھ لوگ تو ساتھ میں باقی ہیں اس نے ایک نوجوان وہاں بھیجا وہ نوجوان رات کو واپس آیا اور تمام لوگوں کے نام بتائے۔ جب وہ بخت نصر کے نام پر پہنچا تو اس نے کہا ٹھہر جاؤ تو نے یہ نام کیسے لیا ہے؟ اس نے کہا بخت نصر۔ اس نے پوچھا بخت نصر کیسا ہے؟ نوجوان نے کہا سب سے زیادہ غریب و نادار اور بھوکا ہے۔ وہ بیمار رہتا ہے مسافر گزرتے ہیں کوئی ان میں سے اس کی طرف ٹکڑا پھینک دیتا ہے اور وہ اسے اٹھا لیتا ہے۔ شامی آدمی نے کہا مجھے اس کے پاس جانا ہے۔ ایک دوسرے شخص نے کہا وہ اپنے خیمہ میں ہے، وہاں ہی باتیں کرتا ہے میں وہاں اس کے پاس جاؤں گا۔ اسے بوسہ دوں گا اور اسے غسل دوں گا۔ اس نے کہا یہ دنانیر لے لو، اسے جا کر دے دینا۔ اس نے اس دینار دیئے اور اپنے ساتھی کے پاس واپس آیا اور شامی آدمی اس کے ساتھ آیا خیمہ میں داخل ہوا اور پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا بخت نصر۔ اس نے پوچھا یہ نام کس نے رکھا ہے؟ اس نے کہا میری ماں نے۔ اس نے پوچھا تیرا کوئی ہے؟ اس نے کہا نہیں میں تو یہاں ڈرتا رہتا ہوں کہ کوئی بھیڑیا رات کو مجھے کھا نہ جائے۔ اس نے پوچھا تمام لوگوں سے زیادہ مصیبت زدہ کون ہے، بخت نصر نے کہا میں۔ اس شامی آدمی نے کہا، اگر کسی دن تو زمانہ کا بادشاہ بن جائے تو کیا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 34،44

مجھے ایسا بنا دے گا کہ تو میری نافرمانی نہ کرے۔ بخت نصر نے کہا: مجھ سے مذاق نہ کریں۔ اس نے کہا کیا تو ایسا کرے گا۔ بخت نصر نے کہا میں ایسا نہیں کروں گا لیکن میں تیری اتنی عزت کروں گا کہ کسی اور کی عزت ایسی نہیں ہوگی۔ اس نے کہا تو اپنے دینار لے جا اور اپنے شہر چلا جا، دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے ایک گدھا اور رسیاں خریدیں۔ پھر عجم کے علاقوں میں خرید و فروخت کرتا رہا پھر اس نے سوچا یہ تکلیف کب تک رہے گی، اس نے گدھا اور رسیاں بیچ دیں اور اچھا لباس پہن لیا پھر بادشاہ کے دروازہ پر آیا اور اسے اپنے مشورے دینے لگا۔ بادشاہ نے اس کی بڑی قدر و منزلت کی حتی کہ وہ فرحان کے دربان تک پہنچے تو اس نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ تیرے پاس ایک آدمی آیا ہے، وہ کیسا ہے؟ بادشاہ نے کہا میں نے ایسا آدمی نہیں دیکھا، فرحان نے کہا وہ مجھے دے دے۔ اس نے اس سے بات کی تو بہت خوش ہوا۔ فرحان نے کہا بیت المقدس اور یہ شہر ہم پر فتح کرنے مشکل ہو گئے ہیں۔ ہم ان پر کئی لشکر بھیج چکے ہیں۔ میں اب ان شہروں میں کچھ ایسے لوگ بھیجنے والا ہوں جو ان کا معاملہ پہچانیں۔ پس اس نے چالاک لوگ دیکھے اور انہیں بطور جاسوس بھیجا۔ جب وہ چلے تو انہوں نے بخت نصر کو دیکھا کہ وہ اپنی خورجی گدھے پر رکھ کر آ رہا تھا۔ پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا ان کے ساتھ۔ بادشاہ نے کہا کیا تو مجھے اذیت نہیں دے گا، میں تجھے ان پر لشکر کشی کے لیے بھیجوں گا۔ اس نے کہا نہیں حتی کہ جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو اس نے کہا جدا جدا ہو جاؤ۔ بخت نصر نے شہر کے افضل شخص کے بارے میں پوچھا، اسے بتایا گیا تو اس نے اپنی خورجی اپنی جگہ رکھ دی اور صاحب منزل سے کہا کیا تو مجھے اپنے شہر والوں کی خبر نہیں دے گا۔ اس نے کہا وہ ایسے لوگ ہیں جن میں کتاب موجود ہے لیکن وہ اس پر عمل نہیں کرتے اور وہ انبیاء کی اتباع نہیں کرتے۔ وہ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ بخت نصر نے تعجب سے کہا ان کے پاس کتاب ہے، وہ اس کے احکام پر عمل نہیں کرتے اور انبیاء کی اطاعت نہیں کرتے۔ اس نے ان باتوں کو لکھ کر اپنی خورجی میں ڈال دیا اور ساتھیوں سے کہا یہاں سے چلو۔ وہ چل پڑے حتی کہ الفرحان کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے ہر شخص سے پوچھا، ہر ایک نے بتایا کہ ہم فلاں شہر میں گئے، ان کے اتنے قلعے ہیں ان کی اتنی نہریں ہیں۔ الفرحان نے بخت نصر سے کہا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا ہم ایک ایسی قوم کے پاس گئے جن کے پاس کتاب تھی لیکن وہ اس کے احکام پر عمل پیرا نہ تھے اور انبیاء کے اطاعت شعار نہ تھے اور وہ گروہ بندی کا شکار تھے، بادشاہ نے اسی وقت لوگوں کو بلایا اور ان کی طرف ستر ہزار کا لشکر بھیجا اور اس پر امیر بخت نصر کو بنایا، وہ چلے حتی کہ بنی اسرائیل کے علاقہ پر غالب آ گئے، پیچھے سے انہیں خط ملا کہ الفرحان فوت ہو گیا اور اس نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا ہے۔ بخت نصر نے لوگوں سے کہا تم اپنی اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ پھر وہ لوگوں کے پاس آیا اور پوچھا تم نے کیا کیا؟ انہوں نے کہا ہم نے تیرے بغیر معاملہ کو طے کرنا ناپسند کیا ہے۔ اس نے کہا لوگو! میری بیعت کرو۔ پھر وہ انہیں لے کر چلا حتی کہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں وہ خط دکھایا، پس انہوں نے اس کی بیعت کر لی اور کہا ہمیں آپ سے انحراف نہیں۔ پس وہ بھی بخت نصر کے ساتھ چل پڑے۔ جب بیت المقدس کے لوگوں نے بخت نصر کی بیعت کے متعلق سنا تو وہ علیحدہ علیحدہ ہو گئے اور اپنا اپنا لیڈر بنا لیا، وہاں جو کچھ تھا تباہ و برباد ہو گیا۔ کچھ لوگ قتل ہو گئے اور بیت المقدس تباہ ہو گیا۔ انبیاء کے بیٹے غلام بنا لیے گئے جن میں دانیال بھی تھے۔ جب دنانیر والے کو بخت نصر کی بیت المقدس پر قبضہ کی خبر پہنچی تو وہ

بخت نصر کے پاس آیا اور کہا کیا تو مجھے جانتا ہے؟ بخت نصر نے کہا ہاں۔ اس نے اسے اپنی قربت بخشی لیکن اس کی سفارش کسی چیز کے بارے قبول نہ کی حتی کہ وہ بابل اترا۔ وہ اسی طرح جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اپنی حکمرانی کا جھنڈا لہراتا رہا پھر اس نے ایک خواب دیکھا جس نے اسے خوف زدہ کر دیا۔ لیکن صبح کے وقت وہ بھول گیا کہ اس نے کیا خواب دیکھا تھا۔ اس نے جادوگروں اور کاہنوں کو میرے پاس لاؤ۔ اس نے کہا آج رات جو میں نے خواب دیکھا اس کی تعبیر بتاؤ، تم مجھے خواب کی تعبیر بتاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا، انہوں نے پوچھا خواب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ تو میں بھول گیا ہوں، انہوں نے کہا ہمیں اس چیز کا علم نہیں ہے مگر یہ کہ تو انبیائے کرام کے بیٹوں کو آزاد کرے۔ اس نے انہیں آزاد کر دیا اور کہا مجھے آج رات کے خواب کی تعبیر بتاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا، انبیائے کرام کی اولاد نے کہا وہ خواب کیا ہے؟ اس نے کہا وہ تو میں بھول گیا ہوں۔ انہوں نے کہا پھر یہ تو غیب ہے اور غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، بخت نصر نے کہا اللہ کی قسم! تم مجھے بتاؤ ورنہ میں تمہاری گردنیں اڑا دوں گا، انبیاء کے بیٹوں نے کہا ہمیں اجازت دے کہ ہم وضو کر کے نماز پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے تم یہ عمل کر لو، انہوں نے اچھی طرح وضو کیا پھر پاک جگہ پر آئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس خواب پر مطلع کر دیا، وہ بادشاہ کے پاس آئے اور کہا کہ تو نے یہ خواب دکھا ہے تیرا سر سونے کا ہے، تیرا سینہ مٹی کا ہے اور تیرا وسط تانبے کا ہے اور تیرے پاؤں لوہے کے ہیں۔ اس نے کہا واقعی میں نے یہی خواب دیکھا تھا، اس نے کہا اب اس کی تعبیر بتاؤ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ انہوں نے کہا ہمیں پھر اجازت دے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے سوال کر لیں۔ اس نے کہا جاؤ دعا مانگو، انہوں نے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالی۔ وہ بادشاہ کے پاس آئے اور کہا تو نے جو دیکھا ہے کہ تیرا سر سونے کا ہے یہ تیری بادشاہی ہے جو اس رات سے سال مکمل ہونے تک ختم ہو جائے گی۔ بخت نصر نے کہا پھر کیا ہوگا۔ اس نے کہا تیرے بعد ایک بادشاہ ہوگا جو لوگوں پر فخر کرے گا پھر ایک بادشاہ ہوگا لوگوں پر جس کی شدت کا اندیشہ ہوگا پھر ایک اور بادشاہ آئے گا جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا وہ لوہے کی مانند ہے، اس سے مراد اسلام ہے۔ بخت نصر نے ایک محل تیار کرنے کا حکم دیا جو زمین اور آسمان کے درمیان ہو۔ پھر اس نے اپنے نگہبانوں اور چوکیداروں سے کہا: آج کی رات کوئی شخص تم سے آگے گزر کر نہ آئے اگرچہ میں بخت نصر بھی اجازت دوں، تم گزرنے والے شخص کو فوراً قتل کر دینا خواہ کوئی بھی ہو۔ پس جس جس شخص کو جو جگہ سونپی گئی تھی وہ وہاں بیٹھ گیا۔ رات کو بخت نصر کے پیٹ میں درد ہوا۔ اس نے یہاں اپنی موجودگی ظاہر کرنا ناپسند کیا، اس نے لوگوں کے کانوں کے سوراخوں پر مارا تو وہ سونے کے قریب تھے۔ پھر وہ ان کے پاس آیا تو وہ سوئے ہوئے تھے پھر وہ ان کے پاس آیا تو کچھ جاگ رہے تھے، اس نے پوچھا کون، اس نے کہا بخت نصر۔ یہ وہ شخص ہے جو اس رات ہم سے پوشیدہ ہو گیا تھا، اس چوکیدار نے اسے مارا اور قتل کر دیا پس صبح خبیث بخت نصر قتیل پڑا تھا۔

امام جریر رحمہ اللہ نے اس روایت کو حضرت سعید بن جبیر، سدی اور وہب بن منبہ رحمہم اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کا ہے کہ بخت نصر شام پر غالب آیا تو اس نے بیت المقدس کو برباد کر دیا اور لوگوں کو قتل کر دیا پھر دمشق آیا تو اس نے خون دیکھا جو انگیٹھی پر ابل رہا تھا۔ اس نے پوچھا یہ خون

کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا ہم نے اپنے آباء کو اسی طرح پایا ہے۔ جب ان پر یہ دھونی دینے کی لکڑی غالب آتی ہے تو غلبہ پایا جاتا ہے، پس اس خون پر اس نے ستر ہزار مسلمانوں وغیرہ کو قتل کیا پس وہ خون ٹھنڈا ہو گیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب بخت نصر نے بنی اسرائیل کو قتل کیا اور بیت المقدس کو گرا دیا تو وہ بنی اسرائیل کو قیدی بنا کر بابل لے گیا اور انہیں بہت برا عذاب دیا، اس نے پھر آسمان پر پہنچنے کا ارادہ کیا۔ اس نے آسمان پر چڑھنے کی تدبیر سوچی تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک مچھر مسلط کر دیا جو اس کی ناک میں داخل ہو گیا اور اس کے دماغ میں بیٹھ گیا۔ وہ اس کے دماغ کو کاٹتا رہا، اس کے سر پر پتھر مارا جاتا تھا حتی کہ وہ مر گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل نے جب ہفتہ کے دن کے احکام سے تجاوز کیا اور حد سے بڑھ گئے اور انبیائے کرام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر فارس کا بادشاہ بخت نصر مسلط کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بادشاہی کو سات سات قائم رکھا۔ وہ بنو اسرائیل کی طرف چلا اور بیت المقدس میں داخل ہوا ان کا محاصرہ کیا اور پھر فتح حاصل کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کے خون پر ستر ہزار آدمی قتل کیے پھر اس نے بیت المقدس کے لوگوں اور انبیاء کے بیٹوں کو قیدی بنا لیا اور بیت المقدس کے زیورات چھین لیے اس نے بیت المقدس سے ایک لاکھ ستر ہزار ریڑھیاں زیورات کی نکالیں اور انہیں بابل میں لے آیا۔ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بیت المقدس تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت عظیم ہے؟ فرمایا ہاں، اسے سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے سونے، موتی، یاقوت اور زبرجد سے بنایا تھا اور اس میں سونے اور چاندی کی ٹائلیں فرش پر لگائی تھیں اور اس کے ستون بھی سونے کے تھے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا اور اس کے شیطانوں کو مسخر کر دیا تھا وہ سب کچھ آنکھ جھپکنے کی دیر میں پیش کر دیئے تھے۔ یہ تمام چیزیں بخت نصر لے گیا حتی کہ بابل میں جا کر اترا۔ اس نے سو سال بنو اسرائیل پر حکومت کی مجوسیوں نے انہیں عذاب دیئے، ان میں انبیاء اور انبیاء کے بیٹے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے فارس کے بادشاہ کی طرف وحی فرمائی، جسکو کورس کہا جاتا تھا وہ مومن تھا کہ تو بنی اسرائیل جو باقی ہیں ان کی طرف جا حتی کہ انہیں نجات دلا، پس کورس بنی اسرائیل کے ساتھ چلا اور بیت المقدس میں داخل ہوا حتی کہ بیت المقدس واپس لے آیا، پس بنو اسرائیل سو سال تک اطاعت شعار رہے۔ پھر معاصی کے درپے ہو گئے ان پر پھر اللہ تعالیٰ نے ابطنا نحوس کو مسلط کیا۔ اس نے دوبارہ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی جو بخت نصر کے ساتھ لڑے تھے، پس بنو اسرائیل لڑتے رہے حتی کہ وہ بادشاہ بیت المقدس تک پہنچ گیا۔ اس نے پھر بیت المقدس کے لوگوں کو قیدی بنا لیا اور بیت المقدس کو جلا دیا۔ اس نے بنی اسرائیل کو کہا اگر تم پھر معاصی کی طرف لوٹے تو ہم پھر تمہیں قیدی بنا لیں گے۔ وہ پھر گناہوں میں لگ گئے، انہیں پھر تیسری مرتبہ قید کرنے کا ارادہ فرمایا۔ رومیہ کے بادشاہ جس کو فاقس بن اسبایوس کہا جاتا ہے اسے بھیجا۔ وہ ان سے خشکی اور سمندر میں لڑا اور انہیں قیدی بنا لیا، بیت المقدس کے زیورات لے گیا اور بیت المقدس کو آگ سے جلا دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ بیت المقدس کے زیورات کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 36

صفت ہے اور انہیں مہدی علیہ السلام بیت المقدس کی طرف لوٹائیں گے۔ یہ سترہ سو کشتیاں ہیں جو یہاں پر لنگر انداز ہیں حتی کہ وہ بیت المقدس کی طرف نقل کریں گی اور ان کشتیوں کے ذریعے پہلے اور پچھلے لوگ اس کی طرف جمع ہوں گے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا فساد جو انہوں زمین میں دو مرتبہ کیا وہ یہ ہے: زکریا علیہ السلام اور یحییٰ بن زکریا کا قتل پس اللہ تعالیٰ نے ان پر سابور ذوالاکتاف کو مسلط کیا جو فارس کے بادشاہوں میں سے ایک تھا، یہ زکریا علیہ السلام کے قتل کی وجہ سے ہوا۔ اور یحییٰ علیہ السلام کو انہوں نے قتل کیا تو ان پر بخت نصر کو مسلط کیا۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا یعنی جب آ گیا پہلا وعدہ ان دونوں وعدوں میں سے جن سے ہم نے بنی اسرائیل کو آگاہ کر دیا تھا کہ تم ضرور فساد کرو گے زمین میں دو مرتبہ۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ کے تحت فرمایا ہے کہ ایک لشکر فارس سے آیا تھا جو اس کی اخبار کی جاسوسی کرتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔ ان کے ساتھ بخت نصر بھی تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے درمیان ان کی بات یاد رکھی۔ پھر فارس کا لشکر لوٹا اور زیادہ جنگ نہ ہوتی اور بنو اسرائیل کے خلاف مدد کی گئی یہ پہلا وعدہ ہے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ تو دوسرا وعدہ اس وقت پورا ہوا جب فارس کے بادشاہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر بخت نصر کو بنایا۔ اس لشکر نے انہیں تباہ و برباد کر دیا یہ دوسرا وعدہ تھا۔(4)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فَجَاسُوْا کا معنی فَمَشَوْا ہے یعنی وہ چلے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ پہلی مرتبہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جالوت کو مسلط کیا حتی کہ طالوت کو پھر اللہ نے بھیجا جن کے ساتھ داؤد علیہ السلام تھے تو داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گردش زمانہ کو بنی اسرائیل کے حق میں پلٹا دیا اور انہیں کثیر التعداد بنا دیا، یہ داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا تھا پھر جب آ گیا دوسرا وعدہ تاکہ غم ناک بنا دیں تمہارے چہروں کو تاکہ (جبراً) داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے داخل ہوئے تھے پہلی مرتبہ تاکہ فنا و برباد کر کے رکھ دیں جس پر قابو پائیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسری مرتبہ بخت نصر بابلی مجوسی کو ان پر مسلط کیا جو اللہ کے نزدیک مبغوض ترین شخص تھا۔ پس اس نے بنی اسرائیل کو قیدی بنایا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور انہیں دردناک عذاب دیا۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ دوسرا وعدہ (عقوبت) پہلے کی نسبت زیادہ زیادہ سخت تھا۔ کیونکہ پہلی سزا میں صرف شکست تھی اور دوسری سزا میں تباہی تھی، بخت نصر نے تورات کو بھی جلا دیا تھا حتی کہ اس نے ایک حرف بھی نہ چھوڑا تھا اور بیت المقدس کو خراب کر دیا۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَتْبِیْرًا کا معنی تباہ و برباد کرنا روایت کیا ہے۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 27 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 33

4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 37 | 5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 34 | 6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 37,44

7۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 51 | 8۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 52

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ (تبیرنا) یعنی ہم نے مطیہ کو تباہ و برباد کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ کے تحت روایت کیا ہے، جس رحمت کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا وہ محمد ﷺ کی بعثت ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا کہ وہ پھر نافرمانی کی طرف لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر محمد ﷺ کو مسلط فرمایا پس وہ جزیہ دیتے ہیں عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۞(التوبہ) اپنے ہاتھ سے ذلیل وخوار ہو کر۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ بنایا۔(2)

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو عمران الجونی سے بھی حَصِيْرًا کا معنی قید خانہ روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم میں کافروں کے لیے پناہ گاہ بنائی۔(3)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حَصِيْرًا کے تحت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ جہنم میں محصور ہوں گے۔(4)

امام ابن جریر، عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے حَصِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ فِرَاشاً وَّ مِهَاداً۔ یعنی ہم نے جہنم کو کافروں کے لیے بچھونا بنا دیا۔(5)

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝۹ وَّ اَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۰

”بلاشبہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب راہوں سے سیدھی راہ ہے اور مژدہ سناتا ہے ان ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں کہ بلاشبہ ان کے لیے بڑا اجر ہے اور بے شک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہم نے تیار کر دیا ہے ان کے لیے دردناک عذاب“۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَقْوَمُ کا معنی اصوب (یعنی جو زیادہ درست ہے) کیا ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ قرآن تمہاری بیماریوں اور تمہاری دواؤں پر رہنمائی کرتا ہے، تمہاری بیماریاں تمہارے گناہ اور خطائیں ہیں اور تمہارا علاج استغفار ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 53
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 54
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 53
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 54
6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 55

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اکثر وَیُبَشِّرُ کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنت ہے۔ قرآن کریم میں اجر کبیر، رزق کبیر، رزق کریم جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد جنت ہے۔(2)

وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ﴿۱۱﴾

''اور دعا مانگا کرتا ہے انسان برائی کے لیے جیسے دعا مانگا کرتا ہے بھلائی کے لیے اور (حقیقت یہ ہے کہ) انسان بڑا جلد باز (واقع ہوا) ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کا ہے کہ اس سے مراد انسان کا یہ کہنا ہے: اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ وَاغْضَبْ عَلَیْهِ۔ اے اللہ اس پر لعنت کر، اور اس پر غضب نازل کر۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ سے مراد انسان کا اپنی اولاد اور اپنی بیوی کے لیے بددعا کرنا ہے، کوئی شخص جب غصے میں آتا ہے تو بددعا کرتا ہے، اپنے آپ کو گالی دیتا ہے۔ اپنی بیوی، اپنے مال اور اپنی اولاد کو برا بھلا کہتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پھر وہ اسے اس کے کہنے پر عطا کر دے تو اسے پر شاق گزرتا ہے۔ پھر وہ اس مصیبت و پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے پھر خیر کی دعا مانگتا ہے۔ کریم رب وہ خیر بھی اسے عطا کرتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ انسان اپنی اولاد اور اپنی بیوی کے لیے بددعا کرنے میں جلدی کرتا ہے، پس وہ ان کے لیے بددعا کرتا ہے پھر وہ پسند نہیں کرتا کہ انہیں یہ مصیبت پہنچے۔

امام ابوداؤد اور البزار رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے، اپنے اموال کے لیے بددعا نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے کسی ایسی گھڑی میں موافقت نہ کرو جس میں قبولیت ہو ورنہ وہ تمہاری اس بددعا کو قبول فرمالے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا یعنی انسان بہت جلد اکتانے والا ہے نہ اسے خوشحالی پر صبر ہے اور نہ اسے تنگ دستی پر چین ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سلمان الفارسی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ کے سر کو پیدا فرمایا تو آدم علیہ السلام دیکھنے لگ گئے جب کہ ابھی ان کی ٹانگیں تیار ہونا باقی تھیں۔ جب عصر کے بعد کا وقت ہوا تو عرض کرنے لگے: یا رب! رات سے پہلے پہلے جلدی میری ٹانگیں بھی تخلیق فرما۔ اس آیت میں یہی مراد ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے بقیہ جسم سے پہلے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 392، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

آدم علیہ السلام کی آنکھیں پیدا فرمائیں تو عرض کرنے لگے یارب! سورج کے غروب ہونے سے پہلے میری بقیہ تخلیق مکمل فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَ كَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا۔

وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ وَ جَعَلْنَاۤ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ وَ كُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ﴿۱۲﴾ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىِٕرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ ؕ وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ﴿۱۳﴾ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ﴿۱۴﴾

''اورہم نے بنایا ہے رات اوردن کو (اپنی قدرت کی) دو نشانیاں اور ہم نے مدھم کردیا رات کی نشانی کو اور بنادیا دن کی نشانی کو روشن تاکہ (دن کے اجالے میں) تم تلاش کرو رزق اپنے رب سے اور تاکہ تم جان لو سالوں کی تعداد اور حساب کو اور ہر چیز کو ہم نے بڑی وضاحت سے بیان کردیا ہے اور ہر انسان کی (قسمت کا) نوشتہ اس کے گلے میں ہم نے لٹکا رکھا ہے اور ہم نکالیں گے اس کے لیے روز قیامت ایک کتاب جسے وہ (اپنے سامنے) کھلا ہوا پائے گا (اسے حکم ملے گا) پڑھو اپنا دفتر عمل، تم خود ہی کافی ہو آج اپنی باز پرس کرنے کے لیے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دو سورجوں کو اپنے عرش کے نور سے پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں تھا کہ ایک سورج باقی رکھنا ہے۔ پس اس نے اس دنیا اور جو کچھ اس کے مغرب و مشرق کے درمیان ہے اس کی مثل پیدا فرمایا اور جو کچھ اس کے علم سابق میں تھا کہ اسے مٹانا ہے اور چاند بنانا ہے تو اس کو اس نے سورج سے کم پیدا فرمایا لیکن آسمان میں انتہائی بلند ہونے اور زمین سے زیادہ دور ہونے کی وجہ سے چھوٹا دکھائی دیتا ہے۔ اگر سورج کو اسی طرح رکھا جاتا جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے پہلی مرتبہ پیدا فرمایا تھا، رات، دن سے پہچانی نہ جاتی اور دن رات سے پہچانا جاتا اور روزے دار کو علم نہ ہوتا کہ روزہ کب رکھنا ہے اور کب افطار کرنا ہے اور مسلمان اپنے حج کا وقت بھی نہ پہچان سکتے اور انہیں پتہ نہ چلتا کہ ایام، شہور، سال اور حساب کی تعداد کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیجا کہ چاند کے چہرے پر اپنا پر مارو (وہ اس وقت سورج تھا) تین مرتبہ۔ پس سورج کی ضوء ختم ہوگئی اور اس میں نور باقی رہا وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ الآیہ، کا یہی مطلب ہے۔

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت سعید المقبری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن سلام نے رسول اللہ ﷺ نے چاند کی سیاہی کے بارے میں پوچھا؟ تو فرمایا دو سورج تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَاۤ اٰيَةَ الَّيْلِ پس جو سیاہی تمہیں نظر آتی ہے وہ محو ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: محو سے مراد وہ سیاہی ہے جو چاند میں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ دن اور رات برابر تھے، پس اللہ تعالیٰ نے رات کی نشانی مٹادی اور اسے تاریک بنادیا اور ایۃ النھار کو باقی رکھا جیسے کہ وہ پہلے تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: محو سے مراد رات کی تاریکی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: چاند، سورج کی طرح روشن تھا اور چاند، رات کی نشانی ہے اور سورج دن کی نشانی ہے، پس وہ تاریکی جو چاند میں ہے وہ محو کا اثر ہے۔(2)

امام عبدالرزاق نے المصنف اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہرقل نے معاویہ کی طرف تین چیزوں کے متعلق استفسار کرتے ہوئے لکھا، کون سی جگہ ہے جہاں تو نماز پڑھے تو گمان کرے کہ تو نے قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی؟ اور وہ کون سی جگہ ہے جہاں ایک مرتبہ سورج طلوع ہوا اس سے پہلے اور بعد میں وہاں سے طلوع نہ ہوا؟ وہ سیاہی کیا ہے جو چاند میں ہے۔ معاویہ نے ابن عباس سے پوچھا تو انہوں نے کہا، پہلی جگہ کعبہ کی چھت ہے اور دوسری جگہ وہ سمندر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے پھاڑ دیا تھا اور چاند کی تاریکی محو کا اثر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سورج کے نور کے ستر جزء پیدا فرمائے اور چاند کے نور کے بھی ستر جزء پیدا فرمائے۔ پھر چاند کے نور انہتر جزء محو کر دیئے اور انہیں سورج کے نور سے ملا دیا۔ پس سورج کے ایک سو انتالیس جزء ہو گئے اور چاند کا جزء رہ گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک سورج رات کا تھا اور ایک سورج دن کا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رات کے سورج کو محو کر دیا، پس یہ وہی محو (سیاہی) ہے جو چاند میں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تیرہویں یا چودہویں رات کو چاند کو دیکھو تو تمہیں نظر آئے گا کہ اس میں ایک شخص دوسرے شخص کے سر کو گویا پکڑے ہوئے ہے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ایۃ الیل سے مراد رات کی تاریکی ہے اور ایۃ النھار سے مراد دن کا اجالا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے (فصلنٰہ) اس کا معنی ہے ہم نے اس کو بیان کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن السائب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے کئی علماء نے بتایا کہ اہل شام کو قاضی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی اے امیر المومنین! میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا تو نے کیا خواب دیکھا ہے؟ اس نے کہا میں نے سورج اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 63، دار الکتب العلمیہ بیروت

چاند کولڑتے ہوئے دیکھا ہے اور ستارے آدھے سورج کے ساتھ اور آدھے چاند کے ساتھ تھے۔ حضرت عمر نے پوچھا تو کس کے ساتھ تھا؟ اس نے کہا میں چاندی کے ساتھ اور سورج کے مخالف تھا۔ حضرت عمر نے وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ وَ النَّهَارَ الخ کی آیت تلاوت فرمائی اور کہا تو چلا جا اور کبھی میرے لیے کام نہ کر۔ عطا فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ قاضی جنگ صفین میں حضرت معاویہ کے لشکر میں قتل ہوا تھا (وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تھا)

امام ابن عساکر نے حضرت علی بن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے چاند کی سیاہی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ محو کا اثر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ۔

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو طَآئِرَهٗ كُلِّ اِنْسَانٍ فِيْ عُنُقِهٖ پڑھتے سنا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے وہ نطفہ جس سے انسان تخلیق کیا جاتا ہے وہ چالیس دن اور چالیس راتیں عورت کے بدن میں اڑتا رہتا ہے، وہ اس کے ہر بال، جلد، نس اور ہڈی میں داخل ہوتا ہے حتیٰ کہ وہ ناخن اور گوشت کے درمیان بھی داخل ہوتا ہے، پھر جب چالیس راتیں اور چالیس دن گزر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے رحم مادر میں اتارتا ہے، وہ چالیس دن اور چالیس راتیں جما ہوا خون رہتا ہے پھر چالیس دن اور چالیس راتیں گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ جب اسے چار ماہ مکمل ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ارحام کے فرشتہ کو بھیجتا ہے، پس اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر اس کا گوشت اس کا خون، اس کے بال اور اس کی جلدی پیدا فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کی تصویر بنا، فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! میں کیا تصویر بناؤں زائد یا ناقص، مرد یا عورت، خوبصورت یا بد صورت، گھنگریالے بالوں والا یا سیدھے بالوں والا، پست قامت یا طویل القامت، سفید یا گندمی رنگ، برابر یا غیر برابر؟ پس فرشتہ یہ تمام چیزیں لکھ لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے پھر فرشتہ عرض کرتا ہے: یارب! شقی یا سعید؟ اگر سعید لکھنے کا حکم ملتا ہے تو فرشتہ اس میں آخری عمر میں سعادت کی روح پھونکتا ہے، اگر وہ شقی ہوتا ہے تو فرشتہ اس میں آخری عمر میں بدبخت ہونے کی روح پھونکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کی عمر، اس کا رزق، اس کی مصیبت، اس کی اطاعت و معصیت کا عمل لکھ، پس اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے فرشتہ لکھ دیتا ہے پھر فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! اس تحریر کو کیا کروں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا اس کے متعلق فیصلہ ہونے تک اسے اس کے گلے میں لٹکا دے۔ اس ارشاد میں یہی ارشاد ہے وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انسان جہاں بھی ہوتا ہے اس کی سعادت اور شقاوت اور اللہ تعالیٰ نے جو اسکے لیے خیر اور شر لکھا ہوتا ہے سب اس کے ساتھ رہتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبد اللہ نے فرمایا طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ سے مراد شقاوت، سعادت، رزق اور عمر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ سے مراد اس کی کتاب ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ طٰٓئِرَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ سے مراد انسان کا عمل ہے۔

امام ابوداؤد نے کتاب القدر میں ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کی گردن میں ایک ورقہ ہوتا ہے جس میں اس کا شقی یا سعید ہونا لکھا ہوتا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے طٰٓئِرَہٗ سے مراد انسان کا عمل ہے وَ نُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا فرماتے ہیں جو انسان نے عمل کیا ہوگا وہ اس پر شمار کیا جائے گا اور قیامت کے دن جو اس کا عمل لکھا ہوا ہوگا اسے نکالا جائے گا پس وہ اس کو کھلا ہوا پڑھے گا۔(2)

ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کافر کے لیے قیامت کے روز کتاب نکالی جائے گی وہ کہے گا یا رب! تو نے فیصلہ کیا ہے کہ تو بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ پس تو مجھے اپنا محاسبہ کرنے دے، اسے کہا جائے گا اِقْرَاْ كِتٰبَكَ الخ۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابی بن کعب کی قرأت میں تھا (وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طَائِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ) يَقْرَأُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (كِتٰبًا يَلْقَاهُ مَنْشُوْرًا)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ يَخْرُجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا پڑھتے تھے یعنی يَخْرُجُ کو یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ مطلب یہ ہے يَخْرُجُ الطَّائِرُ كِتَابًا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِقْرَاْ كِتٰبَكَ کے تحت روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جو دنیا میں ان پڑھ ہوگا وہ بھی قیامت کے دن پڑھ لے گا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اے اولاد آدم! تیرے لیے صحیفہ بچھایا گیا ہے اور تیرے اوپر دو فرشتے مقرر کیے گئے ہیں جو کریم ہیں، ایک تیری دائیں جانب اور ایک بائیں جانب ہے حتی کہ جب تو فوت ہو جائے گا تو تیرا صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا پھر تیری قبر میں تیری ساتھ تیری گردن میں لٹکا دیا جائے گا حتی کہ تو قیامت کے روز قبر سے نکلے گا۔ اس وقت ارشاد ہوگا وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَہٗ فِیْ عُنُقِہٖ الخ۔(5)

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے تمہید میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت فرمایا ہے: فرماتی ہیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے آباء کے ساتھ ہوں گے۔ پھر کچھ بعد یہی سوال پوچھا تو فرمایا اللہ بہتر جانتا ہے جو وہ عمل کرنے والے تھے۔ پھر اسلام کے مستحکم ہونے کے بعد پوچھا تو یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى فرمایا وہ فطرت ہیں یا فرمایا جنت میں ہیں۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے الصعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 61، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 62 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 61
4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 63 5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 62

رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی اولاد میں سے بچیوں کا کیا فیصلہ کیا گیا ہے؟ فرمایا وہ ان مشرکین میں سے ہیں۔

امام ابن سعد، احمد، قاسم بن اصبغ اور ابن عبدالبر نے خنساء بن معاویہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نبی جنت میں ہے، شہید جنت میں ہے، بچہ جنت میں ہے، زندہ درگور کیا گیا جنت میں ہے۔

امام قاسم بن اصبغ اور ابن البر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا تو فرمایا وہ اہل جنت کے خدام ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: مشرکین کے بچے جنتیوں کے خادم ہیں۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں، ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا مسلمانوں کی اولاد کہاں ہے؟ فرمایا جنت میں۔ میں نے پوچھا مشرکین کی اولاد کہاں ہے؟ فرمایا دوزخ میں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے نہ اعمال کیے نہ ان پر اقلام جاری ہوئیں۔ تو پھر یہ کیسے ہے؟ فرمایا تمہارا رب زیادہ جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تو چاہے تو میں تجھے ان کی دوزخ میں چیخ و پکار سناؤں۔ (1)

امام احمد، قاسم بن اصبغ اور ابن عبدالبر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں کہتا تھا کہ مشرکین کے بچے اپنے والدین کے ساتھ ہوں گے حتی کہ مجھے ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے بتایا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ان کا رب ان کے متعلق جو کچھ کرنے والا ہے زیادہ جاننے والا ہے، میں اپنے قول سے رک گیا۔

امام قاسم بن اصبغ اور ابن عبدالبر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی اولاد کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اللہ زیادہ جاننے والا ہے جو کچھ کرنے والے تھے۔ واللہ اعلم۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَ مَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ﴿۱۵﴾ وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ۭ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۷﴾

"جو راہ ہدایت پر چلتا ہے تو وہ راہ ہدایت پر چلتا ہے اپنے فائدہ کے لیے اور جو گمراہ ہوتا ہے تو اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ اور ہم عذاب نازل نہیں کرتے جب

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 87، دار صادر بیروت

تک ہم نہ بھیجیں کسی رسول کو اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو (اس کے گناہوں کے باعث) تو (پہلے) ہم (نبیوں کے ذریعہ) وہاں کے رئیسوں کو (نیکی کا) حکم دیتے ہیں مگر وہ (الٹا) نافرمانی کرنے لگتے ہیں اس میں پس واجب ہو جاتا ہے ان پر (عذاب کا) فرمان۔ پھر ہم اس بستی کو جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیتے ہیں اور کتنی قومیں ہیں جنہیں ہم نے ہلاک کر دیا ہے نوح کے بعد اور آپ کا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے اچھی طرح باخبر ہے (اور انہیں) خوب دیکھنے والا ہے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اہل فترت، معتوہ (نیم پاگل) بہرے، گونگے اور ان بوڑھوں کو جمع کرے گا جنہوں نے اسلام کو نہ پایا ہوگا پھر ان کی طرف ایک پیغام رساں بھیجے گا جو یہ پیغام پہنچائے گا کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ وہ کہیں گے کیوں؟ ہمارے پاس رسل تشریف نہیں لائے۔ فرمایا اللہ کی قسم! اگر وہ دوزخ میں داخل ہوتے تو وہ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جاتی پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف رسول بھیجے گا۔ پس اس رسول کی اطاعت کرے گا جو اس کی اطاعت کا ارادہ کرے گا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں: اگر تم چاہو تو یہ پڑھو وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ (1)

امام اسحاق بن راہویہ، احمد، ابن حبان، ابونعیم (فی المعرفۃ) الطبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کتاب الاعتقاد میں حضرت الاسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار افراد قیامت کے دن حجت پیش کریں گے (1) بہرہ، جو بالکل نہ سنتا ہو (2) بے وقوف (3) بوڑھا فرتوت (4) ایسا شخص جو زمانہ فترہ میں مرا ہوگا، بہرہ کہے گا اے میرے رب اسلام آیا مگر میں کچھ سنتا ہی نہیں تھا۔ احمق کہے گا اے رب! اسلام آیا لیکن میری یہ حالت تھی کہ بچے مجھے مینگنیاں مارتے تھے۔ بوڑھا کہے گا اسلام آیا مگر میں کچھ سمجھتا ہی نہ تھا اور جو زمانہ فترہ میں مرا ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! تیرا رسول ہی نہیں آیا تھا میں اسلام کیسے قبول کرتا۔ اللہ تعالیٰ ان سے اپنی اطاعت کا پختہ عہد لے گا پھر انہیں آگ میں داخل ہونے کے لیے بھیج دے گا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر وہ داخل ہو جائے تو آگ ان پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جاتی اور جو داخل نہ ہوں گے انہیں گھسیٹ کر داخل کیا جائے گا۔ (2)

امام ابن راہویہ، احمد، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے اسی طرح روایت کی ہے لیکن اس کے آخر میں ہے کہ جو داخل ہو جائے گا آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی اور جو داخل نہیں ہوگا اسے گھسیٹ کر داخل کیا جائے گا۔

امام قاسم بن اصبغ، البزار، ابویعلی، ابن عبدالبر رحمہم اللہ (تمہید میں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز چار افراد کو لایا جائے گا۔ بچہ، نیم پاگل، جو زمانہ فترہ میں فوت ہوا ہو گا اور بوڑھا فرتوت۔ ہر ایک اپنی دلیل کے ساتھ بات کرے گا، اللہ تعالیٰ جہنم کے عنق (گردن) سے فرمائے گا تو ظاہر ہو جا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ کنز العمال، جلد 14، صفحہ 370، موسسۃ الرسالۃ بیروت

پھر ان افراد کو فرمائے گا میں اپنے بندوں کی طرف ان میں سے رسول بھیجتا رہا اور تمہاری طرف میں خود اپنا رسول ہوں، ارشاد ہوگا اس (جہنم) میں داخل ہو جاؤ۔ پس جس کی تقدیر میں شقاوت ہوگی وہ کہے گا کیا تو ہمیں جہنم میں داخل کر رہا ہے حالانکہ ہم اس سے بھاگتے تھے؟ اور جس کی تقدیر میں سعادت ہوگی وہ دوڑ کر جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے میری نافرمانی کی تو تم میرے رسولوں کی تو اس سے زیادہ تکذیب اور نافرمانی کرتے تھے پھر ان کو (یعنی جہنم میں داخل ہونے والوں کو) جنت میں داخل کردے گا اور ان کو (جو جہنم میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے) جہنم میں داخل کردے گا۔(1)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، الطبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز بے عقل، ایام فترت میں مرنے والے اور بچپن میں ہلاک ہونے والے کو بلایا جائے گا بے عقل کہے گا۔ اے میرے رب! اگر تو مجھے عقل عطا فرماتا تو عقل مندوں میں سے کوئی مجھ سے زیادہ سعادت مند نہ ہوتا پھر آپ ﷺ نے ایام فترت میں مرنے والوں کا اسی طرح ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میں تمہیں حکم دیتا ہوں تم میری اطاعت کرو گے؟ وہ کہیں ہاں اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ دوزخ کی آگ میں داخل ہو جاؤ۔ فرمایا اگر وہ داخل ہوں گے تو انہیں آگ کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان پر دوزخ کے کچھ آثار ظاہر کرے گا۔ وہ گمان کریں گے یہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کو ہلاک کردیں گے وہ جلدی جلدی پیچھے لوٹے گے اور عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم نکل آئے، تیری عزت کی قسم! ہم اس میں داخل ہونا چاہتے تھے پس ہم پر آگ کے آثار ظاہر ہوئے۔ ہم نے سوچا یہ تو اللہ تعالیٰ کی ہر مخلوق کو جلا دے گی۔ پھر دوبارہ حکم ہوگا وہ اسی طرح واپس لوٹ آئیں گے اور پہلے کی طرح عذر پیش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تمہیں اپنے علم کے مطابق پیدا کیا تھا اور میرے علم کی طرف تم لوٹے ہو۔ ارشاد ہوگا اے جہنم! اسے اپنے ساتھ ملا لے۔ پس آگ انہیں پکڑ لے گی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز ان لوگوں کا محاسبہ ہوگا جن کی طرف رسولوں کو بھیجا گیا ہوگا پس اللہ تعالیٰ اطاعت شعاروں کو جنت میں داخل کرے گا اور نافرمانوں کو آگ میں داخل کرے گا پھر بچے اور زمانہ فترت میں مرنے والے بچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہیں اس آگ میں داخل ہونے کا حکم کرتا ہوں۔ پس ان کے لیے آگ سے ایک عنق (گردن) نکلے گی جو اس میں داخل ہوگا اس کی نجات ہوگی اور جو پیچھے ہٹے گا اور داخل نہیں ہوگا اس کے لیے ہلاکت ہوگی۔(3)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت عبد اللہ بن شعراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور مشرکین کے ان بچوں کے بارے پوچھا جو بچپن میں ہی مر گئے تھے۔ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر سر کو جھکایا پھر فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 433، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 83، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب ذکر اثار، جلد 7، صفحہ 57، (34181)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ جب جنتیوں اور دوزخیوں کا فیصلہ فرمادے گا تو بے وقوف لوگ رہ جائیں گے۔ وہ عرض کریں گے یا اللہ اے ہمارے رب! ہمارے پاس تیرے رسل تشریف نہیں لائے اور ہم خود کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا۔ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔ وہ فرشتہ کہے گا میں تمہاری طرف تمہارے رب کا رسول ہوں۔ وہ اس فرشتے کے پیچھے پیچھے چلیں گے حتی کہ آگ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اس آگ میں گھس جاؤ۔ ان میں سے کچھ لوگ آگ میں گھس جائیں گے۔ پھر انہیں ایسی جگہ سے نکالا جائے گا کہ ان کے ساتھی محسوس ہی نہیں کریں گے۔ پس وہ سابقین مقربین میں ہو جائیں گے پھر ان کے پاس رسول تشریف لائے گا اور کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ پس دوسرا گروہ اس میں داخل ہو جائے پھر وہ اس طرح نکلیں گے کہ انہیں احساس تک نہ ہوگا۔ پس وہ اصحاب یمین سے ہو جائیں گے پھر ان کے پاس رسول آئے گا اور کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم آگ میں داخل ہو جاؤ۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں تیرے عذاب کی طاقت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ان کے بارے حکم دے گا۔ ان کے سر اور ٹانگیں اکٹھی کی جائیں گی اور پھر انہیں آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا یعنی انہیں اطاعت کا حکم دیا گیا تو انہوں نے نافرمانی کی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن خوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو وَ اِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً الخ کی تفسیر کرتے ہوئے سنا ہے کہ ہم نے انہیں حق کا حکم دیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ پس اس وجہ سے ان پر تباہی کا فیصلہ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ہم نے ان کے شریر لوگوں کو مسلط کیا۔ پس انہوں نے اس بستی میں نافرمانی کی۔ جب وہ نافرمانی کرنے لگے تو ہم نے انہیں اپنے عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا سورۃ انعام میں ارشاد ہے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا (الانعام:123) اسی طرح ہم نے بنایا ہر بستی میں اس کے بڑے لوگوں کو وہاں کے مجرم تاکہ وہ مکروفریب کیا کریں۔(2)

امام طستی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ابن عباس سے عرض کیا کہ مجھے اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا کے ارشاد کے متعلق بتائیں، فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان پر جابر، ظالم لوگ مسلط کر دیئے پس انہوں نے انہیں برے عذاب دیئے، نافع نے کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا یہ قول نہیں سنا:

اِنْ يَّغْطِبُوْا يَبْرَمُوْا وَاِنْ اُمِرُوْا ۔۔۔ يَوْمًا يَّصِيْرُوْا لِلْهُلْكِ وَانْفَقَدِ

"ہلاک ہو گئے اور پریشان ہو گئے۔ اگر کسی دن ان پر ظالم مسلط کیے گئے تو ہلاک اور نیست و نابود ہو جائیں گے"۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 65
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 67

امام ابن جریر، ابن المنذر ر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اَمَّرْنَا مُتْرَفِيْهَا کو میم کی شد کے ساتھ پڑھتے (1)۔اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ ہم نے ان پر امراء بنائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ آمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا یعنی الف کو مد کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی ہم نے ان کے فساق زیادہ کر دیئے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وہ آمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا پڑھتے یعنی ہم نے انہیں زیادہ کر دیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام بخاری، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب زمانہ جاہلیت میں کسی قبیلہ کے لوگ زیادہ ہو جاتے تو ہم کہتے قَدْ اَمِرُوْا بَنِيْ فُلَانٍ یعنی فلاں قبیلہ زیادہ ہو گیا ہے۔(3)

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۱۸﴾ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَ هٰۤؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ﴿۲۱﴾

"جو طلب گار ہیں صرف دنیا کے ہم جلدی دے دیتے ہیں اس دنیا میں جتنا چاہتے ہیں (ان میں سے) جسے چاہتے ہیں پھر ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیے جہنم۔ تاپے گا وہ اسے اس حال میں کہ وہ مذمت کیا ہوا (اور) ٹھکرایا ہوا ہوگا اور جو شخص طلب گار ہوتا ہے آخرت کا اور جدوجہد کرتا ہے اس کے لیے پوری طرح درآں حالیکہ وہ مومن بھی ہو پس یہ وہ (خوش نصیب ہیں) جن کی کوشش مقبول ہوگی ہر ایک کی ہم امداد کرتے ہیں ان کی بھی (جو طالب دنیا ہیں) اور ان کی بھی (جو طالب آخرت ہیں) آپ کے رب کی بخششوں سے اور آپ کے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں دیکھو! کیسے بزرگی دی ہے ہم نے بعض کو بعض پر اور آخرت باعتبار درجوں کے سب سے بڑی اور باعتبار فضل و کرم سب سے اعلیٰ ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ کے تحت روایت فرمایا ہے: جو اپنے عمل سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے ہم جس کے لیے چاہتے ہیں اسے وہ دنیا جلدی عطا فرما دیتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 66
3۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 684، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: جس کا مقصود دنیا، اس کی رغبت اور اس کی طلب ونیت ہو اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے پھر اسے جہنم کی طرف جانے پر مجبور کرے گا۔ پس وہ جہنم کو تاپے گا اس حال میں کہ وہ مذمت کیا ہوا اور (عذاب الٰہی میں) دھتکارا ہوا ہوگا (1)۔ اور وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا کے تحت فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے عمل کی قدردانی فرماتا ہے اور اس کے کثیر گناہوں سے تجاوز فرماتا ہے جس کا مقصود آخرت ہوتی ہے كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ یعنی اللہ تعالیٰ نے دنیا کو نیکوکاروں اور بدکاروں کے درمیان تقسیم کیا ہے لیکن آخرت فقط متقین کے لیے ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے كُلًّا نُّمِدُّ الخ فرماتے ہیں: دنیا میں ہم ہر نیک وبد کو رزق دیتے ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے كُلًّا نُّمِدُّ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم کفار اور مومنین کو رزق دیتے ہیں مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ یعنی تمہارے رب کے رزق سے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہم اسے بھی رزق دیتے ہیں جو دنیا کا ارادہ کرتا ہے اور اسے بھی رزق دیتے ہیں جو آخرت کا ارادہ کرتا ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پہلے هٰٓؤُلَآءِ سے مراد اصحاب دنیا ہیں اور دوسرے هٰٓؤُلَآءِ سے مراد اصحاب آخرت ہیں۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان اہل دنیا کو اور ان اہل آخرت کو ہم رزق دیتے ہیں۔ اور مَحْظُوْرًا کا معنی مَمْنُوْعًا نقل کیا ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی مَحْظُوْرًا کا معنی مَمْنُوْعًا روایت کیا ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کہ دیکھو کیسے ہم نے دنیا میں بعض کو بعض پر بزرگی وفضیلت دی ہے وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا یعنی مومنین کے لیے جنت میں منازل ہیں اور ان کے لیے اعمال کے اعتبار سے فضائل ہیں اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ نبی اللہ ﷺ نے فرمایا: اعلیٰ درجہ کے جنتیوں اور ادنیٰ درجہ کے جنتیوں کے درمیان اس طرح فرق ہے جس طرح ستارہ زمین کے مشارق ومغارب میں دکھائی دیتا ہے۔ (6)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ جنتیوں میں بعض کے درجات دوسروں سے بلند ہوں گے بلند درجہ جنتی اپنے سے نیچے والے پر اپنی فضیلت دیکھے گا جب کہ نیچے والے جنتی کو یہ نظر نہیں آئے گا کہ اس کے اوپر بھی کوئی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 71 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 72

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بندہ دنیا میں بلند درجہ چاہتا ہے وہ بلند ہو جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ آخرت میں اس سے بڑا اور لمبا درجہ اس کا کم کر دیتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ہناد، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا میں بندہ کچھ حاصل کرتا ہے تو اس کے درجات میں سے اللہ کی بارگاہ میں کمی آجاتی ہے اگرچہ وہ اللہ کی بارگاہ میں معزز ہوتا ہے۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ﴿۲۲﴾

"نہ ٹھہراؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ورنہ تم بیٹھ رہو گے اس حال میں کہ تمہاری مذمت کی جائے گی اور بے یار و مددگار رہو جاؤ گے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے مَذْمُوْمًا کا معنی مَلُوْمًا روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا کے تحت روایت کیا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی سزا میں ملوم ہو جاؤ گے اور اللہ کے عذاب میں بے یار و مددگار رہو جاؤ گے۔(3)

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾ؕ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾

"اور حکم فرمایا آپ کے رب نے کہ نہ عبادت کرو بجز اس کے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر بڑھاپے کو پہنچ جائے تیری زندگی میں ان دونوں میں سے کوئی ایک یا دونوں تو انہیں اف تک مت کہو اور انہیں مت جھڑکو اور جب ان سے بات کرو تو بڑی تعظیم سے بات کرو اور جھکا دو ان کے لیے تواضع و انکسار کے پر رحمت (و محبت) سے اور عرض کرو اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما جس طرح انہوں نے (بڑی محبت و پیار سے) مجھے پالا تھا جب میں بچہ تھا تمہارا رب بہتر جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم نیک کردار ہو گے تو بے شک اللہ تعالیٰ بکثرت توبہ کرنے والوں کے لیے بہت بخشنے والا ہے"۔

1۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 239، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 72 3۔ ایضاً

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَ قَضٰی میں واؤ، صاد کے ساتھ مل گیا، جب کہ تم اسے وَ قَضٰی رَبُّكَ پڑھتے ہو۔ (یعنی اصل میں ووصی تھا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ کے طریق سے ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابوعبید، ابن منیع، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے یہ آیت تمہارے نبی کی زبان پر وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ نازل فرمائی پھر ایک واؤ، صاد کے ساتھ مل گئی تو لوگوں نے وَ قَضٰی رَبُّكَ پڑھا۔ اگر یہ قَضٰی نازل ہوا ہوتا تو کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرتا (کیونکہ اس کے فیصلہ کو ٹالا نہیں جا سکتا)

امام طبرانی نے حضرت الاعمش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود وَوَصّٰی رَبُّكَ پڑھتے تھے۔(1)

امام ابوعبید، ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَوَصّٰی رَبُّكَ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ لوگوں نے ایک واؤ کو صاد سے ملا دیا تو قاف ہو گیا۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَضٰی کا معنی امر (حکم دیا) روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی عہد روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کے تحت روایت کیا ہے تم اپنے والدین سے حسن سلوک کرو۔

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ الخ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ تم اپنے والدین کا بول و براز صاف کرو جس طرح وہ تمہارا بول و براز صاف کرتے تھے اور وہ اس وقت کوئی ناراضگی کا کلمہ زبان پر نہ لاتے تھے، اسی طرح تم بھی آج ان کی خدمت کرتے وقت ناراضگی کا کلمہ زبان پر نہ لاؤ۔(4)

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ تم اپنے والدین کو اف اور اس کے علاوہ دل آزاری کا کوئی کلمہ زبان پر نہ لاؤ۔

دیلمی نے الحسن بن علی سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اف سے ادنیٰ کوئی نافرمانی کا کلمہ جانتا تو اسے بھی حرام کر دیتا۔(5)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب تمہارے والدین کوئی ارادہ کریں تو انہیں مت روکو۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا والدین کے ساتھ احسان کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا تو جس چیز کا مالک ہے ان کی خوشنودی کے لیے خرچ کر دے اور جو تمہیں وہ حکم دیں اس کی اطاعت کرو مگر یہ کہ اس میں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو تو پھر ان کی اطاعت نہ کرو۔

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 138، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 73، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 75
5۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 353، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ نافرمانیاں کہاں ختم ہوتی ہیں؟ فرمایا: انسان والدین کو محروم کر دے، انہیں چھوڑ دے اور ان کے چہروں کی طرف تیز نظروں سے دیکھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ انسان اپنے والدین کو ابا جان اور امی جان کہہ کر پکارے، ان کو ان کے اسماء کے ساتھ نہ پکارے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا شخص بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ بزرگ جو تیرے ساتھ ہے کون ہے؟ اس نے کہا یہ میرا والد ہے۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کے آگے نہ چلا کر اس سے پہلے بیٹھا نہ کر اس کو اس کے نام کے ساتھ نہ پکار اور اس کو گالی کے لیے پیش نہ کر۔

امام ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب والدین تمہیں بلائیں تو لبیك سعدیك کہو۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الہداج التجیبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے سعید بن المسیب سے پوچھا قرآن کریم میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا جو ذکر ہے وہ میں نے پہچان لیا ہے لیکن وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا میں قول کریم کا کیا مطلب ہے؟ ابن المسیب نے فرمایا: اپنے والدین سے اس لہجہ میں بات کر جو ایک مجرم غلام اپنے ترش خو آقا کے سامنے اپناتا ہے۔(2)

بخاری نے الادب المفرد میں، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے عروہ سے وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: والدین سے نرمی اختیار کر حتی کہ وہ جس چیز کو پسند کریں انہیں اس سے روکا نہ جائے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اپنے والدین کے سامنے اس طرح تواضع اختیار کرو جس طرح غلام اپنے سخت اور ترش خو آقا کے سامنے اختیار کرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تو والدین سے بات کرے تو ان کے سامنے اپنے ہاتھ کو بلند نہ کر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر وہ تجھ سے کسی بات پر ناراض ہوں تو انہیں ترچھی نظروں اور شوخ نگاہوں سے نہ دیکھ کیونکہ سب سے پہلے غصہ کا اظہار تیز نظروں سے ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے والد کو تیز نظروں سے دیکھا اس نے اپنے والد سے احسان نہیں کیا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 77

4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 197، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تیرے والدین تجھے گالی دیں، تجھ پر لعنت کریں تو یہ کہہ اللہم تم پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الذُّلِّ کو ذال کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے(1)۔عاصم الجحدری سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت ابومرہ مولی عقیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ایک کمرہ میں رہتی تھی اور ابوہریرہ خود دوسرے کمرے میں رہتے تھے، ابوہریرہ ان کے کمرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتے السلام علیك، اے والدہ محترمہ، ورحمته الله و بركاته۔ والدہ فرماتی وعليك يا بني۔ وہ عرض کرتے اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے جس طرح تو نے بچپن میں میری تربیت کی وہ فرماتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے جیسے تو نے میرے بڑھاپے میں بڑا ہو کر احسان کیا۔(2)

امام ابن جریر نے ابن ابی حاتم رحمہما اللہ سے حضرت علی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْۤا اُولِيْ قُرْبٰى (التوبہ:113) نازل فرمائی۔ ”درست نہیں ہے نبی کے لیے اور نہ ایمان والوں کے لیے کہ مغفرت طلب کریں مشرکوں کے واسطے اگرچہ وہ مشرک ان کے قریبی رشتہ دار ہی ہوں“۔(3)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابوداؤد، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۝ وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس آیت کو سورہ برأت کی آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا الخ (توبہ:113) نے منسوخ کر دیا ہے۔(4)

امام ابن المنذر، نحاس اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت سے ایک حرف منسوخ کیا گیا ہے۔ پس کسی مسلمان کے لیے اپنے مشرک والدین کے لیے دعا مانگنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ان کے سامنے عجز و انکساری کا اظہار کرنا چاہیے ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ (توبہ 113)۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمہارا رب جانتا ہے جو بیٹے کے دل میں والد کے متعلق سرد مہری ہوتی ہے(5)، اللہ تعالیٰ

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔الادب المفرد، صفحہ 96، مطبعۃ المدنی
3۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 79
4۔الادب المفرد، صفحہ 96
5۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 80

فرماتا ہے اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ۔ یعنی ان سے نیکی کرنے کی نیت اگر پکی ہوگی فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا تو جو سرد مہری دل میں پیدا ہوئی تھی اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے گا۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں سعید بن جبیر سے اَوَّابِيْنَ کا معنی خیر کی طرف لوٹنے والے روایت کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے اَوَّابِيْنَ کا معنی گناہ سے توبہ کی طرف رجوع کرنے والے اور گناہوں سے نیکوں کی طرف لوٹنے والے کیا ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اَوَّابِيْنَ کا معنی اطاعت شعار اور احسان کرنے والے روایت کیا ہے۔(1)

ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَوَّابِيْنَ کا معنی تَوَّابِيْنَ ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اَوَّاب کا معنی تَوَّاب روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اللہ کی بارگاہ میں سب سے محبوب عمل کون سا ہے؟ فرمایا نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا، میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل ہے؟ فرمایا والدین سے حسن سلوک کرنا۔ میں نے پوچھا اس کے بعد کون سا عمل ہے؟ فرمایا اللہ کے راستہ میں جہاد۔(2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی، والد کی ناراضگی میں ہے۔(3)

امام احمد، بخاری نے الادب المفرد میں، ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے) حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ تو حضور نے فرمایا: تیری ماں، پھر میں نے عرض کی تو جواب ملا تیری ماں پھر میں نے عرض کیا تو فرمایا تیری ماں، چوتھی بار عرض کی تو فرمایا تیرا باپ، پھر بعد میں جو زیادہ قریبی ہو پھر جو زیادہ قریبی ہو۔(4)

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور دوسرے شخص نے پیغام بھیجا تو اس نے اس سے نکاح کرنا پسند کر لیا مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے اس عورت کو قتل کر دیا، کیا اب میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تیری والدہ زندہ ہے۔ اس شخص نے کہا نہیں، ابن عباس نے فرمایا: اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر اور حتی المقدور اس کا قرب حاصل کر۔ راوی فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ آپ نے اس کی والدہ کے زندہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 81، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ الادب المفرد، صفحہ 40، مطبعۃ المدنی
3۔ ایضاً، صفحہ 44
4۔ ایضاً، صفحہ 46

ہونے کے متعلق کیوں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں والدہ سے حسن سلوک سے زیادہ کوئی عمل قرب الٰہی کا عمل نہیں جانتا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، اسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ مجھے کس عمل کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اپنی ماں سے حسن سلوک کر۔ پھر اس نے اپنا سوال دہرایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ماں سے حسن سلوک کر، پھر اس نے سوال کیا تو فرمایا اپنی ماں سے حسن سلوک کر۔ چوتھی مرتبہ سوال کیا تو فرمایا: اپنے باپ سے حسن سلوک کر۔(2)

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس مسلمان کے والدین زندہ ہوں وہ ان سے احسان کرنے والا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دو دروازے کھول دیتا ہے یعنی جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اگر ایک زندہ ہو اور اس سے وہ حسن سلوک کرے تو ایک دروزاہ کھول دیتا ہے اور اگر وہ اپنے والدین میں سے کسی کو ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہوتا حتی کہ والدین میں سے جو ناراض تھا وہ راضی ہو جائے۔ عرض کی گئی خواہ والدین ظلم بھی کریں (پھر بھی انہیں خوش رکھنا ضروری ہے) فرمایا (ہاں) اگر وہ ظلم بھی کریں انہیں راضی رکھنا ضروری ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ، بخاری الادب المفرد میں، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن المنذر اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی بیٹا اپنے والد کا بدلہ نہیں دے سکتا مگر یہ کہ بیٹا اپنے والد کو غلام پائے پھر اسے خرید کر آزاد کر دے۔(4)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں، بخاری نے الادب میں، حاکم انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور ہجرت پر بیعت کی اور اپنے والدین کو روتا چھوڑ کر آیا تھا۔ فرمایا تو واپس چلا جا اور انہیں اسی طرح خوش کر جس طرح تو نے انہیں رلایا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جو کہ جہاد پر جانے کا ارادہ رکھتا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: یہ تیرے والدین ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا ان کی خدمت میں اپنی صلاحتیں صرف کر۔(6)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رسوا ہو جائے، رسوا ہو جائے؟ صحابہ نے عرض کی کون یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا جس نے والدین یا ان میں سے ایک کو بڑھاپے میں پایا اور پھر بھی دوزخ میں داخل ہوا۔(7)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں معاذ بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین سے حسن سلوک کیا مبارک ہو اسے، اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ کرے گا۔(8)

1۔ الادب المفرد، صفحہ 48، مطبعۃ المدنی 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 883، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ الادب المفرد، صفحہ 53 4۔ ایضاً، صفحہ 64 5۔ ایضاً، صفحہ 69
6۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 883، وزارت تعلیم اسلام آباد 7۔ الادب المفرد، صفحہ 92 8۔ ایضاً، صفحہ 94

امام عبد الرزاق نے المصنف میں، بخاری نے الادب میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے دو آدمی دیکھے، ایک سے پوچھا یہ تمہارا کیا لگتا ہے؟ اس نے کہا یہ میرا باپ ہے۔ آپ نے فرمایا پھر اس کو نام سے نہ پکارا کرو اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو اس کے نام سے نہ بلایا کرو اور اس کے آگے چلا کرو اور نہ اس سے پہلے بیٹھا کرو اور نہ اسے گالی کے لیے پیش کرو۔(1)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔(2)

امام سعید، ابن ابی شیبہ، احمد، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت معاویہ بن جابر عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جہاد میں شرکت کا مشورہ کرنے کے لیے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا جاؤ اس کو لازم پکڑو کیونکہ جنت ان کے قدموں کے پاس ہے۔(3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں اور میں اس سلسلہ میں آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ اس کی خدمت میں رہو کیونکہ اس کے قدموں کے پاس جنت ہے۔ اس نے دوبارہ، سہ بارہ عرض کی تو آپ ﷺ نے ویسا ہی جواب دیا۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں جہاد کی خواہش رکھتا ہوں لیکن میں اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تیرے والدین میں سے کوئی ایک باقی ہے؟ اس نے کہا میری والدہ زندہ ہے۔ فرمایا اس کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔ جب تو اس کے حقوق ادا کرے گا تو تو حج کرنے والا، عمرہ کرنے والا اور جہاد کرنے والا شمار ہو گا، جب تمہارے والد تمہیں بلائے تو تو اللہ سے ڈر اور اس سے حسن سلوک کر۔(4)

بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرا اپنے والدین کے درمیان چارپائی پر سونا جب کہ تو انہیں ہنسائے اور وہ تجھ سے خوش ہوں تو یہ عمل تلوار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت خداش بن سلامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کسی شخص کو تین مرتبہ اپنی ماں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں اور دو مرتبہ اپنے باپ سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں اور انسان کو اپنے قریبی مولا سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہوں اگرچہ اسے اس کی طرف سے اذیت بھی پہنچے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ، پس اس

1۔ الادب المفرد، صفحہ 128، مطبعۃ المدنی 2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 177، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 178
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 179 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 181

دروازے کی حفاظت کر یا اس کو ضائع کر (یہ تیری مرضی)۔(1)

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں جنت دیکھی جب کہ میں نے ایک شخص کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا یہ حارثہ بن النعمان ہے، اسی طرح (والدہ سے) حسن سلوک (کا اجر ملتا) ہے اسی طرح (والدہ سے) حسن سلوک (کا اجر ملتا ہے)۔(2)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سویا تو میں نے خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔ میں نے ایک قاری کو سنا جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا حارثہ بن النعمان ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسی طرح (والدہ سے) حسن سلوک (کا اجر ملتا) ہے۔ حضرت حارثہ اپنی ماں سے انتہائی حسن سلوک فرماتے تھے۔(3)

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص گزرا جو بڑا جسیم تھا، صحابہ کرام نے کہا کاش! یہ اللہ کے راستہ میں (جہاد کرتا)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہوسکتا ہے یہ اپنے بوڑھے والدین کی خدمت کے لیے کوشش کرتا ہو پس یہ اللہ کے راستہ میں ہے۔ اپنے چھوٹے بچوں کی (خوراک وتربیت کے لیے) کوشش کرتا ہو پس یہ اللہ کے راستہ میں ہے۔ ہو سکتا ہے اپنی ذات کے لیے محنت کرتا ہوں تا کہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے، پس یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ کرے، اس کے رزق میں زیادتی کرے تو اسے اپنے والدین سے حسن سلوک کرنا چاہیے اور اسے صلہ رحمی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو نیک بیٹا اپنے والدین کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہر نظر کے بدلے مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے، صحابہ نے پوچھا اگرچہ وہ ہر روز سو مرتبہ بھی دیکھے۔ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بڑا اور پاک ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بچہ اپنے والد کو دیکھتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے تو بچے کو ایک روح آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! اگرچہ بچہ تین سو ساٹھ مرتبہ بھی دیکھے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے بڑا ہے۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: والد کو دیکھنا عبادت ہے اور کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے، قرآن کریم کو دیکھنا عبادت ہے، اپنے بھائی کو اللہ کی رضا کے لیے محبت سے دیکھنا عبادت ہے۔(8)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی والدہ کی

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 183، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 184
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 185 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 186
7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 187

دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ یہ عمل اس کے لیے آگ سے حجاب ہوگا۔ امام بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔(1)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ایک بڑا گناہ کیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا کیا تیری خالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا پھر اس کے ساتھ حسن سلوک کر۔(2)

امام بیہقی نے حضرت ام ایمن سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض اہل بیت کو وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں عذاب دیا جائے۔ اگرچہ تمہیں جلایا جائے۔ اپنے رب کی اور اپنے والدین کی اطاعت کرو اگرچہ وہ تمہیں ہر چیز چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیں تو تم نکل جاؤ۔ جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے۔ شراب سے بچو کیونکہ یہ ہر (برائی) کی چابی ہے، گناہ سے اجتناب کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اپنے گھر والوں سے کسی معاملہ میں جھگڑا نہ کرنا اگرچہ تو دیکھے کہ تو حق پر ہے، میدان سے کبھی نہ بھاگنا اگرچہ لوگوں پر موت طاری ہو رہی ہو اور تو ان کے درمیان ہو، ثابت قدم رہنا، اپنے گھر پر اپنی وسعت گنجائش کے مطابق خرچ کرنا، اپنے گھر والوں پر ڈنڈا کبھی نہ اٹھانا اور اللہ کی رضا کے لیے ان پر تخفیف کرنا۔(3)

امام احمد، بخاری (نے الادب المفرد میں) ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو اسید الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! کیا میرے والدین کے وصال فرمانے کے بعد مجھ پر ان کے ساتھ حسن سلوک کی کوئی صورت باقی ہے کہ میں ان سے حسن سلوک کروں؟ فرمایا ہاں۔ وہ چار خصال ہیں۔ ان کے لیے دعا کرنا، ان کے لیے استغفار کرنا، ان کے عہد کو پورا کرنا، ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان لوگوں سے صلہ رحمی کرنا جن کے ساتھ تمہارا رشتہ تمہارے والدین کی طرف سے ہے۔(4)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ انسان باپ کے وصال کے بعد اپنے باپ کے اہل سے محبت اور صلہ رحمی کا مظاہرہ کرے۔(5)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! یہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ اس شخص سے تعلقات ختم نہ کر جو تیرے باپ سے اپنا ناطہ جوڑتا تھا ورنہ تیرا نور اس عمل سے بجھ جائے گا۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت محمد بن طلحہ عن عبدالرحمٰن ابی بکر صدیق کے طریق سے روایت فرمایا ہے کہ ابوبکر الصدیق

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 187، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 188 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 199 5۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 124، مطبعۃ المدنی

رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک عربی ساتھی سے کہا جس کا نام عفیر تھا۔ اے عفیر! تو نے رسول اللہ ﷺ سے محبت کے بارے میں کیسے سنا ہے؟ اس نے کہا: میں نے یہ فرماتے سنا ہے کہ محبت میں میراث چلتی ہے اور عداوت بھی اسی طرح ہوتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، حاکم اور بیہقی نے ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ والدین کا نافرمان، حرامی، ہمیشہ شراب پینے والا اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: والدین کا نافرمان، احسان جتلانے والا، زنا کی اولاد، ہمیشہ شراب پینے والا، قطع رحمی کرنے والا اور وہ شخص ذات رحم (محرمہ) سے بدکاری کرتا ہے (یہ سب) جنت میں داخل نہ ہوں گے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت طلق بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر میں اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پاؤں جب کہ میں عشاء کی نماز میں ہوں اور میں سورۂ فاتحہ پڑھ چکا ہوں پھر وہ مجھے یا محمد کہہ کر پکاریں تو میں ان کو لبیک کے ساتھ جواب دوں۔ بیہقی نے اسی حدیث کو ضعیف کہا ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اللیث بن سعد حدثنی یزید بن حوشب الفہری عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر جریج راہب فقیہ اور عالم ہوتا تو جان لیتا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے والدہ کو جواب دینا افضل ہے۔ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تجھے تمہاری والدہ بلائے جب کہ تم نماز میں ہو تو اس کو جواب دے اور جب تجھے باپ بلائے تو اسے جواب نہ دے حتیٰ کہ تو نماز سے فارغ ہو جائے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تیری والدہ تجھے بلائے جب کہ تم نماز میں ہو تو اس کی بات کا جواب دو اور جب تیرا باپ تجھے بلائے تو جواب نہ دو۔

احمد اور بیہقی نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پایا پھر اس کے بعد وہ دوزخ میں داخل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے بہت دور کر دے گا اور انہیں دھتکار دے گا۔(7)

امام احمد اور بیہقی نے سہل بن معاذ بن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر عنایت کرے گا اور نہ ان کو پاک اور صاف کرے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا اپنے والدین سے برأت کا اظہار کرنے والا اپنی اولاد سے برأت کا اظہار کرنے والا وہ شخص جس پر کسی قوم نے احسان کیا پھر اس نے ان کی نعمتوں کی ناشکری کی اور ان سے بری ہو گیا۔(8)

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 201، دار الکتب العلمیہ بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 191 — 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 192
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 195 — 5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً (مفہوم) جلد 6، صفحہ 196 — 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 197

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے سخت عذاب میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے اسے قتل کیا ہوگا یا جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کیا ہوگا، تصویریں بنانے والے اور وہ عالم جس کے علم سے نفع نہ اٹھایا گیا ہو۔(1)

امام حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، ذہبی نے حاکم پر اعتراض کیا ہے، بیہقی، طبرانی، الخرائطی رحمہم اللہ نے مساوی اخلاق میں حضرت بکار بن عبدالعزیز بن ابی بکرہ عن ابیہ عن جدہ ابی بکرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر گناہ کی سزا کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو قیامت تک مؤخر فرما دیتا ہے لیکن والدین کی نافرمانی کو اللہ تعالیٰ مرنے سے پہلے زندگی میں جلد سزا دے دیتا ہے، جو ریا کاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ (قیامت کے روز) اس کی ریا کاری لوگوں کے سامنے کرے گا اور جو شہرت کی خاطر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی شہرت کرے گا (یعنی قیامت کے روز اسے رسوا کرے گا)۔(2)

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چار آدمیوں کا احترام کرنا سنت ہے عالم، بوڑھا، سلطان اور والا۔ یہ جفا ہے کہ انسان اپنے والد کو نام لے کر بلائے۔(3)

امام عبدالرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کتاب اللہ میں تم والدین کی نافرمانی کیا دیکھتے ہو؟ کعب نے فرمایا: جب وہ اس پر کوئی قسم اٹھائے تو اسے پورا نہ کرے، جب ان میں سے کوئی سوال کرے تو بیٹا عطا نہ کرے، جب والدین اسے امین بنائیں تو وہ خیانت کرے، یہ والدین کی نافرمانی ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دعائیں قبول ہوتی ہیں: باپ کی بیٹے کے خلاف دعا، مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا۔(5)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے محمد بن النعمان سے روایت کیا ہے وہ اس حدیث کو مرفوع روایت فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر جمعہ کو والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اللہ اسے بخش دے گا اور اسے نیکوکار لکھا جائے گا۔

بیہقی نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے والدین فوت ہو جائیں جب کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو۔ پھر ان کے وصال کے بعد وہ ان کے لیے دعا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے نیکوکاروں میں لکھ دیتا ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے اور وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو تو وہ اپنے والدین کے لیے دعا و استغفار کرتا رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے نیکوکار لکھ دے۔(7)

امام بیہقی نے الاوزاعی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جو اپنے والدین کی زندگی میں ان کا نافرمان ہو پھر وہ ان کا قرضہ ادا کر دے اگر ان پر قرضہ ہو، اس کے لیے استغفار کرے اور ان کو گالی گلوچ کے لیے پیش نہ کرے تو اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 197، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 198 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 199 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 201 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 202 7۔ ایضاً

تعالیٰ اسے نیکوکار لکھ دیتا ہے اور جو اپنے والدین کی ان کی زندگی میں جو خدمت کرتا رہے پھر ان کا قرضہ ادا نہ کرے جب کہ ان پر قرضہ ہو اور نہ ان کے لیے استغفار کرے اور انہیں گالی گلوچ کے لیے پیش کرے تو اسے نافرمان لکھا جاتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کے لیے اپنے والدین کا مطیع ہوتا ہے اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک کا مطیع ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور جو والدین کے بارے اللہ کا نافرمان ہوتا ہے اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اگر ایک کا نافرمان ہوتا ہے تو ایک دروازہ کھولا جاتا ہے۔ ایک شخص نے پوچھا اگر چہ والدین بیٹے پر ظلم بھی کریں؟ فرمایا اگر چہ وہ ظلم بھی کریں، اگر چہ وہ ظلم بھی کریں، اگر چہ وہ ظلم بھی کریں۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت المنذر بن محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرا باپ چھت پر رات گزارتا تھا جب کہ اپنی والدہ کو آرام پہنچاتا تھا جب کہ میرا چچا صبح تک نماز میں مصروف رہتا تھا۔ میرے باپ نے میرے چچا سے کہا۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ میری رات کا عمل تیری رات کے عمل کے بدلے میں ہو۔(3)

امام ابن سعد اور احمد نے الزہد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: محمد بن المنکدر نے فرمایا: میرے بھائی عمر نے نماز پڑھتے ہوئے رات گزاری اور میں نے اپنی والدہ کے پاؤں دباتے ہوئے رات گزاری میں پسند نہیں کرتا کہ میری رات، اس کی رات کے بدلے ہو جائے۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنا رخسار زمین پر رکھتے تھے پھر اپنی والدہ سے کہتے تھے امی جان! اٹھو اور اپنا پاؤں مبارک میرے رخسار پر رکھو۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور بیہقی نے طاؤس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص کے چار بیٹے تھے۔ وہ شخص مریض ہو گیا۔ ایک بیٹے نے دوسرے بھائیوں سے کہا اگر تم والد صاحب کی تیمارداری کرو تو تمہارے لیے میراث میں سے کچھ حصہ نہ ہو گا اور اگر میں والد صاحب کی تیمارداری کروں گا تو میرے لیے میراث میں سے کچھ حصہ نہ ہو گا، دوسرے بھائیوں نے کہا: تم والد صاحب کی تیمارداری کرو اور تمہارے لیے میراث میں سے کچھ حصہ نہ ہو گا، وہ بیٹا والد صاحب کی تیمارداری کرتا رہا حتی کہ والد صاحب کا وصال ہو گیا، اس بیٹے نے باپ کی میراث سے کچھ حصہ نہ لیا۔ اس بیٹے نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا ہے کہ وہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے لو، اس نے نیند میں پوچھا کیا اس میں برکت ہو گی؟ کہا گیا نہیں۔ صبح ہوئی تو اس نے اپنا خواب اپنی بیوی کو بتایا بیوی نے کہا وہ دینار لے لو کیونکہ اس کی برکت سے یہ ہو گا کہ تو لباس پہنے گا اس کے ساتھ اپنی معیشت درست کرے گا، اس جوان نے وہ دینار لینے سے انکار کر دیا۔ جب اگلی رات ہوئی تو اسے خواب میں کہا گیا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس دینار لے لو، اس نے پوچھا کیا ان میں برکت ہے؟ کہا گیا نہیں ان میں برکت نہیں ہے۔ صبح اس نے بیوی کو خواب سنایا، بیوی نے پھر پہلے کی طرح مشورہ دیا لیکن اس نے وہ دینار لینے سے انکار کر

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 204، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 206 3۔ ایضاً، جلد 6 صفحہ 207 4۔ ایضاً

دیا۔ پھر تیسری رات اس نے خواب دیکھا اور اسے کہا گیا فلاں جگہ آؤ اور ایک دینار لے لو۔ اس نے پوچھا کیا اس میں برکت ہے، کہا گیا ہاں اس میں برکت ہے، وہ گیا اور ایک دینار لے لیا، پھر وہ بازار گیا وہاں ایک شخص دو مچھلیاں اٹھائے ہوئے تھا، اس لڑکے نے پوچھا یہ مچھلیاں کتنے میں بیچو گے اس نے کہا ایک دینار میں، اس نے ایک دینار لے کر دونوں مچھلیاں لے لیں۔ وہ انہیں لے کر گھر گیا پھر ان کا پیٹ چیرا ان میں سے ہر ایک مچھلی کے پیٹ میں ایسا بے مثال موتی پایا جس کی مثل لوگوں نے کبھی دیکھا نہ تھا۔ بادشاہ نے ایسا خوبصورت موتی خریدنے کے لیے آدمی بھیجے تو وہ موتی صرف اس شخص کے پاس ہی پایا گیا، اس لڑکے نے وہ موتی تیس بوجھ خچر سونے کے بدلے بیچ دیا بادشاہ نے جب وہ موتی دیکھا تو کہا یہ اکیلا موتی اچھا نہیں لگے گا یہ جوڑا ہونا چاہیے، پس اس نے دوسرا موتی تلاش کرنے کا حکم دے دیا اگرچہ ڈبل قیمت میں ہی ملے بادشاہ کے کارندے اس لڑکے کے پاس آئے اور پوچھا کیا تیرے پاس اس جیسا کوئی دوسرا موتی ہے، ہم تجھے اس کی ڈبل قیمت دیں گے؟ اس نے کہا واقعی تم ڈبل قیمت دو گے؟ بادشاہ کے کارندوں نے کہا ہاں، پس انہوں نے دوہری قیمت دے کر وہ موتی لے لیا۔(1)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابو موسیٰ اور ابو عامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور اسلام قبول کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سے فلاں عورت نے کون ہے؟ جس کو اس نام سے پکارا جاتا ہے؟ ابو موسیٰ وغیرہ نے کہا ہم اسے اپنے گھر میں چھوڑ کر آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی بخشش کر دی گئی ہے، صحابہ کرام نے پوچھا کیوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اس نے اپنی والدہ کے ساتھ جو حسن سلوک کیا ہے، اس کی وجہ سے اس کی بخشش کی گئی ہے۔ فرمایا اس کی ایک بوڑھی والدہ تھی، ان کے پاس ڈرانے والا آیا اور بتایا کہ آج رات دشمن تم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، تم یہاں سے چلے جاؤ اور اپنی قوم کے بڑے گروہ کے ساتھ مل جاؤ پس اس عورت کے پاس کوئی سواری نہ تھی جس پر وہ اپنی ماں کو سوار کرتی تو اس نے اپنی والدہ کو اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا، جب تھک جاتی تو اسے اتار دیتی پھر اس نے اپنا پیٹ اپنی ماں کے پیٹ کے ساتھ ملا دیا اور اپنے پاؤں اپنی ماں کے پاؤں کے نیچے کر دیا کیونکہ سخت گرمی تھی۔ حتی کہ وہ نجات پا گئی۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ایک جوان سامنے آیا۔ ہم نے کہا کاش! یہ نوجوان اپنی جوانی اور قوت ونشاط اللہ کے راستہ میں صرف کرتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بات سن لی، فرمایا صرف وہ شخص جہاد میں نہیں ہوتا جو جنگ کرتا ہے بلکہ جو اپنی والدین کی خدمت کی کوشش کرتا ہے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے اور جو اپنے اہل وعیال کے لیے محنت کرتا ہے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے اور جو اپنی ذات کے لیے محنت کرتا ہے تاکہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے وہ بھی اللہ کے راستہ میں ہوتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ فرمایا اس کے خاوند کا۔ میں نے پوچھا مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے فرمایا اس کی ماں کا۔(3)

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 208، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 193 (7338)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے لیے ذبح کرے، پھر اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جو اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرتا ہے۔ والدین کے نافرمان پر اللہ کی لعنت ہے اور جو زمین پر لگائی گئی ہر علامت توڑتا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔(1)

امام حاکم، انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے جب کہ ذہبی رحمہما اللہ نے ضعیف کہا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا، تم لوگوں کی عورتوں سے پاک دامن رہو، تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی اور اپنے آباء کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ حسن سلوک کریں گے اور جس کے پاس اس کا بھائی آئے تو اسے اس کی بات قبول کرنی چاہیے خواہ وہ حق پر ہو یا غلط ہو، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو وہ حوض پر وارد نہ ہوگا۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اپنے آباء کے ساتھ نیکی کرو۔

امام احمد، حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے شرک سے ہجرت کی ہے لیکن جہاد باقی ہے۔ کیا یمن میں تیرا کوئی رشتہ دار باقی ہے؟ اس نے عرض کی میرے والدین ہیں؟ فرمایا: کیا انہوں نے تجھے جہاد کی اجازت دی ہے؟ اس نے کہا نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو واپس جا اور ان سے اجازت طلب کر۔ اگر وہ تجھے اجازت دیں تو تیرے لیے جہاد کرنا جائز ہوگا ورنہ تو ان کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کر۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا یا رب! تو مجھے کس چیز کا حکم دیتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ اس کے بعد کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کر۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی پھر کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنی والدہ سے حسن سلوک کر۔ پھر عرض کی اس کے بعد کیا حکم ہے؟ فرمایا اپنی والدہ سے حسن سلوک کر۔ وہب فرماتے ہیں: والدین کے ساتھ حسن سلوک عمر میں اضافہ کرتا ہے اور والدہ کے ساتھ نیکی اصل کو پیدا کرتی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرش کے پاس ایک شخص کو دیکھا تو اس کے مقام و مرتبہ پر رشک کرنے لگے، اس کے متعلق پوچھا تو فرشتوں نے کہا: ہم تجھے اس کے عمل کے متعلق بتاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے لوگوں کو عطا فرمایا تھا اس پر یہ ان سے حسد نہیں کرتا تھا، یہ چغلی کھاتا تھا نہ وہ اپنے والدین کا نافرمان تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا رب! اپنے والدین کا نافرمان کون ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ان کو گالی گلوچ کے لیے پیش کرتا ہے حتی کہ انہیں گالی دی جاتی ہے۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 169 (7254)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 170 (7258)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 114 (2501)

کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ میری بیوی میرے چچا کی بیٹی ہے، میں اس سے محبت کرتا ہوں اور میری والدہ مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ ابو درداء نے کہا میں تجھے اسے طلاق دینے کا حکم نہیں دیتا اور نہ میں تجھے والدہ کی نافرمانی کا حکم دیتا ہوں لیکن میں تجھے ایک حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا والدہ جنت کے دروازوں میں سے درمیان والا دروازہ ہے، اگر تو چاہے تو اسے پکڑے رکھ، اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

ابن ابی شیبہ نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ماں کے لیے تین بار حسن سلوک کا حکم ہے اور باپ کے لیے ایک بار۔(1)

امام احمد اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں والدین کا نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والے اور تقدیر کو جھٹلانے والا داخل نہ ہوگا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک جہاد کے قائم مقام ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ان سے پوچھا گیا: والد کا بیٹے پر کیا حق ہے؟ فرمایا اگر تو (اس کے حکم پر) اپنے اہل اور مال کو چھوڑ کر نکل جائے تو بھی تو نے ان کا حق ادا نہیں کیا۔(4)

ابن ابی شیبہ اور ہناد نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب سائے مائل ہو جائیں اور روحوں کو آرام آ جائے تو اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجات طلب کرو کیونکہ وہ اوابین کی گھڑی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے اواب کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ جو گناہ کرتا ہے پھر استغفار کرتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے، پھر استغفار کرتا ہے، پھر گناہ کرتا ہے، پھر استغفار کرتا ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اواب وہ ہوتا ہے جو تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کرتا ہے پھر ان سے (توبہ) واستغفار کرتا ہے۔

وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ وَ كَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾

"اور دیا کرو رشتہ دار کو اس کا حق اور مسکین اور مسافر کو بھی اور فضول خرچی نہ کیا کرو بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اگر (بوجہ تنگ دستی) تجھے ان سے منہ پھیرنا پڑے اور تم اپنے رب کی رحمت (یعنی خوشحالی) کے متلاشی ہو جس کی تمہیں توقع ہے تو (اس اثناء میں)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 218 (25401)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 441، دار صادر بیروت 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 219 (25406) 4۔ ایضاً (25413)

ان سے بات کروتو بڑی نرمی سے کرو"۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے اور اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جب انسان کے پاس مال و دولت ہو تو کیا کرے اور جب مال نہ ہو تو کیا طرز معاشرت اپنائے۔ فرمایا اگر تمہارے رشتہ دار وغیرہ تجھ سے سوال کریں اور تیرے پاس کچھ نہ ہو اور تجھے اللہ تعالیٰ سے رزق ملنے کا انتظار ہو تو ان شاء اللہ کہہ کر ان سے وعدہ کرو۔ سفیان فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وعدہ بھی قرض ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ قریبی رشتہ دار سے تعلقات قائم کرو، مسکین کو کھانا کھلاؤ اور مسافر سے احسان کرو۔(1)

امام ابن جریر نے علی بن الحسین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شامی شخص سے فرمایا: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ ابن جریر نے حضرت علی بن حسین نے فرمایا کیا تو نے سورۂ بنی اسرائیل پڑھی ہے: وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّهٗ؟ اس نے کہا کیا قرابت سے مراد تم اہل بیت ہو جن کے حق کی ادائیگی کا اللہ نے حکم دیا ہے؟ حضرت علی بن حسین نے کہا ہاں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی عبد المطلب کے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سوال کرنے کے لیے آتے تھے، جب وہ آپ کے پاس کچھ پالیتے تو آپ انہیں عطا فرما دیتے اور اگر آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ خاموش رہتے انہیں ہاں اور نہ کچھ نہ فرماتے۔ اَلْقُرْبٰی سے مراد بنی عبد المطلب کے قربی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تو ان کا حق ادا کر اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور اگر تیرے پاس کچھ نہ ہو تو انہیں خیر کی بات کہہ۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے حقوق میں سے جو اہم ترین حق تھا اس کا حکم دیا اور انسان کی افضل عمل پر راہنمائی فرمائی جب کہ اس کے پاس مال موجود ہو۔ پھر اس بات کی تعلیم دی کہ جب انسان کے پاس کچھ نہ ہو تو کیا کہے یعنی ان سے اچھے انداز میں وعدہ کرے گویا کہ اس نے اسے عطا ہی کر دیا اور ان شاء اللہ کہہ کر ان سے وعدہ کر کے اپنا ہاتھ اپنی گردن میں بندھا ہوا نہ بنالو کہ کسی کو کچھ عطا ہی نہ کرو اور نہ بالکل ہاتھ کشادہ کرو کہ جو پاس موجود ہو سب عطا کر دو، ورنہ تم بیٹھ جاؤ گے ملامت کیے ہوئے در ماندہ۔ جو تیرے بعد آئے گا وہ تجھے ملامت کرے گا اور وہ تیرے پاس کچھ نہیں پائے گا اور جس کو تو عطا کرے گا وہ بھی تجھ سے اصرار کرے گا۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت کلیب بن منفعہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے دادا نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کون میرے حسن سلوک کا زیادہ حق دار ہے؟ فرمایا تیری والدہ، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ الادب المفرد، باب صلۃ الرحم، جلد 1، صفحہ 137 (51) مطبعۃ المدنی القاہرہ

بھائی اور تیرا غلام جو تیرے پاس رہتا ہے، یہ واجب حق ہے اور رشتہ ہے جس کے جوڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔(1)

امام احمد، بخاری نے الادب المفرد میں، ابن ماجہ، حاکم، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مقدام بن معدیکرب سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ماؤوں کے بارے میں وصیت کرتا ہے پھر تمہیں اپنے آباء کے بارے میں وصیت کرتا ہے پھر جو قریبی ہے، پھر جو اس کے بعد قریبی ہے۔(2)

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو آدمی اپنے اوپر اور اپنے اہل کے اوپر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں اس کو اجر عطا فرماتا ہے اور اپنے اہل وعیال سے (خرچ کا) آغاز کرو پھر اگر مال بچے تو جو زیادہ قریبی ہو اسے دو پھر جو اس کے بعد قریبی ہو اسے دو اور اگر مزید بچے تو لے لو۔(3)

امام بخاری نے الادب میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے نسبوں کی حفاظت کرو اپنے رشتہ داروں سے تعلق قائم کرو۔ رشتہ کے لیے کوئی دوری نہیں ہے جب اسے قریب کیا جائے اگرچہ وہ بہت دور کا رشتہ بھی ہو۔ اور رشتہ کے لیے قرب نہیں ہوتا جو دور کر دیا گیا اگرچہ وہ قریبی رشتہ ہی کیوں نہ ہو قیامت کے روز ہر شخص کے سامنے اس کا رشتہ آئے گا اس کے لیے صلہ (تعلق جوڑنے) کی گواہی دے گا اگر اس نے رشتہ دار سے صلہ رحمی کی ہوگی اور قطع رحمی کی گواہی دے گا اگر اس نے قطع رحمی کی ہوگی۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں ایک خوش حال آدمی ہوں، میری ماں، باپ، بہن، بھائی، چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ (رشتہ دار) ہیں میری صلہ رحمی کا زیادہ حق دار کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا بھائی پھر جو زیادہ قریبی ہے (اس کے بعد) جو زیادہ قریبی ہے۔(5)

امام احمد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو رمثہ التیمی تیم الرباب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جب کہ آپ یہ خطبہ دے رہے تھے۔ عطا کرنے والا ہاتھ بلند ہے تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا بھائی پھر جو قریبی ہے پھر جو اس کے قریب ہے۔(6)

امام طبرانی، حاکم، شیرازی (نے القاب میں) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایک قوم کے گھروں کو آباد فرماتا ہے اور ان کے اموال میں کثرت عطا فرماتا ہے اور ان کی طرف کبھی غضب کی نظر سے نہیں دیکھا جب سے انہیں پیدا فرمایا پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا ان کی ایک دوسرے سے صلہ رحمی کی وجہ سے۔(7)

1۔ الادب المفرد، باب صلۃ الرحم، جلد 1، صفحہ 130 (47) مطبعۃ المدنی القاہرہ
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 150 (60)
3۔ ایضاً، رخ جلد 1، صفحہ 52-151 (62)
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 164 (73)
5۔ شعب الایمان، باب فی برالوالدین، جلد 6، صفحہ 181 (7842)، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، (7844)
7۔ ایضاً، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 225 (7967)

امام بیہقی، ابن عدی، ابن لال نے مکارم الاخلاق میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی گھر والے جب ایک دوسرے سے صلہ رحمی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رزق کو جاری فرما دیتا ہے اور وہ رحمٰن کے سایہ میں ہوتے ہیں۔(1)

امام بیہقی، ابن جریر، الخرائطی رحمہم اللہ نے مکارم اخلاق میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن عن ابیہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے زیادہ جلدی ثواب جس اطاعت پر ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے حتیٰ کہ کسی گھر والے فجار و گناہگار ہوتے ہیں پھر ان کے مال بڑھتے ہیں، ان کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جب وہ صلہ رحمی کرتے ہیں اور جس گناہ پر سزا جلدی ملتی ہے وہ بدکاری اور جھوٹی قسم ہے اس سے مال چلا جاتا ہے، رحم بانجھ ہو جاتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ثعلبہ بن زہدم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے عطا کرنے کا ہاتھ بلند ہوتا ہے اور سوالی کا ہاتھ نیچا ہوتا ہے، اپنے اہل و عیال سے صدقہ شروع کرو (یعنی) اپنی ماں، اپنا باپ، اپنی بہن، اپنا بھائی پھر جو قریبی ہے اس کے بعد جو قریبی ہے۔(3)

امام البزار، ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یہ آیت وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور انہیں فدک کا باغ عطا فرمایا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰى حَقَّهٗ کی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کو فدک کی زمین عطا فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کرنے والے کو حکم دیا کہ وہ کیسے عطا کرے اور کس سے عطا کا آغاز کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ، پس اللہ تعالیٰ نے قریبی رشتہ داروں سے عطا کے آغاز کا حکم دیا، پھر مسکین مسافر اور اس کے بعد دوسروں کو عطا کرنے کا حکم دیا فرمایا لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا سارا مال نہ دے دو ورنہ تم خالی ہاتھ ہو کر بیٹھ جاؤ گے وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو اس طرح نہ روکو کہ تم کسی کو کچھ عطا ہی نہ کرو وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ پھر فرمایا کہ ہاتھ بالکل ہی کشادہ نہ کر دو مگر وہ عطا کرو جو تمہیں بتایا گیا ہے اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ اگر بوجہ تنگ دستی ان سے منہ پھیر لو تو انہیں اچھی بات کہو مثلاً شاید تمہیں مل جائے، امید ہے تمہیں مل جائے گا۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا بہت سا مال ہے اور میری آل اولاد بھی موجود ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں کیسے خرچ کروں اور کیسے تصرف کروں؟ فرمایا پہلے تو فرضی زکوٰۃ ادا کر کیونکہ یہ تجھے پاک کرے گی، اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر۔ سائل کا حق پہچان، پڑوسی اور مسکین کا حق

1۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 225 (7968)، دارالکتب العلمیہ بیروت   2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 226 (7971)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 427 (10694)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 583 (1405)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پہچان۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ میرے لیے مختصر انداز میں یہ احکام بیان فرمائیں تو آپ ﷺ نے یہ تلاوت فرمائی وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ...... الآیہ اس نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے لیے یہ کافی ہے۔(1)

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، بخاری نے الادب المفرد میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تَبْذِيْرًا کا مطلب یہ ہے مال کو ناحق جگہ میں صرف کرنا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم محمد ﷺ کے اصحاب یہ کہتے تھے کہ تَبْذِيْرًا ناحق جگہ پر مال خرچ کرنا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، بخاری الادب المفرد میں، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْمُبَذِّرِيْنَ وہ لوگ ہیں جو اپنا مال ناحق جگہ پر خرچ کرتے ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا یعنی اپنا تمام مال نہ دے دو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسراف یہ ہے کہ انسان وہ پہنے، کھائے اور پیے جو اس کے پاس نہ ہو اور جو گنجائش کی حد سے تجاوز کرے وہ تَبْذِيْرًا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو تو نے اپنے اوپر اور اپنے اہل کے اوپر بغیر اسراف اور تَبْذِيْرًا کے خرچ کیا اور جو تو نے صدقہ کیا سب تیرے لیے باعث اجر ہے اور جو تو نے ریاء اور شہرت کی خاطر خرچ کیا وہ شیطان کا حصہ ہے۔(5)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مذینہ قبیلہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سواریاں طلب کرتے ہوئے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا "لَا اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ" میں نہیں پاتا جس پر میں تمہیں سوار کروں تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ (التوبہ:92) پس وہ لوٹتے ہیں اس حال میں کہ ان کی آنکھیں بہار ہی ہوتی ہیں آنسو۔ فرمایا الرحمۃ سے مراد مال فے ہے۔

امام ابن جریر نے الخراسانی کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے: ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ سے مراد رزق ہے۔(6)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا سے مراد اللہ سے رزق کی انتظار ہے۔(7)

امام ابن جریر نے الضحاک سے اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تم کوئی ایسی چیز نہ پاؤ جو تم انہیں عطا کرو تو اپنے رب کے رزق کا انتظار کرو۔ یہ آیت ان مساکین کے حق میں نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ سے سوال کرتے تھے۔(8)

1۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 393 (3374)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، باب فی الاقتصاد فی النفقہ، جلد 5، صفحہ 251 (6548)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 88 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ تم ان سے نرم لہجہ میں گفتگو کرو۔ مثلاً یوں کہو ان شاء اللہ مال آئے گا تو ضرور پیش کروں گا۔ ہم ان شاء اللہ مال حاصل کریں گے تو ضرور عطا کریں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ تم انہیں کہو کہ ہاں آج تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، اگر ہمارے پاس مال آئے گا تو ہم تمہارا حق پہچان کر تمہیں پیش کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: انہیں خوبصورت بات کرو اللہ تعالیٰ (مثلاً) ہمیں اور تمہیں اپنی جناب سے رزق عطا فرمائے، اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا فرمائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اس سے مراد یہ ہے کہ تم ان سے وعدہ کرو، سفیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وعدہ دین ہے۔

وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَ لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝۲۹ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝۳۰

”اور نہ بنالو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن کے ارد گرد اور نہ ہی اسے بالکل کشادہ کر دو ورنہ تم بیٹھ جاؤ گے ملامت کیے ہوئے درماندہ۔ بے شک آپ کا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) یقیناً وہ اپنے بندوں (کے حالات) سے خوب آگاہ ہے (اور انہیں) دیکھنے والا ہے“۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت یسار بن الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عراق سے کپڑا لایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت عطا فرمانے والے اور سخی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے درمیان وہ کپڑا تقسیم فرما دیا، پھر ایک عرب قوم کو کپڑا پہنچنے کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کیا ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال نہ کریں؟ (وہ آئے تو) انہوں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا تقسیم فرما چکے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً الخ، مَغْلُوْلَةً کا معنی مَحْبُوْسَةً (بندھا ہوا) ہے۔ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ الخ اور نہ بالکل کشادہ کر دو ورنہ لوگ تجھے ملامت کریں گے مَّحْسُوْرًا کہ تمہارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت المنہال بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک عورت نے اپنا بچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور کہا کہ تم جا کر حضور کی بارگاہ میں عرض کرو کہ مجھے کپڑا پہناؤ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے فرمایا کہ اب میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ بچہ ماں کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب لے کر آیا تو اس کی ماں نے کہا تو دوبارہ جا کر عرض کر کہ مجھے اپنی قمیص پہنا دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ کر آئے اور اپنی قمیص اتار کر اسے عطا فرما دی۔ اس وقت یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 89

آیت نازل ہوئی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً الخ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک بچہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور! میری والدہ آپ سے فلاں فلاں چیز کا سوال کر رہی ہے۔ آپ نے فرمایا آج تو ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر اس بچے نے کہا امی کہہ رہی ہے آپ مجھے اپنی قمیص پہنا دیں۔ آپ ﷺ نے اپنی قمیص اتار کر اسے عطا فرمادی اور خود بغیر قمیص کے گھر میں بیٹھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ کو فرمایا: جو کچھ میرے ہاتھ میں ہوا سے خرچ کر دیا کرو۔ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی حضور! پھر تو کچھ بھی باقی نہیں رہے گی۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً الخ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: اس سے مراد یہ ہے کہ بخل نہ کرو۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ نہ تو خرچ میں تنگی اور کنجوسی کرو اور نہ بالکل کشادہ کرو، یعنی اسراف سے کام نہ لو ورنہ تم خود ایک دن اپنے مال کے ختم ہونے پر اپنے آپ کو ملامت کرو گے مَّحْسُوْرًا جس کا تمام مال ختم ہو گیا ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اسراف اور بخل سے منع فرمایا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ تو لوگوں کے سامنے ملامت کیا ہوا اور مال سے خالی ہاتھ ہوگا۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ اس جملہ کا کیا مطلب ہے تو ابن عباس نے فرمایا: نادم اور شرمندہ ہو جائے گا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

مَافَادِمِنْ مِنِّي يَمُوْتُ جَوَادُهُمْ   اِلَّا تَرَكْتُ جَوَادُهُمْ مَحْسُوْرًا

"وہ خواہشات کو حاصل نہیں کر پاتے جن کے گھوڑے مرجاتے ہیں مگر یہ ان کے گھوڑے انہیں شرمندہ کر کے چھوڑتے ہیں"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معیشت میں نرمی (میانہ روی) تجارت کے سکون سے بہتر ہے۔(3)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: انسان کی سمجھ اور دانش میں سے ہے کہ وہ اپنی معیشت کی اصلاح کرے۔ فرمایا یہ تمہاری دنیا سے محبت شمار نہیں ہوگی کہ تم وہ چیز طلب کرو جو تمہاری اصلاح کا باعث ہو۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقہ، جلد 5، صفحہ 253 (6562)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 254 (6563)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دانش میں سے ہے کہ تو اپنی معیشت میں نرمی کر۔(1)

بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خرچ میں میانہ روی معیشت کا نصف ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ کبھی محتاج نہیں ہوا جس نے میانہ روی اختیار کی۔(3)

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: میانہ روی اختیار کرنے والا کبھی محتاج نہیں ہوتا۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کم آمدنی کے ساتھ حسن تدبیر بہتر ہے اس غنا سے جس میں اسراف ہو۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: امور میں سے بہتر درمیانہ امر ہے۔(6)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تدبر معیشت کا نصف ہے اور (لوگوں سے) دوستی کرنا نصف عقل ہے۔(7)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ لوگوں سے دوستی کرنا نصف عقل ہے اور حسن سوال نصف علم ہے اور معیشت میں میانہ روی تجھ سے نصف مشقت دور کر دے گی۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پھر ہمیں بتایا کہ وہ ہمارے ساتھ کیا کرتا ہے۔ فرمایا اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ الخ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبر دی کہ اگر وہ اپنے بندوں پر رزق کے خزانے کھول دے، تب بھی اس پر کچھ بوجھ نہیں ہے۔ لیکن اس نے ان کو دیکھتے ہوئے فرمایا وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ (الشوریٰ) ابن زید فرماتے ہیں جب عربوں کو شادابی نصیب ہوتی اور خوشحالی کا دور آتا تو ایک دوسرے کو قیدی بناتے، قتل و غارت کرتے اور فساد مچاتے۔ لیکن جس سال قحط ہوتا تو ایسے مشاغل سے باز رہتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کی کیفیت ملاحظہ فرماتا ہے۔ اگر اس کے لیے غنا بہتر ہوتا ہے تو اسے غنی کر دیتا ہے اور اگر اس کے لیے فقر و غربت بہتر ہوتی ہے تو اسے تنگ دست رکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک کے لیے اللہ تعالیٰ روزی کشادہ فرماتا ہے اس کے لیے خفیہ تدبیر فرمانے کے لیے اور دوسرے کے لیے روزی کم کرتا ہے اس کو دیکھنے کے لیے کہ یہ صبر کرتا ہے یا نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں جہاں بھی يَقْدِرُ استعمال ہوا ہے، اس کا معنی يقلل ہے (یعنی کم کرتا ہے)۔

1۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقہ، جلد 5، صفحہ 254 (6565)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 255 (6568)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 255 (6569)
4۔ ایضاً (6570)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 258 (6586)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 261 (6601)
7۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 75 (2421)، عن علی رضی اللہ عنہ، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَ اِیَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا ﴿۳۱﴾

"اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے اندیشہ سے، ہم ہی رزق دیتے ہیں انہیں بھی اور تمہیں بھی۔ بلاشبہ اولاد کو قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بھوک اور افلاس کے خوف سے اپنی بچیوں کو قتل کر دیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بارے نصیحت فرمائی اور انہیں بتایا کہ ان کا رزق اور ان کی اولاد کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ اور اس آیت میں خِطْاً كَبِیْرًا سے مراد بڑا گناہ ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِمْلَاقٍ کا معنی فقروفاقہ ہے۔(2)

الطستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے کہا کہ مجھے خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ کا مفہوم بتائیں تو ابن عباس نے فرمایا: افلاس کا خدشہ۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

وَاِنِّیْ عَلَی الْاَمْلَاقِ یَا قَوْمِ مَاجِدٌ　　اُعِدُّ لِاَضْیَافِی الشِّوَاءَ الْمُطَهَّبَا

"اے میری قوم میں افلاس کے باوجود عزت دار ہوں، میں اپنے مہمانوں کے لیے بھونا ہوا گوشت تیار کرتا ہوں"۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خِطْاً کا معنی خَطِیْئَةً روایت کیا ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ انہوں خِطْاً كَبِیْرًا پڑھا ہے یعنی خطأ کو مہموز پڑھا ہے اور یہی درست ہے۔

امام احمد اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں یا تین بہنیں ہوں وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور ان بچیوں کی صحیح دیکھ بھال کرے تو وہ میرے سات اس طرح جنت میں ہوگا۔ اپنی چار انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔(4)

امام احمد اور ابن منیع نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں ہوں وہ ان کی کفالت کرتا ہو، ان پر رحم کرتا ہو اور ان کے اخراجات برداشت کرتا ہو تو اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ اگر دو بچیاں ہوتو پھر؟ فرمایا اگر دو ہوں (اس کے لیے بھی یہی خوش خبری ہے)

امام احمد اور ترمذی نے ابو سعید الخدری سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور ان سے حسن سلوک کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔(5)

امام احمد، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے سراقہ! کیا میں تمہاری عظیم صدقہ کی طرف راہنمائی نہ کروں، سراقہ نے کہا حضور! ضرور کرم فرمایئے۔ فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 94
4۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 223 (3435)، دار الکتب العلمیہ بیروت　5۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 175، دار صادر بیروت

تیری وہ بیٹی جو تیری طرف لوٹائی گئی ہے اور تیرے سوا اس کا کوئی کمانے والا نہیں ہے۔

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ؀

''اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت حدود نہ تھیں، سورۂ نور میں اس کے بعد حدود نازل ہوئیں۔

امام ابویعلی اور ابن مردویہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کو اس طرح پڑھا (وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا اِلَّا مَنْ تَابَ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ ابی بن کعب کے پاس آئے اور اس قرأت کی وجہ پوچھی۔ حضرت ابی بن کعب نے فرمایا: یہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی ہے اور تیرے لیے کوئی عمل نہیں ہے مگر یہ کہ بقیع کی طرف چلے جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت الحسن نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں، بندۂ مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا جب زنا کرتا ہے اور کسی سے مال مومن ہونے کی حالت میں نہیں چھینتا جب وہ کسی کا مال چھینتا ہے اور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے اور مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا جب وہ شراب پیتا ہے اور وہ مال غنیمت میں خیانت مومن ہونے کی حالت میں نہیں کرتا جب وہ خیانت کرتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص ایمان کی حالت میں ایسی برائیاں کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص ان برائیوں میں سے کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے دل سے ایمان سلب کر لیا جاتا ہے پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زانی مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرتا ہے اور چور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے اور شرابی مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا جب وہ شراب پیتا ہے اور وہ مومن ہونے کی حالت میں اعلانیہ طور پر مال نہیں چھینتا جب کہ مومن اس کی طرف آنکھیں اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔(1)

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکل جاتا ہے اور وہ اس پر چھتری کی مانند ہوتا ہے، جب وہ اس برائی سے دور ہو جاتا ہے تو ایمان اس کی طرف واپس آجاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایمان نور ہے جو زنا

1۔ صحیح بخاری، کتاب الاشربۃ، جلد 2، صفحہ 536، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 352 (5364)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرتا ہے ایمان اس سے جدا ہو جاتا ہے پس جو اپنے آپ کو ملامت کرتا ہے اور واپس آجاتا ہے تو ایمان لوٹ آتا ہے۔(1)

امام بیہقی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان لباس میں سے ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے پہناتا ہے۔ جب بندہ بدکاری کرتا ہے تو اس سے ایمان کا لباس اتار لیتا ہے۔ اگر پھر وہ توبہ کرتا ہے تو اس کو ایمان کا لباس لوٹا دیتا ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے ابو ہریرہ سے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد "لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ" کا مطلب پوچھا کہ اس کا ایمان کہاں ہوتا ہے؟ ابو ہریرہ نے اپنے سر کے اوپر ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا: اس کے اوپر اس طرح ہوتا ہے پھر اگر توبہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔(3)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے غلاموں کے نام عربوں کے اسماء سے رکھتے تھے مثلاً عکرمہ، سمیع، کریب وغیرہ اور انہیں فرماتے نکاح کرو کیونکہ بندہ جب زنا کرتا ہے تو اس سے نور ایمان سلب کر لیا جاتا ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نور ایمان واپس کر دیتا ہے یا اسے اپنے پاس روک لیتا ہے۔(4)

امام بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قریش کے جوانو! اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو اور زنا نہ کرو، خبردار جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی شرم گاہ کو محفوظ رکھا وہ جنت میں داخل ہوا۔(5)

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی شہر میں زنا اور ربا (سود) عام ہو جاتا ہے تو وہ اپنے اوپر کتاب اللہ کے موجب عذاب کو خود اتارتے ہیں۔(6)

امام طبرانی، حاکم، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زنا فقر و تنگ دستی کا موجب بنتا ہے۔(7)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قوم عہد توڑتی ہے ان میں قتل پھیل جاتا ہے اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس پر اللہ تعالیٰ موت کو مسلط کر دیتا ہے اور جو قوم زکوٰۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ ان سے بارش روک لیتا ہے۔(8)

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت الہیثم بن مالک الطائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شرک کے بعد اللہ کی بارگاہ میں اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں کہ انسان اپنا نطفہ ایسے رحم میں ڈالے جو اس کے لیے حلال نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ

1۔شعب الایمان، جلد 4 صفحہ 352 (5365)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ایضاً (5366)
3۔ایضاً (5367)
4۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 353 (5368)
5۔ایضاً (5369)
6۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 363 (5416)
7۔ایضاً (5418)
8۔مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 136 (2577)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کو یہ فرماتے سنا کہ جس قوم میں زنا پھیل جاتا ہے وہ قحط میں مبتلا کیے جاتے ہیں اور جس قوم میں رشوت پھیل جاتی ہے ان پر رعب طاری کر دیا جاتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بندہ زنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا نور ایمان سلب کر لیتا ہے پھر اگر چاہتا ہے تو لوٹا دیتا ہے اور اگر چاہتا ہے تو اسے روک لیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زانی مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرتا ہے اور چور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے، وہ مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا جب وہ شراب پیتا ہے اور وہ مومن ہونے کی حالت میں قتل نہیں کرتا۔ جب وہ ان برائیوں میں سے کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے نور ایمان سلب کر لیتا ہے جس طرح اس سے قمیص اتاری جاتی ہے پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔(1)

امام احمد، مسلم، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تین شخصوں سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کا تزکیہ فرمائے گا اور نہ ان کی طرف نظر کرم سے دیکھے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا بوڑھا زانی، جھوٹا بادشاہ اور متکبر محتاج۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ زانی، مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرتا ہے اور چور مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے اور وہ مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا جب وہ شراب پیتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی امت پر اپنے بعد کوئی ایسا فتنہ نہیں چھوڑا جو مردوں پر عورتوں سے زیادہ نقصان دہ ہو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے لوگوں کا کفر بھی عورتوں کی طرف سے تھا اور آئندہ آنے والے لوگوں کا کفر بھی عورتوں کی طرف سے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابان بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز زنا کار اپنی شرمگاہوں کی بدبو کی وجہ سے پہچانے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ دوزخیوں کے زیادہ گناہ عورتوں کی وجہ سے ہوں گے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا

1۔ ترمذی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 87، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 360(5405)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 351(5363) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 361(5410)

فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـــُٔوْلًا ﴿۳۴﴾

''اور نہ قتل کرو اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا مگر حق کے ساتھ اور جو قتل کیا جائے ناحق تو ہم نے مقتول کے وارث کو (قصاص کے مطالبہ کا) حق دے دیا ہے۔ پس اسے چاہیے کہ قتل میں اسراف نہ کرے، ضرور اس کی مدد کی جائے گی اور نہ قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر ایسے طریقہ سے جو (اس یتیم کے لیے) بہتر ہو یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے اور پورا کیا کرو اپنے عہد کو، بے شک ان وعدوں کے بارے میں (تم سے) پوچھا جائے گا''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الخ کا ارشاد مکہ میں نازل ہوا جب کہ نبی کریم ﷺ وہاں ہی تھے قتل کے بارے میں سب سے پہلے قرآن میں یہی ارشاد نازل ہوا مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو دھوکہ سے قتل کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مشرکین میں سے جو تمہارے کسی فرد کو قتل کرے تو اس کا قتل کرنا تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم اس کے باپ، یا بھائی یا اس کے قبیلہ کے کسی فرد کو قتل کرو اگر چہ وہ مشرک ہی ہوں، اور تم صرف قاتل کو ہی قتل کرو۔ یہ حکم سورہ برأت کے نزول سے پہلے کا ہے اور مشرکین سے قتال کرنے کے حکم کے ملنے سے پہلے کا ہے فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ یعنی تم غیر قاتل کو قتل نہ کرو۔ آج بھی مسلمانوں کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ قتل کے بدلے صرف قاتل کو ہی قتل کریں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں اس طرح تھے کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے کو قتل کرتا تو وہ راضی نہ ہوتے حتی کہ وہ قاتل کی قوم کے کسی شریف آدمی کو قتل کر دیتے۔ جب ان کا قاتل غیر شریف ہوتا تو وہ اپنے قاتل کو قتل نہ کرتے بلکہ دوسرے شخص کو قتل کرتے۔ پس انہیں نصیحت کی گئی وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ سُلْطٰنًا سے مراد اللہ کی طرف سے دلیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی جسے مقتول کا ولی طلب کرتا ہے (یعنی) قصاص یا دیت۔ سلطان سے یہی مراد ہے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ قتل زیادہ نہ کرے۔

ابن المنذر نے ابوصالح کے طریق سے ابن عباس سے اسی جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ صرف قاتل کو ہی قتل کیا جائے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت طلق بن حبیب رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اس کا مثلہ کیا جائے گا۔ (1)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک کے بدلے میں دو کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ جو کسی کو لوہے سے قتل کرے گا اسے لوہے سے قتل کیا جائے گا جو کسی کو لکڑی کے ساتھ قتل کرے گا اسے لکڑی کے ساتھ قتل کیا جائے گا۔ جو کسی کو پتھر کے ساتھ قتل کرے گا اسے پتھر کے ساتھ قتل کیا جائے گا اور قاتل کے علاوہ کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت شداد بن اوس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا لکھ دیا ہے۔ پس جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے سب سے زیادہ نافرمان لوگ اہل ایمان کو قتل کرنے والے ہیں۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب اور عمران بن حصین رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مثلہ سے منع فرمایا۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یعلی بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندوں کا مثلہ نہ کرو۔ (7)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ سلطان اس کی مدد کرے گا حتی کہ ظالم سے اسے انصاف لے کر دے گا اور جس نے خود بخود سلطان کی اجازت کے بغیر بدلہ لیا تو وہ مجرم اور مسرف ہے۔ اس نے زمانہ جاہلیت کی حمیت کا عمل کیا اور وہ حکم الٰہی سے راضی نہ ہوا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الکسائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابی بن کعب کی قرأت میں اس طرح تھا فَلَا تُسْرِفُوْا فِی الْقَتْلِ اِنَّ وَلِیَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 97

4۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، جلد 2، صفحہ 152، وزارت تعلیم اسلام آباد

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الایات، جلد 5، صفحہ 455 (27927)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 456 (27935) 7۔ ایضاً (27936)

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حادثہ پیش آیا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تو تم جدا ہو جاؤ، اگر تم کسی بل میں ہو گئے تو تمہیں تلاش کر کے نکالا جائے گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میری بات نہ مانی، اللہ کی قسم! تم پر امیر معاویہ کو امیر بنایا جائے گا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔(1)

ابن جریر نے قتادہ سے وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ یتیم کو مال، کھانے اور سواری میں شریک نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ (البقرہ:220)(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب آیت نازل ہوئی تو یہ تصور تھا کہ انسان سے سوال ہوگا پھر جنت میں داخل ہوگا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓىِٕكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ (آل عمران:77) ”بے شک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت یہ وہ (بدنصیب) ہیں کہ کچھ حصہ نہیں ان کے لیے آخرت میں“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عہد توڑنے والے سے عہد توڑنے کے متعلق اللہ تعالیٰ باز پرس فرمائے گا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس کے ساتھ اس نے عہد کیا ہوگا وہ اس سے نہیں پوچھے گا (بلکہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تین چیزیں نیک اور بد کو ادا کی جائیں، عہد بھی نیک و بد سب سے پورا کیا جائے گا پھر یہ آیت پڑھی: وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے بیعت کو توڑا پس اس کے اور جنت کے درمیان حجاب ہوگا، فرمایا یہ امت اپنے عہد توڑنے کی وجہ سے ہلاک ہوگی۔

وَ اَوْفُوا الْكَیْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۝۳۵

”اور پورا پورا ماپو جب تم کسی چیز کو ماپنے لگو اور تولو تو ایسے ترازو سے تولو جو بالکل درست ہو، یہی طریقہ بہتر ہے اور اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: جب تم کسی دوسرے کے لیے ماپ کرنے لگو تو پورا پورا ماپو۔ بِالْقِسْطَاسِ سے مراد میزان ہے، یہ رومی زبان کا لفظ ہے جو میزان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ذٰلِكَ خَیْرٌ یعنی ماپ اور تول پورا پورا کرنا، کمی کرنے سے بہتر ہے اور از روئے انجام کے بھی اچھا ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 320 (10613)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 98، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا کے تحت روایت کیا ہے۔ یہ ماپ اور تول پورا پورا کرنا بہتر ثواب اور بہتر انجام کا موجب ہے۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی آدمی حرام پر قادر ہوتا ہے۔ پھر اسے خوف الٰہی کی وجہ سے ترک کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں آخرت سے پہلے اسے خیر عطا فرماتا ہے جو اس کے لیے اس حرام سے بہتر ہوتی ہے۔(1)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِالْقِسْطَاسِ کا مطلب رومی زبان میں عدل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: بِالْقِسْطَاسِ سے مراد عدل ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بِالْقِسْطَاسِ کا معنی عدل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے بِالْقِسْطَاسِ کا معنی الحدید (لوہا) روایت کیا ہے۔

وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶

''اور نہ پیروی کرو اس چیز کی جس کا تمہیں علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق (تم سے) پوچھا جائے گا''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے لَا تَقْفُ کا معنی لا تقل (تو نہ کہہ) روایت کیا ہے۔(3)

ابن جریر نے ابن عباس سے ایک معنی یہ روایت کیا ہے کہ کسی پر تو کوئی ایسا (بہتان) نہ لگا جس کا تجھے علم نہیں ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الحنفیہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جھوٹ کی گواہی نہ دو۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یہ حکم جھوٹ کے بارے میں ہے۔ جس دن یہ آیت نازل ہوئی جھوٹ کے بارے میں کوئی حد موجود نہ تھی قیامت کے روز اس کے متعلق پرسش ہونی تھی پھر بخشش کی گئی حتی کہ جھوٹ (کی گواہی) کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ انسان کے اپنے کان اور آنکھیں اس کے خلاف گواہی دیں گے۔

ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تو یہ نہ کہہ کہ میں نے سنا ہے جب کہ تو نے سنا نہ ہو اور تو نہ کہہ کہ میں نے دیکھا ہے جب کہ تو نے دیکھا نہ ہو، اللہ تعالیٰ تجھ سے ان تمام چیزوں کے متعلق سوال کرے گا۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز کانوں سے پوچھا جائے گا کیا تم نے سنا، آنکھ سے پوچھا جائے گا کیا تو نے دیکھا، دل سے سوال بھی اسی طرح کا ہوگا۔ الفریابی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 100
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز کہا جائے گا کیا اس طرح معاملہ تھا یا نہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کے بارے میں ایسی بات پھیلائی جس سے وہ بری تھا تو اللہ پر حق ہے کہ اس افتراء باز کو قیامت کے روز آگ میں پگھلا دے حتیٰ کہ اپنی بات کا ثبوت پیش کرے۔

امام ابوداؤد اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے الصمت میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن کو منافق سے بچایا اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجے گا جو قیامت کے روز اس کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچالے گا اور جس نے کسی مومن کے بارے میں کوئی بات کی جس سے وہ اسے عیب لگانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک لے گا حتیٰ کہ اپنی بات کا عذر پیش کر کے خلاصی حاصل کرے۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿٣٧﴾

"اور نہ چلو زمین میں اکڑتے ہوئے (اس طرح) نہ تم چیر سکتے ہو زمین کو اور نہ پہنچ سکتے ہو پہاڑوں کے برابر بلندی میں"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تکبر اور فخر سے نہ چل کیونکہ تیری ایسی متکبرانہ چال تجھے پہاڑوں کے برابر بلندی تک نہیں پہنچا سکتی اور نہ تو اپنے فخر و تکبر کے ساتھ زمین کو چیر سکتا ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب التواضع میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میری امت کے لوگ اکڑتے ہوئے چلیں گے اور ایران اور روم کے لوگ ان کے خادم بنیں گے تو اللہ تعالیٰ بعض کو بعض پر مسلط کر دے گا (دوسری روایت میں اچھے اور برے لوگ حکومت کریں گے)۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو تکبرانہ چال میں چلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: شیطان کے بھائی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تکبر سے بچو انسان کا ہاتھ دوسرے تمام جسم کے بغیر منافقت کرتا ہے۔

كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿٣٨﴾

"یہ سب (جن کا ذکر گزرا) ان میں سے ہر بری بات اللہ تعالیٰ کو (سخت) ناپسند ہے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ آیت پڑھتے تھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت

اورفرماتے تھے کہ ان تمام برائیوں سے منع کیا گیا ہے۔

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾

''یہ ہدایات جنہیں بذریعہ وحی آپ کی طرف آپ کے رب نے بھیجا ہے دانائی کی باتوں میں سے ہیں اور (اے سننے والے!) نہ بنا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ورنہ تجھے پھینک دیا جائے گا جہنم میں اس حال میں کہ تمہیں ملامت کی جائے گی اور دھکے دیے جائیں گے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پوری تورات سورۂ بنی اسرائیل کی پندرہ آیتوں میں ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طریق سے ابن عباس سے مَّدْحُوْرًا کا معنی مَطْرُوْدًا (دھتکارا ہوا) روایت کیا ہے۔(1)

اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ وَ اتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ وَ مَا يَزِيْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿۴۳﴾ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖۤ اِذْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 105، داراحیاء التراث العربی بیروت

یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰۤى اِذْ یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۴۷﴾ اُنْظُرْ كَیْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا ﴿۴۸﴾

''پس کیا چن لیا ہے تمہیں تمہارے رب نے بیٹوں کے لیے اور (اپنے لیے) بنالیا ہے فرشتوں کو بیٹیاں (صد افسوس!) تم تو ایسی بات کہہ رہے ہو جو بہت سخت ہے اور بلاشبہ ہم نے مختلف انداز سے بار بار بیان کیا ہے (دلائل توحید کو) اس قرآن میں تا کہ وہ نصیحت قبول کریں (یا ینہمہ) سوائے نفرت کے ان میں کسی چیز کا اضافہ نہ ہوا آپ فرمایئے اگر ہوتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا جس طرح یہ کافر کہتے ہیں تو ان خداؤں نے (مل کر) تلاش کر لی ہوتی عرش کے مالک (پر غالب آنے کی) کوئی راہ۔ وہ پاک ہے اور بہت برتر و بالا ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ پاکی بیان کرتے ہیں اس کی ساتوں آسمان اور زمین اور جو چیز ان میں موجود ہے اور (اس کائنات میں) کوئی بھی ایسی چیز نہیں مگر وہ اس کی پاکی بیان کرتی ہے اس کی حمد کرتے ہوئے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھ نہیں سکتے۔ بے شک وہ بہت بردبار، بہت بخشنے والا ہے اور (اے محبوب!) جب آپ پڑھتے ہیں قرآن کو تو ہم (حائل) کر دیتے ہیں آپ کے درمیان اور ان کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ جو آنکھوں سے نہاں ہوتا ہے اور ہم ڈال دیتے ہیں ان کے دلوں پر پردہ تا کہ وہ اسے سمجھ نہ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی (پیدا کر دیتے ہیں) اور جب آپ ذکر کرتے ہیں صرف اپنے رب کا قرآن میں تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ہیں نفرت کرتے ہوئے۔ ہم خوب جانتے ہیں جس غرض کے لیے یہ سنتے ہیں اسے جب یہ کان لگاتے ہیں آپ کی طرف اور (ہم خوب جانتے ہیں) جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں، اس وقت یہ ظالم کہتے ہیں کہ تم نہیں پیروی کر رہے مگر ایک ایسے آدمی کی جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ دیکھئے (یہ گستاخ) کس طرح آپ کے لیے مثالیں بیان کرتے ہیں، پس (اس گستاخی کے باعث) وہ گمراہ ہو گئے، اب وہ سیدھے راستہ پر چل نہیں سکتے''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے کہا: فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے تو پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی فضیلت ان پر جان لیتے، پس وہ تلاش کر لیتے ایسا حیلہ جو انہیں اس کے قریب کرتا۔ بات اس طرح نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اگر اور خدا ہوتے تو وہ مل کر ذی العرش پر غلبہ کی راہ تلاش کر لیتے کہ کہاں ہیں کہ اس کی بادشاہی کو زائل کر دیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عبدالرحمن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 105، داراحیاء التراث العربی بیروت

بن قرط سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ معراج کی رات جب مسجد اقصیٰ کی طرف تشریف لے گئے تو جبرئیل آپ کی دائیں طرف تھے اور میکائیل بائیں طرف تھے۔ وہ آپ ﷺ کو بلند و بالا آسمانوں تک لے گئے۔ جب آپ واپس آئے تو فرمایا میں نے بلند و بالا آسمانوں میں تسبیح کثیر کے ساتھ ایک اور تسبیح سنی، بلند و بالا آسمان نے ہیبت والی ذات کی وجہ سے ڈرتے ہوئے بلند مرتبہ ذات کی تسبیح بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند مرتبہ و بلند مقام ہے، اس کی ذات پاک اور بلند ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت لوط بن ابی لوط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آسمان دنیا کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّنَا الْاَعْلٰی ہے، دوسرے آسمان کی تسبیح سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی ہے، تیسرے آسمان کی تسبیح سُبْحَانَهٗ وَبِحَمْدِهٖ ہے چوتھے آسمان کی تسبیح سُبْحَانَهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِهٖ ہے پانچوں آسمان کی تسبیح سُبْحَانَ یُحْیِی الْمَوْتٰی وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے چھٹے آسمان کی تسبیح سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس ہے اور ساتویں آسمان کی تسبیح سُبْحَانَ الَّذِیْ مَلَاءَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعَ عِزَّةً وَّ وَقَارًا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک آواز سنی: آسمان چرچرا رہا ہے اور چرچرانا اس کا حق ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا حضور ﷺ! آسمان کیوں چرچرا رہا ہے؟ فرمایا آسمان ٹوٹ رہا ہے اور اس کا ٹوٹنا حق بھی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں اس سجدہ کرنے والے کی پیشانی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کر رہا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبح یعنی تاء کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس کا حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو حکم دیا تھا، حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے فرمایا بیٹا! میں تمہیں سبحان اللہ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ مخلوق کی نماز ہے۔ مخلوق کی تسبیح ہے۔ اس کی وجہ سے مخلوق کو رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔ (1)

امام احمد، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نوح علیہ السلام پر جب وصال کا وقت آیا تو اپنے دو بیٹوں سے فرمایا: میں تمہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ یہ ہر چیز کی صلاۃ ہے اور اس کی وجہ سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے فضائل الذکر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرغ کی آواز اس کی صلاۃ ہے اور اس کا پر مارنا اسکا سجدہ اور رکوع ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاِنْ مِّنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت

شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اک ندا دینے والا ندا کرتا ہے: اللہ کا ذکر کرو وہ تمہارا ذکر کرتا ہے، سب سے پہلے مرغ اسے سنتا ہے پس وہ اذان دیتا ہے، یہ اس کی تسبیح ہے۔

امام ابوالشیخ العظمہ میں، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانوروں کے چہروں پر نہ مارو، ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: جانوروں کے چہروں پر نہ مارو کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: جانوروں کے چہروں پر نہ مارو کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام احمد نے معاذ بن انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو جانوروں کے اوپر بیٹھے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ان پر سوار ہو تو بھی مکمل طور پر اور ان کو چھوڑ دو تو بھی مکمل طور پر اور ان کو راستوں اور بازاروں میں باتیں کرنے کے لیے کرسیاں نہ بناؤ۔ کئی سواریاں اپنے سواروں سے بہتر ہوتی ہیں اور وہ سوار سے زیادہ ذکر کرنے والی ہوتی ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عمرو بن عبسہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج بلند ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ہر چیز اس کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے سوائے شیطان کے اور بنی آدم کے اغنیاء کے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر بندہ اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے، اللہ کی مخلوق میں سے ہر چیز تسبیح بیان کرتی ہے اللہ کا ارشاد ہے وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چیونٹیاں تسبیح بیان کرتی ہیں۔

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام میں سے ایک نبی کو چیونٹی نے کاٹا تو اس نبی نے چیونٹیوں کی پوری بستی کو جلانے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ ایک چیونٹی کی وجہ سے امتوں میں سے ایک امت کو تو نے جلا دیا جو تسبیح بیان کرتی تھی۔(1)

امام نسائی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مینڈک کو قتل کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا: اس کا ٹرٹرانا (اس کی) تسبیح ہے۔(2)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کھیتی اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے اور اس کا اجر کھیتی کے مالک کو ملتا ہے اور میل کہتی ہے: اگر تو مومن ہے تو پھر مجھے دھو دے۔

ابن ابی حاتم نے ابوقبیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کھیتی تسبیح بیان کرتی ہے اور اس کا ثواب کسان کے لیے ہوتا ہے۔

1۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، جلد 1، صفحہ 424، وزارت تعلیم اسلام آباد   2۔ سنن داری، کتاب الاضاحی، جلد 2، صفحہ 15، دارالمحاسن قاہرہ

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: گدھے اور کتے کے سوا ہر چیز الله کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ستون تسبیح بیان کرتا ہے اور درخت تسبیح بیان کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم الله نے حضرت عکرمہ رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کوئی شخص اپنی سواری اور اپنے کپڑے کو عیب نہ لگائے کیونکہ ہر چیز الله تعالیٰ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتی ہے۔(1)

ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور الخطیب نے ابو صالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دروازے کی آواز اس کی تسبیح ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت ابو غالب الشیبانی رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سمندر کی آواز اس کی تسبیح ہے اور اس کی امواج اس کی صلاۃ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت النخعی رحمہ الله سے روایت کیا ہے کہ کھانا تسبیح بیان کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابوالشیخ رحمہم الله نے حضرت میمون بن مہران رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سیدنا ابو بکر صدیق رضی الله عنہ ایک لمبے پروں والا کوا لائے جو اپنے پر پھڑ پھڑا رہا تھا اور آپ نے فرمایا: جو شکار کیا گیا اور جو درخت کاٹا گیا اس کی تسبیح ضائع ہو گئی۔

امام ابن راہویہ رحمہ الله نے اپنی مسند میں حضرت زہری رحمہ الله کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی الله عنہ ایک لمبے پروں والا کوا لے کر آئے۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شکار کیا گیا اور جو کا درخت کاٹا گیا اور جو اس کی ٹہنی کاٹی گئی یہ سب کچھ تسبیح کی قلت کی وجہ سے ہوا۔

امام ابو نعیم رحمہ الله نے الحلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہ الله نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شکار نہیں کیا گیا، کوئی ٹہنی نہیں کاٹی گئی مگر تسبیح کے ضائع کرنے کی وجہ سے۔

حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان میں کوئی پرندہ شکار نہیں کیا جاتا اور پانی میں مچھلی شکار نہیں ہوتی حتی کہ الله نے جو اس پر تسبیح فرض کی ہوئی ہے وہ اسے چھوڑ دیتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ الله نے حضرت ابو درداء رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی پرندہ اور کوئی مچھلی نہیں پکڑی جاتی مگر تسبیح کو ضائع کرنے کے باعث۔

امام ابوالشیخ رحمہ الله نے حضرت مرثد بن ابی مرثد رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الله کی تسبیح ضائع کرنے کی وجہ سے پرندے اور مچھلیاں شکار کیے جاتے ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ الله نے حضرت یزید بن مرثد رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تسبیح کے ضائع کرنے کی وجہ سے ہی خشکی اور سمندر میں پرندے شکار ہوتے ہیں۔

امام العقیلی نے الضعفاء میں ابوالشیخ اور دیلمی رحمہم الله نے حضرت انس رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام جانوروں کی عمریں، زمین کے کیڑے مکوڑے، چیونٹیاں، کیکڑے، مکڑیاں، گھوڑے، خچر اور تمام جانور، ان کی عمریں تسبیح کے سبب ہوتی ہیں۔ جب ان کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روحیں قبض کر لیتا ہے۔ ان میں سے ملک الموت کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر چیز جو اصل اول میں ہوتی ہے اور فوت نہیں ہوتی مگر وہ اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ابن شوذب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت الحسن اپنے ساتھیوں کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے تھے۔ کسی نے کہا یہ دستر خوان ابھی تسبیح بیان کر رہا تھا۔ حضرت الحسن نے فرمایا: یقیناً ہر چیز جو اپنی اصل پر ہوتی ہے وہ تسبیح کرتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کھانا تسبیح بیان کرتا ہے۔(3)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مینڈک کو قتل نہ کرو کیونکہ آواز اس کی تسبیح ہے۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور البیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام نے گمان کیا کہ جتنی تعریف اللہ تعالیٰ کی انہوں نے کی ہے اتنی اپنے خالق کی اور کسی نے نہیں کی، ایک فرشتہ نازل ہوا جب کہ آپ محراب میں بیٹھے تھے اور آپ کی ایک جانب پانی کا تالاب تھا، فرمایا اے داؤد! مینڈک کی آواز کو (غور سے سنو) اور سمجھو، حضرت داؤد علیہ السلام خاموش ہو گئے، مینڈک اللہ تعالیٰ کی ایسی مدح کر رہا تھا جو حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی نہیں کی تھی، فرشتے نے حضرت داؤد علیہ السلام کو کہا داؤد! کیسا پایا؟ کیا سمجھا ہے جو وہ کہہ رہا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا ہاں، پوچھا کیا کہہ رہا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یہ تسبیح پڑھ رہا تھا سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ مُنْتَهٰى عِلْمِكَ يَا رب! حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کے منصب پر فائز فرمایا! میں نے اللہ تعالیٰ کی ایسی تسبیح نہیں کی۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت صدقہ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرمایا: داؤد علیہ السلام اپنی محراب میں تھے۔ آپ نے ایک چھوٹا سا موتی دیکھا۔ آپ اس کی تخلیق میں غور کرنے لگے اور کہا: اللہ تعالیٰ کو اس کی تخلیق کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے اس موتی کو قوت گویائی عطا فرمائی، اس نے کہا: اے داؤد! کیا تم اپنے آپ پر فخر کر رہے ہو؟ مجھے جو اللہ تعالیٰ نے قدرت عطا فرمائی ہے، میں اللہ کا ذکر کرتا ہوں اور تجھ سے زیادہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ۔(5)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہی آیت تورات میں ہزار آیت کی

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 418 (1695)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 300 (1571) دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 107

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 138، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً

مقدار کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی پہاڑ تسبیح بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی درخت تسبیح بیان کرتے ہیں، فلاں چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے، فلاں چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام احمد نے الزہد اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: داؤد علیہ السلام کا نام کتاب اللہ میں النواح تھا۔ ایک دفعہ وہ چلے اور سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ انہوں نے سمندر کو مخاطب کر کے کہا میں بھاگنے والا ہوں۔ کہا اس طالب سے جس کا طلب کرنا دور نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: اے سمندر تو مجھے اپنا ایک قطرہ پانی بنا لے یا اپنے اندر رہنے والے جانوروں میں سے کوئی جانور بنا لے۔ سمندر نے کہا: اے اس طالب سے بھاگنے والے بندے جس کا طلب کرنا دور نہیں! واپس چلا جا جہاں سے آیا ہے، میرے اندر جو کچھ ہے وہ ظاہر ہے، اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے اور اسے شمار کرتا ہے، میں تیری بات پوری کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر حضرت داؤد علیہ السلام پہاڑ کے پاس آئے اور کہا: مجھے اپنے پتھروں میں سے ایک پتھر بنا لے یا اپنی مٹی میں سے مٹی بنا لے، یا اپنی چٹانوں میں سے ایک چٹان بنا لے یا اپنے جوف کی چیزوں میں سے کوئی چیز بنا لے۔ پہاڑ نے کہا: اے اس طالب سے بھاگنے والے بندے جس کا طلب کرنا دور نہیں! میرے اندر جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا ہے اور اسے شمار کرتا ہے میں تمہاری خواہش پوری نہیں کر سکتا پھر حضرت داؤد علیہ السلام ریت کے پاس آئے اور کہا اے ریت! مجھے اپنی مٹی میں سے مٹی بنا لے یا اپنی چٹان میں سے کوئی چٹان بنا لے یا اپنے اندر کی چیزوں میں سے کوئی چیز بنا لے۔ اللہ تعالیٰ نے ریت کی طرف الہام فرمایا کہ اسے جواب دے۔ ریت نے کہا: اس طالب سے بھاگنے والے بندے جس کا طلب کرنا دور نہیں تو جہاں سے آیا ہے وہاں لوٹ جا اور اپنا عمل دو طرح سے کر یا رغبت سے یا خوف سے، تیرا پروردگار جس طرح بھی قبول کرے پروا نہ کر، حضرت داؤد علیہ السلام تشریف لائے اور ایک گھڑی میں سمندر پر پہنچے، اس میں نماز پڑھی، آپ کو ایک مینڈک نے آواز دی: اے داؤد! تو نے یہ خیال کیا ہے کہ ایک ایسے وقت میں تو نے اللہ کی تسبیح کی ہے جس میں تیرے سوا اللہ تعالیٰ کا کسی نے ذکر نہیں کیا، میں ستر ہزار مینڈکوں کے درمیان ہوں، تمام کے تمام ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کر رہے ہیں۔

امام احمد اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام نے ایک رات صبح تک نماز پڑھی۔ جب صبح ہوئی تو دل میں کچھ غرور سا پیدا ہوا، ایک مینڈک نے آواز دی اے داؤد! میں تم سے زیادہ عبادت کرتا ہوں تو نے تھوڑی سے اونگھ لی ہے (میں تو اونگھ بھی نہیں لیتا) (1)۔ ابوالشیخ نے العظمہ میں ابوہریرہ سے اور انہوں نے ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کوئی چیز اس سرخ کیڑے سے زیادہ تسبیح کرنے والی نہیں ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مٹی تسبیح بیان کرتی ہے جو اس کے ساتھ دیوار بنائی جاتی ہے تو وہ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تم کمرے یا لکڑی یا دیوار سے آواز سنو (تو سمجھ لو) کہ وہ تسبیح بیان کر رہی ہے۔

1۔ کنزالعمال، جلد 12، صفحہ 431، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہنڈیا پکا رہے تھے۔ انہوں نے ہنڈیا کے منہ پر کان لگایا تو وہ تسبیح بیان کر رہی تھی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن المغیرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مطرف جب گھر میں داخل ہوتے اور تسبیح بیان کرتے تو گھر کے ہر برتن بھی ان کے ساتھ تسبیح بیان کرتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تم سے گھر میں موجود چیزوں کی تسبیح پوشیدہ نہ ہوتی تو تمہیں کبھی قرار نہ ملتا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مسعر سے روایت کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ تم سے اپنی مخلوق کی تسبیح پوشیدہ نہ رکھتا تو تمہیں سکون نہ ملتا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت الحسن سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر وہ چیز جس میں روح ہے وہ تسبیح بیان کرتی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: مخلوق کی صلاۃ اور تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ ہے۔

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم محمد ﷺ کے صحابہ برکت کے طور پر آیات کو شمار کرتے ہیں اور تم انہیں خوف کے طور پر شمار کرتے ہو۔ ہم ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس پانی نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کسی کے پاس کچھ بچا ہوا پانی ہو تو تلاش کرو۔ پانی پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے ایک برتن میں ڈالا پھر اس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا۔ پس پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے نکلنے لگا پھر فرمایا: مبارک پانی اور اللہ کی برکت کی طرف آؤ۔ ہم نے اس پانی سے پیا۔ عبداللہ فرماتے ہیں: جب اس پانی کو پیا جا رہا تھا ہم اس کی آواز اور اس کی تسبیح سنتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے اور کھاتے وقت ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو ثرید (شوربے میں روٹی بھگونا) کا کھانا پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کھانا تسبیح بیان کرتا ہے صحابہ کرام نے عرض کی! یا رسول اللہ! آپ اس کی تسبیح سمجھتے ہیں فرمایا ہاں۔ آپ ﷺ نے ایک شخص سے کہا: اس شخص کے پیالہ کو قریب کرو۔ اس نے اس شخص کے پیالہ کو قریب کیا تو اس نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ واقعی یہ کھانا تسبیح کر رہا ہے۔ پھر فرمایا دوسرے کو اسی طرح فرمایا تو اس کے قریب کیا۔ تو اس نے بھی کہا کہ یہ کھانا تسبیح بیان کر رہا ہے۔ پھر آپ نے پیالہ واپس کر دیا۔ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ ساری قوم کو سناتے (تو بہتر ہوتا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اگر یہ کسی شخص کے پاس خاموش ہو جاتا تو لوگ کہتے اس کے گناہ کی وجہ سے خاموش ہو گیا ہے۔ آپ نے وہ پیالہ واپس منگوایا تو واپس کر دیا گیا۔

امام ابوالشیخ اور ابونعیم نے الحلیہ میں ابوحمزہ الثمالی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: محمد بن علی بن الحسن (رضی اللہ عنہم) سے مروی ہے فرماتے ہیں: انہوں نے چڑیوں کو تسبیح کرتے ہوئے سنا، فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا کہہ رہی ہیں؟ میں نے کہا نہیں

حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اپنے رب کی تسبیح کررہی ہیں اور اپنے آج کے دن کی خوراک کا سوال کررہی ہیں۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم علی بن الحسین کے پاس تھے کہ ہمارے پاس سے چڑیاں چہچہاتے ہوئے گزریں۔ حضرت علی بن الحسین نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ چڑیاں کیا کہہ رہی ہیں؟ ہم نے کہا نہیں۔ فرمایا میں یہ تو نہیں کہتا کہ ہم غیب جانتے ہیں لیکن میں نے اپنے والد صاحب کو یہ فرماتے سنا اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ پرندے جب صبح کرتے ہیں تو اپنے رب کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور اپنے رب سے یومیہ خوراک کا سوال کرتے ہیں۔ یہ بھی اپنے رب کی تسبیح بیان کررہی ہیں اور یومیہ خوراک کا سوال کررہی ہیں۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے عائشہ! میری یہ دو چادریں دھو دو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں نے ان دونوں چادروں کو دھویا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ کپڑا بھی تسبیح بیان کرتا ہے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو اس کی تسبیح ختم ہو جاتی ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بڑا حلم والا ہے وہ دوسرے لوگوں کی طرح فوری انتقام نہیں لیتا۔ جب بندے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں تو انہیں معاف بھی فرما دیتا ہے۔(1)

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے)، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: جب تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ کی سورت نازل ہوئی تو ام جمیل کانی آئی اور غصہ میں بھڑکی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ میں پتھر تھا اور کہہ رہی تھی، مذمم کا ہم نے انکار کیا، اس کے دین سے ہم نے نفرت کی اور اس کے حکم کی نافرمانی کی۔ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور سیدنا صدیق اکبر آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے۔ سیدنا ابوبکر نے عرض کی یہ بدبخت عورت بپھری ہوئی آرہی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکے گی آپ ﷺ نے قرآن پڑھا تو آپ بچ گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۔ وہ بدبخت آئی تو ابوبکر کے پاس آکر کھڑی ہوگئی، اس نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا۔ اس نے ابوبکر سے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ کے یار نے میری ہجو کی ہے؟ ابوبکر نے کہا اس گھر کے رب کی قسم! اس نے تیری ہجو نہیں کی ہے، وہ واپس گئی تو یہ کہہ رہی تھی قریش جانتے ہیں کہ میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔(2)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں ایک دوسرے طریق سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ام جمیل سیدنا ابوبکر کے پاس آئی جب کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہاں موجود تھے، اس نے کہا اے ابن ابی قحافہ! کیا تیرا ساتھی شعر کہتا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میرا ساتھی شاعر نہیں ہے اور وہ جانتا بھی نہیں کہ شعر کیا ہوتا ہے، اس نے کہا کیا اس نے یہ کہا نہیں ہے؟ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ۠ (اللھب) کیا وہ جانتا ہے کہ وہ میرے گلے میں کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 42(49)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوبکر اس سے پوچھو کیا تو میرے پاس کسی کو دیکھ رہی ہے، وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتی اللہ تعالیٰ نے میرے اور اسکے درمیان پردہ بنا دیا ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا تو کہنے لگی کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ اللہ کی قسم! میں نے تیرے پاس کوئی شخص نہیں دیکھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں مقام ابراہیم کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب کہ رسول اللہ ﷺ میرے سامنے کعبہ کے سائے میں تشریف فرما تھے، اچانک ام جمیل بنت حرب بن امیہ، ابولہب کی بیوی آ گئی اس نے دو پتھر اٹھائے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا کہاں ہے وہ جس نے میری اور میرے خاوند کی ہجو کی ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں ان دو پتھروں کے ساتھ اس کے دانت توڑ دوں گی۔ یہ اس نے اس وقت کہا تھا جب تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ کی سورت نازل ہوئی تھی، ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا ام جمیل اس نے نہ تیری ہجو کی ہے اور نہ تیرے خاوند کی ہجو کی ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹا نہیں ہے جب کہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں۔ پھر وہ واپس پلٹی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اس نے آپ کو نہیں دیکھا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اور اس کے درمیان جبرئیل حائل ہو گئے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، دارقطنی نے الافراد میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تَبَّتْ یَدَاۤ اَبِیْ لَهَبٍ کی سورت نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی آئی اور ابوبکر نے کہا یارسول اللہ! ﷺ آپ تھوڑے ادھر ادھر ہو جائیں تو بہتر ہے کیونکہ یہ بڑی بدزبان عورت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے اور اس کے درمیان پردہ حائل کر دیا جائے گا۔ یہ مجھے نہیں دیکھ سکے گی، اس نے پوچھا اے ابوبکر! تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہے؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! وہ تو شعر کہتے ہی نہیں۔ ابولہب کی بیوی نے کہا تو واقعی سچا ہے۔ وہ واپس چلی گئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ اس نے آپ کو نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ تھا جو مجھ پر اپنے پروں سے پردہ کیے ہوئے تھا حتیٰ کہ وہ واپس چلی گئی۔

امام ابن اسحٰق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ مشرکین عرب کے سامنے قرآن پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کی طرف انہیں دعوت دیتے تو وہ استہزاء کرتے اور کہتے قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَ فِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ حِجَابٌ (السجدہ:5) ”ہمارے دل غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان حجاب ہے“۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ الخ۔

امام ابن عساکر اور اس کے بیٹے قاسم رحمہما اللہ نے کتاب آیات الحرز میں حضرت عباس بن محمد المنقری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حسین بن زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حج کے موقع پر مدینہ طیبہ آ رہے تھے تو ہم نے عرض کی کہ پہلے ایک ایلچی بھیجیں کیونکہ خطرہ تھا، اس ایلچی نے جانے سے انکار کر دیا وہ راستہ کے خطرناک ہونے کی وجہ سے ڈر رہا تھا۔ حضرت الحسین نے فرمایا: میں تمہیں رقعہ لکھ دیتا ہوں جس میں حفاظت ہے ان شاء اللہ تجھے کوئی چیز بھی

نقصان نہیں پہنچائے گی۔ آپ نے اسے رقعہ لکھ کر دیا تو اس نے وہ اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر وہ ایلچی اپنی سواری پر گیا اور کچھ عرصہ بعد سلامتی سے واپس آ گیا۔ اس نے بتایا کہ اعراب میرے دائیں بائیں تھے، میں ان کے پاس سے گزرا، ان میں سے کسی نے میری ہجو نہیں کی یہ حرز (حفاظت کا تعویذ) جعفر بن محمد بن علی بن الحسن عن ابیہ عن جدہ عن علی بن ابی طالب کے سلسلہ سے مروی ہے اور انبیائے کرام اپنے وقت کے فرعون سے اس کے ذریعے حفاظت کرتے تھے۔ وہ کلمات یہ ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ، اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا، اَخَذْتُ بِسَمْعِ اللّٰهِ بَصَرَهٗ وَقُوَّتَهٗ عَلٰى اَسْمَاعِكُمْ وَاَبْصَارِكُمْ وَ قُوَّتِكُمْ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالشَّيَاطِيْنِ وَالْاَعْرَابِ وَالسِّبَاعِ وَالْهَوَامِ وَاللُّصُوْصِ مِمَّا يَخَافُ وَ يَحْذَرُ فَلَانَ ابْنُ فَلَانٍ، سَتَرْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَكُمْ بِسَتْرِ النُّبُوَّةِ الَّتِيْ اسْتَتَرُوْا بِهَا مِنْ سَطَوَاتِ الْفَرَاعِنَةِ جِبْرِيْلُ عَنْ اَيْمَانِكُمْ وَمِيْكَائِيْلُ عَنْ شِمَالِكُمْ وَ مُحَمَّدٌ ﷺ اَمَامَكُمْ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰى مِنْ فَوْقِكُمْ يَمْنَعُكُمْ مِنْ فَلَانِ بْنِ فَلَانٍ فِيْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَاَهْلِهٖ وَ شَعْرِهٖ وَ بَشْرِهٖ وَ مَالِهٖ وَمَا عَلَيْهِ وَمَا مَعَهٗ وَمَا تَحْتَهٗ، وَمَا فَوْقَهٗ۔ وَ اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان کے دلوں پر پردے پڑے تھے جو قرآن کو سمجھنے اور اس سے ہدایت کا نفع حاصل کرنے سے مانع تھے، انہوں نے شیطان کی اطاعت کی، شیطان نے ان پر اپنا تسلط قائم کر رکھا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَ اِذَا قَرَاْتَ میں خطاب رسول اللہ ﷺ کو ہے۔ جب آپ مشرکین مکہ پر قرآن پڑھتے تھے تو وہ آپ کی آواز سنتے تھے اور آپ کو دیکھتے نہ تھے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ وہ بغض کی وجہ سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ جب آپ کلام فرماتے ہیں جیسا کہ نوح علیہ السلام کی قوم اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال دیتی تھی تا کہ جو وہ استغفار اور توبہ کا حکم دیتے ہیں وہ نہ سنیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب آپ قرآن پڑھتے ہیں تو شیاطین پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔(2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تم نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو کیوں چھپا رکھا ہے کتنا اچھا اور عمدہ اسم ہے۔ اللہ کی قسم انہوں نے چھپایا ہے۔ رسول اللہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو قریش آپ کے پاس جمع ہوتے۔ پس آپ بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تو قریش بھاگ جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ الخ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 110

ہیں: اس سے مراد عتبہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اِذْ یَسْتَمِعُوْنَ اِلَیْكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں اس سے مراد ولید بن مغیرہ اور ان کے دارالندوہ میں جمع ہونے والے لوگ ہیں فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا فرمایا ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھیوں نے جو آپ کے لیے مثالیں بیان کی ہیں ان سے انہیں کوئی راستہ (عذاب) سے نہیں بچا سکتا۔(1)

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں زہری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ بیان کیا گیا ہے کہ ابوجہل، ابو سفیان، الاخنس بن شریق ایک رات رسول اللہ ﷺ سے کلام الٰہی سننے کے لیے نکلے جب کہ آپ رات کو اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے، پس ایک شخص اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر سننے لگا اور ان میں سے کوئی دوسرے کی موجودگی کو نہ جانتا تھا۔ پس انہوں نے قرآن حکیم سنتے ہوئے رات گزاری، پھر جدا جدا ہو گئے اتفاقاً راستہ پر جمع ہو گئے۔ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہا کہ آئندہ کبھی نہ جائیں گے اگر تمہیں کوئی بے وقوف شخص دیکھ لیتا تو وہ کچھ اور ہی سوچتا۔ پھر وہ اپنے اپنے گھر چلے گئے حتی کہ جب دوسری رات آئی تو ان میں سے ہر شخص پھر کلام الٰہی زبان رسالت سے سننے کے لیے اپنی جگہ پر چلا گیا، صبح تک قرآن سنتے رہے، پھر جب علیحدہ علیحدہ گھر جانے لگے تو راستے پر ملاقات ہو گئی، ایک دوسرے سے پہلے کی طرح بات چیت کی۔ پھر واپس چلے گئے، جب تیسری رات ہوئی تو ہر ایک اپنی جگہ پر پہنچ گیا، آپ ﷺ کی زبان سے قرآن سنتے ہوئے رات گزاری حتی کہ صبح ہو گئی، علیحدہ علیحدہ گھر جا رہے تھے۔ راستے میں پھر ملاقات ہو گئی۔ ایک دوسرے سے کہا: ہم معاہدہ کریں کہ دوبارہ نہیں جائیں گے۔ سب نے معاہدہ کر دیا۔ پھر جدا ہو گئے۔ جب صبح ہوئی تو الاخنس، ابوسفیان کے گھر آیا اور کہا مجھے اپنی رائے بتا اس کے متعلق تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ ابوسفیان نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے کچھ ایسی اشیاء سنی ہیں جس کو میں جانتا ہوں اور جو ان کا مراد ہے وہ بھی جانتا ہوں۔ میں نے کچھ ایسی چیزیں سنی ہیں جن کا نہ میں معنی جانتا ہوں اور نہ ان کا مراد سمجھتا ہوں۔ الاخنس نے کہا میری بھی یہی کیفیت ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کی میں نے قسم اٹھائی ہے! پھر وہ الاخنس سے نکل کر ابوجہل کے پاس آیا اور اس سے پوچھا تیری کیا رائے ہے جو تو نے محمد ﷺ سے سنا ہے۔ اس نے کہا کیا سنا ہے! ہم اور بنو عبد مناف شرف میں جھگڑے، انہوں نے انہیں کھلایا، ہم نے انہیں کھلایا، انہوں نے سواریوں پر سوار کیا تو ہم نے بھی سوار کیا انہوں نے عطا کیا اور ہم نے بھی عطا کیا، حتی کہ جب ہم سواریوں پر سوار ہو گئے اور ہم مقابلہ کے گھوڑوں کی طرح تھے۔ انہوں نے کہا ہم سے ایک نبی ہے جس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔ ہم یہ کیسے پاتے ہیں اللہ کی قسم! ہم اس پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس کی تصدیق کریں گے، اس سے اخنس واپس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ واللہ اعلم۔(2)

وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِیْدًا ﴿۴۹﴾ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِیْدًا ﴿۵۰﴾ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَیُنْغِضُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 102، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 452، دار الکتب العلمیہ بیروت

اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝۵۱

''اور انہوں نے (ازراہ انکار) کہا کہ جب ہم (مرکر) ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے تو کیا ہمیں اٹھایا جائے گا از سرنو پیدا کر کے۔ فرمایئے (یقیناً ایسا ہی ہوگا) خواہ تم پتھر بن جاؤ یا لوہا بن جاؤ۔ یا کوئی ایسی مخلوق بن جاؤ جس کا از سرنو پیدا کرنا تمہارے خیال میں بہت مشکل ہے۔ وہ کہیں گے ہمیں دوبارہ کون (زندہ کر کے) لوٹائے گا؟ فرمایئے وہی جس نے پیدا فرمایا تمہیں پہلی مرتبہ پس وہ حیرت سے آپ کی طرف (دیکھ کر) سروں کو جنبش دیں گے اور پوچھیں گے ایسا کب ہوگا؟ آپ بتایئے شاید اس کا وقت قریب ہی ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے رُفَاتًا کا معنی غبار نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے رُفَاتًا کا معنی تراب روایت کیا ہے اور قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا کے تحت فرماتے ہیں کہ تم جو مخلوق چاہو بن جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہیں پہلے کی طرح لوٹائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں)، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ فرماتے ہیں اگر تم مردہ ہو جاؤ تو میں تمہیں زندہ کروں گا۔(2)

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر اور الحاکم نے ابن عباس سے اَوْ خَلْقًا کا مطلب موت روایت کیا ہے۔(3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبداللہ بن احمد، ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: موت سے بڑھ کر ابن آدم کے دل میں کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔ پس اگر تم میں طاقت ہے تو موت ہو جاؤ، موت بھی مر جائے گی۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ یعنی وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ استہزاء کرتے ہوئے اپنے سروں کو حرکت دیتے ہیں۔(5)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ رسول اللہ ﷺ سے استہزاء کرتے ہوئے اپنے سروں کو ہلاتے ہیں(6)، نافع نے پوچھا: عرب اس کا یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

اِنْتَغَضَ لِيْ يَوْمَ الْفَخَارِ وَقَدْ تَرٰى ... خُيُوْلًا عَلَيْهَا كَالْاُسُوْدِ ضَوَارِيَا

''اس نے فخر کے دن سر کو ہلایا حالانکہ تو نے گھوڑے دیکھے جن کے اوپر سانپوں کی مانند خون خوار تھے''۔

امام ابن المنذر رنے مجاہد سے روایت کیا ہے: وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ یعنی وہ کہتے ہیں یہ اعادہ کب ہوگا؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 113، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 114 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 17-116 6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 116

يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّونَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۵۲﴾ وَ قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۵۳﴾

''اس دن کو یاد کرو جب تمہیں اللہ تعالیٰ بلائے گا۔ سوتم اس کی حمد کرتے ہوئے جواب دو گے اور یہ گمان کر رہے ہو گے کہ تم نہیں ٹھہرے (دنیا میں) مگر تھوڑا اعرصہ اور آپ حکم دیجئے میرے بندوں کو کہ وہ ایسی باتیں کیا کریں جو بہت عمدہ ہوں۔ بے شک شیطان فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتا ہے ان کے درمیان، یقیناً شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے بِحَمْدِهٖ کا معنی بامرہ روایت کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهٖ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ کہہ رہے ہوں گے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهٖ یعنی اس کی معرفت واطاعت کے ساتھ جواب دو گے وَ تَظُنُّونَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا یعنی جب لوگ قیامت کے دن کو دیکھیں گے تو وہ اپنی عمروں کو بہت کم تصور کریں گے کہ دنیا میں ہم تو بہت تھوڑا اعرصہ ٹھہرے۔(3)

امام حکیم ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں پر نہ ان پر قبور میں وحشت ہوگی اور نہ محشر میں ان پر وحشت ہوگی گویا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کو اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے دیکھ رہے ہوں اور یہ کہہ رہے ہوں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں پر نہ مرنے کے وقت وحشت ہوگی اور نہ قبور میں اور نہ حشر میں ان پر کوئی خوف اور وحشت ہوگی گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے کہنے والے اپنی قبور سے اپنے سروں کو جھاڑتے ہوئے نکل رکھے ہیں اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ کہہ رہے ہیں۔

امام الخطیب نے التاریخ میں حضرت موسیٰ بن ہارون الجمال سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن احمد بن ابراہیم الموصلی رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یحییٰ الحمانی نے حدثنا عن عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم عن ابیہ عن ابن عمر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں پر نہ قبور میں وحشت ہوگی اور نہ محشر میں، گویا میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والوں کو اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 117، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 118 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 117

اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ پڑھتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحمانی نے سچ کہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کے تحت روایت کیا ہے کہ الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد برائی کو معاف کرنا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح نہ کہے جس طرح اس کے مخالف نے کہا ہے بلکہ یہ کہے اللہ تجھ پر رحم فرمائے، اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔(1)

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نزغ الشیطان سے مراد شیطان کا ابھارنا اور برانگیختہ کرنا ہے۔

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شیطان اس کے ہاتھ سے فتنہ وفساد برپا کردے پھر وہ دوزخ کے گڑھے میں گر جائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا کے تحت روایت کیا ہے کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے اس لیے تم بھی اس سے دشمنی رکھو، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ شیطان سے دشمنی کرے، اور اس سے دشمنی یہ ہے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو۔

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ وَكِیْلًا ﴿۵۴﴾

"تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے تو تم پر رحم (وکرم) فرمادے اور اگر چاہے تو تمہیں سزا دے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا ذمہ دار بنا کر (تا کہ ان کے کفر کے لیے آپ جواب دہ ہوں)"۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے، اگر چاہے تو تم پر حملہ کرے اور تمہیں ایمان کی سعادت سے سرفراز کرے اور اگر چاہے تو تمہیں سزا دے، پھر تم شرک پر مرو جیسا کہ تم پہلے مشرک تھے۔(2)

وَ رَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۵۵﴾

"اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور بے شک ہم نے بزرگی دی ہے بعض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 118، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 119

انبیاء کو بعض پر اور ہم نے عطا فرمائی ہے داؤد کو زبور"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام بخشا، عیسیٰ علیہ السلام کو آدم کی طرح بنایا جنہیں اللہ نے مٹی سے پیدا فرمایا اور پھر فرمایا ہو جا تو وہ تیار ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ کے کلمے اور اس کی روح سے ہیں، سلیمان علیہ السلام کو ایسی عظیم بادشاہی بخشی جو ان کے بعد کسی کو ملنی مناسب نہیں۔ داؤد علیہ السلام کو زبور عطا فرمائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے اور پچھلے الزامات مٹا دیئے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شان کلیمی عطا فرمائی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری انسانیت کی طرف مبعوث فرمایا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا کے تحت روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم یہ کہتے تھے کہ اس سے مراد وہ دعا ہے جو اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو سکھائی تھی اور اس سے مراد اللہ کی حمد یا اللہ کی بزرگی بیان کرنا ہے۔ اس میں حلال، حرام، فرائض اور حدود نہ تھیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زبور اللہ کی ثناء، تسبیح اور دعا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عبدالرحمٰن بن مردویہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام کی آل کی زبور میں تین باتیں تھیں۔ مبارک ہو اس شخص کو جو خطا کاروں کے راستہ پر نہیں چلتا، مبارک ہو اس شخص کو جو ظالموں کے حکم کے ساتھ حکم نہیں کرتا، مبارک ہو اس شخص کو جو اہل باطل کے پاس نہیں بیٹھتا۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام کے مزامیر میں پہلی چیز یہ ہے کہ مبارک ہو اس شخص کو جو خطا کاروں کے راستہ پر نہیں چلتا جو بطالین کے پاس نہیں بیٹھتا اور اپنے رب کی عبادت پر سیدھا چلتا ہے اس کی مثال اس درخت کی طرح ہے جو اپنی کونپل پر اگتا ہے اس میں ہمیشہ پانی رہتا ہے۔ پھلوں کے زمانہ میں اپنا پھل دیتا ہے اور پھلوں کے زمانہ کے علاوہ اوقات میں سبز رہتا ہے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے داؤد علیہ السلام کی زبور کا کچھ حصہ پڑھا، شہر گر گئے اور ان کے ذکر کو باطل کرتا ہوں اور میں دائم الدھر ہوں۔ قضاء کے لیے کرسی پر بیٹھنے والا ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے داؤد علیہ السلام کی کتاب میں یہ پڑھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: میری عزت وجلال کی قسم! جس نے میری وجہ سے ولی کی اہانت کی اس نے علی الاعلان مجھ سے جنگ کی، مجھے اس چیز کے متعلق کوئی تردد نہیں ہوتا جس کا میں ارادہ کرتا ہوں مومنین کی موت کے متعلق تردد ہے کہ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 119، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 120 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 119
4۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 91، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً

جانتا ہوں کہ مومن موت کو ناپسند کرتا ہے جب کہ اس کے لیے یہ ضروری ہے اور میں اس کو پریشان کرنا ناپسند کرتا ہوں۔

حضرت وہب فرماتے ہیں: میں نے ایک اور کتاب میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے کے لیے میری طرف سے مال کافی ہے۔ جب بندہ میری اطاعت میں ہوتا ہے تو میں اسے سوال کرنے سے پہلے عطا کرتا ہوں اور میں ان کے مانگنے سے پہلے اس کی دعا کو قبول کرتا ہوں، میں اپنے بندے کی اس حاجت کو جانتا ہوں جو اس کے دل کو نرم کرتی ہے۔

وہب فرماتے ہیں: میں نے ایک اور کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عزت کی قسم! جو مجھ سے پناہ لیتا ہے اگر سارے آسمان اور اس میں رہنے والی مخلوق، ساری زمینیں اور اس میں رہنے والی مخلوق اسے پھنسائیں گے تو میں اس کے لیے نکلنے کا راستہ بنا دوں گا اور جو مجھ سے پناہ نہیں لیتا، آسمان کے اسباب اس کے سامنے ہی کاٹ دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کو دھنسا دیتا ہوں اور اسے فضاء میں کر دیتا ہوں پھر میں اسے اپنے نفس کے سپرد کر دیتا ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آل داؤد کی حکمت میں یہ تھا کہ عقل مند پر حق ہے کہ وہ چار گھڑیوں سے غافل نہ ہو (۱) جب وہ اپنے رب سے مناجات کر رہا ہو (۲) جس میں اس کا محاسبہ کیا جائے (۳) جس وقت وہ اپنے ان بھائیوں کے پاس پہنچے جو اس کو عیوب سے آگاہ کرتے ہیں اور اس کے بارے میں اس کی تصدیق کرتے ہیں (۴) اس وقت جب وہ اپنی ذات اور اپنی ان لذات کے درمیان تنہا ہوتا ہے جو حلال ہوتی ہے اور جن سے وہ زیبائی حاصل کرتا ہے۔ یہ اوقات، ان ساعات پر مددہیں اور دلوں کے اطمینان کا باعث ہیں اور عقل مند پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانے کے حالات کا جاننے والا ہو، اپنی زبان کا محافظ ہو، اپنے کام کی طرف متوجہ رہنے والا ہو اور عقل مند پر حق ہے کہ وہ سفر نہ کرے مگر تین مقاصد میں سے کسی ایک کے لیے معاد کے سامان کے لیے۔ معاش کے حصول کے لیے یا غیر محرم لذت کے لیے (یعنی نکاح کے لیے)

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت خالد ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے زبور کی فاتحہ دیکھی جس کو داؤد علیہ السلام کی زبور کہا جاتا ہے۔ اس میں تھا کہ حکمت کی اصل اللہ تعالیٰ کی خشیت ہے۔ (1)

احمد نے ایوب الفلسطینی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ داؤد علیہ السلام کی زبور میں یہ لکھا ہوا تھا کیا تو جانتا ہے میں کس کو بخشتا ہوں؟ عرض کی یارب تو کس کو بخشتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو شخص جب گناہ کرتا ہے تو میرے خوف کی وجہ سے اس کے جوڑوں میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے، ایسے آدمی کے متعلق میں اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہوں کہ اس کا یہ گناہ نہ لکھیں۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زبور میں لکھا ہوا ہے امانت زائل ہوگئی اور آدمی اپنے ساتھی کے ساتھ دو مختلف ہونٹوں کے ساتھ ہوتا ہے (یعنی منافقت کرتا ہے) اللہ تعالیٰ ہر منافق کو ہلاک کرتا ہے اور فرماتے ہیں زبور میں یہ لکھا ہوا ہے کہ منافق کی آگ کے سبب پورا شہر جل جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زبور میں لکھا ہوا ہے اور یہ پہلی زبور تھی:

1۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 92، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

مبارک ہو اسے جو گناہ کے راستہ پر نہیں چلا اور خطا کاروں کے ساتھ نہ بیٹھا اور اس نے استہزاء کرنے والوں میں رجوع نہیں کیا لیکن اس کا ارادہ صرف الله تعالیٰ کے احکام ہیں، وہ رات، دن ان کو سیکھتا ہے، اس کی مثال اس درخت کی مثل ہے جو ایک کنارے پر اگتا ہے، اپنے وقت پر پھل دیتا ہے اور اس کے پتے کوئی چیز نہیں جھاڑتی اور اس کا ہر عمل میرے حکم کے مطابق ہوتا ہے، اس کا عمل منافقین کے عمل کی طرح نہیں ہے۔

احمد نے مالک بن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے زبور میں پڑھا ہے کہ منافق کا تکبر مسکین کو جلا دیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ الله نے نوادر الاصول میں حضرت وہب بن منبہ رضی الله عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے داؤد علیہ السلام کی زبور کے آخر میں تیس سطور پڑھیں، اس میں یہ لکھا تھا: اے داؤد! کیا تو جانتا ہے کہ میں کس مومن کی زندگی کو لمبا کرنا پسند کرتا ہوں؟ یہ وہ شخص ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اور اس کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ میں ایسے شخص کے لیے اسی طرح موت کو ناپسند کرتا ہوں جس طرح ماں اپنے بچے کے لیے موت کو ناپسند کرتی ہے۔ اور موت کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں اسے دار (فنا) کے علاوہ دار البقاء میں قید کردوں، کیونکہ اس دنیا کی نعمتیں مصیبت ہیں اور اس کی خوشحالی شدت ہے، اس میں ایک ایسا دشمن ہے جو کچھ پرواہ نہیں کرتا، وہ انسان کے اندر خون کی طرح چلتا ہے۔ اسی وجہ سے میں اپنے اولیاء کو جنت کی طرف جلدی لے جاتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ الله نے حضرت مالک بن مغول رحمہ الله سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام کی زبور میں یہ لکھا ہوا تھا: میں الله ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں۔ جو قوم اطاعت شعار ہوتی ہے میں ان پر بادشاہوں کو رحمت بنا دیتا ہوں اور جو قوم معصیت شعار بن جاتی ہے میں ان پر بادشاہوں کو سزا بنا دیتا ہوں۔ تم اپنے آپ کو بادشاہوں کے سبب میں مشغول نہ کرو اور ان کی طرف نہ جھکو۔ میری بارگاہ میں رجوع کرو، میں تم پر ان کے دل نرم کردوں گا۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَ يَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾

"(انہیں) کہیے اب بلاؤ ان کو جنہیں تم گمان کیا کرتے تھے (کہ یہ خدا ہیں) الله تعالیٰ کے سوا وہ تو قدرت نہیں رکھتے کہ تکلیف دور کرسکیں تم سے اور نہ ہی وہ (اسے) بدل سکتے ہیں وہ لوگ جنہیں یہ مشرک پکارا کرتے ہیں وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب کی طرف وسیلہ کہ کون سا بندہ (الله تعالیٰ سے) زیادہ قریب ہے اور امید رکھتے ہیں الله تعالیٰ

کی رحمت کی اور ڈرتے رہتے ہیں اس کے عذاب سے۔ بے شک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے"۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں ابن مسعود سے قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ انسانوں کا گروہ تھا جو جنوں کے ایک گروہ کی عبادت کرتا تھا، پس وہ جن مسلمان ہو گئے، تو انسانوں نے ان جنوں کی عبادت سے وسیلہ پکڑا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ الخ۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت عربوں کے ایک گروہ کے متعلق نازل ہوئی جو جنوں کے ایک گروہ کی عبادت کرتا تھا۔ پس وہ جن مسلمان ہو گئے تو وہ عرب اس کا شعور نہیں رکھتے تھے۔(1)

امام ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عرب کے کچھ قبائل ملائکہ کی ایک صنف کی عبادت کرتے تھے جنہیں جن کہا جاتا تھا اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ (الآیہ) نازل فرمائی۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرک ملائکہ، مسیح اور عزیر علیہم السلام کی عبادت کرتے تھے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام آپ کی والدہ علیہما السلام اور عزیر علیہ السلام ہیں۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد عیسیٰ، عزیر علیہما السلام اور سورج اور چاند ہیں۔(5)

ترمذی اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو۔ صحابہ نے پوچھا وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ کا قرب۔ پھر یہ آیت پڑھی يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ۔

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۵۸

"اور کوئی ایسی بستی نہیں ہے مگر ہم اسے برباد کر دیں گے روز قیامت سے پہلے یا اسے سخت عذاب دیں گے۔ یہ فیصلہ کتاب (تقدیر) میں لکھا ہوا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مُهْلِكُوْهَا کا مطلب مُهْلِكُوْهَا اور مُعَذِّبُوْهَا ہے (یعنی تباہ و برباد کرنے والے یا انہیں عذاب دینے والے ہاتھ) قتل کے ساتھ یا دوسرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 122 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 120
4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 122 5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 123

مصائب کے ساتھ۔ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: زمین کی ہر بستی کو قیامت سے پہلے اس عذاب کا کچھ نہ کچھ پہنچنے والا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سماک بن حرب بن عبدالرحمن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب زنا اور ربا کسی بستی میں عام ہو جاتا ہے تو اللہ اس کی ہلاکت کا حکم فرما دیتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم التیمی سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔

وَ مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا ﴿۵۹﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الَّتِیْۤ اَرَیْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَ الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ ؕ وَ نُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا ﴿۶۰﴾

"اور نہیں روکا ہمیں اس امر سے کہ ہم بھیجیں (کفار کی تجویز کردہ) نشانیاں مگر اس بات نے کہ جھٹلایا تھا ان نشانیوں کو پہلوں نے (اور وہ فوراً تباہ کر دیئے گئے تھے) اور ہم نے دی تھی قوم ثمود کو ایک اونٹنی جو روشن نشانی تھی۔ پس انہوں نے زیادتی کی اس پر اور ہم نہیں بھیجتے ایسی نشانیاں مگر لوگوں کو (عذاب سے) خوف زدہ کرنے کے لیے۔ اور یاد کرو جب ہم نے کہا تھا آپ کو کہ بے شک آپ کے پروردگار نے گھیرے میں لے لیا ہے لوگوں کو اور نہیں بنایا ہم نے اس نظارہ کو جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو مگر آزمائش لوگوں کے لیے نیز (آزمائش بنایا) اس درخت کو جس پر لعنت بھیجی گئی ہے قرآن میں اور ہم انہیں (نافرمانی کے انجام سے) ڈراتے رہتے ہیں۔ پس نہ بڑھایا اس ڈرانے نے انہیں مگر یہ کہ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگے"۔

امام احمد، نسائی، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ صفا کی پہاڑی کو سونا بنا دیں اور ان سے یہ پہاڑ دور کر دیں کہ وہ کھیتی باڑی کر سکیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی فرمائی کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان کو مہلت دے دوں اور اگر آپ چاہیں تو ان کا مطالبہ پورا کر دوں۔ لیکن اگر یہ پھر بھی ایمان نہ لائے تو میں ان کو ہلاک کر دوں گا جیسے میں نے ان سے پہلے منکروں کو ہلاک کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: یا اللہ! انہیں مہلت عطا فرما دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(3)

امام احمد اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 124 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 125

ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لیے صفا کو سونا بنادے ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واقعی تم ایسا کروگے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تو جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ تمہارا رب تمہیں سلام کہتا ہے اور یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لیے صفا کو سونا بنادوں (لیکن) پھر جس نے اس کے بعد انکار کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا کہ جیسا میں نے تمام جہان میں کسی کو نہ دیا ہوگا اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لیے توبہ اور رحمت کے دروازے کھول دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: توبہ اور رحمت کا دروازہ ہی کھول دے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ کاش! آپ کوئی ایسی نشانی لے آئیں جیسے صالح علیہ السلام اور دوسرے انبیاء لے کر آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں اور وہ تم پر نشانی نازل فرمادے۔ اگر تم نے پھر بھی نافرمانی کی تو ہلاک ہوجاؤ گے، لوگوں نے کہا ہم نشانی نہیں چاہتے۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ اگر جو آپ کہتے ہیں اور وہ حق ہے اور آپ کو ہمارا ایمان لانا پسند ہے تو ہمارے لیے صفا پہاڑی کو سونا بنادیں، جبرئیل امین حاضر ہوئے اور کہا اگر آپ دہ چاہیں جو آپ کی قوم نے مطالبہ کیا ہے (تو وہ بھی ہو جائے گا) لیکن اگر اس کے بعد بھی یہ ایمان نہ لائے تو پھر انہیں مہلت نہیں دی جائے گی اور اگر چاہیں تو میں تیری قوم کو مہلت دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری قوم کو مہلت دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ الخ اور یہ ارشاد نازل فرمایا مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ الخ (الانبیاء:6)(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اے امت! تمہارے لیے نشانیوں کا نہ اتارنا رحمت ہے۔ فرمایا اگر ہم نشانیاں اتارتے پھر تم انہیں جھٹلاتے تو تمہیں وہی عذاب پہنچتا جو تم سے پہلے لوگوں کو پہنچا تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کسی بستی پر کوئی نشانی نہیں اتری مگر پھر جب انہوں نے اسے جھٹلایا تو انہیں عذاب دیا گیا(3)۔ اور مجاہد نے وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً کے تحت فرمایا ہے کہ ہم نے قوم ثمود کو اونٹنی بطور آیت (نشانی) عطا فرمائی۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس سے تَخْوِيْفًا کا معنی موت روایت کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تَخْوِيْفًا سے مراد پھیلنے والی موت ہے۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات سے لوگوں کو ڈرایا تاکہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

وہ اس کی رضا چاہیں یا اس کا ذکر کریں یا رجوع کریں، ہمیں بتایا گیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دور میں کوفہ لرزنے لگا تو ابن مسعود نے فرمایا: اے لوگو! تمہارا رب تم سے رضا چاہنے کا مطالبہ کرتا ہے، پس تم اس کی رضا چاہو۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے لوگوں سے محفوظ کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے گھیر رکھا ہے، وہ تجھے ان سے بچانے اور محفوظ کرنے والا ہے حتیٰ کہ آپ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہدایت پہنچا دیں۔(4)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْۤ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس رؤیا سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو بیت المقدس دکھایا یہ خواب نہیں تھا اور الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ سے مراد زقوم کا درخت ہے۔(5)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الرُّءْيَا سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو بیت المقدس کے راستہ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائی تھیں۔

امام ابن سعد، ابو یعلی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو معراج کرائی گئی تو آپ نے اپنا سفر معراج قریش کے افراد کے سامنے پیش کیا تو وہ آپ سے استہزاء کرنے لگے۔ انہوں نے آپ سے نشانی طلب کی، تو ان کے لیے بیت المقدس کا وصف بیان فرمایا اور ان کے سامنے ان کے قافلہ کا واقعہ ذکر کیا۔ ولید بن مغیرہ نے کہا: یہ جادوگر ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الخ۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے سامنے سفر معراج بیان کیا تو کئی لوگوں نے جھٹلایا۔ پس مرتدین کے بارے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ سب کچھ ہے جو معراج کی رات آپ نے بیت المقدس میں دیکھا تھا۔(6)

ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو بیت المقدس کے سفر میں مختلف نشانیاں اور عبرت انگیز چیزیں دکھائیں، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیر کے حالات بیان فرمائے تو کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے، انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور تعجب کا اظہار کیا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 126　2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 127　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً
5۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 686، وزارت تعلیم اسلام آباد　6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت

لوگوں نے کہا: کیا تم ہمیں یہ بتاتے ہو کہ تم نے دو ماہ کی مسافت ایک رات میں طے کر لی ہے (بڑی تعجب کی بات ہے)۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ بنی فلاں آپ ﷺ کے منبر پر اس طرح کودرہے ہیں جس طرح بندر کودتے ہیں۔ آپ ﷺ کو یہ منظر بڑا ناگوار گزرا اور پھر وصال تک کبھی کھل کر نہ ہنسے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا جَعَلْنَا الرُّءْیَا الخ۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حکم بن ابی العاص کی اولاد کو منبروں پر بندروں کی (طرح کودتے ہوئے) دیکھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی: اَلشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ سے مراد حکم اور اس کی اولاد تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بنی امیہ زمین کے منبروں پر دکھائے گئے، وہ تمہارے مالک ہوں گے اور تم انہیں ارباب سوء پاؤ گے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس سے بہت رنج ہوا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ نے الحسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت ایک دن پریشان تھے۔ وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ بنی امیہ میرے اس منبر پر باری باری آرہے ہیں۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ پریشان نہ ہوں، یہ دنیا ہے جو انہیں مل جائے گی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے خواب میں بنو امیہ کو منبروں پر دیکھا تو آپ کو اس سے بہت پریشانی ہوئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ ان کو یہ دنیا عطا کی گئی ہے۔ پس آپ کی آنکھوں کو سکون مل گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مروان بن الحکم سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرے باپ اور دادا کو یہ کہتے سنا ہے کہ تم قرآن میں اَلشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ ہو۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تھے تو آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے ہیں، آپ ﷺ متعین وقت سے پہلے مکہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مشرکین نے آپ ﷺ کو روک لیا، تو کچھ لوگوں نے کہا: آپ کو روک لیا گیا ہے حالانکہ انہوں نے ہمیں کہا تھا کہ وہ عنقریب مکہ میں داخل ہوں گے۔ پس آپ ﷺ کا مکہ میں داخل ہوئے بغیر واپس آنا لوگوں کے لیے فتنہ تھا۔(3)

امام ابن اسحٰق، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ڈرانے کے لیے زقوم کے درخت کا ذکر کیا تو ابوجہل نے کہا: اے قریشیو! کیا تم جانتے ہو زقوم کیا ہے جس سے محمد (ﷺ) تمہیں ڈراتے ہیں؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ اس سے کہا اس نے مراد یثرب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 130 3۔ ایضاً

کی عجوہ کھجور مکھن کے ساتھ ملا کر کھانا ہے، اللہ کی قسم اگر ہمیں زقوم مل جائے تو ہم اسے ضرور کھائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِیْمِ ﴿۴۴﴾ (الدخان) اور یہ نازل فرمایا الشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِی الْقُرْاٰنِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے ابن ابی کبشہ زقوم کے درخت سے ڈراتا ہے پھر اس نے کھجور اور مکھن منگوایا پھر یہ کہنا شروع کر دیا مجھے زقوم پیش کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّیٰطِیْنِ ﴿۶۵﴾ (الصافات) اور اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا طُغْیَانًا كَبِیْرًا۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ کے تحت روایت کیا ہے: اس درخت پر لعنت کی گئی ہے کیونکہ اس کے گابھے شیطان کے سروں کی طرح ہیں اور ان پر لعنت کی گئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَنُخَوِّفُهُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شجرۃ الزقوم سے مراد ابوجہل ہے، فَمَا یَزِیْدُهُمْ اور ابوجہل میں نہ بڑھایا اس ڈرانے نے مگر یہ کہ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ﴿۶۱﴾ قَالَ اَرَءَیْتَكَ هٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ ٝ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَیْهِمْ بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۶۴﴾ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ﴿۶۵﴾

"اور یاد کرو جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ اس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اس (آدم) کو جس کو تو نے کیچڑ سے پیدا کیا اس نے کہا مجھے بتا یہ (آدم) جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے (اس کی وجہ کیا ہے؟) اگر تو مجھے مہلت دے روز قیامت تک تو جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا اس کی اولاد کو سوائے چند افراد کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا چلا جا (جو مرضی ہو کر) سو جو تیری پیروی کرے گا ان سے تو بے شک جہنم ہی تم سب کی پوری پوری سزا ہے اور گمراہ کرنے کی کوشش کر جن کو تو گمراہ کر سکتا ہے ان میں سے اپنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 131، داراحیاء التراث العربی بیروت

آواز (کی فسوں کاری) سے اور دھاوا بول دے ان پر اپنے گھوڑ سواروں اور پیادہ دستوں کے ساتھ اور شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور اولاد میں اور ان سے (جھوٹے) وعدہ کرتا رہ۔ اور وعدہ نہیں کرتا ان سے شیطان مگر مکروفریب کا جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا غلبہ نہیں ہو سکتا اور (اے محبوب!) کافی ہے تیرا رب اپنے بندوں کی کارسازی کے لیے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے اس عزت و کرامت کی وجہ سے حسد کیا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی۔ ابلیس نے کہا: میں ناری ہوں اور یہ طینی (مٹی کا بنا ہوا) ہے۔ پس گناہوں کا آغاز کبر سے ہوا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے کہا: آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور یہ کمزور پیدا کیا گیا ہے اور میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور آگ ہر چیز کو جلا دیتی ہے، میں اس کی اولاد کو جڑ سے اکھیڑ پھینکوں گا تو اس کا گمان اس پر سچ نکلا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَاَحْتَنِكَنَّ کا معنی اَسْتَوْلِيَنَّ روایت کیا ہے جس کا معنی ہے کہ میں ان پر مکمل غلبہ کروں گا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے مجاہد سے اس کا معنی اَحْتَوِيَنَّهُمْ روایت کیا ہے کہ میں انہیں مکمل طور پر گھیر لوں گا۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں انہیں گمراہ کروں گا۔ (3)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں مَّوْفُوْرًا کا معنی وَافِرًا ہے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ کافر کو پوری پوری سزا دی جائے گی، ان سے کچھ بھی ذخیرہ اور بچا کر نہیں رکھی جائے گی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر داعی جو اپنی آواز سے اللہ کی نافرمانی کی طرف بلاتا ہے وہ شیطان ہے، ہر وہ شخص جو اللہ کی نافرمانی میں سوار ہوتا ہے وہ شیطان کا سپاہی ہے (5) اور ہر وہ مال جو اللہ تعالیٰ کی معصیت میں صرف ہو وہ شیطان کا مال ہے۔ اور جو انہوں نے اپنی اولاد کو قتل کیا اور ان میں حرام کا خمیر ملایا یہ سب شیطانوں کی کارگزاری ہے۔

امام الفریابی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر گھوڑا جو اللہ کی معصیت میں دوڑتا ہے، ہر آدمی جو اللہ کی نافرمانی میں چلتا ہے (6) اور ہر مال جو ناحق حاصل کیا جاتا ہے اور ہر حرامی بچہ یہ سب شیطان کی عملداری سے ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 135، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 136 5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 37-136 6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 137

امام سعید بن منصور، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ یعنی غنا، مزامیر اور باطل کے ذریعے تو انہیں راہ راستے سے بھٹکانے اور شاہراہ ہدایت سے اتارنے کی کوشش کر(1)۔ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ یعنی ہر سوار جو معصیت الٰہی میں گھوڑا دوڑاتا ہے اور ہر وہ پیدل چلنے والا جس کے قدم نافرمانی کی طرف اٹھتے ہیں ان میں اپنے لشکریوں کے ساتھ دھاوا بول دے اور ناحق مال کے ذریعے اور حرامی اولاد پیدا کرنے کے لیے ان میں شریک ہو جا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان اموال سے مراد وہ مال ہے جو وہ اپنے جانوروں میں سے حرام کرتے تھے اور اولاد سے مراد حرامی اولاد ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مال میں اس کی شرکت یہ ہے کہ انہوں نے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اونٹنیاں غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دی تھیں اور اولاد میں اس کی ان کے ساتھ شرکت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بچوں کے نام عبدالحارث اور عبد شمس رکھ دیئے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے کہا یا رب! تو نے مجھ پر لعنت کی ہے اور آدم کی وجہ سے تو نے مجھے جنت سے نکالا ہے اور میں طاقت نہیں رکھتا مگر تیری وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ان پر مسلط کیا گیا ہے۔ اس نے کہا یا رب! مزید اضافہ فرما۔ فرمایا وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ الخ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے ابلیس نے کہا: یا رب! تو نے آدم کو پیدا کیا اور میرے اور اس کے درمیان عداوت بنا دی، پس تو مجھے اس پر غلبہ دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے سینے تیرے لیے مسکن ہیں، اس نے کہا: یا رب! مزید اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم کا ایک بچہ پیدا ہوگا تو تیرے دس بچے پیدا ہوں گے۔ اس نے کہا یا اللہ! اور اضافہ فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ان میں اس طرح چلے گا جیسے خون ان کی رگوں میں چلتا ہے۔ شیطان نے کہا: یا رب اور اضافہ کر۔ فرمایا وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم بِخَيْلِكَ، یعنی دھاوا بول دے ان پر اپنے گھوڑ سواروں اور پیادہ دستوں کے ساتھ شریک ہو جا ان کے مالوں میں اور ان کی اولاد میں۔ آدم علیہ السلام نے ابلیس کی اللہ کی بارگاہ میں شکایت کی، عرض کی: یا رب! تو نے ابلیس کو پیدا کیا اور میرے اور اس کے درمیان بغض وعداوت رکھ دی اور تو نے اسے مجھ پر مسلط کر دیا ہے اور میں تیری توفیق کے بغیر کچھ طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرا جو بچہ پیدا ہوگا میں اس پر دو فرشتے مقرر کروں گا جو اس کی برے ساتھیوں سے حفاظت کریں گے۔ حضرت آدم نے عرض کی: یا رب! اپنی کرم نوازی میں اضافہ فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تیری اولاد میں سے کسی کو بھی توبہ سے محروم نہیں کروں گا جب تک کہ اس کا سانس حلق تک نہیں پہنچ جاتا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی: میرے لیے اور اضافہ فرما۔ فرمایا: ایک نیکی کے بدلہ میں دس نیکیاں عطا کروں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 138 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 140

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ فرمایا: میرے وہ بندے جن کا میں نے جنت کے لیے فیصلہ فرما دیا ہے ان پر تجھے کوئی غلبہ اور تسلط نہیں ہے، وہ گناہ کریں گے تو میں انہیں بخشش دوں گا۔

رَبُّكُمُ الَّذِیْ یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِی الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ۝۶۶ وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّاۤ اِیَّاهُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ ؕ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا ۝۶۷ اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ یُرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِیْلًا ۝۶۸ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَیُرْسِلَ عَلَیْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ فَیُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَیْنَا بِهٖ تَبِیْعًا ۝۶۹

''تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیوں کو سمندر میں تاکہ تم تلاش کرو (بحری سفر کے ذریعہ) اس کا فضل۔ بے شک وہ تمہارے ساتھ ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور جب پہنچتی ہے تمہیں تکلیف سمندر میں تو گم ہو جاتے ہیں وہ (معبود) جن کو تم پکارا کرتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے پس جب وہ خیر و عافیت سے تمہیں ساحل پر پہنچا دیتا ہے (تو) تم روگردانی کرنے لگتے ہو اور انسان (واقعی) بڑا ناشکرا ہے۔ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے کہ اللہ تعالیٰ دھنسا دے تمہارے ساتھ خشکی کے کنارہ کو یا بھیج دے تم پر اولے برسانے والا بادل پھر اس وقت تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے کوئی کارساز۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں لے جائے سمندر میں دوسری مرتبہ اور بھیجے تم پر سخت آندھی جو کشتیوں کو توڑنے والی ہو پھر غرق کر دے تمہیں بوجہ کفر کے جو تم نے کیا پھر تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے ہم سے اس ڈبونے پر کوئی انتقام لینے والا''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یُزْجِیْ کا معنی یَجْرِیْ (چلاتا ہے) روایت کیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے یُزْجِیْ لَكُمُ الْفُلْكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کشتیوں کو تمہارے لیے سمندر میں چلاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الاوزاعی رحمہ اللہ سے اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَاصِبًا سے مراد پتھروں والی بارش ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 142، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے اور وَکِیْلًا کا معنی حفاظت کرنے والا اور مدد کرنے والا روایت کیا ہے اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ یُّعِیْدَكُمْ فِیْهِ تَارَةً اُخْرٰى یعنی کیا تم بے وقوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں دوبارہ سمندر میں لے جائے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَاصِفًا مِّنَ الرِّیْحِ سے مراد ایسی سخت آندھی ہے جو کشتیوں کو غرق کر دے۔(2)

امام ابو عبید اور ابن المنذر نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ قاصف اور عاصف، سمندر میں چلنے والی ہوائیں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَاصِفًا کا معنی عاصفاً اور تَبِیْعًا کا معنی نصیراً (مدد کرنے والا) روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَبِیْعًا کا معنی انتقام لینے والا روایت کیا ہے۔(4)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے تَبِیْعًا کا معنی یہ کیا ہے کہ کوئی بھی ہمارے پیچھے آنے والا نہیں ہے۔(5)

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ﴿۷۰﴾ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ یَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۷۲﴾

"اور بے شک ہم نے بڑی عزت بخشی اولاد آدم کو اور ہم نے سوار کیا انہیں (مختلف سواریوں پر) خشکی میں اور سمندر میں اور رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں سے اور ہم نے فضیلت دی انہیں بہت سی چیزوں پر جن کو ہم نے پیدا فرمایا نمایاں فضیلت۔ وہ دن جب ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو ان کے پیشوا کے ساتھ، پس وہ شخص جس کو دیا گیا اس کا نامۂ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں تو یہ لوگ (خوشی خوشی) پڑھیں گیا اپنا نامۂ عمل اور ان پر ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اور جو شخص بنا رہا اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور بڑا گم کردہ راہ ہوگا"۔

امام طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور خطیب نے تاریخ میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز بنی آدم سے زیادہ مکرم اللہ کی بارگاہ میں کوئی چیز نہیں ہوگی، عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ مقربین فرشتے بھی؟ فرمایا: فرشتے بھی انسان سے معزز نہ ہوں گے۔ فرمایا: فرشتے تو چاند اور سورج کی طرح مجبور ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 44-143، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 144
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ کنز العمال، جلد 12، صفحہ 192 (34622)، موسسۃ الرسالۃ بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عمر سے موقوف روایت کی ہے اور یہی صحیح ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ معزز ہے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ملائکہ نے عرض کی: یا رب! تو نے بنی آدم کو دنیا عطا کی، وہ اس میں سے کھاتے ہیں، پیتے ہیں اور لباس پہنتے ہیں اور ہم فقط تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ غافل ہوتے ہیں۔ جس طرح تو نے ان کے لیے دنیا بنائی ہے۔ اس طرح ہمارے لیے آخرت بنادے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے جس کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اس کی نیک اولاد کو میں ان کی طرح نہیں کروں گا جن کو میں نے کن (ہوجا) فرمایا تو وہ ہوگئے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انس بن مالک نے مجھے حضرت رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ ملائکہ نے ہمیں بھی پیدا کیا اور بنی آدم کو بھی پیدا کیا تو نے انہیں ایسا بنایا ہے کہ وہ کھانا کھاتے ہیں، پانی پیتے ہیں، لباس پہنتے ہیں، عورتوں کے پاس جاتے ہیں، سواریوں پر سوار ہوتے ہیں، نیند کرتے ہیں، آرام کرتے ہیں جب کہ ہمارے لیے ان چیزوں میں سے تو نے کچھ بھی نہیں بنایا، پس ان کے لیے دنیا کر دے اور ہمارے لیے آخرت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے جس کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی، میں اسے اس مخلوق کی طرح نہیں بناؤں گا جنہیں میں نے کہا ہوجا تو وہ ہوگی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں ایک دوسرے طریق سے حضرت عروہ بن رویم اللخمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگے سابق حدیث کی عبارت ہے، لیکن اس میں یہ ہے کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں۔ اس حدیث میں یہ لفظ نہیں ہیں کہ میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے انسان کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے کھاتا ہے جب کہ باقی تمام مخلوق اپنے مونہوں سے کھاتی ہے۔(2)

امام حاکم نے التاریخ میں اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آیت میں کرامت سے مراد انگلیوں کے ساتھ کھانا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا آدمی کو دیکھے اور یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِهٖ تَفْضِيْلًا تو

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 174، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 77 (5841)

اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے عافیت بخشے گا، خواہ وہ کوئی بھی مصیبت ہو۔

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا پھر ان میں سے بلند ترین کو منتخب فرمایا پھر اپنی مخلوق میں سے جسے چاہا اسے مسکن بنایا پھر مخلوق کو پیدا فرمایا اس میں بنی آدم کو منتخب فرمایا اور بنی آدم سے عرب کو چنا اور عربوں سے مصر کو چنا اور مصر سے قریش کا انتخاب فرمایا اور قریش سے بنی ہاشم کو پسند فرمایا اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا اور میں سب بہتر لوگوں میں سے بہتر جانتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے یَوۡمَ نَدۡعُوۡا کُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم بلائیں گے تمام انسانوں کو اپنے امام کے ساتھ۔ یعنی ہدایت کے پیشوا اور گمراہی کے پیشوا کے ساتھ۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں امام سے مراد ان کا نبی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہی مطلب روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اعمال کی کتاب کے ساتھ تمام لوگوں کو بلائیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر قوم کو اپنے زمانے کے امام اور ان کے رب کی کتاب اور ان کے نبی کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا۔

امام ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، البزار، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شخص کو بلایا جائے گا اور اسے اپنے اعمال کی کتاب دائیں ہاتھ میں دی جائے گی اور اس کے لیے اس کے جسم میں اس کے چہرے کی چمک ساٹھ ہاتھ بڑھا دی جائے گی اور اس کے سر پر نور کا جھلملاتا ہوا تاج رکھا جائے گا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف جائے گا تو وہ اسے دور سے دیکھ لیں گے اور کہیں گے اے اللہ ہمیں بھی یہ عطا فرما اور ہمارے لیے اس میں برکت عطا فرما حتیٰ کہ وہ ان کے پاس پہنچ جائے گا، پھر ارشاد ہوگا تم میں سے ہر شخص کو خوش خبری ہو جو اس جیسا ہے لیکن جو کافر ہوگا اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور اس کے لیے اس کے جسم میں آدم علیہ السلام کی صورت پر ساٹھ ہاتھ (تاریکی) بڑھائی جائے گی اور اسے آگ کا تاج پہنایا جائے گا۔ پس اس کے ساتھی اسے (دور سے) دیکھ لیں گے اور کہیں گے: ہم اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، اے اللہ! ہم کو یہ نہ عطا فرما، (فرمایا) وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس آئے گا، وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! اسے دور کر دے۔ ارشاد ہوگا اللہ تم کو دور کرے، تم میں سے ہر شخص کے لیے اس کی مثل (عذاب) ہے۔(1)

امام الفریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یمن سے ایک گروہ

1۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 141، وزارت تعلیم اسلام آباد

حضرت ابن عباس کے پاس آیا۔ ان میں سے ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖۤ اَعْمٰى الخ کی آیت کا کیا مطلب ہے۔ ابن عباس نے فرمایا تمہیں اس مسئلہ کا علم نہیں ہے۔ اس آیت سے پہلے والی آیت پڑھ رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ الخ۔ اس نے یہ آیت پڑھی تو ابن عباس نے فرمایا جو ان نعمتوں سے اندھا ہے جو اس نے دیکھی ہیں تو وہ آخرت کے امر میں بھی اندھا ہے جو دیکھی نہیں گئی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو دنیا میں اللہ کی قدرت (کا نظارہ کرنے) سے اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو سورج، چاند، رات اور دن اور دوسری مختلف نشانیوں کو دیکھنے سے اندھا ہے اور ان کو دیکھ کر قدرت الٰہیہ کی تصدیق نہیں کرتا ہے، جو آیات الٰہیہ ان سے غائب ہیں ان سے تو یہ زیادہ اندھا ہوگا۔

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖۗ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿۷۳﴾ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿۷۴﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَ ضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿۷۵﴾

"اور انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ وہ آپ کو برگشتہ کردیں اس (کتاب) سے جو ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے تا کہ آپ بہتان باندھ کر (منسوب کریں) ہماری طرف اس کے علاوہ۔ تو اس صورت میں وہ آپ کو اپنا گہرا دوست بنالیں گے۔ اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ ضرور مائل ہو جاتے ان کی طرف کچھ نہ کچھ۔ (بفرض محال اگر آپ ایسا کرتے) تو اس وقت ہم آپ کو چکھاتے دوگنا عذاب دنیا میں اور دوگنا عذاب موت کے بعد پھر آپ نہ پاتے اپنے لیے ہمارے مقابلہ میں کوئی مددگار"۔

امام ابن اسحٰق، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: امیہ بن خلف، ابوجہل بن ہشام اور دوسرے قریش کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ آئیں اور ہمارے معبودوں کے سامنے جھکیں تو ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ پر قوم کی جدائی بہت شاق تھی اور آپ ان کے اسلام لانے کو پسند فرماتے تھے، آپ کے دل میں ان کے لیے کچھ نرمی پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 150، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی عن باذان عن جابر بن عبداللہ کے طریق سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حجر اسود کو استسلام کیا تو کفار نے آپ سے کہا: ہم آپ کو حجر اسود کو استسلام کی اجازت نہ دیں گے حتی کہ آپ ہمارے خداؤں کی طرف جھکیں، رسول اللہ ﷺ نے سوچا اگر میں ایسا کردوں تو کیا حرج ہے جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں ان کا سخت مخالف ہوں، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی، وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب (کعبہ) کا طواف کرتے تو مشرکین کہتے کہ ہمارے خداؤں کو بھی استسلام کرو تا کہ تجھے کچھ نقصان نہ پہنچائیں، اس سے پہلے کہ آپ ایسا کر لیتے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قریش نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اگر آپ ہماری طرف مبعوث کیے گئے ہیں تو ان گھٹیا اور غلام لوگوں کو اپنی جماعت سے نکال دیں ہم آپ کے اصحاب بن جائیں گے۔ آپ کا کچھ میلان ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ۔

امام ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى سورت نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو پڑھا اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ (النجم) تو شیطان نے آپ کی کلام میں یہ دو کلمے داخل کرنے کی کوشش کی تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ نبی کریم ﷺ نے باقی سورت پڑھی اور سجدہ تلاوت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ الخ۔ آپ ﷺ ہمیشہ پریشان رہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى (الحج:52) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر اسکے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیئے شیطان نے اس کے پڑھنے میں (شکوک)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ ثقیف نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ آپ ہمیں ایک سال مہلت دیں حتی کہ ہمارے بتوں کے لیے نذرانے اور ہدیے آجائیں۔ جب ہم اپنے بتوں کے نذرانوں اور ہدیوں پر قبضہ کرلیں گے تو ہم اسلام قبول کرلیں گے اور اپنے بتوں کو توڑ دیں گے، آپ ﷺ نے انہیں مہلت دینے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ ...... الآیہ۔(2)

ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ سے مراد دنیا اور آخرت کا دوگنا عذاب ہے۔(3)

امام بیہقی نے کتاب عذاب القبر میں حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ ضِعْفَ الْحَیٰوةِ سے مراد عذاب قبر ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ضِعْفَ الْمَمَاتِ سے مراد عذاب القبر ہے۔

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 150 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 151

يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

''اورانہوں نے ارادہ کرلیا ہے کہ پریشان ومضطرب کردیں آپ کواس علاقہ سے تاکہ نکال دیں آپ کو یہاں سے اور (اگرانہوں نے یہ حماقت کی) تب وہ نہیں ٹھہریں گے (یہاں) آپ کے بعد مگر تھوڑا عرصہ۔ (یہی ہمارا) دستور ہے ان کے بارے میں جنہیں ہم نے بھیجا آپ سے پہلے رسول بنا کراور آپ نہیں پائیں گے ہمارے اس دستور میں کوئی ردو بدل۔ نماز ادا کیا کریں سورج ڈھلنے کے بعد رات کے تاریک ہونے تک (نیز ادا کیجئے) نماز صبح بلاشبہ نماز صبح۔ کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور رات کے بعض حصہ میں (اٹھو) اور نماز تہجد ادا کرو (تلاوت قرآن کے ساتھ) (یہ نماز) زائد ہے آپ کے لیے، یقیناً فائز فرمائے گا آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ پہلے انبیائے کرام شام میں رہتے تھے، آپ مدینہ (طیبہ) میں کیوں رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ سے روانگی کا ارادہ فرمایا تو یہ آیات نازل ہوئیں وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ الخ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ بعض یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: انبیاء کی زمین تو شام کی زمین ہے۔ یہ (مدینہ) تو انبیاء کی جگہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ الخ۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ نبی ہیں تو شام چلے جایئے کیونکہ شام محشر کی زمین ہے اور انبیاء کی زمین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات مان لی۔ آپ نے غزوۂ تبوک پر شام کے ارادہ سے تشریف لے گئے۔ جب آپ تبوک کے مقام پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیات نازل فرمائیں: وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ الخ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ طیبہ لوٹنے کا حکم ملا اور فرمایا: اس میں آپ کی زندگی، موت ہے اور اسی جگہ سے دوبارہ اٹھنا ہے۔ جبرئیل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اپنے رب سے سوال کریں۔ کیونکہ ہر نبی کے لیے ایک مخصوص سوال کی اجازت ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جبرئیل! میں اپنے رب سے کیا سوال کروں، جبرئیل نے کہا یہ دعا کیجئے رب ادخلنی الخ اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 153، داراحیاء التراث العربی بیروت

اورعطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہے۔ یہ آیات تبوک سے واپسی پر نازل ہوئیں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ کو مکہ سے نکال دینے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے بدر کے روز انہیں ہلاک کر دیا (اوران کے اس ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا)۔ اللہ تعالیٰ کی یہی سنت رہی ہے کہ رسولوں کے ساتھ جب ان کی قومیں اس قسم کے کرتوت کرتیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کر دیتا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ قلیل سے مراد ان کا بدر کی جنگ میں پکڑا جانا ہے۔ یہ عرصہ قلیل تھا اور اس کے بعد کا عرصہ کثیر تھا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قلیل سے مراد اٹھارہ ماہ کا عرصہ ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد غروب الشمس ہے۔ عرب کہتے ہیں دَلَكَتِ الشَّمْسُ، جب سورج غروب ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد غروب الشمس ہے۔

امام ابن مردویہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد زوال الشمس ہے۔

امام البزار، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد زوال الشمس ہے۔

عبدالرزاق نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد نصف النہار کے بعد سورج کا مائل ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے مراد زوال الشمس ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے ابن المنذر اور ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد سائے کا مائل ہونا اور لوٹنا ہے۔

ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام دلوک شمس کے وقت جب سورج ڈھل گیا، تشریف لائے اور مجھے ظہر کی نماز پڑھائی۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ۔(6)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: میں اپنے سردار قیس بن السائب

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 254، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 153، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 153 4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 155 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 158 6۔ ایضاً

کی قیادت اور رہنمائی کرتا تھا وہ مجھ سے پوچھتے تھے کیا سورج ڈھل چکا ہے؟ میں کہتا ہاں، تو وہ ظہر کی نماز پڑھ لیتے تھے۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سورج ڈھلنے کے وقت ظہر کی نماز ادا فرماتے تھے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد عشاء کی نماز ہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ غَسَقِ الَّیۡلِ سے مراد رات اور تاریکی کا اجتماع ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غَسَقِ الَّیۡلِ کا معنی رات کا ظاہر ہونا ہے۔(1)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الارق رحمہ اللہ نے ابن عباس سے کہا کہ مجھے غَسَقِ الَّیۡلِ کا مطلب بتائیں تو آپ نے فرمایا: اس کا مطلب ہے رات کا اپنی تاریکی کے ساتھ داخل ہونا۔ اس کے بارے زہیر بن ابی اسلمی کا شعر ہے:

ظَلَّتْ تَجُوْبُ يَدَاهَا وَهِيَ لَاهِبَةٌ حَتّٰى إِذَا جَنَحَ الْاَظْلَامُ فِي الْغَسَقِ

"اس نے اپنے ہاتھوں کو کاٹا جب کہ وہ پیاسی نہ تھی حتیٰ کہ رات تاریکی میں داخل ہوگئی"۔

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوۡكِ کا معنی مائل ہونا ہے اور غَسَقِ الَّیۡلِ کا مطلب سورج کا غروب ہونا ہے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ سے مراد آسمان کے بطن سے سورج کا زائل ہونا ہے اور غَسَقِ الَّیۡلِ کا مطلب سورج کا غروب ہونا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کا معنی صبح کی نماز روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ کا معنی صبح کی نماز روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا کے تحت روایت کیا ہے کہ فجر کی نماز کے وقت فرشتے اور جن حاضر ہوتے ہیں۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ صبح کی نماز کے وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نماز میں جمع ہو جاتے ہیں۔(2)

امام عبد الرزاق، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے صبح کی نماز میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ فرماتے تھے کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 141، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 686، وزارت تعلیم اسلام آباد

فرشتوں میں سے رات اور دن کی نگہبانی کرنے والے فرشتے صبح کی نماز کے وقت ایک دوسرے سے ملتے ہیں، اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا پھر فرمایا رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے اترتے ہیں۔(1)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔ کی تلاوت فرمائی اور فرمایا: اس وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔(2)

عبدالرزاق نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ صبح کی نماز کے وقت رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود صبح کی نماز کے لیے مسجد میں تشریف لائے، جب لوگ قبلہ کی طرف پیٹھوں سے سہارا لے کر بیٹھے تو انہوں نے فرمایا: قبلہ شریف ہو جاؤ فرشتوں اور ان کی نماز کے درمیان حائل نہ ہو جاؤ کیونکہ یہ دو رکعتیں فرشتوں کی نماز ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے کتاب الصلوۃ میں حضرت علقمہ اور الاسود رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نماز تہجد سونے کے بعد ہوتی ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے علاوہ رات کا قیام باقی لوگوں سے منسوخ ہو گیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَافِلَةً لَّكَ کے تحت روایت کیا کہ رات کا قیام کا امر نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھا اور آپ پر ہی فرض تھا۔(4)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں مجھ پر فرض ہیں اور تمہارے لیے سنت ہیں الوتر، مسواک کرنا، اور رات کا قیام۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر، محمد بن نصر اور بیہقی نے دلائل میں مجاہد سے نَافِلَةً لَّكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ نبی کریم ﷺ کے لیے زائد نماز تھی کیونکہ آپ کے پہلے اور پچھلے سب خلاف اولیٰ اعمال بھی مٹا دیئے گئے تھے۔ پس نبی کریم ﷺ نے فرضی نماز کے ساتھ جو نفل نماز پڑھی وہ آپ کے لیے نفل تھی، سوائے فرضی نماز کے کیونکہ فرضی نماز کے علاوہ تمام اعمال کفارہ ذنوب کے لیے ہوتے ہیں، آپ کے لیے یہ اعمال نوافل اور زیادتی کے طور پر تھے۔ لوگ فرائض کے علاوہ جو اعمال کرتے ہیں وہ کفارہ ذنوب کے لیے ہوتے ہیں لوگوں کے لیے وہ زائد نہیں ہوتے۔ یہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔ ابن المنذر نے الحسن سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام محمد بن نصر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ رات کے نوافل نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص تھے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 232، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، از یرآیت ہذا، جلد 15، صفحہ 161، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 164
4۔ ایضاً
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 264، دارالفکر بیروت

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نَافِلَةً لَّكَ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے لیے یہ فضیلت اور نفل ہیں۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابوامامہ سے نَافِلَةً لَّكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نفل ہے اور تمہارے لیے فضیلت ہے۔ ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نوافل خاص تھے۔ (1)

امام طیالسی، ابن نصر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان اور الخطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے۔ پھر بیٹھ جاتا ہے تو اس حالت میں بیٹھتا ہے کہ اس کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ اگر کھڑے ہو کر نماز شروع کرتا ہے تو یہ اس کے لیے فضیلت ہوتی ہے۔ ان سے پوچھا گیا نافلہ؟ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نافلہ تھی۔ عام آدمی کے لیے نافلہ کیسے ہو سکتی ہے۔ وہ تو ہر لمحہ گناہ اور خطا کے درپے ہوتا ہے۔ لیکن یہ فضیلت ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور، بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ قیامت کے روز گھٹنوں کے بل ہوں گے اور ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی، لوگ اپنے اپنے نبی سے عرض کریں گے اے فلاں! ہماری شفاعت کر (ہر نبی معذرت کرے گا اور کہے گا کسی اور کے دروازے پر جاؤ) حتی کہ لوگ شفاعت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ (3)

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اس سے مراد وہ مقام ہے جس میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَقَامًا مَّحْمُوْدًا شفاعت ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: وہ شفاعت ہے۔ (4)

احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ قیامت کے دن اٹھیں گے تو میں اور میری امت ایک ٹیلے پر ہوں۔ گے میرا رب مجھے سبز جوڑا پہنائے گا پھر مجھے وہ کلمات کہنے کی اجازت دے گا جو وہ چاہے گا کہ میں کہوں۔ پس وہ مقام محمود ہے۔ (5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 438 (4856)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 28 (2779)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ کنز العمال، جلد 4، صفحہ 390، مؤسس الرسالۃ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 281 (299) 5 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 168، داراحیاء التراث العربی بیروت

الایمان میں حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے اہل علم میں سے ایک شخص نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز زمین چمڑے کی طرح پھیلائی جائے گی، ہر انسان کے لیے صرف پاؤں رکھنے کی جگہ ہوگی۔ سب سے پہلے مجھے بلایا جائے گا، میں سجدہ میں گر جاؤں گا پھر مجھے اذن ہوگا۔ پس میں عرض کروں گا: یارب! اس جبرئیل نے مجھے بتایا اور جبرئیل رحمٰن کے دائیں جانب ہوگا۔ اللہ کی قسم! تو نے اسے میری طرف بھیجا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام خاموش کھڑے ہوں گے کلام نہیں کریں گے حتی کہ رب تعالیٰ فرمائے گا تو نے سچ کہا پھر مجھے اذن شفاعت ہوگا میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! تیرے بندوں نے اطراف ارض میں تیری عبادت کی۔ یہ مقام محمود ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے صحیح کہا ہے)، ابونعیم نے الحلیہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں اور خطیب رحمہم اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ ایک زمین میں جمع کیے جائیں گے، داعی ان کو آواز سنائے گا سب سے نظر گزر جائے گی۔ لوگ برہنہ پا اور لباس سے عاری ہوں گے جیسے کہ وہ پیدا کیے گئے ہیں، سب ساکت کھڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی زبان نہیں کھولے گا، ندا آئے گی یا محمد! حضور عرض کریں گے لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ، اَلْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ وَعَبْدُكَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَبِكَ وَاِلَيْكَ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَيْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَيْتِ۔ یہ مقام محمود ہے۔

امام بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ سورج قریب ہو جائے گا حتی کہ پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا۔ لوگ اسی کیفیت میں ہوں گے کہ وہ آدم علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ میں تو اس کے قابل نہیں ہوں، پھر لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے وہ بھی معذرت کریں گے۔ پھر محمد ﷺ کے پاس حاضر ہوں گے پس آپ شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا پس آپ چلیں گے حتی کہ جنت کے دروازے کو پکڑیں گے۔ اس دن اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ تمام لوگ اس دن آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہوں گے۔(1)

امام احمد، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں مقام محمود پر کھڑا ہوں، پوچھا گیا مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا: جب تمہیں لایا جائے گا جب کہ تم برہنہ پا ہوگے، لباس سے عاری ہوگے، بغیر ختنہ کے ہوگے۔ سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ ارشاد ہوگا: میرے خلیل کو لباس پہناؤ، پس دو سفید چادریں لائی جائیں گے۔ حضرت ابراہیم انہیں پہن لیں گے پھر عرش کے سامنے بیٹھ جائیں گے پھر ایک لباس لایا جائے گا جسے میں پہنوں گا۔ میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا۔ جہاں کوئی کھڑا نہیں ہوگا، پہلے اور پچھلے (میرے اس مقام کو دیکھ کر) رشک کریں گے پھر کوثر سے ایک نہر حوض کی طرف کھولی جائے گی۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام ابن مردویہ نے حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ وہ مقام محمود کیا ہے جسکا ذکر تمہارے رب نے فرمایا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو برہنہ اور بغیر ختنہ کیے ہوئے اٹھائے گا جیسا کہ جس دن تم پیدا ہوئے تھے۔ بڑی گھبراہٹ سے دوچار ہوں گے اور بڑی مصیبت انہیں انتہائی پریشان کرے گی اور پسینہ ان کے مونہوں تک پہنچ رہا ہوگا اور انتہائی شدت اور تکلیف میں ہوں گے۔ مجھے ہی سب سے پہلے بلایا جائے گا اور مجھے ہی سب سے پہلے لباس عطا کیا جائے گا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ انہیں جنت کے دو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے، پھر انہیں کرسی کے سامنے بیٹھنے کا حکم ہوگا پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا، میرے سوا مخلوق میں سے (وہاں) کوئی کھڑا نہیں ہوگا، میں کلام کروں گا تو سب سنیں گے اور میں شہادت دوں گا تو سب لوگ تصدیق کریں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا کی آیت تلاوت فرمائی۔ فرمایا پھر اللہ تعالیٰ آپ کو تخت پر بٹھائے گا۔

امام ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا، یہ فخر نہیں (حقیقت کا اظہار ہے) لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا، یہ بطور فخر نہیں (بلکہ اظہار حقیقت کہہ رہا ہوں)۔ اس دن آدم علیہ اور آپ کی ساری اولاد میرے جھنڈے کے نیچے ہوگی، سب سے پہلے زمین میرے اوپر سے کھلے گی۔ یہ فخر نہیں (اظہار حقیقت ہے) لوگوں کو تین گھبراہٹیں اور پریشانیاں لاحق ہوں گی، لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ عرض کریں گے آپ ہمارے باپ ہیں اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں، آدم علیہ السلام فرمائیں گے مجھ سے (نسیانا) ایک لغزش ہوئی تھی جس کی وجہ سے میں زمین پر اتارا گیا، لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ آپ فرمائیں گے میں نے اہل زمین کے خلاف دعا کی تھی پس وہ سب ہلاک ہو گئے تھے (اس لیے میں تو اس بارگاہ صمدیت میں کچھ عرض نہیں کر سکتا) لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ فرمائیں گے تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے: میں نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ فرمائیں گے: اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میری عبادت کی گئی لیکن تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس حاضر ہوں گے میں لوگوں کے ساتھ چل پڑوں گا۔ میں جنت کے حلقہ کو پکڑوں گا اور اسے کھٹکھٹاؤں گا، پوچھا جائے گا کون ہے، میں کہوں گا محمد (ﷺ) فرشتے میرے لیے جنت کا دروازہ کھول دیں گے اور خوش آمدید کہیں گے۔ میں سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی حمد و ثناء اور بزرگی بیان کرنے کے لیے الفاظ الہام فرمائیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا سر اٹھاؤ سوال کرو عطا کیا جائے گا، سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، کہو تمہاری بات سنی جائے گی۔ یہ مقام محمود ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔(1)

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 143، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل قبلہ اور اہل ایمان میں سے ایک قوم کو دوزخ سے محمد ﷺ کی شفاعت سے نکالے گا۔ یہی مقام محمود ہے

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے جہنمین کی حدیث کا ذکر کیا۔ ان سے پوچھا گیا یہ تم کیا بیان کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ (آل عمران: 192) "بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں تو رسوا کر دیا تو نے اسے"۔ ایک اور مقام پر فرمایا كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا (السجدہ: 20) "جب بھی وہ اس سے نکلنے کا ارادہ کریں گے انہیں اس میں لوٹا دیا جائے گا"۔ حضرت جابر نے فرمایا کیا تم قرآن پڑھتے ہو؟ سائل نے کہا ہاں۔ فرمایا کیا تو نے مقام محمود سنا ہے؟ سائل نے کہا ہاں۔ فرمایا یہ مقام محمد ﷺ ہے۔ اس کے ذریعے اور وسیلہ سے اللہ تعالیٰ جس کو نکالنا چاہے گا دوزخ سے نکالے گا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اذن شفاعت عطا فرمائے گا، روح القدس جبرئیل امین کھڑے ہوں گے پھر ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہوں گے پھر عیسیٰ یا موسیٰ علیہما السلام کھڑے ہوں گے پھر تمہارا نبی ﷺ شفاعت کے لیے کھڑا ہوگا، آپ ﷺ کے بعد آپ سے زیادہ کسی کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی، یہی مقام محمود ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی اس آیت میں فرمایا ہے: عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو اس سے میرے اس مقام محمود پر فائز کرنے کا سوال کرو جس کا اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سن کر یہ دعا مانگی اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَانِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا الَّذِيْ وَعَدْتَهٗ، تو قیامت کے روز اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ ﷺ سے کہا جائے گا سوال کرو، تمہیں عطا کیا جائے گا۔ سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی، مانگو، قبول کی جائے گی۔ آپ ﷺ سجدہ سے سر اٹھائیں گے اور عرض کریں گے۔ امتی: دو یا تین مرتبہ یہ کلمہ کہیں گے (یعنی یا رب! میری امت کی خیر!) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ پر اس شخص کی شفاعت کریں گے جس کی دل میں گندم کے دانہ کے برابر یا جو کے دانہ یا رائی کے برابر ایمان ہوگا حضرت سلمان نے فرمایا: یہی مقام محمود ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ مقام محمود کیا ہے؟ فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے لائق) عرش سے نزول فرمائے گا اور عرش اس طرح چ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 686، قدیمی کتب خانہ کراچی

چر کرے گا جس طرح نیا کجاوہ تنگی کی وجہ سے چر چر کرتا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے اور جبرئیل کے درمیان بٹھائے گا۔ آپ ﷺ اپنی امت کی شفاعت کریں گے۔ یہی مقام محمود ہے۔ (1)

دیلمی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ مجھے تخت پر بٹھائے گا۔ (2)

امام ابن جریر نے قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ کے نبی (ﷺ) کو نبی عبد اور نبی ملک (بادشاہ) بننے میں اختیار دیا گیا تو جبرئیل نے آپ ﷺ کو تواضع کرنے کا اشارہ کیا، آپ ﷺ نے نبی عبد بننے کو اختیار فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دو چیزیں عطا فرمائیں: سب سے پہلے آپ کی زمین کھلے گی (یعنی سب سے پہلے آپ کی قبر کھلے گی) اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والے آپ ہوں گے، اہل علم اسے مقام محمد خیال کرتے ہیں۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ (4)

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۰﴾

''اور دعا مانگا کیجئے اے میرے رب! جہاں کہیں تو مجھے لے جائے سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں کہیں سے مجھے لے آئے سچائی کے ساتھ لے آ اور عطا فرما مجھے اپنی جناب سے وہ قوت جو مدد کرنے والی ہو''۔

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی، حاکم (انہوں نے بھی اسے صحیح کہا ہے) ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی (ان دونوں نے دلائل میں یہ حدیث نقل کی ہے اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا گیا، پس اللہ تعالیٰ نے یہ مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (5)

امام حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ سے ہجرت کرنے اور مکہ میں داخل ہونے کا حکم دیا مُخْرَجَ صِدْقٍ سے مراد مکہ مکرمہ اور مُدْخَلَ صِدْقٍ سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ نے جان لیا کہ انہیں توفیق الٰہی کے بغیر اس خروج و دخول کی طاقت نہیں ہے، اس لیے سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا کا سوال کیا تا کہ کتاب اللہ کی حفاظت، حدود الٰہیہ اور اقامت دین کا فریضہ بحسن و خوبی ادا ہو سکے کیونکہ سلطان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک غلبہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان قائم فرماتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو لوگ ایک دوسرے پے غارت گری کرتے اور طاقتور ضعیف کو کھا جاتا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 62 (12474)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 58 (4159)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 168 5۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 142، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام الخطیب رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ جتنا قرآن کے ذریعے روکتا ہے اس سے کہیں زیادہ سلطان (عزت وغلبہ) کے ذریعے روکتا ہے۔

امام الزبیر بن بکار رحمہ اللہ نے اخبار مدینہ میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مُدْخَلَ صِدْقٍ مدینہ طیبہ کو بنایا اور مُخْرَجَ صِدْقٍ مکہ مکرمہ کو اور سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا انصار کو بنایا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ الخ کی آیت تلاوت فرمائی تو مُدْخَلَ کو میم کے فتح کے ساتھ پڑھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: مُدْخَلَ صِدْقٍ سے مراد موت ہے اور مُخْرَجَ صِدْقٍ سے مراد موت کے بعد حیات ہے۔(1)

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾ وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَ لَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾

"اور آپ (اعلان) فرما دیجئے آ گیا ہے حق اور مٹ گیا ہے باطل، بے شک باطل تھا ہی مٹنے والا۔ اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں وہ چیزیں جو (باعث) شفا ہیں اور سراپا رحمت ہیں اہل ایمان کے لیے اور قرآن نہیں بڑھاتا ظالموں کے لیے مگر خسارہ کو"۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت موجود تھے۔ آپ کے ہاتھ میں لکڑی تھی۔ آپ ﷺ نے انہیں اس لکڑی کے ساتھ چھونا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ یہ آیت کریمہ پڑھتے گئے: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ اور یہ آیت بھی پڑھتے تھے: جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ (سبا)(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور ابن المنذر نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے، رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تو وہ اپنے مونہوں کے بل گر پڑے، آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔(3)

امام طبرانی نے الصغیر میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، ابلیس نے ان کے پاؤں تانبے کے ساتھ باندھ رکھے تھے۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی۔ آپ ﷺ وہ چھڑی جس بت کی طرف جھکاتے۔ وہ منہ کے بل گر پڑتا۔ آپ ﷺ اس وقت یہ آیت پڑھ رہے تھے: جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 172، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 142، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب المغازی، جلد 7، صفحہ 403 (36905)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

الْبَاطِلُ الخ۔ آپ تمام بتوں کے پاس سے گزرے (اور سب کو زمین بوس کر دیا)۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے زَهُوْقًا کا معنی جانے والا روایت کیا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الْحَقُّ سے مراد قرآن ہے اور الْبَاطِلُ سے مراد شیطان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو مومنین کے لیے رحمت اور باعث شفا بنایا، مومن اسے سنتا ہے تو اس سے نفع حاصل کرتا ہے اسے یاد کرتا ہے اور اسے دل میں محفوظ کرتا ہے جب کہ ظالم لوگ نہ اس سے نفع اٹھاتے ہیں، نہ اس کو یاد کرتے ہیں اور نہ اس کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس قرآن کے ساتھ جو بیٹھتا ہے اور پھر کھڑا ہوتا ہے تو اس میں کچھ زیادتی یا کمی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو ہو چکا ہے کہ یہ قرآن مومنین کے لیے باعث شفا اور رحمت ہے اور ظالموں کے لیے بجز خسارہ کے کچھ اضافہ نہیں کرتا۔

وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ یَــٴُـوْسًا ﴿۸۳﴾ قُلْ كُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِیْلًا ﴿۸۴﴾

"اور جب ہم کوئی انعام فرماتے ہیں انسان پر تو وہ (بجائے شکر کے) منہ پھیر لیتا ہے، پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب پہنچتی ہے اسے کوئی تکلیف تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص عمل پیرا ہے اپنی فطرت کے مطابق پس تمہارا رب ہی بہتر جانتا ہے کہ کون زیادہ سیدھی راہ پر (گامزن) ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ کا معنی تَبَاعَدَ مِنَّا (ہم سے دور ہو گیا) روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یَــٴُـوْسًا کا معنی قَنُوْطًا (مایوس) روایت کیا ہے۔ اور عَلٰى شَاكِلَتِهٖ کا معنی یہ روایت کیا ہے کہ ہر شخص اپنے ارادہ کے مطابق عمل کرتا ہے۔(5)

ہناد اور ابن المنذر نے الحسن سے اس کا معنی علی نِیَّتِہٖ روایت کیا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے۔

وَ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۵﴾

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 72 (مفہوم)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 177 5۔ ایضاً

’’اور یہ دریافت کرتے ہیں آپ سے روح کی حقیقت کے متعلق (انہیں) بتایئے روح میرے رب کے حکم سے ہے اور نہیں دیا گیا تمہیں علم مگر تھوڑا سا‘‘۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ روح کے متعلق سوال کرنے والے یہود تھے۔(1)

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن حبان، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے ویران علاقہ میں چل رہا تھا جب کہ آپ ﷺ کھجور کی ایک چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ آپ ﷺ کا گزر یہود کے ایک گروہ کے پاس سے ہوا۔ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ ان سے روح کے متعلق پوچھو، بعض نے کہا: یہ نہ پوچھو کہ کہیں کوئی ایسا جواب نہ دے دیں جو تمہیں پسند نہ ہو بعض نے کہا: ہم ضرور پوچھیں گے۔ پس ایک شخص اٹھا اور کہا اے ابوالقاسم! روح کی حقیقت کیا ہے؟ (آپ خاموش ہوگئے) آپ اسی طرح لاٹھی پر سہارا لیے ہوئے تھے۔ میں سمجھ گیا کہ وحی کا نزول ہو رہا ہے (پس میں ٹھہر گیا) پھر جب وحی کی کیفیت دور ہوئی تو آپ ﷺ نے یہ مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔(2)

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن المنذر، ابن حبان، ابوالشیخ نے العظمہ میں حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی نے (ان دونوں نے دلائل میں) ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے یہود سے کہا: تم ہمیں کوئی سوالات بتاؤ جو ہم اس شخص (محمد ﷺ) سے پوچھیں، یہودیوں نے کہا: تم اس سے روح کے متعلق پوچھو، قریش نے سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الخ، یہود نے کہا: ہمیں علم کثیر عطا کیا گیا ہے، ہمیں تورات عطا کی گئی ہے اور جسے تورات عطا کی گئی اسے خیر کثیر عطا کیا گیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ الخ (الکہف:109)(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ جو روح جسم میں ہوتی ہے اسے کیسے عذاب دیا جاتا ہے؟ روح اللہ کی طرف سے ہے اور اس کے متعلق آپ ﷺ پر کچھ نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ پس جبرئیل امین آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور یہ ارشاد سنایا: قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ الخ۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ ارشاد سنایا تو کہنے لگے: یہ پیغام تمہارے پاس کون لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل۔ انہوں نے کہا: یہ تو تمہیں ہمارے دشمن نے بتایا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ (البقرہ:97)

ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 142، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ ایضاً

والصفات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: روح فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے جس کے ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں، ہر زبان کی ستر ہزار لغتیں ہیں۔ وہ ان تمام لغات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک ملائکہ کے ساتھ اڑتا رہے گا۔ (1)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جس کے دس ہزار پر ہیں۔ ان میں سے دو پر مشرق ومغرب کے درمیان ہیں۔ اس کے ہزار منہ ہیں اور ہر منہ کی ایک زبان، دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہیں۔ وہ قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: روح اللہ کے امر میں سے ایک امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کی صورت پر ان کی تصویریں بنائی ہے۔ کوئی فرشتہ آسمان سے نازل نہیں ہوتا مگر اس کے ساتھ روح میں سے ایک ہوتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا (النباء:38) جس روز روح اور فرشتے پرے باندھ کر کھڑے ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے اس آیت کے بارے پوچھا گیا تو فرمایا: یہ مقام ومرتبہ پایا نہیں جا سکتا اور اس پر تمام زائد (اپنی علمی تشریحات) نہ کرو، بس اتنا کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا ہے، وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا جب کہ آپ کو روح کی حقیقت کا علم نہ تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن زیاد سے روایت کیا ہے: انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ دو شخصوں کا وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا کے متعلق اختلاف ہوا تو ایک نے کہا: اس سے مراد اہل کتاب ہیں۔ دوسرے نے کہا: بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان میں سے ایک حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس گیا اور آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے سورۂ بقرہ پڑھی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا: جو علم سورۂ بقرہ میں نہیں ہے اس کے علاوہ سورتوں میں ہے، اس سے مراد یہود ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ روح سے مراد فرشتہ ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ام الحکم الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی ایک گلی میں تھے کہ یہود آئے اور کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) روح کی حقیقت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ پھر فرمایا یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الخ۔

امام ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: روح فرشتوں کے ساتھ ایک مخلوق ہے۔ انہیں فرشتے بھی نہیں دیکھ سکتے جس طرح تم فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ روح ایک ایسی چیز ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 180، داراحیاء التراث العربی بیروت

ساتھ مخصوص رکھا ہے۔ مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم عطا نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ الخ۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انس و جن دس اجزاء ہیں۔ انس ایک جزء ہیں اور جن نو اجزاء ہیں، ملائکہ اور جن دس اجزاء ہیں جن اس میں سے ایک جز ہیں اور ملائکہ نو اجزاء ہیں، ملائکہ اور روح دس اجزاء ہیں، اس میں سے روح ایک جزء اور کروبیون نو اجزاء ہیں۔

امام ابن اسحٰق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کی آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو یہود کے علماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ تم کہتے ہو کہ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اس سے آپ نے ہماری ذات مراد لی ہے یا آپ نے اپنی قوم مراد لی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہاری قوم مراد لی ہے۔ یہود نے کہا تم پڑھتے ہو کہ ہمیں تورات عطا کی گئی ہے اور اسی میں ہر چیز کا بیان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ کے علم میں قلیل ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ عطا فرمایا ہے جس پر تم نے عمل کیا اور نفع اٹھایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ (لقمان) (1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کے مخاطب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام لوگ ہیں۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت کے مخاطب یہود ہیں۔ (3)

وَلَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ۝ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ۝

"اور اگر ہم چاہتے تو سلب کر لیتے وہ وحی جو ہم نے آپ کی طرف کی ہے پھر آپ کوئی ایسا وکیل نہ پاتے جو آپ کے لیے اس کے متعلق ہماری بارگاہ میں وکالت کرتا۔ سوائے اپنے رب کی رحمت کے (کہ وہ ہمہ وقت آپ کے شامل حال ہے) یقیناً اس کا فضل (و کرم) آپ پر بہت بڑا ہے"۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یمن کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو کہا اَبَيْتَ اللَّعْنَ یعنی آپ نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کی وجہ سے لوگ آپ پر لعنت کریں (یہ بادشاہوں کو سلام کرنے کا طریقہ تھا)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ۔ یہ طرز سلام تو بادشاہ کے لیے اختیار کیا جاتا ہے، میں تو بادشاہ نہیں ہوں۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ انہوں نے کہا: ہم تجھے تیرے نام سے نہیں بلائیں گے۔ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 81-180، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 181 3۔ ایضاً

ﷺ نے فرمایا: میں ابو القاسم ہوں، انہوں نے کہا: اے ابو القاسم! ہم نے (اپنے دلوں میں) ایک بات چھپائی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ۔ اس طرح کے سوالات تو کاہن سے کیے جاتے ہیں۔ کاہن، متکہن اور کہانت آگ میں ہیں، یمنیوں میں سے ایک نے کہا: کون گواہی دیتا ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور فرمایا: یہ گواہی دیتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ کنکریوں نے آپ کی مٹھی میں ہی کہا: ہم گواہی دیتی ہیں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، یمنیوں نے کہا: ہمیں بھی وہ قرآن سناؤ جو آپ پر نازل ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ اِنَّ اِلٰـهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ؕ اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۙ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ (الصافات) تلاوت فرمائی۔ آپ کی ہر حرکت کرنے والی نس ساکن ہوگئی اور آپ کے آنسو داڑھی مبارک تک پہنچ گئے۔ یمنیوں نے کہا: ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ رو رہے ہیں، کیا آپ اس کے خوف سے رو رہے ہیں جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ فرمایا: بلکہ اس کے خوف سے رو رہا ہوں جس نے مجھے مبعوث کیا ہے۔ اس نے مجھے ایسے راستہ پر مبعوث کیا ہے جو تلوار کی مثل ہے، اگر اس سے ادھر ادھر ہوا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ الخ۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ قرآن اٹھالیا جائے گا، پوچھا گیا کیسے اٹھا لیا جائے گا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں میں ثبت کر دیا ہے اور ہم نے مصاحف میں لکھ دیا ہے؟ فرمایا: قرآن رات میں اٹھالیا جائے گا کوئی ایک آیت بھی کسی دل اور مصحف میں باقی نہ رہے گی۔ لوگ صبح کریں گے تو ان میں قرآن کا کوئی حصہ بھی موجود نہ ہوگا پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ۔(2)

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن پر ایک رات ایسی آئے گی کہ قرآن اٹھالیا جائے گا، کسی کے مصحف میں جو آیت ہوگی اٹھالی جائے گی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: قرآن ایک رات میں اٹھالیا جائے، لوگوں کے سینوں میں جو کچھ ہوگا اٹھالیا جائے گا، زمین پر قرآن کا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔(3)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن پڑھو اس سے پہلے کہ قرآن اٹھالیا

1۔ نوادر الاصول، باب قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعون الآیۃ، جلد 1، صفحہ 200، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 181 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 143 (مفہوم)، دار الفکر بیروت

جائے اور قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی حتی کہ قرآن اٹھالیا جائے گا۔ لوگوں نے کہا: یہ مصاحف تو اٹھا لیے جائیں گے اور لوگوں کے سینوں سے بھی قرآن اٹھالیا جائے گا۔ لوگ صبح کریں گے تو کہیں گے: ہم کچھ جانتے تو تھے۔ پھر وہ اشعار پڑھنے میں مشغول ہو جائیں گے۔ حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حذیفہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کو اس طرح مٹا دیا جائے گا جس طرح کپڑے کو مٹایا جاتا ہے حتی کہ روزہ، صدقہ اور قربانی کا علم ہی نہ ہوگا اور ایک رات کتاب اللہ پر ایسی آئے گی کہ سب اٹھالی جائے گی زمین میں اس کی ایک آیت بھی باقی نہ رہے گی۔ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں باقی رہ جائیں گی۔ وہ کہیں گے ہم نے اپنے آباء واجداد کو اسی کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر پایا اور ہم بھی یہی کہتے ہیں۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریب ہے کہ اسلام مٹا دیا جائے گا جیسے کپڑے کا رنگ مٹایا جاتا ہے۔ لوگ قرآن پڑھیں گے لیکن اس کی حلاوت نہ پائیں گے۔ رات گزاریں گے پھر صبح کریں گے تو قرآن اور اس سے پہلے والی کتب اٹھالی گئی ہوں گی حتی کہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتوں کے دلوں سے قرآن سلب ہو جائے گا۔ وہ نماز، روزے اور قربانی کا وقت بھی نہ پہچانیں گے حتی کہ لوگوں میں سے ایک کہنے والا کہے گا: ہم لوگوں کو سنتے تھے کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے تھے اور ہم بھی کہتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

امام ابن ابی داؤد اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک رات میں قرآن اٹھالیا جائے گا۔ پس مجتہدین اپنے اوقات میں کھڑے ہوں گے تو کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ وہ دوڑ کر اپنے مصاحف کی طرف جائیں گے تو ان پر بھی قادر نہ ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کے پاس جائیں گے، ملاقات کریں گے اور ایک دوسرے کو وہ کیفیت بتائیں گے جس سے وہ دوچار ہوں گے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ قرآن کی طرف پیغام بھیجا جائے گا اور زمین سے اٹھالیا جائے گا۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلوۃ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ قرآن جہاں سے نازل ہوا تھا وہاں واپس چلا جائے گا۔ عرش کے اردگرد شہد کی مکھیوں کی طرح اس کی آواز ہو گی۔ اللہ تعالیٰ پوچھیں گے تجھے کیا ہوا؟ قرآن عرض کرے گا یا رب؟ مجھے پڑھا تو گیا لیکن مجھ پر عمل نہیں کیا گیا۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے اللیث حضرت بن سعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب لوگ دوسری کتب کی طرف متوجہ ہوں گے تو قرآن اٹھالیا جائے گا، لوگ دوسری کتب پر اوندھے گرے ہوں گے اور قرآن کو چھوڑ دیں گے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت معاذ بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: جب تک میں تمہارے درمیان ہوں تم میری اطاعت کرو۔ پس جب میں چلا جاؤں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 520 (8460)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تو تم پر کتاب پر عمل کرنا لازم ہے۔ اس کے حلال کو حلال کرو اور اس کے حرام کو حرام کرو کیونکہ لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ ایک رات میں قرآن کو لے جایا جائے گا دلوں اور مصاحف سے محو کر دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کتاب اللہ پر ایک ایسی رات گزرے گی کہ یہ آسمان کی طرف اٹھا لیا جائے گا۔ زمین پر نہ قرآن باقی رہے گا نہ تورات، نہ انجیل اور نہ زبور۔ لوگوں کے دلوں سے بھی سلب کر لیا جائے گا۔ صبح وہ نماز میں ہوں گے تو انہیں اپنی کیفیت کا علم نہ ہو گا۔ (1)

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ پر ایک رات ایسی گزرے گی کہ وہ اٹھا لیا جائے گا۔ لوگ صبح کریں گے تو کسی مسلمان کے دل میں اور زمین میں قرآن کی کوئی آیت بھی نہ ہو گی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ ذکر اور قرآن اٹھا لیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! یہ کیا کتابیں ہیں جن کے متعلق مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم انہیں کتاب اللہ کے ساتھ لکھتے ہو، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کی وجہ سے ناراض ہو جائے۔ اس پر ایک ایسی رات آئے گی کہ وہ اٹھا لیا جائے کسی دل اور کسی کاغذ پر کوئی ایک حرف بھی باقی نہ رہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ مومن مردوں اور مومن عورتوں کی کیا کیفیت ہو گی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے گا اس کے دل میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو باقی رکھے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے قاسم بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن جدہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ رات کے نصف میں قرآن اٹھا لیا جائے گا۔ جبرئیل امین آئیں گے اور اسے لے جائیں گے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ...... الآیہ۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۫ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۸۹﴾

"(بطور چیلنج) کہہ دو کہ اگر اکٹھے ہو جائیں سارے انسان اور سارے جن اس پر کہ لے آئیں اس قرآن کی مثل تو ہرگز نہیں لا سکیں گے اس کی مثل اگرچہ وہ ہو جائیں ایک دوسرے کے مددگار۔ اور بلاشبہ ہم نے طرح طرح سے (بار بار) بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں (تاکہ وہ ہدایت پائیں) پس انکار دیا اکثر لوگوں نے سوائے اس کے کہ وہ ناشکری کریں گے"۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 552 (8544)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس محمود بن سبحان، نعیمان بن اصی اور مجری بن عمر اور سلام بن مشکم آئے اور کہا اے محمد! (ﷺ) یہ جو آپ لے آئے ہیں واقعی یہ اللہ کی طرف سے ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ جو آپ کتاب لائے ہیں اس میں تورات کی طرح نظم و نسق نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم جانتے ہو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، انہوں نے کہا: جیسا کلام آپ لائے ہیں ایسا ہم بھی پیش کر سکتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ الخ۔(1)

امام ابن جریر نے ابن جریج سے قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر جن مقابلہ میں آ جائیں اور انسان ان کی معاونت کریں پھر ایک دوسرے کی خوب مدد کریں تو بھی اس قرآن کی مثل پیش نہیں کر سکیں گے۔(2)

وَ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ یَنْۢبُوْعًا ﴿۹۰﴾ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ عِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِیْرًا ﴿۹۱﴾ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَیْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِیَ بِاللّٰهِ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ قَبِیْلًا ﴿۹۲﴾ اَوْ یَكُوْنَ لَكَ بَیْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِی السَّمَآءِ ؕ وَ لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۳﴾ وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ یُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰۤى اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿۹۴﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ فِی الْاَرْضِ مَلٰٓىِٕكَةٌ یَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّیْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ﴿۹۵﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًۢا بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ﴿۹۶﴾

"اور کفار نے کہا ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ پر جب تک آپ رواں نہ کر دیں ہمارے لیے زمین سے ایک چشمہ۔ یا (لگ کر تیار) ہو جائے آپ کے لیے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا پھر آپ جاری کر دیں ندیاں جو اس باغ میں (ہر طرف) بہ رہی ہوں یا آپ گرا دیں آسمان کو جیسے آپ کا خیال ہے، ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے یا آپ اللہ تعالیٰ کو اور فرشتوں کو (بے نقاب کر کے) ہمارے سامنے لے آئیں یا (تعمیر) ہو جائے آپ کے لیے ایک گھر سونے کا یا آپ آسمان پر چڑھ جائیں بلکہ ہم تو اس پر بھی ایمان نہ لائیں گے کہ آپ آسمان پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 183

چڑھیں یہاں تک کہ آپ اتار لائیں ہم پر ایک کتاب جسے ہم پڑھیں۔ آپ (ان سب خرافات کے جواب میں اتنا) فرمادیں میرا رب (ہر عیب سے) پاک ہے، میں کون ہوں مگر آدمی (اللہ کا) بھیجا ہوا۔ اور نہیں روکا لوگوں کو ایمان لانے سے جب آئی ان کے پاس ہدایت مگر اس چیز نے کہ انہوں نے کہا کہ کیا بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو رسول بنا کر (ایسا نہیں ہوسکتا) فرمایئے اگر ہوتے زمین میں (انسانوں کی بجائے) فرشتے جو اس پر چلتے (اور اس میں) سکونت اختیار کرتے تو ہم (ان کی ہدایت کے لیے) ان پر اتارتے آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر۔ فرمایئے کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان، بے شک وہ اپنے بندوں (کے احوال) کو خوب جاننے والا اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن اسحٰق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عتبہ، شیبہ جو ربیعہ کے بیٹے تھے، ابوسفیان بن حرب، بنی عبدالدار کا ایک شخص (بغوی نے اس کا نام نضر بن حارث لکھا ہے)، ابو البختری، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن ابی امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل، نبیہ اور منبہ جو حجاج کے بیٹے تھے، یہ سب اور کچھ اور بدبخت سورج کے غروب ہونے کے بعد کعبہ کے قریب جمع ہوئے۔ بعض نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف چند لوگوں کو بھیجو جو ان سے بات کریں اور جھگڑا طے کریں تا کہ بعد میں جو کچھ بھی ہو تو ہم معذور سمجھے جائیں۔ انہوں نے مشورہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک شخص کے ذریعے پیغام بھیجا کہ تمہاری قوم کے اشراف تمہارے ساتھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی قبولیت کی حرص میں جلدی جلدی تشریف لے آئے۔ آپ کا گمان تھا کہ کوئی خوشگوار تبدیلی آچکی ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ہدایت کے انتہائی خواہاں تھے۔ جب آپ مجلس میں پہنچے تو وہ کہنے لگے: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اتمام حجت کے لیے آپ کے پاس پیغام بھیجا ہے، ہم قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ جیسے آپ نے اپنی قوم کو مصیبت میں گرفتار کیا ہے ایسا کسی عرب نے پہلے نہیں کیا۔ آپ نے ہمارے آباء کو برا بھلا کہا، ہمارے دین کو معیوب کیا، ہمارے دانش مندوں کو بے وقوف کہا، ہمارے خداؤں کو جھٹلایا اور ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کیا، کوئی ایسی قباحت باقی نہیں رہی جو آپ ہمارے اور ان کے درمیان نہ لے آئے ہوں۔ اگر آپ نئے دین، نئے کلام سے مال اکٹھا کرنے کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کے لیے اتنا مال جمع کر دیتے ہیں کہ آپ تمام لوگوں سے زیادہ مال دار ہو جائیں گے۔ اگر کسی شرف و حشمت کے متلاشی ہیں تو ہم تمہیں اپنا سردار بنا لیتے ہیں اور اگر آپ بادشاہ بننا چاہتے ہیں تو ہم تجھے اپنا بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ اگر کوئی جن تمہارے پاس یہ کلام لے کر آتا ہے اور تم پر اس طرح غالب ہے کہ تم اسے خود دور نہیں کر سکتے تو ہم مال جمع کر کے آپ کا علاج کر دیتے ہیں (کفار تابع جن کو رئی کہتے ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تم نے میرے بارے گھٹیا تصور کیا ہے اس سے میرا نظریہ بالکل بلند اور مختلف ہے۔ میں یہ کلام الٰہی نہ تو مال کی طلب، نہ شرف کے حصول اور نہ تمہارے اوپر حکومت کرنے کے لیے لایا ہوں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور مجھ پر روشن دلائل سے بھرپور کتاب نازل فرمائی ہے اور اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں نیک اعمال پر بشارت اور انکار و بداعمالیوں پر وعید سناؤں۔ میں نے

اس احکم الحاکمین کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے اور میں نے تمہیں پورے خلوص اور دلسوزی کے ساتھ نصیحت کی ہے۔ اگر تم میرے احکام کو قبول کرو گے تو دنیا و آخرت میں تمہیں سرفرازی اور نعمتوں سے مالا مال کیا جائے گا اور اگر تم میری تبلیغ کو قبول نہیں کرو گے تو میں امر الٰہی پر صبر کروں گا حتی کہ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان اپنا حتمی فیصلہ فرما دے۔ کفار نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تجاویز ہم نے پیش کی ہیں وہ اگر تمہیں قبول نہیں ہیں تو تجھے معلوم ہے کہ اس پورے علاقہ میں ہم سے زیادہ تنگ دست، سخت زندگی اور تنگ مکان کوئی نہیں ہے ہمارے لیے اپنے رب سے استدعا کیجئے جس نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے کہ ان پہاڑوں نے ہماری وادی کو تنگ کر رکھا ہے ان کو کہیں دور ہٹا دے اور ہمارے علاقہ کو وسیع میدانی علاقہ بنا دے اور اس میں اسی طرح کی نہریں جاری کر دے جیسے شام اور عراق میں ہیں اور یہ دعا بھی کرو کہ وہ ہمارے مردہ آباء واجداد کو زندہ کر دے اور ان میں قصی بن کلاب بھی ہو کیونکہ وہ ایک سچا اور راست باز شخص تھا۔ ہم (اپنے بزرگوں) سے پوچھیں گے کہ جو تو کہتا ہے وہ حق ہے یا باطل ہے۔ اگر انہوں نے تیری تصدیق کر دی تو ہم بھی تصدیق کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بعثت کا مقصد یہ تو نہیں ہے۔ جو پیغام دے کر مجھے مبعوث کیا گیا وہ میں نے بحسن وخوبی پہنچا دیا ہے۔ اگر تم اسے قبول کرو تو دنیا و آخرت میں تمہارا حصہ ہے اور اگر تم رد کرو تو میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہوں گا۔ کفار نے کہا اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو اپنے رب سے یہ سوال کرو کہ وہ تمہیں باغات، محلات اور سونے، چاندی کے خزانے عطا کرے تا کہ آپ کی یہ مفلسی کی کیفیت دور ہو جائے جو ہم دیکھتے ہیں۔ آپ ہماری طرح بازاروں میں کھڑے ہوتے ہیں، رزق کی تلاش میں مصروف رہتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بعثت کی یہ بھی غرض وغایت نہیں۔ کفار نے پھر کہا: ہم پر آسمان گرا دو جیسا کہ آپ کہتے ہیں کہ میرا رب ایسا کر سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کام بھی میرے رب کے سپرد ہے، اگر وہ اس طرح تمہاری درگت بنانا چاہے گا تو ضرور ایسا کر دے گا۔ انہوں نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا رب جانتا ہے کہ ہم آپ کے پاس بیٹھتے ہیں اور ہم جو آپ سے سوال کرتے ہیں اور جو ہم آپ سے طلب کرتے ہیں، پس وہ آپ کی طرف بڑھے اور آپ کو سکھائے وہ چیزیں جس کے ذریعے ہم تمہارے دین کی طرف لوٹ آئیں اور وہ تجھے بتائے جو وہ ہمارے ساتھ کرنے والا ہے ورنہ جو آپ ہمارے پاس لائے ہیں ہم اسے قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ کو یمامہ کا ایک شخص سکھاتا ہے جس کو رحمٰن کہا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم رحمٰن پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے اپنا عذر آپ کو پیش کر دیا ہے، اللہ کی قسم! ہم آپ کو اور جو آپ نے ہمارے ساتھ کیا اس کو نہیں چھوڑیں گے حتی کہ ہم تجھے ہلاک کر دیں یا آپ ہمیں ہلاک کر دیں۔ ایک کہنے والے نے کہا: ہم آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آؤ۔ جب انہوں نے یہ مطالبہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ کے ساتھ عبداللہ بن ابی امیہ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری قوم نے آپ کے سامنے چند مطالبات رکھے تھے جو آپ نے قبول نہیں کیے پھر انہوں نے آپ سے اپنے متعلق چند سوالات کیے تا کہ وہ جان لیں کہ آپ کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنا مرتبہ ہے، آپ نے وہ بھی نہ کیا۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ جس عذاب سے آپ انہیں ڈراتے ہیں وہ جلدی لے آئیں۔ اللہ کی قسم! میں آپ پر ہرگز ایمان نہیں لاؤں گا حتی

کہ تو اپنے ساتھ ایک کھلی کتاب لائے اور آپ کے ساتھ چار فرشتے ہوں جو آپ کی گواہی دیں کہ جو آپ کہتے ہیں ویسا ہی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ ایسا کر دکھائیں تو میں یقیناً آپ کی تصدیق کر دوں گا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش اور امید نہ پانے کی وجہ سے غمگین و حزین گھر لوٹ آئے (1)۔ عبداللہ بن ابی امیہ نے جو آپ سے کہا تھا اس کے متعلق اللہ نے قرآن نازل کر دیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کے متعلق بھی آیت نازل فرما دی کہ ہم رحمٰن پر ایمان نہیں لاتے: كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ (الرعد:30)'' اسی طرح ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ایک قوم میں جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں''۔ جو اپنے بارے مطالبات کیے تھے کہ پہاڑ چلائے جائیں، پہاڑ یہاں سے ہٹائے جائیں اس کے متعلق بھی قرآن نازل فرمایا۔ اور جو انہوں نے مردوں کے زندہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اس کے متعلق بھی قرآن نازل فرمایا: وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ (الرعد:31)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت ام سلمہ کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ کے بارے نازل ہوئی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تَفْجُرَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الْاَرْضِ سے مراد اپنا علاقہ ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَنْۢبُوْعًا کا معنی چشمے ہیں۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے کہ يَنْۢبُوْعًا سے مراد وہ پانی ہے جو چشمے سے جاری ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ سے مراد زمین ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ كِسَفًا سے مراد ٹکڑے ہیں۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قبیلًا کا معنی عیاناً (سامنے) روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: زُخْرُفٍ سے مراد سونا ہے۔(7)

امام ابو عبید نے فضائل میں عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے الحلیۃ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا تھا کہ زُخْرُفٍ کیا ہے حتیٰ کہ میں نے عبداللہ کی قرأت میں یہ لفظ سنا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اس سے مراد سونا ہے۔(8)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی زُخْرُفٍ کا مطلب سونا روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان کا مطلب یہ تھا کہ ہر شخص کی طرف رب العالمین کی طرف سے صحیفے آئیں، ہم میں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 91-189، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 191
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 184
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 186
7۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 187
8۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 188

ہر شخص کے سر پر صبح کے وقت صحیفہ رکھا ہوا ہو جس کی وہ تلاوت کرے۔(1)

وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا ؕ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ قَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّ رُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَ جَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾

"اور جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کر دے تو آپ نہیں پائیں گے ان (گمراہوں) کے لیے کوئی مددگار اس کے سوا اور ہم اٹھائیں گے انہیں قیامت کے روز منہ کے بل اس حال میں کہ وہ اندھے، گونگے اور بہرے ہوں گے، ان کا ٹھکانا جہنم ہے، جب بھی سرد ہونے لگے گی (جہنم کی آگ) تو ہم ان کے لیے اس کی آنچ کو بڑھا دیں گے یہ سزا ہے ان کی کیونکہ انہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور انہوں نے کہا کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائے گے تو کیا ہم اٹھائے جائیں گے از سر نو پیدا کر کے کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو وہ اس پر بھی قادر ہے کہ پیدا فرمادے ان کی مثل اور اس نے مقرر فرمادی ہے ان کے لیے ایک میعاد جس میں ذرا شک نہیں۔ پس انکار کر دیا ظالموں نے (اللہ تعالیٰ کی قدرت کا) سوائے اس کے کہ وہ ناشکری کریں"۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابونعیم (المعرفہ میں) ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ان کے مونہوں کے بل کیسے اٹھایا جائے گا؟ فرمایا جس ذات نے انہیں ٹانگوں پر چلایا وہ انہیں مونہوں کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ (الفرقان: 34)۔ لوگوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا مجھے بتاؤ کیا جس نے انہیں قدموں پر چلایا کیا وہ انہیں چہروں کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے؟(3)

امام ابوداؤد، ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 188، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 437، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، سورۂ فرقان، جلد 19، صفحہ 18

ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگوں کو تین گروہوں میں اٹھایا جائے گا، ایک گروہ پیدل ہوگا، ایک گروہ سوار ہوگا اور ایک گروہ اپنے مونہوں کے بل ہوگا۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ لوگ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ فرمایا: جس ذات نے انہیں ان کے قدموں پر چلایا وہ انہیں ان کے مونہوں کے بل چلانے پر بھی قادر ہے، بے شک وہ مونہوں کے ساتھ ہر پست جگہ اور کانٹے سے اجتناب کریں گے۔(1)

امام احمد، نسائی، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں ابوذر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: وَ نَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّ بُكْمًا وَّ صُمًّا۔ پھر فرمایا: مجھے صادق و مصدوق ذات نے بتایا کہ لوگ قیامت کے روز تین گروہوں میں اٹھائے جائیں گے، ایک گروہ کھارہا ہوگا، لباس پہنے ہوئے ہوگا اور سوار ہوگا، دوسرا گروہ پیدل ہوگا اور دوڑ رہا ہوگا اور تیسرا گروہ اسے ملائکہ مونہوں کے بل گھسیٹ رہے ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی، نسائی، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں پیدل اور سوار اٹھایا جائے گا اور تمہارے مونہوں کے بل تمہیں کھینچا جائے گا، ادھر شام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔(3)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے عُمْيًا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں دیکھیں گے جو ان کے لیے باعث مسرت ہو، بُكْمًا وہ کوئی دلیل پیش نہیں کرسکیں گے، وَّ صُمًّا وہ کوئی ایسی بات نہیں سنیں گے جو انہیں خوش کرے۔(4)

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی فاجر پر نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرو(5) کیونکہ اس کے پیچھے ایک تیز طلب کرنے والا موجود ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا سرسبز اور میٹھی ہے، جو اس میں حرام طریقہ سے مال کمائے گا اور غلط راستے پر خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ذلت کے گھر میں اتارے گا، بہت سے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے مال میں تصرف کرتے ہیں (یعنی اسے فضول کاموں میں اڑاتے ہیں) ان کے لیے قیامت کے روز آگ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا۔(6)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں یہی لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے۔(7)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی المنذر رحمہم اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ سے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 318 (مفہوم)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 399، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 608 (8686)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 193
5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 129 (4542)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 97-396
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 193، داراحیاء التراث العربی بیروت

عنہما سے روایت کیا ہے کہ خَبَتۡ کا معنی سَکَنَتۡ ہے یعنی جب آگ بجھنے لگے گی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كُلَّمَا خَبَتۡ زِدۡنٰهُمۡ سَعِيۡرًا کے تحت روایت کیا ہے: جب آگ بجھے گی تو وہ پھر بھڑکا دی جائے گی۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس مذکورہ ارشاد کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں آگ جب ان بدبختوں کو جلا دے گی تو پھر ان کو بطور ایندھن جلایا جائے گا۔ جب ان کو پوری طرح جلا دے گی اور ان میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا تو آگ سرخ اور چمک دار ہو جائے گی، آگ کی خباءت سے یہی مراد ہے پھر جب ان کے جسم دوبارہ تیار ہو جائیں گے تو آگ پھر سے انہیں جلانا شروع کر دے گی۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی الانباری رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آگ انکی کھالوں کو جلا دے گی تو ان کی کھالوں کو دوسری کھالوں سے بدل دیا جائے گا تا کہ وہ عذاب کا مزہ چکھتے رہیں۔(3)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ كُلَّمَا خَبَتۡ کا کیا مطلب ہے؟ ابن عباس نے فرمایا: الخباء سے مراد اس کا ایک مرتبہ بجھنا اور پھر بھڑکنا ہے۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

وَتَخۡبُو النَّارُ عَنۡ اَدۡنٰى اَذَاهُمۡ	وَاَضۡرَ مَهَا اِذَا ابۡتَرَدُوۡا سَعِيۡرًا

"آگ بجھتی اور بھڑکتی ہے ان کو اذیت دینے کی خاطر اور جب وہ ٹھنڈی ہوتی ہے تو دوبارہ بھڑکائی جاتی ہے"۔

امام ابن الانباری نے ابو صالح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: كُلَّمَا خَبَتۡ کا معنی كُلَّمَا حَمِيَتۡ ہے (جب گرم ہو گئی)۔

قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِكُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّيۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ ؕ وَكَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ﴿۱۰۰﴾

"فرمایئے اگر تم مالک ہوتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے تو اس وقت ضرور ہاتھ روک لیتے اس خوف سے کہ کہیں (سارے خزانے) ختم ہی نہ ہو جائیں۔ واقعی انسان بڑا تنگ دل ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں خَزَآئِنَ رَحۡمَةِ رَبِّيۡۤ سے مراد رزق ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِذًا لَّاَمۡسَكۡتُمۡ خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ، یعنی اگر رزق کے خزانے تمہارے ملکیت ہوتے تو تم کسی کو کچھ بھی نہ کھلاتے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَشۡيَةَ الۡاِنۡفَاقِ کا معنی فقر روایت کیا ہے اور قَتُوۡرًا کا معنی بخیلاً روایت کیا ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 194، دار احیاء التراث العربی بیروت	2۔ ایضاً	3۔ ایضاً	4۔ ایضاً جلد 15، صفحہ 196

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ کا معنی بھوک کا اندیشہ ہے اور قَتُورًا کا معنی بخیل اور کنجوس ہے۔(1)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا ﴿١٠١﴾ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَٰؤُلَاءِ إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ بَصَائِرَ ۚ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ﴿١٠٢﴾ فَأَرَادَ أَنْ يَسْتَفِزَّهُمْ مِنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَمِيعًا ﴿١٠٣﴾ وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ اسْكُنُوا الْأَرْضَ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ﴿١٠٤﴾ وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿١٠٥﴾

"اور ہم نے عطا فرمائی تھیں موسیٰ (علیہ السلام) کو نو روشن نشانیاں، آپ خود پوچھ لیں بنی اسرائیل سے جب موسیٰ آئے تھے ان کے پاس۔ پس فرعون نے آپ کو کہا: اے موسیٰ! میں تمہارے متعلق خیال کرتا ہوں کہ تم پر جادو کر دیا گیا ہے۔ کلیم نے جواباً فرمایا: (اے فرعون!) تو خوب جانتا ہے کہ نہیں اتارا ان نشانیوں کو مگر آسمانوں اور زمین کے رب نے، یہ بصیرت افروز ہیں اور اے فرعون! میں تیرے متعلق یہ خیال کرتا ہوں کہ تو ہلاک کر دیا جائے گا پس اس نے ارادہ کر لیا کہ بنی اسرائیل کو ملک سے اکھاڑ کر پھینک دے۔ سو ہم نے غرق کر دیا اسے اور اس کے سارے ساتھیوں کو اور ہم نے حکم دیا فرعون کو غرق کرنے کے بعد بنی اسرائیل کو کہ تم آباد ہو جاؤ اس سرزمین میں، پس جب آئے گا آخرت کا وعدہ تو ہم لے آئیں گے تمہیں سمیٹ کر اور حق کے ساتھ ہی ہم نے اسے اتارا ہے اور حق کے ساتھ ہی وہ اترا ہے اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر (رحمت الٰہی کا) مژدہ سنانے والا اور (عذاب الٰہی سے) ڈرانے والا"۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کئی طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ سے مراد یہ نشانیاں ہیں: ید بیضا، عصا، طوفان، مکڑی، جوئیں، مینڈک، خون، قحط سالی اور پھلوں کی کمی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نو نشانیوں سے مراد یہ ہیں: موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ، آپ کا عصا، آپ کی زبان، سمندر، طوفان، مکڑی، جوئیں، مینڈک اور خون۔(3)

امام طیالسی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 196، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 318 (مفہوم)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 197

طبرانی، ابن قانع، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ایک دوست سے کہا: چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ اس کے دوست نے کہا: تم اپنی زبان سے اسے نبی نہ کہو: اگر اس نے یہ بات سن لی تو بڑا خوش ہوگا۔ پس وہ دونوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی نو آیات بینات کے متعلق سوال کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواب میں فرمایا: وہ نو آیتیں یہ ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (۲) چوری نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) کسی کو بے گناہ قتل نہ کرو (۵) کسی بے گناہ کو حاکم کے پاس نہ لے جاؤ تاکہ وہ اسے قتل کرے (۶) جادو نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) کسی پاک دامن پر تہمت نہ لگاؤ (۹) میدان جنگ کے دن بھاگو نہیں اور اے یہودیو! تمہارے لیے خاص حکم یہ ہے کہ تم ہفتہ کے دن نافرمانی سے باز رہو۔ صفوان کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جامع جواب سن کر انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں اور قدموں کو بوسہ دیا اور کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں۔ فرمایا: تم کو اسلام قبول کرنے سے کون سی چیز مانع ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد سے نبی ہو، ہمیں یہ ڈر ہے کہ اگر ہم نے اسلام قبول کر لیا تو یہود ہمیں قتل کر دیں گے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ان سے مَثْبُوْرًا کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: مُخَالِفًا (مخالفت کرنے والا)، فرمایا: انبیائے کرام اس بات سے بہت بلند ہوتے ہیں کہ انہیں برا بھلا کہا جائے۔

امام سعید بن منصور، احمد (نے الزہد میں)، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ فَسْئَلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے بنی اسرائیل کا مطالبہ کیا کہ انہیں ان کے ساتھ بھیج دے۔(2)

حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے فَتَلَ بغیر الف کے لکھا جس طرح انہوں قَالَ کو قَلَ لکھا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ کو لَقَدْ عَلِمْتُ یعنی رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: اللہ کی قسم! اللہ کے دشمن نے نہیں جانا تھا لیکن موسیٰ علیہ السلام کو علم تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لَقَدْ عَلِمْتَ (بالنصب) پڑھتے تھے۔ یعنی فرعون کو خطاب ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَیْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ (النمل: 14)(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے مَثْبُوْرًا کا معنی مَلْعُوْنًا (لعنت کیا گیا) روایت کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 199، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 200　3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 201
4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 202
5۔ ایضاً

امام الشیرازی نے الالقاب میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت میمونہ بن مہران رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: مَثْبُوْرًا کا معنی کم عقل ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان
سے مَثْبُوْرًا کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا اس کا معنی ملعون اور خیر سے محروم ہے۔ اس نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے
ہیں؟ فرمایا: ہاں کیا تو نے عبداللہ بن الزبعری کا یہ شعر نہیں سنا:

اِذَا اَتَانِی الشَّیْطَانَ فِی سِنَةِ النَّوْمِ وَمَنْ مَالَ مَیْلَهٗ مَثْبُوْرًا

''اونگھ میں شیطان میرے پاس آیا اور جو مائل ہو گیا لعنت کیا گیا''۔

امام ابن جریر نے حضرت العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے لَفِیْفًا کا معنی جمیعاً (تمام) روایت کیا ہے۔(1)

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا
بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ
يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّ يَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ
رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾

''اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر کے نازل کیا تا کہ آپ لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے
تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔ آپ (کفار کو) کہیے خواہ تم ایمان لاؤ اس پر یا نہ ایمان لاؤ، بے شک وہ لوگ
جنہیں دیا گیا علم اس سے پہلے جب اسے پڑھا جاتا ہے ان کے سامنے تو وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ
کرتے ہوئے۔ اور کہتے ہیں (ہر عیب اور نقص سے) پاک ہے ہمارا رب بلاشبہ ہمارے رب کا وعدہ پورا ہو کر
رہتا ہے اور گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل گریہ وزاری کرتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے (خضوع و) خشوع کو
بڑھا دیتا ہے''۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فرقناہ کو فرقناہ (یعنی شد کے ساتھ) پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے: قرآن حکیم
آسمان دنیا پر رمضان شریف کی لیلۃ القدر میں یک بارگی نازل ہوا۔ جب مشرکین کوئی نیا سوال کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے
جواب میں آیات نازل فرماتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بیس سال میں قرآن کو جدا جدا اتارا۔(2)

امام ابن ابی حاتم، محمد بن نصر اور ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت الضحاک کے طریق سے حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن لوح محفوظ سے اذن الٰہی کے ساتھ کراماً کاتبین سفیروں کے ذریعے آسمان دنیا پر یک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 204، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 205 (مختصراً)

بارگی نازل ہوا پھر ان فرشتوں نے جبرئیل پر بیس راتوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا۔ پھر جبرئیل نے اسے نبی کریم ﷺ پر بیس سالوں میں اتارا مشرکین نے کہا قرآن ان پر یک بارگی نازل کیوں نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَذٰلِكَ ۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ (الفرقان:32) یعنی ہم نے تجھ پر اس لیے جدا جدا کر کے اتارا تاکہ آپ ان کے ہر سوال کا جواب دے سکیں۔ اگر ہم اسے یک بارگی نازل کرتے پھر یہ آپ سے سوال کرتے تو آپ کے پاس ان کے سوال کا جواب نہ ہوتا۔

امام البزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن یک بارگی نازل کیا گیا حتی کہ وہ آسمان دنیا میں بیت العزۃ میں رکھا گیا۔ پھر وہاں سے جبرئیل نے محمد ﷺ کے قلب پر بندوں کے کلام اور اعمال کے جواب کے مطابق نازل کیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اسے فرقنا (یعنی شد کے ساتھ) پڑھتے تھے یعنی ایک ایک آیت کر کے نازل کیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن کی پانچ پانچ آیات سیکھو کیونکہ جبرئیل نبی کریم ﷺ پر پانچ پانچ آیات قرآنیہ لے کر آتے تھے۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابو نضرہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابو سعید الخدری ہمیں پانچ آیات صبح اور پانچ آیات شام کو سکھاتے تھے اور ہمیں بتاتے تھے کہ جبرئیل امین بھی قرآن کی پانچ پانچ آیتوں کے ساتھ آتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فَرَقْنٰهُ کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی ہم نے اسے بیان کر دیا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فَرَقْنٰهُ کا معنی فَصَّلْنٰهُ ہے۔ مُكْثٍ کا معنی مدت ہے، اذقان سے مراد چہرے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد مُكْثٍ کا معنی ٹھہر ٹھہر کر روایت کیا ہے۔

امام ابن الضریس نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قرآن، ایک دو راتوں میں یا ایک دو مہینوں میں یا ایک دو سالوں میں نازل نہیں ہوا بلکہ اس کی ابتدا اور انتہا کے درمیان بیس سال کا فاصلہ ہے یا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ قرآن نبی کریم ﷺ پر آٹھ سال تک مکہ میں اور دس سال ہجرت کے بعد نازل ہوتا رہا۔ حضرت قتادہ فرماتے تھے: دس سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں نازل ہوتا رہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد اہل کتاب کے لوگ ہیں۔ جب انہوں نے وہ کلام سنا جو محمد ﷺ پر نازل ہوا تھا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 205　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 08-205　4۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 208

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَبْلِهٖٓ کی ضمیر کا مرجع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اِذَا يُتْلٰى جوان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے: اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ سے مراد ان کی اپنی کتاب ہے۔

امام ابن المبارک، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد الاعلیٰ التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جسے ایسا علم دیا گیا جو اسے خالق کی (یاد اور خوف) کے لیے نہیں رلاتا اسے ایسا علم دیا گیا ہے جو غیر نافع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل علم کی تعریف اس طرح بیان کی ہے وَ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ ''اور وہ گر پڑتے ہیں تھوڑیوں کے بل گریہ وزاری کرتے ہوئے''۔(2)

امام احمد نے الزہد میں ابوالجراح سے اور انہوں نے ابوحازم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرئیل آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص رو رہا تھا۔ جبرئیل نے پوچھا: یہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں ہے۔ جبرئیل نے کہا ہم بنی آدم کے تمام اعمال کا وزن کرتے ہیں سوائے رونے کے۔ اللہ تعالیٰ ایک آنسو کے ساتھ جہنم کی آگ کی نہروں کو بجھا دیتا ہے۔(3)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت نضر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی امت کا ایک شخص روئے تو اللہ تعالیٰ اس ایک شخص کے رونے کی وجہ سے اس پوری امت کو آگ سے نجات عطا فرما دے۔ ہر عمل کا وزن اور ثواب ہوگا سوائے آنسو کے، ایک آنسو آگ کے سمندروں کو بجھا دیتا ہے۔ جو آنکھ خشیت الٰہی کی وجہ سے اپنے آنسوؤں کے ساتھ ڈبڈبا گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم پر آگ کو حرام کر دیا۔ اگر آنسو رخسار پر بہہ پڑا تو اس چہرے پر کالک اور ذلت نہ چھائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الجہد ابوعثمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ داؤد علیہ السلام نے عرض کی الٰہی! جس شخص کی آنکھ سے آنسو تیری خشیت کی وجہ سے بہہ پڑیں اس کی کیا جزا ہے؟ فرمایا: اس کی جزا یہ ہے کہ میں اسے بڑی گھبراہٹ والے دن امن عطا فرماؤں گا۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾

''آپ فرمائیے یا اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو، جس نام سے اسے پکارو اس کے سارے نام (ہی) اچھے ہیں اور نہ تو بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ بالکل آہستہ پڑھو اسے اور تلاش کرو ان دونوں کے درمیان (معتدل) راستہ''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 209

3۔ کتاب الزہد، صفحہ 35، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے دعا مانگتے تھے، آپ کہتے یا اللہ...... یا رحمٰن...... اہل مکہ نے جب آپ سے یہ کلمات سنے تو وہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے (اور کہا کہ ہمیں تو دو خداؤں کے پکارنے سے منع کرتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکارتا ہے) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں نماز پڑھی پھر دعا کی تو دعا میں کہا یا اللہ...... یا رحمٰن...... مشرکین نے کہا: اس صابی (دین سے پھرنے والا) کو دیکھو، ہمیں تو دو خداؤں کو پکارنے سے منع کرتا ہے اور خود دو خداؤں کو پکارتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ کھیت میں تھے اور آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی۔ یہود نے آپ ﷺ سے رحمٰن کے متعلق پوچھا۔ یمامہ میں ایک کاہن تھا جس کا نام رحمٰن تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت مکحول سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک رات نماز تہجد پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے سجدہ میں کہا یا رحمٰن...... یا رحیم...... ایک مشرک نے آپ کی آواز سن لی تو صبح اس نے ساتھیوں سے کہا: دیکھو، ابن ابی کبشہ اس رحمٰن کو پکار رہا تھا جو یمن میں ہے۔ یمن میں ایک شیخ تھا جس کو رحمٰن کہا جاتا تھا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت نہشل بن سعید عن الضحاک عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کریمہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ چوری سے امان ہے۔

مہاجرین میں سے ایک صحابی نے یہ آیت تلاوت فرمائی، جہاں وہ سویا تھا وہاں ایک چور داخل ہوا۔ اس نے گھر کا سارا سامان جمع کیا اور اٹھا لیا۔ وہ گھر کا مالک سویا ہوا نہیں تھا۔ جب چور دروازے پر پہنچا تو اس نے دروازہ بند پایا۔ اس نے سامان کی گٹھڑی رکھ دی۔ اس نے تین مرتبہ کوشش کی (لیکن دروازہ بند پایا) گھر کا مالک ہنسا اور کہا میں نے اپنے گھر کو محفوظ کر رکھا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَيًّا مَّا تَدْعُوْا یعنی اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے جس نام سے پکارو۔(3)

امام سعید بن منصور، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں چھپ کر نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ اپنے صحابہ کرام کو نماز پڑھاتے تو قرآن کو بلند آواز سے پڑھتے، جب مشرکین آپ کی آواز سنتے تو قرآن کی نازل کرنے والے کی اور قرآن کو لانے والے کی گستاخی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ یعنی آواز سے قرأت نہ کیا کرو تا کہ مشرکین قرآن کو سن کر اس کی توہین اور گستاخی نہ کریں، وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا اور آواز کو اتنا پست بھی نہ کرو کہ صحابہ کرام کو بھی نہ سنا سکیں۔ وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اور تلاش کرو ان دونوں کے درمیان (معتدل) راستہ۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 210، (مفہوم) داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً

4۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 686، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن اسحاق، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نماز میں جب جہری قرأت کرتے تو مشرکین تتر بتر ہو جاتے اور آپ کا قرآن سننے سے انکار کرتے۔ جب ان میں سے کوئی نماز کی حالت میں آپ ﷺ سے کلام سننا چاہتا تو وہ دوسرے مشرکین سے ڈر کی وجہ سے چوری چھپے سنتا۔ اگر وہ دیکھتا کہ مشرکین نے اسے قرآن سنتے ہوئے پہچان لیا ہے تو ان کی اذیت کے خوف سے چلا جاتا اور قرآن نہ سنتا۔ اگر رسول اللہ ﷺ پست آواز میں تلاوت کرتے تو جو آپ کی قرأت کو سنتے تھے وہ بھی نہیں سن سکتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اپنی آواز کو قرأت کے ساتھ بلند نہ کرو تا کہ مشرکین آپ سے بھاگ جائیں۔ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا اور اتنا پست بھی آواز کو نہ کرو کہ جو چوری چھپے سننا چاہتا ہے وہ بھی نہ سن سکے ہو سکتا ہے۔ قرآن سن کر وہ اپنی جہالت سے باز آجائے اور اس سے نفع اٹھائے۔ وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (اور تلاش کرو ان دونوں کے درمیان معتدل راستہ)۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مکہ میں جہری قرأت کرتے تھے تو آپ کو اذیت دی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھتے تو جہراً قرأت کرتے، مشرکین آپ کو تکلیف دیتے تو یہ ارشاد نازل ہوا۔(2)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو جہری قرأت کرتے تھے، اس قرأت نے مشرکین کو اذیت دی، پھر آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے انتہائی مخفی انداز میں قرأت شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا اور سورۃ اعراف میں فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ (الاعراف:205)

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کے تحت روایت کیا ہے: جب کوئی شخص نماز میں دعا مانگتا تھا تو وہ آواز کو بلند کرتا تھا۔(3)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مسیلمہ کذاب کو رحمٰن کہا جاتا تھا۔ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تو جہراً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔ مشرکین نے کہا: یہ یمامہ کے الٰہ کو یاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ کا ارشاد نازل فرما دیا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ بلند آواز سے بسم اللہ پڑھتے تھے۔ مسیلمہ کو رحمٰن کہا جاتا تھا۔ پس مشرکین نے جب نبی کریم ﷺ سے یہ الفاظ سنے تو کہنے لگے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 213، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 198 (8093)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 273 (11710)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 185 (11442)

انہوں نے مسیلمہ اللہ الیمامہ کا ذکر کیا ہے۔ پھر وہ تالیوں اور سیٹیوں کے ساتھ آپ کی نماز میں خرابی پیدا کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ۔(1)

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب قرآن بلند آواز سے پڑھتے تو مشرکین کو بڑا دکھ ہوتا۔ وہ نبی کریم ﷺ کو گستاخانہ کلمات سے اذیت پہنچاتے، یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا۔ اے پیارے محمد! اپنی آواز کو اتنا پست نہ کرو کہ آپ کے کان بھی نہ سن سکیں وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا بلکہ اعلان اور اخفاء کے درمیان معتدل راستہ اختیار کرو۔ نہ زیادہ آواز بلند ہو اور نہ بالکل پست ہو حتی کہ آپ کے کان بھی نہ سن سکیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو یہ سب کچھ ترک کر دیا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قرأت کرتے تو آہستہ قرأت کرتے۔ حضرت عمر جب قرأت کرتے تو بلند آواز سے کرتے۔ حضرت ابوبکر سے کہا گیا تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے رب سے مناجات کرتا ہوں، اسے میری حاجت کا علم ہے۔ حضرت عمر سے پوچھا گیا: تم اتنی بلند آواز میں قرأت کیوں کرتے ہو؟ فرمایا شیطان کو بھگاتا ہوں اور سونے والوں کو جگاتا ہوں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر سے کہا گیا تم تھوڑا بلند آواز سے پڑھو اور حضرت عمر سے کہا گیا تم تھوڑا پست آواز میں پڑھا کرو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابوبکر رات گئے نماز پڑھتے تو آواز کو انتہائی پست رکھتے اور حضرت عمر جب نماز پڑھتے تو آواز کو انتہائی اونچا رکھتے۔ حضرت عمر نے کہا: اے ابوبکر! اگر آپ آواز کو کچھ بلند کرتے (تو بہتر ہوتا) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عمر آپ آواز کو تھوڑا پست رکھتے (تو بہتر ہوتا)۔ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اپنا اپنا معاملہ پیش کیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: وَ لَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَ لَا تُخَافِتْ بِهَا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے دونوں یاروں کو بلا بھیجا، وہ آئے تو ابوبکر کو فرمایا: اپنی آواز کو کچھ بلند کرو اور حضرت عمر سے فرمایا: تم اپنی آواز کو تھوڑا پست کرو۔

سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، بخاری، مسلم، ابوداؤد نے الناسخ میں البزار، النحاس، ابن نصر، ابن مردویہ، اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: یہ آیت دعا کے متعلق نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت تشہد کے بارے نازل ہوئی۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت سوال اور دعا کے بارے نازل ہوئی۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 199 (8100)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 214
3۔ معرفۃ السنن والآثار از بیہقی، جلد 3، صفحہ 108 (3901)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 215
5۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 211

امام محمد بن نصر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب بیت اللہ کے پاس نماز پڑھتے تو دعا میں آواز کو بلند کرتے۔ مشرکین نے آپ کو اذیت دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، بخاری (نے تاریخ میں)، ابن المنذر، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت درراج ابوالسمح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہیں ایک بوڑھے انصاری صحابی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ الخ دعا کے بارے میں نازل ہوئی (یعنی) اپنی دعا میں اپنی آواز کو بلند نہ کرو کیونکہ تم اپنے گناہوں کو ذکر کرو گے تو لوگ سنیں گے اور ان کی وجہ سے تمہیں عار دلائی جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ دعا کے بارے نازل ہوئی۔ لوگ دعا میں بلند آواز کرتے تھے اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ۔ یہ آیت نازل ہوئی تو انہیں درمیانی راستہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بنی تمیم کے اعراب جب نبی کریم ﷺ پر سلام پیش کرتے تو اس طرح کہتے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا اِبِلًا وَّوَلَدًا اے اللہ! ہمیں اونٹ اور اولاد عطا فرما۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت دعا اور سوال کے متعلق نازل ہوئی۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ یعنی لوگوں کے دکھاوے کے لیے نماز نہ پڑھو، وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اور لوگوں کے خوف سے نماز کو چھوڑ نہ دو۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ریاکاری کے ساتھ نماز نہ پڑھو اور حیاء کی وجہ سے نماز کو چھوڑ دو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ یعنی نماز کو کلیۃً جہری نہ بناؤ، وَلَا تُخَافِتْ بِهَا اور نہ کلیۃً سری بناؤ۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت ابی زرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبداللہ بن عمر کی قرأت میں وَلَا تُخَافِتْ بِصَوْتِكَ وَلَا تَعَالَ بِهٖ تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس نے اخفاء نہیں کیا جس نے اپنے کانوں کو سنایا۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 198 (8095)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 199 (8097)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 196 (29763) 4۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 256 (13029)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 198 (8091)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مطرف بن عبد اللہ بن الشخیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: علم، عمل سے بہتر ہے اور بہتر امر درمیانہ ہے اور نیکی دو برائیوں کے درمیان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ امور میں سے بہتر امر معتدل ہے۔

وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ﴿۱۱۱﴾

''اور آپ فرمایئے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے نہیں بنایا (کسی کو اپنا) بیٹا اور نہیں ہے جس کا کوئی شریک حکومت و فرمانروائی میں اور نہیں ہے اس کا کوئی مددگار درماندگی میں اور اس کی بڑائی بیان کرو کمال درجہ کی بڑائی''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود اور نصاریٰ کہتے تھے کہ اِتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنایا) عرب کہتے تھے لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ (یہ عرب تلبیہ پڑھتے تھے) (میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، مگر جو شریک ہے وہ تیرے لیے ہے اس کا بھی مالک ہے اور جس کا وہ مالک ہے اس کا بھی تو مالک ہے) صابیون اور مجوس نے کہا: اگر اللہ کے اولیاء نہ ہوتے تو وہ درماندہ ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نہ وہ کسی سے ڈرا اور نہ اس نے کسی کی مدد طلب کی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اے محمد! ﷺ جو وہ کہتے ہیں اس سے بڑھ کر تم اس کی بڑائی بیان کرو۔

احمد اور طبرانی نے معاذ بن انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آیۃ العز یہ آیت ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَ كَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۔(3)

امام ابو یعلی اور ابن السنی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں اور رسول اللہ ﷺ باہر نکلے جب کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھا، آپ ایک بوسیدہ حالت شخص کے پاس آئے اور فرمایا: اے فلاں! یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا بیماری اور تکلیف سے دوچار ہوں۔ فرمایا: کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جو تجھ سے بیماری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 218، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 217
3۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 192 (30-429)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اور تکلیف دور کردیں؟ فرمایا یہ پڑھ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا۔ پھر دوبارہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تو اس کی حالت بہت اچھی تھی، پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا: میں ہمیشہ وہ کلمات پڑھتا ہوں جو آپ نے مجھے سکھائے تھے۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اسماعیل بن ابی فدیک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جب بھی کوئی مصیبت لاحق ہوئی تو جبرئیل انسانی شکل میں میرے پاس آئے اور کہا یہ پڑھو۔ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ، الآیہ۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بتایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر والوں کو یہ آیت سکھاتے تھے الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (الآیہ)۔ ہر چھوٹے، بڑے کو سکھاتے تھے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت عبدالکریم بن ابی امیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بنی ہاشم کا کوئی بچہ بولنے لگتا تو آپ اسے یہ آیت سات بار سکھاتے تھے: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (الآیہ)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت عبدالکریم عن عمرو بن شعیب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ بنی عبد المطلب کا کوئی بچہ بولنے لگتا تو نبی کریم ﷺ اسے یہ آیت سات بار سکھاتے: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (الآیہ)

امام ابن السنی نے عمل الیوم واللیلہ میں عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

امام ابن السنی اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: جب تو بستر پر جائے تو یہ پڑھا کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْكَافِي ...... سُبْحَانَ اللّٰهِ الْاَعْلٰى ...... حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى مَاشَاءَ اللّٰهُ ...... قَضٰى، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعَا، لَيْسَ مِنَ اللّٰهِ مَلْجَأٌ وَلَا وَرَاءَ اللّٰهِ مُلْتَجَأٌ ...... تَوَكَّلْتُ عَلٰى رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ...... مَامِنْ دَابَّةٍ اِلَّاهُوَ آخِذٌ بِنَا صِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا ...... (الآیہ) جو شخص نیند کے وقت یہ پڑھے گا۔ پھر شیاطین اور کیڑے مکوڑے کے درمیان بھی سو جائے گا تو اسے وہ کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تورات تمام کی تمام بنی اسرائیل کی پندرہ آیتوں میں ہے، پھر یہ تلاوت فرمائی لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخَرَ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 217، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

آیاتہا ۱۱۰ سُوْرَۃُ الْکَہْفِ مَکِّیَّۃٌ ۱۸ رکوعاتہا ۱۲

النحاس نے الناسخ میں اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ کہف مکہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ الکہف مکہ میں نازل ہوئی۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن الضریس، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات یاد کیں وہ دجال کے فتنہ سے بچ گیا۔(1)

امام احمد، مسلم، نسائی اور ابوعبید رحمہم اللہ نے فضائل میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ الکہف کی پہلی دس آیات تلاوت کیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا۔(2)

امام ابوعبید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کیں پھر دجال نے اسے پالیا تو وہ اسے کچھ نقصان نہ دے گا اور جس نے سورۂ کہف کی آخری آیات حفظ کرلیں قیامت کے روز وہ اس کے لیے نور ہوں گی۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابن الضریس، نسائی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے سورۂ کہف تلاوت کی اور اس کے گھر میں ایک جانور تھا، وہ بدکنے لگا، پس اس شخص نے دیکھا کہ کہر یا بادل اس پر چھا رہا ہے۔ اس نے یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلاں! پڑھ یہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہو رہی تھی۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت اسید بن حضیر سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں گزشتہ رات سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا تھا۔ اچانک کوئی چیز آئی، اس نے میرے منہ کو ڈھانپ لیا...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رکو...... وہ سکینت تھی جو اس وقت آئی جب تم قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔(4)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف کی پہلی تین آیات پڑھیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا۔(5)

امام ابن الضریس، نسائی، ابویعلی اور الرویانی رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے سورۂ کہف کی آخری دس آیات پڑھیں وہ اس کے لیے دجال سے بچاؤ (کا باعث) ہوں گی۔

امام ابن امردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 399 (3391)، دارالکتب العلمیہ، بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 446، دارصادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 281
4۔ معجم کبیر، جلد 1، صفحہ 208 (564)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ جامع ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 112، وزارت تعلیم اسلام آباد

جس نے سوتے وقت سورۂ کہف کی دس آیات پڑھیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ ہے اور جس نے سوتے وقت اس کی آخری آیات پڑھیں وہ اس کے سر سے قدم تک قیامت کے روز نور (کا باعث) ہوں گی۔

امام ابن مردویہ اور الضیاء رحمہما اللہ نے المختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے روز سورۂ کہف پڑھی وہ ہر قسم کا فتنہ جو آئندہ آٹھ دنوں میں ہوگا، اس سے محفوظ رہے گا اگر دجال نکل آئے گا تو اس سے بھی محفوظ رہے گا۔

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، بیہقی نے سنن میں، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف تلاوت کی وہ اس کے لیے اس کی جگہ سے لے کر مکہ تک نور ہوگی اور جس نے اس کی آخری دس آیات پڑھیں پھر دجال نکل آیا تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں دے گا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف اسی طرح تلاوت کی جس طرح نازل ہوئی ہے تو وہ اس کے لیے قیامت کے روز نور ہوگی۔(2)

امام الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا) اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے جمعہ کے روز سورۂ کہف کی تلاوت کی تو وہ اس کے لیے دو جمعوں کے درمیان عرصہ میں نور ہوگی۔(3)

ابوعبید، سعید بن منصور، دارمی، ابن الضریس، الحاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے سورۂ کہف جمعہ کے روز تلاوت کی تو وہ اس کے لیے اس کے اور بیت اللہ العتیق کے درمیان نور ہوگی۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اسی طرح سورۂ کہف تلاوت کرے گا جیسے نازل ہوئی ہے پھر دجال نکل آئے تو وہ اس پر مسلط نہ ہوگا اور اس کے لیے اس شخص پر غلبہ کا کوئی راستہ نہ ہوگا۔(5)

امام احمد، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورۂ کہف مکمل پڑھی وہ اس کے لیے زمین سے لے کر آسمان تک نور کا باعث ہوگی۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ نے فرمایا: جو جمعہ کے روز سورۂ الکہف تلاوت کرے گا اس کے قدموں کے نیچے سے لے کر آسمان تک اس کے لیے نور پھیل جائے گا وہ قیامت کے روز اس کے لیے روشنی کرے گا اور دو جمعوں کے درمیان جتنے (صغیرہ) گناہ ہوں گے سب معاف کردیئے جائیں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 752 (2072)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 475 (2446)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معرفۃ السنن والآثار، جلد 4، صفحہ 422 (6686)، دار الوفاء منصورہ
4۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 474 (2444)
5۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 557 (8562)
6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 439، دار صادر بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ سورت نہ بتاؤں جس کی عظمت نے آسمان اور زمین کے درمیانی حصہ کو بھر دیا ہے اور اس سورت کے کاتب کے لیے اس کی مثل اجر؟ جس نے جمعہ کے روز یہ سورت تلاوت کی تو اس جمعہ سے لے کر آئندہ جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس نے سوتے وقت اس سورت کی آخری دس آیات تلاوت کیں اللہ تعالیٰ اسے (اللہ بیدار کرے گا وہ رات کے جس حصہ میں چاہے)۔ صحابہ کرام نے کہا: حضور! ضرور بتایئے فرمایا وہ سورۂ اصحاب کہف ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت خالد بن معدان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے سورۂ الکہف امام کے نکلنے سے پہلے ہر جمعہ کو تلاوت کی وہ اس کے اور جمعہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہوگی اور اس کا نور بیت اللہ تک پہنچے گا۔

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابوالمہلب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے جمعہ کے روز سورۂ کہف تلاوت کی وہ اس کے لیے آئندہ جمعہ تک (گناہوں) کا کفارہ ہوگی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سورۂ کہف کو التوراۃ میں الحائلہ کہا جاتا ہے، یہ اپنے قاری اور آگ کے درمیان حائل ہوگی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں سورۂ کہف تلاوت کی جاتی ہے اس گھر میں اس رات شیطان داخل نہیں ہوتا۔

امام ابوعبید اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ام موسیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: حضرت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما ہر رات سورۂ کہف تلاوت کرتے تھے وہ سورت آپ کے پاس ایک تختی پر لکھی ہوئی تھی، ہر رات آپ جس جس بیوی کے پاس جاتے وہ تختی آپ کے ساتھ رہتی تھی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے زید بن وہب سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں سورۂ کہف پڑھتے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت صفیہ بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فجر کی نماز میں سورۂ اصحاب کہف تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سورۂ کہف مکمل نازل ہوئی اور اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے۔(3)

امام ابن اسحٰق، ابن جریر، ابن المنذر، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ (ان دونوں نے دلائل میں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش نے نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط کو یہود کے علماء کی طرف مدینہ طیبہ بھیجا تاکہ وہ ان سے محمد (ﷺ) کے متعلق دریافت کریں اور ان کی صفات پوچھیں کیونکہ وہ پہلے اہل کتاب ہیں، ان کے پاس جو

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 475 (2448)، دارالکتب العلمیہ بیروت — 2۔ ایضاً

3۔ مسند الفردوس، جلد 4، صفحہ 275 (6812)، دارالکتب العلمیہ بیروت

انبیاء کا علم ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے پس وہ دونوں مدینہ طیبہ پہنچے اور یہود کے علماء سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا، پہلے ان دونوں نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ کے متعلق خود بتایا اور کہا کہ تم اہل تورات ہو ہم تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تم ہمیں اس کی نبوت کے معاملہ میں بتاؤ، یہودی علماء نے کہا: تم اس سے تین سوال کرو اگر وہ تینوں سوالوں کے جواب دے دے تو وہ واقعی نبی مرسل ہے۔ اگر وہ جواب نہ دے سکے تو وہ جھوٹا شخص ہے۔ پھر اس کے متعلق تم خود فیصلہ کرو۔ تم اس سے ان جوانوں کے متعلق پوچھو جو پہلے زمانہ میں اپنی بستی چھوڑ کر چلے گئے ان کا معاملہ کیا تھا کیوں کہ عربوں کے نزدیک ان جوانوں کا قصہ بڑا عجیب وغریب تھا۔ دوسرا سوال اس شخص کے متعلق پوچھے جس نے زمین کے مشرق ومغرب کا سفر کیا تھا اس کا واقعہ کیا ہے؟ تیسرا سوال اس سے روح کی حقیقت کے متعلق کرو، اگر وہ ان تینوں سوالوں کا جواب دے دے تو وہ نبی ہے تم اس کی اتباع کرو ورنہ اس کا دعویٰ نبوت من گھڑت اور افتراء عظیم ہے، نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط قریش کے پاس آئے تو انہیں بتایا کہ ہم ایسے تین سوال لائے ہیں جو محمد ﷺ اور ہمارے درمیان تنازعہ اور جھگڑے کو ختم کردیں گے۔ یہود نے ہمیں چند امور کے متعلق پوچھنے کا حکم دیا ہے۔ ان دونوں قریش کو سوالات بتائے قریش رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! (ﷺ) ہمیں ان تین سوالوں کے جواب دو، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں ان کا جوابات کل دوں گا۔ آپ ﷺ نے ان شاء اللہ نہ کہا۔ وہ واپس چلے گئے۔ قدرت کی حکمت کا تقاضا تھا کہ پندرہ روز تک وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا نہ کوئی پیام آیا اور نہ کوئی پیامبر۔ اہل مکہ کو زبان طعن دراز کرنے کا موقع مل گیا۔ وحی کے انقطاع سے آپ کو بے حد پریشانی ہوئی اور اہل مکہ کی اذیت امیز گفتگو سے آپ کا دل مضطرب مزید تکلیف میں مبتلا ہو گیا پندرہ دن کے بعد جبرئیل امین سورۂ کہف کی یہ آیات لے کر تشریف لائے ان آیات میں ان کی تکلیف دہ باتوں پر پریشانی کا اظہار کرنے پر عتاب بھی تھا اور جو انہوں نے تین سوالات پوچھے تھے ان کے جوابات بھی تھے۔ (1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت السدی الصغیر عن الکلبی عن ابی صالح کے سلسلہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش نے پانچ افراد مدینہ طیبہ یہود کے پاس بھیجے جن میں عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث بھی تھے۔ انہوں نے یہود سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق پوچھا اور انہوں نے آپ کے طرز زندگی اور پیغام اور خصائل وغیرہ بیان کیے۔ یہود نے انہیں بتایا کہ ہم آپ کی صفات، مبعث اور خصائل وغیرہ تورات میں پڑھتے ہیں۔ جس طرح تم ان کی حالات خود بیان کر رہے ہو ان کے مطابق تو وہ نبی مرسل ہی لگتا ہے اور اس کا امر حق ہے۔ پس تم اس کی اتباع کرو، لیکن اس سے تین سوال کرو۔ اگر وہ نبی ہوگا تو دو کے جواب دے گا اور تیسرے سوال کا جواب نہ دے گا۔ ہم نے یہی سوال مسیلمہ کذاب سے کیے تھے تو اسے ان کی کوئی خبر نہ تھی۔ نضر بن حارث وغیرہ قریش کے پاس یہود کا پیغام لے کر واپس آئے، تو قریش رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ﷺ ہمیں ذوالقرنین کے متعلق بتاؤ جو مشرق ومغرب تک پہنچا تھا۔ ہمیں روح کی حقیقت سے آگاہ کرو، ہمیں اصحاب کہف کے واقعہ کے متعلق خبر دو آپ ﷺ نے فرمایا ان سوالوں کے جوابات کل بتاؤں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 21-220، داراحیاء التراث العربی بیروت

گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاء اللہ نہ کہا۔ جبرئیل امین پندرہ روز تک وحی لے کر نہ آئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاء اللہ نہیں کہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی تاخیر انتہائی شاق گزری پندرہ روز کے بعد جبرئیل امین قریش کے سوالوں کے جوابات لے کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جبرئیل بہت دیر لگا دی، جبرئیل نے کہا کیونکہ آپ نے ان شاء اللہ چھوڑ دی تھی۔ کیا تم ان شاء اللہ نہیں کہتے ہو؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ (الکہف: 24) پھر جبرئیل امین نے ذوالقرنین، روح اور اصحاب کہف کی اخبار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا اور انہیں ذی القرنین کا واقعہ بتایا اور روح کے متعلق فرمایا روح میرے رب کا امر ہے۔ فرمایا میرے رب کو علم ہے مجھے اس کا علم نہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے قول کے متعلق تیرے سوال کا جواب نہ دیا تو قریش نے کہا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا (القصص: 48) یعنی تورات اور فرقان نے ایک دوسرے کی مدد کی ہے اور کہا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ (القصص) ہم ہر ایک کا انکار کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اصحاب کہف کا واقعہ بتایا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس خطبہ کا اکثر حصہ دجال کے متعلق تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو بھی نبی مبعوث فرمایا ہے اس نے اپنی امت کو (دجال سے) ڈرایا ہے، میں انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور تم امتوں میں سے آخری امت ہو، وہ یقیناً تم میں ظاہر ہوگا، اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس کا مقابل ہوں گا اور اگر وہ میرے بعد نکلے تو ہر مسلمان خود اس کا مقابل ہوگا اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہے۔ وہ عراق یا شام کے درمیان سے نکلے گا اور دائیں بائیں فساد کو برپا کرے گا اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا کیونکہ وہ پہلے کہے گا میں نبی ہوں جب کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اس کی آنکھوں کے درمیان (کافر) لکھا ہوا ہے، ہر مومن اس کو پڑھ لے گا تم میں سے جو اسے ملے اس کے چہرے پر تھوک دے اور سورۂ کہف کی درمیانی آیات پڑھے۔ دجال صرف ایک شخص پر غالب آئے گا پھر اسے قتل کرے گا پھر اسے دوبارہ زندہ کرے گا، وہ اس سے آگے تجاوز نہیں کرے گا اور اس شخص کے علاوہ کسی پر غالب نہیں آئے گا۔ اس کے فتنہ میں سے یہ ہے کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔ اس کی آگ جنت ہوگی اور اس کی جنت آگ ہوگی جو اس کی آگ میں مبتلا کیا جائے گا تو اسے چاہیے کہ اپنی آنکھ بند کرلے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے، وہ آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسا کہ حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہوئی تھی، اس کے ایام چالیس ہوں گے اس کا ایک دن سال کی طرح ہوگا، ایک دن مہینہ کی طرح ہوگا، ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا اور ایک دن کئی ایام کی طرح ہوگا اور اس کے ایام کا آخری یوم سراب کی طرح ہوگا۔ ایک شخص مدینہ کے ایک دروازہ پر صبح کرے گا تو دوسرے دروازہ تک پہنچنے سے پہلے اسے شام ہو جائے گی۔ صحابہ کرام نے پوچھا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اتنے چھوٹے دنوں میں ہم نمازیں کیسے پڑھیں گے؟ فرمایا تم نمازوں پر اسی طرح قادر ہوگے جیسے تم لمبے ایام میں قادر ہوتے ہو۔ (1) واللہ اعلم۔

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 146 (7644)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ﴿ۜ۱﴾ قَیِّمًا لِّیُنۡذِرَ بَاۡسًا شَدِیۡدًا مِّنۡ لَّدُنۡہُ وَ یُبَشِّرَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ یَعۡمَلُوۡنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَہُمۡ اَجۡرًا حَسَنًا ۙ﴿۲﴾ مَّاکِثِیۡنَ فِیۡہِ اَبَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ یُنۡذِرَ الَّذِیۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ٭﴿۴﴾ مَا لَہُمۡ بِہٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّ لَا لِاٰبَآئِہِمۡ ؕ کَبُرَتۡ کَلِمَۃً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ؕ اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا کَذِبًا ﴿۵﴾

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے نازل فرمائی اپنے (محبوب) بندے پر کتاب اور نہیں پیدا ہونے دی اس میں ذرا کجی۔ (اور معاش و معاد کو) درست کرنے والی ہے تا کہ ڈرائے سخت گرفت سے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور یہ مژدہ سنائے ان اہل ایمان کو جو کرتے ہیں نیک اعمال کہ بے شک ان کے لیے بہت عمدہ جزا ہے۔ وہ ٹھہریں گے اس (جنت) میں تا ابد اور تا کہ ڈرائے ان (نادانوں) کو جو یہ کہتے ہیں کہ بنالیا ہے اللہ تعالیٰ نے (فلاں کو اپنا) بیٹا۔ نہ انہیں اللہ تعالیٰ (کی ذات و صفات) کا کچھ علم ہے اور نہ ان کے باپ دادا کو، کتنی بڑی ہے وہ بات جو نکلتی ہے ان کے مونہوں سے، وہ نہیں کہتے ہیں مگر (سرتاسر) جھوٹ''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ عَلٰی عَبۡدِہِ الۡکِتٰبَ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡ لَّہٗ عِوَجًا ؕ﴿ۜ۱﴾ قَیِّمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب کو عدل والا اور معاش و معاد کو درست کرنے والی بنایا ہے، اس میں کسی قسم کی کجی اور ٹیڑھے پن کا دخل نہیں۔ (1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے بندے پر اس کتاب کو نازل کیا جو معاش و معاد کو درست کرنے والی ہے اور اس نے اس میں کسی قسم کی کجی نہیں رکھی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَیِّمًا کا معنی مُسۡتَقِیۡمًا (سیدھا) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بَاۡسًا شَدِیۡدًا کا معنی عَذَابًا شَدِیۡدًا روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِّنۡ لَّدُنۡہُ کا معنی مِنۡ عِنۡدِہٖ (اپنے پاس سے) روایت کیا ہے۔

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِہِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا ﴿۶﴾

''تو کیا آپ (فرط غم سے) تلف کر دیں گے اپنی جان کو ان کے پیچھے اگر وہ ایمان نہ لائے اس قرآن کریم پر،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 219، داراحیاء التراث العربی بیروت

افسوس کرتے ہوئے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عتبہ، شیبہ، ابوجہل بن ہشام، نضر بن الحارث، عاص بن وائل، اسود بن مطلب اور ابوالبختری قریش کی ایک مجلس میں جمع تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری دل سوزی اور اخلاص کے ساتھ کفار کو دعوت توحید دی تو انہوں نے اس پیکر خلوص کی دعوت حق کو قبول کرنے کی بجائے اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا اور صبح وشام طعن وتنقید ان کا مشغلہ بن گیا اس غیر منصفانہ طرز عمل پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شفیق ورحیم دل کو بہت تکلیف ہوئی خلوص آمیز تبلیغ کی تضحیک وانکار آپ کے لیے نہایت پریشانی اور قلق کا باعث تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کا معنی قَاتِلٌ نَّفْسَكَ (اپنے نفس کو قتل کرنے والا) روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر سے اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے، بِهٰذَا الْحَدِيْثِ سے مراد قرآن ہے اور اَسَفًا کا معنی حَزِيْنًا (افسوس کرتے ہوئے) روایت کیا ہے، یعنی آپ اپنے نفس کو تلف کر دیں گے افسوس کرتے ہوئے اگر یہ ایمان نہ لائے۔

عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اَسَفًا کا معنی جَزَعًا (غم واندوہ کا اظہار کرتے ہوئے) روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت میں منع فرمایا ہے وہ لوگوں پر ان کے گناہوں کے سبب افسوس کریں۔(2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا قَاتِلٌ نَّفْسَكَ۔

لبید بن ربیعہ نے اس معنی میں یہ لفظ استعمال کیے ہے۔

لَعَلَّكَ يَوْمًا ان فَقَدْتَ مَزَارَهَا   عَلٰى بُعْدِهٖ يَوْمًا لِنَفْسِكَ بَاخِعُ

"اگر تو نے اس کے مزار کو اس کے بعد کی وجہ سے نہ پایا تو تم اپنے نفس کو قتل کر دو گے"۔

اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝

"بے شک ہم نے بنایا ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں اس کے لیے باعث زینت وآرائش تا کہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون عمل کے لحاظ سے بہتر ہے اور ہم ہی بنانے والے ہیں ان چیزوں کو جو زمین پر ہیں (ویران

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 224   2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 325 (1652)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کر کے) چٹیل میدان، غیر آباد"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا کے تحت روایت کیا ہے کہ جو کچھ زمین پر ہے اس کو زمین کے لیے باعث زینت بنایا۔(1)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ مَا سے مراد مرد ہیں۔ یعنی ہم نے زمین پر مردوں کو زمین کی زینت بنایا۔

امام ابن المنذر اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام ابونصر السجزی نے الابانہ میں ابن عباس سے اس آیت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہم نے علماء کو زمین کی زینت بنایا۔

ابن ابی حاتم نے الحسن سے یہ روایت کیا ہے کہ نیک صالح بندوں کو اور اطاعت شعار لوگوں کو ہم نے زمین کی زینت بنایا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا معنی ہے؟ فرمایا تا کہ وہ آزمالے کہ تم میں سے کون از روئے عمل بہتر ہے اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے کون زیادہ پرہیز کرنے والا ہے اور اطاعت الٰہی میں کون تیزی دکھانے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِنَبْلُوَهُمْ کا معنی لِنَخْتَبِرَهُمْ (تا کہ ہم آزمالیں) روایت کیا ہے اور اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کا معنی اَيُّهُمْ اَتَمُّ عَقْلًا (یعنی کون از روئے عقل کے کامل ہے) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے اس کا معنی روایت کیا ہے: تم میں سے کون زیادہ دنیا کو ترک کرنے والا ہے۔

امام سفیان ثوری سے ابن ابی حاتم نے یہ معنی روایت کیا ہے کہ دنیا سے کون زیادہ عدم دلچسپی کا اظہار کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم زمین کے اوپر کی ہر چیز کو تباہ و برباد کرنے والے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صَعِيْدًا سے مراد ... ہے اور جُرُزًا سے مراد وہ میدان ہے جس میں کھیتی نہ ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جُرُزًا سے مراد بنجر اور غیر آباد ہے۔

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ﴿۹﴾ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّ هَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ﴿۱۰﴾ فَضَرَبْنَا عَلٰۤى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ﴿۱۱﴾ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْۤا اَمَدًا ﴿۱۲﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 226، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 226

"کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور رقیم والے ہماری ان نشانیوں میں سے ہیں جو تعجب خیز ہیں (یاد کرو) جب پناہ لی ان جوانوں نے غار میں پھر انہوں نے دعا مانگی اے ہمارے رب! ہمیں مرحمت فرما اپنی جناب سے رحمت اور مہیا فرما ہمارے اس کام میں ہدایت۔ پس ہم نے بند کردیئے ان کے کان (سننے سے) اس غار میں کئی سال تک جو گنے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے انہیں بیدار کردیا تا کہ ہم دیکھیں کہ ان دو گروہوں میں سے کون صحیح شمار کرسکتا ہے اس مدت کا جو وہ (غار میں) ٹھہرے تھے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے کہ الْكَهْفِ اس غار کو کہتے ہیں جو وادی میں ہوتی ہے۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے الرَّقِيْمِ کا معنی الکتاب روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ الرَّقِيْمِ کا معنی وادی روایت کیا ہے جو فلسطین اور ایلہ کے قریب ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ الرَّقِيْمِ کیا ہے کتاب ہے یا کوئی عمارت ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الرَّقِيْمِ کے متعلق بعض عادی فرماتے ہیں: یہ وہ کتاب ہے جس میں ان کا واقعہ بیان ہوا ہے اور بعض فرماتے ہیں: اس سے مراد وادی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رنے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الرَّقِيْمِ سے مراد لکھی ہوئی تختی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الرَّقِيْمِ سے مراد پتھر کی وہ تختی ہے جس پر اصحاب کہف کا واقعہ اور ان کا معاملہ لکھا ہوا تھا پھر وہ غار کے دروازے پر رکھی گئی تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے کہ جب اصحاب کہف کے اسماء ایک پتھر پر لکھے گئے، بادشاہ نے وہ اسماء لکھوائے تھے۔ اس نے یہ بھی لکھوایا کہ یہ ملک ریوس کے دور میں فوت ہوئے تھے پھر اس نے شہر کی دیوار کے دروازے پر اس تختی کو لگادیا۔ پس جو شہر میں داخل ہوتا یا باہر نکلتا تو وہ اس تختی کو پڑھتا۔ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ سے یہی مراد ہے۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، الفریابی، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، الزجاجی نے امالی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ الرَّقِيْمِ کیا ہے۔ میں نے کعب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ اس بستی کا نام ہے جس سے وہ لوگ نکلے تھے۔(3)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سارے قرآن کا مفہوم جانتا ہوں سوائے چار کلمات کے (۱) غسلین (۲) حناناً (۳) الاواہ (۴) الرَّقِيْمِ۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 229
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 230
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 325 (1654)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 326 (1655)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَلرَّقِیْمِ سے مراد کتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِیْمِ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ میں نے آپ کو علم، سنت اور کتاب کی نعمت عطا کی ہے وہ اصحاب کہف و رقیم کی شان سے افضل ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے وہ ان کو نشانیوں میں سے تعجب خیز نشانی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ہماری تعجب خیز نشانیوں میں سے نہیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ہماری تعجب خیز نشانیوں میں سے نہیں ہیں وہ تو بادشاہوں کے بیٹے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جعفر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اصحاب کہف نقدی کی تجارت کرنے والے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اصحاب الرقیم کے متعلق سوال کرتے ہوئے سنا "تین افراد ایک غار میں داخل ہوئے تو ایک پتھر پہاڑ سے لڑھک کر ان کی غار کے منہ پر آ گیا اور ان پر نکلنے کا راستہ بند کر دیا، ان میں سے ایک نے کہا تم اپنے اپنے اچھے عمل کا ذکر کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے۔ ان میں سے ایک نے کہا ہاں، میں نے ایک مرتبہ اچھا عمل کیا تھا۔ میرے بہت سے مزدور تھے جنہیں میں نے اپنے کام کے لیے اجرت پر حاصل کیا تھا۔ ہر ایک کے لیے ایک مخصوص اجر تھا۔ ایک دن میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس وقت تقریباً نصف دن گزر چکا تھا۔ میں نے اس کو بقیہ دن کام کرنے کے لیے اجرت پر لگا دیا اور بقیہ دن کی جو مزدوری دوسرے کام کرنے والوں کو ملے گی اس کو بھی اتنی ہی ملے گی۔ باقی افراد کو پورا دن کام کرنا تھا۔ میں نے سوچا کہ میں جتنی اجرت دوسرے پورا دن کام کرنے والوں کو دوں گا اس کے لیے میں اس میں سے کمی نہیں کروں گا۔ پورا دن کام کرنے والوں میں سے ایک نے کہا تو اس کو بھی میری مثل اجرت دے رہا ہے جب کہ اس نے صرف آدھا دن کام کیا ہے۔ میں نے اسے کہا: میں نے جو تیرے ساتھ شرط رکھی تھی اس میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔ میرا اپنا مال ہے میں جیسے چاہوں تصرف کروں۔ وہ شخص ناراض ہو گیا اور اپنی اجرت کو چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کا حق گھر میں علیحدہ کر کے رکھ دیا، جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر میرے پاس سے ایک گائے کا ریوڑ گزرا۔ میں نے اس شخص (مزدور) کے لیے چھوٹے چھوٹے گائیوں کے بچے خریدے۔ وہ بڑھتے رہے وہ بڑھ گئے جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر بہت عرصہ بعد وہ شخص میرے پاس سے گزرا جب کہ وہ بوڑھا ضعیف ہو چکا تھا۔ میں اسے نہیں پہچانتا تھا۔ اس نے مجھے کہا میرا تیرے پاس حق ہے، مجھے یاد نہ آیا حتیٰ کہ اس نے مجھے یاد دلایا۔ میں نے کہا ہاں ہے۔ میں تو تیری تلاش میں تھا۔ میں نے اس کو وہ سارا مال پیش کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان گائیوں میں سے پیدا کیا تھا۔ میں نے کہا یہ گائیں تیرا حق ہیں۔ اس نے کہا اللہ کے بندے! تو میرے ساتھ مزاح نہ کر، تو مجھ پر صدقہ نہ کر، تو مجھے میرا حق ادا کر دے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں تجھ سے مزاح نہیں کر رہا یہ تیرا ہی

حق ہے۔ میں نے وہ مال اسے پیش کر دیا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے اگر میں سچا ہوں اور میں نے یہ سب کچھ تیری رضا کے لیے کیا تھا ہم سے یہ پتھر ہٹا دے، پس پتھر تھوڑا سا کھل گیا حتی کہ انہوں نے کچھ روشنی دیکھ لی۔

دوسرے نے کہا: میں نے بھی ایک مرتبہ ایک نیکی کی تھی۔ وہ اس طرح کہ میرے پاس اضافی مال تھا۔ لوگوں کو شدت اور سختی کا سامنا ہوا۔ ایک عورت میرے پاس آئی اور اس نے مجھ سے نیکی اور خیر کا سوال کیا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! تم اپنا آپ میرے حوالے کر دو تو میں تجھ سے نیکی کروں گا۔ اس نے انکار کیا پھر وہ دوبارہ آئی۔ مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا۔ میں نے کہا تم اپنا آپ میرے حوالے کر دو تب مال ملے گا ورنہ نہیں۔ اس نے انکار کر دیا۔ پھر وہ تیسری مرتبہ آئی مجھے خدا کا واسطہ دیا۔ میں نے انکار کر دیا میں نے کہا تم اپنا آپ میرے حوالے کر دو تو مال ملے گا ورنہ نہیں۔ اس نے میری خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے یہ صورت حال اپنے خاوند کے گوش گزار کی۔ خاوند نے کہا اس کی بات مان لے اور اپنے بچوں کی مدد کر، جب اس نے سخت حالات دیکھے تو اس نے اپنا آپ اس کے حوالے کر دیا، جب میں نے اس کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کیا تو اس عورت نے کہا میں اللہ رب العالمین سے ڈرتی ہوں۔ میں نے کہا تو اس بھوک اور شدت کے عالم میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے جبکہ میں خوشحالی میں اس سے نہیں ڈرتا؟ میں نے اس عورت کو اتنا مال دیا جو اسے اور اس کی اولاد کے لیے کافی تھا (اور میں بدکاری سے باز آ گیا) اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے (بدکاری کے ترک کرنے) کا عمل تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے۔ پتھر تھوڑا سا مزید ہٹ گیا حتی کہ انہوں نے مزید روشنی دیکھی اور انہیں راستہ کے کھل جانے کا یقین ہو گیا۔

تیسرے نے کہا: میں نے بھی ایک دفعہ نیکی کی تھی۔ میرے دو بوڑھے والدین تھے۔ وہ بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے۔ میرا بکریوں کا ریوڑ تھا جنہیں میں چراتا تھا۔ میں اپنی بکریوں اور اپنے والدین کے درمیان آتا جاتا رہتا تھا۔ میں انہیں دودھ پلاتا اور سیر کرتا تھا۔ پھر اپنی بکریوں کی طرف لوٹ جاتا تھا۔ ایک دن سخت بارش آئی جس کی وجہ سے میں رک گیا۔ میں اپنے والدین کے پاس دیر سے پہنچا، میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا، میں اپنے کمرے میں داخل نہ ہوا حتی کہ میں نے بکریوں کا دودھ لیا۔ پھر میں اپنے والدین کے پاس گیا تا کہ انہیں دودھ پلاؤں تو وہ سوئے ہوئے تھے۔ مجھے ان کو بیدار کرنا بھی اچھا نہ لگا اور اپنی بکریوں کو اکیلے چھوڑنا بھی میرے لیے باعث پریشانی تھا۔ میں والدین کے سرہانے بیٹھا رہا اور دودھ کا برتن میرے ہاتھ پر تھا حتی کہ وہ صبح کے وقت بیدار ہوئے۔ میں نے انہیں اس وقت دودھ پیش کیا۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ پتھر ان سے ہٹا دیا اور وہ تمام اپنے اپنے گھر والوں کے پاس چلے گئے۔

امام احمد اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلے لوگوں میں تین افراد تھے جو اپنے گھر والوں کے لیے خوراک طلب کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ باہر تھے کہ بارش شروع ہو گئی۔ وہ دوڑ کر ایک غار میں چلے گئے۔ اچانک ایک چٹان گری جس کے ساتھ غار کا منہ بند ہو گیا حتی کہ انہیں کچھ بھی نظر نہیں آتا تھا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا پتھر گرا ہے اور اثر مٹ چکا ہے ہمارے اس جگہ ہونے کا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ

…اسطے سے اپنے کسی اچھے عمل کا واسطہ دے کر دعا کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے والدین تھے میں ان کے لیے برتن میں دودھ دوہ کر ان کے پاس لاتا تھا۔ جب میں انہیں سویا ہوا پاتا تھا تو میں ان کے سرہانے کھڑا رہتا تھا۔ میں ان کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا حتی کہ وہ خود جب چاہتے بیدار ہوتے تھے، اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو ہم سے یہ مصیبت دور فرما۔ پس پتھر کا تیرا حصہ زائل ہو گیا۔

دوسرے نے کہا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے ایک مزدور اس کام پر لیا تھا جو وہ کام کرتا تھا۔ وہ میرے پاس اجرت لینے کے لیے آیا تو میں اس پر ناراض ہوا اور اسے جھڑکا وہ اجرت چھوڑ کر چلا گیا۔ میں نے اس کو جمع رکھا پھر اس کی تجارت کی حتی کہ وہ بہت سا مال بن گیا۔ پھر عرصہ دراز گزر گیا میں چاہتا تو اسے اپنا پہلا مال دیتا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو ہم سے یہ مصیبت دور فرما۔ پس پتھر کا دو ثلث ہٹ گیا۔

تیسرے نے کہا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ ایک عورت مجھے پسند آئی تھی پس اس کے لیے میں نے پیسے مقرر کیے تھے۔ جب میں اس کے ساتھ بدکاری پر قادر ہوا (تو بدکاری نہ کی) اسے چھوڑ دیا اور اس کے مقرر کردہ پیسے بھی دے دیئے۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رحمت کی امید اور تیرے عذاب کے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو ہم سے یہ مصیبت دور کردے۔ پس وہ پتھر ہٹ گیا اور وہ باہر نکل آئے۔(1)

امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں سے تین افراد جا رہے تھے کہ اچانک بارش آ گئی۔ انہوں نے (بچاؤ کے لیے) ایک غار میں پناہ لی۔ (تقدیر الٰہی سے) غار کا منہ بند ہو گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: اللہ کی قسم! تمہیں کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی سوائے سچائی کے۔ پس ہر شخص اس عمل کے واسطہ سے دعا مانگے جس کے متعلق اسے یقین ہے کہ وہ اس میں سچا ہے۔ پس ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرا ایک مزدور تھا جو ایک فرق چاول کے عوض مزدوری کرتا تھا۔ وہ اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ میں نے اس فرق چاول کو کاشت کیا۔ وہ اتنے ہو گئے کہ میں نے ان سے ایک گائے خریدی (پھر عرصہ دراز کے بعد)۔ وہ شخص اپنی اجرت طلب کرنے کے لیے میرے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا کہ یہ تمام گائیں لے جا، اس نے کہا: میرا تو فقط تیرے پاس ایک فرق چاول تھا۔ میں نے اسے کہا یہ تمام گائیں لے جا کیونکہ یہ تمام اس ایک فرق کی وجہ سے بڑھی ہیں۔ پس وہ تمام لے گیا۔ اگر تو جانتا ہے کہ یہ سب عمل میں نے تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر ہٹا دے۔ پس ان سے تھوڑا سا پتھر سرک گیا۔

دوسرے نے کہا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میرے دو بوڑھے والدین تھے، میں ہر رات ان کے پاس اپنی بکریوں کا دودھ لے کر آتا تھا۔ میں نے ایک رات دیر لگا دی میں پہنچا تو وہ دونوں سو چکے تھے۔ میرے بچے بھوک کی وجہ سے بلکتے رہتے لیکن میں انہیں دودھ نہیں پلاتا تھا جب تک کہ میرے والدین نہیں پی لیتے تھے۔ میں نے انہیں بیدار کرنا ناپسند کیا اور میں نے یہ بھی ناپسند کیا کہ میں ان کو چھوڑ کر (چلا جاؤں) اور وہ دودھ پینے سے عاجز و محروم رہیں، میں انتظار کرتا رہا حتی کہ فجر طلوع

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 143، دار صادر بیروت

ہو گئی۔ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری خشیت کی وجہ سے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر دور فرما دے، پتھر تھوڑا اور ہٹ گیا حتیٰ کہ انہوں نے آسمان دیکھ لیا۔

تیسرے نے کہا: اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میری ایک چچا کی بیٹی تھی۔ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ میں نے اس سے مطلب براری کے لیے کہا تو اس نے انکار کیا مگر یہ کہ میں اسے سو دینار عطا کروں۔ میں نے اسے طلب کیا حتیٰ کہ میں نے وہ دینار جمع کر لیے) پھر میں وہ دینار اس کے پاس لے آیا اور میں نے اسے پیش کر دیئے۔ اس نے مجھے اپنے نفس پر قدرت دے دی۔ جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر اور انگوٹھی کو نہ توڑ مگر حق کے ساتھ۔ میں کھڑا ہو گیا اور اپنا سو دینار بھی چھوڑ دیا۔ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیرے خوف کی وجہ سے کیا تھا تو ہم سے یہ پتھر دور فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے راستہ کھول دیا اور باہر نکل آئے۔ (1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے حضرت امیر معاویہ کی معیت میں شام کی طرف مضیق کے غزوہ میں شریک ہوئے۔ ہم اس غار کے پاس سے گزرے جس میں اصحاب کہف تھے جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ حضرت امیر معاویہ نے کہا کاش ہمارے لیے ان کا انکشاف ہو جاتا تو ہم دیکھ لیتے۔ ابن عباس نے انہیں فرمایا: تیرے لیے ایسا نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی روک دیا تھا جو تجھ سے بہتر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا (الکہف:18) "اگر تو جھانک کر انہیں دیکھے تو ان سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو اور تو بھر جائے ان کے (منظر) کو دیکھ کر ہیبت سے"۔ حضرت امیر معاویہ نے کہا میں نہیں باز آؤں گا حتیٰ کہ ان کے متعلق جان لوں، انہوں نے چند افراد بھیجے اور انہیں کہا کہ جاؤ اور غار کے اندر داخل ہو کر دیکھو۔ وہ گئے۔ جب غار کے اندر داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی ہوا چلا دی جس نے انہیں باہر نکال دیا۔ ابن عباس کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کے متعلق بیان فرمایا، فرمایا وہ ایک جابر بادشاہ کی مملکت میں رہتے تھے جو بتوں کی پوجا کرتا تھا۔ اس نے لوگوں کو بھی بتوں کی پوجا کرنے پر مجبور کیا۔ یہ نوجوان شہر میں رہتے تھے، جب انہوں نے بادشاہ کی طرف سے سختی دیکھی تو وہ اس شہر سے نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک غیر مقرر جگہ پر اکٹھا کر دیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: تم کہاں جا رہے ہو، کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بات ایک دوسرے سے چھپانی چاہی کیونکہ ہر ایک یہ نہیں جانتا تھا کہ دوسرا کس مقصد کے لیے باہر نکلا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے عہد لیا کہ ایک دوسرے کو سچی بات بتائیں گے۔ اگر تو وہ ایک بات پر جمع ہوئے تو بہتر ورنہ دوسرے کی بات کو چھپا کر رکھیں گے۔ پس وہ ایک بات پر جمع ہوئے۔ فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۟ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا۝ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۝ وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 493، وزارت تعلیم اسلام آباد

رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا (الکہف) وہ بیٹھ گئے اور ان کے گھر والے انہیں تلاش کر رہے تھے کہ وہ کہاں چلے گئے۔ معاملہ بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ اس نے کہا آج کے دن ان لوگوں کی ایک شان ہوگی، لوگ نکلے وہ بادشاہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں۔ چلے گئے، اس نے تانبے کی ایک تختی منگوائی اور اس میں ان نوجوانوں کے نام لکھ کر اپنی الماری میں رکھ دی۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ۔ رقیم سے مراد وہ تختی ہے جس پر ان کے نام لکھے گئے تھے۔ وہ نوجوان چلتے چلتے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کان غار میں کچھ سننے سے بند کر دیئے اگر سورج ان پر طلوع ہوتا یعنی ان پر دھوپ پڑتی تو وہ انہیں جلا دیتا اور اگر وہ کروٹیں نہ بدلتے تو زمین ان کے جسموں کو کھا جاتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ تَرَى الشَّمْسَ الآیہ (تو دیکھے گا سورج کو جب وہ ابھرتا ہے تو وہ ہٹ کر گزرتا ہے) پھر وہ بادشاہ چلا گیا اور دوسرا بادشاہ آ گیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور بتوں کی عبادت ترک کر دی، اس نے لوگوں میں عدل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے انہیں بیدار کر دیا۔ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ، ان میں ایک کہنے والے نے کہا تم یہاں کتنی مدت ٹھہرے، بعض نے کہا ہم ٹھہرے ہوں گے ایک دن، بعض نے کہا دو دن، بعض نے زیادہ مدت کا ذکر کیا۔ ان میں سے جو عمر میں بڑا تھا۔ اس نے کہا اختلاف نہ کرو کیونکہ جس قوم نے بھی اختلاف کیا وہ ہلاک ہوگئی، تم ایک ساتھی کو سکہ دے کر اس شہر کی بھیجو، وہ گیا تو اس نے ہر چیز عجیب وانوکھی دیکھی۔ وہ ایک نان بائی کے پاس گیا۔ اس کی طرف اس نے درہم پھینکا اور ان کے دراہم اونٹنی کے بچے کی شکل کے بنے ہوئے تھے۔ نان بائی نے درہم کو عجیب خیال کیا اور پوچھا یہ درہم تمہیں کہاں سے ملا ہے؟ تو نے کوئی خزانہ پایا ہے مجھے وہ بتا دے ورنہ میں تمہارا معاملہ بادشاہ کے پاس پہنچاتا ہوں، اس شخص نے کہا کیا تو مجھے امیر سے ڈراتا ہے۔ وہ نان بائی امیر کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا فلاں، وہ اسے نہ پہچان سکا۔ امیر نے پوچھا کس بادشاہ کے دور کا ہے۔ اس نے کہا فلاں۔ وہ بادشاہ کو بھی نہ پہچان سکا۔ لوگ جمع ہو گئے اور ان کا معاملہ ایک عالم کے پاس لے گئے۔ اس نے اس سے پوچھا تو اس نے اسے بھی وہی جواب دیئے (لیکن کوئی پہچان نہ ہو سکی) امیر نے کہا میرے پاس ایک تختی ہے وہ لے آؤ۔ اس نے اپنے ساتھیوں کے نام بتائے تو وہ اس تختی پر لکھے ہوئے تھے۔ اس نے لوگوں سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری تمہارے بھائیوں پر رہنمائی کی ہے۔ وہ تمام سوار ہو کر چل پڑے حتیٰ کہ غار تک پہنچ گئے۔ جب غار کے قریب پہنچے تو نوجوان نے کہا تم یہاں ٹھہرو میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاتا ہوں، تم ہجوم نہ کرو ورنہ وہ تم سے ڈر جائیں گے۔ وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمالی ہے۔ لوگوں نے کہا تم ہمارے پاس باہر آ جاؤ گے۔ اس نے کہا ہاں ان شاء اللہ میں باہر آؤں گا۔ وہ اندر داخل ہوا تو لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں چلا گیا۔ وہ ان سے گم ہو گیا۔ لوگوں نے اسے تلاش کرنے کی پوری کوشش کی لیکن وہ ان جوانوں تک پہنچنے پر قادر نہ ہوئے۔ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا (کہف: 21) لوگوں نے کہا ہم ان پر ایک مسجد تعمیر کریں گے، پس لوگوں نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ لوگ ان کے لیے دعا اور استغفار کرتے تھے۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اصحاب کہف بادشاہوں کے بیٹے تھے۔ اللہ

تعالیٰ نے انہیں اسلام کی دولت سے نوازا تھا۔ پس انہوں نے اپنے دین کے ساتھ پناہ لی۔ وہ لوگوں سے جدا ہو گئے حتی کہ وہ ایک غار میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کان سننے سے بند کر دیئے۔ وہ ایک طویل مدت غار میں ٹھہرے رہے حتی کہ ان کی امت ہلاک ہوگئی اور دوسری امت آگئی، اس کا بادشاہ مسلمان تھا، ان کا روح اور جسم میں اختلاف ہوا۔ ایک کہنے والے نے کہا روح اور جسم دونوں اٹھائے جائیں گے، کسی دوسرے نے کہا روح کو اٹھایا جائے گا جسم کو تو مٹی کھا جاتی ہے۔ وہ کچھ بھی نہیں ہوتا ان کے بادشاہ پر یہ اختلاف شاق گزرا۔ اس نے ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور راکھ پر بیٹھ گیا۔ پھر اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے میرے پروردگار! ان لوگوں کا اختلاف تو دیکھ رہا ہے، ان کے لیے کوئی نشانی بھیج دے جو ان کے اختلاف کو ختم کر دے اور مسئلہ کو واضح کر دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اصحاب کہف کو اٹھایا، اصحاب کہف نے اپنے ایک ساتھی کو بھیجا تا کہ وہ کھانا خرید لائے، وہ بازار میں داخل ہوا۔ جب اس نے اجنبی چہرے دیکھے، راستے پہچانے اور ایمان کو شہر میں غالب دیکھا تو وہ چھپ کر چلنے لگا حتی کہ وہ ایک شخص کے پاس آیا اور اس سے کھانا خریدنا چاہا، جب اس شخص نے وہ سکہ دیکھا تو اسے بڑا عجیب لگا۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا وہ چھوٹے اونٹ کی طرح ہے۔ نوجوان نے پوچھا کیا تمہارا بادشاہ فلاں نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا نہیں ہمارا بادشاہ تو فلاں ہے، معاملہ پھیلتے پھیلتے بادشاہ تک پہنچ گیا۔ اس نے لوگوں کو بلایا اور اکٹھا کیا۔ اس نے کہا تم نے روح اور جسم کے متعلق اختلاف کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایک نشانی بھیج دی۔ یہ شخص فلاں قوم سے ہے یعنی ان کا بادشاہ وہ تھا جو پہلے گزر چکا ہے۔ نوجوان نے کہا تم لوگ میرے ساتھیوں کے پاس چلو، بادشاہ سوار ہوا اور لوگ بھی اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے حتی کہ وہ غار کے دہانے پر پہنچ گئے۔ نوجوان نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس جاتا ہوں۔ انہوں نے اس کو دیکھا اور اس نے انہیں دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے کان سننے سے بند کر دیئے۔ جب انہوں نے باہر آنے میں دیر لگا دی تو بادشاہ غار میں داخل ہوا اور لوگ بھی اس کے ساتھ داخل ہوئے، وہاں جسم بالکل تر و تازہ پڑے تھے لیکن ان میں روح نہیں تھی۔ بادشاہ نے کہا یہ نشانی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بھیجی ہے۔ ابن عباس نے حبیب بن مسلمہ کے ساتھ ایک جنگ میں شرکت کی تو وہ اس غار کے پاس سے گزرے۔ پس اس میں صرف ہڈیاں پڑی تھیں، ایک شخص نے کہا یہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ہیں، ابن عباس نے فرمایا ان کی ہڈیوں کو تین سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔(1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اصحاب کہف اپنے شہر کے بڑے اور رئیس لوگوں کے بیٹے تھے۔ وہ باہر نکلے اور ایک غیر مقرر جگہ پر شہر سے دور جمع ہو گئے۔ ایک نے کہا جوان سے زیرک تھا۔ میرے دل میں ایک خیال آیا ہے شاید وہ اور کسی کے دل میں نہیں آیا ہوگا، دوسرے ساتھیوں نے کہا تو کیا سوچتا ہے؟ اس نے کہا میں سوچتا ہوں کہ میرا رب، آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ وہ تمام کھڑے ہوئے اور کہا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا تو انہوں نے (برملا) کہہ دیا ہمارا پروردگار وہ ہے جو پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اس کے سوا کسی معبود کو (اگر ہم ایسا کریں) تو گویا ہم نے ایسی بات کہی جو حق سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 323 (1649)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دور ہے) ان نوجوانوں کا واقعہ قرآن نے ذکر کیا ہے، ان سب نے اتفاق کیا تھا کہ وہ غار میں داخل ہوں گے۔ اس وقت ان کے شہر کا حکمران ایک جابر و ظالم شخص تھا جس کو دقیوس کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا وہ غار میں سوئے رہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں بیدار کیا تو انہوں نے ایک جوان کو بھیجا تا کہ وہ ان کے لیے کھانا لائے۔ جب وہ باہر نکلا تو غار کے دروازے پر ایک باڑ تھی۔ اس نے کہا یہ تو کل شام کے وقت یہاں نہیں تھی۔ اس نے مسلمانوں کی کلام میں ذکر الٰہی سنا، لوگ ان نوجوانوں کے جانے کے بعد مسلمان ہو چکے تھے۔ ان کا اب بادشاہ ایک نیک شخص تھا۔ اس نوجوان نے سوچا کہ شاید وہ راستہ بھول گیا ہے، اس نے اپنے اس شہر کو دیکھا جس سے وہ نکلا تھا اور ان دو شہروں کو دیکھا جو اس کے سامنے تھے ان شہروں کے اسماء یہ تھے افسوس، ایدیوس اور شاموس اس نے کہا میں راستہ تو نہیں بھولا یہ شہر تو وہی ہیں افسوس، ایدیوس اور شاموس۔ اس نے اس شہر کا رخ کیا جس سے نکلا تھا۔ پھر وہ بازار میں آیا اس نے اپنا سکہ ایک شخص کے ہاتھ پر رکھا۔ اس شخص نے وہ سکہ دیکھا تو وہ لوگوں کے درمیان مروج سکہ نہ تھا۔ وہ شخص اسے بادشاہ کے پاس لے گیا جب کہ نوجوان خوف زدہ تھا، اس بادشاہ نے نوجوان سے سوال کیے۔ پھر بادشاہ نے کہا شاید یہ نوجوان ان افراد میں سے ہے جو دقیوس بادشاہ کے عہد میں نکل گئے تھے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ وہ مجھے ان نوجوانوں کی زیارت کرائے اور مجھے ان کی جگہ کا علم عطا فرمائے۔ بادشاہ نے اس شہر کے بزرگ لوگوں کو بلایا۔ تو ان میں سے ایک شخص کے پاس نوجوانوں کے نام اور نسب لکھے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے ان سے وہ نام اور نسب پوچھے تو انہوں نے بتا دیئے پھر نوجوان کے ساتھ چلے تا کہ اپنے ساتھیوں پر ان کی رہنمائی کرے۔ حتیٰ کہ جب وہ غار کے قریب پہنچے تو غار میں موجود نوجوانوں نے لوگوں کی آواز اور آہٹ سنی اور کہا لوگ آ رہے ہیں اور ہمارے ساتھی کو شاید پکڑ لیا گیا ہے۔ وہ نوجوان ایک دوسرے کے گلے ملے اور ایک دوسرے کو اپنے دین پر پختہ رہنے کی وصیت کرنے لگے، جب وہ نوجوان غار کے قریب پہنچا تو لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو سب حق کی موت کا جام شیریں نوش کر چکے تھے، جب بادشاہ نے انہیں مردہ حالت میں دیکھا تو اسے بہت افسوس ہوا کہ وہ ان نوجوانوں کو زندہ حالت میں نہ دیکھ سکا۔ بادشاہ نے کہا میں انہیں دفن نہیں کروں گا، میرے پاس سونے کا صندوق لے آؤ۔ ان نوجوانوں میں سے ایک بادشاہ کے خواب میں آیا اور کہا تو ہمیں سونے کے صندوق میں بند کرنا چاہتا ہے، ایسا نہ کر ہمیں اپنی غار میں ہی رہنے دے، ہم مٹی سے تخلیق کیے گئے ہیں اور مٹی میں ہی ہم نے لوٹنا ہے۔ پس بادشاہ نے ان کو غار میں ہی رہنے دیا اور ان کی غار کے اوپر ایک مسجد تعمیر کر دی۔

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک شخص اصحاب کہف کے شہر میں آیا اور اس نے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اسے کہا گیا کہ شہر کے دروازے پر ایک بت ہے جو بھی اس شہر میں داخل ہوتا ہے وہ اسے سجدہ کرتا ہے، عیسیٰ علیہ السلام کے حواری نے اس شہر میں داخل ہونا ناپسند کیا۔ وہ شہر کے قریب ایک حمام تھا اس میں آیا۔ وہ اس میں محنت مزدوری کرتا تھا اور حمام کے مالک سے اجرت لیتا تھا۔ حمام کے مالک نے بڑی برکت اور رزق میں وسعت محسوس کی۔ اس حواری کے کچھ اور نوجوان دوست بن گئے۔ حواری انہیں زمین و آسمان کی خبریں سناتا تھا حتیٰ کہ وہ بھی مومن بن گئے اور اس کی تصدیق کی، حواری نے حمام کے مالک

سے یہ شرط لگائی کہ رات کو میری اپنی مصروفیت ہوگی۔ رات کے وقت میرے اور میری نماز کے درمیان کوئی حائل نہ ہوگا۔ حالات اس طرح گزرتے گئے، ایک دن بادشاہ کا بیٹا ایک عورت کو لے کر حمام میں آیا۔ حمامی نے اسے شرم دلائی اور کہا تو شہزادہ ہے اور اس عورت کے ساتھ حمام میں داخل ہو رہا ہے۔ شہزادہ کو شرم محسوس ہوئی تو وہ واپس لوٹ گیا۔ ایک مرتبہ پھر شہزادہ ایک عورت کو لے کر آیا۔ حمامی نے پھر اسی طرح کہا تو شہزادے نے اسے گالیاں دیں اور اسے ڈانٹ دیا اور حمامی کی بات کی طرف کچھ توجہ نہ دی اور حمام کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ شہزادہ اور وہ عورت حمام کے اندر ہی مر گئے۔ بادشاہ آیا تو اسے خبر دی گئی کہ حمام والے نے تیرے بیٹے کو قتل کر دیا ہے بادشاہ نے حمامی کو تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکا۔ وہ کہیں بھاگ کر چلا گیا تھا۔ بادشاہ نے پوچھا اس کے ساتھ کون رہتے تھے؟ ان نوجوانوں کے نام بتائے گئے، ان نوجوانوں کو بھی تلاش کیا گیا لیکن وہ بھی شہر سے باہر نکل گئے تھے، راستہ میں وہ نوجوان ایک شخص کے پاس سے گزرے جوان کی طرح ایمان لا چکا تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ ساتھ چل پڑا۔ اس کے ساتھ ایک کتا تھا۔ وہ بھی ساتھ چل نکلا۔ رات کے وقت وہ سب غار میں داخل ہو گئے۔ آپس میں کہنے لگے ہم رات یہاں گزاریں گے، صبح ہوگی تو آئندہ کا پروگرام سوچیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر غنودگی طاری فرما دی۔ بادشاہ اپنے ساتھیوں کی مدد سے ان کی تلاش میں نکلا۔ اسے پتہ چلا کہ وہ اس غار میں داخل ہوئے ہیں۔ بادشاہ کے اہلکاروں میں سے ایک نے غار کے اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا تو اس پر ایسی دہشت اور رعب طاری ہوا کہ اس کی حالت دیکھ کر کوئی دوسرا غار میں داخل نہ ہوا۔ بادشاہ کو ایک ساتھی نے کہا آپ انہیں قتل کرنا چاہتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا ہاں۔ اس نے کہا پھر غار کے دروازے پر دیوار بنا دو اور انہیں یہیں چھوڑ دو، خود بخود بھوک کے پیاسے مر جائیں گے۔ بادشاہ نے اس تجویز پر عمل کرتے ہوئے غار کا منہ بند کروا دیا۔ وہب فرماتے ہیں: غار کا منہ بند ہوئے زمانہ بیت گیا۔ ایک دفعہ ایک چرواہے کو غار کے قریب بارش آ گئی۔ اس نے سوچا اگر میں اس غار کا منہ کھول دوں اور اپنی بکریاں اس میں داخل کر دوں تو بارش سے بچ جائیں گی۔ اس نے کوشش سے غار کا منہ کھول دیا۔ اللہ تعالیٰ نے صبح کے وقت دوسرے دن اصحاب کہف کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹا دیں۔ انہوں نے اپنے ایک ساتھی کو سکہ دے کر بھیجا تاکہ وہ ان کے لیے کھانا خرید لائے۔ جب وہ اپنے شہر کے دروازے پر آیا تو جوان کے سکے کو دیکھتا عجیب ہی دیکھتا حتی کہ وہ ایک شخص کے پاس آیا اور اسے کہا مجھے ان دراہم کے عوض کھانا دے۔ اس شخص نے کہا تجھے یہ دراہم کہاں سے ملے ہیں؟ اس نے کہا میں اور میرے ساتھی کل یہاں سے گئے تھے حتی کہ ہمیں رات فلاں غار میں آ گئی پھر میرے ساتھیوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کے لیے کھانا خرید لاؤں، اس شخص نے پوچھا تیرے ساتھی کہاں ہیں؟ اس نے کہا غار میں ہیں۔ وہ شخص اس کے پیچھے چل پڑا حتی کہ وہ غار کے دروازے پر پہنچ گئے۔ اس نے کہا تم یہاں ٹھہرو، پہلے میں خود اپنے ساتھیوں کے پاس جاتا ہوں۔ جب انہوں نے اسے دیکھا اور وہ ان کے قریب پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام کے کان سننے سے بند کر دیئے، پس دوسرے لوگوں نے غار میں جانے کا ارادہ کیا تو جو اندر داخل ہوتا اس پر رعب اور دہشت طاری ہو جاتی وہ اندر نہ جا سکے، انہوں نے ان کے قریب ایک مسجد بنا دی، جس میں لوگ نماز پڑھتے تھے۔ (1)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 326 (1656)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام الزجاجی رحمہ اللہ نے امالی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نوجوان جب اپنے دین کے ضیاع کے خوف سے اپنے گھر والوں سے بھاگ گئے تو لوگوں نے ان کے مفقود ہونے کی خبر بادشاہ کو پہنچادی۔ اس نے رصاص کی تختی منگوائی اور اس میں ان نوجوانوں کے نام لکھ دیئے اور اس تختی کو ایک الماری میں محفوظ کر دیا اور اس نے کہا ان کی ایک بہت بڑی شان ہوگی یہی تختی ہی الرقیم ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَضَرَبْنَا عَلَىٰٓ اٰذَانِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اسے سلا دیا ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ پھر ہم نے انہیں نیند سے بیدار کیا تا کہ ہم دیکھیں ان دو گروہوں میں سے "یعنی ان نوجوانوں کی قوم میں سے اہل ہدایت اور اہل ضلالت میں سے"۔ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْٓا انہوں نے اس دن مہینہ اور سال کو لکھ لیا جس میں وہ نوجوان نکلے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِنَعْلَمَ اَیُّ الْحِزْبَیْنِ الخ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ان دو فریقوں میں سے کسی کے پاس علم نہ تھا، نہ ان کے مومنین کے پاس اور نہ ان کے کفار کے پاس۔

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَ زِدْنٰهُمْ هُدًی ﴿۱۳﴾ وَّ رَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَاۡ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَاۤ اِذًا شَطَطًا ﴿۱۴﴾ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ لَوْ لَا یَاْتُوْنَ عَلَیْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَیِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ﴿۱۵﴾

"(اے حبیب) ہم بیان کرتے ہیں آپ سے ان کی خبر ٹھیک ٹھیک بے شک وہ چند نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کے (نور) ہدایت میں اضافہ کر دیا اور ہم نے مضبوط کر دیا ان کے دلوں کو جب وہ راہ حق میں کھڑے ہو گئے تو انہوں نے (برملا) کہہ دیا ہمارا پروردگار وہ ہے جو پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا، ہم ہرگز نہیں پکاریں گے اس کے سوا کسی معبود کو (اگر ہم ایسا کریں) تو گویا ہم نے ایسی بات کہی جو حق سے دور ہے یہ ہماری قوم ہے جنہوں نے بنالیا ہے اس کے سوا غیروں کو (اپنے) خدا۔ کیوں نہیں پیش کرتے ان (کی خدائی) پر کوئی ایسی دلیل جو روشن ہو ورنہ پھر اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے"۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا تو وہ نوجوان تھا اور کسی بھی عالم کو علم کی نعمت ملی تو وہ نوجوان تھا پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًی یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾ (الانبیاء) اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِفَتٰىهُ (الکہف:60) اِنَّهُمْ فِتْیَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے هُدًى کا معنی اخلاص نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّ رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کا یہ مطلب نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے دلوں کو ایمان کے ساتھ مضبوط کر دیا۔ اور شَطَطًا کا مطلب کذباً (جھوٹ) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے شَطَطًا کا معنی ظلم روایت کا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے شَطَطًا کا مطلب قول میں خطا روایت کیا ہے۔

وَ اِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗۤا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ يُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ﴿۱۶﴾

"اور جب تم الگ ہو گئے ان (کفار) سے اور ان معبودوں سے جن کی یہ پوجا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا۔ تو اب پناہ لو غار میں پھیلا دے گا تمہارے لیے تمہارا رب اپنی رحمت (کا دامن) اور مہیا کر دے گا تمہارے لیے تمہارے اس کام میں آسانیاں"۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ نوجوانوں کی قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی تھی اور اس کے ساتھ مختلف خداؤں کی عبادت بھی کرتی تھی۔ پس وہ نوجوان ان بتوں کی عبادت سے جدا ہو گئے لیکن عبادت الٰہی سے جدا نہ ہوئے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے مصحف میں یہ عبارت اس طرح تھی وَ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ۔ گویا یہ قرأت اس آیت کی تفسیر ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کی غار دو پہاڑوں کے درمیان تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں مِّرْفَقًا کا معنی غذاء ہے۔

وَ تَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ اِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَ هُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾ وَ تَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّ هُمْ رُقُوْدٌ ۖۗ وَّ نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ ۖۗ وَ كَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ؕ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 244، دار احیاء التراث العربی بیروت

لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّ لَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ﴿١٨﴾ وَ كَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ
لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ؕ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ؕ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ
بَعْضَ يَوْمٍ ؕ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ؕ فَابْعَثُوْۤا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ
هٰذِهٖۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَاۤ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ
وَلْيَتَلَطَّفْ وَ لَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا ﴿١٩﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ
يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿٢٠﴾

"اور تو دیکھے گا سورج جب وہ ابھرتا ہے تو وہ ہٹ کر گزرتا ہے ان کی غار سے دائیں جانب اور جب وہ ڈوبتا ہے تو بائیں طرف کتراتا ہوا ڈوبتا ہے اور وہ (سورہے) ہیں ایک کشادہ جگہ غار میں۔ (سورج کا) یوں (طلوع و غروب) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے۔ (حقیقت یہ ہے) کہ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت یافتہ ہے اور جسے وہ گمراہ کردے تو تو نہیں پائے گا اس کے لیے کوئی مددگار (اور) راہنما (اور اگر تو دیکھے تو) تو انہیں بیدار خیال کرے گا حالانکہ وہ سورہے ہیں اور ہم ان کی کروٹ بدلتے رہتے ہیں (کبھی) دائیں جانب اور (کبھی) بائیں جانب اور ان کا کتا پھیلائے بیٹھا ہے اپنے دونوں بازو ان کی دہلیز پر۔ اگر تو جھانک کر انہیں دیکھے تو ان سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو اور تو بھر جائے ان کے (منظر) کو دیکھ کر ہیبت سے۔ اور اسی طرح ہم نے بیدار کردیا تاکہ وہ ایک دوسرے سے آپس میں پوچھیں۔ کہنے لگا ایک کہنے والا ان سے کہ تم یہاں کتنی مدت ٹھہرے ہو؟ بعض نے کہا ہم ٹھہرے ہوں گے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ دوسروں نے کہا تمہارا رب بہتر جانتا ہے جتنی مدت تم ٹھہرے ہو، پس بھیجو کسی کو اپنے ساتھیوں سے اپنے ایک سکہ کے ساتھ شہر کی طرف۔ پس وہ دیکھے کے کس کے ہاں عمدہ پاکیزہ کھانا ملتا ہے۔ پس وہ لے آئے تمہارے پاس کھانا وہاں سے۔ اسے چاہیے کہ وہ خوش خلقی سے کام لے اور کسی کو تمہاری خبر نہ ہونے دے وہ لوگ اگر آگاہ ہوگئے تم پر تو وہ تمہیں پتھر مار مار کر ہلاک کردیں گے یا تمہیں (جبراً) لوٹا دیں گے اپنے (جھوٹے) مذہب میں اور (اگر تم نے ایسا کیا) تو تم کبھی بھی فلاح نہیں پاسکو گے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تَّزٰوَرُ کا معنی تَمِیْلُ اور تَّقْرِضُ کا معنی تَذَرُ (چھوڑ کر) روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَّقْرِضُ کا معنی تَتْرُکُ (چھوڑ کر)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 45-244

روایت کیا ہے۔ مجاہد فرماتے ہیں فَجْوَۃٍ کا معنی اندر کی جگہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَجْوَۃٍ کا معنی زمین کی علیحدہ اور تنہا جگہ روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے فَجْوَۃٍ کا مطلب ناحیہ (کنارہ) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے تحسب کا فاعل محمد ﷺ ہیں یعنی اے پیارے محمد ﷺ آپ انہیں بیدار خیال کریں گے۔ حالانکہ وہ سورہے ہیں۔ فرماتے ہیں: وہ پہلی نیند میں ہیں یعنی وہ اپنی نیند میں ایک سال میں ایک مرتبہ کروٹ بدلتے تھے۔

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ چھ ماہ ایک پہلو پر اور چھ ماہ دوسرے پہلو پر سوتے تھے۔

ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عیاض سے روایت کیا ہے کہ وہ ہر سال میں دو مرتبہ کروٹ بدلتے تھے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ فرماتے ہیں: ہم ان کی نو سال کروٹ بدلتے رہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہم ان کی کروٹیں بدلتے رہے تاکہ زمین ان کے گوشت نہ کھائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور الحسن رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کا نام قطمیر تھا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ایک عالم آدمی سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں: اصحاب کہف کا کتا شیر تھا۔ اس عالم نے کہا: اللہ کی قسم! وہ شیر نہیں تھا بلکہ وہ سرخ رنگ کا کتا تھا، وہ اس کے ساتھ گھر سے نکلے تھے۔ اس کتے کو قطمور کہا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کثیر النواء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اصحاب کہف کا کتا زرد رنگ کا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کوفہ میں ایک شخص تھا جسے عبید کہا جاتا تھا، اسے جھوٹ سے متہم نہیں کیا جاتا تھا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اصحاب کہف کا کتا دیکھا، وہ موٹی چادر کی طرح سرخ تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جویبر عن عبید السواق رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: میں نے اصحاب کہف کا کتا دیکھا جو چھوٹا سا تھا۔ غار کے دروازے پر ہاتھ پھیلائے ہوئے تھا۔ عبید السواق اشارہ کر کے بتاتے تھے کہ وہ اس طرح کانوں کو حرکت دیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حمید المکی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کتے کا رزق اس کے بازوؤں کے چاٹنے کو بنا دیا تھا۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے کئی طرق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الوصید سے مراد فناء ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے بِالْوَصِيْدِ کا معنی دروازہ روایت کیا ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 247 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 248

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی غار کے دروازے کا فناء روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بِالْوَصِیْدِ کا معنی اَلصَّعِیْدُ (مٹی) روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر رنے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ وہ کتا غار کے دروازے کو ان نوجوان کے اوپر بند کیے ہوئے تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرا ایک ساتھی تھا وہ بڑا سخت مزاج تھا۔ وہ اس غار کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: میں اس غار کو اندر سے دیکھ کر ہی جاؤں گا۔ اسے کہا گیا ایسا نہ کر، کیا تو نے یہ ارشاد نہیں پڑھا لَوِاطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا "اگر تو جھانک کر دیکھے ان پر تو تو ان سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑا ہو"۔ اس نے کہا میں ضرور دیکھوں گا۔ پس اس نے جھانک کر دیکھا تو اس کی آنکھیں سفید ہوگئیں اور اس کے بال تبدیل ہو گئے۔ اس کے بعد وہ لوگوں کو بتاتا تھا کہ اصحاب کہف کی تعداد نو تھی۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اَزْكٰى طَعَامًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے شخص سے کھانا لے آئے جس کا ذبیحہ حلال ہو۔ اس وقت لوگ بتوں کے لیے جانور ذبح کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ کھانا پاک ہو کیونکہ اس وقت کے لوگ خنزیر ذبح کرتے تھے۔

وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْۤا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ؕ رَبُّهُمْ اَعْلَمُ بِهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾

"اور بستی والوں کو ہم نے اچانک آگاہ کر دیا ان (اصحاب کہف) پر تا کہ وہ جان لیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور بلاشبہ قیامت کے آنے میں کوئی شبہ نہیں جب وہ بستی والے جھگڑ رہے تھے آپس میں ان کے معاملہ میں تو بعض نے کہا کہ (بطور یادگار) تعمیر کر دو ان کی غار پر کوئی عمارت۔ ان کا رب ان کے احوال سے خوب واقف ہے۔ کہنے لگے وہ لوگ جو غالب تھے اپنے کام پر کہ بخدا! ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے"۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بادشاہ نے اپنی قوم کے شیوخ کو بلایا اور اصحاب کہف کے معاملہ میں ان سے مشورہ کیا۔ شیوخ نے کہا ملک کو دقیوس کہا جاتا تھا۔ نوجوان اس کے زمانہ میں ہی گم ہوئے تھے۔ اس نے ان کے اسماء ایک تختی پر لکھ لیے تھے اور اسے شہر کے دروازہ پر لگا دیا تھا۔ بادشاہ نے وہ تختی منگوائی اور اسے پڑھا تو اس میں ان کے نام کندہ تھے۔ بادشاہ بہت خوش ہوا اور کہا یہ وہ لوگ ہیں جو مر چکے تھے پھر زندہ کیے گئے ہیں۔ پس ان کے درمیان یہ بات عام

ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کیا وَ كَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ الخ کے ارشاد میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اس وقت کے بادشاہ نے کہا میں ان نیک لوگوں کے پاس ایک مسجد تعمیر کروں گا اور مرتے دم تک اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہوں گا۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد امراء یا سلاطین ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بادشاہ نے ان کے اوپر گرجا بنایا اور اس کے اوپر لکھا ابناء الا راکنہ، ابناء الدھا قین۔

سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ سَبْعَةٌ وَّ ثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ؕ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ۬ۙ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۪ وَّ لَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا ﴿۲۲﴾

"کچھ لوگ کہیں گے کہ اصحاب کہف تین تھے چوتھا ان کا کتا تھا، کچھ کہیں گے وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا تھا۔ یہ سب تخمینے ہیں بن دیکھے اور کچھ کہیں گے وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ آپ فرمایئے (اس بحث کو رہنے دو) میرا رب بہتر جانتا ہے ان کی تعداد کو (اور) نہیں جانتے ان (کی صحیح تعداد) کو مگر چند آدمی۔ سو بحث نہ کرو ان کے بارے میں بجز اس کے کہ سرسری سی گفتگو ہو جائے اور نہ دریافت کرو ان کے متعلق (اہل کتاب) میں سے کسی اور سے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے کہ یہود کہتے تھے کہ وہ تین تھے اور نصاریٰ کہتے تھے کہ وہ پانچ تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور عبدالرزاق رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے رَجْمًۢا بِالْغَيْبِ کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ گمان کے ساتھ بات کرتے ہیں محض قیاس آرائیاں اور تخمینے لگا رہے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ ان کی صحیح تعداد بہت کم لوگ جانتے ہیں اور میں ان قلیل میں سے ہوں وہ سات تھے۔

امام عبدالرزاق، الفریابی، ابن سعد، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی قول روایت کیا ہے کہ میں ان تھوڑے لوگوں میں سے ہوں جو ان کی صحیح تعداد جانتے ہیں۔ اور وہ سات تھے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کی صحیح تعداد جاننے والے تھوڑے لوگوں میں سے میں بھی ہوں۔ فرماتے ہیں: وہ مکسلمینا اور تملیخا، مرطوس، نینونس، دردوتس،

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 329 (1664)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (1665)

کفاشطھواس، منطفوا ایسوس تھے اور تملیخا کو سکہ دے کر شہر کی طرف بھیجا گیا تھا۔ منطفو ایسوس چرواہا تھا اور کتا اس کا نام قطمیر تھا یہ کردی کتے سے چھوٹا اور قبطی کتے سے بڑا تھا۔ الاظم، قبطی سے بڑا ہوتا ہے۔ ابو عبدالرحمٰن نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جس نے ان اسماء کو کسی چیز پر لکھا اور پھر اسے آگ میں پھینکا تو آگ بجھ گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں قلیل جہاں بھی استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد دس سے کم ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَا تُمَارِ فِیۡهِمۡ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان کے متعلق بحث نہ کروائے محبوب! جو میں نے تجھے بتادیا ہے وہ تمہارے لیے کافی ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَا تُمَارِ فِیۡهِمۡ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اے محبوب! ان کے متعلق بحث کرو مگر صرف اتنی جتنی کہ ہم نے تجھ پر بیان کی ہے۔ وَّلَا تَسۡتَفۡتِ فِیۡهِمۡ مِّنۡهُمۡ اَحَدًا اور اصحاب کہف کے بارے میں یہود سے نہ پوچھو، ہم نے تمہیں ان کے معاملہ پر آگاہ کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَلَا تُمَارِ فِیۡهِمۡ کے تحت روایت کیا ہے کہ اے محبوب! جو ہم نے آپ پر بیان کیا ہے وہ آپ کے لیے کافی ہے (مزید بحث کی ضرورت نہیں)۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّلَا تَسۡتَفۡتِ فِیۡهِمۡ مِّنۡهُمۡ اَحَدًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اے محبوب! یہود سے اصحاب کہف کے بارے میں نہ پوچھو۔ (3)

وَ لَا تَقُوۡلَنَّ لِشَایۡءٍ اِنِّیۡ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَ اذۡكُرۡ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیۡتَ وَ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّهۡدِیَنِ رَبِّیۡ لِاَقۡرَبَ مِنۡ هٰذَا رَشَدًا ﴿۲۴﴾

"ہرگز نہ کہنا کسی چیز کے متعلق کہ میں اسے کرنے والا ہوں کل مگر (یہ کہ ساتھ یہ بھی کہو) اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جائے (یہ بھی) کہو کہ مجھے امید ہے کہ دکھا دے گا مجھے میرا رب اس سے بھی قریب تر ہدایت کی راہ"۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قریش اکٹھے ہوئے اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تو نے ہمارے دین سے اور ہمارے آباء کے دین سے انحراف کیا ہے جو دین آپ لے کر آئے ہیں وہ کہاں سے لے کر آئے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ دین میں رحمٰن سے لے کر آیا ہوں۔ قریش نے کہا ہم تو صرف رحمٰن یمامہ کو جانتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 330 (1666)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 263

ہیں۔ اس سے ان کی مراد مسیلمہ کذاب تھا۔ پھر قریش نے یہود کو خط لکھا کہ ہمارے درمیان ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور اس نے ہمارے اور ہمارے آباء کے دین کو چھوڑ دیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ وہ رحمٰن سے دین لے کر آیا ہے۔ ہم نے اسے کہا کہ ہم تو صرف رحمٰن یمامہ کو جانتے ہیں وہ نبی امین (امانت دار) ہے اور خیانت بھی نہیں کرتا ہے نہ دھوکا دیتا ہے، انتہائی سچا ہے، جھوٹ کبھی نہیں بولتا ہے وہ اپنی قوم میں حسب والا اور صاحب ثروت ہے۔ تم ہماری طرف کوئی ایسے سوال لکھ کر بھیجو جو ہم اس سے پوچھیں (تاکہ حقیقت کا رخ زیبا عیاں ہو جائے) یہود جمع ہوئے اور کہا (جس نبی کی آمد کا ذکر ہماری کتب میں ہے) اس کا وصف اور اس کا زمانہ تو یہی ہے جس میں اس کا ظہور ہونا ہے، یہود نے قریش کو لکھا کہ تم اس سے اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے متعلق سوالات کرو۔ اگر وہ تمہارے پاس رحمٰن سے آیا ہے اور رحمٰن اللہ عزوجل ہے (تو وہ ان سوالوں کے جواب تمہیں دے دے گا) اور اگر وہ رحمان یمامہ سے ہے تو جواب نہیں دے سکے گا۔ قریش کے پاس خط پہنچا تو اندر اندر سے بڑے خوش ہوئے۔ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نے ہمارے اور ہمارے آباء کے دین کو چھوڑ دیا ہے، ہمیں اصحاب کہف، ذوالقرنین اور روح کے متعلق بتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل میرے پاس آنا (میں کل تمہیں ان کے جوابات دوں گا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاء اللہ نہ کہا۔ پھر جبرئیل (پندرہ دن کے بعد) آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریش نے مجھ سے کچھ چیزوں کے متعلق سوالات کیے اور مجھے ان کے متعلق علم نہ تھا تا کہ میں جواب دیتا حتی کہ مجھ پر یہ حالت بہت شاق گزری۔ جبرئیل نے کہا: کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جہاں کتا اور تصویر ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں ایک کتے کا بچہ تھا۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ۫ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ وَ قُلْ عَسٰۤى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا۔ یعنی مجھے توقع ہے کہ کل آنے سے پہلے جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے اس کا علم میرے پاس آ جائے۔ پھر اصحاب کہف کا ذکر نازل ہوا اور یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ (الاسراء:85) کا ارشاد بھی نازل ہوا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی پر قسم اٹھائی پھر آپ کو چالیس راتیں گزر گئیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں تو چالیس راتوں کے گزرنے کے بعد ان شاء اللہ کہا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ استثناء میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے اگرچہ سال بعد بھی ہو۔ پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھتے تھے: وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِیْتَ۔(1)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تم کسی چیز کے متعلق کہو کہ میں ایسا کروں گا پھر ان شاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو جب یاد آ جائے ان شاء اللہ کہہ دو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ جب تجھے یاد آئے ان شاء اللہ کہہ دو۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے روایت کیا ہے جو قسم اٹھائے اور ان

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 68 (11069)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 507 (934)، مکتبۃ المعارف

شاء اللہ کہنا بھول جائے۔ فرمایا وہ ایک مہینہ تک ان شاء اللہ کہہ سکتا ہے اور بطور دلیل وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن دینار عن عطاء کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے کسی کام پر قسم اٹھائی تو اس کے لیے اونٹنی دوہنے کی مقدار تک استثناء (ان شاء اللہ کہنا) جائز ہے۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اس وقت تک استثناء کر سکتا ہے جب تک کہ اسی مجلس میں موجود ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب تک اسی کلام میں ہے استثناء کر سکتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب تو استثناء بھول جائے تو جب یاد آئے استثناء کرو۔ فرماتے ہیں: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے، ہم میں سے ہر شخص کو متصل استثناء کرنی جائز ہے (بعد میں نہیں)۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو استثناء متصل ہو اس کی وجہ سے قسم توڑنے والا حانث نہیں ہوگا اور جو استثناء غیر متصل ہو اس کی وجہ سے قسم توڑنے والا حانث ہوگا۔

امام بیہقی نے الصفات والاسماء میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قسم اٹھائی پھر کہا ان شاء اللہ۔ اگر چاہے تو اپنی قسم پر قائم رہے، اگر چاہے تو رجوع کرے وہ حانث نہیں ہوگا۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا: آج رات میں اپنی ننانوے عورتوں کے پاس جاؤں گا، ہر عورت ایک بچہ جنم دے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرے گا، فرشتے نے آپ کو کہا ان شاء اللہ کہو۔ لیکن آپ یہ نہ کہہ سکے، آپ نے تمام عورتوں سے حقوق زوجیت ادا کیے لیکن ایک عورت کے سوا کسی نے بچہ جنم نہ دیا اور جس عورت نے جنم دیا تھا وہ بھی ادھورا انسان تھا (2)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر سلیمان علیہ السلام ان شاء اللہ کہتے تو حانث نہ ہوتے اور اپنی حاجت کو بھی پا لیتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب تمہیں غصہ آئے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔(3)

بیہقی نے الاسماء والصفات میں الحسن سے روایت کیا ہے کہ جب تم ان شاء اللہ کہنا بھول جاؤ تو یاد آنے پر ان شاء اللہ کہو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابو الحارث کو ایک کوفی شخص سے روایت کرتے ہوئے سنا ہے وہ آیت پڑھتے تو کہتے جب انسان ان شاء اللہ کہنا بھول جائے تو اس کی توبہ یہ ہے کہ وہ کہے عَسٰۤى اَنْ یَّهْدِیَنِ رَبِّیْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 90 (11143)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 275، دار صادر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 216 (35465)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ ۫ وَّ لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾

''اور (اہل کتاب کہتے ہیں کہ) وہ ٹھہرے رہے اپنی غار میں تین سو سال اور زیادہ کیے انہوں نے (اس پر) نو سال۔ آپ فرمایئے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جتنی مدت وہ ٹھہرے، اسی کے لیے (علم) غیب ہے آسمانوں اور زمین کا۔ وہ بڑا دیکھنے والا ہے اور سب باتیں سننے والا ہے۔ نہیں ان کا اس کے سوا کوئی دوست اور وہ نہیں شریک کرتا اپنے حکم میں کسی کو''۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں خضوت حکیم بن عقال رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص آیت کی تفسیر کرتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کی یہی تفسیر ہے جب کہ وہ آسمان اور زمین کے درمیان فاصلہ سے بھی دور جا گرتا ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ۔ پھر فرمایا وہ لوگ کتنے سال غار میں ٹھہرے؟ علماء فرماتے ہیں: تین سو نو سال ٹھہرے۔ فرماتے ہیں: اگر یہی مقدار ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ''آپ فرمایئے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے جتنی مدت وہ ٹھہرے''۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اقوال ذکر فرمائے کہ بعض کہتے ہیں وہ تین تھے، بعض کہتے ہیں چار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ یہ سب حقیقت حال نہیں جانتے، صرف ظن و تخمین سے کام لے رہے ہیں۔ وہ اپنی غار میں تین سو سال اور زیادہ کیے انہوں (اس پر) نو سال۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن مسعود کی قرأت اس طرح تھی قالوا وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ (الآیہ) یعنی لوگوں نے کہا کہ وہ ٹھہرے رہے اپنی غار میں۔ پھر فرماتے ہیں: کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا۔ فرمایئے اللہ بہتر جانتا ہے جتنی مدت وہ ٹھہرے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قالو وَ لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ الخ یہ اہل کتاب کا قول ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو رد فرماتے ہوئے فرمایا: قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت قالوا لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ نازل ہوئی تو عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ تین سو دن یا مہینے یا سال ٹھہرے رہے؟ اللہ تعالیٰ نے سِنِیْنَ وَ ازْدَادُوْا تِسْعًا کا ارشاد نازل فرمایا۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 226، دار احیاء التراث العربی
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 267

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ضحاک عن ابن عباس سے موصولاً روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا کے تحت روایت کیا ہے کہ عدد مالبثوا۔ یعنی جتنی مقدار ٹھہرے رہے۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ سے زیادہ نہ کوئی دیکھنے والا ہے اور نہ کوئی سننے والا ہے۔

وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ﴿٢٧﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ﴿٢٨﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾

"اور پڑھ سنایئے (انہیں) جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف آپ کے رب کی کتاب سے، کوئی بدلنے والا نہیں اس کے ارشادات کا اور نہیں پائیں گے آپ اس کے سوا کوئی پناہ گاہ۔ اور روکے رکھیے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام، طلب گار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے۔ کیا آپ چاہتے ہیں دنیوی زندگی کی زینت اور نہ پیروی کیجئے اس (بدنصیب) کی غافل کر دیا ہم نے جس کے دل کو اپنی یاد سے اور وہ اتباع کرتا ہے اپنی خواہش کی اور اس کا معاملہ حد سے گزر گیا ہے۔ اور فرمایئے حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پس جس کا جی چاہے وہ ایمان لے آئے اور جس کا جی چاہے کفر کرتا رہے۔ بے شک ہم نے تیار کر رکھی ہے ظالموں کے لیے آگ۔ گھیر لیا ہے انہیں اس آگ کی دیوار نے اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی کی جائے گی ایسے پانی کے ساتھ جو پیپ کی طرح (غلیظ) ہے (اور اتنا گرم کہ) بھون ڈالتا ہے چہروں کو، یہ مشروب بڑا ناگوار ہے اور یہ قرار گاہ بڑی تکلیف دہ ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے مُلْتَحَدًا کا معنی مَلْجَأ (پناہ گاہ) روایت کیا ہے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن الازرق نے کہا کہ مجھے بتائیے کہ مُلْتَحَدًا کیا ہے؟ ابن عباس نے فرمایا: اس کا معنی زمین میں داخل ہونے کی جگہ ہے۔

خصیب الضمری نے اسی معنی میں یہ لفظ استعمال کیا ہے:

یَا لَھْفَ نَفْسِیْ وَلَھْفَ غَیْرِ مُحْدِثَہ عَلَیَّ وَمَا عَنْ قَضَاءِ اللّٰہِ مُلْتَحَدُ

"ہائے میرے نفس پر افسوس اور مجھ پر افسوس کچھ نہیں ہے قضاء الٰہی سے بچنے کے لیے زمین میں کوئی جگہ نہیں"۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے الحلیہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سلمان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مؤلفۃ القلوب رسول اللہ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھے، عیینہ بن بدر اور الاقرع بن حابس وغیرہ نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ صدر مجلس میں بیٹھیں اور ان فقیروں اور بدبودار لوگوں سے علیحدہ ہوں (ان کی مراد حضرت سلمان فارسی اور ابوذر اور دوسرے مسلمان فقراء تھے) تو ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے، آپ سے گفتگو کریں گے اور آپ کی باتیں قبول کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنْ کِتَابِ رَبِّکَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ ۚ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْھُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَۃَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَہٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ ھَوٰىہُ وَکَانَ اَمْرُہٗ فُرُطًا ﴿۲۸﴾ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ ۟ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ کے عذاب کی دھمکی دی ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ آیت کے نزول کے بعد ان فقراء صحابہ کی تلاش کے لیے کھڑے ہوئے حتی کہ انہیں مسجد کے آخری حصہ میں جا پایا۔ وہ وہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مصروف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یُمِتْنِیْ حَتّٰی اَنْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَ رِجَالٍ مِنْ اُمَّتِیْ مَعَکُمُ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتُ "سب تعریف اس ذات کے لیے جس نے میری امت میں ایسے پاک باز اور حسین سیرت لوگ پیدا فرمائے جن کی ہم نشینی کا میرے رب نے مجھے وصال سے پہلے حکم دیا ہے۔ اے اللہ کے ذاکرو! میری زندگی اور موت تمہارے ساتھ ہے"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت میرے بارے نازل ہوئی اور اس شخص کے بارے نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ میرے پاس کھجور کی پتوں کی ایک ٹوکری تھی، اس شخص نے میرے سینے پر اپنی کہنی رکھی اور کہا پیچھے ہو جا حتی کہ اس نے مجھے پیچھے دری پر ڈال دیا۔ پھر وہ کہنے لگا اے محمد! (ﷺ) ہمیں آپ کی بارگاہ میں آنے سے یہ اور اس جیسے دوسرے فقراء مانع ہیں۔ آپ کو علم ہے کہ میں ایک سردار اور رئیس آدمی ہوں، اگر آپ ان فقیروں کو اپنی بارگاہ سے اٹھا دیں تو پھر ہم آپ کے پاس آئیں گے۔ جب ہم چلے جائیں تو پھر آپ کی مرضی ہو تو انہیں اپنے

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 336 (1094)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پاس آنے کی اجازت دے دیں۔ جب وہ شخص اٹھ کر چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن سہل بن حنیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ اپنے کسی مکان میں تھے۔ آپ ﷺ ان فقراء صحابہ کی تلاش میں نکلے تو آپ ﷺ نے انہیں ذکر الٰہی میں مصروف پایا ان میں پراگندہ بال بھی تھے، خشک جلد والے بھی تھے، ایک کپڑے میں ملبوس بھی تھے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یُمِتْنِیْ حَتّٰی اَنْ اَمَرَنِیْ اَنْ اَصْبِرَ نَفْسِیْ مَعَهُمْ۔ "سب تعریف اللہ کے لیے جس نے میری امت میں ایسے (نیک سیرت اور صالح کردار) افراد بنائے جن کے ساتھ رہنے کا مجھے حکم فرمایا"۔ (1)

امام البزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص سورۂ حجر اور سورۂ کہف پڑھتے ہوئے آیا تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر وہ شخص خاموش ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسی مجلس میں قائم رہنے کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن ذر رضی اللہ عنہ کے طریق سے ان کے باپ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کے ایک گروہ کے پاس پہنچے جن میں عبداللہ بن رواحہ بھی تھے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے۔ جب حضرت عبداللہ آپ ﷺ کو دیکھ کر خاموش ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ کو فرمایا: اپنے ساتھیوں کو ذکر کراؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ ذکر کرانے کے زیادہ حق دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا وہ گروہ ہے جن کے ساتھ رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الآیہ۔

امام طبرانی نے الصغیر میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن ذر رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کر کے بتایا ہے کہ نبی کریم ﷺ عبداللہ بن رواحہ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ اپنے ساتھیوں کو ذکر کروا رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا وہ گروہ ہے جس کے ساتھ رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الآیہ۔ فرمایا: جتنی تعداد تم ذاکرین کی ہوتی ہے اتنی ہی تعداد تمہارے فرشتوں کی ہوتی ہے۔ لوگ اگر اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں تو فرشتے بھی اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں، اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں۔ تو فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اگر انسان اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرتے ہیں تو فرشتے بھی اس کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ پھر فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہیں۔ اللہ کے سب کچھ جاننے کے باوجود وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار! جب تیرے بندوں نے تسبیح کی تو ہم نے بھی تسبیح بیان کی، انہوں نے تیری بڑائی بیان کی، تو ہم نے بھی تیری بڑائی بیان کی انہوں نے تیری حمد کی۔ تو ہم نے بھی تیری حمد کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے ان تمام حاضرین مجلس ذکر کو بخش دیا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں گنہگار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 271، دار احیاء التراث العربی بیروت

شخص بھی تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے ذاکرین کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک ذکر کرنے والے کے پاس تشریف لائے جو ذکر کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر وہ رک گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ذکر کیجئے کیونکہ صبح سے لے کر سورج کے روشن ہونے تک (ذکر الٰہی کی خاطر) بیٹھنا میرے نزدیک چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔(1)

امام ابویعلی، ابن مردویہ، بیہقی (دلائل میں) اور ابونصر السجزی رحمہم اللہ نے الابانۃ میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ضعیف و نادار لوگ بیٹھے تھے اور ایک شخص ہم پر قرآن پڑھ رہا تھا اور ہمارے لیے دعا کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میری امت میں ایسے نیک سیرت افراد پیدا فرمائے جن کے ساتھ مجھے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا فقراء مسلمین کو قیامت کے روز کامل نور کی بشارت ہو وہ غنی لوگوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے (یعنی) پانچ سو سال کی مقدار (پہلے داخل ہوں گے) یہ فقراء جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے اور غنی لوگوں کا محاسبہ کیا جا رہا ہوگا۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک جماعت میں تھے جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی تھی، نبی کریم ﷺ ان کے پاس سے گزرے تو وہ رک گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم کیا کہہ رہے تھے؟ عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رحمت الٰہی تم پر نازل ہو رہی ہے۔ میں نے بھی تمہارے ساتھ اس رحمت میں شریک ہونے کو پسند کیا۔ پھر فرمایا سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میری امت میں ایسے (بختاور) لوگ پیدا فرمائے جن کے ساتھ مجھے رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قوم اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے جمع ہوتی ہے اور اس کا مقصود صرف اور صرف رضائے الٰہی ہوتا ہے تو آسمان سے ایک ندا کرنے والا ندا دیتا ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ تمہاری بخشش کر دی گئی ہے، تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے عبد اللہ بن عمر نے اس آیت کے بارے میں بتایا کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو فرضی نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے سلسلہ سے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ (الآیہ) کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت صبح اور عصر کی نماز کے بارے نازل ہوئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عدی بن الخیار سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 261، دار صادر بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 351، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 142

فرماتے ہیں: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جویبر عن الضحاک کے سلسلہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ آیت امیہ بن خلف کے بارے نازل ہوئی کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ سے ایسا مطالبہ کیا تھا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند تھا۔ اس نے کہا تھا کہ آپ ان درویشوں کو اپنی مجلس سے اٹھا دیں اور اہل مکہ کے سرداروں کو اپنا ہم نشین بنائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ہم نے اس کے دل پر مہر لگا دی ہے یعنی توحید قبول کرنے سے ہم نے اس کے دل پر مہر لگا دی ہے وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ اس نے شرک کی پیروی کی ہے وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا یعنی اللہ تعالیٰ کے بارے میں اور اللہ کی معرفت سے جہالت کے سلسلہ سے حد سے بڑھا ہوا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عیینہ بن حصن گرمی کے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آیا جب کہ آپ ﷺ کے پاس حضرت سلمان فارسی موجود تھے۔ انہوں نے اون کا جبہ پہنا ہوا تھا جس سے پسینہ کی بو آ رہی تھی، عیینہ نے کہا اے محمد! جب ہم آپ کے پاس آتے ہیں تو اسے اور اس جیسے فقراء کو اپنے پاس سے اٹھا دیا کرو تا کہ یہ ہمیں اذیت نہ دیں اور جب ہم نکل جائیں تو تم ان کے ساتھ اپنا معاملہ بہتر جانتے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا (الآیہ)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کو امیہ بن خلف کی پیروی سے روکا گیا ہے کیونکہ امیہ بھی ہر اس بات کو بھولنے والا تھا جو اسے کہی جاتی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ (الآیہ) آپ ﷺ امیہ کو چھوڑ کر اپنے اصحاب کی طرف لوٹ آئے۔ آپ ﷺ نے حضرت سلمان کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو ذکر کروا رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے کہ میں دنیا سے جدا نہیں ہوا اور اس نے مجھے اپنی امت سے ایسے فرد دکھائے جن کے ساتھ رہنے کا مجھے حکم دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے مغیرہ عن ابراہیم کے طریق سے روایت کیا ہے کہ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ سے مراد اہل ذکر ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت منصور کے طریق سے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے وَاصْبِرْ نَفْسَكَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہیں ذکر سے دور نہ کرو۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو اپنے اصحاب کے ساتھ رہنے کا حکم دیا گیا (تا کہ) آپ انہیں قرآن پڑھائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد يَعْبُدُوْنَ رَبَّهُمْ ہے یعنی جو اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی نگاہیں ان کے علاوہ کسی دوسرے (مادیت پرست) کی طرف نہ اٹھیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہاشم سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حلال و حرام میں تمیز کرتے ہیں۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَاصۡبِرۡ نَفۡسَكَ (الآیہ) کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حلال اور حرام میں فرق کرنا ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں ابراہیم اور مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد پانچ وقت کی نماز ادا کرنے والے ہیں۔(1)

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَلَا تُطِعۡ مَنۡ اَغۡفَلۡنَا قَلۡبَهٗ عَنۡ ذِكۡرِنَا عیینہ بن حصن کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ مجھے سلمان فارسی کی بد بو اذیت دیتی ہے۔ آپ ہمارے لیے علیحدہ محفل کا انتظام کیا کریں جہاں یہ لوگ نہ ہوں اور ان کے لیے آپ جدا مجلس کا اہتمام کیا کریں جہاں ہم نہ ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فُرُطًا کا معنی ضیاعاً ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَقُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ کے تحت روایت کیا ہے کہ حق سے مراد قرآن ہے۔

امام حنیش نے الاستقامہ میں، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے ایمان چاہتا ہے وہ ایمان لے آتا ہے اور جس کے لیے کفر چاہتا ہے وہ کفر کرتا ہے۔ اس کی تائید اس ارشاد سے ہوتی ہے وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ (التکویر) ''اور تم نہیں چاہتے مگر جو اللہ رب العالمین چاہتا ہے''۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ تہدید اور وعید ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت رباح بن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عمر بن حبیب سے فَمَنۡ شَآءَ الخ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے داؤد بن رافع نے بتایا کہ مجاہد فرماتے تھے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے عاجز کرنے والا نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید ہے۔

ابن جریر نے ابن عباس سے اَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا کے تحت روایت کیا ہے کہ سرادق سے مراد آگ کی دیواریں ہیں۔(3)

احمد، ترمذی، ابن ابی الدنیا (صفۃ النار میں)، ابن جریر، ابویعلی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سرادق چار ہیں یعنی دوزخ کی چار دیواریں ہیں، ہر دیوار کی موٹائی اتنی ہے کہ اسے طے کرنے کے لیے چالیس سال درکار ہوں گے۔(4)

امام احمد، بخاری (نے تاریخ میں)، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم کا ایک سمندر ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمۡ سُرَادِقُهَا۔(5)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 331 (1631)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 274، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 275

4۔ جامع ترمذی، ابواب صفۃ جہنم، جلد 2، صفحہ 82، وزارت تعلیم اسلام آباد 5۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 638 (8762)، بیروت

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت الاحنف بن قیس رحمہ اللہ سرادق میں نہیں سوتے تھے اور فرماتے تھے کہ سرادق کا ذکر دوزخیوں کے لیے کیا گیا ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مھل سے مراد وہ تلچھٹ ہے جب وہ انسان کے قریب کیا جائے تو اس کے چہرے کی کھال (گل کر) اس میں گر جائے۔(1)

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ کَالْمُهْلِ سے مراد سیاہ تلچھٹ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس سے کَالْمُهْلِ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: وہ غلیظ پانی ہے جو تیل کے تلچھٹ کی مانند ہوگا۔(2)

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے کَالْمُهْلِ کا یہ معنی روایت کیا ہے تیل کا تلچھٹ۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور ابو مالک رحمہما اللہ سے یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کَالْمُهْلِ کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے سونا اور چاندی منگوایا پھر انہیں آگ پر گرم کیا۔ جب وہ دونوں پگھل گئے تو فرمایا المھل اس کے مشابہ چیز ہے۔ یہ دوزخیوں کا مشروب ہوگا۔ اس کا رنگ آسمان جیسا ہوگا لیکن دوزخیوں کا شراب اس پگھلے ہوئے سونے اور چاندی سے بھی زیادہ گرم ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سیاہ پیپ اور خون مراد ہے جیسے تیل کا تلچھٹ ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کَالْمُهْلِ سے مراد سیاہ مشروب ہے۔ یہ بھی سیاہ ہوگا اور اس کے پینے والے بھی سیاہ ہوں گے۔

امام ابن المنذر ر رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کَالْمُهْلِ سے مراد پگھلا ہوا تانبا ہے لیکن مھل اس تانبے سے بہت زیادہ گرم ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مھل پگھلی ہوئی چاندی کی مثل ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مھل انتہائی گرم ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کیا تم جانتے ہو کہ مھل کیا ہے؟ فرمایا تیل کا تلچھٹ۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مُرْتَفَقًا کا معنی مجتمعاً روایت کیا ہے یعنی مجمع (قرار گاہ)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی منزل روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 276 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 277 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ دوزخی گرم پانی پینے کے لیے جمع ہوں گے اور الا رتفاق کا معنی المتکا (ٹھکانا) ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا ﴿ۚ۳۰﴾ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہِمُ الۡاَنۡہٰرُ یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّ یَلۡبَسُوۡنَ ثِیَابًا خُضۡرًا مِّنۡ سُنۡدُسٍ وَّ اِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَّکِـِٕیۡنَ فِیۡہَا عَلَی الۡاَرَآئِکِ ؕ نِعۡمَ الثَّوَابُ ؕ وَ حَسُنَتۡ مُرۡتَفَقًا ﴿ؑ۳۱﴾

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے (تو ہمارا یہ دستور ہے کہ) ہم ضائع نہیں کرتے کسی کا اجر جو عمدہ اور (مفید) کام کرتا ہے۔ یہی وہ (خوش نصیب) ہیں جن کے لیے ہمیشگی کے لیے جنت ہیں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں، انہیں پہنائے جائیں گے ان جنتوں میں کنگن سونے کے اور پہنیں گے سبز رنگ کا لباس جو باریک ریشمی کپڑے اور موٹے ریشمی کپڑے کا بنا ہوا ہوگا، تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے وہاں مرصع پلنگوں پر، کتنا اچھا ہے یہ اجر اور کتنی عمدہ ہے یہ آرام گاہ"۔

امام ابن المبارک اور ابن ابی حاتم نے المقبری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم فرماتے تھے اے ابن آدم! جب تو نیکی کرے تو اس سے غافل ہو جا کیونکہ وہ اس ذات کے پاس پہنچ چکی ہے جو اسے ضائع نہیں کرے گا پھر یہ آیت اِنَّا لَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ مَنۡ اَحۡسَنَ عَمَلًا۔ اور جب تو برائی کر بیٹھے تو اسے ہمیشہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی جنتی جھانکے اور اس کا کنگن ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج کی روشنی کو بھی مٹا دے جیسے سورج ستاروں کی روشنی کو مٹا دیتا ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اہل جنت میں سے ازروئے زیورات کے ادنیٰ شخص کے زیور کا اہل دنیا کے تمام زیورات کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ جو آخرت میں اسے زیور پہنائے گا وہ اہل دنیا کے تمام زیورات سے افضل ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جنت میں ایک فرشتہ ہے اگر تو چاہے کہ میں اس کا نام لوں تو میں اس کا نام لے لوں گا وہ پیدائش سے لے کر قیامت تک اہل جنت کے زیور تیار کرتا رہے گا۔ اگر ان میں سے ایک زیور بھی وہ باہر نکال دے تو سورج کی شعاع کو ختم کر دے۔ اہل جنت کے تاج موتیوں سے بنے ہوئے ہوں گے۔ اگر ایک تاج بھی

ان میں سے آسمان دنیا سے لڑھک آئے تو سورج کی روشنی کو ختم کردے گا جس طرح سورج چاند کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل جنت کو سونے، موتیوں اور چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ یہ ان پر ہر چیز سے ہلکے پھلکے ہوں گے یہ نور ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَسَاوِرَ (سے) کستوری (کی مہک آئے گی)۔

بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے۔(1)

امام نسائی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والے مردوں کو زیور اور ریشم پہننے سے منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر تم جنت کے زیور اور ریشم پسند کرتے ہو تو دنیا میں ان دونوں چیزوں کو نہ پہنو۔(2)

امام طیالسی، بخاری (تاریخ میں)، نسائی، بزار، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اہل جنت کے کپڑوں کے متعلق بتائیں کیا بنے بنائے پیدا ہوں گے یا بنے ہوئے نہ ہوں گے جنہیں بعد میں بنایا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ جنت کے پھل ان کپڑوں سے پھٹیں گے (یعنی جنتیوں کے لباس درختوں کے پھلوں سے پیدا ہوں گے)۔ ابن مردویہ نے حدیث جابر سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو الخیر مرثد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنت میں ایک درخت ہے جو ریشم پیدا کرتا ہے اہل جنت کا لباس اسی سے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اِسْتَبْرَقٍ موٹے ریشم کو کہتے ہیں۔ عجمی زبان میں اسے استبرہ کہتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اِسْتَبْرَقٍ موٹا ریشم ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اِسْتَبْرَقٍ، موٹا ریشم ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایک جنتی بندے کی طرف لباس بھیجے گا تو وہ بندہ اسے بہت پسند کرے گا اور کہے گا میں نے باغات دیکھے ہیں لیکن میں نے ایسا لباس کبھی نہیں دیکھا۔ پس وہ فرشتہ جو لباس لے کر آیا ہوگا۔ وہ کہے گا (کہ تمہارا رب ان باغات کو حکم دیتا ہے کہ اس بندے کے لیے اس قسم کا لباس تیار کرو جو وہ چاہتا ہے)

ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل جنت کے کپڑوں میں سے اگر آج دنیا میں ایک کپڑا پھیلا دیا جائے تو جو دیکھے اس پر غشی طاری ہو جائے اور لوگوں کی آنکھیں اس کی چمک اور خوب صورتی برداشت ہی نہ کر سکیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنتیوں میں سے ایک شخص

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 127، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 212 (7403)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 281

اہل جنت کے لباسوں میں سے ایک لباس پہنے گا پھر وہ اسے اپنی انگلیوں کے درمیان رکھے تو اس کی انگلیوں میں کچھ نظر نہیں آئے گا۔ وہ اسے پہنے گا تو وہ لمبا ہو جائے گا حتی کہ وہ اس کے قدموں کو ڈھانپ دے گا۔ جنتی ایک گھڑی میں ستر کپڑے پہنے گا، اس میں سے ادنی کپڑا شقیق النعمان گل لالہ کی مثل ہوگا۔ وہ ستر کپڑے پہنے گا، قریب ہے کہ وہ چھپ جائے۔ دنیا میں کوئی شخص طاقت نہیں رکھتا کہ وہ سات کپڑے پہنے جس کی اس کی گردن میں وسعت ہو۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو رافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی میت کو کفن پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے موٹے اور باریک ریشم سے (لباس) پہنائے گا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الہیثم بن مالک الطائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص اپنے صوفے پر چالیس سال (جنت میں) بیٹھے گا نہ اس سے ادھر ادھر ہوگا اور نہ اس سے اکتائے گا۔ پس اس کے پاس ہر چیز پہنچ جائے گی جو اس کے دل میں آئے گی اور جو اس کی آنکھیں پسند کریں گی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ثابت سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ پہنچی ہے کہ ایک شخص جنت میں ستر سال اپنی آرام گاہ پر بیٹھے گا۔ اس کے پاس (وہاں ہی) اس کی ازواج، خدام اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دوسری نعمتیں اور نوازشات ہوں گی اور تھوڑی دیر کے لیے اس کی نظر غافل ہوگی تو اس کی بیویاں اس کے لیے ایسی ہوں گی کہ اس نے (گویا) اس سے پہلے دیکھی ہی نہیں ہیں وہ بیویاں اس سے کہیں گی تیرے لیے وقت آچکا ہے تو ہمارے لیے اپنی ذات سے حصہ بنائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْاَرَآئِكِ ان پلنگوں کو کہتے ہیں جو حجلۂ عروسی کے درمیان میں لگے ہوتے ہیں (2) ان پر ایسے قالین ہوں گے جو آسمان میں ایک فرسخ بلند ہوں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اریکہ وہ تخت ہوتا ہے جو حجلۂ عروسی میں سجایا گیا ہو۔ اگر تخت بغیر حجلۂ عروسی کے ہو تو اسے اریکہ نہیں کہتے اور اگر حجلۂ عروسی بغیر تخت کے ہو تو اسے اریکہ نہیں کہا جاتا۔ جب دونوں چیزیں جمع ہوں تو اس مجموعہ کو اریکہ کہتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْاَرَآئِكِ وہ تخت جن کے اوپر حجلۂ عروسی بنایا جاتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ارائک موتیوں اور یاقوت سے بنے ہوئے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نہیں جانتے تھے کہ الْاَرَآئِكِ کیا چیز ہیں حتی کہ ہم ایک یمنی شخص سے ملے۔ پس اس نے ہمیں بتایا کہ اریکہ ان کے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 6-505 (1307)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 281

3۔ ایضاً

نزدیک اس حجلہ عروسی کو کہتے ہیں جس میں تخت بھی سجایا گیا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابورجاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت الحسن رحمہ اللہ سے پوچھا گیا الْاَرَآئِكِ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس سے مراد حجلۂ عروسی ہے۔ اہل یمن کہتے ہیں اَرِیْکَۃُ فُلَانٍ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے الْاَرَآئِكِ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ تختوں پر حجلہ ہائے عروسی ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْاَرَآئِكِ اس حجلۂ عروسی کو کہتے ہیں جس میں تخت موجود ہوں۔(2)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا ﴿۳۲﴾ كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْئًا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ﴿۳۳﴾ وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾

"اور بیان فرمائیے ان کے لیے مثال دو آدمیوں کی ہم نے دیئے تھے ان دونوں میں سے ایک کو دو باغ انگوروں کے اور ہم نے باڑ بنا دی ان دونوں کے ارد گرد کھجور (کے درختوں) کی اور اگا دی ان دونوں کے درمیان کھیتی یہ دونوں باغ اپنے اپنے پھل لائے اور نہ کم ہوئی ان سے کوئی چیز اور ہم نے جاری کر دیں ان کے درمیان نہریں۔ اور (باغوں کے علاوہ) اور بھی اس کے اموال تھے تو (ایک روز) اس نے اپنے ساتھی سے بحث مباحثہ کے دوران کہا کہ میں دولت کے لحاظ سے بھی تم سے زیادہ ہوں اور نفری کے لحاظ سے بھی تم سے طاقت ور ہوں۔ اور (ایک دن) وہ اپنے باغ میں گیا درانحالیکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا تھا، کہنے لگا میں نہیں خیال کرتا کہ یہ (سر سبز و شاداب) باغ کبھی برباد ہوگا۔ اور میں یہ خیال بھی نہیں کرتا کہ کبھی قیامت بھی برپا ہوگی اور بفرض محال اگر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 281 2۔ ایضاً

مجھے لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو یقیناً میں پاؤں گا اس (نزہت گاہ) سے بہتر پلٹنے کی جگہ۔ اس کے ساتھی نے اس بحث و مباحثہ کے درمیان کہا کیا تو انکار کرتا ہے اس ذات کا جس نے تجھے پیدا فرمایا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر بنا سنوار کر تجھے مرد بنایا"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ اَعْنَابٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ جنت سے مراد باغ ہے۔ اس کا باغ ایک تھا اور دیوار بھی ایک تھی لیکن درمیان میں نہر تھی۔ اس وجہ سے دو باغ فرمایا اور دیوار کے ایک ہونے کی وجہ سے (جنۃ) ایک باغ فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابو عمرو الشیبانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابو فرطس کی نہر، ان دو باغوں کی نہر تھی۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: وہ رملہ کی مشہور نہر ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَيْـًٔا کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا پھل کبھی کم نہیں ہوتا تھا۔ باغ کے ہر درخت کا پھل کھایا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خِلٰلَهُمَا سے مراد وَسَطَهُمَا (ان کا درمیان) ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ میں ثَمَرٌ سے مراد مال ہے۔

امام ابو عبید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے ثُمُرٌ کو ثاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے یعنی اس کے پاس کئی قسم کے اموال تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ثُمُرٌ سے مراد سونا اور چاندی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بشیر بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ثُمُرٌ کو ثاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور فرماتے ثُمُرٌ سے مراد مال، اولاد اور غلام ہیں اور ثمر سے مراد پھل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو یزید المدنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وہ اسے كَانَ لَهٗ ثُمُرٌ پڑھتے تھے۔ فرماتے: اس کا مطلب اصل، مال اور پھل ہے۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد اپنے رب کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اَنْ تَبِيْدَ کا معنی تھلك روایت کیا ہے یعنی میں تو تصور بھی نہیں کرتا کہ یہ باغ کبھی ہلاک ہوگا اور قیامت کے قائم ہونے کا بھی گمان نہیں کرتا۔ اگر قائم ہو بھی گئی اور بفرض محال مجھے لوٹایا بھی گیا اپنے رب کی طرف تو یقیناً میں اس نزہت گاہ میں بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا۔

لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِرَبِّيْۤ اَحَدًا ۝۳۸ وَلَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 283، دار احیاء التراث العربی بیروت

قُلْتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ۚ﴿۳۹﴾

''لیکن میں (تو) وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں شریک نہیں ٹھہراتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو اور کیوں ایسا نہ ہوا کہ جب تو باغ میں داخل ہوا تو تو کہتا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ (وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کسی میں کوئی طاقت نہیں) اگر تو نے مجھے دیکھا کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کلمات سکھائے جو میں تکلیف اور مصیبت کے وقت کہتی ہوں (وہ کلمات یہ ہیں) اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا۔ اللہ ہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب اپنے مال میں سے کوئی ایسی چیز دیکھتے جو انہیں پسند ہوتی یا اپنے کسی باغ میں داخل ہوتے تو مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتے۔ یہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَ لَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ الخ سے استدلال کرتے تھے۔ (1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زیاد بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابن شہاب جب اپنے مال میں داخل ہوتے تو مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہتے اور اس کی سند وَ لَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ (الآیہ) کو بناتے۔

ابن ابی حاتم نے مطرف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مالک جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو ماشاء اللہ کہتے۔ میں نے مالک سے کہا تم یہ کیوں کہتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وَ لَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ (الآیہ)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حفص بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے وہب بن منبہ کے دروازے پر ماشاء اللہ لکھا ہوا دیکھا۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے وَ لَوْلَاۤ اِذْ دَخَلْتَ۔ الآیہ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن مرۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ افضل دعا انسان کا قول ماشاء اللہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص سوال کرتا ہے وہ ماشاء اللہ کہنے کی وجہ سے جلدی کامیاب ہونے والا ہوتا ہے۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت یحییٰ بن سلیم الطائفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے ایک حاجت کا سوال کیا لیکن اس کے پورا ہونے میں تاخیر ہوگئی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے ماشاء اللہ کہا تو حاجت پوری ہوکر سامنے آگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا رب میں تجھ سے فلاں وقت سے اپنی حاجت طلب کررہا تھا۔ اب تو نے مجھے وہ عطا فرمائی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا: اے موسیٰ! کیا تجھے علم نہیں کہ تیرا قول ماشاء اللہ زیادہ جلدی پورا کرنے والا ہے ان حوائج کو جو تو اس کے ذریعے طلب کرے گا۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 90(4370)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور نسائی نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تیری جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر رہنمائی نہ کروں؟ انہوں نے عرض کیا: وہ کیا ہے؟ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(1)

امام ابن سعد، احمد، ترمذی، انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: ان کے باپ انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت کرنے کے لیے آپ کے پاس چھوڑ آئے۔ فرماتے ہیں: میرے پاس نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے پاؤں سے مارا اور فرمایا: کیا میں تیری جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر راہنمائی نہ کروں؟ میں نے کہا: ضرور کرم فرمائیے۔ فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(2)

امام احمد نے حضرت ابو امامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوذر سے فرمایا: اے ابوذر! میں تجھے ایسا کلمہ نہ سکھاؤں جو جنت کے خزانہ سے ہے؟ ابوذر نے عرض کی: حضور! ﷺ ضرور کرم کیجئے۔ فرمایا تم کہو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہاری رہنمائی جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پر نہ کروں؟ فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کثرت سے پڑھنے کا حکم دیا کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ میں تمہاری جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پر رہنمائی نہ کروں، تم کثرت سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا کرو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

ابویعلی، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندے پر جو اہل یا مال یا اولاد کی صورت میں نعمت عطا فرمائی ہو پھر وہ (اسے دیکھ کر) مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت سے ہر آفت دور فرما دیتا ہے حتیٰ کہ اس پر موت آجائے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ لَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ الخ۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو کوئی اپنے مال میں کوئی چیز دیکھے جو اسے اچھی لگے تو مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے تو اس مال کو کبھی کوئی آفت لاحق نہیں ہوگی۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ لَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ الخ۔ یہ حدیث بیہقی نے الشعب میں حضرت انس سے روایت کی ہے۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 228، 242، دار صادر بیروت بحوالہ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 118، دار الفکر بیروت

2۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 198، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 13، صفحہ 517، بحوالہ الزوائدہ، جلد 10، صفحہ 120 (16902)، دار الفکر بیروت

4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 20-119 (16902)، دار الفکر بیروت

5۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 90 (4369)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص پر اللہ تعالیٰ نے کوئی انعام فرمایا ہو اور وہ اس کو باقی رکھنا چاہتا ہو تو اسے چاہیے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی کثرت کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ الخ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تیری جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پر راہنمائی نہ کروں جو عرش کے نیچے ہے؟ میں نے کہا ضرور کرم فرمایئے فرمایا تو یہ کہہ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ عمرو بن میمون نے فرمایا: میں نے ابو ہریرہ سے کہا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کا کلمہ مراد ہے۔ فرمایا نہیں۔ یہ سورۂ کہف میں ہے وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(1)

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے الصحابہ میں حماد بن سلمہ عن سماک عن جریر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں فارس کی طرف نکلا تو میں نے کہا مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، مجھے ایک شخص نے یہ کہتے ہوئے سن لیا۔ اس نے کہا کیا میں یہی کلام آج سن رہا ہوں جو میں نے آسمان سے سننے کے بعد کسی سے نہیں سنا تھا؟ میں نے کہا تو اور آسمان کی خبر (یہ کیسے ہوسکتا ہے؟) اس نے کہا میں کسریٰ کے ساتھ تھا اس نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا میں گیا پھر واپس آیا تو شیطان میرے گھر میں میری شکل میں موجود تھا۔ وہ میرے سامنے آیا اور یہ شرط رکھی کہ ایک دن میرے لیے ہوگا اور ایک دن تیرے لیے ہوگا ورنہ میں تجھے ہلاک کردوں گا۔ میں اس پر راضی ہوگیا۔ وہ میرے ساتھ بیٹھتا، میں اس سے باتیں کرتا، وہ مجھ سے باتیں کرتا۔ ایک دن اس نے مجھے کہا میں ان شیطانوں میں ہوں جو چوری چھپے آسمان کی باتیں سنتے ہیں اور آج رات میری باری ہے۔ میں نے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ میں بھی تیرے ساتھ چھپ جاؤں؟ اس نے کہا ہاں۔ وہ تیار ہوا اور میرے پاس آیا اور کہا میری معرفت سیکھ لے، اس کو نہ چھوڑنا ورنہ ہلاک ہوجائے گا۔ میں نے اس کی معرفت حاصل کی۔ مجھے وہ اوپر لے گیا حتی کہ میں نے آسمان کو پالیا وہاں ایک کہنے والا کہہ رہا تھا مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ پس یہ سنتے ہی سارے شیطان مونہوں کے بل گر پڑے اور میں بھی گر پڑا۔ میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس آیا، کچھ دنوں کے بعد وہ بھی آگیا۔ میں نے مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہنا شروع کردیا تو وہ پگھلنے لگا حتی کہ مکھی کی طرح ہوگیا۔ پھر اس نے کہا تو نے اپنی اس کلمہ سے حفاظت کرلی ہے پس وہ ہمیں چھوڑ کر چلا گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت یحییٰ بن سلیم الطائفی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے شیخ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ کلمہ جس کے ساتھ فرشتے شیطانوں کو جھڑکتے ہیں جب وہ چوری چھپے سننے کی کوشش کرتے ہیں، ماشاء اللہ ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کوئی بھی فرشتہ زمین پر نہیں اتر سکتا ہے حتی کہ وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہہ لے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 335، دار صادر بیروت
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 161

حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے اور کم از کم بیماری دل کی بیماری ہے۔

امام ابن مردویہ، الخطیب اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبرئیل نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی یہ تفسیر بتائی ہے کہ اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی کوئی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی قوت سے اور اللہ کی اطاعت کی بھی کوئی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے تحت روایت کیا۔ فرماتے ہیں: توفیق الٰہی کے بغیر ہمیں اطاعت کی طاقت نہیں اور توفیق الٰہی کے بغیر ہمیں گناہ کو چھوڑنے کی طاقت نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے زہیر بن محمد سے روایت کیا ہے ان سے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر اپنی تمنا پوری نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر کسی مصیبت سے بچ نہیں سکتا۔

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ﴿۴۰﴾ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ﴿۴۱﴾ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۴۲﴾ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ﴿۴۳﴾ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ عُقْبًا ﴿۴۴﴾ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ﴿۴۵﴾

"پس عجب نہیں کہ میرا رب مجھے عطا فرمادے کوئی بہتر چیز تیرے (اس) باغ سے اور اتارے اس باغ پر کوئی آسمانی عذاب تو ہو جائے یہ (سرسبز) باغ ایک چٹیل میدان۔ یا یوں جذب ہو جائے اس کا پانی زمین کی گہرائی میں کہ پھر تو اس کو تلاش کے باوجود نہ پاسکے اور اس کے (باغ) کا پھل برباد ہو گیا۔ پس وہ کف افسوس ملنے لگا اس مال کے نقصان پر جو اس نے باغ پر خرچ کیا تھا اور (اب) وہ گر پڑا تھا اپنے چھپروں پر اور (بصد حسرت) کہنے لگا کاش! میں نے کسی کو اپنے رب کا شریک نہ بنایا ہوتا اور نہ رہی تھی اس کے پاس کوئی جماعت جو اس کی مدد کرتی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اور نہ وہ بدلہ لینے کے قابل تھا۔ یہاں سے ثابت ہو گیا کہ سارا اختیار اللہ سچے کے لیے ہے۔ وہی بہتر ثواب دینے والا ہے اور اس کے ہاتھ میں بہتر انجام ہے۔ بیان فرمایئے ان سے دنیوی

زندگی کی (ایک اور) مثال، یہ پانی کی طرح ہے جسے ہم نے اتارا ہے آسمان سے، پس گنجان ہو کر اگتی ہیں اس پانی سے زمین کی انگوریاں پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ خشک بوسیدہ گھاس ہو جاتی ہے، اڑائے پھرتی ہیں اسے ہوائیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حُسْبَانًا کا مطلب عذاب ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ کے بارے مجھے بتایئے ابن عباس نے فرمایا: اس سے مراد آگ ہے۔ نافع نے کہا: عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا:

بَقِيَّةُ مَعْشَرٍ صُبَّتْ عَلَيْهِمْ　　شَآبِيبُ مِنَ الْحُسْبَانِ شُهُبُ

''باقی خاندان پر آگ کے شعلے برسائے گئے''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے حُسْبَانًا کا مطلب آگ روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے صَعِيْدًا زَلَقًا کا مطلب چٹیل میدان ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حُسْبَانًا کا مطلب عذاب ہے۔ صَعِيْدًا زَلَقًا یعنی اس طرح وہ باغ کاٹا جائے کہ اس زمین میں کوئی چیز نہ چھوڑی گئی ہو۔ غَوْرًا یعنی اس کا پانی زمین کی گہرائی میں چلا جائے يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے افسوس کرتے ہوئے اپنے ضائع شدہ باغ پر۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: صَعِيْدًا زَلَقًا سے مراد پھسلنی زمین ہے جس میں کوئی پودا نہیں اگتا ہے۔ اُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فرماتے ہیں دونوں باغوں کا پھل تباہ و برباد ہو گیا۔ وہ اس پر ندامت و شرمندگی سے ہاتھ ملنے لگا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وہ گر پڑا تھا اپنے چھپروں پر یعنی اس کا نیچے والا حصہ اوپر کر دیا گیا تھا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے الضحاک سے وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ کے تحت روایت کیا ہے کہ امر الٰہی نے اسے گھیر لیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ کے تحت روایت کیا ہے: عشیرۃ یعنی اس کا کوئی خاندان نہ تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہی معنی روایت کیا ہے۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی ایسا لشکر نہ تھا جو اس کی مدد کرتا۔ مُنْتَصِرًا کا معنی مُمْتَنِعًا (حفاظت کرنے والا) کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے مبشر بن عبید سے روایت کیا ہے کہ اَلْوَلَايَةُ سے مراد دین ہے اور اَلْوَلَايَةُ کا مطلب امارت بھی ہے۔

امام حاکم نے حضرت صہیب سے روایت کیا ہے: جب کسی بستی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہونا چاہتے تو اسے دیکھتے ہی یہ دعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَ رَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 288　2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 335 (1684)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا ﴿٤٦﴾ وَ يَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّ حَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ﴿٤٧﴾ وَ عُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ۚ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۢ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ﴿٤٨﴾

''مال اور فرزند (تو صرف) دنیوی زندگی کی زیب و زینت ہیں (درحقیقت) باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں تیرے رب کی ہاں ثواب کے اعتبار سے اور بہتر ہیں جن سے امید وابستہ کی جاتی ہے اور (غور کرو) جس روز ہم مٹا دیں گے پہاڑوں کو (ان کی جگہ سے) اور تم دیکھو گے زمین کو کہ کھلا میدان ہے اور ہم جمع کریں گے انہیں پس نہیں پیچھے رہنے دیں گے ان میں سے کسی کو۔ اور پیش کیے جائیں گے آپ کے رب کی بارگاہ میں صفیں باندھے ہوئے (پھر ہم انہیں کہیں گے کہ) آج تم آ گئے ہو ہمارے پاس جیسے ہم نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی بار، ہاں تم تو یہ خیال کیے ہوئے تھے کہ ہم نہیں مقرر کریں گے تمہارے لیے وعدہ کا وقت''۔

امام ابن ابی حاتم اور الخطیب رحمہما اللہ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مال کو مال اس لیے کہا جاتا ہے کہ لوگ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ دنیا کو دنیا اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ قریب ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے بیٹے یحییٰ کا وصال ہوا، جب اسے قبر میں اتارا گیا تو ایک شخص نے کہا اللہ کی قسم! اگر یہ لشکر کا سردار ہوتا تو اسے روک لیتا۔ اس نے کہا مجھے اس کے روکنے سے کیا چیز مانع ہے؟ کل یہ دنیا کی زینت تھا اور آج اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مال اور بیٹے یہ دنیا کی کھیتی ہیں اور عمل صالح آخرت کی کھیتی ہے۔ اللہ لوگوں کے لیے ان دونوں کو جمع فرمائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے مراد یہ کلمات ہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔

امام سعید بن منصور، احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ کثرت سے کرو، پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں؟ فرمایا تکبیر، تہلیل، تسبیح، تحمید اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(1)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 694(1889)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، احمد اور ابن مردویہ نے حضرت النعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
خبردار (غور سے سنو) سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے ہیں۔(1)
امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی رحمہم اللہ نے الصغیر میں حاکم رحمہ اللہ اور انہوں نے اسے صحیح کہا ہے۔
امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اپنی ڈھال پکڑو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ کیا دشمن کے خلاف جو پہنچ چکا ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ دوزخ کی آگ سے بچاؤ کے لیے اپنی اپنی ڈھال پکڑو اور وہ یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یہ قیامت کے روز آئیں گے۔ یہ مقدمات، معقبات اور محسنات اور اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہیں۔(2)
امام طبرانی، ابن شاہین نے الترغیب فی الذکر میں اور ابن مردویہ نے ابو الدرداء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ یہ باقیات صالحات ہیں۔ یہ خطاؤں کو اس طرح گرا دیتی ہیں جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے اور یہ جنت کے خزانوں سے ہیں۔
ابن مردویہ نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک خشک درخت کے پاس سے گزرے تو آپ نے اس کی ٹہنیوں میں سے ایک ٹہنی کو پکڑ کر حرکت دی تو اس کے تمام پتے گر گئے۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی کہنے والا کہتا ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت سے پتے جھڑ گئے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ۔
امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جیسے درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے۔(3)
امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کوئی کلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ یہ چار کلمات ہیں پس تو مجھ سے زیادہ سوال نہ کر، تجھے کوئی ضرر نہیں جس کلمہ سے چاہے شروع کر دے۔(4)
امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم رات کے مجاہدہ سے عاجز آ جاؤ اور دشمن کا مقابلہ سے عاجز آ جاؤ تو اس قول سے عاجز نہ ہو جاؤ سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ یہ اَلْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہیں۔
امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخ سے بچاؤ کے لیے ڈھال لے لو، تم کہو سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 68-267، دار صادر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 725 (1985)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 152
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 109 (29896)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اِلاَّ بِاللّٰهِ یہ مقدمات ہیں۔ مؤخرات ہیں یہ منجیات ہیں اور یہی الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ اپنی اپنی ڈھال لے لو۔ صحابہ نے عرض کی دشمن سے جو پہنچ چکا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ آگ سے بچاؤ کے لیے تم کہو سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ یہ قیامت کے دن آئیں گے۔ یہ مقدمات، محسنات، معقبات اور الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے ہے جو یہ کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر رات تمہیں قیام سے روک دے اور تم قیام نہ کر سکو اور دن سے تم عاجز آ جاؤ اور تم روزہ نہ رکھ سکو اور تم مال پر بخیل بن جاؤ اور مال خرچ نہ کرو اور دشمن کے مقابلہ سے تم بزدل پڑ جاؤ اور جہاد نہ کر سکو تو سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کی کثرت کرو کیونکہ یہ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت سعد بن جنادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اسلام قبول کیا اور مجھے رسول اللہ ﷺ نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، اِذَا زُلْزِلَتِ۔ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ سورتیں سکھائیں اور مجھے یہ کلمات سکھائے سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور فرمایا یہ الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہیں۔(2)

امام احمد، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت عثمان بن عفان سے روایت کیا ہے کہ ان سے الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا وہ یہ ہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ۔(3)

امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن جریر نے ابن عمر سے روایت کیا ہے: ان سے الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ۔(4)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: ان سے الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے مراد اللہ کا یہ ذکر ہے، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ تَبَارَكَ اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ و استغفر الله وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ، نماز، روزہ، حج، صدقہ، غلام آزاد کرنا، جہاد، صلہ رحمی تمام نیکیاں۔ یہ سب الْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ ہیں، جنت میں اپنے کرنے والوں کے لیے باقی رہیں گے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 92، (29729) 2۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 51 (5482)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 294، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً

ابن ابی شیبہ اور احمد نے الزہد میں سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم سعد بن ابی وقاص کے پاس تھے کہ ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔ فرمایا میں نے اس خاموشی کے دوران ایسی بات کہی ہے جو دریائے نیل اور فرات کی سیرابی سے بھی بہتر ہے۔ ہم نے پوچھا تم نے کیا کہا ہے؟ فرمایا میں نے کہا سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ سے مراد اچھا اور پاکیزہ کلام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو لوگ اللہ کے جلال کی وجہ سے اس کی تسبیح، تحمید، تکبیر اور تہلیل کرتے ہیں تو وہ کلمات عرش کے اردگرد چکر لگاتے ہیں، ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی طرح ہوتی ہے، یہ اپنا ذکر کرنے والوں کو یاد کرتے ہیں۔ کیا تم میں کوئی یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کوئی ایسی چیز ہو جو اس کا ذکر کرتی ہو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بیان کیا کہ وہ قرآن یاد نہیں کر سکتا، اس نے کوئی ایسا وظیفہ پوچھا جو قرآن کی تلاوت کے قائم مقام ہو جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یہ کہو سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چند کلمات ایسے ہیں جنہیں جب بندہ کہتا ہے تو فرشتہ انہیں اپنے پروں پر رکھتا ہے: پھر انہیں اوپر لے جاتا ہے، فرشتوں کے کسی مجمع سے گزرتا ہے تو وہ فرشتے ان کلمات پر اور ان کلمات کے کہنے والوں پر صلاۃ بھیجتے ہیں حتی کہ وہ کلمات رحمٰن کے سامنے رکھے جاتے ہیں (وہ کلمات یہ ہیں) سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے ہر برائی اور مصیبت سے بچا لیتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن البصری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ ایک ندا کرنے والا آسمان میں ندا کر رہا ہے: اے لوگو! اپنی گھبراہٹ کے ہتھیار لے لو۔ لوگوں نے ہتھیار لے لیے ایک شخص آیا۔ اس کے ہاتھ میں ڈنڈا تھا۔ آسمان کے منادی نے ندا دی یہ تمہاری گھبراہٹ کا ہتھیار نہیں ہے، اس زمین والے شخص نے کہا پھر ہماری گھبراہٹ کے کون سے ہتھیار ہیں؟ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا مجھے اتنی تعداد میں دنانیر صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے نزدیک سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اتنی مقدار میں گھوڑوں پر رسیوں سمیت (مجاہدین کو) سوار کروں۔(6)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 56 (29434)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 54 (29415)
3۔ ایضاً (29419)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 74 (29578)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 75 (29580)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 54 (29423)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے اپنی طرف سے الحمدللہ رب العالمین کہا اللہ تعالیٰ اس کے لیے تیس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس سے تیس گناہ مٹا دیتا ہے اور جو اللہ اکبر کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے بیس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے بیس گناہ مٹا دیتا ہے اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے بیس نیکیاں لکھتا ہے اور بیس برائیاں مٹاتا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اَلْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ، اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ہود:114) سے مراد پانچوں نمازیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابن المنذر اور ابن ابی شیبہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ کی اطاعت اَلْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہر وہ عمل جس سے رضا الٰہی مقصود ہو وہ اَلْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ میں سے ہے۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے: خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا فرماتے ہیں مشرکین کی جزاء سے بہتر جزاء۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے خَیْرٌ اَمَلًا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر کام کرنے والے کی ایک امید ہوتی ہے جو وہ رکھتا ہے اور مومن از روئے امید کے سب لوگوں سے بہتر ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً کے تحت روایت کیا ہے: اس سے مراد ایسی زمین ہے جس میں نہ کوئی آبادی ہو اور نہ کوئی علامت ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ تَرَى الْاَرْضَ بَارِزَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ایسی زمین ہے جس میں نہ کوئی عمارت ہو اور نہ کوئی درخت ہو۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے التوحید میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ندا دے گا اے میرے بندو! میں اللہ ہوں کوئی معبود نہیں سوائے میرے (میں) ارحم الراحمین، احکم الحاکمین، اسرع الحاسبین ہوں، اپنی حجت پیش کرو اور آسان کرو جواب، بے شک تم سے باز پرس ہوگی تمہارا محاسبہ ہوگا، اے میرے فرشتو! میرے بندوں کو حساب کے لیے قدموں کے پوروں کے اطراف پر صفوں میں سیدھا کھڑا کرو۔

وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا فِیْهِ وَ یَقُوْلُوْنَ یٰوَیْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً اِلَّاۤ اَحْصٰىهَا ۚ وَ وَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ؕ وَ لَا یَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾

''اور رکھ دیا جائے گا (ان کے سامنے) نامۂ عمل پس تو دیکھے گا مجرموں کو کہ وہ ڈر رہے ہوں گے اس سے جو اس

میں ہے اور کہیں گے صد حیف! اس نوشتہ کو کیا ہو گیا ہے کہ نہیں چھوڑا اس نے کسی چھوٹے گناہ کو اور نہ کسی بڑے گناہ کو مگر اس نے اس کا شمار کر لیا ہے اور (اس دن) وہ پالیں گے جو عمل انہوں نے کیے تھے اپنے سامنے اور آپ کا رب تو (اے حبیب!) کسی پر زیادتی نہیں کرتا"۔

امام البزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز ابن آدم کے لیے تین دفتر نکالے جائیں گے ایک دفتر میں اس کے نیک اعمال ہوں گے، دوسرے میں اس کے گناہ ہوں گے اور تیسرے میں اس پر اللہ کی طرف سے عطا کردہ نعمتوں کا ذکر ہوگا۔

امام طبرانی نے سعد بن جنادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو ہم ایک چٹیل میدان میں اترے جہاں کچھ بھی نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ کسی کے پاس ہے جمع کرو، جس کے پاس لکڑی ہے وہ لے آئے، جس کے پاس ہڈی یا کوئی اور چیز ہے وہ لے آئے۔ راوی فرماتے ہیں: تھوڑی دیر میں ہم نے مال کا ڈھیر لگا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم یہ ڈھیر دیکھ رہے ہو؟ بلکہ اسی طرح تم میں سے ہر شخص کے گناہ جمع ہوں گے جیسے تم نے یہ ڈھیر جمع کیا ہے۔ پس ہر شخص کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے، نہ چھوٹا گناہ کرے نہ بڑا کیونکہ یہ سب شمار کیے جائیں گے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹے گناہوں سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے (جواب کا) مطالبہ ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ صَغِيْرَةً سے مراد بغیر وجہ کے مسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد قہقہہ لگانا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صَغِيْرَةً سے مراد مومنین سے استہزاء کرتے ہوئے مسکرانا ہے اور کبیرہ سے مراد قہقہہ لگانا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا، فرمایا لوگ شمار کی شکایت کریں گے جیسا کہ تم سنتے ہو اور کوئی شخص ظلم کی شکایت نہیں کرے گا، پس تم چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بچو کیونکہ یہ بھی گناہ گار پر جمع ہوں گے اور اسے ہلاک کر دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں سے سوال ہوگا حتی کہ مسکرانے کا بھی سوال ہوگا۔ پوچھا جائے گا فلاں فلاں دن کیوں مسکرایا تھا۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ؕ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ

1۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 52 (5485)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

دُوْنِیْ وَ هُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ؕ بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا ۝۵۰

''اور یاد کرو جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو پس سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ قوم جن سے تھا، سو اس نے نافرمانی کی اپنے رب کے حکم کی۔ (اے اولاد آدم!) کیا تم بناتے ہو اسے اور اس کی ذریت کو اپنا دوست مجھے چھوڑ کر حالانکہ وہ سب تمہارے دشمن ہیں، ظالموں کے لیے بہت برا بدلہ ہے''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ملائکہ کا ایک قبیلہ ہے جنہیں جن کہا جاتا ہے، ابلیس ان میں سے تھا، وہ آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے اس میں وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پس اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو شیطان مردود بنا دیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جنتوں کے خازن کو بھی جان کہا جاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس اور ابن مسعود کا ابلیس کے بارے میں اختلاف ہوا۔ ایک نے کہا وہ ان ملائکہ میں سے تھا جنہیں جن کہا جاتا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس معزز اور مکرم فرشتوں کے قبیلہ سے تھا اور جنتوں کا خازن تھا، اس کو آسمان دنیا کی سلطانی حاصل تھی، اس کو مجمع البحرین پر تسلط حاصل تھا یعنی بحر روم اور بحر فارس۔ ایک مشرق کی طرف اور دوسرا مغرب کی طرف ہے۔ اسے زمین کی سلطانی بھی حاصل تھی۔ یہ وہ تھا جس کے نفس نے اس کو قضاء الٰہی کے ساتھ مزین کر کے دکھایا کہ اسے اہل آسمان پر شرف اور عظمت حاصل ہے۔ اس کے دل میں تکبر پیدا ہوا جس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا تکبر ظاہر کر دیا۔ پس اس پر قیامت تک لعنت ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ ابن عباس فرماتے ہیں چونکہ وہ جنتوں پر خازن تھا اس لیے اس کو جنان بھی کہا گیا۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابلیس ملائکہ کے اس قبیلہ سے تھا جسے جن کہا جاتا ہے۔ ابن عباس فرماتے تھے کہ اگر وہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو اسے سجدہ کا حکم نہ دیا جاتا۔ وہ آسمان دنیا کے خزانہ پر متعین تھا۔(5)

امام ابن جریر، ابن الانباری، کتاب الاضداد میں اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس آنکھ جھپکنے کی دیر بھی فرشتوں سے نہ تھا۔ وہ جنوں کی اصل ہے جس طرح آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل ہیں۔(6)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو غارت کرے جو کہتے ہیں کہ ابلیس اللہ کے ملائکہ میں سے تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 300
2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 301
3۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 300
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 301

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کَانَ مِنَ الْجِنِّ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ جنتوں کے خازنوں میں سے تھا۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن الانباری نے الاضداد میں ایک دوسرے طریق سے حضرت سعید بن جبیر سے کَانَ مِنَ الْجِنِّ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ جن ملائکہ کا ایک قبیلہ ہے جو قیامت تک اہل جنت کے زیورات تیار کرتے رہیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کَانَ مِنَ الْجِنِّ کے تحت روایت کیا ہے: یہ ان جنوں میں سے تھا جو جنت میں کام کرتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ كَانَ مِنَ الْجِنِّ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس جنوں کا باپ ہے جس طرح آدم انسانوں کا باپ ہے، جب اللہ تعالیٰ نے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗۤ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِیْ فرمایا تو لوگوں پر یہ معاملہ واضح ہو گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ملائکہ نے جنوں سے جنگ کی تو ابلیس قیدی بن گیا۔ یہ چھوٹا بچہ تھا۔ یہ ملائکہ کے ساتھ رہا اور ان کے ساتھ مکلف رہا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس ان جنوں میں سے تھا جنہیں فرشتوں نے بھگایا تھا۔ ابلیس کو بعض ملائکہ نے قیدی بنا لیا تھا اور اسے آسمان پر لے گئے تھے۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے چھپ گیا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابلیس پر لعنت کی گئی تو اس کی صورت ملائکہ کی صورت سے جدا ہو گئی اس نے زور سے جزع فزع کی اور زور سے چیخ ماری۔ قیامت تک دنیا میں ہر چیخ اس کی چیخ سے ہو گی۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت نوف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس آسمان دنیا کے فرشتوں کا رئیس تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا ابلیس کی بیوی ہے، تو انہوں نے کہا اس شادی کے متعلق میں نے نہیں سنا۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس کے پانچ بچے ہیں: ثبر، اعور، زلنبور، مسوط اور داسم۔ مسوط یہ چلانے والا ہے (یہ ایسا شیطان ہے جو لوگوں کے مونہوں میں ایسی باتیں ڈالتا ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہوتی یعنی جھوٹی افواہیں پھیلاتا ہے اعور اور داسم کو میں نہیں جانتا کہ یہ کیا کرتے ہیں، الثبر مصائب لاتا ہے، زلنبور لوگوں کے درمیان تفریق اور جدائی ڈالتا ہے اور

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 170 (148)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 301

انسان کو اپنے گھر والوں کے عیوب دکھاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗٓ کے تحت روایت کیا ہے: ابلیس نے پانچ انڈے دیئے زلنبور، داثم، شمر، مسوط، الاعور۔ الاعور، زنا پر اکساتا ہے۔ شمر، یہ مصائب لاتا ہے۔ مسوط، جھوٹی افواہیں پھیلاتا ہے اور یہ افواہیں لوگوں کے مونہوں میں ڈالتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔ داثم، یہ اس شخص کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے جو سلام نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا، جب آدمی کھانا کھاتا ہے تو شیطان اس کے ساتھ کھاتا ہے، یہ شیطان اسے دکھاتا ہے کہ سامان نہیں اٹھایا گیا یا سامان کو حسن ترتیب سے نہیں رکھا گیا۔ زلنبور یہ بازاروں میں گھومتا ہے۔ زمین اور آسمان کے درمیان ہر بازار میں یہ اپنا سر رکھتا ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے قتادہ سے اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَ ذُرِّیَّتَهٗٓ کے تحت روایت کیا ہے۔: شیطان کی اولاد ہے اور وہ اس طرح بچے جنم دیتے ہیں جس طرح بنو آدم بچے جنم دیتے ہیں اور شیطان کی اولاد تعداد کے اعتبار سے انسانوں سے زیادہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے پانچ انڈے دیئے ان سے اس کی اولاد پیدا ہوئی۔ فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ ایک مومن پر ربیعہ اور مضر قبیلہ سے بھی زیادہ جمع ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بَدَلًا فرمایا: انہوں نے عبادت الٰہی چھوڑ کر شیطان کی پیروی کی تو انہوں نے کتنی بری تبدیلی کی۔

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۪ وَ مَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ عَضُدًا ﴿۵۱﴾ وَ یَوْمَ یَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِیَ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾

"میں نے ان سے مدد نہیں لی تھی جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور نہ (اس وقت ان سے مدد لی) جب خود انہیں پیدا کیا اور میں نہیں بنایا کرتا گمراہ کرنے والوں کو اپنا دست و بازو۔ اور اس روز اللہ تعالیٰ (کفار کو) فرمائے گا بلاؤ میرے شریکوں کو جنہیں تم (میرا شریک) خیال کیا کرتے تھے تو وہ انہیں پکاریں گے پس وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور ہم حائل کر دیں گے ان کے درمیان ایک آڑ"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے شیاطین سے مدد نہیں لی تھی جن کو تم نے میرا شریک بنا رکھا ہے اور میں شیطانوں کو اپنا دست و بازو بنانے والا نہیں۔ تاکہ وہ میری معاونت کریں۔

عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ عَضُدًا کا معنی اَعْوَانًا (مدد کرنا) ہے۔(1)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 336 (1689)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔

ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے ابن عباس سے مَّوْبِقًا کا معنی مھلکا (ہلاکت کی جگہ) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جہنم کی ایک وادی ہے۔

امام عبداللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ موبق جہنم میں پیپ اور خون کی ایک وادی ہے۔(1)

امام احمد نے الزہد میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ موبق دوزخ میں ایک گہری وادی ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہدایت یافتہ اور گمراہوں کے درمیان فرق کرے گا۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عمرو البکالی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الموبق جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے دوزخ کی بہت گہری وادی ہے، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اہل اسلام اور دوسرے لوگوں کے درمیان فرق کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ موبق ایک دوزخ میں نہر ہے جس میں آگ بھی بہتی ہے، اس کے کناروں پر کالے خچروں کی مثل سانپ ہیں۔ جب وہ سانپ ان کو پکڑنے کے لیے ان کی طرف بڑھیں گے تو لوگ ان سے بچنے کے لیے آگ میں گھس جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آگ کے اندر چار وادیاں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو عذاب دے گا: (۱) غلیظ (۲) موبق (۳) آثام (۴) غی۔

وَ رَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ﴿۵۴﴾

"اور دیکھیں گے مجرم (جہنم کی) آگ کو اور وہ خیال کریں گے کہ وہ اس میں گرنے والے ہیں اور نہ پائیں گے اس سے نجات پانے کی کوئی جگہ۔ اور بے شک ہم نے طرح طرح سے بار بار بیان کی ہیں اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی مثالیں اور انسان ہر چیز سے بڑھ کر جھگڑالو ہے"۔

عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا میں فَظَنُّوْٓا بمعنی عَلِمُوْا ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 306 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 305

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 336 (1690)

امام احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کافر کو پچاس ہزار سال کھڑا کیا جائے گا جیسا کہ اس نے دنیا میں کوئی عمل نہیں کیا، کافر جہنم کو دیکھے گا تو چالیس سال کی مسافت سے بھی یوں محسوس کرے گا کہ وہ اس میں ابھی گرا۔(1)

امام بخاری، مسلم، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ میرے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات کو تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم نماز تہجد نہیں پڑھتے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہماری روحیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں، اگر وہ ہمیں اٹھانا چاہتا ہے تو ہم اٹھ پڑتے ہیں۔ جب میں نے یہ جواب دیا تو آپ واپس تشریف لے گئے اور مجھ سے کوئی بات نہ کی۔ پھر میں نے سنا کہ آپ اپنی ران پر ہاتھ مار کر کہہ رہے تھے وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ كَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جَدَلًا کا معنی خصومت ہے۔ قوموں کا اپنے انبیائے کرام سے جھگڑنا اور ان کے پیغام کو ان کا واپس کرنا۔ قرآن حکیم میں جَدَلًا کا لفظ جہاں بھی استعمال ہوا ہے وہ اس معنی کے اعتبار سے ہے یعنی وہ انبیائے کرام سے ان کے دین کے بارے جھگڑتے تھے اور جو وہ پیغام اللہ کی طرف سے لائے تھے وہ لوٹا دیتے تھے۔

وَ مَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْۤا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰى وَ يَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّاۤ
اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ﴿۵۵﴾ وَ مَا نُرْسِلُ
الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ ۚ وَ يُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَ اتَّخَذُوْۤا اٰيٰتِيْ وَ مَاۤ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ﴿۵۶﴾
وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ
يَدٰهُ ؕ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ؕ وَ
اِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْۤا اِذًا اَبَدًا ﴿۵۷﴾ وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو
الرَّحْمَةِ ؕ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ؕ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ
لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ﴿۵۸﴾ وَ تِلْكَ الْقُرٰۤى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَ
جَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ ع

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 336 (8766)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، کتاب التہجد، جلد 1، صفحہ 152، وزارت تعلیم اسلام آباد

''اور کس چیز نے روکا ہے لوگوں کو اس بات سے کہ وہ ایمان لے آئیں جب آ گئی ان کے پاس ہدایت (کی روشنی) اور مغفرت طلب کریں اپنے رب سے مگر یہ (کہ وہ منتظر ہیں) کہ آئے ان کے پاس اگلوں کا دستور یا آئے ان کے پاس طرح طرح کا عذاب۔ اور ہم نہیں بھیجتے رسولوں کو مگر مژدہ سنانے والے اور ڈرانے والے اور جھگڑتے ہیں کافر بے سروپا دلیلوں کی آڑ لے کر تا کہ وہ مٹا دیں اس سے حق کو اور بنا لیا ہے انہوں نے میری آیتوں کو اور جن سے وہ ڈرائے گئے ایک مذاق۔ اور اس شخص نے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے نصیحت کی گئی اس کے رب کی آیتوں سے پس اس نے روگردانی کر لی ان سے اور فراموش کر دیا اس نے ان (اعمال بد کو) جو آگے بھیجے تھے اس کے دونوں ہاتھوں نے، ہم نے ڈال دیئے ان کے دلوں پر پردے تا کہ وہ قرآن کو نہ سمجھ سکیں اور ان کے کانوں میں گرانی پیدا کر دی اور اگر تم بلاؤ انہیں ہدایت کی طرف تو جب بھی وہ ہدایت قبول نہیں کریں گے۔ اور آپ کا پروردگار تو بہت بخشنے والا بڑا ہی رحمت والا ہے۔ اگر وہ پکڑ لیتا انہیں ان کے کئے پر تو جلد ان پر عذاب بھیجتا (وہ ایسا نہیں کرتا) بلکہ ان کو سزا دینے کا ایک وقت مقرر ہے۔ نہیں پائیں گے اس وقت اس کے بغیر کوئی پناہ کی جگہ۔ اور یہ بستیاں ہیں، ہم نے تباہ کر دیا اس کے باشندوں کو جب وہ ستم شعار بن گئے اور ہم نے مقرر کر دی تھی ان کی ہلاکت کے لیے ایک میعاد''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کی سزا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قُبُلًا سے مراد قبائل ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُبُلًا کا معنی اچانک روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قُبُلًا کا معنی عیانا (روبرو آمنے سامنے) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قُبُلًا کا معنی جھاراً (اعلانیہ) ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اپنے سامنے عذاب کو دیکھ رہے ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس نے جو کثیر تعداد میں پہلے گناہ کیے وہ بھول گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بِمَا كَسَبُوْا کا معنی بِمَا عَمِلُوْا (جو انہوں نے عمل کیے) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَّوْعِدٌ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے طریق سے حضرت ابن عباس مَوْىِٕلًا کا معنی ملجأ (پناہ گاہ) روایت کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مَوْىِٕلًا کا معنی محرزاً اور مَّوْعِدًا کا معنی اجلًا (موت) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت العباس بن عزوان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سزا کا فیصلہ فرمایا: جب انہوں نے نافرمانی کی پھر اس سزا کو مؤخر فرمایا یہاں تک کہ ان کی سزا کا وقت گیا پھر ان پر سزا کا کوڑا برسایا۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ
حُقُبًا ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَیْنِهِمَا نَسِیَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ
سَرَبًا ﴿٦١﴾ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا٘ لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا
هٰذَا نَصَبًا ﴿٦٢﴾ قَالَ اَرَءَیْتَ اِذْ اَوَیْنَاۤ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِیْتُ
الْحُوْتَ٘ وَ مَاۤ اَنْسٰىنِیْهُ اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَ اتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی
الْبَحْرِ ۖۗ عَجَبًا ﴿٦٣﴾ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖۗ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا
قَصَصًا ﴿٦٤﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ
مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿٦٥﴾ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ
رُشْدًا ﴿٦٦﴾ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿٦٧﴾ وَ كَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا
لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ﴿٦٨﴾ قَالَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعْصِیْ لَكَ
اَمْرًا ﴿٦٩﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ
ذِكْرًا ﴿٧٠﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا
لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا ﴿٧١﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ
تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿٧٢﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِیْ بِمَا نَسِیْتُ وَ لَا تُرْهِقْنِیْ مِنْ
اَمْرِیْ عُسْرًا ﴿٧٣﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ
نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ
اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَیْءٍۭ بَعْدَهَا
فَلَا تُصٰحِبْنِیْ ۚ قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّیْ عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَیَاۤ
اَهْلَ قَرْیَةِ ِۨاسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا

يُرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ
هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَ بَيْنِكَ ۚ سَاُنَبِّئُكَ بِتَاْوِيْلِ مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ
صَبْرًا ﴿٧٨﴾ اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ
اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَ اَمَّا
الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ﴿٨٠﴾ ۚ
فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَ اَمَّا
الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَ
كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ يَسْتَخْرِجَا
كَنْزَهُمَا ۖۗ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَ مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ
مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ ع

”اور یاد کرو جب کہا موسیٰ نے اپنے نوجوان (ساتھی) کو کہ میں چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں جہاں دو دریا ملتے ہیں یا (چلتے چلتے) گزار دوں گا مدت دراز۔ پھر جب وہ دونوں پہنچے جہاں آپس میں دو دریا ملتے ہیں دونوں بھول گئے اپنی مچھلی کو تو بنا لیا اس نے اپنا راستہ دریا میں سرنگ کی طرح۔ پس جب وہاں سے آگے بڑھ گئے آپ نے اپنے جوان ساتھی سے کہا لے آؤ ہمارا صبح کا کھانا، بے شک ہمیں برداشت کرنی پڑی ہے اپنے اس سفر میں بڑی مشقت۔ اس ساتھی نے کہا (اے کلیم!) آپ نے ملاحظہ فرمایا جب ہم (ستانے کے لیے) اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں فراموش کرائی مجھے وہ مچھلی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے بنا لیا تھا اپنا راستہ دریا میں، بڑے تعجب کی بات ہے۔ آپ نے فرمایا: یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس وہ دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے۔ تو پایا انہوں نے ایک بندے کو ہمارے بندوں میں سے جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔ کہا اس بندے کو موسیٰ نے کہ میں آپ کے ساتھ رہ سکتا ہوں بشرطیکہ آپ سکھائیں مجھے رشد و ہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ اس بندے نے کہا (اے موسیٰ!) آپ میرے ساتھ صبر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ آپ نے کہا

آپ مجھے پائیں گے اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا اور میں نافرمانی نہیں کروں گا آپ کے کسی حکم کی۔ اس بندے نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھئے نہیں یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ پس وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں تو اس بندے نے اس میں شگاف کر دیا۔ موسیٰ بول اٹھے کیا تم نے اس لیے شگاف کیا ہے کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دو۔ یقیناً تم نے بہت برا کام کیا ہے۔ اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں وہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کر سکیں۔ آپ نے (عذر خواہی کرتے ہوئے) کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو مجھ پر میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ۔ پھر دونوں چل پڑے حتیٰ کہ جب وہ ملے ایک لڑکے کو تو اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ موسیٰ (غضب ناک ہو کر) کہنے لگے کیا مار ڈالا آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر؟ بے شک آپ نے ایسا کام کیا ہے جو بہت ہی نازیبا ہے۔ اس نے کہا کیا (پہلے ہی) میں نے کہہ نہ دیا تھا آپ کو کہ آپ میری معیت میں صبر نہیں کر سکیں گے۔ آپ نے کہا اگر میں پوچھوں آپ سے کسی چیز کے بارے میں اس کے بعد تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر وہ چل پڑے یہاں تک کہ جب ان کا گزر ہوا گاؤں والوں کے پاس سے تو انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے (صاف) انکار کر دیا ان کی میزبانی کرنے سے۔ پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو اس بندے نے اسے درست کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ اس نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا۔ میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی وہ چند غریبوں کی تھی جو (ملاحی کا) کام کرتے تھے دریا میں سو میں نے ارادہ کیا کہ اسے عیب دار بنا دوں اور (اس کی وجہ یہ تھی کہ) ان کے آگے (جابر) بادشاہ تھا جو پکڑ لیا کرتا تھا ہر کشتی کو زبردستی سے۔ اور وہ جو لڑکا تھا تو (اس کی حقیقت یہ ہے کہ) اس کے والدین مومن تھے۔ پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا تو) مجبور کر دے گا انہیں سرکشی اور کفر پر۔ پس ہم نے چاہا کہ بدلہ دے انہیں ان کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔ باقی رہی دیوار (تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ) وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ بڑا نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور نکالیں اپنا دفینہ۔ یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی اور (جو کچھ میں نے کیا) میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا، یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا''۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن سمعان کے طریق سے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس اس آیت کے متعلق یہ فرماتے ہیں: لَآ اَبْرَحُ میں ہمیشہ رہوں گا، مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ، حُقُبًا

ستر سال، بَیۡنِہِمَا یعنی دو دریاؤں کے درمیان، نَسِیَا حُوۡتَہُمَا یعنی ان سے مچھلی نکل گئی اور گم ہوگئی۔ نمکین مچھلی تھی جو انہوں نے اپنے ساتھ اٹھائی ہوئی تھی۔ وہ ٹوکرے سے اچھل کر پانی میں جا پڑی، شیطان نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی سے نوجوان کو شیطان نے اس کا ذکر بھلا دیا۔ وہ نوجوان یوشع بن نون تھا۔ فَاتَّخَذَ سَبِیۡلَہٗ فِی الۡبَحۡرِ سَرَبًا موسیٰ علیہ السلام کو مچھلی کے اثر اور سمندر میں اس کے چلنے نے تعجب میں ڈالا۔ قَالَ ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبۡغِ یہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جہاں مچھلی جدا ہوئی ہے وہاں ہی مجھے خضر علیہ السلام کی ملاقات کی خبر دی گئی ہے۔ فَارۡتَدَّا عَلٰۤی اٰثَارِہِمَا قَصَصًا یعنی موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام سمندر میں مچھلی کے اثر کے پیچھے چلے۔ وہ دونوں ساحل سمندر پر لوٹ آئے۔ فَوَجَدَا عَبۡدًا مِّنۡ عِبَادِنَاۤ پس ان دونوں نے خضر علیہ السلام کو پالیا۔ اٰتَیۡنٰہُ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَ عَلَّمۡنٰہُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا یعنی ہم نے اسے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ فَوۡقَ کُلِّ ذِیۡ عِلۡمٍ عَلِیۡمٌ ۝ (یوسف) موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کی سنگت اختیار کی۔ ان کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا۔(1)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں سعید بن جبیر کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس سے کہا کہ نوف البکالی کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام کا ساتھی موسیٰ وہ نہیں تھا جو بنی اسرائیل کا نبی تھا۔ ابن عباس نے کہا: اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے، ہمیں ابی بن کعب نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان سے پوچھا گیا لوگوں میں زیادہ عالم کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب فرمایا کیونکہ انہوں نے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ میں میرا ایک بندہ ہے جو تجھ سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: یا رب میں اس تک کیسے پہنچ سکتا ہوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے ساتھ ایک مچھلی ٹوکری میں رکھ لو۔ جہاں وہ مچھلی تم سے گم ہو جائے وہی میرے بندے کی قیام گاہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام حکم الٰہی کے مطابق مچھلی ٹوکری میں لے کر چل پڑے اور آپ کے ساتھ نوجوان یوشع بن نون بھی چل پڑے۔ چلتے چلتے دونوں ایک چٹان تک پہنچے۔ اس پر دونوں سر رکھ کر سو گئے۔ مچھلی نے ٹوکری میں حرکت کی اور اس سے باہر نکلی۔ پھر سمندر میں گر گئی اور درمیان میں سرنگ کی طرح راستہ بنا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر پانی کا چلنا روک لیا اور وہ اس پر محراب کی طرح ہو گیا۔ جب دونوں بیدار ہوئے تو یوشع جو مچھلی کا نکلنا اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کو اس کی خبر دینا بھول گئے۔ دن کا بقیہ حصہ بھی وہ چلتے رہے اور رات کو بھی سفر جاری رکھا حتی کہ جب دوسرا دن آیا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: صبح کا کھانا لاؤ، ہمیں اس سفر میں بہت بڑی مشقت برداشت کرنی پڑی ہے۔ فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کو تھکاوٹ محسوس نہ ہوئی حتی کہ وہ اس جگہ سے آگے گزر گئے جہاں پہنچنے کا اللہ نے حکم دیا تھا۔ یوشع نے کہا اے موسیٰ کلیم! آپ نے ملاحظہ فرمایا جب ہم ستانے کے لیے اس پتھر کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو اور نہیں فراموش کرائی مجھے وہ مچھلی مگر شیطان نے

1۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر از ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 413، دار الفکر بیروت

کہ میں اس کا ذکر کروں۔ اس نے سمندر میں اپنا راستہ بنالیا تھا۔ بڑی تعجب کی بات ہے۔ فرمایا مچھلی کے لیے سرنگ کی صورت تھی۔ موسیٰ علیہ السلام اور نوجوان کے لیے تعجب کی بات تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: وہی تو جگہ تھی جس کی ہم تلاش میں تھے۔ وہ ہماری منزل مراد تھی۔ وہ دونوں اپنے قدموں کے نشانات پر واپس لوٹے حتیٰ کہ اس چٹان تک پہنچ گئے۔ سفیان نے فرمایا: لوگ کہتے ہیں اس چٹان کے پاس چشمۂ حیات ہے۔ اس کا پانی جس مردہ کو پہنچتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ اس مچھلی کا کچھ حصہ کھایا گیا تھا لیکن چشمۂ حیات کے اس پر قطرے پڑے تو وہ زندہ ہوگئی۔ فرمایا وہ دونوں چٹان تک پہنچے تو وہاں ایک شخص کپڑا لپیٹے سویا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری زمین کا یہ سلام کہاں؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا موسیٰ ہوں۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا: موسیٰ بنی اسرائیل؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں میں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ مجھے رشد و ہدایت کے علم سے کچھ سکھا دیں جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اے موسیٰ کلیم! تم میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں رکھ سکو گے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا علم عطا فرمایا ہے جو تم نہیں جانتے اور آپ کو ایسا علم عطا فرمایا ہے جس کو میں نہیں جانتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ مجھے ان شاء اللہ صابر پائیں گے اور میں تمہارے کسی امر کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: اگر تم نے میرے ساتھ چلنا ہے تو مجھ سے کسی چیز کے متعلق سوال نہیں کرنا یہاں تک کہ میں خود تمہیں اس کے متعلق بتاؤں۔ وہ دونوں ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ ایک کشتی پاس سے گزری تو خضر علیہ السلام نے انہیں سوار کرنے کو کہا۔ انہوں نے خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے سوار کر لیا۔ جب وہ دونوں سوار ہو گئے تو تھوڑی دیر بعد حضرت خضر ہتھوڑے کے ساتھ کشتی کا ایک پھٹا اکھیڑنے لگے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: جناب انہوں نے ہمیں بغیر کرایہ کے کشتی پر سوار کیا ہے اور آپ ان کی کشتی کا تختہ نکال رہے ہیں تا کہ سب غرق ہو جائیں۔ یہ آپ نے بڑا برا کام کیا ہے۔ حضرت خضر نے فرمایا: میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے۔ موسیٰ کلیم نے عرض کی: حضور! میری بھول پر میرا مؤاخذہ نہ فرمائیں اور میرے اس معاملہ میں مجھ سے سختی نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام سے پہلا سوال بھول کر ہوا تھا (دوسرا شرط کی بنا پر اور تیسرا جان بوجھ کر کیا تھا) ایک چڑیا آئی اور کشتی کے ایک طرف بیٹھ گئی۔ پھر اس نے دریا سے پانی کی چونچ بھری۔ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: میرا اور تیرا علم اللہ کے علم کے مقابلہ میں ایسے ہے جیسے سمندر سے چڑیا نے پانی پی لیا ہو پھر وہ کشتی سے نکل کر ساحل سمندر پر چل پڑے۔ راستہ میں حضرت خضر علیہ السلام نے بچوں میں کھیلتے ہوئے ایک بچہ دیکھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو پکڑا اور ہاتھ سے ہی اس کا سر تن سے جدا کر کے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام (تڑپ گئے) اور فرمایا بغیر کسی حق کے ایک معصوم نفس کو قتل کر دیا۔ آپ نے بڑا نازیبا کام کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ فرمایا یہ پہلے سے زیادہ سخت کام کیا ہے۔ پھر کہا اگر میں آپ سے اس کے بعد کسی چیز کے متعلق سوال کروں تو مجھے آپ ساتھ نہ رکھیں اور آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر وہ چل پڑے حتیٰ کہ ان کا گزر ایک گاؤں سے ہوا۔ گاؤں والوں سے انہوں نے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کی میزبانی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

اسی گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اسے درست فرما دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بھائی! یہ ایسی قوم تھی جنہوں نے ہمیں کھانا کھلانے اور میزبانی کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر آپ چاہتے تو کم از کم ان سے مزدوری ہی لے لیتے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا بس سنگت ختم۔ اب میرے اور تیرے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا تک حضرت خضر علیہ السلام نے کلام فرمائی۔ راوی فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہماری خواہش ہے کہ موسیٰ کلیم صبر کرتے تا کہ ہم پر ان کے مزید واقعات بیان کیے جاتے۔(1)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عباس وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ پڑھتے تھے اور اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ كَافِرًا وَّكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ پڑھتے تھے۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر سے ایک دوسرے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے گھر میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے فرمایا: مجھ سے جو چاہو پوچھو: میں نے عرض کی اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ مجھے تجھ پر فدا کرے، کوفہ میں ایک شخص ہے جسے نوف کہا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ خضر علیہ السلام کے ساتھ جس موسیٰ کا ذکر ہے وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہیں تھا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا ہے۔ مجھے ابی بن کعب نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو وعظ فرما رہے تھے حتی کہ لوگوں کی آنکھیں بہہ رہی تھیں اور دل نرم ہو گئے تھے۔ آپ واپس آئے تو ایک شخص ملا اور کہا اے اللہ کے رسول! کیا زمین میں کوئی تجھ سے زیادہ علم والا بھی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عتاب کیا کیونکہ آپ نے علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کیوں نہیں، تجھ سے زیادہ علم والے موجود ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے رب! وہ کہاں ہے؟ فرمایا مجمع البحرین کے پاس ہے، عرض کیا اے میرے پروردگار! میرے لیے ایک علامت بنا دے جس کے ذریعے میں اس شخص کو جان لوں۔ فرمایا ایک مچھلی ٹوکری میں رکھ لو جہاں اس کی روح پھونکی جائے۔ حضرت کلیم نے مچھلی پکڑی پھر اسے ٹوکری میں رکھا اور اپنے نوجوان ساتھی سے کہا میں تجھے تکلیف نہیں دوں گا مگر یہ کہ آپ مجھے اس جگہ کے متعلق خبر دینا جہاں مچھلی تم سے جدا ہو جائے۔ فرماتے ہیں مجھے زیادہ تکلیف نہ دی گئی۔ فرماتے ہیں میں ایک سیلانی چٹان کے سایہ میں تھا کہ مچھلی اچھل پڑی جب کہ موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے۔ نوجوان نے کہا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو نہ جگایا حتی کہ وہ خود بیدار ہوں میں ان کو بتانا بھول گیا کہ مچھلی سمندر میں چلی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا بہاؤ روک لیا تھا حتی کہ اس کا نشان پتھر میں بھی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہمیں اس سفر میں بڑی مشقت برداشت کرنا پڑی ہے۔ نوجوان نے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہاری مشقت ختم کر دی ہے، پس وہ دونوں واپس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو ایک سبز جائے نماز پر سمندر کے وسط میں چٹان پر کپڑا لپیٹے سوئے ہوئے تھے۔ کپڑے کی ایک طرف قدموں کے نیچے اور دوسری طرف سر کے نیچے رکھی ہوئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان پر سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے منہ سے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 482، وزارت تعلیم اسلام آباد

کپڑا اٹھایا اور فرمایا کیا یہ اس زمین کا سلام ہے؟ پوچھا تو کون ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں موسیٰ ہوں۔ پوچھا موسیٰ بنی اسرائیل؟ انہوں نے کہا ہاں۔ خضر علیہ السلام نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟ فرمایا میں اس لیے آیا ہوں تا کہ آپ مجھے سکھائیں رشد و ہدایت کا خصوصی علم جو آپ کو سکھایا گیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا کیا تیرے لیے یہ کافی نہ تھا کہ تورات تیرے ہاتھوں میں ہے اور تمہارے پاس وحی آتی ہے۔ میرے پاس وہ علم ہے جس کا سیکھنا تمہارے لیے مناسب نہیں اور آپ کے پاس جو علم ہے وہ میرے لیے سیکھنا مناسب نہیں۔ ایک پرندے نے سمندر سے ایک چونچ بھری۔ تو خضر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرا علم اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اسی طرح ہے جیسے اس پرندے نے سمندر سے چونچ بھری ہے۔ حتی کہ جب وہ دونوں کشتی پر سوار ہوئے تو دونوں نے چھوٹے چھوٹے ملاح دیکھے جو ایک ساحل والوں کو دوسرے ساحل والوں کے پاس پہنچا رہے تھے۔ ملاحوں نے حضرت خضر علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا اے اللہ کے نیک بندے! ہم تجھے اجرت لے کر سوار نہیں کریں گے (بلکہ مفت لے جائیں گے۔ تھوڑا سفر کرنے کے بعد) حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی کو توڑ ڈالا اور اس میں ایک کیل لگا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے کشتی کو توڑ دیا ہے تا کہ تمام لوگ کشتی میں سوار غرق ہو جائیں۔ آپ نے بڑا برا کام کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سوال پہلی مرتبہ بھول کر تھا۔ دوسری اور تیسری مرتبہ عمداً تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میری بھول پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کریں اور مجھ پر میرے معاملہ میں سختی نہ کریں۔ پھر دونوں چل پڑے۔ حتی کہ راستہ پر انہیں ایک بچہ ملا تو حضرت خضر علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا، وہ بچہ دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس کافر اور خوش شکل بچے کو پکڑا، زمین پر لٹایا اور چھری کے ساتھ ذبح کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے ایک معصوم جان کو قتل کر دیا ہے جس نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا۔ ابن عباس نے اسے زاکیۃ پڑھا ہے یعنی ایک مسلمان معصوم بچے کو قتل کر دیا جیسے تیرا قول ہے غلاماً زکیا۔ پس وہ دونوں وہاں سے آگے چلے تو انہوں نے ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو اس بندے (خضر) نے اسے درست کر دیا۔ راوی فرماتے ہیں: آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے اسے سیدھا کر دیا۔ آپ نے ہاتھ بلند کیا تو دیوار سیدھی کھڑی ہو گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس پر مزدوری ہی لے لیتے یعنی ایسی چیزیں طلب کرتے جسے آپ کھا لیتے۔ وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ حضرت ابن عباس اس کو اس طرح پڑھتے وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَلِكٌ۔ اس بادشاہ کا نام مدد بن ندد تھا۔ وہ بچہ جو قتل کیا گیا تھا اس کو لوگ جیسور کہتے تھے۔ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا یعنی آگے ایک جابر بادشاہ تھا جو ہر صحیح وسلامت کشتی چھین لیتا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: میں نے اسے اس لیے عیب دار کیا تا کہ وہ اس کے عیب کو دیکھ کر چھوڑ دے، جب یہ اس بادشاہ سے آگے گزر جائیں گے تو وہ اسے ٹھیک کر لیں گے اور نفع اٹھائیں گے۔ ان لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ کشتی کے سوراخ کو تارکول سے بند کر دو۔ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ وہ بچہ طبعاً کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے۔ پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ وہ (اگر زندہ رہا تو) مجبور کر دے گا انہیں سرکشی اور کفر پر یعنی اس کی محبت والدین کو اس کے بدنظریات پر اکسائے گی۔ پس ہم نے چاہا کہ بدلہ دے انہیں ان کا رب (ایسا بیٹا) جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔ یعنی اس پہلے بیٹے سے دوسرے بیٹا ان سے زیادہ رحم کرنے والا ہو۔

حضرت سعید بن جبیر کے علاوہ علماء فرماتے ہیں کہ ان والدین کو بدلے میں بچی عطا کی گئی تھی۔(1)

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ نے ایک دوسرے طریق سے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ہم ابن عباس کے پاس تھے، تو لوگوں نے کہا نوف شامی کہتا ہے کہ جو شخص علم طلب کرنے کے لیے گیا تھا۔ وہ موسیٰ بنی اسرائیل نہ تھا۔ ابن عباس ٹیک لگا کر بیٹھے تھے سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا نوف نے جھوٹ بولا۔ مجھے ابی بن کعب نے بتایا ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے رحمۃ اللہ علینا وعلی موسیٰ۔ اگر موسیٰ علیہ السلام جلدی نہ کرتے اور حیا نہ فرماتے اور انہیں ملامت و مذمت کا خدشہ نہ آلیتا جس کی وجہ سے آپ نے کہہ دیا۔ اگر اس کے بعد میں کسی چیز کے متعلق آپ سے سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، تو اپنے ساتھی سے موسیٰ علیہ السلام بڑی عجیب چیزیں دیکھتے۔ حضرت ابن ابی کعب نے فرمایا: نبی کریم ﷺ جب بھی کسی نبی کا ذکر فرماتے تو اپنا ذکر کرتے۔ آپ فرماتے رحمۃ اللہ علینا وعلی صالح، رحمۃ اللہ علینا وعلی اخی عاد۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ایک دن موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا زمین پر کوئی شخص مجھ سے زیادہ علم والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ زمین میں ایک شخص ہے جو تجھ سے زیادہ علم والا ہے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ تم ایک نمکین مچھلی ساتھ لے چلو۔ جب وہ تم سے گم ہو جائے تو وہاں تمہارا ساتھی ہے جس کی تم تلاش میں ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک نمکین مچھلی ساتھ لی اور اپنے نوجوان ساتھی کو لے کر چل پڑے، جب اس مکان تک پہنچے جہاں انہیں پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا۔ جب چٹان تک پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام انہیں طلب کر رہے تھے۔ نوجوان نے مچھلی چٹان پر رکھ دی تھی۔ اس نے حرکت کی اور دریا میں راستہ بنایا سرنگ کی طرح۔ نوجوان نے کہا جب اللہ کے نبی تشریف لائیں گے تو میں انہیں مچھلی کے متعلق بتاؤں گا۔ پس شیطان نے اس کا ذکر کرنا انہیں بھلا دیا۔ وہ دونوں چلتے رہے تو انہیں ایسی تھکاوٹ محسوس ہوئی جو ایک مسافر کو محسوس ہوتی ہے لیکن یہ اس وقت ہوا جب وہ اس جگہ سے تجاوز کر گئے تھے جہاں انہیں پہنچنے کا حکم دیا گیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لے آؤ، ہمیں اس سفر میں بہت مشقت برداشت کرنی پڑی ہے، نوجوان نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ نے ملاحظہ فرمایا جب ہم (ستانے کے لیے) اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں بھول گیا مچھلی کو، اور نہیں فراموش کرائی مجھے وہ مچھلی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں اور اس نے بنا لیا تھا اپنا راستہ دریا میں، بڑے تعجب کی بات ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس دونوں لوٹے اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ چٹان تک پہنچ گئے چکر لگایا تو وہاں ایک شخص کپڑا لپیٹے سویا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان پر سلام کیا تو اس نے سر اٹھایا اور پوچھا تو کون ہے؟ کلیم نے فرمایا میں موسیٰ علیہ السلام ہوں، حضرت خضر علیہ السلام نے پوچھا کون موسیٰ؟ انہوں نے کہا موسیٰ بنی اسرائیل۔ پوچھا کیسے آنا ہوا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کے پاس علم ہے۔ میں آپ کی سنگت اختیار کرنے کے لیے آیا ہوں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ مجھے ان شاء اللہ صابر پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گی۔

1۔ صحیح بخاری مع شرح کرمانی، جلد 17، صفحہ 194 (4411)، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اور آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے آپ کی سنگت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھیے نہیں یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے پھر جو لوگ کشتی میں سوار تھے باہر نکل آئے۔ حضرت خضر علیہ السلام پیچھے رہ گئے تا کہ کشتی کو پھاڑ دیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ نے کشتی کو پھاڑ دیا ہے تا کہ اس کی سواریوں کو ڈبو دے، یقیناً تو نے بہت برا کام کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میری بھول پر میری گرفت نہ فرمائیں اور میرے معاملہ میں مجھ پر زیادہ سختی نہ کرو۔ پھر دونوں چل پڑے حتی کہ وہ بچوں کے پاس آئے جو ساحل سمندر پر کھیل رہے تھے ان میں ایک بچہ ایسا تھا کہ اس جیسا حسین اور لطیف اور کوئی نہ تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے پکڑا اور قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام اس وقت دور ہو گئے اور کہا آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی نفس کے بدلہ کے مار ڈالا، بے شک آپ نے ایک نازیبا کام کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا: میں نے پہلے کہہ نہیں دیا تھا کہ آپ میری معیت میں صبر نہیں کر سکیں گے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مذمت و ملامت کے اندیشہ نے آلیا اور آپ نے حیا فرمایا اور کہا اگر اس کے بعد میں آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر دونوں چل پڑے حتی کہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا ان کی میزبانی کرنے سے۔ موسیٰ علیہ السلام انتہائی تھک چکے تھے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی حضرت خضر علیہ السلام نے اسے درست کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو بھوک اور تھکاوٹ تھی اس سے تنگ آ کر آپ نے کہا اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا۔ میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کا دامن پکڑا اور کہا قبلہ! جدا کرنے سے پہلے مجھے اپنے کاموں کی حقیقت تو بتا دو۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: وہ جو کشتی تھی وہ چند غریبوں کی تھی جو (ملاحی کا) کام کرتے تھے دریا میں، ان کے آگے (جابر) بادشاہ تھا جو پکڑ لیا کرتا تھا ہر کشتی کو زبردستی سے۔ جب کشتی پھٹی ہوئی اس کے پاس سے گزرے گی تو وہ اسے چھوڑ دے گا، پھر اس کے مالک لکڑی کا ٹکڑا لگا کر اسے جوڑ دیں گے اور اس سے نفع اٹھا لیں گے۔ رہا وہ بچہ تو وہ طبعاً کافر تھا، اس کی محبت والدین کے دلوں میں گھر کر چکی تھی۔ اگر وہ اس کی کسی بات کو نہ مانتے تو وہ انہیں سرکشی اور کفر پر مجبور کرتا۔ تمہارے رب نے انہیں نعم البدل دینے کا ارادہ کیا ہے، پس میاں بیوی نے حقوق زوجیت ادا کیے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پاکیزہ اور زیادہ رحیم بچہ عطا فرمایا ایک دوسرے طریق سے سعید بن جبیر سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس چند اہل کتاب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا نوف، ابی بن کعب سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ موسیٰ نبی جس نے علم طلب کیا تھا وہ موسیٰ بن میشا تھا۔ ابن عباس نے

فرمایا نوف نے جھوٹ بولا ہے، مجھے ابی بن کعب نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کر کے بتایا ہے کہ موسیٰ بنی اسرائیل نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ اگر تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ علم والا موجود ہے تو میری اس پر راہنمائی فرما، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں میرے بندوں میں سے زیادہ علم والا موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ کی علامات بیان فرمائیں اور اس کی ملاقات کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے جوان ساتھی کو ساتھ لے کر نکل پڑے۔ ان کے پاس ایک نمکین مچھلی بھی تھی۔ کہا گیا کہ جب یہ مچھلی کسی جگہ زندہ ہو جائے تو وہاں تمہارا ساتھی ہوگا اور تم اپنی ضرورت وہاں پالو گے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھی کی معیت میں نکلے، ساتھ انہوں نے مچھلی بھی اٹھائی ہوئی تھی، موسیٰ علیہ السلام چلے حتی کہ انتہائی تھک گئے۔ ایک چٹان اور اس پانی تک پہنچے جو حیات بخش پانی ہے جو اسے پیتا ہے ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ کوئی مردہ چیز اس کے قریب نہیں جاتی مگر وہ زندہ ہو جاتی ہے۔ جب وہ دونوں وہاں اترے اور مچھلی کو پانی نے مس کیا تو وہ زندہ ہوگئی، اس نے دریا میں راستہ بنایا سرنگ کی طرح۔ پھر وہ دونوں چلتے رہے، راستہ میں موسیٰ علیہ السلام نے نوجوان ساتھی کو کہا ہمارا صبح کا کھانا لے آؤ ہمیں اس سفر میں بہت مشقت برداشت کرنا پڑی ہے۔ نوجوان نے کہا: کیا آپ نے ملاحظ فرمایا کہ جب ہم چٹان کے پاس (ستانے کے لیے) ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو بھول گیا اور مجھے وہ شیطان نے فراموش کرائی تھی کہ میں اس کا ذکر کروں اس نے راستہ بنالیا تھا دریا میں، بڑے تعجب کی بات ہے۔ ابن عباس نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام چٹان پر چڑھے۔ جب اس کے پاس پہنچ گئے، وہاں ایک شخص چادر اوڑھے سویا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا پھر پوچھا کیسے تشریف لائے؟ آپ کو تو اپنی قوم میں (تبلیغ کی) مشغولیت تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں آپ سے وہ علم خاص سیکھنے آیا ہوں جو آپ کو بخشا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، یہ اللہ کا بندہ (خضر علیہ السلام) علم غیب جانتا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: کیوں نہیں (میں صبر کروں گا)۔ اس بندے نے کہا تو کیسے صبر کرے گا اس پر جس کی حقیقت کی تمہیں خبر ہی نہیں ہے یعنی آپ ظاہر کو دیکھتے ہیں اور جو امور کی حقیقتیں ہیں وہ آپ جانتے ہی نہیں ہے، جو علم غیب میں جانتا ہوں وہ آپ جانتے نہیں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ان شاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کی کسی امر میں نافرمانی نہیں کروں گا۔ اگرچہ میں کوئی ایسا امر دیکھوں گا جو میری ظاہر شریعت میں مخالف ہوگا۔ اس بندے نے کہا اگر تو نے میرے ساتھ رہنا ہے تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرنا حتی کہ میں خود اس کے متعلق بیان کروں۔ وہ دونوں ساحل سمندر پر چل پڑے۔ لوگوں سے ملے اور اس کی تلاش میں تھے، جو انہیں ایک ساحل سے دوسرے ساحل پر لیجائے حتی کہ ایک نئی مضبوط کشتی ان کے پاس سے گزری۔ اس سے خوبصورت، عمدہ اور مضبوط کوئی کشتی ان کے پاس سے نہیں گزری تھی۔ دونوں نے ملاحوں سے سوار کرنے کو کہا تو انہوں نے انہیں سوار کرلیا۔ جب اطمینان سے کشتی میں بیٹھ گئے اور کشتی ان دونوں سمیت اپنے مسافروں کو لے کر چلی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اپنی زنبور اور ہتھوڑا نکالا اور اس کشتی کی ایک طرف سے زنبور اور ہتھوڑے کی مدد سے توڑ پھوڑ کردی، پھر ایک تختہ لیا اور اس کے اوپر لگا دیا پھر اس پر بیٹھ کر اسے درست کرنے لگ گئے، موسیٰ علیہ السلام یہ عجیب معاملہ دیکھ کر گھبرا گئے اور کہا کیا آپ نے کشتی کا شگاف کر دیا ہے تا کہ وہ سواریوں کو

غرق کردے، آپ نے انتہائی برا کام کیا ہے۔ اس بندے نے کہا میں نے کہا نہیں تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میری بھول پر میرا مواخذہ نہ فرمائیں اور میرے معاملہ میں مجھ پر سختی نہ کریں۔ پھر دونوں کشتی سے نکلے تو چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہنچے، وہاں بچے کھیل رہے تھے، ان بچوں میں ایک بچہ ایسا تھا جس سے زیادہ خوش شکل اور روشن چہرے والا اور کوئی نہیں تھا۔ اس بندے نے اسے پکڑا، ایک پتھر اٹھایا اور اس کے سر پر دے مارا حتی کہ اسے چوٹ لگا کر قتل کر دیا جس کا کوئی گناہ ہی نہیں تھا۔ فرمایا کیا آپ نے ایک معصوم جان کو بغیر کسی نفس کے بدلے قتل کر دیا ہے، آپ نے بہت نازیبا کام کیا ہے۔ اس بندے نے کہا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اس کے بعد اگر میں کسی چیز کے بارے سوال کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں، آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر دونوں چل پڑے حتی کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے، ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے میزبانی کرنے سے صاف انکار کر دیا، دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار کو دیکھا جو گرنے کے قریب تھی، اللہ کے اس بندے نے پہلے اسے گرایا پھر اس کو بنانے لگ گئے موسیٰ علیہ السلام نے مشقت اور تکلیف دیکھی تھی اس کی وجہ سے اکتا چکے تھے اور آپ نے وہ کچھ دیکھا تھا جس کی وجہ سے آپ کو صبر نہ تھا۔ آپ نے فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر اجر ہی لے لیتے یعنی ہم نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے ہمیں کھانا نہیں کھلایا، ہم نے ان سے مہمانی طلب کی تو انہوں نے مہمان نوازی نہیں کی۔ پھر آپ بغیر اجرت کے یہ عمل کر رہے ہیں؟ اگر آپ چاہتے تو اپنے کام کی اجرت ہی لے لیتے، اللہ کے اس بندے نے کہا (بس سنگت ختم) میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں ان باتوں کی حقیقت سے جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ رہی کشتی تو وہ چند مساکین کی تھی جو دریا میں (ملاحی کا) کام کرتے تھے۔ میں نے اس کو عیب دار کرنے کا ارادہ کیا کیونکہ آگے ایک (جابر) بادشاہ تھا جو ہر (نئی) کشتی کو چھین لیتا تھا۔ ابی بن کعب کی قرأت میں کل سفینة صالحة ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے بچانے کے لیے ایسا کیا تھا۔ پس اس نے اس کے عیب کو دیکھا تو وہ کشتی اس ظالم بادشاہ سے بچ گئی۔ رہا وہ بچہ تو اس کی والدین مومن تھے، ہمیں اندیشہ ہوا کہ یہ انہیں سرکشی اور کفر پر مجبور کرے گا۔ پس ہم نے ارادہ کیا کہ ان کا پروردگار انہیں (ایسا بیٹا) عطا کرے جو بہتر ہو اس سے پاکیزگی میں اور (ان پر) زیادہ مہربان ہو۔ رہی وہ دیوار تو وہ شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ دفن تھا۔ ان کا باپ ایک نیک شخص تھا۔ پس آپ کے رب نے ارادہ فرمایا کہ وہ دونوں بچے اپنی جوانی کو پہنچیں اور نکال لیں اپنا دفینہ۔ یہ (ان پر) ان کے رب کی خاص رحمت تھی اور (جو کچھ میں نے کیا) میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔ یہ حقیقت ہے ان امور کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ ابن عباس نے فرمایا وہ خزانہ علم تھا۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ایک اور طریق سے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور انتہائی بلیغ خطبہ دیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ جو علم کی نعمت مجھے بخشی گئی ہے اور کسی کو عطا نہیں کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے دل کا خیال جان لیا اور فرمایا اے

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 269، قدیمی کتب خانہ کراچی

موسیٰ! میرے بندوں میں ایسے ہیں جنہیں میں نے ایسا علم عطا فرمایا ہے جو تجھے عطا نہیں فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میری راہنمائی فرما تا کہ میں اس سے علم حاصل کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تیرا زادسفر اس پر تیری راہنمائی کرے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے نوجوان یوشع سے کہا کہ میں چلتا رہوں گا یہاں تک کہ پہنچوں جہاں دو دریا ملتے ہیں یا چلتے چلتے گزار دوں مدت دراز۔ موسیٰ علیہ السلام اور یوشع کا زادراہ ایک نمکین مچھلی تھی وہ اس سے صبح وشام کھاتے تھے۔ جب وہ چٹان تک پہنچے جو دریا کے کنارے پر تھی تو نوجوان نے دریا کے کنارے پر (مچھلی والی) ٹوکری رکھ دی، مچھلی پر پانی کے قطرے پڑے تو اس نے ٹوکری میں حرکت کی تو ٹوکری الٹی ہوگئی اور وہ دریا میں سرنگ کی طرح راستہ بناتے ہوئے چلی گئی۔ جب وہ وہاں سے آگے گزر گئے تو صبح کے کھانے کا وقت ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہمارا صبح کا کھانا لے آؤ، بے شک ہمیں برداشت کرنی پڑی تھی اپنے اس سفر میں بڑی مشقت، نوجوان نے کہا کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جب ہم ستانے کے لیے چٹان کے پاس ٹھہرے تھے میں مچھلی بھول گیا اور مجھے فراموش نہیں کرائی مگر شیطان نے کہ میں اس کا ذکر کروں۔ اس نے دریا میں راستہ بنایا، بڑے تعجب کی بات ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو یاد آیا، جوان سے کہا گیا تھا کہ تمہارا زادراہ تمہاری راہنمائی کرے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تو وہ ہے جس کی ہم جستجو کر رہے تھے۔ پس وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان دیکھتے ہوئے واپس لوٹے حتی کہ اس چٹان تک پہچان گئے جس میں مچھلی کود کر دریا میں چلی گئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کا نشان دیکھا اور پانی پر اس کا نشان دیکھتے ہوئے چل پڑے حتی کہ وہ عرب کے جزائر میں سے ایک جزیرہ پر پہنچے۔ وہاں دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے عطا فرمائی تھی رحمت اپنی جناب سے اور ہم نے سکھایا تھا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ صبر کر بھی کیسے سکتے ہیں اس بات پر جس کی آپ کو پوری طرح خبر نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ مجھے ان شاء اللہ صابر پائیں گے۔ میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس بندے نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھیے نہیں یہاں تک کہ میں آپ سے اس کا خود ذکر کروں۔ پس وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب وہ سوار ہوئے کشتی میں تو اس بندے نے اس میں شگاف کر دیا۔ موسیٰ بول اٹھے کیا تم نے اس لیے شگاف کیا ہے کہ اس کے سواروں کو ڈبو دو، یقیناً تم نے بہت برا کام کیا ہے۔ اس بندے نے کہا میں نے کہا نہیں تھا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں کہ میری سنگت پر صبر کریں۔ آپ نے عذر خواہی کرتے ہوئے کہا کہ نہ گرفت کرو مجھ پر میری بھول کی وجہ سے اور نہ سختی کرو میرے اس معاملہ میں بہت زیادہ۔ پھر دونوں چل پڑے حتی کہ جب وہ ملے ایک لڑکے کو جو ساحل دریا پر بچوں کے ساتھ تھا۔ پس اس بندے نے ان بچوں میں سے جو خوب صورت اور ملیح تھا اس کو پکڑا اور اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام (غضب ناک ہوکر) کہنے لگے کیا مار ڈالا آپ نے ایک معصوم جان کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر، بے شک آپ نے ایسا کام کیا ہے جو بہت نازیبا ہے۔ اس نے کہا (پہلے ہی) میں نے کہہ نہ دیا تھا آپ کو کہ آپ میری معیت میں صبر نہیں کر سکیں گے۔ ابن عباس فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت حیا کیا اور کہا اگر میں اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے بارے پوچھوں تو آپ مجھے ساتھ نہ رکھیں، آپ میری طرف سے معذور ہوں گے۔ پھر دونوں چل

پڑے یہاں تک کہ وہ ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا میزبانی کرنے سے۔ پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرنے کے قریب تھی تو اس بندے نے اس درست کر دیا۔ موسیٰ کہنے لگے اگر آپ چاہتے تو اس محنت پر مزدوری ہی لے لیتے۔ اس نے کہا (بس سنگت ختم) اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا، میں آگاہ کرتا ہوں آپ کو ان باتوں کی حقیقت پر جن کے متعلق آپ صبر نہ کر سکے۔ رہی کشتی تو وہ چند مساکین کی تھی جو دریا میں ملاحی کا کام کرتے تھے۔ میں نے اس کے عیب دار کرنے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ آگے ایک (جابر) بادشاہ تھا جو ہر (نئی) کشتی زبردستی لے لیتا تھا۔ ابی بن کعب کی قرأت میں سفینہ صالحۃ ہے۔ میں نے اس کو عیب دار کرنے کا ارادہ کیا تاکہ بادشاہ نہ لے لے۔ جب وہ بادشاہ سے گزر جائیں گے تو اسے درست کر کے نفع اٹھائیں گے اور وہ ان کے پاس رہے گی۔ (آگے آپ نے بچے کے قتل اور دیوار بنانے کی حقیقت بیان فرماتے جو متن قرآن میں موجود ہے) فرماتے ہیں پھر چھوٹا سا سرخ پرندہ آیا اس نے دریا میں اپنی چونچ ڈبوئی۔ تو اس بندے نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! یہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس بندے نے کہا یہ کہہ رہا ہے کہ تم دونوں کا علم جو تم اللہ کے علم کے سمندر سے جانتے ہو وہ نہیں ہے مگر اس طرح کہ جیسے میں نے اپنی چونچ کے ساتھ اس دریا کے تمام پانی سے کمی کی ہے۔

الرویانی اور ابن عساکر نے ایک اور سند سے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو وعظ کر رہے تھے کہ ان کے دل میں خیال آیا کہ لوگوں میں کوئی ان سے زیادہ علم والا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے جان لیا ہے جو تیرے دل میں آیا ہے بے شک میرا ایک بندہ تجھ سے زیادہ عالم ہے وہ دریا کے کنارے پر رہتا ہے اس کے پاس جاؤ اور علم سیکھو اور اس کی جگہ پر تیری راہنمائی کرنے والی علامت تیرا زادِ راہ ہے، جہاں تیرا زادِ راہ گم ہو جائے وہی اس کا مکان ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اور ان کا ساتھی نوجوان ایک ٹوکری میں نمکین مچھلی اٹھائے ہوئے نکلے وہ چل رہے تھے تو انہوں نے نہ کوئی تھکن اور نہ کوئی مشقت پائی حتی کہ وہ اس چشمہ پر پہنچ گئے جس سے خضر علیہ السلام پانی پیتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام گزر گئے اور ان کا ساتھی نوجوان بیٹھ گیا اس نے پانی پیا، مچھلی ٹوکری میں اچھلی حتی کہ مٹی میں گری پھر اس میں مل کر دریا میں جا گری۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا کا یہی مطلب ہے یوشع چلتے چلتے موسیٰ علیہ السلام سے جا ملے۔ جب ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام تھک چکے تھے آپ بیٹھ گئے اور اپنے ساتھی سے کہا ہمارا صبح کا کھانا لے آؤ ہمیں اس سفر میں بہت مشقت برداشت کرنا پڑی ہے۔ پس مچھلی گم ہو گئی۔ نوجوان نے کہا میں مچھلی بھول گیا۔ فَاِنِّيْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۫ وَمَاۤ اَنْسٰىنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝ قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا۔ جب واپس چٹان تک پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے اس چٹان کے اردگرد چکر لگایا لیکن کچھ نظر نہ آیا پھر آپ چٹان کے اوپر چڑھ گئے تو ایک شخص چادر میں ملبوس سویا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اس پر سلام کیا تو انہوں نے سر اٹھایا اور فرمایا اس جگہ یہ سلام کیسے آیا۔ فرمایا تو کون ہے انہوں نے کہا میں موسیٰ بنی اسرائیل ہوں کیا تیری قوم میں تبلیغ کی مشغولیت نے مجھ سے تجھے بے پروا نہیں کیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے تیری جناب میں حاضری کا حکم ملا ہے، حضرت خضر

علیہ السلام نے کہا اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ وَ كَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا (الآیات)

وہ چلتے چلتے دونوں ساحل دریا پر پہنچے تو وہاں ایک قوم کشتی پر سوار تھی جو دریا کو عبور کرنا چاہتی تھی یہ دونوں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گئے جب کہ وہ ابھی دریا کے کنارے پر ہی تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے کلہاڑا نکالا جوان کے پاس تھا اور اس کے ساتھ کشتی میں شگاف کر دیا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ الآیۃ۔ پھر وہ چلتے چلتے ایک دیہات والوں کے پاس آئے وہاں بچے کھیل رہے تھے۔ خضر علیہ السلام نے ایک خوب صورت اور خوش اندام بچے کو قتل کر دیا۔ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا ۝ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ قَالَ اِنْ سَاَلْتُكَ الآیہ۔ پھر وہ دونوں چلے اور کمینے لوگوں کے گاؤں میں پہنچے انہیں سخت بھوک لگی تھی، ان سے کھانا طلب کیا تو انہوں نے کھانا نہ دیا پھر ایک جھکی ہوئی دیوار دیکھی تو خضر علیہ السلام نے ہاتھ سے اسے مسح کیا تو وہ سیدھی ہوگئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کو علم ہے کہ ہمیں سخت بھوک لگی ہے۔ اور ہمیں کھانے کی ضرورت ہے اگر آپ ان سے دیوار کے بنانے پر اجر طلب کرتے اور وہ دے دیتے تو ہم شام کا کھانا ہی اس سے خرید لیتے۔ حضرت خضر نے فرمایا بس سنگت ختم اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر کا دامن پکڑا اور کہا حضور! میں آپ کو اس سنگت کا واسطہ دیتا ہوں آپ نے جو حقیقت دیکھی آپ مجھے اس کے بارے میں آگاہ تو فرمائیں۔ فرمایا: اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسٰكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَ كَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝ وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَاۤ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ كُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا ۝ وَ اَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ الآیہ۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم مصر پر غالب آئے تو آپ نے اپنی قوم کو مصر میں اتارا۔ جب (ان کا غلبہ) پوری طرح قرار پذیر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ (ابراہیم: 5)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب فرمایا اور انہیں یاد دلائیں وہ نعمتیں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر کی تھی آپ نے انہیں یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرعونیوں سے نجات دی اور انہیں یاد دلایا کہ ان کے دشمن کو ہلاک کیا۔ اور اللہ نے مصر میں ان کو خلیفہ بنایا اور فرمایا اللہ نے موسیٰ تمہارے نبی سے کلام فرمائی اور اس نے مجھے اپنی ذات کے لیے چن لیا اور مجھ پر اپنی خاص محبت اتاری اور اس نے تمہیں ہر وہ چیز عطا فرمائی جو تم نے طلب کی تمہارا نبی اہل زمین سے افضل ہے اور تم آج قرار پذیر ہو۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے کسی ایسی نعمت کا ذکر نہ چھوڑا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی، سب کی سب نعمتیں انہیں یاد دلائیں، بنی اسرائیل کے ایک شخص نے کہا اے اللہ کے نبی! کیا زمین پر تجھ سے زیادہ کوئی علم والا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 09-208، دارالفکر بیروت

اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجا اور فرمایا: اللہ فرماتا ہے تجھے کیا معلوم کہ میں نے اپنے علم کو کہاں رکھا ہے؟ ہاں ساحل سمندر پر ایک شخص (تجھ سے) زیادہ جاننے والا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں: وہ شخص خضر علیہ السلام تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کریم سے سوال کیا کہ وہ شخص انہیں دکھا دے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: دریا کے کنارے آؤ وہاں ساحل دریا پر تم ایک مچھلی پاؤ گے، وہ مچھلی اپنے ساتھی نوجوان کو دے دو پھر دریا کے کنارے کو لازم پکڑو۔ جب تم مچھلی بھول جاؤ اور وہ تم سے گم ہو جائے تو اسی جگہ تم اس نیک بندے کو پالو گے جس کے تم متلاشی ہو۔ جب موسیٰ علیہ السلام کا چلنا طویل ہو گیا اور سفر میں تھکن زیادہ ہو گئی تو موسیٰ علیہ السلام نے جوان سے مچھلی طلب کی قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّىْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ ۡ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ الآیہ نوجوان نے کہا مچھلی تو سرنگ کی طرح راستہ بناتے ہوئے دریا میں چلی گئی تھی۔ موسیٰ علیہ السلام کو اس پر بہت تعجب ہوا۔ آپ چٹان کے پاس پھر واپس آئے اور مچھلی کو پالیا، مچھلی دریا میں چلی گئی تو موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے اپنے آگے اپنا عصا رکھا جس کے ساتھ پانی کو ادھر ادھر کرتے گئے اور مچھلی کے پیچھے چلتے گئے۔ مچھلی دریا کے جس حصہ سے گزرتی گئی۔ وہ خشک ہوتا گیا حتی کہ ایک چٹان آ گئی۔ اللہ کے نبی نے تعجب فرمایا حتی کہ مچھلی دریا کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں پہنچ گئی۔ وہاں موسیٰ علیہ السلام کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی آپ نے حضرت خضر علیہ السلام پر سلام کیا تو خضر علیہ السلام نے فرمایا وعلیک السلام، اس زمین میں یہ سلام کیسے آیا؟ تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں موسیٰ ہوں، حضرت خضر نے کہا بنی اسرائیل والا؟ پھر انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو خوش آمدید کہا اور پوچھا جناب! کیسے آنا ہوا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ الآیہ خضر علیہ السلام نے کہا تم میرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں رکھو گے موسیٰ علیہ السلام نے کہا سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّ لَاۤ اَعْصِیْ لَكَ اَمْرًا ﴿۶۹﴾ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِیْ فَلَا تَسْـَٔلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰۤى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿۷۰﴾ فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِی السَّفِیْنَةِ خَرَقَهَا ؕ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَیْـًٔا اِمْرًا (الآیہ) حضرت خضر نے فرمایا: تم مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرنا خواہ میں کچھ بھی کروں حتی کہ میں اس کی حقیقت خود بیان کروں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الخطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ہارون بن عنترہ عن ابیہ عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اے رب! تیرے بندوں سے کون سا بندہ تیرا محبوب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو ہمیشہ مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے بھلاتا نہیں ہے اور تیرا کون سا بندہ زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے؟ فرمایا جو حق کا فیصلہ کرتا ہے اور خواہش نفس کی پیروی نہیں کرتا پھر پوچھا تیرا کون سا بندہ زیادہ عالم ہے فرمایا وہ جو لوگوں کے علم کو اپنے علم کے ساتھ ملاتا ہے (یعنی لوگوں سے علم حاصل کرتا ہے) ہو سکتا ہے کوئی کلمہ اس کی ہدایت کی طرف راہنمائی کرے یا اسے ہلاکت میں گرنے سے بچالے۔ موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خیال آیا کہ ان سے زیادہ کوئی عالم نہیں ہے۔ پوچھا یا رب! مجھ سے زیادہ کوئی عالم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، پوچھا کہاں ہے؟ فرمایا اس چٹان کے پاس جس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 324، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے پاس چشمہ ہے۔ موسیٰ علیہ السلام اس کی طلب کے لیے نکل پڑے۔ وہ سب کچھ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام چٹان کے پاس اس بندے کو جا ملے، ہر ایک نے دوسرے کو سلام کیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں، اس بندے نے کہا تو میری صحبت کی طاقت نہیں رکھتا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں۔ اس بندے نے کہا: سنگت اختیار کرنی ہے تو مجھ سے کوئی سوال نہیں کرنا یہاں تک کہ کسی راز کو میں خود منکشف کروں۔ وہ چل پڑے مجمع البحرین تک پہنچے۔ وہ اس جگہ پہنچے جہاں سب جگہوں سے زیادہ پانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خطاف (پرندہ) کو بھیجا۔ اس نے دریا سے اپنی چونچ بھری، اس بندے نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اس پرندے نے اس پانی سے کتنی کمی کی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا بہت تھوڑی کمی کی ہے۔ اس بندے نے کہا بے شک میرا علم اور آپ کا علم علم الٰہی میں اس مقدار میں ہے جتنا کہ اس پرندے نے اس پانی سے پیا ہے۔ آگے مکمل حدیث بیان فرمائی جس میں کشتی میں شگاف کرنے، بچے کو قتل کرنے اور دیوار کو درست کرنے کا ذکر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کا قول دیوار کے بارے میں اپنی ذات کے لیے دنیا کی ایک چیز طلب کرنے کے لیے تھا اور کشتی اور غلام کے متعلق سوال اللہ کے لیے تھا۔ (1)

امام دارقطنی نے الافراد میں ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل بن سلیمان عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے: حضرت خضر علیہ السلام آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں، ان کی عمر میں تاخیر کی گئی ہے حتی کہ وہ دجال کی تکذیب کریں گے (یعنی وہ قرب قیامت تک زندہ رہیں گے)۔ (2)

بخاری، احمد، ترمذی اور ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خضر علیہ السلام کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ سفید زمین پر تشریف فرما ہوتے تو وہ آپ کی برکت سے آپ کے پیچھے سرسبز کھیتی لہلہانے لگتی۔ (3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خضر کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ سفید زمین پر نماز پڑھتے تو وہاں سرسبز کھیتی لہلہانے لگتی۔ (4)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت خضر کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ جہاں نماز پڑھتے ارد گرد کا علاقہ سرسبز و شاداب ہو جاتا۔ (5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب نے ہمیں بتایا کہ آدم علیہ السلام پر جب موت کا وقت آیا تو آپ نے اپنے تمام بیٹوں کو جمع کیا اور فرمایا: اے بیٹو! اللہ تعالیٰ اہل زمین پر عذاب نازل کرے گا۔ پس میرا جسم تمام غار میں ہونا چاہیے حتی کہ جب تم اترو (کشتی سے) تو مجھے شام کی زمین کی طرف بھیج دینا، پس آدم علیہ السلام کا جسم اپنے بیٹوں کے ساتھ رہا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر طوفان بھیجا، تو کچھ عرصہ زمین پانی میں غرق رہی۔ پھر نوح علیہ السلام آئے حتی کہ آپ کشتی سے اترے اور اپنے تینوں بیٹوں سام، حام اور یافث کو وصیت فرمائی کہ آدم علیہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 412، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 400

3۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 483، وزارت تعلیم اسلام آباد 4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 402، دار الفکر بیروت 5۔ ایضاً

السلام کا جسم اس غار کی طرف لے جاؤ جس میں انہیں دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ بیٹوں نے کہا زمین وحشت والی ہے یہاں کوئی انس والا نہیں ہے اور ہم راستہ نہیں جانتے ہیں لیکن کچھ دیر ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ لوگ زیادہ ہو جائیں۔ نوح علیہ السلام نے انہیں فرمایا: آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ اس کی عمر قیامت تک طویل ہو جو انہیں دفن کرے۔ پس آدم علیہ السلام کا جسم اسی طرح رہا حتی کہ خضر علیہ السلام کو آپ کے دفن کا فریضہ سونپا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا تھا۔ وہ پورا فرمایا پس وہ زندہ رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ ان کا زندہ رہنا چاہے گا۔ (1)

ابن عساکر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی والدہ رومیہ تھی اور والد فارسی تھے۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام سے ملے تو ایک پرندہ آیا، اس نے اپنی چونچ پانی میں ڈالی، حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تجھے معلوم ہے یہ پرندہ کیا کہہ رہا ہے؟ پوچھا کیا کہہ رہا ہے، حضرت خضر نے فرمایا یہ کہہ رہا ہے کہ آپ کا علم اور موسیٰ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم میں نہیں ہے مگر اس طرح جیسے میری چونچ نے اس پانی سے لیا ہے۔ (3)

امام بخاری نے تاریخ میں، ترمذی، البزار (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابودرداء سے **وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا** کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ان کے لیے خزانے حلال کیے گئے تھے اور غنائم حرام کی گئی تھیں، ہمارے لیے غنائم حلال ہیں اور کنوز (خزانے) حرام ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور البزار رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ کنز جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ سونے کی تختی تھی جس پر لکھا تھا کہ تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے تھکاوٹ کیسے برداشت کرتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو آگ کا ذکر کرتا ہے پھر ہنستا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو یاد کرتا ہے پھر غفلت کرتا ہے (اور اس تختی پر یہ بھی لکھا تھا) **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**۔

امام الشیرازی رحمہ اللہ نے الالقاب میں حضرت عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ وہ تختی جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے: **وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا** وہ پتھر کی تھی اور اس میں کندہ کیا ہوا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ تقدیر حق ہے پھر کیسے پریشان ہوتا ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ موت برحق ہے پھر کیسے پریشان ہوتا ہے اور تعجب ہے اس شخص پر جو جانتا ہے کہ موت حق ہے وہ کیسے خوش ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کی زوال پذیری کو دیکھتا ہے پھر اس دنیا پر کیسے مطمئن ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**۔

امام الخرائطی نے قمع الحرص میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابوحازم کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ [illegible] عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ تختی سونے کی تھی اور اس میں یہ لکھا تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 400، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 401

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 400 (3394)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے پھر وہ کیسے خوش ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو آگ کو جانتا ہے پھر وہ کیسے ہنستا ہے؟ تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا اور اس کا اپنے دنیا والوں کے ساتھ الٹ پلٹ ہونا جانتا ہے پھر وہ اس پر کیسے مطمئن ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو قضا و قدر پر یقین رکھتا ہے پھر کیسے رزق کی تلاش میں تھکاوٹ برداشت کرتا ہے۔ تعجب ہے اس شخص پر جو حساب کا یقین رکھتا ہے پھر کیسے برائی کا عمل کرتا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کے تحت فرمایا: وہ تختی سونے کی تھی، اس میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر ایمان رکھتا ہے پھر کیسے غمگین ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر ایمان رکھتا ہے پھر کیسے خوش ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص پر جو رات اور دن کی تبدیلی پر ایمان رکھتا ہے اور پھر وہ ان کے کبھی ایک حالت اور کبھی دوسری حالت کے لانے سے امن میں ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ تختی سونے کی تھی نہ کہ چاندی کی تھی اس پر لکھا ہوا تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ تختی سونے کی تھی، اس میں یہ لکھا ہوا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ تعجب ہے اس شخص کے لیے جو یاد کرتا ہے کہ موت حق ہے پھر کیسے خوش ہوتا ہے۔ تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو حق یاد کرتا ہے پھر ہنستا ہے، تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو حق جانتا ہے پھر کیسے غمگین ہوتا ہے، تعجب ہے اس شخص کے لیے جو دنیا اور دنیا والوں کی حالت کی تبدیلی کو دیکھتا ہے پھر وہ کیسے اس دنیا میں مطمئن ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ شخص امانات اور ودیعتوں کو ان کے مالکوں کے سپرد کرتا ہے۔

امام ابن المبارک، سعید بن منصور، احمد نے الزہد میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ ان کے باپ کے تقویٰ اور صلاح کی وجہ سے ان کے مال کی حفاظت کی گئی تھی، نہ کہ ان کی اصلاح کی وجہ سے حفاظت کی گئی تھی۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایک شخص کی نیکی اور صالحیت کی وجہ سے اس کی اولاد، اولاد کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد کی اصلاح فرماتا ہے۔ اس کی اولاد اور اس کے ارد گرد کے گھروں کی حفاظت فرماتا ہے، اس کی اولاد ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے پردے اور عافیت میں رہتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 415، دار الفکر بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 223 (213)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 400 (3395)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ ایک نیک اور صالح آدمی کی صالحیت کی وجہ سے اس کی اولاد، اولاد کی اولاد اور اس کے ارد گرد کے گھروں کی اصلاح فرماتا ہے، جب تک وہ نیک بندہ ان میں باقی رہتا ہے یہ تمام لوگ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں۔

امام ابن المبارک، ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ سے موقوفاً یہ روایت نقل کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی طرف سے اس کی اولاد میں اسی سال تک نگرانی فرماتا رہتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جب موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا تو بنی اسرائیل کا نبی نہیں ہے جو تمہیں علم عطا کیا گیا ہے وہ تیرے لیے کافی نہیں ہے۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے آپ کی اتباع کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ اس گفتگو کے دوران ایک چڑیا آئی اور دریا کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ اس نے پانی کی ایک چونچ بھری پھر اڑ کر چلی گئی، حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ کیا تو نے دیکھا جو پرندے نے پانی حاصل کیا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں، میرا اور تمہارا علم، اللہ تعالیٰ کے علم میں بالکل ایسا ہے جیسے اس پرندے نے اس دریا سے پانی لیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے حَتّٰۤى اَبْلُغَ کا معنی حَتّٰى اَنْتَهِيَ (یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں) روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ سے مراد فارس اور روم کے دریا ہیں، یہ دونوں مشرق و مغرب کے دریا ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ سے مراد افریقیہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد طنجہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ سے مراد الکر اور الرس ہے جہاں سے وہ دونوں دریا سمندر میں گرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حُقُبًا سے مراد زمانہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُقُبًا سے مراد ستر سال ہیں۔ نَسِيَا حُوْتَهُمَا یعنی مچھلی کو گم کر بیٹھے۔ عَجَبًا مچھلی کے اثر اور اس کے چکر جن میں وہ گم ہوگئی، موسیٰ علیہ السلام کو اس پر بہت تعجب ہوا فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام اور ان کے نوجوان ساتھی نے لوٹتے ہوئے مچھلی کے اثر اور نشانات کا پیچھا کیا جہاں سے دریا پھٹ چکا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مچھلی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 337 (1693)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 314

نمکین تھی اور اس کا پیٹ بھی چاک کیا گیا تھا۔

ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ مچھلی جہاں سے گزری وہ جگہ دریا میں خشک تھی گویا کہ وہ پتھر میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے لوگ پانی کے گھر سے باہر موجود تھے پانی کبھی بھی نہیں پھٹا اور رکا تھا۔ مچھلی اس میں داخل ہوئی تو پانی کرہ کی طرح پھٹ گیا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف لوٹ آئے اور آپ نے اس کا رکنا دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہی تو ہے جس کی ہمیں جستجو تھی۔ پس وہ اپنے آثار دیکھتے ہوئے لوٹ آئے حتی کہ وہ مچھلی کے داخل ہونے کی جگہ تک پہنچ گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ مچھلی کے پر مٹی میں ہیں جب کہ وہ دریا میں گری تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مچھلی کے مردہ ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے جب اسے زندہ کیا تو پہلے وہ کنکریوں والی زمین میں داخل ہوئی پھر اس میں سرنگ کی طرح راستہ بنایا حتی کہ وہ دریا میں پہنچ گئی السرب راستہ کو کہتے ہیں۔ پھر وہ پانی میں پہنچ گئی اور یہ پتھریلی خشکی تھی۔ مچھلی کو ایک لمبا زمانہ کھایا گیا تھا اور یہ موسیٰ علیہ السلام کا زادراہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کو چیرا تھا، اسے نمک لگایا تھا اور اس سے صبح و شام کھایا بھی تھا۔ جب دوسرا دن ہوا تو کہا اپنے نوجوان ساتھی کو کہ لے آؤ ہمارا صبح کا کھانا، ہمیں اس سفر میں بہت مشقت برداشت کرنی پڑی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ابی کی قرأت اس طرح تھی وَمَا اَنْسَانِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَ لَهٗ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مچھلی سمندر میں ایک چشمہ پر آئی جسے عین الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ جب اس چشمہ کا پانی اسے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی روح لوٹا دی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ یعنی وہ دونوں ایک عالم آدمی سے ملے جنہیں خضر کہا جاتا تھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ معراج کی رات میں نے بڑی پاکیزہ خوشبو سونگھی۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل! یہ پاکیزہ خوشبو کیسی ہے؟ جبرئیل نے کہا یہ کنگھی کرنے والی، اس کے دو بیٹوں اور اس کے خاوند کی قبر کی خوشبو ہے۔ اس کا آغاز اس طرح ہوا کہ خضر علیہ السلام بنی اسرائیل کے اشراف لوگوں میں سے تھے۔ ان کا گزر ایک راہب کے پاس سے ہوا جو اپنے گرجا میں رہتا تھا، راہب ان کے پاس آیا اور انہیں اسلام سکھایا اور ان سے یہ عہد لیا کہ وہ کسی کو یہ نہیں سکھائے گا، پھر اس کے باپ نے ایک عورت سے ان کی شادی کر دی، حضرت خضر علیہ السلام نے بیوی کو اسلام سکھا دیا اور اس سے یہ عہد لیا کہ وہ کسی اور کو نہیں سکھائے گی۔ پھر

حضرت خضر علیہ السلام عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے پھر آپ نے ایک اور عورت سے نکاح کر لیا۔ اسے بھی آپ نے اسلام سکھایا اور اس سے بھی یہ عہد لیا کہ وہ کسی اور کو یہ نہیں سکھائے گی پھر اس نے اسے طلاق دے دی، ایک نے اس کا معاملہ ظاہر کیا اور دوسری نے اس کو چھپائے رکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام بھاگ گئے حتی کہ دریا کے جزیرہ میں آگئے، آپ کو دو آدمیوں نے دیکھا۔ ایک نے اس کا معاملہ ظاہر کیا اور دوسرے نے چھپائے رکھا۔ پھر پوچھا گیا جس نے تیرے ساتھ اسے دیکھا تھا وہ کون تھا؟ اس نے کہا فلاں۔ ان کے دین میں تھا کہ جو جھوٹ بولتا اسے قتل کر دیا جاتا۔ اس سے پوچھا گیا تو اس نے بات کو چھپایا۔ پس جب راز کو افشاء کیا تھا تو وہ قتل کیا گیا پھر معاملہ کو چھپانے والے نے کنگھی کرنے والی عورت سے نکاح کر لیا تھا۔ وہ فرعون کی بیٹی کو کنگھی کر رہی تھی تو کنگھی اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اس نے کہا تباہ ہو جائے فرعون۔ فرعون کی لڑکی نے یہ بات اپنے باپ کو بتائی تو اس فرعون نے اس عورت، اس کے بچے اور اس کے خاوند کو بلا بھیجا، فرعون نے انہیں کہا کہ اپنے دین سے برگشتہ ہو جاؤ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ فرعون نے کہا میں تمہیں قتل کرنے والا ہوں۔ انہوں نے کہا اگر تو ہمیں قتل کرے تو ہماری ایک بات قبول کر لے کہ ہمیں ایک قبر میں دفن کرنا۔ فرعون نے انہیں قتل کر دیا اور انہیں ایک قبر میں دفن کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس سے زیادہ پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی حالانکہ میں جنت میں داخل ہوا تھا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت خضر علیہ السلام کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ جب وہ کسی جگہ پر بیٹھتے تھے تو آپ کا ارد گرد سرسبز و شاداب ہو جاتا تھا اور آپ کا لباس سبز تھا۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: اٰتَیۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا۔ یعنی ہم نے انہیں ہدایت اور نبوت عطا فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خضر علیہ السلام کو خضر کہنے کی وجہ یہ تھی کہ جب آپ کسی جگہ کھڑے ہوتے تو آپ کے قدموں کے نیچے سے گھاس اگ آتی تھی حتی کہ وہ آپ کے قدموں کو ڈھانپ لیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ فرماتے ہیں وہ کشتی کنویں کے پانی میں چلتی تھی جو ایک فرسخ لمبی اور ایک فرسخ چوڑی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیغرق کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے امراً کا معنی منکراً (برا کام) روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی عجباً روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو صخر رحمہ اللہ سے اس کا معنی عظیماً روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لَا تُؤَاخِذۡنِیۡ بِمَا نَسِیۡتُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 418، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 338 (1697)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہیں: موسیٰ علیہ السلام بھولے نہیں تھے لیکن یہ معاریض کلام سے ہے (یعنی توریہ کیا ہے)۔(1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اور حماد بن زید عن شعیب بن الحجاب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ خضر علیہ السلام ایسے بندے تھے کہ آنکھیں انہیں نہیں دیکھتی تھیں مگر اللہ تعالیٰ جنہیں دکھانا چاہتا ہے وہ انہیں نظر آجاتے ہیں پس موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ انہیں قوم نے نہ دیکھا۔ اگر لوگ انہیں دیکھتے تو وہ انہیں نہ تو کشتی پھاڑنے دیتے اور نہ بچے کو قتل کرنے دیتے۔ حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ یہ دیکھتے رہے کہ اچانک اس پر موت آگئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبدالعزیز سے لَقِيَا غُلٰمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ غلام بیس سال کا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب خضر علیہ السلام نے غلام کو قتل کیا تو موسیٰ علیہ السلام انتہائی حیرت زدہ اور پریشان ہو گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے زَكِيَّةً کا معنی تائبة (توبہ کرنے والا) روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً پڑھتے تھے سعید نے فرمایا: اس سے مراد مسلمان نفس ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: زَكِيَّةً کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہوں کی حد کو نہیں پہنچا تھا۔

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی تائبة ہے یعنی ایسا بچہ جو بالغ نہ ہوا ہو۔(3)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے شَيْئًا نُّكْرًا یعنی بڑا عجیب کام کیا ہے۔ النکر کا مطلب تعجب کی وجہ سے انکار کرنا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نجدہ الحروری نے ابن عباس کی طرف بچوں کے قتل کے متعلق لکھا تو آپ نے جواباً فرمایا اگر تو خضر علیہ السلام ہے، کافر اور مومن کی تمیز کر سکتا ہے تو پھر انہیں قتل کر۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نجدہ نے ابن عباس کی طرف خط لکھا اور بچوں کو قتل کرنے کے متعلق دریافت کیا۔ اور اس نے اپنے خط میں لکھا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عالم (خضر علیہ السلام) نے بچے کو قتل کیا تھا۔ یزید فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس کے خط میں اپنے ہاتھ سے لکھا کہ تو نے بچوں کو قتل کے بارے میں لکھا ہے اور تو نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی عالم کا حوالہ دیا ہے کہ اس نے بچے کو قتل کیا تھا۔ اگر تو بچوں کے متعلق ویسا ہی علم رکھتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا عالم ساتھی رکھتا تھا تو پھر تو بچوں کو قتل کر دے لیکن یقیناً تو ایسا علم نہیں رکھتا...... رسول اللہ ﷺ نے بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے، پس اس سے علیحدہ رہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 329 2۔ ایضاً، جلد 15، صفحہ 330
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 339 (1697)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن ملیکہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے جنت میں بچوں کے جانے کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: تمہارے لیے بچے کے متعلق موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کا جھگڑا کافی ہے۔(1)

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، عبداللہ بن احمد (زوائد المسند میں) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بچہ جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ تخلیق کے دن سے ہی کافر پیدا کیا گیا تھا۔ اگر وہ بڑا ہوتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر پر مجبور کرتا۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بچہ جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا وہ کافر پیدا کیا گیا تھا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ بچہ جسے خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا وہ طبعاً کافر پیدا کیا گیا تھا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر پر مجبور کرتا۔(3)

امام ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے وایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سَاَلْتُكَ اور شَيْءٍ میں دونوں جگہ ہمزہ پڑھا ہے۔(4)

امام ابوداؤد، ترمذی، عبداللہ بن احمد، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مِنْ لَّدُنِّيْ کو شد کے ساتھ پڑھا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ کہ جس گاؤں میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہم السلام آئے تھے اس کا نام باجروان تھا اور اس کی باشندے بڑے کمینے تھے۔

ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ وہ گاؤں الابلۃ تھا اور یہ اللہ کی زمین کا آسمان سے دور ترین قطعہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ گاؤں ابرقہ تھا۔ فرماتے ہیں: مجھے ایک شخص نے بتایا کہ وہ انطا کیہ تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ایوب بن موسیٰ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ محتاج شخص کے لیے سوال کرنا اچھا ہے، کیا آپ نے سنا نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی نے گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا تھا۔

امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے يُضَيِّفُوْهُمَا کو شد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وہ گاؤں والے کمینے لوگ تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَّنْقَضَّ کا معنی يَسْقُطَ (گرنا) ہے۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فَوَجَدَا فِيْهَا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 401 (3398)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ابوداؤد، باب السنۃ، جلد 2، صفحہ 291 3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 266 (2957) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 15، صفحہ 331

جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ تلاوت کی۔ پھر فرمایا: حضرت خضر نے پہلے دیوار کو مکمل گرایا پھر اسے نئے سرے سے تعمیر فرمایا۔

امام ابوعبید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے اپنے ہاتھ سے دیوار کو اٹھایا تو وہ سیدھی ہوگئی۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبداللہ کی قرأت اس طرح تھی لَوْشِئْتَ لَتَخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔

امام بغوی نے معجم میں، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لَوْشِئْتَ لَتَخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا کو مخفف پڑھا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ موسیٰ اور خضر علیہما السلام کے واقعہ کے بیان سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، ہماری خواہش تھی کہ کاش وہ صبر کرتے حتیٰ کہ ان کے مزید واقعات ہم پر بیان کیے جاتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلٰى مُوْسٰى، آپ نے پہلے اپنا ذکر کیا۔ اگر آپ صبر کرتے تو ہم پر ان کی مزید خبریں بیان کی جاتیں لیکن انہوں نے کہا اِنْ سَاَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصٰحِبْنِيْ۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَعِيْبَهَا کا معنی اَخْرِقَهَا (پھاڑنا) روایت کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ وَكَانَ اَمَامَهُمْ مَّلِكٌ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ وہ يَاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پہلی قرأت میں كُلَّ سَفِيْنَةٍ صَالِحَةٍ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ بادشاہ عمدہ اور اچھی کشتیاں لے لیتا تھا۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر رنے ابوالزاہریہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بچہ جسے حضرت خضر نے قتل کیا تھا اس کا نام جیسور تھا۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وہ اس طرح پڑھتے تھے وَاَمَّا الْغُلٰمُ وَكَانَ كَافِرًا وَّكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ۔

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں روایت کیا ہے: وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ كَافِرًا وَّكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے فَخَشِيْنَاۤ کا معنی اَشْفَقْنَا (ڈرنا) روایت کیا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 266 (2958)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ کے مصحف میں اس طرح تھا مَخَافَ رَبِّكَ اَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا۔ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں اندیشہ ہوا کہ اس کی محبت انہیں اس کے دین کے اتباع کرنے پر برانگیختہ کرے گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اگر وہ بچہ باقی رہتا تو والدین کی بربادی اور استیصال اس کے ہاتھوں ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں قتادہ سے روایت کیا ہے: مطرف بن الشخیر نے فرمایا: ہم جانتے ہیں کہ والدین اس کی پیدائش کے دن خوش ہوئے اور اس کے قتل کے دن غمگین ہوئے۔ اگر وہ زندہ رہتا تو والدین کی ہلاکت اس کی وجہ سے ہوتی پس ایک شخص تقسیم الٰہی پر راضی ہوا کیونکہ اللہ کا فیصلہ مومن کے لیے بہتر ہے بنسبت اس کے اپنے فیصلے کے اور تیرے لیے اللہ کا فیصلہ ناپسندیدہ امر میں بہتر ہے۔ بنسبت اس فیصلہ کے جو وہ تیرے لیے تیری محبوب چیز کے متعلق فرمائے۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر رنے ابن جریج سے خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً کے تحت روایت کیا ہے کہ از روئے اسلام کے بہتر ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً کے تحت روایت کیا ہے کہ زَكٰوةً سے مراد دنیا ہے یعنی دین کے اعتبار سے بہتر ہو۔ اور رحما سے مراد مودت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان والدین کو بچے کے بدلہ میں بچی عطا فرمائی۔ جس نے نبی کو جنم دیا۔

امام ابن المنذر ررحمہ اللہ نے حضرت بسطام بن جمیل عن عمر بن یوسف کے سلسلہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقتول بچے کے بدلے میں ایسی بچی عطا فرمائی جس نے بعد میں دو نبیوں کو جنم دیا تھا۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم سے پہلے لوگوں کے لیے کنز حلال تھا اور ہم پر حرام ہے۔ ہم سے پہلے لوگوں پر مال غنیمت حرام تھا اور ہمارے لیے حلال ہے تو اس شخص کے لیے تعجب نہ کر جو کہتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ کنز ہم سے پہلے لوگوں کے لیے حلال تھا اور ہمارے لیے حرام ہے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنے حکم سے حلال کرتا ہے جو چاہتا ہے حرام کرتا ہے۔ یہ سنن اور فرائض ایک امت کے لیے حلال ہوتے ہیں دوسری کے لیے حرام ہوتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد (نے الزہد میں) اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت خیثمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا: مومن کی اولاد کے لیے مبارک ہو پھر ان کے لیے مبارک ہو کہ کیسے مومن کے جانے کے بعد بھی ان کی حفاظت کی جاتی ہے۔ پھر خیثمہ رحمہ اللہ نے یہ تلاوت کی وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر ررحمہما اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ اپنے ایک نیک بندے کی صالحیت کی وجہ سے لوگوں کے کئی قبائل کی اصلاح وخیر فرماتا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 340 (1700)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 72، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شیبہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت سلیمان بن سلیم بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تورات میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ (ایک مومن بندہ کی وجہ سے) اس کی سات نسلوں تک حفاظت فرماتا ہے اور ایک بدکار کی وجہ سے سات نسلوں کو ہلاک کرتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں وہب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رب تبارک وتعالیٰ نے جو کچھ بنی اسرائیل کو فرمایا اس میں یہ بھی ہے کہ جب تو میری اطاعت کرتا ہے تو میں راضی ہوتا ہوں اور جب میں راضی ہوتا ہوں تو برکت دیتا ہوں، میری برکت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور جب تو نافرمانی کرتا ہے تو میں ناراض ہوتا ہے اور میری لعنت ساتوں نسل تک پہنچتی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے غضب سے ڈرو کیونکہ میرا غضب تین آباء (تین نسلوں) تک پہنچتا ہے اور میری رضا سے پیار کرو کیونکہ میری رضا ایک امت کو پہنچتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَافَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ کے تحت روایت کیا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام عبد مامور تھے انہوں نے امر الٰہی کو پورا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون سے کہا لَآ اَبْرَحُ حَتّٰۤى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ۔ پس انہوں نے ایک مچھلی شکار کی اور اسے زادراہ بنا کر چل پڑے حتی کہ اس چٹان تک پہنچ گئے جس کا انہوں نے ارادہ فرمایا تھا۔ تیز ہوا چلی اور ان پر جگہ مشتبہ ہوگئی اور اس چٹان پر مچھلی بھول گئے۔ پھر وہ چل پڑے چلتے چلتے انہیں کھانے کا اشتیاق ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے یوشع سے کہا اٰتِنَا غَدَآءَنَا ٝ لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا۔ نوجوان نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ الخ فرماتے ہیں: ہم نے ابن عباس کے حوالہ سے سنا کہ وہ اہل کتاب کے علماء سے روایت فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی اور سوال کیا جب کہ آپ کے پاس مشکیزہ میں میٹھا پانی تھا، پس آپ نے پانی دریا میں ڈال دیا، وہ پانی اس کے نشان پر پڑا تو وہ ایک سفید کھوکھلا پتھر بن گیا۔ آپ نے اس پر چلنا شروع کیا حتی کہ آپ اس چٹان تک پہنچ گئے جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔ پس آپ اس چٹان پر چڑھے، درآں حالیکہ آپ کو بڑا اشتیاق تھا، کیا وہ آدمی نظر آتا ہے؟ حتی کہ آپ کا گمان کچھ درست نہ رہا پھر آپ نے اس شخص کو دیکھ لیا اور کہا السلام علیک یا خضر۔ انہوں نے فرمایا: علیک السلام یا موسیٰ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تمہیں کس نے بتایا کہ میں موسیٰ ہوں میں تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے وہ علم سکھائیں جو تمہیں عطا کیا گیا ہے۔ حضرت خضر آگے بڑھے اور نصیحت فرمائی کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے، بھلا تم کیسے صبر کر سکتے ہو اس بات پر جس کی تمہیں خبر نہیں ہے۔ یعنی جس نے ایک چیز دیکھی ہو۔ دوسرے نے وہ چیز نہ دیکھی ہو تو وہ پوچھے بغیر کیسے صبر کر سکتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے ساتھ دینے کا اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے سوال نہ کرنا حتی کہ میں خود تجھے اس کے بارے نہ بتاؤں۔ اگر تو نے تین مرتبہ جلدی کی تو وہ تیسرا مقام میری اور تمہاری جدائی کا ہوگا۔ وہ کھڑے دیکھ رہے تھے ایک کشتی گزری جو الابلہ شہر کی طرف جا رہی تھی۔ خضر علیہ السلام نے انہیں بلایا اے کشتی

والو! ہماری طرف آؤ اور ہمیں اپنی کشتی میں سوار کر لو کشتی والوں نے ملاح سے کہا ہمیں تو یہ لوگ ڈرے ہوئے لگتے ہیں، یہ لوگ چور ہیں، انہیں سوار نہ کر، کشتی کے مالک نے کہا میں ان لوگوں کے چہروں پر نور دیکھ رہا ہوں، میں انہیں ضرور سوار کروں گا۔ حضرت خضر نے فرمایا ان سواروں سے تو نے کتنا کرایہ لیا ہے جتنا کرایہ تو نے ان میں سے ہر شخص کا لیا ہے اس کا دوگنا ہم سے لے لے، پس ملاح نے انہیں سوار کر لیا اور وہ کشتی روانہ ہوگئی۔ جب وہ زمین کے قریب ہوئے تو گاؤں کے سربراہ نے حکم دے رکھا تھا ایسی کشتی دیکھو جس میں عیب نہ ہو تو میرے پاس لے آؤ۔ خضر علیہ السلام کو حکم تھا کہ اس کشتی میں عیب لگا دے تا کہ ظالم لوگ چھین نہ لیں۔ آپ نے اس میں شگاف کر دیا تو اس میں پانی ابلنے لگا۔ موسیٰ علیہ السلام غصہ سے بھر گئے اور فرمایا اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا اِمْرًا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کے کپڑوں کو سختی سے پکڑا اور انہیں دریا میں ڈالنے کا ارادہ فرمایا اور کہا تو نے انہیں ہلاک کرنے کا ارادہ کیا ہے اور تجھے معلوم ہے کہ پہلے تو ہی ہلاک ہو گا۔ موسیٰ علیہ السلام کا غصہ جب زیادہ ہوتا تو دریا ٹھہر جاتا۔ جب غصہ ٹھنڈا ہوتا تو دریا زمانہ کی طرح چلتا۔ یوشع بن نون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا آپ کو وہ عہد اور میثاق یاد نہیں جو آپ نے اپنے بارے کیا تھا۔ حضرت خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا میں نے کہا نہیں تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہیں کر سکے گا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام پر حلم طاری ہو گیا اور کہنے لگے لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا جب گاؤں میں پہنچے تو خضر علیہ السلام نے کہا وہ تمہاری طرف متوجہ نہ ہوئے حتیٰ کہ انہیں غرق ہونے کا خدشہ ہوا۔ خضر علیہ السلام ملاح کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں نے تجھ سے خیر کا ارادہ کیا تھا، پس لوگوں نے آپ کی رائے کی تعریف کی اللہ تعالیٰ نے پھر اس کشتی کو پہلے کی طرح درست فرما دیا۔ پھر کشتی سے نکلے تو ایک نوجوان غلام تک پہنچے حضرت خضر علیہ السلام نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا پھر اسے قتل کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا آپ نے بغیر کسی نفس کے بدلہ کے ایک معصوم جان کو قتل کر دیا ہے۔ الیٰ قولہ۔ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا۔ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اب میری اور تمہاری جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ وہ بچہ کسی سے ناراض ہوتا تو وہ ناراض شخص اس کے لیے اور اس کے والدین کے لیے بددعا کرتا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کے والدین کو ان بددعاؤں سے پاک کر لیا اور انہیں اُس کی جگہ دوسرا بچہ عطا فرمایا جو اس سے بہتر تھا اور زیادہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا تھا اور زیادہ مہربان تھا۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ الخ۔

ہم نے سنا ہے کہ وہ کنز علم تھا انہوں نے اس علم کی وراثت پائی تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے الحسن بن عمارہ عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے کہا گیا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے نوجوان کی بات کرتے ہوئے نہیں سنا حالانکہ وہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ابن عباس نے فرمایا: نوجوان کی بات جو انہوں نے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ اس نوجوان نے پانی پیا۔ پس وہ بھی ہمیشہ کے لیے زندہ ہو گیا۔ عالم نے اس کو پکڑ کر ایک کشتی کے ساتھ ملا دیا تھا پھر اسے دریا میں بھیج دیا تھا۔ پس قیامت تک اس کے ساتھ وہ کشتی چلتی رہے گی۔ اس سزا کی وجہ یہ

ہے کہ اس کے لیے اس پانی سے پینا جائز نہیں تھا، ابن کثیر فرماتے ہیں: الحسن متروک ہے اور اس کا باپ غیر معروف ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یوسف بن اسباط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو جدائی کے وقت کہا اے موسیٰ! علم حاصل کرو اس پر عمل کرنے کے لیے۔ لوگوں سے بحث کرنے کے لیے علم حاصل نہ کرو۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا میرے لیے دعا فرمایئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنی اطاعت آسان فرمائے۔(1)

امام احمد نے الزہد میں وہب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے وقت کہا۔ اے موسیٰ! لجاجت سے دور رہو، بغیر ضرورت کے نہ چلو بغیر عجب کے نہ ہنسو، اپنے گھر کو لازم پکڑو اور اپنی خطا پر روؤ۔(2)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میرا خیال ہے یہ ابو عبداللہ الملطی ہے۔ فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے جدائی کا ارادہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے انہیں کہا جناب مجھے کوئی وصیت فرمائیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: نفع بخش بن جاؤ، تکلیف دینے والے نہ بنو، خوش رہو، (ہر وقت) غصہ میں نہ رہو، لجاجت سے پھر جاؤ، بغیر حاجت کے نہ چل، کسی شخص کو اس کی غلطی پر عار نہ دلاؤ۔ اے ابن عمران! اپنی خطا پر آنسو بہاؤ۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: اے موسیٰ! لوگ دنیا میں اپنے ارادوں کے مطابق عذاب دیئے جاتے ہیں۔(4)

امام العقیلی رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت خضر علیہ السلام بحر اعلیٰ اور بحر اسفل کے درمیان ایک منبر پر تشریف فرما ہیں، سمندر کے تمام جانوروں کو حکم دیا گیا کہ وہ آپ کی بات سنیں اور آپ کی اطاعت کریں۔ صبح و شام آپ پر روحیں پیش کی جاتی ہیں۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چار انبیاء زندہ ہیں، دو آسمان میں ہیں، وہ عیسیٰ اور ادریس علیہما السلام ہیں اور دو زمین میں ہیں، وہ خضر اور الیاس علیہما السلام ہیں۔ خضر علیہ السلام دریا میں ہیں اور الیاس علیہ السلام خشکی میں ہیں۔

امام خطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں طواف کر رہا تھا کہ ایک شخص کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر یہ کہہ رہا تھا، اے وہ ذات جس کو کوئی آواز دوسری آواز سے مشغول نہیں کرتی، اے وہ ذات جس کو مسائل غلط نہیں کرتے، اے وہ ذات جس کو اصرار کرنے والوں کا اصرار زچ نہیں کرتا، مجھے اپنے عفو کی ٹھنڈک اور اپنی رحمت کی حلاوت چکھا دے۔ میں نے کہا اے اللہ کے بندے! اپنی کلام کو دوہرا۔ اس نے کہا (کیا) تو نے وہ کلام سن لی ہے؟

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 416، دار الفکر بیروت
2۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 79
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 416، دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً

میں نے کہا ہاں۔ اس شخص نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں خضر کی جان ہے! (وہ خضر علیہ السلام تھے) جو بندہ ان کلمات کو فرضوں کی نماز کے بعد کہے گا اس کے (سارے) گناہ معاف ہو جائیں گے اگر چہ وہ ریت کے ٹیلے کے زروں کے برابر ہوں، بارش کے قطروں کے برابر ہوں اور درختوں کے پتوں کے برابر ہوں۔ (1)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں ابونعیم نے الحلیۃ میں کعب الاحبار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت خضر بن عامیل اپنے چند ساتھیوں کی معیت میں سوار ہوئے حتی کہ ہند میں پہنچے۔ یہ چین کا سمندر ہے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اے میرے ساتھیوں! مجھے لڑھکا دو، انہوں نے اسے دریا میں لڑھکا دیا کچھ دنوں اور کچھ راتوں کے بعد اوپر تشریف لائے۔ ساتھیوں نے پوچھا اے خضر! تو نے کیا دیکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تجھے بہت عزت دی ہے اور سمندر کی گہرائی میں بھی تمہاری حفاظت فرمائی ہے۔ فرمایا مجھے ایک فرشتہ ملا۔ اس نے مجھے کہا اے خطا کار! آدمی کہاں جا رہا ہے ہو اور کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا میں نے اس سمندر کی گہرائی دیکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اس نے مجھے کہا حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص سمندر میں گرا تھا۔ وہ ابھی تک اس کی گہرائی کے تیسرے حصے کو بھی نہیں پہنچا۔ اس وقت تین سو سال گزر چکے تھے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بقیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے ابوسعید نے بتایا۔ فرماتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے جدائی کے وقت جو آخری بات کی تھی وہ یہ تھی کسی گناہ گار کو اس کے گناہ پر عار اور شرمندگی دلانے سے بچ ورنہ تو خود اس میں مبتلا ہو جائے گا۔

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت ابو اسامہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تمہیں خضر علیہ السلام کے متعلق نہ بتاؤں، صحابہ نے عرض کی: ضرور کرم فرمایئے یا رسول اللہ! فرمایا ایک دن وہ بنی اسرائیل کے بازار میں جا رہے تھے تو انہیں ایک (مسکین) مکاتب شخص نے دیکھ لیا۔ اس نے کہا مجھ پر صدقہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے۔ حضرت خضر نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا، جو امر اللہ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے عطا کروں، مسکین نے کہا میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر صدقہ کریں، میں تمہارے چہرے میں سخاوت کے آثار دیکھتا ہوں۔ میں نے تیرے پاس برکت پائی ہے۔ حضرت خضر نے کہا میں اللہ پر ایمان لایا، میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو میں تجھے عطا کروں مگر یہ کہ تو میرے پیچھے پیچھے آ جا۔ مسکین نے کہا کیا یہ درست ہے؟ فرمایا ہاں میں حق ہی کہتا ہوں، تو نے مجھ سے ایک بہت بڑے واسطہ سے سوال کیا ہے۔ میں تجھے رب تعالیٰ کی وجہ سے نامراد نہیں لوٹاتا، اس نے حضرت خضر علیہ السلام کو بازار میں پیش کیا اور چار سو دراہم کے عوض فروخت کر دیا، آپ مشتری کے پاس ایک زمانہ ٹھہرے رہے لیکن اس نے آپ کو کام پر نہ لگایا۔ آپ نے مشتری سے کہا تو نے مجھے خریدا ہے، مجھ سے خیر تلاش کر، مجھے کسی عمل کا حکم دے، مشتری نے کہا میں تجھے تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں کیونکہ آپ ایک بوڑھے کمزور آدمی ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ مشتری نے کہا اٹھو اور یہ پتھر یہاں سے وہاں نقل کر دو۔ وہ پتھر اتنے زیادہ تھے کہ چھ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 425، دار الفکر بیروت
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 6، صفحہ 7

آدمی بھی ایک دن میں انہیں منتقل نہیں کر سکتے تھے، وہ شخص آپ کو حکم دے کر کسی کام کے لیے باہر گیا پھر واپس آیا تو تمام پتھر اسی وقت منتقل ہو چکے تھے۔ مشتری نے کہا تو نے بڑا اچھا کام کیا ہے، تو بہت طاقتور ہے، میں تو تجھے ایسا طاقت ور نہ سمجھتا تھا، پھر اس شخص کو سفر کی مہم پیش آ گئی۔ اس نے کہا میں تجھے امین گمان کرتا ہوں تم میرے گھر والوں میں میرے قائم مقام ہو کر ان سے اچھائی کرنا۔ حضرت خضر نے فرمایا تم مجھے کسی کام کی وصیت کرو۔ اس نے کہا: میں تجھے تکلیف دینا پسند نہیں کرتا، حضرت خضر نے فرمایا: مجھ پر کوئی امر گراں نہیں۔ مشتری نے کہا تم اینٹیں بناؤ تا کہ ہم مکان بنائیں حتیٰ کہ میں سفر سے واپس آ جاؤں۔ وہ آدمی سفر پر گیا، واپس آیا تو آپ تعمیر مکمل کر چکے تھے۔ اس شخص نے کہا میں خدا کے واسطہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں تمہارا راستہ کیا ہے اور تمہارا معاملہ کیا ہے؟ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا تو نے مجھ سے خدا کا واسطہ دے کر سوال کیا ہے اور اسی خدا کے واسطہ نے ہی مجھے غلامی میں ڈالا تھا۔ میں خضر ہوں جس کے متعلق تو نے سنا ہے۔ مجھ سے ایک مسکین نے صدقہ مانگا اور میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو میں اسے پیش کرتا۔ اس نے مجھے خدا کا واسطہ دیا تو میں نے اپنا آپ ہی اس کے حوالہ کر دیا۔ اس نے مجھے بیچ ڈالا۔ اور میں تجھے بتاتا ہوں کہ جس سے خدا کے واسطہ سے مانگا گیا اور اس نے سائل کو رد کر دیا جب کہ وہ عطا کرنے پر قادر تھا تو وہ قیامت کے روز اس طرح کھڑا ہوگا کہ اس کی جلد ہوگی نہ اس کا گوشت ہوگا اور نہ اس کی ہڈیاں ہوں گی تا کہ وہ وہاں ہی ٹھہرا رہے۔ اس شخص نے کہا میں اللہ پر ایمان لایا۔ اے اللہ کے نبی! میں نے تجھے تکلیف دی جب کہ مجھے علم نہیں تھا۔ حضرت خضر نے فرمایا کوئی حرج نہیں تو نے بہت اچھا کیا اور پختہ کیا۔ اس شخص نے کہا اے اللہ کے نبی! میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہو جائیں، آپ میرے گھر والوں اور میرے مال کے متعلق حکم فرمائیں، اس کے سبب جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا ہے یا میں تجھے اختیار دیتا ہوں، میں تمہارا راستہ کھلا چھوڑتا ہوں۔ حضرت خضر نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو میرا راستہ چھوڑ دے تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں، پس اس شخص نے آپ کا راستہ چھوڑ دیا۔ حضرت خضر نے کہا: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے پہلے غلامی میں ڈالا پھر مجھے اس سے نجات عطا فرمائی۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت حجاج بن فرافصہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دو آدمی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر بیع کر رہے تھے۔ ایک شخص زیادہ قسمیں اٹھا رہا تھا، وہ اسی سودے میں مصروف تھے کہ ایک شخص ان کے پاس سے گزرا اور ان کے قریب آ کر ٹھہر گیا۔ اس نے زیادہ قسمیں اٹھانے والے سے کہا اے اللہ کے بندے! رک جا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور زیادہ قسمیں نہ اٹھا۔ یہ تیرے رزق میں کچھ اضافہ کا باعث نہ ہوگا اور اگر تو قسمیں نہیں اٹھائے گا تو تیرا رزق کم نہ ہوگا۔ وہ کام کر جو تیرا معین و مددگار ہو۔ اس نے کہا کون سا کام میرا مددگار ہوگا؟ اس نے تین مرتبہ پوچھا اور اپنی بات کو دوہرایا۔ جب وہ شخص واپس جانے لگا تو اس نے کہا جان لے ایمان کی علامت یہ ہے کہ تو سچائی کو اس وقت جھوٹ پر ترجیح دے جب کہ سچائی تیرے لیے نقصان کا باعث ہو اور جھوٹ تیرے لیے نفع بخش ہو۔ اور تیرے قول کو تیری ذات پر فضیلت نہ ہو پھر وہ شخص مڑا تو عبد اللہ بن عمر نے کہا اس شخص سے ملو اور یہ کلمات لکھوا لو۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے! مجھے یہ کلمات

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 417، دارالفکر بیروت

لکھوا دے۔ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ جس امر کا فیصلہ فرماتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔ اس نے وہ کلمات دوہرائے حتی کہ سننے والے نے یاد کر لیے پھر اس شخص نے دیکھا کہ اس اللہ کے بندے نے ایک قدم مسجد میں رکھا پھر معلوم نہیں زمین نے اسے نگل لیا یا آسمان نے اٹھا لیا۔ فرماتے ہیں وہ انہیں حضرت علیہ السلام یا الیاس علیہ السلام سمجھتے تھے۔(1)

امام الحارث بن اسامہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں ایک کمزور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت خضر علیہ السلام دریا میں ہیں اور حضرت الیسع علیہ السلام خشکی پر ہیں۔ وہ ہر رات اس دیوار کے پاس جمع ہوتے ہیں جو لوگوں اور یاجوج و ماجوج کے درمیان ذوالقرنین نے بنائی تھی۔ وہ دونوں ہر سال حج اور عمرہ کرتے ہیں۔ زمزم سے اتنا پانی پیتے ہیں کہ آئندہ سال تک ان کی کفایت کرتا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہما السلام بیت المقدس میں ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں، ہر سال حج کرتے ہیں اور آب زمزم سے اتنا پانی پی لیتے ہیں جو ان کے لیے آئندہ سال تک کافی ہوتا ہے۔(2)

امام العقیلی، دارقطنی نے الافراد میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر سال حج کے موسم میں حضرت خضر اور الیاس علیہما السلام ملتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا حلق کرتا ہے اور یہ کلمات کہہ کر ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا يُصْرِفُ السُّوْٓءَ اِلَّا اللّٰهُ مَاشَآءَ اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ”اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں ماشاء اللہ، بھلائی اور خیر صرف اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے ماشاء اللہ، برائی اور مصیبت کو صرف اللہ ہی دور فرماتا ہے ماشاء اللہ، ہر نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ماشاء اللہ، اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہ نیکی کرنے کی طاقت ہے اور نہ برائی سے بچنے کی طاقت ہے“۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: جس نے یہ کلمات تین مرتبہ صبح اور تین مرتبہ شام کے وقت کہے اللہ تعالیٰ اسے غرق ہونے، جلنے، چوری ہونے سے محفوظ فرمائے گا اور شیاطین، سلطان، سانپ اور بچھو سے بھی مامون و محفوظ فرمائے گا۔(3)

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۭ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ۭ﴿٨٣﴾

”اور دریافت کرتے ہیں آپ سے ذی القرنین کے متعلق۔ فرمائیے میں ابھی بیان کرتا ہوں تمہارے سامنے اس کا حال“۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود نے نبی کریم ﷺ سے کہا: اے محمد! (ﷺ) تم ابراہیم، موسیٰ اور دوسرے انبیائے کرام کا ذکر کرتے ہو ان کا ذکر تو آپ نے ہم سے سنا ہے تم ہمیں اس نبی کے متعلق بتاؤ جس

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 221 (4856)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 16، صفحہ 428، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 427

کا ذکر تورات میں بھی صرف ایک جگہ ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ کون سا نبی ہے؟ انہوں نے کہا ذوالقرنین۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اس کے متعلق مجھے کوئی خبر نہیں پہنچی، یہود خوش ہو کر باہر نکلے کہ وہ آپ پر غالب آ گئے ہیں۔ وہ ابھی دروازے تک نہ پہنچے تھے کہ جبرئیل امین یہ آیات لے کر نازل ہو گئے: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ الخ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر مولیٰ غفرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کچھ اہل کتاب نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا اے ابوالقاسم! تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو ساری زمین کا سیاح تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ ابھی وہ وہاں ہی بیٹھے تھے کہ انہوں نے چھت سے ٹوٹنے کی آواز سنی۔ نبی کریم ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی جب وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں۔ جب آپ ﷺ نے دیوار کا ذکر فرمایا تو اہل کتاب نے کہا اے ابوالقاسم تیرے پاس اس کی خبر آ چکی ہے تیرے لیے کافی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں کیا تبع لعین تھا یا نہیں۔ مجھے معلوم نہیں ذوالقرنین نبی تھا یا نہیں اور مجھے معلوم نہیں حدود، حدود والوں کے لیے کفارہ ہیں یا نہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا کہ کیا وہ نبی تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تمہارے نبی (ﷺ) کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا بندہ تھا کہ جو پیکر اخلاص تھا اور اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص کی قدر فرماتا تھا۔

امام عبدالحکیم نے فتوح مصر میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ نبی تھا یا بادشاہ تھا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ نہ نبی تھا اور نہ بادشاہ تھا لیکن وہ پیکر اخلاص تھا اور اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص کی قدر فرماتا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک قوم کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کے سر پر چوٹیں لگائیں تو وہ فوت ہو گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلے کے لیے اسے پھر زندہ فرمایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی قوم کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اسے سر کی دوسری طرف چوٹیں لگائیں تو وہ فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان کا مقابلہ کرنے کے لیے پھر زندہ کیا۔ اسی وجہ سے انہیں ذوالقرنین کہا جاتا ہے، تم میں بھی اس کی مثل ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین نبی تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے الاحوص بن حکیم عن ابیہ عن النبی ﷺ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ بادشاہ تھا، اس نے زمین پر احسان پھیلایا تھا۔

امام ابن عبدالحکیم نے فتوح مصر میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت خالد بن

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 17 (2175)، دارالکتب العلمیہ بیروت

معدان الکلاعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ذوالقرنین کے متعلق کے دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بادشاہ تھا جس نے زمین کے نیچے سے اسباب کے ذریعے برکت حاصل کی تھی۔

امام ابن عبدالحکیم، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں اور ابوالشیخ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو منیٰ میں یا ذاالقرنین کہتے ہوئے سنا۔ حضرت عمر نے فرمایا پہلے تم نے انبیائے کرام کے اسماء کے ساتھ اپنے نام رکھے اس پر اکتفاء نہ کیا حتیٰ کہ تم نے فرشتوں کے اسماء سے نام رکھنے شروع کر دیئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا جسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا تھا اور اسے ہر چیز کا سبب عطا فرمایا تھا۔

امام الشیرازی رحمہ اللہ الالقاب میں حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہودی علماء نے نبی کریم ﷺ سے کہا: ہمیں ذوالقرنین کے متعلق بتائیں کیا وہ نبی تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ بادشاہ تھا۔ اس نے زمین سے اسباب کے ذریعے برکت حاصل کی تھی۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ ایک نذیر ایسا تھا کہ مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے اسے اس نے پایا تھا ذوالقرنین دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تھا اور وہ نذیر (ڈرانے والا) تھا۔ میں نے یقین کے ساتھ نہیں سنا کہ وہ نبی تھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوالورقاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا ذوالقرنین کے سینگ کس چیز کے بنے ہوئے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید تیرا خیال ہے کہ وہ سونے یا چاندی کے تھے۔ وہ نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کی طرف بھیجا، انہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا تو ایک شخص اٹھا اور اس نے آپ کے سر کی بائیں جانب چوٹ لگائی جس سے آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ زندہ کر دیا، پھر لوگوں کی طرف تبلیغ حق کے لیے بھیجا تو ایک اور شخص اٹھا اور اس نے آپ کی دائیں جانب چوٹ لگائی، آپ کا پھر وصال ہو گیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام ذوالقرنین رکھا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن علی بن عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ذوالقرنین کے اس نام کی وجہ یہ ہے کہ انہیں رضائے الٰہی میں سر پر دو زخم آئے تھے اور آپ سیاہ رنگ والے تھے۔

امام ابوالشیخ نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے ذوالقرنین نے عمامہ باندھا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سر پر دو سینگ تھے جو حرکت کرتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے آپ نے عمامہ باندھا۔ وہ حمام میں داخل ہوئے اور آپ کا کاتب بھی آپ کے ساتھ داخل ہوا۔ آپ نے عمامہ اتار کر رکھا اور کاتب سے فرمایا یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر تیرے سوا کوئی بھی مطلع نہیں۔ اگر میں نے کسی سے اس کے متعلق کوئی بات سنی تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ کاتب حمام سے باہر نکل آیا اور اس پر موت کی ہیبت طاری ہو گئی۔ وہ صحرا میں آیا، اپنا منہ زمین پر رکھا اور ندا دی غور سے سنو! بادشاہ کے دو سینگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سے دو بانس پیدا فرمائے، ایک چرواہا ان دو بانسوں کے پاس سے گزرا تو وہ اسے بہت اچھے لگے۔ اس نے انہیں

کاٹا اور ان سے بانسری بنائی۔ پس جب بھی وہ اسے بجاتا تو ان سے یہ آواز نکلتی بادشاہ کے دو سینگ ہیں۔ پس بات شہر کے اندر پھیل گئی۔ ذوالقرنین نے کاتب کو بلایا اور کہا مجھ سے سچی بات کہنا ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ کاتب نے اپنا واقعہ بیان فرمایا، ذوالقرنین نے کہا یہی امر ہے جس کے ظہور کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے۔ پس آپ نے اپنے سر سے عمامہ اتار دیا۔

امام ابن عبدالحکیم نے فتوح مصر میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عقبہ بن عامر الجہنی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں باہر نکلا تو دروازے پر اہل کتاب کے چند مرد موجود تھے جن کے پاس مصاحف بھی تھے۔ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہماری حاضری کی اجازت کون طلب کرے گا؟ میں بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور اہل کتاب کی آمد بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہیں میرے ساتھ کیا غرض ہے، وہ مجھ سے ایسی باتیں پوچھتے ہیں جو میں نہیں جانتا؟ میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ میں صرف وہی جانتا ہوں جو میرے رب نے مجھے سکھایا ہے۔ پھر فرمایا میرے لیے پانی تلاش کرو۔ میں پانی لے آیا۔ آپ نے وضو فرمایا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر سلام پھیرا تو فرمایا لوگوں کو میرے پاس بلاؤ۔ حضرت عقبہ فرماتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر خوشی اور بشاشت دیکھی تھی۔ اور جو میرے اصحاب موجود ہیں انہیں میرے پاس بلاؤ۔ میں نے انہیں اجازت دی تو وہ اندر آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں ہی تمہیں تمہاری گفتگو سے پہلے بتا دوں کہ تم مجھ سے کیا پوچھنے آئے ہو اور اگر تم چاہو تو میرے کہنے سے پہلے تم خود اپنا مدعا بیان کرو۔ اہل کتاب نے کہا آپ ہی بتا دیں۔ فرمایا تم مجھ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھنے آئے ہو۔ وہ ابتداء میں رومی غلام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بادشاہی عطا فرمائی۔ وہ چلا حتیٰ کہ مصر کی زمین کے ساحل پر آیا۔ اس نے وہاں ایک شہر بنایا جسے اسکندریہ کہا جاتا ہے۔ جب وہ اس شہر کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ اسے اوپر لے آیا۔ وہ آسمان کے درمیان تک بلند ہوا پھر اس نے کہا نیچے دیکھ۔ ذوالقرنین نے کہا میں نے اپنا شہر اور اس کے ساتھ دوسرے شہر دیکھے ہیں۔ پھر وہ فرشتہ اسے مزید اوپر لے گیا اور کہا اب نیچے دیکھ۔ ذوالقرنین نے کہا میرا شہر دوسرے شہروں کے ساتھ خلط ہو گیا ہے۔ میں اس کی پہچان نہیں کر سکتا۔ فرشتہ اسے مزید اوپر لے گیا اور کہا اب نیچے دیکھ۔ تو ذوالقرنین نے کہا میں صرف اپنا شہر دیکھ رہا ہوں اور مجھے کوئی شہر نظر نہیں آ رہا ہے، فرشتے نے ذوالقرنین سے کہا یہ ساری زمین ہے اور جو تجھے دکھائی دے رہا ہے کہ اس نے زمین کو گھیرا ہوا ہے۔ وہ سمندر ہے۔ تیرے رب تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ تجھے ساری زمین دکھائے جب کہ اس نے تجھے اس میں بادشاہ بنایا ہے۔ تو اس میں چل اور جاہل کو تعلیم دے اور عالم کو علم پر مضبوط کر۔ وہ چلا حتیٰ کہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ تک پہنچا پھر وہ چلا تو سورج کے طلوع ہونے کی جگہ تک پہنچا پھر وہ ان دونوں نرم ملائم پہاڑوں کے پاس آیا جن سے ہر چیز پھسل جاتی ہے، اس نے ایک دیوار بنائی پھر وہ یاجوج ماجوج کی طرف چلا۔ اس نے ایک قوم کو پایا جن کے چہرے کتوں کے چہروں کی طرح تھے۔ وہ یاجوج ماجوج سے قتال کرتے تھے پھر اس نے انہیں عبور کر دیا پھر اس نے ایک چھوٹی قوم پائی جو اس قوم سے جنگ کرتی تھی جن کے چہرے کتوں کی طرح تھے پھر اس نے ایک پرندوں کی مثل ایک قوم دیکھی جو اس چھوٹی قوم سے لڑتی تھی۔ پھر وہ چلا اس نے سانپوں کی امت دیکھی جن میں ایک

سانپ بڑی چٹان کو نگل جاتا تھا۔ پھر وہ سمندر کی طرف چلا جو زمین کے اردگرد تھا۔ اہل کتاب نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ معاملہ اسی طرح ہے جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے۔ ہم اپنی کتاب میں اس کا ذکر اسی طرح پاتے ہیں۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن الاشج صاحب کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین ایک نیک اور چکر لگانے والا شخص تھا۔ جب وہ اس پہاڑ پر کھڑا ہوا جس پر آدم علیہ السلام اتارے گئے تھے تو اس نے آپ کے اثر اور نشانات کو دیکھا تو پریشان ہو گیا۔ خضر علیہ السلام نے اس کو کہا اسے بڑے جھنڈے والے اے بادشاہ! تجھے کیا ہے؟ اس نے کہا یہ انسانوں کے نشانات ہیں، میں ہاتھوں اور قدموں کے نشان دیکھ رہا ہوں۔ یہ سفید زمین ہے، میں اس کے اردگرد خشک کھڑے درخت دیکھ رہا ہوں جن سے سرخ پانی بہہ رہا ہے، اس کی کوئی بڑی شان ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اسے کہا آپ کو علم اور فہم عطا کیا گیا تھا۔ اے بادشاہ! کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک پتا بڑی کھجور کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ ذوالقرنین بادشاہ نے کہا وہ تو میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ تجھے اس کی شان کی خبر دے رہا ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام ہر کتاب پڑھتے تھے۔ آپ نے فرمایا: اے بادشاہ! میں ایک کتاب دکھاتا ہوں جس میں یہ لکھا ہوا ہے "اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان اور نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ یہ کتاب ابوالبشر آدم کی طرف سے ہے۔ میں اپنی اولاد اور اپنی بیٹیوں کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ابلیس کو میرا اور اپنا دشمن بناؤ جو اپنی کلام اور غلط خواہشات کو بڑے نرم لہجہ میں پیش کرتا ہے۔ اس نے مجھے جنت الفردوس سے دنیا کی مٹی کی طرف اتارا۔ اور مجھے اس جگہ پر ڈال دیا کہ میری ایک خطا کی وجہ سے دوسو سال میری طرف توجہ تک نہیں کی گئی حتی کہ میں نے زمین کو روندا اور یہ میرا نشان ہے اور یہ درخت میرے آنسوؤں کے پانی سے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی مٹی پر میری توبہ نازل ہوئی۔ پس تم شرمندہ ہونے سے پہلے توبہ کرو اور جلدی کرو اس سے پہلے کہ تمہارے لیے جلدی کی جائے اور اعمال پیش کرو اس سے پہلے کہ تمہیں پیش کیا جائے۔ ذوالقرنین اترے۔ انہوں نے آدم علیہ السلام کے بیٹھنے کی جگہ کو چھوا۔ وہ ایک سوا میل تھی۔ پھر درخت شمار کیے تو وہ نوسو درخت تھے۔ تمام کے تمام آدم علیہ السلام کے آنسوؤں سے اگے تھے۔ جب ہابیل کو قابیل نے قتل کیا تو یہ سب درخت خشک ہو گئے اور یہ سرخ خون رونے لگے، ذوالقرنین نے حضرت خضر سے کہا ہمارے پاس لوٹ آؤ۔ اس کے بعد دنیا طلب نہیں کی جائے گی۔(2)

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں حضرت سدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الاسکندر کی ناک تین ہاتھ تھی۔

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن عبدالحکم اور ابن ابی حاتم اور الشیرازی نے الالقاب میں حضرت عبید بن یعلی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ذوالقرنین کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اس کے سر پر دو چھوٹے سینگ تھے جنہیں وہ عمامہ کے ساتھ چھپائے رکھتے تھے۔

احمد نے الزہد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے: ان سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے کہا اس کی طرف وحی نہیں کی گئی۔ وہ بادشاہ تھا۔ پوچھا گیا کہ انہیں ذوالقرنین کیوں کہا جاتا ہے؟

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 296، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 17، صفحہ 355، دار الفکر بیروت

انہوں نے فرمایا: اس کے بارے میں اہل کتاب کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں وہ روم اور فارس کا بادشاہ تھا۔ اس لیے اسے ذوالقرنین کہا جاتا تھا اور بعض کہتے ہیں اس کے سر پر دو سینگوں کی طرح نشان تھے اس لیے اسے ذوالقرنین کہا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن مصر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک نے اس سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا کیا وہ نبی تھا؟ بکر نے کہا نہیں لیکن اسے چار خصائل کی وجہ سے عطا کیا گیا تھا جو کچھ عطا کیا گیا تھا۔ جب وہ قادر ہوتا تو معاف کر دیتا، جب وہ وعدہ کرتا تو وفا کرتا، جب بولتا تو سچ بولتا اور آج کل کے لیے جمع نہیں کرتا تھا۔

امام ابن عبد الحکم رحمہ اللہ نے حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اسے ذوالقرنین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کے سر پر بالوں کی دو مینڈھیاں تھیں۔

امام ابن المنذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان کو ذوالقرنین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے سورج کے طلوع اور غروب کے درمیان جو جگہ ہے اس کو اس نے ملایا تھا۔

امام ابن عبد الحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس نام سے ملقب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ سورج غروب اور طلوع ہونے کے قرن تک پہنچا تھا۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الاسکندر ہی ذوالقرنین تھا۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین اہل مصر کا ایک نیک صالح شخص تھا۔ اس کا نام مرزیا بن مرزیہ الیونانی تھا اور یہ یونن بن یافث بن نوح کی اولاد سے تھا۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین نے پیدل حج کیا تھا۔ ابراہیم نے اس سے سنا اور اس سے ملاقات کی۔

امام الشیرازی رحمہ اللہ نے القاب میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسے ذوالقرنین اس لیے کہتے تھے کہ اس کے سر پر دو بالوں کے جوڑے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ذوالقرنین روم کے سیاستدانوں میں سے تھا اور رومیوں کے امور کا بندوبست کرتا تھا۔ اس کو بادل کی اطاعت اور اس کے غیر مطیع ہونے میں اختیار دیا گیا تو اس نے بادل کے اطاعت کرنے کو پسند فرمایا پس وہ بادل پر سوار ہوتا تھا۔

امام ابن اسحاق، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الشیرازی نے الالقاب میں اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ ان کو پہلے لوگوں کی باتوں کا علم تھا۔ وہ فرماتے ہیں ذوالقرنین رومی شخص تھا اور رومیوں کی بوڑھی عورتوں میں سے ایک کا بیٹا تھا۔ اس کا یہ اکلوتا بیٹا تھا اور اس کا نام اسکندر تھا۔ اس کو ذوالقرنین اس لیے کہا جاتا تھا کیونکہ اس کے سر کے دونوں اطراف تانبے کی تھیں۔ جب یہ بالغ ہوا تو ایک نیک شخص تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فرمایا: اے ذوالقرنین! میں تجھے زمین کی امتوں کی طرف بھیجنے والا ہوں۔ دو امتیں ایسی ہیں جن کے درمیان پوری زمین کا طول فاصلہ

ہے۔ اور دو امتیں ایسی ہیں جن کے درمیان پوری زمین کا عرض فاصلہ ہے۔ اور زمین کے واسطہ میں انسان، جن اور یاجوج ماجوج ہیں۔ وہ دو امتیں جن کے درمیان زمین کے طول کا فاصلہ ہے ان میں سے ایک امت سورج کے غروب ہونے کی جگہ رہتی ہے جسے فاسک کہا جاتا ہے اور دوسری امت سورج کے طلوع ہونے کی جگہ رہتی ہے جسے منسک کہا جاتا ہے اور وہ دو امتیں جن کے درمیان زمین کے عرض کا فاصلہ ہے ان میں سے ایک زمین کے دائیں قطر میں رہتی ہے، اس کو ہاویل کہا جاتا ہے اور دوسری زمین کے بائیں قطر میں رہتی ہے جسے تاویل کہا جاتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا تو ذوالقرنین نے عرض کی یا الٰہی! تو نے میرے سپرد ایک اہم کام لگایا ہے جو صرف اور صرف تیری قدرت سے حل ہوسکتا ہے، مجھے ان امتوں کے بارے بتا جن کی طرف تو مجھے بھیج رہا ہے میں کس قوت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرسکتا ہوں اور کتنی نفری کے ساتھ میں ان سے زیادہ ہوسکتا ہوں اور کس حیلہ کے ساتھ میں ان کی تدبیر کرسکتا ہوں اور کس زبان کے ساتھ ان سے بات کروں؟ میرے لیے کیسے ممکن ہے کہ میں ان سے جنگ کروں، کون سے کان ان کی بات کو زیادہ یاد رکھنے والے ہیں، کون سی آنکھیں انہیں دیکھنے والی ہیں، کون سی حجت کے ساتھ میں ان کا مقابلہ کرسکتا ہوں، کون سا دل ان کی بات کو زیادہ سمجھ سکتا ہے، کون سی حکمت کے استعمال سے میں ان کی تدبیر کرسکتا ہوں، کون سے عدل کے ساتھ میں ان کے درمیان عدل کروں، کس حلم کے ساتھ میں ان کے قول وعمل پر صبر کروں، کس معرفت کے ساتھ میں ان کے درمیان فیصلہ کروں کس علم کے ساتھ میں ان کے معاملہ کو پختہ کروں، کس طاقت کے ساتھ میں ان کے درمیان فیصلہ کروں، کس علم کے ساتھ میں ان کے معاملہ کو پختہ کروں، کس طاقت کے ساتھ میں ان پر چھا جاؤں، کس قدم کے ساتھ میں ان کو روند ڈالوں، کس نرمی کے ساتھ میں ان کی الفت حاصل کروں؟ یا الٰہی: میرے پاس ان چیزوں میں سے کوئی بھی نہیں تاکہ ان پر غلبہ حاصل کیا جائے اور ان کو مطیع کیا جائے۔ تو رب رحیم ہے، کسی نفس کو تکلیف مالایطاق نہیں دیتا۔ تو کسی نفس پر سختی اور شدت نہیں کرتا بلکہ تو راحت ورحمت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تجھے جس کام پر مامور کیا ہے میں تجھے اس کی طاقت بھی عطا کروں گا۔ میں تیرا سینہ کھول دوں گا جس میں ہر چیز کی گنجائش ہوگی اور میں تیرے لیے تیرے فہم کو کھول دوں گا۔ پس تو ہر چیز سمجھ لے گا اور میں تیرے لیے تیری زبان کو کشادہ کردوں گا، ہر چیز کے ساتھ تو کلام کرے گا، میں تیرے لیے تیرے کانوں کو کھول دوں گا، وہ ہر چیز کو یاد رکھیں گے۔ میں تیرے لیے تیری نظر کو بڑھا دوں گا پس وہ ہر چیز سے گزر جائے گی۔ میں خود ہی تیرے لیے تیرے معاملات کی تدبیر کروں گا۔ میں تیرے لیے ایسا شمار کروں گا کہ کوئی چیز تجھ سے فوت نہ ہوگی، میں تجھے ایسا یاد کراؤں گا کہ کوئی چیز تجھ سے غائب نہ ہوگی، میں تیری پیٹھ کو ایسا مضبوط کردوں گا کہ کوئی چیز تیرے قدموں میں لڑکھڑاہٹ پیدا نہیں کرسکے گی، میں تجھے ایسا مضبوط سوار بنادوں گا کہ کوئی چیز تجھ پر غالب نہیں آئے گی، میں تیرے دل کو ایسا مضبوط کردوں گا کہ کوئی چیز تجھے خوف زدہ نہیں کرسکے گی، میں تیری عقل کو ایسا پختہ کردوں گا کہ کوئی چیز تجھے ڈرا نہیں سکے گی، میں تیرے ہاتھوں کو اتنا کشادہ کردوں گا کہ وہ ہر چیز سے بلند ہوں گے، میں تجھے ایسی ہیبت عطا کروں گا کہ کوئی چیز تجھے خوف زدہ نہیں کرے گی، میں تیرے لیے نور اور تاریکی کو مسخر کردوں گا اور میں انہیں تیرے لشکروں میں سے ایک لشکر بنادوں گا۔ نور تیری

آگے راہنمائی کرے گا اور ظلمت پیچھے سے تجھے گھیرے میں لیے ہوئے ہوگی۔

جب ذوالقرنین کو یہ کہا تو سب سے پہلے اس نے اس قوم کا ارادہ کیا جو سورج کے غروب ہونے کی جگہ رہتی تھی۔ جب وہ ان کے پاس پہنچا تو اس نے ایک جم غفیر پایا جن کا شمار صرف اللہ تعالیٰ ہی کرسکتا ہے اور ان کے پاس ایسی قوت اور شدت تھی کہ اس کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ کو ہی تھی۔ ان کی زبانیں مختلف تھیں اور امور مشتبہ اور خواہشات مختلف اور دل جدا جدا تھے۔ جب ذوالقرنین نے ان کی یہ کیفیت دیکھی تو ان کا مقابلہ اس نے تاریکی کے ساتھ کیا۔ ان کے اردگرد تین لشکر تاریکی کے دیئے جنہوں نے ان کا ہر طرف سے احاطہ کرلیا اور انہیں ایک مکان میں اکٹھا کردیا۔ پھر ان پر نور کو داخل کیا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عبادت کی طرف بلایا۔ ان میں سے بعض ایمان لائے اور بعض ایمان لانے سے رک گئے۔ جنہوں نے اعراض کیا آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے، ان پر تاریکی کو داخل کیا، وہ ان کے مونہوں، ناکوں، کانوں اور پیٹوں میں داخل ہوگئی۔ اور وہ تاریکی ان کی گھروں اور کمروں میں داخل ہوگئی اور ان پر اوپر نیچے اور ہر طرف سے چھا گئی، وہ اس میں چلنے لگے اور حیران تھے۔ جب انہیں اندیشہ ہوا کہ وہ اس تاریکی میں ہلاک ہوجائیں گے تو وہ ایک آواز کے ساتھ ذوالقرنین کی طرف چلائے، اس نے ان سے تاریکی کو دور کردیا اور سختی سے انہیں پکڑ لیا۔ وہ اس کی دعوت میں داخل ہو گئے۔ پھر اس نے اہل مغرب سے ایک بڑی امت کو لشکر بنایا اور سب کو ایک ہی لشکر کردیا، پھر اس نے اہل مغرب سے ایک بڑی امت کو لشکر بنایا اور سب کو ایک ہی لشکر کردیا پھر وہ ان کو لے کر چلا تاریکی انہیں پیچھے سے ہانک رہی تھی اور ادھر ادھر سے ان کی حفاظت کررہی تھی، نور ان کی آگے آگے قیادت کررہا تھا اور راہنمائی کررہا تھا۔ وہ ذوالقرنین کی دائیں جانب میں چلا۔ اب وہ اس سفر میں زمین کے دائیں قطر میں رہنے والی امت کا ارادہ کیے ہوئے تھا جسے ہاویل کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کے ہاتھ، دل، رائے، نظر کو مسخر کردیا تھا۔ وہ حکم دیتا تو غلط نہ ہوتا۔ جب وہ کوئی عمل کرتا تو وہ اسے پختہ کرتا، وہ ان امتوں کے آگے آگے تھا اور امتیں اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ جب ذوالقرنین سمندر یا اس کی گہرائی تک پہنچا تو اس نے خچروں کی مثل چھوٹی چھوٹی کشتیاں بنائیں اور انہیں ایک ہی ساعت میں منظم کردیا پھر اس نے تمام قوموں اور لشکروں کو اس پر سوار کیا۔ جب اس نے دریاؤں اور نہروں کو عبور کیا تو ان کشتیوں کو توڑ دیا پھر ہر ایک انسان کو ایک تختی دے دی جس کا اٹھانا اسے مشکل نہ تھا۔ اس کا سفر جاری رہا حتی کہ وہ قوم ہاویل تک پہنچا۔ اس نے اس پر بھی اسی طرح حملہ کیا جس طرح ناسک قوم پر حملہ کیا تھا۔ جب وہ ان سے فارغ ہوا تو وہ سیدھا زمین کی دائیں جانب چلا حتی کہ منسک قوم کے پاس پہنچا جو سورج کے طلوع ہونے کی جگہ رہتی تھی۔ اس پر بھی اس نے لشکرکشی کی اور اس کے ساتھ بھی پہلی دو امتوں جیسا سلوک کیا پھر وہ زمین کی بائیں جانب تاویل قوم کے ارادہ سے چلا۔ یہ وہ امت ہے جو ہاویل کے مقابل تھی۔ دونوں کے درمیان پوری زمین کے عرض کا فاصلہ تھا۔ جب ذوالقرنین وہاں پہنچا تو اس نے ان پر بھی لشکرکشی کی اور ایسا ہی کیا جیسا پہلی قوموں کے ساتھ کیا تھا، جب وہ وہاں سے فارغ ہوا تو ان امتوں کی طرف لوٹا جو زمین کے وسط میں رہتی تھیں یعنی جن، انس اور یاجوج، ماجوج۔ جب وہ راستہ پر تھا جہاں مشرق کی جانب ترکوں کی زمین ختم ہوتی ہے تو ذوالقرنین کو

انسانوں کی ایک نیک جماعت نے مشورہ دیا کہ اے ذوالقرنین! ان دو پہاڑوں کے درمیان ایک مخلوق خدا ہے جو بہت زیادہ ہے اور انسانوں کے مشابہ ہے اور کچھ جانوروں کے بھی مشابہ ہیں، گھاس کھاتے ہیں جانوروں کو چیرتے پھاڑتے ہیں جس طرح درندے پھاڑتے ہیں۔ زمین کے تمام حشرات مثلاً سانپ بچھو اور ہر ذی روح کو کھاتے ہیں جو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق ان کی طرح نہیں بڑھتی اور نہ ان کی طرح زیادہ اور کثیر ہوتی ہے۔ اگر ان کی کثرت اور زیادتی اسی طرح ہوتی رہی تو بلاشبہ وہ زمین کو بھر دیں گے اور اہل زمین پر غالب آجائیں گے اور زمین میں فساد برپا کریں گے، جب سے ہمیں ان کا پڑوس حاصل ہے اور ہم نے انہیں دیکھا ہے، کوئی سال ایسا نہیں گزرتا مگر ہم اسی انتظار میں رہتے ہیں کہ ان کے اگلے لوگ ان پہاڑوں پر ہم پر ظاہر ہوں گے۔ کیا ہم آپ کو خراج پیش کریں تاکہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک بلند دیوار بنا دیں؟ ذوالقرنین نے کہا: وہ دولت جس میں میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے وہ بہتر ہے۔ پس تم میری مدد کرو جسمانی مشقت سے، میں تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ بنا دوں گا۔ تم چٹانیں، لوہا اور تانبا لے آؤ حتی کہ میں ان کے شہروں کو مطیع کر لوں، ان کے علم پر فوقیت حاصل کر لوں اور ان کے پہاڑوں کے درمیانی فاصلہ کا اندازہ کر لوں۔ پھر وہ ان کے قصد سے چلا حتی کہ اس نے انہیں دھکیل کر ان کے شہروں کے درمیان پہنچ گیا۔ وہ تمام لوگ مذکر، مؤنث ایک جیسے قد کے تھے اور ان کا قد ہمارے درمیانی قد کے آدمی کے نصف کے برابر تھا۔ ہمارے ہاتھوں پر جہاں ناخن ہیں وہاں ان کے پنجے تھے، ان کی لمبی داڑھیں اور کچلیاں تھیں جس طرح درندوں کی داڑھیں اور کچلیاں ہوتی ہیں۔ ان کے جبڑے قوت میں اونٹوں کے جبڑوں کی طرح تھے۔ وہ جب کھاتے تھے تو حرکت سنائی دیتی تھی جس طرح اونٹ جگالی کرتا ہے اور یا طاقتور نر یا طاقتور گھوڑے کی طرح کاٹنے کی حرکت سنائی دیتی ہے۔ وہ بہت سخت ہیں۔ ان کے جسموں پر بال ہیں جو انہیں چھپاتے ہیں۔ ان بالوں کے ساتھ اپنے آپ کو گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں۔ ایک کے لمبے کان ہیں، ان کا ایک کان وبرہ اور دوسرا زغبہ ہے۔ یعنی وہ کان اتنے بڑے ہیں کہ وہ ایک کو بچھونا بناتے ہیں اور دوسرے کو اوپر اوڑھ لیتے ہیں۔ ایک میں گرمی کا موسم گزارتے ہیں اور دوسری میں سردی کا موسم گزارتے ہیں۔ ان میں کوئی مذکر اور مؤنث شامل نہیں مگر اس کی وہ عمر جس میں مرتا ہے وہ معلوم ہے۔ وہ اس طرح کہ ان کے مذکروں میں سے کوئی مذکر نہیں ہوتا حتی کہ اس کی صلب سے ہزار بچے پیدا ہو جائیں اور کوئی مؤنث نہیں ہوتا حتی کہ اس کے رحم سے ہزار بچے پیدا ہو جائیں۔ جب یہ تعداد پوری ہو جاتی ہے تو اسے موت کا یقین ہو جاتا ہے اور موت کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ انہیں موسم بہار میں مچھلی کا رزق دیا جاتا ہے۔ جب وہ وقت آتا ہے تو بارش کی طرح اسے طلب کرتے ہیں۔ ہر سال انہیں اتنی خوراک دی جاتی ہے کہ وہ ان کے آئندہ سال تک کافی ہوتی ہے اور ان کی کثیر تعداد کے لیے بھی کافی اور معاون ہوتی ہے۔ جب ان پر بارش ہوتی ہے تو وہ سرسبز شاداب ہو جاتے ہیں اور بے خوف زندگی گزارتے ہیں اور اس شادابی کا اثر ان پر ظاہر ہوتا ہے۔ ان کی عورتیں تروتازہ ہو جاتی ہیں اور ان کے مردوں کی شہوت بڑھ جاتی ہے اور جب ان پر بارش نہیں ہوتی تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں، ان کے مرد خالی ہو جاتے ہیں عورتیں بدل جاتی ہیں اور اس صورت حال کا اثر ان پر ظاہر ہوتا ہے۔ وہ کبوتروں کی طرح ایک دوسرے کو

بلاتے ہیں، بھیڑیوں کی طرح غراتے ہیں اور جب آپس میں ملتے ہیں تو جانوروں کی طرح جماع کرتے ہیں۔ جب ذوالقرنین نے اس صورت حال کا جائزہ لیا تو وہ دونوں پہاڑوں کے درمیان میں آیا اور ان کا اندازہ کیا۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں مشرق کی جانب ترکوں کا علاقہ ختم ہوتا ہے۔ اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان سوفرسخ کا فاصلہ پایا۔ جب اس نے دیوار کا کام شروع کیا تو پہلے اس نے اس کی پانی تک گہری بنیاد کھدوائی پھر اس نے اس دیوار کی چوڑائی پچاس فرسخ بنائی اور اس کے اندر پتھر ڈلوائے اور تانبے سے مصالحہ تیار کیا او وہ ان پتھروں کے اوپر ڈال دیا وہ اس طرح ہو گیا گویا زمین کے نیچے سے پہاڑ نکل آیا ہے پھر اس نے اس کے اوپر لوہے کی چادریں اور پگھلا ہوا تانبا ڈالا، اس کے اندر اس نے زرد رنگ کا تانبا ڈالا۔ وہ اس طرح ہو گیا گویا دھاری دار چادر ہے جس میں تانبے کی زردی اور سرخی اور لوہے کی سیاہی نظر آتی تھی ۔جب وہ اس کام سے فارغ ہوا اور اسے پختہ کر لیا تو وہ انسانوں اور جنوں کی ایک جماعت کے قصد سے نکلا۔ راستہ پر اسے ایک نیک امت سے ملنے کا اتفاق ہوا جو حق کی طرف راہنمائی کرتے تھے اور حق کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے۔ اس نے ایک عادل امت پائی جو برابر تقسیم کرتی تھی اور عدل کے ساتھ فیصلے کرتے تھے اور ایک دوسرے کی مدد کرتے تھے۔ ان کی حالت ایک تھی، ان کی بات ایک تھی، ان کے اخلاق ایک دوسرے کے مشابہ تھے، ان کا طریق سیدھا تھا، ان کے دل متحد تھے، ان کی سیرت بالکل مستوی تھی، ان کی قبور ان کے گھروں کے دروازوں پر تھیں، ان کے گھروں کے دروازے نہیں تھے۔ اس کے امراء نہیں تھے، ان کے نہ تو قاضی تھے نہ غنی، نہ بادشاہ اور رئیس تھے۔ نہ وہ اختلاف کرتے نہ ایک دوسرے پر بڑائی جتلاتے، نہ جھگڑا کرتے نہ گالی گلوچ کرتے، نہ جنگ کرتے نہ ان کو قحط میں مبتلا کیا جاتا، نہ ان پر ناراضگی کا اظہار کیا جاتا نہ انہیں ایسی آفات لاحق ہوتی تھیں جو عام لوگوں کو لاحق ہوتی تھیں، ان کی عمریں تمام لوگوں سے لمبی تھیں، نہ ان میں کوئی مسکین تھا اور نہ فقیر، نہ کوئی بداخلاق تھا اور نہ کوئی بدخو۔

جب ذوالقرنین نے ان کے یہ حالات دیکھے تو بڑا تعجب کیا۔ اس نے انہیں کہا اے قوم تم مجھے اپنی بات بتاؤ میں نے ساری زمین چھانی ہے، زمین کا بحر و بر شرق و غرب، نور و ظلمت سب دیکھا ہے۔ لیکن مجھے تمہاری مثل کوئی قوم نظر نہیں آئی۔ تم مجھے اپنی حقیقت سے آگاہ کرو۔ انہوں نے کہا ہاں تو جو چاہتا ہے ہم سے پوچھ اس نے کہا، کیا وجہ ہے کہ تمہاری قبور تمہارے دروازوں پر ہیں، انہوں نے کہا یہ ہم نے عمداً کیا ہے تا کہ ہم کبھی موت کو نہ بھولیں اور اس کا ذکر ہمارے دلوں سے کبھی دور نہ ہو۔ ذوالقرنین نے پوچھا تمہارے دروازے کیوں نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہم میں کوئی متہم نہیں ہے، ہم میں صرف امین لوگ ہیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا تمہارے امراء کیوں نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا ہم میں مظالم ہی نہیں تا کہ امراء کی ضرورت پڑے۔ ذوالقرنین نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تمہارے درمیان حکام نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا ہم آپس میں لڑتے ہی نہیں ہیں۔ اس نے پوچھا تمہارے اندر اغنیاء کیوں نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا ہم زیادہ مال جمع کرتے ہی نہیں۔ اس نے پوچھا تم میں اشراف کیوں نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا ہم آگے بڑھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔ اس نے پوچھا تم میں تفاوت نہیں ہے اور ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہم ایک دوسرے سے صلہ رحمی کرتے ہیں اور رافت و رحمت کا سلوک

کرتے ہیں، اس نے پوچھا تم آپس میں لڑتے کیوں نہیں ہو اور اختلاف کیوں نہیں کرتے، انہوں نے کہا ہمارے دلوں میں جو الفت ہے اور آپس میں جو اصلاح کا عنصر ہے۔ اس کی وجہ سے لڑتے نہیں ہیں۔ اس نے کہا تم جنگ کیوں نہیں کرتے اور ایک دوسرے کو گالی کیوں نہیں دیتے۔ انہوں نے کہا ہم عزم کے ساتھ اپنی طبائع پر غالب ہیں اور ہم نے اپنے آپ کو حلم کے ساتھ چلایا ہے۔ اس نے کہا کیا وجہ ہے کہ تمہاری بات ایک ہے اور تمہارا راستہ سیدھا ہے؟ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے، ایک دوسرے کو دھوکہ نہیں دیتے ایک دوسرے کی غیبت نہیں کرتے۔ اس نے پوچھا بتاؤ تمہارے دل مشابہ کیوں ہیں اور تمہاری سیرت معتدل کیوں ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے سینے درست ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں سے حسد اور کینہ نکال لیا ہے۔ ذوالقرنین نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم میں مسکین اور فقیر نہیں ہے؟ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم برابر تقسیم کرتے ہیں۔ ذوالقرنین نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم میں کوئی ترش خو اور سخت مزاج نہیں ہے؟ انہوں نے کہا ہماری تواضع اور انکساری کی وجہ سے۔ ذوالقرنین نے پوچھا کیا وجہ ہے تمہاری عمریں تمام لوگوں سے زیادہ ہیں؟ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم حق کو ادا کرتے ہیں اور عدل سے فیصلہ کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم قحط میں مبتلا نہیں ہوتے؟ انہوں نے کہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم استغفار سے غافل نہیں ہوتے۔ ذوالقرنین نے کہا تم پر ناراضگی کا اظہار کیوں نہیں کیا جاتا؟ انہوں نے کہا ہم جب سے ہیں ہم نے اپنے نفوس کو مصیبت کے لیے تیار کر رکھا ہے، ہم مصیبت کو پسند کرتے ہیں اور ہم اس کے حریص ہیں۔ اس لیے ہم اس سے محفوظ ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا کیا وجہ ہے کہ تمہیں آفات لاحق نہیں ہوتیں جیسا کہ دوسرے لوگوں کو لاحق ہوتی ہیں؟ انہوں نے کہا ہم غیر اللہ پر بھروسہ نہیں کرتے اور ہم ستاروں کے طلوع و غروب پر عمل نہیں کرتے۔ ذوالقرنین نے کہا مجھے بتاؤ کیا تمہارے آباء بھی اسی طرح کرتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں، ہم نے اپنے آباء کو ان صفات کا حامل پایا کہ وہ اپنے مساکین پر رحم کرتے تھے، فقراء پر ہمدردی کرتے تھے، انہیں معاف کر دیتے تھے، جو ان پر ظلم کرتا تھا اور جو ان سے برائی کرتا تھا اس کے ساتھ احسان کرتے تھے، جو ان سے جہالت کا مظاہرہ کرتا وہ اس کے ساتھ بھی حلیمانہ سلوک کرتے تھے، جو انہیں برا بھلا کہتا وہ اس کے لیے استغفار کرتے تھے، صلہ رحمی ان کا وطیرہ تھا، لوگوں کی امانات واپس کرتے تھے اور اپنی نماز کے وقت کی حفاظت کرتے تھے، اپنے عہد کو پورا کرتے تھے، اپنے وعدوں میں وہ سچے تھے، وہ اپنے ہم پلہ لوگوں سے انحراف نہیں کرتے تھے اور اپنے قریبی رشتہ داروں سے ملنا اپنے لیے عار نہیں سمجھتے تھے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح فرمائی تھی اور جب تک وہ زندہ رہے اللہ تعالیٰ ان امور خیر کی وجہ سے ان کی حفاظت فرماتا رہا، اللہ پر حق تھا کہ وہ ان کے ترکہ میں بہتر خلیفہ چھوڑے۔ ذوالقرنین نے انہیں کہا اگر میں ٹھہرتا تو تم میں ٹھہرتا لیکن مجھے اقامت کا حکم نہیں دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ذوالقرنین کا ملائکہ میں سے ایک دوست تھا جس کو زرافیل کہا جاتا تھا۔ وہ ہمیشہ آپ سے سلام کے ساتھ ملاقات کرتا تھا۔ ایک دن ذوالقرنین نے کہا اے زرافیل! کیا تم کوئی ایسی چیز جانتے ہو جو عمر کو زیادہ کرتی ہے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر کریں اور

زیادہ عبادت کریں؟ ذرافیل نے کہا مجھے اس کا علم نہیں لیکن آپ کی خاطر اس کے متعلق آسمان (والے) سے پوچھوں گا زرافیل آسمان پر گیا۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا وہاں ٹھہرا پھر نیچے آیا اور کہا میں نے وہ سوال کیا جو آپ نے مجھ سے کیا تھا۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تاریکی میں ایک چشمہ ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس نے اس سے ایک گھونٹ پانی پی لیا وہ فوت نہیں ہو گا حتی کہ وہ خود اللہ تعالیٰ سے موت کا سوال کرے گا۔ فرماتے ہیں ذوالقرنین نے زمین کے علماء کو جمع کیا اور کہا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے تاریکی میں ایک چشمہ ہے؟ علماء نے کہا ہم تو اس کے متعلق نہیں جانتے۔ پھر ایک نوجوان اٹھا اور کہا اے بادشاہ! تجھے اس سے کیا غرض ہے؟ اس نے کہا مجھے اس کی حاجت ہے اس نے کہا میں نے آدم علیہ السلام کی وصیت پڑھی تو اس میں یہ لکھا تھا اللہ تعالیٰ کا سورج کے مطلع کے پیچھے تاریکی میں ایک چشمہ ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جو اس سے پانی پیئے گا وہ فوت نہیں ہو گا حتی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے موت کا خود سوال کرے۔ ذوالقرنین اپنی جگہ سے روانہ ہو گیا جہاں اس نے بارہ سال گزارے تھے حتی کہ وہ سورج طلوع ہونے کی جگہ پہنچا، اس نے علماء کو جمع کیا اور کہا میں اس تاریکی میں تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں، علماء نے کہا ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ تو ایسے راستہ پر چلے جس پر تجھ سے پہلے کوئی ابن آدم نہیں چلا۔ اس نے کہا میں ضرور جاؤں گا۔ علماء نے کہا ہم تجھے اللہ کی پناہ میں دیتے ہیں کہ تو ہمیں اس ظلمت میں لے جائے ہمیں اس بات سے امن میں نہیں ہیں کہ ہم پر کوئی ایسا معاملہ کھل جائے جس میں زمین کا فساد ہو۔ اس نے کہا میں اس راستہ پر ضرور چلوں گا، علماء نے کہا تیری مرضی! اس نے پوچھا سب سے تیز نگاہ کس جانور کی ہے؟ علماء نے کہا گھوڑا۔ اس نے کہا گھوڑوں میں تیز نگاہ کون سی صنف ہے۔ علماء نے کہا مادہ۔ پھر ان میں سے کون سی صنف تیز نگاہ ہے۔ انہوں نے کہا جوان جس سے ابھی جفتی نہ ہوئی ہو۔ اس نے چھ ہزار جوان گھوڑیاں تیار کیں پھر اپنے لشکر سے چھ ہزار نوجوان تیار کیے۔ ہر آدمی کو ایک گھوڑی دے دی، اس نے خضر کو دو ہزار گھوڑیوں پر مقرر کیا اور اسے اپنے اس لشکر کا مقدمہ بنایا۔ پھر اسے کہا تو میرے آگے چل۔ خضر نے اسے کہا اے بادشاہ! میں اس امت کی گمراہی سے مامون نہیں ہوں۔ لوگ مجھ سے بکھر جائیں گے، اس نے اسے ایک سرخ موتی دیا اور کہا جب لوگ ادھر ادھر ہوں تو تو یہ موتی پھینکنا۔ یہ تیرے لیے روشنی کرے گا اور آواز دے گا حتی کہ یہ تیرے پاس گمراہوں کو جمع کر دے گا۔ ذوالقرنین نے لوگوں پر ایک خلیفہ بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس لشکر میں بارہ سال رہے۔ اگر بادشاہ لوٹ آیا تو فبہا ورنہ لوگوں کو اپنے شہروں کی طرف جانے کا حکم دے دینا۔ پھر اس نے خضر کو چلنے کا حکم دیا تو خضر اس کے آگے چلا جس منزل پر ذوالقرنین پہنچتا وہاں سے خضر کوچ کر جاتا، ذوالقرنین خضر کی جگہ پر ہی پڑاؤ کرتا، خضر اس تاریکی میں چل رہا تھا کہ لوگ ادھر ادھر ہونے لگے۔ خضر نے وہ موتی پھینکا تو وہ اسی چشمہ کے کنارہ پر گرا اور چشمہ ایک وادی میں تھا، پس اس موتی نے کنویں کا ارد گرد روشن کر دیا، خضر اترے اپنے کپڑے اتارے اور چشمہ میں داخل ہوا۔ اس نے اس کا پانی پیا اور غسل کیا پھر باہر تشریف لائے اس نے اپنے کپڑے سمیٹے پھر موتی اٹھایا اور سوار ہو گیا۔ ذوالقرنین دوسرے راستہ پر پڑ گیا جو خضر کے راستے سے مختلف تھا۔ پس ذوالقرنین اور اس کے ساتھ اس تاریکی میں چھ راتیں اور چھ دنوں کی مقدار چلتے رہے، وہ تاریکی رات کی تاریکی کی طرح نہیں تھی وہ تاریکی کہر کی مانند تھی حتی

کہ ذوالقرنین ایک نور والی زمین پر جا نکلا جہاں نہ سورج تھا نہ چاند اور نہ ستارہ، اس نے لشکر کو ٹھہرایا۔ لوگ اتر پڑے اور ذوالقرنین خود سوار ہو کر چلا گیا حتی کہ وہ ایک محل تک پہنچا جس کا طول (وعرض) فرسخ، فرسخ تھا وہ اس محل میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ محل کے دونوں کناروں پر مینار ہیں وہاں ایک مذموم پرندہ ہے۔ اس کی ناک میں ایک زنجیر ہے جو اس مینار سے معلق ہے۔ وہ پرندہ خطاف کے مشابہ تھا یا اس کے قریب قریب تھا۔ پرندے نے ذوالقرنین سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ذوالقرنین ہوں۔ پرندے نے کہا اے ذوالقرنین! کیا تیرے لیے وہ کافی نہ تھا جو تیرے پیچھے تھا حتی کہ تو نے تاریکی کا بھی سفر کیا ہے، اے ذوالقرنین! مجھے بتا۔ اس نے کہا پوچھ پرندے نے پوچھا کیا پکی اینٹوں اور شیشہ سے بنائی گئی عمارتیں کثیر ہوگئی ہیں؟ ذوالقرنین نے کہا ہاں۔ پرندے نے پر پھیلائے حتی کہ دونوں دیواروں کے درمیان کا تیسرا حصہ ڈھک گیا، پھر اس نے کہا اے ذوالقرنین! مجھے بتا۔ اس نے کہا پوچھ۔ اس نے پوچھا کیا لوگوں میں آلات ملاہی زیادہ ہوگئے ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر اس نے پر کھولے حتی کہ دو دیواروں کے درمیان کا دو ثلث بھر گیا، پھر اس نے کہا اے ذوالقرنین! مجھے بتا، ذوالقرنین نے کہا پوچھ۔ اس نے پوچھا کیا لوگوں میں جھوٹ کی گواہی زیادہ ہوگئی ہے؟ ذوالقرنین نے کہا ہاں۔ اس نے پھر پر پھیلائے تو دیواروں کے درمیان کا سارا حصہ ڈھک گیا۔ ذوالقرنین اس سے خوف زدہ ہوگیا۔ پرندے نے کہا اے ذوالقرنین! خوف زدہ نہ ہو۔ اس نے کہا مجھے بتا۔ ذوالقرنین نے کہا پوچھ۔ اس نے کہا کیا لوگوں نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت چھوڑ دی ہے ذوالقرنین نے کہا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا لوگوں نے جنابت کا غسل ترک کر دیا ہے؟ ذوالقرنین نے کہا نہیں۔ اس پر پرندے نے اپنے پر دو ثلث ملا لیے۔ اس نے کہا اے ذوالقرنین! مجھے بتا، ذوالقرنین نے کہا پوچھ، اس نے پوچھا کیا لوگوں نے فرضی نماز چھوڑ دی ہے؟ ذوالقرنین نے کہا نہیں، پرندے نے پر ملا لیے حتی کہ وہ اس طرح ہوگیا جس طرح پہلے تھا۔ پھر پرندے نے کہا اے ذوالقرنین! اس درجہ کی طرف جا اور اس پر چڑھ جا تو اس کو پالے گا جس سے تو سوال کرے گا اور وہ تجھے جواب دے گا۔ ذوالقرنین چلا حتی کہ وہ اس درجہ پر چڑھ گیا۔ وہ ایک لمبی سطح تھی۔ اس کے کنارے نظر نہیں آتے تھے۔ وہاں ایک نوجوان شخص آسمان کی طرف آنکھیں کھولے، اپنے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا، اس کا ایک قدم آگے تھا اور دوسرا پیچھے تھا۔ ذوالقرنین نے اسے سلام کیا، اس نے سلام کا جواب دیا اس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ذوالقرنین! ہوں نوجوان نے کہا اے ذوالقرنین تیرے لیے وہ کافی نہ تھا جو تو پیچھے چھوڑ کر آیا ہے حتی کہ تو نے تاریکی کو طے کیا ہے اور مجھ تک پہنچا ہے۔ ذوالقرنین نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں صور پھونکنے والا ہوں میں نے ایک قدم آگے اور ایک پیچھے رکھا ہوا ہے اور صور میں نے اپنے منہ پر رکھا ہوا ہے میں آسمان کی طرف دیکھ کر اپنے رب کے امر کا انتظار کر رہا ہوں پھر اس نے ایک پتھر اٹھایا اور ذوالقرنین کو دیا اور کہا واپس جاؤ یہ پتھر تمہیں بتائے گا۔ اس بات کی تاویل جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔ ذوالقرنین واپس آیا حتی کہ اپنے لشکر کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے تمام علماء کو جمع کیا اور انہیں محل مینار اور پرندے کی بات بتائی جو اس نے کہا اور جو اس کو جواب دیا گیا، صور والے کی بات اور اس کا پتھر عطا کرنا اور اس کا یہ کہنا کہ جو میں نے کہا ہے۔ اس کی تاویل تجھے یہ پتھر بتائے گا، یہ تمام باتیں ان کے گوش گزار کیں اور کہا کہ مجھے اس پتھر کے متعلق بتاؤ یہ کیا ہے اور اس سے اس

نے کس چیز کا ارادہ کیا ہے؟ علماء نے میزان منگوایا۔ ایک طرف وہ پتھر رکھا گیا اور دوسری طرف اس کی مثل پتھر رکھا گیا تو صاحب صور کا پتھر بھاری ہو گیا پھر اس کے ساتھ دوسرا پتھر رکھا پھر صاحب صور کا پتھر بھاری نکلا۔ پھر اس کے مقابلے میں سو پتھر رکھے تو پھر بھی وہ بھاری نکلا۔ پھر اس کے مقابلہ پر پتھر رکھے گئے پھر بھی وہ بھاری نکلا، ذوالقرنین نے کہا کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص ہے جسے اس پتھر کے بارے کچھ علم ہو۔ خضر اپنی حالت پر بیٹھے تھے اور بات نہیں کر رہے تھے۔ ذوالقرنین نے کہا اے خضر! کیا آپ کو اس کے بارے کچھ علم ہے؟ خضر نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا ہے؟ خضر نے کہا اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ عالم کو عالم کے ساتھ آزماتا ہے اور عام لوگوں کو دوسرے لوگوں سے آزماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے میری وجہ سے آزمایا ہے اور مجھے تیری وجہ سے ابتلا میں ڈالا ہے۔ ذوالقرنین نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تو ہی میرا مطلوب بیان کرے گا، خضر نے کہا اسی طرح ہی ہے۔ اس نے کہا تو میرے پاس آ۔ انہوں نے میزان پکڑا۔ ایک طرف صاحب صور کا پتھر رکھا اور دوسری طرف ایک اور پتھر رکھا پھر خضر نے ایک مٹھی مٹی کی اٹھائی اور دوسرے پتھر کے ساتھ رکھ دی پھر میزان اٹھایا تو وہ پتھر جس کے ساتھ خضر نے مٹی کی مٹھی ڈالی تھی۔ وہ صاحب صور کے پتھر سے بھاری ہو گیا۔ علماء نے کہا سبحان اللہ ربنا! ہم نے ہزار پتھر اس کے ساتھ رکھے لیکن وہ بھاری نہ ہوا۔ خضر نے ایک پتھر اور مٹی کی مٹھی رکھی اور وہ بھاری ہو گیا۔ ذوالقرنین نے کہا مجھے اس بات کی تاویل بتا۔ خضر نے کہا میں تجھے بتاتا ہوں کہ تو مشرق و مغرب پر غالب آیا۔ اس نے بھی تجھے کفایت نہ کی حتیٰ کہ تو ظلمت میں داخل ہوا پھر صاحب صور تک پہنچا تیری آنکھ کو صرف مٹی ہی بھرے گی۔ ذوالقرنین نے کہا تو نے سچ کہا ہے۔ ذوالقرنین چل پڑا اور تاریکی میں لوٹ آیا۔ لوگ اپنے گھوڑوں کے اگلے حصے کے نیچے آواز سن رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا اے بادشاہ! ہم اپنے گھوڑوں کے اگلے حصہ کے نیچے یہ کیسی آواز سن رہے ہیں اس نے کہا جس نے اس کو پکڑا وہ بھی شرمندہ ہوا جس نے اس کو چھوڑا وہ بھی شرمندہ ہوا۔ ایک گروہ نے اسے پکڑا اور ایک گروہ نے اسے چھوڑا۔ جب وہ روشنی میں پہنچے تو وہ زبرجد تھا جس نے اسے اٹھایا تھا۔ وہ اس بات پر شرمندہ ہوا کہ زیادہ نہ اٹھایا اور تارک اس پر شرمندہ ہو کہ اس نے حاصل نہیں کیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی ذوالقرنین پر رحم فرمائے، وہ ظلمت میں داخل ہوئے اور اس سے عدم دلچسپی کے ساتھ باہر نکلے، وہ اگر اس سے رغبت کرتے ہوئے باہر آتے تو اس کا کوئی پتھر بھی نہ چھوڑتے مگر باہر لے آتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ دومۃ الجندل ٹھہرے، اس میں اللہ کی عبادت کرتے رہے حتیٰ کہ وصال کر گئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی ذوالقرنین پر رحم فرمائے۔ اگر وہ زبرجد کو ابتداء میں پالیتے تو کوئی چیز بھی اس میں نہ چھوڑتے حتیٰ کہ وہ لوگوں کی طرف نکال کر لاتے کیونکہ ابتداء میں وہ دنیا کی طرف راغب تھے لیکن وہ اس کے پانے پر اس وقت کامیاب ہوئے جب کہ ان کی دنیا سے دلچسپی ختم ہو چکی تھی اور انہیں دنیا کی کوئی حاجت نہ تھی۔

امام ابن اسحٰق، الفریابی، ابن ابی الدنیا نے ''من عاش بعد الموت'' کتاب میں روایت کیا ہے اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ذوالقرنین کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ ایک ایسا

بندہ تھا جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا تھا اور اللہ کی بارگاہ میں اپنا اخلاص پیش کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ اس کے اخلاص کی قدر دانی فرماتا تھا: اللہ تعالیٰ نے اسے ایک قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے انہیں اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلایا اور اسلام کی دعوت دی لیکن قوم نے انہیں سر کی دائیں جانب چوٹ لگائی، جس سے ان کا وصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا انہیں روکے رکھا پھر انہیں زندہ کیا اور ایک دوسری امت کی طرف بھیجا۔ انہوں نے انہیں بھی اللہ تعالیٰ اور اسلام کی طرف بلایا، انہوں نے انہیں سر کی بائیں جانب چوٹ لگائی، جس سے ان کا وصال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا انہیں روکے رکھا پھر انہیں زندہ فرمایا پھر ان کے لیے بادل کو مسخر فرمایا اور انہیں اس میں اختیار دیا۔ انہوں نے اس کے صعب کو اس کے مطیع ہونے پر ترجیح دی بادل کا صعب یہ ہے کہ وہ بارش نہیں برساتا۔ اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کے لیے نور کو پھیلایا۔ اس کے لیے اسباب کو لمبا کیا اس کے لیے دن اور رات کو برابر رکھا اسی وجہ سے وہ زمین کے مشرق و مغرب تک پہنچے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذوالقرنین جب جبل قاف پر پہنچا تو پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اے خطا کرنے والے کے بیٹے! جہاں تو آیا ہے اس جگہ نہ تجھ سے پہلے کوئی آیا ہے اور نہ تیرے بعد کوئی آئے گا، ذوالقرنین نے اسے جواب دیا، میں کہاں ہوں؟ فرشتے نے کہا تو ساتویں زمین میں ہے۔ ذوالقرنین نے کہا: کون سی چیز مجھے نجات دے گی۔ فرشتے نے کہا یقین۔ ذوالقرنین نے کہا: اے اللہ! مجھے یقین عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے نجات عطا فرمائی۔ فرشتے نے کہا تو ایک قوم کے پاس جائے گا اور ان کے لیے ایک بلند دیوار بنائے گا۔ جب تو اسے بنالے تو یہ کبھی نہ خیال کرنا کہ میں نے اپنی قوت و طاقت سے یہ تعمیر کی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تیری اس تعمیر پر ایک کمزور ترین مخلوق کو مسلط کرے گا اور وہ اسے گرادے گی۔ پھر ذوالقرنین نے فرشتے سے پوچھا یہ کون سا پہاڑ ہے؟ فرشتے نے کہا: اس پہاڑ کو قاف کہا جاتا ہے۔ یہ سبز ہے اور آسمان سفید ہے اور آسمان کی سبزی اس کی وجہ سے ہے۔ یہ پہاڑ تمام پہاڑوں کی اصل ہے اور تمام اس کے اجزاء ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بستی کو لرزانا چاہتا ہے تو اس کی اصل کو حرکت دیتا ہے۔ پھر اس فرشتے نے انگوروں کا ایک گچھا لیا اور کہا یہ ایک دانہ تجھے سیر کرے گا اور ایک دانہ سیراب کرے گا۔ جب تو اس سے ایک دانہ کھائے گا تو اس کی جگہ دوسرا دانہ پیدا ہو جائے گا۔ پھر ذوالقرنین وہاں سے نکلا تو وہ اس بنیاد کے پاس آیا جس کے بنانے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا تھا۔ لوگوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ قومیں جن کے پاس ذوالقرنین پہنچے وہ منسک، ناسک، تاویل اور راحیل تھیں۔ ابو سعید فرماتے ہیں وہ یاجوج ماجوج کے علاوہ پندرہ قبائل تھے۔

حاکم نے معاویہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پوری زمین کے چار بادشاہ گزرے ہیں (۱) سلیمان (۲) ذوالقرنین (۳) اہل حلوان کا ایک شخص (۴) اور ایک دوسرا شخص۔ معاویہ سے پوچھا گیا کیا وہ شخص خضر تھا؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ذوالقرنین ساری

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 645 (4143)، دار الکتب العلمیہ بیروت

زمین کا بادشاہ تھا سوائے بلقیس کے جو مآرب والی تھی۔ ذوالقرنین مساکین کا لباس پہنتا تھا پھر شہروں میں داخل ہو جاتا تھا اور ان سے جنگ کرنے سے پہلے ان کے عیوب دیکھتا تھا۔ بلقیس کو اس بات کی خبر ہوئی تو اس نے اپنا ایک ایلچی بھیجا تا کہ وہ اس کی ایک تصویر بنا لائے۔ جب وہ اپنے ملک میں بیٹھا ہو۔ اور ایک اس کی تصویر مساکین کے کپڑوں میں بنا لائے۔ پھر بلقیس ہر روز مساکین کو کھانا کھلاتی اور انہیں جمع کرتی تھیں، اس کا ایلچی تصویر لے کر آیا تو اس نے ایک تصویر اپنے قریب رکھی اور ایک تصویر باب الاسطوانہ پر رکھی۔ اس نے ہر روز مساکین کو کھانا کھلانا شروع کیا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو اس نے ایک ایک کو دیکھا اور پھر وہ باہر نکلتے گئے حتی کہ ذوالقرنین مساکین کے لباس میں آ گیا۔ وہ ان کے شہر میں داخل ہوئے تو اس نے ایک ایک مسکین کو باہر نکالا اور وہ اس کی مساکین کے لباس میں بنی ہوئی صورت کو دیکھ رہی تھی حتی کہ ذوالقرنین گزرا تو اس نے اس کی صورت کو دیکھ کر حکم دیا کہ اس کو بیٹھا دو اور باقی مساکین کو نکال دو، بلقیس کو ذوالقرنین نے کہا مجھے کیوں بٹھایا ہے میں بھی تو مساکین سے ہوں! اس نے کہا نہیں تو ذوالقرنین ہے یہ تیری تصویر مساکین کے لباس میں بنی ہوئی ہے اللہ کی قسم! تو مجھ سے جدا نہیں ہوگا حتی کہ تو مجھے میرے ملک کی امان لکھ دے ورنہ میں تیری گردن اتار دوں گی۔ جب ذوالقرنین نے یہ حالات دیکھے تو اس نے اسے امان لکھ دی اور کوئی علاقہ ذوالقرنین کی فتح سے نہ بچا سوائے بلقیس کے علاقہ کے۔

امام ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ذوالقرنین نے بارہ سال بادشاہی کی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت عبداللہ بن ابی جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ذوالقرنین کسی سفر پر تھا کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرا جن کی قبور ان کے دروازوں پر تھیں اور ان کے کپڑوں کا رنگ ایک تھا۔ وہ سب کے سب مرد تھے۔ ان میں عورت نہیں تھی۔ ایک شخص سے اس نے ملاقات کی اور اس نے کہا میں نے ایک ایسی چیز دیکھی ہے جو اپنے ان سفروں میں پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ اس شخص نے کہا وہ کیا ہے؟ ذوالقرنین نے جو کچھ اس قوم میں دیکھا تھا بیان کیا، انہوں نے کہا ہمارے دروازوں پر بھاری قبور کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے انہیں اپنے دلوں کے لیے باعث نصیحت بنایا ہے تا کہ کسی کے دل میں دنیا کا خیال نہ آئے۔ پس جب بھی کوئی گھر سے باہر نکلے تو اپنی قبور کو دیکھ کر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے اور کہے اس جگہ کی طرف لوٹنا ہے اور مجھ سے پہلے لوگ بھی اسی جگہ کی طرف لوٹ گئے ہیں۔

رہا ہمارا ایک رنگ لباس تو اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اعلیٰ لباس پہن کر اپنے ساتھی پر فضیلت نہ جتائے۔ رہی یہ بات کہ تمام کے تمام مرد ہیں کوئی عورت نہیں ہے تو میری عمر کی قسم! ہم مرد اور عورت سے پیدا کیے گئے ہیں لیکن یہ دل کسی چیز کے ساتھ مشغول نہیں ہوتا مگر وہ اس کے ساتھ مشغول ہو جاتا ہے۔ ہم نے اپنی عورتوں اور بچوں کو ایک قریبی بستی میں بسایا ہوا ہے۔ جب کوئی شخص حقوق زوجیت کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے۔ ایک دو راتیں اس کے ساتھ گزارتا ہے پھر یہاں واپس آ جاتا ہے۔ ہم یہاں عبادت الٰہی کے لیے علیحدہ رہتے ہیں۔ میں تمہیں کسی ایسی بات سے نصیحت نہیں کر سکتا جو تم نے خود اپنے نفسوں کے لیے تجویز کر رکھی ہے تو مجھ سے جو چاہو مانگو، اس نے پوچھا تو کون ہے؟ انہوں نے کہا: میں ذوالقرنین ہوں اس نے کہا میں تجھ سے کیا سوال کروں جب کہ تو میرے لیے کسی چیز کا مالک ہی نہیں ہے؟ ذوالقرنین نے کہا

وہ کیسے اللہ نے مجھے ہر چیز تک (رسائی حاصل کرنے) کا ساز و سامان دیا ہے؟ اس شخص نے کہا کیا تو مجھے وہ عطا کرسکتا ہے جو میری تقدیر میں نہیں لکھا اور کیا تو مجھ سے وہ دور کرسکتا ہے جو میری تقدیر میں لکھا ہے؟

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ذوالقرنین سورج کے طلوع ہونے کی جگہ پہنچا تو فرشتے نے اسے کہا اے ذوالقرنین! تو لوگوں کی میرے سامنے صفات بیان کر۔ ذوالقرنین نے کہا تیرا ایک کم عقل شخص سے بات کرنا اس شخص کی مانند ہے جو اہل قبور کے سامنے کھانا رکھتا ہے اور عقل مند آدمی سے بات کرنا اس طرح ہے جو چٹان کو پانی سے تر کرتا ہے تاکہ وہ گیلی ہوجائے یا جو لوہے کو پکاتا ہے تاکہ سالن حاصل کرے۔ اور پہاڑوں کی چوٹیوں سے پتھر نقل کرنا اس سے آسان ہے کہ تو ایک بے عقل شخص سے بات کرے۔ (1)

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا ﴿۸۴﴾ فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿۸۵﴾

”ہم نے اقتدار بخشا تھا اسے زمین میں اور ہم نے دیا تھا اسے ہر چیز (تک رسائی حاصل کرنے) کا ساز و سامان پس وہ روانہ ہوا ایک راہ پر“۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سَبَبًا سے مراد علم ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ فَاَتْبَعَ سَبَبًا میں سَبَبًا سے مراد منزل ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَبَبًا سے مراد علم ہے اور اسی سے لوگوں کی زبانوں کی تعلیم ہے، ذوالقرنین ہر قوم سے اس کی زبان میں بات کرتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے کعب الاحبار سے کہا تم کہتے ہو کہ ذوالقرنین اپنے گھوڑے کو دانتوں سے باندھتا تھا؟ کعب نے کہا اگر میں نے یہ کہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ اٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَبَبًا سے مراد زمین کی منازل اور اس کے نشانات ہیں۔ (3)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَاَتْبَعَ سَبَبًا، فرماتے ہیں: سَبَبًا سے مراد مشرق سے مغرب کی طرف منزل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَبَبًا سے مراد راستہ ہے جیسا کہ فرعون نے ہامان سے کہا تھا ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ (غافر: 36) اسباب السموات سے مراد آسمان کے راستے ہیں۔ فرماتے ہیں: ایک شی کا نام ایک ہوتا ہے لیکن معنی میں وہ متفرق ہوتی ہے اور بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 168 (4692)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 15، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 341 (1701)، دار الکتب العلمیہ بیروت

شَیۡءٍ سَبَبًا (البقرہ) اس سے مراد اعمال کے اسباب ہیں۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَغۡرُبُ فِیۡ عَیۡنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنۡدَهَا قَوۡمًا ؕ قُلۡنَا یٰذَا الۡقَرۡنَیۡنِ اِمَّاۤ اَنۡ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنۡ تَتَّخِذَ فِیۡهِمۡ حُسۡنًا ﴿۸۶﴾

''یہاں تک کہ جب وہ غروب آفتاب کی جگہ پہنچا تو اس نے اسے یوں پایا گویا وہ ڈوب رہا ہے ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں اور اس نے وہاں ایک قوم پائی۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین (تمہیں اختیار ہے) خواہ تم انہیں سزا دو خواہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو''۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن ابی حاضر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس سے ذکر کیا گیا کہ معاویہ بن سفیان اس آیت میں حَمِئَةٍ کو حامیة پڑھتے ہیں، ابن عباس فرماتے ہیں: میں نے معاویہ سے کہا ہم تو حمئة پڑھتے ہیں۔ معاویہ نے عبداللہ بن عمرو سے پوچھا تم اس لفظ کو کیسے پڑھتے ہو؟ عبداللہ بن عمرو نے کہا جیسے تم پڑھتے ہو۔ ابن عباس فرماتے ہیں: میں نے معاویہ سے کہا میرے گھر میں قرآن نازل ہوا۔ پس حضرت کعب سے دریافت کیا گیا کہ تورات میں تم کیسے پاتے ہو کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ اہل عرب سے پوچھو کیونکہ وہ اس کو زیادہ جانتے ہیں اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تو تورات میں یہ ہے کہ سورج پانی اور مٹی میں غروب ہوتا ہے اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے مغرب کی طرف اشارہ فرمایا۔(1)

حضرت ابن ابی حاضر رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر میں تمہارے ساتھ ہوتا تو میں کلام کے ذریعے تمہاری تائید کرتا اور حَمِئَةٍ کے متعلق بصیرت زیادہ ہوتی، ابن عباس نے فرمایا وہ کیسے؟ میں نے کہا ہم تبع کی بات کو ترجیح دیتے ہیں جو اس نے ذوالقرنین کے علم اور علم کی اتباع کے بارے میں ذکر کیا ہے۔

ذوالقرنین مسلمان بادشاہ تھا بادشاہ اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے اور حسد کرتے تھے۔ وہ مشرق و مغرب تک پہنچا۔ اس نے حکیم مرشد سے بادشاہی کے اسباب طلب کیے۔ اس نے سورج کے غروب ہونے کی جگہ کو دیکھا۔ وہ ایک سیاہ بدبودار کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہو رہا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک لڑکے کو بلایا اور کہا یہ جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو لکھ لو۔

ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابی بن کعب سے روایت کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے عَیۡنٍ حَمِئَةٍ پڑھا تھا۔(2)

امام حاکم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ عَیۡنٍ حَمِئَةٍ پڑھتے تھے۔(3)

امام الحافظ عبدالغنی بن سعید نے ایضاح الاشکال میں مصداع بن یحییٰ کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 16 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 18 3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 266 (2960)، بیروت

ہے فرماتے ہیں: مجھے ابی بن کعب نے اسی طرح پڑھایا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے انہیں پڑھایا تھا حَمِئَةٍ۔

ابن جریر نے الاعرج کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس حَمِئَةٍ پڑھتے تھے اور پھر ذات حَمِئَةٍ پڑھتے تھے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ عَیْنٍ حَمِئَةٍ پڑھتے تھے۔ حضرت کعب فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس کے سوا کسی کو اس طرح پڑھتے نہیں سنا جس طرح کتاب اللہ میں ہے۔ ہم تورات میں حمئة سوداء پڑھتے ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے معاویہ کے پاس حَمِئَةٍ اور حامية پڑھنے کے متعلق عمرو بن العاص سے اختلاف کیا۔ میں نے حَمِئَةٍ پڑھا اور عمرو نے حامية کہا۔ ہم نے کعب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کتاب اللہ جو منزل ہے اس میں حمئة سوداء ہے۔

امام عبد الرزاق سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن حاضر کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہم معاویہ کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَامِیَةٍ پڑھا۔ میں نے کہا ہم تو اسے حَمِئَةٍ پڑھتے ہیں۔ معاویہ نے کعب کی طرف لکھا تو انہوں نے پوچھا کہ تم تورات میں کیا پڑھتے ہو کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ کعب نے فرمایا عربی زبان کا تو مجھے علم نہیں لیکن تورات میں پڑھتا ہوں کہ وہ پانی اور مٹی میں غروب ہوتا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عین حامية پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عین حامية روایت کیا ہے۔ اس کا مطلب آپ گرم بیان فرماتے۔

امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن منیع، ابو یعلی، ابن جریر، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے سورج کو غروب ہوتے وقت دیکھا تو فرمایا نَارُ اللّٰهِ الْحَامِیَةُ (پھر فرمایا) اگر اللہ تعالیٰ نے اسے نہ روکا ہوتا تو زمین میں جو کچھ ہے اسے جلا دیتا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا۔ آپ ﷺ نے سورج کو غروب ہوتے وقت دیکھا تو فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ عَیْنٍ حَمِئَةٍ میں غروب ہوتا ہے یعنی بغیر ہمزہ کے پڑھا۔(4)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ سورج ایک چشمہ میں غروب ہوتا ہے پھر وہ چشمہ اسے مشرق کی طرف پھینکتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 16
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 345 (1714)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 18
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 267 (2961)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابویعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا فرماتے ہیں: ایک شہر تھا جس کے بارہ ہزار دروازے تھے۔ اگر شہر والوں کی آوازیں نہ ہوتیں تو لوگ سورج کی آواز سنتے جب وہ دھماکہ سے گرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ اگر اہل روم کی آوازیں نہ ہوتیں تو لوگ سورج کے گرنے کا دھماکہ سنتے جب وہ گرتا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر مسافروں کی آوازیں نہ ہوتیں تو لوگ سورج کے غروب ہونے کے وقت اس کے دھماکہ کی آواز سنتے۔

قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا
نُّكْرًا ﴿٨٧﴾ وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَ سَنَقُوْلُ
لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ﴿٨٨﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٩﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ
وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ﴿٩٠﴾ كَذٰلِكَ ؕ وَ
قَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ﴿٩١﴾ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٩٢﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ
السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ﴿٩٣﴾ قَالُوْا
يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَ مَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ
نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰۤى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمْ سَدًّا ﴿٩٤﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّيْ
فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِيْ
زُبَرَ الْحَدِيْدِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا
جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْۤ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ فَمَا اسْطَاعُوْۤا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ
وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ
رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَ كَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَ تَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ
يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّ عَرَضْنَا جَهَنَّمَ

یَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضَاۙ(۱۰۰)

”ذوالقرنین نے کہا جس نے ظلم (کفر وفسق) کیا تو ہم اسے سزا دیں گے پھر اسے لوٹا دیا جائے گا اس کے رب کی طرف تو وہ اسے عذاب دے گا بڑا ہی سخت عذاب اور جو شخص ایمان لایا اور اچھے عمل کیے تو اس کے لیے اچھا معاوضہ ہے اور ہم اسے حکم دیں گے ایسے احکام بجالانے کا جو آسان ہوں گے۔ پھر وہ روانہ ہوا دوسرے راستہ پر۔ یہاں تک کہ جب وہ پہنچا طلوع آفتاب کے مقام پر تو اس نے پایا سورج کو کہ وہ طلوع ہو رہا ہے ایسی قوم پر کہ نہیں بنائی ہم نے ان کے لیے سورج (کی گرمی) سے بچنے کی آڑ۔ بات یونہی ہے اور ہم نے احاطہ کر رکھا ہے ہر اس چیز کا جو اس کے پاس تھی اپنے علم سے۔ پھر وہ روانہ ہوا ایک اور راہ پر۔ یہاں تک کہ جب وہ پہنچا دو پہاڑوں کے درمیان تو پایا اس نے ان پہاڑوں کے پیچھے ایک قوم کو جو نہیں سمجھ سکتے تھے (ان کی) کوئی بات۔ انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج اور ماجوج نے بڑا فساد برپا کر رکھا ہے اس علاقہ میں تو کیا ہم مقرر کر دیں آپ کے لیے کچھ خراج تاکہ آپ بنا دیں ہمارے درمیان اور ان کے درمیان ایک بلند دیوار۔ وہ بولا وہ دولت جس میں میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے وہ بہتر ہے، پس تم میری مدد کرو جسمانی مشقت سے، میں بنا دوں گا تمہارے اور ان کے درمیان ایک مضبوط آڑ۔ تم لے آؤ میرے پاس لوہے کی چادریں (چنانچہ کام شروع ہوگیا) یہاں تک کہ جب ہموار کر دیا گیا وہ خلا جو دو پہاڑوں کے درمیان تھا تو اس نے حکم دیا دھونکو یہاں تک کہ جب وہ لوہا آگ بنا دیا تو اس نے کہا لے آؤ میرے پاس پگھلا ہوا تانبا کہ میں اسے اس پگھلے ہوئے لوہے پر انڈیلوں۔ سو یاجوج ماجوج بڑی کوشش کے باوجود اسے سر نہ کر سکے اور نہ ہی اس میں سوراخ کر سکے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے (کہ اس نے مجھے یہ توفیق بخشی) اور جب آ جائے گا میرے رب کا وعدہ تو وہ اسے ریزہ ریزہ کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ (ہمیشہ) سچا ہوا کرتا ہے۔ اور ہم واگزار کر دیں گے بعض کو اس دن کہ وہ (تند موجوں کی طرح) دوسروں میں گھس جائیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو ہم سب کو اکھٹا کر دیں گے اور ہم ظاہر کر دیں گے جہنم کو اس دن کفار کے لیے بالکل عیاں“۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک سے **اَمَّا مَنْ ظَلَمَ** کے تحت روایت کیا ہے کہ جس نے شرک کیا۔

عبدالرزاق، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے **فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ** کے تحت یہ روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قتل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا عذاب یہ تھا کہ وہ انہیں جمع سدہ تانبے میں ڈالتا پھر نیچے سے آگ جلائی جاتی حتی کہ وہ اس میں ختم ہو جاتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **فَلَهٗ جَزَآءَ الْحُسْنٰى** سے مراد یہ ہے کہ اس شخص کے لیے اچھی جزاء ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یُسْرًا کا معنی معروفاً روایت کیا ہے۔
امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمہ میں ابن جریج رحہم اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے حضرت الحسن عن سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے بتایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَّمْ نَجْعَل لَّهُم مِّن دُونِهَا سِتْرًا اس میں کوئی تعمیر نہیں تھی جب سورج طلوع ہوتا تو وہ اپنی سرنگوں (اور غاروں) میں داخل ہو جاتے حتی کہ سورج ڈھل جاتا۔
امام الطیالسی، البزار نے امالی میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس قوم کی زمین بھی ایسی تھی کہ عمارت کو برداشت ہی نہیں کر سکتی تھی۔ جب سورج طلوع ہوتا تو وہ پانیوں میں نیچے چلے جاتے اور جب سورج غائب ہوتا تو باہر نکل آتے تھے۔ وہ اس طرح چرتے تھے۔ جس طرح جانور چرتے ہیں پھر حضرت الحسن فرماتے ہیں: یہ سمرہ کی حدیث ہے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ وہ ایک ایسی زمین پر رہتے تھے کہ جس میں کوئی چیز بھی قائم نہیں رہتی تھی۔ پس جب سورج طلوع ہوتا تو وہ اپنی سرنگوں میں چلے جاتے۔ جب وہ ڈھل جاتا تو اپنے کھیتوں اور معایش کی طرف چلے جاتے۔
امام ابن ابی حاتم نے سلمہ بن کہیل سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس قوم کے لیے مکان وغیرہ نہ تھے جب تو ان پر طلوع ہوتا تو ان میں ہر ایک کے لیے اتنے بڑے بڑے کان تھے کہ ایک کو بچھونا بناتے اور دوسرے کو اوپر اوڑھ لیتے۔
امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس قوم کو زنج کہا جاتا ہے۔
امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورج سرخ چھوٹے قد والی قوم پر طلوع ہوتا ہے۔ ان کے مساکن (رہنے کی جگہیں) غاریں تھیں۔ ان کی معیشت کا دارومدار مچھلیوں پر تھا۔
امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا کے تحت خبر کا معنی علم بیان کیا ہے۔
امام ابن المنذر رنے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ السَّدَّيْنِ سے مراد دو پہاڑ ہیں: ارمینیہ اور آذر بائیجان۔
امام ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا سے مراد ترک قوم ہے۔
امام سعید بن منصور نے حضرت تمیم بن حذیم سے روایت کیا ہے کہ وہ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا پڑھتے تھے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جب کہ آپ چمڑے کے ایک قبہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد فرمائی پھر فرمایا کیا تمہیں خوش کرتا ہے کہ تم اہل جنت کا چوتھائی حصہ ہو۔ ہم نے کہاں ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا کیا تمہیں یہ خوشی ہے کہ تم اہل جنت کا تہائی حصہ ہو۔ ہم نے کہا ہاں اے اللہ کے نبی! فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! مجھے یقین ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہو تم تمام امتوں میں اس سفید بال کی مثل ہو جو سیاہ

بیل کے پہلو میں ہوتا ہے یا سیاہ بال ہو جو سفید بیل کے پہلو میں ہوتا ہے، بے شک تمہارے بعد یا جوج ماجوج ہوں گے، ان میں سے ہر شخص اپنے بعد ہزار اور اس سے زائد اولاد چھوڑے گا اور ان کے علاوہ تین قومیں ہیں: منسک، تاویل، تاریس، ان کی تعداد کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت البکالی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ملائکہ، انسان اور جن کے دس اجزاء بناتے ہیں ان میں سے نو حصے ملائکہ ہیں اور ایک حصہ جن وانس ہیں۔ پھر ملائکہ کے دس اجزاء بنائے ہیں، نو کروبیون ہیں جو دن رات اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کمزور اور سست نہیں ہوتے، ایک جزء اس کے پیغامات، خزائن اور جو اللہ تعالیٰ امر چاہتا ہے ان کے پہنچانے کے لیے ہے، انسان اور جنوں کے دس اجزاء ہیں۔ ان میں سے نو اجزاء جن ہیں اور ایک جزء انسان ہیں۔ ایک انسان پیدا ہوتا ہے تو نو جن پیدا ہوتے ہیں انسان کے پھر دس اجزاء ہیں، ان میں سے نو اجزاء یاجوج و ماجوج ہیں اور ایک جزء تمام لوگ ہیں، آسمان راستوں والا ہے۔ ساتواں آسمان اور حرم بالکل عرش کے برابر ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج انسانوں سے دوگنا زیادہ ہیں اور جن بھی انسانوں سے دوگنا زیادہ ہیں اور یاجوج و ماجوج دو آدمی ہیں جن کے نام یاجوج و ماجوج ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دس اجزاء میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے نو اجزاء یاجوج و ماجوج ہیں اور ایک جزء باقی تمام لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا کی پانچ صورتیں بنائی گئیں، پرندے کی صورت پر اس کا سر، سینہ، پر اور دم۔ مدینہ مکہ اور یمن سر ہیں، سینہ مصر اور شام ہیں، دایاں پر عراق ہے۔ عراق کے پیچھے ایک قوم ہے جسے واق کہا جاتا ہے، واق کے پیچھے ایک امت ہے جسے وقواق کہا جاتا ہے، ان کے پیچھے بھی امتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور بایاں پر سندھ ہے اور سندھ کے پیچھے ہند ہے اور ہند کے پیچھے ایک امت ہے جسے ماسک کہا جاتا ہے اور اس کے پیچھے ایک امت ہے جسے منسک کہا جاتا ہے۔ اس کے پیچھے اور بہت سی امتیں ہیں جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور دم سورج کے غروب ہونے کی جگہ ذات الحمام سے ہے اور پرندے میں بری ترین جگہ دم ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عبدہ بن ابی لبابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ دنیا کے سات اقالیم ہیں۔ یاجوج و ماجوج چھ اقالیم میں رہتے ہیں اور باقی تمام لوگ ایک اقلیم میں رہتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن جابر الخیوانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یاجوج و ماجوج کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ آدم کی اولاد ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں۔ ان کے بعد تین امتیں ہیں: تاویل، تاریس اور منسک۔ ان کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں یاجوج و ماجوج کی نہریں ہیں جب چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں، ان کی عورتیں ہیں جب چاہتے ہیں جماع کرتے ہیں ان کے درخت ہیں جب چاہتے ہیں بار بردار کرتے ہیں ان میں سے کوئی شخص فوت نہیں ہوتا مگر اپنی اولاد میں ہزار یا اس سے زائد چھوڑ کر جاتا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج دو امتیں ہیں، ہر امت میں چار لاکھ امتیں ہیں، ان میں کوئی ایک دوسری کے مشابہ نہیں ہے۔ ان میں کوئی شخص اس وقت فوت ہوتا ہے جب کہ وہ اپنی اولاد میں سے سو آنکھیں دیکھ لیتا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج تین اقسام پر پیدا کیے گئے ہیں۔ ایک قسم ایسی ہے کہ ان کے جسم ارز (شام میں ایک درخت ہے) کی مانند ہیں ایک قسم ایسی ہے جو چار ہاتھ لمبے اور چار ہاتھ چوڑے ہیں اور ایک قسم ایسی ہے جو اپنے کانوں میں سے ایک کو بچھونا بناتے ہیں اور دوسرے کو لحاف بناتے ہیں۔ وہ عورتوں کی ان جھلیوں کو کھاتے ہیں جن سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت خالد الاشج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی آدم اور بنی ابلیس تین تہائی ہیں۔ دو تہائی بنو ابلیس ہیں اور ایک تہائی بنو آدم ہیں۔ پھر بنو آدم تین تہائی ہیں، دو تہائی حصے یاجوج و ماجوج ہیں اور ایک تہائی تمام لوگ ہیں۔ لوگ ان کے بعد تین تہائی ہیں۔ ایک تہائی اندلس ایک تہائی حبشہ اور ایک تہائی باقی تمام عرب و عجم ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج بائیس قبائل ہیں۔ ذوالقرنین نے اکیس قبائل کے سامنے دیوار کھڑی کر دی تھی۔ ایک قبیلہ ترک رہ گیا تھا اور یہ ترک ہیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ترکوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: یہ سیارہ ہیں ان کی کوئی اصل نہیں ہے۔ یاجوج ماجوج سے ہیں لیکن یہ لوگوں پر غارت گری کرتے ہوئے نکلے تو ذوالقرنین نے ان کے اور لوگوں کے درمیان دیوار بنا دی۔ پس یہ زمین میں چلے گئے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج پچیس امتیں ہیں۔ ان میں سے کوئی امت دوسری امت کے مشابہ نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالمثنی الاملوکی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لیے یاجوج و ماجوج کو پیدا فرمایا۔ ان میں نہ کبھی کوئی صدیق ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج میں سے کوئی شخص فوت نہیں ہوتا مگر وہ ہزار سے زائد اولاد چھوڑ کر جاتا ہے۔ (1)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

یاجوج و ماجوج ایک بالشت اور دو بالشت ہیں۔ان میں لمبے ترین لوگ تین بالشت ہیں۔وہ آدم کی اولاد سے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، طبرانی، بیہقی (نے البعث میں)، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج و ماجوج اولاد آدم ہیں۔اگر وہ چھوڑے گئے تو لوگوں کی معیشتوں کو تباہ و برباد کر دیں گے۔ان میں سے ہر شخص ہزار سے زائد اولاد چھوڑ کر مرتا ہے۔ان کے پیچھے تین امتیں ہیں: تاویل، تاریس اور منسک۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جن اور انسان کے دس اجزاء ہیں، نو اجزاء یاجوج و ماجوج ہیں اور ایک جزء باقی تمام لوگ ہیں۔

امام النسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن اوس عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج و ماجوج کی عورتیں ہیں۔جب چاہتے ہیں جماع کرتے ہیں اور ان کے درخت ہیں۔جب چاہتے ہیں انہیں بار بردار کرتے ہیں۔ان میں سے کوئی شخص نہیں مرتا مگر وہ اپنی اولاد میں سے ہزار سے زائد چھوڑ کر جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابن عدی، ابن عساکر، ابن النجار نے حذیفہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاجوج و ماجوج کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یاجوج ایک امت ہے اور ماجوج بھی ایک امت ہے۔ہر امت میں چار لاکھ امتیں ہیں۔ان میں سے کوئی فوت نہیں ہوتا حتی کہ وہ اپنی صلب سے ہزار آدمی ایسے دیکھ لیتا ہے جن میں سے ہر ایک ہتھیار اٹھاتا ہے۔میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ان کی صفات بیان فرمائیں۔فرمایا ان کی تین اقسام ہیں ایک ان میں سے ارز کی مانند ہیں۔میں نے عرض کی الارز کیا ہے؟ فرمایا شام کے علاقہ کا ایک درخت ہے۔اس درخت کا طول ایک سو بیس ہاتھ آسمان میں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ صنف ہے جن کے لیے نہ پہاڑ ٹھہرتا ہے نہ لوہا۔ان کی ایک قسم ایسی ہے جو ایک کان کو بچھونا اور دوسرے کو لحاف بناتی ہے۔وہ ہاتھی، وحشی، اونٹ اور خنزیر ہیں جس چیز سے بھی گزرتے ہیں اسے کھا جاتے ہیں۔ان کا مقدمہ شام میں ہے۔ان کا ساقہ مشرق کی نہروں اور بحیرہ طبریہ سے پانی پیتا ہے۔

امام نعیم بن حماد نے الفتن میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات مجھے اللہ تعالیٰ نے یاجوج و ماجوج کی طرف بھیجا، میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی عبادت کی طرف بلایا تو انہوں نے جواب دینے سے انکار کر دیا۔وہ ابلیس کی اولاد اور نافرمان اولاد آدم کے ساتھ دوزخ میں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوبکرہ الثقفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یاجوج و ماجوج کی دیوار دیکھی ہے۔فرمایا اس کی صفت اور کیفیت بیان کرو۔اس نے کہا وہ دھاری دار چادر کی طرح تھی۔اس کی ایک دھار سیاہ اور ایک دھار سرخ تھی۔فرمایا تو نے واقعی دیکھی ہے۔(2)

امام احمد، ترمذی (انہوں نے اس حدیث کو حسن کہا ہے)، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)،

1۔تاریخ ابن عساکر، جلد 2، صفحہ 232، دار الفکر بیروت 2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 30

ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر روز یاجوج وماجوج دیوار کو کھودتے ہیں۔ جب وہ سورج کی شعاع دیکھنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان کا سردار انہیں حکم دیتا ہے کہ واپس چلو باقی کل کھودیں گے اور وہ ان شاء اللہ نہیں کہتا۔ جب وہ صبح کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ دیوار پہلے کی طرح بلند ہو چکی ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے خروج کا ارادہ فرمائے گا تو ان کا سردار انہیں کہے گا واپس چلے جاؤ باقی ان شاء اللہ کل کھودیں گے۔ پس وہ ان شاء اللہ کہے گا تو دوسرے دن وہ آئیں گے تو وہ دیوار اتنی ہی ہوگی جتنی کہ وہ چھوڑ کر گئے ہوں گے۔ وہ اسے کھودیں گے اور لوگوں پر خروج کریں گے، تمام پانی پی جائیں گے۔ ان سے لوگ بچاؤ کے لیے اپنے قلعوں میں پناہ لیں گے۔ یاجوج وماجوج اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ وہ خون آلود ہو کر واپس آئیں گے اور کہیں گے ہم زمین والوں پر بھی غالب آ گئے اور آسمان والوں پر بھی ہم نے سختی سے قابو پالیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائے گا تو وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! زمین کے کیڑے موٹے ہو جائیں گے اور خوش ہوں گے اور ان کے گوشت کھانے کی وجہ سے شکر کریں گے۔ (1)

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنی نیند سے بیدار ہوئے تو آپ کا چہرہ سرخ تھا اور آپ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ عربوں کے لیے ہلاکت ہے اس شر کی وجہ سے جو قریب آ چکا ہے۔ آج یاجوج وماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے۔ آپ ﷺ نے (شہادت کی انگلی اور انگوٹھے سے) حلقہ بنایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے جب کہ ہمارے درمیان نیک صالح لوگ بھی موجود ہوں گے۔ فرمایا ہاں جب برائی کثیر ہو جائے گی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج یاجوج و ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے اور آپ ﷺ نے نوے کا حلقہ بنایا۔ (3)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حبیب الارجانی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یاجوج وماجوج کا زمین میں فساد یہ ہوگا کہ وہ لوگوں کو کھا جائیں گے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خَرْجًا سے مراد اجر عظیم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو رکاوٹ اللہ تعالیٰ کی کرشمہ سازی ہو وہ سُد (بضم سین) ہے اور جس کو انسان تعمیر کرے وہ سَد (بفتحہ سین) ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 534 (8501)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب قصۃ یاجوج وماجوج، جلد 1، صفحہ 472، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 465 (32270)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے مَا مَكَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ کے تحت روایت کیا ہے: جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم میرے لیے خراج خرچ کرتے ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَجْعَلْ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهُمْ رَدْمًا یعنی میں تمہارے اور ان کے درمیان دیوار بنا دیتا ہوں جو سخت حجاب کی طرح ہوگی۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ زُبَرَ الْحَدِیْدِ سے مراد لوہے کے ٹکڑے ہیں۔

امام الطستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے کہا کہ مجھے زُبَرَ الْحَدِیْدِ کا مطلب بتاؤ۔ تو ابن عباس نے فرمایا: لوہے کے ٹکڑے۔ فرمایا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے کعب بن مالک کا یہ شعر نہیں سنا:

تَلَظّٰی عَلَیْهِمْ حِیْنَ شَدَّ حَمِیُّهَا بِزُبَرِ الْحَدِیْدِ وَ الْحِجَارَةِ شَاجِرِ

"جب پانی گرم ہو گیا تو ان پر لوہے اور پتھر کے ٹکڑے بھڑک اٹھے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الصَّدَفَیْنِ سے مراد دو پہاڑ ہیں۔

سعید بن منصور نے ابراہیم النخعی سے روایت کیا ہے کہ وہ الصَّدَفَیْنِ کو فتحتین کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی دو پہاڑوں کے درمیان۔

امام سعید بن منصور نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ وہ الصَّدَفَیْنِ کو صاد اور دال کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الصَّدَفَیْنِ سے مراد دونوں پہاڑوں کی چوٹیاں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے قِطْرًا کا معنی نحاس (تانبا) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے، ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے مجاہد سے قِطْرًا کا معنی نحاس روایت کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ تانبے کو لوہے پر اس لیے ڈالا تا کہ وہ لوہا ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جائے۔

عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے فَمَا اسْطَاعُوْۤا کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ وہ اس دیوار پر چڑھنے پر قادر نہ ہوئے۔(1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَنْ یَّظْهَرُوْهُ کا معنی اَنْ یَّعْلُوْهُ کیا ہے یعنی اس پر چڑھ جائے وَ مَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا اور نہ نیچے سے اسے نقب لگا سکے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ آئے گا تو وہ اسے پہلے کی طرح راستہ بنا دے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا اللہ پہاڑوں یا ان کے درمیان راستہ بنا دے گا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن خیثم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ کو ممدود پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یاجوج

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 347 (1722)، دارالکتب العلمیہ بیروت

وماجوج سد سکندری کے پیچھے ہیں، ان میں سے کوئی شخص نہیں مرتا حتی کہ اس کی صلب سے ہزار آدمی پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ ہر روز اس دیوار کی طرف جاتے ہیں۔ اسے چاٹتے رہتے ہیں۔ وہ جب اسے انڈے کے چھلکے کی طرح کر دیتے ہیں تو کہتے ہیں ہم کل آئیں گے اور اس کھود یں گے۔ جب وہ صبح آتے ہیں تو وہ اس طرح ہو چکی ہوتی ہے جس طرح وہ ان کے چاٹنے سے پہلے ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کرتے رہیں گے حتی کہ ان میں ایک مسلمان بچہ پیدا ہوگا۔ وہ صبح اسے چاٹیں گے تو وہ انہیں کہے گا بسم اللہ پڑھو۔ جب وہ بسم اللہ پڑھیں گے اور شام کے وقت واپسی کا ارادہ کریں گے تو وہ کہیں گے ہم کل اسے کھودیں گے۔ وہ صبح کے وقت آئیں گے تو وہ پہلے کی طرح مکمل ہوگی، وہ انہیں کہے گا تم ان شاء اللہ کہو۔ وہ ان شاء اللہ کہیں گے تو وہ صبح کے وقت آئیں گے تو وہ انڈے کے چھلکے کی طرح ہوگی۔ پس ان کو نقب لگائیں گے اور اس سے نکل کر لوگوں پر خروج کریں گے۔ سب سے پہلے جو ستر ہزار نکلیں گے تو ان کے سروں پر تاج ہوں گے۔ پھر ان کے بعد چند گروہ نکلیں گے۔ وہ نہر پر آئیں گے جیسی تمہاری یہ نہر فرات ہے۔ اس کا پانی پی جائیں گے حتی کہ کچھ بھی نہیں بچے گا۔ پھر ایک گروہ آئے گا وہ نہر پر پہنچے گا تو کہے گا یہاں تو کبھی پانی ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ۔ الدلث کا معنی مٹی ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج اپنے پنجوں کے ساتھ دیوار کو کریدتے ہیں حتی کہ وہ اسے پھاڑنے کے قریب پہنچتے ہیں تو کہتے ہیں ہم کل پھر آئیں گے اور اس کی کھدائی سے فارغ ہو جائیں گے۔ پس وہ اس کی طرف لوٹ کر آئیں گے تو وہ پہلے کی طرح مکمل ہوگی۔ وہ اسی طرح بار بار آتے رہیں گے جب معاملہ اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا تو بعض کی زبانوں پر یہ جاری کر دیا جائے گا ناتی ان شاء اللہ غدًا یعنی ان شاء اللہ ہم کل آئیں گے اور اس سے فارغ ہو جائیں گے۔ وہ دوسرے دن آئیں گے تو وہ اسی طرح تھوڑی سی باقی ہوگی۔ وہ اسے پھاڑیں گے اور باہر نکل آئیں گے۔ ان کا پہلا گروہ بحیرہ پر آئے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا۔ پھر اس کا درمیانہ گروپ آئے گا تو تمام مٹی چاٹ جائے گا اور ان کا آخری گروہ آئے گا تو وہ کہیں گے کبھی تو یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ پس یاجوج و ماجوج آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے۔ وہ خون آلود ہو کر واپس آئیں گے اور کہیں گے ہم زمین والوں پر غالب آگئے اور آسمان والوں پر بھی ہم نے غلبہ حاصل کر لیا۔ پھر عیسیٰ بن مریم ان کے لیے بددعا کریں گے۔ عرض کریں گے اے اللہ! ہم میں ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہے تو خود ہی ہماری طرف سے ان کی کفایت فرما جیسے تو چاہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر ایک کیڑا مسلط کر دے گا جس کو نغف کہا جاتا ہے۔ وہ ان کی گردنوں کو پکڑے گا اور انہیں قتل کر دے گا حتی کہ ان کی بدبو سے ساری زمین بدبو اور تعفن آلود ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ ان پر پرندے بھیجے گا جو ان کے بدنوں کو سمندر کی طرف اٹھا کر لے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ چالیس دن آسمان سے بارش برسائے گا تو زمین سے اناج پیدا ہوگا حتی کہ ایک انار سے پورا گھر سیر ہوگا۔

ابن المنذر نے کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج کی دیوار کی دہلیز جو ان کے لیے کھلے گی چوبیس ہاتھ ہے اسے ان کے گھوڑوں کے سم کرید یں گے اور اس دیوار کی بلندی بارہ ہاتھ ہے۔ اسے ان کے نیزوں کی انیاں کرید یں گی۔

امام ابن المنذر نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یاجوج و ماجوج نکلیں گے اس وقت عیسیٰ

علیہ السلام تین سو مسلمانوں کے ساتھ شام کے محل میں ہوں گے۔ ان پر معاملہ بہت سخت ہو جائے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے یاجوج و ماجوج کی ہلاکت کی دعا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج پر ایک کیڑا مسلط فرمائے گا، ان کی وجہ سے ساری زمین تعفن سے بھر جائے گی پھر مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ زمین کو ان سے پاک کر دے۔ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا جو انہیں بہا کر سمندر میں لے جائے گی پھر لوگ شاداب ہو جائیں گے حتی کہ انگور کے ایک گچھے سے پورا گھر سیر ہو گا۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ یاجوج و ماجوج کا پہلا گروہ دجلہ دریا کی مثل نہر سے گزرے گا۔ پھر جب ان کا آخری گروہ گزرے گا تو وہ کہے گا کبھی اس نہر میں پانی ہوا کرتا تھا۔ ان میں سے کوئی شخص نہیں مرے گا مگر اپنی اولاد میں سے ہزار افراد سے زائد چھوڑ کر جائے گا۔ یاجوج و ماجوج کے بعد ایسی تین امتیں ہیں جن کی تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ تاریس، تاویل، ناسک یا منسک۔ (1)

امام ابو یعلی، حاکم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دیوار کے متعلق بتایا کہ ہر روز یاجوج و ماجوج اسے کھودیں گے حتی کہ وہ اسے پھاڑنے کے قریب پہنچ جائیں گے تو ان کا سردار کہے گا واپس چلے جاؤ (باقی) کل پھاڑیں گے۔ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اس دیوار کو پہلی کیفیت سے زیادہ سخت کر کے لوٹا دے گا حتی کہ وہ اپنی مدت کو پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا تو ان کا سردار انہیں کہے گا واپس چلے جاؤ کل ان شاء اللہ اس کو مزید پھاڑیں گے، وہ ان شاء اللہ کہے گا تو وہ دوسرے دن آئیں گے تو وہ اسی کیفیت میں ہو گی جیسے وہ پہلے دن چھوڑ کر جائیں گے۔ وہ اسے پھاڑیں گے اور لوگوں پر نکل آئیں گے۔ وہ تمام پانی پی جائیں گے اور لوگ ان سے بھاگ جائیں گے وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے پس وہ خون آلود ہو کر واپس آئیں گے۔ وہ کہیں گے ہم اہل زمین پر غالب آ گئے اور آسمان پر بھی سختی سے ہم نے غلبہ پالیا۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی گدیوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائے گا جو انہیں ہلاک کر دے گا۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! زمین کے جانور ان کے گوشت کھانے کی وجہ سے موٹے ہو جائیں گے اور خوش ہوں گے اور شکر ادا کریں گے۔ (2)

امام حاکم نے حذیفہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں زیادہ جانتا ہوں جو کچھ دجال کے ساتھ ہو گا، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی، ایک آگ کی نہر ہو گی جو اس کو دیکھے گا۔ اس کی آنکھ میں وہ بھڑکے گی اور دوسری میں سفید پانی ہو گا جو تم میں سے اس کو پائے اس کو آنکھ بند کر لینی چاہیے اور اس سے پیئے جس کو وہ آگ دیکھ رہا ہو کیونکہ وہ حقیقت میں ٹھنڈا پانی ہو گا۔ اس دوسری نہر سے بچو کیونکہ وہ فتنہ ہے اور جان لو کہ دجال کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔ اس کو ہر شخص پڑھ لے گا خواہ وہ لکھتا ہو گا یا نہیں لکھتا ہو گا۔ اس کی ایک آنکھ ممسوح (مٹی ہوئی) ہو گی۔ اس کی آنکھ پر گوشت چڑھا ہو گا وہ آخر میں بطن اردن پر وادی افیق پر ظاہر ہو گا۔ بطن اردن میں ہر شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 537 (8507)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 2، صفحہ 233، دار الفکر، بیروت — مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 534، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایمان رکھتا ہے۔ وہ مسلمانوں کے ثلث کو قتل کرے گا، ثلث کو شکست دے گا اور ایک حصہ باقی رہ جائے گا۔ ان پر رات تاریک ہو جائے گی۔ مومنین ایک دوسرے سے کہیں گے: تم کیا انتظار کر رہے ہو کہ تم بھی اپنے رب کی رضا میں اپنے بھائیوں سے مل جاؤ؟ جس کے پاس بچا ہوا کھانا ہوا سے وہ اپنے بھائی کے پاس لے جانا چاہیے اور تم نماز پڑھو حتی کہ فجر طلوع ہو جائے اور نماز میں جلدی کرو پھر اپنے دشمن کی طرف توجہ کرو۔ جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوں گے تو عیسیٰ بن مریم ان کے سامنے اترے گے اور انہیں نماز پڑھائیں گے۔ جب وہ سلام پھیریں گے تو فرمائیں گے اس طرح کشادگی کرو میرے اور اللہ تعالیٰ کے دشمن کے درمیان۔ پس وہ پگھل جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان پر مسلمانوں کو مسلط فرمائے گا۔ وہ انہیں قتل کریں گے حتی کہ درخت اور پتھر ندا دیں گے اے اللہ کے بندے! اے رحمٰن کے بندے...... اے مسلم! یہ ہے یہودی اس کو قتل کر۔ پس اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کر دے گا اور مسلمانوں کو غلبہ دیا جائے گا، وہ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ ختم کر دیں گے۔ اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو نکالیں گے ان کا پہلا گروہ بحیرہ کا سارا پانی پی جائے گا۔ ان کا آخری گروہ آئے گا تو وہ پہلا گروہ سب کچھ صاف کر گیا ہوگا۔ ایک قطرہ پانی بھی نہ چھوڑا ہوگا۔ وہ کہیں گے ہم اپنے دشمنوں پر غالب آ گئے۔ کبھی یہاں پانی کا اثر تھا۔ پھر اللہ کے نبی تشریف لائیں گے اور اس کے ساتھی اس کے پیچھے ہوں گے حتی کہ وہ فلسطین کے شہروں میں سے ایک شہر میں داخل ہوں گے جس کو لد کہا جاتا ہے۔ وہ کہیں گے ہم نے زمین والوں پر غلبہ حاصل کر لیا۔ پس آئے ہم اس سے جنگ کریں جو آسمان میں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے اس کے نبی (عیسیٰ علیہ السلام) دعا فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کے گلوں میں ایک پھوڑا پیدا فرمائے گا جس کی وجہ سے ان میں سے ایک بھی نہیں بچے گا پھر ان کی بدبو مسلمانوں کو اذیت دے گی، عیسیٰ علیہ السلام پھر دعا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ان پر ایک آندھی چلائے گا جو ان تمام کو سمندر میں پھینک دے گی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الزاہریہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنگوں سے مسلمانوں کی واپسی کی جگہ دمشق ہے اور دجال سے واپسی کی جگہ بیت المقدس ہے اور یاجوج و ماجوج سے واپسی کی جگہ بیت الطور ہے جب وہ لوگوں پر نکلیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ یعنی ماجوج و ماجوج لوگوں پر نکلیں گے تو تند موجود کی طرح ایک دوسرے میں گھس جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ کا مظاہرہ قیامت کے دن ہوگا پھر اس کے بعد صور پھونکا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ہارون بن عنترہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ابن عباس نے فرمایا: جن و انس ایک دوسرے میں موجوں کی طرح گھس جائیں گے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ہارون عنترہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شیخ بنی فزارہ نے کہا کہ جب جن و

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 537 (8507)، دار الکتب العلمیہ بیروت

انس ایک دوسرے میں گھس جائیں گے تو ابلیس کہے گا: میں اس امر کا علم تم سے زیادہ جانتا ہوں، پس ابلیس مشرق کی طرف جائے گا تو فرشتے زمین کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔ پھر وہ مغرب کی طرف سفر کرے گا تو وہ پائے گا کہ فرشتوں نے زمین کو گھیرے میں لے رکھا ہے پھر وہ دائیں بائیں سفر کرے گا حتی کہ زمین کے آخری کنارہ تک جائے گا۔ وہ پائے گا کہ فرشتوں نے زمین کو گھیرے میں لے رکھا ہے، ابلیس کہے گا اب تو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں ہے۔ وہ ایسی کیفیت میں ہوگا کہ اس کے سامنے ایک راستہ آئے گا گویا کہ وہ شعلہ ہے۔ وہ اور اس کی اولاد اس پر چلیں گے تو وہ اس طرح اچانک آگ پر داخل ہو جائیں گے، اس کے پاس آگ کا داروغہ آئے گا اور کہے گا اے ابلیس! کیا تیری اپنے پروردگار کی بارگاہ میں مقام و منزلت نہ تھی کیا تو جنتوں میں نہ تھا۔ ابلیس کہے گا آج عتاب کا دن نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کوئی عبادت فرض کرے تو میں ایسی عبادت کروں گا کہ اس کی مخلوق میں سے کسی نے ایسی عبادت نہ کی ہوگی۔ فرشتہ جہنم کہے گا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر ایک فریضہ عائد کیا ہے۔ ابلیس کہے گا وہ کیا ہے؟ فرشتہ کہے گا اس نے تجھے آگ میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے۔ وہ فرشتہ اسے اور اس کی اولاد کو پر مار کر دوزخ میں پھینک دے گا پھر جہنم چنگھاڑ رہی ہوگی۔ ہر مقرب فرشتہ اور نبی مرسل اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا۔

الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿۱۰۱﴾

”وہ کافر جن کی آنکھوں پر پردے پڑے تھے میری یاد سے اور جو (کلمۂ حق) سن بھی نہیں سکتے تھے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ حق کا رخ زیادہ دیکھنے سے اندھے ہیں، انہیں حق نظر ہی نہیں آتا۔ وہ حق کا پیغام ہدایت سننے سے بہرے ہیں، انہیں آواز حق سنائی ہی نہیں دیتی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ مطلب روایت کیا ہے کہ وہ حق کی آواز سمجھتے ہی نہیں۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾

”کیا گمان کرتے ہیں کفار کہ وہ بنالیں گے میرے بندوں کو میرے بغیر حمایتی؟ (یہ ناممکن ہے) بے شک ہم نے تیار کر رکھا ہے جہنم کو کفار کی رہائش کے لیے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ کفار نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ وہ ملائکہ کو اپنا حمایتی بنالیں گے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حسب کو سین کی جزم اور باء کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا تلاوت کی اور فرمایا کیا انہوں نے یہ گمان کیا ہے۔

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ هُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآىِٕهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَ رُسُلِیْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾

"فرمائیے (اے لوگو!) کیا ہم مطلع کریں تمہیں ان لوگوں پر جو اعمال کے لحاظ سے گھاٹے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جدوجہد دنیوی زندگی کی آراستگی میں کھو کر رہ گئی ہے اور وہ یہ خیال کر رہے ہیں کہ وہ کوئی بڑا عمدہ کام کر رہے ہیں۔ یہی وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا تو ضائع ہو گئے ان کے اعمال تو ہم ان (کے اعمال تولنے) کے لیے روز قیامت کوئی ترازو نصب نہیں کریں گے۔ یہ ہے ان کی جزا جہنم اس وجہ سے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور رسولوں کو مذاق بنالیا۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل (بھی) کرتے رہے تو فردوس کے باغات ان کی رہائش گاہ ہوں گے۔ وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں (اور) نہیں چاہیں گے کہ وہ اس جگہ کو بدل لیں"۔

امام عبد الرزاق، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے پوچھا: بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا سے مراد کیا حروریہ (خوارج) ہیں؟ فرمایا نہیں، اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ رہے یہود تو انہوں نے محمد ﷺ کی تکذیب کی اور نصاریٰ نے جنت کو جھٹلایا۔ انہوں نے کہا اس میں نہ کوئی طعام ہے اور نہ کوئی شراب ہے۔ حروریہ تو وہ ہے جو عہد کرنے کے بعد اپنے عہد کو توڑتے ہیں۔ حضرت سعد انہیں فاسقین کہتے تھے۔(1)

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعد بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے مصعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے پوچھا بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا سے مراد حروریہ ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں لیکن اس سے مراد گرجوں والے ہیں۔ حروریہ تو وہ قوم ہیں کہ جو ٹیڑھے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیئے۔(2)

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 1، صفحہ 91-690، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 401(3400) بیروت

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابوخمیصہ عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے علی بن ابی طالب کو اس آیت قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا کی تفسیر کرتے ہوئے سنا کہ اس سے مراد وہ راہب ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں کے ساتھ روک رکھا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ اس سے مراد قریش کے فاجر لوگ ہیں۔ یہ آپ نے ابن الکواء کے سوال کے جواب میں فرمایا۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: میں تو اس سے مراد خوارج ہی سمجھتا ہوں۔

امام بخاری، مسلم، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز ایک موٹے بھاری بھرکم شخص کو لایا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا وزن نہ ہوگا اور فرمایا یہ آیت پڑھو فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔(1)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز ایک بہت بڑے شخص کو لایا جائے جو بہت زیادہ کھانے پینے والا ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کا وزن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن الضریس نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص دنیا میں قرآن پر عمل کرتا ہے اس کے لیے قیامت کے روز قرآن کو بہت خوبصورت شکل میں بنا دیا جائے گا۔ اس کا چہرہ خوب صورت اور اس کی خوشبو پاکیزہ ہوگی۔ وہ اس شخص کے پہلو میں کھڑا ہوگا۔ جب وہ گھبرائے گا تو یہ اس کی گھبراہٹ دور کرے گا اور اسے سکون دے گا اور اس کے لیے امید کو کشادہ کرے گا اور وہ شخص اسے کہے گا: اللہ تعالیٰ تجھے اپنے ساتھی کی طرف سے بہتر جزاء عطا فرمائے، تیرا چہرہ کتنا حسین ہے تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے! (تو کون ہے) وہ کہے گا کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ آجا مجھ پر سوار ہو جا بہت لمبا عرصہ میں دنیا میں تجھ پر سوار رہا میں تیرا عمل ہوں۔ تیرا عمل حسین تھا۔ پس تو نے میری صورت حسین دیکھی تیرے عمل کی خوشبو پاکیزہ تھی بس تو نے میری خوشبو حسین دیکھی وہ عمل اسے اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا دے گا۔ وہ عمل عرض کرے گا یا رب! یہ فلاں ہے۔ (اللہ تعالیٰ حالانکہ اس عمل کی بنسبت بندے کو زیادہ جانتا ہے) میں نے اسے زندگی کے ایام میں مشغول رکھا کبھی میں نے اسے دن کے وقت پیاسا رکھا اور میں نے اس کو راتوں کو جگائے رکھا پھر تو اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اس شخص کو بادشاہ والا تاج پہنایا جائے گا اور اسے شاہی لباس دیا جائے گا وہ عرض کرے گا یا رب! میں اس کی خاطر دنیا کی چیزوں سے منہ موڑے رہا اور میں تجھ سے اس کے لیے اس سے افضل کی امید رکھتا ہوں۔ پس اس کے دائیں جانب سے جنت

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 1، صفحہ 691، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 34 (5670)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور بائیں جانب سے نعمتیں عطا کی جائیں گی۔ وہ عرض کرے گا یا رب! ہر تاجر اپنی تجارت کے ساتھ اپنے گھروں کے پاس داخل ہوتا ہے۔ پس اس کے رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ اور جو کافر ہوگا اس کا عمل ایک قبیح شکل میں بنادیا جائے گا۔ وہ اسے دیکھے گا اور اس کی بدبو محسوس کرے گا۔ جب کافر کو خوف لاحق ہوگا تو وہ اس کے خوف میں اضافہ کرے گا اور وہ کہے گا اللہ تعالیٰ تجھے اپنے ساتھی کی طرف سے برا بدلہ دے۔ تیری صورت بڑی کو قبیح ہے اور تیری بدبو بڑی پریشان کن ہے۔ کافر کہے گا تو کون ہے؟ عمل کہے گا کیا تو مجھے نہیں جانتا میں تیرا عمل ہوں، تیرا عمل قبیح تھا تو نے میری صورت قبیح دیکھی اور تیرا عمل بدبودار تھا تو تو نے میری بدبو محسوس کی۔ وہ عمل کہے گا آجا تاکہ میں تجھے سوار کرلوں، دنیا میں میں تجھ پر سوار رہا۔ پس وہ اسے سوار کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے میزان قائم نہیں فرمائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز ایک بڑے طویل آدمی کو لایا جائے گا اور اسے میزان میں رکھا جائے گا تو اللہ کی بارگاہ میں اس کا مچھر کے پر کے برابر وزن نہ ہوگا۔ پھر یہ آیت پڑھی فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا۔(2)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ قیامت کے روز ایک شخص کو لایا جائے گا پھر اس کا وزن کیا جائے گا تو وہ گندم کے دانہ کے برابر بھی نہ ہوگا۔ پھر اس کا وزن کیا جائے گا تو وہ جو کے دانہ کے برابر نہ ہوگا۔ پھر اس کا وزن کیا جائے گا تو وہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا۔ پھر یہ آیت پڑھی فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ جنت کا اعلیٰ مقام ہے، اہل فردوس عرش کی چرچراہٹ کو سنتے ہیں۔(3)

امام بخاری، مسلم اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو، جنت کا وسط ہے، جنت کا اعلیٰ مقام ہے، اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے، اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔(4)

امام احمد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے البعث میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں سو درجات ہیں، ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ فردوس جنت کا اعلیٰ درجہ ہے، اس کے اوپر عرش ہے، اس سے جنت کی چار نہریں نکلتی ہیں۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 129 (30046)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 55 (34174)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 402 (3402)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ صحیح بخاری، باب الجہاد، جلد 3، صفحہ 1027 (2637)، دار ابن کثیر دمشق
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 45

امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنت کے سو درجات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور بلند ترین درجہ فردوس ہے اور اس کے اوپر عرش ہے۔ یہ جنت میں اعلیٰ مقام ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں پھوٹتی ہیں۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فردوس جنت میں اعلیٰ درجہ ہے۔ اس میں رحمٰن کا عرش ہے۔ اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ جنت عدن جنت کا وسط ہے۔ اس میں رحمٰن کا وسیع مکان ہے۔ اس سے عرش کی چر چراہٹ سنی جاسکتی ہے۔ پس جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فردوس رحمٰن کا مقصورہ (محفوظ جگہ) ہے۔ اس میں بہترین نہریں اور پھل ہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فردوس رومی زبان میں باغ کو کہتے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فردوس نبطی زبان میں انگوروں کو کہتے ہیں، اس کی اصل فرداس ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن الحارث سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے حضرت کعب سے جنت کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ سریانی زبان میں انگوروں کے باغات کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ فردوس جنت ہے اور جنت رومی لغت میں فردوس کو کہتے ہیں۔

امام نجاد رحمہ اللہ نے جزء التراجم میں حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے سو درجات ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔ فردوس جنت کا اعلیٰ مقام ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حِوَلًا کا معنی مُتَحَوَّلًا روایت کیا ہے۔(3)

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝۱۰۹

"(اے حبیب) آپ فرمایئے کہ اگر ہو جائے سمندر روشنائی میرے رب کے کلمات (لکھنے) کے لیے تو ختم ہو جائے گا سمندر اس سے پیشتر کہ ختم ہوں میرے رب کے کلمات اور اگر ہم لے آئیں اتنی اور روشنائی اس کی مدد کو (تب بھی ختم نہ ہوں گے)"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ سے مراد علم ربی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 45 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 47

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام اور اس کی حکمت کے ختم ہونے سے پہلے سمندر کا پانی ختم ہو جائے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابوالبختری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سلمان سے ایک شخص ملا تا کہ ان سے علم حاصل کرے، سلمان اسے دریائے دجلہ پر لے گئے جب کہ دجلہ بھرا ہوا تھا۔ سلمان نے فرمایا: اترو اور پیو۔ اس نے پیا تو آپ نے فرمایا اور پیو اور پیو پھر فرمایا تو نے دریائے دجلہ سے کتنا پانی کم کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے تو کچھ بھی کم نہیں کیا؟ سلمان نے فرمایا اسی طرح علم (کا سمندر ہے) تو اس سے جتنا بھی حاصل کرے گا تو اس میں کچھ کمی نہیں کرے گا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿١١٠﴾

"(اے پیکر رعنائی وزیبائی) آپ فرمائیے کہ میں بشر ہی ہوں تمہاری طرح، وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا خدا صرف اللہ وحدہٗ ہے۔ پس جو شخص امید رکھتا ہے اپنے رب سے ملنے کی تو اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی کو"۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان مشرکین کے بارے نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی بھی عبادت کرتے تھے۔ یہ مومنین کے بارے میں نہیں ہے۔ (1)

امام عبدالرزاق، ابن ابی الدنیا نے الاخلاص میں، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں موقف حج میں کھڑا ہوتا ہوں اور مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے اور میری یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ میرا یہاں کھڑا ہونا دیکھا جائے (یعنی لوگ مجھے دیکھ لیں)۔ آپ ﷺ نے اس شخص کی بات سن کر کوئی جواب نہ دیا حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ۔ (2)

حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے طاؤس عن ابن عباس کے سلسلہ سے موصولاً روایت کی ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مسلمانوں میں سے ایک شخص جہاد کرتا ہے اور وہ یہ بھی پسند کرتا تھا کہ اس کے جہاد کو دیکھا جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ۔

امام ابن مندہ، ابونعیم (نے الصحابہ میں) اور ابن عساکر نے حضرت السدی الصغیر عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس

1۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ وترک الریاء، جلد 5، صفحہ 340 (6853)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 366 (7939)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً

کے طریق سے روایت کیا ہے کہ جندب بن زہیر جب نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے اور لوگوں میں اپنے عمل کا تذکرہ سنتے تو خوش ہوتے اور اس خوشی میں نیکی میں اور اضافہ کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ۔(1)

امام ہناد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں صدقہ کرتا ہوں اور اس سے میرا مقصود رضائے الٰہی بھی ہوتا ہے اور میں یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ میرے بارے میں نیکی کا ذکر کیا جائے تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ۔

امام ہناد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِقَآءَ رَبِّهٖ سے مراد ثواب ربہ ہے فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ یعنی ریاکاری نہیں کرتا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو شخص آخرت میں اٹھنے سے ڈرتا ہے اور اپنا عمل کسی کو دکھاتا نہیں ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارا رب فرماتا ہے میں شریک سے بہتر ہوں، ہر وہ عمل جس میں میرے ساتھ میری مخلوق میں سے کسی کو شریک کیا گیا ہو تو میں اس عمل کو اس شریک کے لیے چھوڑ دیتا ہوں اور میں کوئی عمل قبول نہیں کرتا مگر جو خالصۃً میری رضا کے لیے کیا گیا ہو۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ تلاوت فرمائی۔

ابن ابی حاتم نے کثیر بن زیاد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حسن سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ مومن کے بارے میں نازل ہوئی۔ میں نے کہا کیا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں لیکن عمل کے لیے شرک کرتا ہے کیونکہ وہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ اور لوگوں کی رضا چاہتا ہے۔ اس وجہ سے وہ عمل قبول نہیں ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدالوحد بن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے الحسن سے کہا: مجھے ریاء کے متعلق بتاؤ کیا وہ شرک ہے؟ انہوں نے فرمایا بیٹا! ہاں وہ شرک ہے۔ تو یہ آیت نہیں پڑھتا فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ ایک آنکھ ان کو دیکھے گی اور ایک داعی ان کو (اپنی بات) سنائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں شریک سے بہتر ہوں ہر وہ عمل جو دنیا میں میرے لیے کیا گیا اور اس میں غیر کو بھی شریک کیا گیا تو میں آج اس کو چھوڑتا ہوں آج میں اس عمل کو قبول کروں گا جو خالصاً میری رضا کے لیے ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۝ (الصافات) فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ۔(3)

امام ابن سعد، احمد، ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعد بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس دن لوگوں کو جمع فرمائے گا جس دن کے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 11، صفحہ 304، دارالفکر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 341 (6855)، دارالکتب العلمیہ بیروت (مختصراً)
3۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 290، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

آنے میں کوئی شک نہیں ہے تو ایک ندا کرنے والا ندا دے گا جس نے کسی نیک عمل میں کسی غیر اللہ کو شریک کیا آج اسے چاہیے کہ غیر اللہ سے ثواب طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شرکاء کے شرک سے مستغنی ہے۔(1)

حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ایک شخص اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے اور وہ دنیا کی عزت کا بھی متلاشی ہے (کیا اسے کچھ اجر ملے گا؟) فرمایا: اسے کچھ اجر نہیں ملے گا، لوگوں کو یہ جواب بہت عجیب لگا۔ اس شخص نے پھر اپنا سوال دہرایا تو فرمایا اس کے لیے کوئی اجر نہیں ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے الاخلاص میں، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ریا کاری کو شرک اصغر شمار کرتے تھے۔(3)

امام احمد، ابن ابی الدنیا، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے ریا کاری سے نماز پڑھی اس نے شرک کیا، جس نے ریا کاری سے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ۔(4)

امام الطیالسی، احمد اور ابن مردویہ نے حضرت شداد بن اوس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بہتر تقسیم کرنے والا ہوں اس کے لیے جس نے میرے ساتھ شریک ٹھہرایا، جس نے کسی کو میرا شریک ٹھہرایا اس کا عمل قلیل اور کثیر اس شریک کے لیے ہے جس کو اس نے شریک ٹھہرایا میں اس سے بے نیاز ہوں۔

امام البزار، ابن مندہ، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے ریا کاری سے روزہ رکھا اس نے شرک کیا، جس نے ریا کاری سے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے ریا کاری سے صدقہ کیا اس نے شرک کیا؟ عبد الرحمٰن نے کہا میں نے سنا ہے لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت بھی تلاوت فرمائی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا الخ۔ لوگوں پر یہ قول شاق گزرا اور انہیں سخت پریشانی ہوئی، فرمایا کیا میں تمہارے لیے اس کی وضاحت نہ کردوں۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ضرور کرم فرمایئے فرمایا یہ اس آیت کی مثل ہے جو سورۂ روم میں ہے وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ (الروم:39) ”جو روپیہ تم دیتے ہو بیاج پر تا کہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے مالوں میں (سن لو!) اللہ کے نزدیک یہ نہیں بڑھتا“۔ پس جس نے ریا کاری سے عمل کیا خواہ وہ اس کے حق میں لکھا جائے گا اور نہ اس کے خلاف لکھا جائے گا۔(5)

امام احمد، حکیم، ترمذی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرک خفی یہ ہے کہ انسان کسی کے دکھانے کی خاطر نماز پڑھتا ہے۔(6)

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 215، دار صادر بیروت 3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 403 (3404) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 337 (6843) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 365 (7938) 5۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 340 (6852) 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 334 (6832)

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر شرک اور شہوت خفیہ کا خدشہ ہے۔ میں نے عرض کی: آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ فرمایا ہاں، لیکن وہ سورج، چاند، پتھر اور بتوں کی عبادت نہیں کریں گے لیکن وہ لوگوں کے دکھاوے کے لیے عمل کریں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! شہوت خفیہ سے کیا مراد ہیں؟ فرمایا ایک شخص صبح روزہ رکھے گا، اس کی کوئی خواہش ابھرے گی تو وہ روزہ چھوڑ کر اپنی خواہش پوری کرے گا۔(1)

امام احمد، مسلم، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کریم سے روایت کیا ہے کہ میں شرکاء سے بہتر ہوں، جس نے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے غیر کو بھی شریک کیا تو میں اس سے اور جس کو اس نے شریک ٹھہرایا (دونوں سے) بری ہوں۔(2)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم پر سب سے زیادہ خوف شرک اصغر کا ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا ریا کاری۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فرمائے گا جب وہ لوگوں کو اعمال کی جزا دے گا: (ریا کارو!) تم اپنے اعمال کا اجر طلب کرنے کے لیے ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو تم دکھانے کے لیے دنیا میں عمل کرتے تھے اور دیکھو کیا تم ان کے پاس جزاء پاتے ہو؟(3)

امام البزار اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سر بمہر صحیفوں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بنی آدم کے اعمال پیش کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان صحیفوں کو پھینک دو اور ان کو قبول کرلو، ملائکہ عرض کریں گے: یا رب! اللہ کی قسم! ہم نے اس سے نہیں دیکھا مگر خیر کو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کا عمل میری رضا کے لیے نہ تھا میں آج صرف وہ عمل قبول کروں گا جو میری رضا کے لیے ہوگا۔(4)

امام البزار، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں کوئی جرح نہیں ہے۔ حضرت الضحاک بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بہتر شریک ہوں جو میرے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہے وہ شریک کے لیے ہے، اے لوگو! خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اعمال کرو لیکن اللہ تعالیٰ وہ اعمال قبول فرماتا ہے جو خالص اس کے لیے ہوں۔ یہ نہ کہو کہ یہ اللہ کے لیے اور یہ رحم کے لیے ہے کیونکہ وہ صرف رحم کے لیے ہوگا۔ اللہ کے لیے اس عمل میں سے کچھ نہیں ہوگا۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے جہاد اور جنگ کے متعلق بتائیں۔ فرمایا اے عبد اللہ! اگر تو صابر رہے اور ثواب کی نیت سے جہاد کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ تجھے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 124، دار صادر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 329 (6815)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 333 (6831)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 335 (6836)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336 (6836)

صبر کرنے والا اور ثواب کی نیت سے عمل کرنے والا اٹھائے گا، اگر تو دکھاوے اور مال کی کثرت کے لیے جہاد کرتا رہے گا تو جس حال پر بھی تو قتل کرے گا یا قتل کیا جائے گا اللہ تعالیٰ تجھے اس حال پر اٹھائے گا۔(1)

امام احمد، دارمی، نسائی، رویانی، ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے یحییٰ بن ولید بن عبادہ عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے جہاد کیا اور اس کی نیت صرف اسی کا حصول تھا تو اس کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت یعلی بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مجھے جنگی مہموں پر بھیجا کرتے تھے۔ ایک دن مجھے روانہ کیا تو ایک شخص (جنگ کی خاطر) سواری پر سوار تھا۔ میں نے اسے کہا چلو۔ اس نے کہا میں تیرے ساتھ نہیں چلوں گا۔ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا تم میرے لیے تین دنانیر مقرر کرو۔ میں نے کہا ابھی جب کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو الوداع کہا ہے، میں آپ کی طرف لوٹنے والا نہیں ہوں، تم چلو۔ آپ کو تین دینار ملیں گے۔ جب میں جنگ سے واپس آیا تو میں نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کا واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ تین دنانیر اسے دے دو کیونکہ جنگ سے اس کا یہی حصہ ہے۔(3)

امام ابوداؤد، نسائی اور طبرانی نے جید سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: اس شخص کے بارے بتائیے جو جنگ سے اجر اور شہرت دونوں کا متمنی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ اس نے یہ سوال تین مرتبہ دہرایا۔ آپ ﷺ ہر مرتبہ فرماتے رہے اس کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ صرف وہ عمل قبول فرماتا ہے جو خالصا اس کی رضا کے لیے ہو اور اس کی خوشنودی مطلوب ہو۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء سے ایک ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ سوائے اس عمل کے جس میں مقصود رضائے الٰہی ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگوں کے سنانے کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو سنانے کی جزا دے گا اور جو ریا کاری کا عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ریا کاری کی سزا دے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو خطبہ صرف اس غرض کے لیے دیتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور شہرت ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے ریا اور شہرت کی جگہ میں ٹھہرائے گا (اور لوگوں کے سامنے اس کو رسوا کرے گا کہ اس نے دکھانے کی خاطر اور شہرت کی غرض سے عمل کیا تھا)۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو ریا کاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ریا کاری کی سزا دے گا اور جو شہرت کی خاطر عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شہرت کی سزا دے گا۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 95 (2437)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 120 (2522) 3۔ ایضاً، (2523)

4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 330 (6818)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرک السرائر سے بچو، صحابہ نے پوچھا شرک السرائر کیا ہے؟ فرمایا ایک شخص تم میں سے کھڑا ہوتا ہے، وہ اپنی نماز پوری کوشش سے ادا کرتا ہے تاکہ لوگ اسے دیکھیں تو یہ شرک السرائر ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے نماز پڑھی جب کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں تو وہ اسی طرح نماز پڑھے جس طرح وہ تنہائی میں پڑھتا ہے ورنہ یہ استہانت ہوگی جس کے ساتھ وہ اپنے رب کی استہانت کر رہا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے عمرو بن عبسہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن ہوگا تو دنیا کو لایا جائے گا اور جو عمل اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگا اور جو غیر اللہ کے لیے ہوگا ان میں تفریق کی جائے گی اور جو غیر اللہ کے لیے ہوگا اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ دیا۔ فرمایا اے لوگو! شرک سے بچو کیونکہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ صحابہ نے عرض کی: ہم اس سے کیسے بچیں جب کہ یہ چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے؟ فرمایا تم اس طرح کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ اَنْ نُّشْرِكَ بِكَ شَیْئًا نَعْلَمُہٗ وَنَسْتَغْفِرُ لِمَا لَا نَعْلَمُ (اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم تیرا شریک ٹھہرائیں کسی چیز کو جسے ہم جانتے ہیں اور ہم استغفار کرتے ہیں جسے ہم نہیں جانتے)۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز دنیا کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے لیے تھا اسے علیحدہ کر دو، اسے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ پھر ارشاد ہوگا باقی تمام کو آگ میں ڈال دو۔

امام حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ تھوڑی سی ریاکاری شرک ہے اور جس نے اللہ کے دوستوں سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے اعلان جنگ کیا اور اللہ تعالیٰ ابرار، اخفیاء، اتقیاء سے محبت کرتا ہے جو غائب ہو جاتے ہیں تو انہیں تلاش نہیں کیا جاتا۔ اگر (معاشرہ) میں موجود ہوتے ہیں تو انہیں بلایا نہیں جاتا اور وہ معروف شخصیات میں سے نہیں ہوتے۔ ان کے دل تاریکی کے چراغ ہوتے ہیں، وہ ہر خاک آلود تاریک جگہ سے نکلیں گے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عمل کے ضیاع سے بچنا عمل کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ ایک شخص عمل کرتا ہے پس اس کے لیے وہ عمل صالح لکھا جاتا ہے، جس کو پوشیدہ کیا گیا ہے اس کا اجر اسے ستر گناہ دیا جاتا ہے۔ شیطان ہمیشہ اس کو اکساتا رہتا ہے کہ وہ اپنے عمل کو لوگوں کے سامنے ذکر کرے تو وہ لوگوں

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 339 (6849)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 70 (29547)، مدینہ منورہ
3۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 342 (10515)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 328 (6812)

کے سامنے اسے ذکر کر دیتا ہے پس وہ عمل علانیہ لکھا جاتا ہے اس کو پہلے جو پوشیدہ عمل کی وجہ سے ستر گناہ اجر دیا تھا وہ مٹا دیا جاتا ہے پھر شیطان اس کے ساتھ رہتا ہے حتی کہ وہ شخص دوبارہ اپنے عمل کو لوگوں کے سامنے ذکر کرتا ہے اور وہ پسند کرتا ہے کہ اس کا ذکر کیا جائے اور اس کی تعریف کی جائے تو وہ عمل علانیہ سے بھی مٹا کر ریاء کا عمل لکھ دیا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والا وہ شخص ہے جس نے اپنے دین کو بچا لیا کیونکہ ریاء شرک ہے۔(1)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری بارگاہ میں از روئے مقام کے اچھا ولی وہ شخص ہے جو نماز پڑھنے والا ہو اور خفیہ طور پر اللہ تعالیٰ کی عمدہ طریقہ سے عبادت کرنے والا وہ ہے جو لوگوں سے چھپ کر عبادت کرتا ہے، انگلیوں کے ساتھ اس کی اشارے نہیں کیے جاتے۔ اس کو موت جلدی آجاتی ہے تو اس کی میراث کم ہوتی ہے اور اس پر رونے والیاں بھی کم ہوتی ہیں۔(2)

امام ابن سعد، احمد اور بیہقی نے حضرت ابو ہند داری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو ریاکاری اور شہرت کی خاطر کھڑا ہوتا ہے یوم قیامت اللہ تعالیٰ اس کے دکھلاوے اور شہرت کا اظہار کرے گا۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن النضر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس سے ہر روز جہنم بھی چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے اور وہ وادی ریاکاری کے لیے تیار کی گئی ہے۔

امام بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: جب الحزن سے اللہ کی پناہ مانگو، پوچھا گیا یا رسول اللہ! ﷺ اس میں کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا: جو اپنے اعمال میں ریاکاری کرتے ہیں۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے کوئی عمل کیا اور اس نے میرے غیر کا ارادہ کیا تو میں اس سے بری ہوں۔(5)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شرک اصغر سے بچو۔ صحابہ کرام نے پوچھا شرک اصغر کیا ہے؟ فرمایا ریاکاری۔ جس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے گا تو ریاکاروں کو حکم ہوگا تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کے دکھاوے کے لیے تم عمل کرتے تھے پھر دیکھو کیا تم ان کے پاس جزا پاتے ہو۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر وہ عمل جس سے رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی وہ کمزور ہوتا ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے الزہد میں حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے محمد ﷺ کے اصحاب نے کہا اے ابو العالیہ! تو غیر اللہ کے لیے عمل نہ کیا کر ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے اس کے سپرد کر دے گا جس کے لیے تو عمل کرے گا۔(7)

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 328 (6813)
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 329 (6814)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 331 (6823)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 339 (6851)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 355 (6923)
6۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 176، دار السعادۃ مصر
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 207 (35384)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ابن ابی شیبہ نے ربیع بن خثیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس عمل سے رضائے الٰہی مراد نہ ہو وہ کمزور ہوتا ہے۔(1)

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے فضائل قرآن میں حضرت اسماعیل بن ابی رافع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس سورت کے متعلق نہ بتاؤں جس کی عظمت نے زمین و آسمان کی ہر چیز کو بھر دیا ہے اور ستر ہزار فرشتوں نے اس کی پیروی کی ہے؟ وہ سورۂ کہف ہے جو اسے جمعہ کے دن پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے آئندہ جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ معاف فرما دے گا اور اس کو ایک نور عطا کیا جائے گا جو آسمان تک پہنچے گا اور اللہ تعالیٰ اسے دجال کے فتنہ سے بچا لے گا اور جس نے اپنے بستر پر لیٹنے کے وقت اس کی آخری پانچ آیات پڑھیں وہ محفوظ ہے اور رات کے جس وقت چاہے اٹھے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا الخ۔ یہ آخری آیت ہے جو قرآن سے نازل ہوئی۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو حکیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میری امت پر سورۂ کہف کی آخری آیات کے علاوہ کچھ بھی نہ نازل ہوتا تو ان کے لیے یہی آیات کافی ہوتیں۔

امام ابن راہویہ، البزار، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور الشیرازی رحمہم اللہ نے الالقاب میں حضرت عمر بن الخطاب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رات کو فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ الخ کی آیت تلاوت فرمائی تو اس کے لیے عدن سے مکہ تک نور ہوگا جس میں فرشتے بھرے ہوئے ہوں گے۔(3)

امام ابن الضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے سورۂ کہف کی آخری آیات کی حفاظت کی اس کے لیے سر سے قدم تک نور ہوگا۔ واللہ اعلم۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 230 (35577)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 49، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 402 (3403)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۹۸ سُورَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ ۱۹ رکوعاتہا ۶

امام النحاس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ مریم مکہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ سورۂ مریم مکہ میں نازل ہوئی۔

امام طبرانی، ابو نعیم اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابوبکر بن عبد اللہ بن ابی مریم الغسانی عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کی: اس رات میری بچی پیدا ہوئی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس رات مجھ پر سورۂ مریم نازل ہوئی ہے تو اس بچی کا نام مریم رکھ دے۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نجاشی نے جعفر بن ابی طالب سے پوچھا جو رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لائے ہیں اس میں سے کچھ تیرے پاس ہے؟ حضرت جعفر نے فرمایا ہاں۔ حضرت جعفر نے کٓهٰیٰعٓصٓ کی ابتدائی آیات پڑھیں تو نجاشی رونے لگا حتی کہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی اور اس کے پادری بھی رونے لگے حتی کہ آیات کی تلاوت سن کر اس کے مصاحف ان کے آنسوؤں کی وجہ سے تر ہو گئے۔ پھر نجاشی نے کہا: یہ کلام اور جو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے ایک مشکاۃ سے نکلے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مورق العجلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی تو آپ نے سورۂ مریم تلاوت فرمائی۔(2)

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن عمر کو ظہر کی نماز میں کٓهٰیٰعٓصٓ پڑھتے ہوئے سنا۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ہاشم بن عاصم الاسلمی عن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی، غمیم پہنچے تو بریدہ بن الخصیب آئے اور اسلام قبول کیا۔ ہاشم فرماتے ہیں: مجھے منذر بن جہضم نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بریدہ کو اس رات سورۂ مریم کی پہلی آیات سکھائیں۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں مدینہ طیبہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے۔ میں نے بنی غفار کے ایک شخص کو پایا کہ وہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا رہا تھا۔ میں نے اسے پہلی رکعت میں سورۂ مریم اور دوسری میں ویل للمطففین پڑھتے ہوئے سنا۔(5)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 303، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 313 (3576)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً (3577)

4۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 4، صفحہ 242، دار صادر بیروت

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 28-327

نِدَآءً خَفِيًّا ۝٣ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا
وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝٤ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَ
كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝٥ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ
اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝٦ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ
اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝٧ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝٨ قَالَ
كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ
شَيْـًٔا ۝٩ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ
لَيَالٍ سَوِيًّا ۝١٠ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ
سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝١١

"کاف، ہا، یا، عین، ص۔ یہ ذکر ہے آپ کے رب کی رحمت کا جو اس نے اپنے بندے زکریا پر فرمائی۔ جب اس نے پکارا اپنے رب کو چپکے چپکے۔ عرض کی اے میرے رب میری حالت یہ ہے کہ کمزور و بوسیدہ ہو گئی ہیں میری ہڈیاں اور بالکل سفید ہو گیا ہے (میرا) سر بڑھاپے کی وجہ سے اور اب تک ایسا نہیں ہوا کہ میں نے تجھے پکارا ہو اے میرے رب اور میں نامراد رہا ہوں۔ اور میں ڈرتا ہوں (اپنے بے دین) رشتہ داروں سے (کہ وہ) میرے بعد (دین ضائع نہ کر دیں) اور میری بیوی بانجھ ہے پس بخش دے مجھے اپنے پاس سے ایک وارث۔ جو وارث بنے میرا اور وارث بنے یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا اور بنا دے اسے اے رب! پسندیدہ (سیرت والا)۔ اے زکریا! ہم مژدہ دیتے ہیں تجھے ایک بچے (کی ولادت) کا اس کا نام یحییٰ ہوگا، ہم نے نہیں بنایا اس کا کوئی ہم نام اس سے پہلے۔ زکریا نے عرض کی میرے رب! کیسے ہو سکتا ہے میرے ہاں لڑکا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں خود پہنچ گیا ہوں بڑھاپے کی انتہا کو۔ فرمایا یونہی ہوگا، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ اس کبر سنی میں بچہ دینا آسان بات ہے اور (دیکھو!) میں نے تمہیں بھی تو پیدا کیا تھا اس سے پیشتر حالانکہ تم کچھ بھی نہ تھے۔ زکریا نے عرض کی: اے میرے رب! ٹھہرا دے میرے لیے کوئی علامت جواب ملا تیری علامت یہ ہے کہ تو بات نہیں کر سکے گا لوگوں سے تین رات تک حالانکہ تو بالکل تندرست ہوگا۔ پھر آپ نکل کر آئے اپنی قوم کے پاس (اپنے) عبادت خانہ سے تو اشارہ سے انہیں سمجھایا کہ تم پاکی بیان کرو (اپنے رب کی) صبح و شام"۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کٓہٰیٰعٓصٓ سے مراد یہ ہے: کبیر، ہاد، امین، عزیز، صادق (1) ایک روایت میں ہے: کاف کبیر کا بدل ہے۔

امام عبد الرزاق، آدم بن ایاس، عثمان بن سعید، الدارمی نے التوحید میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کاف، کریم سے ہے، ھا، ہاد سے ہے، یا حکیم سے ہے، عین علیم سے ہے اور صاد صادق سے ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود اور کئی صحابہ سے روایت کیا ہے: کٓہٰیٰعٓصٓ یہ حروف ہجاء ہیں جو مختلف اسماء سے علیحدہ کے گئے ہیں۔ کاف، الملک سے ہے، ہا، اللہ سے ہے، یا اور عین العزیز سے ہیں اور صاد، المصور سے ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت الکلبی سے روایت کیا ہے کہ ان سے کٓہٰیٰعٓصٓ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: ابو صالح عن ام ہانی عن رسول اللہ ﷺ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ کٓہٰیٰعٓصٓ سے مراد کاف، ھاد، عالم اور صادق ہیں۔

امام عثمان بن سعید الدارمی، ابن ماجہ، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت فاطمہ بنت علی رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: ابن عباس فرماتے تھے کہ کٓہٰیٰعٓصٓ، حم، یسین اور اس جیسے دوسرے کلمات اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہیں۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کٓہٰیٰعٓصٓ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ قسم ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء سے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں بڑا ہوں، ہدایت دینے والا ہوں، بلند مرتبہ ہوں، امین ہوں، سچا ہوں (انا الکبیر الھادی، علی، امین، صادق)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کاف، الملک سے ہے۔ الھاء اللہ سے ہے۔ عین، العزیز سے ہے اور الصاد الصمد سے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الکاف چابی ہے، اس کا اسم کافی ہے، الھاء چابی ہے، اس کا اسم ہادی ہے عین، چابی ہے، اس کا علم عالم ہے، الصاد چابی ہے، اس کا اسم صادق ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کٓہٰیٰعٓصٓ کا مطلب یہ ہے کہ اے وہ ذات جو پناہ دیتی ہے اور جس کے خلاف پناہ نہیں دی جاتی۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ یہ قرآن کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ واللہ اعلم۔ (4)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 403 (3406)، دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ ایضاً، (3405)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 350 (1729)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں حضرت مریم علیہما السلام کے پاس داخل ہوتے تو ان کے پاس گرمیوں میں سردیوں کے پھل اور سردیوں میں گرمیوں کے پھل پاتے تھے، فرمایا ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ۔

امام احمد، ابو یعلی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت زکریا علیہ السلام نجار (لکڑی کا کام کرنے والا) تھے۔(1)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عامر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے فرماتے ہیں: زکریا بن دان ابا یحییٰ ان انبیاء کے بیٹوں میں سے تھے جو بیت المقدس میں وحی لکھتے تھے۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ نے آہستہ سے دعا کی کیونکہ آپ ریا کاری نہیں کرنا چاہتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ آپ نے آہستہ سے دل میں دعا کی۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ خفی آواز اور صاف دل کو پسند فرماتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے انبیاء میں آخری نبی زکریا بن ادریس تھے جو یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور انہوں نے اپنے رب سے آہستہ دعا کی تھی رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ۔ وہ عصبہ تھے يَّرِثُنِیْ وَيَرِثُ یعنی نبوت کا وارث بنے۔ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ یعنی جبرئیل نے ندا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ایک بچے کی خوش خبری دیتا ہے جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ جب اس نے ندا سنی تو شیطان آپ کے پاس آیا اور کہا اے زکریا! جو آواز آپ نے سنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے۔ وہ شیطان ہے جو تجھ سے تمسخر کر رہا ہے۔ حضرت زکریا کو شک ہوا تو کہا میرے لیے بچہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ مجھے بڑھاپا پہنچ چکا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا۔ میں نے تجھے اس سے پیشتر پیدا کیا اور تم کچھ بھی نہ تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَهَنَ کا معنی ضعف (یعنی کمزور ہونا) روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی روایت کیا ہے کہ ہڈیاں ضعیف ہوگئی ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ہمیشہ سے تو نے میری دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں ہمیشہ تیری بارگاہ میں التجا کرنے کی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 645 (4145) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 19، صفحہ 49، دار الفکر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 645 (4144)

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 352 (1739)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سعادت کے گوہر نایاب حاصل کرتا رہا اگر چہ تو نے مجھے عطا نہ بھی کیا۔

ابوعبید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن العاص سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ مجھے عثمان عفان نے خود اِنِّيْ خَفَّتُ الْمَوَالِيَ لکھوایا یعنی خاء اور فاء کے نصب کے ساتھ اور ت کے کسرہ کے ساتھ۔ فرماتے اس کا مطلب یہ ہے رشتہ دار کم ہو گئے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الْمَوَالِيَ سے مراد ورثاء ہیں جو میت کے عصبہ ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْمَوَالِيَ سے مراد آل یعقوب میں سے عصبہ ہیں اور آپ کے پیچھے ایک نوجوان تھا اور زکریا علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور ایک روایت میں ایوب ہے۔

امام الفریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت زکریا علیہ السلام کی اولاد نہ تھی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ...... الآیہ، فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرے مال کا وارث بنے اور آل یعقوب سے نبوت کا وارث بنے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ کا مطلب یہ ہے کہ وہ بچہ نبوت اور علم کا وارث بنے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے بھائی زکریا پر رحم فرمائے کہ انہوں نے وارث کا سوال کیا۔ اور اللہ تعالیٰ لوط علیہ السلام پر رحم فرمائے انہوں نے قوی سہارا کی طرف پناہ لینے کا اظہار کیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یعنی میری موت کا اور آل یعقوب کی نبوت کا وارث بنے۔

امام ابن ابی حاتم نے صالح سے روایت کیا ہے وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ یعنی آل یعقوب سے سنت اور علم کا وارث بنے۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ خَفَّتُ کو خاء کے نصب اور تاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ کو جزم کے ساتھ پڑھتے تھے

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی يَّرِثُنِيْ اور يَرِثُ کو مرفوع پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام نے عرض کی (یا رب هب لی ابنا) یا رب! مجھے بیٹا عطا فرما، ان کا بچہ پیدا ہوا تو بڑا ہو کر اس نے داؤد علیہ السلام پر خروج کیا، حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا اور کہا کہ اگر تم اسے صحیح سلامت پکڑ لو تو تم میری طرف ایک ایسا شخص بھیجنا جس کے چہرہ کو دیکھ کر میں خوشی پہچان لوں۔ اور اگر تم اسے قتل کر دو تو میری طرف ایسا شخص بھیجنا جس کے چہرے میں میں برائی پہچان لوں۔ لشکر نے داؤد علیہ السلام کے بیٹے کو قتل کر دیا تو انہوں نے آپ کی طرف ایک کالے رنگ کا آدمی بھیجا، جب حضرت داؤد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

علیہ السلام نے اسے دیکھا تو پہچان گئے کہ بیٹا قتل ہو گیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یا رب! تو نے مجھے بیٹا عطا فرمایا۔ اس نے مجھ پر خروج کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے میرا ذکر نہیں کیا تھا، محمد بن کعب نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام نے اس طرح دعا نہیں مانگی تھی جس طرح حضرت زکریا نے مانگی تھی وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے بیٹا عطا فرما تو جبرائیل امین آئے اور یحییٰ علیہ السلام کو خوش خبری سنائی، اس وقت زکریا علیہ السلام نے کہا میرے لیے بیٹا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں بوڑھا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، جبرائیل امین نے ایک سوکھی لکڑی اٹھائی اور اسے حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاتھوں کے درمیان رکھا اور فرمایا: اسے اپنی ہتھیلیوں کے درمیان داخل کر لے، حضرت زکریا نے ایسا کیا تو آپ کے سر میں ایک لکڑی تھی جو دو پتوں کے درمیان تھی جن سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ جبرائیل نے کہا: وہ ذات جس نے اس لکڑی سے اس پتے کو نکالا وہ آپ کی صلب اور آپ کی بانجھ بیوی سے بچہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا کے تحت روایت کیا ہے: یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کسی کا نام یحییٰ نہیں تھا۔(1)

امام عبد الرزاق، احمد نے الزہد میں اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے(2) احمد نے الزہد میں عکرمہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے، بانجھ عورتوں میں سے کسی نے آپ کی مثل بچہ جنم نہ دیا۔

امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَمِيًّا کا معنی مثلاً روایت کیا ہے اور سعید بن جبیر سے اس کا معنی شبیہاً روایت کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت یحییٰ بن خلاد الزرقی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب ان کی پیدائش ہوئی تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے گھٹی دی اور فرمایا میں اس کا ایسا نام رکھتا ہوں جو یحییٰ بن زکریا کے بعد کسی کا نہیں رکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام یحییٰ رکھا۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عتیاپڑھتے تھے یا عِسِیّا پڑھتے تھے۔(4)

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں اور حاکم نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 403 (3407)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2 تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 352 (1737)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 267 (2962)

نافع بن الازرق نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ العتی کیا ہے؟ فرمایا بڑھاپے کی وجہ سے کمزوری۔ شاعر نے کہا ہے:

اِنَّمَا يَعْذِرُ الْوَلِيْدُ وَلَا يَعْذِرُ   مَنْ كَانَ فِي الزَّمَانِ عِتِيًّا

''ولید نے عذر پیش کیا ہے حالانکہ زمانہ میں کسی نے کمزوری کا عذر پیش نہیں کیا''۔(1)

عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا یعنی ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس جملہ کا مطلب یہ لکھا ہے کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ العتی وہ ہوتا ہے جو بچے پیدا کرنے سے عاجز ہوتا ہے، وہ سوچتا ہے کہ اس کی اولاد نہ ہوگی۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ زکریا علیہ السلام ستر سال کے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ساٹھ سال کے تھے جب آپ نے کہا کہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ الرامہرمزی نے الاسناد میں وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے یہ اس وقت کہا تھا جب آپ ساٹھ یا پینسٹھ سال کے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عِتِيًّا کو عین کے ضمہ کے ساتھ پڑھا۔

عبد بن حمید نے یحییٰ بن وثاب سے روایت کیا ہے کہ وہ عِتِيًّا اور صلیا کو عین اور صاد کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عقیل سے روایت کیا ہے کہ وہ عسیا یعنی سین اور عین کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور الحاکم رحمہم اللہ نے حضرت نوف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً یا رب مجھے ایسی نشانی عطا فرما جس سے مجھے پتہ چل جائے کہ تو نے میری دعا قبول فرمالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کی زبان پر مہر لگادی حالانکہ آپ بالکل صحیح سلامت تھے۔ کوئی تکلیف اور مرض نہ تھی آپ نے تین دن گفتگو نہ کی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بغیر مرض کے اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان بند کر دی۔(2)

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بغیر گونگے پن کے آپ نے تین دن متواتر بات نہ کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

عبد بن حمید نے مجاہد سے ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ بالکل صحیح تھے اور کوئی مرض کلام سے مانع نہیں تھی۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ کی زبان روک لی گئی تھی۔ آپ کسی سے کلام نہیں کر سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تورات کی تلاوت کر لیتے تھے۔ جب لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ کرتے تو بات نہ کر سکتے تھے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 404 (3408)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 62، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے الْمِحْرَابِ کا معنی مصلّٰی (نماز کی جگہ) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ کا معنی كَتَبَ لَهُمْ (یعنی ان کے لیے لکھا) روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے الْحُكْمَ سے یہی معنی روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذ راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ مطلب روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذ ر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بھی یہی مفہوم روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آپ نے انہیں نماز پڑھنے کا اشارہ کیا۔(2)

ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا نے انہیں صبح وشام نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ بُكْرَةً سے مراد صبح کی نماز ہے اور عَشِيًّا سے مراد عصر کی نماز ہے۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿۱۲﴾ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا ﴿۱۳﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ﴿۱۴﴾ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ﴿۱۵﴾

”اے یحیٰ پکڑلو اس کتاب کو مضبوطی سے اور ہم نے عطا فرمادی ان کو دانائی جب کہ وہ بچے تھے۔ اور وہ خدمت گزار تھے اپنے والدین کے اور وہ جابر اور سرکش نہ تھے۔ اور سلامتی ہو ان پر جس روز پیدا ہوئے اور جس روز وہ انتقال کریں گے اور جس روز انہیں اٹھایا جائے گا زندہ کر کے“۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذ ر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے الْحُكْمَ کا معنی اَلْفَهْمَ روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: اس کتاب میں جو فرائض ہیں ان پر عمل کرو۔

امام ابن المنذ ر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے عکرمہ سے الْحُكْمَ کا معنی پوچھا تو انہوں نے فرمایا اللب (ذہانت اور دانائی)۔

امام ابونعیم، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 355 (1749)، دارالکتب العلمیہ بیروت   2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 404 (3409)

فرمایا: حضرت یحیٰ علیہ السلام کو فہم اور عبادت اس وقت عطا کی گئی تھی جب کہ آپ سات سال کے تھے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کو دانائی عطا کی گئی جب کہ آپ تین سال کے تھے۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الخرائطی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت معمر بن راشد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ بچوں نے یحیٰ بن زکریا سے کہا ہمارے ساتھ چلو ہم مل کر کھیلیں۔ حضرت یحیٰ نے فرمایا میں کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یحیٰ بن زکریا کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: میں کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا(2)۔ اس کو ابن عساکر نے معاذ بن جبل سے مرفوع نقل کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت سہل بن سعید عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچوں نے یحیٰ بن زکریا سے کہا چلو ہمارے ساتھ کھیلو۔ حضرت یحیٰ نے فرمایا: ہم کھیلنے کے لیے پیدا نہیں کیے گئے۔ تم چلو ہم نماز پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس کی راہنمائی کرتا ہے وَاٰتَیْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِیًّا۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بالغ ہونے سے پہلے قرآن پڑھ لیا اسے بچپن میں ہی دانائی عطا کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت کی ہے۔

عبدالرزاق، الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، الزجاجی (نے امالی میں)، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں عکرمہ کے طریق سے ابن عباس سے حَنَانًا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے مگر یہ میرا گمان ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمانا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس سے وَّحَنَانًا کا مطلب پوچھا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا کا مطلب ہے رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا یعنی ہماری طرف سے رحمت۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا کا مطلب پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا (ہماری طرف سے رحمت)۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 183، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 353 (1743)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 354 (1747)

معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا: ہاں تو نے طرفہ بن العبد البکری کا قول نہیں سنا:

اَبَا مُنْذِرٍ اَفْنَيْتَ فَاسْتَبِقْ بَعْضَنَا حَنَانَيْكَ بَعْضُ الشَّرِّ اَهْوَنُ مِنْ بَعْضٍ

''اے ابومنذر تو نے فنا کیا، ہمارے بعض افراد نے تیری رحمت کی طرف جلدی کی بعض شر بعض سے آسان ہوتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا کا معنی تَعَطُّفًا مِّنْ رَّبِّهٖ عَلَيْهِ ''یعنی رب کریم کی طرف سے ان پر مہربانی'' روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس کا معنی رحمت روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے اس کا معنی رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا روایت کیا ہے یعنی ہمارے علاوہ رحمت کی بخشش کا کوئی مالک نہیں ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سعید الجہنی رحمہ اللہ سے اس کا معنی بہت زیادہ محبت کرنے والا روایت کیا ہے۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے اس کا معنی رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا اور زَكٰوةً کا مطلب صدقہ روایت کیا ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے زَكٰوةً کا معنی برکۃ روایت کیا ہے۔ وَكَانَ تَقِيًّا یعنی وہ پاک ہے اس نے کبھی گناہ نہیں کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ان سے وَكَانَ تَقِيًّا کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی اور نہ اس کا کبھی ارادہ کیا۔

امام عبد الرزاق، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سعید بن المسیب فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کسی شخص سے ملاقات نہیں کرے گا مگر جس سے غلطی ہوئی ہوگی سوائے یحییٰ بن زکریا کے۔ قتادہ فرماتے ہیں: الحسن نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت یحییٰ بن زکریا نے کبھی گناہ نہیں کیا اور نہ کبھی آپ نے کسی عورت کا ارادہ کیا۔(2)

امام اسحق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان آیات کا یہ ترجمہ روایت کیا ہے۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے رحمت کا ذکر کیا ہے۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ یعنی حضرت زکریا نے اپنے رب سے رات کے وقت دعا کی جب کہ کوئی اور سننے والا نہیں تھا یا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کانوں کو بھی نہ سنائی رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ یعنی میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا یعنی سیاہی پر سفیدی غالب آ گئی ہے وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ اے میرے پروردگار! میں نے جب بھی تیری بارگاہ میں دست سوال اٹھایا تو نے کبھی میری استدعا کو رد نہیں فرمایا تو نے کبھی مجھے نامراد نہیں لوٹایا جس طرح میں کبھی زمانہ ماضی میں نامراد نہیں لوٹا اسی طرح آئندہ بھی ناکامی و نامرادی نہیں دیکھنا چاہتا۔ تو نے مجھے اپنی دعا کی قبولیت کا عادی بنا دیا ہے وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ میرا کوئی وارث نہیں بچا میرے عصبہ نہیں رہے تو فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ مجھے اپنی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 354 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 355

جناب خاص سے بچہ عطا فرما جو میرے محراب، میرے عصا، ٹوپی اور میری قلم کا وارث ہو جس کے ساتھ میں لکھتا ہوں وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ اور آل یعقوب کی طرف سے نبوت کا وارث ہو وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا۝ اور وہ بچہ ایسا ہو کہ تیری بارگاہ میں پاکیزہ ہو اچھے اعمال کا خوگر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشا۔ اس وقت آپ اور آپ کی بیوی بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے، آپ اپنی عبادت گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جہاں آپ قربانیاں ذبح کرتے تھے۔ ایک شخص آیا جس نے سفید لباس پہنا ہوا تھا اور وہ جبرئیل تھا اس نے کہا یٰزَكَرِيَّا إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى) یحییٰ یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، یہ حی سے مشتق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے اوپر ان کا یہ نام رکھا لَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا یعنی یحییٰ کی پیدائش سے پہلے زکریا کے لیے کسی بچے کا نام یحییٰ نہ رکھا هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کیا تم ان کا کوئی بیٹا جانتے ہو۔ اور زکریا علیہ السلام کا کوئی بیٹا نہ تھا اور کسی کا نام یحییٰ نہ تھا۔ فرماتے ہیں: حضرت یحییٰ کا نام حیا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ علیہا السلام کو اسحٰق علیہ السلام عطا فرمائے تو ان کا نام پہلے یسارہ تھا۔ یسارہ اس عورت کو کہتے ہیں جو بچے نہیں جنتی اور سارہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کا رحم بچے پیدا کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کا نام سارہ رکھ دیا اور سارہ سے یاء کو منتقل کر کے حی کے ساتھ لگا دیا اور حضرت زکریا کے بیٹے کا نام یحییٰ رکھ دیا۔ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا آپ کو اندیشہ تھا کہ میری بیوی بچہ جنم نہیں دے گی فرمایا كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ يٰزَكَرِيَّا هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ تَكُ شَيْـًٔا۝ جس طرح تو کچھ بھی نہ تھا تو میں نے تجھے پیدا کیا تو اسی طرح میں بوڑھے اور بانجھ عورت سے بچہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہوں، ابلیس آپ کے پاس آیا اور کہا اے زکریا! تمہاری دعا آہستہ تھی اور تیری دعا بلند آواز کے ساتھ قبول کی گئی اور بلند آواز کے ساتھ تجھے بشارت دی گئی۔ یہ آواز شیطان کی طرف سے تھی نہ یہ جبرئیل کی آواز تھی اور نہ تمہارے رب کی طرف سے تھی قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ میری اس بشارت کے لیے کوئی علامت بنا دیں تاکہ میں اسے پہچان لوں قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا۝ یعنی آپ بالکل صحیح سلامت سے کوئی گونگا پن نہ تھا۔ آپ کی بیوی کو حیض شروع ہو گیا۔ جب وہ پاک ہوئی تو زکریا علیہ السلام ان کے پاس گئے تو وہ حاملہ ہوئی، حضرت زکریا علیہ السلام کا بولنا بند ہو گیا۔ جب آپ تسبیح اور نماز کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی زبان کھول دیتا۔ جب لوگوں سے کلام کا ارادہ کرتے تو اللہ تعالیٰ آپ کی زبان بند کر دیتا۔ یہ بطور عقوبت تھا کیونکہ انہیں بچے کی بشارت دی گئی تو انہوں نے کہا اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ میرے لیے بچہ کیسے ہوگا، آپ کو اندیشہ ہوا کہ ہو سکتا ہے یہ آواز اللہ کی طرف نہ ہو فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ آپ اپنی عبادت گاہ سے باہر آئے تو انہوں نے لوگوں کو لکھ کر دیا کہ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۝ صبح اور عصر کی نماز پڑھو آپ کو بشارت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نبی تقی صالح بچہ عطا فرمایا يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ اے یحییٰ! کتاب کو کوشش اور اطاعت کے اجتہاد اور شکر کے ساتھ پکڑو اور جو کچھ اس میں احکام ہیں ان پر عمل کر کے اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو۔ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ یعنی ہم نے یحییٰ کو فہم عطا فرمایا صَبِيًّا جب کہ ابھی آپ بچے تھے، یہ اس طرح ہو کہ ایک دفعہ آپ ہم عمر بچوں کے پاس سے گزرے جو دریا کی مٹی اور پانی سے کھیل رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے یحییٰ! ادھر آؤ ہم کھیلیں، حضرت یحییٰ نے فرمایا سبحان اللہ کیا ہم کھیلنے کے لیے پیدا کیے

گئے ہیں؟ وَّحَنَانًا یعنی رَحۡمَةً وَّعَطۡفًا۔ زَكٰوةً یعنی حضرت زکریا پر صدقہ۔ وَكَانَ تَقِيًّا یعنی پاک اور اللہ کا اطاعت گزار تھا۔ وَّبَرًّا بِوَالِدَيۡهِ اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا تھا وَلَمۡ يَكُنۡ جَبَّارًا عَصِيًّا یعنی وہ کسی ایسے نفس کو قتل نہیں کرتے تھے جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ عَصِيًّا یعنی اپنے رب کا نافرمان نہیں تھا۔ سَلٰمٌ عَلَيۡهِ یعنی اللہ سلامتی بھیجے اس پر جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن ان کا وصال ہوا اور جس دن زندہ کر کے انہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مالک نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔ ان کا حمل اکٹھا ہوا تھا۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت یحییٰ کی والدہ نے مریم سے کہا میں دیکھتی ہوں کہ جو میرے پیٹ میں ہے وہ اس کو سجدہ کرتا ہے جو آپ کے پیٹ میں ہے۔ امام مالک فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جو فضیلت دی۔ اس کی وجہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ معجزہ بخشا تھا کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے اور اکمہ وابرص کو ٹھیک کرتے۔ اور یحییٰ علیہ السلام کی زندگی نہ تھی مگر زمین کی گھاس، وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے روتے رہتے تھے حتیٰ کہ اگر آپ کے رخسار پر تارکول ہوتا تو آنسوؤں کی وجہ سے وہ بھی پگھل جاتا، آپ کے آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر گزرگاہ بنالی تھی۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابن خزیمہ، دارقطنی (الافراد میں)، ابونصر السجزی (الابانہ میں) اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم مسجد نبوی میں ایک حلقہ میں بیٹھے تھے اور انبیاء کے فضائل بیان کر رہے تھے۔ ہم نے نوح علیہ السلام اور آپ کی طویل عبادت کا ذکر کیا۔ ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم آپس میں کیا بیان کر رہے ہو۔ ہم نے آپ کو بتایا (کہ ہم انبیائے کرام کے فضائل بیان کر رہے ہیں)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت یحییٰ بن زکریا سے بہتر کوئی نہیں ہونا چاہیے کیا تم نے سنا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کا کیا وصف بیان فرمایا ہے يٰيَحۡيٰى خُذِ الۡكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيۡنٰهُ الۡحُكۡمَ صَبِيًّا ۝ وَّحَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا یعنی کبھی آپ نے برائی نہیں کی اور کبھی برائی کا ارادہ نہیں فرمایا۔(2)

امام ابن عساکر نے حضرت ابن شہاب سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے پاس ایک دن تشریف لائے۔ وہ انبیاء کی فضیلتوں کا ذکر فرما رہے تھے۔ ایک کہنے والے نے کہا: موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمائی۔ ایک کہنے والے نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ اور روح ہیں، ایک اور کہنے والے نے کہا ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید ابن شہید جو گناہ کے خوف سے اون پہنتا تھا اور پتے کھاتا تھا (یعنی) یحییٰ بن زکریا اس کا کہاں مقام ہے؟(3)

امام احمد، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام کی اولاد میں کوئی نہیں ہے مگر اس نے خطا کی یا خطا کا ارادہ کیا سوائے یحییٰ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 73-69-168، دارالفکر بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 218 (12938)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 190، دارالفکر بیروت

بن زکریا کے۔ انہوں نے خطاء کا نہ ارادہ کیا اور نہ خطا کا عمل کیا۔(1)

امام ابن اسحق، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن العاص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر انسان قیامت کے دن آئے گا تو اس کا کوئی نہ کوئی گناہ ہوگا سوائے یحییٰ بن زکریا کے۔(2)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یحییٰ بن زکریا سے بہتر ہوں۔ انہوں نے گناہ کا ارادہ ہی نہیں کیا اور نہ کبھی کسی عورت کا تصور ان کے دل میں کھٹکا۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ضمرہ بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورتیں جن بچوں سے حاملہ ہوئیں۔ ان میں سے کسی کے لیے یہ کہنا مناسب نہیں کہ میں یحییٰ بن زکریا سے افضل ہوں۔ ان کے دل میں کبھی خطا کا تصور ہی نہیں آیا تھا اور نہ انہوں نے اس کا ارادہ کیا تھا۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عورتوں کے پیٹ میں جس بچے نے حرکت کی اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کہے میں یحییٰ بن زکریا سے افضل ہوں کیونکہ ان کے دل میں کبھی خطا کا خیال تک نہیں آیا اور نہ اس نے خطا کا ارادہ کیا۔(5)

امام عبد الرزاق، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عیسیٰ اور یحییٰ علیہما السلام آپس میں ملے تو یحییٰ علیہ السلام نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تم میرے لیے استغفار کرو تم مجھ سے بہتر ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بلکہ تم مجھ سے بہتر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر سلام بھیجا ہے اور میں نے خود اپنے اوپر سلام بھیجا ہے۔ پس آپ اپنی فضیلت کو پہچان گئے۔(6)

احمد، ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور الضیاء نے ابو سعید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الحسن اور الحسین اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں سوائے خالہ زاد بھائیوں عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا کے۔(7)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یحییٰ علیہ السلام عورتوں کے قریب نہیں جاتے تھے اور نہ ان کی خواہش کرتے تھے۔ آپ نوجوان اور خوبصورت چہرے والے تھے۔ آپ کے پہلو نرم تھے، بال قلیل تھے، انگلیاں چھوٹی تھیں، ناک لمبی تھی، ابرو ملے ہوئے تھے، آواز باریک تھی، بہت زیادہ عبادت گزار تھے اور اطاعت الٰہی پر بہت زیادہ قوت رکھتے تھے۔(8)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 647 (4149)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 404 (3411)
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 191، دارالفکر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 195
5۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 195
6۔ کتاب الزہد، صفحہ 96، دارالکتب العلمیہ بیروت
7۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 182 (4778)
8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 647 (4150)

امام بیہقی نے الشعب میں (انہوں نے اس کو ضعیف کہا ہے) اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اللہ کے نزدیک دنیا کی ذلت میں سے یہ ہے کہ یحییٰ بن زکریا کو ایک عورت نے قتل کر دیا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کون مصیبت کا انکار کرتا ہے، میں تو مصیبت کا انکار نہیں کرتا، مجھے بتایا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا ایک زانیہ کے سبب شہید کیے گئے تھے۔(2)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے اپنے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات زکریا علیہ السلام کو آسمان میں دیکھا اور ان پر سلام کیا اور کہا اے ابو یحییٰ! مجھے بتاؤ تم کیسے قتل ہوئے اور آپ کو بنو اسرائیل نے کیوں قتل کیا؟ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا اے محمد! ﷺ، یحییٰ اپنے زمانہ کے لوگوں سے بہتر تھا، خوب صورت بھی تھا اور ملیح بھی تھا۔ وہ ایسا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (سیداً و حصوراً) اسے عورتوں کی احتیاج نہ تھی، بنی اسرائیل کے بادشاہ کی ایک عورت یحییٰ کی محبت میں گرفتار ہوگئی۔ وہ عورت بدکارہ تھی، اس نے یحییٰ کو بلایا، اللہ تعالیٰ نے یحییٰ کو محفوظ رکھا اور اس نے اس کی خواہش پوری کرنے سے انکار کر دیا تو اس نے یحییٰ کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا، بنی اسرائیل کی ایک عید تھی جس میں وہ ہر سال جمع ہوتے تھے اور بادشاہ ایسا تھا کہ وعدہ کرتا تو وعدہ شکنی نہ کرتا اور نہ جھوٹ بولتا تھا۔ بادشاہ عید کے لیے نکلا تو اس کی بیوی نے اسے الوداع کہا، بادشاہ اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا۔ پہلے اس کی بیوی نے کبھی اس سے سوال نہ کیا تھا۔ جب آج بیوی نے الوداع کہا تو بادشاہ نے کہا آج تو مجھ سے مانگے گی میں تجھے عطا کروں گا، اس نے کہا میں یحییٰ بن زکریا کا خون چاہتی ہوں۔ بادشاہ نے کہا کوئی اور چیز مانگ بیوی نے کہا مجھے تو فقط وہی مطلوب ہے۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے، تیری یہ خواہش پوری کر دی جائے گی۔ اس عورت نے اپنے سپاہیوں کو یحییٰ کی طرف بھیجا جب کہ وہ اپنی عبادت گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور میں (زکریا) ان کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ ان کو ایک تھال میں ذبح کیا گیا اور ان کا سر اور خون اس عورت کو پیش کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا پھر صبر کہاں تک پہنچا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اپنی نماز کو نہ چھوڑا، جب یحییٰ کا سر لے جایا گیا اور اس عورت کے سامنے رکھا گیا۔ جب شام ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے بادشاہ کو اس کے گھر والوں اور خادموں کو زمین میں دھنسا دیا، جب صبح ہوئی تو بنو اسرائیل نے کہا زکریا کا خدا زکریا کے لیے ناراض ہوا ہے۔ آؤ ہم بھی اپنے بادشاہ کے لیے ناراضگی کا اظہار کریں اور زکریا کو قتل کر دیں۔ پس بنو اسرائیل مجھے قتل کرنے کے لیے میرے پیچھے نکلے، مجھے ایک ڈرانے والے نے آکر بتایا (کہ وہ ایسی سازش کر رہے ہیں) تو میں ان سے بھاگ گیا، ابلیس ان اسرائیلوں کے آگے آگے تھا جو میرے متعلق ان کی راہنمائی کر رہا تھا، جب مجھے خدشہ ہوا کہ میں انہیں عاجز نہیں کر سکتا تو میرے سامنے ایک درخت آیا۔ اس نے مجھے ندا دی میری طرف آجا، میری طرف آجا، وہ درخت میرے لیے پھٹ گیا میں اس کے تنے میں داخل ہو گیا۔ ابلیس آیا تو اس نے میری چادر کی طرف پکڑ لی۔ درخت مل گیا لیکن میری چادر کا پلو باہر رہ گیا، بنو اسرائیل آئے تو

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 206، دارالفکر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 640 (6348)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ابلیس نے کہا کیا تم نے دیکھا کہ وہ اس درخت میں داخل ہو گیا ہے۔ یہ اس کی چادر کا پلو ہے۔ وہ اس چادر کے ساتھ درخت میں داخل ہوا ہے، اسرائیلیوں نے کہا ہم اس درخت کو جلاتے ہیں۔ ابلیس نے کہا اس کو آری کے ساتھ چیر دو۔ حضرت زکریا نے فرمایا: آری کے ساتھ درخت سمیت مجھے چیرا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے زکریا! کیا آپ نے کوئی تکلیف یا درد محسوس کیا تھا؟ حضرت زکریا نے کہا نہیں مجھے تو محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری روح اس درخت میں ڈال دی ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زکریا علیہ السلام بھاگ گئے اور درخت کے خول میں داخل ہو گئے۔ درخت پر آری رکھی گئی اور دو ٹکڑے کر دیا گیا۔ جب آری حضرت زکریا کی پیٹھ پر پہنچی تو آپ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے زکریا! اپنا رونا بند کرو ورنہ میں زمین اور اس پر جو کچھ ہے سب الٹ دوں گا، پس آپ خاموش ہو گئے حتی کہ دو ٹکڑوں میں کاٹ دیئے گئے۔(2)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یحییٰ بن زکریا کا کھانا مکڑی اور درختوں کے تنوں کا نرم اندرونی حصہ تھا۔ فرماتے تھے یحییٰ تجھ سے زیادہ نعمتوں والا کون ہو گا، تیرا کھانا مکڑی (ٹڈی) اور درختوں کے تنوں کا اندرونی نرم حصہ ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابن عساکر نے ابو ادریس الخولانی، ابن المبارک، ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: یحییٰ بن زکریا کا کھانا گھاس تھا اور وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے روتے تھے حتی کہ اگر ان کی آنکھوں پر تارکول بھی ہوتا تو وہ اسے جلا دیتا اور آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر گزرگاہیں بنالی تھیں۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت یونس بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ایک دینار سے گزرے تو فرمایا اے دینار، اے عبد العبید، اے معبد الاحرار، کتنا قبیح ہے یہ چہرہ۔(5)

امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یحییٰ بن زکریا علیہما السلام نے اپنے پروردگار سے سوال کیا اے میرے رب! مجھے ایسا بنادے کہ میں لوگوں کی زبانوں پر سلامت ہو جاؤں۔ لوگ میرے متعلق صرف خیر کے کلمات ہی کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی اے یحییٰ! یہ تو میں نے اپنے لیے بھی نہیں کیا، تیرے لیے کیسے کر دوں؟

امام احمد، بیہقی (شعب میں) اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ثابت البنانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ابلیس حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے سامنے آیا تو حضرت یحییٰ نے اس پر ہر چیز کی محبت کی جانے والی چیزیں دیکھیں، یحییٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا یہ کیا ہیں؟ اس نے کہا یہ وہ شہوات ہیں جس کے ذریعے آدم علیہ السلام کی اولاد پھنسائی جاتی ہے۔ یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا ان میں میرے لیے بھی کچھ ہے؟ ابلیس نے کہا نہیں۔ یحییٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تو مجھ سے بھی کچھ لے لیتا ہے؟ ابلیس نے کہا: جب تو سیر ہو کر کھاتا ہے تو ہم تجھے نماز اور ذکر سے بوجھل کر دیتے ہیں۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 19، صفحہ 56-55، دار الفکر بیروت　2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 55　3۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 198
4۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 201　5۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 199

حضرت یحییٰ نے کہا اور بھی کچھ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ یحییٰ علیہ السلام نے کہا یقیناً میں کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن جدعان عن علی بن الحسین عن الحسین بن علی (رضی اللہ عنہم) سے روایت کیا ہے: بادشاہ مر گیا تو اس نے پیچھے بیوی اور بیٹی چھوڑی۔ اس بادشاہ کی بادشاہی کا وارث اس کا بھائی بن گیا۔ اس نے اپنے بھائی کی بیوی سے نکاح کا ارادہ کیا۔ اس نے یحییٰ علیہ السلام سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا۔ اس زمانہ میں بادشاہ انبیاء علیہم السلام کے حکم پر عمل کرتے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بادشاہ سے کہا تو اس عورت سے نکاح نہ کر کیونکہ وہ بدکارہ عورت ہے۔ یہی خبر اس عورت تک پہنچ گئی۔ اس نے کہا یحییٰ کو قتل کیا جائے یا ملک بدر کیا جائے گا۔ اس نے اپنی بیٹی کو میک اپ کیا پھر کہا تم بھرے مجمع میں اپنے چچا کے پاس جاؤ۔ جب وہ تجھے دیکھے گا تو تجھے بلائے گا اور تجھے اپنی گود میں بیٹھائے گا اور کہے گا بیٹی جو چاہتی ہے مانگ! جو تو کہے گی میں تجھے پیش کر دوں گا۔ جب وہ ایسا کہے گا تو کہنا کہ میں تو صرف یحییٰ کے سر کا مطالبہ کرتی ہوں۔ اس زمانہ میں بادشاہ اگر کسی سے بھرے مجمع کے سامنے کسی سے کوئی بات کرتا تھا اور پھر اسے پورا نہیں کرتا تھا تو اس سے بادشاہی چھین لی جاتی تھی۔ بچی نے ماں کے پڑھائے ہوئے سبق پر عمل کیا۔ بادشاہ کو یحییٰ کے قتل سے بھی موت نظر آ رہی تھی اور بادشاہی کے چھن جانے سے بھی موت نظر آ رہی تھی تو اس نے اپنی بادشاہی کو اختیار کیا اور یحییٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ وہ لڑکی اپنی ماں کے ساتھ زمین میں دھنس گئی۔ ابن جدعان نے بتایا کہ مجھے یہ حدیث ابن المسیب نے بتائی۔ انہوں نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کیسے قتل ہوئے؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے فرمایا: جب ان کے بیٹے یحییٰ علیہ السلام قتل ہوئے تو زکریا علیہ السلام اسرائیلیوں سے بھاگ گئے، لوگوں نے ان کا پیچھا کیا تو آپ ایک تنے دار درخت کے پاس آئے۔ اس درخت نے اسے بلایا پھر وہ ان کے اوپر لپٹ گیا۔ کپڑے کا پلو باہر رہ گیا جس کو ہوا حرکت دے رہی تھی، وہ لوگ درخت کے پاس پہنچے تو انہوں نے آپ کی کوئی علامت نہ دیکھی، انہوں نے اس کپڑے کے پلو کو دیکھ لیا۔ انہوں نے آری منگوائی اور درخت کو کاٹ دیا اور انہوں نے اس درخت کے اندر ہی آپ کو بھی کاٹ دیا۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ عورت جس نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کیا تھا وہ بادشاہت کی اپنے آباء سے وارث ہوئی تھی، اس کے پاس یحییٰ علیہ السلام کا سر لایا گیا تو وہ اپنے شاہی تخت پر بیٹھی تھی، آپ کے سر سے آواز آئی اے زمین! اس عورت کو نگل جا پس زمین اس عورت کو اس کے شاہی تخت سمیت نگل گئی۔(3)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ نے اپنے بھائی کی بیٹی سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے یحییٰ بن زکریا سے فتویٰ طلب کیا؟ حضرت یحییٰ نے فرمایا یہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔ اس عورت نے حضرت یحییٰ کے قتل کا مطالبہ کیا۔ بادشاہ نے آپ کی طرف اپنے سپاہی بھیجے۔ آپ اپنی عبادت گاہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ ان سپاہیوں نے آپ کو قتل کر دیا پھر انہوں نے آپ کا سر تن سے جدا کیا اور اسے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 203، دار الفکر بیروت　2۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 206　3۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 208

بادشاہ کے پاس لے آئے، سر کہہ رہا تھا جو تو چاہتا ہے وہ تیرے لیے حلال نہیں ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت ابن شوذب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت یحییٰ علیہ السلام نے اس شخص سے کہا تھا جو آپ کا سر قلم کرنے آیا تھا کیا تجھے معلوم نہیں کہ میں نبی ہوں۔ اس نے کہا مجھے علم ہے لیکن مجھے حکم دیا گیا ہے۔(2)

امام حاکم اور ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا کے بدلہ میں ستر ہزار کو قتل کیا تھا اور آپ کی بیٹی کے بیٹے کے بدلہ میں ہزار اور ستر ہزار کو قتل کروں گا۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ چٹان جو بیت المقدس میں ہے اس پر ستر انبیاء شہید کیے گئے تھے۔ ان میں یحییٰ بن زکریا بھی تھے۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت قرۃ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آسمان حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام اور حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے علاوہ کسی پر نہیں رویا اور اس کی سرخی اس کا رونا ہے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت خالد بن ثابت الربعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بنی اسرائیل کے فاجروں نے یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے انبیاء میں سے کسی کی طرف وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو کہو کہ تم کب تک میرے احکام کی نافرمانی کی جرأت کرتے رہو گے اور کب تک میرے رسولوں کو قتل کرتے رہو گے۔ کب سے میں نے تجھے اپنی رحمت کے پردوں میں چھپائے رکھا جس طرح مرغی اپنے بچوں کو اپنے پروں کے نیچے چھپائے رکھتی ہے لیکن تم نے مجھ پر جرأت کی مجھ سے ڈرو! میں نے تم سے ہر اس خون کا مؤاخذہ نہیں کیا جو آدم علیہ السلام کے بیٹوں اور یحییٰ بن زکریا کے درمیان ہوئے۔ مجھ سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں تم سے اپنی توجہ ہٹا لوں۔ اگر میں نے اپنی توجہ ہٹا لی تو قیامت تک پھر تمہاری طرف نظر کرم نہیں کروں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یحییٰ علیہ السلام کو قتل کیا گیا تو ان لوگوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا میری طرف اللہ کے نبی کی قمیص بھیجو تاکہ میں اسے سونگھ لوں، اس نے بھیجی تو اس قمیص کا تانا بانا کھجور کے پتوں کا تھا۔(6)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے ایک بادشاہ اپنی رعیت پر ظلم و ستم کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا انہوں نے کہا اللہ کے نبی زکریا علیہ السلام ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اگر ہم ان کے پاس جا کر مشورہ کریں (تو بہتر ہوگا)۔ وہ آپ کے مکان پر آئے۔ وہاں ایک خوب صورت نفیس لڑکی موجود تھی جس نے گھر کے در و دیوار کو اپنے حسن کی جھلک سے روشن کر رکھا تھا۔ لوگوں نے اس عورت

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 64، صفحہ 215، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 211 3۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 216
4۔ ایضاً، جلد 64، صفحہ 217 5۔ ایضاً
6۔ کتاب الزہد، صفحہ 97، دارالکتب العلمیہ بیروت

سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں زکریا کی بیوی ہوں۔ لوگوں نے آپس میں تبصرہ کیا کہ ہم تو سوچتے تھے کہ اللہ کا نبی دنیا کا ارادہ نہیں فرماتا۔ ان کے پاس تو ایک ایسی عورت ہے جو انتہائی خوبصورت ہے۔ پھر انہوں نے آپ کو ایک قوم کے پاس کام کرتے ہوئے دیکھا۔ حتیٰ کہ آپ کے پاس صبح کا کھانا لایا گیا، دو روٹیاں پیش کی گئیں، تو آپ دونوں کھا گئے اور ان کے لیے کچھ نہ چھوڑا پھر آپ اٹھے اور اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ پھر آپ نے اپنی خفین، کمبل اور چادر اپنی گردن میں لٹکالی۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا تم کیسے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ایک مسئلہ کے حل کے لیے آئے تھے لیکن آپ کے حالات ہم پر غالب آگئے۔ اس لیے ہم آپ پر مسئلہ پیش نہیں کرتے، حضرت زکریا نے فرمایا بولو! (کیا چاہتے ہو تمہیں کون سی ایسی چیز نظر آئی ہے کہ تم مجھ سے دور ہو رہے ہو) انہوں نے کہا ہم آپ کے مکان پر آئے تو ایک خوب صورت نفیس عورت دیکھی! جب کہ ہمارا گمان تھا کہ اللہ کا نبی دنیا کی خواہش نہیں رکھتا، حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: میں نے خوب صورت نفیس عورت سے شادی کی ہے تاکہ اس کی وجہ سے کسی غیر محرم پر نظر نہ ڈالوں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کروں، پس اللہ کے نبی ان کے اعتراض سے بری ہو گئے۔ پھر انہوں نے کہا ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ کو دو روٹیاں پیش کی گئیں، آپ نے وہ دونوں کھالیں اور ہمارے لیے کچھ نہیں چھوڑا؟ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا میں ایک قوم کا مزدور ہوں، مجھے اندیشہ ہوا کہ میں نے اگر روٹی نہ کھائی تو میں کام سے کمزور پڑ جاؤں گا اور اگر آپ میرے ساتھ کھاتے تو نہ میں سیر ہوتا اور نہ تم سیر ہوتے، پس اللہ کے نبی ان کے اس اعتراض سے بھی بری ہو گئے، لوگوں نے کہا ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی خفین اور اپنا کمبل اور چادر اپنی گردن پر رکھے۔ حضرت زکریا نے فرمایا یہ زمین نئی تھی (یعنی اس پر مٹی تازہ ڈالی گئی تھی) میں نے اس کی مٹی کو ان چیزوں کے ذریعے منتقل کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اللہ کے نبی اس اعتراض سے بھی بری ہو گئے، لوگوں نے عرض کی جناب ہمارا بادشاہ ہم پر ظلم وستم روا رکھتا ہے، ہم نے اس کے قتل کا مشورہ کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا اے میری قوم! ایسا نہ کرو ایک پہاڑ کو اپنی جگہ سے زائل کرنا آسان ہے بنسبت اس کے کہ ایک پرانے بادشاہ کو معزول کیا جائے۔ واللہ اعلم۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿۱۶﴾
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ﴿۱۷﴾ قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ﴿۱۸﴾ قَالَ
اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ﴿۱۹﴾ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ
غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ﴿۲۰﴾ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ
عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ﴿۲۱﴾

فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾

"اور (اے حبیب!) بیان کیجئے کتاب میں مریم (کا حال) جب وہ الگ ہوگئی اپنے گھر والوں سے ایک مکان میں جو مشرق کی جانب تھا۔ پس بنالیا اس نے لوگوں کی طرف سے ایک پردہ۔ پھر ہم نے بھیجا اس کی طرف اپنے جبرئیل کو پس وہ ظاہر ہوا اس کے سامنے ایک تندرست انسان کی صورت میں۔ مریم بولیں میں پناہ مانگتی ہوں رحمٰن کی تجھ سے اگر تو پرہیزگار ہے۔ جبرئیل نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ میں عطا کروں تجھے ایک پاکیزہ فرزند۔ مریم (حیرت سے) بولیں (اے بندۂ خدا) کیونکر ہو سکتا ہے میرے ہاں بچہ حالانکہ نہیں چھوا مجھے کسی بشر نے اور نہ میں بدچلن ہوں۔ جبرئیل نے کہا یہ درست ہے (لیکن) تیرے رب نے فرمایا یوں بچہ دینا میرے لیے معمولی بات ہے اور (مقصد یہ ہے کہ) ہم بنائیں اسے اپنی (قدرت کی) نشانی لوگوں کے لیے اور سراپا رحمت اپنی طرف سے اور یہ ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ پس وہ حاملہ ہوگئیں اس (بچہ) سے پھر وہ چلی گئیں اسے (شکم میں) لیے کسی دور جگہ۔ پس لے آیا انہیں دردزہ ایک کھجور کے تنے کے پاس (بصد حسرت و یاس) کہنے لگیں کاش! میں مرگئی ہوتی اس سے پہلے اور بالکل فراموش کردی گئی ہوتی۔ پس پکارا اسے ایک فرشتہ نے اس کے نیچے سے (اے مریم!) غم زدہ نہ ہو، جاری کردی ہے تیرے رب نے تیرے نیچے ایک ندی"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنْتَبَذَتْ کا معنی انفَرَدَتْ (علیحدہ ہوگئی) روایت کیا ہے مَكَانًا شَرْقِيًّا یعنی مشرق کی طرف دور علیحدہ جگہ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ ایسی جگہ آپ چلی گئی تھیں کہ سورج کی دھوپ پڑ رہی تھی تاکہ لوگوں میں سے کوئی اسے نہ دیکھے۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نصاریٰ نے مشرق کو اس لیے قبلہ بنایا کیونکہ حضرت مریم اپنے گھر والوں سے دور مشرقی مکان میں چلی گئی تھیں۔ پس انہوں نے حضرت عیسیٰ کے میلاد کو قبلہ بنایا۔(2)

یہود نے پیشانی کی ایک طرف پر سجدہ کیا جب ان کے اوپر پہاڑ بلند کیا گیا تو خوف کی وجہ سے اس پہاڑ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں ان کے اوپر گر نہ جائے۔ پس انہوں نے سجدہ کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہوگیا۔ اس لیے انہوں نے اس طرح سجدہ کرنا سنت بنالیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 355 (1753)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 71، بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل کتاب پر نماز اور حج بیت اللہ فرض کیا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا کی وجہ سے مشرق کی جانب پھر گئے۔ پس انہوں نے سورج کے طلوع ہونے کی طرف منہ کر کے نماز شروع کر دی۔

امام ابن عساکر نے داؤد بن ہند عن سعید بن جبیر عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت مریم علیہا السلام بالغ ہوئیں تو وہ علیحدہ اپنے کمرے میں تھیں۔ اچانک ان کے پاس بغیر اجازت کے ایک شخص آ گیا۔ آپ ڈر گئیں کہ شاید یہ کسی دھوکہ کے لیے آیا ہے۔ آپ نے فرمایا اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ الخ۔ حضرت جبرئیل نے کہا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ الخ۔ حضرت مریم نے کہا اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ الخ۔ جبرئیل نے کہا كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ الخ۔ حضرت جبرئیل بار بار یہ کہتے رہے اور آپ یہ کہتی رہیں اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ۔ جبرئیل نے انہیں بے دھیان کر کے ان کی قمیض کے گریبان میں پھونک مار دی اور حضرت مریم کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے، آپ کو حمل ٹھہر گیا تو آپ نے سوچا اگر میں مغرب کی طرف جاؤں تو لوگ مغرب کی طرف نماز پڑھتے ہیں لیکن میں مشرق کی طرف نکلوں گی جہاں مجھے کوئی نہیں دیکھے گا۔ پس مشرق کی طرف نکلیں، آپ جب جا رہی تھیں تو آپ کو دردِ زہ شروع ہو گیا۔ آپ نے دیکھا کیا کوئی چیز ہے جس کی اوٹ میں چلی جاؤں۔ تو آپ کو کھجور کا ایک تنا نظر آیا۔ آپ نے کہا میں اس تنے کی اوٹ میں لوگوں سے چھپ جاتی ہوں۔ اس تنے کے نیچے نہر جاری تھی، آپ کھجور کے درخت کے ساتھ چمٹ گئیں۔ جب آپ نے بچہ جنم دیا تو ہر چیز جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ زمین کے مشرق و مغرب میں عبادت کی جاتی تھی وہ آپ کی وجہ سے سجدہ میں گر گئی، ابلیس گھبرا گیا۔ وہ نکلا اوپر گیا۔ کوئی عجیب امر اسے نظر نہ آیا۔ وہ مشرق کی طرف گیا ادھر بھی اسے کوئی انوکھا معاملہ نظر نہ آیا۔ وہ اضطراب میں مغرب کی طرف آیا تا کہ حالات کا جائزہ لے تو ادھر بھی اسے کوئی عجب معاملہ نظر نہ آیا۔ وہ ادھر ادھر بھاگ رہا تھا کہ وہ کھجور کے درخت سے گزرا۔ وہاں ایک عورت تھی جس کے ساتھ بچہ تھا جسے اس نے جنم دیا تھا۔ جب کہ ملائکہ نے اس عورت اور اس کے بچے کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ابلیس نے کہا یہاں کوئی حادثہ ہوا ہے۔ وہ ان کی طرف گیا اور پوچھا یہ کیا ہوا ہے؟ فرشتوں نے کہا ایک نبی بغیر باپ کے پیدا ہوا ہے۔ ابلیس نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کے ذریعے اکثر لوگوں کو گمراہ کروں گا۔ پس انہوں نے یہود کو گمراہ کیا تو انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کر دیا اور نصاریٰ کو اس طرح گمراہ کیا کہ انہوں نے اسے خدا کا بیٹا کہا۔ ابن عباس فرماتے ہیں: ایک فرشتے نے حضرت مریم کو نیچے سے آواز دی قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا۔ ابلیس نے کہا اس بچے کے علاوہ جو عورت بچہ جنم دیتی ہے اس کا مجھے علم ہوتا ہے اور میری ہتھیلی پر ہی جنم دیتی ہے۔ مجھے اس کا علم نہ ہوا جب یہ حاملہ ہوئی اور مجھے اس کا علم نہ ہوا جب اس نے بچہ جنم دیا۔(1)

امام حاکم (انہوں نے اس کے صحیح کہا ہے)، بیہقی (نے الاسماء والصفات میں) اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سدی عن ابی مالک عن ابن عباس و عن مرۃ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مریم علیہا السلام عبادت گاہ کی طرف نکلیں اس حیض کی وجہ سے جو آپ کو لاحق ہوا تھا پھر جب حیض سے پاک ہوئیں تو اپنے ساتھ ایک مرد

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 83، دار الفکر بیروت

دیکھا۔ وہ حقیقت میں فرشتہ تھا جو انسانی شکل میں آیا تھا۔ آپ گھبرا گئیں اور کہا اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا آپ نکلیں تو آپ پر بڑی چادر تھی، جبرئیل نے آپ کی آستین کو پکڑا اور آپ کی قمیص کے گریبان میں پھونک ماردی۔ وہ آگے سے پھٹی ہوئی تھی پس وہ پھونک آپ کے سینہ تک پہنچ گئی، حضرت مریم علیہا السلام حاملہ ہو گئیں، آپ کے پاس ایک رات آپ کی بہن زکریا علیہ السلام کی بیوی زیارت کے لیے آئی، جب اس کے لیے دروازہ کھولا تو انہیں چمٹ گئیں اور زکریا کی بیوی نے کہا اے مریم! میرا شعور کہتا ہے کہ میں حاملہ ہو گئیں ہوں۔ حضرت مریم علیہا السلام نے کہا میرا بھی شعور کہتا ہے کہ میں بھی حاملہ ہو گئیں ہوں۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی نے کہا میں محسوس کرتی ہوں کہ جو میرے بطن میں ہے وہ اسے سجدہ کرتا ہے جو تمہارے بطن میں ہے مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (آل عمران:39) سے یہی مراد ہے۔ حضرت زکریا کی بیوی نے حضرت یحییٰ کو جنم دیا۔ جب حضرت مریم کے بچہ پیدا ہونے کا وقت قریب آیا تو آپ عبادت گاہ کی طرف چلی گئیں۔ آپ کو دردزہ کھجور کے تنے کی طرف لے آیا۔ آپ نے کہا کاش! میں اس سے پہلے مرچکی ہوتی۔ جبرئیل نے آپ کو نیچے سے آواز دی کہ تم گھبراؤ نہیں۔ جب آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تو شیطان بنی اسرائیل کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ مریم نے بچہ جنم دیا ہے۔ جب انہوں نے آپ سے کلام کرنا چاہا تو آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف اشارہ کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ...... الآیات (مریم:30) جس روز آپ پیدا ہوئے ہر بت آپ کی وجہ سے زمین پر جھک گیا۔(1)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے ان آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے وَاذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ مَرْیَمَ یعنی یہود، نصاریٰ اور مشرکین عرب کے سامنے حضرت مریم کا واقعہ بیان کرو۔ اِذِ انْتَبَذَتْ جب وہ نکل گئیں مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِیًّا آپ بیت المقدس سے نکلی تھیں جو مشرقی جانب تھی فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت بخشنے اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دینے کا ارادہ فرمایا تو اس وقت آپ نے حیض سے غسل کیا اور دھوپ لینے کے لیے بیٹھ گئیں۔ اپنے درمیان اور اپنی قوم کے درمیان ایک پہاڑ کر دیا وہ پہاڑ آپ کی نشست گاہ اور بیت المقدس کے درمیان تھا۔ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا پس ہم نے اس کی طرف جبرئیل کو بھیجا۔ فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا وہ انسانوں کی صورت میں تھا۔ سَوِیًّا یعنی معتدل، نوجوان، سفید چہرہ، گھنگھریالے بال، ابھی ابھی مسیں ابھر رہی تھیں۔ جب حضرت مریم نے آپ کو اپنے سامنے دیکھا تو کہا اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا۔ آپ کو بیت المقدس کے خادم یوسف من بنی اسرائیل کا شبہ ہوا جو آپ کی دیکھ بھال کرتا تھا اور آپ کے ساتھ چلتا تھا۔ آپ کو اندیشہ ہوا کہ شیطان نے اس کو پھسلا دیا ہو۔ اسی وجہ سے آپ نے کہا اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ...... الآیہ۔ یعنی اگر تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ جبرئیل نے مسکراتے ہوئے کہا اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا میں تو اللہ تعالیٰ کا فرستادہ ہوں اس لیے آیا ہوں تاکہ تجھے بغیر باپ کے ایک اللہ تعالیٰ کا اطاعت شعار بیٹا دوں۔ حضرت مریم نے کہا: میرا بیٹا کیسے ہوگا جب خاوند نے مجھے چھوا ہی نہیں اور نہ میں بدکارہ ہوں۔ جبرئیل نے کہا اسی

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 87-86، دارالفکر بیروت

طرح تمہارے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے یعنی بغیر باپ کے تخلیق کرنا میرے لیے کوئی مشکل نہیں ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ اس بچے کو لوگوں کے لیے عبرت بنا دوں یہاں الناس سے خاص مومنین مراد ہیں۔ آپ ان لوگوں کے لیے رحمت تھے جنہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا فیصلہ ہو چکا ہے کہ بچہ بغیر باپ کے پیدا کیا جائے گا، جبرئیل آپ کے قریب ہوئے اور آپ کے گریبان میں پھونک ماردی۔ وہ پھونک آپ کے پیٹ میں داخل ہو گئی اور آپ اسی طرح حاملہ ہو گئیں جیسے دوسری عورتیں رحم اور بچے دانی میں حاملہ ہوتی ہیں۔ آپ نے دوسری عورتوں کی طرح بچہ جنم دیا۔ آپ کو پیاس محسوس ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اردن سے ایک نہر جاری کر دی۔ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا کا یہی مطلب ہے۔ السری نہر کو کہتے ہیں (رُطَبًا جَنِيًّا) وہ کھجور کا تنا اسی وقت پھل دار ہو گیا، جبرئیل نے آپ کو نیچے سے آواز دی وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ (مریم:25) کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلاؤ، اس تنے پر کوئی پتے وغیرہ نہ تھے اور مدت دراز سے خشک ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت مریم کے لیے ہرا کر دیا اور پھل دار بنا دیا فرمایا تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ﴿۲۵﴾ (مریم) تو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ (مریم:26) پس تم تر کھجور کھاؤ اور نہر سے پانی پیو وَقَرِّيْ عَيْنًا (مریم:26) اور اپنے فرزند دلبند کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرو، حضرت مریم نے کہا میں کیا جواب دوں جب لوگ پوچھیں گے کہ یہ کہاں سے لائی ہو؟ جبرئیل نے کہا فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا (مریم:26) پھر اگر تم دیکھو کسی آدمی کو میں تمہاری اس معاملہ میں مدد کروں گا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا (مریم:26) یعنی تم اشارہ سے اسے کہو کہ میں نے رحمٰن کے لیے عیسیٰ کے بارے خاموشی کے روزہ کی نذر مانی ہے فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا ﴿۲۶﴾ (مریم) پس میں آج کسی انسان سے بات نہیں کروں گی حتی کہ وہ خود ہی میرے اور اپنے بارے بتائے گا۔ راوی فرماتے ہیں: لوگوں نے حضرت مریم کو عبادگاہ سے مفقود پایا تو انہوں نے یوسف سے پوچھا جو بیت المقدس کا خادم تھا۔ اس نے کہا مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ اس کی عبادت گاہ کی چابی زکریا علیہ السلام کے پاس تھی۔ لوگوں نے حضرت زکریا کو تلاش کیا، دروازہ کھولا، آپ وہاں موجود نہیں تھیں۔ لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام پر تہمت لگائی، انہیں پکڑ کر (زدوکوب کیا) اور برا بھلا کہا۔ ایک شخص نے کہا میں نے مریم کو فلاں جگہ دیکھا ہے۔ وہ مریم کی تلاش میں نکلے تو انہوں نے اس کھجور کے تنے پر کوے کی آواز سنی جس کے نیچے حضرت مریم موجود تھی۔ وہ اس تنے کی طرف گئے فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ (مریم:27) اس ارشاد سے یہی مراد ہے۔ ابن عباس نے فرمایا: جب مریم نے دیکھا کہ ان کی قوم آگئی ہے تو آپ نے بچے کو اٹھایا اور ان کے سامنے لے آئیں۔ آپ کو شک اور تہمت کا کوئی خوف نہ تھا، جب انہوں نے مریم کو اس کیفیت میں دیکھا تو اس کے باپ نے اپنی قمیض پھاڑ دی اور اپنے سر پر مٹی ڈالنی شروع کر دی، آپ کے بھائیوں اور آل زکریا نے کہا اے مریم! تو نے بہت بڑا جرم کیا ہے، اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدچلن تھی، تو نے یہ کیسے کر لیا نیک بھائی، نیک باپ اور نیک والدہ کے ہوتے ہوئے۔ آپ نے بچے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اگر تم بات کرنا چاہتے ہو یہ بچہ تمہیں حقیقت سے آگاہ کرے گا۔ میں نے رحمٰن کے لیے خاموشی کے روزہ کی نذر مانی ہے، میں اس کے معاملہ میں بات نہیں کروں گی۔ میرے معاملہ کو بھی یہی اپنی عبارت سے تعبیر

کرے گا پس وہ تمہارے لیے عبرت و آیت ہوگا۔ لوگ کہنے لگے ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارہ میں (کم سن) بچہ ہے جو ابھی چیتھڑوں میں لپٹا ہے اور بول نہیں سکتا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو بولنے کی توفیق بخشی تو آپ نے اپنی والدہ کی پاک دامنی اور عفت و شہادت دی اور لوگوں کے لیے یہ بات باعث عبرت تھی۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ جب یحیٰ پیدا ہوئے تھے تو اس وقت آپ تین سال کے تھے اور جس نے آپ کی سب سے پہلے تصدیق کی تھی اس نے کہا تھا (اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ) اللہ تعالیٰ کے قول مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ (آل عمران: 39) کی تصدیق کے لیے یہ کہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اس نے مجھے (تمہاری طرف) نبی بنا کر بھیجا ہے اور اسی نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی ہوں۔ ابن عباس فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ برکت جو اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بنائی تھی وہ یہ تھی کہ آپ معلم (خیر) تھے اور ادب سکھانے والے تھے جہاں بھی ہوں اور اس نے مجھے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے جب تک میں زندہ رہوں اور مجھے خدمت گزار بنایا ہے اپنی والدہ کا میں نے اس کی کبھی نافرمانی نہیں کی۔ ابن عباس فرماتے ہیں: جب آپ نے کہا کہ مجھے اللہ نے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے تو حضرت زکریا نے کہا: اللہ اکبر اور عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگا دیا۔ پس لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ یہ بغیر باپ پیدا کیا گیا ہے اور اس نے مجھے جابر اور بدبخت نہیں بنایا۔" اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے زندہ کر کے اٹھایا جائے گا" اللہ تعالیٰ نے فرمایا" یہ ہے عیسیٰ بن مریم (اور یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں' یعنی یہود آپ کی بات پر شک کرتے ہیں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش رہے حتیٰ کہ بولنے والوں کی عمر کو پہنچ گئے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مریم نے کہا جب میں خلوت میں ہوتی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام میرے پیٹ میں تھے تو وہ مجھ سے کلام کرتے تھے اور جب میں لوگوں کے ساتھ ہوتی تھی اور آپ میرے پیٹ میں اللہ کی تسبیح و تکبیر بیان کرتے تھے اور میں سنتی تھی۔(1)

امام عبد الرزاق، الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جونہی آپ حاملہ ہوئیں اسی وقت جنم دیا۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت مریم سات گھڑیوں یا نو گھڑیوں کے لیے حاملہ ہوئیں تھیں پھر اسی دن بچہ جنم دیا تھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت مریم علیہا السلام نے آٹھ ماہ میں بچہ جنم دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جو بچہ آٹھ ماہ میں پیدا ہوتا ہے وہ مر جاتا ہے تا کہ حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی وجہ سے کوئی ایسی ویسی بات نہ کہی جائے۔(3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 339، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 357 (1759)، بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 92، دار الفکر بیروت

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زید العمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یوم عاشورہ کو پیدا ہوئے۔(1)

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت نوف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مریم الگ تھلگ رہنے والی لڑکی تھی۔ حضرت زکریا جو آپ کی بہن کے خاوند تھے وہ آپ کی کفالت کرتے تھے۔ آپ ان کے ساتھ رہتی تھیں۔ حضرت زکریا حضرت مریم کے پاس آتے اور سلام کرتے۔ حضرت مریم حضرت زکریا کے سامنے موسم گرما میں سردیوں کے پھل رکھتیں اور موسم سرما میں گرمیوں کے پھل رکھتیں، ایک دفعہ حضرت زکریا ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے پھل پیش کیے۔ حضرت زکریا نے کہا اے مریم! انی لك هذا قالت مومن عند الله ان الله یرزق من یشاء بغیر حساب (آل عمران: 42) (اے مریم! کہاں سے تمہارے لیے آتا ہے یہ (رزق)۔ مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب...... الخ۔ حضرت زکریا عبادت گاہ سے اپنی قوم کے پاس تشریف لائے اور ان کے لیے لکھا کہ تم صبح اور عصر کی نماز ادا کرو۔ اسی اثناء میں حضرت مریم اپنے گھر میں بیٹھی تھیں کہ اچانک آپ کے سامنے ایک آدمی کھڑا تھا جس نے پردوں کو پھاڑ دیا تھا۔ جب حضرت مریم نے اسے دیکھا تو کہا اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا۔ جب حضرت مریم نے رحمٰن کا ذکر کیا تو جبرئیل ڈر گئے اور کہا اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِیًّا ۝ قَالَتْ اَنّٰى یَكُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَ لِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔ پس جبرئیل نے آپ کے گریبان میں پھونک دیا۔ آپ حاملہ ہو گئیں حتیٰ کہ جب آپ کا پیٹ بھاری ہو گیا تو آپ کو اسی طرح درد محسوس ہوئی جیسی دوسری عورتوں کو ہوتی ہے اور بیت میں تھیں، آپ کو حیا آئی اور حیا کی وجہ سے اپنی قوم کو چھوڑ کر بھاگ گئیں، آپ مشرق کی طرف گئی تھیں، آپ کی قوم نے آپ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ وہ لوگوں سے پوچھتے کیا تم نے ایسی ایسی لڑکی دیکھی ہے؟ لیکن کوئی بھی انہیں بتا تا نہیں تھا۔ آپ کو دردزہ کھجور کے تنے کے پاس لے آیا۔ آپ نے کھجور کے تنے سے ٹیک لگائی اور کہا یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ جبرئیل آپ کے نیچے سے ندا دی اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ۝ وَ هُزِّیْۤ اِلَیْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْكِ رُطَبًا جَنِیًّا ۝ جب جبرئیل نے یہ کہا تو آپ کا حوصلہ مضبوط ہو گیا اور آپ خوش ہو گئیں، آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ناف کاٹی اور کپڑے میں لپیٹ دیا اور اسے اٹھا لیا۔ آپ کی قوم جو آپ کی تلاش میں تھی، گائیوں کے چرواہے سے ملی، انہوں نے پوچھا اے چرواہا! کیا تو نے ایسی ایسی لڑکی دیکھی ہے۔ اس نے کہا نہیں لیکن گزشتہ رات میں نے اپنی گائیوں میں ایک عجیب کیفیت دیکھی ہے جو پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ میں نے دیکھا کہ تمام گائیوں نے اس وادی کی طرف سجدہ کرتے ہوئے رات گزار دی ہے۔ لوگ اس طرف گئے جہاں کی نشاندہی چرواہے نے کی تھی۔ جب مریم نے لوگوں کو دیکھا تو آپ بیٹھ کر عیسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلانے لگیں۔ لوگ آئے اور آپ کے پاس کھڑے ہو گئے اور کہا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا ۝ تو حضرت مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے بات کرو لوگوں نے کہا ہم بچے سے کیسے بات کریں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ماں کا دودھ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 648 (4155)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پی رہے تھے تو آپ نے دودھ چھوڑ دیا اور اپنی بائیں طرف سہارا لے کر کہا قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ۟ؕ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ﴿ۙ۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ﴿۪ۖ۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیۡ ۫ وَ لَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا ﴿۳۳﴾ (مریم)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ نصاری اپنی مذابح پر پردے ڈالنا کیوں پسند کرتے ہیں؟ حضرت عمر نے فرمایا اس ارشاد کی وجہ سے فَاتَّخَذَتۡ مِنۡ دُوۡنِہِمۡ حِجَابًا۔

امام عبد اللہ بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡہَا رُوۡحَنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے آپ کے گریبان میں پھونک ماری تو وہ آپ کے اندر داخل ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رُوۡحَنَا سے مراد جبرئیل ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل نے آپ کی قمیص میں پھونک ماری تو وہاں تک پہنچ گئی جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء بن یسار سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل امین انسانی شکل میں آپ کے پاس آئے اور پردہ اٹھایا۔ حضرت مریم نے آپ کو دیکھ کر پناہ مانگی۔ پھر حضرت جبرئیل نے ان کی قمیص کے گریبان میں پھونک ماری تو وہ پہنچ گئی۔ جب یہ بات شہر میں پھیل گئی تو حضرت زکریا سے لوگوں نے بائیکاٹ کر دیا اور آپ کو بالکل چھوڑ دیا گیا۔ اس سے پہلے لوگ آپ سے مسائل پوچھتے تھے۔ یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ آپ کسی شخص کو سلام دیتے تو وہ اس کا جواب بھی نہیں دیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت عیسیٰ کی روح انسانی صورت میں ظاہر ہوئی۔ پس آپ اس سے حاملہ ہوئیں۔ فرماتے ہیں آپ اس سے حاملہ ہوئیں جس نے آپ سے کلام کیا تھا وہ حضرت مریم کے منہ میں داخل ہوا تھا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے قَالَتۡ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡکَ اِنۡ کُنۡتَ تَقِیًّا کہ حضرت مریم نے جان لیا تھا کہ تقویٰ ہی انسان کو برائی سے بچانے والا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مریم نے اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ...... الآیہ یہ اس لیے کہا کیونکہ آپ کو اندیشہ ہوا کہ آنے والا شاید آپ کی ذات کے ارادہ سے آیا ہے، تو فرشتے نے کہا اِنَّمَاۤ اَنَا رَسُوۡلُ رَبِّکِ...... الآیہ۔ علماء فرماتے ہیں جبرئیل نے آپ کی قمیص کے گریبان اور آستین میں پھونک ماری تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے لِاَهَبَ واحد متکلم کا صیغہ پڑھا ہے اور عبد اللہ کی قرات میں لیھب (یعنی واحد مذکر غائب کا صیغہ) ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے زَکِیًّا کا معنی صالحًا روایت کیا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 405 (3412)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بَغِيًّا کا معنی زانیہ روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَصِيًّا کا معنی نائیاً (دور) روایت کیا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَصِيًّا کا معنی قَاصِیاً (دور) روایت کیا ہے اور فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ، کا معنی (دردزہ نے اسے مجبور کر دیا) روایت کیا ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ کا کیا مطلب ہے تو ابن عباس نے فرمایا اَلْجَاهَا (یعنی دردزہ نے اسے مجبور کیا) نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے حسان بن ثابت کا یہ شعر نہیں سنا:

اِذَا شَدَدْنَا شِدَّةً صَادِقَةً فَاجَاءَنَا كُمْ اِلَى سَفْحِ الْجَبَلِ

''جب ہم نے سچی سختی کی تو ہم نے تمہیں پہاڑ کے دامن کی طرف مجبور کر دیا''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَاَجَآءَهَا کا مطلب اِضْطَرَّهَا (مجبور کرنا) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے فَاَجَآءَهَا کا مطلب فَاَدَّاهَا (پہنچا دیا) روایت کیا ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جس کھجور کے تنے کے پاس حضرت مریم گئی تھیں وہ خشک تھا۔

امام عبد بن حمید نے ہلال بن خباب عن ابی عبید کے طریق سے بیان کیا ہے کہ وہ خشک تنا تھا وہ اس لیے لایا گیا تھا تا کہ اس کے ساتھ کمرہ بنایا جائے۔ ایسے کمرے کو بیت لحم کہتے ہیں۔ حضرت مریم نے اسے حرکت دی تو وہ ہرا کھجور کا درخت بن گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو قدامہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مریم کے لیے کھجور نے پھل اگا دیئے اور وہ اس طرح آپ کے ساتھ چمٹی رہی جس طرح ولادت کے وقت ایک عورت دوسری عورت سے چمٹی رہتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ میں پیدا ہی نہ کی گئی ہوتی اور میں کچھ بھی نہ ہوتی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ میں حیض کا پھینک دیا گیا چیتھڑا ہوتی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے آپ فرماتے ہیں: غیر معروف ہوتی، معلوم نہ ہوتا کہ میں کون ہوں۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا یعنی میں گری ہوئی پھینکی ہوئی چیز ہوتی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 79

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 357 (1755)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابوعبید بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَخَاطَبَهَامِنْ تَحْتِهَا پڑھا ہے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل نے آپ کو ندا دی، عیسیٰ علیہ السلام نے بات نہ کی حتی کہ آپ اسے اپنی قوم کے پاس لے آئیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے ندا دی وہ جبرئیل تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت براء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرشتہ تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک اور عمرو بن میمون رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جبرئیل تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جبرئیل نے وادی کی نچلی طرف ندا دی۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ندا دی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ندا دی۔ (1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے حضرت مریم سے خطاب کیا تھا وہ وہ تھا جسے آپ پیٹ میں اٹھائے ہوئے تھیں اور آپ کے منہ میں داخل ہوا تھا۔

امام ابوعبید اور ابن المنذر نے حضرت زر بن حبیش سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَنَادٰىهَامَنْ تَحْتَهَا پڑھا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتے نے کھجور کے نیچے سے ندا دی تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مِنْ تَحْتِهَا پڑھا ہے اس کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام تھے اور جس نے من تحتها پڑھا ہے ان کے نزدیک آواز دینے والے جبرئیل تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عاصم بن ابی النجود نے مِنْ تَحْتِهَا یعنی نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں: عاصم نے فرمایا جس نے نصب کے ساتھ پڑھا اس کے نزدیک آواز دینے والے عیسیٰ ہیں اور جنہوں نے جر کے ساتھ پڑھا ان کے نزدیک آواز دینے والے جبرئیل تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن سے سَرِیًّا کا مطلب نَبِیًّا بیان کیا ہے اور مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت جریر بن حازم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن عباد بن جعفر نے پوچھا کہ تمہارے ساتھی قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا کا کیا مطلب بیان کرتے ہیں۔ میں نے کہا: میں نے قتادہ سے سنا ہے کہ انہوں نے سَرِیًّا کا مطلب جدول (نہر) بیان کیا ہے۔ فرمایا قتادہ نے میری طرف سے بیان کیا ہے کہ قرآن ہماری لغت کے مطابق نازل ہوا ہے اور اس سے مراد الرجل السری یعنی سردار آدمی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا اس سے مراد ان کی اپنی ذات ہے، بعض علماء نے فرمایا کہ جو السری کا معنی البحر کرتے ہیں درست نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو الی جنبها ہوتا (یعنی پہلو میں ہوتی) نہر نیچے نہیں ہوتی۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 356 (1756)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن النجار رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ السری وہ ہے جس نے مریم کو کہا تھا قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا یعنی نہر۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پانی پینے کے لیے نہر نکالی تھی۔(1)

امام طبرانی نے الصغیر میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے السری کا معنی نہر بیان فرمایا۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سَرِيًّا سے مراد جدول (چھوٹی نہر) ہے۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: سَرِيًّا سے مراد عیسیٰ کی نہر ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن محصن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس نے سَرِيًّا کا مطلب الجدول (چھوٹی نہر) بیان کیا اور فرمایا: کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

سَلِمْ تَرَ الدَّالِيَ مِنْهُ ازورا اِذَا يَعِجّ فِي السَّرِيِّ هَرْهَرَا

"تسلیم کر اس سے پانی نکالنے والے کا سینہ تجھے ٹیڑھا نظر آئے گا جب نہر میں تیز پانی آواز دیتا ہے"۔

امام ابن الانباری نے الوقف میں اور الطستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ السری کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا چھوٹی نہر۔ نافع نے کہا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

سَهَلَ الْخَلِيْفَةُ مَا جِدُّوْ نَائِلٍ مِثْلُ السَّرِيِّ تَمُدُّهُ الْاَنْهَارُ

"خلیفہ، نرم خو، خوبیوں والا اور نوازشات کرنے والا ہے، چھوٹی نہر کی مثل دوسری نہریں اسے لمبا کرتی ہیں"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السری کا معنی چھوٹی نہر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون اور ابراہیم النخعی رحمہما اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت الحسن رحمہ اللہ نے یہ آیت تلاوت کی اور ان کے پہلو میں حمید بن عبد الرحمٰن الحمیری بیٹھے تھے۔ اگر وہ سردار تھا تو کریم بھی تھا۔ حمید نے کہا اے ابو سعید! اس سے مراد چھوٹی نہر ہے۔ حضرت الحسن نے فرمایا تمہاری مجالس ہمیں اچھی لگتی ہیں لیکن ہماری بنسبت تم پر امراء کا غلبہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السری سے مراد پانی ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَرِيًّا سریانی زبان میں نہر کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قبطی زبان میں سَرِيًّا نہر کو کہتے ہیں۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 346 (13303)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 357 (1758)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن حسین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رحمہ اللہ یہ آیت تلاوت فرمائی تو فرمایا اللہ کی قسم! سَرِیًّا سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ خالد بن صفوان نے کہا اے ابوسعید! عرب چھوٹی نہر کو السری کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا تو نے سچ کہا۔

وَهُزِّيٓ إِلَيۡكِ بِجِذۡعِ ٱلنَّخۡلَةِ تُسَٰقِطۡ عَلَيۡكِ رُطَبٗا جَنِيّٗا ﴿٢٥﴾

''اور ہلاؤ اپنی طرف کھجور کے تنے کو گرنے لگیں گی تم پر پکی ہوئی کھجوریں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ هُزِّيْ کا معنی ''تو حرکت دے'' ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے المصاحف میں مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ عجوہ کھجور تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے البراء سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یساقط یعنی یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یساقط یعنی یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اس صورت میں اس کا فاعل الجذع ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تُسْقِطْ تا کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تاء کے ساتھ اور سین کی شد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں طلحہ الایابی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سین کی شد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابونہیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تاء کے ساتھ تُسْقِطْ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَنِیًّا کا معنی تر و تازہ کیا ہے۔

امام الخطیب رحمہ اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رُطَبًا جَنِیًّا کا معنی غبار والی کھجور کیا ہے۔

امام ابن الانباری اور الخطیب رحمہما اللہ نے حضرت ابی حباب رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام اس کھجور کے ٹنڈ کے پاس پہنچیں جس کا سر ہی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً اس کا سر پیدا فرما دیا اور اس میں پکی، کچی، آدھی کچی آدھی پکی کھجوریں پیدا فرمادیں۔ جب آپ نے اس درخت کو حرکت دی تو ہر قسم کی کھجوریں نیچے گر پڑیں۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابوقدام سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت مریم کے لیے کھجور پیدا ہوئی اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح رہی جس طرح ولادت کے وقت ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ہوتی ہے۔

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن السنی، ابونعیم (ان دونوں نے الطب النبوی میں)، العقیلی، ابن عدی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی پھوپھی کھجور کا احترام کرو۔ یہ اسی مٹی سے پیدا کی گئی ہے جس سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تھا اور درختوں میں کوئی درخت ایسا نہیں ہے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت

دوسرے کو باردار کرے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو تازہ کھجوریں کھلاؤ۔ اگر یہ میسر نہ ہوں تو چھوارے کھلاؤ۔ کوئی درخت اس درخت سے معزز نہیں ہے جس کے نیچے مریم بنت عمران ٹھہری تھیں۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کھجور کس سے پیدا کی گئی ہے۔ فرمایا کھجور، انار اور انگور یہ آدم علیہ السلام کی بچی ہوئی مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ (2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی عورتوں کو نفاس میں چھوارے کھلاؤ، جس عورت کا کھانا نفاس میں چھوارے ہوں گے اس کا بچہ حلیم پیدا ہوگا۔ حضرت مریم کا بھی یہی کھانا تھا۔ جب آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے کوئی بہتر کھانا ہوتا تو اللہ تعالیٰ حضرت مریم کو وہ عطا فرماتا۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نفاس والی عورتوں کے لیے کوئی بہتر کھانا جانتا جو کھجور سے بہتر ہوتا تو حضرت مریم کے لیے اس کا حکم دیتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: نفاس والی عورتوں کے لیے کھجور یا چھواروں سے بہتر کوئی کھانا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَهُزِّيٓ إِلَيْكِ الخ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خیثم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے نزدیک نفاس والی عورتوں کے لیے تر کھجور جیسی کوئی دوا نہیں ہے اور مریض کے لیے شہد کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔

امام ابن عساکر نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیصر نے حضرت عمر بن الخطاب کو لکھا کہ میرے پاس آپ کی طرف سے پیغام رساں آئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ تمہارے پاس ایک درخت ہے کسی خیر کے لیے پیدا نہیں کیا گیا گدھے کے کانوں کی مثل نکلتا ہے۔ پھر سفید موتیوں کی طرح پھٹ جاتا ہے پھر سبز زمرد کی طرح ہو جاتا ہے پھر سرخ یاقوت کی طرح ہو جاتا ہے پھر پک جاتا ہے عمدہ فالودہ کی طرح ہو جاتا ہے تو کھایا جاتا ہے پھر خشک ہو جاتا ہے۔ پس وہ مقیم کے لیے عصمت کا باعث ہوتا ہے اور مسافر کے لیے زادِ راہ ہوتا ہے اگرچہ میرے پیغام رساؤں نے سچ کہا ہے تو میرے خیال میں یہ جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ حضرت عمر نے اس کو لکھا کہ تیرے پیغام رساؤں نے تجھے سچ بتایا ہے۔ یہ درخت ہمارے علاقہ میں ہے۔ یہ وہ درخت ہے جو اللہ تعالیٰ نے مریم علیہا السلام پر اگایا تھا جب انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا تھا۔ (4)

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا ۙ فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنْسِيًّا ﴿٢٦﴾

"(میٹھے میٹھے خرمے) کھاؤ اور (ٹھنڈا پانی) پیو اور (اپنے فرزند دلبند کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی کرو پھر اگر تم دیکھو

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 92، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 70، صفحہ 93 4۔ ایضاً

کسی آدمی کو تو (اشارہ سے اسے) کہو کہ میں نے نذر مانی ہوئی ہے رحمٰن کے لیے (خاموشی کے) روزہ کی پس میں آج کسی انسان سے گفتگو نہیں کروں گی"۔

امام ابن مردویہ، ابن المنذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں روزہ سے مراد خاموشی کا روزہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں روزہ سے مراد خاموشی کا روزہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: روزے سے مراد خاموشی ہے اور آپ جونہی حاملہ ہوئیں اسی وقت جنم دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں سے کوئی شخص مجاہدہ کرتا تو وہ کلام کا روزہ رکھتا جس طرح کھانے کا روزہ رکھا جاتا ہے لیکن ذکر الٰہی کرتا رہتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ دو شخص آئے، ایک نے سلام کیا اور دوسرے نے سلام نہ کیا پھر دونوں بیٹھ گئے۔ لوگوں نے کہا تمہارے ساتھی کو کیا ہے کہ اس نے سلام نہیں کیا۔ اس نے کہا اس نے آج کسی سے کلام نہ کرنے کے روزہ کی نذر مانی ہے، عبد اللہ نے کہا تو نے بہت بری بات کی ہے۔ یہ تو فقط اس عورت کے لیے تھا، اس نے یہ اس لیے کہا تھا تا کہ جب ان سے پوچھ گچھ کی جائے تو اسکے لیے عذر بن جائے۔ لوگ اعتراض کرتے تھے کہ بغیر خاوند کے بچہ زنا کا ہی ہوسکتا ہے۔ پس تو بات کر، نیکی کا حکم دے برائی سے منع کر یہ تیرے لیے بہتر ہے۔

امام ابن الانباری نے حضرت الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت ابی بن کعب نے بھی خاموشی کا روزہ مراد لیا ہے۔

فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾

"اس کے بعد وہ لے آئیں بچہ کو اپنی قوم کے پاس (گود میں) اٹھائے ہوئے۔ انہوں نے کہا: اے مریم! تم نے بہت ہی برا کام کیا ہے۔ اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ ہی تیری ماں بد چلن تھی"۔

امام سعید بن منصور اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: حضرت مریم علیہا السلام نفاس سے فارغ ہونے کے بعد چالیس دن گزار کر اپنی قوم کے پاس اسے لے آئیں تھیں۔(2)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 91، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 70، صفحہ 96

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے فَرِيًّا کا معنی عظیما روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے زمانہ میں بیت القدس میں سلوان کے چشمہ کے پاس ایک چشمہ تھا، عورت پر جب بدکاری کا الزام ہوتا تو لوگ اسے اس چشمہ پر لے آتے۔ وہ اس کا پانی پیتی، اگر وہ بری ہوتی تو اسے کچھ نقصان نہ ہوتا۔ اگر اس نے واقعی بدکاری کی ہوتی تو وہ مر جاتی۔ حضرت مریم بھی جب حاملہ ہوئی تو لوگ انہیں خچر پر سوار کر کے لے آئے، اس خچر نے ٹھوکر کھائی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اس کے رحم کو بانجھ کر دے۔ پس اس وقت سے مادہ خچر بانجھ ہوگئی، جب آپ اس چشمہ پر پہنچیں اور اس کا پانی استعمال فرمایا تو اس نے آپ میں خیر کا ہی اضافہ کیا پھر آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! اس چشمہ کے ساتھ کسی مومنہ عورت کو رسوانہ فرما۔ پس وہ چشمہ ختم ہوگیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کی طرف بھیجا تو انہوں نے پوچھا بتاؤ تم کیا پڑھتے ہو یا اخت ہارون اور موسی...... سے پہلے اتنا عرصہ دراز گزر چکے ہیں۔ فرماتے ہیں (میں انہیں کوئی جواب نہ دے سکا) لیکن جب میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لوٹ کر آیا تو نے یہی سوال آپ ﷺ سے کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو نے انہیں نہیں بتایا کہ بنی اسرائیل کا معمول تھا کہ وہ اپنے بچوں کے نام انبیائے کرام اور پہلے نیک لوگوں کے ناموں پر رکھتے تھے۔(1)

امام الخطیب اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حضرت مریم ایسے گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں جو نیکی میں معروف تھا۔ لوگ ان کے متعلق برائی کا تصور نہیں رکھتے تھے، اور لوگوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو نیکی کے ساتھ مصروف تھے اور وہ نیک بچے جنم دیتے تھے اور دوسرے فساد کے ساتھ مشہور تھے وہ فسادی بچے جنم دیتے تھے اور حضرت ہارون نیک اور معاشرہ کے محبوب فرد تھے۔ یہ ہارون، موسیٰ علیہ السلام کے بھائی نہیں ہیں۔ یہ دوسرے ہارون ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ جس دن ان کا وصال ہوا تو ان کے جنازے میں چالیس ہزار بنی اسرائیل کے افراد شامل ہوئے، تمام کے نام ہارون تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے يٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے سنا کہ یہ اسم ہے جو دوسرے اسم کے موافق تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ حضرت کعب نے فرمایا: یہ ہارون، موسیٰ کے بھائی ہارون نہیں ہیں، حضرت عائشہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ انہوں نے کہا اے ام المومنین! اگر یہ نبی کریم ﷺ نے کہا ہو، آپ تو زیادہ جانتے تھے ورنہ میں تو جانتا ہوں کہ ان دونوں ہارونوں کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے پھر حضرت عائشہ خاموش ہوگئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کو ہارون بن عمران کی طرف اس

1۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 5، صفحہ 295 (3155)، دار الحدیث قاہرہ

لیے منسوب کیا گیا کیونکہ آپ ان کی اولاد سے تھیں جیسے تو کہتا ہے اے انصار کے بھائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت مریم حضرت ہارون کی اولاد سے تھیں۔ اسی وجہ سے یٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ کہا گیا۔ یہ اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص دوسرے کو کہتا ہے یا اخا بنی لمث یا اخا بنی فلاں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہارون زانی قوم کا فرد تھا اس لیے اس کی طرف آپ کو لوگوں نے منسوب کیا (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَالِكَ)

امام ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن عیاش سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابی کی قرأت میں تھا کہ لوگوں نے کہا یَا ذَا الْمَهْدِ۔

فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ ؕ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ﴿۲۹﴾

"اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا۔ لوگ کہنے لگے ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارہ میں (کم سن) بچہ ہے"۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے بات کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت مریم نے لوگوں کو بچے سے کلام کا حکم دیا فِی الْمَهْدِ جب کہ بچہ گود میں تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب مریم کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو آپ اسے اپنی قوم کے پاس اٹھا کر لے آئیں لوگوں نے آپ کو مارنے کے لیے پتھر اٹھائے تو حضرت مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا، پس بچہ بولنے لگا تو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الْمَهْدِ سے مراد تربیت گاہ ہے، ابراہیم نے فرمایا: اس سے مراد جھولا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ صرف تین بچے پنگھوڑے میں بولے: صاحب جریج، عیسیٰ علیہ السلام اور صاحب الجشیہ۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چار بچے پنگھوڑے میں بولے: عیسیٰ علیہ السلام، صاحب یوسف، صاحب جریج اور فرعون کی بیٹی کو کنگھی کرنے والی عورت کا بچہ۔

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ؕ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا ﴿۳۰﴾ وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَیْنَ مَا كُنْتُ ۪ وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا ﴿۳۱﴾ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَ لَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ﴿۳۲﴾ وَ السَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 339 (31879)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

يَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ﴿۳۳﴾

"(اچانک) وہ بچہ بول پڑا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور اس نے مجھے نبی بنایا ہے۔ اور اسی نے مجھے بابرکت کیا ہے جہاں کہیں بھی میں ہوں اور اسی نے مجھے حکم دیا ہے نماز ادا کرنے کا اور زکوٰۃ دینے کا جب تک میں زندہ رہوں۔ اور مجھے خدمت گزار بنایا ہے اپنی والدہ کا اور اس نے نہیں بنایا مجھے جابر (اور) بدبخت۔ اور سلامتی ہو مجھ پر جس روز میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا اور جس دن مجھے اٹھایا جائے گا زندہ کر کے"۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس نے فیصلہ فرمایا ہے کہ میں اس طرح ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے الانجیل پڑھی اور اسے اپنی والدہ کے بطن میں ہی یاد کر لیا تھا۔ اسی لیے فرمایا قَالَ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰىنِيَ الْكِتٰبَ الخ۔

امام الاسماعیلی نے معجم میں، ابونعیم نے الحلیہ میں، ابن لال نے مکارم الاخلاق میں، ابن مردویہ اور ابن النجار نے تاریخ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول وَّجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے مجھے لوگوں کے لیے نفع دینے والا بنایا ہے میں جہاں بھی ہوں۔

ابن عدی اور ابن عساکر نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُبٰرَكًا کا معنی معلم اور مؤدب فرمایا ہے۔(1)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُبٰرَكًا کا معنی خیر کا معلم روایت کا ہے۔ ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ شخص جو لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتا ہے اس کے لیے ہر جانور استغفار کرتا ہے حتیٰ کہ سمندر میں مچھلیاں بھی اسکے لیے استغفار کرتی ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے مُبٰرَكًا کا معنی ہادیا مهدیا (ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ) روایت کیا ہے۔

امام بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد سے مُبٰرَكًا کا معنی لوگوں کو نفع دینے والا روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نوف سے روایت کیا ہے کہ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ فرما کر ظاہر فرمایا کہ میرا باپ نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شَقِيًّا کا معنی نافرمان روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے جَبَّارًا شَقِيًّا وہ ہوتا ہے جو غضب کی طرف متوجہ رہتا ہے (یعنی جس پر ہر وقت غصہ سوار رہتا ہے)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت العوام بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جسے تم نافرمان پاؤ گے اسے تم جابر بھی پاؤ گے پھر یہ آیت پڑھی وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِيْ ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 360، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن آدم کے احتیاج کے اوقات تین ہیں، جس دن پیدا ہوتا ہے، جس دن فوت ہوتا ہے، جس دن دوبارہ اٹھایا جائے گا، ان تینوں اوقات کا عیسیٰ علیہ السلام نے ذکر کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان تین آیات کے ساتھ بولنے کے بعد نہ بولے حتی کہ اس عمر کو پہنچ گئے جب بچے عام طور پر بولنا شروع کر دیتے ہیں۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت ابوسعید الخدری ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی زبان کو بچپن میں بولنے کی توفیق بخشی۔ پس آپ نے تین مرتبہ کلام کیا حتی کہ آپ اس عمر کو پہنچ گئے جب بچے بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد فرمائی جس کی مثال کانوں نے سنی بھی نہ تھی جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بولنے کی توفیق مرحمت فرمائی تھی۔ آپ نے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرمائی تھی: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْقَرِيْبُ فِيْ عُلُوِّكَ، الْمُتَعَالِيْ فِيْ دُنُوِّكَ، الرَّفِيْعُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ خَلْقِكَ اَنْتَ الَّذِيْ نَفَذَ بَصَرُكَ فِيْ خَلْقِكَ وَحَارَتِ الْاَبْصَارُ دُوْنَ النَّظَرِ اِلَيْكَ، اَنْتَ الَّذِيْ اَشْرَقَتْ بِضَوْءِ نُوْرِكَ دُجَى الظَّلَامِ وَ تَلَأْلَأَتْ بِعَظَمَتِكَ اَرْكَانُ الْعَرْشِ نُوْرًا فَلَمْ يَبْلُغْ اَحَدٌ بِصِفَتِهٖ صِفَتَكَ فَتَبَارَكْتَ اَللّٰهُمَّ خَالِقَ الْخَلْقِ بِعِزَّتِكَ مُقَدِّرَ الْاُمُوْرِ بِحِكْمَتِكَ مُبْتَدِئَ الْخَلْقِ بِعَظَمَتِكَ۔ اے اللہ تو اپنے مقام رفیع کے باوجود قریب ہے، اپنے قرب کے باوجود بلند ہے، اپنی مخلوق سے تو بلند ہے، تو وہ ہے جس کی نظر اپنی تمام مخلوق پر ہے، اور تیرے دیکھے بغیر آنکھیں حیران ہیں، تو وہ ہے جس نے اپنے نور سے تاریکیوں کو منور کیا، تو نے اپنی عظمت کے عرش کے ارکان کو روشن کیا، کوئی بھی اپنی صفت کے ساتھ تیری صفت تک نہ پہنچ سکا، تو بابرکت ہے، اے اللہ! اے اپنی عزت کے سبب مخلوق کے خالق! اے اپنی حکمت کے سبب امور کا اندازہ فرمان والے، اے اپنی عظمت کے ساتھ مخلوق کو پیدا فرمانے والے!۔

اس حمد کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان کو روک لیا حتی کہ آپ اس عمر کو پہنچ گئے جب بچے گفتگو کرتے ہیں۔(2)

ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ ۝۳۴ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۳۵ وَ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝۳۶ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۳۷

"یہ ہے عیسیٰ بن مریم (اور یہ ہے وہ) سچی بات جس میں لوگ جھگڑ رہے ہیں۔ یہ زیبا ہی نہیں اللہ تعالیٰ کو کہ وہ کسی

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 361، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 362

کو اپنا بیٹا بنائے۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ فیصلہ فرما دیتا ہے کسی کام کا تو بس صرف اتنا حکم دیتا ہے اس کے لیے ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی سو اسی کی عبادت کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر کئی گروہ آپس میں اختلاف کرنے لگے پس ہلاکت ہے کفار کے لیے اس دن کی حاضری سے جو بہت بڑا ہے''۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ کے تحت روایت کیا ہے: الْحَقِّ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے الَّذِيْ فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ کے تحت روایت کیا ہیں فرماتے ہیں: بنو اسرائیل جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے سے چار آدمی نکالے، ہر گروہ کا عالم نکالا گیا۔ پس انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے کے وقت مشورہ کیا۔ ایک گروہ نے کہا وہ اللہ ہے زمین پر اترا تھا۔ اس نے زندہ کیا جس کو زندہ کیا اور موت دی جس کو موت دی پھر وہ آسمان کی طرف چڑھ گیا۔ یہ یعقوبیہ فرقہ ہے۔ باقی تینوں افراد نے کہا انہوں نے جھوٹ بولا۔ پھر ان میں سے دو نے تیسرے گروہ سے کہا تم عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرو، اس نے کہا وہ اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ نسطوریہ ہیں۔ دو نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا تم ان کے بارے اپنی رائے پیش کرو۔ اس نے کہا وہ تین میں سے تیسرا ہے۔ اللہ الٰہ ہے عیسیٰ الٰہ ہے اور اس کی والدہ بھی الٰہ ہے۔ یہ اسرائیلیہ ہیں۔ یہ نصاریٰ کے بادشاہ ہیں، چوتھے نے کہا تو نے جھوٹ بولا۔ وہ اللہ کے بندے، اس کے رسول اور اس کی روح ہیں۔ اس کے کلمۃ سے ہیں۔ یہ مسلمان ہیں، پس ہر طبقہ کے پیروکار ہیں۔ انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا تو وہ مسلمانوں پر غالب آ گئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ (آل عمران: 21) ''وہ قتل کرتے ہیں انہیں جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتے ہیں''۔ قتادہ فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ۔ فرماتے ہیں: انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے اختلاف کیا اور وہ گروہوں میں بٹ گئے، لوگوں نے اختلاف کیا۔ ایک مسلمان نے کہا میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام کھانا کھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کھانا نہیں کھاتا؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام سوتے تھے اور اللہ نہیں سوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، پس مسلمان ان سے جھگڑے، پس قوم چلی گئی، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ اس وقت یعقوبیہ غالب آ گئے اور مسلمانوں کو مصیبت پہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے قرآن نازل کیا: فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾ (مریم) پس ہلاکت ہے کفار کے لیے ان دن کی حاضری سے جو بہت بڑا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَحْزَابُ سے مراد اہل کتاب ہیں۔

اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 359 (1765)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَ هُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّ هُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَ مَنْ عَلَيْهَا وَ اِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾

"(اس دن) یہ خوب سننے لگیں گے اور خوب دیکھنے لگیں گے جس دن آئیں گے ہمارے پاس لیکن یہ ظالم آج تو کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور اے نبی کریم آپ ڈرایئے انہیں حسرت وندامت کے دن سے جب ہر بات کا فیصلہ کردیا جائے گا اور آج یہ لوگ غفلت میں ہیں اور یہ ایمان نہیں لاتے۔ یقیناً ہم ہی وارث ہوں گے زمین کے اور جو کچھ اس کے اوپر ہے اور ہماری طرف ہی سب لوٹائے جائیں گے"۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ کے تحت روایت کیا ہے کہ کفار آج کچھ سنتے اور دیکھتے نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن خوب سنیں گے اور خوب دیکھیں گے۔

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی قوم کو سناؤ اور اپنی قوم کو دکھاؤ۔ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا فرماتے ہیں یہاں یوم سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اَسْمِعْ بِهِمْ وَ اَبْصِرْ ۙ يَوْمَ يَاْتُوْنَنَا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس سے مراد قیامت کا دن ہے وہ سنیں گے لیکن اس وقت سننا نفع بخش نہ ہوگا۔ وہ دیکھیں گے لیکن ان کا دیکھنا قابل نفع نہ ہوگا۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابویعلی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے تو موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا۔ اسے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا، پھر ارشاد ہوگا اہل جنت! کیا تم اسے جانتے ہو وہ جھانکیں گے اور دیکھیں گے اور کہیں گے ہاں یہ موت ہے، تمام اس کو دیکھ لیں گے۔ پھر ارشاد ہوگا اے دوزخیو! کیا تم اسے پہچانتے ہو وہ جھانک کر دیکھیں گے اور کہیں گے ہاں یہ موت ہے۔ تمام اسے دیکھ لیں گے، پھر موت کو ذبح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ ارشاد ہوگا اے جنتیو! تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا ہے، موت نہیں ہوگی۔ اے دوزخیو! تم نے دوزخ میں ہمیشہ رہنا ہے، اب تمہیں موت نہیں آئے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ الخ ہاتھ سے اشارہ فرمایا اور فرمایا اہل دنیا غفلت میں ہیں۔(2)

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ کے متعلق فرمایا: اہل جنت کو ندا دی جائے گی۔ پس وہ جھانکنے لگیں گے، دوزخیوں کو ندا دی جائے گی۔ وہ جھانکیں گے اور دیکھیں

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 360 (1766)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 152 (61-60)، دارالکتب العلمیہ بیروت

گے ارشاد ہوگا کیا تم اسے جانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں۔ پھر موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا اور ارشاد ہوگا، یہ موت ہے، اسے ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ارشاد ہوگا اے جنتیو! تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا ہے۔ اب موت نہیں آئے گی۔ اے دوزخیو! تمہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے تمہیں موت نہیں آئے گی۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ الخ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کو چتکبرے مینڈھے کی شکل دے گا پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا دوزخی جو موت کی امید رکھتے ہوں گے۔ وہ اس سے مایوس ہو جائیں گے۔ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کیوجہ سے انہیں حسرت لاحق ہوگی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو موت چتکبرے مینڈھے کی شکل میں آئے گی حتی کہ جنت اور دوزخ کے درمیان اسے ٹھہرایا جائے گا۔ پھر ندا کرنے والا ندا دے گا اے اہل جنت! یہ موت ہے جو دنیا میں لوگوں کو مارتی تھی۔ پس جنت میں بلند درجہ والے اور نچلے درجے والے لوگوں میں سے ہر شخص موت کو دیکھ لے گا۔ پھر ندا دے گا اے دوزخیو! یہ موت ہے جو دنیا میں لوگوں کو مارتی تھی۔ پس دوزخ کے گڑھوں میں اور اسفل ترین مقام پر رہنے والے سب اسے دیکھ لیں گے۔ پھر جنت اور دوزخ کے درمیان موت کو ذبح کیا جائے گا۔ پھر اعلان ہوگا اے جنتیو! تمہیں ہمیشہ جنت میں رہنا ہے، اے دوزخیو! تمہیں ہمیشہ دوزخ میں رہنا ہے۔ اہل جنت اتنے خوش ہوں گے کہ اگر کوئی خوشی سے مر جاتا تو وہ بھی مر جاتے اور دوزخی اتنے پریشان ہوں گے کہ اگر کوئی پریشانی سے مرتا تو یہ مر جاتے۔ اس کی طرف یہ ارشاد اشارہ کرتا ہے: وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ فرماتے ہیں: جب موت کو ذبح کیا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت علی کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ يَوْمَ الْحَسْرَةِ قیامت کے دن کے اسماء میں سے ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (الزمر: 56)۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے کوفہ کے عامل کو یہ خط لکھا حمد و ثناء کے بعد۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو جب پیدا کیا اس وقت سے ان پر موت کو لکھ دیا ہے۔ پس اس کی طرف سب کے لوٹنے کی جگہ ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو اپنے علم سے اپنی سچی کتاب میں نازل کیا اور ملائکہ کو اپنی مخلوق پر گواہ بنایا۔ اس میں یہ ہے کہ وہ زمین کا مالک ہے اور جو کچھ اس پر ہے اس کا بھی وہی مالک ہے اور اسی کی طرف لوٹیں گے۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 104   2۔ ایضاً

سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾
يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ
وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ
لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ
رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ﴿٤٧﴾ وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ
اَدْعُوْا رَبِّيْ ۡ عَسٰٓى اَلَّآ اَكُوْنَ بِدُعَاۗءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا
يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا
نَبِيًّا ﴿٤٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿٥٠﴾

"اور ذکر کیجئے آپ کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا وہ بڑا راست باز نبی تھا۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ سے کہ اے میرے باپ! تو کیوں عبادت کرتا ہے اس کی جو نہ کچھ سنتا ہے اور نہ کچھ دیکھتا ہے اور نہ تجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اے میرے باپ! بے شک آیا ہے میرے پاس وہ علم جو تیرے پاس نہیں آیا اس لیے تو میری پیروی کر میں دکھاؤں گا تجھے سیدھا راستہ۔ اے باپ! شیطان کی پوجا نہ کیا کر، بے شک شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔ اے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھے پہنچے عذاب (خدائے) رحمٰن کی طرف سے تو تو بن جائے شیطان کا ساتھی۔ باپ نے کہا: کیا روگردانی کرنے والا ہے تو میرے خداؤں سے اے ابراہیم؟ اگر تم باز نہ آئے تو میں تمہیں سنگسار کردوں گا اور دور ہو جاؤ میرے سامنے سے کچھ عرصہ۔ ابراہیم نے (جواب میں) کہا سلام ہو تم پر، میں مغفرت طلب کروں گا تیرے لیے اپنے رب سے۔ بے شک وہ مجھ پر بے حد مہربان ہے۔ اور میں الگ ہو جاؤں گا تم سے اور (ان سے بھی) جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور میں اپنے رب کی عبادت کروں گا، مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کی برکت سے نامراد نہیں رہوں گا۔ پس جب وہ جدا ہو گیا ان سے اور جن کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تو عطا فرمایا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب اور سب کو ہم نے نبی بنایا۔ اور ہم نے عطا فرمائیں انہیں اپنی رحمت سے (طرح طرح کی نعمتیں) اور ہم نے ان کے لیے سچی اور دائمی تعریف کی آواز بلند کر دی"۔

امام ابونعیم اور دیلمی نے حضرت انس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: والد کا اپنے بچے پر حق ہے کہ وہ اس طرح پکارے جس طرح ابراہیم نے اپنے باپ کو پکارا تھا اے میرے باپ! باپ کا نام لے کر نہ پکارے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَاَرْجُمَنَّكَ کا معنی لَاَشْتُمَنَّكَ (گالی دینا) روایت کیا ہے اور مَلِيًّا کا معنی وقت ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا فرماتے ہیں تو صحیح وسلامت مجھ سے دور ہو جا اس سے پیشتر کہ میری طرف سے تجھے کوئی تکلیف پہنچے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَلِيًّا کا معنی سَالِمًا روایت کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَلِيًّا کا معنی حِينًا (وقت) روایت کیا ہے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع رحمہ اللہ نے ان سے کہا الملی کا کیا مطلب ہے؟ ابن عباس نے فرمایا طویل عرصہ، اسی معنی میں یہ لفظ امہلہل نے استعمال کیا ہے۔

وَتَصَدَّعَتْ شُمُّ الْجِبَالِ لِمَوْتِهِ وَبَكَتْ عَلَيْهِ الْمُرْمَلَاتُ مَلِيًا

''اور اسی موت کی وجہ سے پہاڑوں کے سر پھٹ گئے اور اس پر طویل عرصہ بیوہ عورتیں روتی رہیں''۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے حَفِيًّا کا معنی لطیفاً روایت کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حَفِيًّا کا معنی حضرت مجاہد سے یہ روایت کیا ہے: وہ ہمیشہ اس کی دعا کو قبول کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَ هَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اس کو اسحٰق بیٹا اور یعقوب پوتا عطا فرمایا۔

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لِسَانَ صِدْقٍ سے مراد اچھی ثناء ہے۔(4)

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰۤى ٘ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۱ وَ نَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝۵۲ وَ وَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝۵۳

''اور ذکر فرمایئے کتاب میں موسیٰ کا بے شک وہ (اللہ کے) چنے ہوئے تھے اور رسول و نبی تھے۔ اور ہم نے انہیں پکارا طور کی دائیں جانب سے اور ہم نے انہیں قریب کیا راز کی باتیں کرنے کے لیے۔ اور ہم نے بخشا انہیں اپنی خاص رحمت سے ان کا بھائی ہارون جو نبی تھا''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 108 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 360 (1768)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 109

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مُخْلَصًا کو لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا کے تحت روایت کیا ہے: صرف نبی وہ ہوتا ہے جس سے کلام کی جاتی ہے، اس پر کلام کا نزول ہوتا ہے اور اسے کسی قوم کی طرف بھیجا نہیں جاتا۔

ابن ابی حاتم کے الفاظ اس طرح ہیں انبیاء وہ ہوتے ہیں: جو رسول نہیں ہوتے، ان کی طرف وحی کی جاتی ہے اور انہیں کسی قوم کی طرف بھیجا نہیں جاتا اور رسل وہ انبیاء ہوتے ہیں جن کی طرف وحی کی جاتی ہے اور انہیں کسی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ کے تحت روایت کیا ہے کہ پہاڑ کی دائیں جانب۔ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا یعنی اس کے صدق اور سچائی کی وجہ سے انہیں یہ قرب بخشا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ایسا قرب بخشا کہ آپ قلم کے چلنے کی آواز سنتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اتنا قرب بخشا کہ قلم الٰہی تختیوں پر تورات کو لکھتا تھا تو اس کے چلنے کی آواز سنتے تھے۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل نے موسیٰ علیہ السلام کو پیچھے بیٹھایا حتی کہ تورات لکھتے وقت قلم الٰہی کے چلنے کی آواز سنی۔

امام ابن ابی حاتم نے السدی سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو آسمان میں داخل کیا اور کلام کی۔

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد سے وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان ستر ہزار حجابات ہیں حجاب نور، حجاب ظلمت، حجاب نور، حجاب ظلمت، حجاب نور، حجاب ظلمت۔ موسیٰ علیہ السلام قریب ہوتے گئے حتی کہ موسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کے درمیان صرف ایک حجاب رہ گیا، جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی عظمت دیکھی اور قلم کے چلنے کی آواز سنی تو عرض کی: رَبِّ اَرِنِيْۤ اَنْظُرْ اِلَيْكَ (الاعراف: 143)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ہناد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وہ قرب عطا کیا کہ جب لوح پر قلم لکھتا تھا تو انہوں نے اسکے چلنے کی آواز سنی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن معد یکرب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو طور سیناء پر قرب خاص عطا فرمایا تو فرمایا اے موسیٰ! جب میں نے تیرے لیے شکر گزار دل، ذاکر زبان پیدا کی ہے اور تجھے ایسی بیوی عطا کی ہے جو ہر نیکی پر تیری معاون ہے اور میں نے تجھ سے کوئی خیر بھی بچا کر نہیں رکھی اور جس سے یہ چیزیں میں بچا لوں تو میں اس کے لیے خیر کا کوئی دروازہ نہیں کھولتا۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 360 (70-1769)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 111

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے وَ وَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہارون علیہ السلام عمر میں موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے لیکن موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ہارون علیہ السلام کو نبوت بخشی گئی۔(1)

وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ٘ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّاۚ۝۵۴ وَ كَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا۝۵۵

''اور ذکر کیجئے کتاب میں اسماعیل کو، بے شک وہ وعدے کے سچے تھے اور رسول (اور) نبی تھے۔ اور وہ حکم دیا کرتے تھے اپنے گھر والوں کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا اور اپنے رب کے نزدیک بڑے پسندیدہ تھے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ عن کعب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت اسماعیل اللہ کے نبی تھے جن کا اللہ تعالیٰ نے صادق الوعد کی صفت سے ذکر فرمایا ہے۔ وہ ایسے شخص تھے جن کی طبیعت میں تیزی تھی۔ اللہ کے دشمنوں سے ہر وقت جہاد میں مصروف رہتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں پر فتح عطا فرمائی تھی، آپ کفار سے سخت جنگ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ آپ کا سر چھوٹا تھا، گردن موٹی تھی، ہاتھ اور پاؤں لمبے تھے، جب آپ کھڑے ہوتے تھے تو آپ کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچتے تھے، آنکھیں چھوٹی تھیں، ناک لمبی تھی، کندھے چوڑے تھے، انگلیاں لمبی تھیں۔ مخلوق کے سامنے رہتے تھے۔ کفار پر نہایت سخت اور شدید تھے، اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور آپ کی زکوٰۃ، مالوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا تھا۔ آپ کسی سے کوئی وعدہ کرتے تو اسے ضرور پورا کرتے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو صادق الوعد فرمایا۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اپنے رب سے اسماعیل نے جو وعدہ کیا اسے پورا فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان الثوری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کا ایک ساتھی مل کر ایک شہر میں آئے۔ آپ کے ساتھی نے آپ سے کہا یا تو میں بیٹھتا ہوں تم شہر میں جاؤ اور زاد راہ خرید کر لاؤ یا میں جاتا ہوں اور میں کھانا وغیرہ خرید کر لاتا ہوں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا تم جاؤ میں یہاں بیٹھ کر تمہارا انتظار کرتا ہوں۔ پس وہ شہر میں داخل ہوا اور بھول گیا اور پھر باہر چلا گیا۔ پورا سال آپ اس کے انتظار میں بیٹھے رہے۔ سال کے بعد وہ شخص گزرا تو اس نے کہا آپ ابھی تک یہاں ہیں؟ حضرت اسماعیل نے فرمایا: میں نے تجھے کہا تھا کہ میں تیرے آنے تک یہاں رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ الخ۔

امام ابن جریر نے سہل بن سعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اسماعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے آنے کا وعدہ کیا تو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 111
2۔ مستدرک حاکم، جلد 20، صفحہ 04-603، دار الکتب العلمیہ بیروت

شخص بھول گیا۔ حضرت اسماعیل سارا دن بھی وہاں ٹھہرے رہے اور رات بھی ٹھہرے رہے حتی کہ وہ شخص دوسرے دن آیا۔ اس نے کہا آپ یہاں سے نہیں گئے۔ حضرت اسماعیل نے فرمایا: نہیں۔ اس شخص نے کہا: میں بھول گیا تھا (معذرت!) حضرت اسماعیل نے فرمایا: میں کبھی بھی تیرے آنے سے پہلے یہاں سے نہ جاتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ۔(1)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد سے اسماعیل کو چنا اور اسماعیل کی اولاد سے کنانہ کو چنا۔(2)

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں قیامت کے روز بارہ انبیاء میں مخلوق کا سردار ہوں گا۔ ان انبیاء میں سے ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب بھی ہیں۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے پہلے جس نے عربی بولی اور کتاب کو اپنے لفظ اور کلام پر لکھا پھر اسے ایک کتاب بنایا مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حتی کہ اس کی اولاد نے اس کے درمیان جدائی کی، وہ شخص حضرت اسماعیل تھے۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن بشیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے محمد بن علی سے پوچھا کہ سب سے پہلے عربی کس نے بولی، تو محمد بن اسماعیل نے فرمایا: اسماعیل بن ابراہیم نے بولی تھی جب کہ آپ تیرہ سال کے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اس سے پہلے لوگ کون سی زبان بولتے تھے؟ انہوں نے فرمایا عبرانی۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت الواقدی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے بہت سے اہل علم سے روایت کیا ہے کہ حضرت اسماعیل کو پیدائش کے دن سے ہی عربی زبان الہام کی گئی تھی۔ ابراہیم کی تمام اولاد ابراہیم علیہ السلام کی لغت پر تھی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت علی بن رباح اللخمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام عرب حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کی قبر میزاب کے نیچے بیت اللہ اور حجر اسود کے درمیان ہے۔

وَ اذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾

"اور ذکر فرمائیے کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا، بے شک وہ بڑے راست باز تھے (اور) نبی تھے۔ اور ہم نے بلند کیا تھا انہیں بڑے اونچے مقام تک"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 112، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفضائل، جلد 16، صفحہ 29 (2276) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم جلد 2، صفحہ 602، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ طبقات کبریٰ از ابن سعد، جلد 1، صفحہ 50، دار صادر بیروت

امام الحکم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ادریس علیہ السلام طویل القامت، ضخم البطن، عریض الصدر تھے، جسم پر بال قلیل تھے اور سر پر بال کثیر تھے۔ ایک آنکھ دوسری آنکھ سے بڑی تھی۔ آپ کے سینہ پر ایک سفید داغ تھا جو برص کا نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جب اہل زمین کا ظلم اور احکام الٰہی میں حدود سے تجاوز دیکھا تو ادریس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چھٹے آسمان پر اٹھالیا۔ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا سے یہی مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام سے پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔ انہوں نے انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے اور ان اعمال پر عمل کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور ہر ٹک پر سبحان اللہ کہتے تھے۔ اور شام کرتے تو زمین پر کوئی شخص ان سے از روئے عمل افضل نہ ہوتا، ایک دن ایک فرشتہ نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی اور عرض کی یا رب! مجھے حضرت ادریس سے ملنے کی اجازت دی جائے، اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت مرحمت فرما دی، وہ فرشتہ حضرت ادریس کے پاس آیا اور سلام کیا اور کہا: میں تم سے باتیں کرنے آیا ہوں، آپ نے فرمایا تو مجھ سے کیسے باتیں کرے گا۔ تو فرشتہ ہے اور میں انسان ہوں، پھر حضرت ادریس نے اس سے پوچھا کیا تیرا حضرت ملک الموت سے کوئی رشتہ، ناطہ ہے؟ فرشتے نے کہا وہ فرشتوں میں سے میرا بھائی ہے۔ حضرت ادریس نے کہا: کیا تو اس سے میری موت میں تاخیر کرا سکتا ہے؟ اس فرشتے نے کہا موت میں تقدیم وتاخیر تو ممکن نہیں ہے لیکن میں آپ کی خاطر ان سے بات کرتا ہوں، وہ آپ سے موت کے وقت نرمی کرے گا، اس فرشتے نے کہا تو میرے پروں کے درمیان سوار ہو جا، حضرت ادریس سوار ہو گئے، وہ فرشتہ انہیں اوپر والے آسمان پر لے گیا۔ ملک الموت نے حضرت ادریس سے اس فرشتے کے پروں کے درمیان ملاقات کی۔ فرشتے نے کہا اے ملک الموت! مجھے آپ سے ایک گزارش کرنی ہے، ملک الموت نے کہا مجھے آپ کی حاجت معلوم ہے، تم مجھ سے حضرت ادریس کے بارے بات کرنا چاہتے ہو۔ اس کا تو صحیفہ (حیات) سے نام مٹ چکا ہے اور اس کی زندگی تو فقط آنکھ جھپکنے کی دیر رہ گئی ہے، حضرت ادریس فرشتے کے پروں کے درمیان ہی فوت ہو گئے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت کعب سے حضرت ادریس علیہ السلام کے بلند مرتبہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: حضرت ادریس علیہ السلام ایک متقی شخص تھے۔ ان کا اتنا عمل بلند ہوتا جتنا کہ دنیا کے تمام لوگوں کا بلند ہوتا۔ ود فرشتہ بہت متعجب ہوا جس کے ذریعے آپ کا عمل بلند ہوتا تھا۔ اس فرشتہ نے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی اور عرض کی اے رب! مجھے اجازت مرحمت فرما کہ میں تیرے اس بندے کی زیارت کروں اسے اجازت دی گئی۔ وہ فرشتہ نیچے آیا اور کہا اے ادریس! مبارک ہو آپ کا اتنا نیک عمل بلند ہوتا ہے کہ اتنا تو تمام اہل زمین کا بھی بلند نہیں ہوتا۔ حضرت ادریس نے پوچھا تجھے کیسے علم ہے؟ اس نے کہا میں ایک فرشتہ ہوں اور میں اس دروازے پر ہوتا ہوں جس دروازے سے آپ کا عمل بلند ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تو فرشتہ ہے

تو کیا تو میری ملک الموت کے پاس سفارش نہیں کرے گا تا کہ وہ میری مدت حیات میں تاخیر کر دے تا کہ میں عبادت الٰہی اور شکر الٰہی زیادہ کر لوں۔ فرشتے نے کہا جب کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کسی نفس کو مؤخر نہیں فرماتا، آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے لیکن میں نے اپنے آپ کو تسلی دینے کے لیے ایسا کیا ہے، فرشتے نے آپ کو اپنے پروں پر اٹھایا اور آسمان کی طرف لے گیا اور اس نے ملک الموت سے کہا یہ ایک متقی شخص ہے، نبی ہے، اس کا اتنا عمل صالح بلند ہوتا ہے کہ اتنا تمام اہل زمین کا بھی بلند نہیں ہوتا۔ ان کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی، میں نے اس سے ملاقات کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی۔ جب میں نے اس کو عمل کی بشارت دی تو اس نے مجھ سے سوال کیا کہ میں اس کے لیے آپ سے سفارش کروں کہ تم اس کی مدت حیات میں تاخیر کر دو تا کہ یہ شکر اور عبادت زیادہ کرے۔ ملک الموت نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتے نے کہا وہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ ملک الموت نے اپنی کتاب میں دیکھا حتیٰ کہ انکے نام سے گزرے تو کہا اللہ کی قسم! ادریس کی عمر میں سے تو کچھ بھی باقی نہیں ہے، اس نے اسے مٹا دیا اور حضرت ادریس آسمان پر ہی وصال فرما گئے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ چھٹے آسمان پر اٹھائے گئے اور وہاں ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

امام ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہمیں حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں نے ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر دیکھا۔ (2)

ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ وہ چوتھے آسمان میں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ربیع نے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اسی طرح اٹھائے گئے جس طرح عیسیٰ علیہ السلام اٹھائے گئے تھے اور وہ فوت نہیں ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن سند کے ساتھ ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ادریس ہی الیاس علیہ السلام ہیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت عمر مولیٰ غفرہ رحمہ اللہ سے اور وہ مرفوعاً بیان کرتے تھے کہ حضرت ادریس علیہ السلام متقی اور پاک آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ تین دن لوگوں کو خیر کی تعلیم دیتے اور چار دن زمین کی سیاحت کرتے اور اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرتے۔ اتنا ان کا نیک عمل بلند ہوتا جتنا کہ تمام انسانوں کا بلند ہوتا تھا۔ ملک الموت آپ سے رضائے الٰہی کے لیے محبت کرتے تھے۔ جب آپ سیاحت کے لیے نکلے تو ملک الموت ان کے پاس آ گیا، اس نے کہا اے اللہ کے نبی! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی صحبت و معیت کی اجازت عطا فرمائیں، حضرت ادریس علیہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 341 (31883)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 8، صفحہ 511، دار الفکر بیروت

السلام آپ کو جانتے نہیں تھے۔ اس لیے فرمایا تو میری سنگت نہیں نبھا سکے گا۔ حضرت ملک الموت نے کہا کیوں نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائے گا، ملک الموت آپ کے ساتھ اسی دن نکلے حتیٰ کہ دن کے آخر میں حضرت ادریس ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس سے گزرے، ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! ہمیں معلوم نہیں ہے کہ ہماری شام کہاں ہو جائے گی، اگر ہم ان بکریوں میں سے ایک بکری کا بچہ پکڑ لیں، تا کہ ہم اس سے روزہ افطار کریں۔ حضرت ادریس نے کہا۔ پھر اس قسم کی بات نہ کرنا تو مجھے ناجائز مال کی دعوت دے رہا ہے، جہاں ہماری شام ہو گی وہاں اللہ تعالیٰ ہمیں رزق عطا فرمادے گا۔ جب شام ہوئی اللہ تعالیٰ نے وہ رزق بھیج دیا جو پہلے ان کے پاس آتا تھا۔ حضرت ادریس نے ملک الموت سے کہا آؤ اور کھاؤ۔ ملک الموت نے کہا اللہ کی قسم! جس نے آپ کو نبوت سے نوازا ہے مجھے بھوک نہیں ہے، حضرت ادریس نے کھانا کھایا پھر دونوں نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت ادریس سست پڑ گئے تھک گئے، اکتا گئے اور اونگھنے لگے لیکن ملک الموت پر اس قسم کی کوئی کیفیت طاری نہ ہوئی، حضرت ادریس کو اس پر بڑا تعجب ہوا۔ فرمایا میرا خیال تھا کہ میں تمام لوگوں سے زیادہ عبادت کی طاقت رکھتا ہوں لیکن یہ شخص تو مجھ سے بھی زیادہ طاقت ور ہے۔ جب آپ نے اس کی یہ کیفیت دیکھی تو اپنی عبادت کو حقیر سمجھنے لگے۔ پھر صبح ہوئی تو دونوں چلتے رہے، جب دن کا آخر ہوا تو دونوں انگوروں کے باغ سے گزرے۔ ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! اگر ہم اس باغ سے کچھ انگور لے لیں (تو بہتر ہوگا) کیونکہ معلوم نہیں شام کہاں ہو جائے۔ حضرت ادریس نے فرمایا میں نے تجھے ایسے عمل سے منع نہیں کیا تھا۔ جہاں ہماری شام ہو گی اللہ تعالیٰ ہمارا رزق بھیج دے گا۔ شام ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رزق بھیج دیا۔ حضرت ادریس نے کھایا ملک الموت سے کہا آؤ، کھاؤ۔ انہوں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو شرف نبوت سے نوازا! مجھے اشتیاق نہیں ہے، حضرت ادریس بڑے متعجب ہوئے۔ پھر دونوں رات کو نماز پڑھنے لگے۔ حضرت ادریس پہلے کی طرح تھک گئے، اکتا گئے اور ڈھیلے ہو گئے لیکن ملک الموت پر اس قسم کی کوئی کیفیت طاری نہ ہوئی، اس وقت حضرت ادریس نے ملک الموت سے کہا تم اللہ کی قسم! آدم کی اولاد سے نہیں ہو۔ اس وقت ملک الموت نے کہا ہاں میں آدم کی اولاد سے نہیں ہوں، حضرت ادریس نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ ادریس علیہ السلام نے کہا تجھے میرے بارے حکم دیا گیا ہے؟ حضرت ملک الموت نے کہا اگر مجھے آپ کے متعلق حکم دیا گیا ہوتا تو میں کبھی آپ کو مہلت نہ دیتا، میں فقط اللہ کی رضا کے لیے آپ سے محبت کرتا ہوں، میں نے اسی کی خاطر آپ سے سنگت اختیار کی ہے، حضرت ادریس علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا اے ملک الموت! تو تین دن اور تین راتوں سے میرے ساتھ ہے، تو نے اس وقت کسی کی روح قبض نہیں کی؟ ملک الموت نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے نبی! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو شرف نبوت سے سرفراز فرمایا! میں آپ کے ساتھ ہوں جب سے آپ نے دیکھا ہے میں نفس کی روح قبض کرتا ہوں جس کا مجھے حکم ملتا ہے، خواہ وہ زمین کے مشرق میں ہو یا مغرب میں ہو اور میرے نزدیک یہ ساری دنیا اس دستر خوان کی مانند ہے جو کسی شخص کے سامنے پڑا ہوتا ہے، وہ اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے جو چاہتا ہے اٹھا لیتا ہے۔ حضرت ادریس نے کہا اے ملک الموت! میں تجھ سے اسی ذات کے واسطہ سے سوال کرتا ہوتا ہوں جس کی وجہ سے تو نے مجھ سے محبت

کی ہے تو میری حاجت کو پورا کرے گا؟ ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! جو تو چاہتا ہے مجھ سے سوال کر۔ حضرت ادریس نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے موت کا ذائقہ چکھا دے۔ میری روح اور میرے جسم میں جدائی کر دے تا کہ میں موت کا ذائقہ چکھ لوں پھر تو میری روح لوٹا دے۔ ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اجازت طلب کی تو انہیں اجازت مل گئی، ملک الموت نے آپ کی روح قبض کر لی اور آپ کی روح اور جسم کے درمیان جدائی کر دی۔ ملک الموت نے آپ کا چہرہ جھاڑا اور کہا اے اللہ کے نبی! میں یہ تو نہیں چاہتا تھا کہ میری صحبت سے آپ کو ایسا حصہ ملے۔ جب ادریس علیہ السلام کو افاقہ ہوا تو ملک الموت نے پوچھا جناب! موت کا ذائقہ کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا اے ملک الموت! میں موت کے متعلق بات کرتا تھا اور سنتا تھا، یہ تو میرے بیان کرنے اور سننے سے بہت عظیم ہے، پھر کہا اے ملک الموت! مجھے آپ سے ایک اور کام ہے۔ ملک الموت نے کہا وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو مجھے دوزخ دکھا تا کہ میں اس کو سرسری نظر دیکھ لوں، ملک الموت نے کہا آپ کو آگ سے کیا غرض، مجھے امید ہے آپ اس کو نہیں دیکھیں گے اور آپ آگ والوں سے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بالکل درست ہے لیکن میں اس لیے دیکھنا چاہتا ہوں تا کہ اس کا خوف مجھ میں زیادہ ہو جائے۔ پس ملک الموت جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر گئے، کسی داروغے کو بلایا۔ انہوں نے جواب دیا اور پوچھا تو کون ہے؟ آپ نے فرمایا ملک الموت، جہنم کے دروغوں پر کپکپی طاری ہوگئی، پوچھا کیا ہمارے متعلق آپ کو حکم دیا گیا ہے؟ ملک الموت نے کہا اگر مجھے تمہارے متعلق حکم ملا ہوتا تو میں قطعاً تمہیں مہلت نہ دیتا، لیکن اللہ کے نبی حضرت ادریس علیہ السلام نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ تم اسے ایک نظر جہنم دکھاؤ۔ انہوں نے آپ کے لیے سوئی کے ناکے کے برابر کھولا تو اس کی اتنی گرمی اور لو آپ کو لگی کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ ملک الموت نے کہا اس کو بند کر دو۔ انہوں نے دوزخ کو بند کر دیا۔ پھر ملک الموت نے آپ کے چہرہ کو پونچھتے ہوئے کہا میں یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ آپ کو میری سنگت سے ایسا نصیبہ ملے۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا اے ملک الموت! میں دوزخ کے متعلق کہتا اور سنتا تھا لیکن یہ میرے کہنے اور سننے سے بہت عظیم ہے۔ پھر حضرت ادریس نے کہا: اے ملک الموت! میری ایک حاجت باقی ہے، ملک الموت نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا تو مجھے سرسری طور پر جنت دکھا دے، ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! مبارک ہو ان شاء اللہ آپ اہل جنت کے بہتر لوگوں میں سے ہیں۔ وہ آپ کی آرام گاہ اور لوٹنے کی جگہ ہے، حضرت ادریس نے کہا اے ملک الموت! میں اسے دیکھنا پسند کرتا ہوں تا کہ میرا اشتیاق اور شوق زیادہ ہو جائے۔ حضرت ملک الموت جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر گئے، اس کے نگرانوں کو بلایا۔ انہوں نے پوچھا تو کون ہے؟ فرمایا میں ملک الموت ہوں، فرشتوں پر کپکپی طاری ہوگئی، فرشتوں نے پوچھا کیا تمہیں ہمارا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا اگر مجھے تمہارا حکم ملا ہوتا تو میں کبھی تمہیں مہلت نہ دیتا لیکن اللہ کے نبی حضرت ادریس علیہ السلام نے سوال کیا ہے کہ وہ ایک نظر جنت کو دیکھ لیں، فرشتوں نے جنت کا دروازہ کھولا تو آپ کو اس کی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس ہوئی جو آپ کے دل میں بیٹھ گئی۔ آپ نے کہا اے ملک الموت! میں جنت میں داخل ہوتا اور اس کے پھل کھاتا اور اس کا پانی پینا چاہتا ہوں تا کہ میری رغبت اور طلب مزید بڑھ جائے، ملک الموت نے کہا داخل ہو جاؤ۔ آپ جنت میں گئے، اس

کے پھل کھائے اور اس کا پانی پیا۔ ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! اب جنت سے باہر تشریف لائیے آپ کی خواہش پوری ہوگئی ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے روز انبیائے کرام کی معیت میں یہاں لوٹائے۔ آپ جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کے تنے سے چمٹ گئے اور فرمایا میں تو باہر نہیں جاؤں گا۔ اگر تو چاہے کہ میں اس سلسلہ میں تجھ سے جھگڑا کروں تو میں آپ سے جھگڑا بھی کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی طرف پیغام بھیجا کہ اس سے جھگڑنے کا فیصلہ کر دے۔ ملک الموت نے کہا اے اللہ کے نبی! آپ کے پاس جھگڑے کی دلیل کیا ہے؟ حضرت ادریس نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کل نفس ذائقة الموت (ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے) میں موت کا ذائقہ چکھ چکا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ایک مرتبہ لازم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۝ (مریم) ''تم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا یہ تمہارے رب کا حتمی فیصلہ ہے''۔ تو میں اس میں وارد ہو چکا ہوں کیا میں بار بار جہنم پر وارد ہوں گا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر ایک ہی مرتبہ وارد ہونا لازم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اللہ جنت کے متعلق فرمایا وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝ (الحجر) جنتی جنت سے نہیں نکالے جائیں گے۔ کیا میں اس جگہ کو چھوڑ کر چلا جاؤں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی طرف وحی فرمائی کہ تیرا خصم میرا بندہ ادریس ہے، میرے عزت و جلال کی قسم! اس کے تخلیق کرنے سے پہلے میرے علم میں تھا کہ موت اس پر صرف ایک مرتبہ آئے گی جو یہ مر چکے ہیں اور یہ جہنم کو نہیں دیکھیں گے مگر ایک ورود جو یہ حاصل کر چکے ہیں اور وہ جنت میں اس گھڑی داخل ہوں گے جس گھڑی کہ یہ داخل ہوئے۔ اور یہ اس سے نکلنے والے نہیں ہیں۔ اے ملک الموت! اسے چھوڑ دے۔ انہوں نے تجھ سے جھگڑا کیا اور تجھ پر قوی دلیل کے ساتھ غالب آگئے ہیں۔ جب حضرت ادریس علیہ السلام کا جنت میں ٹھہرنا ثابت ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے جنت میں آپ کا دخول ساری مخلوق سے پہلے لازم کر دیا تو ملائکہ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہار تعجب کیا، عرض کی اے ہمارے پروردگار! ہم حضرت ادریس سے اتنے ہزار سال پہلے پیدا کیے گئے ہیں اور ہم نے آنکھ جھپکنے کی دیر بھی تیری نافرمانی نہیں کی تو نے حضرت ادریس کو تھوڑا عرصہ ہوا پیدا فرمایا۔ تو نے اس کو ہم سے پہلے جنت میں بھیج دیا ہے (اس کی کیا وجہ ہے؟) اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی طرف وحی بھیجی اے میرے ملائکہ! میں نے تمہیں اپنی عبادت، تسبیح اور اپنے ذکر کے لیے پیدا کیا ہے اور اسی ذکر و تسبیح میں تمہاری لذت رکھ دی ہے۔ میں نے تمہارے لیے کھانے پینے وغیرہ میں تمہاری لذت کو نہیں رکھا اور میں نے تمہیں ان چیزوں پر خود قوت بھی بخشی ہے اور میں نے زمین میں زینت، شہوت، لذت، گناہ اور محارم رکھ دیئے ہیں اور یہ بندۂ خدا ان تمام چیزوں سے فقط میری وجہ سے اجتناب کرتا رہا۔ اس نے میرے حکم کو اپنی خواہش پر ترجیح دی ہے، اس نے میری رضا اور محبت کو ترجیح دی ہے، تم میں سے جو حضرت ادریس کی جگہ پہنچنا چاہتا ہے وہ زمین پر اتر جائے، وہ حضرت ادریس جیسی میری عبادت کرے اور ادریس جیسے نیک اعمال کرے۔ اگر وہ ادریس جیسا عمل کرے گا تو میں اسے ادریس کی جگہ داخل کروں گا اور اگر وہ ایسا نہ کر سکا تو اس پر ظالمین کا ٹھکانا لازم ہوگا۔ ملائکہ نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہم ثواب کے متلاشی ہیں، ہم سزا نہیں چاہتے، ہم اپنے مکان و مرتبہ پر راضی ہیں جو تو نے ہمیں بخشا ہے اور ہم اس فضیلت پر شاداں و فرحاں ہیں جو تو نے ہمیں عطا فرمائی ہے۔

تین فرشتے ہاروت و ماروت اور ایک فرشتہ زمین پر آنے کے لیے راضی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اگر تم اس پر جمع ہو گئے ہو تو اس سے بچو، میں تمہیں، سب سے بڑے گناہ جو میرے نزدیک چار ہیں، ان کے علاوہ جو تم گناہ کرو گے، وہ میں تمہارے معاف کردوں گا اور اگر تم وہ چار گناہ کرو گے تو میں تمہیں معاف نہیں فرماؤں گا، فرشتوں نے پوچھا وہ گناہ کون سے ہیں؟ فرمایا، کسی بت کی پوجا نہ کرنا، کسی کا ناحق خون نہ بہانا، شراب نہ پینا اور کسی حرام عورت سے بدکاری نہ کرنا پس وہ فرشتے یہ تمام احکامات لے کر زمین پر اتر آئے۔ وہ زمین پر اسی طرح تھے جس طرح ادریس تھے، وہ چار دن سیاحت کرتے اور تین دن لوگوں کو نیکی کی تبلیغ کرتے اور انہیں عبادت الٰہی اور اطاعت الٰہی کی دعوت دیتے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زہرہ نامی عورت کے ساتھ مبتلا کر دیا۔ وہ خوبصورت ترین عورت تھی۔ جب فرشتوں نے اسے دیکھا تو فریفتہ ہو گئے۔ چونکہ اس کی رسوائی پہلے ہی علم الٰہی میں موجود تھی اور اب اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ کر لیا تھا تو وہ سب احکامات اور اپنا منصب بھول گئے اور زہرہ سے خواہش نفس کا اظہار کر بیٹھے۔ زہرہ نے کہا تمہاری خواہش پوری ہو گی لیکن میرا خاوند ہے، میں تمہاری خواہش اس وقت تک پوری نہیں کر سکتی جب تک کہ تم میرے خاوند کو قتل نہیں کر دیتے، میں اس طرح تمہارے ساتھ ہو جاؤں گی۔ فرشتے ایک دوسرے سے کہنے لگے ہمیں تو حکم دیا گیا ہے کہ ہم نے خون ریزی نہیں کرنی اور کسی حرام عورت سے بدکاری نہیں کرنی۔ لیکن ایسا کرنے کے بعد ان تمام گناہوں سے توبہ کر لیں گے۔ جب تیسرے فرشتے نے فتنہ کو محسوس کیا تو اسے اللہ تعالیٰ نے آسمان کے ذریعے اس سارے عمل سے بچا لیا۔ وہ آسمان میں چلا گیا اور برائی سے بچ گیا۔ ہاروت و ماروت زمین پر ٹھہرے رہے، کیونکہ ان کی تقدیر میں یہ عمل لکھا جا چکا تھا۔ پس ہاروت و ماروت نے زہرہ کے خاوند پر سختی کی اور اسے قتل کر دیا۔ جب انہوں نے زہرہ سے قربت کا ارادہ کیا تو اس نے کہا میرا ایک بت ہے جس کی میں عبادت کرتی ہوں، میں اس کی نافرمانی کو ناپسند کرتی ہوں۔ اگر تمہارا ارادہ ہے تو اس کو ایک سجدہ کرو، فتنہ نے انہیں اس کی طرف بھی دعوت دے دی۔ ایک نے دوسرے سے کہا ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم خون ریزی نہ کریں، کسی حرام عورت سے بدکاری نہ کریں لیکن ہم یہ سارے عمل کرنے کے بعد توبہ کر لیں گے۔ انہوں نے بت کو بھی سجدہ کر لیا۔ جب پھر وہ زہرہ کے قریب جانے لگے تو اس نے کہا میری اب ایک خواہش باقی رہ گئی ہے۔ ہاروت و ماروت نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس ایک مشروب ہے، میرے لیے زندگی میں سارا لطف اسی سے ہے۔ فرشتوں نے کہا وہ کیا ہے؟ زہرہ نے کہا وہ شراب ہے۔ فتنہ نے انہیں اس کے ارتکاب پر برانگیختہ کیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم شراب نہ پئیں۔ دوسرے نے کہا ہمیں حکم دیا گیا تھا کہ ہم خون ریزی نہ کریں، ہم کسی حرام عورت سے بدکاری نہ کریں لیکن ہم یہ سب کچھ کرنے کے بعد توبہ کر لیں گے، پس دونوں نے شراب کے جام بھی چڑھا لیے۔ اب جب انہوں نے زہرہ کی قربت کا ارادہ کیا تو اس نے کہا اب صرف میری ایک خواہش باقی ہے، انہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا تم مجھے وہ ذکر سکھا دو جس کے ذریعے تم آسمان پر چڑھتے ہو، فرشتوں نے وہ بھی اسے سکھا دیا، جب زہرہ نے وہ ذکر پڑھا تو وہ آسمان پر چڑھ گئی۔ جب آسمان پر پہنچی تو ستارہ بنا دی گئی۔ جب وہ فرشتے ابتلاء میں ڈالے گئے تو وہ آسمان کی طرف بلند ہوئے تو آسمان کے دروازے ان پر بند کر دیئے گئے تھے۔ انہیں کہا گیا کہ آسمان پر خطا کار داخل

نہیں ہوسکتا۔ جب انہیں آسمان میں داخل ہونے سے روکا گیا تو انہیں پتہ چلا کہ وہ تو آزمائش اور فتنہ میں مبتلا کیے گئے تھے۔ وہ بارگاہ الٰہی میں روئے، گڑگڑائے، تضرع وزاری کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم دونوں پر میری ناراضگی اتر چکی ہے اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی وجہ سے تم میری ناراضگی کے مستحق ہو چکے ہو۔ تم میرے ملائکہ کے ساتھ اطاعت وعبادت میں رہتے تھے حتیٰ کہ تم نے جو کیا ہے۔ اس کی وجہ سے تم میری ناراضگی کے مستحق ہو چکے ہو۔ تم میرے ملائکہ کے ساتھ اطاعت وعبادت میں رہتے تھے حتیٰ کہ تم نے نافرمانی کی اور میری معیت اور حکم عدولی کی وجہ سے اس منزل پر پہنچ گئے ہو۔ اب تم چن لو، چاہو تو دنیا کا عذاب پسند کرلو، چاہو تو آخرت کا عذاب لے لو، فرشتوں نے جان لیا کہ دنیا کا عذاب جتنا بھی طویل ہو بالآخر اس نے ختم ہو جانا ہے لیکن آخرت کے عذاب کے لیے تو زوال وانقطاع ہے ہی نہیں۔ پس انہوں نے دنیا کا عذاب اختیار کر لیا، پس وہ دونوں فرشتے بابل کے کنویں میں زنجیروں سے الٹے لٹکائے گئے ہیں۔ وہ قیامت تک اسی طرح رہیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت داؤد ابی ہند رحمہ اللہ کے طریق سے بعض صحابہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ملک الموت، حضرت ادریس علیہ السلام کے دوست تھے تو ایک دن انہیں حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا اے ملک الموت! تو مجھے مار دے اور مجھے دکھا کہ موت کیسی ہے؟ ملک الموت نے کہا سبحان اللہ! اے ادریس! آسمانوں اور زمین والے موت سے راہ فرار اختیار کرتے ہیں اور تم مجھ سے سوال کر رہے ہو کہ میں تجھے دکھاؤں کہ موت کیسی ہے؟ حضرت ادریس نے فرمایا: میں وہ دیکھنا چاہتا ہوں، جب حضرت ادریس علیہ السلام نے اصرار کیا تو ملک الموت نے کہا اے ادریس! میں تیری طرح حکم کا پابند عبد ہوں، مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔ راوی فرماتے ہیں: ملک الموت اوپر گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا رب تیرے بندے نے مجھ سے سوال کیا ہے کہ میں اسے موت دکھاؤں کہ وہ کیسی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے موت دے دے، ملک الموت نے کہا اے ادریس! ساری مخلوق موت سے بھاگتی ہے۔ حضرت ادریس نے فرمایا تو مجھے موت دکھا، جب حضرت ادریس کا وصال ہو گیا تو اب ملک الموت ان کی روح لوٹا نہیں سکتے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی یا رب! ادریس علیہ السلام جس کیفیت میں ہیں تو دیکھ رہا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس علیہ السلام کی روح لوٹا دی، پھر جتنا اللہ نے چاہا، آپ زندہ رہے۔ پھر آپ نے ملک الموت سے کہا: مجھے جنت میں لے جا، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں، ملک الموت نے کہا: ادریس! میں تو تیری طرح عبد مملوک ہوں، مجھے کسی امر کا اختیار نہیں ہے، حضرت ادریس نے اصرار کیا، تو ملک الموت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گزارش کی یا رب! تیرا بندہ ادریس مجھ پر اصرار کر رہا ہے، اس نے مجھ سے جنت دکھانے کا مطالبہ کیا ہے، میں نے اسے عرض کیا ہے کہ میں تو تمہاری طرح حکم کا بندہ ہوں، مجھے کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسے جنت میں داخل کر دے۔ حضرت ملک الموت نے کہا اللہ تعالیٰ جو حضرت ادریس کے متعلق جانتے تھے میں نہیں جانتا تھا۔ پس ملک الموت نے آپ کو اٹھایا اور جنت میں پہنچا دیا۔ آپ وہاں ٹھہرے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ ملک الموت نے کہا: اب باہر چلیے۔ حضرت ادریس نے کہا نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى (الصافات: 59) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَّمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ﴿﴾ (الحجر) پس میں تو نہیں نکلوں گا۔ ملک الموت نے کہا یا رب! تو سن رہا ہے جو

تیرا بندہ ادریس کہہ رہا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا بندہ سچ کہہ رہا ہے وہ تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ پس تم خود جنت سے باہر چلے جاؤ اور میرے بندے کو یہاں رہنے دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ادریس پہلے وہ نبی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا، آپ نیک اعمال کرتے تھے تو تمام لوگوں کے اعمال کے نصف کے برابر آپ کا عمل بلند ہوتا تھا پھر ایک فرشتہ آپ سے محبت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے اس فرشتے نے آپ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی، تو اسے اجازت مل گئی، وہ فرشتہ آپ کے پاس آیا اور آپ کی جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عزت تھی اس کا تذکرہ کیا، حضرت ادریس نے فرمایا: اے فرشتے! مجھے بتا میری کتنی عمر باقی ہے تا کہ میں عمل اور زیادہ کوشش کروں؟ فرشتے نے کہا اے ادریس! اس کے متعلق تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، حضرت ادریس نے کہا کیا تو یہ قدرت رکھتا ہے کہ تو مجھے آسمان پر لے جائے تا کہ میں اللہ کے ملک میں دیکھ لوں (کہ میری کتنی عمر باقی ہے) تا کہ میں عمل میں مزید کوشش کروں؟ فرشتے نے کہا نہیں۔ مگر یہ کہ میں تیری سفارش کر سکتا ہوں، پس سفارش کی گئی تو اسے حکم مل گیا۔ فرشتے نے آپ کو اپنے پروں کے اوپر اٹھایا اور وہ آپ کو اوپر لے گیا حتی کہ جب چھٹے آسمان پر پہنچے تو ملک الموت نے اللہ کے حکم کے مطابق اترتے ہوئے استقبال کیا، حضرت ادریس نے کہا اے ملک الموت! کہاں کا ارادہ ہے؟ ملک الموت نے کہا میں نے ادریس کی روح قبض کرنی ہے۔ پوچھا تجھے اس کی روح کہاں قبض کرنے کا حکم ہے؟ ملک الموت نے کہا چھٹے آسمان میں۔ پس وہ فرشتہ حضرت ادریس کو دیکھ رہا تھا کہ آپ اپنے پاؤں کو حرکت دے رہے تھے اور وصال فرما گئے، تو اس فرشتے نے انہیں چھٹے آسمان میں ہی رکھ دیا۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾

"یہ وہ (مقدس ہستیاں) ہیں جن پر انعام فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء (کرام کے زمرہ) سے، یہ آدم علیہ السلام کی اولاد سے تھے اور بعض ان کی اولاد جن کو ہم نے سوار کیا تھا (کشتی میں) نوح کے ساتھ اور بعض ابراہیم اور یعقوب کی اولاد سے تھے اور ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت دی اور چن لیا۔ جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے رحمٰن کی آیتیں تو وہ گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور (زار وقطار) روتے ہوئے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ انبیائے کرام کے نام ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے، آدم علیہ السلام کی اولاد سے ادریس اور نوح علیہما السلام تھے اور نوح علیہ السلام کے ساتھ جو کشتی میں سوار کیے گئے وہ ابراہیم تھے اور ابراہیم کی اولاد اسماعیل، اسحٰق اور یعقوب علیہ السلام ہیں اور اسرائیل کی

اولاد سے موسیٰ، ہارون، زکریا، یحییٰ اور عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَاجْتَبَيْنَا کا معنی اَخْلَصْنَا روایت کیا ہے جس کا مطلب ہے ہم نے چن لیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس تشریف لائے اور عبید بن عمیر کے پاس کھڑے ہو گئے جب کہ وہ آیات بیان کر رہے تھے۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٤١﴾ (مریم) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ (مریم: 54) وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۫ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿٥٦﴾ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ﴿٥٧﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ۔ ابن عباس نے فرمایا وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ (ابراہیم: 5) ان کی تعریف کر جن کی تعریف اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے البکاء میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے سورۂ مریم کی تلاوت کی اور سجدۂ تلاوت کیا پھر فرمایا یہ سجدہ تو ہو گیا لیکن رونا کہاں ہے۔(1)

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿٥٩﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ﴿٦٠﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ ِۨالَّتِيْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿٦١﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا ﴿٦٢﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿٦٣﴾ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾

''پس جانشین بنے ان کے بعد وہ ناخلف جنہوں نے ضائع کیا نمازوں کو اور پیروی کی خواہشات (نفسانی) کی سو وہ دوچار ہوں گے اپنی نافرمانی (کی سزا سے)۔ مگر جو تائب ہوئے اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو یہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر ذرا ظلم نہیں کیا جائے گا۔ سدا بہار چمن کا وعدہ (خداوند) رحمٰن نے اپنے بندوں سے غیب میں کیا ہے یقیناً اس کا وعدہ پورا ہو کر رہنے والا ہے۔ نہیں سنیں گے جنت میں کوئی لغو بات بجز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 114، داراحیاء التراث العربی بیروت

سلامت رہو کی دعا ئیہ صدا اور انہیں ان کا رزق ملے گا وہاں ہر صبح وشام۔ یہ وہ جنت ہے جس کا ہم وارث بنائیں گے اپنے بندوں سے (صرف) اس کو جو متقی ہوگا۔ اور (جبرائیل! میرے نبی سے کہو) ہم نہیں اترتے مگر آپ کے رب کے حکم سے، اسی کا ہے جو ہمارے سامنے ہے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے اور نہیں ہے آپ کا رب بھولنے والا۔ وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سو اس کی عبادت کرو اور ثابت قدم رہو اس کی عبادت پر، کیا تم جانتے ہو کہ اس کا کوئی ہم مثل ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت کیا ہے کہ **فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ** سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد اس امت کے لوگ ہیں جو راستوں پر جانوروں کی طرح سرعام بدکاری کرتے ہیں، نہ لوگوں سے حیا کرتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ** کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ صورت حال قیام قیامت کے قریب واقع ہوگی، زانی لوگ گلیوں میں بدکاری کریں گے۔

ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے کہ **اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ** کا مطلب **تَرَكُوا الصَّلٰوةَ** (نماز چھوڑ دی ہے)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نماز کا ضیاع اس کا ترک کرنا نہیں کیونکہ انسان کسی شے کو ضائع کرتا ہے لیکن اسے چھوڑتا نہیں ہے لیکن **اِضَاعَة** کا مطلب نماز کو وقت پر ادا نہ کرنا ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابراہیم سے **اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ** کے تحت روایت کیا ہے کہ انہوں نے وقت پر نماز ادا نہ کی۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کرنا ہے۔ اگر وہ بالکل چھوڑ دیں تو یہ کفر ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور خطیب رحمہما اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت عبد بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نماز کی اضاعۃ نماز کا ترک نہیں ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نماز کے اوقات کو ضائع کیا۔

ابن ابی حاتم نے کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں تورات میں منافقین کی یہ صفات پڑھتا ہوں، قہوے پینے والے، شہوات کو بیچنے والے، دوشیزاؤں کو لعنت کرنے والے، عشاء کی نماز سے سونے والے، صبح کے وقت میں کوتاہی کرنے والے، نمازوں کو چھوڑنے والے، جمعوں کو ترک کرنے والے۔ پھر یہ آیت پڑھی: **فَخَلَفَ مِنۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ** الخ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن الاشعث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ جو دل دنیا کی شہوات سے معلق ہیں وہ مجھ سے محروم ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے اور ایک دوسرے شخص نے غسل کیا، ہمیں عمر بن خطاب نے دیکھ لیا، ہم میں ہر ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ حضرت عمر نے

فرمایا مجھے اندیشہ ہے، کہ تم ہی وہ ناخلف لوگوں سے ہو جن کا ذکر قرآن نے فرمایا ہے: **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ** الخ۔(1)

احمد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم، انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوسعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ نے یہ آیت **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ** الخ تلاوت فرمائی اور فرمایا: ایسے لوگ ساٹھ سال کے بعد ہوں گے پھر ایسے خلف (ظاہراً نیک لوگ) آئیں گے جو قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے سینوں سے آگے تجاوز نہیں کرے گا۔ قرآن کو تین شخص پڑھتے ہیں: مومن، منافق اور فاجر۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری نسل میں اہل کتاب اور اہل اللبین ہلاک ہوں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اہل اللبین سے کون مراد ہیں؟ فرمایا جو لوگ شہوات کی اتباع کرتے ہیں اور نمازوں کو ضائع کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا ہے کہ وہ صدقہ کے مستحق لوگوں کو صدقہ بھیجا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں: صدقہ میں سے کسی بربری اور بربریہ کو نہ دو کیونکہ میں خود رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ وہ خلف ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ** الخ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو غصہ کی وجہ سے قتل کریں گے اور فیصلوں میں رشوت لیں گے، نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے، ان کے لیے جھنڈا واپس نہیں کیا جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ کیا وہ مومن ہیں؟ فرمایا وہ ایمان کے ساتھ پڑھتے ہوں گے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے **فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا** کے تحت **غَيًّا** کا مطلب خسارہ روایت کیا ہے۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: الغی جہنم ایک گہری نہر یا وادی ہے جو انتہائی گہری ہے، اس کا ذائقہ بڑا برا ہے، اس میں ان لوگوں کو پھینکا جائے گا جو شہوات کی اتباع کرتے ہیں۔(4)

ابن المنذر اور بیہقی نے البعث میں البراء بن عازب سے روایت کیا ہے کہ الغی جہنم کی ایک گہری اور بدبودار وادی ہے۔

امام ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر دس اوقیہ وزن کی کنکری جہنم کی کنارے سے پھینکی جائے تو وہ اس کی گہرائی میں ستر سال میں پہنچے گی پھر وہاں سے غی اور اثام میں پہنچے گی۔ میں نے عرض کی (یا رسول اللہ!) غی اور اثام کیا ہیں فرمایا جہنم

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 162 (7789)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 406 (3416)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، (3417)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 117

کے نیچے دو نہریں ہیں جن میں دوزخیوں کی پیپ بہتی ہے اور ان دونوں کا ذکر قرآن میں اللہ نے فرمایا ہے: فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿الفرقان﴾ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت نہشل عن ضحاک عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا غی جہنم میں ایک وادی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ غی جہنم میں ایک نہر ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت شفی بن ماتع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہنم میں ایک وادی ہے جسے غی کہا جاتا ہے اس میں خون اور پیپ بہتی ہے۔ یہ ان کے لیے ہے جن کے لیے پیدا کی گئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے غَيًّا کا معنی وادی روایت کیا ہے، اِلَّا مَنْ تَابَ یعنی جس نے گناہوں سے توبہ کر لی، وَاٰمَنَ اور اپنے رب پر ایمان لایا۔ وَعَمِلَ صَالِحًا اس نے وہ عمل صالح کیا جو اس کے اور اللہ کے درمیان تھا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا یعنی وہ جنت میں باطل بات نہیں سنیں گے۔

امام عبد بن حمید، ہناد، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جنت میں ایک دوسرے کو گالی گلوچ نہیں کریں گے۔ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا فرمایا اس میں انہیں رزق صرف صبح وشام نہیں ملے گا بلکہ صبح وشام کے کھانے کی طرح جس وقت چاہیں گے انہیں رزق ملے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ان نیک بختوں کو آخرت میں اسی مقدار میں صبح وشام کا کھانا دیا جائے گا جتنا کہ انہیں دنیا میں دیا گیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے الولید بن مسلم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے زہیر بن محمد سے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جنت میں نہ رات ہے نہ سورج ہے اور نہ چاند ہے، جنتی ہمیشہ نور میں رہیں گے۔ ان کے لیے دن اور رات کی مقدار ہوگی۔ وہ رات کی مقدار کو پردوں کے لٹکانے اور دروازوں کے بند کرنے کے ساتھ پہچانیں گے اور دن کی مقدار کو پردوں کے اٹھانے اور دروازوں کو کھولنے کے ساتھ پہچانتے ہوں گے۔ (2)

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابان عن الحسن وابی قلابہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا جنت میں رات ہے؟ فرمایا تجھے کس چیز نے اس سوال پر ابھارا؟ اس نے عرض کی: میں نے اللہ کی کتاب سے سنا ہے وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا میں نے بُكْرَةً وَّعَشِيًّا سے رات مراد لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہاں کوئی رات نہیں ہے، وہاں روشنی اور نور ہے۔ صبح کو شام پر اور شام کو صبح پر لوٹایا جائے گا۔ ان (جنتیوں) کے پاس دنیا میں جن نمازوں کے اوقات میں وہ نماز پڑھتے تھے ان اوقات میں اللہ کی طرف سے تحائف آئیں گے اور فرشتے ان پر سلام کریں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 119

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عربوں کے زمانہ میں صرف ایک ہی کھانا ہوتا تھا، جو دو وقت کا کھانا کھاتا تھا اسے کہا جاتا تھا کہ وہ ناعم (نعمتوں والا) ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رزق کی رغبت دلانے کے لیے یہ ارشاد فرمایا وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو شخص صبح وشام کھانا کھاتا تھا اسے نعمتوں والا کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے متعلق فرمایا: وَ لَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيهَا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی صبحوں میں سے کوئی صبح نہیں۔ جب کہ جنت میں ہر لمحہ صبح ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے ولی کے پاس اس میں آہو چشم حوروں میں سے ایک بیوی بھیجی جائے گی۔ ان میں سے ادنی وہ ہوگی جو زعفران سے پیدا کی گئی ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُوْرِثُ میں نُوْرِثُ کو نون کے ساتھ اور واؤ کی تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا مگر جنت میں اس کے لیے گھر اور بیویاں ہوں گے، جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ مومن کو کفار کی منازل سے اتنی اتنی منزلیں عطا فرمائے گا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے مِنْ عِبَادِنَا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت داؤد بن ابی ہند سے مَنْ كَانَ تَقِيًّا کے تحت روایت کیا ہے کہ جو موحد ہوگا۔

امام احمد، بخاری، مسلم، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل سے فرمایا: تمہیں کون سا امر مانع ہے کہ تو ہماری کثرت سے زیارت نہیں کرتا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ الخ (1)۔

ابن المنذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے یہ زائد ذکر کیا ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جواب تھا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سی جگہیں اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور کون سی جگہیں اسے مبغوض ہیں۔ فرمایا میں نہیں جانتا حتی کہ جبرئیل سے پوچھ لوں، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے سے دیر لگادی۔ فرمایا (اے جبرئیل) تو نے دیر لگادی حتی کہ میں نے گمان کیا کہ میرا رب مجھ پر ناراض ہو گیا ہے۔ جبرئیل نے کہا وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چالیس دن بعد آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم تشریف نہیں لائے حتی کہ میں تمہارا انتہائی مشتاق ہو گیا تھا، جبرئیل نے عرض کی مجھے بھی آپ کی ملاقات کا اشتیاق تو تھا لیکن میں حکم الٰہی کا پابند ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل سے

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 512 (3158)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 120

فرمایا میرے محبوب سے کہہ دے کہ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے کہ جبرئیل مکہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف نہ لائے حتی کہ آپ پریشان ہو گئے اور آپ پر یہ کیفیت بڑی گراں ہو گئی، آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ کے سامنے اس کا ذکر کیا تو حضرت خدیجہ نے فرمایا شاید تیرے رب نے تجھے چھوڑ دیا ہے یا تجھ سے ناراض ہو گیا ہے، پس اس وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰى ۝ (الضحیٰ) فرمایا اے جبرئیل! بڑی دیر لگا دی حتی کہ میرا گمان درست نہ رہا۔ جبرئیل نے کہا وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرئیل بارہ راتیں سرکار کے پاس تشریف نہ لائے۔ جب تشریف لائے تو فرمایا جبرئیل تو نے دیر لگا دی حتی کہ مشرکین ہر قسم کا گمان کرنے لگے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پیغامات کے آنے میں رسول اللہ ﷺ پر دیر ہو گئی تو پھر جبرئیل تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل! تجھے کس چیز نے روکا تھا۔ اس نے کہا ہم تمہارے پاس کیسے آتے جب کہ تم اپنے ناخن نہیں کاٹتے اور اپنی انگلیوں کے جوڑ صاف نہیں کرتے اور اپنی مونچھیں نہیں کٹواتے اور مسواک نہیں کرتے اور یہ آیت تلاوت کی وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جبرئیل نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف نہ لائے تو رسول اللہ ﷺ کو اس سے بہت تکلیف اور پریشانی ہوئی پھر جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد! (ﷺ) وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔ اس آیت میں مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا سے مراد دنیا ہے اور وَ مَا خَلْفَنَا سے مراد آخرت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے بھی مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا سے مراد دنیا اور وَ مَا خَلْفَنَا سے مراد آخرت نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا سے مراد امر آخرت ہے اور وَ مَا خَلْفَنَا سے مراد امر دنیا ہے اور وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ سے مراد دنیا و آخرت کا درمیانی عرصہ ہے۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَ مَا بَيْنَ ذٰلِكَ سے مراد دونوں صوروں کے درمیان کا عرصہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا یعنی اے محمد! ﷺ تیرے رب کی یہ شان نہیں کہ وہ تجھے فراموش کر دے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، البزار، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ مرفوع روایت فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جس چیز کو حلال قرار دیا ہے وہ حلال ہے اور جس کو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں کوئی اظہار نہیں فرمایا وہ عافیت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ سے عافیت کو قبول کرو، اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بھولا نہیں ہے وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 121
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 8-407(3419)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھی، پنیر اور پوستین بنانے والوں کے متعلق پوچھا تو فرمایا حلال وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس کے متعلق کچھ اظہار نہیں فرمایا وہ ان چیزوں میں ہے جن کو اس نے معاف فرمایا۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کے تحت روایت فرمایا ہے: هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا یعنی کیا تو اپنے رب کی کوئی مثال اور شبیہ جانتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے جسے رحمٰن کہا جاتا ہو۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اپنے الٰہ کی کوئی اولاد جانتے ہیں؟۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا مجھے مطلب بتائیں تو ابن عباس نے فرمایا: کیا تو اس کا کوئی بیٹا جانتا ہے، نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا:

أَمَّا السَّمِيُّ فَأَنْتَ مِنْهُ مُكْثِرٌ وَالْمَالُ مَالٌ يَغْتَدِي وَيَرُوحُ

"اولاد کے اعتبار سے تو اس سے زیادہ ہے مال تو وہ ہے جو صبح وشام کھاتا ہے"۔

وَ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَ اِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ يَكُ شَيْـًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 129 (7115)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 123
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 407 (3420)

الْفَرِيْقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَّ اَحْسَنُ نَدِيًّا ۝٧٣ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ
هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءْيًا ۝٧٤ قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ
الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَ اِمَّا
السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضْعَفُ جُنْدًا ۝٧٥ وَ يَزِيْدُ
اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَ الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ
ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ مَّرَدًّا ۝٧٦ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا
وَّ وَلَدًا ۝٧٧ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝٧٨ كَلَّا ؕ
سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۝٧٩

”اور انسان (از راہ انکار) کہتا ہے کہ کیا جب میں مر جاؤں گا تو مجھے پھر زندہ کر کے نکالا جائے گا۔ کیا یاد نہ رہا انسان کو کہ ہم نے ہی پیدا کیا اسے اس سے پہلے حالانکہ وہ کچھ بھی نہ تھا۔ سو (اے محبوب!) تیرے رب کی قسم! ہم جمع کریں گے انہیں بھی اور شیطانوں کو بھی پھر حاضر کریں گے ان سب کو جہنم کے ارد گرد کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔ پھر ہم (چن چن کر) الگ کر دیں گے ہر گروہ سے ان لوگوں کو جو (خداوند) رحمٰن کے سخت نافرمان تھے۔ پھر ہم ہی خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو زیادہ مستحق ہیں اس آگ میں تپائے جانے کے۔ اور تم سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کا گزر دوزخ پر ہوگا۔ یہ آپ کے رب پر لازم ہے (اور اس کا) فیصلہ ہو چکا ہے۔ پھر ہم نجات دیں گے پرہیزگاروں کو اور رہنے دیں گے ظالموں کو دوزخ میں کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوں گے۔ اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں وضاحت سے تو کافر کہتے ہیں ایمان والوں سے (یہ تو بتاؤ) ہم دونوں گروہوں میں سے کس کی رہائش گاہ آرام دہ ہے اور کس کی نشست گاہ خوب صورت ہے۔ اور (ان احمقوں نے یہ نہ سوچا) کہ کتنی قومیں ان سے پہلے تھیں جن کو ہم نے برباد کر دیا وہ ساز و سامان اور ظاہری سج دھج میں (ان سے) بہتر تھیں۔ آپ فرمایئے جو گمراہی میں (گمن) ہو تو ڈھیل دیئے رکھتا ہے اسے رحمٰن لمبی ڈھیل یہاں تک کہ جب دیکھیں گے وہ چیز جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی عذاب یا قیامت تو اس وقت انہیں پتہ چلے گا کہ کون مکان کے لحاظ سے برا اور لشکر کے اعتبار سے کمزور ہے۔ اور زیادہ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ ہدایت یافتہ لوگوں (کے نور) ہدایت کو اور باقی رہنے والی نیکیاں بہتر ہیں آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے اور انہیں کا انجام اچھا ہے۔ کیا آپ نے دیکھا اس کو جس نے انکار کیا ہماری آیتوں کا اور کہنے لگا کہ مجھے ضرور ضرور

دیا جائے گا مال اور اولاد۔ (اس لاف زنی کی وجہ کیا ہے) کیا وہ آگاہ ہو گیا ہے غیب پر یا لے لیا ہے اس نے (خداوند) رحمٰن سے کوئی وعدہ۔ ہرگز ایسا نہیں ہم لکھ لیں گے جو یہ کہہ رہا ہے اور لمبا کر دیں گے اس کے عذاب کو خوب لمبا کرنا''۔

امام ابن المنذر نے ابن جریج سے وَيَقُوْلُ الْإِنْسَانُ ءَ کے تحت روایت کیا ہے کہ انسان سے مراد عاص بن وائل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَسَوْفَ أُخْرَجُ کو الف کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے اور أَوَلَا يَذَّكَّرُ الْإِنْسَانُ یاء کے نصب اور کاف کے رفع کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جِثِيًّا کا مطلب قُعُوْدًا (بیٹھے ہوئے) روایت کیا ہے اور عِتِيًّا کا معنی معصیت روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عِتِيًّا کا معنی عِصِيًّا (نافرمانی کرنے والا) روایت کیا ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عِتِيًّا اور جِثِيًّا کو کیسے پڑھا۔ اور یہ دونوں عین اور جیم کے ضمہ کے ساتھ ہیں۔(2)

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں اور بیہقی نے البعث میں حضرت عبد اللہ بن باباہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گویا تمہیں جہنم کے قریب ایک ٹیلہ نما اونچی جگہ پر گھٹنوں کے بل بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عِتِيًّا کو عین کے ضمہ کے ساتھ جِثِيًّا کو جیم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے اور صليا کو صاد کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جِثِيًّا کا مطلب کھڑا ہونا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَنَنْزِعَنَّ کا معنی لَنُبْدِيَنَّ روایت کیا ہے (ہم ظاہر کریں گے)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ الآیہ یعنی ہر دین والوں کے قائدین اور شریر سرداروں کو چن چن کر نکالیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا کے تحت روایت کا ہے کہ ہر گروہ سے ہم الگ کر دیں گے ان لوگوں کو جو دنیا میں خداوند رحمٰن کے سخت نافرمان تھے۔

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ یعنی یکے بعد دیگرے جرم کے اعتبار سے جو بڑے بڑے ہوں گے انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے اور پچھلے سب جمع کیے جائیں گے۔ جب ان کی تعداد مکمل ہو جائے گی تو پھر جس کا جرم بڑا ہوگا پہلے اسے اٹھایا جائے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی فَوَرَبِّكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 267 (2962)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿۶۸﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ فرماتے ہیں ہر قوم سے جو رحمٰن کا زیادہ نافرمان اور کفر کرنے والا ہوگا اسے نکالیں گے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ یہ لوگ جہنم میں ہمیشہ رہنے کے زیادہ مستحق ہیں۔

امام الحرث بن ابی اسامہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حسن سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین چمڑے کی طرح پھیلا دی جائے گی اور اس کی وسعت میں اتنا اتنا اضافہ کیا جائے گا۔ تمام لوگ ایک ہی میدان میں ہوں گے، جن وانس اکٹھے ہوں گے۔ اس دن آسمان دنیا کو زمین پر اتارا جائے گا اور اہل آسمان، اہل زمین سے کئی گناہ زیادہ ہوں گے۔ وہ زمین پر پھیلیں گے تو اہل زمین ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے کیا تم میں ہمارا رب ہے؟ وہ ان کی اس بات سے گھبرا جائیں گے اور کہیں گے ہمارا پروردگار پاک ہے ہر نقص اور عیب سے۔ ہم میں وہ نہیں ہے۔ وہ آنے والا ہے۔ پھر دوسرے آسمان والوں کو زمین پر مسلط کیا جائے گا۔ دوسرے آسمان والے آسمان دنیا والوں اور تمام زمین والوں یعنی جن وانس سے ڈبل ہوں گے۔ جب وہ زمین پر پھیلیں گے تو اہل زمین گھبرائے ہوئے ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے جناب کیا تم میں تمہارا رب ہے؟ وہ ان کی اس بات سے گھبرا جائیں گے اور کہیں گے پاک ہے ہمارا پروردگار! وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ آنے والا ہے۔ پھر ہر آسمان والوں کا اسی طرح فیصلہ کیا جائے گا۔ جب تمام آسمان والے نیچے آجائیں گے اور ہر آسمان والوں کی تعداد نیچے والے آسمان والوں سے اور تمام اہل زمین سے ڈبل ہوگی۔ پھر جب زمین پر وہ بکھر جائیں گے تو اہل زمین گھبرائے ہوئے ان کے پاس آئیں گے اور پوچھیں گے جس طرح انہوں نے پہلے آسمان والوں سے پوچھا اور وہ آسمان والے بھی اسی طرح جواب دیں گے جس طرح پہلے آسمان والوں نے دیا حتی کہ ساتویں آسمان والوں کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور ساتویں آسمان والے پہلے آسمان والوں سے زیادہ ہوں گے اور تمام اہل زمین سے بھی ڈبل ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ اپنی شان کے لائق آئے گا اور امتیں گھٹنوں کے بل صفوں میں ہوں گی۔ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: اس دن تم جان لوگے کہ ٹیلے والے کون ہیں، اللہ تعالیٰ کی ہر حال میں حمد کرنے والے کھڑے ہو جائیں، پس وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ پھر وہ جنت کی طرف چلے جائیں گے، پھر دوسری ندا دے گا: تم اس دن اصحاب کرم کو جان لوگے۔ کہاں ہیں وہ جن کے پہلو اپنے بستروں سے جدا ہوتے تھے، اپنے رب کو خوف اور امید کی حالت میں پکارتے تھے اور ہم نے جو انہیں رزق دیا تھا اس سے خرچ کرتے تھے (السجدہ: 16) پس وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور جنت میں چلے جائیں گے۔ پھر تیسری مرتبہ ندا آئے گی، لوگ جان لیں گے کہ اصحاب کرم کون ہیں، کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں ان کی تجارت اور بیع اللہ کے ذکر اور نماز کے قائم رکھنے اور زکاۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی تھی وہ ڈرتے ہیں اس دن سے جس میں دل اور آنکھیں پھر جائیں گے (النور: 37) وہ بھی کھڑے ہوں گے اور جنت میں چلے جائیں گے۔ جب یہ تینوں گروہ نکال لیے جائیں گے تو

آگ سے ایک گردن نکلے گی۔ وہ تمام مخلوق کو دیکھے گی۔ اس کی دو آنکھیں اور ایک فصیح زبان ہوگی، وہ کہے گی مجھے تین شخصوں پر مسلط کیا گیا ہے: ہر جابر اناڑی پر، پس وہ اسے اس طرح اچک لے گی جیسے پرندہ تل کے دانے کو اچک لیتا ہے پھر وہ انہیں جہنم میں بند کردے گی۔ پھر وہ دوبارہ نکلے گی اور کہے گی میں ہر اس شخص پر مسلط کی گئی ہوں جس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دی۔ پس وہ ایسے لوگوں کو اس طرح صفوں سے اچک لے گی جیسے پرندہ تل کا دانہ اچک لیتا ہے۔ پھر وہ انہیں جہنم میں بند کردے گی۔ پھر وہ تیسری مرتبہ نکلے گی اور کہے گی مجھے اصحاب تصاویر پر مسلط کیا گیا ہے۔ پھر انہیں صفوں سے اٹھا لے گی اس طرح کہ جس طرح پرندہ تل کا دانہ اٹھا لیتا ہے۔ پھر انہیں بھی جہنم میں قید کردے گی، جب ان میں سے تین تین پکڑے جائیں گے اور صحیفے پھیلا دیئے جائیں گے، میزان رکھے جائیں گے تو اس کے بعد لوگوں کو حساب کے لیے بلایا جائے گا۔

امام احمد، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسمیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمارا اختلاف ہوا جہنم پر وارد ہونے کے متعلق تو بعض نے کہا مومن وارد نہیں ہوگا، بعض نے کہا تمام لوگ وارد ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ متقین کو نجات دے گا، میری ملاقات جابر بن عبد اللہ سے ہوئی۔ میں نے ان کے سامنے یہ مسئلہ ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا میرے یہ کان بہرے ہو جائیں، اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہو ہر نیکوکار اور فاجر جہنم پر وارد ہوگا، وہ مومن پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی، جس طرح حضرت ابراہیم پر ہوئی تھی حتی کہ آگ کی ٹھنڈک کی وجہ سے ان کی چیخیں نکل رہی ہوں گی ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا الخ۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث میں مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نافع بن الازرق اور ابن عباس کا جھگڑا ہوا۔ ابن عباس نے فرمایا ورود سے مراد دخول ہے۔ نافع نے کہا یہ معنی نہیں ہے۔ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ (الانبیاء) اور فرمایا وہ وارد ہوں گے یا نہیں۔ پھر یہ آیت پڑھی يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ (ہود:98) پھر فرمایا اس آیت کے مطابق وارد ہوں گے یا نہیں۔ میں اور تم سب داخل ہوں گے پھر دیکھ ہم اس سے نکلتے ہیں یا نہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا سے مراد یہ ہے کہ فاسق و فاجر سب داخل ہوں گے کیا تم نے یہ ارشاد سماعت نہیں فرمایا فَاَوْرَدَهُمُ النَّارَ ؕ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ (ہود) اسی طرح ارشاد ہے وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ' اور اس روز ہانک کر لائیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے کچھ افراد نے عاص بن وائل سے قرضہ لینا تھا، وہ اس سے لینے کے لیے آئے تو اس نے کہا کیا تم کہتے نہیں ہو کہ جنت میں سونا، چاندی، ریشم اور ہر قسم کے پھل ہیں؟ صحابہ کرام نے کہا کیوں نہیں، وہاں تو یہ سب چیزیں ہیں۔ اس نے کہا پس تمہارے قرضے کی ادائیگی کا دن آخرت ہے، اللہ کی قسم! مجھے مال اور اولاد دی جائے گی اور مجھے تمہاری کتاب کی طرح کتاب دی جائے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 630 (8744)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 126

گی جیسی تم لاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا...... الآیات۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صحابہ کرام میں کسی آدمی کا ایک مشرک پر قرض تھا۔ وہ اس سے مانگنے کے لیے گیا تو اس نے کہا کیا اس شخص کے ساتھ نہیں ہے؟ صحابی نے کہا کیوں نہیں۔ میں اس (نبی کریم ﷺ) کے ساتھ ہوں۔ اس مشرک (عاص بن وائل) نے کہا کیا وہ تمہارا ساتھی کہتا نہیں ہے کہ تمہارے لیے، جنت، دوزخ، اموال اور بیٹے ہوں گے۔ صحابی نے کہا کیوں نہیں انہوں نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ اس مشرک نے کہا میں تمہیں یہ قرض وہاں (جنت) میں ادا کروں گا۔ پس یہ آیات نازل ہوئیں اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ كَفَرَ بِاٰیٰتِنَا (الآیات)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَطَّلَعَ الْغَیْبَ کے تحت روایت کیا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے غیب پر مطلع کیا ہے، یہ بھی اس کے لیے نہیں ہے یا کسی عمل صالح کی بنا پر اس نے رحمٰن سے عہد لے لیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا یعنی کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے جس کی بنا پر وہ ایسا ہونے کی امید رکھتا ہے۔

وَّ نَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ وَ یَاْتِیْنَا فَرْدًا ﴿۸۰﴾ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّیَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ﴿۸۱﴾ كَلَّا ؕ سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَ یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِمْ ضِدًّا ﴿۸۲﴾

"اور ہم ہی وارث ہوں گے جو وہ کہتا ہے (یعنی اس کے مال و اولاد کے) اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔ اور انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کے سوا اور خدا کہ وہ ان کے لیے مددگار بنیں۔ ہرگز نہیں وہ جھوٹے خدا انکار کر دیں گے ان کی عبادت کا اور وہ (الٹے) ان کے دشمن ہو جائیں گے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّنَرِثُهٗ مَا یَقُوْلُ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ہم اس کے مال اور اولاد کے وارث ہوں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم اس کے مال اور اولاد کے وارث ہوں گے اور جس شخص نے یہ گستاخی کی تھی وہ عاص بن وائل تھا۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے ہم اس کے وارث ہوں گے اور ابن مسعود کی قرات میں (وَنَرِثُهٗ مَا عِنْدَهٗ) کے الفاظ ہیں۔ وَیَاْتِیْنَا فَرْدًا وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا، نہ اس کے پاس مال ہوگا اور نہ اولاد ہوگی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابونہیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كَلَّا ؕ سَیَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ کو کاف کے ضمہ کے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 365، دار الکتب العلمیہ بیروت

ساتھ پڑھتے تھے اور بِعِبَادَتِهِمْ میں ضمیر کا مرجع بت ہیں یعنی وہ بت اس مشکل گھڑی میں مشرکین کی عبادت کا انکار کریں گے۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضِدًّا کا معنی اَعْوَانًا (مددگار) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قیامت کے روز ان کے بت دوزخ میں ہوں گے اور مشرکین پر آگ کو بھڑکانے میں مددگار ہوں گے یعنی ان کے بت ان سے جھگڑا کریں گے اور روز قیامت ان کی تکذیب کریں گے۔

عبد بن حمید نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ضِدًّا کا مطلب حسرت ہے یعنی وہ ان پر حسرت کا اظہار کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کافر اور ان کے بت دوزخ میں اکٹھے ہوں گے اور ایک دوسرے پر لعنت کریں گے اور ایک دوسرے سے برأت کا اظہار کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ ضِدًّا کا مطلب دشمن ہیں یعنی وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے الضد کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے حمزہ بن عبد المطلب کا یہ شعر پڑھا۔

وَاِنْ تَكُوْنُوْا لَهُمْ ضِدًّا تَكُنْ لَكُمْ ضِدًّا بِغَلْبَاءَ مِثْلِ اللَّيْلِ مَكْتُوْمِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا ﴿۸۳﴾ فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿۸۴﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿۸۶﴾ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿۸۷﴾

''کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ ہم نے مسلط کر دیا ہے شیطانوں کو کفار پر وہ انہیں (اسلام کے خلاف) ہر وقت اکساتے رہتے ہیں۔ پس عجلت نہ کیجئے ان پر (نزول عذاب کے لیے) ہم گن رہے ہیں ان کے ایام زندگی کو اچھی طرح۔ وہ دن جب ہم اکٹھا کریں گے پرہیز گاروں کو رحمٰن کے حضور میں (معزز و مکرم مہمان بنا کر)۔ اور اس روز ہانک کر لائیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے جانوروں کی طرح۔ انہیں کوئی اختیار نہیں ہوگا شفاعت کا بجز ان کے جنہوں نے (خداوند) رحمٰن سے کوئی وعدہ لے لیا ہے''۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ شیطانوں کو کفار پر ہم مسلط کرتے ہیں جو انہیں پوری طرح اغوا کر لیتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَؤُزُّهُمْ کا مطلب یہ روایت کیا ہے کہ وہ شیاطین مشرکوں کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کرام کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَؤُزُّهُمْ اَزًّا کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ شیاطین انہیں مسلمانوں کے خلاف اس طرح اکساتے ہیں جیسے کتے کو شکار پر اکسایا جاتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: تَؤُزُّهُمْ اَزًّا یعنی وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر اکساتے رہتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ کا ارشاد اس طرح ہے جیسے یہ آیت کریمہ ہے وَ مَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ ﴿۳۶﴾ (زخرف) ''اور جو شخص (دانستہ) اندھا بنتا ہے رحمٰن کے ذکر سے تو ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کے لیے ایک شیطان پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے''۔

امام ابن الانباری نے الوقف میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے کہا کہ مجھے تَؤُزُّهُمْ اَزًّا کا مطلب بیان فرمائیں تو ابن عباس نے فرمایا وہ انہیں بھڑکاتے رہتے ہیں، اسی معنی میں یہ لفظ ایک شاعر نے استعمال کیا ہے:

حَكِیْمٌ اَمِیْنٌ لَا یُبَالِیْ بِخَبْلَةٍ اِذَا اَزَّهُ الْاَقْوَامُ لَمْ یَتَرَمْرَمِ

''وہ حکیم ہے امین ہے بخل کی پرواہ نہیں کرتا۔ جب قومیں اسے اکساتی ہیں تو وہ خاموش نہیں رہتا''۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا یعنی دنیا میں جو وہ سانس لے رہے ہیں وہ شمار کیے ہوئے ہیں، ایسے جس طرح ان کے سال اور ان کی عمریں شمار کی ہوئی ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی سے روایت کیا ہے کہ ہم ان کی ہر چیز حتی کہ سانس بھی گن رہے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وَفْدًا کا معنی رُكْبَانًا (یعنی سوار ہو کر) روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی بارگاہ میں اونٹوں پر سوار کر کے اکٹھا کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم انہیں عمدہ اونٹنیوں پر سوار کر کے رحمٰن کے حضور پیش کریں گے اور ان اونٹنیوں کے کجاوے زمرد، یاقوت کے ہوں گے اور جو رنگ چاہیں گے اسی کے ہوں گے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ الی الرحمٰن سے مراد رحمٰن کی جنت کی طرف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گے تو ان کی عزت کی جائے گی، انہیں نعمتیں بخشی جائیں گی، انہیں سلام پیش کیا جائے گا اور ان کی سفارش قبول کی جائے گی۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 365، دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 146، بیروت

امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ تین طریقوں پر جمع ہوں گے راغبین (رغبت کرنے والے) راہبین (خوف زدہ) اور ایک اونٹ پر دو اور ایک اونٹ پر تین، ایک اونٹ پر دس سوار ہوں گے۔ باقی تمام لوگوں کو آگ ہانک کرلے جائے گی۔ جہاں وہ دوپہر کو ٹھہریں گے، آگ بھی ان کے ساتھ ٹھہرے گی اور جہاں وہ رات گزاریں گے آگ بھی ان کے ساتھ رات گزارے گی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! متقین کو اپنے قدموں پر نہیں لایا جائے گا اور انہیں ہانک کر بھی نہیں لایا جائے گا بلکہ انہیں جنت کی اونٹنیوں پر لایا جائے گا، جن کی مثل مخلوق نے دیکھی ہی نہیں ہوگی، ان کے کجاوے سونے کے ہوں گے، ان کی مہاریں زبرجد کی ہوں گی، متقین ان پر بیٹھیں ہوں گے حتی کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا اور فرمایا اللہ کی قسم! وہ قدموں پر نہیں آئیں گے اور انہیں ہانک کر بھی نہیں لایا جائے گا بلکہ انہیں جنت کی اونٹنیاں پیش کی جائیں گی۔ وہ اونٹنیاں ایسی ہوں گی کہ اس کی مثل مخلوق نے نہ دیکھی ہوں گی، ان کے اوپر کجاوے سونے کے ہوں گے اور ان کی مہاریں زبرجد کی ہوں گی، وہ ان پر سوار ہوں گے حتی کہ وہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کریمہ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وفد تو سواروں کے قافلہ کو کہتے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب متقین قبور سے نکلیں گے تو ان کو ایسی سفید اونٹنیاں پیش کی جائیں گی جن کے پر ہوں گے اور ان پر سونے کے کجاوے ہوں گے، ان کی جوتیوں کے تسمے نور کے ہوں گے جو چمک رہے ہوں گے ان کا ہر قدم حد نظر تک ہوگا وہ جنت کے دروازہ پر پہنچیں گے، اس کا سرخ یاقوت کا حلقہ ہے سونے کی تختیوں پر، وہاں جنت کے دروازے پر ایک جنت ہے جس کی اصل سے دو چشمے پھوٹتے ہیں۔ جب وہ ایک چشمہ سے پئیں گے تو ان کے پیٹوں میں جو غلاظت ہوگی وہ دھل جائے گی۔ وہ پھر دوسرے چشمے میں غسل کریں گے تو پھر کبھی ان کے بدن اور بال میلے نہ ہوں گے، وہ سونے کے تختے پر حلقہ کو ماریں گے اگر تو اس حلقہ کی آواز سنے۔ اے علی! ہر حور کو خبر پہنچ جائے گی کہ اس کا خاوند آ گیا ہے۔ پس وہ تیزی نہیں کرے گی۔ وہ اپنے نگران کو بھیجے گی وہ اس کے لیے دروازہ کھولے گا۔ جب متقی اسے دیکھے گا تو اس کے لیے سجدہ میں گر جائے گا۔ وہ نگران اسے کہے گا سر اٹھا۔ میں تیرا نگران ہوں، مجھے تیرا معاملہ سپرد کیا گیا ہے، وہ متقی اس نگران کے پیچھے

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2390 (6157)، دار ابن کثیر دمشق 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت

پیچھے چلے گا، پس حوراء جلدی نہیں کرے گی۔ وہ موتیوں اور یاقوت کے خیموں سے باہر آئے گی اور اس متقی کے گلے میں مل جائے گی۔ پھر کہے گی اے میرے محبوب! میں تجھ سے خوش ہوں، میں تجھ سے کبھی ناراض نہیں ہوں گی، میں نرم و نازک ہوں، کبھی سخت نہیں ہوں گی، میں ہمیشہ رہنے والی ہوں، مجھ پر کبھی موت نہیں آئے گی، میں مقیمہ ہوں کبھی سفر نہیں کروں گی، پس وہ متقی ایک ایسے مکان میں داخل ہوگا جس کی اونچائی ایک لاکھ ہاتھ کی ہوگی۔ وہ سرخ، سبز اور زرد موتیوں اور یاقوتوں کی چٹانوں پر بنایا گیا ہوگا، وہ موتی اور یاقوت ایک دوسرے کے مشابہ نہ ہوں گے۔ اس مکان میں ستر پلنگ ہوں گے، ہر پلنگ پر ستر بستر ہوں گے، ان بستروں پر ستر بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر لباس ہوں گے۔ ان لباسوں کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا نظر آئے گا۔ وہ متقی تمہاری ان راتوں کی مقدار ایک رات میں ان سے جماع کرے گا، متقین کے نیچے نہریں رواں ہوں گی، جاری نہریں اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ (محمد: 15) یعنی پانی کی ایسی نہریں جو صاف ہوں گی ان میں کسی قسم کا گدلا پن نہ ہو گا۔ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ (محمد: 15) یعنی دودھ کی ایسی نہریں ہوں گی جن کا ذائقہ متغیر نہ ہوگا، وہ دودھ جانوروں کی کھیریوں سے نہیں نکالا گیا ہوگا۔ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ (محمد: 15) وہ ایسی نہریں شراب کی ہیں جن کو مردوں نے اپنی قدموں کے ساتھ نہیں نچوڑا ہوگا۔ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (محمد: 15) یعنی وہ ایسی نہریں ہیں جن کا شہد، شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے نہیں نکالا ہوگا۔ پس پھل میٹھے ہوں گے، وہ متقی اگر چاہے تو کھڑے ہو کر کھائے چاہے تو بیٹھ کر کھائے۔ اگر وہ چاہے تو ٹیک لگا کر کھائے، متقی کو کھانے کا اشتیاق ہوگا تو اس کے پاس ایک پرندہ آئے گا جس کے پر سفید ہوں گے۔ وہ اس کے پہلوؤں سے جس رنگ میں چاہے گا کھائے گا پھر وہ پرندہ اڑ کر چلا جائے گا۔ پھر ایک فرشتہ داخل ہوگا اور کہے گا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (الزمر: 73) تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (الاعراف)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بن جعفر البجلی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابو معاذ البصری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جب متقین اپنی قبور سے باہر آئیں گے تو ان کو سفید اونٹنیاں پیش کی جائیں گی جن کے پر ہوں گے، ان کے اوپر سونے کے کجاوے ہوں گے۔ ان کے جوتوں کا تسمہ نور کا ہوگا جو چمک رہا ہوگا، ان کا ہر قدم حد نظر تک ہو گا۔ وہ اس درخت تک پہنچیں گے جس کی اصل سے دو چشمے نکلتے ہیں، وہ متقین ایک چشمہ سے پانی پئیں گے تو ان کے اندر کی غلاظت دھل جائے گی۔ وہ دوسرے چشمے سے غسل کریں گے تو ان کے بدن کبھی میلے نہ ہوں گے اور اس کے بعد ان کے بال بھی کبھی میلے نہ ہوں گے۔ ان پر نعمتوں کی شادابی جاری ہوگی، وہ جنت کے دروازے پر آئیں گے۔ سونے کے تختوں پر وہاں ایک یاقوت کا حلقہ ہوگا۔ وہ اس حلقہ کو اس تختے پر ماریں گے۔ اس کی آواز سنی جائے گی وہ ہر حوراء کو پہنچ جائے گا۔ (اس کا مطلب یہ ہوگا کہ) اس کا خاوند آچکا ہے۔ وہ حوراء اپنے نگران کو بھیجے گی جو اس متقی کے لیے دروازہ کھولے گا، جب متقی اس نگران کو دیکھے گا تو اس کے لیے سجدہ میں گر جائے گا۔ وہ نگران کہے گا اپنا سر اٹھا میں تیرا نگران ہوں، مجھے تیرا معاملہ سپرد کیا گیا ہے۔ وہ متقی اس کے پیچھے پیچھے چلے گا، حوراء جلدی کو حقیر سمجھے گی، وہ موتیوں اور یاقوت کے خیمے سے نکلے گی حتی کہ اسے گلے لگا

لے گی پھر کہے گی تو میرا محبوب ہے، میں تیری محبوبہ ہوں، میں ایسی ہمیشہ رہنے والی ہوں جسے کبھی موت نہیں آئے گی، میں ایسی نرم و ملائم ہوں کہ کبھی میرا جسم سخت نہ ہوگا، میں ایسی خوش ہوں کہ کبھی ناراض نہ ہوں گی، میں (تیری منزل میں) ایسی ٹھہرنے والی ہوں جو کبھی سفر نہ کروں گی۔ پھر وہ متقی ایسے مکانوں میں داخل ہوگا جو بنیاد سے چھت تک ایک لاکھ ہاتھ ہوگی۔ اس کی بناء مختلف موتیوں کی چٹانوں پر رکھی گئی ہوگی۔ کوئی زرد، کوئی سرخ، کوئی سبز ہوگا۔ وہ ایک دوسرے کے مشابہ نہیں ہوں گی، اس مکان میں ستر پلنگ ہوں گے، ہر پلنگ پر ستر بستر ہوں گے اور ہر اس بستر پر ستر بیویاں ہوں گی، ہر بیوی پر ستر لباس ہوں گے، ان لباسوں کے اندر سے پنڈلی کا گودا نظر آئے گا، وہ ان سے تمہاری اس رات کی مقدار میں جماع کرے گا، ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ (محمد:15) وہ نہریں صاف ہوں گی ان میں گدلا پن نہ ہوگا وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ (محمد:15) فرمایا یہ دودھ جانوروں کی کھیریوں سے نہیں نکالا گیا ہوگا وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ (محمد:15) فرمایا اس کو مردوں نے اپنے قدموں سے نہیں نچوڑا ہوگا وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى (محمد:15) فرمایا یہ شہد کی مکھیوں کے پیٹوں سے نہیں نکالی گئی ہوگی، پس پھل میٹھے ہوں گے وہ اگر چاہے گا تو کھڑے ہو کر کھائے گا، اگر چاہے گا تو بیٹھ کر کھائے گا، اگر چاہے گا تو ٹیک لگا کر کھائے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ دَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا (الدھر:14) پس وہ متقی کھانے کا اشتیاق کرے گا تو اس کے پاس سفید پرندہ آجائے گا، بعض اوقات فرماتے سبز پرندہ آجائے گا۔ پس وہ اپنے پروں کو بلند کرے گا اور اس کے پہلوؤں سے جس قسم کھانا چاہے گا کھالے گا۔ پھر وہ پرندہ اڑ کر چلا جائے گا، پھر ایک فرشتہ داخل ہوگا جو کہے گا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ (الزمر:73) تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝ (الاعراف)

ابن ابی حاتم، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے ابن عباس سے وِرْدًا کا معنی عطاشاً (پیاسا ہونا) روایت کیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وِرْدًا کا مطلب یہ ہے کہ وہ آگ کے پیاسے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ پیاس کی وجہ سے ان کی گردنیں ٹوٹ رہی ہوں گی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وِرْدًا کا معنی پیاسا ہونا روایت کیا ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا یعنی اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دی ہو اور اپنی قوت و طاقت سے برأت کی ہو اور اسے صرف اللہ تعالیٰ سے امید ہو۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا کے تحت روایت فرمایا ہے: مومنین ایک دوسرے کے شفعاء ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَهْدًا سے الصلاح مراد ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 146
2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 147

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اس حالت میں مرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مومن کو خوشی عطا کی اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے الرحمٰن سے وعدہ لے لیا اور جس نے رحمٰن سے وعدہ لے لیا اسے آگ نہیں چھوئے گی، اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے **اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا** کی تلاوت کی پھر فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا جس کے پاس میرا عہد ہے وہ کھڑا ہو جائے، کوئی شخص کھڑا نہ ہوگا مگر وہ جس نے دنیا میں یہ کہا ہوگا اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْهُ لِيْ عِنْدَكَ عَهْدًا تُؤَدِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو قیامت کے روز پانچ نمازیں لے کر آئے گا اور اس نے ان کے وضو، وقت، رکوع، سجود میں سے کسی چیز میں کمی اور کوتاہی نہیں کی ہوگی، وہ اس حال میں آئے گا کہ اللہ کی بارگاہ میں اس کے لیے عہد ہوگا کہ وہ اسے عذاب نہیں دے گا اور جو اس حال میں آئے گا کہ اس نے ان چیزوں میں سے کسی چیز میں کمی کی ہوگی اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی عہد نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو رحم فرمائے گا اور اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہر نماز کے بعد یعنی سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات کہے گا فرشتہ اسے ایک کاغذ میں لکھے گا اور اس پر مہر لگا دے گا پھر وہ اسے قیامت تک محفوظ کر لے گا۔ جب اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی قبر سے اٹھائے گا تو وہ فرشتہ آئے گا، اس کے پاس کتاب ہوگی اور اعلان کر رہا ہوگا اہل العہود (عہد کرنے والے) کہاں ہیں؟ حتی کہ وہ عہد نامے ان کے حوالے کر دے گا اور وہ کلمات یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الرَّحْمٰنَ الرَّحِيْمَ اِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ فَاِنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تُقَرِّبْنِيْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبَاعِدْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ لِيْ عَهْدًا عِنْدَكَ تُؤَدِّيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ حضرت طاؤس سے مروی ہے کہ انہوں نے ان کلمات کو اپنے کفن پر لکھنے کا حکم دیا۔(2)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 409 (3426)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 217، دار صادر بیروت

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ﴿۹۱﴾ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿۹۶﴾ فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَ تُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿۹۷﴾

"اور کفار کہتے ہیں بنالیا ہے رحمٰن نے (فلاں کو اپنا) بیٹا۔(اے کافرو!) یقیناً تم نے ایسی بات کی ہے جو سخت معیوب ہے۔قریب ہے آسمان شق ہو جائیں اس (خرافات) سے اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ گر پڑیں لرزتے ہوئے۔کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ رحمٰن کا ایک بیٹا ہے۔اور نہیں جائز رحمٰن کے لیے کہ وہ بنائے کسی کو (اپنا) فرزند۔کوئی ایسی چیز نہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے مگر وہ حاضر ہوگی رحمٰن کی بارگاہ میں بندہ بن کر۔اللہ تعالیٰ نے ان سب کا شمار کر رکھا ہے اور انہیں گن لیا ہے اچھی طرح۔اور وہ سب پیش ہوں گے اس کے سامنے قیامت کے دن تنہا۔بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے پیدا فرما دے گا خدائے مہربان ان کے لیے (دلوں میں) محبت۔صرف اس لیے ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں اتار کرتا کہ آپ مژدہ سنائیں اس سے پرہیزگاروں کو اور ڈرائیں اس کے ذریعے اس قوم کو جو بڑی جھگڑالو ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِدًّا کا معنی قولاً عظیما (بڑی بات) روایت کیا ہے۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ فرماتے ہیں: شرک ایسی چیز ہے جس سے آسمان، زمین، پہاڑ اور تمام مخلوق گھبراتی اور ڈرتی ہے لیکن جن و انس نہیں ڈرتے، قریب ہے کہ عظمت الٰہی کی وجہ سے اس خرافات سے سب چیزیں زائل ہو جائیں، جس طرح شرک کے ہوتے ہوئے شرک کی نیکی کچھ نفع بخش نہیں۔اسی طرح ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ موحدین کے گناہ معاف فرما دے گا۔فرماتے ہیں هَدًّا کا معنی هدماً (توڑنا) ہے۔(1)

امام ابن المبارک، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں، طبرانی، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عون کے طریق سے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ پہاڑ، دوسرے پہاڑ کو

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 50-148

آواز دیتا ہے: اے فلاں! کیا آج تیرے پاس سے کوئی ایسا شخص گزرا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا ہو؟ جب وہ کہتا ہے ہاں، تو وہ خوش ہوتا ہے۔ عون فرماتے ہیں کیا جب جھوٹی بات کہی جاتی ہے تو وہ سن لیتے ہیں اور نیکی کی بات نہ سنتے ہوں گے بلکہ وہ اچھی بات زیادہ سنتے ہیں۔ پھر انہوں نے بطور دلیل یہ آیات پڑھیں وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا...... الآیات۔(1)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں محمد بن المنکدر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب دو پہاڑ صبح کرتے ہیں تو ایک دوسرے کا نام لے کر آواز دیتا ہے کہتا ہے اے فلاں! کیا تیرے پاس سے کوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاں، تو پہلا پہاڑ کہتا ہے، اللہ نے تیری آنکھیں ٹھنڈی کیں لیکن میرے پاس سے آج کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا نہیں گزرا۔

امام حاکم رحمہ اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَنْفَطِرْنَ (یعنی یاء اور نون کے ساتھ) پڑھا اور تَخِرُّ کو تاء کے ساتھ پڑھا۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلْاِنْفِطَار کا معنی اَلْاِنْشِقَاق (پھٹنا) روایت کیا ہے۔

ابوالشیخ نے الضحاک سے تَكَادُ السَّمٰوٰتُ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کی عظمت کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں،

امام ابن المنذر نے ہارون سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں یَنْفَطِرْنَ (یعنی یاء کے ساتھ) تھا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب انہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو انہوں نے مکہ میں اپنے ساتھیوں شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف کی جدائی محسوس کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (3)

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت البراء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم کہو اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ عَهْدًا وَّاجْعَلْ لِّیْ عِنْدَكَ وُدًّا وَّاجْعَلْ لِّیْ فِیْ صُدُوْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مَوَدَّةً۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

طبرانی اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی یعنی مومنین کے دلوں میں ان کی محبت ڈال دی۔(4)

امام حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا کے متعلق پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! یہ مومنین اور ملائکہ مقربین کے دلوں میں محبت پیدا کرنا ہے اللہ تعالیٰ مومنین کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے المنة والمحبة والحلاوة اور صالحین

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 401 (537)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 267 (2964)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 153
4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 151 (11162)، دار الفکر بیروت

کے دلوں میں رعب و ہیبت۔(1)

امام عبدالرزاق، الفریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت سے مراد دنیا میں لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرنا ہے۔(2)

ہناد نے الضحاک سے سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ کے تحت روایت کیا ہے کہ مومنین کے سینوں میں ان کی محبت پیدا کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ہناد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ ان متقین کے لیے اس طرح محبت پیدا فرماتا ہے کہ وہ لوگوں سے محبت کرتا ہے اور لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ پھر آسمان میں اس کی محبت کی منادی کرائی جاتی ہے پھر اس کے لیے محبت اہل زمین میں اتاری جاتی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ سے یہی مراد ہے، اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے بغض رکھتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے۔ میں فلاں شخص کو ناپسند کرتا ہوں، پھر اہل آسمان کے درمیان منادی کی جاتی ہے کہ پھر اس کا بغض اہل زمین میں اتارا جاتا ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندہ اللہ تعالیٰ کا رضا کی متلاشی رہتا ہے اور ہمیشہ اسی حالت میں رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل سے فرماتا ہے میرا فلاں بندہ میری رضا چاہتا ہے، پس میں اس پر راضی ہوں، جبرئیل کہتا ہے اللہ کی رحمت ہو اس شخص پر، حاملین عرش بھی یہی کہتے ہیں پھر ان کے بعد والے فرشتے بھی یہی کہتے ہیں حتی کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہی کہتے ہیں پھر یہی پیغام رحمت اہل زمین پر اتارا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی چیز کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔ اور جب کوئی بندہ غضب الٰہی تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے جبرئیل! فلاں مجھے ناراض کرتا ہے خبردار! میرا اس پر غضب ہے۔ جبرئیل کہتا ہے: اس پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر حاملین عرش بھی یہی کہتے ہیں اور پھر ان کے بعد والے فرشتے بھی یہی کہتے ہیں حتی کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہی کہتے ہیں پھر اس کی ناراضگی زمین پر اتاری جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے تورات میں پایا کہ کسی کی محبت زمین والوں میں ہوتی حتی کہ اس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے پھر وہ جنت کو اہل زمین پر اتارتا ہے پھر میں نے قرآن پڑھا تو اس میں یہ آیت پائی: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 202، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 367 (1795)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 137 (34787)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 514 (3161)، دار الفکر بیروت
5۔ نوادر الاصول، صفحہ 202، دار صادر بیروت

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مومن کو تین چیزیں عطا فرماتا ہے محبت، ملاحت اور مومنین کے دلوں میں محبت ومودت، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابو درداء نے مسلمہ بن مخلد کی طرف خط لکھا تم پر سلام ہو، اس کے بعد یہ کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے تو وہ اسے اپنے بندوں کا بھی محبوب بنا دیتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ مبغوض ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ جب اسے ناپسند فرماتا ہے تو اپنے بندوں کے دلوں میں بھی اسے ناپسند بنا دیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بندے کے لیے شہرت ہوتی ہے اگر وہ نیک ہو تو اس کی محبت زمین میں رکھی جاتی ہے۔ اگر برا ہو تو اس کی برائی زمین میں اتاری جاتی ہے۔(2)

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محبت اللہ کی طرف سے ہے اور شہرت آسمان سے ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں۔ پس جبرئیل منادی کرتا ہے تمہارا رب فلاں سے محبت کرتا ہے۔ پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس اس کی محبت زمین میں اتاری جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو ناپسند فرماتا ہے تو جبرئیل سے فرماتا ہے میں فلاں کو ناپسند کرتا ہوں تو بھی اس سے بغض رکھ پھر جبرئیل منادی کرتا ہے، بے شک تمہارا رب فلاں کو ناپسند کرتا ہے، تم بھی اسے ناپسند کرو۔ پس اس کے لیے زمین میں بغض جاری ہو جاتا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لُدًّا کا معنی فُجَّارا ہے۔(4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حسن سے لُدًّا کا معنی صُمًّا (بہرے) روایت کیا ہے۔ا

امام بن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس کا معنی جھگڑالو روایت کیا ہے۔

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ قَوْمًا لُّدًّا یعنی ایسی قوم جو باطل کے ذریعہ سے جھگڑتی ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قریش ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لُدًّا کا مطلب ایسی قوم ہے جو راہ راست پر نہیں چلتی۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 202، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 154
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 367 (1749)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿۹۸﴾

''اور کتنی قومیں تھیں جن کو ہم نے ہلاک کر دیا اس سے پہلے، کیا محسوس کرتے ہو ان میں سے کسی کو یا سنتے ہو ان کی کوئی آہٹ''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تُحِسُّ کا معنی تری (دیکھنا) ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تُحِسُّ کو تاء کے ضمہ اور حاء کے کسرہ اور سین کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے اور اس میں ادغام نہیں کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ کیا تم نے ان میں سے کسی کا وجود دیکھا ہے یا کسی کی آواز سنی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قوم چلی گئی نہ اس کی آواز باقی ہے اور کوئی آنکھ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رِكْزًا کا معنی آواز روایت کیا ہے۔

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے رِكْزًا کے متعلق پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا اس کا معنی حساً ہے۔ نافع نے کہا کیا یہ معنی عرب جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

قَدْ تو جس رکزاً متفقدنس　　　　بنبة الصوت ما في سمعه كذب

اس شعر میں رِكْزًا بمعنی حسا استعمال ہوا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 367 (1796)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۳۵ | سُوْرَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ ۲۰ | رکوعاتہا ۸

امام النحاس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ طٰہٰ مکہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ طٰہٰ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام دارمی، ابن خزیمہ (التوحید میں)، العقیلی (الضعفاء میں)، طبرانی (الاوسط میں)، ابن عدی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورۂ طٰہٰ اور یٰس آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پڑھیں۔ جب فرشتوں نے قرآن سنا تو کہا: مبارک ہو اس امت کو جس پر یہ نازل ہوگا اور مبارک ہو ان سینوں کو جو انہیں محفوظ کریں گے اور مبارک ہو ان زبانوں کو جو ان کی تلاوت کریں گی۔(1)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ سورت ذکر اول سے عطا کی گئی جس میں انعام کا ذکر ہے اور طٰہٰ اور حٰم کی سورتیں موسیٰ علیہ السلام کی تختیوں سے عطا کی گئیں اور فواتح القرآن (سورۂ فاتحہ) اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات عرش کے نیچے سے عطا کی گئیں اور مفصل مجھے اضافی دی گئیں۔

امام ابن مردویہ نے ابوامامہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل جنت پر قرآن کا پڑھنا ساقط کر دیا جائے گا۔ وہ اس سے سوائے سورۂ طٰہٰ و یٰس کے کچھ بھی نہ پڑھیں گے۔ یہ دونوں سورتیں اہل جنت، جنت میں تلاوت میں کریں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

طٰهٰ ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ﴿۲﴾ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۳﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿۴﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿۵﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰى ﴿۶﴾ وَاِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ﴿۸﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۱﴾

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 477 (2450)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ الفردوس للدیلمی، جلد 1، صفحہ 162 (601)، بیروت

”طاہا۔ نہیں اتارا ہم نے آپ پر یہ قرآن کہ آپ مشقت میں پڑیں۔ بلکہ یہ نصیحت ہے اس کے واسطے جو (اپنے رب سے) ڈرتا ہے۔ یہ اتارا گیا ہے اس ذات کی طرف سے جس نے پیدا فرمایا زمین کو اور بلند آسمانوں کو۔ وہ بے حد مہربان (کائنات کی فرمانروائی کے) تخت پر متمکن ہوا۔ اسی کی ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ گیلی مٹی کے نیچے ہے۔ اور اگر تو بلند آواز سے بات کرے (تو تیری مرضی) وہ تو بلاشبہ جانتا ہے رازوں کو بھی اور دل کے بھیدوں کو بھی۔ اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں، بغیر اس کے اس کے لیے بڑے خوب صورت نام ہیں۔ اور (اے حبیب!) کیا پہنچی ہے آپ کو اطلاع موسیٰ کے قصہ کی؟۔ جب (مدین سے واپسی پر تاریک رات میں) آپ نے آگ دیکھی تو اپنے گھر والوں کو کہا تم (ذرا یہاں) ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے، شاید میں لے آؤں تمہارے لیے اس سے کوئی چنگاری یا مجھے مل جائے آگ کے پاس کوئی راہ دکھانے والا۔ پس جب آپ وہاں پہنچے تو ندا کی گئی اے موسیٰ“۔

ابن المنذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب ابتداء میں وحی کا نزول ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنے قدموں کے اگلے حصے پر کھڑے ہوتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى۔(1)

امام ابن مردویہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کفار نے کہا: یہ اپنے رب کی طرف سے مشقت میں مبتلا کیے گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمادیا۔(2)

امام ابن عساکر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کو قیام فرماتے تو اپنے آپ کو رسی سے باندھ دیتے تاکہ نیند نہ آجائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: طٰهٰ ۚ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو باندھ دیتے تھے اور ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں کے اوپر رکھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ (مزمل) کا ارشاد نازل ہوا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رات قیام فرماتے حتی کہ آپ کے پاؤں مبارک سوج جاتے تھے، آپ کبھی ایک قدم پر کھڑے ہوتے تو کبھی دوسرے قدم پر، اس وقت جبرئیل امین تشریف لائے اور یہ ارشاد سنایا طٰهٰ یعنی (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے دونوں قدموں کو زمین پر رکھیے۔ ہم نے قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے پھر یہ ارشاد نازل فرمایا: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ (مزمل:20)۔

امام البزار رحمہ اللہ نے حسن سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری باری ہر قدم پر

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 186 (1497)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 157، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 4، صفحہ 143، دارالفکر بیروت

کھڑے ہوتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: طٰهٰ ﴿۱﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیام فرماتے تو ایک قدم پر کھڑے ہوتے اور دوسرا قدم اٹھا لیتے تھے اللہ تعالیٰ نے طٰہٰ نازل فرمائی یعنی اے محمد! اپنے دونوں پاؤں زمین پر رکھیے، ہم نے قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں قرآن پڑھتے تو بعض اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک پاؤں پر کھڑے ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے دونوں قدم زمین پر رکھو، ہم نے قرآن اس لیے نہیں اتارا کہ آپ مشقت میں پڑیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے قرآن کے ساتھ قیام کیا۔ کفار قریش نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اس لیے نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ اس کے ساتھ مشقت میں پڑ جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ ارشاد نازل فرمایا:۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے طٰہٰ کا معنی اے شخص! روایت کیا ہے۔ (1)

امام الحارث بن ابی اسامہ اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبطی زبان میں اس کا معنی اے شخص! ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبطی زبان میں طٰہٰ کا مطلب اے شخص! ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے ایک قول یہ روایت کیا ہے طٰہٰ یہ تیرے قول یا رجل کی طرح ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبطی زبان میں طٰہٰ کا مطلب اے شخص! ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس کا معنی نبطی زبان کے حوالہ سے اے شخص! روایت کیا ہے۔ (2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سریانی زبان میں اس کا معنی اے شخص! ہے۔ (3)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حبشی زبان کے مطابق یہ تیرے قول یا محمد! کی طرح ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ طٰہٰ کا معنی حبشی زبان میں یا رجل کی طرح ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے روایت کیا ہے کہ طٰہٰ کلمہ عربی سے بنایا گیا ہے۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے یہ فواتح السور سے ہے۔

حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے فرمایا طاذی الطول سے ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الطفیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 152 (11164)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 157
3۔ ایضاً 4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 378، مکتبۃ النصر الحدیثہ

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میرے دس اسماء ہیں، ابوالطفیل نے کہا: ان میں سے آٹھ میں نے یاد کر لیے ہیں: محمد، احمد، ابوالقاسم، الفاتح، الخاتم، الماحی، العاقب، الحاشر۔ سیف کا گمان ہے کہ ابوجعفر نے کہا باقی دو اسم طٰہٰ و یٰس ہیں۔

امام ابن مردویہ اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ذر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن مسعود کے سامنے طٰہٰ کو طاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا تو عبداللہ بن مسعود نے اس کی گرفت فرمائی اور کہا طاء مکسورہ ہے۔ اس شخص نے کہا اس کا معنی ہے تم اپنے قدم رکھو۔ عبداللہ نے کہا نبی کریم ﷺ اس طرح پڑھتے تھے اور اسی طرح جبرئیل نے اس کو نازل کیا ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے سب سے پہلے سورۂ طٰہٰ سیکھی۔ جب میں تلاوت کرتی تھی تو آپ ﷺ فرماتے اے عائشہ! میں نے مشقت نہیں اٹھائی۔

امام بیہقی نے دلائل میں ابو صالح کے واسطہ سے ابن عباس سے روایت کیا ہے: آپ ﷺ اپنے قدموں پر قیام فرماتے تھے۔ اور طٰہٰ عک قبیلہ کی لغت میں یارجل (اے انسان) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ ابن عباس فرماتے ہیں: میں نے ایک عک قبیلہ کے شخص کو یارجل کہہ کر پکارا تو وہ میری طرف متوجہ نہ ہوا اور جب میں نے طٰہٰ کہا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن خالد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے الضحاک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ بنی مازن بن مالک کے ایک شخص نے کہا: قرآن کی کوئی چیز مجھ پر مخفی نہیں ہے۔ وہ قرآن کا قاری اور شاعر تھا۔ ضحاک نے اسے کہا تم یہ دعویٰ کرتے ہو تو طٰہٰ کا مطلب بتاؤ۔ اس نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ سے ہے جیسے طسم، حم، ضحاک نے کہا یہ نبطی زبان میں یا رجل کے معنی میں ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: طٰہٰ قسم ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم اٹھائی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نماز میں آپ ﷺ مشقت اٹھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ (مزمل: 20) کے قول کی طرح ہے۔ صحابہ کرام بھی نماز میں اپنے سینوں کو رسیوں سے باندھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اے شخص! ہم نے آپ پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا کہ آپ مشقت برداشت کریں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے آپ کو شقی نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمت، نور اور جنت کی طرف راہنمائی کرنے والا بنایا۔ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتب نازل فرمائیں اور اپنے رسولوں کو رحمت بنا کر مبعوث فرمایا، اس کے ذریعے بندوں پر رحم فرمایا تاکہ نصیحت حاصل کرنے والے نصیحت حاصل کریں اور جو کتاب اللہ سے سنیں اس سے نفع حاصل کریں۔ یہ قرآن تو نصیحت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے، اس میں حلال و حرام کا واضح بیان ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 268 (2965)، مکتبۃ العصر الحدیثہ

امام ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب سے وَمَا تَحۡتَ الثَّرٰی کا مطلب یہ روایت کیا ہے کہ ساتوں زمینوں کے جو نیچے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الثَّرٰی ہر تر اور گیلی چیز کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الثَّرٰی سے مراد وہ چٹان ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے، یہ سبز چٹان ہے اور وہ سجین ہے جس میں کفار کے اعمال کے رجسٹر ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الثَّرٰی سے مراد وہ مٹی ہے جو کھودی جائے۔

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا پانی، پھر پوچھا گیا اس کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا تاریکی۔ پوچھا گیا تاریکی کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا ہوا، پوچھا گیا ہوا کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا الثَّرٰی، پوچھا گیا الثَّرٰی کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا خالق کے علم کے ہاں مخلوق کا علم ختم ہو گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: غزوۂ تبوک میں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، تو ہمارے سامنے ایک طویل القامۃ شخص آیا، وہ نبی کریم ﷺ کے قریب آیا اور اس نے آپ ﷺ کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی، اور کہا آپ محمد (ﷺ) ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس شخص نے کہا میں آپ سے ایسے سوال کرنا چاہتا ہوں جنہیں اہل زمین میں سے صرف ایک یا دو شخص ہی جانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چاہتا ہے پوچھ! اس نے کہا اے محمد (ﷺ) اس زمین کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا مخلوق، اس نے پوچھا ان کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا زمین۔ پھر اس کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا مخلوق، اس نے کہا پھر اس کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا زمین، یہ سوال و جواب کا سلسلہ چلتا رہا حتی کہ ساتوں زمین کا ذکر آیا، اس شخص نے پوچھا ساتویں زمین کے نیچے کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا چٹان، اس نے پوچھا چٹان کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا مچھلی، اس نے پوچھا مچھلی کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا پانی، اس نے پوچھا پانی کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا تاریکی۔ اس نے پوچھا تاریکی کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا ہوا۔ اس نے پوچھا ہوا کے نیچے کیا ہے؟ فرمایا الثَّرٰی (گیلی مٹی)۔ اس نے پوچھا الثریٰ کے نیچے کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: اے سائل! اللہ کے علم کے پاس مخلوق کا علم ختم ہو گیا۔ جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا آپ نے سچ کہا، اے محمد! (ﷺ) میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اگر آپ الثَّرٰی کے نیچے کسی چیز کا ذکر کرتے تو میں جان لیتا کہ آپ جادوگر اور کذاب ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، پھر وہ شخص چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! کیا تم جانتے ہو یہ کون تھا؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: یہ جبرئیل تھے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یَعۡلَمُ السِّرَّ وَ اَخۡفٰی کے تحت روایت فرمایا ہے کہ السِّرَّ سے مراد وہ بات ہے جو ابن آدم اپنے دل میں چھپاتا ہے وَ اَخۡفٰی سے مراد وہ بات ہے جو ابن آدم سے مخفی ہے جس کو وہ زمانہ مستقبل میں کرنے والا ہے جس کا ابھی تک اسے خود علم نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو پہلے ہو چکا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جو ہونے والا ہے اسے بھی جانتا ہے، ایک شخص اور تمام مخلوق اس کی

بارگاہ میں برابر ہیں یعنی ایک نفس کی طرح جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ (لقمان:28)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، السِّرَّ وہ ہے جسے تو جانتا ہے اور اَخْفٰى وہ ہے جو اللہ تعالیٰ تیرے دل میں ڈالے گا جسے تو نہیں جانتا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ وہ بھی جانتا ہے جو تو اپنے نہاں خانہ دل میں چھپائے ہوئے ہے اور وہ اسے بھی جانتا ہے جو تو کل کرنے والا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَخْفٰى سے مراد وہ پوشیدہ بات ہے جس کا خیال تیرے دل میں آیا ہے اور جس کا خیال تیرے دل میں نہیں آیا جو مستقبل میں ہونے والی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَخْفٰى سے مراد وسوسہ ہے اور السِّرَّ سے مراد وہ عمل ہے جو تم لوگوں سے چھپا کر کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے السِّرَّ وہ راز کی بات جو کسی غیر کے سامنے بیان کی گئی ہو اور اَخْفٰى جو ابھی نہاں خانہ دل میں انگڑائیاں لے رہی ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، السِّرَّ وہ بات ہے جو انسان اپنے گھر والوں سے بیان کر دیتا ہے اور اَخْفٰى جو ابھی تیرے دل میں ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السِّرَّ وہ بات ہے جو ابھی دل میں ہی ہے اور اَخْفٰى وہ بات جو ابھی تک ہوئی ہی نہیں مستقبل میں ہونے والی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے السِّرَّ وہ بات ہے جو تو نے دل میں چھپا رکھی ہے اور اَخْفٰى جو ابھی تیرے دل میں بھی نہیں آئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عبادت کے اسرار کو جانتا ہے اور اس کے رازوں کو ہم نہیں جانتے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اٰنَسْتُ کا معنی اَحْسَسْتُ (محسوس کرنا) روایت کیا ہے، اور هُدًى سے مراد یہ ہے کہ وہ ذات جو مجھے راہ دکھائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى کہ میں کوئی ایسی ذات پالوں جو میری سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کرے، موسیٰ علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ سردیوں کی رات میں سفر کر رہے تھے تو راستہ بھول گئے تھے۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی هُدًى کا مطلب راستہ کی راہنمائی کرنے والا بیان کیا ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 368 (1798)، دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 368 (1799)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ھُدًی کا معنی ھادی ہے یعنی میں کوئی راہنما لوں جو پانی کی طرف میری راہنمائی کرے۔

امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام نے آگ دیکھی تو اس کی طرف چل پڑے حتی کہ اس کے قریب جا کر ٹھہر گئے۔ وہ بہت بڑی آگ تھی جو شدید سبز درخت کے پتوں سے نکل رہی تھی۔ اس درخت کو علیق کہا جاتا ہے، آگ تیز سے تیز تر ہو رہی تھی لیکن درخت جل نہیں رہا تھا بلکہ اس کی سبزی اور حسن میں اضافہ ہو رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کھڑے دیکھ رہے تھے اور کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں۔ انہوں نے سمجھا کہ درخت جل رہا ہے اور کسی آگ لگانے والے نے اسے آگ لگائی ہے۔ پس آپ نے دیکھا کہ درخت جل چکا ہے لیکن اس کی شدت کی ہریالی اس کی پانی کی کثرت اور اس کے پتوں کی کثافت نے آگ کو مکمل جلنے سے روکا ہوا ہے۔ آپ نے اس پر یقین کر لیا۔ آپ کھڑے تھے اس امید سے کہ اس درخت سے کوئی چیز گرے گی تو اس کی چنگاری لے جائیں گے۔ جب زیادہ وقت گزر گیا تو آپ نے آگ کی طرف سبز گھاس کو کیا جو آپ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ اس آگ کا شعلہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ عمل کیا تو آگ آپ کی طرف مائل ہوئی گویا وہ آپ کا ارادہ رکھتی تھی۔ آپ پیچھے ہٹ گئے اور ڈر گئے۔ پھر دوبارہ لوٹے تو اس کے اردگرد چکر لگایا۔ آگ آپ کی طرف اور آپ آگ کی طرف مائل ہو رہے تھے۔ وہ آگ بجھنے کا نام نہیں لے رہی تھی، موسیٰ علیہ السلام پر یہ معاملہ بڑا شدید گزرا اور بڑے متعجب ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام اس کے متعلق غور و فکر کرنے لگے۔ پھر فرمایا اس آگ سے شعلہ لینا ممکن نہیں ہے، لیکن اسے جلا نہیں رہی۔ پھر اتنی بڑی آگ آنکھ جھپکنے کی دیر میں بجھ گئی، موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ صورت حال دیکھی تو فرمایا اس آگ کی کوئی شان ہے اور یہ طے کر لیا کہ یہ آگ مامورہ یا مصنوعہ ہے، آپ کو اس آگ کا کوئی پتہ نہ چلا کہ اس کی حقیقت کیا ہے، اس کو کون جلانے والا ہے اور اس کو کیوں جلایا گیا ہے؟ آپ حیران و ششدر کھڑے ہو گئے، سمجھ نہیں آرہا تھا کہ لوٹ جائیں یا ٹھہرے رہیں۔ اسی اثناء میں آپ نے اس درخت کی ٹہنیوں کو دیکھا تو وہ آسمان پر چھائی ہوئی سبزی سے بھی زیادہ سبز تھیں۔ آپ نے اس کی طرف دیکھا کہ وہ تاریکیوں پر چھا رہی ہے۔ پھر وہ سبزی روشن ہوئی، زرد اور سفید ہوئی حتی کہ آسمان اور زمین کے درمیان ستون کی مانند پھیلنے والا نور بن گیا، اس پر نور سورج کی شعاع کی مثل تھا۔ آنکھیں اس نور کو دیکھ نہیں سکتی تھیں۔ جب آپ اس کی طرف دیکھتے تو کیفیت یہ ہو جاتی کہ قریب ہے کہ آنکھیں اچک لے۔ اس وقت آپ کا خوف و ہراس اور زیادہ ہو گیا۔ آپ نے اپنی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھ لیے اور زمین پر لیٹ گئے۔ آپ نے ایک آواز سنی لیکن آپ نے اس وقت ایسی آواز سنی جو سننے والے نہیں سنتے۔ جب موسیٰ کلیم کا خوف اور ڈر زیادہ ہو گیا تو درخت سے آواز آئی: اے موسیٰ! آپ نے جلدی سے جواب دیا لیکن آپ کو معلوم نہ تھا کہ کون بلا رہا ہے اور آپ کے جلدی جواب دینے کی وجہ انسان سے انس حاصل کرنا تھا۔ آپ نے کئی بار کہا لبیک لبیک، میں تیری آواز سن رہا ہوں اور تیری حس محسوس کر رہا ہوں لیکن تیرا مکان نہیں دیکھتا، تو کہاں ہے؟ فرمایا میں

تیرے اوپر، تیرے ساتھ، تیرے پیچھے اور تیرے نفس سے زیادہ قریب ہوں۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز سنی تو جان گئے کہ یہ شانیں تو میرے رب کو ہی زیبا ہیں۔ آپ کو اس کا یقین ہو گیا۔ آپ نے عرض کی یا الٰہی! تو واقعی اسی شان کے لائق ہے۔ میں تیری کلام سن رہا ہوں یا تیرے پیغام رساں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ہی تجھ سے کلام کر رہا ہوں۔ تو میرے قریب آ جا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ عصا پر رکھے پھر اس پر سہارا لے کر سیدھے کھڑے ہو گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر کپکپی طاری تھی، اعضاء ادھر ادھر ہو رہے تھے اور پاؤں لڑکھڑا رہے تھے، زبان بولنے سے رک گئی اور دل ٹوٹ رہا تھا۔ کوئی ہڈی دوسری ہڈی کو برداشت نہیں کر رہی تھی۔ آپ ایک مردہ شخص کی طرح تھے لیکن زندگی کے سانس جاری تھے۔ پھر اسی کیفیت میں رینگتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اس درخت کے قریب کھڑے ہوئے جس سے آپ کو آواز دی گئی تھی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى ﴿١٧﴾ اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے، تو عرض کی هِيَ عَصَايَ یہ میرا ڈنڈا ہے فرمایا اس کے ساتھ تو کیا کرتا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اپنی بکریوں کے لیے اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لیے اس میں کئی اور فوائد بھی ہیں جنہیں تو جانتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے ڈنڈے کے فوائد یہ تھے کہ اس کی دو شاخیں تھیں اور ان شاخوں کے نیچے ایک کھونٹی سی بنی ہوئی تھی۔ جب کوئی ٹہنی لمبی ہوتی تو آپ اس کھونٹی کے ساتھ اسے جھکا لیتے اور جب آپ اس ٹہنی کو توڑنے کا ارادہ کرتے تو شاخوں کے ذریعے سے ٹیڑھا کر دیتے، آپ اس پر سہارا لیتے اور اس کے ساتھ بکریوں کے لیے پتے جھاڑتے، کبھی اسے اپنے کندھے پر رکھتے اور اس کے ساتھ اپنی کمان اپنا ترکش، اپنا لوٹا، اپنا کھیسہ اور اپنے کپڑے لٹکا لیتے، سایہ لینے کی ضرورت ہوتی تو اس پر کپڑا ڈال کر سایہ حاصل کرتے اور جب کبھی کنویں پر جاتے اور اس کی رسی چھوٹی ہوتی تو اس کو ڈنڈے کے ساتھ باندھتے۔ اسی طرح اس کے ساتھ اپنی بکریوں کا درندوں سے دفاع کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اسے زمین پر ڈال دے۔ آپ نے اسے پھینک دیا تو اسی وقت وہ بہت بڑا سانپ بن گیا، دیکھنے والوں نے اسے دیکھا اور یوں چلنے لگا گویا اسے کسی چیز کی تلاش ہے جسے وہ پکڑنا چاہتا ہے، وہ اونٹ کی مانند چٹان کے پاس سے گزرتا تو اسے نگل لیتا۔ وہ اپنے دانت کسی بڑے درخت کے تنے میں مارتا تو اسے جڑوں سمیت اکھیڑ دیتا، اس کی آنکھوں سے آگ نکلتی تھی۔ اس کی نوک بالوں کی کلغی بن گئی جس طرح ٹوٹنے والے ستارے ہوتے ہیں۔ اس کی دو شاخیں ایک وسیع کنویں کی طرح بن گئیں جن میں داڑھیں اور لمبے دانت تھے، اس کے دانتوں کے پسنے کی آواز تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا تو وَلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ (النمل:10) آپ پیٹھ پھیر کر وہاں سے چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ آپ چلے گئے پھر غور سے دیکھا کہ سانپ سے وہ عاجز ہیں پھر اپنے رب کو یاد کیا اور حیا کی کیفیت میں کھڑے ہو گئے۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ! وہاں لوٹ جاؤ جہاں سے آئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام پر شدید خوف طاری تھا۔ فرمایا اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے پکڑ، ہم اسے پہلی حالت پر لوٹا دیں گے، موسیٰ علیہ السلام پر ایک قمیص تھی۔ وہ آپ نے اپنے ہاتھ پر لپیٹ لی، موسیٰ علیہ السلام کو ایک فرشتے نے کہا جناب! جس مصیبت سے آپ بچنا چاہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس کا حکم فرما دیں تو کیا یہ کپڑا تمہیں اس مصیبت سے بچا سکتا ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا نہیں، لیکن میں ضعیف اور کمزور ہوں اور میری تخلیق میں کمزوری

رکھی گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے کپڑا اتار دیا اور (خدا پر توکل کر کے) اپنا ہاتھ سانپ کے منہ پر رکھ دیا پھر آپ نے اس کی داڑھوں اور دانتوں کی آواز سنی، جب آپ نے اسے پکڑا تو وہ پہلے کی طرح ڈنڈا بن گیا اور آپ کا ہاتھ اس جگہ پر تھا جہاں پر سہارا لینے کے وقت دونوں شاخوں کے درمیان رکھا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا قریب ہو جا۔ آپ قریب ہوتے گئے حتیٰ کہ آپ نے درخت کے تنے کے ساتھ اپنی پیٹھ باندھ دی، آپ کا سارا خوف وہراس ختم ہو گیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ ڈنڈے پر رکھے اور سر اور گردن کو جھکا لیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا میں نے آج تجھے اپنی بارگاہ میں اس جگہ کھڑا کیا ہے جہاں تیرے بعد کسی بشر کے لیے کھڑا ہونا مناسب نہ ہوگا، کیونکہ میں نے تجھے اپنا قرب خاص بخشا ہے کہ تو نے میرا کلام سنا اور تو میرے قریب ترین مکان میں ہے۔ پس تو میرا پیغام لے جا، بے شک تو میری آنکھ اور کان ہے اور تیرے ہاتھ میری قدرت اور نظر ہیں۔ میں نے تجھے اپنی سلطانی کا جبہ پہنایا تا کہ اس کے ذریعے سے میرے معاملے میں قوت مکمل کرے۔ تو میرے لشکروں میں سے ایک عظیم لشکر ہے۔ میں نے تجھے اپنی مخلوق میں سے کمزور ترین مخلوق کی طرف مبعوث کیا ہے جو میری نعمتوں سے اکڑ گیا ہے اور میری تدبیر سے امن میں ہو گیا ہے، اسے دنیا نے دھوکا دیا ہے حتیٰ کہ اس نے میرے حق کا انکار کیا ہے، میری ربوبیت کا بھی منکر ہو گیا ہے اور میرے علاوہ کو شمار کیا ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ وہ مجھے نہیں جانتا، مجھے اپنی عزت کی قسم! اگر وہ عذر اور حجت جو میں نے اپنے اور اپنی مخلوق کے درمیان رکھا ہے وہ نہ ہوتا تو میں اسے ایک جابر پکڑنے والے کی طرح پکڑتا، اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے سے آسمان، زمین پہاڑ اور سمندر سب ناراض ہو جاتے ہیں، اگر میں آسمان کو حکم دوں تو وہ اس پر کنکر برسا دے، زمین کو حکم کروں تو وہ اسے نگل لے، اگر میں سمندروں کو حکم کروں تو وہ اسے غرق کر دے، اگر میں پہاڑوں کو حکم دوں تو وہ اسے تباہ و برباد کر دے۔ لیکن وہ مجھ پر آسان ہے اور میری نگاہ کرم سے گر چکا ہے اور میرا حکم اس سے وسیع ہے اور میرے پاس جو کچھ ہے اس کی وجہ سے مستغنی ہوں اور میرا یہ حق ہے میں غنی ہوں میرے سوا کوئی غنی نہیں ہے۔ تم میرا اسے پیغام پہنچاؤ اور اسے میری عبادت اور میری توحید اور میرے نام کے اخلاص کی طرف بلاؤ اور اسے میری آیات سے نصیحت کرو اور میری سزا اور سختی سے اسے ڈراؤ اور اسے بتاؤ کہ میرے غضب کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکے گی۔ اور اس سے نرم لہجہ میں بات کرو شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے اور اسے بتاؤ کہ میرا عفو اور مغفرت میرے غضب اور عقوبت سے سبقت لے جانے والے ہیں۔ تجھے خوف میں نہ ڈالے جو میں نے اسے دنیا کا لباس پہنا رکھا ہے کیونکہ اس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے، اس کی حرکت، اس کا بولنا اور اس کا سانس لینا سب میرے اذن سے ہے اور اسے کہو اپنے رب کی بات قبول کرے، وہ وسیع مغفرت والا ہے، اس نے تجھے چار سو سال سے مہلت دے رکھی ہے اور تو ہر وقت اسے جنگ کی مبارزت دیتا رہا تو اس کی مثل ہونے کا دعویٰ کرتا رہا اور اس کے راستہ میں اس کے بندوں کو روکتا رہا لیکن پھر بھی وہ تم پر بارش برساتا رہا، زمین سے تیرے لیے اناج اگاتا رہا، تجھے نہ بیماری لاحق ہوئی، نہ تو بوڑھا ہوا اور نہ محتاج ہوا اور نہ تجھے مغلوب کیا گیا۔ اگر وہ چاہتا تو یہ سب کچھ وہ کر سکتا تھا اور وہ تجھ سے ساری نعمتیں سلب کر سکتا تھا۔ لیکن وہ بڑے حلم و بردباری والا ہے، خوب کوشش کرو، خود بھی اور اپنے بھائی کے ذریعے، تم دونوں اس سے جہاد کرنے کے پابند ہو۔ اگر میں چاہتا تو اس پر ایسا لشکر بھیجتا جس کے مقابلہ کی اسے

طاقت نہ ہوتی۔ میں ایسا بھی کرسکتا تھا لیکن میں نے اس لیے ایسا نہیں کیا تاکہ بندہ ضعیف جس کو نفس اور ہر نعمت کی کثرت نے مغرور بنادیا ہے جان لے کہ چھوٹا سا گروہ میرے اذن سے بڑے گروہ پر غالب آجاتا ہے اور میری طرف سے کوئی گروہ چھوٹا نہیں ہے۔ اور اس کی زیب و زینت اور ہر وہ چیز جس سے وہ لطف اندوز ہو رہا ہے تمہیں تعجب میں نہ ڈالے، تمہاری آنکھیں اس کے مال و زر کی طرف نہ اٹھیں کیونکہ وہ قریبی دنیا کی رونق و بہجت ہے اور وہ مترفین کی زینت ہے۔ اگر میں چاہتا تو تمہیں بھی دنیا کی زینت سے مزین کر دیتا، جسے فرعون بھی دیکھ کر جان لیتا کہ جو تمہیں دولت بخشی گئی ہے وہ اس سے عاجز ہے، میں ایسا کرسکتا تھا لیکن میں تمہیں دنیا کی زیب و زینت سے دور رکھنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہوں۔ میں نے جو ان کے لیے جمع کر رکھا ہے وہ بڑھ رہا ہے، میں اپنے دوستوں کو اس دنیا کی نعمتوں اور خوشحالیوں سے دور رکھتا ہوں جس طرح چرواہا جو اپنی بکریوں پر شفیق ہوتا ہے، انہیں ہلاکت کی جگہوں سے دور رکھتا ہے۔ میں انہیں شکوہ اور غمیوں سے دور رکھتا ہوں جیسے شفیق چرواہا اپنے اونٹوں کو خطرناک جگہ پر بیٹھنے سے بچاتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں انہیں عطا کرنا میرے لیے کچھ مشکل نہیں ہے لیکن یہ سب کچھ اس لیے ہے تاکہ وہ میری عزت و کرامت کو مکمل طور پر حاصل کرلیں اور اسے دنیا اور خواہش نفس نہ ورغلائے۔ جان لے کہ میری بارگاہ میں بندے دنیا کی زینت سے مزین نہیں ہوتے۔ میری بارگاہ میں دنیا سے عدم دلچسپی ہی بہتر ہے کیونکہ متقین کا لباس وہ ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں مثلاً سکینت، خشوع، سِیْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح: 29) ''ان کا نشان ان کے چہروں میں سجدوں کا اثر ہے''۔ یہ لوگ میرے اولیاء ہیں۔ جب تو ان سے ملے تو ان کے لیے اپنے پر جھکا دے اور ان کے لیے اپنے دل اور زبان کو نرم کر اور جان لے کہ جس نے میرے ولی کی اہانت کی یا اسے ڈرایا اس نے مجھے اعلان جنگ سنایا، وہ میرے سامنے خود آیا اور اس نے اپنے نفس کو کچلنے کے لیے مجھے دعوت دی۔ میں اپنے دوستوں کی بہت جلد مدد کرتا ہوں، پس وہ گمان کرتا ہے جو مجھے جنگ کی دعوت دیتا ہے یا مجھ سے دشمنی کرتا ہے یا مجھے عاجز کرنے کی کوشش کرتا ہے یا وہ گمان کرتا ہے جو مجھے مبارزت دیتا ہے کہ وہ مجھ سے سبقت لے جائے گا یا مجھ سے فوت ہو جائے گا، یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ میں اپنے دستوں کے لیے دنیا و آخرت میں بدلہ لینے والا ہوں۔ اپنے دوستوں کی مدد کسی غیر کے سپرد نہیں کرتا۔ فرمایا: موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس اس شہر میں گئے جس کے اردگرد اس نے جنگل میں شیر باندھ رکھے تھے اور ان شیروں کی یہ کیفیت تھی کہ جس پر وہ چھوڑے جاتے۔ اسے کھا جاتے اور شہر کے اس جنگل میں چار دروازے تھے، موسیٰ علیہ السلام اس بڑے راستہ سے فرعون کے پاس گئے جو فرعون نے دیکھا ہوا تھا۔ جب شیروں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ لومڑیوں کی طرح چیخنے لگے، جو منتظم تھے وہ سب یہ عجیب کیفیت دیکھ کر بھاگ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون کی طرف متوجہ ہوئے حتی کہ اس دروازہ پر پہنچ گئے جس میں فرعون تھا۔ آپ نے اپنے عصا سے اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے اون کا جبہ اور شلوار پہنی ہوئی تھی۔ جب دربار کے نگران نے آپ کو دیکھا تو اسے آپ کی جرأت سے بہت تعجب ہوا۔ اس نے آپ کو اندر جانے کی اجازت نہ دی۔ اس نے مجھے کہا تجھے معلوم ہے کہ تو کس کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے؟ تو اپنے سردار کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو، میں اور فرعون سب میرے رب کے غلام ہیں۔ میں اس کا مددگار ہوں، اس نگران نے

دوسرے نگرانوں اور چوکیداروں کو موسیٰ علیہ السلام کے بارے بتایا۔ سب کو یہ خبر پہنچ گئی اور فرعون سے پہلے ستر نگران تھے۔ اور ان میں سے ہر نگران کے تحت حسب ضرورت لشکر تھا، حتی کہ موسیٰ علیہ السلام کی آمد کی خبر فرعون تک پہنچ گئی۔ فرعون نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ، جب آپ اس کے پاس گئے تو اس نے کہا کیا تو مجھے جانتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ فرعون نے کہا اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا (الشعراء:18) ''کیا ہم نے اپنے پاس بچپن میں تمہیں پالا نہ تھا''۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو دو بدو جواب دیئے فرعون نے کہا اسے پکڑ لو، موسیٰ علیہ السلام نے جلدی سے اپنا عصا مبارک پھینکا تو وہ بہت بڑا اژدھا بن گیا۔ اس نے لوگوں پر حملہ کر دیا، لوگ اس سے شکست کھا گئے، پندرہ ہزار بندے مر گئے، بعض نے بعض کو مار ڈالا، فرعون شکست خوردہ ہو کر کھڑا تھا حتی کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ہمارے اور اپنے درمیان ایک وقت مقرر کر دو، ہم اس کا انتظار کریں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ مجھے تو تجھ سے مقابلہ کرنے کو کہا گیا ہے، اگر تو میرے پاس نہیں آئے گا تو میں تجھ پر داخل ہو جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے اور اس کے درمیان میعاد مقرر کر دو اور اسے کہو کہ وہ خود میعاد مقرر کرے۔ فرعون نے کہا میں چالیس دن تک میعاد مقرر کرتا ہوں۔ اس نے ایسا کر دیا، حضرت وہب فرماتے ہیں: ڈر کی وجہ سے فرعون کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ وہ پہلے چالیس دنوں میں ایک مرتبہ بیت الخلاء میں آتا تھا، اب جب کہ ہر روز چالیس مرتبہ آتا تھا۔ فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام شہر سے باہر تشریف لائے، جب آپ شیروں کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کے سامنے دم دبا کر جھک گئے اور موسیٰ علیہ السلام کو الوادع کرنے کے لیے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلے اور انہوں نے آپ پر کوئی حملہ نہ کیا اور نہ کسی اور اسرائیلی پر حملہ کیا۔(1)

اِنِّيْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۲﴾ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ﴿۱۳﴾ اِنَّنِيْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴿۱۴﴾

''بلاشبہ میں تیرا پروردگار ہوں پس تو اتار دے اپنے جوتے، بے شک تو طویٰ کی مقدس وادی میں ہے۔ اور میں نے پسند کر لیا ہے تجھے (رسالت کے لیے) سو خوب کان لگا کر سن جو وحی کیا جاتا ہے۔ یقیناً میں ہی اللہ ہوں، نہیں ہے کوئی معبود میرے سوا، پس تو میری عبادت کیا کر اور ادا کیا کر نماز مجھے یاد کرنے کے لیے''۔

امام عبد الرزاق، الفریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے جوتے اتار دے کیونکہ وہ مردار گدھے کی جلد سے بنے ہوئے تھے، اس لیے انہیں اتارنے کا حکم دیا گیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نماز میں نعلین اتارنے کی کیا وجہ ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم اس لیے تھا کیونکہ وہ مردار گدھے کے چمڑے سے بنے ہوئے تھے۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 79، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 369 (1800)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے جوتے مردار گدھے کے چمڑے کے بنے ہوئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا: کہ موسیٰ علیہ السلام کے قدم پاک جگہ کو مس کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الزہری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ فرماتے ہیں: آپ کے جوتے گھریلو گدھے کے چمڑے کے بنے ہوئے تھے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ جن جوتوں کے اتارنے کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا تھا وہ خنزیر کے چمڑے کے تھے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ یہ حکم اس لیے ملا تا کہ آپ کے قدم مقدس زمین کو مس کریں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن مسعود ابوموسیٰ الاشعریٰ کے گھر میں آئے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ ابوموسیٰ نے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! آگے بڑھو (اور امامت کراؤ) کیونکہ آپ عمر میں بڑے ہیں اور علم بھی زیادہ رکھتے ہیں۔ عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: نہیں بلکہ آپ امامت کرائیں، ہم آپ کے گھر آئے ہیں۔ ابوموسیٰ آگے بڑھے اور جوتے اتار دیئے۔ جب نماز پڑھ چکے تو ابن مسعود نے کہا آپ نے جوتے کیوں اتارے تھے؟ کیا آپ وادی مقدس میں تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خفین اور نعلین میں نماز پڑھتے دیکھا ہے۔(1)

ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے المقدس سے مراد مبارک ہے اور طویٰ ایک وادی کا نام ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْمُقَدَّسِ سے مراد طاھر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ یہ فلسطین میں ایک وادی ہے جو دو دفعہ پاک کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد ارض مقدس ہے اور اس کو طُوًى کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس زمین کی وادی سے موسیٰ علیہ السلام رات کو گزرے تھے۔ کہا جاتا ہے طَوِیْتُ وَادِیُ كَذَاوَكَذَا الطَّاوِیُ مِنَ اللَّیْلِ وَارْتَفَعَ اِلٰی اَعْلَی الْوَادِیْ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْمُقَدَّسِ کا مطلب المبارک ہے اور طُوًى وادی کا نام ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مبشر بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ طُوًى اللہ کی ایک وادی ہے اور فرمایا: یہ وادی دو دفعہ برکت کے ساتھ لپیٹی گئی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طُوًى کے تحت روایت کیا ہے کہ اس وادی میں ننگے پیر چلو۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی نجیح رحمہم اللہ نے طُوًى کے تحت روایت کیا ہے کہ زمین پر اپنے قدم لگاؤ یعنی ننگے پاؤں چلو جس طرح کعبہ میں ننگے پاؤں داخل ہوتے ہو۔ یہ برکۃ الوادی سے مشتق ہے۔ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے اور مجاہد فرماتے ہیں: کہ طُوًى وادی کا نام ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 255 (9262)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت کیا ہے: طُوًی یہ ایک وادی ہے جو دو مرتبہ پاک کی گئی ہے، اس کا نام طُوًی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے طُوًی کو طاء کے رفع کے ساتھ اور اس کے آخر میں تنوین پڑھتے تھے۔ امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دروازے پر لکھا ہوا ہے اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ انا لا اعذاب من قالها۔

امام ابن سعد، ابو یعلی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لٹکائے ہوئے باہر نکلے تو انہیں بنی زہرہ کا ایک شخص ملا، اس نے پوچھا: اے عمر! کہاں جا رہا ہے؟ عمر نے کہا میں (نعوذ باللہ!) محمد (ﷺ) کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، اس شخص نے کہا تو بنی ہاشم اور بنی زمرہ سے کیسے امن میں ہوگا، عمر نے کہا میں تو تجھے بھی دیکھ رہا ہوں کہ تو اپنا دین چھوڑ چکا ہے۔ اس شخص نے کہا میں تجھے ایک عجیب بات نہ بتاؤں؟ تیری بہن اور تیرے بہنوئی بھی دین چھوڑ چکے ہیں۔ حضرت عمر چنگھاڑتے ہوئے ان کے پاس آئے اور ان کے پاس خباب موجود تھے۔ جب خباب نے عمر کی آمد کی آہٹ سنی تو وہ گھر میں چھپ گئے، حضرت عمر اندر داخل ہوئے، یہ کہا میں تمہارے پاس سے آواز سن رہا تھا۔ وہ سورۂ طٰہٰ کی آیات پڑھ رہے تھے، بہن اور بہنوئی نے کہا تم بات کرو جو کرنا چاہتے ہو، عمر نے کہا: شاید تم اپنے دین سے پھر گئے ہو، بہنوئی نے کہا اے عمر! حق تیرے دین کے علاوہ دین میں ہے، عمر اپنے بہنوئی پر جھپٹ پڑے اور اسے سختی سے روند ڈالا۔ بہن قریب آئی تا کہ اپنے خاوند کو چھڑائے تو عمر نے دھکا دے کر اس کا چہرہ زخمی کر دیا۔ عمر نے کہا مجھے وہ کتاب پیش کرو جو تمہارے پاس ہے میں اس کو پڑھتا ہوں۔ بہن نے کہا تو ابھی ناپاک ہے اور اس پاکیزہ کتاب کو ناپاک لوگ نہیں چھو سکتے، اٹھو وضو کرو۔ عمر اٹھے وضو کیا پھر کتاب کو پکڑا اور سورۂ طٰہٰ کی آیات اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ تک تلاوت کیں، عمر نے کہا میری محمد کے پاس جانے کے لیے راہنمائی کرو۔ خباب نے عمر کی بات سنی تو کمرے سے نکل آئے اور کہا اے عمر! مبارک ہو، میں امید کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جو خمیس کی رات تیرے لیے دعا مانگی تھی وہ پوری ہوگئی ہے۔ سرکار ﷺ نے یہ دعا مانگی تھی اَللّٰھُمَّ اَعِزَّا الۡاِسۡلَامَ بِعُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ اَوۡ بِعَمۡرِو بۡنِ ھِشَامٍ۔ حضرت عمر گھر سے باہر نکلے اور سیدھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے۔ (1)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل کے واسطہ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم میری عبادت کرو۔ جو خلوص دل کے ساتھ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت دے گا وہ میرے حصن میں داخل ہو جائے گا اور جو میرے حصن (قلعہ) میں داخل ہو جائے گا وہ میرے عذاب سے بچ جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب بندہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 68-267، دار صادر بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ جب تو میرا ذکر کرے تو نماز پڑھ۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کوئی نماز کے وقت سویا رہے یا نماز بھول جائے تو جب اسے یاد آئے نماز پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ۔(1)

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن مردویہ نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر سے واپس آرہے تھے تو رات کا سفر تھا، صحابہ کرام کو نیند آگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو بیٹھا دیا اور پڑاؤ کیا۔ پھر فرمایا اے بلال تو رات کو ہمارے اوپر پہرہ دے۔ فرماتے ہیں: پہلے تو بلال نماز پڑھتے رہے پھر اپنے کجاوے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور منہ مشرق کی طرف کر لیا، حضرت بلال کو نیند آگئی اور سو گئے۔ صحابہ کرام میں سے کوئی بھی بیدار نہ ہوا حتی کہ سورج کی شعاعیں ان پر پڑیں۔ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور فرمایا: اے بلال! بلال نے عرض کی یا رسول اللہ! میرا باپ آپ پر قربان ہو جائے۔ مجھے بھی اس ذات نے پکڑے رکھا جس نے آپ کو پکڑے رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں سے کوچ کرو پھر آگے جا کر آپ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا، وضو فرمایا پھر نماز کی تکبیر ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھائی جس طرح نماز کے وقت میں پڑھتے تھے۔ پھر فرمایا جو نماز بھول جائے اسے جب نماز یاد آئے تو پڑھ لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ابن شہاب للذکری پڑھتے تھے۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے پوچھا گیا جو نماز سے غافل رہے حتی کہ سورج طلوع ہو جائے یا سورج غروب ہو جائے، اس کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے، اچھی طرح وضو کرے، اچھے طریقے سے نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے، بس اس کا یہی کفارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ (3)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں میں عشاء کی نماز بھول گیا حتی کہ صبح ہو گئی۔ میں ابن عباس کے پاس گیا اور انہیں اپنی نماز کے بھولنے کے متعلق بتایا تو انہوں نے فرمایا: اٹھو اور نماز پڑھ لو۔ پھر بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ

امام عبد بن حمید نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تو نماز بھول جائے تو جب یاد آئے قضا کر لے۔

ابن ابی شیبہ نے شعبی اور ابراہیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تو بھول جائے تو جونہی یاد آئے پڑھ لے۔(4)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 163(316)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 517(3163)، دار الفکر بیروت

3۔ مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 76(1810)، دار الفکر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 412(4746)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو نماز کے وقت سو گیا یا نماز بھول گیا تو سورج کے طلوع اور غروب کے وقت جب اسے یاد آئے پڑھ لے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ فرماتے ہیں: جب تجھے نماز یاد آئے پڑھ لے خواہ کوئی بھی وقت ہو۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ سے پلٹے تو ہم ریتلی زمین پر اترے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہمارا پہرہ دے گا؟ حضرت بلال نے کہا میں۔ تمام صحابہ سو گئے حتی کہ ان پر سورج طلوع ہو گیا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا ہی کرو جیسا تم پہلے کرتے تھے۔ اسی طرح اس شخص کے لیے حکم ہے جو سو جائے یا بھول جائے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو جحیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اس سفر میں تھے جس میں تمام صحابہ سو گئے تھے اور سورج طلوع ہو گیا تھا، فرمایا تم مردہ تھے، اللہ تعالیٰ نے تمہاری ارواح کو لوٹا دیا، پس جو نماز کے وقت سویا رہے یا نماز بھول جائے تو جونہی اسے نماز یاد آئے نماز پڑھ لے اور جب بیدار ہو تو نماز پڑھ لے۔(3)

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى ﴿۱۵﴾ فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿۱۶﴾ وَ مَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿۱۷﴾ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿۱۸﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿۲۰﴾ قَالَ خُذْهَا وَ لَا تَخَفْ ۫ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿۲۱﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً اُخْرٰى ﴿۲۲﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿۲۳﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۲۴﴾

"بے شک وہ گھڑی (قیامت) آنے والی ہے، میں اسے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو اس کام کا جس کے لیے وہ کوشاں ہے۔ پس ہرگز نہ روکے تجھے اس (کو ماننے) سے وہ شخص جو نہیں ایمان رکھتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی ورنہ تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔ اور (ندا آئی) یہ آپ کے دائیں ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ! عرض کی (میرے رب!) یہ میرا عصا ہے، میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر اور میں پتے جھاڑتا ہوں اس سے اپنی بکریوں کے لیے اور میرے لیے اس میں کئی اور فائدے بھی ہیں۔ حکم ہوا ڈال دے اسے زمین پر

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 412(4743)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 411(4736)
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 12-411(4638)

اے موسیٰ! تو آپ نے اسے زمین پر ڈال دیا پس اچانک وہ سانپ بن کر (ادھر ادھر) دوڑنے لگا۔ حکم ہوا اسے پکڑ لو اور مت ڈرو، ہم لوٹا دیں گے اسے اپنی پہلی حالت پر۔ اور (حکم ملا) دبالو اپنا ہاتھ اپنے بازو کے نیچے، یہ نکلے گا خوب سپید ہو کر بغیر کسی بیماری کے۔ یہ دوسرا معجزہ (ہم نے تمہیں دیا) ہے۔ تاکہ ہم دکھائیں تمہیں اپنی بڑی بڑی نشانیاں۔ (اب) جایئے فرعون کے پاس وہ سرکش بن گیا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا کہ میں قیامت کی گھڑی کا اظہار کسی پر بھی نہیں کروں گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر ر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَكَادُ اُخْفِیْهَا کے تحت روایت کیا ہے کہ میں نے اسے اپنے آپ سے بھی پوشیدہ رکھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل سماء اور اہل زمین میں سے ہر شخص پر اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم مخفی رکھا ہے۔ ابن مسعود کی قرأت میں ہے اَكَادُ اُخْفِیْهَا مِنْ نَّفْسِیْ یعنی میں اپنے آپ سے چھپائے رکھتا۔ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں: میں قیامت کے علم کو مخلوق سے چھپائے رکھتا حتیٰ کہ اگر میں اس کا علم اپنے آپ سے چھپا سکتا تو بھی میں ایسا کر دیتا (عرب جب کسی چیز کے پوشیدہ کرنے میں مبالغہ کا اظہار کرتے ہیں تو کہتے ہیں میں نے تیرے راز کو اپنے آپ سے چھپائے رکھا)۔

عبد الرزاق، ابن المنذر ر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:: بعض قرأتوں میں اَكَادُ اُخْفِیْهَا مِنْ نَّفْسِیْ ہے فرماتے ہیں: میری عمر کی قسم! اللہ تعالیٰ نے قیامت کی گھڑی کا علم ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے مخفی رکھا۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو صالح سے اَكَادُ اُخْفِیْهَا کا مطلب یہ بیان کیا: وہ اپنے آپ سے پوشیدہ رکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے حضرت ورقاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے اَكَادُ اُخْفِیْهَا یعنی الف کے نصب، فاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھایا ہے اور اس صورت میں اس کا معنی ظاہر کرنا ہوگا۔ پھر فرماتے ہیں: شاعر نے اس معنی میں یہ لفظ استعمال کیا ہے:

دَاَبَ شَهْرَیْنِ ثُمَّ شَهْرًا دَمِیْكًا مَلَادمیکمن یُخْفِیَانِ غُمَیْرًا

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت الفراء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابی بن کعب کی قرأت میں اَكَادُ اُخْفِیْهَا مِنْ نَّفْسِیْ فَكَیْفَ اُطْلِعُكُمْ عَلَیْهَا" میں اسے اپنے آپ پوشیدہ رکھتا ہوں تو تمہیں اس پر کیسے مطلع کرتا ہوں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر ر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى کے تحت روایت کیا ہے تاکہ ہر شخص کو اپنے عمل کا ثواب دیا جائے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الشعبی سے اور ابن شرمہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ خواہش کو ھویٰ اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ انسان کو آگ میں گرا دیتی ہے (ھویٰ یھویٰ کا مطلب گرنا ہوتا ہے)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو عصا ایک فرشتے نے دیا تھا جب کہ وہ مدین کی طرف جا رہے تھے، وہ عصا رات کو روشنی دیتا تھا اور آپ اسے زمین پر مارتے تو سبزہ اگ پڑتا اور اس کے ساتھ اپنی بکریوں کے پتے جھاڑتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ أَتَوَكَّؤُا کے تحت روایت کیا ہے کہ جب آپ اپنی بکریوں کے ساتھ جاتے تو اس پر سہارا لیتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کو درخت پر مارتا ہوں تو اس سے پتے میری بکریوں پر گرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَهُشُّ کا مطلب انسان کا اپنے ڈنڈے سے درخت کے پتے جھاڑنا اور پھر پتوں کا گر پڑنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَهُشُّ کا مطلب ڈنڈے کو حرکت دینا ہے تاکہ پتے گر پڑیں اور الخبط کا مطلب جھاڑنا ہے تاکہ پتے گر پڑیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَهُشُّ کا مطلب یہ ہے انسان کا اپنی کھونٹی کو ٹہنی پر رکھنا پھر اسے حرکت دینا ہے تاکہ اس کے پتے اور پھل گر پڑیں اور لکڑی کو توڑنا نہیں ہوتا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ کے تحت روایت کیا کہ میں اس کے ساتھ پتے جھاڑتا ہوں۔ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى اور میری اس میں دوسری حاجات بھی ہیں۔ (1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مَاٰرِبُ اُخْرٰى سے مراد دوسری حوائج ہیں۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بھی مَاٰرِبُ کا مطلب حاجات اور منافع روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَاٰرِبُ سے مراد حوائج ہیں یعنی میں اس پر اپنے زادِ راہ کا جھولا اور مشکیزہ اٹھاتا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى یہ آپ کے لیے رات کو روشنی کرتا تھا اور یہ آدم علیہ السلام کا عصا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى فرماتے ہیں: وہ ڈنڈا پہلے سانپ نہیں تھا پھر سانپ بن گیا، کسی درخت سے گزرتا تو اسے کھا جاتا اور کسی چٹان سے گزرتا تو اسے نگل

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 371 (09-1808)، دار الکتب العلمیہ بیروت

جاتا۔ موسیٰ علیہ السلام چٹان کی اس میں گرنے کی آواز سنتے تھے وَلّٰى مُدْبِرًا (النمل:10) آپ پیٹھ پھیر کر بھاگے تو آواز دی گئی اے موسیٰ! اسے پکڑ لو آپ نے نہ پکڑا تو دوسری مرتبہ آواز آئی پکڑ لو اور ڈرومت۔ پھر تیسری مرتبہ کہا گیا بے شک تم ہر خطرہ سے محفوظ ہو۔ اس کے بعد موسیٰ نے اسے پکڑ لیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سِیْرَتَهَا الْاُوْلٰى کا مطلب پہلی حالت روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے پہلی ہیئت معنی روایت کیا ہے: وَاضْمُمْ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ یعنی اپنی ہتھیلی اپنے بازو کے نیچے داخل کرو تو وہ نکلے گی سفید بغیر کسی مرض کے یعنی برص کی بیماری کے بغیر۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عباس سے مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ کا معنی مِنْ غَيْرِ بَرَصٍ روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ باہر نکالا تو وہ چراغ کی طرح تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے جان لیا کہ ان کی اپنے رب سے ملاقات ہوئی ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى تاکہ ہم دکھائیں تمہیں اپنی بڑی بڑی نشانیاں۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿۲۵﴾ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۲۶﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿۲۷﴾ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿۲۸﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿۲۹﴾ هٰرُوْنَ اَخِي ﴿۳۰﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿۳۱﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿۳۲﴾ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِيْرًا ﴿۳۵﴾ قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً اُخْرٰٓى ﴿۳۷﴾ اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى ﴿۳۸﴾ اَنِ اقْذِفِيْهِ فِي التَّابُوْتِ فَاقْذِفِيْهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَاْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّيْ وَعَدُوٌّ لَّهٗ ۭ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ ڬ وَلِتُصْنَعَ عَلٰي عَيْنِيْ ﴿۳۹﴾ اِذْ تَمْشِيْٓ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي مَنْ يَّكْفُلُهٗ ۭ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ڛ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ڛ فَلَبِثْتَ سِنِيْنَ فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ڏ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰي قَدَرٍ يّٰمُوْسٰى ﴿۴۰﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ ﴿۴۱﴾ اِذْهَبْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت

اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَ لَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ﴿۴۲﴾ اِذْهَبَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ
طَغٰى ﴿۴۳﴾ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰى ﴿۴۴﴾ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا
نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ اَوْ اَنْ یَّطْغٰى ﴿۴۵﴾ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ
اَسْمَعُ وَ اَرٰى ﴿۴۶﴾ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ
اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰى
مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ﴿۴۷﴾

"آپ نے دعا مانگی اے میرے پروردگار! کشادہ فرمادے میرے لیے میرا سینہ۔ اور آسان فرمادے میرے لیے میرا یہ (کٹھن) کام۔ اور کھول دے گرہ میری زبان کی۔ تاکہ اچھی طرح سمجھ سکیں وہ لوگ میری بات۔ اور مقرر فرما میرا وزیر میرے خاندان سے۔ یعنی ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ مضبوط فرمادے اس سے میری کمر۔ اور شریک کردے اسے میری (اس) مہم میں۔ تاکہ ہم دونوں کثرت سے تیری پاکی بیان کریں۔ اور ہم کثرت سے تیرا ذکر کریں۔ بے شک تو ہمارے (ظاہر و باطن کو) خوب دیکھنے والا ہے۔ جواب ملا منظور کرلی گئی ہے آپ کی درخواست اے موسیٰ! اور ہم نے احسان فرمایا تھا تم پر ایک بار پہلے بھی۔ جب ہم نے وہ بات الہام کی تھی تمہاری ماں کو جو الہام ہی کیے جانے کے قابل تھی۔ یہ کہ رکھ دو اس معصوم بچے کو صندوق میں پھر ڈال دو اس صندوق کو دریا میں، پھینک دے گا اسے دریا ساحل پر پھر پکڑے گا اسے وہ شخص جو میرا بھی دشمن ہے اور اس بچے کا بھی دشمن ہے اور (اے موسیٰ!) میں نے پرتو ڈالا تجھ پر محبت کا اپنی جناب سے (تاکہ جو دیکھے فریفتہ ہو جائے) اور (اس تدبیر کا منشا یہ تھا) کہ آپ کی پرورش کی جائے میری چشم (کرم) کے سامنے۔ یاد کرو جب چلتے چلتے آئی آپ کی بہن اور کہنے لگی (فرعون کے اہل خانہ سے) کیا میں بتاؤں تمہیں وہ آدمی جو اس کی پرورش کر سکے پس (یوں) ہم نے آپ کو لوٹا دیا آپ کی ماں کی طرف تاکہ آپ کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرے اور غمناک نہ ہو اور (تمہیں یاد ہے جب) تو نے مار ڈالا تھا ایک شخص کو پس ہم نے نجات دی تھی تمہیں غم واندوہ سے اور ہم نے تمہیں اچھی طرح جانچ لیا تھا پھر تم ٹھہرے رہے کئی سال اہل مدین میں پھر تم آ گئے ایک مقررہ وعدہ پر اے موسیٰ! اور میں نے مخصوص کرلیا ہے تمہیں اپنی ذات کے لیے۔ اب جائیے آپ اور آپ کا بھائی میری نشانیاں لے کر اور نہ سستی کرنا میری یاد میں۔ آپ دونوں جائیں فرعون کے پاس وہ سرکش بنا بیٹھا ہے۔ اور گفتگو کریں اس کے ساتھ نرم انداز سے شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا (میرے غضب سے) ڈرنے لگے۔ دونوں نے عرض کی اے ہمارے رب! ہمیں یہ خوف ہے کہ وہ دست درازی کرے گا ہم پر یا سرکشی سے پیش آئے گا۔ ارشاد ہوا ڈرو نہیں میں یقیناً

تمہارے ساتھ ہوں (ہر بات) سن رہا ہوں اور (ہر چیز) دیکھ رہا ہوں۔ پس (بے خوف وخطر) اس کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ ہم دونوں تیرے رب کے فرستادہ ہیں پس بھیج دے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور انہیں (اب مزید) عذاب نہ دے، ہم لے آئے ہیں تیرے پاس ایک نشانی تیرے رب کے پاس سے اور سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے"۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ثبیر پہاڑ کے سامنے کھڑے ہو کر یہ دعا مانگتے ہوئے دیکھا تھا: اَشْرِقَ ثَبِيْرٌ اَشْرِقَ ثَبِيْرٌ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِمَا سَاَلَكَ اَخِيْ مُوْسٰى اَنْ تَشْرَحَ لِيْ صَدْرِيْ وَاَنْ تُيَسِّرَلِيْ اَمْرِيْ وَاَنْ تَحُلَّ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ الخ۔

امام السلفی رحمہ اللہ نے الطیوریات میں ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابوجعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ الخ تو رسول اللہ ﷺ ایک پہاڑ کے اوپر تھے۔ آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ اَزْرِيْ بِاَخِيْ عَلِيٍّ، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ آپ نے یہ دعا اس لیے فرمائی کہ آگ کا انگارہ منہ میں داخل کرنے کی وجہ سے آپ کی زبان پر گرہ بن گئی تھی۔ جب فرعون کو داڑھی سے آپ نے پکڑا تھا تو اس نے کہا یہ میرا دشمن ہے، اس کی بیوی نے کہا یہ تو بے سمجھ بچہ ہے، وہ فرعون کے تشدد اور عقوبت کو دور کرنے کے لیے دو تھال لے کر آئی، ایک میں انگارے تھے اور دوسرے میں جواہر اور موتی تھے تو موسیٰ علیہ السلام نے انگارہ اٹھا کر منہ میں ڈال دیا تھا" اس نے کہا دیکھو اگر اسے سمجھ ہوتی تو جواہر اٹھاتا"۔

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت ہارون عمر میں موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے۔

امام ابن المنذر راور ابن حاتم نے حضرت عطیہ سے اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِيْ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ میری کمر کو مضبوط کر دے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِيْ یعنی ہارون کے ساتھ میری اس مہم کو قوت دے اور مضبوط کر کیونکہ ان کے ساتھ مجھے قوت حاصل ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاَشْرِكْهُ فِيْۤ اَمْرِيْ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو اس وقت نبی بنایا گیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنایا گیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں جانتا ہوں کہ دنیا میں کوئی بھی بھائی اپنے بھائی کے لیے نفع بخش ہوتا ہے تو موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنے بھائی کے لیے نبوت کا سوال کیا تھا (تو وہ بھی ان کے لیے نفع بخش ہوگا) حضرت عائشہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ سچ کہہ رہا ہے۔

امام حاکم نے وہب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ہارون بولنے میں فصیح تھے، وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے اور علم اور حلم کے انداز میں گفتگو کرتے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وہ قامت کے اعتبار سے لمبے تھے اور عمر میں بڑے تھے، گوشت

بھی ان کا زیادہ تھا، ان کا جسم زیادہ سفید تھا اور ان کی تختیاں بھی زیادہ بڑی تھیں، موسیٰ علیہ السلام کے بال گھنگھریالے تھے، آپ کا رنگ گندمی تھا، آپ بھی لمبے تھے، گویا آپ شنوأہ قبیلہ کے مردوں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں فرمایا مگر اس کے دائیں ہاتھ میں نبوت کی علامت ہوتی تھی، لیکن ہمارے نبی مکرم ﷺ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی النجود سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت میں تمام کافات پر نصب پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وہ تمام کافات کو جزم دیتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الْيَمِّ سے مراد دریائے نیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنی محبت کا عکس ڈال دیا تو جو آپ کو دیکھتا آپ کی محبت میں فریفتہ ہو جاتا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن کہیل رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ میں نے تجھے اپنے بندوں کا محبوب بنا دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت آسیہ نے موسیٰ علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھا تو اسے بڑا حسین اور ملیح پایا۔ اس وقت اس نے فرعون سے کہا قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ (القصص:9)" (اے میرے سرتاج!) یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے اسے قتل نہ کرنا"۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ میں ملاحت اور حلاوت رکھ دی تھی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں میں ایسی حلاوت رکھ دی تھی کہ جو بھی آپ کو دیکھتا آپ سے محبت کرتا۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کہ میں عبد اللہ بن عمر کے ساتھ تھا لوگ ان سے ملاقات کرتے تو انہیں سلام کرتے اور آپ کی تعریف کرتے اور آپ کے لیے دعا کرتے ابن عمر ہنستے تھے، جب لوگ چلے گئے تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ لوگ آتے ہیں حتی کہ اگر میں انہیں سونا اور چاندی عطا کروں تو پھر بھی اس سے زیادہ میرا احترام نہیں کریں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَ اَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابونہیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: لِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ کا مطلب لِتُعمَل علی عَينیَ ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کی نظر عنایت کے ساتھ اس کی تربیت کرے۔

عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ میری آنکھوں کے سامنے اسے غذا دے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے موسیٰ! تم میری

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 631 (14105)، دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 61، صفحہ 23، دار الفکر بیروت

نظرِ عنایت کے سامنے تھے جب تیری والدہ تابوت میں رکھ رہی تھی اور تجھے دریا میں ڈال رہی تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن مردویہ اور الخطیب نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے سنا ہے: موسیٰ علیہ السلام نے جو آل فرعون سے ایک شخص کو قتل کیا تھا وہ قتل خطا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ یعنی نفس کو قتل کرنے کے غم سے ہم نے تجھے نجات دی۔ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا اور تجھے پوری طرح بچالیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ہم نے تجھے آزمائش میں ڈالا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا یعنی ہم نے آپ کو نعمت کے ذریعہ آزمایا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا یعنی ہم نے تمہیں آزمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا اس سے مراد آپ کو تابوت میں ڈالا جانا اور پھر دریا میں ڈالا جانا ہے پھر آل فرعون کا آپ کو اٹھالینا، پھر آپ کا خوف زدہ ہو کر نکل جانا ہے۔

امام ابن ابی عمر العدنی نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، نسائی، ابو یعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس سے وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ابن جبیر کل صبح سویرے آنا کیونکہ یہ بڑا طویل واقعہ ہے (اور اس کا بڑا طویل پس منظر ہے) دوسرے دن صبح میں ابن عباس کے پاس گیا تا کہ انہوں نے جو مجھ سے فتون کے بارے میں بتانے کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کرلوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: فرعون اور اس کے حواریوں نے اس مسئلہ پر بحث کی کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کی اولاد سے انبیاء اور بادشاہ بنائے گا۔ فرعون کے کسی حواری نے کہا کہ بنی اسرائیل اس بات کے منتظر رہتے ہیں اور انہیں اس مسئلہ میں کوئی شک نہیں ہے۔ وہ یوسف بن یعقوب کو اپنا نجات دہندہ سمجھتے تھے پھر جب ان کا وصال ہو گیا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے جو وعدہ فرمایا ہے یہ تو وہ نہیں ہے، فرعون نے کہا تم کیا رائے رکھتے ہو۔ تمام نے مشورہ کیا اور اس بات پر متفق ہوئے کہ بہت سے افراد بھیجے جائیں جن کے ہاتھوں میں چھریاں ہوں۔ وہ بنی اسرائیل میں چکر لگائیں جو بچہ پائیں اسے قتل کر دیں، پس انہوں نے ایسا ہی کیا پھر جب انہوں نے دیکھا کہ بڑے تو اپنی عمر پر مر رہے ہیں اور چھوٹوں کو ذبح کیا جا رہا ہے تو انہوں نے کہا ہو سکتا ہے بنی اسرائیل بالکل ختم ہو جائیں، جو خدمت کا فریضہ بنی اسرائیل ادا کرتے ہیں ہمیں وہ خود کرنا پڑے گا۔ پس ایک سال تو ان کا ہر بچہ قتل کر دو اور ایک سال ان کا کوئی بچہ قتل نہ کیا جائے۔ اس طرح ان کے بیٹوں کی تعداد کم ہو جائے گی پس جو بڑے مر جائیں گے ان کی جگہ یہ چھوٹے جوان آجائیں گے اس طرح وہ زیادہ بھی نہیں ہوں گے کیونکہ تمہیں ان کی کثرت سے بھی خطرہ ہے، پس وہ قتل ہونے کے ساتھ کم بھی نہ ہوں گے اور تمہاری ضروریات بھی پوری ہو جائیں گی۔ تمام فرعونی اس بات پر جمع ہو گئے، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ، ہارون کے ساتھ اس سال

حاملہ ہوئیں جس سال بچوں کو قتل نہیں کیا جاتا تھا۔ اس نے علانیہ بچہ جنم دیا حتیٰ کہ آئندہ سال وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حاملہ ہوئیں، اس لیے ان کے دل میں انتہائی پریشانی اور قلق تھا۔ یہ ایک فتون میں سے فتنہ (آزمائش) ہے۔ جب آپ کو بطن میں بچہ محسوس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ تم نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ کو حکم دیا کہ بچے کی پیدائش کے بعد اسے ایک تابوت میں رکھ کر دریا میں بہا دے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کو جنم دیا تو انہوں نے حکم خداوندی پر عمل کیا حتیٰ موسیٰ علیہ السلام دریا میں بہتے بہتے والدہ کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے پاس شیطان آیا اور وسوسہ ڈالا۔ تو وہ اپنے دل میں سوچنے لگیں کہ میں نے خود اپنے بچے سے یہ کیا کیا ہے۔ اگر وہ میرے پاس ذبح ہوتا تو میں اسے کفن دفن دیتی تو عمل میرے نزدیک اس سے بہتر تھا کہ میں نے خود اسے دریا کے جانوروں اور مچھلیوں کے حوالے کر دیا ہے۔ پانی آپ کو بہا کر لے گیا حتیٰ کہ وہ اس جگہ لے گیا جہاں فرعون کی بیوی کی لونڈیاں پانی بھرا کرتی تھیں، انہوں نے تابوت دیکھا تو انہوں نے پکڑ لیا پھر انہوں نے تابوت کا دروازہ کھولنے کا ارادہ کیا لیکن پھر کسی نے کہا اس صندوق میں مال ہے۔ اگر ہم نے اس کا دروازہ کھول دیا تو بادشاہ کی بیوی ہماری تصدیق نہیں کرے گی۔ وہ اس صندوق کو اپنی اصلی حالت میں لے گئیں اور اس میں سے کسی چیز کو ادھر ادھر نہ کیا حتیٰ کہ انہوں نے فرعون کی بیوی کو وہ پیش کر دیا۔ جب اس نے اس صندوق کو کھولا تو اس میں ایک بچہ پایا جس پر محبت الٰہی کا عکس ڈالا گیا تھا جو کسی انسان کو نہیں ملا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا۔ وہ ہر وقت صرف موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتی رہتی تھیں۔ جب بچوں کو ذبح کرنے والوں کو موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ کا پتہ چلا تو وہ چھریاں لے کر، فرعون کے بیوی کے پاس آئے تا کہ اس بچے کو ذبح کر دیں۔ اے ابن جبیر! یہ بھی ایک فتنہ تھا، فرعون کی بیوی نے ذبح کرنے والوں سے کہا یہ ایک بچہ بنی اسرائیل کی نفری میں زیادتی نہیں کرے گا۔ میں اسے فرعون کے پاس لے جاتی ہوں اور اس سے اس کا مطالبہ کرتی ہوں۔ اگر اس نے یہ بچہ مجھے دے دیا تو بہتر، اگر اس نے اس کے ذبح کا حکم دیا تو میں تمہیں نہیں روکوں گی، جب فرعون کی بیوی وہ بچہ فرعون کے پاس لے کر آئی تو اس نے کہا یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، تم اس کو قتل نہ کرو فرعون نے کہا، یہ تیرے لیے ہو گا مجھے تو اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے نام کی قسم اٹھائی جاتی ہے! اگر فرعون بھی اس کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہونے کا اقرار کر لیتا جس طرح اس کی بیوی نے کہا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے بھی موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما دیتا۔ جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بیوی کو عطا فرمائی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے فرعون پر اس کو حرام قرار دے دیا تھا۔ فرعون کی بیوی نے موسیٰ علیہ السلام کو ہر دودھ والی عورت کے پاس بھیجا تا کہ دایہ منتخب کر لے لیکن جو عورت آپ کو اٹھاتی آپ اس کا پستان نہ پکڑتے تھے حتیٰ کہ فرعون کی بیوی کو اندیشہ ہوا کہ یہ دودھ نہیں پیئے گا تو فوت ہو جائے گا۔ آپ کو بازار میں لے جایا گیا اسے امید تھی کہ شاید اس کے لیے کوئی دایہ مل جائے لیکن آپ نے کسی عورت کا دودھ قبول نہ کیا۔ ادھر موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محبت میں گھائل ہو رہی تھی۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا، اس کے پیچھے جا اور سن کہ کیا تجھے اس کا ذکر سنائی دیتا ہے کیا وہ زندہ ہے یا

اسے جانوروں نے کھالیا ہے؟ آپ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بھول گئی تھیں۔ پس آپ کی بہن آپ کو دور سے دیکھتی رہی اور وہ اس حقیقت کو نہ سمجھتے تھے۔ آپ کی بہن نے جب دیکھا کہ تمام دائیں دودھ پلانے سے عاجز آگئی ہیں تو اس نے کہا کیا میں پتہ دوں تمہیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمہاری خاطر، وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔ پس فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو پکڑ لیا اور کہا تجھے ان کی خیر خواہی کا کیا علم ہے کیا وہ اسے جانتے ہیں، حتیٰ کہ وہ اس بچی کی بات پر شک کرنے لگے۔ اے ابن جبیر! یہ بھی ایک فتنہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا وہ گھر والے اس بچہ سے شفقت اور خلوص کا مظاہرہ اس لیے کریں گے تا کہ بادشاہ ان پر شفقت کرے۔ پس فرعونیوں نے بچی کو چھوڑ دیا۔ موسیٰ علیہ السلام کی بہن آپ کی والدہ کی طرف گئی اور اسے معاملہ سے آگاہ کیا تو آپ کی والدہ آئی۔ جب آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو گود میں ڈالا تو موسیٰ علیہ السلام دودھ پینے لگ گئے حتیٰ کہ آپ سیر ہو گئے بشارت دینے والوں نے فرعون کی بیوی کو موسیٰ علیہ السلام کے دودھ پینے کی خوش خبری دی کہ ہم نے تیرے بچے کے لیے دایہ تلاش کر لی ہے۔ پس فرعون کی بیوی نے موسیٰ کی والدہ کو بلا بھیجا، پس وہ موسیٰ علیہ السلام کو لے کر آگئیں، فرعون کی بیوی نے موسیٰ علیہ السلام کی دایہ سے محبت دیکھی تو اس نے کہا تم میرے پاس رہ کر میرے بچے کو دودھ پلاؤ کیوں کہ میں اس سے جو محبت کرتی ہوں، ایسی محبت کسی اور چیز سے نہیں کرتی ہوں، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا میں اپنے گھر بار کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اگر تیرا دل چاہے تو یہ بچہ مجھے عطا کر دے۔ میں اسے اپنے گھر لے جاتی ہوں۔ میں اس سے خیر کا سلوک کروں گی، اگر تو یہ نہ چاہے تو میں اپنے گھر اور بچوں کو نہیں چھوڑ سکتی، موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو یاد آ گیا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا، فرعون کی بیوی پر اس نے سختی کی اور یقین کر لیا کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرمانے والا ہے۔ پس موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اسی دن اپنا بچہ واپس لے آئی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا اور بڑے خوب صورت انداز میں بڑھایا اور اپنے فیصلہ کی حفاظت فرمائی جو ان کے متعلق ہو چکا تھا، بنو اسرائیل ہمیشہ فرعونیوں کے ظلم و ستم سے موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے محفوظ ہو گئے۔ جب سے آپ ان میں تشریف لائے تھے بنی اسرائیل شہر کے قرب میں اکھٹے رہتے تھے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے پرورش پائی تو فرعون کی بیوی نے موسیٰ کی والدہ سے کہا کہ میں اپنا بیٹا دیکھنا چاہتی ہوں، اس نے ایک زیارت کرانے کا وعدہ کیا تو فرعون کی بیوی نے اپنے خازنوں، اپنی خادماؤں اور اپنے خزانچیوں کو کہا کہ تم میں سے ہر شخص آج میرے بیٹے کا ہدیہ اور کرامت سے استقبال کرے۔ میں ایک امین بھیجوں گی جو دیکھے گا کہ تم میں ہر شخص اس سے کتنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ آپ جب اپنی والدہ کے گھر سے نکلے تو وہاں سے شاہی محل پہنچنے تک، ہدایا اور تحائف کے ساتھ آپ کا استقبال کیا گیا۔ جب آپ فرعون کی بیوی کے پاس پہنچے تو اس نے بھی بہت عزت و کرامت کا ثبوت دیا۔ وہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی، آپ کی والدہ کی خدمت کا اثر دیکھ کر اسے بھی تحائف عطا فرمائے۔ پھر فرعون کی بیوی نے کہا میں اسے فرعون کے پاس لے جاؤں گی تا کہ وہ اسے تحائف اور ہدایا دے۔ جب فرعون کی بیوی موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس لے گئی اور انہیں فرعون کی گود میں ڈالا، تو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی داڑھی پکڑ لی اور اسے زمین کی طرف کھینچا، گمراہوں نے فرعون سے کہ کیا آپ دیکھتے نہیں جو اللہ نے ابراہیم سے وعدہ کیا ہے؟ یہ آپ کا وارث بنے گا، تجھے پچھاڑ دے گا اور تجھ پر غالب

آجائے گا۔ فرعون نے ذبح کرنے والوں کو بلایا تا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ذبح کر دیں۔ یہ بھی ایک فتنہ تھا۔ اے ابن جبیر! ہر مصیبت سے آپ کو آزمایا گیا، فرعون کی بیوی دوڑتی ہوئی آئی اور کہا تو نے مجھے یہ بچہ ہبہ نہیں کیا تھا؟ کیا تو نہیں دیکھتی کہ یہ مجھے پچھاڑنا چاہتا ہے اور مجھ پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ فرعون کی بیوی نے کہا تو کوئی میرے اور اپنے درمیان ایسا معاملہ پیش کر جس سے حق ظاہر ہو جائے تم انگارے اور دو موتی لاؤ اور اس کے دونوں چیزیں قریب کر دو۔ اگر یہ موتیوں کو پکڑ لے اور انگاروں سے دور ہو جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ عقل مند ہے اور اگر یہ انگارے اٹھا لے، موتیوں کا ارادہ نہ کرے تو لوکہ جو موتیوں پر انگاروں کو ترجیح نہیں دیتا وہ عقل مند نہیں ہے۔ جب دونوں چیزیں موسیٰ علیہ السلام کے قریب کی گئیں تو آپ نے انگارے اٹھا لیے تو وہ آپ سے فوراً چھین لیے گئے تا کہ آپ کے بدن کو جلا نہ دیں، فرعون نے بیوی سے کہا اسے ذبح نہیں کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس سے پھیر دیا جب کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو ذبح کرنے کا ارادہ کر چکا تھا اور اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں انتہا تک پہنچانا چاہتا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام بالغ ہوئے تو یہ وہ دور تھا کہ فرعونی، اسرائیلیوں پر ظلم و ستم روا رکھتے تھے۔ اسی عرصہ میں آپ شہر کی ایک طرف جا رہے تھے کہ دو آدمی آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ ایک اسرائیلی تھا اور دوسرا فرعونی تھا، اسرائیلی نے فرعونی کے خلاف مدد طلب کی تو موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آ گیا اور غصہ انتہا کو پہنچ گیا۔ کیونکہ وہ شخص جانتا تھا موسیٰ علیہ السلام کا مقام جو بنی اسرائیل میں تھا اور وہ بنی اسرائیل کی موسیٰ علیہ السلام کا حفاظت کرنا جانتا تھا۔ یہ وہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دودھ پلانے کی وجہ سے جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو ان چیزوں پر مطلع کر دیا تھا جن پر کسی دوسرے کو مطلع نہیں فرمایا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی کو گھونسہ مارا اور اسے قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ، موسیٰ اور اسرائیلی کے سوا کسی نے یہ کام ہوتا نہ دیکھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا تو کہا کہ یہ شیطان کے عمل سے ہے، وہ گمراہ کرنے والا کھلا دشمن ہے پھر آپ نے عرض کی اے میرے پروردگار! میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا بس تو مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بخش دیا۔ آپ نے صبح کی اسی شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے، فرعون کو بتایا گیا کہ بنی اسرائیل نے ایک فرعونی شخص کو قتل کر دیا ہے۔ پس تو انہیں ہمارے حق کی خاطر پکڑ لے اور کبھی انہیں آزاد نہ کر، اس نے کہا اسے میرے پاس لاؤ اور گواہ بھی ساتھ لاؤ۔ بادشاہ اگرچہ اپنی قوم سے رغبت رکھتا تھا لیکن اس کے لیے درست نہ تھا کہ وہ بغیر دلیل اور شہادت کے کسی کو قید کر دے۔ پس اس نے سے گواہوں کو طلب کرنے کرنے کا حکم دیا۔ لوگ گواہوں کی تلاش میں گھومتے رہے لیکن کوئی دلیل اور گواہ نہ ملا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دوسرے دن دیکھا کہ وہی اسرائیلی ایک فرعونی سے لڑ رہا ہے پھر اسرائیلی نے آپ سے مدد طلب کی، موسیٰ علیہ السلام اپنے پہلے گھونسے پر پریشان تھے جس سے انہوں نے بندہ مار دیا تھا۔ آپ اسرائیلی پر ناراض ہوئے جو اس نے کل عمل کیا تھا اور جو آج کر رہا تھا اس پر آپ نے اسے جھاڑا اور ڈانٹ ڈپٹ کی فرمایا تو کھلا ہوا گمراہ ہے، اسرائیلی نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھا جب آپ نے اسے تنبیہ فرمائی وہ کل کی طرح غصے میں تھے تو آپ نے جب اسے کہا کہ تو کھلا ہوا گمراہ ہے تو اسرائیلی ڈر گیا کہ کہیں آپ اس کا بھی کام تمام نہ کر دیں۔ فرعونی نے کہا اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے بھی قتل کر دے، جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کا تھا، فرعون ذبح کرنے والوں کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف

بھیجا تا کہ وہ موسیٰ کو ذبح کر دیں، فرعون کے فرستادے شاہراہ عظیم پر آرام سے چل رہے تھے اور موسیٰ علیہ السلام کو تلاش کر رہے تھے۔ انہیں موسیٰ علیہ السلام کے نکل جانے کا کوئی اندیشہ نہ تھا۔ شہر کے آخری گوشہ سے ایک دوڑتا ہوا آدمی آیا۔ اس نے شارٹ راستہ اختیار کیا تھا حتی کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہلے پہنچ گیا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام کو فرعونیوں کی ساری سازش سے آگاہ کیا۔ اے ابن جبیر! یہ بھی فتنوں میں ایک فتنہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کو اس کی مثل کو مصیبت لاحق نہیں ہوئی تھی۔ آپ کو راستہ کا بالکل علم نہیں تھا۔ پس اپنے رب سے حسن ظن تھا۔ کہنے لگے امید ہے میرا رب میری سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی فرمائے گا۔ جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو وہاں پر لوگوں کا ایک انبوہ دیکھا جو اپنے مویشوں کو پانی پلا رہا تھا اور دیکھیں اس انبوہ سے الگ تھلگ دو عورتیں ہیں جو کہ اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کیوں اس حال میں کھڑی ہو؟ تم اپنے مویشیوں کو پانی کیوں نہیں پلا رہی ہو؟ انہوں نے کہا ہم قوم سے مزاحم ہونے کی طاقت نہیں رکھیں۔ ہم حوضوں کے خالی ہو جانے کا انتظار کرتی ہیں۔ تو آپ نے ان کے ریوڑوں کو پانی پلا دیا، آپ ڈول میں بہت سا پانی ڈالتے۔ اس لیے وہ عورتیں تمام چرواہوں سے پہلے فارغ ہو گئیں۔ وہ عورتیں اپنی بکریوں کے ساتھ اپنے باپ کے پاس گئیں اور موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے نیچے سایہ حاصل کرنے کے لیے چلے گئے۔ اور عرض کرنے لگے میرے مالک! واقعی میں اس خیر و برکت کا محتاج ہوں جو تو نے میری طرف اتاری ہے، ان عورتوں کے باپ کو بڑا عجیب لگا کہ یہ اتنی جلدی بکریوں کو سیراب کر کے آ گئی ہیں۔ اس نے اپنی بچیوں سے کہا آج تمہارے ساتھ کوئی خاص معاملہ ہوا ہے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی مہربانی کا ذکر کیا، باپ نے ایک بیٹی کو حکم دیا کہ اس نوجوان کو بلا لاؤ۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور انہیں اپنے باپ کا پیغام سنایا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی آپ بیتی بنائی تو تسلی دیتے ہوئے ان کے باپ نے کہا: تم ڈرو مت، تم ظالموں کے پنجہ سے نکل آئے ہو۔ اب فرعون اور اس کی قوم کو تجھ پر کوئی قدرت نہیں، ہم ان کی ملکیت میں نہیں ہیں، اس کی بیٹی نے کہا میرے (محترم) باپ! اسے نوکر رکھ لیجئے بے شک بہتر آدمی جس کو آپ نوکر رکھیں وہ ہے جو طاقت ور بھی ہو اور دیانت دار بھی ہو، باپ کو غیرت آ گئی۔ اس نے کہا تمہیں اس کی قوت و امانت کا کیسے علم ہے، بیٹی نے کہا قوت تو اس کی وہ ہے جو اس نے ہماری بکریوں کو پانی پلایا۔ ہم نے کوئی اس جیسا طاقت ور آدمی نہیں دیکھا۔ جب اس نے ہمارے لیے جانوروں کو پانی پلایا تھا اور اس کی امانت یہ ہے کہ جب میں اس کے پاس گئی اور میں نے اسے دیکھا۔ اس نے ایک عورت کی آمد محسوس کرتے ہوئے سر جھکا لیا اور پھر سر نہ اٹھایا۔ میری طرف متوجہ نہ ہوا حتی کہ میں نے آپ کا پیغام اسے پہنچا دیا، پھر اس نے مجھے کہا کہ میرے پیچھے چل اور مجھے راستہ بتاتی جا۔ یہ باتیں تو فقط کوئی امین شخص ہی کہہ سکتا ہے۔ باپ کا غصہ جاتا رہا اور بیٹی کی تصدیق کر دی اور موسیٰ علیہ السلام سے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بچیوں میں سے تمہیں بیاہ دوں بشرطیکہ تو میری آٹھ سال تک خدمت کرے۔ پھر اگر تم دس سال پورے کرو تو یہ تمہاری اپنی مرضی ہے میں تم پر سختی کرنا نہیں چاہتا۔ یہ معاملہ طے ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام کا بھی فیصلہ فرما دیا اور دس سال مکمل کر دیئے۔ حضرت سعید فرماتے ہیں: مجھ سے ایک نصرانی عالم نے پوچھا کیا تم جانتے ہو موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ میں نے کہا نہیں۔ میں اس وقت واقعی نہیں جانتا تھا میں ابن

عباس سے ملا ان سے نصرانی عالم کا سوال ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا تھا کہ آٹھ سال واجب تھے، موسیٰ علیہ السلام ان میں کمی نہیں کر سکتے تھے۔ اور تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر وعدہ کو پورا کرنے کا فیصلہ فرما دیا تھا پس موسیٰ علیہ السلام نے دس سال مکمل فرمائے۔ میں نے نصرانی کو بتایا تو اس نے کہا جس نے تمہیں یہ مسئلہ بتایا ہے وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے۔ میں نے کہا ہاں وہ اجل اور اولیٰ ہے، موسیٰ علیہ السلام اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر چل پڑے۔ پھر راستہ میں آپ نے آگ دیکھی جس کا تذکرہ قرآن نے بھی کیا ہے۔ آپ کے عصا کا معجزہ اور اپنے ہاتھ کا معجزہ بھی دیکھا۔ آپ نے اپنے رب کے حضور فرعونیوں سے ڈرنے کا اظہار کیا کہ میں نے ان کا ایک آدمی قتل کیا ہوا ہے۔ آپ کی زبان پر گرہ تھی جس کی وجہ سے آپ زیادہ کلام نہیں کر سکتے تھے آپ نے اپنے بھائی ہارون کی مدد کا سوال کیا تھا تا کہ وہ آپ کے لیے سہارا بن جائے اور زیادہ کلام کی جہاں ضرورت ہو وہ کلام کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سوال پورا فرما دیا۔ آپ کی زبان کی گرہ کھل گئی اور ہارون کی طرف بھی وحی کی گئی اور انہیں موسیٰ علیہ السلام سے ملنے کا حکم دیا گیا، موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا لیا اور ہارون سے ملے اور دونوں فرعون کی طرف روانہ ہو گئے۔ دونوں اس کے دروازے پر روک لیے گئے اور اندر جانے کی اجازت نہ ملی۔ پھر انتہائی حجاب کے بعد اجازت ملی۔ دونوں نے کہا ہم تیرے رب کے فرستادہ ہیں۔ فرعون نے پوچھا موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے؟ آپ نے وہی جواب دیا جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ فرعون نے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے مقتول کا ذکر کیا، موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تو اللہ پر ایمان لائے اور میرے ساتھ بنی اسرائیل کو آزاد کر دے، اس نے یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس نے کہا اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی پیش کرو۔ آپ نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا۔ وہ سانپ بن گیا جس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اور تیزی سے فرعون کی طرف دوڑنے لگا۔ فرعون نے دیکھا کہ سانپ اس کی طرف آ رہا ہے تو وہ ڈر گیا اور اپنے پلنگ میں گھس گیا اور موسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کی کہ اس کو روک لے، موسیٰ علیہ السلام نے اسے روک لیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ بغیر برص کی بیماری کے روشن تھا پھر آپ نے اپنا ہاتھ آستین میں لوٹایا تو وہ پہلی حالت پر ہو گیا، فرعون نے اپنے حواریوں سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا یہ دونوں جادوگر ہیں اور تمہیں اپنے جادو کے ذریعے تمہاری زمین سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اور (یہ چاہتے ہیں کہ) تمہاری تہذیب وثقافت کے مثالی طریقوں کو مٹا دیں۔ یعنی یہ ہمارے ملک کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ پس انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا، سب نے کہا کہ ان کے مقابلہ کے لیے جادوگروں کو جمع کرو کیونکہ جادوگر ہمارے ملک میں کثیر ہیں حتیٰ کہ وہ اپنے جادو سے ان کے جادو پر غلبہ پا لیں، فرعون نے شہروں میں اپنے ہر کارے بھیج دیئے، ہر جادوگر عالم کو جمع کیا گیا، جب وہ فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: یہ جادوگر کیا عمل کرتا ہے۔ انہوں نے کہا وہ سانپوں اور رسیوں کا عمل کرتا ہے۔ جادوگروں نے کہا اللہ کی قسم! ہمارے ملک میں کوئی ایسی قوم نہیں ہے جو سانپوں اور رسیوں کا ایسا عمل کر سکے جو ہم کرتے ہیں۔ اگر ہم غالب آ گئے تو ہمارا اجر و معاوضہ کیا ہو گا؟ فرعون نے کہا تم میرے قریبی اور خواص لوگوں میں سے ہو گے، میں تمہاری ہر خواہش پوری کر دوں گا۔ پس جشن کا دن متعین کر دو اور یہ خیال رہے کہ سارے لوگ چاشت کے وقت جمع ہو جائیں۔ سعید نے کہا مجھے ابن عباس نے بتایا کہ جشن کا دن جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ

السلام کو فرعون پر اور جادوگروں پر غلبہ عطا فرمایا تھا وہ عاشوراء کا دن تھا۔ پس جب ایک میدان میں سب جمع ہو گئے تو لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے، ہم بھی وہاں چلیں اور معاملہ کو دیکھیں۔ شاید ہم پیروی کرتے رہیں جادوگروں کی اگر وہ مقابلہ میں غالب آ جائیں۔ یہاں لوگوں کی جادوگروں سے مراد موسیٰ اور ہارون تھی۔ انہوں نے یہ استہزاء کرتے ہوئے کہا تھا، دوسرے جادوگروں نے اپنے جادو کی طاقت کے بل بوتے پر کہا اے موسیٰ! تم پہلے پھینکو یا ہم پہلے پھینکیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم پھینکو تو انہوں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں میدان میں پھینک دیں اور بڑے وثوق سے کہا ناموس فرعون کی قسم! ہم ہی یقیناً غالب آئیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کا جادو دیکھا تو اپنے دل میں کچھ خوف محسوس کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وحی فرمائی اپنا عصا ڈال دو۔ جب آپ نے عصا ڈالا تو وہ بہت بڑا سانپ بن گیا جس نے اپنا منہ کھولا ہوا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے عصا نے ان کی رسیوں کو تلاش کرنا شروع کر دیا حتی کہ وہ رسیاں خود بخود سانپ کے منہ میں جانے لگیں حتی کہ سب رسیاں اور ڈنڈے موسیٰ علیہ السلام کا عصا نگل گیا۔ جب جادوگروں نے یہ منظر دیکھا تو کہا اگر یہ جادو ہوتا تو ہمارے اس جادو کو نگل نہ جاتا۔ یہ تو اللہ کا امر ہے، ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس پر ایمان لائے جو موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے، ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں اس عمل سے جس میں پہلے ہم مگن تھے۔ اسی جگہ اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کے حواریوں کی کمر توڑ دی۔ اللہ تعالیٰ نے حق کو غالب کیا اور ان کے عمل کو باطل کر دیا۔ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ ﴿۱۱۹﴾ (اعراف) یوں فرعونی مغلوب ہو گئے وہاں (بھرے مجمع میں) اور پلٹے ذلیل و خوار ہو کر۔

فرعون کی بیوی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں موسیٰ علیہ السلام کی نصرت کے لیے پوری آہ و زاری کے ساتھ دعا مانگ رہی تھی، فرعونیوں میں جس نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو اس نے سمجھا کہ یہ فرعون اور اس کے حواریوں کے لیے یہ شکل بنائے ہوئے ہے۔ حقیقت میں اس کی پریشانی موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام فرعون کے جھوٹے وعدوں کی وجہ سے لمبا عرصہ ٹھہر گئے وہ کہتا جب آپ فلاں وقت نشانی اور نبوت کی صداقت کی علامت لے آئیں گے تو وہ بنی اسرائیل کو ان کے ساتھ بھیج دے گا، جب معاملہ منکشف ہو جاتا تو وہ اپنے عہد توڑ دیتا اور عہد شکنی کرتا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا اور آپ انہیں رات کے وقت لے کر نکل پڑے۔ جب فرعون نے صبح کی تو اس نے دیکھا کہ بنی اسرائیل جا چکے ہیں اس نے شہر کے اندر اور شہر کے ارد گرد اپنے ہرکارے بھیجے، پھر ان کے پیچھے اپنے بڑے لشکر روانہ کیے۔ اللہ تعالیٰ نے دریا کی طرف وحی فرمائی۔ جب میرا بندہ موسیٰ تجھے (اپنا ڈنڈا) مارے تو اس کے لیے بارہ راستوں سے پھٹ جانا حتی کہ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی گزر جائیں اور پھر فرعون اور اس کے متبعین پر مل جانا، موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا مارنا بھول گئے، دریا پہلے بھی نصف نصف ہو چکا تھا اس خوف سے کہیں موسیٰ علیہ السلام عصا ماریں اور وہ غافل ہو کر نافرمانی کا مرتکب نہ ہو جائے۔ جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کہنے لگے ہائے ہم تو یقیناً پکڑے گئے، اے موسیٰ! تو وہ کر جس کا تیرے رب نے تجھے حکم دیا ہے تو نہ خود جھوٹ بولتا ہے اور نہ تجھ سے جھوٹ بولا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ جب میں دریا تک پہنچوں گا تو دریا میرے لیے پھٹ جائے گا حتی کہ میں

اسے عبور کر جاؤں۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کو اپنا عصا یاد آیا۔ آپ نے وہ اس وقت دریا پر مارا جب کہ فرعون کا پہلا دستہ موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کے آخری دستہ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ پس دریا پھٹ گیا جس طرح اللہ نے اسے حکم دیا تھا اور جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ فرمایا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے تمام ساتھی دریا کو عبور کر گئے تو فرعون کے تمام ساتھی دریا میں داخل ہو گئے، دریا ان کے اوپر مل گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا تھا جب موسیٰ علیہ السلام دریا عبور کر گئے تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا ہم تو یقیناً پکڑے گئے، ہمیں اندیشہ ہے کہ فرعون غرق نہ ہوگا اور اس کی ہلاکت سے امن میں نہیں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے فرعون کا بدن باہر نکال دیا، حتیٰ کہ اسرائیلیوں کو یقین ہو گیا پھر اسرائیلی ایک قوم کے پاس سے گزرے جو اپنے بتوں کے پاس جم کر بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی اس قسم کا بت بنا دو جس طرح ان کے لیے ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا: تم ایک جاہل قوم ہو یہ سب کچھ تباہ و برباد ہونے والا ہے جس میں یہ مگن ہیں اور ان کا یہ عمل باطل ہے، تم نے عبور کرنے کا معجزہ دیکھا جو تمہارے لیے کافی ہے اور تم نے جو سنا وہ تمہارے لیے کافی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام چل پڑے حتیٰ کہ ایک جگہ پر پڑاؤ کیا پھر اپنی قوم سے فرمایا تم ہارون کی اتباع کرو۔ میں اسے تم پر خلیفہ بناتا ہوں اور میں خود اپنے رب کے حضور حاضر ہونے کے لیے جا رہا ہوں ان کی مدت تیس دن تھی۔ جب آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچے اور اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے ان تیس دنوں میں دن رات کا روزہ رکھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ناپسند کیا کہ جب وہ بات کریں تو ان کے منہ سے روزہ دار کے منہ جیسی بدبو آ رہی ہو تو موسیٰ علیہ السلام سے کچھ نباتات منہ میں لے کر چبا لیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تو نے روزہ کیوں افطار کر دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا رب! میں نے ناپسند کیا کہ میں تجھ سے بات کروں تو میرے منہ سے بدبو آ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تجھے علم نہیں ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو میرے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے، تم واپس جاؤ، دس دن روزہ رکھو اور پھر میرے پاس آؤ۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کیا، جب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام اس مدت میں واپس تشریف نہیں لائے جو طے کی گئی تھی۔ ہارون علیہ السلام نے انہیں خطاب فرمایا کہ تم لوگ مصر سے نکلے تھے تو تمہارے پاس فرعون کی قوم کی امانتیں تھیں اور عاریۃً چیزیں تھیں اور تمہاری ان کے پاس اس قسم کی چیزیں تھیں اور ہم اب نہ تو انہیں یہ چیزیں واپس کر سکتے ہیں اور اپنے پاس روک سکتے ہیں، آپ نے ایک گڑھا کھدوا اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ جس کے پاس جو متاع اور زیور ہیں وہ اس میں دفن کر دے۔ پھر آپ نے اس پر آگ جلائی اور اسے جلا دیا۔ اب یہ نہ ہمارے لیے ہوں گے نہ ان کے لیے۔ سامری ایک شخص تھا جو ایسی قوم سے تعلق رکھتا تھا جو گائے کی پوجا کرتے تھے۔ وہ شخص بنی اسرائیل سے نہ تھا۔ ان کا پڑوسی تھا۔ وہ بھی بنی اسرائیل کے ساتھ چل پڑا تھا۔ جب بنی اسرائیل چلے تھے، اس نے گھوڑے کا نشان دیکھا، اس نے اس سے مٹھی بھر لی، پھر وہ ہارون علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو حضرت ہارون نے کہا اے سامری! جو تیرے ہاتھ میں ہے تو اس کو نہیں پھینکے گا۔ وہ مٹھی بند کیے ہوئے تھا۔ اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ ہارون سے سامری نے کہا یہ اس فرستادے کے اثر کی مٹی ہے جس نے تمہیں دریا عبور کرایا تھا میں اسے نہیں پھینکوں گا

مگر اس صورت میں پھینکوں گا کہ تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ ہو جائے جو میں چاہتا ہوں۔ اس نے وہ مٹھی پھینک دی اور ہارون علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ سامری نے کہا میں ایک بچھڑا چاہتا ہوں۔ پس گڑھے میں جو مال و متاع تھا تانبا، لوہا، زیورات سب جمع کیے گئے۔ ان میں سے اس نے ایک بچھڑا نما بنایا جو اندر سے کھوکھلا تھا۔ اس میں روح نہیں تھی اس کے لیے ڈکارتا تھا۔ ابن عباس نے فرمایا اللہ کی قسم! اس کی آواز نہیں تھی لیکن ہوا اس کی دبر (پچھلا حصہ) سے داخل ہوتی تھی اور منہ سے نکل جاتی تھی۔ اس وجہ سے آواز پیدا ہوتی تھی۔ بنو اسرائیل کئی فرقوں میں بٹ گئے۔ ایک فرقہ نے کہا اے سامری! یہ کیا ہے تو ہی اسے بہتر جانتا ہے؟ اس نے کہا یہ تمہارا خدا ہے، لیکن موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے ہیں، انہوں نے کہا ہم موسیٰ علیہ السلام کے واپس تشریف لانے تک اسے نہیں جھٹلاتے، اگر تو یہ ہمارا رب ہوگا تو ہم نے جب سے اسے دیکھا ہے ہم نے اسے ضائع نہیں کیا اور ہم نے اس کو نہیں چھوڑا۔ اگر یہ ہمارا رب نہیں ہے تو ہم موسیٰ علیہ السلام کے قول کی اتباع کریں گے۔ ایک گروہ نے کہا یہ شیطان کا عمل ہے، یہ ہمارا رب نہیں ہے۔ ہم نہ تو اس کی تصدیق کرتے ہیں اور نہ ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ایک گروہ کے دلوں میں اس بچھڑے کی محبت رچ بس گئی اس سامری کی باتوں کی وجہ سے جو اس نے بچھڑے کی تعریف و توصیف میں کہی تھیں۔ اس گروہ نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کی تکذیب کا اعلان کر دیا۔ حضرت ہارون نے انہیں کہا اے میری قوم! تم اس بچھڑے کے ذریعے فتنہ میں مبتلا کیے گئے ہو۔ بے شک تمہارا رب رحمٰن ہے تمہارا رب اس طرح کا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا موسیٰ علیہ السلام کو کیا ہوا کہ انہوں نے ہم سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا پھر انہوں نے وعدہ خلافی کی ہے۔ یہ چالیس راتیں گزر چکی ہیں، ان کے نادان لوگوں نے کہا موسیٰ علیہ السلام اپنا رب تلاش کر رہے ہیں، انہیں اپنے رب کے پانے میں غلطی ہوگئی ہے، موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے شرف کلام بخشا اور راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وہ سب کچھ بتا دیا جو ان کے چلے جانے کے بعد ان کی قوم نے کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس غضب ناک اور افسوس ناک حالت میں لوٹے۔ آپ نے انہیں اس کلام سے تنبیہ فرمائی جو قرآن نے ذکر کیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تختیاں نیچے ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا پھر اپنے بھائی سے معذرت کی اور اپنے رب سے استغفار کیا پھر آپ سامری کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا تجھے یہ عمل کرنے پر کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ اس نے کہا میں نے رسول کے نشان سے مٹی بھری، میں پہچان گیا تھا اور تم پر یہ پوشیدہ رہی۔ پھر میں نے اسے ڈالدیا، اس طرح میرے نفس نے میرے لیے مزین کر دکھایا، آپ نے فرمایا: جا زندگی بھر تو لامساس (مجھے کوئی نہ چھوئے) کہتا رہے گا اگر وہ بچھڑا خدا ہوتا تو سامری اس حالت تک نہ پہنچتا۔ بنو اسرائیل نے آزمائش کا یقین کر لیا اور رشک کرنے لگے وہ لوگ جن کی رائے ہارون علیہ السلام کی رائے کے موافق تھی، انہوں نے کہا اے موسیٰ! اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ ہمارے لیے توبہ کا دروازہ کھول دے ہم توبہ کریں گے اور اپنی گزشتہ کوتاہیوں کو مٹانے کی کوشش کریں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی منتخب فرمائے۔ یہ بنی اسرائیل کے نیکوکار افراد تھے اور انہوں نے بچھڑے کو شریک نہیں بنایا تھا، موسیٰ علیہ السلام ان ستر آدمیوں کو لے کر چلے تاکہ اپنے رب سے توبہ کا سوال کریں، زمین ان ستر آدمیوں کے ساتھ لرزنے لگی۔ موسیٰ علیہ السلام کو

اپنی قوم سے حیا محسوس ہوئی۔ جب ان کے ساتھ زلزلے کا عمل ہو رہا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار! اگر تو چاہتا تو انہیں اس سے پہلے ہلاک کر دیتا کیا تو ہمیں ہلاک کرتا ہے ان کے عمل کی وجہ سے جو نادانوں نے کیا۔ اور ان میں سے کچھ ایسے لوگ تھے جن کے دل بچھڑے کی محبت سے مخمور تھے اور اس پر ایمان لائے تھے۔ اسی وجہ سے زمین پر زلزلہ آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے میں اسے متقین کے لیے لکھ دوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب! میں نے تجھ سے اپنی قوم کے لیے توبہ کا سوال کیا تھا اور میں نے کہا میری قوم کے علاوہ کسی قوم کے لیے تو نے اپنی رحمت لکھ دی ہے اور شاید تو نے مجھے مؤخر کر دیا حتی کہ اس شخص کی امت مرحومہ میں نکلوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان کی توبہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنے والد اور بچے جس کو ملے اسے قتل کر دے، پس وہ اسے تلوار کے ساتھ قتل کرے اور تعلقات کی پرواہ نہ کرے، ان لوگوں نے توبہ کی جو موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے مخفی تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں پر مطلع تھا۔ انہوں نے خود ہی اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اسے بجالائے۔ اللہ تعالیٰ نے قاتل اور مقتول دونوں کو معاف کر دیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو لے کر ارض مقدسہ کی طرف متوجہ ہوئے، غصہ فرو ہو جانے کے بعد آپ نے تختیاں اٹھالیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں کچھ فرائض کا حکم دیا تو وہ ان پر بھاری ہو گئے۔ انہوں نے ان پر قائم رہنے سے انکار کر دیا، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو ان کے اوپر کر دیا گویا کہ وہ چھتری ہے، وہ ان کے قریب آیا حتی کہ انہیں اوپر گرنے کا ڈر لاحق ہوا۔ پھر وہ چلے حتی کہ ارض مقدسہ پہنچ گئے، انہوں نے اس میں ظالموں کا شہر پایا، ان کی تخلیق بڑی ناپسندیدہ تھی۔ انہوں نے اپنے پھلوں کی بڑائی بڑی عجیب انداز میں بیان کی اور انہوں نے کہا اے موسیٰ! اس شہر میں جابر لوگ رہتے ہیں۔ آج ہمیں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اور ہم اس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں ہیں اگر وہ نکل جائیں گے تو ہم داخل ہوں گے، ان ظالموں میں سے دو شخصوں نے کہا ہم موسیٰ پر ایمان لائے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا: ہم اپنی قوم کو اچھی طرح جانتے ہیں اگر تم ان کے جسموں اور ان کی کثرت کو دیکھ کر گھبرا رہے ہو، نہ تو ان کے دلوں میں ہمت ہے اور نہ ان کے پاس حفاظت کا کوئی سلسلہ ہے، تم ان پر دروازہ سے داخل ہو جاؤ۔ جب تم اس سے داخل ہو گے تو یقیناً تم ہی غالب ہو گئے۔ لوگوں نے کہا یہ دونوں موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے ہیں۔ سعید بن جبیر کا خیال ہے کہ وہ دونوں جابروں میں سے تھے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اللہ کا ارشاد ہے، ان لوگوں میں سے جن کو ڈرایا جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے ان دو پر انعام فرمایا۔ یعنی ان لوگوں میں سے تھے جن سے بنو اسرائیل ڈرتے تھے۔ بنی اسرائیل نے کہا تھا اے موسیٰ! ہم ہرگز اس شہر میں داخل نہ ہوں گے جب تک وہ اس میں ہیں تم اور تمہارا رب جاؤ اور ان سے جہاد کرو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ وہ موسیٰ علیہ السلام پر غصے ہوئے تو موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لیے بددعا کر دی اور انہیں فاسق فرمایا اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے کبھی ان کے لیے بددعا نہیں فرمائی تھی۔ جب آپ نے ان کی معصیت اور نافرمانی کو دیکھا تو ان کے لیے بددعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں فاسق فرمایا جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فاسق فرمایا تھا۔ مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ (المائدہ:26)

وہ ہر روز چلتے رہتے اور انہیں قرار نصیب نہ ہوتا پھر اللہ تعالیٰ نے تیہ کے صحرا میں ان پر بادل سے سایہ کیا اور ان پر من، سلویٰ اتارا اور ان کے لیے ایسے کپڑے بنا دیئے جو نہ تو پرانے ہوتے تھے اور نہ میلے ہوتے تھے اور ان کے درمیان ایک ایسا پتھر بنا دیا جو چکور شکل کا تھا، موسیٰ علیہ السلام کو اس پر اپنا عصا مارنے کا حکم دیا تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے، ہر طرف سے تین چشمے پھوٹتے تھے، ہر قبیلہ اپنا چشمہ جانتا تھا جس سے وہ پانی پیتے تھے وہ کسی مرحلہ سے اس چشمے کے ساتھ کوچ کرتے تو اس پتھر کو اس جگہ پر پاتے جیسے وہ پہلی منزل پر ان کے درمیان تھا۔ ابن عباس نے یہ حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور میرے نزدیک اس کی سچائی کی دلیل یہ ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان نے یہ حدیث ابن عباس سے سنی تو انہوں نے اس پر انکار کیا کہ ہوسکتا ہے۔ فرعونی نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے قتل کو افشاء کیا ہو۔ ابن عباس نے فرمایا: اسرائیلی نے آپ کا راز فاش کیا۔ ابن عباس نے معاویہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں سعد بن مالک الزہری کے پاس لے گئے اور کہا تم ہمیں بتاؤ وہ حدیث جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کی فرعونی کے قتل کے بارے بتائی تھی یہ قتل کا راز کس نے افشاء کیا تھا، اسرائیلی نے یا فرعونی نے؟ فرمایا فرعونی نے۔ اور اس اسرائیلی سے سن کر اس نے یہ راز افشاء کیا تھا جو قتل کے وقت موجود تھا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور بن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اہل مدین کے پاس دس سال رہے اور عَلٰى قَدَرٍ سے مراد علی موعد (وعدہ کے مطابق) ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰى قَدَرٍ سے مراد میقات ہے اور ان مفسرین نے مجاہد سے اس کا معنی موعد بھی نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے ابن عباس وَلَا تَنِيَا کا معنی لَا تَضْعُفَا (کمزور نہ ہونا) روایت کیا ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے اور عبد بن حمید نے مجاہد سے بھی یہی معنی روایت کیا ہے۔ (3)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ کا معنی بتایئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرے حکم کے معاملہ میں کمزوری نہ دکھانا۔ نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اِنِّيْ وَجَدِّكَ مَا وَنَيْتُ وَاِنَّنِيْ　　اَبْغِي الْفُكَاكَ لَهٗ بِكُلِّ سَبِيْلِ

"تیری کوشش کی قسم میں نے کچھ کمزوری نہیں دکھائی اور میں تو ہر طریقہ سے اسے چھڑانا چاہتا ہوں"۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے وَلَا تَنِيَا کا معنی لَا تَبْطِئَا (سستی نہ کرنا) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا یعنی اس سے کنایہ میں بات کرو۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 191، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 196
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 372 (1814)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے بھی یہ معنی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے معذرت خواہانہ لہجہ میں بات کرو، اسے کہو کہ تیرا ایک رب ہے، تیرے لیے آخرت کی زندگی بھی ہے اور تیرے سامنے جنت اور دوزخ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الفضل بن عیسی الرقاشی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی پھر فرمایا: اے وہ ذات جو اپنے دشمن سے اظہار محبت فرماتی ہے۔ جو اس سے محبت کا اظہار کرے گا اور اسے پکارے گا اس کے ساتھ کرم نوازیوں کا کیا عالم ہوگا۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے لَعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ فرماتے ہیں: وہ نصیحت حاصل کرے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ اَوْ اَنْ یَّطْغٰى ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر جلدی کرے یا زیادتی کرے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمیں وہ سزا دے۔

ابن المنذر رنے ابن جریج سے روایت کیا ہے: قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ اَرٰى اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں سن رہا ہوں گا جو وہ کہے گا اور میں دیکھ رہا ہوں گا جو وہ تمہیں جواب دے گا، پس تمہیں جو وحی کی جائے اس کے ساتھ تم اسے جواب دینا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے جید سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا ہے: فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! میں اسے کیا کہوں؟ فرمایا تم کہو اَهیا شرَاَهیا۔ اعمش اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں اَلْحَیُّ قَبْلَ كُلِّ شَیْءٍ، وَالْحَیُّ بَعْدَ كُلِّ شَیْءٍ۔ یعنی ہر چیز سے پہلے زندہ اور ہر چیز کے بعد زندہ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا: اس کا لباس تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے جو میں نے اسے پہنایا ہے کیونکہ اس کی پیشانی میرے ہاتھ میں ہے وہ میرے اذن کے بغیر نہ بولتا ہے، نہ حرکت کرتا ہے اور اس کے پاس جو دنیا کی زیب و زینت ہے وہ بھی تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے۔ اگر میں چاہتا تو تمہیں دنیا کی ایسی زیبائش سے آراستہ کرتا کہ فرعون جان لیتا کہ وہ بھی ایسا کرنے پر قادر ہے، یہ مجھ پر کوئی مشکل نہیں ہے لیکن میں نے تمہیں عزت و کرامت کا لباس پہنایا ہے تا کہ دنیا تمہارا مقام و مرتبہ کم نہ کر سکے، میں دنیا کو ایسے اولیاء سے دور رکھتا ہوں۔ جس طرح چرواہا اپنے اونٹوں کو ہلاکت میں بیٹھنے کی جگہ سے جدا رکھتا ہے۔ میں انہیں دنیا سے اس طرح دور رکھتا ہوں جس طرح چرواہا اپنے اونٹوں کو ہلاکت کی چراگاہ سے دور رکھتا ہے۔ اور جان لو کہ جو میرے کسی ولی کو خوف زدہ کرتا ہے وہ مجھے مبارزت جنگ دیتا ہے، میں قیامت کے روز اپنے اولیاء کا بدلہ لینے والا ہوں۔ (1)

امام عبدالرزاق نے المصنف میں، بخاری، مسلم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے طریق سے

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 79، دارالکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابی سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہرقل کی طرف اس طرح خط لکھا مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔(1)

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تم اہل کتاب کے پاس ان کے گھروں میں جاؤ تو اس طرح سلام کرو اَلسَّلٰمُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى۔(2)

اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۴۸﴾ قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا یٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ﴿۵۱﴾ قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَى ﴿۵۲﴾

"بے شک وحی کی گئی ہے ہماری طرف کہ عذاب (خداوندی) اس پر آئے گا جو جھٹلاتا ہے (کلام الٰہی کو) اور روگردانی کرتا ہے۔ فرعون نے پوچھا موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ فرمایا ہمارا رب وہ ہے جس نے عطا کی ہر چیز کو (موزوں) صورت پھر (مقصد تخلیق کی طرف) ہر چیز کی راہنمائی کی۔ اس نے کہا (اچھا یہ بتاؤ) کیا حال ہوا پہلی قوموں کا۔ فرمایا ان کا علم میرے رب کے پاس ہے جو کتاب میں (مرقوم) ہے نہ بھٹکتا ہے، میرا رب اور نہ (کسی چیز کو) بھولتا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَاۤ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى فرماتے ہیں: جس نے اللہ کی کتاب کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ پھیرا۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: اَلَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ فرماتے ہیں: ہر چیز کے لیے اس نے اس کی روح پیدا فرمائی۔ پھر (ہدی) اس کو نکاح کرنے، کھانا کھانے اور مشروبات پینے اور رہائش کی راہنمائی عطا فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اَلَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ فرماتے ہیں: انسان کو انسانیت، گدھے کو گدھے کا ذوق اور بکری کو بکری والا مزاج عطا کیا پھر جماع کی طرف راہنمائی فرمائی۔

امام عبدالرزاق، سعید بن جبیر، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَعْطٰى كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى فرمایا: ہر چیز کو وہ شے فرمائی جو اس کے لیے مناسب تھی پھر اس کی طرف اس کی رہنمائی فرمائی۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَلَّذِیْۤ اَعْطٰى كُلَّ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 11 (2760)، المجلس العلمی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 10 (9772)

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 373 (1815)، دارالکتب العلمیہ بیروت

شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ہَدٰی فرماتے ہیں ہر جانور کی تخلیق برابر فرمائی پھر اس کی راہنمائی فرمائی ان چیزوں کی طرف جو اس کے لیے بہتر تھیں انسانوں کی تخلیق، جانوروں کی تخلیق جیسی نہیں ہے اور جانوروں کی تخلیق انسانوں کی تخلیق جیسی نہیں ہے لیکن خَلَقَ کُلَّ شَیۡءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقۡدِیۡرًا۝ (الفرقان)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے: اَلَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ہَدٰی یعنی ہر مخلوق کو وہ چیز عطا فرمائی جو اس کی تخلیق کے لیے مناسب تھی انسان کو جانور کی تخلیق میں نہیں رکھا اور جانور کو کتے کی تخلیق میں نہیں رکھا اور کتے کو بکری کی تخلیق میں نہیں رکھا اور ہر چیز کو وہ عطا فرمایا جو نکاح میں اس کے لیے مناسب تھا، ہر چیز کو اس کے مطابق تیار کیا، کوئی چیز اپنے افعال، خلق، رزق اور نکاح میں سے کسی چیز کی مالک نہیں ثُمَّ ہَدٰی ہر چیز کی اپنے رزق اور اپنی بیوی کی طرف راہنمائی کی۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ہر چیز کو اس کی صورت عطا فرمائی پھر اس کی معیشت کی طرف راہنمائی فرمائی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے اَلَّذِیۡۤ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ہَدٰی فرماتے ہیں: کیا تو نے اونٹ کی طرف نہیں دیکھا وہ اپنے ساتھی کے انتظار میں کھڑا رہتا ہے حتی کہ پہچان جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے: ثُمَّ ہَدٰی فرمایا کیسے نر مادہ کے پاس آتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن سابط سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جانور بھی چار چیزوں سے غافل نہیں ہوتے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا رب ہے، مذکر، مونث کے پاس آتا ہے، اپنی معیشت کی راہنمائی رکھتے ہیں اور موت سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فَمَا بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰی کا مطلب فَمَا حَالُ الۡقُرُوۡنِ ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَا یَضِلُّ کا مطلب لَا یُخۡطِئُ (یعنی خطا نہیں کرتا ہے) ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَا یَضِلُّ رَبِّیۡ وَ لَا یَنۡسَی دونوں کا ایک ہی معنی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَا یَضِلُّ رَبِّیۡ یعنی میرا رب کتاب کے بیان سے نہیں بھٹکتا۔ وَ لَا یَنۡسَی اور جو کچھ اس میں ہے اسے نہیں بھولتا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ملیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ ہم پر کتاب کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عِلۡمُہَا عِنۡدَ رَبِّیۡ فِیۡ کِتٰبٍ۔

ابن سعد، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابو ہلال سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم قتادہ کے پاس تھے کہ لوگوں نے کتاب کا ذکر کیا اور قتادہ سے اس کے متعلق پوچھا؟ تو قتادہ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ جو خبیر ہے خبر نہیں دیتا فرمایا: فَمَا بَالُ الۡقُرُوۡنِ الۡاُوۡلٰی۝ قَالَ عِلۡمُہَا عِنۡدَ رَبِّیۡ فِیۡ کِتٰبٍ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 202، دار احیاء التراث العربی بیروت

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَ ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰى ﴿۵۴﴾

''وہ ذات جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور بنا دیے تمہارے فائدہ کے لیے اس میں راستے اور اتارا آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے پانی کے ذریعے (شکم زمین سے) جوڑے گوناں گوں نباتات کے۔ خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ بے شک اس میں (ہماری قدرت وحکمت کی) نشانیاں ہیں دانشوروں کے لیے''۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَزْوَاجًا کا مطلب اَصْنَافًا ہے۔ زمین کی نباتات میں سے ہر قسم مختلف ہے، کھجور ایک صنف ہے، انگور ایک قسم ہیں۔ ہر وہ چیز جسے زمین اگاتی ہے وہ مختلف قسمیں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شَتّٰى کا معنی مختلف ہے اور لِّاُولِی النُّهٰى سے مراد متقین ہیں۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لِّاُولِی النُّهٰى سے مراد صاحب عقل اور دانش مند لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِّاُولِی النُّهٰى سے مراد متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِّاُولِی النُّهٰى سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان چیزوں سے بچتے ہیں جن سے انہیں منع کیا گیا ہوتا ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ﴿۵۵﴾ وَ لَقَدْ اَرَیْنٰهُ اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰى ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى ﴿۵۸﴾

''اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور (روز حشر) اسی سے ہم تمہیں نکالیں گے ایک بار پھر۔ اور ہم نے دکھلا دیں فرعون کو اپنی ساری نشانیاں پھر بھی اس نے جھٹلایا اور ماننے سے انکار کر دیا۔ کہنے لگا موسیٰ! کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ نکال دو ہمیں اپنے ملک سے اپنے جادو کی طاقت سے۔ سو ہم بھی لائیں گے تیرے مقابلہ میں جادو ویسا ہی۔ پس (اب) مقرر کرو ہمارے اور اپنے درمیان مقابلے کا دن، نہ ہم پھریں اس سے اور نہ ہی تو پھرے، جمع ہونے کی جگہ ہموار اور کھلی ہو''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 203، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فرشتہ اس جگہ کی مٹی لیتا ہے جہاں انسان نے مدفون ہونا ہوتا ہے پھر وہ اسے نطفہ پر بکھیرتا ہے۔ پس انسان اس مٹی اور اس نطفہ سے پیدا ہوتا ہے۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ سے یہی مراد ہے۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم کو قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ پڑھا مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (بِسْمِ اللّٰهِ وَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ)(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَارَةً اُخْرٰى کا مطلب مَرَّةً اُخْرٰى ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَكَانًا سُوًى کا مطلب ایسی جگہ ہے جو مسافت کے اعتبار سے ان کے درمیان برابر ہو۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَكَانًا سُوًى سے مراد یہ ہے کہ میرے اور تیرے درمیان وہ جگہ نصف نصف ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَكَانًا سُوًى کا مطلب ایسا ہموار میدان ہے جس میں تمام لوگ برابر نظر آئیں جہاں نہ کوئی آواز ہو، نہ کوئی چیز کسی دوسری چیز سے غائب ہو۔ ہر چیز برابر دکھائی دے۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾

"آپ نے فرمایا (تمہارا چیلنج منظور ہے) جشن کا دن تمہارے لیے مقرر کرتا ہوں اور یہ خیال رہے کہ سارے لوگ چاشت کے وقت جمع ہو جائیں۔ پھر فرعون واپس مڑا اور اکٹھا کیا اپنی فریب کاریوں کو پھر خود آیا"۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ يَوْمُ الزِّيْنَةِ سے مراد یوم عاشورہ ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ صَامَ يَوْمَ الزِّيْنَةِ اَدْرَكَ مَافَاتَهٗ الخ یعنی جس نے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اس نے اس سال کے فوت شدہ روزہ کو پالیا اور جس نے عاشوراء کے دن صدقہ کیا اس نے اس سال اپنے فوت شدہ صدقہ کو پالیا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے: يَوْمُ الزِّيْنَةِ سے مراد ان کی عید کا دن ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ يَوْمُ الزِّيْنَةِ سے مراد ان کی عید کا دن ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 411 (3433)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 373 (1817)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (1818)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بازار کا دن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یَوْمُ الزِّیْنَةِ سے مراد عید کا دن ہے جس دن لوگ اپنے کاموں سے فارغ ہوتے ہیں، ایک دوسرے کی ملاقات اور زیارت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَ اَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى اس مقرر وقت پر لوگ جمع ہوں گے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو نہیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى کو تاء کے ساتھ پڑھا ہے یعنی فرعون تو لوگوں کو جمع کرے۔

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَیْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَیُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَ
قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ وَ اَسَرُّوا النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾
قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ
بِسِحْرِهِمَا وَ یَذْهَبَا بِطَرِیْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَیْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ
وَ قَدْ اَفْلَحَ الْیَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ
اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِیُّهُمْ
یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً
مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَ اَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِكَ تَلْقَفْ
مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَیْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾
فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَ مُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ
لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِیْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ
فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّكُمْ فِیْ جُذُوْعِ
النَّخْلِ ؗ وَ لَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَاۤ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰى ﴿٧١﴾

”فرمایا ان فرعونیوں کو موسیٰ نے کم بختو! نہ بہتان باندھو اللہ تعالیٰ پر جھوٹے ورنہ وہ تمہارا نام ونشان مٹادے گا کسی

عذاب سے اور (اس کا یہ اٹل قانون ہے) کہ ہمیشہ نامراد رہتا ہے جو افترا بازی کرتا ہے۔ پس وہ جھگڑنے لگے اس کام کے متعلق آپس میں اور چھپ چھپ کر مشورے کرنے لگے۔ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے بلاشبہ یہ دو جادوگر ہیں، یہ چاہتے ہیں کہ نکال دیں تمہیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور مٹا دیں تمہاری تہذیب وثقافت کے مثالی طریقوں کو۔ پس یکجا کرلو اپنی حیلہ سازیوں کو پھر آؤ پرے باندھے ہوئے اور کامیاب ہوگا آج وہ گروہ جو (اس مقابلہ میں) غالب رہا۔ جادوگر بولے اے موسیٰ! کیا پہلے آپ پھینکیں گے یا ہم ہی ہو جائیں پہلے پھینکنے والے۔ فرمایا نہیں تم ہی (پہلے) پھینکو پھر کیا تھا کہ یکایک ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں آپ کو یوں دکھائی دینے لگیں ان کے جادو کے اثر سے جیسے وہ دوڑ رہی ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں کچھ خوف محسوس کیا۔ ہم نے فرمایا (اے کلیم!) مت ڈرو یقیناً تم ہی غالب رہو گے۔ اور زمین پر پھینک دو جو (عصا) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے، یہ نگل جائے گا جو انہوں نے کاریگری کی ہے، انہوں نے جو کاریگری کی ہے وہ تو فقط جادوگر کا فریب ہے اور نہیں فلاح پاتا جادوگر جہاں بھی وہ جائے۔ پس گرا دیئے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے، انہوں نے (برملا) کہہ دیا (اے لوگو! سن لو) ہم ایمان لے آئے ہیں ہارون اور موسیٰ کے رب پر۔ فرعون (گویا یارائے ضبط نہ رہا) بولا تم ایمان لاچکے تھے اس پر اس سے پہلے کہ میں نے تمہیں (مقابلہ کی) اجازت دی، وہ تو تمہارا بڑا (گرو) ہے جس نے تمہیں سکھایا ہے جادو (کافن) تو میں قسم کھاتا ہوں کہ میں کاٹ ڈالوں گا تمہارے ہاتھ پاؤں یعنی ایک طرف کا ہاتھ ایک طرف کا پاؤں اور سولی چڑھاؤں گا تمہیں کھجور کے تنوں پر اور تم خوب جان لوگے کہ ہم میں سے کس کا عذاب شدید اور دیرپا ہے"۔

ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى سے مراد قوم کے شریف اور سرکردہ لوگ ہیں۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور وکیع رحمہم اللہ نے الغرور میں حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى سے مراد قوم کے اشرف لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى سے مراد دین ہے جس پر وہ کاربند تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روات کیا ہے کہ مَنِ اسْتَعْلٰى سے مراد مَنْ غَلَبَ ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ سانپ بن گیا اور ان کی رسیوں اور جو کچھ انہوں نے کاریگری کی تھی سب کو کھانے لگا۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جندب بن عبداللہ البجلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم جادوگر کو پاؤ تو اسے قتل کردو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَ لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى "یعنی جادوگر جہاں بھی ہو امن میں نہیں ہوتا"۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 376 (1727)

قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَ الَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ﴿۷۲﴾ اِنَّاۤ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِیَغْفِرَ لَنَا خَطٰیٰنَا وَ مَاۤ اَكْرَهْتَنَا عَلَیْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿۷۳﴾ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰى ﴿۷۴﴾ وَ مَنْ یَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾

’’انہوں نے کہا (اے فرعون!) ہمیں اس کی قسم جس نے ہمیں پیدا کیا! ہم ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تجھے ان روشن دلیلوں پر جو ہمارے پاس آئی ہیں۔ پس (ہمارے بارے میں) جو فیصلہ تو کرنا چاہتا ہے کر دے (ہمیں ذرا پرواہ نہیں) تو صرف اس (فانی) دنیوی زندگی کے بارے میں ہی فیصلہ کر سکتا ہے۔ یقیناً ہم ایمان لائے ہیں اپنے رب پر تا کہ وہ بخش دے ہمارے لیے ہماری خطاؤں کو اور اس قصور کو بھی جس پر تم نے مجبور کیا ہے یعنی فن سحر اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ بے شک جو شخص بارگاہ الٰہی میں مجرم بن کر آئے تو اس کے لیے جہنم (کا شعلہ زار) ہے، نہ وہ مر ہی سکے گا اس میں اور نہ وہ زندہ ہوگا۔ اور جو شخص حاضر ہوگا بارگاہ الٰہی میں مومن بن کر اس حال میں کہ اس نے عمل بھی نیک کیے ہوں تو یہ وہ (سعادت مند) ہیں جن کے لیے بلند درجات ہیں۔ یعنی سدا بہار باغات، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں، وہ (خوش نصیب) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ہے جزا ان کی جنہوں نے (اپنا دامن ہر آلائش سے) پاک رکھا‘‘۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرعون کے جادوگروں کی تعداد نو سو تھی۔ انہوں نے فرعون سے کہا اگر تو یہ دونوں جادوگر ہیں تو ہم ان پر غالب آجائیں گے کیونکہ ہم سے زیادہ جادوگر کوئی نہیں ہے۔ اور اگر ان کے پاس رب العالمین کی طرف سے معجزات ہیں (تو پھر مقابلہ ممکن نہیں)۔ جب انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے سامنے اپنے جادو اور فریب کاری کی درگت بنتی دیکھی تو فوراً سجدے میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سجدے میں ہی اپنی جنت کی منازل دکھا دیں جن کی طرف انہوں نے لوٹ کر جانا تھا۔ اس وجہ سے انہوں نے کہا تھا کہ ہم ہرگز تجھے ترجیح نہ دیں گے اس پر جو ہمارے پاس دلیلیں آچکی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قاسم بن ابی بزہ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ سجدے میں گئے تو انہوں نے دوزخیوں کو اور

اہل جنت اور ان کے ثواب وعذاب کو دیکھا تو کہا ہم ہرگز ترجیح نہ دیں گے تجھے ان دلیلوں پر جو ہمارے پاس آ چکی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ کے تحت روایت کیا ہے کہ فرعون نے چالیس نوجوانوں کو منتخب کیا اور انہیں جادوگروں سے جادو سیکھنے کا حکم دیا۔ اس نے ماسٹر جادوگروں سے کہا کہ انہیں اس طرح کا جادو سکھائیں کہ ان پر کوئی شخص غالب نہ آئے۔ ابن عباس نے فرمایا: ان لوگوں نے کہا اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا الخ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اگر میں اللہ کی اطاعت کروں تو اللہ تعالیٰ تجھ سے بہتر ہے اور اگر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو اس کا عذاب تیرے عذاب سے زیادہ دائمی ہے۔

امام مسلم، احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا: یہ آیت پڑھی اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا الخ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخی وہی ہیں جو دوزخی ہیں۔ وہ دوزخ میں نہ تو مریں گے اور نہ زندہ ہوں گے اور جو دوزخ کے اہل نہ ہوں گے، پہلے انہیں جہنم کی آگ مارے گی پھر شفاعت کرنے والے ان کی سفارش کریں گے تو پھر انہیں اکٹھا کر کے ایک نہر پر لایا جائے گا جس کو (نہر) حیات یا حیوان کہا جاتا ہے۔ پس ان کے جسموں پر اس طرح گوشت اگ آئے گا جیسے ککڑی اگتی ہے سیلاب کے لائے ہوئے کوڑے کرکٹ میں۔ (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی میں یہ تین چیزیں ہوں گی وہ بلند درجات کو حاصل نہیں کر سکے گا۔ جو کہانت (غیب کی خبریں بتانا) کا عمل کرتا ہے، جو قسمت کے تیر نکالتا ہے اور جو کسی فال کی وجہ سے سفر سے واپس آ جاتا ہے۔

امام الاصبہانی رحمہ اللہ نے الترغیب میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو اپنے بھائی کو بادشاہ کے پاس لے جائے نیکی پہنچانے کی خاطر یا اس سے تکلیف دور کرنے کی خاطر تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند کرے گا۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں، ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ایک مخلوق کو جنت میں داخل فرمائے گا اور انہیں اتنی نعمتیں عطا فرمائے گا کہ وہ اکتا جائیں گے اور ان کے اوپر کے درجات میں کچھ لوگ ہوں گے، جب وہ انہیں دیکھیں گے تو پہچان لیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! یہ ہمارے بھائی ہیں، ہم ان کے ساتھ تھے تو نے انہیں ہم پر فضیلت کیوں عطا فرمائی؟ ارشاد ہوگا دور ہو جاؤ! یہ وہ لوگ ہیں جو بھوکے رہتے تھے جب کہ تم پیٹ بھر کر کھاتے تھے اور یہ پیاسے رہتے تھے جب تم سیر ہو کر پیتے تھے، یہ قیام کرتے تھے جب تم آرام کی نیند سوتے تھے اور جب تم شکستہ ہوتے تھے وہ بلند ہوتے تھے۔

احمد نے الزہد میں ابن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک آدمی اور اس کا غلام دونوں جنت میں جائیں گے، غلام آقا سے بلند درجہ ہوگا تو مالک عرض کرے گا اے میرے رب! دنیا میں یہ میرا غلام تھا؟ ارشاد ہوگا یہ تجھ سے زیادہ اللہ کا ذکر کرتا تھا۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 104، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلند درجات پر فائز اہل جنت کو نیچے والے ایسے دیکھیں گے جیسے تم آسمان کے افق پر چمکنے والے ستارے دیکھتے ہو۔ ابوبکر وعمران بلند درجات والوں میں سے ہیں اور زیادہ نعمتیں پائیں گے۔

وَ لَقَدْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى ۙ۬ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي
الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى ﴿٧٧﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ
فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾ وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَ مَا هَدٰى ﴿٧٩﴾
يٰبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَ وٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ
الْاَيْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰى ﴿٨٠﴾ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا
رَزَقْنٰكُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَ مَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ
غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَ اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ
اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَ مَاۤ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰۤى
اَثَرِيْ وَ عَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ
بَعْدِكَ وَ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ
اَسِفًا ۚ۬ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ؕ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ
الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ
مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَ لٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا
مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ
عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَ اِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾
اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۙ۬ وَّ لَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾
وَ لَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ

الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَ اَطِیْعُوْۤا اَمْرِیْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْهِ عٰكِفِیْنَ
حَتّٰى یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ یٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَیْتَهُمْ
ضَلُّوْۤا ﴿۹۲﴾ اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ ﴿۹۳﴾ قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ
بِلِحْیَتِیْ وَ لَا بِرَاْسِیْ ۚ اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْۤ
اِسْرَآءِیْلَ وَ لَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ یٰسَامِرِیُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ
بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ
كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِیْ نَفْسِیْ ﴿۹۶﴾ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِی الْحَیٰوةِ اَنْ
تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ
الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ﴿۹۷﴾

''اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف کہ راتوں رات لے چلیے میرے بندوں کو (مصر سے) (راہ میں سمندر حائل ہو) تو عصا کی ضرب سے ان کے لیے سمندر میں خشک راستہ بنا لیجئے نہ تمہیں پیچھے سے پکڑے جانے کا ڈر ہو اور نہ کوئی اور اندیشہ۔ پس فرعون نے ان کا تعاقب کیا اپنے لشکروں سمیت۔ چھا گئیں فرعونیوں پر سمندر (کی تند موجیں) جیسا کہ چھا گئیں ان پر۔ اور گمراہ کر دیا فرعون نے اپنی قوم کو اور نہ دکھائی انہیں سیدھی راہ۔ اے بنی اسرائیل! (دیکھو!) ہم نے بچا لیا تمہیں تمہارے دشمن سے اور ہم نے تم سے وعدہ کیا (کوہ) طور کی دائیں جانب کا اور ہم نے اتارا تم پر من وسلویٰ۔ کھاؤ ان پاک چیزوں سے جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں اور اس میں حد سے تجاوز نہ کرنا اور نہ اترے گا تم پر میرا غضب اور وہ (بدنصیب) اترتا ہے جس پر میرا غضب تو یقیناً وہ گر کر رہتا ہے۔ اور میں بلاشبہ بہت بخشنے والا ہوں اسے جو توبہ کرتا ہے اور ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے بعد ازاں ہدایت پر مستحکم رہتا ہے۔ اور کس وجہ سے تم جلدی آ گئے اپنی قوم سے اے موسیٰ! عرض کی وہ یہ ہیں میرے پیچھے اور میں جلدی جلدی تیری بارگاہ میں اس لیے حاضر ہو گیا ہوں میرے رب کہ تو راضی ہو جائے۔ ارشاد ہوا کہ ہم نے تو آزمائش میں مبتلا کر دیا ہے تمہاری قوم کو تمہارے (چلے آنے کے) بعد اور گمراہ کر دیا ہے انہیں سامری نے۔ (یہ سنتے ہی) لوٹے موسیٰ (علیہ السلام) اپنی قوم کی طرف غضب ناک اور افسردہ خاطر ہو کر۔ فرمایا اے میری قوم! کیا وعدہ نہیں کیا تھا تم سے تمہارے رب نے بہت عمدہ وعدہ۔ تو کیا طویل مدت گزر گئی ہے اس وعدہ پر (اور تم اس کے ایفاء سے مایوس ہو گئے) یا تم یہ چاہتے ہو کہ اترے تم پر غضب تمہارے رب کی طرف سے۔ اس

لیے تم نے توڑ ڈالا میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ۔ کہنے لگے نہیں توڑا ہم نے آپ سے کیا ہوا وعدہ اپنے اختیار سے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم پر لاد دیئے گئے تھے بوجھ قوم (فرعون) کے زیورات سے۔ سو ہم نے (سامری کے کہنے پر) انہیں پھینک دیا اسی طرح سامری نے بھی (اپنے حصہ کے زیور) پھینک دیئے۔ پھر سامری نے بنا نکالا ان کے لیے بچھڑے کا ڈھانچہ جو گائے کی طرح ڈکارتا تھا پھر سامری اور اس کے چیلوں نے کہا (اے فرزندان یعقوب!) یہ ہے تمہارا خدا اور موسیٰ کا خدا پس موسیٰ بھول گئے۔ کیا ان احمقوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ یہ بچھڑا ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ اختیار رکھتا ہے ان کے لیے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا۔ اور بے شک کہا تھا انہیں ہارون نے (موسیٰ کی واپسی سے پہلے) اے میری قوم! تم تو فتنہ میں مبتلا ہو گئے اس سے اور بلاشبہ تمہارا رب تو وہ ہے جو بے حد مہربان ہے پس تم میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو۔ قوم نے کہا ہم تو اسی کی عبادت پر جمے رہیں گے یہاں تک کہ لوٹ آئیں ہماری طرف موسیٰ (علیہ السلام)۔ موسیٰ نے (آ کر غصہ سے) کہا اے ہارون! کس چیز نے تجھے روکا کہ جب تو نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا۔ تو (انہیں چھوڑ کر) میرے پیچھے نہ چلا آیا۔ کیا تو نے بھی میری حکم عدولی کی۔ ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے (بھائی!) نہ پکڑو میری داڑھی کو اور نہ میرے سر (کے بالوں) کو میں نے اس خوف سے (ان پر سختی نہیں کی) کہ کہیں آپ یہ نہ کہیں کہ تو نے پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل کے درمیان اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا۔ آپ نے پوچھا اے سامری! (اس فتنہ انگیزی) سے تیری غرض کیا تھی۔ اس نے کہا میں نے دیکھی ایسی چیز جو لوگوں نے نہ دیکھی پس میں نے مٹھی بھر لی، رسول کی سواری کے نشان قدم کی خاک سے پھر اسے ڈال دیا (اس ڈھانچہ میں) اور اس طرح آراستہ کر دی میرے نفس نے یہ بات۔ آپ نے (غصہ سے) فرمایا جا چلا جا پس تیرے لیے اس زندگی میں تو یہ (سزا) ہے کہ تو کہتا پھرے گا مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے اور بے شک تیرے لیے ایک اور وعدہ (عذاب) بھی ہے جس کی خلاف ورزی نہیں ہوگی اور (ذرا) دیکھ اپنے اس خدا کی طرف جس پر تو جم کر بیٹھا رہا (اس کا کیا حشر ہوتا ہے) ہم اسے جلا ڈالیں گے پھر ہم بکھیر کر بہا دیں گے اس سمندر میں اس (کی راکھ) کو"۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا یعنی اپنا عصا مار کر اپنا راستہ بنالو جس پر نہ پانی ہو اور نہ کیچڑ۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَبَسًا کا معنی يَابِسًا (خشک) روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا یہ فرعون آ رہا ہے، ہم تو پکڑے گئے اور یہ دریا ہمیں گھیرے ہوئے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہیں دریا سے غرق ہونے یا کیچڑ میں پھنسنے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَا تَخٰفُ دَرَكًا آل

فرعون سے پکڑے جانے کا تمہیں کوئی خوف نہ ہو۔ وَلَا تَخْشٰى اور دریا میں غرق ہونے کا تمہیں کوئی اندیشہ نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْیَمِّ سے مراد دریا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَا تَطْغَوْا فِیْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ طغیان یہ ہے کہ وہ اسے بغیر حلت کے پکڑ لے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے یَحِلَّ عَلَیْهِ غَضَبِیْ کے تحت روایت کیا ہے: تم پر میرا غضب اترے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الاعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یَحِلَّ کو لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے، اس تفسیر پر کہ جس پر میرا غضب واجب ہے

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ فرماتے ہیں اگر اس مخلوق میں سے کوئی مخلوق اس پر ناراض ہوگی تو اسے بلائے گا اور اس سے بات کرے گا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے هَوٰی کا معنی شقی (بدبخت ہوا) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شفی بن ماتع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جہنم میں ایک محل ہے، کافر کو اس کے اوپر سے پھینکا جائے گا۔ وہ اس میں چالیس (سال) گرتا جائے گا، کھنکناتی مٹی تک پہنچنے سے پہلے تک۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ فَقَدْ هَوٰی کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ یعنی جو شرک سے توبہ کرے تو میں اسے بلاشبہ بخشنے والا ہوں، اٰمَنَ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک تسلیم کرے، وَعَمِلَ صَالِحًا فرائض کو ادا کرے، ثُمَّ اهْتَدٰی پھر اسے کوئی شک نہ ہو (مذکورہ ہدایت پر مستحکم ہو)

امام سعید بن منصور اور الفریابی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ جو گناہ سے توبہ کرے شرک سے محفوظ ہو جائے اور اللہ اور اپنے درمیان نیک اعمال کرے، ثُمَّ اهْتَدٰی پھر جان لے کہ اس کے عمل کا ثواب ہے اس پر اسے جزا دی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے: ثُمَّ اهْتَدٰی پھر وہ اہل سنت و جماعت کے مسلک پر قائم رہا۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ کے طریق سے کسی صحابی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر جلدی جلدی اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا جلدی کیوں آ گئے؟ عرض کی وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں اور میں آپ کی بارگاہ میں جلدی آ گیا ہوں تا کہ تو راضی ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرش کے سایہ میں ایک شخص دیکھا تو بڑے متعجب ہوئے۔ عرض کی یا رب! یہ کون ہے؟ فرمایا میں تجھے اس کی بابت نہیں بتاؤں گا لیکن اس کے تین خصائل بتاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو جو اپنے فضل سے مال و رزق عطا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 374 (1823)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا ہے اس پر وہ ان سے حسد نہیں کرتا، اپنے والدین کی نافرمانی نہیں کرتا اور چغلی نہیں کھاتا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت وہب بن مالک سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنے کا وعدہ فرمایا تو موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت پر نکل پڑے۔ موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہم کلام تھے تو پیچھے سے ایک آواز سنی، عرض کی الہٰی! میں اپنے پیچھے سے آواز سن رہا ہوں؟ فرمایا شاید تیری قوم گمراہ ہوگئی ہے، عرض کی الہٰی! اس کو کس نے گمراہ کیا ہے؟ فرمایا سامری نے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اس نے انہیں کیسے گمراہ کیا ہے؟ فرمایا اس نے اس کے لیے ایک گائے کے بچھڑے کا ڈھانچہ تیار کیا ہے جو گائے کی طرح ڈکارتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الہٰی! اس سامری نے ان کے لیے بچھڑے کا ڈھانچہ تیار کیا تو اس میں روح کس نے پھونکی حتیٰ کہ وہ ڈکارنے لگا؟ فرمایا اے موسیٰ! میں نے اس میں روح پھونکی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی تیری عزت کی قسم! تیرے علاوہ کسی نے میری قوم کو گمراہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے، عرض کی اے حکیم الحکما! کسی حکیم کے لیے مناسب نہیں کہ جو تجھ سے زیادہ محکم ہو۔

امام ابن جریر نے اپنی تہذیب میں حضرت راشد بن سعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اپنی قوم سے چالیس راتوں کا وعدہ کر کے آئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تیری قوم تیرے بعد فتنہ میں مبتلا ہوگئی ہے، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب! کیسے فتنہ میں مبتلا ہوگئے؟ حالانکہ میں نے انہیں فرعون سے نجات دلائی، انہیں سمندر سے نجات بخشی، میں نے ان پر انعام فرمایا، میں نے ان پر کرم فرمایا؟ فرمایا: اے موسیٰ! انہوں نے آپ کے بعد بچھڑے کا ایک ڈھانچہ بنایا جو گائے کی طرح ڈکارتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب! اس میں روح کس نے پھونکی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب! تو نے انہیں گمراہ کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! اے نبیوں کی اصل! اے ابوالحکام! میں نے اس کی محبت ان کے دلوں میں دیکھی تو میں نے پھر ان کو یہ دے دیا۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: جب موسیٰ علیہ السلام جلدی جلدی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو سامری نے پیچھے بنی اسرائیل کے زیورات جمع کیے اور اس کا ایک ڈھانچہ تیار کیا۔ پھر ایک مٹھی اس کے پیٹ میں ڈالی تو وہ ڈھانچہ گائے کی طرح ڈکارتا تھا۔ سامری نے لوگوں کو کہا یہ تمہارا خدا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے، ہارون نے انہیں کہا اے قوم! کیا تمہارے رب نے تم سے عمدہ وعدہ نہیں کیا تھا، پھر جب موسیٰ علیہ السلام واپس آئے تو اپنے بھائی کو سر سے پکڑا۔ ہارون نے کہا جو کہا۔ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو کہا تیری اس فتنہ انگیزی سے کیا غرض تھی؟ اس نے کہا میں نے دیکھی ایسی چیز جو لوگوں نے نہ دیکھی۔ پس میں نے مٹھی بھر لی رسول کی سواری کے نشان قدم کی خاک سے پھر اسے ڈال دیا (اس ڈھانچہ میں) اور اس طرح آراستہ کر دی میرے لیے میرے نفس نے یہ بات۔ موسیٰ علیہ السلام اس بچھڑے کے قریب گئے۔ اس کو ریتی سے رگڑا۔ وہ بچھڑا نہر کے کنارے پر تھا۔ پس جس نے ان بچھڑے کے پجاریوں میں سے اس پانی کو پیا اس کا چہرہ سونے کی طرح زرد ہو گیا۔ لوگوں نے کہا یا موسیٰ! ہماری توبہ کیا ہے؟ فرمایا تم ایک دوسرے کو قتل کرو، پس انہوں نے چھریاں لے لیں، ہر شخص نے

اپنے باپ، بھائی اور بیٹے کو قتل کرنا شروع کر دیا حتی کہ ان میں سے ستر ہزار قتل ہو گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی انہیں حکم دو کہ اپنے ہاتھ اٹھالیں یعنی قتل سے رک جائیں۔ جو قتل کیے گئے ہیں میں نے انہیں معاف کر دیا ہے اور جو باقی ہیں ان کی توبہ قبول کر لی ہے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب فرعون اور اس کے حواری سمندر پر پہنچے تو فرعون سیاہ گھوڑے پر سوار تھا، اس کا گھوڑا سمندر میں داخل ہونے سے ڈر گیا۔ پس جبرئیل امین نے اس کے لیے ایک گھوڑی سامنے کی، گھوڑے نے اسے دیکھا تو وہ پیچھے اس میں داخل ہو گیا، سامری نے جبرئیل کو پہچان لیا کیونکہ جب اس کی ماں کو اس کے ذبح ہونے کا خدشہ ہوا تھا تو اس نے اسے غار میں چھپا دیا تھا اور غار کا منہ بند کر دیا تھا۔ جبرئیل امین اس کے پاس آتے تھے اور اسے ایک انگلی کے ذریعے دودھ اور دوسری انگلی کے ذریعے شہد کے ساتھ غذا دیتے تھے اور ایک انگلی کے ذریعہ سے اسے گھی کھلاتے تھے، اس طرح وہ پرورش پاتا رہا حتی کہ وہ بڑا ہو گیا۔ جب سامری نے اسے سمندر میں دیکھا تو پہچان گیا۔ اس نے جبرئیل کے گھوڑے کے نشان قدم سے مٹھی مٹی کی بھر لی۔ ابن عباس فرماتے ہیں: گھوڑے کے سم کے نیچے سے اس نے مٹی لی تھی اور سامری کے دل میں یہ بات ڈالی تھی کہ تو اس مٹی کو جس چیز پر ڈالے گا اور پھر تو اسے کن (ہو جا) کہے گا تو وہ ہو جائے گی۔ سامری کے پاس وہ مٹی تھی حتی کہ وہ دریا سے تجاوز کر گیا، جب موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل دریا سے تجاوز کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آل فرعون کو غرق کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون سے کہا تھا تم میرے پیچھے میری قوم میں رہو اور اصلاح کرتے رہو اور مفسدین کے راستہ کی پیروی نہ کرو، موسیٰ علیہ السلام خود اپنے رب کی بارگاہ میں مقررہ جگہ اور مقررہ وقت میں پہنچ گئے۔ بنی اسرائیل کے پاس آل فرعون کے زیورات تھے تو وہ گویا گناہ سے بچنا چاہتے تھے۔ انہوں نے وہ زیور نکالے تاکہ انہیں آگ آئے اور کھا جائے۔ جب انہوں نے وہ زیورات جمع کیے تو سامری نے مٹھی سے اشارہ کیا اور ان زیورات پر مٹی ڈال دی اور کہا تو ایسا بچھڑے کا ڈھانچہ بن جا جس میں گائے کی طرح ڈکارنا بھی ہو۔ پس وہ اسی طرح بن گیا، ہوا اس کی دبر میں داخل ہوتی اور اس کے منہ سے نکل جاتی اس طرح اس سے آواز سنی جاتی تھی۔ اس نے بنی اسرائیل سے کہا یہ تمہارا خدا ہے اور موسیٰ کا خدا ہے، پس وہ اس پر جم کر بیٹھ گئے اور اس کی عبادت شروع کر دی۔ ہارون علیہ السلام نے کہا اے میری قوم! تم اس کے ذریعے آزمائش میں مبتلا کیے گئے ہو، تمہارا رب تو بے حد مہربان ہے، تم میری اتباع کرو اور میرے حکم کی پیروی کرو، انہوں نے کہا ہم تو اسی پر جمے رہیں گے حتی کہ موسیٰ علیہ السلام ہماری طرف لوٹ کر آجائیں۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سامری باجرما کے لوگوں میں سے تھا اور وہ لوگ گائے کی پوجا کرتے تھے، وہ بھی گائے کی پوجا کی محبت دل میں رکھتا تھا جب کہ اس نے بنی اسرائیل میں اپنا اسلام ظاہر کیا ہوا تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں تشریف لے گئے تو ہارون علیہ السلام نے انہیں کہا تم نے آل فرعون کا مال و متاع اٹھایا ہے، اس لیے تم اس سے پاک ہو جاؤ کیونکہ وہ تمہارے لیے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 411 (3434)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ناپاک چیز ہے، آگ جلائی گئی آپ نے فرمایا: جو کچھ زیورات وغیرہ تمہارے پاس ہیں وہ اس میں ڈال دو۔ لوگ وہ زیورات لاتے رہے اور اس آگ میں ڈالتے رہے۔ سامری نے جبرئیل امین کے گھوڑے کے پاؤں کا نشان دیکھا تو اس نے اس جگہ سے مٹی اٹھالی۔ پھر وہ آگ کی طرف آیا اور حضرت ہارون سے کہا اے اللہ کے نبی! میرے ہاتھ میں کچھ ہے؟ حضرت ہارون نے فرمایا ہاں ہے، حضرت ہارون کا خیال تھا کہ اس کے پاس بھی زیورات اور سامان ہے، اس نے وہ مٹھی مٹی کی ان زیورات پر ڈال دی اور کہا تو ایک بچھڑے کا ڈھانچہ بن جا جس میں گائے کا ڈکارنا بھی ہو یہ سب کچھ بطور آزمائش تھا۔ سامری نے کہا یہ تمہارا خدا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کا خدا ہے۔ پس وہ اس پر ڈٹ کر بیٹھ گئے وہ اس سے انتہائی محبت کرنے لگے پس سامری نے اسلام کو ترک کر دیا۔ کیا ان احمقوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ یہ بچھڑا ان کی کسی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ اختیار رکھتا ہے ان کے لیے کسی ضرر کا اور نہ نفع کا۔ سامری کا نام موسیٰ بن ظفر تھا۔ وہ مصر کی زمین میں پیدا ہوا تھا اور بنی اسرائیل میں داخل ہو گیا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَ اَطِيْعُوْۤا اَمْرِيْ حضرت ہارون علیہ السلام دوسرے مسلمانوں کے ساتھ رہے تاکہ موسیٰ علیہ السلام یہ نہ کہیں کہ تو نے پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل کے درمیان اور میرے حکم کا انتظار نہ کیا۔

امام ابن ابی حاتم ابن عباس سے روایت فرماتے ہیں کہ ہارون علیہ السلام سامری کے پاس سے گزرے تو وہ بچھڑا تراش رہا تھا۔ آپ نے پوچھا کیا کر رہا ہے؟ سامری نے کہا جو نقصان نہ دے گی اور نہ نفع دے گی، ہارون نے کہا اے اللہ! اس کے دل کی خواہش پوری فرما دے۔ حضرت ہارون چلے گئے تو سامری نے یہ دعا مانگی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ یہ گائے کی طرح ڈکارلے، پس وہ بچھڑے کا ڈھانچہ ڈکارتا تو وہ سارے اس کے سامنے سجدہ میں گر گئے، جب وہ ڈکارتا تو وہ سر اٹھا لیتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل نے قبطیوں سے زیورات عاریۃً لیے پھر وہ اپنے ساتھ لے کر نکل آئے۔ حضرت ہارون نے انہیں فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری کے لیے گئے ہیں، تم یہ زیورات ان کی واپسی تک جمع کر کے رکھ لو، وہ تشریف لائیں گے تو فیصلہ فرمائیں گے، وہ زیورات جمع کیے گئے پھر پگھلائے گئے۔ جب سامری نے ان پر مٹھی مٹی کی ڈالی تو وہ ڈکارنے والا بچھڑے کا ڈھانچہ بن گیا، سامری نے کہا یہ تمہارا خدا ہے اور موسیٰ کا خدا ہے، موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کی تلاش میں تشریف لے گئے تو بھول گئے اور مقررہ جگہ معلوم نہ ہوئی کہ وہ یہاں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام آئے اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف لے گئے تو سامری نے لوگوں میں جبرئیل کو دیکھ لیا۔ اس نے جبرئیل کے گھوڑے کے پاؤں سے مٹی کی مٹھی بھر لی، جبرئیل نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے پیچھے بٹھا لیا حتیٰ کہ آسمان کے دروازے تک بلند ہوئے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے تختیاں لکھی جارہی تھیں تو آپ قلموں کے چلنے کی آواز سن رہے تھے، جب موسیٰ علیہ السلام کو خبر ہوئی کہ ان کی قوم فتنہ میں مبتلا ہو گئی ہے تو موسیٰ علیہ السلام نیچے اترے اور بچھڑے کو پکڑ کر جلا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سامری اہل کرمان سے تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، گفتگو ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا تم اپنی قوم کو چھوڑ کر جلدی کیوں آ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں، میں تیری بارگاہ میں جلدی آیا اے میرے رب! تاکہ تو ناراض نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے تیرے بعد تیری قوم کو آزمائش میں ڈالا اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا، جب موسیٰ علیہ السلام کو ان کی گمراہی کی خبر ملی تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب! اس سامری نے تو انہیں بچھڑا بنانے کو کہا یہ تو بتا کہ اس میں روح کس نے پھونکی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب! پھر تو نے انہیں گمراہ کیا۔ موسیٰ علیہ السلام قوم کے پاس غضب ناک اور افسردہ خاطر ہو کر لوٹے اور کہا اے میری قوم! کیا وعدہ نہیں کیا تھا تم سے تمہارے رب نے بہت عمدہ تو کیا طویل مدت گزر گئی ہے اس وعدہ پر (اور تم اس کے ایفاء سے مایوس ہو گئے) یا تم یہ چاہتے ہو کہ اترے تم پر غضب تمہارے رب کی طرف سے اس لیے تم نے توڑ ڈالا میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ۔ کہنے لگے نہیں توڑا ہم نے کیا ہوا وعدہ اپنے اختیار سے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم پر لاد دیئے گئے تھے بوجھ قوم (فرعون) کے زیورات کے سو ہم نے (سامری کے کہنے پر) انہیں پھینک دیا۔ اسی طرح سامری نے بھی (اپنے حصہ کے زیور) پھینک دیئے۔ پس اسرائیلی اس بچھڑے کی عبادت پر ڈٹ گئے۔ وہ ڈکارتا تھا اور چلتا تھا۔ ہارون علیہ السلام نے انہیں یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ...... الآیہ۔ پھر موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے اور سامری سے اس بچھڑے کی غرض و غایت پوچھی اور فرمایا ذرا دیکھ اپنے خدا کی طرف جس پر تو جم کر بیٹھا رہا (اس کا حشر کیا ہوتا ہے) ہم اسے جلا ڈالیں گے۔ آپ نے اسے ذبح کر دیا پھر ریتی کے ساتھ اسے رگڑ دیا پھر اسے دریا میں بکھیر دیا۔ پس ہر نہر میں اس کا پانی پہنچ گیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلیوں سے کہا اس پانی سے پیو۔ انہوں نے پیا پس جو لوگ اس بچھڑے سے محبت کرتے تھے تو ان سے سونا نکلا۔ اللہ نے فرمایا وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ (البقرہ:93) جب موسیٰ علیہ السلام واپس تشریف لائے اور قوم نے اپنی گمراہی کو سمجھ لیا تو کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر رحم نہ فرمائے اور ہماری مغفرت نہ فرمائے تو ہم خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی توبہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا مگر جبکہ وہ اپنے رشتہ داروں کو خود قتل کریں۔ انہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم! تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر ظلم کیا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو اور تمہاری توبہ یہ ہے کہ تم اپنے (خاندان والوں کو) خود قتل کرو۔ پس بچھڑے کی عبادت کرنے والوں اور بچھڑے کی عبادت نہ کرنے والوں کے درمیان تلواریں چلنا شروع ہو گئیں جس نے اس جنگ میں حصہ لیا وہ شہید ہوا حتی کہ پشتوں کے پشتے لگ گئے۔ قریب تھا کہ بنی اسرائیل ہلاک ہو جاتے۔ حتی کہ ان میں سے ستر ہزار قتل ہو گئے تھے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام نے دعا مانگی اے ہمارے رب! بنو اسرائیل ہلاک ہو گئے۔ ان بقیہ لوگوں پر مہربانی فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے ہتھیار ڈالنے کا حکم دے دیا۔ اور ان کی توبہ قبول فرمالی، جو قتل ہو گیا تھا وہ شہید تھا اور جو باقی تھا اس کے لیے یہ جنگ گناہوں کی معافی کا کفارہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَتَابَ عَلَیْكُمْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۝ (البقرہ) پھر اللہ

تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگوں کو لے آئیں جو بچھڑے کی عبادت سے معذرت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک وقت مقرر فرمایا، موسیٰ علیہ السلام نے ستر افراد کا انتخاب فرمایا۔ پھر چلے تا کہ وہ بچھڑے کی عبادت پر معافی مانگیں۔ جب وہ مقررہ جگہ پر پہنچے تو کہنے لگے ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہر دیکھ لیں، تو نے اللہ سے کلام کی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرا۔ پس اس جرم کی پاداش میں انہیں کڑک نے آلیا، وہ مر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام رونا شروع ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی اے میرے رب! میں اپنی قوم کے پاس جا کر کیا کہوں گا کہ تو نے ان کے چیدہ چیدہ افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ اے میرے رب! تو نے اگر انہیں ہلاک کرنا تھا تو پہلے ہی انہیں ہلاک کر دیتا اور مجھے بھی۔ کیا تو ہمیں اس فعل کی وجہ سے ہلاک کر رہا ہے جو ہم میں سے بے وقوفوں نے کیا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ یہ ستر افراد ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے بچھڑے کو معبود بنایا۔ اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ نہیں ہے مگر تیری آزمائش، اس کے ساتھ تو جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ میں الْعَهْدُ سے مراد وعدہ ہے۔ مَّوْعِدِيْ سے مراد عَهْدِيْ ہے۔ اَوْزَارًا کا مطلب اَثْقَالًا (بوجھ) ہے۔ اس سے مراد وہ زیورات ہیں جو بنی اسرائیل نے آل فرعون سے عاریۃً لیے تھے، فَقَذَفْنٰهَا کا مطلب اَلْقَيْنَاهَا (ہم نے انہیں ڈالا) ہے خوار کا مطلب خفیف ہوا ہے۔ یہ اس کا ڈکارنا تھا۔ العجل، گائے کے بچے کو کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بِمَلْكِنَا کا مطلب بِاَمْرِنَا روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت قتادہ سے بِمَلْكِنَا کا معنی طَاقَتِنَا روایت کیا ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہی روایت کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے حسن سے بِمَلْكِنَا کا مطلب سُلْطَانِنَا روایت کیا ہے،

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بِمَلْكِنَا پڑھا ہے۔ معنی دونوں قرأتوں کا ایک معنی ہے۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے فَنَسِيَ کے تحت روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بھول گئے کہ تمہیں یاد دلائیں کہ یہ ان کا الٰہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے فَنَسِيَ کے تحت روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام بچھڑے خدا سے بھول گئے ہیں، اَلَّا يَرْجِعُ کا فاعل العجل (بچھڑا) ہے۔ ضراً کا مطلب ضلالت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ہارون سے حضرت موسیٰ نے کہا کہ جب آپ نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تو آپ نے انہیں میرے احکام کی طرف کیوں نہ بلایا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کو اصلاح کرنے اور مفسدین کے راستے کی اتباع نہ کرنے کا حکم فرمایا تھا، تو اصلاح میں سے یہ بھی تھا کہ آپ بچھڑے کا انکار

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 374 (1821)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرتے اسی طرح اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اَلَّا تَتَّبِعَنِ ؕ اَفَعَصَیْتَ اَمْرِیْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ الخ یعنی مجھے اندیشہ ہوا کہ ان میں سے بعض میری اتباع کریں گے اور بعض اتباع نہ کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ نیک لوگوں نے تم سے پہلے اختلاف کو ناپسند کیا۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم نے میرے قول کا انتظار نہ کیا اور جو میں کرنے اور کہنے والا تھا۔ ابن عباس فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ تو نے میرے قول کی حفاظت نہ کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سامری اس کا نام نہیں تھا، اس کے شہر کا نام معاہرہ تھا۔ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا یعنی میں نے جبرئیل کا گھوڑا دیکھا جسے لوگوں نے نہیں دیکھا۔

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بِمَا لَمْ یَبْصُرُوْا کو یاء کے ساتھ اور صاد کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سامری نے جبرئیل کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے سے مٹی لی تھی۔ پھر اسے بنی اسرائیل کے زیورات پر ڈالا تو وہ بچھڑا بن گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سامری نے جبرئیل کے گھوڑے کے نشان قدم سے مٹی اٹھالی اور اسے کپڑے میں باندھ لیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فَقَبَضْتُ کو صاد کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اس کا معنی انگلیوں کے اطراف کے ساتھ کسی چیز کو اٹھانا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الاشہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الحسن فَقَبَضْتُ قَبْضَةً یعنی صاد کے ساتھ پڑھتے تھے۔ ابو رجاء بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں: اس کا معنی بھی پوری مٹھی کے ساتھ بھرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَبْضَةً کا مطلب مٹھی بھر ہے اور قَبْصَةً کا مطلب انگلیوں کی اطراف سے کسی چیز کو لینا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ فَقَبَضْتُ یعنی ضاد کے ساتھ پڑھتے تھے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے سامری کو موسیٰ علیہ السلام نے جو یہ بددعا دی تھی کہ تو کہتا رہے کہ مجھے کوئی ہاتھ نہ لگائے یہ بطور سزا تھا(1)۔ لَّنْ تُخْلَفَهٗ یعنی تیرے لیے ایک وعدہ ہے تو اس سے غائب نہیں ہوگا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا یعنی جس پر تو جم کر بیٹھا رہا۔ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ہم اسے آگ سے جلائیں گے۔ پھر لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْیَمِّ نَسْفًا ہم اسے دریا میں بکھیر کر بہا دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ لَنُحَرِّقَنَّهٗ کو تخفیف کے ساتھ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 376 (1829)

ط

پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ سونے اور چاندی کو آگ کے ساتھ جلایا نہیں جا سکتا۔ پہلے انہیں ریتی کے ساتھ رگڑا جاتا ہے پھر انہیں آگ پر پھینکا جاتا ہے۔ پس وہ راکھ بن جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بعض قراتوں میں لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ ہے۔ قتادہ فرماتے ہیں اس بچھڑے کا گوشت اور خون بھی تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابونہیک الازدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ لَنُحَرِّقَنَّهٗ کو نون کے نصب راء کے کسرہ اور تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْيَمِّ سے مراد دریا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: الْيَمِّ سے مراد النہر ہے۔

إِنَّمَآ إِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ﴿۹۸﴾ كَذٰلِكَ
نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ﴿۹۹﴾
مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ﴿۱۰۰﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَ
سَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ﴿۱۰۱﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ
الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ﴿۱۰۲﴾ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ﴿۱۰۳﴾
نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ إِذْ يَقُوْلُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا
يَوْمًا ﴿۱۰۴﴾ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا ﴿۱۰۵﴾ فَيَذَرُهَا
قَاعًا صَفْصَفًا ﴿۱۰۶﴾ لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ أَمْتًا ﴿۱۰۷﴾ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ
الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا
هَمْسًا ﴿۱۰۸﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ
قَوْلًا ﴿۱۰۹﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا ﴿۱۱۰﴾

"تمہارا معبود تو صرف اللہ تعالیٰ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں، گھیر رکھا ہے اس نے ہر چیز کو (اپنے) علم سے۔ یوں ہم بیان کرتے ہیں آپ سے خبریں ان لوگوں کی جو پہلے گزر چکے۔ اور ہم نے مرحمت فرمایا ہے آپ کو اپنی جناب سے ایک پند نامہ۔ جو شخص روگردانی کرے گا اس سے وہ اٹھائے گا قیامت کے دن ایک بوجھ۔ یہ لوگ

ہمیشہ اس بوجھ تلے دبے رہیں گے اور بہت تکلیف دہ ہوگا ان کے لیے روز قیامت یہ بوجھ۔ جس روز پھونکا جائے گا صور میں اور ہم جمع کریں گے مجرموں کو اس دن اس حال میں کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔ چپکے چپکے آپس میں کہیں گے کہ نہیں رہے تم دنیا میں مگر صرف دس دن۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب کہ ان میں سے سب سے زیادہ زیرک کہے گا کہ نہیں ٹھہرے ہو تم مگر صرف ایک دن۔ اور وہ آپ سے پہاڑوں کے انجام کے بارے پوچھتے ہیں آپ فرمایئے میرا رب انہیں جڑوں سے اکھیڑ کر پھینک دے گا۔ پس بنا چھوڑے گا اس پہاڑی علاقہ کو کھلا ہموار میدان۔ نہ نظر آئے گا تجھے اس میں کوئی موڑ اور نہ کوئی ٹیلہ۔ اس روز سب لوگ پیروی کریں گے پکارنے والے کی، کوئی روگردانی نہیں کر سکے گا اس سے اور خاموش ہو جائیں گی سب آوازیں رحمٰن کے خوف سے پس تو نہ سنے گا (اس روز) مگر مدہم سی آہٹ۔ اس دن نہیں نفع دے گی کوئی سفارش سوائے اس شخص کی شفاعت کے جسے رحمٰن نے اجازت دی اور پسند فرمایا ہو اس کے قول کو۔ وہ جانتا ہے لوگوں کے آنے والے حالات کو اور ان کے گزرے ہوئے واقعات کو اور لوگ نہیں احاطہ کر سکتے اس کا اپنے علم سے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا کے تحت روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا بھرپور علم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذِكْرًا سے مراد قرآن ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وِزْرًا سے مراد گناہ ہے۔

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا برا ہے وہ جو انہوں نے اٹھایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے یہ اعمال بہت برے ہیں اور ان کا ان سے اتصال ان کے لیے برا ہے۔ یہ ان سے جدا ہونے چاہئیں اگر تو ان کو ملے گا تو سمجھ جائے گا ان اعمال کے بوجھ ہونے میں کوئی خفا نہیں وہ ان کے لیے انتہائی تکلیف دہ بوجھ ہوں گے۔ برائی اٹھانا ان کے لیے برا ہوگا اور ایسے اعمال والے کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا، ان کے لیے یقیناً یہ تکلیف دہ ہے اور اس کے بعد ہی ان کے لیے تکلیف ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا مجھے وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا کا مطلب بتائیں۔ تو ابن عباس نے فرمایا: قیامت کے روز مختلف حالات ہوں گے، ایک حال میں مجرموں کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور ایک حال میں آندھی ہوں گی۔

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے يَتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ کا معنی يَتَسَارُوْنَ (راز کی باتیں کرنا) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً کے تحت روایت کیا ہے: یعنی جو ان میں سے زیادہ زیرک ہوگا وہ کہے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً کا مطلب یہ ہے کہ کفار میں سے جو قول و عمل کے اعتبار سے زیادہ عادل اور معتدل ہوگا وہ کہے گا کہ تم دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر ایک دن۔ اس کی وجہ یہ

ہے کہ وہ اپنے خیال میں دنیا کو تھوڑا عرصہ تصور کریں گے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قریش نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کے روز تمہارا رب ان پہاڑوں کے ساتھ کیا کرے گا؟ پس یہ آیت نازل ہوئی وَيَسْئَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ (الآیہ)۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَاعًا کا مطلب ہموار اور صَفْصَفًا ایسی جگہ جہاں نباتات نہ ہوں، عِوَجًا کا معنی وادی، اَمْتًا کا معنی ٹیلہ ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا کے متعلق بتائیں تو ابن عباس نے فرمایا القاع، چکنی جگہ، الصفصف، ہموار جگہ کو کہتے ہیں۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

مَلْمُوْمَةٌ شَهْبَاءُ لَوْقَذَفُوْابِهَا شَمَارِيْخَ مِنْ رَّضْوٰى اِذًا عَادَ صَفْصَفَا

"جمع شدہ ہتھیاروں والا لشکر، اگر وہ رضوی پہاڑ سے ٹہنیاں پھینکیں تو ہموار جگہ پر لوٹتی ہیں"۔

امام ابن المنذر، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس فرماتے تھے اور اس سے مراد ایسی زمین ہے جس میں کوئی نشیب و فراز نہ ہو۔

عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قَاعًا صَفْصَفًا سے مراد ہموار زمین ہے۔ عِوَجًا پستی، اَمْتًا بلندی کو کہتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: القاع سے مراد زمین ہے اور صَفْصَفًا سے مراد ہموار ہے(1) عِوَجًا کا مطلب دراڑ ہے اور اَمْتًا کا معنی ٹیلہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عِوَجًا کا مطلب مَيْلًا (جھکاؤ) ہے اور اَلْاَمْتُ، ایسے اثر کو کہتے ہیں جو تسمے کی طرح ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ العوج کا معنی بلندی ہے اور الامت کا مطلب وسیع اور کھلا ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الامت کا مطلب گڑھا ہے۔

ابن الانباری نے الوقف میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نافع نے ان سے پوچھا کہ مجھے لَا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا کا مطلب بتائیں؟ تو ابن عباس نے فرمایا: الامت سے مراد زمین کی ابھری ہوئی جگہ ہے۔ کعب بن زہیر نے کہا:

فَابْصَرْتُ لَمْحَةً مِّنْ رَّأْسِ عِكْرَشَةٍ فِيْ كَافِرٍ مَابِهٖ اَمْتٌ وَّلَا شَرَفُ

"خرگوش کی مادہ کے سر سے میں نے کافر کو دیکھا تو اس میں کوئی ابھری ہوئی جگہ نہ تھی"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز اللہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 379 (1841)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ لوگوں کو ایک ایسی تاریکی میں اٹھائے گا جو آسمان کو لپیٹے ہوئے ہوگی، ستارے بکھیر دے گی اور چانداور سورج کی روشنی ختم کردے گی، پھر ایک نداد ینے والا نداد ے گا، پس تمام لوگ اس کی آواز سنیں گے اور اس کے پاس آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد یَوْمَىٕذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: یَوْمَىٕذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَا عِوَجَ لَهٗ یعنی تمام اس پکارنے والے کی اتباع کریں گے، کوئی اس سے روگردانی نہیں کر سکے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وہ اس سے انحراف نہیں کرسکیں گے۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ هَمْسًا سے مراد ہلکی سی آواز ہے۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم، حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ هَمْسًا سے مراد قدموں کے چلنے کی آواز ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بھی یہی مفہوم روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حصین بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں شعبی کے پاس بیٹھا ہوا تھا ہمارے قریب سے اونٹ گزرے جن کے اوپر جص (گچ چونا) لادا ہوا تھا، میں نے ان کو چلایا تو میں نے ان اونٹوں کے چلنے کی آواز سنی، فرمایا اس کو الھمس کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ هَمْسًا انتہائی پست آواز کو کہتے ہیں جس میں انسان اپنی زبان اور اپنے ہونٹوں کو ہلاتا ہے اور آواز سنائی نہیں دیتی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ هَمْسًا خفیف بات اور قدموں کی آواز کو کہتے ہیں۔

وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝۱۱۱ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّ لَا هَضْمًا ۝۱۱۲ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّ صَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝۱۱۳ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ ؗ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۝۱۱۴

"اور (فرط نیاز سے) جھک جائیں گے سب (لوگوں کے) چہرے حی و قیوم کے سامنے اور نامراد ہوا جس نے لادا اپنے (سر) پر ظلم (کا بار گراں)۔ اور جو شخص کرتا ہے نیک اعمال اور وہ ایمان دار بھی ہو تو اسے اندیشہ نہ ہوگا کسی ظلم کا یا حق تلفی کا۔ اور اسی طرح ہم نے اتارا اس کتاب کو قرآن عربی زبان میں اور طرح طرح سے بیان

کیں اس میں گناہوں کی سزائیں تاکہ وہ پرہیزگار بن جائیں یا پیدا کردے یہ قرآن ان کے دلوں میں یہ سمجھ۔ پس اعلیٰ وارفع ہے اللہ جو سچا بادشاہ ہے اور نہ عجلت کیجئے قرآن کے پڑھنے میں اس سے پہلے کہ پوری ہو جائے آپ کی طرف اس کی وحی اور دعا مانگا کیجئے میرے رب! اور زیادہ کر میرے علم کو"۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے عَنَتِ کا مطلب ذلت (جھک جانا) روایت کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہی معنی روایت کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عَنَتِ کا معنی خَشَعَتْ ہے۔ ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ عَنَتِ کا معنی قیدی ہونا ہے، پس تمام لوگ قیدی ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے عَنَتِ کا معنی خَضَعَتْ روایت کیا ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق نے ان سے پوچھا کہ مجھے عَنَتِ الْوُجُوْهُ کے متعلق بتایئے تو ابن عباس نے فرمایا: قیامت کے روز حی وقیوم کے سامنے تمام چہرے خم ہوں گے اور جھکے ہوئے ہوں گے۔ نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے فرمایا: ہاں تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

لِيَبْكِ عَلَيْكَ كُلُّ عَانٍ بِكَرْبِهٖ وَآلُ قُصَيٍّ مِنْ مُقِلٍّ وَذِيْ وَفْرِ

"تیری بارگاہ میں اپنی تکلیف کی وجہ سے ہر ایک جھکنے والا روئے آل قصی میں ہر نادار اور ہر مال دار"۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ عَنَتِ الْوُجُوْهُ کا مطلب رکوع وسجود کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے طلق بن حبیب سے عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب تیرا سجدے میں اپنی پیشانی، اپنی ہتھیلیاں گھٹنے اور اپنے قدموں کی اطراف کو رکھنا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ظُلْمًا سے مراد شرک ہے۔ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا یعنی اسے نہ تو برائیوں میں زیادتی ہونے اور نہ نیکیوں میں کمی ہونے کا اندیشہ ہوگا۔(3)

امام ابن المنذر ررحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ظُلْمًا کا مطلب شرک ہے۔

امام ابن المنذر راور ابن بی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: یعنی اسے ظلم کا اندیشہ نہ ہوگا کہ اس کی برائیوں میں اضافہ کر دیا جائے گا یا اس کی نیکیوں کو گھٹا دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کے گناہوں میں اضافہ کر کے اس پر زیادتی نہیں کی جائے گی۔ وَّلَا هَضْمًا اور نہ اس کی نیکیوں میں کمی کر کے اس پر ظلم کیا جائے گا۔

امام الفریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے هَضْمًا کا مطلب غَصْبًا (غصب کرنا) روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 377 (1831)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 234 (2679)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 377، (33-1832)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا میں یُحْدِثُ کا فاعل قرآن ہے اور ذِکْرًا سے مراد تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ پر جبرئیل قرآن لے کر آئے تو نبی کریم ﷺ قرآن کو یاد کرنے کے لیے مشقت اٹھاتے۔ آپ ﷺ کو اندیشہ ہوتا کہ کہیں جبرئیل چلے نہ جائیں اور ابھی تک آپ نے وہ آیات یاد نہ کی ہوں اور پھر جو جبرئیل نے سکھایا ہوا سے بھول نہ جائیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ الخ اور فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿١٦﴾ (القیامۃ) "(اے حبیب!) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ جلدی جلدی یاد کرلیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَا تَعْجَلْ الخ یعنی آپ جلدی نہ کریں حتیٰ کہ ہم خود ہی اسے آپ کے سینہ اقدس میں اسے محفوظ کر دیں گے اور اس کے معانی و معارف کو بیان کر دیں گے۔

امام الفریابی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس قصاص طلب کرنے کے لیے آئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے درمیان قصاص کا فیصلہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ الخ، نبی کریم ﷺ فیصلہ نافذ کرنے سے رک گئے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء:34)

سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ کے تحت روایت کیا ہے: آپ کسی کو قرآن نہ لکھوائیں حتیٰ کہ ہم خود آپ کے لیے اس کو مکمل کر دیں گے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس قرآن کا بیان تجھے پہنچ جائے۔(2)

ترمذی اور ابن ماجہ نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ "اے اللہ جو تو نے مجھے سکھایا اس سے مجھے نفع عطا فرما اور مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے نفع بخشے اور میرے علم میں اضافہ فرما اور سب تعریفیں اللہ کے لیے ہر حال پر"(3)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ اِيْمَانًا وَّفِقْهًا وَّ يَقِيْنًا وَّ عِلْمًا۔

وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ﴿١١٥﴾

"اور ہم نے حکم دیا تھا آدم کو اس سے پہلے (کہ وہ اس درخت کے قریب نہ جائے) سو وہ بھول گیا اور نہ پایا ہم

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 377 (1834) 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 378 (1836)

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 1، صفحہ 151 (251)، دارالکتب العلمیہ بیروت

نے (اس لغزش میں) اس کا کوئی قصد"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی (صغیر میں)، ابن مندہ (توحید میں) اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انسان کو انسان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا فَنَسِیَ پھر بھول گیا۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن المنذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تمام انسانوں کی عقل، جو تخلیق آدم سے لے کر قیامت تک آئیں گے، ایک پلڑے میں رکھی جائے اور آدم علیہ السلام کی عقل دوسرے پلڑے میں رکھی جائے تو آپ کی عقل ان سب سے بھاری ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا یعنی ہم نے اس عہد کو یاد کر کے دانہ کھاتے ہوئے نہیں پایا۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت آدم کی عقل تمام اولاد آدم کی عقول کی مثل (برابر) تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔

امام عبدالغنی بن سعید رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ یعنی ہم نے آدم علیہ السلام کو درخت کے قریب نہ جانے کا حکم دیا۔

امام ابن جریر اور ابن مندہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عَزْمًا کا مطلب حفظاً ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَنَسِیَ کا معنی فترك ہے یعنی ترک کر دیا وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا یعنی ہم نے اس میں اس کا عزم نہیں پایا۔(4)

امام الزبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن الخطاب سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدہ:101) کے متعلق پوچھا تو حضرت عمر نے فرمایا: مہاجرین میں سے کچھ لوگوں کے انساب کے متعلق اعتراض تھا۔ ایک دن انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہم پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نسب کے متعلق قرآن نازل فرمائے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا الخ نازل فرمائی۔ پھر حضرت عمر نے مجھے فرمایا: تمہارا یہ ساتھی یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ والی بنایا گیا تو اس نے دنیا سے عدم دلچسپی کا مظاہرہ کیا لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے نفس کا غرور اس سارے کمال کو ختم کر دے گا۔ میں نے کہا اے امیر المومنین! ہمارے ساتھی جوان کے متعلق میں جانتا ہوں اللہ کی قسم! ہم نہیں کہتے کہ انہوں نے کوئی تبدیلی کی یا عدل نہیں کیا اور نہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی ناراض کیا تھا۔ حضرت عمر نے کہا ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے کا جو حضرت علی نے پیغام بھیجا تھا۔ اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ناراض نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معصیت کے بارے فرمائے وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے ساتھی (حضرت علی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 257، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 258 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ ﷺ کو ناراض کرنے کا ارادہ نہیں فرمایا تھا۔ رہے وہ خیالات جن کو دور کرنے پر انسان قدرت نہیں رکھتا بعض اوقات اللہ کے دین کے فقیہ اور امر الٰہی کے عالم کے دل میں خیالات آ جاتے ہیں لیکن جب اسے آگاہی ہوتی ہے تو وہ توبہ کرتا ہے اور رجوع کرتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا اے ابن عباس! جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ تمہارے علوم و معارف کے سمندر میں اترے اور اس میں غواصی کرے حتی کہ اس کی گہرائی میں پہنچ جائے وہ بالآخر اپنے آپ کو عاجز پائے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! انسان کبھی ایک بات کو یاد کرتا ہے، کبھی بھول جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا دل کے اوپر اس طرح اندھیرا ہوتا ہے جیسے چاند کے اندر تاریکی ہوتی ہے۔ جب وہ تاریکی انسان کے دل پر چھا جاتی ہے تو انسان اپنی یادداشتیں بھول جاتا ہے اور جب وہ تاریکی چھٹ جاتی ہے تو انسان کو بھولی ہوئی چیز یاد آ جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ اور نہ بائیں ہاتھ سے پیو۔ کیونکہ آدم علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو وہ بھول گئے۔ پس یہ بھولنا ان کی اولاد کو میراث میں ملا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا کے تحت روایت کیا ہے کہ جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا وہ انہیں یاد نہ رہا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَزْمًا کا مطلب صبر ہے۔

امام ابن المنذر ررحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اگر آدم علیہ السلام کی عقل کا تمام لوگوں کی عقل سے وزن کیا جائے تو آدم علیہ السلام کی عقل بھاری ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام اولوالعزم میں سے نہ تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے فَنَسِيَ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ جو آدم علیہ السلام کو حکم دیا گیا تھا وہ انہوں نے ترک کر دیا۔ اگر یہ آپ کی طرف سے نسیان ہوتا تو آپ پر اس کا کچھ مواخذہ نہ ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنین سے نسیان اور خطا کو اٹھا لیا ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام نے درخت کا پھل کھا کر پہلے حکم کو ترک کر دیا تھا۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾
فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ
فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَ لَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَ لَا
تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ
الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا

يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَ هَدٰى ﴿۱۲۲﴾

''اور جب ہم نے حکم دیا فرشتوں کو کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا (سوائے ابلیس کے) اس نے (حکم بجا لانے سے) انکار کر دیا۔ اور ہم نے فرمایا اے آدم! بے شک یہ تیرا بھی دشمن ہے اور تیری زوجہ کا بھی سو (ایسا نہ ہو) کہ وہ نکال دے تمہیں جنت سے اور تم مصیبت میں پڑ جاؤ۔ بے شک تمہارے لیے یہ ہے کہ تمہیں نہ بھوک لگے گی یہاں اور نہ تم ننگے ہو گے۔ اور نہ تمہیں پیاس لگے گی یہاں اور نہ دھوپ ستائے گی۔ پس شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ اس نے کہا اے آدم! کیا میں آگاہ کروں تمہیں ہیشگی کے درخت پر اور ایسی بادشاہی پر جو کبھی زائل نہ ہو۔ سو (اس کے پھسلانے سے) دونوں نے کھا لیا اس درخت سے تو (فوراً) برہنہ ہو گئیں ان پر ان کی شرم گاہیں اور وہ چپکانے لگ گئے اپنے (جسم) پر جنت (کے درختوں) کے پتے اور حکم عدولی ہو گئی آدم سے اپنے رب کی سو وہ بامراد نہ ہوا۔ پھر (اپنے قرب کے لیے) چن لیا انہیں اپنے رب نے اور (عفو و رحمت سے) توجہ فرمائی ان پر اور ہدایت بخشی''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى اس آیت میں شقاء سے مراد دنیا کی شقا ہے، پس آدم علیہ السلام کو دنیا کی مشقت و تکلیف اٹھانا پڑی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فتشقیان نہیں فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے بیوی آپ کے حکم میں داخل تھی (خاوند بے چین اور مشکل میں ہو تو بیوی کا مشقت اور تکلیف میں ہونا قدرتی امر ہے) پس یہاں مراد آپ اور آپ کی بیوی اور آپ کی تمام اولاد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خطاب صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے لیکن معنی کے اعتبار سے تمام امت مراد ہے۔ فرمایا ہے يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ الخ (الطلاق: 1) يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱﴾ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ (التحریم: 2) ان خطابات میں تمام امت داخل ہے اگرچہ یہاں کلام صرف نبی سے جاری ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابو نعیم نے الحلیہ میں، ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو ایک چتکبرا بیل آپ کے پاس آیا تھا۔ حکم ہوا اس پر کام کرو، آپ اس سے ہل چلاتے تھے اور پیشانی سے پسینہ پونچھتے تھے اور فرماتے تھے یہ ہے وہ جس کا میرے ساتھ میرے رب نے وعدہ کیا تھا۔ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى پھر حضرت حوا کو ندا دی اے حوا تو نے اس میں عمل کیا؟ کوئی بھی انسان جو بیل پر کام کرتا ہے وہ کہتا ہے حوا ان پر آدم علیہ السلام کی طرف سے داخل ہوئی۔ (2)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 198 (35311)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 7، صفحہ 412، دار الفکر بیروت

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا وَ لَا تَضْحٰى یعنی آپ کو نہ پیاس لگے گی اور نہ آپ کو گرمی لگے گی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: لَا تَظْمَؤُا یعنی تم پیاسے نہ ہوگے، وَ لَا تَضْحٰى اور نہ تمہیں گرمی لگے گی۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا وَ لَا تَضْحٰى کے متعلق پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا: گرمی کی شدت کی وجہ سے تمہیں پسینہ نہیں آئے گا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

رَاَتْ رَجُلًا اَمَّا اِذَا الشَّمْسُ عَارَضَتْ فَيَضْحَى وَاَمَّا بِالْعَشِيِّ فَيَخْصَرُ

"اس نے ایک شخص دیکھا، جب اسے سورج کی دھوپ لگتی ہے تو اسے پسینہ آجاتا ہے لیکن ظہر کے بعد وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَ لَا تَضْحٰى کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں سورج کی گرمی نہیں لگے گی۔(2)

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک شاہسوار سو سال سفر کرتا رہے گا لیکن وہ اس کو طے نہیں کر سکے گا۔ یہ شَجَرَةِ الْخُلْدِ ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام اور آپ کی بیوی کو جنت میں ٹھہرایا اور انہیں درخت سے منع فرمایا تو آدم علیہ السلام نے اس درخت کی ٹہنیاں آپس میں ملی ہوئی دیکھیں، اس کا پھل فرشتے کھاتے تھے تاکہ وہ اس میں ہمیشہ رہیں۔ یہ وہ درخت تھا جس کے پھل کے استعمال سے اللہ تعالیٰ نے آدم اور ان کی بیوی کو منع فرمایا تھا۔ جب ابلیس نے آدم و حوا کو نیچے اتارنے کا ارادہ کیا تو وہ سانپ کے منہ میں داخل ہوا۔ سانپ کی چار ٹانگیں تھیں، گویا بختی اونٹ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے خوب صورت جانور بنایا تھا، جب سانپ جنت میں داخل ہوا اور اس کے منہ سے ابلیس نکلا تو وہ اس درخت سے پھل توڑ کر حضرت حواء کے پاس لایا اور کہا (ذرا) اس درخت کی طرف دیکھ کتنی عمدہ خوشبو ہے، کتنا اچھا ذائقہ ہے اور کتنا دلکش رنگ ہے۔ حضرت حواء نے وہ پھل لے لیا اور تناول فرمالیا۔ پھر وہ وہی پھل آدم علیہ السلام کے پاس لے گئی اور کہا ذرا اس درخت (کے پھل) کو دیکھ، اس کی مہک کتنی پاکیزہ ہے، اس کا ذائقہ کتنا شیریں ہے اور اس کا رنگ کتنا دلربا ہے، آدم علیہ السلام نے بھی وہ کھالیا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا تو فوراً ان کی شرمگاہیں برہنہ ہوگئیں، حضرت آدم علیہ السلام ایک درخت کے اندر داخل ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے آواز دی آدم تو کہاں ہے؟ آدم نے عرض کی یا رب! میں یہاں ہوں، فرمایا کیا تو باہر نہیں نکلے گا؟ آدم علیہ السلام نے کہا یا رب! مجھے تجھ سے شرم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمین پر اتر جا۔ پھر فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 260 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 379 (1842)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 257، دار صادر بیروت

اے حواء! تو نے میرے بندے کو دھوکا دیا ہے۔ پس تو جب بھی حاملہ ہوگی تو تکلیف سے حاملہ ہوگی اور جب تو وضع حمل سے گزرے گی تو کئی مرتبہ موت کے قریب پہنچے گی۔ اور سانپ کو فرمایا تو وہ ہے جس کے پیٹ میں ملعون داخل ہوا۔ اس نے میرے بندے کو دھوکا دیا تو ملعون ہے، تیرے پاؤں تیرے پیٹ میں ہو جائیں اور تیرا رزق صرف مٹی ہو۔ تو بنو آدم کا دشمن ہو اور بنو آدم تیرے دشمن ہوں۔ تو ان میں سے کسی کو پائے تو اس کی ایڑی کو ڈس لے اور جہاں وہ تجھے پائیں تیرا سر کچل دیں۔

حضرت وہب سے پوچھا گیا کیا ملائکہ اس درخت کا پھل کھاتے ہیں؟ وہب نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی نے علقمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تمام سانپوں کو قتل کرو سوائے جان سانپ کے جو سرچو کی طرح ہوتا ہے کیونکہ وہ ان کا جن ہے وہ تم میں سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچائے گا جو اسے قتل کرے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان ہو۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوعبداللہ المغربی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آدم علیہ السلام کے متعلق غور وفکر کیا اور کہا یا رب! تو نے آدم کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور تو نے اپنی روح اس میں پھونکی، تو نے اس کے سامنے فرشتوں کو سجدہ کرایا پھر ایک لغزش کی وجہ سے لوگوں کے منہ بھر دیئے کہ وہ کہہ رہے ہیں وَعَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اور کہا کیا تجھے معلوم نہیں حبیب کی مخالفت، حبیب کے لیے سخت ہوتی ہے۔(3)

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِیْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى ۙ۬ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَ لَا یَشْقٰى ﴿۱۲۳﴾ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى ﴿۱۲۴﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِیْۤ اَعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِیْرًا ﴿۱۲۵﴾ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْیَوْمَ تُنْسٰى ﴿۱۲۶﴾

''حکم ملا دونوں اتر جاؤ یہاں سے اکٹھے، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے پس اگر آئے تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت تو جس نے پیروی کی میری ہدایت کی تو نہ وہ بھٹکے گا اور نہ بدنصیب ہوگا۔ اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کے لیے زندگی (کا جامہ) تنگ کر دیا جائے گا اور ہم اسے اٹھائیں گے قیامت کے دن اندھا کر کے۔ وہ کہے گا اے میرے رب! کیوں اٹھایا ہے تو نے مجھے نابینا کر کے میں تو (پہلے بالکل) بینا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسی طرح آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیتیں سو تو نے انہیں بھلا دیا۔ اسی طرح آج تجھے فراموش کر دیا جائے گا''۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 50، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، صفحہ 51 3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 383 (482)، بیروت

امام طبرانی اور الخطیب نے (المتفق والمفترق میں) ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالطفیل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: نبی کریم نے فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ پڑھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کتاب اللہ کی اتباع کی اللہ تعالیٰ اسے دنیا میں گمراہی سے ہدایت دے گا اور قیامت کے روز برے حساب سے بچائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ الخ کا یہی مطلب ہے۔(2)

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی طرق کے ذریعے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی اتباع کرنے والے کو دنیا میں گمراہ ہونے یا آخرت میں بدبخت ہونے سے بچالے گا۔ پھر یہ آیت کریمہ پڑھی: فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ الخ قرآن کی اتباع کرنے والا نہ تو دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں بدبخت ہوگا۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، مسدد (اپنی سند میں)، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے عذاب القبر میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مَعِيشَةً ضَنكًا کے تحت مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ مَعِيشَةً ضَنكًا سے مراد عذاب قبر ہے(3)، عبد الرزاق کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں کہ اس پر قبر تنگ ہو جائے گی حتیٰ کہ اس کی پسلیاں دائیں طرف والی بائیں طرف اور بائیں طرف والی دائیں طرف ہو جائیں گی۔ ابن ابی حاتم کے الفاظ میں ہے کہ قبر کے دبانے کی وجہ سے اس کی پسلیاں ادھر ادھر ہو جائیں گی۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مَعِيشَةً ضَنكًا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ننانوے سانپ مسلط کرے گا جو اسے قبر میں نوچیں گے۔

امام البزار اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مَعِيشَةً ضَنكًا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر ننانوے سانپ مسلط کرے گا جو قیامت تک اس کا گوشت نوچتے رہیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، البزار، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مَعِيشَةً ضَنكًا سے مراد عذاب قبر ہے۔(5)

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور حکیم ترمذی، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن اپنی قبر میں سبز باغیچہ میں ہوتا ہے، اس کے لیے اس کی قبر کو ستر ہاتھ کشادہ کر دیا جاتا ہے اور وہ روشن کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ چودھویں کے چاند کی

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 165 (11169)، دار الفکر بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 48 (12437)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 264
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 380، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 537 (1405)، دار الکتب العلمیہ بیروت

طرح ہو جاتی ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا کس کے متعلق نازل ہوئی؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں، فرمایا کافر کے عذاب کے متعلق جو اسے قبر میں ملتا ہے اس پر ننانوے تنین مسلط کیے جاتے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو تنین کیا ہے؟ ننانوے سانپ، ہر سانپ کے سات سر ہیں جو اس کے جسم کو کاٹتے، ڈستے اور پھونکتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ لوگوں کے دوبارہ اٹھنے تک جاری رہے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے عذاب قبر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب میں تمہیں کوئی حدیث بیان کروں گا تو میں تمہیں اس کی تصدیق کتاب اللہ سے بیان کروں گا۔ مومن کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس میں وہ بیٹھا دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے من ربك (تیرا رب کون ہے؟) مادینك (تیرا دین کیا ہے؟) و من نبیك (تیرا نبی کون ہے؟) پس اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدمی عطا فرمائے گا تو وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی محمد (ﷺ) ہے۔ پھر اس کے لیے اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ پھر اسے اس میں آرام و راحت عطا کی جاتی ہے۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ آیت پڑھی يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ (ابراہیم: 27) جب کافر مرتا ہے تو اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے، اس سے پوچھا جاتا ہے تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، پس اس پر اس کی قبر تنگ کی جاتی ہے اور اس میں اسے عذاب دیا جاتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے مَعِيْشَةً ضَنْكًا کا معنی شقاء (مشقت) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی دوزخ میں کافر پر شدت روایت کیا ہے۔

امام الطستی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع نے ان سے مَعِيْشَةً ضَنْكًا کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا: الضنك کا مطلب ہر طرف سے شدت ہے۔ اس نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

وَالْخَيْلُ قَدْ لَحِقَتْ بِنَافِيْ مَارِقٍ ضَنْكٍ نَوَاحِيْهِ شَدِيْدِ الْمَقْدَمِ

"اس شعر میں ضنك شدت اور تنگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے"۔

ہناد، عبد بن حمید، ابن المنذر، طبرانی اور بیہقی نے ابن مسعود سے مَعِيْشَةً ضَنْكًا کا مطلب عذاب قبر روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح اور ربیع رحمہما اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَعِيْشَةً ضَنْكًا سے مراد جہنم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مَعِيْشَةً ضَنْكًا سے مراد ہر وہ مال ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 265، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 233 (9145)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 233 (9143)

جو میں اپنے غلاموں میں سے کسی غلام کو عطا کروں خواہ کم ہو یا زیادہ ہو۔ پھر وہ اس کے بارے میں میری اطاعت نہ کرے تو اس میں کوئی خیر نہیں ہے اور یہی معیشت میں ضنك ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے ضنك کا مطلب تنگی روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الضنك معشت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے پر حرام معیشت کو کشادہ کردے پھر اس پر اللہ جہنم کی آگ میں اس کی وجہ سے تنگی فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **مَعِيْشَةً ضَنْكًا** یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا رزق حرام میں پھیر دے وہ مرتے دم تک حرام ہی کھاتا رہتا ہے۔ پس اس مال کو اس کے لیے باعث عذاب بنا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے: **مَعِيْشَةً ضَنْكًا** سے مراد برا عمل اور حرام رزق ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد دوزخ کے کانٹے، زقوم، پیپ اور خاردار جھاڑی ہے۔ قبر اور دنیا میں کوئی معیشت نہیں ہے، معیشت اور حیات تو فقط آخرت میں ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس سے مراد اس پر قبر کا تنگ ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ **مَعِيْشَةً ضَنْكًا** سے مراد رزق میں تنگی ہے۔ **وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى** یعنی ہم اسے قیامت کے روز حجت سے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ عرض کرے گا یارب! مجھے کیوں تو نے اندھا کر کے اٹھایا، میں دنیا میں تو بینا تھا۔ **وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى** یعنی اسے دوزخ میں چھوڑ دیا جائے گا۔

ابن ابی حاتم نے ابوصالح سے **وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى** کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی۔

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اسے کچھ بھی نظر نہ آئے گا سوائے جہنم کے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ صرف آگ دیکھے گا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰى** کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کے پاس حجت نہ ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: **اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا** تو نے ہماری آیات پر عمل ترک کر دیا تھا **وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى** اسی طرح آج تو آگ میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَ لَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَ اَبْقٰى ﴿۱۲۷﴾ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ﴿۱۲۸﴾ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۱۲۹﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا

يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ
مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ
عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ
فِيْهِ ۭ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾

''یونہی ہم بدلہ دیں گے ہر اس شخص کو جس نے حد سے تجاوز کیا اور ایمان نہ لایا اپنے رب کی آیتوں پر اور (سن لو) آخرت کا عذاب بڑا سخت اور بہت دیرپا ہے۔ کیا (یہ بات) انہیں راہ راست نہ دکھاسکی کہ کتنی قومیں تھیں جن کو ہم نے (بداعمالیوں کے باعث) ان سے پہلے برباد کر دیا، چلتے پھرتے ہیں یہ لوگ جن کے (اجڑے ہوئے) مکانوں میں، اس میں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں دانش مندوں کے لیے۔ اور اگر ان کے انجام کے متعلق آپ کے رب کا فیصلہ پہلے نہ ہو چکا ہوتا اور ان کے لیے ایک وقت مقرر نہ کر دیا گیا ہوتا تو ابھی ان پر عذاب نازل ہو جاتا۔ پس (اے حبیب!) صبر فرمایئے ان کی (دل دکھانیوالی) باتوں پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اور رات کے لمحوں میں اس کی پاکی بیان کرو اور دن کے اطراف میں بھی تاکہ آپ خوش رہیں۔ اور آپ مشتاق نگاہوں سے نہ دیکھئے ان چیزوں کی طرف جن سے ہم نے لطف اندوز کیا ہے کافروں کے چند گروہوں کو یہ محض زیب و زینت ہیں دنیوی زندگی کی (اور انہیں اس لیے دی ہیں) تاکہ ہم آزمائیں انہیں ان سے اور آپ کے رب کی عطا بہتر اور ہمیشہ رہنے والی ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے مَنْ اَسْرَفَ کا مطلب من اشرك (جس نے شرک کیا) روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کا مطلب اَفَلَمْ نُبَيِّنْ لَهُمْ (کیا ہم نے ان کے لیے واضح نہیں کر دیا) ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ کا مطلب اَفَلَمْ نُبَيِّنْ لَهُمْ روایت کیا ہے اور الْقُرُوْنِ سے مراد قوم عاد، ثمود اور دوسری ہلاک شدہ قومیں ہیں وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى۔ اس کلام کی تقدیر اس طرح ہے وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى لَكَانَ لِزَامًا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارے رب کی طرف سے ان کے انجام کے متعلق فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا تو ان پر عذاب نازل ہو جاتا۔ لیکن ہم نے انہیں جنگ بدر کے دن تک مہلت دی ہے۔ فرماتے ہیں اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے تقدیر کلام یہ ہے وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ وَّاَجَلٌ مُّسَمًّى لَكَانَ لِزَامًا۔

امام ابن المنذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی تقدیر نقل فرمائی ہے: اَجَلٌ مُّسَمًّى سے مراد دنیا کی متعین مدت ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے لِزَامًا کا مطلب مَوْتًا بیان فرمایا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اس سے مراد فرض نمازوں کے اوقات ہیں۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سے مراد فجر کی نماز ہے اور قَبْلَ غُرُوْبِهَا سے نماز عصر مراد ہے اور مِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ سے مراد مغرب وعشاء کی نمازیں ہیں اور اَطْرَافَ النَّهَارِ سے ظہر کی نماز مراد ہے۔(3)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سے مراد صبح کی نماز اور قَبْلَ غُرُوْبِهَا سے مراد عصر کی نماز ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے: سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ...... الخ کا حکم نماز کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو اور اس کی رؤیت سے تمہاری آنکھیں خیرہ نہ ہوں گی۔ اگر تمہیں طاقت ہے کہ سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے والی نماز سے مغلوب نہ ہو جاؤ تو ایسا ضرور کرو (یعنی ان اوقات کی نمازیں ادا کرو)۔ پھر سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا کی آیت تلاوت فرمائی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عمارہ بن رومیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور سورج کے غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھی وہ آگ میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔(6)

امام الحاکم نے حضرت فضالہ بن وہب اللیثی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: عصرین پر دوام اختیار کرو۔ میں نے پوچھا عصرین سے کیا مراد ہے؟ فرمایا طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے کی نمازیں۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس سے مراد صبح کی نماز کے بعد اور سورج کے غروب ہونے کے وقت کی نمازیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے لَعَلَّكَ تَرْضٰى کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ثواب جو اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 270 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 381 (1848)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 380 (1847) 4۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 308 (2283)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 365، دار صادر بیروت 6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 114 (213)، دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 69 (51)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس پر آپ کو زائد عطا فرمائے گا آپ اس سے خوش ہو جائیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ترضیٰ کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ، البزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، الخرائطی (مکارم الاخلاق میں)، ابونعیم رحمہم اللہ (المعرفۃ میں) اور حضرت ابورافع رحمہ اللہ سے روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مہمان آیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس کوئی ایسی چیز نہ تھی جو اس کے لیے مناسب ہوتی۔ آپ ﷺ نے مجھے ایک یہودی کے پاس بھیجا کہ وہ ہمیں آٹا بیچ دے۔ چاند نظر آنے تک ادھار دے دے، اس نے کہا بغیر رہن رکھے میں نہ دوں گا۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہودی کا بیان سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں آسمان اور زمین میں امین ہوں، وہ مجھے بیچ دے یا ادھار دے دے۔ میں اسے ضرور واپس کروں گا فرمایا یہ لوہے کی زرہ اس کے پاس لے جاؤ۔ میں ابھی لے کر گیا نہ تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ الخ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس آیت میں نبی کریم ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تم پر جس چیز کا سب سے زیادہ اندیشہ اور خوف ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر دنیا کی زیب وزینت کے دروازے کھول دے گا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ! زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (دنیا کی زیب وزینت) سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زمین کی برکات۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کے تحت فرمایا ہے کہ دنیوی زندگی کی زینت مراد ہے (لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ) فرمایا ہم اس میں انہیں آزمائیں گے۔ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى اور جن ظاہری نعمتوں سے یہ لطف اندوز ہو رہے ہیں اس کی نسبت جو تمہارے رب کی عطا اور بخشش ہے وہ بہتر اور دائمی ہے (وہ کفار کے مال ومتاع سے ہزار درجے بہتر ہے کیونکہ وہ سب ساز وسامان عارضی اور فانی ہے جب کہ آپ کو جو ہدایت اور نبوت کا منصب رفیع ملا ہے یا آخرت میں جنت اور مراتب قرب عطا فرمائے گا وہ دائمی اور سرمدی کمالات ہیں)

امام ابن ابی سعد رحمہ اللہ نے حضرت سعدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رِزْقُ رَبِّكَ سے مراد جنت کا رزق ہے۔

امام المرہبی رحمہ اللہ نے فضل العلم میں حضرت زیاد الصدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو علم طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے رزق کا کفیل ہوتا ہے۔

امام المرہبی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو علم کی تلاش میں نکلتا ہے فرشتے اس پر سایہ کرتے ہیں، اس کی معیشت میں اس کے لیے برکت ڈالی جاتی ہے اور اس کے رزق میں کمی نہیں ہوتی (بلکہ) اس پر برکتیں ہوتی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 16، صفحہ 273

وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾

''اور حکم دیجئے اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی پابند رہیے اس پر، نہیں سوال کرتے ہم آپ سے روزی کا (بلکہ) ہم ہی روزی دیتے ہیں آپ کو اور اچھا انجام پرہیزگاروں کا ہی ہوتا ہے''۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں اہل سے مراد قوم ہے۔

ابن ابی حاتم نے سفیان ثوری سے لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم تجھے اس کی طلب کا مکلف نہیں کرتے۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب وہ اہل دنیا کے پاس جاتے تو ان کی دنیا کو ایک نظر دیکھتے پھر جب واپس گھر آتے تو گھر میں داخل ہو کر یہ آیت پڑھتے وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ ...... نَحْنُ نَرْزُقُكَ پھر گھر والوں کو فرماتے نماز پڑھو، نماز پڑھو، اللہ تم پر رحم فرمائے۔

امام ابن مردویہ، ابن عساکر اور ابن النجار نے ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ ماہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز کے وقت آتے رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اَلصَّلٰوةَ رَحِمَكُمُ اللّٰهُ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ (احزاب)

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل کو کوئی تکلیف لاحق ہوتی تو آپ انہیں نماز کا حکم دیتے۔ حضرت ثابت فرماتے ہیں: انبیائے کرام پر جب بھی کوئی مشکل امر آپڑتا تو وہ نماز کی پناہ لیتے۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور عبد بن حمید نے معمر عن رجل من قریش کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کو رزق کی تنگی محسوس ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کا حکم فرماتے، پھر یہ آیت پڑھتے وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (1)

امام ابو عبید، سعید بن منصور، ابن المنذر، طبرانی نے الاوسط میں، ابو نعیم نے الحلیہ میں بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی شدت یا تنگی آجاتی تو آپ گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے۔(2)

امام مالک اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رات کو نماز ادا فرماتے جتنا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا حتی کہ جب رات کا آخری وقت ہوتا تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لیے جگاتے اور انہیں کہتے الصلوۃ ...... الصلوۃ۔ اور یہ آیت پڑھتے وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں ابی نے فرمایا: جب تم

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 18-417 (4756)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 487 (890)، مطبعۃ المعارف الریاض

میں سے کوئی دنیا کی زینت اور اس کی چمک دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ گھر لوٹ آئے، اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود بھی اس پر دوام اختیار کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو فرمایا وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ الخ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اس سے مراد جنت ہے۔

وَ قَالُوْا لَوْ لَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَ لَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَ لَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَ مَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾

"اور کفار کہتے ہیں کہ (یہ نبی) کیوں نہیں لے آتا ہمارے پاس کوئی نشانی اپنے رب کے پاس سے (ان سے پوچھو) کیا نہیں آ گیا ان کے پاس واضح بیان جو پہلی نازل شدہ کتابوں میں ہے۔ اور اگر ہم انہیں ہلاک کر دیتے کسی عذاب سے اس سے پہلے تو کہتے اے ہمارے رب! کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوئے۔ (اے حبیب!) آپ انہیں فرمایئے ہر شخص (انجام کا) منتظر ہے سو تم بھی انتظار کرو، تم عنقریب جان لو گے کون ہیں سیدھی راہ (پر چلنے) والے اور کون ہدایت یافتہ ہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الصُّحُفِ الْاُوْلٰى سے مراد تورات اور انجیل ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایام فترہ میں ہلاک ہونے والا معتوہ (پاگل) اور بچہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا اے میرے پروردگار! میرے پاس نہ کتاب آئی اور نہ رسول۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَ لَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ الخ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الصِّرَاطِ السَّوِيِّ سے مراد عدل کا راستہ ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 201(35336)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 267(35952)

آیاتہا ۱۱۲ سورۃ الانبیاء مکیۃ ۲۱ رکوعاتہا ۷

امام النحاس نے الناسخ میں اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سورۃ الانبیاء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری اور ابن الضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں سورۂ بنی اسرائیل، الکہف، مریم، طٰہٰ اور الانبیاء یہ وہ سورتیں ہیں جو مکہ میں نازل ہوئیں اور میں نے سب سے پہلے سیکھیں۔(1)

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس ایک عربی آیا تو عامر نے اس کا نہایت عزت واحترام کیا، اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمائی، وہ شخص آیا تو اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک وادی طلب کی ہے جس سے بہتر عرب میں کوئی وادی نہیں ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تیرے لیے اس میں سے کچھ حصہ علیحدہ کر دوں، جو تیرے اور تیری اولاد کے کام آئے۔ عامر نے کہا: ہمیں تیری جائیداد کی ضرورت نہیں، آج ایک سورت نازل ہوئی ہے، اسی نے ہمیں دنیا کی ساری لذتیں بھلا دی ہیں: اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۷ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 693، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 179، مطبعۃ السعادۃ مصر

كَانُوْا خٰلِدِيْنَ۝۸ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَ مَنْ نَّشَآءُ وَ
اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ۝۹ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا
تَعْقِلُوْنَ۝۱۰ وَ كَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا
قَوْمًا اٰخَرِيْنَ۝۱۱ فَلَمَّاۤ اَحَسُّوْا بَاْسَنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ۝۱۲ؕ لَا
تَرْكُضُوْا وَ ارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَ مَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ
تُسْـَٔلُوْنَ۝۱۳ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۝۱۴ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ
حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ۝۱۵

”قریب آ گیا ہے لوگوں کے لیے ان کے (اعمال کے) حساب کا وقت اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔ نہیں آتی ان کے پاس کوئی تازہ نصیحت ان کے رب کی طرف سے مگر یہ کہ وہ سنتے ہیں اسے اس حال میں کہ وہ (لہو) لعب میں (مگن) ہوتے ہیں۔ غافل ہوتے ہیں ان کے دل اور (آپ کے خلاف) سرگوشیاں کرتے ہیں ظالم (وہ کہتے ہیں) کیا ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند تو کیا تم پیروی کرنے لگے ہو جادو کی حالانکہ تم دیکھ رہے ہو (کہ یہ تمہاری طرح بشر ہے)۔ (نبی کریم ﷺ) نے فرمایا میرا رب جانتا ہے جو بات کہی جاتی ہے آسمان اور زمین میں اور وہی ہر بات سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ وہ کہتے ہیں بلکہ یہ پریشان خواب ہیں نہیں بلکہ اس نے خود گھڑا ہے اسے نہیں بلکہ وہ شاعر ہے (اگر وہ سچا نبی ہے) تو لے آئے ہمارے پاس کوئی نشانی جس طرح بھیجے گئے تھے پہلے انبیاء۔ نہیں ایمان لائی ان سے پہلے کوئی بستی جسے ہم نے تباہ کیا تھا تو کیا اب یہ لوگ ایمان لے آئیں گے۔ اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے (اے حبیب!) آپ سے پہلے مگر مردوں، کو ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف پس (اے منکرو!) پوچھو اہل علم سے اگر تم (خود حقیقت حال کو) نہیں جانتے۔ اور نہیں بنائے ہم نے انبیاء کے (ایسے) جسم کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ ہی وہ (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے سچا کر دکھایا انہیں (جو) وعدہ (ہم نے ان سے کیا تھا) پس ہم نے نجات دی انہیں اور ان لوگوں کو جن کو ہم نے (بچانا) چاہا اور ہم نے ہلاک کر دیا حد سے بڑھنے والوں کو۔ بے شک ہم نے اتاری تمہاری طرف ایک کتاب جس میں تمہارے لیے نصیحت ہے کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔ اور کتنی بستیاں ہم نے برباد کر دیں (کیونکہ) وہ ظالم تھیں اور ہم نے پیدا فرما دی ان (کی بربادی) کے بعد ایک دوسری قوم۔ پس جب انہوں نے محسوس کیا ہمارا عذاب تو فوراً انہوں نے وہاں سے بھاگنا شروع کر دیا۔ اب مت بھاگو اور واپس لوٹو ان

آسائشوں کی طرف جو تمہیں دی گئی تھیں اور لوٹو اپنے مکانوں کی طرف تاکہ تم سے باز پرس کی جائے۔ کہنے لگے وائے شومیے قسمت ہم ہی ظالم تھے۔ پس وہ یونہی شور و پکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں کٹے ہوئے کھیت (اور) بجھے ہوئے (انگاروں) کی طرح کر دیا"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ وہ امر دنیا کی وجہ سے غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ کے تحت روایت کیا ہے: لوگوں کے لیے ان کے حساب کا وقت قریب آ گیا ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔(1)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ یعنی قرآن حکیم میں سے جو حصہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس آتا ہے۔ لَاهِيَةً کا مطلب غافلة ہے۔ اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِينَ ظَلَمُوا۔ اور آپ کے خلاف سرگوشیاں کرتے ہیں ظالم۔ اَسَرُّوا کا فاعل الَّذِينَ ظَلَمُوا ہے اور النَّجْوَى مفعول ہے اور اَسَرُّوا میں واؤ علامت جمع ہے یا واؤ جمع فاعل ہے اور الَّذِينَ ظَلَمُوا اس سے بدل ہے۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کیا ہے کہ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى یعنی وہ آپس میں سرگوشیاں کرتے ہیں، هَلْ هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اس سے محمد ﷺ مراد ہے، اَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وہ کہتے محمد ﷺ کی متابعت جادو کی متابعت ہے۔ قٰلَ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرا رب غیب کو جانتا ہے، اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ فرماتے ہیں: اس سے مراد باطل خواب ہیں۔

امام ابن مندہ، ابونعیم نے المعرفہ میں اور بیہقی نے سنن میں اور ابن عدی رحمہم اللہ نے حضرت جندب البجلی سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک جادوگر کو قتل کیا تھا جو ولید بن عقبہ کے پاس تھا۔ پھر اس نے کہا اَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ احلام سے مراد خواب ہیں، بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ اس سے یہ سب کچھ ہوتا ہے، فَلْيَأْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَا اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ جیسے موسیٰ اور علیہ السلام اور دوسرے رسل معجزات لے کر آئے تھے۔ یہ بھی اپنی صداقت کے کوئی نشان لے کر آئے۔ مَا اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا۔ یعنی رسل جب اپنی اپنی قوم کے پاس دلائل توحید اور معجزات نبوت لے کر آئے تو وہ نہ ایمان لائے اور نہ انہیں مہلت دی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اہل مکہ نے نبی کریم ﷺ سے کہا کہ اگر وہ سچ ہے جو آپ کہتے ہیں اور ہمارا ایمان لانا آپ کے لیے باعث راحت و مسرت ہے تو ہمیں یہ صفا کی پہاڑی سونے میں تبدیل کر دے، اس وقت جبرئیل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور کہا اگر آپ چاہیں تو وہ بھی ہو جائے گا جو آپ کی قوم آپ سے مطالبہ کر رہی ہے لیکن اگر یہ ہو گیا اور پھر یہ ایمان نہ لائے تو انہیں مہلت نہیں دی جائے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی قوم کو مہلت دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: میری قوم کو مہلت دو۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 240 (35682)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نازل کی مَاۤ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ۔(1)

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ یعنی کیا اب یہ لوگ اس کی تصدیق کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ یعنی ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں، ہم نے ان کے ایسے جسم بنائے جو کھانا کھاتے تھے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ یعنی پہلے انبیاء ورسل ہمیشہ اس دنیا میں رہنے والے نہ تھے، انہوں نے بھی موت کا ذائقہ چکھا اور ان کے لیے اس عمل سے گزرنا ضروری تھا۔ اَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ۔ الْمُسْرِفِيْنَ سے مراد مشرکین ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ فِيْهِ ذِكْرُكُمْ سے مراد فِيْهِ شَرَفُكُمْ ہے یعنی اس میں تمہارے لیے عزت وشرف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذِكْرُكُمْ سے مراد حَدِيْثُكُمْ (تمہاری بات) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذِكْرُكُمْ سے مراد دِيْنُكُمْ ہے۔ یعنی تمہارا دین تمہاری کتاب میں محفوظ کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ اس میں اس چیز کا ذکر ہے جو تم چاہتے ہو اور اس میں تمہاری دنیا و آخرت کے امور کا تذکرہ ہے۔

ابن مردویہ نے کلبی عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حمیر قبیلہ سے ایک نبی مبعوث فرمایا جس کو شعیب کہا جاتا تھا، اس پر ایک غلام جھپٹا اور اسے ڈنڈا مارا۔ پس اس قوم کی طرف بخت نصر گیا۔ اس نے ان کے ساتھ جنگ کی اور انہیں قتل کیا حتیٰ کہ ان کا ایک فرد بھی باقی نہ رہا۔ ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا وکم اھلکنا الخ۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان بستیوں سے مراد بنی ازد کے قلعے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَصَمْنَا کا معنی ہلاک کرنا روایت کیا ہے۔ لَا تَرْكُضُوْا یعنی بھاگو مت لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ یعنی تاکہ تم سمجھ جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جب منکر قوم نے عذاب محسوس کیا تو انہوں نے ایمان کی طرف لوٹنا چاہا اور وہ عذاب سے بھاگے تو ارشاد ہوا بھاگو مت! پس انہوں نے جان لیا کہ ان کے لیے کوئی راہ فرار نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يَرْكُضُوْنَ کا معنی يَفِرُّوْنَ روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 382 (1850)

امام عبدالرزاق، ابن المنذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ کے تحت روایت کیا ہے، تم پلٹو اپنی اس دنیا کی طرف جس پر تم گھمنڈ کرتے تھے اور اتراتے تھے لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ تا کہ تم سے تمہاری دنیا کے متعلق باز پرس کی جائے، یہ ارشاد ان سے بطور استہزاء تھا فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ یعنی جب انہوں نے عذاب الٰہی کا آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو پھر ان کا صرف یہی شور و غوغا تھا وائے شوئ قسمت ہم ہی ظالم تھے۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عذاب کی چکی میں پیس ڈالا اور نیست و نابود کر دیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَارْجِعُوْۤا اِلٰى مَاۤ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم اپنے گھروں اور اپنے اموال کی طرف لوٹ جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ شور و پکار کرنے والے اہل حصون تھے جنہوں نے اپنے نبی کو قتل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط فرمایا۔ اس نے انہیں قتل کیا حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ حتی کہ فرشتوں نے انہیں تلواروں سے چہروں پر مارا حتی کہ وہ اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے محررین میں سے ایک شخص نے بتایا کہ یمن میں دو شہر تھے۔ ایک کا نام حضور تھا اور دوسرے کا نام بھی بتایا۔ پس وہ لوگ مال و دولت، حشمت و ثروت پر اترانے اور گھمنڈ کرنے لگے حتی کہ انہوں نے اپنے دروازے بند کر لیے تھے، جب ان کا غرور و تکبر حد سے بڑھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک نبی مبعوث فرمایا جس نے انہیں دعوت توحید، اور پیغام رسالت پہنچایا لیکن ان بدبختوں نے اپنے اس محسن نبی کو قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کے دل میں ان سے جنگ کرنے کی خواہش ڈال دی۔ اس نے ان کی طرف ایک لشکر روانہ کیا، انہوں نے اس سے جنگ کی اور لشکر کو شکست دے دی، پھر وہ لشکری بخت نصر کے پاس شکست خوردہ ہو کر واپس آئے، بخت نصر نے دوسرا لشکر بھیجا جو پہلے لشکر سے زیادہ اسلحہ اور سامان حرب سے مسلح تھا، پس انہوں نے دوسرے لشکر کو بھی شکست دے دی، جب بخت نصر نے یہ کیفیت دیکھی تو اس نے خود معرکہ میں شریک ہونے کا ارادہ کیا۔ اس نے خود جنگ میں حصہ لیا اور انہیں شکست دی حتی کہ وہ اپنے گھروں سے نکل کر بھاگے تو انہوں نے ایک آواز سنی بھاگو مت اور لوٹو ان آسائشوں کی طرف جو تمہیں دی گئی تھیں، پس وہ لوٹے پھر انہوں نے ایک آواز سنی نبی کا انتقام! پس انہیں تلواروں کے ساتھ قتل کیا گیا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا کے تحت روایت کیا ہے ہم نے انہیں (درانتی سے) کاٹی ہوئی فصل کی طرح کر دیا خٰمِدِيْنَ جس طرح بجھے ہوئے کوئلے ہوتے ہیں۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے پوچھا: مجھے خامدین کے متعلق بتاؤ تو ابن عباس نے فرمایا: اس کا مطلب میتین (مردہ) ہے۔ اس نے کہا کیا عرب یہ معنی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 382 (1851)، دارالکتب العلمیہ بیروت

جانتے ہیں؟ ابن عباس نے کہا ہاں، تو نے لبید بن ربیعہ کا قول نہیں سنا:

خَلَوْا ثِيَابَهُمْ عَلَى عَوْرَاتِهِمْ فَهُمْ بِأَفْنِيَةِ الْبُيُوتِ خُمُوْدُ

"ان کے کپڑے ان کی شرم گاہوں سے جدا تھے اور وہ اپنے گھروں کے صحنوں میں مردہ پڑے تھے"۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾

"اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے دل لگی کرتے ہوئے"۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے زمین وآسمان بطور کھیل، تماشا پیدا نہیں کیے (بلکہ اس جہان رنگ وبو میں کئی مضمر حکمتیں ہیں)۔

لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّاۤ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾

"اگر ہمیں یہی منظور ہوتا کہ ہم (اس کائنات کو) کھیل تماشہ بنائیں تو ہم بنا لیتے اسے خود بخود (ہمیں کون روک سکتا تھا) مگر ہم ایسا کرنے والے نہیں۔ بلکہ ہم تو چوٹ لگاتے ہیں حق سے باطل پر پس وہ کچل دیتا ہے اور وہ یکا یک ناپید ہو جاتا ہے اور (اے باطل پرستو!) تمہارے لیے ہلاکت ہے ان (نازیبا) باتوں کے باعث جو تم بیان کرتے ہو۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو (فرشتے اس کے نزدیک ہیں وہ ذرا سرکشی نہیں کرتے اس کی عبادت سے اور نہ ہی وہ تھکتے ہیں۔ وہ (اس کی) پاکی بیان کرتے رہتے ہیں رات اور دن وہ اکتاتے نہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا میں لَهْوًا سے مراد بیٹا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے لَوْ اَرَدْنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا کے تحت روایت کیا ہے کہ اگر میں نے بیٹا بنانا ہوتا تو میں فرشتوں کو اپنا بیٹا بناتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَهْوًا سے مراد عورتیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یمنی زبان میں لَهْوًا عورت کو کہتے ہیں۔

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اہل یمن کی لغت میں لَهْوًا، عورت کو کہتے ہیں، اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ یعنی یہ ہمارے لیے مناسب نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم النخعی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَهْوًا سے مراد عورتیں ہیں: یعنی ہم خود بخود آہو چشم حور میں سے بیویاں بنالیتے (اگر ہم چاہتے لیکن یہ ہماری شان الوہیت کے منافی ہے)۔

امام ابن المنذر ررحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَهْوًا کا مطلب لعباً (کھیل تماشہ) روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَّدُنَّآ کا مطلب عندنا روایت کیا ہے، اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ یہاں اِنْ بمعنی ما ہے یعنی ہم ایسا کرنے والے نہیں۔ ہم نے جنت، دوزخ، موت، بعث بعد الموت، حساب اور ہر وہ چیز جس کا قرآن میں ذکر ہے بطور لھوولعب پیدا نہیں کی ہے اِنْ نافیہ ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ الخ میں حق سے مراد قرآن ہے اور الْبَاطِلِ سے مراد اَللَّبْسُ ہے اور زَاهِقٌ کا مطلب ہلاک ہونے والا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ یعنی جو تم اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ناروا باتیں کرتے ہو اس کی وجہ سے تمہارے لیے ہلاکت ہے اور اللہ کی قسم ایسے جھوٹے واصف کے لیے قیامت تک ہلاکت ہی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَمَنْ عِنْدَهٗ سے مراد فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ کا مطلب لَا يَرْجِعُوْنَ (لوٹتے نہیں) ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے اس کا معنی لَا يَحْسِرُوْنَ (تھکتے نہیں) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی لَا يَعْيَوْنَ (عاجز نہیں آئے) روایت کیا ہے۔ا

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ عبادت سے جدا نہیں ہوتے۔

امام ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور بیہقی نے الشعب میں عبداللہ بن الحارث بن نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے حضرت کعب سے يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ الخ کا مطلب پوچھا کہ فرشتوں کی مشغولیت پیغام رسانی ہے یا عمل ہے؟ تو کعب نے فرمایا: فرشتوں کے لیے تسبیح ایسے ہے جیسے تمہارے لیے سانس (روح) ہے کیا تم کھاتے، پیتے آتے جاتے نہیں ہو اور بولتے نہیں ہو جب کہ متواتر تمہاری سانس چل رہی ہوتی ہے۔ بالکل یہی کیفیت ان کی تسبیح کی ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتوں کی روح تسبیح ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو (چٹان کی طرح) پیدا فرمایا ہے ان کے پیٹ نہیں ہیں

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 178 (161)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝۲۱ لَوْ كَانَ فِيْهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۲۲ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ۝۲۳

”کیا بنالیے ہیں انہوں نے خدا (اہل) زمین سے جو مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں۔ اگر ہوتے زمین و آسمان میں کوئی اور خدا سوائے اللہ تعالیٰ کے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔ پس پاک ہے اللہ تعالیٰ جو عرش کا رب ہے ان تمام نازیبا باتوں سے جو وہ کرتے ہیں۔ نہیں پرسش کی جاسکتی اس کے متعلق جو وہ کرتا ہے اور ان (تمام سے) باز پرس ہوگی“۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يُنْشِرُوْنَ کا معنی يُحْيُوْنَ (زندہ کرتے ہیں) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی روایت کیا ہے کہ وہ زمین سے مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انہیں قبور سے زندہ کرتے ہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے اَمِ اتَّخَذُوْۤا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے کہ کیا انہوں نے پتھروں اور لکڑی سے خدا بنالیے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کے سوا زمین آسمان میں اور خدا ہوتے تو ان کا نظام درہم برہم ہو جاتا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ جب اللہ تعالیٰ پر کوئی بہتان باندھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اپنی پاکی بیان کرتے ہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے: لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ یعنی جو وہ اپنے بندہ کے متعلق فیصلہ کرتا ہے اس سے اس کی باز پرس نہیں کی جاتی۔ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ جب کہ بندوں سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ خلاق (پیدا کرنے والے) سے اس فیصلہ کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا جو وہ اپنی مخلوق کے بارے کرتا ہے اور مخلوق سے ان کے اعمال کے متعلق باز پرس ہوگی۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میرے نزدیک زمین پر قدریہ فرقہ سے مبغوض ترین کوئی قوم نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ انسان اللہ تعالیٰ کی قدرت کو نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ۔

امام ابن مردویہ نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کتب میں جو احکام نازل فرمائے ان میں یہ بھی ہے کہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، خیر اور شر کو میں نے مقدر کیا ہے، مبارک ہو اس کو جس کے لیے میں خیر کو مقدر کردوں اور اس کے لیے خیر آسان بنادوں اور ہلاکت ہے اس کے لیے جس کے ہاتھ پر میں شر کو مقدر کردوں اور اس کے لیے شر کو ہی آسان بنادوں۔ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں، مجھ سے اس

بارے سوال نہیں کیا جاتا جو میں کرتا ہوں اور لوگوں سے سوال کیا جائے گا۔ ہلاکت ہے اس کے لیے جو کہتا ہے کہ یہ کیسے ہے۔

امام ابن ابی حاتم، بیہقی نے الاسماء والصفات میں، میمون بن مہران سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ان سے کلام فرمائی اور ان پر تورات نازل فرمائی تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! تو رب عظیم ہے، اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے گی، اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہ کی جائے گی۔ اور اطاعت کو ہی تو پسند کرتا ہے، جب کہ تیری نافرمانی کی جاتی ہے، تو یہ کیسے ہوتا ہے یا رب! اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی جو میں کرتا ہوں اس کے متعلق مجھ سے باز پرس نہیں ہوتی، جب کہ لوگوں سے ان کے افعال کے متعلق باز پرس ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے نوف البکالی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عزیر علیہ السلام نے مناجات الٰہیہ میں یہ کہا یا رب! تو ایک مخلوق پیدا کرتا ہے، تو جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عزیر! ایسے سوال سے اعراض کر، حضرت عزیر نے پھر یہی سوال کر دیا تو ارشاد ہوا تو اس قسم کے سوالات کو چھوڑ دے ورنہ میں تیرا منصب نبوت ختم کر دوں گا، میں وہ ہوں کہ مجھ سے سوال نہیں کیا جاتا، لوگوں سے ان کے اعمال و افعال پر سوال ہوگا۔

امام بیہقی نے حضرت داؤد بن ابی ہند سے روایت کیا ہے کہ عزیر علیہ السلام نے اپنے رب سے تقدیر کے متعلق سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو نے مجھ سے میرے علم کے متعلق سوال کیا ہے، تیری سزا یہ ہے کہ میں تیرا نام انبیاء میں نہ رکھوں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر تورات نازل کی تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! تو رب عظیم ہے، اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے، اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہ کی جائے اور تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے جب کہ تیری نافرمانی کی جاتی ہے تو یا رب! یہ سب کچھ کیسے ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی جو میں کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگوں سے ان کے اعمال کے بارے پوچھا جائے گا۔ پس موسیٰ علیہ السلام سوال کرنے سے رک گئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے عزیر علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور ان پر توارت نازل فرمائی اس کے بعد کہ وہ بنی اسرائیل سے اٹھالی گئی تھی۔ حتی کہ لوگوں نے حضرت عزیر کو اللہ کا بیٹا کہا؟ انہوں نے عرض کی اے اللہ! تو رب عظیم ہے، اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے اور اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہیں کی جائے گی۔ تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے جب کہ اس میں تیری نافرمانی کی جاتی ہے۔ یہ کیسے ہے یا رب! اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ میں جو کرتا ہوں مجھ سے اس کے متعلق سوال نہیں کیا جاتا اور لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے۔ حضرت عزیر نہ رہے حتی کہ پھر سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو سورج کی دھوپ سے تھیلا بھر سکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا تو ہوا کا پیمانہ بھر سکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ کیا تو نور کا مثقال لاسکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ کیا تو نور کا قیراط لاسکتا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اسی طرح تو نے جو سوال کیا ہے اس پر تو قدرت نہیں رکھتا۔ میں جو کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا اور لوگوں سے ان کے اعمال کی باز پرس ہو

گی۔میں تیری سزا مقرر نہیں کرتا مگر یہ کہ تیرا نام میں انبیاء کے اسماء سے ختم کرتا ہوں، پس تیرا ان میں تذکرہ نہیں کیا جائے گا۔ پس ان کا نام انبیاء سے مٹا دیا گیا پس انبیائے کرام میں ان کا تذکرہ نہیں کیا جاتا حالانکہ وہ نبی ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنا مرتبہ دیکھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب، حکمت، تورات اور انجیل سکھائی، وہ اکمہ اور ابرص کو درست کرتے تھے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔انہوں نے عرض کی یا اللہ! تو رب عظیم ہے، اگر تو چاہے کہ تیری اطاعت کی جائے تو تیری اطاعت کی جائے گی، اگر تو چاہے کہ تیری نافرمانی نہ کی جائے تو تیری نافرمانی نہ کی جائے، تو پسند کرتا ہے کہ تیری اطاعت کی جائے جب کہ اس میں تیری نافرمانی کی جاتی ہے، یا رب یہ کیسے ہے؟ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی میں جو کرتا ہوں مجھ سے پوچھا نہیں جاتا جب کہ لوگوں سے ان کے اعمال کی باز پرس ہوگی، تو میرا بندہ، میرا رسول، میرا کلمہ ہے، میں نے تجھے مریم کے بطن میں ڈالا تو میری طرف سے روح ہے، میں نے تجھے مٹی سے پیدا فرمایا پھر تجھے فرمایا کن (ہوجا) تو تو ہوگیا۔اگر تو ایسے سوال سے باز نہ آیا تو میں تیرے ساتھ ایسا سلوک کروں گا جو تیرے سامنے تیرے ساتھی سے کیا، میں جو کرتا ہوں اس کے متعلق مجھ سے باز پرس نہیں ہوتی، جب کہ لوگوں سے سوال کیا جاتا ہے۔عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متبعین کو جمع کیا اور فرمایا تقدیر راز الٰہی ہے، تم اس کے مکلف نہیں ہو۔(1)

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

"کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود (اے حبیب!) آپ (انہیں) فرمائیے پیش کرو اپنی دلیل۔یہ قرآن جو نصیحت ہے میرے ساتھ والوں کے لیے اور دوسری کتب جو نصیحت ہیں میرے پیشرؤوں کے لیے (سب موجود ہیں ان کا کوئی حوالہ دو) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حق کو نہیں جانتے۔اس لیے وہ (اس سے) منہ پھیرے ہوئے ہیں۔اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول مگر یہ کہ ہم نے وحی بھیجی اس کی طرف کہ بلاشبہ نہیں ہے کوئی خدا بجز میرے۔پس میری عبادت کیا کرو"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور معبود بنا لیے ہیں۔ان عقل کے دشمنوں سے کہو کہ اس پر کوئی عقلی یا نقلی دلیل پیش کرو۔هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِیَ یہ قرآن ہے۔اس میں حلال وحرام کا ذکر ہے۔ذِكْرُ مَنْ قَبْلِیْ اس میں گزشتہ امتوں کے اعمال کا ذکر ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے جو ان کے اعمال کے مطابق سلوک فرمایا اور پھر جس طرف وہ لوٹ گئے ان تمام باتوں کا اس

1۔معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 62-260 (10606)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

میں ذکر ہے بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر حق کو نہیں پہچانتے۔ اس لیے وہ کتاب اللہ سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تمام رسل کو اللہ تعالیٰ کی واحدانیت اور توحید کا پیغام دے کر مبعوث فرمایا۔ سب نے اسی چیز کا برملا اظہار کیا اور اقرار کیا ہاں، فروعی مسائل میں اختلاف تھا۔ تورات میں یہ مسائل فرعیہ مختلف تھے، انجیل کے اپنے احکام تھے اور قرآن کے اپنے احکام تھے اور قرآن کے اپنے احکام ہیں۔ یہ سب چیزیں اللہ کی توحید اور اس کے اخلاص پر مبنی ہیں۔

وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَ مَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْۤ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۰﴾

"اور وہ کہتے ہیں بنا لیا رحمٰن نے (اپنے لیے) بیٹا۔ سبحان اللہ (یہ کیونکر ہو سکتا ہے) بلکہ وہ تو (اس کے) معزز بندے ہیں۔ نہیں سبقت کرتے اس سے بات کرنے میں اور وہ اسی کے حکم پر کاربند ہیں۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے گزر چکا ہے اور وہ شفاعت نہیں کریں گے مگر اس کے لیے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ (اس کی بے نیازی کے باعث) اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔ اور جو ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا تو اسے ہم سزا دیں گے جہنم کی۔ یونہی ہم سزا دیا کرتے ہیں ظالموں کو۔ کیا کبھی غور نہیں کیا کفر و انکار کرنے والوں نے کہ آسمان اور زمین آپس میں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے الگ الگ کر دیا انہیں اور ہم نے پیدا فرمائی پانی سے ہر زندہ چیز، کیا وہ اب بھی ایمان نہیں لاتے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود نے کہا اللہ تعالیٰ نے جنوں کے ساتھ اپنا رشتہ قائم کیا ہے اور ملائکہ کو انہوں نے خدا کی بیٹیاں کہا (یعنی اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا نکاح جنوں سے کر دیا ہے) اللہ تعالیٰ نے ان کی ان تمام خرافات کا رد کرتے ہوئے فرمایا: فرشتے تو میرے مقرب بندے ہیں یعنی وہ فرشتے اس طرح نہیں ہیں جس طرح انہوں نے کہا ہے بلکہ وہ تو اللہ کے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کرنے کا شرف بخشا

ہے، لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی تعریف فرما رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں سبقت نہیں لے جاتے، وَلَا يَشْفَعُوْنَ اور وہ فرشتے کسی کی شفاعت نہیں کریں گے مگر صرف اہل توحید کی۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے لِمَنِ ارْتَضٰى کے تحت روایت فرمایا ہے: جسے وہ پسند فرمائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى کہ جس نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لِمَنِ ارْتَضٰى سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی وجہ سے اللہ ان سے خوش ہے۔(1)

حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے البعث میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى تلاوت کیا اور فرمایا: میری شفاعت میرے امتیوں میں گناہ کبیرہ کے مرتکب لوگوں کے لیے ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں جبریل کے پاس سے گزرا وہ ملاء اعلیٰ کے ساتھ خشیت الٰہی کی وجہ سے پرانے ٹاٹ کی طرح لگے ہوئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ یعنی ملائکہ میں سے کس نے کہا ہے کہ میں خدا ہوں اللہ کے سوا، فرماتے ہیں ابلیس کے سوا کسی فرشتہ نے یہ نہیں کہا، ابلیس نے ہی اپنی عبادت کی طرف دعوت دی اور کفر کا آغاز کیا۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں الوہیت کا دعویٰ صرف ابلیس نے کیا تھا۔ یہ قول صرف اس کے ساتھ خاص ہے۔(3)

الفریابی، عبد بن حمید، الحاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کیا ہے كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا یعنی آسمان کو بارش کے ساتھ اور زمین کو نباتات کے ساتھ پھاڑا جب کہ پہلے وہ ملے ہوئے تھے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: كَانَتَا رَتْقًا، فرماتے ہیں: زمین و آسمان سے کوئی شے نہیں نکلتی تھی فَفَتَقْنٰهُمَا پس آسمان کو بارش کے ساتھ اور زمین کو نباتات کے ساتھ پھاڑ اگیا۔

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اس شیخ ابن عباس کے پاس جا اور ان سے پوچھ، پھر جو وہ جواب دیں مجھے بھی وہ بتانا۔ وہ شیخ ابن عباس کے پاس گیا۔ ان سے یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا ہاں آسمان جڑا ہوا تھا، اس سے بارش نہیں برستی تھی اور زمین بھی ملی ہوئی تھی، کوئی چیز اگاتی نہ تھی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے زمین پر مخلوق کو پیدا فرمایا تو آسمان کو بارش کے ساتھ اور زمین کو نباتات کے ساتھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 414 (3442)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 384 (1856)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 414 (3443)

پھاڑ دیا۔ وہ شخص حضرت ابن عمر کے پاس واپس آیا اور انہیں ابن عباس کا جواب سنایا، ابن عمر نے فرمایا: اب میں نے جان لیا کہ ابن عباس کو قرآن کا علم عطا کیا گیا ہے۔ ابن عباس نے سچ اور صحیح فرمایا ہے، وہ بالکل اسی طرح تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے كَانَتَا رَتْقًا کے تحت روایت کیا ہے کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے۔(1)

امام عبدالرزاق، الفریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس سے رات کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ پہلے ہے یا دن پہلے ہے؟ ابن عباس نے فرمایا رات۔ پھر یہ آیت پڑھی اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ان کے درمیان تم جانتے ہو کہ تاریکی ہی تھی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں مجاہد سے كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا کے تحت روایت فرمایا ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے چھ زمینیں نکالیں، یہ کل سات زمینیں ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں اور آسمان سے چھ آسمان نکالے۔ پس یہ ساتوں آسمان ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں۔ زمین اور آسمان ملے ہوئے نہیں تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان ایک تھا، اس سے سات آسمان نکالے، زمین ایک تھی، اس سے سات زمینیں نکالیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان اور زمین ملے ہوئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ہوا کے ذریعے جدا جدا کر دیئے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان اور زمینیں ملی ہوئی تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند کیا تو اسے زمین سے جدا کر دیا، یہی فتق ہے جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے۔

امام احمد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ دیکھتے ہیں کہ مجھے خوشی نصیب ہو اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تو مجھے ہر چیز کی تخلیق کے بارے بتایئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مرد کا نطفہ مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر چیز کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے اور پانی ہی ہر چیز کی حیات کا سبب ہے۔

وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّ هُمْ عَنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 24 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 385 (1860)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 160، مکتبۃ النصر الحدیثہ

اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ۝۳۲ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۝۳۳

"اور ہم نے بنا دیئے زمین میں بڑے بڑے پہاڑ تا کہ زمین لرزتی نہ رہے ان کے ساتھ اور بنا دیں ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ راہیں تا کہ وہ (اپنی منزل مقصود کا) راستہ پا سکیں۔ اور ہم نے بنایا آسمان کو ایک چھت جو (شکست و ریخت) سے محفوظ ہے اور وہ لوگ (اب بھی) اس کی نشانیوں سے روگردانی کیے ہوئے ہیں۔ اور وہی ہے جس نے پیدا فرمایا لیل و نہار کو اور مہر و ماہ کو، سب (اپنے اپنے) مدار میں تیر رہے ہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا کہ ہم نے پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستے بنائے۔(1)

ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ فِجَاجًا سے مراد نشانیاں ہیں اور سُبُلًا سے مراد راستے ہیں۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَّحْفُوْظًا کا معنی مرفوعا (بلند) ہے، وَّهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ یعنی سورج، چاند اور ستارے جو آسمانی آیات ہیں ان سے وہ منہ موڑے ہوئے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے کہا، جمعہ کا دن کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے رات اور دن کو پیدا فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَكٍ کا مطلب دوران اور يَّسْبَحُوْنَ کا مطلب يَجْرُوْنَ (چلنا) روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس سے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ مدار چرخہ کے دمڑکہ کی طرح ہے، چاند، ستارے اس طرح آسمان کے ابواب میں چلتے ہیں جس طرح چرخہ میں دمڑکہ گھومتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اس سے مراد آسمان کا فلک ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے کہ سورج، چاند اور ستارے آسمان اور زمین کے درمیان فلک میں مسخر کیے گئے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَلَكٍ سے مراد آسمان اور زمین کے درمیان ستاروں، سورج اور چاند کے چلنے کی جگہ ہے، يَّسْبَحُوْنَ کا مطلب يَجْرُوْنَ ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 28، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 29 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 30 4۔ ایضاً

امام عبدالرزاق اور ابن المنذر رنے کلبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر وہ چیز جو گھومتی ہے وہ فلک ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ چاند، ستارے، سورج اس فلک میں گھومتے رہتے ہیں جو چرخہ کے دمڑکہ کی طرح ہے۔ فرماتے ہیں: وہ چکی کی دستی کی طرح ہے اور چرخہ دمڑکہ کے ساتھ گھومتا ہے اور دمڑکہ، چرخے کے ساتھ گھومتا ہے اور چکی دستی کے ساتھ گھومتی ہے اور دستی چکی کے ساتھ گھومتی ہے، اسی طرح ستارے، سورج اور چاند فلک کے ساتھ گھومتے ہیں اور فلک ان کے ساتھ گھومتا ہے۔ الحسبان (دستی) اور فلک ایک ہی چیز کی طرف لوٹتے ہیں لیکن دستی چکی میں، چرخے کے دمڑکہ کی طرح ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فَلَكٍ چکی کے پڑ کی طرح گول ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ چاند، سورج، ستارے تمام آسمان کے فلک میں گھومتے ہیں جیسا کہ تو نے دیکھا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَلَكٍ سے مراد مدار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ یہ تمام سیارے اپنے اپنے مدار میں اس طرح گھومتے ہیں جس طرح چرخہ میں دمڑکہ گھومتا ہے۔

عبد بن حمید نے الضحاک سے روایت کیا ہے: كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ کہ عبداللہ اس کو كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَعْمَلُوْنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے يَّسْبَحُوْنَ کا معنی يَجْرُوْنَ (چلنا) روایت کیا ہے۔(4)

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿٣٤﴾

"اور نہیں مقدر کیا ہم نے کسی انسان کے لیے جو آپ سے پہلے گزرا (اس دنیا میں) ہمیشہ رہنا تو اگر آپ انتقال فرما جائیں تو کیا یہ لوگ (یہاں) ہمیشہ رہنے والے ہیں"۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال کی خبر دی گئی تو آپ نے عرض کی یا رب لامتی یارب! میری امت کے لیے اب کون ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ مدینہ کے باہر کسی جگہ پر تھے۔ آپ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کپڑا اوڑھا ہوا تھا، حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر اپنا منہ رکھا اور چومنا شروع کر دیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہہ رہے تھے میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہو جائیں! آپ کی زندگی بھی بہتر تھی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 385 (1861)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 30
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 385 (1861)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 31

اور آپ کا وصال بھی بہتر۔ جب آپ باہر نکلے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا اور نہ ان کا وصال ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو قتل کرے گا اور انہیں رسوا کرے گا، ابن عمر فرماتے ہیں: جب منافقین نبی کریم ﷺ کے وصال کی خبر سے خوش ہوئے تھے اور انہوں نے اپنے سر بلند کیے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر سے کہا اے شخص! اپنے نفس کو تسلی دو، رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۟ (الزمر) اور فرمایا وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور فرمایا: اے لوگو! اگر محمد ﷺ تمہارے خدا تھے جن کی تم عبادت کرتے تھے تو محمد ﷺ کا وصال ہو گیا ہے اور اگر تمہارا خدا وہ ہے جو آسمان میں ہے تو تمہارا خدا فوت نہیں ہوا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ (آل عمران: 144) اور نہیں محمد (مصطفیٰ) مگر (اللہ کے) رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم الٹے پاؤں (دین اسلام سے)"۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اترے، مسلمان یہ خطبہ سن کر مطمئن ہو گئے اور منافقین پر مصیبت ٹوٹ پڑی۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! یوں لگتا تھا گویا پہلے ہمارے چہروں پر پردے تھے، اس خطبہ سے پردے ہٹ گئے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: حضرت ابوبکر نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت تشریف لائے جب آپ کا وصال ہو چکا تھا، حضرت ابوبکر نے آپ ﷺ کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا ہائے نبی مکرم! ہائے پیارے دوست! اے خدا کے برگزیدہ! (ﷺ) پھر یہ آیت تلاوت کی وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ (الآیہ) اور یہ ارشاد پڑھا اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۟۔ (الزمر) (2)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ۝۳۵

"ہر نفس موت (کا مزہ) چکھنے والا ہے اور ہم خوب آزماتے ہیں تمہیں برے اور اچھے حالات سے دوچار کر کے اور (آخر کار) تم سب کو ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور اللالکائی نے السنۃ میں ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے: ہم تمہیں تنگ دستی، خوشحالی، صحت، بیماری، غنا، فقر، حلال، حرام، طاعت و معصیت، ہدایت و گمراہی سے آزماتے ہیں۔ (3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 427 (37021) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 214، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 32

وَ اِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَ هُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۳۶

"اور جب دیکھتے ہیں آپ کو وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے تو آپ سے بس تمسخر کرنے لگتے ہیں (کہتے ہیں) کیا یہی وہ صاحب ہیں جو (برائی سے) ذکر کیا کرتے ہیں تمہارے خداؤں کا حالانکہ وہ (کفار) رحمٰن کے ذکر سے خود (یکسر) انکاری ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوجہل اور ابوسفیان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ باہم محو گفتگو تھے، جب ابوجہل نے آپ ﷺ کو دیکھا تو ہنس پڑا اور ابوسفیان سے کہنے لگا دیکھو، یہ بنی عبد مناف سے نبی ہے۔ ابوسفیان کو غصہ آ گیا اور کہا تم بنی عبد مناف کا نبی ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔ نبی کریم ﷺ نے یہ ساری گفتگو سن لی۔ اور ابوجہل کی طرف متوجہ ہوئے، اس پر خوف طاری ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: شاید تو اپنی بدزبانی سے نہیں رکے گا یہاں تک کہ تجھ پر بھی ایسی ہی آفت آن پڑے جو تیرے چچا پر پڑی تھی، ابوجہل نے ابوسفیان سے کہا تو نے یہ بات صرف حمیت کی وجہ سے کہی ہے۔ پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝۳۷ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۳۸

"انسان کی سرشت میں ہی جلد بازی ہے، میں عنقریب تمہیں (خود ہی) اپنی نشانیاں دکھاؤں گا، سو تم مجھ سے جلدی کا مطالبہ نہ کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ (قیامت کا) وعدہ (بتاؤ نا) اگر تم سچے ہو"۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی تو ابھی روح آپ کے سر میں پہنچی تھی کہ آپ نے چھینک ماری اور کہا الحمد للہ۔ فرشتوں نے جواباً کہا یرحمك الله۔ ٹانگوں میں روح کے پہنچنے سے پہلے ہی آدم علیہ السلام اٹھنے لگے تو گر پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔ انسان کی سرشت میں ہی جلد بازی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کے سر میں روح پھونکی گئی پھر آپ کے گھٹنوں میں پھونکی گئی تو آپ اٹھنا شروع ہو گئے۔ فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس دن مخلوق کو پیدا فرمایا اس دن کے آخر میں ہر چیز کو پیدا کرنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 33

کے بعد آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ جب روح آپ کی آنکھوں، زبان اور سر میں پہنچی اور ابھی تک نچلے دھڑ میں نہیں پہنچی تھی تو عرض کی یا رب! سورج کے غروب ہونے سے پہلے میری تخلیق مکمل فرمادے۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام میں روح پھونکی تو آپ نے دیکھا، ابھی سمجھا نہیں تھا حتی کہ جب روح آپ کے دل تک پہنچ جائے جب کہ ابھی روح نچلے حصے میں نہیں پہنچی تھی، آپ نے حرکت کرنی شروع کردی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے: انسان سرشت کے اعتبار سے جلد باز ہے۔(2)

لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَ لَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِيْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ رَدَّهَا وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾ وَ لَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾

"کاش جانتے کفار (اس وقت کو) جب وہ نہ روک سکیں گے اپنے چہروں سے آگ (کے شعلوں) کو اور نہ اپنی پشتوں سے اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ بلکہ وہ آئے گی ان کے پاس ناگہاں سو انہیں بدحواس کردے گی پھر وہ نہ اسے رد کرسکیں گے اور نہ ہی انہیں مزید مہلت دی جائے گی۔ اور بے شک مذاق اڑایا گیا ان رسولوں کا بھی جو آپ سے پہلے تشریف لائے تھے پس نازل ہوا ان لوگوں پر جو تمسخر کیا کرتے تھے ان میں سے وہ عذاب جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے"۔

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہیں مگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرمائے گا جب کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ ہوگا اور نہ کوئی ترجمان ترجمانی کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تجھے مال کی نعمت نہیں بخشی تھی؟ وہ کہے گا کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے تیری طرف رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ کہے گا کیوں نہیں۔ پس بندہ اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو اسے صرف آگ ہی نظر آئے گی، بائیں دیکھے گا تو بھی اسے صرف آگ ہی نظر آئے گی، وہ سامنے دیکھے گا تو بھی صرف آگ ہی دیکھے گا، تم میں سے ہر ایک کو آگ سے بچنا چاہیے اگرچہ کھجور کے ٹکڑے (کے صدقہ) کے ساتھ ہی ہو۔ اگر (صدقہ کرنے کے لیے) کچھ بھی نہ پائے تو اچھی کلام کے ساتھ بچنا چاہیے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 34 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 386 (1862)
3۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2395 (6174)، دار ابن کثیر دمشق

قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَ لَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَیْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا یَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِی الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْیِ ۖ٘ وَ لَا یَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا یُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ لَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۴۶﴾

''آپ پوچھیے (اے منکرو!) کون ہے جو نگہبانی کرسکتا ہے تمہاری رات بھر اور دن بھر خدائے رحمٰن سے (اگر وہ تمہیں عذاب دینا چاہے) مگر (ان سے کیا پوچھنا) یہ تو اپنے رب کے ذکر سے بھی روگرداں ہیں۔ کیا ان کے اور خدا ہیں جو بچا سکتے ہیں انہیں (عذاب سے) ہمارے سوا؟ وہ جھوٹے معبود تو خود اپنی مدد بھی نہیں کرسکتے اور نہ انہیں ہماری تائید میسر ہوگی۔ بلکہ ہم نے (عیش وآرام کا) سامان دیا انہیں اور ان کے آباء واجداد کو حتی کہ (اسی عیش وآرام میں) ان پر لمبا عرصہ گزر گیا (اور وہ سرکش ہو گئے) کیا وہ ملاحظہ نہیں کررہے کہ ہم زمین (کی وسعتوں) کو گھٹاتے چلے جارہے ہیں اس کی (چاروں) سمتوں سے۔ کیا وہ (ہماری تقدیر پر) غالب آسکتے ہیں۔ آپ فرمائیے میں تمہیں ڈراتا ہوں صرف وحی سے اور نہیں سنا کرتے بہرے، پکارنے کو جب انہیں (عذاب الٰہی سے) ڈرایا جاتا ہے۔ اور اگر (صرف) چھو جائے انہیں ایک جھونکا تیرے رب کے عذاب کا تو (سارا نشہ ہرن ہوجائے) یوں کہنے لگیں صد حیف! بے شک ہم ہی ظالم تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ یعنی ان سے پوچھیے کہ کون تمہاری حفاظت کرے گا۔ وَ لَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ انہیں ہماری طرف سے مدد حاصل نہ ہوگی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یُصْحَبُوْنَ کا معنی یَنْصُرُوْنَ روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یَكْلَؤُ کا معنی یَحْرُسُ (حفاظت کرنا) روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یُصْحَبُوْنَ کا معنی یُجَارُوْنَ (پناہ دینا) روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یُصْحَبُوْنَ کا معنی یُمْنَعُوْنَ (روکنا) ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 39

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں خیر میسر نہیں آئے گی۔ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا حضرت الحسن فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زمینوں کو ہر طرف سے فتح کیا اور قوموں پر غلبہ حاصل کیا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ یعنی وہ غالب نہیں ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ ہی غالب ہیں۔ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ آپ فرمایئے میں تمہیں اس قرآن کے ذریعے سے ڈرتا ہوں وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ یعنی کافر کتاب الٰہی کا پیغام سننے سے بہرا ہے، وہ اسے نہیں سن سکتا اور نہ وہ اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے اور نہ اس کی حقیقت کو سمجھ سکتا ہے جیسا کہ اہل ایمان سمجھتے ہیں۔ وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ یعنی اگر چھو جائے انہیں عذاب الٰہی کا کوئی جھونکا۔(1)

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝

”اور ہم رکھ دیں گے صحیح تولنے والے ترازو قیامت کے دن، پس ظلم نہ کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور اگر (کسی کا کوئی عمل) رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا تو ہم اسے بھی لا حاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے“۔

امام احمد، ترمذی، ابن جریر (نے تہذیب میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ! ﷺ میرے غلام ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں، مجھ سے خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں، میں انہیں مارتا ہوں اور انہیں برا بھلا کہتا ہوں، میں ان سے کیسا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انکی خیانت، نافرمانی، تکذیب اور تیری سزا کا حساب لگایا جائے گا، اگر تیری سزا ان کے جرموں سے کم ہوگی تو تیرے لیے اضافی ہوگی، اگر تیری سزا ان کے جرم کے برابر ہوگی تو مساوات ہو جائے گی، نہ تجھے اجر ملے گا نہ تجھے سزا ملے گی۔ اگر تیری سزا ان کے جرموں سے کم ہوئی تو تیری لیے اضافی ہوگی، اگر تیری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوگی تو زیادتی کا تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔ وہ شخص بلند آواز سے رونے لگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں پڑھی وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ الخ۔ اس شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے لیے اور ان کے لیے آزاد کرنے سے کوئی چیز بہتر نہیں پاتا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ وہ آزاد ہیں۔(2)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت رفاعہ بن رافع الزرقی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم اپنے غلاموں کو سزا دیتے ہیں، اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے؟ فرمایا ان کے جرموں اور تمہاری سزا کا وزن کیا جائے گا، اگر تمہاری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوگی تو تم سے مؤاخذہ ہوگا۔ اس شخص نے پوچھا حضور ہم انہیں برا بھلا کہتے ہیں اس کا کیا ہوگا؟ فرمایا ان کے جرموں اور تمہاری اذیت کا وزن کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 39 2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب سورۃ الانبیاء، جلد 9، صفحہ 5-4 (3165) دار الفکر بیروت

جائے گا، اگر تمہاری اذیت زیادہ ہوگی تو تم سے انہیں بدلہ لے کر دیا جائے گا، اس نے پوچھا یا رسول اللہ! میں اپنے بچوں کو جو سزا دیتا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کے بارے متہم نہیں کیا جائے گا، تیرا نفس خوش نہیں ہوگا کہ تو سیر ہو کر کھائے اور وہ بھوکے ہوں، تو لباس پہنے اور وہ برہنہ ہوں۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ غلاموں کو سزا دینے کے بارے کیا کہتے ہیں؟ فرمایا اگر تو سزا کی کوئی وجہ ہوگی تو فبہا ورنہ تم سے قیامت کے روز بدلہ لیا جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ انہیں برا بھلا کہنے کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا اسی طرح اس کا بھی حکم ہے۔ عرض کی گی یا رسول اللہ! ﷺ ہم اپنی اولاد کو سزا دیتے ہیں اور انہیں برا بھلا کہتے ہیں اس کا کیا ہوگا؟ فرمایا غلام تمہاری اولاد کی مثل نہیں ہیں، تم اپنی اولاد کے بارے متہم نہیں کیے جاؤ گے۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زیاد بن ابی زیاد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے پاس مال ہے اور میرے غلام ہیں، میں انہیں غصے ہوتا ہوں، کبھی ان سے بدخلقی کا اظہار کرتا ہوں، کبھی انہیں گالی گلوچ کرتا ہوں اور کبھی مارتا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے جرموں اور تیزی سزا کا میزان کیا جائے گا، اگر دونوں برابر ہوں گے تو تجھے جزاء وسزا نہیں ملے گی اور اگر تیری سزا ان کے جرموں سے زیادہ ہوگی تو قیامت کے روز اس کے بدلے تیری نیکیوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ اس شخص نے کہا اوہ، اوہ! میری نیکیوں سے لیا جائے گا؟ یا رسول اللہ! ﷺ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے تمام غلام آزاد ہیں، میں کسی ایسی چیز کو نہیں روکتا جس کی وجہ سے میری نیکیاں لی جائیں، پوچھا ایسا کیوں گمان کیا؟ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قیامت کے روز لوگوں کو میزان کی طرف لایا جائے گا اور اس کے پاس وہ سخت جھگڑا کریں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ ایسا ہے جیسا کہ الْوَزْنُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ (الاعراف:8) ہے۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ آتَيْنَا بِهَا یعنی الف کی مد کے ساتھ پڑھتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اس کا بدلہ دیں گے۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عاصم بن ابی النجود اَتَيْنَا کو بغیر الف کی مد کے پڑھتے تھے۔ یعنی ہم لے آئیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ مِثْقَالَ حَبَّةٍ کا معنی وزن حبة ہے۔ حٰسِبِيْنَ کا معنی مُحْصِيْنَ (شمار کرنے والے) ہے۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 20، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، صفحہ 21
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِیَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَ هُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَ هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾

''اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو فرقان اور روشنی اور ذکر پرہیزگاروں کے لیے۔ جو ڈرتے رہتے ہیں اپنے رب سے بن دیکھے نیز وہ قیامت سے بھی ترساں رہتے ہیں۔ اور یہ قرآن نصیحت ہے بڑی بابرکت، ہم نے (ہی) اسے اتارا ہے، تو کیا تم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہو''۔

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے: وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِیَآءً، فرماتے تھے: اس واو کو لے لو اور یہاں رکھو اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ الآیہ (آل عمران:173)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا الخ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس واو کو یہاں سے نکال کر اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ (غافر:7) میں رکھو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْفُرْقَانَ سے مراد تورات ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے الْفُرْقَانَ سے مراد تورات ہے اور اس کا حلال و حرام ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الْفُرْقَانَ سے مراد وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو عطا فرمایا ان دونوں اور فرعون کے درمیان جس کے ذریعے فرق کیا، ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمایا۔ پھر یہ آیت پڑھی وَ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ (الانفال:41)۔ یہاں یَوْمَ الْفُرْقَانِ سے مراد یوم بدر ہے۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! نہ تو میں اپنے بندے پر دو خوف جمع کروں گا اور نہ اس کے لیے دو امن جمع کروں گا۔ جو دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا میں آخرت میں اسے امن دوں گا۔(3)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے: هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ سے مراد قرآن ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: دو خصلتیں ایسی ہیں جن میں برکت ہے (۱) قرآن (۲) بارش۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً (ق:9) هٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 44
2۔ ایضاً
3۔ نوادر الاصول، صفحہ 120، دار صادر بیروت (عن ابن عباس)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 45

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ اَمْ اَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾

''اور یقیناً ہم نے مرحمت فرمائی تھی ابراہیم کو ان کی دانائی اس سے پہلے اور ہم ان کو خوب جانتے تھے۔ یاد کرو جب آپ نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہ یہ کیا مورتیاں ہیں جن کی پوجا پاٹ پر تم جمے بیٹھے ہو۔ وہ بولے پایا ہے ہم نے اپنے باپ (دادوں) کو کہ وہ ان کے بچاری تھے۔ آپ نے فرمایا بلاشبہ مبتلا رہے ہو تم بھی اور تمہارے باپ دادا بھی کھلی ہوئی گمراہی میں۔ انہوں نے پوچھا کیا تم ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آئے ہو یا (صرف) دل لگی کر رہے ہو۔ آپ نے فرمایا (دل لگی نہیں کر رہا) بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو پیدا فرمایا ہے اور میں اس (صداقت) پر گواہی دینے والوں سے ہوں''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اسے بچپن میں ہی ہدایت دی، مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ یعنی یہ مورتیاں کیا ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے قتادہ سے وَ لَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اسے ہدایت دی۔(2)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّتِيْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو قَالُوْا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ یعنی انہوں نے کہا ہم نے اپنے آباء و اجداد کو ایک دین پر پایا۔ پس اس پر ان کی پیروی کرتے ہوئے چلتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا (نے ذم الملاہی میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو وہ شطرنج کھیل رہے تھے۔ فرمایا: کیا ہیں یہ مورتیاں جن پر تم جمے بیٹھے ہو؟ تم میں سے کسی کا آگ کے انگارے کو ہاتھ میں پکڑنا حتی کہ وہ بجھ جائے، شطرنج کو پکڑنے سے بہتر ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نردشیر (تاش) اور شطرنج کھیلنے والوں کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 46-45 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 46

سلام نہیں کرتے تھے۔

وَ تَاللّٰهِ لَاَكِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ
جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا
بِاٰلِهَتِنَاۤ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى یَّذْكُرُهُمْ یُقَالُ لَهٗۤ
اِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْیُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْۤا
ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا
فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ
اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ
یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْـًٔا وَّ لَا
یَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَ لِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

''اور بخدا میں بندوبست کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم چلے جاؤ گے پیٹھ پھیرتے ہوئے۔ پس آپ نے انہیں ریزہ ریزہ کرڈالا مگران کے بڑے بت کو کچھ نہ کہا تاکہ وہ لوگ (اس افتاد کے بارے میں) اس کی طرف رجوع کریں۔ وہ بولے کس نے یہ حال کیا ہے ہمارے بتوں کا، بے شک وہ ظالموں میں سے ہے۔ (چند آدمیوں نے) کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ ان کا ذکر (برائی سے) کیا کرتا ہے اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ کہنے لگے تو پھر (پکڑ کر) لاؤ اسے سب لوگوں کے روبرو، شاید وہ اس کے متعلق کوئی شہادت دیں۔ (ابراہیم پکڑ کر لائے گئے تو) لوگوں نے پوچھا اے ابراہیم! کیا تو نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے؟۔ فرمایا بلکہ ان کے اس بڑے نے حرکت کی ہوگی سو ان سے پوچھو! اگر یہ گفتگو کی سکت رکھتے ہوں۔ (لاجواب ہوکر) اپنے دلوں میں غور کرنے لگے پھر بولے بلاشبہ تم ہی زیاں کار ستمگار ہو۔ پھر وہ اوندھے ہوکر (اپنی سابقہ گمراہی کی طرف) پلٹ گئے اور کہنے لگے تم خوب جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں۔ آپ نے فرمایا (نادانو!) کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان (بے بس بتوں) کی جو نہ تمہیں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ تمہیں ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ تف ہے تم پر نیز ان بتوں پر جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم کی قوم

اپنے میلہ کی طرف نکلی تو وہ حضرت ابراہیم کے پاس سے گزرے، انہوں نے کہا اے ابراہیم! کیا تم ہمارے ساتھ میلہ پر نہیں آؤ گے۔ آپ نے فرمایا: میری طبیعت ناساز ہے۔ آپ ایک دن پہلے بیمار تھے۔ تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ فرمایا بخدا میں بندوست کروں گا تمہارے بتوں کا جب تم چلے جاؤ گے، کچھ لوگوں نے آپ کی یہ بات سن لی تھی۔ جب وہ میلہ پر چلے گئے تو آپ گھر تشریف لے گئے، کھانا اٹھایا اور ان کے بتوں کی طرف چل دیئے، کھانا بتوں کے قریب رکھ دیا اور فرمایا: کیا تم کھاتے نہیں ہو۔ آپ نے تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ صرف بڑے بت کو کچھ نہ کہا پھر جس ہتھیار کے ساتھ آپ نے بتوں کو توڑا تھا اسے بڑے بت کے ہاتھ میں باندھ دیا، جب لوگ میلہ سے واپس آئے اور اپنے بت خانہ میں داخل ہوئے تو تمام بت ٹوٹے پڑے ہیں اور بڑے بت کے ہاتھ میں وہ ہتھیار موجود تھا جس کے ساتھ بتوں کو توڑا گیا تھا، ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کس نے یہ درگت بنائی ہے ہمارے معبودوں کی؟ تو جن لوگوں نے آپ کی یہ گفتگو سنی تھی کہ میں اللہ کی قسم! ان کا بندوست کروں گا، انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے وہ ہمارے بتوں کا برائی سے تذکرہ کرتا ہے، پس اس وقت حضرت ابراہیم نے ان سے یہ مناظرہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رنے مجاہد سے تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ جب قوم نے آپ کو میلہ میں شریک ہونے کی دعوت دی اور آپ نے انکار کیا اور آپ نے فرمایا: میری طبیعت ناساز ہے۔ تو آپ نے بتوں کے متعلق جو وعید اور دھمکی دی تھی اسے ایک شخص نے سن لیا جو میلہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ ہم نے ایک نوجوان کے متعلق سنا ہے جو بتوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرتا ہے، اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم نے وہ کلہاڑا جس کے ساتھ آپ نے ان بتوں کو تہس نہس کیا تھا اس بڑے بت کے سینہ پر لٹکا دیا جو آپ نے چھوڑ دیا تھا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رنے عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن کا چچا بت بناتا تھا اور پھر ابھی ایک رسی کے ساتھ باندھ دیتا تھا، حضرت ابراہیم انہیں گردن پر اٹھا کر بازار میں بیچنے کے لیے گھماتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص بت خریدنے کے لیے آیا تو حضرت ابراہیم نے اس سے پوچھا تم یہ بت خرید کر کیا کرو گے؟ اس شخص نے کہا میں اسے سجدہ کروں گا، حضرت ابراہیم نے اسے کہا تو بزرگ اس حقیر کو سجدہ کرتا ہے۔ مناسب تو یہ ہوتا ہے کہ چھوٹا بڑے کو سجدہ کرے۔ اسی وجہ سے انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ بتوں کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرتا ہے، اسے ابراہیم کہا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کیا تھا جب وہ سن نہیں رہے تھے۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا آپ نے بتوں کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لیکن جوان بتوں میں سے بڑا، نفیس اور معزز سمجھا جاتا تھا اسے آپ نے کچھ نہ کہا: لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ آپ نے ان کے ساتھ یہ تدبیر فرمائی تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں اور عبرت حاصل کریں۔ قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ انہوں نے بغیر دلیل اور گواہی کے آپ کو گرفتار کرنا ناپسند کیا، اس لیے کہا اسے لوگوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 49-47، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے روبرو لے آؤ تا کہ وہ گواہی دیں۔ ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۶۲﴾ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤی اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ اسی وجہ سے آپ نے بڑے بت کو چھوڑ دیا تھا کہ ان کی عقلوں کو جھنجھوڑا جائے۔ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِهِمْ وہ اندھے گر پڑے پھر سابقہ گمراہی میں۔ بری غیرت نے قوم کو گھیرے میں لے لیا، کہنے لگے تم خوب جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں ہیں۔(1)

ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے جُذٰذًا کا مطلب حُطَامًا (ریزہ ریزہ کرنا) روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی پھاڑنا روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ان بتوں میں سے بڑا بت تھا۔

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کلام میں کبھی ظاہراً بھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین صورتوں میں رضائے الٰہی کی خاطر۔ ایک آپ نے فرمایا (۱) میری طبیعت ناز ساز تھی، جب کہ آپ کی اس وقت طبیعت ناساز نہیں تھی (۲) آپ نے حضرت سارہ کے متعلق کہا کہ یہ میری بہن ہے (۳) آپ نے فرمایا اس بڑے (بت) نے یہ حرکت کی ہوگی۔(3)

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ (قیامت کے روز) حضرت ابراہیم کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمائیں۔ آپ فرمائیں گے۔ میں نے (ظاہراً) تین جھوٹے بولے تھے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اور ان میں سے کوئی بھی (حقیقۃً) جھوٹ نہیں تھا مگر آپ نے اس کے ذریعہ سے اللہ کے دین کا دفاع کیا تھا۔ فرمایا (۱) میں بیمار ہوں (۲) اس بڑے نے یہ حرکت کی ہوگی (۳) حضرت سارہ کے متعلق کہا یہ میری بہن ہے۔

ابن جریر، ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے: فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤی اَنْفُسِهِمْ یعنی وہ ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰی رُءُوْسِهِمْ یعنی پھر وہ اپنی رائے اور نظریے پر اوندھے گر گئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اُفٍّ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ کلمہ ردی کلام کے لیے بولا جاتا ہے۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ﴿۶۹﴾ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 52-47
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 48
3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی باب سورۃ الانبیاء، جلد 9، صفحہ 5 (3166)، دارالفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 52

الْاَخْسَرِیْنَ ﴿۷۰﴾ وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۱﴾ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَ یَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ﴿۷۲﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ﴿۷۳﴾ۙ

''(سب یک زبان ہو کر) بولے جلا ڈالو اس کو اور مدد کرو اپنے خداؤں کی اگر تم کرنا چاہتے ہو۔ (جب آپ کو آتش کدہ میں پھینکا گیا تو) ہم نے حکم دیا اے آگ! ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی کا باعث بن جا ابراہیم کے لیے۔ انہوں نے تو ابراہیم کو گزند پہنچانے کا ارادہ کیا لیکن ہم نے ان کو نا کام بنا دیا۔ اور ہم نے نجات دی آپ کو اور لوط کو، اس سرزمین کی طرف (ہجرت کا حکم دیا) جسے ہم نے بابرکت بنایا تھا تمام جہان والوں کے لیے۔ اور ہم نے عطا فرمایا انہیں اسحٰق (جیسا فرزند) اور یعقوب (جیسا) پوتا اور سب کو ہم نے صالح بنا دیا۔ اور ہم نے بنا دیا انہیں پیشوا (لوگوں کے لیے) وہ راہ دکھاتے تھے ہمارے حکم سے اور ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف کہ وہ نیک کام کریں اور نماز ادا کریں اور زکوٰۃ دیا کریں اور وہ سب ہمارے عبادت گزار تھے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے یہ آیت عبداللہ بن عمر کے سامنے تلاوت کی تو انہوں نے فرمایا مجاہد! تجھے معلوم ہے کہ ابراہیم کو آگ میں جلانے کا مشورہ کس نے دیا تھا؟ میں نے کہا نہیں، عبداللہ بن عمر نے فرمایا: وہ فارس کے بدوؤں میں سے ایک آدمی تھا یعنی الاکراد۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ کے لیے لکڑیاں جمع کی گئیں اور انہیں آگ میں ڈالا گیا تو بارش کے فرشتہ نے یہ کہنا شروع کر دیا مجھے کب بارش برسانے کا حکم ہوگا کہ میں بارش برساؤں؟ اللہ تعالیٰ کا حکم بہت جلدی پہنچنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا جب یہ حکم ہوا تو زمین پر موجود ہر آگ بجھ گئی تھی۔

امام احمد، طبرانی، ابو یعلی اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا گیا تو زمین کا ہر جانور اس آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہا تھا سوائے چھپکلی کے، یہ حضرت ابراہیم پر آگ کو پھونکیں مار رہی تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (چھپکلی کو) قتل کرنے کا حکم دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپکلیوں کو مارنے کا حکم دیا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو بھڑکاتی تھیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت معمر عن قتادہ عن بعضہم رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مینڈک حضرت ابراہیم سے آگ کو بجھاتا تھا اور چھپکلی آگ کو بھڑکاتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مینڈک کو مارنے سے منع کیا اور چھپکلی کو مارنے کا حکم دیا۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مینڈک کو برا بھلا مت کہو کیونکہ اس کی آواز تسبیح، تقدیس اور تکبیر ہے، جانوروں نے اپنے رب سے اجازت طلب کی کہ وہ ابراہیم علیہ السلام سے آگ کو بجھائیں، تو مینڈک کو اجازت دی گئی۔ پس آگ جب آپ پر تہہ در تہہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آگ کے سمندر کو پانی کی ٹھنڈک میں بدل دیا۔

امام ابو یعلی، ابو نعیم، ابن مردویہ اور الخطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے یہ کہا اے اللہ! تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں جو تیری عبادت کرتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو سب سے پہلا کلمہ جو آپ نے کہا وہ یہ تھا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں آگ نے حضرت ابراہیم کا کچھ نہ جلایا سوائے اس رسی کے جس کے ساتھ آپ کو باندھا گیا تھا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت المنہال بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے بتایا گیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی عمر پچاس یا چالیس سال تھی، فرماتے ہیں: میری زندگی کے حسین اور عمدہ دن اسی عمر کے تھے جب میں چالیس پچاس کے درمیان تھا، میں خواہش کرتا تھا کہ میری ساری زندگی اسی طرح ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم خلیل الرحمٰن کو آگ میں ڈالا گیا، بارش کے فرشتہ نے عرض کی یارب! تیرا خلیل ابراہیم امید کرتا ہے کہ اس کے لیے بارش برسانے کی اجازت دی جائے گی، پس اللہ تعالیٰ کا امر اس سے جلدی نافذ ہونے والا تھا۔ ارشاد فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا پس زمین کی ہر آگ بجھ گئی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعیب الجبائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس شخص نے کہا تھا کہ ابراہیم کو جلا دو اسکا نام ہبون تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں دھنسا دیا تھا اور وہ قیامت تک دھنستا ہی چلا جائے گا۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قُلْنَا یٰنَارُ یہ کہنے والا جبرئیل تھا۔(6)

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ بَرْدًا کے بعد سَلٰمًا نہ فرماتے تو حضرت ابراہیم ٹھنڈک کی وجہ سے وصال کر جاتے۔ اس دن سطح

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 4، صفحہ 341، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ ابراہیم، جلد 6، صفحہ 331، دار التاج بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 55 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 54 6۔ ایضاً

زمین پر جلنے والی ہر آگ بجھ گئی تھی، ہر آگ نے یہ گمان کیا کہ مجھے حکم ہو رہا ہے۔(1)

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ بَرْدًا کے بعد سَلٰمًا نہ فرماتے تو آگ کی ٹھنڈک ہی آپ کو مار دیتی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب لوگوں نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو بارش کے فرشتے نے عرض کی یا رب! تیرا خلیل امید کرتا ہے کہ اس کے لیے بارش برسانے کی اجازت دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ الخ تو اس دن زمین پر جلنے والی آگ بجھ گئی۔

امام احمد نے الزہد میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہلال رحمہ اللہ کے طریق سے بکر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو تمام مخلوق حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رب! تیرا خلیل آگ میں ڈالا جا رہا ہے، ہمیں اس سے آگ بجھانے کی اجازت مرحمت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ میرا خلیل ہے اور زمین پر اس کے علاوہ میرا کوئی خلیل نہیں ہے، میں اس کا الٰہ ہوں، میرے علاوہ اس کا کوئی الٰہ نہیں ہے، اگر وہ تم سے مدد طلب کرتا ہے تو تم اس کی ضرور اس کی مدد کرو ورنہ اسے میرے بھروسہ پر چھوڑ دو۔ فرماتے ہیں: بارش کا فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کی: یا رب! تیرا خلیل آگ میں پھینکا جا رہا ہے، مجھے اس سے بارش کے ذریعے آگ بجھانے کی اجازت دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ میرا خلیل ہے، زمین پر اس کے علاوہ میرا کوئی خلیل نہیں ہے، میں اس کا الٰہ ہوں اس کے لیے میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، اگر وہ تجھ سے مدد مانگتا ہے تو اس کی مدد کر ورنہ اسے چھوڑ دو۔ فرماتے ہیں جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے دعا فرمائی۔ حضرت ابو ہلال اس دعا کے الفاظ بھول گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ پس مشرق و مغرب میں ہر جلنے والی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور اس دن کوئی آگ کسی جگہ نہ جلی۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت کعب نے فرمایا: اس دن اہل زمین میں سے کسی نے آگ سے کوئی نفع حاصل نہ کیا اور اس دن آگ نے کچھ نہ جلایا سوائے حضرت ابراہیم کی رسی کے جس سے آپ کو باندھا گیا تھا۔ قتادہ فرماتے ہیں اس دن حضرت ابراہیم سے آگ بجھانے کے لیے ہر جانور آیا سوائے چھپکلی کے۔ وہ آگ تیز کرنے کے لیے آئی تھی۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ آگ میں جبرئیل امین بھی تھے، وہ آپ سے پسینہ پونچھ رہے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ اس آگ میں بیٹھ گئے تو لوگوں نے اپنے بادشاہ کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ آیا تو متعجب نگاہوں سے دیکھنے لگا! ایک شرارہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 54
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 101، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، صفحہ 02-101
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 56

اس آگ سے اڑا اور بادشاہ کے پاؤں کے انگوٹھے پر گرا تو وہ اس طرح جل گیا جس طرح اونی کپڑا جلتا ہے۔

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم آگ سے باہر نکلے تو آپ کو پسنیہ آیا ہوا تھا اور آگ نے صرف آپ کی رسی کو جلایا تھا، لوگوں نے ایک اور شخص کو پکڑ کر آگ میں ڈالا تو وہ جل گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن صرد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے (سلیمان نے نبی کریم ﷺ سے ملاقات کی تھی) کہ جب لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کرنی شروع کر دیں۔ ایک بوڑھی عورت اپنی پیٹھ پر لکڑیاں اٹھا کر لاتی اس سے پوچھا جاتا کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہتی میں اس شخص کی طرف جا رہی ہوں جو ہمارے خداؤں کا برائی سے ذکر کرتا ہے، حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکنے کے لیے لے جایا جارہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ﴿۹۹﴾ (الصافات) پھر جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے فرمایا حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰنَارُ كُوْنِیْ ابولوط جو حضرت ابراہیم کا چچا تھا اس نے کہا آگ نے ابراہیم کو میری قرابت کی وجہ سے نہیں جلایا اللہ تعالیٰ نے آگ سے ایک گردن بھیجی جس نے اس کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

امام الفریابی، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیا تو وہ اتنی ٹھنڈی ہوگئی کہ آپ کو تکلیف دینے لگی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے سَلٰمًا فرمایا تو اس سے تکلیف ختم ہوگئی۔(1)

امام الفریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سَلٰمًا نہ فرماتے تو حضرت ابراہیم کو ٹھنڈک ہی ختم کر دیتی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سب سے بہتر قول وہ ہے جو حضرت ابراہیم کے باپ نے کہا تھا۔ جب آپ سے طبق اٹھایا گیا جب کہ آپ آگ میں تھے تو اس نے دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم کے والد نے اسے وقت کہا نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّكَ یَا اِبْرَاهِیْمُ اے ابراہیم! تیرا پروردگار کتنا (الجبال) اور اچھا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعیب الجبائی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں پھینکا گیا تو اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی اور اسحٰق علیہ السلام کو ذبح کیا گیا تو آپ کی عمر سات سال تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت معتمر بن سلیمان عن بعض اصحابہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ جبرئیل امین ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے جب کہ آپ کو آگ میں ڈالنے کے لیے باندھا جارہا تھا کہا اے ابراہیم! کیا تجھے کوئی ضرورت ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا تجھ سے نہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ارقم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جب کہ آپ کو آگ میں پھینکنے کے لیے باندھا جارہا تھا، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ لَكَ الْحَمْدُ وَ لَكَ الْمُلْكُ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 55 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 56 5۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سَلٰمًا فرمایا تا کہ آگ کی ٹھنڈک آپ کو اذیت نہ دے۔ اگر اللہ تعالیٰ سَلٰمًا کا کلمہ نہ فرماتے تو ٹھنڈک آپ کے لیے گرمی سے زیادہ اذیت ناک ہو جاتی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لوگوں نے ایک اور شخص کو آگ میں ڈال دیا تا کہ اس کی نجات کو دیکھ لیں جیسے حضرت ابراہیم کو نجات ملی ہے۔ تو وہ شخص جل گیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابو مالک رحمہما اللہ سے اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ کے تحت فرمایا ہے کہ الْاَرْضِ سے مراد شام کی زمین ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں الْاَرْضِ سے مراد شام کا ملک ہے۔ ہر میٹھا پانی اس چٹان سے آتا ہے جو بیت المقدس میں ہے، آسمان کا پانی چٹان کی طرف آتا ہے پھر زمین میں بکھر جاتا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ شام میں سترہ سو انبیاء کی قبور ہیں، دمشق آخر زمانہ میں جنگوں سے لوگوں کی پناہ ہوگا۔(4)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوط علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام کے بھائی کے بیٹے تھے۔(5)

امام ابن سعد نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم کوثی سے چلے گئے اور آگ سے باہر آئے تو آپ کی زبان سریانی تھی پھر جب حران سے فرات کو عبور کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان بدل دی اور جب فرات کو عبور کیا تو عبرانی ہوگئی، نمرود نے آپ کے پیچھے آدمی بھیجے اور کہا ہر سریانی زبان بولنے والے شخص کو میرے پاس لے آؤ، حضرت ابراہیم سے ملے تو آپ عبرانی میں گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اور وہ آپ کی زبان نہ پہچان سکے۔(6)

امام ابن عساکر نے حضرت حسان بن عطیہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبط کے بادشاہ نے لوط علیہ السلام پر حملہ کیا اور لوط علیہ السلام کو اور آپ کے اہل کو قیدی بنا لیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی خبر پہنچی تو آپ اہل بدر کی تعداد یعنی تین سو تیرہ افراد کے ساتھ لوط علیہ السلام کی تلاش میں نکلے۔ آپ کا مقابلہ معفور کے صحراء میں نبطیوں سے ہوا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لشکر میمنہ، میسرہ اور قلب کی صورت میں ترتیب دیا۔ سب سے پہلے جنگ میں لشکر کی یہ ترتیب آپ نے دی تھی، جنگ شروع ہوئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں شکست دی اور حضرت لوط اور آپ کے اہل کو خلاصی دلوائی۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نَجَّیْنٰهُ میں مفعول ضمیر کا مرجع ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ میں الْاَرْضِ سے مراد وہ ارض مقدسہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں کے لیے برکتیں رکھی ہیں۔ کیونکہ زمین میں ہر میٹھا پانی اسی زمین سے آتا ہے۔ یعنی بیت المقدس میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 56
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 56
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 410 (32462)، دار التاج بیروت
4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 2، صفحہ 411، دار الفکر بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 561، مکتبۃ النصر الحدیثہ
6۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ابراہیم خلیل الرحمٰن، جلد 1، صفحہ 46، دار صادر بیروت
7۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 50، صفحہ 307، دار الفکر بیروت

موجود چٹان کی جڑ سے آتا ہے، آسمان سے پانی اس چٹان کی طرف آتا ہے پھر وہاں سے زمین میں پھیل جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت ابراہیم اور لوط علیہما السلام عراق کی زمین میں تھے پھر وہ شام کی زمین کی طرف چلے گئے، شام کو عماد دار الہجرہ کہا جاتا تھا، زمین میں سے جو کم ہوا وہ شام میں زیادہ کیا گیا اور جو شام سے کم ہوا وہ فلسطین میں زیادہ کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ شام محشر و منشر کی زمین ہے۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور اسی جگہ اللہ تعالیٰ شیخ الضلالہ دجال کو ہلاک کرے گا۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضِ سے مراد شام کی زمین ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضِ سے مراد حران کا علاقہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ یعنی ہم نے انہیں بیٹا اسحٰق عطا فرمایا۔ وَ یَعْقُوْبَ نَافِلَةً اور یعقوب (جیسا) پوتا عطا فرمایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نَافِلَةً کا معنی عطیہ روایت کیا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی تو آپ کی دعا قبول کی گئی اور مزید یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے گئے۔(3)

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت الحکم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نَافِلَةً سے مراد پوتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّهْدُوْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں مقتدیٰ بنایا، امر الٰہی میں ان کی اقتدا کی جاتی ہے۔(4)

وَ لُوْطًا اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا وَّ نَجَّیْنٰهُ مِنَ الْقَرْیَةِ الَّتِیْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓىِٕثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِیْنَ ﴿۷۴﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُ فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۷۵﴾ وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَ نَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۷۷﴾

"اور لوط کو ہم نے حکومت اور علم عطا فرمایا اور نجات دی اسے اس گاؤں سے جس کے باشندے بہت رزیل کام کیا کرتے تھے بے شک وہ لوگ بڑے نابکار اور نافرمان تھے۔ اور ہم نے اسے داخل کر لیا اپنے (حریم) رحمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 59
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 60
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 388 (1872)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 60

میں بے شک وہ نیکو کاروں میں سے تھا۔ اور یاد کرو نوح کو جب انہوں نے (ہمیں) پکارا پیش ازیں تو ہم نے قبول فرمایا ان کی دعا کو اور بچایا انہیں اور ان کے گھر والوں کو سخت مصیبت سے۔ اور ہم نے ان کی حمایت کی اس قوم کے مقابلہ میں جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ بے شک وہ بڑے ناہنجار لوگ تھے پس ہم نے غرق کر دیا ان سب کو"۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قوم لوط میں دس ایسی عادتیں تھیں جن کی وجہ سے وہ مشہور تھے: کبوتروں سے کھیلنا، غلیل سے ڈھیلے پھینکنا، مجلس میں کنکریاں پھینکنا، بالوں کو پھیلانا، مصطگی کا چبانا، ازار لٹکانا، برہنہ ہونا، مردوں سے بدکاری کرنا، شراب کی محفل سجانا، یہ امت ان برائیوں پر اضافہ کرے گی۔ (1)

ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چھ عادات اس امت میں قوم لوط کی عادات سے ہیں: غلیلیں چلانا، سیٹیاں بجانا، ڈھیلے پھینکنا، کنکریاں پھینکنا، برہنہ ہونا، مصطگی چبانا۔ (2)

امام اسحٰق بن بشر، الخطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ (بری) عادتیں قوط لوط نے اپنائیں، ان کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے میری امت اس پر ایک خصلت کا اضافہ کرے گی (۱) مردوں کا مردوں سے برائی کرنا (۲) غلیلوں سے ڈھیلے پھینکنے (۳) کنکریاں پھینکنا (۴) کبوتروں سے کھیلنا (۵) دف بجانا (۶) شراب پینا (۷) داڑھی کٹوانا (۸) مونچھیں بڑھانا (۹) سیٹیاں بجانا (۱۰) تالیاں بجانا (۱۱) ریشم کا لباس پہننا اور میری امت ان برائیوں پر ایک خصلت کا اضافہ کرے گی، اور وہ عورتوں کا عورتوں سے برائی کرنا ہے۔ (3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الزبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قوم لوط کی تمام عادتیں ختم ہوگئی ہیں مگر تین باقی ہیں: تلواروں کی نیام کے لوہے، ناخنوں کو دانتوں سے توڑنا، شرم گاہ کا کھولنا۔ (4)

ابن جریر نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ فِیۡ رَحۡمَتِنَا سے مراد اسلام ہے یعنی ہم نے اسے اسلام میں داخل کیا۔ (5)

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیۡمٰنَ اِذۡ یَحۡکُمٰنِ فِی الۡحَرۡثِ اِذۡ نَفَشَتۡ فِیۡہِ غَنَمُ الۡقَوۡمِ ۚ وَ کُنَّا لِحُکۡمِہِمۡ شٰہِدِیۡنَ ﴿٧٨﴾ فَفَہَّمۡنٰہَا سُلَیۡمٰنَ ۚ وَ کُلًّا اٰتَیۡنَا حُکۡمًا وَّ عِلۡمًا ۫ وَّ سَخَّرۡنَا مَعَ دَاوٗدَ الۡجِبَالَ یُسَبِّحۡنَ وَ الطَّیۡرَ ؕ وَ کُنَّا فٰعِلِیۡنَ ﴿٧٩﴾ وَ عَلَّمۡنٰہُ صَنۡعَۃَ لَبُوۡسٍ لَّکُمۡ لِتُحۡصِنَکُمۡ مِّنۡۢ بَاۡسِکُمۡ ۚ فَہَلۡ اَنۡتُمۡ شٰکِرُوۡنَ ﴿٨٠﴾ وَ لِسُلَیۡمٰنَ الرِّیۡحَ عَاصِفَۃً تَجۡرِیۡ بِاَمۡرِہٖۤ اِلَی الۡاَرۡضِ الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا ؕ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 50، صفحہ 321، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 50، صفحہ 321 3۔ ایضاً، جلد 50، صفحہ 322
4۔ ایضاً، جلد 50، صفحہ 321 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 61

وَ كُنَّا بِكُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ ۝۸۱ وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ كُنَّا لَهُمْ حٰفِظِیْنَ ۝۸۲

''اور یاد کرو داؤد و سلیمان (علیہما السلام) کو جب وہ فیصلہ کر رہے تھے ایک کھیتی کے جھگڑے کا، جب رات کے وقت چھوٹ گئیں اس میں ایک قوم کی بکریاں اور ہم ان کے فیصلہ کا مشاہدہ کر رہے تھے۔ سو ہم نے سمجھا دیا وہ معاملہ سلیمان کو اور ان سب کو ہم نے بخشا تھا حکم اور علم اور ہم نے فرمانبردار بنا دیا داؤد کا پہاڑوں اور پرندوں کو، وہ سب ان کے ساتھ مل کر تسبیح کہا کرتے اور (یہ شان) ہم دینے والے تھے۔ اور ہم نے سکھا دیا انہیں زرہ بنانے کا ہنر تمہارے فائدہ کے لیے تا کہ وہ زرہ بچائے تمہیں تمہاری زد سے تو کیا تم (اس احسان کا) شکریہ ادا کرنے والے ہو۔ اور ہم نے سلیمان کے لیے تند و تیز ہوا کو فرمانبردار بنا دیا، چلتی تھی وہ ہوا ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف جسے ہم نے بابرکت بنا دیا تھا اور ہم ہر چیز کو جاننے والے تھے۔ اور ہم نے مسخر کر دیئے شیطانوں میں سے جو (سمندروں میں) غوطہ زنی کرتے ان کے لیے اور کیا کرتے طرح طرح کے اور کام اور ہم ہی ان کے نگہبان تھے''۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد کا نسب یہ تھا: داؤد بن ایشا بن عوید بن عابر جو یہوذا بن یعقوب کی اولاد سے تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا قد چھوٹا تھا، آنکھیں نیلی تھیں، بال کم تھے اور دل پاک تھا۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک کھیت تھا جس میں رات کے وقت کسی قوم کی بکریاں چھوٹ گئی تھیں، ان کا اس کھیتی کے متعلق جھگڑا ہوا تو وہ اپنا جھگڑا حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ آپ نے بکریوں کا فیصلہ کھیتی والوں کے حق میں کر دیا۔ وہ لوگ حضرت سلیمان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ کے سامنے اس فیصلہ کا ذکر کیا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا بکریاں نہیں دی جائیں گی۔ بلکہ بکریوں والے اس کھیتی کی دیکھ بھال کریں۔ جب یہ دوبارہ اس طرح تیار ہو جائے جس طرح پہلے تھی تو مالک کے حوالے کر دیں۔ پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ۔ (2)

امام ابن جریر، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ وہ انگوروں کی بیلیں تھیں جن پر انگوروں کے گچھے لگ چکے تھے۔ ان کو بکریوں نے خراب کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریاں کھیتی والے کو دینے کا فیصلہ فرمایا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا: اے اللہ کے نبی! اس کے علاوہ بھی کوئی فیصلہ ہو سکتا ہے؟ حضرت داؤد نے کہا وہ کیا ہو سکتا ہے؟ حضرت سلیمان نے فرمایا: کھیتی بکریوں والے کی سپرد کی جائے، وہ اس کی دکھ بھال کرے حتی کہ وہ پہلے کی طرح ہو جائے اور بکریاں، کھیتی والے کے حوالے کی جائیں، وہ ان سے نفع حاصل کرے حتی کہ جب کھیتی پہلے کی طرح تیار ہو جائے تو کھیتی مالک کے حوالے کی جائے اور بکریاں اپنے مالک کے سپرد کی جائیں۔ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ سے یہی مراد ہے۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 585، مکتبۃ النصر الحدیثہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 64-62 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 63

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس کھیت میں بکریاں چھوٹ گئی تھیں وہ انگور کا کھیت تھا۔ ان بکریوں نے پتے اور انگور سب کھا ڈالے تھے، وہ لوگ فیصلہ لے کر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریاں کھیتی کے مالک کے حوالے کر دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: انگوروں والے کی بیلیں اور زمین باقی ہے، اس کے لیے فیصلہ اس طرح ہوگا کہ بکریاں کھیتی والے کو دی جائیں، وہ ان کا دودھ، اون اور دوسرے منافع حاصل کرتا رہے اور بکریوں کے مالک کے سپرد کھیتی کی جائے، وہ آباد کرے، اس کی اصلاح کرے حتی کہ وہ اس حالت پر لوٹ آئے جس پر اسے بکریاں چر گئی تھیں۔ پھر بکریوں والے کو اپنی بکریاں دی جائیں اور کھیتی والے کو اپنی کھیتی دی جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ دو آدمی حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے۔ ایک کھیتی کا مالک تھا اور دوسرا بکریوں کا مالک تھا۔ کھیتی والے نے کہا اس شخص نے اپنی بکریاں میری کھتی میں چھوڑ دی تھیں، میرا کھیتی کا کچھ بھی باقی نہیں رہا، حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: تم جاؤ یہ تمام بکریاں تیری ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ فیصلہ فرما دیا۔ بکریوں کا مالک حضرت سلیمان کے پاس سے گزرا۔ انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کے فیصلہ سے آگاہ کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئے اور کہا اے اللہ کے نبی! فیصلہ تو آپ کے فیصلہ کے سوا درست ہے۔ حضرت داؤد نے فرمایا: وہ کیسے؟ حضرت سلیمان نے فرمایا کھیتی کی کل پیداوار سے مالک محروم ہوا ہے جو اسے ہر سال ملتی تھی، اس کے لیے بکریوں والے کی بکریاں لے کر اس کے حوالے کی جائیں۔ وہ ان کے بچوں اور اون سے نفع حاصل کرے حتی کہ وہ اپنی کھیتی کی قیمت پوری کرے کیونکہ بکریوں کے ہر سال بچے پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تو نے فیصلہ درست کیا ہے۔ فیصلہ یہی ٹھیک ہے جو تو نے کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو فیصلہ سمجھا دیا تھا۔(1)

امام ابن جریر اور عبد الرزاق رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ داؤد علیہ السلام نے کھیتی کے بدلے بکریاں نہیں دی تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے بکریوں کی اون اور دودھ کا کھیتی والوں کے حق میں فیصلہ کیا تھا اور ان پر ہی بکریوں کا چرانا لازم کیا۔ اور بکریوں والے کھیتی باڑی کریں گے حتی کہ کھیتی اسی دن کی طرح ہو جائے جس دن وہ بکریوں نے کھائی تھی۔ پھر وہ اپنی کھیتی لے لیں اور وہ اپنی بکریاں واپس لے لیں۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رات کے وقت بکریوں کے چھوٹنے کے لیے النفش اور دن کے وقت چھوٹنے کے لیے الھمل استعمال ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ایک قوم کی بکریاں رات کے وقت کھیت میں چھوٹ گئیں، فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا بکریاں کھیتی والے کی ہوں گی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس طرح فیصلہ نہیں ہے بلکہ کھیتی والے کے لیے بکریوں کے بچے،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 63 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 64

دودھ، اون، بال، دودھ وغیرہ ہوں گے حتی کہ آئندہ سال کھیتی اس دن کی طرح ہو جائے جس دن چرائی گئی تھی۔ پس اس وقت بکریوں والے اپنی بکریاں لے لیں اور کھیتی والے اپنی کھیتی لے لیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ**۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ اور زہری رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایک قوم کی کھیتی میں بکریاں رات کو چھوٹ گئیں تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریاں لے لینے کا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو فیصلہ سمجھا دیا۔ جب حضرت سلیمان کو حضرت داؤد کے فیصلہ کی خبر دی گئی تو حضرت سلیمان نے فرمایا: فیصلہ اس طرح نہیں ہے۔ لیکن تم بکریاں لے لو اور آئندہ سال تک جو ان کی اولاد اور اون وغیرہ حاصل ہو اس سے نفع حاصل کرو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک عابدہ عورت تھی، وہ تنہا رہتی تھی اور اس کی دو حسین وجمیل لونڈیاں تھیں۔ وہ عورت تنہا رہتی تھی اور مردوں سے میل جول کا ارادہ نہ رکھتی تھی۔ ایک لونڈی نے دوسری سے کہا ہم پر آزمائش کا زمانہ طویل ہو گیا ہے۔ یہ تو مردوں سے ملاپ کا ارادہ نہیں رکھتی اور ہم جب تک اس کے زیر فرماں رہیں گے۔ تکلیف میں رہیں گی۔ اگر ہم اس کو رسوا کریں اور اس کو رجم کر دیا جائے تو ہم مردوں سے نکاح کر لیں گی۔ وہ دونوں انڈے کا پانی لے کر آئیں وہ سجدہ میں تھی تو انہوں نے اس کی شرم گاہ سے کپڑا اٹھا کر وہ پانی پھینک دیا اور چلانے لگیں کہ اس عورت نے بدکاری کی ہے۔ اس زمانہ میں زانی کی حد رجم تھی۔ فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے جایا گیا، انڈے کا پانی اس عورت کے کپڑوں پر لگا ہوا تھا، حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تم آگ لے آؤ۔ اگر وہ مردوں کا پانی ہوا تو بکھر جائے گا اور اگر انڈے کا پانی ہوا تو جمع ہو جائے گا۔ پس آگ لائی گئی، اسے اس پانی پر رکھا گیا۔ تو وہ پانی جمع ہو گیا اس طرح رجم کی حد دور ہو گئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان کو گلے لگایا اور پیار فرمایا۔

پھر اس کے بعد کھیتی والوں اور بکریوں والوں کا فیصلہ آیا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے بکریوں کا فیصلہ کھیتی والوں کے لیے کر دیا۔ پس وہ بکریاں لے کر نکلے اور ان کے چرواہے نکلے تو ان کے ساتھ کتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تمہارا کیسے فیصلہ ہوا؟ انہوں نے فیصلہ سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا اگر فیصلہ میرے سپرد کیا جاتا تو میں اس فیصلہ کے علاوہ فیصلہ کرتا۔ حضرت داؤد کو بتایا گیا کہ حضرت سلیمان ایسا ایسا کہہ رہے ہیں، حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان کو بلایا اور پوچھا تم ان کے درمیان کیسے فیصلہ کرتے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا: بکریاں میں اس سال کھیتی والوں کو دے دیتا، پس بکریوں کے بچے، دودھ، اون اور منافع ان کے ہوتے اور بکریوں والے اس سال اس زمین میں بیج ڈالتے (اور اس کی دیکھ بھال کرتے) جب کھیتی پہلے کی طرح تیار ہو جاتی تو کھیتی والے اپنی کھیتی لے لیتے اور بکریوں والے اپنی بکریاں لے لیتے۔(3)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے **نَفَشَتْ** کا معنی رعت (چر گئیں) روایت کیا ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 65 2۔ ایضاً 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 344 (31894)، دار التاج بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 65

امام الطستی رحمہ اللہ نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے نَفَشَتْ کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا النفش کا معنی رات کے وقت چرنا ہے۔ اس نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا:

بَدَّلْنَ بَعْدَ النَّفْشِ الْوَجِيفَا وَبَعْدَ طُوْلِ الْحُزْنِ الصَّرِيفَا

اس شعر میں النفش اس معنی میں استعمال ہوا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، احمد، سعد بن منصور، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حرام بن محیصہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ براء بن عازب کی اونٹنی ایک باغ میں داخل ہوگئی اور اسے خراب کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے یہ فیصلہ فرمایا کہ دن کے وقت باغ کی حفاظت باغ کے مالکوں پر ہے اور رات کے وقت جو مویشی فصل خراب کر جائیں۔ اس کی ضمانت مویشیوں کے مالکوں پر ہوگی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب کی اونٹنی کسی قوم کے باغ میں رات کے وقت داخل ہوگئی اور اسے اجاڑ دیا۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا دن کے وقت باغ والوں پر باغ کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اور رات کے وقت مویشیوں کی حفاظت کرنا مویشیوں کے مالکوں پر ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ پھر فرمایا یہ بکریاں رات کو کھیت میں داخل ہوئی تھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاَفْهَمْنَاسُلَيْمٰنَ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: فیصلہ وہ تھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیا تھا جب کہ داؤد علیہ السلام کو بھی ان کے فیصلے میں معیوب نہیں کیا۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دوزخیوں میں سب سے آسان عذاب والا وہ ہے جس کے پاؤں کے نیچے انگارے ہیں جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہے۔ حضرت ابوبکر الصدیق نے پوچھا یا رسول اللہ! ﷺ اس کا جرم کیا ہے؟ فرمایا جس کے جانور ہوں، وہ کسی کی کھیتی میں چھوڑ دے اور اسے نقصان پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ نے (دوسروں کی) کھیتی اور اس کے اردگرد چالیس سہم کا علاقہ حرام قرار دیا ہے۔ پس احتیاط کرو...... اس سے کہ انسان دنیا میں جو کچھ ہے، اس سے محبت کرے اور آخرت میں اپنے آپ کو ہلاک کرے۔(3)

امام احمد، بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو عورتیں تھیں، ہر ایک کے پاس اپنا اپنا بچہ تھا، بھیڑیا آیا تو اس نے ایک بچہ اٹھالیا۔ وہ دونوں فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے گئیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے موجود بچے کا فیصلہ بڑی عورت کے حق میں کر دیا۔ وہ دونوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 66 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 66
3۔ مصنف عبد الرزاق، باب حرمۃ الزرع، جلد 9، صفحہ 413، دار الکتب العلمیہ بیروت

فیصلہ سن کر باہر آئیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں بلالیا اور فرمایا چھری لے آؤ، میں اس بچے کو ان دونوں کے مابین نصف نصف کر دیتا ہوں۔ چھوٹی عورت نے کہا اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یہ اس کا بیٹا ہے، اسے نصف نصف نہ کرو۔ (تو یہ جملہ سن کر) حضرت سلیمان نے فیصلہ چھوٹی عورت کے حق میں کر دیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کی ایک حسین و جمیل عورت تھی، اس سے بنی اسرائیل کے چار رؤساء نے خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے ہر ایک سے انکار کر دیا۔ ان چاروں نے اس کے خلاف گواہی دینے پر اتفاق کر لیا، انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس اس کے خلاف گواہی دی کہ اس نے اپنے کتے سے برائی کی ہے اور یہ ہمیشہ ایسا کرتی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب اسی دن ظہر کے بعد کا وقت ہوا تو حضرت سلیمان تشریف فرما تھے۔ آپ کے پاس آپ کے ہم عمر بچے جمع تھے۔ آپ بطور حاکم بیٹھے اور ان میں سے چار بچے مردوں کے لباس میں آئے اور ایک عورت کے لباس میں آیا۔ ان چار مردوں نے اس عورت کے خلاف گواہی دی کہ اس نے کتے کو اپنے اوپر قدرت دی ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا ان گواہوں کو علیحدہ علیحدہ کر دو۔ آپ نے پہلے گواہ سے پوچھا: اس کتے کا رنگ کیا تھا؟ اس نے کہا سیاہ، اسے آپ نے علیحدہ بٹھا دیا پھر دوسرے گواہ کو بلایا، اس سے کتے کا رنگ پوچھا اس نے کہا سرخ تھا۔ پھر تیسرے کو بلایا، اس نے کہا، سیاہ تھا۔ پھر چوتھے کو بلایا تو اس نے کہا کتے کا رنگ سفید تھا، آپ نے ان تمام گواہوں کو قتل کرنے کا حکم سنایا، یہ فیصلہ حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ نے فوراً ان چاروں کو بلایا اور ان سے علیحدہ علیحدہ کتے کا رنگ پوچھا تو انہوں نے علیحدہ علیحدہ رنگ بیان کیے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے! ظالم بادشاہ کے غضب سے بچ کیونکہ اس کا غضب ملک الموت کے غضب کی طرح ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ہمیں وہ عطا کیا گیا ہے جو لوگوں کو عطا کیا گیا ہے نیز ہمیں وہ بھی عطا کیا گیا ہے جو لوگوں کو عطا نہیں کیا گیا، ہم نے وہ بھی جان لیا جو لوگوں نے جان لیا اور وہ بھی جان لیا جو لوگوں نے نہیں جانا اور تین کلمات سے افضل کسی چیز کو نہیں پایا: غصے میں حلم، فقر اور غنا میں میانہ روی اور رضا میں رہنا، ظاہراً اور سراً اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت خیثمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: ہم نے زندگی کی خوشحالی اور شدت کا تجربہ کیا، ہم نے پایا کہ زندگی میں کم (مال) ہی کافی ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت فرمایا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الاقضیۃ، جلد 12، صفحہ 17 (20)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 51، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 70 (34266)، دارالتاج بیروت

السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: اے بیٹا! اپنے گھر والوں پر زیادہ غیرت نہ کیا کر ورنہ تو اس پر اپنی وجہ سے برا الزام لگائے گا اگر چہ وہ بری ہوگی۔ بیٹا! خاموش رہنا حیا میں سے ہے اور اسی سے وقار ہے، اے بیٹا! اگر تو چاہتا ہے کہ تو اپنے دشمن کو غصہ دلائے تو اپنے بیٹے سے ڈنڈا کبھی نہ اٹھا۔ اے بیٹا! جس طرح کیل دو پتھروں کے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح سانپ دو بلوں کے درمیان داخل ہو جاتا ہے اسی طرح خطا دو بیعوں کے درمیان داخل ہو جاتی ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا شیر کے پیچھے چل اور عورت کے پیچھے نہ چل۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا! ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہونا بری زندگی ہے اور اپنے بیٹے سے مزید کہا: تجھ پر خشیت الٰہی کا اپنے اوپر طاری رکھنا لازم ہے کیونکہ یہ ہر چیز پر غالب ہے۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے بکر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے کہا کون سی چیز زیادہ ٹھنڈی ہے، کون سی چیز زیادہ میٹھی ہے، کون سی چیز زیادہ قریب ہے، کون سی چیز زیادہ دور ہے؟ فرمایا سب سے میٹھی چیز بندوں کے نزدیک اللہ کی رحمت ہے اس کے بندوں میں اور سب سے ٹھنڈی چیز اللہ کا اپنے بندوں کو معاف کرنا اور بندوں کا ایک دوسرے کو معاف کرنا اور سب سے مانوس چیز جسم میں روح کا ہونا ہے اور سب سے وحشی چیز جسم سے روح کا نکلنا ہے اور سب سے کم یقین ہے اور سب سے زیادہ چیز شک اور سب سے قریب دنیا سے آخرت ہے اور سب سے بعید آخرت سے دنیا ہے۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: کسی کام کا قطعی فیصلہ نہ کر حتی کہ کسی راہنما سے مشورہ کر لے۔ جب تو مشورہ کرے تو پھر اس کام پر کبھی پریشان نہ ہو، اور فرمایا بیٹا! غربت و مسکنت کے ساتھ گناہ بہت برا ہے اور بری ترین گمراہی ہدایت کے بعد ہے اور اس سے بھی برا وہ شخص ہے جو پہلے عبادت گزار ہو پھر عبادت ترک کر دے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: تعجب ہے تاجر کے لیے وہ کیسے خلاصی پائے گا کہ دن کے وقت قسمیں اٹھاتا ہے اور رات کو سویا رہتا ہے۔(6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سلیمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا بیٹا! چغل خوری سے بچ، یہ تلوار کی دھار کی مانند ہے۔(7)

امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ کے طرق سے حضرت حمید طویل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایاس بن معاویہ کو جب قاضی بننے کے لیے کہا گیا حضرت الحسن ان کے پاس آئے تو انہیں

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 52، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، صفحہ 115

پریشان دیکھا پھر ایاس رونے لگے حضرت الحسن نے پوچھا کیوں رو رہے ہو؟ ایاس نے کہا اے ابوسعید! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ شخص جو فیصلہ کی صحت کے لیے کوشش کرتا ہے لیکن خطا کرتا ہے، وہ دوزخ میں ہے۔ دوسرا وہ شخص جسے خواہش نفس جھکا لیتی ہے، وہ بھی آگ میں ہے اور تیسرا جو فیصلہ کی صحت تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور درست فیصلہ کر لیتا ہے، وہ جنت میں ہے۔ الحسن نے کہا اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کا جو واقعہ قرآن میں بیان فرمایا ہے وہ تمہاری اس بات کو رد کرتا ہے۔ پھر یہ تلاوت کی وَ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ اِذْ یَحْكُمٰنِ فِی الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِیْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ ﴿۷۸﴾ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَیْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَیْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی تعریف فرمائی اور داؤد علیہ السلام کی مذمت نہ فرمائی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے حکام پر تین احکام لازم فرمائے: وہ اس کی آیات کے عوض تھوڑی قیمت نہ خریدیں، خواہش نفس کی پیروی نہ کریں، لوگوں سے نہ ڈریں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ (ص:26) ''اے داؤد ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنایا''۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ (المائدہ:44) تم لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ وَ لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ''میری آیات کے عوض تھوڑی سی قیمت مت خریدو''۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَ الطَّیْرَ فرماتے ہیں: جب حضرت داؤد علیہ السلام نماز پڑھتے تھے تو پرندے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ہم نے حضرت داؤد کو زرہ بنانے کا ہنر سکھا دیا، پہلے زرہیں سیدھی ہوتی تھیں سب سے پہلے جنہوں نے زرہ کو حلقوں اور کڑیوں والی بنایا وہ داؤد علیہ السلام ہی تھے۔ (1)

سدی سے روایت کیا ہے لَبُوْسٍ سے مراد لوہے کی زرہیں ہیں، لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ تاکہ یہ زرہ تمہیں اسلحہ کی زد سے بچائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت کیا ہے: انہوں نے لِنُحْصِنَكُمْ یعنی نون کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام الفریابی رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن حیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام کے ذکر الٰہی میں جب سستی آجاتی تو پہاڑ اور پرندے ذکر کرتے تاکہ آپ ان کا ذکر سن کر ذکر الٰہی کی طرف مشتاق ہو جائیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ہزار سال تھی اور حضرت داؤد علیہ السلام کی عمر ساٹھ سال تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا رب! میری عمر میں سے چالیس سال اس کی عمر میں زیادتی کر دے۔ پس آدم علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہزار سال مکمل فرمائے اور داؤد علیہ السلام کے لیے بھی سو سال مکمل فرمائے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: حضرت داؤد علیہ السلام کا وصال اچانک ہفتہ کے روز ہوا تو پرندے آپ پر سایہ کیے ہوئے ٹھہرے رہے۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 67-66 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 17 (33917)، دار التاج بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 471 (3622)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے چھ لاکھ کرسیاں لگائی جاتی تھیں، پہلے انسانوں میں سے سرکردہ لوگ آتے۔ وہ آپ کے قریب والی کرسیوں پر بیٹھتے۔ پھر جنوں میں سے اشراف آتے، وہ انسانوں کے قریب بیٹھتے۔ پھر آپ پرندوں کو بلاتے تو وہ حاضرین مجلس پر سایہ کرتے۔ پھر آپ ہوا کو بلاتے، وہ تمام کو اٹھا لیتی اور ایک صبح میں ایک ماہ کی مسافت طے کرتی۔(1)

امام حاکم نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں خبر پہنچی ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی چھاؤنی سو فرسخ لمبی تھی، پچیس فرسخ انسانوں کے لیے پچیس فرسخ جنوں کے لیے پچیس فرسخ وحشیوں کے لیے اور پچیس فرسخ پرندوں کے لیے تھی آپ کے ایک ہزار کمرے تھے جن کی لکڑی پر شیشے کا کام کیا گیا تھا۔ ان میں تین سو دن کے لیے اور سات سورات کے لیے تھے۔ آپ ہوا کو حکم دیتے تھے تو وہ آپ کو اٹھا لیتی پھر ہوا کو اس تخت کو لے جانے کا حکم دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی تھی کہ میں تیری شاہی میں مزید یہ اضافہ کرتا ہوں کہ جو بھی کسی چیز کے متعلق بات کرے گا ہوا تجھے اس کے بارے آگاہ کردے گی۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا کو حکم فرماتے تھے تو وہ ایک عظیم ٹیلے کی طرف جمع ہوتی پھر آپ اپنے تخت کو ایک بلند جگہ رکھنے کا حکم فرماتے پھر آپ پروں والے گھوڑے کو منگواتے، وہ آپ کے تخت پر سوار ہو جاتا۔ اس کے بعد آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ آپ کے تخت کو آسمان کے نیچے ہر بلندی سے بلند رکھتی۔ آپ سر جھکائے رکھتے تھے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس بات کا شکر ادا کرنے کے لیے کہ اللہ کی ملک میں جو کچھ ہے ان کے ماتحت ہے اور آپ ادھر، ادھر، دائیں، بائیں متوجہ نہیں ہوتے تھے اور ہوا آپ کو وہاں اتارتی تھی جہاں آپ اترنا چاہتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام کا لکڑی کا مرکب تھا۔ اس میں ہزار حصے تھے اور ہر حصے میں ہزار کمرے تھے۔ آپ کے ساتھ اس مرکب میں جن اور انسان سوار ہوتے تھے۔ ہر حصہ کے نیچے ہزار شیطان (جن) ہوتے تھے جو اس مرکب کو اٹھاتے تھے۔ جب وہ مرکب (سواری) بلند ہوتا تو نرم ہوا آتی، وہ اسے لے کر چلتی اور جن آپ کے ساتھ ساتھ چلتے، آپ نے اپنی قوم کو ہمیشہ لشکروں کی صورت میں رکھا یعنی آپ ہر وقت کسی جنگی مہم پر روانہ رہتے اور لوگوں کو بھی ساتھ رکھتے (واللہ اعلم)۔

ابن عساکر نے السدی سے روایت کیا ہے الرِّيحَ عَاصِفَةً کا مطلب تیز ہوا ہے اور الْأَرْضِ سے مراد شام کی زمین ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت داؤد علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو وارث بنایا، ان کی نبوت اور ملک کا بھی وارث بنایا اور ان پر مزید سرفرازیاں یہ فرمائیں کہ ہواؤں اور جنوں کو ان کے لیے مسخر کر دیا تھا۔(3)

ابن ابی حاتم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ آپ وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ پڑھتے تھے یعنی سلیمان کے لیے ہم نے ہوا کو مسخر کر دیا۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 644 (4142)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (4141)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَ مِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ یعنی جن آپ کی خاطر پانی میں غوطہ زنی کرتے تھے۔

امام طبرانی اور دیلمی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سانپ کے دم کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے سناؤ، تو اس طرح سنایا گیا بِسْمِ اللّٰهِ شجنية فرنية ملحة بحر قفطا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ معاہدہ ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کیڑے مکوڑوں سے لیا تھا، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام حاکم نے الشعبی سے روایت کیا ہے کہ بنو اسحٰق نے موسیٰ علیہ السلام کی بعثت سے ملک سلیمان تک تاریخ لکھی تھی۔(1)

وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِدْرِیْسَ وَ ذَا الْكِفْلِؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۸۵﴾ وَ اَدْخَلْنٰهُمْ فِیْ رَحْمَتِنَاؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۶﴾

"اور یاد کرو ایوب کو جب پکارا انہوں نے اپنے رب کو کہ مجھے پہنچی ہے سخت تکلیف اور تو ارحم الراحمین ہے (میرے حال پر رحم فرما)۔ تو ہم نے قبول فرمالی اس کی فریاد اور ہم نے دور فرمادی جو تکلیف انہیں پہنچ رہی تھی اور ہم نے عطا کیے اسے اس کے گھر والے نیز اتنے اور ان کے ساتھ اپنی رحمت خاص سے اور یہ نصیحت ہے عبادت گزاروں کے لیے۔ اور یاد کرو اسماعیل و ادریس اور ذوالکفل (علیہم السلام) کو یہ سب صابروں کے گروہ سے تھے۔ اور ہم نے داخل فرمایا انہیں اپنی خاص رحمت میں یقیناً وہ نیک بندوں میں سے تھے"۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ عن کعب کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایوب بن اموص اللہ تعالیٰ کے نبی صابر لمبے قد کے تھے۔ آپ کے بال گھنگھریالے تھے، آنکھیں کھلی تھیں اور انتہائی خوب صورت تخلیق الٰہی تھے۔ آپ کی پیشانی پر لکھا ہوا تھا المبتلى الصابر (آزمائش میں ڈالا گیا، صبر کرنے والا) آپ کی گردن چھوٹی تھی اور سینہ چوڑا تھا، پنڈلیاں اور بازوں موٹے تھے۔ آپ بیوہ عورتوں کو مال عطا فرماتے تھے اور اللہ کی رضا کے لیے انہیں لباس پہناتے تھے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب کا سلسلہ نسب یہ تھا: ایوب بن اموص بن رزاح بن عیص بن اسحٰق بن ابراہیم الخلیل۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے: سب سے پہلے نبی جو مبعوث کیے گئے وہ ادریس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 644 (4140)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 635 (4113) 3۔ ایضاً

علیہ السلام تھے، ان کے بعد نوح پھر ابراہیم پھر اسماعیل، پھر اسحق پھر یعقوب پھر یونس، پھر لوط، پھر ہود، پھر صالح، پھر شعیب، پھر موسیٰ، پھر ہارون، پھر الیاس، پھر الیسع، پھر یونس، پھر ایوب۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام اپنے زمانہ میں سب سے بڑے زاہد و عابد تھے اور سب سے زیادہ مال دار تھے۔ آپ اس وقت تک سیر ہو کر نہیں کھاتے تھے جب تک کسی بھوکے کو سیر نہ کر لیتے تھے۔ آپ لباس نہ پہنتے تھے حتیٰ کہ کسی برہنہ کو لباس پہنا لیتے تھے۔ ابلیس حضرت ایوب علیہ السلام کی طاقت و قوت سے عاجز آ گیا۔ تھا اس کا کوئی داؤ پیچ کارگر نہیں ہوتا تھا۔ آپ ایک معصوم بندے تھے۔(2)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: حضرت ایوب علیہ السلام کی شریعت کیا تھی؟ حضرت وہب نے فرمایا: توحید اور جھگڑا کرنے والوں کے درمیان صلح کرانا۔ اگر کسی کو کوئی حاجت ہوتی تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو جاتا پھر اپنی حاجت طلب کرتا(3)۔ پوچھا گیا آپ کا مال کیا تھا؟ فرمایا تین ہزار فدان (بیلوں کی جوڑیاں) اور ہر فدان کے ساتھ ایک غلام ہوتا تھا اور ہر غلام کے ساتھ ایک عورت ہوتی تھی اور ہر عورت کے ساتھ ایک گدھی اور چودہ ہزار بکریاں تھیں۔ آپ کوئی رات نہیں گزراتے تھے مگر آپ کے دروازے پر مہمان ضرور ہوتا تھا اور ہمیشہ کسی مسکین کے ساتھ مل کر کھانا کھاتے تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت سفیان الثوری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے ان کی مرض میں سوائے رونے کے کچھ نہ پایا۔(4)

امام ابن عساکر نے حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب سے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ تیرا جرم کیا ہے جس کی وجہ سے میں نے تجھے اس آزمائش میں ڈالا ہے؟ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا نہیں یا رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو فرعون کے پاس گیا تھا اور تو نے دو باتوں میں اس کے پاس مداہنت کی تھی۔(5)

امام ابن عساکر نے جویبر عن الضحاک عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کا سبب یہ تھا کہ ان سے ایک مسکین نے ظلم پر مدد طلب کی تھی کہ ان سے یہ ظلم دور کریں لیکن آپ نے اس مسکین کی مدد نہیں کی تھی، آپ نے نہ نیکی کا حکم دیا اور نہ ظلم کو مسکین کے ظلم سے روکا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آزمائش میں ڈال دیا۔(6)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اللیث بن سعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وہ سبب جس کی وجہ سے ایوب علیہ السلام آزمائش میں ڈالے گئے یہ تھا کہ آپ کے شہر والے اپنے بادشاہ کے پاس گئے۔ وہ ایک جابر بادشاہ تھا۔ لوگوں نے اس کے ظلم و ستم کا اس کے سامنے ذکر کیا اور اس سے خوب ترش لہجہ میں گفتگو کی لیکن حضرت ایوب علیہ السلام نے نرم لہجہ میں گفتگو کی کیونکہ آپ کو اسی سے اپنی کھیتی کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو نے اپنی کھیتی کی غرض سے میرے بندوں

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر تسمیۃ الانبیاء، جلد 1، صفحہ 55-54، دار صادر بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 59، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 220 (10077)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تاریخ ابن عساکر جلد 10، صفحہ 60، دار الفکر بیروت 6۔ ایضاً

میں سے ایک بندے کے سامنے تقیہ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر مصیبت نازل کر دی۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوادریس الخولانی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: شام میں قحط پڑ گیا، فرعون نے حضرت ایوب کو خط لکھا کہ تم ہمارے پاس آ جاؤ، ہمارے پاس تمہارے لیے وسعت ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام اپنے گھوڑوں، جانوروں اور بیٹوں سمیت اس کے پاس چلے گئے، فرعون نے ان کے لیے زمین کا کچھ حصہ مقرر کر دیا۔ حضرت شعیب آئے اور فرعون سے کہا تو اس ذات سے نہیں ڈرتا جس کے ناراض ہونے سے آسمان اور زمین والے، پہاڑ اور دریا سب ناراض ہو جاتے ہیں؟ حضرت ایوب علیہ السلام خاموش رہے۔ جب فرعون اور شعیب آپ کے پاس سے چلے گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ تو فرعون کے سامنے نہیں بولا تا کہ تیری زمین نہ چلی جائے، اب مصیبت کے لیے تیار ہو جا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے عرض کی میرا دین؟ فرمایا میں اسے تیرے لیے محفوظ رکھوں گا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا پھر مجھے کوئی پروا نہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یزید بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو مال، اہل اور اولاد کے ختم کرنے کے ساتھ آزمائش میں ڈالا تو آپ کے پاس کچھ بھی باقی نہ رہا تھا، آپ نے اللہ تعالیٰ کا بہت عمدہ ذکر کیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ پھر عرض کی یا رب! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھ پر احسان فرمایا، تو نے مجھے مال اور اولاد کی نعمت سے نوازا جن کی محبت میرے دل کے ہر گوشہ میں داخل ہو گئی تھی، پھر یہ سب کچھ مجھ سے لے لیا اور میرے دل کو دنیا کی ہر فکر سے آزاد کر دیا۔ اب میرے اور تیرے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی، جو میں نے تیری تعریف کی ہے میرا دشمن اس کی وجہ سے مجھ سے حسد کرے گا، پس ابلیس کو حضرت ایوب کی اس عجز و نیاز میں ڈوبی ہوئی گفتگو سے بہت تکلیف ہوئی۔(3)

ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے الحلیہ میں عبداللہ بن عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام کے دو بھائی تھے۔ ایک دن وہ آئے تو آپ کی بدبو کی وجہ سے آپ کے قریب نہ آ سکے۔ وہ دور کھڑے ہو گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا اگر اللہ تعالیٰ حضرت ایوب سے خیر جانتا تو انہیں اس مصیبت میں مبتلا نہ کرتا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کی اس بات کی وجہ سے سخت جزع کی، ایسی جزع آپ نے کبھی کسی اور وجہ سے نہیں کی تھی۔ عرض کی اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے کبھی کوئی رات سیر ہو کر نہیں گزاری جب کہ مجھے معلوم ہوتا کہ فلاں جگہ کوئی بھوکا موجود ہے تو تو میری تصدیق فرما۔ پس آسمان والوں نے حضرت ایوب کی بات کی تصدیق کی۔ وہ دونوں بھائی سن رہے تھے۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور عرض کی یا اللہ! تیری عزت کی قسم! میں سجدہ سے سر نہیں اٹھاؤں گا حتی کہ تو میری تکلیف کو دور کر دے۔ پس آپ نے سر نہ اٹھایا حتی کہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے تکلیف دور فرما دی۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 61، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 61-60
3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 62
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 85، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام کو پے درپے مصائب میں ڈالا گیا۔ اہل اور مال لینے کی آزمائش کے بعد بدن کی آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ آپ مصیبت میں مبتلا رہے حتی کہ آپ کو بنی اسرائیل کے ایک اروڑی (کوڑا کرکٹ کا ڈھیر) پر ڈال دیا گیا۔ پس حضرت ایوب علیہ السلام نے بھی اس مصیبت سے نجات کی دعا نہیں مانگی تھی ہمیشہ صبر میں رہتے تھے۔ حتی کہ ایک دن آپ کے پاس سے دو شخص گزرے، ایک نے دوسرے سے کہا اگر اللہ تعالیٰ کو اس میں کوئی خیر نظر آتی تو اسے اس مصیبت میں مبتلا نہ کرتا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کی بات سن لی، آپ کو یہ بات بہت گراں گزری، عرض کی یارب! مجھے تکلیف نے چھولیا ہے پھر اپنے رب کی طرف بات کو لوٹایا وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ اور تو اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی، دنیا میں آپ کو اہل عطا فرمائے اور ان کی مثل ان کے ساتھ آخرت میں عطا فرمائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا گیا اے ایوب! تیرے اہل تیری خاطر جنت میں ہیں۔ اگر تو چاہے تو ہم وہ تجھے عطا کردیں اور اگر تو چاہے تو ہم انہیں جنت میں چھوڑے رکھیں اور تمہیں ان کے عوض ان کی مثل عطا کریں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا نہیں بلکہ انہیں میرے لیے جنت میں چھوڑ دو، پس انہیں حضرت ایوب علیہ السلام کی خاطر جنت میں چھوڑ دیا گیا اور دنیا میں ان کی مثل آپ کو عطا کیے گئے۔

ابن المنذر راور ابن ابی حاتم نے نوف البکالی سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انہیں جنت میں ذخیرہ کرتا ہوں اور ان کی مثل دنیا میں عطا کرتا ہوں، مطرف نے بیان کیا تو نوف البکالی نے کہا: آج سے پہلے میں اس کی وجہ نہیں جانتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر راور طبرانی نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود کو یہ خبر پہنچی کہ مروان نے اس آیت کے تحت کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنے اہل کے عوض دوسرے اہل دیئے گئے، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: نہیں بلکہ آپ کو اپنے اہل عطا فرمائے گئے اور ان کے ساتھ ان کی مثل عطا کیے گئے۔(2)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے وَاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ کے اہل فوت نہیں ہوئے تھے بلکہ آپ سے غائب کیے گئے تھے۔ پس آپ کو اپنے اہل عطا کیے گئے۔ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ اور آخرت میں ان کی مثل ان کے ساتھ عطا کیے جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اہل کو ہی زندہ کردیا تھا اور ان کی مثل اور زیادہ عطا فرمائے تھے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 63، دارالفکر بیروت
2۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 167 (11174)، دارالفکر بیروت
3 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 87
4۔ ایضاً

امام ابن جریر نے الحسن سے وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان کی نسل سے ان کی مثل عطا فرمائے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بیماری کی وجہ سے صرف آپ کی آنکھیں، دل اور زبان محفوظ تھی، کیڑے مکوڑے آپ کے جسم پر پھرتے تھے۔آپ اروڑی پر سات سال اور کئی دن رہے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت نوف البکالی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کے چند لوگ حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انہوں نے کہا: حضرت ایوب جس بیماری میں مبتلا ہیں اس کی وجہ ان کا کوئی بہت بڑا جرم ہی ہوسکتا ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کی بات سن لی۔ اس وقت آپ نے کہا مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ اس سے پہلے کبھی آپ نے شفا کے لیے دعا نہیں کی تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایوب علیہ السلام سات سال اور کچھ ماہ کوڑے کرکٹ پر پڑے رہے۔ آپ نے کبھی اس تکلیف کے دور کرنے کی دعا نہیں فرمائی حالانکہ زمین پر حضرت ایوب سے مکرم کوئی مخلوق نہ تھی۔ علماء فرماتے ہیں کچھ لوگوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ کو اس میں کوئی حاجت ہوتی تو اس کے ساتھ ایسا نہ کرتے۔ یہ جملہ سن کر آپ نے دعا فرمائی تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام کو عورت کے پستان کی طرح بڑی بڑی پھنسیاں نکلتی تھی اور پھر پھٹ جاتی تھیں۔(4)

امام ابن جریر نے ابن عباس سے مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ کے تحت روایت فرمایا ہے: جب حضرت ایوب علیہ السلام کو تکلیف لاحق ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس تکلیف سے چھٹکارے کی دعا فراموش کرا دی۔ آپ کثرت سے ذکر الٰہی کرتے رہتے تھے اور مصیبت آپ کی رغبت اور حسن ایقان میں اضافہ کرتی تھی۔ جب ابتلاء کی مدت ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی تکلیف دور کرنے کا ارادہ فرمایا تو دعا کا اذن ملا اور دعا کو آپ کے لیے آسان کیا گیا۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ فرماتے تھے میرے بندے ایوب کے لیے مناسب نہیں کہ مجھ سے دعا مانگے پھر میں اس کے لیے قبول نہ کروں۔ جب آپ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت عطا فرمایا اور ہر چیز جو اللہ تعالیٰ نے لے لی تھی وہ دوگنا عطا فرمائی۔ آپ کے اہل بھی لوٹا دیئے اور ان کی مثل بھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کی تعریف فرمائی اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ (ص)(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجاہد نے قاسم نامی شخص کو عکرمہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کا مطلب پوچھ کر آئے۔ عکرمہ نے فرمایا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو کہا گیا کہ تیرے اہل تیرے لیے آخرت میں ہیں، اگر تو چاہے تو ہم وہ تجھے دنیا میں جلدی عطا فرما دیں، اگر تو چاہے تو وہ تیرے لیے آخرت میں ہی رہیں اور ہم تجھے ان کی مثل دنیا میں عطا کر دیں۔ فرمایا پس وہ آخر (جنت) میں ہی رہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 87
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 49، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 83
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 86

اوران کی مثل انہیں دنیا میں عطا کیے گئے، وہ شخص مجاہد کے پاس آیا اور یہ مفہوم بتایا مجاہد نے فرمایا انہوں نے صحیح فرمایا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ اور رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِأُولِي الْاَلْبَابِ۝ (ص) کے تحت فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ ایوب علیہ السلام کی مصیبت کو یاد کرے اور یہ کہے کہ انہیں اتنی تکلیف پہنچی جو مجھ سے یقیناً بہتر و افضل تھے اور انبیاء میں سے ایک نبی تھے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: حضرت ایوب علیہ السلام سات سال اور کچھ ماہ بنی اسرائیل کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر رہے اور حشرات الارض آپ کے جسم پر پھرتے رہتے تھے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مال اور اولاد عطا فرمائی تھی اور انتہائی خوش حالی سے نوازا تھا۔ آپ کے پاس بکریاں، گائیں، بھیڑیں اور اونٹوں کی فراوانی تھی، اللہ کے دشمن ابلیس سے کہا گیا کیا تو ایوب علیہ السلام کو فتنہ میں مبتلا کرنے پر قادر ہے؟ ابلیس نے کہا یا رب! تو نے ایوب کو مال، اولاد بخشی ہے، وہ اس لیے تیرا شکر ادا کرتا ہے، تو مجھے اس کے مال اور اولاد پر تسلط عطا فرما تو دیکھ کہ وہ کیسے میری اطاعت کرتا ہے اور تیری نافرمانی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ایوب علیہ السلام کے مال اور اولاد پر تسلط عطا فرما دیا، وہ آپ کی بکریوں میں آیا اور انہیں آگ سے جلا دیا پھر وہ حضرت ایوب کے پاس چرواہے کی شکل میں آیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے، کہنے لگا ایوب! تو اپنے رب کی نماز ادا کر رہا ہے جب کہ اس نے تیری تمام بکریاں آگ سے جلا دی ہیں، میں ان کے قریب تھا۔ میں آپ کو بکریوں کے جل جانے کی خبر دینے آیا ہوں۔ حضرت ایوب نے فرمایا اے اللہ! تو نے (یہ مال) دیا تھا تو نے ہی لے لیا ہے، جب کوئی چیز باقی ہوگی تو میں تیری حسن آزمائش پر تیری تعریف کروں گا۔ اللہ تعالیٰ جس کے ضائع کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اس پر بچاؤ کی کسی کو قدرت نہیں ہوتی۔ پھر شیطان گائیوں کے پاس آیا، انہیں بھی آگ سے جلا دیا۔ پھر وہ ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور گائیوں کے جلنے کی خبر دی، حضرت ایوب علیہ السلام نے پہلے کی طرح اسے جواب دیا حتی کہ اس لعین نے آپ کا گھر آپ کے بچوں پر گرا دیا اور کہا اے ایوب! اللہ تعالیٰ نے تیری اولاد پر دیواریں گرانے والے کو بھیجا حتی کہ وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں، حضرت ایوب علیہ السلام نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ اور کہا اے میرے رب! تو نے یہ سب مجھ پر احسان فرمایا آج سے پہلے میں دن کے وقت مال کی محبت میں مشغول ہوتا اور رات کو اپنے بچوں پر شفقت کرتے ہوئے ان کی محبت میں مگن رہتا۔ آپ میرے کان، میری آنکھیں، میری رات اور میرا دن سب تیرے ذکر، حمد، تقدیس اور تہلیل کے لیے فارغ ہو گئے ہیں، اللہ کا دشمن ابلیس خائب و خاسر واپس پلٹا اور حضرت ایوب علیہ السلام سے جو چاہتا تھا وہ حاصل نہ کر سکا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پوچھا تو نے میرے بندے ایوب کو کیا پایا؟ ابلیس نے کہا ایوب جانتا ہے کہ تو اسے اس کا مال اور اولاد واپس کر دے گا (اس وجہ سے وہ مطمئن ہے) لیکن تو مجھے اس کے جسم پر تسلط عطا فرما، اگر اس کو جسم میں تکلیف ہوگی تو وہ میری اطاعت کرے گا اور تیری نافرمانی کرے گا، اللہ تعالیٰ نے اسے آپ کے جسم پر تسلط عطا فرما دیا۔ شیطان آپ کے پاس آیا جسم پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 86 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 87 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 83

پھونک ماری تو وہ سر سے لے کر قدموں تک پھٹ گیا۔ آپ اس مصیبت میں مبتلا رہے حتی کہ آپ کو اٹھا کر بنی اسرائیل کے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ اب آپ کا نہ مال رہا، نہ اولاد، نہ دوست اور آپ کی بیوی رحمت کے سوا کوئی آپ کے پاس نہیں آتا تھا۔ وہ آپ کی تصدیق پر رہی۔ وہ آپ کے لیے کھانا لے کر آتی تھی، جب آپ الله کی حمد کرتے تو وہ بھی الله کی حمد کرتی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس حالت میں بھی الله تعالیٰ کا ذکر، حمد، ثناء کو نہ چھوڑا اور مصیبت پر صبر کرتے رہے۔

ابلیس نے صبر ایوب کو دیکھ کر زور سے چیخ ماری تاکہ اپنے تمام زمینی چیلوں کو جمع کرے۔ وہ سب جمع ہو گئے تو انہوں نے پوچھا حضرت! ہم حاضر ہیں۔ آپ پریشان کیوں ہیں، آپ کو کس چیز نے لاچار کر دیا ہے۔ شیطان نے کہا مجھے تو اس بندے نے عاجز کر دیا ہے۔ میں نے الله تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے اس کے مال اور اولاد پر تسلط عطا فرما، میں نے نہ اس کا مال چھوڑا اور نہ اولاد لیکن ہر صورت میں اس کے صبر اور الله تعالیٰ کی حمد وثناء میں اضافہ ہوا۔ مجھے اس کے جسم پر تسلط دیا گیا۔ میں نے اس کا جسم پھوڑے پھوڑے کر دیا، اسے بنی اسرائیل کے کوڑے کرکٹ پر ڈالا گیا حتی کہ اس کی بیوی کے سوا کوئی اس کے پاس نہیں آتا تھا۔ میں تو اپنے رب کے سامنے رسوا ہو گیا ہوں، میں نے اب تم سے مدد طلب کی ہے تاکہ تم اس کے خلاف میری معاونت کرو۔ شیطان کے چیلوں نے کہا تیری وہ تدبیریں اور حیلہ سازیاں کہاں گئیں جن کے ساتھ تو پہلے لوگوں کو ہلاک کرتا تھا۔ شیطان نے کہا ایوب علیہ السلام میں میرا وہ ہر حربہ ناکام ہو گیا ہے۔ پس تم مجھے کوئی مشورہ دو۔ چیلوں نے کہا ہم تجھے مشورہ دیتے ہیں کہ تو نے آدم علیہ السلام کو جب جنت سے نکالا تھا تو کس کے ذریعے نکالا تھا؟ شیطان نے کہا اس کی بیوی کے ذریعے نکالا تھا۔ چیلوں نے کہا ایوب پر بھی بیوی کے ذریعے وار کرو۔ وہ اپنی بیوی کی بات نہیں ٹال سکے گا اور اس کی بیوی کے علاوہ تو کوئی اس کے قریب جاتا ہی نہیں۔ شیطان نے کہا تم نے ٹھیک کہا ہے۔ شیطان آپ کی بیوی کے پاس گیا۔ پوچھا تمہارا خاوند کہاں ہے؟ اے الله کی بندی! بیوی نے کہا یہ تو ہے جو اپنے پھوڑوں کو کھجلا رہا ہے اور کیڑے جسم پر گھوم رہے ہیں۔ شیطان نے ان کی یہ بات سنی تو اسے کچھ امید لگ گئی کہ یہ کلمات وہ بے صبری کی وجہ سے کہہ رہی ہے۔ اس لعین نے بیوی کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اسے گزشتہ زندگی کی نعمتیں اور مال ومتاع کی یاد دلائی اور حضرت ایوب کے جمال وجوانی کا زمانہ یاد دلایا اور اب وہ جس کرب میں مبتلا تھے اس کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ یہ مصیبت تو کبھی اب دور نہ ہوگی۔ حضرت حسن فرماتے ہیں: بیوی کو جب خوش حالی کا زمانہ یاد آیا تو اس کے چیخ نکل گئی۔ ابلیس جان گیا کہ اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ وہ ایک بکری کا بچہ لے کر آیا اور کہا کہ ایوب غیر الله کے نام پر یہ بکرا ذبح کر دیں تو اس مصیبت سے بچ جائیں گے۔ بیوی چیختی چلاتی ہوئی آئی اور کہا اے ایوب! کب تک اس عذاب میں مبتلا رہو گے؟ تمہارا مال کہاں ہے، تمہاری اولاد اور تمہارے دوست کہاں ہیں، وہ تمہارا حسن وجمال کہاں گیا؟ یہ بکری کا بچہ ذبح کرو اور آرام حاصل کرو۔ حضرت ایوب نے فرمایا الله کا دشمن (ابلیس) تیرے پاس پہنچ گیا ہے اور تجھ میں پھونک ماردی ہے تو مال، اولاد اور صحت پر کیوں رو رہی ہے؟ وہ مجھے کس نے عطا کیے تھے بیوی نے کہا الله تعالیٰ نے۔ پھر پوچھا اس نے ہمیں ان نعمتوں سے کتنا عرصہ لطف اندوز کیا۔ بیوی نے کہا اسی سال۔ اور اب کتنا عرصہ سے اس نے مجھے تکلیف میں مبتلا رکھا ہوا ہے۔ بیوی نے کہا: سات سال اور کچھ مہینے۔ پھر تو نے انصاف نہیں کیا۔ چاہیے تو یہ کہ ہم اسی سال اس

مصیبت پر صبر کریں جیسا کہ ہم اسی سال خوش حال رہے۔ قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا کیونکہ تو نے مجھے غیر اللہ کے نام پر بکرا ذبح کرنے کا مشورہ دیا ہے، جو کچھ تو کھانا، پینا لائی ہے وہ مجھ پر حرام ہے اور جو کچھ تو لے کر آئی ہے تیرے اس مشورہ کے بعد کوئی چیز چکھوں تو مجھ پر حرام ہے، تو مجھ سے جدا ہو جا، آئندہ میں تجھے یہاں نہ دیکھوں۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو دور کر دیا اور وہ چلی گئی۔ شیطان نے کہا کہ یہ آٹھ سال سے مصیبت کو برداشت کر رہا ہے، اس لیے یہ غلبہ کا مستحق ہے، تو شیطان آپ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کو بھی بھگا دیا ہے، جب کہ اس کے پاس نہ کھانا ہے، نہ پینا ہے اور نہ کوئی دوست ہے۔ آپ کے پاس سے دو آدمی گزرے، آپ اروڑی پر پڑے تھے۔ اللہ کی قسم! سطح زمین پر اللہ کی بارگاہ میں ایوب علیہ السلام سے زیادہ معزز کوئی نہ تھا۔ ان دو شخصوں میں سے ایک نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اس میں کوئی خیر دیکھتا تو یہ اس مصیبت میں دو چار نہ ہوتا، حضرت ایوب علیہ السلام نے کبھی اس کلمہ سے زیادہ دل آزاری کرنے والا کلام نہ سنا تھا۔ آپ نے اس وقت دعا مانگی اے میرے اللہ! مجھے یہ پہنچی ہے سخت تکلیف اور تو ارحم الراحمین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ (ص:42)" (حکم ہوا) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے"۔ آپ نے زمین پر پاؤں مارا تو پانی کا چشمہ جاری ہو گیا، آپ نے اس سے غسل فرمایا تو آپ کے جسم پر بیماری کا کوئی نام ونشان نہ رہا، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر تکلیف اور بیماری دور فرما دی اور آپ کا حسن وشباب پہلے سے کہیں زیادہ ظاہر ہو گیا۔ پھر آپ نے دوبارہ پاؤں مارا تو ایک دوسرا چشمہ رواں ہو گیا۔ آپ نے اس سے پانی پیا تو آپ کی باطنی بیماریاں دور ہو گئیں، آپ تمام مردوں سے زیادہ حسین وجمیل اور صحت مند ہو گئے۔ آپ نے ایک قیمتی جوڑا زیب تن فرمایا اور اپنے مال اور اہل کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دوگنا کر دیا تھا حتی کہ یہ بھی ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ جس پانی سے آپ نے غسل کیا تھا اس کے چھینٹوں سے سینہ پر سونے کی مکڑیاں اڑنے لگیں۔ اور آپ ان پر ہاتھ مارنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے ایوب! میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا! حضرت ایوب نے کہا کیوں نہیں لیکن یہ تیری برکت ہے اور تیری برکت سے کون سیر ہوتا ہے۔ آپ غسل کرنے کے بعد باہر تشریف لائے اور ایک بلند جگہ پر بیٹھ گئے۔ اور آپ کی بیوی نے سوچا کہ اگر ایوب نے مجھے نکال دیا ہے تو میں اس کو کس کے سپرد کر سکتی ہوں، کیا میں اسے چھوڑ دوں کہ وہ بھوک کی وجہ سے اس دار فانی سے کوچ کر جائے گا اور ضائع ہو جائے گا اور اسے درندے کھا جائیں گے (نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو گا) میں ضرور اس کی طرف لوٹ کر جاؤں گی۔ آپ کی بیوی "رحمت" لوٹ کر آئی تو وہاں نہ کوئی اروڑی تھی اور نہ وہاں پہلے کا سا منظر تھا، ساری صورت حال بدل چکی تھی۔ جہاں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر تھا وہاں وہ چکر لگانے لگی اور وہ ایوب کی تلاش میں رو رہی تھی۔ اور حضرت ایوب علیہ السلام اس کی تلاش کا منظر دیکھ رہے تھے۔ ایوب علیہ السلام چونکہ نیا لباس زیب تن کیے ہوئے تھے اس لیے بیوی ان کے پاس آنے اور ان سے پوچھنے میں جھجک محسوس کر رہی تھی۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے خود بلایا اور پوچھا اے اللہ کی بندی! تو کس کی تلاش میں ہے؟ وہ رونے لگی اور کہا میں اس کی تلاش میں ہوں جو یہاں اروڑی پر مصیبت میں مبتلا پڑا تھا۔ اب مجھے معلوم نہیں ہو رہا کہ وہ ضائع ہو گیا یا اس کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے پوچھا وہ تیرا

کیا لگتا تھا؟ بیوی نے روتے ہوئے کہا وہ میرا سرتاج تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا اگر تو اسے دیکھے تو پہچان لے گی۔ بیوی نے کہا جس نے بھی اسے دیکھا ہوا تھا وہ اس سے مخفی نہیں ہو سکتا، وہ غور سے آپ کو دیکھنے لگی۔ آپ اسے اپنی پہچان کرا رہے تھے۔ بیوی نے کہا جب وہ صحیح تھا تو تیرے مشابہ تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا میں ہی وہ ایوب ہوں جس کو ابلیس کے لیے بکرا ذبح کرنے کا مشورہ دیتی تھی۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور شیطان کی نافرمانی کی اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے اپنی بندہ نوازی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ پر یہ کرم فرمایا جو تیرے سامنے ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمت پر بھی رحم فرمایا کیونکہ انہوں نے تکلیف کے وقت ایوب علیہ السلام کے ساتھ صبر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے حکم میں تخفیف فرمادی اور ایوب کو قسم پوری کرنے کی یہ تدبیر بتائی کہ چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کا گٹھا لو اور اسے مارو۔ یہ سب کچھ اس کا آپ کے ساتھ صبر کرنے کی وجہ سے تھا۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو جو بیماری لگی تھی وہ جذام نہیں تھا بلکہ وہ اس سے بھی زیادہ سخت بیماری تھی۔ آپ کے جسم پر عورت کے پستان جیسی پھنسیاں نکلتی تھیں اور پھر پھٹ جاتی تھیں۔(2)

امام ابونعیم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر حضرت ایوب کے جسم سے کوئی کیڑا گر جاتا تو آپ اسے اٹھا کر اپنی جگہ پر رکھ دیتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے کھا۔(3)

امام حاکم، بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کی بیوی نے کہا اللہ کی قسم! مجھ پر فاقہ اور تکلیف دہ کیفیت نازل ہوئی ہے کہ میں نے ایک روٹی کے بدلے اپنی مینڈھیاں فروخت کر دیں اور تجھے کھانا کھلایا، آپ مستجاب الدعوات شخص ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی شفا کے دعا فرما، حضرت ایوب نے فرمایا تجھ پر افسوس! ہم ستر سال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں رہے اور ابھی سات سال آزمائش میں ہوئے ہیں۔(4)

امام ابن ابی الدنیا، عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابلیس نے کہا مجھے ایوب سے کبھی فرحت نہیں ملتی مگر جب میں نے ان کے رونے کی آواز سنی (تو میں بہت خوش ہوا) کیونکہ میں نے جان لیا کہ میں نے اسے تکلیف پہنچا دی ہے۔(5)

اسحق بن بشر اور ابن عساکر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے چیچک کا مرض حضرت ایوب علیہ السلام کو لگا تھا۔(6)

امام ابن ابی الدنیا، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال بیمار رہے،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 85-83 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 65، دارالفکر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 64
4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب جلد 7، صفحہ 147 (9794)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تاریخ ابن عساکر، باب ایوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 10، صفحہ 66، دارالفکر بیروت 6۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 71

آپ کو اپنے، پرائے سب چھوڑ گئے لیکن دو شخص جو آپ کے خاص دوست تھے وہ صبح و شام آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ ایک دن ایک نے دوسرے سے کہا حضرت ایوب علیہ السلام نے کوئی ایسا جرم کیا ہے جو کبھی کسی نے نہیں کیا، دوسرے نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا یہ اٹھارہ سال سے مصیبت میں گرفتار ہے، اللہ نے اس پر رحم نہیں فرمایا اور اس کی مصیبت کو دور نہیں کیا۔ وہ شخص حضرت ایوب علیہ اسلام کے پاس آیا تو اس سے صبر نہ ہو سکا۔ اس نے آپ کے سامنے اپنے ساتھی کی بات کا ذکر کیا، حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جانتا جو تو کہہ رہا ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے، میں دو ایسے شخصوں کے پاس سے گزرتا تھا جو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے ایک دوسرے سے جدا ہوتے تھے۔ میں اپنے گھر کی طرف لوٹتا تھا اور ان کے درمیان الفت پیدا کر دیتا تھا تا کہ ناجائز طریقہ کے لیے اللہ کا نام نہ استعمال کریں، آپ اپنی حاجت کے لیے نکلتے تھے۔ جب قضائے حاجت کر لیتے تو ان کی بیوی ان کے ہاتھ سے پکڑ لیتی تھی حتی کہ اپنی جگہ پہنچ جاتے، جب ایک دن آپ کی بیوی نے کچھ دیر لگا دی تو اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ﴿ص﴾ بیوی آپ کے پاس پہنچی تو آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے، آپ کی مصیبت ختم ہو چکی تھی اور آپ پہلے سے بھی زیادہ حسین تھے۔ جب بیوی نے یہ منظر دیکھا تو کہا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت دے، کیا تو نے اللہ کا نبی دیکھا جو مصیبت میں مبتلا تھا؟ اللہ کی قسم! جب وہ صحیح تھا تو تجھ سے زیادہ اس کے مشابہ میں نے کبھی کوئی شخص نہیں دیکھا۔ حضرت ایوب نے کہا میں ہی تو وہ ہوں، فرمایا: حضرت ایوب کے دو کھلیان تھے، ایک گندم کا اور ایک جو کا۔ اللہ تعالیٰ نے دو بادل بھیجے، ایک گندم کے کھلیان پر تھا، اس نے اس میں سونا انڈیلا حتی کہ وہ بہنے لگا اور دوسرے بادل نے جو کے کھلیان میں چاندی بہائی حتی کہ وہ بہنے لگا۔ (1)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے وَّاٰتَیْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی بیوی واپس کر دی تھی اور اس کے شباب میں اضافہ کر دیا تھا حتی اس کے بطن سے چھبیس بچے پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے کہا اے ایوب! تیرا رب تجھے صبر کی وجہ سے سلام کہتا ہے، اپنے کھلیان کی طرف نکل، پس اللہ تعالیٰ نے اس کھلیان پر ایک سرخ بادل بھیجا۔ اس نے سونے کی مکڑیاں برسائیں اور وہ فرشتہ انہیں جمع کر رہا تھا۔ ایک مکڑی جاتی تو ایوب علیہ السلام اس کا پیچھا کرتے حتی کہ وہ اس کو اپنے کھلیان میں لوٹا دیتے۔ فرشتے نے کہا اے ایوب! کیا تو کھلیان میں موجود مکڑیوں سے سیر نہیں ہوتا حتی کہ تو باہر والی کا پیچھا کرتا ہے؟ حضرت ایوب نے کہا: یہ میرے رب کی برکت میں سے ایک برکت ہے، میں برکات الٰہیہ سے سیر نہیں ہوتا۔ (2)

امام احمد، بخاری اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت ایوب علیہ السلام برہنہ غسل فرما رہے تھے کہ آپ کے اوپر سونے کی مکڑیاں گرنے لگیں، حضرت

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 635 (4115)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تاریخ ابن عساکر باب ایوب النبی ﷺ، جلد 10، صفحہ 77، دار الفکر بیروت

ایوب علیہ السلام مٹھیاں بھر بھر کر کپڑے میں ڈالنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ندا دی اے ایوب! کیا میں نے تجھے غنی نہیں کر دیا اس سے جو تو دیکھ رہا ہے؟ عرض کی تیری عزت کی قسم! کیوں نہیں۔ لیکن تیری برکت سے کبھی مجھے استغناء نہیں ہو سکتا۔(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو عافیت عطا فرمائی تو ان پر سونے کی ٹکڑیوں کی بارش برسائی، آپ انہیں ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر کپڑے میں ڈالنے لگے، ارشاد ہوا: اے ایوب! کیا تو سیر نہیں ہوتا؟ عرض کی: تیرے فضل اور تیری رحمت سے کون سیر ہوتا ہے۔(2)

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جویبر عن الضحاک عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ایوب علیہ السلام عافیت ملنے کے بعد ستر سال روم کی زمین میں دین حنیف پر زندہ رہے اور اسی پر ان کا وصال ہوا۔ اس کے بعد لوگ بدل گئے اور دین ابراہیم کو تبدیل کر ڈالا جس طرح ان سے پہلے لوگوں نے دین کو بدل دیا تھا۔(3)

امام الحاکم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ایوب علیہ السلام ترانوے سال زندہ رہے اور انہوں نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے حرل کو وصیت فرمائی۔ آپ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بشر بن ایوب کو نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور ان کا نام ذوالکفل رکھا۔ آپ بھی تمام عمر شام میں مقیم رہے حتی کہ ان کا وصال ہوا تو ان کی عمر پچھتر سال تھی اور بشر بن ایوب نے اپنے بیٹے عمران کو وصیت کی پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابی عبد اللہ الجدلی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایوب علیہ السلام فرماتے تھے اے اللہ! میں تجھ سے ایسے پڑوسی سے پناہ مانگتا ہوں جس کی آنکھ مجھے دیکھے اور اس کا دل میری نگرانی کرے۔ اگر وہ کوئی نیکی دیکھے تو اسے چھپا دے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اس کو افشا کرے۔(5)

امام احمد نے الزہد میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز تین افراد کو لایا جائے گا (۱) غنی (۲) مریض (۳) غلام۔ غنی کو کہا جائے گا تجھے میری عبادت سے کس چیز نے روکا؟ وہ کہے گا یارب! تو نے مجھے مال زیادہ دیا پس میں سرکش بن گیا، حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے ملک سمیت لایا جائے گا اور ارشاد ہوگا کیا تو ان سے زیادہ مشغول تھا، غنی عرض کرے گا نہیں بلکہ یہ زیادہ مشغول تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے تو اس بادشاہی نے بھی میری عبادت سے نہیں روکا۔

پھر مریض کو پیش کیا جائے گا، سوال ہوگا تجھے میری عبادت سے کس چیز نے روکا؟ مریض عرض کرے گا: میں اپنے جسم کی بیماری میں مشغول رہا، حضرت ایوب علیہ السلام کو اپنی تکلیف کے ساتھ لایا جائے گا۔ ارشاد ہوگا تو ان سے زیادہ تکلیف میں تھا؟

1۔ صحیح بخاری، باب من اغتسل عریاناً، جلد 1، صفحہ 61، دار المعرفۃ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 636 (4116)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تاریخ ابن عساکر، باب ایوب النبی ﷺ، جلد 10، صفحہ 78، دار الفکر بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 636 (4118)

5۔ تاریخ ابن عساکر، باب ایوب النبی ﷺ، جلد 10، صفحہ 83

مریض عرض کرے گا نہیں بلکہ یہ زیادہ تکلیف میں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے تو اس کی مرض نے میری عبادت سے نہیں روکا۔ پھر غلام کو پیش کیا جائے گا، اس سے پوچھا جائے گا تجھے میری عبادت سے کس چیز نے روکا؟ تو وہ عرض کرے گا یارب! تو نے مجھ پر بہت سے مالک مسلط کر دیئے تھے جو میرے مالک تھے۔ یوسف علیہ السلام کو عبودیت میں پیش کیا جائے گا۔ ارشاد ہوگا تو زیادہ غلامی میں تھا یا یہ؟ بندہ عرض کرے گا یہ زیادہ عبودیت میں تھا۔ ارشاد ہوگا اسے تو غلامی نے میری عبادت سے نہیں روکا۔ واللہ اعلم۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَذَاالْكِفْلِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ایک صالح آدمی تھا، نبی نہیں تھا۔ اس نے اپنی قوم کے نبی کی کفالت کی تھی کہ وہ ان کی قوم کے امور کی کفایت کریں گے، ان کے لیے ان کی نگرانی کریں گے اور ان کے درمیان عدل سے فیصلہ کریں گے، پس اس نیک سیرت انسان نے اپنے نبی کی قوم میں یہ تمام امور بحسن وخوبی سرانجام دیئے تو انکا نام ذَاالْكِفْلِ رکھا گیا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت الیسع علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تو فرمایا اگر میں لوگوں پر کسی شخص کو خلیفہ بنا دوں، جو میری زندگی میں ان کے امور چلائے حتی کہ میں دیکھ لوں کہ وہ کیسے کام کرتا ہے۔ پس آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا میرے لیے جو تین چیزوں میں کفالت کرے گا میں اس کو خلیفہ بناؤں گا۔ دن کو روزہ رکھے رات کو قیام کرے اور غصہ نہ کرے۔ ایک ایسا شخص اٹھا جس کو آنکھیں حقیر سمجھتی تھیں۔ اس نے کہا حضرت میں ایسا کروں گا، آپ نے فرمایا تو دن میں روزہ رکھے گا اور رات کو قیام کرے گا اور غصہ نہیں کرے گا؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے اس دن اس شخص کو واپس کر دیا حضرت الیسع علیہ السلام نے دوسرے دن وہی اعلان فرمایا تو تمام لوگ خاموش رہے لیکن وہی شخص پھر کھڑا ہوا اور کہا میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا، حضرت الیسع علیہ السلام نے اسے خلیفہ بنا دیا۔ ابلیس نے اپنے چیلوں سے کہا: فلاں شخص کو لازم پکڑو، اس شخص نے تمام شیطانوں کو عاجز کر دیا، ابلیس نے کہا اب مجھے اور اسے تم چھوڑ دو (میں خود اس کا بندوبست کرتا ہوں) ابلیس اس کے پاس ایک بوڑھے فقیر کی شکل میں آیا جب کہ وہ قیلولہ کرنے کے لیے بستر پر جا چکا تھا۔ چونکہ وہ شخص دن اور رات میں کسی وقت نہیں سوتا تھا، سوائے اس قیلولہ کے وقت کے۔ ابلیس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس شخص نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا ایک بوڑھا مظلوم۔ وہ شخص اٹھ کھڑا ہوا اور دروازہ کھول دیا، بوڑھے نے بہت سی باتیں کیں میرا اور میری قوم کا جھگڑا ہے، انہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ انہوں نے مجھ پر یہ زیادتی کی ہے، وہ اتنی باتیں کرتا رہا کہ آرام کا وقت ختم ہو گیا۔ اس خلیفہ نے کہا جب میں اپنے عدالت کے کمرے میں جاؤں تو تو آجانا، میں تیرا تجھے حق دلاؤں گا، وہ بوڑھا چلا گیا، خلیفہ اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے اور اس بوڑھے کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ نظر نہ آیا تو خلیفہ صاحب خود اس کی تلاش میں نکلے۔ بوڑھا پھر بھی نظر نہ آیا۔ جب خلیفہ صاحب گھر تشریف لے گئے، آرام کرنے لگے تو اس نے پھر

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 202 (9999)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت

دروازہ کھٹکھٹایا، خلیفہ نے پوچھا کون؟ اس نے کہا بوڑھا مظلوم! خلیفہ نے پھر دروازہ کھول دیا۔ خلیفہ نے فرمایا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ جب میں مسند عدل پر بیٹھوں تو تو آ جانا؟ بوڑھے نے کہا جس قوم سے میرا جھگڑا ہے وہ بڑی خبیث ہے، خلیفہ نے فرمایا جب میں اپنے کام پر جاؤں تو تو آ جانا۔ اس روز بھی قیلولہ کا وقت ختم ہو گیا۔ خلیفہ صاحب مسند عدالت پر بیٹھے تو اس بوڑھے کو دیکھتے رہے لیکن وہ نظر نہ آیا، آج خلیفہ کو نیند تنگ کر رہی تھی، شام کو جب مجلس عدل شروع ہوئی تو وہ بوڑھا نظر نہ آیا۔ خلیفہ پر نیند غالب آ رہی تھی۔ اس نے اپنے دربان کو کہا کہ کسی کو دروازہ کے قریب نہ آنے دینا تاکہ میں کچھ آرام کر لوں، مجھے نیند بہت سخت آئی ہوئی ہے۔ جب خلیفہ کے قیلولہ کا وقت تھا تو بوڑھا پھر آ گیا، محافظ نے اسے اجازت نہ دی، جب بوڑھا عاجز ہو گیا تو اس نے روشن دان دیکھا، اس نے دیوار پھلانگی اور روشن دان سے اندر داخل ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا، خلیفہ بیدار ہوا تو اس نے محافظ کو آواز دی، اے فلاں! میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دینا، محافظ نے کہا جناب! ادھر سے کوئی داخل نہیں ہوا، دیکھو وہ کہاں سے آیا ہے؟ خلیفہ نے دروازہ دیکھا تو وہ واقعی بند تھا۔ اس شخص نے کہا لوگ تمہارے دروازے پر جھگڑے لے آتے ہیں اور تم سوئے ہوئے ہو، خلیفہ نے اس شخص کو پہچان لیا اور کہا تو اللہ کا دشمن (ابلیس) ہے۔ بوڑھے نے کہا ہاں تو نے مجھے عاجز کر دیا ہے اور میں نے یہ سب کچھ اس لیے کیا تاکہ تجھے غصہ آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے بچا لیا ہے۔ اس خلیفہ کو ذَاالْكِفْلِ کہا گیا کیونکہ اس نے جو ذمہ داری قبول کی تھی اس کو احسن طریقے سے نبھایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بنی اسرائیل کا ایک قاضی تھا، اس پر موت کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا کون میرے قائم مقام ہو گا بشرطیکہ وہ غصہ نہ کرے؟ ایک شخص نے کہا میں۔ اس کا نام ذَاالْكِفْلِ رکھا گیا۔ وہ ساری رات قیام کرتا تھا اور دن کو روزہ رکھتا تھا اور لوگوں کے درمیان فیصلے کرتا تھا۔ ایک اس کا وقت متعین تھا جس میں وہ قیلولہ کرتا تھا، اس کی نیند کے وقت شیطان اس کے پاس آیا، اس قاضی کے دربانوں نے اسے کہا تجھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں، ایک شخص پر میرا حق ہے لیکن وہ مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ وہ مجھے اپنا حق نہیں دیتا ہے۔ دربانوں نے کہا تم ٹھہر جاؤ حتی کہ قاضی صاحب بیدار ہو جائے۔ اس نے کہا وہ سونے والے سے بلند مرتبہ ہے، اس نے جان بوجھ کر چیخنا چلانا شروع کر دیا حتی وہ اس قاضی پر ناراضگی کا اظہار کرنے لگا۔ قاضی نے اس کی باتیں سن لیں، پوچھا تجھے کیا ہے؟ اس نے کہا میں ایک مسکین شخص ہوں میرا ایک آدمی پر حق ہے، قاضی صاحب نے فرمایا: تم اس کے پاس جاؤ اپنا قرض مانگو، وہ تجھے دے دے گا۔ اس مسکین شخص نے کہا اس نے انکار کر دیا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا اس کے پاس جاؤ تو سہی، وہ اس وقت چلا گیا اور دوسرے دن آیا، قاضی نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے قرضے کا مطالبہ کرو، وہ اس وقت چلا گیا، اگلے دن آیا تو قاضی کے دربانوں نے اسے کہا چل دفعہ ہو جا، تو ہر روز اس وقت آتا ہے جب کہ قاضی صاحب کے آرام کا وقت ہوتا ہے، تو اسے آرام نہیں کرنے دیتا، اس نے پھر چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ مجھ سے یہ سلوک اس لیے ہو رہا ہے کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں، اگر میں امیر ہوتا تو میری بات سنی جاتی، قاضی نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 89-88

اس نے کہا میں اپنے مقروض کے پاس گیا تو اس نے مجھے تھپڑ مارے۔قاضی نے کہا چل میں تیرے ساتھ چلتا ہوں قاضی اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔جب اس نے دیکھا کہ قاضی ساتھ آرہا ہے تو اس نے اپنا ہاتھ چھڑایا اور بھاگ گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا (نے ذم الغضب میں)، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک نبی نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم میں سے کون ہے جو میرے ساتھ دن کو روزہ رکھنے، رات کو قیام کرنے اور غصہ نہ کرنے کا ضامن ہوگا؟ جو ایسا کرے گا وہ میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو گا اور میرے بعد وہ میرے قائم مقام ہوگا۔ایک نوجوان نے کہا میں، نبی نے پھر یہی سوال کیا تو اس نوجوان نے کہا میں، نبی نے تیسری مرتبہ پوچھا تو نوجوان نے کہا میں۔جب اس نبی کا وصال ہو گیا تو وہ نوجوان اس کا جانشین بنا۔ابلیس اس کے پاس آیا اور کہا فلاں شخص اس پر زیادتی کرتا ہے، اس خلیفہ نے اس کے ساتھ آدمی بھیجا، وہ گیا تو اس نے بتایا کہ اس کو تو کوئی زیادتی کرنے والا نظر نہیں آیا، ابلیس دوسرے دن پھر آیا۔خلیفہ نے دوسرا آدمی اس کے ساتھ بھیجا، وہ بھی واپس آیا تو اس نے بتایا کہ اسے تو کوئی شخص نظر نہیں آیا، وہ ابلیس آیا تو وہ خلیفہ خود اس کے ساتھ چلا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا، پس ابلیس ہاتھ چھڑا کر کھسک گیا، اسی وجہ سے اس خلیفہ کا نام ذَاالْكِفْلِ رکھا گیا کیونکہ اس نے غصہ نہ کرنے کی ضمانت دی تھی۔(1)

امام ابن سعید النقاش رحمہ اللہ نے کتاب القضاء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک نبی نے اپنی ساری امت جمع کی تھی پھر فرمایا میری امت کے درمیان کون میرے لیے فیصلہ کرنے کا ضامن ہوگا بشرطیکہ وہ غصہ نہ کرے، ایک نوجوان اٹھا، اس نے کہا میں اے اللہ کے رسول! اس نبی نے دوبارہ سوال کیا تو پھر اسی جوان نے کہا میں۔ پھر تیسری مرتبہ یہی سوال کیا تو نوجوان نے کہا میں۔ نبی علیہ السلام نے اس نوجوان کو اپنا خلیفہ بنا دیا، کچھ عرصہ بعد اس کے پاس شیطان آیا۔وہ فیصلہ کرتا تھا پھر دوپہر کو قیلولہ کرتا تھا۔شیطان اس کے آرام کے وقت دوپہر کو آیا اور اسے آواز دے کر جگا دیا، فلاں آدمی نے مجھ پر زیادتی کی ہے اور اس نے تیرے حکم نامہ کو بھی لوٹا دیا ہے اور اس نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی، اس نوجوان نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اس کے ساتھ چل پڑا، جب شیطان نے یہ صورت حال دیکھی تو ہاتھ کھینچ کر بھاگ گیا۔پس اس نوجوان کا نام ذَاالْكِفْلِ رکھا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حجیرہ الاکبر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اسے یہ خبر پہنچی کہ بنی اسرائیل کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا جس اپنے ملک میں حد سے تجاوز کیا ہوا تھا۔جب اس پر موت کا وقت قریب آ گیا تو اس کے پاس علاقہ کے رؤساء آئے اور کہا کہ ہم پر کسی بادشاہ کو خلیفہ بنا دو، تاکہ جھگڑوں کی صورت میں ہم اس کے پاس آئیں، اس نے تمام رؤسا کو جمع کیا اور کہا جو مجھے تین چیزوں کی ضمانت دے میں اسے اپنے ملک کا والی بنا دوں گا؟ ایک نوجوان کے علاوہ کوئی شخص نہ بولا، نوجوان نے کہا میں ان تین چیزوں کی ضمانت دیتا ہوں، بادشاہ نے کہا بیٹھ جا، پھر دوبارہ بادشاہ نے اعلان کرایا، پھر بھی اس نوجوان کے علاوہ کوئی نہ اٹھا۔بادشاہ نے پھر کہا تو میرے لیے تین چیزوں کی ضمانت دے گا تو میں تجھے اپنے ملک کا والی بنا

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 88

دوں گا، نوجوان نے کہا جی ہاں میں ایسا کروں گا، بادشاہ نے کہا تو رات کو قیام کرے گا اور سوئے گا نہیں۔ دن کو روزہ رکھے گا اور کبھی افطار نہیں کرے گا اور نہ تو جلدی کرے گا اور نہ تو غصہ کرے گا۔ نوجوان نے کہا ہاں میں ایسا کروں گا، بادشاہ نے کہا میں نے تجھے اپنے ملک کا والی بنایا۔ جب وہ نوجوان والی بنا تو اس نے رات کو قیام کیا، دن کو روزہ رکھا اور بغیر تعجیل اور غصہ کے فیصلے کیے۔ وہ صبح کو مجلس میں گیا تو شیطان انسان کی شکل میں آیا جب کہ اس کے آرام کا وقت تھا، فلاں شخص نے مجھ پر ظلم کیا ہے، اس سے میرا مال لوٹایا جائے، اس نوجوان نے اس کے ساتھ آدمی بھیجا، وہ اسے لے کر گھماتا رہا، ذوالکفل یہ سارا وقت انتظار کرتا رہا، حتی کہ اس کے سونے کا وقت گزر گیا۔ پھر شیطان لوگوں کے درمیان سے نکل گیا، پیغام رساں نے خلیفہ کو بتایا (کہ وہ بھاگ گیا ہے)۔ خلیفہ نے پھر شام کے وقت مجلس لگائی، تو شیطان نے کہا شاید آج رات یہ سویا رہا ہو اور آج دن کو روزہ بھی نہ رکھا ہو۔ جب شام کے وقت خلیفہ نے نماز پڑھی جو وہ پڑھتا تھا پھر شیطان اس کے قیلولہ کے وقت آیا، میرے ساتھی سے مجھے زیادتی کا بدلہ دلوایا جائے، خلیفہ نے پھر اس کے ساتھ آدمی کو بھیجا اور انتظار کرتا رہا، انہوں نے دیر لگا دی حتی کہ اس خلیفہ کا قیلولہ پھر فوت ہو گیا، پیغام رساں واپس آیا اور اس نے خبر دی کہ وہ بھاگ گیا ہے۔ شام کو خلیفہ نے پھر مجلس لگائی اور دن کے وقت آرام نہ کیا تھا، شیطان نے سوچا آج رات خلیفہ سویا رہے گا۔ پھر خلیفہ نے شام کو نماز شروع کر دی جو وہ پہلے پڑھا کرتا تھا۔ پھر شیطان آیا اور کہا میں اس کے ساتھ ایسا معاملہ کروں گا کہ خلیفہ کو غصہ آ جائے گا۔ شیطان نے کہا مجھ پر میرے ساتھی نے زیادتی کی ہے، مجھے انصاف دلایا جائے گا، خلیفہ نے کہا میں نے تو تیرے ساتھ آدمی بھیجا نہیں تھا؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ لیکن میں نے اس اپنے مقروض کو نہ پایا۔ ذوالکفل (خلیفہ) نے اسے کہا، چلو میں خود تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ وہ اس کے ساتھ چکر لگاتا رہا۔ پھر کہا کیا تجھے معلوم ہے میں کون ہوں؟ خلیفہ نے کہا نہیں، اس نے کہا میں شیطان ہوں، تو نے اپنے ساتھی کو ایک امر کی ضمانت دی تھی تو میں چاہتا تھا کہ تو معاہدہ کو پورا نہ کر سکے لیکن اللہ تعالیٰ نے تجھے محفوظ رکھ لیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ذوالکفل نبی نہیں تھا لیکن وہ بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھا، ہر روز سو رکعت نماز ادا فرماتا تھا، نبی فوت ہوا تو اس کے بعد ذوالکفل کفیل بنا۔ وہ ہر روز سو رکعت نماز ادا کرتا تھا۔ اس وجہ سے اس کا نام ذوالکفل رکھا گیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی (انہوں نے اس کو حسن کہا ہے) ابن المنذر، ابن حبان، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید مولیٰ طلحہ عن ابن عمر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذوالکفل بنی اسرائیل کا ایک ایسا شخص تھا جو گناہوں سے پرہیز نہیں کرتا تھا۔ اس کے پاس ایک عورت آئی تو اس نے اسے بدکاری کے لیے ساٹھ دینار دیئے پھر جب وہ عورت سے بدکاری کرنے کے لیے بیٹھا تو عورت پر کپکپی طاری ہوگئی اور رونے لگی۔ ذوالکفل نے کہا تو کیوں رو رہی ہے کیا میں نے تجھے مجبور کیا ہے؟ اس عورت نے کہا نہیں۔ لیکن یہ ایک ایسا (برا) عمل ہے جو میں نے کبھی نہیں کیا اور آج مجھے اس عمل پر ضرورت نے مجبور کر دیا ہے۔ ذوالکفل نے کہا تو ایسا کرتی ہے اور میں ایسا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 391 (1882)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں کرتا، جا جو میں نے تجھے رقم دی ہے وہ بھی تیری (اس نے اس کے ساتھ برائی نہ کی اور اسے چھوڑ دیا)۔ ذوالکفل نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کے بعد کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا، پس وہ شخص اس رات فوت ہو گیا اور صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل کو بخش دیا۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت نافع عن ابن عمر کے طریق سے حدیث روایت کی ہے: اس میں بھی ذَاالْكِفْلِ کا ذکر ہے۔

وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَ كَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾

''اور یاد کرو ذوالنون کو جب وہ چل دیا غضب ناک ہو کر اور یہ خیال کیا کہ ہم اس پر کوئی گرفت نہیں کریں گے پھر اس نے پکارا (تہہ درتہہ) اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاک ہے تو، بے شک میں ہی قصورواروں سے ہوں۔ پس ہم نے ان کی پکار کو قبول فرمالیا اور نجات بخشی دی انہیں غم (واندوہ) سے اور یونہی ہم نجات دیا کرتے ہیں مومنوں کو''۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت ذوالنون اپنی قوم پر ناراض ہوئے تھے فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ پس اس نے یہ خیال کیا کہ ہم انہیں سزا دینے پر قادر نہیں ہیں اور جو انہوں نے اپنی قوم پر ناراضگی کا اظہار کیا اور وہاں سے بھاگ گئے ہیں۔ اس کی وجہ سے مصیبت سے دوچار کرنے پر ہم قدرت نہیں رکھتے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: حضرت ذوالنون کو عقوبت ملی تھی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے وَ ذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اپنی قوم سے ناراض ہوئے تھے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انبیائے کرام اکٹھے ہوتے تھے اور ان پر ایک ایسا ہوتا تھا جس کی طرف وحی کی جاتی تھی کہ فلاں کو فلاں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا اس نبی سے ناراض ہو کر گئے تھے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فرماتے ہیں: اس نے گمان کیا کہ اسے وہ عذاب نہیں پہنچے گا جو انہیں پہنچا تھا۔ (4)

امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ

1۔ سنن ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، جلد 4، صفحہ 567 (2496)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 93-91، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 91 4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 93

نَّقْدِرَ عَلَيْهِ وہ بھاگ گئے۔ پس ان کا خیال تھا کہ ہم اس پر قادر نہیں ہیں، حضرت ذوالنون علیہ السلام کا پہلے نیک عمل تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں نہیں چھوڑا، پس اسی عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کی دستگیری فرمائی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ اس نے خیال کیا کہ ہم اس کی وجہ سے انہیں سزا نہیں دیں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان کا گمان تھا کہ ہم ان کے خلاف فیصلہ نہیں کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فرماتے ہیں ذوالنون نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کے خلاف سزا کا فیصلہ نہیں فرمائے گا اور نہ مصیبت کا اس غصہ کے سبب جو انہوں نے اپنی قوم پر کیا تھا اور پھر قوم کو چھوڑ کر جو بھاگ گئے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا ہے کہ جب مچھلی نے یونس علیہ السلام کو نگل لیا تو اس نے انہیں سمندر کی تہ میں ڈال دیا۔ آپ نے زمین کی تسبیح سنی۔ پس حضرت یونس علیہ السلام نے وہاں سے اللہ تعالیٰ کو پکارا تھا۔

بیہقی نے الاسماء والصفات میں الحسن سے روایت کیا ہے: فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ اس نے گمان کیا کہ ہم اسے سزا نہیں دیں گے فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ فرماتے ہیں الظُّلُمٰتِ سے مرادرات کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی۔ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فرشتوں نے آپ کی آواز سنی اور کہا یہ اجنبی زمین میں معروف آواز آ رہی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ اور الکلبی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے: فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ دونوں مفسر فرماتے ہیں اس نے گمان کیا کہ ہم اس کے خلاف سزا کا فیصلہ نہیں کریں گے (1)۔ ابن جریر نے سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ تو اس نے تاریکیوں میں پکارا، الظُّلُمٰتِ سے مرادرات کی ظلمت، سمندر کی ظلمت اور مچھلی کے پیٹ کی تاریکی ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب عمرو بن میمون اور قتادہ رحمہما اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

احمد نے الزہد میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب الفرج بعد الشدۃ میں، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ الظُّلُمٰتِ سے مرادرات کی ظلمت، سمندر کی ظلمت اور مچھلی کے پیٹ کی ظلمت ہے۔ (4)

امام ابن جریر نے سالم بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی فرمائی کہ تو نے یونس علیہ السلام کے گوشت اور ہڈی کو تکلیف نہیں پہنچانی ہے، پھر اس مچھلی کو ایک دوسری مچھلی نے نگل لیا، حضرت یونس نے تاریکیوں میں پکارا، فرماتے ہیں: ظلمات سے مراد ایک مچھلی کی تاریکی پھر دوسری مچھلی کی تاریکی، پھر دریا کی تاریکی ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 93 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 95 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 415 (3445)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 95

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں ہر جگہ تسبیح سے مراد نماز ہے سوائے اس تسبیح کے لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

امام الزبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں حضرت کلبی، عن ابی صالح عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے کہ معاویہ نے ایک دن ابن عباس سے کہا: گزشتہ رات قرآن کی امواج نے دو آیتوں کے بارے مجھے خوب تھپیڑے مارے۔ میں ان کی تاویل نہیں سمجھ سکا، اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا وہ کون سی دو آیتیں ہیں؟ فرمایا وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ۔ اور دوسری یہ آیت حَتّٰٓى اِذَا اسْتَيْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا (یوسف: 110) حضرت معاویہ نے فرمایا: حضرت یونس علیہ السلام ایسا کس طرح گمان کر سکتے تھے۔ اور یہ کیسے ہو سکتے ہیں کہ انہوں نے گمان کیا کہ جو ان سے وعدہ کیا گیا تھا وہ درست نہیں تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یونس علیہ السلام نے یہ گمان کیا تھا کہ ان کی خطا اس حد تک نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ ان پر سزا کو مقدر فرمائے گا، انہیں کوئی شک نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرمائے گا تو قادر ہوگا اور رہی دوسری آیت تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسل اپنی قوم کے ایمان سے مایوس ہو گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ جنہوں نے ان کی نافرمانی کی ہے انہوں نے اعلانیہ رضا کا اظہار کیا اور اندر سے انہوں نے تکذیب کی ہے اور یہ اس پر مصیبت اور آزمائش کے لمبا ہونے کی وجہ سے ہوا، رسل اللہ تعالیٰ کی نصرت سے مایوس نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے گمان کیا کہ جو ان سے وعدہ کیا گیا تھا وہ درست نہ تھا۔ معاویہ نے کہا اے ابن عباس! تو نے میری مشکل حل کر دی، اللہ تمہاری مشکلات حل فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو دعوت دی (اور انہوں نے جھٹلایا) تو اللہ تعالیٰ نے یونس علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ صبح ان کی قوم پر عذاب آئے گا، آپ نے قوم کو عذاب سے آگاہ کر دیا، قوم کے افراد نے کہا یونس علیہ السلام نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، صبح ہم پر عذاب آ جائے گا۔ پس آؤ ہم اپنی ہر چیز میں سے کمزور چیزیں نکال لے جائیں اور ہم انہیں اپنے بچوں کے ساتھ ملا دیں، شاید اللہ تعالیٰ ان کمزور چیزوں اور بچوں پر رحم فرمائے، پس وہ عورتوں کو بچوں سمیت لے گئے، انہوں نے اونٹوں کو اپنے بچوں سمیت نکالا اور گائیوں کو بچھڑوں کے ساتھ نکالا اور بکریوں کو میمنوں کے ساتھ نکالا، انہوں نے ان تمام چیزوں کو اپنے آگے رکھا، عذاب آیا...... جب انہوں نے عذاب دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑانے لگے اور دعا کرنے لگے۔ عورتیں اور بچے رو رہے تھے، اونٹ بلبلا رہے تھے۔ گائیں اور ان کے بچھڑے ڈکار رہے تھے، بکریاں اور ان کے میمنے میں میں کر رہے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرما دیا اور ان سے عذاب ٹال دیا، حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہوئے اور کہا مجھے جھٹلایا جائے گا، پس وہ غصہ کے عالم میں سمندر کی طرف چلے گئے۔ قوم کی کشتی لنگر انداز تھی، آپ نے کہا مجھے بھی کشتی میں سوار کر لو، انہوں نے آپ کو سوار کر لیا تو آپ نے کرایہ نکالا لیکن انہوں نے کرایہ لینے سے انکار کر دیا، حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا پھر میں تم سے چلا جاؤں گا، انہوں نے آپ کی بات قبول کر لی، جب کشتی سمندر کے درمیان پہنچی تو سمندر کی موجوں نے انہیں گھیر لیا، یونس علیہ السلام نے کہا تم مجھے پھینک دو تو بچ جاؤ

گے۔ کشتی والوں نے کہا ہم تجھے پکڑے رہیں گے تو بچ جائیں گے۔ فرمایا تم میری قرعہ اندازی کرلو، انہوں نے تین مرتبہ قرعہ نکالا تو قرعہ آپ کے نام ہی پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف پیغام بھیجا اس مچھلی کو سبز سمندر کا ستارہ کہا جاتا تھا، سمندر بد بخت رہیں گے حتی کہ یونس علیہ السلام کو نگل لے لیکن یونس تیرے لیے رزق نہیں ہے لیکن تیرا پیٹ اس کے لیے قید خانہ ہے۔ تو نے نہ تو ان کی جلد کو خراش دینی ہے اور نہ اس کی ہڈی توڑنی ہے۔ مچھلی اس کشتی کے قریب آئی۔ لوگوں نے تیسری مرتبہ قرعہ ڈالا تو قرعہ آپ کے نام نکلا، آپ پانی میں چلے گئے، مچھلی نے آپ کو نگل لیا، مچھلی سمندر کو چیرتی ہوئی سبز سمندر تک پہنچ گئی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب مچھلی نے یونس علیہ السلام کو نگل لیا حتی کہ وہ انہیں ساتویں زمین پر لے گئی تو یونس علیہ السلام نے زمین کی تسبیح سنی۔ آپ کو اس کی تسبیح سے تسبیح کرنے کا شوق ملا۔ آپ نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ پھر اس مچھلی نے آپ کو زمین پر ڈال دیا۔ آپ بالکل نومولود کی طرح تھے، نہ آپ پر بال تھے اور نہ ناخن تھے، آپ کے اوپر کدو کی بیل پیدا فرمادی۔ آپ اس کے نیچے سے حشرات الارض کھاتے تھے، آپ سوئے ہوئے تھے کہ اچانک آپ کے اوپر ایک پتہ خشک ہو کر گر پڑا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک خشک پتے کے گرنے سے تم پریشان ہو رہے ہو اور لاکھ سے زائد افراد کے عذاب دیئے جانے پر تم پریشان نہ ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن ابی الدنیا (نے الفرج میں) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا ہے کہ یونس علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ سے کلمات طیبات سے دعا کرنے کا خیال آیا تو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں ہی دعا فرمائی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ آپ کی اس دعا نے عرش کو گھیر لیا۔ فرشتوں نے کہا یہ کمزور معروف آواز بلاد غربیہ سے آرہی ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم اسے نہیں جانتے؟ فرشتوں نے عرض کی یا رب! یہ کون ہے؟ فرمایا یہ میرا بندہ یونس ہے، فرشتوں نے عرض کی: تیرا بندہ یونس جس کا مقبول عمل ہمیشہ بلند ہوتا ہے اور جس کی دعا مقبول ہوتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں میرا وہی بندہ یونس ہے۔ فرشتوں نے عرض کی یا رب! کیا تو اس پر رحم نہیں فرمائے گا اسی عمل کی وجہ سے جو وہ آسائش کے دور میں کرتا تھا تاکہ تو اسے مصیبت سے نجات عطا فرمائے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو میدان میں ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر کدو کی بیل پیدا فرمادی۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ کسی انسان کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں یونس بن متی سے افضل ہوں۔ انہوں نے تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی تھی۔ (1)

امام احمد، ترمذی، نسائی، حکیم نے نوادر الاصول میں، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، البزار، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر یونس بن متی، جلد 6، صفحہ 337 (31863)، دار التاج بیروت

فرمایا: حضرت ذوالنون کی دعا جو آپ نے مچھلی کے پیٹ میں مانگی تھی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تھی۔ جس مسلمان نے ان کلمات کے ساتھ دعا کی اللہ تعالیٰ اسکی دعا قبول فرمائے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ اسم جس کے ساتھ جب بھی دعا کی جائے قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے عطا ہوتا ہے وہ یونس بن متی کی دعا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ یہ حضرت یونس کے ساتھ خاص تھی یا تمام مسلمانوں کے لیے ہے؟ فرمایا یہ یونس علیہ السلام کے لیے خاص تھی اور مسلمانوں کے لیے بھی ہے جب وہ اس کے ساتھ دعا مانگیں، کیا تم نے یہ ارشاد نہیں سناوَ كَذٰلِكَ نُــْۨجِی الْمُؤْمِنِیْنَ یہ اللہ کی طرف سے شرط ہے اس کے لیے جو اس سے دعا مانگے۔(2)

ابن مردویہ اور دیلمی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آیت انبیاء کے لیے پناہ گاہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ اس کے ساتھ یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ کی تاریکی میں دعا کی تھی۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جس کے ساتھ جب دعا کی جائے تو قبول ہوتی ہے اور جب سوال کیا جائے تو عطا ہوتا ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم پر آگاہ نہ کروں؟ وہ یونس علیہ السلام کی دعا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ جو مسلمان اپنی حالت مرض میں چالیس مرتبہ اسکے ساتھ دعا مانگے گا پھر اس مرض میں فوت ہو جائے گا تو اسے شہید کا اجر دیا جائے گا، اگر ٹھیک ہو جائے گا تو بھی اس کی مغفرت ہو چکی ہوگی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کہا میں یونس بن متی سے بہتر ہوں اس نے جھوٹ بولا۔(4)

امام الحاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک گھاٹی سے گزرے، پوچھا یہ کون سی گھاٹی ہے؟ عرض کی یہ فلاں گھاٹی ہے۔ فرمایا گویا میں یونس بن متی کو اونٹنی پر سوار دیکھ رہا ہوں جس کی مہار کھجور کے پتوں کی ہے اور آپ نے اون کا جبہ پہنا ہوا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں لبیک لبیک۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابو داؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں، ان سے غلطی ہوئی پھر ان کے رب نے انہیں چن لیا۔

1۔ سنن ترمذی، کتاب الدعوات، جلد 5، صفحہ 495 (3505)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 97
3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 4، صفحہ 331 (6959)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 638 (4122)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 373 (3313)

امام عبد بن حمید، بخاری، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ کوئی یہ کہے میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔(1) واللہ اعلم۔

وَ زَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾

"اور یاد کرو ذکریا کو جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو کہ اے میرے پروردگار! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ تو ہم نے اس کی دعا کو قبول فرمالیا اور اسے یحییٰ (جیسا فرزند) عطا فرمایا اور ہم نے تندرست کردیا ان کی خاطر ان کی اہلیہ کو بے شک وہ بہت سبک رو تھے نیکیاں کرنے میں اور پکارا کرتے تھے ہمیں بڑی امید اور خوف سے اور ہمارے سامنے بڑا عجز و نیاز کیا کرتے تھے"۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کی زبان میں طول تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے درست فرمادیا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، خابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن عساکر اور الخرائطی رحمہم اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کے اخلاق اچھے نہ تھے اور اس کی زبان دراز تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح فرمادی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ آپ کی بیوی خوش خلق نہ تھی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی بچے جنم نہیں دیتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ٹھیک کردیا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔(4)

ابن جریر نے ابن عباس سے وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم نے اسے اسی بیوی سے بچہ عطا فرمایا۔(5)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 1255 (3234)، دار ابن کثیر دمشق 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 415 (3446)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 98، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً (عن سعید) 5۔ ایضاً

السلام کی بیوی بانجھ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے درست فرما کر بچے پیدا کرنے والی بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی بیوی سے یحییٰ علیہ السلام عطا فرمائے۔ خٰشِعِیْنَ کا مطلب عجز و نیاز کرنے والے ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے یَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا کے تحت حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اس کا مطلب طَمَعًا وَّ خَوْفًا یعنی بیم ورجا کی کیفیت میں ہمیں پکارا کرتے ہیں، طمع اور خوف میں سے ہر ایک کا دوسرے سے جدا ہونا مناسب نہیں۔(2)

امام ابن المبارک رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس جملہ کے تحت روایت فرمایا ہے: اس سے مراد دل میں دائمی خوف ہے یعنی وہ ہمیں ہمیشہ خوف کی حالت میں پکارتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ ان کا خوف اللہ کی بارگاہ میں ہمیشہ ہوتا ہے، ان کا خوف ان کے دلوں سے جدا نہیں ہوتا۔ اگر ان پر کوئی رغبت نازل ہوتی ہے تو انہیں اندیشہ ہوتا ہے کہ ہوسکتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے استدراج ہو، اور اگر کوئی رہبت (خوف) نازل ہوتی ہے تو وہ ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سابقہ گناہوں کی وجہ سے پکڑنے کا حکم نہ دیا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وَیَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا رَهَبًا اس طرح ہے اشارہ کرتے ہوئے اپنی ہتھیلی کو پھیلایا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے الحلیہ میں، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن حکیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیا، پہلے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی پھر کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کی شان کے لائق اس کی تعریف کرنے، بیم ورجا کیفیت میں رہنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا اور ان کے گھر والوں کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا اِنَّهُمْ یُسٰرِعُوْنَ الخ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے خٰشِعِیْنَ کا مطلب مُتَوَاضِعِیْنَ بیان فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِیْنَ وہ ہماری بارگاہ میں عجز کا اظہار کرتے ہیں۔

وَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۱﴾

”اور یاد کرو اس خاتون کو جس نے محفوظ رکھا اپنی عصمت کو۔ پس ہم نے پھونک دیا اس میں اپنی روح سے اور ہم نے بنا دیا اسے اور اس کے بیٹے کو (اپنی قدرت کی) نشانی سارے جہان والوں کے لیے“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 98 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 415 (3447)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیصر نے معاویہ کی طرف خط لکھا کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے بندوں میں سے معزز ترین کون ہے اور اس کی بندیوں میں سے مکرم ترین کون ہے؟ حضرت معاویہ نے جواباً لکھا تو نے جو مجھ سے سوال کیا ہے میں اس کے متعلق یہ کہتا ہوں کہ معزز ترین بندہ آدم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا پھر اسے تمام اسماء سکھائے اور اس کی بندیوں میں سے معزز ترین مریم بنت عمران ہے جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَنَفَخْنَا فِيهَا مِن رُّوحِنَا کے تحت روایت کیا ہے کہ آپ کے گریبان میں (جبرئیل) نے پھونک ماری۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آپ کی عصمت میں پھونک ماری۔

إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَٰجِعُونَ ﴿٩٣﴾ فَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِۦ وَإِنَّا لَهُۥ كَٰتِبُونَ ﴿٩٤﴾ وَحَرَٰمٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَٰهَآ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾

"(اے ان انبیاء کو ماننے والو!) یہی (توحید) تمہارا دین ہے جو ایک دین ہے اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس میری بندگی کیا کرو۔ مگر لوگوں نے پارہ پارہ کر ڈالا اپنے دین کو آپس میں (آخر کار) سب ہماری طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔ پس جو شخص کرتا رہا کوئی نیک کام بشرطیکہ وہ مومن ہو تو رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا اس کی کوشش کو اور ہم اس کے لیے (اس کے عملوں کو) لکھنے والے ہیں۔ اور ناممکن ہے اس بستی کے لیے جس کو ہم نے برباد کر دیا کہ اس کے باشندے پھر لوٹ کر آئیں"۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہارا دین ایک ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہارا دین ایک ہے اور تمہارا رب ایک ہے اور شریعت مختلف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الکلبی رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ تمہاری زبان ایک ہے۔

ابن جریر نے ابن زید سے وَتَقَطَّعُوٓا۟ أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ دین میں لوگوں نے اختلاف کیا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 100، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 101

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے ابن الزبیر سے روایت کیا ہے کہ بچے یہاں وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ پڑھتے ہیں حالانکہ یہ وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ حرام یعنی الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام الفریابی، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس کا ہلاک کرنا واجب ہے۔ ہم نے اسے ہلاک کر دیا اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ وہ دنیا کی طرف نہیں لوٹیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ پڑھتے تھے فرماتے تھے کہ اس کا مطلب ہے کہ اس بستی کا ہلاک کرنا واجب ہے۔ جس طرح اس آیت میں فرمایا اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ (یس)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے یہی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ پڑھتے تھے، سعید نے پوچھا حَرْمٌ کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا یحرم۔(1)

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وحرم روایت کیا ہے اور اس کا مطلب وجب ہے یعنی ہم نے دنیا میں ان پر ہلاکت کو واجب کر دیا ہے۔ جس نظریہ پر قائم ہیں اس سے کبھی نہیں لوٹیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے حَرْمٌ کا مطلب حبشی لغت میں وجب ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَحَرْمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ یعنی اس پر واجب ہے کہ جب وہ ہلاک ہو جائے تو دنیا کی طرف نہ لوٹے۔

حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۹۷﴾

"یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں گے یاجوج اور ماجوج اور وہ ہر بلندی سے بڑی تیزی کے ساتھ نیچے اترنے لگیں گے۔ (تب معلوم ہوگا کہ) قریب آگیا ہے سچا وعدہ، تو اس وقت تاڑے لگ جائیں گی نظریں ان لوگوں کی جنہوں نے کفر کیا تھا (کہیں گے) صد حیف! ہم تو غافل رہے اس امر سے بلکہ ہم تو ظالم تھے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فُتِحَتْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے اور يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ کے ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 102

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ تمام لوگ قیامت کے روز جس مکان سے آئیں گے وہ بلند ہوگا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ وہ ہر ٹیلہ سے نیچے اترنے لگیں گے۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حَدَبٍ سے مراد بلند جگہ ہے يَّنْسِلُوْنَ آئیں گے۔(3)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا وہ ہر طرف سے زمین کے جوف میں پھیلیں گے، نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے طرفہ کا قول نہیں سنا:

فَلَمَّا يَوْمُهُمْ فَيَوْمَ سُوْءٍ تَخْطِفُنَ بِالْحَدَبِ الصُّقُوْرُ

''وہ دن برا دن تھا جس میں شکرے انہیں بلندی سے اچک رہے تھے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ کا نکلنا قیامت کے دن کا آغاز ہے۔(4)

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کل جدث یعنی جیم اور الثاء کے ساتھ پڑھا ہے جیسے اس آیت میں فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ۝ (یاسین) اور الاحداث سے مراد قبور ہیں۔(5)

امام احمد، ابو یعلی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: یاجوج و ماجوج لوگوں پر نکلیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس وہ لوگوں پر بھی غالب آ جائیں گے۔ مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں میں ان سے چھپ جائیں گے۔ اپنے مویشی بھی اپنے ساتھ ملا لیں گے۔ یاجوج و ماجوج زمین کے پانی پی جائیں گے حتی کہ انہیں خشک کر دیں گے حتی کہ بعض اس نہر سے گزریں گے تو کہیں گے کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ جب لوگوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا تو سوائے ان لوگوں کے جو کسی قلعے یا شہر میں محفوظ ہوں گے، تو یاجوج و ماجوج میں سے کوئی کہے گا یہ اہل زمین ان سے تو ہم فارغ ہو گئے، اب آسمان والے ہی باقی ہیں، ان میں سے کوئی اپنا نیزہ لہرائے گا پھر اسے آسمان کی طرف پھینکے گا تو وہ آزمائش و فتنہ کے طور پر خون آلود ہو کر واپس آئے گا، وہ اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائے گا جو مکڑی کے کیڑے کی طرح ہوگا، وہ صبح کے وقت سب مر جائیں گے، ان کی کوئی آواز سنائی نہ دے گی، مسلمان کہیں گے کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو ہمارے لیے اپنی جان کی قربانی دے اور دیکھے کہ ہمارے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 106 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 108 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 107
4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 108 5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 268 (2966)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دشمنوں کے ساتھ کیا ہوا۔ پس ایک شخص ثواب کی نیت سے نکلے گا جب کہ وہ اپنے قتل ہو جانے کا یقین کر چکا ہوگا۔ وہ اترے گا تو انہیں ایک دوسرے کے اوپر مردہ پائے گا۔ وہ آواز دے گا اے مسلمانو! خوش خبری ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف سے تمہارے دشمن کا کام تمام کر دیا ہے۔ پس مسلمان اپنے شہروں اور قلعوں سے باہر آ جائیں گے۔ اپنے مویشیوں کو چرائیں گے تو ان کے لیے سوائے یاجوج و ماجوج کے گوشت کے کوئی چراگاہ نہ ہوگی۔ پس وہ اس کا ایسا شکریہ ادا کریں گے جو انہوں نے نباتات کے ملنے پر بھی کبھی ادا نہیں کیا ہوگا جو انہیں پہلے میسر آتی تھیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: معراج کی رات میں ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام سے ملا، وہ قیامت کا ذکر کر رہے تھے، انہوں نے معاملہ ابراہیم علیہ السلام کی طرف لوٹایا تو انہوں نے فرمایا: مجھے تو اس کا کوئی علم نہیں ہے۔ پھر معاملہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا تو انہوں نے بھی فرمایا مجھے اس کا کوئی علم نہیں ہے، پھر معاملہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹایا تو انہوں نے فرمایا اس کا وقوع تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا لیکن میرے رب نے جو مجھے آگاہی بخشی ہے وہ یہ ہے کہ دجال نکلے گا اور میرے ساتھ دو چھڑیاں ہوں گی۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو رصاص کی طرح پگھل جائے گا۔ جب وہ مجھے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کر دے گا حتی کہ پتھر اور درخت کہیں گے اے مسلم! میرے نیچے کافر (چھپا ہوا) ہے، آؤ اسے قتل کرو۔ پس اللہ تعالیٰ کافروں کو ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ اپنے شہروں کی طرف لوٹیں گے، یاجوج و ماجوج جس چیز پر بھی آئیں گے اسے ہلاک کر دیں گے۔ وہ کسی پانی سے گزریں گے تو اسے پی جائیں گے۔ پھر لوگ لوٹیں گے اور ان کی شکایت کریں گے، پس وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو ہلاک کر دے گا حتی کہ زمین پر ان کی بدبو پھیل جائے گی۔ اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا، وہ ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں لے جائے گی اور مجھے جو اللہ تعالیٰ نے آگاہی بخشی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ جب معاملہ اس طرح ہے تو قیامت اس حاملہ عورت کی طرح ہے، جس کے دن مکمل ہو چکے ہوں اس کے گھر والوں کو علم نہیں ہوتا کہ یہ اچانک دن کے وقت یا رات کے وقت بچہ جنم دے گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس بات کی تصدیق کتاب اللہ میں بھی پائی حَتّٰۤى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ فرماتے ہیں ہر مکان جس سے لوگ قیامت کے روز آئیں گے وہ بلند ہوگا۔(2)

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت خالد بن عبد اللہ بن حرملہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا جب کہ آپ بچھو کے کاٹنے کی وجہ سے اپنی انگلی پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ فرمایا تم کہتے ہو تمہارا کوئی دشمن نہیں تم ہمیشہ دشمن سے جنگ کرتے رہو گے حتی کہ یاجوج و ماجوج آئیں گے جن کے چہرے چوڑے ہوں گے، آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور ان کی پلکیں سرخ ہوں گی، ہر بلندی سے اتریں گے۔ ان کے ے گویا چمڑے کی چوڑی ڈھالیں ہیں۔(3)

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 449، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 11، صفحہ 451، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 271، دار صادر بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی یزید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے بچوں کو دیکھا کہ وہ کھیلتے ہوئے ایک دوسرے کے اوپر چڑھ رہے تھے۔ ابن عباس نے فرمایا یاجوج وماجوج اسطرح نکلیں گے۔(1)

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے البعث میں نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ایک صبح دجال کا ذکر کیا تو دوران گفتگو آپ کی آواز کبھی پست ہو جاتی اور کبھی بلند ہو جاتی۔ ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وعظ سے یوں محسوس ہونے لگا کہ دجال کھجوروں کے جھنڈ میں ہے (پھر جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے ہمارے چہروں سے دجال کا خوف پہچان لیا)۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تم پر دجال سے زیادہ کسی اور چیز کا خوف ہے (جو قریب قیامت میں) ظاہر ہوگی۔ اگر دجال نکلے گا اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں گا تو میں اس سے جھگڑوں گا اور اگر میری عدم موجودگی میں نکلے گا تو ہر شخص خود اس کا مقابلہ کرے گا۔ اللہ کریم میری طرف سے اس سے ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ گھنگھریالے بالوں والا جوان ہوگا، اس کی ایک آنکھ کا ڈھیلا باہر نکلا ہوا ہوگا، اس کے گھوڑے شام اور عراق کے درمیان نکلیں گے، وہ دائیں، بائیں فساد پھیلائے گا اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا، ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ زمین میں کتنا عرصہ ٹھہرے گا؟ ﷺ فرمایا چالیس دن (اس وقت) ایک دن سال کی طرح ہو گا، ایک دن ایک مہینہ کی طرح ہوگا، ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا اور (باقی) تمام دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ایک دن جو سال کا ہوگا کیا اس میں ہماری ایک دن کی نمازیں کافی ہوں گی۔ فرمایا نہیں بلکہ تم اندازہ سے نماز ادا کرنا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ زمین سے کتنا جلدی چلے گا؟ فرمایا وہ اس بادل کی طرح تیز چلے گا جس کو پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہوتی ہے، دجال ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا، انہیں اپنی طرف بلائے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے وہ آسمان کو حکم دے گا۔ تو وہ بارش برسا دے گا، زمین کو حکم دے گا تو وہ اناج وسبزہ آگاہ دے گی۔ ان کے اونٹ شام کو واپس آئیں گے تو ان کی کوہانیں پہلے کی نسبت لمبی ہوں گی، ان کی اونٹنیوں کے کھیریاں مکمل بھری ہوئی ہوں گی اور اس کے پہلو لمبے ہو چکے ہوں گے۔ پھر وہ ایک اور قبیلہ کے پاس آئے گا، انہیں اپنی طرف بلائے گا، وہ اس کی بات کو رد کر دیں گے، ان کے اموال اس کے پیچھے چلے جائیں گے۔ وہ قحط میں مبتلا ہو جائیں گے، ان کے اموال میں سے کچھ بھی ان کے پاس نہیں رہے گا۔ پھر وہ ایک بنجر زمین پر آئے گا، اسے کہے گا اپنے خزانے اگل دے۔ پس اس کے خزانے نکل کر شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے، پھر وہ ایک جوان آدمی کو حکم دے گا پھر اسے قتل کرے گا اور تلوار کے وار اس پر کرے گا۔ وہ اسے دو ٹکڑے کر دے گا جس طرح نشانہ کا شکار ہوتا ہے۔ پھر وہ اسے بلائے گا تو وہ اس کی طرف (زندہ ہو کر) آجائے گا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمائیں گے۔ وہ دمشق کی مشرقی جانب سفید مینارہ کے پاس فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، عیسیٰ علیہ السلام دجال کا پیچھا کریں گے اور اس کو مقام لد کے مشرقی دروازے کے پاس قتل کریں گے، اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائیں گے میں نے کچھ ایسے بندے (یاجوج وماجوج)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 104، داراحیاء التراث العربی بیروت

نکالے ہیں جن سے کسی کو جنگ کرنے کی طاقت نہیں، تم میرے بندوں کو طور کی طرف لے جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کو نکالے گا۔ وہ ہر ٹیلے سے نکل پڑیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گڑگڑاتے رہیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا فرمائے گا۔ اس کی وجہ سے وہ ایک شخص کی موت کی طرح سب مر جائیں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی زمین پر اتریں گے، وہ ہر طرف ان کی بدبو پائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح پرندے بھیجیں گے۔ وہ پرندے یاجوج و ماجوج کے جسموں کو اٹھا کر وہاں پھینک آئیں گے جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا، پھر اللہ تعالیٰ (چالیس دن) بارش برسائیں گے جس سے مٹی کا گھر اور اون سے بنا ہوا خیمہ کوئی بھی محروم نہیں رہے گا، زمین دھل جائے گی اور صاف وشفاف ہو جائے گی۔ پھر زمین کو حکم ہوگا اپنے پھل اگا دے۔ اس وقت پھر اتنی برکت ہوگی کہ ایک انار کو ایک پوری جماعت کھائے گی، اس کے چھلکے سے لوگ سایہ حاصل کریں گے۔ دودھ میں بڑی برکت ہوگی حتی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کے کئی گروہوں کے لیے کافی ہوگی اور ایک گائے ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی، ایک بکری ایک گھر کے لیے کافی ہوگی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا چلائے گے جو ہر مومن و مسلمان کی بغل کے نیچے لگے گی تو اس طرح ہر مسلمان کی روح پرواز کر جائے گی۔ صرف برے لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح لڑتے ہوں گے۔ ان پر ہی قیامت قائم ہوگی۔ (1)

امام ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یاجوج و ماجوج کے نکلنے کے وقت گھوڑی بچہ جنم دے گی کہ اس کے بچے پر سواری نہیں کی جائے گی کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانیاں یہ ہیں: دجال کا خروج، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور ایک آگ عدن کی گہرائی سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کرلے جائے گی، جب لوگ قیلولہ کریں گے تو وہ ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ جب وہ راتیں گزاریں گے تو وہ ان کے ساتھ رات گزارے گی، دھواں، دابہ، یاجوج و ماجوج۔ حضرت حذیفہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یاجوج و ماجوج کیا ہیں؟ فرمایا یہ امتیں ہیں، ہر امت چار لاکھ امت ہے ان میں سے کوئی شخص فوت نہیں ہوگا حتی کہ اپنی صلب سے ہزار آنکھ اپنے سامنے چلتے ہوئے دیکھے گا۔ وہ آدم کی اولاد ہیں۔ وہ دنیا کی خرابی کی طرف چلیں گے۔ ان کا مقدمہ (پہلا دستہ) شام میں ہوگا، ساقہ (پچھلا دستہ) عراق میں ہوگا۔ وہ دنیا کی نہروں سے گزریں گے۔ وہ فرات، دجلہ اور بحیرہ طبریہ کو پی جائیں گے حتی کہ وہ بیت المقدس آئیں گے تو وہ کہیں گے ہم نے اہل دنیا کو قتل کر دیا۔ اب آسمان والوں سے قتال کریں۔ وہ اپنے نیزے اور تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو وہ خون آلود ہو کر واپس آئیں گے۔ وہ کہیں گے ہم نے آسمان والوں کو بھی قتل کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان جبل طور پر ہوں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام آسمان کی طرف ہاتھ بلند کریں گے یعنی دعا کریں گے۔ مسلمان آمین کہیں گے، اللہ تعالیٰ یاجوج و ماجوج پر ایک کیڑا مسلط کرے گا جسے النغف کہا جاتا ہے، وہ ان کے

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی فتنۃ الدجال، جلد 4، صفحہ 442 (2240)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نتھنوں میں داخل ہوگا تو وہ شام کے وسط سے لے کر مشرق کے وسط تک صبح کے وقت مرجائیں گے حتی کہ ان کے مردہ جسموں کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا تو وہ اس طرح بارش برسائے گا گویا کہ مشکیزوں کے منہ کھل گئے ہیں، پس ساری زمین ان کے مرداروں اور بدبو سے پاک ہو جائے گی، اس وقت سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج نکلیں گے تو زمین میں سمندر کی موجوں کی طرح آئیں گے اور زمین میں فساد پھیلائیں گے۔ پھر آپ نے بطور دلیل یہ آیت پڑھی وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ پھر اللہ تعالیٰ ان پر نغف کیڑے کی طرح کا ایک جانور مسلط کرے گا۔ وہ ان کے کانوں اور نتھنوں میں داخل ہو جائے گا۔ اس کی وجہ سے یاجوج و ماجوج سب مرجائیں گے۔ پس ان کے مردہ جسموں کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا تو ان کے جسموں سے زمین صاف ہو جائے گی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ابوسعید نے فرمایا: یاجوج و ماجوج نکلیں گے تو وہ سب لوگوں کو قتل کر دیں گے سوائے ان لوگوں کے جو قلعوں میں بند ہوں گے۔ یاجوج و ماجوج بحیرہ (طبریہ) سے گزریں گے۔ اس کا پانی پی جائیں گے، پھر گزرنے والا وہاں سے گزرے گا تو کہے گا کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان پر نغف کیڑے کو مسلط کر دے گا حتی کہ وہ انکی گردنیں توڑ دے گا۔ پس وہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔ قلعوں میں محبوس لوگ کہیں گے، اللہ کے دشمن ہلاک ہو گئے ہیں، وہ ایک شخص کو بھیجیں گے تا کہ وہ صورت حال کو ملاحظہ کرے۔ اور اس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ شرط رکھی کہ وہ انہیں زندہ پائے گا تو وہ اسے اٹھالیں گے، پس اس نے دیکھا کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا جو ان کے جسموں کو بہا کر سمندر میں لے جائے گی۔ زمین ان کے مردہ جسموں سے پاک ہو جائے گی، ان کے بعد لوگ درخت اور کھجوریں لگائیں گے، زمین اپنا پھل نکالے گی جس طرح کہ اس نے یاجوج و ماجوج کے زمانہ میں نکالا تھا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یاجوج و ماجوج نکلنے کے وقت دیوار کو کھودیں گے حتی کہ قریب والے لوگ ان کے بسولوں کی آواز سنیں گے، جب شام ہوگی تو وہ کہیں گے کل آئیں گے تو نکل جائیں گے، اللہ تعالیٰ دیوار پھر پہلے کی طرح بنا دے گا، وہ دوسرے دن آئیں گے، دیوار کو کھودیں گے حتی کہ قریب والے ان کے بسولوں اور ہتھوڑوں کی آواز سنیں گے۔ جب رات ہوگی تو وہ کہیں گے کل آئیں گے تو نکل جائیں گے۔ وہ اگلے دن آئیں گے تو دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے دیوار کو پھر پہلے کی طرح بنا دیا ہے، وہ دیوار کو کھودیں گے حتی کہ قریب والے ان کے بسولوں کی آواز سنیں گے، جب رات ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان کے ایک شخص کی زبان پر یہ الفاظ جاری فرمائے گا: ان شاء اللہ کل ہم نکل جائیں گے۔ وہ اگلے دن آئیں گے تو دیوار کو اسی حالت میں پائیں گے جس حالت میں چھوڑ کر گئے تھے۔ وہاں سے پھاڑ دیں گے پھر باہر نکل آئیں گے، پہلا گروہ بحیرہ سے گزرے گا۔ تو اس کا سارا پانی پی جائے گا پھر دوسرا گروہ گزرے گا تو وہ اس کی مٹی بھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 107 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 104

چاٹ جائیں گے۔ پھر تیسرا گروہ گزرے گا تو وہ کہیں گے کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ لوگ ان سے بھاگ جائیں گے، کوئی چیز بھی ان کے سامنے نہ ٹھہرے گی۔ وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے تو وہ خون آلود ہو کر واپس آئیں گے، وہ کہیں گے ہم نے اہل زمین اور اہل آسمان پر غلبہ پالیا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام یاجوج وماجوج کے خلاف دعا فرمائیں گے۔ عرض کریں گے اے اللہ! ہمیں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں تو خود ہماری طرف سے ان کی کفایت فرما۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر ایک کیڑا مسلط فرمائے گا جس کو النغف کہا جاتا ہے، پس وہ ان کی گردنیں توڑ دے گا، پھر اللہ تعالیٰ ان پر پرندے بھیجے گا جو انہیں اپنی چونچوں میں اٹھا کر سمندر میں پھینک آئیں گے، پھر اللہ تعالیٰ بارش برسائے گا جس کا نام الحیاۃ ہوگا، وہ زمین کو ان کے جسموں سے پاک صاف کر دے گی۔ پھر زمین اپنا اناج اگائے گی حتی کہ ایک انار سے ایک السکن سیر ہوگا۔ پوچھا گیا اے کعب السکن سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس سے مراد پورا گھرانہ ہے، لوگ اسی حالت میں ہوں گے کہ ان کے پاس ایک چیخنے والا آئے گا اور کہے گا: تپلی پنڈلیوں والا بیت اللہ شریف کو گرانے کے ارادہ سے آچکا ہے، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو سات سو یا سات سو اور آٹھ سو فرشتوں کے درمیان مبعوث فرمائے گا، جب وہ راستہ پر ہوگا تو اللہ تعالیٰ دائیں طرف سے پاک ہوا چلائے گا، جس میں ہر مومن کی روح قبض ہو جائے گی۔ پھر شرارتی لوگ باقی رہ جائیں گے۔ وہ جانوروں کی طرح جماع کریں گے (برسر راہ) اور قیامت کی مثل اس شخص کی طرح ہوگی جو اپنی گھوڑی کے اردگرد چکر لگاتا رہتا ہے کہ کس وقت بچہ جنم دیتی ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: جب سے یہ دنیا وجود میں آئی ہے اس کے ہر سو سال پر ایک نیا حادثہ رونما ہوتا ہے۔ فرمایا یاجوج وماجوج نکلیں گے۔ اور وہ اس کیفیت میں نکلیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ** پس ان کا پہلا گروہ نہر عجاج پر آئے گا تو اس کا سارا پانی پی جائے گا حتی کہ ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا، دوسرا گروہ آئے گا، وہ وہاں سے گزرے گا تو کہے گا کبھی یہاں پانی ہوا کرتا تھا۔ وہ زمین میں فساد پھیلائیں گے وہ والیا کے شہر میں مومنین کا محاصرہ کریں گے، وہ کہیں گے زمین میں جو بھی ہے ہم نے اسے ذبح کر دیا۔ آؤ اب آسمان والوں پر تیر اندازی کریں۔ وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے تو وہ خون آلود واپس آئیں گے۔ وہ کہیں گے زمین اور آسمان پر جو موجود تھا ہم نے اسے قتل کر دیا، مومنین عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کریں گے اے روح اللہ! یاجوج و ماجوج کے خلاف اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں۔ وہ ان کے خلاف دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے کانوں میں نغف کیڑا پیدا فرما دے گا جو ان تمام کو ایک رات میں قتل کر دے گا حتی کہ ان کے مرداروں کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گی، مومنین عرض کریں گے اے روح اللہ! اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں ہم ڈر رہے ہیں کہ ان کے مرداروں کی بدبو سے ہم مر جائیں گے، پس اللہ تعالیٰ سے عیسیٰ علیہ السلام دعا فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے گا جو انہیں بہا کر سمندر میں ڈال دے گی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر ایک شخص نے گھوڑے کا بچہ، یاجوج وماجوج کے بعد رکھا ہوگا تو اس پر سوار نہیں ہوگا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 105، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 109

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، ابو یعلی، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یاجوج وماجوج کے نکلنے کے بعد بھی اس گھر کا حج کیا جائے گا اور عمرہ کیا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اِقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فرماتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ قیامت کا دن قریب ہے، الربیع سے اس جملہ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس وقت ان پر قیامت قائم ہوگی۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿۹۸﴾ لَوْ كَانَ هٰۤؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ هُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَ هُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾

"(اے مشرکو!) تم اور جن بتوں کی تم عبادت کیا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سب جہنم کا ایندھن ہوں گے تم اس میں داخل ہونے والے ہو۔ (سوچو!) اگر یہ خدا ہوتے تو نہ داخل ہوتے جہنم میں اور (جھوٹے خدا اور ان کے پجاری) سب اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ وہ جہنم میں (شدت عذاب سے) چیخیں گے اور اس میں اور کچھ نہ سن سکیں گے۔ بلاشبہ وہ لوگ جن کے لیے مقدر ہو چکی ہے ہماری طرف سے بھلائی تو وہی اس جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ وہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ ان (نعمتوں) میں جن کی خواہش انہوں نے کی تھی ہمیشہ رہیں گے۔ نہ غم ناک کرے گی انہیں بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے (انہیں بتائیں گے) یہی وہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ (یاد کرو) جس دن ہم لپیٹ دیں گے آسمان کو جیسے لپیٹ دیئے جاتے ہیں طومار میں کاغذات جیسے ہم نے آغاز کیا تھا ابتدائے آفرینش کا اسی طرح ہم اسے لوٹائیں گے، یہ وعدہ (پورا کرنا) ہم پر لازم ہے، یقیناً ہم (ایسا) کرنے والے ہیں"۔

الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور ابوداؤد (نے الناسخ میں) اور حاکم (انہوں نے اسے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 501، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

صحیح کہا ہے) نے کئی طرق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ الخ کا ارشاد نازل ہوا تو مشرکین نے کہا پھر تو ملائکہ، عیسیٰ اور عزیز علیہ السلام کی بھی پوجا کی جاتی ہے (ان کا بھی یہی حشر ہوگا)۔ تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى الخ کی آیت نازل فرمادی، یعنی عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور ملائکہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ (1)

امام ابن مردویہ اور الضیاء رحمہما اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عبد اللہ بن الزبعری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور کہا تم کہتے ہو کہ تم پر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ الخ، ابن الزبعری نے کہا: سورج، چاند، فرشتے، عزیز، عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کی جاتی ہے، یہ سب ہمارے خداؤں کے ساتھ جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ۝ (الزخرف) پھر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔

امام ابوداؤد (نے الناسخ میں) ابن المنذر، ابن مردویہ اور الطبرانی رحمہم اللہ نے ایک دوسرے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ الخ کا ارشاد نازل ہوا تو اہل مکہ کو بڑی تکلیف ہوئی کہنے لگے: ہمارے خداؤں کو انہوں نے برا بھلا کہا ہے۔ ابن الزبعری نے کہا میں تمہاری خاطر محمد سے جھگڑا کروں گا، اسے بلاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا تو اس نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ حکم ہمارے خداؤں کے ساتھ خاص ہے یا ہر اس معبود کے لیے ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہر اس شخص کے لیے ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے (اور وہ اس کو پسند کرتا ہے)۔ ابن الزبعری نے کہا رب کعبہ کی قسم! میں تجھ سے جھگڑا کروں گا، کیا تم خود نہیں کہتے عیسیٰ عبد صالح تھے، عزیر عبد صالح تھے اور ملائکہ نیک سیرت مخلوق ہیں، یہود، عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور یہ بنو ملیح ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں، اہل مکہ نے (اس کی یہ بات سن کر) شور مچایا اور بہت خوش ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى یعنی حضرت عزیر، عیسیٰ اور ملائکہ کے لیے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ یہ لوگ جہنم سے دور رکھے جائیں گے اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ۝ (الزخرف) یہ حدیث صحیح ہے۔ (2)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ۝ پھر اس آیت کریمہ نے اسے منسوخ کر دیا: اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۝ یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ الخ پھر اس کو اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى کی آیت نے منسوخ کر دیا۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 417 (3449)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 153 (12739)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 110

امام ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے کہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ سے مراد بت اور ان کے پرستار ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے حَصَبُ جَهَنَّمَ کا مطلب جہنم کا ایندھن ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حَصَبُ جَهَنَّمَ سے مراد جہنم کے درخت ہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: حبشی زبان میں حَصَبُ کا مطلب ایندھن ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حَصَبُ جَهَنَّمَ سے مراد کا ایندھن ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حَصَبُ جَهَنَّمَ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہیں جہنم میں پھینکا جائے گا۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حَصَبُ کا معنی حطب (لکڑیاں) روایت کیا ہے: بعض قراء فرماتے ہیں: حَصَبُ جَهَنَّمَ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جہنم ان معبودوں کے ساتھ بھڑکائی جائے گی، ان کو جہنم میں پھینکا جائے گا۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَضَبُ جَهَنَّمَ (یعنی الضاد سے) پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن ابی الدنیا (نے صفۃ النار میں)، طبرانی اور بیہقی نے البعث میں ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب آگ میں صرف وہ باقی رہ جائیں گے جنہوں نے ہمیشہ اس میں رہنا ہے تو مشرکین کے معبودوں کو آگ کے لوہے کے تابوتوں میں رکھا جائے گا، جن میں کیل بھی آگ کے لوہے کے ہوں گے پھر ان تابوتوں کو لوہے کے اور تابوتوں میں رکھا جائے گا پھر انہیں نچلے درجے میں پھینکا جائے گا۔ ہر شخص یہ خیال کرے گا کہ اس کے سوا کسی دوسرے کو عذاب نہیں ہو رہا ہے۔ پھر عبد اللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّ هُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى سے مراد عیسیٰ علیہ السلام، ملائکہ اور عزیر علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اُولٰٓىِٕكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ سے مراد عیسیٰ، عزیر اور ملائکہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اصبغ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ہر چیز جس کی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے وہ آگ میں ہے سوائے سورج، چاند اور عیسیٰ علیہ السلام کے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى سے مراد اللہ کے اولیاء ہیں جو پل صراط سے بجلی بھی تیز رفتار میں گزریں گے۔ وہ جہنم کی آہٹ بھی نہیں سنیں گے اور کفار ہی محبوس ہو کر رہ جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن مردویہ نے النعمان بن بشیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 111 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 113 (عن مجاہد)

پڑھی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اور فرمایا اس سے مراد میں، عمر، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن ہیں۔

عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابوعثمان النہدی سے روایت کیا ہے: لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا فرماتے ہیں: پل صراط پر سانپ ہوں گے جو کفار کو کاٹیں گے اور کفار حس، حس کہیں گے، مسلمان اس حس، حس کو نہیں سنیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پل صراط پر سانپ ہیں جو حس حس کی آواز نکالتے ہیں۔

امام ابن مردویہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت کیا ہے کہ الْحُسْنٰۤى سے مراد سعادت ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن حاطب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد حضرت عثمان اور آپ کے ساتھی ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اہل جنت، دوزخیوں کی آہٹ نہیں سنیں گے جب وہ جنت میں اپنی اپنی منازل میں اتریں گے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے روایت کیا ہے کہ حَسِیْسَهَا سے مراد صوتہا ہے

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور الحسن البصری رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۃ الانبیاء میں اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ الخ آیت نازل ہوئی پھر استثناء فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اللہ تعالیٰ کے علاوہ عیسیٰ، عزیز اور ملائکہ کی عبادت کی گئی لیکن وہ اس عبادت کو پسند نہیں کرتے تھے اس لیے وہ وعید کے حکم سے مستثنیٰ ہیں۔(4)

ابن جریر نے الضحاک سے روایت کیا ہے: لوگ کہتے ہیں اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى سے تمام لوگ مراد ہیں، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار ہے مثلاً عیسیٰ اور آپ کی والدہ، عزیر اور ملائکہ (علیہم السلام) ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان معبودوں سے استثناء کی ہے جنہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ النار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ جب جہنم کو جہنمیوں پر بند کر دیا جائے گا تو مومنین کو بڑی گھبراہٹ غم ناک نہ کرے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ سے مراد دوسرہ نفخہ ہے۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: یہ بڑی گھبراہٹ اس وقت ہوگی جب کفار پر دوزخ کو بند کر دیا جائے گا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 115 | 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 113 | 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 116
4۔ ایضاً، ایضاً، جلد 17، صفحہ 14-113 | 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 15-114 | 6۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 116 | 7۔ ایضاً

فرماتے ہیں: جب کفار پر آگ کو بند کر دیا جائے گا تو یہ بڑی گھبراہٹ ہوگی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: جب جہنم کو بند کیا جائے گا تو گھبراہٹ ہوگی اور فرمایا: جب موت کو ذبح کیا جائے گا تو بڑی گھبراہٹ ہوگی۔(2)

امام البزار اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید الخدری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہاجرین کے لیے سونے کے منبر ہوں گے۔ وہ قیامت کے روز ان پر بیٹھیں گے جب کہ وہ گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تاریکی میں داخل ہونے والوں (یعنی اندھیرے میں نماز کو جانے والے) کو قیامت کے روز نور کے منابر کی خوش خبری سناؤ۔ لوگ اس دن پریشان ہوں گے جب کہ یہ پریشان نہ ہوں گے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جس دن اللہ تعالیٰ (کے عرش کے) سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن رضائے الٰہی کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے نور کے منابر پر ہوں گے، لوگ گھبرائے ہوں گے لیکن یہ پریشان نہ ہوں گے۔(4)

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین افراد قیامت کے روز کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، انہیں قیامت کے روز بڑی گھبراہٹ پریشان نہیں کرے گی: (۱) وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرائے اور مقتدی اس پر خوش ہوں (۲) وہ شخص جو ہر روز اذان دیتا ہے (۳) وہ غلام جو اللہ تعالیٰ کا حق اور اپنے سرداروں کا حق ادا کرتا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ انہیں وہ فرشتے ملیں گے قیامت کے روز جو دنیا میں ان کے ساتھ تھے اور وہ کہیں گے ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھی رہے اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھی ہیں، تمہارے جنت میں داخل ہونے تک ہم تم سے جدا نہ ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ ارشاد ان کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگا۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ سے مراد فرشتہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ فرشتے کا نام ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ فرشتہ ہے، جب وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 116 — 2۔ ایضاً

3۔ معجم کبیر جلد 8، صفحہ 142 (7633)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد — 4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 492 (18001)، دار الفکر بیروت

5۔ سنن ترمذی، مع تحفۃ الاحوذی، کتاب صفۃ الجنۃ، جلد 7، صفحہ 285 (2566)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 117

استغفار کے ساتھ اوپر جاتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے اسے نور لکھ دو۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابو جعفر الباقر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ فرشتہ ہے، ہاروت و ماروت اس کے ساتھی تھے۔ ہر روز اس کے لیے تین لمحات ایسے ہوتے ہیں جن میں وہ ام الکتاب میں دیکھتا ہے۔ ایک دفعہ اس نے دیکھا جب کہ اس وقت اس کو دیکھنے کی اجازت نہیں تھی، اس نے دیکھا کہ آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جائے گا اور اس کے امور کا بھی مشاہدہ کیا۔ اس نے یہ بات آہستہ سے ہاروت و ماروت تک پہنچا دی۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ۭ قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا (البقرہ:30) ''میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ فرشتوں نے کہا کیا تو اس میں اسے خلیفہ بنا رہا ہے جو اس میں خون ریزی کرے گا''۔ یہ فرشتوں کا بغیر اجازت دیکھنا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: السِّجِلِّ فرشتہ ہے (2) جو اعمال نامہ پر مقرر کیا گیا ہے جب کوئی انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کی کتاب السجل فرشتے کے حوالے کی جاتی ہیں، وہ اسے لپیٹ دیتا ہے اور قیامت تک کے لیے اٹھا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ سے مراد صحیفہ (نامۂ اعمال) ہے۔(3)

امام ابو داؤد، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مندہ (نے المعرفہ میں)، ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں (انہوں نے اسے صحیح حدیث کہا ہے) ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ السِّجِلِّ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا۔(4)

امام ابن المنذر، ابن عدی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کاتب تھا جس کو سجل کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان كَطَیِّ السِّجِلِّ میں یہی مراد ہے۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے السِّجِلِّ سے مراد انسان ہے (5)، ابن مردویہ نے لکھا ہے کہ حبشی لغت میں السِّجِلِّ انسان کو کہتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ کا مطلب صحیفہ کو کتاب پر لپیٹنے کی طرح ہے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم ہر چیز کو ہلاک کر دیں گے جس طرح ابتداء میں تمہاری تخلیق کی تھی پھر اسی طرح تمہاری دوسری تخلیق کریں گے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ ہم انہیں برہنہ بدن، ننگے پاؤں اور غیر مختون لوٹائیں گے۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 117 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 118
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 120 8۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 119

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جب کہ میرے پاس بنی عامر کی ایک بوڑھی عورت موجود تھی۔ پوچھا اے عائشہ! یہ بوڑھی کون ہے؟ میں نے عرض کی یہ میری خالاؤں میں سے ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بوڑھی عورت جنت میں داخل نہ ہوگی، اس بوڑھی بیچاری کو انتہائی پریشانی ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بوڑھیوں کو نئے سرے سے تخلیق فرمائے گا، تم دوبارہ اٹھو گے تو تم ننگے پاؤں، برہنہ جسم اور غیر مختون ہو گے۔ اس نے عرض کی: اللہ سے یہ بہت دور ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِیْنَ۔ سب سے پہلے ابراہیم خلیل الرحمٰن کو لباس پہنایا جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آدم علیہ السلام کے قد، جسم اور سریانی زبان پر پیدا فرمایا ہوگا، برہنہ، ننگے پاؤں اور غیر مختون ہوں گے جس طرح کہ (پہلے) پیدا ہوئے تھے۔

وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُهَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾

''اور بے شک ہم نے لکھ دیا ہے زبور میں پند و موعظت کے (بیان کے) بعد کہ بلاشبہ زمین کے وارث تو میرے نیک بندے ہوں گے۔ یقیناً اس قرآن میں کفایت ہے اس قوم کی (فلاح دارین) کے لیے جو عبادت گزار ہے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے۔ فرما دیجئے کہ میرے پاس تو صرف وحی آئی ہے کہ تمہارا خدا (وہی ہے جو) ایک خدا ہے پس کیا تم اسلام لانے کے لیے تیار ہو''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ کے تحت روایت کیا ہے کہ الذِّكْرِ سے مراد القرآن ہے (اس معنی کے اعتبار سے بعد بمعنی قبل ہوگا) اَنَّ الْاَرْضَ سے مراد جنت کی زمین ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد قرآن ہے اور الذِّكْرِ سے مراد تورات ہے اور الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد تورات ہے اور الذِّكْرِ سے مراد تورات کے بعد کی کتب ہیں۔ (3)

امام ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد کتب سماویہ ہیں اور الذِّكْرِ سے مراد تورات ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 120 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 123 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 122 4۔ ایضاً

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے: الزَّبُوْرِ سے مراد، تورات، انجیل اور قرآن میں اور الذِّكْرِ سے مراد وہ اصل ہے جس سے یہ کتب نقل کی گئی ہے اور وہ اصل زمین اور آسمان میں ہے۔ الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد تورات، انجیل اور قرآن ہے اور الذِّكْرِ سے مراد وہ ہے جو آسمان میں ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الزَّبُوْرِ سے مراد کتب ہیں اور الذِّكْرِ سے مراد لوح محفوظ ہے اور الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد وہ کتب ہیں جو انبیائے کرام پر نازل کی گئی ہیں اور الذِّكْرِ سے مراد وہ کتاب ہے جس میں اس سے پہلے اشیاء لکھی گئی ہیں۔(3)

امام الفریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے تورات اور زبور میں خبر دی ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ زمین کا وارث بنائے گا اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ فرماتے ہیں عابدین سے مراد عالمین ہے۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ الْاَرْضَ سے مراد جنت کی زمین ہے، اس کے وارث وہ لوگ ہیں جو جماعت کے ساتھ پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت الشعبی سے روایت کیا ہے کہ الزَّبُوْرِ سے مراد داؤد علیہ السلام کی کتاب ہے اور الذِّكْرِ سے مراد تورات ہے اور الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(6)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: الزَّبُوْرِ سے مراد داؤد علیہ السلام کی کتاب ہے اور الذِّكْرِ سے مراد تورات ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے۔(7)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ الْاَرْضَ سے مراد جنت ہے اور دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ۔ (زمر: 74) پس جنت کا آغاز زمین میں ہے پھر اس کے درجات بلند ہیں اور آگ کا آغاز بھی زمین میں ہے اور ان دونوں کے درمیان حجاب ہے اور کوئی شخص اس دیوار کو نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ پھر یہ تلاوت فرمائی بَابٌ ؕ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 121 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 123
5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 123,25 6۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 122 7۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 123

الْعَذَابُ (الحدید) اور دوزخ کے درجات نیچے کی طرف جاتے ہیں اور جنت کے درجات اوپر کی طرف جاتے ہیں۔(1)

ابن جریر نے صفوان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عامر بن عبداللہ ابوالیمان سے پوچھا کیا مومنین کی روحیں جمع ہوں گی؟ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ لَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ (الآیہ) اس آیت میں جس زمین کا ذکر ہے اس میں تمام مومنین کی ارواح جمع ہوں گی حتی کہ دوبارہ اٹھنا پایا جائے۔(2)

امام بخاری نے التاریخ میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ اور ہم صالحون (نیکوکار) ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے روایت کیا ہے: اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا یعنی اس صورت میں جو احکام اور پند و نصائح ہیں وہ جنت میں داخل کرنے کے لیے کافی ہیں یا یہ معنی کہ اس قرآن میں جو احکام ہیں وہ جنت میں دخول کا سبب ہیں۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے کہ اس قرآن میں عابد قوم کے لیے منفعت اور علم ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قوم سے مراد امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اور رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔(5)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قوم سے مراد پانچوں نمازوں میں عبادت کی خاطر مشغول ہونے والے ہیں۔(6)

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ پڑھی اور فرمایا: اس سے مراد مسجد حرام میں جماعت کے ساتھ پانچوں نماز پڑھنے والے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ قوم سے مراد پانچوں نمازیں ادا کرنے والے ہیں۔

ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ لِقَوْمٍ سے مراد جماعت کے ساتھ پانچوں نمازوں کو ہمیشہ ادا کرنے والے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فرماتے ہیں جو ایمان لے آیا اس کے لیے دنیا و آخرت میں رحمت مکمل ہوگئی اور جو ایمان نہیں لایا تو اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت سے یہ حصہ ملا کہ وہ مسخ، خسف اور قذف جیسے عذاب پہلی امتوں کو جلدی دے دیئے گئے وہ ان تمام عذابوں سے بچا لیا گیا۔(7)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مشرکین کے لیے بددعا فرمائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں لعنت کرنے والا نہیں بھیجا گیا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 123
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 124
3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 125
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 124
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 125
8۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر والصلۃ والادب، جلد 16-15، جلد 123 (2599)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے عالمین کے لیے رحمت اور متقین کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جس امتی کو غصہ کی حالت میں برا بھلا کہوں یا میں لعنت کروں، تو میں آدم کی اولاد سے ہوں، میں بھی غصے ہوتا ہوں جیسے تم غصے ہوتے ہو، مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے، میں اس پر اس اظہار ناراضگی کو قیامت کے لیے دعا بناؤں گا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کی وہ رحمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو بطور تحفہ عطا فرمائی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ان قریش پر لعنت نہیں کرتے جو آپ کے پاس آتے ہیں؟ فرمایا میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ میں تو سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ۔

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ اٰذَنۡتُكُمۡ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنۡ اَدۡرِىۡۤ اَقَرِيۡبٌ اَمۡ بَعِيۡدٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ ۝١٠٩ اِنَّهٗ يَعۡلَمُ الۡجَهۡرَ مِنَ الۡقَوۡلِ وَيَعۡلَمُ مَا تَكۡتُمُوۡنَ ۝١١٠

"اگر وہ پھر بھی روگردانی کریں تو آپ فرمادیجیے کہ میں نے آگاہ کر دیا ہے تمہیں پوری طرح اور میں نہیں سمجھتا کہ قریب ہے یا بعید جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو بات تم بلند آواز سے کہتے ہو اور جانتا ہے جو تم (اپنے دل میں) چھپاتے ہو"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰى سَوَآءٍ کا مطلب علی مهل ہے۔

وَاِنۡ اَدۡرِىۡ لَعَلَّهٗ فِتۡنَةٌ لَّكُمۡ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ ۝١١١ قٰلَ رَبِّ احۡكُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحۡمٰنُ الۡمُسۡتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوۡنَ ۝١١٢

"اور میں کیا جانوں (اس ڈھیل سے) شاید تمہارا امتحان لینا اور ایک وقت تک تمہیں لطف اندوز کرنا مطلوب ہو۔ آپ نے عرض کی میرے رب! فیصلہ فرمادے (ہمارے درمیان) حق کے ساتھ اور (اے کفار!) ہمارا رب وہ ہے جو رحمن ہے، اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے ان باتوں پر جو تم کرتے ہو"۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: جب نبی کریم ﷺ کو معراج کرائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد وَاِنۡ اَدۡرِىۡ لَعَلَّهٗ فِتۡنَةٌ لَّكُمۡ وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيۡنٍ نازل فرمایا۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 437، دار صادر بیروت　2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 158، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ جب حضرت امیر معاویہ کے حق میں دست بردار ہو گئے، تو معاویہ نے کہا اٹھیے اور خطبہ ارشاد فرمایئے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء فرمائی پھر فرمایا میں نے حکومت امیر معاویہ کے حق میں چھوڑ دی ہے اور اس سے مقصود صرف اور صرف مسلمانوں کی اصلاح اور ان کے خون کو محفوظ کرنا ہے وَ اِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ پھر آپ نے استغفار کیا اور نیچے اتر آئے۔

امام بیہقی نے الزہری سے روایت کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ خطبہ دیا: اما بعد! لوگو اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلے لوگوں کے ذریعے ہمیں ہدایت کے نور سے نوازا اور ہمارے پچھلے لوگوں کے ذریعے تمہارے خون محفوظ فرمائے، یہ حکومت ایک مدت ہے، دنیا کا معاملہ گردش میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا وَ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ اَمْ بَعِیْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ۝ ...... الی قولہ ...... مَتَاعٌ اِلٰى حِیْنٍ۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ (الدھر:1) اس کے بعد یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تُؤْتِیْۤ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا (ابراہیم:25) فرمایا یہ کھجور کے پھل دار ہونے کے وقت سے اس کے کاٹنے تک کا وقت ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی لَیَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِیْنٍ۝ (یوسف)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اِنْ اَدْرِیْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ کے تحت روایت فرمایا ہے: میں نے تمہیں جو عذاب کے متعلق خبر دی ہے، ہوسکتا ہے وہ کچھ مدت تم سے مؤخر فرمادے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ صرف حق کے ساتھ ہی فیصلہ فرماتا ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہارے لیے وہ دنیا میں جلدی طلب فرماتے ہیں اور وہ اپنی قوم پر اپنے رب سے سوال کرتے ہیں۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی جنگ میں شریک ہوتے تو یہ کہتے رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انبیاء کرام یہ کہتے تھے: رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفٰتِحِیْنَ۝ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہی کہنے کا حکم دیا رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے تھے کہ آپ حق پر ہیں اور ان کا دشمن باطل پر ہے لیکن پھر بھی جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو یہی کہتے رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ اے میرے رب! حق کے ساتھ فیصلہ فرما۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 128، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

آیاتہا ۷۸ سُوْرَۃُ الْحَجِّ مَدَنِیَّۃٌ ۲۲ رکوعاتہا ۱۰

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ حج مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے سورۂ حج مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ حج مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی لیکن اسکی یہ چار آیات مکی ہیں: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا سورۂ الحج کو تمام قرآن پر دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے؟ فرمایا ہاں جوان دو سجدوں کو ادا نہ کرے وہ ان کی تلاوت بھی نہ کرے۔ (1)

امام ابوداؤد نے المراسیل میں اور البیہقی رحمہما اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ حج کو سارے قرآن پر دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، الاسماعیلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ سورۂ حج میں دو سجدے کرتے تھے اور فرماتے تھے: اس سورت کو تمام سورتوں پر دو سجدوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان دونوں حضرات نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابوالعالیہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سورۂ حج میں دو سجدے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حج میں صرف ایک سجدہ ہے اور وہ پہلا سجدہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوالعریان المجاشعی سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس نے فرمایا: حج میں صرف ایک سجدہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم فرمانے والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ﴿۱﴾ يَوْمَ

1۔ سنن ترمذی، ابواب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 471 (578)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝۲

''اے لوگو! ڈرو اپنے پروردگار (کی ناراضگی) سے، بے شک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔ جس روز تم اس (کی ہولناکیوں) کو دیکھو گے، تو غافل ہو جائے گی ہر دودھ پلانے والی (ماں) اس (لخت جگر) سے جس کو اس نے دودھ پلایا اور گرا دے گی ہر حاملہ اپنے حمل کو اور تجھے نظر آئیں گے لوگ جیسے وہ نشہ میں مست ہوں حالانکہ وہ نشہ میں مست نہیں ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہوگا (وہ اس کی ہیبت سے حواس باختہ ہوں گے)''۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے کئی طرق سے الحسن وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ عمران بن حصین نے فرمایا: جب یہ دو آیات نازل ہوئیں جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے، فرمایا (جس دن کا ان آیات میں ذکر ہے) کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں؟ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو فرمائے گا (اپنی اولاد میں سے) دوزخ کے لیے حصہ بھیجو! آدم علیہ السلام عرض کریں گے یا رب! کیا حصہ دوزخ کے لیے؟ ارشاد ہوگا ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ کے لیے اور ایک جنت کے لیے۔ صحابہؓ کرام نے یہ ارشاد سن کر رونا شروع کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایسے اعمال کرو) جو باعث قرب الٰہی ہوں اور سیدھی راہ پر چلو، کبھی نبوت نہیں آئی مگر اس سے پہلے جاہلیت تھی۔ پس سب سے پہلے جاہلیت سے یہ تعداد لی جائے گی۔ اگر (دوزخ کی یہ تعداد) مکمل ہوگئی تو فبہا ورنہ منافقین سے پوری کی جائے گی اور تمہاری مثل (کفار کے مقابلہ میں) اس طرح ہوگی جیسے جانور کے پاؤں میں دوسرے رنگ کا نشان، یا اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان۔ پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا چوتھائی ہوگے، صحابہ کرام نے یہ سن کر اللہ اکبر کہا پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا تہائی ہوگے، صحابہ نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ پھر فرمایا میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا نصف ہوگے، صحابہ کرام نے پھر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ راوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں دو ثلث فرمایا یا نہیں۔ (1)

امام ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں موجود تھے، آپ چلنے میں صحابہ کرام سے علیحدہ ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے یہ دو آیات: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ تلاوت فرمائیں، صحابہ کرام نے یہ آیات سن کر سواریاں بٹھا دیں اور وہ آپ کے ان ارشاد سے

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 302 (3168)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پہچان گئے کہ آپ کچھ ارشاد فرمانے والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمائے گا اے آدم! (اپنی اولاد سے) دوزخ کا حصہ بھیجو، آدم علیہ السلام عرض کریں گے یا رب! آگ کا حصہ کتنا ہے؟ ارشاد ہوگا ہزار میں سے نوسو ننانوے آگ کے لیے اور ایک جنت کے لیے۔ صحابہ کرام انتہائی پریشان ہوئے حتی کہ کوئی ہنسی وغیرہ نہ ہوئی، جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی پریشانی دیکھی تو فرمایا: نیک اعمال کرو اور خوش ہو جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بے شک تم دو مخلوقوں کے ساتھ ہو اور وہ دونوں مخلوقیں ہر مخلوق سے زیادہ ہیں اور وہ یاجوج و ماجوج ہیں اور جو اولاد آدم میں سے اور اولاد ابلیس میں سے فوت ہو گئے ہیں، صحابہ کرام سے وہ پہلی کیفیت ختم ہو گئی۔ فرمایا نیک عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم لوگوں میں اس طرح ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان، یا کسی اور جانور کے بازو پر کسی دوسرے رنگ کا داغ۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۃ العسرہ سے واپس تشریف لائے اور صحابہ کرام ایک ساتھ تھے، جب کہ وہ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ آپ ﷺ نے آیت یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ (الآیہ) تلاوت فرمائی۔ پھر مذکورہ حدیث کی طرح روایت فرمائی مگر ان کی روایت میں یہ زائد ہے: ہر دو رسولوں کے درمیان جاہلیت کا زمانہ ہوتا ہے، وہ دوزخی ہیں اور تم دو مخلوقوں کے درمیان ہو، وہ اہل زمین کی ہر مخلوق سے زیادہ ہیں اور وہ یاجوج و ماجوج ہیں اور وہ دوزخی ہیں اور (دوزخ کی مخصوص تعداد ان سے پوری نہ ہوئی) تو منافقین سے پوری کی جائے گی۔ (2)

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیات نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئیں جب کہ آپ سفر میں تھے، آپ نے بلند آواز سے ان کو پڑھا حتی کہ صحابہ کرام آپ کی طرف لوٹ آئے، فرمایا کیا تم جانتے ہو (جس دن کا ذکر ان آیات میں ہے) وہ کون سا دن ہے؟ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! اٹھو اور ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ کے لیے بھیجو، آپ ﷺ کا یہ کلام سن کر صحابہ کرام بڑے پریشان ہوئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سیدھے چلو، قرب الٰہی کا باعث بننے والے اعمال کرو اور خوش ہو جاؤ، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! تم لوگوں میں اس طرح ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان یا گھوڑے کے بازو میں کوئی دوسرے رنگ کا نشان اور تمہارے ساتھ دو اور مخلوقیں ہیں جو ہر چیز سے زیادہ ہیں۔ وہ یاجوج و ماجوج اور جنوں اور انسانوں میں سے کافر ہیں جو ہلاک ہو چکے ہیں۔ (3)

امام البزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 303 (3169)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 132

فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی جب کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے پاس موجود تھے: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو وہ کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! اٹھو اور دوزخ کا حصہ بھیجو۔ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام عرض کریں گے: یارب! وہ کتنا ہے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ کی طرف بھیجو اور ایک جنت کی طرف بھیجو، صحابہ کرام پر یہ کلام بڑا گراں گزرا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو۔ پھر فرمایا نیک عمل کرو اور خوش ہو جاؤ، تم دو مخلوقوں کے درمیان ہو، وہ دونوں ہر مخلوق سے زیادہ ہیں، وہ یاجوج و ماجوج ہیں، تم دوسری امتوں میں اس طرح ہو جیسے اونٹ کے پہلو میں کوئی نشان یا جانور کے بازو پر نشان اور میری امت ہزار اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس کے طریق سے روایت کیا ہے ابن عباس فرماتے ہیں: ہم غزوۂ بنی مصطلق کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں، جب یہ نازل ہوئیں تو آپ اونٹنی پر کھڑے تھے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے یہ تلاوت فرمائیں، آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے سامنے یہ آیات تلاوت فرمائیں پھر پوچھا کیا تم جانتے ہو وہ کون سا دن ہے (جس کا ذکر ان آیات میں ہے؟) صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے فرمائے گا اے آدم! اپنی اولاد میں سے دوزخ کا حصہ بھیجو، آدم علیہ السلام عرض کریں گے یارب! وہ کتنا ہے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے دوزخ کی طرف بھیجو اور ایک جنت کی طرف بھیجو۔ مسلمان سخت رونے لگے اور ان کی حالت پریشان کن ہوگئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم امتوں میں اس طرح ہو جیسے کالی بکری میں ایک سفید بال اور میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت کا نصف ہو بلکہ میں امید کرتا ہوں تم اہل جنت کا دو تہائی ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اپنے ایک سفر میں تھے۔ پھر انہوں نے مذکورہ حدیث بیان کی ہے۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا اے آدم! دوزخ کے لیے حصہ بھیجو، آدم علیہ السلام عرض کریں گے یارب! وہ حصہ کتنا ہے؟ ارشاد ہوگا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے، اس وقت بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی اور تو لوگوں کو نشہ میں مست دیکھے گا، وہ نشہ میں مست نہ ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی بڑا سخت ہوگا (وہ اس کی ہیبت سے حواس باختہ ہوں گے)۔ صحابہ کرام پر یہ بات بڑی شاق گزری۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہر ہزار میں سے سے نوسو ننانوے تو پھر ایک بچے گا۔ ہم میں سے وہ ایک کون ہوگا۔ فرمایا یاجوج و ماجوج ہزار اور تم میں سے ایک۔ اور تم امتوں میں اس طرح ہو جیسے سفید بیل میں ایک سیاہ بال۔ یا فرمایا سیاہ بیل میں سفید بال۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 131

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ سے مراد وہ زلزلہ ہے جو قیامت سے پہلے آئے گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت الشعبی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۝ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ تلاوت کی اور فرمایا یہ زلزلہ دنیا میں قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رنے عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ یہ تمام اشیاء دنیا میں قیامت سے پہلے وقوع پذیر ہوں گی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ قیامت کا زلزلہ، قیامت کی نشانی ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے روایت کیا ہے: زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ یعنی قیامت کا زلزلہ قیامت کے دن کے آغاز میں ہوگا اور ہر دودھ پلانے والی اپنے بچے کو اس مصیبت کی وجہ سے چھوڑ دے گی جو اس وقت اس پر نازل ہو چکی ہوگی۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے تَذْهَلُ کا مطلب تَغْفَلُ روایت کیا ہے یعنی ماں بچے سے غافل ہو جائے گی۔

امام ابن جریر نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ عورت نے اپنی اولاد کا دودھ چھڑایا نہ ہوگا لیکن وہ پھر بھی بچے سے غافل ہو جائے گی اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرا دیں گی حالانکہ ابھی وہ مکمل نہ ہوئے ہوں گے اور لوگ خوف کی وجہ سے نشہ میں مست نظر آئیں گے، حالانکہ وہ کسی شراب کی وجہ سے مست نہ ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی شدید ہوگا اس کی ہیبت سے مدہوش ہوں گے۔

امام طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، ابوالحسن اور احمد بن یزید الحلوانی نے کتاب الحروب میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى (4)

ابن مردویہ، ابوالحسن الحلوانی اور الحافظ عبد الغنی بن سعید نے ایضاح الاشکال میں ابوسعید سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى کی تلاوت فرمائی، الاعمش فرماتے ہیں: یہ ہماری قرأت ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت حذیفہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى پڑھتے تھے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابونہیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ وَ تَرَى النَّاسَ پڑھتے تھے یعنی تَرَى بمعنی تحسب ہے، فرماتے ہیں اگر النَّاسَ کو منصوب پڑھیں تو سکاری دوسرا مفعول ہوگا لیکن تَرَى بمعنی تحسب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الربیع رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قیامت کے وقوع کے وقت لوگوں کی یہ حالت ہوگی بڑا نشہ میں مست نظر آئے گا، بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرا دیں گی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ وہ شراب کی وجہ سے مست نہ ہوں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 129 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 132

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 418 (3451)، دار الکتب العلمیہ بیروت | 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 135

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۙ﴿۳﴾ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۴﴾

''اور بعض ایسے لوگ ہیں جو جھگڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں علم کے بغیر اور پیروی کرتے ہیں ہر سرکش شیطان کی۔ جس کے مقدر میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اس کو دوست بنائے گا تو وہ اسے گمراہ کر کے رہے گا اور راہ دکھائے گا اسے بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کی طرف''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ یہ آیت کریمہ النضر بن الحارث کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ کے تحت روایت کیا ہے: جو اللہ تعالیٰ نافرمانیوں پر سرکشی کرتا ہے اسے مرید کہتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ كُتِبَ عَلَيْهِ میں عَلَيْهِ کی ضمیر کا مرجع شَيْطٰنٍ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلَيْهِ کی ضمیر کا مرجع شَيْطٰنٍ ہے تَوَلَّاهُ کا معنی اِتَّبَعَهٗ (اتباع کی) ہے۔(3)

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ ﴿۵﴾

''اے لوگو! اگر تمہیں کچھ شک ہو (روز محشر) جی اٹھنے میں تو ذرا اس امر پر غور کرو کہ ہم نے ہی پیدا کیا تھا تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر گوشت کے ٹکڑے سے، بعض کی تخلیق مکمل ہوتی ہے اور بعض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 136 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

کی ناکمل تا کہ ہم ظاہر فرمادیں تمہارے لیے (اپنی قدرت کا کمال) اور ہم قرار بخشتے ہیں رحموں میں جسے ہم چاہتے ہیں ایک مقررہ میعاد تک پھر ہم نکالتے ہیں تمہیں بچہ بنا کر پھر (پرورش کرتے ہیں تمہاری) تا کہ تم پہنچ جاؤ اپنے شباب کو اور تم میں سے کچھ (پہلے) فوت ہو جاتے ہیں اور تم میں سے بعض کو پہنچا دیا جاتا ہے نکمی عمر تک تا کہ وہ کچھ نہ جانے ہر چیز کو جاننے کے بعد اور تو دیکھتا ہے کہ زمین خشک پڑی ہے پھر جب ہم اتارتے ہیں اس پر (بارش کا) پانی تو وہ تروتازہ ہو جاتی ہے اور پھولتی ہے اور اگاتی ہے ہر خوش نما جوڑے کو"۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا (آپ ﷺ سچے ہیں اور آپ سے سچ کہا گیا ہے) تم میں سے ہر ایک کی تخلیق اس طرح ہے کہ پہلے چالیس دن اس کی ماں کے پیٹ میں نطفہ کے طور پر جمع کیا جاتا ہے، پھر اتنی مدت جمے ہوئے خون میں رکھا جاتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت گوشت کے ٹکڑے کی صورت میں رکھا جاتا ہے، پھر اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے، اسے چار چیزوں کے لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ فرشتہ اس انسان کا رزق، عمر، عمل اور شقی (بدبخت) یا سعید ہونا لکھتا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے! تم میں سے کوئی اہل جنت کے عمل جیسا عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پس نوشتۂ تقدیر سبقت لے جاتا ہے، وہ (آخر میں) کوئی دوزخیوں والا عمل کرتا ہے تو وہ دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے۔ بے شک تم میں سے کوئی دوزخیوں والا عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے، نوشتۂ تقدیر اس پر غالب آجاتا ہے وہ اہل جنت والا کوئی عمل کرتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔(1)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نطفہ، چالیس دن رحم میں اپنی حالت پر رہتا ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی، چالیس دن گزر جاتے ہیں تو وہ جمے ہوئے خون میں بدل جاتا ہے، پھر اسی طرح (چالیس دن) کے بعد گوشت کا ٹکڑا بن جاتا ہے۔ پھر اسی طرح اس کی ہڈیاں بن جاتی ہیں۔ پھر اللہ جب اس کی تخلیق کو مکمل کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجتا ہے، وہ فرشتہ پوچھتا ہے یا رب! مذکر یا مونث؟ شقی یا سعید، چھوٹا یا لمبا، ناقص یا مکمل؟ اس کی خوراک، اس کی عمر، صحیح یا بیمار؟ یہ سب چیزیں وہ فرشتہ لکھتا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نطفہ جب رحم میں قرار پذیر ہو جاتا ہے تو ارحام پر متعین فرشتہ اسے ہاتھ میں لے کر کہتا ہے: اے پروردگار! یہ مخلقہ (جس کی خلقت مکمل ہو) یا غیر مخلقہ؟ (جس کی خلقت مکمل نہ ہو) اگر رب کریم فرمادے کہ یہ غیر مخلقہ ہے تو رحم اسے خون کی صورت میں پھینک دیتا ہے اور اس میں جان نہیں پڑتی اور اگر رب کریم مخلقہ فرمادے تو پھر فرشتہ عرض کرتا ہے کیا یہ مذکر ہے یا مونث؟ یہ شقی ہے یا سعید، اس کی عمر کتنی ہوگی اس کا عمل کیا ہوگا اور اس کا رزق کیسا ہوگا اور یہ کس زمین میں مرے گا۔ پھر نطفہ سے پوچھا جاتا

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء ان الاعمال بالخواتیم، جلد 4، صفحہ 388 (2137)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ، پھر سوال کیا جاتا ہے تیرا رازق کون ہے؟ وہ کہتا ہے اللہ! پھر فرشتے کو کہا جاتا ہے لوح محفوظ کی طرف جاؤ، تمہیں اس میں اس نطفہ کی پوری تفصیلات ملیں گی، پس پھر اس نطفہ کی تخلیق کی جاتی ہے، وہ اس عمر میں زندگی گزارتا ہے (جو فرشتے کے پاس لکھی ہوئی ہوتی ہے) اپنا وہی لکھا ہوا رزق کھاتا ہے۔ اسی نوشتۂ تقدیر کے مطابق چلتا ہے۔ حتی کہ جب اس کی عمر پوری ہو جاتی ہے تو مر جاتا ہے۔ پھر اس مکان میں دفن کیا جاتا ہے (جہاں کی مٹی سے تخلیق کیا گیا ہوتا ہے)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب نطفہ رحم میں قرار پذیر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ وہ فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! مخلقہ یا غیر مخلقہ؟ اگر اللہ تعالیٰ غیر مخلقہ فرماتا ہے تو رحم اسے خون کی صورت میں پھینک دیتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ مخلقہ فرماتا ہے تو پھر فرشتہ پوچھتا ہے یارب! اس نطفہ کی صفت کیا ہے؟ مذکر یا مؤنث، اس کا رزق کیا ہے؟ اس کی عمر کتنی ہے؟ کیا یہ شقی ہے یا سعید ہے؟ ارشاد ہوتا ہے لوح محفوظ کی طرف جا اور وہاں سے اس نطفہ کی یہ صفات نقل کر لے۔ وہ فرشتہ جاتا ہے اور لوح محفوظ سے یہ تمام امور لکھ لیتا ہے۔ پس وہ آخری مرحلہ تک اس کے ساتھ رہتا ہے۔(1)

امام احمد، بخاری، مسلم، اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے۔ وہ فرشتہ پوچھتا ہے: یارب! نطفہ؟ یارب! علقہ؟ یا رب! مضغہ؟ جب اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! شقی یا سعید، مذکر یا مونث؟ اس کا رزق کیا ہے، اس کی عمر کتنی ہے؟ پس یہ تمام چیزیں فرشتہ ماں کے پیٹ میں لکھ دیتا ہے۔(2)

امام احمد، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دو کانوں کے ساتھ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نطفہ رحم میں چالیس راتیں ٹھہرتا ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ نطفہ پر بیالیس راتیں گزرتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجتا ہے، پس وہ اس کی تصویر بناتا ہے، وہ اس کے کان، آنکھیں، جلد، گوشت، ہڈیاں بناتا ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے یارب! مذکر یا مونث؟ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے اور فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے، پھر فرشتہ پوچھتا ہے یارب! اس کی عمر کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے ارشاد فرماتا ہے: فرشتہ اسے بھی لکھ لیتا ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے یارب! اس کا رزق کتنا ہے؟ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے۔ فرشتہ اسے بھی لکھ دیتا ہے۔ پھر فرشتہ صحیفہ اپنے ہاتھ سے نکال دیتا ہے، پھر اس میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی ہوتی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ فرشتہ نطفہ پر اس وقت داخل ہوتا ہے جب وہ رحم میں چالیس راتیں یا پینتالیس راتیں قرار پذیر ہو جاتا ہے۔ فرشتہ عرض کرتا ہے یارب! شقی یا سعید؟ پس ارشاد الٰہی کے مطابق ہر ایک صورت لکھی جاتی ہے۔ پھر فرشتہ پوچھتا ہے یا رب! مذکر یا مؤنث، پس فیصلہ الٰہیہ کے مطابق اسے لکھا جاتا ہے پس فرشتہ اس کا عمل، اس کا اثر، اس کی عمر اور اس کا رزق لکھتا ہے۔ پھر صحیفہ لپیٹ دیتا ہے۔ پھر اس میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ کمی ہوتی ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب القدر، جلد 16، صفحہ 160 (2646)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 159

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: مُّخَلَّقَةٍ وہ ہوتا ہے جو زندہ ہوتا ہے اور غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ وہ ہوتا ہے جو کچا گر جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلَقَةٍ خون ہے، مُّضْغَةٍ گوشت ہے، مُّخَلَّقَةٍ وہ بچہ جس کی تخلیق مکمل ہو چکی ہو، غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ جس کی تخلیق مکمل نہ ہو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُّخَلَّقَةٍ سے مراد مکمل اور غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ سے مراد نامکمل ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ سے مراد کچا گرنے والا بچہ ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے الشعبی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب بچہ چوتھی تخلیق (کے مرحلہ) میں داخل ہو جائے تو اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور اسے مخلقہ کہتے ہیں اور جب اس سے پہلے ہوتا ہے اسے غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ کہتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: مُّخَلَّقَةٍ سے مراد جس کی تخلیق مکمل ہو اور غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ جس کی تخلیق مکمل نہ ہو۔ اَجَلٍ مُّسَمًّى سے مراد مدت تمام ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اَجَلٍ مُّسَمًّى سے مراد رحم میں اس کا ٹھہرنا ہے حتی کہ وہ باہر آ جائے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: اس سے مراد وہ بچہ ہے جو مکمل پیدا ہوتا ہے، کچا نہیں گرتا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ تم اپنی ماں کے پیٹوں میں تھے، ہم نے تجھے اتنے مراحل سے گزار کر نعمت حیات سے نوازا۔ یہ اس لیے ہے تا کہ ظاہر فرما دیں تمہارے لیے اپنی قدرت کی نشانیاں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ هَامِدَةً اس زمین کو کہتے جس پر کوئی نبات نہ ہو۔ (5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایسی زمین کو هَامِدَةً کہتے ہیں جو خشک اور قحط زدہ ہو۔ فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ یعنی جب ہم اپنی رحمت کا اس پر مینہ برساتے ہیں جو اس کی شور یلی اور اونچی جگہ پڑتا ہے تو وہ خوبصورت جوڑے اگاتی ہے۔ (6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بَهِيْجٍ کا معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حسن (خوش نما) روایت کیا ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۶﴾ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 138 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 39-138
4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 139 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 140 6۔ ایضاً

"(یہ رنگارنگیاں) اس کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے اور وہی زندہ کرتا ہے مردوں کو اور بلاشبہ وہی ہر چیز پر قادر ہے۔ اور یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شک نہیں اور اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اٹھائے گا ان (مردوں) کو جو قبروں میں ہیں"۔

عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو جانتا ہے کہ اللہ عزوجل حق ہے قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبور میں موجود لوگوں کو اٹھائے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام الخطیب اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اور انہوں نے ابوبکر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جب آپ صبح کی نماز پڑھتے تو نئے دن، کاتب اور موجود آدمی کو خوش آمدید کہتے۔ فرماتے تم دونوں لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَاَشْهَدُ اَنَّ الدِّيْنَ كَمَا وُصِفَ وَ الْكِتَابَ كَمَا اُنْزِلَ وَاَشْهَدُ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ دین اسی طرح ہے جس طرح اس کا وصف بیان کیا گیا ہے اور کتاب کی وہی شان ہے جو بیان کی گئی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ قیامت آنے والی ہے، اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبور میں مدفون مردوں کو اٹھائے گا"۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو ہر روز ان چار چیزوں کی گواہی دے اللہ تعالیٰ اس سے برائی کو دور کر دے گا: میں گواہی دیتا ہوں اللہ ہی حق مبین ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، قیامت آنے والی ہے، اس میں ذرا شک نہیں اور اللہ تعالیٰ قبروں میں موجود مردوں کو اٹھائے گا۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۙ﴿۸﴾ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ؑ

"اور انسانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے اور بغیر کسی دلیل کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے۔ (تکبر سے) گردن مروڑے ہوئے تاکہ بہکا دے (دوسروں کو بھی) اللہ تعالیٰ کی راہ سے اس کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ہم چکھائیں گے اسے قیامت کے دن جلانے والی آگ کا عذاب۔ (اس روز اسے بتایا جائے گا کہ) یہ سزا ہے اس کی جو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا اور بلاشبہ اللہ

تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ان تمام چیزوں سے مراد ایک ہی ہے کیونکہ کسی چیز کو زیادہ کہا جاتا ہے اگرچہ وہ ہوتی ایک ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ثَانِیَ عِطْفِهٖ سے مراد وہ شخص ہے جو تکبر کی وجہ سے اعراض کرنے والا ہوتا ہے، وہ صرف ایک ہی طرف دیکھتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، ثانی عطفہ فرماتے ہیں: اپنے سر کو ٹیڑھا کرتے ہوئے، اعراض کرتے ہوئے منہ موڑتے ہوئے یہ ارادہ نہیں کرتا کہ وہ بات سنے جو اسے کہی جائے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثَانِیَ عِطْفِهٖ روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی گردن کو ٹیڑھا کرتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو حق سے اعراض کرتا ہے لَهٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ اس سے مراد جنگ بدر میں قتل ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ثَانِیَ عِطْفِهٖ سے مراد نضر بن الحارث ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ثَانِیَ عِطْفِهٖ سے مراد بنی عبد الدار کا ایک شخص ہے۔ میں نے پوچھا اس سے مراد شیبہ ہے؟ فرمایا نہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو نصیحت سے اعراض کرتا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رنے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد متکبر شخص ہے۔(5)

ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایسے شخصوں کو دن میں ستر ہزار مرتبہ جلایا جائے گا۔

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَیْرُ ١ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ١ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ۝۱۱ یَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهٗ وَ مَا لَا یَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ۚ۝۱۲ یَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِیْرُ ۝۱۳ اِنَّ اللّٰهَ یُدْخِلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 142
3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 143
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 142

الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ ﴿۱۴﴾

''اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو عبادت کرتا ہے اللہ کی کنارہ پر (کھڑے کھڑے) پھر اگر پہنچے اسے بھلائی (اس عبادت سے) تو مطمئن ہو جاتا ہے اس سے اور اگر پہنچے کوئی آزمائش تو فوراً (دین سے) منہ موڑ لیتا ہے۔ اس شخص نے برباد کر دی اپنی دنیا اور آخرت، یہی تو کھلا ہوا خسارہ ہے۔ وہ عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی جو نہ ضرر پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع پہنچا سکتا ہے اسے، یہی تو انتہائی گمراہی ہے۔ وہ پوجتا ہے اسے جس کی ضرر رسانی زیادہ قریب ہے اس کی نفع رسانی سے، یہ بہت برا دوست ہے اور بہت برا ساتھی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا انہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے باغات میں، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں، بے شک اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے''۔

امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ فرماتے ہیں: جب آدمی مدینہ طیبہ آتا اور اس کی بیوی بچہ جنم دیتی اور اس کی گھوڑی بچہ جنم دیتی تو کہتا یہ دین صالح ہے۔ اگر اس کی بیوی بچہ جنم نہ دیتی اور اس کی گھوڑی بچہ جنم نہ دیتی تو کہتا یہ بڑا برا دین ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بدو لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور اسلام قبول کر لیتے تھے۔ پھر جب وہ اپنے شہروں کی طرف لوٹتے اور اس سال خوب بارش ہوتی شادابی سے لطف اندوز ہوتے، خوب بچے پیدا ہوتے تو کہتے ہمارا دین بڑا اچھا ہے۔ پس اس کو وہ مضبوطی سے پکڑے رہتے اور اگر انہیں قحط سالی کا سامنا کرنا پڑتا، برے بچے پیدا ہوتے، بارش نہ ہوتی تو کہتے ہمارے اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰی حَرْفٍ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب (ان بدوؤں) میں سے کوئی مدینہ طیبہ آتا اور یہاں اس کا جسم صحیح و سلامت رہتا، اس کی گھوڑی خوب صورت بچہ جنم دیتی، اس کی بیوی بیٹا جنم دیتی تو وہ خوش ہوتا اور مطمئن ہوتا اور کہتا میں نے جب سے دین قبول کیا ہے خیر ہی خیر دیکھی ہے اور اگر پھر کبھی مدینہ طیبہ آتا اور اس کی بیوی بچہ جنم نہ دیتی، صدقہ ملنے میں تاخیر ہو جاتی تو اس کے پاس شیطان آ جاتا اور کہتا اللہ کی قسم! میں نے جب سے یہ دین قبول کیا ہے برائی ہی برائی دیکھی ہے اور یہی فتنہ ہے۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک یہودی نے اسلام قبول کیا تو اس کی آنکھیں، اس کا مال اور اس کی اولاد سب ختم ہو گئے۔ اس نے اسلام سے بری فال پکڑی، اس نے کہا یا رسول اللہ! میری بیعت واپس کر دو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام واپس نہیں کیا جاتا۔ اس نے کہا میں نے اس دین میں کوئی خیر نہیں پائی، میری آنکھیں ختم ہو گئیں۔ میرا مال ضائع ہو گیا اور میرے بچے مر گئے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 100، مطبعۃ المیمنہ مصر
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 144، بیروت

اے یہودی! اسلام (برے) مردوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح آگ سونے اور چاندی کے خبث کو پگھلا دیتی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عَلٰى حَرْفٍ کا مطلب علی شک ہے خَيْرٌ سے مراد خوش حالی اور عافیت ہے۔ اطْمَاَنَّ بِهٖ قرار پذیر ہوتا ہے اور فِتْنَةٌ سے مراد عذاب اور مصیبت ہے۔ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ یعنی مرتد ہو جاتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آتا۔ اگر اس کا جسم صحیح وسلامت رہتا، متواتر صدقہ و خیرات ملتے رہتے، عورت بیٹا جنم دیتی، گھوڑی بچہ جنم دیتی تو کہتا اللہ کی قسم! یہ دین کتنا اچھا ہے، یہ بابرکت دین محمد ﷺ میں نے پالیا ہے، میں ہمیشہ اپنے جسم اور اپنی اولاد میں اضافہ ہی دیکھتا رہا۔ اور اگر وہ بیمار ہو جاتا صدقہ رک جاتا گھوڑی بچہ جنم نہ دیتی، ضرر اور تنگی سے دوچار ہو جاتا اور عورت بچہ جنم دیتی نہ تو کہتا اللہ کی قسم! برا دین، دین محمد (ﷺ) ہے، اللہ کی قسم! میں تو اپنے جسم، اہل، اولاد اور مال میں نقصان ہی دیکھتا رہا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے الفاظ کا یہ معنی بیان کیا ہے عَلٰى حَرْفٍ علی شک۔ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ اطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ۔ اگر اسے خوش حالی نصیب ہوتی اور پرسکون زندگی ملتی اور خواہشات نفسانی کی تکمیل میسر آتی تو مطمئن رہتا اور کہتا میں حق پر ہوں۔ اور میں جس دین پر ہوں اسے جانتا ہوں فِتْنَةٌ کا مطلب مصیبت ہے۔ انْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ یعنی حق کو چھوڑ دیتا ہے اور معرفت حق کا انکار کر دیتا ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں خسارہ اٹھانے والا ہے۔ دنیا میں خسارہ کے اندر اس لیے ہے کہ وہ (اس فانی) دنیا کے لیے پریشان ہوتا ہے اور اس کے لیے خوش ہوتا ہے، اس کے لیے ناراض ہوتا ہے اور اس کے لیے راضی ہوتا ہے۔ دنیا ہی اس کا مقصود، مطلوب اور نیت ہوتی ہے۔ پھر جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کے لیے کوئی ایسی نیکی نہ ہوگی جس کے لیے اسے بھلائی عطا کی جائے۔ یہ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنی وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اور بت کی اطاعت کرتا ہے: يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ یعنی دنیا میں بت کی عبادت کی وجہ سے آخرت میں اسے نقصان پہنچے گا۔ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى یعنی بت برا دوست ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے الْمَوْلٰى کا اور الْعَشِيْرُ کا مطلب ساتھی روایت کیا ہے۔ (3)

مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿۱۵﴾ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 399 (1903)، دار الکتب العلمیہ بیروت (قلیل مفہوم) 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 147

كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ۝

''اور جو شخص یہ خیال کیے بیٹھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد نہیں کرے گا نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں تو اسے چاہیے کہ لٹک جائے ایک رسی کے ذریعے چھت سے پھر (گلے میں پھندا ڈال کر) اسے کاٹ دے پھر دیکھے آیا دور کر دیا ہے اس کی (خودکشی کی) تدبیر نے اس کے غم وغصہ کو۔ اور اسی طرح ہم نے اتارا دیا ہے اس کتاب کو روشن دلیلوں کے ساتھ اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے''۔

امام الفریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب لبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ وہ رسی باندھ لے اِلَى السَّمَآءِ اپنے گھر کی چھت کے ساتھ ثُمَّ لْيَقْطَعْ پھر اس کے ساتھ اپنا گلا دبا دے حتیٰ کہ مر جائے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے رزق نہیں دے گا تو اسے ایک رسی لینی چاہیے پھر اسے اپنے مکان کی چھت کے ساتھ باندھنا چاہیے پھر اس کے ساتھ اپنا گلا دبانا چاہیے فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ پھر اسے دیکھنا چاہیے کہ اس کو یہ عمل نفع دیتا ہے یا اسے رزق دیتا ہے؟

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے رزق نہیں دے گا تو اسے اپنے گھر کی چھت سے ایک رسی باندھنی چاہیے پھر اسے گلے میں پھندا ڈال کر اپنا گلا گھونٹ لینا چاہیے۔ اسے یہ خوف ہے کہ وہ اسے رزق نہیں دے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم کی مدد نہیں کرے گا اور اس بارے میں وہ آپ سے دھوکہ کرے گا تو اسے چاہیے کہ وہ اس سلسلہ کو جڑ سے ہی کاٹ دے یہاں تک کہ رسی کے ذریعے آسمان دنیا تک رسی باندھ لے اور آسمان تک جا پہنچے اور آسمان سے جو وحی آپ کی طرف آتی ہے اس کو ختم کر دے اگر قدرت رکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں فرمائے گا تو اسے اپنے گھر کی چھت پر رسی باندھ کر اپنا گلا اس کے ساتھ دبا دینا چاہیے پھر دیکھے آیا دور کر دیا ہے اس کی خودکشی کی تدبیر نے اس کے غم وغصہ کو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ہرگز مدد نہیں کرے گا اسے اپنے گھر کی چھت سے رسی باندھ کر خودکشی کر لینی چاہیے پھر دیکھے اس تدبیر نے اسے کیا لوٹایا ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 149   2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 150   3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 148

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا ۖۗ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝۱۷

"بے شک اہل ایمان، یہودی، ستارہ پرست، عیسائی، آتش پرست اور مشرک ضرور فیصلہ فرمائے گا اللہ تعالیٰ ان سب (گروہوں) کے درمیان قیامت کے دن، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الصّٰبِـِٕيْنَ وہ لوگ ہیں جو ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور زبور کی تلاوت کرتے ہیں اور مجوسی وہ ہیں جو سورج چاند اور آگ کی پوجا کرتے ہیں اور الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا سے مراد بت پرست ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چھ ادیان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا، ان میں سے پانچ شیطان کے ادیان ہیں اور اللہ کا دین ایک ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اس طرح فیصلہ فرمائے گا کہ ان پانچ شیطان کے پرستار گروہوں کو جمع فرمائے گا اور اس امت مسلمہ کو علیحدہ کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہود نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، نصاری نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں، الصابئین نے کہا ہم اللہ کو چھوڑ کر ملائکہ کی عبادت کرتے ہیں، مجوسیوں نے کہا اللہ کو چھوڑ کر سورج اور چاند کی عبادت کرتے ہیں، مشرکوں نے کہا ہم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی فرمائی کہ ان کے تمام اقوال کا رد فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الخ اور کہہ دے الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (الاسراء: 111) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا الخ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے الَّذِيْنَ هَادُوْا سے مراد یہود ہیں۔ اور الصّٰبِـِٕيْنَ کے پاس کوئی کتاب نہ تھی اور مجوسی سے مراد بت پرست ہیں اور مشرکین سے مراد عرب کے نصاریٰ ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝۱۸ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 151

رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ
فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ
مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ
اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ
فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾

"کیا تم ملاحظہ نہیں کر رہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہی سجدہ کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے نیز آفتاب، مہتاب، ستارے، پہاڑ، درخت اور چوپائے اور بہت سے انسان بھی (اسی کو سجدہ کرتے ہیں) اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور (دیکھو) جس کو ذلیل کر دے اللہ تعالیٰ تو کوئی اسے عزت دینے والا نہیں ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ یہ دو فریق ہیں جو جھگڑ رہے ہیں اپنے رب کے بارے میں۔ تو وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا تیار کر دیئے گئے ہیں ان کے لیے کپڑے آتش (جہنم) سے انڈیلا جائے گا ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی۔ گل جائے گا اس کھولتے پانی سے جو کچھ ان کے شکموں میں ہے اور ان کی چمڑیاں بھی گل جائیں گی۔ اور ان (کو مارنے) کے لیے گرز ہوں گے لوہے کے۔ جب بھی ارادہ کریں گے اس سے نکلنے کا فرط رنج والم کے باعث تو انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور (کہا جائے گا) کہ چکھو جلتی ہوئی آگ کا عذاب۔ یقیناً اللہ تعالیٰ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو ایمان بھی لے آئے اور عمل بھی نیک کرتے رہے جنتوں میں بہتی ہیں، جن کے نیچے ندیاں، انہیں پہنائے جائیں گے جنت میں سونے کے کنگن اور موتیوں کے ہار اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ کے تحت روایت فرمایا ہے: اس سے مراد آسمان والوں کے سایہ کا سجدہ کرنا ہے اور كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ سے مراد مومنین ہیں، وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ اس سے مراد کافر کے سایہ کا سجود ہے حالانکہ وہ خود ناپسند کرتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں ہر چیز کا سجدہ اس کا سایہ ہے، پہاڑوں کا سجدہ ان کا سایہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: کپڑا سجدہ کرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ آسمان میں سورج چانداور ستارے سجدہ کرتے ہیں (ان میں سے ہر ایک) حتی کہ غائب ہو جاتا ہے پھر وہ واپس نہیں آتا حتی کہ اسے اجازت دی جاتی ہے وہ دائیں طرف کو لیتا ہے حتی کہ اپنے مدار کی طرف لوٹتا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے الضحاک سے روایت کیا ہے: جب سایہ ڈھلتا ہے تو ہر جانور اور ہر پرندہ اللہ کے حضور سجدہ کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص کو بیت اللہ کے طواف میں روتے ہوئے سنا، میں نے غور سے دیکھا تو طاؤس تھے۔ انہوں نے فرمایا تم میرے رونے پر تعجب کر رہے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے فرمایا اس کعبہ کے رب کی قسم! یہ چاند خشیت الٰہی کی وجہ سے روتا ہے جب کہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص عبداللہ بن عمرو کے پاس سے گزرا جب کہ وہ حطیم میں سجدہ کر کے رو رہے تھے، عبداللہ بن عمرو نے اس شخص سے کہا کیا تو میرے خشیت الٰہی کی وجہ سے رونے پر تعجب کر رہا ہے۔ یہ چاند بھی اللہ کے خوف سے روتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سجدہ سے کسی کو بھی استثناء نہیں فرمایا حتی کہ ابن آدم نے استثناء کی وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اور جو قدردانی کے مستحق ہیں وہ زیادہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، اللالکائی نے السنۃ میں اور الخلعی رحمہم اللہ نے فوائد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا کہ یہاں ایک شخص مشیت کے بارے گفتگو کرتا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی مشیت سے پیدا فرمایا یا تمہاری مشیت سے پیدا فرمایا؟ اس نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق پیدا فرمایا، پھر حضرت علی نے فرمایا وہ تمہیں بیمار کرتا ہے جب چاہتا ہے یا جب تو چاہتا ہے؟ اس نے کہا جب وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر وہ تجھے شفا دیتا ہے جب وہ چاہتا ہے یا جب تو چاہتا ہے؟ تو اس نے کہا جب وہ خود چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل فرمائے گا جب چاہے گا یا جب تو چاہے گا؟ اس نے کہا جب وہ چاہے گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو ان جوابات کے علاوہ جواب دیتا تو میں تیری گردن تلوار سے اڑا دیتا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وہ مال کی تقسیم پر مامور تھے۔ فرماتے ہیں: هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۚ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ؕ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ یہ آیت تین افراد کے بارے نازل ہوئی جنہوں نے جنگ بدر میں ایک دوسرے کو دعوت مبارزت دی تھی اور وہ حمزہ بن عبدالمطلب، عبیدہ بن الحارث، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور عتبہ، شیبہ ربیعہ کے بیٹے اور ولید بن عتبہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (کفار کے متعلق) جھگڑنے میں سب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 153

سے پہلے میں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گھٹنوں کے بل بیٹھوں گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت قیس بن عبادہ رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قیامت کے روز رحمٰن کے بارے جھگڑنے کے لیے سب سے پہلے میں گھٹنوں کے بل بیٹھوں گا۔ حضرت قیس فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے ایک دوسرے کو جنگ بدر میں دعوت مبارزت دی تھی اور وہ یہ لوگ ہیں: علی، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔۔۔۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت علی، حمزہ اور عبیدہ رضی اللہ عنہم نے جب عتبہ، شیبہ اور ولید کو دعوت مبارزت دی تو انہوں نے کہا تم پہلے ہمیں اپنا تعارف کراؤ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں علی ہوں، یہ حمزہ ہے اور یہ عبیدہ ہے، انہوں نے کہا کہ مقابلہ تو ہم معزز ہم پلہ لوگوں سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتا ہوں۔ عتبہ نے کہا: آؤ مقابلہ کے لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ پر حملہ کیا تو فوراً ہی اسے قتل کر دیا، حضرت حمزہ نے عتبہ کو واصل فی النار کر دیا۔ حضرت عبیدہ نے ولید کو پکارا تو ان کے لیے مقابلہ مشکل ہو گیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اس (ولید) بدبخت کو بھی قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ ...... الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بدر کی جنگ میں جب مسلمان اور کفار ایک دوسرے کے سامنے آئے تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا اس شخص کو قتل نہ کرو کیونکہ اگر وہ سچا ہوگا تو تم اس کے صدق کی وجہ سے تمام لوگوں سے زیادہ سعادت مند ہو گے اور اگر یہ جھوٹا ہوگا تو بھی تم اس کے خون کی حفاظت کے زیادہ حق دار ہو، ابوجہل ابن ہشام نے کہا: تو ڈر گیا ہے۔ عتبہ نے کہا تو جان لے گا کہ کون بزدل ہے اور اپنی قوم کے لیے فساد برپا کرنے والا ہے۔ فرماتے ہیں: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ میدان میں نکلے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو للکارا، انہوں نے کہا: ہمارے ہم پلہ کو مقابلہ کے لیے بھیجو جن سے ہم جنگ کریں، بنی خزرج میں سے چند انصاری نوجوان کود کر سامنے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم بیٹھ جاؤ۔ فرمایا اے بنی ہاشم! تم اٹھو، تو حضرت حمزہ بن عبد المطلب، علی بن ابی طالب اور عبیدہ بن الحارث سامنے آئے۔ عتبہ نے کہا اپنا تعارف کراؤ، اگر تم ہمارے ہم پلہ ہو گے تو ہم تمہارے ساتھ جنگ کریں گے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں، میں اللہ کا شیر ہوں اور اللہ کے رسول کا شیر ہوں۔ عتبہ نے کہا: کریم مد مقابل ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں علی بن ابی طالب ہوں۔ اس نے کہا کریم مقابل ہے عبیدہ نے کہا میں عبیدہ بن الحارث ہوں۔ عتبہ نے کہا مد مقابل کریم ہے۔ حضرت حمزہ کا مقابلہ شیبہ بن ربیعہ سے ہوا۔ حضرت حمزہ نے شیبہ کو فوراً پچھاڑ دیا۔ حضرت علی نے عتبہ سے دو چار واروں کا تبادلہ کیا اور اسے جہنم رسید کر د[illegible]۔ حضرت عبیدہ کی اسی مقابلہ میں ٹانگ ٹوٹ گئی، بالآخر تینوں مسلمان واپس آ گئے اور کفار کے تینوں جنگجو قتل ہو گئے، ابوجہل ا[illegible]ر اس کے ساتھیوں نے

1۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 422، قدیمی کتب خانہ کراچی　　2۔ صحیح بخاری، باب قتل ابی جہل، جلد 3، صفحہ 4، المطبعۃ المیمنہ مصر

آواز دی ہمارے لیے عزیٰ ہے اور تمہارے لیے کوئی عزیٰ نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے ندا دی: ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول دوزخ میں ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا الخ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت لاحق بن حمید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت جنگ بدر کے دن نازل ہوئی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ۔ یہ عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے بارے نازل ہوئی اور اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ حضرت علی ابن ابی طالب، حمزہ اور عبیدہ بن الحارث کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ کافر اور مومن کی مثال ہے جو قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔(1)

ابن جریر نے مجاہد، عطا ابن ابی رباح، الحسن سے روایت کیا ہے کہ کافر اور مومن اپنے رب کے بارے میں جھگڑے تھے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے مومنین سے کہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں اور تم سے پہلے ہمیں کتاب ملی اور تمہارے نبی سے پہلے ہمارے نبی تشریف لائے ہیں۔ مومنین نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں، ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور تمہارے نبی پر بھی ایمان لائے اور جو اللہ کی طرف کتاب نازل ہوئی ہم اس پر بھی ایمان لائے۔ تم ہماری کتاب اور ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے ہو پھر تم نے حسد کی وجہ سے اس کا انکار کیا اور اسے چھوڑ دیا، یہ ان کی اپنے بارے خصومت تھی۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مسلمان اور اہل کتاب آپس میں جھگڑے، اہل کتاب نے کہا ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے مبعوث ہوئے، ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے اور ہم تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں۔ مسلمانوں نے کہا ہماری کتاب تمہاری تمام کتب کی تصدیق کرتی ہے، ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں، ہم تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو فتح عطا فرمائی ہر اس شخص پر جس نے ان سے دشمنی کی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد جنت اور دوزخ ہیں جن کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ دوزخ نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی سزا کے لیے پیدا فرمایا اور جنت نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت کے لیے پیدا فرمایا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ کافر کے لیے آگ کے کپڑے بنائے جائیں گے اور مومن کو اللہ تعالیٰ ان باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 156 5۔ ایضاً

کے تحت روایت کیا ہے: کفار کے لیے تانبے کے کپڑے تیار کیے جائیں گے اور برتنوں میں سے کوئی برتن ایسا ہے جو گرم کیا جائے تو تانبے کے برتن سے زیادہ گرم ہو۔ پھر تانبا پگھلا کر کفار کے سروں پر ڈالا جائے گا۔ پس ان کی انتڑیاں اور کھالیں بہ جائیں گی۔ ان کی کھالیں بکھر جائیں گی حتی کہ ہر ہر عضو الگ الگ ہو جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ کی تلاوت کی اور فرمایا پاک ہے وہ ذات جس نے آگ سے لباس تیار کیا۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، عبد اللہ بن احمد (نے زوائد الزہد میں)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابونعیم نے الحلیہ میں، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ گرم پانی کفار کے سروں پر بہایا جائے گا۔ پس ان کی کھوپڑیاں ختم ہو جائیں گی حتی کہ وہ ان کے پیٹوں تک گرم پانی پہنچ جائے گا، جو کچھ ان کے پیٹ میں ہوگا وہ بھی بہہ جائے گا حتی کہ وہ گرم پانی ان کے قدموں سے نکل جائے گا، يُصْهَرُ سے یہی مراد ہے، پھر انسان صحیح ہو جائے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک فرشتہ کافر کے پاس آئے گا جس کے پاس برتن ہوگا جو انتہائی گرم ہوگا، جب وہ فرشتہ اس برتن کو کافر کے قریب کرے گا تو وہ اسے ناپسند کرے گا، فرشتہ گرز اٹھائے گا جو اس کے پاس ہوگا اس گرز سے اس کے سر کو مارے گا تو اس کا دماغ پھٹ جائے گا پھر وہ گرم برتن اس کے دماغ پر انڈیلے گا پھر وہ اس کے دماغ سے اس کے پیٹ تک پہنچ جائے گا، يُصْهَرُ کا یہی معنی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جب دوزخی دوزخ میں پہنچیں گے تو وہ زقوم کے درخت سے مدد طلب کریں گے۔ پس وہ اسی کو کھائیں گے جس کی وجہ سے ان کے چہروں کی کھالیں ادھڑ جائیں گی۔ اگر کوئی گزرنے والا ان کے پاس سے گزرتا تو ان کے چہروں کی کھالوں کے اترنے کی وجہ سے انہیں پہچان لیتا۔ پھر ان پر پیاس کو ڈالا جائے گا۔ وہ پیپ کے پانی کے ساتھ اپنی پیاس بجھائیں گے۔ یہ بدنصیب ہیں جن کی کھالیں گر جائیں گی۔ وہ چلیں گے تو ان کے انتڑیاں اور کھالیں گر چکی ہوں گی۔ پھر انہیں لوہے کے گرزوں سے مارا جائے گا، ہر ہر عضو الگ الگ ہو جائے گا۔ وہ لوگ ہلاکت اور موت کو پکاریں گے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ کے تحت روایت کیا ہے: وہ چل رہے ہوں گے تو ان کی انتڑیاں اور چمڑیاں گر رہی ہوں گی۔ وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ اور ان کے لیے لوہے کے گرز ہوں گے، فرشتے انہیں ان گرزوں کے ساتھ ماریں گے تو ہر ہر عضو الگ الگ ہو جائے گا۔

امام ابن الانباری اور الطستی رحمہما اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 156
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 82، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 158

بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے يُصْهَرُ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب وہ گرم پانی پئیں گے تو جو کچھ ان کے پیٹوں میں ہوگا پگھل جائے گا، نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

سخنت صهارته فظل عثانه في شيطل كعب به تتردد

وظل مرتثيا للشمس تصهره حتى اذا الشمس قامت جانبا عدلا

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کفار کو ایسا پانی پلایا جائے گا کہ جب وہ ان کے پیٹوں میں داخل ہوگا تو ان کی انتڑیاں پگھلا دے گا اور ان کے پیٹوں کے ساتھ ان کی کھالیں بھی پگھلا دے گا۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ يُصْهَرُ کا مطلب پگھلا دینا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے یہی مطلب روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے يُصْهَرُ کا مطلب پگھلنا روایت کیا ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے عطاء الخراسانی سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح ان کی کھالوں کو پگھلا دے گا جیسے چربی پگھل جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک سے مَّقَامِعُ کا مطلب گرز روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فرماتے ہیں: دوزخ کی آگ کا اکثر ذکر کیا کرو کیونکہ اس کی گرمی بڑی سخت ہے اور اس کی گہرائی بہت دور ہے اور اس کے گرز لوہے کے ہیں۔

امام احمد، ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ایک وہ لوہے کا گرز زمین پر رکھا جائے پھر جن وانس سب جمع ہو جائیں تو اسے زمین سے نہ اٹھا سکیں اور اگر وہ پہاڑ پر مارا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائے (یہ سلسلہ متواتر ہوگا) بندے کے ختم ہونے کے بعد دوبارہ اسے پہلی حالت میں لوٹا دیا جائے گا (پھر اسے مارا جائے گا)۔(4)

امام ابن المبارک، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں دوزخ کی آگ سیاہ تاریک ہے اس کا نہ شعلہ روشن ہے نہ انگارہ۔ پھر یہ آیت پڑھی كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا الخ۔(5)

ابن ابی حاتم نے ابو جعفر القاری سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: انہوں نے كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ تلاوت فرمائی اور رونے لگے فرماتے ہیں: مجھے زید بن اسلم نے اس آیت کے بارے بتایا کہ دوزخی آگ میں سانس لیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الفضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! کفار کو باہر نکلنے کی امید تک نہیں ہوگی کیونکہ ان کی ٹانگیں اور ہاتھ باندھے ہوئے ہوں گے لیکن آگ کے شعلے انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 158 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 642 (8773)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 320

اوپر اٹھائیں گے پھر گرزوں کی ضربیں انہیں واپس لوٹا دیں گے۔

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا وہ آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا۔ (1)

امام نسائی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں ریشم کا لباس پہنا وہ آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا اور جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں شراب (طہور) نہیں پیے گا اور جس نے سونے اور چاندی کے برتنوں میں پیا وہ آخرت میں نہیں پیے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کا لباس، اہل جنت کا شراب اور اہل جنت کے برتن۔ (2)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دنیا میں ریشم کا لباس پہنے گا وہ آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا۔ ابن الزبیر نے اپنی طرف سے کہا جو آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ۔

امام نسائی، حاکم اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو دنیا میں ریشم کا لباس پہنے گا وہ آخرت میں ریشم کا لباس نہیں پہنے گا۔ اگر وہ جنت میں داخل ہوا تو اہل جنت ریشم کا لباس پہنیں گے اور وہ ریشم کا لباس نہیں پہنے گا۔

وَهُدُوٓا إِلَى ٱلطَّيِّبِ مِنَ ٱلْقَوْلِ وَهُدُوٓا إِلَىٰ صِرَٰطِ ٱلْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ وَٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ ٱلَّذِى جَعَلْنَٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءً ٱلْعَٰكِفُ فِيهِ وَٱلْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَٰهِيمَ مَكَانَ ٱلْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِى شَيْـًٔا وَطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ﴿٢٦﴾ وَأَذِّن فِى ٱلنَّاسِ بِٱلْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ﴿٢٧﴾ لِّيَشْهَدُوا مَنَٰفِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا ٱسْمَ ٱللَّهِ فِىٓ أَيَّامٍ مَّعْلُومَٰتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّنۢ بَهِيمَةِ ٱلْأَنْعَٰمِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا ٱلْبَآئِسَ ٱلْفَقِيرَ ﴿٢٨﴾

1۔ صحیح بخاری، باب الحریر، جلد 4، صفحہ 20، المطبعۃ المیمنہ مصر 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 157 (7216)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"اوران کی راہنمائی کی گئی تھی پاکیزہ قول کی طرف اوردکھایا گیا تھا انہیں راستہ اللہ تعالیٰ کا جوتعریف کیا گیا ہے۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفراختیار کیا اور(دوسروں کو) روکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ سے اور مسجد حرام سے جسے ہم نے (بلاامتیاز) سب لوگوں کے لیے (مرکز ہدایت) بنایا ہے، یکساں ہیں اس میں وہاں کے رہنے والے اور پردیسی اور جوارادہ کرے اس میں زیادتی کا ناحق تو ہم اسے چکھائیں گے دردناک عذاب۔ اور یاد کرو جب ہم نے مقرر کردی ابراہیم (علیہ السلام) کے لیے اس گھر کے (تعمیر کرنے) کی جگہ اور حکم دیا کہ شریک نہ ٹھہرانا میرے ساتھ کسی چیز کو اور صاف ستھرا رکھنا میرے گھر کو، طواف کرنیوالوں، قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے۔ اور اعلان عام کردو لوگوں میں حج کا، وہ آئیں گے آپ کے پاس پاپیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پرسوار ہوکر جو آتی ہیں ہر دور دراز راستہ سے۔ (اعلان کیجئے) تاکہ وہ حاضر ہوں اپنے (دینی ودنیوی) فائدوں کے لیے اور ذکر کریں اللہ تعالیٰ کے نام کا مقررہ دنوں میں ان بے زبان چوپائیوں پر (ذبح کے وقت) جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ پس خود بھی کھاؤ ان سے اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاج کو"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَهُدُوٓا إِلَى الطَّيِّبِ کے تحت روایت کیا ہے کہ انہیں الہام کیا گیا تھا پاکیزہ قول کی طرف۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت فرمایا ہے کہ صحابہ کرام جھگڑے کے وقت کفار کو کہتے تھے کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت اسماعیل بن ابی خالد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ سے مراد قرآن ہے اور صِرَاطِ الْحَمِيدِ سے مراد اسلام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ سے مراد اخلاص ہے اور صِرَاطِ الْحَمِيدِ سے مراد اسلام ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ سے مراد لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ (فاطر:10)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ پورا حرم مسجد حرام ہے۔

عبد بن حمید نے ابن عباس سے سَوَآءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس میں اللہ کی ساری مخلوق برابر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: سَوَآءً کا مطلب شَرْعٌ وَاحِدٌ ہے، الْعَاكِفُ سے مراد اہل مکہ ہیں اور الْبَادِ سے مراد آفاقی لوگ ہیں، فرمایا تمام لوگ مکہ کی منازل میں برابر ہیں۔ پس اہل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 160، داراحیاء التراث العربی بیروت

مکہ کو چاہیے کہ آفاقی لوگوں کے لیے وسعت پیدا کریں تا کہ وہ مناسک حج (بآسانی) ادا کر سکیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ آفاقی اور اہل مکہ منزل و حرم میں برابر ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد و عطاء رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ کا مطلب یہ ہے کہ مکہ کی تعظیم و تحریم میں اہل مکہ اور آفاقی برابر ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ مکہ کے جوار، امن اور حرمت میں سب برابر ہیں، ۨالْعَاكِفُ سے مراد اہل مکہ ہیں اور الْبَادِ سے مراد آفاقی لوگوں میں سے اعتکاف کرنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن حصین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر سے پوچھا: میں مکہ میں اعتکاف کروں؟ فرمایا نہیں، جب تک تم اس میں ہو معتکف ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مکہ کے بیوت کی اجرت لی وہ اپنے بطن میں آگ کھانے والا ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ مکہ میں برابر ہیں، کوئی شخص دوسروں سے منازل میں زیادہ مستحق نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطاء سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ کے گھروں کو بیچنا اور کرایہ دینا مکروہ سمجھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ کے گھروں کے اجارہ کو ناپسند فرماتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے مکہ کے گھروں کے دروازے بند کرنے سے منع فرمایا، لوگ جہاں جگہ پاتے تھے وہیں ٹھہر جاتے تھے، حتیٰ کہ وہ گھروں کے اندر اپنے خیمے لگا دیتے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے انہیں مروہ کے پاس کہا اے امیر المومنین! میرے لیے اور میری اولاد کے لیے کوئی جگہ مخصوص فرما دیں۔ حضرت عمر نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا: یہ اللہ کا حرم ہے سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ کے مکانات کا اجارہ حلال نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کا وہ خط پڑھا جو آپ نے مکہ کے لوگوں کی طرف بھیجا تھا۔ آپ نے انہیں مکہ کے مکانات کا کرایہ وصول کرنے سے منع فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ نے القاسم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے مکہ کے کرایہ میں سے کچھ کھایا اس نے آگ کو کھایا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت القاسم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر اہل مکہ کے گھروں کے دروازے بنانے سے منع کرتے تھے تا کہ حاجی گھروں کے صحنوں میں رہائش رکھیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر عن ابیہ رحمہ اللہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ کے گھروں کے دروازے نہ تھے، اہل مصر اور اہل عراق آتے تھے اور مکہ کے گھروں میں داخل ہو جاتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ البادی سے مراد وہ شخص ہے جو حج کے لیے آتا ہے، پس مقیم اور مسافر مکہ کے مکانات میں رہنے کے استحقاق کے اعتبار سے برابر ہیں، جہاں چاہیں رہ سکتے ہیں اور کوئی شخص آفاقی کو اپنے گھر سے نکال نہیں سکتا۔

امام ابن ابی حاتم، الطبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِیْهِ وَالْبَادِ کے متعلق فرمایا مقیم اور جو سفر کر کے آتا ہے برابر ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس قول کے تحت روایت کیا ہے کہ مسجد حرام میں اہل مکہ وغیرہم ٹھہرنے میں برابر ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکہ مباح ہے اس کے مکانات کرائے پر نہ دیئے جائیں گے اور نہ ان کے گھروں کو بیچا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت علقمہ بن نضلہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق رضی اللہ عنہما کا وصال ہوا تو مکہ کے مکانات کو السوائب کہا جاتا تھا۔ جسے ضرورت ہوتی وہ ان میں خود ٹھہرتا اور جسے ضرورت نہ ہوتی وہ دوسروں کو ٹھہرا دیتا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: اے اہل مکہ! اپنے مکانات کے دروازے نہ بناؤ تاکہ مسافر لوگ جب چاہیں ان میں رہائش رکھیں۔(2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مکہ کے مکانات کا کرایہ کھایا اس نے آگ کو کھایا۔

امام الفریابی، سعید بن منصور، ابن راہویہ، احمد، عبد بن حمید، البزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ فرماتے ہیں: اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں ظلم کے سبب زیادتی کرنے کا ارادہ کرے گا تو وہ عدن سے بھی دور کسی شہر میں ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے عذاب الیم کا مزہ چکھائے گا۔(3)

امام سعید بن منصور اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو بیت اللہ کے علاوہ کسی جگہ میں برائی کا ارادہ کرے گا اور اس پر عمل پیرا نہ ہوگا تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا اور جو بیت اللہ میں

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 67 (12496)، وزارت الاوقاف احیاء التراث عراق

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الکراء فی الحرم، جلد 5، صفحہ 102 (9274)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 165

برائی کا ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک موت نہ دے گا حتی کہ اسے عذاب الیم چکھا دے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت عبداللہ بن انیس کے بارے نازل ہوئی۔ انہیں رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کے ہمراہ بھیجا، ایک ان میں سے مہاجر تھا اور دوسرا انصاری تھا۔ وہ اپنے اپنے نسب پر فخر کرنے لگے۔ عبداللہ بن انیس کو غصہ آ گیا، اس نے انصاری کو قتل کر ڈالا۔ پھر وہ مرتد ہو کر مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ الخ یعنی جو اسلام چھوڑ کر حرم میں پناہ لے لے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جو حرم میں پناہ لے تا کہ وہ اس میں شرک کرے تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے ظلم کا مطلب شرک روایت کیا ہے۔ (3)

امام ابن جریر نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اس میں اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرے گا۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے تم پر زبان درازی، قتل وغیرہ میں سے حرام کیا ہے اسے تو حلال سمجھے گا اور تو اس پر ظلم کرے گا جس نے تم پر ظلم نہیں کیا اور تو اسے قتل کرے جس نے تجھے قتل نہیں کیا۔ کوئی بھی ایسا کرے گا تو اسے اللہ تعالیٰ عذاب الیم دے گا۔ (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ سے مراد مکہ میں کھانے کو ذخیرہ کرنے والے ہیں۔ (6)

امام بخاری نے تاریخ میں، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حرم میں خوراک کا ذخیرہ کرنا اس میں الحاد ہے۔

امام سعید بن منصور، بخاری (نے التاریخ میں)، ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مکہ میں خوراک کا احتکار الحاد بظلم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں خوراک کا بیچنا الحاد ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مکہ میں خوراک کا ذخیرہ کرنا الحاد ہے۔ (7)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرو کے دو خیمے تھے، ایک حل میں اور دوسرا حرم میں۔ جب آپ نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو حرم والے خیمے میں پڑھتے اور جب اپنے اہل میں سے کسی کو عتاب کرنے کا ارادہ کرتے تو اسے حل والے خیمے میں

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 222 (9078)، وزارت الاوقاف عراق 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 166
7۔ شعب الایمان، فصل فی ترک الاحتکار، جلد 7، صفحہ 527 (11221)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عتاب کرتے۔ ان سے وجہ پوچھی گئی تو فرمایا ہم یہ کہتے تھے کہ انسان کا حرم میں کلا واللہ اور بلی واللہ کہنا بھی الحاد ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: خادم کو حرم میں گالی گلوچ دینا ظلم ہے بلکہ اس سے بھی بڑا گناہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: امیر کا مکہ میں تجارت کرنا الحاد ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تبع کعبہ کے ارادہ سے آیا حتی کہ جب وہ کراع الغمیم میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی تیز ہوا چلائی کہ کوئی شخص بڑی مشقت سے اس کے سامنے کھڑا ہو سکتا تھا، کھڑا ہونے والا بیٹھ گیا اور لیٹ گیا۔ وہ تبع پر ہوا چلتی رہی۔ لشکر کو بہت زیادہ تکلیف اور مصیبت کا سامنا کرنا پڑا، تبع نے اپنے دو علماء بلائے، ان سے پوچھا یہ کیا مجھ پر مسلط کیا گیا ہے؟ علماء نے کہا تو ہمیں جان کی امان دیتا ہے؟ اس نے کہا تم مامون ہو۔ دونوں نے کہا تو نے بیت اللہ پر حملہ کا ارادہ کیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے گھر کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے روک لیتا ہے۔ تبع نے پوچھا کون سی چیز مجھ سے یہ مصیبت دور کرے گی؟ علماء نے کہا تو دو کپڑے پہن لے یعنی احرام باندھ لے اور کہہ لبیک اللھم لبیک، پھر تو بیت اللہ کا طواف کر، اہل مکہ میں سے کسی کو پریشان نہ کر۔ تبع نے کہا میں اگر ایسا کرنے کا ارادہ کرلوں تو یہ ہوا مجھ سے دور ہو جائے گی؟ انہوں نے کہا ہاں۔ اس نے احرام باندھا پھر تلبیہ کہا، تو ہوا واپس ہو گئی جیسے تاریک رات کا ٹکڑا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے الربیع بن انس سے روایت کیا ہے کہ مہاجرین و انصار کی اولاد میں سے ایک شخص نے ہمیں بتایا کہ انہیں اپنے بزرگوں نے خبر دی ہے کہ جو شخص اصحاب الفیل کی طرح کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا میں انہیں فوری سزا دیتا ہے اور فرمایا اس کا حلال ہونا بھی اس کے رہنے والوں کی طرف سے ہوگا۔ اس نے مجھے بتایا کہ انہیں اپنے بزرگوں میں سے کسی نے بتایا کہ اس نے مکہ میں مقام میں دو سطریں لکھی ہوئی دیکھیں۔ ایک پر یہ لکھا ہوا تھا کہ میں نے اپنے گھر کو مکہ میں رکھا، اس شہر کے رہنے والوں کی خوراک، گوشت، گھی اور کھجور ہے اور جو اس میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا، اس کو حلال نہ کریں گے مگر اس کے رہنے والے۔ فرمایا اگر یہ نہ ہوتا کہ اس کے رہنے والے ہی وہ ہیں جو اس کو حلال کریں گے تو انہیں دنیا میں اللہ تعالیٰ عذاب دیتا۔ فرمایا مجھے یہ بھی اس نے بتایا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہا کہ جس نے اس کو حلال کیا تھا اس کے حلال کرنے سے پہلے اس نے کہا تھا کہ میں نے ایک پہلی کتاب میں پڑھا ہے کہ عبداللہ کے ذریعے حرم حلال ہوگا، اس کے پاس عبداللہ بن عمر بن خطاب اور عبداللہ بن زبیر موجود تھے۔ عبداللہ بن عمرو اور عبداللہ بن عمر میں سے ہر ایک نے کہا میں تو فقط حج یا عمرہ یا ضروری حاجت کے لیے آیا ہوں۔ عبداللہ بن الزبیر خاموش رہے اور کچھ نہ بولے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کو حلال کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس کو عملی جامہ نہ پہنایا تو اس پر اس کا گناہ نہیں لکھا جانے گا اور کوئی شخص عدن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے دور کسی جگہ ہوگا اور اپنے دل میں بیت اللہ میں الحاد کا تصور کرے گا اور اس میں الحاد یہ ہے کہ جو اللہ نے اس پر حرام کیا اسے حلال جائے، پھر وہ مر جائے مکہ پہنچنے سے پہلے تو بھی اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب دے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن المنذر رنے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص کسی دوسری جگہ ہوتے ہوئے مکہ میں خطا کرنے کا ارادہ کرے گا تو اس پر اس خطا کے تصور کرنے اور اس پر عمل کرنے کا گناہ لکھا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مکہ میں اسی طرح برائیوں کو بھی کئی گنا کیا جاتا ہے جس طرح نیکیوں کو کئی گنا کیا جاتا ہے۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رنے عطاء بن ابی رباح سے بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ کا مطلب قتل اور شرک روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے وَمَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ کا مطلب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم کوئی شک نہیں کرتے تھے کہ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ سے مراد گناہ ہیں حتی کہ اہل بصرہ کے لوگ اہل کوفہ کے لوگوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ سے مراد شرک ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: جو بندہ گناہ کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے مواخذہ نہیں فرماتا حتی کہ وہ گناہ کرے مگر جو بیت اللہ شریف میں کسی برائی کا ارادہ کرتا ہے، چونکہ اس نے بیت اللہ میں شرک کا ارادہ کیا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اسے جلد عذاب دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الحجاج رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ جو شخص مکہ میں برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ لکھ دیتا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن عمرو کو عرفہ میں دیکھا، ان کی رہائش حل میں تھی اور ان کی جائے نماز حرم میں تھی۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: حرم میں علم افضل ہے اور اس میں خطا اعظم ہے۔(2)

امام ابو الشیخ، ابن عدی، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کی جگہ مٹ گئی، پس ہود اور صالح علیہ السلام نے اس کا حج نہ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے لیے اس گھر کی تعمیر کے لیے جگہ مقرر کر دی۔(3)

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت حارثہ بن مضرب عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ کے ساتھ اس نیک عمل میں شریک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 165

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الخطیئۃ فی الحرم والبیت، جلد 5، صفحہ 20 (8901)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 2، صفحہ 220 (3070)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہونے کے لیے حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ بھی نکلے۔ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو کعبہ کی جگہ کے اوپر ایک بادل دیکھا جو سر کی مثل تھا۔ اس نے حضرت ابراہیم سے کلام کی، کہا اے ابراہیم! میرے سایہ پر یا میری مقدار کے مطابق تعمیر کرو۔ اس سے زائد یا کم نہ ہو۔ جب آپ نے کعبہ کی تعمیر کر دی تو آپ باہر آئے اور آپ کے پیچھے حضرت اسماعیل اور حضرت ہاجرہ تھیں، اسی واقعہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ الخ۔(1)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو آپ کے پاؤں زمین میں تھے اور سر آسمان میں تھا۔ آپ آسمان والوں کی کلام اور ان کی دعا کو سنتے تھے اور ان سے مانوس ہوتے تھے، ملائکہ آدم علیہ السلام سے ڈر گئے حتی کہ انہوں نے اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کی طرف پست کر دیا۔ جب آدم علیہ السلام فرشتوں کا کلام نہ سن سکے تو آپکو وحشت ہوئی حتی کہ انہوں نے بھی اپنی دعا میں شکوہ کیا، آپ کو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ کیا گیا۔ آپ ایک قدم کے ساتھ شہر اور صحرا طے کر لیتے تھے حتی کہ آپ مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے یاقوت اتارا اور وہ اب بھی بیت اللہ کی جگہ پر ہے، بیت اللہ کا طواف ہوتا رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے طوفان نازل فرمایا۔ پس وہ یاقوت اٹھا لیا گیا حتی کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بھیجا۔ پھر انہوں نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ الخ۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے معمر کے طریق سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو بیت اللہ کو بھی آدم کے ساتھ زمین پر رکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام ہند کی زمین پر اتارے گئے۔ آپ کا سر آسمان میں تھا اور پاؤں زمین میں تھے۔ ملائکہ آدم سے ڈرتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ ہاتھ کم کر دیا، آدم علیہ السلام نے جب فرشتوں کی تسبیح و تہلیل کی آواز نہ سنی تو پریشان ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! میں نے تیرے لیے ایک گھر اتارا ہے جس کا طواف اسی طرح کیا جائے گا جس طرح میرے عرش کے ارد گرد طواف کیا جاتا ہے اور اس کے پاس اسی طرح نماز ادا کی جائے گی جس طرح میرے عرش کے پاس ادا کی جاتی ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ آدم علیہ السلام چل پڑے آپ بڑے لمبے لمبے قدم رکھتے تھے۔ دو قدموں کے درمیان ایک صحرا آ جاتا تھا۔ آدم علیہ السلام ان صحراؤں کو عبور کرتے ہوئے بیت اللہ کے پاس پہنچے، اس کا طواف کیا۔ پھر آپ کے بعد بھی انبیائے کرام طواف کرتے رہے۔

حضرت معمر رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجھے ابان نے بتایا کہ بیت اللہ ایک یاقوت یا ایک موتی کی شکل میں اتارا گیا۔ اور فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے تھے حتی کہ جب اللہ تعالیٰ نے قوم

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 601 (4024)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب بنیان الکعبۃ، جلد 5، صفحہ 66 (9153)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نوح کو غرق کر دیا تو اس کی دیواریں بھی مفقود ہو گئیں، صرف بنیادیں باقی تھیں۔ حضرت ابراہیم کے لیے اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی جگہ کا تعین فرمایا۔ معمر فرماتے ہیں: ابن جریج نے فرمایا: لوگوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بادل بھیجا جس میں ایک سر تھا، اس سر نے کہا اے ابراہیم! تیرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اس بادل کی مقدار کا اندازہ کر لے۔ آپ بادل کو دیکھ کر اس کی مقدار خط کھینچنے لگے۔ بادل میں موجود سر نے پوچھا اے ابراہیم! کیا تو نے اندازہ کر لیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے کہا ہاں۔ پھر وہ بادل چلا گیا۔ پس آپ نے اس جگہ کو کھودا اور اس میں قائم بنیادیں ظاہر کیں، ابن جریج فرماتے ہیں: مجاہد نے کہا: فرشتہ، بادل اور سکینت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شام سے آئے تھے۔ سکینت نے کہا اے ابراہیم! بیت اللہ کو لازم پکڑو، فرماتے ہیں: اسی وجہ سے کوئی اعرابی یا کوئی بادشاہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرتا مگر میں اس پر سکینت اور وقار دیکھتا ہوں۔

حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت ابن المسیب رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حجر اسود کو ابوقبیس پہاڑ میں رکھا تھا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی تو جبل ابوقبیس نے انہیں آواز دی: اے ابراہیم! یہ رکن اسود میرے اندر موجود ہے، اس کو لے لو۔ پس آپ نے جبل ابوقبیس کو کھودا اور حجر اسود نکال کر کعبہ میں لگا دیا، جب ابراہیم علیہ السلام اس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو عرض کی یا رب! میں نے اپنا کام کر دیا۔ پس تو ہمیں ہمارے مناسک دکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے انہیں ظاہر فرمایا اور ہمیں ان کی تعلیم دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو بھیجا۔ انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو حج کرایا حتیٰ کہ جب عرفہ کو دیکھا تو ابراہیم علیہ السلام نے کہا عرفت میں نے جان لیا۔ آپ اس سے پہلے ایک مرتبہ آئے تھے۔ اسی وجہ سے اس جگہ کا نام عرفہ رکھا گیا۔ حتیٰ کہ جب دسویں ذی الحجہ کا دن تھا تو آپ کے سامنے شیطان آیا۔ جبرئیل نے کہا اسے کنکریاں مارو۔ تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں پھر اس طرح دوسرے اور تیسرے دن ہوا۔ دو پہاڑوں کے درمیان جو جگہ تھی ابلیس نے اسے بھر دیا، رمی جمار اب حج میں اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ پھر حکم ہوا ثبیر پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور آواز دو اے اللہ کے بندو! اللہ کا حکم مانو۔ اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ آپ کی اس آواز کو سن لیا ساتوں سمندروں کے درمیان جو بھی ایسا شخص موجود تھا جس کے دل میں رائی کے ذرہ برابر ایمان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مناسک عطا فرمائے۔ ان میں تلبیہ بھی تھا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ اور سطح زمین پر ہمیشہ سات مسلمان یا اس سے زائد رہے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو زمین ہلاک ہو جاتی اور جو کچھ اس کے اوپر ہے وہ بھی ہلاک ہو جاتا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: بیت اللہ زمین کی تخلیق سے چالیس سال پہلے جھاگ کی صورت میں موجود تھا اور اسی سے زمین پھیلائی گئی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت ابراہیم مکہ مکرمہ پہنچے، حضرت ابراہیم اور اسماعیل نے کدالیں اٹھالیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ بیت اللہ کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا بھیجی جسے ریح الخجوج کہا جاتا

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب بنیان الکعبہ، جلد 5، صفحہ 68 (9159)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے۔ اس کے دو پر اور ایک سر سانپ کی صورت میں تھا۔ اس ہوا نے بیت اللہ کے اردگرد صفائی کر دی۔ تو ابراہیم و اسماعیل نے کدالیں لے کر اس جگہ کو کھودا حتی کہ انہوں نے بنیادیں نکال لیں۔ جب انہوں نے دیواریں بنائیں اور حجر اسود رکھنے کی جگہ پر پہنچے تو حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل سے فرمایا ایک خوبصورت پتھر تلاش کرو جو میں یہاں لگا دوں۔ اسماعیل علیہ السلام نے عرض کی اے والد محترم! میں سست اور کمزور آدمی ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس خوبصورت پتھر لے آؤ۔ حضرت اسماعیل پتھر کی تلاش میں نکلے۔ ایک پتھر لائے۔ حضرت ابراہیم کو وہ پسند نہ آیا۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اس سے بھی خوبصورت پتھر لے آؤ۔ پھر آپ پتھر کی تلاش میں چلے گئے۔ ادھر جبرئیل امین حضرت ابراہیم کے پاس جنتی حجر اسود لے آئے۔ وہ پہلے سفید پھول کی طرح سفید یاقوت تھا۔ یہ پتھر آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے اتارا گیا تھا۔ پھر یہ لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو گیا۔ حضرت اسماعیل ایک پتھر لے کر آئے تو حضرت ابراہیم کے پاس حجر اسود دیکھا، پوچھا اے والد محترم! یہ آپ کے پاس کون لایا ہے؟ حضرت ابراہیم نے فرمایا جو تم سے زیادہ چست ہے۔ اسی اثناء میں ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام ان کلمات کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو مبتلا کیا تھا۔ جب تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حج کا اعلان کرنے کو کہا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حوشب بن عقیل سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے محمد بن عباد بن جعفر سے پوچھا بیت اللہ کب سے ہے؟ انہوں نے فرمایا: مہینوں کو اس کے لیے پیدا کیا گیا۔ میں نے پوچھا حضرت ابراہیم کی تعمیر کی بلندی کتنی تھی؟ فرمایا اٹھارہ ہاتھ۔ میں نے پوچھا آج کتنی ہے؟ فرمایا سولہ ہاتھ۔ میں نے پوچھا کیا حضرت ابراہیم کی تعمیر کے پتھروں میں سے کوئی پتھر باقی ہے؟ فرمایا وہ پتھر کعبہ کے اردگرد لگا دیئے گئے، صرف دو پتھر اس میں لگے ہوئے ہیں جو حجر اسود کے ساتھ متصل ہیں۔

امام حاکم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ اس میں طواف کا ذکر نماز سے پہلے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف نماز کے قائم مقام ہے مگر اللہ تعالیٰ نے طواف میں باتیں کرنا مباح کیا ہے۔ پس طواف میں جو بات کرے وہ نیکی کی ہی بات کرے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِلطَّآئِفِيْنَ سے مراد بیت اللہ کا طواف کرنے والے ہیں اور الْقَآئِمِيْنَ سے مراد نمازی ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْقَآئِمِيْنَ سے مراد نمازی ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، ابن منیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو عرض کی یا رب! میں فارغ ہو چکا ہوں۔ فرمایا لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ عرض کی یا رب! میری آواز کہاں تک پہنچے گی، تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 168 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 293 (3056)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 168 4۔ ایضاً

فرمایا اعلان کر پہنچانا میرا کام ہے۔ عرض کی یارب! کیسے کہوں؟ فرمایا اس طرح کہو یَا أَيُّهَا النَّاسُ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ...... پس آپ کی آواز کو ہر آسمان اور زمین کے درمیان رہنے والے شخص نے سن لیا۔ تم دیکھتے ہو کہ لوگ دور دور سے تلبیہ کہتے ہوئے اس کے پاس آتے ہیں (یہ اسی اعلان کا ثمرہ ہے)۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ تعمیر کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو۔ آپ نے یہ اعلان فرمایا تمہارے پروردگار نے گھر بنایا ہے اور تمہیں اس کا حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس ہر پتھر، درخت، ٹیلہ، مٹی یا جس چیز نے بھی آپ کی بات سنی اس نے جواب دیا اور کہا لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو آپ جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے۔ آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں پر رکھیں اور کہا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، اپنے پروردگار کا حکم مانو۔ جو لوگ ابھی مردوں کے صلبوں اور عورتوں کے رحموں میں تھے سب نے تلبیہ کہہ کر جواب دیا۔ سب سے پہلے اہل یمن نے جواب دیا، اس وقت سے قیامت تک جتنے لوگ حج کریں گے وہ سب ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی آواز کا جواب دیا تھا۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ایک ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے حج کا اعلان فرمایا تو مخلوق خدا نے لبیک کہا۔ جس نے ایک مرتبہ لبیک کہا وہ ایک مرتبہ حج کرے گا اور جس نے دو مرتبہ لبیک کہا وہ دو مرتبہ حج کرے گا اور جس نے زیادہ کہا وہ زیادہ مرتبہ حج کرے گا۔(3)

امام ابن جریر نے ابن عباس سے وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم ایک پتھر پر کھڑے ہوئے اور اعلان فرمایا اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس آپ کی آواز سن لی جو ابھی مردوں کی صلبوں میں اور عورتوں کی رحموں میں تھے اور جن کے متعلق علم الٰہی میں طے ہو چکا تھا کہ انہوں نے حج کرنا ہے تو انہوں نے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہا۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ کے تحت روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کی آواز ہر مذکر و مؤنث کو پہنچائی گئی۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ جب ابراہیم تعمیر کعبہ سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حج کے اعلان کرنے کی وحی فرمائی۔ آپ باہر نکلے اور لوگوں میں اعلان کیا اے لوگو! تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے، تم اس کا حج کرو، پس اس وقت کسی انسان، جن، درخت، ٹیلہ، مٹی، پہاڑ، پانی اور کسی دوسری چیز نے آواز نہیں سنی مگر اس نے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ کہا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 169　2۔ ایضاً　3۔ الفردوس للدیلمی، جلد 3، صفحہ 425 (5303)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا جلد 17، صفحہ 169　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 170

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے کتاب الاذان میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اذان، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اذان سے لی گئی ہے۔ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے نماز کے لیے اذان دی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤ تو آپ نے مشرق کی طرف منہ کر کے آواز دی پھر مغرب کی طرف منہ کر کے آواز دی پھر شام کی طرف منہ کر کے آواز دی پھر یمن کی طرف منہ کر کے آواز دی تو لبیک لبیک کے ساتھ جواب دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے علی بن ابی طلحہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا تو آپ پتھر پر کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں حج کرنے کا حکم فرماتا ہے تو جو مخلوق اس وقت زمین پر تھی اور جو عورتوں کے ارحام میں تھے اور جو مردوں کے اصلاب میں تھے اور جو سمندروں میں تھے سب نے کہا لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ۔

عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں حضرت جبرئیل نے حضرت ابراہیم کو کہا کہ حج کا اعلان کرو تو حضرت ابراہیم نے کہا کیسے اعلان کروں، جبرئیل نے کہا یوں تین مرتبہ کہو اے لوگو! اپنے رب کا حکم قبول کرو، پس بندوں نے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْكَ کہا۔ پس اس دن جنہوں نے ابراہیم کا جواب دیا وہ حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم ملا۔ آپ صفا پر چڑھے، آپ نے بلند آواز سے ندا دی جسے مشرق و مغرب کے درمیان موجود لوگوں نے سن لیا (آپ نے یہ آواز دی تھی) اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ پس آپ کی ندا کا جواب دیا جو موجود تھے اور انہوں نے بھی جواب دیا جو اپنے آباء کی اصلاب میں سب نے کہا لبیک۔ مجاہد فرماتے ہیں: جنہوں نے اس وقت ابراہیم علیہ السلام کو جواب دیا تھا وہ اب بیت اللہ کا حج کر رہے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حج کا اعلان فرمایا تو کہا اے لوگو! اپنے رب کا حکم مانو۔ پس ہر رطب و یابس نے لبیک کہا۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب ابراہیم علیہ السلام کو حج کا اعلان کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ المقام پر کھڑے ہوئے اور اتنی بلند آواز سے ندا دی کہ مشرق و مغرب کے درمیان والوں نے سن لی، اے لوگو! اپنے رب کا حکم مانو! (1)

امام سعید بن منصور، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مجاہدر ۔اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم نے عرض کی یارب میں کیسے اعلان کروں فرمایا اس طرح کہو اے لو ' پنے رب کا حکم مانو۔ پس پہاڑ، درخت وغیرہ جو مخلوق خدا تھی سب نے لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ کہا۔ پس یہ تلبیہ بن گیا۔

ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: جس پتھر پر کھڑے ہو کر آپ نے اع ن فرمایا وہ زمین میں بلند

1۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 439 (4000)، دارالکتب العلمیہ بیروت (مفہوم)

ترین پہاڑ کی طرح بلند ہو گیا تھا۔ پس آپ نے حج کا اعلان فرمایا تو آپ کی آواز ساتوں سمندروں کے نیچے سنائی دی اور سننے والوں نے کہا لبیک اَطَعْنَا، لَبَّیْكَ اَجَبْنَا۔ پس اس وقت جنہوں نے لبیک کہا قیامت تک انہی لوگوں میں سے حج کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کو اعلان حج کا حکم ملا تو آپ نے عرض کی یارب! میں کیسے اعلان کروں؟ فرمایا اس طرح کہو لَبَّیْكَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْكَ۔ سب سے پہلے حضرت ابراہیم نے تلبیہ کہا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب حضرت ابراہیم کو حج کے اعلان کا حکم ملا تو آپ پتھر پر کھڑے ہو گئے اور اعلان فرمایا آپ کی آواز کو تمام زمین والوں نے سن لیا (آپ کا اعلان یہ تھا) خبردار! غور سے سنو بے شک تمہارے پروردگار نے گھر بنایا ہے اور اس نے تمہیں اس کا حج کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں کے نشانات کو پتھر میں ثبت فرما کر ایک معجزہ بنا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام صفا پہاڑی پر چڑھے اور کہا اے لوگو! اپنے رب کا حکم تسلیم کرو۔ پس مردوں کے اصلاب میں جو زندہ تھا اس نے بھی آپ کی آواز سن لی۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر جن وانس، شجر و حجر سب نے ابراہیم کو جواب دیا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کرنے کے اعلان کا حکم ملا تو آپ کے لیے پہاڑ جھک گئے اور زمین بلند کی گئی۔ آپ نے کھڑے ہو کر یہ اعلان فرمایا اے لوگو! اپنے رب کا حکم تسلیم کرو۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم جبل ابی قبیس پر چڑھے اور کہا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ اِبْرَاھِیْمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں میں حج کا اعلان کروں، اے لوگو! اپنے پروردگار کا حکم تسلیم کرو۔ پس قیامت تک وہ جواب دے گا جس سے اللہ تعالیٰ نے حج کا عہد لیا۔

ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اَذِّنْ فِی النَّاسِ میں النَّاسِ سے مراد اہل قبلہ ہیں، کیا تم نے یہ ارشاد نہیں سنا اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّھُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا (آل عمران: 97) پس بیت اللہ میں وہ داخل ہوں گے جن میں اعلان کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جن پر حج فرض کیا گیا ہے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: رِجَالًا کا مطلب پیدل چلنا ہے اور ضَامِرٍ سے مراد اونٹ ہے اور عَمِیْقٍ سے مراد بعید ہے۔ (2)

امام الخطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے ابن عباس کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے کسی چیز پر افسوس نہیں ہے مگر یہ کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ۔ ابن عباس اسی طرح پڑھتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں مجھے کسی چیز کے فوت ہونے کا افسوس نہیں مگر یہ کہ میں نے پیدل حج نہیں کیا حتی کہ مجھے بڑھاپے نے آ لیا، اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنتا ہوں يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے رِجَالًا (پیدل چلنے والوں) کا ذکر کیا ہے اور پھر سواروں کا ذکر کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام دونوں نے پیدل حج کیا۔ (1)

امام ابن خزیمہ، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے مکہ سے پیدل حج (شروع) کیا حتی کہ حج (مکمل کرنے کے لیے) مکہ میں لوٹ آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے لکھے گا۔ پوچھا گیا حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ فرمایا ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں۔ (2)

امام ابن سعد، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سوار حاجی کے لیے ہر قدم کے بدلے جو اس کی سواری اٹھاتی ہے، ستر نیکیاں ہیں اور پیدل حج کرنے والے کے لیے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے ہیں۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حرم کی نیکیاں کیا ہیں؟ فرمایا ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے اسے ضعیف کہا ہے، فرماتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملائکہ سوار حاجیوں کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں اور پیدل حج کرنے والوں کے ساتھ معانقہ کرتے ہیں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رِجَالًا سے مراد پیادہ اور ضَامِرٍ سے مراد اونٹ (پر سوار) اور فَجٍّ عَمِيقٍ سے مراد دور کا علاقہ ہے۔ (4)

ابن جریر اور عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ حج کرتے تھے اور زاد راہ ساتھ نہ لاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے وَتَزَوَّدُوْا کا ارشاد نازل فرمایا۔ اور لوگ حج کرتے تھے اور سوار نہیں ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے يَأْتُوكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ۔ کا ارشاد نازل فرمایا لوگوں کو زاد راہ لینے کا بھی حکم فرمایا اور سوار ہونے اور تجارت کرنے کی بھی رخصت عطا فرمائی۔ (5)

امام الطستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نافع بن الازرق نے ان سے فَجٍّ عَمِيقٍ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا: دور کا راستہ، نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

فَسَارُوْا الْعَنَاءَ وَسَدُّوا الْفِجَاجَ بِأَجْسَادِ عَادِلِهَا آيِدَاتٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 171 2۔ شعب الایمان، کتاب المناسک، جلد 3، صفحہ 431 (3981)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 474 (4099)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

"پس وہ تھکے ہوئے چلے اور دور کا راستہ اجساد کے ساتھ روک دیا"۔

امام ابن المنذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یرجالاً اور علی کل ضامر سے مراد پیدل اور سوار ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ سے مراد وہ شخص ہے جس کو سواری پہنچائے اور کمزور ہو جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ فَجٍّ عَمِيقٍ سے مراد دور کا راستہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی دور کا علاقہ کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق نے المصنف میں جبیر بن عمیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک قافلہ سے ملے جو بیت اللہ شریف کی طرف جا رہے تھے۔ فرمایا تم کون ہو؟ ان میں جو کم عمر شخص تھا اس نے کہا اللہ کے مسلمان بندے! حضرت عمر نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا فَجٍّ عَمِيقٍ (دور کے راستہ سے)۔ حضرت عمر نے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ۔ حضرت عمر نے کہا اللہ کی قسم! اپنے کلام کی تفسیر کرو۔ حضرت عمر نے کہا تمہارا امیر کون ہے؟ اس جوان نے ایک بوڑھے کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت عمر نے فرمایا بلکہ تم امیر ہو۔ اتنی کم عمری میں جس نے یہ جواب دیا۔(2)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ عربوں کے بازار تھے، یہاں اللہ تعالیٰ نے مَنَافِعَ سے مراد دنیا لی ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مَنَافِعَ سے مراد دنیا و آخرت کے منافع ہیں۔ منافع الآخرۃ سے مراد رضاء الٰہی ہے اور منافع الدنیا سے مراد اس دن جانوروں کا گوشت حاصل کرنا اور تجارت کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مَنَافِعَ سے مراد آخرت کا اجر اور دنیا میں تجارت ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل سے روایت کیا ہے: وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ یعنی جانوروں کو نحر کرتے وقت اللہ کا نام لو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فرماتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ جب تم اپنی قربانی ذبح کرو تو بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا مِنْكَ وَلَكَ عَنْ فُلَانٍ کہو پھر کھاؤ اور کھلاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی پڑوسی پھر جو قریبی ہو۔

امام ابو بکر المروزی نے کتاب العیدین میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ایام العشر (ذی الحجہ کے دس دن) ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 172 — 2۔ مصنف عبد الرزاق، باب القوم یجتمعون، جلد 2، صفحہ 259 (3824)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 172 — 4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 173

امام عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد دس ذی الحجہ اور بعد کے تین دن ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ایام تشریق ہیں اور بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ سے مراد بدن (اونٹ) ہے۔(2)

امام ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ اور معدودات کل چار ایام ہیں۔ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد یوم النحر اور بعد کے دو دن ہیں اور معدودات سے مراد یوم النحر کے بعد کے تین دن ہیں۔

ابن المنذر رنے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد یوم النحر اور بعد کے تین دن ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ساتویں، آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کے دن ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء اور مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ سے مراد ذی الحجہ کے دس ایام ہیں۔

حضرت سعید بن جبیر اور الحسن رحمہما اللہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر راور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین اپنی قربانیوں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ۔ پس مسلمانوں کو رخصت دی جو چاہے کھائے جو چاہے نہ کھائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، المنذر راور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ یہ رخصت ہے اگر چاہے تو کھائے چاہے تو نہ کھائے۔ یہ اسی طرح ہے جیسے فرمایا وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا (المائدہ:2)۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا یعنی جب تم جانور ذبح کر دو تو ہدیہ دو، خود کھاؤ، فقیروں کو کھلاؤ اور قربانیوں کا گوشت اپنے پاس رکھو۔

عبد بن حمید نے ابو صالح الحنفی سے روایت کیا ہے کہ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِیْرَ کا حکم قربانیوں کے متعلق ہے۔

امام عبد بن حمید نے عطاء سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چاہے تو ہدی اور قربانی سے کھائے اور اگر چاہے تو نہ کھائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: فَكُلُوْا مِنْهَا کہ ابن مسعود جس شخص کو ہدی دے کر بھیجتے تھے تو اسے کہتے تیسرا حصہ خود کھانا، ایک تیسرا حصہ صدقہ کرنا اور ایک تیسرا حصہ آل عتبہ کو ہدیہ دینا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اونٹ سے ایک ٹکڑا کاٹا پھر اسے ہنڈیا میں ڈالا گیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس گوشت کو کھایا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 174 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

اس کا شور بابیا۔ سفیان فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَكُلُوْا مِنْهَا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْبَآىِٕسَ سے مراد اپاہج ہے۔(1)

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے الْبَآىِٕسَ کا مطلب پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد وہ شخص ہے جو شدت ضرورت کے باوجود کچھ نہ پائے۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، کیا تو نے طرفہ کا شعر نہیں سنا:

يَغْشَاهُمُ الْبَائِسُ الْمُدْقَعُ وَالضَّيْفُ وَجَارٌ مُجَاوِرٌ جُنُبٌ

"انتہائی مجبور اور ضرورت مند اور مہمان اور پڑوسی ان پر غالب آگئے"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے: الْبَآىِٕسَ سے مراد وہ شخص ہے جو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَآىِٕسَ سے مراد وہ شخص ہے جو انتہائی بھوکا ہو۔ اور فقیر سے مراد ضعیف ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ دونوں کا ایک معنی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ سے مراد وہ شخص ہے جو اپاہج ہو اور فقیر ہو۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿٢٩﴾

"پھر چاہیے کہ دور کریں اپنی میل کچیل اور پوری کریں اپنی نذریں اور طواف کریں ایسے گھر کا جو بہت قدیم ہے"۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد تمام مناسک ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد تمام مناسک حج کا ادا کرنا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد سر کا حلق کرانا، رخساروں کے بال اکھیڑنا، بغلوں کے بال صاف کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، وقوف عرفہ کرنا، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا، رمی الجمار کرنا، ناخن کاٹنا، مونچھیں کاٹنا اور ذبح کرنا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد سر کا حلق کرانے، کپڑے پہننے اور ناخن کاٹنے وغیرہ کے ساتھ احرام کھولنا ہے۔ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ یعنی جن جانوروں کی تم نے نذر مانی ہوئی ہے ان کو نحر کرو۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روای کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد ہر وہ کام ہے جو احرام کی وجہ سے حرام ہو گیا تھا اور وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ فرماتے ہیں: اس سے مراد حج کی نذر کو پورا کرنا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 176
4۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 175 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 177

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد سر کا حلق کرانا، زیر ناف بال صاف کرنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن کاٹنا، رمی جمار کرنا، (قبضہ سے زائد) داڑھی کاٹنا ہے۔ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ فرماتے ہیں: اس سے مراد حج کی نذر کو پورا کرنا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تَفَثَهُمْ سے مراد زیر ناف بال صاف کرنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، مونچھیں کاٹنا اور ناخن کاٹنا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: وَلْيَطَّوَّفُوا سے مراد دس ذی الحجہ کا واجب طواف ہے۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلْيَطَّوَّفُوا سے مراد طواف زیارت ہے اور ابن جریر کے الفاظ یہ ہیں کہ دسویں کے دن کا طواف زیارت مراد ہے۔(2)

امام بخاری نے تاریخ میں، ترمذی، انہوں نے اس کو حسن کہا ہے، ابن جریر، طبرانی، حاکم، انہوں اسے صحیح کہا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے (کعبہ کو) بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے جابر لوگوں سے آزاد کیا اور کبھی اس پر جابر شخص غالب نہ آیا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے جابر لوگوں سے آزاد کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے رکھا کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جابر لوگوں سے آزاد کیا، کبھی اس پر کسی جابر کو نہ چھوڑا(4)، ایک روایت میں ہے کہ کوئی جابر زمین میں نہیں ہے جو دعویٰ کرے کہ کعبہ اس کا ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا نام بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے رکھا کیونکہ جس نے بھی اس سے برائی کا ارادہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کو بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے فرمایا کیونکہ اسے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں غرق ہونے سے آزاد کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے الحسن سے روایت کیا ہے کہ اس کو بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ اس لیے فرمایا کیونکہ یہ سب سے پہلے بنایا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف پناہ گاہ بنایا گیا ہے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ابلیس کو ان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 176
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 179
3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 304 (3170)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 178

اس نے انکار کر دیا۔ رحمٰن نے ناراضگی کا اظہار فرمایا تو ملائکہ نے بیت اللہ کی پناہ لی حتی کہ رحمٰن کی ناراضگی ختم ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اردگرد طواف فرمایا۔

امام سفیان بن عیینہ، طبرانی، حاکم (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، حطیم، بیت اللہ کا حصہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پیچھے سے طواف فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ طواف وداع واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو حجرہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے ابن عباس نے فرمایا کہ تم سورۂ حج پڑھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ حج کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: لوگ منیٰ سے ہی گھروں کو چلے جاتے تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کا آخری عمل بیت اللہ کا طواف ہو، لیکن حیض والی عورتوں کو رخصت دی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو آدمی بیت اللہ کے سات چکر لگائے تو وہ سوائے تکبیر و تہلیل کے کوئی بات نہ کرے تو یہ غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے کعبہ کے سات چکر لگائے اور پھر دو رکعتیں پڑھیں تو وہ اس دن کی مثل ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم، انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے الشعب میں ابن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے جنہیں اس نے شمار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ایک نیکی لکھے گا اور ایک گناہ مٹائے گا اور اس کا ایک درجہ بلند ہوگا اور ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔(3)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو عقال رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں، میں نے بارش میں حضرت انس کے ساتھ طواف کیا تو انہوں نے ہمیں بتایا: نئے سرے سے عمل کرو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے پہلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ میں نے اسی دن کی مثل میں تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں طواف کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نئے سرے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 630 (1688)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 454 (4048)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 452 (4041)

سے عمل شروع کرو، پہلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت محمد بن المنکدر رعن ابیہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور اس طواف میں کوئی لغوبات نہ کی تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: جس نے بیت اللہ کے پچاس طواف کیے وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح اس دن تھا جب کہ اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبد مناف! کسی کو اس گھر کا طواف کرنے اور نماز پڑھنے سے نہ روکو، خواہ جس گھڑی رات یا دن میں طواف کرے یا نماز پڑھے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے عصر کے بعد بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعتیں طواف پڑھیں، ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ باقی شہروں کی طرح نہیں ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو ہر طواف میں حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کرتے۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب کو حجر اسود کو چومتے ہوئے اور اس پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے رکن یمانی کو بوسہ دیا اور اس پر اپنے رخسار رکھے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے فرماتے ہیں: ابن عباس فرماتے تھے کہ اس حدیث کو یاد کر و اور وہ اس کو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے تھے، نبی کریم ﷺ دونوں رکنوں کے درمیان یہ دعا مانگتے تھے رَبِّ قَنِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي وَ بَارِكْ لِي فِيهِ وَاخْلُفْ عَلَىٰ كُلِّ غَائِبَةٍ بِخَيْرٍ۔(6)

امام ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیت اللہ کا طواف نماز کی مثل ہے لیکن تم طواف میں باتیں کرتے ہو۔ پس جو طواف میں بات کرے تو وہ خیر کی بات کرے۔(7)

الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے طواف کے دوران پانی پیا۔(8)

1۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 452(4043)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 454(4049)
3۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 617(1643)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 626(1676)
5۔ ایضاً (1675)
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 626(1674)
7۔ سنن ترمذی، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 293(960)، دار الحدیث القاہرہ
8۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 631(1679)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عبدالاعلی التیمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بیت اللہ کے طواف کے دوران کیا دعا مانگوں۔ فرمایا یہ دعا مانگو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذُنُوْبِیْ وَ خِطْئِیْ وَعَمَدِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ اِنَّكَ اِنْ لَّا تَغْفِرْلِیْ تُھْلِكْنِیْ۔(1)

احمد اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے عطاء سے کہا کیا تو نے ابن عباس سے سنا تھا؟ فرمایا تمہیں بیت اللہ کے طواف کا حکم دیا گیا ہے اور تمہیں اس میں داخل ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔ فرمایا ہمیں اس میں داخل ہونے سے منع نہیں فرمایا۔ لیکن میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اسامہ بن زید نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے تو بیت اللہ کی طرف دو رکعتیں ادا فرمائیں اور فرمایا یہ قبلہ ہے۔(2)

امام حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے، فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ میرے پاس سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے جب کہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی اور نفس خوش تھا یعنی آپ خوش وخرم تھے۔ پھر جب واپس تشریف لائے تو پریشان تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ میرے پاس سے گئے تو خوش تھے (اب کیا ہوا ہے) فرمایا میں کعبہ میں داخل ہوا، میں نے پسند کیا کہ میں نے ایسا نہ کیا ہوتا، مجھے اندیشہ ہو رہا ہے کہ میں اپنے بعد اپنی امت کو تھکانے والا ہوں۔(3)

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں تعجب ہے مسلمان آدمی کے لیے۔ جب وہ کعبہ میں داخل ہوتا ہے تو اس کی چھت کی طرف نگاہ اٹھانے کے وقت اللہ تعالیٰ کے اجلال اور تعظیم کو چھوڑ دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سجدہ کی جگہ سے نظر نہ ہٹائی حتی کہ باہر تشریف لائے۔(4)

ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ﴿۳۱﴾

"ان احکام کو یاد رکھو اور جو شخص تعظیم کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تو یہ بہتر ہے اس کے لیے اس کے رب کے ہاں اور حلال کیے گئے تمہارے لیے جانور بجز ان کے جن کی حرمت پڑھی گئی تم پر، پس پرہیز کرو بتوں کی نجاست سے اور بچو جھوٹی بات سے۔ یکسر مائل ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف، نہ شریک ٹھہراتے ہوئے اللہ کے ساتھ

1۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 453 (4044)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 653 (1763)
3۔ ایضاً، (1762)
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 652 (1761)

اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے ساتھ تو اس کی حالت ایسی ہے گویا وہ گرا ہوا آسمان سے پس اچک لیا ہو اسے کسی پرندے نے یا پھینک دیا ہو اسے ہوا نے کسی دور جگہ"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُرُمٰتِ اللّٰهِ سے مراد حج اور عمرہ اور وہ تمام گناہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور عکرمہ رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُرُمٰتِ سے مراد تمام گناہ ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُرُمٰتِ سے مراد المشعر الحرام، البیت الحرام، المسجد الحرام اور البلد الحرام ہے۔(2)

ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت ہمیشہ خیر پر ہوگی جب تک مکہ کا حق تعظیم بجالاتی رہے گی اور جب وہ اس حق کو ضائع کر دیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ بتوں کی عبادت میں شیطان کی اطاعت سے اجتناب کرو۔ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ اور اللہ پر افتراء باندھنے اور اللہ تعالیٰ کی تکذیب سے اجتناب کرو۔(4)

امام احمد، ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ایمن بن خریم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! جھوٹی گواہی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (5)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن داؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت خریم بن فاتک الاسدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی، جب فارغ ہو گئے تو کھڑے ہو گئے اور تین مرتبہ فرمایا: جھوٹی گواہی، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ (6)

امام احمد، بخاری، مسلم اور ترمذی نے ابوبکرہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں بڑے گناہوں پر آگاہ نہ کروں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کرم فرمایئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی نہ کرنا۔ آپ پہلے ٹیک لگائے ہوئے تھے، آپ بیٹھ گئے اور فرمایا خبردار! غور سے سنو! جھوٹی گواہی۔ خبردار غور سے سنو! جھوٹ کی گواہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جملہ کو بار بار لوٹاتے رہے حتیٰ کہ ہم نے کہا کاش! آپ خاموش ہو جائیں۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 181
3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فضل مکۃ، جلد 3، صفحہ 523 (3110)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 181 5۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 182 6۔ ایضاً
7۔ سنن ترمذی، کتاب البر والصلۃ، جلد 4، صفحہ 275 (1901)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق، الفریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، الطبرانی اور الخرائطی نے مکارم الاخلاق میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کے برابر ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَوْلَ الزُّوْرِ سے مراد جھوٹ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد کلام کے ساتھ شریک کرنا ہے۔ یہ اس طرح ہے کہ وہ لوگ بیت اللہ کا طواف کرتے تو اپنے تلبیہ میں کہتے لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ "میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جس کا تو مالک ہے اور تو اس کا بھی مالک ہے جس کا وہ مالک ہے"۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖ یعنی اللہ کے لیے حج کرتے ہوئے شرک نہ کرتے ہوئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ شرک کرتے ہوئے حج کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو ظاہر فرما دیا تو مسلمانوں کو فرمایا: تم اب حج کرو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے بغیر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جو لوگ حج کرتے تھے حالانکہ وہ مشرک ہوتے تھے۔ ان لوگوں کو حنفاء الحجاج کہا جاتا تھا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ بِهٖ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن القاسم مولی ابی بکر الصدیق سے روایت کیا ہے کہ مضر وغیرہ قبیلہ کے لوگ شرک کی حالت میں حج کرتے تھے اور جو مشرکین میں سے بیت اللہ کا حج نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے تم کہو حُنَفَآءَ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَیْرَ مُشْرِكِیْنَ یعنی حج کرو جب کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قرآن میں جہاں حُنَفَآءَ آیا ہے اس سے مراد مسلمان ہیں اور یہاں حُنَفَآءَ سے مراد حجاج ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حُنَفَآءَ سے مراد حجاج ہیں۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حُنَفَآءَ سے مراد اتباع کرنے والے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ الآیہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال بیان فرمائی اس مشرک کی جو ہدایت سے بہت دور ہے اور ہلاکت میں ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ سَحِیْقٍ سے مراد بعید ہے۔ (3)

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِیْهَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 181 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 183 3۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 183

مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۠ ﴿۳۳﴾ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۙ﴿۳۴﴾

"حقیقت یہ ہے اور جو ادب واحترام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا تو یہ (احترام) اس وجہ سے ہے کہ دلوں میں تقویٰ ہے۔ تمہارے لیے مویشیوں میں طرح طرح کے فائدے ہیں ایک معین مدت تک پھر ان کے ذبح کرنے کا مقام بیت عتیق کے قریب ہے۔ اور ہر امت کے لیے ہم نے مقرر فرمائی ہے ایک قربانی تا کہ وہ ذکر کریں اللہ تعالیٰ کا اسم (پاک) ان بے زبان جانوروں پر ذبح کے وقت جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائے ہیں۔ پس تمہارا خدا خدائے واحد ہے تو اسی کے آگے سر جھکاؤ۔ اور (اے محبوب) مژدہ سنایئے تواضع کرنے والوں کو"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ سے مراد قربانی کا جانور ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ کی تعظیم سے مراد ان جانوروں کو موٹا کرنا، ان سے بہتر سلوک کرنا اور ان کا احترام کرنا ہے اور اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى کے تحت فرماتے ہیں: اِلٰى اَنْ تُسَمّٰى بُدْنًا (یعنی ان کو بدنا کہنے تک)۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ کی تعظیم سے مراد جانوروں کو خوب موٹا کرنا، ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا اور ان کو اچھے طریقہ سے رکھنا ہے، لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى یعنی ان کو ہدی کہنے سے پہلے تک تم ان کی پیٹھ، بال اور ان سے منافع حاصل کر سکتے ہو۔ جب وہ ہدی بنا دیئے جائیں تو منافع حاصل کرنا درست نہیں۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک اور عطاء سے روایت کیا ہے کہ ان میں منافع سے مراد ضرورت کے وقت ان پر سوار ہونا اور ان کے بالوں اور دودھ سے فائدہ اٹھانا ہے اَجَلٍ مُّسَمًّى سے مراد تیرا اسے قلادہ پہنانا ہے اور بدنہ بنانا ہے۔ ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ فرماتے ہیں: دسویں ذی الحجہ کو منی میں ذبح کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ کہ حرم میں جب داخل ہوگئی تو اپنے محل میں پہنچ گئی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن موسیٰ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ کے تحت روایت کیا ہے کہ وقوف عرفہ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ ہے۔ مزدلفہ میں ٹھہرنا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ ہے، البدن شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ ہیں، رمی جمار شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ سے ہے، الحلق شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ سے ہے۔ پس جو ان تمام چیزوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ دلوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 85-183 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 184,85,88

کے تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اور تمہارے لیے ہر شعر میں منافع ہیں یہاں تک کہ تم دوسرے مشعر کی طرف منتقل ہو جاؤ اور ان تمام شعائر کا محل بیت اللہ کا طواف کرنا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے شَعَآئِرَ اللّٰهِ کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: حرمات اللہ، اللہ کی ناراضگی سے اجتناب، آپ کی اطاعت کی اتباع یہ سب چیزیں شَعَآئِرَ اللّٰهِ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مَنْسَكًا سے مراد عید ہے۔

عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مَنْسَكًا کا مطلب خون بہانا ہے۔(2)

امام ابو داؤد، نسائی اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے عید الاضحیٰ کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے عید الاضحیٰ بنائی ہے، اس شخص نے عرض کی: اگر میں مذکر یا مؤنث بکری کے ذبح کے علاوہ کچھ نہ کروں تو کیا صرف مجھ پر ذبح کرنا لازم ہے؟ فرمایا تم ناخن کاٹو، مونچھیں کاٹو اور زیر ناف بال صاف کرو تو یہ عمل اللہ کی بارگاہ میں تیری قربانی کی تکمیل ہے۔

امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے، ذہبی نے اسے ضعیف کہا ہے) نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: جبرئیل آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تم نے ہماری عید کو کیسا پایا؟ جبرئیل نے کہا آپ اس کے ساتھ ایمان والوں پر فخر کر رہے ہیں، اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم جان لو کہ دنبہ، بکریوں کے نر سے بہتر ہے اور دنبہ بیل سے بھی افضل ہے اور دنبہ اونٹ سے بھی افضل ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس (دنبہ) سے کوئی بہتر جانور جانتا تو ابراہیم کی قربانی کے عوض اسے قربان کرتا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مَنْسَكًا سے مراد مکہ ہے، اللہ تعالیٰ نے مکہ کے علاوہ کسی جگہ کو کسی امت کے لیے منسک نہیں بنایا۔

امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی۔ جب خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو ایک مینڈھا منگوایا اور اسے خود ذبح فرمایا اور کہا بسم اللہ واللہ اکبر۔ پھر کہا اے اللہ! یہ میری طرف سے ہے اور میرے وہ امتی جنہوں نے قربانی نہیں کی، تمام کی طرف سے ہے۔

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو مینڈھے قربانی کیے۔ آپ نے جب انہیں لٹایا تو یہ کہا وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ اَنَا اَوَّلُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 184 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 189
3۔ مستدرک حاکم، باب الاضاحی، جلد 4، صفحہ 247 (7526)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ وَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّ اُمَّتِهٖ۔ پھر بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا۔

امام ابن ابی الدنیا سے الاضاحی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ذبح کے وقت یہ کہا: وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ۔

امام احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سینگوں والے چتکبرے مینڈھے قربانی کیے اور بسم اللہ اور تکبیر پڑھی۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب وہ ذبح کرتے تو بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّيْ کہتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے اَسْلِمُوْا کا معنی اخلصوا روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے الْمُخْبِتِيْنَ کا معنی مُطْمَئِنِّيْنَ روایت کیا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا (نے ذم الغضب میں)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت عمرو بن اوس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْمُخْبِتِيْنَ وہ لوگ ہوتے ہیں جو لوگوں پر ظلم نہیں کرتے اور جب ان پر ظلم کیا جاتا ہے تو انتقام نہیں لیتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے الْمُخْبِتِيْنَ کا معنی مُتَوَاضِعِيْنَ (عاجزی کرنے والے) روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی ڈرنے والا روایت کیا ہے۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ جب ربیع بن خثیم کو دیکھتے تو فرماتے وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ اور ربیع کو فرماتے: میں آپ کو دیکھتا ہوں تو مجھے الْمُخْبِتِيْنَ یاد آجاتے ہیں۔

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ

1۔ صحیح بخاری، باب التکبیر عند الذبح، جلد 3، صفحہ 197، المطبعۃ المیمنہ مصر
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 190

لٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۳۷

''وہ لوگ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں اور جو صبر کرنیوالے ہیں ان (مصائب و آلام) پر جو پہنچتے ہیں انہیں اور صحیح صحیح ادا کرنے والے ہیں نماز کو اور ان چیزوں سے جو ہم نے انہیں عطا فرمائی ہیں وہ خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے فربہ جانوروں کو ہم نے بنایا ہے تمہارے لیے اللہ کی نشانوں میں سے، تمہارے لیے ان میں بھلائی ہے پس لو اللہ تعالیٰ کا نام ان پر اس حال میں کہ ان کا ایک پاؤں بندھا ہوا اور تین پر کھڑے ہوں پس جب وہ گر پڑیں کسی پہلو پر تو خود بھی کھاؤ اس سے نیز کھلاؤ قناعت کرنے والے فقیر کو اور بھیک مانگنے والے کو۔ اسی طرح ہم نے فرمانبردار بنا دیا ان جانوروں کو تمہارے لیے تاکہ تم (اس احسان کا) شکریہ ادا کرو۔ نہیں پہنچتے اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت اور ان کے خون، البتہ پہنچتا ہے اس کے حضور تک تقویٰ تمہاری طرف سے۔ یوں اس نے فرمانبردار بنا دیا ہے انہیں تمہارے لیے تاکہ تم بڑائی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی اس (نعمت) پر کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور (اے حبیب!) خوش خبری دیجئے احسان کرنیوالوں کو''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ اللہ کے ذکر کے وقت ان کے دل عظمت شان الٰہی کی وجہ سے کانپتے ہیں، مصائب و آلام پر صبر کرتے ہیں اور نمازوں کو حکم الٰہی کے مطابق صحیح صحیح ادا کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے الْبُدْنَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر نے عبید اللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْبُدْنَ سے مراد اونٹ اور گائیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْبُدْنَ سے مراد سم والا جانور ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے: الْبُدْنَ سے مراد اونٹ اور گائے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ الْبُدْنَ سے مراد اونٹ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد الکریم سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: عطاء اور الحکم کا اختلاف ہوا اور عطاء نے کہا الْبُدْنَ اونٹ اور گائیں ہوتے ہیں الحکم نے کہا یہ صرف اونٹ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبُدْنَ سے مراد اونٹ اور گائیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبُدْنَ سے مراد گائیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یعقوب الریاحی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے ایک شخص کو وصیت کی اور بدنہ کی وصیت کی۔ پھر میں ابن عباس کے پاس آیا اور انہیں بتایا کہ

ایک شخص نے مجھے وصیت کی اور بدنہ کی وصیت کی، کیا میری طرف سے گائے کفایت کرے گی۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ پھر فرمایا تمہارا ساتھی کون ہے؟ میں نے کہا بنی ریاح سے ہے تو کون سے جانور پالتا ہے، بنو ریاح نے گائے سے اونٹ تک پالے ہیں، وہ تمہارا ساتھی ہے، گائے تو اسد اور عبدقیس کے لیے ہے۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ بدنہ کو بدنہ کہنے کی وجہ ان کا موٹا ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ میں ھا ضمیر سے بدنہ مراد ہے اگر سوار ہونے یا دودھ پینے کی ضرورت ہو تو تمہارے لیے ان میں خیر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ تمہارے لیے بدن میں منافع اور اجر ہے۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن ماجہ، طبرانی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا: تمہارے باپ ابراہیم کی سنت، عرض کی ہمارے لیے یا رسول اللہ! ﷺ اس میں کیا ہے؟ فرمایا ایک بال کے بدلے ایک نیکی۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اون کا کیا حکم ہے؟ ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے۔(2)

امام ابن عدی، دار قطنی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عید کے دن قربانی سے افضل کسی چیز میں درہم خرچ کرنا نہیں ہے۔

امام ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: قربانی والے دن اللہ کی بارگاہ میں خون بہانے سے زیادہ کوئی عمل ابن آدم کا محبوب نہیں ہے۔ قیامت کے روز یہ قربانی اپنے سینگوں، کھروں اور بالوں سمیت آئے گی اور اس کا خون اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زمین پر گرنے سے پہلے پہنچ جاتا ہے۔ پس قربانیاں خوش دلی سے کرو۔(3)

امام ابن ماجہ، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کو قربانی کرنے کی گنجائش ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: سعید بن المسیب نے حج کیا اور ان کے ساتھ ابن حرملہ نے حج کیا۔ پس سعید نے مینڈھا خریدا اور اس کی قربانی دی، حرملہ نے چھ دینار میں دنبہ خریدا اور اس کو نحر کیا۔ سعد نے ان سے پوچھا کیا تیرے لیے ہماری سنت کافی نہ تھی۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 192
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 483 (7337)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ترمذی، کتاب الاضاحی، جلد 4، صفحہ 70 (1463)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 481 (7334)

ارشاد سنا ہے: وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِ۔ پس میں نے پسند کیا کہ میں اس خیر کو حاصل کروں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے میری راہنمائی کی ہے۔ ابن المسیب اس سے بہت خوش ہوئے اور وہ ان کی طرف سے یہ بات بیان کرتے تھے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ نے حج کیا اور ان کے پاس سات دنانیر تھے۔ ان کے ساتھ انہوں نے بدنہ خریدا، اسے کہا گیا کہ تمہارے پاس صرف سات دینار تھے جن کے ساتھ تم نے بدنہ خرید لیا ہے! تو انہوں نے فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنا ہے لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ۔

امام قاسم بن اصبغ اور ابن عبد البر رحمہما اللہ نے التمہید میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: اے لوگو! قربانیاں کرو اور خوش دلی سے کرو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو بندہ اپنی قربانی کا قبلہ کی طرف منہ کرتا ہے قیامت کے روز اس کا خون، سینگ اور اون سب میزان میں موجود ہوں گے اور اگر خون مٹی پر گرتا ہے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں گرتا ہے حتی کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کے مالک کو پورا پورا اجر عطا فرمائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تھوڑا عمل کرو زیادہ جزا دیے جاؤ گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو الاشد السلمی عن ابی عن جدہ کے سلسلہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل قربانی وہ ہے جو مہنگی اور موٹی ہو۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: قربانی کے دن لوگوں کے خون بہانے سے زیادہ از روئے اجر کے کوئی خرچ نہیں مگر وہ خرچ جو صلہ رحمی پر کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ کے تحت روایت کیا ہے: اگر دودھ کی احتیاج ہو تو بدنہ کا دودھ پی لے، سواری کی ضرورت ہو تو سوار ہو جائے، اگر اون کی ضرورت ہو تو وہ لے لے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کیا آدمی بغیر بوجھ کے بدنہ پر سوار ہو جائے؟ فرمایا بغیر کسی مشقت کے ان کا دودھ لے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: آدمی اپنے بدنہ پر معروف طریقہ سے سوار ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدی پر معروف طریقہ پر سوار ہو جاؤ حتی کہ تم اسے سواری پاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں سوار ہونے کی رخصت دی جب انہیں سوار ہونے کی ضرورت ہو۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا وہ اونٹ ہانک کر لے جا رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ۔ اس نے کہا

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 424، المکتب الاسلامی بیروت

یہ بدنہ ہے۔ فرمایا تیرے لیے ہلاکت ہو، اس پر سوار ہو جا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ نبی کرم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا وہ بدنہ یا ہدی ہانک کر لے جا رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جا۔ اس نے کہا بدنہ ہے یا کہا ہدی ہے۔ فرمایا اگرچہ بدنہ ہے (سوار ہو جا)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے الاضاحی میں، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: جب تو بدنہ کو نحر کرنے کا ارادہ کرے تو اسے تین پاؤں پر کھڑا کر جب کہ اس کا ایک ہاتھ باندھا ہوا ہو پھر بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ کہہ۔(2)

امام الفریابی، ابوعبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صواف کا مطلب باندھے ہوئے کھڑے ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے بدنہ کو نحر کیا جب کہ وہ کھڑا تھا اور اس کا ایک ہاتھ باندھا ہوا تھا۔ اور فرمایا صَوَآفَّ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنا اونٹ بٹھایا جب کہ وہ اسے نحر کرنا چاہتا تھا تو ابن عباس نے فرمایا: اسے کھڑا کر اور اس کا ہاتھ باندھ دے۔ یہ محمد ﷺ کی سنت ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام بدنہ کا بایاں ہاتھ باندھ دیتے تھے اور باقی تین ٹانگوں پر کھڑا کر کے نحر کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ وہ بدنہ کو نحر کرتے تو اس کا دایاں ہاتھ بندھا ہوا ہوتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ بدنہ کیسے نحر کیا جائے؟ فرمایا اس کا بایاں ہاتھ باندھ دے اور دائیں ہاتھ کی طرف سے اسے نحر کرے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نحر کرتے وقت بایاں ہاتھ باندھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے، فرمایا: دونوں ہاتھوں میں سے جو چاہے باندھ دے۔

امام ابن الانباری نے المصاحف میں اور الضیاء رحمہما اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافِنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن الانباری نے حضرت مجاہد سے صوافن کے تحت روایت فرمایا ہے کہ ایک ہاتھ باندھا ہوا ہو، تین ٹانگوں پر کھڑا ہو۔

1۔ صحیح بخاری، باب تقلید النعل، جلد 1، صفحہ 217، المطبعۃ المیمنہ مصر

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 422 (3466)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح بخاری، باب نحر الابل مقیدۃ، جلد 1، صفحہ 218، المطبعۃ المیمنہ مصر

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافِنَ پڑھتے تھے، یعنی باندھے ہوئے کھڑے ہوئے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی صَوَافِنَ پڑھتے تھے۔ فرماتے: میں نے ابن عمر کو بدنہ نحر کرتے ہوئے دیکھا، وہ تین ٹانگوں پر کھڑا تھا اور چوتھی ٹانگ بندھی ہوئی تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے جو صَوَافِنَ پڑھتے ہیں اس کا مطلب بندھا ہوا ہے اور جو صَوَآفَّ پڑھتے ہیں وہ اس کے ہاتھوں کا وصف بیان کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ جو صَوَآفَّ پڑھتا ہے اس کا مطلب کھڑی ہو اور جس کے ہاتھ باندھے ہوئے ہوں، جنہوں نے صوافن پڑھا ہے اس کا مطلب کھڑا ہونا اور بندھا ہوا ہونا ہے۔

ابن ابی شیبہ کے الفاظ میں الصواف کا مطلب چاروں ٹانگوں پر کھڑا ہونا اور صَوَافِن کا مطلب تین ٹانگوں پر کھڑا ہونا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابوعبید، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ صَوَآفَّ پڑھتے تھے فرماتے ہیں: اس کا مطلب خالص اللہ کے لیے ذبح کرنا ہے۔ یہ اس لیے فرمایا کہ مشرکین بتوں کے لیے ذبح کرتے تھے۔

امام ابوعبید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے صوافی یعنی یاء منصوبہ کے ساتھ پڑھا ہے اور فرمایا اس کا مطلب ہے خالص اللہ کے لیے ہو، شرک کا شیبہ تک نہ ہو، یہ حکم اس لیے فرمایا کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں جب نحر کرتے تھے تو شرک کرتے تھے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے وَجَبَتْ کا مطلب گرنا روایت کیا ہے، یعنی جب وہ پہلو پر گر جائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی نحرت (نحر ہو جانا) روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی کیا ہے جب زمین پر گر جائے۔

امام ابوداؤد، نسائی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن قرط رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پانچ یا چھ اونٹ پیش کیے گئے۔ وہ خود بخود آپ کی طرف جھک گئے جس سے چاہیں ذبح کا آغاز فرمائیں۔ جب وہ اپنے پہلوؤں پر گر گئے تو فرمایا جو چاہے ان کا گوشت کاٹ لے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ خود کھانے سے پہلے بدنہ سے کسی کو کھلاتے تھے۔ اور فرماتے فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوْا، ھُمَا سَوَاءٌ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے لوگ جو اللہ کے لیے ذبح

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 407 (1932)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاضاحی، جلد 4، صفحہ 246 (7522)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کرتے تھے، اس سے نہیں کھاتے تھے۔ پھر انہیں ہدی، قربانی اور اس جیسے دوسرے جانوروں سے کھانے کی رخصت دی گئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نذر کے جانور سے نہ کھایا جائے اور نہ شکار کی جزاء کے طور پر دیئے گئے جانور سے کھایا جائے اور نہ اس سے جو مساکین کے لیے ذبح کیا جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نذر سے نہ کھایا جائے، نہ کفارہ سے کھایا جائے اور نہ اس سے جو مساکین کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ ہم قربانیوں میں سے اپنے پڑوسیوں، سائل اور سوال نہ کرنے والے کو کھلائیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ منیٰ میں تھے اور یہ آیت پڑھی **فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ**۔ اور اپنے غلام سے کہا: یہ قانع وہ ہے جو اس پر قناعت کرتا ہے جو میں اسے عطا کرتا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **الْقَانِعَ** سے مراد سوال نہ کرنے والا ہے اور **الْمُعْتَرَّ** سے مراد سوال کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ **الْقَانِعُ** وہ ہے جو اسے مل جائے اس پر قناعت کرے اور **الْمُعْتَرُّ** وہ ہے جو بار بار سوال کرے اور ایک روایت میں فرمایا قانع وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھا رہتا ہے۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع رحمہ اللہ نے **الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ** کے بارے پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا: قانع وہ ہے جو اس پر قناعت کرے جو اسے مل جائے اور **الْمُعْتَرُّ** وہ ہے جو دروازوں پر مانگتا ہے، نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ ابن عباس نے کہا ہاں، کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

عَلٰى مُكْثِرِيْهِمْ حَقُّ مَنْ يَّعْتَرِيْهِمْ وَعِنْدَ الْمُقِلِّيْنَ السَّمَاحَةُ وَالْبَذْلُ

"مال دار لوگوں پر دست سوال دراز کرنے والوں کا حق ہے اور غریب لوگوں کے پاس سماحت اور عجز ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی نے سنن میں ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: **اَلْقَانِعُ** وہ ہے جس کو اس کے گھر میں مال بھیجا جائے اور **الْمُعْتَرُّ** وہ ہے جو تیرے پاس مانگنے کے لیے آئے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: **اَلْقَانِعُ** وہ ہے جو سوال کرتا ہے، **الْمُعْتَرُّ** وہ ہے جو سامنے آتا ہے لیکن سوال نہیں کرتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: **اَلْقَانِعُ** ایسا سائل ہے جو سوال کرے۔ پھر یہ شعر پڑھا:

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الضحایا، جلد 9، صفحہ 294، دار الفکر بیروت

لَمَالُ الْمَرْءِ يُصْلِحُهٗ فَيُبْقِي مَعَاقِرَهٗ اَعَفُّ مِنَ الْقُنُوْعِ

"انسان کا مال اصلاح کرتا ہے اور اس کی وحشت کو باقی رکھتا ہے، تو سائل سے درگزر کر"۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَلْقَانِعَ وہ ہے جو سوال کرتا ہے اس کا جو تیرے ہاتھ میں ہے اور الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو تیرے سامنے آئے تا کہ تو اسے کھلائے۔ ابن ابی شیبہ کے الفاظ اس طرح ہیں: الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو تیرے سامنے آئے لیکن سوال نہ کرے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَلْقَانِعَ وہ ہے جو تیرے سامنے طمع کرتا ہے لیکن سوال نہیں کرتا اور الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو تجھے ملتا ہے اور تجھ سے سوال نہیں کرتا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اَلْقَانِعَ وہ ہے جو سوال کرتا ہے تو اسے ہاتھ میں دیا جاتا ہے، الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو مانگتا پھرتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے: اَلْقَانِعَ سے مراد اہل مکہ اور الْمُعْتَرَّ سے مراد دوسرے تمام لوگ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے روایت کیا ہے: اَلْقَانِعَ سے مراد سائل ہے اور الْمُعْتَرَّ سے مراد معتر البدن ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں الْبَآىِٕسَ وہ ہوتا ہے جو جب بھی سوال کرتا ہے تو ہاتھ پھیلاتا ہے اور اَلْقَانِعَ وہ امیدوار ہے جو تیرے پڑوسیوں میں سے تیرے ذبیحہ کی امید رکھتا ہے۔ اور الْمُعْتَرَّ وہ ہے جو خود لوگوں کے سامنے آتا ہے لیکن سوال نہیں کرتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت القاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے سوال کیا گیا کہ کتنا گوشت کھایا جائے اور کتنا قانع اور معتر کو دیا جائے۔ انہوں نے فرمایا: اس گوشت کے تین حصے بناؤ۔ پوچھا گیا اَلْقَانِعَ کون ہے؟ فرمایا جو تیرے اردگرد ہے۔ پوچھا گیا اگرچہ اردگرد والوں نے خود بھی ذبح کیا ہو؟ فرمایا اگرچہ انہوں نے ذبح بھی کیا ہو اور الْمُعْتَرَّ وہ ہوتا ہے جو تیرے پاس آئے اور تجھ سے سوال کرے۔

امام ابن المنذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مشرکین جب ذبح کرتے تو خون کعبہ کی طرف لے جاتے اور کعبہ پر اسے مل دیتے۔ مسلمانوں نے بھی ایسا کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اونٹوں کے گوشت اور خون بیت اللہ پر ملتے تھے۔ صحابہ کرام نے کہا ہم اس عمل کے زیادہ حق دار ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر نے ابن جریج سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: النصب صنم نہیں ہیں، صنم وہ ہوتا ہے جس کی تصویر

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الضحایا، جلد 9، صفحہ 294، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً

بنائی جاتی ہے اورنقش بنایا جاتا ہے اور یہ پتھر تھے جو تین سو ساٹھ تھے اور نصب کیے گئے تھے۔ جب وہ جانور ذبح کرتے تو اس کا خون ان پتھروں پر مل دیتے جو بیت اللہ کی سامنے والی دیوار میں ہوتے اور گوشت کو کاٹ کر ان پتھروں پر رکھ دیتے، مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ زمانہ جاہلیت میں لوگ خون کے ساتھ بیت اللہ کی تعظیم کرتے تھے۔ پس ہم اس کی تعظیم کے زیادہ حق دار ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی بات کو ناپسند نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے روایت کیا ہے کہ لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں نہیں پہنچتے۔ بدنہ کو نحر کرنا اللہ تعالیٰ کے خوف اور اطاعت کی وجہ سے ہے۔ تمہاری طرف سے اللہ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ اور تقویٰ پہنچتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ کے تحت روایت کیا ہے: جن اعمال سے اللہ کی رضا طلب کی گئی ہو وہ اللہ کی بارگاہ میں پہنچتے ہیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اگر تمہارا عمل پاکیزہ ہوگا اور تم خود پاک ہو گے تو وہ تمہارا عمل تمہارے نیک اعمال تک پہنچ جائے گا اور قبول ہو جائے گا۔

ابن ابی اتم نے ابن زید سے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ ان ایام میں اپنے ذبائح پر اللہ کا نام لو۔

امام الحاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بہتر لباس پہننے، عمدہ خوشبو لگانے اور موٹی قربانی کرنے کا حکم دیا اور (فرمایا) گائے سات آدمیوں کی طرف سے ہے اور اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف قربانی کیا جا سکتا ہے اور فرمایا ہم اعلانیہ تکبیر کہیں اور ہم پروقار اور سکون ہو۔(1)

اِنَّ اللّٰهَ یُدٰفِعُ عَنِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾

"یقیناً اللہ تعالیٰ حفاظت کرتا ہے اہل ایمان کی (کفار کے مکر و فریب سے)، بے شک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی دھوکا باز احسان فراموش کو"۔

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یُدٰفِعُ (یعنی الف کے ساتھ اور یاء کے رفع کے ساتھ) پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس شخص کو کبھی ضائع نہیں فرماتا جو اس کی رضا کے لیے اس کے دین کی حفاظت کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ لَا یُحِبُّ کا مطلب لا یقرب ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اسے نعمت قرب عطا نہیں فرماتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قرآن میں جہاں كَفُوْرٍ آیا ہے اس سے مراد کفار ہیں۔

اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِیْرُ ﴿۳۹﴾

1۔ شعب الایمان، باب الصیام، جلد 3، صفحہ 342 (3715)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"اذن دے دیا گیا (جہاد کا) ان (مظلوموں) کو جن سے جنگ کی جاتی ہے اس بنا پر کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر پوری طرح قادر ہے"۔

امام عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے)، نسائی، ابن ماجہ، البزار، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، الحاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ سے باہر نکلے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: ان لوگوں نے اپنے نبی کو (اپنے شہر) سے نکالا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ قوم ہلاک ہو جائے گی۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔ ابن عباس اسے اذن پڑھتے تھے۔ ابو بکر نے کہا مجھے معلوم تھا کہ جنگ ہوگی۔ ابن عباس نے فرمایا: یہ پہلی آیت ہے جو جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومنین ہجرت کرتے ہوئے مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف نکلے، تو کفار قریش نے ان کا پیچھا کیا، اس وقت مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت ملی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ پہلی آیت جو نازل ہوئی وہ اس وقت نازل ہوئی جب مسلمانوں کو مکہ میں ابتلاء میں ڈالا گیا اور ان کے خاندان کے لوگ ہی ان کے درمیان حائل ہوئے تاکہ انہیں اسلام سے برگشتہ کر دیں اور انہیں اپنے گھروں سے نکال دیں اور ان پر غلبہ کر لیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو مکہ سے خروج کا حکم دیا اور انہیں جنگ کرنے کا بھی اذن مرحمت فرمایا۔

امام عبد الرزاق اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جہاد کے متعلق پہلی آیت یہ نازل ہوئی: اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ مسلمانوں کو کفار سے جہاد کرنے کی اجازت دی گئی جب کہ دس سال ان کی زیادتیوں اور ستم رسانیوں سے درگزر کیا جاتا رہا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے کہ نبی کریم اور صحابہ کرام کو جہاد کی اجازت دی گئی کیونکہ اہل مکہ نے ان پر ظلم کیا تھا جب انہوں نے انہیں اپنے گھروں سے نکالا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عثمان نے اپنے محل سے باغیوں کے اوپر جھانکا اور فرمایا: میرے پاس ایسا شخص بھیجو جو کتاب اللہ کا قاری ہو۔ تو انہوں نے صعصعہ بن صوحان کو

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 304 (3171)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، الکتاب بفرض الجہاد، جلد 2، صفحہ 579، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب من ہاجر الی الحبشۃ، جلد 5، صفحہ 273، دار الکتب العلمیہ بیروت (عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بھیجا، بات چیت ہوئی تو صعصعہ نے اپنے حق میں یہ آیت پڑھی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ۔ حضرت عثمان نے اسے فرمایا تو نے جھوٹ بولا ہے، یہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے متعلق نہیں ہے لیکن یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں ہے۔

الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا ؕ وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۞ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۞ وَ اِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدُ ۞ وَ قَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَ قَوْمُ لُوْطٍ ۞ وَّ اَصْحٰبُ مَدْیَنَ ۚ وَ كُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَیْتُ لِلْكٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۞

''وہ (مظلوم) جن کو نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے ناحق صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اور اگر اللہ تعالیٰ بچاؤ نہ کرتا لوگوں کا انہیں ایک دوسرے سے ٹکرا کر تو (طاقتور کی غارت گری سے) منہدم ہو جاتیں خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کثرت سے کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا اس کی جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ قوت والا (اور) سب پر غالب ہے۔ وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں اقتدار بخشیں زمین میں تو وہ صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور حکم کرتے ہیں (لوگوں کو) نیکی کا اور روکتے ہیں (انہیں) برائی سے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے سارے کاموں کا انجام۔ اور اگر یہ کفار آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کیا تعجب ہے) پس جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح نے اور عاد و ثمود نے۔ اور قوم ابراہیم نے اور قوم لوط نے۔ اور مدین کے رہنے والوں نے (اپنے اپنے نبیوں کو) اور جھٹلائے گئے موسیٰ بھی تو (کچھ عرصہ) میں نے مہلت دی ان کفار کو (جب وہ باز نہ آئے) تو میں نے انہیں پکڑا (خود ہی بتاؤ) کتنا خوفناک تھا میرا عذاب''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو کفار کا ہجرت پر مجبور کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عثمان بن عفان سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ آیت الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا

مِنْ دِيَارِهِمْ ہمارے متعلق نازل ہوئی اس کے بعد کہ ہمیں اپنے گھروں سے نکالا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمین میں اقتدار بخشا تو ہم نے نماز قائم کی زکوٰۃ ادا کی، نیکی کا حکم دیا برائی سے منع کیا اور یہ میرے لیے اور میرے ساتھیوں کے لیے ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ثابت بن عوسجہ الحضیر ی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے علی اور عبد اللہ کے ستائیس شاگردوں نے بتایا، جن میں لاحق بن الاقمر اور العیر از بن جرول اور عطیہ القرظی بھی تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے نازل ہوئی: لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ، یعنی اگر اللہ تعالیٰ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تابعین کا دفاع نہ کرتا تو منہدم کر دی جاتیں خانقاہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے دَفْعُ اللّٰهِ پڑھا ہے یعنی بغیر الف کے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ کا مطلب یہ ہے کہ اگر قتال اور جہاد نہ ہوتا تو گرادی جاتی عبادت گاہیں۔

امام ابن المنذر رنے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے: اگر اللہ تعالیٰ مشرکین کو مسلمانوں کے ذریعے نہ روکتا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر ر، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے، بعض کو بعض کے ذریعے شہادت (گواہی) اور حق میں روکا اور اس جیسی دوسری چیزوں میں روکا۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ہلاک ہو جاتیں خانقاہیں اور دوسری عبادت گاہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ صَوَامِعُ سے مراد وہ جگہیں ہیں جن میں راہب رہتے ہیں۔ اور بِیَعٌ سے مراد یہود کی عبادت گاہیں ہیں، صَلَوٰتٌ سے مراد عیسائیوں کے کلیسے ہیں اور مَسٰجِدُ سے مراد مسلمانوں کی مساجد ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِیَعٌ سے مراد نصاریٰ کے کلیسے ہیں اور صَلَوٰتٌ سے مراد یہود کی عبادت گاہیں ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرماتے ہیں: صَلَوٰتٌ سے مراد یہود کی عبادت گاہیں ہیں، وہ کنیسہ کو صلاۃ کہتے تھے۔

ابن ابی حاتم نے عاصم الجحدری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے صَلَوٰتٌ پڑھا ہے، فرماتے ہیں: صلاۃ کیسے منہدم کی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بِیَعٌ سے مراد نصاریٰ کے کلیسے ہیں اور صَلَوٰتٌ سے مراد نصاریٰ کی چھوٹی عبادت گاہیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن المنذر ر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: صَوَامِعُ راہبوں کی عبادت گاہیں، بیع النصاریٰ، صلوات مساجد الصائبین، ان تمام کو صَلَوٰتٌ کہتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 208

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ صَوَامِعُ سے مراد صائبین کی عبادت گاہیں ہیں، بِيَعٌ سے مراد نصاریٰ کے کلیسے ہیں اور صَلَوٰتٌ یہود کے گرجے ہیں اور مساجد مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ صَوَامِعُ راہبوں کی عبادت گاہیں ہیں، بِيَعٌ، یہود کے گرجے ہیں اور صَلَوٰتٌ اور مساجد اہل کتاب اور اہل اسلام کی راستوں پر عبادت گاہیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اہل اسلام کی نمازیں ختم ہو جاتی ہیں۔ جب ان پر دشمن حملہ کرتا ہے تو مساجد میں عبادت نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے یُذْكَرُ فِیْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِیْرًا یعنی تمام مذکورہ عبادت گاہوں میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے، مساجد کو خاص نہیں فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ سے مراد حکمران ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس آیت میں الْاَرْضِ سے مراد مدینہ طیبہ ہے اَقَامُوا الصَّلٰوةَ یعنی فرضی نماز ادا کرتے ہیں وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فرضی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں (وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ لا الہ الا اللہ کا حکم دیتے ہیں نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے سے منع کرتے ہیں۔ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔ اور جو کچھ انہوں نے کہا اللہ کی بارگاہ میں اس کا ثواب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ان کا نیکی کا حکم دینا یہ ہے کہ وہ اللہ وحدہٗ کی طرف اور اس کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور ان کا برائی سے روکنا یہ ہے کہ وہ شیطان اور بتوں کی عبادت سے روکتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فرماتے ہیں: اس امت پر اللہ کی یہ شرط ہے۔

فَكَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَ هِیَ ظَالِمَةٌ فَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِیْدٍ ﴿۴۵﴾

"پس کتنی بستیاں ہیں جنہیں ہم نے تہ و بالا کر ڈالا کیونکہ وہ ظالم تھیں۔ تو اب وہ گری پڑی ہیں اپنے چھتوں پر اور کتنے کنوئیں ہیں جو بیکار ہو چکے ہیں اور کتنے چونے سے بنے ہوئے مضبوط محل ہیں (جو ویران پڑے ہیں)"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن المنذر نے قتادہ سے فَهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ ویران

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 408 (1938)، دارالکتب العلمیہ بیروت

61B

پڑی ہیں ان میں کوئی شخص بھی نہیں ہے۔ بِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ ان کنوؤں کے مالکوں نے انہیں بیکار کر دیا ہے اور ان کا استعمال اور دیکھ بھال چھوڑ دی ہے۔ قَصۡرٍ مَّشِیۡدٍ یعنی انہوں نے ان محلوں کو مضبوط بنایا تھا لیکن وہ ہلاک ہو گئے اور ان محلوں کو چھوڑ گئے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ سے مراد ایسے کنویں ہیں جن کو ان کے مالکوں نے چھوڑ دیا ہو، ان کا اب کوئی مالک نہ ہو۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قَصۡرٍ مَّشِیۡدٍ سے مراد ایسا محل ہے جو چونے سے بنایا گیا ہو۔

امام الطستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن الازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ قَصۡرٍ مَّشِیۡدٍ کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا جو جص اور پکی اینٹوں سے بنایا گیا ہو۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے عدی بن زید کا یہ شعر نہیں سنا:

شَادَهٗ مَرۡمَرًا وَجَلَّلَهٗ كَلۡسًا فَلِلطَّيۡرِ فِيۡ ذُرَاهُ وُكُوۡرُ

''اس نے اسے سنگ مرمر سے پختہ بنایا ہے اور چونے اور گچ سے اسے مزین کیا ہے، اس کی چوٹی پر پرندوں کے گھونسلے ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے قَصۡرٍ مَّشِیۡدٍ کے تحت روایت کیا ہے: ایسا محل جو گچ اور چونے سے بنایا گیا ہو۔

امام عبد بن حمید اور عبد الرزاق نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ایسا محل جو گچ سے تیار کیا گیا ہو۔(3)

اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا‌ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰـكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾

''کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ (ان کھنڈرات کو دیکھ کر) ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ (حق کو) سمجھ سکتے اور کان ایسے ہو جاتے جن سے نصیحت سن سکتے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل اندھے ہوتے ہیں جو سینوں میں ہوتے ہیں''۔

ابن ابی الدنیا نے کتاب الفکر میں ابن دینار سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ لوہے سے دو نعلین اور ایک عصا بناؤ پھر زمین میں سیر و سیاحت کرو، آثار اور عبر تلاش کرو حتی کہ نعلین اور عصا ٹوٹ جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرمایا: یہ سروں کی آنکھیں کیا ہیں؟ انہیں اللہ تعالیٰ نے باعث منفعت بنایا ہے۔ لیکن حقیقت میں نفع بخش آنکھیں وہ ہیں جو دل میں ہیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ عبد اللہ بن زائدہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 409 (1942)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 212
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 409 (1940)

یعنی ابن ام کلثوم کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابونصر السجزی نے الابانہ میں بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت عبداللہ بن جراد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اندھا وہ نہیں جو ظاہری آنکھوں سے محروم ہے، اندھا وہ ہے جو بصیرت سے محروم ہے۔(1)

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝

"یہ لوگ جلدی مانگ رہے ہیں آپ سے عذاب (یہ تسلی رکھیں) اللہ تعالیٰ خلاف ورزی نہیں کرے گا اپنے وعدہ کی اور بے شک ایک دن تیرے رب کے ہاں ایک ہزار سال کی طرح ہوتا ہے جس حساب سے تم گنتی کرتے ہو۔ اور کتنی بستیاں تھیں جنہیں میں نے (کافی عرصہ) ڈھیل دی حالانکہ وہ ظالم تھیں پھر (بھی جب وہ باز نہ آئے) تو میں نے انہیں پکڑ لیا اور میری طرف ہی (سب کو) لوٹنا ہے"۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ فرماتے ہیں: اس امت کے جاہل لوگوں نے عذاب کا مطالبہ کیا: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (انفال) "اے اللہ اگر ہو یہی (قرآن) سچ تیری طرف سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے اور لے آ ہم پر دردناک عذاب"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ کے تحت روایت فرمایا ہے: یعنی ان چھ دنوں میں سے جن میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا۔(2)

امام ابن المنذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مومن پر اس دن کی طوالت صرف صبح کی نماز اور عصر کی نماز کے درمیان کے وقت کے برابر ہو گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا، آخرت کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے، یعنی سات ہزار سال، جن میں سے چھ ہزار سال گزر چکے ہیں۔

ابن ابی الدنیا نے الامل میں سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: دنیا آخرت کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن سیرین سے اور انہوں نے ایک اہل کتاب سے روایت کیا ہے جو مسلمان ہو چکا تھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق چھ دنوں میں فرمائی وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ

1۔ شعب الایمان، باب التوکل، جلد 2، صفحہ 126 (1372)، دار الکتب العلمیہ بیروت	2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 216

سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اور دنیا کی مدت چھ ایام ہے اور قیامت ساتویں دن میں ہوگی۔ چھ ایام گزر چکے ہیں اور تم ساتویں دن میں ہو۔ اس کی مثال اس حاملہ عورت کی سی ہے جو آخری مہینہ میں داخل ہو چکی ہو، معلوم نہیں ہوتا کہ کس گھڑی بچہ جنم دے دے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت صفوان بن سلیم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان فقراء نصف دن غنی مسلمانوں سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ پوچھا گیا نصف دن سے کیا مراد ہے؟ فرمایا پانچ سو سال۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ضمیر بن نہار رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فقراء مسلمان نصف دن اغنیاء مسلمانوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ میں نے پوچھا نصف یوم کی مقدار کتنی ہے؟ فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔(1)

امام احمد نے الزہد میں ضمیر بن نہار سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت کے فقراء، نصف یوم اغنیاء سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر یہ آیت پڑھی وَاِنَّ يَوْمًا الخ۔

امام بیہقی نے الشعب میں ابن عباس سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے نماز جنازہ پڑھی پھر اس کے دفن سے فراغت سے پہلے واپس آ گیا تو اسے ایک قیراط (ثواب) ملے گا اور اگر وہ اس کے دفن سے فراغت تک انتظار کرتا رہا تو اسے دو قیراط ملیں گے اور قیامت کے دن اس کے میزان میں ایک قیراط احد پہاڑ کی مثل ہوگا پھر ابن عباس نے فرمایا ہمارے رب کی عظمت کا یہ حق ہے کہ اس کا قیراط احد پہاڑ کی مثل ہو اور اس کا دن ہزار سال کا ہو۔(2)

امام ابن عدی اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا آخرت کے ایام میں سے کل سات ایام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾

"(اے حبیب!) آپ فرمایئے اے لوگو! بس میں تو تمہیں (عذاب الٰہی سے) کھلا ڈرانے والا ہوں۔ سو جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے تو ان کے لیے مغفرت بھی ہے اور باعزت روزی بھی۔ اور جو لوگ کوشش کرتے رہے ہماری آیتوں (کی تردید) میں اس خیال سے کہ وہ ہمیں ہرا دیں گے یہی لوگ دوزخی ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب القرظی سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رِزْقٌ كَرِيْمٌ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرمایا ہے کہ انہوں نے مُعٰجِزِيْنَ پڑھا اور پورے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 216، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 4 (9245)، دار الکتب العلمیہ بیروت

قرآن میں ہر جگہ اس کو الف سے پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں اس کا معنی مشقت اٹھانے والے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ **مُعٰجِزِیْنَ** کا معنی مراغمین (دشمنی کرنے والے) ہے۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن الزبیر سے روایت کیا ہے کہ وہ **مُعْجِزِیْنَ** (یعنی بغیر الف کے) پڑھتے تھے یعنی وہ روکنے والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت میں **مُعٰجِزِیْنَ** پڑھنے والوں پر تعجب کرتے تھے۔ فرماتے تھے **مُعٰجِزِیْنَ** کلام عرب سے ہے ہی نہیں۔ یہ **مُعْجِزِیْنَ** ہے (یعنی روکنے والے ہیں)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ **فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ** کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے روکتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا اور انہوں نے اللہ کو عاجز کرنے کا ارادہ کیا، وہ ایسا ہرگز نہیں کر سکیں گے۔(2)

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّیْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِیَّتِهٖ ۚ فَیَنْسَخُ اللّٰهُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْكِمُ اللّٰهُ اٰیٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّ لِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَیُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۴﴾ وَ لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ یَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۵۶﴾ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۵۷﴾

"اور نہیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو ڈال دیئے شیطان نے اس کے پڑھنے میں (شکوک) پس مٹا دیتا ہے اللہ تعالیٰ جو خلل اندازی شیطان کرتا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 218 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 409 (1944)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پھر پختہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بہت دانا ہے۔ یہ سب اس لیے تا کہ اللہ تعالیٰ بنا دے جو وسوسہ ڈالتا ہے شیطان ایک آزمائش ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل بہت سخت ہیں اور بے شک ظالم لوگ مخالفت میں بہت دور نکل جاتے ہیں۔ نیز اس میں یہ حکمت بھی ہے کہ جان لیں وہ لوگ جنہیں علم بخشا گیا کہ کتاب حق ہے آپ کے رب کی طرف سے تا کہ ایمان لائیں اس کے ساتھ اور جھک جائیں اس (کی سچائی) کے آگے ان کے دل اور بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے ایمان والوں کو راہ راست کی طرف۔ اور ہمیشہ شک میں مبتلا رہیں گے کفار اس کے بارے میں یہاں تک کہ آ جائے ان پر قیامت اچانک یا آ جائے ان پر عذاب منحوس دن کا۔ حکمرانی اس روز اللہ تعالیٰ کی ہی ہوگی، وہی فیصلہ فرمائے گا لوگوں کے درمیان۔ پس جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے تو وہ نعمت (واحسان) کے باغوں میں (قیام پذیر) ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو یہ وہ بدنصیب ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہوگا"۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدِّثٍ) پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: پہلے (وَلَا مُحَدِّثٍ) اتارا گیا تھا اس کو منسوخ کر دیا گیا اور محدثون یہ تھے، صاحب یس، لقمان، یہ آل فرعون سے تھے، صاحب موسیٰ۔

امام ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: نبی وہ ہوتا ہے جس سے کلام کی جاتی ہے، اس پر آیات کا نزول ہوتا ہے لیکن اس کی طرف نئی شریعت نہیں بھیجی جاتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابو صالح سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے۔ مشرکین نے کہا تم ہمارے معبودوں کا ذکر خیر سے کرو، ہم تمہارے معبود کا ذکر خیر سے کریں گے۔ پس شیطان نے اس کے پڑھنے میں کچھ (شکوک) ڈال دیئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ (النجم) تلاوت کیا تو شیطان نے اپنی طرف سے یہ کلمات آپ کی زبان پر ڈال دیئے انهن لفی الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ۔ ابن عباس نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امید یہ تھی کہ آپ کی قوم مسلمان ہو جائے۔

امام البزار، طبرانی، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ (النجم) تلاوت کی تو (بلا قصد آپ کی زبان پر یہ الفاظ بھی جاری ہو گئے) تلک الغرانیق العلی وان شفاعتهن لترتجی۔ مشرکین یہ جملے سن کر خوش ہوئے اور کہا کہ انہوں نے ہمارے معبودوں کا ذکر کیا، پس اس وقت جبرئیل

آ گئے اور کہا جو میں آپ کے پاس لے کر آیا ہوں وہ پڑھو آپ نے پڑھا اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ۙ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝ (النجم) اس کے بعد نے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ جبریل نے کہا یہ الفاظ میں نہیں لایا۔ یہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ الخ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں سورۃ النجم تلاوت کی۔ جب اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ الخ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ الفاظ ڈال دیئے، تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ مشرکین نے کہا اس سے پہلے تو کبھی آپ نے ہمارے بتوں کا خیر کے ساتھ ذکر نہیں کیا، آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور مشرکین نے بھی سجدہ کیا۔ اس کے بعد جبرئیل آئے اور کہا جو میں لے کر آیا تھا وہ مجھ پر پڑھو، جب آپ تلك الغرانيق پر پہنچے تو جبرئیل نے کہا یہ میں نہیں لایا تھا۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ پر عربوں کے معبودوں کا واقعہ نازل ہوا۔ آپ اسے پڑھ رہے تھے تو مشرکین نے بھی سن لیا، کہنے لگے ہم سن رہے ہیں کہ آپ ہمارے معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں، وہ آپ کے قریب ہو گئے۔ آپ تلاوت کرتے ہوئے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ الخ پر پہنچے تو شیطان نے یہ الفاظ ڈالے دیئے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ فوراً جبرئیل نازل ہوئے اور انہیں مٹا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی عن ابی صالح عن ابن عباس اور ابوبکر الہذلی وایوب عن عکرمہ عن ابن عباس اور سلیمان التیمی عن حدثہ عن ابن عباس کے سلاسل سے روایت کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں نبی کریم ﷺ نے سورۃ النجم تلاوت فرمائی۔ آپ اس آیت پر پہنچے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ الخ تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ ڈال دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ کی آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے یونس کے طریق سے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں تھے آپ نے سورۃ النجم تلاوت فرمائی، جب آپ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ الخ۔ پر پہنچے تو آپ نے یہ الفاظ بھی ساتھ پڑھ دیے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ رسول اللہ ﷺ بھول گئے۔ مشرکین اس سے بہت خوش ہوئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ شیطان کی دخل اندازی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔ یہ حدیث مرسل صحیح الاسناد ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت موسیٰ بن عقبہ سے روایت کیا ہے کہ ابن شہاب نے فرمایا: جب سورۃ النجم نازل ہوئی مشرکین پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر یہ شخص ہمارے خداؤں کا ذکر خیر سے کرے تو ہم اسے اور اس کے صحابہ کو تسلیم کر لیں گے۔ لیکن وہ ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 221، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 22 3۔ ایضاً

لوگوں کا ذکر اس طرح نہیں کرتے جو یہود و نصاریٰ اس کے دین کے مخالف ہیں جیسا کہ وہ ہمارے معبودوں کا ذکر برائی سے کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر کفار کی اذیتیں اور ان کی تکذیب بہت شاق گزری اور ان کی گمراہی نے آپ کو بہت پریشان کیا ہوا تھا۔ آپ کفار کی اذیتوں کو روکنا چاہتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ النجم نازل فرمائی تو آپ نے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ الخ تلاوت کی تو شیطان نے اس کے ساتھ یہ کلمات ڈال دیئے جب طواغیت کا ذکر کیا تو کہا تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ یہ شیطان کے سجع اور فتنہ سے تھا۔ پس یہ کلمات مکہ میں ایک مشرک کے دل میں واقع ہوئے۔ ان کے ساتھ لوگوں کی زبانیں چلنے لگیں اور لوگ ان کو پڑھنے لگے۔ اور لوگوں نے کہا محمد (ﷺ) اپنے پہلے اور اپنی قوم کے دین کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ جب آپ ﷺ سورۃ النجم کے آخر میں پہنچے تو سجدہ کیا اور حاضرین مجلس مشرک و مسلم سب نے سجدہ کیا۔ پس یہ بات لوگوں میں عام ہوگئی۔ شیطان نے اس کو خوب پھیلایا حتی کہ وہ حبشہ کی زمین تک پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ جب اللہ تعالیٰ نے اپنا فیصلہ واضح کر دیا اور شیطان کی سجع سے آپ کو بری کر دیا تو مشرکین پھر اپنی گمراہی میں لوٹ گئے اور مسلمانوں سے دشمنی کرنے لگے اور ان پر سختی کرنے لگے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسی روایت کو دلائل میں روایت کیا ہے، انہوں نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کا ذکر نہیں کیا، طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی اور محمد بن قیس رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ قریش کی ایک مجلس میں تشریف فرما تھے جس میں اکثر قریش تھے۔ اس دن آپ نے خواہش کی آج اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسی بات نہ آجائے جس کو سن کر وہ بھاگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ سورہ نازل فرمائی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿۱﴾ آپ ﷺ نے اس کی تلاوت کی حتی کہ جب آپ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ الخ پر پہنچے تو شیطان نے دو کلمات آپ کی زبان پر ڈال دیئے تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن لترتجى۔ آپ نے ان کلمات کا تلفظ کیا۔ پھر آپ نے پوری سورت تلاوت فرمائی۔ آخر میں آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور ساری قوم نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور آپ کے ان لفاظ کی وجہ سے قریش خوش ہوئے۔ جب شام ہوئی تو جبرئیل آئے اور آپ ﷺ نے اس کے سامنے سورۃ النجم تلاوت کی۔ جب آپ ان کلمات پر پہنچے جو شیطان نے ڈالے تھے تو جبرئیل نے کہا یہ وہ کلمات ہیں جو آپ کے پاس میں نہیں لایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھا ہے اور میں نے وہ بات کہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نہیں کی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ﴿﴾ وَلَوْلَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿﴾ اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ﴿﴾ (اسراء) آپ ہمیشہ ان کلمات کی وجہ سے مغموم رہتے تھے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اس کے نزول کے بعد آپ کی طبیعت خوش ہوگئی اور پریشانی جاتی رہی۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 219

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے، عرب کے معبودوں کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا۔ آپ اللات والعزت کا ذکر بار بار (سورۃ النجم) کی آیت میں پڑھ رہے تھے۔ اہل مکہ نے آپ سے یہ آیات سنیں کہ آپ ان کے (جھوٹے) معبودوں کا ذکر کر رہے ہیں تو وہ بہت خوش ہوئے اور آپ کے قریب ہو گئے۔ شیطان نے آپ کی تلاوت میں تلك الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔ کے الفاظ ڈال دیئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔(1)

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو العالیہ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اگر اپنے کلام میں ہمارے بتوں کا ذکر کرو تو ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے کیونکہ آپ کے پاس کمزور اور نادار لوگ بیٹھتے ہیں، پس جب وہ ہمیں آپ کے پاس بیٹھا دیکھیں گے تو دوسرے لوگ بھی آپ کے پاس آجائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس میں سورہ النجم کی تلاوت کی جب آپ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ الخ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانیق العلی ڈال دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت ختم کی تو آپ نے سجدہ کیا اور مسلمانوں اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ یہ بات حبشہ تک پہنچ گئی کہ مکہ کے لوگ مسلمان ہو گئے ہیں۔ بعد میں جب آپ کو جبریل کے کہنے پر ان الفاظ کا پتہ چلا تو آپ بہت پریشان ہوئے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں، وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾ وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ سورہ النجم مکہ میں نازل ہوئی۔ قریش نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس فقراء اور مساکین لوگ بیٹھتے ہیں اور آپ کے پاس لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ اگر آپ ہمارے معبودوں کا ذکر خیر کے ساتھ کریں گے تو ہم بھی آپ کے پاس بیٹھیں گے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ النجم پڑھی۔ جب اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ الخ پر پہنچے تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانیق العلی الخ کے الفاظ ڈال دیئے۔ جب آپ سورت کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو آپ نے بھی سجدہ کیا اور مسلمانوں اور مشرکوں نے بھی سجدہ کیا لیکن ابو احیحہ سعید بن العاص نے سجدہ نہ کیا۔ اس نے مٹی کی ایک مٹھی لے کر اس پر پیشانی کو رکھا۔ اور کہا اب وقت آ گیا ہے کہ ابن ابی کبشہ نے ہمارے معبودوں کا خیر کے ساتھ ذکر کیا ہے، مسلمانوں کو اس بات کی خبر حبشہ میں پہنچی کہ قریش مسلمان ہو گئے ہیں۔ پس انہوں نے مکہ واپس آنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور صحابہ کرام پر شیطان کی یہ حرکت انتہائی شاق گزری۔ پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 222 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ کو اونگھ آ گئی، شیطان نے آپکی زبان پر کچھ کلمات ڈال دیئے جو آپ نے ادا کر دیئے، مشرکین ان کی وجہ سے آپ کو چمٹ گئے۔ آپ نے اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ الخ کی تلاوت کی تو شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانیق۔ کے کلمات ڈال دیئے۔ مشرکین نے ان کلمات کو یاد کر لیا، شیطان نے انہیں بتایا کہ اللہ کے نبی نے ان کلمات کو پڑھا ہے تو ان کی زبانیں بھی یہ پڑھنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو دھتکار دیا اور اپنے نبی مکرم ﷺ کو حجت کی تلقین فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ النجم تلاوت فرمائی اور شیطان نے آپ کے منہ مبارک میں اپنی طرف سے آیات کے درمیان کچھ کلمات ڈال دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے سورۂ النجم تلاوت فرمائی اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ الخ۔ شیطان نے آپ کی زبان پر تلك الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔ کے الفاظ ڈال دیئے، رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا (النجم: 26) پھر آپ کی طرف یہ آیت نازل کی گئی تو آپ کی پریشانی ختم ہوگئی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ الخ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ مسجد حرام میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے جب آپ نے تلاوت میں اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ الخ پڑھا تو شیطان نے تلك الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی۔ کے الفاظ آپ ﷺ کی زبان پر ڈال دیئے۔ حتیٰ کہ آپ سورۂ کے آخر میں پہنچے تو سجدہ کیا اور آپ کے اصحاب نے بھی سجدہ کیا اور چونکہ آپ ﷺ نے ان کے بتوں کا ذکر کیا تھا اس لیے مشرکوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب آپ ﷺ نے سر اٹھایا تو تمام لوگوں نے بھی سر اٹھایا۔ پس مکہ کے دو قطروں کے درمیان بات سخت پھیل گئی۔ وہ کہتے بنی عناف کے نبی۔ حتیٰ کہ جبرئیل آپ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے اس کے سامنے سورۂ النجم پڑھی تو جونہی آپ نے تلك الغرانیق الخ کے الفاظ پڑھے تو جبرئیل نے کہا معاذ اللہ! میں نے آپ کو یہ الفاظ نہیں پڑھائے آپ کو بہت پریشانی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دینے کے لیے یہ آیت نازل فرمائی وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب آپ ﷺ بات کرتے تو شیطان اپنی بات آپ کی بات میں ڈالنے کی کوشش کرتا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک سے روایت کیا ہے: اِذَا تَمَنّٰۤى یہ تلاوت اور قرأت کے معنی میں ہے فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ شیطان آپ ﷺ کی تلاوت میں ڈالتا۔ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ اللہ کے حکم سے جبرئیل شیطان کی بات کو منسوخ کر دیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 223

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اِذَا تَمَنّٰۤى کے تحت روایت کیا ہے کہ وہ آپ کی کلام میں کلام کرتا ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ سے مراد منافقین ہیں۔ الْقَاسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ سے مراد مشرکین ہیں۔ اَنَّهُ الْحَقُّ سے مراد قرآن ہے اور فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ میں مِّنْهُ ضمیر کا مرجع قرآن ہے۔ یَوْمٍ عَقِیْمٍ سے مراد ایسا دن ہے جس کے ساتھ رات نہ ہو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِّنْهُ سے مراد وہ باتیں ہیں جو ابلیس خبیث لے کر آتا ہے وہ ان بدبختوں کے دلوں سے نہیں نکلتی ہیں ان کی گمراہی میں اضافہ ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یَوْمٍ عَقِیْمٍ سے مراد بدر کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: چار آیات میں بدر کی جنگ کے دن کا ذکر ہے اور یَاْتِیَهُمْ عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ، اس سے مراد بدر کا دن ہے فَسَوْفَ یَكُوْنُ لِزَامًا (فرقان) یہ بھی بدر کے دن ہوا ہے۔ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى (الدخان:16) اس سے بھی بدر کا دن مراد ہے۔ وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ (السجدۃ:21) یہ بھی بدر کے دن ہوا۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے عَذَابُ یَوْمٍ عَقِیْمٍ کے تحت روایت کیا ہے کہ اس سے مراد بدر کا دن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یَوْمٍ عَقِیْمٍ سے مراد قیامت کا دن ہے جس کی رات نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر نے سعید بن جبیر سے اور ابن ابی حاتم نے حضرت الضحاک سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۵۸﴾ لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا یَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ﴿۵۹﴾

"اور جن لوگوں نے ہجرت کی راہ خدا میں پھر وہ (جہاد میں) قتل کر دیئے گئے یا طبعی طور پر فوت ہوئے تو ضرور عطا فرمائے گا انہیں اللہ تعالیٰ بہترین رزق اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ وہ ضرور داخل کرے گا انہیں ایسی جگہ جسے وہ پسند کریں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص سرحد کی پاسبانی کرتے ہوئے فوت ہوا اللہ تعالیٰ اس کو مجاہد کا اجر عطا فرمائے گا اور اس پر رزق جاری فرمائے گا اور فتنہ والوں سے امن دے گا اور چاہو تو یہ پڑھ لو: وَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الخ۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید الانصاری الصحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: دو جنازوں کو گزارا گیا، ایک شہید تھا اور دوسرا متوفی (طبعی موت مرنے والا)۔ لوگ شہید کی طرف مائل ہوئے۔ فضالہ نے کہا: کیا وجہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ شہید کی طرف مائل ہو رہے ہیں اور اس کو چھوڑ رہے ہیں۔ لوگوں نے کہا: یہ اللہ کے راستہ میں شہید ہے۔ حضرت فضالہ نے فرمایا مجھے کوئی پرواہ نہیں، میں ان دونوں قبروں میں سے جس سے بھی اٹھوں۔ اللہ کی کتاب سنو: وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الخ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مُّدْخَلًا سے مراد جنت ہے۔

ذٰلِكَ ۚ وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ اَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۶۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۶۳﴾ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۶۴﴾

"ان باتوں کو یاد رکھو اور جس نے بدلہ لیا اتنا قدر جتنی تکلیف اسے دی گئی تھی پھر (مزید) زیادتی کی گئی اس پر تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی داخل کرتا ہے رات (کے کچھ حصہ) کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن (کے کچھ حصہ) کو رات میں اور اللہ تعالیٰ سب باتیں سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ نیز اس کی یہ وجہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو خدائے برحق ہے اور جسے وہ پوجتے ہیں اس کے علاوہ وہ سراسر باطل ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بلند (اور) سب سے بڑا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اتارا آسمان سے پانی تو ہو جاتی ہے (خشک) زمین سرسبز و شاداب۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہمیشہ لطف فرمانے والا ہر چیز سے باخبر ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمان میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو سب سے بے پروا اور ہر تعریف کا مستحق ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ ۚ وَ مَنْ عَاقَبَ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: نبی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

کریم ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جب کہ محرم کی چاند کی صرف دوراتیں باقی تھیں۔ پس صحابہ کرام کا لشکر مشرکین کے آمنے سامنے ہوا تو مشرکین آپس میں کہنے لگے کہ اصحاب محمد ﷺ سے جنگ کرو کیونکہ وہ شہر حرام میں قتال کو حرام قرار دیتے ہیں، صحابہ کرام نے انہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر جنگ نہ کرنے کو کہا کیونکہ صحابہ کرام شہر حرام میں قتال کو حلال نہیں جانتے تھے مگر یہ کہ کوئی دوسرا ان سے جنگ کا آغاز کرے۔ مشرکین نے جنگ کا آغاز کیا تو صحابہ کرام نے ان سے جنگ کو حلال جانا اور جنگ شروع کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نصرت وتائید فرمائی۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ کے تحت روایت کیا ہے کہ مشرکین نے نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے خلاف آپس میں تعاون کیا اور اور انہیں اپنے شہر سے نکال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے مدد کا وعدہ فرمایا۔ قصاص میں بھی یہی حکم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ الْبَاطِلُ سے مراد شیطان ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَ هُوَ الَّذِيْۤ اَحْيَاكُمْ ۫ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ۝

”اور کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بنا دیا ہے تمہارے لیے ہر چیز کو جو زمین میں ہے اور کشتی کو بھی کہ چلتی ہے سمندر میں اس کے حکم سے اور اس نے روکا ہوا ہے آسمان کو کہ گر نہ پڑے زمین پر بجز اس کے فرمان کے بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔ اور وہی ہے جس نے تمہیں زندگی دی پھر مارے گا تمہیں پھر زندہ کرے گا تمہیں بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے“۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: جب تو کسی خوف ناک بادشاہ کے پاس جائے اور تجھے اس کے غالب آنے کا اندیشہ ہو تو تم تین مرتبہ یہ کلمات کہو: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّنْ اَخَافُ وَاَحْذَرُ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُوْدِهٖ وَ اَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِلٰهِيْ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

”اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق سے زیادہ طاقت ور ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ قوی ہے جس سے میں ڈرتا ہوں اور خوف کھا رہا ہوں، میں اس اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور جس نے اپنے حکم

سے آسمان کو زمین پر آنے سے روکا ہوا ہے، اے الله! میں تیری پناہ لیتا ہوں فلاں بندے کے شر سے اور اس کے لشکر کے شر سے اور جنوں اور انسانوں میں خدمت گزاروں کے شر سے۔ اے الله! تو ہی مجھے ان کے شر سے پناہ دینے والا بن جا، تیری حمد وثناء بہت بلند ہے اور تجھ سے پناہ لینے والا ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت الحسن رحمہ الله سے روایت کیا ہے: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ انسان ناشکرا ہے کیونکہ مصائب کو تو شمار کرتا ہے اور نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے: قرآن میں جہاں بھی لَكَفُوْرٌ ذکر ہوا ہے، اس سے مراد کفار ہیں۔ والله اعلم۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ۭ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾

"ہر امت کے لیے ہم نے مقرر کر دیا ہے عبادت کا طریقہ جس کے مطابق وہ عبادت کرتے ہیں۔ تو انہیں چاہیے کہ وہ نہ جھگڑا کریں آپ سے اس معاملہ میں۔ آپ بلاتے رہیے انہیں اپنے رب کی طرف (اے محبوب!) آپ بے شک سیدھی راہ پر (گامزن) ہیں۔ اور اگر وہ (پھر بھی) آپ سے جھگڑا کریں تو آپ (صرف اتنا) فرما دیجئے کہ الله تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔ الله تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن ان امور کے بارے میں جن میں تم اختلاف کرتے رہتے ہو"۔

ابن ابی حاتم نے ابو الملیح سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: چالیس سے سو تک اور اس سے زائد افراد کو امت کہتے ہیں۔

امام احمد، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں علی بن حسین رضی الله عنہ سے لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ کے تحت روایت کیا ہے کہ ہر امت کے لیے مخصوص جانور تھا، قربانی کے لیے جسے وہ ذبح کرتے تھے۔

حضرت ابو رافع نے مجھے بتایا کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قربانی دینی ہوتی تو آپ دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھے خریدتے، جب آپ خطبہ اور نماز عید سے فارغ ہو جاتے تو ایک کو ذبح کرتے اور یہ کہتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ اُمَّتِيْ جَمِيْعًا مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ وَلِيْ بِالْبَلَاغِ۔ پھر دوسرے مینڈھے کے پاس آتے، اسے ذبح کرتے اور یہ کہتے اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَ اٰلِ مُحَمَّدٍ۔ پھر وہ دونوں مساکین کو کھلاتے۔ خود بھی اور آپ کے گھر والے دونوں مینڈھوں میں سے کھاتے تھے۔

ہم دو سال ٹھہرے الله تعالیٰ نے قرض اور مؤنت سے ہماری کفایت فرمائی۔ بنی ہاشم میں سے کوئی بھی قربانی نہیں کرتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت کیا ہے کہ هُمْ نَاسِكُوْهُ کا مطلب ذابحوہ

ہے یعنی اسے ذبح کرتے ہیں فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ یعنی وہ ذبائح کے معاملہ میں آپ سے نہ جھگڑیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ہر امت کے لیے ہم نے ایک ذبح مقرر کیا جو وہ ذبح کرتے ہیں۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مَنْسَكًا سے مراد ہدی کا خون بہانا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَنْسَكًا سے مراد ذبح اور حج ہے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ کے تحت روایت کیا ہے کہ مشرک کہتے تھے کہ جو اللہ اپنے دائیں ہاتھ سے ذبح کرتا ہے وہ تم نہیں کھاتے اور جو تم اپنے ہاتھوں سے ذبح کرتے ہو وہ حلال ہے (یہ عجیب معاملہ ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں یہ ارشاد فرمایا فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل سے روایت کیا ہے کہ اِلٰى رَبِّكَ سے مراد اِلٰى دِيْنِ رَبِّكَ ہے یعنی اپنے رب کے دین کی طرف بلاتے رہیے۔ هُدًى سے مراد دین مستقیم ہے۔ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ اگر وہ آپ سے ذبائح کے بارے میں جھگڑیں۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اگر وہ آپ سے جھگڑیں تو تم کہو اللہ بہتر جانتا ہے جو تم کر رہے ہو، ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ۝۷۱

"کیا آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔ یہ سب کچھ ایک کتاب میں (لکھا ہوا) ہے بے شک (بلندی اور پستی کی ہر چیز کو جان لینا) اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ اور وہ پوجتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو نہیں اتاری جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کوئی سند اور انہیں خود بھی ان کے بارے کوئی علم نہیں اور نہیں ہوگا ظلم وستم کرنے والوں کا کوئی مددگار"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو مخلوق کے پیدا کرنے سے سو سال پہلے پیدا فرمایا اور وہ عرش پر ہے۔ قلم کو حکم دیا۔ لکھ قلم نے عرض کی کیا لکھوں؟ فرمایا قیامت تک مخلوق کے بارے میں میرا علم لکھ۔ پس قلم نے وہ سب کچھ لکھا جو قیامت تک علم الٰہی میں ہونا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرمایا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ یعنی جو ساتوں آسمانوں میں ہے اور جو ساتوں زمینوں میں ہے سب کو اللہ جانتا ہے ان ذلك مشار الیہ کا علم ہے فی کتاب یعنی لوح محفوظ میں آسمانوں اور زمینوں کی

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 474 (7323)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تخلیق سے پہلے لکھا ہوا ہے۔ یَسِیْرٌ کا مطلب آسان ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آخر زمانہ میں میری امت پر ایک تقدیر کا دروازہ کھولے گا جسے کوئی چیز بند نہیں کرے گی۔ تمہارا اس لیے یہ کہنا کافی ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ الخ۔

امام اللالکائی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت سلیمان بن جعفر رحمہ اللہ سے مرسل کی طرح مرفوع روایت کیا ہے۔

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾

"اور جب تلاوت کی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں صاف صاف تو پہچان لیتے ہیں کفار کے چہروں پر ناپسندیدگی کے آثار، یوں پتہ چلتا ہے کہ وہ عن قریب جھپٹ پڑیں گے ان لوگوں پر جو پڑھتے ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں۔ آپ فرمایئے (اے چیں بہ جبیں ہونے والو!) کیا میں آگاہ کردوں تمہیں اس سے بھی تکلیف دہ چیز پر، دوزخ کی آگ! وعدہ کیا ہے اس آگ کا اللہ تعالیٰ نے کفار سے اور دوزخ بہت برا ٹھکانا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابن عباس سے یَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ کے تحت روایت کیا ہے۔ یبطشون (پکڑ لیں گے)۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ کفار قریش جھپٹ پڑیں گے اور پکڑ لیں گے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

"اے لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے، پس غور سے سنو اسے۔ بے شک جن معبودوں کو تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر یہ تو مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ وہ سب جمع ہو جائیں اس (معمولی سے) کام کے لیے اور اگر چھین لے ان سے مکھی بھی کوئی چیز تو وہ نہیں چھڑا سکتے اسے اس مکھی سے (آہ) کتنا بے بس ہے ایسا طالب اور کتنا بے بس ہے ایسا مطلوب۔ نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسے اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا طاقت ور (اور) سب پر غالب ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ یہ مثال بت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الطَّالِبُ سے مراد تمہارے جھوٹے معبود ہیں۔ اور الْمَطْلُوْبُ سے مراد مکھی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا یعنی یہ بت ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکیں گے۔ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا بتوں کے لیے کھانا رکھا جاتا تھا پھر اس پر مکھی بیٹھتی تھی، وہ اس سے کھاتی تھی۔ لیکن یہ بت اس سے چھیننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر لوگوں اور بتوں کی طرف کلام کا رخ کیا، فرمایا ضَعُفَ الطَّالِبُ یعنی وہ جو اس بت سے حاجت کا سوال کرتا ہے جو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کرسکتا اور مکھی جو اس سے چھین لے۔ یہ اس سے واپس نہیں کرسکتا۔ وَالْمَطْلُوْبُ اس سے مراد بت ہے جو نہ مکھی پیدا کرسکتا ہے اور نہ مکھی سے چھین سکتا ہے وہ جو اس نے لے لیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ فرماتے ہیں: اس سے مراد بت ہے یعنی وہ چیز اس مکھی سے وہ بت نہیں چھڑا سکتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ جب وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان مورتیوں کی عبادت کرتے ہیں جو مکھی کا مقابلہ نہیں کرسکتے، تو واقعی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر کو نہیں پہچانا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سلمان نے فرمایا: ایک شخص مکھی کی وجہ سے جنت میں داخل ہوا اور ایک شخص مکھی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوا۔ لوگوں نے پوچھا: وہ مکھی کیا تھی؟ پس انہوں نے ایک انسان کے کپڑے پر مکھی دیکھی تو فرمایا یہ مکھی ہے۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیسے ہوا؟ انہوں نے فرمایا دو مسلمان آدمی ایک قوم کے پاس سے گزرے جو ایک اپنے بت کی عبادت کرنے کے لیے جمے بیٹھے تھے، جو آدمی اس بت کے پاس سے گزرتا وہ کوئی چیز اس بت کو پیش کرتا، ان لوگوں نے مسلمانوں سے بھی کہا کہ تم دونوں بھی ہمارے بت کے لیے کچھ پیش کرو، تو ان دونوں نے کہا: ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، بت پرستوں نے کہا تم پیش کرو اگرچہ مکھی ہی ہو۔ ایک نے دوسرے سے کہا: کیا خیال ہے؟ دوسرے نے کہا میں تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ پس اسے قتل کردیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوا اور دوسرے نے اپنے چہرے پر ہاتھ مار کر مکھی پکڑی اور اسے بت پر پھینک دیا۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ پس وہ دوزخ میں داخل ہوا۔(2)

اَللّٰهُ یَصْطَفِیْ مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 238

2۔ شعب الایمان، باب فی القرآن والامانۃ، جلد 5، صفحہ 485 (7343)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾

''اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے بعض پیغام پہنچانے والے اور انسانوں سے بھی بعض کو رسول۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹائے جائیں گے سارے معاملات۔ اے ایمان والو! رکوع کرو اور سجدہ کرو اور عبادت کرو اپنے پروردگار کی اور (ہمیشہ) مفید کام کیا کرو تا کہ تم (دین و دنیا میں) کامیاب ہو جاؤ''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے اس آیت اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ الخ کے تحت روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے انبیاء چن لیتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام کے لیے اور ابراہیم کو خلت کے لیے منتخب فرمالیا (حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)۔(1)

امام حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: موسیٰ بن عمران صفی اللہ ہیں۔(2)

امام علامہ بغوی (نے معجم میں) الباوردی، ابن قانع، طبرانی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ رہے تھے فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے صحابہ کرام کا پوچھا اور ان کی طرف پیغامات بھیجے حتی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جمع ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں (ایک بات) بیان کرنے والا ہوں، تم اسے یاد کرلو اور دل میں بٹھالو اور پھر اپنی آنے والی نسل کو بتانا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کچھ بندوں کو چن لیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ۔ فرمایا اس مخلوق کو جنت میں داخل فرمائے گا، میں تم میں سے کچھ لوگوں کو منتخب کرتا ہوں جن کو منتخب کرنا پسند کرتا ہوں اور تمہارے درمیان بھائی چارے قائم کرتا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے درمیان مؤاخات قائم کی ہے۔ فرمایا اے ابوبکر! تم اٹھو، آپ اٹھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا مجھ پر احسان ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔ فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو تجھے اپنا خلیل بناتا۔ آپ کا تعلق میرے نزدیک اس طرح ہے جس طرح میری قمیص کا میرے جسم سے تعلق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنی قمیص کو حرکت دی۔ پھر فرمایا اے عمر! تم قریب ہو جاؤ۔ آپ قریب ہوئے تو فرمایا اور قریب ہو

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقد مین من الانبیاء والمرسلین، جلد 2، صفحہ 629 (4098)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 629 (4100)

جاؤ، حضرت عمر اور قریب ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوحفص! تم ہم پر بہت سخت تھے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیرے واسطہ سے دین کو عزت بخشے یا ابوجہل کے ذریعے عزت بخشے۔ یہ عزت اللہ تعالیٰ نے تجھے بخشی۔ تم مجھے ابوجہل سے زیادہ محبوب تھے۔ تم جنت میں میرے ساتھ اس امت سے تیسرے ہوگے۔ پھر حضرت عمر پیچھے ہٹ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر اور ابوبکر کے درمیان اخوت قائم کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان کو بلایا، فرمایا: عثمان قریب آ جاؤ، عثمان قریب آ جاؤ، حضرت عثمان قریب ہوگئے حتی کہ آپ نے اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا لیے۔ حضرت عثمان کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، پھر آسمان کی طرف دیکھا پھر فرمایا سبحان اللہ العظیم۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر حضرت عثمان کی طرف دیکھا، ان کی چادر کچھ کھلی ہوئی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ان کی چادر کو درست کیا۔ پھر فرمایا اپنی چادر کے پلو اپنی گردن سے باندھ لو۔ آسمان والوں میں آپ کی بڑی شان ہے، تم ان لوگوں میں سے ہو جو میرے پاس حوض (کوثر) پر آئیں گے۔ آپ کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا، میں کہوں گا آپ کے ساتھ یہ کس نے کیا۔ تم کہو گے فلاں نے۔ یہ جبرئیل کا کلام ہے (جب وہ آسمان سے آواز لگاتے ہیں)۔ عثمان ہر اس شخص پر امیر ہیں جس کی مدد نہیں کی گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا: فرمایا اے اللہ کے امین اور آسمان میں امین! اللہ تعالیٰ تجھے مال کو حق میں خرچ کرنے کی توفیق بخشے گا۔ میرے پاس تیرے لیے ایک دعا ہے جو میں نے مؤخر کر رکھی ہے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کرم فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! مجھے امانت نے برانگیختہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے مال کو زیادہ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ کو حرکت دے رہے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن پیچھے ہٹ گئے۔ ان کے اور عثمان بن عفان کے درمیان مؤاخات فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلحہ اور زبیر کو بلایا، فرمایا: میرے قریب آ جاؤ۔ وہ قریب ہوئے تو فرمایا: تم دونوں میرے حواری ہو جیسے عیسیٰ بن مریم کے حواری تھے۔ پھر ان دونوں کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر کو بلایا اور فرمایا اے عمار! تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ پھر ان دونوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اس کے بعد ابودرداء اور سلمان فارسی کو بلایا اور فرمایا اے سلمان! تو ہمارے اہل بیت میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے علم اول، علم آخر، کتاب اول، کتاب آخر عطا فرمائی۔ پھر فرمایا اے ابودرداء! کیا میں تجھے ایک بات نہ بتاؤں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کرم فرمایئے فرمایا تم ان پر تنقید کرو گے تو وہ تم پر تنقید کریں گے، اگر تم ان کو چھوڑو گے تو وہ تمہیں نہیں چھوڑیں گے، اگر تم ان سے بھاگو گے تو وہ تمہیں پکڑ لیں گے۔ اپنے فقر کے دن کے لیے کچھ اپنے سامان میں آج انہیں دے دو، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابودرداء اور سلمان فارسی کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اصحاب کے چہروں کو دیکھا اور فرمایا: خوش رہو اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو، تم وہ لوگ ہو جو سب سے پہلے حوض پر میرے پاس آؤ گے، تم ہی بالا خانوں میں رہو گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر کو دیکھا اور فرمایا سب تعریفیں اللہ کے لیے جو گمراہی سے ہدایت دیتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری روح نکل رہی ہے اور میری پیٹھ ٹوٹ رہی ہے۔ جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ میرے سوا تمام صحابہ کرام کو ایسا ایسا فرما رہے ہیں، اگر تو یہ علی پر ناراضگی کی وجہ سے ہے تو پھر بھی رضاء و کرامت

آپ کو زیبا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں نے تجھے اپنی ذات کے لیے مؤخر کیا ہے، تیرا مرتبہ میرے نزدیک ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، تم میرے وارث (علم) ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی کس چیز کا وارث ہوں؟ فرمایا انبیاء جس چیز کا وارث بناتے ہیں۔ حضرت علی نے عرض کی: آپ سے پہلے انبیاء نے کون سی وراثت چھوڑی؟ فرمایا اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت۔ اور تم میرے ساتھ میرے محل میں جنت کے اندر ہو گے۔ میری بیٹی فاطمہ بھی ساتھ ہو گی تم میرے بھائی اور میرے رفیق ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ (الحجر) اللہ کی رضا میں دوستی رکھنے والے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے روایت کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا یہ ادب اور نصیحت ہے۔

وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

"اور (سرتوڑ) کوشش کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس طرح کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے چن لیا ہے تمہیں (حق کی پاسبانی اور اشاعت کے لیے) اور نہیں روا رکھی اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی۔ پیروی کرو اپنے باپ ابراہیم کے دین کی۔ اس نے تمہارا نام مسلم (سر اطاعت خم کرنے والا) رکھا ہے اس سے پہلے اور اس قرآن میں بھی تمہارا یہی نام ہے تاکہ ہو جائے رسول (کریم) گواہ تم پر اور تم گواہ ہو جاؤ لوگوں پر پس (اے دین حق کے علم بردارو!) صحیح صحیح ادا کیا کرو نماز اور دیا کرو زکوٰۃ اور مضبوط پکڑ لو اللہ تعالیٰ (کے دامن رحمت) کو۔ وہی تمہارا کارساز ہے۔ پس وہ بہترین کارساز ہے اور بہترین مدد فرمانے والا ہے"۔

امام ابن مردویہ نے عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمر نے فرمایا: کیا ہم وہ پڑھتے نہیں ہے جو ہم پڑھتے ہیں وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ کہا جس طرح تم نے ابتدائی زمانہ میں جہاد کیا اس طرح آخر زمانہ میں نہ ہوگا؟ میں نے کہا کیوں نہیں، پھر پوچھا اے امیر المومنین! یہ کب ہوگا؟ فرمایا جب بنو امیہ امراء ہوں گے اور بنو مغیرہ وزراء ہوں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت مسعود بن مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 238 (14925)، دار الفکر بیروت

نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا پھر اسی طرح حدیث روایت کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے جہاد کرو حتی کہ وہ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

امام عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت الحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ آدمی اللہ کے راستہ میں پوری طرح جہاد کرے اور تلوار چلائے۔

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کے تحت مقاتل سے روایت کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل میں بھرپور کوشش کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت السدی سے اس آیت کے تحت روایت کیا ہے کہ اطاعت کرے اور نافرمانی نہ کرے۔

امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسکا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرائے، هُوَ اجْتَبٰىكُمْ اس نے تمہیں چن لیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجاہد وہ ہے جو اپنے آپ کو اطاعت الٰہی میں مشغول رکھتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حَرَجٍ کا مطلب تنگی ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین میں تنگی روا نہیں رکھی)۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ نے ابن عباس سے فرمایا: کیا ہم چوری کریں یا زنا کریں تو بھی دین میں ہم پر کوئی حرج نہیں؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: بالکل دین میں ہم پر کوئی تنگی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ فرمایا بنی اسرائیل پر جو سختیاں تھیں وہ تم سے دور کی گئی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ اسلام میں وسعت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس میں توبہ اور کفارات کی وسعت عطا فرمائی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عثمان بن بشار کے طریق سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے: وَ مَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ کہ یہ آیت رمضان کے چاند کے متعلق ہے کہ جب لوگوں کو اس میں شک ہو یا حج کے چاند میں یا عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ وغیرہ میں شک ہو۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر اس میں تنگی نہیں رکھی۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے طریق سے روایت فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حرج کے متعلق پوچھا گیا؟ تو انہوں نے فرمایا: میرے لیے ہذیل قبیلہ کا ایک فرد بلاؤ۔ پس وہ شخص آیا تو آپ نے اس سے پوچھا تم حرج کس کو کہتے ہو؟ اس نے کہا الحرجہ اس درخت کو کہتے ہیں جس کا کوئی مخرج

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 241، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 17، صفحہ 242

نہ ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حَرَجٍ وہ ہے جس میں مخرج (نکلنے کی جگہ) نہ ہو۔

امام سعید بن منصور، ابن المنذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے اپنی سنن میں حضرت عبید اللہ بن ابی یزید رحمہ اللہ کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس سے الحرج کے متعلق پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: کیا ہذیل قبیلہ کا کوئی فرد موجود ہے؟ وہاں ایک شخص موجود تھا۔ اس نے کہا میں موجود ہوں۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا تم الحرجه کس کو کہتے ہو؟ اس نے کہا تنگ چیز کو حَرَجٍ کہتے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس آیت میں بھی حَرَجٍ کا مطلب تنگی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حَرَجٍ کا مطلب تنگی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں تنگی نہیں رکھی دین کو وسیع بنایا ہے۔ اُحِلَّ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ اور حلال کی گئی ہیں تمہارے لیے عورتوں میں سے دو دو، تین تین، چار چار اور ما ملکت ایمانکم (مائدہ:3) یا کنیزیں جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ (مائدہ:3) (حرام کیے گئے ہیں تم پر مردار، خون اور سور کا گوشت)

امام محمد بن یحییٰ ذہلی نے الزہریات میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عبد الملک بن مروان نے حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے اس آیت وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ کے متعلق پوچھا تو علی بن عبد اللہ نے فرمایا الحرج کا مطلب تنگی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین میں کفارات مقرر فرمائے ہیں۔ پھر فرمایا میں نے ابن عباس کو اسی طرح فرماتے سنا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: حضرت عمر بن الخطاب نے اس آیت کو پڑھا وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ پھر فرمایا: بنی مدلج کے کسی شخص کو بلاؤ۔ وہ آیا تو آپ نے پوچھا تم حَرَجٍ کس کو کہتے ہو؟ اس نے کہا تنگی کو۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہم سے غائب ہو گئے اور نہ تشریف لائے حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ اب بالکل تشریف نہ لائیں گے۔ جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو ایک لمبا سجدہ کیا۔ ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے۔ جب آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا تو فرمایا: میرے رب نے میری امت کے بارے مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں ان کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ میں نے عرض کی یا رب! جو تو چاہے، وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ طلب کیا۔ میں نے پھر اسی طرح جواب عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! (ﷺ) میں تجھے پریشان نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ میری امت میں سے سب سے پہلے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا جن میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور لوگ ہوں گے انہیں بھی بغیر حساب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف پیغام بھیجا: دعا مانگو، قبول کی جائے گی، سوال کرو عطا کیا جائے گا، میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دینے والے سے کہا میرا رب میرا سوال مجھے عطا فرمائے گا؟ اس نے کہا اس نے مجھے بھیجا اسی لیے ہے کہ وہ تجھے عطا فرمائے۔ میرے رب نے مجھے عطا فرمایا۔ یہ میں بطور فخر نہیں کہہ

رہا۔ اس نے میرے اگلے پچھلے الزام ختم فرما دیے، میں حیاء کے ساتھ چلتا ہوں، اس نے مجھے یہ عطا فرمایا ہے کہ میری امت بھوکی نہیں رہے گی اور نہ مغلوب ہوگی۔ اس نے مجھے کوثر عطا فرمایا وہ ایک نہر ہے جو حوض میں چلتی ہے۔ اس نے مجھے عزت، نصرت اور رعب عطا فرمایا جو میری امت کے آگے ایک مہینہ چلتا ہے اور اس نے مجھے یہ شرف بھی بخشا کہ میں تمام انبیاء سے پہلے جنت میں جاؤں گا۔ اس نے میرے لیے اور میری امت کے لیے مال غنیمت کو حلال قرار دیا اور ہم سے پہلے لوگوں پر جو سختیاں تھیں وہ ہم سے دور فرما دیں اور اس نے ہم پر کوئی تنگی روا نہیں رکھی۔ میں نے ان انعامات و نوازشات پر اتنا ہی سجدہ کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے اس آیت وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ کے تحت روایت کیا ہے فرماتے ہیں: تم پر دین کو تنگ نہیں فرمایا بلکہ اس نے ہر دین دار کے لیے دین میں وسعت رکھی۔ وہ چیزیں جو ممنوع فرمائیں ان کی بھی اضطرار کی حالت میں رخصت فرما دی۔ دنیا میں رخصت، ان پر رحمت ہے۔ مثلاً مقیم پر چار رکعتیں فرض فرمائیں، سفر میں انہیں دو رکعت فرما دیا اور دشمن کے خوف کے وقت ایک رکعت فرما دیا۔ پھر فرمایا جو رکوع و سجود کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ اشارے سے نماز پڑھے، جو قبلہ کی جانب رخ نہ کر سکتا ہو جس طرف ممکن ہو ادھر ہی رخ کرے۔ گناہوں اور خطا سے تجاوز فرمایا، وضو اور غسل میں رخصت رکھی، جب انسان کو پانی میسر نہ ہو تو مٹی سے تیمم کر لے۔ روزہ مقیم پر واجب فرمایا۔ مریض اور مسافر کو دوسرے ایام میں روزہ رکھنے کی رخصت عطا فرمائی۔ اور جو روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ ہر دن کے روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور حج میں بھی رخصت رکھی۔ جو شخص زادراہ یا سواری نہ پائے، کسی اور عذر کی وجہ سے نہ جا سکتا ہو تو اس پر حج فرض نہیں ہے۔ جہاد میں بھی رخصت کا پہلو رکھا۔ جو سواری یا اخراجات نہ پائے اس پر جہاد فرض نہیں فرمایا۔ مشقت اور اضطرار کے وقت مردار، خون اور خنزیر کا گوشت بقدر کفایت کھانے کی رخصت عطا فرمائی تاکہ بھوک سے مر نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر رخصت اور یسر کو عام فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت السدی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے: مِلَّةَ اَبِيْكُمْ کا مطلب دِيْنَ اَبِيْكُمْ ہے۔

امام ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلم رکھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ کے تحت روایت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام کتب میں تمام کا نام مسلم رکھا۔ وَ فِيْ هٰذَا سے مراد قرآن ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے تمہارا نام اس کتاب میں مسلم رکھا۔ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ یعنی رسول مکرم تم پر گواہی دے کہ اس نے تمہیں پیغام الٰہی پہنچا دیا ہے۔ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ اور تم دوسری امتوں پر گواہی دو کہ ان کے رسولوں نے انہیں پیغام الٰہی پہنچا دیا تھا۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 17، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 411 (1951)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مِنْ قَبْلُ سے مراد تورات اور انجیل ہے اور فِيْ هٰذَا سے مراد قرآن ہے۔ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ تم امتوں پر گواہی دو کہ رسولوں نے انہیں پیغام پہنچا دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس امت کے علاوہ کسی امت کے لیے اسلام اور ایمان کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ جب کہ اس امت کے لیے ان دونوں فضیلتوں کا ذکر فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: سَمّٰىكُمُ کا فاعل ابراہیم ہے۔ یعنی ابراہیم نے تمہارا نام مسلم رکھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے ربنا واجعلنا مسلمین لك (الآیہ)۔

امام طیالسی، احمد، بخاری (نے تاریخ میں)، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے)، نسائی، الموصلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، البوردی، ابن قانع، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ (نے الشعب میں) نے حضرت الحارث الاشعری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو زمانہ جاہلیت کی طرح آوازیں نکالے (نوحہ کرے، چیخے چلائے) تو وہ دوزخ میں سے ہے۔ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اگر چہ وہ روزہ بھی رکھے اور نماز بھی پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اللہ کے بندو! اس طرح پکارو جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام رکھا ہے، اس نے تمہارا نام مسلمین اور مومنین رکھا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن یزید الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: اس نام کے ساتھ نام رکھو جو اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے (یعنی) حنیفیہ، اسلام اور ایمان۔

امام ابن ابی شیبہ نے المصنف میں اور اسحٰق بن راہویہ رحمہما اللہ نے اپنی مسند میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے دو نام رکھے گئے ہیں۔ میری امت کا ایک نام ان کے ساتھ رکھا، ایک سلام ہے، میری امت کا نام مسلمین رکھا، اور دوسرا نام مومن ہے، میری امت کا نام مومنین رکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

1۔ شعب الایمان، باب فی التمسک بالجماعۃ، جلد 6، صفحہ 59 (7494)، دارالکتب العلمیہ بیروت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد پنجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	تفسیر در منثور مترجم (جلد پنجم)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	-/2850 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-2212011-2630411۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایاتھا ۱۱۸ سُوۡرَۃُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ مَکِّیَّۃٌ ۲۳ رکوعاتھا ٦

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سورۃ المومنون مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، امام شافعی، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں صبح کی نماز پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مومنون کو شروع سے پڑھا یہاں تک کہ جب حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانسی کی تکلیف ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا۔(1)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۱﴾

''بیشک دونوں جہان میں بامراد ہو گئے ایمان والے''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، عقیلی، حاکم جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے دلائل میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شہد کی بھنبھناہٹ کی آواز سنائی دیتی۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی، ہم تھوڑی دیر ٹھہر گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی جانب منہ کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی اے اللہ! ہم میں اضافہ فرما، ہمیں کم نہ کر، ہمیں عزتوں سے نواز، ہمیں ذلیل ورسوا نہ کر، ہمیں عطا فرما، ہمیں محروم نہ کر، ہمیں فضیلت عطا فرما، کسی اور کو ہم پر فضیلت نہ دے اور ہمیں اپنی رضا سے نواز۔ پھر کہا مجھ پر دس آیات نازل ہوئی ہیں، جس نے ان پر عمل کیا وہ جنت میں داخل ہو گیا پھر سورۃ المومنون کی ابتدائی دس آیات کی تلاوت فرمائی۔(2)

امام بخاری نے الادب المفرد میں، امام نسائی، ابن منذر، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت یزید بن بابنوس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کیسے تھے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کے اخلاق قرآن تھے۔ پھر فرمایا تو سورۂ مومنون پڑھتا ہے قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ان آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ دسویں آیت تک

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی صلوٰۃ الصبح، جلد 2، صفحہ 73 (2710)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، باب الدعاء بالتکبیر، جلد 1، صفحہ 717 (1961)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پہنچیں۔فرمایا رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اسی طرح کے تھے۔(1)

امام ابن عدی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا، اپنے دست قدرت سے اس کے درخت لگائے اور انہیں فرمایا بولو۔ تو انہوں نے یہ کلمات قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ادا کئے۔(2)

امام طبرانی نے السنن میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کعب نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے صرف تین چیزیں تخلیق کی ہیں: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، تورات کو دست قدرت سے لکھا اور جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے لگایا۔ پھر جنت عدن سے فرمایا۔ کچھ بولو۔ تو جنت عدن نے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ کی صورت میں کلام کیا کیونکہ وہ اس میں موجود عزت وشرف سے آگاہ تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے باغ عدن کو لگایا تو اس باغ کی طرف دیکھا اور فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو بنایا تو فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ اسی کے بارے میں قرآن حکیم میں نازل فرمایا۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کرنے والے سعادت مند ہو گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اُفْلِحَ کو مجہول کا صیغہ پڑھتے۔ حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اَفْلَحَ کو معروف کا صیغہ پڑھتے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے معنی کے بارے میں سوال عرض کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ کامیاب وسعادت مند ہوئے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا:

فَاعْقِلِىْ اِنْ كُنْتِ مَا تَعْقِلِىْ   وَلَقَدْ اَفْلَحَ مَنْ كَانَ عَقَلَ

''سمجھ اگر تو سمجھنے والی ہے، یقیناً وہ کامیاب ہوا جس نے سمجھا''

الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝۲

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 426 (3481)، دار الکتب العلمیہ بیروت   2۔ ایضاً، (3480)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت   4۔ ایضاً   5۔ ایضاً

''وہ (ایمان والے) جو اپنی نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں''۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے سنن میں حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو دائیں بائیں دیکھتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بعد میں حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ حالت نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے اور دائیں بائیں متوجہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات قَدْ اَفْلَحَ...... خٰشِعُوْنَ کو نازل فرمایا۔ انہوں نے اپنے سر جھکا لئے اس کے بعد حالت نماز میں اپنی نظریں نہ اٹھائیں اور نہ ہی دائیں بائیں متوجہ ہوئے۔(2)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کبھی کبھی حالت نماز میں کسی چیز کی طرف دیکھتے اور اپنی نظر اٹھاتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔ ابن سیرین کہتے ہیں: اگر یہ روایت نہ ہوتی تو میں اپنی عقل سے نہ جان سکتا کہ اس آیت کا کیا معنی ہے؟(3)

امام ابن مردویہ، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے۔ یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنا سر جھکا لیا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام جب نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنی نمازوں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی نظروں کو سجدوں کی جگہ رکھتے اور یہ جانتے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہے۔ وہ دائیں بائیں متوجہ نہ ہوتے۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور یہ کہ تو اپنے پہلو کو بندۂ مومن کے لئے نرم کردے اور تو نماز میں کسی کی طرف متوجہ نہ ہو۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 6، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ مصنف عبدالرزاق، باب رفع الرجل بصرہ الی السماء، جلد 2، صفحہ 165 (2268)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 426 (3483)، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ڈرنے والے اور پر سکون ہوتے ہیں۔(1)

امام حکیم ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکر صدیق سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ چاہو۔ عرض کی گئی نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا بدن میں خشوع ہو اور دل میں نفاق ہو۔(2)

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت ابودرداء سے روایت نقل کی ہے، کہا: نفاق کے خشوع سے اللہ کی پناہ چاہو۔ سوال کیا گیا نفاق کا خشوع کیا چیز ہے؟ فرمایا تو جسم کو خشوع والا پائے جبکہ دل میں خشوع نہ ہو۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دل میں خشوع سے مراد خوف اور نماز میں اپنی آنکھوں کو جھکانا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دل کا خشوع ہے اور وہ نماز میں خاموش رہتے ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ان کے دلوں میں خشوع ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنی آنکھوں کو جھکاتے ہیں اور تواضع کا اظہار کرتے ہیں۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مراد نماز میں پر سکون رہنا ہے۔(7)

امام ابن مبارک، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ نماز میں خشوع سے مراد اس میں خاموش رہنا ہے(8)۔ ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ نماز میں کھڑے ہوتے گویا کہ وہ ایک لکڑی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا اس سے مراد نماز میں خشوع ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا وہ حضرت ام رومان سے (جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہیں) روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ام رومان نے کہا مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے دیکھا کہ میں نماز میں ایک طرف جھکتی ہوں تو انہوں نے مجھے سخت جھڑکا، قریب تھا کہ میں نماز چھوڑ دیتی۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو اپنے اعضاء کو پر سکون

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ وترک الریا، جلد 5، صفحہ 364 (6967)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 176، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 7

5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 6

7۔ ایضاً

8۔ ایضاً

رکھے۔ یہودیوں کے مائل ہونے کی طرح نہ جھکے کیونکہ نماز میں اعضاء کا پرسکون ہونا نماز کے کمال میں سے ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیل رہا ہے۔ فرمایا اگر اس کا دل خشوع والا ہوتا تو اس کے اعضاء بھی خشوع کرتے۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت مسلم بن یسار رحمہ اللہ سے نماز میں خشوع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ یہ ہے کہ تو اپنی نظر سجدے کی جگہ رکھے۔

ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا یہ جھپٹ مارنا ہے۔ جیسے شیطان بندے کی نماز سے جھپٹ مارتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی بیماری کی حالت میں کہا مجھے بٹھاؤ مجھے بٹھاؤ۔ میرے پاس ایک امانت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے عطا فرمائی تھی۔ فرمایا تم میں سے کوئی بھی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔ اگر وہ مجبور ہو تو یہ اس نماز میں ایسا کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض نہیں کی۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا جب تو نماز پڑھتا ہے تو تیرا رب تیرے سامنے ہوتا ہے جبکہ تو اس سے مناجات کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے ادھر ادھر متوجہ نہ ہو۔ عطاء نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو کس طرف متوجہ ہوتا ہے؟ جس کی طرف متوجہ ہو رہا ہے میں اس سے تیرے لئے بہتر ہوں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا: نماز میں ادھر ادھر متوجہ ہونے سے بچو کیونکہ متوجہ ہونے والے کی نماز نہیں۔ اگر نفلی نماز میں تم مغلوب ہو جاؤ تو فرضی نماز میں تم کسی صورت مغلوب نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ جب تک نماز میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے مگر جب اسے حدث لاحق ہو جائے یا وہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن منقذ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ جب بندہ کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو وہ اس سے اعراض کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے جب تک وہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز کی تکمیل یہ ہے کہ جو تیری دائیں جانب ہے یا بائیں جانب ہے اس کی طرف متوجہ نہ ہو۔

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 184، دار صادر بیروت　2۔ ایضاً　3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 2، صفحہ 167 (3278)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا، فرمایا: یہ وہ اوقات ہیں جن میں علم اٹھالیا جاتا ہے۔ ایک انصاری نے عرض کی جسے ابن لبید کہتے: یارسول اللہ! ﷺ علم کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ کتابوں میں ثبت ہوگا اور دلوں نے اسے یاد کیا ہوگا؟ فرمایا میں تجھے اہل مدینہ میں سب سے زیادہ سمجھدار سمجھتا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے یہود و نصاری کی گمراہی کا ذکر کیا جبکہ ان کے پاس کتابیں تھیں۔ پھر میں شداد بن اوس سے ملا اور ان سے یہ بیان کیا تو انہوں نے جواب دیا: عوف نے سچی بات کی، کیا میں تجھے اس کے اول کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا وہ خشوع ہے یہاں تک کہ تو کسی خشوع کرنے والے کو نہ دیکھے گا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی، فرمایا یہ وہ اوقات ہیں جن میں لوگوں سے علم اچک لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ کسی چیز پر قادر نہ ہوں گے۔ زیاد بن لبید نے کہا یارسول اللہ! ﷺ یہ علم ہم سے کیسے اچک لیا جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں گے۔ فرمایا اے زیاد! تیری ماں تجھ پر روئے، میں تجھے مدینہ طیبہ کے فقہاء میں سے شمار کرتا تھا، یہ تورات، انجیل یہود و نصاریٰ کے پاس ہیں۔ انہوں نے تو انہیں کوئی نفع نہیں دیا۔ میں عبادہ بن صامت سے ملا، میں نے اسے کہا کیا تو وہ نہیں سنتا جو تیرا بھائی ابودرداء کہتا ہے؟ میں نے اسے سب واقعہ بتایا۔ اس نے کہا وہ سچ کہتا ہے، اگر تو چاہے تو تمہیں بتاؤں کہ سب سے پہلے کونسی چیز لوگوں سے اٹھائی جائے گی؟ وہ خشوع ہے، ممکن ہے وہ مسجد میں داخل ہو اور وہاں کسی کو بھی خشوع کرنے والا نہ پائے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، فرمایا دین میں سے سب سے پہلے جس چیز کو تم گم پاؤ گے وہ خشوع ہے اور سب سے آخر میں جس چیز کو تم گم کرو گے وہ نماز ہے۔ تم اسلام کے مضبوط حلقوں کو ایک ایک کر کے توڑو گے۔ عورتیں نماز پڑھیں گی جبکہ حائضہ ہوں گی، تم سابقہ لوگوں کے راستہ پر برابر، برابر چلو گے، تم ان کے راستہ پر نہ چلو اور نہ ہی وہ تمہیں غلط راستہ پر ڈال سکیں۔ یہاں بہت سارے گروہوں میں سے دو گروہ رہ جائیں گے، ان میں سے ایک کہے گا یہ پانچ نمازیں کیا ہیں؟ ہم سے پہلے لوگ تو گمراہ ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ (ہود:114) تین نمازیں پڑھو۔ دوسرا کہے گا مومنوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان فرشتوں کے ایمان جیسا ہے، نہ ہم میں کوئی کافر ہے اور نہ ہی منافق، اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ وہ ان دونوں فرقوں کو دجال کے ساتھ اٹھائے گا۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو الیسر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کچھ وہ ہیں

1۔ مستدرک حاکم، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 178 (337)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 179 (338)
3۔ ایضاً، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 516 (8448)

جو مکمل نماز پڑھتے ہیں، کچھ نصف، کچھ تیسرا حصہ، کچھ چوتھا حصہ پڑھتے یہاں تک کہ دسویں حصے تک کا ذکر کیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ جو نماز میں آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے ہیں وہ رک جائیں یا وہ آنکھیں ان کی طرف نہ پلٹیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نمازوں میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں؟ اس معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سختی فرمائی یہاں تک کہ فرمایا وہ اس سے رک جائیں یا ان کی آنکھیں اچک لی جائیں گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وہ لوگ جو نماز میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں وہ رک جائیں یا وہ آنکھیں ان کی طرف نہ لوٹیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے کوئی ڈرتا نہیں جو اپنی نظر نماز کی حالت میں آسمان کی طرف اٹھاتا ہے کہ اس کی نظر اس کی طرف واپس نہ لوٹے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴿٤﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٥﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٦﴾ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩﴾

"اور وہ جو ہر بیہودہ امر سے منہ پھیرے ہوتے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، بجز اپنی بیویوں کے اور ان کنیزوں کے جو ان کے ہاتھوں کی ملکیت ہیں تو بیشک انہیں ملامت نہ کی جائیگی اور جس نے خواہش کی ان دو کے سوا تو یہی لوگ حد سے بہت زیادہ تجاوز کرنے والے ہیں نیز وہ (مومن بامراد ہیں) جو اپنی امانتوں اور اپنے وعدوں کی پاسداری کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری حفاظت کرتے ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ لغو سے مراد باطل ہے۔(4)

عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو سے مراد معاصی (گناہ) ہیں۔(5)

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 427، دار صادر بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 181، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح بخاری، باب رفع البصر الی السماء، جلد 1، صفحہ 103، کارخانہ تجارت کتب کراچی
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ ایضاً

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اللہ کی قسم! ان کے پاس اللہ کا ایسا حکم آیا جس نے انہیں باطل سے بچا لیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ کا مطلب ہے وہ مالوں کی زکوٰۃ دیتے ہیں، بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے جماع کرنے پر ان کی ملامت نہیں کی جاتی، جس نے بیویوں سے ہٹ کر اپنی عورتوں سے خواہش نفس کو پورا کرنا چاہا جو ان پر حلال نہ تھیں تو وہی دین میں سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے معاملات میں امانت دار ہیں اور اپنے وعدوں کی رعایت اور حفاظت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ سے مراد اس کی بیوی اور مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ سے مراد اس کی لونڈی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تم پر ہر شرمگاہ حرام ہے مگر دو شرمگاہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے حلال سے تجاوز کیا وہ حرام تک جا پہنچا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد زنا کی خواہش کرنا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عورتوں سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے اور تمہارے درمیان ثالث کتاب اللہ ہے پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ جس نے اس عورت سے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے عقد نکاح میں دیا یا اس کی ملک میں دیا، سے علاوہ کی خواہش کی تو اس نے حد سے تجاوز کیا۔

امام عبدالرزاق اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے ناسخ میں حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں اس کی حرمت قرآن میں پاتا ہوں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۝ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔(1)

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے اپنے غلام سے خواہش پوری کی، اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کیا گیا۔ حضرت عمر نے اس عورت سے پوچھا اس عمل پر تجھے کس چیز نے برانگیختہ کیا؟ تو اس عورت نے کہا میں نے یہ خیال کیا تھا کہ غلام میں سے میرے لئے وہ حلال ہے جو مردوں کے لئے لونڈی میں سے حلال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں صحابہ سے مشورہ طلب کیا۔ صحابہ نے عرض کی اس نے کتاب اللہ کا وہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب المتعہ، جلد 7، صفحہ 401 (14114)، دارالکتب العلمیہ بیروت

معنیٰ کیا ہے جو اس کا معنی نہیں بنتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم! اس کے بعد میں تجھے کسی آزاد کے لئے کبھی حلال نہیں کروں گا۔ گویا اس عورت کو سزا دی اور اس عورت سے حد کو ساقط کر دیا اور غلام کو حکم دیا کہ وہ اسکے قریب نہ جائے۔(1)

امام عبدالرزاق نے ابوبکر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ ایک عورت اپنے رومی غلام کے ساتھ حاضر ہوئی، اس نے عرض کی میں نے اس سے خواہش پوری کرنی چاہی تو میرے چچازاد بھائیوں نے مجھے روک دیا جبکہ میری حیثیت اس مرد جیسی ہے جس کی ایک لونڈی ہوتی ہے تو وہ اس سے وطی کرتا ہے۔ میرے چچازاد بھائیوں نے مجھے اس امر سے روک دیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: کیا اس سے قبل تو نے یہ عمل کیا ہے؟ اس نے بتایا جی ہاں، فرمایا اللہ کی قسم! اگر تجھ میں جہالت کا عنصر نہ ہوتا تو میں تمہیں پتھروں سے رجم کر دیتا۔(2)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ایک ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی لونڈی خاوند کے لئے حلال کی تھی۔ فرمایا تیرے لئے صرف ایک شرمگاہ حلال ہے، چاہو تو بیچ دو چاہو ہبہ کر دو، چاہو تو آزاد کر دو۔(3)

امام عبدالرزاق نے حضرت سعید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: میری ماں کی ایک لونڈی ہے، اس نے وہ لونڈی میرے لئے حلال کر دی ہے کہ میں اس سے اپنی خواہش پوری کروں، فرمایا وہ لونڈی تیرے لئے حلال نہیں یہاں تک کہ تو اسے خرید لے یا وہ تجھے یہ لونڈی ہبہ کر دے۔(4)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب مرد کی بیوی، اس کی بیٹی یا اس کی بہن اس کے لئے اپنی لونڈی حلال کر دے تو وہ اس سے وطی کرے جبکہ یہ لونڈی حلال کرنے والی عورت کی ہی ہوگی۔(5)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ کھانے میں سے حلال کرنا ہے، اگر اس لونڈی نے بچہ جنا تو اس کا بچہ اس مرد کا ہوگا جس کے لئے اسے حلال کیا گیا تھا جبکہ وہ لونڈی پہلے خاوند کی ہوگی۔(6)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی لونڈی، اپنے غلام، اپنے بیٹے، اپنے بھائی اور اپنے باپ کے لئے جبکہ عورت اپنی لونڈی اپنے خاوند کے لئے حلال کرتی۔ مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مالک اپنی لونڈی اپنے مہمان کے ہاں بھی بھیج دیتا تھا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شرمگاہ کو عاریۃً نہیں دیا جا سکتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شرمگاہ کو ادھار پر نہیں دیا جا سکتا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب العبد ینکح سیدتہ، جلد 7، صفحہ 164 (12873)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، باب الرجل یحل امتہ للرجل، جلد 7، صفحہ 165 (12876)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 169 (12902)
4۔ ایضاً، (12903)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 170 (12907)
6۔ ایضاً (12906)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 169 (12905)

کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ وہ وضو، اوقات، رکوع اور سجود کی نگہبانی کرتے ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں یُحَافِظُوْنَ کا جوذکر ہے اس سے مراد ہے کہ وہ نماز کے اوقات کا خیال رکھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عرض کی گئی کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں اکثر نماز کا ذکر فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ دَآىِٕمُوْنَ (المعارج) وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ فرمایا اس سے مراد نماز کے اوقات کا خیال رکھنا ہے۔ لوگوں نے کہا ہم تو اس سے مراد نماز کا ترک کرنا لیتے، فرمایا نماز کا ترک کرنا تو کفر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں نماز سے مراد فرض نماز ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز سے مراد فرض نماز ہے۔

اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۱﴾

”یہی لوگ وارث ہیں جو وارث بنیں گے فردوس (بریں) کے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے“۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وارثوں سے مراد جو اپنے گھروں اور اپنے بھائیوں کے گھروں کے مالک بنتے، اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے جو ان کے لئے تیار کئے گئے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک آدمی کے دو گھر ہیں، ایک گھر جنت میں اور دوسرا گھر جہنم میں ہے۔ جب وہ مرجائے اور جہنم میں داخل ہو جائے تو جنتی اس کے گھر کے مالک بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی معنی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ ربیع بنت نضر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کا بیٹا حارث بن سراقہ غزوۂ بدر میں شہید ہوگیا تھا۔ اسے ایک اجنبی تیر لگا تھا۔ اس نے عرض کی مجھے حارثہ کے بارے میں بتاؤ، اگر تو وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں، اگر وہ جنت میں نہیں تو میں اس کے لئے دعا میں کوشش کروں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ام حارثہ! جنت میں کئی جنتیں ہیں جبکہ تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے۔ فردوس جنت کا ربوۃ (بلند جگہ) درمیانی اور افضل ترین حصہ ہے۔

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ ۚ﴿۱۲﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ ۪﴿۱۳﴾ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 413، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 10

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ
اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ؕ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ؕ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

''اور بے شک ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے جوہر سے پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر ایک محفوظ مقام میں۔ پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون کا لوتھڑا پھر ہم نے بنا دیا اس لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی پھر ہم نے پیدا کر دیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر ہم نے پہنا دیا ان ہڈیوں کو گوشت۔ پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا، پس بڑا بابرکت ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے پھر یقیناً تم ان مرحلوں سے گزرنے کے بعد مرنے والے ہو۔ پھر بلاشبہ تمہیں روز قیامت (قبروں سے) اٹھایا جائے گا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی تخلیق نطفہ سے ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مٹی ہے جب تو اسے اپنے ہاتھ میں لے تو اس کا پانی تیری انگلیوں سے نکل جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ انسان کو مٹی کے جوہر سے نکالا گیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سُلٰلَةٍ سے مراد رقیق (پتلا) پانی کا جوہر ہے جس سے بچے کی ولادت ہوتی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنْ سُلٰلَةٍ کا معنی حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی لیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ بے شک موسم سرما میں دل نرم ہوتے ہیں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور ان کی اولاد کو حقیر پانی سے پیدا کیا گیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نطفہ جب رحم میں گرتا ہے تو جسم کے ہر بال اور ناخن میں اڑ جاتا ہے، چالیس دن تک اسی طرح رہتا ہے پھر رحم میں آ جاتا ہے اور علقہ بن جاتا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وہ نطفہ جس سے بچہ جنم لیتا ہے اس کی وجہ سے تمام اعضاء اور رگوں میں کپکپی طاری ہوتی ہے۔ جب وہ نکلتا ہے تو رحم میں جا گرتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 12 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت ابن عباس سے عزل کے بارے میں پوچھا، فرمایا: جاؤ لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھو۔ پھر میرے پاس آؤ اور مجھے آ کر بتاؤ۔ انہوں نے پوچھا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتایا کہ لوگوں نے کہا ہے کہ یہ چھوٹی قسم کا زندہ درگور کرنا ہے اور یہی آیت وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ پڑھی۔ پھر کہا یہ زندہ درگور کی جانے والی چیز میں سے کیسے ہو سکتا ہے جب تک اس پر پیدائش نہ گزر ے۔(1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عزل کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا یہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے۔(2)

عبد الرزاق نے حضرت ابن مسعود سے عزل 1 کے بارے میں روایت نقل کی ہے، فرمایا یہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے۔ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا پہلی عظم واحد اور دوسری جگہ جمع کا صیغہ پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلے عظما کو الف کے بغیر اور دوسرے کو واحد پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی یہ تعبیر کی ہے کہ اس میں پھر روح پھونکی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس میں روح ڈالی۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اس کی جوانی مکمل ہو جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خلق آخر سے مراد ہے کہ اس کے دانت اور بال بنائے۔ ان سے عرض کی گئی جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا اس کے سر پر بال نہیں ہوتے؟ فرمایا زیر ناف اور بغل کے بال کہاں ہوتے ہیں؟

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب العزل، جلد 7، صفحہ 113 (12621)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 115 (12630)
3۔ ایضاً، (12631)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 15

1۔ عزل سے مراد یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرے یا اپنی لونڈی سے خواہش پوری کرے تو جب مادہ منویہ خارج ہونے لگے تو وہ اسے عورت کے رحم میں نہ ٹپکائے بلکہ آلہ تناسل کو باہر نکال لے اور اسے باہر خارج کرے۔ لونڈی کے بارے میں تو فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر بھی مرد ایسا کر سکتا ہے۔ جہاں تک آزاد بیوی کا تعلق ہے تو اس میں بیوی کی رضامندی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یوں استدلال کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایسا کیا کرتے تھے جب کہ زمانہ وحی کے نازل ہونے کا تھا۔ اگر یہ جائز نہ ہوتا تو قرآن میں کوئی آیت نازل ہو جاتی (نخبۃ الفکر مرفوع حکمی) صاحب ہدایہ نے کتاب النکاح میں کسی کی لونڈی سے شادی کرنے کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ایک جزئی لکھی: له ان لا يحصل الاصل فيكون له ان لا يحصل الوصف کہ خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اصل کو حاصل نہ کرے تو اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ وصف کو حاصل نہ کرے۔ یہاں اصل حاصل نہ کرنے کا اشارہ عزل کرنے کی طرف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ......... خَلْقًا اٰخَرَ۔ حضرت عمر نے یہ سن کر فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ کے کلمات اپنی زبان سے ادا کیے۔ فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس آیت کا اختتام اسی طرح ہوا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے کلمات ادا ہوئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تو نے پانی کو حکم دیا وہ ہوا میں جم گیا، تو نے اس جمے ہوئے پانی سے سات بنائے اور ان کا نام آسمان رکھا، پھر تو نے پانی کو حکم دیا کہ وہ مٹی پر برسے، مٹی کو حکم دیا کہ وہ پانی سے الگ رہے تو بات اسی طرح ہوئی، تو نے اسے زمین کا نام دیا اور تمام پانی کو بحار (سمندر) کا نام دیا، پھر تو نے پانی سے نابینا آنکھ بنائی اور اسے بصارت عطا کر دی، اسی سے بہرے کان بنائے اور انہیں سننے کی صلاحیت عطا کر دی۔ مردہ نفوس بنائے اور انہیں زندگی عطا کر دی۔ ان سب چیزوں کو تو نے حکم کن سے پیدا فرمایا اس سے ایسی مخلوق بنائی جس کی زندگی پانی سے ہے اور ایسی مخلوق بنائی جو پانی میں صبر نہیں کر سکتی۔ یہ مختلف مخلوق ہے جو مختلف جسموں اور رنگوں میں موجود ہے۔ تو نے اس کی کئی جنسیں بنائیں اور ان کے کئی جوڑے بنائے، کئی اقسام کو تخلیق کیا، جس کو تو نے پیدا کیا اس کو تو نے الہام کیا پھر تو نے مٹی اور پانی سے زمین پر رینگنے والے، قدموں پر چلنے والے جانور اور درندے بنائے فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰۤى اَرْبَعٍ (النور:45) ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ایک معمولی ہڈی ہیں پھر تو نے اپنی کتاب اور حکمت سے نصیحت کی پھر اس پر لازمی موت کا فیصلہ کر دیا پھر اسے دوبارہ اٹھائے گا جس طرح تو نے اسے پہلی دفعہ زندگی دی۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تو نے اپنے حکم کن سے اپنی تمام مخلوق تخلیق کی تو وہ مخلوق تیری مشیت کے مطابق پیدا ہوئی پھر تو نے زمین میں ہر قسم کی نباتات کو ایک حکم سے ایک مٹی سے اور ایک پانی سے سیراب کر کے پیدا کیا تو وہ تیرے حکم کے مطابق مختلف کھانوں، مختلف رنگوں، مختلف خوشبوؤں اور مختلف ذائقوں کی صورت میں پیدا ہوئی۔ ان میں سے کچھ میٹھے، کچھ کھٹے، کچھ کڑوے، کچھ خوشبودار، کچھ بدبودار، کچھ بدصورت اور کچھ خوبصورت ہیں۔

حضرت عزیر علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! ہم تیری تخلیق اور تیرے دست قدرت کا کرشمہ ہیں تو نے ہمارے جسموں کو ہماری ماؤں کے رحموں میں شکل و صورت عطا کی، تو نے جیسے چاہا اپنی قدرت سے ہماری صورت بنائی، تو نے ہمارے بنیادی ارکان بنائے، ان میں ہڈیاں بنائیں، ہمارے کان اور آنکھیں تخلیق فرمائیں، پھر اس تاریکی میں ہمارے لیے نور بنایا، اس تنگی میں وسعت بخشی، اس کے منہ میں روح ڈالی۔ پھر تو نے اپنے حکم کے مطابق اپنے فضل سے ہمارے لیے مختلف رزق بنایا۔ اس میں تجھے نہ مشقت ہوئی اور نہ ہی تو نے تھکاوٹ محسوس کی۔ تیرا عرش پانی پر تھا اور ظلمت ہوا پر تھی۔ فرشتے تیرے عرش کو اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ تیری تسبیح بیان کر رہے تھے۔ ساری مخلوق تیری مطیع تھی۔ تیرے خوف سے سر جھکائے ہوئے تھی۔ تیرے نور کے سوا کوئی نور دکھائی نہیں دیتا تھا۔ تیری آواز کے سوا کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ پھر

تو نے نور کا خزانہ اور ظلمت کا راستہ کھول دیا۔ دونوں رات اور دن ہو گئے جو تیرے حکم سے آگے پیچھے چلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے العظمۃ میں وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جیسا چاہا جس سے چاہا، وہ اسی طرح تھا جیسے فرمایا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ مٹی اور پانی سے پیدا کیا تو نے اس سے اس کے بال، اس کا گوشت، اس کا خون، اس کی ہڈیاں اور اس کا جسم بنایا۔ یہ اس تخلیق کی ابتدا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو بنایا۔ پھر اس میں نفس رکھا۔ اس سے وہ کھڑا ہوتا ہے، بیٹھتا ہے، وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور ان چیزوں کو جانتا ہے جو جاندار جانتے ہیں اور وہ بچتا ہے جن سے جاندار بچتے ہیں۔ پھر اس میں روح رکھی جس کے ذریعے وہ حق کو باطل سے، ہدایت کو گمراہی سے پہچانتا ہے۔ اس کے ذریعے ڈرتا ہے اور آگے بڑھتا ہے اور چھپتا ہے، علم سیکھتا ہے اور تمام معاملات میں تدبیر کرتا ہے۔ مٹی کی وجہ سے انسان میں خشکی اور پانی کی وجہ سے اس میں تری ہے۔ یہ مخلوق کی ابتدا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کا آغاز کیا۔ جسطرح اس نے پسند کیا تھا۔ پھر انسانی جسم میں یہ چار چیزیں ودیعت کیں جو مخلوقات کی انواع میں سے ہیں۔ یہی چیزیں اللہ کے حکم سے جسم کی اصل اور جوہر ہیں۔ وہ سوداء، صفراء، خون اور بلغم ہیں۔ انسان میں خشکی اور گرمی نفس کی وجہ سے ہے۔ اس کا مسکن خون ہے، ٹھنڈک روح کی وجہ سے ہے، اس کا مسکن بلغم ہے۔ یہ فطرتیں اعتدال پر ہوں جبکہ ان میں سے ہر ایک چوتھائی حصہ ہے تو وہ کامل جسم اور صحیح جسم ہوگا۔ اگر ان چار میں سے کوئی دوسرے پر زائد ہو جائے تو وہ اس پر غالب آجاتی ہے اور دوسری فطرت میں بیماری پیدا کر دیتی ہے۔ اگر دوسری سے وہ کم ہو جائے تو دوسری اس پر غالب آجاتی ہے تو یہ جھک جاتی ہے اور اپنی طاقت سے کمزور پڑ جاتی ہے اور قوت سے عاجز ہو جاتی ہے تو دوسری کی جانب سے اس میں ضعف واقع ہو جاتا ہے۔ دوا جاننے والا طبیب جسم کی بیماری سے آگاہ ہو جاتا ہے کہ بیماری کس وجہ سے ہے، کیا زیادتی کی وجہ سے ہے یا کمی کی وجہ سے؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت نقل کی ہے کہ جب نطفہ چار ماہ تک پرورش پالیتا ہے تو اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو تین تاریکیوں میں اس میں روح پھونکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کا یہی مفہوم ہے، یعنی اس میں روح پھونکی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پیدائش کے بعد وہ ماں کے پیٹ سے نکلا۔ اس کی دوسری تخلیق کا آغاز اس کا رونا ہے۔ پھر اس کی تخلیق یہ ہے کہ اس کی راہنمائی اس کی ماں کے پستان پر کی۔ پھر اس کی تخلیق یہ ہے کہ وہ بچہ جانے کہ وہ کیسے اپنے پاؤں پھیلائے یہاں تک کہ وہ بیٹھے۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل چلے۔ پھر وہ اپنے قدموں پر کھڑا ہو، پھر وہ چلے، پھر وہ دودھ چھوڑے، پھر وہ سیکھے کہ کیسے وہ پئے اور کیسے کھانا کھائے، یہاں تک کہ بلوغت کی عمر کو پہنچے، پھر وہ شہروں اور ملکوں میں سفر کرے۔ (1)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بعض کہتے ہیں: اس سے مراد بالوں کا اگنا ہے، بعض کہتے ہیں: اس سے مراد روح کا پھونکنا ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 15 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 16

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگ بناتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی بناتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ بہترین بنانے والا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم بھی بناتے (جبکہ اللہ تعالیٰ بنانے والوں میں سے سب سے بہترین ہے)۔(2)

امام طیالسی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا: چار چیزوں میں، میں نے اپنے رب سے موافقت کی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَاتَّخِذُوۡا مِنۡ مَّقَامِ اِبۡرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ:125) نازل فرمائی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کاش آپ اپنی بیویوں کے لیے حجاب کا حکم دیتے کیونکہ آپ کی خدمت میں نیک اور بدکار حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَ اِذَا سَاَلۡتُمُوۡهُنَّ مَتَاعًا فَسۡـَٔـلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ (سورۃ الاحزاب:53) نازل فرمائی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سے کہا اس طرح کے عمل سے رک جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر بیویاں بدل دے گا تو یہ آیت عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنۡ طَلَّقَكُنَّ (سورۃ التحریم:5) نازل ہوئی۔ یہ آیت وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ......... خَلۡقًا اٰخَرَ نازل ہوئی تو میں نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ تو یہ حصہ بھی نازل ہوگیا۔

امام ابن راہویہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت املاء کرائی تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کس چیز نے آپ کو مسکرانے پر مجبور کیا ہے؟ فرمایا اس آیت کا اختتام فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ پر ہوا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر نے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ کے الفاظ زبان سے ادا کیے تو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کلمات کو نازل فرمایا۔

وَ لَقَدۡ خَلَقۡنَا فَوۡقَكُمۡ سَبۡعَ طَرَآئِقَ ۖ وَ مَا كُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِیۡنَ ﴿۱۷﴾

"اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنادیے اور ہم اپنی مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد سے سَبۡعَ طَرَآئِقَ کا معنی سات آسمان نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنَّا عَنِ الۡخَلۡقِ غٰفِلِیۡنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ کسی چیز کو غفلت کے باعث چھوڑتا تو ان لوگوں کے آثار کو چھوڑتا جن پر ہوائیں چلتی ہیں۔

وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسۡكَنّٰهُ فِی الۡاَرۡضِ ۖ وَ اِنَّا عَلٰى

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 16
2۔ ایضاً

ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾

"اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے مطابق پھر ہم نے ٹھہرا لیا اسے زمین میں اور یقیناً ہم اسے بالکل ناپید کرنے پر پوری طرح قادر ہیں۔ پھر ہم نے اگائے تمہارے لیے اس پانی سے باغات کھجوروں اور انگوروں کے، تمہارے لیے ان میں بہت سے پھل ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔"

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت سے زمین کی طرف پانچ دریا نازل کیے۔ سیحون، یہ ہند کا دریا ہے، جیحون، یہ بلخ کا دریا ہے، دجلہ، فرات یہ دونوں عراق کے دریا ہیں، نیل، یہ مصر کا دریا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پانچوں کو جنت کے چشموں میں سے ایک چشمہ سے جاری کیا۔ جنت کے درجات میں سے سب سے نچلے درجہ سے حضرت جبرئیل امین کے پروں پر نازل کیا۔ جبرئیل امین نے انہیں پہاڑوں کو ودیعت کیا اور انہیں زمین میں جاری کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کی زندگیوں کے لیے نافع بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ کا یہی مفہوم ہے۔ جب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وقت ہوگا تو اللہ تعالیٰ جبرئیل امین کو نازل فرمائے گا تو وہ زمین سے قرآن حکیم، تمام علم، بیت اللہ سے حجر اسود، مقام ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تابوت تمام تر تبرکات کے ساتھ اور ان پانچوں دریاؤں کو اٹھا لے گا اور ان کو آسمان پر لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ کا یہی مفہوم ہے۔ جب یہ چیزیں زمین سے اٹھالی جائیں گی تو زمین والے دنیا اور آخرت کی بھلائی سے محروم ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار دریا نازل فرمائے: دجلہ، فرات، سیحون اور جیحون۔ یہی وہ پانی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَنّٰتٍ سے مراد باغات ہیں۔

وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾

"نیز پیدا کیا ایک درخت جو اگتا ہے طور سینا میں، وہ اگتا ہے تیل لیے ہوئے اور سالن لیے ہوئے کھانے والوں کے لیے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکارا گیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یعنی زیتون طُوْرِ سَيْنَآءَ سے مراد خوبصورت پہاڑ اور تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ سے مراد

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دہن اور سالن کی صلاحیت رکھ دی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ،عبد بن حمید،ابن جریر،ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیْنَآءَ سے مراد بابرکت ہے تَنۢبُتُ تُثْمِرُ یعنی اگا تا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شَجَرَةً سے مراد زیتون ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَجَرَةً سے مراد زیتون کا درخت ہے جو تیل کو پیدا کرتا ہے یہ ایسا تیل ہے جو پکایا جاتا ہے،کھانے والوں کے لیے سالن ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیْنَآءَ زمین کا نام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طُوْرِ سے مراد پہاڑ اور سَیْنَآءَ سے مراد پتھر ہے۔ایک لفظ میں و سینا ہے جس سے مراد درخت ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے طور سَیْنَآءَ کا معنی درختوں والا پہاڑ نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن جریر،ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَنۢبُتُ بِالدُّهْنِ کی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد وہ تیل ہے جو کھایا جاتا ہے اور اسے لگایا جاتا ہے۔(4)

امام ابن جریر،ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے تَنۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کو بطور سالن استعمال کرتے ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سَیْنَاءَ پڑھتے یعنی سین پر زبر اور آخر میں الف ممدودہ اور تَنۢبُتُ کو تاء کے نصب اور با کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔

عبد بن حمید نے سلیمان بن عبد الملک سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تَنۢبُتُ کو تاء کے نصب اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔

وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَفَضَّلَ عَلَیْكُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ

1۔تفسیر عبد الرزاق،زیر آیت ہذا،جلد 2،صفحہ 415،دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،جلد 18،صفحہ 19،21
3۔تفسیر عبد الرزاق،زیر آیت ہذا،جلد 2،صفحہ 415(1963)
4۔تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،جلد 18،صفحہ 21
5۔ایضاً،جلد 18،صفحہ 22

مَلٰٓىِٕكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْۤ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

''اور بیشک تمہارے لیے جانوروں میں بھی غور وفکر کا مقام ہے، ہم پلاتے ہیں تمہیں اس (دودھ) سے جو ان کے شکموں میں ہے اور تمہارے لیے ان میں طرح طرح کے بہت فائدے ہیں اور انہیں (کے گوشت) سے تم کھاتے ہو اور ان پر اور کشتیوں پر تمہیں سوار کیا جاتا ہے۔ اور ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو آپ نے فرمایا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو نہیں ہے، تمہارا کوئی خدا اس کے بغیر، کیا تم (بت پرستی کے انجام سے) نہیں ڈرتے؟ تو کہنے لگے وہ سردار جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا ان کی قوم سے کہ نہیں ہے یہ مگر بشر تمہارے جیسا، یہ چاہتا ہے کہ اپنی بزرگی جتلائے تم پر اور اگر اللہ تعالیٰ (رسول بھیجنا) چاہتا تو وہ اتارتا فرشتوں کو، ہم نے نہیں سنی یہ بات (جو نوح کہتا ہے) اپنے پہلے آباؤ اجداد میں۔ نہیں ہے یہ مگر ایسا شخص جسے جنون کا مرض ہو گیا ہے، سو انتظار کرو اس کے انجام کا کچھ عرصہ۔ آپ نے عرض کی اے رب! (اب) تو ہی میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَنْعَامِ کا معنی اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری نقل کیا ہے اور کہا مَنَافِعُ سے مراد جو وہ بچے جنتے ہیں ان پر سواری کی جاتی ہے، ان سے دودھ اور گوشت حاصل کیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے الْفُلْكِ کا معنی کشتیاں نقل کیا ہے۔

فَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَ وَحْیِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِیْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَیْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَ مَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۸﴾

''تو ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف کہ بناؤ ایک کشتی ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق پھر جب آ جائے ہمارا عذاب اور (پانی) ابل پڑے تنور سے تو داخل کر لو اس میں ہر جوڑے میں سے دو دو اور اپنے گھر والوں کو بجز ان کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے ان میں سے اور گفتگو نہ کرنا میرے ساتھ ان کے متعلق جنہوں نے ظلم کیا، وہ تو ضرور غرق کیے جائیں گے۔ پھر جب اچھی طرح بیٹھ جائیں آپ اور آپ کے ساتھی

کشتی کے عرشہ پر تو کہنا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم (کے جور وستم) سے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاسْلُكْ فِيْهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چیز کے دو جوڑے اس میں رکھ لے۔(1)

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝٢٩

"اور یہ بھی عرض کرنا کہ اے میرے رب! اتار مجھے بابرکت منزل پر اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح سے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ تجھے کشتی سے اتارے تو یہ عرض کرنا"۔(2)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مُنْزَلًا کو میم کے نصب اور راء کے جر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں تعلیم دے رہا ہے کہ جب تم سوار ہو تو کیا کہو، جب نیچے اترو تو کیا کہو، جب سوار ہو تو کہو سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۝ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝ (الزخرف)

اور بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (ہود) اور جب اترو تو یہ کہو: رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝٢٩

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ۝٣٠

"بیشک اس قصہ میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اور ہم ضرور (اپنے بندوں کو) آزمانے والے ہیں"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ تم سے قبل بھی لوگوں کو آزمایا۔

ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٣١ۚ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝٣٢ۧ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝٣٣ۙ وَلَىِٕنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝٣٤ۙ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝٣٥

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 24، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 25

"پھر ہم نے پیدا فرمادی ان کے (غرق ہونے کے) بعد ایک دوسری جماعت۔ پھر ہم نے بھیجا ان میں ایک رسول ان میں سے (اس نے انہیں کہا) کہ عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی خدا اس کے سوا۔ کیا تم (شرک کے انجام سے) نہیں ڈرتے ہو؟ تو بولے ان کی قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا تھا اور جنہوں نے جھٹلایا تھا قیامت کی حاضری کو اور ہم نے خوشحال بنادیا تھا انہیں دنیوی زندگی میں (اے لوگو!) نہیں ہے یہ مگر ایک بشر تمہاری مانند۔ یہ کھاتا ہے وہی خوراک جو تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس سے جو تم پیتے ہو۔ اور اگر پیروی کرنے لگے اپنے جیسے بشر کی تو تم تب نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔ کیا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ تم جب مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تمہیں (پھر قبروں سے) نکالا جائے گا؟"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قَرْنًا کا معنی امت نقل کیا ہے۔

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٣٦﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٣٧﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿٣٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ نَادِمِينَ ﴿٤٠﴾

"یہ بات عقل سے بعید ہے بالکل بعید جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے۔ نہیں ہے کوئی اور زندگی سوائے ہماری اس دنیوی زندگی کے، یہی ہمارا مرنا اور یہی ہمارا جینا اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔ وہ نہیں مگر ایسا شخص جس نے بہتان لگایا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا اور ہم تو قطعاً اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اس پیغمبر نے کہا میرے رب! اب تو میری مدد فرما کیونکہ انہوں نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا عنقریب ہی یہ لوگ اپنے کیے پر نادم ہو جائیں۔"

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ کا معنی بہت دور بہت دور نقل کیا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھانا ان کے دلوں میں بہت ہی دور کی بات ہے۔(2)

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً ۚ فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٤١﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا آخَرِينَ ﴿٤٢﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤٣﴾

"تو پکڑا انہیں حقیقی چنگھاڑ نے تو ہم نے انہیں خس و خاشاک بنا دیا تو برباد ہو جائے وہ قوم جو ستم شعار ہے۔ پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

ہم نے پیدا فرمائیں ان (کی بربادی) کے بعد کئی قومیں۔ آگے نہیں بڑھ سکتی کوئی قوم اپنی مقررہ میعاد سے اور نہ وہ لوگ پیچھے رہ سکتے ہیں۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں یوں کر دیا جیسے درخت کی بے جان بوسیدہ چیز ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: غُثَآءً کا معنی بوسیدہ چیز ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نہیں بوسیدہ سیاہ خشک خاک کی طرح بنا دیں گے، سیلاب انہیں یوں اٹھائے گا جس طرح قوم ثمود کو اٹھایا تھا۔(3)

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾

"پھر ہم بھیجتے رہے اپنے رسول یکے بعد دیگرے، جب بھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا تو انہوں نے اسے جھٹلایا، پس ہم بھی ایک کے بعد دوسرے کو ہلاک کرتے گئے اور ہم نے (ان جابر) قوموں کو افسانے بنا دیا پس خدا کی پھٹکار ہو ایسی قوم پر جو ایمان نہیں لاتی۔ پھر ہم نے بھیجا موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور روا ضح دلیل دے کر۔"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ رسولوں میں سے بعض، بعض کے پیچھے آئے۔ ایک روایت میں بَعْضَهُمْ بَعْضًا کی جگہ بَعْضَهُمْ عَلٰى اَثَرِ بَعْضٍ کے الفاظ ہیں۔(4)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد و قتادہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے(5) اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَقَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَ قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

"فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف تو انہوں نے بھی غرور و تکبر کیا اور وہ لوگ بڑے سرکش تھے تو انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 30 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 31 5۔ ایضاً

کہا کیا ہم ایمان لے آئیں ان دو آدمیوں پر جو ہماری مانند ہیں حالانکہ ان کی قوم ہماری غلام ہے۔ پس انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا، نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بھی برباد ہونے والوں میں شامل ہو گئے۔ اور بے شک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب تاکہ (ان کی قوم) ہدایت یافتہ ہو جائے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ كَانُوْا قَوْمًا عَالِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے رسولوں پر غالب آ گئے اور ان کی نافرمانی کی یہی ان کا علو و بلند ہونا تھا اور یہ آیت پڑھی تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا (القصص: 83)(1)

وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰیَةً وَّ اٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ ﴿۵۰﴾

"اور ہم نے بنا دیا مریم کے فرزند اور اس کی ماں (مریم) کو (اپنی قدرت کی) نشانی اور انہیں بسایا ایک بلند مقام پر جو رہائش کے قابل تھا اور جہاں چشمے جاری تھے۔"

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے باپ کے بغیر جنا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اٰیَةً کا معنی عبرت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَّ اٰوَیْنٰهُمَاۤ میں ھما ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھما ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہیں۔ انہوں نے غوطہ(3) اور اس کے ارد گرد پناہ لی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد ہموار جگہ(4) اور مَعِیْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔ یہی وہ نہر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا ﴿۲۴﴾ (مریم)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد زمین سے بلند جگہ ہے۔ اس میں نباتات اچھی ہوتی ہے: ذَاتِ قَرَارٍ یعنی سبزہ والی اور مَعِیْنٍ سے مراد پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے رَبْوَةٍ کا معنی مستویة کیا ہے یعنی ہموار اور مَعِیْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد بلند جگہ ہے، یہ بیت المقدس کے لیے استعمال ہوا ہے اور مَعِیْنٍ سے مراد ظاہری پانی ہے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 32 2۔ ایضاً 3۔ پست جگہ، شام میں ایک جگہ جہاں بہت زیادہ درخت ہیں۔
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 35,36 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 35 6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 36

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ذکر کیا کرتے تھے کہ رَبْوَةٍ سے مراد بیت المقدس ذَاتِ قَرَارٍ سے مراد کثیر پھل والا اور مَعِيْنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر نے وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد مصر ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربی (ٹیلے) صرف مصر میں ہیں۔ پانی جب چھوڑا جاتا تو بستیاں ان پر ہوتیں۔ اگر یہ ربی نہ ہوتے تو وہ بستیاں غرق ہو جاتیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد اسکندریہ ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گفتگو کرنے سے رک گئے تھے۔ انہوں نے ابتدا میں کلام کی تھی یہاں تک کہ اس عمر کو پہنچ گئے جس میں نوجوان پہنچتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت و فصیح بیان کے ساتھ بولنے کی صلاحیت سے نوازا۔ جب ان کی عمر سات سال تک ہوگئی تو ان کی والدہ نے انہیں ایسے آدمی کے حوالے کر دیا تا کہ ایسے تعلیم دے جیسے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔ وہ آدمی انہیں کسی چیز کے بارے میں آگاہ نہ کرتا مگر اس کی تعلیم سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے جانتے ہوتے۔ معلم نے ابو جاد پڑھایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ابو جاد کیا ہے؟ معلم نے کہا میں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا جو تو جانتا ہی نہیں وہ مجھے کیسے پڑھائے گا۔ معلم نے کہا تو پھر تم مجھے پڑھاؤ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔ تو معلم اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ فرمایا مجھ سے پوچھو۔ اسی معلم نے کہا ابو جاد کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا الف سے مراد الاء اللہ (اللہ کی نعمتیں) باء سے مراد بہاء اللہ (اللہ کا حسن) جیم سے مراد بهجة الله و جماله (اللہ کی خوب صورتی و جمال) ہے۔ معلم بڑا متعجب ہوا۔ سب سے پہلے جس نے ابو جاد کی تفسیر بیان کی ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بچپن میں ہی اللہ کی طرف سے الہام کی وجہ سے عجائب دیکھ لیا کرتے تھے۔ یہ بات بھی یہودیوں میں پھیل گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پروان چڑھے تو بنو اسرائیل نے انہیں نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا۔ ان کی والدہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خوف لاحق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف الہام کیا کہ تو مصر کی سرزمین میں چلی جا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً کا یہی مفہوم ہے۔

حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا ایتان نہیں فرمایا جبکہ وہ دو نشانیاں تھے۔ حضرت عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اٰيَةً فرمایا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی نسل سے تو ہیں لیکن ان کا کوئی باپ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے سلسلہ میں حضرت مریم کے ساتھ کوئی مرد شریک نہیں تو آیت میں ایک ہوئے رَبْوَةٍ سے مراد مصر کا علاقہ ہے۔(3)

وکیع، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور امام رازی نے فضائل نبوت میں اور ابن عساکر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ کے بارے میں ہمیں جو خبر دی گئی ہے وہ دمشق ہے۔(4)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 212، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 215 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت یزید بن سنجرہ رحمہ اللہ صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ دمشق ہی مبارک رَبْوَةٍ ہے۔(2)

امام ابن عساکر ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وَّاٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ تلاوت کی، پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں ہے؟ صحابی نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شام کا علاقہ ہے جسے غوطہ کہتے ہیں۔ یہ ایک شہر ہے جسے دمشق کہتے ہیں جو شام کا بہترین شہر ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مرہ بہزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رملہ، ربوہ ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رَبْوَةٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد فلسطین میں رملہ کا مقام ہے۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اپنی حدیث سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت اقرع بن شفی عکی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری حالت مرض میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی میرا خیال ہے کہ اس مرض میں میری موت واقع ہو جائے گی۔ فرمایا "تو باقی رہے گا، یہاں سے تو شام کی طرف ہجرت کرے گا اور فلسطین کے علاقہ میں ربوہ کے مقام پر مدفون ہوگا"۔ چنانچہ یہ حضرت عمر کے دور خلافت میں فوت ہوئے اور رملہ کے مقام پر مدفون ہوئے۔(7)

ابن عساکر قتادہ سے وہ حضرت حسن بصری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رَبْوَةٍ سے مراد درختوں اور دریاؤں والی زمین ہے یعنی دمشق کا علاقہ (8)۔ ایک روایت میں ذات اشجار وانھار کی جگہ ذات اثمار و کثرۃ ماء کے الفاظ ہیں یہ دمشق کا علاقہ ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۵۱﴾ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿۵۲﴾

"اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو، بیشک میں جو تم اعمال کر رہے ہو ان سے خوب واقف ہوں۔ اور یہی تمہارا دین ہے (اور) وہ ایک ہی ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، سو تم ڈرا کرو مجھ سے۔"

امام احمد، امام مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 204، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 34
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 209
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 212
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 213
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت یزید بن شجرہ رحمہ اللہ صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ دمشق ہی مبارک رَبْوَةٍ ہے۔(2)

امام ابن عساکر ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یہ آیت وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ تلاوت کی، پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں ہے؟ صحابی نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شام کا علاقہ ہے جسے غوطہ کہتے ہیں۔ یہ ایک شہر ہے جسے دمشق کہتے ہیں جو شام کا بہترین شہر ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد دمشق ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مرہ بہزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ رملہ، ربوہ ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رَبْوَةٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ رَبْوَةٍ سے مراد فلسطین میں رملہ کا مقام ہے۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اپنی حدیث سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام طبرانی، ابن سکن، ابن مندہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت اقرع بن شفی عکی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری حالت مرض میں نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں نے عرض کی میرا خیال ہے کہ اس مرض میں میری موت واقع ہو جائے گی۔ فرمایا "تو باقی رہے گا، یہاں سے تو شام کی طرف ہجرت کرے گا اور فلسطین کے علاقہ میں ربوہ کے مقام پر مدفون ہوگا"۔ چنانچہ یہ حضرت عمر کے دور خلافت میں فوت ہوئے اور رملہ کے مقام پر مدفون ہوئے۔(7)

ابن عساکر قتادہ سے وہ حضرت حسن بصری سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رَبْوَةٍ سے مراد درختوں اور دریاؤں والی زمین ہے یعنی دمشق کا علاقہ (8)۔ ایک روایت میں ذات اشجار وانہار کی جگہ ذات اثمار و کثرۃ ماء کے الفاظ ہیں یہ دمشق کا علاقہ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿51﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ﴿52﴾

"اے (میرے) پیغمبرو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھے کام کرو، بیشک میں جو تم اعمال کر رہے ہو ان سے خوب واقف ہوں۔ اور یہی تمہارا دین ہے (اور) وہ ایک ہی ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، سو تم ڈرا کرو مجھ سے۔"

امام احمد، امام مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 204، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 34
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 1، صفحہ 209
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 212
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 213
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 207

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے (اس کا فرمان ہے) اچھے عمال کرو جو کچھ تم کرتے ہو، میں وہ جانتا ہوں اور فرمایا اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے پاکیزہ چیزیں کھایا کرو۔ پھر حضور ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے، بال پراگندہ اور غبار آلود، اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام اور اسے حرام کی غذا دی جاتی ہے، وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کرتا ہے، عرض کرتا ہے: اے میرے رب! اے میرے رب!! تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟

امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ام عبداللہ رضی اللہ عنہا جو شداد بن اوس کی بیٹی تھی، سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے افطاری کے وقت حضور ﷺ کی بارگاہ میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا جبکہ حضور ﷺ روزہ رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف وہ آدمی واپس بھیج دیا۔ پوچھا یہ تمہارے پاس دودھ کہاں سے آیا؟ اس نے عرض کی: میری اپنی بکری کا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف پھر آدمی واپس کر دیا۔ پوچھا بکری تیرے پاس کہاں سے آئی؟ اس نے عرض کی میں نے یہ بکری اپنے پیسوں سے خریدی تھی۔ تو حضور ﷺ نے اسے پی لیا۔ جب اگلا دن آیا تو ام عبداللہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ بھیجا جبکہ آپ ﷺ نے مجھے واپس کر دیا۔ حضور ﷺ نے اسے فرمایا: مجھ سے قبل رسولوں کو اسی امر کا حکم دیا گیا تھا تو وہ پاکیزہ چیز ہی کھاتے اور نیک عمل ہی کرتے۔ (1)

امام عبدان ''الصحابہ'' میں حفص بن ابی جبلہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اس آیت کا مصداق حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں جو اپنی والدہ کے ہاتھ کی کمائی (یعنی سوت کاتنے) سے کھاتے تھے۔ یہ روایت حفص تابعی کی مرسل ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت حفص فزاری رحمہ اللہ سے اس کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم حلیہ میں ابومیسرہ سے وہ حضرت عمر بن شرحبیل سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ ماجدہ کے سوت کاتنے کی کمائی سے کھاتے تھے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ شعب میں حضرت جعفر بن سلیمان رحمہ اللہ سے وہ حضرت ثابت بن عبدالوہاب بن ابی حفص سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے روزے کی حالت میں شام کی جب افطاری کا وقت ہوا تو آپ کی خدمت میں تھوڑا سا دودھ پیش کیا گیا۔ پوچھا تمہارے پاس یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ ہماری اپنی بکریوں کا ہے۔ پوچھا جس قیمت سے بکریاں تم نے خریدی تھیں اس کی قیمت کہاں سے آئی؟ لوگوں نے بتایا اے اللہ کے نبی! تم یہ کہاں سے سوال کرتے ہو۔ فرمایا: ہم رسولوں کی جماعت ہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم پاکیزہ چیزیں کھائیں اور نیک اعمال کریں۔ (3)

امام حکیم ترمذی نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل میرے پاس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 140، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 37
3۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 59 (5769)، دارالکتب العلمیہ بیروت

نہیں آئے مگر انہوں نے مجھے دو دعائیں کرنے کو کہا: اے اللہ! مجھے پاکیزہ رزق عطا فرما اور مجھے نیک کام کرنے کی ہمت دے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم رسولوں کو تھا، پھر عام لوگوں کو فرمایا اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً (الانبیاء:92) یعنی تم سب کا دین ایک ہے۔

فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِیْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۵۴﴾

"لیکن کاٹ کر بنا دیا انہوں نے اپنی دینی وحدت کو باہمی اختلاف سے پارہ پارہ ہر گروہ اپنے نظریات پر مسرور ہے۔ پس (اے محبوب!) رہنے دو انہیں اپنی مدہوشی میں کچھ وقت تک۔"

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زُبُرًا سے مراد کتابیں ہیں (1) حضرت حسن بصری نے کہا: انہوں نے کتابیں پارہ پارہ کر دیں، ان میں تحریف و تبدیلی کر دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے زُبُرًا کا معنی اللہ کی کتابیں نقل کیا ہے۔ انہوں کتابوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (2) حِزْبٍ کا معنی ٹکڑا ہے، یہ اہل کتاب تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن منذر سے فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَیْنَهُمْ زُبُرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد ہے کہ انہوں نے جو ادیان میں اختلاف کیا۔ حِزْبٍ سے مراد جماعت ہے۔ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ وہ اپنی رائے پر خوش تھے۔ (3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے غَمْرَتِهِمْ کا معنی گمراہی اور حِیْنٍ کا معنی موت نقل کیا ہے۔ (4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے حَتّٰى حِیْنٍ کا معنی بدر کا دن نقل کیا ہے۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾

"کیا یہ تفرقہ باز خیال کرتے ہیں کہ ہم جو ان کی مدد کر رہے ہیں مال و اولاد (کی کثرت) سے تو ہم جلدی کر رہے ہیں انہیں بھلائیاں پہنچانے میں؟ (یوں نہیں) بلکہ وہ (حقیقت حال سے) بے خبر ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَحْسَبُوْنَ میں ضمیر سے مراد قریش ہیں۔ نُمِدُّهُمْ کا معنی ہے ہم انہیں عطا کرتے ہیں اور نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ کا معنی یہ ہے کہ ہم ان کے لیے بھلائی کے کاموں میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ بھلائی کے کاموں میں ہم انہیں مہلت دیتے ہیں اور وہ اس کا شعور ہی نہیں رکھتے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 38
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 39
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 40
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم کے ساتھ ان کے اموال اور ان کی اولادوں میں خفیہ تدبیر کی۔ اس وجہ سے لوگوں کا ان کے اموال اور اولادوں کے ساتھ اندازہ نہ لگاؤ بلکہ ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ ان کی قدر ومنزلت کا اندازہ لگاؤ۔

ابن جریر نے عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ پڑھا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسریٰ کے سامان کا تھیلا لایا گیا اور اسے حضرت عمر کے سامنے رکھ دیا گیا جبکہ لوگوں میں سراقہ بن مالک بھی تھے۔ حضرت عمر نے کسریٰ کے دو کنگن لیے اور انہیں سراقہ کی طرف پھینکا، سراقہ نے کنگن لے لیے اور ہاتھوں میں پہن لیے۔ دونوں کنگن اس کے کندھوں تک جا پہنچے اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کسریٰ بن ہرمز کے کنگن سراقہ بن مالک بن جعشم کے ہاتھوں میں ہیں جو بنو مدلج کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر کہا اے اللہ! میں جانتا ہوں کہ تیرا رسول اس امر کا حریص تھا کہ وہ وہ چیز پائے جسے وہ تیری راہ اور تیرے بندوں پر خرچ کرے مگر تو نے اس سے روکے رکھا، یہ محض تیرا اکرم اور احسان تھا اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ کا خواستگار ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیری خفیہ تدبیر ہو۔ پھر ان دونوں آیات کی تلاوت کی۔

ابن ابی حاتم نے یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو وحی نازل کی میں اس میں پاتا ہوں کیا میرا بندۂ مومن اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ میں اس کے لیے دنیا پھیلا دوں جبکہ وہ اسے مجھ سے دور کرتی ہے یا میرا بندۂ مومن گھبراتا ہے کہ میں اس سے دنیا قبض کر لوں جبکہ یہ چیز اسے میرے قریب کرتی ہے۔ پھر یہ دو آیات تلاوت کیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۲﴾

"بیشک وہ لوگ جو اپنے رب کے خوف سے ڈر رہے ہیں اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ (کسی کو) شریک نہیں بناتے اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اس حال میں کہ ان کے دل ڈر رہے ہیں (اس خیال سے) کہ وہ (ایک دن) اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، یہی لوگ جلدی کرتے ہیں بھلائیاں کرنے میں اور وہ بھلائیوں کی طرف سبقت لے جانے والے ہیں۔ اور ہم تکلیف نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 40

دیتے کسی شخص کو مگر جتنی اس کی طاقت ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ بولتی ہے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن احسان وشفقت کو جمع کرتا ہے جبکہ منافق گناہ اور بے خوفی کو جمع کرتا ہے۔ پھر اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ .... رٰجِعُوْنَ تک تلاوت کی۔ جبکہ منافق کہتا ہے (انما اوتیتہ علیٰ علم عندی) القصص:71۔(1)

فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا نے لغت خائفین میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کیا وہ آدمی جو چوری کرتا ہے، بدکاری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے، کیا اس کے باوجود وہ اللہ سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں لیکن آدمی روزہ رکھتا ہے، صدقہ کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے وہ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے کہ کہیں اس کی یہ عبادت رد نہ کردی جائے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کیا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو غلطیاں کرتے ہیں اور نافرمانی والے اعمال کرتے ہیں؟ ایک روایت میں یوں ہے: کیا اس سے مراد وہ شخص ہے جو گناہ کرتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کی تعبیر میں یہ روایت نقل کی ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ کی یہ تعبیر نقل کی ہے: وہ خوف کرتے ہوئے عمل کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہی معنی نقل کیا ہے کہ انہیں جو دیا جاتا ہے وہ آگے عطا کر دیتے ہیں۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 42
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 427 (3486)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 43
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 418 (1977)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 41

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں جو کچھ عطا کیا جائے وہ آگے دیتے ہیں اور ان کے دل قیامت اور حساب کے برے انجام سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں جو کچھ عطا کیا جائے وہ آگے دیتے ہیں۔ مومن مال خرچ کرتا ہے جبکہ اس کا دل ڈر رہا ہوتا ہے۔(1)

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن اور قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یہ آیت یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا پڑھتے کہتے وہ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور انہیں جو عطا کیا جاتا ہے وہ آگے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے عطا کرتے ہیں۔(2)

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ کہیں یہ انہیں اللہ کے عذاب سے نجات بھی نہ دیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: جونہی میں یہ آیت پڑھتی ہوں یہ آیت مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ حضرت ابن عباس نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا کو مقصور پڑھا ہے (یعنی مجرد کے صیغہ سے پڑھا ہے جس کا معنی آنا ہے)۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن اشتہ، ابن انباری نے مصاحف میں، دار قطنی نے افراد میں حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا کو پڑھتے یا اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا پڑھتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تجھے کیا قرأت زیادہ پسندیدہ لگتی ہے۔ میں نے کہا مجھے ان دونوں میں سے ایک دنیا و مافیہا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کونسی؟ میں نے کہا اَلَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ یہ اسی طرح نازل ہوئی لیکن "ھجاء" حرف ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُولٰٓئِكَ یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: ان کے لیے اللہ کی جانب سے سعادت پہلے ہی مقدر کی جا چکی ہے۔(4)

بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِیْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَ لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 41 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 42 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 44

"بلکہ ان کے دل مدہوش ہیں اس (خوفناک حقیقت) سے اور ان کے اعمال مومنوں کے اعمال سے مختلف ہیں، یہ (نابکار) ان برے کاموں کو ہی کرنے والے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غَمْرَةٍ کا معنی کفر اور شک نقل کیا ہے اور ان کے شرک کے علاوہ بھی برے اعمال ہیں جن کو کیے بغیر ان کا کوئی چارہ کار نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ قرآن سے اندھے ہیں، ان کے اور برے اعمال بھی ہیں جن کو لازمی طور پر کرتے ہیں۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے دل مومنوں کے اعمال سے غافل ہیں، ان کے اور اعمال بھی ہیں جو مومنوں کے اعمال سے برے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا ذکر کیا اَلَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۝ (المومنون) پھر کافروں کے بارے میں فرمایا: بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ یعنی ان کے اور اعمال بھی ہیں جن کے باعث انہیں یہ یہ نام دیے گئے۔(2)

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ۝۶۴ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۫ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ۝۶۵ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ۝۶۶ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖۗ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ۝۶۷

"یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے اس وقت وہ چلائیں گے۔ (ظالمو!) آج نہ چلاؤ تمہاری ہماری طرف سے آج کوئی مدد نہ کی جائے گی۔ (وہ وقت یاد کرو) جب ہماری آیتیں تمہارے سامنے پڑھی جاتی تھیں اور تم اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ جایا کرتے تھے غرور و تکبر کرتے ہوئے (پھر صحن حرم میں) تم داستان سرائی کیا کرتے تھے اور قرآن کی شان میں بکواس کیا کرتے تھے۔"

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ میں ھم ضمیر سے مراد بدری مقتول لیے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں (کفار کو) اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں قتل کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سرکشوں کو بدر کے روز تلواروں سے پکڑ لیا۔ جبکہ یہ مکہ مکرمہ میں گڑگڑاتے تھے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 45, 46
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 419 (1978)
3۔ ایضاً، (1979)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 48

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے عذاب کا معنی بدر کے روز تلوار سے قتل کرنا لیا ہے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے مُتْرَفِيْهِمْ کا معنی (ان کے تکبر کرنے والے) کیا ہے۔
امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ مدد طلب کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم بیت اللہ شریف کے گرد بیٹھ کر قصہ گویاں کرتے ہو اور یاوہ گوئی کرتے ہو۔(1)
امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَنْكِصُوْنَ کا معنی تم پیچھے ہٹ جاتے تھے نقل کیا ہے۔(2)
امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد بیت حرام ہے۔ اور ان کے قصہ گو کو کوئی خوف نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ انہیں امن دیا گیا ہوتا جبکہ عرب رات کے وقت قصہ گوئی اور مجلس کرنے والے کے بارے میں ڈرتے تھے اور وہ ایک دوسرے سے لڑ پڑتے تھے۔ اہل مکہ کو جو امن نصیب تھا اس وجہ سے انہیں کوئی ڈر نہیں ہوتا تھا۔ تَهْجُرُوْنَ یعنی تم اللہ کے حرم میں اور بیت اللہ شریف کے نزدیک شرک کرتے ہو اور بہتان لگاتے ہو۔ حضرت حسن بصری اس کی یہ تعبیر کرتے تھے، تم اللہ کی کتاب اور اللہ کے نبی کا مذاق اڑاتے ہو۔(3)
امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد میرا حرم ہے اور تم قرآن، میرے ذکر اور میرے رسول کا مذاق اڑاتے ہو۔(4)
امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''ہ'' ضمیر سے مراد اللہ تعالیٰ کا حرم ہے، تکبر کی وجہ یہ ہے۔ کیونکہ حرم کی حدود میں ان پر کوئی غالب نہیں آیا۔(5)
عبد بن حمید نے ابو مالک سے قول نقل کیا ہے کہ وہ میرے حرم میں تکبر کرتے ہیں اور رات کو نامناسب باتیں کرتے ہیں۔
امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں تکبر کرتے ہیں سٰمِرًا کا معنی مجلس کرنے والا ذکر کیا ہے اور تم قرآن حکیم کے متعلق نازیبا باتیں کرتے ہو۔
عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن حکیم ہے۔
امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا معنی بتائیے فرمایا وہ لہو و لعب اور باطل باتیں کرتے تھے۔ پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَبَاتُوْا بِشَعْبٍ لَهُمْ سَامِرًا اِذَا خَبَّ نِيْرَانُهُمْ اَوْ قَدُوْا

''انہوں نے اپنی گھاٹی میں رات باتیں کرتے ہوئے گذاری، جب ان کی آگ بجھ جاتی تو وہ اسے نئے سرے سے جلا لیتے''۔
امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش بیت اللہ شریف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 50,52 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49,51,52
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 49 5۔ ایضاً

کے اردگرد بیٹھ کر قصہ گوئی کرتے رہتے، اس کا طواف نہ کرتے تھے اور اس پر فخر کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش حلقے بنایا کرتے تھے اور بیت اللہ شریف کے اردگرد باتیں کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ کہا (بات یہ تھی) کہ مشرک رات کی قصہ گوئیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تَهْجُرُوْنَ کو تاء کے فتحہ اور جیم کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب وہ قصہ گوئی کرتے تو یاوہ گوئی کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حق کو چھوڑتے ہیں اور حق کا مذاق اڑاتے ہیں۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو قصہ گوئی کو ناپسند کیا جانے لگا۔ اور ''بہ ضمیر'' سے مراد بیت اللہ ہے۔ وہ کہتے ہم بیت اللہ والے ہیں (یعنی اسی طرح وہ تکبر کرتے تھے)۔ وہ بیت اللہ شریف کو چھوڑے رکھتے (طواف نہ کرتے) اور اسے آباد نہ کرتے تھے۔ (2)

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَ اَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖۗ وَّ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَ اِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ وَ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ لَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَ كَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۷۵﴾

''کیا انہوں نے تدبر نہ کیا قرآن میں؟ یا آئی تھی ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی ان کے پہلے آباؤ اجداد کے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 269 (2970)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 427 (3487)

پاس۔ یا انہوں نے اپنے رسول (مکرم) کو نہ پہچانا تھا اس لیے وہ اس کے منکر بنے رہے؟ یا کہتے ہیں کہ اسے سودا کا مرض ہے (یوں نہیں) بلکہ وہ تشریف لایا ان کے پاس حق کے ساتھ اور بہت سے لوگ ان میں سے حق کو ناپسند کرتے ہیں۔ اور اگر پیروی کرتا حق ان کی خواہشات (نفسانی) کی تو درہم برہم ہو جاتے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے۔ بلکہ ہم ان کے پاس لے آئے ان کی نصیحت تو وہ اپنی نصیحت سے ہی روگردانی کرنے والے ہیں۔ کیا آپ طلب کرتے ہیں ان سے کچھ معاوضہ؟ (آپ کے لیے) تو آپ کے رب کی عطا بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اور بیشک آپ تو انہیں بلاتے ہیں سیدھی راہ کی طرف۔ بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ راہ راست سے منحرف ہونے والے ہیں۔ اور اگر ہم ان پر مہربانی بھی فرمائیں اور دور بھی کر دیں اس مصیبت کو جس میں مبتلا ہیں پھر بھی وہ بڑھتے جائیں گے اپنی سرکشی میں اندھے بنے ہوئے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ اگر قوم غور و فکر کرتی اور سمجھ بوجھ رکھتی تو اللہ کی قسم! وہ قرآن میں ایسی چیز پاتی جو انہیں اللہ تعالیٰ کی معصیت سے روک دیتی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اَمْ لَمْ یَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حضور ﷺ کو پہچانتے تھے لیکن وہ آپ سے حسد کرتے تھے اور وَ لَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ میں حق سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لیے واضح کیا۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذِكْرِ کا معنی قرآن لیا ہے اور اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا کا یہ معنی کیا ہے کہ ہم نے جو آپ کو دیا ہے اس پر آپ ان سے اجر طلب کرتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے خرج کا معنی اجر نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خرج اور اس سے قبل جو قصہ مذکور ہے وہ قریش کے کفار کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خرجاً کو الف کے بغیر اور فَخَرَاجُ رَبِّكَ میں الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَیْرٌ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے صراط مستقیم کا یہ معنی نقل کیا ہے، کہا اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ کے نبی ایک آدمی سے ملے، اس سے کہا اسلام قبول کر لو۔ یہ چیز اس کو بڑی مشکل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 55

لگی اور گراں گزری۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا مجھے بتاؤ اگر تو ناہموار راستہ پر ہو اور تو ایسے آدمی کو ملے جسے تو جانتا ہو، اس کا نسب بھی پہچانتا ہو وہ تجھے ایک کھلے ہموار راستے کی طرف بلائے، کیا تو اس کی پیروی کرے گا؟ اس نے کہا جی ہاں، میں ایسا کروں گا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! بیشک اگر تو اس راستہ پر ہوتا تو اس وقت تو اس سے بھی زیادہ پیچیدہ راستہ میں ہے اور میں تو اس راستہ سے بھی زیادہ آسان اور ہموار راستہ کی طرف بلا رہا ہوں اگر تجھے اس راستہ کی طرف بلایا جاتا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک آدمی کو ملے، فرمایا اس کو قبول کر لے اسے یہ چیز بڑی شاق گزری۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا بتاؤ تیرے دو نوجوان ہوں، ان میں سے ایک بات کرے تو سچ کہے، اگر تو اس کے پاس امانت رکھے تو وہ تجھے واپس کر دے۔ دوسرا تجھ سے بات کرے تو جھوٹ بولے، اگر تو اس کے پاس امانت رکھے۔ تو وہ خیانت کرے اس نے عرض کی کیوں نہیں، میرا نوجوان تو وہ ہے کہ جب بات کرے تو سچ کہے، جب میں اس کے پاس امانت رکھوں تو وہ مجھے ادا کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم بھی اپنے رب کے پاس ایسے ہی ہو گے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ حق سے روگردانی کرتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ضُرٍّ کا معنی بھوک نقل کیا ہے۔(1)

وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا یَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِیْدٍ اِذَا هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾ قَالُوْۤا ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸۳﴾

"اور ہم نے پکڑ لیا انہیں عذاب سے پھر بھی وہ نہ جھکے اپنے رب کی بارگاہ میں اور نہ وہ اب گڑگڑا کر (توبہ کرتے) ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم کھول دیں گے ان پر دروازہ سخت عذاب والا وہ اس وقت بالکل مایوس ہو جائیں گے۔ اور وہ وہی ہے جس نے بنائے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل، لیکن (ان عظیم نعمتوں پر بھی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔ اور وہ وہی ہے جس نے پھیلا دیا تمہیں زمین (کے اطراف) میں اور (انجام کار) اسی کی جناب میں اکٹھے کیے جاؤ گے۔ اور وہ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے گردش لیل ونہار۔ کیا (اتنا بھی) تم نہیں سمجھتے ہو؟ بلکہ انہوں نے بھی وہی بات کہی جو پہلے (کفار) کہا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کیا جب ہم مرجائیں گے اور بن جائیں گے خاک اور ہڈیاں تو کیا ہمیں پھر اٹھایا جائے گا؟ بلاشبہ یہ وعدہ کیا گیا ہم سے اور ہمارے باپ دادا کے ساتھ بھی آج سے پہلے (لیکن آج تک پورا نہ ہوا) نہیں ہیں یہ باتیں مگر من گھڑت افسانے پہلے لوگوں کے۔"

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد! میں تمہیں اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر کہتا ہوں ہم نے علھز (1) کو خون کے ساتھ کھایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (2)

امام ابن جریر، ابونعیم نے "المعرفۃ" میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے "دلائل" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثمامہ ابن اثال حنفی کو جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو وہ مسلمان ہو گیا جبکہ یہ قیدی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آزاد کر دیا۔ یمامہ چلا گیا اور اہل مکہ اور یمامہ کے غلہ کے درمیان رکاوٹ بن گیا یہاں تک کہ قریش نے علھز کھایا۔ ابوسفیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی: کیا آپ کو رحمۃ للعلمین بنا کر مبعوث نہیں کیا گیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں۔ عرض کی آپ نے تو آباء کو تلوار سے اور بیٹوں کو بھوک سے مار ڈالا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ آیت کو نازل فرمایا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عذاب کا معنی خشک سالی اور بھوک نقل کیا ہے۔

امام عسکری نے "المواعظ" میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دعا میں تواضع اختیار نہیں کی اور نہ خشوع وخضوع اختیار کیا۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خشوع وخضوع اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کر لیتا۔

ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ جب بادشاہ کی طرف سے تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو یہ بھی ایک عذاب ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا مقابلہ حمیت کی صورت میں نہ کرو بلکہ اس کا مقابلہ استغفار کی صورت میں کرو، عاجزی کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرو اور یہ آیت وَ لَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَ مَا يَتَضَرَّعُوْنَ تلاوت کی۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَذَابٍ شَدِيْدٍ کا معنی وہ عذاب لیا ہے جو غزوہ بدر میں گزر چکا ہے۔ (5)

1۔ ایسا کھانا جو خون اور بالوں سے بنایا جاتا ہے۔ (مترجم) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 56 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 58 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 57

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے عَذَابٍ شَدِیْدٍ کا معنی بدر میں شکست لیا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عَذَابٍ شَدِیْدٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش کو جو بھوک کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے علاوہ انہیں جو مصائب دیکھنے پڑے۔(2)

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَ مَنْ فِيْهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۸۴ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ
قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۝۸۵ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ۝۸۶ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۝۸۷ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ
كُلِّ شَیْءٍ وَّ هُوَ يُجِيْرُ وَ لَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝۸۸ سَيَقُوْلُوْنَ
لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ۝۸۹ بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۝۹۰ مَا
اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا
خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۝۹۱ۙ عٰلِمِ
الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۝۹۲ؒ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّیْ مَا
يُوْعَدُوْنَ۝۹۳ۙ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِیْ فِی الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۝۹۴ وَ اِنَّا عَلٰۤى اَنْ
نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ۝۹۵

"(اے حبیب) آپ پوچھیے کس کی ملکیت ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے (بتاؤ) اگر تم جانتے ہو۔ وہ کہیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایئے پھر کیا تم غور نہیں کرتے۔ پوچھیے کون ہے مالک سات آسمانوں کا اور (کون ہے) مالک عرش عظیم کا؟ وہ کہیں گے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ آپ فرمایئے تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے۔ آپ پوچھیے وہ کون ہے جس کے دست قدرت میں ہر چیز کی کامل ملکیت ہے اور وہ پناہ دیتا ہے (جسے چاہے) اور پناہ نہیں دی جاسکتی اس کی مرضی کے خلاف (بتاؤ) اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ وہ کہیں گے یہ اللہ تعالیٰ کی ہی شان ہے۔ فرمایئے پھر کیسے تم دھوکہ میں مبتلا ہو جاتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے پہنچا دیا انہیں حق اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ نہیں بنایا اللہ نے کسی کو (اپنا) بیٹا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے ورنہ لے جاتا ہے خدا اس چیز کو جو اس نے پیدا کی ہوتی اور غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے وہ خدا ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 57
2۔ ایضاً

دوسرے پر۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ان تمام (نازیبا) باتوں سے جو وہ بیان کرتے ہیں۔ وہ جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کو، پس وہ بلند ہے اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔ آپ یہ دعا مانگیے: اے میرے پروردگار! اگر تو ضرور مجھے دکھانا چاہتا ہے وہ (عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو میرے رب! (از راہ عنایت) مجھے ان ظالموں کے ساتھ نہ کرنا اور ہم اس بات پر کہ دکھا دیں وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے قادر ہیں۔''

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ہر جگہ الف کے بغیر ہے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عاصم جحدری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف ''امام'' میں جو لوگوں کے لیے لکھا گیا سب جگہ لِلّٰهِ الف کے بغیر ہے۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت اسد بن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ تینوں جگہ الف کے بغیر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن عتیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے مصحف میں تین جگہ لِلّٰهِ الف کے بغیر لکھا ہوا دیکھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لِلّٰهِ کو الف کے بغیر پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ کا معنی ہر شے کے خزانے کیا ہے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۭ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿٩٦﴾

دور کرو اس چیز سے جو بہت بہتر ہے برائی کو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں وہ بیان کرتے ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ تمہیں جو اذیتیں دیتے ہیں ان سے اعراض کیجئے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عطاء سے هِيَ اَحْسَنُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے: سلام کے ساتھ بدلہ دیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! وہ گھونٹ کتنا اچھا ہے جو تو پیتا ہے جبکہ تو مظلوم ہو، جو یہ طاقت رکھتا ہو کہ بھلائی کے ساتھ شر پر غالب آئے تو وہ ایسا کرے، اللہ کی توفیق کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہما اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کے بارے میں ایسی بات کرے جو اس میں نہیں تو جواب میں وہ یوں کہے: اگر تو جھوٹا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

کہ وہ تجھے بخش دے اور اگر تو سچا ہے تو میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ مجھے بخش دے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ''الادب'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ! میرے رشتہ دار ہیں، میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں جبکہ وہ قطع رحمی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہوں جبکہ وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، میرے ساتھ جاہلانہ رویہ اپناتے ہیں جبکہ میں ان کے ساتھ حلم کرتا ہوں۔ فرمایا اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تو کہتا ہے گویا تو انہیں اکتا دینے والے عمل کے پیچھے لگائے ہوئے ہے۔ جب تک تو اس حال پر رہے گا تو ان کے خلاف اللہ کی جانب سے تیرے ساتھ مددگار رہو گا۔

وَ قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُبِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوْذُبِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾

''اور کہیے میرے رب! میں پناہ طلب کرتا ہوں تیری شیطانوں کے وسوسوں سے۔ اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں میرے رب اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی (جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نیند کے وقت ڈر سے بچنے کے لیے کلمات سکھاتے ہیں ''بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَحْضُرُوْنِ۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، میں اللہ کے غضب، اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وساوس اور ان کے حاضر ہونے کے شر سے اللہ تعالیٰ کے مکمل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے اَنْ يَّحْضُرُوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میرے معاملات میں سے کسی چیز میں حاضر ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں وحشت محسوس کرتا ہوں تو فرمایا تو کہہ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَحْضُرُوْنِ۔ تو وہ تجھے کوئی تکلیف نہ دے گا اور اس کے لائق ہے کہ وہ تجھے تکلیف نہ دے۔

حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 181، دار صادر بیروت

"یہاں تک کہ جب آئے گی ان میں سے کسی کو موت تو وہ (بصد حسرت) کہے گا: میرے مالک! مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے شاید میں اچھے کام کروں اس دنیا میں دوبارہ جا کر جسے میں ایک بار چھوڑ آیا ہوں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک (لغو) بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جب وہ دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔"

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کافر کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے مالک! مجھے واپس لے چلو تاکہ میں توبہ کروں اور نیک اعمال کروں تو اسے کہا جاتا ہے جتنی تیری عمر تھی تو نے اتنی عمر گذار لی۔ تو اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے تو وہ مصیبت زدہ کی طرح سوتا ہے اور گھبراتا ہے، زمین کے کیڑے مکوڑے جیسے سانپ اور بچھو اس کا قصد کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اہل قبور میں سے نافرمانوں کے لیے ہلاکت ہے۔ ان کی قبروں میں سیاہ سانپ داخل ہوتے ہیں۔ ایک سانپ اس کے سر کے پاس اور ایک سانپ اس کے پاؤں کے پاس ہوتا ہے۔ وہ اسے ڈستے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس کے وسط میں جا کر مل جاتے ہیں۔ یہی وہ برزخ کا عذاب ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ موت کا ذائقہ چکھنے سے قبل اس کو دیکھ لیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا کہ مومن جب فرشتوں کو دیکھتا ہے تو فرشتے اسے کہتے ہیں: ہم تجھے واپس دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے غموں اور دکھوں کے گھر کی طرف بلکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف لے چلو۔ رہا کافر تو وہ فرشتے کافر کو کہتے ہیں: ہم تجھے دنیا کی طرف واپس لے چلتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب انسان پر موت کا وقت آتا ہے تو اس کے لیے وہ تمام چیزیں جمع کر دی جاتی ہیں جو اسے حق سے روکتی تھیں اور اس کی آنکھوں کے سامنے رکاوٹ بن جاتی ہیں، اس وقت وہ یہ کہتا ہے رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ یہ عرض اس لیے کرے گا کہ شاید میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہوں۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں عکرمہ رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن حسین رحمہ اللہ سے وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ کا معنی ان کے سامنے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی موت سے لے کر دوبارہ اٹھائے جانے تک کیا ہے۔(1)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے بَرْزَخٌ کا معنی میت اور دنیا کی طرف لوٹائے جانے کے درمیان رکاوٹ سے کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی دنیا اور آخرت کا درمیانی عرصہ لیا ہے، نہ وہ دنیا والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ وہ کھائے پیئے اور نہ ہی آخرت والوں کے ساتھ ہوتا ہے کہ اسے اعمال کی جزا دی جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد دنیا و آخرت کے درمیان کا عرصہ ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد باقی ماندہ دنیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: قبروں والے دنیا اور آخرت کے درمیان بَرْزَخٌ میں ہیں، وہ اسی برزخ میں رہیں گے یہاں تک کہ انہیں دوبارہ اٹھایا جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد قبور ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصخر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَرْزَخٌ سے مراد قبروں والے ہیں، نہ وہ دنیا میں اور نہ آخرت میں۔ وہ تا قیامت اس میں رہیں گے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور سمویہ نے فوائد میں حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک جنازہ میں حاضر ہوئے۔ جب اس میت کو دفن کیا گیا تو اس نے کہا یہ دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک بَرْزَخٌ ہے۔(4)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امام شعبی رحمہ اللہ سے کہا گیا: فلاں آدمی مرگیا ہے۔ فرمایا: نہ وہ دنیا میں ہے اور نہ ہی آخرت میں، وہ بَرْزَخٌ میں ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بَرْزَخٌ کا معنی موت کے بعد نقل کیا ہے۔(5)

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَ مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ فَاُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فِیْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

"تو جب صور پھونکا جائے گا تو کوئی رشتہ داریاں نہ رہیں گی ان کے درمیان اس روز اور نہ وہ ایک دوسرے کے متعلق پوچھ سکیں گے۔ البتہ جن کے پلڑے بھاری ہونگے تو وہی لوگ کامیاب و کامران ہوں گے۔ اور جن کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 66 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً، 4۔ ایضاً، 5۔ ایضاً

پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو، وہ جہنم میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىِٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب صور پھونکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کوئی زندہ باقی نہ رہے گا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ پہلے نفخہ کے وقت ہوگا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا نسب اور رشتہ داری کا نہیں پوچھے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس روز کوئی کسی کا نسب نہیں پوچھے گا اور نہ ہی رشتہ داری کی نسبت کرے گا۔ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت اور سورۂ صافات کی آیت وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ۝ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: یہ مختلف مقامات پر صورتحال ہوگی، جس مقام پر کوئی نسب نہیں پوچھے گا اور نہ ہی ایک دوسرے سے سوال کریں گے اس وقت وہ گرے پڑے ہوں گے، وہ پہلا نفخہ ہے۔ جب دوسرا نفخہ ہوگا وہ اٹھیں گے اور ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ان دو آیتوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جب وہ سوال نہیں کریں گے: یہ اس وقت ہوگا جب پہلا نفخہ ہوگا اور زمین پر کوئی چیز باقی نہ بچے گی اور جہاں تک سورۂ صافات کا تعلق ہے تو جب وہ جنت میں داخل ہونگے تو ایک دوسرے سے سوال کریں گے۔ (4)

امام ابن مبارک نے ''زہد'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کرے گا۔ اور ایک میں یوں الفاظ ہیں: اگلے پچھلے لوگوں کی موجودگی میں ایک مرد یا ایک عورت کا ہاتھ پکڑا جائے گا۔ یوں ایک منادی کرنے والے اعلان کرے گا: جس کسی کا کسی پر حق ہو تو وہ حق لے لے، اللہ کی قسم! جس کسی کا اپنے والد اور اپنی بیوی پر حق ہوگا اگرچہ چھوٹا ہی ہو تو وہ بڑا خوش ہوگا۔ اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ۔ (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز انسان کو سب سے زیادہ غضبناک یہ چیز کرے گی کہ وہ ایسے آدمی کو دیکھے جو اسے پہچانتا ہو کیونکہ وہ اس چیز سے ڈرے گا کہ کہیں وہ اس سے کوئی مطالبہ نہ کر دے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی: یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ۝ (سورۂ عبس)۔ (6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 67 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 68
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 67 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 68 6۔ ایضاً

امام احمد، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے نسب، میرے سبب اور سسرالی رشتہ کے سوا ہر رشتہ ختم ہو جائے گا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے نسب اور سسرالی رشتہ کے سوا ہر نسب اور سسرالی رشتہ قیامت کے روز ختم ہو جائے گا۔

تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

''بری طرح جھلس دے گی ان کے چہروں کو آگ اور وہ اس میں دانت نکالے ہونگے۔ (اب منہ کیوں بسورتے ہو؟) کیا ہماری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں تمہارے سامنے اور تم انہیں جھٹلایا کرتے تھے؟''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تَلْفَحُ کا معنی تَنفَحُ ہے یعنی آگ ان کی ہڈیوں سے گودا نکال دے گی۔ (1)

امام ابن مردویہ اور ضیاء رحمہما اللہ نے ''صفۃ النار'' میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انہیں آگ کی لپک پہنچے گی تو ان کے گوشت ان کے پٹھوں پر بہہ جائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب جہنمیوں کو جہنم کی طرف ہانکا جائے گا تو جہنم ان کے گردن پکڑے گی اور انہیں آگ کی ایسی لپک دے گی جو ان کے گوشت کو ان کی ہڈی پر نہیں چھوڑے گی مگر اسے ان کی پنڈلی پر پھینک دے گی۔ (2)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں ایسی لپک پہنچے گی جو ہڈیوں پر گوشت نہیں چھوڑے گی مگر اسے ان کی ایڑیوں پر پھینک دے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، ابو یعلیٰ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابو سعید خدری سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آگ اس کے چہرے کو جلا دے گی تو اس کا اوپر والا ہونٹ سکڑ جائے گا یہاں تک کہ سر کے درمیان تک جا پہنچے گا اور اس کا نیچے والا ہونٹ ڈھیلا ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کی ناف تک جا ملے گا۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی کو آگ کے پاس لایا جائے گا تو اسے کہا جائے گا انتظار کرو یہاں تک کہ ہم تجھے تحفہ دیں۔ تو اس کے پاس سانپوں کے زہر کا پیالہ لایا جائے گا۔ جب وہ اس کے منہ کے قریب ہوگا تو اس کا گوشت علیحدہ جا پڑے گا اور ہڈیاں علیحدہ ہو جائیں گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 69
2۔ مجمع الزوائد، باب تلقی النار اھلھا، جلد 10، صفحہ 711 (18586)، دار الفکر بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 147، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ کا معنی ہے کہ کلوح الراس سے مراد پکنا ہے ان کے دانت ظاہر ہو جائیں گے اور ان کے ہونٹ سکڑ جائیں گے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَالِحُونَ کا معنی ترش رو کیا ہے۔

قَالُوا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّينَ ﴿١٠٦﴾ رَبَّنَآ أَخْرِجْنَا مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظٰلِمُونَ ﴿١٠٧﴾

''(معذرت کرتے ہوئے) کہیں گے اے ہمارے رب! غالب آ گئی تھی ہم پر ہماری بدبختی اور ہم گم کردہ راہ لوگ تھے۔ اے ہمارے مالک! (ایک بار) ہمیں نکال اس سے، پھر اگر ہم نافرمانی کی طرف رجوع کریں تو یقیناً پھر ہم ظالم ہوں گے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی وہ بدبختی جوان پر لکھی جا چکی تھی ان پر غالب آ گئی تھی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے تھے غَلَبَتْ عَلَيْنَا شَقَاوَتُنَا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ کی قرأت میں شَقَاوَتُنَا کے الفاظ ہیں۔

قَالَ اخْسَـُٔوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ﴿١٠٨﴾ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِينَ ﴿١٠٩﴾

''جواب ملے گا پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اس میں اور مت بولو میرے ساتھ۔ (تمہیں یاد ہے) ایک گروہ میرے بندوں میں سے ایسا تھا جو عرض کیا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم ایمان لے آئے ہیں، سو تو بخش دے ہمیں اور رحم فرما ہم پر اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔''

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں پر بھوک ڈالی جائے گی یہاں تک کہ یہ بھوک اس عذاب کے ہم پلہ ہو جائے گی جس میں وہ پہلے سے موجود تھے۔ وہ کھانا طلب کریں گے تو ان کو ضریع دیا جائے گا جو نہ موٹا کرے گا اور نہ ہی بھوک کو مٹائے گا۔ وہ پانی طلب کریں گے تو لوہے کے آنکڑوں سے ان کی طرف کھولتا ہوا پانی بلند کیا جائے گا۔ جب وہ پانی ان کے چہروں کے قریب پہنچے گا تو ان کے چہروں کو جلا دے گا۔ جب وہ ان کے پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹوں میں جو کچھ ہوگا اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔ وہ کہیں گے جہنم کے داروغوں کو بلاؤ۔ تو وہ جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے اور کہیں گے ادْعُوا رَبَّكُمْ

یُخَفِّفۡ عَنَّا یَوۡمًا مِّنَ الۡعَذَابِ (غافر) تو جہنم کے داروغے انہیں جواب دیں گے اَوَلَمۡ تَكُ تَاۡتِیۡكُمۡ رُسُلُكُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ قَالُوۡا بَلٰی ؕ قَالُوۡا فَادۡعُوۡا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الۡكٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ (غافر) تو یہ جہنمی کہیں گے: مالک کو بلاؤ تو وہ مالک کو بلائیں گے اور کہیں گے یٰمٰلِكُ لِیَقۡضِ عَلَیۡنَا رَبُّكَ (الزخرف:77) تو مالک انہیں جواب دے گا اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ (الزخرف) وہ کہیں گے اپنے رب کو بلاؤ۔ تمہارے رب سے بہتر کوئی بھی نہیں۔ تو وہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ (المومنون) تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اخۡسَـُٔوۡا فِیۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ اس وقت وہ ہر چیز سے کمزور ہو جائیں گے۔ اس موقع پر انہیں چنگاڑ، حسرت اور ہلاکت میں جکڑ لیا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زہد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہنمی مالک کو بلائیں گے یٰمٰلِكُ لِیَقۡضِ عَلَیۡنَا رَبُّكَ (الزخرف:77) وہ چالیس سال تک انہیں اس طرح رہنے دے گا انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا اِنَّكُمۡ مّٰكِثُوۡنَ (الزخرف) پھر جہنمی اپنے رب کو آواز دیں گے: رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ (المومنون) اللہ تعالیٰ انہیں دنیا کے عرصہ کے برابر اسی طرح رہنے دے گا، کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا اخۡسَـُٔوۡا فِیۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ اس کے بعد قوم مایوس ہو جائے گی۔ اب ان کے لیے نہیں ہوگی مگر گدھے جیسی ناپسندیدہ آواز۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جہنمی پانچ دفعہ آواز دیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں چار کا جواب دے گا۔ جب پانچویں دفعہ آواز دیں گے تو بعد میں کبھی بھی بات نہ کریں گے۔ وہ عرض کریں گے رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثۡنَتَیۡنِ وَاَحۡیَیۡتَنَا اثۡنَتَیۡنِ فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا فَهَلۡ اِلٰی خُرُوۡجٍ مِّنۡ سَبِیۡلٍ (غافر) پھر وہ عرض کریں گے ذٰلِكُمۡ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحۡدَهٗ كَفَرۡتُمۡ ۚ وَاِنۡ یُّشۡرَكۡ بِهٖ تُؤۡمِنُوۡا ؕ فَالۡحُكۡمُ لِلّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡكَبِیۡرِ (غافر) پھر انہیں جواب دے گا فَذُوۡقُوۡا بِمَا نَسِیۡتُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِكُمۡ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِیۡنٰكُمۡ وَذُوۡقُوۡا عَذَابَ الۡخُلۡدِ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (السجدہ) پھر وہ عرض کریں گے رَبَّنَاۤ اَخِّرۡنَاۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ ۙ نُّجِبۡ دَعۡوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ (ابراہیم:14) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اَوَلَمۡ تَكُوۡنُوۡۤا اَقۡسَمۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ مَا لَكُمۡ مِّنۡ زَوَالٍ (ابراہیم) پھر وہ کہیں گے رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا نَعۡمَلۡ صَالِحًا غَیۡرَ الَّذِیۡ كُنَّا نَعۡمَلُ (فاطر:37) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیۡرُ پھر وہ کہیں گے رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَیۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّیۡنَ (المومنون) اللہ تعالیٰ انہیں جواب دے گا اخۡسَـُٔوۡا فِیۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ اس کے بعد وہ کبھی بھی کلام نہ کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنمی جہنم کے داروغوں کو بلائیں گے: اُدۡعُوۡا رَبَّكُمۡ یُخَفِّفۡ عَنَّا یَوۡمًا مِّنَ الۡعَذَابِ (غافر) جہنم کے داروغے انہیں جواب نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 73
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 429 (3492)، دار الکتب العلمیہ بیروت (مفہوم)

دیں گے: جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جب کچھ وقت بعد وہ انہیں جواب دیں گے تو جہنمیوں کو کہیں گے: فَادْعُوْا ۚ وَ مَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ (غافر) پھر وہ جہنم کے خازن کو کہیں گے: يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ (الزخرف:77) مالک چالیس سال تک انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر انہیں جواب دے گا اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ (الزخرف) پھر یہ بدبخت اپنے رب کو آواز دیں گے: رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ (المومنون) اللہ تعالیٰ دنیا کے عرصہ کے برابر انہیں کوئی جواب نہ دے گا۔ پھر اس کے بعد انہیں جواب دے گا اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ۔ (1)

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: اس سے قبل وہ کلام کریں گے اور جھگڑیں گے۔ جب آخری موقع ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ انہیں ہمیشہ کے لیے کلام سے روک دیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زیاد بن سعد خراسانی سے اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کے منہ بند کر دیے جائیں گے، اب ٹب کے بجنے جیسی آوازیں سنیں گے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اخْسَئُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم ذلیل ورسوا ہو جاؤ۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: جب جہنمیوں کی اللہ تعالیٰ سے گفتگو ختم ہو جائے گی تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اخْسَئُوْا فِيْهَا وَ لَا تُكَلِّمُوْنِ ان کے چہرے گوشت کے ٹکڑے جیسے ہو جائیں گے جن میں منہ اور نتھنے نہیں ہونگے، سانس ان کے پیٹوں میں آ جا رہی ہوگی۔ (3)

امام ہناد نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے: اس آیت کے بعد ان کی جہنم سے نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝۱۱۰ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝۱۱۱

”تم نے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس مشغلہ نے غافل کر دیا تمہیں میری یاد سے اور تم ان پر قہقہے لگایا کرتے تھے۔ میں نے بدلہ دے دیا انہیں آج ان کے صبر کا (ذرا دیکھو) وہی ہیں مراد کو پانے والے۔“

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سِخْرِيًّا یہ دو مختلف لفظ ہیں، سِخْرِياً اور سُخْرِياً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا (الزخرف:32) کہا وہ انہیں مسخر کرتے ہیں، دوسرے جو ان کا مذاق اڑاتے ہیں وہ سِخْرِيًّا ہے۔ (4)

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝۱۱۲ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ۝۱۱۳ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱۴

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 74 3۔ ایضاً، 4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 75

"اللہ تعالیٰ فرمائے گا (ذرا بتاؤ) کتنے سال تم زمین میں ٹھہرے رہے؟ کہیں گے ہم ٹھہرے تھے بس ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ آپ پوچھ لیں سال گننے والوں سے ارشاد ہوگا۔ تم نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا عرصہ۔ کاش تم اس (حقیقت) کو (پہلے ہی) جان لیتے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب جنتیوں کو جنت میں داخل فرمادے گا اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کردے گا تو فرمائے گا: كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ تو وہ عرض کریں گے: لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: تم نے ایک پورے دن یا دن کے کچھ حصہ میں جو تجارت کی ہے وہ کتنی اچھی ہے، تم میری رحمت، میری رضا اور میری جنت میں ہمیشہ کے لیے رہو۔ پھر جہنمیوں سے فرمائے گا: كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ تو جہنمی جواب دیں گے: لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے ایک دن یا دن کے کچھ حصہ میں کتنی بری تجارت کی، میری جہنم اور ناراضگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔ الْعَآدِّيْنَ سے مراد حساب کرنے والے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْعَآدِّيْنَ سے مراد فرشتے ہیں۔ (1)

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾

"کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے مقصد پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔ پس بہت بلند ہے اللہ تعالیٰ جو بادشاہ حقیقی ہے (بے مقصد تخلیق سے) نہیں کوئی معبود بجز اس کے، وہ مالک ہے عزت والے عرش کا۔"

امام حکیم ترمذی، ابویعلی، ابن ابی حاتم، ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک بیمار کے کان میں اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ آیت پڑھی تو تندرست ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: تو نے اس کے کان میں کیا پڑھا؟ تو حضرت ابن مسعود نے اس کے بارے میں عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میرے جان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے! اگر کوئی یقین والا اس آیت کو پہاڑ پر پڑھے تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہل جائے گا۔

امام ابن سنی، ابن مندہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ ''المعرفۃ'' میں سند حسن کے ساتھ حضرت محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک لشکر میں روانہ کیا، ہمیں حکم دیا کہ ہم جب شام کریں یا صبح کریں تو ہم یہ پڑھا کریں اَفَحَسِبۡتُمۡ اَنَّمَا خَلَقۡنٰكُمۡ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمۡ اِلَيۡنَا لَا تُرۡجَعُوۡنَ۔ ہم نے اسے پڑھا، ہم نے غنیمت حاصل کی اور ہم محفوظ رہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

وَ مَنۡ يَّدۡعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرۡهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۱۱۷﴾

''اور جو پوجتا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے معبود کو جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ بلا شبہ نہیں کامیاب ہوں گے حق کا انکار کرنے والے۔''

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے بُرۡهَانَ کا معنی گواہ لیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بُرۡهَانَ کا معنی گواہ نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بُرۡهَانَ کا معنی دلیل نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ میں اِنَّ کے ہمزہ کو مکسور نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے اَنَّ ہمزہ کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفۡلِحُ الۡكٰفِرُوۡنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کافر کا حساب ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہوگا۔

وَ قُلۡ رَّبِّ اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ وَ اَنۡتَ خَيۡرُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۱۱۸﴾

''اور (اے محبوب) آپ (یوں) عرض کرو میرے رب! بخش دے (میری گنہگار امت کو) اور رحم فرما (ہم سب پر) اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔''

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا سکھایئے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ فرمایا: یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ ظُلۡمًا كَثِيۡرًا وَّاِنَّهٗ لَا يَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ فَاغۡفِرۡ لِیۡ مَغۡفِرَةً مِّنۡ عِنۡدِكَ وَارۡحَمۡنِیۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 80

3۔ صحیح بخاری، باب الدعاء فی الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 64، المطبعۃ المیمنیہ مصر

آیاتہا ۶۴ — سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ ۲۴ — رکوعاتہا ۹

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ النور مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے۔

امام حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھواور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ(1)، انہیں سوت کاتنا اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو سورۂ مائدہ اور عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔

امام ابو عبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہماری طرف خط بھیجا کہ سورۂ نساء، سورۂ احزاب اور سورۂ نور کی تعلیم حاصل کرو۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اور میرے ایک ساتھی نے حج کیا جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی حج کر رہے تھے۔ حضرت ابن عباس سورۂ نور پڑھنے لگے اور اس کی تفسیر کرنے لگے۔ میرے ساتھی نے کہا: سبحان اللہ! اس آدمی کے سر سے کیا نکلتا ہے؟ اگر اس کی گفتگو ترک سن لیں تو مسلمان ہو جائیں۔(3)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ①

"یہ (ایک عظیم الشان) سورت ہے جو ہم نے نازل فرمائی ہے اور ہم نے فرض کیا ہے اس (کے احکام) کو اور ہم نے اتاری ہیں اس میں روشن آیتیں تا کہ تم نصیحت قبول کرو۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی

1۔ فقہاء نے سد ذرائع کا ایک اصول وضع کیا ہے جس کا مصداق یہ ہے کہ ایسا عمل جو فی نفسہ تو جائز ہوتا ہے مگر جب احتیاطی تدابیر ملحوظ نہ رکھی جائیں تو اس پر کئی مفاسد مرتب ہوتے ہیں۔ عورت کے لیے شرم و حیا بہترین زیور ہے۔ یہی چیز اس کی متاع عزیز ہے۔ وہ امور جو اس کی متاع عزیز کے ضیاع اور گوہر آبدار کی چمک کو ماند کرنے کا باعث ہوں ان سے بچنے کی تعلیم عین حکمت ہوئی۔ تاہم اگر اس کی تربیت ایسے انداز میں کر دی جائے جو اسے حدود کی پہچان کرا دے اور اپنے خاندان کی عزت و ناموس کی حفاظت کا خوگر بنا دے تو پھر یہ نہی اس معنی میں نہ رہے گی جو ظاہر معنی سے عیاں ہے۔ محدثین نے اس روایت کی سند پر جرح کی ہے اور ابن جوزی نے تو اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ دیکھیے شرح صحیح مسلم از غلام رسول سعیدی جلد 7، صفحہ 968۔

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 477 (2453)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 619 (6292)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے کہ فَرَضْنٰهَا کا معنی ہے کہ ہم نے انہیں بیان کر دیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَرَضْنٰهَا کا معنی ہے کہ ہم نے اس وضاحت کر دی ہے کہ حلال کا حکم دیا اور حرام سے روک دیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنے فرائض معین فرمائے، حلال کو حلال اور حرام کو حرام قرار دیا، اپنی حدود کو معین فرمایا، اپنی اطاعت کا حکم دیا اور معصیت سے روک دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرضنا کو راء مشدد کے ساتھ نہیں پڑھا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حلال، حرام اور حدود کے احکام نازل کیے۔

اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

''جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو لگاؤ ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو (سو) درے اور نہ آئے تمہیں ان دونوں پر (ذرا) رحم اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملے میں اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور روز آخرت پر اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے دونوں کی سزا کو اہل ایمان کا ایک گروہ۔''

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر حدود جاری کی جائیں، انہیں معطل نہ کیا جائے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ انہیں کوڑے مارتے وقت سختی کی جائے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حد قائم کرتے وقت تمہیں نرمی لاحق نہ ہو۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں شفقت نہ آجائے کہ تم حدود معطل کرنے لگو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حدیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابومجلز سے کہا کیا اس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ ہم جب لوگوں کو رجم کریں، کوڑے ماریں یا ہاتھ کاٹیں تو ہمیں شفقت اپنی گرفت میں نہ لے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں ایسا نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا جائے تو اس کے لیے مناسب نہیں کہ ان پر رحم کرتے ہوئے انہیں چھوڑ دے یہاں تک کہ ان پر حدود جاری کرے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم انہیں سخت کوڑے مارو،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 81

3۔ جلد 18، صفحہ 83　　4۔ ایضاً

اس میں تمہیں نرمی لاحق نہ ہو جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم و عامر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدکاری کی صورت میں انہیں سخت کوڑے مارو اور تمام اعضاء کو ان کا حصہ دو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت شعبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حماد سے عرض کیا: کیا بدکار کو سخت کوڑے مارے جائیں؟ فرمایا ہاں۔ اس کے کپڑے اتروا لیے جائیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ میں نے عرض کی یہ تو فیصلہ میں ہے۔ فرمایا: یہ فیصلے اور کوڑے مارنے کے بارے میں ہے۔(1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے فیصلہ کیا ہے کہ جب غیر شادی شدہ عورت اور مرد بدکاری کریں اور چار آدمی گواہی دے دیں تو انہیں اسی طرح سو کوڑے مارے جائیں جیسے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دونوں کو اسی جگہ جلاوطن کر دیا جائے جہاں وہ نہیں رہتے تھے۔ انہیں جلاوطن کرنا میری سنت ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی لونڈی نے بدکاری کی تو حضرت عبد اللہ بن عمر نے اس کی ٹانگوں اور پشت پر ضربیں لگائیں۔ تو میں نے یہ آیت پڑھی تو حضرت عبد اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قتل کرنے اور اس کے سر پر مارنے کا حکم نہیں دیا، جہاں پر میں نے اسے مارا ہے میں نے اسے درد کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو برزہ اسلمی سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سامنے ان کے خاندان کی ایک لونڈی لائی گئی جب کہ اس نے بدکاری کی تھی جبکہ ان کے پاس دس افراد موجود تھے۔ آپ نے لونڈی کے بارے میں حکم دیا تو اسے ایک کونے میں بٹھا دیا گیا۔ پھر ایک کپڑا لانے کا حکم دیا جو اس پر ڈال دیا گیا۔ پھر آپ نے ایک آدمی کو چھڑی عطا کی، فرمایا: اسے پچاس کوڑے مارو نہ بہت ہلکے نہ بہت سخت۔ وہ آدمی اٹھا، اس نے اس عورت کو کوڑے مارے۔ وہ اس کے جسم کے مختلف حصوں پر کوڑے مارنے لگا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: وَلْیَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ آیت میں موجود لفظ طَآىِٕفَةٌ سے مراد ایک مرد یا زائد آدمی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَآىِٕفَةٌ سے مراد دس ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت میں موجود طَآىِٕفَةٌ سے ایک سے لے کر ہزار تک مراد لیا ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 84

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب النکاح والطلاق، جلد 6، صفحہ 111 (10308)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 86

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جب ان پر حد جاری کی جائے تو مومنوں میں سے ایک جماعت موجود ہونی چاہیے تا کہ یہ عبرت، نصیحت اور نکال بن جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو یا زائد آدمی موجود ہونے چاہئیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَآىِٕفَةٌ سے مراد تین یا زائد افراد ہیں۔(2)

حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے آیت میں طَآىِٕفَةٌ سے مراد چار افراد لیے ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نصر بن علقمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان افراد کا موجود ہونا اس لیے نہیں کہ انہیں ذلیل و رسوا کیا جائے بلکہ اس لیے ہے تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے توبہ اور رحمت کا اہتمام کرے۔

ابن ابی شیبہ نے شیبانی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو رجم کیا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا کیا سورۂ نور کے نازل ہونے سے پہلے یا بعد میں۔ انہوں نے جواب دیا: میں یہ نہیں جانتا۔

اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۡ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳

''زانی شادی نہیں کرتا مگر زانیہ کے ساتھ یا مشرکہ کے ساتھ اور زانیہ نہیں نکاح کرتا اس کے ساتھ مگر زانی یا مشرک اور حرام کر دیا گیا ہے یہ اہل ایمان پر۔''

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوداؤد نے ناسخ میں، بیہقی نے سنن میں اور ضیاء مقدسی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں نکاح سے مراد عقد نکاح نہیں بلکہ جماع کرنا ہے۔ معنی یہ ہوا کہ بدکارہ کے ساتھ بدکاری بدکار مرد یا مشرک ہی کرتا ہے۔ مومنوں پر بدکاری حرام کر دی گئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہےکہ جب مہاجر مدینہ طیبہ آئے تو ان میں سے اکثر تنگ دستی کا شکار تھے مگر چند افراد غنی تھے، مدینہ طیبہ میں بھاؤ بہت زیادہ تھے، سخت تنگدستی تھی، اہل کتاب کی کچھ عورتیں ایسی تھیں جو اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ انصار میں سے امیہ تھی جو عبد اللہ بن ابی کی لونڈی تھی اور نسیکہ بنت امیہ تھی جو ایک اور انصاری کی لونڈی تھی۔ انصار کی زانیہ لونڈیوں نے اپنے دروازوں پر ایسی نشانیاں لگا رکھی تھیں جن سے یہ معلوم ہو جاتا کہ یہ بدکارہ ہے۔ یہ مدینہ کے لوگوں میں سے خوشحال ترین تھیں۔ مہاجر مسلمانوں نے ان عورتوں کے مال میں طمع کیا کیونکہ وہ سخت تکلیف کا شکار تھے۔ بعض نے بعض پر اپنی رائے کا اظہار کیا، کاش! ہم ان میں کسی کے ساتھ شادی کر لیتے اور ان کے مال سے کچھ پاتے۔ دوسروں نے کہا ہم اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے ہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 86 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 87

میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہمیں سخت تنگدستی نے آلیا ہے اور ہم ایسی چیز نہیں پاتے جو ہم کھائیں۔ بازار میں اہل کتاب میں سے ایسی بدکارہ عورتیں ہیں، ان کی لونڈیاں ہیں اور انصار کی کچھ لونڈیاں ہیں جو خود کمائی کرتی ہیں، کیا ہمیں مناسب ہے کہ ہم ان سے شادی کریں اور ان کی کمائی سے جو زائد مال ہو ہم اسے حاصل کریں۔ جب ہم ان کے مال سے بے نیاز ہو جائیں گے تو ہم ان عورتوں کو چھوڑ دیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جس میں مومنوں پر حرام کر دیا ہے کہ وہ ایسی عورتوں سے شادی کریں جو بدکارہ ہوں اور اعلانیہ بدکاری کرتی ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں تھی، ان میں ایک خوبصورت عورت تھی جسے ام مہزول کہتے۔ مسلمان فقراء میں سے کوئی ان میں سے کسی سے شادی کرتا تو وہ اپنی کمائی میں سے اس مسلمان پر مال خرچ کرتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کر دیا کہ کوئی مسلمان ایسی عورت سے شادی نہ کرے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں ہوتیں جو بغایا آل فلاں، بغایا آل فلاں کے نام سے معروف تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کی بات کو اسلام کے حکم کے ساتھ پختہ کر دیا (یعنی یہ بیان کر دیا کہ دور جاہلیت میں جس طرح دونوں جانب بدکار آپس میں رابطہ رکھتے تھے، دور اسلام میں دونوں جانب بدکار ہی اپنا تعلق قائم کریں گے) ان سے پوچھا گیا کیا: یہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ تھے جو اعلانیہ بدکارہ عورتوں سے بدکاری کا ارادہ رکھتے دور جاہلیت میں ایسا ہوتا۔ انہیں بتایا گیا کہ اب یہ حرام ہے تو ان مردوں نے ایسی عورتوں سے شادی کا ارادہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نکاح کو حرام کر دیا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسلام کے آغاز میں کچھ لوگ بدکاری کرتے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم ایسی عورتوں سے شادی کیوں نہ کر لیں جن کے ساتھ ہم بدکاری کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں نکاح سے مراد بدکاری ہے، عقد نکاح نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بدکارہ عورت اور مشرکہ کے ساتھ کوئی بدکاری نہیں کرتا جب بدکاری کرتا ہے مگر بدکار ہی ایسا کرتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 88، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 89 (مفہوم)
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 91

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل قبلہ میں سے بدکار مرد اپنے جیسی اہل قبلہ میں سے بدکارہ عورت کے ساتھ بدکاری کرتا ہے یا ایسی مشرکہ کے ساتھ بدکاری کرتا ہے جو اہل قبلہ میں سے نہیں اور اہل قبلہ میں سے بدکارہ اہل قبلہ میں سے بدکار مرد کے ساتھ ہی بدکاری کرتی ہے یا ایسے مشرک کے ساتھ بدکاری کرتی ہے جو اہل قبلہ میں سے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بدکاری حرام کر دی ہے۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے تو ایسی بدکارہ عورتیں جو تھیں جو خوبصورت بھی تھیں اور ان کے پاس مال بھی تھا۔ جب بدکاری حرام کر دی گئی تو بعض لوگوں نے کہا نہیں ضرور طلاق دی جائے گی۔ تو ہم ان سے شادی کر لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام نسائی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے ''ناسخ'' میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تھی جسے ام مہزول کہا جاتا۔ وہ کسی مرد کے ساتھ بدکاری کرتی اور یہ بھی شرط لگاتی کہ وہ اپنا مال اس مرد پر خرچ کرے گی۔ حضور ﷺ کے ایک صحابی نے اس سے شادی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی تھا جس کا نام مرثد تھا۔ وہ مکہ مکرمہ سے قیدی اٹھاتا اور انہیں مدینہ طیبہ لے آتا۔ مکہ مکرمہ میں ایک عورت تھی جس کا نام عناق تھا۔ یہ مرثد کی دوست تھی۔ اس نے مکہ مکرمہ کے قیدیوں میں سے ایک آدمی پایا جسے وہ اٹھا لے جائے۔ اس نے کہا میں آیا یہاں تک کہ ایک چاندنی رات میں مکہ مکرمہ کی دیواروں میں سے ایک دیوار کے سائے تک پہنچا۔ عناق آئی۔ اس نے دیوار کے نیچے سایہ سا دیکھا۔ جب وہ مجھ تک پہنچی تو اس نے مجھے پہچان لیا۔ پوچھا مرثد؟ میں نے کہا: ہاں مرثد۔ اس نے کہا خوش آمدید، آؤ ہمارے پاس رات گزارو میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے کہا اے خیمے والو! یہ وہ آدمی ہے جو تمہارے قیدی اٹھا لے جاتا ہے۔ تو آٹھ آدمی میرے پیچھے ہو لیے۔ میں ایک گھاٹی میں داخل ہو گیا اور ایک غار تک پہنچا اور اس میں داخل ہو گیا۔ وہ لوگ آئے اور میرے سر پر کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے پیشاب کیا۔ ان کا پیشاب میرے سر پر پڑا مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھ سے دور کر دیا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔ میں بھی اپنے ساتھی کے پاس آ گیا۔ اسے اٹھایا اور مدینہ طیبہ لے آیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں عناق سے شادی کر لوں؟ حضور ﷺ رک گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: اس سے شادی نہ کر۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 92　2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 87

3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 307 (3177)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ مشہور عورتیں تھی مسلمان فقراء وہ ان عورتوں میں سے شادی کرنے پر تیار ہو جاتے تا کہ وہ عورتیں ان مردوں پر خرچ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس چیز سے منع کر دیا۔(1)

امام ابوداؤد نے ''ناسخ'' میں، ابن مردویہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دور جاہلیت میں اعلانیہ بدکاری کرتی تھیں۔ وہ بدکارہ اور مشرکہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر ان سے نکاح کرنا حرام قرار دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سعید جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے، کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس کے پاس تھا۔ ایک آدمی آیا، کہا میں ایک عورت سے محبت کرتا تھا۔ میں نے اس عورت سے وہ پایا جسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عمل سے توبہ کی توفیق نصیب فرمائی ہے۔ اب میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس سے شادی کرلوں۔ تو لوگوں نے یہ آیت پڑھ کر سنائی ہے۔ حضرت ابن عباس نے جواب دیا یہ اس آیت کا موقع محل نہیں ہے۔ ایسی عورتیں ہوتی تھیں جو اعلانیہ بدکاری کرتیں تھیں۔ وہ اپنے دروازوں پر جھنڈے لگاتی تھیں لوگ ان کے پاس آتے تھے۔ وہ اسی کے ذریعے پہچانی جاتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اس سے شادی کرلے، اس میں جو گناہ ہو وہ مجھ پر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں بدکارہ عورتیں ہوا کرتی تھیں۔ ایک آدمی دور اسلام میں ان میں سے کسی سے شادی کر لیتا اور اس سے لطف اندوز ہوتا۔ تو یہ چیز اسلام میں حرام کر دی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابوداؤد، ابن منذر، ابن عدی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا بدکار جس پر حد جاری کی گئی ہو وہ شادی نہ کرے مگر اپنی مثل سے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جس پر بدکاری کی حد جاری کی گئی ہو وہ شادی نہ کرے مگر اپنی مثل سے۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور اور ابن ادریس رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عورت سے شادی کی۔ پھر اس نے بدکاری کی تو اس پر حد جاری کی گئی۔ وہ اسے حضرت علی کے پاس لایا تو آپ نے اس مرد اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی کرادی اور اس مرد سے فرمایا تو اپنے جیسی سزا یافتہ عورت سے ہی شادی کر۔

امام احمد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہونگے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان کی طرف نظر کرم فرمائے گا (1) والدین کا نافرمان (2) مرد بننے والی عورت (3) بے غیرت۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 88 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 89 3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 134، المکتب الاسلامی بیروت

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی یہ ارادہ رکھتا ہو کہ پاک صاف حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے تو آزاد عورتوں سے شادی کرے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابوعبید نے "تاریخ" میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کا خیال تھا کہ اس آیت کو مابعد آیت نے منسوخ کر دیا ایسی عورتیں بھی ایامی المسلمین میں داخل ہیں۔(2)

وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

"وہ لوگ جو تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر، پھر وہ نہ پیش کر سکیں چار گواہ تو لگاؤ ان (تہمت لگانے والوں) کو اسی درے اور نہ قبول کرنا ان کی کوئی گواہی ہمیشہ کے لیے اور وہی لوگ فاسق ہیں مگر (ان میں سے) وہ لوگ جو توبہ کر لیں ایسا بہتان لگانے کے بعد اور اپنی اصلاح کر لیں تو بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حکام کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا جائے تو حکام جھوٹی تہمت لگانے والے کو اسی درے لگائیں اور حد لگائے جانے کے بعد جب تک وہ زندہ رہے اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔ فاسقوں کا معنی نافرمانی کرنے والے ہیں، یعنی انہوں نے جو جھوٹی تہمت لگائی ہے اس میں نافرمانی کرنے والے ہیں۔

امام ابوداؤد نے "ناسخ" میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو ایسا کرنے کے بعد توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرماتا ہے۔ تاہم گواہی کبھی بھی قابل قبول نہ ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا جرم کرنے والے کے بارے میں کوڑے مارنے کا حکم دیا ہے، توبہ قبول ہوگی اور گواہی رد کر دی جائے گی۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ابوبکرہ سے فرمایا: اگر تو توبہ کریگا تو میں تیری گواہی کو قبول کر لوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایسے لوگوں کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو جھٹلائیں تو ان کی شہادت قبول کی جائے گی۔

1۔ سنن ابن ماجہ، باب تزویج الحرائر والولود، جلد 2، صفحہ 425 (1862)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 92

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ''ناسخ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے سورۂ نور کی آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ کے بارے میں فرمایا: اس حکم سے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ کو خارج کیا گیا ہے کیونکہ میاں بیوی جب دونوں قسم اٹھادیں تو ان میں جدائی کردی جائے گی اور اگر دونوں قسم نہ اٹھائیں تو حد جاری کی جائے گی، کوڑے مارنا ہو یا رجم کرنا۔

ابن منذر، ابن جریر اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا اور اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا کے بارے میں فرمایا: جس نے توبہ کی اور اصلاح کی تو کتاب اللہ میں اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت مغیرہ بن شعبہ کے خلاف تین آدمیوں نے بدکاری کی گواہی دی جبکہ زیاد نے گواہی دینے سے انکار کیا۔ حضرت عمر نے تینوں افراد پر حد قذف جاری کی۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا: توبہ کرو، تمہاری گواہی قبول کی جائے گی۔ دو آدمیوں نے توبہ کرلی اور ابوبکرہ نے توبہ نہ کی تو ان کی گواہی قبول نہ کی جاتی تھی۔ ابوبکرہ، زیاد کے ماں کی جانب سے بھائی تھے۔ جب زیاد کی وجہ سے حد قذف جاری ہوگئی تو ابوبکرہ نے قسم اٹھائی کہ وہ زیاد سے کبھی بھی کلام نہیں کرے گا۔ تو زیاد سے مرتے دم تک گفتگو نہ کی۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تہمت لگانے والا توبہ کرے اور اپنے آپ کو جھٹلا دے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے امام شعبی، زہری، طاؤس اور مسروق رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تہمت لگانے والا توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔ اس کی توبہ یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو جھٹلائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: دونوں نے کہا کہ تہمت لگانے والا جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ کا معاملہ اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان ہے، اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

عبد بن حمید نے مکحول سے قاذف کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: جب وہ توبہ کرلے تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تہمت لگانے والا جب توبہ کرلے تو اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے رہی اس کی گواہی وہ کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی کوئی گواہی نہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے درمیان ہے کہ وہ اسے عذاب عظیم سے بچائے۔ تاہم اس کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت حسن بصری فرمایا کرتے تھے جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ کا معاملہ اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 98
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 307 (13634)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 306 (13631)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 97

امام عبد بن حمید، عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل قول نقل کیا ہے کہ جس آدمی پر بھی حد جاری کی جائے اس کی گواہی قبول کی جائے گی مگر جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ کا معاملہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھوٹی تہمت لگانے والے کی گواہی قبول نہ کی جائے گی۔ اس کی توبہ اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عیسیٰ بن عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرہ کے پاس جب کوئی آدمی آتا تا کہ اس کا گواہ بنے تو وہ کہتے میرے علاوہ کسی اور کو گواہ بنالو کیونکہ مسلمانوں نے مجھے فاسق قرار دیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس حاضر تھا جب آپ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگانے والوں پر حد قذف جاری کی تھی ان لوگوں میں ابوبکرہ، ماتع، اور شبل تھے۔ پھر حضرت عمر نے ابوبکرہ کو بلایا فرمایا اگر تو اپنے آپ کو جھٹلا دے تو تیری گواہی قبول کی جائے گی۔ تو ابوبکرہ نے اپنے آپ کو جھٹلانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر اس کی میت تک اس کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔ ان کی توبہ سے مراد ان کا اپنے آپ کو جھٹلانا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمرو بن شعیب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے کہ تین، دو یا ایک جب بدکاری کی تہمت لگائیں تو ان کی شہادت قبول نہ کی جائے گی۔ انہیں اسی (80) اسی کوڑے مارے جائیں۔ ان کی گواہی کبھی بھی قبول نہ کی جائے گی یہاں تک کہ مسلمانوں کے لیے ان کی توبہ نصوح اور اصلاح ظاہر ہو جائے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے میں نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا اللہ تعالیٰ نے اس میں توبہ کا ذکر کیا ہے اور ایک دوسری آیت میں فرمایا، اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ (نور) کہا جہاں تک پہلی آیت کا تعلق ہے تو اس میں ممکن ہے کہ عورت سے ایسا فعل صادر ہوا ہو۔ جہاں تک دوسری آیت کا تعلق ہے تو یہ وہ عورت ہے جس نے ایسا فعل مطلقاً نہ کیا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور اہل مکہ کے درمیان معاہدہ تھا تو کوئی عورت مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتی تو مشرک کہتے یہ مردوں کی تلاش میں نکلی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدکاری جھوٹی تہمت سے بڑھ کر ہے اور جھوٹی تہمت شراب پینے سے بڑھ کر ہے۔(3)

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 310 (13643)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 309، (13641)

3۔ ایضاً، باب ضرب الحدود، جلد 7، صفحہ 294 (13579)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: بدکار کو کوڑے جھوٹی تہمت اور شراب پینے والے سے سخت لگائے جائیں گے اور حد قذف، حد شرب سے سخت ہوگی(1) (واللہ اعلم)۔

وَ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۶ وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۷ وَ یَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ۝۸ وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝۹ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِیْمٌ ۝۱۰

"اور وہ (خاوند) جو تہمت لگاتے ہیں اپنی بیویوں پر اور نہ ہوں ان کے پاس کوئی گواہ بجز اپنے تو ان کی شہادت کا یہ طریقہ ہے کہ وہ خاوند چار مرتبہ گواہی دے کہ بخدا وہ (یہ تہمت لگانے میں) سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہو اگر وہ کذب بیانی کرنے والوں میں سے ہو۔ اور ٹل سکتی ہے اس عورت سے حد کہ وہ گواہی دے چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہ وہ (خاوند) جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب ہو اس پر اگر وہ (خاوند) سچا ہو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتی (تو تم بڑی الجھنوں میں پڑ جاتے) اور بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا دانا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عاصم بن عدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ نازل ہوئی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آدمی کے چار گواہ لانے تک تو بدکار آدمی نکل جائے گا۔ چند دن ہی گزرے تھے تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرا ایک بھتیجا ہے جس کے ساتھ اس کی بیوی ہے جبکہ اس عورت کے ساتھ اس کا ایک بیٹا ہے۔ وہ عورت کہہ رہی ہے یہ تیرا بیٹا ہے جبکہ بھتیجا کہہ رہا ہے یہ میرا نہیں ہے تو "لعان" والی آیت نازل ہوئی۔ عاصم نے کہا میں ہی سب سے پہلے اس بارے میں گفتگو کرنے والا تھا اور سب سے پہلے مجھے ہی اس آزمائش سے دوچار ہونا پڑا۔

امام احمد، عبدالرزاق، طیالسی، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب آیت وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ (جو انصار کے سردار تھے) نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ کیا یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم سن نہیں رہے تمہارا سردار کیا کہتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اس پر

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب ضرب الحدود، جلد 7، صفحہ 294 (13578)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ملامت نہ کیجئے یہ ایک غیور آدمی ہے، اللہ تعالیٰ کی قسم! اس نے ہمیشہ باکرہ عورت سے ہی شادی کی ہے۔ اس نے کبھی کسی عورت کو طلاق نہیں دی کہ ہم میں سے کوئی اس عورت سے شادی کی جرأت کرے۔ یہ محض غیرت کی زیادتی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔ حضرت سعد نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں یہ تو جانتا ہوں کہ یہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ لیکن مجھے اس پر تعجب ہے اگر میں کمینی عورت کو پاؤں جس سے کوئی مرد بدکاری کر رہا ہو تو مجھے یہ حق نہیں کہ میں اس پر حملہ کردوں اور نہ میں اسے ہلاسکتا ہوں یہاں تک کہ میں چار گواہ لاؤں، اللہ کی قسم! میں انہیں نہیں لاؤں گا مگر وہ اپنی حاجت پوری کرلے گا۔ یہ لوگ تھوڑی دیر بھی نہ ٹھہرے تھے کہ ہلال بن امیہ آئے۔ یہ ان تین اصحاب میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ وہ رات کو اپنی زمین سے واپس آئے اور اپنی بیوی کے پاس گئے۔ وہاں ایک آدمی پایا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور اپنے کانوں سے آواز سن لی۔ اسے کچھ نہ کہا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں رات کو اپنے گھر والوں کے پاس آیا۔ اپنی بیوی کے پاس ایک مرد پایا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔ اس نے جو ذکر کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس پر انصار جمع ہوگئے اور عرض کی ہم اس مصیبت کا شکار ہوگئے جس کا ذکر ابھی حضرت سعد بن عبادہ نے کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی سزا کا فیصلہ کیا اور مسلمانوں میں اس کی گواہی کو باطل کردیا۔ ہلال نے کہا اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے لیے اس سے نجات کی کوئی راہ بنائے گا۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں جانتا ہوں کہ جو خبر میں آپ کے پاس لایا ہوں وہ آپ پر بڑی شاق گذری ہے۔ اللہ جانتا ہے میں سچا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ اسے کوڑے مارنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو چہرے کی رنگت سے صحابہ پہچان لیتے۔ تو وہ رک گئے یہاں تک کہ وحی ختم ہوگئی۔ فرمایا: اے ہلال! تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے نجات کی ایک صورت بنادی ہے۔ حضرت ہلال نے عرض کی: میں اپنے رب سے اس کی امید رکھتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے بلالاؤ۔ ہلال کی بیوی آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں پر اسی آیت کو تلاوت کیا، دونوں کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے سخت ہے۔ حضرت ہلال نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں نے اس بارے میں سچی بات کی ہے۔ عورت نے کہا اس نے جھوٹ بولا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں باہم لعان کرو۔ حضرت ہلال سے کہا گیا گواہی دو۔ تو حضرت ہلال نے چار دفعہ گواہی دی، اللہ کی قسم! وہ سچا ہے۔ جب پانچویں دفعہ گواہی کی باری آئی تو ہلال سے کہا گیا دنیا کا عذاب آخرت سے بہت ہی آسان ہے۔ یہ جھوٹی گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کردے گی۔ حضرت ہلال نے عرض کی اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس گواہی پر مجھے اسی طرح عذاب نہیں دے گا جس طرح اس نے مجھ پر حد جاری نہیں کی۔ حضرت ہلال نے پانچویں دفعہ یہ گواہی دی: اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت۔ پھر اس عورت سے کہا گیا تو گواہی دے۔ اس نے چار دفعہ گواہی دی کہ اللہ کی قسم! یہ جھوٹا ہے۔ جب پانچویں دفعہ گواہی کی باری آئی، اسے کہا گیا اللہ سے ڈر، دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے اور یہ شہادت تجھ پر عذاب کو لازم کردے گی۔ وہ ایک لمحہ کے لیے جھجکی اور کہا میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی تو اس نے پانچویں دفعہ یہ

گواہی دی اگر یہ مرد سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ کا غضب ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں میں تفریق کر دی اور یہ بھی فیصلہ کیا کہ اس کی اولاد کی نسبت کسی باپ کی طرف نہ ہوگی اور ان پانچ گواہیوں کی وجہ سے بچے پر کوئی الزام نہ دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں فیصلہ کیا کہ اس عورت کے لیے کوئی رزق، کوئی رہائش اور عدت نہ ہوگی کیونکہ ان کے درمیان جدائی طلاق اور وفات کے بغیر ہوئی ہے۔(1)

امام بخاری، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر تہمت لگائی کہ اس نے شریک بن سحماء کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گواہی پیش کرو یا تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ جب ہم میں سے کوئی اپنی بیوی پر کسی مرد کو دیکھے تو وہ گواہ تلاش کرنے کے لیے جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے رہے، گواہ پیش کرو ورنہ تیری پشت پر حد جاری کی جائے گی۔ حضرت ہلال نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ ضرور ایسا حکم نازل کرے گا جو میری پشت کو حد سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے تو یہ آیات وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ.......... مِنَ الصّٰدِقِيْنَ نازل کیں۔ نبی کریم ﷺ متوجہ ہوئے۔ دونوں کو بلا بھیجا۔ حضرت ہلال گواہی دینے لگے جب کہ نبی کریم ﷺ یہ کہہ رہے تھے: اللہ جانتا ہے تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ پھر وہ عورت اٹھی اور گواہی دی۔ جب پانچویں دفعہ گواہی دینے کی باری آئی تو صحابہ نے اسے روکا اور کہا یہ تجھ پر (عذاب کو) واجب کر دے گی۔ وہ رکی سر جھکایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ شاید یہ رجوع کر لے گی پھر کہا میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا نہیں کروں گی۔ وہ چلی گئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دیکھنا اگر تو وہ سرمگیں آنکھوں والا بھاری سرین والا اور موٹی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو وہ شریک بن سحماء کا ہوگا۔ تو اس عورت نے ایسا بچہ ہی جنا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر کتاب اللہ کا حکم نہ ہوتا تو میں اس سے نبٹ لیتا۔(2)

امام ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنی بیوی پر الزام لگایا کہ اس نے فلاں مرد کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس الزام کو ناپسند کیا اور اس کو رد کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے دونوں کی طرف پیغام بھیجا اور دونوں کو بلایا، فرمایا: تم دونوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے۔ حضور ﷺ نے مرد کو بلایا اس پر آیات کی تلاوت کی اس نے چار دفعہ یہ گواہی دی: اللہ کی قسم! وہ سچا ہے۔ پھر اسے حکم دیا اور اس کے منہ کو بند کر دیا۔ اسے نصیحت کی اور کہا اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مقابلہ میں ہر شے آسان ہے۔ پھر اسے چھوڑا تو اس مرد نے یہ کہا اگر وہ جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت۔ پھر عورت کو بلایا۔ اس پر آیات کی تلاوت کی۔ اس عورت نے چار گواہیاں دے دیں: اللہ کی قسم! وہ مرد جھوٹا ہے۔ پھر اسے حکم دیا اور بات کرنے سے منع کر دیا۔ اس عورت کو نصیحت کی اور

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 238، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 309 (3179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کہا: تجھ پر افسوس! اللہ کے غضب سے تیرے لیے ہر چیز آسان ہے۔ پھر اسے اجازت دے دی تو اس عورت نے کہا: اگر مرد سچا ہے تو اس (عورت) پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہو۔

امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میری بیوی نے بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے، گویا آپ زمین میں اپنا سر جھکائے ہوئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری بیوی کے بارے میں حکم نازل کیا ہے، اپنی بیوی کو لے آؤ۔ وہ عورت آ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اٹھو اور چار بار گواہی دو۔ وہ مرد اٹھا، اس نے چار بار گواہی دی اللہ کی قسم! وہ سچا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت، تیرے لیے افسوس! یہ گواہی تجھ پر سزا کو واجب کر دے گی۔ تو مرد نے پانچویں دفعہ گواہی دی اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر اس کی بیوی اٹھی۔ اس نے چار دفعہ گواہی دی: اللہ کی قسم! مرد جھوٹا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: ویلک، ویحک یہ گواہی تجھ پر عذاب کو واجب کر دے گی۔ عورت نے پانچویں دفعہ گواہی دی۔ اگر مرد سچا ہے تو اس پر اللہ کا غضب ہو۔ پھر اس مرد سے فرمایا: اب چلا جا تیرا اس عورت پر کوئی حق نہیں ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میرا مال۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے کوئی مال نہیں۔ اگر تو نے اس پر سچا الزام لگایا ہے تو یہ مال اس کا عوض ہے جو تو نے اس سے لطف اٹھالیا۔ اگر تو نے اس پر جھوٹا الزام لگایا ہے تو یہی چیز تجھے اس سے دور کرنے والی ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے دولعان کرنے والوں کے بارے میں پوچھا: کیا ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی؟ جواب دیا سبحان اللہ! ہاں۔ سب سے پہلے جس نے اس بارے میں سوال کیا: وہ فلاں بن فلاں تھا۔ اس نے عرض کی: اس آدمی کے بارے میں بتایئے جو اپنی بیوی کو بدکاری کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اگر بات کرے تو بہت بڑی بات کرتا ہے۔ اگر خاموش رہے تو ایسی بات پر خاموش رہتا ہے۔ تو حضور ﷺ خاموش رہے، اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جب اس کے بعد وہ صحابی حاضر ہوا تو عرض کی: میں نے جس بارے میں پوچھا تھا میں خود اسی میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں اس آیت کو نازل فرمایا وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ .... اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ آپ نے اس آدمی سے گفتگو کا آغاز کیا، اسے نصیحت کی، اسے آخرت یاد دلائی اور بتایا دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے آپ سے جھوٹ نہیں بولا۔ پھر دوسری دفعہ عورت سے گفتگو کی اور نصیحت کی، اسے یاد دلایا اور بتایا کہ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب سے آسان ہے۔ عورت نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! یہ جھوٹا ہے۔ مرد سے گواہی کا سلسلہ شروع کیا۔ اس نے چار دفعہ اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دی کہ وہ سچا ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ پھر آپ ﷺ عورت کی طرف متوجہ ہوئے، اس نے بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ چار دفعہ گواہی دے دی کہ

وہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دی کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم جمعہ کی رات مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ایک انصاری آیا۔ اس نے کہا ہم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اور اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو، اگر بات کرے تو تم اسے کوڑے مارتے ہو۔ اگر خاموش رہے تو غیظ و غضب کی حالت میں خاموش رہتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں نے صحت مندی کی حالت میں صبح کی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ضرور پوچھوں گا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا، عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے کوئی جب اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اسے قتل کر دے تو تم اسے قتل کر دیتے ہو۔ اگر بات کرے تو اسے کوڑے مارتے ہو۔ اگر خاموش رہے تو غیظ و غضب کی حالت میں خاموش رہتا ہے، اے اللہ! فیصلہ فرما، تو لعان والی آیت نازل ہوئی۔ سب سے پہلے وہی سوال کرنے والا اس مصیبت کا شکار ہوا۔(2)

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: عاصم بن عدی کے پاس آئے، عرض کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیجئے ایسے آدمی کے بارے میں بتائیں جو اپنی بیوی کے ساتھ ایک آدمی پاتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے، کیا جواب میں قاتل کو قتل کر دیا جائے گا یا اس کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے گا۔ عاصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے والے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمر ان سے ملے، پوچھا تو نے کیا کہا؟ عاصم نے جواب دیا تو میرے لیے کوئی خیر نہیں لایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کرنے والے پر ناراضگی کا اظہار کیا۔ عویمر نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور ضرور سوال کروں گا۔ وہ حاضر ہوا اور یہ کیفیت پائی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو چکی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کو بلایا اور دونوں کے درمیان لعان کرایا۔ عویمر نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے جانے دیں، تحقیق اس نے اپنے بارے میں جھوٹ بولا ہے۔ تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتانے سے پہلے ہی اسے طلاق دے دی۔ تو یہی واقعہ لعان کرنے والوں کے لیے لعنت بن گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے دیکھنا اگر یہ سیاہ رنگ، موٹی کالی آنکھوں والا اور بڑی سرین والا بچہ جنے تو میرا خیال ہے کہ مرد سچا ہے، اگر وہ سرخ رنگ کا بچہ جنے گویا وہ وحرہ(3) ہے تو میرا خیال ہے کہ مرد جھوٹا ہے۔ تو اس عورت نے ناپسندیدہ کیفیت پر بچہ جنا تھا(4)۔

امام ابو یعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور اسلام میں سب سے پہلے لعان کرنے والا ہلال بن امیہ تھا۔ اس نے شریک بن سحماء پر تہمت لگائی کہ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ بدکاری کی ہے۔ عورت نے معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار گواہ لاؤ ورنہ تیری پشت

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 19، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 421, 22
3۔ ایک سرخ رنگ کا جانور جسے اردو زبان میں ہامنی کہتے ہیں (مترجم)
4۔ سنن ابن ماجہ، باب اللعان، جلد 2، صفحہ 529 (2066)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پر حد جاری کی جائیگی۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اللہ خوب جانتا ہے کہ میں سچا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ایسا حکم ضرور جاری کرے گا جو میری پشت کو کوڑوں سے محفوظ کر دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے اس آدمی کو بلایا، اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دو کہ تو نے اس عورت پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں سچا ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ چار دفعہ گواہی دے دی۔ پھر پانچویں دفعہ کہا تجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر تو اس بات میں جھوٹا ہوگا جو تو نے اس پر بدکاری کی تہمت لگائی ہے۔ تو اس نے اسی طرح کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو بلایا، فرمایا: اٹھو اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دو کہ مرد نے تجھ پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں وہ جھوٹا ہے۔ عورت نے اس بارے میں چار دفعہ گواہی دی۔ پھر پانچویں دفعہ فرمایا: اس نے تجھ پر بدکاری کی جو تہمت لگائی ہے اس میں اگر سچا ہے تو تجھ پر اللہ کا غضب ہو۔ راوی نے کہا جب چوتھی دفعہ یا پانچویں دفعہ گواہی دینے کی باری تھی تو وہ ایک لمحہ خاموش ہوگئی یہاں تک کہ صحابہ گمان کرنے لگے کہ وہ اعتراف کرلے گی۔ پھر اس نے کہا میں ہمیشہ کے لیے اپنی قوم کو ذلیل و رسوا نہیں کروں گی اور گواہی دے دی رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان تفریق کردی۔ فرمایا: دیکھنا اگر وہ گھنگریالے بالوں والا، پتلی پنڈلیوں والا بچہ جنے تو شریک بن سحماء کا ہوگا۔ اگر وہ سفید، سیدھے بالوں والا، چھوٹی آنکھوں والا ہوا تو وہ ہلال بن امیہ کا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل نہ ہو چکا ہوتا تو میں اسے دیکھ لیتا۔

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انصار میں سے بنی زریق کے ایک آدمی نے اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگائی۔ وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے چار دفعہ اس کی بات کو رد کیا تو اللہ تعالیٰ نے لعان والی آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال کرنے والا کہاں ہے؟ اللہ تعالیٰ کی جانب عظیم حکم نازل ہوا۔ مرد نے لعان کے علاوہ ہر چیز کا انکار کیا اور عورت نے بھی اسی قسم کی بات کی۔ دونوں نے لعان کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ عورت زرد رنگ والا، پتلی پنڈلیوں والا، ہٹی ہوئی ہڈیوں والا بچہ جنے تو وہ لعان کرنے والے کا ہوگا۔ اگر وہ سیاہ رنگ والا جیسے خاکستری اونٹ ہوتا ہے تو بچہ کسی اور کا ہوگا۔ تو اس عورت نے خاکستری اونٹ جیسا بچہ جنا۔ حضور ﷺ نے اس بچہ کو منگوایا اور اسے اس کی ماں کے خاندان کے حوالے کر دیا۔ فرمایا: اگر وہ آیات نازل نہ ہوتیں تو اس میں یہ، یہ سزا ہوتی۔

امام بزار نے حضرت حذیفہ بن یمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا: اگر تو ام رومان کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے تو تو اس مرد کے ساتھ کیا کرے گا؟ عرض کی! اللہ کی قسم! میں اس کے ساتھ برا سلوک کروں گا۔ فرمایا: اے عمر! تو اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ عرض کی! اللہ کی قسم! میں اسے قتل کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی سند کے راوی ثقہ ہیں مگر بزار اپنے حافظہ سے روایت کرتے تھے تو بعض اوقات غلطی کر جاتے تھے۔ ابن مردویہ نے اور دیلمی نے اسی سند سے روایت نقل کی ہے: تاہم حضرت عمر کے قول (کُنْتُ قَاتِلَهٗ) کے بعد ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: فرمایا: اے سہیل بن بیضاء! تو کیا کرے گا؟ عرض کی! میں کہوں گا اللہ تعالیٰ نے ابعد پر لعنت کی کہ وہ خبیث

ہے، اللہ تعالیٰ نے بعد ی پر لعنت کی وہ خبیثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تین میں سے پہلے پر لعنت کی ہے جس کے بارے میں خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن بیضاء! تو نے قرآن کے معنی کو سمجھا ہے۔ یہ بزار کے قول سے زیادہ صحیح ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت زید بن نفیع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر سے فرمایا: بتاؤ اگر تم اپنی بیوی کے ہاں کسی مرد کو پاؤ تو اس مرد کے ساتھ کیا کرو گے؟ عرض کی! میں اسے قتل کردوں گا۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا۔ تو حضرت عمر نے بھی حضرت ابوبکر صدیق جیسا جواب دیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جیسے جواب دیئے تو پھر حضور ﷺ نے سہیل بن بیضاء سے فرمایا۔ تو عرض کی! میں کہوں گا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنت کی ہے تو خبیثہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر لعنت کی ہے تو خبیث ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہم تینوں میں سے پہلے پر بھی لعنت کی ہے جس سے یہ واقعہ نکلا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن بیضاء! تو نے قرآن کا صحیح معنی سمجھا ہے۔ اگر اس نے قتل کیا تو جواب میں قاتل کو قتل کردیا جائے گا۔ اگر اس نے تہمت لگائی تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اگر اس نے عورت پر تہمت لگائی تو مرد اس سے لعان کرے گا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے آیت وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنی بیوی پر بدکاری کی تہمت لگاتا ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ یعنی مرد کے پاس اپنی ذات کے علاوہ کوئی ایسے گواہ نہیں جو یہ گواہی دیں کہ اس کی بیوی نے بدکاری کی ہے۔ یہ مسئلہ حکام کے سامنے پیش کیا گیا تو نماز کے بعد مسجد میں خاوند کی گواہی یہ ہوگی کہ وہ چار دفعہ اللہ کے نام کے ساتھ یہ گواہی دے گا: میں اللہ کے نام کے ساتھ گواہی دیتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ اس کی بیوی بدکارہ ہے اور پانچویں دفعہ یہ گواہی دے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یدرؤا کا معنی ہے کہ حکام اس سے حد کو ساقط کردیں گے۔ جب عورت چار بار یہ گواہی دے گی کہ اس کا خاوند جھوٹا ہے عورت خاوند کی جگہ کھڑی ہوگی اور چار دفعہ کہے گی۔ میں اس اللہ کے نام پر شہادت دیتی ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بدکارہ نہیں ہوں اور میرا خاوند جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے گی: اگر اس کا خاوند سچا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اس پر غضب ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر عورت اپنے بارے میں بدکاری کا اقرار کرے گی تو اسے رجم کردیا جائے گا، اگر بدکاری کا انکار کرے تو حد سے بچ جائے گی۔ یہاں عذاب سے مراد دنیا کا عذاب ہے۔ پھر ان کے درمیان تفریق کردی جائے گی اور وہ مطلقہ کی عدت گذارے گی۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ دو لعان کرنے والے کبھی بھی اکٹھے نہیں ہوں گے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لعان رجم سے بڑھ کر ہے۔

عبدالرزاق نے سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ ان دونوں میں سے جو زیادہ جھوٹا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الرجل یجد مع امرأتہ رجلا، جلد 7، صفحہ 73 (12412)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام بزار نے حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے کہ لعان والی آیت زیادہ سوال کرنے کی وجہ سے نازل ہوئی ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے "مکارم الاخلاق" میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ نے کہا: اگر میں اپنی بیوی کو دیکھوں جبکہ اس کے ساتھ کوئی مرد ہو تو میں انتظار کرتا رہوں گا یہاں تک کہ چار آدمی لاؤں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ عرض کی! مجھے اس ذات کی قسم! اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو میں اسے تلوار سے جلدی قتل کرلوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انصار! سنو تو تمہارا سردار کیا کہتا ہے، بیشک سعد غیرت مند ہے، میں سعد سے غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی غیرت مند ہے۔

امام ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب لعان والی آیت نازل ہوئی جس عورت نے کسی قوم پر ایسے آدمی کو داخل کیا جو ان میں سے نہیں تھا (بدکاری کے ذریعہ غیر کی اولاد کو ان میں شامل کیا) تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے کچھ بھی نہیں اور اللہ تعالیٰ اسے کبھی بھی جنت میں داخل نہیں کرے گا۔ اور جس آدمی نے اپنی بیوی اور اولاد کا انکار کیا جبکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کی اولاد ہے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے حجاب فرمائے گا اور اگلوں پچھلوں کی موجودگی میں اسے ذلیل ورسوا کرے گا۔(1)

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

"بیشک جنہوں نے جھوٹی تہمت لگائی ہے وہ ایک گروہ ہے تم میں سے۔ تم اسے اپنے لیے برا خیال نہ کرو۔ بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے لیے۔ ہر شخص کے لیے اس گروہ میں سے اتنا گناہ ہے جتنا اس نے کمایا اور جس نے سب سے زیادہ حصہ لیا ان میں سے (تو) اس کے لیے عذاب عظیم ہوگا۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام بخاری، عبد بن حمید، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ جب سفر پر جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ ڈالتے۔ جس کا قرعہ نکلتا اسے رسول اللہ ﷺ سفر پر ساتھ لے جاتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک غزوہ جس میں حضور ﷺ نے شرکت کی اس میں آپ ﷺ نے قرعہ اندازی کی تو میرے نام قرعہ نکلا۔ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ روانہ ہوئی۔ مجھے میرے ہودج میں ہی بیٹھے ہوئے اونٹ پر سوار کیا جاتا اور اسی میں مجھے نیچے اتارا جاتا۔ ہم چلتے رہے یہاں تک کہ جب رسول اللہ ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوئے، آپ ﷺ لوٹے یہاں تک کہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گئے۔ حضور ﷺ نے ایک رات کوچ کا

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب الفرائض، جلد 3، صفحہ 336 (2743)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اعلان کیا۔ جب لوگوں نے کوچ کا اعلان کیا میں اٹھی، میں چلی یہاں تک کہ لشکر سے دور چلی گئی۔ جب میں قضائے حاجت سے فارغ ہوگئی تو میں اپنے کجاوے کی طرف آئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ظفار گھونگھوں کا میرا ہار ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنا ہار تلاش کرنا شروع کر دیا۔ اس کی تلاش نے مجھے روکے رکھا۔ وہ لوگ آئے جو مجھے ساتھ لے کر چلتے تھے۔ انہوں نے میرا ہودج اٹھایا اور اس اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سفر کرتی تھی۔ صحابہ یہ گمان کرتے تھے کہ میں اس میں موجود ہوں۔ ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں، جسیم نہ ہوتی تھیں۔ عورت علقہ (تھوڑا) کھاتی تھی۔ جب انہوں نے ہودج کو اٹھایا تو اس کے ہلکا ہونے کا احساس نہ کیا۔ میری عمر ابھی تھوڑی تھی۔ صحابہ نے اونٹ اٹھایا اور اسے لے کر چل پڑے۔ جب لشکر چلا گیا تو میرا ہار مجھے مل گیا۔ میں لشکر کے پڑاؤ کی جگہ آ گئی۔ نہ وہاں کوئی بلانے والا اور نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ میں نے اسی جگہ کا قصد کیا جہاں میں نے رات گذاری تھی۔ میرا گمان تھا جب وہ مجھے نہ پائیں گے تو میری طرف آئیں گے۔

میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی، ذکوانی لشکر کے پیچھے تھے۔ وہ رات کو چلتے رہے اور میرے ٹھہرنے کی جگہ صبح کی۔ انہوں نے سونے والے انسان کا سایہ دیکھا۔ وہ میرے پاس آئے۔ جب مجھے دیکھا تو مجھے پہچان لیا۔ انہوں نے حجاب سے پہلے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ جب انہوں نے مجھے پہچان لیا، اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہا تو میں جاگ گئی۔ میں نے اپنی چادر سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا۔ اللہ کی قسم! اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور میں نے اِنَّا لِلّٰهِ کے سوا کوئی کلمہ اس سے نہ سنا۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی اور اونٹنی کے اگلے پاؤں پر قدم رکھا۔ میں سواری پر سوار ہوگئی۔ وہ سواری کی مہار پکڑے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جب وہ دوپہر کے وقت گرمی کی شدت سے پڑاؤ ڈال چکے تھے۔ میرے بارے میں جس نے ہلاک ہونا تھا وہ ہلاک ہوگیا۔

جس نے بہتان لگایا وہ عبداللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ہم مدینہ طیبہ پہنچے، مجھے بخار ہوگیا یہاں تک کہ میں ایک ماہ تک بیمار رہی۔ لوگ بہتان تراشی کرنے والوں کے بارے میں باتیں کرتے مگر مجھے اس کا کچھ احساس نہ تھا۔ جو چیز مجھے شک میں ڈالتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ سے وہ شفقت نہ دیکھتی جو میں اس وقت دیکھا کرتی۔ جب میں بیمار ہوا کرتی آپ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے، فرماتے تیرا کیا حال ہے۔ پھر چلے جاتے۔ یہ چیز مجھے شک میں ڈالتی اور مجھے کسی غلط بات کا احساس نہ ہوتا۔ جب میں کمزور ہوگئی تو میں قضائے حاجت کے لیے مناصع کی طرف باہر گئی۔ یہ جگہ ہماری قضائے حاجت کے لیے ہوتی تھی جبکہ ام مسطح میرے ساتھ تھی۔ ہم رات کے وقت نکلتیں پھر اگلی رات جاتیں۔ یہ واقعہ اس دور سے پہلے کا ہے جب ہم نے اپنے گھروں کے قریب قضائے حاجت کے لیے جگہ بنائی۔ قضائے حاجت کے بارے میں ہمارا طرز عمل بھی پہلے والے عربوں کا سا تھا۔ اپنے گھروں کے قریب لیٹرین بنانا ہمارے لیے پریشانی کا باعث ہوتا تھا۔ میں اور ام مسطح گئیں۔

میں اور ام مسطح گھر کی طرف آ رہی تھیں جبکہ ہم نے اپنے کپڑے نیچے لٹکائے ہوئے تھے۔ ام مسطح کا پاؤں چادر میں اڑ گیا اور وہ گر گئی۔ اس نے کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے اس سے کہا تو نے کتنی بری بات کہی ہے، تو اس آدمی کو گالی دے رہی ہے جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا۔ تو ام مسطح نے کہا اے بھولی بھالی! کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو اس نے کہی ہے؟ میں نے پوچھا اس نے کیا

کہا ہے؟ ام مسطح نے تہمت لگانے والوں کی تمام بات مجھے بتادی۔ میری بیماری پہلے سے بھی بڑھ گئی۔

جب میں اپنے گھر لوٹی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے سلام فرمایا۔ پھر پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کی کیا آپ ﷺ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے ہاں چلی جاؤں؟ اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ میں ان سے اس خبر کے بارے میں یقین حاصل کرلوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا رسول ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں اپنے والدین کے ہاں آگئی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا اے ماں! یہ لوگ کیا باتیں کررہے ہیں؟ والدہ نے کہا اے بیٹی! پریشان نہ ہو اللہ کی قسم! بہت ہی کم کوئی ایسی عورت ہوگی جو خوبصورت ہو، اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، وہ اس بارے میں باتیں نہ کریں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! کیا لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟ میں ساری رات روتی رہی یہاں تک کہ میں نے صبح کردی۔ نہ میرے آنسو تھمے اور نہ ہی مجھے نیند آئی۔ صبح میں پھر رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت اسامہ بن زید کو بلایا تاکہ اپنے گھر والوں کی جدائی کے بارے میں مشورہ لیں کیونکہ وحی نہیں آرہی تھی۔ جہاں تک اسامہ کا تعلق ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وہی برأت کا مشورہ عرض کیا جو وہ حضور ﷺ کے خاندان کے بارے میں جانتے تھے اور جو وہ اپنے دل میں محبت کے بارے میں جانتے تھے۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ وہ آپ کے گھر والے ہیں اور ہم ان کے بارے میں بھلائی ہی جانتے ہیں۔ جہاں تک حضرت علی بن ابی طالب کا تعلق ہے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تنگی میں مبتلا نہیں کیا، اس کے علاوہ بھی عورتیں بے شمار ہیں۔ اگر آپ لونڈی سے پوچھیں تو وہ آپ کو سچ سچ بتادے گی۔ حضور ﷺ نے حضرت بریرہ کو بلایا، فرمایا اے بریرہ! کیا تو نے عائشہ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جو تجھے شک میں ڈالے بریرہ نے عرض کی نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! میں نے اس میں اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں دیکھی جس پر میں اس پر ناراض ہوتی کہ وہ ایک کم عمر لڑکی ہے۔ وہ اپنے گھر والوں کا کھانا پکانے کے لیے آٹا گوندھ کر سوجاتی ہے، بکری آتی ہے تو اسے کھا جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ ایک روز کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی نے جو کچھ کہا ہے اس پر حجت پیش کی۔ آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ فرمایا اے مسلمانو! میرے ساتھ اس آدمی کے بارے میں کوئی انصاف کرے گا جس سے مجھے میرے گھر والوں کے بارے میں اذیت پہنچی ہے؟ اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی جانتا ہوں۔ انہوں نے جس آدمی کے بارے میں ذکر کیا ہے میں اس کے بارے میں بھی خیر ہی جانتا ہوں۔ وہ میرے گھر میرے ساتھ ہی جاتا تھا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری اٹھے، عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میں اس کے ساتھ آپ کے معاملہ میں انصاف کرتا ہوں۔ اگر وہ قبیلہ اوس سے ہے تو میں اس کی گردن اڑادوں گا۔ اگر وہ ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں، ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اٹھے جو خزرج کے سردار تھے۔ وہ اس سے قبل بڑے صالح آدمی تھے لیکن انہیں عصبیت نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ حضرت سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا تو اسے نہ قتل کرے گا نہ قتل کی طاقت رکھتا ہے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھے جو حضرت سعد کے چچازاد بھائی تھے، سعد بن عبادہ

سے کہا تو نے جھوٹ بولا، ہم ضرور اسے قتل کریں گے۔ تو منافق ہے اور منافقوں کی طرف داری کرتا ہے۔ اوس و خزرج دونوں قبیلے بھڑک اٹھے یہاں تک کہ انہوں نے باہم لڑنے کا ارادہ کر لیا جبکہ رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں چپ کراتے رہے یہاں تک کہ وہ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔

میں اس دن روتی رہی، نہ میرے آنسو رکتے اور نہ ہی مجھے نیند آتی۔ میرے والدین میرے پاس رہے۔ میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی، نہ میں سوتی اور نہ ہی میرے آنسو رکتے۔ میرے والدین خیال کرتے کہ یہ رونا میرے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اس اثنا میں کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے جبکہ میں روئے جارہی تھی انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ میرے پاس بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم سب اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے پھر بیٹھ گئے۔ میرے بارے میں جب سے باتیں ہو رہی تھیں اس وقت سے حضور ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جبکہ ایک ماہ ہو گیا تھا۔ میرے بارے میں کوئی وحی بھی نازل نہ ہوئی تھی جبکہ آپ بیٹھے تو کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا اے عائشہ! تیرے بارے میں مجھے یہ، یہ باتیں پہنچی ہیں۔ اگر تو ان سے بری ہے تو اللہ تعالیٰ تیری برأت کا اظہار کر دے گا۔ اگر تجھ سے گناہ ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر و اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو کیونکہ بندہ جب گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی گفتگو مکمل کر چکے تو میرے آنسو خشک ہو گئے یہاں تک کہ مجھے محسوس تک نہ ہوا کہ کبھی آنکھوں میں آنسو بھی تھے۔ میں نے اپنے والد سے عرض کیا میری طرف سے جواب دیں۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں کچھ نہیں جانتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتی کہ رسول اللہ ﷺ کو کیا جواب دوں۔ میں اس وقت نوعمر تھی۔ قرآن حکیم زیادہ نہیں پڑھتی تھی۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! میں جانتی ہوں کہ تم نے یہ بات کی ہے یہاں تک کہ تمہارے دلوں میں راسخ ہو چکی ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کی ہے۔ اگر میں تمہیں کہوں کہ میں بری ہوں جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے۔ اگر میں تمہارے سامنے اس کا اعتراف کر لوں جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق کرو گے۔ میں اپنے اور تمہارے لیے سوائے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول کے کوئی شان نہیں پاتی۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ﴿۱۸﴾ (یوسف) پھر میں نے رخ پھیر لیا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ میں جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری برأت کا اظہار کرے گا لیکن اللہ کی قسم! مجھے گمان تک نہیں تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنے آپ کو اس سے حقیر جانتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسا کلام کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ لیکن میں یہ امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ خواب دیکھیں گے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ میری برأت کا اعلان کر دے گا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ اسی مجلس میں تشریف فرما تھے اور گھر والوں میں سے کوئی آدمی بھی وہاں سے نہیں گیا تھا کہ حضور ﷺ پر وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور وحی کے وقت جو کیفیت ہوتی تھی وہ کیفیت طاری ہو گئی۔ جب کلام آپ پر نازل کیا جارہا ہوتا تھا اس

کے بوجھ کی وجہ سے سخت سردی میں بھی چاندی کے منکوں کی طرح پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آپ مسکرا رہے تھے۔ حضور ﷺ نے سب سے پہلے جو گفتگو کی وہ یہ تھی اے عائشہ! تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیری برأت بیان کی ہے۔ میری ماں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی طرف اٹھو۔ میں نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں اٹھوں گی اور نہ ہی شکریہ ادا کروں گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گی جس نے میری برأت کا حکم نازل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے دس آیات کو نازل فرمایا۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت کے بارے میں آیات نازل کردیں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں مسطح پر کوئی مال خرچ نہ کروں گا اس وجہ سے کہ اس نے جو عائشہ کے بارے میں باتیں کی ہیں جبکہ پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت مسطح کی مدد کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ (النور:22) نازل کی تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا اللہ کی قسم! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے۔ تو حضرت مسطح پر پہلے جو مال خرچ کرتے تھے وہ جاری کردیا رسول اللہ ﷺ زینب بنت جحش سے میرے بارے میں پوچھتے تھے، فرمایا: اے زینب! تو کیا جانتی ہے اور کیا دیکھتی ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے کان اور آنکھ نہ رہے، میں تو بھلائی ہی جانتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ازواج مطہرات میں سے یہی میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے تقویٰ کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اس کی بہن حمنہ اس کے لیے لڑتی رہی تو بہتان لگانے والے برباد ہوگئے۔ (1)

امام بخاری، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب میرے بارے میں باتیں کی گئیں جبکہ مجھے اس کا علم نہ تھا، رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے لوگو! مجھے ان لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میرے گھر والوں پر تہمت لگائی ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے گھر والوں کے بارے میں کوئی برائی نہیں جانتا۔ انہوں نے اس آدمی پر تہمت لگائی ہے اللہ کی قسم! میں اس کے بارے میں بھی بری بات سے آگاہ نہیں ہوا۔ وہ میرے گھر میں اس وقت داخل ہوا جب میں اپنے گھر میں موجود تھا۔ وہ سفر میں غائب نہیں ہوا مگر میرے ساتھ ہی غائب ہوا۔ حضرت سعد بن معاذ اٹھے۔ عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان کی گردنیں اڑا دوں۔ بنوخزرج میں سے ایک آدمی اٹھا۔ حسان بن ثابت کی والدہ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! تو نے جھوٹ بولا۔ اللہ کی قسم! اگر وہ لوگ اوس سے ہوتے تو تو ان کی گردنیں اڑاتا۔ قریب تھا کہ مسجد کی اطراف میں اوس وخزرج کے درمیان میں جنگ چھڑ جاتی جبکہ مجھے اس کا کوئی علم نہ تھا۔

جب اس دن کی شام ہوگئی، میں طبعی حاجت کے لیے باہر گئی جبکہ میرے ساتھ ام مسطح بھی تھی۔ ام مسطح لڑکھڑا کر گر پڑی اور یہ کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا اے ماں! تو اپنے بیٹے کو گالیاں دیتی ہے؟ وہ خاموش ہوگئی پھر دوبارہ لڑکھڑائی تو اس نے پھر

1۔ صحیح بخاری، باب حدیث الافک، جلد 3، صفحہ 24، المطبعۃ المیمنہ مصر

8 کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا اے ماں! تو اپنے بیٹے کو بددعائیں دیتی ہے۔ وہ تیسری دفعہ گری اور کہا مسطح برباد ہو۔ میں نے اسے جھڑکا۔ اس نے کہا میں اسے برا بھلا نہیں کہہ رہی مگر تیری وجہ سے میں کہہ رہی ہوں۔ میں نے کہا میری کوئی وجہ ہے؟ تو اس نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ میں نے کہا بات اسی طرح ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! بات اسی طرح ہے۔

میں اپنے گھر لوٹی گویا جس کام کے لیے نکلی تھی۔ اس میں سے تھوڑا یا زیادہ نہ پاتی تھی۔ مجھے بخار زیادہ ہو گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: مجھے میرے والد کے گھر بھیج دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام کو میرے ساتھ بھیج دیا، گھر میں داخل ہوئی۔ میں نے ام رومان کو نیچے پایا جبکہ حضرت ابوبکر اوپر والے مکان میں تھے جو قرآن حکیم پڑھ رہے تھے۔ میری ماں نے مجھ سے پوچھا بیٹی کیوں آئی ہو؟ میں نے بتایا اور سارا واقعہ ذکر کر دیا۔ مجھے اس بارے میں تکلیف پہنچی تھی، اسے ایسی صورت حال پیدا نہ ہوئی۔ اس نے کہا اے بیٹی! معاملہ کو ہلکا لو۔ اللہ کی قسم! بہت کم ایسا ہوا ہے کہ ایک عورت خوبصورت ہو، اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، اس سے حسد تو کیا جاتا ہے اور اس کے بارے میں باتیں تو کی جاتیں ہیں۔

میں نے پوچھا میرے والد کو اس بارے میں علم ہے؟ ماں نے جواب دیا علم ہے۔ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم ہے؟ فرمایا ہاں۔ میں رونے لگی میرے والد ابوبکر نے میری آواز سن لی جبکہ وہ اوپر قرآن حکیم پڑھ رہے تھے۔ وہ نیچے اترے۔ میری ماں سے پوچھا کیا بات ہے؟ اس نے جواب دیا اس کے بارے میں جو باتیں کی جارہی ہیں ان کی خبر اس تک پہنچ چکی ہے۔ اس وجہ سے یہ رو رہی ہے۔ تو حضرت ابوبکر نے فرمایا اے بیٹی! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر چلی جا تو میں گھر واپس آ گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لائے میری خادمہ سے میرے بارے میں پوچھا۔ اس نے عرض کی: اللہ کی قسم! میں اس میں کوئی عیب نہیں دیکھتی سوائے اس کے کہ یہ سو جاتی ہے، بکری گھر میں داخل ہوتی ہے اور اس کے خمیر اور آٹے کو کھا جاتی ہے۔ اس خادمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض صحابہ نے ڈانٹا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی بات کر دیہاں تک کہ اسے نیچے گرا دیا۔ خادمہ نے کہا سبحان اللہ! میں اس کے بارے میں اتنا جانتی ہوں جو سنار سرخ سونے کی ڈلی کے بارے میں جانتا ہے۔ جس آدمی کے بارے میں یہ بات کی گئی تھی اس تک یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا سبحان اللہ! اللہ کی قسم! میں نے تو آج تک کسی عورت کا پردہ تک نہیں ہٹایا۔ حضرت عائشہ نے کہا: وہ صحابی شہادت کی موت مرے۔ میرے والدین میرے پاس رہنے لگے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جبکہ آپ عصر کی نماز پڑھ چکے تھے۔ پھر داخل ہوئے جبکہ میرے والدین میری دائیں بائیں جانب موجود تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا: اے عائشہ! اگر تجھ سے گناہ ہوا ہے یا تو نے ظلم کیا ہے تو اللہ سے توبہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: انصار میں سے ایک عورت آئی۔ وہ دروازہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے عرض کیا کیا آپ اس عورت کے سامنے کوئی چیز ذکر کرنے سے نہیں رکیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلقین کی میں اپنے باپ کی طرف متوجہ ہوئی اور عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا: میں کیا جواب دوں؟ پھر میں اپنی ماں کی طرف متوجہ ہوئی۔ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دیجیے۔ ماں نے کہا میں کیا جواب دوں؟ جب دونوں نے کوئی جواب نہ

دیا تو میں نے کلمہ شہادت پڑھا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی۔ پھر میں نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں تمہارے سامنے یہ کہوں کہ میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا تو تمہارے نزدیک یہ بات مجھے نفع نہ دے گی کیونکہ تم یہ باتیں کر چکے ہو اور تمہارے دلوں میں یہ راسخ ہو چکی ہیں۔ اگر میں کہوں کہ میں نے ایسا کیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میں نے ایسا عمل نہیں کیا تو تم کہو گے اس نے اپنے اوپر جرم کو تسلیم کر لیا ہے، اللہ کی قسم! میں اپنے لیے اور تمہارے لیے کوئی مثال نہیں پاتی مگر ابو یوسف علیہ السلام کی مثال، میں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام یاد کرنا چاہا مگر میں اس پر قادر نہ ہوئی، جب انہوں نے کہا تھا فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ (یوسف: 18) اسی لمحہ حضور ﷺ پر وحی شروع ہو گئی۔ ہم سب خاموش ہو گئے پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرے سے خوشی کے آثار پہچان لیے تھے جبکہ آپ ﷺ اپنی پیشانی پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: اے عائشہ! خوش ہو، اللہ تعالیٰ نے تیری برأت کا اعلان کر دیا ہے۔ مجھے سخت غصہ تھا۔ میرے والدین نے کہا حضور ﷺ کی طرف اٹھو میں نے کہا میں نہ آپ ﷺ کے لیے اٹھوں گی اور نہ ہی آپ ﷺ کی تعریف کروں گی۔ میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کروں گی جس نے میری برأت کو نازل فرمایا۔ تم سب نے باتیں سنیں نہ تم نے اس کا انکار کیا اور نہ غیرت کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ کہا کرتی تھیں جہاں تک حضرت زینب بنت جحش کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اسی کے دین کی وجہ سے محفوظ رکھا۔ اس نے اچھی ہی بات کی۔ جہاں تک اس کی بہن حمنہ کا تعلق ہے تو وہ بھی دوسرے ہلاک ہونے والوں کی طرح ہلاک ہو گئی۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں حضرت مسطح، حضرت حسان بن ثابت، عبداللہ بن ابی منافق یہی اس کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتا اور لوگوں کو جمع کرتا اسی کا سب سے زیادہ کردار تھا اور حمنہ نے یہ گفتگو کی۔ حضرت ابو بکر صدیق نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح کو کبھی بھی کوئی نفع نہ پہنچائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آیت وَ لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ (النور: 22) نازل فرمائی۔ اس میں صاحب فضل سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور اولی القربیٰ اور مساکین سے مراد مسطح ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کیوں نہیں ہم یہ پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بخش دے پھر جسطرح پہلے احسان کرتے تھے اسی طرح احسان کرنا شروع کر دیا۔ (1)

امام احمد، امام بخاری، سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھی تھی کہ ایک عورت آئی۔ اس نے کہا اللہ تعالیٰ اس کے بیٹے کے ساتھ یہ سلوک کرے۔ حضرت عائشہ نے پوچھا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیوں ایسا کرے؟ اس عورت نے کہا وہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے باتیں کی ہیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کونسی بات؟ اس عورت نے کہا یہ یہ بات۔ میں نے پوچھا یہ باتیں رسول اللہ ﷺ کو پہنچ چکی ہیں؟ اس عورت نے بتایا جی ہاں۔ میں نے پوچھا ابو بکر کو بھی؟ اس عورت نے کہا جی ہاں۔ حضرت عائشہ بے ہوش ہو کر گر پڑیں۔ انہیں بے ہوشی سے افاقہ نہیں ہوا مگر انہیں سخت بخار ہو چکا تھا۔ شاید اسی بات کی وجہ سے بخار ہوا تھا۔ کہا حضرت عائشہ اٹھ کر بیٹھ گئیں، کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم اٹھاؤں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اگر میں تمہارے

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 104، المطبعۃ المیمنہ مصر

سامنے اس پر معذرت پیش کروں تو تم میری معذرت تسلیم نہیں کرو گے۔ میری اور تمہاری مثال حضرت یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں جیسی ہے وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ (یوسف) رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر بھی تھے۔ وہ گھر میں داخل ہوئے فرمایا: اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا: اللہ تعالیٰ کی حمد نہ کہ آپ ﷺ کی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا: کیا تو یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کہہ رہی ہے؟ عرض کی جی ہاں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا باتیں کرنے والوں میں سے ایک ایسا آدمی تھا جس کی کفالت حضرت ابوبکر صدیق کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے قسم اٹھادی کہ میں اس کے ساتھ حسن سلوک نہیں کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل فرمائی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کیوں نہیں۔ بعد میں اس کے ساتھ حسن سلوک کا سلسلہ جاری رکھا۔

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی کرتے۔ غزوۂ بنی مصطلق میں قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا۔ جب آدھی رات ہوئی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے باہر گئیں ان کا ہار گلے سے نکل گیا۔ وہ اس کی تلاش میں گئیں۔ مسطح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان میں بطور یتیم پرورش پا رہا تھا۔ جب حضرت عائشہ واپس آئیں تو لشکر نہ پایا۔ صفوان بن معطل سلمی لوگوں سے پیچھے رہتے تھے۔ وہ کوئی پیالہ، تھیلا اور برتن پاتے تو اسے اٹھا لیتے۔ انہوں نے کیا دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ صفوان نے اپنا چہرہ ان سے دوسری طرف کر دیا۔ پھر اپنا اونٹ حضرت عائشہ کے قریب کیا اور لشکر تک جا پہنچے۔ لوگوں نے باتیں بنائیں اور کہا جو کچھ کہا پھر تمام واقعہ بیان کیا۔

رسول اللہ ﷺ دروازہ پر تشریف لاتے، پوچھتے تمہارا کیا حال ہے؟ یہاں تک کہ ایک روز تشریف لائے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی اللہ کی حمد نہ کہ آپ ﷺ کی۔ میرے بارے میں دس آیات نازل فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسطح، حمنہ اور حسان پر حد قذف جاری کی۔

امام ابن مردویہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر پر روانہ ہوتے تو اپنی کسی زوجہ کو بھی ساتھ لے جاتے۔ حضرت عائشہ کو سفر پر ساتھ لیا۔ آپ کے لیے ایک کجاوہ مخصوص تھا۔ اس کجاوے پر لوگ معین تھے جو اسے اونٹ پر رکھتے اور نیچے رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے پچھلی رات کو پڑاؤ ڈالا۔ حضرت عائشہ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئیں اور دور چلی گئیں اور اندازہ نہ ہوا۔ نبی کریم ﷺ اور دوسرے لوگ بیدار ہوئے پھر کوچ کیا وہ لوگ جو ہودج کو اونٹ پر رکھتے آئے، اسے اونٹ پر باندھ دیا۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ اس میں نہیں۔ یہ لوگ چلے گئے۔ حضرت عائشہ آئیں دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اور لوگ جا چکے ہیں۔ وہ اس جگہ بیٹھ گئیں۔ ایک انصاری جس کا نام صفوان بن معطل تھا۔ جا گا یہ عورتوں سے شادی نہیں کرتا تھا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے قریب آیا جبکہ اس کا اونٹ ان کے ساتھ تھا۔ جب حضرت عائشہ کو دیکھا جبکہ چھوٹی عمر سے ہی انہیں پہچانتا تھا۔ کہا ام المومنین اور اپنا منہ دوسری طرف

کرلیا۔ انہیں اپنے اونٹ پر سوار کیا۔ پھر اونٹ کی لگام پکڑی اور آگے چلتے رہے یہاں تک کہ لوگوں تک جا پہنچے۔

نبی کریم ﷺ پڑاؤ ڈال چکے تھے جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نہ پایا۔ لوگوں نے باتیں بنائیں جو نبی کریم ﷺ تک جا پہنچیں۔ یہ بات حضور ﷺ پر شاق گزری۔ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے علیحدگی اختیار کرلی اور ان کے بارے میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اسے رہنے دیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس میں کوئی نیا حکم دے۔ حضرت علی بن ابی طالب نے کہا عورتیں بے شمار ہیں۔ حضرت عائشہ ایک رات عورتوں کے ساتھ باہر گئیں۔ ام مسطح کا پاؤں پھسلا تو اس نے کہا مسطح برباد ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی ہے۔ ام مسطح نے کہا کیا آپ جانتی نہیں کہ مسطح نے کیا کہا ہے اور سب بات بتادی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح کو اپنا مال دیا کرتے، اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے اور نیکی کرتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھادی کہ اسے کچھ بھی نہ دیں گے تو سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو حکم دیا کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جائیں اور انہیں بشارت دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق آئے اور انہیں ان کی پاک دامنی کی خبر دی اور یہ بھی بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیات نازل فرمائی ہیں۔ حضرت عائشہ نے کہا اللہ کی حمد نہ آپ کی، نہ آپ کے صاحب کی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اپنی سند سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں میں تین دفعہ قرعہ اندازی کرتے۔ جس کے نام قرعہ نکلتا اسے سفر پر ساتھ لے جاتے۔ جب حضور ﷺ غزوۂ بنی مصطلق کے لیے تشریف لے گئے تو حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما کے نام نکلا۔ حضور ﷺ نے دونوں کو ساتھ لیا۔ ابھی لوگ راستہ میں ہی تھے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کجاوہ ایک طرف جھک گیا۔ لوگوں نے اونٹ بٹھایا تاکہ اس کے کجاوے کو درست کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کا ارادہ رکھتی تھیں۔ جب انہوں نے اپنے اونٹ بٹھائے۔ حضرت عائشہ نے کہا میں نے اپنے دل میں سوچا جتنے وقت میں یہ کجاوہ درست کرتے ہیں میں قضائے حاجت سے فارغ ہو آتی ہوں۔ میں کجاوے سے اتری لیکن صحابہ کو اس کا احساس نہ ہوا۔ میں بے آباد جگہ گئی تو میرا ہار ٹوٹ گیا۔ اس ہار کو جمع کرنے اور لڑی میں پرونے میں رکی رہی۔ لوگوں نے اپنے اونٹ اٹھائے اور چلے گئے۔ ان کا خیال تھا کہ میں کجاوے میں ہوں۔ میں نکلی تو کسی کو نہ دیکھا۔ میں ان کے پیچھے چلی یہاں تک کہ میں تھک گئی۔ میں نے اپنے دل میں سوچا لوگ مجھے نہ پائیں گے تو میری تلاش میں واپس آئیں گے۔ میں راستہ پر کھڑی ہوگئی میرے پاس صفوان بن معطل گزرے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے یہ سوال کیا تھا کہ ان کی ڈیوٹی ساقہ (ہانکنے والے یا پیچھے چلنے والے) پر لگا دیں۔ حضور ﷺ نے ان کی ڈیوٹی اس پر لگادی۔ جب لوگ چلتے تو یہ نماز پڑھتے رہتے۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے چلتے۔ لوگوں سے جو چیز گر جاتی اسے اٹھا لیتے یہاں تک کہ اس کے

مالک تک پہنچاتے۔ حضرت عائشہ نے کہا جب وہ میرے پاس سے گذرے تو مجھے مرد گمان کیا، کہا اے سونے والے! اٹھو کیونکہ لوگ تو چلے گئے ہیں۔ میں نے کہا میں مرد نہیں ہوں میں عائشہ ہوں۔ تو حضرت صفوان بن معطل نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ پھر اپنا اونٹ بٹھایا اس کا گھٹنہ باندھا پھر مجھ سے دور ہو گیا کہا اے ماں! اٹھو اور سوار ہو جاؤ۔ جب سوار ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا۔ حضرت عائشہ نے کہا میں سوار ہو گئی، وہ واپس آئے، ڈھنگا کھولا، اپنا اونٹ اٹھایا اور اونٹ کی لگام پکڑی۔ حضرت عمر نے کہا اس نے حضرت عائشہ سے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ کو رسول اللہ ﷺ تک لے آیا۔

حضرت عبداللہ بن ابی ابن سلول نے لوگوں سے اس بارے میں باتیں کیں۔ کعبہ کے رب کی قسم! اس نے خوب اس بات کو عام کیا۔ اس مسئلہ میں اس کی مدد حضرت حسان بن ثابت، حضرت مسطح بن اثاثہ اور حضرت حمنہ نے کی۔ پورے لشکر میں یہ بات عام ہو گئی اور بات حضور ﷺ کو بھی پہنچ گئی۔ یہ بات حضور ﷺ کے دل میں ہی رہی یہاں تک کہ تمام لوگ مدینہ طیبہ پلٹ آئے۔ عبداللہ بن ابی منافق نے اس بات کو مدینہ طیبہ میں بھی خوب عام کیا جو رسول اللہ ﷺ کے لیے بڑا شاق گذرا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک روز ام مسطح میرے پاس آئی۔ اس نے مجھے دیکھا کہ میں قضائے حاجت کے لیے جانا چاہ رہی ہوں۔ اس نے ایک لوٹا نما برتن لیا جس میں پانی تھا۔ وہ برتن گر گیا تو ام مسطح نے کہا مسطح برباد ہو۔ حضرت عائشہ نے اس سے کہا سبحان اللہ! ایسے آدمی کو گالی دے رہی ہو جو بدری ہے جبکہ وہ تیرا بیٹا بھی ہے؟ ام مسطح نے اس سے کہا تجھ پر قیامت گزر گئی اور تجھے کچھ خبر نہیں اور تمام واقعہ بتا دیا۔ حضرت عائشہ نے کہا جب اس نے مجھے بات بتائی تو مجھے بخار ہو گیا اور مجھے قضائے حاجت کا خیال ہی نہ رہا۔

حضرت عائشہ نے کہا میں اس سے قبل حضور ﷺ کی طرف سے کچھ سختی دیکھتی تھی لیکن نہ جانتی تھی کہ یہ سختی کیوں ہے۔ جب ام مسطح نے مجھے بتایا تو مجھے پتہ چل گیا کہ اس سختی کی وجہ یہ ہے۔ جب حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو میں نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے میکے چلی جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: چلی جاؤ۔ حضرت عائشہ حضور ﷺ کے کاشانہ سے نکلیں یہاں تک کہ اپنے والد کے پاس آئیں حضرت ابو بکر صدیق نے پوچھا کیا بات ہے؟ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا ہے تو حضرت ابو بکر نے فرمایا: تجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھر سے نکال دیا اور میں تجھے پناہ دوں گا اللہ کی قسم! میں تجھے اس وقت تک پناہ نہیں دوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ حکم نہ دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پناہ دینے کا حکم دے دیا۔ حضرت ابو بکر نے حضرت عائشہ سے فرمایا: اللہ کی قسم! دور جاہلیت میں بھی ہمارے بارے میں ایسی بات نہیں کہی گئی تو اب یہ کیسے ہو سکتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت سے نوازا ہے۔ حضرت عائشہ، ان کی والدہ ام رومان، حضرت ابو بکر اور عبدالرحمٰن روئے اور ان کے ساتھ گھر کے دوسرے افراد بھی رونے لگے۔

یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی، آپ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: اے لوگو! جس نے مجھے اذیت دی ہے اس کے ساتھ کون میرے بارے میں انصاف کرے گا؟ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھے، اپنی تلوار کو سونت لیا۔ عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی جانب سے اس سے انصاف کروں گا۔ اگر تو وہ اس کے قبیلہ سے

ہے تو میں اس کا سر لے آتا ہوں۔ اگر وہ خزرج سے ہے تو آپ ہمیں حکم دیں۔ سعد بن عبادہ اٹھ کھڑے ہوئے، کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ اللہ کی قسم! تو اس کو قتل کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ تم نے یہ اس لیے پسند کیا ہے کیونکہ ہمارے اور تمہارے درمیان دور جاہلیت میں دشمنی تھی۔ ایک نے پکارا: اے اوس! دوسرے نے کہا اے خزرج! وہ جوتوں، پتھروں اور طمانچوں سے ایک دوسرے کو مارنے لگے۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھے، کہا تم کیوں الجھ رہے ہو۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیں تو ہم اس پر عمل کریں گے خواہ کسی کی ناک خاک آلود ہو۔

حضرت جبرئیل امین آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی منبر پر جلوہ افروز تھے۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہ آیت تلاوت کر کے سنائی جو جبرئیل امین لائے تھے: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا (الحجرات:9) تو لوگ چیخنے لگے: اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے ہم اس پر راضی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی طرف اٹھے، ایک دوسرے سے چمٹ گئے، ایک دوسرے کو آوازیں دیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اتر آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں وحی میں دیر ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی شیر خدا، حضرت اسامہ بن زید اور بریرہ کو بلا بھیجا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے بارے میں مشورہ کرتے تو حضرت علی اور حضرت اسامہ بن زید کے علاوہ کسی اور سے نہ کرتے۔ حضرت اسامہ کے ساتھ مشورہ حضرت زید بن ثابت کی شہادت کے بعد ایسا ہوا۔ حضرت علی سے فرمایا: تم حضرت عائشہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جو لوگ باتیں کر رہے ہیں اس سے مجھے سخت دکھ ہوا ہے۔ حضرت علی نے عرض کی! یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں نے باتیں کیں، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اُسے طلاق دینا حلال ہو چکا ہے۔ حضرت اسامہ سے فرمایا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت اسامہ نے عرض کی! سبحان اللہ ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کریں۔ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔ حضرت بریرہ سے پوچھا اے بریرہ! تو کیا کہتی ہے؟ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! میں تو آپ کے گھر والوں کے بارے میں بھلائی ہی جانتی ہوں سوائے اس کے کہ وہ بہت زیادہ سونے والی ہے، وہ سو جاتی ہے یہاں تک بکری آتی ہے اور اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور اس کے بارے میں خبر دے دیتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے چلے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکان پر آئے اور حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئے فرمایا: اگر تو نے ایسا کیا ہے تو مجھے بتا دو یہاں تک کہ میں تیرے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بخشش طلب کروں۔ حضرت عائشہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس بارے میں کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب نہ کروں گی۔ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے نہ بخشے۔ میری اور تمہاری مثال حضرت ابو یوسف جیسی ہے، افسوس کی وجہ سے مجھے حضرت یعقوب کا نام بھول گیا، انہوں نے عرض کیا تھا اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴿۸۶﴾ (یوسف)۔

اسی اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ سے بات چیت کر رہے تھے کہ جبرئیل امین وحی لے کر نازل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غنودگی طاری ہو گئی۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ فرمایا: اے عائشہ اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کے بارے میں حکم نازل کیا ہے۔ تو حضرت عائشہ نے کہا: اللہ کی تعریف نہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

حضور ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ پر سورۂ نور کی ان آیات تک آیات کو تلاوت کیا جن میں حضرت عائشہ کی پاک دامنی اور برأت کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر چلو تو حضرت عائشہ صدیقہ حضور ﷺ کے کاشانہ کی طرف چل پڑیں۔ رسول اللہ ﷺ مسجد کی طرف گئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو بلایا۔ انہوں نے لوگوں کو جمع کیا پھر حضور ﷺ نے انہیں وہ آیات سنائیں جن میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کا ذکر تھا۔ حضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اسے لایا گیا حضور ﷺ نے اس پر دو حدیں جاری کیں۔ حضرت حسان، حضرت مسطح اور حضرت حمنہ کی طرف آدمی بھیجا انہیں سخت کوڑے مارے گئے اور ان کی گردنوں میں ضربیں لگائیں۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: جس نے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات پر تہمت لگائی اس پر دو حدیں ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق نے مسطح کی طرف پیغام بھیج دیا: میں کبھی بھی تیرے ساتھ ایک درہم کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کروں گا اور نہ ہی کبھی احسان کروں گا۔ پھر حضرت ابوبکر نے اسے دھتکار دیا اور اپنے گھر سے نکال دیا۔ تو سورۂ نور کی آیت نمبر 22 نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا: جب قرآن تیرے بارے میں مجھے حکم دیتا ہے تو میں تجھ پر پہلے سے دگنا احسان کروں گا۔

عبداللہ بن ابی کی بیوی بھی اس کے ساتھ منافق تھی تو قرآن حکیم نازل ہوا اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ (نور: 26) یعنی عبداللہ کی منافق بیوی عبداللہ منافق کے لیے اور عبداللہ منافق اس کی منافق بیوی کے لیے اور حضرت عائشہ اور دوسری ازواج مطہرات نبی کریم ﷺ کے لیے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابومیسر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت، عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیری پاک دامنی کا حکم نازل فرمایا۔ عرض کی: اللہ کی تعریف کرتی ہوں، آپ کی تعریف نہیں کرتی۔ رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے پاس سے نکلے اور عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ اس پر دو حدیں جاری کیں۔ مسطح اور حمنہ کی طرف آدمی بھیجا، انہیں بھی کوڑے مارے۔ (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ پر جھوٹی تہمت لگائی۔ وہ افراد تم میں سے چار تھے لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اس خَيْرٌ سے مراد ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے بہتر ہے۔ مومنوں کی عورتوں کی سردار کی برأت ہے، حضرت ابوبکر، حضرت عائشہ کی والدہ اور صفوان بن معطل کے لیے خیر ہے۔ وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے جس نے اس معاملہ کو عام کرنے کا ارادہ کیا۔ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اس کے لیے دنیا میں حد قذف اور آخرت میں جہنم ٹھکانہ ہوگا۔ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ اس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت بریرہ اور دوسری ازواج مطہرات سے مشورہ طلب کیا تو سب نے کہا ہم تو بھلائی ہی دیکھتی ہیں اور جو بات حضرت عائشہ صدیقہ کے متعلق کہی گئی ہے وہ واضح بہتان ہے لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 382 (15300)، دارالفکر بیروت

اگر بہتان لگانے والے چار گواہ نہ لائے تو وہ اور جنہوں نے ان کی تائید کی ہے وہ سب جھوٹے ہیں فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ یہاں جھوٹ سے مراد یقینی جھوٹ ہے وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ سے مراد اللہ تعالیٰ نے تم پر جو احسان کیا اور تمہاری پردہ پوشی کی ہے اگر نہ ہوتا هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾ اس بہتان سے مراد گھڑی ہوئی بات ہے جس طرح حضرت مریم کے بارے میں فرمایا بهتانا عظیما یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اس سے مراد مسطح، حمنہ اور حسان ہیں وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ وہ آیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ اور ان کی برأت کے بارے میں نازل فرمائیں وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ جس معاملہ میں تم پڑ چکے ہو اس کے متعلق تمہارے دلوں میں جو ندامت ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے حَكِیْمٌ ﴿۱۸﴾ حد قذف میں اسی کوڑے مارنے کا حکم دینے میں حکمت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ جو اس کے بعد اسے عام کرنے کا ارادہ کرتا ہے فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اس سے مراد مصدقین میں سے پاک دامن مرد اور پاک دامن عورتیں ہیں لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ان کے لیے تکلیف دہ عذاب ہے دنیا میں حد اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہوگا۔ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ جس میں تم داخل ہوئے اس بارے میں عذاب کی جو شدت ہوگی اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے اور جس نے ایسا عمل کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی جو ناراضگی ہوگی تم اسے نہیں جانتے۔ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو فضل ورحمت فرمائی ہے اگر وہ نہ ہو، کم ضمیر سے مراد مسطح، حمنہ اور حسان ہیں وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾ وہ تمہارے اوپر شفقت فرمانے والا ہے کیونکہ تم شرمندہ ہوتے اور حق کی طرف لوٹ آتے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یہاں اٰمَنُوْا سے مراد ہے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کی تصدیق کی لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ یہاں خُطُوٰتِ سے مراد لغزشیں ہیں فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ یہاں فحشاء سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور منکر سے مراد ہر وہ عمل ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر فضل ورحمت نازل کی۔ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اس سے مراد ہے تمہاری توبہ سے قبل تمہیں پاک نہیں کرے گا۔ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ یُزَكِّیْ مَنْ یَّشَآءُ پس میں نے چاہا کہ وہ تم پر نظر رحمت فرمائے وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۲۱﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری باتوں کو سن رہا ہے اور تمہارے اندر جو شرمندگی ہے اسے جانتا ہے۔ وَ لَا یَاْتَلِ یعنی قسم نہ اٹھائیں اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ یعنی ابوبکر قسم نہ اٹھائیں کہ وہ مسطح پر خرچ نہیں کرے گا۔ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۪ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا اے ابوبکر! میں نے تجھ میں فضل رکھ دیا، تیرے پاس خوشحالی اور اللہ کی پہچان رکھ دی۔ اے ابوبکر! تو مسطح پر ناراض ہو گیا ہے اسے تیرے ساتھ رشتہ داری ہے۔ اس نے ہجرت کی ہے، وہ محتاج ہے، وہ جنگوں میں شریک ہوا جن سے تو اس پر خوش ہوا۔ انہیں میں سے غزوہ بدر بھی ہے اَلَا تُحِبُّوْنَ اے ابوبکر! کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے پس تو مسطح کو بخش دے وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۲﴾ جو غلطی کرتا ہے میں اسے بخشنے والا ہوں اور اپنے دوستوں پر رحم کرنے والا ہوں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ یہاں الْمُحْصَنٰتِ سے مراد پاکدامن عورتیں ہیں الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والیاں ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت نے حضرت عائشہ کے متعلق کہا

حصان رزان ما تزن بریبۃ و تصبح غرثی من لحوم الغوافل

"وہ پاک دامن ہے، اپنی جگہ پر قائم رہنے والی ہے، کسی شک کی بناء پر اسے متہم نہیں کیا جا سکتا اور وہ کسی پاکدامن کی عزت پر حملہ نہیں کرتی"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا لیکن تو ایسا نہیں ہے لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ انھیں ایمان سے اس طرح خارج کر دیا جس طرح سورۂ احزاب میں منافقوں کے بارے میں فرمایا مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ (الاحزاب: 61)

وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ یہاں کبر سے مراد بہتان اور اس کا عام کرنا ہے اور الَّذِيْ تَوَلّٰى سے مراد عبداللہ بن ابی ملعون ہے۔ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ یعنی اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء گواہی دیں گے اور اعضاء اپنے مالکوں کے خلاف گواہی دیں گے۔ اس کی وجہ یہ بنے گی کہ انھوں نے کہا: آؤ ہم اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں اٹھائیں کہ ہم مشرک نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی زبانوں پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء نے جو کچھ کیا ہوگا وہ اس کے بارے میں گواہی دیں گے پھر زبانیں بھی ان کے خلاف گواہی دیں گی۔ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اعمال پر بدلہ دے گا جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ثواب کی جزاء عطا فرمائے گا اسی طرح اپنے دشمنوں کو عذاب کے ساتھ جزا دے گا جسطرح سورۂ فاتحہ میں فرمایا مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۳﴾ (سورہ فاتحہ) یہاں يَوْمِ الدِّيْنِ سے مراد جزاء ہے۔ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ وہ قیامت کے دن جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق مبین ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی کو دنیا میں شک تھا اور وہ منافقوں کا سردار تھا اس لیے فرمایا يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ اور ابن سلول جان جائے گا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾ یعنی شک ختم ہو جائے گا اور یقین حاصل ہو جائے گا جب اسے شک نفع نہ دے گا۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک کرنے والے ہیں اور وہ لوگ ہیں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگاتے ہیں وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ یعنی حضرت عائشہ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پسند کیا۔ حضرت جبرئیل امین ریشم کے کپڑے میں انہیں لائے جب کہ ابھی حضرت عائشہ کی ان کی ماں کے رحم میں تصویر بھی نہ بنی تھی اور یہ پیغام دیا: یہ عائشہ بنت ابی بکر ہے جو دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہو گی اور یہ حضرت خدیجہ کے عوض میں ہوگی۔ حضرت خدیجہ کے وصال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی بشارت دی گئی اور حضرت عائشہ کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ طیب سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے لیے پسند فرمایا اور تمام اولاد آدم کا سردار بنایا اور لِلطَّيِّبٰتِ سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ ہیں اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کو عبداللہ بن ابی کے جھوٹ سے بری کر دیا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ ان کے لیے دنیا میں حفاظت اور آخرت میں بخشش ہے اور يهاں وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ سے مراد جنت اور عظیم ثواب ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِفْكٌ کا معنی جھوٹ نقل کیا ہے اور عُصْبَةٌ سے

مراد عبداللہ بن ابی، حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش ہیں۔ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۔ كُمْ سے مراد حضرت عائشہ اور صفوان ہے یعنی جو جھوٹ تمہارے متعلق کہا گیا ہے اسے برائی گمان نہ کرو بلکہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے کیونکہ اس پر تمہیں اجر دیا جائے گا جس آدمی نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں حصہ لیا اس کے مطابق اس نے گناہ کمایا۔ جس نے تہمت لگائی وہ ابن ابی منافقوں کا سردار ہے۔ اسی نے یہ بات کی، نہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ اس مرد سے بری اور نہ ہی یہ مرد حضرت عائشہ سے بری ہے۔ اس منافق الزام لگانے والے کے لیے بڑا عذاب ہے۔ اس آیت میں تمام مسلمانوں کے لیے بہت بڑی عبرت ہے۔ جب ان میں کوئی غلطی واقع ہو جس نے اس گناہ میں عملی یا قولی مدد کی اس کے لیے تیار ہوا یا اسے یہ اچھی لگی یا اس پر راضی ہوا تو وہ اس گناہ کا اتنا ذمہ دار ہوگا جتنا اس کا حصہ ہوگا۔ جب گناہ مسلمانوں کے درمیان واقع ہوا تو جو حاضر تھا اور اسے ناپسند کیا تو اس کی مثال غائب کی طرح ہے۔ جو غائب تھا اس پر راضی ہوا تو اس کی مثال موجود کی طرح ہے لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ایسا کیوں ہوا جب تم نے حضرت عائشہ اور حضرت صفوان کے بارے میں تہمت کو سنا ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ مومنات کا ذکر اس لیے ہوا کیونکہ الزام لگانے والوں میں حمنہ بنت جحش بھی تھی یعنی تم نے اسے کیوں نہیں جھٹلایا بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ان میں سے بعض نے بعض کے متعلق کیوں خیر کا گمان نہیں کیا کہ وہ بدکاری نہیں کر سکتے وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ انہوں نے یہ کیوں نہیں کہا یہ تہمت واضح جھوٹ ہے لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْهِ ہ ضمیر سے مراد جھوٹی تہمت ہے بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ یعنی وہ کیوں چار گواہ نہ لائے جب وہ چار گواہ نہیں لائے جنہوں نے حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت لگائی تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی بات میں جھوٹے ہیں وَ لَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ یعنی اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی کہ تمہاری سزا کو مؤخر کیا تو تم نے جو جھوٹی تہمت لگائی تو تمہیں بہت بڑا عذاب پہنچتا اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ اس کی صورت یہ تھی جب وہ حضرت عائشہ کے معاملہ میں شامل ہوئے، کسی نے کہا میں نے فلاں کو یہ کہتے ہوئے سنا، بعض نے کہا بلکہ یہ اس اس طرح ہوا یعنی تم میں سے بعض ایک دوسرے کو بیان کرتے ہو اور اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے جاتے ہو جس کا تمہیں کوئی علم نہیں کہ جو کچھ تم نے کہا ہے وہ حق ہے اور تم یہ گمان کرتے ہو کہ تہمت لگانا چھوٹا گناہ ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ جھوٹ سے بڑا گناہ ہے، ایسا کیوں نہیں ہوا جب تم نے تہمت کا سنا تو تم یہ کہہ دیتے کہ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ایسی بات کریں جو ہماری آنکھوں نے دیکھی ہی نہیں۔ اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے یعنی تم نے یہ کیوں نہیں کہہ دیا کہ یہ تو بہت بڑا جھوٹ ہے جس طرح حضرت سعد بن معاذ انصاری نے کہا تھا کیونکہ حضرت سعد نے جب اس آدمی کی بات سنی جس نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو کہا تھا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ بہتان اسے کہتے ہیں جو مبہوت کر دے اور وہ ایسی بات کرے جو وقوع پذیر نہ ہوئی ہو۔

اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ اس قسم کی بات یعنی جھوٹی تہمت دوبارہ نہ لگانا۔ اگر تم توحید و رسالت کی تصدیق کرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے لیے مواعظ میں سے جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کو بیان کرتا ہے۔ جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بے حیائی عام ہو جائے اور بدکاری غالب آ جائے ان کے لیے دنیا میں عذاب یعنی حد ہے اور آخرت میں جہنم کا عذاب ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر نہ ہوتا تو جو تم نے حضرت عائشہ کے بارے میں کہا ہے تو وہ اس پر تمہیں سزا دیتا، بے شک اللہ تعالیٰ رؤوف رحیم ہے۔ جب اس نے تمہیں معاف کر دیا اور تمہیں کوئی سزا نہ دی جو آدمی شیطان کی آراستہ کردہ چیزوں کی پیروی کرتا ہے تو وہ نافرمانیوں اور ناپسندیدہ باتوں کا حکم دیتا ہے جیسی ناپسندیدہ بات حضرت عائشہ کے متعلق کہی گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل اور رحمت نہ ہوتی تو کوئی اپنے آپ کو درست نہ کرتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اس کو درست فرما دیتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا اور ان کی برأت کر دی اور ان لوگوں کو جھٹلا دیا جنہوں نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ کبھی بھی مسطح سے صلہ رحمی نہیں کرے گا کیونکہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جس نے حضرت عائشہ پر تہمت کا دعویٰ کیا تھا۔ مسطح مہاجرین اولین میں سے تھا اور وہ حضرت ابوبکر کی خالہ کا بیٹا تھا وہ آپ کے ہاں ہی بطور یتیم پرورش پا تا رہا تھا جب حضرت ابوبکر صدیق نے یہ قسم اٹھادی کہ وہ مسطح سے صلہ رحمی نہیں کریں گے تو حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں سے غنی یعنی ابوبکر صدیق قسم نہ اٹھائیں کہ وہ قریبی رشتہ داروں یعنی مسطح بن اثاثہ کو کچھ نہ دیں گے جو حضرت ابوبکر صدیق کا قریبی رشتہ دار اور ان کی خالہ کا لڑکا ہے جو محتاج ہے اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والا ہے۔ پس چاہیے کہ مسطح سے درگذر کیا جائے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق سے فرمایا: کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔ عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! ﷺ۔ فرمایا مسطح کو معاف کر دو اور اس سے درگزر کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق نے معاف کیا اور درگزر سے کام لیا۔ کہا: میں آج کے بعد کسی کو احسان سے محروم نہیں کروں گا إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان عورتوں پر بدکاری کی تہمت لگائی جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی ہیں اور پاکدامن ہیں۔ وہ بدکاری جیسے اعمال سے غافل ہیں جیسے حضرت عائشہ وہ سچ بولنے والی ہیں۔ جن لوگوں نے ایسی تہمت لگائی انہیں دنیا و آخرت میں عذاب دیا جائے گا جیسے عبداللہ بن ابی منافق ہے۔ اس لیے اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

جن لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی قیامت کے دن ان کی زبانیں ان پر گواہی دیں گی اللہ تعالیٰ انہیں عدل کے مطابق پورا پورا بدلہ دے گا، ان پر کوئی ظلم نہیں کرے گا اور وہ جانتے ہیں کہ وہ ہی واضح عدل فرمانے والا ہے۔ اَلْخَبِيثٰتُ یعنی حضرت عائشہ پر جھوٹی تہمت لگانے کا فعل ان مردوں اور عورتوں کے لیے ہے جنہوں نے تہمت لگائی اور الْخَبِيثُونَ یعنی مرد اور عورتیں ایسی ہی بری باتوں کے لیے ہیں کیونکہ ایسے انسانوں کو ایسی بات زیبا ہے اور اچھی بات اچھے مردوں اور عورتوں کے لیے ہے یعنی وہ جو مومن مردوں اور عورتوں کے بارے میں اچھا گمان کرتے ہیں اور الطَّيِّبُونَ یعنی اچھے مرد اور اچھی عورتیں اچھے کلام کے لیے ہیں کیونکہ اچھا کلام انہیں ہی زیبا ہے۔ یہی اچھے مرد اور اچھی عورتیں بری باتیں کرنے سے بری ہیں۔ انہیں لوگوں کے لیے مغفرت اور جنت میں اچھا رزق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی پاکدامنی کا اعلان کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے ساتھ ملا لیا اور حضرت عائشہ جنت میں بھی ان کی بیویوں میں سے ہوں گی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری

پاکدامنی کا حکم نازل کیا۔ قریب تھا کہ میری وجہ سے امت ہلاک ہو جاتی۔ جب رسول اللہ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور فرشتہ چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر سے فرمایا اپنی بیٹی کے پاس جاؤ۔ اسے آگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اس کی پاکدامنی کا حکم نازل فرمایا ہے۔ تو میرے والد دوڑتے ہوئے آئے، قریب تھا کہ وہ گر پڑتے، کہا اے بیٹی! مبارک ہو میرے ماں باپ تجھ پر قربان! اللہ تعالیٰ نے تیری پاکدامنی کا حکم نازل کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ کی تعریف نہ آپ کی نہ آپ کے صاحب کی، جس نے آپ کو بھیجا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے، میرا بازو پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے جوتا پکڑا تا کہ مجھے ماریں۔ میری ماں نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔ فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ایسا نہ کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! مجھے یہ امید نہ تھی کہ میرے بارے میں وحی نازل ہوگی اور نہ میں اس کی طمع کرتی تھی۔ لیکن میں یہ امید رکھتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے تو ان کے دل میں جو بات ہے وہ جاتی رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے حبشی لونڈی سے بھی پوچھا تھا۔ اس نے کہا تھا اللہ کی قسم! عائشہ تو سونے کی پاکیزگی سے بھی پاک ہے۔ صرف اتنی بات ہے: وہ سو جاتی ہے یہاں تک کہ بکری آتی ہے اور اس کا آٹا کھا جاتی ہے۔ اللہ کی قسم! اگر وہ بات سچی ہوگی جو لوگ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو باخبر کر دے گا۔ لوگ اس حبشی لونڈی کی سمجھداری سے متعجب ہوئے۔

امام طبرانی نے حضرت حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگ حضرت عائشہ کے معاملہ میں پڑ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ کی طرف پیغام بھیجا، پوچھا اے عائشہ! لوگ کیا کہتے ہیں؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا؟ لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں میں اس پر کوئی معذرت نہیں کروں گی یہاں تک کہ آسمان سے میری پاکدامنی کا حکم نازل ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی پندرہ آیات نازل فرمائیں۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ تک پہنچیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر جھوٹی تہمت لگائی۔ انہیں جھٹلانے اور حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کے اظہار کے لیے لگاتار اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔

امام بزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب مجھ پر تہمت لگائی گئی تو میں نے ارادہ کیا کہ میں ایک بے آباد کنویں پر آؤں اور اس میں اپنے آپ کو گرا دوں۔

امام بزار نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی کا حکم نازل ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق نے ان کے سر کا بوسہ لیا تو حضرت عائشہ نے کہا آپ نے میری پاکدامنی کا ذکر کیوں نہیں کیا؟ تو حضرت ابو بکر نے جواب دیا کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرتا اور کون سی زمین مجھے اٹھاتی اگر میں ایسی بات کرتا جس کا مجھے علم ہی نہ ہوتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب میری پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا تو نبی کریم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، مجھے اس بارے میں بتایا۔ میں نے کہا میں اللہ کی تعریف کروں گی۔

آپ کی تعریف نہ کروں گی۔(1)

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی (جب کہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب میری پاکدامنی کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اس معاملہ کا ذکر کیا اور قرآن حکیم کی تلاوت کی۔ جب آپ منبر سے نیچے اترے تو آپ نے دو مردوں اور ایک عورت کے بارے میں حکم دیا تو ان پر دو حدیں جاری کی گئیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہما نے باہم فخر کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا میں ہوں جس کی شادی کا حکم نازل ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں ہوں جس کی پاکدامنی کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا۔ جب ابن معطل نے مجھے اپنی سواری پر سوار کیا تھا۔ حضرت زینب نے کہا اے عائشہ! جب تو اونٹ پر سوار ہوئی تھی تو تو نے کیا کہا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے کہا تھا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ حضرت زینب نے کہا تو نے مومنوں والی بات کہی۔(3)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں ان کی موت سے پہلے حاضر ہوئے جب کہ وہ بے بس ہو چکی تھی، پوچھا کیسا حال ہے؟ جواب دیا اگر بچ گئی تو سب خیر۔ حضرت ابن عباس نے کہا آپ بہت بہتر حالت میں ہیں، رسول اللہ کی زوجہ ہیں۔ حضور ﷺ نے آپ کے سوا کسی باکرہ سے نکاح نہیں کیا اور آپ کی پاکدامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا ہے۔(4)

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھ میں نو خصلتیں ہیں جو کسی اور میں نہیں سوائے حضرت مریم کے اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عطا فرمائیں۔ فرشتہ رسول اللہ ﷺ کے پاس میری صورت لایا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عقد نکاح کیا جب کہ میری عمر سات سال تھی۔ مجھے آپ کی خدمت میں بھیج دیا گیا جب کہ میں نو سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب کہ میں باکرہ تھی۔ وحی آتی تھی جب کہ میں اور آپ ایک بستر میں ہوتے میں لوگوں میں سے آپ کو زیادہ محبوب تھی، میرے بارے میں قرآن پاک میں آیات نازل ہوئیں۔ قریب تھا کہ امت اس وجہ سے ہلاک ہو جاتی۔ میں نے جبرئیل امین کو دیکھا جبکہ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے آپ کو نہیں دیکھا، حضور ﷺ کی روح میرے گھر میں قبض کی گئی، میرے اور فرشتے کے سوا اس وقت کوئی بھی نہ تھا۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ازواج مطہرات پر دس چیزوں میں فضیلت حاصل ہے، پوچھا گیا اے ام المومنین! وہ کیا ہیں؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا: حضور ﷺ نے میرے سوا کسی

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 30، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 314 (3181)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 108
4۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 104، المطبعۃ المیمنہ مصر
5۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 4، صفحہ 11 (6730)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایسی عورت سے شادی نہیں کی جس کے دونوں والدین نے ہجرت کی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے میری برأت کا حکم آسمان سے نازل کیا۔ جبرئیل امین آسمان سے میری تصویر حضور ﷺ کے پاس ریشم کے کپڑے میں لائے اور کہا اس سے شادی کرو، یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں اور آپ ایک ہی برتن سے غسل کرتے۔ حضور ﷺ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ ایسا نہ کرتے۔ آپ نماز پڑھتے جبکہ میں آپ کے سامنے ہوتی جبکہ حضور ﷺ یہ عمل کسی اور کے ساتھ نہ کرتے۔ آپ پر وحی نازل ہوتی۔ جبکہ میں آپ کے پاس ہوتی میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی کی موجودگی میں آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کیا جب کہ آپ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ کا وصال اسی روز ہوا جس روز میری باری ہوتی تھی اور حضور ﷺ کو میرے گھر میں ہی دفن کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ پر بہتان لگانے والے عبداللہ بن ابی، مسطح اور حسان تھے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا وہ حسان، مسطح، حمنہ بنت جحش اور عبداللہ بن ابی تھے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت عروہ کو خط لکھا جس میں یہ سوال کیا کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان لگایا تھا؟ حضرت عروہ نے اسے جواب دیا اس میں صرف حسان بن ثابت، مسطح، حمنہ بنت جحش تھے۔ کہا ان کے علاوہ کا مجھے کوئی علم نہیں۔(3)

امام بخاری، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ولید بن عبدالملک کے پاس تھا۔ اس نے کہا الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ یعنی جنھوں نے یہ تہمت لگائی۔ ان میں سے ایک حضرت علی تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ مجھے سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر، علقمہ بن وقاص، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے روایت کی۔ سب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ کا مصداق عبداللہ بن ابی ہے۔ ولید بن عبدالملک نے مجھ سے کہا اس کا جرم کیا تھا؟ میں نے کہا مجھے آپ کی قوم کے دو بزرگوں ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے بیان کیا ہے، ان دونوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا، آپ فرماتی تھیں: وہ میرے معاملہ میں گناہ کا ارتکاب کرنے والا تھا۔

امام یعقوب بن شیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں کہا: مجھے حضرت حسن بن علی حلوانی رحمہ اللہ نے کہا: انہیں امام شافعی اور انہیں ان کے چچا نے بیان کیا کہ سلیمان بن یسار، ہشام بن عبدالملک کے پاس گیا اسے کہا اے سلیمان! الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ کا مصداق کون ہے؟ سلیمان نے جواب دیا عبداللہ بن ابی ہے۔ ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو حضرت علی ہیں۔ ہشام نے کہا امیر المومنین جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کے بارے میں وہ خود ہی بہتر جانتے ہیں۔ امام زہری آئے پوچھا الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 105 3۔ ایضاً

کا مصداق کون ہے؟ امام زہری نے کہا ابن ابی ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ زہری نے کہا تیرا باپ نہ رہے! میں جھوٹ بولوں گا۔ اگر آسمان سے کوئی منادی کرنے والا کہے تب بھی میں جھوٹ نہ بولوں گا، مجھے عروہ، سعید، عبید اللہ اور علقمہ نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ الَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ کا مصداق عبد اللہ بن ابی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسان بن ثابت حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ شعر نذر کیا۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تَزِنُ بِرِیۡبَۃٍ　　وَتُصۡبِحُ غَرۡثٰی مِنۡ لُحُوۡمِ الۡغَوَافِلِ

''وہ پاک دامن ہے، اپنی جگہ پر قائم رہنے والی ہے، کسی شک کی بناء پر اسے متہم نہیں کیا جا سکتا اور وہ کسی پاک دامن کی عزت پر حملہ نہیں کرتی''۔

حضرت عائشہ نے کہا: لیکن تم تو ایسے نہیں ہو میں نے کہا آپ یہ دعویٰ کرتی ہیں کہ اس قسم کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا ہے: وَالَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡهُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ حضرت عائشہ نے فرمایا اندھے پن سے سخت عذاب کا کیا تصور کیا جا سکتا ہے۔ ابن مردویہ کے الفاظ یوں ہیں: کیا نظر کا چلا جانا عذاب نہیں ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت حسان بن ثابت کے اشعار سے بہتر کوئی شعر نہیں سنا میں اس کا تصور کرتی ہوں تو اس کے لیے جنت کی امید کرتی ہوں۔ اس نے یہ اشعار ابو سفیان بن حاث بن عبد المطلب بن ہاشم کے بارے میں کہے تھے:

هَجَوۡتَ مُحَمَّدًا وَّاَجَبۡتُ عَنۡہُ　　وَعِنۡدَ اللّٰہِ فِیۡ ذَاکَ الۡجَزَاءُ

''تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کی اور میں نے اس کا جواب دیا۔ اس جواب پر اللہ کے ہاں جزاء ہے''۔

فَاِنَّ اَبِیۡ وَ وَالِدَہٗ وَعِرۡضِیۡ　　لِعِرۡضِ مُحَمَّدٍ مِّنۡکُمۡ وِقَاءُ

''بے شک میرا والد، اس کا والد اور میری عزت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا تم سے دفاع کرنے والی ہے''۔

اَتَشۡتِمُہٗ وَلَسۡتَ لَہٗ بِکُفۡءٍ　　فَشَرُّ کُمَا لِخَیۡرِ کُمَا الۡفِدَاءُ

''کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہتا ہے جبکہ تو ان کا ہم پلہ نہیں ہے تم میں سے شریر تم میں سے اچھے پر قربان ہو''۔

لِسَانِیۡ صَارِمٌ لَاعَیۡبَ فِیۡہِ　　وَبَحۡرِیۡ لَا تُکَدِّرُہُ الدِّلَاءُ

''میری زبان تلوار ہے اس میں کوئی کجی نہیں میرے سمندر کو ڈول آلودہ نہیں کرتے''۔

عرض کی گئی اے ام المومنین! یہ لغو نہیں ہے فرمایا نہیں لغو وہ ہوا کرتا ہے جو عورتوں کی موجودگی میں کہا جائے۔ عرض کی گئی کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا وَالَّذِیۡ تَوَلّٰی کِبۡرَہٗ مِنۡهُمۡ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ حضرت عائشہ نے فرمایا: کیا اس کی نظر جاتی نہیں رہی تھی اور اسے تلوار کے ساتھ ہانکا نہیں گیا تھا۔ یہاں حضرت عائشہ اس وار کا ارادہ کر رہی تھیں جو صفوان بن معطل نے اس پر کیا تھا۔ جب صفوان کو یہ خبر پہنچی کہ حسان نے بھی اس بارے میں بات کی ہے، تلوار سے اس پر حملہ کر دیا تھا، قریب تھا کہ اسے قتل کر دیتا۔

امام محمد بن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حاضر ہونے کی اجازت دیتیں اس کے لیے تکیہ منگواتیں اور کہتیں حضرت حسان کو تکلیف نہ دو کیونکہ یہ اپنی زبان کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ حضرت حسان نابینا ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس امر پر قادر ہے کہ اس عظیم عذاب کو ان کے حق میں ان کا اندھا پن بنادے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ کا مطلب ہے جس نے اس عمل کا آغاز کیا۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ کا مصداق عبد اللہ بن ابی کو قرار دیا ہے جو اس واقعہ کو آگے پھیلاتا تھا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ سے مراد دو صحابی ہیں، ان میں سے ایک قریشی اور دوسرا انصاری ہے۔ جب بھی کوئی شر پھیلتا تو عبد اللہ بن ابی کی ہی قیادت و سرداری ہوتی۔

عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حسان کو اپنے گھر آنے کی اجازت دیتیں اور اس کے لیے تکیہ رکھتیں اور فرماتیں، حسان کے لیے اچھی بات ہی کیا کرو کیونکہ یہ رسول اللہ کا دفاع کیا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ وہ نابینا ہو گئے تھے، ان کے لیے اندھا پن ہی عذاب عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ عذاب عظیم اس چیز کو بنادے، حضرت حسان کو بخش دے اور اسے جنت میں داخل کر دے۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ کی قرأت میں وَ الَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔

لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَیْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓىٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِیْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِیْهِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۴﴾

”ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو گمان کیا ہوتا مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان اور کہہ دیا ہوتا کہ یہ تو کھلا ہوا بہتان ہے (اگر وہ سچے تھے تو) کیوں نہ پیش کر سکے اس پر چار گواہ (پس جب وہ پیش نہیں کر سکے گواہ تو معلوم ہو گیا کہ) وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں اور اگر نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہوتا اللہ تعالیٰ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو پہنچتا تمہیں اس سخن سازی کی وجہ سے سخت عذاب''

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اس سے کہا جب تہمت لگانے والوں نے باتیں کیں۔ کیا تم سنتے نہیں ہو جو لوگ حضرت عائشہ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں کہا ہاں سنتا ہوں یہ سب جھوٹ ہے کیا تو اے ایوب کی ماں ایسا کر سکتی ہے؟ بیوی نے کہا نہیں اللہ کی قسم تو اس نے کہا اللہ کی قسم حضرت عائشہ تم میں سے زیادہ اچھی اور پاکیزہ ہیں یہ جھوٹ اور باطل بہتان ہے جب قرآن حکیم نازل ہوا تو پہلے بہتان لگانے والوں کا ذکر کیا اور جو انہوں نے کہا تھا اس کا ذکر کیا پھر فرمایا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ جس طرح حضرت ابوایوب اور اس کی بیوی نے کہا تھا۔

امام واحدی، ابن عساکر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت افلح سے روایت نقل کی ہے جو حضرت ابوایوب کے غلام تھے کہ حضرت ایوب انصاری کی والدہ نے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو جو لوگ حضرت عائشہ کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں ابوایوب نے کہا کیوں نہیں سنتا ہوں وہ سب جھوٹ ہے کیا ام ایوب تو ایسا کرنے والی ہے؟ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم ایسا نہیں۔ کہا۔ اللہ کی قسم حضرت عائشہ تم سے بہتر ہے جب قرآن نازل ہوا اور بہتان لگانے والوں کا ذکر کیا تو فرمایا لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ۔

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

''جب تم (ایک دوسرے سے) نقل کرتے تھے اس (بہتان) کو اپنی زبانوں سے اور کہا کرتے تھے اپنے مونہوں سے ایسی بات جس کا تمہیں کوئی علم ہی نہ تھا۔ نیز تم خیال کرتے کہ یہ معمولی بات ہے حالانکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی تھی''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ کی قرأت کی اور یہ معنی بیان کیا کہ تم میں سے بعض بعض سے روایت کرتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بھی اس کا یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس آیت کو پڑھتیں تو کہتیں اِنَّمَا هُوَ وَلَقُ الْقَوْلِ یہ جھوٹی بات ہے۔ وَلَقٌ کا معنی جھوٹ ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا حضرت عائشہ صدیقہ ان آیات کے معنی کو دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتی تھیں کیونکہ یہ حضرت عائشہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی ایسی بات کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہوتی ہے۔ وہ اس بات کی کوئی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ اسی بات کی

وجہ سے اسے جہنم میں پھینک دیا جاتا ہے، جو جہنم اتنی دور ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان دوری ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: پاک دامن عورت پر تہمت سو سال کے عمل کو ضائع کر دیتی ہے۔

وَ لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا یَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۗ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۶﴾

''ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (افواہ) سنی تو تم نے کہہ دیا ہوتا ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم گفتگو کریں اس کے متعلق، اے اللہ! تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو جب ان کی بیوی نے اس تہمت کے بارے میں بتایا۔ ان کی بیوی نے کہا اے ابوایوب! لوگ جو باتیں کر رہے ہیں کیا تم وہ نہیں سنتے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں یہ باتیں کرنا زیب نہیں دیتا اے اللہ! تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

امام سعید رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن معاذ نے جب وہ بات سنی جو حضرت عائشہ کے متعلق کہی گئی تو انہوں نے کہا اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

امام ابن ابی سلمی نے فوائد میں حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو صحابی تھے۔ جب انہوں نے یہ بات سنی تو دونوں نے کہا سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ وہ حضرت زید بن حارثہ اور ابوایوب انصاری ہیں۔

یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷﴾ وَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۸﴾

''نصیحت کرتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ کہ دوبارہ اس قسم کی بات ہرگز نہ کرنا اگر تم ایمان دار ہو۔ اور کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنی) آیتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے''

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے یَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر دے گا۔

امام فریابی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یَعِظُكُمُ اللّٰهُ کا معنی کیا ہے کہ وہ تمہیں منع کرتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوْلَا

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۠ ﴿۲۰﴾

''بے شک جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ پھیلے بے حیائی ان لوگوں میں جو ایمان لائے ہیں (تو) ان کے لیے درد ناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ تعالیٰ (حقیقت کو) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) رحیم ہے''

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تَشِيْعَ کا معنی ظاہر ہونا ہے وہ حضرت عائشہ کے متعلق باتیں کرنا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے: جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ بدکاری واضح وظاہر ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ آدمی جو اپنی آنکھوں دیکھا اور کانوں سنا واقعہ بیان کرے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر ہے، وہ یہ پسند کرتا ہے کہ مومنوں میں بدکاری کا ذکر عام ہو جائے۔

ابن ابی حاتم نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے بدکاری کے ذکر کو عام کیا تو اس پر سزا ہے، اگرچہ وہ اپنی بات میں سچا ہو۔

امام بخاری نے الادب میں اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدکاری کرنے والا اور اس کا ذکر عام کرنے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت شبل بن عوف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی جس نے بدکاری کا ذکر سنا اور اسے عام کیا تو وہ بدکاری میں ایسے ہی ہے جیسے وہ اس کو پہلی دفعہ خود کرنے والا ہے۔

امام احمد حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے بندوں کو اذیتیں نہ دو، نہ انہیں عار دلاؤ اور نہ بے پردگی کی جستجو کرو۔ وہ آدمی جو اپنے مسلمان بھائی کی بے پردگی کی خواہش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی بے پردگی چاہے گا یہاں تک کہ اسے اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔(2)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

''اے ایمان والو نہ چلو شیطان کے نقش قدم پر اور جو چلتا ہے شیطان کے نقش قدم پر تو وہ حکم دیتا ہے (اپنے پیروؤں کو) بے حیائی کا اور ہر برے کام کا اور اگر نہ ہوتا تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت تو نہ بچ سکتا تم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 279

سے کوئی بھی ہرگز، ہاں اللہ تعالیٰ پاک کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَا زَکٰی مِنْكُمْ کا معنی ہے کہ مخلوقات میں سے کوئی بھی بھلائی کی طرف ہدایت نہ پا سکا۔(1)

وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۪ۖ وَ لْیَعْفُوْا وَ لْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۲۲

"اور نہ قسم کھائیں جو برگزیدہ ہیں تم میں سے اور خوش حال ہیں اس بات پر کہ وہ نہ دیں گے رشتہ داروں کو اور مسکینوں کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور چاہیے کہ (یہ لوگ) معاف کر دیں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ بخش دے اللہ تعالیٰ تمہیں اور اللہ غفور رحیم ہے"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ، فرماتے ہیں: یہ قسم نہ اٹھاؤ کہ تم کسی پر خرچ نہ کرو گے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرماتی ہیں: کہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے یہ تہمت لگائی تھی وہ حضرت ابو بکر صدیق کا قریبی رشتہ دار تھا۔ وہ آپ کی ہی زیر کفالت تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے یہ قسم اٹھائی کہ وہ اسے کبھی بھی کوئی چیز عطا نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اسے پھر اپنی کفالت میں لے لیا اور کہا میں کوئی قسم بھی نہیں اٹھاتا۔ پھر میں اس کے غیر کو بہتر خیال کرتا ہوں تو اسے توڑ دیتا ہوں اور وہ کام کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت قریش کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے مسطح کہتے، اس کی اور حضرت ابو بکر صدیق کی آپس میں رشتہ داری تھی۔ مسطح حضرت ابو بکر صدیق کے ہاں بطور یتیم پرورش پاتے رہے۔ یہ مسطح ان لوگوں میں سے تھا جس نے حضرت عائشہ پر لگائے جانے والے بہتان کو خوب پھیلایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ کی برأت اور پاک دامنی کے بارے میں آیات کو نازل فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے قسم اٹھا دی کہ وہ کبھی بھی اس کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے حضرت ابو بکر صدیق کو بلایا۔ ان پر یہ آیت تلاوت کی فرمایا کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اسے معاف کر دو اور درگزر سے کام لو۔ حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی ضرور اللہ کی قسم! اس سے قبل میں اس کے ساتھ جو حسن سلوک کیا کرتا تھا اس میں سے کوئی چیز بھی نہ روکوں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 122، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 124

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر باتیں کیں ان میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قریبی رشتہ دار بھی تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھادی کہ وہ اسے کوئی چیز بھی نہ دے گا جبکہ پہلے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے جو اس پر احسان کرتے تھے اس پر دگنا احسان کرنے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح بن نافع کو نہ کوئی فائدہ پہنچائیں گے اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی صلہ رحمی کریں گے حضرت ابوبکر صدیق اور مسطح کی باہم عورتوں کے واسطہ سے رشتہ داری تھی۔ وہ معذرت پیش کرنے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا، مسطح نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے! اے خالو! قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا! میں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر کوئی تہمت نہیں لگائی اور جو باتیں ان کے متعلق کی گئیں میں نے ایسی کوئی بات نہ کی۔ حضرت ابو بکر اس کے خالو تھے (1) حضرت ابوبکر نے فرمایا لیکن تو ہنسا اور جو باتیں حضرت عائشہ کے بارے میں کہی گئیں وہ تجھے اچھی لگیں۔ مسطح نے کہا ممکن ہے ان میں سے کوئی چیز ہوگئی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق ہی یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے دو یتیموں کے بارے میں قسم اٹھائی جو ان کی زیر کفالت تھے۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی تھی۔ ان دو میں سے ایک مسطح بن اثاثہ تھا۔ یہ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے قسم اٹھائی کہ وہ ان دونوں کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کریں گے اور نہ ان کے ساتھ کوئی احسان کریں گے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور اسے خوب پھیلایا اور اس میں باتیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے قسم اٹھائی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے کہ جن لوگوں نے یہ باتیں کی ہیں نہ انہیں کوئی مال دیں گے اور نہ ہی ان کے ساتھ صلہ رحمی کریں گے۔ فرمایا تم میں سے اغنیاء اور صاحب استطاعت لوگوں کو قسم نہیں اٹھانی چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی نہ کریں گے اور انہیں اس طرح اموال نہ دیں گے جس طرح وہ پہلے کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو بخش دیں اور معاف کردیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا، صدقہ کیا کرو۔ کسی آدمی نے کسی آدمی کی زیادتی کو معاف نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کرتا ہے۔ تم لوگوں کو معاف کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری عزت میں اضافہ کرے گا۔ کوئی آدمی اپنے لیے سوال کا دروازہ نہیں کھولتا، سوال کے ذریعے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ بند کردیتا ہے! خبردار! سوال نہ کرنے میں ہی بھلائی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں، خرائطی نے معارج الاخلاق میں، حاکم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ کو دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی دوسرے بدمست آدمی کو لایا۔ حضرت عبداللہ نے اس پر حد جاری کی پھر اس آدمی سے مخاطب ہوئے جو اسے ساتھ لایا تھا تو اس آدمی کا کیا لگتا ہے؟ اس نے جواب دیا اس کا چچا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تو نے اسے اچھا ادب نہیں سکھایا اور نہ ہی اس کی پردہ پوشی کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ پھر حضرت عبداللہ نے کہا میں اس پہلے آدمی کو جانتا ہوں جس کا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا تھا۔ ایک آدمی آیا، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ خاکستر جیسا ہو گیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ یہ تو آپ کے لیے شاق گزرا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ مناسب نہیں کہ تم اپنے بھائی کے معاملہ میں شیطان کے مددگار بنو۔ کسی حاکم کے لیے مناسب نہیں کہ جب اس تک حد کی بات پہنچے تو وہ اس پر حد قائم نہ کرے، اللہ تعالیٰ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ۔ (1)

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾

"جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن عورتوں پر جو انجان ہیں، ایمان والیاں ہیں ان پر پھٹکار ہے دنیا اور آخرت میں اور ان کے لیے عذاب عظیم ہے"

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے متعلق کہا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ صدیقہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہا کون سی چیز زیادہ سخت ہے بدکاری یا تہمت؟ فرمایا بدکاری۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ۔ کہا یہ آیت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی۔ (3)

امام طبرانی نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت خصوصاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی۔ (5)

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الحدود والدیات، جلد 6، صفحہ 425 (10656)، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 4، صفحہ 11 (6731)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 152 (229)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 125

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابوجوزاء کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت خاص طور پر امہات المومنین کے لیے ہے۔

ابن ابی حاتم نے سلمہ بن نبیط سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں الْمُحْصَنٰتِ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سورۂ نور کی تلاوت کی اور اس کی تفسیر کی جب اس آیت پر پہنچے تو کہا یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ازواج مطہرات کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایسا کیا اس کے لیے یہ نہیں۔ جس نے ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور عورت پر بدکاری کی تہمت لگائی اس کے لیے توبہ ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مگر جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر بدکاری کی تہمت لگائی اس کے لیے کوئی توبہ نہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ تو بعض لوگوں نے ارادہ کیا کہ وہ حضرت ابن عباس کی طرف اٹھیں اور آیت کی اچھی تفسیر کی وجہ سے ان کے سر کا بوسہ لیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ پر تہمت لگائی گئی جبکہ میں بے خبر تھی۔ مجھے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی۔ اسی اثناء میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ پر وحی کی گئی پھر آپ اٹھے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ فرمایا اے عائشہ! تجھے خوشخبری ہو۔ میں نے عرض کی میں اللہ کی تعریف کروں گی نہ کہ آپ کی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔(2)

يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾

"وہ یاد کریں اس دن کو جب گواہی دیں گی ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان اعمال پر جو وہ کیا کرتے تھے"۔

ابو یعلی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز کافر اپنے عمل کو پہچان لے گا وہ انکار کرے گا اور جھگڑے گا۔ اسے کہا جائے گا یہ تیرے پڑوسی ہیں، وہ تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ اسے کہا جائے گا تیرے گھر والے، تیرے قبیلے والے تیرے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔ وہ کہے گا یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ قسم اٹھاؤ۔ وہ قسم اٹھا دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں خاموش کرا دے گا اور ان کے خلاف ان کی زبانیں اور ہاتھ گواہی دیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں جہنم میں داخل کر دے گا۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے جس کا جھگڑا پیش ہوگا وہ ایک مرد اور اس کی بیوی ہوگی۔ عورت اور مرد کی زبانیں نہیں بولیں گی بلکہ ان کے ہاتھ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 126، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 125
3۔ مجمع الزوائد، کتاب البعث، جلد 10، صفحہ 636 (18398)، دار الفکر بیروت

پاؤں گواہی دیں گے جو اس نے مرد کے ساتھ خیانت کی یا اسے عطا کیا یا کوئی گفتگو کی۔ اسی طرح مرد کے ہاتھ، پاؤں اس مرد کے بارے میں گواہی دیں گے جو مرد اس عورت کو دیتا رہا۔ پھر مرد اور اس کے غلام کو بلایا جائے گا تو معاملہ ان میں اسی طرح ہوگا۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے مونہوں پر چھینکا باندھ دیا جائے گا۔ تمہاری طرف سے سب سے پہلے جو چیز حقیقت حال واضح کرے گی وہ اس کی شرمگاہ اور اس کا ہاتھ ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز سب سے پہلے انسان کا جو حصہ بولے گا وہ اس کی ران ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے انسان کے اعضاء سے ایسے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا جو اس کو ذلیل ورسوا کرنے والے ہوں گے تو وہ بندہ کہے گا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! میرے پاس بہت بڑی پوشیدہ باتیں ہیں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں اپنی امت کے اس آخری آدمی کو جانتا ہوں جو پل صراط سے گزرے گا۔ وہ آدمی پل صراط پر یوں دہرا ہوا ہوگا جس طرح وہ بچہ دہرا ہو چکا ہوتا ہے جسے اس کا والد مارتا ہے، کبھی اس کا ہاتھ پھسلے گا تو آگ اس ہاتھ تک جا پہنچے گی۔ ایک دفعہ اس کا پاؤں پھسلے گا تو اسے آگ جا پہنچے گی۔ فرشتے اسے کہیں گے بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس مقام سے اٹھائے اور تو سیدھا چلنے لگے کیا تو ہمیں ہر اس کام کے بارے میں بتائے گا جو تو نے کیا ہے؟ تو وہ کہے گا ہاں اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! میں اپنے اعمال میں سے کسی چیز کو بھی نہیں چھپاؤں گا۔ فرشتے اسے کہیں گے اٹھو سیدھے چلو۔ وہ اٹھے گا۔ وہ چلے گا یہاں تک کہ پل صراط سے گزر جائے گا۔ فرشتے اسے کہیں گے اپنے اعمال کے بارے میں بتا جو تو کرتا رہا ہے۔ وہ اپنے دل میں کہے گا اگر میں نے انہیں وہ اعمال بتا دیے تو یہ مجھے اس مکان کی طرف لوٹا دیں گے جہاں میں پہلے تھا۔ تو وہ کہے گا نہیں اس کی عزت کی قسم! میں نے تو کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ تو وہ فرشتے کہیں گے ہمارے پاس تیرے خلاف گواہ ہیں۔ وہ دائیں بائیں متوجہ ہوگا۔ کیا کوئی انسان ہے جو دنیا میں اسے دیکھ رہا تھا۔ تو وہ کوئی آدمی نہیں دیکھے گا۔ تو وہ کہے گا گواہ لاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر لگا دے گا۔ اس کے ہاتھ، پاؤں اور اس کی جلد اس کے اعمال کے بارے میں آگاہ کریں گے۔ تو اس وقت وہ بندہ کہے گا ہاں تیری عزت کی قسم! میں نے یہ سب اعمال کیے ہیں اور میرے پاس بڑے بڑے خفیہ اعمال بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ میں نے انہیں تیرے لیے معاف کر دیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے منہ پر مہر لگانے کے بعد سب سے پہلے جو ہڈی گفتگو کرے گی وہ اس کی بائیں جانب والی ران ہوگی۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 5، دار صادر بیروت

يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾

''اس روز پورا پورا دے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کا بدلہ جس کے وہ حقدار ہیں اور وہ جان لیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہر بات واضح کرنے والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ **دِيْنَهُمُ** سے مراد ان کا حساب ہے۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی دین کا لفظ ہے، اس سے مراد حساب ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور طبرانی رحمہما اللہ نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حق اعمال پر ان کے حق پر ہونے کی وجہ سے پورا پورا اجر دے گا اور باطل پرستوں کو ان کے باطل اعمال پر ان کے باطل ہونے کی وجہ سے پورا پورا اجر دے گا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے الحق کو مرفوع پڑھا ہے۔(3)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے یوں پڑھا **يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ**۔(4)

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾

''ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں اور پاک (دامن) عورتیں پاک (دامن) مردوں کے لیے اور پاک (دامن) مرد پاک (دامن) عورتوں کے لیے ہیں۔ یہ مبرا ہیں ان (تہمتوں) سے جو وہ (ناپاک) لگاتے ہیں۔ ان کے لیے ہی (اللہ کی) بخشش ہے اور عزت والی روزی ہے''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ **اَلْخَبِيْثٰتُ** سے مراد خبیث کلام اور **لِلْخَبِيْثِيْنَ** سے مراد خبیث مرد ہیں۔ **اَلْخَبِيْثُوْنَ** سے مراد خبیث مرد اور **لِلْخَبِيْثٰتِ** سے مراد خبیث کلام ہے۔ **اَلطَّيِّبٰتُ** سے مراد اچھی گفتگو، **لِلطَّيِّبِيْنَ** سے مراد اچھے مرد، **اَلطَّيِّبُوْنَ** سے مراد اچھے لوگ اور **لِلطَّيِّبٰتِ** سے مراد اچھی کلام ہے۔ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہ کے متعلق بہتان طرازی کی۔(5)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **اَلْخَبِيْثٰتُ** سے مراد خبیث کلام، **لِلْخَبِيْثِيْنَ** سے مراد خبیث لوگ، **اَلْخَبِيْثُوْنَ** سے مراد خبیث مرد، **لِلْخَبِيْثٰتِ**

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 154 (235)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 127
4۔ معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 422 (1022)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 128

سے مراد خبیث کلام، الطَّیِّبٰتُ سے مراد اچھی گفتگو، لِلطَّیِّبِیْنَ سے مراد لوگ، الطَّیِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد اچھی کلام ہے۔ جو اچھے لوگ ہیں وہ ہر خبیث بات سے پاک ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش رہا ہے اور جو خبیث ہوتا ہے وہ ہر اچھی بات سے مبرا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کی اچھی بات کو اس کی طرف لوٹا دیتا ہے، اسے قبول نہیں کرتا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد ہر بری بات اور عمل ہے لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد برے لوگ ہیں اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد لوگ اور لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد بری بات اور برا عمل ہے الطَّیِّبٰتُ سے مراد اچھی بات اور عمل ہے اور لِلطَّیِّبِیْنَ سے مراد اچھے لوگ ہیں الطَّیِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد اچھی بات اور عمل ہے، ان لوگوں کے لیے ان کے گناہوں کی بخشش ہے اور رِزْقٌ كَرِيْمٌ یعنی جنت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد بری بات، الطَّیِّبٰتُ سے مراد اچھی بات لِلطَّیِّبِیْنَ اور الطَّیِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ ہیں لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد اچھی گفتگو ہے، اچھے لوگ اس بات سے مبرا ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہی گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وہ ضحاک و ابراہیم سے اسی کی مثل قول نقل کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْخَبِيْثٰتُ سے مراد بری بات، لِلْخَبِيْثِيْنَ سے مراد برے لوگ، اَلْخَبِيْثُوْنَ سے مراد برے لوگ، لِلْخَبِيْثٰتِ سے مراد بری بات، الطَّیِّبٰتُ سے مراد اچھی بات، لِلطَّیِّبِیْنَ سے مراد اچھے لوگ، الطَّیِّبُوْنَ سے مراد اچھے لوگ اور لِلطَّیِّبٰتِ سے مراد اچھی بات ہے کیا تو نیک آدمی سے بری بات نہیں سنتا تو تو کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فلاں کو بخش دے نہ یہ بات اس کے اخلاق میں سے ہے اور نہ ہی خصلت میں سے اور نہ ہی ان میں سے ہے جسے وہ عام طور پر کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ یعنی وہ اس سے مبرا ہیں، نہ یہ ان کی خصلت میں سے ہے، نہ ان کے اخلاق میں سے ہے لیکن لغزشیں تو کبھی کبھی واقع ہو جاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ جزار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسیر بن جابر حضرت عبد اللہ رحمہما اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آج میں نے ولید بن عقبہ سے ایسی بات سنی ہے جس نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا بندۂ مومن کے منہ میں ایک ناپاک کلمہ ہوتا ہے جو اس کے سینے میں کھٹکتا ہے، وہ کلمہ قرار نہیں پاتا یہاں تک کہ وہ آدمی اس کلمہ کو باہر پھینک دیتا ہے، وہ آدمی جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ اسی کی مثل اس سے سنتا ہے اور اسے اس کے ساتھ ملا دیتا ہے، کبھی فاجر آدمی کے دل میں پاکیزہ کلمہ ہوتا ہے جو اس کے سینے میں کھٹکتا ہے، وہ قرار پذیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ فاجر آدمی اسے باہر پھینک دیتا ہے، وہ آدمی جو اس کے پاس بیٹھا ہوتا ہے وہ اسے اس کے مثل سنتا ہے اور اسے اس کے ساتھ ملا دیتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت تلاوت کی۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابن زید سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 433، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 130

صدیقہ کے بارے میں اس وقت نازل ہوئی جب منافق نے آپ پر جھوٹا بہتان لگایا تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس سے برأت کردی۔عبداللہ بن ابی ہی وہ خبیث تھا اور وہ اس بات کا مستحق تھا کہ اس کے لیے خبیثہ ہوتی اور وہ اس خبیثہ کے لیے ہوتا۔رسول اللہ ﷺ پاکیزہ تھے اور آپ اس کے لائق تھے کہ ان کے لیے پاکیزہ ہو۔حضرت عائشہ صدیقہ پاک تھی تو وہ اس بات کی مستحق تھیں کہ ان کے لیے پاکیزہ ہو۔ **اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ** میں حضرت عائشہ صدیقہ کی برأت کا اظہار کیا گیا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میری پاک دامنی کا حکم آسمان سے نازل ہوا۔میری تخلیق ہوئی، میں پاکیزہ کے پاس رہی اور میرے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ذکوان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حاجب تھے، کہا حضرت ابن عباس حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ کو بشارت ہو، آپ کے اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کے پیاروں کی ملاقات کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں سوائے اس کے کہ آپ کی روح آپ کے جسم سے نکلے۔آپ رسول اللہ ﷺ کو تمام ازواج مطہرات سے زیادہ محبوب تھیں۔ابواء کی رات آپ کا ہار گم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا **فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا** (النساء:43) یہ بھی آپ کے سبب سے نصیب ہوا اور آپ کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے رخصت کا حکم نازل فرمایا۔آپ کی برأت کا حکم سات آسمانوں کے اوپر سے نازل ہوا جسے روح الامین لائے۔اب اس کی یہ حالت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مساجد میں سے کوئی ایسی مسجد نہیں جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہو مگر اس کی صبح و شام تلاوت کی جاتی ہے۔حضرت عائشہ نے کہا اے ابن عباس! رہنے دو مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تو یہ پسند کرتی ہوں کہ میں نسیاً منسیاً (بھلائی ہوئی چیز) ہو جاؤں۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو جن لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کی موجودگی میں انہیں اسی اسی کوڑے مارے گا۔میرا رب ان میں سے مہاجرین کو بطور ہبہ طلب کرے گا۔اے عائشہ! میں تم سے مشورہ طلب کروں گا۔حضرت عائشہ نے یہ کلام سنی جبکہ وہ اپنے کمرے میں تھیں۔تو وہ رونے لگیں عرض کی مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا! آپ کی خوشی مجھے اپنی خوشی سے زیادہ محبوب ہے۔رسول اللہ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا: یہ اپنے باپ کی بیٹی ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت اس طرح ہے جس طرح ثرید (کھانے) کی تمام دوسرے کھانوں پر فضیلت ہے۔(4)

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 130، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 321 (10783)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ایضاً، جلد 23، صفحہ 163 (264)
4۔سنن ترمذی، باب فضل عائشہ، جلد 5، صفحہ 664 (3887)، دارالحدیث القاہرہ

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمام لوگوں پر فضیلت ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی تمام کھانوں پر فضیلت ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر تمام لوگوں کا علم اکٹھا کیا جائے پھر حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا علم اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم وسیع ہوگا۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر حلال وحرام، علم، شعر اور طب میں کسی کو زیادہ عالم نہیں پایا۔(2)

امام حاکم نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ فصیح نہیں دیکھا۔(3)

امام احمد نے زہد میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت احنف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور دوسرے خطباء کے خطبے سنے۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر مخلوق کے منہ سے آج تک ذی شان اور حسین بات نہیں سنی۔(4)

امام سعید بن منصور اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علم الفرائض اچھی طرح جانتی تھیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اکابر صحابہ کو دیکھا کہ وہ آپ سے علم الفرائض کے بارے میں سوال کرتے تھے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تمام لوگوں سے زیادہ فقیہ، تمام لوگوں سے زیادہ عالم اور عام لوگوں کے بارے میں رائے کے اعتبار سے تمام لوگوں سے اچھی تھیں۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مسلم بطین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ جنت میں بھی میری زوجہ ہوں گی۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ میں سات ایسے فضائل ہیں جو کسی اور میں نہیں سوائے حضرت مریم کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ان فضائل سے نوازا ہے۔ اللہ کی قسم! میں یہ اپنی ساتھیوں پر فخر کے لیے نہیں کہہ رہی۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا فرشتہ میری صورت لے کر نازل ہوا، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی جب کہ میری عمر سات سال تھی اور مجھے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا جب کہ میری عمر نو سال تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے شادی کی تو میں باکرہ تھی، اس وصف میں کوئی بھی دوسری بیوی میرے ساتھ شریک نہیں۔ حضور ﷺ پر وحی نازل ہوئی جب کہ میں اور آپ ایک بستر میں تھے۔ میں حضور ﷺ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب تھی، میرے بارے میں آیات نازل

1۔مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 4، صفحہ 13 (6734)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 12 (6733)
3۔ایضاً (6735)
4۔ایضاً (6732)
5۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 12 (6736)
6۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 15 (6748)
7۔مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکرفی عائشہ، جلد 6، صفحہ 389 (32275)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہوئیں، قریب تھا کہ امت اس میں ہلاک ہو جاتی، میں نے جبرئیل امین کو دیکھا جب کہ میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے بھی انہیں نہ دیکھا، آپ کی روح قبض کی گئی جب کہ فرشتے اور میرے سوا وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: جبرئیل امین تمہیں سلام کہتا ہے، حضرت عائشہ نے جواب میں کہا علیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔(2)

امام ابن نجار رحمہ اللہ تاریخ بغداد میں حضرت ابو بکر محمد بن عمر بغدادی حنبلی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ محمد بن حسن کارانی سے وہ ابراہیم خرجی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجھ پر دنیاوی مشکلات آئیں تو میں نے ایسی دعائیں کیں جنہیں کشادگی کی دعائیں کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کونسی دعائیں ہیں؟ کہا مجھے ابو عبداللہ احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا مجھے سفیان بن عیینہ نے انہوں نے کہا مجھے محمد بن واصل انصاری نے، وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھا ہوا تھا تاکہ ان کی برأت کا اظہار کر کے انہیں تسلی دوں جب کہ وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عائشہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے قریبی اور دور کے سب چھوڑ گئے یہاں تک کہ بلی بھی مجھے چھوڑ گئی مجھ پر کھانا اور پانی پیش نہیں کیا جاتا تھا۔ میں سوتی جبکہ میں بھوکی پیاسی ہوتی۔ میں نے خواب میں ایک نوجوان کو دیکھا۔ اس نے کہا تجھے کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا لوگوں نے جو باتیں کی ہیں میں ان کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اس نے کہا یہ دعا کرو، اللہ تعالیٰ تیری پریشانی دور فرمادے گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ کہو: ”یَا سَابِغَ النِّعَمِ وَ دَافِعَ النِّقَمِ وَ یَا فَارِجَ الْغَمَمِ وَ یَا کَاشِفَ الظُّلَمِ یَا اَعْدَلَ مَنْ حَکَمَ، یَا حَسِیْبَ مَنْ ظَلَمَ، یَا وَلِیَّ مَنْ ظُلِمَ یَا اَوَّلُ بِلَا بِدَایَۃٍ وَ یَا آخِرُ بِلَا نِہَایَۃٍ یَا مَنْ لَّہٗ اسْمٌ بِلَا کُنِیَۃٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا“ یہ کہو: اے نعمتوں کی بارش برسانے والے، ناراضگیاں دور کرنے والے، غم مٹانے والے، ظلم ختم کرنے والے، حکم میں عدل کرنے والے، ظلم کرنے والے کا حساب لینے والے، مظلوم کے مددگار، اے اول جس کی ابتداء نہیں، اے آخر جس کی انتہاء نہیں، اے وہ جس کا نام تو ہے مگر کنیت نہیں، اے اللہ! مجھے اس امر سے نجات عطا فرما۔ حضرت عائشہ نے کہا: میں بیدار ہوئی تو میں سیراب اور سیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے رستگاری کا حکم نازل فرمایا۔ ابن نجار نے کہا یہ خبر غریب ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْهَاۤ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى یُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِیْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ﴿۲۸﴾ لَیْسَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی عائشہ، جلد 6، صفحہ 389 (32278)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 390 (32286)

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

''اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو (دوسروں کے) گھروں میں اپنے گھروں کے سوا جب تک تم اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کرلو اپنے گھروں میں رہنے والوں پر۔ یہی بہتر ہے تمہارے لیے، شاید تم (اس کی حکمتوں میں) غور وفکر کرو، پھر اگر نہ پاؤ ان گھروں میں کسی کو (جو تمہیں اجازت دے) تو نہ داخل ہو ان میں یہاں تک کہ اجازت دی جائے تمہیں اور اگر کہا جائے تمہیں کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ۔ یہ (طرز معاشرت) بہت پاکیزہ ہے تمہارے لیے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔ کوئی حرج تم پر نہیں اگر تم داخل ہو ایسے گھروں میں جن میں کوئی آباد نہیں جن میں تمہارا سامان رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو''۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ حضرت عدی بن ثابت رحمہ اللہ کے واسطے سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی میں گھر میں بعض اوقات ایسی حالت میں ہوتی ہوں میں پسند نہیں کرتی کہ میرے پاس کوئی آئے نہ بیٹا اور نہ باپ تو اس وقت کوئی آدمی آجاتا ہے اور میرے پاس چلا آتا ہے تو میں کیا کروں۔ ابن جریر کے الفاظ یہ ہیں: ہمیشہ میرے خاندان کا کوئی فرد میرے پاس چلا آتا ہے جبکہ میں اس حالت میں ہوتی ہوں۔ تو یہ آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوئی۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں، حاکم (جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے یہاں حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا کی جگہ حَتّٰى تَسْتَاْذِنُوْا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ کے مصحف میں حَتّٰى تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا وَ تَسْتَاْنِسُوْا ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت میں حَتّٰى تُسَلِّمُوْا وَ تَسْتَاْذِنُوْا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا کی جگہ حَتّٰى تَسْتَاْذِنُوْا کہتے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے الاستئناس کا معنی اِلْاِسْتِئْذَانُ ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 133، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 132 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے فرمان حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤی اَهْلِهَا کے بارے میں بتایئے تسلیم کا معنی تو ہم پہچان چکے ہیں الاستئناس کا معنی کیا ہے؟ فرمایا: کوئی آدمی سبحان اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ کہے اور کھانسے تو اس طرح گھر والوں کو اپنے آنے کی اطلاع کردے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الاستئناس یہ ہے کہ تو خادم کو بلائے یہاں تک کہ گھر والے آگاہ ہو جائیں جنہیں وہ سلام کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا کا معنی ہے یہاں تک کہ تم کھانسو اور کھنگارو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ربعی کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں بنی عامر کے ایک آدمی نے بیان کیا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت چاہی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم سے فرمایا اس کی طرف جاؤ، اسے اجازت لینے کا طریقہ بتاؤ۔ اسے کہا گیا کہ یہ کہو السلام علیکم، کیا میں حاضر ہوسکتا ہوں۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن سعد ثقفی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی، عرض کی کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی سے فرمایا جسے روضہ کہتے، اس کی طرف جاؤ اور اسے تعلیم دو کیونکہ وہ اچھی طرح اجازت طلب نہیں کررہا، اسے کہو کہ وہ کہے السلام علیکم، کیا میں داخل ہوسکتا ہوں۔(4)

امام ابن سعد، امام احمد، امام بخاری نے ادب میں، ابوداؤد، امام ترمذی جب کہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت کلدہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوان بن امیہ نے دودھ، ہرنی اور ککڑیاں تحفے کے طور پر بھیجے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے بالائی حصہ میں تھے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا سلام نہ کیا اور نہ ہی اجازت طلب کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: واپس جاؤ، السلام علیکم کہو اور یہ کہو کیا میں اندر آسکتا ہوں؟(5)

امام قاسم بن اصبغ اور ابن عبد اللہ رحمہما اللہ نے تمہید میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کی اور یوں کلام کی السلام علی رسول السلام علیکم أيدخل عمر [illegible] کیا [illegible] داخل ہوسکتا ہے؟

امام ابن وہب نے کتاب المجالس میں اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الاستئذان [illegible]، جلد 5، صفحہ 242 (25674)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 133
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب [illegible]، جلد 5، صفحہ 242 (25672)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 132
5۔ [illegible] باب [illegible] جلد 2، صفحہ 643 (1085)، [illegible] القاہرہ

کہ میرے والد نے مجھے حضرت ابن عمر کے پاس بھیجا۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ فرمایا آ جاؤ۔ جب میں اندر چلا گیا کہا اے بھتیجے! خوش آمدید، یہ کہا کرو کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟ بلکہ کہا کرو السلام علیکم۔ جب وہ جواب دیں وعلیک تو پھر کہو کیا میں داخل ہوسکتا ہوں۔ اگر وہ مجلس والے کہیں آ جاؤ تو اندر چلے جاؤ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ام ایاس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم چار عورتیں تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی تھیں۔ ہم نے کہا ہم داخل ہوسکتی ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں۔ ایک نے کہا: السلام علیکم کیا ہم داخل ہوسکتی ہیں؟ حضرت عائشہ نے فرمایا آ جاؤ۔ پھر اسی آیت کو تلاوت کیا۔

امام ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام گفتگو سے پہلے ہے۔(2)

امام ابن شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی سلام سے پہلے اندر آنے کی اجازت طلب کرے تو انہوں نے کہا جب تک سلام نہ دے اسے اجازت نہ دو۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی السلام علیکم نہ کہے تو اسے کہہ دو نہ آؤ یہاں تک کہ چابی (یعنی سلام) لائے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عبداللہ گھر میں داخل ہوتے تو اندر آنے کا احساس دلاتے، گفتگو کرتے اور اپنی آواز کو بلند کرتے۔

ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ تم اپنی ماؤں اور بہنوں سے ضرور اجازت لیا کرو۔(5)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں اور ابو داؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک آدمی کی نظر چلی گئی تو اس کے لیے اجازت نہیں۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھروں میں جانے کے لیے اجازت لینے کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا جس کی نظر اجازت اور سلام کرنے سے پہلے گھر میں داخل ہوگئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کے لیے کوئی اجازت نہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو وہ کسی گھر میں داخل نہ ہو یہاں تک کہ گھر والوں کو احساس دلائے اور انہیں سلام کرے۔ جب کسی نے گھر کے اندر دیکھ لیا تو وہ اندر داخل ہوگیا۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الاستئذان، جلد 5، صفحہ 242 (25675)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی السلام قبل الکلام، جلد 5، صفحہ 57 (2699)، دار الحدیث القاہرہ
3۔ الادب المفرد، باب الاستئذان غیر السلام، جلد 2، صفحہ 533 (1070) 4۔ ایضاً (1071)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ الادب المفرد، باب اذا دخل ولم یستأذن، جلد 2، صفحہ 545 (1086) 7۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 104 (7505)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت ہذیل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر اجازت لینے کے لیے رک گئے، دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: تجھ سے ایسا طرز عمل ہی واقع ہونا چاہیے، اجازت تو دیکھنے کی بھی طلب کرنی ضروری ہے۔(1)

امام بخاری نے الادب میں اور ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن بشر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے بالکل سامنے کھڑا نہ ہوتے بلکہ دروازے کی دائیں جانب یا بائیں جانب کھڑا ہوتے اور کہتے السلام علیکم السلام علیکم۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔(2)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجروں میں سے ایک حجرے میں جھانکا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں کنگھی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سر میں مار رہے تھے۔ فرمایا اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں اسے تیری آنکھ میں چبھو دیتا۔ اجازت دیکھنے کی وجہ سے ہی طلب کی جاتی ہے(3)۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: اللہ تعالیٰ نے اجازت کا حکم دیکھنے کی وجہ سے دیا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ وہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میں دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اجازت طلب کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اشارہ کیا کہ دور ہو جا اور فرمایا: اجازت تو محض نظر کی وجہ سے ہے۔(4)

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الاستئناس کا معنی اجازت طلب کرنا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا تھا اجازت تین دفعہ ہوتی ہے، جسے پھر بھی اجازت نہ ملے اسے لوٹ جانا چاہیے۔ پہلی دفعہ پر زندہ کو سننا چاہیے۔ دوسری دفعہ پر انہیں (گھر والوں کو) محتاط ہو جانا چاہیے، تیسری دفعہ پر چاہیں تو اجازت دیں چاہیں تو رد کر دیں۔(5)

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور ابو داؤد رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ گھبرائے ہوئے آئے۔ ہم نے ان سے کہا کس چیز نے تمہیں گھبراہٹ میں مبتلا کیا ہے؟ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے پاس آؤ۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی۔ میں پلٹ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کس چیز نے تجھے میرے پاس آنے سے روکا۔ میں نے جواب دیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، میں نے تین دفعہ اجازت طلب کی تو مجھے اجازت نہ دی گئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: جب تم میں سے کوئی

1۔ شعب الایمان، باب الاستئذان، جلد 6، صفحہ 442 (8825)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ الادب المفرد، باب کیف یقوم عند الباب، جلد 2، صفحہ 540 (1082)، مکتبہ مدنی القاہرہ

3۔ سنن ترمذی، باب من اطلع دار قوم بغیر اذنھم، جلد 5، صفحہ 61 (2709)، دار الحدیث القاہرہ

4۔ مجمع الزوائد، کتاب الادب، جلد 8، صفحہ 87 (12809)، دار الفکر بیروت

5۔ شعب الایمان، باب الاستئذان، جلد 6، صفحہ 442 (8820)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تین دفعہ اجازت طلب کرے اسے اجازت نہ ملے تو وہ لوٹ جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کے بارے میں میرے سامنے گواہ پیش کرو۔ مجلس کے لوگوں نے کہا: سب سے چھوٹا آدمی اٹھے۔ حضرت ابو سعید حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہما کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے حق میں گواہی دی۔ حضرت عمر نے حضرت ابوموسی اشعری سے فرمایا: میں نے تجھ پر تہمت نہیں لگائی تھی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف حدیث کی نسبت کرنا بہت سخت ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ایسے گھروں میں داخل نہ ہو جو تمہارے نہیں حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا اس میں تقدیم ہے۔ مراد یہ ہے کہ پہلے تم سلام دو پھر اجازت طلب کرو۔ سلام اجازت سے پہلے ہے۔ ذٰلِكُمْ یعنی اجازت طلب کرنا اور سلام پیش کرنا۔ خَیْرٌ لَّكُمْ بغیر اجازت کے داخل ہونے سے بہتر ہے تا کہ تم گناہگار نہ ہو جاؤ اور گھر والے بھی محتاط ہو جائیں تا کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اگر تم گھر میں کوئی بھی نہ پاؤ تو اس گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہو یہاں تک کہ تمہیں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ اگر تمہیں کہا جائے کہ لوٹ جاؤ تو پھر لوٹ جاؤ یعنی نہ بیٹھو اور لوگوں کے دروازوں پر کھڑے نہ ہو جاؤ۔ تمہارا لوٹ آنا وہاں کھڑے ہونے اور دروازے پر بیٹھ رہنے سے بہتر ہے اور تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ ایسے گھر جن میں کوئی رہائش پذیر نہ ہو ان میں چلے جانے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے مراد وہ سرائیں ہیں جو راستوں پر مسافروں کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں اگر تم اجازت اور سلام کے بغیر بھی چلے جاؤ تو کوئی حرج نہیں۔ ان سراؤں میں تمہارے لیے سردی اور گرمی سے بچاؤ کے منافع ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اس گھر میں تمہارے لیے منافع نہ ہوں تو ان میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔ یہ بھی کہا کہ لوگ مدینہ کے راستہ پر ایسے گھروں میں کجاوے اور سامان رکھتے تھے جن میں کوئی بھی رہائش نہیں رکھتا تھا۔ لوگوں کو اجازت دی گئی ہے کہ بغیر اجازت کے تم ان میں داخل ہو۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے: اس سے مراد وہ گھر ہیں جو سفر کی مختلف منازل پر بنائے جاتے ہیں جن میں کوئی بھی نہیں رہتا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ سرائیں ہیں جو راستوں پر بنائی جاتی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فِیْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یعنی جن میں قضائے حاجت کرتے ہو۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بُیُوْتًا غَیْرَ مَسْكُوْنَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد وہ بے آباد کھنڈر ہیں جو قضائے حاجت کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

1۔ صحیح بخاری، باب التسلیم والاستئذان ثلاثا، جلد 4، صفحہ 140 (6120)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 135
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 433، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 136
5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 137

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ سے مراد سرائیں لی ہیں جن سے بارش، گرمی اور سردی کی حالت میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے، وہ گھر جن میں لوگ سفر کی حالت میں پڑاؤ کرتے ہیں وہاں کوئی رہتا نہیں ہے، فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ جن میں تمہارے لیے گزارہ اور منفعت ہوتی ہے۔(1)

امام ابو یعلی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مہاجر نے کہا: میں نے ساری زندگی اس آیت پر عمل کرنے کی خواہش کی مگر میں نے ایسا موقع نہ پایا۔ وہ یوں کہ میں بعض دوستوں کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہوں تو وہ مجھے کہیں واپس لوٹ جاتو میں واپس ہو جاؤں اور میں اس ارشاد پر عمل کر کے خوش ہوں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی جب وہ کسی ساتھی کو ملتا تو اس پر سلام نہ کرتا۔ وہ کہتا تیری صبح بخیر! تیری شام بخیر! یہ ان کا آپس میں سلام تھا۔ جب ان میں سے کوئی اپنے ساتھی کے پاس جاتا تو وہ اس سے اجازت طلب نہ کرتا یہاں تک کہ اس کے پاس چلا جاتا۔ وہ کہتا میں آ گیا ہوں۔ تو یہ بات دوسرے آدمی پر شاق گزرتی، ممکن ہے وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو پردہ پوشی اور پاکدامنی میں بدل دیا۔ فرمایا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ۔ جب گھروں میں داخل ہونے کے لیے سلام اور اجازت والی آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! قریش کے ان تاجروں کا کیا حکم ہے جو مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، شام اور بیت المقدس آتے جاتے رہتے ہیں؟ راستے پر ان کے معروف گھر ہیں، وہ وہاں کیسے اجازت طلب کریں اور سلام کریں جبکہ ان گھروں میں تو کوئی بھی نہیں رہتا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ رخصت نازل فرمائی: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ۔

امام بخاری نے الادب میں، ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا کے حکم کو لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ نے منسوخ کر دیا ہے۔(3)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

"آپ حکم دیجئے مومنوں کو کہ وہ نیچے رکھیں اپنی نگاہیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہوں کی۔ یہ (طریقہ) بہت پاکیزہ ہے ان کے لیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کاموں پر جو وہ کیا کرتے ہیں"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے ایک راستہ سے گزرا اس نے ایک عورت کو دیکھا۔ عورت نے اسے دیکھا۔ شیطان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ الادب المفرد، باب اذا دخل بیتا غیر مدخول، جلد 2، صفحہ 525 (1060)، مکتبہ مدنی قاہرہ

نے دونوں میں وسوسہ اندازی کی کہ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو اس لیے دیکھا ہے کیونکہ وہ اسے اچھا لگا ہے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مرد عورت کو دیکھتے ہوئے دیوار کی جانب چل رہا تھا کہ وہ دیوار سے جا ٹکرایا تو اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس مرد نے کہا میں اپنا خون صاف نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور اپنا معاملہ عرض کروں گا۔ وہ صحابی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تمام واقعہ عرض کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے گناہ کی سزا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ یعنی جن کو دیکھنا حلال نہیں۔ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ جو شرمگاہیں حلال نہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان شہوات سے اپنی نظریں جھکا کر رکھو جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ اَبْصَارِهِمْ میں مِنْ فعل کا صلہ ہے۔ معنی یہ ہوگا جن چیزوں کی طرف دیکھنا ان کے لیے حلال نہیں ان سے وہ اپنی نظروں کو محفوظ رکھتے ہیں اور بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ''یعنی نظر جھکانا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم کی جس آیت میں حفظ فرج کا ذکر ہے۔ اس سے مراد بدکاری سے حفاظت ہے مگر سورۂ نور کی آیت میں اس سے مراد عورت کو دیکھنا ہے۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم اپنی شرمگاہوں میں سے کس کو چھپائیں اور کس کو کھلا چھوڑیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر مگر اپنی بیوی اور لونڈی پر۔ میں نے عرض کی: جب قوم ایک دوسرے کے پاس ہو۔ فرمایا اگر تو یہ طاقت رکھتا ہو کہ اسے کوئی نہ دیکھے تو پھر اسے کوئی ہرگز نہ دیکھے۔ میں نے عرض کی: جب ہم میں سے کوئی تنہا ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ بندوں کی بنسبت اس سے حیاء کی جائے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علاء بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ تیری نظر عورت کی چادر کی خوبصورتی کے پیچھے نہ جائے کیونکہ دیکھنا دل میں شہوت پیدا کر دیتا ہے۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان مرد کی تین جگہوں پر براجمان ہوتا ہے، آنکھ، دل اور شرمگاہ اور وہ عورت کی بھی تین جگہوں پر بیٹھا ہوتا ہے: آنکھ، دل، سرین۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 140 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 40-139

3۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی حفظ العورۃ، جلد 5، صفحہ 90 (2769)، دار الحدیث القاہرہ

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یتزوج، جلد 4، صفحہ 6 (17215)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جریر بجلی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے مجھے نظر پھیر لینے کا حکم دیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک نظر کے بعد دوسری نظر کو نہ لاؤ کیونکہ پہلی تیری ہے، دوسری تیری نہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجالس (راستہ) میں نہ بیٹھو۔ اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو سلام کا جواب دو، آنکھیں جھکا کر رکھو، راستہ کی راہنمائی کرو، بوجھ اٹھانے والے کی مدد کرو۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔ وہاں ہم بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تم ایسا نہیں کر سکتے تو راستے کا حق دو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ راستے کے کیا حقوق ہیں؟ فرمایا آنکھ جھکانا، تکلیف دہ چیز کا دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔(4)

امام ابوالقاسم بغوی نے معجم میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ نہ بولے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے، جب وعدہ کرے تو اسے نہ توڑے، اپنی نظروں کو نیچا رکھو، اپنے ہاتھوں کو ظلم سے روکے رکھو، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

امام احمد، حکیم نے نوادر الاصول میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی عورت کو پہلی نظر سے دیکھتا ہے پھر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسی عبادت پیدا کر دیتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔(5)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابن آدم پر زنا میں سے ایک حصہ لکھ دیا ہے جو انسان ضرور حاصل کرے گا، آنکھ کا زنا دیکھنا، زبان کی بدکاری گفتگو کرنا، کانوں کی بدکاری بات سننا، ہاتھوں کا زنا پکڑنا، پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے۔ نفس تو خواہش کرتا ہے، شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا جھٹلاتی ہے۔(6)

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی نظرۃ الفاجاۃ، جلد 5، صفحہ 93(2776)، دارالحدیث القاہرہ
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 94(2777)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یتزوج، جلد 4، صفحہ 6، (17218)
4۔ صحیح بخاری، باب امنیۃ الدور والجلوس، جلد 2، صفحہ 870(2333)، دار ابن کثیر دمشق
5۔ مجمع الزوائد، کتاب الادب، جلد 8، صفحہ 121 (12942)، دارالفکر بیروت
6۔ صحیح بخاری، باب زنا الجوارح دون الفرج، جلد 5، صفحہ 2304(5889)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر ابلیس کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو آدمی اللہ کے خوف سے اسے چھوڑ تا ہے اللہ تعالیٰ بدلہ میں اسے ایسا ایمان عطا فرماتا ہے جس کی مٹھاس وہ اپنے دل میں پاتا ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ہر آنکھ رورہی ہوگی مگر وہ آنکھ جو اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے بند رہی۔ اور وہ آنکھ جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگتی رہی اور وہ آنکھ جس سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے مکھی کے سر جتنے بڑے آنسو نکلتے رہے۔(2)

وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ یَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُیُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

''اور آپ حکم دیجیے ایماندار عورتوں کو کہ وہ نیچی رکھا کریں اپنی نگاہیں اور حفاظت کیا کریں اپنی عصمتوں کی اور نہ ظاہر کیا کریں اپنی آرائش کو مگر جتنا خود بخود نمایاں ہو اس سے اور ڈالے رہیں اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر اور نہ ظاہر ہونے دیں اپنی آرائش کو مگر اپنے شوہروں کے لیے یا اپنے باپوں کے لیے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے لیے یا اپنے بیٹوں کے لیے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے لیے یا اپنے بھائیوں کے لیے یا اپنے بھتیجوں کے لیے اور اپنے بھانجوں کے لیے یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یا اپنی باندیوں پر یا اپنے ایسے نوکروں پر جو عورت کے خواہشمند نہ ہوں یا ان بچوں پر جو (ابھی تک) آگاہ نہیں عورتوں کی شرم گاہ والی چیزوں پر اور نہ زور سے ماریں اپنے پاؤں (زمین پر) تاکہ معلوم ہو جاوے وہ بناؤ سنگھار جو وہ چھپائے ہوئے ہیں اور رجوع کرو اللہ تعالیٰ کی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 349 (7875)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب الدیلمی، جلد 3، صفحہ 256 (4759)، دار الکتب العلمیہ بیروت

طرف سب کے سب اے ایمان والو! تاکہ تم (دونوں جہانوں میں) بامراد ہو جاؤ"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اسماء بنت مرشد بنی حارثہ میں اپنے باغ میں رہتی تھی۔ عورتوں نے وہاں پر تہہ بندوں کے بغیر داخل ہونا شروع کر دیا۔ تو ان کے پازیب ظاہر ہوئے، ان کے سینے اور مینڈھیاں بھی ننگی ہوئیں۔ اسماء نے کہا: یہ کتنی قبیح صورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ زینت سے مراد کنگن، بازوبند، پازیب، بالی اور ہار ہے اور **مَاظَهَرَ مِنْهَا** سے مراد کپڑے اور چادر ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ زینت کی دو صورتیں ہیں: ظاہری زینت، باطنی زینت جسے صرف خاوند ہی دیکھتا ہے۔ ظاہری زینت سے مراد کپڑے ہیں۔ باطنی زینت سے مراد سرمہ، کنگن اور انگوٹھی ہے۔ ابن جریر کے الفاظ ہیں: ظاہر سے مراد کپڑے اور مخفی سے مراد دونوں پازیب، دونوں بالیاں اور دونوں کنگن ہیں۔ (2)

امام احمد، امام نسائی، حاکم اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے عطر لگایا پھر باہر نکلی اور ایک قوم کے پاس سے گزری لوگوں نے اس کی خوشبو پائی تو وہ بدکارہ ہے۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے **مَاظَهَرَ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ سرمہ اور انگوٹھی۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ **مَاظَهَرَ** سے مراد سرمہ، انگوٹھی، بالی اور ہار ہے۔ (4)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ **مَاظَهَرَ** سے مراد ہاتھوں کا خضاب اور انگوٹھی ہے۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **مَاظَهَرَ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس کا چہرہ، اس کے ہاتھ اور انگوٹھی۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **مَاظَهَرَ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے: چہرے کی رنگت اور ہتھیلی کے اندر والا حصہ۔ (7)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 435، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 140
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 430 (3497)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 141
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 435، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 547 (17018)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 546 (17003)

ظاہری زینت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا کنگن، چھلا اور اپنی آستین کی طرف کو بند کر کے رکھو۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: چہرہ اور گردن کا کنارہ۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلی ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں ہتھیلیاں اور چہرہ۔ (4)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے دونوں پازیب، انگوٹھی اور سرمہ۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ یہاں سے آگے تک ہاتھ نکالے اور آپ نے نصف بازو کو بند کر لیا۔ (5)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے: کنگن، انگوٹھی اور سرمہ۔ (6)

امام سعید اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے مَاظَهَرَ کی وضاحت انگوٹھی اور پازیب سے کی ہے۔ ابن جریج نے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا: کنگن اور پازیب۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرے پاس میری بھتیجی آئی جو میری ماں کی طرف سے بھائی عبد اللہ بن طفیل مزینہ کی بیٹی تھی۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعراض فرمایا۔ حضرت عائشہ نے عرض کی: یہ میری بھتیجی اور بچی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے چہرے کے سوا اپنے جسم کو ظاہر کرے یا اس سے زائد حصہ ظاہر کرے، اپنے بازو پر مٹھی رکھی، اپنی مٹھی اور ہتھیلی کے درمیان ایک مٹھی کا حصہ چھوڑا۔ (7)

امام ابوداؤد، امام ترمذی (جب کہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اور میمونہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ کہا ہم اس اثنا میں کہ آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم آ گئے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے پردہ کرو، عرض کی یا رسول اللہ! کیا یہ نابینا نہیں یہ تو ہمیں نہیں دیکھ سکتا، فرمایا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو۔ تم دونوں اسے نہیں دیکھ سکتیں؟ (8)

امام ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ ان کے جسم پر باریک کپڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض کیا۔ فرمایا اے اسماء! جب عورت بالغہ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی دے مگر یہ، اور

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 546 (17008)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 547 (17021)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 142
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 434
6۔ ایضاً
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 142
8۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی احتجاب النساء من الرجل، جلد 5، صفحہ 94 (2778)، دار الحدیث القاہرہ

اپنے چہرے اور ہتھیلی کی طرف اشارہ کیا۔(1)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ مراسیل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بچی بالغہ ہو جائے تو مناسب نہیں کہ اس کے چہرے اور ہاتھوں کو جوڑوں تک کے علاوہ اس کا کوئی حصہ دیکھا جائے۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلی مہاجر عورتوں پر رحم فرمائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ آیت کو نازل فرمایا تو عورتوں نے اپنے ازار پکڑے اور حاشیہ کی جانب سے انہیں پھاڑا تو انہیں اوڑھنیاں بنالیا۔(2)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ ان کے ہاں تشریف لے گئے جب کہ وہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: ایک پیچ دو نہ کہ دو پیچ (تاکہ مرد کی پگڑی کے مشابہ نہ ہو)۔(3)

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ہم حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں تو عورتوں نے قریش کی عورتوں اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا بے شک قریش کو فضیلت حاصل ہے، اللہ کی قسم! میں نے انصار کی عورتوں پر فضیلت رکھنے والی کوئی عورت نہیں دیکھی جو کتاب اللہ کی تصدیق میں ان سے بڑھ کر ہو جو قرآن حکیم پر ایمان لانے میں ان سے بڑھ کر ہو۔ سورۂ نور نازل ہوئی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ ان کے مردان کی طرف پلٹے، اللہ تعالیٰ نے جو حکم نازل کیا تھا وہ مردان پر اسے تلاوت کر رہے تھے۔ مرد اپنی بیوی، بیٹی اور بہن اور رشتہ دار پر تلاوت کرتا جارہا تھا۔ ہر عورت اپنی چادر کی طرف اٹھتی اور اسے اپنے اوپر لپیٹ لیتی۔ مقصود اس فرمان کی تصدیق اور اس پر ایمان لانا تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا۔ وہ صبح کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چادریں لپیٹے ہوئے تھیں گویا ان کے سروں پر کوے ہوں۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ اس پر ایک پتلی اوڑھنی تھی اس کی پیشانی نیچے سے نظر آرہی تھی حضرت عائشہ صدیقہ نے وہ اوڑھنی لے لی اور اسے پھاڑ دیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں جو حکم نازل فرمایا ہے کیا تو اسے نہیں جانتی؟ آپ نے اوڑھنی منگوائی اور اسے اوڑھا دی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلْيَضْرِبْنَ کا معنی وَلْيَشْدُدْنَ یعنی باندھیں، بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوبِهِنَّ یعنی سینے کے اوپر والا حصہ اور سینہ اس میں سے کوئی چیز نظر نہ آئے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نور میں ہے: لَا يُبْدِيْنَ

1۔ سنن صغیر از بیہقی، باب النظر الی حرۃ یرید نکاحھا، جلد 3، صفحہ 12، (2358)، دارالوفا کراچی
2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 235 (4656)، دارالفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 144، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب اللباس، جلد 4، صفحہ 216 (7417)، دارالکتب العلمیہ بیروت

زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ اور ارشاد فرمایا يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ (احزاب:59) پھر اس سے استثناء کی اور فرمایا وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ متبرجات وہ عورتیں ہیں جو گھروں سے نکلتی ہیں جبکہ ان کے سینے کے اوپر والا حصہ ننگا ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ ظاہری زینت سے مراد چہرہ، آنکھوں کا سرمہ، ہاتھوں کا خضاب اور انگوٹھی ہے جو بھی اس کے گھر میں داخل ہو عورت اس پر اسے ظاہر کر سکتی ہے اور وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ کے بارے میں یہ قول کیا ہے۔ عورت اپنے خاوندوں اور آباء کے لیے یہ زینتیں ظاہر کر سکتی ہیں، بالیاں اور کنگن۔ رہے پازیب، بازوؤں میں ڈالے جانے والے زیور، سینے کا اوپر والا حصہ اور بال تو وہ اپنے خاوندوں پر ظاہر کر سکتی ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ بڑی چادر نہ اتاریں۔ اس سے مراد پردہ ہے یعنی جو اوڑھنی اوپر کی جاتی ہے مگر اپنے خاوندوں اور آباء وغیرہ پر کیونکہ آباء اور دوسرے رشتہ دار اس پر حرام ہیں۔ اسی طرح چچا اور خالو کا بھی یہی حکم ہے۔ اَلنِّسَآءِ سے مراد مومن عورتیں ہیں اور مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ سے مراد عورت کا غلام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے شعبی اور عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اور چچا اور خالو کا ذکر نہیں کیا کیونکہ یہ دونوں اپنے بیٹوں کے سامنے تعریف کرتے ہیں، اس لیے وہ اپنی اوڑھنی چچا اور خالو کے سامنے نہ اتارے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو صالح سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوْ نِسَآئِهِنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: مسلمان عورتیں۔ اس لیے کوئی بھی مسلمان عورت کسی یہودی اور نصرانی عورت کے لیے زینت ظاہر نہ کرے۔ اس سے مراد سینے کا اوپر والا حصہ، بالی، ہار اور اس کے ارد گرد والا حصہ ہے۔

سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی بھی مسلمان عورت مشرکہ کے سامنے اپنی اوڑھنی نہ اتارے اور نہ ہی اس کا بوسہ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَوْ نِسَآئِهِنَّ کیونکہ وہ مسلمانوں کی عورتیں نہیں ہیں۔(3)

امام سعید بن منصور، بیہقی نے سنن میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا: امابعد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مسلمان عورتیں، مشرک عورتوں کے ساتھ حماموں میں جاتی ہیں، کسی ایسی عورت کے لیے حلال نہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ اس کی شرمگاہ کو کوئی دیکھے مگر اس کی اپنی ملت کی عورتیں دیکھ سکتی ہیں۔(4)

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 94، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب مالوانی الرجل ینظر الی شعر جدتہ، جلد 4، صفحہ 13 (7293)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 95 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ کا معنی ہے: عورت کا غلام، ایک مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کے غلام کے سامنے اپنی چادر اتارے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غلام اپنی مالکہ کے بال دیکھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلام کے سامنے عورت اپنی چادر اتار سکتی ہے۔

امام ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ کے پاس ایک غلام لائے جو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کو ہبہ کیا تھا۔ حضرت فاطمہ پر ایک کپڑا تھا۔ جب آپ اس کے ساتھ سر ڈھانپتیں تو قدم تک نہ پہنچتا اور جب اپنے قدموں کو ڈھانپتیں تو سر تک نہیں پہنچتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ نے ان کی اس مشقت کو دیکھا تو فرمایا: آپ پر کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تیرا باپ اور یہ تیرا غلام ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور امام احمد رحمہما اللہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا کوئی مکاتب ہو اور اسی مکاتب نے کچھ مال دے دیا ہو تو وہ عورت مکاتب سے پردہ کرے۔(3)

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غلام ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتے تھے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلی قرأت میں ہے الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِلْمَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس اور مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلام اپنی مالکہ کے بال نہ دیکھے دونوں نے کہا ایک قرأت میں ہے اَوْمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمُ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحِلْمَ۔

عبدالرزاق نے عطاء سے قول نقل کیا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کیا عورت کا غلام مالکہ کا سر اور قدم دیکھ سکتا ہے؟ میں تو یہ پسند نہیں کرتا مگر اس صورت میں جائز ہے کہ غلام ابھی بچہ ہو۔ جہاں تک داڑھی والے غلام کا تعلق ہے اس کے لیے جائز نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہیں یہ آیت اَوْ مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ اس سے مراد لونڈیاں ہیں غلام نہیں ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت اپنے غلام سے پردہ کرے۔(6)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوِالتّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل المملوک لہ ان یری شعر مولاتہ، جلد 4، صفحہ 11 (17270)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ما جاء فی ابداءھا زینتھا مما ملکت، جلد 7، صفحہ 95، دار الفکر بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 289، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 447 (2066)، بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل المملوک ان یری شعرہ مولاتہ، جلد 4، صفحہ 11 (17274)
6۔ ایضاً، (17273)

الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جس سے عورتیں حیاء نہیں کرتیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: یہ وہ آدمی ہوتا ہے جو لوگوں کے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ یہ کم عقل ہوتا ہے، عورتوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی اسے عورتوں کی خواہش ہوتی ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے پیچھے چلتا۔ اس پر غیرت کا اظہار نہ کیا جاتا۔ اس کی مجبوری میں عورت اپنی اوڑھنی نیچے رکھنے میں کوئی خوف نہ رکھتی۔ یہ وہ احمق ہے جسے عورتوں کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ کی یہ تفسیر نقل کی کہ اس سے مراد وہ احمق ہے جسے عورتوں میں کوئی دلچسپی اور حاجت نہیں ہوتی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی وہ بے وقوف لیا ہے جو عورتوں کے معاملات سے آگاہ نہیں ہوتا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: اس سے مراد مخنث ہے جس کا ذکر نہیں اٹھتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کا معنی وہ بوڑھا آدمی لیا ہے جو عورتوں سے وطی کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اس کا معنی عنین (نامرد) لیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے اس کا معنی خصی اور نامرد لیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کا معنی کم عقل لیا ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس کا ذکر نہ اٹھتا ہو۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے: وہ شخص جسے خواہش نہ ہو کہ وہ عورت کی پوشیدہ چیزوں پر مطلع ہو۔(8)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام مسلم، ابو داؤد، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مخنث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آتا رہتا وہ اسے غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ میں شمار کرتے۔ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ وہ مخنث ازواج مطہرات میں ایک کے پاس بیٹھا ہوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 146 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 437، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 3(17186)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3(17188)

7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 4(17191) 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 3(17185)

تھا اور وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا۔ تو اس نے کہا اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ یعنی وہ عورت خوب موٹی تازی ہے، جب آ رہی ہو تو اس کے جسم پر چار سلوٹیں اور جب جا رہی ہو تو اس کی پیٹھ پر آٹھ سلوٹیں ہوتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اتنی پہچان رکھتا ہے، یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے، اس سے پردہ کیا کرو۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خنثی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوتا۔ ازواج مطہرات اسے غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ میں شمار کرتیں۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ ایک عورت کی تعریف کر رہا تھا اِنَّهَا اِذَا اَقْبَلَتْ اَقْبَلَتْ بِاَرْبَعٍ وَاِذَا اَدْبَرَتْ اَدْبَرَتْ بِثَمَانٍ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں سنتا تھا کہ یہ اتنا جانتا ہے۔ یہ تمہارے پاس نہ آیا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جلاوطن کر دیا۔ وہ بیداء کے مقام پر رہتا۔ ہر جمعہ کو آتا تاکہ کھانے پینے کی چیزیں لے جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جو بالغ ہونے سے پہلے اپنے بچپن کی وجہ سے یہ نہیں جانتے کہ عورتیں کیا ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ بچہ ہے جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے جسم کا ہر حصہ ڈھانپے جانے کے لائق ہے یہاں تک کہ اس کا ناخن بھی۔ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے چاندی کی دو پازیبیں بنوائیں اور ان میں گھنگرو لگوائے۔ وہ لوگوں کے پاس سے گزری۔ اس نے پاؤں مارا۔ اس کا پازیب مہرے پر لگا تو آواز پیدا ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ۔ (3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ عورت مردوں کے پاس ایک پازیب کو دوسرے کے ساتھ کھٹکھٹائے یا اس کے پاؤں میں پازیب ہوں تو وہ مردوں کے پاس انہیں حرکت دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا کیونکہ یہ شیطان کا عمل ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورت اپنا پاؤں مارتی تاکہ پازیب کی جھنکار سنائی دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مخفی زینت سے یہاں مراد پازیب ہے۔ اللہ

1۔ صحیح مسلم، باب منع المخنث من الدخول علی النساء، جلد 2، صفحہ 218، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 149
4۔ ایضاً

تعالیٰ نے عورت کو منع کیا کہ وہ اپنا پاؤں زمین پر مارے تاکہ پازیب کی آواز سنائی دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں عورتیں بے آواز پازیب پہنتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت مجلس کے پاس سے گزرتی اس کے پاؤں میں گھونگے ہوتے۔ جب مجلس کے پاس سے گزرتی تو وہ اپنا پاؤں مارتی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے پاؤں میں پازیب ہوتے جن میں گھنگھرو ہوتے۔ جب کوئی اجنبی آدمی اس کے پاس سے گزرتا تو وہ جان بوجھ کر اپنے پاؤں کو حرکت دیتی تاکہ پازیب کی آواز اسے سنائے۔ فرمایا وَ لَا یَضْرِبْنَ یعنی وہ اپنے پاؤں کو حرکت نہ دیں۔ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ تاکہ اجنبی کو اپنی مخفی زینت سے آگاہ کرے اس وقت جب وہ اس کے پاس آئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ سے مراد پازیب ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیروں کے سامنے زینت کے اظہار میں ناز و ادا کرنے والی قیامت کے روز اس تاریکی کی مانند ہوگی جس کا نور نہیں ہوتا۔

امام احمد اور امام بخاری نے الادب میں، امام مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اغر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو، میں ہر روز سو دفعہ توبہ کرتا ہوں۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: مجھ سے گھر والوں کے بارے میں لغزش ہو جاتی تھی مگر میں اسے کسی اور کے لیے ایسا نہ کرتا تھا۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے حذیفہ! استغفار کیوں نہیں کرتے۔ میں تو دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ شعب الایمان میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: مومنین کے کتنے پردے ہیں؟ فرمایا یہ شمار سے زیادہ ہیں لیکن مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ ان میں سے ایک پردے کو پھاڑ دیتا ہے۔ جب وہ توبہ کرتا ہے تو وہی پردہ لوٹ آتا ہے اور نو پردے مزید آ جاتے ہیں۔ جب اس پر کوئی پردہ باقی نہیں رہتا اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے جسے چاہتا ہے ارشاد فرماتا ہے انسان بے پردہ ہوتے ہیں۔ وہ پردہ نہیں لیتے۔ اپنے پروں سے اسے ڈھانپ لو تو وہ اسے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اگر وہ توبہ کر لے تو تمام پردے پھر لوٹ آتے ہیں۔ جب وہ توبہ نہیں کرتا تو فرشتے اس سے حجاب میں ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے اسے اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 149　　2۔ الادب المفرد، باب سید الاستغفار، جلد 2، صفحہ 79 (624)، مکتبہ مدنی القاہرہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 394، دار صادر بیروت

حوالے کردو تو وہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں یہاں تک کہ اس کی شرمگاہ بھی پردہ میں نہیں ہوتی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شرمندگی توبہ ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: شرمندگی توبہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک عورت سے بدکاری کرتا ہے پھر اس سے شادی کرتا ہے۔ فرمایا پہلی بدکاری ہے۔ ان دونوں کا اکٹھے توبہ کرنا میرے نزدیک متفرق توبہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا۔

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ ۭ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾

"اور نکاح کر دیا کرو جو بے نکاح ہیں تم میں سے اور جو نیک ہیں تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے اگر وہ تنگ دست ہوں (تو فکر نہ کرو) غنی کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا ہمہ دان ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جسے تم سنتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کرنے کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آنکھوں کو جھکانے والا اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے جو نیک ہیں ان کے نکاح کر دیا کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک مردوں اور نیک عورتوں کا نکاح کر دیا کرو اور جوان کے بعد ہوگا وہ اچھا ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نکاح کا حکم دیا، اس میں رغبت دلائی اور یہ حکم دیا کہ اپنے آزادوں اور غلاموں کی شادی کرو اور اس میں غناء کا وعدہ کیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں نکاح کا جو حکم دیا ہے اس کی اطاعت کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ جو غناء کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے گا۔

امام عبد الرزاق نے المصنف میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے

1۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلب، جلد 5، صفحہ 445 (7217)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ نوادر الاصول، باب المائذان الندم الشوبۃ، جلد 1، صفحہ 162، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت

سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا: میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے شادی کی صورت میں غناء نہ دیکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وعدہ فرمایا۔(1)

عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ دونوں نے مصنف میں حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ شادی کی صورت میں غناء کی خواہش کرو۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں: شادی کی صورت میں فضل طلب کرو۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نکاح کی صورت میں غناء تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت تلاوت کی۔(3)

امام دیلمی حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں: نکاح کے ذریعے رزق تلاش کرو۔(4)

امام بزار، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں سے نکاح کرو، وہ تمہارے لیے مال لاتی ہیں۔ ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت عروہ سے مرسل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام ترمذی (جبکہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کی مدد اللہ کے ذمہ کرم پر ہے، وہ نکاح کرنے والا جو پاکدامنی کا ارادہ رکھتا ہو، وہ مکاتب غلام جو مال دینے کا ارادہ رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔(5)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں فاقہ کی شکایت لے کر آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شادی کرنے کا حکم دیا۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجوب النکاح وفضلہ، جلد 6، صفحہ 139 (10434)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 137 (10426)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 88 (282)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی المجاہد، جلد 4، صفحہ 157 (1655)، دارالکتب العلمیہ بیروت

"اور چاہیے کہ پاکدامن بنے رہیں وہ لوگ جو نہیں پاتے شادی کرنے کی قدرت یہاں تک کہ غنی کر دے انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اور جو مکاتب بننا چاہیں تمہارے غلاموں سے تو مکاتب بنالو انہیں اگر تم جانو ان میں کوئی بھلائی اور (زر مکاتب ادا کرنے میں) مدد کرو ان کی اللہ تعالیٰ کے مال سے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہے اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر اگر پاکدامن رہنا چاہیں تا کہ تم حاصل کرو (اس بدکاری سے) دنیوی زندگی کا کچھ سامان اور جو (کمینہ خصلت) مجبور کرتا ہے انہیں (عصمت فروشی پر) تو بیشک اللہ تعالیٰ ان کے مجبور کیے جانے کے بعد (ان کی لغزشوں کو) بخشنے والا (اور ان پر) رحم فرمانے والا ہے۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مرد ہے جو ایک عورت کو دیکھتا ہے گویا اس میں خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر تو اس کی بیوی ہو تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس سے اپنی خواہش پوری کرے۔ اگر اس کی بیوی نہ ہو تو آسمان و زمین کی بادشاہت میں غور و فکر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل سے غنی کر دے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو روق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حرام قرار دی ہیں ان سے بچو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں رزق دے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی استطاعت نہیں پاتا تو وہ شادی کر لے، اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔

امام ابن سکن معرفۃ الصحابہ میں عبد اللہ بن صبیح سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حویطب بن عبد العزی کا غلام تھا۔ میں نے اس سے عقد مکاتبہ کا مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ تو یہ آیت وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ غلاموں سے عقد مکاتبہ کا مطالبہ کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَكَاتِبُوْهُمْ کی تفسیر نقل کی ہے کہ امر کا صیغہ تعلیم و رخصت کے لیے ہے ایسا کرنا لازم نہیں۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے عامر شعبی سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ چاہے تو عقد مکاتبہ کر لے چاہے نہ کر۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سیرین نے مجھ سے عقد مکاتبہ کرنے کا سوال کیا۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ حضرت عمر کے پاس حاضر ہوا تو درہ لے کر میری طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اس کے ساتھ عقد مکاتبہ کرو اور یہ آیت کریمہ تلاوت کی تو میں نے اس سے عقد مکاتبہ کر لیا۔ (2)

امام ابو داؤد نے مراسیل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب وجوب الکتاب، جلد 8، صفحہ 290 (15675)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 289 (15674)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اس میں کوئی پیشہ دیکھتے ہو تو اس سے عقد مکاتبہ کرلو انہیں لوگوں پر بوجھ بنا کر چھوڑ دو۔(1)

عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے خَیْرًا کا معنی مال نقل کیا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بھی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَیْرًا کا معنی امانت اور وفاء نقل کیا ہے(4)۔ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے: اگر تم یہ علم رکھتے ہو کہ وہ مکاتبہ کا مال تجھے دے دے گا۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطا سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں خیر سے مراد مال، صلاح یا ہر چیز ہے تو انہوں نے جواب دیا میرا خیال تو ہے کہ اس سے مراد مال ہے جس طرح اس آیت کریمہ کُتِبَ عَلَیْکُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَکَ خَیْرَا ۚ (البقرہ:180) میں خیر سے مراد مال ہے۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تم اس میں امانت جانو تو ان سے عقد مکاتبہ کرلو۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ، ابراہیم اور ابو صالح رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے نافع سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر اس بات کو ناپسند کرتے کہ اپنے غلام سے عقد مکاتبہ کریں۔ اگر وہ پیشہ نہ جانتا ہو وہ فرماتے بصورت دیگر وہ مجھے لوگوں کے ہاتھوں کی میل کچیل کھلائے گا۔(8)

سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے مجاہد سے اور طاؤس سے خیر کا معنی مال اور امانت نقل کیا ہے۔(9)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(10)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خیر کا معنی حیلہ نقل کیا ہے، یعنی ان میں کوئی حیلہ پاتے ہو تو ان سے عقد مکاتبہ کرو، ان کا مالی بوجھ مسلمانوں پر نہ ڈالو(11)۔ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اٰتٰىكُمْ یعنی ان کے مال مکاتبہ میں سے کچھ مال کم کردو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، رویانی نے اپنی مسند میں اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد10، صفحہ 317، دارالفکر بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد8، صفحہ 288 (15666)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (15667)
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد10، صفحہ 317
5۔ ایضاً
6۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد8، صفحہ 288 (15666)
7۔ ایضاً (15668)
8۔ ایضاً، باب وجوب الکتاب، جلد8، صفحہ 291 (15681)
9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد18، صفحہ 153، داراحیاء التراث العربی بیروت
10۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المکاتب، جلد8، صفحہ 289 (15670)
11۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد18، صفحہ 153-56

بریدہ سے وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں لوگوں کو برانگیختہ کیا کہ وہ اپنے مال میں سے اسے دیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسی آیت میں آقا اور دوسرے لوگوں کو مال دینے پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ مکاتب کو مال مکاتبہ میں سے کچھ چھوڑ دیا جائے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ غلام آزاد کرانے میں مدد کرو۔ حضرت علی ابن ابی طالب نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آقا کو حکم دیا کہ وہ مکاتب کو قیمت کا چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم ہے فرض نہیں ہے۔ لیکن اس میں لوگوں کے لیے امر ہے۔

امام عبد الرزاق، سعید ابن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا نے فرمایا کہ خیر کا معنی مال ہے۔ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ یعنی وہ مال مکاتبہ کا چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، دیلمی، ابن منذر، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن حبیب رحمہ اللہ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے اس کی تفسیر نقل کرتے ہیں کہ مالک مکاتب کو مال مکاتبہ میں سے چوتھائی حصہ چھوڑ دے۔(3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مال مکاتبہ میں سے دسواں حصہ چھوڑ دے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنے غلام سے عقد مکاتبہ کیا جس کی کنیت ابو امیہ تھی جب وقت مقررہ آیا تو وہ مال مکاتبہ کی قسط لایا۔ حضرت عمر نے فرمایا: جاؤ اس کے ساتھ اپنے مال مکاتبہ میں غناء حاصل کرو۔ عرض کی اے امیر المومنین! کاش! آپ چھوڑ دیتے یہاں تک کہ وہ معافی والی آخری قسط ہوتی۔ حضرت عمر نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ میں اسے نہ پاؤں گا۔ پھر اس آیت وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیۡۤ اٰتٰىكُمۡ کی تلاوت کی۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کا اگر کوئی مکاتب ہوتا تو اسے پہلی قسطوں میں سے کوئی چیز نہ چھوڑتے محض اس خوف سے کہ یہ عاجز آ جائے، اس کا صدقہ اس کی طرف واپس لوٹے لیکن عقد مکاتبہ کا آخری مرحلہ ہوتا تو جتنا مال چاہتے کم کر دیتے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ وَّاٰتُوۡهُمۡ مِّنۡ مَّالِ اللّٰهِ یہ حکم والیوں کے لیے ہے کہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 439، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 431 (3501)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 8، صفحہ 293 (15690) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب المکاتب، جلد 10، صفحہ 329، دار الفکر بیروت
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 8، صفحہ 294 (15691)

ان (مکاتبوں) کوزکوۃ کے مال میں سے جتنا مال چاہیں دیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَفِي الرِّقَابِ (التوبہ:60)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، سعید بن منصور، بزار، دارقطنی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسفیان کی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی نے اپنی لونڈیوں سے کہا جاؤ اور ہمارے لیے کوئی چیز کما کر لاؤ جبکہ وہ یہ عمل ناپسند کرتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام مسلم رحمہ اللہ نے اسی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے مسیکہ کہتے، ایک اور لونڈی تھی جسے امیمہ کہتے۔ وہ ان دونوں سے یہ ارادہ کرتا کہ یہ بدکاری کیا کریں۔ تو دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

امام نسائی، امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسیکہ ایک انصاری کی لونڈی تھی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی میرا مالک مجھے بدکاری پر مجبور کرتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔(3)

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے، عبداللہ بن ابی اسے بدکاری پر مجبور کرتا۔ جب اسلام آگیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ لونڈیوں سے بدکاری کراتے تھے، دور اسلام میں انہیں اس چیز سے منع کر دیا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: لوگ دور جاہلیت میں لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے اور ان کی اجرت لیتے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام طیالسی، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جو دور جاہلیت میں بدکاری کرتی۔ اس کی بدکاری سے کئی بچے پیدا ہوئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بدکاری کو حرام کر دیا۔ ابن ابی نے کہا تو بدکاری کیوں نہیں کرتی۔ اس لونڈی نے کہا اللہ کی قسم! میں کبھی بھی بدکاری نہیں کروں گی تو ابن ابی نے اسے مارا تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا۔(4)

امام سعید ابن منصور، فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی کی دو لونڈیاں تھیں مسکہ اور معاذہ یہ دونوں کو بدکاری پر مجبور کیا کرتا تھا۔ ایک نے کہا اگر تو یہ اچھا عمل ہے تو میں اسے زیادہ

1۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 18، صفحہ 127 (26)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3502)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 18، صفحہ 127 (27)، دارالکتب العلمیہ بیروت 4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 192 (11232)، دارالفکر بیروت

کروں گی، اگر یہ برا عمل ہے تو مجھے یہ چھوڑ دینا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن ابی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کی ایک لونڈی تھی جو اس کے لیے کماتی تھی۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور بہت اچھی مسلمان ہوئی۔ ابن ابی نے ارادہ کیا کہ وہ پہلے کی طرح فعل کرے تو اس لونڈی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے۔ جب ابن ابی کے پاس کوئی مہمان آتا تو یہ اس لونڈی کو اس مہمان کے پاس بھیج دیتا تاکہ مہمان سے بدلہ اور کرامت پائے۔ ایک دن لونڈی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس معاملہ کی شکایت کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی قبضہ میں لینے کا حکم دیا۔ عبد اللہ بن ابی نے شور مچا دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں کوئی انصاف دلائے گا جو ہمارے غلاموں پر قبضہ کر رہے ہیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کا ایک آدمی غزوۂ بدر میں قید ہوا اور اسے بطور قیدی عبد اللہ بن ابی کے حوالہ کر دیا گیا۔ عبد اللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی جسے معاذہ کہتے۔ قریشی قیدی کی خواہش تھی کہ وہ لونڈی اسے لطف اندوز ہونے کا موقع دے جبکہ لونڈی مسلمان ہو چکی تھی۔ وہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہی تھی جبکہ ابن ابی اسے اس امر پر مجبور کرتا تھا اور مارتا تھا اس امید پر کہ وہ قریشی سے حاملہ ہو اور وہ قریشی سے بچے کا فدیہ طلب کرے۔ (2)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت رواۃ مالک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت عمر بن ثابت رحمہ اللہ سے جو بنو صارح بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے سے روایت نقل کی کہ یہ آیت معاذہ کے بارے میں نازل ہوئی جو ابن ابی کی لونڈی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی عباس بن عبد المطلب ابن ابی کے ہاں قیدی تھے۔ ابن ابی اس لونڈی کو مارتا تھا تاکہ وہ اپنے آپ کو عباس کے حوالے کرے اس امید پر کہ لونڈی اس سے حاملہ ہو جائے گی اور وہ اس بچے کا فدیہ وصول کرے گا جبکہ لونڈی ایسا کرنے سے انکار کرتی تھی۔ ابن ابی اس بات کی ہی خواہش رکھتا تھا۔

ابن ابی شیبہ، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگ لونڈیوں کو حکم دیتے کہ بدکاری کریں۔ وہ ایسا کرتی تھیں اور کمائی لے کر آتیں۔ ابن ابی کی ایک لونڈی تھی۔ اس سے بدکاری کا مطالبہ کیا جاتا جبکہ وہ اسے ناپسند کرتی۔ اس نے قسم کھائی کہ وہ ایسا نہیں کرے گی۔ تو ابن ابی نے اسے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرتے۔ ایک کا نام مسیکہ تھا۔ یہ ایک انصاری کی لونڈی تھی۔ دوسری کا نام امیمہ تھا جو مسیکہ کی ماں تھی۔ یہ ابن ابی کی ملکیت میں تھیں۔ معاذہ اور اروی کا بھی یہی حال تھا۔ مسیکہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 159

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 440، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور اسکی ماں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، دونوں نے یہ بات ذکر کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے: اس کا معنی ہے کہ اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ انہیں تو بخش دے گا۔ تاہم انکا گناہ مجبور کرنے والوں پر ہوگا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حجام کی کمائی خبیث ہے اور بدکاری کا عوض خبیث ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو جحیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدکاری کے مہر سے منع کیا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ للمکر ھات علی الزنا کے الفاظ بھی پڑھتے یعنی اللہ تعالیٰ ان کے لیے غفور رحیم ہے جنھیں بدکاری پر مجبور کیا جاتا ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تحصنا کا معنی پاکدامنی اور اسلام نقل کیا ہے۔

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا سے مراد ان کی کمائی اور بدکاری کی اولاد ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنہیں اس عمل پر مجبور کیا جاتا ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنہیں مجبور کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ان کے لیے غفور رحیم ہے ان مردوں کے لیے غفور و رحیم نہیں۔(4)

ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ لَهُنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پڑھتے۔(5)

وَ لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّ مَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾

"اور ہم نے اتاری ہیں تمہاری طرف روشن آیتیں نیز (ہم نے اتارے ہیں) بعض حالات ان لوگوں کے جو گزر چکے ہیں تم سے پہلے نیز (اتاری) نصیحت پرہیز گاروں کے لیے۔"

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے آیات بینات کا معنی وہ چیزیں لی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں حرام کی ہیں۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی مہر البغی من نہی عنہ، جلد 4، صفحہ 31 (17479)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (17480)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 160 5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 159

شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

"اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق، ہو اس میں چراغ ہو، وہ چراغ شیشہ (کے ایک فانوس) میں ہو، وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے جو موتی کی طرح چمک رہا ہے جو روشن کیا گیا ہے برکت والے زیتون کے درخت سے جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے قریب ہے اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ (یہ) نور ہی نور ہے، پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نور کی طرف جس کو چاہتا ہے اور بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ طرح طرح کی مثالیں لوگوں (کی ہدایت) کے لیے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ، بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تہجد کی نماز ادا فرماتے تو یوں دعا فرماتے: اے اللہ! تجھے ہی حمد زیبا ہے تو آسمان و زمین اور جو ان کے درمیان ہے اس کا رب ہے، تجھے ہی حمد زیبا ہے، تو زمین و آسمان اور جو ان میں ہے، انہیں نور عطا کرنے والا ہے، حمد تجھے ہی زیبا ہے، تو ہی آسمان و زمین اور اس میں موجود ہر چیز کو قائم فرمانے والا ہے، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، جہنم حق ہے اور قیامت برحق ہے، اے اللہ! میں نے تیری بارگاہ میں اپنے آپ کو جھکا دیا ہے، تجھ پر ایمان لایا ہوں، تجھی پر بھروسہ کیا ہے، تیری طرف رجوع کیا ہے، تجھی سے خصومت ہے اور تجھے ہی حکم بنایا ہے، میرے اگلے پچھلے گناہ، میرے پوشیدہ اور ظاہر گناہ بخش دے، تو میرا معبود ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ (1)

امام ابوداود، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کی نماز کے بعد دعا کرتے ہوئے دیکھا: اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں تو ہی اکیلا رب ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں، اے اللہ! تو ہمارا اور ہر شے کا رب ہے، مجھے اور میرے گھر والوں کو دنیا و آخرت کی ہر گھڑی میں اپنا مخلص بنالے، اے ذوالجلال والاکرام! میری گزارش سن اور میری دعا قبول فرما، اللہ اکبر اللہ اکبر جو زمین و آسمان کا نور ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ مجھے کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، اللہ اکبر اللہ اکبر۔ (2)

طبرانی نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس یوں کہا کرتے: اے اللہ! میں تیری ذات کے نور کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الدعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ، جلد 6، صفحہ 48 (769, 199)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداود، باب مایقول الرجل اذا سلم، جلد 5، صفحہ 418 (1479)، مکتبۃ الرشد الریاض

واسطہ سے جس کے لیے آسمان وزمین روشن ہوئے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی پناہ، حفاظت، جوار اور احاطہ میں لے لے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نُوۡرِہٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زمین وآسمان میں، اس کے ستاروں، سورج اور چاند میں تدبیر فرماتا ہے۔(2)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَثَلُ نُوۡرِہٖ کی وضاحت یوں نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ نے مومن کو عطا فرمایا۔ مشکاۃ یعنی اس چوکھٹے کی مانند ہے لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ۔ یعنی وہ دامن کوہ میں ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تب بھی اسے شعاع نہیں پہنچتی اور جب غروب ہوتا ہے تب بھی شعاع نہیں پہنچتی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی جل اٹھے۔ یہ بندۂ مومن کے دل کی مثال ہے جو نور علی نور ہے۔ کفار کے اعمال پھیلے ہوئے سراب کی مانند ہیں۔ جب وہ آئیں گے تو سراب کی مانند دیکھیں گے۔ جب پانی کا ضرورت مند سراب کی طرف آتا ہے تو پانی نہیں پاتا۔ کافر کے عمل کی مثال بھی ایسے ہی ہے وہ خیال کرے گا اس کے لیے ثواب ہے حالانکہ اس کے لیے کوئی ثواب نہیں ہوگا اَوۡ كَظُلُمٰتٍ فِیۡ بَحۡرٍ لُّجِّیٍّ یَّغۡشٰىهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ یَدَهٗ لَمۡ یَكَدۡ یَرٰىهَا (نور:40) یہ کافر کے عمل کی مثال ہے اس کی تاریکیاں ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرات میں مَثَلُ نُوۡرِ الۡمُؤۡمِنِ كَمِشۡكٰوۃٍ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آیت کا مفہوم ہے: وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لایا اس کے نور کی مثال مشکاۃ جیسی ہے۔ مشکاۃ سے مراد چوکھٹا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بڑی ہے کہ اس کے نور کی مثال مشکاۃ کے نور جیسی ہو اور کہا مومن کے نور کی مثال چوکھٹے جیسی ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کا مطلب ہے اللہ آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ مَثَلُ نُوۡرِہٖ یعنی بندۂ مومن کے دل میں اس کی ہدایت کی مثال مشکاۃ جیسی ہے یعنی جس میں بٹی ہوئی بتی رکھی جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جیسے صاف تیل قریب ہوتا ہے کہ آگ کے چھونے سے قبل ہی وہ روشن ہو جائے۔ جب اسے آگ چھوتی ہے تو اس کی روشنی کئی گناہ بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح مومن کا دل ہے کہ علم ہونے سے قبل بھی ہدایت کے مطابق عمل کرتا ہے۔ جب اس کے پاس علم آجاتا ہے تو اس کی ہدایت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ نور علی نور ہو جاتا ہے۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 259 (10600)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 162، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3503)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کی قرأت میں مَثَلُ نُوْرِ مَنْ آمَنَ بِهٖ ہے یا کہا مَثَلُ مَنْ آمَنَ بِهٖ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مَثَلُ نُوْرِهٖ سے مراد اس مومن کا نور ہے جس نے ایمان اور قرآن کو اپنے سینے میں رکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور کا ذکر کیا پھر مومن کے نور کا ذکر کیا فرمایا۔ مومن کے نور کی مثال ایسے ہے۔ ابی ابن کعب اس آیت کو اس طرح پڑھتے (مَثَلُ نُوْرِ مَنْ آمَنَ بِهٖ) یعنی وہ مومن جس نے ایمان اور قرآن کو اپنے سینے میں رکھا تو مومن کا سینہ چوکھٹے کی طرح ہے مِصْبَاحٌ سے مراد نور ہے اور نُوْرِهٖ سے مراد قرآن اور ایمان ہے جنہیں اس نے سینے میں محفوظ کرلیا ہے۔ زُجَاجَةٍ سے مراد اس کا دل ہے۔ اس کا دل جس میں قرآن وایمان ہے گویا وہ ایک روشن ستارہ ہے۔ مُّبٰرَكَةٍ کی اصل اللہ وحدہ لاشریک کے لیے اخلاص اور اس ذات لاشریک کی عبادت ہے۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ اس کی مثال اس درخت سے دی جسے درختوں نے گھیر رکھا ہو وہ سرسبز وشاداب اور ملائم ہوتا ہے۔ اسے کسی حالت میں بھی سورج کی کرنیں نہیں پہنچتیں۔ نہ اس وقت جب سورج طلوع ہو اور نہ اس وقت جب سورج غروب ہو۔ یہی حالت مومن کی ہے، اسے فتنوں کے پہنچنے سے محفوظ بنادیا گیا۔ اسے آزمائش میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ثابت قدم رکھا۔ اس میں چار خصلتیں ہوتی ہیں۔ اگر گفتگو کرے تو سچ بولتا ہے، اگر فیصلہ کرے تو عدل کرتا ہے، اگر اسے عطا کیا جائے تو شکر بجالاتا ہے۔ اگر اسے آزمائش میں ڈالا جائے تو وہ صبر کرتا ہے باقی لوگوں میں اس کی مثال ایک زندہ انسان جیسی ہے جو مردوں کی قبروں میں چل رہا ہوتا ہے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ وہ پانچ انوار میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ اس کی گفتگو نور ہے، اس کا عمل نور ہے، اس کے داخل ہونے کی جگہ نور ہے، اس کے نکلنے کی جگہ نور ہے، اس کے لوٹنے کی جگہ نور ہے یعنی وہ قیامت کے روز جنت کی طرف جائے گا۔ پھر کافر کی مثال بیان فرمائی اور کہا وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ (نور:39) اسی طرح کافر قیامت کے روز آئے گا جبکہ وہ گمان کررہا ہوگا کہ اس کے لیے اللہ کے ہاں خیر ہے مگر وہ خیر نہ پائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے کافر کی ایک اور مثال بیان فرمائی ہے اور کہا اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ (نور: 40) وہ پانچ تاریکیوں میں گھومتا پھرتا رہتا ہے۔ اس کی گفتگو تاریکی ہے، اس کا عمل تاریکی ہے، اس کے نکلنے کی جگہ تاریکی ہے، اس کے داخل ہونے کی جگہ تاریکی ہے، قیامت کے روز اس کا ٹھکانہ تاریکیوں یعنی جہنم کی طرف ہوگا۔ اسی طرح زندوں میں سے مردہ دل لوگوں میں چلتا تو رہتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتا اس کے حق میں کیا ہے اور اس کے خلاف کیا ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضرت محمد ﷺ سے سوال کیا: اللہ کا نور آسمانوں سے نیچے کیسے آتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی اور ارشاد فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ۔ كَمِشْكٰوةٍ سے مراد کمرے کا چوکھٹا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165، داراحیاء التراث العربی بیروت

مِصۡبَاحٌ سے مراد چراغ ہے جو شیشہ میں ہوتا ہے۔ یہ ضرب المثل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کی بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو نور قرار دیا پھر اس کی کئی قسمیں ذکر کیں۔ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ یہ درخت کا درمیانی حصہ ہے، سورج کی شعاع اسے نہ اس وقت پہنچتی ہے جب سورج طلوع ہوا اور نہ اس وقت پہنچتی ہے جب وہ غروب ہو۔ یہی تیل کا باعث ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل آگ کے بغیر ہی جل اٹھے۔ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ اس سے مراد بندے کا ایمان اور اس کا عمل ہے۔ يَهۡدِي اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ یہ مومن کی مثال ہے۔(1)

امام طبرانی، ابن عدی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے كَمِشۡكٰوةٍ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ، زُجَاجَةٍ سے مراد دل اور مِصۡبَاحٌ سے مراد وہ نور ہے جو آپ کے دل میں ہے۔ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ نہ یہودی اور نہ نصرانی۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا نَصۡرَانِيًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۶۷﴾ (آل عمران)۔(2)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے شمر بن عطیہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن عباس، کعب بن الاحبار کے پاس آئے، کہا مجھے اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کے بارے میں بتاؤ۔ تو کعب الاحبار نے جواب دیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی مثال چوکھٹے کی مانند ہے كَمِشۡكٰوةٍ سے مراد چوکھا ہے كَمِشۡكٰوةٍ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کی مثال بیان کی مِصۡبَاحٌ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے زُجَاجَةٍ سے مراد آپ کا سینہ ہے كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّيٌّ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو روشن ستارے کے ساتھ تشبیہ دی۔ پھر مِصۡبَاحٌ کو دل کی طرف لوٹایا اور فرمایا: وہ زیتون کے مبارک درخت سے جلایا جاتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل خود ہی جل اٹھے۔ کہا قریب ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی لوگوں کے لیے ظاہر ہو جائیں اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ بولیں کہ آپ نبی ہیں جس طرح وہ تیل قریب ہے کہ خود ہی جل اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ زمین و آسمان میں رہنے والوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اس کے نور کی مثال اس چراغ کی مانند ہے جو اس چوکھٹے میں ہے جس طرح یہ چراغ اس چوکھٹے میں ہے اسی طرح تیری دانش تیرے دل میں ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو روشن ستارے کے ساتھ تشبیہ دی جو کبھی چھپتا نہیں۔ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ آپ اپنا دین حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لیتے ہیں، وہ ہی زیتون ہے۔ وہ نصرانی نہیں کہ وہ مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور نہ یہودی ہے کہ مغرب کی جانب منہ کر کے نماز پڑھے۔ قریب ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور کی وحی سے قبل ہی حکمت کی باتیں کرنے لگیں جو نور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں رکھ دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ نُوۡرِهٖ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو بھی حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 317 (13226)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 164

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے ممکن ہے کہ وہ پہچان لے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اگرچہ وہ اپنی زباں سے کلام نہ کریں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مَثَلُ نُوۡرِہٖ سے مراد مومن کے نور کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَثَلُ نُوۡرِہٖ سے مراد دل میں اس قرآن کی مثال چوکھٹے جیسی ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ میرا اللہ فرماتا ہے: میرے نور سے مراد میری ہدایت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کَمِشۡکٰوۃٍ سے مراد قندیل میں بٹ رکھنے کی جگہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ کَمِشۡکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کَمِشۡکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشۡکٰوۃٍ سے مراد چوکھا، روشن دان ہے۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشۡکٰوۃٍ سے مراد روشن دان ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن عیاض سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشی زبان میں کَمِشۡکٰوۃٍ سے مراد روشن دان ہے۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کَمِشۡکٰوۃٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ایسا چوکھا جو آر پار نہ ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابو مالک سے یہ قول نقل کیا ہے کَمِشۡکٰوۃٍ اس چوکھٹے کو کہتے ہیں جو آر پار نہ ہو اور مِصۡبَاحٌ سے مراد چراغ ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَثَلُ نُوۡرِہٖ سے مراد مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کا نور ہے کَمِشۡکٰوۃٍ سے مراد چوکھا ہے کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ، روشن، لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ(7) اس پر نہ مشرقی سایہ اور نہ مغربی سایہ پورا پڑتا ہے۔ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ سورج کے سامنے رہتا ہے۔ اس کا تیل بہت صاف، بہت پاکیزہ اور بہت میٹھا ہوتا ہے۔ یہ وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے یعنی تمہارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور واضح ہدایت آچکی ہے۔ مومن اللہ کی کتاب کو سنتا ہے، اسے محفوظ کرتا ہے، اسے یاد کرتا ہے، اس میں جو کچھ ہے وہ اس سے نفع اٹھاتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے تو یہ مومن کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے کَمِشۡکٰوۃٍ کا معنی قندیل کے درمیان میں پیتل (8)، مِصۡبَاحٌ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما نزل بلسان الحبشیۃ، جلد 6، صفحہ 121 (29967)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 167
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما نزل بلسان الحبشۃ، جلد 6، صفحہ 121 (29967)
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 441 (2045)، دار الکتب العلمیہ بیروت 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 167

مراد چراغ، زُجَاجَةٍ سے مراد قندیل۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ سورج جب سے طلوع ہوتا ہے اس کے غروب ہونے تک اس پر کوئی سایہ نہیں ہوتا۔ اس درخت کا تیل بہت روشن، بہت اچھا اور بہت نور والا ہوتا ہے۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ آگ تیل کو جا لگی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے مراد زہرہ ستارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کی مثال اس نور کی مثال سے دی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا دل نور ہے، اس کا پیٹ نور ہے اور وہ نور میں چلتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے مراد بڑا ستارہ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آیت کریمہ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی ہے۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے مراد ایسا درخت ہے جسے نہ غار اور نہ پہاڑ سایہ کرتا ہے۔ اسے کوئی چیز نہیں چھپاتی، اس کا تیل بہت عمدہ ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ، ضحاک اور محمد بن سیرین رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے: وہ ایسا شرقی نہیں جس میں غرب نہ ہو اور نہ ہی ایسا غربی ہے جس میں شرق نہ ہو لیکن وہ شرقی بھی ہے اور غربی بھی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے تفسیر نقل کی ہے کہ یہ درختوں کے درمیان ہوتا ہے، نہ اسے سورج کی شعاع مشرق سے پہنچتی ہے اور نہ مغرب سے کیونکہ درخت اس کے سامنے ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور محمد بن کعب رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، اگر یہ درخت زمین میں ہوتا تو لازماً شرقی یا غربی ہوتا لیکن یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی بیان کی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد صالح آدمی ہے۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ یعنی نہ یہودی اور نہ نصرانی ہے۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس تیل کو سالن بناؤ اور اسے بطور تیل جسم پر لگاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے۔(2)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ شعب میں حضرت ابو اسید رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ یہ مبارک درخت سے ہے۔(3)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے: ان کے سامنے آیت کا ذکر کیا گیا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 170 2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب الزیت، جلد 4، صفحہ 37 (3319)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3504)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا رسول اللہ ﷺ اسے کھانے، تیل لگانے اور کان میں ڈالنے کا حکم دیتے، فرماتے یہ مبارک درخت کا تیل ہے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت شریک بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میری ضیافت کی۔ آپ نے مجھے اونٹ کے ٹھنڈے سر کے کچھ ٹکڑے کھلائے اور ہمیں زیت کھلایا اور فرمایا: یہ مبارک تیل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: نور کی شدت کی وجہ سے قریب ہے کہ وہ جل اٹھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نور سے مراد زیت کا چمکنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ آگ کا نور اور تیل کا نور دونوں جمع ہوئے تو دونوں روشن ہو گئے۔ یہی کیفیت ہے نور قرآن اور نور ایمان کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نور حضرت محمد ﷺ کے نور پر واقع ہوا۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾

"ان گھروں میں (جنکے متعلق) حکم دیا ہے اللہ نے کہ بلند کیے جائیں اور لیا جائے ان میں اللہ تعالیٰ کا نام۔ اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں ان گھروں میں صبح اور شام۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: یہاں بُيُوْتٍ سے مراد مساجد ہیں جن کی عزت کی جاتی ہے اور ان میں لغو باتوں سے منع کیا جاتا ہے(2)۔ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ان مساجد میں اس کی کتاب کی تلاوت جاتی ہے، اللہ کی تسبیح بیان کی جاتی ہے، ان میں اللہ کے لیے نماز پڑھی جاتی ہے غدوۃ سے مراد صبح کی نماز اور الْاٰصَالِ سے مراد عصر کی نماز ہے سب سے پہلے یہی نمازیں فرض کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے پسند کیا کہ ان دونوں کو ذکر کرے اور اپنے بندوں کو ان کی یاد دلائے۔

حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ عقبہ بن عامر سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ نظر سب تک پہنچے گی اور دعوت دینے والا تمام کو اپنی آواز سنا سکے گا۔ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا تمام لوگ عنقریب جان لیں گے کہ آج عزت کس کے لیے ہے؟ یہ اعلان وہ تین دفعہ سنائے گا پھر کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے؟ پھر وہ کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں رکھتے تھے؟ پھر وہ اعلان کرے گا حمد کرنے والے کہاں ہیں جو اپنے رب کی حمد کیا کرتے تھے؟(3)

1۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 100 (5940)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 172
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 433 (3508)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُیُوْتٍ سے مراد مساجد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بنانے اور ان کے بلند کرنے کا حکم دیا ہے اور ان کو آباد کرنے اور صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُیُوْتٍ سے مراد مساجد ہیں جنہیں بنایا جاتا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تُرْفَعَ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اللہ کی عظمت بیان کی جائے اور یُسَبِّحُ سے مراد ہے ان میں اللہ کی نماز پڑھی جائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے بُیُوْتٍ سے مراد چار مساجد ہیں جنہیں صرف انبیاء نے بنایا ہے، کعبہ جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور اسماعیل علیہ السلام نے بنایا، بیت المقدس جسے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام نے بنایا، مسجد نبوی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا اور مسجد قبا جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی تو ایک آدمی اٹھا، عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کون سے گھر ہیں؟ فرمایا انبیاء کے گھر۔ حضرت ابوبکر صدیق اٹھے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ گھر بھی ان میں سے ہے؟ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے گھر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ یہ ان میں افضل ترین ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو سنا جو مسجد میں اعلان کر رہا تھا کس نے سرخ اونٹ پایا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا تو اسے نہ پائے، یہ مساجد بنائی گئی ہیں اس مقصد کے لیے جس مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں (3)۔ ابوسنان شیبانی نے ان تُرْفَعَ کا معنی تعظیم کیا ہے یعنی ان کی تعظیم بجا لائی جائے۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں میں مسجدیں بنانے کا حکم دیا ہے اور یہ حکم دیا کہ انہیں پاک صاف رکھا جائے۔(4)

امام احمد نے عروہ بن زبیر سے وہ اس سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے روایت نقل کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں اپنے گھروں میں مساجد بنانے کا حکم دیتے تھے اور اس کا حکم دیتے کہ اس کی تعمیر کو درست کریں اور اس کو صاف رکھیں۔

ابن ابی شیبہ اور ابو یعلیٰ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر مسجد میں ہر جمعہ کو دھونی دلایا کرتے تھے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مسجد میں بلغم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 172، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 173

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب النھی عن انشاد الضوال فی المساجد، جلد 1، صفحہ 416 (765)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ترمذی، باب ماذکر فی تطییب المساجد، جلد 2، صفحہ 489 (594)، دار الحدیث القاہرہ

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی تخلیق المساجد، جلد 2، صفحہ 141 (7445)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

پھینکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اس کو چھپا دینا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا دفن کرنا نیکی ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اسے دفن کرنا ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبلہ کی جانب پھینکی جانے والی رینٹھ قیامت کے روز اٹھائی جائیگی اور وہ پھینکنے والے کے منہ پر ہوگی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے قبلہ کی جانب تھوکا اور اسے نہ چھپایا قیامت کے روز وہ انتہائی گرم صورت میں آئے گی اور اس کی آنکھوں کے درمیان آ لگے گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس نے نماز پڑھی اور قبلہ کی جانب تھوکا تو قیامت کے روز وہی تھوک اس کے منہ پر پڑھی ہوگی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی نے قبلہ کی جانب تھوکا تو قیامت کے روز گرم ترین چیز کی صورت میں آئیگی یہاں تک کہ وہ اس کی آنکھوں کے درمیان آ پڑے گی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسجد ریشے یا بلغم سے یوں سمٹتی ہے جیسے جلد آگ سے سمٹ جاتی ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمٰن ہاشمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب آغاز میں مساجد بنائی گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ایک مسجد میں رینٹھ دیکھی، اسے صاف کیا پھر خوشبو لانے کا حکم دیا، اسے اس جگہ مل دیا گیا تو پھر لوگوں نے مساجد میں خوشبو لگانا شروع کر دی۔(7)

امام ابن ابی شیبہ امام شعبی سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے مسجد کے قبلہ کی جانب رینٹھ دیکھی۔ آپ ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا پھر خوشبو منگوائی۔ امام شعبی نے کہا یہ سنت ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یعقوب بن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کھجور کی شاخ کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال البصاق فی المسجد خطیئۃ، جلد 2، صفحہ 143 (7463)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (7464)
3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 245 (7960)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ان یزق نجاہ المسجد، جلد 2، صفحہ 143 (7456)
5۔ ایضاً (7457)
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 144 (7471)
7۔ ایضاً، باب فی تخلیق المساجد، جلد 2، صفحہ 141 (7441)
8۔ ایضاً (7442)

ساتھ مسجد کے غبار کو صاف کرتے تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسجد میں چھڑکاؤ کیا جاتا اور اسے صاف کرنے کا اہتمام کیا جاتا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں رینٹھ پائے تو اسے اپنے کپڑے میں لے لے یہاں تک کہ اسے باہر نکال دے۔(3)

ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چند امور ایسے ہیں جو مسجد میں مناسب نہیں: مسجد کو راستہ نہ بنایا جائے، اس میں اسلحہ نہ سویا اور نہ ہی مسجد میں تیر کمان کو پکڑا جائے اور اسے بازار نہ بنایا جائے۔(4)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی مساجد سے بچوں، پاگلوں، برے لوگوں، خرید وفرخت، جھگڑوں، حدود قائم کرنے اور تلواریں سونتنے سے دور رکھو ان کے دروازوں پر پاکی حاصل کرنے کی جگہیں بناؤ اور جمعہ کے روز اس میں دھونی دو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی تیر کے ساتھ مسجد میں سے گزرے تو اس کے پھل کو پکڑ کر رکھے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں خرید وفروخت کرنے اور اشعار پڑھنے سے منع کیا(7)۔ ابن ابی شیبہ کے پاس اشعار کی جگہ الضوال کے الفاظ ہیں۔

امام طبرانی نے حضرت ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جسے تم مسجد میں شعر کہتے ہوئے سنو تو اسے تین دفع کہو: اللہ تعالیٰ تیرے منہ کو پھول دے، جسے تم مسجد میں گمشدہ چیز کا اعلان کرتے ہوئے سنو تو تین دفعہ کہو، تو اسے نہ پائے، جسے تم مسجد میں بیع وشراء کرتے ہوئے دیکھو تو اسے کہو: اللہ تعالیٰ تیری تجارت کو نفع مند نہ بنائے۔(8)

طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مساجد میں تلواریں نہ سونتی جائیں، تیر نہ بکھیریں جائیں اور نہ ہی ان میں قسم اٹھائی جائے۔ مساجد میں مقیم اور مسافر کو سونے سے منع نہ کیا جائے ان میں تصاویر نہ بنائی جائیں، شیشوں سے انہیں مزین نہ کیا جائے، انہیں امانت کے ساتھ بنایا گیا اور کرامت کے ساتھ شرف عطا کیا گیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی کنس المساجد، جلد 1، صفحہ 349 (4019)
2۔ ایضاً (4015)
3۔ ایضاً، باب الرجل یجد القلمۃ فی المسجد، جلد 2، صفحہ 145 (7487)
4۔ سنن ابن ماجہ، باب ما یکرہ فی المساجد، جلد 1، صفحہ 406 (748)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 408 (750)
6۔ صحیح بخاری، باب حمل علینا السلاح فلیس منا، جلد 6، صفحہ 2592 (6664)، دار ابن کثیر دمشق
7۔ سنن نسائی، باب النہی عن البیع والشراء فی المساجد، جلد 2، صفحہ 47، دار الحدیث قاہرہ
8۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 139 (2044)، بیروت

طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مساجد میں حدود نہ قائم کی جائیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا: جس نے مسجد سے سنگریزہ نکالا تھا اسے مسجد میں رکھ آؤ ورنہ قیامت کے روز تیرے ساتھ یہ جھگڑا کرے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ کو جب مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ سنگریزہ مسجد سے نکالنے والے کو اللہ کا واسطہ دیتا ہے۔(3)

ابن ابی شیبہ نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب سنگریزہ مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ چیختا ہے یا تسبیح بیان کرتا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ اسے گالی دیتا ہے اور لعنت کرتا ہے جو اسے مسجد سے نکالتا ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سنگریزہ کو جب مسجد سے نکالا جاتا ہے تو وہ چیختا چلاتا ہے یہاں تک کہ اسے اس کی جگہ لوٹا دیا جائے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو فرماتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے، میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ جب باہر نکلتے تو کہتے بسم اللہ والسلام علی رسول اللہ، اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مساجد کو ان کا حق دو۔ عرض کی گئی مساجد کا کیا حق ہے؟ فرمایا مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہوگی کہ مساجد کو راستے بنا لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ يُسَبِّحُ یاء کے نصب کے ساتھ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ چاشت کی نماز کا ذکر قرآن حکیم میں ہے يُسَبِّحُ لَهُ فِيهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ۔(9)

1۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 204 (3131)، بروایت حکیم بن حزم، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب سنکرہ اخراج الحصی من المسجد، جلد 2، صفحہ 177 (7840) 3۔ ایضاً (7841)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 178 (7842) 5۔ ایضاً (7845) 6۔ ایضاً (7846)
7۔ سنن ترمذی، باب مایقول عند دخول المسجد، جلد 2، صفحہ 127 (314)، دار الحدیث القاہرہ
8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کان یقول اذا دخلت المسجد فصل رکعتین، جلد 1، صفحہ 299 (3422)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
9۔ ایضاً، من کان یصلیھا، جلد 2، صفحہ 173 (7796)

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

''وہ (جواں) مرد جنہیں غافل نہیں کرتی تجارت اور نہ خرید و فروخت یاد الٰہی سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے۔ وہ ڈرتے رہتے ہیں اس دن سے، گھبرا جائیں گے جس میں دل اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، تا کہ جزادے انہیں اللہ تعالیٰ ان کے بہترین اعمال کی اور اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے انہیں اپنے فضل سے اور اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب۔''

امام احمد رحمہ اللہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھروں کی پست جگہ ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت ابو حمید ساعدی سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنی دادی حضرت ام حمید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے خاوندوں نے ہمیں منع کر دیا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھیں جبکہ ہم آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کمروں کے اندر نماز پڑھنا گھروں میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارا گھروں میں نماز پڑھنا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کسی بھی عورت نے اس نماز سے بہتر نماز نہیں پڑھی ہو گی جو وہ اپنے کمرے میں پڑھتی ہے مگر یہ کہ وہ مسجد حرام میں نماز پڑھے مگر بوڑھی عورت اپنے صحن میں نماز پڑھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے کے لیے سفر کرتے ہیں۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: وہ ایسے لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ کا فضل چاہتے اور خرید و فروخت کرتے جب نماز کے لیے اذان کو سنتے تو جو چیز بھی ان کے ہاتھوں میں ہوتی اسے پھینک دیتے، مسجد کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز پڑھتے۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 297، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ذلک، جلد 2، صفحہ 157 (7620)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 156 (7614)
4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 277 (3284)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! وہ تجار تھے، ان کی تجارت اور خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرتی۔(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا) اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ ان لوگوں کی بیان فرمائی ہے جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ وہ سب سے بڑے تاجر اور خرید وفروخت کرنے والے تھے۔ لیکن انہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں تجارت فرضی نماز میں حاضر ہونے سے نہیں روکتی۔(3)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بازار میں تھے تو اقامت کہی گئی۔ ان لوگوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں۔ پھر مسجد میں داخل ہو گئے تو حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

سعید بن منصور، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے تاجروں کو دیکھا جنہوں نے اذان سنی اپنے سامان چھوڑے اور نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ تاجر ہیں جو اپنے بازاروں میں خرید وفروخت کرتے ہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو خرید وفروخت انہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ کہا ان کے دل پیٹ میں پھرتے رہتے ہیں، وہ نکلنے پر قادر نہیں ہوتے، یہاں تک کہ گلے میں پھنس جاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذِ الْقُلُوۡبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ (غافر: 18) کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَوۡمًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام احمد نے زہد میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو درداء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اس راستہ پر خرید وفروخت کروں اور ہر روز تین سو دینار نفع کماؤں اور نماز میں شامل ہوں جبکہ مجھے یقین ہو کہ یہ حلال ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 222 (9079)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 432 (3506)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 175، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 442 (2050)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 175

لیکن یہ زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جن کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔(1)

امام ہناد بن سری نے زہد میں، محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ، میں ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کرے گا، دعوت دینے والا سب کو آواز سنائے گا اور نظر سب کو دیکھے گی، ایک ندا کرنے والا کھڑے ہو کر ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو خوشحالی اور تنگدستی میں اللہ کی حمد بیان کرتے تھے۔ وہ کھڑے ہوں گے۔ ان کی تعداد بالکل تھوڑی ہوگی۔ وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ آواز دے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنکے پہلو بستروں سے دور رہے؟ وہ کھڑے ہونگے، ان کی تعداد تھوڑی ہوگی اور وہ بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ وہ منادی پھر ندا کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے سے غافل نہ کرتی تھی۔ وہ کھڑے ہونگے، ان کی تعداد تھوڑی ہوگی۔ تو وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جائیں گے۔ پھر سارے لوگ اٹھیں گے اور ان کا حساب لیا جائے گا۔(2)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا سب تک نظر پہنچے گی اور دعوت دینے والا سب تک آواز پہنچا سکے گا۔ تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا سب ٹھہرنے والے آج جان جائیں گے کہ کن کے لیے آج عزت ہے؟ یہ اعلان وہ تین دفعہ کرے گا۔ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہے؟ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید فروخت اللہ کے اور نماز قائم کرنے سے غافل نہ کر سکی؟ پھر وہ اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے؟۔

امام احمد، ابو یعلیٰ اور ابن حبان رحمہم اللہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رب العالمین ارشاد فرمائے گا عنقریب یہاں جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ اہل کرامت کون ہیں عرض کی گئی اہل کرامت کون ہیں؟ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا مساجد میں اللہ کا ذکر کرنے والے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: قیامت کا روز ہوگا ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا یہاں جمع ہونے والے لوگ عنقریب جان جائیں گے کہ بزرگی والے لوگ کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہے وہ خوف و امید کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے، جو کچھ ہم نے انہیں دیا تھا اسے وہ خرچ کرتے رہے؟ وہ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ پھر اعلان کرے گا یہاں جمع ہونے والے عنقریب جان لیں گے کہ بزرگی والے کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ تعالیٰ کے

1۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 170، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب حشر الناس بعد ما یبعثون من قبورھم، جلد 1، صفحہ 286 (308)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند ابو یعلیٰ، جلد 1، صفحہ 449 (1042)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے غافل نہ کرتی تھی؟ لوگ اٹھیں گے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ وہ پھر اعلان کرے گا عنقریب یہاں جمع ہونے والے جان جائیں گے کہ کرامت والے کون ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کیا کرتے تھے؟ وہ اٹھیں گے تو ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی جو باقی بچیں گے ان کے لیے حساب و کتاب ہوگا۔(1)

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّ وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۙ﴿۳۹﴾ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾

”اور جن لوگوں نے کفر کیا ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چمکتی ہوئی ریت ہو کسی چٹیل میدان میں۔ خیال کرتا ہے اسے پیاسا کہ وہ پانی ہے۔ حتیٰ کہ جب (پینے کے لیے) اس کے قریب آتا ہے تو اسے کچھ نہیں پاتا۔ اور پاتا ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب تو پورا چکا دیا اس نے اس کا حساب اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ یا (اعمال کفار) ایسے اندھیروں کی طرح ہیں جو گہرے سمندر میں ہوتے ہیں، چھا رہی ہوتی ہے اس پر موج، اس کے اوپر اک اور موج (اور) اس کے اوپر بادل (تہ در تہ) اندھیرے ہیں ایک دوسرے کے اوپر۔ جب وہ نکالتا ہے اپنا ہاتھ تو نہیں دیکھ پاتا اسے۔ اور (سچ تو یہ ہے کہ) جس کے لیے اللہ تعالیٰ نور نہ بنائے تو اس کے لیے کہیں نور نہیں“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیاسے کی بیان فرمائی ہے، اس آدمی کی پیاس سخت ہو جاتی ہے، وہ سراب دیکھتا ہے اور اسے پانی گمان کرتا ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس پر قادر ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آتا ہے۔ جب اس کے پاس آتا ہے تو وہاں کوئی چیز نہیں پاتا تو اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ اسی موقع پر کافر کہتا ہے اس کا عمل اسے فائدہ دے گا جبکہ وہ کسی حالت پر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ جب اسے موت آجاتی ہے تو وہ اپنے عمل کو اس حالت میں نہیں پاتا کہ اسے کچھ فائدہ دے جس طرح سخت پیاسا سراب کے پاس جاتا ہے ظُلُمٰتٌ سے مراد اعمال اور بَحْرٍ لُّجِّيٍّ سے مراد انسان کا دل ہے۔ اسے موج ڈھانپ لیتی ہے یعنی وہ پردہ جو دل، کان اور آنکھ پر پڑ جاتا ہے۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ کا معنی ہموار زمین نقل کیا ہے۔(3)

1۔ شعب الایمان، باب فی محبۃ اللہ عز و جل، جلد 1، صفحہ 453 (693)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے کَسَرَابٍ بِقِیْعَةٍ کی یہ وضاحت نقل کی ہے یعنی زمین کے ٹکڑے اور سراب کافر کا عمل ہے اور جب اس کی موت اور دنیا سے اس کا فراق آپہنچتا ہے تو دنیا سے جدائی کے وقت وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پاس پاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا پورا حساب دے دیتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین کا ٹکڑا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز کفار کو پیاسا اٹھایا جائے گا تو کہیں گے پانی کہاں ہے؟ تو ان کے لیے سراب کی صورت پیدا کی جائے گی۔ وہ اسے پانی گمان کریں گے اور اس کی طرف چل پڑیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پاس پائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا حساب دے گا۔ اللہ تعالیٰ جلد حساب لینے والا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لُّجِّیٍّ سے مراد سخت گہرا یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ یہ گمراہیوں میں کافر کے عمل کی مثال ہے۔ اس کے لیے نکلنے کی کوئی جگہ نہیں۔ وہ اس میں اندھا ہوگا کچھ نہیں دیکھے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ بندہ کہے گا اللہ کی قسم! میں نے اسے نہیں دیکھا اور نہ ہی دیکھنا ممکن تھا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابی امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: اے لوگو! تم ایسی جگہ صبح و شام کرتے ہو جس میں تم نیکیاں اور برائیاں باری باری کرتے ہو۔ قریب ہے کہ تم اس سے ایسی منزل کی طرف منتقل ہو جاؤ۔ جو قبر ہے وہ تنہائی، تاریکی اور تنگی کا گھر ہے مگر جس کے لیے اسے اللہ تعالیٰ وسیع کر دے۔ پھر تم قیامت کے دن کی جگہوں کی طرف منتقل ہو گے۔ بے شک بعض ایسی جگہوں پر ہو گے جہاں لوگوں پر اللہ کا امر چھا جائے گا۔ بعض چہرے سیاہ اور بعض سفید ہو جائیں گے۔ پھر تم ایک جگہ جاؤ گے تو لوگوں کو سخت تاریکی ڈھانپ لے گی۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا تو مومن کو نور دیا جائے گا۔ کافر اور منافق کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اسے کوئی چیز عطا نہ کی جائے گی۔ یہی وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ کافر اور منافق مومن کے نور سے ضیا حاصل نہیں کرے گا جس طرح اندھا بینا کی بینائی سے روشنی حاصل نہیں کرتا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَ تَسْبِیْحَهٗؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِۚ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۴۲﴾

”کیا تم غور نہیں کرتے کہ بلاشبہ اللہ ہی ہے جس کی تسبیح بیان کرتے ہیں سارے آسمانوں والے اور زمین والے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 180 (مفہوم)

اور پرندے پر پھیلائے ہوئے۔ ہر ایک جانتا ہے اپنی (مخصوص) دعا اور اپنی تسبیح کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہے سارے آسمانوں کی اور ساری زمین کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی (سب نے) لوٹنا ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نماز انسان کی اور تسبیح دوسری مخلوقات کی جسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ پرندے پر پھیلائے ہوئے (اللہ کی تسبیح کر رہے ہوتے ہیں)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ پرندے اپنے پر صف در صف کیے ہوتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت مسعر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں اسے نماز کا نام تو دیا مگر رکوع و سجود کا ذکر نہیں کیا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾

"کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ لے جاتا ہے بادل کو پھر جوڑتا ہے اس (کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں) کو پھر اسے تہ بہ تہ کر دیتا ہے پھر تو دیکھتا ہے بارش کو کہ نکلتی ہے اس کے درمیان سے اور اتارتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان سے برف جو پہاڑوں کی طرح ہوتی ہے۔ پس نقصان پہنچاتا ہے اس سے جسے چاہتا ہے اور پھیر دیتا ہے اس کو جس سے چاہتا ہے۔ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک لے جائے آنکھوں کی بینائی کو۔ بدلی کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ رات اور دن کی۔ بے شک اس میں عبرت ہے آنکھوں والوں کے لیے"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے الْوَدْقَ کا معنی بارش نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْوَدْقَ کا معنی قطرے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ابو بجیلہ سے وہ اپنے باپ سے الْوَدْقَ کا معنی بجلی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے خِلٰلِهٖ کا معنی بادل نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ خِلٰلِهٖ کو خَللِهٖ پڑھتے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 181، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 184 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر برف چوتھے آسمان سے نازل ہوتی تو جس چیز کے پاس سے گزرتی، اسے ہلاک کردیتی۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سَنَابَرْقِهٖ کا معنی اس کی بجلی کی روشنی نقل کیا ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھے سَنَابَرْقِهٖ کے بارے میں بتائیں۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: سنا کا معنی روشنی ہے۔ عرض کیا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے ابوسفیان حارث کا شعر نہیں سنا:

يَدْعُوْاِلَى الْحَقِّ لَايَبْغِيْ بِهٖ بَدَلًا يَجْلُوْ بِضَوْءِ سَنَاهُ دَاجِي الظُّلَمِ۔

"وہ حق کی طرف دعوت دیتا ہے، اس کے بدلے میں کسی شے کی خواہش نہیں کرتا، وہ اپنی روشنی کے ذریعے تاریکیوں کو دور کرتا ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے سَنَابَرْقِهٖ کا معنی بجلی کی چمک نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے برق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: جو اولوں سے پہلے ہوتی ہے پھر یہ آیت تلاوت کی جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات لاتا ہے اور دن لے جاتا ہے اور دن لاتا ہے اور رات لے جاتا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى رِجْلَيْنِ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَ اللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

"اور اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے ہر جانور کو پانی تو ان میں کچھ تو رینگتے ہیں پیٹ کے بل اور ان میں سے بعض چلتے ہیں دو ٹانگوں پر اور ان میں سے بعض چلتے ہیں چار ٹانگوں پر۔ پیدا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ ہم نے اتاری ہیں ایسی آیتیں جو (حق کو) صاف صاف بیان کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ پہنچاتا ہے جسے چاہتا ہے سیدھی راہ تک"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مَّآءٍ کا معنی نطفہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خَلَقَ کی جگہ خالق کا لفظ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 184، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہر شے چار اعضاء پر چلتی ہے مگر انسان۔

وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنْ یَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ یَاْتُوْۤا اِلَیْهِ مُذْعِنِیْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ یَخَافُوْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَخْشَ اللّٰهَ وَ یَتَّقْهِ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ﴿۵۲﴾

''اور وہ کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور (اس کے) رسول ﷺ پر اور ہم فرمانبردار ہیں۔ پھر منہ پھیر لیتا ہے ایک فریق ان سے (ایمان و طاعت کے) اس دعوی کے بعد اور یہ لوگ ایمان دار نہیں ہیں۔ اور جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف تاکہ فیصلہ کرے ان کے درمیان تو اس وقت ایک جماعت ان میں سے روگردانی کرنے لگتی ہے اور اگر فیصلہ ان کے حق میں ہونا ہو تو (بھاگے) چلے آتے ہیں اس کی طرف تسلیم کرتے ہوئے۔ کیا ان کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے یا وہ (اسلام کے متعلق) شک میں مبتلا ہیں یا انہیں یہ اندیشہ ہے کہ ظلم کرے گا اللہ تعالیٰ ان پر اور اس کا رسول ﷺ۔ بلکہ (درحقیقت) وہ خود ظالم ہیں۔ ایمانداروں کی بات تو صرف اتنی ہے کہ جب انہیں بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف تاکہ وہ فیصلہ فرماوے ان کے درمیان۔ تو وہ کہتے ہیں ہم نے فیصلہ سن لیا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ دونوں جہانوں میں بامراد ہیں۔ اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی اور ڈرتا رہتا ہے اللہ سے بچتا رہتا ہے اس (کی نافرمانی) سے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافق لوگ ہیں جنہوں نے ایمان اور اطاعت کو ظاہر کیا وہ اس کے باوجود اللہ کی راہ میں چلنے، اللہ کی اطاعت کرنے اور اس کے رسول کی معیت میں جہاد کرنے سے رکتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک آدمی کا دوسرے آدمی کے ساتھ جھگڑا ہوتا۔ جب اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی دعوت دی جاتی وہ حق پر ہوتا تو وہ تسلیم کر لیتا اور جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حق میں فیصلہ کریں گے اور جب وہ ظلم کا ارادہ کرتا تو اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری کی دعوت دی جاتی تو وہ اعلان کرتا اور کہتا فلاں کے پاس چلو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے اور جس کے بھائی درمیان کوئی چیز ہوا سے مسلمانوں کے ثالثوں میں سے کسی کی طرف دعوت دی جائے تو وہ بات نہ مانے، تو وہ ظالم ہے، اس کا کوئی حق نہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے سلطان کی طرف بلایا گیا وہ بات نہ مانے تو وہ ظالم ہے اس کا کوئی حق نہیں۔ (1)

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَىٕنْ اَمَرْتَهُمْ لَیَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۵۳

”اور قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی بڑی زور شور سے کہ اگر آپ انہیں حکم دیں تو وہ (گھروں سے بھی) نکل جائیں گے۔ فرمایئے قسمیں نہ کھاؤ، تمہاری فرمانبرداری خوب معلوم ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خوب واقف ہے جو کچھ تم کرتے رہتے ہو۔“

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی! یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ ہمیں حکم دیں کہ ہم اپنے مال چھوڑ دیں تو ہم ایسا کر گزریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت جہاد کے متعلق نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ کسی چیز کے بارے میں قسم نہ اٹھائیں، انہیں حکم دیا کہ ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت معروف ہونی چاہیے، قسمیں نہ ہونی چاہئیں۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہاری اطاعت جانی پہچانی ہے کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے ہو۔

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝۵۴

”آپ فرمایئے اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی۔ پھر اگر تم نے روگردانی کی تو (جان لو) رسول کے ذمہ اتنا ہے جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا۔ اور اگر تم اطاعت کرو گے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 358 (7022)، دار الفکر بیروت

اسکی تو ہدایت پا جاؤ گے اور نہیں ہے (ہمارے) رسول کے ذمہ بجز اس کے کہ وہ صاف صاف پیغام پہنچا دے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس پر یہ لازم کیا گیا ہے جس پیغام حق کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اس کی تمہیں تبلیغ کرے اور تم پر لازم ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو اور وہ تمہیں جس بات کا حکم دے اس پر تم عمل کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ اگر مجھ پر ایک فاجر حاکم ہو میں اس کے ساتھ ایسے آدمی پاؤں جو گمراہ ہیں، کیا میں اس کے ساتھ جنگ کروں یا نہیں جبکہ میں اس سے نہ محبت رکھتا ہوں اور نہ ہی اس کی حمایت کرتا ہوں۔ فرمایا گمراہوں سے جنگ کرو جہاں بھی تم انہیں پاؤ۔ جہاں تک امام کا تعلق ہے اس کے ذمہ وہ ہے جو اس پر لازم کیا گیا اور تیرے ذمہ وہ ہے جو تجھ پر لازم کیا گیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اگر ہمارے ایسے حاکم ہوں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر عمل کرتے ہیں؟ فرمایا: ان کے ذمہ وہ جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ جو تمہارے اوپر لازم کیا گیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر نے تہذیب میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت علقمہ بن وائل حضرمی رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت یزید بن سلمہ رضی اللہ عنہ رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی: فرمائیے اگر ہمارے ایسے حاکم ہوں جو ہم سے تو اپنا حق وصول کریں اور ہمیں عطا نہ کریں۔ فرمایا ان کے ذمہ وہ جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ وہ جو تم پر لازم کیا گیا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن قانع اور طبرانی نے حضرت علقمہ بن وائل حضرمی سے وہ حضرت سلمہ بن یزید جعفی سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ فرمائیے اگر آپ کے بعد ہمارے ایسے امراء ہوں جو ہم سے تو اپنا حق لیں اور ہمیں وہ حق نہ دیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ان پر لازم کیا ہے، کیا ہم ان سے جنگ کریں اور ان سے بغض رکھیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان کے ذمہ وہ ہے جو ان پر لازم کیا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 423 (2199)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝٥٦ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ وَ لَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝٥٧

"وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک عمل کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں جسطرح اس نے خلیفہ بنایا ہے ان کو جو ان سے پہلے تھے اور مستحکم کردے گا ان کے لیے ان کے دین کو جسے اس نے پسند فرمایا ہے ان کے لیے اور وہ ضرور بدل دے گا انہیں ان کی حالت خوف کو امن سے۔ وہ میری عبادت کرتے ہیں کسی کو میرا شریک نہیں بناتے اور جس نے ناشکری کی اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔ اور صحیح صحیح ادا کیا کرو اور دیا کرو زکوۃ اور اطاعت کرو رسول (پاک ﷺ) کی تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ یہ خیال ہرگز نہ کیجیے کہ کفار عاجز کرنے والے ہیں (ہمیں) زمین میں اور ان کا ٹھکانا آتش (جہنم) ہے اور یہ بہت براٹھکانا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے اس آیت وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے بارے میں قول نقل کیا ہے: یہ ہمارے بارے میں نازل ہوئی جبکہ ہم سخت خوف کی کیفیت میں مبتلا تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ مکہ مکرمہ میں تقریباً دس سال تک خفیہ طریقہ سے اللہ وحدہٗ لاشریک اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دیتے رہے جبکہ وہ خوف زدہ بھی تھے۔ انہیں جنگ کرنے کا حکم بھی نہ تھا یہاں تک کہ انہیں مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔ وہ لوگ مدینہ طیبہ آئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنگ کا حکم دیا جبکہ وہ خوف میں مبتلا تھے۔ وہ صبح وشام مسلح رہتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے حالات بدل گئے۔ پھر ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا ہم ہمیشہ اسی طرح حالت خوف میں رہیں گے، کیا ہم پر ایسا وقت نہ آئے گا جس میں ہم امن میں ہوں گے، اسلحہ اتار دیں گے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے احوال تھوڑے عرصہ بعد ہی بدل جائیں گے یہاں تک کہ تم میں سے ایک آدمی بڑے اجتماع میں بیٹھے گا، اس نے چادر سے پہلو سمیٹے ہوں گے، ان میں کسی کے پاس کوئی اسلحہ نہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جزیرۂ عرب پر اپنے نبی کریم ﷺ کو غلبہ عطا فرمایا۔ وہ امن میں ہو گئے۔ اسلحہ رکھ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح کو قبض کر لیا۔ یہ لوگ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان کے دور میں حالت امن میں رہے یہاں تک کہ وہ فتنہ میں پڑ گئے، نعمت کی ناشکری کی، وہ خوف جو ان سے اٹھالیا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط کر دیا۔ انہوں نے کمرے اور سپاہی رکھ لیے۔ انہوں نے اپنے احوال کو بدلا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے احوال کو بدل دیا۔

امام ابن منذر، طبرانی نے اوسط میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور

ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ مدینہ طیبہ آئے اور انصار نے انہیں پناہ دی تو تمام عرب ان کے دشمن بن گئے۔ وہ صبح و شام اسلحہ اٹھائے پھرتے تھے۔ صحابہ نے کہا تم دیکھتے ہو کہ ہم ایسی زندگی بھی گزار دیں گے کہ ہم رات بے خوف ہو کر گزاریں گے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام احمد، ابن مردویہ، جبکہ الفاظ انہیں کے ہیں اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے اس رات کو بلندی، دین کے غلبہ، مدد اور زمین میں حکومت و اختیار کی بشارت دی جس نے آخرت کا عمل بھی دنیا کے لیے کیا تو اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ (2)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کو یاء کے ساتھ استخلف کو تاء کے رفع اور لام کے کسرہ کے ساتھ اور لیمکنن کو یاء اور نون ثقیلہ کے ساتھ اور لَيُبَدِّلَنَّهُمْ کو یاء اور نون خفیفہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کریمہ کا مصداق بیت والے ہیں اور اپنے ہاتھ سے قبلہ کی طرف اشارہ کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں دین سے مراد اسلام ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباسؓ سے لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ میرے سوا کسی سے بھی نہ ڈریں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ میرے سوا کسی سے نہ ڈریں اور فاسقون سے مراد نافرمان ہیں۔

امام عبد بن حمید نے ابو العالیہ سے کفر کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار کیا اللہ تعالیٰ کا انکار نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو شعثاء سے روایت کیا نقل کی ہے کہ میں حضرت حذیفہ اور حضرت ابن مسعود کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت حذیفہ نے کہا نفاق ختم ہو گیا ہے۔ نفاق صرف حضور ﷺ کے زمانے میں تھا۔ آج تو ایمان کے بعد کفر ہے۔ حضرت ابن مسعود مسکرائے، فرمایا تو یہ کیسے کہتا ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا: اس ارشاد کی بناء پر وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو زمین میں پہلے ہو گزرے ہیں۔ واللہ اعلم۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 435 (3512)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 318، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

''اے ایمان والو! اذن طلب کیا کریں تم سے (گھروں میں داخل ہوتے وقت) تمہارے غلام اور وہ (لڑکے) جو ابھی جوانی کو نہیں پہنچے تم میں سے تین مرتبہ، نماز فجر سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اتارتے ہو دوپہر کو اور نماز عشاء کے بعد۔ یہ تین پردے کے وقت ہیں تمہارے لیے۔ نہ تم پر اور نہ ان پر کوئی حرج ہے ان اوقات کے علاوہ۔ کثرت سے آنا جانا رہتا ہے تمہارا ایک دوسرے کے پاس۔ یوں صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنے) احکام اور اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے۔ اور جب پہنچ جائیں تمہارے بچے حد بلوغ کو تو وہ بھی اذن طلب کیا کریں جس طرح اذن طلب کیا کرتے ہیں وہ لوگ (جن کا ذکر) پہلے ہوا۔ یوں صاف صاف بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکام کو اور اللہ تعالیٰ علیم ہے حکیم ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک انصاری اور اس کی بیوی اسماء بنت مرشدہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا۔ حضرت اسماء نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کتنی قبیح بات ہے کہ آدمی بیوی اور اس کے خاوند کے پاس آتا ہے جبکہ وہ دونوں ایک کپڑے میں ہوتے ہیں اور ان سے اجازت بھی نہیں لیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق یہ آیت کریمہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نازل فرمائی۔ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ سے مراد غلام اور باندیاں ہیں۔ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ سے مراد مردوں اور عورتوں سے آزاد افراد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ ایسے تھے جنہیں یہ بات اچھی لگتی تھی کہ وہ ان اوقات میں اپنی بیویوں سے ہم بستری کریں تاکہ پھر وہ غسل کریں اور نماز کے لیے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ غلاموں اور بچوں کو حکم دیں کہ وہ ان اوقات میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوں۔

ابن مردویہ نے ثعلبہ قرظی سے وہ عبد اللہ بن سوید سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے متعلق پوچھا۔ فرمایا جب میں بعد دوپہر اپنے کپڑے اتاروں تو مجھ پر خادموں میں سے کوئی بھی داخل نہ ہو، جو ابھی بالغ نہیں ہوا اور مزدوروں میں سے بھی کوئی اجازت کے بغیر داخل نہ ہو اور جب میں عشاء کے بعد کپڑے اتاردوں اور صبح کی نماز سے پہلے۔

امام عبد بن حمید اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ثعلبہ بن ابی مالک قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن سوید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جو بنی حارثہ بن حارثہ سے تعلق رکھتا تھا تاکہ اس سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے

بارے میں پوچھے۔ وہ ان پر عمل کیا کرتے تھے۔ عبداللہ نے پوچھا تو کیا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا میں ان پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا جب میں دوپہر کے وقت کپڑے اتاردوں تو میرے گھر والوں میں سے بالغ میرے پاس نہ آئے مگر میری اجازت سے آسکتا ہے۔ مگر میں جب اسے بلاؤں تو یہ بھی اجازت ہے اور نہ اس وقت داخل ہو۔ جب فجر صادق طلوع ہو اور لوگ حرکت کررہے ہوں یہاں تک کہ نماز پڑھ لی جائے اور نہ ہی اس وقت جب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور میں کپڑے اتاردوں یہاں تک کہ میں سوجاؤں۔ فرمایا یہی اوقات ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ ہیں۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سوید بن نعمان سے روایت نقل کی ہے کہ سوید سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا جب میں دوپہر کو اپنے کپڑے اتاردوں تو میرے گھر والوں میں سے بھی میرے پاس کوئی نہ آئے یہاں تک کہ میں کسی کو بلاؤں تو میرا بلانا ہی اجازت ہوگی۔ جب فجر صادق طلوع ہو اور لوگ حرکت کررہے ہوں یہاں تک کہ صبح کی نماز پڑھ لی جائے اور جب عشاء کی نماز پڑھ لی جائے اور میں کپڑے اتاردوں تو یہی اوقات ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے کہا ایک آیت ہے جس پر سب لوگوں نے یقین نہ کیا وہ اجازت والی آیت ہے۔ میں اپنی اس لونڈی کو بھی حکم دیتا ہوں کہ وہ مجھ سے اجازت لے جبکہ چھوٹے قد کی لونڈی ان کے پاس کھڑی تھی۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے بارے میں لوگ سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ یہ کبھی منسوخ نہیں ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ منسوخ نہیں ہے۔ کہا گیا کہ لوگ تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ تو انہوں نے فرمایا اللہ المستعان۔(3)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: ان اوقات میں غلام اور نابالغ لوگوں کے پاس نہ جاتے تھے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے تین آیات کو چھوڑ دیا ہے، ان پر عمل نہیں کیا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ۔ سورۂ نساء کی آیت وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ (8) اور سورۂ حجرات کی آیت اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (13)۔(5)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب خاوند عشاء کے بعد اپنی بیوی کے پاس اکیلا ہو تو اس پر کوئی خادم اور کوئی بچہ بغیر اجازت کے نہ جائے یہاں تک کہ وہ صبح کی نماز پڑھ لے۔ جب دوپہر کے وقت اپنی بیویوں کے پاس تنہا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ ان کے علاوہ بغیر اجازت کے داخل ہونے کی

1۔ الادب المفرد، باب العورات الثلاث، جلد 2، صفحہ 522 (1056)، مکتبہ مدنی قاہرہ

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یستأذن علی جاریۃ، جلد 4، صفحہ 43 (17611)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 (17614)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 43 (17614)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت

رخصت دی گئی ہے۔ اسی کی طرف لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ میں اشارہ کیا گیا ہے اور وہ بچہ جو بالغ ہو چکا ہو وہ میاں بیوی کے پاس بغیر ان کی اجازت کے داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کی طرف وَ اِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ میں اشارہ کیا گیا ہے۔(1)

امام ابوداؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے حضرت ابن عباس سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ کے بارے میں پوچھا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حکم دیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ستر والا ہے، وہ پردہ پوشی کو پسند کرتا ہے، لوگوں کے دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی ان کے کمروں میں پردے ہوتے تھے، بعض اوقات آدمی کے پاس اچانک اس کا خادم، اس کا بچہ اور اس کی گود میں پرورش پانے والا یتیم آجاتا جبکہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کر رہا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان اوقات میں اجازت لے کر جائیں جن اوقات کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ستر کا حکم دیا اور ان کے لیے رزق کو فراخ کر دیا۔ تو لوگوں نے دروازوں پر پردے بنا لیے۔ اور کمروں میں پردے لگا لیے تو لوگوں نے خیال کیا کہ اجازت (جس کے بارے میں حکم دیا گیا تھا) کو یہی کفایت کر جاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں۔(3)

امام فریابی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم عورتوں کے لیے ہے نہ کہ مردوں کے لیے کہ وہ بغیر اجازت کے داخل ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے وہ ازواج مطہرات میں سے ایک سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ حکم عورتوں کے بارے میں ہے کہ وہ اجازت لے کر داخل ہوں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کہ اس سے مراد عورتیں ہیں کیونکہ مرد تو اجازت لیتے ہی ہیں۔(4)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم عورتوں کے بارے میں خاص ہے، مرد تو ہر حال میں دن اور رات اجازت لے کر ہی داخل ہوتے ہیں

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے امام شعبی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا کیا یہ منسوخ ہے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔

1۔ سنن کبریٰ، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

3۔ الادب المفرد، باب لیستأذنکم الذین ملکت ایمانکم، جلد 2، صفحہ 526 (1061)، مکتبہ مدنی قاہرہ

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 435 (3513)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ سے مراد تمہارے بیٹے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ سے مراد وہ افراد لیے ہیں جو صبح و شام بغیر اجازت کے آتے جاتے ہیں اور الْاَطْفَالُ سے مراد چھوٹے بچے ہیں۔ مِنْكُمُ الْحُلُمَ میں کم ضمیر سے مراد آدمی کی اپنی اولاد اور قریبی رشتہ داروں کی اولاد ہے۔ وہ اس طرح اجازت طلب کریں جس طرح آدمی کی اپنی بڑی اولاد اور رشتہ داروں کی اولاد اجازت طلب کرتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کا مفہوم یہ ہے جیسے وہ جو اس سے قبل ہی بالغ ہو چکے ہیں وہ اجازت لیتے ہیں، انہیں ہر حال میں اجازت لے کر آنے کا حکم دیا گیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہو تب بھی اجازت لے کیونکہ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا کیا میں اپنی ماں سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں تو ہر حال میں اسے دیکھنا پسند نہیں کرتا ہوگا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب المفرد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے بیٹے اپنی والدہ اگرچہ بوڑھی ہو اپنے بھائی، اپنی بہن اور اپنے باپ سے اجازت لے۔(2)

امام سعید بن منصور، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا میں اپنی بہن سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ان لوگوں کو اجازت لینے کا حکم ان تین اوقات میں دیا گیا ہے۔ فرمایا وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ تو پھر اجازت تمام امت پر واجب ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: کیا میں اپنی ماں سے اجازت طلب کروں؟ فرمایا ہاں کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اسے بے لباس دیکھے۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی ماں سے اجازت لوں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی میں اس کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں۔ فرمایا اس سے اجازت لیا کر۔ عرض کی میں اس کا خدمت گار ہوں، کیا میں جب بھی داخل ہوں اس سے اجازت طلب کروں؟ فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تو اسے ننگا دیکھے۔ عرض کی نہیں۔ فرمایا اس سے اجازت لیا کر۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی الرجل یستأذن علی امہ، جلد 4، صفحہ 43 (17603)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ الادب المفرد، باب یستأذن علی ابیہ وولد، جلد 2، صفحہ 529 (1066)، مکتبہ مدنی قاہرہ 3۔ ایضاً (1067)

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب العورات الثلاث، جلد 7، صفحہ 97، دار الفکر بیروت

کیا ایک آدمی اپنی والدہ سے اجازت لے؟ فرمایا ہاں، اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو اس کا وہ حصہ دیکھے گا جو تو ناپسند کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہمیں وہ سکھاتے تھے کہ ہم میں سے جب کوئی آئے تو کہے السلام علیکم، کیا فلاں حاضر ہو سکتا ہے؟۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدو تمہاری نماز کے نام پر غالب نہ آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ مِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوۃِ الۡعِشَآءِ بے شک عتمہ یہ تورات کو اونٹنی دوھنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدو تمہاری عشاء کی نماز پر غالب نہ آجائیں اللہ کی کتاب میں یہ نام عشاء ہے، عتمہ اونٹنی کے دوہنے کو کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ کو منصوب پڑھا ہے۔

وَ الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیۡ لَا یَرۡجُوۡنَ نِکَاحًا فَلَیۡسَ عَلَیۡہِنَّ جُنَاحٌ اَنۡ یَّضَعۡنَ ثِیَابَہُنَّ غَیۡرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیۡنَۃٍ ؕ وَ اَنۡ یَّسۡتَعۡفِفۡنَ خَیۡرٌ لَّہُنَّ ؕ وَ اللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۶۰﴾

"اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں جنہیں آرزو نہ ہو نکاح کی تو ان پر کوئی گناہ نہیں اگر وہ رکھ دیں اپنے بالائی کپڑے بشرطیکہ وہ نہ ظاہر کرنے والی ہوں (اپنی) آرائش اور ان کا اس سے اجتناب کرنا ان کے لیے بہت بہتر ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے"۔

امام ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنٰتِ یَغۡضُضۡنَ مِنۡ اَبۡصَارِہِنَّ (نور:31) کو منسوخ کر دیا گیا ہے اور اس سے الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ کو مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔(3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الۡقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ سے مراد وہ عورت ہے جس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے گھر میں قمیص اور اوڑھنی کے ساتھ بیٹھے اور جب تک اپنے جسم کے اس حصے کو ظاہر نہ کرے جس کے ظاہر کرنے کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے تو وہ اپنی بڑی چادر اتار دے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔(4)

امام ابو عبید نے فضائل میں، ابن منذر، ابن انباری نے مصاحف میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس

1۔ الادب المفرد، باب یستأذن علی امہ وولدہ، جلد 2، صفحہ 528 (1064)

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب یدخل منزلہ مایقول، جلد 5، صفحہ 254 (25820)

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دارالفکر بیروت

4۔ ایضاً

سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ کی قرأت کرتے اور فرماتے یہاں ثیاب سے مراد بڑی چادر ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثیاب کا معنی چادر اور جسم کے اوپر والے حصہ پر اوڑھی جانے والی چادر لی ہے۔(2)

سعید ابن منصور اور ابن منذر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت چادر اتار دے۔

امام عبدالرزق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قواعد سے مراد وہ عورت ہے جو نکاح سے خانہ نشین ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قواعد سے مراد وہ بوڑھی عورت ہے جسے حیض نہ آتا ہو۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ نکاح کا ارادہ نہ کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے مسلم جو حذیفہ بن یمان کی زوجہ کے غلام تھے، نے بتایا کہ اس نے اپنی سیدہ کے سر پر مہندی لگائی پھر میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں پوچھا: تو انہوں نے فرمایا اے بیٹے! میں قواعد میں سے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں وہ فرمایا ہے جو تو نے سن لیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود کے مصحف میں ثِیَابَهُنَّ کی جگہ جلابیبھن کے الفاظ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بھی ثِیَابَهُنَّ کی جگہ جلابیبھن کے الفاظ پڑھتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے خضاب لگانے، رنگ کرنے، بالیاں پہننے، پازیب ڈالنے، سونے کی انگوٹھی اور باریک کپڑوں کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا: اے عورتو! تمہارا سب قصہ ایک ہی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو حلال کیا ہے لیکن زینت عیاں نہیں ہونی چاہیے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ کا معنی کیا ہے کہ وہ اپنی چادریں پہنیں۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عاصم الاحول سے روایت نقل کی ہے کہ میں حفصہ بنت سیرین کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ انہوں نے اپنی چادر اپنے اوپر ڈال لی۔ تو میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فرمایا اس کے بعد والا حصہ پڑھو وَ اَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ یہ چادر ہے۔(3)

لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ

1۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 446 (2060)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب النکاح، جلد 7، صفحہ 93، دارالفکر بیروت

حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

”نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے اور نہ تم پر اس بات میں کہ تم کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن گھروں کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے۔ نہیں ہے تم پر کوئی حرج اگر تم کھاؤ سب مل کر یا الگ الگ۔ پھر جب تم داخل ہو گھروں میں تو سلامتی کی دعا دو اپنوں کو۔ وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے جو بڑی بابرکت (اور) پاکیزہ ہے۔ یونہی کھول کر بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لیے (اپنے) احکام کو تا کہ تم سمجھ لو“

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۃ النساء کی آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (29) نازل ہوئی انصار نے کہا مدینہ طیبہ میں کھانے سے بڑھ کر کوئی معزز مال نہ تھا۔ وہ نابینا کے ساتھ کھانا کھانے سے حرج محسوس کرتے تھے وہ کہتے نابینا آدمی کھانے کی جگہ نہیں دیکھ سکتا۔ وہ لنگڑے کے ساتھ کھانا کھانا بھی ناپسند کرتے۔ وہ کہتے صحیح آدمی جگہ تک جلدی پہنچ جاتا ہے اور لنگڑا مزاحم ہونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ مریض کے ساتھ کھانا کھانا بھی ناپسند کرتے۔ وہ کہتے یہ صحیح آدمی کی طرح کھانا نہیں کھا سکتا۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے گھروں میں کھانا کھانے میں حرج محسوس کرتے تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی نابینا کے ساتھ کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ نابینا، لنگڑے اور مریض کے ساتھ کھانا کھانا ناپسند کرتے تھے کیونکہ یہ لوگ اس طرح کھانا نہ کھا سکتے جیسے صحیح آدمی کھانا کھاتا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابراہیم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نابینا، لنگڑے اور مریض کو اپنے باپ، اپنے بھائی، اپنی بہن، اپنے چچا اپنی پھوپھی، اپنے ماموں اور خالہ کے گھر لے جاتا ہے تو یہ اپاہج لوگ اس کو ناپسند کرتے اور کہتے یہ ہمیں دوسروں کے گھروں میں

لے جاتے ہیں۔ تو یہ آیت بطور رخصت نازل ہوئی۔(1)

امام بزار، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلنا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنے گھروں کی چابیاں امین لوگوں کو دے جاتے اور انہیں کہتے جو تمہیں ضرورت ہو اس کا کھانا ہم نے تمہارے لیے حلال کر دیا ہے۔ وہ امین کہتے اس میں سے ہمارے لیے کوئی چیز کھانا حلال نہیں۔ انہوں نے خوشدلی سے ہمیں اجازت نہیں دی تھی، ہم تو امین ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے مجھے حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ اور ابن مسیب رحمہما اللہ نے بتایا کہ علماء بیان کرتے تھے کہ یہ آیت مسلمانوں کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں لوگ اپنے اموال پر امین بناتے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جہاد پر جانا پسند کرتے تھے۔ وہ اپنی چابیاں امینوں کو دے جاتے اور کہتے ہمارے گھروں میں جو کچھ ہے ہم تمہارے لیے حلال کرتے ہیں۔ جنہیں وہ چابیاں امانت کے طور پر دیتے وہ کہتے اللہ کی قسم! ان کے گھروں میں جو کچھ ہے اس میں سے ہمارے لیے کچھ بھی حلال نہیں اگرچہ انہوں نے ہمارے لیے اسے حلال کیا تھا یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس لوٹ آئیں۔ یہ امانت جس پر ہمیں امین بنایا گیا ہے۔ وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر یہ آیت نازل فرمائی تو ان کے دل خوش ہو گئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 29 یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا نازل ہوئی۔ تو مسلمانوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے کھانے سے منع کیا ہے جبکہ کھانا تو بہترین مال ہے، اس لیے کسی کے لیے بھی یہ حلال نہیں کہ وہ کسی کے پاس کھانا کھائے لوگ دوسروں کے پاس کھانا کھانے سے رک گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآىٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ تو اس سے مراد وہ شخص ہے جسے دوسرا آدمی اپنی جاگیر سے کچھ کھلاتا پلاتا۔ اللہ تعالیٰ نے جس کی رخصت دی وہ یہ ہے کہ وہ اس کے کھانے اور کھجور سے کچھ چیز کھالے اور دودھ پی لے وہ اس چیز سے بھی پرہیز کرتے تھے کہ کوئی آدمی تنہا کھانا کھائے، یہاں وہ پسند کرتے کہ اس کے ساتھ کوئی اور ہو تو اللہ تعالیٰ نے انہیں رخصت دے دی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے اپنے کھانے میں نابینا، مریض اور لنگڑے کو شریک نہ کرتے تھے کیونکہ نابینا عمدہ کھانا نہیں دیکھ سکتا تھا، مریض اس طرح پورا کھانا نہیں کھا سکتا تھا جس طرح تندرست کھاتا جب کہ لنگڑا کھانا حاصل کرنے کے لیے زحمت کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو ان کے ساتھ کھانے میں رخصت کا حکم نازل ہوا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 200 3۔ ایضاً

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بطور غازی نکلے اور اپنے گھر والوں پر خالد بن زید کو نگہبان بنا گئے۔ حضرت خالد بن زید نے ان کا کھانا کھانے میں حرج محسوس کیا جبکہ تنگ دست تھے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد نے اپنی مراسیل میں اور بیہقی نے زہری سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے **لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ** کے بارے میں پوچھا گیا کیا وجہ ہے یہاں نابینا، لنگڑے اور مریض کا کیا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہمیں عبداللہ بن عبداللہ نے بتایا کہ مسلمان جب غزوہ پر جاتے تو اپنے وصی مقرر کرتے، اپنے دروازوں کی چابیاں انہیں دے جاتے اور کہتے کہ ہمارے گھروں میں جو کچھ ہے ہم نے اسے تمہارے لیے حلال کیا ہے جب کہ وصی اس کو کھانے سے حرج محسوس کرتے تھے۔ وہ کہتے ہم ان کی عدم موجودگی میں گھروں میں داخل نہیں ہونگے تو بطور رخصت یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی کنانہ بن خزیمہ کا یہ قبیلہ دور جاہلیت میں اپنے لیے اس میں رسوائی دیکھتا کہ وہ تنہا کھانا کھائے اگر چہ وہ بہت بڑا اونٹوں کا ریوڑ ہانک کر جا رہا ہو یہاں تک کہ وہ کوئی ایسا آدمی پاتے جس کے لیے ساتھ بیٹھ کر وہ کھانا کھاتے اور پانی پیتے، تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا۔(2)

ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ اور ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو یہ مہمان کے ساتھ اس وقت تک کھانا نہ کھاتے جب تک وہ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاتا۔ تو یہ حکم ان کے لیے بطور رخصت نازل ہوا۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اپنے دوست کے گھر میں بغیر اس کے کہے داخل ہو، پھر اس کی اجازت کے بغیر کھانا کھالے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سلسلہ اب منقطع ہو گیا ہے۔ یہ ابتدائی دور میں تھا۔ لوگوں کے گھروں کے دروازے نہ ہوتے تھے۔ صرف پردے لٹکے ہوتے تھے۔ بعض اوقات ایک آدمی گھر میں داخل ہوتا اور اس میں کوئی نہ ہوتا۔ بعض اوقات وہ اندر کھانا پاتا جبکہ وہ بھوکا بھی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے وہ کھانا کھانا جائز قرار دے دیا۔ کہا اب یہ سلسلہ جاتا رہا۔ آج گھروں میں لوگ خود موجود ہوتے ہیں۔ جب وہ باہر جاتے ہیں تو دروازے بند کر جاتے ہیں۔ اب یہ سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہو تو ان کے مکینوں کو سلام کہو۔ وہ سلام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے وہ السلام ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور جنتیوں کا سلام ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 201 2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 204 3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 205

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 448 (2067)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 206

امام بخاری نے الادب میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالزبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو کسی گھر کے مکینوں پر داخل ہو تو انہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کیا گیا مبارک اور پاکیزہ سلام کہو۔ ابوالزبیر نے کہا میرا خیال ہے سلام کو واجب قرار دیا گیا ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے گھروں میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لیا کرو۔ جب تم میں سے کوئی گھر داخل ہوتے وقت سلام کہتا ہے اور کھانے پر اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے نہ تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔ جب تم میں سے کوئی گھر میں داخل ہوتے وقت سلام نہیں کہتا اور نہ ہی اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تم نے رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا پالیا۔(2)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے اور گھر داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے نہ تمہارے لیے رات گزارنے کی جگہ ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے۔ جب وہ گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت وہ اللہ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ پالی اور اگر وہ کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شیطان کہتا ہے تم نے رات گزارنے کی جگہ اور رات کا کھانا بھی پالیا۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الْمُبَارَكَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكُم۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عطاء سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب تم اپنے گھر والوں پر داخل ہو تو السلام علیکم کہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بابرکت اور پاکیزہ سلام ہے اور جب گھر میں کوئی بھی نہ ہو تو کہو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ماہان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبختری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اشعث بن قیس اور جریر بن عبداللہ بجلی رحمہما اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے کہا ہم آپ کے پاس تیرے بھائی ابودرداء کے پاس سے آئے ہیں۔ حضرت سلمان فارسی نے پوچھا وہ ہدیہ کہاں ہے جو اس نے تمہارے ساتھ بھیجا تھا؟ ان دونوں نے عرض کیا انہوں نے تو کوئی ہدیہ نہیں بھیجا تھا۔ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور امانت دو۔ حضرت ابودرداء کے

1۔ الادب المفرد، باب فضل من دخل فی بیتہ بسلام، جلد 2، صفحہ 554 (1100)، مکتبہ مدنی قاہرہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 436 (3515)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ الادب المفرد، باب اذا لم یذکر اللہ عند دخول البیت، جلد 2، صفحہ 555 (1101)

4۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 445 (8834)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت

6۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 207

پاس سے میرے پاس کوئی بھی نہیں آیا مگر وہ ہدیہ ساتھ لایا۔ تو دونوں نے کہا اللہ کی قسم! اس نے ہمارے ہاتھ کوئی چیز نہیں بھیجی مگر انہوں نے کہا تھا انہیں میری طرف سے سلام کہنا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کے سوا کون سا تحفہ تم سے پوچھ رہا تھا؟ سلام سے بہتر کون سا تحفہ ہے، یہ اللہ کی جانب سے سلام ہے جو مبارک اور پاکیزہ ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ شیطان اس کے پاس کھانا، آرام کرنے کی جگہ اور رات گزارنے کی جگہ نہ پائے تو جب گھر میں داخل ہو تو سلام کہے اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا نام لے۔(1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے کمرے کے پاس کھڑا ہوتا کہ اس میں داخل ہو تو اللہ کا نام لے، اس کا ساتھی شیطان واپس لوٹ جائے گا، گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ جب تم گھر میں داخل ہو تو سلام کہو تو جو شیطان گھر میں رہائش پذیر ہوگا وہ وہاں سے نکل جائے گا۔ جب کھانا رکھا جائے تو اللہ کا نام لو کیونکہ اس طرح تم ابلیس خبیث کو اپنے کھانے سے دور بھگا دو گے۔ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک نہیں ہوگا۔ جب تم سواری کو سفر کے لیے تیار کرو تو جب اس کی پشت پر پہلا کپڑا رکھو تو اللہ کا کرو۔ ہر سواری کو گرہ لگی ہوتی ہے۔ جب تم اللہ کا نام لیتے ہو تو اس کی پشت سے اسے (شیطان کو) نیچے گرادیتے ہو۔ اگر تم بھول جاؤ تو شیطان تمہاری سواریوں میں شریک ہو جاتا ہے۔ گھر میں اپنے ساتھ آلودہ دستر خوان نہ رکھو کیونکہ یہ شیطان کے رات گزارنے کی جگہ اور اس کا بستر ہوتے ہیں کیونکہ یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور ایسے گھروں میں رہائش اختیار نہ کرو جن کے دروازے نہ ہوں، اس کپڑے کو اپنا بستر نہ بناؤ جو جانوروں کی پشتوں پر ڈالا جاتا ہے۔ ایسی سطح پر رات نہ گزارو جس کی آڑ نہ بنائی گئی ہو جب تم کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے ہنہنانے کی آواز سنو تو مردود شیطان سے اللہ کی پناہ چاہو کیونکہ یہ دونوں چیزیں شیطان کو دیکھتی ہیں تو کتا بھونکنے لگتا ہے اور گدھا ہنہنانے لگتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو درداء سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: اسلام کی روشنی اور علامتیں ہیں جیسے راستے کے منارے ہوتے ہیں، ان علامتوں کی سردار اور سب کی جامع لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، مکمل وضو کرنا، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرنا، حکمرانوں کی اطاعت کرنا، اپنے آپ کو سلام کہنا، جب گھروں میں داخل ہو تو سلام کہو اور بنی آدم کو سلام کہنا جب تم انہیں ملو۔

امام بزار، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانچ کاموں کی وصیت کی۔ فرمایا وضو اچھی طرح کیا کرو، یہ عمل تیری عمر میں اضافہ کر دے گا، میری امت میں سے جو بھی تجھے ملے تو اسے سلام کر، جب گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو سلام کہہ، تیرے گھر کی خیر میں اضافہ ہو جائے گا، چاشت کی نماز پڑھ کیونکہ یہ تجھ سے اللہ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز ہے۔ اے انس! چھوٹے پر رحم کر، بڑے کی عزت

1۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 240 (6102)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کر، قیامت کے روز تو میرے دوستوں میں سے ہوگا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بُیُوْتٍ سے مراد مسجد ہے۔ جب تو اس میں داخل ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔(2)

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو کسی گھر میں داخل ہو جس میں مسلمان ہوں تو انہیں سلام کہہ اگر اس میں کوئی بھی نہ ہو یا اس میں مشرک ہوں تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی غیر آباد گھر یا مسجد میں داخل ہو تو کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔(4)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اپنے گھر میں داخل ہوا اور اس میں کوئی بھی نہ ہو یا تو کسی غیر کے گھر میں داخل ہو تو تو کہہ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ۔(5)

امام عبد ابن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کہہ اور جب تو ایسے گھر میں داخل ہو جس میں کوئی بھی نہ ہو تو کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ کیونکہ اسی بات کا حکم دیا گیا ہے، ہمیں یہ بتایا گیا کہ فرشتے اسے جواب دیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض پر سلام کرنا چاہیے جسطرح اس ارشاد میں ہے: وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (النساء:29)(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان پر داخل ہو تو اسے سلام کرے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اَنْفُسَكُمْ سے مراد ایک دوسرے ہیں، وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (النساء29) مطلب ہے تو اپنے مسلمان بھائی کو قتل نہ کر اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرہ:85) میں یہ مراد ہے تم میں سے بعض دوسروں کو قتل کرتے ہیں وہ بنو قریظہ اور بنو نضیر ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فرمان خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (الروم:21) میں انفس سے مراد ایک دوسرے ہیں کیونکہ انسان کا جوڑا اسی کی ذات کیسے ہو سکتی ہے؟ بے شک انسانوں میں سے تمہارا جوڑا بنایا اونٹ اور گائے سے جوڑا نہیں بنایا قرآن میں ہر شے اسی طریقہ پر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض بعض کو سلام کریں۔

1۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ وموادۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 428 (8762)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 436 (3514)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 207، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ الادب المفرد، باب اذا دخل بیتا غیر مسکون، جلد 2، صفحہ 525 (1059)، مکتبہ مدنی قاہرہ

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الرجل یدخل البیت لیس فیہ احد، جلد 5، صفحہ 256 (25837)　6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 207

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے تشہد کتاب اللہ سے اخذ کیا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً نماز میں تشہد یہ ہے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں دو پہر سے پہلے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: جب تو آیا تو تو نے سلام نہیں کیا؟ بے شک یہ اللہ کی جانب سے مبارک سلام ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾

''بس سچے مومن تو وہ ہیں جو ایمان لائے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور جب ہوتے ہیں آپ کے ساتھ کسی اجتماعی کام کے لیے تو (وہاں سے) چلے نہیں جاتے جب تک کہ آپ سے اجازت نہ لے لیں۔ بلا شبہ وہ لوگ جو اجازت طلب کرتے ہیں آپ سے یہی وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔ پس جب وہ اجازت مانگیں آپ سے اپنے کسی کام کے لیے تو اجازت دیجیے ان میں سے جسے آپ چاہیں اور مغفرت طلب کیجیے ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ نہ بنالو رسول کے پکارنے کو آپس میں جیسے تم پکارتے ہو ایک دوسرے کو۔ اللہ تعالیٰ اچھی طرح جانتا ہے انہیں جو کھسک جاتے ہیں تم میں سے ایک دوسرے کی آڑ لے کر۔ پس ڈرنا چاہیے انہیں جو خلاف ورزی کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی کہ انہیں کوئی مصیبت نہ پہنچے یا انہیں دردناک عذاب نہ آلے''۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ اور محمد بن کعب قرظی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے، دونوں نے کہا: جب قریشی غزوۂ احزاب میں آگئے تو وہ مدینہ طیبہ کے قریب بئر رومہ کے مجمع اسیال میں آکر اترے۔ ان

کا سردار ابوسفیان تھا۔ غطفان آئے تو وہ احد کی جانب تغمین کے مقام پر اترے۔ رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی۔ حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کے اردگرد خندق کھدوائی۔ حضور ﷺ نے خود بھی کام کیا اور اس میں مسلمانوں نے بھی کام کیا۔ منافقوں میں سے کچھ لوگوں نے منافقت سے کام لیا اور وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کی وجہ سے چھپنے لگے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کو بتائے اور اجازت لیے بغیر گھر کی طرف کھسک جاتے۔ مسلمانوں میں سے جب کسی کو کوئی کام ہوتا جس کے بغیر اسے کوئی چارہ کار نہ ہوتا۔ وہ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کرتا اور اپنے کام کے لیے جانے کے بارے میں اجازت طلب کرتا۔ حضور ﷺ اسے اجازت دے دیتے۔ جب وہ اپنا کام کر گزرتا تو وہ واپس لوٹ آتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مومنوں کے بارے میں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ...... وَاللّٰہُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک آیات کو نازل فرمایا۔(1)

عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ اجازت وہ غزوہ اور جمعہ کے موقع پر طلب کرتے۔ جمعہ کے روز امام کی اجازت کی صورت یہ ہوتی کہ وہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتا۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے (امر جامع) کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جب حضور ﷺ انہیں کسی کام کے لیے جمع کرتے جو جنگ یا کسی اور صورت میں آپڑتا تو صحابہ کرامؓ اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ حکم جہاد، جمعہ اور عیدین کے بارے میں ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَمْرٍ جَامِعٍ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ جمعہ کے روز اجازت طلب کرتے اور اس طرح کہتے اور تین انگلیوں سے اشارہ کرتے۔ جب اجازت زیادہ طلب کی جانے لگی تو حضور ﷺ کو پریشانی ہوئی۔ فرمایا جس نے اپنا کان پکڑا تو یہی اس کی اجازت ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مکحول سے روایت نقل کی ہے: آج بھی جمعہ اور جنگ کے موقع پر اس پر عمل کیا جاتا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت اسماعیل بن عیاش سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عمرو بن قیس سکری کو جمعہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے دیکھا۔ ابوالمدلہ حمصی اپنے پیٹ میں تکلیف کی وجہ سے اٹھا۔ عمرو نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ چلا جائے۔ میں نے عمرو اور ابومدلہ سے اس بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ اس طرح کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے یا محمد! یا ابا القاسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔ تو صحابہ کرام یہ کہتے یا نبی اللہ! یا رسول اللہ!۔(4)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 409، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 208 3۔ ایضاً
4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب فضائل رسول اللہ ﷺ، جلد 1، صفحہ 7، عالم الکتب

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم رسول الله ﷺ کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو تو اس کے بھائی کا نام لیتے ہو بلکہ تم رسول الله ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرو اور یہ کہو یارسول الله یا نبی الله!

امام عبدالغنی بن سعید نے اپنی تفسیر میں اور ابونعیم رحمہما الله نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے: دور سے چیخ کر آپ کو یوں نہ بلاؤ یا اباالقاسم! بلکہ اس طرح آواز دو جس طرح سورۂ حجرات میں الله تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (الحجرات:3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الله تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ یوں حضور ﷺ کو بلائیں، یارسول الله! اس میں نرمی اور عاجزی ہو اور یوں سختی سے یا محمد! نہ کہو۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم الله نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ الله سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الله تعالیٰ نے حکم دیا: اس کے نبی ﷺ کی مصیبت کا خیال رکھا جائے، اس کی عزت کی جائے، اس کی تعظیم کی جائے، اس کی عظمت شان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور ان کے شرف کو تسلیم کیا جائے۔(2)

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ الله سے یہ قول نقل کیا ہے: یا محمد! نہ کہو بلکہ یارسول الله! کہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ الله نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت حسن بصری رحمہما الله سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: رسول الله ﷺ کو بلانا تم پر واجب ہے اس معاملہ میں احتیاط سے کام لو۔(3)

امام سعید بن منصور رحمہ الله نے آیت کی تفسیر کے سلسلہ میں امام شعبی رحمہ الله سے یہ قول نقل کیا ہے، آیت کا معنی ہے: تم رسول الله ﷺ کو یوں نہ بلاؤ جس طرح تم باہم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے اَلَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ کا معنی منافق نقل کیا ہے، منافقوں پر جمعہ کا خطبہ بڑا بھاری ہوتا۔ وہ بعض صحابہ کی اوٹ میں بیٹھتے یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل جاتے جبکہ جمعہ کے روز جب نبی کریم ﷺ خطبہ شروع کر دیتے تو کسی کے لیے بھی موزوں نہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کی اجازت کے بغیر مسجد سے نکلے۔ جب کوئی مسجد سے باہر نکلنے لگتا تو وہ اپنی انگلی سے نبی کریم ﷺ کے سامنے اشارہ کرتا۔ رسول الله ﷺ اسے اجازت دے دیتے جب کہ آدمی کوئی بات نہ کرتا کیونکہ صحابہ میں سے جب کوئی نبی کریم ﷺ کے خطبہ کے درمیان گفتگو کرتا تو اس کا جمعہ باطل ہو جاتا۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت مقاتل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی صحابی بھی نکسیر یا حدث کے لیے مسجد سے باہر نہ نکلتا یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کرتا۔ وہ حضور ﷺ کے سامنے شہادت والی انگلی سے اشارہ کرتا۔ حضور ﷺ اپنے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ اسے اجازت دے دیتے جبکہ منافق کے لیے خطبہ اور مسجد میں بیٹھنا بہت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 210، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 451 (2078)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 210

بھاری ہوتا۔ مسلمانوں میں سے جب کوئی اجازت طلب کرتا تو منافق بھی اس کے پہلو میں کھڑا ہو جاتا۔ اپنے آپ کو اس کے پیچھے چھپا لیتا یہاں تک کہ مسجد سے باہر نکل جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی، اس کی کتاب اور اسی کے ذکر سے کھسک جاتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِوَاذًا کا معنی پیچھے ہٹ جانا کیا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ منافق جنگ کے موقع پر صفوں سے کھسک جاتے ہیں اور اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ کا معنی یہ کیا کہ ان کے دلوں پر مہر لگا دی جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حسن بن صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے خوف ہے کہ جو خفین پر مسح کرنے کو ترک کرتا ہے، وہ کہیں اسی آیت کے حکم میں داخل نہ ہو جائے، فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو خیبر کے اطراف میں جنگ کرنے سے منع کیا۔ لوگ اہل خیبر سے پیچھے ہٹ آئے، صرف ایک آدمی رہ گیا۔ اس آدمی نے ان لوگوں سے جنگ کی۔ ان لوگوں نے اسے تیر مارا اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اس کے بعد جب ہم نے جنگ کرنے سے منع کر دیا تھا؟ تو صحابہ نے عرض کی جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی۔ (2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سخت حدیث جو سنی وہ قبر کے معاملہ میں حضرت سعد بن معاذ کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان تھا اور جب غزوۂ تبوک کا موقعہ آیا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے ساتھ وہی آدمی جنگ پر روانہ ہو جو طاقتور ہو ایک آدمی اپنے نوجوان اڑیل اونٹ پر چلا۔ اس اونٹ نے اسے نیچے گرا دیا اور وہ آدمی مر گیا۔ لوگوں نے کہا وہ شہید ہے، وہ شہید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ جنت میں مومن آدمی ہی داخل ہوگا اور جنت میں کوئی نافرمان داخل نہیں ہوگا۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز اپنے صحابہ سے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے روبرو تھے تم میں سے کوئی بھی جنگ نہ کرے۔ صحابہ میں سے ایک آدمی نے ارادہ کیا اور دشمن کی طرف تیر پھینکا اور ان سے جنگ کی تو دشمن نے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی: فلاں آدمی شہید ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا اس کے بعد کہ میں نے جنگ کرنے سے منع کیا؟ صحابہ نے عرض کی! جی ہاں۔ فرمایا: جنت میں کوئی نافرمان داخل نہ ہوگا۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ضحاک سے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (التوبہ: 44) کی تفسیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 211، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الرجل یغزو والوہ کارہ لہ، جلد 5، صفحہ 121 (9353)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں یہ قول نقل کیا ہے: جب حضور ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تو منافق ہی اجازت لیتے۔ جب حضور ﷺ غزوہ کا ارادہ کرتے تو کسی کے لیے حلال نہیں تھا کہ وہ حضور ﷺ سے اجازت لے یا گھر میں بیٹھا رہے اور کوئی لشکر بھی آپ ﷺ کی اجازت کے بغیر روانہ نہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اس کی اجازت دینے کا حکم نہیں دیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُ نازل ہوئی۔ یہاں اَمْرٍ جَامِعٍ سے مراد طاعت کا امر ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اجازت دینے کا اختیار تفویض کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی امر کا ارادہ فرماتے تو حضور ﷺ صحابہ کو حکم دیتے اور انہیں منع فرماتے۔ صحابہ کرام اپنی مجالس میں اسی پر صبر کرتے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے لیے جو دین بیان فرماتے یا ان کی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز کا فرماتے۔ صحابہ اسے پسند کرتے تھے جبکہ کوئی ایسا امر ہوتا جسے منافق ناپسند کرتے وہ کھسک جاتے۔ ایک منافق دوسرے کی آڑ لیتا تاکہ پیچھے چھپ سکے تاکہ نبی کریم ﷺ اس کو نہ دیکھ سکیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کھسک جانے والوں کو دیکھ رہا ہے۔

اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَ یَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾

"سن لو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ہی ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے۔ وہ خوب جانتا ہے جس حالت پر تم ہو اور اس دن جب وہ لوٹائے جائیں گے اس (کی بارگاہ) کی طرف تو وہ انہیں آگاہ کرے گا جو انہوں نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

امام عبد ابن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ یَعْلَمُ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی قوم کسی امر یا حال پر نہیں ہوتی مگر وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہوتی ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک شاہد ہوتا ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جبکہ آپ ﷺ یہ آیت یعنی سورۃ النور کی آخری آیت تلاوت کر رہے تھے جبکہ اپنی دونوں انگلیاں اپنی دونوں آنکھوں کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے: اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔(1) واللہ اعلم۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 194 (11239)، دارالفکر بیروت

ایاتہا ۷۷ ﴿ سُوْرَۃُ الْفُرْقَانِ مَکِّیَّۃٌ ۲۵ ﴾ رکوعاتہا ٦

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "دلائل میں" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کئی سندوں سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فرقان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام مالک، امام شافعی، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے "سنن" میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ہشام بن حکیم کو سنا کہ وہ حضور ﷺ کی ظاہری حیات میں سورۂ فرقان کی تلاوت کررہے تھے۔ میں نے ان کی قرأت کو سنا تو وہ اس سورت کے زائد الفاظ پڑھ رہے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ قریب تھا کہ میں نماز کی حالت میں اس پر حملہ کردیتا۔ میں نے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا۔ میں نے اسی کی چادر کو اس کے گریبان میں ڈالا اور کہا جو سورت تو ابھی پڑھ رہا تھا وہ تجھے کس نے سکھائی ہے؟ میں اسے گھسیٹتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آیا۔ میں نے عرض کی! میں نے اسے سورۂ فرقان ایسے الفاظ (2) کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا جو آپ ﷺ نے مجھے نہیں پڑھائے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہشام سے فرمایا: اسے پڑھو۔ اس نے سورۂ فرقان پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسی طرح نازل ہوئی۔ پھر فرمایا: اے عمر! تم پڑھو۔ میں نے اس سورت کو پڑھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسی طرح نازل ہوئی۔ یہ قرآن سات الفاظ پر نازل ہوا جیسے سہولت سمجھو اسے پڑھو۔(3)

امام ابن انباری رحمہ اللہ "مصاحف" میں حضرت حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی اور سورۂ فرقان کی تلاوت کی، ایک آیت کو چھوڑ دیا۔ جب سلام پھیرا فرمایا کیا لوگوں میں ابی موجود ہے؟ حضرت ابی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں حاضر ہوں۔ فرمایا کیا میں نے ایک آیت نہیں چھوڑی؟ عرض کی! بات ایسے ہی ہے۔ فرمایا تو نے مجھے لقمہ کیوں نہیں دیا؟ عرض کی! میں نے گمان کیا شاید وہ منسوخ کردی گئی ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ میں اس کو بھول گیا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ روایت میں "حروف" کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس کی مختلف تعبیریں کی گئی ہیں، لہجوں، محاورات اور الفاظ۔ للغات الحدیث میں یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

3۔ صحیح بخاری، باب فضائل القرآن، جلد 4، صفحہ 1909 (4706)، دار ابن کثیر دمشق

فِي الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝٢ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ
اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا
نَفْعًا وَّ لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَيٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا ۝٣ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا
اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكُ افْتَرٰىهُ وَ اَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ
ظُلْمًا وَّ زُوْرًا ۝٤ۚ وَ قَالُوْۤا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ
بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝٥ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ
اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝٦ وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ
يَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ؕ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ۝٧ۙ اَوْ
يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ
تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝٨ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا
فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝٩ۧ تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ
جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ يَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ۝١٠ بَلْ كَذَّبُوْا
بِالسَّاعَةِ ۫ وَ اَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝١١

”بڑی (خیرو) برکت والا ہے وہ جس نے اتارا ہے الفرقان اپنے (محبوب) بندہ پر تا کہ وہ بن جائے سارے جہان والوں کو (غضب الٰہی سے) ڈرانے والا۔ وہ جس کے لیے حکومت ہے آسمانوں اور زمین کی اور نہیں بنایا ہے اس نے کسی کو بیٹا اور نہیں اس کا کوئی شریک سلطنت میں اور اس نے پیدا فرمایا ہے ہر چیز کو۔ پس اس نے مقرر کیا ہے ہر چیز کا ایک اندازہ۔ اور بنا رکھے ہیں انہوں نے خدائے برحق کو چھوڑ کر ایسے خدا جو پیدا نہیں کر سکتے کسی چیز کو اور وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور نہیں قدرت رکھتے اپنے آپ کو نقصان (سے بچانے) کی اور نہ نفع پہنچانے کی اور نہیں طاقت رکھتے کسی کو مارنے کی اور نہ زندہ کرنے کی اور نہ مرنے کے بعد جلانے کی۔ اور کہنے لگے کفار کہ نہیں یہ (قرآن) مگر محض بہتان جو گھڑ لیا ہے اس نے اور مدد کی ہے اس کی اس معاملہ میں ایک دوسری قوم نے۔ سو یہ (کہہ کر) انہوں نے بڑا ظلم کیا ہے اور سفید جھوٹ بولا ہے۔ اور کفار نے کہا یہ تو افسانے

ہیں پہلے لوگوں کے اس شخص نے لکھوایا ہے انہیں۔ پھر یہ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اسے ہر صبح وشام (تاکہ از بر ہو جائیں)۔ آپ فرمایئے اتارا ہے اس کو اس (خدا) نے جو جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سارے رازوں کو۔ واقعی وہ بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اور کفار بولے: کیا ہوا ہے اس رسول کو کہ کھانا کھاتا ہے اور چلتا پھرتا ہے بازاروں میں۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ اتارا جاتا اس کی طرف کوئی فرشتہ اور وہ اس کے ساتھ مل کر (لوگوں کو) ڈراتا یا (ایسا کیوں نہ ہوا) کہ اتارا جاتا اس کی طرف خزانہ یا (کم از کم) اس کا ایک باغ ہی ہوتا، کھایا کرتا اس (کی آمدنی) سے اور ان ظالموں نے (یہاں تک) کہہ دیا کہ تم پیروی نہیں کر رہے ہو مگر ایک ایسے شخص کی جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ تو کیجئے کیسے بیان کرتے ہیں آپ کے متعلق طرح طرح کی مثالیں سو وہ (اس بے ادبی کے باعث) گمراہ ہو گئے۔ پس وہ راہ نہیں پا سکتے۔ بڑی (خیر و) برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو اگر چاہے تو بنا دے آپ کے لیے بہتر اس سے (یعنی ایسے) باغات رواں ہوں جن کے نیچے نہریں اور بنا دے آپ کے لیے بڑے بڑے محلات۔ بلکہ یہ تو جھٹلاتے ہیں قیامت کو۔ اور ہم نے تیار کر رکھی ہے ان کے لیے جو جھٹلاتے ہیں قیامت کو بھڑکتی ہوئی آگ۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تَبٰرَكَ برکت سے تفاعل کے وزن پر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہاں الْفُرْقَانَ سے مراد قرآن حکیم ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال وحرام، اس کے شرائع اور دین کے احکام ہیں۔ اسی قرآن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو اپنی طرف سے نذیر بنا کر بھیجا تاکہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں اور ان واقعات سے ڈرائیں جو سابقہ قوموں میں ہوئے اور اپنی مخلوق کی ہر چیز کے لیے اس کی استعداد اور صلاحیت کو بیان کیا اور اس کے لیے ایک معین مقدار بنائی۔ اٰلِهَةً سے مراد وہ بت ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ خالق و رازق تو اللہ تعالیٰ ہے جبکہ یہ بت تو بنائے جاتے ہیں۔ یہ خود کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے۔ نہ یہ نقصان پہنچاتے ہیں نہ ہی نفع۔ یہ موت، زندگی اور دوبارہ اٹھانے کے مالک نہیں۔ عرب کے مشرک کہتے ہیں یہ قرآن محض جھوٹ ہے۔ اس پر دوسرے لوگوں نے حضور ﷺ کی مدد کی ہے۔ ان مشرکوں نے بہت ظلم کیا اور جھوٹ بولا ہے۔ اور ان مشرکوں نے کہا یہ پہلے لوگوں کے جھوٹ اور ان کی باتیں ہیں۔ کفار نے اس بات پر بھی تعجب کا اظہار کیا کہ رسول اللہ ﷺ کھانا کھاتے ہیں بازاروں میں چلتے ہیں۔ ان کی طرف فرشتہ کیوں نازل نہیں کیا جو ان کے ساتھ لوگوں کو ڈراتا یا ان کے لیے خزانہ کیوں نہیں یا ان کے لیے باغ کیوں نہیں جس سے یہ اپنا رزق حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ ان کا رد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بڑی بابرکت ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس سے بہتر اپنے محبوب کو عطا فرما سکتی ہے جو کفار کہتے ہیں اللہ کی قسم! جو آدمی جنت میں داخل ہوگا، وہ ایسے محلات پائے گا جو نہ بوسیدہ ہونگے اور نہ ہی گریں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں

بھی لفظ اِفْكٌ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد جھوٹ ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ سے مراد یہودی اور زُوْرًا سے مراد جھوٹ ہے۔(1)

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربیعہ کے بیٹے عتبہ اور شیبہ، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث، ابوبختری، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاصی بن وائل اور نبیہ بن حجاج اکٹھے ہوئے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی طرف پیغام بھیجو، اس سے بات چیت کرو اور دلیل کے ساتھ اپنا مدعا بیان کرو تاکہ تم اس کے بارے میں اعتراض سے بری ہو جاؤ۔ انہوں نے حضور ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگ آپ ﷺ کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ گفتگو کریں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: اے محمد! (ﷺ) ہم نے آپ ﷺ کی طرف اس لیے آدمی بھیجا ہے تاکہ ہم پر کوئی اعتراض نہ رہے جو چیز تم لائے ہو۔ اگر اس سے تمہارا مقصود مال حاصل کرنا ہے تو اپنے اموال تیرے لیے جمع کیے دیتے ہیں۔ اگر آپ ﷺ شرف کے طالب ہیں تو ہم تمہیں سردار بنائے دیتے ہیں۔ اگر تو ملک چاہتا ہے تو ہم تمہیں بادشاہ بنا لیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم کہتے ہو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں میں جو چیز تمہارے پاس لایا ہوں اس کے ساتھ میں تمہارے اموال کی کوئی طلب نہیں رکھتا، نہ تم میں سرداری چاہتا ہوں اور نہ ہی تمہارے اوپر حکومت چاہتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، مجھ پر کتاب نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہارے لیے بشیر اور نذیر بن جاؤں، میں نے اپنے رب کا پیغام تمہیں پہنچا دیا ہے۔ میں تمہارے لیے مخلص ہوں۔ اگر تم وہ پیغام حق قبول کر لو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو دنیا و آخرت تمہاری اگر تم میری دعوت کو رد کر دو تو میں اللہ کا حکم آنے تک صبر کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرما دے۔

انہوں نے کہا اے محمد! (ﷺ) جو کچھ ہم نے تیرے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر تو اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں تو اپنے لیے اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ تیرے ساتھ ایک فرشتہ بھیجے جو اس امر کی تصدیق کرے جو تم کہتے ہو اور ہمیں تیری جانب سے جواب دے اپنے رب سے اپنے لیے باغات اور سونے چاندی کے محلات کا سوال کرو جو تم چاہتے ہو۔ اس بارے میں یہ چیزیں تمہیں نفع دیں کیونکہ آپ ﷺ بازار جاتے ہیں جس طرح ہم روزی کی تلاش میں ہوتے ہیں۔ آپ بھی تلاش کرتے ہیں تاکہ ہم آپ کی فضیلت اور اللہ کے ہاں آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ کو پہچان سکیں۔ اگر تم رسول ہو جس طرح تمہارا خیال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: میں ایسا کرنے والا نہیں نہ مجھے یہ زیبا ہے کہ اپنے رب سے ایسا سوال کروں نہ مجھے اس مقصد کے لیے مبعوث کیا گیا ہے بلکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے بشیر اور نذیر بنا کر مبعوث کیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں کی بات کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ ..... وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا۝ یعنی میں نے تم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 215، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے بعض کو بعض کے لیے آزمائش بنایا تا کہ تم صبر کرو۔ اگر میں چاہتا کہ میں اپنے رسول کے ساتھ دنیا بنا دوں اور اس کے باعث تم اس کی مخالفت نہ کرو گے تو میں ایسا کر دیتا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ سے مراد ولید بن مغیرہ اور دارندوہ والے اس کے ساتھی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَبِیْلًا میں سَبِیْلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کوئی نکلنے کا ایسا راستہ نہیں پاتے جو انہیں ان امثال سے نکال دے جن کا اس نے تمہارے لیے کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان جَنّٰتٍ تَجْرِیْ میں جنات سے مراد باغات ہیں اور قُصُوْرًا سے مراد ایسے مکانات ہیں جو پختہ بنائے گئے ہوں پتھر کا جیسا بھی مکان دیکھتے اسے قصر کہتے۔

امام واحدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو فاقہ و تنگ دستی کی عار دلائی تو رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے غمگین ہوئے۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے عرض کی: آپ ﷺ کا رب سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ پھر جنتیوں کا رضوان فرشتہ حاضر ہوا۔ اس کے ساتھ نور کی ایک ٹوکری تھی جو چمک رہی تھی۔ یہ عرض کی یہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مشورہ کی غرض سے جبرئیل امین کی طرف دیکھا۔ جبرئیل امین نے زمین پر ضرب لگائی کہ آپ ﷺ تواضع اختیار کریں۔ فرمایا اے رضوان! مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں تو ندا دی گئی اپنی نظر اٹھائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے نظر اٹھائی تو آسمانوں کے دروازے عرش تک کھول دیے گئے۔ جنات عدن کو ظاہر کر دیا گیا۔ حضور ﷺ نے انبیاء کی منازل کو دیکھا اور انہیں پہچان لیا جبکہ حضور ﷺ کی منزل انبیاء کی منازل سے بھی بلند تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اسی پر راضی ہوں۔ علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ رضوان لائے تھے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا: اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو زمین کے ایسے خزانے اور ان کی چابیاں عطا کر دیں جو پہلے کسی نبی کو نہیں دیے گئے اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی کو دیے جائیں گے اور یہ چیز اس اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گی جو اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے لیے موجود ہے اور اگر آپ چاہیں تو میں اسے آپ کے لیے آخرت میں جمع کر دوں حضور ﷺ نے عرض کی: اسے میرے لیے آخرت میں جمع کر دے تو اللہ تعالیٰ نے تَبٰرَكَ الَّذِیْۤ اِنْ شَآءَ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے عرض کی: یہ فرشتہ ہے جو آسمان سے زمین تک لٹکا ہوا ہے۔ یہ اس سے قبل زمین پر نہیں اترا اس فرشتے نے آپ کی زیارت کے لیے اپنے رب سے اجازت طلب کی ہے تو اسے اذن دیا گیا۔ ابھی تھوڑی دیر نہ گزری تھی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، جلد 6، صفحہ 327 (31800)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کہ وہ فرشتہ آ گیا عرض کی السلام علیك یا رسول اللہ ﷺ حضور ﷺ نے فرمایا و علیك السلام اس فرشتے نے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو خبر دیتا ہے۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ہر شے کے خزانے اور ہر شے کی چابیاں دے دے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے قبل کسی کو عطا نہیں کیں اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے جو ذخیرہ کیا ہے اس میں کمی نہیں فرمائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ میرے لیے ان دونوں کو آخرت میں جمع فرما دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا ﴿۱۲﴾

''جب یہ آگ دیکھے گی انہیں دور سے تو وہ سنیں گے اس کا جوش مارنا اور چنگھاڑنا''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ کی مراد ایک سو سال کی مسافت نقل کی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے سامنے بنالے صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا جہنم کی بھی کوئی آنکھ ہے؟ فرمایا ہاں، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا: اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ جہنم اپنی آنکھوں سے ہی دیکھے گی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن دریک رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری طرف ایسی بات منسوب کی جو میں نے نہ کہی ہو یا اس نے اپنی نسبت اپنے والدین کے علاوہ کسی اور کی طرف کی یا اپنے موالی کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی دونوں آنکھوں کے سامنے بنالے۔ عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا جہنم کی دو آنکھیں ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کو جہنم کی طرف گھسیٹا جارہا ہوگا تو وہ اس کے لیے خچر جیسی آواز (یا سانس باہر) نکالے گی۔ پھر وہ ایک سانس اندر لے جائے گی تو کوئی آدمی بھی ایسا نہ ہوگا مگر ڈر جائے گا(3) بے شک جہنمی کے کانوں کی لوؤں اور اس کے دو کندھوں کے درمیان ستر سال کی مسافت ہوگی۔

بے شک جہنم میں پیپ کی وادیاں ہیں جس کو ایک پیمانہ میں ڈالا جائے گا۔ پھر اسے اس کے منہ میں انڈیل دیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے عبید بن عمیر سے سَمِعُوْا لَهَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جہنم ایک سانس لے گی تو نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی نبی مرسل رہے گا مگر اس کے کندھے اور چھاتی کا درمیانی حصہ کانپنے لگے گا، یعنی وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہو جائیگا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اپنے گھٹنوں کے بل

1۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 373 (653)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 221 3۔ ایضاً،

بیٹھ جائیں گے اور عرض کریں گے اے میرے رب! میں آج تجھ سے اپنی ذات کے علاوہ کسی کے حق میں سوال نہیں کرتا۔(1)

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے اہوال میں حضرت عطاف بن خالد سے روایت نقل کی ہے: اس روز (قیامت) جہنم لائی جائے گی، جہنم کا بعض بعض کو کھا رہا ہوگا، اسے ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔ جب جہنم لوگوں کو دیکھے گی تو ایک سانس لے گی تو کوئی نبی اور کوئی صدیق باقی نہیں بچے گا مگر وہ اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! مجھے بچا لے اے میرے رب! مجھے بچا لے۔ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کر رہے ہوں گے میری امت میری امت (کو بچا لے)۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت مغیث بن سمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی پیدا کی ہے وہ جہنم کی آواز صبح و شام سنتی ہے مگر جن و انس نہیں سنتے جن کے اوپر حساب و عقاب ہوگا۔

امام آدم بن ابی ایاس رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ **مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ** سے مراد ایک سو سال کی مسافت ہے۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ جہنم کو لایا جائے گا جسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہوگا اور ہر لگام کو فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا۔ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو ہر نیک اور گناہ گار پر غالب آ جائے۔ وہ ایک سانس لے گی تو آنسوؤں کا کوئی قطرہ بھی نہیں ہوگا مگر وہ جلدی سے باہر نکل پڑے گا۔ پھر وہ دوسری دفعہ سانس لے گی تو دل اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور دل اوپر والی ہنسلی تک جا پہنچیں گے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اگلوں اور پچھلوں کو ایک جگہ جمع فرمائے گا۔ فرشتے صف درصف اتریں گے۔ اللہ تعالیٰ جبرئیل امین سے فرمائے گا جہنم کو لے آؤ۔ وہ جہنم کو لے آئیں گے۔ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جا رہا ہوگا یہاں تک کہ جب جہنم لوگوں سے ایک سال کی مسافت پر ہوگی تو وہ ایک سانس لے گی تو مخلوقات کے دل اڑ جائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ سانس لے گی تو کوئی مقرب فرشتہ اور مرسل نبی نہیں ہوگا مگر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے گا۔ پھر وہ تیسری دفعہ سانس لے گی تو دل ہنسلی کی ہڈی تک آ پہنچیں گے۔ عقلیں ماءوف ہو جائیں گی یہاں تک ہر انسان اپنے عمل کی طرف جلدی کرے گا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے: میری خلت کا واسطہ آج میں تجھ سے صرف اپنی نجات کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے: مجھے جو تو نے ہم کلامی کا شرف عطا فرمایا میں اس کے وسیلہ سے صرف اپنی بخشش کا سوال کرتا ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے جس شرف سے تو نے مجھے نوازا اس کے واسطہ سے میں تجھ سے اپنی ذات کے بارے میں التجا کرتا ہوں، میں حضرت مریم کے بارے میں سوال نہیں کرتا جس نے مجھے جنا ہے۔ حضرت محمد ﷺ عرض کریں گے: میری امت میری امت، آج میں تیری بارگاہ اقدس میں اپنی ذات کے بارے میں کچھ عرض نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جواب ارشاد فرمائے گا: خبردار! تیری امت میں سے جو میرے دوست ہیں ان پر کوئی خوف اور کوئی حزن نہیں، مجھے اپنی عزت کی قسم! میں تیری امت کے بارے میں تیری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا۔ پھر فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے اور حکم کا انتظار کریں گے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 221، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 5، صفحہ 375، مکتبۃ الخانجی مصر

وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۴﴾

"اور جب انہیں پھینکا جائے گا اس آگ میں کسی تنگ جگہ سے زنجیروں میں جکڑ کر تو پکاریں گے وہاں موت کو۔ (کہا جائے گا بدبختو!) نہ مانگو آج ایک موت بلکہ مانگو بہت سی موتیں۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحیٰی بن ابی اسید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! انہیں جہنم میں ایسے زبردستی داخل کردیا جائے گا جیسے دیوار میں کیل داخل کردیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ مختلف سندوں سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابوایوب رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے وَ اِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا کا یہ مفہوم نقل کرتے ہیں کہ جیسے نیزے کا پچھلا حصہ نیزے میں ہوتا ہے۔

ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے قتادہ کے واسطہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ حضرت عبداللہ کہا کرتے تھے کہ جہنم کافر پر یوں تنگ ہوگی جیسے کہ زج نیزے پر تنگ ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے مُقَرَّنِيْنَ کا معنی کیا: ان کے ہاتھوں کو جکڑ دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہلاکت کو پکاریں گے اور کہیں گے واھلاکاہ، واھلکتاہ۔ ہائے ہلاکت۔ انہیں کہا جائے گا آج ایک ہلاکت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی ہلاکتوں کو پکارو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلے ابلیس کو آگ کا حلہ پہنایا جائے گا۔ وہ اسے اپنے آبروؤں پر رکھے گا اور اسے اپنے پیچھے گھسیٹے گا جبکہ اس کی ذریت اس کے بعد ہوگی جبکہ وہ یہ پکار رہا ہوگا یاثبورا ہائے موت! اس کے پیروکار کہیں گے ہائے ان کی ہلاکت یہاں تک کہ جہنم کے پاس جاکر وہ کھڑا ہوجائے گا اور کہے گا ہائے ہلاکت اور اس کے پیروکار کہیں گے ہائے ان کی ہلاکت۔ تو انہیں کہا جائے گا لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثُبُوْرًا کا معنی ویل اور ہلاکت ہے۔

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِيْرًا ﴿۱۵﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿۱۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

''ان سے پوچھیے (ذرا بتاؤ) یہ بھڑکتی ہوئی آگ بہتر ہے یا دائمی جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے۔
ہوگی یہ جنت ان کے اعمال کا صلہ اور (ان کی زندگی کا) انجام۔ ان کے لیے اس میں ہر وہ نعمت ہوگی جس کی وہ
خواہش کریں گے، وہاں ہمیشہ رہیں گے، آپ کے رب کے ذمہ وعدہ ہے جس کا ایفاء لازم ہے۔''

امام ابن حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جزا اور ٹھکانہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا جو آدمی فوت ہو جبکہ وہ شراب پیتا ہو تو آخرت میں اسے نہ پی سکے گا اگرچہ جنت میں داخل ہو۔ عطاء نے کہا میں نے اسے کہا اللہ تعالیٰ تو ارشاد فرماتا ہے: لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَآءُوْنَ۔ کعب نے کہا وہ اسے بھول جائے گا اور اسے یاد نہیں رہے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اس کے بارے میں سوال کرو، تمہارے لیے اس وعدہ کو پورا کیا جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت سعید بن ہلال رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کرتے ہیں: فرشتے اس کے لیے سوال کریں گے۔ سعید نے کہا میں نے ابوحزم کو کہتے ہوئے سنا: جب قیامت کا دن ہوگا مومن کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے تیرے لیے عمل کیا اس حکم کی وجہ سے جو تو نے ہمیں دیا، اب تو نے ہم سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کردے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَعْدًا مَّسْئُوْلًا کا یہی مفہوم ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ﴿١٩﴾

''اور جس روز (محشر میں) اللہ انہیں اکٹھا کرے گا اور ان (باطل خداؤں) کو جنہیں یہ پوجتے ہیں اللہ کے سوا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا (ان معبودوں سے) کیا تم نے گمراہ کیا میرے ان بندوں کو یا وہ خود ہی سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے (ہر عیب سے) ہمیں یہ بات زیبا نہ تھی کہ ہم بناتے تیرے سوا کسی غیر کو دوست لیکن تو نے آرام و آسائش عطا کی انہیں اور ان کے آباء کو یہاں تک کہ انہوں نے بھلا دیا تیری یاد کو اور (یوں) وہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے۔ (اے کفار!) تمہارے معبودوں نے تمہیں جھٹلا دیا جو تم کہتے ہو، پس اب نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

تم اپنے سے عذاب کو پھیر سکتے ہو اور نہ تمہاری مدد کی جائے گی۔ اور جس نے ظلم کیا تم میں سے تو ہم چکھائیں گے اسے عذاب بڑا۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیر اور ملائکہ سے یہ سوال پوچھا جائے گا۔ (1)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ نَتَّخِذَ ہے یا نُتَّخَذَ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نون کے نصب کے ساتھ سنا ہے، میں نے ان سے الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ (الروم) کے بارے میں پوچھا کہ غُلِبَتِ معروف کا صیغہ ہے یا مجہول کا؟ تو انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غُلِبَتِ الرُّوْمُ پڑھایا ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علقمہ کے پاس مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ کی قرأت کی اور نتخذ کو مجہول کا صیغہ پڑھا تو حضرت علقمہ نے کہا: یہ معروف کا صیغہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے مجہول کا صیغہ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان کا قول ہے جن کی عبادت کی جاتی تھی اور کہا بورا کا معنی تباہ ہونے والا کیونکہ کبھی بھی کوئی قوم کو نہ بھولی مگر وہ تباہ و برباد ہو گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بُوْرًا کا معنی ہلاک ہونے والا نقل کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان قَوْمًۢا بُوْرًا کے بارے میں بتایئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عمان کی لغت کے مطابق اس کا معنی ہلاک ہونے والا ہے۔ عمان یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے:

فَلَا تَكْفُرُوْا مَا قَدْ صَنَعْنَا اِلَيْكُمْ وَ كَافِرْ بِهٖ فَالْكُفْرُ بُوْرٌ لِّصَانِعِهٖ۔

"جو کچھ ہم نے تمہارے ساتھ کیا ہے اس کی ناشکری نہ کرو۔ بے شک ناشکری نیکی کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُوْرًا عمان کی زبان کا لفظ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا معنی سخت دل روایت کیا ہے جن میں کوئی بھلائی نہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بُوْرًا کا معنی ہلاک ہونے والی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 224 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 270 (2972)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کیا ہے اور فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام اور ملائکہ کی عبادت کرتے تھے۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ! تو پاک ہے، ان لوگوں کے سوا تو ہی ہمارا پروردگار ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت عزیز علیہ السلام اور ملائکہ کے بارے میں جو کچھ تم کہتے تھے انہوں نے تمہاری تکذیب کردی جبکہ انہوں نے مشرکوں کو جھٹلایا، مشرک نہ عذاب کو دور کرنے کی استعداد رکھتے ہیں اور نہ ہی اپنی مدد کر سکتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے بہتر کتابیں پڑھیں جو آسمانوں سے نازل ہوئیں۔ میں نے کوئی ایسی کتاب نہیں سنی جس میں قرآن سے بڑھ کر ظلم پر عتاب کیا گیا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس امت کا فتنہ ظلم میں ہوگا۔ جہاں تک دوسری کتابیں ہیں ان میں زیادہ عتاب شرک اور بت پرستی کے بارے میں ہے۔

عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: تم میں سے جو مشرک ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسکا یہ معنی نقل کیا ہے: تم میں سے جو شرک کرے۔(3)

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۭ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ﴿٢٠﴾

''اور نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر وہ سب کھانا کھایا کرتے اور چلا پھرا کرتے بازاروں میں اور ہم نے بنا دیا تمہیں ایک دوسرے کے لیے آزمائش کیا۔ تم (اس آزمائش میں) صبر کرو گے؟ اور آپ کا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے قبل بھی رسول کھانا کھاتے اور بازاروں میں چلا کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: فقیر کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اللہ تعالیٰ مجھے فلاں کی طرح غنی بنا دیتا، بیمار کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فلاں آدمی کی طرح مجھے صحت مند بنا دیتا، نابینا کہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فلاں آدمی کی طرح مجھے بینا بنا دیتا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے فِتْنَةً کا معنی دنیا میں باہم فضیلت، قدرت اور قہر لیا ہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے فِتْنَةً کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ایک پر رزق کو تنگ کر دیتا ہے اور دوسرے پر رزق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 225,27,28، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 452(2081)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 227
4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 219(10072)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کو وسیع کر دیتا ہے۔ میرے رب نے مجھے وہ عطا نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے فلاں کو عطا کیا ہے۔ کسی انسان کو تکلیف میں مبتلا کرتا ہے تو وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں آدمی کی طرح تندرست نہیں کیا، اس قسم کی آزمائشوں میں اسے ڈالا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ کون صبر کرتا ہے اور کون جزع فزع کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والے اور جزع فزع کرنے والے کو جانتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام کو غنی کر دیتا، تم میں کوئی بھی فقیر نہ ہوتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تم سب کو فقیر بنا دیتا، تم میں سے کوئی بھی امیر نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کو بعض کے ساتھ آزماتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ ہمارے غلاموں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یہ مسلمان لوگ ہیں، یہ ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے ہیں، ہمارے ساتھ روزے رکھتے ہیں، کیا ہم انہیں مار سکتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کے گناہوں اور ان کو دی جانے والی سزاؤں کا وزن کیا جائے گا۔ اگر تمہاری سزائیں ان کے گناہوں سے زیادہ ہوں گی تو تم سے لے کر انہیں دیا جائے گا۔ عرض کی ہم انہیں جو گالیاں دیتے ہیں اس کے بارے میں ہمیں بتائیں؟ فرمایا ان کے گناہوں اور تم انہیں جو اذیت دیتے ہو اس کا وزن کیا جائے گا، اگر تمہاری اذیتیں زیادہ ہوئیں تو تم سے لے کر انہیں اجر دے دیا جائے گا۔ اس آدمی نے عرض کی: میں کسی ایسے دشمن کے بارے میں نہیں سنتا جو ان غلاموں سے بڑھ کر میرے قریب ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً کی تلاوت کی۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں اپنے بچے کو مارتا ہوں۔ اس بارے میں مجھے بتایئے حضور ﷺ نے فرمایا: تیری اولاد کے بارے میں تجھ پر کوئی تہمت نہ ہوگی، تاہم اپنے آپ کو اس حال میں خوش نہ کر کہ خود سیر ہو اور وہ بچہ بھوکا رہے اور نہ ہی خود پہن اور وہ ننگے رہیں۔(2)

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾

''اور کہا ان لوگوں نے جو امید نہیں رکھتے تھے ہم سے ملنے کی کہ کیوں نہ اتارے گئے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو، وہ اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگے تھے اپنے دلوں میں اور انہوں نے حد سے بڑھ کر سرکشی کی۔''

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یہ قریش کے کفار کا قول تھا، یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی امید نہیں رکھتے تھے۔ وہ یہ بھی کہتے کہ ہم پر فرشتے کیوں نازل نہیں کیے جاتے یا ہم اپنے رب کو خود دیکھتے اور وہ ہمیں بتاتے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے لَا يَرْجُوْنَ کا معنی وہ سوال نہیں کرتے نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 18، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ نوادر الاصول، باب فی حد التادیب فی الممالیک، صفحہ 20، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 5

امام ابن ابی حاتم نے قتادہ سے لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْمَلٰٓىِٕكَةُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم فرشتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔
امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِیْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: انہوں نے کفر میں سختی کی۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں عُتُوٌّ سے مراد تکبر ہے۔

یَوْمَ یَرَوْنَ الْمَلٰٓىِٕكَةَ لَا بُشْرٰى یَوْمَىِٕذٍ لِّلْمُجْرِمِیْنَ وَ یَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾

''جس روز وہ دیکھیں گے فرشتوں کو تو کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اس روز مجرموں کے لیے اور فرشتے کہیں گے تمہارے لیے (جنت کا داخلہ) قطعاً حرام ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہاں یَوْمَ سے مراد یوم قیامت ہے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو مومن کو بشارت دی جائے گی۔ جب کفار یہ منظر دیکھیں گے تو فرشتوں سے عرض کریں گے: ہمیں بھی خوشخبری دو۔ تو فرشتے کہیں گے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنی یہ چیز قطعی حرام ہے کہ ہم تمہیں بشارت دیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی عوذا معاذاً روایت کیا ہے۔ ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں، یہ بات قطعاً حرام ہے کہ آج مومنین کے سوا کسی اور کے لیے بشارت ہو۔
عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ملائکہ کہیں گے کفار پر قیامت کے دن بشارت قطعاً حرام ہے۔(1)
امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ فرشتے کہیں گے کفار پر اس وقت بشارت قطعاً حرام ہے جب تم ہمیں دیکھو گے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا معنی قطعی حرام ہے یعنی یہ چیز قطعی حرام ہے کہ ہم تمہیں ایسی خوشخبری دیں جیسی خوشخبری ہم متقین کو دیتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ایک ایسا کلمہ ہے جسے عرب بولتے ہیں جب کسی آدمی پر مصیبت نازل ہوتی تو وہ کہتا حِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنی قطعی حرام۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب عورت ناپسندیدہ چیز دیکھتی تو وہ کہتی حِجْرٌ مِّنْ هٰذَا۔ یعنی اس سے پناہ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 6، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 453 (2082)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کے زلزلے برپا ہوں گے اور اس کے زلزلوں میں سے ایک یہ ہوگا کہ آسمان پھٹ جائے گا، اس روز وہ کمزور ہوگا جبکہ فرشتے اس کی اطراف میں ہوں گے۔ ہر شے اپنی وسعت کے باوجود پھٹ جائے گی۔ یہ پھٹنے کا سلسلہ آسمان سے شروع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی کے متعلق ہے: فرشتے کہیں گے اے مجرمو! یہ امر تمہارے لیے قطعی حرام ہے کہ جب تم ہمیں دیکھو گے تو تمہارے لیے بشارت ہو۔

وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

''اور ہم متوجہ ہوں گے ان کے کاموں کی طرف اور انہیں گردو غبار بنا کر اڑا دیں گے۔''

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے دنیا میں جو بھلائی کے کام کیے مگر انہیں قبولیت حاصل نہ ہوئی ان کی طرف متوجہ ہوں گے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد سورج کی وہ شعاع ہے جو سوراخ سے نکلتی ہے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ هَبَآءً سے مراد غبار والی ہوا ہے، جو پھیلتی ہے پھر ختم ہو جاتی ہے اور اس سے کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو بھی اسی طرح کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ چیز ہے جو آگ سے اڑتی ہے۔ جب آگ بھڑکتی ہے تو اس سے شرارے اڑتے ہیں۔ جب وہ شرارہ زمین پر گرتا ہے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ پانی جو بہا دیا جائے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا سے مراد وہ شعاع ہے جو روشن دان یا چھوٹے سوراخ سے آتی ہے اگر تو اس کو پکڑنا چاہے تو تو اس کی طاقت نہ رکھے۔(3)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ سوراخ سے آنے والی سورج کی شعاع۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے معنی نقل کیا ہے: سورج کی وہ شعاع جو سوراخ سے نکل کر آتی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور عامر رحمہما اللہ سے هَبَآءً مَّنْثُوْرًا کا معنی سورج کی شعاع نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کا معنی غبار نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 9 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 8
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

کیا ہے کہ اس سے مراد درخت کے وہ چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں جنہیں ہوائیں اڑاتی ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت معلیٰ بن عبیدہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد راکھ ہے۔

امام سمویہ نے فوائد میں حضرت سالم جو حضرت ابوحذیفہ کے غلام ہیں سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک قوم لائی جائے گی جن کی نیکیاں تہامہ پہاڑ جتنی ہوں گی۔ جب انہیں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو هَبَآءً بنادے گا۔ پھر انہیں جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ حضرت سالم نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! کیا ہمارا اس قوم سے تعلق ہے؟ فرمایا وہ لوگ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے اور رات کا کچھ حصہ سوتے تھے لیکن جب ان پر کوئی حرام چیز پیش کی جاتی تو اس پر جھپٹ پڑتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو باطل کردیا۔

اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَىٕذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا ﴿۲۴﴾

''اہل جنت کا اس دن بہت اچھا ٹھکانا ہوگا اور دوپہر گزارنے کی جگہ بڑی آرام دہ ہوگی۔''

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: بہترین منزل اور عمدہ ٹھکانہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مَقِیْلًا کا معنی لوٹنے کی جگہ نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنت کے بالا خانوں میں اس کا ٹھکانہ ہوگا، ان کا حساب ان کے رب کے حضور ایک دفعہ پیش کیا جائے گا اور یہ آسان حساب ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ﴿۷﴾ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ﴿۸﴾ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ﴿۹﴾ (انشقاق)(2)

امام ابن مبارک نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ قیامت کے روز دن نصف النہار تک نہیں پہنچے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہوگا۔ پھر یہ آیات تلاوت کیں اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ یَوْمَىٕذٍ خَیْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ اَحْسَنُ مَقِیْلًا، ثُمَّ اِنَّ مَقِیْلَهُمْ لَاِلَى الْجَحِیْمِ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: چاشت کا وقت ہوگا تو اولیاء اللہ پلنگوں پر حوروں کے ساتھ قیلولہ کر رہے ہونگے اور اللہ کے دشمن شیاطین کے ساتھ جکڑے ہوئے ہونگے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ دیر تک لوگوں کے حساب سے فارغ ہوجائے گا۔ جنتی جنت میں قیلولہ کریں گے اور جہنمی جہنم میں قیلولہ کریں گے۔ اس آیت کریمہ کا یہی مفہوم ہے۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن صواف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ قیامت کا دن مومن پر مختصر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 9، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 437 (3516)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 9

ہوگا یہاں تک کہ اتنے وقت کا ہوگا جتنا عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ ہوگا تو جنتی جنت کے باغوں میں قیلولہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی بہترین جائے پناہ اور منزل نقل کیا ہے۔ قتادہ نے کہا صفوان بن محرز نے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز دو آدمیوں کو لایا جائے گا۔ ان میں سے ایک دنیا میں بادشاہ تھا۔ اس کا محاسبہ ہوگا۔ وہ ایسا بندہ ہوگا جس نے کوئی بھلائی کا کام نہ کیا ہوگا۔ تو اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا۔ دوسرا وہ ہوگا جس کے پاس دنیا میں صرف ایک چادر تھی۔ اس کا حساب لیا جائے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو نے مجھے کوئی چیز عطا ہی نہیں کی کہ تو میرا اس بارے میں کوئی حساب لے۔ تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: میرے بندے نے سچی بات کی، اسے چھوڑ دو۔ تو اسے جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا۔ پھر جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا انہیں یوں ہی رہنے دیا جائے گا۔ پھر جہنمی کو بلایا جائے گا تو وہ سیاہ کوئلہ کی طرح ہوگا۔ اسے کہا جائے گا تو نے اپنے آرام کی جگہ کو کیسے پایا؟ تو وہ عرض کرے گا آرام کرنے کی جگہ بہت بری ہے۔ اسے کہا جائے گا واپس اپنی جگہ لوٹ جا۔ پھر جنتی کو بلایا جائے گا تو وہ ایسے ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند ہو۔ اسے کہا جائے گا تو نے اپنے قیلولہ کی جگہ کو کیسے پایا۔ تو وہ عرض کرے گا میرے آرام کرنے کی بہترین جگہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا اپنی جگہ واپس چلا جا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اس گھڑی کو جانتا ہوں جس میں جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور جہنمی جہنم میں داخل ہوں گے۔ یہ وہ گھڑی ہوگی جو نصف النہار کی گھڑی ہے۔ جب لوگ قیلولہ کے لیے اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے ہیں، جہنمی جہنم کی طرف چلے جائیں گے اور جنتیوں کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ ان کا قیلولہ جنت میں ہوگا۔ انہیں مچھلی کا دل کھلایا جائے گا تو سب سیر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قیامت کے دن کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ دنیا کا دن ہوگا یا آخرت کا؟ فرمایا اس کا پہلا حصہ اس دنیا کے دن سے اور آخری آخرت سے ہوگا۔ (2)

وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ٍالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ؕ وَ كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾

''اور یاد کرو جس روز پھٹ جائے گا آسمان اور بادل نمودار ہوگا اور اتارے جائیں گے فرشتے گروہ در گروہ۔ اس دن سچی بادشاہی (خداوند) رحمٰن کی ہوگی اور وہ دن کافروں کے لیے بڑا مشکل ہوگا۔''

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ''الاھوال'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 41، صفحہ 100، دار الفکر بیروت

تلاوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام مخلوق کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا یعنی جنوں، انسانوں، چوپاؤں، درندوں، پرندوں اور تمام مخلوقات کو جمع فرمائے گا۔ آسمان دنیا پھٹ جائے گا۔ اس کے مکین زمین پر اتریں گے۔ ان کی تعداد زمین کے جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوگی۔ وہ جنوں انسانوں اور دوسری تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔ اہل زمین کہیں گے کیا تم میں ہمارا رب ہے تو وہ کہیں گے نہیں۔

پھر دوسرا آسمان پھٹ جائے گا۔ اس کے مکین اتریں گے جبکہ ان کی تعداد آسمان دنیا کے رہنے والوں، جنوں انسانوں اور تمام مخلوقات سے زیادہ ہوگی۔ یہ دوسرے آسمان والے ان فرشتوں کو جو ان سے پہلے اترے تھے جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔

پھر تیسرے آسمان والے اتریں گے۔ یہ پہلے اترنے والے فرشتوں، جنوں، انسانوں اور تمام مخلوقات کو گھیر لیں گے۔

پھر چوتھے آسمان والے اتریں گے۔ ان کی تعداد تیسرے، دوسرے، پہلے اور اہل زمین کو گھیر لیں گے۔ پھر پانچویں آسمان والے اتریں گے۔ ان کی تعداد پہلوں سے بڑھ کر ہوگی۔ پھر چھٹے آسمان والے اور ساتویں آسمان والے ایسے ہی ہوں گے۔ ان کی تعداد اہل آسمان اور اہل زمین سے بڑھ کر ہوگی۔ پھر ہمارا رب بادل کے سائے میں جلوہ افروز ہوگا جبکہ اس کے اردگرد کروبین ہوں گے۔ ان کی تعداد ساتویں آسمان کے فرشتوں، انسانوں جنوں اور تمام مخلوقات سے بڑھ کر ہوگی۔ یہ عرش کے اٹھانے والے ہیں۔ ان کی تسبیح، تحمید اور اللہ تعالیٰ کی تقدیس کا غلغلہ برپا ہوگا۔ ان کے قدم کی پستی سے ٹخنے تک پانچ سو سال کی مسافت، ٹخنے سے گھٹنے تک پانچ سو سال کی مسافت، گھٹنے سے ران تک پانچ سو سال کی مسافت، ران سے ہنسلی کی ہڈی تک پانچ سو سال کی مسافت، ہنسلی کی ہڈی سے بالی کی جگہ تک پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔ اس سے اوپر پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے اسکا یہ معنی نقل کیا ہے: اس سے مراد آسمان کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا بھی وہی معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی ہے فِیْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ (البقرہ: 210) قیامت کے روز جس میں اللہ تعالیٰ آئے گا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ بادل کی صورت پھٹ جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائیں گے۔ اس بادل کے بارے میں لوگوں کا گمان ہے کہ وہ جنت میں نمودار ہوگا۔

وَ یَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ﴿۲۷﴾ یٰوَیْلَتٰی لَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِیْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 613(8699)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 11

الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ ھَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ﴿۳۱﴾

''اور اس روز ظالم (فرط ندامت سے) کاٹے گا اپنے ہاتھوں کو (اور) کہے گا کاش! میں نے اختیار کیا ہوتا رسول (مکرم) کی معیت میں (نجات کا) راستہ۔ ہائے افسوس! کاش نہ بنایا ہوتا میں نے فلاں کو اپنا دوست۔ واقعی اس نے بہکا دیا مجھے اس قرآن سے اس کے میرے پاس آجانے کے بعد اور شیطان تو ہمیشہ سے انسان کو (مشکل کے وقت) بے یار و مددگار چھوڑنے والا ہے۔ اور رسول عرض کرے گا میرے رب! بلاشبہ میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ اور اے حبیب! اسی طرح ہم نے بنائے ہر نبی کے لیے دشمن جرائم پیشہ لوگوں سے اور کافی ہے آپ کا رب (آپ کے لیے) منزل مقصود تک پہنچانے والا اور مدد فرمانے والا''۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں صحیح سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابی معیط (1) مکہ مکرمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتا تھا۔ کوئی اذیت نہیں دیا کرتا تھا۔ وہ ایک بردبار آدمی تھا۔ دوسرے قریشی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے تو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ ابومعیط کا ایک دوست تھا جو موجود نہیں تھا اور شام میں رہتا تھا۔ قریش نے کہا کہ ابومعیط بے دین ہو گیا ہے۔ اس کا دوست رات کو شام سے واپس آیا۔ اس نے بیوی سے پوچھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس حالت پر تھے اس کی وجہ سے ان کے ساتھ کیا کیا گیا۔ عورت نے جواب دیا وہ تو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ اس نے کہا کہ میرے دوست ابومعیط نے کیا کیا بیوی نے جواب دیا کہ وہ تو بے دین ہو گیا ہے۔ اس نے بڑی تکلیف کی حالت میں رات گزاری۔ جب صبح ہوئی تو ابومعیط اس کے پاس گیا اور سلام کیا۔ دوست نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔ ابومعیط نے کہا کیوں کیا وجہ ہے تو مجھے سلام کا جواب نہیں دیتا؟ دوست نے کہا میں تجھے سلام کا جواب کیسے دوں جبکہ تو صابی ہو گیا ہے۔ ابومعیط نے کہا کیا قریش نے ایسا ہی کہا ہے؟ دوست نے کہا ہاں۔ ابومعیط نے کہا میرا کون سا عمل ان کے سینوں سے میری ناراضگی دور کرے گا؟ دوست نے کہا ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں جاتے ہیں، تم ان کے چہرے پر تھوکنا اور جتنی بری گالی تو جانتا ہے وہ اسے دینا اس نے ایسا ہی کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے سے اس تھوک کو صاف کیا۔ مزید کچھ نہ کہا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اگر میں نے تجھے مکہ مکرمہ سے باہر دیکھا تو انتقام میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

جب غزوۂ بدر کا موقع آیا، اس کے ساتھی جنگ کے ارادہ سے نکلے تو اس نے قریش مکہ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا ہمارے ساتھ چلو، اس نے جواب دیا اس آدمی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے باہر اسے پایا تو انتقام میں اس کی گردن اڑا دے گا۔ ساتھیوں نے کہا تیرے پاس سرخ اونٹ ہے تو پکڑائی نہیں دے گا۔ اگر شکست ہوئی تو اس پر تتر بتر ہو جانا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑا۔ جب اللہ تعالیٰ نے

1 درمنثور میں تو ابومعیط کا ہی نام ہے۔ تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس آدمی کا نام آتا ہے وہ عقبہ بن ابی معیط ہے، بغوی میں اسی کی وضاحت بعد والی روایات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ (مترجم)

مشرکوں کو شکست دے دی تو اس کے اونٹ نے اسے کیچڑ والی زمین میں گرا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ستر قیدیوں میں پکڑ لیا۔ ابو معیط آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی آپ ﷺ ان قیدیوں میں سے مجھے قتل کریں گے؟ فرمایا ہاں اس کے بدلے میں جو تو نے تھوکا تھا۔ تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل کیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ حضرت قلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط سفر سے واپس آتا تو کھانا پکاتا اور تمام اہل مکہ کو دعوت دیتا۔ وہ اکثر حضور ﷺ کی مجلس کرتا۔ حضور ﷺ کی گفتگو اسے پسند آتی۔ بدبختی اس پر غالب آ گئی۔ ایک روز وہ سفر سے واپس آیا۔ اس نے کھانا بنایا۔ پھر حضور ﷺ کو کھانے کی دعوت دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تیرا کھانا اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک تو اس بات کی گواہی نہ دے دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو عقبہ نے کہا اے بھتیجے! کھانا کھائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا۔ جب تک تو یہ نہ کہے گا عقبہ نے گواہی دی اور حضور ﷺ نے اس کا کھانا کھایا۔

یہ خبر ابی بن خلف کو پہنچی۔ وہ عقبہ کے پاس آیا، پوچھا اے عقبہ! تو بے دین ہو گیا جبکہ یہ اس کا قریبی دوست تھا۔ عقبہ نے کہا اللہ کی قسم! میں تو بے دین نہیں ہوا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اس نے میرا کھانا کھانے سے انکار کر دیا مگر اس صورت میں کہ میں اس کے لیے یہ گواہی دوں۔ تو اس سے مجھے حیا آئی کہ وہ میرے گھر سے کھانا کھائے بغیر چلا جائے، تو میں نے اس کے لیے یہ گواہی دے دی اور اس نے کھانا کھا لیا۔ ابی بن خلف نے کہا میں اس وقت تک تم سے راضی نہ ہوں گا جب تک تو اس کے پاس نہیں جائیگا اور اس کے منہ پر نہیں تھوکے گا۔ عقبہ نے ایسے ہی کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا میں تجھے مکہ مکرمہ سے باہر نہیں ملوں گا مگر میں تیرا سر تلوار سے اڑا دوں گا۔ عقبہ کو غزوۂ بدر میں قید کر لیا گیا تو اس انتقام میں اسے قتل کر دیا۔ اس روز اس کے علاوہ کسی قیدی کو قتل نہ کیا گیا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ عقبہ بن ابی معیط نے اسے جھڑکا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (2)

امام عبدالرزاق نے "مصنف" میں، ابن جریر اور ابن منذر نے مقسم رحمہم اللہ سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف جمحی آپس میں ملے۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابی بن خلف سے کہا جبکہ دور جاہلیت میں یہ دونوں دوست تھے۔ ابی بن خلف حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اس پر سلام پیش کیا۔ جب عقبہ نے اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: میں تجھ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا یہاں تک کہ تو حضرت محمد ﷺ کے پاس جائے، ان کے منہ پر تھوکے، اسے گالیاں دے اور اس کو جھٹلائے۔ کہا اللہ تعالیٰ نے اسے حضور ﷺ پر غلبہ نہ دیا۔

جب غزوۂ بدر ہوا تو عقبہ بن ابی معیط کو دوسرے قیدیوں میں گرفتار کر لیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اسے قتل کر دے۔ عقبہ نے عرض کی کیا صرف مجھے ان قیدیوں میں سے قتل کیا جائے گا۔ فرمایا ہاں۔

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 2، صفحہ 169۔ عالم الکتب
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت

عرض کی کس وجہ سے فرمایا تیرے کفر، تیرے فجور اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر زیادتی کرنے کی وجہ سے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس کی گردن اڑادی۔

جہاں تک ابی بن خلف کا تعلق ہے اس نے کہا اللہ کی قسم! میں حضرت محمد ﷺ کو قتل کروں گا۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ حضور ﷺ نے فرمایا بلکہ میں اسے قتل کروں گا ان شاء اللہ اس نے اسے خوف زدہ کردیا۔ اس کے دل میں کھٹکا پیدا ہوگیا کیونکہ انہوں نے کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں سنی تھی مگر وہ سچی ہوتی۔ وہ غزوۂ احد میں مشرکوں کے ساتھ نکلا۔ وہ اس تلاش میں تھا کہ حضور ﷺ غافل ہوں تا کہ وہ آپ ﷺ پر حملہ آور ہو۔ تو ایک مسلمان نبی کریم ﷺ اور اس کے درمیان آڑے آ گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا اس سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ حضور ﷺ نے نیزہ لیا اور اسے مارا۔ وہ نیزہ اس کی ہنسلی کی ہڈی میں جا لگا۔ اس کا زیادہ خون بھی نہ نکلا تھا۔ خون اس کے پیٹ میں چلا گیا۔ وہ یوں ڈکارتا تھا جیسے بیل ڈکارتا ہے۔ اس کے ساتھی آئے اسے اٹھایا جبکہ وہ ڈکار رہا تھا۔ انہوں نے کہا یہ کیا ہے؟ اللہ کی قسم! تمہیں تو معمولی خراش آئی ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کی چمک ہی لگ جاتی تو مجھے قتل کردیتی۔ کیا اس نے یہ نہیں کہا تھا میں تجھے قتل کروں گا اللہ کی قسم! جو زخم مجھے لگا ہے اگر یہ تمام اہل حجاز کو لگتا تو سب کو قتل کردیتا۔

وہ ایک دن یا اتنا ہی عرصہ رہا تھا یہاں تک کہ اسے موت واقع ہوگئی، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف نے کھانا بنایا۔ پھر وہ ایک مجلس میں آیا جس میں نبی کریم ﷺ تھے۔ اس نے کہا چلو۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس وقت تک نہیں چلوں گا جب تک تو اس بات کی گواہی نہیں دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تو اس نے یہی گواہی دے دی نبی کریم ﷺ چل پڑے۔ اسے عقبہ بن ابی معیط ملا۔ اس نے کہا تو نے یہ بات کہی ہے تو ابی نے کہا میں نے صرف اپنے کھانے کے لیے اس کا ارادہ کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقبہ بن ابی معیط نے ایک مجلس میں بیٹھے۔ لوگوں کو کھانے کی دعوت دی جس مجلس میں نبی کریم بھی تھے۔ نبی کریم ﷺ نے کھانے سے انکار کردیا۔ فرمایا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تو یہ گواہی نہ دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اسے امیہ بن خلف ملا۔ اس نے کہا کیا تو بے دین ہوگیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا تیرا بھائی ایسے ہی ہے جیسے تو جانتا ہے لیکن میں نے کھانا بنایا تو اس نے کھانے سے انکار کردیا یہاں تک کہ میں یہ بات کروں۔ میں نے وہ بات کی تو ہے لیکن میرے دل میں اس کا کوئی تصور نہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ وہ شرمندگی کی وجہ سے اپنی ہتھیلیاں کھا جائے گا یہاں تک کہ اپنے کندھے تک جا پہنچے گا اور اسے احساس تک نہ ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 13

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنا ہاتھ کھا جائے گا پھر اس کا ہاتھ پھوٹ پڑے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمران جونی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ اسے کاٹے گا یہاں تک کہ ہڈی کو توڑ دے گا پھر وہ ہڈی پیدا ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن میسب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی۔ ہاتھ کاٹنے والا عقبہ ہوگا اور خلیل سے مراد امیہ ہے۔ عقبہ امیہ کا دوست تھا۔ امیہ کو یہ خبر پہنچی کہ عقبہ اسلام قبول کرنا چاہتا ہے۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا اگر تو نے اسلام قبول کیا تو میرا چہرہ تم پر حرام ہے۔ میں تم سے کبھی بھی بات نہیں کروں گا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف دونوں دور جاہلیت میں بھائی بنے ہوئے تھے۔ امیہ بن خلف کہے گا کاش! میں عقبہ بن ابی معیط کو دوست نہ بناتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن میمون رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے لیے عقبہ کے پاس تشریف لے گئے۔ عقبہ نے لوگوں کے لیے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں یہاں تک کہ تو اسلام لائے۔ اس نے اسلام قبول کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا۔ یہ خبر امیہ بن خلف تک پہنچی۔ وہ عقبہ کے پاس آیا اور عقبہ نے جو کچھ کیا تھا اس کا کیا۔ عقبہ نے اسے کہا کہ تیری کیا رائے ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسا شخص میرے گھر میں داخل ہو جبکہ کھانا تیار ہو پھر کھانا کھائے بغیر چلا جائے۔ تو امیہ نے کہا میرا چہرہ تیرے چہرے پر حرام ہے یہاں تک کہ تو اس سے رجوع کرے جس میں تو داخل ہوا ہے۔ تو عقبہ نے اسلام سے رجوع کر لیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط جہنم میں بھی دونوں دوست ہوں گے اور آگ کے ایک ہی منبر پر ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ قریش میں سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، اسے ایک دوسرا قریشی ملا جو اس کا دوست تھا۔ یہ اس قریشی کے ساتھ وابستہ رہا یہاں تک کہ اسے پھیر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے سے روک دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے بارے یہ آیت نازل فرمائی جو تم سن رہے ہو۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فلاں سے مراد شیطان ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان قیامت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے روز اس کا ساتھ چھوڑ دے گا اور اس سے برأت کا اظہار کرے گا اور کہا وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا تمہارے نبی کی اپنی قوم کے متعلق اپنے رب کے حضور شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی دلجوئی کرتے ہوئے فرماتا ہے وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَ یعنی آپ سے قبل بھی رسولوں نے اپنی قوموں سے اسی قسم کی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اس لیے یہ تجھ پر بھاری نہ ہوں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کفار نازیبا باتیں کر کے ہذیان بکتے ہیں اور کہتے ہیں یہ جادو ہے۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ناحق باتیں کرتے ہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ مریض جب ہذیان بکتا ہے تو اس وقت کہتے ہیں ھجر المریض یعنی مریض نے ناحق بات کی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: جس نبی کو مبعوث کیا گیا تو مجرم اس کے دشمن بن گئے اور جس نبی کو بھی مبعوث کیا گیا تو بعض مجرموں سے زیادہ سخت ثابت ہوئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ابوجہل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن قارون تھا جبکہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر پر مائل کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بنانے والا ہے جیسے اس نے انبیاء کے دشمن بنائے جو آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں۔(3)

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ۝۳۲ وَ لَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ۝۳۳

"اور کہنے لگے کفار (از راہ اعتراض) کیوں نہیں اتارا گیا ان پر قرآن یکبارگی؟ اس طرح اس لیے کیا کہ ہم مضبوط کر دیں اس کے ساتھ آپ کے دل کو اور اسی لیے ہم نے ٹھہر ٹھہر کر اسے پڑھا ہے۔ اور نہیں پیش کریں گے آپ پر کوئی اعتراض مگر ہم لائیں گے آپ کے پاس اس کا صحیح جواب اور عمدہ تفسیر (جو اعتراض کو رد کر دے گی)"۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا: اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوتے جیسے وہ خیال کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر یکبارگی ہی قرآن نازل کیوں نہیں کر دیا۔ اس پر کبھی ایک آیت کبھی دو آیتیں اور کبھی ایک سورت نازل ہوتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 14 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 15

ہے۔انہوں نے جو بات کی اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب ارشاد فرمایا: وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا...... وَّاَضَلُّ سَبِيْلًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر پورا قرآن یکبارگی کیوں نہیں نازل ہوا جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر نازل ہوا۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا کہا رَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا کا معنی ہے ہم نے اسے کھول کر بیان کیا اور اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا کا معنی ہے احسن تفصیلا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک آیت نازل فرماتا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے جان لیتے تو دوسری آیت نازل ہوتی۔مقصود یہ ہوتا کہ کتاب کی تعلیم دے اور آپ کے دل میں ثبت کر دے اور اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا کا معنی بہترین تفصیل ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ کا معنی ہے کہ ہم اسے تیرے دل میں پختہ کر دیں اور تیرے دل پر اسے مضبوط کر دیں۔ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ہم اسے تھوڑا تھوڑا بھیجیں۔ وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ یعنی اگر ہم اسے تم پر ایک بار نازل کر دیتے۔ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تو آپ کے پاس جواب دینے کے لیے کوئی چیز نہ ہوتی لیکن ہم اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر روکے رکھتے ہیں۔جب وہ تم سے سوال کریں گے تو میں جواب دونگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا: کیا وجہ ہے کہ قرآن حکیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یکبارگی نازل نہیں ہوا۔اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا یہاں تَرْتِيْلًا کا معنی ہے تھوڑا تھوڑا۔وہ آپ پر کوئی اعتراض نہیں کرتے مگر آپ پر وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ان کا توڑ کر دیتی ہے۔ہم نے قرآن حکیم تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔جب بھی وہ کوئی اعتراض کرتے ہیں تو ہم اس کا ایسا جواب دیتے ہیں جو از روئے وضاحت کے بہترین چیز ہوتی ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا کا معنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک آیت، دو آیتیں یا زیادہ آیتیں نازل ہوتیں۔یہ ان مشرکوں کے جواب کے طور پر نازل ہوتیں۔جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کرتے۔تو اللہ تعالیٰ انہیں جواب ارشاد فرماتا اور جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا باتیں کرتے ان کا رد فرماتا۔یہ تقریباً بیس سال تک سلسلہ چلتا رہا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مشرکوں کے جواب میں نازل ہوتا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جواب ارشاد فرماتا ہے۔فرمایا کفار جو باتیں بھی کریں گے تو ہم وہ قرآن لائیں گے جو ان اعتراضوں کو رد کر دے گا جو مشرک کریں گے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا کا یہ معنی نقل کیا

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 15,17   2۔ایضاً، جلد 19، صفحہ 16   3۔ایضاً

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو متفرق طور پر نازل فرمایا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے کھول کر بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے تَفْسِيْرًا کا معنی تفصیل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَفْسِيْرًا کا معنی بیان نقل کیا ہے۔(2)

اَلَّذِيْنَ يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۳۴﴾

"جو لوگ ہانکے جائیں گے اوندھے منہ جہنم کی طرف ان کا بہت برا ٹھکانا ہوگا اور وہ سب سے زیادہ گم کردہ راہ ہونگے۔"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ لوگ جنتیوں کے مقابلہ میں بری جگہ ہوں گے سَبِيْلًا کا معنی راستہ ہے۔(3)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ﴿۳۵﴾ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ﴿۳۶﴾ؕ وَ قَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَ جَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۷﴾ۚ وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ﴿۳۸﴾

"اور بیشک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب اور مقرر کیا ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو (ان کا) وزیر۔ پھر ہم نے حکم دیا دونوں کو جاؤ اس قوم کی طرف جنہوں نے جھٹلایا ہے ہماری آیتوں کو۔ (وہ گئے، قوم نے ان کو ٹھکرا دیا) تو ہم نے ان کو بالکل برباد کر دیا۔ اور قوم نوح کو یاد کرو جب انہوں نے جھٹلایا رسولوں کو تو ہم نے انہیں غرق کر دیا اور بنا دیا انہیں دوسرے لوگوں کے لیے عبرت اور تیار کر رکھا ہے ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب۔ اور یاد کرو قوم عاد، ثمود اور اصحاب الرس کو اور کثیر التعداد قوموں کو جو ان کے درمیان گزریں۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَزِيْرًا کا معنی مددگار اور سہارا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے انہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ثَمُوْدَاۡ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 17

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رس قوم ثمود کی ایک بستی تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہ قول نقل کیا ہے کہ رس آذربائیجان کا سمندر ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَصۡحٰبَ الرَّسِّ سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَصۡحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ اَصۡحٰبَ الرَّسِّ سے مراد یمامہ میں اہل فلج ہیں اور وہ کنویں جن پر وہ رہائش پذیر تھے۔(2)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رس سے مراد کنواں ہے جس پر ایک قوم آباد تھی جسے اصحاب الرس کہتے۔(3)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اَصۡحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے نبی کو کنویں میں دفن کر دیا تھا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کعب الاحبار سے اَصۡحٰبَ الرَّسِّ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد کنویں والا ہے جس نے یہ کہا تھا اے میری قوم! رسولوں کی اتباع کرو۔ تو اس کی قوم نے اسے پتھروں کے ساتھ کنویں میں دفن کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد کنواں ہے جس میں صاحب یٰس کو قتل کیا گیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے "ذم الملاہی"، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو عورتوں نے ان سے سوال کیا گیا۔ آپ یہ حکم کتاب اللہ میں پاتے ہیں کہ ایک عورت کا دوسری عورت کے پاس جانا حرام ہے؟ فرمایا ہاں۔ یہی وہ عورتیں تھیں جو تبع کے دور میں تھیں وہی رس والی تھیں۔ ہر نہر اور کنویں کو رس کہتے ہیں۔ فرمایا ایسی عورتوں کے لیے آگ کی چادر، آگ کی قمیص، آگ کا ازار بند، آگ کا تاج، آگ کے دو موزے، ان کے اوپر سخت کھردرا موٹا بدبودار کپڑا ہوگا جو آگ سے بنا ہوگا جعفر نے کہا یہ باتیں اپنی عورتوں کو سکھاؤ۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رحمہ اللہ سے وہ اسے مرفوع نقل کرتے ہیں: عورتوں کا آپس میں خواہش پوری کرنا یہ ان کا آپس میں زنا ہے۔

امام عبدالرزاق نے "مصنف" میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوار ہونے والی اور جس پر سوار ہوا جائے (اوپر نیچے ہوکر خواہش نفس پوری کرنے والیوں) پر لعنت کی ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب ایکہ اور اصحاب رس یہ دو قومیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف ایک نبی مبعوث فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کو دو الگ الگ عذابوں میں مبتلا کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 19 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 20
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 19 | 5۔ مصنف عبدالرزاق، باب السحاقۃ، جلد 7، صفحہ 267 (3197)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب سے پہلے ایک سیاہ رنگ والا داخل ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نبی اس نبی کی بستی کی طرف مبعوث کیا۔ وہاں کے رہنے والوں میں سے کوئی بھی اس پر ایمان نہ لایا مگر وہ سیاہ رنگ والا ایمان لایا۔ پھر بستی والوں نے اس نبی پر ظلم کیا۔ اس کے لیے ایک کنواں کھودا، اس نبی کو اس کنویں میں پھینک دیا۔ پھر اوپر سے بھاری پتھر سے اس کنویں کو بند کر دیا۔ وہ سیاہ رنگ والا جنگل میں جاتا۔ اپنی پشت پر لکڑیاں اٹھاتا پھر ان لکڑیوں کو لا کر بیچتا۔ ان پیسوں سے کھانا اور پانی خریدتا۔ پھر اس کنویں کے پاس آتا اس پتھر کو اٹھاتا۔ اللہ تعالیٰ اس کام میں اس کی مدد کرتا تو وہ آدمی کھانا اور پانی اس نبی کی طرف نیچے لٹکاتا۔ پھر چٹان کو اسی طرح کر دیتا جس طرح وہ پہلے ہوتی۔ یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

ایک روز وہ آدمی لکڑیاں لانے کے لیے گیا جیسے اس کا معمول تھا۔ اس نے لکڑیاں جمع کیں، اپنا گٹھا بنایا اور اس کام سے فارغ ہو گیا۔ جب اس نے گٹھے کو اٹھانے کا ارادہ کیا تو اونگھ سی محسوس کی۔ تو لیٹ گیا پھر سو گیا۔ تو وہ سات سال تک ایک ہی پہلو پر سویا رہا۔ پھر اٹھا اور چند قدم چلا تو دوسری طرف جھک گیا۔ تو لیٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے سات سال تک اسے دوسرے پہلو پر سلائے رکھا۔ پھر اٹھا اپنا گٹھا اٹھایا، اسے گمان بھی نہ تھا کہ وہ دن کی چند ساعتیں سویا ہے۔ وہ بستی کی طرف آیا۔ اپنا گٹھا بیچا پھر کھانا پینا خریدا جس طرح پہلے کیا کرتا تھا۔ پھر اسی گڑھے کے پاس آیا جس میں وہ نبی تشریف رکھتے تھے۔ انہیں تلاش کیا مگر نہ پایا جبکہ قوم کی نئی رائے بنی تھی۔ انہوں نے نبی نکالا، اس پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ وہ نبی اس حبشی کے متعلق پوچھتے تھے کہ اس کا کیا حال ہے؟ لوگ انہیں عرض کرتے ہم نہیں جانتے یہاں تک کہ وہ نبی وصال فرما گئے۔ ان کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حبشی کو اٹھایا۔ یہی وہ حبشی ہے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا۔ (1)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، حضرت ام سلمہ نے کہا: میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: بعد عدنان بن ادد بن زید بن البراء واعراق الثری۔ حضرت ام سلمہ نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ پڑھا وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ............ اِلَّا اللّٰهُ) حضرت ام سلمہ نے کہا واعراق الثری: اسماعیل وزید و هميسع وبرانيت۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرن سے مراد ستر سال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے زرارہ بن اوفیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ قرن سے مراد ایک سو بیس سال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ جس قرن میں مبعوث کیے گئے اس کا آخری سال وہ ہے جس میں یزید بن معاویہ فوت ہوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح کے درمیان بیس قرون ہیں۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان بیس قرون ہیں۔ ابوسلمہ نے کہا قرن ایک سو سال کے عرصہ کو کہتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن تک زندہ رہے گا تو وہ ایک سو سال تک زندہ رہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن قاسم حمصی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور فرمایا: یہ بچہ ایک قرن زندہ رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قرن کتنا ہوتا ہے۔ فرمایا ایک سو سال۔ محمد بن قاسم نے کہا: ہم ان کی زندگی کے سال گنتے رہے یہاں تک کہ ایک سو سال پورے ہوئے پھر وہ فوت ہوئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت پانچ قرن ہے اور ایک قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حماد بن ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرن چالیس سال کا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرن ساٹھ سال کا ہوتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے کنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نسب بیان کرتے ہوئے معد بن عدنان پر پہنچتے تو رک جاتے۔ پھر فرماتے نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ قُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِكَ كَثِیْرًا۔

وَ كُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ٘ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِیْرًا ﴿۳۹﴾ وَ لَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْیَةِ الَّتِیْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ یَكُوْنُوْا یَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا یَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾ وَ اِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْ لَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَ سَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾

”حق سمجھانے کے لیے ہم نے بیان کیں ہر ایک کے لیے مثالیں اور ہم نے سب کو نیست و نابود کر دیا اور کئی بار گزرے ہیں یہ مشرک اس قصبہ کے پاس سے جس پر پتھراؤ کیا گیا تھا بری طرح۔ کیا (وہاں سے گزرتے ہوئے) وہ اسے نہیں دیکھا کرتے؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں دوبارہ جینے کی امید ہی نہیں ہے۔ اور جب وہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ کا مذاق اڑانا شروع کر دیتے ہیں، (کہتے ہیں) کیا یہ وہ صاحب ہیں جن کو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 599 (4016)، دار الکتب العلمیہ بیروت

قریب تھا کہ یہ شخص ہمیں بہکا دیتا اپنے خداؤں سے اگر ہم ثابت قدم نہ رہے ہوتے ان (کی پوجا) پر۔ (اے حبیب) یہ جان لیں گے جب (ہمارے) عذاب کو دیکھیں گے کہ کون بھٹکا ہوا ہے راہ (راست) سے۔"

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے حجت تمام کی اس کے لیے دلائل کو واضح کیا۔ پھر ان سے انتقام لیا (1) یہ بھی کہا جن پر پتھروں کی بارش کی گئی وہ لوط کی بستی ہے اور نُشُوْرًا سے مراد دوبارہ اٹھانا اور حساب و کتاب ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو عذاب کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے انہیں عجمیوں کے ذریعے ہلاک کر دیا۔ (3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الْقَرْيَةِ کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سدوم ہے جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی تھی اور مَطَرَ السَّوْءِ سے مراد پتھر ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ الْقَرْيَةِ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْقَرْيَةِ سے مراد شام اور مدینہ طیبہ کے درمیان کی ایک بستی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نُشُوْرًا کا معنی دوبارہ اٹھانا نقل کیا ہے اور صَبَرْنَا کا معنی ثبتنا نقل کیا ہے یعنی اگر ہم ثابت قدم نہ رہے ہوتے۔ (4)

اَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ ۭ اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ ۭ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا ﴿۴۴﴾

"کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا اس (احمق) کو جس نے بنا لیا اپنا خدا اپنی خواہش کو۔ کیا آپ اس کے ذمہ دار ہیں؟ کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ اس میں سے اکثر لوگ سنتے ہیں یا (کچھ) سمجھتے ہیں۔ نہیں ہیں یہ مگر ڈنگروں کی مانند بلکہ یہ تو ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔"

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی طویل عرصہ تک سفید پتھر کی عبادت کیا کرتا۔ جب بعد میں اس سے خوبصورت پتھر پاتا تو پہلے کو پھینک دیتا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 21 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 22,23

دوسرے کی عبادت شروع کر دیتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء عطاردی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ خون علہز (1) کے ساتھ ملا کر کھاتے پتھروں کی پوجا کرتے۔ جب بعد میں اس سے بہتر پتھر پاتے تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کی عبادت کرتے۔ جب وہ دوسرے کو گم کر دیتے تو اعلان کرنے والا یوں اعلان کرتا۔ اے لوگو! تمہارا معبود گم ہو گیا ہے۔ اسے تلاش کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں وہ کافر مراد ہے جس نے اپنا دین اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور برہان کے بغیر بنالیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جس چیز سے محبت کرتے اس کی پیروی شروع کر دیتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب بھی وہ کسی چیز سے محبت کرتا تو اس پر سوار ہو جاتا۔ جب بھی کسی کی خواہش کرتا تو اس کے پاس آتا، اس سے اسے تقویٰ اور خدا خوفی نہ روکتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا اہل قبلہ میں بھی شرک ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں منافق مشرک ہوتا ہے، بیشک مشرک اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج اور چاند کو سجدہ کرتا ہے جبکہ منافق اپنی خواہش کی عبادت کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آسمان کے نیچے خواہش نفس سے بڑا کوئی معبود نہیں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کی عبادت کی جاتی ہو۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے کفر کیا ان کی مثال اونٹ، گدھے اور بکری جیسی ہے، ان میں سے جسے بھی تو کہے اگر چہ تیری کہی ہوئی بات کو نہ جانتا ہو مگر وہ جانور تیری آواز کو سنتا ہے اسی طرح کافر، اگر تو اسے بھلائی کا حکم دے یا برائی سے منع کرے یا اسے نصیحت کرے تو جو تو انہیں کہتا ہے وہ اسے سمجھتا نہیں صرف تیری آواز کو سنتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے اَضَلُّ سَبِيْلًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ غلط راستہ والے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاكِنًا ۚ ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيْلًا ۙ﴿۴۵﴾ ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِبَاسًا وَّ النَّوْمَ سُبَاتًا وَّ جَعَلَ النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾

1۔ ایسا کھانا جو خون اور بال سے ملا کر بناتے ہیں (مترجم)
2۔ مجمع الزوائد نبی البدع والاہواء، جلد 1، صفحہ 447(895)، دارالفکر بیروت

''کیا آپ نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف، کیسے پھیلا دیتا ہے سایہ کو اور اگر چاہتا تو بنا دیتا اسے ٹھہرا ہوا۔ پھر ہم نے بنا دیا آفتاب کو اس پر دلیل۔ پھر ہم سمیٹے جاتے ہیں سایہ کو اپنی طرف آہستہ آہستہ۔ اور وہی ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے رات کو لباس اور نیند کو باعث راحت اور بنایا ہے دن کو (طلب معاش کے لیے) دوڑ دھوپ کا وقت۔''

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ کا معنی یہ ہے فجر کے بعد اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے سایہ کو کیسے بڑھایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کیا تو نہیں دیکھتا جب تو صبح کی نماز پڑھتا ہے تو سورج کے طلوع ہونے سے لے کر اس کے غروب ہونے تک سایہ ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر سورج کو دلیل بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ سایہ کو قبض کر لیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں سایہ کے پھیلانے سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کا عرصہ ہے۔ سَاكِنًا کا معنی دائمی ہے۔ الشَّمْسَ سے مراد سورج کا طلوع ہونا ہے اور قَبْضًا يَّسِيْرًا سے مراد جلدی ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سورج کے طلوع ہونے سے پہلے دن کا سایہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اس سایہ کو دائمی بنا دیتا، نہ اسے سورج پہنچتا اور نہ ہی وہ سایہ زائل ہوتا۔ پھر اس پر ہم سورج کو دلیل بناتے ہیں جو اسے جمع کر لیتا ہے۔ پھر ہم اسے اپنی طرف ہلکے انداز میں سمیٹ لیتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح فجر صادق کو طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے کے درمیان سایہ مشرق سے مغرب تک پھیلا دیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اسے یونہی مشرق سے مغرب تک پھیلا رہنے دیتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ایوب بن موسیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے پوری زمین کو سایہ بنا دیا ہے۔ یہ صبح کی نماز سے سورج کے طلوع ہونے کے درمیان ہوتا ہے۔ پھر ہم اسے تھوڑا تھوڑا کر کے سمیٹ لیتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی، ضحاک اور ابو مالک غفاری رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظل سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا سایہ ہے اور عَلَيْهِ میں ضمیر سے مراد سایہ ہے اور ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا سے مراد ہے کہ سورج جو سایہ کو سمیٹتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی، ضحاک اور ابو مالک غفاری رحمہم اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 24,25,26، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

کہ انہوں نے کہا کہ ظل سے مراد وہ سایہ ہے جو فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک ہوتا ہے۔ عَلَيْهِ میں ضمیر سے مراد سایہ ہے ثُمَّ قَبَضْنٰهُ اِلَيْنَا قَبْضًا يَّسِيْرًا سے مراد سورج جس سایہ کو قبض کر لیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے طلوع ہونے تک کا سایہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج سایہ کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ سایہ جہاں کہیں ہوتا ہے اسے مکمل طور پر قبض کر لیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دن کی بارہ ساعتیں ہیں۔ پہلی ساعت فجر کے طلوع ہونے سے لے کر سورج کے خوب روشن ہونے تک ہے۔ اس وقت سورج کا کوئی حصہ بے نور نہیں رہتا۔ اس کا رنگ صاف ہو جاتا ہے۔ جب تیری آنکھ تجھے سورج دو نیزوں کے برابر دکھائے تو یہ چاشت کا آغاز ہے اور یہ چاشت کی ساعتوں میں سے پہلی ساعت ہے۔ اس کے بعد چاشت کی دو ساعتیں۔ چھٹی ساعت اس وقت ہوتی ہے جب سورج نصف النہار کو پہنچ جائے۔ جب سورج نصف النہار سے ڈھل جاتا ہے تو یہ نماز ظہر کی ساعت ہے۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (اسراء:78) پھر اس کے بعد دو ساعتیں ہیں۔ پھر دسویں ساعت عصر کی نماز کی ساعت ہے۔ یہی آصال ہے۔ پھر اس کے بعد رات تک کی دو ساعتیں ہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے نُشُوْرًا کا معنی کیا ہے اس میں وہ دن کو پھیلا دیتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن کو ان کی معاش، ضروریات اور تصرفات کے لیے بنایا ہے۔

وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْيِۦَ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ﴿۴۹﴾

''اور وہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے اپنی رحمت (بارش) سے پہلے اور ہم اتارتے ہیں آسمان سے پاکیزہ پانی تا کہ ہم زندہ کر دیں اس پانی سے کسی غیر آباد شہر کو اور ہم پلائیں یہ پانی اپنی مخلوق سے کثیر التعداد مویشیوں اور انسانوں کو۔''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرِّيْحَ کو جمع کا صیغہ پڑھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

مبشرا کو باء کے رفع اور بُشْرًا اور بَيْنَ کے درمیان نون خفیفہ پڑھا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرِّيحَ کو جمع کا صیغہ اور بُشْرًا کو نشرا پڑھا یعنی نون اور آخر میں تنوین اور نون خفیفہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب سے مَآءً طَهُوْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور دار قطنی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ پانی نازل کیا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔

امام شافعی، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، دار قطنی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کیا ہم بئر بضاعہ سے وضو کرلیا کریں؟ جبکہ یہ وہ کنواں تھا جس میں حیض کے کپڑے، مردار کتے اور بدبودار چیزیں پھینکی جاتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی پاکیزگی عطا کرنے والا ہے، اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرسکتی۔(1)

عبدالرزاق نے "المصنف" میں قاسم بن ابی بزہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر سے بارش سے بننے والے کیچڑ کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا تو نے مجھ سے دونوں پاکیزہ چیزوں کے بارے میں پوچھا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا۔(2)

وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ﴿۵۱﴾ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ﴿۵۲﴾

"اور ہم بانٹتے رہتے ہیں بارش کو لوگوں کے درمیان تا کہ وہ غور و فکر کریں۔ پس انکار کردیا اکثر لوگوں نے مگر یہ کہ وہ ناشکر گزار بنیں گے۔ اور اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہر گاؤں میں ایک ڈرانے والا۔ پس کافروں کی پیروی نہ کرو اور خوب ڈٹ کر مقابلہ کرو ان کا قرآن (کی دلیلوں) سے۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے صَرَّفْنٰهُ کی ضمیر سے مراد بارش نقل کی ہے جو کبھی اس زمین کو سیراب کرتی ہے اور دوسری کو روک دیتی ہے تا کہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ تو اکثر لوگوں نے ناشکری

1۔ سنن ابوداؤد، باب فی بئر بضاعۃ، جلد 1، صفحہ 199 (56)، مکتبۃ الرشد الریاض

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب من یطا نتنا یابسا، جلد 1، صفحہ 24 (98)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: ان کی ناشکری سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہم پر انواء (ستاروں) کے باعث بارش ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ واقعہ میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ (الواقعہ)۔(1)

امام سنید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ صَرَّفْنٰهُ میں '' ہ '' ضمیر سے مراد بارش ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے ایک زمین میں نازل فرماتا ہے اور دوسری میں نازل نہیں فرماتا (2) ان کی ناشکری سے مراد یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اس ستارے کی وجہ سے بارش کی گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رزق کو اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا اور اسے لوگوں کے درمیان پھیرا۔ ہمارے سامنے یہ بھی کیا گیا کہ حضرت ابن عباس کہا کرتے تھے۔ کسی سال بھی بارش دوسرے سال کی بنسبت کم نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے درمیان گھماتا رہتا ہے۔ قتادہ نے کہا ایک زمین انسان کو رزق دیتی ہے اور دوسری اسے محروم رکھتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے '' سنن '' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ کسی سال بھی دوسرے سال کی بنسبت بارش کم نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے اسے لے جاتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(3)

امام خرائطی رحمہ اللہ نے '' مکارم الاخلاق '' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قول نقل کیا ہے جو غفرہ کے غلام تھے کہ حضرت جبرئیل امین جنائز کی جگہ میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: اے جبرئیل! میں یہ پسند کرتا ہوں کہ بادل کے معاملہ کو جانوں۔ حضرت جبرئیل نے عرض کی یہ بادلوں کا فرشتہ ہے، اس سے پوچھیے۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس فرشتے نے عرض کی: ہمارے پاس مہر لگے پیغام آتے ہیں جن میں یہ حکم ہوتا ہے: فلاں فلاں شہر کو اتنے اتنے قطرات سے سیراب کرو۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَرَّفْنٰهُ کی '' ہ '' ضمیر سے مراد قرآن ہے، کیا تم اس آیت کریمہ میں غور و فکر نہیں کرتے؟ وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن لیا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ (التوبہ:73) ہے۔(5) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ۝۵۳

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 29 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 28
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 28
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 29
5۔ ایضاً

1

’’اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے ملا دیا ہے دو دریاؤں کو، یہ (ایک) بہت شیریں ہے اور یہ (دوسرا) سخت کھاری اور بنا دی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے ان کے درمیان آڑ اور مضبوط رکاوٹ۔‘‘

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر چھوڑ دیا۔ میٹھا، کھاری کو خراب نہیں کرتا اور نمکین میٹھے کو خراب نہیں کرتا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سمندر کو دوسرے پر بہا دیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد ہے ایک سمندر آسمان میں اور ایک سمندر زمین میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فُرَاتٌ کا معنی میٹھا اور اجاج کا معنی نمکین نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے مِلْحٌ اُجَاجٌ کا معنی کڑوا نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ’’مصنف‘‘ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دو سمندر ہیں، ان میں سے جس کے ساتھ وضو کرو۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی خشکی نقل کیا ہے۔(5)

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے بَرْزَخًا کا معنی خشکی نقل کیا ہے۔(6)

فریابی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس کا معنی روکنے والا نقل کیا ہے کہ میٹھا سمندر کڑوے سمندر کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوتا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی حد نقل کیا ہے۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَرْزَخًا کا معنی رکاوٹ ہے۔ میٹھا سمندر نمکین سمندر سے نہیں ملتا۔ بحر روم، بحر فارس سے نہیں ملتا۔ بحر روم نمکین ہے۔ ابن جریج نے کہا میں نے کسی سمندر کو میٹھا نہیں پایا بلکہ دریا میٹھے ہوتے ہیں کیونکہ دریائے دجلہ سمندر میں گرتا ہے۔ وہ سمندر میں کڑوا نہیں ہوتا بلکہ وہ ان کے درمیان میں ہو جاتا ہے جیسے سفید دھاگا ہوتا ہے۔ جب وہ پلٹتا ہے تو اس کے راستہ میں سمندر نہیں ہوتا۔ نیل کے بارے میں بھی لوگوں کا گمان ہے کہ وہ سمندر میں بہتا ہے۔(8)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے بَرْزَخًا کا معنی آڑ نقل کیا ہے۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 30,31 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 30 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 32
4۔ مصنف عبد الرزاق، باب الوضوء فی ماء البحر، جلد 1، صفحہ 75 (324)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 32 (مفہوم) 6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 31
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 456 (2091)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 31 9۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 456 (2092)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور فیصلہ کے مطابق ایک کو دوسرے سے روک دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حِجْرًا مَّحْجُوْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف اور قدرت سے نمکین کو میٹھے سے اور میٹھے کو نمکین سے روک دیا کہ وہ آپس میں ملیں۔

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾

"اور وہ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا انسان کو پانی (کی بوند) سے اور بنا دیا اسے خاندان والا اور سسرال والا اور آپ کا رب بڑی قدرت والا ہے۔"

امام عبد بن حمید نے عبد اللہ بن مغیرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب سے نَسَبًا اور صِهْرًا کے بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا میرا خیال ہے تم نسب کو تو پہچان چکے ہو۔ جہاں تک صِهْرًا کا تعلق ہے تو وہ دو بہنیں اور صحابہ ہیں۔

م ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَسَبًا سے مراد رضاعت اور صِهْرًا سے مراد دامادی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نَسَبًا کے ساتھ صِهْرًا کا ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے چودہ عورتوں کو مرد پر حرام کیا ہے، سات نسب سے اور سات صہر سے۔ پس اللہ تعالیٰ نے نَسَبًا وَّ صِهْرًا میں حرمت کو برابر کر دیا ہے۔

وَ یَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَ لَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَ كَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾

"اور وہ پوجتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سوا ان بتوں کو جو نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں انہیں اور نہ نقصان اور کافر اپنے رب کے مقابلے میں (ہمیشہ شیطان کا) مددگار رہتا ہے۔"

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں کافر سے مراد ابو الحکم ہے جسکا نام رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل رکھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کافر سے مراد ابو جہل ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْكَافِرُ سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں شیطان کا دوست ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 32 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 34 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 33

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الکافر سے مراد عداوت اور شرک میں اپنے رب کے خلاف کافر کا مددگار ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الکافر اپنے رب سے دشمنی میں شیطان کا مددگار ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿٥٦﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿٥٧﴾

"اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا۔ فرما دیجئے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس (خیر خواہی) پر کچھ اجرت مگر میری اجرت یہ ہے کہ جس کا جی چاہے وہ اپنے رب کا راستہ اختیار کر لے۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بشارت دینے والے ہیں اور جہنم سے خبردار کرنے والے ہیں۔ میں تم سے کسی اجرت کا طالب نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت کر کے اس کا راستہ اپنا لے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو کہہ دو میں جس امر کی تمہیں دعوت دے رہا ہوں اس پر میں تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا یعنی دنیا کے اموال میں سے کسی مال کا مطالبہ نہیں کرتا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرَا ﴿٥٨﴾

"اور (اے مصطفیٰ! صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھروسہ کیجئے ہمیشہ زندہ رہنے والے پر جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور اس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے اور اس کا اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر ہونا کافی ہے۔"

امام ابن ابی الدنیا نے توکل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں عتبہ بن ابی ثبیت سے روایت نقل کی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ کسی انسان پر بھروسہ نہ کر کیونکہ انسان کو دوام حاصل نہیں بلکہ اس حی پر بھروسہ کر جسے موت نہیں آئے گی۔

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿٥٩﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۤ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿٦٠﴾

"جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں۔ پھر وہ متمکن ہوا عرش پر (جیسے اس کی شان ہے) وہ رحمٰن ہے، سو پوچھ اس کے بارے میں کسی واقف حال سے۔ اور جب کہا جاتا ہے

انہیں کہ رحمٰن (کے حضور) سجدہ کرو، وہ پوچھتے ہیں رحمٰن کون ہے؟ کیا ہم سجدہ کریں اس کو جس کے متعلق تم ہمیں حکم دیتے ہو اور وہ زیادہ نفرت کرنے لگتے ہیں۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے تجھے جس چیز کے بارے میں آگاہ کیا تو میں نے تجھے اس کے بارے میں باخبر کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن اس بارے میں آگاہ ہے (اس سے سوال کر)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ بدبخت کہتے ہم تو یمامہ کے رحمٰن کے سوا کسی رحمٰن کو نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرہ) کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسین جعفی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا مَا الرَّحْمٰنُ (رحمٰن کیا ہے)۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیا اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (الرحمٰن)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسود نے اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا کی تلاوت کی تو اس میں سجدہ کیا۔ یحییٰ نے اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے سورۂ فرقان میں اَنَسْجُدُ لِمَا يَاْمُرُنَا پڑھا۔ سلیمان نے بھی اسے اسی طرح پڑھا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾

"بڑی (خیرو) برکت والا ہے جس نے بنائے ہیں آسمان میں برج اور بنایا ہے اس میں چراغ (آفتاب) اور چمکتا ہوا چاند۔"

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں بُرُوْجًا سے مراد بارہ برج ہیں۔ پہلا حمل، دوسرا ثور، تیسرا جوزاء، چوتھا سرطان، پانچواں اسد، چھٹا سنبلہ، ساتواں میزان، آٹھواں عقرب، نواں قوس، دسواں جدی، گیارہواں دلو اور بارہواں حوت۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد آسمان کے دروازوں پر محلات ہیں جن میں پہرے دار ہوتے ہیں۔

ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے یحییٰ بن رافع سے روایت نقل کی ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد آسمان میں محلات ہیں۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 36، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد محلات ہیں۔ پھر اس آیت کریمہ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء:78) سے استدلال کیا۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد بڑے ستارے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرُوْجًا سے مراد ستارے ہیں۔ عکرمہ نے کہا کہ آسمان کے مکین دنیا کی مساجد کے نور کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح دنیا والے آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ سراج سے زاد سورج ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سراج کو واحد کا صیغہ اور کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے سُرُجًا جمع کا صیغہ پڑھتے۔

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾

”اور وہی ہے جس نے بنایا ہے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا اس کے لیے جو یہ چاہتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرے یا چاہتا ہے کہ شکر گزار بنے۔“

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی رات اور دن کو سفید بنایا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رات دن کے پیچھے آتی ہے اور دن رات کے پیچھے آتا ہے۔ یہ اس لیے نظام چلایا تا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جو نعمتیں کی ہیں انہیں یاد کرے یا ان نعمتوں پر شکر بجالائے۔(6)

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں مختلف ہوتی ہیں، رات سیاہ ہوتی ہے اور دن سفید ہوتا ہے مومن کبھی رات کے وقت بھول جاتا ہے اور دن کو یاد کرتا ہے، دن کو بھول جاتا ہے اور رات کو یاد کرتا ہے۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس کا رات کا کوئی عمل فوت ہو جائے تو وہ دن کے وقت کر لے اور جس کا دن کے وقت کوئی عمل فوت ہو جائے تو رات کو کر لے۔(8)

امام طیالسی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے چاشت کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 36 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 37 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 457 (2095)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 38,40
7۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 38 8۔ ایضاً

نماز کو لمبا کیا تو آپ سے عرض کی گئی، آج آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے نہیں کرتے تھے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا: میرا رات کا ورد رہ گیا تھا، میں نے پسند کیا کہ میں اسے مکمل کرلوں۔ یا فرمایا کہ میں اس کی قضا کرلوں اور یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو دن کا خلیفہ اور دن کو رات کا خلیفہ بنایا جس سے عمل میں کوئی کوتاہی ہوتی ہو وہ اس کی قضا کرلے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی رات کے عمل کی طاقت نہ رکھے وہ دن کے وقت کرلے اور جو دن کے وقت کام نہ کرسکے وہ رات کو کرلے، یہ اس کا نائب ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی رات کے وقت عمل کرنے سے عاجز آ گیا وہ دن کے پہلے حصے میں قضا کرلے اور جو دن کے وقت عمل کرنے سے عاجز آ گیا ہو وہ رات کے وقت اس کی قضا کرلے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلمان فارسی کے پاس ایک آدمی آیا۔ عرض کی میں رات کو عبادت نہیں کرسکتا۔ تو انہوں نے فرمایا اگر تو رات کے وقت عبادت نہیں کرسکتا تو دن کے وقت عاجز نہ ہو جا۔ قتادہ نے کہا ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہر رات میں ایک گھڑی ہے، جو آدمی بھی اس وقت نماز پڑھتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ قتادہ نے کہا رات اور دن میں اللہ تعالیٰ کو اچھے اعمال دکھاؤ، بیشک یہ دونوں سواریاں ہیں جو لوگوں کو ان کی موت تک اٹھائے پھرتی ہیں۔ ہر دور چیز کو قریب کر دیتی ہیں، نئی چیزوں کو بوسیدہ کر دیتی ہیں اور ہر وعدہ کو لاتی ہیں۔ یہ قیامت تک مؤثر ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان یَذَّکَّرَ کو مشدد پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ اسے اَنْ یَذَّکَّرَ پڑھتے۔

وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾ وَ الَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ﴿۶۴﴾ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖۗ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ۖ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۶۶﴾ وَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَ لَمْ یَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو چلتے ہیں زمین پر آہستہ آہستہ اور جب گفتگو کرتے ہیں ان سے جاہل تو وہ صرف یہ کہتے ہیں کہ تم سلامت رہو اور جو رات بسر کرتے ہیں اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے اور

جو (بارگاہ الٰہی میں) عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! دور فرما دے ہم سے عذاب جہنم، بیشک اس کا عذاب بڑا مہلک ہے۔ بیشک وہ بہت برا ٹھکانہ اور بہت بری جگہ ہے۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجوسی (بلکہ) ان کا خرچ کرنا اسراف اور بخل کے بین بین اعتدال سے ہوتا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے مراد مومنین ہیں جو زمین پر طاعت، پاکدامنی اور تواضع سے چلتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ سے مراد علماء اور حکماء ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ یہ سریانی زبان کا لفظ ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابو عمران جونی سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هَوْنًا سے مراد سریانی زبان میں حلیم لوگ ہیں۔

ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے هَوْنًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سریانی زبان میں حلیم لوگوں کو هَوْنًا کہتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ رحمٰن کے بندے زمین پر وقار اور سکینہ کے ساتھ چلتے ہیں۔ جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ جواب میں صحیح بات کرتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ زمین پر سختی سے نہیں چلتے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیز رفتاری مومن کے وقار کو ختم کر دیتی ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کے بندے زمین پر سکون اور وقار سے چلتے ہیں جب ان کے ساتھ جہالت والا رویہ اپنایا جائے تو وہ حلم سے کام لیتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ زیادتی کی جائے تو اس کے ساتھ احسان کرتے ہیں۔ اگر انہیں محروم رکھا جائے تو وہ عطا کرتے ہیں۔ اگر ان کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو صلہ رحمی کرتے ہیں۔

آمدی نے دیوان اعشیٰ کی شرح میں اپنی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک نوجوان کو دیکھا جو اپنی چال میں تکبر کر رہا تھا تو حضرت عمر نے فرمایا یہ تکبر والی چال ناپسندیدہ ہے مگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا اس لیے اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کی خاطر اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع سے کام لیتے ہیں۔ وہ جاہلوں کے ساتھ جاہلوں والا سلوک نہیں کرتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 41، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 40,43

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت محمد بن علی باقر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کمینے لوگوں کا اسلحہ قبیح گفتگو ہے۔(1)

امام احمد نے نعمان بن مقرن مزنی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو گالی دی۔ جس آدمی کو گالی دی گئی تھی وہ کہنے لگا تجھ پر سلامتی ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! ایک فرشتہ تمہارے درمیان موجود ہے جو تیری طرف سے اسے جواب دے رہا ہے۔ جب بھی یہ تجھے گالی دیتا ہے تو یہ اسے کہتا ہے بلکہ تو ایسا ہے تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔ جب تو اسے جواب میں کہتا ہے ''علیک السلام'' تو فرشتہ کہتا ہے نہیں بلکہ تو اس کا زیادہ مستحق ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جاہلوں سے مراد بے وقوف ہیں۔ قَالُوْا سَلٰمًا یعنی وہ اچھی بات کا جواب دیتے ہیں اور وہ رات اللہ تعالیٰ کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بردباری اور تواضع کرتے ہوئے زمین پر چلتے ہیں۔ وہ کسی کے ساتھ بھی جاہلوں والا رویہ نہیں اپناتے۔ اگر ان کے ساتھ کوئی جاہلوں والا رویہ اپنائے یہ ان کا دن ہوتا ہے جب وہ لوگوں کے درمیان رہتے ہیں اور رات کے وقت وہ اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام کرتے ہیں۔ یہ ان کی رات ہوتی ہے جب ان کے اور ان کے رب کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوتی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: یہ کہا جاتا تھا اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے بچ تو عابد بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے حق میں جو مقدر کیا ہے اس پر راضی ہو جا تو غنی ہو جائے گا۔ لوگوں میں سے جو تیرے پاس رہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر تو مسلمان ہو جائے گا۔ لوگوں کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کر جیسا تو پسند کرتا ہے کہ لوگ تیرے ساتھ معاملہ کریں تو عدل کرنے والا ہو جائے گا۔ زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ کچھ لوگ تھے جو زیادہ مال جمع کرتے، مضبوط عمارتیں بناتے، لمبی امیدیں رکھتے، وہ آج کہاں ہیں، ان کی جمعیتیں ہلاک ہو گئیں، ان کا عمل دھوکہ بن گیا اور ان کے مکانات قبریں بن گئے۔

اے ابن آدم! تو اپنے عمل کے بدلے میں گروی رکھا گیا ہے اور تجھے اجل کے پوری ہونے پر اپنے رب کے حضور پیش کیا جائے گا۔ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے اسے آنے والے دنوں کے لیے لے لے جو موت کے بعد آنے والے ہیں۔ وہ تیرے لیے بھلائی لائے گا۔ اے ابن آدم! اپنے قدموں سے زمین کو روند کیونکہ یہ تیری قبر کے قریب ہے جب سے تو اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے لگاتار اپنی عمر کو ختم کرنے میں لگا ہوا ہے۔

اے ابن آدم! لوگوں کے ساتھ میل جول رکھ اور ان سے جدا رہ اپنے بدن کے ساتھ ان سے میل جول رکھ اور اپنے دل اور عمل سے ان سے علیحدہ رہ۔

اے انسان! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ تو اپنی اچھائیوں کو کرے اور یہ ناپسند کرتا ہے کہ تو اپنی برائیاں یاد کرے تو گمان پر غصے

1۔ حلیۃ الاولیاء، از ابونعیم، جلد 3، صفحہ 183، مکتبۃ الخانجی مصر 2۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 2، صفحہ 288، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہو جاتا ہے اور یقین پر قائم رہتا ہے۔

یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومنوں کے پاس یہ دعوت آتی ہے تو وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں ان کے دل ان کے بدن اور ان کی آنکھیں اس کے سامنے جھک جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جب تو انہیں دیکھے گا تو تو انہیں ایسی قوم خیال کرے گا گویا وہ آنکھ کا دیکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! جھگڑے اور باطل والے نہیں لیکن اللہ کی طرف سے انہیں حکم ملا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کی بہترین صفت بیان کی ہے۔ ارشاد فرمایا وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا حضرت حسن بصری نے کہا عربی زبان میں هَوْنًا سے مراد نرمی، سکون اور وقار ہے۔ جب جاہل ان سے ہم کلام ہوتے ہیں تو وہ حلیم ہوتے ہیں۔ وہ جاہلوں والا انداز نہیں اپناتے۔ اگر کوئی ان کے ساتھ جاہلوں والا طرز عمل اپنائے تو وہ حلم کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ دن کے وقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کی صحبت میں ہوتے ہیں جس کے بارے میں تم سنتے ہو۔

پھر ان کی بہترین رات کا کیا وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے قدموں پر کھڑے رہتے ہیں اور اپنے رب کے لیے اپنے چہروں کو زمین پر بچھائے رکھتے ہیں۔ اپنے رب کے خوف سے ان کے آنسو ان کے رخساروں پر جاری رہتے ہیں۔ حضرت حسن بصری نے کہا اسی وجہ سے ان کی راتیں بیدار ہوتی ہیں اور ان کے دن خشوع کی حالت میں رہتے ہیں۔ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ہر وہ مصیبت جو انسان کو پہنچتی ہے اور ہمیشہ نہیں رہتی تو وہ غرام نہیں ہوتی۔ غَرَامًا اسے کہتے ہیں جو زمین آسمان کے قائم رہنے تک موجود رہتی ہے۔ کہا قوم نے سچی بات کہی، اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں! انہوں نے کام کیے مگر آرزو نہ کی، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، ان آرزوں سے بچو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی آرزو کے بدلے میں دنیا و آخرت میں خیر عطا نہیں کی وہ کہا کرتے تھے کاش! ایسی نصیحت ہوتی جو دلوں کی زندگی کے موافق ہوتی۔

امام عبد بن حمید حضرت ابو سعید خدری سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غَرَامًا کا معنی دائمی ہے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا: مجھے اس ارشاد باری کے بارے میں بتایئے اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا فرمایا لازم رہنے والا سخت جس طرح قرض خواہ مقروض کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ نافع نے عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے بشر بن حازم کا شعر نہیں سنا:

وَيَوْمَ النِّسَارِ وَيَوْمَ الْجِفَارِ كَانَا عَذَاباً وَّكَانَا غَرَاماً

"نسار اور جفار کے دن دونوں عذاب تھے اور دونوں لازم تھے"۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَانَ غَرَامًا کے بارے میں بتایئے کہ غرام کیا ہے؟ فرمایا حد درجہ حریص اسی کے بارے میں شاعر نے کہا:

وَمَا اَكْلَةً اِنْ نِلْتُهَا بِغَنِيْمَةٍ وَلَا جُوْعَةً اِنْ جُعْتُهَا بِغَرَمٍ

"وہ کھانا نہیں اگر میں اسے غنیمت کے بدلے کھاؤں اور وہ بھوک نہیں اگر میں اسے پسندیدہ چیز کے بدلے میں پاؤں"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: لوگ جان چکے ہیں ہر قرض خواہ اپنے مقروض کو چھوڑ دیتا ہے مگر جہنم جہنمی کو نہیں چھوڑے گی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا سے مراد مومن ہیں، وہ فضول خرچی نہیں کرتے کہ وہ معصیت میں جا پڑیں، نہ وہ بخل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو پامال کریں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ولم يَقْتِرُوْا پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسراف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مال خرچ کرنا ہے اور اقتار سے مراد اللہ تعالیٰ کے حق کو روکنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لوٹنے کی جگہ بنائی ہے تو اللہ تعالیٰ کی پناہ کی طرف لوٹ آؤ۔ خرچ کرنے والے کے بارے میں فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا (الاحزاب) فرمایا سچی بات کرو۔ مومنوں کے بارے میں فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:30) یعنی جو چیز ان کے لیے حلال نہیں اس سے اپنی آنکھوں کو بند رکھیں اور سننے کے بارے میں فرمایا الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ (الزمر:18) احسن سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ باطل جگہ خرچ نہیں کرتے اور صحیح جگہ خرچ کرنے سے بخل نہیں کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے۔ وہ کھانا محض اس لیے نہیں کھاتے تھے کہ وہ اس سے لذت حاصل کریں، وہ کپڑے اس لیے نہیں پہنتے تھے کہ خوبصورتی کے طالب ہوں، ان کے دل ایک دل کی مانند تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے قَوَامًا کا معنی عدل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت غفرہ رحمہ اللہ کے غلام عمر سے روایت نقل کی ہے کہ قَوَامًا کا مطلب ہے کہ تو ناحق خرچ نہ کرے اور جہاں لازم ہو وہاں خرچ کرنے سے نہ رکے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے وھب بن منبہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوَامًا کا معنی ہے اموال کا کچھ حصہ۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن مرہ جعفی سے روایت نقل کی ہے کہ علم عمل سے بہتر ہے، نیکی دو برائیوں کے درمیان ہے، یعنی جب وہ خرچ کرتے ہیں تو اسراف سے کام نہیں لیتے اور نہ ہی بخل کرتے ہیں، بہترین امر درمیانہ ہے۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 58 (34188)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 46 (مفہوم) 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 47 5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 46

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا: فضول خرچی کے لیے کافی ہے کہ ایک آدمی ایک چیز کی خواہش کرے اسے خریدے اور کھا لے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: ایک آدمی کی دانائی میں سے یہ ہے کہ وہ اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرتا ہے۔(2)

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾

”اور جو نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو یہ کام کرے گا تو وہ پائے گا (اس کی) سزا۔ دوگنا کر دیا جائے گا اس کے لیے عذاب روز قیامت اور ہمیشہ رہے گا اس میں ذلیل و خوار ہو کر۔ مگر وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے تو یہ وہ لوگ ہیں بدل دے گا اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کیے تو اس نے رجوع کیا اللہ تعالیٰ کی طرف جیسے رجوع کا حق ہے۔“

امام فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا: سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے جبکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ میں نے پوچھا پھر کون سا ہے؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو قتل کرے اس خوف سے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی: وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ۔(3)

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سعید بن جبیر

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 458 (2100)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ جامع الاحادیث والسنن، جلد 5، صفحہ 474 (20026)، دار الفکر بیروت

3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 315، (3783)، دار الکتب بیروت

کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں میں سے کچھ لوگوں نے قتل کیے اور بہت زیادہ قتل کیے اور بدکاریاں کیں۔ پھر وہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی آپ جو بات کرتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ اچھی بات ہے، کاش! آپ ہمیں بتاتے کہ ہم نے جو عمل کیے اس پر کیا کفارہ ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اور یہ آیت قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ (الزمر:53) نازل ہوئی۔(1)

امام بخاری اور ابن منذر نے حضرت قاسم بن ابی بزہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سعید بن جبیر سے پوچھا وہ آدمی جو کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کردے اس کے بارے میں کیا توبہ ہے؟ اور میں نے انہیں یہ آیت وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ پڑھی۔ حضرت سعید نے کہا میں نے یہ آیت حضرت ابن عباس کو سنائی تھی جس طرح تو نے مجھے یہ آیت سنائی ہے۔ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت مکی ہے جسے مدنی آیت نے منسوخ کردیا ہے جو سورۃ النساء میں موجود ہے۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت شفی الاصحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جسے صعود کہتے ہیں۔ کافر اس کی چوٹی پر پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک چڑھتا رہے گا۔ جہنم میں ایک محل ہے جس کو "ھوی" کہتے ہیں۔ کافر کو اس کی بلندی سے پھینکا جائے گا تو وہ اس کی بنیاد تک پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ فَقَدْ هَوٰى ﴿۸۱﴾ (طٰہٰ) جہنم میں ایک وادی ہے جسے اثام کہتے ہیں جس میں سانپ اور بچھو ہوں گے۔ ایک سانپ کی پشت میں ستر مٹکوں کے برابر زہر ہوگا اور ان میں سے ہر ایک بچھو پالان ڈالے گئے خچر جیسا ہوگا۔ جہنم میں ایک وادی ہوگی جس کو غی کہتے ہیں جو پیپ اور خون سے بہہ رہی ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا وقت پر نمازیں۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کون سا عمل ہے؟ فرمایا تو اپنے بچے کو محض اس لیے قتل کردے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گا۔ ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے پوچھا کیا وہ کسی عمل کو دوسرے پر فضیلت دیا کرتے تھے۔ فرمایا ہاں حضرت ابن مسعود نے فرمایا تھا تو نے مجھ سے اسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے میں میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا تھا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب اور مقرب ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا۔ میں نے عرض کی اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت ابن مسعود نے کہا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ مجھے زیادہ جواب دیتے۔ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے

1۔ صحیح بخاری، تفسیر سورۂ زمر، جلد 4، صفحہ 1811 (4532)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ ایضاً، تفسیر سورۂ فرقان، جلد 4، صفحہ 1784 (4484)

ہاں سب سے ناپسندیدہ اور سب سے دور کرنے والا عمل کون سا ہے؟ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا شریک بنائے جبکہ اس نے تمہیں تخلیق فرمایا ہے، تو اپنی اولاد کو قتل کرے محض اس وجہ سے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی اور تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس بات سے منع کرتا ہے کہ تو مخلوق کی عبادت کرے اور خالق کو چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس بات سے منع کرتا ہے کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اور اپنے کتے کو کھلائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس چیز سے منع کرتا ہے کہ تو اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں ایک وادی ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں پیپ اور خون کی وادی ہے۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَثَامًا جہنم میں وادیاں ہیں جن میں بدکار رہتے ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَثَامًا کا معنی سزا ہے۔ ہم یہ باتیں بھی کرتے تھے کہ اس سے مراد جہنم کی وادی ہے(4) ہمارے سامنے یہ بات بھی کی گئی ہے کہ حضرت لقمان کہا کرتے تھے اے بیٹے! بدکاری سے بچو، اس کی ابتداء خوف سے ہوتی ہے اور انتہاء شرمندگی پر ہوتی ہے۔

امام ابن مبارک نے زہد میں حضرت شفی الاصبحی سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جسے اَثَامًا کہتے ہیں جس میں سانپ اور بچھو ہوتے ہیں جس کی کمر میں ستر مشکوں کے برابر زہر ہوگا، اس میں بچھو پالان ڈالے ہوئے خچر جتنا ہوگا۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے یہ تو بتائیے اَثَامًا کیا چیز ہے؟ فرمایا جزا۔ اس بارے میں عامر بن طفیل نے کہا:

وَرَوَّيْنَا الْأَ سِنَّةَ مِنْ صَدَاءٍ وَلَاقَتْ حِمْيَرٌ مِنَّا أَثَامَا

"ہم نے نیزوں کی پیاس بجھائی اور حمیر نے ہماری طرف سے جزا پائی"۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا پڑھا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے يُضٰعَفْ کو رفع کے ساتھ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ میں يَخْلُدْ کو یاء کے رفع اور لام کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فِيْهٖ میں "ہ" ضمیر سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 54 5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 76 (10002)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

عذاب ہے مُهَانًا یعنی اس میں اس کو ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔

امام ابن مردو یہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا۔ انہوں نے کہا ہم میں سے تو ہر ایک نے شرک کیا ہے، اس نے قتل کیا ہے اور بدکاری کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا (الزمر:53) نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے جنہوں نے شرک میں یہ مقام پایا۔ پھر اس کے بعد یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کو اسلام، نافرمانی کو طاعت، انکار کو معرفت اور جہالت کو علم سے بدل دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردو یہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ تبارک (فرقان) کی آیت مدینہ طیبہ میں حضرت حمزہ کے قاتل وحشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ کہا کرتے تھے ہم اسلام اور اس کی فضیلت کو جانتے ہیں مگر ہمارے لیے توبہ کی صورت کیسے بن سکتی ہے جبکہ ہم نے بتوں کی عبادت کی ہے حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں کو قتل کیا ہے، ہم نے شرابیں پی ہیں اور مشرک عورتوں سے نکاح کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ نازل فرمائی۔ پھر ان کی توبہ کا حکم نازل ہوا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے ساتھ جنگ کرنے کو مشرکوں کے ساتھ جنگ کرنے، مشرکات کے ساتھ نکاح کرنے کو مومنات کے ساتھ نکاح کرنے اور بتوں کی عبادت کرنے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے ساتھ بدل دیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ۔ انہوں نے جواب دیا یہ دور جاہلیت میں تھے۔ انہوں نے شرک کیا، لوگوں کو قتل کیا اور بدکاریاں کیں۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہمیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ نازل فرمائی۔ اب توبہ، ایمان اور عمل صالح آ گیا جبکہ پہلے شرک، قتل اور زنا تھا۔ یہ تین افعال ان تین افعال کی جگہ ہو گئے۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردو یہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے کئی سال تک اس آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ ...... یَلْقَ اَثَامًا کو پڑھا۔ پھر یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ نازل ہوئی۔ اس آیت کے نازل ہونے سے نبی کریم ﷺ کو اتنی خوشی ہوئی جتنی اس آیت کریمہ کے نازل ہونے سے خوشی ہوئی۔ حضور ﷺ کو اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا (الفتح:1) سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔(2)

امام عبد بن حمید نے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ نازل ہوئی تو حضور ﷺ کے ایک صحابی نے کہا ہم دور جاہلیت میں شرک اور قتل کیا کرتے تھے۔ تو یہ آیت اِلَّا مَنْ تَابَ نازل ہوئی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 55

2۔ مجمع الزوائد، کتاب التوبہ، جلد 10، صفحہ 321 (17497)، دارالفکر بیروت

اللهِ .... یَلْقَ اَثَامًا سے اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ .... حَسَنٰتٍ کو مستثنیٰ کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ پھر میں واپس لوٹا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت میرے دروازے پر کھڑی ہے۔ اس نے کہا میں تم سے ایک کام کے بارے میں سوال کرنے کے لیے آئی ہوں جو کام میں نے کیا ہے، کیا میرے لیے اس سے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ میں نے پوچھا وہ کیا کام ہے؟ اس عورت نے کہا میں نے بدکاری کی جس کے نتیجے میں میں نے ایک بچہ جنا اور میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ وہ اٹھی اور کہہ رہی تھی ہائے افسوس! کیا یہ جسم جہنم کی آگ کے لیے بنایا گیا ہے؟ جب میں نے اسی صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو میں نے اس عورت کا واقعہ بیان کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اسے کیا کہا تھا؟ میں نے عرض کیا کوئی توبہ نہیں اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی ہے، کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا تھا وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ .... اِلَّا مَنْ تَابَ حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلا اور مدینہ طیبہ کے ہر گھر اور گلی میں کھڑا ہوا اور کہا اگر تم میں وہ عورت ہے جو ابو ہریرہ کے پاس آئی تھی، وہ آئے اور اسے بشارت ہو۔ جب میں عشاء کے وقت گھر واپس آیا تو وہ میرے دروازے پر کھڑی تھی۔ میں نے اسے کہا تجھے خوش خبری ہو، جو بات تم نے کی تھی اور جو کچھ میں نے تم سے کہا تھا میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تو نے کتنی بری بات کی، کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی اور یہ آیت میں نے اس عورت کو پڑھ کر سنائی۔ تو وہ عورت سجدہ میں گر گئی اور کہا میں اس اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہوں جس نے میرے لیے توبہ اور اس گناہ سے نکلنے کی راہ بنائی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ لونڈی (وہ لونڈی اس کے ساتھ تھی) اور اس کا بیٹا اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد ہیں اور میں نے جو عمل کیا تھا اس سے توبہ کرتی ہوں۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سے مراد مومن ہیں وہ ایمان لانے سے قبل برائیوں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں برائیوں سے نفرت دلائی اور نیکیوں کی طرف پھیر دیا اور برائیوں کی جگہ نیکیوں سے بدل دیا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مگر جس نے گناہ سے توبہ کی، اپنے رب پر ایمان لایا اور اپنے اور اپنے رب کے درمیان معاملات کو درست کرے تو یہی وہ لوگ ہیں اللہ تعالیٰ جن کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ حضرت قتادہ نے کہا یہاں تبدیلی سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے بعد اس کی طاعت کرنا، اللہ تعالیٰ کو بھلانے کے بعد اس کا ذکر کرنا اور برائی کرنے کے بعد بھلائی کا کام کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برے عمل کو اچھے عمل سے، شرک کو اخلاص سے، بدکاری کو پاکدامنی سے بدل دیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی، بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 55

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شرک کے بعد ایمان سے بدل دیتا ہے۔

عبد بن حمید نے مکحول سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ توبہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال کو نیکیاں بنا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ جبکہ حسن بصری نے کہا اللہ تعالیٰ دنیا میں برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے پردے میں کتاب دی جائے گی۔ مومن اپنے گناہ پڑھے گا۔ جب وہ گناہ پڑھے گا تو اس کا رنگ سیاہ ہو جائے گا۔ جب اس کا گزر نیکیوں سے ہوگا۔ انہیں پڑھے گا تو اس کا رنگ پلٹ آئے گا۔ پھر کیا دیکھے گا کہ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔ اسی وقت وہ کہے گا هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ (الحاقہ)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک آدمی کو صحیفہ دیا جائے گا۔ وہ صحیفہ کا اوپر والا حصہ پڑھے گا تو اس میں برائیاں ہوں گی۔ تو وہ سوء ظن کا شکار ہوگا۔ پھر وہ اس کے نیچے والے حصے میں دیکھے گا تو وہاں نیکیاں ہوں گی۔ پھر اوپر والے حصے میں دیکھے گا تو انہیں نیکیوں سے بدل دیا گیا ہوگا۔

امام احمد، ہناد، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ حکم ہوگا اس پر اس کے چھوٹے گناہ پیش کرو۔ اس کے چھوٹے گناہ اس پر پیش کیے جائیں گے اور بڑے گناہ دور رکھے جائیں گے، اسے کہا جائے گا تو نے یہ یہ گناہ کیے ہیں وہ اقرار کرتا جائے گا، انکار نہیں کرے گا۔ وہ بڑے گناہوں کے بارے میں ڈرے گا کہ ابھی وہ آئیں گے۔ پھر حکم ہوگا اس کے ہر برے عمل کی جگہ نیکی دے دو۔ (1)

امام ابن حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگ لائے جائیں گے۔ وہ خواہش کریں گے کاش! ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نے نیکیوں میں بدل دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہاں تک کہ بندہ آرزو کرے گا کہ اس کی خطائیں اس سے بھی زیادہ ہوتیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا جائے گا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ یہ آرزو کریں گے کہ ان کے گناہ زیادہ ہوتے۔ ابو العالیہ نے کہا یہ کس لیے؟ ان سے عرض کرنے والے نے عرض کی کہ وہ اس آیت سے تاویل کرتے ہیں يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ابو العالیہ نے کہا اس نے ایسی بات کی خبر دی جس کو وہ نہیں جانتا کہا اللہ تعالیٰ نے کتاب میں جو نازل کیا ہے میں اس پر ایمان لایا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی يَوْمَ تَجِدُ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 614 (2596)، دار الکتب العلمیہ بیروت

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَ بَيْنَهٗۤ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۔ (آل عمران:30)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بوڑھا آدمی حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی ہے جو دھوکہ باز اور فاجر ہے، اس نے کوئی چھوٹا بڑا کام نہیں چھوڑا بلکہ خود اسے کیا۔ اگر اس کی غلطیاں اہل زمین پر تقسیم کی جائیں تو وہ ان سب کو ہلاک کر دیں، تو کیا توبہ کی کوئی صورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو مسلمان ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے بخشنے والا اور تیری خطاؤں کو نیکیوں میں بدلنے والا ہے۔ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری دھوکہ بازیاں اور میرے گناہ۔ فرمایا تیری دھوکہ بازیوں اور تیرے گناہوں کو بھی بخشنے والا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن کہیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان آیا۔ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتایئے جس نے ہر برائی اور غلطی کی اس کے لیے جوئے کے تیر یا اس سے بڑھ کر کسی عمل کا موقع ملا۔ تو اس نے اسے اپنے ہاتھ سے کیا۔ اگر اس کی خطائیں اہل مدینہ پر تقسیم کی جائیں تو سب کو ڈھانپ لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو چکا ہے؟ اس نے عرض کی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اللہ تعالیٰ نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری دھوکہ بازیاں اور میرے گناہ۔ فرمایا تیری دھوکہ بازیاں اور تیرے گناہوں کو بھی بخش دیا ہے۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ وہ نوجوان واپس مڑا اور وہ کہہ رہا تھا اللہ اکبر۔

امام بغوی، ابن قانع اور طبرانی نے ابوطویل شطب الممد ود سے روایت نقل کی ہے: وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی مجھے ایسے آدمی کے بارے میں بتایئے جس نے تمام گناہ کیے اوپر والی روایت کی طرح روایت کی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ برائیوں کا نیکیوں میں بدلنا قیامت کے روز ہوگا۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوگا جبکہ کتاب اس کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ برائیوں اور نیکیوں کو دیکھ رہا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیرے گناہ بخش دیئے تو وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ تو وہ سجدہ کرے گا۔ مخلوق کہے گی اس بندے کو مبارک! اس نے کبھی بھی غلطی نہیں کی۔

امام طبرانی نے ابومالک اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بندہ سوتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے کہ اپنا صحیفہ مجھے دو۔ شیطان اسے اپنا صحیفہ دے دیتا ہے۔ تو اس کے صحیفہ میں جو ایک نیکی پاتا ہے۔ تو اس کے بدلے میں شیطان کے صحیفہ میں سے دس برائیاں مٹا دیتا ہے اور اس کی جگہ دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی سوئے تو تینتیس (33) بار اللہ اکبر کہے، چونتیس (34) بار الحمدللہ کہے اور تینتیس (33) بار سبحان اللہ کہے۔ تو یہ کل سو بن جاتا ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت سعید بن عبدالعزیز سے وہ حضرت مکحول سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کی جگہ نیکیاں رکھ دے گا۔ کہا میں نے مکحول کو دیکھا کہ وہ غصہ میں ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ کانپنے لگے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 314 (7235)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 296 (3451)

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝

''اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب گزرتے ہیں کسی لغو چیز کے پاس سے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے ہیں۔ اور وہ جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے ان کے رب کی آیات سے تو نہیں گر پڑتے ان پر بہرے اور اندھے ہو کر۔ اور وہ جو عرض کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! مرحمت فرما ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور بنا ہمیں پرہیزگاروں کے لیے پیشوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زور مدینہ طیبہ میں ایک بت تھا جس کے اردگرد لوگ ساتوں دن کھیلتے رہتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اس کے پاس سے گزرتے تو بڑے باوقار ہو کر گزر جاتے اس کو دیکھتے تک نہ تھے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد شرک ہے۔

امام خطیب نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد مشرکوں کی عیدیں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد جھوٹ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ مومن باطل پرستوں کی باطل پر مدد نہیں کرتے اور نہ ہی اس معاملہ میں ان سے دوستی کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن قیس ملائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد بری مجلسیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ دور جاہلیت میں ایک کھیل تھا۔

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت محمد بن حنیفہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانا گانا اور لہو ولعب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو جحاف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانا گانا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غناء سے مراد نوحہ ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغضب'' میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الزُّوْرَ سے مراد گانے کی مجلسیں ہیں۔ جب ان لوگوں کو اذیتیں دی جاتی ہیں تو وہ درگزر کرتے ہیں۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 58، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے: وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ فضول کام کرنے والوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو ان سے اعراض کرتے ہیں، ان سے گفتگو نہیں کرتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مکی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اعراض کرتے ہوئے گزرے اور نہ ٹھہرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن مسعود نے صبح یا شام کریم ہو کر گزاری ہے۔ پھر ابراہیم نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو نہ ان کے حال میں اور نہ ان کے دل میں ہوتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام لغو نافرمانیاں ہیں۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ نکاح (حقوق زوجیت) کے تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حق سننے سے بہرے اور حق دیکھنے سے اندھے نہیں ہوتے۔ یہ ایسی قوم ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے عقل عطا کی گئی۔ انہوں نے کتاب اللہ سے جو سنا اس سے فائدہ اٹھایا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کتنے ہی قاری ہیں جو اس آیت کو زبان سے پڑھتے ہیں اور اس پر بہرے اور اندھے بن کر گر پڑتے ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ کی یہ تفسیر کی ہے: جو ان میں سے طاعت کا عمل کرے تو اس سے دنیا و آخرت میں ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا یعنی ہمیں ہدایت کا امام بنا دے کہ ہم سے ہدایت لی جائے۔ ہمیں گمراہی کا امام نہ بنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل سعادت کے بارے میں فرمایا وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (الانبیاء: 73) اور اہل شقاوت کے بارے میں فرمایا وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ (القصص: 41)(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ حسن و جمال کے طالب نہیں بلکہ وہ اپنی بیویوں اور اولاد کے بارے میں یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اطاعت شعار بنیں۔

امام ابن مبارک نے ''البر والصلۃ'' میں سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 60، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام عکرمۃ، جلد 7، صفحہ 220 (35495)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 59

4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 60 (مفہوم)

6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 62-63

نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا میں ہوگی یا آخرت میں؟ فرمایا نہیں، اللہ کی قسم! بلکہ یہ دنیا میں ہوگی۔ عرض کی گئی وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی بیوی، اپنی اولاد، اپنے بھائی اور قریبی دوست سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دیکھے گا۔ اللہ کی قسم! ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ ہوگی کہ وہ اپنے بچے، اپنے والد، اپنے دوست اور بھائی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اے اللہ! ہمیں ایسی بیویاں اور اولاد عطا فرما جو تیری عبادت اچھی طرح کریں، وہ عبادت کرتے وقت کسی قسم کا گناہ نہ کریں۔ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا یعنی ہمیں ان کا مقتدا بنادے۔(2)

امام احمد، امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو جاہلیت کے جن مشکل حالات میں مبعوث فرمایا ان میں سے مشکل ترین حالات میں نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ وہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ بتوں کی عبادت سے بھی بڑھ کر کوئی دین ہوسکتا ہے۔ حضور ﷺ فرقان لائے جس نے حق اور باطل میں تفریق کردی، والد اور بیٹے کے درمیان تفریق کردی یہاں تک کہ ایک آدمی اپنے والد، اپنے بیٹے اور بھائی کو کافر دیکھتا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کے تالے کو ایمان کے ساتھ کھول دیا اور وہ یہ جانتا تھا کہ اگر اس کا یہ رشتہ اسی حال میں فوت ہوگیا تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔ تو اس کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی اور وہ جانتا ہے کہ اس کا پیارا رشتہ دار جہنم میں ہوگا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ذُرِّيّٰتِنَا کو واحد کا صیغہ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں بھلائی میں قائد، داعی اور ہادی بنادے جن کی بھلائی میں اقتداء کی جاتی ہو۔

فریابی نے ابوصالح سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہمیں متقین کا امام بنادے کہ ہماری ہدایت کی پیروی کی جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَ يُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّ سَلٰمًا ﴿۷۵﴾
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴿۷۶﴾

''یہی وہ خوش نصیب ہیں جن کو بدلہ میں ملے گا (جنت کا) بالا خانہ ان کے صبر کرنے کے باعث اور ان کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 62، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 62,63
3۔ الادب المفرد، باب الولد قرۃ العین، جلد 1، صفحہ 178 (87)، مکتبہ مدنی قاہرہ

استقبال کیا جائے گا وہاں دعا اور سلام سے، وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اس میں، بہت عمدہ ٹھکانہ اور قیام گاہ ہے''۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول میں'' حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس ارشاد باری تعالیٰ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ کی تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بالا خانہ سرخ یاقوت یا سبز زبرجد یا سفید موتی کا ہوگا۔ اس میں نہ کوئی چیز ٹوٹی ہوئی ہوگی نہ پھٹی ہوئی ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے الغرفۃ کا معنی جنت نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں وہ فقر پر جو صبر کرتے رہے ہیں اس پر انہیں بدلہ دیا جائے گا۔(2)

امام زاہر بن طاہر شحامی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہوں گے جن میں اوپر سے زنجیر اور نیچے سے ستون نہ ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ان بالا خانوں میں رہنے والے کیسے ان میں داخل ہوں گے۔ فرمایا وہ پرندوں کی طرح اس میں داخل ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کن کے لیے ہوں گے؟ فرمایا بیماروں، درد والوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے لیے ہوں گے۔

امام احمد نے حضرت ابو مالک اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کا اندر کا حصہ باہر اور باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بالا خانے ان لوگوں کے لیے تیار کیے ہیں جو لوگوں کو کھانا کھلائے، نرم گفتگو کرے، پے در پے روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولٰٓئِكَ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا ذکر ان آیات میں ہوا انہیں آخرت میں جنت دی جائے گی کیونکہ انہوں نے اپنے رب کے حکم پر صبر کیا۔ انہیں فرشتے سلام کے ساتھ ملاقات کریں گے۔ وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں موت نہیں آئے گی۔ ان کا جنت میں اچھا ٹھکانہ اور اچھی قیام گاہ ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن سیرین کو ایک آدمی ملا۔ اس نے کہا تجھے اللہ تعالیٰ زندگی عطا کرے۔ حضرت ابن سیرین نے کہا بہترین سلام جنتیوں کا سلام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اَلْغُرْفَةَ کو واحد اور يُلَقَّوْنَ کو تخفیف اور یاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

''آپ فرمائیے کیا پرواہ ہے تمہاری میرے رب کو اگر تم اس کی عبادت نہ کرو اور تم نے (تو الٹا) جھٹلانا شروع کر دیا۔ تو یہ جھٹلانا تمہارے گلے کا ہار بنا رہے گا''۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 39 (34031)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 181، مکتبۃ الخانجی مصر
3۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 3، صفحہ 361، دار الفکر بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ کا معنی لَوْ لَا اِيْمَانُكُمْ کیا ہے کہ اگر تمہارا ایمان نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری کوئی حاجت نہیں کیونکہ اس نے تمہیں بطور مومن پیدا فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو ان کی ضرورت ہوتی تو ان کے لیے بھی ایمان کو محبوب بنا دیتا جیسے اس نے مومنوں کے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا تھا۔ لِزَامًا کا معنی موت ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ''ما یعبأ'' کا معنی مایفعل ہے کہ وہ کیا کرے گا۔ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ یعنی اگر اس کی تمہیں یہ دعوت نہ ہوتی کہ تم اس کی عبادت کرو اور تم اس کی اطاعت کرو۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت ولید بن ابو الولید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ تمہیں تخلیق فرمانے میں مجھے کوئی غرض نہیں سوائے اس کے کہ تم مجھ سے سوال کرو تو میں تمہیں بخش دوں۔ تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں عطا کروں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے صبح کی نماز میں سورۂ فرقان پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو كَذَّبْتُمْ کی جگہ كَذَّبَ الْكَافِرُوْنَ پڑھا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری رحمہم اللہ نے ''مصاحف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بھی كَذَّبَ الْكَافِرُوْنَ قرات کی۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے لِزَامًا کا معنی موت نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لِزَامًا سے مراد بدر کے دن قتل کرنا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے لِزَامًا کا معنی وہ قتل کیا ہے جس کا مشرکوں کو غزوۂ بدر کے روز سامنا کرنا پڑا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِزَامًا گزر چکا۔ یہ وہ تھا جو غزوۂ بدر کو ہوا ستر آدمی قتل کر دیے گئے اور ستر آدمی گرفتار کیے گئے۔(6)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں (۱) دھواں (۲) چاند کا شق ہونا (۳) رومیوں کی فتح (۴) بطشہ (پکڑ) (۵) لزام۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 65,68، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 65,66
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 66 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 67 6۔ ایضاً
7۔ صحیح بخاری، تفسیر سورۂ فرقان، جلد 4، صفحہ 1785 (4489)، دار ابن کثیر دمشق

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ لِزَامًا سے مراد بدر کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِزَامًا کا معنی بدر کا دن کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لِزَامًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پانچ نشانیاں گزر چکی ہیں اور پانچ باقی ہیں (۱) چاند کا شق ہونا، اسے ہم نے خود دیکھا۔(۲) دخان (۳) بڑی پکڑ (۴) بانجھ دن (۵) لزام۔ یہ گزر چکی ہیں۔(2) واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 67، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 89(10045)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

آیاتہا ۲۲۷ ﴿ سُوْرَةُ الشُّعَرَآءِ مَكِّيَّةٌ ۲۶ ﴾ رکوعاتہا ۱۱

ابن ضریس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سورۂ طسم الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے آخری پانچ آیتوں کے جو وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ (الشعراء) مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

امام ابونعیم نے "حلیہ" میں معدی بن کرب سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ہم ان سے طسم الشعراء کے بارے میں پوچھیں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: میرے پاس تو اس بارے میں کچھ نہیں لیکن تم پر لازم ہے کہ تم اس کے پاس جاؤ جس نے یہ سورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی ہے، تم ابوعبداللہ خباب بن ارت کے پاس جاؤ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿۱﴾

طا، سین، میم

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قرآن کے اسماء میں سے ایک نام ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طٰسٓمّٓ میں طاء یہ ذی الطول سے، سین قدوس سے اور میم الرحمٰن سے ماخوذ ہے۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۲﴾ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳﴾

اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ﴿۴﴾ وَ

مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ﴿۵﴾

فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى

الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَ

مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۹﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت

''یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی۔(اے جان عالم!) شاید آپ ہلاک کردیں گے اپنے آپ کو اس غم میں کہ وہ ایمان نہیں لا رہے۔ اگر ہم چاہیں تو اتاریں ان پر آسمان سے کوئی نشانی پس ہو جائیں ان کی گردنیں اس کے آگے جھکی ہوئی۔ اور نہیں آیا کرتی ان کے پاس کوئی تازہ نصیحت الرحمٰن کی جانب سے مگر یہ کہ وہ اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ تو بیشک انہوں نے تکذیب کی، سو مل جائے گی انہیں اطلاع اس امر کی جس کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا زمین کی طرف کہ کتنی کثرت سے ہم نے اگائے ہیں اس میں ہر طرح کے مفید پودے؟ بیشک اس میں (ان کے لیے قدرت الٰہی کی) نشانی ہے اور ان سے اکثر لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے بَاخِعٌ کا معنی قاتل (قتل کرنے والا) نقل کیا ہے اور کہا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان پر ایسی نشانی نازل فرماتا جس کے سامنے وہ اطاعت شعار بن جاتے تو کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف گردن بھی نہ موڑتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کے پاس کتاب اللہ میں سے جو بھی چیز آتی ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں، قیامت کے روز ان کے پاس اس چیز کی خبریں آئیں گی جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اور کَرِیْمٍ کا معنی حسن ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کریمہ فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا ''عنق'' سے مراد لوگوں کی جماعت ہے۔ نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حرث بن ہشام کو نہیں دیکھا کہ وہ کہتا ہے اور ابوجہل کا کرتا ہے:

يُخْبِرُنَا الْمُخْبِرُ اَنَّ عَمْرًوا اَمَامَ الْقَوْمِ مِنْ عُنُقٍ مُخَيَّلِ

''ہمیں خبر دینے والا بتاتا ہے کہ عمرو (ابوجہل) قوم کے سامنے بزدل جماعت سے ہوتا ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خٰضِعِیْنَ کا معنی ذلیل نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ''خاضع'' سے مراد ذلیل ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ کا معنی زمین کی نباتات نقل کیا ہے جسے لوگ اور چوپائے کھاتے ہیں۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ بھی زمین کی نباتات میں سے ہیں جو جنت میں داخل ہو گیا وہ کریم ہے اور جو جہنم میں داخل ہو گیا وہ کمینہ ہے۔

امام ابن جریر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشعراء میں جو الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ہے۔ اس کا اطلاق سابقہ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 61-360 (09-2107)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 75

قوموں سے جو لوگ ہلاک ہوگئے ہیں ان پر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے لفظ عزیز کا ذکر فرمایا ہے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمن سے انتقام لیا اور وہ مومنوں کے لیے رحیم ہے جب انہیں اس عذاب سے نجات دی جس کے ساتھ اپنے دشمنوں کو ہلاک کیا۔(1)

وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ
اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝١١ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝١٢ وَ يَضِيْقُ
صَدْرِيْ وَ لَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝١٣ وَ لَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ
فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۝١٤ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ
مُّسْتَمِعُوْنَ ۝١٥ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝١٦ اَنْ
اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۝١٧ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ
فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝١٨ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ
الْكٰفِرِيْنَ ۝١٩ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝٢٠ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا
خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝٢١ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ
تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۝٢٢ قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝٢٣ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ
مُّوْقِنِيْنَ ۝٢٤ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝٢٥ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ
اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٢٦ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ
لَمَجْنُوْنٌ ۝٢٧ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْقِلُوْنَ ۝٢٨ قَالَ لَىِٕنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ
الْمَسْجُوْنِيْنَ ۝٢٩ قَالَ اَوَ لَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ۝٣٠ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ
كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٣١ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ ۝٣٢ وَّ نَزَعَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 76، دار احیاء التراث العربی بیروت

يَدَهٗ فَاِذَا هِیَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ
عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾
قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَ اَخَاهُ وَابْعَثْ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ
سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّ قِيْلَ
لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ
الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا
نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّكُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ لَهُمْ
مُّوْسٰۤى اَلْقُوْا مَاۤ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَ عِصِيَّهُمْ وَ قَالُوْا
بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ
تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾ فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ
اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِیْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ؕ لَاُقَطِّعَنَّ
اَيْدِيَكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا
ضَيْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَاۤ
اَنْ كُنَّاۤ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾

"اور یاد کرو جب ندادی آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو (اور فرمایا) کہ جاؤ ظالم لوگوں کے پاس یعنی قوم فرعون کے پاس۔ کیا وہ (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے؟ آپ نے عرض کی میرے رب میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اور گھٹتا ہے میرا سینہ اور روانی سے نہیں چلتی میری زبان۔ سو (ازراہ کرم) وحی بھیج ہارون کی طرف۔ اور (تو جانتا ہے) کہ ان کا میرے ذمہ ایک جرم بھی ہے اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا نہیں ہوسکتا پس تم دونوں ہماری نشانیاں لے کر جاؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں (اور ہر بات) سننے والے ہیں۔ سو دونوں جاؤ فرعون کے پاس اور اسے کہو ہم فرستادے ہیں رب العالمین کے۔ (ہم

تمہیں کہتے ہیں) کہ بھیج دے ہمارے ساتھ (ہماری قوم) بنی اسرائیل کو۔ فرعون نے (یہ سن کر) کہا موسیٰ! کیا ہم نے تجھے پالا نہیں تھا اپنے یہاں جبکہ تو بچہ تھا اور بسر کیے تو نے ہمارے پاس اپنی عمر کے کئی سال اور تو نے ارتکاب کیا اس فعل کا جس کا تو نے ارتکاب کیا اور تو بڑا احسان فراموش ہے۔ آپ نے جواب دیا میں نے ارتکاب کیا تھا اس کا اس وقت جبکہ میں ناواقف تھا۔ تو میں بھاگ گیا تھا تمہارے ہاں سے جبکہ میں تم سے ڈرا پس بخش دیا مجھے میرے رب نے حکم اور بنا دیا مجھے رسولوں سے۔ اور یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان جتلاتا ہے حالانکہ تو نے غلام بنا رکھا ہے بنی اسرائیل کو۔ فرعون نے پوچھا کیا حقیقت ہے رب العالمین کی؟ آپ نے فرمایا (رب العالمین وہ ہے جو) مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر ہو تم یقین کرنے والے۔ فرعون نے اپنے اردگرد بیٹھنے والوں سے کہا کیا تم سن نہیں رہے؟ آپ نے فرمایا وہ جو تمہارا بھی مالک ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی۔ فرعون بولا بلاشبہ تمہارا یہ رسول اللہ جو بھیجا گیا ہے تمہاری طرف یہ تو دیوانہ ہے۔ آپ نے (معاً) فرمایا جو مشرق و مغرب کا رب اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔ اس نے (رعب جماتے ہوئے) کہا (یاد رکھو!) اگر تم نے میرے سوا کسی کو خدا بنایا تو میں تمہیں ضرور قیدیوں میں داخل کر دوں گا۔ فرمایا اگرچہ میں لے آؤں تیرے پاس ایک روشن چیز۔ اس نے کہا پھر پیش کرو اسے اگر تم سچے ہو۔ پس آپ نے ڈالا اپنا عصا تو اسی وقت وہ صاف اژدھا بن گیا۔ اور آپ نے باہر نکالا اپنا ہاتھ تو یک لخت وہ سفید ہو گیا دیکھنے والوں کے لیے۔ (یہ دیکھ کر) فرعون نے اپنے آس پاس بیٹھنے والے درباریوں سے کہا واقعی یہ ماہر جادوگر ہے، یہ چاہتا ہے کہ نکال دے تمہیں اپنے ملک سے اپنے جادو (کے زور) سے۔ (اب بتاؤ) تمہاری کیا رائے ہے؟ بولے مہلت دو اسے اور اس کے بھائی کو اور بھیج دو شہروں میں ہرکارے تاکہ وہ لے آئیں تیرے پاس (ملک کے کونہ کونہ سے) تمام ماہر جادوگر۔ الغرض جمع کر لیے گئے سارے جادوگر مقررہ وقت پر ایک خاص دن اور کہہ دیا گیا لوگوں سے کیا تم (مقابلہ دیکھنے کے لیے) اکٹھے ہو گے؟ شاید ہم پیروی کرتے رہیں جادوگروں کی اگر وہ (مقابلہ میں) غالب آ جائیں۔ جب حاضر ہوئے جادوگر تو انہوں نے فرعون سے پوچھا کیا ہمیں کوئی انعام بھی ملے گا اگر ہم (موسیٰ علیہ السلام پر) غالب آ جائیں؟ اس نے کہا ہاں ضرور ملے گا اور تم اس وقت میرے مقربوں میں شامل کر لیے جاؤ گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا پھینکو جو تم پھینکنے والے ہو۔ تو انہوں نے پھینک دیں اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں (میدان میں) اور (بڑے وثوق سے) کہا ناموس فرعون کی قسم! ہم ہی یقیناً غالب آئیں گے۔ پھر پھینکا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سونٹا تو وہ یکا یک نگلنے لگ گیا جو فریب انہوں نے بنا رکھا تھا۔ پس (یہ معجزہ دیکھ کر) گر پڑے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے۔ انہوں نے (برملا) کہہ دیا ہم ایمان لائے رب العالمین پر جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا۔ فرعون نے (خفت مٹانے کے لیے) کہا کیا تم تو ایمان لا چکے تھے اس پر اس سے پہلے کہ میں تمہیں مقابلہ کی اجازت دیتا۔ یہ تو تمہارا بڑا (گرو) ہے جس نے

تمہیں سحر کا فن سکھایا ہے۔ ابھی (سازش کا انجام) تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ میں ضرور کاٹ دوں گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں مخالف طرفوں سے اور میں تم سب کو سولی پر چڑھا دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا ہمیں اس کی ذرا پرواہ نہیں، ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ہمیں یہ امید ہے کہ بخش دے گا ہمارے لیے ہماری خطائیں کیونکہ ہم (تیری قوم میں سے) پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ اِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى کے بارے میں یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: یہ اس کے متعلق ہے جب طور کی دائیں جانب سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آواز دی گئی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس نفس کے قتل کا الزام جوان میں قتل ہوا اور فَعْلَتَكَ سے مراد بھی انسان کا قتل ہے اور الضَّآلِّیْنَ سے مراد جاہل ہیں۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذَنْۢبٌ سے مراد انسان کو قتل کرنا ہے اور اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا سے مراد ہے کہ فرعون کے گھر والوں نے آپ کو لاوارث کے طور پر اٹھایا، بچہ کی حیثیت سے تربیت کی یہاں تک کہ آپ جوان بن گئے اور وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ سے مراد ہے تو نے ایک انسان کو قتل کیا وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ فرمایا اس سے اللہ کے نبی بری ہیں۔ الضَّآلِّیْنَ سے مراد جاہل ہیں۔ بعض قرائتوں میں اذا کی جگہ اذن ہے۔ کیونکہ یہ ایسی چیز تھی جس سے آپ ناواقف تھے، آپ نے اس کا قصد نہ کیا تھا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر احسان جتلایا جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تربیت کی، وہ کہتا تو نے میری نعمت کی ناشکری کی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے تو ان پر غلبہ پا چکا ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ کا یہ معنی کیا ہے کہ تو نعمت کی ناشکری کرنے والا ہے کیونکہ فرعون یہ نہیں جانتا تھا کہ کفر کیا ہے اور الضَّآلِّیْنَ کا معنی جاہل کیا ہے۔ (4)

امام ابوعبید اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اذا کی بجائے اذن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے حُكْمًا کا معنی نبوت نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے فرماتے اے فرعون! تو مجھ پر یہ احسان جتلاتا ہے جبکہ تو نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالیا ہے وہ آزاد تھے تو ان پر غالب آ گیا اور انہیں اپنا غلام بنالیا۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 77,78,80
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 461 (12-2110)، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 81
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 80-79
5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 82

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَالَ فِرْعَوْنُ وَ مَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ قَالَ رَبُّكُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: اس نے یہ اضافہ مجبور ہو کر کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی صورت سانپ جیسی تھی وَّنَزَعَ يَدَهٗ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گریبان سے ہاتھ نکالا تو وہ چمک رہا تھا دیکھنے والا اسے دیکھ رہا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کے ساتھ آئے، انہیں لے کر مصر کی طرف چلے یہاں تک کہ وہاں رات کو پہنچے اور اپنی ماں کے مہمان بنے۔ وہ رات کی وجہ سے انہیں نہیں پہنچانتے تھے۔ آپ نے مکان کی ایک طرف ڈیرہ ڈال لیا۔ حضرت ہارون آئے۔ جب مہمان کو دیکھا تو اس کے بارے میں اپنی ماں سے پوچھا: ماں نے بتایا کہ یہ مہمان ہے۔ حضرت ہارون نے مہمان کو دعوت دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون کے ساتھ کھانا کھایا۔ جب دونوں بیٹھے گفتگو کی، حضرت ہارون نے پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا میں موسیٰ ہوں۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے اٹھے اور معانقہ کیا۔ جب تعارف ہوا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا اے ہارون! مجھے فرعون کے پاس لے جا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اس کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت ہارون نے جواب دیا جو حکم ہو سر تسلیم خم ہے۔ دونوں کی ماں اٹھی۔ اس نے چیخ ماری اور کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتی ہوں کہ تم فرعون کے پاس نہ جاؤ، وہ تم دونوں کو قتل کر دے گا۔ دونوں نے انکار کیا۔ دونوں رات کے وقت ہی اس کے پاس چلے گئے۔ اس کے دروازے پر آئے۔ اس کے دروازے کو کھٹکھٹایا۔ فرعون اور دربان گھبرا گئے۔ فرعون نے کہا اس وقت کون میرے دروازے کو کھٹکھٹا رہا ہے؟ درباریوں نے دونوں پر جھانکا اور ان دونوں سے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ دربان گھبرا گیا۔ فرعون کے پاس آیا اور اسے سب کچھ بتایا اور کہا یہاں ایک پاگل انسان ہے، وہ گمان کرتا ہے کہ وہ رب العالمین کا رسول ہے۔ فرعون نے کہا اسے اندر آنے دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اندر تشریف لائے اور کہا وہ رب العالمین کا رسول ہے۔

فرعون نے کہا رب العالمین کیا ہے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جو سورہ طٰہ میں مذکور ہے رَبُّنَا الَّذِيْۤ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى (طٰہ) فرعون نے کہا اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ (الاعراف) ثعبان مذکر سانپ جو اپنا منہ کھولے ہوئے تھا۔ اس کا نیچے والا جبڑا زمین میں اور اوپر والا جبڑا دیوار پر تھا۔ پھر فرعون کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھا جب فرعون نے اسے دیکھا تو اس سے ڈر گیا۔ وہ اچھلا تو اسے حدث لاحق ہوا جبکہ پہلے اسے حدث لاحق نہیں ہوتا تھا۔ وہ چیخا اے موسیٰ! اسے پکڑ لے، میں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 84

تیرے ساتھ بھیجتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا تو وہ عصا بن گیا۔ جادوگروں نے آپس میں سرگوشی کی اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا (طٰہٰ:63) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کے امیر ملے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا: بتا اگر میں کل تجھ پر غالب آجاؤں تو کیا تو مجھ پر ایمان لے آئے گا اور تو یہ گواہی دے گا کہ میں جو لایا ہوں وہ حق ہے، جادوگر نے کہا میں کل ایسا جادو پیش کروں گا جس پر کوئی چیز غالب نہ آسکے گی، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تو مجھ پر غالب آ گیا تو میں تجھ پر ایمان لے آؤں گا اور میں گواہی دوں گا کہ تو حق پر ہے جبکہ فرعون دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَّ قِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس روز اسکندریہ میں تھے یہ بات بھی کی جاتی ہے۔ اس روز سانپ کی دم سمندر کے دوسری جانب پہنچی تھی۔ وہ شکست کھا گئے۔ فرعون سرنگوں ہو گیا۔ سانپ نے فرعون کا ارادہ کیا۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ! اسے پکڑ لے۔ فرعون اس روز لوگوں کی بنسبت سانپ کے زیادہ قریب تھا۔ وہ زمین پر کوئی چیز نہیں رکھتا تھا کہ وہ اس روز اس کے نیچے پاخانہ کر دیتا۔ سانپ سبز قبہ میں چھوڑا گیا تھا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ سے وَ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ قسم اٹھائی مگر اللہ تعالیٰ کو فرعون سے زیادہ غالب پایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بشر بن منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب ان میں سے بعض نے کہا وَ قَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ۔ فرشتوں نے کہا رب کعبہ کی قسم! آج فرعون کی ہلاکت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم میرے خلاف قسمیں اٹھاتے ہو، میں نے اسے چالیس سال تک مہلت دی ہے۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے لَا ضَيْرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تو کہتا ہے وہ ہمیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر تو ہمارے ساتھ وہ سلوک کرے اور ہمیں سولی پر لٹکا دے تو ہم اپنے رب کی طرف پلٹنے والے ہیں تو وہ ہمیں ان اعمال پر بدلہ دے گا جو تو نے ہمیں سزا دی اور ہم نے اس پر صبر کیا۔ ہم توحید پر ثابت قدم رہے اور اللہ تعالیٰ کے انکار سے برأت کا اظہار کیا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وہ جادوگر اس روز ان لوگوں میں سے پہلے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیات کو دیکھ کر ایمان لائے۔ (2)

وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۵۲﴾ فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ وَ اَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 85، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 87,88

مُوسٰۤى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۚ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۶۲﴾

''اور ہم نے وحی کی موسیٰ کی طرف کہ راتوں رات (یہاں سے) میرے بندوں کو لے جاؤ، یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ پس بھیجے فرعون نے سارے شہر میں ہرکارے (تاکہ لوگوں کو بتائیں) یہ لوگ ایک چھوٹی سی جماعت ہیں۔ اور انہوں نے ہمیں سخت برافروختہ کر دیا ہے (تاہم فکر نہ کرو) ہم سب (ان کے متعلق بہت) محتاط ہیں۔ سو ہم نے نکالا انہیں (سرسبز) باغوں اور (بہتے ہوئے) چشموں سے اور (بھرپور) خزانوں اور شاندار محلات سے۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان تمام چیزوں کا وارث بنا دیا۔ پس وہ ان کے تعاقب میں نکلے اشراق کے وقت۔ پس جب ایک دوسرے کو دیکھ لیا دونوں گروہوں نے تو موسیٰ کے ساتھی کہنے لگے (ہائے) ہم تو یقیناً پکڑ لیے گئے۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں بلاشبہ میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ ضرور میری راہنمائی فرمائے گا۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو یہاں سے نکال دے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا (الدخان:23) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ یہاں سے نکل چلیں اور انہیں حکم دیا کہ وہ قبطیوں سے زیورات ادھار لیں اور یہ بھی حکم دیا کہ کوئی بھی اپنے ساتھی کو آواز نہ دے اپنے گھروں میں صبح تک چراغ جلائے رکھیں۔ ان میں سے جو اپنے دروازے کے سامنے سے نکلے تو وہاں خون گرادے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ چلا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ان تمام بچوں کو بنی اسرائیل کی طرف نکال دیا جو قبطیوں کے گھروں میں بنی اسرئیل کے پیدا ہوئے تھے اور قبطیوں کے ان تمام بچوں کو قبطیوں کی طرف نکال دیا جو قبطیوں کے بنی اسرائیل کی عورتوں سے پیدا ہوئے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لے کر رات کے وقت نکل کھڑے ہوئے جبکہ قبطیوں کو کچھ علم نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں پر موت طاری کر دی۔ خاندان میں سے ایک آدمی مرنے لگا۔ وہ انہیں دفنانے لگے تو وہ بنی اسرائیل کی تلاش سے غافل ہو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بیس ہزار افراد کو لے کر چل پڑے۔ وہ بیس سال کی عمر والے کو اس کے چھوٹے ہونے ساٹھ سال والے بوڑھا ہونے کی وجہ سے شمار نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے بچوں کے علاوہ ان کے درمیانی عمر والوں کو شمار کیا۔

فرعون نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر ہامان امیر تھا۔ لشکر کی تعداد دس لاکھ کوتھی اور سات لاکھ گھوڑے تھے جن میں ایک بھی ایسا نہیں تھا جو پالتو ہو۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے ساقہ پر تھے جبکہ ہارون علیہ السلام ان کے آگے آگے جا رہے تھے۔ ایک مومن نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا؟ فرمایا سمندر کا۔ اس نے ویسے ہی سمندر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے سمندر میں داخل ہونے سے منع کر دیا۔

بنواسرائیل نے فرعون کو دیکھا کہ وہ ان کے پیچھے آرہا ہے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ! ہم تو پکڑے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہرگز نہیں میرے ساتھ میرا رب ہے وہ مجھے ہدایت عطا فرمائے گا۔ سدی کہتے ہیں سَيَهْدِيْنِ کا معنی وہ مجھے کافی ہوگا۔ حضرت ہارون آگے بڑھے سمندر میں عصا مارا تو سمندر نے راستہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا وہ کون جبار ہے جو مجھے مارتا ہے؟ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے سمندر کو ابو خالد کی کنیت دی۔ انہوں نے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا تو ہر حصہ بڑے پہاڑ کی طرح ہوگیا۔ کہتے ہیں كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ کا معنی بڑا پہاڑ ہے۔ بنواسرائیل اس سمندر میں داخل ہوگئے۔ سمندر میں بارہ راستے تھے۔ ہر راستے میں ایک ایک قبیلہ تھا۔ جب راستے دیواروں کے ساتھ جدا ہوئے تو ہر قبیلہ نے کہا کہ ہمارے ساتھی مارے گئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سنا تو اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان راستوں کو ان کے لیے پل بنا دیا جو طبقات کی صورت میں تھے۔ آخری آدمی پہلے آدمی کو دیکھ رہا تھا یہاں تک کہ سب سمندر سے پار نکل گئے۔ پھر فرعون اور اس کے ساتھی سمندر کے قریب ہوئے۔ جب فرعون نے سمندر کو بٹے ہوئے دیکھا تو اس نے کہا: اے لوگو کیا تم نے دیکھا کہ سمندر بٹ چکا ہے اور مجھ سے ڈر گیا ہے۔ یہ میرے لیے کھولا گیا ہے تاکہ میں اپنے دشمنوں کو پکڑ لوں اور انہیں قتل کر دوں۔ جب فرعون کے لشکر راستوں کے منہ پر جا پہنچے تو ان کے گھوڑوں نے سمندر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تو جبرئیل امین گھوڑی پر سوار ہو کر نیچے اترے۔ گھوڑوں نے گھوڑی کی بو کو محسوس کیا اور اس گھوڑی کی پیروی کرتے ہوئے گھوڑے سمندر میں داخل ہوگئے یہاں تک کہ جب پہلے فوجی نے سمندر سے نکلنے کا ارادہ کیا اور آخری آدمی داخل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ انہیں پکڑ لے۔ سمندر ان پر مل گیا۔ جبرئیل امین فرعون کے لیے یک وتنہا ہوگئے اور فرعون کو سمندر کی لہروں میں غوطہ دینے لگے اور اس کے منہ میں کوئی چیز ٹھونسنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن بنواسرائیل کو لے کر سمندر سے گزرے تھے۔ ان کی تعداد چھ لاکھ جنگجو اور بیس ہزار سے کچھ اوپر تھی اور فرعون نے دس لاکھ فوج اور دو لاکھ گھوڑوں کے ساتھ اس کا پیچھا کیا تھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار تھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنواسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَشِرْذِمَةٌ کا معنی ٹکڑا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَشِرْذِمَةٌ کا معنی لوگوں کی جماعت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے بارہ خاندانوں کی صورت میں سمندر عبور کیا۔ ہر راستہ میں بارہ ہزار افراد تھے اور یہ سب کے سب حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس روز بنو اسرائیل کی تعداد چھ لاکھ تھی اور فرعون کی تعداد کا شمار ہی نہ تھا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے کمزور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فرعون اللہ کا دشمن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو ستر قائدین کے ساتھ دفن کر دیا۔ ہر قائد کے ساتھ ستر ہزار لشکری تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب سمندر عبور کیا تو اس وقت بنی اسرائیل کی تعداد ستر ہزار تھی۔

ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تمام بنی اسرائیل کو جمع کریں۔ بنو اسرائیل کے چار گھروں کو ایک گھر میں اکٹھا کریں۔ پھر بھیڑ کے بچوں کو ذبح کریں اور ان کا خون دروازوں پر مل دیں۔ میں ملائکہ کو حکم دینے والا ہوں کہ وہ اس گھر میں داخل نہ ہوں جس کے دروازے پر خون ہو اور میں فرشتوں کو حکم دینے والا ہوں کہ وہ فرعون کے نوجوانوں کو مار ڈالیں جو ان کے خاندان اور گھر سے تعلق رکھتے ہوں۔ پھر تازہ روٹی پکاؤ۔ کہا یہ تمہارے لیے جلدی تیار ہو جائے گی۔ پھر چل پڑو یہاں تک کہ سمندر پر پہنچو۔ پھر ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ میرا حکم پہنچے۔ جب فرعون نے صبح کی تو اس نے کہا یہ حضرت موسیٰ اور اس کی قوم کا عمل ہے۔ انہوں نے ہمارے نوجوانوں کو قتل کر دیا ہے۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو لے چلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ وعدہ کیا کہ وہ انہیں اس وقت لیکر چلیں گے۔ جب چاند طلوع ہوگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ چاند کے طلوع کو مؤخر کر دے تاکہ لوگ کام کاج سے فارغ ہو جائیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چلے تو فرعون نے لوگوں میں یہ اعلان کرایا یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے روانہ ہوئے جبکہ آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے چھ لاکھ افراد تھے۔ وہ بیس سال سے کم اور چالیس سال سے زیادہ افراد کو شمار نہ کرتے۔ فرعون نے کہا یہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ فرعون ایک ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ اس کے ساتھ آٹھ لاکھ کا لشکر تھا جو سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ دوسرے رنگوں کے گھوڑے اس سے الگ تھے۔ حضرت جبرائیل نمایاں گھوڑے پر سوار تھے جو ان کے سامنے جا رہا تھا۔ حضرت جبرائیل امین کہتے: وہ قوم (بنی اسرئیل) راستے سے زیادہ آگاہ نہیں۔ فرعون سیاہ رنگ کے نر گھوڑے پر سوار تھا جبکہ جبرائیل مادہ گھوڑے پر سوار تھے۔ فرعون کا گھوڑا اس کے پیچھے ہو گیا جبکہ حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پیچھے تھے۔ وہ کہتے تھے ساتھیوں سے ملے یہاں تک آخری بھی سمندر میں داخل ہو گیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 90، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

فرعونیوں میں سے پہلے نے ارادہ کیا کہ وہ سمندر سے باہر نکلے تو سمندران پر مل گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل کو مصر سے لے جائیں تو یہ خبر فرعون کو ملی تو فرعون نے کہا ان لوگوں کو مہلت دو یہاں تک کہ مرغ بانگ دے۔ وہ اس کے پاس آئے اس رات مرغ نے بانگ ہی نہ دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے۔ فرعون نے صبح کی۔ جب صبح ہوئی تو فرعون نے بکری لانے کا حکم دیا اسے لایا گیا۔ اب اس نے حکم دیا کہ اسے ذبح کیا جائے۔ اس نے کہا اس کا چمڑا اتارنے تک میرے پاس پانچ لاکھ سوار جمع ہو جائیں۔ وہ جمع ہو گئے۔ فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر تک پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ کو کہاں کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: یہاں سمندر میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کے مقدمۃ الجیش جنہیں اس نے بنی اسرائیل کے پیچھے بھیجا تھا ان کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ وہ سب سیاہ رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کے گھوڑے کی نشانی یہ تھی کہ اس کی کنپٹیوں میں سفید پٹی تھی اور اس کا گھڑ سوار دستہ ایک لاکھ گھوڑوں پر مشتمل تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آل یعقوب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس جمع ہوئے تو ان کی تعداد چھیاسی تھی۔ اس میں ان کے مرد اور عورتیں تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس روز انہیں لے کر چلے تو ان کی تعداد چھ لاکھ سے زائد تھی۔ فرعون ان کی تلاش میں ایسے گھوڑے پر نکلا جس کا رنگ سیاہ تھا۔ دوسرے رنگوں کے گھوڑوں کے علاوہ اس کے پاس آٹھ لاکھ سیاہ گھوڑے تھے جبکہ شمال کی جانب سے ہوا چلی، حضرت جبرائیل امین ایک خاکستری گھوڑے پر سوار تھے جبکہ حضرت میکائیل انہیں پیچھے سے دھکیل رہے تھے۔ جو بھی لشکر سے الگ ہوتا آپ اسے لشکر میں شامل کرتے۔ قوم نے کہا: یارسول اللہ! ہم فرعون سے ذلت ورسوائی اٹھایا کرتے تھے۔ اگر ہم نے ایسا کیا جو ہم نے کیا تو پناہ گاہ کہاں ملے گی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: سمندر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حٰذِرُوْنَ کا معنی قوی اور مضبوط ہیں۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے بھی کہا کہ حٰذِرُوْنَ کا معنی قوی اور مضبوط ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید نے اسود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسی آیت کو پڑھا اور کہا دشمن کو بھگانے والے اور مستعد ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بہت زیادہ اسلحہ والے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمرو بن دینار سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عبید نے اسے وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 92، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 91

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم خفیہ تدبیر کرنے والے اور اسلحہ اور گھوڑوں میں قوی ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم خفیہ تدبیر کرنے والے، اسلحہ اور عزت میں قوی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ پڑھتے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے ''وقف'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کی کہ مجھے بتائیے حاذرون کیا ہے۔ فرمایا مکمل اسلحہ والے۔ نجاشی نے اس بارے میں کہا:

لَعَمْرُ اَبِیْ اَتَانِیْ حَیْثُ اَمْسٰی لَقَدْ تَاَذَّتْ بِهٖ اَبْنَاءُ بَکْرٍ

خَفِیْفَةٌ فِیْ کِتَابٍ حَاذِرَاتٌ یَقُوْدُهُمْ اَبُوْ شَبْلٍ هِزَبْرُ

''میرے باپ کی قسم! وہ میرے پاس آیا جب شام ہو چکی تھی، اس کی وجہ سے بکر کے بیٹے اذیت میں مبتلا ہوئے، مکمل اسلحہ جمع کرنے میں ہلکے پھلکے ہیں، ان کی قیادت ابو شبل ہزبر کر رہا ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّ كُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ كَرِیْمٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ دنیا میں جن نعمتوں میں تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان سے نکالا اور بنو اسرائیل کو ان کا مالک بنا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَقَامٍ كَرِیْمٍ کا معنی منبر نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جب سورج طلوع ہوا تو فرعون اور اس کے لشکروں نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا۔ بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم تو پکڑے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اپنے رب کی شانوں کے بارے میں زیادہ علم رکھتے تھے۔ کہا قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ میں فاتبعوا کو مہموز اور الف قطعی کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی رات کو نکلے تو رات کو چاند گرہن ہو گیا۔ زمین پر تاریکی چھا گئی۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا حضرت یوسف ہمیں کہا کرتے تھے ہم فرعون سے نجات پائیں گے۔ آپ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم آپ کی ہڈیاں نکال کر ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس رات آپ کی قبر کے بارے میں پوچھنے لگے۔ آپ نے ایک بوڑھی عورت پائی۔ اس بوڑھی عورت سے حضرت یوسف کی قبر کے بارے میں پوچھا۔ اس بوڑھی عورت نے ایک شرط کے ساتھ ہڈیاں نکال دیں۔ اس کی شرط یہ تھی کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا مجھے اٹھاؤ اور اپنے ساتھ لے جاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں بڑی چادر میں رکھیں۔ پھر اس بوڑھی عورت کو اس چادر پر اٹھایا اور اپنی گردن پر رکھ لیا۔ فرعون کا گھوڑا ایک جماعت میں تھا۔ ان کی لگامیں ان کی نظر میں سبز تھیں۔ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں سے غافل ہی رہا یہاں تک کہ وہ وہاں سے نکل گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن عبداللہ قسری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی قوم میں سے ایمان لانے والا قوم کا امام تھا۔ اس نے عرض کی! اے اللہ کے نبی! تجھے کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ فرمایا تیرے سامنے۔ اس نے عرض کی کہ میرے سامنے تو صرف سمندر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم! نہ میں نے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میرے ساتھ جھوٹ بولا گیا ہے۔ پھر تھوڑی دیر چلا اور اسی کی مثل بات کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہلے والی بات کی جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بارے میں قوم کی نسبت زیادہ جانتے تھے كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿٦٣﴾ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٤﴾ وَ اَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٦٦﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۖ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٦٧﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٦٨﴾

"سو ہم نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ ضرب لگاؤ اپنے عصا سے سمندر کو۔ تو سمندر پھٹ گیا اور ہو گیا پانی کا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند۔ اور ہم نے قریب کر دیا وہاں دوسرے فریق کو اور ہم نے بچا لیا (ان تند موجوں سے) موسیٰ اور اس کے سب ہمراہیوں کو۔ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے فریق کو۔ اس واقعہ میں (بڑی واضح) نشانی ہے اور ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں۔ اور بیشک (اے حبیب!) آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَالطَّوْدِ کا معنی پہاڑ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ کا یہ معنی بیان کیا ہے: وہ فرعون کی قوم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قریب کیا یہاں تک کہ انہیں سمندر میں غرق کر دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت کہے جب سمندر پھٹ گیا تھا؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں فرمایا: اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ حضرت ابن مسعود نے کہا جب سے میں نے یہ کلمات نبی کریم ﷺ سے سنے ہیں میں نے انہیں نہیں چھوڑا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 96

موسیٰ علیہ السلام جب سمندر تک پہنچے تو عرض کی! یَا مَنْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ شَیْیءٍ وَالْمُکَوِّنُ لِکُلِّ شَیْیءٍ وَالْکَائِنُ بَعْدَ کُلِّ شَیْیءٍ اِجْعَلْ لَنَا مَخْرَجاً۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْبَحْرَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر پرسکون تھا۔ وہ حرکت نہیں کرتا تھا۔ جب اس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے ضرب لگائی۔ اس میں اتار چڑھاؤ آگیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر سمندر تک پہنچے تو بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: جو آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا وہ کہاں ہے؟ یہ سمندر ہمارے سامنے ہے۔ فرعون اور اس کا لشکر ہمارے پیچھے سے ہم پر رات کیے ہوئے ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر سے کہا! اے ابو خالد! پھٹ جا۔ سمندر نے کہا: اے موسیٰ! میں تم سے پہلے پیدا کیا گیا ہوں اور تم سے مضبوط ہوں تو اسی وقت ندادی گئی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاکَ الْبَحْرَ۔

امام ابو العباس محمد بن اسحاق سراج رحمہ اللہ نے اپنی '' تاریخ'' میں اور ابن عبد البر نے '' تمہید'' میں یوسف بن مہران کے واسطہ سے حضرت ابن عباس نے روایت نقل کی ہے کہ روم کے بادشاہ نے حضرت معاویہ کی طرف خط لکھا جس میں یہ پوچھا کہ بہترین کلام کون سی ہے؟ پھر دوسری، تیسری، چوتھی درجہ والی کلام کون سی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز مخلوق کون سی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز بندی کون سی ہے؟ مخلوقات میں وہ چار چیزیں جو رحم میں نہیں سوئیں۔ وہ قبر جو اپنے ساتھی کو لے کر چلی، مجرہ، قوس اور اس جگہ کے بارے میں پوچھا جس سے سورج طلوع ہوا نہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا اور نہ اس کے بعد۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہ خط پڑھا تو کہا اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے مجھے تو یہ بھی علم نہیں کہ یہاں کیا ہے؟ ان سے عرض کی گئی: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھو اور ان سے دریافت کرو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ سوال پوچھنے کے لیے خط لکھا۔ حضرت ابن عباس نے انہیں یہ جوابات لکھے۔ سب سے افضل کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ یہ کلمہ اخلاص ہے اس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ اس کے بعد سبحان اللہ وبحمدہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب کلام ہے۔ اس کے بعد الحمد للہ ہے۔ یہ کلمہ شکر ہے اس کے بعد اللہ اکبر ہے۔ یہ نماز، رکوع اور سجود کو شروع کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز مخلوق حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بندیوں میں سے سب سے معزز حضرت مریم ہیں وہ چار افراد جو رحم میں نہیں سوئے (۱) حضرت آدم علیہ السلام (۲) حضرت حواء (۳) وہ مینڈھا جو حضرت اسماعیل کی جگہ فدیہ دیا گیا (۴) حضرت موسیٰ کا عصا جسے آپ نے پھینکا تو وہ سانپ بن گیا۔ وہ قبر جو صاحب قبر کو لے کر چلتی رہی وہ مچھلی ہے جس نے حضرت یونس علیہ السلام کو نگل لیا تھا۔ '' مجرہ'' سے مراد آسمان کا دروازہ ہے۔ '' قوس'' یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے غرق ہونے کے بعد اہل زمین کے لیے امان ہے۔ وہ مکان جس میں سورج طلوع ہوا جہاں سے نہ اس سے پہلے طلوع ہوا تھا اور نہ اس کے بعد وہ وہ مکان ہے جہاں سے بنی اسرائیل کے لیے سمندر پھٹ گیا تھا۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ خط سنایا گیا تو آپ نے اسے روم کے بادشاہ کی طرف بھیج دیا۔ روم کے بادشاہ نے کہا مجھے علم تھا کہ معاویہ کو ان باتوں کا علم نہیں تھا۔ نبوت کے خاندان کا فرد ہی ان کا صحیح جواب دے سکتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس آئے۔ ان پر اون کا جبہ تھا۔ ان کے ساتھ عصا بھی تھا۔ فرعون ہنسا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا تو وہ فرعون کی طرف چل پڑا، گویا وہ بختی اونٹ ہے جس میں نیزے جیسی چیزیں جھوم رہی ہیں۔ فرعون پیچھے ہٹنے لگا جبکہ وہ اپنی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔ فرعون نے کہا اسے پکڑلو، میں اسلام قبول کرتا ہوں۔ وہ عصا پہلے کی طرح ہو گیا اور فرعون کافر بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کہ وہ سمندر کی طرف چلیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ افراد کے ساتھ چلے۔ جب سمندر تک پہنچے تو سمندر کو حکم دیا گیا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے عصا ماریں تو وہ پھٹ جائے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر قبیلہ کے لیے ایک راستہ تھا۔ ان کے لیے سمندر میں روشن دان بنا دیے گئے۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھتے جاتے تھے۔

فرعون آٹھ لاکھ لشکر کے ہمراہ آیا یہاں تک کہ سمندر تک آپہنچا۔ جب اس نے سمندر کو دیکھا تو سمندر نے اسے خوفزدہ کر دیا جبکہ فرعون گھوڑے پر سوار تھا۔ ایک فرشتہ اس کے سامنے آ گیا جبکہ وہ ایک گھوڑی پر سوار تھا۔ فرعون اپنے گھوڑے پر قابو نہ رکھ سکا یہاں تک کہ اسے سمندر میں ڈال دیا۔ بنی اسرائیل کا آخری آدمی سمندر سے نکل گیا اور فرعون کے ساتھی سمندر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ وہ سب سمندر میں پہنچ گئے۔ تو سمندر ان پر مل گیا۔ فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ غرق ہو گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے کر نکل چلو، تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر رات کو نکل گئے۔ فرعون نے دس لاکھ گھوڑوں کے ساتھ بنی اسرائیل کا پیچھا کیا جبکہ گھوڑیاں اس کے علاوہ تھیں۔ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی تعداد چھ لاکھ تھی۔ جب فرعون نے بنی اسرائیل کو دیکھا تو کہا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ اِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿۵۶﴾ (شعراء) حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائل کو لے کر چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر تک جا پہنچے انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ فرعون کے گھوڑوں کے غبار میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی: اے موسیٰ! آپ کے آنے سے پہلے اور آپ کے آنے کے بعد بھی ہمیں اذیت دی گئی۔ یہ سمندر ہمارے سامنے ہے اور یہ فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہم پر چھایا جا رہا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا جس کا ذکر سورۂ اعراف میں ہے عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَ يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ (الاعراف) اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر میں مارو اور سمندر کو حکم دیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حکم غور سے سن اور جب وہ تجھے مارے تو تو اس کی اطاعت کر۔ سمندر سمٹ گیا اور اس پر کپکپی طاری تھی۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی کس جانب میں مارا جائے گا۔

حضرت یوشع نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے

حکم دیا گیا ہے کہ میں سمندر میں ماروں۔ حضرت یوشع نے عرض کی: پھر اسے مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر عصا سے ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا۔ تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر راستہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ ہر قبیلہ کے لیے ایک راستہ تھا جس راستے پر وہ چلے جارہے تھے۔ جب وہ راستہ چلے تو بعض نے بعض سے کہا کیا وجہ ہے ہم اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھتے؟ تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی: ہم اپنے ساتھیوں کو نہیں دیکھتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: چلتے جاؤ بیشک وہ تمہاری طرح راستے پر گامزن ہیں۔ لوگوں نے کہا: ہم اس وقت تک تسلیم نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم انہیں نہ دیکھ لیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی: اے اللہ! ان کی بری عادتوں کے خلاف میری مدد کر۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنے عصا کے ساتھ یہ کہو اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو اس حال میں کہ اسے سمندر پر گھما رہے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا کے ساتھ دیواروں پر کیا۔ اس طرح ان دیواروں میں سوراخ بن گئے جن سے وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ سمندر سے باہر نکل گئے۔

جب بنی اسرائیل کا آخری آدمی بھی سمندر سے نکل گیا تو فرعون اور اس کے ساتھی سمندر پر پہنچ گئے۔ فرعون سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ جب فرعون سمندر پر پہنچا تو گھوڑا سمندر میں داخل ہونے سے ڈر گیا۔ تو حضرت جبرائیل امین گھوڑی پر سوار ہو کر اس کے سامنے آئے۔ جب گھوڑے نے اسے دیکھا تو اس گھوڑی کے پیچھے داخل ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (الدخان:24) یعنی سمندر کو اپنے حال پر سکون سے رہنے دو۔ فرعون اور اس کی قوم سمندر میں داخل ہو گئی۔ جب فرعون کی قوم کا آخری آدمی داخل ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آخری آدمی سمندر سے گزر گیا تو سمندر فرعون اور اس کی قوم پر مل گیا اور وہ سب غرق ہو گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب رات کے وقت بنی اسرائیل کو لے کر چل دیے تو خبر فرعون کو پہنچی۔ اس نے بکری لانے کا حکم دیا۔ اسے ذبح کیا گیا۔ پھر اس نے کہا اس کے چمڑا اتارنے سے قبل میرے پاس قبطیوں میں سے سات لاکھ افراد جمع ہو جانے چاہئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام چلے یہاں تک کہ سمندر تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر سے فرمایا: الگ الگ ہو جا۔ سمندر نے آپ سے عرض کی: اے موسیٰ! آپ نے تو مجھ سے بہت زیادہ چیز کا مطالبہ کیا ہے۔ کیا میں بنی آدم میں سے کسی کے لیے الگ ہوا ہوں؟ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گھوڑے پر ایک آدمی سوار تھا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ان کے بارے میں آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: مجھے اسی سمت کا حکم دیا گیا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا گھوڑا سمندر میں داخل ہو گیا اور آپ کو لے کر تیرنے لگا۔ پھر وہ سمندر سے نکلا۔ عرض کی: اے اللہ کے نبی! کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اسی سمت کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا نہ میں نے جھوٹ بولا اور نہ مجھ سے جھوٹ بولا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا سمندر پر مارا تو سمندر پھٹ گیا۔ تو اس میں بارہ راستے بن گئے۔ ہر ایک قبیلہ کا ایک راستہ تھا۔ وہ ایک

دوسرے کو دیکھتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی سمندر سے نکل گئے اور فرعون کے سب ساتھی اس میں داخل ہو گئے تو سمندر ان پر مل گیا تو اس نے ان سب کو غرق کر دیا۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو لے جانے کا ارادہ کیا تو راستہ بھول گئے تو آپ نے بنی اسرائیل سے کہا یہ کیا ہے؟ بنی اسرائیل کے علماء نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی موت کا جب وقت قریب آیا تو آپ نے ہم سے ایک پختہ وعدہ لیا تھا کہ ہم مصر سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ہم آپ کا تابوت بھی ساتھ لے جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سے کون جانتا ہے کہ ان کی قبر کہاں ہے؟ انہوں نے کہا ایک بڑھیا کے سوا ہم میں سے کوئی بھی آپ کی قبر کو نہیں جانتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بڑھیا کی طرف پیغام بھیجا اور کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر ہماری راہنمائی کرو۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم! میں اس وقت تک نہیں بتاؤں گی جب تک تم میری شرط پوری نہ کرو گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تیری کیا شرط ہے؟ اس بڑھیا نے کہا میں جنت میں تیرے ساتھ ہوں گویا یہ شرط حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ناگوار گزری۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی: اس کی بات مان لیں، وہ عورت انہیں پانی کے تالاب کی طرف لے گئی جبکہ پانی سے آواز آرہی تھی۔ عورت نے لوگوں سے کہا اس سے پانی نکالو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر کہا یہاں سے کھودو۔ لوگوں نے زمین کو کھودا تو اس میں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کو نکالا۔ جب انہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کا تابوت اٹھایا تو راستہ دن کی طرح روشن ہو گیا۔

امام ابن عبدالحکیم رحمہ اللہ نے "فتوح مصر میں" حضرت سماک بن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر روانہ ہوئے تو ایک بادل چھا گیا جو بنی اسرائیل اور راستے کے درمیان حائل ہو گیا کہ وہ اس راستہ کو دیکھیں۔ حضرت موسیٰ سے کہا گیا آپ اس وقت تک اسے عبور نہ کر سکیں گے جب تک آپ کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نہ ہوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ کہاں ہیں؟ تو لوگوں نے کہا اس کی بیٹی ایک بوڑھی عورت ہے جس کی نظر جاتی رہی ہے۔ ہم اسے گھروں میں ہی چھوڑ آئے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام لوٹ آئے۔ جب اس عورت نے آواز سنی پوچھا موسیٰ ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا موسیٰ ہوں۔ عورت نے کہا کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں اٹھا کر لے جاؤں۔ عورت نے کہا تم اس وقت تک وہ عبور نہیں کر سکتے جب تک میں تمہارے ساتھ نہ ہوں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں پر میری راہنمائی کرو (1)۔ اس عورت نے کہا میں اس وقت تک ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں جب تک آپ مجھے وہ نہ دیں گے جو میں آپ سے سوال کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرے لیے وہی کچھ ہے جو مانگے۔ بوڑھی عورت نے کہا میرا ہاتھ پکڑو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس

1۔ یہ روایات اسرائیلیات سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت مفسر نے اپنی علمی وجاہت کے باوجود انہیں ذکر کیا جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس امر کو حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے، اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے، اسے رزق دیا جاتا ہے (ابن ماجہ) مترجم۔

کا ہاتھ پکڑ لیا تو وہ عورت ایک ستون تک پہنچی جو نیل کے کنارے پر تھا۔ اس ستون کی بنیاد میں لوہے کا ایک صندوق تھا جس میں میخیں لگائی گئی تھیں اور اس میں زنجیر بھی تھی۔ عورت نے کہا ہم نے اسے اس طرف دفن کیا تھا تو یہ جانب سرسبز و شاداب ہوگئی اور دوسری جانب خشک ہوگئی۔ جب ہم نے یہ دیکھا تو ہم نے اس کی ہڈیوں کو جمع کیا تو انہیں لوہے کے صندوق میں رکھا اور نیل کے وسط میں پھینکا تو نیل کے دونوں جانبیں سرسبز و شاداب ہوگئیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صندوق اپنی گردن پر رکھا اور اس بوڑھی عورت کا ہاتھ پکڑا اور اسے لشکر تک لے آئے اور اس سے کہا جو چاہو سوال کرو۔ تو اس عورت نے یہ سوال کیا کہ جنت میں، میں اور تو ایک ہی درجہ میں ہوں، میری نظر اور جوانی واپس لوٹا دی جائے یہاں تک کہ میں ایسی جوان ہو جاؤں جیسی میں تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تیرے لیے وہ کچھ ہے جو تو نے سوال کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے وصیت کی اگر میرے بعد نبی آئے اسے کہنا اس بستی سے میری ہڈیاں نکال لی جائیں۔ فرعون کے ساتھ جھگڑے کے موقع پر جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ ہوا۔ آپ اس بستی کے پاس سے گزرے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر تھی۔ آپ نے لوگوں سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے متعلق پوچھا تو کوئی ایسا آدمی نہ ملا جو اس بارے میں بتاتا۔ آپ سے عرض کی گئی: یہاں ایک بوڑھی عورت ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم کی رہ گئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پاس تشریف لائے، اس کو فرمایا: کیا تو حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر پر میری راہنمائی کرے گی؟ عورت نے کہا میں ایسا نہیں کروں گی یہاں تک کہ تو میری شرطیں پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ اس کی شرطیں پوری کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عورت سے فرمایا: تم کیا ارادہ رکھتی ہو۔ عورت نے کہا: جنت میں تیری بیوی بننا چاہتی ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے قبول کیا تو عورت نے قبر کے بارے میں بتا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر کھودی پھر اپنی چادر بچھائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کو نکالا اور اپنے کپڑے کے درمیان رکھا۔ پھر ہڈیوں کو کپڑے میں لپیٹا اور اپنے دائیں کندھے پر اٹھالیا۔ وہ فرشتہ جو دائیں جانب تھا اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا بوجھ دائیں کندھے پر اٹھایا جاتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا وہ بائیں کندھے پر ہوتا ہے۔ میں نے ایسا حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم کے لیے کیا ہے۔

امام ابن عبد الحکیم کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی وفات کے وقت وعدہ لیا تھا کہ وہ مصر سے میری ہڈیاں ساتھ لیتے جائیں۔ قوم نے تیاری کی اور نکلے مگر راستہ بھول گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا یہ تمہارا راستہ بھٹک جانا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیوں کی وجہ سے ہے وہ کون ہے جو ان کے متعلق میری راہنمائی کرے۔ تو ایک بڑھیا نے کہا کہ جسے شارح بنت آسی بن یعقوب کہتے تھے۔ میں نے اپنے چچا یوسف کو دیکھا جب انہیں دفن کیا گیا تھا۔ اگر میں اس کے متعلق

تمہاری راہنمائی کروں تو تم مجھے کیا دو گے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا جو تو کہے۔ اس بوڑھی عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہنمائی کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں لیں۔ پھر فرمایا: اب کہہ۔ اس بوڑھی عورت نے کہا جنت میں جہاں تو ہو میں بھی تیرے ساتھ رہوں۔

امام عبدالحکیم رحمہ اللہ نے کلبی کی سند سے ابوصالح سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو رات کے وقت لے چلو۔ بنواسرائیل نے فرعون کی قوم سے زیورات اور کپڑے لیے کہ ہماری عید ہے، ہم اس عید کے لیے باہر جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت انہیں لے کر نکلے جبکہ ان کی تعداد چھ لاکھ تین ہزار سے کچھ اوپر تھی۔ اس کے متعلق فرعون نے کہا تھا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْ ذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿۵۴﴾ فرعون نکلا۔ اس کا مقدمۃ الجیش پانچ لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ دونوں جانب اور درمیان والا لشکر الگ تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سمندر تک پہنچے تو حضرت یوشع بن نون اپنے گھوڑے پر آگے بڑھے اور پانی پر چلے۔ دوسرے بھی اپنے گھوڑوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور پانی میں کود گئے۔ سورج کے طلوع ہونے کے بعد فرعون ان کی تلاش میں نکلا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور التجا کی تو ایک کہر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے درمیان چھا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا: اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو سمندر پھٹ گیا گویا ہر حصہ بڑے پہاڑ کی مانند ہو گیا۔ اس میں بارہ راستے بن گئے۔ انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ گھوڑے کیچڑ میں دھنس جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دعا کی۔ ان پر ہوا چلی تو اس نے راستے خشک کر دیے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں ڈر ہے کہ ہم میں سے بعض غرق ہو جائیں گے اور ہمیں شعور بھی نہ ہوگا۔ آپ نے اپنے عصا سے پانی میں نقب لگائی تو ان کے درمیان روشن دان بن گئے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ پھر بنی اسرائیل سمندر میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ سمندر کو عبور کر لیا۔ فرعون آیا یہاں تک کہ اس جگہ پہنچا جہاں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو عبور کیا تھا جبکہ راستے اسی طرح موجود تھے۔ راستہ بتانے والے نے فرعون سے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر جادو کر دیا ہے یہاں تک کہ سمندر بھی ایسا ہو گیا ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہی ہے وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا (الدخان: 24) یہاں سے چلو تا کہ ہم انہیں جا ملیں جبکہ سمندر میں تین دن کی مسافت تھی۔

اس روز فرعون گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت جبرائیل تینتیس فرشتوں کے ساتھ گھوڑی پر آئے اور لوگوں میں پھیل گئے۔ حضرت جبرائیل امین آگے بڑھے اور فرعون کے سامنے چلے۔ فرعون ان کے پیچھے پیچھے چلا فرشتے لوگوں میں چلائے بادشاہ کو ملو یہاں تک کہ فرعونیوں کا آخری آدمی بھی داخل ہو گیا اور وہ غرق ہو گئے۔ جب سمندر ملا تو بنواسرائیل نے سمندر کی آواز سنی پوچھا یہ کیا ہوا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا فرعون اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ انہیں دیکھنے کے لیے واپس ہوئے تو سمندر نے فرعونیوں کو کنارے پر پھینک دیا۔

امام ابن عبدالحکیم اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرائیل امین لوگوں، بنی اسرائیل اور

فرعون کے درمیان تھے۔ حضرت جبرائیل آمین کہتے آہستہ چلوتا کہ تمہارا آخری آدمی بھی تمہیں مل جائے۔ بنو اسرائیل نے کہا ہم نے اس سے بہتر ہانکنے والا نہیں دیکھا۔ آل فرعون نے کہا ہم نے اس جیسا لشکر کو ترتیب دینے والا نہیں دیکھا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل سمندر تک پہنچے تو آل فرعون کے مومن نے کہا: اے اللہ کے نبی! تمہیں کہاں کا حکم دیا گیا ہے؟ سمندر آپ کے سامنے ہے جبکہ پیچھے سے آل فرعون ہم تک پہنچی جا رہی ہے۔ آل فرعون کے مومن نے اپنا گھوڑا سمندر میں ڈال دیا تو سمندر کی موجوں نے اسے واپس کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے طور پر یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا کریں اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی اطاعت کرے۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ جب وہ تجھے عصا مارے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی اپنا عصا سمندر پر مارو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر ضرب لگائی تو سمندر پھٹ گیا۔ تو بنو اسرائیل سمندر میں داخل ہو گئے اور آل فرعون نے ان کا پیچھا کیا۔ جب بنو اسرائیل کا آخری آدمی نکلا اور آل فرعون کا آخری آدمی سمندر میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ نے ان پر سمندر کو جمع کر دیا۔

ابن منذر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے جس روز فرعون غرق ہوا تو جبرئیل امین اترے ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے (المتفق والمفترق) میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ پر ہاتھ مارنے لگے اور بنی اسرائیل اور ان کی سرکشی پر تعجب کا اظہار کرنے لگے۔ جب وہ سمندر پر پہنچے اور ان کا دشمن ان تک آپہنچا تو وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کی: دشمن ہمارے سر پر آپہنچا۔ آپ کو کیا حکم دیا گیا تھا؟ فرمایا: مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہاں پڑاؤ ڈالوں یا تو میرا رب مجھے فتح دے گا اور انہیں شکست دے گا یا میرے لیے سمندر پھاڑ دیا جائے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر پر ضرب لگائی تو سمندر نے یوں آواز نکالی جس طرح ذبح کیے جانے والے جانور آواز نکالتے ہیں۔ پھر دوسری دفعہ مارا تو وہ پھٹ گیا اور کہا یہ تیرے رب کی طاقت ہے۔ انہوں نے سمندر کو پار کیا۔ گناہ میں بنی اسرائیل سے بڑھ کر کسی قوم کا نہیں سنا اور نہ ہی تیز توبہ کرنے والا کسی کو سنا۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٠﴾ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِيْنَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ﴿٧٢﴾ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ ﴿٧٣﴾ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٧٥﴾ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٧﴾

"اور آپ بیان فرمائیے ان کے سامنے ابراہیم کا قصہ۔ جب آپ نے اپنے باپ سے کہا اور اپنی قوم سے کہا کہ تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم تو پوجتے ہیں بتوں کو اور ہم انہی کی پوجا میں منہمک رہتے ہیں۔ آپ

نے پوچھا (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا وہ سنتے ہیں تمہاری آواز جب تم انہیں پکارتے ہو۔ یا وہ تمہیں (کچھ) نفع پہنچا سکتے ہیں یا ضرر پہنچا سکتے ہیں؟ انہوں نے (لاجواب ہوکر) کہا بلکہ ہم نے تو پایا اپنے باپوں کو کہ وہ یونہی کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے دیکھ لیا ان (کی بے بسی) کو جن کی تم پرستش کیا کرتے ہو؟ تم اور تمہارے گذشتہ آباؤ اجداد۔ پس وہ سب میرے دشمن ہیں سوائے رب العالمین کے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے عٰكِفِيْنَ کا معنی عبادت کرنے والے نقل کیا ہے۔ کیا جب تم اپنے معبودوں کو بلاتے ہو تو وہ تمہیں جواب دیتے ہیں؟۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَسْمَعُوْنَكُمْ کا معنی ہے کیا وہ تمہاری آواز سنتے ہیں؟۔

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ﴿۷۸﴾ وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ ﴿۷۹﴾ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ﴿۸۰﴾ وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـٴَـتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۸۲﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۳﴾ وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۸۴﴾ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ ﴿۸۵﴾

''جس نے مجھے پیدا فرمایا پھر (ہر قدم پر) وہ میری راہنمائی کرتا ہے اور وہ جو مجھے کھلاتا بھی ہے اور پلاتا بھی ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے صحت بخشتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا پھر مجھے زندہ کرے گا اور جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ بخش دے گا میرے لیے میری خطا کو روز جزاء کو۔ اے میرے رب! عطا فرما مجھے علم و عمل (میں کمال) اور ملا دے مجھے نیک بندوں کے ساتھ اور بنا دے میرے لیے سچی ناموری آئندہ آنے والوں میں اور بنا دے مجھے ان لوگوں سے جو نعمت والی جنت کے وارث ہیں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی بندے کے اوپر سب سے پہلی نعمت اس وقت ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ اسے پیدا فرماتا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓـٴَـتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ خَطِیْٓـٴَـتِیْ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ باتیں ہیں جن کا ان آیات میں ہے اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾ (الصافات) بَلْ فَعَلَهٗ ۗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا (الانبیاء: 63) اور حضرت سارہ کے بارے میں یہ کہنا انہا اختی یہ بات اس وقت کہی تھی جب فرعون نے حضرت سارہ کو چھیننے کا ارادہ کیا تھا۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صالحین کی یہ تفسیر نقل کی ہے جنتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمام ملتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوپر ایمان لاتی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''الذکر'' میں، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک آدمی فرض نماز کے لیے وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر مسجد کے ارادہ سے باہر نکلتا ہے، جب باہر نکلتا ہے تو کہتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ تو اللہ تعالیٰ اسے صواب کی ہدایت دیتا ہے۔ ابن مردویہ کے الفاظ ہیں: اچھے اعمال کی ہدایت دیتا ہے اور جو کہتا ہے وَ الَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ اللہ تعالیٰ اسے جنت کا کھانا کھلاتا ہے اور جنت کا مشروب پلاتا ہے اور جو کہتا ہے اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ اللہ تعالیٰ اسے شفا دیتا ہے اور اس کی مرض کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے جو کہے وَ الَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ اللہ تعالیٰ اسے سعادت مندوں کی زندگی کے ساتھ زندہ رکھتا ہے اور شہداء کی موت عطا کرتا ہے جو کہتا ہے وَ الَّذِیْۤ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ اللہ تعالیٰ اس کی تمام خطائیں معاف کر دیتا ہے اگر چہ اس کی خطائیں سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں جو کہے رَبِّ هَبْ لِیْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ اللہ تعالیٰ اسے حکم عطا فرماتا ہے جو صالح گزر چکے ہیں اور جو صالح باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ان کے ساتھ ملا دیتا ہے جو کہے وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ تو سفید کاغذ میں لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں بن فلاں صادقین میں سے ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے صدق کی تصدیق دیتا ہے جو یہ دعا کرتا ہے وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیْمِ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل اور منازل بنا دیتا ہے حضرت حسن بصری یہ زائد کیا کرتے تھے: وَاغْفِرْ لِوَالِدَیَّ كَمَا رَبَّیَانِیْ صَغِیْرًا۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ابن جدعان مہمانوں کی ضیافت کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، وہ یہ یہ کام کیا کرتا ہے، کیا اسے یہ کام نفع دیں گے؟ فرمایا نہیں کیونکہ اس نے کبھی بھی یہ نہیں کہا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔

وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۸۶﴾ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾

''اور بخش دے میرے باپ کو وہ گمراہ لوگوں میں سے ہے اور نہ شرمسار کرنا مجھے جس روز لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ بیٹے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاغْفِرْ لِاَبِیْۤ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اس پر توبہ کے ذریعے احسان کرتا کہ تیری مغفرت کا مستحق بن جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے فرمایا: مومنوں میں ایک آدمی اپنے مشرک باپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئے گا یہاں تک کہ آگ اس کے ٹکڑے کر چکی ہوگی۔ وہ مومن امید رکھے گا کہ وہ اپنے باپ کو جنت میں داخل کر دے گا۔ ایک ندا کرنے والا منادی کرے گا کہ جنت میں مشرک داخل نہیں ہوگا۔ وہ مومن عرض کرے گا: اے میرے رب! میرا باپ جبکہ تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ وہ اسے لگاتار پکڑے رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس مشرک کو بجو کی بری صورت اور سخت بدبو میں تبدیل کر دے گا۔ جب مومن باپ کو اس حالت میں دیکھے گا تو اس سے برأت کا اظہار کر دے گا اور کہے گا تو میرا باپ نہیں ہم خیال کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارادہ کر رہے تھے مگر اس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابراہیم کا نام نہیں لیا تھا۔

امام بخاری اور امام نسائی رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو قیامت کے روز ملیں گے جبکہ آزر کے چہرے پر کالک اور غبار ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام آزر سے کہیں گے: کیا میں نے تجھے کہا نہیں تھا کہ میری نافرمانی نہ کرو؟ تو آزر کہے گا آج میں تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے تو نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تو قیامت کے روز مجھے رسوا نہیں کرے گا۔ باپ کی رسوائی سے بڑھ کر کیا رسوائی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے۔ پھر کہا جائے گا: اے ابراہیم! تیرے قدموں کے نیچے کیا ہے؟ تو وہ آلودہ بجو ہوگا، اسے پاؤں سے پکڑا جائے گا اور جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے بنی کنانہ کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ فتح مکہ کے روز میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (2)

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾

"مگر وہ شخص جو لے آیا اللہ تعالیٰ کے حضور قلب سلیم۔"

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا تھا: اس سے مراد وہ ہے جو شرک سے محفوظ ہو۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جس کا دل شرک سے محفوظ ہے جس میں حق کے متعلق کوئی شک نہ ہو۔ (5)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1223 (3172)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 234، دار صادر بیروت
3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 323، مکتبۃ الخانجی مصر
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 102
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ کے پاس حجاج کا ذکر کیا تو ابن سیرین نے فرمایا: جو کچھ تم حجاج کے بارے میں باتیں کرتے ہو مجھے اس کے علاوہ سے زیادہ ڈر ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے قلب سلیم کے ساتھ ملے تو وہ اپنے گناہوں کو اس سے بہتر پائے۔ پوچھا گیا قلب سلیم کیا ہے؟ فرمایا: اگر وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾

''اور قریب کردی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے لیے اور ظاہر کردی جائے گی دوزخ بہکنے والوں کے لیے۔ اور کہا جائے گا انہیں کہ کہاں ہیں وہ جن کی تم پوجا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر؟ کیا وہ تمہاری (کچھ) مدد کر سکتے ہیں یا انتقام لے سکتے ہیں؟''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُزْلِفَتِ کا معنی ہے قریب کردی جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت تبیع بن امراۃ کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت قریب کی جائے گی پھر وہ مزین ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق خواہ مسلمان ہو، یہودی ہو یا نصرانی ہوا سے دیکھے گی مگر دو آدمی نہ دیکھیں گے۔ ایک وہ آدمی جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہوگا۔ دوسرا وہ آدمی جس نے کسی ذمی کو جان بوجھ کر قتل کیا ہوگا۔

فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾ وَ جُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿٩٥﴾ قَالُوْا وَ هُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾

''پس اوندھے پھینک دیے جائیں گے اس میں وہ اور دوسرے گمراہ اور ابلیس کی ساری فوجیں۔ وہ کہیں گے اس حال میں کہ وہ دوزخ میں باہم جھگڑ رہے ہوں گے: خدا کی قسم! ہم کھلی گمراہی میں گرفتار تھے جب ہم تمہیں رب العالمین کے برابر بنائے ہوئے تھے۔''

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا سے مراد ہے انہیں جہنم میں جمع کیا جائے گا۔ هُمْ وَ الْغَاوٗنَ یعنی عرب کے مشرکوں اور معبودان باطلہ کو۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں پھینکا جائے گا۔(2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِيْهَا میں ھا ضمیر سے مراد آگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

ہے۔ هُمْ سے مراد معبودان باطلہ الْغَاوٗنَ سے مراد قریش کے مشرک اور جُنُوْدُ اِبْلِیْسَ سے مراد ابلیس کی اولاد ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغَاوٗنَ سے مراد شیاطین ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر سے روایت نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ قیامت کے روز صراط سے گزریں گے۔ صراط پھسلنے کی جگہ اور پاؤں کو لڑکھڑانے والی ہے۔ وہ چلنے والے کے ساتھ جھک جائے گا جبکہ جہنم ان میں سے پکڑے گی۔ جب جہنم کی ناپسندیدہ آواز نکلے گی تو وہ برف کی طرف کوئی چیز ٹپکائے گی۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ رحمٰن کی طرف سے ندا آئے گی: اے میرے بندو! دنیا میں تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے؟ لوگ عرض کریں گے: اے میرے رب! تو جانتا ہے ہم تیری عبادت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ایسی آواز سے جواب دے گا جس کی مثل مخلوق نے کبھی آواز نہ سنی ہوگی: اے میرے بندو! مجھ پر لازم ہے کہ میں آج اپنے سوا تمہیں کسی کے سپرد نہ کروں۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ میں تم سے راضی ہوں۔ اسی وقت فرشتے شفاعت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس جگہ سے الگ ہو جائیں گے۔ جو لوگ نیچے جہنم میں ہوں گے وہ کہیں گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ (الشعراء) اللہ تعالیٰ فرمائے گا فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَ الْغَاوٗنَ حضرت ابن عباس نے کہا ہمیشہ کے لیے اس میں جمع ہو جاؤ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت قیامت کے روز اٹھائی جائے گی۔ وہ کھڑے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی کرنے والا آئے گا۔ کہے گا ناحق خون بہانے والے الگ ہو جائیں۔ وہ الگ کر دیے جائیں گے۔ ان سے خون کا ایک سیلاب بہ پڑے گا۔ پھر انہیں ایک داعی کہے گا یہ خون ان کے جسموں میں واپس کر دو۔ وہ عرض کریں گے: ہم کیسے خون ان کے جسموں میں واپس کریں؟ وہ کہے گا انہیں جہنم کی طرف لے چلو۔ اسی اثناء میں کہ انہیں جہنم کی طرف لے جایا جا رہا ہوگا کہ ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا اور کہے گا: قوم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا کرتی تھی انہیں ایسی جگہ کھڑا کر دیا جائے گا جہاں سے وہ جہنم کی تپش کو پائیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ پھر ان لوگوں کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ایسا دن ہوگا جس میں کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں تین مقامات پر (۱) میزان پر (۲) نور و ظلمت کے وقت (۳) صراط پر، اللہ تعالیٰ جسے چاہے محفوظ رکھے اور جسے چاہے پار لگا دے اور جسے چاہے آگ میں ڈال دے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ صراط کیا ہے؟ فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان راستہ ہے جو استرے جتنا تیز ہے جس پر لوگ گزریں گے جبکہ فرشتے دائیں بائیں صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ آنکڑوں سے انہیں اچک رہے ہوں گے۔ آنکڑے سعدانہ کے کانٹوں جیسے ہوں گے جبکہ وہ کہہ رہے ہوں گے بچا، بچا ان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 103، دار احیاء التراث العربی بیروت

دل قائم نہ ہوں گے اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا محفوظ رکھے گا اور جسے چاہے گا جہنم میں ڈال دے گا۔

وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۰۴﴾

”اور نہیں گمراہ کیا ہمیں مگر (ان نامی) مجرموں نے۔ تو (آج) نہیں ہے ہمارا کوئی سفارشی۔ اور نہ کوئی غمخوار دوست۔ پس اگر ہمارے اختیار میں ہوتا (دنیا میں) واپس جانا تو ہم اہل ایمان سے ہوتے۔ بیشک اس واقعہ میں (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور (اے حبیب!) بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔“

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ جو ہم سے پہلے ہو گزرے ہم نے ان کی اقتدا کی۔ پس ہم گمراہ ہو گئے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الْمُجْرِمُوْنَ سے مراد ابلیس اور حضرت آدم علیہ السلام کا قاتل بیٹا ہے۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَ لَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ اہل سماء سے ہمارا کوئی سفارشی ہے اور نہ ہی اہل زمین سے کوئی غمخوار دوست ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حَمِیْمٍ کا معنی شفیق نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر ہمارے لیے دنیا میں واپس پلٹنا ہوتا تو ہم مومن ہوتے تو ہمارے لیے بھی شفاعت ہوتی جس طرح ان کے لیے شفاعت حلال ہوئی۔ واللہ اعلم۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 104، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ
تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ
﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿۱۲۰﴾
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۲﴾

"جھٹلایا قوم نوح نے (اللہ کے) رسولوں کو۔ جب کہا انہیں ان کے بھائی نوح نے کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی اجرت۔ میرا اجر تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ پس تم ڈرو اللہ سے اور میری پیروی کرو۔ انہوں نے کہا کیا ہم (قوم کے رئیس) ایمان لائیں تجھ پر حالانکہ تمہاری پیروی صرف گھٹیا لوگ کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: مجھے کیا خبر کہ وہ کس نیت سے ایمان لائے ہیں۔ ان کا حساب تو میرے رب کے ذمہ ہے۔ اگر تمہیں (حقیقت) کا شعور ہے۔ اور نہیں ہوں میں دور بھگانے والا (غریب و مسکین) مومنوں کو۔ نہیں ہوں میں مگر (عذاب سے) صاف صاف ڈرانے والا۔ ان (مغروروں) نے کہا: اے نوح! اگر تم باز نہ آئے (تو یاد رکھو) تمہیں ضرور سنگسار کر دیا جائیگا۔ آپ نے عرض کی: میرے مالک! میری قوم نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس تو فیصلہ فرما دے میرے اور ان کے درمیان جو قطعی ہو اور (اپنے عذاب سے) نجات دے مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں اہل ایمان سے۔ پس ہم نے نجات دی انہیں اور جو آپ کے ہمراہ اس کشتی میں تھے جو کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ پھر ہم نے غرق کر دیا اس کے بعد پیچھے رہ جانے والوں کو۔ یقیناً اس واقعہ میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انؤمن کا معنی یہ نقل کیا ہے: کیا ہم آپ کی تصدیق کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی جولاہے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی نچلے درجے اور کمینے لوگ نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْذَلُوْنَ کا معنی جولاہے نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ان کے دلوں

میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ تم پر پتھروں سے بارش کی جائے گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں ضرور گالیاں دی جائیں گی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: بھری ہوئی کشتی۔ کہا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عبید بن ابرص کا قول نہیں سنا:

شَحَنَّا اَرْضَهُمْ بِالْخَيْلِ حَتّٰى تَرَكْنَا هُمْ أَذَلَّ مِنَ الصِّرَاطِ

”ہم نے ان کی زمین کو گھوڑوں سے بھر دیا، یہاں تک کہ ہم نے انہیں راستہ سے بھی زیادہ ذلیل چھوڑا“۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ الْمَشْحُوْنِ کیا ہے؟ ہم نے عرض کی نہیں۔ فرمایا: بھری ہوئی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی بھری ہوئی نقل کیا ہے۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ کشتی جو سامان سے بھری ہوئی ہو۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے اس کا معنی سامان سے بھری ہوئی نقل کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ اس کا معنی سامان سے بھری ہوئی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شعبی سے الْمَشْحُوْنِ کا معنی سامان سے لدی ہوئی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔(6)

امام عبد بن حمید نے ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔

كَذَّبَتْ عَادُ ۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۲۵﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 107، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ
اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَ اِذَا بَطَشْتُمْ
بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ
بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّیْۤ
اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَیْنَاۤ اَوَعَظْتَ اَمْ
لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ مَا نَحْنُ
بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ
اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۴۰﴾

’’جھٹلایا عاد نے (اپنے) رسولوں کو۔ جب فرمایا انہیں ان کے بھائی ہود نے: کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس (خدمت) کا کوئی صلہ۔ میرا اجر تو اس پر ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ کیا تم تعمیر کرتے ہو ہر اونچے مقام پر ایک یادگار بے فائدہ۔ اور اپنی رہائش کے لیے بناتے ہو مضبوط محلات اس امید پر کہ تم ہمیشہ رہو گے۔ اور جب تم کسی پر گرفت کرتے ہو تو بڑے ظالم و بے درد بن کر گرفت کرتے ہو۔ پس (اب تو) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور ڈرو اس ذات سے جس نے مدد کی تمہاری ان چیزوں سے جن کو تم جانتے۔ ہو (یعنی) اس نے مدد فرمائی تمہاری مویشیوں اور فرزندوں سے اور باغات اور چشموں سے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ آجائے۔ انہوں نے کہا: یکساں ہے ہمارے لیے خواہ آپ نصیحت کریں یا نہ ہوں آپ نصیحت کرنے والوں سے۔ نہیں ہے یہ (محلات کا شوق) مگر ہمارے اسلاف کا دستور (آپ فکر نہ کریں) ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ پس انہوں نے آپ کو جھٹلایا اس لیے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔‘‘

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے رِیْعٍ کا معنی راستہ، اٰیَةً کا معنی علم اور تَعْبَثُوْنَ کا معنی دل لگی کرتے ہو نقل کیا ہے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رِیْعٍ کا معنی شرف نقل کیا ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 11-110، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 109

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِرِیْعٍ کا معنی راستہ نقل کیا ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے ابوصخر سے بِرِیْعٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے: بڑے اور چھوٹے پہاڑوں کے درمیان راستہ کے سامنے والی جگہ۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِرِیْعٍ کا معنی دو پہاڑوں کے درمیان کشادہ راستہ اٰیَۃً کا معنی عمارت اور مَصَانِعَ کا معنی حمام کے بروج نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے تَعْبَثُوْنَ کا معنی تم کھیلتے ہو نقل کیا ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَصَانِعَ کا معنی پانی لینے کی جگہ ہے(4)۔ بعض قرأتوں میں ہے وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ کَاَنَّکُمْ خَالِدُوْنَ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ کا معنی یہ قول نقل کیا ہے: گویا تم نے ہمیشہ رہنا ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب تم پکڑو تو ڈنڈے اور تلوار سے پکڑو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَبَّارِیْنَ کا معنی طاقتور نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی نقل کیا ہے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کا معنی پہلے لوگوں کا دین نقل کیا ہے۔(6)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کا معنی پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ذکر کیا ہے۔(7)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ وہ کہتے ہیں یہ ایسی چیز ہے جس میں انہوں نے آمیزش کر دی ہے، ایک قرأت میں وہ یوں کہتے اختلاق الأولین۔(8)

امام فریابی، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یہ ان کا جھوٹ ہے۔(9)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی جھوٹ کی آمیزش کرنا نقل کیا ہے۔(10)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کو خاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 110
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 11-110
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 111
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 112
6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 113
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 114
9۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 113
10۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 114

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ کہتے اسی طرح پہلے لوگ پیدا کیے گئے۔ اسی طرح لوگ زندگی بسر کرتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی بسر کی ہے(1)۔ پھر وہ مرجاتے ہیں، نہ ان کو دوبارہ اٹھایا جائے گا اور نہ ہی ان سے حساب لیا جائے گا۔ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ یعنی ہم بھی پہلے لوگوں جیسے ہیں ہم اسی طرح زندگی بسر کرتے ہیں جیسے انہوں نے زندگی بسر کی پھر ہم مر جائیں گے، نہ ہمارا حساب ہوگا، نہ ہی ہم پر عذاب ہوگا اور نہ ہی دوبارہ اٹھایا جائے گا۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٤١﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٤٢﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٤٣﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٤٤﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٥٣﴾ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِيْنَ ﴿١٥٧﴾ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۗ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٥٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٥٩﴾

"جھٹلایا قوم ثمود نے رسولوں کو۔ جب کہا انہیں ان کے بھائی صالح نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے۔ میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی معاوضہ، میرا معاوضہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تمہیں رہنے دیا جائے گا اس (عیش وطرب) میں جس میں تم یہاں ہو امن سے۔ ان باغات میں اور چشموں میں اور (شاداب) کھیتوں میں اور کھجور کے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 464 (2122)، دار الکتب العلمیہ بیروت

درختوں میں جن کے شگوفے بڑے نرم و نازک ہیں۔ اور تراشتے رہو گے پہاڑوں میں گھر ماہر (سنگتراش) بنتے ہوئے، پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اتباع کرو۔ اور نہ پیروی کرو حد سے بڑھنے والوں کے حکم کی۔ جو فساد برپا کرتے رہتے ہیں زمین میں اور اصلاح (کی کوشش) نہیں کرتے۔ جواب ملا (اے صالح!) تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ نہیں ہو تم مگر ایک انسان ہماری مانند ورنہ لاؤ کوئی معجزہ اگر تم راست بازوں میں سے ہو۔ فرمایا: یہ ایک اونٹنی ہے۔ ایک دن اس کے پانی پینے کی باری ہے اور ایک مقرر دن تمہاری باری ہے۔ اور نہ پہنچانا اسے کوئی اذیت ورنہ آلے گا تمہیں بڑے دن کا عذاب۔ ان (بدبختوں) نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ پھر ہو گئے ندامت (وافسوس) کرنے والے۔ پس آلیا انہیں عذاب نے۔ بیشک اس واقعہ میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی عزیز رحیم ہے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان **طَلْعُهَا هَضِيْمٌ** کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: اس کا بعض بعض سے ملا ہوتا ہے۔ عرض کی! کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں کیا تو نے امرؤ القیس کا شعر نہیں سنا:

دَارِ الْبَيْضَاءِ الْعَوَارِضِ طِفْلَةً ... هَضُوْمَةُ الْكَشْحَيْنِ ريا المعصم

"ایک بچی گھوم رہی ہے جس کے رخسار سفید ہیں اس کی ڈھاکیں ملی ہوئی ہیں اور بازو گوشت سے پر"۔ (1)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن ابی زیاد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے: تر کھجوریں اور ایک قول میں یہ معنی کیا ہے: وہ کھجور جس کی ایک جانب پک چکی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے کہا حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے لین کا معنی نرم کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ **هَضِيْمٌ** کا معنی گداز ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب کچی کھجور شاخوں میں جا پہنچتی ہے تو بڑی ہو جاتی ہے تو یہی ہضم ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ خشک ہو جاتی ہے۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **طَلْعُهَا هَضِيْمٌ** کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ گابھا جب تو اسے چھوئے تو اس کے دانے گر پڑیں۔ (3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس میں گٹھلی نہ ہو۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **هَضِيْمٌ** کا معنی تر نرم کھجور ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 115   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً   4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 116

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تَنْحِتُوْنَ کو حاء کے کسرہ اور فٰرِهِيْنَ کوالف کے ساتھ فارھین پڑھا کرتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی فخر سے چلنے والا نقل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصالح سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اسے تراشنے میں ماہر ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کا معنی فخر سے چلنے والے روایت کیا ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے فٰرِهِيْنَ کا معنی انتہائی حریص بیان کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی متکبر نقل کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے عبد اللہ بن شداد سے فٰرِهِيْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ تکبر کرتے ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے: تم اپنے کاموں پر خوش ہوتے ہو۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُطِيْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ کی تفسیر میں الْمُسْرِفِيْنَ کا معنی شرک کرنے والے اور الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی جادوگر کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی جن پر جادو کیا گیا ہو نقل کیا ہے۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الْمُسَحَّرِيْنَ کا معنی بوسیدہ نقل کیا ہے۔ پھر لبید بن ربیعہ کا یہ شعر پڑھا:

اِنْ تَسْاَلِيْنَا فِيْمَ نَحْنُ فَاِنَّنَا عَصَافِيْرُ مِنْ هٰذَا الْاَنَامِ الْمُسَحَّرِ

"اگر تو ہم سے سوال کرے کہ ہم کس حالت میں ہیں بیشک ہم بوسیدہ مخلوق کی چڑیاں ہیں"۔(8)

امام ابن انباری نے "الوقف والابتداء" میں ابوصالح اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے جنہیں دھوکہ دیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْمُسَحَّرِيْنَ میں حاء مشدد ہے اور المسحر سے مراد ایسی رعیت جن کا کوئی بادشاہ نہ ہو۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب "من عاش بعد الموت" میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 116 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 117
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 119 8۔ ایضاً

اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ آپ پر ایمان لے آئے۔ پھر جب ان کا وصال ہوا تو ان کی قوم نے کفر اختیار کر لیا اور اسلام سے پھر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حضرت صالح علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی طرف بھیجا۔ فرمایا: میں صالح ہوں۔ لوگوں نے کہا: حضرت صالح تو فوت ہو چکے ہیں۔ اگر تم صالح ہو تو کوئی نشانی لاؤ اللہ تعالیٰ نے اونٹنی بھیج دی۔ ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور کفر اختیار کیا تو انہیں ہلاک کر دیا گیا۔ ایک کپڑا بننے والے نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں جسے قدار بن سالف کہتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس روز اونٹنی کی باری ہوتی تو وہ سارے کا سارا پانی پی جاتی اور جس روز لوگوں کی پانی کی باری ہوتی تو یہ ان کے لیے، ان کے چوپاؤں اور ان کی زمینوں کے لیے ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس دن اونٹنی کی باری ہوتی تو لوگ جتنا چاہتے اونٹنی انہیں دودھ دیتی۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٦٠﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٦١﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٦٣﴾ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٤﴾ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦٥﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ﴿١٦٧﴾ قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ﴿١٦٨﴾ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٧٠﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٧١﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٧٢﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۤءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٣﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٧٤﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٧٥﴾

"جھٹلایا قوم لوط نے اپنے رسولوں کو جب کہا ان سے ان کے بھائی لوط نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے؟ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو۔ اور میں نہیں مانگتا تم سے

اس (تبلیغ) پر کوئی معاوضہ۔ میرا معاوضہ تو اس کے ذمہ ہے جو رب العالمین ہے۔ کیا تم بدفعلی کے لیے جاتے ہو مردوں کے پاس ساری مخلوق سے اور چھوڑ دیتے ہو جو پیدا کی ہیں تمہارے لیے تمہارے رب نے تمہاری بیویاں۔ بلکہ تم حد سے بڑھنے والے لوگ ہو۔ وہ (غصہ سے) کہنے لگے (خاموش!) اے لوط! اگر تم اس سے باز نہ آئے تو تمہیں ضرور ملک بدر کر دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا: (سن لو!) میں تمہارے اس (گندے) فعل سے بیزار ہوں۔ میرے مالک! نجات دے مجھے اور میرے اہل وعیال کو اس (کی شامت) سے جو وہ کرتے ہیں۔ سو ہم نے نجات دے دی اسے اور اس کے سب اہل کو سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ پھر ہم نے نام ونشان مٹا دیا دوسروں کا اور ہم نے برسائی ان پر (پتھروں کی) بارش۔ پس بڑی تباہ کن تھی وہ بارش جو برسی ان پر جنہیں ڈرایا گیا (اور وہ باز نہ آئے) بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور بلاشبہ (اے محبوب!) آپ کا پروردگار ہی عزیز رحیم ہے۔''

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ارشاد باری تعالیٰ وَتَذَرُوْنَ مَاخَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے عورتوں کے سامنے سے خواہش کو پورا کرنا چھوڑ دیا ہے اور مردوں اور عورتوں کی پشت کی طرف خواہش پوری کرنے لگے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو تمہارے لیے مناسب تھا یعنی قُبل اس کو چھوڑ دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے عورتوں کے سامنے سے لطف اندوز ہونے کو چھوڑا اور مردوں کی دبر سے لطف اندوز ہونے لگے۔

امام ابن منذر، ابن جریج رحمہما اللہ سے عٰدُوْنَ کا معنی حد سے تجاوز کرنے والے نقل کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں وَوَاعَدْنَاهُ أَنْ نُّؤْمِنَهُ أَجْمَعِيْنَ...... فِي الْغَابِرِيْنَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی جو عذاب میں لتھڑی گئی۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی: مجھے اللہ کے فرمان الْغٰبِرِيْنَ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا: باقی رہنے والے۔ عرض کی: کیا عرب اسے جانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں کیا تم نے عبید بن ابرص کا شعر نہیں سنا:

ذَهَبُوْا وَخَلَّفَنِي الْمُخَلِّفُ فِيهِمْ فَكَأَنَّنِي فِي الْغَابِرِيْنَ غَرِيْبُ

''وہ چلے گئے اور پیچھے چھوڑنے والے نے مجھے ان میں چھوڑ دیا، گویا میں باقی رہنے والوں میں اجنبی تھا''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ وَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَ زِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ وَ اتَّقُوا الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۸۴﴾ قَالُوْۤا اِنَّمَاۤ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَ اِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّيْۤ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۹۱﴾

”جھٹلایا اہل ایکہ نے بھی (اپنے) رسولوں کو۔ جب فرمایا انہیں شعیب (علیہ السلام) نے: کیا تم (قہر الٰہی سے) نہیں ڈرتے۔ بیشک میں تمہارے لیے رسول امین ہوں۔ پس ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری پیروی کرو۔ اور میں نہیں طلب کرتا تم سے اس پر کوئی اجر۔ میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جو سارے جہانوں کو پالنے والا ہے۔ اور پورا کیا کرو ناپ اور نہ ہو جاؤ کم ناپنے والوں سے۔ اور وزن کیا کرو صحیح ترازو سے۔ اور نہ کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرا کرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے۔ اور ڈرو اس سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں اور (تم سے) پہلی مخلوق کو۔ انہوں نے (جھلا کر) کہا تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ اور نہیں ہو تم مگر ایک بشر ہماری مانند اور ہم تو تمہارے متعلق یہ خیال کر رہے ہیں کہ تم جھوٹوں میں سے ہو۔ (ہم تمہاری بات نہیں مانتے) لو اب گرادو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا اگر تم راست بازوں میں سے ہو۔ آپ نے فرمایا: میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کر رہے ہو۔ سو انہوں نے جھٹلایا شعیب کو تو پکڑ لیا انہیں چھتری والے دن کے عذاب نے۔ بیشک یہ بڑے دن کا عذاب تھا۔ بیشک اس میں بھی (عبرت کی) نشانی ہے اور نہیں تھے ان میں سے اکثر لوگ ایمان لانے والے۔ اور یقیناً آپ کا رب ہی سب پر غالب ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔“

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لْئَيْكَةِ نقل کیا ہے، کہا یا ایکہ ہی ہے۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اصحاب ایکہ سے مراد غیضہ ہیں جو ساحل سمندر سے مدین تک رہائش پذیر تھے۔ وہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیے گئے۔ اصحاب ایکہ نے شرک کرنے کے ساتھ اصحاب مدین والا کام شروع کیا۔ حضرت شعیب نے انہیں فرمایا: میں تمہارے لیے رسول ہوں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر دنیا میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا، میرا اجر تو اللہ رب العالمین کے ذمہ ہے، اس ذات سے ڈرو جس نے تمہیں اور پہلے لوگوں کو پیدا کیا جو نافرمانیوں کے باعث ہلاک کر دیے گئے اور ان جیسے اعمال کر کے تم ہلاک نہ ہو۔ انہوں نے کہا تو بھی بوسیدہ ہونے والوں میں سے ہے۔ كِسَفًا کا معنی ٹکڑا ہے اور عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے ان پر باد سموم بھیجی۔ وہ سات دن تک ان پر چلتی رہی یہاں تک کہ گرم ہوا نے انہیں پکا دیا۔ ان کے گھر گرم ہو گئے۔ ان کے پانی کنوں اور چشموں میں جوش مارنے لگے۔ وہ اپنے گھروں اور محلوں سے بھاگتے ہوئے نکل پڑے جبکہ باد سموم ان کے ساتھ تھی۔ اوپر سے اللہ تعالیٰ نے ان پر سورج کو مسلط کر دیا۔ اس نے انہیں ڈھانپ لیا یہاں تک کہ ان کی کھوپڑیاں حرکت کرنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے نیچے سے سخت گرمی کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں کے گوشت گر گئے پھر ان کے لیے سایہ پیدا کیا گیا جو سیاہ بادل جیسا تھا۔ جب انہوں نے اس سایہ کو دیکھا تو اس سے سایہ حاصل کرنے کے لیے جلدی کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب سب اس کے نیچے اکٹھے ہو گئے۔ وہ ان پر آ پڑا اور سب ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب اور اہل ایمان کو بچا لیا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی پہلی مخلوق نقل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ الْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی مخلوق نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ کا معنی آسمان کا ٹکڑا نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدین کو تین قسم کے عذاب دیے گئے۔ انہیں زلزلہ نے آ لیا جبکہ وہ اپنے گھروں میں موجود تھے یہاں تک کہ وہ اپنے گھروں سے باہر نکل گئے۔ جب وہ گھروں سے باہر نکلے تو انہیں شدید خوف نے آ لیا۔ وہ گھروں میں داخل ہونے سے ڈر گئے کہ کہیں وہ گھر ان پر گر ہی نہ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر سایہ بھیج دیا۔ تو ایک آدمی اس سائے کے نیچے داخل ہو گیا۔ اس نے کہا میں نے آج جیسا پاکیزہ اور ٹھنڈا سایہ نہیں دیکھا۔ اے لوگو! آؤ۔ وہ سب سایہ کے نیچے داخل ہو گئے۔ تو اس نے ان میں چیخ ماری تو وہ سب اکٹھے مر گئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ کا معنی درخت والے کیا ہے، وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ہیں اصحاب الرس سے مراد کنویں والے ہیں۔ یہ بھی حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن منذر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو اصحاب ایکہ کی طرف بھیجا۔ ایکہ سے مراد جنگل ہے۔ تو اس قوم نے حضرت شعیب علیہ السلام کو جھٹلا دیا اور انہیں یوم الظلہ کے عذاب نے پکڑ لیا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے ان پر جہنم کا ایک دروازہ کھول دیا تو ان پر ایسی گرمی چھا گئی جس کی وہ طاقت نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے پانی اور دوسری چیزوں سے ٹھنڈک حاصل کی جن پر قدرت رکھتے تھے۔ وہ اس حالت میں تھے کہ ان کے لیے ایک بادل اٹھایا گیا جس میں ٹھنڈی پاکیزہ ہوا تھی۔ جب انہوں نے اس کی ٹھنڈک کو پایا تو اس سایہ کی طرف چل پڑے۔ وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے اس سایہ کے پاس آئے۔ وہ پہلے جس چیز میں تھے سب اس سے نکل پڑے۔ جب وہ سارے کے سارے اس کے نیچے جمع ہو گئے تو عذاب نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ سے یہی مراد ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر سات دن اور رات گرمی کو مسلط کر دیا یہاں تک کہ وہ گھر کے سایہ اور پانی کی ٹھنڈک سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ پھر کھلے میدان میں ان کے لیے ایک بادل بلند کیا گیا۔ تو انہوں نے اس سایہ کے نیچے آرام پایا تو وہ ایک دوسرے کو بلانے لگے یہاں تک کہ جب وہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ کو بھڑکا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت فَاَخَذَهُمۡ عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان پر رات کی گرمی اور سخت حرارت کو بھیجا اس نے ان کی سانسوں کو پکڑ لیا۔ وہ گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہو گئے تو یہ عذاب ان کے گھروں کے تہ خانوں میں داخل ہو گیا۔ عذاب نے ان کی سانسوں کو گرفت میں لے لیا۔ وہ گھروں سے بھاگ کر کھلے میدان کی طرف نکل گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کو بھیجا جس نے انہیں سورج کی تپش سے سایہ دیا۔ انہوں نے اس سایہ کی ٹھنڈک اور لذت پائی تو انہوں نے ایک دوسرے کو بلایا یہاں تک کہ جب وہ سب اس کے نیچے جمع ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ گرا دی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر گرمی کو سات دن تک مسلط کیا۔ انہیں نہ کوئی سایہ دیتا اور نہ ہی انہیں کوئی چیز نفع دیتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل بھیجا تو وہ اس کے سایہ میں سکون چاہنے کے لیے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لیے عذاب بنا دیا جس نے انہیں جلا دیا۔ ان پر آگ بھیجی گئی۔ وہ بھڑک اٹھی جو انہیں کھا گئی۔ یہی عَذَابُ يَوۡمِ الظُّلَّةِ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں شدید گرمی نے آ لیا یہاں تک کہ اس نے انہیں پریشان کر دیا تو وہ باہر نکل گئے۔ ان کے لیے بادل اٹھایا گیا۔ وہ اس کی طرف چل دیے۔ جب وہ اس کا سایہ لینے لگے تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 127، داراحیاء التراث العربی بیروت

ان پر عذاب بھیجا گیا تو ان میں سے کوئی بھی نہ بچا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام انہیں دراہم کاٹنے سے منع کرتے تھے۔ تو انہیں سایہ والے عذاب نے آلیا۔ جب جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے سایہ کو دور کر دیا اور سورج کو ان پر گرم کر دیا گیا۔ تو سب یوں جل گئے جیسے مکڑی دیگچی میں جل جاتی ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے مجاہد سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ عذاب کا سایہ ان پر آگیا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: علماء میں سے جو تجھے یہ بتائے کہ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کیا ہے تو اس کو جھٹلا دے۔ (2)

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جو تمہیں یہ بتائے کہ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کیا ہے (3) فرمایا: انہیں شدید گرمی نے آلیا اور انہیں گھروں سے پریشانی کے عالم میں باہر نکال دیا تو ان کے لیے بادل تیار کیا گیا تو سارے لوگ اس بادل کے پاس آگئے۔ اس میں چیخ ماری گئی۔ (4) واللہ اعلم۔

وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ
لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَ
لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾
كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا
الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ
نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ
سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَ مَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ذِكْرٰى
وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَ مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 128
3۔ درمنثور میں عبارت اسی طرح ہے تاہم انقطاع محسوس ہوتا ہے۔ (مترجم)
4۔ ایضاً

یَسْتَطِیْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ﴿۲۱۳﴾

''اور بلا شبہ یہ کتاب رب العالمین کی اتاری ہوئی ہے۔ اترا ہے اسے لے کر روح الامین (یعنی جبرائیل علیہ السلام) آپ کے قلب (منیر) پر تا کہ بن جائیں آپ (لوگوں کو) ڈرانے والوں سے۔ یہ ایسی عربی زبان میں ہے جو بالکل واضح ہے اور اس کا (ذکر خیر) پہلے لوگوں کی کتابوں میں بھی ہے۔ کیا نہیں تھی ان (مشرکین مکہ) کے لیے آپ کی سچائی کی یہ دلیل کہ جانتے ہیں آپ کو بنی اسرائیل کے علماء اور اگر ہم اتارتے قرآن کو کسی غیر عربی زبان پر پھر وہ ان کو پڑھ کر سناتا تب بھی وہ ایمان لانے والے نہیں تھے یونہی ہم نے داخل کر دی ہے انکار کی عادت مجرموں کے دلوں میں۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے اس پر جب تک دیکھ نہ لیں دردناک عذاب کو۔ سو وہ آئے گا ان پر اچانک اور انہیں اس (کی آمد) کا احساس ہی نہ ہوگا۔ تب (بصد حسرت) کہیں گے کیا ہمیں مزید مہلت ملے گی؟ کیا وہ اب ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں؟ کیا تم نے کچھ غور کیا اگر ہم لطف اندوز ہونے دیں انہیں چند سال پھر (یہ عرصہ گزرنے کے بعد) آئے ان پر وہ عذاب جس سے انہیں ڈرایا جاتا تھا تو کیا نفع دیں انہیں (اس وقت) وہ (ساز و سامان) جن سے وہ لطف اندوز ہوتے رہتے تھے۔ اور نہیں ہلاک کیا ہم نے کسی بستی کو مگر اس کے لیے ڈرانے والے (بھیجے گئے) تھے یاد دہانی کے لیے اور ہم ظالم نہیں تھے اور نہیں اترے اس قرآن کو لے کر شیاطین اور نہ یہ ان کے لیے مناسب ہے اور نہ ہی وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ انہیں (شیطانوں کو) تو اس کے سننے سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔ پس نہ پکارا کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور خدا کو ورنہ تو ہو جائے گا ان لوگوں میں سے جنہیں عذاب دیا گیا ہے''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّهٗ میں ضمیر سے مراد قرآن ہے اور الروح الامین سے مراد جبرائیل امین ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ سے مراد جبرائیل امین ہیں میں نے موتیوں کے ان کے چھ سو پر دیکھے۔ جبرائیل امین نے انہیں پھیلایا تو وہ موروں کے پروں جیسے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت ہے، میرا گمان ہے کہ انہوں نے حضرت سعد سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار! بے شک روح الامین نے میرے دل میں پھونکا ہے کہ کوئی نفس ہرگز نہیں مرے گا یہاں تک کہ اپنا رزق پورا کر لے اگر چہ وہ اس کے پاس سستی سے پہنچے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

فرمایا: تمہیں جنت کے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی کوئی چیز نہیں سوائے ان چیزوں کے جن کا میں نے تمہیں حکم دیا ہے اور تمہیں جہنم کے قریب کرنے والی اور جنت سے دور کرنے والی کوئی چیز نہیں مگر جن چیزوں سے میں نے تمہیں منع کیا ہے۔ روح الامین نے میرے دل میں پھونکا ہے کہ کوئی نفس نہیں مرتا یہاں تک کہ وہ اپنا رزق پورا کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اچھی طرح طلب کرو رزق کے حصول میں دلیری تمہیں برانگیختہ نہ کرے کہ تم اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ تلاش کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی طاقت سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قریش کی زبان میں نازل کیا۔ اگر قرآن حکیم عربی زبان میں نہ ہوتا تو وہ اسے نہ سمجھ سکتے۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ سے مراد بنی جرہم کی زبان ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مکہ میں سے قریش کی ایک جماعت کسی کام سے بنی قریظہ کے یہودیوں کے پاس آئی تو یہودیوں کو تورات پڑھتے دیکھا۔ تو قریشیوں نے کہا ہم اس سے کیا فائدہ پائیں گے جو تمہاری یہ تورات پڑھے گا؟ یہ لوگ تو ہم پر (حضرت) محمد اور اس کے اصحاب سے بھی سخت ہیں۔ یہودیوں نے کہا ہم ان سے بری ہیں وہ تو تورات اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں کو جھٹلاتے ہیں۔ وہ تو صرف دنیاوی ساز و سامان کے طلب گار ہیں۔ قریشیوں نے کہا جب تم ان کو ملو تو انہیں خاموش کر دو۔ منافقوں نے کہا اسے تو ان جیسا ایک انسان تعلیم دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات وَ اِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ نازل فرمائیں۔ یعنی حضور ﷺ کا، آپ کی صفت، آپ کی نعت اور اللہ تعالیٰ کا حکم پہلی کتابوں میں موجود ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بیشک یہ ان کتابوں میں سے ہے جو پہلے رسولوں پر نازل کی گئیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی ''پہلوں کی کتابوں'' کیا ہے اور ''بنی اسرائیل'' سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ وہ جانتے تھے کہ وہ محمد ﷺ کو اپنے ہاں تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے تھے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے اَوَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً یاء کے ساتھ قرأت کی ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 131، داراحیاء التراث العربی بیروت

روایت نقل کی ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام اور دوسرے علماء ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بنی اسرائیل کے علماء میں سے تھے اور وہ ان کے نیک لوگوں میں سے تھے۔ وہ قرآن حکیم پر ایمان لاتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ ارشاد فرمایا اَوَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مبشر بن عبید القرشی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَوَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ اٰیَةً سے مراد یہ ہے کہ کیا ان کے لیے قرآن نشانی نہیں۔

امام ابن سعد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ علماء بنی اسرائیل سے مراد پانچ علماء ہیں (1) اسد (2) اسید (3) ابن یامین (4) ثعلبہ (5) عبداللہ بن سلام۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی زبان پر نازل فرماتے تو عرب اس میں سب لوگوں سے بری حالت میں ہوتے وہ اسے نہ سمجھتے اور نہ یہ جانتے کہ یہ کیا ہے؟

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر اللہ تعالیٰ اسے عجمی زبان میں نازل فرماتا تو یہ لوگ سب سے زیادہ خسارہ پانے والے ہوتے کیونکہ یہ تو عجمی زبان کو جانتے ہی نہیں تھے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے الْاَعْجَمِیْنَ کا معنی ایرانی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ میں "ہ" ضمیر سے مراد شرک لیا ہے یعنی ہم نے شرک کو مجرموں کے دلوں میں رکھ دیا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو جہضم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو دیکھا گیا کہ آپ پریشان ہیں تو صحابہ نے اس بارے میں آپ سے پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو جبکہ میں نے اپنے دشمن کو دیکھا کہ میرے بعد میری امت کی باگ ڈور میرے دشمنوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ۙ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۙ مَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ نازل فرمائیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُنْذِرُوْنَ کا معنی رسول ہیں۔(6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَاۤ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کے ساتھ کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس رسول، حجت اور بیان آ گیا اور مکمل طور پر حجت اللہ کی ہے "ذِکْرٰی" سے مراد ان کے لیے نصیحت ہے، عظمت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 130 2۔ ایضاً 3۔ طبقات، ابن سعد، جلد 2، صفحہ 353، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 132 5۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 133 6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 135

حجت اللہ کی ہے۔ وَ مَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ظلم کریں مگر بینہ، حجت اور عذر کے بعد ہی ایسا ہوتا ہے یہاں تک کہ ہم رسول بھیجیں اور کتابیں نازل کریں۔ قرآن حکیم شیطان نازل نہیں کر سکتے نہ ہی اس پر قادر ہیں اور نہ ہی اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ بیشک وہ آسمان سے کوئی چیز سننے سے روک دیے گئے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگوں نے گمان کیا شیطان اسے حضور ﷺ پر نازل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں باخبر کیا کہ شیطان اس پر قادر نہیں۔ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہیں مناسب بھی نہیں کہ وہ اس کے ساتھ اتریں جبکہ وہ اس امر سے روک دیے گئے ہیں۔

وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

"اور آپ ڈرایا کریں اپنے قریبی رشتہ داروں کو۔"

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے "شعب الایمان اور دلائل" میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے عام وخاص کو بلایا، فرمایا: اے قریش کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ میں (اپنے طور پر) تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں۔ اے بنی کعب بن لؤی! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے بنی قصی! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے بنی عبدالمطلب! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں تمہارے نفع ونقصان کا مالک نہیں، خبردار! تمہیں رشتہ داری حاصل ہے، میں اس کی تری کے ساتھ تری رکھوں گا۔(2)

امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اٹھے، فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ، اے صفیہ بنت عبدالمطلب اور اے بنی عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں، میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو۔(3)

امام مسدد، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، بغوی نے معجم میں، باوردی، طحاوی، ابوعوانہ، ابن قانع، طبرانی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ایک چوٹی پر تشریف لے گئے تو اس کے بلند پتھر پر چڑھے۔ پھر فرمایا: اے بنو عبد مناف! میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں، میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جو دشمن دیکھے، وہ گھر جانا چاہتا ہے تو اسے ڈر ہوتا ہے کہ دشمن اس کے گھر والوں تک اس سے پہلے پہنچ جائے گا۔ تو وہ چیخنا شروع کر دیتا ہے یا صباحاہ ...... یا صباحاہ تم پر حملہ ہو گیا، تم پر حملہ ہو گیا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 135 (مفہوم)

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 316 (3185)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 480 (2310)

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب وانذر عشیرتک الاقربین، جلد 3، صفحہ 70 (353)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھیں اور آواز کو بلند کیا، فرمایا: اے بنی عبد مناف! یا صباحاہ۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ رونے لگے۔ پھر آپ نے اپنے گھر والوں کو جمع کیا، فرمایا: اے بنوعبد مناف! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو عبد المطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ اپنے آپ کو عذاب سے بچاؤ، میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا سوائے اس کے کہ تمہیں رشتہ داری حاصل ہے۔ میں اس کی تری کے ساتھ اسے تر رکھوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ ایک چھوٹے پہاڑ پر جلوہ افروز ہوئے، آواز دی: یا صباحاہ! لوگ جمع ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ڈرایا۔ پھر فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔ اے فاطمہ بنت محمد! ﷺ اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیرے لیے کسی چیز کا مالک نہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت زبیر بن عوام سے روایت نقل کی ہے: جب یہ آیت نازل ہوئی تو جبل ابی قبیس پر چڑھ کر یوں آواز دی: اے عبد مناف والو! میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں۔ قریش آ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں خبردار کیا اور ڈرایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کا ذکر کیا اور فرمایا: عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ سے مراد میری قوم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے ایک ایک قبیلہ کر کے دعوت دینا شروع کی۔

امام سعید بن منصور، امام بخاری، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں یعنی ان میں سے مخلص لوگوں کو ڈرائیں تو نبی کریم ﷺ نکلے یہاں تک کہ صفا پر چڑھے تو بلند آواز سے ندا دی: یا صباحاہ لوگوں نے کہا یہ کون آواز دے رہا ہے؟ دوسرے لوگوں نے جواب دیا: محمد۔ تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ جب ایک آدمی خود نہ جا سکا تو اس نے اپنا آدمی بھیجا تا کہ دیکھے کہ کیا صورت حال ہے۔ ابولہب اور قریش کے لوگ آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں بتاؤں کہ وادی میں گھوڑ سوار دستہ ہے جو ارادہ رکھتا ہے کہ تم پر حملہ کرے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ بولے: ہاں کیونکہ ہمارا تجربہ آپ کے بارے میں سچ کا ہے۔ فرمایا: میں تمہیں خبردار کرنے والا ہوں، میرے سامنے عذاب ہے۔ ابولہب نے کہا: تمام دن تمہارے لیے ہلاکت ہے، کیا اسی لیے تو نے ہمیں جمع کیا تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 317 (3186)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ (سورۂ لہب)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے صفا پہاڑی پر ایک ایک خاندان کو آواز دی۔ آپ انہیں اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے۔ اسی بارے میں مشرکوں نے کہا اس نے چیختے چلاتے ہوئے رات گزاری۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی موت سے پہلے اپنے گھر والوں کو جمع کیا، فرمایا: خبردار! میرے لیے میرا عمل اور تمہارے لیے تمہارا عمل۔ خبردار میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کسی چیز کا فائدہ نہ دے سکوں گا۔ خبردار! میرے لیے دوست متقین ہیں۔ خبردار! میں قیامت کے روز اسی حالت میں تم کو نہ جانوں کہ تم رشتہ داری پر دنیا اٹھائے ہوئے آؤ جبکہ لوگ آخرت لے کر آئیں۔ اے صفیہ بنت عبد المطلب! اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمل کرو کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کسی چیز کا کوئی فائدہ نہیں دوں گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: اے بنی ہاشم، اے صفیہ جو رسول اللہ کی پھوپھی تھیں! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز کا نفع نہیں دوں گا۔ خبردار! ایسا نہ ہو کہ لوگ آخرت کو اٹھا کر لائیں اور تم دنیا کو اٹھا لاؤ۔ تم میرے پاس حوض پر آؤ گے جو دائیں بائیں سمت والا ہے۔ تم میں سے ایک آدمی کہے گا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فلاں بن فلاں ہوں تو میں حسب کو پہچانوں گا اور وصف کا انکار کر دوں گا۔ اس چیز سے بچو کہ تم میں سے کوئی ایک قیامت کے روز آئے تو وہ اپنی پشت پر سرکش گھوڑے اٹھائے ہوئے ہو یا ایسا اونٹ اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو یا ایسی بکری اٹھائے ہوئے ہو جو ممیا رہی ہو یا چمڑے کا ضمیمہ اٹھائے ہوئے ہو، تو وہ مجھ سے دور کر دیے جائیں گے اور مجھے کہا جائے گا آپ انہیں جانتے ہیں کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کیا اپنے نفس کو پاکیزہ رکھو میرے بعد پچھلے پاؤں مڑ جانے (یعنی کفر و شرک کا ارتکاب کرنے) سے بچو۔ عکرمہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ اس وقت فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل فرمائی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو ہاشم کو جمع کیا۔ مردوں کو دروازے پر بٹھایا، ان کی عورتوں اور اپنے گھر والوں کو جمع کیا اور انہیں اپنے گھر کے اندر بٹھایا۔ پھر ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے بنو ہاشم! اپنے آپ کو آگ کے عذاب سے بچاؤ، اپنی گردنوں کو آزاد کرانے میں کوشش کرو، اپنے آپ کو اللہ کی پکڑ سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ پھر آپ اپنے گھر والوں کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا: اے عائشہ بنت ابی بکر، اے حفصہ بنت عمر، اے ام سلمہ (2)، اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اے ام زبیر! جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچاؤ اور اپنی گردنوں کو آزاد کرانے میں کوشش کرو

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 4، صفحہ 1787 (4492)، دار ابن کثیر دمشق

2۔ یہ تمام محل نظر ہیں کیونکہ آیت مکی ہے، دوسری روایات میں اس بات کی تصریح ہے کہ خاندان کو ڈرانے والا معاملہ مکہ مکرمہ میں ہوا جب کہ یہ تینوں ازواج مطہرات مدینہ طیبہ میں حرم نبوی میں داخل ہوئیں۔ (مترجم)

کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کسی چیز سے بچا سکتا ہوں اور نہ نفع دے سکتا ہوں۔ حضرت عائشہ رونے لگیں اور عرض کی: کیا وہ ایسا دن ہوگا جس میں آپ ہمیں کچھ فائدہ نہ دیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ تین جگہوں میں، میں تمہیں کچھ فائدہ نہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ (الانبیاء:47) اس وقت میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمہیں کچھ فائدہ نہ دوں گا اور نہ اس کی طرف سے کسی چیز کا مالک ہوں گا۔ نور کے وقت، اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہے اس کے نور کو مکمل کر دے اور جس کے بارے میں چاہے اسے تاریکیوں میں گرا دے اس حال میں کہ اسے وہاں غم میں مبتلا رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں، میں تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں اور نہ ہی اس کے مقابلہ میں، میں تمہیں کچھ فائدہ پہنچاؤں گا۔ پل صراط سے گزرتے وقت اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں چاہے گا اسے محفوظ رکھے گا اور جس کے بارے میں چاہے گا اسے پل صراط سے گزار دے گا اور جس کے بارے میں چاہے گا آگ میں گرا دے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہم موازین کو جانتے ہیں، اس کے دو پلڑے ہوتے ہیں، اس کے بائیں پلڑے میں کوئی چیز رکھی جاتی ہے تو ایک پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور دوسرا ہلکا ہو جاتا ہے، ہم نور اور ظلمت کو بھی جانتے ہیں، تو یہ صراط کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کے درمیان ایک راستہ ہے جس کے اوپر سے لوگ گزریں گے، یہ تلوار کی دھار جیسا تیز ہوگا۔ جبکہ فرشتے دائیں بائیں جانب سے انہیں گھیرے ہوں گے۔ وہ آنکڑوں سے انہیں اچک رہے ہوں گے۔ وہ لوہے کے آنکڑے سعدانہ کے کانٹے جیسے ہوں گے۔ جبکہ وہ زبان سے کہہ رہے ہوں گے رب سلم رب سلم۔(1)

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے مجھے بلایا، فرمایا: اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو بلاؤں تو میرے دل میں تنگی محسوس ہوئی اور میں پہچان گیا کہ میں جب بھی اس کا آغاز کروں گا تو میں ان سے ایسا طرز عمل دیکھوں گا جو مجھے ناپسند ہوگا۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اس پر خاموش رہے یہاں تک کہ حضرت جبرائیل امین حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: اے محمد! ﷺ جو آپ کو حکم دیا گیا اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ کا رب آپ کو عذاب دے گا۔

اے علی! تو میرے لیے ایک صاع کھانا بنا۔ اس پر بکری کی ایک ٹانگ (بھون کر) رکھ اور ہمارے لیے دودھ کے ایک بڑے پیالے کا انتظام کر۔ پھر میرے لیے بنو عبدالمطلب کو جمع کرتا کہ میں ان سے گفتگو کروں اور جو مجھے حکم دیا گیا ہے میں ان تک پہنچاؤں (حضرت علی نے کہا) رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو حکم دیا تھا میں نے ایسا کیا۔ پھر میں نے بنی عبدالمطلب کو دعوت دی۔ اس روز ان کی تعداد چالیس (40) تھی، ایک زائد یا ایک کم۔ ان افراد میں آپ کے چچا ابو طالب، حضرت حمزہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہم اور ابو لہب بھی تھے۔

جب وہ سب آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ نے مجھے وہ کھانا لانے کو کہا جو میں نے ان کے لیے بنایا تھا۔ تو میں وہ کھانا

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 197 (11246)، دار الفکر بیروت

لے آیا۔ جب میں نے وہ کھانا رکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کا ایک ٹکڑا لیا، اسے اپنے دانتوں سے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ پھر اسے کھانے کے برتن کے اطراف میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ لوگوں نے اسے کھایا یہاں تک کہ اسے اس وقت چھوڑا جب برتن میں ان کی انگلیوں کے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ اللہ کی قسم! ایک آدمی اتنا کھا رہا تھا جو سب کے لیے پیش کیا گیا تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! ان لوگوں کو پلاؤ۔ تو میں وہ دودھ کا برتن لایا۔ انہوں نے اس برتن سے پیا یہاں تک کہ وہ سب سیراب ہو گئے۔ اللہ کی قسم! ان میں سے ہر ایک اسی طرح پیتا تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا ارادہ کیا تو ابولہب نے گفتگو میں جلدی کی اور کہا: تم پر تمہارے ساتھی نے جادو کر دیا ہے۔ لوگ بکھر گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے گفتگو نہ کر سکے۔

جب اگلا دن آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! جو تو نے بات سنی ہے اس کی طرف وہ مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔ میری بات کرنے سے پہلے ہی لوگ بکھر گئے۔ جو کھانا تو نے کل بنایا تھا ایسا ہی کھانا دوبارہ ہمارے لیے بنا۔ پھر ان سب کو میرے لیے جمع کر۔ میں نے ایسے ہی کیا پھر میں نے انہیں جمع کیا۔ پھر آپ نے مجھے کھانا لانے کو کہا تو میں نے کھانا پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا جیسے گذشتہ روز کیا تھا۔ انہوں نے کھانا کھایا، دودھ پیا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کی۔ فرمایا: اے بنو عبد المطلب! اللہ کی قسم! میں عربوں میں کسی ایسے آدمی کو نہیں جانتا جو اپنی قوم کے پاس ایسی چیز لایا ہو جو اس سے افضل ہو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں، میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائی لایا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اس کی طرف بلاؤں۔ تم میں سے کون میری اس معاملہ میں مدد کرے گا۔ میں نے عرض کی جبکہ میں سب سے کم عمر تھا: میں اس کام کے لیے حاضر ہوں۔ لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد المطلب کو جمع کیا۔ اس وقت وہ چالیس افراد تھے۔ ان میں سے دس افراد دو سال کا بچھڑا کھا جاتے تھے اور دودھ کا بڑا برتن پی جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بکری کی ایک ٹانگ پکانے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے وہ کھانا تیار کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک ٹکڑا لیا اور اسے کھایا۔ پھر اسے کھانے کے برتن کے اطراف میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر قریب ہو جاؤ۔ لوگ دس دس کی قطار میں کھانے کے قریب ہو گئے۔ انہوں نے کھانا کھایا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دیا۔ پھر آپ نے دودھ کا برتن منگوایا۔ اس سے ایک گھونٹ پیا۔ پھر انہیں عطا کر دیا۔ پھر فرمایا: اللہ کا نام لے کر اسے پیو۔ انہوں نے اسے پیا یہاں تک کہ سارے کے سارے سیراب ہو گئے۔ ایک آدمی نے ان کی قطع کلامی کی اور انہیں کہا اس آدمی کی مثل تم پر کسی نے جادو نہیں کیا ہے۔ اس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور کوئی گفتگو نہ کی۔

پھر اگلے دن انہیں اسی قسم کے کھانے اور مشروب پر دعوت دی۔ پھر ان سے گفتگو کرنے میں جلدی کی، فرمایا: اے بنو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی

عبدالمطلب! میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہارے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں، میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جیسی چیز تمہارے پاس کوئی بھی نہیں لایا۔ میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بھلائیاں لایا ہوں، اسلام قبول کرلو، تم محفوظ ہو جاؤ گے اطاعت کرو، ہدایت پا جاؤ گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کو خبردار کریں اور اس کام کا آغاز اپنے گھر اور اپنے خاندان سے کریں۔ حضرت ابن عباس نے ساتھ ہی یہ آیت پڑھی وَ كَذَّبَ بِهٖ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ (الأنعام-66)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو یوں پڑھتے وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ وَ رَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ۔(1)

امام ابن مردویہ، ابن عساکر اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالواحد دمشقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو حدیث پڑھاتے اور انہیں فتویٰ دیا کرتے تھے جبکہ ان کی اولاد اور گھر والے گھر کی ایک طرف بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے تھے۔ آپ سے عرض کی گئی: اے ابودرداء! کیا وجہ ہے کہ لوگ تو اس علم میں رغبت رکھتے ہیں جو آپ کے پاس موجود ہے جبکہ آپ کے گھر والے لاپرواہ بیٹھے ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انبیاء کے متعلق لوگوں میں سے سب سے دور رہنے والے اور ان پر زیادہ سختی کرنے والے اس کے قریبی رشتہ دار ہوں گے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا، پھر یہ آیت پڑھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عالم کے بارے میں لوگوں میں سے زیادہ الگ رہنے والے اسی کے گھر والے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ان سے جدا ہو جاتا ہے جبکہ وہ عالم اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کے حق میں سفارش کرتا ہے۔ جب وہ فوت ہوتا ہے تو وہ ایسے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتا ہے جو سرکش شیطان ہوتے ہیں جن کی تعداد ربیعہ اور مضر کی تعداد سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ وہ اس کے بارے میں ہی سازشیں کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ کی زیادہ بار پناہ مانگا کرو۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جحادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب ابومسلم خولانی سے ملے تو ابوخولانی نے کہا تجھے اپنی قوم پر کیسے بزرگی ملی؟ تو کعب نے کہا میں ان پر معزز ہوں۔ ابومسلم نے کہا میں نے تورات میں یہ چیز پائی کہ کسی قوم میں کوئی دانا نہیں ہوتا مگر اس کی قوم اس سے اعراض کرتی ہے۔ پھر اس سے زیادہ قریبی۔ پھر اس سے زیادہ قریبی اگر اس کے حسب میں کوئی کمزوری ہو تو وہ اسے عار دلاتے ہیں۔ اگر اس نے کسی زمانہ میں کوئی گناہ کیا ہو تو وہ اسے عار دلاتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت ابومسلم سے کہا تو اپنی قوم کو اپنے بارے میں کیسا پاتا ہے؟ ابومسلم نے کہا وہ میری عزت کرتے ہیں اور میری اطاعت کرتے ہیں۔ کہا تورات اس بارے میں میری تصدیق نہیں کرتی کیونکہ قوم میں کوئی دانا نہیں ہوتا مگر وہ اس پر بغاوت کر دیتے ہیں اور اس سے حسد کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾

''اور آپ نیچے کیا کیجئے اپنے پروں کو ان لوگوں کے لیے جو آپ کی پیروی کرتے ہیں اہل ایمان سے۔ پھر اگر وہ آپ کی نافرمانی کریں تو آپ فرمادیں میں بری الذمہ ہوں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے ہو۔ اور بھروسہ کیجئے سب سے غالب ہمیشہ رحم کرنے والے پر''

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ نازل ہوئی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور خاندان والوں سے اس کام کا آغاز کیا۔ یہ امر مسلمانوں پر شاق گزرا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے لیے یہ ارشاد فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ کے بارے میں یہ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے پہلے یہ حکم دیا پھر اسے منسوخ کر دیا اور ان سے جہاد کرنے کا حکم دیا۔

الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

''جو آپ کو دیکھتا رہتا ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور (دیکھتا رہتا ہے جب) آپ چکر لگاتے ہیں سجدہ کرنے والوں (کے گھروں) کا۔ بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب آپ اپنے بستر سے اور اپنی مجلس سے اٹھتے ہیں تو وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تو جہاں کہیں بھی کھڑا ہوتا ہے وہ تمہیں دیکھتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں دیکھتا ہے کہ جب تو نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور تمہارا نمازیوں کے گھروں کا چکر لگانا بھی دیکھتا ہے جس طرح آپ سے پہلے انبیاء چکر لگاتے تھے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام، رکوع، سجود اور بیٹھنا دیکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے کھڑے ہونے، بیٹھے ہونے اور تیرے تمام احوال کو دیکھتا ہے اور تَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 141، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142

اس کا قیام، اس کا رکوع، اس کا سجود اور بیٹھنا دیکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بن ابی حاتم نے قتادہ سے اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ آپ کو کھڑے، بیٹھے اور تمام حالات میں دیکھتا ہے اور تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ وہ تجھے نماز میں اکیلے اور جماعت میں دیکھتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے السّٰجِدِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے نمازی۔(1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تیرا قیام، رکوع اور سجود دیکھتا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھتا ہے جبکہ آپ سجدہ کرنے والوں کے ساتھ قیام کرتے ہیں اور انہیں کے ساتھ قعدہ کرتے ہیں۔(3)

امام سفیان بن عیینہ، فریابی، حمید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح آپ سامنے دیکھتے تھے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو آپ پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جسطرح سامنے دیکھتے تھے۔

امام مالک، سعید بن منصور، امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ میری توجہ اس طرف ہے، اللہ کی قسم! مجھ پر تمہارا خشوع اور رکوع مخفی نہیں اور میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(5)

امام ابن ابی عمر عدنی نے اپنی سند میں، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تجھے ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہوتے ہوئے دیکھا یہاں تک کہ آپ کو نبی کی حیثیت سے پیدا کیا گیا۔(6)

امام سفیان بن عیینہ، فریابی، حمیدی، سعد بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نماز میں پیچھے ایسے ہی دیکھتے تھے جیسے آپ سامنے دیکھتے تھے۔(7)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 143
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 143
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 142
5۔ صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 84، دار المعرفۃ بیروت
6۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 198 (11247)، دار الفکر بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 142

ہے کہ نبی کریم ﷺ لگاتار انبیاء کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! جب حضرت آدم جنت میں تھے تو آپ کہاں تھے؟ حضور ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ فرمایا: میں ان کی پشت میں تھا۔ حضرت آدم زمین کی طرف اترے تو اس وقت بھی میں ان کی پشت میں تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے کشتی میں سوار کیا گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں ہوتے ہوئے مجھے آگ میں پھینکا گیا۔ میرے والدین نے کبھی بھی بدکاری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ لگاتار مجھے پاکیزہ پشتوں سے پاک صاف اور مہذب رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا۔ جب بھی دو قبیلے بنے میں ان میں سے بہتر میں موجود ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے ساتھ مجھ سے وعدہ لیا، اسلام کے ساتھ مجھے ہدایت دی، تورات و انجیل میں میرے ذکر کو بیان کیا، زمین کے مشرق و مغرب میں میری صفت کے ذریعے ہر چیز کو کھول دیا، مجھے اپنی کتاب کا علم دیا، مجھے اپنے آسمان میں بلند کیا، اپنے اسماء سے میرا نام مشتق کیا، صاحب عرش محمود ہے اور میں محمد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ حوض کی وجہ سے مجھ سے محبت کریں گے، اللہ تعالیٰ نے مجھے کوثر عطا کیا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری امت کے بہترین زمانے میں پیدا کیا، میری امت حمد کرنے والی ہے، نیکی کا حکم دینے والی ہے اور برائی سے منع کرنے والی ہے۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾

"کیا میں بتاؤں تمہیں کہ شیاطین کس پر اترتے ہیں۔ وہ اترتے ہیں ہر جھوٹ گھڑنے والے بدکار پر۔ یہ اپنے کان (شیطانوں کی طرف) لگائے رکھتے ہیں اور ان میں سے اکثر نرے جھوٹے ہیں۔"

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا ان سے عرض کی کہ مختار ثقفی گمان کرتا ہے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ حضرت ابن زبیر نے کہا وہ سچ کہتا ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے أَفَّاكٍ أَثِيمٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: لوگوں میں سے بہت زیادہ جھوٹا وہ ہے يُلْقُونَ السَّمْعَ جسے وہ سنتا ہے شیطان اسے القاء کرتا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب فضیلتہ ﷺ بطیب مولدہ، جلد 1، صفحہ 12، عالم الکتب بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من ذکر حدیث الامراء والدخول علیہم، جلد 6، صفحہ 189 (30564)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45-144، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا ہے اَفَّاكٍ سے مراد بہت بڑا جھوٹا اس سے مراد کاہن ہیں۔ جن چوری سے باتیں سنتے ہیں پھر وہ خبریں لوگوں میں سے اپنے دوستوں تک پہنچاتے ہیں (1)۔ کہا شیاطین آسمان کی طرف بلند ہوتے فرشتوں کی باتیں سنتے پھر انہیں کاہنوں تک لے آتے اور انہیں بتادیتے جو بات آسمان سے سنتے وہ تو درست ہوتی اور ساتھ جھوٹ ملا دیتے وہ جھوٹ ہوتا۔

امام بخاری، امام مسلم، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے کاہنوں کے بارے میں سوال کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: وہ تو کچھ بھی نہیں۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کبھی کبھی وہ ایسی چیز کے بارے میں بتاتے ہیں جو درست ہوتی ہے۔ فرمایا: یہ حق بات جن اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (2)

امام بخاری اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرشتے بادلوں میں زمین کے متعلق باتیں کرتے ہیں۔ شیطان کوئی بات سن لیتا ہے، وہ اسے کاہن کے کان میں قرقر کرکے ڈال دیتا ہے جیسے جب بوتل میں کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ قرقر کی آواز نکالتی ہے اور اس کے ساتھ سو جھوٹوں کو ملا دیتے ہیں۔ (3)

وَ الشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾

"اور جو شعراء ہیں تو ان کی پیروی حق سے بہکے ہوئے لوگ ہی کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ شعراء ہر وادی میں سرگرداں پھرتے رہتے ہیں۔ اور وہ کہا کرتے ہیں ایسی باتیں جن پر وہ خود عمل نہیں کرتے۔ بجز ان شعراء کے جو ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک عمل کیے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور انتقام لیتے ہیں اس کے بعد کہ ان پر ظلم کیا گیا اور عنقریب جان لیں گے جنہوں نے ظلم و ستم کیے کہ وہ کس (بھیانک) جگہ لوٹ کر آرہے ہیں۔"

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو آدمیوں نے باہم ہجو کی۔ ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا کسی دوسری قوم کا۔ دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بے وقوف قسم کے لوگ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں دو شاعروں نے ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 45-144
2۔ صحیح بخاری، باب الکہانۃ، جلد 5، صفحہ 2173 (5429)، دار ابن کثیر دمشق
3۔ ایضاً، باب صفۃ ابلیس وجنودہ، جلد 3، صفحہ 1197 (3114)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146
5۔ ایضاً

دوسرے کی ہجو کی دونوں کے ساتھ لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب وَالشُّعَرَاءُ سے مَالَا یَفْعَلُوْنَ تک آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ تحقیق اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میں ان میں سے ہوں تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت کو نازل فرمایا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ناسخ میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو حسن سالم سے روایت نقل کی ہے کہ جب پہلی آیات نازل ہوئیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت کعب بن مالک اور حضرت حسان بن ثابت حاضر ہوئے جبکہ وہ رو رہے تھے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وہ جانتا ہے کہ ہم شعراء ہیں، ہم تو ہلاک ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آخری آیت کو نازل فرمایا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو الحسن مولی بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ پہلی آیات نازل ہوئیں۔ یہ دونوں رو رہے تھے۔ حضور ﷺ ان آیات کی تلاوت کر رہے تھے یہاں تک کہ اس آیت اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تک پہنچے فرمایا: وہ تم ہو۔ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا فرمایا: وہ تم ہو وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا فرمایا اس کا مصداق بھی تم ہو وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ فرمایا اس کا مصداق کفار ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے الغاوون سے مراد کفار ہیں۔ وہ جنوں اور انسانوں میں سے گمراہوں کی پیروی کرتے ہیں۔ وہ ہر لغو بات میں داخل ہوتے ہیں۔ وہ اکثر ایسی باتیں کرتے ہیں جو کرتے نہیں۔ انہیں جھٹلایا جاتا ہے، پھر ان میں سے استثناء کی اور وہ لوگ اپنی گفتگو میں اکثر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ کفار کو جواب دیتے ہیں جو مسلمانوں کی ہجو کرتے تھے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ الشعراء سے مراد مشرک ہیں جو حضور ﷺ کی ہجو کرتے تھے غاوون سے مراد سرکش جن ہیں فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ یعنی کلام کے ہر فن میں سے کچھ حصہ لیتے ہیں۔ پھر ان سے استثناء کی اور فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اس سے مراد حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت کعب بن مالک ہیں۔ یہ شعراء نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی طرف سے مشرکین کی ہجو کا جواب دیتے تھے۔

فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے غاوون کا معنی شعر روایت کرنے والے نقل کیا ہے۔ (4)

امام بخاری نے الادب میں اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے وَ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 528، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 148
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 146,47,49
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 145

الشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ کو منسوخ کر دیا گیا اور اس سے استثناء کی گئی اور فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔(1)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں ابویعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت کعب بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے سورۃ الشعراء میں جو نازل کیا، آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مومن تلوار اور زبان سے جہاد کرتا ہے، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! گویا وہ ایسے چہروں کے ساتھ جہاد کرتے ہیں جو تیر کی طرح پکے ہوتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل رہے تھے کہ ایک شاعر شعر پڑھتے ہوئے آپ کے سامنے آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ وہ شعر سے بھرے۔(3)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے: وہ شعراء جو اسلام کی حالت میں فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ انہیں حکم دیتا ہے کہ وہ شعر کہیں جسے جنت میں ان کی بیویاں جو حور عین ہوں گی گائیں گی۔ اور جو شعراء حالت شرک میں مر گئے وہ جہنم میں ہلاکت کو پکاریں گے۔(4)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شعر حکمت ہے۔ کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت قرظہ بن کعب، حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت حاضر ہوئے، عرض کی: ہم شعر کہتے ہیں جبکہ یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا تم اس آیت کو پڑھو وَ الشُّعَرَآءُ ...... اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یہ تم ہی ہو وَ ذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِیْرًا میں تمہارا ہی ہے وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا میں بھی تمہارا ہی ہے۔

امام فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شاعر باہم شعروں میں مقابلہ کرتے تاکہ اس کے پیروکار بنیں اور اس کے پیروکار بنیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغَاوٗنَ سے مراد جنوں میں سے نافرمان لوگ ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے الْغَاوٗنَ کا معنی شیاطین نقل کیا ہے اور فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ وہ ایک قوم کی ناحق تعریف کرتے ہیں اور ایک قوم کی ناحق مذمت کرتے ہیں۔(6)

1۔ الادب المفرد، باب من کرہ الغالب، جلد 2، صفحہ 232 (874)، مکتبہ مدنی القاہرہ
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 456، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 175
4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 362 (3613)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 47-146

امام فریابی، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الْغَاوٗنَ سے مراد شیاطین ہیں اور فِیْ كُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کا معنی ہے وہ ہر فن میں گفتگو کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے یعنی عبداللہ بن رواحہ اور آپ کے ساتھی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الشعراء اور دوسروں سے استثناء ہے۔ بعض قرأتوں میں مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا کی جگہ بمثل مَا ظُلِمُوْا ہے کہا یہ آیت انصار کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کفار کی ہجو کا جواب دیا۔ ان میں سے حضرت کعب بن مالک، حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم تھے۔ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا سے مراد شعراء اور دوسرے لوگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا حضرت عبداللہ بن رواحہ اور انصار کے شعراء کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسان بن ثابت سے فرمایا: مشرکوں کی ہجو کرو کیونکہ جبرائیل امین آپ کے ساتھ ہیں۔(2)

امام ابن سعد نے حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی: یارسول اللہ! ﷺ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آپ کی ہجو کرتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کھڑے ہوگئے، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اس کی ہجو کرنے کی اجازت دیجئے۔ فرمایا: تو یہی کہتا ہے ثبت اللہ حضرت عبداللہ نے عرض کی! یارسول اللہ ﷺ جی ہاں میں نے کہا۔

ثَبَّتَ اللّٰهُ مَا اَعْطَاکَ مِنْ حُسْنٍ تَثْبِیْتَ مُوْسٰی وَنَصْراً مِّثْلَ مَا نُصِرَا

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اچھائیاں عطا فرمائی ہیں انہیں اسی طرح قائم رکھے جسطرح حضرت موسیٰ کو قائم رکھا اور اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے جیسے اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد کی"۔

فرمایا: تو بھی وہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ معاملہ کرے گا۔ پھر حضرت کعب اٹھے، عرض کی: مجھے بھی اس کی اجازت دیجئے۔ حضور ﷺ نے تو فرمایا: تو ہی وہ ہے جس نے کہا "ھمت" حضرت کعب نے عرض کی! جی ہاں یارسول اللہ! ﷺ میں نے کہا:

هَمَّتْ سَخِیْنَةُ اَنْ تُغَالِبَ رَبَّهَا فَلَیُغْلَبَنَّ مُغَالِبُ الْغَلَّابِ

"گرم روٹی نے ارادہ کیا کہ وہ مالکہ پر غالب آجائے، پس چاہیے کہ مغلوب غلبہ پانے والوں پر غالب آئیں"۔

فرمایا: خبردار! اللہ تعالیٰ تیرے اس عمل کو نہیں بھولے گا۔ پھر حضرت حسان بن ثابت کھڑے ہوئے، عرض کی: یارسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 146، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5، صفحہ 273 (26022)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اللہ! ﷺ مجھے اجازت دیجئے اور اپنی سیاہ زبان باہر نکالی اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اس چیز کی اجازت دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ابوبکر کے پاس جاؤ، وہ تمہیں قوم کے واقعات بتائے گا، ان کی ہجو کرو، جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ان ستر اشعار میں مدد کی جو انہوں نے حضور ﷺ کی تعریف میں کہے۔

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر حضرت حسان رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے جبکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر نے حضرت حسان بن ثابت کو دیکھا اور حضرت حسان بن ثابت نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ حضرت حسان نے عرض کی: میں اس مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا جبکہ اس مسجد میں وہ ہستی تھی جو آپ سے بہتر تھی۔ تو حضرت عمر خاموش ہو گئے۔ پھر حضرت حسان بن ثابت حضرت ابوہریرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میری طرف سے انہیں جواب دو، اے اللہ! روح القدس سے اس کی تائید فرما؟ حضرت ابوہریرہ نے کہا ہاں۔ (1)

امام ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات فرمایا: جبکہ صحابہ سفر کی حالت میں تھے حضرت حسان بن ثابت کہاں ہیں؟ حضرت حسان بن ثابت نے عرض کی! لبیك وسعدیك میں حاضر ہوں۔ فرمایا: حدی خوانی کرو۔ تو حضرت حسان بن ثابت شعر پڑھنے لگے جبکہ حضور ﷺ توجہ سے سننے لگے یہاں تک کہ حضرت حسان بن ثابت اشعار سے فارغ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ان مشرکوں کے لیے تیروں سے زیادہ سخت ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا: شعر کیا ہے؟ حضرت عبداللہ نے عرض کی: ایسی چیز ہے جو سینے میں کھٹکتی ہے تو وہ اسے شعر کی صورت میں زبان پر لے آتا ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مدرک بن عمارہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن رواحہ نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تو شعر کہنا چاہتا ہے تو تو کیسے شعر کہتا ہے؟ گویا آپ اس پر تعجب کا اظہار کر رہے تھے۔ میں نے عرض کی: میں اس میں غور و فکر کرتا ہوں پھر کہتا ہوں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو تم پر لازم ہے کہ مشرکوں کے بارے میں کہا کرو۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون مسلمانوں کی عزتوں کی حفاظت کرے گا؟ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے جواب دیا میں۔ کعب بن مالک نے عرض کی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون اچھا شعر کہتا ہے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کی ہجو کرو کیونکہ روح القدس تمہاری مدد کریں گے۔

امام ابن سعد نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قوم اپنے اسلحہ سے اپنا دفاع کرے تو ان کی زبانیں اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ ایک آدمی اٹھا، اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں۔ حضور ﷺ

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 269، دار صادر بیروت

نے فرمایا: تیرے لیے ناممکن ہیں۔ وہ بیٹھ گیا۔ ایک اور اٹھا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا بیٹھ جاؤ۔ حضرت حسان بن ثابت اٹھے، عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اس کے مقابلہ میں مجھے کوئی بات صنعاء اور بصری کے درمیان خوش نہ کرے گی، بیشک میں نے کسی قوم کی ہجو نہیں کی وہ ہجو ان کے لیے سب سے شدید ہوگی جسے وہ جانتے ہیں۔ مجھے کسی ایسے آدمی کے بارے میں حکم دیجئے جوان کے واقعات اور خاندان والوں کے بارے میں آگاہ ہوتا کہ میں ان کے متعلق اپنی زبان استعمال کروں۔ تو حضور ﷺ نے مجھے حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں حکم دیا۔

امام ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ کفار قریش میں سے تین آدمیوں ابوسفیان بن حرث، عمرو بن عاص اور ابن زبعری نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کی ہجو کی ایک آدمی نے حضرت علی شیر خدا سے کہا ان لوگوں کی ہجو کرو جنہوں نے ہماری ہجو کی ہے۔ حضرت علی نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دی تو میں ایسا کروں گا۔ اس آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ حضرت علی کو اجازت دیجئے تاکہ یہ ہماری طرف سے ان لوگوں کی ہجو کریں جنہوں نے ہماری ہجو کی ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ مناسب نہیں۔ پھر انصار سے فرمایا: وہ قوم جس نے رسول اللہ کی اپنے اسلحہ اور اپنی جانوں سے مدد کی اسے کونسی چیز مانع ہے کہ وہ اپنی زبانوں سے اس کی مدد کریں؟ حضرت حسان بن ثابت نے عرض کی! میں اس کے لیے حاضر ہوں آپ نے اپنی زبان کا کنارہ پکڑا اور عرض کی ان کے بارے میں گفتگو سے بڑھ کر مجھے کوئی بات بصری اور صنعاء کے درمیان خوش نہ کرے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: تو ان کی کیسے ہجو کرے گا جبکہ میں ان کے خاندان میں سے ہوں۔ حضرت حسان نے عرض کی: میں آپ کو اس طرح نکال لوں گا جس طرح بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ تین انصاری صحابہ قریش کی ہجو کرتے اور انہیں جواب دیتے: حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب بن مالک، حضرت عبداللہ بن رواحہ۔

حضرت حسان اور حضرت کعب رضی اللہ عنہما ان کا مقابلہ انہیں کے اشعار جیسے اشعار سے کرتے یعنی واقعات، جنگوں اور آثار کرتے اور اعلیٰ اوصاف کے ساتھ انہیں عار دلاتے جبکہ ابن رواحہ انہیں کافر ہونے پر عار دلاتے اور انہیں کفر وشرک کی طرف منسوب کرتے اور یہ جانتے کہ ان میں کفر سے بڑھ کر کوئی برائی نہیں ہے۔ جب تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو ان کے لیے حضرت حسان اور حضرت کعب کا قول زیادہ سخت تھا اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کا قول بہت ہلکا محسوس ہوتا تھا۔ جب وہ قریش مسلمان ہو گئے اور اسلام کی سمجھ آ گئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار زیادہ تکلیف دہ محسوس ہوتے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت بریدہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک بعض شعر حکمت ہیں۔ (1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بیشک بعض شعر حکمت ہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: بیشک بعض شعر حکمت ہیں اور بعض بیان جادو ہیں۔ (3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5، صفحہ 272 (26008)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271 (26007) 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 272 (26011)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں کو برباد کرتے ہیں۔

امام احمد نے ابوامامہ بن سہل سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی سے سنا حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں، بیشک کعبہ کا خزانہ نہیں نکالے گا مگر حبشہ کا چھوٹی پنڈلیوں والا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رکن (یمانی) اور مقام (ابراہیم) کے درمیان ایک آدمی بیعت لے گا، اس بیعت کو کوئی حلال نہیں کرے گا مگر یہاں کے رہنے والے ہی اسے حلال کریں گے۔ جب یہ لوگ اس بیعت (اللہ) کو حلال جانیں گے تو عربوں کی ہلاکت کا نہ پوچھ۔ پھر حبشی آئیں گے، اسے برباد کر دیں گے۔ پھر اس کے بعد یہ کبھی آباد نہ ہوگا۔ وہی لوگ اس کے خزانے کو نکالیں گے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حبشیوں کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں کیونکہ کعبہ کا خزانہ کوئی نہیں نکالے گا مگر حبشیوں میں سے دو چھوٹی پنڈلیوں والا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ کعبہ کے آخری واقعات میں سے یہ ہے کہ حبشی بیت اللہ شریف پر حملہ کریں گے۔ مسلمان ان کی طرف لڑ ہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر مشرق کی جانب سے ایک ہوا بھیجے گا تو وہ ہوا اللہ کے لیے کسی بندے کو نہیں چھوڑے گی جس میں ذرہ برابر تقویٰ ہو مگر اس کی روح قبض کر لے گی یہاں تک وہ اچھے لوگ ختم ہو جائیں گے تو باقی کمینے لوگ رہ جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی رحمہم اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کعبہ شریف حبشیوں میں سے دو چھوٹی پنڈلیوں والا گرائے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: انہوں نے فرمایا: گویا میں ایک حبشی آدمی دیکھتا ہوں جو گنجے سر والا، چھوٹے کانوں والا اور باریک پنڈلیوں والا اس کعبہ پر بیٹھا ہوا ہے اور اسے گرا رہا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں جو گنجے سر والا، ٹیڑھے پاؤں والا وہ اس پر کھڑا ہے، اپنی کدال کے ساتھ اسے گرا رہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد نے اپنی وصیت میں دو سطریں لکھیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے جب وہ اس

1۔ مسند امام احمد بحوالہ موسوعۃ اطراف الحدیث، جلد 1، صفحہ 78، دارالفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 499 (8395)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 500 (8396)

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 29 (57-58)، دارالکتب العلمیہ بیروت

دنیا سے جا رہا ہے، یہ وہ وقت ہے جب کافر ایمان لے آتا ہے، فاجر متقی بن جاتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے۔ میں نے تمہارے اوپر عمر بن خطاب کو خلیفہ بنایا۔ اگر وہ عدل کرے تو یہ میرا اس کے بارے میں گمان اور امید ہے، اگر وہ ظلم کرے اور معاملات کو بدل دے تو میں غیب نہیں جانتا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ جب یہ آیت وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ پڑھتے تو رو پڑتے۔(1)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کلام صفوان بن محرز، جلد 7، صفحہ 181 (35153)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

آیاتہا ۹۳ سُوْرَۃُ النَّمْلِ مَکِّیَّۃٌ ۲۷ رکوعاتہا ۷

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ النمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۱﴾ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ؕ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ هُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۵﴾ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ﴿۶﴾

"طا۔سین، یہ آیتیں ہیں قرآن (حکیم) اور روشن کتاب کی۔ (یہ) سراپا ہدایت ہے اور خوشخبری ہے اہل ایمان کے لیے جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور دیا کرتے ہیں زکوٰۃ اور وہ جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے خوبصورت بنا دیے ان (کی نظروں) میں ان کے اعمال (بد) پس وہ سرگرداں پھر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے لیے بدترین عذاب ہے اور یہی آخرت میں سب سے زیادہ گھاٹے میں ہوں گے اور بیشک آپ کو سکھایا جاتا ہے قرآن حکیم بڑے دانا، سب کچھ جاننے والے کی جانب سے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان طٰسٓ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ کی یہی مراد ہے، نہ وہ آخرت کا اقرار کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ کا معنی ہے وہ نماز کے معاملہ میں گمراہی میں بھٹک رہے ہیں اور بیشک آپ قرآن حکیم، حکیم و علیم سے اخذ کرتے ہیں۔ (3)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 472 (2144)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷

''(یادفرماؤ) جب کہا موسیٰ نے اپنی زوجہ سے کہ میں نے دیکھی ہے آگ۔ ابھی لے آتا ہوں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا لے آؤں گا تمہارے پاس (اس آگ سے) کوئی شعلہ سلگا کرتا کہ تم اسے تاپو۔''

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان بِشِهَابٍ قَبَسٍ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا آگ کا شعلہ جس سے وہ آگ لیتے ہیں۔ عرض کی: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں۔ فرمایا: ہاں کیا تو نے طرفہ کا قول نہیں سنا:

هَمَّ عَرَانِیْ فَبِتُّ اَدْفَعُهٗ دُوْنِ سِهَادِیْ كَشُعْلَةِ الْقَبَسِ

''اس نے میری بے پردگی کا ارادہ کیا میں نے آگ کے شعلہ کی طرح اپنی بے خوابی سے اسے دور کرتے ہوئے رات گزار دی''۔

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۸ یٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۹

''پھر جب اس کے پاس پہنچے تو ندا کی گئی کہ بابرکت ہو جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور (ہر تشبیہ و تمثیل سے) پاک ہے اللہ جو رب العالمین ہے۔ اے موسیٰ! وہ میں اللہ ہی ہوں عزت والا دانا۔''

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ کے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول مروی ہے کہ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، رب العالمین کا نور درخت میں تھا اور مَنْ حَوْلَهَا سے مراد فرشتے ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: آگ کو بابرکت بنادیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ندا کی جبکہ وہ نور میں تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آگ نور تھی۔ اور حَوْلَهَا میں ضمیر سے مراد آگ ہے۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی کہ آپ نے فرمایا: آگ کو بابرکت بنادیا گیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کے مصحف میں بورکت النار ہے۔ نار کے بارے میں وہ گمان کرتے تھے کہ وہ آگ رب العالمین کا نور ہے اور مَنْ حَوْلَهَا سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے بورکت النار پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 55-154، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 154 3۔ ایضاً

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نار سے مراد رحمٰن کا نور ہے اور مَنْ حَوْلَهَا سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بُوْرِكَ کا معنی پاکیزہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو الشیخ نے العظمۃ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں ابو عبیدہ کے واسطہ سے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ نہ سوتا ہے اور نہ ہی سونا اسے زیبا ہے، وہ ترازو کو پست کرتا ہے اور اسے بلند کرتا ہے۔ دن کے عمل سے پہلے رات کا عمل اس کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے اور رات سے پہلے دن کا عمل اس کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کا حجاب نور ہے (1) اگر وہ حجاب اٹھا دے تو حد نگاہ تک اس کے انوار ہر چیز کو جلا دیں۔ پھر ابو عبیدہ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۫ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱ وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۱۲ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۳ وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَاۤ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۴

"اور ذرا زمین پر ڈال دو اپنے سونٹے کو اب جو اسے دیکھا تو وہ (اس طرح) لہرا رہا تھا جیسے سانپ ہو آپ پیٹھ پھیر کر وہاں سے چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (فرمایا) موسیٰ! ڈرو نہیں۔ میرے حضور ڈرا نہیں کرتے جنہیں رسول بنایا جاتا ہے۔ مگر وہ شخص جو زیادتی کرے (وہ ڈرے) پھر (وہ ظالم بھی اگر) نیکی کرنے لگے برائی کرنے کے بعد تو میں بیشک غفور رحیم ہوں۔ اور ذرا ڈالو اپنا ہاتھ گریبان میں، وہ نکلے گا سفید چمکتا ہوا بغیر کسی تکلیف کے (یہ دو معجزے) ان نو معجزات سے ہیں جن کے ساتھ آپ کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ بیشک وہ بڑے سرکش لوگ ہیں۔ پس جب آئیں ان کے پاس ہماری نشانیاں بصیرت افروز بن کر تو انہوں نے کہا یہ تو جادو ہے کھلا ہوا۔ اور انہوں نے انکار کر دیا ان کا حالانکہ یقین کر لیا تھا ان کی صداقت کا ان کے دلوں نے، (ان کا انکار) محض ظلم اور تکبر کے باعث تھا۔ پس آپ ملاحظہ فرمائیے کیا (ہولناک) انجام ہوا فساد

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 3، صفحہ 13 (293)، دار الکتب العلمیہ بیروت

برپا کرنے والوں کا"

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جب عصا سانپ بن کر دوڑنے لگا تو اس نے دیکھا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے وَّلَمْ یُعَقِّبْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ واپس نہ مڑا اور ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس نے ظلم اور گناہ کے بعد توبہ کی۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے مُدْبِرًا کا معنی بھاگنے والا اور وَّلَمْ یُعَقِّبْ کا معنی وہ متوجہ نہ ہوا اور لَدَیَّ کا معنی میرے پاس اور اِلَّا مَنْ ظَلَمَ کا معنی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ظالم کو پناہ نہیں دیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت فرماتا ہے پھر وہ بندہ برے اعمال کے بعد اچھے اعمال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں غفور رحیم ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت میمون سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: رسولوں کو میرے پاس کوئی خوف نہیں مگر جس پر ظلم کیا جائے۔ ظالم کو میرے پاس کوئی امان نہیں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِلَّا مَنْ ظَلَمَ پڑھا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک جبہ تھا جو ان کی کہنیوں تک نہیں پہنچتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا وَاَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا وَاَدْخِلْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ کیونکہ اس کی آستین نہ تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر ایک جبہ تھا جو آپ کے ہاتھ کے بعض حصہ تک پہنچتا تھا۔ اگر اس کی آستین ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں آستین میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم ہوا اپنی قمیص کے گریبان میں اپنا ہاتھ داخل کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اپنی قمیص کے گریبان میں اپنا ہاتھ داخل کرو وہ برص کے مرض کے بغیر سفید نکلے گا۔ یہ دو معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کا روشن ہونا اور آپ کے عصا کا سانپ بننا نو معجزات میں سے ہیں۔ حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے نو معجزات یہ تھے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضاء، آپ کا عصا، طوفان، مکڑیاں، جوئیں، مینڈک، خون، وادیوں اور مویشیوں میں خشک سالی اور ان کے شہروں میں پھلوں کی کمی ہے، مُبْصِرَةً کا معنی واضح ہے۔ وَجَحَدُوْا بِهَا یعنی قوم نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا جبکہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ یہ حق پر ہے۔ جحود اس انکار کو کہتے ہیں جو معرفت کے بعد ہو۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے ظُلْمًا وَّعُلُوًّا کا یہ معنی نقل کیا ہے اپنے آپ کو بڑے سمجھتے ہوئے اور تکبر کرتے ہوئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 156، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 156،59 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 159

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے تکبر کیا جبکہ انہیں یقین تھا۔ اس کلام میں تقدیم وتاخیر ہے۔
عبد بن حمید نے اعمش سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے ظلماً و علیاً پڑھا ہے۔ عاصم نے اسے علواً پڑھا ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۱۵

"اور یقیناً ہم نے عطا فرمایا داؤد اور سلیمان کو علم اور انہوں نے کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے برگزیدہ کیا ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو تین چیزیں عطا کی گئیں: ان کے لیے پہاڑ مسخر کر دیے گئے، پہاڑ ان کے ساتھ تسبیح بیان کرتے تھے، لوہے کو ان کے لیے نرم کر دیا گیا اور آپ کو پرندوں کی زبان کی تعلیم دی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی زبان کی تعلیم دی گئی، جن آپ کے لیے مسخر کیے گئے۔ یہ چیزیں حضرت داؤد علیہ السلام سے انہیں بطور وراثہ دی گئیں تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو مسخر نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کے لیے لوہے کو نرم کیا گیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے روایت نقل کی گئی ہے کہ انہوں نے لکھا اللہ تعالیٰ نے کسی بندے پر کوئی نعمت نہیں کی اور بندے نے اس نعمت پر اللہ کی حمد نہیں کی مگر اس کی حمد اللہ کی نعمت سے افضل ہوتی ہے اگر تو نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پڑھ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو نعمت عطا کی گئی کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہے؟۔

وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ ۝۱۶

"اور جانشین بنے سلیمان داؤد کے اور فرمایا اے لوگو! ہمیں سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہمیں عطا کی گئی ہیں ہر قسم کی چیزیں۔ بیشک یہی وہ نمایاں بزرگی ہے (جو ہمیں مرحمت ہوئی)۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت، آپ کے ملک اور آپ کے علم کے وارث بنے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے نزدیک النَّاسُ سے مراد اہل علم ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو ہمارے پاس کعب حبر آئے، کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کو بہت ہی عجیب چیز کے بارے میں نہ بتاؤں

جو میں نے انبیاء کی کتابوں میں پڑھی ہے کہ ایک چھوٹا کیڑا حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰهِ آپ نے جواب ارشاد فرمایا: اے ہام! تجھ پر سلام ہو۔ فرمایا مجھے بتا تو کھیتی کیوں نہیں کھاتا۔ اس نے عرض کی: حضرت آدم علیہ السلام سے اسی وجہ سے اپنے رب کے حکم کی تعمیل میں لغزش ہوئی۔ فرمایا: کیا تو پانی نہیں پیتا؟ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی قوم کو پانی سے غرق کر دیا، اسی وجہ سے میں نے پانی چھوڑ دیا ہے۔ پوچھا تو نے آبادیاں کیوں چھوڑ دیں اور کھنڈرات میں کیوں ڈیرے جما لیے؟ عرض کی: کھنڈرات اللہ تعالیٰ کی میراث ہیں اور میں اللہ کی میراث میں رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا اپنی کتاب میں کیا ہے، فرمایا وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْیَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِیْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِیْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِیْنَ۝ (القصص)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوصدیق ناجی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بارش کے لیے دعا کرنے کے لیے لوگوں کو لے کر نکلے، آپ نے ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنی گدی کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ اس نے اپنی ٹانگیں آسمان کی طرف کی ہوئی تھیں، وہ عرض کر رہی تھی: اے اللہ! میں تیری مخلوق میں سے ہوں، تیرے رزق کے بغیر ہمارے لیے کوئی غناء نہیں یا تو ہم پر بارش نازل کر دے یا ہمیں ہلاک کر دے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں سے فرمایا: لوٹ جاؤ تم پر دوسروں کی دعا کے ساتھ بارش کر دی جائے گی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو داؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز جانوروں اور ایک روز لوگوں کے درمیان جھگڑوں کا فیصلہ فرماتے، ایک روز گائے آئی، اس نے دروازے کے حلقہ میں اپنا سینگ رکھ دیا۔ پھر یوں لوریاں دینے لگی جس طرح والدہ بچے کو لوریاں دیتی ہے۔ عرض کی: میں جوان تھی تو یہ لوگ مجھ سے بچے لیتے رہے اور کام لیتے رہے۔ پھر میں بوڑھی ہوگئی۔ اب انہوں نے مجھے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: اس پر احسان کرو اور اسے ذبح نہ کرو۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو زمین کے مشارق و مغارب کی بادشاہت عطا کی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سات سو سال اور چھ ماہ تک بادشاہ رہے۔ آپ دنیا کی تمام چیزوں یعنی جنوں، انسانوں، جانوروں، پرندوں اور درندوں کے بادشاہ تھے۔ آپ کو ہر چیز اور ہر شے کی زبان کی تعلیم دی گئی تھی۔ آپ کے زمانہ میں عجیب و غریب کام کیے گئے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کی طرف وحی کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم اور اس کی حکمت اپنے بھائی کو دے دو۔ حضرت داؤد کی اولاد میں سے چار سو اسی افراد انبیاء ہوئے۔ ان میں رسول کوئی نہ تھا۔ ذہبی نے کہا یہ باطل ہے۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام سلیمان بن داؤد، جلد 7، صفحہ 71 (34273)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 643 (4139)، دار الکتب العلمیہ بیروت

السلام کا لشکر سو فرسخ تک پھیلا ہوا تھا۔ پچیس انسانوں کے، پچیس جنوں کے۔ پچیس وحشی جانوروں کے اور پچیس فرسخ پرندوں کے۔ لکڑی کے اوپر ان کے ایک ہزار شیشے کے گھر ہوتے، ان میں تین سو صریحہ اور سات سو پلنگ تھے۔ آپ تیز آندھی کو حکم دیتے تو وہ اسے اٹھا لیتی۔ آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ اسے لے کر چل پڑتی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں نے تیرے ملک میں اضافہ کر دیا ہے کہ کوئی آدمی کوئی بات نہیں کرے گا مگر ہوا آئے گی اور تجھے آگاہ کرے گی۔(1)

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ملک میں بنی اسرائیل کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے جبکہ ہوا نے آپ کو اٹھا رکھا تھا۔ جب اس آدمی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو دیکھا تو کہا سبحان اللہ! آل داؤد کو بادشاہت عطا کی گئی ہے۔ ہوا نے اس بات کو اٹھایا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈال دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اس آدمی کو میرے پاس لے آؤ۔ اس آدمی کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تو نے کیا کہا ہے؟ تو اس نے بتایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: مجھے تیرے بارے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سبحان اللہ کا ثواب اس سے بڑھ کر ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیا تھا۔ اس نے کسان سے عرض کی: اللہ تعالیٰ تیرے غم کو دور فرمائے جس طرح تو نے میرے غم کو دور کیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سفید رنگت والے، جسیم، سرخی مائل اور جہاد کرنے والے تھے جس بادشاہ کے بارے میں سنتے اس کے پاس آتے، اس سے جنگ کرتے اور اپنے زیر نگین کر لیتے۔ آپ جنوں کو حکم دیتے جو آپ کے لیے شیشے کا گھر بناتے۔ آپ جنگ کے جو آلات چاہتے اس میں رکھتے۔ پھر آندھی کو حکم دیتے تو وہ اس مکان کو زمین سے اٹھا لیتی۔ پھر خوشحالی کو حکم دیتے تو وہ آگے آگے رہتی جہاں آپ چاہتے۔

امام ابن منذر نے حضرت یحییٰ بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سلیمان بن داؤد نے بنی اسرائیل سے کہا کیا میں آج تمہیں اپنے ملک کا بعض حصہ نہ دکھاؤں۔ بنی اسرائیل نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے نبی! آپ نے فرمایا: اے ہوا! ہمیں اٹھا لے ہوا نے انہیں اٹھا لیا اور انہیں آسمان و زمین کے درمیان کر دیا۔ پھر فرمایا: اے پرندو! ہمیں سایہ کر دو تو پرندوں نے اپنے پروں سے ایسا سایہ کیا کہ سورج دکھائی نہیں دیتا تھا۔ فرمایا: اے بنی اسرائیل تم کونسا ملک دیکھتے ہو؟ بنی اسرائیل نے عرض کی: ہم عظیم ملک دیکھتے ہیں۔ فرمایا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ،لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ" یہ قول میرے ملک اور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ فرمایا: اے بنی اسرائیل! جو پوشیدہ اور ظاہر دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، غنا اور فقر دونوں حالتوں میں میانہ روی اختیار کرتا ہے، ناراضگی اور رضامندی کی حالت میں عدل کرتا ہے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اس کو بھی ایسی بادشاہت عطا کی جائے گی جیسی مجھے بادشاہت عطا کی گئی ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 644 (4141)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اور فراہم کیے گئے سلیمان علیہ السلام کے لیے لشکر جنوں، انسانوں اور پرندوں سے پس وہ نظم وضبط کے پابند ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین ہزار کرسیاں بچھائی جاتی تھیں۔ انسانوں میں سے مومن آپ کے قریب بیٹھتے تھے۔ پھر آپ پرندوں کو حکم دیتے تو وہ ان کو سایہ کر لیتے۔ پھر آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ آپ کو اٹھا لیتی۔ وہ بالیوں کے پاس سے گزرتے تو وہ اسے حرکت نہ دیتے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یُوْزَعُوْنَ کا معنی یہ یدفعون نقل کیا ہے کہ انہیں روکا جاتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان میں سے ہر جماعت پر ایک نگہبان معین کیا جاتا جو آگے جانے والوں کو پچھلوں کی طرف لوٹاتا تاکہ وہ آگے نہ چلے جائیں جس طرح بادشاہ کرتے ہیں۔(1)

امام طبرانی اور طستی رحمہما اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اس قول کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: ان کے اگلوں کو پچھلوں پر روکا جاتا یہاں تک کہ پرندے سوجاتے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

وُزِعَتْ رَعِيْلُهَا بِاَقَبَّ نَهْدٍ إِذَا مَا الْقَوْمُ شَدُّوْا بَعْدَ خمس

ت ''مقدمۃ الجیش کے گھوڑوں کو پتلی کمر والے مضبوط گھوڑے کے ساتھ روکا گیا جبکہ قوم نے خمس کے بعد شدید حملہ کیا''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد اور ابورزین رحمہما اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگلوں کو پچھلوں پر روکا جاتا۔(2)

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف روکا جاتا۔(3)

حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗ ۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

''یہاں تک کہ جب وہ گزرے چیونٹیوں کی وادی سے تو ایک چیونٹی کہنے لگی اے چیونٹیو! گھس جاؤ اپنی بلوں میں، کہیں کچل کر نہ رکھ دیں تمہیں سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر اور انہیں معلوم ہی نہ ہو (کہ تم پر کیا گزر گئی) تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام ابن رزین، جلد 7، صفحہ 154 (34919)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 162

سلیمان علیہ السلام ہنستے ہوئے مسکرا دیئے اس کی بات سے اور عرض کرنے لگے: میرے مالک! مجھے توفیق دے تا کہ میں شکر ادا کروں تیری نعمت (عظمیٰ) کا جو تو نے مجھ پر فرمائی اور میرے والدین پر نیز (مجھے توفیق دے کہ) میں وہ نیک کام کروں جسے تو پسند فرمائے اور شامل کر لے مجھے اپنی رحمت کے باعث اپنے نیک بندوں میں۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وادیٔ نمل سے مراد شام کی سرزمین میں ایک وادی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ چیونٹی جس کی گفتگو کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمجھا تھا اور وہ دو پروں والے پرندوں میں سے تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی بات کو نہ پہچان سکتے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ چیونٹی پرندوں میں سے تھی۔(1)

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے نوف سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد کے زمانہ میں چیونٹیاں مکھی کی مانند تھیں۔ ایک روایت میں امثال الذباب کی جگہ مثل الذباب ہے۔

عبد بن حمید نے حکم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں چیونٹیاں مکھیوں کی مانند تھیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا کہ زمین میں مخلوقات میں سے کوئی بھی چیز گفتگو نہیں کرتی تھی مگر وہ ہوا اسے اٹھاتی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں ڈالتی۔ اسی وجہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی بات سن لی تھی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے نماز میں مسکرانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے آیت پڑھی فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا فرمایا میں ضحک کے سوا تبسم کو نہیں جانتا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اوزعنی کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ مجھے الہام کر۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن حاتم نے ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ سے مراد انبیاء اور مومنین ہیں۔

وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَالِيَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآىِٕبِيْنَ ﴿۲۰﴾ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۱﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 473 (2148)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرجل فی التبسم فی الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 340 (3906)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ
السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ
الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ
مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾
اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ
اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾

’’اورآپ نے (ایک روز) پرندوں کا جائزہ لیا تو فرمانے لگے: کیا وجہ ہے کہ مجھے (آج) ہدہد نظر نہیں آرہا، یا وہ ہے ہی غیر حاضر۔(اگر وہ غیر حاضر ہے) تو میں ضرور اسے سخت سزادوں گا یا اسے ذبح ہی کرڈالوں گا یا اسے لانا پڑے گی میرے پاس کوئی روشن سند۔ پس کچھ زیادہ دیر نہ گزری (کہ وہ آگیا) اور کہنے لگا: میں ایک ایسی اطلاع لے کر آیا ہوں جس کی آپ کو خبر نہ تھی اور (وہ یہ کہ) میں لے آیا ہوں آپ کے پاس ملک سبا سے ایک یقینی خبر۔ میں نے پایا ایک عورت کو جوان کی حکمران ہے اور اسے دی گئی ہر قسم کی چیز سے اور اس کا ایک عظیم (الشان) تخت ہے۔ میں نے پایا ہے اسے اور اس کی قوم کو کہ وہ سب سجدہ کرتے ہیں سورج کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور آراستہ کردیے ہیں ان کے لیے شیطان نے ان کے (یہ مشرکانہ) اعمال پس اس نے روک دیا ہے انہیں (سیدھے) راستہ سے پس وہ ہدایت قبول نہیں کرتے۔ وہ کیوں نہ سجدہ کریں اللہ تعالیٰ کو جو نکالتا ہے پوشیدہ چیزوں کو آسمانوں اور زمین سے اور وہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نہیں ہے کوئی معبود بجز اس کے وہ مالک ہے عرش عظیم کا۔ آپ نے فرمایا: ہم پوری تحقیق کریں گے اس بات کی کہ تو نے سچ کہا ہے یا تو بھی غلط بیانی کرنے والوں سے ہے۔ لے جا میرا یہ مکتوب اور پہنچادے ان کی طرف پھر ہٹ کر کھڑا ہو جا ان سے اور دیکھ وہ ایک دوسرے سے کیا گفتگو کرتے ہیں۔ (خط پڑھ کر) ملکہ نے کہا: اے سرادارانِ قوم! پہنچایا گیا ہے میری طرف ایک عزت والا خط۔ یہ سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن (اور) رحیم ہے۔ تم لوگ غرور و تکبر نہ کرو میرے مقابلہ میں اور چلے آؤ میرے پاس

فرمانبردار بن کر۔"

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں میں سے ہدہد کو کیسے تلاش کیا؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک جگہ اترے۔ ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ پانی کہاں ہے۔ یہ ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کو پانی کے بارے میں آگاہ کرتا تھا۔ آپ نے اس سے پوچھنے کا ارادہ کیا تو اسے نہ پایا۔ آپ (حضرت ابن عباس) سے عرض کی گئی: یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ ہدہد کے لیے جال لگایا جاتا ہے جس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے۔ بچہ ہدہد کے لیے پھندہ لگاتا ہے پھر وہ بچہ غائب ہوجاتا ہے اور اس ہدہد کو شکار کرلیتا ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: جب قضا آجاتی ہے تو نظر جاتی رہتی ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت یوسف بن ماہک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق (صاحب ازارقہ) حضرت عبداللہ بن عباس کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ جب حضرت ابن عباس کوئی فتویٰ دیتے اور نافع خیال کرتے کہ فتویٰ درست نہیں تو کہتے ٹھہریے، آپ نے یہ فتویٰ کیسے دیا ہے اور کہاں سے لیا ہے؟ حضرت ابن عباس فرماتے: کیا وہ کذا کذا والا مر چکا ہے یہاں تک کہ ایک دن حضرت ابن عباس نے ہدہد کا کیا اور فرمایا زمین میں وہ پانی کی دوری کا اندازہ کرسکتا ہے۔ ابن ازرق نے عرض کی: اے ابن عباس! ٹھہریے آپ یہ کیسے گمان کرسکتے ہیں کہ ہدہد زمین کے نیچے سے پانی کی دوری کو دیکھ سکتا ہے۔ جب اس کے لیے جال لگایا جاتا ہے اس پر مٹی ڈال دی جاتی ہے اور شکار کرلیا جاتا ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ یہ جائے گا اور یوں باتیں کرے گا تو میں اس سے کوئی بات نہ کرتا بیشک نظر اس وقت فائدہ دیتی ہے جب تک تقدیر نہ آئی ہو۔ جب تقدیر آجاتی ہے تو وہ آنکھ کے سامنے رکاوٹ بن جاتی ہے۔ ابن ازرق نے کہا: اس کے بعد میں آپ سے کسی بات میں جھگڑا نہیں کروں گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کرتے تو ہدہد کو بلاتے تاکہ وہ پانی کے بارے میں آپ کو آگاہ کرے۔ جب آپ نے یہ کہا تھا یہاں جنوں نے چٹانیں کاٹیں تو ان کے گھر بنانے سے پہلے چشمے جاری ہوگئے۔ آپ نے پڑاؤ ڈالنے کا ارادہ کیا تو ہدہد کو تلاش کیا تو اسے نہ دیکھا تو فرمایا: کیا وجہ ہے میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ غائب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک جگہ پڑاؤ کا ارادہ کیا۔ آپ نے ہدہد کو بلایا وہ ہدہد جسے بلایا گیا تھا۔ وہ ہدہدوں کا سردار تھا۔ بلانے کی غرض یہ تھی کہ پانی کی دوری کو معلوم کیا جاسکے۔ ہدہد کو ایسی نظر دی گئی ہے جو کسی دوسرے پرندے کو نہیں دی گئی۔ ہمارے سامنے یہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ زمین میں پانی کو اس طرح دیکھ سکتا ہے جیسے تم شیشے کے پیچھے سے تصویر دیکھ لیتے ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کا نام عنبر تھا۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ عَذَابًا شَدِيدًا سے مراد پروں کو اکھیڑ لینا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن جریر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَذَابًا شَدِيدًا سے مراد کہ اس کے تمام پر اکھیڑ لیے جائیں گے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام ابن شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے پر اکھیڑ دیے جائیں گے اور اسے دھوپ میں چیونٹیوں کے لیے پھینک دیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جو پرندوں کو سزا دیتے اس کا طریقہ یہ تھا کہ اس کے پر اکھیڑ لیے جاتے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ میرے پاس صحیح سچی اور واضح خبر لائے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی واضح عذر نقل کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن میں جہاں بھی سلطان کا لفظ آیا ہے اس سے مراد حجت ہے اور وہ آیت جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق ہے اس میں معنی ہے کہ ہدہد کی کونسی دلیل ہوگی۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہدہد سے عذاب کو اس لیے دور کیا کیونکہ ہدہد اپنی والدہ کے ساتھ بہت نیک تھی۔

امام حکیم ترمذی اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدہد سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا عذاب اس لیے دور کیا کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے: میں ایسی چیز پر مطلع ہوا جس پر کوئی اور مطلع نہیں ہوا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَبَاٍ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ سَبَاٍ یمن کا علاقہ ہے جسے مآرب کہتے اس کے اور صنعاء کے درمیان تین دنوں کی مسافت ہے۔ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ سے مراد یقینی خبر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبا کی طرف بارہ نبی بھیجے گئے جن میں تبع بھی تھا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مِنْ سَبَاٍ کی قرأت کی اور سَبَاٍ کو علاقہ قرار دیا۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً 3۔ایضاً، جلد 19، صفحہ 167 4۔ایضاً
5۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 474 (2154)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 168

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے پڑھا اور اسے مرد قرار دیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس عورت کا نام بلقیس بنت ابی شبرہ تھا اور اس کے بہت زیادہ لمبے بال تھے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ امْرَاَةً سے مراد بلقیس بنت شراحیل جو ملک سبا کی ملکہ تھی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ ایک عورت تھی جس کا نام بلقیس بنت شراحیل تھا جس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔ اس کے دو قدموں میں سے ایک پچھلا حصہ چوپائے کے کھر کی مانند تھا وہ اپنی مملکت کے کمرے میں تھی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عورت بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان تھی۔ اس کی والدہ فارعہ جنوں میں سے تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت بلقیس بنت ابی شرح تھی۔ اس کی ماں بلقۃ تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت ملک سبا کی ملکہ تھی اس کا نام لیلیٰ تھا۔ سبا یمن میں ایک شہر ہے اور بلقیس حمیریہ تھی۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملکہ بلقیس کے والدین میں سے ایک جن تھا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ کیا گیا کہ ملکہ سبا یمن میں ایک عورت تھی، وہ ملک کے ایک گھر میں رہتی تھی جسے بلقیس بنت شراحیل کہتے۔ اس کے گھر والے فوت ہو گئے تو اس کی قوم نے اسے بادشاہ بنا لیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبا کی ملکہ کی والدہ جنیہ تھی۔(4)

امام حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ام بلقیس جنوں کی ایک عورت تھی جسے بلقمہ بنت شیصان کہا جاتا۔(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ملکہ سبا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس کے والدین میں سے ایک جنوں میں سے تھا اور کہا جنوں میں تو الد نہیں ہوتا یعنی انسانوں میں سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان بن داؤد، جلد 6، صفحہ 337 (31859)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 475 (2155)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 174

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان بن داؤد، جلد 6، صفحہ 337 (31860)　　5۔ نوادر الاصول، صفحہ 243، دار صادر بیروت

ایک عورت جنوں میں سے کسی مرد کا بچہ نہیں جنتی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیوی کے بارہ ہزار چھوٹے بادشاہ تھے اور ہر بادشاہ کے زیر نگین ایک لاکھ افراد تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے مراد اس علاقہ کی ہر چیز ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان ثوری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سے مراد دنیا کی تمام اقسام ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَرْشٌ عَظِيمٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ سونے کا بنا ہوا عظیم پلنگ، جس کے پائے جواہرات اور موتیوں کے تھے، بہت اچھی بناوٹ اور انتہائی قیمتی تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس عرش سے مراد سونے کا پلنگ، جس کی دونوں جانبیں یاقوت اور زبرجد سے سجی ہوئی تھیں جس کی لمبائی آٹھ ہاتھ اور چوڑائی چالیس ہاتھ تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے کمرے میں ایک سوراخ تھا۔ جب سورج طلوع ہوتا تو وہ سورج کی طرف دیکھتی تو اسے سجدہ کرتی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُخْرِجُ الْخَبْءَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ زمین و آسمان میں ہر چھپی ہوئی چیز سے آگاہ ہے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَبْءَ کا معنی غیب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَبْءَ کا معنی راز ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَبْءَ سے مراد پانی ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حکیم بن جابر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بارش ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں کہ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ سے مراد یہ ہے کہ تمام قسم کے رزق، آسمان سے بارش اور زمین کی نباتات ہے۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مکتوب لکھ کر اس کے ساتھ بھیجا۔ اسے حکم دیا کہ اس خط کو ان پر پھینکنا۔ پھر ان کے قریب ہی رہنا۔ پھر دیکھنا وہ کیا جواب دیتے ہیں وہ خط لے گیا۔ جب وہ اس کے تخت کے درمیان پہنچا تو خط اس پر پھینک دیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 172

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 476 (2156)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 172 (مفہوم) 5۔ ایضاً

درباری نے وہ خط اسے پڑھ کر سنایا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک سبا کی ملکہ جب سوتی تو تمام دروازے بند کر دیتی چابیاں لے لیتی اور انہیں اپنے سر کے نیچے رکھ لیتی۔ جب دروازے بند کر دیے گئے اور وہ اپنے بستر پر لیٹ گئی تو اس کے پاس ہدہد آیا یہاں تک کہ وہ اس کے کمرے کے سوراخ سے داخل ہوا تو اس نے خط اس کے پیٹ اور رانوں کے درمیان پھینک دیا۔ اس نے خط اٹھایا، اسے پڑھا۔ اس نے کہا: اے سردارو! مجھ پر ایک معزز خط پھینکا گیا ہے۔ وہ کہتی اس میں جو کچھ ہے وہ بہت اچھا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے: وہ خط سر بمہر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ یہ ارادہ کر رہی تھی کہ وہ خط سر بمہر ہے۔ بادشاہ اسی طرح اپنے خطوط پر مہر لگاتے اور باہم خطوط مہر کے بغیر جائز نہ سمجھتے۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کا ذکر کیا ہے جتنا انہوں نے گمان کیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے مکتوب پر یہ لکھوایا تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ اِلٰى بِلْقِيْسَ بِنْتِ ذِيْ شَرْحٍ وَّقَوْمِهَا" یہ خط سلیمان علیہ السلام کی جانب سے بلقیس بنت ذی شرح کی جانب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد نے ملکہ سبا کی طرف خط لکھا جس میں تھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ خط اللہ کے بندے سلیمان بن داؤد کی جانب سے بلقیس ملکہ سبا کی طرف ہے، جو ہدایت کی پیروی کرے اس کے لیے سلامتی ہے۔ امابعد مجھ پر غلبہ کی خواہش نہ رکھو۔ میرے پاس اطاعت کرتے ہوئے حاضر ہو جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو جو خط لکھا تھا اس میں وہی کچھ تھا جو تم قرآن حکیم میں پڑھتے ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَا تعلوا علیّ کا معنی یہ کیا تم میری مخالفت نہ کرو۔ میرے پاس اطاعت کرتے ہوئے آؤ۔ انبیائے کرام اس طرح خوبصورت خط لکھا کرتے تھے، وہ طلب کرتے اور زیادہ کلام نہ کرتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن منصور سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی کہ حضرت سلیمان بن داؤد تمام لوگوں سے زیادہ بلیغ خط لکھنے والے اور کم گفتگو کرنے والے تھے۔ پھر انہوں نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھا کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابتدا میں بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوایا یہاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت

تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بسم اللہ لکھا پھر سورۃ بنی اسرائیل کی آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (بنی اسرائیل:110) نازل ہوئی تو آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھنے کا حکم دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔(1)

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حرث عکلی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے امام شعبی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کیسے خط لکھا کرتے تھے؟ میں نے کہا بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ کہا یہ وہ پہلا خط ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھوایا، جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَ مُرْسٰىهَا (ہود:41) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ لکھوایا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یہ آیت نازل ہوئی قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ (اسراء:110) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمٰن لکھوایا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لکھوایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھواتے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلے لوگ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھا کرتے یہاں تک یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوایا کرتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھوایا۔

امام ابوعبید نے فضائل میں اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کے طرف خطوط لکھوائے امابعد! آؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ہم میں سے بعض بعض کو اپنا رب نہ بنائیں، اگر وہ روگردانی کریں تو تم کہو گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔ جب قیصر کو خط پہنچا تو اس نے کہا میں نے حضرت سلیمان بن داؤد کے بعد کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے یہ لکھا ہو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّ اُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ۬ وَّ الْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَ جَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ اِنِّيْ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 477 (2158)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 476 (2157)

مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۳۵ فَلَمَّا جَآءَ
سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَاۤ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّاۤ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ
بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝۳۶ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ
بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَاۤ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝۳۷ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ
يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝۳۸ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ
اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَ اِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ
اَمِيْنٌ ۝۳۹ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ
يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ
رَبِّيْ ۗ لِيَبْلُوَنِيْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ
مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝۴۰ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ
اَتَهْتَدِيْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝۴۱ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ
اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا
مُسْلِمِيْنَ ۝۴۲ وَ صَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ
قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ۝۴۳ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ
كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ؕ قَالَتْ رَبِّ
اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۴

''ملکہ نے کہا اے سرداران قوم! مجھے مشورہ دو میرے اس معاملہ میں۔ میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم موجود نہ ہو۔ وہ کہنے لگے ہم بڑے طاقتور اور سخت جنگجو ہیں اور فیصلہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے آپ غور کر لیں کہ آپ کیا حکم دینا چاہتی ہیں۔ ملکہ نے کہا: اس میں شک نہیں کہ بادشاہ جب داخل ہوتے ہیں کسی بستی میں تو

اسے برباد کر دیتے ہیں اور بنا دیتے ہیں وہاں کے معزز شہریوں کو ذلیل اور یہی ان کا دستور ہے (اس لیے جنگ کرنا قرین دانشمندی نہیں) اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف ایک تحفہ پھر دیکھوں گی کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں۔ سو جب قاصد آپ کے پاس (ہدیہ لے کر) آیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو (سنو) جو عطا فرمایا ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ بہتر ہے اس سے جو تمہیں دیا ہے بلکہ تم تو اپنے ہدیہ پر پھولے نہیں سمارہے (گویا کوئی بڑی نادر چیز لائے ہو) تو واپس چلا جا ان کے پاس اور ہم آرہے ہیں ان کی طرف ایسے لشکر لے کر جن کے مقابلہ کی ان میں تاب نہیں اور ہم یقیناً نکال دیں گے انہیں اس شہر سے ذلیل کر کے اور وہ خود رسوا ہو چکے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: اے (میرے) درباریو! کون تم سے لے آئے گا میرے پاس اس کے تخت کو اس سے پہلے کہ وہ آجائیں میری خدمت میں فرمانبردار بن کر۔ عرض کی: ایک عفریت نے جنات میں سے (حکم ہو تو) میں لے آتا ہوں آپ کے پاس اسے پیش ازیں کہ آپ کھڑے ہوں اپنی جگہ سے اور بیشک میں اسے اٹھانے کی طاقت بھی رکھتا ہوں (اور) امین بھی ہوں۔ عرض کی اس نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا (اجازت ہو تو) میں لے آتا ہوں اسے آپ کے پاس اس سے پہلے کہ آپ کی آنکھ جھپکے۔ پھر جب آپ نے اسے دیکھا کہ وہ رکھا ہوا ہے آپ کے نزدیک فرمانے لگے یہ میرے رب کا فضل (وکرم) ہے تاکہ وہ آزمائے مجھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جس نے شکر کیا تو وہ شکر کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو ناشکری کرتا ہے (وہ اپنا نقصان کرتا ہے) بلاشبہ میرا رب غنی بھی ہے (اور) کریم بھی۔ آپ نے حکم دیا شکل بدل دو اس کے لیے اس کے تخت کی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حقیقت پر آگاہ ہوتی ہے یا ہو جاتی ہے ان لوگوں میں سے جو حقیقت کو نہیں پہنچانتے۔ سو جب وہ آئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔ کہنے لگی یہ تو ہو بہو وہی ہے۔ اور ہمیں اطلاع مل گئی تھی اس واقعہ کی اس سے پہلے اور ہم تو فرمانبردار بن کر حاضر ہوئے ہیں۔ اور روک رکھا تھا اسے (ایمان لانے سے) ان بتوں نے جن کی وہ عبادت کیا کرتی تھی اللہ تعالیٰ کے سوا۔ بیشک وہ قوم کفار سے تھی۔ اسے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو جاؤ۔ پس جب اس نے دیکھا اس (کے بلوریں فرش) کو تو اس نے خیال کیا کہ یہ گہرا پانی ہے اور اس نے کپڑا اٹھالیا اپنی دونوں پنڈلیوں سے۔ آپ نے فرمایا (یہ پانی نہیں) یہ چمکدار محل ہے بلور کا بنا ہوا (اس کی آنکھیں کھل گئیں) کہنے لگی اے میرے رب! میں (آج تک) ظلم ڈھاتی رہی اپنی جان پر اور (اب) ایمان لائی ہوں سلیمان کے ساتھ اس پر جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے اپنی مملکت کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان سرداروں اور اس کی رائے یہ ہوئی کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے جنگ کریں گے۔ وہ (اپنے لشکر کے ساتھ) چلی۔ جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملک کے قریب پہنچی تو اس نے

باطن سے پہلے دھویا اور لونڈیوں نے باطن کو ظاہر سے پہلے دھویا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس نے کہا تھا اگر اس نے ہدیہ قبول کرلیا تو بادشاہ ہے۔ تو اس سے اپنے ملک کا دفاع کرنے کے لیے اس سے جنگ کرو۔ اگر وہ ہدیہ قبول نہ کرے تو وہ نبی ہے۔ اس سے جنگ کرنے کی تم میں طاقت نہیں۔ ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف ہدیہ بھیجا۔ غلام، لونڈیوں کی شکل وصورت اور زیورات میں تھیں۔ اور لونڈیاں غلاموں کی ہیئت اور لباس میں تھیں۔ اس نے مزید سونے کی اینٹیں اور مختلف قسم کے سوراخ نکالے ہوئے گھونگے بھی بھیجے۔ ایک پیالہ بھیجا اور یہ سب کچھ اس لیے بھیجا تا کہ اس کی حقیقت کو جانے۔ جب تحفے حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچے تو آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے شہر کی اینٹوں اور اس کی دیواروں کو سونے اور چاندی کا پانی چڑھا دیا۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصدوں نے یہ دیکھا تو کہا ہم ان لوگوں کے علاقوں میں سونے کی اینٹوں کو کہاں لے جائیں گے جبکہ ان کی دیواریں سونے اور چاندی کی ہیں۔ انہوں نے سونے کی اینٹیں اپنے پاس روک لیں اور باقی ماندہ چیزیں آپ کی خدمت میں پیش کردیں۔ اور کہا ہمارے لیے لونڈیوں میں سے غلاموں کو الگ کردو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں وضو کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے وضو کیا۔ اس طرح لونڈیوں سے غلاموں کو الگ کردیا۔ جہاں تک لونڈیوں کا تعلق تھا انہوں نے اپنے ہاتھ پر پانی انڈیلا۔ جہاں تک غلاموں کا تعلق ہے انہوں نے چلو بھرا۔ انہوں نے کہا ان گھونگھوں میں دھاگہ داخل کردو۔ آپ نے باریک سانپ کو بلایا۔ اس کے ساتھ دھاگہ باندھا اور ان میں داخل کردیا۔ وہ سانپ ان گھونگھوں میں گھوما پھرا یہاں تک کہ دوسری جانب نکل گیا۔ انہوں نے عرض کی: اس پیالے کو پانی سے بھر دو جو پانی نہ زمین کا ہو نہ آسمان کا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑا لانے کا حکم دیا۔ اسے دوڑایا گیا یہاں تک کہ وہ رک گیا تو آپ نے اس کا پسینہ پونچھنے کا حکم دیا تو اسے پیالے میں ڈالا اور اسے بھر دیا۔ جب قاصد واپس آئے تو انہوں نے ملکہ سبا کو بتایا کہ سلیمان علیہ السلام نے تحائف واپس کردیے ہیں۔ اس نے ایک وفد ترتیب دیا۔ اس نے اپنے تخت کے بارے میں حکم دیا۔ اسے سات کمروں کے اندر رکھا گیا اور سب کے تالے لگا دیے۔ اس نے چابیاں خود لے لیں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو وہ خبر پہنچی جو اس نے اپنے تخت کے بارے میں انتظام کیا تھا تو اس وقت آپ نے ارشاد فرمایا تھا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا گیا تھا میرے پاس جنوں اور انسانوں کا ایسا لشکر لے آؤ جس کی ابتدا اور انتہا نہ ہو۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح سے لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جن کی وہ تاب نہ لاسکیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی کہ وہ یہاں آ گئی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے اس کے عرش کا ذکر کیا گیا تھا جس نے آپ کو تعجب میں ڈال دیا تھا جبکہ اس کا عرش سونے کا، اس کے پائے موتیوں اور جواہرات کے تھے جو ریشم اور دیباج میں چھپا ہوا تھا جس پر سات دروازے بند ہوتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ ناپسند کیا کہ وہ اسی تخت کو ان کے

اسلام لانے کے بعد لیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کا علم رکھتے تھے کہ جب لوگ اسلام قبول کرلیں تو ان کے مال ان کے خونوں کے ساتھ حرام ہو جاتے ہیں۔ تو آپ نے یہ پسند کیا کہ یہ تخت ان کے اسلام لانے سے پہلے لایا جائے۔ تو آپ نے اس کے لانے کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عرش سے مراد وہ چار پائی ہے جو آراستہ و مزین تخت میں ہے۔(2)

ابن منذر نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمین کا معنی اطاعت کرنے والے کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنوں میں سے ایک سرکش جن نے کہا اور مَّقَامِكَ سے مراد بیٹھنے کی جگہ ہے۔(3)

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ عفریت سے مراد عظیم ہے گویا وہ پہاڑ تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعیب جبائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عِفْرِيْتٌ کا نام کوزن تھا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عِفْرِيْتٌ کا نام کوزی تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ سے مراد صخر جنی ہے۔ وہ اس کے اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اور جو اس کے پاس امانت رکھی جائے اس میں امین ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ مَّقَامِكَ سے مراد من مجلسك ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے زہیر بن محمد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّقَامِكَ سے مراد مجلسك ہے جس میں آپ فیصلہ کے لیے بیٹھتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب اپنی مجلس میں فیصلہ کے لیے بیٹھتے تو سورج کے زوال سے پہلے نہیں اٹھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ قول نقل کیا ہے کہ عَلَيْهِ سے مراد اس کے جوہر پر ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب عفریت نے یہ عرض کی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: میں اس سے بھی تیزی کا ارادہ کرتا ہوں تو ایک صاحب علم نے کہا تو تخت زمین کے ایک سوراخ سے باہر نکل آیا۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں دیکھا وَ اِنِّیْ عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میں اس سے بھی جلدی کا ارادہ رکھتا ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 184

4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 185 5۔ ایضاً

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان بن داؤد، جلد 6، صفحہ 337 (31855)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 336 (31854)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ سے مراد آصف برخیا ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کا کاتب تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے یزید بن رومان سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آصف بن برخیا تھا۔ وہ صدیق تھا اور اسم اعظم جانتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا نام اسطوم تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن لہیعہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک انسان تھا جسے ذوالنور کہتے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آصف بن برخیا بن مشعیا بن منکیل تھا۔ اس کی ماں کا نام باطورا تھا جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتی تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا نام تملیخ تھا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ سے مراد اسم اعظم ہے۔ جب اس کے واسطہ سے دعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبول فرماتا ہے: وہ یاذاالجلال والاکرام ہے۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: لگاتار دیکھنا یہاں تک کہ تیری نظر نامراد لوٹے۔(3)

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے قَالَ الَّذِيۡ عِنۡدَهٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡكِتٰبِ اَنَا اَنۡظُرُ فِيۡ كِتَابِ رَبِّيۡ ثُمَّ اٰتِيۡكَ بِهٖ قَبۡلَ اَنۡ يَّرۡتَدَّ اِلَيۡكَ طَرۡفُكَ کہا اس عالم نے گفتگو کی تو وہ تخت زمین کے نیچے ایک سوراخ میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ وہ ان کی طرف نکل آیا۔(4)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ آصف نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی: آسمان کی طرف دیکھو ابھی آپ نے آنکھ نہ جھپکی تھی یہاں تک کہ وہ اس عرش کو لے آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس کی دعا یہ تھی: اے ہمارے معبود! اے ہر شے کے معبود! اے لاشریک معبود! تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میرے پاس اس کا عرش لے آ۔ کہا اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے اس عرش کی مثال رکھ دی۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 185، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 186
3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 187
4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 186
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 337 (31857)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 186

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ سبا کا عرش زمین و آسمان کے درمیان نہیں چلا تھا بلکہ اس کے لیے زمین لپٹ گئی تھی۔ تو وہ زمین کے نیچے نیچے چلا تھا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے ظاہر ہوا تھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کی تھی۔ وہ اس تخت میں داخل ہوا۔ اس کے لیے زمین میں سوراخ ہو گیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے چشمہ کی صورت میں ابل پڑا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم کے واسطہ سے دعا کی تو ملکہ بلقیس کا عرش اس کی آنکھوں کے سامنے اٹھایا گیا تھا۔ وہ اس نام کو نہیں جانتے تھے۔ وہ اسم حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے مخفی رکھا گیا تھا جو آپ کو عطا کیا گیا ہے۔ وہ اس سے کئی گنا بڑھ کر تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جو اسم اعظم جانتا تھا۔ اس کے وسیلہ سے جب دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ جب اس کے واسطہ سے سوال کیا جائے تو عطا کیا جاتا ہے۔ ارتداد طرف کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنی نظر سے وہاں تک دیکھے جہاں تک اس کی نظر جا سکتی ہے۔ وہ اپنی نظر لوٹائے اس نے دعا کی جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے تخت کو اپنے سامنے پڑا ہوا دیکھا تو گھبرا گئے اور کہا میرے علاوہ ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے زیادہ قدر و منزلت والا ہے۔

امام جریر اور ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ کی خدمت میں تخت پیش کر دیا گیا تو اس وقت کہا ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۖ لِیَبْلُوَنِیْۤ تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ جب عرش میرے پاس لایا جا چکا ہے تو اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر کروں یا جب میں نے یہ دیکھا کہ جو دنیا میں مجھ سے رتبہ میں کم ہے اور علم میں بڑھ کر ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی ناشکری کروں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ جو ارشاد ہے: نَکِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا کہا کہ اس تخت میں کچھ کمی اور اضافہ کر دیا گیا تاکہ اس کی عقل کو پرکھا جائے تو اس عورت کو ثابت عقل والا پایا گیا۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے انجان بنانے سے مراد یہ ہے کہ اس کے نیچے والے حصہ کو اوپر والا حصہ بنا دیا جائے۔ اس کا اگلا حصہ پچھلا حصہ بنا دیا جائے۔ اس میں اضافہ اور کمی کر دی جائے۔ جب ملکہ بلقیس پہنچی تو اس سے کہا گیا کیا تیرا تخت بھی اسی جیسا تھا۔ تو اس نے جواب دیا گویا یہ وہی ہے۔ ملکہ بلقیس نے اس موجود تخت کو اس تخت سے تشبیہ دی۔ وہ اس تخت کو پیچھے چھوڑ آئی تھی اور اسے اب اپنے سامنے پایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ داخل ہوئی جبکہ اس کا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 336 (31854)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 189، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 190 4۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 191

بدلا جاچکا تھا۔ اس تخت کے زیورات اور فرش دوسری جگہ رکھ دیا گیا تھا۔ مقصود یہ تھا کہ اس تخت کو اس پر مشتبہ کر دیں۔ اس سے پوچھا گیا کیا تیرا فرش بھی ایسا ہی تھا تو وہ نعم کہنے سے گھبرا گئی۔ لوگ اسے کہتے اس کے زیورات اور پردے تو ایسے نہ تھے۔ وہ یہ کہنے سے بھی گھبراتی کہ یہ وہ نہیں ہے۔ اسے کہا جاتا یہ وہی ہے مگر ہم نے اس کو تبدیل کر دیا ہے۔ تو اس نے کہا گویا وہی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کہا کرتے تھے ہمیں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی توحید عطا کی گئی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام یہ کہا کرتے تھے: وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر میں یہ کہا کہ اسے حق کی طرف ہدایت پانے سے اللہ کی قضا نے روکے رکھا بتوں نے نہیں۔ اور صرح سے مراد پانی کا ایک تالاب تھا جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیشے کا فرش لگوایا تھا۔ ملکہ بلقیس کے جسم پر بال تھے اس کے قدم ایسے تھے جیسے گدھے کے کھر ہوتے ہیں۔ اس کی ماں جنوں کی نسل سے تعلق رکھتی تھی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صرح شیشے کا تھا۔ اس میں مچھلیوں کی تصویریں تھیں۔ جب ملکہ بلقیس نے اسے دیکھا اور اسے کہا گیا اس تالاب میں داخل ہو جاؤ۔ تو اس نے اپنی پنڈلی سے کپڑا اٹھالیا۔ اس نے گمان کیا کہ یہ پانی ہے۔ مُّمَرَّدٌ کا معنی طویل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملکہ بلقیس کی شکل وصورت کی تعریف کی گئی تھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ پسند کیا کہ اس کی پنڈلیوں کو دیکھیں۔ تو اسے کہا گیا اس میں داخل ہو جاؤ۔ جب بلقیس نے اسے دیکھا تو گمان کیا کہ یہ تو پانی ہے۔ تو اس نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھالیا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی پنڈلیوں کو دیکھ لیا کہ ان دونوں پر بہت زیادہ بال ہیں۔ تو ملکہ بلقیس آپ کی نظروں سے گر گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے ناپسند کیا۔ جنوں نے ان سے کہا ہم آپ کے لیے ایک ایسی چیز بناتے ہیں جس سے یہ بال ختم ہو جائیں گے۔ جنوں نے چونا بنایا۔ انہوں نے ملکہ بلقیس پر مارا تو بال جاتے رہے۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے نکاح کر لیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں نے گمان کیا کہ یہ پانی ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ ملکہ بلقیس نے کہا تھا اللہ کی قسم! اس نے مجھے اس میں داخل ہونے کا حکم دے کر مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ میں اس میں ضرور داخل ہوں گی۔ جب ملکہ بلقیس نے یہ دیکھا کہ وہ شیشہ ہے۔ تو پہچان گئی کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں یہ گمان کر کے ظلم کیا ہے۔ اس کے قول ظَلَمْتُ نَفْسِیْ کا یہی مفہوم ہے۔ اس کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام کی یہ خفیہ تدبیر تھی۔ جنوں نے آپس میں گفتگو کی تم حضرت سلیمان علیہ السلام سے کوئی خفیہ تدبیر پاؤ گے۔ اگر آپ نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو وحی اور جنوں کی فطانت جمع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 191,93، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہو جائے گی۔ تو تم اس کو کوئی دھوکہ نہ دے سکو گے۔ آپ کے سامنے کوئی بات کرو۔ انہوں نے کہا آپ کے لیے اخلاص ہم پر لازم ہے۔ اس کے دونوں قدم گدھے کے کھروں جیسے ہیں۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب شیشے کے تالاب کو اس پر مشتبہ کر دیا گیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی طرف پیغام بھیجا کہ جب وہ اپنی پنڈلیوں کو ننگا کرے تو اسے دیکھیں کہ اس کے قدم کیسے ہیں۔ تو انہوں نے کیا دیکھا کہ اس کی پنڈلیاں لوگوں کی پنڈلیوں سے حسین ترین تھیں جو بالوں والی تھیں۔ اس کے قدم انسانوں کے قدموں جیسے تھے۔ بنی اسرائیل کی عورتوں نے آپ کو بشارت دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بالوں کو ناپسند کیا۔ تو آپ نے جنوں کو حکم دیا تو انہوں نے چونا بنایا۔ یہی سب سے پہلا بال صفا پوڈر تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنے پلنگ پر بیٹھ جاتے۔ آپ کی دائیں بائیں کرسیاں رکھ دی جاتیں۔ پہلے آپ انسانوں اور پھر جنوں کو بیٹھنے کا حکم دیتے۔ پھر جنوں کے بعد شیاطین کو اجازت دیتے۔ پھر پرندوں کو حکم دیتے جو انہیں سایہ کر لیتے۔ ہوا کو حکم دیتے جو انہیں اٹھا لیتی جبکہ آپ پلنگ پر موجود ہوتے، لوگ کرسیوں پر ہوتے، پرندے سایہ کیے ہوتے، ہوا انہیں اڑا لے جاتی۔ صبح ایک شہر میں اور رات دوسرے شہر میں ہوتی۔ اس میں بڑی نرمی ہوتی۔ جہاں بھی جانے کا آپ ارادہ کرتے اسے لے جاتی۔ نہ بہت تیز ہوتی اور نہ ہی بہت نرم ہوتی بلکہ اس کے درمیان ہوتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام تمام پرندوں سے ایک پرندہ منتخب کرتے اسے ان پرندوں کا سردار بناتے۔ جب ان پرندوں کے بارے میں کوئی بات پوچھنا چاہتے تو ان کے سردار سے پوچھتے۔

اسی اثناء میں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جا رہے تھے کہ ایک جنگل میں پڑاؤ ڈالا، پوچھا یہاں سے پانی کتنا دور ہے؟ لوگوں سے پوچھا انہوں نے جواب دیا ہم تو کچھ نہیں جانتے۔ آپ نے شیاطین سے پوچھا انہوں نے جواب دیا ہم بھی کچھ نہیں جانتے۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام غضبناک ہو گئے۔ فرمایا: میں یہاں ہی رہوں گا یہاں تک کہ یہ جان لوں کہ یہاں سے پانی کتنا دور ہے؟ شیاطین نے عرض کی: یا رسول اللہ! ناراض نہ ہوں، اگر کوئی اس کا علم رکھتا ہے تو ہدہد ضرور جانتا ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو طلب فرمایا مگر وہ نہ ملا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سخت غضبناک ہو گئے اور فرمایا: میں اسے سخت عذاب دوں گا یا اسے ذبح کروں گا یا وہ میرے پاس موجود نہ ہونے کا واضح عذر بیان کرے گا۔ ہدہد ملکہ بلقیس کے محل کے پاس سے گزرا اس نے محل کے پیچھے اس کا ایک باغ دیکھا۔ اس کی سرسبزی کی طرف مائل ہوا اور اس میں جا اترا تو وہ اچانک باغ میں ایک اور ہدہد کے پاس تھا۔ اس سے سلیمان کے ہدہد نے کہا تو حضرت سلیمان علیہ السلام سے کیوں دور ہے اور یہاں کیا کر رہا ہے؟ بلقیس کے ہدہد نے کہا تو سلیمان علیہ السلام سے آیا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد نے کہا اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو بھیجا ہے جسے سلیمان کہتے ہیں۔ سلیمان علیہ السلام اللہ کا رسول ہے۔ اس کے لیے جن، انسان، ہوا اور پرندے مسخر کر دیے گئے ہیں۔ بلقیس کے ہدہد نے اسے کہا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد نے کہا میں تجھے وہی کہتا ہوں جو تو سنتا ہے۔ بلقیس کے ہدہد نے کہا یہ عجیب بات ہے، اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ

ہے کہ اس قوم کی اکثریت پر عورت حکمران ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا یہ طریقہ بنایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کے لیے باتیں کی گئیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہدہد وہاں سے اڑا۔ جب لشکر کے قریب پہنچا تو دوسرے پرندوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے کہا تجھے رسول اللہ نے دھمکی دی ہے اور آپ نے جو کہا تھا اس کے بارے میں بتایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا پرندوں کے لیے یہی عذاب تھا کہ اس کے پر اکھیڑ لیتے اور دھوپ میں پھینک دیتے۔ وہ کبھی بھی اڑ نہ سکتا اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کی گرفت میں رہتا یا آپ اسے ذبح کر دیتے تو اس کی کبھی بھی نسل نہ رہتی۔ ہدہد نے کہا اللہ کے نبی نے اس سے استثناء نہیں کی؟ پرندوں نے کہا استثناء تو کی ہے، فرمایا تھا یا وہ واضح عذر لائے۔ جب ہدہد کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا تو فرمایا مجھ سے غیب ہونے کی کیا وجہ ہے؟ تو اس وقت ہدہد نے عرض کی اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ ﴿۲۲﴾ اِنِّیْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِیَتْ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِیْمٌ ﴿۲۳﴾ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو نے عذر پیش کر دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ملکہ بلقیس کو خط لکھا۔ جب ہدہد نے وہ خط ملکہ بلقیس پر پھینکا تو اس کے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ ایک معزز خط ہے اور یہ خط حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سے ہے جس میں اس کی قوم کے لیے پیغام تھا۔ ملکہ بلقیس نے بھی اپنے سرداروں سے کہا جب بادشاہ کسی ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہاں کے عزت داروں کو ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں۔ پھر ہدیہ بھیجا جب تحفہ حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا تم مال کے ذریعے میری مدد کرنا چاہتے ہو۔ میں یہ مال ان کی طرف واپس کر دوں گا۔ جب ملکہ بلقیس کے قاصد اس کے پاس واپس پہنچے تو وہ گھبرا کر نکلی۔ اس کے ساتھ ایک ہزار چھوٹے بادشاہ تھے۔ ہر بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ جنگجو سپاہی تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بڑی ہیبت والے آدمی تھے۔ آپ کسی بات کا آغاز نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اس کا ان سے سوال کیا جاتا۔ ایک دن آپ نکلے۔ اپنی چارپائی پر بیٹھے تو آپ نے اپنے قریب ہی غبار دیکھا، پوچھا یہ کیا ہے؟ لشکریوں نے بتایا یا رسول اللہ! یہ ملکہ بلقیس ہے۔ آپ نے پوچھا کیا وہ اس جگہ ہمارے ہاں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے غبار دیکھا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اور ملکہ سبا اور اس کے ساتھیوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا جتنا فاصلہ میسرہ اور کوفہ کے درمیان تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: تم میں سے کون ہے جو ان کے اطاعت گزار بن کر آنے سے پہلے اس کا عرش میرے پاس لائے گا؟ کہا جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے غبار دیکھا تھا تو اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام اور تخت کے درمیان دو ماہ کی مسافت تھی۔ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی مجلس تھی جس میں لوگ بیٹھا کرتے تھے جس طرح امراء بیٹھا کرتے تھے۔ پھر اس سے اٹھتے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اس سے جلدی چاہتا ہوں۔ جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہا میں اپنے رب کی کتاب

میں دیکھتا ہوں پھر میں اسے آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں۔ جب اس آدمی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بات ٹوکی تو آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر اٹھائی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے قدموں کے نیچے سے اس کا عرش چشمہ کی طرح نکل آیا۔ اس کرسی کے نیچے سے جس پر آپ قدم رکھتے تھے۔ پھر آپ پلنگ پر بیٹھتے تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا عرش اپنے سامنے پڑا ہوا پایا۔ تو اس وقت کہا ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ میں اللہ کا شکر کروں کہ یہ میرے پاس میری پلک جھپکنے سے بھی پہلے لے آیا ہے یا ناشکری کروں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زیادہ قدرت والا بنایا ہے جو مرتبہ میں مجھ سے کم ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس کے تخت کو بدل دو۔ جب وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس سے پوچھا گیا کیا تیرا تخت اسی طرح تھا؟ تو اس نے جواب دیا گویا وہی ہے پھر اس نے کہا: اے سلیمان! میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں، مجھے اس بارے میں بتایئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: پوچھو۔ عرض کی: مجھے ایسے جاری پانی کے بارے میں بتایئے جو نہ زمین کا ہے اور نہ ہی آسمان کا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے جب کوئی ایسی چیز آتی جسے آپ نہ جانتے ہوتے تو اس کے بارے میں انسانوں سے پوچھتے۔ اگر انسانوں کو اس کا علم ہوتا تو بہتر ورنہ جنوں سے اس کے بارے میں پوچھتے۔ اگر جنوں کو پتہ ہوتا تو بہتر ورنہ شیاطین سے پوچھتے۔ شیاطین نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس سے بڑھ کر کوئی آسان نہیں ہے۔ گھوڑے کے بارے میں حکم دیجیے جو دوڑے پھر اس کے پسینہ سے برتن بھر لیجیے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا گھوڑے کا پسینہ۔ ملکہ بلقیس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ اس نے پوچھا مجھے رب کے رنگ کے بارے میں بتایئے حضرت ابن عباس نے فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی چارپائی سے اچھل پڑے اور سجدے میں گر پڑے۔ تو ملکہ بلقیس آپ کے پاس سے اٹھ گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر بکھر گئے۔ اللہ کا قاصد آیا، پوچھا تیرا رب تجھے ارشاد فرماتا ہے تیرا کیا بنا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! جو اس نے کہا ہے تو اسے بہتر جانتا ہے۔ اس قاصد نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اپنے پلنگ کی طرف لوٹ جا اور اس پر بیٹھ جا۔ تو ملکہ بلقیس اور اس کے موجود لشکروں کی طرف پیغام بھیج اور اپنے ان تمام لشکروں کی طرف پیغام بھیج کہ وہ تیرے پاس حاضر ہو جائیں اور تو اس سے اور ان لشکریوں سے وہی سوال کر جو اس نے آپ سے کیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ سب لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے پوچھا تو نے مجھ سے کیا پوچھا تھا؟ ملکہ بلقیس نے کہا میں نے آپ سے ایسے جاری پانی کے بارے میں پوچھا تھا جو نہ زمین سے اور نہ ہی آسمان سے تعلق رکھتا ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں نے تجھے بتایا تھا وہ گھوڑے کا پسینہ ہے۔ ملکہ بلقیس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تو نے مجھ سے اور کیا سوال کیا تھا۔ ملکہ بلقیس نے کہا میں نے آپ سے اور کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے فرمایا میں کس وجہ سے چارپائی سے زمین پر جا پڑا تھا؟ تو ملکہ بلقیس نے کہا مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے لشکریوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کی بات کی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے انسانوں اور جنوں اور پرندوں کے لشکروں سے پوچھا نیز ہر اس چیز

سے پوچھا جو اس وقت حاضر تھی۔ سب نے کہا ملکہ بلقیس نے تو صرف آپ سے جاری پانی کے بارے میں پوچھا تھا یا رسول اللہ! حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وہ تو ہو چکا۔ قاصد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو ارشاد فرماتا ہے اپنے مکان کی طرف لوٹ جایئے بیشک میں تیری طرف انہیں کافی ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین سے فرمایا میرے لیے ایک محل بناؤ جس میں ملکہ بلقیس میرے پاس آئے۔ شیاطین نے ایک دوسرے سے گفتگو کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ہر چیز کو مسخر کر دیا ہے۔ بلقیس ملک سبا کی ملکہ ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس سے نکاح کریں گے۔ آپ کا بچہ جنے گی۔ ہم ہمیشہ ہمیشہ اس کے غلام رہیں گے۔ ملکہ بلقیس کی پنڈلیوں پر بال تھے۔ شیاطین نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ایسی عمارت بناؤ گویا وہ پانی ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس طرح اس کی پنڈلی دیکھ لیں گے اور اس سے شادی نہیں کریں گے۔ انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے شیشے کا محل بنا دیا۔ شیاطین نے شیشے کے مختلف طبقات بنا دیے اور طبقات کے نیچے ان جانوروں کی شکلیں بنا دیں جو سمندر میں ہوتے ہیں جیسے مچھلیاں اور دوسرے جانور پھر اوپر سے انہیں بند کر دیا۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی: اس محل میں تشریف لایئے محل کی ایک طرف کرسی رکھ دی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام محل میں تشریف لائے تو کرسی لائی گئی۔ آپ اس پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا ملکہ بلقیس کو میرے پاس پیش کیا جائے۔ ملکہ بلقیس کو کہا گیا اس میں داخل ہو۔ جب وہ داخل ہونے لگی تو اس نے مچھلی اور دوسرے ان جانوروں کی تصویریں دیکھیں جو پانی میں ہوتے ہیں۔ تو اس نے اسے پانی خیال کیا اور اسی میں داخل ہونے کے لیے اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھایا۔ اس کی پنڈلیوں کے بال پنڈلیوں پر لپٹے ہوئے تھے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دیکھا، اسے بلایا اور اپنا چہرہ اس سے دوسری طرف پھیر لیا۔ اس نے اپنا کپڑا نیچے کیا اور کہا رَبِّ اِنِّیۡ ظَلَمۡتُ نَفۡسِیۡ وَ اَسۡلَمۡتُ مَعَ سُلَیۡمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے انسانوں کو بلایا، فرمایا یہ کتنا قبیح ہے۔ کونسی چیز اسے ختم کر سکتی ہے؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! استرا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا استرا تو عورت کی پنڈلیوں کو کاٹ دے گا۔ پھر شیاطین کو بلایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں بھی فرمایا تو انہوں نے بہانہ کیا۔ پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے بال صفا پوڈر تیار کر دیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ وہ پہلا دن تھا جس دن بال صفا کرنے والا پوڈر دیکھا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے نکاح کا ارادہ کیا۔ ابن ابی حاتم نے کہا ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا یہ حدیث کتنی اچھی ہے۔ (1)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی کرسی رکھتے انسانوں اور جنوں میں سے جنہیں ساتھ لے جانا چاہتے۔ وہ آ جاتے۔ پھر ہوا کو حکم دیتے۔ وہ ان سب کو اٹھا لیتی۔ پھر پرندوں کو حکم دیتے۔ وہ ان پر سایہ کر لیتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ جا رہے تھے کہ انہیں پیاس محسوس ہوئی۔ فرمایا تمہاری کیا رائے ہے کہ پانی کتنا دور

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 336 (31852)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہے؟ ساتھیوں نے عرض کی ہمیں تو کچھ علم نہیں۔ آپ نے ہدہد کو یاد کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاں اسے وہ مقام حاصل تھا جو پرندوں میں سے کسی کو نہ تھا۔ تو فرمایا کیا وجہ ہے میں ہدہد کو نہیں دیکھتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پرندوں کو یہ سزا دیتے کہ اس کے پر اکھاڑ دیتے۔ پھر اسے دھوپ میں پھینک دیتے بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ سے مراد واضح عذر ہے۔

جب ہدہد آ گیا تو پرندے اسے ملے اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے تجھے دھمکی دی ہے۔ ہدہد نے پوچھا آپ نے دھمکی میں استثناء بھی کی تھی۔ پرندوں نے اسے بتایا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تھا مگر وہ واضح عذر لائے۔ تو ہدہد آپ کے پاس ملکہ سبا کی خبر لایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کے ساتھ خط روانہ کیا۔ ملکہ بلقیس آئی۔ جب وہ ایک فرسخ کے فاصلہ پر تھی تو آپ نے عرش لانے کا حکم دیا۔ جنوں کے سردار نے کہا میں اس مجلس کے برخاست ہونے سے پہلے لے آتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں اسے بھی جلدی کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تو جس کے پاس کتاب کا علم تھا اس نے عرض کی میں آنکھ جھپکنے سے پہلے لے آتا ہوں تو وہ عرش کو زمین کے ایک سوراخ سے لے آیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تخت کی شکل وصورت بدل دو جب ملکہ بلقیس آئی تو اسے پوچھا گیا کیا تیرا عرش ایسا ہی تھا؟ اس نے اس تیز رفتاری کو عجیب جانا اور تخت کو بھی دیکھ لیا تو اس نے کہا گویا یہ وہی ہے۔ جب وہ محل میں داخل ہوئی تو اسے نہر کا پانی خیال کیا اور اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھا دیا، تو کیا دیکھا کہ اس کی پنڈلی پر بال ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کونسی چیز اسے ختم کر سکتی ہے۔ ایک جن نے کہا میں اسے ختم کر سکتا ہوں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے چونا بنایا۔ یہ پہلی دفعہ چونا بنایا گیا تھا۔ اس ملکہ کا نام بلقیس تھا۔ (1)

امام ابن عساکر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس سے شادی کر لی تو اس نے کہا مجھے لوہے نے آج تک نہیں چھوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین سے فرمایا لوہے کے علاوہ کونسی چیز ان بالوں کو ختم کر سکتی ہے۔ تو انہوں نے چونا بنایا۔ سب سے پہلے اس چونے کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے شیاطین نے بنایا تھا۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور عقیلی رحمہما اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے حمامات حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے بنائے گئے تھے۔

امام طبرانی، ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی سب سے پہلے حمام میں داخل ہوا وہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ جب آپ نے حمام کی گرمی کو پایا تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے پناہ چاہی۔ (2)

ابو نعیم نے حلیہ میں مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ جب ملکہ سبا حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے بہت زیادہ لکڑیاں دیکھیں۔ اس دن حضرت سلیمان علیہ السلام کے غلام سے کہا کیا تیرا آقا جانتا ہے کہ اس دھوئیں کا وزن کتنا ہے؟ غلام نے کہا میں بھی جانتا ہوں تو میرا آقا کیسے نہیں جانتا ہوگا؟ ملکہ بلقیس نے کہا اس کا کتنا وزن ہے؟ غلام نے کہا لکڑی کا وزن کیا جاتا ہے۔ پھر اسے جلایا جاتا ہے، پھر راکھ کا وزن کیا جاتا ہے تو لکڑی سے جتنا وزن کم ہو جائے وہی دھوئیں کا وزن ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 336، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 160 (7778)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے زہد میں امام اوزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ تدمر کے برجوں میں سے ایک برج توڑا گیا۔ اس میں انہوں نے ایک حسین عورت پائی جس کی آنکھیں سیاہ اور مضبوط جسم کی تھی۔ اس کی اطراف یوں لپٹی ہوئی تھیں جیسے کتاب کی جلد۔ اس پر ایک پگڑی تھی جس کی لمبائی اسی ہاتھ تھی۔ پگڑی کی ایک جانب سونے سے یہ لکھا ہوا تھا" بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ میں بلقیس سبا کی ملکہ ہوں جو حضرت سلیمان بن داؤد کی بیوی ہے جو کافر اور مومن دونوں حیثیتوں میں دنیا کی مالک بنی جبکہ مجھ سے قبل اور نہ میرے بعد کوئی مالک بنی، میرا انجام بھی موت کی صورت میں ہوا۔ اے دنیا کے طالبو خواہشوں کو کم کرو"۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن عبداللہ بن ربعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب بلقیس مسلمان ہوگئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے شادی کر لی اور اس کا مہر بعلبک معین کیا۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی ثَمُوۡدَ اَخَاهُمۡ صٰلِحًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمۡ فَرِيۡقٰنِ
يَخۡتَصِمُوۡنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰقَوۡمِ لِمَ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ ۚ لَوۡ لَا
تَسۡتَغۡفِرُوۡنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوا اطَّيَّرۡنَا بِكَ وَ بِمَنۡ مَّعَكَ ؕ
قَالَ طٰٓئِرُكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ كَانَ فِي الۡمَدِيۡنَةِ
تِسۡعَةُ رَهۡطٍ يُّفۡسِدُوۡنَ فِي الۡاَرۡضِ وَ لَا يُصۡلِحُوۡنَ ﴿۴۸﴾ قَالُوۡا تَقَاسَمُوۡا
بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَ اَهۡلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوۡلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدۡنَا مَهۡلِكَ اَهۡلِهٖ وَ
اِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾ وَ مَكَرُوۡا مَكۡرًا وَّ مَكَرۡنَا مَكۡرًا وَّ هُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾
فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكۡرِهِمۡ ۙ اَنَّا دَمَّرۡنٰهُمۡ وَ قَوۡمَهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۵۱﴾
فَتِلۡكَ بُيُوۡتُهُمۡ خَاوِيَةًۢ بِمَا ظَلَمُوۡا ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۲﴾ وَ
اَنۡجَيۡنَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ كَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ ﴿۵۳﴾ وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ
اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَةَ وَ اَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَهۡوَةً
مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تَجۡهَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوۡمِهٖۤ
اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡۤا اٰلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرۡيَتِكُمۡ ۚ اِنَّهُمۡ اُنَاسٌ
يَّتَطَهَّرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنۡجَيۡنٰهُ وَ اَهۡلَهٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرۡنٰهَا مِنَ

الْغٰبِرِيْنَ۝۵۷ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ۝۵۸

"اور بیشک ہم نے رسول بنا کر بھیجا ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی تو وہ دو گروہ بن گئے (اور آپس میں) جھگڑنے لگے۔ صالح نے فرمایا: اے میری قوم! کیوں تیزی کرتے ہو برائی کرنے میں نیک کام کرنے سے پہلے تم کیوں نہیں بخشش طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے شاید تم پر رحم کر دیا جائے۔ کہنے لگے ہم تو براشگون سمجھتے ہیں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو۔ آپ نے فرمایا تمہارا براشگون تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے بلکہ تم ایسی قوم ہو جو فتنہ میں مبتلا کر دی گئی ہے۔ اور اس شہر میں نو شخص تھے جو فتنہ و فساد برپا کیا کرتے تھے اس علاقہ میں اور اصلاح کی کوشش نہ کرتے۔ انہوں نے کہا آؤ اللہ کی قسم کھا کر یہ عہد کر لیں کہ شب خون مار کر صالح اور اس کے اہل خانہ کو ہلاک کر دیں گے پھر کہہ دیں گے اس کے وارث سے کہ ہم تو (سرے سے) موجود ہی نہ تھے جب انہیں ہلاک کیا گیا اور (یقین کرو) ہم بالکل سچ کہہ رہے ہیں۔ اور انہوں نے بھی خفیہ سازش کی اور ہم نے بھی خفیہ تدبیر کی اور وہ سمجھ ہی نہ سکے (ہماری تدبیر کو)۔ تم (خود ہی) دیکھ لو کیا (ہولناک) انجام ہوا ان کے مکر کا۔ ہم نے برباد کر کے رکھ دیا انہیں اور ان کی ساری قوم کو۔ پس یہ ان کے گھر ہیں جو اجڑے پڑے ہیں ان کے ظلم کے باعث۔ بیشک اس میں عبرت ہے اس قوم کے لیے جو (کچھ) جانتی ہے۔ اور ہم نے بچا لیا انہیں جو ایمان لائے تھے اور (اپنے رب سے) ڈرتے رہتے تھے۔ اور یاد کرو لوط کو جب آپ نے اپنی قوم کو فرمایا کیا تم ارتکاب کرتے ہو بے حیائی کا حالانکہ تم دیکھ رہے ہوتے ہو۔ کیا تم جاتے ہو مردوں کے پاس شہوت رانی کے لیے (اپنی) بیویوں کو چھوڑ کر بلکہ تم تو بڑے نادان لوگ ہو۔ پس نہیں تھا آپ کی قوم کا جواب بجز اس کے کہ انہوں نے کہا نکال دو آل لوط کو اور ان کے اہل خانہ کو سوائے ان کی بیوی کے۔ ہم نے فیصلہ کر دیا اس کے متعلق کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہوگی۔ اور ہم نے ان پر خوب پتھر برسائے۔ پس تباہ کن پتھراؤ تھا (بارہا) ڈرائے جانے والوں پر۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فَرِيْقٰنِ سے مراد ایک فریق مومن اور دوسرا فریق کافر ہے۔ مومن کہتے حضرت صالح علیہ السلام اپنے رب کی جانب سے بھیجے ہوئے ہیں اور کافر کہتے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھیجے ہوئے نہیں سینہ سے مراد عذاب اور حسنہ سے مراد رحمت ہے۔ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ انہوں نے کہا ہم نے آپ سے بدفالی لی۔ شہر میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے افراد تھے۔ انہوں نے باہم یہ قسم اٹھائی تھی کہ وہ اس کو ہلاک کر دیں گے، وہ حضرت صالح علیہ السلام تک نہیں پہنچے تھے یہاں تک کہ انہیں اور ان کی قوم کو ہلاک کر دیا گیا۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: قوم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 97-195، داراحیاء التراث العربی بیروت

میں حضرت صالح علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے اور تکذیب کرنے والے بھی تھے۔ حق کو ماننے والے اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے والے تھے اور حق کی تکذیب کرنے والے اور اس کو چھوڑنے والے تھے۔ اس بارے میں قوم میں جھگڑا تھا۔ انہوں نے بدفالی لیتے ہوئے کہا جو مصیبت پہنچی ہے وہ تیری اور تیرے ساتھیوں کی وجہ سے ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے اعمال کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ بلکہ تمہیں تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی نافرمانی میں آزمایا گیا ہے۔ شہر میں حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے نو افراد تھے جنہوں نے باہم یہ قسم اٹھائی کہ وہ رات کے وقت حضرت صالح علیہ السلام کو پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے اسی اثناء میں کہ وہ جلدی جلدی حضرت صالح علیہ السلام کی طرف جا رہے تھے تاکہ وہ اسے قتل کر دیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر چٹان کو گرا دیا جس نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر ہم اس کے ولی سے کہیں گے یعنی حضرت صالح کے قبیلہ کو کہیں گے۔ انہوں نے حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ مکر کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ یہ خفیہ تدبیر کی کہ ان پر چٹان گرا دی جس نے سب کو ہلاک کر دیا۔ دیکھو تو سہی ان کا مکر کیسا تھا اور ان کے مکر کا انجام کیسے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی تمام قوم کو ہلاک کر دیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے طٰٓىِٕرُكُمْ کا معنی تمہارے مصائب کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تِسْعَةُ رَهْطٍ کے یہ نام ذکر کیے ہیں: زعمی، زعیم، ہرمی، ہریم داب، ہواب، ریاب، سطیع اور قدار بن سالف جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان نو افراد نے ہی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ جب انہوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں تو انہوں نے کہا ہم رات کے وقت حضرت صالح اور اس کے گھر والوں پر حملہ کریں گے اور ان سب کو قتل کر دیں گے۔ پھر حضرت صالح علیہ السلام کے اولیا سے کہیں گے ہم نے تو اس میں سے کسی چیز کو نہیں دیکھا اور نہ ہی ہمیں اس کا کچھ علم ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔(3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ دراہم توڑ دیتے تھے۔(4) واللہ اعلم۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

"فرمائیے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور سلام ہو اس کے ان بندوں پر جنہیں اس نے چن لیا (بتاؤ) کیا اللہ بہتر ہے یا جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔"

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 484، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 19، صفحہ 196، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 480 (2171)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بزار، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں عبارت سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے چن لیا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضور ﷺ کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی تو کہا بلکہ اللہ تعالیٰ بہت بہتر، باقی رہنے والا، زیادہ عزت والا اور معزز ہے۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآىِٕقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ۝۶۰ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَاۤ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِیَ وَ جَعَلَ بَیْنَ الْبَحْرَیْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۶۱

"بھلا وہ کون ہے جس نے بنایا آسمانوں کو اور زمین کو اور جس نے اتارا تمہارے لئے آسمان سے پانی۔ پھر ہم نے اگائے اس پانی سے خوش منظر باغات۔ تمہاری طاقت نہ تھی کہ تم اگا سکتے ان کے درخت۔ کیا کوئی دوسرا خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو راہ راست سے پرے ہٹ رہے ہیں۔ بھلا کس نے بنایا ہے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور جاری کردیں اس کے درمیان نہریں اور بنا دیئے زمین کے لیے (پہاڑوں کے) لنگر اور بنا دی دو سمندروں کے درمیان آڑ۔ کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ بلکہ ان میں سے اکثر لوگ بے علم ہیں۔"

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان حَدَآىِٕقَ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا باغات۔ عرض کی: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

بِلَادٌ سَقَا هَا اللّٰهُ اَمَّا سُهُوْلُهَا فَقَضْبٌ وَّدُرٌّ مُّغْدَقٌ وَّحَدَائِقُ

"یہ ایسے شہر ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے سیراب کیا ہے، اس کے میدانی علاقوں میں سبزیاں، وافر دودھ اور باغات ہیں"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَدَآىِٕقَ سے مراد اچھے کھجور کے درخت ہیں۔ ذَاتَ بَهْجَةٍ سے مراد تر و تازہ۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 6 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 484 (2182)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد ایسے باغات ہیں جن کے درمیان دیواریں ہوں۔ ذَاتَ بَهْجَةٍ سے مراد ہے خوبصورت۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بَهْجَةٍ سے یہ معنی نقل کیا ہے ایسی کلیاں جنہیں لوگ اور جانور کھاتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یعدلون کا معنی وہ شرک کرتے ہیں نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ بت جن کی انہوں نے عبادت کی، انہیں اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا جبکہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی عدل ہے اور نہ ہی کوئی ند ہے، اس نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ ہی بچہ۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾

"بھلا کون قبول کرتا ہے ایک بیقرار کی فریاد جب وہ اسے پکارتا ہے اور (کون) دور کرتا ہے تکلیف کو اور (کس نے) بنایا ہے تمہیں زمین میں (اگلوں کا) خلیفہ۔ کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ تم بہت کم غور و فکر کرتے ہو۔ بھلا کون راہ دکھاتا ہے تمہیں بر و بحر کے اندھیروں میں اور کون بھیجتا ہے ہواؤں کو خوشخبری دینے کے لیے اپنی (باران) رحمت سے پہلے، کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ برتر ہے اللہ تعالیٰ ان سے جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔ بھلا کون ہے جو آغاز کرتا ہے آفرینش کا پھر دوبارہ پیدا کرے گا اسے اور کون ہے جو رزق دیتا ہے تمہیں آسمان سے اور زمین سے، کیا کوئی اور خدا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ؟ فرمایئے (اے مشرکو!) پیش کرو اپنی کوئی دلیل اگر تم سچے ہو۔"

امام احمد، ابوداؤد اور طبرانی رحمہم اللہ نے بلجیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کس کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا میں تجھے اس وحدہٗ لاشریک کی طرف دعوت دیتا ہوں اگر تجھ پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 7، داراحیاء التراث العربی بیروت

کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ تجھ سے مصیبت دور کردے، اگر تو بے آباد چٹیل جگہ راستہ بھول جائے، تو اسے پکارے تو وہ تجھے جواب دے، اگر تجھے قحط سالی آلے، تو دعا کرے تو وہ تجھ پر رحمت کی بارش نازل کردے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السُّوْٓءَ کا معنی تکلیف ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ ہم حضرت عبداللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک لونڈی اپنے آقا کے پاس آئی اور کہا تجھے کس چیز نے یہاں روک رکھا ہے۔ فلاں آدمی نے اپنی نظر سے تیرے گھوڑے کو آگ لگا دی ہے اور اسے گھر میں یوں چکر لگاتے ہوئے چھوڑ دیا گویا وہ فلک ہے۔ اٹھیے اور کوئی تعویذ والا تلاش کیجئے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: کوئی تعویذ والا تلاش نہ کرو۔ اس کے دائیں نتھنے میں چار دفعہ اور بائیں نتھنے میں تین دفعہ تھتکارو اور یہ کہو ''لَا بَاْسَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا يَكْشِفُ الضُّرَّ اِلَّا اَنْتَ'' اے لوگوں کے رب! پکڑ کو دور فرمادے، شفا عطا فرما، تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے، تکلیف کو کوئی دور نہیں کرتا مگر تو ہی۔ وہ گیا پھر واپس آ گیا اور کہا میں نے وہی کیا جو آپ نے حکم دیا۔ میں اس وقت آیا جب وہ لید اور پیشاب کر چکا تھا اور چارہ کھا چکا تھا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن جنادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جماعت سے جدائی اختیار کی تو وہ جہنم میں منہ کے بل گرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ۔ خلافت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اگر وہ خیر ہے تو وہی اسے لے جاتا ہے۔ اگر وہ بری ہے تو اسی کے ساتھ مؤاخذہ کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے جن چیزوں کا حکم دیا ہے ان کی اطاعت کر۔(2)

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت معجم میں ایاد بن لقیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جعدہ بن ہبیرہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے میں نے اسے پایا ہے جسے تم نے نہیں پایا۔ امیر معاویہ کے بعد ایسے امراء آئیں گے۔ یہ ان جیسوں سے نہیں۔ ان میں کوئی کوتاہ قد اور دم بریدہ نہیں ہوگا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ بادشاہت اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے جس کے حق میں چاہتا ہے عطا کر دیتا ہے۔ تم اسے کسی جگہ نہیں رکھتے۔ خبردار داعی (حکمران) کا رعیت پر حق ہے اور رعیت کا داعی (حکمران) پر حق ہے۔ انہیں ان کے حقوق ادا کرو۔ اگر وہ تمہارے ساتھ ظلم کریں تو انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو۔ بیشک تم اور وہ قیامت کے روز جھگڑا کریں گے۔ بیشک خصم اپنے ساتھی کو وہ حق ادا کرے گا جو اس پر دنیا میں لازم تھا۔ پھر اس آیت فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَ لَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّ مَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الاعراف:6-8) کی تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایک خلیفہ کے بعد دوسرا خلیفہ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلی امتوں کا خلیفہ بنایا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ سے مراد راستے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 398 (9117)، دار الفکر بیروت

کی گمراہی اور ظُلُمٰتِ الْبَحْرِ سے مراد اس کے راستوں، موج اور اس میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی تاریکی ہے۔(1)

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾

"آپ فرمائیے (خود بخود) نہیں جان سکتے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور وہ (یہ بھی) نہیں سمجھتے کہ انہیں اٹھایا جائے گا۔"

امام طیالسی، سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور امام بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عائشہ کے پاس ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: تین باتیں ایسی ہیں جن میں سے ایک بھی کسی نے کی تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا جھوٹ بولا۔ میں نے عرض کی: وہ کیا باتیں ہیں؟ فرمایا: جس نے یہ گمان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے (2) میں ٹیک لگائے ہوئے تھا تو میں اٹھ بیٹھا۔ میں نے عرض کی: اے ام المومنین! مجھے مہلت دیجیے، مجھ پر جلدی نہ کرنا، کیا اللہ تعالیٰ یہ ارشاد نہیں فرماتا وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ﴿۱۳﴾ (النجم) حضرت عائشہ نے فرمایا: میں سب سے پہلی فرد ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جبرائیل ہے۔ میں نے جبرائیل کو اس صورت میں صرف دو موقع پر دیکھا ہے جس صورت میں اللہ تعالیٰ نے انہیں تخلیق کیا ہے۔ میں نے اسے آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا۔ اس کے عظیم جثے نے آسمانوں اور زمین کے درمیانی حصہ کو بھر دیا تھا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتا لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ؗ وَ هُوَ یُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ﴿۱۰۳﴾ (الانعام) کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتا وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا (الشوریٰ:51) جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن میں سے کوئی چیز چھپائی ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ:67) حضرت عائشہ نے کہا جو یہ گمان کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنے والے دن کی خبر دیتے ہیں اس نے اللہ تعالیٰ پر بہت بڑا بہتان باندھا (3) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۫ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۫ بَلْ هُمْ مِّنْهَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ حضرت عائشہ کی طرف اس نقطہ نظر کی نسبت کی جاتی ہے تاہم عقائد کی کتب میں یہ بات برملا کہی گئی ہے کہ معراج کے موقعہ پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے رب کا دیدار نصیب ہوا۔ عقلی و نقلی دلائل پیش کیے گئے ہیں۔ حضور ضیاء الامت نے "ضیاء القرآن" میں سورۃ النجم میں تفصیلی مقالہ تحریر کیا ہے۔

3۔ عطائے الٰہی سے آگاہ کرنا اس کے منافی نہیں۔

عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّ اٰبَآؤُنَاۤ اَىِٕنَّا
لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَاۤ
اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَ لَا تَكُنْ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا
یَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ
عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ
لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَ اِنَّ رَبَّكَ
لَیَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَ مَا مِنْ غَآىِٕبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَ
الْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۷۵﴾

"بلکہ گم ہوگیا ہے ان کا علم آخرت کے متعلق بلکہ وہ تو اس کے بارے میں شک میں ہیں۔ بلکہ وہ اس سے اندھے ہیں۔اور کفار کہنے لگے کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے اور ہمارے باپ دادا بھی تو کیا ہمیں (پھر) نکالا جائے گا۔ بیشک قیامت کے آنے کا وعدہ ہم سے بھی کیا گیا اور ہمارے باپ دادا سے بھی اس سے پہلے نہیں ہے یہ وعدہ مگر پہلے لوگوں کے من گھڑت افسانے۔آپ فرمایئے سیر و سیاحت کرو زمین میں۔ پھر اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ کیسا ہولناک انجام ہوا مجرموں کا (اے محبوب!) آپ غمزدہ نہ ہوں ان (کے رویہ) پر اور دل تنگ نہ ہوا کریں ان کے مکروفریب سے اور وہ پوچھتے ہیں کب (پورا ہوگا) یہ وعدہ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔آپ فرمایئے قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آلگا ہو اس عذاب کا کچھ حصہ جس کے لیے تم جلدی مچا رہے ہو۔اور بیشک آپ کا رب بہت فضل (وکرم) فرمانے والا ہے لوگوں پر، لیکن اکثر لوگ ناشکری کرتے ہیں۔اور یقیناً آپ کا رب خوب جانتا ہے جو کچھ چھپا رکھا ہے ان کے سینوں نے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔اور نہیں کوئی پوشیدہ چیز آسمان اور زمین میں مگر اس کا بیان کتاب مبین میں موجود ہے۔"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: جب علم نے نفع نہ دیا۔(1)

ابوعبید نے فضائل میں سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی پھر کہا ان کے علم نے نفع نہ دیا (2)۔ابوعبید نے کہا آپ نے اسے استفہام کے ساتھ پڑھا ہے۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً، جلد 20، صفحہ 10

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: ان کا علم غائب ہو گیا۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَلْ اُم کے معنی میں ہے جیسے اس آیت میں بل، ام کے معنی میں ہے۔ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ (الذاریات) (2)

امام عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عاصم نے اسے (بَلِ ادَّارَكَ) پڑھا ہے۔ معنی تدارك ہی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: اپنی حماقت اور جہالت کا علم انہیں آخرت میں پے در پے ہو گا بلکہ وہ تو آخرت سے اندھے بنے ہوئے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب انہوں نے آخرت کو دیکھا تو دنیا میں ان کا علم سست پڑ گیا۔ اور فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام اور دوسری قوموں کو کیسے عذاب دیا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے رَدِفَ لَكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ تمہارے قریب ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تمہارے قریب ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: اس نے تمہارے لیے جلدی کی ہے۔ (4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی تمہارے قریب ہے نقل کیا ہے۔ (5)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو وہ تمہارے قریب ہے۔ (6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو انہوں نے رات اور دن کے وقت اعمال کیے اللہ تعالیٰ انہیں جانتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کا معنی راز کیا ہے یعنی وہ راز جانتا ہے۔ (7)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ زمین و آسمان میں کوئی مخفی اور علانیہ بات نہیں مگر اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ (8)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: میرے قول اور میرے علم میں سے جو بھی آسمان اور زمین میں ہو وہ لوح محفوظ میں اس وقت سے پہلے موجود ہے جب اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا فرمائے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 11 | 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 12 | 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 14
4۔ ایضاً | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 15
7۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 16 | 8۔ ایضاً

يَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَ اِنَّهٗ لَهُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ۝

"بلاشبہ یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل کے سامنے اکثر ان امور (کی حقیقت) کو جن میں وہ جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور بلاشبہ یہ قرآن سراپا ہدایت اور مجسم رحمت ہے مومنین کے لیے۔ یقیناً آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان اپنے حکم سے اور وہی ہے زبردست سب کچھ جاننے والا۔ سو آپ بھروسہ کریں۔ اللہ تعالیٰ پر بیشک آپ روشن حق پر ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں اور فرمایا قرآن حکیم ان چیزوں کو کھول کر بیان کرتا ہے جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔

امام ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی: آپ کے بعد آپ کی امت کو آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا یا آپ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تھا: اس سے نکلنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی کتاب جس میں آگے پیچھے سے باطل داخل نہیں ہو سکتا، یہ حکیم وحمید کا نازل کردہ ہے جس نے قرآن کے علاوہ کسی اور جگہ سے علم حاصل کرنا چاہا، اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کر دیا جسے حاکم بنایا گیا اور اس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا یہ ذکر حکیم، نور مبین اور صراط مستقیم ہے۔ اس میں پہلے لوگوں اور بعد کی خبریں ہیں۔ یہ تمہارے درمیان موجود جھگڑوں کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ یہ قول فیصل ہے، مذاق نہیں۔ (1)

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝ وَ مَاۤ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

"بیشک آپ نہیں سنا سکتے مردوں کو اور نہ آپ سنا سکتے ہیں بہروں کو اپنی پکار جب وہ بھاگے جا رہے ہوں پیٹھ پھیرے ہوئے، اور نہیں آپ ہدایت دینے والے (دل کے) اندھوں کو ان کی گمراہی سے، نہیں سناتے آپ بجز ان کے جو ایمان لائے ہیں ہماری آیتوں پر پھر وہ فرمانبردار بن جاتے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافر کی بیان فرمائی ہے جیسے میت نہیں سنتی اسی طرح کافر نہیں سنتا اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کرتا ہے۔ وہ کہتے اگر بہرہ آدمی منہ پھیر

1۔ سنن ترمذی، باب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 114 (روایت بالمعنی)

کر چل پڑے پھر تو اسے بلائے تو وہ نہیں سنتا۔ اسی طرح کافر نہیں سنتا اور جو سنتا ہے اس سے نفع حاصل نہیں کرتا۔ واللہ اعلم۔

وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾

"اور جب ہماری بات کے ان پر پورا ہونے کا وقت آجائے گا تو ہم نکالیں گے ان کے لیے ایک چوپایہ زمین سے جو ان سے گفتگو کرے گا، کیونکہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔"

امام ابن مبارک نے زہد میں عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، نعیم بن حماد نے فتن میں عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الامر بالمعروف میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب وہ نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے تو ہم زمین سے ان کے لیے ایسا جانور نکالیں گے جو ان سے گفتگو کرے گا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ جانور اس وقت نکالے گا جب وہ نیکی کا حکم نہیں دیں گے اور برائی سے نہیں روکیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب وہ نیکی کا حکم دینا چھوڑ دیں گے اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیں گے تو ان پر ناراضگی لازم ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے واقع کا معنی واجب نقل کیا ہے: یعنی لازم ہو جائے گا بعض قراتوں میں تُكَلِّمُهُمْ کی جگہ تُحَدِّثُهُمْ ہے، یعنی وہ انہیں کہے گا۔(2)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حفصہ بنت سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوالعالیہ سے پوچھا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ ان پر قول واقع ہونے سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے فرمایا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (ہود: 36) حفصہ نے کہا گویا اس نے میرے سامنے سے پردہ کو دور کر دیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا بیت اللہ شریف کے اٹھائے جانے اور اس کی جگہ کے بھول جانے سے پہلے بیت اللہ شریف کا زیادہ طواف کرلو۔ قرآن حکیم کے اٹھائے جانے سے پہلے اس کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرلو۔ پوچھا گیا جو چیز لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے اس کے اٹھائے جانے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا رات کے وقت (ہوا) ان پر چلے گی۔ لوگ صبح کریں گے تو قرآن سے خالی ہوں گے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو بھول جائیں گے اور جاہلیت کی باتوں اور شعار میں پڑ جائیں گے۔ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ سے یہی مراد ہے۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ جب ان پر قول ثابت ہو جائے گا۔(4)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 589 (8642)، دارالکتب العلمیہ، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 21-18، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 18 4۔ ایضاً

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے تُكَلِّمُهُمْ کا معنی تُحَدِّثُهُمْ۔ یعنی ان سے بات کرے گا، کیا ہے۔(1)
امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگوں کو آگاہ کرے گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں رکھتے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابوداؤد اور نفیع الاعمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! سب کچھ ہوگا وہ مومن سے کلام کرے گا اور کافر کو زخمی کرے گا۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تُكَلِّمُهُمْ کو مشدد اور اَنَّ کو ہمزہ کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام نعیم بن حماد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب وہ وعدہ پورا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کوئی بات چیت نہ ہوگی بلکہ نشان ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لگائے گا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ حکم دے گا۔ وہ جانور منیٰ کی رات صفا سے نکلے گا۔ تمام لوگ اس کے سر اور ذنب کے درمیان صبح کریں گے، نہ کوئی داخل ہونے والا داخل ہوگا اور نہ کوئی نکلنے والا نکلے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جو حکم دیا ہوگا اس سے وہ فارغ ہو جائے گا۔ پس ہلاک ہونے والا ہلاک ہو گیا اور نجات پانے والا نجات پا گیا۔ وہ اپنا پہلا قدم انطا کیہ میں رکھے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ روئیں دار ہوگا، اس کی اون اور بال ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دابہ اون اور پروں والا ہوگا جن میں ہر رنگ ہوگا۔ اس کے چار پاؤں ہوں گے۔ حاجیوں نے جس سمت اپنی پشت کی ہوگی اسی جانب سے نکلے گا۔

امام عبد بن حمید نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ اون والا ہوگا اور آسمان سے قریب ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اسے دابہ دکھائے۔ وہ تین دن اور تین رات تک نکلا۔ آسمان تک جا پہنچا۔ کوئی بھی اس کی جانب نہ دیکھتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خوفناک منظر دیکھا۔ عرض کی: اے میرے رب! اسے لوٹا دے پس اللہ نے اسے واپس لوٹا دیا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت اس وقت تک واقع نہیں ہوگی یہاں تک کہ گھر والے ایک برتن پر جمع ہوں گے۔ وہ کفار میں سے مومنوں کو پہچان لیں گے۔ پوچھا وہ کیسے؟ کہا دابہ نکلے گا۔ وہ لوگوں کی مذمت کر رہا ہوگا۔ وہ ہر انسان کی سجدہ کرنے والی جگہ کو چھوئے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اس کے چھونے سے سفید نقطہ پڑ جائے گا۔ پھر وہ اس کے چہرے پر پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ جہاں تک کفار کا تعلق ہے تو اس کے چھونے سے اس کی سجدہ گاہ پر سیاہ نقطہ پڑ جائے گا۔ پھر وہ نقطہ اس کے چہرے پر پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ لوگ آپس میں خرید و فروخت کریں گے تو وہ آپس میں کہیں گے اے مومن!

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 21　2۔ ایضاً　3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 467، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

تو یہ چیز کیسے بیچتا ہے اور کافر تو یہ چیز کیسے فروخت کرے گا؟ تو وہ ایک دوسرے کو کچھ جواب نہ دیں گے۔

عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد سے نکلے گا جو صفا کے متصل جگہ ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے سماک کے واسطہ سے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ مکہ مکرمہ سے نکلے گا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ نکلے گا تو لوگ گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہوں گے۔ وہ جانور ایک آدمی کے پاس آئے گا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہوگا۔ وہ دابہ کہے گا جتنی لمبی نماز کر سکتا ہے نماز لمبی کر، اللہ کی قسم! میں تمہیں ضرور نکیل ڈالوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دابہ نکلے گا۔ جس دن نکلے گا وہ پگڑی اور پروں والا ہوگا۔ وہ مومن کے چہرہ پر سفید نقطہ لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ کافر کے چہرے پر سیاہ نقطہ لگائے گا تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اس کے بعد بازار میں وہ ایک دوسرے سے خرید و فروخت کریں گے، کہیں گے: اے مومن! تو کس قیمت پر بیچتا ہے اور اے کافر! تو کس کے بدلے میں فروخت کرتا ہے؟ پھر دجال نکلے گا۔ وہ کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ پر موٹا ناخن ہوگا۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جسے ہر مومن اور کافر پڑھ لے گا۔

امام احمد، سمویہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: دابہ نکلے گا تو ان کی ناکوں پر نشان لگائے گا۔ پھر وہ تمہارے درمیان زندہ رہیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی کوئی جانور خریدے گا۔ اسے کہا جائے گا تو نے کس سے خریدا ہے؟ تو اسے جواب دیا جائے گا: اس آدمی سے جس کی ناک میں نکیل ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ نکلے گا۔ اس کا نکلنا تین دفعہ ہے۔ پہلی دفعہ وہ بادیہ کے علاقہ سے نکلے گا۔ دوسری دفعہ تمام مساجد سے عظیم، شرف والی اور معزز سے نکلے گا۔ اس کی جھکی ہوئی گردن ہوگی۔ اسے مشرق میں رہنے والے اس طرح دیکھیں گے جس طرح مغرب میں رہنے والے، اس کا چہرہ انسان کے چہرے جیسا ہوگا۔ اس کی چونچ پرندے کی چونچ جیسی ہوگی جو اون اور روئی والی ہوگی۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان بن داؤد کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ بلند آواز سے ندا کرے گا اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونے لگے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا بھلائیاں ہی بھلائیاں۔ پھر قیامت تک سرسبز و شادابی ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن اسید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا خیال ہے انہوں نے اسے مرفوع نقل کیا ہے کہ دابہ اس مسجد سے نکلے گا جو حرمت کے اعتبار سے تمام مساجد سے عظیم ہے، اسی اثناء میں کہ لوگ زمین کی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 484 (2179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 14 (12573)، دار الفکر بیروت

اٹھی ہوئی جگہ (ٹیلہ) پر بیٹھے ہوں گے وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ زمین پھٹ پڑے گی۔ ابن عیینہ نے کہا دابہ اس وقت نکلے گا جب امام مزدلفہ سے چلے گا۔ حاجیوں کے پیچھے چلنے والا لوگوں کو بتائے گا دابہ نہیں نکلا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہیں وہ جگہ نہ دکھاؤں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتایا کہ دابۃ الارض یہاں سے نکلے گا۔ آپ نے اپنا عصا شق کی جانب مارا جو صفا میں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت واقع ہونے سے پہلے دجال، دابہ، یاجوج و ماجوج، دخان اور مغرب سے سورج طلوع ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد سے نکلے گا۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دابہ کا ذکر کیا۔ حضرت حذیفہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ کہاں سے نکلے گا؟ فرمایا ان مساجد میں سے ایک سے جو اللہ کے ہاں سب سے حرمت والی ہیں اسی اثناء میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہوں گے۔ مسلمان آپ کے ساتھ ہوں گے کہ ان کے نیچے سے زمین تھرتھرا اٹھے گی۔ قندیل حرکت کرے گی۔ سعی کے قریب والی جگہ سے مقام صفا پھٹ جائے گا اور صفا سے دابہ نکلے گا۔ سب سے پہلے اس کا چمکتا سر نکلے گا جو اون اور پروں والا ہوگا۔ اس کو تلاش کرنے والا اسے پا نہیں سکے گا اور اس سے بھاگنے والا اس سے بھاگ نہیں سکے گا۔ وہ مومن و کافر ہر کسی پر نشان لگائے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اس کا چہرہ یوں دکھائی دے گا، گویا چمکتا موتی ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان مومن لکھا ہوگا جہاں تک کافر کا تعلق وہ اس کی آنکھوں کے درمیان سیاہ نقطہ لگائے گا۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے: اگر میں چاہوں تو اپنی ان دونوں کمانوں کو پکڑوں۔ پھر میں چلوں یہاں تک کہ اس وادی میں داخل ہوں جس سے دابۃ الارض نکلے گا۔ وہ نکلے گا جبکہ وہ لوگوں کے لیے علامت ہوگا، وہ مومن کو ملے گا، اس کے چہرے پر نشان لگائے گا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ وہ کافر کے چہرے پر نشان لگائے گا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ وہ دابہ ہے جس کی روئیں اور پر ہوں گے۔ وہ کہے گا اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ۔

امام سعید بن منصور، نعیم بن حماد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دابۃ الارض تہامہ کی وادی سے نکلے گا جو روؤں اور پروں والا ہوگا۔ جس کے چار قدم ہوں گے۔ وہ مومن کی دونوں آنکھوں کے درمیان نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سفید ہو جائے گا۔ کافر کی آنکھوں کے درمیان نشان لگائے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 507 (37607)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دابۃ الارض نکلے گا۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مہر ہوگی۔ وہ مہر کے ذریعے مومن کا چہرہ روشن اور عصا کے ذریعے کافر کا چہرہ سیاہ کردے گا۔ یہاں تک کہ لوگ دستر خوان پر جمع ہوں گے تو مومن کافر سے پہچان لیا جائے گا۔ (1)

امام طیالسی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ بن اسید بخاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دابہ کا ذکر فرمایا۔ دابہ تین دفعہ نکلے گا۔ ایک دفعہ وہ یمن کے دور دراز حصہ سے نکلے گا۔ اس کا صحرا کے دور دراز حصوں میں پہنچ جائے گا۔ اس کا مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر طویل زمانہ تک وہ چھپ جائے گا۔ اس کا ذکر صحراء کے رہنے والوں تک جا پہنچے گا اور اس کا ذکر مکہ مکرمہ تک پہنچے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر اسی اثناء میں کہ لوگ اس مسجد میں ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ شرف والی ہے یعنی مسجد حرام۔ لوگوں کو کوئی چیز نہیں ڈرائے گی مگر یہ کہ وہ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان بلا رہی ہوگی۔ وہ اپنے سر سے مٹی جھاڑے گی تو لوگ اس سے بھاگ کھڑے ہوں گے۔ صرف مومنوں کی ایک جماعت رہ جائے گی۔ پھر وہ پہچان لیں گے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہیں کرسکتے۔ وہ دابہ انہیں سے آغاز کرے گی۔ ان کے چہروں کو روشن کردے گی یہاں تک کہ انہیں یوں بنادے گی، گویا وہ روشن ستارہ ہے۔ وہ زمین میں لوٹ جائے گا یہاں تک کہ کوئی طلب کرنے والا اسے پا نہیں سکے گا اور نہ ہی کوئی بھاگنے والا اس سے نجات پائے گا یہاں تک کہ ایک آدمی نماز کے ذریعے اس سے پناہ طلب کرے گا۔ تو دابہ اس کے پیچھے سے آجائے گا تو وہ اس آدمی کو کہے گا: اب تو نماز پڑھتا ہے۔ وہ آدمی اس کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے منہ پر نشان لگادے گا۔ پھر وہ چلا جائے گا۔ لوگ اموال میں شریک ہوں گے اور شہروں میں ایک دوسرے کی سنگت اختیار کریں گے۔ مومن کافر سے نمایاں ہوگا یہاں تک کہ مومن کہے گا: اے کافر! میرا حق ادا کرو۔ اور کافر کہے گا: اے مومن! میرا حق ادا کرو۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے بعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جیاد کی گھاٹی کتنی بری ہے، یہ دو دفعہ یا تین دفعہ فرمایا۔ لوگوں نے عرض کی: کیوں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے دابہ نکلے گا وہ تین دفعہ چیخ مارے گا تو جو خافقین کے درمیان رہتے ہوں گے اس کی آواز سن لیں گے۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دابۃ الارض، جیاد سے نکلے گا۔ اس کا سینہ رکن تک پہنچے گا۔ اس کی دُنب اس سے پیچھے نہیں نکلی ہوگی۔ فرمایا یہ دابہ (جانور) اون اور پاؤں والا ہوگا۔

امام بخاری نے تاریخ میں ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بادیہ میں دابہ کے نکلنے کی جگہ کی طرف لے گئے جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے۔ وہ خشک زمین ہے۔ اس کے

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب دابۃ الارض، جلد 4، صفحہ 436 (4066)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اردگرد ریت ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دابہ یہاں سے نکلے گا۔وہ ایک بالشت جگہ تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نزال بن سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ آپ ہی دابۃ الارض ہیں۔حضرت علی نے فرمایا: اللہ کی قسم! بیشک دابۃ الارض کے پر اور روئیں ہوں گی جب کہ میرے تو پر اور روئیں نہیں ہیں۔اس کے کھر ہوں گے۔میرے تو کھر نہیں۔وہ تو تیز رفتار گھوڑے کی طرح تین دفعہ نکلے گا جبکہ مجھے تو اس کے دو ثلث نہیں نکالا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ مزدلفہ کی رات نکلے گا جبکہ لوگ منیٰ کی طرف جا رہے ہوں گے۔وہ ان سب کو اپنی گردن اور دنب کے درمیان اٹھائے ہوئے ہوگا۔کوئی منافق ایسا نہیں ہوگا جسے وہ نکیل نہ ڈالے۔وہ مومن کو مسح کرے گا، وہ یوں ہو جائیں گے گویا وہ دجال کے لوگ ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور خطیب نے التلخیص میں حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ، ایام تشریق میں جیاد کے پہاڑ سے نکلے گا جبکہ لوگ منیٰ میں ہوں گے۔کہا اسی وجہ سے حاجیوں کے پیچھے چلنے والا لوگوں کی سلامتی کی خبر لائے گا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ میں ہر قسم کا رنگ ہوگا۔اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سوار کے لیے ایک فرسخ کا فاصلہ ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ صفا میں صدع سے تین دن نکلے گا جیسے گھوڑا دوڑتا ہے۔اس کا ایک ثلث نہیں نکلا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ جیاد کے مقام سے صخرہ کے نیچے سے نکلے گا۔اس کا منہ مشرق کی جانب ہوگا۔وہ ایک چیخ مارے گا۔پھر وہ شام کی طرف متوجہ ہوگا۔پھر وہ ایک چیخ مارے گا جو دور تک جا پہنچے گی۔شام کو وہ مکہ مکرمہ سے چلے گا اور صبح عسفان میں کرے گا۔عرض کی گئی: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا میں کچھ نہیں جانتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ میں مختلف چیزیں جمع ہوں گی۔وہ روؤں اور پروں والا ہوگا۔اس میں تمام جانوروں کے رنگ ہوں گے۔اس میں ہر امت کی علامت ہوگی۔اس امت کی نشانی یہ ہوگی کہ وہ عربی زبان میں گفتگو کرے گا۔وہ اپنی گفتگو کے ساتھ انہیں زخم لگائے گا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ابو الزبیر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے دابہ کی صفت بیان کی، فرمایا: اس کا سر بیل کے سر جیسا، آنکھیں خنزیر کی آنکھوں جیسی، اس کے کان ہاتھی کے کان جیسے، اس کے سینگ بارہ سنگھے کے سینگوں جیسے، اس کا سینہ شیر کے سینے جیسا، اس کی گردن شتر مرغ کی گردن جیسی اس کا رنگ چیتے کے رنگ جیسا، اس کی دم مینڈک کی دم جیسی، اس

1۔سنن ابن ماجہ مع شرح، باب دابۃ الارض، جلد 4، صفحہ 436 (4067)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 507 (37600)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 467

4۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

کی ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں جیسی،اس کے دو جوڑوں کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی نکلے گی۔کوئی کافر بھی نہیں ہوگا مگر وہ اس کے چہرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے سیاہ نقطہ لگائے گا۔وہ نقطہ پھیل جائے گا یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا یہاں تک کہ لوگ بازاروں میں خرید و فروخت کریں گے اور کہیں گے:اے مومن!یہ چیز کتنے کی ہے اور اے کافر!یہ چیز کتنے کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت صدقہ بن مزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ ایک آدمی کی طرف آئے گا جو نماز پڑھ رہا ہوگا۔وہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا جھوٹا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ قیامت سے پہلے دو دفعہ نکلے گا یہاں تک کہ اس بارے میں لوگوں کو مارا جائے گا۔پھر تیسری دفعہ وہ تمہاری مساجد میں عظیم مسجد کے پاس نکلے گا۔وہ قوم کے پاس آئے گا جبکہ لوگ ایک دوسرے کے پاس جمع ہوں گے۔وہ دابہ کہے گا اللہ کے دشمن کے پاس تمہیں کس چیز نے جمع کر رکھا ہے؟لوگ جلدی کریں گے تو مومن کو نشان لگائے گا یہاں تک کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت کریں گے۔ایک کہے گا :اے مومن لو اور دوسرا کہے گا:اے کافر!لو۔(1)

امام نعیم بن حماد نے فتن میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دابہ اجیاد کے مقام سے ایک کھائی سے نکلے گا۔اس کا سر بادل کو مس کر رہا ہوگا۔ابھی تک اس کا قدم زمین سے نہیں نکلا ہوگا۔وہ ایک آدمی کے پاس آئے گا جو نماز پڑھ رہا ہوگا۔دابہ کہے گا نماز تیرے کسی کام کی نہیں،یہ تو محض بچاؤ کا بہانہ اور ریا کاری ہے۔تو وہ اسے نکیل ڈال دے گا۔

امام نعیم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نشانیوں میں سے پہلی نشانی روم پھر دجال،تیسری یاجوج و ماجوج،چوتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام،پانچویں دخان (دھواں) اور چھٹی دابہ ہے۔

وَ یَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ یُّكَذِّبُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ یُوْزَعُوْنَ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰیٰتِیْ وَ لَمْ تُحِیْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴿۸۴﴾ وَ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا یَنْطِقُوْنَ﴿۸۵﴾ اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّیْلَ لِیَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴿۸۶﴾

''اور جس روز ہم اکٹھا کریں گے ہر امت سے ایک گروہ جو جھٹلایا کرتا تھا ہماری آیتوں کو تو ان کو (اپنی اپنی جگہ پر) روک لیا جائے گا۔حتیٰ کہ جب وہ آجائیں گے اللہ فرمائے گا کیا تم نے جھٹلایا میری آیتوں کو حالانکہ تم نے

1۔مصنف ابن ابی شیبہ،جلد 7،صفحہ 467،مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اچھی طرح انہیں جانا بھی نہ تھا۔ یا اس کے علاوہ اور کیا تھا جو تم کیا کرتے تھے۔ اور پوری ہوگئی (اللہ کی) بات ان پر بوجہ ان کے ظلم کے تو وہ (اس وقت) بولیں گے نہیں۔ کیا انہوں نے غور نہ کیا کہ ہم نے بنایا ہے رات کو اس لیے تا کہ وہ اس میں آرام کریں اور بنایا ہے دن کو بینا۔ بیشک اس میں (ہماری قدرت کی) نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَوْجًا کا معنی جماعت نقل کیا ہے۔ فَهُمْ يُوزَعُونَ یعنی پہلے کو آخری کی طرف لوٹایا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے: انہیں ہانکا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَقَعَ الْقَوْلُ کا معنی قول ثابت ہو گیا، نقل کیا ہے۔ قول سے مراد غصہ ہے اور مبصر سے مراد روشن ہے۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دٰخِرِينَ ﴿۸۷﴾

"اور جس دن پھونکا جائے گا صور تو گھبرا جائے گا ہر کوئی جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے مگر جنہیں خدا نے چاہا (وہ نہیں گھبرائیں گے) اور سب حاضر ہوں گے اس کی بارگاہ میں عاجزی کرتے ہوئے۔"

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ إِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے مراد شہداء ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے أَتَوْهُ کو الف مدہ اور تاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ معنی یہ ہوگا وہ اس کو کرنے والے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے أَتَوْهُ کو الف خفیفہ اور تاء کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔ معنی ہوگا وہ اس کے پاس آئے۔ یعنی الف کو مد کے ساتھ نہیں پڑھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سورۃ النمل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے أَتَوْهُ کو اسی طرح سنا ہے۔ معنی ہے وہ آئے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے دٰخِرِينَ کا معنی بے بس ذلیل نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ داخر کا معنی بے بس بھاگنے والا نقل کیا ہے۔ کیونکہ آدمی جب گھبراتا ہے تو جس امر سے وہ گھبراتا ہے اس سے اس کا ارادہ بھاگنے کا ہوتا ہے۔ جب صور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 22، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 25 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 26

پھونکا جائے گا تو لوگ گھبرا جائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی پناہ کی کوئی جگہ نہ ہوگی۔(1)

وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ۝۸۸

''اور تو جب (اس روز) پہاڑوں کو دیکھے گا تو گمان کرے گا کہ یہ ٹھہرے ہوئے ہیں حالانکہ وہ چل رہے ہوں گے بادل کی سی چال۔ یہ کاری گری ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے (اپنی حکمت سے) مضبوط بنایا ہر چیز کو۔ بیشک وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو۔''

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَامِدَةً کا معنی کھڑے اور اَتْقَنَ کا معنی مضبوط کیا نقل کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے جَامِدَةً کا معنی اپنی بنیادوں میں مضبوط حرکت نہ کرنے والے نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی صورت کو بہترین اور مضبوط بنایا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چیز کو اچھا کیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر شے کو مضبوط کیا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا تو ہر جانور کو نہیں دیکھتا کہ وہ اپنے آپ کو باقی (رکھنے) کا کیسے اہتمام کرتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ۝۸۹ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۹۰

''جو شخص نیک عمل لے کر آئے گا تو اسے کہیں بہتر اجر ملے گا اس نیک عمل سے اور یہ نیک بندے اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوں گے اور جو برائی لے کر آئے گا تو ان کو منہ کے بل اوندھا پھینک دیا جائے گا آگ میں (اے بدکارو!) کیا تمہیں بدلہ ملے گا بجز اس کے جو تم عمل کیا کرتے تھے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سیہ سے مراد شرک ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 26 دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 27-26
3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 27
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 28

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دو ثابت ہونے والی چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا نہیں تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنے والا تھا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے الکنیٰ میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا روز ہوگا تو ایمان اور شرک گھٹنوں کے بل اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ایمان سے فرمائے گا: تو اور ایمان والا جنت میں چلا جائے اور شرک سے فرمائے گا: تو اور شرک والا جہنم کی طرف چلے جائیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔ یہاں حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سیہ سے مراد شرک ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ سے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز اخلاص اور شرک آئیں گے اور اپنے رب کے سامنے گھٹنے ٹیکے ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اخلاص سے فرمائے گا تو اور مخلص جنت میں چلا جائے۔ پھر شرک سے فرمائے گا تو اور مشرک جہنم کی طرف چلا جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ یعنی حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، خیر سے مراد جنت اور سیئہ سے مراد شرک ہے۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی حضرت کعب بن عجرہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے اور سیہ سے مراد شرک ہے کہا یہ (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) نجات دے گا اور یہ ہلاک کر دے گا۔

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ الحسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور سیئہ سے مراد شرک ہے۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حذیفہ ایک حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پوچھا تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ لوگوں نے بتایا: اے حذیفہ! یہ درست ہے جو آدمی ایک نیکی کرے تو اسے دس گناہ اجر و ثواب دیا جاتا ہے آپ سنگریزوں کی ایک مٹھی بھرتے ہیں۔ پھر انہیں پھینک دیتے ہیں اور فرمایا: تم ہلاک ہو۔ آپ بڑے ذہین تھے۔ اور فرمایا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کلمہ کہا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی ہے اور جس نے شرک کیا اس کے لیے آگ واجب ہوگئی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ سے مراد یہ ہے کہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو اس کے لیے اس سے بہتر ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بھلائی تک پہنچا اور سیئہ سے مراد شرک ہے یعنی جو شرک کرے۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 441 (3528)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت

اللہ ہے اور سیہ سے مراد شرک ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری، حضرت ابراہیم، ابو صالح، سعید بن جبیر، عطار، قتادہ اور مجاہد رحمہم اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَيْرٌ کا معنی ثواب نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت ہے اور فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا یعنی اسے اس کے بدلہ میں جنت دی جائے گی۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کی قیمت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زرعہ بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہی خَيْرٌ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے بہتر کوئی چیز نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ میں فزع کو تنوین کے ساتھ اور یومئذ کو منصوب پڑھتے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ٝ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَ مَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

"مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں اس (مقدس) شہر کے رب کی جس نے عزت وحرمت والا بنایا ہے اس کو اور اسی کی ہے ہر شے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں شامل ہو جاؤں فرمانبرداروں کے زمرہ میں۔ نیز (یہ بھی کہ) میں تلاوت کیا کروں قرآن کی۔ پس جو ہدایت قبول کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لیے ہدایت قبول کرتا ہے اور جو گمراہ ہوتا ہے (تو اس کی قسمت) فرماؤ میں تو صرف ڈرانے والوں سے ہوں۔ اور آپ کہیے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، وہ ابھی دکھائے گا تمہیں اپنی نشانیاں۔ تو تم انہیں پہچان لو گے۔ اور نہیں ہے آپ کا رب بے خبر ان کاموں سے جو (اے لوگو!) تم کیا کرتے ہو"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هٰذِهِ الْبَلْدَةِ کا معنی مکہ نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 28، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کا گمان ہے کہ الْبَلْدَةِ سے مراد مکہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْبَلْدَةِ سے مراد منیٰ ہے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات میں ہے وَأَنِ اتْلُ الْقُرْآنَ ہے یعنی اتل امر کا صیغہ ہے جبکہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں وَاتْلُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنی نشانیاں تمہاری ذاتوں میں آسمانوں میں، زمین میں اور رزق میں دکھائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ہے وہ تاء کے ساتھ ہے اور وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ہے وہ یاء کے ساتھ ہے۔

آیاتھا ۸۸ سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ۲۸ رکوعاتھا ۹

امام نحاس، ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ قصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ قصص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام احمد، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت معدی بن کرب سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے آپ سے سوال کیا کہ ہمیں طٰسٓمٓ مائتین سنائیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یاد نہیں لیکن تم پر لازم ہے کہ تم حضرت خباب بن ارت کی خدمت میں حاضر ہو۔ میں حضرت خباب بن ارت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے پڑھتے طٰسٓمٓ یا طس فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں طرح پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآىِٕفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ④

"طا، سین، میم، یہ آیتیں ہیں روشن کتاب کی، ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ واقعہ ٹھیک ٹھیک ان لوگوں (کے فائدے) کے لیے جو ایمان لاتے ہیں۔ بیشک فرعون متکبر (وسرکش) بن گیا سر زمین (مصر) میں اور اس نے بنایا وہاں کے باشندوں کو گروہ گروہ۔ وہ کمزور کرنا چاہتا تھا ایک گروہ کو ان میں سے، ذبح کیا کرتا ان کے بیٹوں کو اور زندہ چھوڑ دیتا ان کی عورتوں کو۔ بیشک وہ فساد برپا کرنے والوں سے تھا۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ اس نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آگ بیت المقدس کی جانب سے آئی ہے یہاں تک کہ اس نے مصر کے تمام گھروں کو گھیر لیا ہے۔ قبطیوں کو جلا دیا ہے اور بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا ہے۔ اس نے جادوگروں، کاہنوں اور فال پکڑنے والوں کو بلایا۔ زجرہ سے مراد فال پکڑنے والے ہیں جو پرندوں کو اڑاتے ہیں، اس نے ان سے اپنی خواب کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ہی جواب دیا۔ وہ شہر (بیت المقدس) جس سے بنو اسرائیل آئے ہیں۔ ایک آدمی نکلے گا جس کی وجہ سے مصر تباہ و برباد ہوگا اس نے حکم دے دیا کہ بنو اسرائیل کے ہاں جو بچہ بھی پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے اور جو بچی پیدا ہوا سے زندہ رہنے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

دیا جائے۔ اس نے قبطیوں سے کہا اپنے ان غلاموں پر نظر رکھو، جو باہر کام کرتے ہیں انہیں اپنے گھروں میں رکھو اور بنو اسرائیل کو ان امور کا ذمہ دار بنادو جو غلاظت والے ہیں۔ اب قبطیوں نے بنو اسرائیل کو اپنے غلاموں کے کام دے دیے اور اپنے غلاموں اور خادموں کے ہاں رہنے کو کہا۔ یہ اسی موقعہ پر فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ یعنی وہ زمین میں جبروت والا بن گیا۔ اور اَهْلَهَا سے مراد بنو اسرائیل ہیں اور انہیں گندے کاموں میں لگا دیا (1) اور انہیں ایسی حالت میں کر چھوڑا کہ بنی اسرائیل کے ہاں کوئی بچہ جنم نہ لیتا مگر اسے ذبح کر دیا جاتا کوئی چھوٹا بڑا نہ ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بوڑھوں میں موت کو عام کر دیا تو موت ان میں جلدی آنے لگی۔ قبطیوں کے سردار فرعون کے پاس حاضر ہوئے اور اس سے گفتگو کی۔ کہا اس قوم میں موت عام ہوگئی ہے، ممکن ہے کام کی ذمہ داری ہمارے غلاموں پر آپڑے۔ وہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتے ہیں تو چھوٹے بڑے نہیں ہوتے کہ بڑوں کی مدد کریں۔ کاش! آپ ان کی اولاد وں کو باقی رہنے دیتے۔ تو اس نے حکم دیا کہ وہ ایک سال بچوں کو ذبح کریں اور ایک سال بچوں کو چھوڑ دیں۔ جب وہ سال ہوا جس میں بچوں کو ذبح نہیں کیا جاتا تھا تو اس میں حضرت ہارون علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جس سال وہ بچوں کو ذبح کرتے اس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں حاملہ ہوئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ کے بطن میں جلوہ افروز ہوئے۔ جب وضع حمل کا ارادہ کیا تو بچے کے بارے میں گھبرا گئیں۔ جب جن دیا تو اسے دودھ پلایا۔ پھر بڑھئی بلایا۔ ایک تابوت بچے کے لیے بنایا۔ تابوت کی کنڈی اندر رکھی اور بچے کو اس میں رکھ دیا اور فرعون کے گھر کے قریب تابوت کو پتھروں کے درمیان سمندر میں رکھ دیا۔ حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں، کی لونڈیاں نہانے کے لیے نکلیں، تو انہوں نے وہاں تابوت پایا۔ وہ اسے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئیں اور گمان یہ کیا کہ اس میں مال ہے۔ جب بچے نے حرکت کی تو حضرت آسیہ نے ایک بچہ دیکھا۔ جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی نظر اس پر پڑی تو اس کے لیے رحمت کے جذبات پیدا ہوئے اور اس بچے سے محبت کی۔

جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اس بچے کے بارے میں فرعون سے بات کی تو اس نے بچے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت آسیہ لگاتار اس بچے کے بارے میں فرعون سے گفتگو کرتی رہیں یہاں تک کہ فرعون نے اسے چھوڑ دیا اور فرعون نے کہا مجھے خوف ہے کہ یہ بچہ بنی اسرائیل کا ہوگا اور اسی کے ہاتھ پر ہماری ہلاکت ہوگی۔ اسی اثناء میں کہ ایک روز حضرت آسیہ اس کے ساتھ کھیل رہی تھیں کہ وہ بچہ فرعون کو دیا اور کہا اسے پکڑو۔ یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ فرعون نے کہا یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اگر وہ یہ کہتا یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو وہ ضرور آپ پر ایمان لے آتا لیکن اس نے اس سے انکار کر دیا۔ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکڑا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی داڑھی کو پکڑ لیا۔ تو فرعون نے کہا ذبح کرنے والوں کو لے آؤ، یہ وہی ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسے قتل نہ کرو، ممکن ہے یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے بیٹا بنالیں۔ یہ تو ناسمجھ بچہ ہے۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے یہ عمل اپنے بچپنے کی وجہ سے کیا ہے۔ میں اس کے لیے یاقوت کے زیورات اور ایک انگارہ رکھتی ہوں۔ اگر اس نے یاقوت اٹھایا تو یہ سمجھ بوجھ رکھتا ہوگا تو اسے قتل کر دینا۔ اگر اس نے انگارہ اٹھالیا تو یہ بچہ ہے حضرت آسیہ نے اس کے لیے یاقوت نکالے اور اس کے لیے انگاروں کا ایک تھال رکھا۔ حضرت جبرائیل امین آئے ان کے ہاتھ میں انگارہ رکھ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے منہ میں پھینک دیا جس نے اس کی زبان کو جلا دیا۔ انہوں نے دودھ پلانے والی عورت کو لانے کا ارادہ کیا۔ اس نے کسی عورت کا دودھ نہ پیا۔ عورتوں نے دودھ پلانے کا مطالبہ کیا تاکہ دودھ پلانے کے عرصہ میں فرعون کے پاس رہیں لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دودھ پینے سے انکار کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن آئی۔ اس نے کہا کیا میں تمہیں ایک ایسے گھر کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کی کفالت کریں جبکہ وہ اس کے لیے مخلص بھی ہیں۔ لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا تو اس بچے کے گھر والوں کو جانتی ہے۔ ہمیں اس کے گھر والوں کے بارے میں بتائیے۔ اس نے کہا میں یہ تو نہیں پہچانتی لیکن وہ لوگ بادشاہ کے مخلص ہیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں آئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کا دودھ پی لیا۔ وہ کہنے ہی والی تھی کہ یہ میرا بیٹا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے یہ بات کہنے سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان **اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ** (القصص:10) کا یہی مفہوم ہے کہا وہ عورت ایمان دار تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَیْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ** (القصص:7) سدی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام اس لیے رکھا گیا کیونکہ لوگوں نے آپ کو پانی اور درختوں کے درمیان سے پایا تھا۔ قبطی زبان میں پانی کو ''مو'' اور درخت کو ''سی'' کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے **نَتْلُوْا عَلَیْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ** کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس قرآن میں ان کی خبر ہے، بیشک فرعون نے زمین میں بغاوت کی ہے اور وہاں کے مکینوں کو مختلف جماعتوں میں تقسیم کر دیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے **وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِیَعًا** کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک طائفہ کو غلام بناتا ہے، ایک طائفہ کو قتل کرتا ہے اور ایک طائفہ کو زندہ رہنے دیتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ سرکنڈے لانے کا حکم دیتا۔ پھر انہیں چیرا جاتا یہاں تک کہ انہیں چھری کی طرح بنا دیا جاتا۔ پھر انہیں ایک دوسرے کے برابر رکھا جاتا پھر وہ بنی اسرائیل کی حاملہ عورتوں کے پاس لایا جاتا۔ انہیں اس پر کھڑا کر دیا جاتا۔ وہ ان کے قدموں کو کاٹتا یہاں تک کہ عورت حمل گرا دیتی۔ وہ ان کے قدموں کے درمیان پڑا رہتا۔ وہ اسے روندتی اور سرکنڈے کی تیز دھار سے بچتی۔ جب وہ انہیں تکلیف دینے میں انتہاء کو پہنچ گیا یہاں تک کہ اس نے اسی سلسلہ میں اسراف سے کام لیا۔ وہ انہیں تباہ کیے جا رہا تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 34-33 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 486، دار الکتب العلمیہ بیروت

اسے کہا گیا تو نے لوگوں کو فنا کر دیا ہے اور نسل قطع کر دی ہے جبکہ وہ تیرے خالو اور چچے ہیں۔ اب حکم دے کہ ایک سال بچوں کو وہ قتل کریں اور ایک سال وہ زندہ رہنے دیں۔ حضرت ہارون علیہ السلام کی ولادت اس سال ہوئی جس سال وہ بچوں کو زندہ رہنے دیتا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت اس سال ہوئی جس میں وہ بچوں کو قتل کرتا تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سال بڑے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارادہ کیا اور بنی اسرائیل کو اس مصیبت سے چھٹکارے کا ارادہ کیا جس میں وہ مبتلا تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کی طرف یہ وحی کی: اَنْ اَرْضِعِيْهِ (القصص:7)

وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝

''اور ہم نے چاہا کہ احسان کریں ان لوگوں پر جنہیں کمزور بنا دیا گیا تھا ملک (مصر) میں اور بنا دیں انہیں پیشوا اور بنا دیں انہیں (فرعون کے تاج و تخت کا) وارث۔ اور تسلط بخشیں انہیں سرزمین (مصر) میں اور ہم دکھائیں فرعون اور ہامان اور ان کی فوجوں کو ان کی جانب سے (وہی خطرہ) جس کا وہ اندیشہ کیا کرتے تھے۔''

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ کی اولاد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد بنو اسرائیل ہیں اَىِٕمَّةً سے مراد معاملات کے نگران ہیں الْوٰرِثِيْنَ سے مراد یعنی وہ فرعون اور اس کی قوم کے بعد زمین کے مالک ہوں گے۔ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ یعنی قوم جن سے ڈرتی تھی۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ فرعون کی قوم کے بعد زمین کے مالک ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ کے بارے میں یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ایک قیافہ شناس نے فرعون کے لیے یہ قیافہ لگایا تھا کہ اس سال ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہارا ملک برباد کر دے گا۔ فرعون اسی قیافہ شناس کے قول کی وجہ سے بطور احتیاط بنو اسرائیل کے بچوں کو ذبح کرتا تھا اور عورتوں کو زندہ رہنے دیتا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا میں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے عمال معین کیے ہیں: وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 486، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝

''اور ہم نے الہام کیا موسیٰ کی والدہ کی طرف کہ اسے (بے خطر) دودھ پلاتی رہ۔ پھر جب اس کے متعلق تمہیں اندیشہ لاحق ہو تو ڈال دینا اسے دریا میں اور نہ ہراساں ہونا اور نہ غمگین ہونا۔ یقیناً ہم لوٹا دیں گے اسے تیری طرف اور ہم بنانے والے ہیں اسے رسولوں میں سے۔ پس (دریا سے) نکال لیا اسے فرعون کے گھر والوں نے تا کہ (انجام کار) وہ ان کا دشمن اور باعث رنج والم بنے۔ بیشک فرعون، ہامان اور ان کے لشکری خطا کار تھے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى کا معنی یہ ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اس کام کا الہام کیا جو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس میں ڈالا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی طرف وحی آنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں ڈالا۔ یہ نبوت والی وحی نہیں۔ آپ کی والدہ نے اسے تابوت میں رکھا اور اسے سمندر میں پھینک دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن حبلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی جب آپ کی والدہ نے آپ کو جنا۔ جب انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خوف ہوا تو چابی تابوت کے ساتھ رکھ دی اور تابوت کو سمندر میں پھینک دیا۔ فرعون کی بیٹی نے تابوت کی طرف جلدی کی جس کو برص کا مرض تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پایا جبکہ آپ بچے تھے۔ اس نے اسے پکڑا تو اسے برص کے مرض سے نجات مل گئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس سے فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب تجھے یہ خوف ہو کہ تیرے پڑوسی اس کی آواز سنیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی والدہ نے آپ کو باغ میں رکھا۔ وہ ہر روز ایک دفعہ آپ کے پاس آتی اور آپ کو دودھ پلاتی اور ہر رات ایک دفعہ آتی اور آپ کو دودھ پلاتی۔ یہ دودھ آپ کو کافی ہوتا۔ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ جب وہ چار ماہ کے ہو گئے اور چیخے اور اس سے زیادہ دودھ کی خواہش کی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہ مطلب ہے فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 487، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَلَا تَخَافِيْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سمندر سے اس کے بارے میں خوف نہ کرو اور نہ ہی اس کے فراق پر غم کرو۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا کی یہ تفسیر نقل کی ہے تاکہ دین میں ان کا دشمن ہو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے جو انہیں تکلیف پہنچنے والی تھی اس پر غم کا باعث ہو۔(2)

وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۹

''اور کہا فرعون کی بیوی نے (اے میرے سرتاج!) یہ بچہ تو میری اور تیری آنکھوں کے لیے ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرنا۔ شاید یہ ہمیں نفع دے یا ہم اسے اپنا فرزند بنالیں وہ (اس تجویز کے انجام کو) نہ سمجھ سکے۔''

امام ابن جریر نے محمد بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی بیوی نے کہا: میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیری آنکھوں کی بھی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو۔ فرعون نے کہا تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں۔ محمد بن قیس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر فرعون یہ کہتا میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک تو یہ دونوں کے لیے ایسا ہی ہوتا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا جب فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو اس پر رحمت غالب آ گئی جبکہ انہیں اس بات کا شعور ہی نہیں تھا کہ ان کی ہلاکت اس کے ہاتھ اور زمانے میں ہوگی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آل فرعون اس بات کا شعور ہی نہیں رکھتے تھے کہ یہ ان کا دشمن ہے۔(5)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں اس بات کا شعور نہیں کہ انہیں انجام کار کیا مصیبت پہنچے گی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں شعور ہی نہیں ہوگا کہ ان کی ہلاکت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوگی۔(6) واللہ اعلم۔

وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۱۰

''اور موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہوگیا۔ قریب تھا کہ وہ ظاہر کردے اس راز کو اگر ہم نے مضبوط نہ کردیا ہوتا اس کے دل کو تاکہ وہ بنی رہے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر یقین کرنے والی۔''

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 38، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 40 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 41
4۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 42-41 5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 42 6۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ دنیا کی تمام چیزوں کے سے بے نیاز ہوگئیں، اگر ذکر کرتیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کرتیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوا ہر ذکر سے حضرت موسیٰ کی والدہ کا دل خالی ہوگیا۔ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ قریب تھا کہ وہ کہہ اٹھتی اے میرے بیٹے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ان کا دل ہر چیز سے خالی ہوگیا۔(2)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غم کے علاوہ ان کی والدہ کا دل دنیا و آخرت کی ہر چیز سے فارغ ہوگیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یاد کے سوا ہر شے سے خالی ہوگیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مغیث بن سمی یا ابی عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریب تھا کہ وہ شدت غم کی وجہ سے کہہ دیتی کہ یہ اس کا بیٹا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ اس کے دل کو مضبوط نہ کرتا۔

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۡ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾

"اور اس نے کہا موسیٰ کی بہن سے کہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لے۔ پس وہ اسے دیکھتی رہی دور سے اور وہ اس (حقیقت کو) نہ سمجھتے تھے۔"

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کہا اس کے پیچھے پیچھے جا۔ جُنُبٍ کا معنی جانب ہے۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے پیچھے پیچھے جا اور دیکھ کہ اس کے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔ اس نے دور سے دیکھا اور فرعونیوں کو پتہ ہی نہ چل سکا کہ یہ ان کا دشمن ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی والدہ نے آپ کی بہن سے کہا اس کے نشانات پر جا۔ اس نے دیکھا جبکہ وہ ان سے اپنے آپ کو دور رکھنے والی تھی۔ انہیں احساس تک نہ تھا کہ یہ اس کی بہن ہے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یوں دیکھ رہی تھی گویا وہ اس کا ارادہ نہیں رکھتی۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 45-43، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 44
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 441 (3529)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 48-47
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 448، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام یواخید اور ماں کا نام یحانذ تھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ دمشق میں حضرت ابوداؤد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیرے ساتھ ساتھ حضرت مریم بنت عمران، حضرت کلثوم، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن اور حضرت آسیہ زوجہ فرعون کو میری بیویاں بنایا ہے۔ حضرت خدیجہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت خدیجہ نے خوشحالی اور بیٹوں کی دعا کی۔

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری شادی حضرت مریم بنت عمران، حضرت کلثوم جو حضرت موسیٰ کی بہن ہیں اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو۔

وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَ هُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ وَ لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾

''اور ہم نے حرام کر دیں اس پر ساری دودھ پلانے والیاں اس سے پہلے تو موسیٰ کی بہن نے کہا کیا میں پتہ دوں تمہیں ایسے گھر والوں کا جو اس کی پرورش کریں تمہاری خاطر اور وہ اس بچہ کے خیر خواہ بھی ہوں گے۔ تو (اس طرح) ہم نے لوٹا دیا اس کو اس کی ماں کی طرف تا کہ اسے دیکھ کر اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو اور (اس کے فراق میں) غمزدہ نہ ہو اور وہ یہ بھی جان لے کہ بلاشبہ اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن اکثر (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔''

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ کی تفسیر یہ ہے کہ آپ کے پاس کوئی بھی دودھ پلانے والی نہیں لائی جاتی جسے آپ قبول کرتے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کسی عورت کے پستان کو قبول نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اپنی ماں کی طرف لوٹ آئے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا میں تمہیں ایسے گھر کے بارے میں نہ بتاؤں جو اس کی کفالت کریں۔ تو انہوں نے کہا تو انہیں پہچانتی ہے۔ تو آپ کی بہن نے کہا میں نے بادشاہ مراد لیا ہے یعنی وہ لوگ بادشاہ کے مخلص ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو عورت بھی آپ کے پاس لائی جاتی تو وہ اس کا پستان نہ پکڑتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ماں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ حضرت موسیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 49، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 50

علیہ السلام کو آپ کی طرف لوٹائے گا اور رسول بنائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ایسا ہی کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ہر روز اجرت کے طور پر ایک دینار دیتا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں سے جو لوگ جہاد کرتے ہیں اور انعام لیتے ہیں یعنی اپنے دشمن پر قوی ہوتے ہیں ان کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں جیسی ہے جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی اور اجر لیا کرتی۔

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَیْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۴﴾

"اور جب پہنچ گئے موسیٰ علیہ السلام اپنے شباب کو اور ان کی نشو ونما مکمل ہوگئی تو ہم نے انہیں حکم اور علم عطا فرمایا اور ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کاروں کو۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور محاملی امالی میں مجاہد سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس (33) سال کی عمر اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس (40) سال کی عمر کو پہنچنا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کتاب المعمرین میں حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اَشُدَّهٗ سے مراد اٹھارہ سال کی عمر سے تیس سال کی عمر اور اسْتَوٰۤى سے مراد تیس سال کی عمر سے چالیس سال کی عمر ہے۔ جب وہ چالیس کی عمر سے بڑھ جاتا ہے تو گھاٹے میں پڑ جاتا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس سال اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس سال حُكْمًا سے مراد فقہ اور عقل اور عِلْمًا سے مراد نبوت ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوقبیصہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسْتَوٰۤى سے مراد داڑھی کا نکلنا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ اَشُدَّهٗ سے مراد تینتیس اور اسْتَوٰۤى سے مراد چالیس سال کی عمر ہے۔

وَ دَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰى حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ۗ٘ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 50-49، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 51
3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 52-51
4۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 51

شِیۡعَتِہٖ عَلَی الَّذِیۡ مِنۡ عَدُوِّہٖ ۙ فَوَکَزَہٗ مُوۡسٰی فَقَضٰی عَلَیۡہِ ٭۫ قَالَ ہٰذَا مِنۡ عَمَلِ الشَّیۡطٰنِ ؕ اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۵﴾

''وہ شہر میں داخل ہوئے اس وقت جب بے خبر سو رہے تھے اس کے باشندے۔ پس آپ نے پایا وہاں دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے یہ ایک ان کی جماعت سے تھا اور یہ دوسرا ان کے دشمنوں سے۔ پس مدد کے لیے پکارا آپ کو اس نے جو آپ کی جماعت سے تھا اس کے مقابلہ میں جو آپ کے دشمن گروہ سے تھا۔ تو سینہ میں گھونسا مارا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اور اس کا کام تمام کر دیا۔ آپ نے فرمایا: یہ کام شیطان کی انگیخت سے ہوا ہے بیشک وہ کھلا دشمن ہے بہکا دینے والا۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون اپنی سواری پر سوار ہوا۔ اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آئے آپ کو بتایا گیا فرعون تو سوار ہو کر چلا گیا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس کے پیچھے سوار ہو گئے۔ اسے قیلولہ کے وقت ایسی جگہ آ لیا جسے منف کہتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نصف النہار کے وقت وہاں داخل ہوئے جبکہ بازار بند ہو چکے تھے۔ راستے میں کوئی بھی نہ تھا۔ یہی وہ وقت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَدَخَلَ الۡمَدِیۡنَۃَ عَلٰی حِیۡنِ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ اَہۡلِہَا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نصف النہار کو داخل ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نصف النہار کے وقت شہر میں داخل ہوئے جبکہ لوگ قیلولہ کر رہے تھے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دوپہر کو قیلولہ کے وقت داخل ہوئے جبکہ لوگ سو رہے تھے۔ یہ وقت لوگوں کی غفلت کا وقت ہوتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حِیۡنِ غَفۡلَۃٍ سے مراد مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حِیۡنِ غَفۡلَۃٍ سے مراد مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت ہے۔ دوسروں نے کہا دوپہر کا وقت ہے۔ ابن عباس نے کہا ان میں سے ایک۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہٰذَا مِنۡ شِیۡعَتِہٖ سے مراد اسرائیلی اور ہٰذَا مِنۡ عَدُوِّہٖ سے مراد قبطی ہے۔ تو اسرائیلی نے قبطی کے خلاف آپ سے مدد طلب کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھونسا مارا تو وہ مر گیا۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بڑا گراں گزرا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 52 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 489 (2201)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی نے آپ سے مدد طلب کی۔ فرعون فارس سے اور اصطخر سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی کو جمع کر کے گھونسا مارا۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے ڈنڈا مارا اور قتل کا ارادہ نہ کیا تھا۔(2)

ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مکا مارا تھا وہ فرعون کا نان بائی تھا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن عمران! مجھے اپنی عزت کی قسم! جسے تو نے مکا مارا اور قتل کر دیا ہے اگر اس نے ایک لحہ بھی دن اور رات کے اعتراف کیا ہوتا کہ میں اس کا خالق اور رازق ہوں تو میں اس جرم میں تجھے عذاب کا مزا چکھاتا لیکن میں نے تجھے اس معاملہ میں معاف کر دیا کیونکہ اس نے دن اور رات کے ایک لحہ میں بھی میرا اعتراف نہیں کیا کہ میں اس کا خالق اور رازق ہوں۔(3)

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾

”آپ نے عرض کی میرے پروردگار! میں نے ظلم کیا اپنے آپ پر پس بخش دے مجھے، تو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اسے۔ بیشک وہی غفور رحیم ہے۔“

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ کسی نبی کے لیے یہ زیبا نہیں کہ حکم ہونے سے پہلے قتل کرے۔ ابھی انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا کہ انہوں نے قتل کر دیا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کے نبی نے یہ پہچان لیا تھا کہ اس سے بچ نکلنے کی کیا راہ ہے۔ آپ نے نکلنے کی راہ کا ارادہ کیا تو اپنے گناہ کو اپنے رب کے ہاں نہ پایا۔ بعض لوگوں نے کہا مقدور کی جہت سے گناہ نہ پایا۔

قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

”عرض کرنے لگے میرے رب! مجھے ان انعامات کی قسم جو تو نے مجھ پر فرمائے! اب میں ہرگز مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔“

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں کبھی بھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ (2202)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب الزہد، صفحہ 95، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر اس کے بعد میں اس کے فجور پر مدد کروں تو میں ظالم کی حیثیت سے مدد کروں گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبید اللہ بن ولید رصافی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے اپنے کاتب بھائی کے بارے میں پوچھا کہ وہ امور مملکت کے کسی کام کی ذمہ داری نہیں لیتا مگر جو چیز خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور جو چیز خارج ہوتی ہے اسے لکھتا ہے۔ اگر اپنے قلم کو چھوڑ تا ہے (معاوضہ چھوڑ تا ہے) تو اس پر قرض ہو جاتا ہے اور اس کے خلاف بہتان قائم ہو جاتا ہے۔ اگر اپنے کام کا معاوضہ لیتا ہے تو وہ غنی ہو جاتا ہے۔ عطاء نے پوچھا کس کے لیے وہ کتابت کا کام کرتا ہے؟ کہا خالد بن عبد اللہ قسری کے لیے۔ فرمایا: کیا تو نے وہ بات نہیں سنی جو ایک صالح آدمی نے کہی رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ؟ اس پر کوئی الزام نہیں ہوگا۔ اسے اپنے قلم کی مزدوری چھوڑ دینی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اسے رزق عطا فرمائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو حنظلہ جابر بن حنظلہ کاتب ضبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عامر سے کہا: اے ابو عمرو! میں کاتب ہوں جو چیز خزانہ میں داخل ہوتی ہے اور اس سے نکلتی ہے میں اسے لکھ لیتا ہوں۔ اس کام کے دراہم لیتا ہوں جس کے ذریعے میں اور میرے گھر والے غنا محسوس کرتے ہیں۔ پوچھا شاید تو خون بہا کو لکھتا ہے؟ جواب دیا نہیں شاید جو مال لیا جاتا اسے لکھنا ہوگا۔ شاید تو اس گھر کے بارے میں لکھتا ہوگا جو گرایا جاتا ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے وہ قول نہیں سنا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ حضرت عامر نے کہا میں نے حضرت ابن عمر کے پہلو میں عصر کی نماز پڑھی، میں نے رکوع میں انہیں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سلمہ بن نبیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن مسلم نے ضحاک کی طرف آدمی بھیجا کہ اہل بخارا کے عطیات لے جاؤ اور انہیں دو کہا مجھے معاف کر دو۔ ضحاک لگا تار معافی کی درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں معاف کر دیا۔ آپ کے بعض ساتھیوں نے کہا آپ چلے جاتے تو کیا حرج تھا۔ انہیں عطیات عطا کرتے جبکہ آپ پر کوئی گناہ بھی نہیں ہوتا؟ انہوں نے کہا میں ظالموں کے کسی معاملہ میں بھی مددگار بننا پسند نہیں کرتا۔

فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت

مَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

"پھر آپ نے صبح کی اس شہر میں ڈرتے ہوئے اس انتظار میں کہ کیا ہوتا ہے۔ تو اچانک وہی شخص جس نے کل ان سے مدد طلب کی تھی آج پھر انہیں مدد کے لیے پکارتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے فرمایا بیشک تو کھلا ہوا گمراہ ہے۔ پس جب آپ نے ارادہ کیا کہ جھپٹ پڑیں اس پر جو ان دونوں کا دشمن تھا۔ وہ کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تو چاہتا ہے کہ مجھے بھی قتل کر ڈالے جیسے کل تو نے ایک شخص کو قتل کیا تھا۔ تو نہیں چاہتا بجز اس کے کہ تو ملک میں بڑا جابر بن جائے اور تو نہیں چاہتا کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآىِٕفًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے پکڑے جانے سے ڈرتے ہوئے صبح کی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے يَّتَرَقَّبُ کا معنی یہ نقل کیا ہے: دائیں بائیں دیکھتے ہوئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وحشت کھاتے ہوئے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہی آدمی مدد کے لیے پکارنے لگا جس نے کل مدد کے لیے پکارا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی آدمی نے پکارا جس نے پہلے مدد کے لیے پکارا تھا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الاستصراخ سے مراد مدد طلب کرنا ہے کہا استنصار اور استصراخ کا معنی ایک ہی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھے تو اس آدمی نے گمان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسے قتل کر دیں گے۔ وہ کہنے لگا اے موسیٰ! آپ مجھے بھی قتل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں جیسے تو نے کل ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔ ایک قبطی جوان دونوں کے قریب تھا۔ اس نے ان کے راز کو افشاء کر دیا۔ (1)

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آپ کی قوم سے تعلق رکھتا تھا اس نے یہ گمان کیا کہ آپ اسے مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے قول اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ کا یہی مفہوم ہے۔ آپ نے پہلے جس آدمی کو مار ڈالا تھا اس کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہ تھا یہ بات ان دونوں کے دشمن نے سن لی اور اس کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے دو آدمیوں کو قتل کیا وہ جابر ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (2)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 490، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اس وقت تک جابر نہیں بن سکتا یہاں تک کہ دو آدمیوں کو قتل نہ کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جابرہ کی نشانی یہ ہے کہ ناحق قتل کریں۔

وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰى ۫ قَالَ یٰمُوْسٰۤى اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآىٕفًا یَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾

''اور آیا ایک آدمی شہر کے دوسرے گوشہ سے دوڑتا ہوا، اس نے (آکر) بتایا اے موسیٰ! سردار لوگ سازش کررہے ہیں آپ کے بارے میں کہ آپ کو قتل کر ڈالیں اس لیے نکل جائیے (یہاں سے) بیشک میں آپ کا خیر خواہ ہوں۔ پس آپ نکلے وہاں سے ڈرتے ہوئے (اپنی گرفتاری کا) انتظار کرتے ہوئے، عرض کی: میرے رب! بچالے مجھے ظلم وستم کرنے والوں سے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رَجُلٌ سے مراد فرعون کی قوم کا مومن ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شعیب جبائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جس نے یہ بتایا تھا کہ سردار آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں اس کا نام شمعون تھا۔(1)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یَسْعٰى کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کام کاج کرتا تھا۔ وہ سردار نہیں تھا۔ اس کا نام حزقیل تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قبطی گیا۔ اس نے راز افشاء کردیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہی وہ آدمی قتل کیا تھا۔ فرعون نے اس کی تلاش کا حکم دیا اور کہا اسے پکڑلو کیونکہ اس نے ہماری قوم کے ایک فرد کو قتل کیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش کررہے تھے۔ انہوں نے کہا راستوں کی گھاٹیوں میں سے اسے تلاش کرو کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نوجوان ہیں راستہ سے آگاہ نہیں۔(1)

حضرت موسیٰ علیہ السلام راستہ کی گھاٹیوں میں پہنچے۔ ایک آدمی آیا۔ اس نے آپ کو بتایا کہ قوم کے سرادار آپ کے بارے میں مشورہ کررہے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نجات کے لیے دعا کی۔ جب آپ راستہ کی گھاٹی میں پہنچے تو ایک فرشتہ آیا جو ایک گھوڑے پر سوار تھا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے دیکھا تو خوف سے سجدہ کیا۔ اس فرشتے نے کہا مجھے سجدہ نہ کرو بلکہ میرے پیچھے پیچھے چلو۔ آپ اس کے پیچھے چلنے لگے۔ اس فرشتے نے مدین کی طرف آپ کی راہنمائی کی۔

فرشتہ چلتا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مدین لے آیا۔ جب شیخ کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 61 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 489، دارالکتب العلمیہ بیروت

تمام واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا نہ ڈرو، تم ظالم قوم سے نجات پاچکے ہو۔ اس شیخ نے اپنی ایک بیٹی کو حکم دیا کہ وہ عصا لے آئے۔ یہ عصا وہ تھا جسے ایک فرشتے نے انسانی صورت میں آ کر بطور امانت دیا تھا۔ وہ بیٹی داخل ہوئی۔ وہ عصا لیا اور اسے لے آئی۔ جب شیخ نے اسے دیکھا تو اپنی بیٹی سے کہا کوئی اور لا۔ اس بچی نے اسے پھینک دیا کسی اور کی تلاش کرنے لگی۔ اس کے ہاتھ میں وہی لگتا۔ وہ شیخ اسے بار بار لوٹاتے۔ ہر بار اس بچی کے ہاتھ میں وہی عصا آتا۔ جب شیخ نے یہ دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وصیت کی۔ وہ عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس عصا کے ذریعے بکریاں چراتے رہے۔ پھر شیخ شرمندہ ہوئے اور کہا وہ عصا تو دیعت تھا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملنے کے لیے نکل پڑے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو کہا مجھے عصا دے دو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: یہ میرا عصا ہے اور عصا دینے سے انکار کر دیا دونوں آپس میں جھگڑ پڑے۔ پھر دونوں اس بات پر راضی ہو گئے کہ دونوں کو جو پہلا آدمی ملے وہ اسے ثالث بنانے پر راضی ہیں۔

فرشتہ چلتے ہوئے ان کے پاس آیا اس نے دونوں کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ اس عصا کو زمین پر رکھو، جو اسے اٹھالے گا یہ اسی کا ہوگا۔ شیخ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی مگر اٹھانے کی طاقت نہ رکھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ سے اسے پکڑا تو اسے اٹھالیا۔ شیخ نے عصا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے چھوڑ دیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ دس سال تک بکریاں چراتے رہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے رَجُلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ ایک مومن تھا جو فرعون کی قوم سے تعلق رکھتا تھا وہ دوڑتا ہوا آیا۔ آپ اس شہر سے نکل پڑے جبکہ یہ خوف بھی تھا کہ تلاش کرنے والے پکڑ ہی نہ لیں۔

وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾

''اور جب آپ روانہ ہوئے مدین کی جانب (تو دل میں) کہنے لگے امید ہے میرا رب میری رہنمائی فرمائے گا سیدھے راستہ کی طرف۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے چار راستے آئے۔ آپ کو یہ معلوم نہیں تھا کہ کس راستے پر چلیں تو عرض کناں ہوئے عَسٰى رَبِّيْۤ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ تو پھر مدین کا راستہ اپنایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مدین ایک چشمہ ہے جس پر حضرت شعیب علیہ السلام رہتے تھے۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَوَآءَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 64، داراحیاء التراث العربی بیروت

السَّبِيْلِ کا معنی سیدھا راستہ کیا ہے وہ مدین کا راستہ تھا۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءَ السَّبِيْلِ سے مراد سیدھا راستہ ہے اور کہا اس روز زمین پر رہنے والے لوگوں میں سے بہترین لوگ آپس میں ملے تھے وہ حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام تھے۔

امام احمد نے زہد میں کعب بن علقمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون سے بھاگتے ہوئے نکلے تو دعا کی اے میرے رب! مجھے تاکیدی حکم ارشاد فرمایئے۔ فرمایا میں تجھے تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ تو کسی چیز کو بھی میرے ہم پلہ قرار نہیں دے گا بلکہ مجھے تو اس پر ترجیح دے گا کیونکہ جو ایسا نہ ہو نہ میں اس پر رحم کرتا ہوں اور نہ اسے پاکیزہ کرتا ہوں۔ عرض کی اے رب! کس چیز کے ساتھ۔ فرمایا اپنی ماں کے ساتھ کیونکہ اس نے تجھے کمزوری پر کمزوری کے ساتھ اٹھایا ہے۔ عرض کی: پھر کس چیز کے ساتھ۔ فرمایا: اگر میں تجھے اپنے بندوں کے معاملات کا تجھے ذمہ دار بناؤں تو ان کی ضروریات کے ضمن میں انہیں نہ تھکا؛ اگر تو ایسا کرے گا تو میری روح کو تھکائے گا۔ بیشک میں دیکھنے والا، سننے والا اور مشاہدہ کرنے والا ہوں۔(2)

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۬ وَوَجَدَ
مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى
يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٚ وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۝۲۳ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ
فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝۲۴ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا
تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ٘ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا
سَقَيْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٚ
نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۲۵ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ٘
اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝۲۶ قَالَ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ
اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ
اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيْۤ
اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۲۷ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا
الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝۲۸

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 87، دار الکتب العلمیہ بیروت

''اور جب آپ مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر لوگوں کا انبوہ ہے جو (اپنے مویشیوں کو) پانی پلا رہا ہے اور دیکھیں اس انبوہ سے الگ تھلگ دو عورتیں کہ اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا تم کیوں اس حال میں کھڑی ہو۔ ان دونوں نے کہا ہم نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے مویشیوں کو لیکر واپس نہ چلے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں۔ تو آپ نے پانی پلا دیا ان (کے ریوڑ) کو پھر لوٹ کر سایہ کی طرف آ گئے اور عرض کرنے لگے میرے مالک! واقعی میں اس خیر و برکت کا جو تو نے میری طرف اتاری ہے محتاج ہوں۔ کچھ دیر بعد آئی آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک خاتون شرم و حیا سے چلتی ہوئی (اور آکر) کہا میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تاکہ تم نے ہماری بکریوں کو جو پانی پلایا ہے اس کا تمہیں معاوضہ دیں۔ پس جب آپ ان کے پاس آئے اور اپنا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے (تسلی دیتے ہوئے) کہا ڈرو نہیں، تم بچ کر نکل آئے ہو ظالموں (کے پنجہ) سے۔ ان دو میں سے ایک خاتون نے کہا میرے (محترم) باپ! اسے نوکر رکھ لیجئے بیشک بہتر آدمی جس کو آپ نوکر رکھیں وہ ہے جو طاقتور بھی ہو دیانت دار بھی ہو۔ آپ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں بیاہ دوں تمہیں ایک ان اپنی دو بچیوں سے بشرطیکہ تو میری خدمت کرے آٹھ سال تک۔ پھر اگر تم پورے کرو دس سال تو یہ تمہاری اپنی مرضی اور میں نہیں چاہتا کہ تم پر سختی کروں۔ تو پائے گا مجھے اگر اللہ نے چاہا نیک لوگوں سے (جو وعدہ ایفا کرتے ہیں)۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے پا گئی ان دو میعادوں سے جو میعاد میں گزار دوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ جو قول و قرار ہم نے کیا اس پر نگہبان ہے۔''

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خوفزدہ ہو کر اور بھوکے نکلے۔ آپ کے پاس زادراہ بھی نہ تھا یہاں تک کہ مدین کے چشمہ پر پہنچے۔ وہاں لوگوں کی ایک جماعت تھی جو جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ دو عورتیں اپنی بکریوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں نے کہا ہم اس وقت تک جانوروں کو پانی نہیں پلا سکتیں یہاں تک کہ چرواہے چلے جائیں جبکہ ہمارا والد بوڑھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تمہارے قریب بھی کوئی چشمہ ہے؟ دونوں نے کہا نہیں مگر ایک کنواں ہے جس پر ایک پتھر ہے جس نے کنویں کو ڈھانپ رکھا ہے جس کو اٹھانے کی کسی کو طاقت نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دونوں چلو اور مجھے دکھاؤ۔ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چلیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے پتھر ہٹا دیا اور اسے کنویں سے دور کر دیا پھر ان کے جانوروں کے لیے ایک ہی ڈول نکالا اور ریوڑ کو پانی پلا دیا۔ پھر پتھر اسی جگہ رکھ دیا۔ پھر آپ سائے کی طرف چل دیے اور عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ۔ ان دونوں بچیوں نے آپ کی بات سن لی۔ دونوں اپنے باپ کے پاس گئیں۔ باپ نے دونوں کے جلدی واپس آنے پر تعجب کا اظہار کیا۔ دونوں بچیوں سے پوچھا بچیوں نے بتایا۔ حضرت شعیب نے ایک کو کہا جاؤ اسے بلا لاؤ۔ وہ بچی حضرت موسیٰ علی السلام کے پاس آئی اور کہا

میرا باپ تجھے بلاتا ہے تا کہ تجھے اس عمل کی اجرت دے جو تو نے ہمارے ریوڑ کو پانی پلایا ہے۔ تو وہ بچی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے چلنے لگی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا میرے پیچھے چلو کیونکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہوں۔ میرے لیے تجھے دیکھنا حلال نہیں۔ اسے اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حرام کر دیا ہے۔ مجھے میرے راستہ کے بارے میں بتاؤ۔

اس بچی کے والد نے بچی سے کہا تو نے اس کی قوت اور امانت کے بارے میں کیا دیکھا ہے؟ تو بچی نے ساری بات بتائی بچی نے کہا جہاں تک اس کی قوت کا تعلق ہے اس نے پتھر کو اکیلے ہی الٹا دیا ہے جبکہ اس پتھر کو لوگوں کی ایک جماعت الٹ سکتی تھی۔ جہاں تک اس کی امانت کا تعلق ہے اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی چلو کیونکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کا ایک فرد ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو چیز حرام کی ہے وہ مجھے حلال نہیں۔ حضرت ابن عباس سے کہا گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا جس میں زیادہ نیکی اور جوان میں سے زیادہ پوری تھی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین کے چشمہ پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پایا جو جانوروں کو پانی پلا رہے تھے جب وہ پانی پلانے سے فارغ ہوئے تو کنویں پر پتھر رکھ دیا۔ اسے دس آدمی ہی اٹھا سکتے تھے جبکہ وہ صرف دو عورتیں تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ دونوں نے بتایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پتھر کے پاس پہنچے اور اکیلے ہی اسے اٹھا دیا۔ پھر جانوروں کو پانی پلایا۔ آپ نے صرف ایک ڈول ہی نکالا تھا کہ تمام ریوڑ کو پانی پلا دیا۔

دونوں عورتیں اپنے والد کے پاس آئیں ان سے گفتگو کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سایہ کی طرف چل دیے اور یوں اللہ کے حضور التجا کی رَبِّ اِنِّیۡ لِمَاۤ اَنۡزَلۡتَ اِلَیَّ مِنۡ خَیۡرٍ فَقِیۡرٌ ایک بچی حیا کا پیکر بن کر آئی۔ اپنا کپڑا چہرے پر ڈالی ہوئی تھی۔ وہ ان جری خواتین کی طرح نہ تھی جو مردوں کے پاس بے باک چلی آتی ہیں۔ عورت نے کہا میرا باپ تجھے بلاتا ہے تا کہ جو تو نے ریوڑ کو پانی پلایا ہے اس کا تمہیں اجر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میرے پیچھے پیچھے چلو اور راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ ہوا تیرے کپڑے کو لگے اور تیرے جسم کی حالت کو بیان کر دے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے والد کے پاس پہنچے تو سب واقعہ سنایا تو ان میں سے ایک نے کہا: اے والد! اسے اجرت پر رکھ لو کیونکہ جس کو آپ اجرت پر رکھ رہے ہیں وہ طاقتور اور امین ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے پوچھا اے بیٹی! اس کی امانت اور اس کی قوت کے بارے میں تجھے کس نے بتایا؟ بچی نے کہا اس کی قوت تو یہ ہے اس نے پتھر اٹھا لیا جسے دس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں۔ جہاں تک اس کی امانت کا تعلق ہے تو اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور مجھے راستہ بتاتی جاؤ کیونکہ میں اسے ناپسند کرتا ہو کہ تیرے کپڑوں کو ہوا لگے اور تیرے جسم کی ساخت کو بیان کر دے۔ اس چیز نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام کی رغبت میں اضافہ کر دیا۔ اور کہا میں ارادہ کرتا ہوں کہ ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تجھ سے کر دوں۔ ان شاء اللہ تو مجھے صالح لوگوں میں سے پائے گا یعنی جو میں نے بات کہی ہے اچھی سنگت والا اور وعدہ

پورا کرنے والا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں جو مدت بھی پوری کروں تو اس کے بعد مجھ پر کوئی زیادتی نہ کی جائے گی۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا ٹھیک ہے۔ کہا ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں اس پر اللہ نگہبان ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کی شادی آپ سے کردی اور اپنے پاس ٹھہرالیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی خدمت کے لیے کافی ہو گئے۔ بکریاں چرانے کی ان کی خدمت کرتے اور دوسرا کوئی کام ہوتا تو وہ بھی بجالاتے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت صفوراسے آپ کی شادی کی۔ ان کی بہن کا نام شرفا تھا۔ یہی دونوں پہلے ریوڑ چراتی تھیں۔(1)

امام احمد نے زہد میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی الہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کنویں پر پہنچے تو کمزوری کی وجہ سے ان کے پیٹ سے سبزیوں کی سبزی دکھائی دے رہی تھی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف نکلے جبکہ مصر اور مدین کے درمیان آٹھ دنوں کا فاصلہ تھا۔ آپ کا کھانا درختوں کے پتے تھے۔ آپ ننگے پاؤں نکلے تھے۔ آپ وہاں پہنچے تو قدم کا موزہ بھی گر گیا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مدین تک کا فاصلہ پینتیس (35) دنوں کا تھا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اُمَّةً سے مراد کچھ لوگ اور خَیْرٍ سے مراد کھانا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں کے نام یہ تھے: لیا، صفورا، ان دونوں کی چار چھوٹی بہنیں تھیں جو ریوڑ کو چھوٹے چشموں سے پانی پلاتی تھیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ تَذُوْدٰنِ کا معنی ہے وہ روکتی تھیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اپنے ریوڑ کو روکے رکھتی تھیں۔ یہاں تک کہ لوگ فارغ ہو جائیں اور کنواں ان کے لیے خالی ہو جائے۔(3)

ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ انتظار کرتیں کہ حوض میں جو بچا ہوا پانی ہے۔ اس سے اپنے ریوڑ کو سیراب کریں۔

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یصدر کو یاء کے ضمہ اور رعاء کو راء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین مخلوق تھے اور اب وہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے محتاج تھے۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ کا پیٹ آپ کی پشت کے ساتھ لگا ہوا تھا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفضائل، باب ماذکرنی موسیٰ علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 334 (28842)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 66، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روٹی کے ایک ٹکڑے کا سوال کیا جس کے ذریعے بھوک سے نجات حاصل کریں اور اپنی ریڑھ کی ہڈی کو مضبوط کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے بھاگے تو انہیں بھوک نے آلیا۔ ان کی انتڑیاں کپڑوں کے باہر سے دیکھی جاسکتی تھیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں عورتوں کے جانوروں کو پانی پلایا، پھر سائے کی طرف گئے اور عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کہا اس روز وہ کھجور کی ایک مٹھی کے محتاج تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ کہا اس روز انہیں سیر کردے۔

امام فریابی اور امام احمد نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے صرف کھانے کا سوال کیا جو انہیں کھلا دے۔

امام فریابی اور امام احمد نے حضرت ابراہیم تیمی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے ساتھ نہ کوئی روٹی تھی اور نہ کوئی درہم تھا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی الہذیل کی سند سے حضرت عمر بن خطاب سے تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ آئی تو اپنی قمیص کی آستین سے اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھی۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی الہذیل رحمہ اللہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مطرف بن شخیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! اگر اللہ کے نبی کے ہاں کوئی چیز ہوتی تو آپ اس کے دودھ ملے پانی (2) کے گھونٹ کا پیچھا نہ کرتے لیکن مشقت نے آپ کو اس پر مجبور کردیا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے تو شام کے کھانے کا وقت تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کھاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ۔ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کیا تو بھوکا نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ یہ بکریوں کو پانی پلانے کا عوض ہو جبکہ میں ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہو کہ ہم زمین بھر سونا بھی آخرت کے عمل کے عوض نہیں چاہتے۔ حضرت شعیب نے فرمایا: نہیں اللہ کی قسم! لیکن یہ میرا اور میرے آباء کا معمول ہے، ہم مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھ گئے اور کھانا کھالیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واقعات سنائے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہتے ہیں وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ درمنثور میں یہاں عبارت میں انقطاع ہے۔ (مترجم)

شعیب ہے، وہ شعیب نہیں بلکہ ان دنوں وہ کنویں کا مالک تھا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صاحب اثرون تھا جو حضرت شعیب علیہ السلام کا بھتیجا تھا۔

ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سسر کا نام یثربی تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مزدوری پر رکھا تھا۔ اس کا نام یثرب تھا جو مدین کا مالک تھا۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ابو مرہ کی کنیت کو ناپسند کرتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کا نام صفیرا بنت یثرون تھا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْقَوِیُّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو پتھر اس کنویں کے منہ پر پڑا ہوا تھا۔ اسے ہٹا دیا اور ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔ الْاَمِیْنُ جب ان کے جانوروں کو پانی پلایا تو اپنی نظروں کو نیچا رکھا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعد میں ہونے والی بیوی نے کہا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ٘ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ تو باپ نے پوچھا تو نے اس کی کیا قوت دیکھی ہے؟ تو اس عورت نے کہا وہ کنویں کی طرف آیا جبکہ اس کنویں پر ایک پتھر تھا۔ اسے اتنے اتنے آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے۔ تو اس نے اس پتھر کو اٹھا دیا۔ پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی ہے؟ کہا میں اس کے سامنے چل رہی تھی تو اس نے مجھے اپنے پیچھے کر دیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اس نے بڑی سے نکاح کیا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلا لائی تھی۔ اس کا نام صفورا تھا۔ اس کا والد حضرت شعیب علیہ السلام کا بھتیجا تھا جس کا نام رعاویل تھا۔ مجھے ایک سچے آدمی نے خبر دی ہے کہ کتاب میں اس کا نام یثرون تھا جو مدین کا کاہن تھا۔ کاہن سے مراد عالم ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت نوف شامی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس عورت نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک بچہ جنا جس کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جرشمہ رکھا۔

امام ابن ماجہ، بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے عقبہ بن منذر سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ نے سورۂ طٰس پڑھی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ تک پہنچے اور کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ سال یا دس سال اپنی پاکدامنی اور کھانے پر مزدوری کی۔ جب مدت پوری کر دی عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم انہوں نے کونسی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا: جو ان میں سے زیادہ قسم کو پوری کرنے والی اور کامل تھی۔ جب حضرت شعیب علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا تو اپنی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے باپ سے سوال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت

کرے کہ وہ اپنے ریوڑ میں سے کچھ اسے دے دے جن کے ساتھ وہ زندگی گزار سکیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو وہ بکریاں دیں جنہوں نے اسی سال بدلے رنگوں والے بچے جنے تھے۔ آپ کا ریوڑ سیاہ رنگ کا حسین تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے عصا کی طرف گئے۔ اس کی ایک طرف کو بلند کیا۔ پھر اسے حوض کی پست جگہ پر رکھ دیا۔ پھر ریوڑ کو لے آئے اور انہیں پانی پلایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حوض کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس سے کوئی بکری واپس نہ جاتی مگر اس کے پہلو میں ایک ایک بکری کھڑی کرتے۔ انہوں نے نشو ونما پائی اور تین گنا ہو گئیں۔ ان سب نے بدلے رنگوں والے بچے جنے یعنی اپنی ماں کے رنگ پر نہ تھے مگر ایک بکری یا دو بکریوں نے۔ ان میں سے کوئی بکری ایسی نہ تھی جس کا دودھ دو ہے بغیر ہی بہتا رہتا ہو۔ ان میں سے کوئی ایسی بکری بھی نہ تھی جس کے تھن کا سوراخ تنگ ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا دودھ کم ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کا تھن زائد ہو اور نہ ہی کوئی ایسی بکری تھی جس کے تھن چھوٹے ہوں جسے ہتھیلی گرفت میں نہ لے سکے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم شام کے ملک میں جاؤ تو ان بکریوں میں سے باقی ماندہ بکریاں دیکھو گے۔ یہی سامریہ ہیں۔

حضرت ابن لہیعہ نے کہا فشوش سے مراد وہ بکری ہے جس کے تھن کا سوراخ کھلا ہوا۔ س کا دودھ خود بخود بہتا رہتا ہو ضبوب سے مراد وہ بکری ہے جس کی کھیری لمبی ہو اور سوراخ تنگ ہو۔ غزور سے مراد جس کی کھیری چھوٹی ہو اور ثفول یا ثعول سے مراد جس کی کھیری پستان کی دو بھٹنیوں کی طرح اور کشمہ سے مراد وہ بکری ہے جس کی کھیری اتنی چھوٹی ہو کہ ہاتھ اسے نہ پہنچ سکے۔

امام ابن جریر نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھی کو اس مدت کی طرف متوجہ کیا جو ان دونوں کے درمیان طے ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی نے کہا ہر بکری جو اپنے رنگ پر بچہ جنے گی تو تیرے لیے اس رنگ کی بکریاں ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصد کیا اور پانی پر ایک ڈھانچہ سا لگا دیا۔ جب بکریوں نے وہ ڈھانچہ دیکھا وہ یکبارگی پھریں تو سب نے چتکبرے بچے جنے سوائے ایک بکری کے وہ سال ان سب کے رنگ لے گیا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد بن حمید، امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ نے مختلف طرق سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ فرمایا ان میں سے جو زیادہ اور پاکیزہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رسول کوئی بات کرتا ہے تو اسے کر گزرتا ہے۔ (2)

امام بزار، ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل امین سے پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ حضرت جبرائیل امین نے جواب دیا ان دونوں میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن سرح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 335 (31847)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 442 (3532)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کون سی مدت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری کی تھی؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرائیل امین سے سوال کیا تو حضرت جبرائیل امین نے عرض کیا مجھے تو اس کا کچھ علم نہیں۔ حضرت جبرائیل امین نے اپنے سے بلند مرتبہ فرشتے سے سوال کیا۔ اس نے جواب دیا مجھے اس کا کوئی علم نہیں۔ پھر اس فرشتے نے اپنے رب سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس مدت کو پورا کیا جس میں قسم کو زیادہ پورے کرنا کا تصور تھا۔ زیادہ تقویٰ والی تھی اور زیادہ پاکیزگی کا باعث تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت علی بن عاصم کے واسطے سے حضرت ابوہریرہ سے وہ حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا۔ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ حضرت ابو سعید خدری نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ جبرائیل امین سے پوچھوں۔ حضرت جبرائیل امین نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ حضرت میکائیل سے پوچھوں۔ حضرت میکائیل سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ رفیع سے پوچھوں اس نے بلند مرتبہ فرشتے سے پوچھا۔ اس نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک کہ اسرافیل سے پوچھوں۔ انہوں نے حضرت اسرافیل سے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا یہاں تک اللہ تعالیٰ سے پوچھوں۔ حضرت اسرافیل نے بلند آواز سے پوچھا اے عزت وشان والے! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سے مدت پوری کی ہے؟ فرمایا: دونوں مدتوں میں سے کامل اور پاکیزہ یعنی دس سال۔ علی بن عاصم نے کہا ابو ہارون۔ جب یہ حدیث بیان کرتے تو فرماتے مجھے ابوسعید خدری نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ جبرائیل امین وہ میکائیل سے وہ رفیع سے وہ اسرافیل سے وہ اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں مدتوں میں سے جو مکمل اور پاکیزہ یعنی دس سال کی مدت پوری کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے کہا اے محمد! اگر یہودی آپ سے سوال کریں کہ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ تو کہنا ان میں سے جو زیادہ مکمل تھی۔ اگر وہ آپ سے پوچھیں کہ کس سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان میں سے چھوٹی سے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تجھ سے یہ پوچھا جائے کہ دونوں مدتوں میں سے کس مدت کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا کیا؟ تو کہنا جو ان میں سے بہترین اور زیادہ قسم پوری کرنے والی تھی۔ جب تجھ سے پوچھا جائے کس عورت سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان دونوں میں سے جو چھوٹی تھی یہی آئی تھی اور کہا تھا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ٘ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ پوچھا تو نے اس کی کیا قوت دیکھی؟ تو اس نے کہا تھا اس نے بھاری پتھر پکڑا اور کنویں پر ڈال دیا۔ پوچھا تو نے اس کی کیا امانت دیکھی؟ اس نے کہا میرے پیچھے چلو اور میرے سامنے نہ چلو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ لمبی اور پاکیزہ تھی۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کس مدت کو پورا کیا؟ فرمایا: ان میں سے جو زیادہ قسم کو پورا کرنے والی اور کامل تھی۔ اگر تجھ سے پوچھا جائے کس عورت سے آپ نے شادی کی؟ تو کہنا ان میں سے جو چھوٹی تھی۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کونسی مدت پوری کی؟ فرمایا: میں عنقریب جبرائیل امین سے پوچھوں گا۔ حضور ﷺ نے جبرائیل امین سے پوچھا تو جبرائیل امین نے کہا عنقریب میں میکائیل سے سوال کروں گا۔ حضرت میکائیل سے پوچھا تو کہا میں عنقریب اسرافیل سے پوچھوں گا تو انہوں نے کہا میں رب العالمین سے پوچھوں گا۔ حضرت اسرافیل نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو کہا وہ مدت جو قسم کو زیادہ پوری کرنے والی اور کامل تھی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب سے ملا۔ میں نے اس سے کہا دونوں مدتوں میں سے کون سی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوری کی پہلی یا دوسری؟ فرمایا دوسری۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے سسر کے قول پر اللہ تعالیٰ نگہبان ہے۔

فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

"پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے مقررہ مدت پوری کردی اور (وہاں سے) چلے اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر تو آپ نے دیکھی طور کے ایک طرف آگ آپ نے اپنے اہل خانہ سے کہا تم ذرا ٹھہرو، میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے کوئی خبر یا آگ کی کوئی چنگاری تاکہ تم اسے تاپ سکو۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْاَجَلَ کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ دس سال پھر اس کے بعد دس سال اور ٹھہرے رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی مدت پوری کرلی تو اپنی اہلیہ کو لے کر چل پڑے۔ پھر راستہ بھول گئے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 335 (31846)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

موسم سردیوں کا تھا۔ آپ کے لیے آگ بلند کی گئی۔ جب اسے دیکھا تو گمان کیا یہ آگ ہے جبکہ وہ اللہ کا نور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا امْكُثُوٓا اِنِّيٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اگر میں تمہارے پاس کوئی خبر نہ لاؤں تو میں تمہارے پاس آگ لے آؤں گا تا کہ تم سردی سے بچاؤ کے لیے اسے تاپو۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اٰنَسَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ محسوس کیا اِنِّيٓ اٰنَسْتُ نَارًا یعنی میں نے آگ محسوس کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّعَلِّيٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ کا یہ معنی ہے: شاید میں کوئی ایسا آدمی پاؤں جو راستہ کے بارے میں میری راہنمائی کرے وہ راستہ بھول چکے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَذْوَةٍ کا معنی شہاب نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی درخت کی جڑ نقل کیا ہے جس کی ایک طرف آگ تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے جَذْوَةٍ کا معنی ایندھن کی لکڑی جس میں آگ ہو نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے جَذْوَةٍ کو جیم کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابو عبید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ملیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں میمون بن مہران کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ تجارت کی غرض سے روانہ ہونے پر الوداعی ملاقات کروں۔ فرمایا: تو اس امر سے مایوس نہ ہونا کہ تجھے اس سفر میں دین کی وہ چیز حاصل ہو جو اس سے افضل ہو جو تو دنیاوی ملاقات کی امید رکھتا ہے کیونکہ ملکہ سبا گھر سے چلی تھی جبکہ اسے اپنے ملک سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہ تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس سے بھی بہتر چیز کی طرف نکالا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر سے تو اس لیے چلے تھے کہ گھر والوں کے لیے آگ لائیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر چیز کی طرف نکالا۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمائی۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جس کی تو امید کرتا ہے اس کی بنسبت جس کی امید نہیں رکھتا اس کے لیے زیادہ امید رکھنے والا ہو جا کیونکہ حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام اس لیے نکلے تھے کہ آگ لائیں واپسی پر لوٹے تو نبوت کے مقام پر فائز ہو چکے تھے۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٠﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2213)، دار الکتب العلمیہ بیروت

''پس جب آپ وہاں گئے تو ندا آئی وادی کے دائیں کنارہ سے اس بابرکت مقام میں ایک درخت سے کہ اے موسیٰ! بلاشبہ میں ہی ہوں اللہ جو رب العالمین ہے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ سے مراد ہے کہ یہ ندا آسمان دنیا سے تھی۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایمن سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دائیں جانب ہے جو طور کے نزدیک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ندا درخت کی دائیں جانب تھی اور ندا آسمان سے آئی تھی۔ اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ درخت کی دائیں جانب آواز دی گئی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّجَرَةِ سے مراد عوسجہ (کانٹے دار درخت) ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت کلبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّجَرَةِ سے مراد عوسجہ کا درخت ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ میرے سامنے اس درخت کا ذکر کیا گیا جس کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پناہ لی تھی۔ میں ایک دن اور ایک رات چلتا رہا یہاں تک کہ صبح کے وقت وہاں پہنچا، کیا دیکھتا ہوں وہ ببول کا درخت ہے، سرسبز و شاداب ہے، پتوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھا اور اپنے اونٹ کو اس کی طرف مائل کیا جبکہ وہ بھوکا تھا۔ اس نے منہ بھر کر اس سے خوراک لی۔ منہ میں گھماتا رہا مگر اسے نگل نہ سکا۔ پھر اسے باہر پھینک دیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھا۔ پھر میں واپس آ گیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نوف بکالی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وادی ایمن کے کنارے سے ندا کی گئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کون ہے جو ندا کر رہا ہے؟ فرمایا میں تیرا عظمتوں والا رب ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو بکر ثقفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رات کے وقت درخت کے پاس پہنچے جبکہ وہ سرسبز و شاداب تھا جبکہ آگ اس میں آ جا رہی تھی۔ وہ آگ لینے کے لیے گئے تو وہ آپ سے دور ہو گیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے۔ تو وادی ایمن کی ایک جانب سے ندا کی گئی۔ کہا درخت کی دائیں جانب سے آپ آواز سے مانوس ہوئے۔ عرض کی: تو کہاں ہے تو کہاں ہے؟ کہا گیا میں تیرے اوپر ہوں۔ عرض کی: میرا رب ہے؟ فرمایا ہاں۔

وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ۭ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2214)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 630 (4103)، دار الکتب العلمیہ بیروت

يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ
مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۠ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۳۲ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ
يَّقْتُلُوْنِ ۝۳۳ وَ اَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً
يُّصَدِّقُنِيْٓ ۫ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ۝۳۴ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ
بِاَخِيْكَ وَ نَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا ۚۛ بِاٰيٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا وَ
مَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝۳۵ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا
هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝۳۶ وَ قَالَ
مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَ مَنْ تَكُوْنُ لَهٗ
عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۳۷

"اور (ذرا) ڈال دو (زمین پر) اپنے عصا کو۔ اب جو اسے دیکھا تو وہ اس طرح لہرا رہا تھا جیسے وہ سانپ ہو۔ آپ پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (آواز آئی) اے موسیٰ! سامنے آؤ اور ڈرو نہیں، یقیناً تم (ہر خطرہ سے) محفوظ ہو ڈالو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں، وہ نکلے گا سفید (چمکتا ہوا) بغیر کسی تکلیف کے اور رکھ لے اپنے سینہ پر اپنا ہاتھ خوف دور کرنے کے لیے۔ تو یہ دو دلیلیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے درباریوں (کی طرف لے جانے) کے لیے، بیشک وہ نافرمان لوگ ہیں۔ آپ نے عرض کی میرے رب! میں نے تو قتل کیا تھا ان سے ایک شخص کو۔ پس میں ڈرتا ہوں کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔ اور میرا بھائی ہارون وہ زیادہ فصیح ہے مجھ سے گفتگو کرنے میں تو اسے بھیج میرے ساتھ میرا مددگار بنا کر تا کہ وہ میری تصدیق کرے۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم مضبوط کریں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور ہم عطا کریں گے تمہیں ایسا غلبہ (اور شوکت) کہ وہ تمہیں (اذیت) نہیں پہنچا سکیں گے۔ ہماری نشانیوں کے باعث تم دونوں اور تمہارے پیروکار ہی غالب آئیں گے۔ پھر جب آئے فرعونیوں کے پاس موسیٰ (علیہ السلام) ہماری روشن نشانیاں لے کر انہوں نے کہا نہیں ہے یہ مگر جادو گھڑا ہوا اور ہم نے نہیں سنیں اس قسم کی باتیں اپنے پہلے آباؤ اجداد کے زمانہ میں اور موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو اس کی بارگاہ سے (نور) ہدایت لے کر آیا ہے اور وہی جانتا ہے کہ

اس کا انجام اچھا ہوگا۔ بیشک بامراد نہیں ہوتے ظلم وستم کرنے والے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَ لَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ۝ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ کے بارے میں کہا یہ تقدیم قرآن میں سے ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جَنَاحَكَ کا معنی اپنا ہاتھ نقل کیا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ کا معنی اپنے ہاتھ کو بازو کے نیچے کرلو۔ مِنَ الرَّهْبِ یعنی خوف سے، بُرْهَانٰنِ یعنی عصا اور ہاتھ رِدْاً یعنی مدد، سُلْطٰنًا حجت۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّ لَمْ يُعَقِّبْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ خوف کی وجہ سے نہ مڑا۔ فِيْ جَيْبِكَ یعنی اپنی قمیص کے گریبان میں۔ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ یعنی اسے برص کا مرض نہیں ہوگا۔ مِنَ الرَّهْبِ یعنی رعب کی وجہ سے، بُرْهَانٰنِ تیرے رب کی جانب سے دو آیتیں ہیں رِدْاً یعنی میری مدد۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے الرَّهْبِ کو تخفیف کے ساتھ اور راء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے اور فَذٰنِكَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے عبداللہ بن کثیر اور قیس سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں فَذٰنِّكَ بُرْهَانٰنِ کو نون ثقیلہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ کا مفہوم ہے تاکہ وہ میری تصدیق کریں۔

ابن ابی حاتم نے ابن وہب کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں نافع بن ابی نعیم نے بتایا کہ میں نے مسلم بن جنید سے اللہ تعالیٰ کے فرمان رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا رِدْاً کا معنی زیادتی ہے، کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

وَاَسْمَرَ خَطِيِّ كَاَنَّ كعوبه نوى الْقَصَب قَدْ اَرْدٰى ذِرَاعاً عَلٰى عَشَرِ

"کتنے ہی گندم گوں خطی نیزے ہیں جس کے پورے گنے کے پوروں کی طرح ہیں اور ان کی لمبائی دس ذراع سے بھی زیادہ ہے"۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَضُدَ کا معنی مددگار بتایا۔ حضرت نافع رحمہ اللہ نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شعر نہیں سنا:

فِيْ ذِمَّةٍ مَنْ اَبِيْ قَابُوْسِ مُنْقِذَةٍ لِلْخَائِفِيْنَ وَ مَنْ لَيْسَتْ لَهُ عَضُدُ

"ابو قابوس کی طرف سے ایسے ذمہ میں جو ڈرنے والوں اور جن کا کوئی مددگار نہ ہو اسے بچانے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دل فرعون کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت

خوف سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کو دیکھتے تو یوں دعا کرتے ''اَللّٰھُمَّ اَدْرَأُبِكَ فِیْ نَحْرِهٖ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ'' اے اللہ! اس کے قتل کرنے سے تیری مدد لیتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں جو خوف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے آپ کے دل کو خالی کر دیا۔ اسے فرعون کے دل میں رکھ دیا۔ جب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھتا تو یوں پیشاب کرتا جیسے گدھا پیشاب کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کے سامنے آتے تو آپ کی دعا اور غزوہ حنین کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور ہر مصیبت زدہ کی دعا یہ ہے ''كُنْتَ وَتَكُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ لَا تَمُوْتُ، تَنَامُ الْعُيُوْنُ وَتَكْدِرُ النُّجُوْمُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ، لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ، یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ'' تو ہمیشہ سے ہے، تو ہمیشہ سے رہے گا، تو زندہ ہے، تجھے موت نہیں آئے گی، آنکھیں سو جاتی ہیں اور ستارے بے نور ہو جاتے ہیں، تو حی و قیوم ہے، تجھے اونگھ اور نیند نہیں آتی، یا حی یا قیوم۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ ۚ فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

''یہ (سن کر) فرعون نے کہا اے اہل دربار! میں تو نہیں جانتا کہ تمہارے لیے میرے سوا کوئی اور خدا ہے۔ پس آگ جلا میرے لیے اے ہامان! اور اس پر اینٹیں پکوا میرے لیے ایک اونچا محل تعمیر کر، شاید (اس پر چڑھ کر) میں سراغ لگا سکوں موسیٰ کے خدا کا۔ اور میں تو اس کے بارے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ جھوٹا ہے۔ اور تکبر کیا اس نے اور اس کی فوجوں نے زمین میں ناحق اور وہ یہ گمان کرتے رہے کہ انہیں ہماری طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب فرعون نے کہا یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! تیرے بندے نے سرکشی کی ہے اسے ہلاک کرنے کی مجھے اجازت دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل: وہ میرا بندہ ہے، اس کی وہ اجل مجھ پر سبقت نہیں لے جائے گی جو اجل میں نے اس کے لیے مقرر کی ہے یہاں تک کہ وہ اجل آ جائے۔ جب اس نے کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات) فرمایا: اے جبرائیل! تیری روح کو سکون ہو گیا ہے، میرے بندے نے بغاوت کی ہے، اب اس کی ہلاکت کا وقت آ گیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو باتیں جو فرعون نے کی تھیں یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى۔ ان دو باتوں کے

درمیان چالیس سال کا عرصہ حائل تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی پکڑ کی۔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ (النازعات)

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت اسد رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن عبداللہ رحمہ اللہ سے انہوں نے ایک محدث سے جس نے حدیث بیان کی ہے کہ ہامان ایک قبطی تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاَوْقِدْ لِیْ یٰهَامٰنُ عَلَى الطِّیْنِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہامان! کچی اینٹوں پر آگ روشن کرو تاکہ وہ پکی ہوئی اینٹیں بن جائیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہامان وہ پہلا شخص ہے جس نے اینٹیں پکائیں۔ (1)

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: فرعون وہ پہلا شخص ہے جس نے اینٹیں پکائیں اور اس کے لیے مینار تیار کیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون وہ پہلا شخص ہے جس نے پکی اینٹیں بنوائیں اور اس سے عمارت تعمیر کرائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ مٹی پر آگ جلاؤ تاکہ وہ پکی اینٹیں بن جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اس کے لیے مینار بنا دیا گیا تو وہ اس پر چڑھا۔ اس نے تیر لانے کا حکم دیا۔ اس نے آسمان کی طرف تیر مارا۔ تیر واپس پلٹا جبکہ وہ خون سے آلودہ تھا۔ تو فرعون نے کہا میں نے حضرت موسیٰ کے معبود کو قتل کر دیا ہے۔

فَاَخَذْنٰهُ وَ جُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ﴿۴۲﴾

"پس ہم نے پکڑ لیا اسے اور اس کے لشکریوں کو پھر پھینک دیا انہیں سمندر میں۔ دیکھو! کیسا (ہولناک) انجام ہوا ظلم و ستم کرنے والوں کا۔ اور ہم نے بنایا تھا انہیں ایسے پیشوا جو بلا رہے تھے (اپنی رعایا کو) آگ کی طرف اور روز حشر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ اور ہم نے ان کے پیچھے اس دنیا میں بھی لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی ان کا شمار ملعونوں میں ہوگا۔"

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْیَمِّ کا معنی سمندر نقل کیا ہے: وہ سمندر جسے ساف کہتے ہیں جو مصر سے آگے ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں غرق کیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 493 (2217)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سردار بنایا جو نافرمانیوں کی طرف بلاتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن جریج رحمہما اللہ نے وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک اور لعنت ہوگی پھر ان کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا و آخرت میں ان پر لعنت کی گئی۔ یہ آیت بھی معنی میں اس آیت وَاَتْبَعْنَاهُمْ فِي الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ کی طرح ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَاۤىِٕرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾

"اور ہم نے دی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب اس کے بعد کہ ہم نے ہلاک کر دیا تھا پہلی (نافرمان) قوموں کو (یہ کتاب) لوگوں کے لیے بصیرت افروز اور سراپا ہدایت و رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔"

امام بزار، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سے تورات زمین پر نازل ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے کسی قوم، جماعت، امت اور بستی والوں کو ہلاک نہیں کیا سوائے اس بستی والوں کے جنہیں بندروں کی صورت میں مسخ کر دیا گیا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف نہیں دیکھا۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى (1)۔

امام بزار، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابو سعید خدری سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَصَاۤىِٕرَ کا معنی دلائل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بَصَاۤىِٕرَ کا معنی ہدایت نقل کیا ہے: ان کے دلوں میں جو گناہ ہیں۔ ان سے بَصَاۤىِٕرَ کا معنی ہدایت نقل کیا ہے۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْۤ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾

"اور آپ نہیں تھے (طور) کی مغربی سمت میں جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف (رسالت کا) حکم بھیجا اور نہ آپ گواہوں میں شامل تھے۔ لیکن ہم نے پیدا فرمائیں کئی قومیں (یکے بعد دیگرے) اور کافی لمبا عرصہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 442 (3536)، دارالکتب العلمیہ بیروت

گزر گیا ان پر (اور انہوں نے عہد خداوندی بھلا دیا) اور آپ اہل مدین میں مقیم نہ تھے۔ تاکہ آپ پڑھ کر سناتے ہوں انہیں ہماری آیتیں لیکن ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے تھے۔"

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہاڑ کی مغربی جانب۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے ثَاوِيًا کا معنی مقیم نقل کیا ہے۔

وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

"اور آپ (اس وقت) طور کے کنارہ پر بھی نہ تھے جب ہم نے (موسیٰ کو) ندا فرمائی۔ لیکن یہ آپ کے رب کی محض رحمت ہے (کہ اس نے آپ کو ان حالات پر آگاہ کر دیا) تاکہ آپ (قہر الٰہی سے) ڈرائیں اس قوم کو جن کے پاس نہیں آیا کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے شاید وہ نصیحت قبول کریں۔"

امام فریابی، نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ندا کی گئی: اے امت محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تجھے سوال کرنے سے پہلے عطا کیا ہے، تمہاری دعا کرنے سے پہلے تمہیں قبول کر لیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ندا کی کہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔ پھر سورۂ قصص میں یہ آیت نازل فرمائی وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا۔

امام ابن مردویہ، ابو نعیم نے دلائل میں ابو نصر سجزی نے ابانہ میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ ندا کیا ہے اور رحمت کیا ہے؟ فرمایا: وہ ایسی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے سے دو ہزار پہلے لکھوا دی۔ پھر اسے عرش پر ندا کی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میری رحمت میرے غضب سے سبقت لے گئی ہے۔ میں نے تمہیں سوال کرنے سے پہلے عطا کیا۔ تمہیں مغفرت طلب کرنے سے پہلے بخش دیا۔ جو تم میں سے مجھے اس حال میں ملا کہ وہ "لا الٰہ الا اللّٰہ محمد عبدی ورسولی" کی سچے دل سے گواہی دیتا تھا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔

امام ختلی رحمہ اللہ نے دیباج میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 494 (2318)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 96

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے ذکر نے جسے مجھ سے سوال کرنے سے غافل کر دیا تو میں اسے اس کے سوال کرنے سے پہلے عطا کروں گا۔ حضور ﷺ کی امت کو ندا کی گئی اے محمد! ﷺ کی امت تم نے ہم سے دعا نہیں کی مگر ہم نے تمہاری دعا کو قبول کر لیا اور تم نے ہم سے سوال نہیں کیا مگر ہم نے تمہیں عطا کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور سینا میں ہم کلامی کے شرف سے نوازا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے رب! کیا تیری بارگاہ میں مجھ سے زیادہ بھی معزز ہے؟ تو نے مجھ سے سرگوشی کی اور کلام کا شرف عطا فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں محمد! ﷺ میری بارگاہ میں تجھ سے بھی معزز ہیں۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی: اگر حضرت محمد ﷺ آپ کی بارگاہ میں زیادہ معزز ہیں تو کیا حضور ﷺ کی امت بھی بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے۔ تو نے ان کے لیے سمندر کو پھاڑا، فرعون اور اس کے ظلم سے نجات عطا فرمائی اور انہیں من وسلویٰ کھلایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں حضرت محمد ﷺ کی امت بنی اسرائیل سے زیادہ معزز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے اللہ! وہ مجھے دکھا۔ فرمایا: تو انہیں نہیں دیکھ سکتا، اگر تو چاہے تو ان کی آواز تجھے سنا سکتا ہوں۔ عرض کی: جی ہاں میرے اللہ۔ ہمارے رب نے ندا کی اے حضرت محمد ﷺ کی امت! اپنے رب کو جواب دو انہوں نے جواب دیا جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں اور ماؤں کے رحموں میں تھے۔ جو قیامت تک آنے والے تھے سب نے عرض کی! ''لَبَّيْكَ اَنْتَ رَبُّنَا حَقًّا وَّنَحْنُ عَبِيْدُكَ حَقًّا'' ہم حاضر ہیں، تو ہمارا برحق رب ہے اور ہم تیرے برحق بندے ہیں۔ فرمایا: تم نے سچ کہا میں تمہارا رب ہوں اور تم میرے برحق بندے ہو۔ میں نے تمہاری دعا سے پہلے ہی تمہیں بخش دیا ہے اور تمہارے سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیا ہے۔ تم میں سے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کے ساتھ مجھے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابن عباس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آپ کو اور آپ کی امت کو جو عطا فرمایا اس احسان کے ذکر کا ارادہ فرمایا تو فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمد! ﷺ تو اس وقت طور کی ایک جانب نہیں تھا جب ہم نے تیری امت کو ندا کی جبکہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں تھے کہ جب میں تجھے مبعوث کروں تو تم آپ پر ایمان لانا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا کی تو اس وقت آپ وہاں نہیں تھے بلکہ یہ تمہارے رب کی رحمت ہے جو ہم نے تم پر یہ واقعہ بیان کیا۔

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا

جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَاۤ اُوْتِیَ مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰی ؕ اَوَ لَمْ یَكْفُرُوْا بِمَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ٙ وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰی مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًی مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۰﴾

"(اور اس کی وجہ یہ ہے) کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب پہنچے انہیں کوئی مصیبت ان اعمال کے باعث جو انہوں نے کیے ہیں تو وہ یہ نہ کہنے لگیں کہ اے ہمارے رب! کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول تاکہ ہم پیروی کرتے تیری آیات کی اور ہم ہو جاتے ایمان لانے والوں سے۔ پھر جب آ گیا ان کے پاس حق ہماری جناب سے تو وہ کہنے لگے کیوں نہ دیئے گئے انہیں اس قسم کے معجزے جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے (ان نابکاروں سے پوچھو) کیا انہوں نے انکار نہیں کیا تھا ان معجزات کا جو موسیٰ کو دیئے گئے تھے۔ انہی نے کہا (موسیٰ وہارون) دو جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں۔ نیز انہوں نے کہا تھا ہم ان تمام کا انکار کرتے ہیں۔ آپ فرمایئے تم لے آؤ کوئی کتاب اللہ تعالیٰ کے پاس سے جو زیادہ ہدایت بخش ہو ان دونوں (قرآن وتورات) سے تو میں اس کی پیروی کروں گا اگر تم سچے ہوئے۔ پس اگر وہ قبول نہ کریں آپ کے اس ارشاد کو تو جان لو کہ وہ صرف اپنی نفسانی خواہشوں کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی رہنمائی کے بغیر۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ فترہ میں ہلاک ہونے والا کہے گا اے میرے رب! میرے زمانہ میں تو نہ کتاب آئی اور نہ ہی رسول۔ پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت رَبَّنَا لَوْلَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِكَ تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا ...... قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس کا مصداق اہل کتاب ہیں۔ دو کتابوں تورات اور فرقان کے بارے میں فرماتا ہے قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰی مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہودی قریش کو کہتے کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو لَوْلَاۤ اُوْتِیَ مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ مُوْسٰی اللہ تعالیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے:

قریش سے کہو جنہیں اہل کتاب کہتے ہیں۔ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۔ یہودیوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کے بارے میں کہا وَ قَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ۔ یہودیوں نے اس کا بھی انکار کیا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْ قَبْلُ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قَالُوْا ساحِران تَظٰهَرَا قرأت کرتے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے قَالُوْا ساحِرانِ تَظٰهَرَا ۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام۔

امام عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے سَاحِرَانِ تَظَاهَرَا الف کے ساتھ پڑھا ہے ساحران سے مراد حضرت موسیٰ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سِحْرَانِ تَظَاهَرَا پڑھتے کہا یہ دونوں کتابیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا وہ کہتے ان سے مراد تورات اور فرقان ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دو کتابیں تورات اور فرقان ہے جب ان میں سے ہر ایک کتاب نے صاحب کتاب کی تصدیق کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عاصم جحدری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وہ کہتے یہ دو کتابیں تورات اور فرقان ہیں۔ کیا نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ کرتا تو یوں نہ کہتا فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ بیشک اس نے کاتبوں کا ارادہ کیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۔ کہتے یہ دو کتابیں ہیں تورات اور انجیل۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کہنے والے اللہ تعالیٰ کے دشمن یہودی ہیں جو انجیل و قرآن کے بارے میں یہ کہتے جس نے ساحران پڑھا ہے وہ اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مراد لیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد الکریم ابی امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عکرمہ کو پڑھتے ہوئے سنا سِحْرَان میں نے اس کا مجاہد سے کہا کیا تو اس نے کہا بندے نے جھوٹ بولا ہے، میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر اسے سَاحِرَان پڑھا، آپ نے مجھ پر عیب نہیں لگایا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے

پوچھا جبکہ وہ رکن، دروازہ اور ملتزم کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے جبکہ وہ عکرمہ کے بازو پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا أَسِحْرٰنِ تَظٰهَرَا اَمْ سَاحِرٰنِ؟ میں یہ سوال بار بار دہرایا۔ عکرمہ نے کہا سَاحِرٰنِ تَظٰهَرَا اے آدمی چلا جا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِحَقٍّ سے مراد تورات اور قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِحَقٍّ سے مراد وہ چیز ہے جسے موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے۔

وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓىِٕكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَ قَالُوْا لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿۵۵﴾

"اور ہم مسلسل بھیجتے رہے ان کی طرف اپنا کلام تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔ جن کو ہم نے عطا فرمائی کتاب (نزول) قرآن سے پہلے وہ اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور جب یہ ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے تو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اس کے ساتھ۔ بیشک یہ حق ہے ہمارے رب کی طرف سے، ہم اس سے پہلے ہی سر تسلیم خم کر چکے تھے۔ یہ لوگ ہیں جنہیں دیا جائے گا ان کا اجر دو مرتبہ بوجہ ان کے صبر کے اور وہ دور کرتے ہیں نیکی کے ساتھ برائی کو نیز اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ سنتے ہیں کسی بیہودہ بات کو تو منہ پھیر لیتے ہیں اس سے اور کہتے ہیں ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں۔ تم سلامت رہو۔ ہم جاہلوں (سے الجھنے) کے خواہاں نہیں ہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالقاسم بغوی، باوردی، ابن قانع تینوں نے معاجم صحابہ میں، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت رفاعہ قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ...... بِمَا صَبَرُوْا تک دس افراد کے بارے میں نازل ہوئیں، میں بھی ان میں سے ایک تھا۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قریش کے بارے میں نازل ہوئیں۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 495 (2222)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 104

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَلَقَدْ وَصَّلْنَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ ہم نے بیان کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بتاتا ہے کہ جو گزر چکے ہیں ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کیسے سلوک کرتا ہے، انہوں نے کیسے کیا اور وہ ان کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابو رفاعہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے دس آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لیے نکلے۔ ان میں ابو رفاعہ بھی تھا۔ وہ ایمان لائے اور انہیں اذیت دی گئی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام بخاری نے ''تاریخ'' میں اور ابن منذر نے حضرت علی بن رفاعہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا باپ اہل کتاب کے ان دس افراد میں سے تھا جو نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے ان کی تعداد دس تھی۔ جب وہ آئے تو لوگ ان سے مذاق کرنے لگے اور ان پر ہنسنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا آیت نازل فرمائی۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ...... لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ اہل کتاب کے مسلمانوں کے بارے میں نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ کے بارے میں ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ اہل کتاب کے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حق کی شریعت پر قائم تھے، اس شریعت سے احکام لیتے اور اس کی حرام کردہ چیزوں سے رک جاتے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا اور انہیں اس پر ثابت قدم کیا۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات کی گئی ہے کہ ان میں سے حضرت سلمان فارسی اور حضرت عبداللہ بن سلام ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جو اہل کتاب میں سے حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے مالکوں کے ہاتھوں گھومتا رہا یہاں تک کہ میں یثرب میں پہنچا۔ اس وقت زمین میں نصاریٰ سے بڑھ کر کوئی قوم مجھے محبوب نہ تھی اور نصرانیت سے بڑھ کر کوئی دین محبوب نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے انہیں مشقت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسی اثناء میں کہ میں اسی طرح تھا کہ لوگوں نے کہا عربوں میں نبی مبعوث ہوا ہے۔ پھر انہوں نے کہا وہ مدینہ طیبہ آ گیا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں آپ سے نصرانیوں کے بارے میں پوچھنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نصاریٰ میں کوئی بھلائی نہیں اور میں نصرانیوں کو پسند نہیں کرتا۔ سلمان فارسی نے کہا میں نے آپ کو بتایا کہ میرے ساتھی نے کہا تھا اگر میں اسے پاتا اور وہ مجھے آگ میں کود جانے کا حکم دیتا تو میں اس میں کود پڑتا۔ کہا میں نصاریٰ کی محبت میں فریفتہ ہو چکا تھا۔ میں نے اپنے دل میں بھاگ جانے کا سوچا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار سونت لی تھی۔ ایک آنے والا آیا اور کہا رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں۔ میں نے کہا تو جا یہاں تک کہ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 104، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 105

آتا ہوں جبکہ میں اپنے دل میں بھاگ جانے کا سوچ رہا تھا۔ اس نے کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں تجھے آپ کے پاس لے چلوں۔ میں اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: اے سلمان! اللہ تعالیٰ نے تیرے عذر کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ۔

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اہل رام ہرمز میں سے ایک تھا۔ ہم مجوسی لوگ تھے۔ اہل جزیرہ کا ایک نصرانی آدمی ہمارے پاس آیا۔ وہ ہمارے ہاں ٹھہرا اور ہمارے ہاں اپنی ایک عبادت گاہ بنالی۔ میں فارسی زبان میں لکھنے والوں میں سے تھا۔ مکتب میں میرے ساتھ ایک لڑکا ہوتا۔ جو مار کھا کر آتا جو رو رہا ہوتا۔ جسے والدین مارتے۔

میں نے اس سے پوچھا تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا میرے والدین مجھے مارتے ہیں۔ میں نے پوچھا تیرے والدین تجھے کیوں مارتے ہیں؟ اس نے جواب دیا میں اس گرجا گھر کے پاس آتا ہوں۔ جب انہیں اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مجھے مارا۔ اگر تو اس کے پاس آئے تو اس سے عجیب وغریب بات سنے۔ میں نے اسے کہا مجھے بھی اس کے پاس لے جانا۔ ہم اس کے پاس آئے۔ اس نے ہمیں تخلیق کے آغاز، آسمان وزمین کے آغاز، جنت اور جہنم کے بارے میں عجیب و غریب باتیں بتائیں۔ میں اس کے پاس آتا جاتا رہا۔ مدرسہ کے چند لڑکوں نے ہمارے معاملہ کو بھانپ لیا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ آنے لگے۔

جب بستی والوں نے یہ دیکھا تو اس کے پاس آئے اور کہا اے فلاں! تو ہماری پناہ میں آیا اور ہم نے تیرے پڑوس میں سوائے اچھائی کے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ ہمارے کچھ لڑکے ہیں جو تیرے پاس آتے جاتے ہیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ تو انہیں ہمارے خلاف کردے گا۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ اس نے اس لڑکے سے کہا جو اس کے پاس آتا جاتا تھا میرے ساتھ چلو۔ اس لڑکے نے کہا میں ایسا نہیں کرسکتا۔ میرے والدین مجھ پر جو سختی کرتے رہے ہیں تو اس سے آگاہ ہے۔ میں نے کہا میں تیرے ساتھ چلتا ہوں۔ میں یتیم ہوں۔ میرا باپ نہیں۔ میں اس کے ساتھ نکل پڑا۔ ہم نے رام ہرمز کا پہاڑی راستہ اختیار کیا۔ ہم چلتے رہے، توکل کرتے رہے اور درختوں کے پھل کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم جزیرہ میں پہنچے۔ ہم نصیبین پہنچے۔ میرے ساتھی نے کہا اے سلمان! یہاں ایسی قوم ہے جو زمین میں رہنے والے لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والے ہیں۔ میں انہیں ملنا پسند کرتا ہوں۔

ہم اتوار کے روز ان کے پاس آئے جبکہ وہ جمع ہو چکے تھے۔ میرے ساتھی نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے بھی اسے سلام کیا اور اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اور پوچھا تو اتنا عرصہ کہاں غائب رہا؟ اس نے جواب دیا میں فارس کے علاقہ میں اپنے دوستوں کے پاس تھا۔ اس نے ہمارے ساتھ گفتگو کی جو گفتگو کی۔ پھر میرے ساتھی نے مجھے کہا: اے سلمان! اٹھو اور چلو میں نے کہا نہیں مجھے انہیں لوگوں کے ساتھ رہنے دو۔ اس نے کہا جس کی یہ طاقت رکھتے ہیں تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ وہ ایک اتوار سے دوسرے اتوار تک روزہ رکھتے ہیں۔ وہ رات کو نہیں سوتے۔ انہیں میں سے ایک بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک تھا

جس نے ملک کو چھوڑا تھا اور عبادت میں داخل ہو گیا تھا۔ میں ان لوگوں میں رہا یہاں تک کہ ہم نے شام کی اور ایک ایک کر کے اپنی غار کی طرف جانے لگے جس میں وہ رہتے تھے۔ جب ہمیں شام ہو گئی تو بادشاہ کی اولاد میں سے جو تھا اس نے کہا اس لڑکے کا تم کیا کرو گے؟ تم میں کوئی آدمی اسے ساتھ رکھ لے انہوں نے کہا تو ہی اسے ساتھ لے لے۔

اس نے مجھے کہا: اے سلمان! اٹھو وہ مجھے ساتھ لے گیا یہاں تک کہ اس غار کے پاس آیا جس میں وہ رہتا تھا۔ اس نے مجھے کہا اے سلمان! یہ روٹی ہے، یہ سالن ہے جب تجھے بھوک لگے تو اسے کھا لینا۔ جب تک چستی ہو تو روزہ رکھ لینا، جب مناسب سمجھے عبادت کر لینا اور جب سستی محسوس ہو تو سو جانا۔ پھر نماز میں شروع ہو گیا۔ اس نے مجھ سے کوئی بات نہ کی اور نہ ہی میری طرف دیکھا۔ ان سات دنوں میں غم نے مجھے آلیا۔ مجھ سے کسی نے بات نہ کی یہاں تک کہ اتوار آیا اور وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ میں ان کے مکان کی طرف گیا جہاں وہ جمع ہوتے تھے۔ وہ ہر اتوار کو جمع ہوتے جس میں وہ افطار کرتے۔ وہ ایک دوسرے سے ملتے۔ ایک دوسرے کو سلام کرتے۔ پھر وہ اگلے اتوار تک باہم ملاقات نہ کرتے۔

میں اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ آیا۔ اس نے مجھے وہی بات کہی جو اس نے پہلی دفعہ کہی تھی: یہ روٹی ہے اور یہ سالن ہے۔ جب تجھے بھوک لگے تو کھانا کھا لینا، جب جسم میں چستی ہو تو روزہ رکھ لینا، جب مناسب سمجھے تو عبادت کر لینا، جب سستی چھا جائے تو سو جانا۔ پھر نماز شروع کر دی اور میری طرف متوجہ نہ ہوا اور نہ ہی اگلے اتوار تک مجھ سے گفتگو کی۔ مجھے غم نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ میں نے دل میں بھاگنے کی ٹھانی اور میں نے کہا دو اتوار یا تین اتوار صبر کرو۔ جب اتوار آیا تو ہم ان لوگوں کی طرف لوٹے۔ انہوں نے روزہ افطار کیا اور جمع ہوئے۔ اس نے کہا میں بیت المقدس کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے اسے کہا تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے؟ اس نے کہا مجھے کوئی کام نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں تمہیں کوئی حادثہ پیش نہ آ جائے تو کوئی اور تیرے اوپر قبضہ نہ کر لے جبکہ ہم پسند کرتے ہیں کہ ہم تیرے ساتھ رہیں۔ اس نے کہا اس کا کوئی وعدہ نہیں۔

جب میں نے اسے یہ بات کرتے ہوئے سنا میں نے کہا ہم سفر کریں گے اور لوگوں سے ملیں گے تو مجھ سے وہ غم جاتا رہے گا جو میں پاتا ہوں۔ میں اور وہ نکل پڑے۔ وہ ایک اتوار سے دوسرے اتوار تک روزہ رکھتا۔ تمام رات عبادت کرتا اور دن کو چلتا۔ رات جب ہم کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو وہ نماز شروع کر دیتا۔ یہی اس کا طریقہ رہا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس جا پہنچے۔ دروازے پر ایک اپاہج آدمی تھا جو لوگوں سے سوال کر رہا تھا۔ اس نے کہا مجھے کوئی چیز عطا کیجئے۔ اس نے کہا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ ہم بیت المقدس میں داخل ہوئے۔ جب بیت المقدس والوں نے اسے دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے مجھے روٹی اور گوشت کھلایا اور وہ نماز میں شروع ہو گیا۔ وہ متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ اگلا اتوار آ گیا۔ پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور مجھے کہا اے سلمان! میرا ارادہ ہے کہ میں تھوڑا لیٹوں۔ جب سایہ فلاں جگہ پہنچے تو مجھے اٹھا دینا۔ سایہ وہاں تک پہنچ گیا تو میں نے رحم کھاتے ہوئے اسے نہ اٹھایا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ میں نے اس کی مشقت اور تھکاوٹ کو دیکھ رکھا تھا۔ وہ گھبرا کر اٹھا اور کہا اے سلمان! کیا میں نے تجھے یہ نہیں کہا تھا جب سایہ فلاں جگہ پہنچے تو مجھے اٹھا دینا؟ میں نے کہا ہاں بات اسی طرح ہے لیکن جب میں نے تیرا طریقہ دیکھا تو تیرے ساتھ رحمت نے مجھے جگانے سے روک دیا۔ اس نے کہا اے سلمان! تو ہلاک ہو، میں

اسے ناپسند کرتا ہوں کہ زمانہ میں سے کوئی وقت ایسا فوت ہو جائے جس میں میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے خیر کا عمل نہ کیا ہو۔

پھر اس نے مجھ سے کہا اے سلمان! یہ بات خوب ذہن نشین کر لو کہ آج سب سے افضل دین نصرانیت ہے۔ میں نے کہا آج کے بعد ایک ایسا دین بھی ہوگا جو نصرانیت سے بھی افضل ہوگا؟ یہ ایسی بات تھی جو میری زبان پر القاء کر دی گئی تھی اس نے کہا ہاں۔ امید ہے کہ ایک نبی مبعوث کیا جائے جو ہدیہ کھائے گا اور صدقہ نہیں کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان نبوت کی مہر ہوگی۔ جب تو اسے پائے تو ان کی اتباع کرنا اور آپ کی تصدیق کرنا۔ میں نے پوچھا اگر چہ وہ مجھے نصرانیت چھوڑنے کا حکم دے؟ فرمایا ہاں۔ کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نبی ہے، وہ حق کا حکم دیتا ہے، وہ حق کی بات ہی کہتا ہے، اللہ کی قسم! اگر میں اس کو پالیتا پھر وہ مجھے حکم دیتا ہے کہ میں آگ میں چھلانگ لگا دوں تو میں اس میں چھلانگ لگا دیتا۔

پھر ہم بیت المقدس سے نکلے۔ ہم اسی اپاہج کے پاس سے گزرے۔ اس اپاہج نے اسے کہا تو داخل ہوا مجھے کچھ عطا نہ کیا۔ اب نکل رہا ہے تو مجھے عطا کر۔ وہ متوجہ ہوا اس کے ارد گرد کسی کو نہ دیکھا اور کہا مجھے اپنا ہاتھ دے۔ اس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا " قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ " وہ اپاہج تندرست ہو گیا۔ وہ اپنے گھر والوں کی طرف چلا۔ میں نے اپنی نظر اس کے پیچھے لگا دی۔ وجہ تعجب کا اظہار کیا تھا جو میں نے اس سے دیکھا تھا۔ میرا ساتھی نکلا۔ بہت تیز چلا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ بنوکلب کا ایک قافلہ مجھے ملا۔ انہوں نے مجھے قیدی بنا لیا اور ایک اونٹ پر باندھ دیا اور میری مشکیں کس دیں۔ میں بکتا چلتا آیا یہاں تک کہ میں مدینہ آپہنچا۔ ایک انصاری نے مجھے خرید لیا۔ اس نے مجھے اپنے کھجور کے باغ میں کام پر لگا دیا۔ میں اس میں رہتا تھا۔ میں ایک درہم کے کھجور کے پتے لیتا۔ ان میں کام کرتا۔ پھر انہیں دو درہم میں بیچ دیتا۔ ایک درہم کے پھر پتے خرید لیتا اور ایک درہم خرچ کر دیتا۔ میں یہ بات پسند کرتا کہ میں اپنے ہاتھ کی کمائی کھاؤں ہم مدینہ طیبہ میں ہی تھے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مکہ مکرمہ میں ایک آدمی ظاہر ہوا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مبعوث کیا ہے۔ ہم اس حال میں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر حضور ﷺ نے ہجرت کی اور ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ میں نے کہا میں اس کا ضرور تجربہ کروں گا۔ میں بازار گیا۔ اونٹ کا گوشت خریدا۔ پھر آٹا پیسا۔ ایک پیالہ ثرید کا بنایا۔ اسے اپنے کندھے پر اٹھایا۔ آپ کی خدمت میں لایا یہاں تک کہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے عرض کی یہ صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ خود رک گئے اور اسے نہ کھایا۔ میں چند دن ٹھہر گیا۔ میں نے ایک درہم کے بدلے میں گوشت خریدا اسی جیسا بنایا۔ اسے اٹھایا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت لایا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کیا یہ صدقہ ہے یا ہدیہ؟ میں نے عرض کی یہ ہدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا بسم اللہ پڑھ کے کھاؤ اور خود بھی ساتھ ہی کھایا۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ ہدیہ کھاتا ہے صدقہ نہیں کھاتا میں نے آپ کے دو کندھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے جتنی مہر نبوت دیکھی تو میں اسلام لے آیا۔

میں نے اسی دن عرض کی تھی یا رسول اللہ! ﷺ نصاریٰ کیسی قوم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ان میں کوئی بھلائی نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی بھلائی ہے جو ان سے محبت کرتا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا اللہ کی قسم! میں تو ان سے محبت کرتا ہوں۔

کہا یہ وہ وقت تھا جب حضور ﷺ نے لشکر بھیجے اور تلوار سونتی تھی۔ ایک لشکر جاتا اور دوسرا واپس آتا تھا جبکہ تلوار خون ٹپکا رہی تھی۔ میں نے کہا میرے بارے میں باتیں کی جاتی ہیں کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ آپ میری طرف آدمی بھیجیں گے اور میری گردن اڑا دیں گے۔ میں گھر میں بیٹھ گیا ایک دن رسول اللہ ﷺ کا آدمی آیا۔ اس نے کہا اے سلمان! رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرو۔ میں نے کہا اللہ کی قسم! اس سے میں ڈرتا ہوں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے، تم چلو میں تمہیں پیچھے سے ملتا ہوں۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! نہیں میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ تو آئے۔ میں دل میں سوچ رہا تھا اگر وہ چلا جاتا تو میں بھاگ جاتا۔

وہ مجھے ساتھ لے گیا یہاں تک کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب حضور ﷺ نے مجھے دیکھا تو تبسم فرمایا اور مجھے کہا اے سلمان! خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تیری مصیبت کو دور کر دیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں نے اپنے ساتھی کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا اگر میں اس کو پاتا اور مجھے حکم دیتے کہ میں جہنم میں کود جاؤں تو میں آگ میں کود جاتا۔ وہ نبی ہے حق بات ہی کہتا ہے اور حق بات کا ہی حکم دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ حضرت عبداللہ بن سلام کے حق میں نازل ہوئی۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو یہ بات پسند کی کہ یہودیوں میں ان کا جو مقام و مرتبہ ہے اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو آگاہ کریں۔ اس نے اپنے اور یہودیوں کے درمیان ایک پردہ ڈال لیا۔ حضور ﷺ نے اس سے کلام کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے عبداللہ بن سلام کے بارے میں بتاؤ۔ وہ تم میں کیسا ہے؟ انہوں نے کہا وہ ہمارا سردار اور ہم سب سے زیادہ عالم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ اگر وہ مجھ پر ایمان لے آئے اور میری تصدیق کرے تو تم کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ سمجھدار ہے کہ وہ اپنا دین چھوڑے اور تیری پیروی کرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ ایسا کرے تو پھر اپنی رائے بتاؤ؟ انہوں نے کہا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کرے تو تمہاری کیا رائے ہوگی؟ تو انہوں نے جواب دیا تو پھر ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عبداللہ بن سلام! نکلو۔ حضرت عبداللہ بن سلام نکلے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اپنا ہاتھ بڑھائیے میں گواہی دیتا ہوں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اس نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو وہ آپ پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو گالیاں دیں اور کہا اللہ کی قسم! اس سے بڑھ کر ہم سے کوئی کم علم نہیں اور اللہ تعالیٰ کی کتاب سے زیادہ جاہل نہیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم ابھی اس کی تعریف نہیں کر رہے تھے؟ انہوں نے کہا ہمیں اس بات سے حیا آ رہی تھی کہ تم یہ کہو کہ تم اپنے ساتھی کی عدم موجودگی میں غیبت کرتے ہو۔ وہ حضرت عبداللہ کو گالیاں نکالنے لگے امین بن یامین اٹھا اور اس نے کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ عبداللہ بن سلام سچا ہے، اپنا ہاتھ بڑھائیے اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل کی اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ...... مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ یعنی حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور ان کی امتیں اور وہ جو حضور ﷺ کی دین پر تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ کا مصداق جو فقرہ وحی کے دور اسلام سے وابستہ رہے، اس پر قائم رہے، جو انہیں اذیتیں دی گئیں وہ ان پر صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کو پایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت جعفر اور آپ کے ساتھی نجاشی کے پاس آئے، انہیں ٹھہرایا اور اچھا برتاؤ کیا، جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو اس کی مملکت کے جو لوگ ایمان لائے تھے۔ انہوں نے کہا ہمیں اجازت دیجئے کہ سمندری سفر میں ہم ان کے ساتھی بنیں، اس نبی کے پاس حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ عہد و پیمان کریں۔ وہ چلے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ غزوہ احد اور خیبر میں آپ کے ساتھ رہے۔ ان میں سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: ہمیں اجازت دیجئے ہم اپنے علاقے میں چلے جائیں۔ ہمارے وہاں اموال ہیں جنہیں ہم لے آئیں اور مہاجرین پر خرچ کریں گے۔ ہم انہیں سخت تنگی میں دیکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی۔ وہ لوگ چلے گئے۔ وہ اپنے مال لے آئے اور مہاجرین پر انہیں خرچ کیا۔ ان کے بارے میں یہ آیت اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں میں سے ایک جماعت مسلمان ہوئی۔ مشرک انہیں اذیتیں دیا کرتے تھے۔ تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ یہودیوں میں سے کچھ لوگ جب ان کے پاس سے گزرے تو انہیں گالیاں دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ آیت سے مراد جاہلوں اور باطل پرستوں پر ان کے باطل کی وجہ سے وہ ظلم نہیں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسا پیغام آیا جس نے انہیں ہلاک کر دیا۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے افراد وہ ہیں جنہیں دو دفعہ اجر دیا جائے گا: ایک وہ جو اہل کتاب میں سے وہ پہلی اور دوسری کتاب پر ایمان لایا، دوسرا وہ جس کی ایک لونڈی ہو جس کو اس نے ادب سکھایا اور بہترین ادب سکھایا۔ پھر اس نے اسے آزاد کیا۔ پھر اس سے شادی کی، تیسرا وہ جو کسی کا غلام ہو جس نے اپنے رب کی بہترین عبادت کی اور اپنے آقا کے لیے بھی مخلص رہا۔ (1)

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل کتاب میں سے جو اسلام لایا اس کے لیے دو اجر ہیں۔ (2)

1۔ سنن ترمذی، جلد 1، صفحہ 133، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان 2۔ مجمع الزوائد، باب من اسلم من اہل الکتاب، جلد 1، صفحہ 274 (334)، دار الفکر بیروت

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

"بیشک آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو آپ پسند کریں البتہ اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت یافتہ لوگوں کو۔"

امام عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے "دلائل" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو طالب کی وفات کا وقت قریب ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پاس آئے اور کہا اے چچا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔ میں قیامت کے روز تیرے حق میں گواہی دوں گا۔ تو ابو طالب نے کہا اگر قریش مجھے عار نہ دلاتے تو وہ کہتے ہیں موت کے خوف نے اسے اس بات پر برانگیختہ کیا ہے تو میں تیری آنکھ کو ٹھنڈا کرتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آپ پر نازل کی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسیب رحمہ اللہ سے اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے "قدر" میں امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید رافع سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر سے پوچھا کیا یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ آیت ابو جہل اور ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ فرمایا ہاں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب سے کہا کلمہ اخلاص کہو، میں قیامت کے روز اس کے ساتھ تیری طرف سے جھگڑا کروں گا۔ ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! بزرگوں کا دین۔ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ یعنی وہ زیادہ جانتا ہے کہ کس کے لیے اس نے ہدایت اور گمراہی کو مقدر کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات کی گئی کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی موت کے وقت ان سے التماس کی تھی کہ وہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دے تاکہ اس کے حق میں شفاعت حلال ہو جائے۔ تو ابو طالب نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ یہ ابو طالب کے بارے میں ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اس کا مصداق حضرت عباس ہیں۔

امام ابو سہل السری بن سہل جندیسابوری "خامس" میں عبد القدوس کی سند سے وہ ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس رضی

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ قصص، جلد 2، صفحہ 150 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 40، قدیمی کتب خانہ کراچی

اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے اصرار کیا کہ وہ اسلام لائیں تو ابو طالب نے انکار کردیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ یعنی آپ کسی پر ہدایت کو لازم کرنے پر قادر نہیں جب کہ وہ اسے ناپسند کرنے والا ہو۔ آپ تو نذیر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ایمان کی ہدایت عطا فرما دیتا ہے۔

امام ابو سہل رحمہ اللہ نے حضرت عبد القدوس رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ابو طالب کے بارے میں اس کی موت کے وقت نازل ہوئی۔ جب کہ نبی کریم ﷺ اس کے سرہانے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے اے چچا! لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دو۔ میں قیامت کے روز تیرے حق میں شفاعت کروں گا۔ ابو طالب نے کہا نہیں میرے بعد قریش کی عورتیں مجھے عار دلائیں گی کہ میں موت کے وقت ڈر گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی تو اس بات پر قادر نہیں کہ تو اس پر ہدایت کو لازم کرے جبکہ وہ خود شرک میں گرا جا رہا ہے۔ تو جبر سے اسے اسلام میں داخل نہیں کرسکتا یہاں تک کہ وہ خود اس کی خواہش کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے کسی فعل پر مجبور کرسکتا ہے۔ کوئی انسان اس فعل کو کرنے والا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشیت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے باخبر کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ۝ (الشعراء)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بارے میں بتایا کہ اسے کوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی۔

امام عقیلی، ابن عدی، ابن مردویہ، دیلمی، ابن عساکر اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے داعی اور مبلغ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ہدایت کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہے۔ ابلیس کو مزین اور مبلغ بنا کر پیدا کیا گیا ہے۔ گمراہ کرنا اس کے اختیار میں نہیں ہے۔

وَ قَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰۤى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۵۷ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَ كُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ۝۵۸ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ۝۵۹ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتُهَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۝۶۰

''اورانہوں نے کہا اگر ہم اتباع کریں ہدایت کا آپ کی معیت میں تو ہمیں اچک لیا جائے گا ہمارے ملک سے کیا ہم نے بسا نہیں دیا انہیں حرم میں جو امن والا ہے، کھنچے چلے آتے ہیں اس کی طرف ہر قسم کے پھل، یہ رزق ہے ہماری طرف سے لیکن ان کی اکثریت کچھ نہیں جانتی۔ اور ہم نے کتنے شہر برباد کردیئے جب وہ فخر کرنے لگے اپنی خوش حالی پر۔ پس یہ ہیں ان کے گھر جن میں سکونت نہیں کی گئی ان کے بعد مگر بہت کم عرصہ اور (آخرکار) ہم ہی ان کے وارث بنے۔ اور نہیں ہے آپ کا رب ہلاک کرنے والا بستیوں کو یہاں تک کہ بھیجے ان کے مرکزی شہر میں کوئی رسول جو پڑھ کر سنائے وہاں کے رہنے والوں کو ہماری آیتیں اور ہم نہیں ہیں ہلاک کرنے والے بستیوں کو مگر یہ کہ ان کے بسنے والے ظالم ہوں۔ اور جو چیز دی گئی ہے تمہیں تو یہ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اس کی زیب وزینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور دیرپا ہے۔ کیا تم اس حقیقت کو نہیں سمجھتے۔''

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قریش کے کچھ آدمی تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اگر ہم آپ کی اتباع کریں تو لوگ ہمیں اچک لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ کو نازل فرمایا۔(1)

امام نسائی اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہنے والا حارث بن عامر بن نوفل تھا۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اہل حرم امن میں تھے، جہاں چاہتے وہ جاتے۔ جب ان میں سے کوئی ایک سفر پر جاتا تو کہتا ہم اہل حرم میں سے ہیں، تو کوئی بھی اس کے سامنے نہ آتا۔ جب کسی قبیلہ کا آدمی سفر پر جاتا تو اسے قتل کردیا جاتا اور مال چھین لیا جاتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہا وہ اس میں نہیں ہوتے تھے، حرم انہیں محفوظ رکھتا، نہ اس میں ان سے جنگ کی جاتی اور نہ ہی انہیں خوفزدہ کیا جاتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے نُتَخَطَّفْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے پر شب خون مارتے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ کا معنی زمین کے پھل لیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابتدا میں ہی بستیاں ہلاک نہیں کردیتا یہاں تک کہ ان میں رسول مبعوث فرمائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ام القریٰ سے مراد مکہ مکرمہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر مبعوث کیا۔

ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم ایمان کے ساتھ بستی کو ہلاک نہیں کرتے بلکہ جب بستی والے ظلم کرتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ ظلم کی وجہ سے بستی کو ہلاک فرماتا ہے۔ اگر اہل مکہ ایمان لے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 496(2223)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آتے تو دوسرے ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک نہ ہوتے لیکن انہوں نے جھٹلایا اور ظلم کیا۔ اسی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٦١﴾

"(تم خود سوچو) آیا وہ (نیک بخت) جس کے ساتھ ہم نے وعدہ کیا ہے بہت اچھا وعدہ اور وہ اس کے پانے والا بھی ہے اس (بدبخت) کی مانند ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیوی زندگی کا سامان دیا ہے پھر وہ (اس چند روزہ آسائش کے بعد) روز قیامت (مجرموں کے کٹہرے میں) پیش کیا جائے۔"

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی۔ (1)

ابن جریر نے ایک اور سند سے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ اور ابو جہل کے حق میں نازل ہوئی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا سے مراد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد ابو جہل بن ہشام ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ سے مراد مومن ہے جس نے کتاب اللہ کو سنا، اس کی تصدیق کی اور اس کتاب میں خیر و جنت کا جو وعدہ کیا گیا اس پر ایمان لایا۔ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد کافر ہے وہ مومن جیسا نہیں۔ پھر وہ قیامت کے روز عذاب میں حاضر ہونے والوں سے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہیں نے آیت کو یوں پڑھا اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جہنمی اس میں حاضر ہوں گے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میمون بن مہران جب آتا تو سالم براء کے پاس ٹھہرتا۔ ایک دفعہ آیا تو اسے نہ ملا۔ اس کی بیوی نے اسے کہا تیرا بھائی پڑھتا ہے اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ اس عورت نے کہا تو وہ کام میں مشغول ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو تم میں سے یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ اپنا خزانہ ایسی جگہ رکھے جہاں سے کیڑے نہ کھائیں تو وہ ایسا کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے کہ اے ابن آدم! اپنا خزانہ میرے پاس رکھ دے تو وہ نہ غرق ہوگا نہ جلے گا۔ میں تجھے واپس کر دوں گا قیامت کے روز تو اس کا زیادہ محتاج ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 114

امام مسلم اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تو تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری کیسے عیادت کرتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے پتہ نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تو تو نے اس کی عیادت نہ کی، کیا تجھے علم نہیں اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تو تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں تجھے کیسے پانی پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تو تو نے اسے پانی نہ پلایا، کیا تجھے علم نہیں اگر تو اسے پانی پلاتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ بندہ عرض کرے گا: اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے اسے کھانا نہ کھلایا۔ اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو مجھے اس کے ہاں پاتا۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز لوگ جس حالت پر رہے اس میں سے زیادہ بھوکے، زیادہ پیاسے اور زیادہ ننگے ہوں گے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے کھلایا ہوگا اللہ تعالیٰ انہیں کھلائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پہنایا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پہنائے گا، جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے پلایا ہوگا اللہ تعالیٰ اسے پلائے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی رضا میں ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اس سے راضی ہوگا۔ (1)

وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ۝۶۲ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ۝۶۳ وَ قِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَ رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ۝۶۴

''اور اس دن اللہ انہیں آواز دے گا تو فرمائے گا کہاں ہیں وہ شریک جنہیں تم (میرا شریک) گمان کیا کرتے تھے۔ کہیں گے وہ لوگ جن پر عذاب کا فرمان ثابت ہو چکا ہوگا اے ہمارے رب! یہ ہیں وہ جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ ہم نے انہیں بھی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے۔ ہم (ان سے) بیزار ہو کر تیری طرف متوجہ ہوتے ہیں اور وہ ہماری پوجا نہیں کیا کرتے تھے۔ اور (انہیں) کہا جائے گا (لو) اب پکارو اپنے شریکوں کو تو وہ انہیں پکاریں گے لیکن وہ انہیں کوئی جواب نہیں دیں گے اور دیکھ لیں عذاب کو۔ کیا اچھا ہوتا اگر وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔''

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 245، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ کا مصداق بنو آدم ہیں اور قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ کا مصداق جن ہیں۔ رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا أَغْوَيْنَاهُمْ اور بنی آدم سے کہا جائے گا: ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وہ انہیں کوئی بھلائی کی بات کے ساتھ جواب نہ دیں گے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾ فَأَمَّا مَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَن يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾

"اور اس دن اللہ تعالیٰ آواز دے گا انہیں پھر پوچھے گا تم نے کیا جواب دیا تھا (ہمارے) رسولوں کو تو اندھی ہو جائیں گی ان پر خبریں اس دن۔ پس وہ (مارے دہشت کے) ایک دوسرے سے کچھ پوچھ نہ سکیں گے۔ تو وہ جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے یقیناً وہ کامیاب وکامران لوگوں میں ہوگا۔"

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کوئی آدمی نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تنہائی میں بات کرے گا جس طرح تم میں سے کوئی چودھویں رات کو چاند کے ساتھ تنہائی میں سرگوشیاں کرتا ہے۔ وہ کہے گا اے ابن آدم! کس چیز نے تجھے مجھ سے دھوکے میں ڈالا؟ اے ابن آدم! کس وجہ سے تو نے یہ کام کیا؟ اے ابن آدم! تو نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الانباء کا معنی دلائل نقل کیا ہے: اس روز نسب کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا۔

وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٧٠﴾

"اور آپ کا رب پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے (جسے چاہتا ہے) نہیں ہے انہیں کچھ اختیار۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور برتر ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں اور آپ کا رب خوب جانتا ہے جو چھپائے ہوئے ہیں ان کے سینے اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہی اللہ ہے نہیں کوئی معبود بجز اس کے۔ اسی کو زیبا ہے ہر قسم کی تعریف

دنیا میں اور آخرت میں اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ارطاہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوعون حمصی سے تقدیر کے بارے میں بات کی تو انہوں نے کہا تم کتاب اللہ کو نہیں پڑھتے وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں استخارہ کی اس طرح تعلیم دیا کرتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ فرماتے جب تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز نفل پڑھے پھر یہ دعا مانگے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَآجِلِهٖ، فَاقْدِرْهُ لِیْ وَیَسِّرْهُ لِیْ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَ آجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ، وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْلِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ وَاَرْضِنِیْ بِهٖ" اور اپنی حاجات کا نام لے۔(1)

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ۗ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۗ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۷۴﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْٓا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۷۵﴾

" آپ فرمائیے بھلا اتنا تو سوچو اگر بنادے اللہ تعالیٰ تم پر رات ہمیشہ کے لیے قیامت کے دن تک تو کون سا خدا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو لادے تمہیں روشنی، کیا تم سن نہیں رہے ہو۔ فرمائیے بھلا اتنا تو سوچو اگر بنادے اللہ تعالیٰ تم پر دن ہمیشہ کے لیے روز قیامت تک تو کون سا خدا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا جو لادے تمہیں رات جس میں تم

1۔ سنن ترمذی، باب صلوٰۃ الاستخارۃ، جلد 1، صفحہ 63، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

آرام کرسکو۔ کیا تمہیں (کچھ) نظر نہیں آتا؟ اور محض اپنی رحمت سے اس نے بنادیا ہے تمہارے لیے رات اور دن کو تاکہ تم آرام کرو رات میں اور تلاش کرو (دن میں) اس کے فضل سے (رزق) اور تاکہ تم میرے شکر گزار بنو۔ اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں آواز دے کر فرمائے گا کہاں ہیں وہ جنہیں تم میرا شریک خیال کرتے تھے۔ اور ہم نکالیں گے ہر امت سے گواہ پھر (ان امتوں کو) ہم کہیں گے لے آؤ اپنی دلیل تو وہ جان لیں گے کہ بیشک حق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور گم ہو جائیں گے ان سے جو افتراء وہ باندھا کرتے تھے۔"

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَرْمَدًا کا معنی ہمیشہ کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے سَرْمَدًا کا معنی ہمیشہ جو ختم نہ ہو نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَرْمَدًا کا معنی ہمیشہ نقل کیا ہے اور ضیاء کا معنی دن نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِيْهِ میں ضمیر سے مراد رات ہے۔ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ یعنی دن کے وقت تم اللہ کا فضل تلاش کرو۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَهِيْدًا کا معنی رسول ہے فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ یعنی دلیل لاؤ جس کی وجہ سے تم عبادت کرتے ہو اور یہ باتیں کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَهِيْدًا نبی کے معنی میں ہے تاکہ وہ امت پر گواہی دے کہ اس نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچا دیا ہے۔ برھان سے مراد دلیل ہے یعنی دلیل لاؤ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کرتے تھے کہ دنیا میں جو وہ جھوٹ بولا کرتے تھے قیامت کے روز وہ ان سے گم ہو جائیں گے۔

اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ
مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝۷۶ وَابْتَغِ فِيْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ
لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَاۤ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ
الْفَسَادَ فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۷۷ قَالَ اِنَّمَاۤ
اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِیْ ؕ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ
الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ؕ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِیْ زِیْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ
الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا یٰلَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِیَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ
عَظِیْمٍ ﴿۷۹﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ
عَمِلَ صَالِحًا ۚ وَ لَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ
الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ یَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۗ وَ مَا كَانَ
مِنَ الْمُنْتَصِرِیْنَ ﴿۸۱﴾ وَ اَصْبَحَ الَّذِیْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ یَقُوْلُوْنَ
وَیْكَاَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ یَقْدِرُ ۚ لَوْ لَاۤ اَنْ
مَّنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَیْكَاَنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾

”بیشک قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے تھا۔ پھر اس نے سرکشی کی ان پر اور ہم نے دے دیے تھے اسے اتنے خزانے کہ ان کی چابیاں (اپنے بوجھ سے) جھکا دیتی تھیں ایک طاقتور جتھہ (کی کمروں) کو۔ جب کہا اسے اس کی قوم نے زیادہ خوش نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا اترانے والوں کو۔ اور طلب کر اس (مال و زر) سے جو دیا ہے تجھے اللہ تعالیٰ نے آخرت کا گھر اور نہ فراموش کر اپنے حصہ کو دنیا سے اور احسان کیا کر (غریبوں پر) جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان فرمایا ہے اور نہ خواہش کر فتنہ وفساد کی ملک میں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا فساد برپا کرنے والوں کو۔ وہ کہنے لگا مجھے دی گئی ہے یہ (دولت وثروت) اس علم کی وجہ سے جو میرے پاس ہے۔ کیا اس (مغرور) کو اتنا علم بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر ڈالیں اس سے پہلے قومیں جو اس سے قوت میں کہیں سخت اور دولت جمع کرنے میں کہیں زیادہ تھیں۔ اور نہیں دریافت کیے جائیں گے مجرموں سے ان کے گناہ۔ الغرض (ایک دن) وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے بڑی زیب وزینت کے ساتھ۔ کہنے لگے وہ لوگ جو آرزومند تھے دنیوی زندگی کے اے کاش! ہمیں بھی اسی قسم کا (جاہ وجلال) نصیب ہوتا جیسے دیا گیا ہے قارون کو، واقعی وہ تو بڑا خوش نصیب ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جنہیں (دنیا کی بے ثباتی کا) علم دیا گیا تھا حیف تمہاری عقل پر۔ اللہ تعالیٰ کا ثواب بہتر ہے اس کے لیے جو ایمان لے آیا اور نیک عمل کیے اور نہیں مرحمت کی جاتی یہ نعمت بجز صبر کرنے والوں کے۔ پس ہم نے غرق کر دیا اسے بھی اور اس کے گھر کو بھی زمین میں۔ تو نہ تھی اس کے حامیوں کی کوئی جماعت جو (اس وقت) اس کی مدد کرتی اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں اور وہ خود بھی اپنا انتقام نہ لے سکا۔ اور صبح کی ان لوگوں نے جو کل تک اس کے مرتبہ کی آرزو کر رہے تھے یہ کہتے ہوئے اوہو! (اب پتہ

چلا) کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو ہمیں بھی زمین میں گاڑ دیتا۔ اوہو! (اب پتہ چلا) کہ کفار بامراد نہیں ہوتے۔''

امام ابن ابی شیبہ نے ''مصنف'' میں ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ وہ علم کی خواہش رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے علم کو جمع کیا۔ وہ اس طرح رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بغاوت کی اور اس سے حسد کیا۔ اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ زکوۃ وصول کروں۔ تو قارون نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا حضرت موسیٰ تمہارے اموال کھانا چاہتے ہیں۔ وہ تمہارے لیے نماز لائے۔ وہ تمہارے لیے اور چیزیں لائے۔ تو تم نے انہیں اپنے ذمہ لے لیا۔ کیا تم اسے برداشت کرو گے کہ وہ تمہارے اموال لے؟ لوگوں نے کہا ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے اب تیری کیا رائے ہے۔ قارون نے انہیں کہا میری رائے یہ ہے کہ میں بنی اسرائیل کی بدکارہ عورتوں میں سے ایک عورت کو پیغام بھیجوں۔ پھر ہم اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف بھیجیں۔ وہ عورت آپ پر الزام لگائے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے بدکاری کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے اس بدکارہ کو پیغام بھیجا اور اسے کہا ہم تجھے منہ مانگی قیمت دیں گے۔ شرط یہ ہے کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بدکاری کی تہمت لگا دے۔ عورت نے کہا ٹھیک ہے۔ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا بنی اسرائیل کو جمع کرو اور اللہ تعالیٰ نے تجھے جو حکم دیا ہے اس کے بارے میں انہیں بتاؤ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں جمع کیا۔ لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تیرے رب نے تجھے کس چیز کا حکم دیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، صلہ رحمی کرو اسی طرح دوسری باتیں ذکر کیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے جب بدکار بدکاری کرے جبکہ وہ شادی شدہ ہو تو اسے رجم کر دیا جائے۔ لوگوں نے کہا اگرچہ بدکاری کرنے والے آپ ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ لوگوں نے کہا تو نے بدکاری کی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے؟ لوگوں نے عورت کو بلا بھیجا۔ وہ عورت آئی، انہوں نے پوچھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا گواہی دیتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے فرمایا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو سچ بولے گی۔ اس عورت نے کہا جب تو نے مجھے اللہ کا واسطہ دیا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے مجھے بلایا تھا اور آپ پر الزام لگانے کی صورت میں انعام مقرر کیا تھا، میں گواہی دیتی ہوں کہ تو اس الزام سے بری ہے، تو رسول اللہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام روتے ہوئے سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی تو کیوں روتا ہے؟ ہم نے تجھے زمین پر حکومت دے دی ہے۔ تو زمین کو حکم دے وہ تیری اطاعت کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا اے زمین! انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں ایڑیوں تک پکڑ لیا۔ لوگ کہنے لگے اے موسیٰ! اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں

پکڑ لے تو زمین نے انہیں گردنوں تک پکڑ لیا۔ وہ کہہ رہے تھے اے موسیٰ! اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ انہیں پکڑ لے تو زمین نے انہیں غائب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی میرے بندوں نے تجھ سے سوال کیا، تیری بارگاہ میں آہ وزاری کی۔ تو نے ان کی بات کو قبول نہ کیا۔ میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھے بلاتے تو میں ان کی عرضداشت کو قبول کر لیتا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے بھی یہی مراد ہے: فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ۔ اسے انتہائی نچلی زمین کی طرف دھنسا دیا۔(1)

امام فریابی نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ اس کا نسب یوں ہے: قارون بن مصر بن فاہث یا قاہث جبکہ حضرت موسیٰ بن عرمرم بن فاہث یا قاہث ہیں عرمرم کو عربی زبان میں عمران کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سمندر عبور کیا تھا۔ اس کا نام نور رکھا جاتا کیونکہ وہ بڑی اچھی آواز میں تورات پڑھتا تھا۔ لیکن اللہ کے دشمن نے نفاق کیا جس طرح سامری نے نفاق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی بغاوت کی وجہ سے اسے ہلاک کیا۔ اس نے مال واولاد کی زیادتی کی وجہ سے بغاوت کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَبَغٰى عَلَيْهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان پر بلند ہو گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اپنے کپڑوں کی ایک بالشت لمبائی میں ان پر اضافہ کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانوں میں سے ایک خزانہ پایا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ولید بن زوران رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قارون علم کیمیا جانتا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قارون کے گھر کی زمین چاندی اور اس کی بنیادیں سونے کی تھیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے انجیل میں پایا ہے کہ قارون کے خزانوں کی چابیاں ساٹھ پنج کلیان خچروں کا بوجھ تھا۔ ان میں کوئی چابی ایک انگلی سے بڑی نہ تھی، ہر ایک خزانے کی چابی تھی۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے خیثمہ سے روایت نقل کی ہے: قارون کے خزانوں کی چابیاں چمڑے کی بنی ہوئی تھیں۔ ہر خزانہ کی چابی علیحدہ تھی۔ جب وہ سفر پر روانہ ہوتا تو چابیاں ستر پنج کلیان خچروں پر لادی جاتیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ چابیاں اونٹ کے چمڑے کی بنی ہوتی تھیں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 334 (28843)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مردوں کا ایک جتھہ انہیں نہیں اٹھا سکتا تھا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ کا معنی پوچھا تو ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ بوجھل بنادیتیں، پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امرؤالقیس کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

تَمَشّٰی فَتُثْقِلُهَا عَجِيْزَتُهَا مَشْيَ الضَّعِيْفِ يَنُوْءُ بِالْوَسَقِ

''وہ چلتی ہے جبکہ اس کی سرین اسے بوجھل کرتی ہے، اس کمزور کے چلنے کی طرح جو وسق اٹھانے سے بوجھل ہوتا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عصبہ سے مراد دس سے پندرہ تک اور اولوا القوۃ سے مراد پندرہ ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ عصبہ سے مراد پندرہ سے چالیس افراد۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عصبہ کا معنی چالیس افراد نقل کیا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بات کیا کرتے تھے کہ عصبہ سے مراد دس سے چالیس افراد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے جو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ عصبہ سے مراد ستر افراد ہیں۔ اس کا خزانہ چالیس خچروں پر لادا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ مومن لوگ تھے جنہوں نے کہا تھا جو تجھے عطا کیا گیا ہے اس پر خوش نہ ہو کہ تو اس پر اترائے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے فرحین کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اکڑ کر چلنے والوں، تکبر کرنے والوں اور ناز و ادا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو عطا کیا ہے اس پر شکر بجالاتے۔

امام حاکم، (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) طبرانی، ابونعیم بیہقی نے شعب میں، خرائطی نے اعتدال القلوب میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔ (3)

امام حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے کہ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ بیہقی رحمہم اللہ نے کہا یہ متن منکر ہے وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو جن کی مدد سے تو آخرت کو یاد کرے گا، مردوں کو غسل دیا کرو کیونکہ کھوکھلے جسم کو ہلانا بہت بڑی نصیحت ہے، نماز جنازہ پڑھا کرو، شاید یہ تیرے دل میں حزن پیدا کر دے کیونکہ غمگین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوتا ہے۔ (4)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 496 (2225)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 125

3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 515 (892)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الجنائز، جلد 1، صفحہ 533 (1395)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں فرح سے مراد بغاوت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہونے والے اور تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا صدقہ کر، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر اور صلہ رحمی کر۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فرحین سے مراد اکڑ کر چلنے والے ہیں اور وَ ابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَ لَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں اللہ کے لیے کام کرنا نہ چھوڑ۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں آخرت کے لیے کام کرنا نہ بھول۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ کا عمل دنیا سے اس کا وہ حصہ ہے جس پر آخرت میں اسے ثواب دیا جائے گا۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ زائد کو آگے بھیج دو جو تجھے کفایت کرے اسے روک لو۔ ایک میں یہ الفاظ ہیں ایک سال کا رزق روک لے اور باقی کو صدقہ کر دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ دنیا سے وہ چیز لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے حلال کیا ہے کیونکہ اسی میں تیرے لیے غناء اور کفایت ہے۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دنیا کا سامان نہیں، تیرا نصیب تیری عمر ہے جس میں تو اپنی آخرت کے لیے کام کرے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ بھلائی جو میرے پاس ہے اور وہ علم جو میرے پاس ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی میں اس کا اہل ہوں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمُجْرِمُوْنَ سے مراد مشرک ہیں، ان سے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور جہنم میں داخل ہونے کے لیے ان سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ بغیر حساب کے انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا۔(2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ اللہ تعالیٰ کے فرمان يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ (الرحمٰن: 41) کی طرح ہے۔ ان کے چہرے سیاہ، آنکھیں نیلگوں ہوں گی ملائکہ ان سے سوال نہیں کریں گے، وہ انہیں پہلے ہی پہچان لیں گے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سفید ترک

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 498 (2231)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 498

گھوڑوں پر نکلا جن پر ارجون کی بنی ہوئی زین تھیں اور ان پر عصفری رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے فِیْ زِیْنَتِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ دو سرخ کپڑوں میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون اپنی قوم پر نکلا۔ دو سرخ کپڑے پہنے ہوئے تھا جو عصفری رنگ کے تھے جو قرمزی کی طرح تھا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ پیلے اور سرخ کپڑے پہن کر قوم کی طرف آیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ ستر ہزار افراد میں نکلا جن پر عصفری رنگ کے کپڑے تھے۔ یہ وہ پہلا دن تھا جس میں عصفری رنگ کو دیکھا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ جاہ و حشمت میں نکلا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے: وہ چار ہزار جانوروں پر نکلے جن پر سرخ کپڑے تھے، جن میں سے ایک ہزار سفید خچر یں تھیں۔ جانوروں پر ارجوان لکڑی کی زینیں تھیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قارون سفیدی مائل سیاہ خچر پر نکلا جس پر ارجوانی لکڑی کی زین تھی جن پر تین سو لونڈیاں سوار تھیں جنہوں نے سرخ لباس زیب تن کر رکھے تھے اور وہ سفیدی مائل سیاہ خچروں پر سوار تھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سفید لونڈیوں کے درمیان نکلا۔ سونے کی زینوں، ارجوانی رنگ کے کپڑوں اور سفید خچروں پر تھیں۔ ان پر سرخ کپڑے اور سونے کے زیورات تھے۔

ابن مردویہ اوس بن اوس ثقفی سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: یعنی چار ہزار خچروں کے جلو میں چلا۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدہ بن ابی لبابہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے سیاہ خضاب لگایا وہ قارون تھا۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل توحید میں سے جن لوگوں نے کہا کاش! ہمارے لیے بھی ایسا ہی ہوتا جو قارون کے لیے ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ثواب نہیں پائیں گے۔ ثواب قول سے پہلے ہوا کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ذو حظ کا معنی ذو جد ہے یعنی عظمت والا۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن حرث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، وہی ابن نوفل ہاشمی ہے۔ اس نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ قارون کو مال اور خزانہ دیا گیا یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر کا دروازہ سونے کا بنا یا۔ اپنے پورے گھر کو سونے کی پتریوں سے بنایا۔ بنو اسرائیل کے سردار صبح و شام اس کے پاس آتے۔ وہ انہیں کھانا کھلاتا اور وہ قارون سے باتیں کرتے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دیا کرتا تھا۔ اسے خواہش نفس اور دل کی سختی نے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا جو خوبصورتی میں مشہور تھی۔ اسے ربیہ کے نام سے یاد کیا

جاتا۔ قارون نے اسے کہا کیا تو پسند کرتی ہے کہ میں تجھے مالا مال کر دوں، تجھے عطا کروں اور اپنی عورتوں کے ساتھ ملا دوں اس شرط پر کہ تو میرے پاس اس وقت آئے جبکہ بنی اسرائیل کے سردار میرے پاس موجود ہوں اور تو کہے اے قارون! کیا تو موسیٰ کو مجھ سے منع نہیں کرے گا؟ اس نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں۔ جب قارون کے ساتھی آ گئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس نے عورت کو بلایا۔ وہ عورت لوگوں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل کو بدل دیا اور اسے توبہ کی توفیق دے دی۔ اس نے کہا آج میں اس سے فضیلت والی توبہ نہیں پاتی کہ میں اللہ کے دشمن کو جھٹلاؤں اور رسول اللہ کی برأت کا اظہار کروں۔ اس عورت نے کہا قارون نے میری طرف پیغام بھیجا اور کہا کیا تو پسند کرتی ہے کہ میں تجھے مالا مال کر دوں اور اپنی عورتوں میں شامل کر دوں اس شرط پر کہ تو میرے پاس آئے جبکہ بنی اسرائیل کے سردار میرے پاس ہوں اور تو یہ کہے کیا تو موسیٰ کو مجھ سے نہیں روکے گا۔ آج میں نے اس سے افضل توبہ نہیں پائی کہ میں اللہ کے دشمن کو جھٹلاؤں اور رسول اللہ کی برأت کا اظہار کروں۔ قارون نے اپنا سر جھکا لیا اور اسے پتہ چل گیا کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔

لوگوں میں یہ بات پھیل گئی یہاں تک کہ خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک جا پہنچی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سخت غضب والے تھے۔ جب یہ خبر آپ تک پہنچی تو آپ نے وضو کیا، نماز پڑھی، سجدہ کیا اور روئے اور کہا اے میرے رب! تیرا دشمن مجھے اذیتیں دیتا رہا پھر چند چیزوں کا ذکر کیا، تو نے اسے نہ روکا یہاں تک کہ میری رسوائی کا ارادہ کر لیا۔ اے میرے رب! مجھے اس پر مسلط کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ زمین کو جو چاہے حکم دے وہ تیری اطاعت کرے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قارون کی طرف آئے۔ جب قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو آپ کے چہرے سے غضب کو پہچان لیا۔ کہا اے موسیٰ مجھ پر رحم کھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے زمین! انہیں پکڑ لے۔ اس کے گھر میں لرزہ طاری ہو گیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنے اندر دھنسا لیا یہاں تک کہ ان کے قدم غائب ہو گئے۔ ان کے گھر بھی اسی قدر زمین میں دھنس گئے۔ قارون نے کہا اے موسیٰ! مجھ پر رحم کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے زمین! انہیں پکڑ لے۔ زمین اسے، اس کے گھر اور اس کے ساتھیوں کو نگل گئی۔ جب زمین اسے نگل گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا اے موسیٰ! تو کتنا سخت دل ہے، میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھ سے دعا کرتا تو میں اس پر رحم کرتا۔ ابو عمران جونی نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا تیرے بعد زمین میں (سے کسی کی بات نہ مانوں گا) میں کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔

امام فریابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: آپ نے اسے نچلی زمین کی طرف دھنسا دیا۔

امام ابن ابی حاتم حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے ابو میمون سے وہ سمرہ بن جندب سے روایت نقل کرتے ہیں: قارون اور اس کی قوم کو ہر روز انسان کی قامت کے برابر دھنسایا جاتا ہے، وہ زمین کی پست ترین جگہ تک قیامت تک نہیں پہنچے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات گئی ہے وہ اسے ہر روز قد برابر زمین میں دھنسا تا رہے گا، وہ لگاتار زمین میں دھنستا رہے گا، وہ اس کی گہرائی تک قیامت تک نہیں پہنچے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ ایک ساعت تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت کرے۔

عبد بن حمید نے مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ قارون کو ہر روز اس کے قد کے برابر زمین میں دھنسایا جا تا رہے گا۔

امام عبد بن حمید نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قارون کو زمین میں دھنسایا گیا تو وہ زمین میں جا رہا تھا جبکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام قریب ہی تھے۔ اس نے کہا اے موسیٰ! اپنے رب سے دعا کیجئے مجھ پر رحم کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ وہ زمین میں چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ قارون نے تجھ سے مدد طلب کی، تو نے اس کی مدد نہ کی، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر وہ یا رب! کہتا تو میں اس پر رحم کرتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت عون بن عبد اللہ بن قاری جو عمر بن عبد العزیز کے فلسطین کے دیوان پر عامل تھے، انہیں خبر پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ قارون کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کی اطاعت کرے۔ تو زمین نے اسے گھٹنوں تک اپنے اندر دھنسا لیا۔ پھر کہا میری اطاعت کر۔ تو اس نے اسے پیٹ تک چھپا لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے موسیٰ! تیرا دل کتنا سخت ہے، میری عزت وجلال کی قسم! اگر وہ مجھ سے مدد طلب کرتا تو میں ضرور اس کی مدد کرتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: میں نے تو تیری وجہ سے ناراضگی کی بنا پر ایسا کیا ہے اے میرے رب!۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِنْ فِئَةٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کے پاس کوئی ایسی پناہ گاہ نہیں تھی جس کے ذریعے وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ سکتا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت پیدا فرماتا ہے، کیا وہ نہیں جانتا کہ کافر فلاح نہیں پا سکتا۔(2)

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٨٤﴾

"یہ آخرت کا گھر ہم مخصوص کر دیں گے اس (کی نعمتوں) کو ان لوگوں کے لیے جو خواہش نہیں رکھتے زمین میں بڑا بننے کی اور نہ فساد برپا کرنے کی اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے۔ جو کرتا ہے نیکی تو اس کے لیے بہتر صلہ ہے اس نیکی سے اور جو ارتکاب کرتا ہے برائی کا تو نہ بدلہ دیا جائے گا انہیں جنہوں نے بدکاریاں کیں مگر اتنا جتنا انہوں نے کیا۔"

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 245، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 499 (2236)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام محاملی اور دیلمی رحمہما اللہ مسند فردوس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ سے مراد زمین میں تجبر، اور فَسَادًا سے مراد ناحق چیز لینا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مسلم بطین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد زمین میں ناحق ظلم کرنا اور فَسَادًا سے مراد ناحق کوئی چیز لینا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد سرکشی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عُلُوًّا سے مراد اپنے آپ کو عظیم جاننا اور ظلم کرنا ہے اور فَسَادًا سے مراد نافرمانیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم دار آخرت کو ان لوگوں کے لیے بنا دیں گے جو زمین میں تکبر نہیں کرتے اور بادشاہوں کے شرف و منزلت نہیں چاہتے اور نہ ہی وہ اللہ کی نافرمانی کے کام کرتے ہیں اور نہ ہی ناحق مال لیتے ہیں اور عاقبہ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بادشاہوں کے ہاں شرف و عزت نہیں چاہتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو معاویہ اسود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عزت داروں کی عزت میں نہیں جھگڑتے اور اس کی ذات سے نہیں گھبراتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے جوتے کا تسمہ بنے وہ افضل ہے اس آدمی سے جو غیر کے جوتے کا تسمہ بنے۔ تو وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہو جاتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ بازار میں تنہا چلا کرتے جبکہ آپ والی تھے۔ راستہ بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کرتے، کمزور کی مدد کرتے، سبزی فروشوں اور سامان بیچنے والوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں قرآن پڑھاتے اور یہ آیت پڑھتے تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا وہ کہتے یہ آیت عدل اور تواضع کرنے والوں، لوگوں پر حاکموں اور اہل قدرت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت عدی بن حاتم رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے اس کی طرف تکیہ کیا اور خود زمین پر بیٹھ گئے اور فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو زمین میں علو اور فساد کو طلب نہیں کرتا۔

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّيْۤ اَعْلَمُ

مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى وَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْۤا اَنْ يُّلْقٰۤى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَ لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۸۷﴾

"(اے محبوب!) یقیناً وہ (قادر مطلق) جس نے آپ پر قرآن کی تبلیغ فرض کی ہے آپ کو واپس لے جائے گا جہاں آپ چاہتے ہیں۔ آپ فرمایئے میرا رب خوب جانتا ہے اسے جو آیا ہدایت یافتہ ہو کر اور اسے بھی جو کھلی گمراہی میں ہے۔ اور آپ کو تو یہ امید نہ تھی کہ نازل کی جائے گی آپ کی طرف کتاب مگر یہ محض رحمت ہے آپ کے رب کی (جس نے آپ کو صاحب قرآن بنا دیا) تو آپ ہرگز کافروں کے مددگار نہ بنیں۔ اور (خیال رہے) وہ ہرگز نہ روکیں آپ کو اللہ تعالیٰ کی آیات سے اس کے بعد کہ وہ اتاری گئیں آپ کی طرف اور بلایئے (لوگوں کو) اپنے رب کی طرف اور ہرگز نہ ہو جانا شرک کرنے والوں سے۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے نکلے اور جحفہ تک پہنچے تو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ کو نازل فرمایا۔ مَعَادٍ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن مردویہ نے علی بن حسن بن واقد سے روایت نقل کی ہے کہ تمام قرآن مکی ہے یا مدنی ہے سوائے اس آیت کے کیونکہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جحفہ کے مقام پر نازل ہوئی۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے ارادہ سے مدینہ طیبہ کی طرف نکلے نہ یہ مکی ہے نہ ہی مدنی ہے۔ وہ آیت جو ہجرت سے پہلے نازل ہوئی وہ مکی ہے خواہ مکہ مکرمہ یا کسی اور شہر میں نازل ہوئی ہو۔ ہر وہ آیت جو ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی وہ مدنی ہے۔ وہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی یا کسی اور شہر میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد مکہ مکرمہ ہے (1) ابن مردویہ رحمہ اللہ نے یہ زائد کہا ہے كَمَا اَخْرَجَكَ مِنْهَا جیسے تجھے یہاں سے نکالا۔

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَعَادٍ سے مراد آپ کی جائے پیدائش یعنی مکہ مکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے مَعَادٍ کا معنی موت نقل کیا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد موت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابو یعلیٰ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 703، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 202 (11258)، دار الفکر بیروت

ہے کہ مَعَادٍ سے مراد آخرت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قیامت کے روز تجھے زندہ کرے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ کا مفہوم یہ ہے اس کی ایک میعاد ہے، اللہ تعالیٰ اس روز اسے اٹھائے گا پھر اسے جنت میں داخل کرے گا۔

حاکم نے تاریخ میں اور دیلمی نے حضرت علی سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری نے تاریخ میں، ابو یعلیٰ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کی مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔ ایک روایت میں الفاظ یہ ہیں: اس کی مَعَادٍ سے مراد آخرت ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت میں سے تیری معدن ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تجھے جنت کی طرف لوٹانے والا ہے۔ پھر تجھ سے قرآن کے بارے میں پوچھے گا۔(1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد جنت ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان آیات میں سے تھی جن کو حضرت ابن عباس (کسی مصلحت کی بنا پر) چھپایا کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت نعیم قاری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مَعَادٍ سے مراد بیت المقدس ہے۔

وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۸﴾

"اور نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو۔ نہیں ہے کوئی معبود بجز اس کے۔ ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کی ذات کے۔ اسی کی حکمرانی ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ (الرحمٰن) فرشتوں نے کہا اہل زمین تو ہلاک ہوگئے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (آل

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 202 (11257)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 500 (2237)، بیروت

عمران:185) تو فرشتوں نے کہا ہر نفس ہلاک ہو گیا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ تو فرشتوں نے کہا آسمان وزمین والے ہلاک ہو گئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ (آل عمران:185) عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کا کیا ہو گا تو یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اس آیت میں اس چیز کو واضح کیا گیا کہ ملائکہ، جن وانس، باقی عالم، پرندے، وحشی جانور، درندے اور چوپائے سب مخلوق ہلاک ہو گی اور یہ کہ ذی روح شے ہلاک ہونے والی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل سیر رحمہ اللہ یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق یہ ہے آسمان کے رہنے والوں میں سے حیوان خاص طور پر، فرشتے، زمین میں جو کچھ ہے اور تمام حیوانات ہلاک ہونے والے ہیں، اس کے بعد آسمان وزمین تباہ و برباد ہوں گے۔ جنت، دوزخ اور ان میں رہنے والے ہلاک نہ ہوں گے۔ اسی طرح عرش اور کرسی ہلاک نہ ہو گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر جس کے ساتھ اپنی ذات کا ارادہ کرے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر جس کے ساتھ اس کی ذات کا ارادہ کیا جائے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر وہ اعمال صالح جن کے ساتھ اس کی ذات کا ارادہ کیا جائے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''کتاب التفکر'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ دل کو سمجھانا چاہتے تو کھنڈرات کے پاس آتے ان کے دروازے پر کھڑے ہوتے، غمگین آواز کے ساتھ آواز دیتے، ہلاک کرنے والے کہاں ہیں۔ پھر خود سے ہم کلامی کرتے اور کہتے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کا وصال ہوا تو فرشتے یہ کہتے ہوئے چکر لگانے لگے: موسیٰ علیہ السلام وصال کر گئے تو پھر کون سا ایسا نفس ہو گا جسے موت نہ آئے گی۔(1)

الحمد للہ علی انعامہ

سورت کا اختتام بروز پیر مورخہ 29 جون 2003 کو ہوا۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 94، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتھا ۶۹ ﴿ سُوْرَةُ الْعَنْكَبُوْتِ مَكِّيَّةٌ ۲۹ ﴾ رکوعاتھا ۷

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ عنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ عنکبوت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام دارقطنی نے سنن میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کسوف اور نماز خسوف میں چار رکوعوں اور چار سجدوں والی نماز پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ عنکبوت یا سورۃ الروم اور دوسری میں سورۂ یٰسں پڑھتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳﴾

''الف، لام، میم، کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ انہیں صرف اتنی بات پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ کہیں ہم ایمان لے آئے اور انہیں آزمایا نہیں جائے گا۔ اور بیشک ہم نے آزمایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے گزرے پس اللہ تعالیٰ ضرور دیکھے گا جو (دعوائے ایمان میں) سچے تھے اور ضرور دیکھے گا (ایمان کے) جھوٹے (دعویداروں) کو''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ مدینہ طیبہ میں رہنے والے رسول اللہ کے صحابہ نے انہیں خط لکھا، ان کا اقرار اور اسلام قبول نہ کیا جائے گا یہاں تک کہ تم ہجرت نہ کرو۔ وہ مدینہ طیبہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے نکلے۔ مشرکین نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں واپس لے گئے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ صحابہ نے ان کے بارے میں یہ خط لکھا کہ تمہارے بارے میں یہ یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مکہ مکرمہ میں رہنے والے صحابہ نے کہا ہم مکہ مکرمہ سے نکلیں گے۔ اگر کسی نے ہمارا پیچھا کیا تو ہم اس سے جنگ کریں گے۔ وہ صحابہ نکلے۔ مشرکوں نے ان کا پیچھا کیا۔ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی۔ ان میں سے کچھ شہید ہو گئے اور کچھ نجات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ (النحل)(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات مکہ مکرمہ کے جن لوگوں کے بارے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت، عن عکرمہ وحسن ابی حسن

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں نازل ہوئیں جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے تھے۔ مشرک ان کے سامنے آ گئے تو وہ لوٹ گئے۔ ان کے بھائیوں نے ان کی طرف وہ آیات لکھ کر بھیجیں جو ان کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔ وہ پھر نکلے ان میں سے کچھ شہید ہو گئے اور کچھ بچ نکلے۔ تو قرآن حکیم نازل ہوا وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:69)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جنہیں مشرکوں نے مکہ مکرمہ کی طرف واپس بھیج دیا تھا۔ یہ دس آیات مدنی ہیں باقی آیات مکی ہیں۔(1)

امام ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی جنہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے عذاب دیا جاتا تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمیر رحمہ اللہ اور دوسرے لوگوں سے سنا کہ ابوجہل لعنۃ اللہ علیہ حضرت عمار بن یاسر اور ان کی ماں کو عذاب دیا کرتا تھا۔ وہ موسم گرما کے دنوں میں عمار بن یاسر کو لوہے کی بنی قمیص پہناتا اور اس کی ماں کی پیٹ میں نیزہ مارا۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے اموال اور جانوں میں آزمایا نہیں جائے گا جبکہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَا يُفْتَنُوْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ کیا انہیں نہیں آزمایا جائے گا۔ جبکہ ہم نے ان سے پہلے لوگوں کو آزمایا۔ اللہ تعالیٰ ضرور جھوٹے سے سچ، نافرمان سے اطاعت کرنے والے کو جانے گا جبکہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ مومن مومصیبت سے پرکھا جاتا ہے جیسے سونے کو آگ سے پرکھا جاتا ہے۔ یہ بات کہی جاتی تھی فتنہ کی مثال کھوٹے درہم جیسی ہے جسے اندھا لے لیتا ہے اور بینا اسے دیکھ لیتا ہے یعنی اسے رد کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے فَلَيُعْلِمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيعلمن الكاذبين کہ لوگوں کو آگاہ کرے گا۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اس کی امت کی طرف مبعوث کرتا وہ دنیا میں اپنی مدت تک ان کے پاس رہتا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی روح کو قبض کر لیتا۔ اس کے بعد اس کی امت کہتی یا ان میں سے جس سے اللہ تعالیٰ چاہتا، ہم نبی کے راستہ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں آزمائش نازل فرماتا تو جو آدمی اپنے دعویٰ پر قائم رہتا وہ سچا ہوتا اور جو اس کی مخالفت کرتا وہ جھوٹا ہوتا۔

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اسلام کو ظاہر کیا وہ سات افراد تھے۔ رسول اللہ، حضرت ابوبکر، حضرت سمیہ، عمار کی ماں، حضرت عمار، حضرت صہیب، حضرت بلال اور حضرت مقداد۔ جہاں تک رسول اللہ ﷺ کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے چچا کے واسطہ سے آپ کی حفاظت کی، جہاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 150 3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 149،51

تک حضرت ابوبکر صدیق کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائی۔ باقی افراد کو مشرکوں نے پکڑ لیا، انہیں لوہے کی زریں پہنا دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ان کے نفس ان پر حقیر ہو گئے اور یہ لوگ اپنی قوم پر بھی حقیر تھے۔ وہ اسے پکڑتے، بچوں کو دیتے، وہ اسے مکہ کی گلیوں میں گھوماتے پھراتے رہتے جبکہ وہ کہتا احد، احد۔(1) واللہ تعالیٰ اعلم۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝۴

''کیا خیال کر رکھا ہے انہوں نے جو کر رہے ہیں برے کرتوت کہ وہ ہم سے آگے نکل جائیں گے۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ السَّیِّاٰتِ سے مراد شرک ہے۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد حمید، ابن جریر اور ابن ابی منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَنْ يَّسْبِقُوْنَا کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ ہمیں عاجز کر دے۔(3)

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۵ وَ مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۷

''جو شخص امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سے ملنے کی تو (وہ سن لے) کہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا وقت ضرور آنے والا ہے اور وہی ہر بات سننے والا، ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ اور جو شخص کوشش کرتا ہے (حق کو سربلند کرنے کی) تو وہ اپنے فائدہ کے لیے ہی کوشاں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے تمام کائنات سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو ہم دور کر دیں گے ان سے ان کی برائیوں (کی نحوست) کو اور ہم انہیں بہت عمدہ بدلہ دیں گے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے جو دوبارہ اٹھائے جانے سے ڈرتا ہے۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸ وَ

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، مقدمہ، جلد 1، صفحہ 101 (150)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝۹

''اور ہم نے حکم دیا انسان کو کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اگر وہ یہ کوشش کریں تیرے ساتھ کہ تو شریک بنائے کسی کو میرا جس کے متعلق تجھے کوئی علم نہیں تو (اس بات میں) ان کی اطاعت نہ کر۔ میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے۔ پھر میں آگاہ کروں گا تمہیں ان اعمال سے جو تم کیا کرتے تھے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کیے تو ہم ضرور شامل کر لیں گے انہیں نیکوں (کے زمرہ) میں۔''

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری ماں نے کہا میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی یہاں تک کہ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے گا۔ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ لوگ ڈنڈے سے اس کا منہ بھرنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت سعد کے حق میں نازل ہوئی۔ جب آپ نے ہجرت کی تو اس کی والدہ نے کہا اللہ کی قسم! مجھے کوئی چیز سایہ نہیں کرے گی یہاں تک کہ وہ لوٹ آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی کہ ان دونوں (والدین) کے ساتھ حسن سلوک کرے اور شرک کے معاملہ میں ان کی اطاعت نہ کرے۔(1)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱

''اور بعض لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لے آئے اللہ تعالیٰ پر۔ پھر جب ستایا جائے اسے راہ خدا میں تو بنا لیتا ہے لوگوں کی آزمائش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے برابر اور اگر آجائے نصرت آپ کے رب کی طرف سے تو وہ کہنے لگتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے۔ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہر اس چیز کو جو لوگوں کے سینوں میں (پنہاں) ہے اور ضرور دیکھ لے گا اللہ تعالیٰ انہیں جو ایمان لائے اور ضرور دیکھ لے گا منافقوں کو۔''

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جو اپنی زبانوں سے تو یہ کہتے کہ وہ ایمان لائے ہیں۔ جب لوگوں کی طرف سے انہیں کوئی مصیبت پہنچتی یا اپنی جانوں اور مالوں میں کوئی تکلیف آتی تو وہ فتنہ میں مبتلا ہو جاتے۔ یہ امر دنیا میں ان کے لیے ایسے بنا دیا گیا جیسے آخرت میں اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 154

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ مومن تھے جو ایمان لانے کے بعد ہجرت کرنے لگے۔ ابوسفیان نے انہیں آلیا اور بعض کو مکہ مکرمہ لے گیا اور انہیں اذیتیں دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی کو مصیبت پہنچے تو لوگوں کی طرف سے دی جانے والی تکالیف اللہ کے عذاب جیسی ہو جاتی ہیں۔ جب اسے اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اذیت دی جاتی ہے تو وہ اللہ کے دین سے رک جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اسے اذیت دی جاتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دین سے رک جاتا ہے۔(1)

امام احمد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام ترمذی، جبکہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابو یعلیٰ، ابن حبان، ابو نعیم، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ کی خاطر اذیتیں دی گئیں جیسی اذیت کسی کو نہ دی گئی، مجھے اللہ کی خاطر ڈرایا گیا جیسا کسی کو بھی نہ ڈرایا گیا، مجھ پر تیسرا دن بھی ایسا آیا کہ میرے لیے اور بلال کے لیے ایسا کھانا نہیں تھا جسے کوئی جگر والا انسان کھاتا ہے مگر وہ جو بلال کی بغل چھپائے ہوئے ہوتی تھی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں کچھ منافق تھے وہ ایمان لاتے۔ جب انہیں مشرکوں کی طرف سے اذیت دی جاتی تو اذیت دینے والوں کے ڈر کی وجہ سے وہ کفر و شرک کی طرف لوٹ جاتے۔ ان کے لیے لوگوں کی طرف سے دی جانے والی اذیت اللہ تعالیٰ کے عذاب کے طرح بنادی گئی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئیں جنہیں مشرک مکہ مکرمہ کی طرف لے گئے تھے۔ یہ دس آیات مدنی ہیں۔(4)

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳

''اور کہا کافروں نے ایمان والوں سے تم چلو ہماری راہ پر اور ہم اٹھالیں گے تمہارے گناہوں (کے بوجھ) کو اور وہ نہیں اٹھا سکتے ان کے گناہوں سے کچھ بھی۔ وہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور دوسرے کئی بوجھ اپنے (گناہوں کے) بوجھوں کے ساتھ اور ان سے باز پرس ہوگی قیامت کے دن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 154، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 556 (2472) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 154 4۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 155

ان (جھوٹوں) کے متعلق جو وہ گھڑا کرتے تھے۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں رہنے والے کفر اختیار کیے ہوئے تھے وہ مومنوں کو کہتے نہ ہمیں اٹھایا جائے گا اور نہ ہی تمہیں۔ ہماری پیروی کرو اگر تم پر کوئی مصیبت آگئی تو وہ ہم پر ہوگی۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سے مراد کفار کے سردار ہیں۔ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وہ لوگ جوان کے پیروکاروں میں سے ایمان لے آتے تھے: ہماری پیروی کرو اور حضرت محمد ﷺ کا دین ترک کردو۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِحٰمِلِیْنَ سے مراد عمل کرنے والے اور اَثْقَالًا سے مراد بوجھ ہے۔ ان پر بوجھ ہوں گے ساتھ ان بوجھوں کے جو انہوں نے دوسرے لوگوں کو گمراہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل اور قریش کے سردار، لوگوں سے ملتے جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لیے حاضر ہوتے۔ یہ سردار ان لوگوں سے کہتے وہ شراب کو حرام کرتا ہے، زنا کو حرام کرتا ہے اور ان تمام چیزوں کو حرام کرتا ہے جو عرب کرتے ہیں، تم واپس لوٹ جاؤ اگر تم پر کوئی بوجھ آن پڑا تو ہم اٹھالیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ آیت اسی آیت کی طرح ہی ہے لِیَحْمِلُوْۤا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ۙ وَ مِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَهُمْ (النحل:25)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر اپنے گناہوں اور اپنے اطاعت کرنے والے گناہوں کا بوجھ ہوگا اور جنہوں نے اطاعت کی ان کے عذاب میں سے کوئی تخفیف نہ ہوگی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذ نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کہا جس آدمی نے ہدایت کی طرف بلایا، اس کا پیچھا کیا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے لیے ان لوگوں کے اجر کی مثل اجر ہے جنہوں نے اس کی اتباع کی ہوگی، ان کے اجروں میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ جس دعوت دینے والے نے گمراہی کی طرف دعوت دی، اس پر قائم رہا اور اس پر عمل بھی کیا تو اس کے لیے ان لوگوں کے بوجھوں کی مثل بوجھ ہوگا جنہوں نے اس کی اتباع کی ہوگی، ان کے بوجھوں میں یہ کچھ کمی نہ کرے گا۔ عون نے کہا حضرت حسن یہ پڑھا کرتے تھے وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا میری عزت کی قسم! آج ظلم مجھے کسی چیز کے ساتھ بدلہ نہیں دے گا۔ پھر ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ وہ آئے گا، وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا ہو جائے گا، پھر منادی کرنے والے کو حکم دے گا جس آدمی کا فلاں بن فلاں پر ظلم کا کوئی الزام ہو تو وہ آجائے۔ لوگ اٹھیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 156

حضور جمع ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے سے حق لے لو۔ وہ عرض کریں گے ہم اس سے اپنا حق کیسے لیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کی نیکیاں لے لو۔ لوگ اس کی نیکیاں لیتے رہیں گے یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی نہ رہے گی جبکہ ایسے لوگ باقی ہوں گے جن پر ظلم کیا گیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرے بندے سے اپنا حق لے لو۔ وہ لوگ کہیں گے اس کی تو کوئی نیکی باقی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان لوگوں کی برائیاں لو اور اس پر ڈال دو۔ پھر حضور ﷺ نے اس آیت سے استدلال کیا وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سوال کیا تو لوگوں نے کچھ نہ دیا پھر ایک آدمی نے اسے عطا کیا تو دوسرے لوگوں نے بھی عطا کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کسی بھلائی کی سنت قائم کرے لوگ اس کو اپنائیں تو اس کے لیے اپنے عمل کا اجر اور جنہوں نے اس کی پیروی کی ان کے اجور بھی اسے ملیں گے مگر ان لوگوں کے اجروں میں بھی کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ جس نے برے کام کا آغاز کیا، لوگوں نے اسے اپنالیا، اس پر اپنے عمل کا بوجھ ہوگا اور ان لوگوں کے اعمال کا بھی بوجھ ہوگا جنہوں نے اس کی اتباع کی ہوگی جبکہ ان کے بوجھوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو، چلو مفردون سبقت لے گئے۔ عرض کی! یا رسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں؟ فرمایا جو اللہ کے ذکر میں ہی منہمک رہتے ہیں، ذکر ان سے ان کے بوجھوں کو کم کر دیتا ہے۔ وہ قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ وَ جَعَلْنٰهَاۤ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۵﴾

"اور بیشک ہم نے بھیجا نوح (علیہ السلام) کو ان کی قوم کی طرف تو وہ ٹھہرے رہے ان میں پچاس کم ہزار سال۔ آخر کار آلیا انہیں طوفان نے اس حال میں کہ وہ ظالم تھے۔ پس ہم نے نجات دے دی نوح کو اور کشتی والوں کو اور ہم نے بنادیا اس کشتی کو ایک نشانی سارے جہان والوں کے لیے۔"

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی جبکہ آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ لوگوں کے درمیان ساڑھے نوسو سال تک رہے۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ طوفان کے بعد ساٹھ سال تک زندہ رہے یہاں تک کہ لوگ عام ہو گئے۔ (1)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ الانبیاء، جلد 2، صفحہ 595 (4005)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد کی کل عمر ایک ہزار سات سو سال تھی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے حضرت ابن عمر نے پوچھا حضرت نوح علیہ السلام کتنا عرصہ اپنی قوم میں رہے؟ میں نے کہا ساڑھے نو سو سال۔ کہا تم سے جو لوگ پہلے ہوئے ہیں ان کی عمریں لمبی تھیں۔ پھر لگا تار آج تک لوگوں کے اخلاق، عمروں، عقلوں اور جسموں میں کمی ہوتی رہی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عون بن شداد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جبکہ آپ کی عمر تین سو پچاس سال تھی۔ آپ اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک رہے۔ پھر اس کے بعد ساڑھے تین سو سال تک رہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''کتاب ذم الدنیا'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے انبیاء میں سے لمبی عمر پانے والے! تو نے دنیا اور اس کی لذت کو کیسے پایا؟ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اس آدمی کی طرح جو ایک کمرے میں داخل ہوا جس کے دو دروازے تھے۔ وہ تھوڑی دیر دروازے کے درمیان ٹھہرا پھر دوسرے دروازے سے نکل گیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الطُّوفَانُ سے مراد وہ پانی ہے جو ان پر بھیجا گیا تھا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الطُّوفَانُ سے مراد غرق ہونا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَصْحٰبَ السَّفِیْنَةِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام، آپ کے بیٹے اور آپ کے بیٹوں کی بیویاں ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے کشتی کو بطور نشانی باقی رکھا۔ وہ جودی پہاڑ پر ہے۔(5) واللہ اعلم۔

وَ اِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 13، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 159

وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۫ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۳﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ۫ وَّمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾

”اور ابراہیم کو یاد کرو جب آپ نے فرمایا اپنی قوم کو کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرتے رہا کرو۔ یہی بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ تم تو پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی اور تم گھڑا کرتے ہو نرا جھوٹ۔ بیشک جن کو تم پوجتے ہو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر وہ مالک نہیں تمہارے رزق کے۔ پس طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے رزق کو اور اس کی عبادت کیا کرو اور اس کا شکر ادا کیا کرو۔ اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تم جھٹلاتے ہو تو (یہ کوئی نئی بات نہیں)۔ جھٹلایا (اپنے نبیوں کو) ان امتوں نے بھی جو تم سے پہلے

تھیں۔ اور رسول پر فرض نہیں بجز اس کے کہ وہ (اللہ کا حکم) صاف طور پر پہنچادے۔ کیا انہوں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کس طرح آغاز فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کا۔ پھر وہ (کس طرح) اس کا اعادہ کرتا ہے۔ بلاشبہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے۔ فرمایئے سیر وسیاحت کرو زمین میں اور غور سے دیکھو کس طرح اس نے خلق کی ابتدا فرمائی پھر اللہ تعالیٰ (اسی طرح) پیدا فرمائے گا دوسری بار۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور رحم فرماتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اسی کی طرف تم پھیرے جاؤ گے۔ اور نہیں ہو تم بے بس کرنے والے (اللہ تعالیٰ کو) زمین میں (بھاگ کر) اور نہ آسمان میں (پناہ لے کر) اور نہیں ہے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ اور جن لوگوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیات کا اور اس کی ملاقات کا وہ لوگ مایوس ہو گئے ہیں میری رحمت سے اور وہی لوگ ہیں جن کے لیے عذاب الیم ہے۔ آپ کی قوم سے کوئی جواب نہ بن آیا بجز اس کے کہ انہوں نے کہا اسے قتل کر ڈالو یا اسے جلا دو۔ سو بچالیا اسے اللہ تعالیٰ نے آگ سے بیشک اس واقعہ میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا کہ تم نے بنالیا ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو باہمی محبت (وپیار) کا ذریعہ اس دنیوی زندگی میں پھر قیامت کے دن تم انکار کرو گے ایک دوسرے کا اور پھٹکار بھیجو گے ایک دوسرے پر اور تمہارا ٹھکانا آتش (جہنم) ہوگا اور نہیں ہوگا تمہارا کوئی مددگار۔ تو ایمان لائے ان پر لوط اور ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا میں ہجرت کرنے والا ہوں اپنے رب کی طرف۔ بیشک وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ اور ہم نے عطا فرمایا آپ کو اسحٰق (جیسا فرزند) اور یعقوب (جیسا پوتا) اور ہم نے رکھ دی ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب اور ہم نے دیا ان کو ان (کی جانثاری) کا اجر اس دنیا میں اور بلاشبہ وہ آخرت میں صالحین (کے زمرہ) میں ہوں گے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوْثَانًا کا معنی بت ہیں۔ اور تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا کا معنی ہے کہ تم بت بناتے ہو۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ تَخْلُقُوْنَ کا معنی کہ تم تراشتے ہو۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا کا مطلب ہے کہ تم جھوٹ گھڑتے ہو۔(3)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ کا معنی ہے پھر اسے دوبارہ اٹھائے گا۔ دیکھو اس نے آسمان اور زمین کیسے بنائے اور النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ سے مراد ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 60-159
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 5، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 160
4۔ ایضاً

موت کے بعد دوبارہ اٹھانا ہے۔ قَوْمِهٖٓ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم ہے۔ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ اس کا ترجمہ کعب نے یہ کیا ہے: آگ انہیں نہیں جلائے گی مگر قسم پوری کرنے کے لیے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا انہوں نے کہا یہ بت اس لیے بنائے تھے تاکہ دنیا کی زندگی میں اس کا بدلہ حاصل کریں ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا دنیا کی ہر دوستی آخرت میں دشمنی ہو جائے گی مگر متقین کی دوستی قائم رہے گی فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ یعنی حضرت لوط علیہ السلام نے اس کی تصدیق کی وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ کوث سے ہجرت کرنے والا ہوں یعنی سواد کوفہ سے شام کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا اجر سے مراد عافیت، عمل صالح اور اچھی ثناء۔ تو ملتوں میں سے کوئی ملت بھی نہیں دیکھے گا مگر حضرت ابراہیم کو اپنا آقا بنانے پر راضی ہوگی۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا دونوں کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ منصوب اور تنوین کے ساتھ۔ بَيْنِكُمْ یہ بھی منصوب ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جبلہ بن سحیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ لکڑی کے سہارے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا میں تمہیں حکم نہیں دیتا کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بت بنالو۔ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے تو کھڑے ہو کر پڑھ ورنہ بیٹھ کر پڑھ ورنہ لیٹ کر پڑھ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ سے مراد مدت کے بعد زندگی ہے اس سے مراد دوبارہ اٹھانا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت نقل کی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصدیق کی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جو کہنے والے ہیں اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حران کی طرف ہجرت کی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: شام کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہل زمین میں سے بہترین لوگ یکے بعد دیگرے ہجرت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت گاہ کی طرف ہجرت ہوگی۔

امام ابو یعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے اپنے گھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 162,64,65,66,67، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 162
3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 166
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

والوں کے ساتھ جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کی صبح بخیر کرے، حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر والوں کے ساتھ ہجرت کی۔

امام ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے بعد سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔

امام ابن عساکر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے الکنی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عثمان اور حضرت رقیہ کے درمیان اور حضرت لوط علیہ السلام (اور ان کی اہلیہ کے درمیان رشتہ ہے) اس اعتبار سے کوئی بھی اور مہاجر نہیں ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمان ہیں جس طرح حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہجرت کی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ وَ اٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا اللہ تعالیٰ نے تمام ادیان والوں کو آپ کے دین سے راضی کیا۔ کوئی بھی اہل دین میں سے نہیں ہے مگر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں اور آپ سے خوش ہوتے ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَجْرَهٗ سے مراد تعریف ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَجْرَهٗ سے مراد اچھی اولاد اور تعریف ہے۔(3)

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ١٘ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ۝۲۸ اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ١ۙ۬ وَ تَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ١ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۝۲۹ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ۝۳۰ وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى١ۙ قَالُوْۤا اِنَّا مُهْلِكُوْۤا اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ١ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ۝۳۱ قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا١ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا١ٞ٘ لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ١٘ۗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ۝۳۲ وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 154 (4881)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 167 3۔ ایضاً

سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالُوْا لَا تَخَفْ وَ لَا تَحْزَنْ اِنَّا مُنَجُّوْكَ وَ اَهْلَكَ اِلَّا امْرَاَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰۤى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ لَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَاۤ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۳۵﴾

''اور (ہم نے) لوط کو رسول بنا کر بھیجا جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو کہ نہیں پہل کی تم سے اس (بے حیائی) کی طرف کسی قوم نے دنیا بھر میں کیا تم بدفعلی کرتے ہو مردوں کے ساتھ اور ڈاکے ڈالتے ہو عام راستوں پر اور اپنی کھلی مجلسوں میں گناہ کرتے ہو؟ تو نہیں تھا کوئی جواب آپ کی قوم کے پاس بجز اس کے کہ انہوں نے کہا اے لوط! لے آؤ ہم پر اللہ کا عذاب اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو۔ آپ نے عرض کی میرے مالک! مدد فرما میری ان فسادی لوگوں کے مقابلہ میں۔ اور جب آئے ہمارے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر، انہوں نے بتایا کہ ہم ہلاک کرنے والے ہیں اس گاؤں کے باشندوں کو بیشک یہاں کے رہنے والے بڑے ظالم تھے۔ آپ نے کہا اس میں تو لوط بھی رہتا ہے۔ فرشتوں نے عرض کی ہم خوب جانتے ہیں جو وہاں رہتے ہیں ہم ضرور بچالیں گے، اسے اور اس کے گھر والوں کو سوائے اس کی عورت کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں سے ہے۔ اور جب آئے ہمارے فرشتے لوط (علیہ السلام) کے پاس تو بڑے غمزدہ ہوئے ان کی آمد سے اور دل تنگ ہوئے اور (انہیں پریشان دیکھ کر) فرشتوں نے کہا نہ خوفزدہ ہو اور نہ رنجیدہ خاطر، ہم نجات دینے والے ہیں تجھے اور تیرے کنبہ کو سوائے تمہاری بیوی کے، وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہے۔ بیشک ہم اتارنے والے ہیں اس بستی کے باشندوں پر عذاب آسمان سے اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے۔ اور بیشک ہم نے باقی رہنے دیئے اس بستی کے کچھ واضح آثار ان لوگوں (کی عبرت) کے لیے جو عقلمند ہیں۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السَّبِيْلَ سے مراد وہ راستہ ہے جس پر مسافر گزرے۔ مسافر ابن سبیل ہوتا ہے جس پر وہ ڈاکہ ڈالتے اور اس کے ساتھ وہ یہ خبیث عمل کرتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے نَادِيْكُمُ کا معنی مجلس کیا ہے یعنی تم اپنی مجلس میں۔(1)

فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا، ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الصمت میں'' ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، شاشی نے مسند میں، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ تَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا وہ راستوں میں بیٹھتے، مسافروں کو کنکریاں مارتے اور ان سے مذاق کرتے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے کنکریاں مارنے سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَ تَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْكُمُ الْمُنْكَرَ سے مراد ٹھیکری مارنا ہے۔ ایک آدمی نے کہا مجھے اس قسم کی بات سے کیا غرض۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اس کے منہ پر ماری۔ فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں مبہم گفتگو کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُنْكَرَ سے مراد ٹھیکری ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگوں کو ٹھیکریاں مارا کرتے تھے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور خرائطی رحمہم اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: وہ مجلس میں ایک دوسرے سے مجامعت کیا کرتے تھے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ اپنی مجالس میں بدکاری کیا کرتے تھے۔(4)

امام بخاری نے ''تاریخ'' میں ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُنْكَرَ سے مراد گوز کرنا (ہوا خارج کرنا) ہے۔(5)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قاسم بن محمد سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا وہ کونسا منکر کیا کرتے؟ فرمایا وہ اپنی مجالسوں میں گوز کیا کرتے تھے۔ وہ ایک دوسرے پر ہوا خارج کرتے نادی سے مراد مجلس ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُنْكَرَ سے مراد سیٹی ہے، وہ کبوتروں سے اور غلیلوں سے کھیلتے اور قباؤں کے بٹن کھول دیتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے قَالَ اِنَّ فِیْهَا لُوْطًا ؕ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِیْهَا مومن مومن سے نہیں ملتا مگر اس پر رحم کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ الْغٰبِرِیْنَ سے مراد اللہ تعالیٰ کے عذاب میں باقی رہنے والی ہے۔ وَ لَمَّاۤ اَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا آپ کو اپنی قوم کے بارے میں برا گمان تھا۔ آپ اپنے مہمانوں کے بارے میں قوم سے ڈرتے تھے اور ان پر خوف کی وجہ سے آپ کے دل میں تنگی پیدا ہوئی۔ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ سے مراد آسمان سے عذاب ہے۔

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ عنکبوت، جلد 2، صفحہ 150، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 170

4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 169

اٰيَةًۢ بَيِّنَةً سے مراد وہ پتھر ہیں جو ان پر برسائے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں باقی رکھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اٰيَةًۢ بَيِّنَةً کا معنی عبرت نقل کیا ہے۔(1)

وَ اِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ ارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ لَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاۡ وَ قَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ ۫ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۫ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾

"اور (ہم نے بھیجا) مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو آپ نے کہا اے میری قوم! عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور امید رکھو پیچھے آنے والے دن کی اور ملک میں فتنہ وفساد برپا نہ کرو۔ پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا تو آلیا انہیں زلزلہ (کے جھٹکوں) نے۔ پس صبح ہوئی تو وہ اپنے گھروں میں گھٹنوں کے بل گرے پڑے تھے۔ اور (ہم نے برباد کیا) عاد اور ثمود کو۔ اور واضح ہیں تمہارے لیے ان کے مکانات۔ اور آراستہ کردیا تھا ان کے لیے شیطان نے ان کے (برے) عملوں کو اور روک لیا انہیں راہ (راست) سے حالانکہ وہ اچھے بھلے سمجھدار تھے۔ اور (ہم نے ہلاک کردیا) قارون، فرعون اور ہامان کو اور بلاشبہ تشریف لائے ان کے پاس موسیٰ روشن دلیلوں کے ساتھ پھر بھی وہ غرور وتکبر کرتے رہے زمین میں اور وہ (ہم سے) آگے بڑھ جانے والے نہ تھے۔ پس ہر (سرکش) کو ہم نے پکڑا اس کے گناہ کے باعث۔ پس ان میں سے بعض پر ہم نے پتھر برسائے اور ان میں سے بعض کو آلیا شدید کڑک نے اور بعض کو ہم نے غرق کردیا زمین میں۔ اور بعض کو ہم نے (دریا میں) ڈبو دیا اور اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ نہیں کہ وہ ان پر ظلم کرے بلکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم ڈھاتے رہے تھے۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 173، داراحیاء التراث العربی بیروت

نقل کی ہے کہ الرَّجْفَةُ سے مراد چیخ ہے اور وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ یعنی گمراہی میں۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جٰثِمِيْنَ کا معنی مرے ہوئے نقل کیا ہے۔ وَ كَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ یعنی وہ اپنی گمراہی پر خوش تھے۔ جن پر پتھروں کی بارش کی گئی وہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم تھی۔ جنہیں چیخ نے اپنی گرفت میں لیا تھا ان سے مراد حضرت صالح اور حضرت شعیب کی قومیں ہیں۔ جسے زمین میں دھنسایا اس سے مراد قارون ہے۔ جنہیں غرق کیا وہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم، فرعون اور اس کی قوم مراد ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَاصِبًا سے مراد پتھر ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۖ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۴۲﴾

”ان نادانوں کی مثال جنہوں نے بنا لیے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور دوست، مکڑی کی سی ہے۔ اس نے (جالے کا) گھر بنایا اور (تم سب جانتے ہو) کہ تمام گھروں سے کمزور ترین مکڑی کا گھر ہوا کرتا ہے۔ کاش! وہ بھی اس (حقیقت) کو جانتے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جس چیز کو وہ پوجتے ہیں اس کو چھوڑ کر اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے“۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے: یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے مشرک کے لیے بیان فرمائی ہے: اسے اس کے معبود اس کی کمزوری اور جزاء کی قلت کی وجہ سے کچھ فائدہ نہ دیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: یہ مثال ہے جو اللہ نے اس آدمی کے لیے بیان کی جو غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مکڑی کا گھر۔(2)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت یزید بن مرثد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مکڑی شیطان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسخ کیا ہے جو بھی اسے پائے اسے قتل کر دے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَنْكَبُوْتِ شیطان ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے مکڑی نے دو دفعہ جالا بنا۔ ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام پر اور ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور ابو بکر غار میں داخل ہوئے۔ مکڑیاں جمع ہو گئیں۔ انہوں نے دروازے پر جالا بن دیا۔ اس لیے انہیں قتل نہ کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 177

وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَ مَا يَعْقِلُهَاۤ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۝۴۳ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۴۴

''اور یہ مثالیں ہیں، ہم بیان کرتے ہیں انہیں لوگوں کو (سمجھانے) کے لیے اور نہیں سمجھتے انہیں مگر اہل علم۔ پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ بیشک اس میں (اس کی قدرت کی) نشانی ہے ایمان والوں کے لیے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں قرآن میں جس آیت کے پاس سے گزرا جسے میں نہ پہچانتا تو وہ مجھے غمگین کر دیتی کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان سنا ہے: وَ تِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا۔

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝۴۵

''آپ تلاوت کیجئے اس کتاب کی جو وحی کی گئی ہے آپ کی طرف اور نماز صحیح صحیح ادا کیجئے۔ بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور گناہ سے اور واقعی اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: نماز میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روکنے اور جھڑکنے کی خاصیت موجود ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز میں تین خصلتیں ہیں: اخلاص، خشیت اور اللہ کا ذکر۔ وہ نماز جس میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں وہ نماز نہیں۔ اخلاص نمازی کو نیکی کا حکم دیتا ہے، خشیت اسے برائیوں سے روکتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے مراد قرآن ہے جو اسے حکم بھی دیتا ہے اور روکتا بھی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عمران بن حصین سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جس کی نماز اسے فحشاء اور منکر سے نہ روکے اس کی نماز نہیں۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی نماز اسے فحشاء اور منکر سے نہ روکے اس نماز کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے اس کی دوری میں اضافہ ہوتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب صلوٰۃ اللیل تنہی عن الفحشاء، جلد 2، صفحہ 531 (3557)، دار الفکر بیروت

رسول الله ﷺ نے فرمایا: جس کی نماز اسے فحشاء اور منکر سے نہ روکے تو اس کی نماز نہیں۔ بعض الفاظ میں ہے اس کے ساتھ اس کی الله تعالیٰ سے دوری میں اضافہ ہوتا ہے۔

امام خطیب نے رواۃ مالک میں حضرت ابن عمر رضی الله عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی جو اسے نیکی کا حکم نہیں دیتی اور برائی سے نہیں روکتی تو اس کی نماز الله تعالیٰ سے اس کی دوری میں اضافہ کر دیتی ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول الله ﷺ فرماتے ہیں: اس آدمی کی کوئی نماز نہیں جو نماز کی اطاعت نہ کرے۔ نماز کی اطاعت یہ ہے کہ فحشاء اور منکر سے رو کے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم الله نے حضرت ابن مسعود رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے کہا گیا کہ فلاں آدمی نماز بڑی لمبی کرتا ہے۔ کہا نماز اسے کوئی نفع نہیں دیتی مگر اسے جو نماز کی اطاعت کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (2)

امام سعید بن منصور، امام احمد نے زہد، میں ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا جسے نماز نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے تو وہ نماز الله تعالیٰ سے اسے دور کرتی ہے۔ (3)

امام احمد، ابن حبان اور بیہقی رحمہم الله نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی: فلاں آدمی رات کو نماز پڑھتا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ فرمایا جو تو کہتا ہے عنقریب اسے روک دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ الله نے حضرت حسن بصری رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ اے ابن آدم! بیشک نماز وہ ہے جو انسان کو فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ اگر تیری نماز تجھے فحشاء اور منکر سے نہ روکے تو تو نماز پڑھنے والا نہیں۔

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت حسن بصری رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی جو اسے فحشاء اور منکر سے نہیں روکتی وہ اسے الله تعالیٰ سے دور کرنے کے علاوہ کسی چیز میں اضافہ نہیں کرتی۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو عون انصاری سے روایت نقل کی ہے: جب تو نماز کی حالت میں ہے تو تو نیکی کی حالت میں ہے۔ نماز نے تجھے فحشاء اور منکر سے روک دیا ہے۔ جس (نماز) میں تو ہے یہ الله تعالیٰ کا بڑا ذکر ہے۔ (5)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما الله نے حضرت حماد بن ابی سلیمان رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ نماز فحشاء اور منکر سے روکتی ہے جب تک تو نماز میں ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے جو مساجد میں پڑھا جاتا ہے۔ (6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 84-180
6۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 179

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ذکر کرنا یہ بندوں کا اپنے رب کے ذکر سے بڑا کام ہے۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن ربیعہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے مجھ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کی: اللہ کے ‌ سے مراد تسبیح تہلیل اور تکبیر ہے۔ فرمایا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا تمہارا ذکر کرنا یہ تمہارے اس کے ذکر کرنے سے بڑا ہے۔ پھر یہ آیت فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ:152) تلاوت کی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ''زوائد زہد'' میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد کرنا یہ بندے کے اللہ کو یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔

امام ابن سنی، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا یہ تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ سے مراد فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (البقرہ:152) ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اس کے یاد کرنے سے بہتر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو یاد کرنا یہ بندے کے اپنے رب کو نماز میں یا کسی اور صورت میں یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابو قرہ سے اسی آیت کے بارے میں پوچھا۔ کہا اللہ تعالیٰ کا (تمہیں) یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اس چیز پر جسے اس نے حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا تمہیں یاد کرنا تمہارے اسے یاد کرنے سے بڑا عمل ہے۔(6)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے ابو ملک سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا نماز میں بندے کو یاد کرنا یہ نماز سے بڑا عمل ہے۔(7)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑی کوئی چیز نہیں۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 182
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 444 (3538)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 449 (673)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 182، داراحیاء التراث العربی بیروت
5۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 182
6۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 181
7۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 184
8۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 183

امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابن منذر نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے: انسان جو بھی کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والی کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کی! اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی نہیں فرمایا یہ بھی نہیں کہ وہ اپنی تلوار سے مارے یہاں تک وہ خود مرجائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، حاکم نے ''کنی'' میں اور بیہقی رحہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عنترہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑا عمل ہے۔ کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں کتاب اللہ کا سبق پڑھتی ہے۔ پھر آپس میں اس کا مذاکرہ کرتے ہیں تو فرشتے اپنے پروں سے ان پر سایہ کیے ہوتے ہیں۔ جب تک وہ اس کام میں لگے رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور گفتگو میں شروع ہو جائیں۔ کوئی آدمی کسی راستہ پر نہیں چلا کہ اس میں علم حاصل کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی طرف راستہ کو آسان فرما دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کیا میں تمہیں سب سے افضل عمل کے بارے میں نہ بتاؤں اور جو تمہارے مالک کو سب سے پسندیدہ ہے اور تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور اس سے بھی بہتر ہے کہ تم دشمن سے جنگ کرو، وہ تمہاری گردنیں اڑائیں اور تم ان کی گردنیں اڑاؤ اور دنانیر ودراہم سے بھی بہتر عمل ہے؟ لوگوں نے پوچھا ابو درداء وہ کیا عمل ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ (1)

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اگر تو نماز پڑھے تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اگر تو روزہ رکھے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، ہر اچھا عمل جو تو کرتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا کیا تو قرآن حکیم پڑھتا ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ (3)

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٧﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 20، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 183 3۔ ایضاً

"اور (اے مسلمانو!) بحث ومباحثہ نہ کیا کرو اہل کتاب سے مگر شائستہ طریقہ سے۔ مگر وہ جنہوں نے ظلم کیا ان سے اور تم کہو ہم ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا ہے ہماری طرف اور اتارا گیا ہے تمہاری طرف اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہی ہے اور ہم اس کے سامنے گردن جھکانے والے ہیں۔ اور (اے حبیب!) اس طرح ہم نے نازل کی آپ کی طرف کتاب۔ پس وہ جنہیں ہم نے دی تھی کتاب (تورات) وہ ایمان لاتے ہیں قرآن پر اور ان اہل مکہ سے بھی کئی لوگ ایمان لا رہے ہیں قرآن پر اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر کفار۔"

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَا تُجَادِلُوْۤا کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے سوا معبود ہے، اس کا کوئی بیٹا ہے، اس کا کوئی شریک ہے، اللہ کے ہاتھ بندھے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی وہ اہل کتاب ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ کی یہ تفسیر کی ہے جو یہ نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معبود ہے یا اس کا کوئی بچہ ہے یا اس کا کوئی شریک ہے یا اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے یا اللہ تعالیٰ محتاج ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی۔ (1)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اگر وہ بری بات کریں تو تم خیر کی بات کرو۔ مگر جنہوں نے ظلم کیا تو ان سے انتقام لے لو۔ (2)

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم جنگ نہ کرو مگر انہیں سے جو جنگ کرے اور جزیہ نہ دے اور ان میں سے جو جزیہ دے دے تو اس سے اچھی بات ہی کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ هِیَ اَحْسَنُ سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن حسین سے روایت نقل کی ہے کہ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ سے مراد اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ہے کیوں کہ یہی ان کے ساتھ مجادلہ حسن ہے۔

امام ابوداؤد نے "ناسخ" میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے "مصاحف میں" حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مجادلہ سے منع کیا ہے۔ پھر اس حکم کو قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (التوبہ: 29) کے ساتھ منسوخ کر دیا کیونکہ تلوار سے بڑھ کر کوئی مجادلہ نہیں۔ (3)

امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب عبرانی زبان میں تورات پڑھتے اور عربی زبان میں مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر بیان کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو فرمایا اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 8-5　2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 5　3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 6
4۔ صحیح بخاری، باب مایجوز من تفسیر التوراۃ وکتباللہ بالعربیۃ، جلد 2، صفحہ 1125، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام عبدالرزاق، فریابی اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی صحابہ سے باتیں کرتے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے۔ گویا مسلمانوں کو وہ چیزیں اچھی لگتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا۔ (1)

امام عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں ابن سعد، امام احمد، بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابونملہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے ایک جنازہ کے بارے میں کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ باتیں کرتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اہل کتاب میں کوئی تم سے بات کرے تو ان کی تصدیق نہ کرو اور نہ ہی ان کی تکذیب کرو اور یہ کہا کرو اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ كُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ اگر وہ بات سچی تھی تو تم نے اس کو نہیں جھٹلایا، اگر وہ باطل تھی تو تم نے اس کی تصدیق نہیں کی۔

امام بیہقی نے ''سنن'' میں اور ''شعب'' میں، دیلمی اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے ''ابانہ'' میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو۔ وہ خود گمراہ ہیں۔ وہ تمہیں کبھی ہدایت نہیں دیں گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو یا تو باطل کی تصدیق کرو گے اور حق کو جھٹلاؤ گے۔ اللہ کی قسم اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل کتاب سے کسی بات کے بارے میں نہ پوچھا کرو۔ وہ تمہیں ہرگز ہدایت نہیں دیں گے۔ وہ تو خود گمراہ ہو چکے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھو کیونکہ وہ تمہیں ہدایت نہیں دیں گے کیونکہ وہ خود گمراہ ہو چکے ہیں۔ اگر ایسا کرو گے تو تم حق کو جھٹلاؤ گے اور باطل کی تصدیق کرو گے اگر تمہیں ضرور بات پوچھنا ہی پڑے تو دیکھو جو کتاب اللہ کے موافق ہو تو اسے لے لو اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ (2)

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۴۸ بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۹ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَیْهِ اٰیٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۵۰

''اور نہ آپ پڑھ سکتے تھے اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ ہی اسے لکھ سکتے تھے اپنے دائیں ہاتھ سے (اگر آپ لکھ پڑھ سکتے) تو ضرور شک کرتے اہل باطل بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں جو ان کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں علم دیا گیا اور ظالموں کے بغیر ہماری آیتوں کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور انہوں نے کہا کیوں نہ اتاری گئیں ان پر نشانیاں ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 8

کے رب کی طرف سے۔ آپ فرمایئے نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور میں تو صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں یہ پاتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اپنے دائیں ہاتھ سے نہ لکھیں گے اور کتاب پڑھیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور اسماعیلی رحمہم اللہ نے "معجم" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے۔ آپ امی تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تورات و انجیل میں اہل علم کے لیے حضور ﷺ کی شان کو نازل فرمایا تھا۔ اس کا انہیں علم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لیے نشانی بنایا تھا اور انہیں فرمایا تھا آپ کی نبوت کی نشانی یہ ہے کہ جب آپ ظاہر ہوں گے تو نہ آپ کتاب جانتے ہوں گے اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے لکھیں گے۔ یہی وہ آیات بینات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائی ہیں۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس سے قبل نہ کتاب پڑھتے تھے اور نہ ہی دائیں ہاتھ سے لکھا کرتے تھے۔ آپ امی تھے۔ آپ لکھتے نہیں تھے۔ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ کہا نبی کریم ﷺ واضح نشانی ہیں۔ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ یہاں علم سے مراد قرآن ہے۔ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد مومنین ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے۔ اسی طرح تورات و انجیل میں آپ کی صفت یہی تھی کہ آپ امی ہوں گے، نہ پڑھیں گے اور نہ ہی لکھیں گے۔ یہی آیۃ بینہ ہے اور ہماری آیات کا انکار ظالم ہی کرتے ہیں۔ یہاں آیات سے مراد وہ صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کے لیے بیان کی اہل کتاب اس صفت کی وجہ سے آپ کو پہچانتے تھے۔(4)

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہ پڑھتے تھے اور نہ لکھتے تھے۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۤئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٥٢﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 9
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 10

''کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر اتاری ہے کتاب جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ بیشک اس میں رحمت اور نصیحت ہے مومنوں کے لیے۔ آپ فرمائیے کافی ہے اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں باطل پر اور انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا وہی لوگ گھاٹے میں ہیں۔''

امام دارمی، ابوداؤد نے ''مراسیل'' میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کچھ مسلمان کتابیں لائے۔ ان میں سے وہ چیزیں لکھی ہوئی تھیں جو انہوں نے یہودیوں سے سنی ہوئی تھیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک قوم کی حماقت اور گمراہی کے لیے یہی بات کافی ہے کہ وہ اس چیز سے اعراض کریں جو ان کا نبی ان کے لیے لایا ہے اور اسی چیز میں رغبت کا اظہار کریں جو ان کے پاس ان کا غیر لایا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اَوَلَمۡ یَكۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ۔(1)

امام اسمٰعیلی نے ''معجم'' میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ صحابہ تورات لکھا کرتے تھے۔ انہوں نے اس چیز کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑے بے وقوف اور سب سے بڑھ کر گمراہ وہ لوگ ہیں جو اس پیغام سے اعراض کرتے ہیں جو ان کا نبی لایا اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں جو دوسروں کا نبی لایا اور اس امت کی طرف لایا جو دوسروں کی امت ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اَوَلَمۡ یَكۡفِهِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ۔

عبدالرزاق نے ''مصنف'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں زہری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حفصہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصوں کی ایک کتاب اپنی بغل میں لائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنانا شروع کر دی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تمہارے پاس یوسف علیہ السلام آئیں اور میں تمہارے درمیان موجود ہوں تو تم اس کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن ضریس، حاکم نے ''کنی'' میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبداللہ بن ثابت بن حرث انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک کتاب کے ساتھ داخل ہوئے جس میں تورات کے بھی چند مقامات تھے۔ عرض کی یہ میں نے اہل کتاب کے ایک آدمی سے لی ہے جسے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ بدل گیا میں نے ایسا اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ حضرت عبداللہ نے حضرت عمر سے عرض کی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتا۔ تو حضرت عمر نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 308 (5205)، دار الکتب العلمیہ بیروت

غصہ جاتا رہا۔ فرمایا اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں، تم ان کی اتباع کرو اور مجھے چھوڑ دو تو تم گمراہ ہو جاؤ۔ میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں اور تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو۔(1)

امام عبدالرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کتاب پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے سنا اور اسے اچھا خیال کیا۔ اس آدمی سے کہا مجھے یہ لکھ دو۔ اس نے عرض کی ٹھیک ہے۔ ایک چمڑا خریدا۔ اسے تیار کیا پھر آپ اس چمڑے کو اس آدمی کے پاس لائے۔ تو اس آدمی نے آپ کے لیے اس کی دونوں جانب لکھ دیا۔ پھر حضرت عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے پڑھنا شروع کر دیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔ ایک انصاری نے کتاب پر ہاتھ مارا اور کہا اے ابن خطاب! تیری ماں تجھے روئے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نہیں دیکھتا جبکہ تو آپ پر کتاب پڑھے جا رہا ہے۔ اس موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں فاتح اور خاتم کی حیثیت سے مبعوث ہوا ہوں، مجھے جوامع الکلم اور فواتح عطا کیے گئے ہیں، میرے لیے گفتگو کو مختصر کر دیا گیا ہے۔ بے وقوف لوگ تمہیں ہلاکت میں نہ ڈال دیں۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تورات کی تعلیم حاصل کرنے کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اس کی تعلیم حاصل نہ کر، اس پر ایمان لے آ، جو تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے وہ سیکھو اور اس پر ایمان لاؤ۔(3)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں، عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں جو ہمارے دلوں کو قابو کر لیتی ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اسے لکھوالیں۔ فرمایا اے ابن خطاب! کیا تم بھی اسی طرح تکالیف میں پڑو گے جس طرح یہود و نصاریٰ تکالیف میں پڑے۔ خبردار قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارے پاس سفید روشن چیز لایا ہوں لیکن مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں اور میرے لیے بات مختصر کر دی گئی ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن عامر نے حضرت عائشہ صدیقہ کی طرف ہدیہ بھیجا۔ آپ نے گمان کیا وہ حضرت عبداللہ بن عمرو ہیں۔ فرمایا وہ کتب چھان بین کرتا رہتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا۔ آپ سے عرض کی گئی ہدیہ بھیجنے والا عبداللہ بن عامر ہے۔ تو آپ نے تحفہ قبول کر لیا۔

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَ لَوْلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَ لَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 307 (5201)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (5202) 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 308 (5203)

تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

''وہ آپ سے جلدی عذاب نازل ہونے کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر میعاد مقرر نہ ہوتی تو آجاتا ان پر عذاب اور (اپنے وقت پر) وہ ان پر اچانک آئے گا اور انہیں ہوش تک نہ ہوگا۔ وہ آپ سے جلدی عذاب لانے کا مطالبہ کرتے ہیں (ذراسی دیر ہے) جہنم یقیناً گھیرے لے گا ان کافروں کو جس دن ڈھانپ لے گا انہیں عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے پاؤں کے نیچے سے اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا لو اب چکھو اپنے کرتوتوں کا مزہ۔''

ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ کی یہ تعبیر کرتے کہ اس امت کے کچھ جاہلوں نے کہا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۲﴾ (الانفال)(1)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد غزوۂ بدر ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم ہی بحر اخضر ہے جس میں ستارے گرتے ہیں اور سورج اور چاند بھی اسی میں ہوں گے۔ پھر اسے جلا دیا جائے گا پھر یہی جہنم بن جائے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سمندر ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابُ سے مراد آگ ہے۔(3)

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾

''اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو میری زمین بڑی کشادہ ہے، سو میری ہی تم عبادت کیا کرو۔''

امام فریابی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کسی زمین میں نافرمانی کے کام کیے جائیں تو وہاں سے نکل جاؤ۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے: جسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو وہ بھاگ جائے۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہاں سے ہجرت کر جاؤ اور جہاد کرو۔(5)

امام ابن ابی الدنیا نے ''عزلہ'' میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب تمہیں معاصی کا حکم دیا جائے تو وہاں سے نکل جاؤ کیونکہ میری زمین وسیع ہے۔(6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: شہر اللہ کے ہیں، بندے اللہ کے بندے ہیں، جہاں کہیں بھلائی پاؤ وہاں رہائش اختیار کرلو۔

امام طبرانی، قضاعی، شیرازی نے ''القاب'' میں خطیب، ابن نجار اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سفر کرو، تم تندرست ہو جاؤ گے اور غنیمت پاؤ گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 13 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 14 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾

"ہر ایک موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے انہیں ہم ٹھہرائیں گے جنت کے بالا خانوں میں رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں، وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ کتنا عمدہ صلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا، وہ جنہوں نے (ہر حال میں) صبر کیا اور صرف اپنے رب پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر) میں نے عرض کی اے میرے رب! کیا تمام مخلوق مر جائے گی اور انبیاء باقی رہیں گے؟ تو آیت نازل ہوئی كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۔

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

"اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ہیں جو اٹھائے نہیں پھرتے اپنا رزق۔ اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے انہیں بھی اور تمہیں بھی اور وہ سب باتیں سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور (اے حبیب!) اگر آپ پوچھیں ان (مشرکوں) سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور کس نے فرمانبردار بنا دیا سورج اور چاند کو تو وہ ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے، پھر وہ کہاں توحید سے پھیرے جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کرتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے

والا ہے۔ اور اگر آپ پوچھیں ان سے کہ کس نے اتارا آسمان سے پانی، پھر زندہ کر دیا اس کے ساتھ زمین کو اس کے بنجر بن جانے کے بعد تو ضرور کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔ آپ فرمائیے الحمدللہ (حق واضح ہو گیا) بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نادان ہیں۔''

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ آپ باغ میں داخل ہوئے۔ آپ وہاں سے کھجوریں اٹھانے لگے اور کھانے لگے اور مجھے فرمایا اے ابن عمر! تجھے کیا ہو گیا ہے تو کھجوریں نہیں کھاتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے خواہش نہیں۔ فرمایا مجھے تو خواہش ہے یہ چوتھی صبح ہے، نہ میں نے کھانا چکھا اور نہ ہی مجھے ملا۔ اگر میں چاہتا تو اپنے رب سے دعا کرتا وہ مجھے ایسے خزانے عطا کرتا جیسے قیصر و کسریٰ کے ملک ہیں۔ اے ابن عمر! تیرا کیا خیال ہوتا جب تو ایسی قوم میں رہتا جو اپنے سال بھر کا رزق ذخیرہ کرتے ہیں اور ان کا یقین کمزور ہوتا ہے؟ کہا اللہ کی قسم! ہم اپنی جگہ سے ہلے بھی نہ تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ دَآبَّةٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرۡزُقُهَا وَاِيَّاكُمۡ ۖ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا کے خزانے جمع کرنے اور شہوات کی پیروی کرنے کا حکم نہیں دیا۔ خبردار! اللہ کی قسم! میں دینار اور درہم کا خزانہ ذخیرہ نہیں کرتا اور نہ ہی کل کے لیے رزق ذخیرہ کرتا ہوں۔

فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دَآبَّةٍ سے مراد پرندے اور چوپائے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے علی بن اقمر سے روایت نقل کی ہے کہ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا کا معنی ہے وہ کل کے لیے کسی چیز کا ذخیرہ نہیں کرتے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ چوپائے ایسے ہیں جو کل کے لیے خوراک ذخیرہ نہیں کر سکتے، اسے ہر روز رزق بہم پہنچایا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آتی ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے يُؤۡفَكُوۡنَ کا معنی یعدلون نقل کیا ہے کہ وہ اعراض کرتے ہیں۔(4)

وَمَا هٰذِهِ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا لَهۡوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِىَ الۡحَيَوَانُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۴﴾ فَاِذَا رَكِبُوۡا فِى الۡفُلۡكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخۡلِصِيۡنَ لَهُ الدِّيۡنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمۡ اِلَى الۡبَرِّ اِذَا هُمۡ يُشۡرِكُوۡنَ ۙ ﴿۶۵﴾ لِيَكۡفُرُوۡا بِمَاۤ اٰتَيۡنٰهُمۡ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوۡا ۚ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

"اور نہیں یہ دنیوی زندگی مگر لہو ولعب اور دار آخرت کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے (جسے موت نہیں) کاش! وہ اس حقیقت کو جانتے۔ پھر جب سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو پھر جب وہ سلامتی سے پہنچاتا ہے انہیں خشکی پر تو اس وقت وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ وہ ناشکری کر لیں جو نعمت ہم نے انہیں دی ہے اور لطف اٹھالیں (اس سے) وہ عنقریب جان لیں گے (حقیقت کو)۔"

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَلْحَیَوَانُ کا معنی ہے باقی رہنے والی۔(1)

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بن منذر نے ابن ابی حاتم نے ضحاک سے اَلْحَیَوَانُ کا معنی ہمیشہ رہنے والی زندگی کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت زیادہ تعجب اس آدمی پر جو دائمی زندگی والے گھر کی تصدیق کرتا ہے جبکہ وہ دھوکے والے گھر کے لیے کوشش کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام مخلوق اسی بات کا اقرار کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا رب ہے۔ پھر اس کے بعد وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو کچھ دنیا میں ہے عنقریب تم اسے دیکھ لوگے اور جو کچھ آخرت میں وہ تمہارے لیے عنقریب ظاہر کر دیا جائے گا۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ يُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

"کیا انہوں نے (غور سے) نہیں دیکھا کہ ہم نے بنا دیا ہے حرم کو امن والا حالانکہ اچک لیا جاتا ہے لوگوں کو ان کے آس پاس سے۔ کیا وہ باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتے ہیں؟ اور کون زیادہ ظالم ہے اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان لگایا یا حق کو جھٹلایا جب وہ اس کے پاس آیا کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا کفار کے لیے؟ اور جو (بلند ہمت) مصروف جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لیے ہم ضرور دکھا دیں گے انہیں اپنے راستے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ (ہر وقت) محسنین کے ساتھ ہے۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اَوَلَمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا کہا ان کے لیے اس میں بھی نشانی ہے، لوگوں پر حملے کیے جاتے، ان کا مال چھین لیا جاتا جبکہ وہ امن میں ہوتے۔ یہاں باطل سے مراد شرک ہے اور یکفرون کا معنی ہے وہ انکار کرتے ہیں۔(1)

امام جویبر رحمہ اللہ حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے، وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لوگوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کوئی چیز آپ کے دین میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی مگر یہ خوف کہ لوگ ہمیں اچک لیں گے کیونکہ ہماری تعداد تھوڑی ہے اور عربوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جب انہیں یہ پتہ چلے گا کہ ہم آپ کے دین میں داخل ہوئے ہیں تو وہ ہمیں اچک لیں گے اور ہم ہر سر والے کا لقمہ ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا نازل فرمائی۔

تمت بالخیر

بدھ مورخہ 2 جولائی 2003

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۶۰ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ۳۰ رکوعاتہا ۶

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الروم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور امام احمد رحمہما اللہ نے حسن سند کے ساتھ ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی تو اس میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام بزار نے حضرت اغر مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت معمر بن عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز صبح کی نماز میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد اور ابن قانع رحمہم اللہ نے حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابوروح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی، سورۂ روم تلاوت کی تو اس میں مشکل پیش آئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ہماری نماز کو ہم پر وہ لوگ مشتبہ کر دیتے ہیں جو بغیر وضو کے نماز میں حاضر ہوتے ہیں۔ جو نماز میں حاضر ہو تو اچھی طرح وضو کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾

"الف، لام، میم، ہرا دیئے گئے رومی پاس کی زمین میں اور وہ ہار جانے کے بعد ضرور غالب آئیں گے چند برس کے اندر۔ اللہ ہی کا حکم ہے پہلے بھی اور بعد بھی اور اس روز خوش ہوں گے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب ہے ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے۔ اللہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔''

امام احمد، امام ترمذی، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے کبیر میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک یہ پسند کرتے تھے کہ اہل فارس رومیوں پر غلبہ پائیں کیونکہ وہ بت پرست تھے جبکہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غلبہ پائیں کیونکہ وہ صاحب کتاب تھے۔لوگوں نے اس کا ذکر حضرت ابوبکر صدیق سے کیا جبکہ حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار عنقریب رومی غالب آجائیں گے۔حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا ذکر لوگوں سے کیا تو انہوں نے کہا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کرو۔ اگر ہم غالب رہے تو ہمارے لیے یہ یہ ہوگا، اگر تم غالب رہے تو تمہارے لیے یہ یہ ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے ان کے درمیان پانچ سال کا عرصہ معین کردیا تو رومی ان پر غالب نہ آسکے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے وہ مدت کیوں معین نہ کی جو میری رائے تھی۔ فرمایا دس سال سے کم۔ اس کے بعد رومی غالب آگئے۔ اس آیت کریمہ سے یہی مراد ہے کہ رومی مغلوب ہوئے۔ پھر غالب آگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىِٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَۙ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ۔ سفیان نے کہا میں نے یہ بات سنی ہے کہ رومی غزوۂ بدر کے روز ان ایرانیوں پر غالب آئے تھے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایرانی، رومیوں پر غالب آگئے تھے۔ مشرک یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں جبکہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ وہ ان کے دین میں سب سے قریب ہیں۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا اے ابوبکر! تیرا صاحب کہتا ہے کہ رومی چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ مشرکوں نے کہا کیا ہم اس مسئلہ میں تیرے ساتھ جوا کھیل سکتے ہیں؟ تو انہوں نے سات سال کے لیے چار اونٹوں پر معاہدہ کرلیا۔ سات سال گزر گئے مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ مشرک اس سے خوش ہوئے اور مسلمانوں کے لیے یہ معاملہ بڑا تکلیف دہ ثابت ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے نزدیک بِضْعِ سِنِیْنَ کا کیا معنی ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا دس سے کم۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ شرط میں اضافہ کرو اور مدت میں بھی دو سال کا اضافہ کرو۔ ابھی دو سال نہیں گزرے تھے یہاں تک کہ سوار آئے جنہوں نے رومیوں کی ایرانیوں پر فتح کی خبر دی۔ مومن اس وجہ سے بہت خوش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا۔(2)

امام ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو دیکھتا نہیں کہ تیرا ساتھی کیا

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 25، داراحیاء التراث العربی بیروت

کہتا ہے؟ وہ گمان کرتا ہے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ساتھی نے سچی بات کہی ہے۔ تو مشرکوں نے کہا کیا تو پسند کرتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ شرط لگائیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اور ان کے درمیان ایک مدت معین کر دی۔ ابھی رومی غالب نہیں آئے تھے کہ مدت پوری ہو گئی۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ کو اس سے دکھ ہوا اور آپ نے اسے ناپسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کس چیز نے آپ کو ایسا کرنے کو کہا؟ عرض کی اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کے لیے۔ فرمایا ان سے ملو اور شرط میں اضافہ کرو اور مدت نو سال تک بڑھا دو۔ حضرت ابو بکر صدیق ان کے پاس تشریف لائے کہا دوبارہ شرط لگانے میں تمہیں دلچسپی ہے جبکہ دوسری شرط پہلی شرط سے بہتر ہو گی۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ابھی وہ سال نہیں گزرے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آگئے اور انہوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھے اور رومیہ کا شہر بنایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ شرط کا مال لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حرام ہے، اسے صدقہ کر دو۔

امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، دارقطنی نے افراد میں طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم نے دلائل میں بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت یسار بن مکرم سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ان دنوں ایرانی رومیوں پر غالب رہے تھے۔ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہیں کیونکہ دونوں اہل کتاب تھے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۙ بِنَصْرِ اللَّهِ۔ جبکہ قریش یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی غالب آئیں کیونکہ یہ دونوں نہ تو اہل کتاب تھے اور نہ ہی قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق اس کا اعلان کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان شرط ہے۔ تیرا صاحب یہ گمان کرتا ہے کہ رومی چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ کیا ہم اس پر کوئی چیز لازم نہ کر لیں؟ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کیوں نہیں۔ یہ بات شرط کے حرام ہونے سے پہلے کی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور مشرکوں نے شرط باندھ لی اور عوض کے طور پر چیز معین کر دی۔ مشرکوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا بِضْعِ کو نہ تین سال اور نہ نو سال معین کرو۔ ہمارے اور اپنے درمیان اس کی درمیانی مدت معین کرو۔ جس پر جا کر یہ مدت ختم ہو جائے تو انہوں نے آپس میں چھ سال معین کیے۔ ابھی رومی غالب نہیں آئے تھے کہ مدت مکمل ہو گئی۔ تو مشرکوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے شرط کا مال لے لیا۔ جب ساتواں سال شروع ہوا تو رومی ایرانیوں پر غالب آگئے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں حضرت ابو بکر صدیق پر عیب لگایا کہ آپ نے چھ سال کیوں معین کیے ہیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فِي بِضْعِ سِنِينَ اس موقعہ پر بہت سارے لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ (1)

امام ترمذی، امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کیا بِضْعِ دس سے کم پر غالب طور پر استعمال نہیں ہوتا۔

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150

امام ابن عبدالحکم نے "فتوح مصر" میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مشرک مسلمانوں سے جھگڑا کیا کرتے تھے جبکہ مسلمان مکہ مکرمہ میں ہوتے تھے۔ مشرک کہتے رومی اہل کتاب ہیں، ایرانی ان پر غالب آچکے ہیں جبکہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کتاب کے باعث غالب آؤ گے جو تمہارے نبی پر نازل کی گئی ہے۔ ہم بھی تم پر غالب آئیں گے جس طرح ایرانی، رومیوں پر غالب رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا مجھے حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ دو آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض مشرکوں سے شرط لگائی۔ ابھی جُوا حرام نہیں تھا اگر رومی چند سالوں میں کامیاب نہ ہوئے تو یہ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کہا دس سال سے کم بِضْع ہوتا ہے۔ رومی سات سالوں میں ایرانیوں پر غالب آگئے تھے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے زمانہ میں رومیوں کو ایرانیوں پر غالب کر دیا۔ مسلمان اہل کتاب کے غالب آنے کی وجہ سے خوش ہوئے۔

ترمذی، (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز رومی ایرانیوں پر غالب آئے۔ اس چیز نے مومنوں کو خوش کیا اَلرُّوْمُ کو نصب کے ساتھ پڑھا۔ مومن اس بات پر خوش ہوئے کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہے۔ امام ترمذی نے کہا اسی طرح غَلَبَتْ پڑھا ہے۔(1)

ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے عطیہ عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ یہ واقعہ گزر چکا ہے کہ ایرانیوں اور رومیوں میں واقعہ ہوا تھا۔ ایرانی رومیوں پر غالب آگئے تھے۔ بعد میں رومی غالب آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مشرکوں کے ساتھ جنگ کی جبکہ رومیوں نے ایرانیوں کے ساتھ جنگ کی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی عرب کے مشرکوں کے خلاف مدد کی اور اہل کتاب کی عجمیوں کے خلاف مدد کی۔ عطیہ نے کہا میں نے حضرت ابوسعید خدری سے اس بات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عرب مشرکوں سے جنگ کی جبکہ رومیوں اور ایرانیوں نے آپس میں جنگ کی۔ ہم عرب کے مشرکوں پر غالب رہے جبکہ اہل کتاب مجوسیوں پر غالب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے خلاف جو ہماری مدد کی اس پر ہم خوش ہوئے اور اہل کتاب نے مجوسیوں کے خلاف جو ہماری مدد کی اس پر ہم خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ایرانی شامیوں پر غالب آگئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کی تصدیق کی اور انہیں پتہ چل گیا کہ رومی ایرانیوں پہ غالب رہیں گے۔ مسلمانوں اور مشرکوں نے پانچ اونٹنیاں بطور شرط مقرر کیں اور آپس میں پانچ سال کی مدت معین کی۔ مسلمانوں کی طرف سے قمار کے مال کے ذمہ دار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مشرکوں کی جانب سے ابی بن خلف

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23-20، دار احیاء التراث العربی بیروت

تھے۔ یہ واقعہ قمار کے بارے میں نہی وارد ہونے سے پہلے کا ہے۔ وقت آ گیا جبکہ رومی ایرانیوں پر غالب نہ آئے۔ مشرکوں نے اپنی شرط کے مال کا مطالبہ کیا۔ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ تم دس سال سے کم کی مدت معین کرتے؟ کیونکہ بِضْعِ کا اطلاق تین سے لے کر دس تک کے عدد پر ہوتا ہے۔ ان سے شرط اور مدت دونوں میں اضافہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فارسیوں کے خلاف ساتویں سال کے اختتام پر فتح نصیب فرمائی۔ یہ سات سال اسی مدت سے ہیں جب سے پہلی شرط باندھی گئی تھی۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب مسلمان صلح حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ بھی اسلام کو قوت بخشی تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت زبیر کلابی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایرانیوں کو رومیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا پھر رومیوں کو ایرانیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر میں نے مسلمانوں کو رومیوں اور ایرانیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے اور مسلمانوں کو شام اور عراق پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ سب پندرہ سال کے عرصہ میں ہوا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو غَلَبَتِ الرُّوْمُ پڑھیں گے جبکہ یہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے بارے میں پوچھا کہ یہ ”غُلِبَتْ“ ہے یا غَلَبَتْ ہے۔ تو انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ پڑھایا ہے۔

امام ابن عبدالحکم نے ”فتوح مصر“ میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پہلے رومیوں پر ایرانی غالب ہوئے پھر رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے۔ اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد شام ہے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بِضْعِ سے مراد سات اور دس کا درمیان ہے۔(4)

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت نیار بن مکرم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بِضْعِ سے مراد تین سے لے کر نو تک ہے۔(5)

امام ابن عبدالحاکم رحمہ اللہ فتوح مصر میں حضرت ابراہیم بن سعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بِضْعِ پانچ سے سات سال تک ہے۔

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بِضْعِ سے مراد سات سال ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 444 (3539)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23،26

4۔ مجمع الزوائد، تفسیر سورۂ روم، جلد 7، صفحہ 203 (11260)، دار الفکر بیروت

5۔ ایضاً (11261)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کے رومیوں پر غلبہ کا ذکر کیا ہے پھر ایرانیوں پر رومیوں کے قریب ہی غلبہ کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی ایرانیوں کے خلاف جو مدد کی مومن اس سے خوش ہوئے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رومی اور ایرانی قریبی علاقہ میں لڑے۔ کہا اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد اذرعات ہے۔ وہاں ہی ان کی جنگ ہوئی تھی اور رومی شکست کھا گئے تھے۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کو پہنچی تھی جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہ خبر مسلمانوں پر بڑی شاق گزری۔ نبی کریم ﷺ اسے ناپسند کرتے تھے کہ مجوسیوں میں سے امی رومیوں میں سے اہل کتاب پر غالب آگئے۔ کفار مکہ مکرمہ میں خوش ہوئے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہا۔ وہ حضور ﷺ کے صحابہ سے ملے اور کہا تم اہل کتاب ہو اور نصاریٰ بھی اہل کتاب ہیں۔ ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بھی تم پر غالب رہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق کفار کی طرف چلے اور کہا تم اپنے بھائیوں کے ہمارے بھائیوں پر غالب آنے سے خوش نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! رومی ایرانیوں پر غالب رہیں گے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں ہمیں بتایا ہے۔ ابی بن خلف آپ کی طرف اٹھا اور کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! تو تمام لوگوں سے بڑھ کر جھوٹا ہے۔ اور کہا میں پسند کرتا ہوں کہ میری طرف سے دس اونٹنیاں اور تیری طرف سے بھی دس اونٹنیاں، اگر رومی ایرانیوں پر غالب آگئے تو تو چٹی بھرے گا، اگر ایرانی غالب آگئے تو میں چٹی بھروں گا۔ مدت تین سال مقرر ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اس طرح تو نہیں کیا تھا بِضْع تو تین سال سے نو سال کے عرصہ کو کہتے ہیں۔ شرط کی مقدار میں اضافہ کرو اور مدت کو لمبا کرو۔ حضرت ابو بکر صدیق چلے اور ابی کو ملے۔ ابی بن خلف نے پوچھا شاید تجھے شرمندگی ہوئی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا نہیں، فرمایا آؤ ہم مقدار میں اضافہ کریں اور مدت کو لمبا کر دیں، سو اونٹنیاں اور نو سال کا عرصہ کر دو۔ ابی بن خلف نے کہا میں نے ایسا کر دیا۔ (2)

ابن جریر نے سلیط سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی اے ابو عبد الرحمٰن! کس علاقہ میں وہ مغلوب ہوئے تھے؟ فرمایا شام کے مضافاتی (سرسبز و شاداب) علاقہ میں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ یعنی رومیوں پر ایرانیوں کو جو غلبہ حاصل ہوا اور بعد میں رومیوں کو ایرانیوں پر جو غلبہ حاصل ہوا وہ سب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ (4)

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۞ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 21 4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 27

رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ
وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ
اَسَاۗءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝
اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا
وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝

"وہ جانتے ہیں دنیوی زندگی کے ظاہری پہلو کو اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔ کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا اپنے جی میں؟ نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت تک کے لیے اور بلاشبہ اکثر لوگ اپنے رب کی ملاقات کے سخت منکر ہیں۔ کیا انہوں نے سیر وسیاحت نہیں کی زمین میں تا کہ وہ دیکھتے کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ زیادہ تھے ان سے زور میں اور انہوں نے خوب ہل چلائے زمین میں اور انہوں نے اسے آباد کیا اس سے زیادہ جتنا انہوں نے اسے آباد کیا اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر۔ پس نہ تھی اللہ تعالیٰ کی یہ شان کہ وہ ان پر ظلم کرتا، بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے رہتے تھے۔ آخر کار ان کا انجام جنہوں نے برائی کی تھی بہت برا ہوا کیونکہ انہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور ان کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ابتدا کرتا ہے تخلیق کی پھر (فنا کرنے کے بعد) دوبارہ پیدا کرے گا اسے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس روز برپا ہوگی قیامت مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی اور نہیں ہوں گے ان کے لیے ان کے شریکوں میں سے شفاعت کرنے والے اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد یہ ہے کہ وہ ذرائع معیشت کو جانتے ہیں کہ وہ کب درخت لگائیں، کب فصل کاشت کریں اور کب کاٹیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

آبادی کو جانتے ہیں جبکہ وہ آخرت کے معاملات سے جاہل ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تجارت، حرفہ اور بیع وشراء کو جانتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنی معیشت اور مصالح کو خوب پہچانتے ہیں۔(3)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جو دنیا کے معاملات کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے دوسروں تک یہ بات پہنچا تا ہے کہ وہ اپنے ناخن پر درہم کو الٹ پلٹ کرتا ہے تو وہ تجھے وزن کی خبر دیتا ہے اور وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تم سے پہلے لوگ تھے ان کے کندھوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہوتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے اس میں ہل چلایا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے باغات لگائے، نہریں بنائیں اور کھیتیاں کاشت کیں اور جتنا عرصہ تم اس میں رہے ہو وہ اس سے زیادہ عرصہ اس میں رہے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰۤى کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جنہوں نے کفر کیا ان کا اجر عذاب ہے۔

امام فریابی اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے السُّوْٓاٰۤى کا یہ معنی نقل کیا ہے: گناہگاروں کی جزاء۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یُبْلِسُ کا معنی ییئس ہے کہ وہ مایوس ہوتے ہیں۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یُبْلِسُ کا معنی وہ رنجیدہ ہوتا ہے نقل کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے ابلاس کا معنی ذلت و رسوائی نقل کیا ہے۔

وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَىِٕذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 29
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 30

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

"اور جس روز برپا ہوگی قیامت اس دن وہ جدا جدا ہو جائیں گے۔ تو وہ جو ایمان لائے تھے اور نیک عمل کرتے رہے تھے وہ باغ (جنت) میں مسرور (اور محترم) ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو تو وہ عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ کی تفسیر یہ ہے کہ یہ ایسا افتراق ہوگا کہ اس کے بعد وہ اکٹھے نہیں ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ علیین میں ہوں گے، یہ اسفل سافلین میں ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے فِيْ رَوْضَةٍ کا معنی جنت کے باغات نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایسی جنت جس میں ان کی عزت کی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے يُحْبَرُوْنَ کا معنی ان کی عزت کی جائے گی نقل کیا ہے۔ (1)

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان پر انعام کیا جائے گا۔ (2)

سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے بعث میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ کا معنی ہے جنت میں سماع کی لذت ہوگی۔

عبد بن حمید نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حبر کیا ہے؟ فرمایا لذت اور سماع۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سماع ہے۔ جب جنتی ارادہ کریں گے کہ خوش ہوں تو اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دے گا جنہیں ہفافہ کہتے ہیں، تو وہ ہوا ان جنگلوں میں داخل ہو جائے گی جو موتیوں کے تر بانسوں کے ہوں گے۔ وہ انہیں حرکت دے گی۔ وہ انہیں ایک دوسرے میں مارے گی تو جنت وجد میں آجائے گی۔ جب یہ وجد میں آئے گی تو جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں ہوگا جو جھومتا نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا جنت میں بھی سماع ہوگا؟ فرمایا اس میں ایک درخت ہے جسے قیض کہتے ہیں۔ اس کا ایسا سماع ہوگا جیسا سماع کسی نے نہ سنا ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے "ذم الملاہی" میں اور اصبہانی رحمہما اللہ نے حضرت ترغیب میں محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے آپ کو لہو ولعب اور شیطان کے آلات موسیقی سے دور رکھتے تھے؟ انہیں مسک کے باغات میں رہائش دو اور پھر ملائکہ سے کہا جائے گا انہیں میری حمد وثناء سناؤ اور انہیں بتاؤ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ یہ غمگین ہوں گے۔

امام دینوری رحمہ اللہ نے مجالسہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک ندا کرنے والا ندا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنی آرزوں اور کانوں کو لہو ولعب اور شیاطین کے آلات سے دور رکھتے تھے؟ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں مسک کے باغات میں ٹھہرائے گا۔ ملائکہ سے فرمائے گا میرے بندوں کو میری حمد اور شان سناؤ انہیں بتاؤ کہ اب ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو شیطان کے آلات موسیقی سے بچایا کرتے تھے۔ انہیں الگ کردو۔ انہیں مسک اور عنبر کی کتابوں میں الگ کردیا جائے گا۔ پھر ملائکہ سے کہا جائے گا انہیں میری تسبیح تحمید اور تہلیل سناؤ۔ تو وہ فرشتے ایسی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے جیسی سننے والوں نے نہیں سنی ہوگی۔

امام ابن ابی الدنیا اور ضیاء مقدسی رحمہما اللہ دونوں نے صفۃ الجنۃ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں ایک تنے پر درخت ہوگا جس کے سائے میں ایک تیز سوار سو سال تک چلتا رہے گا، جنتی، بالا خانوں والے اور دوسرے لوگ نکلیں گے اس کے سائے میں باتیں کریں گے۔ ان میں بعض خواہش کریں گے اور دنیا کے لہو ولعب کا ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا تو وہ درخت دنیا کے ہر لہو ولعب کے ساتھ حرکت کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے کوئی اچھی آواز پیدا نہیں کی مگر وہ اس میں ہوگی۔ وہ جنتیوں کو لذت و سرور بخشے گی۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے "نوادر الاصول" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں ایک ایسا آدمی ہوں جسے اچھی آواز بہت پسند ہے، کیا جنت میں اچھی آواز ہوگی؟ فرمایا کیوں نہیں۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ جنت میں موجود ایک درخت کی طرف وحی کرے گا کہ میرے ان بندوں کو سناؤ جو دنیا میں آلات لہو ولعب سے محض میری عبادت اور ذکر کی وجہ سے بے نیاز رہے۔ وہ تسبیح و تقدیس کی ایسی آواز بلند کرے گا جیسی مخلوقات نے کبھی نہ سنی ہوگی۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گانا گانے والی کی آواز سنی اسے جنت میں روحانیین کی آواز سننے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ عرض کی گی یا رسول اللہ! ﷺ روحانیین کیا ہیں؟ فرمایا اہل جنت کے قاری۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت سعید بن ابی سعید حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں بانس کے ایسے جنگل ہیں جن پر موتی لگے ہوں گے۔ جب جنتی آواز سننے کی خواہش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان جنگلوں پر آواز بھیجے گا۔ تو وہ جس آواز کی خواہش کریں گے وہ جنگل ان پر ایسی آواز ہی لائے گا۔ واللہ اعلم۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۝۱۷ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝١٨ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝١٩

''سو پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔ اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں، نیز (پاکی بیان کرو) سہ پہر کو اور جب تم دوپہر کرتے ہو۔ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور یونہی (قبروں سے) تمہیں نکالا جائے گا۔''

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وقت میں سے ادنی وقت وہ ہے جو صبح اور شام ہے۔ پھر اس آیت فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ کی تلاوت کی۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابورزین سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ نافع بن ازرق حضرت ابن عباس کے پاس آئے۔ عرض کی کیا آپ قرآن میں پانچ نمازیں پاتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ یعنی مغرب کی نماز وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ صبح کی نماز وَ عَشِيًّا عصر کی نماز، حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ظہر کی نماز، پھر پڑھا وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ (نور:58)(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نماز کے اوقات کو جامع ہے۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ یہ مغرب و عشاء کو، وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ صبح کو وَ عَشِيًّا عصر کو حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ظہر کو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام احمد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن سنی نے ''عمل یوم ولیلۃ'' میں طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دعوات میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کیا میں تجھے یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل کیوں بنایا؟ فرمایا کیونکہ وہ صبح و شام یہ کہا کرتے تھے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝١٧ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔

امام ابوداؤد، طبرانی، ابن سنی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے صبح کے وقت یہ کہا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ............وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ تو اس کے دن میں جو فوت ہوا اس کو اس نے پالیا اور جس نے رات کے وقت یہ کہا تو رات میں اس سے جو چیز فوت ہوئی اس کو اس نے پالیا۔

امام ابن مردویہ نے اور خرائطی رحمہما اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت ایک ہزار دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا تو اس نے اپنا آپ اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 35، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 36
3۔ ایضاً

کے ہاں بیچ دیا اس کا آخری دن جہنم سے آزادی کا دن ہوگا۔

امام ابن ماجہ نے اپنی تفسیر میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے عرض کی جہاں تک حمد کا تعلق ہے ہم نے اسے پہچان لیا ہے کیونکہ لوگ ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو بھی ہم نے پہچان لیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جھوٹے معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے۔ جہاں تک اللہ اکبر کا تعلق ہے نمازی اسے کہتا ہے یہ "سبحان اللہ" کیا ہے؟ قوم کے ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا عمر تو بدبخت ہو گیا کہ اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا اے امیر المؤمنین! یہ ایک ایسا اسم ہے جس کا حاصل کرنا مخلوقات پر ممنوع ہے اسی کی طرف مخلوق پناہ لیتی ہے۔ اسے اس نام سے یاد کیا جائے اسے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا ہاں بات ایسی ہی ہے۔

امام احمد، حاکم اور ضیاء رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے چار چیزوں کو پسند فرمایا سبحان اللہ، الحمد للہ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ اکبر جس نے سبحان اللہ کہا تو اس کے لیے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، بیس گناہ گرا دیے جاتے ہیں، جس نے اللہ اکبر کہا اس کے لیے بھی ایسا ہی ہے، جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اس کے لیے بھی ایسے ہی ہے، جس نے اپنے دل سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا اس کے لیے تیس نیکیاں ہیں اور اس سے تیس گناہ گرا دیے جاتے ہیں۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ان آیات کو پڑھا تو اس کے اس دن اور رات میں کوئی چیز فوت نہیں ہوگی اور اس کے دن اور رات میں سے جو فوت ہوا ہے وہ اسے پالے گا۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء، جلد 1، صفحہ 693 (1886)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝

''اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک یہ) ہے کہ اس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر تم اچانک بشر بن کر (زمین میں) پھیل رہے ہو۔ اور اس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہاری جنس سے بیویاں تا کہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرما دیئے تمہارے درمیان محبت اور رحمت (کے جذبات) بیشک اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے نیز تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف۔ بیشک اس میں بھی نشانیاں ہیں اہل علم کے لیے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا رات کے وقت اور دن کے وقت تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل کو۔ بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔ اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈرانے اور امید دلانے کے لیے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی اور زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقلمند ہیں۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ قائم ہے آسمان اور زمین اس کے حکم سے۔ پھر جب بلائے گا تمہیں زمین سے تو تم فوراً باہر نکل آؤ گے۔ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ سب اس کے تابع فرمان ہیں۔''

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جو چیز بھی ہے وہ آیات ہیں۔ انہیں کی مدد سے تم اللہ تعالیٰ کو پہچانو گے۔ تم اس کا دیدار نہیں کر سکو گے کہ دیدار کر کے اسے پہچانو۔ بلکہ تم اس کی آیات اور مخلوقات کے ذریعے اسے پہچانو گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور اَزْوَاجًا سے مراد حضرت حوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی ایک پسلی سے پیدا کیا۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے مَّوَدَّةً کا معنی جماع اور رَّحْمَةً کا معنی اولاد نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ دونوں اللہ کے حکم سے قائم ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں آسمان سے بلائے گا تو وہ زمین سے نکل آئیں گے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 41

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اِذَآ اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ یعنی تم قبروں سے نکلو گے۔
امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ازہر بن عبداللہ جزاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب کسی مصیبت زدہ کو پکڑتے تو یہ آیت وَ مِنۡ اٰیٰتِهٖۤ ...... اَنۡتُمۡ تَخۡرُجُوۡنَ پڑھتے۔
امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے سب اس کے اطاعت گزار ہیں یعنی زندگی، دوبارہ اٹھانے اور موت میں۔ اس کے علاوہ عبادت کے معاملہ میں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔(1) واللہ اعلم۔

وَ هُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ وَ هُوَ اَهۡوَنُ عَلَیۡهِ ؕ وَ لَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲۷﴾

"اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر (فنا کرنے کے بعد) اسے دوبارہ بنائے گا اور یہ آسان تر ہے اور اسی کے لیے برتر شان ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفار نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی مخلوق کو دوبارہ اٹھانا اسے پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔(2)

آدم بن ابی ایاس، فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے: دوبارہ اٹھانا اس پر پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے اور پہلی دفعہ پیدا کرنا اس پر آسان ہے۔(3)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَهۡوَنُ کا معنی ایسر نقل کیا ہے یعنی وہ زیادہ آسان ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: تمہاری عقلوں میں ایک شے کو دوسری شے کی طرف لوٹانا زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ایسی شے کی طرف ابتدا کی جائے جو نہ تھی۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مخلوق کے لیے اعادہ آسان ہوگا کیونکہ وہ قیامت کے روز اسے فرمائے گا کن فیکون جبکہ انسان کی پیدائش نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون کی صورت میں اور پھر گوشت کے لوتھڑا کی صورت میں ہوتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب آسان ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَیۡسَ کَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ (الشوریٰ:11)(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 43، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 43 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 45

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کا مطلب ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ایسے ہی ہے جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے یعنی اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔(1)

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

"اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے تمہارے لیے ایک مثال تمہارے ہی حالات میں سے۔(یہ بتاؤ) کیا تمہارے غلام تمہارے حصہ دار ہوتے ہیں اس مال میں جو ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے۔یوں کہ تم (اور وہ) اس میں برابر کے حصہ دار بن جاؤ۔حتیٰ کہ تم ڈرنے لگو ان سے جیسے تم ڈرتے ہو آپس میں ایک دوسرے سے۔یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی (نشانیاں) اس قوم کے لیے جو عقلمند ہے۔بلکہ پیروی کرتے رہے ظالم اپنی (نفسانی) خواہشات کی بغیر کسی دلیل کے۔پس کون ہدایت دے سکتا ہے جسے (پیہم نافرمانی کے باعث) اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے۔اور ان لوگوں کا کوئی مددگار نہیں۔"

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک اس طرح تلبیہ کہتے تھے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكٌ هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ معبودوں کے بارے میں ہے۔اس بارے میں وہ ارشاد فرماتا ہے تم ان سے ڈرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بنیں جیسے تم ایک دوسرے کے وارث بنتے ہو۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بیان فرمائی ہے جو مخلوقات میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے۔وہ ارشاد فرماتا ہے کیا تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو اپنے غلام کو اپنے مال، اپنی جان، بستر اور بیوی میں شریک کرے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ اس

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 506، دار الفکر بیروت
3۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 46

بات کو پسند نہیں فرماتا کوئی مخلوقات میں سے اس کا شریک ٹھہرائے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾

"پس آپ کرلیں اپنا رخ دین (اسلام) کی طرف پوری یکسوئی سے۔ (مضبوطی سے پکڑ لو) اللہ کے دین کو جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے۔ کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد دین اسلام ہے۔ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِطْرَتَ اللّٰهِ سے مراد اسلام ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کا وہ دین جس پر اس نے مخلوقات کو پیدا فرمایا۔

امام حکیم نے نوادر الاصول میں حضرت مکحول سے روایت نقل کی ہے کہ فِطْرَتَ سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں اور الدِّيْنُ الْقَيِّمُ سے مراد مضبوط فیصلہ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن عمر صفار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فِطْرَتَ اللّٰهِ سے مراد دین اسلام ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے انہیں فرمایا اس امت کا قوام کیا ہے تو حضرت معاذ نے کہا تین چیزیں ہیں جو نجات دینے والی ہیں (۱) اخلاص: یہ وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے۔ (۲) نماز: یہی ملت ہے۔ (۳) طاعت: یہی عصمت ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِخَلْقِ اللّٰهِ سے مراد اللہ کا دین ہے۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ، قتادہ، ضحاک، ابراہیم اور ابن زید رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (5)

امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں، اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 48 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 49 5۔ ایضاً

نصرانی بناتے ہیں اور اسے مجوسی بناتے ہیں جس طرح ایک مادہ مکمل بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کسی چیز کو کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابوہریرہ کہتے اگر چاہو تو پڑھ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ۔(1)

امام مالک، ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بچے کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی اور نصرانی بناتے ہیں۔ جس طرح اونٹنی ایک مکمل بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کوئی اعضاء کٹا دیکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں بتایئے جو اس وقت مر گیا جبکہ وہ چھوٹا تھا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والا تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام نسائی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر خیبر کی طرف بھیجا۔ انہوں نے مشرکوں سے جنگ کی تو ان سے بچے بھی قتل ہو گئے۔ جب مسلمان لشکر واپس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچوں کو قتل کرنے پر تمہیں کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مشرکوں کے بچے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هَلْ خِيَارُكُمْ اِلَّا اَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ تم میں سے بہترین مشرکوں کی اولاد ہیں۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی زبان اس کے بارے میں اظہار کرتی ہے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٙ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب القدر، باب معنی کل مولود ولد علی الفطرۃ، جلد 16، صفحہ 169 (2658)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾

’’(اے غلامانِ مصطفیٰ تم بھی اپنا رخ اسلام کی طرف کرلو) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز کو اور نہ ہو جاؤ (ان) مشرکوں میں سے جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا اپنے دین کو اور خود گروہ گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو کوئی تکلیف تو پکارنے لگتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف پھر جب (ان کی فریاد کو قبول فرما کر) چکھاتا ہے انہیں رحمت اپنی جناب سے تو یکا یک ایک گروہ ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔ (اچھا!) ناشکری کرلیں اس نعمت کی جو ہم نے دی ہے انہیں پس (اے ناشکرو!) لطف اٹھالو تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ کیا ہم نے اتاری ہے ان پر کوئی دلیل۔ پس وہ گواہی دیتی ہے اس شرک کی (سچائی) کی جو وہ کرتے ہیں۔ اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت (کا مزہ) تو وہ اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر پہنچتی ہے انہیں کوئی تکلیف بوجہ ان کرتوتوں کے جو آگے بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ کیا انہوں نے (بارہا) مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لے آئے ہیں۔ پس دو رشتہ دار کو اس کا حق نیز مسکین اور مسافر کو۔ یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو رضائے الٰہی کے طلب گار ہیں اور وہی لوگ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوں گے۔ اور جو روپیہ تم دیتے ہو بیاج پر تاکہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے مالوں میں (سن لو!) اللہ کے نزدیک یہ نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ تم دیتے ہو رضائے الٰہی کے طلب گار بن کر پس یہی لوگ ہیں (جو اپنے مالوں کو) کئی گنا کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں رزق دیا پھر (مقرر وقت پر) تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ہے جو کر سکتا ہو ان کاموں میں سے کوئی۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) اور بلند ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔‘‘

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مُنِيْبِيْنَ کا معنی ہے توبہ کرنے والے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ سے مراد یہودی و نصاریٰ ہیں اور اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا سے مراد ہے کہ ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو انہیں اس بات کا حکم دیتی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے جو انہیں شرک کرنے کا کہتی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابْنَ السَّبِیْلِ سے مراد مہمان ہے۔ یہی وہ نیکی ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور انہیں دس گنا یا اس سے زائد عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں: ایک ربا میں کوئی حرج نہیں اور ایک ربا صحیح نہیں۔ وہ ربا جس میں کوئی حرج نہیں وہ آدمی کا دوسرے آدمی کو ہدیہ دینا ہے جس کے بدلے میں وہ زیادتی کا طالب ہو یا اس سے کئی گنا کا طالب ہو۔

امام ابن جریر نے ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں ربا سے مراد تحائف ہیں۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت سے مراد ہے کہ انسان اپنا مال دے اور اس کے بدلے میں زیادہ کا خواہش مند ہو۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ عطیہ ہے جو تم دیتے ہو تا کہ دنیا میں ہی اس کا بدلہ تمہیں دیا جائے، اس میں کوئی اجر نہیں ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں جس ربا کا ہے وہ حلال ربا ہے۔ وہ یہ کہ تو کسی کو تحفہ دے اور بدلہ میں زیادہ کا ارادہ کرے۔ اس میں اس کے لیے نہ اجر ہوتا ہے اور نہ ہی گناہ ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر اس سے منع کیا گیا ہے وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ (المدثر)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک انسان کوئی چیز دیتا ہے تا کہ اس کے بدلہ میں کوئی چیز دی جائے اور زیادہ دی جائے۔ وہ تحفہ جو اللہ کی رضا کے لیے دیتا ہے اور ساتھی سے کسی اجر اور بدلہ کا طالب نہیں ہوتا تو یہ وہ عمل ہے جس کا اللہ تعالیٰ کئی گنا بدلہ عطا فرماتا ہے۔

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنْ زَكٰوةٍ سے مراد صدقہ ہے۔(5)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 52
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 54
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 56

الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾

"پھیل گیا ہے فساد بَرّ اور بحر میں بوجہ ان کرتوتوں کے جو لوگوں نے کیے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ چکھائے انہیں کچھ سزا ان کے (برے) اعمال کی شاید وہ باز آ جائیں۔ (اے محبوب!) آپ (انہیں) فرمایئے سیر و سیاحت کرو زمین میں اور دیکھو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے، ان میں سے اکثر مشرک تھے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلْبَرِّ وَالْبَحْرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ بر اس خشک زمین کو کہتے ہیں جس کے قریب دریا نہ ہو اور بحر ان شہروں اور دیہاتوں کو کہتے ہیں جو دریا کے کناروں پر ہوں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ برکت میں کمی بندوں کے اعمال کے باعث ہوتی ہے تا کہ وہ توبہ کریں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْفَسَادُ سے مراد قحط سالی ہے۔ ان سے کہا گیا بارش کا کم ہونا سمندر کو تو کچھ نقصان نہیں دیتا۔ تو عکرمہ نے کہا جب بارش کم ہو جاتی ہے تو اس کی گہرائی میں کمی آ جاتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ خشکی ہے اور یہ سمندر ہے، اس میں کیا فساد واقع ہوتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جب بارش کم ہو جاتی ہے تو گہرائی میں کمی آ جاتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن رفیع سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْفَسَادُ سے مراد بارش کا نہ ہونا ہے۔ ان سے سوال کیا گیا سمندر میں اس سے کیا فساد ظاہر ہوتا ہے؟ کہا جب بارش نہ ہو تو سمندر کے جانور اندھے ہو جاتے ہیں۔

امام فریابی نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر سے مراد بے آب و گیاہ جنگل اور بحر سے مراد بستیاں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر کو تو ہم نے پہچان لیا ہے تو بحر سے کیا مراد ہے؟ کہا عرب شہروں کو بحر کا نام دیتے ہیں۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فساد البر سے مراد انسان کا اپنے بھائی کو قتل کرنا ہے اور فساد البحر سے مراد یہ ہے کہ بارش کا زبردستی کشتیاں غصب کر لینا ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر اور بحر میں فساد یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تھا۔ لوگوں میں سے رجوع کرنے والے لوگ آئے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر سے مراد وہ بستی ہے جو سمندر سے دور ہو جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ اور بحر سے مراد وہ بستی ہے جو سمندر کے کنارے ہو جیسے کوفہ، بصرہ اور شام۔ اور بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 58 3۔ ایضاً

النَّاس سے مراد ان کے برے اعمال ہیں جو انہوں نے کیے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بحر سے مراد جزائر ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے شاید وہ توبہ کرلیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شاید گناہوں سے توبہ کرلیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال خبیثہ کی وجہ سے زمین اور سمندر میں تباہی مچادی۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ شاید ان کے بعد لوگ ان اعمال سے لوٹ آئیں۔(2)

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٤٦﴾

"پس کرلو اپنا رخ اس دین قیم کی طرف اس سے پہلے کہ آجائے وہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسے ٹلنا نہیں اس روز یہ لوگ جدا جدا ہوجائیں گے۔ جس نے کفر کیا تو اس پر ہے کفر کا وبال اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو وہ اپنے لیے ہی راہ ہموار کررہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ بدلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اپنے فضل وکرم سے۔ بیشک وہ پسند نہیں کرتا کفار کو۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو (بارش کا) مژدہ سناتے ہوئے نیز تاکہ وہ تمہیں چکھائے اپنی رحمت سے اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم طلب کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔"

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دین قیم سے مراد اسلام ہے اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ سے مراد یوم قیامت ہے۔ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ کا معنی ہے ایک جماعت جنت میں اور ایک جماعت جہنم میں ہوگی۔(3)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے يَّصَّدَّعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بکھر جائیں گے۔(4)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس دن جماعتوں میں بکھر جائیں گے اور یہ آیت پڑھی فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿١٥﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 59 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 58 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 60 4۔ ایضاً

فَأُولَٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ۝ (الروم) کہا یہ اس وقت ہوگا جب وہ تقسیم ہوکر جنت یا جہنم کی طرف جائیں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے ''حلیہ میں'' اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''عذاب قبر'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قبر میں پہلوؤں کو درست کریں گے۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بارش کی خوشخبری دینے والیاں بنا کر بھیجتا ہے۔ رحمت سے مراد بارش ہے۔ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ تا کہ کشتیاں سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور تا کہ تم کشتیوں میں تجارت کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہو۔(3)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۴۷

''اور بیشک ہم نے بھیجے آپ سے پہلے پیغمبر ان کی قوموں کی طرف۔ پس وہ لے کر آئے ان کے پاس روشن دلیلیں۔ پس ہم نے بدلہ لیا ان سے جنہوں نے جرم کیے اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے اہل ایمان کی امداد فرمانا۔''

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان بھی اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا کہ قیامت کے روز اس سے جہنم کی آگ کو دور کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ۝۴۸ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ۝۴۹ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝۵۰ وَ لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ۝۵۱

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، پس وہ اٹھاتی ہیں بادل کو، پس اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا ہے اسے آسمان پر جس طرح چاہتا ہے۔ اور کر دیتا ہے اسے ٹکڑے ٹکڑے۔ پھر تو دیکھتا ہے بارش کو کہ ٹپکنے لگتی ہے اس میں سے۔ پھر جب پہنچاتا ہے اسے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اس وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ اگر چہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 60 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 61 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 62

بندے اس سے پہلے کہ ان پر بارش ہوتی مایوس ہو چکے تھے۔ پس (چشم ہوش سے) دیکھو رحمت الٰہی کی علامتوں کی طرف (تمہیں پتہ چلے گا) کہ وہ کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد۔ بیشک وہی خدا مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور اگر ہم بھیج دیتے ایسی ہوا (جس کے اثر سے) وہ دیکھتے اپنے سرسبز کھیتوں کو کہ وہ زرد ہو گئے ہیں تو اسکے باوجود وہ کفر پر اڑے رہتے۔"

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے "العظمہ" میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دیتا ہے وہ بادلوں کو خافقین (آسمان کے کنارے جب وہ ملیں) کے درمیان سے لاتی ہیں، اسے نکالتی ہیں، پھر پھیلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آسمان میں جیسے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔ پانی بادل پر بہتا ہے۔ پھر اس کے بعد بادل بارش برساتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا بھیجتا ہے، وہ پانی کو بادل سے اٹھا لیتی ہے اور پانی کے ساتھ بادل کے پاس سے گزرتی ہے اسے نچوڑا جاتا ہے جیسے اونٹنی کو دھویا جاتا ہے۔ موسلا دھار بارش مشک کا منہ کھولنے کی طرح ہے مگر وہ جدا جدا ہوتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اسے جمع کرتا ہے۔ پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتا ہے۔(1)

امام ابو یعلیٰ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتا ہے، اس کے بعض کو بعض پر رکھتا ہے۔ تو دیکھے گا کہ بارش اس کے درمیان سے نکلتی ہے۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْوَدْقَ کا معنی بارش نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا آسمان کے نیچے آسمان بنا دیا ہے اور لَمُبْلِسِيْنَ کا معنی ہے وہ مایوس تھے۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

"پس آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں اپنی پکار (خصوصاً) جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔ اور نہ آپ ہدایت دے سکتے ہیں اندھوں کو ان کی گمراہی سے۔ آپ نہیں سنا سکتے مگر انہیں جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر پس وہ گردن جھکائے ہوئے ہیں۔"

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

غزوۂ بدر کے مشرک مقتولوں کو چند دن اسی طرح رہنے دیا یہاں تک کہ ان کے جسم گلنے سڑنے لگے۔ پھر حضور ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں ندا کرنے لگے فرمایا اے امیہ بن خلف، اے ابوجہل بن ہشام، اے عتبہ بن ربیعہ! کیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے تم نے سچا پایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی آواز کو سنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ انہیں تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں کیا وہ آواز (1) سنتے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (2)

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ بدر کی کھائی پر کھڑے ہوئے پوچھا کیا تم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا؟ پھر فرمایا بیشک وہ اب اس کو سن رہے ہیں جو میں انہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ سے کی گئی تو حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اب وہ جانتے ہیں کہ جو میں انہیں کہتا تھا وہ حق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ (3)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے قتادہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے حضرت انس بن مالک نے حضرت ابوطلحہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کے چوبیس سرداروں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں بدر کے انتہائی بدحال کنویں میں پھینک دیا گیا۔ حضور ﷺ کا معمول مبارک تھا جب کسی قوم پر فتح پاتے تو تین دن تک کھلی جگہ ٹھہرتے۔ جب بدر میں تیسرا دن ہوا تو سواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ کے صحابہ بھی آپ کے پیچھے ہولیے۔ صحابہ نے کہا آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے جارہے ہیں یہاں تک کہ آپ کنویں کے کنارے کھڑے ہوگئے۔ حضور ﷺ انہیں ان کے اپنے اور ان کے آباء کے ناموں سے پکارنے لگے۔ اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ بات خوش کرتی کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا اسے ہم نے حق پایا ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے بھی سچا پایا ہے؟ حضرت عمر نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ تو ایسے جسموں سے گفتگو کررہے ہیں جن میں روحیں ہی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میں کہتا ہوں وہ تماری بنسبت اسے زیادہ سنتے ہیں۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور ﷺ کی بات سنائی۔ مقصود شرمندہ کرنا۔ ان کی حقارت بیان کرنا، سزا دینا، حسرت کا اظہار کرنا اور شرمندہ کرنا تھا۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ

1۔ آیت میں موتی سے مراد مردہ دل ہیں تفسیر خازن النمل میں ہے یعنی موتی القلوب وہم الکفار علامہ بغوی نے کہا الکفار اور علامہ قرطبی نے کہا موتی القلوب جن کے دل مردہ ہیں۔ آج کل سماع موتی پر جو بحث جاری ہے اس کے بارے میں حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے ضمن میں خوبصورت مقالہ تحریر کیا ہے، اس کی طرف رجوع کیجئے۔

2۔ صحیح مسلم، باب عرض المقعد علی المیت، جلد 2، صفحہ 387، قدیمی کتب خانہ کراچی 3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 567، قدیمی کتب خانہ کراچی

4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 566، قدیمی کتب خانہ کراچی

عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی کہ نبی کریم ﷺ نے اہل بدر کو ندا کی تھی۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾

"اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں (ابتداء میں) کمزور پیدا فرمایا پھر عطا کی (تمہیں) کمزوری کے بعد قوت پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دے دیا۔ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے"۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، ابو داؤد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن منذر، طبرانی، شیرازی نے "القاب" میں، دارقطنی نے "افراد" میں، ابن عدی، حاکم، ابو نعیم نے "حلیہ" میں، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے "تالی التلخیص" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ پر اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ پڑھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے بیٹے! یہ من ضُعفٍ ہے۔

امام خطیب نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ پڑھا۔

ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سورۂ روم میں اس لفظ کو ضُعف پڑھتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ من ضعف سے مراد نطفہ ہے اور مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً میں ضُعْفٍ سے مراد بڑھاپا ہے اور شَیْبَةً سے مراد سر کے بالوں کا سیاہ و سفید ہونا ہے۔(1)

وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ٘ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ لَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَ لَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 66، دار احیاء التراث العربی بیروت

إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ۝

''اور جس روز قیامت قائم ہوگی قسمیں اٹھائیں گے مجرم کہ نہیں ٹھہرے وہ (دنیا میں) مگر ایک گھڑی۔ یونہی وہ (پہلے بھی) غلط بیانی کیا کرتے تھے۔ اور کہیں گے وہ لوگ جنہیں علم اور ایمان دیا گیا (انہیں) کہ تم ٹھہرے رہے ہو نوشتہ الٰہی کے مطابق روز حشر تک۔ پس یہ (آ گیا) ہے یوم محشر لیکن تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس دن نہ نفع دے گی ظالموں کو ان کی عذر خواہی اور نہ انہیں اجازت ہوگی۔ توبہ کر کے اللہ کو راضی کر لیں۔ اور بیشک ہم نے بیان فرمائی ہے لوگوں (کے بھلے) کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال۔ اور اگر آپ لے آئیں ان کے پاس کوئی نشانی تو (جواباً) یہی کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نہیں ہو تم مگر باطل پرست۔ یونہی مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو (حق کو) نہیں جانتے۔ سو آپ صبر فرمائیں بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور آپ کو پھسلا نہ دیں (راہ حق سے) وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یعنی وہ دنیا میں صرف ایک گھڑی رہے ہیں۔ جب وہ آخرت کو دیکھیں گے تو قیام دنیا کی مدت کو قلیل جانیں گے۔ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ اسی طرح وہ دنیا میں جھوٹ بولا کرتے تھے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا یہ کلام کی تقدیم اور تاویل ہے یعنی وہ لوگ جنہیں ایمان اور علم عطا کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا اللہ کی کتاب میں ہے تم قیامت کے دن تک وہاں رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں برزخ میں قیامت کے دن تک ٹھہرے۔ قیامت کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ۝ (طٰہٰ)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خارجی نے حضرت علی شیر خدا کو آواز دی جبکہ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (الزمر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالت نماز میں ہی اسے جواب دیا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتها ۳۴ سُوْرَۃُ لُقْمٰنَ مَکِّیَّۃٌ ۳۱ رکوعاتہا ۴

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ لقمان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ لقمان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے تین آیات کے جو مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔ وہ یہ ہیں وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَۃٍ اَقْلَامٌ (لقمان:27)

امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھتے تو ہم آپ سے سورۂ لقمان اور سورۂ ذاریات سے ایک آیت کے بعد دوسری آیت سنتے۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖۗ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۶﴾

''الف۔لام۔میم۔ یہ آیتیں ہیں قرآن حکیم کی، سراپا ہدایت اور رحمت ہے نیکوکاروں کے لیے، وہ جو صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور یہی لوگ ہیں جو آخرت پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ہدایت پر ہیں اپنے رب کی توفیق سے اور یہی لوگ دونوں جہانوں میں کامران ہیں۔ اور کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو بیوپار کرتے ہیں (مقصد حیات سے) غافل کردینے والی باتوں کا تاکہ بھٹکاتے رہیں راہ خدا سے (اس کے نتائج بد سے) بےخبر ہوکر اور اس کا مذاق اڑاتے رہیں۔ یہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد باطل بات ہے۔ ایسا کرنے والا حارث بن علقمہ تھا۔ اس نے عجمیوں کے قصے اور ان کے زمانہ کے کارناموں والی کتابیں خریدیں۔ وہ حیرہ اور شام کی کتابیں لکھتا اور قرآن حکیم کی تکذیب کرتا۔ اس نے قرآن حکیم سے اعراض کیا اور ایمان نہ لایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے شراء سے مراد اس کا

1۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی الظہر، جلد 1، صفحہ 153، قدیمی کتب خانہ کراچی

پسند کرتا ہے۔ قتادہ نے کہا کسی انسان کی گمراہی کے لیے کافی ہے کہ حق بات پر باطل بات کو پسند کرتا ہے۔ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا یعنی اس کے ساتھ استہزا کرتا ہے اور اسے جھٹلاتا ہے۔ (1)

فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستہ کا مذاق اڑاتا ہے۔ (2)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد باطل بات ہے، وہ نغمہ وغیرہ ہے۔ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد قرآن پڑھنا اور اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ یہ آیت ایک قریشی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نغمہ گانے والی ایک لونڈی خریدی تھی۔ (3)

امام جو یبر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے لونڈی خریدی ہوئی تھی۔ وہ کسی بھی آدمی کے بارے میں یہ سنتا کہ وہ اسلام کا ارادہ کر رہا ہے تو اسے اپنی لونڈی کے پاس بھیج دیتا۔ لونڈی سے کہتا اسے کھانا کھلاؤ، شراب پلاؤ اور نغمہ سناؤ اور کہتا یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوت دیتے ہیں جیسے نماز، روزہ اور یہ کہ تو جہاد کرے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں۔ گانے بجانے والی لونڈیاں نہ بیچو، نہ انہیں خریدو اور نہ ہی انہیں تعلیم دو ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں، ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں، ان کی قیمت حرام ہے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (4)

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے گانا بجانے والی لونڈی، اس کی خرید و فروخت، اس کی قیمت، اس کی تعلیم اور اس کے سننے کو حرام قرار دیا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا اور اس قسم کی چیزیں ہیں۔ (5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد گانا گانے والی لونڈی کو خریدنا ہے۔ (6)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسی لونڈیاں جو گانا گاتی ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 71,75، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 75
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 73,75
4۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ لقمان، جلد 5، صفحہ 322 (3195)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 72
6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 73

شعب الایمان میں حضرت ابوصہباء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کی قسم لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا گانا ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت شعیب بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے لَهْوَ الْحَدِيْثِ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس سے مراد گانا ہے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا گانا اور ہر قسم کا لہو ولعب ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ کی سند سے وہ حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کرتے ہیں کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا گانا ہے مجاہد نے کہا یہ فضول بات ہے۔

ابن ابی حاتم نے عطاء خراسانی سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لَهْوَ الْحَدِيْثِ سے مراد گانا گانا ہے اور باطل بات کرنا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل ہے کہ یہ آیت گانا گانے اور آلات لہو ولعب کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ گانا دل میں نفاق اس طرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتی ہے۔ اور ذکر دل میں ایمان اس طرح پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔(4)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ غناء دل میں نفاق پید کرتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی سواری پر سوار ہو اور وہ بسم اللہ شریف نہ پڑھے تو شیطان اس کے پیچھے بیٹھ جاتا ہے۔ شیطان اسے کہتا ہے گانا گا۔ اگر وہ اچھی طرح نہ گا سکتا ہو تو وہ اسے کہتا ہے اس کی آرزو کر۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی آدمی گانے کے ساتھ اپنی آواز بلند نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو شیطان بھیجتا ہے جو اس کے کندھوں پر بیٹھ جاتے ہیں۔ وہ اپنی ایڑیاں اس کے سینے پر مارتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ گانا گانے سے رک جائے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ حضرت شعبی رحمہ اللہ سے وہ قاسم بن محمد سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان سے غناء کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا میں تجھے اس سے منع کرتا ہوں اور تیرے لیے اسے ناپسند کرتا ہوں۔ سائل نے پوچھا کیا وہ حرام ہے؟ فرمایا اے بھتیجے! جب اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل سے جدا کر دیا ہے تو ان دونوں میں سے غناء کو کس میں رکھا جائے گا؟۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گانا گانے والے اور جس کے لیے گانا گایا جا رہا ہو دونوں پر لعنت کی ہے۔(5)

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 278 (5096)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 73 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 279 (5101)، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 280 (5105)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غناء بدکاری کا تعویذ ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابوعثمان لیثی سے روایت نقل کی ہے کہ یزید بن ولید ناقص نے کہا اے بنی امیہ! غناء سے بچو کیونکہ یہ حیا کم کر دیتا ہے، شہوت میں اضافہ کرتا ہے، مروت کو گرا دیتا ہے، یہ شراب کے قائم مقام ہے، یہ وہی کچھ کرتا ہے جو نشہ کرتا ہے۔ اگر تم ضرور ایسا کرنے والے ہو تو عورتوں کو اس سے دور رکھو کیونکہ گانا بدکاری کو دعوت دینے والا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے ابوجعفر عمر بن عبداللہ اموی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بچوں کے استاد کی طرف خط لکھا: یہ خط اللہ کے بندے عمر امیر المومنین کی جانب سے سہل کی طرف ہے جو اس کا غلام ہے اما بعد! میں نے اپنی اولاد کی تربیت کے لیے اپنی بجائے تجھے منتخب کیا ہے، میں نے اپنے بچوں کو تیرے سپرد کیا ہے، تیرے علاوہ کسی اور غلام اور خاص الخاص معتمدین کے سپرد نہیں کیا، ان کے ساتھ سختی سے پیش آؤ کیونکہ یہ ان کے آگے بڑھنے کو زیادہ ممکن بنائے گی۔ عام صحبت اختیار نہ کرو کیونکہ عمومی سنگت غفلت پیدا کرتی ہے، زیادہ نہ ہنسا کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ تیری تعلیم سے سب سے پہلے جس چیز کا وہ اعتقاد رکھیں وہ لہو ولعب سے نفرت ہونی چاہیے جس کا آغاز شیطان کی جانب سے ہوتا ہے، اس کا انجام رحمٰن کی ناراضگی ہے، اصحاب علم میں سے ثقہ لوگوں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لہو ولعب کے آلات کا سننا اور ان کا شیفتہ ہونا یہ دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی گھاس اگاتا ہے، میری زندگی کی قسم! ان مقامات پر حاضر ہونے کو ترک کر کے اپنے آپ کو بچانا دانشمندوں کے لیے زیادہ آسان ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے دل میں نفاق کو قائم رکھیں۔ جب وہ ان (گانے) سے جدا ہوتا ہے تو اسے یقین نہیں ہوتا ہے کہ اس کے کانوں نے جو سنا ہے وہ اس سے فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ ان بچوں میں سے ہر ایک کو قرآن حکیم کے ایک حصہ سے سبق شروع کراؤ۔ وہ اس کی قرأت میں خوب مضبوط ہو۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہو تو وہ اپنی کمان اور ترکش لے اور ننگے پاؤں اپنے ٹارگٹ کی طرف جائے۔ وہ سات تیر چلائے پھر قیلولہ کی طرف واپس آ جائے کیونکہ حضرت ابن مسعود کہا کرتے تھے اے بیٹو! قیلولہ کیا کرو کیونکہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت رافع بن حفص مدنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ چار قسم کے افراد ایسے ہیں قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کی طرف نہیں دیکھے گا: جادوگر عورت، نوحہ کرنی والی عورت، گانا گانے والی عورت اور عورت جب عورت سے خواہش پوری کرے اور کہا جس نے ایسا زمانہ پایا اس کے لیے لمبا غم مناسب ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن حسین سے روایت نقل کی ہے کہ وہ امت پاکیزہ نہیں ہو سکتی جس میں سارنگی ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے دو احمق اور فاجر آوازوں سے منع کیا گیا: لہو ولعب کے نغمہ اور شیطان کے آلات موسیقی کے وقت کی آواز اور مصیبت کے وقت کی آواز یعنی چہرے نوچنا، گریبان پھاڑنا اور شیطان کی غم والی آواز۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آوازیں ملعون ہیں: نغمہ کے وقت

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 280 (5105)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً

موسیقی کی آواز اور مصیبت کے وقت کی آواز۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بری کمائی بانسری بجانے والے کی کمائی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک راستہ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چل رہا تھا تو آپ نے ایک چرواہے کی بانسری بجانے کی آواز سنی۔ تو آپ نے اپنی انگلیاں کانوں میں رکھ لیں۔ پھر راستے سے ایک طرف ہو گئے۔ پھر لگاتار کہتے رہے اے نافع! کیا تو آواز سنتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے اپنی دونوں انگلیاں کانوں سے نکالیں اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے متعلق یہ سنا کہ اس کا مطلب ہے کہ آدمی کا لہو ولعب اور باطل چیزوں کو خریدنا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے ''کنی'' میں حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت گانا گانے، باطل امور اور آلات موسیقی کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام آدم، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آدمی کا گانا گانے والا اور گانا گانے والی کو کثیر مال کے بدلے میں خریدنا، ان سے گانا سننا اور اس جیسے کام کرنا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ ایک آدمی کوئی لونڈی خریدے جو اسے رات، دن گانا سناتی رہے۔(2)

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْۤ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۷

''اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اسے ہماری آیتیں تو منہ پھیر لیتا ہے تکبر کرتے ہوئے۔ گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں جیسے اس کے دونوں کان بہرے ہیں۔ سو آپ اسے دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیں۔''

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اس کا معنی ہے کہ جب اس پر ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو انہیں جھٹلاتے ہوئے منہ پھیر لیتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَقْرًا کا معنی بوجھ ہے۔(3)

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝۸ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 73، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 279 (5104)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 76

تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰

''بیشک جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے خوشیوں والے باغات ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا یہ سچا وعدہ ہے۔ اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ اس نے پیدا فرمایا آسمانوں کو ایسے ستونوں کے بغیر جنہیں تم دیکھ سکو اور کھڑے کر دیے ہیں زمین میں اونچے اونچے پہاڑ تا کہ زمین ڈولتی نہ رہے ساتھ تمہارے اور پھیلا دیے ہیں اس میں ہر قسم کے جانور اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پس اگائے ہم نے زمین میں ہر نوع کے نفیس جوڑے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فردوس اور عدن کے جنات کے درمیان جنات نعیم ہیں۔ ان میں ایسی عورتیں ہیں جو جنت کے گلاب کے پھول سے پیدا کی گئی ہیں۔ عرض کی گئی ان باغات میں کون رہائش اختیار کرے گا؟ فرمایا وہ جو گناہ کا ارادہ کریں، جب وہ میری عظمت کو یاد کریں تو وہ مجھ سے ڈرنے لگیں اور وہ جن کی پشتیں میرے ڈر کی وجہ سے دوہری ہو جائیں۔

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۱

''یہ تو ہے اللہ تعالیٰ کی تخلیق (اے مشرکو!) اب ذرا دکھاؤ مجھ کو کیا بنایا ہے اوروں نے اس کے سوا؟ (کچھ بھی نہیں) مگر یہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان و زمین کی تخلیق، اس میں جو جانور پھیلائے گئے ہیں اور جو چیزیں جوڑا جوڑا پیدا کی گئی ہیں سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہیں۔ تو مجھے دکھاؤ تو سہی کہ ان بتوں نے کیا چیزیں پیدا کی ہیں۔ (1)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۱۲ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳

''اور ہم نے عنایت فرمائی لقمان کو حکمت (ودانائی) اور فرمایا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور جو شکر ادا کرتا ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اپنے بھلے کے لیے اور جو کفران نعمت کرتا ہے تو بیشک اللہ تعالیٰ غنی ہے، حمید ہے۔ اور یاد کرو جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 78، داراحیاء التراث العربی بیروت

لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا اسے نصیحت کرتے ہوئے اے میرے پیارے فرزند! کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا۔ یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ لقمان کون تھے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ ایک حبشی تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے "زہد" میں، امام احمد، ابن ابی الدنیا نے "کتاب المملوکین" میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان ایک حبشی غلام تھے جو بڑھئی کا کام کرتے تھے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے پوچھا حضرت لقمان کے بارے میں تمہیں کیا خبر پہنچی ہے؟ فرمایا وہ چھوٹے قد کے اور نوبہ (نوبہ کا باشندہ) سے بھی زیادہ چپٹی ناک والے تھے۔

امام طبرانی، ابن حبان نے ضعفاء میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حبشیوں (سودان) کو لازم پکڑلو، ان میں سے تین افراد جنتی لوگوں کے سردار ہوں گے: حضرت لقمان حکیم، حضرت نجاشی اور حضرت بلال مؤذن۔ طبرانی نے کہا سودان سے حبشی مراد لیے ہیں۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حبشیوں کے سردار چار ہیں (۱) حضرت لقمان (۲) حضرت نجاشی (۳) حضرت بلال (۴) حضرت مجع۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان مصر کے حبشیوں میں سے تھے جن کے بڑے بڑے ہونٹ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکمت سے نوازا اور نبوت عطا نہ فرمائی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن حرملہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ حبشی حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کی خدمت میں آئے تاکہ آپ سے سوال کریں۔ حضرت سعید نے انہیں فرمایا اس وجہ سے غمگین نہ ہو کہ تم حبشی ہو، بیشک لوگوں میں سے بہترین لوگ تین حبشی ہیں (۱) حضرت بلال (۲) حضرت مجع جو حضرت عمر بن خطاب کے غلام ہیں اور (۳) حضرت لقمان حکیم، ان کا رنگ سیاہ، نوبی (نوبہ کا باشندہ) اور ہونٹ موٹے تھے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان حبشی غلام تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے "زہد" میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام حبشی غلام تھے، ہونٹ موٹے اور چوڑے قدموں والے تھے اور بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے "زہد" میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 79، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مجمع الزوائد، باب فضل السودان، جلد 4، صفحہ 430 (7209)، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 79
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام درزی تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت لقمان اپنے آقا کے لیے سب سے تابع فرمان غلام تھے، سب سے پہلی حکمت کی بات جس کا مشاہدہ کیا گیا وہ یہ تھی، اسی اثناء میں کہ وہ اپنے آقا کے ساتھ تھے کہ وہ بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو وہ اس میں زیادہ دیر تک بیٹھا رہا، تو لقمان نے اپنے آقا کو آواز دی کہ قضائے حاجت کے لیے دیر تک بیٹھنے سے جگر خراب ہو جاتا ہے، اس سے بواسیر کا مرض لگ جاتا ہے، سر کی طرف گرمی چڑھ جاتی ہے، تھوڑی دیر کے لیے بیٹھو اور باہر نکل آؤ۔ وہ باہر نکلا اور اس کی حکمت کی باتوں کو باغ کے دروازے پر لکھ دیا۔ اس کے آقا پر غشی طاری ہوئی۔ اس نے قوم پر لازم کیا کہ وہ بحیرہ کا پانی پیے گا۔ جب اسے آفاقہ ہوا تو اس سے جو کچھ واقعہ ہوا تھا اسے پہچان گیا۔ اس نے لقمان کو بلایا اور کہا اس جیسے موقعہ کے لیے میں تجھے چھپائے ہوئے تھا۔ لقمان نے کہا ان سب کو جمع کرو۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے لقمان نے پوچھا تم نے اس سے کون سی شرط باندھی تھی؟ انہوں نے کہا کہ وہ اس بحیرہ کا پانی پیے۔ لقمان نے کہا اس بحیرہ کا منبع ہے، اس کا منبع اس سے روک لو۔ لوگوں نے کہا ہم اس کا منبع کیسے روک سکتے ہیں؟ لقمان نے کہا یہ اسے کیسے پی سکتا ہے جبکہ اس کا منبع ہو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد عقل، سمجھ بوجھ اور ذہانت ہے نہ کہ نبوت۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادرالاصول'' میں حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت لقمان ایسے بندے تھے جو بہت زیادہ سوچ و بچار کرنے والے، حسن ظن رکھنے والے اور بہت شہرت رکھنے والے تھے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے محبت کی۔ اس پر حکمت کے ساتھ احسان فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے انہیں خلافت کے ساتھ ندا کی گئی۔ ان سے کہا گیا اے لقمان! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اپنا خلیفہ بنالے تو تو لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلہ کرے؟ لقمان نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھے زبردستی یہ اختیار دے تو میں قبول کرلوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا تو وہ میری مدد فرمائے گا، مجھے علم عطا فرمائے گا اور مجھے غلطی سے محفوظ رکھے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا تو میں عافیت کو قبول کروں گا اور آزمائش کا سوال نہیں کروں گا۔ فرشتوں نے کہا ایسا کیوں؟ حضرت لقمان نے کہا بادشاہ سخت ترین اور آلودہ جگہ پر ہوتا ہے۔ ہر جانب سے ظلم اس پر چھایا ہوتا ہے۔ اسے بے یارومددگار چھوڑ دیا جاتا ہے یا اس کی مدد کی جاتی ہے۔ اگر وہ درست فیصلہ کرے تو اس قابل ہے کہ نجات پائے۔ اگر غلطی کرے تو اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔ جو آدمی دنیا میں کمزور ہے وہ اس سے بہتر ہے جو دنیا میں معزز اور معروف ہے۔ جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتا ہے دنیا بھی اس سے چھن جاتی ہے اور آخرت کے ملک تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ فرشتے اس کی اچھی گفتگو سے متعجب ہوئے۔ وہ ایک لمحہ کے لیے سوئے اور حکمت کا ایک خراٹا لیا۔ بیدار ہوئے اور یہ باتیں کیں۔ ان کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو خلافت کے ساتھ ندا کی گئی۔ انہوں نے خلافت کو قبول کرلیا اور حضرت لقمان جیسی شرط نہ لگائی اور غلطی میں واقع ہو گئے۔ ان کی غلطی سے درگزر کرلیا گیا۔ حضرت لقمان اپنے علم اور حکمت سے ان کی مدد کرتے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے لقمان! تجھے مبارک ہو، تجھے حکمت دی گئی اور تجھ سے مصیبت کو دور کر دیا گیا،

داؤد کو خلافت دی گئی اور گناہ، آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا۔

امام فریابی، امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد عقل، فقہ اور سچی بات ہے نہ کہ نبوت۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکمت سے مراد اسلام میں سمجھ بوجھ ہے۔ آپ نبی نہ تھے اور نہ ہی ان کی طرف وحی کی گئی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو حکمت اور نبوت میں اختیار دیا تو حضرت لقمان نے حکمت کو نبوت پر پسند کیا۔ حضرت جبرائیل ان کے پاس آئے جبکہ یہ سوئے تھے تو ان پر حکمت ڈال دی۔ تو وہ حکمت کی باتیں کرنے لگے۔ ان سے پوچھا گیا آپ نے نبوت پر حکمت کو کیسے اختیار کیا جبکہ تیرے رب نے تجھے اختیار دیا تھا؟ تو حضرت لقمان نے کہا اگر اللہ تعالیٰ میری طرف نبوت کو قطعی حکم کے طور پر بھیجتا تو میں اس میں کامیابی کی امید رکھتا اور مجھے امید تھی کہ میں اس ذمہ داری کو پورا کر لیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا۔ تو میں اس بات سے ڈرا کہ میں کہیں نبوت کی ذمہ داریاں ادا کرنے سے کمزور نہ واقع ہوں، حکمت مجھے زیادہ پسند تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا حضرت لقمان نبی تھے؟ جواب دیا نہیں، ان کی طرف وحی نہیں کی گئی، وہ ایک صالح آدمی تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نبی تھے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت لیث رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت نبوت تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان صالح انسان تھے نبی نہ تھے۔ (4)

امام طبرانی اور رامہرمزی نے ''الامثال'' میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! علماء کی مجالس میں بیٹھا کرو، حکماء کی باتیں سنا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے مردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے جس طرح مردہ زمین بارش کے موٹے موٹے قطرات سے زندہ ہوتی ہے۔ (5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت لقمان کا ذکر کیا کہ انہیں جو عطا کیا وہ انہیں اہل، مال، حسب اور خصائل کی وجہ سے عطا نہیں کیا گیا لیکن وہ ایک ایسا انسان تھا جو ثابت قدم، خاموش، طویل سوچ و بچار کرنے والا، گہری نظر والا ہو۔ وہ دن کو کبھی نہ سوتا تھا۔ اسے کسی نے تھوکتے ہوئے، کھانستے ہوئے، بول و براز کرتے ہوئے، غسل کرتے ہوئے، فضول کھیلتے ہوئے اور ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ وہ جو بات کرتا اسے نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 78، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 79
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 80
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 80
5۔ مجمع الزوائد، باب فضل العلماء ومجالستھم، جلد 1، صفحہ 518,334، دارالفکر بیروت

لوٹاتا مگر ایسی حکمت کی بات جس کے بارے میں کوئی دوبارہ دہرانے کا مطالبہ کرے۔ اس نے شادی کی۔ اس کی اولاد ہوئی۔ وہ فوت ہوئے مگر یہ ان پر نہ رویا۔ وہ بادشاہ کے پاس رہتا حکماء کے پاس آتا تاکہ نظر وفکر کرلے اور عبرت حاصل کرے۔ اسی وجہ سے اسے عطا کیا گیا جو عطا کیا گیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''کتاب الصمت'' میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت لقمان کے پاس سے گزرا جبکہ آپ کے پاس لوگ موجود تھے۔ آپ نے پوچھا کیا تو فلاں کا غلام نہیں ہے؟ اس نے کہا ہاں بات ایسی ہے پوچھا کیا تو فلاں فلاں پہاڑ کے پاس بکریاں نہیں چراتا؟ اس نے کہا بات اسی طرح ہے۔ آپ نے پوچھا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں کس چیز نے تجھے اس مقام پر پہنچایا ہے۔ اس نے جواب دیا اللہ سے تقویٰ، سچی بات، امانت کو ادا کرنا اور بے مقصد بات سے خاموشی۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت محمد بن جہادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام احمد، حکیم ترمذی، حاکم نے ''کنی'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عمر سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیم کہا کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز عطا فرماتا ہے تو اس کی حفاظت بھی فرماتا ہے۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت فضل رقاشی رحمہ اللہ سے ''نعت الخائفین'' میں روایت نقل کی ہے: حضرت لقمان لگاتار اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ اس کا پتہ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت حفص بن عمر کندی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے پہلو میں کنگنی کی ایک تھیلی رکھی اور اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے لگے اور ایک کنگنی کا دانہ نکالتے۔ وہ دانے ختم ہوگئے۔ کہا اے بیٹے! میں نے تجھے نصیحت کی اگر میں یہ نصیحت پہاڑ کو کرتا تو وہ پھٹ جاتا تو ان کا بیٹا بھی پھٹ گیا۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہے تھے اے بیٹے! نقاب پہننے سے پرہیز کرو کیونکہ یہ رات کو خوف زدہ کرتا ہے اور دن کے وقت ذلیل ورسوا کرتا ہے۔ (3)

امام عسکری نے ''امثال'' میں، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان حضرت داؤد علیہ السلام کے غلام تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بن رہے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اسے یوں بنتے حضرت لقمان اس پر متعجب ہوتے ارادہ کرتے کہ پوچھیں مگر آپ کی حکمت سوال کرنے سے انہیں روکتی۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بننے سے فارغ ہوئے تو اسے زیب تن کیا اور کہا یہ جنگ کے لیے کتنی اچھی قمیص ہے۔ حضرت لقمان نے کہا خاموشی تاہم اس پر عمل کرنے والے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں۔ میں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 80
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 211 (3344)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 446 (3543)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سوال پوچھنے کا ارادہ کیا۔ پھر میں خاموش رہا یہاں تک کہ آپ خود ہی مجھے کافی ہو گئے۔(1)

امام احمد، بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں عون بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اللہ تعالیٰ سے امید رکھ، اس میں بھی اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہو، اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈر کہ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ بیٹے نے عرض کی: اے میرے والد! میں یہ کیسے کر سکتا ہوں جبکہ میرا دل ایک ہے؟ کہا مومن ایسا ہی ہوتا ہے، اس کے دو دل ہوتے ہیں: ایک دل کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہے اور ایک دل کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔(2)

امام بیہقی نے سلیمان تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اکثر یہ بات کہا کرو: اے میرے رب! مجھے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسی ساعت ہے جس میں وہ سائل کی دعا کو رد نہیں کرتا۔(3)

امام بیہقی، صابونی رحمہما اللہ نے ''المائتین'' میں حضرت عمر بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! میں نے تیر، لوہا اور بھاری بوجھ اٹھایا مگر میں نے برے پڑوسی سے بھاری بوجھ نہیں اٹھایا۔ اے بیٹے! میں نے ہر کڑواہٹ کو چکھا ہے مگر میں نے فقر سے بڑھ کر کوئی کڑوی چیز نہیں دیکھی۔(4)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''یقین'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا عمل کو یقین کے ساتھ کیا جاسکتا ہے۔ جس کا یقین کمزور ہوتا ہے اس کا عمل بھی کمزور ہوتا ہے۔ اے بیٹے! جب تیرے پاس شیطان شک کی طرف سے آئے تو یقین اور اخلاص کے ساتھ اس پر غلبہ پا۔ جب سستی اور اکتاہٹ کے طریقہ سے آئے تو قبر اور قیامت کو یاد کر کے اس پر غالب آ۔ جب رغبت اور رہبت کے ذریعے آئے تو اسے بتا کہ دنیا چھوڑ جانے والی اور ترک کی جانے والی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''کتاب التقویٰ'' میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ کے تقویٰ کو تجارت کے طور پر اپنا لے، نفع تیرے پاس بغیر مال کے آئے گا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ''رضا'' میں حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تجھ پر کوئی بھی امر واقع ہو جسے تو پسند کرتا ہو یا ناپسند کرتا ہو مگر اپنے دل میں یہ بات بٹھا لے کہ وہ تیرے حق میں بہتر ہے۔ بیٹے نے کہا کیا یہی۔ تو پھر میں تجھے عطا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا سوائے اس کے کہ میں وہ جانوں جو تو نے کہا جیسا کہا۔ کہا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجا، آؤ تاکہ تو اس کی بارگاہ میں حاضر ہو اور تو اس کی تصدیق کرے۔ تو بیٹے نے کہا اے باپ! چلو۔ وہ ایک گدھے پر نکلے۔ ان کا بیٹا دوسرے گدھے پر تھا۔ دونوں نے زاد راہ لیا۔ پھر چند دن اور رات چلتے رہے یہاں تک کہ انہیں ایک جنگل نے آلیا۔ دونوں نے اپنا سامان لیا اور اس میں داخل ہو گئے۔ وہ چلتے رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا یہاں تک کہ دوپہر ہو گئی۔ دن لمبا ہو گیا۔ گرمی سخت ہو گئی۔ پانی اور زاد راہ ختم ہو گیا۔ انہوں نے اپنے گدھوں کو روکا، نیچے اترے پھر انہیں سختی سے ہانکنے لگے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ حضرت لقمان نے اپنے سامنے سیاہی اور

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 264 (5026)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 18 (1046)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 56 (1161)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 231 (4891)

دھواں دیکھا۔ اپنے دل میں کہا یعنی درخت دخان یعنی آبادی اور لوگ۔ وہ اسی طرح سختی سے گدھوں کو ہانکتے رہے کہ راستہ میں حضرت لقمان کے بیٹے کا قدم ہڈی پر پڑا۔ وہ بے ہوش ہو کر اس پر گر پڑا۔ حضرت لقمان تیزی سے اس کی طرف لپکے۔ بیٹے کو سینے سے لگایا اور اپنے دانتوں سے اس ہڈی کو نکالا۔ پھر بیٹے کو دیکھا تو آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ بیٹے نے کہا اے ابا جان! تم روتے ہو اور یہ بھی کہتے ہو یہ میرے لیے بہتر ہے۔ یہ میرے حق میں کیسے بہتر ہے؟ جبکہ کھانا اور پانی ختم ہو چکا ہے۔ میں اور تو اس جگہ باقی ہیں۔ اگر تو چلا جائے اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دے تو غم واندوہ کے ساتھ جائے گا۔ یہ غم واندوہ اس وقت تک رہے گا۔ جب تک تو باقی رہے گا اگر تو ہمارے ساتھ رہے گا تو ہم سب مر جائیں گے۔ حضرت لقمان حکیم نے کہا اے بیٹے! جہاں تک میرے رونے کا تعلق ہے وہ تو والدین کے فراق کا رونا ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہ میرے حق میں کیسے بہتر ہے؟ شاید جس مصیبت سے تجھے محفوظ رکھا گیا ہے وہ اس مصیبت سے عظیم ہے جس میں تجھے مبتلا کیا گیا ہے۔ شاید تجھے جس مصیبت میں مبتلا کیا گیا ہے وہ اس سے آسان ہو جس کو تجھ سے پھیرا گیا ہے۔ پھر لقمان نے سامنے دیکھا تو نہ دھواں دیکھا اور نہ ہی سیاہی دیکھی۔

اچانک ایک شخص دیکھا جو چتکبرے گھوڑے پر آرہا تھا جس نے سفید کپڑے زیب تن کر رکھے تھے۔ ایک سفید عمامہ (اس کے سر پر) تھا جو ہوا کو چھو رہا تھا۔ حضرت لقمان لگا تار اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ پھر اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا پھر یوں چیخا تو لقمان ہے؟ لقمان نے کہا ہاں۔ پوچھا تو حکیم ہے؟ کہا بات اسی طرح ہے۔ پوچھا تیرے بیٹے نے تجھے کیا کہا؟ لقمان نے پوچھا اللہ کے بندے تو کون ہے؟ میں تیری بات تو سنتا ہوں اور تیرا چہرہ نہیں دیکھتا۔ کہا میں جبرائیل ہوں۔ میرے رب نے اس شہر اور اس میں رہنے والوں کو زمین میں دھنسا دیا ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ تم اس شہر کا ارادہ کرتے ہو۔ میں نے اپنے رب سے دعا کی کہ تمہیں اس سے شہر سے روکے جس کے ساتھ چاہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس چیز کے ساتھ اس شہر سے روکا جیسا چاہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہیں بھی انہیں کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جاتا جنہیں زمین میں دھنسایا گیا۔ پھر حضرت جبرائیل امین نے اپنا ہاتھ بچے کے قدم پر مارا۔ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس چیز پر ہاتھ مارا جس میں کھانا تھا تو وہ کھانے سے بھر گئی۔ جس میں پانی تھا اس میں ہاتھ مارا تو وہ پانی سے بھر گیا۔ پھر حضرت لقمان اس کے بیٹے اور ان کے گدھوں کو اٹھایا اور انہیں لے کر تیزی سے اترے جیسے پرندے تیزی سے اترتے ہیں۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ اسی گھر میں ہیں جس سے چند دن پہلے نکلے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن رباح لخمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تو کنگنی کا ایک دانا لیا، اسے یرموک لے آئے۔ اسے اپنے سامان تجارت میں پھینکا۔ پھر وہاں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر یاد آیا۔ اپنا ہاتھ بڑھایا۔ ایک مکھی اس دانے کو لائی اور آپ کی ہتھیلی پر اسے رکھ دیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں امام مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا صحت جیسی دولت نہیں اور خوش دلی جیسی نعمت نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا جو جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے، جس کے اخلاق برے ہوتے ہیں اس کا غم زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ چٹانوں کو اپنی جگہوں سے منتقل کرنا زیادہ آسان ہے اس چیز سے کہ اسے بات سمجھائی جائے جو سمجھتا نہ ہو۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں اور بیہقی نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا میں نے بڑے پتھر، لوہا اور ہر وزنی چیز اٹھائی ہے۔ میں نے برے پڑوسی سے بھاری چیز نہیں اٹھائی۔ میں نے ہر کڑواہٹ دیکھی ہے، فقر سے زیادہ کڑوی چیز نہیں دیکھی۔ اے بیٹے! جاہل کو قاصد بنا کر نہ بھیج۔ اگر تو حکیم کو نہ پائے تو اپنا قاصد خود بن جا۔ اے بیٹے! جھوٹ سے بچ۔ یہ چڑیا کے گوشت کی طرح لذیذ ہے، ہر اس تھوڑی چیز سے جسے آدمی پکاتا ہے۔ اے بیٹے! جنازوں میں حاضر ہوا کر، شادیوں میں نہ جایا کر کیونکہ جنازے تجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں اور شادی تجھے دنیا کی خواہش دلاتی ہے۔ اے بیٹے! سیر پر سیر ہو کر نہ کھا۔ اگر تو اس کھانے کو کتے کے سامنے پھینک دے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تو خود اسے کھائے۔ اے بیٹے! اتنا میٹھا بھی نہ بن کہ تجھے نگل لیا جائے اور نہ اتنا کڑوا ہو جا کہ تجھے باہر پھینک دیا جائے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اس مرغے سے بھی عاجز نہ ہو جو سحری کے وقت آواز دیتا ہے جبکہ تو بستر پر سو رہا ہو۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے زوائد میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن زوائد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا اے بیٹے! توبہ کو مؤخر نہ کر کیونکہ موت اچانک آتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سیار بن حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان سے کہا گیا تیری حکمت کیا ہے؟ جواب دیا میں ضرورت سے زائد کا سوال نہیں کرتا اور بے مقصد چیز کا تکلف نہیں کرتا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابو عثمان جعدی رحمہ اللہ سے جو اہل بصرہ میں سے ایک شخص تھا، سے روایت نقل کی ہے: اے بیٹے! جاہل کی محبت کی خواہش نہ کر ورنہ تیرے بارے میں یہ خیال کیا جائے گا کہ تو اس کے کام پر خوش ہے۔ حکیم کی ناراضگی پر کمزوری نہ دکھا کہ وہ تیرے اندر زہد پیدا کر دے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا دوسرے کی لونڈی سے شادی نہ کر تو اپنے بیٹے کو طویل دکھ دے کر جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے ''زہد'' میں حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے سے فرماتے اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تو لوگوں کو یہ نہ دکھا کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تاکہ وہ تیری عزت کریں جبکہ تیرا دل فسق و فجور کرنے والا ہو۔(3)

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 208 (4814)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 231
3۔ کتاب الزہد، صفحہ 64، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن جریر نے حضرت خالد ربعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان ایک حبشی غلام تھے جو بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ ان کے آقا نے کہا میرے لیے ایک بکری ذبح کرو۔ حضرت لقمان نے اس کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ آقا نے کہا اس بکری سے سب سے اچھے ٹکڑے کو میرے پاس لے آ۔ تو حضرت لقمان زبان اور دل لے آئے۔ آقا نے پوچھا کیا ان سے بہتر کوئی چیز نہیں تھی؟ لقمان نے کہا نہیں۔ آقا تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا میرے لیے ایک بکری ذبح کرو۔ تو حضرت لقمان نے ایک بکری ذبح کی۔ تو مالک نے کہا اس میں سے ناپاک ترین دو ٹکڑے پھینک دو۔ تو حضرت لقمان نے زبان اور دل کو پھینک دیا۔ آقا نے کہا میں نے تجھے اس کے پاکیزہ ترین حصے لانے کو کہا تھا تو تو میرے پاس زبان اور دل لایا۔ میں نے تجھے کہا کہ تو اس کے خبیث ترین دو ٹکڑے پھینک دے تو تو نے زبان اور دل پھینک دیے۔ تو لقمان نے کہا اگر یہ پاکیزہ ہوں تو ان سے پاکیزہ تر کوئی چیز نہیں۔ اگر یہ خبیث ہو جائیں تو ان دونوں سے زیادہ خبیث کوئی نہیں۔ (1)

امام عبداللہ نے زوائد میں حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا: خبردار! اللہ تعالیٰ کی تائید حکماء کے مونہوں کو میسر ہے۔ وہ اپنی زبان سے وہی کچھ کہتے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے تیار کیا ہوتا ہے۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! خاموشی پر کبھی بھی شرمندہ نہ ہوا کر۔ اگر گفتگو چاندی کی ہو تو خاموشی سونے سے ہوتی ہے۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! شر سے الگ تھلگ رہ تاکہ وہ تجھ سے الگ تھلگ رہے کیونکہ برائی برائی کے لیے پیدا کی گئی ہے۔ (3)

حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام کی حکمت میں یہ لکھا ہے اے بیٹے! حد درجہ رغبت کرنے سے بچو کیونکہ حد درجہ کی رغبت قربت کو قریبی سے ختم کر دیتی ہے اور حلم کو چھوڑ دیتی ہے جیسے تر کھجوریں۔ اے بیٹے! انتہا درجہ کے غصے سے بچو کیونکہ انتہا درجہ کا غصہ حکیم کی ذہانت کو مٹا دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہے تھے اے بیٹے! اپنی ذات کے لیے مجالس کا انتخاب کر۔ جب تو ایسی مجلس دیکھے جس میں اللہ کا ذکر کیا جا رہا ہو تو اس کے پاس بیٹھ۔ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے نفع دے گا۔ اگر تو کند ذہن ہوگا تو وہ تعلیم دیں گے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمانا چاہے گا تو ان کے ساتھ تجھے بھی رحمت ملے گی۔ اے بیٹے! ایسی مجالس میں نہ بیٹھو جن میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اگر تو عالم ہوگا تو تیرا علم تجھے کوئی نفع نہ دے گا۔ اگر تو کند ذہن ہوگا تو وہ لوگ تیرے اس عیب میں اضافہ کریں گے۔ اگر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان پر ناراضگی کا اظہار کرے گا تو ان کے ساتھ تمہیں بھی ناراضگی پہنچے گی، اے بیٹے! تجھے کھلے بازوؤں والا غیظ و غضب میں مبتلا نہ کر دے جو مومنوں کا خون بہاتا ہے کیونکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسا قاتل ہے جسے موت نہیں آتی۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے ''زوائد'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 65، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

اپنے بیٹے سے کہا تیرا کھانا متقی لوگ ہی کھائیں اور اپنے معاملہ میں علماء سے مشورہ کرو۔

امام احمد ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لقمان کی حکمت میں یہ بات لکھی ہوئی ہے تیری گفتگو پاکیزہ ہونی چاہیے۔ تیرا دستر خوان وسیع ہونا چاہیے۔ تو لوگوں کے ہاں ان سے محبوب ترین ہو جائے گا جو انہیں عطیہ عطا کرتے ہیں۔ کہا تورات میں لکھا ہے جیسے تم رحم کرو گے ایسا ہی تم پر رحم کیا جائے گا۔ حکمت میں لکھا ہوا ہے جیسا کاشت کرو گے ایسا ہی کاٹو گے۔ کہا حکمت میں لکھا ہوا ہے اپنے دوست اور اپنے والد کے دوست سے محبت کر۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے کہا گیا لوگوں میں کون سب سے صابر ہے؟ ایسا صبر جس کے ساتھ اذیت نہ ہو۔ پوچھا گیا لوگوں میں کون زیادہ عالم ہے؟ کہا جو لوگوں کے علم سے اپنے علم میں اضافہ کرے۔ پوچھا گیا لوگوں میں سے کون سب سے بہترین ہے؟ فرمایا غنی پوچھا گیا مال کا غنی؟ کہا نہیں بلکہ وہ غنی جب اس کے پاس بھلائی کو تلاش کیا جائے تو وہ اس کے ہاں پالیں نہ کہ وہ جو اپنے آپ کو لوگوں سے غنی خیال کرے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان سے پوچھا گیا لوگوں میں سے برا کون ہے؟ کہا وہ جو اس بات کی پرواہ نہ کرے کہ لوگ اسے برا خیال کریں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حکمت کی بعض چیزوں میں سے یہ بات پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہڈیوں کو ٹھنڈا کر دے گا جو لوگوں کی عزتوں سے کھیلتے ہیں۔ میں نے یہ بات بھی حکمت میں پائی ہے۔ اس میں کوئی بھلائی کی بات نہیں کہ تو ایسی چیز کا علم حاصل کرے جو پہلے نہ جانتا ہو جبکہ تو ایسی بات پر عمل نہ کرے جس کو تو جانتا ہو کیونکہ اس کی مثال ایسے آدمی جیسی ہے جس نے لکڑیاں اکٹھی کیں۔ ان کا گٹھا بنایا۔ اسے اٹھانے لگا تو اٹھانے سے عاجز رہا۔ تو اس نے ان لکڑیوں کے ساتھ اور لکڑیاں جمع کر دیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جہادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان سے یہ بات کی گئی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حکیم کی آنکھ ٹھنڈی نہ ہوگی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے خبر دینے والے سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! دنیا ایک گہرا سمندر ہے۔ اس میں بہت زیادہ لوگ غرق ہو گئے اس میں اپنی کشتی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ بنا لے۔ اس کا فالتو سامان اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان اور اس کا بادبان اللہ تعالیٰ پر توکل بنا لے۔ ممکن ہے تو نجات پا جائے میں تجھے نجات پانے والا نہیں دیکھتا۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے ''زوائد'' میں حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! میں نے پتھر اور لوہا اٹھایا ہے۔ میں نے برے پڑوسی سے کوئی بھاری چیز نہیں اٹھائی۔ میں نے تمام قسم کی کڑواہٹ کو چکھا ہے۔ میں نے فقر سے بڑھ کر کوئی کڑوی چیز نہیں چکھی۔

امام احمد نے حضرت شرحبیل بن مسلم سے روایت نقل ہے کہ حضرت لقمان نے کہا میں جھگڑے کو کم کرتا ہوں۔ وہی بات

کرتا ہوں جو میرے مقصد کی ہوتی ہے۔ بغیر تعجب کے زیادہ ہنسنے والا نہیں اور نہ ہی بغیر مقصد کے کسی تک بات پہنچانے والا ہوں۔

امام احمد نے حضرت ابوحلبہ سے روایت نقل کی ہے میں نے حکمت میں یہ بات پڑھی ہے جس کی ذات اسے نصیحت کرنے والی ہو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا حفاظت کرنے والا ہوتا۔ جو اپنی جانب سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرنے والا ہو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی عاجزی معصیت میں عزت سے بڑھ کر قربت کا باعث ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اپنے نفس کو اس کے مقام پر رکھ جسے تجھ سے کوئی غرض نہیں اور تیرے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو۔ اے بیٹے! تو اس آدمی کی طرح ہو جا جو لوگوں کی تعریف کا خواہش مند نہ ہو اور نہ ہی ان کی مذمت حاصل کرنے والا ہو۔ اس کا نفس اس سے تھکا ماندہ ہو مگر لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! حکمت مساکین کو بادشاہوں کی مجلسوں میں بٹھاتی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اللہ کے صالح بندوں کے ساتھ بیٹھا کرو تو ان کے ساتھ بیٹھ کر بھلائی پائے گا۔ ممکن ہے آخر میں ان پر رحمت نازل ہو تو ان کے ساتھ تجھے بھی رحمت پہنچے۔ اے بیٹے! شریر لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھا کرو۔ بیشک ان کے ساتھ بیٹھنے سے تجھے بھلائی نہ ملے گی۔ ممکن ہے آخرت میں ان پر عذاب نازل ہو تو تجھے بھی ان کے ساتھ عذاب پہنچے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیم نے کہا خاموشی حکمت ہے اور اس پر عمل کرنے والے تھوڑے لوگ ہیں۔ حضرت طاؤس نے کہا اے ابو نجیح! جس نے بات کی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا تو وہ اس سے بہتر ہے جو خاموش رہا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! جب تو کسی مجلس تک پہنچے تو انہیں سلام کہو پھر ان کی ایک طرف بیٹھ جاؤ۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں شروع ہوں تو ان کے ساتھ بیٹھ۔ اگر وہ کسی اور کام میں شروع ہوں تو ان کے پاس سے اٹھ جاؤ۔

عبداللہ نے ''زوائد'' میں عبداللہ بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان سفر سے آئے تو راستے میں انہیں ایک لڑکا ملا۔ آپ نے پوچھا میرے باپ کا کیا ہوا؟ بچے نے کہا وہ مر گیا ہے۔ لقمان حکیم نے کہا الحمدللہ میں اپنے معاملات کا خود مالک ہو گیا ہوں۔ پوچھا میری ماں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ مر گئی ہے۔ تو لقمان نے کہا میرا غم جاتا رہا۔ پوچھا میری بیوی کا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ مر گئی ہے۔ لقمان حکیم نے کہا میں نیا نکاح کروں گا۔ پوچھا میری بہن کا کیا ہوا؟ اس نے کہا وہ بھی مر گئی ہے۔ کہا اس نے میری عزت پر پردہ ڈال دیا ہے۔ کہا میرا بھائی کا کیا ہوا؟ وہ مر گیا ہے۔ لقمان حکیم نے کہا میری کمر ٹوٹ گئی۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے ''زوائد'' میں حضرت عبداللہ بن بخت مکی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان حکیم

نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! علماء کی مجلس میں بیٹھا کرو اوران کے قریب رہا کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حکمت کے نور سے مردہ دلوں کو زندہ فرماتا ہے جس طرح مردہ زمین بارش سے زندہ ہوتی ہے۔

امام عبداللہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا تیرے منہ سے جو نکلتا ہے اس سے رک جا کیونکہ جب تک تو خاموش رہے گا محفوظ رہے گا۔ تجھے وہی بات کرنی چاہیے جو تجھے نفع دے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! جو نہیں جانتا اسے نہ سیکھو یہاں تک کہ جو تو جانتا ہے اس پر عمل کرو۔

امام احمد نے بکر بن مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان حکیم نے کہا والد کا اپنے بیٹے کو مارنا ایسا ہی ہے جیسے کھیتی کے لیے پانی۔

امام قالی نے ''امالی'' میں عتبی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان حکیم کہا کرتے تھے: تین چیزیں مواقع پر ہی پہنچانی جاسکتی ہیں (۱) حلیم غضب کے وقت (۲) بہادر جنگ کے وقت (۳) تیرا بھائی جب تجھے اس کی ضرورت ہو۔

امام وکیع رحمہ اللہ نے ''غرر'' میں حضرت حنظلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! جب تو ارادہ کرے کہ کسی آدمی کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم کرے تو اس سے پہلے اسے غصہ دلا، اگر غصہ کے وقت وہ تجھ سے انصاف کرے تو ٹھیک ورنہ اس سے احتیاط کر۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا جب سے تو دنیا میں آیا ہے تو نے اس کی طرف پشت کر لی ہے اور دوسرے گھر کی طرف منہ کرلیا ہے ایک ایسا گھر ہے جس کی طرف تو جا رہا ہے۔ وہ اس گھر سے زیادہ قریب ہے جس سے تو دور ہو رہا ہے۔

امام ابن مبارک نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان کہا کرتے تھے اے اللہ! میرے ساتھی کو غافل نہ بنا جب میں تیرا ذکر کرتا ہوں تو وہ میری مدد نہیں کرتے۔ جب میں تجھے بھول جاتا ہوں تو وہ مجھے یاد نہیں کرتے۔ جب میں حکم دیتا ہوں تو وہ میری اطاعت نہیں کرتے۔ اگر میں خاموش ہوتا ہوں تو وہ مجھے غمگین کرتے ہیں۔

حکیم ترمذی معتمر سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اپنی زبان کو اس کا عادی بنا کہ وہ کہے اے اللہ! مجھے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دعا رد نہیں کی جاتی۔

خطیب نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: اے بیٹے! قرض سے بچو کیونکہ یہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھ جو تجھے اس کی نافرمانی پر جرات نہ دلائے۔ اللہ تعالیٰ سے ایسا ڈر جو تجھے اس کی رحمت سے مایوس نہ کرے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت لقمان نے کہا جب تیرے

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 18 (1045)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پاس کوئی آدمی آئے جبکہ اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوں تو اس کے حق میں فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ اس کا مدمقابل آئے۔ کیا ممکن ہے وہ آئے تو اس سے دوگنا آنسو بہا رہا ہو۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد الزہد'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! میں نے تجھے پیدا کیا ہے اور تو کسی اور کی عبادت کرتا ہے۔ تو میری طرف دعوت دیتا ہے اور خود مجھ سے دور بھاگتا ہے۔ تو مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے بھول جاتا ہے۔ یہ زمین میں سب سے بڑا ظلم ہے۔ پھر حضرت حسن اس آیت اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ کی تلاوت کرتے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿١٤﴾ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٥﴾ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿١٦﴾ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿١٩﴾

''اور ہم نے تاکیدی حکم دیا انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ شکم میں اٹھار کھا ہے اسے اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اور اس کا دودھ چھوٹنے میں دو سال لگے (اس لیے ہم نے حکم دیا) کہ شکر ادا کرو میرا اور اپنے ماں باپ کا (آخرکار) میری طرف ہی (تمہیں) لوٹنا ہے اور اگر وہ دباؤ ڈالیں تم پر کہ تو میرا شریک ٹھہرائے اس کو جس کا تجھے علم تک نہیں تو ان کا یہ کہنا نہ مان البتہ گزران کر وان کے ساتھ دنیا میں خوبصورتی سے اور پیروی کرو اس کے راستہ کی جو میری طرف مائل ہوا۔ پھر میری طرف ہی تمہیں لوٹنا ہے پس

میں آگاہ کروں گا تمہیں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے تھے۔ (لقمان نے کہا) پیارے فرزند! اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر وزنی ہو یا پھر وہ کسی چٹان میں یا آسمانوں یا زمین میں (چھپی) ہو تو لے آئے گا اسے اللہ تعالیٰ۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت باریک بین، ہر چیز سے باخبر ہے۔ میرے پیارے بچے! نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو، نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکتے رہو۔ اور صبر کیا کرو ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے۔ بیشک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔ اور (تکبر کرتے ہوئے) نہ پھیر لے اپنے رخسار کو لوگوں کی طرف سے اور نہ چلا کر زمین میں اتراتے ہوئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کسی گھمنڈ کرنے والے فخر کرنے والے کو اور میانہ روی اختیار کر اپنی رفتار میں اور دھیمی کر اپنی آواز۔ بیشک سب سے وحشت انگیز آواز گدھے کی آواز ہے۔"

امام ابو یعلیٰ، طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو عثمان نہدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ میرے بارے میں نازل ہوئی۔ میں اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا۔ جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو میری ماں نے کہا اے سعد! میں یہ کیا دیکھتی ہوں کہ تو نے یہ نیا کام کیا ہے؟ تجھے یہ دین چھوڑنا ہوگا یا میں نہ کھاؤں گی، نہ پیوں گی یہاں تک کہ میں مر جاؤں گی۔ تو میری وجہ سے تجھے عار دلائی جائے گی۔ تجھے یوں خطاب کیا جائے گا: اے اپنی ماں کے قاتل! میں نے کہا اے میری ماں! ایسا نہ کر، میں کسی بھی وجہ سے یہ دین نہیں چھوڑوں گا۔ وہ ایک دن رات بغیر کچھ کھائے پیے رہی۔ اس نے صبح کی تو بڑی مشقت میں مبتلا تھی۔ وہ ایک دن اور رات مزید اسی طرح رہی۔ تو اس کی تکلیف میں اضافہ ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے کہا اے ماں! اللہ تعالیٰ کی قسم! تو جانتی ہے اگر تیری سو جانیں ہوں اور تیری ایک ایک جان نکلے تو تب بھی میں اس کے لیے دین نہیں چھوڑوں گا۔ اگر تو چاہے تو کھا، اگر تو چاہے تو نہ کھا، جب ماں نے یہ دیکھا تو اس نے کھانا کھا لیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں کہا میرے بارے میں چار آیات نازل ہوئی ہیں، سورۂ انفال کی، وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا، وصیت اور شراب والی آیت۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت سعد نے کہا میں تیر اندازی سے واپس آیا تو لوگ میری ماں حمنہ بنت سفیان بن امیہ بن عبد شمس اور میرے بھائی عامر کے پاس جمع تھے۔ جب وہ مسلمان ہو گیا تھا میں نے پوچھا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ تیری ماں ہے جس نے تیرے بھائی عامر کو پکڑ رکھا ہے۔ وہ اللہ کی قسم اٹھا رہی ہے کہ اسے کوئی سایہ سایہ نہ دے گا، وہ کھانا نہیں کھائے گی، وہ پانی نہیں پیے گی یہاں تک کہ وہ اس نئے دین کو چھوڑ دے گا۔ حضرت سعد ماں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اے ماں! میری طرف متوجہ ہو، میرے ساتھ وعدہ کر۔ ماں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے پوچھا کیسا؟ حضرت سعد نے کہا تو کسی سایہ میں نہیں بیٹھے گی، تو کھانا نہیں کھائے گی، تو پانی نہیں پیئے گی، یہاں تک کہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گی تو اس نے کہا میں قسم اپنے نیک بیٹے کے لیے اٹھاؤں گی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ کا معنی سختی کے بعد سختی ایک صورت کے بعد دوسری صورت کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کمزوری کے بعد کمزوری۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَهْنٍ کا معنی مشقت نقل کیا ہے، وہ بچہ ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَهْنٍ کا معنی نقل کیا ہے کہ بچے کی کمزوری والدہ کی کمزوری اور ضعف پر ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب مریض ہوں تو ان کی عیادت کیا کرو جب مر جائیں تو جنازہ کے ساتھ چلا کر اور اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا کیا ہے اس کے ساتھ ان کی غمگساری کیا کر۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اِنَّهَآ اِنْ تَكُ میں ضمیر سے مراد بھلائی ہے اور صَخْرَةٍ سے مراد پہاڑ ہے۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین مچھلی پر ہے، مچھلی سمندر پر ہے، سمندر سبز چٹان پر ہے، پانی کی یہ سبزی اس چٹان کی وجہ سے ہے، وہ چٹان بیل کے سینگ پر ہے، وہ بیل ثری پر ہے، ثری کے نیچے کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے فرمان لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ الثَّرٰى ۝ (طٰہٰ:6) آسمانوں، زمین، ان کے درمیان اور جو ثری کے نیچے ہے۔ وہ سب رحمٰن کے حرم میں ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (المومن:16) تو زمین و آسمان سے جو چیز ہوگی۔ اس پر کپکپی طاری ہو جائے گی پھر اللہ تعالیٰ خود ہی جواب ارشاد فرمائے گا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ (المومن)۔

امام فریابی اور ابن جریر نے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے: يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ یعنی اس خردلہ کو نکالنے میں باریک بین ہے۔ کہا خردلہ کی جگہ کے بارے میں باریک بین ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی توحید کا حکم دے، شرک سے منع کر۔ ان دونوں میں صبر کر۔ یعنی جب تجھے نیکی کا حکم دیا جائے برائی سے روکا جائے اور اس بارے میں تجھے تکلیف اور اذیت پہنچے تو اس پر صبر کر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں مصیبت پر صبر کرنا۔ یہ ان امور میں سے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس بارے میں تجھے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 81، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 84
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 85
5۔ ایضاً

مصیبت پہنچے اس پر صبر کر۔ بیشک صبر کرنا ان امور میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے قطعی حکم دیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور خطیب رحمہم اللہ نے ''تالی التلخیص'' میں حضرت ابو جعفر خطمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے دادا عمیر بن حبیب وہ صحابی تھے، انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اے بیٹے! بے وقوفوں کی مجلس سے بچو کیونکہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بیماری ہے۔ جو سفیہ سے حلم کرتا ہے وہ اپنے حلم پر خوش ہوتا ہے۔ جو بے وقوف سے محبت کرتا ہے وہ شرمندہ ہوتا ہے۔ بے وقوف جو کام کرتا ہے جو آدمی اس کے قلیل کا اقرار نہیں کرتا اسے کثیر کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ جو ناپسندیدہ چیز پہ صبر کرتا ہے وہ پسندیدہ چیز پالیتا ہے۔ جب تم میں سے کوئی نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا ارادہ کرے تو اذیت پر صبر کرنے پر اپنے آپ کو تیار کرے۔ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے جو اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھے تو عذاب کا مس کرنا بھی نہ پائے گا۔

امام طبرانی، ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا اپنی باچھوں کا ٹھہرا کرنا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی تکبر نہ کر کہ تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حقیر جاننے لگے۔ جب وہ تجھ سے کلام کریں تو ان کی طرف منہ کر۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جب اسے سلام کیا جائے تو وہ متکبر کی طرح اپنی گردن دوہری کرے۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگوں سے اپنا منہ دوسری طرف کر لینا۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تکبر کرتے ہوئے اپنے چہرے کو فقراء سے نہ پھیر لے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فقیر اور غنی علم میں تیرے نزدیک برابر ہونے چاہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عتاب کیا گیا عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ (عبس)۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تواضع اختیار کر۔(5)

سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے یزید بن ابی حبیب سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جلدی چلو۔(6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے: تکبر نہ کرو اور لوگوں سے اپنی آواز کو پست رکھو کیونکہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تکبر سے منع کیا، آواز میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 87 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 286 (8179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 88 6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 89

میانہ روی کا حکم دیا کیونکہ آواز میں قبیح ترین آواز گدھے کی آواز ہے، اس کا آغاز زفیر اور اس کا آخر شہیق کہلاتا ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ کانوں پر سب سے ناپسندیدہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان ثوری سے روایت نقل کی ہے کہ ہر شے کی آواز اللہ کی تسبیح ہے مگر گدھے کی آواز۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: اگر آواز کے بلند کرنے میں کوئی بھلائی ہوتی تو اللہ تعالیٰ گدھے کی آواز کو بلند نہ کرتا۔(2)

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٦﴾

"کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانبردار بنا دیا ہے تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور تمام کردی ہیں اس نے تم پر ہر قسم کی نعمتیں ظاہری بھی اور باطنی بھی؟ اور بعض ایسے (نادان) لوگ بھی ہیں جو جھگڑتے ہیں (رسول کریم سے) اللہ تعالیٰ کے بارے میں نہ ان کے پاس علم ہے نہ ہدایت اور نہ کوئی روشن کتاب۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے کہتے ہیں (نہیں) بلکہ ہم تو پیروی کریں گے اس کی جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو۔ کیا وہ (انہیں کی اتباع کریں گے) خواہ شیطان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 89-88، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 90

انہیں (اس طرح) دعوت دے رہا ہو بھڑکتے ہوئے عذاب کی۔ اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے درآں حال کہ وہ محسن ہو، تو بیشک اس نے مضبوطی سے پکڑ لیا حلقہ کو اور اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے تمام کاموں کا انجام۔ اور جس نے کفر کیا تو نہ غمزدہ کرے آپ کو اس کا کفر۔ ہماری طرف ہی انہیں لوٹنا ہے پس ہم آگاہ کریں گے انہیں جو انہوں نے کیا تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں (چھپا) ہے۔ ہم لطف اندوز ہونے دیں گے انہیں تھوڑی دیر پھر ہم انہیں ہانک کر لے جائیں گے سخت عذاب کی طرف۔ اور اگر دریافت کریں ان سے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ فرمایئے الحمدللہ (حق واضح ہو گیا) بلکہ ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے۔ یقیناً اللہ ہی بے نیاز ہے (اور) ہر تعریف کے لائق"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً کے بارے میں پوچھا۔ جواب دیا یہ مجھ پر مخفی خزانوں میں سے ہیں۔ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ فرمایا ظاہر سے مراد جو اس نے تیری صورت کو درست کیا اور باطن سے مراد جو اس نے تیرے پردے والے حصوں کو مخفی کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کر دیتا تو تیرے گھر والے اور دوسرے تجھ سے ناراض ہو جاتے۔

امام ابن مردویہ، بیہقی، دیلمی اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا ظاہری نعمتوں سے مراد اسلام اور اس نے جو تیری صورت کو خوبصورت بنایا ہے اور اس نے تجھ پر جو اپنا رزق نازل فرمایا ہے اور باطنی نعمتوں سے مراد یہ ہے جو اس نے تیرے برے اعمال پر پردہ ڈال دیا ہے۔ اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین چیزیں میں نے مومنوں کے لیے بنائی ہیں۔ اس کے بعد مومن اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ میں نے اس کے مال کے تیسرے حصہ کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا ہے اور اس کے برے اعمال پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ان میں سے کسی چیز کی وجہ سے اسے رسوا نہیں کیا۔ اگر میں انہیں ظاہر کر دیتا تو اس کے گھر والے اور دوسرے اسے دور پھینک دیتے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل تفسیر نقل کی ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اسلام اور نعمت باطنہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اس نے تم پر گناہ، عیب اور حسد کو پوشیدہ رکھا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے آیت وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً پڑھی اور کہا یہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کو پڑھتے تھے اور کہتے اگر یہ نعمت ہوتی تو یہ نعمت دوسری نعمت سے ادنیٰ درجہ کی ہوتی۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد زبان پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور باطنی سے مراد دل میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اسلام اور باطنہ سے مراد یہ ہے اللہ تعالیٰ نے جو تمہارے گناہ مخفی رکھے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظاہرہ سے مراد اسلام اور قرآن ہے اور باطنہ سے مراد جو اس نے عیوب چھپائے۔

وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

''اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں قلمیں بن جائیں اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر اسے (مزید) سیاہی مہیا کریں تو پھر بھی ختم نہیں ہوں گی اللہ کی باتیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے۔''

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہود کے علماء نے رسول اللہ سے مدینہ طیبہ میں کہا اے محمد! ﷺ اپنے قول وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾ (الاسراء) کے بارے میں بتائیے۔ کہا اس سے مراد ہم ہیں یا آپ کی قوم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا سب انہوں نے کہا کیا تم اس میں تلاوت نہیں کرتے جو تمہارے پاس پیغام آیا ہے کہ ہمیں تورات عطا کی گئی جبکہ اس میں ہر چیز کا بیان ہے؟ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے علم میں قلیل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ نازل فرمایا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی ایک گھر میں داخل ہوئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آئیں۔ حضور ﷺ آئے اور ان کے ہاں تشریف لے گئے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے رجم کے بارے میں پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے سب سے عالم آدمی کے بارے میں بتاؤ۔ تو انہوں نے ابن صوریا کے بارے میں بتایا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تو ان سے زیادہ عالم ہے اس نے کہا لوگ یہی گمان رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے ان عہدوں کا واسطہ دیتا ہوں جو تم سے لیے گئے اور تورات کا واسطہ دیتا ہوں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی، تم تورات میں اس کا کیا حکم پاتے ہو؟ اس نے کہا آپ مجھے یہ واسطہ نہ دیتے تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ میں اس میں رجم کا حکم پاتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر رجم کا فیصلہ کر دیا۔ انہوں نے کہا اے محمد! ﷺ تو نے سچی بات کی ہے ہمارے پاس تورات ہے، اس میں اللہ کا حکم ہے۔ وہ اس سے قبل کسی چیز کے ذریعے بھی نبی کریم ﷺ پر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ تو نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

قَلِیۡلًا ﴿﴾ (الاسراء) وہ اس گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے رئیس نے کہا اے یہودیوں کی جماعت! تم محمد ﷺ کے ذریعے کامیاب ہو سکتے ہو۔ اس کی طرف پیغام بھیجو۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد! ﷺ کیا تم نے یہ نہیں بتایا کہ آپ کی طرف یہ حکم نازل ہوا ہے وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ (المائدہ:43) پھر تم ہمیں بتاتے ہو کہ آپ کی طرف یہ حکم نازل کیا گیا ہے وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿﴾ (الاسراء) میں اختلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے۔ انہیں کچھ جواب بھی نہ دیا۔ تو نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کتاب ہے۔ یہ سمندر جس کی سات اور سمندر اسی جیسے مدد کریں۔ یہ سارے کاتب مر جائیں۔ یہ سب قلمیں ٹوٹ جائیں۔ یہ آٹھوں سمندر خشک ہو جائیں۔ اللہ کا کلام اسی طرح ہوگا اس میں کمی نہ ہوگی۔ لیکن تمہیں تورات عطا کی گئی جس میں اللہ کا کچھ حکم موجود ہے۔ یہ اللہ کے حکم میں قلیل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں پیغام بھیجا وہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا جو کہا ایک آدمی نے کہا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تجھے حکمت دی گئی ہے تجھے قرآن دیا ہے اور ہمیں تورات دی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کا علم اس سے بڑھ کر ہے وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (الاسراء: 85) وہ تمہارے لیے زیادہ ہے کیونکہ تم یہ کہتے ہو میرے ہاں تھوڑا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب نے رسول اللہ ﷺ سے روح کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے آیت وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿﴾ (الاسراء) انہوں نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہمیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے جبکہ ہمیں تورات دی گئی اور وہ حکمت ہے وَ مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرہ:269) تو یہ آیت وَ لَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ نازل ہوئی۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے "العظمۃ" میں اور ابو نصر سجزی رحمہم اللہ نے "الابانہ" میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا یہ کلام ہے۔ قریب ہے کہ ختم ہو جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر زمین کے درخت قلمیں بن جائیں اور سمندر کے ساتھ اور سات سمندر روشنائی بن جائیں تو قلمیں ٹوٹ جائیں گی اور سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا جبکہ میرے رب کے عجائب، اس کی حکمت اور علم ختم نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حی بن اخطب نے کہا اے محمد! ﷺ تو گمان کرتا ہے کہ تجھے حکمت دی گئی ہے اور جسے حکمت دی جائے اسے خیر کثیر دیا گیا جبکہ تیرا یہ گمان ہے کہ ہمیں تھوڑا علم دیا گیا ہے تو یہ دونوں کیسے جمع ہو سکتی ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی اور سورۂ کہف میں یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا (الکہف:109)۔

عبدالرزاق اور ابو نصر سجزی نے "الابانہ" میں ابو الجوزاء سے روایت نقل کی ہے کہ اگر زمین کے تمام درخت قلمیں بن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

جائیں، سمندر روشنائی بن جائیں پانی ختم ہو جائے گا قلمیں ٹوٹ جائیں گی جبکہ ابھی میرے رب کے کلمات ختم نہ ہوں گے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے:

حضرت ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ کو رفع کے ساتھ پڑھا۔(1)

مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝۲۸ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ٘ كُلٌّ یَّجْرِیْۤ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی وَّ اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۲۹ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ۝۳۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۳۱ وَ اِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَی الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۝۳۲ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ٘ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٙ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۳۳

"نہیں ہے تم سب کو پیدا کرنا اور مارنے کے بعد پھر زندہ کرنا (اللہ کے نزدیک) مگر ایک نفس کی مانند۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔ کیا تم نے ملاحظہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں اور اس نے کام میں لگا دیا ہے سورج اور چاند کو۔ ہر ایک چل رہا ہے (اپنے مدار میں) وقت مقرر تک اور یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو خوب جاننے والا ہے۔ یہ ہیں اس کی قدرت کے کرشمے تاکہ وہ جان لیں کہ اللہ ہی حق ہے اور بلاشبہ جنہیں وہ پکارتے ہیں اس کے سوا سب باطل ہیں اور بلاشبہ اللہ ہی بڑی شان والا بزرگ ہے۔ کیا تم ملاحظہ نہیں کرتے کہ کشتی چلتی ہے سمندر میں محض اس کی مہربانی سے تاکہ وہ دکھائے تمہیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں۔ بیشک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 271 (2976)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لیے۔ اور جب ڈھانپ لیتی ہیں انہیں پہاڑوں جیسی موجیں اس وقت پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کو خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے عقیدہ کو۔ پھر جب بچالاتا ہے انہیں ساحل تک تو ان میں سے (چند ہی) حق پر رہتے ہیں۔ اور نہیں انکار کرتا ہماری آیتوں کا مگر ہر وہ شخص جو غدار (اور) ناشکرا ہے۔ اے لوگو! ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے اور ڈرو اس دن سے کہ نہ بدلہ دے سکے گا کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے اور نہ ہی بیٹا بدلہ دے سکے گا اپنے باپ کی جانب سے کچھ بھی۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ دھوکہ دے تمہیں دنیوی زندگی اور نہ فریب میں مبتلا کرے تمہیں اللہ سے وہ بڑا مکار دھوکہ باز''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا ہوجا تو وہ ہوجائے گی، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا اور سب کو اٹھائے گا جیسے اس نے ایک نفس کو پیدا کیا اور اسے دوبارہ اٹھائے گا۔ اور اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ رات کی کمی دن کی زیادتی ہے اور دن کی کمی رات کی زیادتی ہے۔ ہر ایک کے لیے ایک معلوم وقت ہے نہ اس سے تجاوز کرتا ہے اور نہ اس سے کم ہوتا ہے اور اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے محبوب بندے اس کے صابر اور شاکر بندے ہیں۔ جب اسے عطا کیا جائے تو وہ شکر بجالائے۔ جب مصیبت میں مبتلا ہو تو صبر کرے۔ الظُّلَلِ کا معنی بادل ہیں۔ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ کا معنی ہے اپنے وعدہ کو توڑنے والا اور اپنے رب کا انکار کرنے والا۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے ان میں سے کچھ گفتگو میں میانہ روی اختیار کرنے والے ہیں جبکہ وہ کافر ہوتا ہے۔ خَتَّارٍ کا معنی وعدہ توڑنے والا اور كَفُوْرٍ کا معنی کفر کرنے والا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خَتَّارٍ کا معنی انکار کرنے والا ہے۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان خَتَّارٍ كَفُوْرٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا جبار، دھوکے باز، بہت زیادہ ظلم وستم کرنے والا۔ كَفُوْرٍ جو نعمت کو چھپاتا ہو۔ عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَقَدْ عَلِمَتْ وَاسْتَيْقَنَتْ ذَاتُ نَفْسِهَا   بِاَنْ لَا تَخَافَ الدَّهْرُ صَرْمِيْ وَلَا خَتَرِيْ

''تحقیق اس نے جان لیا اور یقین کر لیا کہ زمانہ کو میرے انقطاع اور دھوکہ کا کوئی خوف نہیں''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خَتَّارٍ سے مراد وعدہ توڑنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 95، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 95,96,97,99
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 98,99
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 99

والا اور گَفُوۡرًا سے مراد اپنے رب کی ناشکری کرنے والا ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَلۡغَرُوۡرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلۡغَرُوۡرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلۡغَرُوۡرُ سے مراد شیطان ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمۡ بِاللّٰهِ الۡغَرُوۡرُ کا معنی ہے کہ تو برائی کرے اور مغفرت کی آرزو رکھے۔(2)

اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ ۚ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ ؕ وَ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ﴿۳۴﴾

"بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے قیامت کا علم اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ (ماؤں کے) رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں مرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے۔"

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دیہاتی علاقہ سے ایک آدمی آیا اس نے کہا میری بیوی حاملہ ہے۔ مجھے بتاؤ وہ کیا جنے گی؟ ہمارے علاقے بنجر ہیں، مجھے بتاؤ کب بارش ہوگی؟ مجھے علم ہے کہ میں کب پیدا ہوا، مجھے بتاؤ میں کب مروں گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک آدمی جسے وارث کہا جاتا جو بنو مازن بن حفصہ بن قیس غیلان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد! ﷺ قیامت کب واقع ہوگی؟ جب کہ ہمارے شہر بنجر ہیں کب سرسبزی ہوگی؟ میں نے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا ہے، وہ کب بچہ جنے گی؟ مجھے علم ہے کہ میں نے آج کیا کیا ہے، میں کل کیا کام کروں گا؟ مجھے علم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا میں کس جگہ مروں گا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: پانچ چیزیں غیب سے تعلق رکھتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کیا ہے جن پر وہ مقرب فرشتے اور کسی نبی مرسل کو آگاہ نہیں کرتا۔ کوئی انسان نہیں جانتا کہ قیامت کب واقع ہوگی، کس سال یا کس مہینہ میں رات کے وقت یا دن کے وقت۔ کوئی آدمی یہ نہیں جانتا کہ کب بارش ہوگی۔ رات کے وقت یا دن کے وقت۔ کوئی آدمی یہ نہیں جانتا کہ رحموں میں کیا ہے مذکر ہے یا مؤنث، سرخ ہے یا سیاہ، کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اچھا یا برا۔ لوگوں میں سے کوئی نہیں جانتا کہ زمین میں اس کی موت کی جگہ کہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 99 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 100 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 101

ں ہوگی سمندر میں یا خشکی میں، میدانی علاقہ میں یا پہاڑی علاقہ میں۔(1)

امام فریابی، امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مفاتیح غیب پانچ چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا۔ کل کیا ہوگا، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ قیامت کب ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رحموں میں کیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ بارش کب ہوگی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ انسان کہاں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کب واقع ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا جس سے پوچھا جا رہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا۔ لیکن میں اس کی نشانیاں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ جب عورت اپنی مالکہ جنے گی تو یہ اس کی نشانی ہے۔ جب ننگے پاؤں اور ننگے جسم لوگ لوگوں کے سردار بن جائیں گے۔ تو یہ قیامت کی نشانی ہے جب بکریوں کے چرواہے بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ غیب میں سے پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(3)

امام احمد، بزار، ابن مردویہ، رویانی اور ضیاء رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو غزوۂ بدر کے دن نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی اونٹنی دس ماہ کی گابن تھی۔ اس نے کہا اے محمد! ﷺ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ ایک انصاری نے اسے کہا رسول اللہ ﷺ کو چھوڑو۔ آؤ میں تمہیں بتاتا ہوں، تو نے اس اونٹنی کے ساتھ بدفعلی کی، اس کے پیٹ میں تیرا نطفہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ہر حیاء دار، کریم، بات چھپانے والے کو پسند کرتا ہے اور ہر کمینے، فحش گو کو ناپسند کرتا ہے۔ پھر بدو کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سرخ قبہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی گھوڑی پر آیا۔ پوچھا تو کون ہے؟ فرمایا میں رسول ہوں۔ پوچھا قیامت کب ہوگی؟ فرمایا وہ غیب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ پوچھا میری گھوڑی کے پیٹ میں کیا ہے؟ فرمایا غیب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ پوچھا بارش کب ہوگی؟ فرمایا غیب ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح بخاری، باب قولہ تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ الخ، جلد 2، صفحہ 1097، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 29، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 102

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے فرمایا: مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئی ہیں مگر پانچ چیزوں کی۔

امام احمد، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی کریم ﷺ کو ہر چیز کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں مگر پانچ چیزوں کی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی پر کوئی چیز مخفی نہ رہی مگر پانچ چیزیں۔ غیب کے اسرار میں سے یہ آیت ہے جو سورۂ لقمان کے آخر میں ہے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ نے "ادب مفرد" میں حضرت ربعی بن حراش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بنی عامر کے ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا علم میں سے کوئی ایسی چیز بھی ہے جو باقی ہو اور آپ کو اس کا علم نہ ہو تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر کا علم عطا فرمایا۔ علم میں سے کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ پانچ ہیں۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہا میرے پاس رسول اللہ ﷺ میری شادی کے دن تشریف لائے جبکہ میرے پاس دو بچیاں تھیں جو گا نا گا رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں ہمارے درمیان ایسے نبی ہیں جو کل کی خبر رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا رہی یہ بات تو یہ نہ کہا کرو، کل کیا ہو گا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابوعزہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کی روح کسی علاقہ میں قبض کرنا چاہتا ہے تو اس جگہ اس کے لیے کوئی ضرورت پیدا فرما دیتا ہے، اسے موت نہیں آتی یہاں تک کہ وہ اس جگہ پہنچ جاتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مطر بن عکاس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے بارے میں یہ فیصلہ فرماتا ہے کہ اسے فلاں جگہ موت آئے تو اللہ تعالیٰ اس جگہ اس کے لیے حاجت پیدا کر دیتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے عامر یا ابو عامر یا حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ جبرائیل امین اپنی اصلی صورت کے علاوہ ایک اور صورت میں تشریف لائے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک مسلمان گمان کیا حضرت جبرائیل امین نے سلام کیا۔ حضور ﷺ نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ پھر انہوں نے اپنے ہاتھ حضور ﷺ کے گھٹنوں پر رکھے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے آپ کو جھکا لے، اس بات کی گواہی دے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" نماز قائم کرے اور زکوۃ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 102، دار احیاء التراث العربی بیروت

ادا کرے۔ پوچھا جب میں یہ کرلوں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ، یوم آخرت، فرشتوں، کتاب، انبیاء، موت، موت کے بعد زندگی، جنت، جہنم، حساب، میزان، اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔ عرض کی جب میں یہ کرلوں تو میں مومن ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا احسان کیا ہے؟ فرمایا تو ایسے عبادت کرے کہ تو اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا ہو۔ اگر تو اسے نہ دیکھ سکے تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پوچھا جب میں ایسا کرلوں تو میں احسان کرنے والا ہو جاؤں گا؟ فرمایا ہاں۔ پوچھا قیامت کب ہوگی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ (1)

تمت بالخیر

جمعرات، مورخہ 10 جولائی 2003

1۔ بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں آیت میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے کہ بندہ خواہ کتنا ہی حیلہ کرے اور اپنی ساری ظاہری اور باطنی قوتوں کو صرف کر دے وہ ان چیزوں کو بھی نہیں جانتا جن کا تعلق اس کے ذاتی کسب اور انجام سے ہے تو وہ دوسری چیزوں کو کیسے جان سکتا ہے۔ ان امور کے جاننے کی ایک ہی صورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم سکھا دے خواہ رسولوں کے ذریعے سے یا ان پر دلائل قائم کر کے۔

علامہ ابن کثیر نے یوں اس حقیقت کو بیان کیا یہ امور خمسہ مفاتیح الغیب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مختص کر لیا ہے۔ پس انہیں کوئی نہیں جان سکتا سوائے اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ ان کا علم سکھا دے۔

علامہ آلوسی ابن حجر عسقلانی کے حوالے سے علامہ قرطبی کا یہ قول نقل کرتے ہیں اگر کوئی شخص ان پانچ امور میں کسی کے جاننے کا دعویٰ کرے اور یہ نہ کہے کہ مجھے یہ علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملا ہے تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہوگا۔ (ضیاء القرآن زیر آیت ہذا)

مشکوۃ شریف میں جو حدیث جبرائیل مذکور ہے اس کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ جبرئیل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانا چاہتا تھے۔ اس حصہ پر غور کریں تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ مومنوں کو کن موضوعات پر بحث کرنی چاہیے اور کن چیزوں کے متعلق بحث میں نہ پڑنا چاہیے۔ مناسب تو یہ تھا کہ اسلام، ایمان اور احسان کے جملہ پہلوؤں کو جاننے کے لیے ہم بے تاب ہوتے، اس کی طرف توجہ کم ہے اور جن کے بارے میں بحث سے اعراض کا سبق دیا گیا اس پر ہمارا زیادہ زور ہے۔ اللہ تعالیٰ با مقصد زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ (مترجم)

اٰیاتہا ۳۰ سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۲ رکوعاتہا ۳

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الم سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی سوائے تین آیات کے جو اَفَمَنْ کَانَ مُؤْمِنًا کَمَنْ کَانَ فَاسِقًا لَا یَسْتَوٗنَ۝ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ کی تلاوت کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ اور هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ کی تلاوت کرتے تھے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''سنن'' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی، اس میں سجدہ کیا۔ ہم نے گمان کیا کہ حضور ﷺ نے الم تنزیل سجدہ کی تلاوت کی ہے۔

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ ہم نے گمان کیا کہ حضور ﷺ نے تنزیل سجدہ کی تلاوت کی ہے۔

امام ابوعبید نے ''فضائل'' میں امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، ترمذی، نسائی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک الٓمّٓ۝ تَنْزِیْلُ اور تبارک الذی بیدہ الملک کی تلاوت نہ کرتے۔(4)

امام ابن نصر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے چار رکعات عشاء آخر کے بعد پڑھیں۔ پہلی دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ پڑھیں اور آخری دو رکعتوں میں تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ اور الٓمّٓ۝ تَنْزِیْلُ سجدہ پڑھیں تو اس کے لیے یہ چار رکعات ایسی لکھ دی جائیں گے جیسے لیلۃ القدر کی چار رکعتیں ہوں۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، باب ما یقرأ فی صلوٰۃ الصبح یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 122، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ سنن ترمذی، باب ما یقرأ فی صلوٰۃ الصبح یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 68، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 442 (3404)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے سورۃ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ اور الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ سجدہ کی تلاوت مغرب اور عشاء کے درمیان کی تو گویا اس نے لیلۃ القدر کو قیام کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ، سورۃ یٰس، سورۃ اقتربت الساعۃ اور سورۃ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت کی تو یہ سب اس کا نور اور شیطان سے پناہ ہوں گی اور قیامت تک اس کے درجات بلند کیے جاتے رہیں گے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت مسیب بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ قیامت کے روز آئے گی۔ اس کے دو پر ہوں گے۔ وہ اپنے پڑھنے والے پر سایہ کرے گی اور کہے گی اس پر کسی کو کوئی راہ نہیں، اس پر کسی کو کوئی راہ نہیں۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجات دینے والی سورت کو پڑھو وہ الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ ہے۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی اسے پڑھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ کسی چیز سے کوئی محبت نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بہت زیادہ گناہ تھے۔ اس سورت نے اس آدمی پر پر پھیلا لیے اور کہا اے میرے رب! اسے بخش دے کیونکہ یہ کثرت سے مجھے پڑھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس آدمی کے بارے میں سورت کی شفاعت قبول فرمائے گا اور فرمائے گا اس کے ہر گناہ کے بدلے میں نیکی لکھ دو اور اس کا درجہ بلند کر دو۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ قبر میں اپنے پڑھنے والے کے بارے میں جھگڑا کرے گی۔ عرض کرے گی اے اللہ! اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالے۔ اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ یہ پرندے کی مانند ہو گی۔ وہ اپنے پر پڑھنے والے پر پھیلا لے گی وہ اس کے حق میں شفاعت کرے گی اور اسے قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے گی تَبٰرَكَ الَّذِیْ کے بارے میں اسی کی مثل روایت نقل کی ہے حضرت خالد اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک اسے نہ پڑھتے۔

امام درامی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے رات میں الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت کی اس کے لیے ستر نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور ستر غلطیاں ختم کر دی جائیں گی اور اس کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے۔

امام دارمی، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ دونوں قرآن کی تمام سورتوں پر ساٹھ نیکیوں پر فضیلت رکھتی ہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورۃ الٓمّٓ ۚ تَنْزِیْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ عشاء اور فجر کی نماز میں یہ دن رات اور سفر و حضر میں پڑھتے تھے اور کہتے جس نے ان دونوں کو

1۔ سنن ترمذی، باب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 113، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

پڑھا تو اس کے حق میں ہر آیت کے عوض ستر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ یہ باقی تمام قرآن پر فضیلت کے طور پر ہوں گی۔ اس سے ستر گناہ مٹا دیے جائیں گے اور اس کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طاؤس اس وقت تک نہیں سوتے تھے یہاں تک کہ یہ دو سورتیں پڑھتے اور کہا کرتے تھے ان دونوں کی ہر ایک آیت ساٹھ آیتوں کے ہم پلہ ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں حضرت حاتم بن محمد بن واسطہ سے طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ روئے زمین پر جو آدمی بھی الٓمّٓ ۞ تَنْزِيْلُ سجدہ اور تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ رات میں تلاوت کرتا ہے تو اس کے حق میں لیلۃ القدر کا اجر لکھ دیا جاتا ہے۔ حضرت حاتم نے کہا میں نے اس کا ذکر عطاء سے کیا تو انہوں نے کہا طاؤس نے سچی بات کی ہے۔ اللہ کی قسم! جب سے میں نے ان کے بارے میں سنا ہے تو میں نے ان کو نہیں چھوڑا مگر اس صورت میں کہ میں مریض ہوں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: قرآن حکیم کے قطعی سجدے الٓمّٓ ۞ تَنْزِيْلُ سجدہ حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ سجدہ وَالنَّجْمِ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۞ ہیں۔

امام احمد، امام مسلم اور ابو یعلیٰ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں حضور ﷺ کے قیام کا اندازہ تیس آیتیں لگایا جو (الم تنزیل) سجدہ کے برابر ہے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ظہر میں نگاہ رکھی تو ظہر کی پہلی رکعت میں الٓمّٓ ۞ تَنْزِيْلُ سجدہ کا اندازہ لگایا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۞ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۭ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۞

''الف۔لام۔میم۔ اس کتاب کا نزول اس میں ذرہ شک نہیں، سب جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اسے خود گھڑا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہی حق ہے آپ کے رب کی طرف سے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب القراءۃ فی الظہر والعصر، جلد 4، صفحہ 143 (352)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تاکہ آپ ڈرائیں اس قوم کو نہیں آیا جن کے پاس کوئی ڈرانے والا آپ سے پہلے تاکہ وہ ہدایت پائیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا تخت (سلطانی) پر۔ نہیں تمہارے لیے اس کے بغیر کوئی مددگار اور نہ کوئی سفارشی۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم سے مراد قریش ہے۔ ان کی طرف اور ان کے آباء کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی رسول نہیں آیا تھا۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦

''تدبیر فرماتا ہے ہر (چھوٹے بڑے) کام کی آسمان سے زمین تک پھر رجوع کرے گا ہر کام اس کی طرف اس روز جس کی مقدار ہزار سال ہے اس اندازہ سے جس سے تم شمار کرتے ہو۔ وہی جاننے والا ہے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا، سب پر غالب، ہمیشہ رحم فرمانے والا''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امر آسمان سے زمین کی طرف اترتا ہے اور زمین سے آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے، ایک ایسے دن میں جس کی مقدار ہزار سال ہے۔ پانچ سو سال اترتے وقت اور پانچ سو سال اوپر چڑھتے وقت۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امر آسمان دنیا سے بلند ترین زمین کی طرف اترتا ہے۔ پھر ایک دن میں بلند ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی مسافت لوگ آنے اور جانے میں چلیں تو ایک ہزار سال تک چلیں گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دنیا میں ہوگا۔ فرشتے ایک دن میں بلند ہوں گے جس کی مقدار ہزار سال ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے اوپر چڑھیں گے اور نیچے اتریں گے ایسے دن میں جس کی مقدار ہزار سال کے برابر ہوگی۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہ ان چھ دنوں میں سے ایک ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا کیے۔(2)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن ابی انباری نے مصاحف میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے کہ میں اور عبداللہ بن فیروز جو حضرت عثمان کا غلام تھا، حضرت ابن عباس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 105

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فیروز نے عرض کی اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے گویا حضرت ابن عباس اس پر تہمت لگاتے رہے تھے اور کہا کوئی ایسا دن نہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے؟ فیروز نے کہا میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ مجھے بتایئے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ دونوں ایسے دنوں سے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے بارے میں خوب جانتا ہے۔ میں اس امر کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں کتاب اللہ کے بارے میں ایسی بات کروں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو۔ زمانے نے کئی مصیبتیں مجھ پر لازم کر دیں یہاں تک کہ میں حضرت ابن مسیب کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ ایک انسان نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا اور وہ کچھ جانتا بھی نہیں۔ میں نے کہا کیا میں تجھے نہ بتاؤں جو حضرت ابن عباس کو پیش آیا؟ فرمایا میں نے اسے بتایا تو آپ نے سائل سے کہا انہوں نے اس میں کچھ کہنے سے انکار کر دیا جبکہ یہ مجھ سے زیادہ عالم ہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اس روز دنیا کے دنوں میں ایک دن ابھی نصف تک نہیں پہنچے گا کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں ٹھکانہ دے دے گا۔ اگر یہ معاملہ کسی غیر کے سپرد ہوتا تو پچاس ہزار سال میں بھی اس سے فارغ نہ ہوتا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان سے زمین اور زمین سے آسمان تک امر کا نزول ایک دن میں ہوگا یہ ایک ہزار سال کا ہوگا کیونکہ آسمان سے زمین تک کا فاصلہ پانچ سو سال کا ہے۔ (2)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن میں اس کے سفر کی مقدار ہزار سال کی ہوگی جسے تم شمار کرتے ہو دنیا کے پانچ سو سال اس کے اترنے کے اور پانچ سو سال اس کے چڑھنے کے ہیں۔ یہ کل ایک ہزار سال ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: پھر وہ اس دن میں بلند ہوگا جو تمہارے انہیں دنوں جیسا ہے۔ آسمان اور زمین کے درمیان مسافت پانچ سو سال کی ہے۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو تم دنیا کے دن شمار کرتے ہو۔ (5) واللہ اعلم۔

الَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍۚ ⑦ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍۚ ⑧ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ⑨ وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ؕ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 25، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 105
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ⑩

"وہ جس نے بہت خوب بنایا جس چیز کو بھی بنایا اور ابتداء فرمائی انسان کی تخلیق کی گارے سے۔ پھر پیدا کیا اس کی نسل کو ایک جوہر سے (یعنی حقیر پانی سے)۔ پھر اس کے (قدو قامت) کو درست فرمایا اور پھونک دی اس میں اپنی روح اور بنا دیئے تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل۔ تم لوگ بہت کم شکر بجالاتے ہو۔ اور کہنے لگے کیا جب (مرنے کے بعد) ہم گم ہو جائیں گے زمین میں تو کیا ہم از سر نو پیدا کیے جائیں گے۔ درحقیقت یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے انکار کر رہے ہیں۔"

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اس آیت الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ کی تلاوت کرتے اور کہا تو بندر کو نہیں دیکھتا وہ خوبصورت تو نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کو محکم بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: خبردار بندر کی سرین خوبصورت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی تخلیق کو محکم کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر شے کی صورت کو خوبصورت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتے کو اس کی صورت میں اچھا کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے قبیح ہو یا حسن، سانپ ہو یا بچھو یا ہر چیز جسے بنایا سب کی صورتوں کو اچھا بنایا، اس کا غیر کوئی بھی خوبصورت نہیں۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَحْسَنَ کا معنی مضبوط کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو گدھے کی صورت میں اور گدھے کو انسان کی صورت میں نہیں بنایا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے کہ حضرت عمر بن زرارہ ہمیں آ کر ملے۔ انہوں نے اپنے حلہ کو ڈھیلا چھوڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے کپڑے کے کونے کو پکڑ لیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری پنڈلیاں باریک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر بن زرارہ! اللہ تعالیٰ نے ہر شے کی شکل وصورت کو بہترین بنایا ہے۔ اے عمرو بن زرارہ! اللہ تعالیٰ چادر لٹکانے والے کو پسند نہیں کرتا۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت شرید بن سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنی چادر لٹکائی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا اپنی چادر کو اونچا کرو۔ اس نے عرض کی میں احنف ہوں میرے گھٹنے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ فرمایا اپنی چادر کو اونچا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز خوبصورت ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے، کہا: الْاِنْسَانِ سے مراد

حضرت آدم علیہ السلام، نَسْلَهٗ سے مراد آپ کی اولاد، سُلٰلَةٍ سے مراد بنی آدم اور مَّآءٍ مَّهِیْنٍ سے مراد کمزور جو مرد کا نطفہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَسْلَهٗ سے مراد آپ کی ذریت، سُلٰلَةٍ سے مراد پانی، ثُمَّ سَوّٰىهُ یعنی اس کی ذریت کو درست کیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مِنْ سُلٰلَةٍ ایسا پانی جو مرد سے نکلتا ہے۔ مَّهِیْنٍ یعنی کمزور۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضَلَلْنَا سے مراد ہم ہلاک ہو گئے۔(1)

امام ابن منذر حضرت ابن جریج سے وہ حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ابی بن خلف یہ کہا کرتا تھا کیسے ہمیں لوٹایا جائے گا اور کیسے ہم پہلے کی طرح لوٹیں گے۔؟

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾

"فرمائیے جان قبض کرے گا تمہاری موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے پھر اپنے رب کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے"۔

امام ابن ابی الدنیا نے "ذکر الموت" میں، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے "العظمۃ" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ان دونوں آدمیوں کے بارے میں پوچھا گیا جن کی موت ایک ہی لحہ میں ہوگی، ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، تو ملک الموت کو ان دونوں پر کیسے قدرت ہوگی؟ فرمایا ملک الموت کی قدرت اہل مشارق، اہل مغارب، ظلمات، ہوا اور سمندروں میں موجود افراد پر ایسے ہی ہے جیسے ایک آدمی ہو جس کے سامنے دستر خوان پڑا ہو تو وہ جہاں سے چاہے کھائے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زہیر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ملک الموت تو ایک ہے جبکہ لشکر مشرق و مغرب میں ملتے ہیں اور ان کے درمیان بھی انسان گرتے اور مرتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کو ملک الموت کے لیے جمع کر دیا ہے یہاں تک کہ دنیا کو اس کے سامنے ایسے بنا دیا ہے جیسے تم میں کسی کے سامنے ایک تھال ہو، کیا اس تھال میں سے کوئی چیز اس آدمی کی دسترس سے باہر ہوتی ہے؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ملک الموت وہ ہے جو تمام روحوں کو قبض کرتا ہے، تمام زمین میں جو کچھ ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو یوں تسلط عطا فرما دیا ہے جیسے تم میں سے کوئی اس چیز پر تسلط جمائے ہوئے ہوتا ہے جو اس کی ہتھیلی میں ہو اس کے ساتھ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں۔ جب وہ کسی پاکیزہ روح کو قبض کرتا ہے تو وہ رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے اور جب خبیث نفس کو قبض کرتا ہے تو عذاب کے فرشتوں کے حوالے کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 111، دار احیاء التراث العربی بیروت

کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنالیا تو ملک الموت نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے اجازت دی جائے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس کی خوش خبری دے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دے دی۔ ملک الموت اس کے پاس آیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کہا اے ملک الموت! مجھے دکھاؤ تم کیسے کفار کی روحوں کو قبض کرتے ہو؟ ملک الموت نے کہا اے ابراہیم! تم اس کی طاقت نہ رکھو گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں۔ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رخ انور پھیرا۔ پھر ملک الموت کی طرف دیکھا تو وہ ایک سیاہ رنگ کا آدمی تھا۔ جس کا سر آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل رہا تھا۔ اس کے جسم کے ہر بال سے ایک انسان کی صورت تھی۔ جس کے منہ اور کانوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر حضرت ابراہیم کو افاقہ ہوا جبکہ ملک الموت پہلی صورت میں آچکے تھے۔ کہا اے ملک الموت! اگر کافر کو کوئی اور آزمائش اور غم نہ پہنچے مگر تیری صورت ہی دیکھے تو اسے یہ کافی ہو جائے۔ مجھے دکھاؤ کہ تو مومنوں کی روحیں کیسے قبض کرتا ہے؟ کہا منہ پھیریئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ دیکھا تو وہ ایک انتہائی خوبصورت چہرے والے نوجوان کی صورت میں موجود تھے، کپڑے سفید تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے ملک الموت! اگر مومن موت کے وقت تیری صورت کے سوا کوئی اور آنکھ کی ٹھنڈک اور کرامت کی بات نہ دیکھے تو اس کے لیے یہی کافی ہو جائے۔

امام طبرانی، ابونعیم اور ابن مندہ رحمہم اللہ دونوں نے الصحابہ میں حضرت خزرج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ نے ملک الموت کو ایک انصاری کے سر کے پاس دیکھا تھا۔ فرمایا اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کیجیے کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے عرض کی خوش ہو جایئے اور آنکھ ٹھنڈی رکھیے۔ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ جان لیجئے اے محمد! ﷺ میں ابن آدم کی روح قبض کرتا ہوں۔ جب کوئی چیخنے والا چیختا ہے تو میں گھر میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ میرے ساتھ اس کی روح بھی ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں یہ کیوں چیخ رہا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم نے اس پر ظلم نہیں کیا، ہم اس کے وقت مقررہ سے پہلے نہیں آئے اور نہ ہم نے اس کی قدر کو جلدی کیا ہے۔ اس کی روح کے قبض کرنے میں ہمارا گناہ بھی کچھ نہیں۔ اگر تم اس بات پر راضی ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے تو تمہیں اجر دیا جائے گا۔ اگر تم نے ناراضگی کا اظہار کیا تو تم گناہ گار ہو گے اور تم پر بوجھ ہوگا۔ ہم تمہارے پاس بار بار آتے رہیں گے۔ پس بچو بچو، کوئی خیمہ نہیں، نہ مٹی کا گھر ہے، کوئی نیک اور بد نہیں، نہ کوئی میدانی علاقہ ہے اور نہ پہاڑی علاقہ مگر میں ان سے ہر روز رات دن مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان کے چھوٹے اور بڑے کو جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اگر میں مچھر کی روح قبض کرنے کا ارادہ کروں، میں اس وقت تک اس پر قادر نہیں ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس روح کو قبض کرنے کا اذن دے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت اشعث بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک الموت سے پوچھا، اس کا نام عزرائیل ہے، اس کی دو آنکھیں چہرے پر اور دو آنکھیں گدی کی جانب ہیں۔ پوچھا اے ملک الموت! تو اس وقت کیا کرتا ہے جب ایک نفس مشرق میں اور ایک نفس مغرب میں ہو، زمین

میں وبا پھوٹ پڑے اور دو لشکر آپس میں برسر پیکار ہو جائیں؟ تو اس وقت تو کیا کرے گا؟ کہا میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے روحوں کو بلاتا ہوں تو وہ سب میری ان دو انگلیوں کے درمیان ہوتی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا، ابوالشیخ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت بیٹھے ہوئے ہیں جبکہ دنیا اس کے دو گھٹنوں کے درمیان ہے۔ وہ لوح جس میں انسانوں کی موتیں لکھی ہوئی ہیں وہ اس کے سامنے ہے۔ اس کے سامنے ملائکہ کھڑے ہیں۔ وہ لوح کو دیکھ رہا ہے۔ ایک لحہ بھی نظر ادھر ادھر نہیں کرتا۔ جب کسی بندے کی موت کا وقت آتا ہے تو وہ کہتا ہے اس کی روح قبض کرلو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ''مصنف'' میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا۔ وہ آپ کا دوست تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے کہا تجھے کیا ہوتا ہے، اگر ایک گھر والوں کے پاس آتا ہے اور ان سب کی روحوں کو قبض کر لیتا ہے اور ان کے پہلو میں ایک گھر کو چھوڑ دیتا ہے۔ ان میں سے کسی کی روح کو قبض نہیں کرتا؟ کہا جن کی روحوں کو میں قبض کرتا ہوں تو میں تو انہیں کچھ نہیں جانتا۔ میں عرش کے نیچے ہوتا ہوں۔ میری طرف ایک چٹھی پھینکی جاتی ہے جس میں ان لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ملک الموت کو کہا جاتا ہے: فلاں کو فلاں وقت اور فلاں دن میں قبض کر لے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد نے ''زہد'' میں اور ابوالشیخ نے عطاء بن سیار سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی گھر والا ایسا نہیں جس سے ملک الموت دن میں پانچ دفعہ مصافحہ نہ کرتا ہو، کیا ان میں سے کوئی ایسا تو نہیں جس کی روح کو قبض کرنے کا حکم ہوا ہو۔

امام جویبر حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ملک الموت کے ذمہ انسانوں کی روحیں قبض کرنے کا کام لگایا گیا ہے۔ وہی ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ جنوں میں ایک فرشتہ ہے۔ شیاطین میں ایک فرشتہ ہے، پرندوں میں، وحشیوں درندوں، مچھلیوں اور چیونٹیوں میں ایک فرشتہ ہے۔ یہ چار فرشتے ہیں۔ فرشتے پہلے صعقہ میں مر جاتے ہیں جبکہ ملک الموت ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ پھر اسے موت آتی ہے۔ جہاں تک سمندر میں شہداء کا تعلق ہے بیشک اللہ تعالیٰ ان کی روحیں قبض کرنے کا ذمہ دار ہے۔ ان کی بزرگی کی وجہ سے یہ کام ملک الموت کے سپرد نہیں ہوتا۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ نے روحوں کو قبض کرنے کی ذمہ داری ملک الموت کو دی ہے مگر سمندر کے شہیدوں کی روحیں اللہ تعالیٰ خود قبض کرتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا، مروزی نے ''جنائز'' میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوشعثاء جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت بغیر درد کے روحوں کو قبض کرتا تھا۔ لوگوں نے اسے گالیاں دیں اور اس پر لعنت کی تو ملک الموت نے اپنے رب کے حضور شکایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں میں درد رکھ دیئے تو وہ ملک الموت کو بھول گئے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے ''حلیہ'' میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت لوگوں کے سامنے ظاہر

ہوتا ہے ایک آدمی کے پاس آتا اور کہتا اپنا کام پورا کر لے۔ میں تیری روح قبض کرنا چاہتا ہوں تو حضرت ملک الموت نے شکایت کی تو بیماری اتاری گئی اور موت کو خفیہ کر دیا گیا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ملک الموت کا قدم مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابوجعفر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے جبکہ ملک الموت اس کے سر کے پاس موجود تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ملک الموت! میرے ساتھی کے ساتھ نرمی کر کیونکہ یہ مومن ہے۔ ملک الموت نے کہا اے محمد! ﷺ تمہیں بشارت ہو میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرنے والا ہوں۔ اے محمد! ﷺ جان لو میں انسان کی روح قبض کرتا ہوں۔ اس کے گھر والے چیختے ہیں چلاتے ہیں۔ میں گھر کی ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہوں اور میں کہتا ہوں اللہ کی قسم! میرا تو کوئی گناہ نہیں۔ بیشک میرا تو آنا جانا لگا رہتا ہے۔ اس لیے محتاط رہو۔ محتاط رہو۔ اللہ تعالیٰ نے کسی گھر والے، کچے مکان والے، بکری کے بالوں کے خیمے والے، اونٹ کے بالوں کے خیمے والے، خشکی میں یا سمندر میں پیدا نہیں کیا مگر میں دن میں پانچ دفعہ اس سے مصافحہ کرتا ہوں یہاں تک کہ میں ان میں سے ہر چھوٹے بڑے کو اس کی ذات کے حوالے سے جانتا ہوں۔ اللہ کی قسم! اے محمد! ﷺ میں ایک مچھر کی روح کو قبض کرنے پر قادر نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبض کرنے کا حکم دیتا ہے۔

ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملک الموت تمہاری روحیں قبض کرتا ہے۔ فرشتوں میں سے اس کے مددگار ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: زمین اس کے لیے جمع کر دی گئی ہے۔ اس کے لیے زمین ایک تھال کی طرح بنا دی گئی ہے۔ وہ اس سے جہاں سے چاہتا ہے لے لیتا ہے۔(1)

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾

"اور کاش! تم دیکھو مجرم اپنے سر جھکائے ہوئے اپنے رب کے حضور پیش ہوں گے (کہیں گے) اے ہمارے رب! ہم نے (اپنی آنکھوں سے) دیکھ لیا اور (کانوں سے) سن لیا پس (ایک بار) بھیج ہمیں (دنیا میں) اب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 112، داراحیاء التراث العربی بیروت

ہم نیک عمل کریں گے۔ ہمیں اب پورا یقین آ گیا ہے۔ (جواب ملے گا) اور اگر ہم چاہتے تو ہم دے دیتے ہر شخص کو اس کی ہدایت لیکن یہ بات طے ہو چکی ہے میری طرف سے کہ میں ضرور بھروں گا جہنم کو تمام (سرکش) جنوں اور (نافرمان) انسانوں سے۔ پس اب چکھو سزا اس جرم کی کہ تم نے بھلا دیا تھا اپنے اس روز کی ملاقات کو۔ ہم نے تم کو نظر انداز کر دیا اور چکھو ابدی عذاب ان (کرتوتوں) کے عوض جو تم کیا کرتے تھے۔ صرف وہی لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جنہیں جب ہماری آیتوں سے نصیحت کی جاتی ہے تو گر پڑتے ہیں سجدہ کرتے ہوئے اور پاکی بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے وہ غرور و تکبر نہیں کرتے۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجرموں نے اس وقت دیکھا جب دیکھنا انہیں کوئی نفع نہیں دیتا۔ انہوں نے اس وقت سنا جب سننے نے انہیں کوئی نفع نہ دیا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمام لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو آسمان سے ان پر کوئی آیت نازل فرماتا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کے سامنے تین عذر پیش کرے گا۔ وہ فرمائے گا اے آدم! اگر میں نے جھوٹوں پر لعنت نہ کی ہوتی۔ جھوٹ اور وعدہ خلافی کرنے والوں سے بغض نہ کیا ہوتا اور اس پر عذاب نہ دیا ہوتا تو میں آج تیری اولاد پر رحمت کرتا۔ اس سختی کی بجائے جو میں نے ان کے لیے عذاب تیار کر رکھا ہے لیکن میں نے یہ اپنے ذمہ لے لیا ہے کہ جس نے میرے رسولوں کو جھٹلایا اور میرے حکم کی نافرمانی کی تو میں ان سے اپنی جہنم کو بھروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! میں تیری اولاد میں سے کسی کو آگ میں داخل نہ کرتا اور ان میں کسی کو جہنم میں عذاب میں مبتلا نہ کرتا مگر مجھے پہلے ہی علم تھا۔ اگر میں اسے دنیا کی طرف بھیجتا تو وہ اس سے بھی بدتر حالت میں ہوتا جس میں وہ اب ہے، نہ وہ اس سے لوٹتا اور نہ اس پر عتاب کرتا۔ اللہ تعالیٰ حضرت آدم سے فرمائے گا اے آدم! میں نے آج تجھے اپنے اور تیری اولاد کے درمیان ثالث بنایا ہے، میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ دیکھو ان کے اعمال تیرے سامنے کیسے بلند ہوتے ہیں جس کی بھلائی برائی پر ایک ذرہ برابر بھاری ہو جائے تو اس کے لیے جنت ہے یہاں تک کہ تو جان لے گا کہ میں آج جہنم میں صرف ظالم کو داخل کرتا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَآءَ یَوْمِكُمْ هٰذَاۚ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے اس دن کے لیے اعمال کرنا چھوڑ دیے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آج ہم تمہیں آگ میں اسی طرح چھوڑ دیں گے جس طرح تم نے میرے حکم کو چھوڑ دیا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّا نَسِیْنٰكُمْ کا معنی ہے کہ ہم نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت پانچ نمازوں کے بارے میں نازل ہوئی اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا...... خَرُّوْا سُجَّدًا یعنی انہوں نے سجدہ کیا۔ وَّسَبَّحُوْا یعنی اپنے رب کے حکم سے نماز پڑھی اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے تکبر نہیں کرتے۔

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۫ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

"دور رہتے ہیں ان کے پہلو (اپنے) بستروں سے، پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے ہوئے اور امید رکھتے ہوئے اور ان نعمتوں سے جو ہم نے ان کو دی ہیں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ اس نماز کے انتظار کے بارے میں نازل ہوئی جسے عشاء کی نماز کہتے ہیں۔(1)

امام فریابی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لوگ اس وقت تک نہیں سوتے جب تک عشاء کی نماز نہ پڑھ لیں۔

امام بخاری نے "تاریخ" میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام محمد بن نصر اور ابن جریر نے حضرت ابوسلمٰی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عشاء کی نماز کے بارے میں ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ ہم عشاء کی نماز سے پہلے بستروں سے اجتناب کرتے۔

عبدالرزاق نے "مصنف" میں اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو عشاء کی نماز سے پہلے سوتے ہوئے اور اس کے بعد باتیں کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ یہ آیت اسی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم انصاریوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم مغرب کی نماز پڑھتے۔ ہم اپنے گھروں کی طرف نہ لوٹتے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز سے پہلے نہیں سوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی۔ جب حضور ﷺ نے اس کا کیا تو مرد نے اپنے بستر سے دوری اختیار کرنا شروع کر دی اس خوف سے کہ کہیں اسے نیند ہی نہ آجائے۔ اس کا وقت چھوٹے بچے کے سلانے اور بوڑھے کے سست ہونے سے پہلے ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: وہ مغرب اور عشاء کی نماز کے دوران نماز پڑھتے ہوئے عشاء کی نماز کا انتظار کرتے۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ''زوائد زہد'' میں ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا مہاجرین اولین میں سے کچھ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ایسے تھے کہ وہ مغرب کی نماز پڑھتے اور اس کے بعد عشاء کی نماز تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مجلس میں بیٹھتے جبکہ رسول اللہ ﷺ کے کچھ صحابہ مغرب سے عشاء تک نماز پڑھتے رہتے تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام محمد بن نصر اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن منکدر اور ابی حازم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اوابین کے نوافل ہیں جو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھے جاتے ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ میں سے کچھ لوگ مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان نماز پڑھتے رہتے تھے تو یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت سے مراد بندے کا رات کو عبادت کرنا ہے۔(1)

امام احمد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ ایک صبح میں نے نبی کریم ﷺ کے قریب کی جبکہ ہم چل رہے تھے۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے مجھے دور کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے مجھ سے ایک بڑے عمل کے بارے میں پوچھا ہے مگر یہ اس آدمی کے لیے آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اسے آسان کرے۔ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرے، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا کرے، نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے۔ پھر فرمایا کیا میں تیری راہنمائی بھلائی کے دروازوں پر نہ کروں؟ روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطا کو مٹا دیتا ہے اور رات کے درمیان میں نماز پڑھنا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے امور کے سردار، ان کے ستون اور ان کی چوٹی کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت

آگاہ نہ کروں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں؟ فرمایا امور کا سردار اسلام، ان کا ستون نماز اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا کیا میں تجھے ان تمام چیزوں کے جوہر کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میں نے عرض کی ضرور یا رسول اللہ! ﷺ تو حضرت نے اپنی زبان کو پکڑا۔ فرمایا اس کو روک کر رکھو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں ان پر بھی ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ فرمایا اے معاذ! تیری ماں تجھ پر روئے۔ لوگ جہنم میں منہ کے بل اپنی زبانوں کے کاٹے کی وجہ سے گریں گے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لیے رات کی عبادت کا کیا تو حضور ﷺ کی آنکھیں بھر گئیں اور آپ کے آنسو گرنے لگے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ مجھے جنتیوں کے عمل کے بارے میں بتائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے عظیم کام کے بارے میں پوچھا جبکہ یہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ آسان کردے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کر۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز پڑھا کر، میں یہ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ نے زکوٰۃ کا ذکر کیا یا نہ کیا۔ فرمایا اگر تو چاہے تو میں تجھے امور کے سردار، ان کے ستون اور ان کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟ امور کا سردار اسلام ہے، جس نے اسلام قبول کیا وہ سلامتی پا گیا، ان کا ستون نماز ہے اور چوٹی اللہ کی راہ میں جہاد ہے، روزے ڈھال ہیں، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور رات کے درمیان نماز پڑھنا۔ پھر حضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: ان پر کوئی رات نہیں گزرتی تھی مگر وہ اس رات سے کچھ حصہ لیتے تھے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ اٹھتے ہیں اور رات کو نماز پڑھتے ہیں۔ (3)

امام ابن نصر اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد رات کو عبادت کرنا ہے۔ (4)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت ابو عبیداللہ جدلی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگوں کو دوبارہ اٹھایا جائے گا تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: یہ فیصلہ کا دن ہے، وہ لوگ کہاں ہیں تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ وہ لوگ کہاں ہیں یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آل عمران: 191) پھر جہنم سے ایک گردن نکلے گی۔ وہ کہے گی مجھے تین قسم کے لوگوں کے بارے میں حکم دیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں، ہر سخت دل جابر اور ہر حد سے تجاوز کرنے والا، میں آدمی یعنی والد کو بچے کے ساتھ اور بچے کو والد کے ساتھ جانتا ہوں۔ مسلمانوں میں سے فقراء کو جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ انہیں روکا جاتا ہے تو کہتے ہیں تم ہم سے حساب لینا چاہتے ہو جبکہ ہمارے پاس نہ اموال تھے اور نہ ہی ہم امراء تھے۔

امام محمد بن نصر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد قوم ہے جو لگاتار

1۔ سنن ترمذی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 86، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 118
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 117
4۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، نماز میں، قیام میں یا بیٹھے ہوئے یا جب وہ نیند سے بیدار ہوتے ہیں۔ وہ ایسی قوم ہیں جو لگاتار اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ربیعہ جرشی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ وہ وہاں رہیں گے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا۔ عنقریب سب جان لیں گے کہ آج کس کے لیے عزت اور کرم ہے۔ وہ اٹھ کھڑے ہوں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہے۔ وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی۔ پھر منادی کرنے والا ٹھہرا رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر منادی کرنے والا ندا کرے گا۔ جمع ہونے والے عنقریب جان جائیں گے کہ کس کے لیے عزت و کرم ہے، وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تجارت اور خرید و فروخت نے غافل نہیں کیا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے۔ ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔ پھر وہ منادی کرنے والا ٹھہرا رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر وہ واپس آئے گا اور اعلان کرے گا۔ جمع ہونے والے لوگ جان جائیں گے کہ آج کس کے لیے عزت و شرافت ہے، وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے تھے۔ وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ وہ پہلوں سے بھی زیادہ ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے ان کے پہلو بستروں سے الگ رہتے۔ جب بھی بیدار ہوتے وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، نماز میں، قیام میں، بیٹھے ہوئے اور پہلوں کے بل لیٹے ہوئے۔ یہ لوگ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔(2)

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٧﴾

''پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔''

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پڑھا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّآتِ اَعْيُنٍ۔

امام ابو عبید نے ''فضائل'' میں، سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور ابن انباری رحمہم اللہ نے ''مصاحف'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کو پڑھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''بعث'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

اس نے اپنے لیے جنت بنائی۔ پھر اس کے نیچے ایک اور جنت بنائی۔ پھر ان دونوں کے اوپر ایک موتی کو چڑھا دیا۔ پھر کہا ان دونوں کے نیچے دو جنتیں ہیں۔ مخلوق نہیں جانتی کہ ان دونوں میں کیا ہے۔ یہی وہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ اس میں ہر روز ان کے پاس تحفہ آتا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ تورات میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جن کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں، ایسی جنت تیار کی ہے جو کسی آنکھ نے نہیں دیکھی، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا، نہ کسی دل میں کھٹکی ہے، نہ مقرب فرشتہ اسے جانتا ہے اور نہ ہی نبی مرسل اسے جانتا ہے۔ بیشک یہ قرآن میں ہے فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ہناد نے ''زہد'' میں، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن انباری نے حضرت ابو ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے صالح بندوں کے لیے ایسی جنت تیار کر رکھی ہے جسے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا، وہ کسی دل پر نہیں کھٹکی۔ حضرت ابو ہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے عابد بن عبدالواحد سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جنتی اپنے مکان میں ستر سال تک رہے گا پھر وہ متوجہ ہوگا تو وہ ایک حسین ترین عورت کے پاس ہوگا۔ وہ عورت اسے کہے گی اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمارا تجھ سے کچھ حصہ ہو۔ وہ جنتی کہے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں مزید ہوں۔ وہ جنتی اس کے ساتھ ستر سال تک رہے گا۔ وہ پھر متوجہ ہوگا تو وہ پہلی سے بھی زیادہ حسین عورت کے پاس ہوگا۔ وہ کہے گی اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمارا تجھ سے کچھ حصہ ہو۔ وہ جنتی پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گی میں وہ ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنتی آئے گا، عورتیں اس کی طرف جھانکیں گی۔ وہ کہیں گی اے فلاں بن فلاں! جب تو ہمارے پاس سے نکلا تو ہم سے بڑھ کر تیرا کوئی زیادہ حقدار نہ تھا۔ وہ کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہیں گی ہم ان میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ اَعۡیُنٍ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ دنیا کے دنوں کی مقدار ہر دن میں تین دفعہ داخل ہوں گے، ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنات عدن کے تحفے ہوں گے جو ان کی اپنی جنتوں میں نہ ہوں گے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَهُمۡ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہارے لیے اس جنتی مرتبہ بیان کروں گا جو دنیا میں حلال کی تلاش کرتا اور حلال کھاتا تھا یہاں تک کہ اسی حال میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی۔ اسے قیامت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 120، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 121

کے روز ایک ہی موتی کا محل دیا جائے گا۔ نہ اس میں کوئی پھٹن ہوگی نہ جوڑ ہوگا۔ اس میں ستر ہزار بالا خانے ہوں گے۔ ان بالا خانوں کے نیچے ستر ہزار کمرے ہوں گے۔ ہر کمرے کا چھت سونے اور چاندی کی پتریوں کا ہوگا جن میں کوئی جوڑ نہیں ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھنا اس کے لیے مسخر نہ کیا ہوتا تو اس کے نور سے اس کی آنکھ کی روشنی جاتی رہتی۔ باغ کی چوڑائی بارہ میل ہوگی اور لمبائی آسمان کی جانب ستر میل ہوگی۔ ہر کمرے میں ستر ہزار دروازے ہوں گے جن سے وہ داخل ہوگا۔ ہر کمرے میں ہر دروازے پر ستر ہزار خادم ہوں گے جو اس کمرے میں ہوگا۔ وہ انہیں نہیں دیکھے گا اور نہ ہی باہر والا خادم اندر والوں کو دیکھے گا۔ جب وہ اپنے محل میں نکلے گا تو اس کی ملک میں دنیا جیسی آبادی ہوگی جو اس کے ملک میں اس کے دائیں بائیں اور پیچھے چلے گی۔ اس کی بیویاں اس کے ساتھ ہوں گی۔ اس کے علاوہ ان میں کوئی مذکر نہ ہوگا۔ اس کے سامنے فرشتے ہوں گے جو اس کے تابع فرمان ہوں گے۔ اس کے اور اس کی بیویوں کے درمیان پردہ ہوگا۔ اس کے سامنے پردہ ہوگا خادم اور خادمائیں ہوں گی۔ وہ خوب سمجھتے ہوں گے کہ وہ اور اس کی بیویاں کیا خواہش کریں گی۔ وہ خود اس کی بیویاں اور اس کے خادم کبھی بھی فوت نہ ہوں گے۔ ان کی نعمتیں بڑھتی جائیں گی جبکہ پہلی نعمت بھی بوسیدہ نہ ہوگی۔ آنکھ کی ٹھنڈک کبھی ختم نہ ہوگی۔ اس جنت میں اس جنتی پر کبھی خوف داخل نہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر جنتیوں میں سے آخری درجے کا جنتی حضرت آدم علیہ السلام اور دوسروں کی ضیافت کرے وہ ان کے سامنے کھانا اور شراب رکھے یہاں تک کہ وہ سب اس کے پاس سے کھانا کھا کر نکلیں تو یہ عمل اس میں کوئی کمی نہیں کرے گا جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، طبرانی، ابن جریر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور محمد بن نصر رحمہم اللہ کتاب الصلوٰۃ میں ابوصخر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوحازم رحمہ اللہ سے وہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے جبکہ آپ جنت کی صفت بیان کر رہے تھے یہاں تک کہ آپ نے گفتگو اس امر پر ختم کی ان میں وہ چیز ہے جو کسی آنکھ نے نہ دیکھی اور نہ کسی کان نے اس کے بارے میں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکی پھر اس آیت تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ:16) کی تلاوت کی۔ ابوصخر نے کہا میں نے قرظی سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا انہوں نے اپنے اعمال کو مخفی رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ثواب کو مخفی رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالیمانی ہذلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں۔ پہلا درجہ چاندی کا ہے، اس کی زمین چاندی کی ہوگی، برتن چاندی کے ہوں گے، مٹی کستوری کی ہوگی، دوسرا درجہ سونے کا ہے، اس کے مکانات سونے کے ہوں گے، برتن سونے کے ہوں گے اور مٹی کستوری کی ہوگی، تیسرا موتی کا ہوگا، اس کی زمین موتی کی، اس

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا، جلد 17، صفحہ 137 (2825)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کے گھر موتی کے اور اس کے برتن بھی موتی کے ہوں گے۔اس کے بعد ستانوے درجے ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے ان کے بارے میں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر کھٹکے۔اور یہ آیت تلاوت کی"۔(1)

امام ابن جریر، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت حاکم بن ابان رحمہ اللہ کے واسطہ سے عطرف سے وہ جابر بن زید سے وہ حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم ﷺ سے وہ حضرت جبرائیل امین سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بندے کی نیکیاں اور برائیاں لائی جائیں گی بعض کا بعض سے حساب برابر کیا جائے گا۔اگر ایک نیکی بھی باقی رہ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادے گا کہا میں یزدان کے پاس حاضر ہوا تو اس نے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی۔تو میں نے پوچھا اگر نیکیاں ختم ہوگئیں؟ کہا اُولٰٓىِٕكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ (الاحقاف:16) میں نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ فرمایا اس آیت میں اس آدمی کا ہے جو مخفی طریقہ سے عمل کرتا ہے، اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں مخفی کر دیتا ہے۔لوگ اسے نہیں جانتے۔اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قیامت تک مخفی رکھتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنتیوں میں سے سب سے کم مرتبہ وہ لوگ ہوں گے جن کے جہنم میں جل جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں جہنم سے نکالے گا۔اللہ تعالیٰ ان کی اس بات پر خوش ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔انہیں ننگے پھینکا جائے گا تو وہ یوں اگیں گے جیسے سبزیاں اگتی ہیں یہاں تک کہ جب روحیں ان کے جسموں کی طرف لوٹیں گی تو کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں جہنم سے نکالا اور روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا، یا ہمارے چہروں کو جہنم سے پھیر دے تو ان کے چہروں کو جہنم سے پھیر دیا جائے گا۔ان کے لیے ایسا درخت لگایا جائے گا جو سائے والا ہوگا۔وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا ہے اسی طرح ہمیں اس درخت کے سائے کی طرف منتقل کر دے۔اللہ تعالیٰ انہیں اس درخت کے سائے کی طرف منتقل کرے گا۔وہ جنت کے دروازے دیکھیں گے۔وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا اسی طرح ہمیں جنت کے دروازوں کی طرف منتقل کر دے۔تو ایسا ہی کر دیا جائے گا۔جب وہ جنت میں خیر و برکت کو دیکھیں گے، حضرت ابو ہریرہ نے یہ آیت پڑھی فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ تو وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جیسے تو نے ہمیں جہنم سے نکالا ہے اسی طرح ہمیں جنت میں داخل کر دے۔تو انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔پھر انہیں کہا جائے گا تمنا کرو۔وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما۔یہاں تک کہ وہ یہ کہیں گے اے ہمارے رب! کافی ہے۔تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ تمہارے لیے ہے اور اس کا دس گنا بھی تمہارے لیے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، طبرانی، ابو الشیخ نے "العظمۃ" میں ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا عرض کی اے میرے رب جنتیوں میں سے کون سب سے کم مرتبہ والے ہیں؟ فرمایا وہ

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً

آدمی جو جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے کے بعد آئے گا۔ اسے کہا جائے گا داخل ہو جا۔ وہ کہے گا میں کیسے داخل ہوں جبکہ وہ اپنی جگہوں پر پہنچ چکے ہیں اور اپنے اپنے حصے لے لیے ہیں؟ کہا تو اس بات پر راضی ہے کہ تیرے لیے وہ کچھ ہو جو دنیا کے بادشاہوں کے لیے ہوتا ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں۔ اے میرے رب! میں راضی ہوں اسے کہا جائے گا تیرے لیے یہ اور اس کا دس گنا ہے، وہ عرض کرے گا اے ہمارے رب! میں راضی ہوں اسے کہا جائے گا اس میں تیرے لیے وہ کچھ ہے جو تیرا نفس چاہے اور تیری آنکھوں کو لذت دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! جنتیوں میں سے سب سے بلند مرتبہ کون ہے؟ فرمایا تو نے اس کا ارادہ کیا؟ میں ضرور ان کے بارے میں تجھ سے بات کروں گا۔ میں نے ان کی عزت کو اپنے دست قدرت سے گاڑا اس پر بذات خود مہر لگائی، کسی آنکھ نے اسے نہیں دیکھا، کسی کان نے اس کے بارے میں نہیں سنا اور نہ ہی کسی انسانی دل پر وہ کھٹکا ہے۔ اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ۔(1)

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ قِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾

”تو کیا جو شخص ایمان دار ہو وہ اس کی مانند ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ (نہیں) یہ یکساں نہیں۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لیے جنتیں ہمیشہ کا ٹھکانا ہیں بطور ضیافت ان (نیکیوں) کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور جنہوں نے نافرمانی کی تو ان کا ابدی ٹھکانا آگ ہے۔ جتنی مرتبہ وہ ارادہ کریں گے کہ (کسی طرح) یہاں سے نکل جائیں تو (ہر بار) انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور انہیں کہا جائے گا چکھو آگ کا عذاب جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔“

امام ابوالفرج اصفہانی نے ”کتاب الاغانی“ میں، واحدی، ابن عدی، ابن مردویہ خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ولید بن عقبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہا میں بھالے کے اعتبار سے تم سے زیادہ تیز، تم سے زیادہ فصیح اور تم سے زیادہ لشکر کا سہارا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا خاموش ہو جا تو فاسق ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا یَسْتَوٗنَ مومن سے مراد حضرت علی اور فاسق سے مراد ولید بن عقبہ بن ابی معیط ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں حضرت علی بن ابی طالب اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 120، دار احیاء التراث العربی بیروت

ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے درمیان اترا۔ ولید اور حضرت علی کے درمیان گفتگو ہوئی۔ ولید نے کہا میں تم سے زیادہ فصیح، زیادہ جنگجو اور لشکر کو بھگانے والا ہوں۔ حضرت علی نے کہا خاموش ہو جا تو فاسق ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب اور ولید بن عقبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مومن سے مراد حضرت علی بن ابی طالب اور فاسق سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ یہ اس گفتگو کی وجہ سے ہوئی جو ان کے درمیان ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا، موت اور آخرت میں برابر نہ ہوں گے۔ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے شرک کیا۔ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ وہ جھٹلاتے تھے جسے تم دیکھتے ہو۔(2)

وَ لَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾

"اور ہم ضرور چکھاتے رہیں گے انہیں تھوڑا تھوڑا عذاب بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ (فسق و فجور) سے باز آجائیں"۔

امام فریابی، ابن منیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، خطیب اور بیہقی رحمہم اللہ نے "دلائل" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد غزوۂ بدر اور الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ممکن ہے جو باقی بچ گئے ہیں وہ واپس پلٹ آئیں۔"(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام نسائی، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد قحط جو انہیں پہنچا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ممکن ہے وہ توبہ کریں۔

امام مسلم، عبد اللہ بن احمد نے "زوائد مسند" میں، ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد دنیا کے مصائب، غزوۂ بدر کی مصیبت پکڑ اور دھواں ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ادریس خولانی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبادہ بن صامت سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125,27
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 124

پوچھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اس سے مراد مصیبتیں، بیماریاں اور تھکاوٹیں ہیں، دنیا میں اسراف کرنے والے کا عذاب عذاب آخرت سے کم ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ وہ ہمارے لیے کیا ہیں؟ فرمایا زکوٰۃ اور وضو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد دنیا کی مصیبتیں، اس کی بیماریاں اور آزمائشیں ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے تاکہ وہ توبہ کریں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے عذاب ادنیٰ سے مراد ایسی مصیبتیں ہیں جو دنیا میں انسان کو پہنچتی ہیں۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ تاکہ وہ لوٹ آئیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عذاب ادنیٰ سے مراد حدود ہیں۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ تاکہ وہ توبہ کریں۔(3)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے عذاب ادنیٰ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: دنیا اور قبر کا عذاب۔(4)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى سے مراد دنیا میں قریش کا قتل اور انہیں بھوک دینا ہے اور عذاب اکبر سے مراد آخرت میں یوم قیامت ہے۔(5)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبید رحمہ اللہ سے الْعَذَابِ الْاَدْنٰى کا معنی عذاب قبر نقل کیا ہے۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

"اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جسے نصیحت کی گئی اس کے رب کی آیتوں سے پھر اس نے روگردانی کی ان سے۔ بیشک ہم مجرموں سے ضرور بدلہ لیں گے۔"

امام ابن منیع، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: تین امور ایسے ہیں جس نے یہ کیے وہ مجرم ہے: جس نے ناحق جھنڈا باندھا، والدین کی نافرمانی کی یا ظلم کے ساتھ چلا تاکہ مجرم کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔(6)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 124
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 125,27
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 126
5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 126,27
6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 128

صَبَرُوۡا ؕ وَ کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ یَفۡصِلُ بَیۡنَہُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ فِیۡمَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۲۵﴾ اَوَ لَمۡ یَہۡدِ لَہُمۡ کَمۡ اَہۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ یَمۡشُوۡنَ فِیۡ مَسٰکِنِہِمۡ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۶﴾

''اور بیشک ہم نے عطا فرمائی تھی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب، تو آپ شک میں مبتلا نہ ہوں ایسی کتاب کے ملنے سے اور ہم نے بنایا تھا اسے ہدایت بنی اسرائیل کے لیے۔ اور ہم نے بنایا ان میں سے بعض کو پیشوا، وہ رہبری کرتے رہے ہمارے حکم سے جب تک وہ صابر رہے اور جب تک ہماری آیتوں پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ بیشک آپ کا پروردگار، وہی فیصلہ کرے گا ان کے درمیان قیامت کے دن، جن امور میں وہ (باہمی) اختلاف کیا کرتے تھے۔ کیا یہ چیز ان کی ہدایت کا باعث نہ بنی کتنی قومیں تھیں جن کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا حالانکہ یہ چل پھر رہے ہیں ان کے مکانوں میں۔ بیشک ان میں (عبرت کی کئی) نشانیاں ہیں۔ کیا وہ (ان در و دیوار سے داستان عبرت) نہیں سن رہے؟''۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ ''دلائل'' میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ اس میں میں نے حضرت بن عمران کو دیکھا کہ وہ لمبے قد اور گھنگھریالے بالوں والے تھے، گویا وہ شنوأہ کے افراد میں سے ایک ہوں۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، وہ درمیانے قد سرخ و سفید رنگ کے اور چوڑے سر والے تھے۔ میں نے مالک کو دیکھا جو جہنم کے خازن ہیں اور دجال کو اس کی نشانیوں میں دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دکھائیں۔ کہا فَلَا تَکُنۡ فِیۡ مِرۡیَۃٍ مِّنۡ لِّقَآئِہٖ قتادہ یہ تفسیر بیان کیا کرتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنا دیا۔ (1)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ مختارہ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لِّقَآئِہٖ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِّقَآئِہٖ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہے۔ کہا گیا کیا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے؟ فرمایا ہاں۔ کہا آپ نے اس ارشاد کو نہیں دیکھا وَ سۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ (الزخرف:45)

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 94، قدیمی کتب خانہ کراچی

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات میں شک نہ کریں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً کی تلاوت کی اور کہا مجھے حضرت زہری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت عطاء بن یزید رحمہ اللہ نے اسے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا صبر سے بڑھ کر بندے کو کوئی بھلائی عطا نہیں کی گئی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً کا یہ معنی ہے کہ ہم نے انہیں انبیاء کے علاوہ بھلائی میں سردار بنا دیا اور دنیا کو ترک کرنے پر جب صبر کیا تو ہمارے حکم کے مطابق ہدایت پا گئے۔

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

”کیا انہوں نے ملاحظہ نہیں کیا کہ ہم لے جاتے ہیں پانی بنجر زمین کی طرف پھر ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے سے کھیتی، کھاتے ہیں اس سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی۔ کیا وہ (یہ بھی) نہیں دیکھتے؟“

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْجُرُزِ سے مراد ایسے علاقے ہیں جہاں تھوڑی بارش ہوتی، انہیں سیلابوں کے علاوہ کوئی چیز نفع نہیں دیتی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْجُرُزِ سے مراد یمن کا علاقہ ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد وہ علاقے ہیں جو کوئی فصل نہیں اگاتے۔ یہاں ابین (4) اور اس جیسے دوسرے علاقے ہو سکتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد بے آب و گیاہ زمین۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد مردہ زمین ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَرْضِ الْجُرُزِ سے مراد وہ بستیاں ہیں جو یمن اور شام کے درمیان ہوں۔

امام ابو بکر اور ابن حبان رحمہما اللہ نے کتاب الغرر میں حضرت ربیع بن سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امثال معانی کو

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 450 (3552)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 132　　3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 131

4۔ یہ لفظ اِبْیَنَ اور اَبْیَنَ دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔ زمانہ قدیم میں ایک آدمی کا تھا، اسے ذو ابین کہا جاتا ہے۔ یہ وہی ہے جسے عدن ابین کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور عدن ابین یمن کا علاقہ ہے۔ ممکن ہے راوی کے پیش نظر یہی علاقہ ہو۔ ابن جریر کے حاشیہ میں اسی طرح ہے۔ (مترجم)

عقول کے زیادہ قریب کرنے والی ہیں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ۔

وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ وَ لَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ انْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

"اور (بار بار) پوچھتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا؟ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمایئے فیصلہ کے دن نہ فائدہ پہنچائے گا کافروں کو ان کا ایمان لانا اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ پس (اے حبیب!) رخ (انور) پھیر لیجئے ان سے اور انتظار فرمایئے۔ وہ بھی منتظر ہیں۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام نے کہا ہمارا بھی ایسا وقت ہوگا امید ہے جس میں ہم آرام کریں گے اور اس میں نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ تو مشرکوں نے کہا مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔(1)

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے "دلائل" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے دن نبی کریم ﷺ کو فتح دی گئی۔ جنہوں نے کفر کیا تھا موت کے بعد ان کے ایمان نے انہیں کچھ نفع نہ دیا۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَوْمَ الْفَتْحِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَوْمَ الْفَتْحِ سے مراد فیصلہ کا دن ہے وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

تمت بالخیر

13 جنوری 2003

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 132، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 449 (3552)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 133

آیاتہا ۷۳ ۔ سُورَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ ۳۳ ۔ رکوعاتہا ۹

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ احزاب مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد الرزاق نے ''مصنف'' میں، طیالسی، سعید بن منصور، عبد اللہ بن احمد نے ''زوائد مسند'' میں، ابن منیع، نسائی، ابن منذر، ابن انباری نے ''مصاحف'' میں، دار قطنی نے ''افراد'' میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے ''مختارہ'' میں زر سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا تو سورۂ احزاب کیسے پڑھتا ہے یا تو اس کی کتنی آیتیں شمار کرتا ہے؟ میں نے کہا تہتر (73) ابی نے کہا میں نے اسے دیکھا کہ یہ سورۂ بقرۃ کے مساوی تھی یا اس سے بھی زائد تھی۔ ہم نے اس میں یہ آیت بھی پڑھی اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَازَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ تو اس سورت سے آیتیں اٹھالی گئیں جو اٹھالی گئیں۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ثوری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ قرآن کے قاری تھے جو مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گئے تو قرآن کے کچھ حروف رہ گئے۔ (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا۔ اس نے اعلان کیا الصلوٰۃ جامعۃ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر کہا اے لوگو! آیت رجم کو ٹکڑے ٹکڑے نہ کر دینا (بھلا نہ دینا) کیونکہ وہ آیت تھی جو کتاب اللہ میں نازل ہوئی۔ ہم نے اسے پڑھا لیکن یہ آیت بھی قرآن کے اور بہت سے حصوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہان فانی سے اٹھنے کے ساتھ اٹھ گئی (3) اس کے آیت ہونے کی دلیل یہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا، حضرت ابو بکر صدیق نے رجم کیا اور ان دونوں کے بعد میں نے رجم کیا۔ اس امت میں سے ایک قوم آئے گی جو رجم کا انکار کرے گی۔

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور ابن ضریس نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ ان پر کتاب کو نازل فرمایا جو آپ پر نازل ہوا اس میں رجم کی آیت تھی۔ ہم نے اسے پڑھا اور اسے یاد کیا اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَازَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے بعد میں رجم کیا۔ مجھے ڈر ہے کہ لوگوں پر زمانہ لمبا ہوگا تو کوئی کہنے والا کہے گا ہم کتاب اللہ میں تو رجم والی آیت نہیں پاتے۔ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ فریضہ کو ترک کرنے کی وجہ سے وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ (4)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ یہ روایت نص قرآنی نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۃ الحجر) سے صراحۃً خلاف ہے۔ اس لئے یہ اور اس جیسی کوئی روایت بھی قابل اعتنا نہیں۔ مترجم

3۔ یعنی ان کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ 4۔ صحیح مسلم، کتاب الحدود، باب حد الزنا، جلد 2، صفحہ 65، قدیمی کتب خانہ کراچی

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں سے خطاب کیا میں نے آپ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: خبردار! لوگ کہیں گے یہ رجم کا کیا ہے جبکہ کتاب اللہ میں تو کوڑے مارنے کا حکم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا۔ بعد میں ہم نے رجم کیا۔ اگر کہنے والے نہ کہیں اور باتیں کرنے والے باتیں نہ کریں کہ حضرت عمر نے کتاب اللہ میں اس چیز کی زیادتی کی جو کتاب اللہ میں نہیں تو میں اسے کتاب میں لکھ دیتا جیسے نازل ہوئی۔

امام نسائی اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے حضرت کثیر بن صلت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم مروان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم میں زید بن ثابت بھی تھے۔ زید نے کہا کیا تو جو پڑھتا ہے اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَازَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ مروان نے کہا میں اسے مصحف میں نہ لکھ دوں؟ زید نے کہا ہم نے اس بات کا ذکر کیا تھا جبکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے۔ فرمایا کیا میں اس بارے میں تمہاری تسلی نہ کرا دوں؟ ہم نے کہا کیسے؟ کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا مجھے آیت رجم کے بارے میں بتایئے فرمایا اب میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے مجھے کہا تم سورۂ احزاب کو کتنی آیتیں شمار کرتے ہو؟ میں نے کہا بہتر (72) یا تہتر (73) آیتیں۔ کہا یہ سورۂ بقرۃ کے قریب تھی اور اس میں رجم والی آیت بھی تھی۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کے برابر تھی یا اس سے طویل تھی۔ اس میں رجم والی آیت بھی تھی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بچو اس چیز سے کہ تم آیت رجم کی وجہ سے ہلاک ہو جاؤ اور اس سے کہ کوئی کہنے والا یہ کہے ہم کتاب اللہ میں دو حدیں نہیں پاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور اس کے بعد ہم نے رجم کیا۔ اگر اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ کہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ میں نئی چیز لکھ دی ہے تو میں مصحف میں اسے لکھ دیتا۔ تحقیق ہم نے اسے پڑھا اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَازَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ۔ حضرت سعید نے کہا ابھی ذوالحجہ ختم نہیں ہوا تھا کہ حضرت عمر کو خنجر مارا گیا۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ حضرت ابی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس کی خالہ نے اسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رجم والی آیت پڑھائی اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَازَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا......۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رجم والی آیت نازل ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اسے چھپایئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں سے خطاب کیا، کہا رجم کے بارے میں شک نہ کرو۔ یہ حکم حق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا، حضرت ابو بکر صدیق نے رجم کیا اور میں نے رجم کیا۔ میں نے مصحف میں لکھنے کا ارادہ کیا۔ ابی بن کعب سے آیت رجم کے بارے میں پوچھا۔ حضرت ابی نے کہا کیا تم میرے پاس نہیں آئے تھے جبکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھ رہا تھا۔ تم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا تھا اور کہا تھا

کیا تو آپ سے آیت رجم سیکھ رہا ہے جبکہ وہ عورتوں سے یوں خواہش پوری کرتے ہیں جیسے گدھے جفتی کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ پر سورۂ احزاب کو پڑھا۔ میں اس سے ستر آیتیں بھول گیا، میں انہیں نہیں پاتا۔

امام ابو عبید نے "فضائل" میں، ابن انباری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: نبی کریم ﷺ کے زمانے میں سورۂ احزاب کی دو سو آیتیں پڑھی جاتی تھیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف کو لکھا تو اسی پر قادر ہوئے جو اب موجود ہے۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾

"اے نبی (مکرم!) (حسب سابق) ڈرتے رہیے اللہ تعالیٰ سے اور نہ کہنا مانیے کفار اور منافقین کا۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑا دانا ہے۔ اور پیروی کرتے رہیے جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف اپنے رب کی جانب سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اور (اے محبوب!) بھروسہ رکھیے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپکا) کارساز۔"

امام ابن ضریس حضرت جو یبر کے واسطہ سے ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل مکہ میں ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیع نے نبی کریم ﷺ کو دعوت اسلام سے رک جانے کا مطالبہ کیا اور یہ شرط لگائی کہ وہ اپنے اموال کا ایک حصہ آپ کو دیں گے۔ مدینہ طیبہ میں منافقوں اور یہودیوں نے اس بات سے ڈرایا کہ آپ اس دعوت سے نہ رکے تو وہ آپ کو قتل کردیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْكٰفِرِيْنَ سے مراد ابی بن خلف اور الْمُنٰفِقِيْنَ سے مراد ابو عامر راہب، عبد اللہ بن ابی بن سلول اور جد بن قیس تھے۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓئِيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ

1۔ باقی منسوخ کردی گئی ہیں۔ (مترجم)

قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ۝

''نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے لیے دو دل اس کے شکم میں اور نہیں بنایا اس نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں اور نہیں بنایا اس نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے فرزند۔ یہ صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تو سچی بات کہتا ہے اور وہ ہدایت دیتا ہے سیدھی راہ پر چلنے کی۔''

امام احمد، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز نبی کریم ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ سے ایک کلمہ چھوٹ گیا جو منافق آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ کہا تم دیکھتے نہیں کہ ان کے دو دل ہیں؟ ایک دل تمہارے ساتھ اور ایک دل ان کے ساتھ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سعید بن جبیر، مجاہد اور عکرمہ رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جسے ذوقلبین کہا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش میں ایک آدمی تھا جس کی ذہانت کی وجہ سے اسے ذوقلبین کہا جاتا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی تھا جسے ذوالقلبین کہا جاتا۔ وہ کہتا تھا ایک نفس مجھے حکم دیتا ہے اور ایک نفس مجھے منع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں وہ کچھ فرمایا جو تم سنتے ہو۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی فہر کا ایک آدمی تھا۔ اس نے کہا میرے پیٹ میں دو دل ہیں۔ میں ان دونوں میں سے ہر ایک دل کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کے دل سے زیادہ سمجھ سکتا ہوں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قریش میں سے بنی جمح کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے جمیل بن معمر کہتے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ اس میں آپ بھول گئے۔ ایک کلمہ آپ سے رہ گیا۔ منافقوں نے یہ سنا تو انہوں نے بہت باتیں بنائیں اور کہا اس کے دو دل ہیں۔ کیا تم نماز میں اس کے قول اور کلام میں نہیں سنتے؟ اس کا ایک دل تمہارے ساتھ ہے اور ایک دل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 55 (3199)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 135، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 136 4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 135

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت زہری سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ زید بن حارثہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کے لیے یہ بطور ضرب المثل ذکر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کسی اور کا بیٹا تیرا بیٹا نہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی بیوی سے کہا کرتا تھا اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مَاجَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓیْٔ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ یہ کہا جاتا تھا زید بن محمد۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَاجَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا: اسے تیری بیوی نہیں بنایا۔ جب کوئی مرد اپنی بیوی سے ظہار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے اس کی ماں نہیں بنایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس میں کفارہ لازم فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے تیرے متبنیٰ کو تیرا بیٹا نہیں بنایا۔ اگر کوئی آدمی کسی کو بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو یہ اس کا بیٹا نہیں۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے جو آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔(2)

فریابی، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْكُمْ ؕ وَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ فِیْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

"بلایا کرو انہیں ان کے باپوں کی نسبت سے۔ یہ زیادہ قرین انصاف ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اگر تمہیں علم نہ ہو ان کے باپوں کا تو پھر وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور نہیں ہے تم پر کوئی گرفت جو تم نادانستہ کر بیٹھو۔ البتہ وہ کام جو تمہارے دل قصداً کرتے ہیں (ان پر ضرور گرفت ہوگی) اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے ہم انہیں زید بن محمد کہا کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن حکیم کا حکم نازل ہوا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو زید بن حارثہ بن شراحیل ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیع بن عبد شمس یہ ان افراد میں سے تھا جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا۔ انہوں نے سالم کو متبنیٰ بنایا اور اس کا نکاح اپنی بھتیجی ہند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 37-136
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 330 (3209)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بنت ولید بن عتبہ بن ربیع سے کیا جبکہ یہ انصار کی ایک عورت کے غلام تھے۔ جس طرح نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کو متبنیٰ بنایا تھا۔ دور جاہلیت جو آدمی کسی کو متبنیٰ بنالیتا تو لوگ اسے اسی کے واسطے سے پکارتے اور وہ میراث میں اس کا وارث ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ تو صحابہ نے انہیں ان کے آباء کی طرف منسوب کر دیا۔ جس کا والد معلوم نہ ہوتو دین میں اس کا مولیٰ اور بھائی تھا سہلہ بنت سہیل بن عمرو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی سالم کو ابوحذیفہ کے نام سے پکارا جاتا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ وہ میرے پاس آتا تھا جبکہ میں اکیلی ہوتی۔ ہم تنگ گھر میں رہتے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا سالم کو دودھ (1) پلا دو، وہ تجھ پر حرام ہو جائے گا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے ننھال بنی معن کے ہاں رہتے تھے جو بنی ثعل سے تعلق رکھتے تھے جن کا تعلق بنو طے سے تھا۔ یہ بنو طے کے لڑکوں کے ساتھ پکڑ لیے گئے۔ انہیں عکاز کے میلہ میں لایا گیا۔ حکیم بن حزام بن خویلد عکاظ گئے تاکہ وہ خرید و فروخت کریں۔ ان کی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں وصیت کی۔ وہ اس کے لیے ایک اچھا عربی غلام خریدے اگر ممکن ہو سکے۔ جب حکیم آئے تو زید کو دیکھا کہ انہیں بیچا جا رہا تھا۔ ان کی خوبصورتی نے انہیں خوش کیا۔ اسے خرید لیا اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے آئے اور ان سے کہا میں نے آپ کے لیے خوبصورت ذہین عربی غلام خریدا ہے۔ اگر اچھا لگے تو لے لیں ورنہ چھوڑ دیں مجھے تو یہ اچھا لگا ہے۔ جب حضرت خدیجہ نے اسے دیکھا تو بہت اچھا لگا۔ اسے لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جبکہ وہ غلام حضرت خدیجہ کے پاس ہی تھا۔ نبی کریم ﷺ کو زید کی ذہانت آپ کو اچھی لگی۔ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہ سے وہ بطور تحفہ طلب کیا۔ حضرت خدیجہ نے کہا وہ غلام آپ کا ہے۔ اگر آپ آزاد کرنا چاہیں تو اس کی ولاء میرے لیے ہوگی۔ حضور ﷺ نے اس شرط کا انکار کیا تو حضرت خدیجہ نے وہ غلام آپ کو ہبہ کر دیا چاہے آزاد کریں، چاہے اپنے پاس رکھیں۔ تو حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں جوان ہو گئے۔ پھر حضرت زید بن حارثہ طالب کے سامان تجارت کے ساتھ شام گئے اور اپنی قوم کے علاقے سے گزرے، ان کے چچا نے انہیں پہچان لیا، اس کی طرف آیا، پوچھا اے نوجوان! تو کون ہے؟ تو حضرت زید نے کہا میں اہل مکہ کا نوجوان ہوں۔ پوچھا کیا انہیں میں سے ہو؟ کہا نہیں۔ پوچھا کیا تو آزاد ہے یا غلام ہے؟ جواب دیا بلکہ میں غلام ہوں۔ پوچھا کس کے غلام ہو؟ کہا محمد بن عبداللہ بن عبد المطلب۔ پوچھا کیا تو عربی ہے یا عجمی؟ جواب دیا بلکہ میں عربی ہوں۔ تیرا خاندان کونسا ہے؟ جواب دیا کلب۔ پوچھا کونسے کلب؟ جواب دیا بنو عبد ود۔ کہا تجھ پر افسوس! کس کا تو بیٹا ہے؟ جواب دیا حارثہ بن شراحیل۔ پوچھا تو کہاں پکڑا گیا؟ جواب دیا ماموں کے گھر میں۔ پوچھا تیرے ماموں کون ہیں؟ جواب دیا طے۔ پوچھا تیری

1۔ رضاعت کے احکام رضاعت کی مدت میں ہی ثابت ہوں گے امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک یہ مدت تیس ماہ ہے صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک یہ دو سال ہے حضرت سالم والا واقعہ خصائص میں شمار ہوگا۔

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب رضاع الکبر، جلد 7، صفحہ 368 (3263)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ماں کا کیا نام ہے؟ جواب دیا سعدی۔ تو اس نے حضرت زید کو سینے سے لگا لیا اور کہا ابن حارثہ اور اس کے باپ کو بلایا اور کہا اے حارثہ! یہ تیرا بیٹا ہے۔ حارثہ آیا۔ جب اسے دیکھا تو اسے پہچان لیا۔ اس نے پوچھا تیرا آقا تیرے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے؟ جواب دیا وہ مجھے اپنے اہل اور اولاد پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نے اس سے محبت پائی، میں جو چاہتا ہوں وہ کرتا ہوں۔

اس کے ساتھ اس کا باپ، اس کا چچا اور اس کا بھائی سوار ہوئے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ حارثہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی تم اللہ کے حرم والے، اس کے پڑوسی اور اس کے گھر کے خادم ہو۔ تم غلام کو آزاد کرتے ہو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہو۔ میرا بیٹا تیرا غلام ہے۔ ہم پر احسان کیجئے اور فدیہ میں ہم پر مہربانی کیجئے بیشک آپ اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہیں۔ بیشک آپ جو پسند کریں گے ہم آپ کو فدیہ دے دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس سے بھی بہتر تم کو دوں گا۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا؟ فرمایا میں اسے اختیار دوں گا اگر وہ تمہیں پسند کرے تو اسے بغیر فدیہ کے لے جاؤ، اگر وہ میرے ساتھ رہنا چاہے تو تم اسے میرے پاس رہنے دو گے۔ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے بہت احسان کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلایا۔ فرمایا اے زید! کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟ عرض کی جی ہاں، یہ میرا باپ ہے، یہ میرا چچا ہے اور یہ میرا بھائی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تم پہچانتے ہو، اگر تو انہیں پسند کرے تو ان کے ساتھ چلا جا۔ اگر مجھے پسند کرے تو میں وہ ہوں جسے تو جانتا ہے۔ زید نے کہا میں آپ پر کسی کو پسند نہیں کروں گا۔ آپ میرے لیے والد اور چچا کی جگہ ہیں۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے والد اور چچا نے کہا اے زید! کیا تو مالک ہونے پر غلام ہونے کو ترجیح دے رہا ہے۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس ذات کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس حرص کو دیکھا، فرمایا گواہ ہو جاؤ یہ آزاد ہے، یہ میرا بیٹا ہے جو میرا وارث ہوگا اور میں اس کا وارث ہوں گا۔ جب زید کی حضور کی بارگاہ میں اس عزت کو دیکھا تو والد اور چچا بھی خوش ہو گئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ دور جاہلیت میں زید بن محمد ہی کہلاتے تھے یہاں تک کہ قرآن حکیم کا حکم نازل ہوا اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ تو پھر وہ زید بن حارثہ کہلائے جانے لگے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن شیبہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مجھے کئی فقہاء اور علماء نے بیان کیا ہے کہ عامر بن ربیعہ کو عامر بن خطاب کہا جاتا اور خطاب کی طرف ہی اس کی نسبت کی جاتی۔ اس کے بارے میں یہ کہا جاتا تا کہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ زید بن حارثہ، سالم بن حذیفہ اور مقداد بن عمرو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ جبکہ میں ان لوگوں میں سے ہوں جس کے باپ کا علم ہی نہیں۔ میں تو تمہارا دینی بھائی ہوں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 138، دار احیاء التراث العربی بیروت

زیادہ موزوں۔ جب تجھے معلوم نہ ہو کہ اس کا باپ کون ہے تو وہ تمہارا دینی بھائی اور مولا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر تو اس کا باپ نہیں جانتا تو وہ تیرا دینی بھائی ہے اور تیرا مولیٰ فلاں کا مولیٰ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے آیت کے ضمن میں قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم ان کے آباء کو نہیں جانتے جن کے ناموں سے تم انہیں بلاؤ تو تم ان کی نسبت اس حوالے سے کرو کہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں کہ تو یوں کہے عبداللہ عبدالرحمٰن، عبیداللہ اور اس جیسے نام ذکر کرے اور یہ کہ انہیں ان کے آقاؤں کے نام کی طرف منسوب کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تیرا دینی بھائی ہے اور تیرا مولیٰ (غلام) مولیٰ بن فلاں ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ تو صحابہ حضرت سالم کے والد کو نہیں جانتے تھے لیکن وہ ابو حذیفہ کے مولیٰ تھے کیونکہ وہ حضرت ابو حذیفہ کے حلیف تھے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ یہ بات نہی سے پہلے کی ہے۔ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ یہ اس کے بارے میں ہے جب تمہیں امر اور نہی کر دی گئی۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تو کسی کو اس کے غیر باپ سے بلاتا ہے جبکہ تو جانتا ہے کہ فلاں اس کا باپ ہے لیکن تو نے ارادۃً ایسا نہیں کیا تھا تو تجھ پر کچھ حرج نہیں۔(3)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوع روایت کرتے ہیں: مجھے خطا کے بارے میں تجھ پر کوئی خوف نہیں، جان بوجھ کر بات کرنے کی صورت میں تیرے بارے میں ڈرتا ہوں۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶

''نبی (کریم) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور قریبی رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ کتاب اللہ کی رو سے عام مومنوں اور مہاجرین سے مگر یہ کہ تم کرنا چاہو اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی (تو اس کی اجازت ہے)۔ یہ (حکم) کتاب (الٰہی) میں لکھا ہوا ہے''۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: کوئی مومن بھی نہیں مگر میں دنیا و آخرت میں تمام لوگوں سے بڑھ کر اس کا زیادہ قریبی ہوں۔ چاہو تو یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 138، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

آیت پڑھو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ جس مومن نے مال چھوڑا اس کا عصبہ وارث ہوگا۔ اگر اس نے قرض چھوڑا یا اس نے کسی کا نقصان کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے میں اس کا مولیٰ ہوں۔(1)

امام طیالسی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن جب رسول اللہ کے زمانہ میں فوت ہوتا اسے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا۔ حضور ﷺ پوچھتے کیا اس کے ذمہ کوئی قرض ہے؟ اگر لوگ کہتے ہاں، حضور ﷺ پوچھتے کیا اس نے مال چھوڑا ہے جو اس کے قرض کو کافی ہو؟ اگر لوگ بتاتے جی ہاں تو حضور ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھتے تھے۔ اگر لوگ بتاتے نہیں تو حضور ﷺ فرماتے اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتوحات عطا فرمائیں تو حضور ﷺ نے فرمایا میں مومنوں کے ان کی ذاتوں سے بھی زیادہ قریبی ہوں۔ جس نے قرض چھوڑا وہ میرے ذمہ، جس نے مال چھوڑا وہ وارث کے لیے۔

امام احمد، ابو داؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے: میں مومن کی جان سے بھی زیادہ اس کا قریبی ہوں۔ جو آدمی فوت ہوا اور قرض چھوڑ جائے تو وہ میرے ذمہ ہے اور جو مال چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کے لیے ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت علی کی معیت میں یمن کے غزوہ میں شرکت کی تو میں نے حضرت سے کچھ زیادتی دیکھی۔ جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضرت علی کا ذکر کیا۔ میں نے آپ کی شان میں تنقیص کی۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے۔ فرمایا اے بریدہ! کیا میں مومنوں پر ان کی ذاتوں سے بھی زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا جس کا میں مولیٰ ہوں حضرت علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا: اس وجہ سے ان کے حق کو عظیم جانو۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات حرمت میں ان کی مائیں ہیں۔ کسی مومن کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ حضور ﷺ کی ظاہر زندگی میں ازواج مطہرات سے شادی کرے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے طلاق دے دی ہو اور نہ ہی آپ کے وصال کے بعد اس سے شادی کرسکتا ہے۔ یہ ازواج مطہرات مومنوں پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح ان کی مائیں حرام ہیں۔

امام ابن سعد، ابن منذر اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ سے کہا اے ماں! تو حضرت عائشہ نے فرمایا میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں، تمہاری عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔(5)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 244 (4680)، دارالفکر بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 296، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 348
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 140 5۔ طبقات ابن سعد، ذکر من کان یصلح لہ الدخول، جلد 8، صفحہ 179، دار صادر بیروت

امام ابن سعد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: میں تمہارے مردوں اور عورتوں کی ماں ہوں۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، اسحاق بن راہویہ، ابن منذر اور بیہقی نے بجالہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب ایک بچے کے پاس سے گزرے جبکہ وہ مصحف میں سے یہ آیت پڑھ رہا تھا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ تو حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا وَھُوَ اَبٌ لَّهُمْ کو مٹا دیا۔ بچے نے کہا یہ اُبی کا مصحف ہے۔ حضرت عمر بن خطاب حضرت ابی کے پاس گئے۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا مجھے قرآن غافل کرتا تھا اور آپ کو بازاروں میں تالیاں غافل کرتی ہیں۔(2)

امام فریابی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھتے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وھو اب لھم وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔(3)

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قرات نقل کی ہے کہ وہ بھی وَھُوَ اَبٌ لَّهُمْ پڑھتے۔(4)

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلی قرأت میں تھا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَھُوَ اَبٌ لَّهُمْ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلی قرأت میں تھا اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَھُوَ اَبٌ لَّهُمْ۔(5)(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مسلمان کافی عرصہ اس حالت میں رہے کہ وہ ہجرت کی وجہ سے باہم وارث ہوتے جبکہ اعرابی مسلمان کسی مہاجر کا وارث نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیا تو میراث ملت کی وجہ سے جاری ہوگئی۔(7)

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِيٰٓىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: تم ان حلیفوں کے حق میں وصیت کرتے ہو جن کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے بھائی چارہ قائم کیا تھا جو مہاجرین اور انصار میں سے تھے۔(8)

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن علی بن حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی کہ مسلمان یہودی اور نصرانی کے حق میں وصیت کر سکتا ہے۔(9)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں مشرکوں کے ساتھ جو رشتہ داری ہے وہ مراد ہے مَّعْرُوْفًا سے مراد وصیت ہے میراث مراد نہیں (10) بعض قرائتوں میں مَسْطُوْرًا کی جگہ

1۔طبقات ابن سعد، باب ذکر من کان یصلح لہ الدخول، جلد 8، صفحہ 179، دار صادر بیروت
2۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 32 (2317)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 450، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 139
5۔جب کوئی قرأت خبر واحد یا خبر مشہور سے ثابت ہو متن قرآن میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔(مترجم)
6۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 139 7۔ایضاً، جلد 21، صفحہ 140
8۔ایضاً، جلد 21، صفحہ 141 9۔ایضاً 10۔ایضاً، جلد 21، صفحہ 141

مکتوبا لکھا ہوا ہے وہ یہ کہ مشرک مومن کا وارث نہیں ہوتا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مگر اس صورت میں کہ وہ تیرا رشتہ دار ہو اور تیرے دین کے خلاف ہو تو تو اس کے حق میں وصیت کرے، وہ نسب میں تیرا ولی ہے دین میں تیرا ولی نہیں۔(1)

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۙ﴿۷﴾ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۸﴾

"اور (اے حبیب!) یاد کرو جب ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور آپ سے بھی اور نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سب سے پختہ وعدہ لیا تھا۔ یہ کہ (آپ کا رب) پوچھے سچوں سے ان کے سچ کے متعلق اور اس نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لیے دردناک عذاب۔"

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ وعدہ حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں جب تھے تو اس وقت لیا گیا(2) اور لوگ جو وعدہ لیتے ہیں اس سے مضبوط وعدہ لیا اور الصّٰدِقِيْنَ سے مراد رسولوں میں سے جو پیغام پہنچانے والے ہیں اور اس فریضہ کو ادا کرنے والے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے خصوصی وعدہ لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے اور ایک دوسرے کی پیروی کریں گے۔(3)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے "دلائل" میں حضرت ابومریم غسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی نبوت کا آغاز کیسے ہوا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے میثاق لیا جیسے انبیاء سے میثاق لیا پھر یہ آیت وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ تلاوت کی اور میرے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم کی دعا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا (البقرہ:129) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے خواب دیکھا کہ ان کے قدموں کے درمیان سے سورج نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔(4)

امام طیالیسی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، فیصلہ کر دیا، انبیاء سے وعدہ لیا جبکہ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اہل یمن کو دائیں ہاتھ اور اہل شام کو بائیں ہاتھ میں پکڑا جبکہ رحمٰن کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ اصحاب یمین وہ ہیں جنہوں نے دعوت حق کو قبول کیا اور کہا لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَ سَعْدَيْكَ پوچھا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 33-32 (2318)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 44-143، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 143

4۔ مجمع الزوائد، باب قدم نبوۃ، جلد 8، صفحہ 410 (13851)، دارالفکر بیروت

اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ ؕ قَالُوۡا بَلٰى (الاعراف:172) بعض کو بعض سے ملادیا۔ ان میں سے ایک نے کہا اے رب! تو نے ہمیں کیوں ملا دیا کیونکہ لَهُمۡ اَعۡمَالٌ مِّنۡ دُوۡنِ ذٰلِكَ هُمۡ لَهَا عٰمِلُوۡنَ۝ (المومنون) فرمایا کہ وہ قیامت کے روز یہ نہ کہہ سکیں اِنَّا كُنَّا عَنۡ هٰذَا غٰفِلِيۡنَ۝ (الاعراف) پھر انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں لوٹا دیا، جنتی جنتی ہیں اور جہنمی جہنمی ہیں۔ ایک نے کہا تو پھر عمل کیسا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر قوم اپنی منزل کے لیے ہی کام کرتی ہے۔ حضرت ابن خطاب نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہم کوشش کریں گے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا میثاق کب لیا گیا؟ فرمایا اس وقت جب حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔

حضرت ابن سعد رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کو کب نبی بنایا گیا؟ فرمایا جب مجھ سے میثاق لیا گیا، اس وقت حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسد کے درمیان تھے۔

امام بزار، طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کب نبی تھے؟ فرمایا حضرت آدم ابھی روح و جسد کے درمیان تھے۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت میسرہ فخر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی آپ کب نبی تھے؟ فرمایا جب حضرت آدم روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (2)

امام حاکم، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی آپ کے لیے کب نبوت ثابت ہوئی؟ فرمایا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام جسم اور روح پھونکنے کے درمیان تھے۔ (3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت صنابحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی آپ کو کب نبی بنا گیا؟ فرمایا ابھی حضرت آدم علیہ السلام مٹی میں لتھڑے ہوئے تھے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی جدعاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کب نبی بنایا گیا؟ فرمایا حضرت آدم ابھی روح و جسم کے درمیان تھے۔ (4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مطرف بن شخیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے سوال کیا آپ کب نبی بنائے گئے؟ فرمایا ابھی حضرت آدم روح اور مٹی کے درمیان تھے۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ

1۔ مجمع الزوائد، باب اخذ المیثاق، جلد 7، صفحہ 391 (11794)، دار الفکر بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب الوقت الذی کتب فیہ محمد نبیا، جلد 2، صفحہ 129، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، باب ذکر اخبار سید المرسلین، جلد 2، صفحہ 665 (4210)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ طبقات ابن سعد، جلد 7، صفحہ 59، دار صادر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 60

النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ تلاوت فرماتے تو فرماتے مجھ سے بھلائی کا آغاز ہوا اور بعثت میں میں سب سے آخر میں ہوں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے: ''میں پیدائش کے اعتبار سے انبیاء میں اول ہوں اور بعثت میں سب سے آخر میں ہوں''۔(2)

امام ابن ابی عاصم اور ضیاء رحمہما اللہ نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے پہلے حضرت نوح ہیں پھر اول پھر اول۔

امام حسن بن سفیان، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم دلائل میں، دیلمی اور ابن عساکر رحمہم اللہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: میں تخلیق میں انبیاء میں پہلا اور بعثت میں آخر ہوں پہلے جو ہو گزرے ہیں ان کا آغاز مجھ سے ہوا۔(3)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے پانچ افراد بہترین ہیں: حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلاۃ والسلام ان میں سے بہترین حضرت محمد ﷺ ہیں۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مِيْثَاقَهُمْ سے مراد ان کا عہد ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے ان کی قوموں کے بارے میں وعدہ لیا۔(4)

امام ابونعیم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عالم نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے وعدہ لیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے وعدہ لیا اس کے اچھے اعمال کی وجہ سے اس کے برے اعمال کو اس سے دور کر دیا جاتا ہے مگر اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی۔(5)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۟ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۟ هُنَالِكَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ محمدا، جلد 6، صفحہ 322 (31762)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب من فضائل رسول اللہ ﷺ، جلد 1، صفحہ 6، دار عالم الکتب
4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 208 (11271)، دار الفکر بیروت 5۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 382 (5161)، دار الباز

ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَإِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ إِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کے احسان کو جو اس نے تم پر کیا جب (حملہ آور ہو کر) آ گئے تھے تم پر (کفار کے) لشکر پس ہم نے بھیج دی ان پر آندھی اور ایسی فوجیں جنہیں تم دیکھ نہیں سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا۔ جب انہوں نے ہلہ بول دیا تھا تم پر اوپر کی طرف سے بھی اور تمہارے نیچے کی طرف سے بھی اور جب مارے دہشت کے آنکھیں پتھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگ گئے اس موقع پر خوب آزمالیا گیا ایمان والوں کو اور وہ خوب سختی سے جھنجھوڑے گئے۔ اور اس وقت کہنے لگے تھے منافق اور جن کے دلوں میں روگ تھا کہ نہیں وعدہ کیا تھا ہم سے (فتح کا) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے مگر صرف دھوکہ دینے کے لیے۔''

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، ابن عساکر، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے: تو نے ہمیں احزاب کی رات دیکھا جبکہ ہم صفیں بنائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ ابوسفیان اور اس کے لشکر ہمارے اوپر تھے اور بنو قریظہ کے یہودی ہماری نچلی جانب تھے۔ ان سے ہمیں اپنے بچوں کے بارے میں ڈر تھا۔ اس رات سے بڑھ کر کوئی رات ہم پر زیادہ تاریک نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس سے زیادہ تیز ہوا والی تھی۔ اس ہوا کی آوازیں بجلی کی کڑک کی طرح تھیں۔ یہ ایسی تاریکی تھی کہ ہم میں سے کوئی اپنی انگلی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ منافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لینے لگے اور کہنے لگے ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں جبکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے۔ ان میں سے جو بھی اجازت طلب کرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اجازت دے دیتے۔ وہ کھسکتے جاتے تھے جبکہ ہماری تعداد تین سو کے قریب تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ایک ایک آدمی کے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ میرے پاس سے گزرے۔ میرے پاس دشمن سے بچاؤ کا کوئی سامان تھا نہ سردی سے بچاؤ کا کوئی حیلہ مگر میری بیوی کی ایک چادر تھی جو میرے گھٹنوں سے نیچے نہیں ہوتی تھی۔ آپ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا تھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کی حذیفہ۔ میں زمین کی طرف سکڑا۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیونکہ کھڑا ہونا مجھے پسند نہ تھا۔ ''فرمایا اٹھو''۔ میں کھڑا ہو گیا۔ فرمایا قوم کے بارے میں ایک اطلاع ہے جاؤ حقیقت حال لے آؤ۔ حضرت حذیفہ نے کہا میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ ڈرپوک تھا اور مجھے سب سے زیادہ سردی لگتی تھی میں نکل پڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! اس کی حفاظت فرما۔ اس کے سامنے سے، اسکے پیچھے سے، اس کی دائیں جانب سے، اس کی بائیں جانب سے، اس کے اوپر سے اور اس کے نیچے سے۔ حضرت حذیفہ نے کہا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے کوئی گھبراہٹ اور ٹھنڈک کسی پیٹ میں پیدا نہیں کی مگر وہ میرے پیٹ سے نکل گئی۔ میں اس میں سے کوئی چیز بھی نہیں پاتا تھا۔ جب میں مڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے حذیفہ!

لوگوں سے کوئی بات نہ کرنا یہاں تک کہ تو میرے پاس پہنچ آئے۔ میں اپنے پڑاؤ سے نکلا یہاں تک کہ میں دشمن کے لشکر کے قریب پہنچا۔ تو میں نے ان کی روشن آگ میں دیکھا کہ ایک سیاہ موٹے جسم کا آدمی ہے جو آگ پر ہاتھ تاپتا ہے اور اپنے کولہو پر ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کوچ کوچ۔ پھر وہ لشکر میں داخل ہوا تو وہاں بنو عامر کے لوگ تھے جو کہہ رہے تھے۔ کوچ کوچ اے آل عامر تم نہ ٹھہرو۔ ان کے لشکر میں کوچ کا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ ان کا لشکر ابھی بالشت بھر بھی نہیں چلا تھا اللہ کی قسم! میں ان کے کجاوں کی آواز سن رہا تھا۔ ان کے درمیان سخت ہوا تھی جو انہیں پتھر مار رہی تھی۔ پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلا۔ جب میں نصف راستہ یا اس سے زائد طے کر چکا تھا کہ بیس کے قریب شہسوار تھے جو عمامے باندھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا اپنے صاحب کو بتاؤ، اللہ تعالیٰ اس کی طرف ہے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا۔ آپ چادر میں لپٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی مشکل گھڑی آتی تو آپ نماز پڑھتے تھے۔ میں نے آپ کو قوم کی صورتحال سے آگاہ کیا کہ میں انہیں کوچ کرتے ہوئے چھوڑ آیا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ نازل فرمائی۔ (1)

امام فریابی اور ابن عساکر رحمہما اللہ حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پالیا تو میں آپ کو اٹھالوں گا اور میں ایسا ضرور کروں گا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے غزوہ احزاب کی رات کو دیکھا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ٹھنڈی رات میں نماز پڑھ رہے ہیں اس جیسی ٹھنڈک نہ اس سے پہلے تھی اور نہ اس کے بعد میں نے مڑ کر دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا کوئی ایسا آدمی ہے جو ان لوگوں کے پاس جائے اور ان کی خبر میرے پاس لائے۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے میرے ساتھ رکھے گا تو ہم میں سے کوئی آدمی بھی نہ اٹھا۔ سب لوگ خاموش رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بات دہرائی۔ لوگ خاموش ہوگئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! عرض کی میں اللہ کے رسول کی بارگاہ میں بخشش کا خواستگار ہوں۔ پھر عرض کی اگر آپ چاہیں تو میں چلا جاتا ہوں۔ فرمایا اے عمر! حضرت عمر نے عرض کی میں اللہ کے رسول کی بارگاہ میں بخشش کا خواستگار ہوں۔ فرمایا حذیفہ۔ میں نے عرض کی لبیک۔ میں اٹھا یہاں تک کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ میرے پہلو سردی سے کپکپا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر اور چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ پھر کہا اس قوم کے پاس جاؤ یہاں تک کہ ان کی خبر لاؤ۔ کسی سے اس وقت تک بات نہ کرنا یہاں تک کہ تو میرے پاس آجائے۔ پھر فرمایا اے اللہ! اس کے سامنے، اس کے پیچھے، اس کی دائیں جانب، اس کی بائیں جانب، اس کے اوپر سے، اس کے نیچے سے اس کی حفاظت فرما یہاں تک کہ یہ لوٹ آئے۔ فلاں نے کہا اس کا بھیجنا مجھے دنیا و مافیہا سے پسندیدہ تھا۔ میں چلا۔ میں ان کی طرف چلا جا رہا تھا، گویا میں حمام میں چلا جا رہا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا بھیج دی ہے جس نے ان کے خیموں کی رسیوں کو توڑ دیا اور ان کے گھوڑوں کو بھگا دیا۔ ان کی ہر چیز کو تباہ و برباد کر دیا۔ ابوسفیان اپنی آگ کے پاس بیٹھا آگ تاپ رہا تھا۔ میں نے اسے دیکھا تو میں نے ایک تیر لیا اور اپنی کمان پر چڑھایا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بڑے اچھے تیر انداز تھے، تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ارسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذیفۃ بن الیمان، جلد 3، صفحہ 451,52، دار الکتب العلمیہ بیروت

بات یاد آ گئی واپس آنے تک کسی سے بات نہ کرنا۔ میں نے تیر اپنے ترکش میں واپس کر دیا۔ تو قوم میں سے ایک آدمی نے کہا خبردار! تم میں دشمن کا جاسوس ہے ہر ایک نے اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑا میں نے بھی اپنے ساتھ بیٹھنے والا کا ہاتھ پکڑا۔ میں نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا سبحان اللہ! کیا تو مجھے نہیں پہچانتا، میں فلاں بن فلاں ہوں۔ وہ ہوازن کا ایک آدمی تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس پلٹا۔ سب بات بتائی۔ جب میں نے بات بتائی تو رسول اللہ ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ رات کی تاریکی میں بھی رسول اللہ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں اور مجھ سے گرمی دور ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے قریب کیا۔ میں آپ کے قدموں کے قریب تھا۔ حضور ﷺ نے اپنے کپڑے کی ایک جانب مجھ پر ڈالی۔ میں اپنا پیٹ اور سینہ حضور ﷺ کے قدموں کے بطن کے ساتھ چمٹا رہا تھا جب صبح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے لشکروں کو بھگا دیا تھا۔

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان کا دن ہی احزاب کا دن تھا۔ (1)

امام احمد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے غزوۂ خندق کے دن کہا یا رسول اللہ! ﷺ کیا کوئی ایسی دعا ہے جو ہم کریں جبکہ دل تو ہنسلی تک آ پہنچے ہیں؟ فرمایا ہاں کہو: اے اللہ تعالیٰ! ہماری بے پردگیوں پر پردہ ڈال اور ہمارے خوفوں کو امن میں بدل دے۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے چہروں پر ہوا سے ضرب لگائی اور ہوا کے ساتھ انہیں شکست دے دی۔ (2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنود سے مراد قبائل، عیینہ بن بدر، ابوسفیان اور قریظہ ہیں۔ ریحا سے مراد صبا کی ہوا ہے جو غزوۂ خندق کے موقع پر قبائل پر بھیجی گئی تھی یہاں تک کہ اس ہوا نے ان کی ہانڈیوں کو الٹ دیا تھا، ان کے خیموں کو اکھیڑ دیا تھا اور ان کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ جُنُوۡدًا سے مراد فرشتے ہیں۔ اس روز فرشتوں نے جنگ نہیں کی تھی۔ (3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنیٰ میں، ابن مردویہ، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احزاب کی رات آئی تو ہوا شمال کی جانب سے جنوب کی طرف چلی۔ کہا چلو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی مدد کرو۔ جنوب نے کہا گرمی رات کو نہیں چلتی۔ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوا اور اسے بانجھ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر صبا کو بھیجا۔ اس نے ان کی آگ کو بجھا دیا اور ان کے خیموں کے رسیوں کو توڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری صبا سے مدد کی گئی ہے۔ عاد کو دبور سے ہلاک کیا گیا۔ یہ ارشاد فَاَرۡسَلۡنَا عَلَیۡهِمۡ رِیۡحًا اسی بارے میں ہے۔

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دن کے پہلے حصے میں جنگ نہ ہو تو جنگ کو مؤخر کردو یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے اور ہوا چلنے لگے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت عائشہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 144 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 145

سے روایت نقل کی ہے کہ آیت اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ غزوہ خندق کے بارے میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دلائل میں حضرت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف مزنی سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے خندق کا نشان لگایا تو ہمارے لیے خندق میں سفید گول پتھر آ گیا۔ ہماری کھیتیاں ٹوٹ گئیں اور معاملہ ہم پر مشکل ہو گیا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گزارش کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان سے کدال لی۔ اس پتھر پر ماری۔ اس ضرب نے اسے توڑ دیا اس سے آگ نکلی جس نے لابتین (مدینہ طیبہ کی دو پہاڑیوں) کے درمیان کا علاقہ روشن کر دیا۔ گویا ایسا ہوا کہ تاریک رات میں چراغ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ پھر دوسری ضرب لگائی۔ اس نے اس چٹان کو ٹکڑے کر دیا۔ اس سے ایک بجلی نکلی جس نے لابتین کے درمیانی حصہ کو روشن کر دیا۔ حضور ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ حضور ﷺ نے تیسری ضرب لگائی۔ جس نے اس چٹان کو توڑ دیا۔ اس سے بجلی نکلی جس نے لابتین کے درمیانی حصے کو روشن کر دیا۔ حضور ﷺ نے اللہ اکبر کہا۔ مسلمانوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا پہلی ضرب کے موقع پر میرے لیے میسرہ اور مدائن کسریٰ کے محل روشن کیے گئے، گویا وہ کتوں کی داڑھیں ہیں۔ حضرت جبرائیل امین نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر غالب آئے گی۔ دوسری دفعہ میرے لیے ارض روم کے سرخ محلات روشن کیے گئے، گویا وہ کتوں کی داڑھیں ہیں۔ حضرت جبرائیل امین نے مجھے بتایا کہ میری امت ان پر غالب آنے والی ہے۔ تمہیں کامیابی کی بشارت ہو، تو مسلمان خوش ہو گئے اور کہا الحمد للہ وعدہ سچا ہے کہ ہماری مدد کا وعدہ محصوری کے بعد ہے۔ لشکر آ گئے تو مسلمانوں نے کہا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ (احزاب:22) منافقوں نے کہا خوش نہ ہو وہ تم سے باتیں کرتا ہے وعدے کرتا ہے اور تمہیں باطل آرزوئیں دلاتا ہے۔ وہ تمہیں خبر دیتا ہے کہ وہ یثرب میں بیٹھ کر حیرہ اور مدائن کسریٰ کے محلات دیکھتا ہے اور یہ کہ وہ تمہارے لیے فتح کیے جائیں گے جبکہ تم خندق کھود رہے ہو اور سامنے آ کر جنگ کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے۔ تو قرآن حکیم نازل ہوا وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خندق کے متعلق آیات کو نازل فرمایا۔ مسلمانوں پر اپنی نعمتوں کا ذکر کیا اور یہ کیا کہ میرے برے گمان کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں کافی ہو گیا اور اس گفتگو کا کیا جو منافقوں نے کی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وہ لشکر جو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے آئے وہ بنو اسد، بنو غطفان اور بنو سلیم تھے۔ وہ لشکر جو اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف ہوا کے بھیجے وہ فرشتے تھے جو مسلمانوں کی نچلی جانب سے آئے وہ قریش، اسد اور غطفان تھے۔ اس بارے میں ارشاد ہے هُنَالِكَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ...... مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا معتب بن قشیر اور جو اس کی رائے پر تھے انہوں نے یہ بات کہی تھی کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے دھوکے کا وعدہ کیا تھا وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ

1۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الخندق، جلد 3، صفحہ 43 (4026)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 53-152

لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ یہ بات اوس بن قیظی اور جو اس کی رائے پر تھے۔ انہوں نے کی تھی پھر اہل ایمان کے یقین کا کیا۔ جب لشکر حملہ آور ہو گئے، محاصرہ کر لیا، بنو قریظہ نے مشرکوں کی مدد کی تو مسلمانوں پر مصیبت بہت زیادہ ہو گئی، تو ارشاد فرمایا وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۫ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ (احزاب:22) اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی مذمت کا کیا اور یہ بھی کیا کہ مومنوں کو کافی ہو گیا۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ بن زبیر اور محمد بن کعب قرظی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ معتب بن قشیر نے کہا محمد یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو کھائیں گے جبکہ ہم میں سے کوئی ایک بے خوفی سے قضائے حاجت کے لیے نہیں جا سکتا۔ اوس بن قیظی نے بنو حارثہ کی ایک جماعت میں کہا ہمارے گھر ننگے ہیں جو مدینہ طیبہ سے باہر تھے۔ ہمیں اجازت دیجیے کہ ہم اپنی عورتوں، بیٹوں اور اولاد کی طرف لوٹیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اس وقت اسے نازل فرمایا۔ جب وہ اس آزمائش سے فارغ ہوئے جس میں مبتلا تھے، اس میں اللہ تعالیٰ اس نعمت کا ذکر فرماتا ہے جو ان پر کرتا ہے اور یہ ذکر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے ان کے دشمنوں کے لیے کافی ہو گیا ہے جبکہ مومنوں کو اس بارے میں سوئے ظن ہوا تھا اور ان باتوں کا بھی ذکر کیا جو منافقوں نے کی تھیں۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ جنود سے مراد قریش، غطفان اور بنو قریظہ تھے وہ لشکر جو اللہ تعالیٰ نے ہوا کے ساتھ بھیجا تھا وہ ملائکہ تھے۔ مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد بنو قریظہ اور مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے مراد قریش اور بنو غطفان تھے۔ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا یہ بات معتب بن قشیر اور اس کے ساتھیوں نے کی سے مراد اوس بن قیظی اور اس کی قوم کے جو دوسرے افراد تھے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم دیا تو پہاڑ میں ہمارے سامنے عظیم سخت چٹان آ گئی جس میں کدالیں داخل نہ ہوتی تھیں۔ ہم نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کی رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اس چٹان کو دیکھا تو کدال لی اور اپنا کپڑا رکھا اور پڑھا بسم اللہ پھر ایک ضرب لگائی اور اس چٹان کا تیسرا حصہ توڑ دیا۔ کہا اللہ اکبر مجھے شام کی چابیاں دے دی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت اس کے سرخ محل دیکھ رہا ہوں۔ پھر دوسری دفعہ ضرب لگائی۔ اس کا ایک تیسرا حصہ توڑ دیا۔ کہا اللہ اکبر مجھے فارس کی چابیاں عطا کر دی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں مدائن کے سفید محل دیکھتا ہوں۔ پھر حضور ﷺ نے تیسری ضرب لگائی۔ کہا بسم اللہ تو باقی ماندہ پتھر بھی توڑ دیا اور کہا اللہ اکبر مجھے یمن کی چابیاں دے دی گئیں۔ اللہ کی قسم! میں صنعاء کے دروازوں کو دیکھ رہا ہوں۔ (2)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما اصاب النبی والمسلمین، جلد 3، صفحہ 435، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۂ خندق، جلد 7، صفحہ 378 (36820)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد عیینہ بن حصن اور مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے مراد سفیان بن حرب ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ صورت حال غزوۂ خندق کے موقع پر ہوئی۔(1)

امام ابن جریر اور ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ احزاب کے موقع پر نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ماہ تک محاصرہ کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودی۔ ابوسفیان قریش اور ان کے ساتھیوں کو لے آیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفوہ (وہ زمین جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو نہ دی تھی) تک آپہنچا۔ عیینہ بن حصن جو بنو بدر سے تعلق رکھتا تھا وہ بنوغطفان اور اس کے ساتھیوں کو لے آیا یہاں تک کہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عفوہ تک آپہنچے۔ یہودیوں نے ابوسفیان کے ساتھ خط وکتابت کی اور ان کی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب اور ہوا کو بھیج دیا۔ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ جب بھی وہ خیمہ لگاتے تو اللہ تعالیٰ ان کی طنابیں کاٹ دیتا۔ جب وہ کسی جانور کو باندھتے اللہ تعالیٰ اس کی رسیاں کاٹ دیتا۔ جب بھی وہ آگ جلاتے اللہ تعالیٰ اسے بجھا دیتا۔ ہمارے لیے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ ہر قبیلہ کا سردار کہتا اے بنی فلاں! میری طرف آؤ جب اس کے پاس جمع ہوتے تو کہتا بچاؤ بچاؤ۔ تم اس وقت آئے جب اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب بھیج دیا ہے۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مِّنْ فَوْقِكُمْ سے مراد عیینہ بن حصن ہے جو اہل نجد سے تعلق رکھتا تھا۔ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ سے مراد ابوسفیان بن حرب ہے جو اہل تہامہ سے تھا اور ان کے سامنے بنو قریظہ تھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ کا معنی ہے کہ آنکھیں پتھرا گئیں۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس جگہ اس کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ اگر ان کا گلا تنگ نہ ہوتا کہ دل ان سے باہر نکلے تو دل باہر نکل آتے۔(4)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ کا معنی ہے کہ وہ گھبرا گئے۔ ابن ابی شیبہ کے یہ الفاظ ہیں: اگر دل حرکت کرتے یا زائل ہوتے تو اس کا نفس نکل جاتا لیکن یہ تو صرف گھبراہٹ ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بصری رحمہ اللہ سے وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: انہوں نے مختلف گمانات کیے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کو جڑ سے اکھیڑ دیا جائے گا اور مومنوں نے یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے۔ یہ تمام دینوں پر غالب آکر رہے گا۔(6)

فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۂ خندق، جلد 7، صفحہ 376 (36807)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 147

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 34 (2322)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 149

6۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 150

بارے میں مختلف گمانات رکھتے تھے۔ اس موقع پر مومنوں کا امتحان ہوا۔ منافقوں نے اپنے نفاق کے مناسب باتیں کیں اور مومنوں نے حق وایمان کے مناسب باتیں کیں اور یہ کہا یہی وہ ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے خندق کھودی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو سخت مشقت ہوئی، تین دن ایسے بھی گزرے کہ انہوں نے کوئی چیز نہیں کھائی تھی یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقوں نے غزوۂ احزاب کے موقع پر جب مختلف قبائل کے لشکر دیکھے تو یہ کہا مسلمانوں کو انہوں نے ہر جانب سے گھیر لیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا تھے۔ انہوں نے کہا یہ محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہمارے ساتھ ایران اور روم کو ختم کرنے کا وعدہ کرتے تھے۔ اب ہمارا یہاں محاصرہ کر لیا گیا ہے۔ ہم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے بھی نہیں جا سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودی۔ قریش، کنانہ اور غطفان کے قبائل جمع ہو گئے، ابوسفیان نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ انہیں قریش کا لطیمہ (4) بطور اجرت دے گا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فناء میں آ اترے تھے۔ قریش زیریں وادی میں اترے تھے۔ غطفان اس کی دائیں جانب اور طلیحہ اسدی ان کی بائیں جانب تھے جب کہ ان کے سامنے بنوقریظہ تھے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے برسرپیکار تھے جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کے لیے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودی۔ اسی اثناء میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدال مار رہے تھے کہ کدال ایک چٹان پر پڑی تو اس سے شہابیے جیسی آگ نکلی جو آسمان تک جا پہنچی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری ضرب لگائی تو حضرت سلمان نے یہی منظر دیکھا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا ہے کہ ہر ضرب کے ساتھ شہابیے جیسی کوئی چیز نکلی ہے اور آسمان کی طرف پھیل گئی۔ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے یہ دیکھا ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تمہارے لیے مدائن کے دروازے، روم کے محلات اور یمن کے شہر کھول دیے جائیں گے۔ یہ چیز صحابہ کرام میں عام ہو گئی اور انہوں نے اس بارے میں گفتگو کی۔ ایک انصاری جسے قشیر بن معتب کہتے ہیں نے کہا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے یمن کے شہروں، مدائن کے سفید محلوں اور روم کے محلات کے فتح ہونے کا وعدہ کرتے ہیں جب کہ ہم میں سے ایک آدمی قضائے حاجت کی طاقت بھی نہیں رکھتا مگر یہ کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ اللہ کی قسم! یہ دھوکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ۔

وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 51-150
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 377 (36811)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 151
4۔ وہ اونٹ جس پر عطر اور کپڑا لادا جاتا ہے۔ مترجم

يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

"اور یاد کرو جب کہتی پھرتی تھی ان میں سے ایک جماعت کہ اے یثرب والو! تمہارے لیے اب یہاں ٹھہرنا ممکن نہیں (جان عزیز ہے) تو لوٹ چلو (اپنے گھروں کو) اور اجازت مانگنے لگا ان میں سے ایک گروہ نبی کریم سے یہ کہہ کر کہ (حضور!) ہمارے گھر بالکل غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہ تھے (اس بہانہ سازی سے) ان کا ارادہ محض (میدان جنگ سے) فرار تھا"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ طَّآئِفَةٌ سے مراد منافقین ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ہارون بن موسیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک آدمی کو کہا تو اس نے حضرت حسن بصری سے پوچھا کہ لَا مُقام لکم ہے یا لَا مَقَامَ لکم ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا دونوں عربی لفظ ہیں۔ ابن مبارک نے کہا مُقَامَ اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں وہ کھڑا ہو اور مُقام کا معنی کھڑا ہونا ہے۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَا مُقَامَ لَكُمْ کا معنی ہے: یہاں کوئی جنگ نہیں بھاگو اور اس آدمی کو چھوڑ دو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بھاگو اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو چھوڑ دو۔

امام مالک، امام احمد، عبد الرزاق، امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایسی بستی کی طرف ہجرت کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی۔ وہ کہیں گے یثرب جب کہ وہ مدینہ ہے جو لوگوں کو یوں باہر نکال دے گی جیسے بھٹی لوہے کی میل کو خارج کر دیتی ہے۔(1)

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مدینہ کو یثرب کے نام سے پکارے وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرے۔ یہ طابہ ہے، یہ طابہ ہے، یہ طابہ ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تم اسے یثرب نہ پکارو کیونکہ وہ طیبہ ہے یعنی مدینہ ہے۔ جو اسے یثرب کہے وہ تین بار اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک طائفہ نے کہا اے اہل یثرب! تمہارے یہاں ٹھہرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ابو سفیان سے جنگ کرنے کی بجائے مدینہ کی طرف لوٹ چلو۔ انصار اور بنی حارثہ میں سے دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آئے۔ ایک کو ابو عرابہ بن اوس اور دوسرے کو اوس بن قیظی کہتے۔ دونوں نے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب المدینۃ تنفی شرارھا، جلد 10-9، صفحہ 131 (489)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 285، دار صادر بیروت

کہا یارسول الله! صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھروں کی دیواریں بالکل چھوٹی ہیں۔ وہ مدینہ کے آخری حصہ میں تھے۔ ہمیں چوروں کا ڈر ہے۔ ہمیں اجازت دیجئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۚ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: وَیَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ کا مصداق بنوحارثہ تھے۔ انہوں نے کہا ہمارے گھر خالی ہیں ہمیں چوروں کا اندیشہ ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جن لوگوں نے غزوۂ خندق کے موقع پر کہا تھا ہمارے گھر خالی ہیں وہ بنوحارثہ بن حارث تھے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمیں چوروں کا ڈر ہے۔ (2)

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ﴿۱۷﴾ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآىِٕلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۸﴾

"اور اگر گھس آتے (کفار کے لشکر) ان پر مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے درخواست کی جاتی فتنہ انگیزی میں شرکت کی تو فوراً اسے قبول کر لیتے اور توقف نہ کرتے اس میں مگر بہت کم حالانکہ یہی لوگ پہلے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہیں پھیریں گے اور اللہ تعالیٰ سے جو وعدہ کیا جاتا ہے اس کے متعلق ضرور باز پرس کی جاتی ہے۔ فرما دیجئے (اے بھگوڑو!) تمہیں نفع نہیں دے گا بھاگنا اگر تم بھاگنا چاہتے ہو موت سے یا قتل سے اور (اگر بھاگ کر تم نے جان بچا بھی لی) تو تم لطف اندوز نہ ہو سکو گے مگر تھوڑی مدت۔ فرمائیے کون بچا سکتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ سے اگر وہ تمہیں عذاب دینے کا ارادہ کر لے یا اگر وہ تم پر رحمت فرمانا چاہے اور نہیں پائیں گے وہ لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 154، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جہاد سے روکنے والوں کو تم میں سے اور انہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں (اسلامی کیمپ چھوڑ کر) ہماری طرف آ جاؤ اور خود بھی جنگ میں شرکت نہیں کرتے مگر برائے نام"۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کی تاویل ساٹھ (60) ہجری کو ہوئی لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا یعنی بنی حارثہ نے شامیوں کو مدینہ طیبہ میں داخلہ کا موقع دیا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: مِّنْ اَقْطَارِهَا سے مراد اس کی اطراف ہیں پھر انہیں شرک کی طرف دعوت دی جائے تو اس کو قبول کر لیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَقْطَارِهَا سے مراد اطراف اور الْفِتْنَةَ سے مراد شرک ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر ان پر مدینہ کے اطراف سے حملہ کیا جائے۔ پھر ان سے شرک کا مطالبہ کیا جائے تو وہ بڑی خوش دلی سے اس کو اپنا لیں گے۔ کچھ لوگ وہ تھے جو غزوۂ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو فضیلت اور عزت عطا فرمائی۔ انہوں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں جنت کا موقع دیا تو ہم ضرور اس میں حصہ لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے یہ موقع لے آیا۔ یہاں تک کہ یہ واقعہ مدینہ طیبہ میں ہوا۔ انہوں نے وہ کچھ کیا جس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری جو مدت مقرر کی ہے۔ تم اس مدت میں اضافہ کر سکو گے۔ یہ قلیل ہے، دنیا ساری کی ساری قلیل ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا کا مطلب ہے کہ ان کے اور ان کی اجل کے دوران جو وقت ہے وہ تھوڑا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الْمُعَوِّقِيْنَ سے مراد منافقین ہیں جو لوگوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ یہ غزوۂ احزاب کے موقع پر ہوا۔ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گیا۔ اس نے اپنے بھائی کو پایا جب کہ اس کے سامنے بھنا ہوا گوشت اور روٹی تھی۔ اس آدمی نے بھائی سے کہا تو یہاں بھنا ہوا گوشت، روٹی اور نبیذ کھا پی رہا ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیزوں اور تلواروں کے درمیان ہیں۔ اس نے کہا میری طرف آ، جس ذات کی قسم اٹھائی جاتی ہے۔ تجھے اور تیرے ساتھی کو یہ خبر پہنچے کہ محمد انہیں کبھی بھی نہیں پلائے گا۔ آدمی نے کہا اس ذات کی قسم جس کی قسم اٹھائی جاتی ہے! تو نے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب قتل اہل الحرۃ، جلد 6، صفحہ 473، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 35 (2327)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 56-155، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 156

جھوٹ بولا ہے وہ اس کا حقیقی بھائی تھا۔ اللہ کی قسم! میں تیرے بارے میں نبی کریم ﷺ کو ضرور بتاؤں گا۔ وہ نبی کریم ﷺ کو بتانے کے لیے گیا تو یہ منظر دیکھا کہ حضرت جبرئیل امین اس کی خبر لا چکے تھے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یہ منافق لوگ ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھی ایک آدمی کا لقمہ ہیں۔ اگر یہ گوشت ہوتے تو ابوسفیان اور اس کے ساتھی انہیں ایک ہی بار نگل جاتے۔ اسے چھوڑ دو یہ تو ہلاک ہونے والا ہے۔ اِخْوَانِهِمْ سے مراد مومن ہیں۔ ہماری طرف آؤ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دو کیونکہ وہ ہلاک اور قتل ہونے والا ہے۔ وہ جنگ میں بامر مجبوری حاضر ہوتے ہیں۔ اگر یہ جنگ میں حاضر ہوں تو ان کے ہاتھ مسلمانوں کے اور دل مشرکوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ (1)

اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ ۚۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰى عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۱۹﴾

''پرلے درجے کے کنجوس ہیں تمہارے معاملہ میں۔ پھر جب خوف (و دہشت) چھا جائے تو آپ انہیں ملاحظہ فرمائیں گے کہ وہ آپ کی طرف یوں دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرا رہی ہوتی ہیں اس شخص کی مانند جس پر موت کی غشی طاری ہو پھر جب خوف دور ہو جائے تو تمہیں سخت اذیت پہنچاتے ہیں اپنی تیز زبانوں سے بڑے حریص ہیں مال غنیمت کے حصول میں۔ (درحقیقت) یہ لوگ ایمان ہی نہیں لے آئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ضائع کر دیئے ہیں ان کے اعمال اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بالکل آسان ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ منافق مسلمانوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں بخیل ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ غنیمتوں کے بارے میں بخیل ہیں۔ جب مسلمان غنیمت حاصل کرتے ہیں تو وہ اس بارے میں مسلمانوں کے ساتھ بخل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ اپنی زبانوں سے کہتے ہیں تم اس غنیمت کے ہم سے زیادہ مستحق نہیں ہو۔ ہم اس میں جنگ میں حاضر ہوئے اور جنگ کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب وہ جنگ اور دشمنوں کے سامنے حاضر ہوتے ہیں تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ آپ کو یوں دیکھ رہے ہیں کہ وہ سب سے بزدل اور حق سے انحراف کرنے والے ہیں۔ خوف کی وجہ سے ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 58-157، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خوف کی وجہ سے ان کی آنکھیں گھوم رہی ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سَلَقُوْكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تمہیں ملیں گے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ کے بارے میں بتایئے تو حضرت ابن عباس نے فرمایا زبان سے طعنہ دینا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے اعشی کا قول نہیں سنا جب کہ وہ کہتا ہے:

فِيهِمُ الْخَصْبُ وَالسَّمَاحَةُ وَالنَّجْ دَةُ فِيهِمْ وَالْخَاطِبُ الْمِسْلَاقُ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: غنیمت کے وقت بخیل ترین اور سب سے بری تقسیم والے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں دو ہمیں دو ہم تمہارے ساتھ حاضر ہوئے۔ مگر جنگ کے وقت سخت بزدل اور حق سے انحراف کرنے والے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ مال کے بارے میں بڑے بخیل ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا کا یہ معنی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢٠﴾

"(دشمن بھاگ گیا لیکن یہ بزدل) یہی خیال کر رہے ہیں کہ ابھی جتھے نہیں گئے اور اگر جتھے (دوبارہ پلٹ کر) آجائیں تو یہ پسند کریں گے کہ کاش! وہ صحرا میں بدوؤں کے ہاں ہوتے (آنے جانے والوں سے) تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر یہ (بزدل) تم میں موجود بھی ہوتے تو یہ (دشمن سے) جنگ نہ کرتے مگر برائے نام"۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ انہیں قریب گمان کرتے ہیں کہ وہ دور نہیں گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں کے آنے کی باتیں کرتے ہیں الْاَحْزَابَ کا نام اس لیے دیا گیا کیونکہ عرب کے مختلف قبائل حضور ﷺ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ میں الْاَحْزَابَ سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہیں۔ يَوَدُّوْا سے مراد منافق ہیں یعنی منافق خواہش کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 159

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَحْزَابَ سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہیں اور یَوَدُّوْا سے مراد ہے منافق خواہش کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یہ منافق تھے جو مدینہ کی ایک جانب رہتے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کے بارے میں باتیں کرتے۔ وہ کہتے ابھی تک مسلمان ہلاک نہیں ہوئے جب کہ انہیں لشکروں کے چلے جانے کا علم نہ تھا۔ انہیں اسی بات نے خوش کیا کہ لشکر آتے ہیں جب کہ وہ دیہاتی علاقہ میں ہیں وجہ جنگ کا خوف تھا۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآىِٕكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے احوال کے بارے میں پوچھتے اور یہ پوچھتے کہ ان کا کیا ہوا۔(1)

امام ابن انباری نے مصاحف میں، خطیب رحمہما اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت اسد بن یزید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یَسَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآىِٕكُمْ تھا۔ یَسْاَلُوْنَ میں ہمزہ نہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ﴿۲۱﴾

"بے شک تمہاری رہنمائی کے لیے اللہ کے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے، یہ نمونہ اس کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ سے ملنے اور قیامت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کی تفسیر یہ ہے۔ جنگ کے وقت باہم ہمدردی میں تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

امام ابن مردویہ، خطیب نے رواۃ مالک میں، ابن عساکر اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوکا رہنے میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ کے راستہ میں، میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ جب صبح طلوع ہونے کا مجھے خوف ہوا تو میں سواری سے اترا اور وتر ادا کیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تیرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ نہیں ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر ہی وتر ادا کرلیا کرتے تھے۔(2)

امام ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت حفص بن عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب ماجاء فی الوتر علی الراحلۃ، جلد 2، صفحہ 76 (1200)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ سفر میں (فرض) نماز سے پہلے اور نہ اس کے بعد کچھ نماز (زمین پر) پڑھتے ہیں۔ فرمایا اے بھتیجے! میں اتنا عرصہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز سے پہلے اور نماز کے بعد نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے عمرہ کیا اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا کہ کیا وہ صفا اور مروہ کی سعی سے پہلے اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کرسکتا ہے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی پھر پڑھا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنے آپ کو قربان کروں گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ (الصافات) اور اسے مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا۔

امام طیالسی، عبد الرزاق، امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: جب ایک آدمی اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرے تو یہ قسم ہے، تو وہ اس کا کفارہ ادا کرے اور اس آیت کی تلاوت کی۔ (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ارادہ کیا کہ اس یمنی چادر کو استعمال کرنے سے منع کریں جسے پیشاب سے رنگا جاتا۔ تو ایک آدمی نے عرض کی: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا لباس پہنے ہوئے نہیں دیکھا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیوں نہیں۔ آدمی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ ارشاد نہیں فرماتا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے اسے ترک کردیا۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر حجر اسود پر جھکے، کہا میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھا ہوتا کہ آپ نے تجھے بوسہ دیا ہے اور تجھے سلام کیا ہے تو میں نہ تجھے سلام کرتا اور نہ تجھے چومتا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

امام احمد اور ابو یعلیٰ رحمہما اللہ نے حضرت یعلیٰ بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی معیت میں طواف کیا۔ جب اس رکن کے پاس تھا جو دروازے کے قریب ہے جس کے قریب حجر اسود ہے، میں نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا تا کہ اسے بوسہ دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تو نے آپ کو دیکھا کہ کوئی آپ کو بوسہ دے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اپنے آپ سے اس عمل کو دور کر دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ میں تیرے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ (3)

1۔ صحیح بخاری، باب لم تحرم ما احل اللہ لک، جلد 3، صفحہ 375 (5160)، دار الفکر بیروت
2۔ مصنف عبد الرزاق، باب فی الثوب یصبغ بالبول، جلد 1، صفحہ 292 (1495)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند ابو یعلیٰ، جلد 1، صفحہ 99 (177)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ حضرت عیسیٰ بن عاصم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سفر میں دن کی نماز پڑھی۔ آپ نے بعض لوگوں کو نفل پڑھتے ہوئے دیکھا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر میں نفل پڑھتا تو اپنی نماز کو ہی مکمل کرتا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ آپ بھی دن کو تسبیحات نہیں پڑھتے تھے۔ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا۔ آپ دن کو تسبیحات نہیں پڑھتے تھے۔ میں نے حضرت عمر کے ساتھ حج کیا۔ آپ دِن کو تسبیحات نہیں پڑھتے تھے۔ میں نے حضرت عثمان کے ساتھ حج کیا۔ آپ دن کو تسبیحات نہیں پڑھتے تھے۔ پھر حضرت ابن عمر نے کہا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ (1)

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾

"(منافقین کا حال آپ پڑھ چکے) اور جب ایمان والوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا تو (فرطِ جوش سے) پکار اٹھے یہ ہے وہ لشکر جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا تھا اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور دشمن کے لشکر جرار نے ان کے ایمان اور جذبہ تسلیم میں اور اضافہ کر دیا"۔

ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: جب مومنوں نے احزاب کو دیکھا کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں سورۂ بقرہ میں فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ (البقرہ: 214) جب غزوۂ خندق کے موقع پر احزاب کا مقابلہ کیا تو انہوں نے کہا یہ ہے وہ جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا۔ مومنوں نے اس کی تاویل کی۔ اس چیز نے مومنوں میں ایمان اور اطاعت کے علاوہ کسی چیز کا اضافہ نہیں کیا۔ (2)

امام جویبر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: یہ آیت تحول سے پہلے نازل ہوئی اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ واقعہ کے وقوع سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو خبر دی تھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اس میں سچے تھے۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ میں اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ نازل فرمائی۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا آزمائش نے ان میں اللہ تعالیٰ پر ایمان اور فیصلہ کو تسلیم کرنے کی صلاحیت کو اضافہ کیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب النافلۃ فی السفر، جلد 2، صفحہ 367 (4455)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 163، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

نَحۡبَهٗ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا ۙ﴿۲۳﴾ لِّيَجۡزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيۡنَ بِصِدۡقِهِمۡ وَ يُعَذِّبَ الۡمُنٰفِقِيۡنَ اِنۡ شَآءَ اَوۡ يَتُوۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوۡرًا رَّحِيۡمًا ۚ﴿۲۴﴾

''اہل ایمان میں سے ایسے جوانمرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا جو وعدہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ ان جوانمردوں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض (اس ساعت سعید کا) انتظار کر رہے ہیں۔ (جنگ کے مہیب خطرات کے باوجود) ان کے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوئی۔ (اذن جہاد میں ایک حکمت یہ بھی ہے) کہ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اپنا وعدہ سچا کرنے والوں کو ان کے سچ کے باعث اور عذاب دے منافقوں کو اگر اس کی مرضی ہو یا ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں، بغوی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب ہم نے مصاحف میں سے مصحف کو لکھا تو سورۂ احزاب کی ایک آیت نہ ملی جسے میں رسول اللہ ﷺ سے سنا کرتا تھا۔ اس آیت کو میں نے صرف خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس پایا جس کی شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو شہادتوں کے برابر قرار دیا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ تو میں نے اسے مصحف میں سورۂ احزاب میں ملا دیا۔(1)

امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر کے حق میں نازل ہوئی۔(2)

امام ابن سعد، امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، بغوی نے معجم میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوئے تو یہ چیز ان پر بڑی شاق گزری۔ کہا پہلا غزوہ جس میں رسول اللہ ﷺ حاضر ہوئے اور میں غائب رہا۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اللہ تعالیٰ نے مجھے جنگ میں حاضر ہونے کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ میرے کارنامے دیکھ لے گا۔ وہ غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ انہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے۔ پوچھا اے ابو عمرو! کدھر؟ کہا جنت کی خوشبو کتنی پیاری ہے جو احد کی طرف سے آرہی ہے۔ انہوں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوئے ان کے جسم میں اسی سے اوپر زخم تھے۔ تلوار کے، نیزے کے اور تیر کے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ صحابہ کا خیال تھا کہ یہ آیت ان کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔(3)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 245 (4683)، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً (4682)
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 56 (3200)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم (جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے چچا غزوۂ بدر سے غیر حاضر رہے۔ تو کہا میں اس پہلی جنگ سے غیر حاضر رہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین سے کی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکوں کے ساتھ جنگ کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دکھادے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب غزوۂ احد ہوا تو مشرک غالب آگئے۔ تو انہوں نے کہا اے اللہ! جو یہ مشرک لائے ہیں میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور صحابہ نے جو کچھ کیا ہے اس بارے میں تیری بارگاہ میں عذر پیش کرتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے تو انہیں حضرت سعد ملے اور کہا اے بھائی! جو تو نے کیا میں تیرے ساتھ تھا جو تو نے کارنامہ کیا میں وہ نہ کروں گا۔ ان کے جسم میں اسی سے اوپر زخم پائے گئے، تلوار کے، نیزے کے اور تیر کے۔ ہم کہا کرتے تھے آپ کے اور آپ کے صحابہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) جب کہ امام ذہبی نے اس پر اعتراض کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ احد سے واپس ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیر کے پاس سے گزرے جب کہ وہ شہید ہو چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور ان کے حق میں دعا کی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ پھر فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں گواہ ہوں گے۔ ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو۔ اللہ کی قسم! جو قیامت تک ان کو سلام کہے گا یہ اس کو جواب دیں گے۔ (1)

امام حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ احد سے فارغ ہوئے تو آپ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جب کہ وہ راستہ میں شہید پڑے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت خباب کے واسطہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی عاصم، امام ترمذی (جب کہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابو یعلی، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے ایک جاہل بدو سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کا مصداق کون ہے؟ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے کی جرأت نہ کرتے تھے۔ صحابہ آپ کی تعظیم کرتے اور آپ سے ڈرتے تھے۔ اعرابی نے آپ سے عرض کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراض کیا۔ اس نے پھر سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اعراض کیا پھر میں مسجد کے دروازے سے گزر رہا تھا، پوچھا سائل کہاں ہے؟ بدو نے کہا میں۔ فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ کا مصداق ہیں۔ (3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 271 (2977)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، مناقب قتل یوم احد، جلد 3، صفحہ 221 (4905)
3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب المناقب، جلد 13، صفحہ 148 (3742)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سے واپس تشریف لائے، منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، پھر اسی آیت کی تلاوت کی۔ ایک آدمی اٹھا، عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اس آیت کا مصداق کون لوگ ہیں؟ میں (حضرت طلحہ) آیا۔ فرمایا اے سائل! یہ ان لوگوں میں سے ہے۔(1)

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: طلحہ ان لوگوں میں سے ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طلحہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا طلحہ ان میں سے ہے جو اس آیت کا مصداق ہیں۔(3)

امام سعید بن منصور، ابو یعلی، ابن منذر، ابو نعیم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے یہ بات خوش کرے کہ وہ ایسے آدمی کو زمین پر چلتے ہوئے دیکھے جو اس آیت قَضٰی نَحْبَهٗ کا مصداق ہے تو وہ حضرت طلحہ کو دیکھے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مندہ اور ابن عساکر نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہا اے طلحہ! تو ان لوگوں میں سے ہے جو اس آیت کا مصداق ہیں۔

امام ابو الشیخ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے کہا ہمیں حضرت طلحہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ آدمی ہے جس کے بارے میں کتاب اللہ نازل ہوئی۔ حضرت طلحہ ان لوگوں میں سے ہیں جو اس آیت کا مصداق ہیں۔ آنے والے وقت میں ان پر کوئی حساب نہیں ہوگا۔

امام سعید بن منصور اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ پڑھتے فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ وَ آخَرُوْنَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے: ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدہ کے مطابق موت قبول کر لی اور کچھ ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔(5)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان قَضٰی نَحْبَهٗ کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ وقت مقررہ جو اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 67-166، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب المناقب، جلد 13، صفحہ 147 (3740)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 450 (3557)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 272 (4877)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 165

اس کے لیے مقدر کیا۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا۔

اَلَا تَسْأَلَانِ الْمَرْءَ مَاذَا يُحَاوِلُ　اَنَحْبٌ فَيُقْضٰى اَمْ ضَلَالٌ وَّ بَاطِلُ

"کیا تم دونوں اس آدمی سے نہیں پوچھو گے کہ اس نے کیا قصد کیا، کیا یہ ایسا وقت ہے جس کا فیصلہ ہو چکا یا گمراہی اور باطل ہے"۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَحْبَهٗ کا معنی اس کا وعدہ ہے۔ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو اس دن کا انتظار کر رہے ہیں جس میں جہاد ہو تو وہ جنگ کرنے کا وعدہ پورا کرے یا جنگ میں شرکت کا وعدہ پورا کرے۔(1)

امام احمد، امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلیمان بن صرد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے روز فرمایا: اب ہم ان پر حملہ کریں گے، وہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ خندق کے دن ہم ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز نہ پڑھ سکے۔ یہاں تک کہ عشاء کا وقت شروع ہونے کے بعد کچھ وقت گزر گیا تھا کہ ہمیں گنجائش ملی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا۝ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا تو انہوں نے اقامت کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی جیسے وہ پہلے نماز پڑھاتے تھے۔ پھر اقامت کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی جیسے پہلے نماز پڑھاتے تھے۔ پھر انہوں نے مغرب کے لیے اقامت کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھائی جیسے پہلے پڑھایا کرتے تھے۔ پھر عشاء کی اقامت کہی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نماز پڑھائی جیسے پہلے پڑھایا کرتے تھے۔ یہ صلوۃ خوف کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے: فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا (البقرۃ:239)(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عیسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے: میں حضرت ام المومنین اور عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عائشہ بنت طلحہ اپنی ماں اسماء سے کہہ رہی تھی میں تجھ سے بہتر ہوں اور میرا باپ تیرے باپ سے بہتر ہے۔ اسماء اسے برا بھلا کہنے لگی اور کہتی تو مجھ سے بہتر ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا میں تمہارے درمیان فیصلہ نہ کروں؟ عرض کی ہاں۔ فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو آگ سے آزاد ہے۔ اسی دن سے ان کا لقب عتیق ہو گیا۔ پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے عبد اللہ بن لہف کی سند سے انہوں نے اپنے باپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 164، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الخندق، جلد 3، صفحہ 44 (4032)، دار الفکر بیروت　3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 168
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 450 (3557)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نحبہ سے مراد نذر ہے۔ شاعر نے کہا:

قَضَتْ مِنْ يَثْرِبَ نَحْبَهَا فَاسْتَمَرَّتْ

"اس نے یثرب سے اپنی نذر پوری کی اور سفر جاری رکھا"۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جو تصدیق اور ایمان پر فوت ہوئے۔ کچھ انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے منافقوں کی طرح تبدیلی نہیں کی۔

ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو صدق و وفا پر فوت ہوئے اور کچھ وہ ہیں جو اپنی طرف سے صدق و وفا کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے شک نہیں کیا نہ اپنے دین میں تردد کیا اور نہ ہی اس کو کسی اور دین سے بدلا۔ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ انہیں نفاق سے توبہ کے ذریعے نکالے یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔ وہ نفاق سے توبہ کرنے والے ہوں تو انہیں بخش دیا جائے۔(2)

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

"اور (ناکام) لوٹا دیا اللہ تعالیٰ نے کفار کو درآنحالیکہ اپنے غصے میں (پیچ و تاب کھا رہے) تھے۔ (اس لشکرکشی سے) انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا اور بچا لیا اللہ نے مومنوں کو جنگ سے اور اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور، ہر چیز پر غالب ہے"۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کا معنی الْاَحْزَابُ نقل کیا ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہیں۔ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ پر فتح نہیں پائی۔ اللہ تعالیٰ کافی ہے یعنی بغیر جنگ کے ہوا کے ساتھ ہی وہ شکست کھا گئے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اپنی طرف سے لشکروں اور اس ہوا کے ذریعے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھیجی اللہ تعالیٰ کافی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے امر میں قوی اور انتقام میں غالب ہے۔(4)

امام ابن سعد نے سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احزاب ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ دس راتوں سے زیادہ محصور رہے یہاں تک کہ ہر صحابی کو مصیبت پہنچی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں تجھے تیرے عہد اور وعدہ کا واسطہ دیتا ہوں، اے اللہ! اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے۔ اسی اثناء میں ان کے پاس نعیم بن مسعود اشجعی آیا۔ دونوں (مومن و کافر) گروہ اس پر اعتماد کرتے تھے۔ وہ لوگوں سے علیحدہ ہو گیا تو تمام لشکر بغیر جنگ کے واپس چلے گئے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احزاب کا موقع تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں واپس کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کی عزتوں کی محافظت کون کرے گا؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے کہا میں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا۔ تو شعر اچھا کہتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 165 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 165,67 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 168

4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 168,69 5۔ طبقات ابن سعد، باب غزوۃ الخندق، جلد 2، صفحہ 73، دار صادر بیروت

حضرت حسان نے کہا یا رسول اللہ ﷺ فرمایا ہاں۔ تو ان کی ہجو کر، ان کے خلاف روح القدس تیری مدد کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے کافی ہوگا۔

وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾

''اہل کتاب سے جن لوگوں نے کفار کی امداد کی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے قلعوں سے اتار لیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ ایک گروہ کو تم قتل کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قیدی بنا رہے ہو اور اس نے وارث بنا دیا تمہیں ان کی زمینوں، ان کے مکانوں اور ان کے مال و متاع کا اور وہ ملک بھی تمہیں دے دیئے جہاں تمہارے قدم ابھی نہیں پہنچے اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے''۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے مراد بنو قریظہ اور صَیَاصِیْهِمْ سے مراد ان کے محلات ہیں۔ (1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ سے مراد ان کے قلعے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب سے مراد بنو قریظہ ہیں جنہوں نے ابوسفیان کی مدد کی، اسے سامان و رسد بہم پہنچایا، ان کے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو معاہدہ تھا اسے توڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت زینب بنت جحش کے ہاں تشریف فرما تھے۔ اپنا سر مبارک دھو رہے تھے۔ ابھی نصف دھویا تھا کہ جبرئیل امین تشریف لائے۔ عرض کی اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے، فرشتوں نے چالیس دنوں سے اپنا اسلحہ نہیں اتارا۔ بنو قریظہ کی طرف چلو۔ بے شک میں نے ان کی میخیں توڑ دی ہیں ان کے دروازے کھول دیئے ہیں اور انہیں تباہی و بربادی میں چھوڑ آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے، ان کا محاصرہ کر لیا اور انہیں یوں بلایا اے بندرو! انہوں نے جواب میں کہا اے ابو القاسم! تو تو فحش گوئی کرنے والا نہیں تھا۔ وہ اپنے قلعوں سے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ پر اتر آئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی قوم اور ان کے درمیان دوستی کا معاہدہ تھا۔ انہیں امید تھی کہ انہیں محبت آلے گی۔ ابولبابہ نے انہیں اشارہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 169، داراحیاء التراث العربی بیروت

سے بتادیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (الانفال:27) حضرت سعد بن معاذ نے ان کے درمیان یہ فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے، ان کے بچوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کی جائدادیں مہاجرین کے لیے ہوں گی، انصار کو نہیں ملیں گی۔ حضرت سعد کی قوم نے کہا انہوں نے مہاجرین کو جائداد میں ہم پر ترجیح دی تو حضرت سعد نے کہا تم جائیداد والے ہوگے۔ کیونکہ مہاجرین کی کوئی جائداد نہ تھی ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور فرمایا تم میں اللہ کا حکم جاری ہو چکا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ حضرت جبرئیل امین کے ذریعے ان کے دل میں رعب ڈال دیا۔ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ جن کی گردنوں کو اڑا دیا گیا وہ چار سو جنگجو تھے، وہ سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا جنہیں گرفتار کیا گیا ان کی تعداد سات سو تھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ تمہیں بنوقریظہ اور بنونضیر جو اہل کتاب ہیں، ان کی زمینوں، گھروں اور اموال کا مالک بنا دیا گیا۔ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا یعنی خیبر جو قریظہ کے علاقوں کے بعد فتح ہوئی۔

عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ارض سے مراد مکہ مکرمہ ہے حضرت حسن بصری نے فرمایا ارض سے مراد روم، ایران اور جو علاقے فتح ہوئے وہ ہیں۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے: لوگ خیال کرتے تھے کہ اس سے مراد خیبر ہے۔ میرا خیال ہے اس سے مراد تمام وہ علاقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں فتح کرایا یا جسے وہ قیامت تک فتح کرنے والے ہیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ خندق مدینہ طیبہ میں ہوا۔ ابو سفیان بن حرب، اس کے ساتھی، کنانہ میں سے اس کے ساتھی عیینہ بن حصن اور غطفان میں سے اس کے پیروکار، طلیحہ اور بنو اسد میں سے اس کے پیروکار، ابو اعور اور بنو سلیم میں سے اس کے پیروکار اور بنو قریظہ نے حصہ لیا۔ بنو قریظہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد تھا انہوں نے اس عہد کو توڑ دیا اور مشرکوں کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ نازل کی۔ جبرئیل امین اور آپ کے ساتھ ہوا آئی۔ جب ہوا چلی تو حضرت جبرئیل امین نے تین بار کہا تمہیں بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر ہوا کو بھیج دیا، اس نے ان کے خیموں کو پھاڑ دیا، ہنڈیوں کو الٹ دیا۔ لوگ دفن ہوگئے اور میخیں ٹوٹ گئیں۔ وہ بھاگ گئے۔ کوئی ایک دوسرے کی طرف متوجہ تک نہیں ہوتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا (الاحزاب:9)(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 174
3۔ طبقات ابن سعد، باب غزوۃ الخندق، جلد 2، صفحہ 71، دار صادر بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: میں غزوۂ خندق کے موقع پر نکلی۔ میں لوگوں کے پیچھے پیچھے رہتی۔ اچانک کیا دیکھتی ہوں کہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس ہوں۔ انہیں ایک قریشی نے تیر مارا تھا جسے ابن عرقہ کہتے جوان کے اکحل (فصد والی رگ) میں جا لگا اور اس رگ کو کاٹ دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، عرض کی اے اللہ! مجھے موت عطا نہ کر یہاں تک کہ بنوقریظہ سے میری آنکھ ٹھنڈی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر ہوا بھیج دی اس کے بارے میں فرمایا وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ابو سفیان اور اس کے ساتھی تہامہ پہنچ گئے۔ عیینہ بن بدر اور اس کے ساتھی نجد پہنچ گئے۔ بنوقریظہ واپس آ گئے اور اپنے قلعوں میں بند ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے اور چمڑے کا ایک خیمہ لگانے کا حکم دیا جو مسجد میں ہی حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے لگا دیا گیا۔ حضرت عائشہ نے کہا جبرئیل امین آئے، ان کے دانتوں پر غبار کی میل پڑی ہوئی تھی۔ کہا آپ نے اسلحہ اتار دیا اللہ کی قسم! فرشتوں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے۔ بنوقریظہ کی طرف نکلو اور ان سے جنگ کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زرہ پہنی اور لوگوں میں کوچ کا اعلان کرایا۔ حضور ﷺ بنوقریظہ کے پاس گئے اور پچیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا۔ جب محاصرہ سخت ہو گیا اور مصیبت شدید ہو گئی تو انہیں کہا گیا رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر نیچے اتر آؤ۔ انہوں نے کہا ہم سعد بن معاذ کے فیصلہ پر نیچے اترتے ہیں۔ وہ نیچے اتر آئے اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا۔ آپ کو گدھے پر لایا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں فیصلہ کرو۔ حضرت سعد نے کہا میں ان میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے، ان کے بچوں کو گرفتار کر لیا جائے اور ان کے مال تقسیم کر لیے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت موسیٰ بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ خندق اور بنوقریظہ کے بارے میں انتیس آیتیں نازل فرمائیں جن کا آغاز يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ (احزاب: 9) سے ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝۲۸ وَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰

"اے نبی مکرم! آپ فرما دیجئے اپنی بیبیوں کو کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی آرائش (و آسائش) کی خواہاں ہو تو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۃ الخندق، جلد 7، صفحہ 373 (36796)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

آؤ تمہیں مال و متاع دے دوں اور پھر تمہیں رخصت کر دوں بڑی خوبصورتی کے ساتھ اور اگر تم چاہتی ہو اللہ کو اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے جو تم میں سے نیکو کار ہیں اجر عظیم۔ اے نبی کریم کی بیبیو! جس کسی نے تم میں سے کھلی ہوئی بے ہودگی کی تو اس کے لیے عذاب کو دو چند کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے''۔

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ ابوزبیر کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت طلب کریں جب کہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ کو اجازت نہ ملی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دونوں کو اجازت مل گئی۔ یہ دونوں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپ کے اردگرد آپ کی ازواج مطہرات تھیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا ہوں۔ ممکن ہے آپ مسکرا دیں۔ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں یہ دیکھوں کہ بنت زید (حضرت عمر کی بیوی) مجھ سے ابھی نفقہ کا سوال کرے تو میں اس کی گردن مروڑ دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ میرے اردگرد بیٹھی ہیں اور مجھ سے نفقہ کا سوال کر رہی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عائشہ کی طرف اٹھے تا کہ انہیں ماریں اور حضرت عمر حضرت حفصہ کی طرف اٹھے۔ دونوں کہہ رہے تھے تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ سوال کرتی ہو جو رسول اللہ کے پاس نہیں ہے۔ دونوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے عرض کی اللہ کی قسم! اس مجلس کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات کا سوال نہیں کریں گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اختیار کا حکم نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے گفتگو کا آغاز کیا۔ فرمایا میں تجھ سے ایک ایسی بات کرنے والا ہوں، میں اسے پسند نہیں کرتا کہ تو اس میں جلدی کرے یہاں تک کہ تو اپنے والدین سے اس بارے میں مشورہ کرے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی وہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کرتی ہوں اور یہ بھی عرض کرتی ہوں کہ جن عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار دیا گیا ہے کسی سے اس کا ذکر نہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی کی لغزش کی جستجو کرنے والا بنا کر مبعوث نہیں کیا (بطریق تلبیس سوال کرنے والا) بلکہ مجھے معلم اور مبشر بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔ جن عورتوں کے بارے میں مجھے اختیار دیا گیا ہے ان میں سے جو بھی مجھ سے سوال کرے گی میں اسے وہ دے دوں گا۔ (1)

امام ابن سعد نے حضرت ابوسلمہ حضرمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر بن عبداللہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، وہ دونوں باتیں کر رہے تھے۔ حضرت جابر کی بینائی جاتی رہی تھی۔ ایک آدمی آیا، وہ بیٹھ گیا۔ پھر پوچھا، اے ابو

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 328، دار صادر بیروت

عبداللہ! مجھے عروہ بن زبیر نے تیری طرف بھیجا ہے، میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے کیوں علیحدگی اختیار کی تھی؟ حضرت جابر نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ایک رات ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ آپ نماز کے لیے باہر تشریف نہ لائے۔ اگلی پچھلی مصیبتوں نے ہمیں اپنی گرفت میں لے لیا۔ ہم آپ کے دروازے پر اکٹھے ہو گئے۔ آپ ہماری گفتگو سن رہے تھے، ہماری جگہ کو جانتے تھے۔ ہم طویل وقت تک بیٹھے رہے، نہ آپ نے ہمیں اندر آنے کی اجازت دی اور نہ ہی آپ ہماری طرف باہر نکلے۔ ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ تمہارے بیٹھنے سے آگاہ ہیں۔ اگر آپ اجازت دینے کا ارادہ رکھتے تو اجازت دے دیتے۔ اس لیے چلے جاؤ، آپ کو اذیت نہ دو۔ سب لوگ چلے گئے۔ صرف حضرت عمر وہیں رہے۔ وہ کھانستے، باتیں کرتے اور اجازت طلب کرتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ حضرت عمر نے کہا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اپنا ہاتھ اپنی رخسار پر رکھے ہوئے تھے۔ جس سے میں آپ کی پریشانی بھانپ گیا۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی! میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ! ﷺ کس چیز نے آپ کو پریشان کر دیا۔ صحابہ کو کیا ہوا جو آپ کی زیارت سے محروم ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے عمر! ان عورتوں نے مجھ سے ایسی چیز کا سوال کیا ہے جو میرے پاس نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مجھے وہ دکھ پہنچا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے جمیلہ بنت ثابت کو ایسا طمانچہ مارا جس سے اس کا رخسار زمین پر جا لگا۔ وجہ یہ تھی کہ اس نے مجھ سے اس چیز کا سوال کیا تھا جو میرے پاس نہیں تھی۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ سے تو اللہ کا وعدہ ہے وہ تنگی کے بعد آسانی لانے والا ہے۔ حضرت عمر نے کہا میں لگاتار رسول اللہ ﷺ سے باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت سے انقباض کچھ کم ہوا ہے۔ میں باہر نکلا، حضرت ابو بکر صدیق سے ملا۔ میں نے تمام بات ان سے عرض کی۔ حضرت ابو بکر صدیق حضرت عائشہ کے پاس گئے۔ فرمایا تو خوب جانتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تم سے کوئی چیز ذخیرہ نہیں رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس چیز کا سوال نہ کیا کرو جو آپ کے پاس نہ ہو۔ اپنی ضرورت دیکھو تو مجھ سے کہہ دیا کرو۔ حضرت عمر حضرت حفصہ کے پاس گئے۔ حضرت عمر نے بھی حضرت حفصہ سے ایسی ہی بات کہی۔ پھر باری باری حضرات امہات المومنین کے پاس گئے اور ان سے ایسی ہی باتیں کرتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا سراح سے مراد متعہ طلاق ہے یعنی انہیں اچھی طرح طلاق دے دو۔

رسول اللہ ﷺ چلے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو کا آغاز کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اختیار دوں کہ چاہو تو اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو پسند کر لو۔ چاہو تو دنیا اور اس کی زینت پسند کر لو۔ میں نے گفتگو کا آغاز تجھ سے کیا ہے، میں تجھے اختیار دیتا ہوں۔ حضرت عائشہ نے عرض کی کیا آپ نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے گفتگو کی ہے؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی میں اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو پسند کرتی ہوں۔ عرض کی اسے مجھ تک مخفی رکھیں، کسی اور عورت سے اس کا اظہار نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلکہ میں انہیں ضرور خبر دوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو خبر دی، حضور ﷺ نے انہیں دنیا و آخرت میں اختیار دیا، کہا تم آخرت کو پسند کرتی ہو یا دنیا کو، فرمایا وَ

اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ازواج مطہرات نے اسے پسند کیا کہ وہ آپ کے بعد کسی سے شادی نہ کریں گی۔ پھر فرمایا یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یعنی کوئی بدکاری کرے تو اس کے لیے آخرت میں دگنا عذاب ہوگا اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے اور اچھے اعمال کرے تو اسے آخرت میں ہم دگنا ثواب دیں گے۔ ہم نے اس کے لیے عمدہ رزق تیار کر رکھا ہے یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ (احزاب: 32) مرض یعنی فجور ہو وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ (احزاب) یعنی وہ گھروں میں رہیں اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں اور دور جاہلیت کی زیب وزینت ظاہر نہ کریں بلکہ پردہ ڈالیں۔ پھر حضرت جابر نے کہا کیا بات ایسے نہیں ہے؟ کہا ایسے ہی ہے۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس آئے، جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیں۔ حضرت عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے گفتگو کا آغاز کیا۔ فرمایا میں تجھ سے ایک بات ذکر کرنے والا ہوں، تم جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ میرے والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدائی کی مجھے اجازت نہیں دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَ زِیْنَتَهَا۔ میں نے عرض کی اس میں سے کس بات کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں، میں اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آخرت کو ترجیح دیتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج مطہرات نے بھی ایسا ہی کہا جیسے میں نے کہا تھا۔(1)

امام ابن سعد عمرو بن سعید سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو اس کا آغاز حضرت عائشہ سے کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے اختیار دیا ہے۔ حضرت عائشہ نے عرض کی میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہوں۔ پھر حضرت حفصہ کو اختیار دیا۔ تمام ازواج مطہرات نے یہی کہا ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرتی ہیں، سوائے عامریہ کے۔ اس نے اپنی قوم کو اختیار کیا تھا۔ وہ بعد میں کہا کرتی تھی میں بدبخت ہوں۔ وہ مینگنیاں اٹھاتی اور انہیں بیچتی تھی۔ ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضر ہوتی اور کہتی میں بدبخت ہوں۔(2)

ابن سعد نے حضرت ابوجعفر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے کہا: ہم سے بڑھ کر کوئی مہر والی عورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے غیرت کی۔ اپنے رسول کو حکم دیا کہ ان سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتیس دن تک ان سے علیحدگی اختیار کر لی۔ پھر حکم دیا کہ انہیں اختیار دو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اختیار دیا۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کیا سوائے عامریہ کے وہ فاتر العقل تھی یہاں تک کہ وہ مرگئی۔(4)

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 59 (3204)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 191، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قسم اٹھائی کہ آپ ایک ماہ تک ہم سے الگ رہیں گے۔ حضور ﷺ انتیس دن کی صبح کو میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے یہ قسم نہ اٹھائی تھی کہ آپ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہیں آئیں گے۔ فرمایا مہینہ اتنے اتنے دنوں کا ہوتا ہے۔ آپ تمام ہاتھ مارتے، پھر پیچھے کرتے۔ تیسری بار ایک انگلی بند کی۔ پھر فرمایا اے عائشہ! میں تم سے ایک بات کرنے والا ہوں، تم جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ والدین سے مشورہ کرلو۔ حضور ﷺ کو ان کی صغرسنی کا اندیشہ تھا۔ میں نے عرض کی وہ کیا بات ہے یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا مجھے تمہارے بارے میں اختیار کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں کس بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں بلکہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کرتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر خوش ہو گئے۔ آپ کی ازواج مطہرات نے یہ بات سنی تو انہوں نے بھی یہی بات کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو دنیا و آخرت میں سے ایک کے انتخاب کا اختیار دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ازواج مطہرات کو دنیا اور آخرت، جنت اور جہنم میں اختیار دیں۔ حضرت حسن نے کہا انہوں نے دنیا کی کسی چیز کا مطالبہ کیا تھا۔ قتادہ نے کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک معاملہ میں غیرت کی تھی۔ ان دنوں رسول اللہ ﷺ کی نو بیویاں تھیں۔ پانچ قریش کی، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان، حضرت سودہ بنت زمعہ، حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ اور حضرت صفیہ بنت حیی خیبر کی، حضرت میمونہ بنت حارث ہلال کی، حضرت زینب بنت جحش بنو اسد کی اور حضرت جویریہ بنت حارث بنو مصطلق کی۔ حضور ﷺ نے گفتگو کا آغاز حضرت عائشہ سے کیا۔ جب حضرت عائشہ نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو پسند کیا تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے سے خوشی عیاں ہوگئی۔ تمام ازواج مطہرات نے ایسا ہی کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں اختیار دے دیا اور انہوں نے اللہ، اس کے رسول ﷺ اور دار آخرت کو پسند کرلیا تو اس بات پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی فرمایا: لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ (احزاب:52) اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ کو ان پر ہی محدود کردیا۔ یہ نو ازواج مطہرات تھیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند کیا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ اپنی عورتوں کو اختیار دیں۔ تو حمیریہ کے علاوہ کسی نے بھی اپنے آپ کو اختیار نہ کیا۔

امام بیہقی نے سنن میں مقاتل بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد نبی کریم ﷺ کی نافرمانی ہے۔ آخرت میں ان کے لیے دوگنا عذاب ہوگا۔ یہ عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 176، داراحیاء التراث العربی بیروت

رسول ﷺ کی اطاعت کرے اور نیک عمل کرے تو ہم آخرت میں اسے ہر نماز، روزے، صدقہ، تکبیر اور تسبیح کے عوض دو گنا اجر دیں گے۔ایک نیکی کی جگہ بیس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ کَرِیْمًا کا معنی حسن ہے۔ رِزْقًا كَرِيْمًا سے مراد جنت ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے ضِعْفَيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے " دنیا اور آخرت کا عذاب "(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے عذاب کو دُگنا کیا جائیگا اور جس نے ان پر جھوٹی تہمت لگائی اس پر بھی دگنی حد ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کے بارے میں انبیاء کے خلاف گواہی تبعین سے سخت ہوتی ہے۔علماء کے خلاف گواہی دوسرے لوگوں کے خلاف گواہی سے سخت ہوتی ہے۔ نبی کی بیویوں کے خلاف گواہی دوسری عورتوں کے خلاف گواہی سے سخت ہوتی ہے۔فرمایا تم میں سے جس نے نافرمانی کی تو مومنوں کی عورتوں سے انہیں دگنا عذاب دیا جائیگا۔

وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾

" اور جو تم میں سے فرماں برداری رہی اللہ اور اس کے رسول کی اور نیک عمل کرتی رہی تو ہم اس کو اس کا اجر بھی دو چند دیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے۔اے نبی کی ازواج (مطہرات)! تم نہیں ہو دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کی مانند اگر تم پرہیز گاری اختیار کرو۔پس ایسی نرمی سے بات نہ کرو کہ طمع کرنے لگے وہ (بے حیا) جس کے دل میں روگ ہے اور گفتگو کرو تو باوقار انداز سے کرو"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا کا معنی ہے تم میں سے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لیے طاعت کے ذریعے نیک کام کرے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یعنی تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور روزہ و نماز پڑھے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار قسم کے لوگ

1۔سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 73، دار الفکر بیروت
2۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 37 (2335)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 198، دار صادر بیروت

ایسے ہیں جنہیں دگنا درجہ دیا جاتا ہے، ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔(1)

ابن ابی حاتم نے جعفر بن محمد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ثواب وعتاب میں ہماری طرح ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اس امت کی عورتوں جیسی نہیں ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہو، اس کے ساتھ ساتھ تم نبی کریم ﷺ کا دیدار کرتی ہو اور وحی کو دیکھتی ہو جو آسمان سے آتی ہے۔ تم دوسری عورتوں کی بنسبت تقویٰ کی زیادہ مستحق ہو۔ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ بے حیائی کی باتیں نہ کریں۔ جس کے دل میں مرض ہے وہ بدکاری کی تہمت لگا دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ رفث کے بارے میں گفتگو نہ کرو۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ گفتگو میں مردوں کو رخصت نہ دیں اور نہ ہی بے حیائی والی بات کریں۔(3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مرض کا معنی بدکاری کی شہوت لیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهٖ مَرَضٌ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس کا معنی فجور اور زنا ہے۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشی کو کہتے ہوئے نہیں سنا:

حَافِظٌ لِّلْفَرْجِ رَاضٍ بِالتُّقٰى لَيْسَ مِمَّنْ قَلْبُهٗ فِيهِ مَرَضُ

''شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا اور تقویٰ پر راضی ہے یہ ان لوگوں میں سے نہیں جس میں فسق وفجور پایا جائے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مرض کی دو قسمیں ہیں: ایک بدکاری کا مرض اور دوسرا انفاق کا مرض۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرض سے مراد بدکاری ہے: وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا یعنی ایسا ظاہر کلام جس میں کسی کی طمع نہ ہو۔(4)

امام ابن سعد نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے: وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا یعنی ایسا کلام جس میں کسی کی طمع نہ ہو۔(5)

1۔ مجمع الزوائد، باب النکاح، جلد 1، صفحہ 477 (7351)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 38 (2339)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 198، دار صادر بیروت

5۔ ایضاً

وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾

''اور ٹھہری رہوا پنے گھروں میں اور اپنی آرائش کی نمائش نہ کرو جیسے سابق دور جاہلیت میں رواج تھا اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ تعالٰی اور اس کے رسول کی۔ اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے گھر والو! اور تم کو پوری طرح پاک صاف کر دے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ حضرت سودہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ نہ حج کرتی ہیں اور نہ عمرہ کرتی ہیں جس طرح کہ دوسری ازواج مطہرات آتی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا میں نے حج بھی کیا ہے اور عمرہ بھی کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں گھر میں ہی رہوں۔ اللہ کی قسم! میں لوٹ آنے تک گھر سے نہیں نکلوں گی۔ اللہ کی قسم! وہ اپنے کمرے کے دروازے سے باہر نہ آئیں یہاں تک کہ وہاں سے آپ کا جنازہ نکالا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن سعد، عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن منذر نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب یہ آیت تلاوت کرتیں وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ تو رونے لگتیں یہاں تک کہ ان کی اوڑھنی تر ہو جاتی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال یہ فرمایا تمام ازواج مطہرات حجاب کیا کرتی تھیں مگر حضرت زینب بنت جحش اور حضرت سودہ بنت زمعہ، یہ دونوں کہتیں اللہ کی قسم! جب سے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات سنی ہے ہم سواری پر سوار نہیں ہوئیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ام نائلہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو برزہ آئے اور اپنی ام ولد کو گھر میں نہ پایا لوگوں نے بتایا وہ مسجد کی طرف گئی ہوئی ہے۔ جب وہ واپس آئی تو بلند آواز سے اسے ڈانٹا۔ کہا اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو گھروں سے نکلنے سے منع کیا ہے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہیں، جنازہ کے ساتھ نہ جائیں، مسجد میں حاضر نہ ہوں اور جمعہ میں بھی حاضر نہ ہوں۔

امام ترمذی اور بزار رحمہما اللہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عورت پردہ میں رکھنے کی چیز ہے۔ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف جھانکتا ہے۔ وہ اس وقت اپنے رب کی رحمت کے زیادہ قریب ہوتی ہے جب وہ گھر میں انتہائی پردہ کی جگہ میں ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کو گھروں میں روکے رکھو کیونکہ عورتیں پردہ میں رکھنے والی چیزیں ہیں۔ عورت جب اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس پر جھانکتا ہے اور اسے کہتا ہے تو

کسی کے پاس سے نہیں گزرتی مگر وہ تمہیں دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: عورتوں کے بارے میں کم لباس سے مدد لو۔ ان میں سے جب کسی کے کپڑے زیادہ ہوتے ہیں اور اس کی زینت زیادہ ہوتی ہے تو اسے باہر نکلنا اچھا لگتا ہے۔(2)

امام بزار نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرد اللہ کی راہ میں جہاد میں شریک ہو کر فضیلت لے گئے۔ ہمارا تو کوئی ایسا عمل نہیں جسے بجالا کر ہم مجاہدین کا درجہ پاسکیں؟ فرمایا تم میں سے جو اپنے گھر میں ٹھہری وہ ان مجاہدین کا درجہ پائے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پہلا دور جاہلیت حضرت نوح اور حضرت ادریس علیہ السلام کے درمیان کا ہے۔ یہ ہزار سال پر محیط تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک خاندان میدانی علاقے میں رہتا اور دوسرا پہاڑوں میں رہتا۔ پہاڑوں میں رہنے والے مرد خوبصورت اور عورتیں بدصورت تھیں۔ میدانی علاقے کی عورتیں خوبصورت اور مرد بدصورت تھے۔ ابلیس ایک میدانی علاقے کے مرد کے پاس ایک لڑکے کی صورت میں آیا اور اپنے آپ کو اجرت پر اس کے حوالے کیا۔ یہ لڑکا اس کی خدمت کرتا تھا۔ ابلیس نے اس جیسی بانسری لی جیسے چرواہے بجاتے ہیں۔ وہ ایسی آواز لایا جیسی آواز لوگوں نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ یہ آواز اس کے اردگرد والے لوگوں کو پہنچی۔ وہ اسے سننے کے لیے باری باری آتے۔ انہوں نے ایک عید کا دن مقرر کیا۔ سال میں وہ اس دن جمع ہوتے۔ عورتیں لوگوں کے لیے زیب و زینت کا اظہار کرتیں اور مرد عورتوں کے لیے ایسا ہی کرتے۔ پہاڑی علاقے کا ایک آدمی ان کی عید کے موقع پر اچانک ان کے پاس آیا۔ اس نے عورتوں اور ان کی خوبصورتی کو دیکھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور اس بارے میں انہیں بتایا۔ وہ لوگ ان کے پاس آئے اور ان کے ہاں ٹھہرے۔ اس طرح ان عورتوں میں بے حیائی آئی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ کا یہی مطلب ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان آٹھ سو سال کا عرصہ حائل ہے۔ ان کی عورتیں انتہائی بدصورت اور ان کے مرد انتہائی خوبصورت تھے۔ عورت خواہش کرتی کہ مرد اس سے خواہشیں پوری کرے۔ یہ آیت انہیں کے متعلق نازل ہوئی۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: حضرت عمر بن خطاب نے حضرت ابن عباس سے پوچھا مجھے اس فرمان کے بارے میں بتاؤ جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے فرمایا: وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ کیا جاہلیت ایک کے علاوہ بھی ہے؟ حضرت ابن عباس نے کہا میں نے کوئی ایسا اولیٰ نہیں جس کا آخرہ نہ ہو۔ حضرت عمر نے حضرت ابن عباس سے فرمایا کتاب اللہ سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الغیرۃ، جلد 4، صفحہ 53 (17710)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (17711)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 9، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 8

مجھے کوئی چیز بتاؤ جو اس کی تصدیق کرے۔ کہا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (الحج: 78) كَمَا جَاهَدُتُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ حضرت عمر نے پوچھا ہمیں کن سے جہاد کا حکم دیا گیا ہے؟ کہا بنومخزوم اور بنوعبد شمس سے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت کی تو کہا کہ جاہلیت اولی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں تھی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت اولی سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور جاہلیت آخرہ وہ ہے جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت اولی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ عورت گھر سے نکلتی اور مردوں کے درمیان چلتی۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابواذینہ صدفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں میں سے سب سے بری تبرج کرنے والیاں ہیں۔ وہی منافقات ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی جنت میں داخل نہ ہوگی مگر اس کوے کی مانند جس کے پاؤں سفید ہوں۔ (4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب تم اپنے گھروں سے نکلو اور چال ایسی ہو جس میں لچک اور ناز و ادا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے انہیں منع کیا۔ (5)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبرج کا معنی تبختر ہے یعنی متکبرانہ چال چلنا۔ (6)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تبرج سے مراد اوڑھنی کو سر سے اتارنا اور اسے سر پر نہ باندھنا ہے کہ وہ اس کے ہار، بالیوں اور گردن کو چھپاتے ہیں۔ سر سے اتارنے کی وجہ سے اس کی یہ سب چیزیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ یہی تبرج ہے پھر مسلمان عورتوں میں بھی تبرج عام ہو گیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو ارشاد فرمایا لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ خیال کرتی ہوں کہ آپ ہم پر شرط لگا رہے ہیں کہ ہم تبرج نہ کریں جبکہ فلاں عورت نے اس معاملہ میں میری مدد کی ہے (باری دی ہے) جبکہ اس کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 199، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 198
4۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 82، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 8
6۔ ایضاً

بھائی فوت ہو چکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ تم بھی ایسا کر آؤ۔ پھر میرے پاس آؤ اور بیعت کرو۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر عکرمہ کی سند سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ارشاد باری تعالیٰ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوا۔ حضرت عکرمہ نے کہا جو چاہے اس کا اطلاق اپنی اہل پر کرے۔ یہ آیت تو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ازواج مطہرات نبی کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مصداق وہ نہیں جس طرف تم جاتے ہو بلکہ اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل بیت سے مراد حضور ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ کے حق میں نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے جو نبی کریم ﷺ کی زوجہ تھیں، روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان کے گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ پر خیبر کی بنی ہوئی چادر تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک ہنڈیا لائی جس میں خزیرہ(4) تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے خاوند اور دونوں بیٹوں حضرت حسن وحضرت حسین کو بلاؤ۔ حضرت فاطمہ انہیں بلا لائیں۔ اسی اثناء میں کہ وہ کھانا کھا رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر کا باقی ماندہ حصہ پکڑا اور اس چادر سے انہیں ڈھانپ دیا اور پھر چادر سے اپنا ہاتھ نکالا اور آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ پھر عرض کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت اور میرے خاص افراد ہیں، ان سے رجس کو دور کر دے اور انہیں پاکیزہ بنا دے۔ یہ آپ نے تین دفعہ کلمات دہرائے۔ حضرت ام سلمہ نے کہا میں نے اپنا سر اس چادر کے اندر کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ فرمایا تو خیر کی طرف ہے، یہ بات دو دفعہ ارشاد فرمائی۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے والد ماجد کی خدمت میں ثرید لائیں۔ اسے ایک کھلے برتن میں ڈالا ہوا تھا یہاں تک کہ اسے حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تیرا چچازاد کہاں ہے؟ عرض کی وہ گھر میں ہے۔ فرمایا جاؤ انہیں اور اپنے بیٹوں کو لے آؤ۔ حضرت فاطمہ رضی

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 264 (11688)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 13
3۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 199، دار صادر بیروت
4۔ ایک کھانا ہے جس میں گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کیے جاتے ہیں اس میں زیادہ پانی ڈالا جاتا ہے جب پک جاتا ہے تو اس پر آٹے کو بکھیرا جاتا ہے۔ (مترجم)
5۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 54 (2668)

اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بیٹوں کو ایک ایک ہاتھ میں پکڑے تشریف لائیں جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں بٹھایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا حضور ﷺ کی دائیں اور حضرت فاطمہ حضور ﷺ کی بائیں طرف بیٹھیں۔ حضرت ام سلمہ نے کہا میں نے اپنے نیچے سے وہ چادر پکڑی جو گھر میں نیند کی حالت میں ہمارا بستر ہوا کرتی تھی۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اپنے بیٹوں اور خاوند کو لے آؤ۔ آپ ان سب کو لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر فدکی چادر ڈالی۔ پھر اپنا ہاتھ ان سب پر رکھا۔ پھر کہا اے اللہ! یہ اہل محمد ہیں ایک حدیث میں آل محمد کے الفاظ ہیں۔ اپنی رحمتیں اور برکتیں آل محمد پر اسی طرح کر جس طرح تو نے آل ابراہیم پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیں اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ حضرت ام سلمہ نے کہا میں نے چادر اوپر اٹھائی تاکہ میں بھی ان میں داخل ہوں حضور ﷺ نے اسے میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور کہا تو بھلائی پر ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ گھر میں سات افراد تھے۔ حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت علیؓ، حضرت فاطمہ، حضرت حسن، حضرت حسین اور میں رضی اللہ عنہم گھر کے دروازے کے پاس تھی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں اہل بیت میں سے نہیں ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو بھلائی کی طرف ہے، تو ازواج نبی میں سے ہے۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام سلمہ کی باری کا دن تھا تو حضرت جبرئیل امین رسول اللہ ﷺ پر اس آیت کو لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ اور حضرت علی کو بلایا۔ اپنے جسم کے ساتھ لٹایا۔ ان پر کپڑا اڈالا جبکہ حضرت ام سلمہ پر حجاب ڈالا ہوا تھا۔ پھر دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، اے اللہ! ان سے ناپاکی کو دور فرمادے اور انہیں پاکیزہ بنادے۔ حضرت ام سلمہ نے کہا اے اللہ کے نبی! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ فرمایا تو اپنے مکان پر ہے، تو بھلائی پر ہے۔

امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں مختلف سندوں سے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ جبکہ گھر میں حضرت فاطمہ، حضرت علی، حضرت حسن اور حضرت حسین تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس چادر سے عزت بخشی جو رسول اللہ ﷺ پر تھی۔ پھر فرمایا یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے ناپاکی کو دور فرمادے اور انہیں پاکیزہ بنادے۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ افراد کے بارے میں نازل ہوئی۔ میں، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 54 (2666)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 53 (2664)
3۔ سنن ترمذی، جلد 12، صفحہ 60 (3205)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 10

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دھاری دار سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ حضرت حسن اور حسین حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت علی آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بھی اس میں داخل کر لیا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔(1)

امام ابن جریر، حاکم، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور آپ کے دونوں بیٹوں کو اپنے کپڑے کے نیچے داخل کیا۔ پھر یہ دعا کی اے اللہ! یہ میرے اہل ہیں، یہ میرے اہل بیت ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت واثلہ بن اسقع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس آئے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت علی تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ کو اپنے قریب کیا۔ ان دونوں کو اپنے سامنے بٹھایا۔ حضرت حسن اور حسین کو اپنی رانوں پر بٹھایا۔ پھر ان پر کپڑا لپیٹا جبکہ میں ان کے باہر تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت فاطمہ کے دروازے کے پاس سے گزرتے جبکہ صبح کی نماز کے لیے جا رہے ہوتے تو ارشاد فرماتے اَلصَّلٰوۃ یَا اَھْلَ الْبَیْتِ اَلصَّلٰوۃ۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ۔(4)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔ حضرت زید سے پوچھا گیا آپ کے اہل بیت کون ہیں؟ جواب دیا: آپ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں سے ہیں لیکن آپ کے وہ اہل بیت جن پر بعد میں صدقہ حرام کیا گیا وہ حضرت علی کا خاندان، حضرت عقیل کا خاندان، حضرت جعفر کا خاندان اور حضرت عباس کا خاندان ہے۔(5)

امام حکیم ترمذی، طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ مجھے اس میں سے بہتر حصہ میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ (الواقعہ: 27) اور وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ (الواقعہ: 41) کا یہی مطلب ہے۔ میں اصحاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 13 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 12-11
4۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 60 (3206)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فضائل علی بن ابی طالب، جلد 15، صفحہ 146 (2408)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یمین میں سے ہوں اور میں اصحاب یمین میں سے بہترین ہوں۔ پھر دونوں قسموں کو مزید تین حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان تین میں سے بہترین میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۝ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۝ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝ (الواقعہ:) میں سابقین میں سے ہوں اور بہترین سابقین میں سے ہوں۔ پھر ان تین قسموں کو مختلف قبائل میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مقصود ہے: وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (الحجرات:13) میں اولاد آدم میں سے سب سے زیادہ متقی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز ہوں۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قبائل کو بیوت میں تقسیم کیا اور مجھے از روئے بیت (1) کے بہترین بیت میں رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا میں اور میرا بیت گناہوں سے پاک ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اہل بیت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے گناہ سے محفوظ رکھا اور اپنی رحمت کے ساتھ خاص کیا(3)۔ کہا حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے: ہم اس خاندان والے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے درخت، رسالت کے محل، فرشتوں کے آنے جانے، رحمت کے گھر اور علم کے معدن کے ساتھ پاکیزہ بنایا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت علی شیر خدا کی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شادی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس دنوں تک ان کے دروازے پر آتے رہے آپ ارشاد فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُه نماز کا وقت ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ جو تم سے جنگ کرے میں اس سے جنگ کرنے والا ہوں اور جو تم سے صلح کرے میں اس سے صلح کرنے والا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضت ابو حمراء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مدینہ طیبہ میں آٹھ ماہ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو یاد کیا۔ آپ جب بھی صبح کی نماز کے لیے آتے تو حضرت علی شیر خدا کے دروازے پر آتے، اپنا ہاتھ دروازے کے پہلوؤں پر رکھتے، فرماتے نماز، نماز۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے نو ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہر روز ہر نماز کے وقت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے دروازے پر تشریف لاتے، ارشاد فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بیت والو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ یہ ہر روز پانچ دفعہ فرماتے۔

امام طبرانی نے ابو حمراء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے دروازے پر چھ ماہ تک تشریف لاتے رہے اور یہ آیت تلاوت کرتے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ۔(5)

1۔ خاندان
2۔ مجمع الزوائد، باب علامات النبوۃ، جلد 8، صفحہ 396 (13822)، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 10
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 11
5۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 160 (14701)

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

"اور یاد رکھو اللہ کی آیتوں اور حکمت کی باتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا لطف فرمانے والا، ہر بات سے باخبر ہے"۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اٰيٰتِ اللّٰهِ کا معنی قرآن اور الْحِكْمَةِ کا معنی سنت نقل کیا ہے اس آیت کے ذریعے ازواج مطہرات پر عتاب فرمایا۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے گھروں میں رات اور دن نماز ادا فرماتے تھے۔(2)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

"بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، صابر مرد اور صابر عورتیں، عاجزی کرنے والے اور عاجزی کرنے والیاں، خیرات کرنے والے اور خیرات کرنے والیاں، روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اپنی عصمت کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والیاں اور کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں، تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان سب کے لیے مغفرت اور اجر عظیم"۔

امام احمد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور طبرانی نے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کیا وجہ ہے قرآن حکیم میں ہمارا اس طرح ذکر نہیں ہوتا جیسا ذکر مردوں کا ہوتا ہے؟ ایک روز منبر پر سے آپ کی آواز نے مجھے ڈرا دیا، آپ ارشاد فرمار ہے تھے اے لوگو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ۔(3)

امام فریابی، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 14، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 199، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 16

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: کیا وجہ ہے کہ میں قرآن حکیم میں مردوں کا ذکر سنتی ہوں جبکہ عورتوں کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام عمارہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، عرض کی میں ہر چیز مردوں کے لیے دیکھتی ہوں، میں عورتوں کا کوئی ذکر نہیں پاتی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ حضرت حسن بصری سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ عورتوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا وجہ ہے مومنوں کا ذکر ہوتا ہے اور مومنات کا ذکر نہیں ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حسن سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ کیا وجہ ہے مومنوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور مومنات کا ذکر نہیں کیا جاتا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتیں ازواج النبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، عرض کی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں تمہارا ذکر کیا ہے جبکہ ہمارا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ کیا کوئی ایسی بات نہیں جو ہمارے بارے میں ذکر کی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اور ایک اور سند سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب قرآن حکیم میں نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کا ذکر ہوا تو مسلمانوں کی عورتوں نے کہا: اگر ہمارے اندر کوئی بھلائی ہوتی تو ہمارا بھی ذکر کیا جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(6)

امام ابن سعد نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں نے مردوں سے کہا: ہم نے اسلام قبول کیا جیسے تم نے اسلام قبول کیا۔ ہم نے نیک اعمال کیے۔ جیسے تم نے کیے تمہارا قرآن میں ذکر ہوتا ہے ہمارا ذکر نہیں ہوتا۔ لوگوں کو مسلمان کہا جاتا ہے جب انہوں نے ہجرت کی تو ان کا نام مومن پڑ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِیْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ یعنی اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں۔ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِیْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآىٕمِیْنَ وَ الصّٰٓىٕمٰتِ یعنی رمضان شریف کے روزے رکھنے والے مرد اور عورتیں وَ الْحٰفِظٰتِ یعنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں، وَ الذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں اور اس کی نعمتوں کو یاد کرنے والے۔(7)

1۔ تحفۃ الاشراف، جلد 13، صفحہ 42 (18239)، دار القیمہ

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 62 (3211)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 207 (11273)، دار الفکر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 15، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

6۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 199، دار صادر بیروت 7۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 200

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ مردوں اور عورتوں میں سے اللہ کے لیے مخلص۔ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ تصدیق کرنے والے مرد اور تصدیق کرنے والی عورتیں۔ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ اطاعت کرنے والے مرد اور اطاعت کرنے والی عورتیں۔ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ اپنے ایمان میں سچے مرد اور سچی عورتیں۔ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ اللہ کے حکم پر صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں۔ وَ الْخٰشِعِيْنَ یعنی نماز میں اللہ کے حضور عاجزی کرنے والے۔ انہیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اس کے دائیں کون ہے اور اس کے بائیں کون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کی وجہ سے وہ ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتا۔ وَ الْخٰشِعٰتِ عورتوں میں سے عاجزی کرنے والیاں۔ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ جو رمضان کے اور ہر ماہ کے تین روزے رکھے وہ اس آیت کا مصداق ہے۔ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ یعنی وہ بدکاری سے اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھتی ہیں۔ پھر ان کے ثواب کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں پر بخشش اور جنت میں وافر جزاء تیار کر رکھی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، امام نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رات کے وقت مرد اپنی بیوی کو جگائے اور وہ صرف دو رکعت نماز ادا کریں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اس وقت تک اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والوں میں سے نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور پہلو کے بل لیٹ کر یاد نہ کرے۔(2)

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

"نہ کسی مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرمادے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار رہو اپنے اس معاملہ میں اور جو نافرمانی کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا"۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تاکہ زید بن حارثہ کے نکاح کے لیے پیغام دیں۔ آپ زینب بنت جحش اسدی کے ہاں تشریف لے گئے۔

1۔ سنن ابوداؤد، باب قیام اللیل، جلد 5، صفحہ 215 (1279)، مکتبۃ الرشد
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 40 (2344)، دارالکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ ﷺ نے اسے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینب نے کہا میں اس (زید) سے نکاح کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے نکاح کر لو۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں اپنے بارے میں مشورہ کروں گی۔ ابھی دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اس آیت کو نازل فرمایا وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ۔ حضرت زینب نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ اس کا میرے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی نہیں کروں گی۔ میں نے اس سے نکاح کر لیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کے لیے حضرت زینب بنت جحش کو نکاح کا پیغام دیا تو حضرت زینب نے اس سے انکار کر دیا۔ عرض کی میں اس سے حسب میں بہتر ہوں۔ وہ ایسی عورت تھی جس میں تیزی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب کو نکاح کا پیغام دیا۔ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے کر دیں۔ حضرت زینب نے یہ خیال کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لیے نکاح کا پیغام دے رہے ہیں۔ جب انہیں یہ علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زید کے لیے پیغام دے رہے ہیں تو انکار کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ تو حضرت زینب راضی ہو گئیں اور بات مان لی۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا مصداق حضرت زینب بنت جحش ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں کہا تو انہوں نے حضرت زید بن حارثہ سے نکاح کرنے کو ناپسند کیا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے کہا میں ارادہ رکھتا ہوں کہ میں تیرا عقد زید بن حارثہ سے کر دوں۔ میں تیرا اس کے ساتھ نکاح کرنے پر راضی ہوں۔ حضرت زینب نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ میں اس کے ساتھ عقد نکاح کرنے پر راضی نہیں ہوں۔ میں اپنی قوم کی بیوہ اور آپ کی پھوپھی زاد ہوں۔ میں ایسا نہ کروں گی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لِمُؤْمِنٍ سے مراد حضرت زید اور مُؤْمِنَةٍ سے مراد حضرت زینب ہیں۔ یہاں اَمْرًا سے مراد نکاح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو حکم دیا ہے اس سے اختلاف کرنے کا انہیں کوئی اختیار نہیں۔ تو حضرت زینب نے کہا میں نے آپ کی اطاعت کی جو آپ چاہتے ہیں وہ کیجئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے کر دیا۔ تو حضرت زید نے ان سے ازدواجی تعلق قائم کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ پہلی عورت تھی جس نے ہجرت کی تھی۔ اس عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کو ہبہ کیا۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 16 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 17 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 17-16

رسول اللہ ﷺ نے اس کا عقد نکاح حضرت زید بن حارثہ سے کر دیا۔ وہ اور اس کا بھائی اس پر ناراض ہو گئے۔ اس عورت نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کا ارادہ کیا جبکہ آپ نے اپنے غلام سے عقد نکاح کر دیا۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عصر کی نماز کے بعد دو نفل پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس نے انہیں منع کیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا۔ (1)

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

"اور یاد کیجئے جب آپ نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ تعالیٰ نے بھی احسان فرمایا اور آپ نے بھی احسان فرمایا اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ مخفی رکھے ہوئے تھے اپنے جی میں وہ بات جسے اللہ ظاہر فرمانے والا تھا اور آپ کو اندیشہ تھا لوگوں (کے طعن و تشنیع) کا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ اس سے ڈریں۔ پھر جب پوری کر لی زید نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اس کا آپ سے نکاح کر دیا تاکہ (اس عملی سنت کے بعد) ایمان والوں پر کوئی حرج نہ ہو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ پورا کر لیں اور اللہ کا حکم تو ہر حال میں ہو کر رہتا ہے۔ نہیں ہے نبی پر کوئی

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الساعۃ التی یکرہ فیھا الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 288 (3988)، دارالکتب العلمیہ بیروت

مضائقہ ایسے کام کرنے میں جنہیں حلال کردیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہی سنت ہے ان (انبیاء) کے بارے میں جو پہلے گزر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم ایسا فیصلہ ہوتا ہے جو طے پا چکا ہوتا ہے۔وہ لوگ جو اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں اور نہیں ڈرا کرتے کسی سے اللہ کے سوا۔اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا۔نہیں ہیں محمد (ﷺ) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی بن ابی طالب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ہمیں بتائیں آپ کے کون سے گھر والے آپ کو زیادہ محبوب ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اہل میں سے مجھے حضرت فاطمہ زیادہ محبوب ہے۔دونوں نے کہا ہم آپ سے حضرت فاطمہ کے بارے میں سوال نہیں کررہے۔فرمایا حضرت اسامہ بن زید جس پر اللہ تعالیٰ اور میں نے انعام کیا ہے۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا تم پھر حضرت عباس۔حضرت عباس نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ نے چچا کو بعد میں رکھا۔فرمایا حضرت علی ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے۔(1)

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ آیت وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ حضرت زینب بنت جحش اور حضرت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔(2)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس سے روایت نقل کی کہ حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حضرت زینب کی شکایت کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔رسول اللہ ﷺ حضرت زید کو فرمانے لگے اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی بیوی اپنے پاس ہی رہنے دو۔تو یہ آیت نازل ہوئی۔حضرت انس بیان کرتے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ کسی آیت کو چھپاتے تو اس آیت کو چھپاتے۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے شادی کرلی۔رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے شادی کے موقع پر جو دعوت ولیمہ کی ایسی دعوت ولیمہ کسی اور عورت کے نکاح پر نہیں کی۔رسول اللہ ﷺ نے بکری ذبح کی۔حضرت زینب دوسری ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں تمہاری شادیاں تمہارے گھر والوں نے کیں جبکہ میری شادی سات آسمانوں کے اوپر اللہ تعالیٰ نے کی۔(3)

امام ابن سعد، امام احمد، امام نسائی، ابو یعلیٰ، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت زینب کی عدت ختم ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید سے فرمایا جاؤ اور میرے بارے میں اس سے بات کرو؟ میں جاتا ہوں۔جب میں نے حضرت زینب کو دیکھا تو میرے لیے یہ چیز بہت بڑی

1۔مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 452 (3562)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 63 (3212)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 452 (3563)

تھی۔ میں نے کہا اے زینب! تجھے بشارت ہو، رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا ہے، آپ تیرا ذکر کرتے ہیں۔ حضرت زینب نے کہا میں کچھ بھی نہیں کروں گی یہاں تک کہ اپنے رب سے مشورہ کروں گی۔ وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑی ہو گئیں۔ دوسری طرف قرآن نازل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ بلا اجازت اندر تشریف لے آئے۔ جب حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کے حرم میں داخل ہوئیں تو ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں روٹی اور گوشت کھلایا۔ لوگ چلے گئے اور کچھ لوگ کھانے کے بعد بھی باتیں کرتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے تھا۔ رسول اللہ ﷺ باری باری اپنی ازواج مطہرات کو سلام فرمانے لگے۔ وہ عرض کرتیں یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے اپنے اہل کو کیسا پایا؟ میں نہیں جانتا کہ میں نے بتایا ہے کہ لوگ چلے گئے ہیں یا آپ کو کسی اور نے خبر دی، آپ چلے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گھر میں داخل ہونے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ ڈال دیا۔ پردہ کا حکم نازل ہوا اور قوم کو نصیحت کی گئی جو نصیحت کی گئی۔ (1)

امام ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن یحییٰ بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو تلاش کرتے ہوئے ان کے گھر تک آئے۔ حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد ﷺ کہا جاتا، کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ حضرت زید کو نہ پایا تو زید بن حارثہ کی تلاش میں حضرت زید کے گھر تک آئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو نہ پایا۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے حضرت زید کی زوجہ حضرت زینب بنت جحش اٹھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے رخ انور پھیر لیا۔ حضرت زینب نے بتایا یا رسول اللہ! ﷺ وہ گھر پر نہیں ہے آپ اندر تشریف لائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے سے انکار کر دیا۔ حضرت زینب رسول اللہ ﷺ کو اچھی لگیں۔ آپ واپس چل دیئے آپ کچھ بات کر رہے تھے مگر کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا مگر کبھی آپ بلند آواز سے کہتے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ حضرت زید اپنے گھر آئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ گھر تشریف لائے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے آپ سے یہ عرض نہ کیا کہ آپ اندر تشریف لے آئیں۔ حضرت زینب نے کہا میں نے تو عرض کیا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ پوچھا کیا تو نے کوئی بات سنی تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے کہا جب آپ ﷺ واپس مڑے تو آپ نے ایسی گفتگو کی جسے میں سمجھ نہ سکی۔ میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ۔ حضرت زید آئے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ گھر تشریف لائے تھے۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ اندر کیوں نہیں تشریف لے گئے۔ شاید حضرت زینب آپ کو اچھی لگی ہیں تو میں اسے طلاق دے دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ حضرت زید اس کے بعد حضرت زینب کے قریب نہ جا سکے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے اور سب کچھ بتاتے۔ تو رسول اللہ ﷺ یہی فرماتے اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ۔ حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی اور ان

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 05-104، دار صادر بیروت

سے علیحدگی اختیار کرلی۔ اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کررہے تھے کہ آپ پر غنودگی سی طاری ہوئی۔ جب یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ مسکرار ہے تھے اور کہہ رہے تھے زینب کے پاس کون جائیگا اور اسے بشارت دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا اس کے ساتھ نکاح آسمان میں کر دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا ہمیں حضرت زینب کے جمال کی جو خبر پہنچی تھی۔ اس نے مجھے پوری طرح گرفت میں لے لیا۔ دوسری بات جو سب سے عظیم اور شرف والی تھی، وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا عقد نکاح آسمان میں کیا تھا۔ حضرت عائشہ نے کہا وہ اس شرف کی وجہ سے ہم سب پر فخر کرے گی۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ وحی میں سے کسی چیز کو چھپاتے تو اس آیت کو چھپاتے اَنْعَمَ سے مراد نعمت اسلام ہے۔ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِ سے آپ کا اسے آزاد کرنا مراد ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے شادی کی تو لوگوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو متبنیٰ بنالیا تھا جبکہ حضرت زید ابھی چھوٹے تھے۔ وہ اسی طرح رہے یہاں تک کہ جوان ہوگئے۔ تو انہیں زید بن محمد ہی کہا جاتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ (احزاب:5) کو نازل فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مناسب ہے۔(2)

امام حاکم نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زینب نبی کریم ﷺ سے کہتیں آپ کی دوسری ازواج کی بنسبت میرا آپ پر زیادہ حق ہے، میں ان سے اس لحاظ سے بہتر ہوں کہ میرا نکاح کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ از روئے پردہ کے ان سے مکرم ہوں۔ رشتہ داری کے اعتبار سے زیادہ قریبی ہوں۔ آپ سے میری شادی اللہ تعالیٰ نے عرش پر کی ہے۔ حضرت جبرئیل اس امر کے سفیر تھے۔ میں آپ کی پھوپھی کی بیٹی ہوں۔ آپ کی دوسری بیویوں میں میرے سوا کوئی قریبی رشتہ دار نہیں۔(3)

ابن جریر نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زینب نبی کریم ﷺ سے عرض کرتی تھیں: میں تین باتوں میں آپ کے متعلق فخر کرسکتی ہوں، آپ کی ازواج مطہرات میں سے کوئی بھی اس پر فخر نہیں کرسکتی۔ میرا جد اعلیٰ اور آپ کا جد اعلیٰ ایک ہے۔ میرا آپ کے ساتھ عقد نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں کیا ہے اور سفارت کے فرائض حضرت جبرئیل امین نے ادا کیے۔(4)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کی عورتوں جیسی نہیں ہوں۔ ان کے عقد نکاح مہروں کے بدلے میں ہوئے اور ان کی شادیاں ان کے اولیاء نے کیں۔ جبکہ میری شادی اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کی۔ میرے بارے میں قرآن

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 101، دار صادر بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 60 (3207)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 27 (6777)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت

نازل ہوا جسے مسلمان پڑھتے ہیں جس میں کوئی تغیر وتبدل نہ ہوگا: وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ۔(1)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر رحم فرمائے، اس نے اس دنیا میں ایسا شرف پایا جسے کوئی شریف نہیں پا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کا نکاح اپنے نبی سے کیا اور قرآن نے اس کے اس بارے گواہی دی۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عاصمہ احول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسد کے ایک آدمی نے دوسرے آدمی پر فخر کیا۔ اسدی نے کہا کیا تم میں کوئی ایسی عورت بھی ہے جس کا عقد نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اوپر کیا ہو؟ اس سے مراد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھی۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اس سے مراد حضرت زید بن حارثہ ہیں جن کو اسلام کی توفیق عطا فرما کر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں آزاد کیا۔ حضرت زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اے اللہ کے نبی! حضرت زینب کی زبان مجھ پر بہت سخت ہوگئی ہے۔ میں اسے طلاق دینا چاہتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں کہا اللہ سے ڈرو، اپنی بیوی کو پاس رکھو۔ جبکہ نبی کریم ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ وہ اسے طلاق دے دے مگر لوگوں کی باتوں کا ڈر تھا کہ لوگ کہیں گے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو طلاق کا حکم دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ تُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ رسول اللہ ﷺ اپنے اندر اس کی طلاق کو مخفی رکھے ہوئے تھے۔ حضرت حسن بصری نے کہا رسول اللہ ﷺ پر اس سے سخت آیت نازل نہیں ہوئی۔ اگر رسول اللہ ﷺ وحی میں سے کوئی چیز چھپاتے تو رسول اللہ ﷺ اس وحی کو چھپاتے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی باتوں سے ڈرتے تھے۔ جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی تو فرمایا ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا۔ حضرت زینب دوسری عورتوں پر فخر کرتی تھیں۔ آپ کہتیں جہاں تک تمہارا تعلق ہے تمہارے نکاح تمہارے آباء نے کیے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میرا نکاح عرش والے نے کیا ہے تاکہ مومنوں کے لیے اس میں کوئی حرج نہ رہے کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے عقد نکاح کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو متبنیٰ بنایا تھا۔ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ سے مراد یہ ہے جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک عورت سے عقد نکاح کا ارادہ کیا جس پر آپ کی نظر پڑی تھی اسے پسند کیا اور اس سے شادی کر لی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کے لیے فیصلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب سے شادی کر لی جس طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سنت قائم کی تھی کہ حضرت داؤد کی شادی اس عورت سے کر دی۔ حضرت زینب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہو چکا ہے۔(4)

امام حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت علی بن زید بن جدعان رحمہ اللہ سے

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 103، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 108 3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 103

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 41 (2346)، دار الکتب العلمیہ بیروت

روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے تھے: وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ ؟ میں نے کہا انہوں نے کچھ نہیں کہا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آگاہ کیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی ازواج میں سے ہوں گی جبکہ ابھی رسول اللہ ﷺ نے شادی نہیں کی تھی۔ جب حضرت زید رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کے لیے حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے ڈرو۔ اپنی بیوی اپنے پاس رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے بتا دیا ہے کہ میں آپ کی اس سے شادی کرنے والا ہوں۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جتنی عورتوں سے چاہتے شادی کر سکتے تھے یہ فریضہ ہے انبیائے کرام میں بھی یہ سنت ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ہزار بیویاں تھیں جبکہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک سو بیویاں تھیں۔ (2)

امام ابن منذر، اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے جس عورت سے نکاح کیا اس کا نام یسعیہ تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی سنت حضرت محمد ﷺ اور حضرت زینب میں ہوئی۔ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت حضرت داؤد اور آپ کی بیوی اور نبی کریم ﷺ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا میں تھی۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کوئی نکاح بھی ولی، گواہوں اور مہر کے بغیر نہیں ہوتا مگر نبی کے لیے اس کے بغیر بھی جائز ہے۔

امام طبرانی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت کمیت بن یزید اسدی رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے: مجھے مذکور نے بتایا جو حضرت زینب بنت جحش کا غلام تھا کہ مجھے کئی صحابہ نے دعوت نکاح دی۔ میں اسے اپنے بھائی کے پاس بھیجتی تا کہ وہ اس مسئلہ میں اس سے مشورہ کر لے۔ اس نے کہا یہ ان میں سے کہاں جسے اس کے رب کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت جانتی ہے۔ یہ چھوکون؟ اس نے کہا زید بن حارثہ تو زینب سخت غصے ہوئی اور کہا تو اپنی پھوپھی کی بیٹی کی شادی اپنے غلام سے کرے گا۔ پھر وہ میرے پاس آئی اور مجھے اس بارے میں بتایا تو میں نے اس سے بھی زیادہ سخت بات کہی اور میں اس کے غضب سے بھی زیادہ غضب ناک ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ کو نازل فرمایا۔ تو حضرت زینب نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا جس سے چاہو میری شادی کر دو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میری شادی اس سے کر دی۔ میں نے اسے اپنی زبان سے مصیبت میں ڈال دیا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے میری شکایت نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کی رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا پھر اسے طلاق دے دو۔ اس نے مجھے طلاق دے دی تو میں نے اپنی طلاق کی عدت پوری کی۔ جب میری عدت ختم ہوگئی تو مجھے احساس ہی نہ ہوا کہ نبی کریم ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ طبقات ابن سعد، جلد 6، صفحہ 202، دار صادر بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 209 (11276)، دار الفکر بیروت

تشریف لائے جبکہ میرے بال کھلے تھے۔ میں نے کہا یہ آسمان سے حکم آیا ہے یا رسول اللہ! ﷺ آپ بغیر خطبہ اور گواہوں کے تشریف لے آئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نکاح کرنے والا اور جبرئیل امین گواہ ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی۔ ان کی والدہ امیمہ بنت عبد المطلب تھی جو رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ اس کا عقد نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیں۔ حضرت زینب نے اسے ناپسند کیا پھر یہ اس امر پر راضی ہو گئیں جو رسول اللہ ﷺ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب کا عقد نکاح حضرت زید سے کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آگاہ کیا کہ حضرت زینب آپ کی ازواج مطہرات میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس بات کو ناپسند کرتے کہ حضرت زید کو طلاق دینے کے لیے کہیں۔ حضرت زید اور حضرت زینب کے درمیان اس قسم کے معاملات چلتے رہتے جو لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں رسول اللہ ﷺ حضرت زید کو حکم دیتے کہ وہ اپنی بیوی کو روکے رکھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ رسول اللہ ﷺ کو لوگوں سے یہ ڈر تھا کہ وہ اس پر عیب لگائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید کو متبنی بنایا ہوا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو دور جاہلیت میں عکاظ کے بازار سے اپنی زوجہ حضرت خدیجہ کے زیورات کے بدلہ میں ایک بچے کی عمر میں خریدا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا تو وہ اسی طرح رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر یہ ارادہ کیا کہ حضرت زینب بنت جحش سے حضرت زید کا نکاح کر دیں۔ تو حضرت زینب نے اس بات کو ناپسند کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت کو نازل فرمایا اسے کہا گیا چاہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو اپناؤ چاہو تو واضح گمراہی اپنا لو۔ تو حضرت زینب نے کہا بلکہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شادی حضرت زید سے کر دی۔ وہ اس رشتہ ازدواج میں منسلک رہیں جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر ایک روز نبی کریم ﷺ حضرت زید کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت زینب کو دیکھا جبکہ وہ آپ کی پھوپھی زاد تھیں، گویا یہ رسول اللہ ﷺ کو اچھی لگیں۔ عکرمہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ اس سے مراد حضرت زید کو اسلام کی نعمت عطا فرمانا ہے اور اے محمد! ﷺ آپ نے اسے آزاد کر کے اس پر انعام کیا ہے۔ عکرمہ نے کہا عورتیں جو حضرت زید کے لیے نبی کریم ﷺ کی شدید محبت دیکھتیں تو کہتیں زید رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک امر کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: فَلَمَّا قَضٰى زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا کاف ضمیر سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے۔ جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے شادی کر لی اور اسے پردہ میں لے لیا۔ صحابہ نے کہا اگر زید رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہوتے تو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی نہ کرتے۔

امام حکیم ترمذی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت

1۔ معجم کبیر، جلد 24، صفحہ 39، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

زینب اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے باہم فخر کیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہ نے کہا میں وہ ہوں جس کے نکاح کا حکم آسمان سے نازل ہوا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں وہ ہوں جس کی پاکدامنی کا حکم آسمان سے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نازل ہوا جب ابن معطل نے مجھے اپنی سواری پر سوار کیا تھا۔ حضرت زینب نے پوچھا جب تو سوار ہوئی تھی تو تو نے کیا کہا تھا؟ حضرت عائشہ نے کہا میں نے حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہا تھا۔ تو کہا میں نے کہا یہ مومنوں کا حکم ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ حضرت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت زید بن حارثہ کے حق میں نازل ہوئی۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت زید کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے نہیں تھے۔ میری زندگی کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکر اولاد ہوئی وہ قاسم، ابراہیم، طیب اور مطہر تھے۔(4)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکر اولاد زندہ نہیں رہے گی۔(5)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا مطلب ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا۔ آپ سب سے آخر میں مبعوث ہونے والے ہیں۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی گھر بنائے اسے مکمل کر دے مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ میں آیا تو اس اینٹ کو مکمل کر دیا۔(7)

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور انبیاء کی مثال ایسے آدمی جیسی ہے جو گھر بنائے، اسے مکمل کر دے اور اسے اچھا بنائے مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ جو بھی اس گھر میں داخل ہو اسے دیکھے تو کہے کتنا اچھا ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ۔ میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ مجھ پر انبیاء کو ختم کیا گیا۔(8)

1۔ تفسیر طبری، سورہ نور، جلد 18، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 22 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 42(2352)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 62(3210)، دارالکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 42(2350)

7۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 9، دارصادر بیروت 8۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 109، فاروقی کتب خانہ ملتان

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے قبل انبیاء کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو گھر بنائے، اسے خوبصورت بنائے مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں اینٹ کی جگہ چھوڑ دے۔ لوگ اس کے اردگرد چکر لگائیں۔ اسے دیکھ کر خوش ہوں اور کہیں یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ میں وہ اینٹ ہوں۔ میں خاتم النبیین ہوں۔(1)

امام احمد اور امام ترمذی رحمہما اللہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انبیاء میں میری مثال اس آدمی جیسی ہے جو گھر بنائے، اسے حسین و جمیل و مکمل کرے اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دے، وہ اینٹ اس جگہ نہ رکھے۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد چکر لگانے لگیں اور اس سے خوش ہوں اور کہیں کاش! اس اینٹ کی جگہ بھی مکمل ہوتی۔ میں انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے جبکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میری امت میں ستائیس دجال و کذاب ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی۔ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ کہو خاتم النبیین یہ نہ کہو لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے امام احمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کے پاس یہ کہا صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب تو نے خاتم الانبیاء کہہ دیا تو تیرے لیے یہ کافی ہے کیونکہ ہم باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لانے والے ہیں۔ اگر وہ تشریف لائیں تو ایک اعتبار سے پہلے اور ایک اعتبار سے بعد میں ہوئے۔(5)

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو پڑھایا کرتا تھا کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے۔ آپ نے مجھے فرمایا انہیں خاتم النبیین (تاء کے فتح کے ساتھ) پڑھاؤ۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾

''اے ایمان والو! یاد کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے''۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 312، دار صادر بیروت   2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 89 (3613)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 396، دار صادر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب لا نبی بعد النبی ﷺ، جلد 5، صفحہ 336 (26653)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 337 (26654)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے پر جو بھی فرض عائد کیا ہے اس کے لیے ایک حد معین کی ہے۔ پھر عذر کی صورت میں لوگوں کا عذر تسلیم کیا ہے۔ اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے (ذکر کی) کوئی حد مقرر نہیں فرمائی اور اس کے ترک کرنے پر کوئی عذر قبول نہیں کیا مگر وہ آدمی جو مغلوب العقل ہو۔ ارشاد فرمایا اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، پہلو کے بل، رات کو دن کو، خشکی میں، تری میں، سفر میں، حضر میں، غناء میں، فقر میں، صحت میں، بیماری میں، خفیہ طریقہ سے، علانیہ طریقہ سے اور ہر حال میں اس کا ذکر کرو صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو۔ جب تم نے ایسا کر دیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائیں گے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر زبان سے، تسبیح، تکبیر، تہلیل اور تحمید کے ساتھ کرو۔ اللہ تعالیٰ کا ہر حال میں ذکر کرو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کی صبح و شام تسبیح بیان کرو۔

امام احمد، امام ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے روز از روئے درجہ کے کون سے لوگ افضل ہوں گے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے میں نے عرض کی اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے؟ فرمایا اگر وہ اپنی تلوار کفار اور مشرکین کو مارے یہاں تک کہ وہ تلوار ٹوٹ جائے اور خون سے رنگین ہو جائے تب بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے درجہ میں ان سے افضل ہوں گے۔ (2)

امام احمد، امام مسلم، اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مفردون سبقت لے گئے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مفردون کون ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے۔ (3)

امام احمد اور طبرانی حضرت معاذ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ سے پوچھا مجاہدین میں سے کون اجر میں سب سے بڑھ کر ہے؟ فرمایا ان میں سے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا۔ فرمایا روزے داروں میں سے کون درجہ میں بڑھ کر ہے؟ فرمایا سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والا۔ وہ نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ کے بارے میں پوچھتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ یہی ارشاد فرماتے رہے اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرنے والا۔ حضرت ابو بکر نے حضرت عمر سے کہا اے ابو حفص! اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے سب بھلائی لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ اسی اثنا میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حمدان کے درمیان دف سے گزر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا سابقون کہاں ہیں؟ میں نے عرض کی وہ لوگ تو گزر چکے فرمایا وہ سابقون کہاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے فریفتہ ہیں؟ جو یہ پسند کرتا ہے کو وہ جنت کی کیاریوں میں پھرے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، باب فی فضل الذکر، جلد 12، صفحہ 195 (3376)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، باب فی العفو والعافیۃ، جلد 13، صفحہ 78 (3596) 4۔ مجمع الزوائد، باب الاذکار، جلد 10، صفحہ 71 (16748)، دار الفکر بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل ذکر اللہ، جلد 7، صفحہ 171 (35059)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ام انس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے عرض کی یارسول اللہ ! ﷺ مجھے وصیت کیجئے فرمایا نافرمانیاں چھوڑ دو کیونکہ یہ بہترین ہجرت ہے۔ فرائض کی پابندی کرو کیونکہ سب سے افضل جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ ذکر کثرت سے کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی چیز نہیں لائے گی۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے نہیں کرتا تو وہ ایمان سے بری ہے۔(2)

امام احمد، ابو یعلی، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں کہ یہ تو مجنون ہے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ منافق کہیں تم دکھاوا کرنے والے ہو۔(4)

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت ابو جوزاء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرو یہاں تک کہ منافق کہیں تم ریاکاری کرنے والے ہو۔

وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۴۲﴾

”اور اس کی پاکی بیان کیا کرو صبح و شام“۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکرۃ سے صبح کی نماز اور اَصِيْلًا سے مراد عصر کی نماز ہے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان چیزوں میں سے جو رب تعالیٰ کی طرف سے ذکر کی جاتی ہیں وہ یہ ہے فجر کے بعد اور عصر کے بعد ایک ساعت کے لیے میرا ذکر کرو درمیان والے وقت میں میں تیرے لیے کافی ہو جاؤں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں بیٹھوں تا کہ اللہ کا ذکر کروں، اس کی تکبیر کہوں، اس کی حمد بیان کروں، اس کی تسبیح کروں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہوں یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ یہ مجھے اس عمل سے زیادہ پسند ہے کہ میں دو یا زیادہ غلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے آزاد کروں اور عصر کے بعد بھی ایسا ہی کروں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے کہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کروں۔

1۔ مجمع الزوائد، باب الاذکار، جلد 10، صفحہ 72 (16755)، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 82 (16785)
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الذکر، جلد 1، صفحہ 677 (1839)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، باب الاذکار، جلد 10، صفحہ 74 (16762)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 23

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی صبح ہونے سے پہلے ہزار نیکیاں نہ چھوڑے۔ وہ سو بار کہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کیونکہ یہ ہزار نیکیاں ہیں۔ ان شاء اللہ وہ اس دن میں اتنے گناہ کسی صورت میں نہیں کرے گا۔ اس کے علاوہ جو وہ اچھے عمل کرے گا وہ اس پر زائد ہوں گے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جو آدمی سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہا اس کے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ تم سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کہا کرو کیونکہ یہ دونوں عبادتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا درخت لگا دیا جاتا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن میں سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ کہا تو اس کے گناہ ختم کر دیے جائیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمدان کی ایک عورت تھی جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی اور سنگریزوں اور گٹھلیوں سے گنتی تھی حضرت عبداللہ نے اسے کہا کیا میں تجھے اس سے بہتر عمل پر آگاہ نہ کروں؟ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی عاجز ہے کہ دن میں ہزار سال کا عمل کرے؟ ایک آدمی نے عرض کی ہم میں سے کوئی کیسے ہزار سال کا عمل کر سکتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے نام کی سو تسبیحات کرے تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھ لی جاتی ہیں اور ہزار خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔(6)

هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

1۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 440، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 440
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی ثواب التسبیح، جلد 6، صفحہ 54 (29416)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 347 (3466)، دار الفکر بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی ثواب التسبیح، جلد 6، صفحہ 60 (29478)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 55 (29433)

وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

''اللہ وہ ہے جو رحمت نازل کرتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے بھی (تم پر نزول رحمت کی دعا کرتے ہیں) تا کہ وہ نکال کرلے جائے تمہیں (طرح طرح کے) اندھیروں سے نور کی طرف اور وہ مومنوں پر ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا فرمان اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ (احزاب:56) نازل ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو بھی خیر نازل فرمائی تو ہم اس میں شریک ہوئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں سلیم بن عامر سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابو امامہ کی طرف آیا اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی داخل ہوتے ہیں، جب بھی نکلتے ہیں، جب بھی کھڑے ہوتے ہیں اور جب بھی بیٹھتے ہیں تو فرشتے آپ پر درود وسلام پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم چاہو تو فرشتے تم پر درود پڑھیں گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صلوۃ اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ثناء اور صلوۃ الملئکۃ علیھم سے مراد سلام و دعا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صلوۃ الرب سے مراد رحمت اور صلوۃ الملئکۃ سے مراد استغفار ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں بخشتا ہے اور فرشتے تمہارے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ کا معنی پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو عزت بخشی، ان پر ایسی ہی رحمتیں نازل فرمائیں جیسے انبیاء پر رحمتیں نازل فرمائیں۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کیا تیرا رب صلوۃ کا عمل کرتا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سینہ میں یہ سوال بڑے بوجھ کا باعث بنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ انہیں بتاؤ کہ مجھ سے صلوۃ کا فعل صادر ہوتا ہے۔ میری صلوۃ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بندہ سُبْحَانَ اللّٰهِ کہتا ہے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 453 (3565)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 43 (2355)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تو فرشتے کہتے ہیں وَ بِحَمْدِہٖ جب وہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ کہتا ہے تو وہ اس پر صلوۃ بھیجتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام اپنے رب سے ہمارے لیے پوچھو کیا وہ صلوۃ کا فعل کرتا ہے؟ یہ سوال حضرت موسیٰ پر بڑا شاق گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تیری قوم تجھ سے کیا سوال کرتی ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں انہیں بتا دو کہ مجھ سے فعل صلوۃ صادر ہوتا ہے۔ میری صلوۃ یہ ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو سب ہلاک ہو جاتے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر صلوۃ یہ ہے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

"انہیں یہ دعا دی جائے گی جس روز وہ اپنے رب کریم سے ملیں گے ہمیشہ سلامت رہو۔ اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے عزت والا اجر"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ جنتیوں کا تحیہ، السلام ہوگا۔ اَجْرًا كَرِيْمًا سے مراد جنت ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز وہ ملک الموت سے ملاقات کریں گے تو ملک الموت کسی مومن کی روح کو قبض نہیں کرے گا مگر اسے سلام کرے گا۔(3)

امام مروزی نے جنائز میں، ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب ملک الموت آتا ہے تا کہ مومن کی روح کو قبض کرے تو وہ کہتا ہے تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی ثواب التسبیح، جلد 7، صفحہ 168 (35033)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 44 (2356)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 134 (34767)

"اے نبی (مکرم!) ہم نے بھیجا ہے آپ کو (سب سچائیوں کا) گواہ بنا کر اور خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا اور دعوت دینے والا اللہ کی طرف اس کے اذن سے، آفتاب روشن کر دینے والا۔ اور آپ مژدہ سنا دیں مومنوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی جناب سے بڑا ہی فضل ہے۔ اور نہ کہنا مانو کافروں اور منافقوں کا اور پروانہ کرو ان کی اذیت رسانی کی اور بھروسہ رکھو اللہ پر۔ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کا) کارساز"۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت معاذ کو حکم دیا کہ دونوں یمن کی طرف جائیں۔ فرمایا تم دونوں جاؤ، بشارت دینا، نفرت نہ دلانا، سہولت کا خیال رکھنا، سختی نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے یعنی اپنی امت پر گواہ، جنت کی خوشخبری دینے والا، جہنم سے ڈرانے والا، لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی طرف دعوت دینے والا بِاِذْنِهٖ یعنی قرآن کے ذریعے۔ (1)

امام احمد، امام بخاری، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ملا۔ میں نے کہا مجھے تورات میں موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کے بارے میں بتایئے کہا اللہ کی قسم! تورات میں بھی آپ کی بعض ایسی صفات ہیں جو قرآن میں آپ کی صفات ہیں۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا امیین کے نگہبان اور یہ کہ تو میرا بندہ اور رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا، نہ ترش رو نہ سخت دل، نہ بازاروں میں شور و شغب کرنے والا نہ بدی کی جزاء بدی سے دینے والا بلکہ وہ عفو و درگزر سے کام لینے والا ہے۔ (2)

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین تھا جبکہ میرا اب (حضرت آدم) ابھی مٹی میں لت پت تھا۔ میں اس بارے میں تمہیں بتاتا ہوں، میں اپنے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم کی دعا، حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی ماں کے خواب ہوں جو انہوں نے دیکھے انبیاء کی مائیں ایسے خواب دیکھا کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے جب آپ کو جنا تو ایک نور دیکھا جس کی روشنی میں آپ کے لیے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ فتح کی آیت لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح:2) نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس بات کا تو علم ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ فَضْلًا كَبِیْرًا سے مراد جنت ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عتبہ، شیبہ، ابوجہل اور دوسرے لوگ جمع

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 209 (11277)، دار الفکر بیروت　2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 174، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 453 (3565)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوئے۔ انہوں نے کہا ہمارے اوپر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دو یا کوئی اور عذاب لے آؤ یا ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش کر دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ میرے ذمہ نہیں ہے، میں تو تمہاری طرف داعی، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ شَاهِدًا سے مراد امت پر پیغام حق پہنچانے کے بارے میں گواہ۔ جنت کی بشارت دینے والے، آگ سے ڈرانے والے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی طرف بلانے والے، بِاِذْنِهٖ اس کے حکم سے، سِرَاجًا مُّنِيْرًا اللہ کی کتاب جس کی طرف آپ انہیں دعوت دینے والے ہیں، فَضْلًا كَبِيْرًا سے مراد جنت، وَدَعْ اَذٰىهُمْ ان کی اذیتوں پر صبر کیجئے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَدَعْ اَذٰىهُمْ کی یہ تعریف نقل کی ہے کہ ان سے اعراض کیجئے۔(2)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

"اے ایمان والو! جب تم نکاح کرو مومن عورتوں سے پھر تم انہیں طلاق دے دو اس سے پہلے کہ تم انہیں ہاتھ لگاؤ پس تمہارے لیے ان پر عدت گزارنا ضروری نہیں جسے تم شمار کرو۔ لہٰذا انہیں کچھ مال دے دو اور انہیں رخصت کر دو خوبصورتی سے"۔

امام ابن ابی جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ اس آدمی کے بارے میں ہے جو ایک عورت سے شادی کرتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے ہی اسے طلاق دے دیتا ہے۔ جب وہ اسے ایک طلاق دیتا ہے تو وہ عورت اس سے جدا ہو جاتی ہے۔ اس پر کوئی عدت نہیں ہوتی۔ وہ عورت جس مرد سے چاہے شادی کر لے۔ اگر اس کے لیے مہر مقرر کیا گیا ہو تو اس عورت کو نصف مہر ملے گا۔ اگر اس کے لیے مہر مقرر نہ کیا گیا ہو تو اس عورت کو مرد کی حیثیت کے مطابق متعہ ملے گا۔ یہی سَرَاحًا جَمِيْلًا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس عورت کا نکاح ہوا، مرد نے اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہ کیے اور نہ ہی اس کا مہر مقرر کیا، نہ تو اس کا مہر ہوگا اور نہ ہی اس پر عدت ہوگی۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ آیت منسوخ ہے اس کی ناسخ سورۂ بقرہ کی آیت فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ (البقرہ:237) ہے۔ اس کے لیے نصف مہر ہوگا متعہ نہیں ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 25 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 44 (2358)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، اس کی ناسخ سورۂ بقرہ کی آیت ہے۔ اس کے لیے نصف مہر ہوگا۔ متعہ نہیں ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری اور ابو العالیہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: دونوں نے کہا یہ منسوخ نہیں، اس کے لیے نصف مہر اور اس کے لیے متعہ ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر مطلقہ کے لیے متعہ ہے۔ اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے گئے ہوں یا نہ کیے گئے ہوں۔ اس کے لیے مہر معین کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسین بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ کے پاس آیا اور ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو کہے اگر میں فلاں سے شادی کروں تو اسے طلاق۔ تو انہوں نے فرمایا کچھ لازم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے طلاق سے پہلے نکاح کا ذکر کیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو کہے اگر میں فلاں سے شادی کروں تو اسے طلاق۔ فرمایا کچھ نہیں ہوگا۔ طلاق دینے کا اسے حق ہے جو طلاق کا مالک ہو۔ حضرت ابن مسعود کہا کرتے۔ جب اس نے کوئی وقت مقرر فرمایا تو وہ ایسے ہوگا جیسے اس نے کہا حضرت ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمٰن پر رحم فرمائے۔ اگر بات اس طرح ہوتی۔ جیسے حضرت ابن مسعود نے کہا تو اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ثُمَّ نَكَحْتُمُوْهُنَّ لیکن اس نے یہ ارشاد فرمایا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ اگر ایک آدمی ایسی عورت کو طلاق دے دے جس سے ابھی اس نے نکاح نہیں کیا۔ تو یہ اس کے لیے جائز ہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا اس نے اس میں غلطی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ یہ ارشاد نہیں فرمایا اِذَا طَلَّقْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ نَكَحْتُمُوْهُنَّ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ پھر کہا جب تک نکاح نہ ہو اس وقت تک طلاق نہیں۔ (2)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی یہ کہے، ہر وہ عورت جس سے میں شادی کروں تو اسے طلاق ہے یا کہا اگر میں فلاں عورت سے شادی کروں تو اسے طلاق ہے تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔ طلاق وہ دے سکتا ہے جو طلاق کا مالک ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب الطلاق قبل النکاح، جلد 6، صفحہ 324 (11512)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 454 (3567)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کے بارے میں کہا اگر یہ حضرت ابن مسعود نے کہا تو یہ عالم کی لغزش ہے۔ حضرت ابن مسعود کہا کرتے تھے اگر میں فلاں عورت سے شادی کروں تو اسے طلاق جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ۔ یہ نہیں فرمایا اِذَا طَلَّقْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ نَكَحْتُمُوْهُنَّ۔(1)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی طلاق نہیں مگر نکاح کے بعد اور کوئی آزادی نہیں مگر ملکیت کے بعد۔(2)

امام عبدالرزاق، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس میں ملکیت نہ ہو اس میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔ جس میں ملکیت نہ ہو اس میں بیع نہیں ہوتی۔ جس میں ملکیت نہ ہو اس نذر کو پورا کرنا لازم نہیں اور وہ بھی کوئی نذر نہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا نہ ہو جو آدمی نافرمانی پر قسم اٹھائے تو اس پر قسم نہیں۔ جو قطع رحمی کی قسم اٹھائے تو اس پر قسم لازم نہ ہوگی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس کا تو مالک نہیں اس میں کوئی طلاق نہیں اور جس کا تو مالک نہیں اس میں آزادی نہیں۔

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے آزادی نہیں۔(4)

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ٘ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَاۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۝۵۰

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب الطلاق قبل النکاح، جلد 7، صفحہ 21-320، دارالفکر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 454 (3569)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 323، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب لا طلاق قبل النکاح، جلد 2، صفحہ 520 (2048)، دارالکتب العلمیہ بیروت

''اے نبی (مکرم!) ہم نے حلال کر دی ہیں آپ کے لیے آپ کی ازواج جن کے مہر آپ نے ادا کر دیئے ہیں اور آپ کی کنیزیں جو اللہ نے بطور غنیمت آپ کو عطا کی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے ہجرت کی آپ کے ساتھ اور مومن عورت اگر وہ اپنی جان نبی کی نذر کر دے اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے۔ یہ (اجازت) صرف آپ کے لیے ہے دوسرے مومنوں کے لیے نہیں۔ ہمیں خوب علم ہے جو ہم نے مقرر کیا ہے مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور کنیزوں کے بارے میں تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن سعد، ابن راہویہ، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے نکاح کی دعوت دی۔ میں نے آپ سے معذرت کی تو آپ نے میری معذرت کو قبول کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حضرت ام ہانی نے کہا میں آپ کے لیے حلال نہ تھی کیونکہ میں نے آپ کے ساتھ ہجرت نہ کی تھی۔ میں آزاد عورتوں میں سے تھی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ جب میں نے ہجرت نہ کی تو آپ کو اس سے روک دیا گیا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ جو حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کو دعوت نکاح دی۔ تو ام ہانی نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ میری اولاد یتیم ہے اور اولاد چھوٹی ہے۔ جب ان کی اولاد بڑی ہو گئی تو حضرت ام ہانی نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ حکم نازل کیا ہے۔ یہ آیت پڑھی تو مہاجرات میں سے نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر آیت میں مذکور عورتوں کے علاوہ عورتیں حرام کر دیں۔ اس سے قبل رسول اللہ ﷺ جس عورت سے چاہتے نکاح کر لیتے۔ رسول اللہ ﷺ پر یہ حرام نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات اس سے بہت پریشان ہوئیں کہ آپ جس سے چاہتے ہیں شادی کر لیتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ حکم نازل کیا کہ جن عورتوں کا تم پر ذکر کیا ہے اس کے علاوہ کو تم پر حرام کر دیا ہے۔ تو یہ چیز رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کو بہت اچھی لگی۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 63 (3214)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیت میں اَزْوَاجَكَ سے مراد رسول اللہ ﷺ کی پہلی ازواج مطہرات ہیں جو اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے تھیں۔ اُجُوْرَهُنَّ سے مراد ان کے مہر ہیں اور وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ سے مراد وہ لونڈیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ملک میں دیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ کی چچازاد بہنوں، پھوپھی کی بیٹیوں، ماموں کی بیٹیوں اور خالہ کی ان بیٹیوں میں رخصت دی گئی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رخصت دی کہ آپ ان میں سے کسی ایک کے ساتھ شادی کریں اور کے ساتھ شادی نہ کریں۔ ایسی مومن عورت کے بارے میں رخصت دی گئی جو اپنے آپ کو نبی کے حوالے کردے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو مومن عورت بغیر مہر کے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کردے تو وہ آپ کے لیے حلال ہے۔ یہ امر صرف نبی کریم ﷺ کے لیے حلال ہے، کسی اور کے لیے حلال نہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے: جس عورت نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کیا۔ اس کا نام خولہ بنت حکیم تھا۔ (1)

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، بیہقی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خولہ بنت حکیم بن اقوص ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔ (2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً سے مراد ام شریک دوسیہ ہے۔ (3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت منیر بن عبد اللہ دوسی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ام شریک غزیہ بنت جابر بن حکیم دوسیہ نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر پیش کیا وہ بڑی خوبصورت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا بوسہ لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا اس عورت میں کوئی خیر نہیں جو اپنے آپ کو کسی مرد پر پیش کرے۔ حضرت ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں وہ ہوں اللہ تعالیٰ نے اس کا نام مومنہ رکھا۔ ارشاد فرمایا وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عائشہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے تیری محبت میں جلدی کی ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب، عمر بن حکم اور عبد اللہ بن عبید رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرہ عورتوں سے شادی کی چھ قریش کی تھیں۔ حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن، تین بنی عامر بن صعصعہ سے تھیں، دو بنو ہلال سے تھیں اور حضرت میمونہ بنت حرث رضی اللہ عنہا اسی نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر پیش کیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا جو ام

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ما ابیح لہ من الموہوبۃ، جلد 7، صفحہ 55، دار الفکر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 345 (5010)، دار الفکر بیروت

3۔ طبقات، باب ام شریک رضی اللہ عنہا، جلد 8، صفحہ 155، دار صادر بیروت 4۔ ایضاً

المساکین کے نام سے معروف تھیں۔اس نے دنیا کو پسند کیا ایک عورت بنو حارث کی تھی۔اس نے رسول اللہ ﷺ سے پناہ چاہی تھی۔حضرت زینب بنت جحش اسدیہ یہ دوقیدی حضرت صفیہ بنت حیی اور حضرت جویریہ بنت حارث خزاعیہ۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً سے مراد ام شریک ازدیہ ہے جس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے پیش کیا تھا۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی عون سے روایت نقل کی ہے کہ لیلیٰ بنت حطیم نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے پیش کیا تھا اور عورتوں نے بھی اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا لیکن ہم نے کسی کے بارے میں یہ نہیں سنا کہ ان میں سے کسی کو رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انصار میں سے ایک عورت تھی جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔یہ ان میں سے تھی جس کے معاملہ کو حضور ﷺ نے مؤخر کر دیا تھا۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسی کوئی عورت نہ تھی جس نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تھا۔(3)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کے لیے ہبہ (عورت کا اپنے آپ کو پیش کرنا) حلال نہیں۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری اور ابراہیم نخعی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد یہ ہبہ کسی کے لیے حلال نہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی بیٹی مہر کے بغیر ہبہ کرے مگر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مکحول اور زہری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد ایسا ہبہ حلال نہیں۔(7)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ کسی مرد کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنی بچی بغیر مہر کے حوالے کرے۔اللہ نے یہ امر صرف نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص کیا ہے، مومنوں کے لیے یہ جائز نہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطاء سے ایسی عورت کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ جس نے اپنے آپ کو ایک مرد کے لیے ہبہ کیا تھا تو فرمایا مہر کے بغیر یہ درست نہیں۔یہ امر صرف نبی کریم ﷺ کے لیے حلال تھا۔(8)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 29 — 2۔ایضاً، جلد 22، صفحہ 30-29 — 3۔ایضاً، جلد 22، صفحہ 29
4۔مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 57 (12320)، دار الکتب العلمیہ بیروت — 5۔ایضاً (12317)
6۔مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی المرأۃ تھب نفسھا لزوجھا، جلد 4، صفحہ 15 (17322)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 7۔ایضاً (17324)
8۔مصنف عبد الرزاق، باب الموہوبات، جلد 7، صفحہ 56 (12312)، دار الکتب العلمیہ بیروت

خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو مجھ میں خواہش ہے؟ حضرت بنت انس نے کہا وہ کتنی کم حیا والی ہے تو حضرت انس نے کہا یہ تجھ سے بہتر ہے۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رغبت کا اظہار کیا ہے اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا ہے۔ (1)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عروہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ بات کیا کرتے تھے حضرت ان عورتوں میں تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا تھا۔ وہ ایک نیک عورت تھی۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں مذکور عورت سے مراد حضرت میمونہ بنت حارث تھی۔ (3)

امام عبدالرزاق، ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا تھا۔ (4)

امام مالک، عبدالرزاق، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اس نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو اس میں حاجت نہ ہو تو اس کی شادی مجھ سے کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اسے کیا دے گا؟ اس نے عرض کی میرے پاس تو صرف ایک تہ بند ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے تہ بند دے دیا تو تو بغیر تہ بند کے بیٹھے گا۔ کوئی اور چیز تلاش کرو۔ اس نے عرض کی میں تو کچھ نہیں پاتا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے پاس جو قرآن ہے اسی کے بدلہ میں ہم نے تیری شادی اس کے ساتھ کر دی۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ عورت نے تو ہبہ کر دیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا۔ (6)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی! موہوبہ عورت تیرے بغیر کسی کے لیے حلال نہیں۔ اگر کوئی عورت اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے ہبہ کرے تو وہ اس کے لیے اس وقت تک حلال نہیں یہاں تک کہ وہ اسے کوئی چیز عطا کرے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ ولی اور مہر کے بغیر اپنے آپ کو کسی مرد کے لیے ہبہ کرے۔ یہ امر صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 346 (5016)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 29
4۔ مصنف عبدالرزاق، باب الموہبات، جلد 7، صفحہ 56 (12313)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن ترمذی، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 421 (1114)، دار الحدیث القاہرہ
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 29

لوگوں کے لیے یہ جائز نہیں۔لوگوں کا یہ گمان تھا کہ یہ آیت حضرت میمونہ بنت حارث کے بارے میں نازل ہوئی۔اس نے ہی اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہبہ کیا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے اس امر کو فرض قرار دیا ہے کہ عورت کا نکاح ولی، مہر اور گواہ کے بغیر نہ کیا جائے، مرد صرف چار عورتوں سے ہی شادی کر سکتا ہے۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد صرف چار عورتوں سے شادی کر سکتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے کہ نکاح ولی اور دو گواہوں کے بغیر نہیں ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض کیا گیا ہے: ولی، دو گواہوں اور مہر کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے اسے حلال کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری مقرر فرماتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے جب تستر کو فتح کیا تو انہوں نے حکم دیا کہ حاملہ عورتوں سے وطی نہ کی جائے اور مشرکوں کے ساتھ ان کی اولادوں میں شریک نہ ہوا جائے کیونکہ پانی بچے میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔کیا یہ ایسی بات ہے جو انہوں نے اپنی طرف سے کی یا ایسی بات ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے؟ فرمایا غزوۂ اوطاس کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حاملہ عورت سے وطی کرنے سے منع کیا تھا یہاں تک کہ اس سے وضع حمل ہو جائے یا بانجھ ہو تو رحم پاک کرے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور طبرانی رحمہم اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: وہ آدمی جو (غیر کی) حاملہ سے وطی کرے تو وہ ہم میں سے نہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، دارقطنی، ابوداؤد، ابن منیع بغوی، باوردی، ابن قانع، بیہقی اور ضیاء رحمہم اللہ نے ابومورق (جو نجیب کے غلام ہیں) سے روایت نقل کی ہے: ہم نے حضرت رویفع بن ثابت انصاری رحمہ اللہ کی قیادت میں مغرب کی جانب ایک جنگ میں شرکت کی۔ہم نے ایک بستی فتح کی جسے جربہ کہا جاتا۔ہم میں ایک خطیب کھڑا ہوا، کہا میں تمہیں وہی بات بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات سنی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کے روز ہم میں کھڑے ہوئے، فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پانی سے غیر کی کھیتی کو سیراب نہ کرے۔(5)

1۔مصنف عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 46 (2360)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 30
3۔مصنف ابن ابی شیبہ، باب اشتراء الجاریۃ وھی حامل، جلد 4، صفحہ 28 (17454)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ایضاً (17459)
5۔ایضاً، (17460)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: جب تستر کا شہر فتح ہوا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے بہت سے قیدی پکڑے۔ حضرت عمر نے ان کی طرف خط لکھا کہ کوئی آدمی حاملہ عورت سے اس وقت وطی نہ کرے جب تک وہ وضع حمل نہ کرے۔ مشرکوں کے ساتھ ان کی اولادوں میں شریک نہ ہو کیونکہ یہ پانی بچے کو مکمل کرنے کا باعث ہوتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضع حمل سے پہلے حاملہ سے وطی کرنے سے منع کیا اور غیر حمل والی (بانجھ) سے بھی ایک حیض کے ساتھ استبراء (2) سے پہلے وطی کرنے سے منع کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو ایک غزوہ میں منادی کرنے کا حکم دیا جو غزوہ حضور ﷺ نے کیا تھا کہ وضع حمل سے پہلے حاملہ سے وطی نہ کی جائے اور غیر حاملہ سے بھی اس وقت تک وطی نہ کی جائے جب تک کہ اسے حیض نہ آجائے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقع پر منع کیا ہے کہ حاملہ عورت سے وضع حمل سے پہلے وطی نہ کی جائے۔(5)

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَ لَا یَحْزَنَّ وَ یَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ﴿۵۱﴾

"(آپ کو اختیار ہے) دور کر دیں جس کو چاہیں اپنی ازواج سے اور اپنے پاس رکھیں جس کو آپ چاہیں۔ اور اگر آپ (دوبارہ) طلب کریں جن کو آپ نے علیحدہ کر دیا تھا تب بھی آپ پر کوئی مضائقہ نہیں۔ اس (رخصت) سے پوری توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور وہ آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور سب کی سب خوش رہیں گی جو کچھ آپ انہیں عطا فرمائیں گے۔ اور (اے لوگو!) اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تُرْجِیْ کا معنی توخر نقل کیا ہے یعنی آپ مؤخر کرتے ہیں۔(6)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِنْهُنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ضمیر سے مراد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب اشتراء الجاریۃ وھی حامل، جلد 4، صفحہ 9 (17465)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایک حیض آنے کے ساتھ یہ معلوم کرنا کہ رحم خالی ہے۔ مترجم 3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 28 (17462)

4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 28 (17466) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 29 (17467)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 31، داراحیاء التراث العربی بیروت

امہات المومنین ہیں اور وَ تُـْٔوِيۡۤ کا مفعول بہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان میں سے جس کے بارے میں آپ پسند کریں اسے آزاد کر دیں اور جس کے بارے میں چاہیں اسے گھر میں روک لیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے لیے حلال کیا یعنی وہ پھوپھی، ماموں اور خالہ کی بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ عورتیں جو تیرے پاس ہیں ان میں سے کوئی مر جائے یا جنہیں تو نے آزادی دے دی ہے تو میں نے اس کی جگہ تیرے لیے اور عورت حلال کر دی جو تیرے پاس تھی اور وہ مر گئی یا تو نے اسے آزاد کر دیا۔ جو میں نے تیرے لیے حلال کیں ان کی جگہ بدلنا میں نے تیرے لیے حلال کیا ہے۔ یہ درست نہیں کہ جو عورتیں تیرے پاس موجود ہیں ان پر کسی عورت کو زائد کرو۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نو بیویاں تھیں ہم کو ڈر رہا کہ آپ انہیں طلاق دے دیں گے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اپنی ذات اور مال میں سے جو چاہیں معین کر دیں ہمیں طلاق نہ دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا مؤدبات پانچ تھیں۔ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ، حضرت زینب، حضرت ام حبیبہ اور مرجآت چار تھیں حضرت جویریہ، حضرت میمونہ، حضرت سودہ، حضرت صفیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت سعید بن میسب رحمہ اللہ سے وہ حضرت خولہ بنت حکیم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے شادی کی تھی۔ تاہم اسے بھی اپنے حرم میں داخل کرنا دوسری عورتوں کے ساتھ مؤخر کر دیا تھا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات کی باری کی تقسیم میں سہولت تھی۔ آپ جیسے چاہتے باری بناتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ کا یہی مطلب ہے۔ جب انہیں علم ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ (2)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اجازت تھی کہ جیسے چاہیں اپنی ازواج مطہرات کی باری بنائیں۔ اسی وجہ سے فرمایا ذٰلِكَ اَدْنٰۤى یعنی جب انہیں علم ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کی ایک عورت نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ بھی ان عورتوں میں سے تھی جس کے معاملہ کو مؤخر کر دیا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کسی عورت کو دعوت نکاح دیتے تو کسی دوسرے مرد کے لیے یہ جائز نہیں ہوتا تھا کہ اس عورت کو دعوت نکاح دے یہاں تک کہ آپ ﷺ اس عورت سے نکاح کر لیں یا اسے ترک کر دیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 34-33، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر قسم رسول اللہ بین نسائہ، جلد 8، صفحہ 172، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 48 (2364)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 32

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے جبکہ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان عورتوں پر بڑی غیرت کا مظاہرہ کرتی جو اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر بطور ہبہ پیش کرتیں۔ میں کہتی وہ اپنے آپ کو کیسے ہبہ کرتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو میں نے کہا آپ کا رب آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتی تھیں کیا ایک عورت اس بات سے حیا نہیں کرتی کہ وہ اپنے آپ کو ایک مرد کے لیے ہبہ کرے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے بارے میں کہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میرا خیال ہے آپ کا رب آپ کی خواہش کو پورا کرنے میں جلدی کرتا ہے۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے کہا آپ جو ارادہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جلدی کرتا ہے۔(3)

امام ابن سعد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ عورتیں تھیں جنھوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض کو اپنے حرم میں داخل کیا اور بعض کو مؤخر کر دیا۔ وہ حضور ﷺ کے حرم میں داخل نہ ہوئیں یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ انھوں نے بعد میں کسی سے نکاح نہ کیا انہیں میں سے بھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(4)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا کہ اپنی عورتوں کو طلاق دے دیں۔ جب انھوں نے یہ دیکھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کی ہمیں طلاق نہ دیجیے۔ آپ کو ہمارے اور اپنے درمیان معاملات میں اختیار ہے۔ ہمارے لیے اپنی ذات اور مال میں سے جو چاہیں معین کر دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جس سے چاہتے ہیں اس سے جدائی اختیار کیجیے رسول اللہ ﷺ نے بعض کو مؤخر کر دیا اور بعض کو حرم میں لے لیا۔ جن کو مؤخر کیا وہ حضرت میمونہ، حضرت جویریہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت صفیہ اور حضرت سودہ تھیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی جان اور مال میں سے جو چاہتے ان میں تقسیم کر دیتے جن کو حرم میں شامل کیا۔ وہ حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت ام سلمہ اور حضرت زینب تھیں۔ ان کے درمیان رسول اللہ ﷺ باری اور مال میں برابری اختیار کرتے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ ایسا امر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 246 (4687)، دار الفکر بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 493 (2000)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 195، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 201
5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 196

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا تاکہ آپ اپنی بیویوں کو ادب سکھائیں تاکہ یہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث اور زندگی میں زیادہ خوشنودگی کا باعث ہو۔ہم یہ نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کس کے معاملہ کو مؤخر کیا یا اس سے جدائی اختیار کی بعد اس کے کہ انہیں اختیار دیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کیا۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ثعلبہ بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ آپ اپنی بعض عورتوں کو طلاق دیں تو انہوں نے آپ کو ہر قسم کا فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا۔تو یہ آیت نازل ہوئی۔(1)

امام فریابی، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے ان میں سے جس سے چاہیں علیحدگی اختیار کرلیں۔وہ آپ کے پاس بغیر طلاق کے بھی نہ آئے۔وَ تُـْٔوِیۡۤ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ جسے آپ چاہیں اپنے حرم میں واپس لے لیں۔وَ مَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ یعنی اگر آپ چاہیں تو اسے اپنے حرم میں لے لیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تُرۡجِیۡ کا معنی تُؤَخِّرُ ہے یعنی تو اسے موخر کردے۔(3)

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلاق نہیں دیتے تھے۔آپ علیحدگی اختیار کرتے تھے۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اجازت لیتے جبکہ ہماری باری ہوتی۔بعد میں یہ آیت نازل ہوئی تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ۔میں نے کہا آپ کیا کہتی تھیں؟ حضرت عائشہ نے کہا میں آپ سے کہتی تھی یہ میرا حق ہے، میں آپ کے معاملہ میں کسی اور کو اپنے اوپر ترجیح نہیں دیتی۔(4)

لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ وَ لَاۤ اَنۡ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجٍ وَّ لَوۡ اَعۡجَبَكَ حُسۡنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتۡ یَمِیۡنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ رَّقِیۡبًا ﴿۵۲﴾

”حلال نہیں آپ کے لیے دوسری عورتیں اس کے بعد اور نہ اس کی اجازت ہے کہ تبدیل کرلیں ان ازواج سے دوسری بیویاں اگرچہ آپ کو پسند آئے ان کا حسن۔بجز کنیزوں کے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگران ہے“۔

امام فریابی، دارمی، ابن سعد، عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے کہا بتائیے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات فوت ہوجاتیں تو کیا آپ کے لیے شادی کرنا حلال نہ ہوتا؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا مانع ہے؟ میں نے کہا لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۡۢ بَعۡدُ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے خاص قسم کی عورتیں حلال کی ہیں اور ان کی صفت بھی بیان کردی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحۡلَلۡنَا لَكَ اَزۡوَاجَكَ الّٰتِیۡۤ اٰتَیۡتَ

1۔طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 195، دار صادر بیروت
2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ایضاً
4۔صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 246، دار الفکر بیروت

أُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ٘ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً (احزاب:50) پھر فرمایا لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ۔(1)

امام عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف قسم کی عورتوں سے روک دیا گیا مگر وہ عورتیں جو مومن مہاجر ہوں وہ آپ کے لیے حلال ہیں۔ ارشاد فرمایا لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو آپ کے لیے حلال فرمایا۔ ارشاد فرمایا وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ (الاحزاب:50) اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے علاوہ ہر دین والی عورت کو آپ پر حرام کر دیا۔(2)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ یہ وہ عورتیں ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کر دیا مگر تیرے چچا کی بیٹیاں، تیری پھوپھی کی بیٹیاں، تیرے ماموں کی بیٹیاں، تیری خالہ کی بیٹیاں۔(3)

امام فریابی، ابوداؤد اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: ان اصناف میں سے جو آپ کے لیے بیان کی گئی ہیں وہ تیرے چچا کی بیٹیاں، تیری پھوپھی کی بیٹیاں، تیرے ماموں کی بیٹیاں، تیری خالہ کی بیٹیاں اور مومن عورت۔ اگر وہ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرے تو ان اصناف میں سے جس سے آپ نکاح کرنا چاہیں آپ کے لیے حلال ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو حرام ہیں وہ یہودی اور نصرانی عورتیں ہیں یہ مناسب نہیں کہ ایسی عورتیں امہات المومنین بنیں اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ سے مراد یہودی اور نصرانی عورت ہے ایسی لونڈی خریدنے میں کوئی حرام نہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ کا مطلب ہے کہ کوئی یہودی اور نصرانی عورت آپ کے لیے حلال نہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی ازواج مطہرات کے بعد اور عورتوں سے شادی کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان عورتوں پر اس طرح محدود کر دیا ہے جس طرح ان عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر محدود کر دیا تھا۔

ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 36، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 64 (3215)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 37

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب لا تحل لک النساء، جلد 3، صفحہ 538 (16912)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

دیا تو ازواج مطہرات نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنالیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان تک محدود کر دیا۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اپنایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ یہ وہ نو عورتیں ہیں جنہوں نے آپ کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر حرام کر دیا کہ آپ کسی اور سے شادی کریں۔(2)

امام ابن سعد اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال نہیں ہوا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے یہ حلال کر دیا تھا کہ ذی رحم محرم کے علاوہ جس عورت سے آپ چاہیں شادی کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ کا یہی مطلب ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابو داؤد نے ناسخ میں، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے محرمات کے علاوہ تمام عورتوں سے نکاح کو حلال کر دیا تھا۔(4)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو انہیں عورتوں پر محدود کر دیا گیا رسول اللہ ﷺ نے بعد میں کسی عورت سے شادی نہیں کی۔(6)

امام ابن سعد نے سلیمان بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کندیہ عورت سے شادی کی اور عامریات میں پیغام بھیجا اور ام شریک نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے کہا اگر رسول اللہ ﷺ نے اجنبی عورتوں سے شادیاں کر لیں تو ہم میں آپ کی کوئی حاجت نہ رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو انہیں ازواج مطہرات پر محدود کر دیا اور آپ کے لیے چچا کی بیٹیاں، پھوپھی کی بیٹیاں، ماموں کی بیٹیاں اور خالہ کی بیٹیاں حلال رکھی گئیں جو ان میں سے ہوں جنہوں نے ہجرت کی اور باقی عورتیں آپ پر حرام کر دی گئیں سوائے لونڈیوں کے سوائے اس مومن عورت کے جس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ پر ہبہ کر دیا جو ام شریک تھیں۔(7)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکات میں سے آپ کے لیے عورتیں حلال نہیں مگر جنہیں گرفتار کیا جائے اور آپ کی ملک میں آ جائیں۔(8)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 54، دار الفکر بیروت
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 200، دار صادر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 194
4۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 65 (3216)، بیروت
5۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 194
6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 195
7۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 197
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں بدل یہ تھا کہ مرد کہتا تو اپنی بیوی میرے ہاں بھیج دے۔ میں اپنی بیوی تیرے ہاں بھیج دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ عیینہ بن حصن فزاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بغیر اجازت کے حاضر ہوا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اجازت کیوں نہیں لی۔ اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جب سے میں آیا ہوں میں نے کسی انصاری سے اجازت نہیں لی۔ پھر کہا یہ آپ کے پہلو میں حمیراء کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ ام المومنین عائشہ ہے۔ اس نے کہا کیا میں آپ کے لیے دنیا کی خوبصورت ترین کو نہ بھیج دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عیینہ! اللہ تعالیٰ نے یہ حرام کر دیا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بخل (انکار) کیا تو وہ وہاں سے نکلا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا یہ کون ہے؟ فرمایا احمق سردار ہے جیسا تم دیکھ رہی ہو، یہ اپنی قوم کا سردار ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ ایک آدمی دوسرے سے کہتا جبکہ اس کی بیوی خوبصورت ہوتی میری بیوی اپنی بیوی سے بدل دو اور تیری لونڈی سے بھی زائد لطف اندوز ہوں گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: یہ اس صورت میں ہے اگر آپ انہیں طلاق دے دیں تو آپ کے لیے حلال نہیں کہ آپ اس کی جگہ اور عورت بدلیں اس سے قبل آپ جس عورت سے چاہتے نکاح کر لیتے۔ کہا جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ کے عقد میں نو بیویاں تھیں۔ بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور جویریہ بنت حارث سے شادی کی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن زید رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان بیویوں تک محدود کر دیا جن سے آپ کا وصال ہوا تھا۔ علی (بن زید) نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت علی بن حسین سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اگر آپ چاہتے تو اوروں سے شادی کر سکتے تھے۔ عبد بن حمید رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں بلکہ آپ کو یہ حق حاصل تھا کہ آپ اوروں سے شادی کریں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز یہ آیت نازل ہوئی اس روز جس سے آپ چاہتے شادی کر سکتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے رَّقِيْبًا کا معنی نگہبان نقل کیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا

فَسۡـَٔلُوۡهُنَّ مِنۡ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمۡ اَطۡهَرُ لِقُلُوۡبِكُمۡ وَقُلُوۡبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمۡ اَنۡ تُؤۡذُوۡا رَسُوۡلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنۡ تَنۡكِحُوۡۤا اَزۡوَاجَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمۡ كَانَ عِنۡدَ اللّٰهِ عَظِيۡمًا ﴿۵۳﴾ اِنۡ تُبۡدُوۡا شَيۡـًٔـا اَوۡ تُخۡفُوۡهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۵۴﴾

''اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو نبی کریم کے گھروں میں بجز اس (صورت) کے کہ تم کو کھانے کے لیے آنے کی اجازت دی جائے (اور) نہ پکنے کا انتظار کیا کرو لیکن جب تمہیں بلایا جائے، تو اندر چلے آؤ۔ پس جب کھانا کھا چکو، تو فوراً منتشر ہو جاؤ اور نہ وہاں جا کر دل بہلانے کے لئے باتیں شروع کر دیا کرو۔ تمہاری یہ حرکتیں (میرے) نبی کے لیے تکلیف کا باعث بنتی ہیں پس وہ تم سے حیا کرتے ہیں (اور چپ رہتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ کسی کا شرم نہیں کرتا حق بیان کرنے میں۔ اور جب تم مانگو ان سے کوئی چیز تو مانگو پس پردہ ہو کر۔ یہ طریقہ پاکیزہ تر ہے تمہارے دلوں کے لیے نیز ان کے دلوں کے لیے اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول کو اور تمہیں اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد کبھی۔ بے شک ایسا کرنا اللہ کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔ چاہے تم کسی بات کو ظاہر کر دیا اسے چھپاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خوب آگاہ ہے''۔

امام بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی خدمت میں نیک، برا ہر قسم کا آدمی حاضر ہوتا ہے۔ کاش! آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دیتے تو اللہ تعالیٰ نے حجاب والی آیت کو نازل فرمایا۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں مختلف طرق سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی تو صحابہ کی دعوت کی صحابہ نے کھانا کھایا پھر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ اچانک آپ نے یہ ارادہ کیا کہ آپ کھڑے ہونے لگے ہیں۔ پھر بھی صحابہ کرام کھڑے نہ ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو آپ اٹھ کھڑے ہوئے تو کچھ صحابہ بھی کھڑے ہو گئے اور تین افراد بیٹھے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تا کہ گھر میں داخل ہوں تو کیا دیکھا کہ لوگ ابھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ پھر وہ اٹھے میں گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کی کہ لوگ چلے گئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ گھر میں داخل ہوئے۔ میں بھی داخل ہونے لگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 247 (4689)، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً (4690)

امام ترمذی (جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا کہ حضور ﷺ اس عورت کے دروازہ پر تشریف لائے جس سے آپ نے عقد نکاح کیا تھا۔ کیا دیکھا وہ لوگ موجود ہیں۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے قضائے حاجت فرمائی آپ واپس لوٹے جب کہ صحابہ جا چکے تھے۔ آپ اندر داخل ہوئے جب کہ آپ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا۔ میں نے اس کا ذکر ابوطلحہ سے کیا تو انہوں نے کہا اگر بات اسی طرح ہے جس طرح تو کہتا ہے تو اس بارے میں ضرور حکم نازل ہوگا۔ تو حجاب والی آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں بغیر اجازت داخل ہوا کرتا تھا۔ ایک دن آیا تو داخل ہوا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بیٹے! ٹھہرو، تیرے بعد ایک نیا حکم نازل ہوا ہے۔ اب ہم پر بغیر اجازت داخل نہ ہوا کرو۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ طویل وقت تک بیٹھا رہا۔ نبی کریم ﷺ کئی دفعہ اٹھے تا کہ وہ آپ کی پیروی کرے اور اٹھ جائے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہوئے۔ آپ نے اس آدمی کو دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کے چہرہ میں ناگواری کے آثار کو دیکھا۔ حضرت عمر نے اس بیٹھنے والے آدمی کو دیکھا، فرمایا شاید تو نے نبی کریم ﷺ کو اذیت دی ہے۔ وہ آدمی سمجھ گیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں کئی دفعہ اٹھا تا کہ وہ میرے پیچھے اٹھے مگر اس نے ایسا نہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے کہا کاش! آپ پردے کا اہتمام کرتے کیونکہ آپ کی ازواج دوسری عورتوں جیسی نہیں ہیں۔ پردہ کا حکم ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ کو نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اس بارے میں آگاہ کیا۔ (2)

امام نسائی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک پیالہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی۔ حضرت عمر گزرے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دعوت دی۔ تو حضرت عمر نے کھانا کھایا۔ ان کی انگلی میری انگلی کو لگی۔ حضرت عمر نے کہا اوہ! اگر تمہارے بارے میں میری اطاعت کی جائے تو تمہیں کوئی آنکھ نہ دیکھے تو حجاب والی آیت نازل ہوئی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر حجاب کا حکم حضرت عمر کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا تو حضرت عمر کا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی کسی بیوی کے ساتھ جا لگا تو حجاب کا حکم دیا گیا۔ (3)

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12، صفحہ 65 (3217)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 16 (14431)، بیروت
3۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر حجاب رسول اللہ ﷺ نساءہ، جلد 8، صفحہ 175، دار صادر بیروت

امام ابن سعد، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاب کے بارے میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں بچا۔ حضرت ابی بن کعب نے اس بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا یہ حکم حضرت زینب کے بارے میں نازل ہوا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ کا معنی ہے وہ آپ کے کھانے کے وقت کو نہ دیکھتے رہیں۔ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا یہ واقعہ حضرت ام سلمہ کے گھر میں ہوا صحابہ نے کھانا کھایا پھر طویل گفتگو کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی باہر تشریف لے جاتے اور کبھی اندر تشریف لاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو صحابہ سے حیا کرتے مگر اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا۔ فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ قتادہ نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی کہ اسی موقع پر انہیں حجاب کا حکم دیا گیا۔ لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىٕهِنَّ حضرت قتادہ نے کہا ان امہات المومنین کو اجازت دی گئی کہ وہ ان رشتہ داروں سے پردہ نہ کریں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام آتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوتے، بیٹھتے، باتیں کرتے تا کہ کھانا پائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ تم ان کے کھانے کے وقت کو نہ دیکھتے رہو کہ انہیں بھی کھانا ملے نہ بیٹھو اور نہ ہی باتیں کرتے رہو۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: مجھے غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ کا معنی بتایئے حضرت ابن عباس نے فرمایا الانا کا معنی پکی ہوئی چیز یعنی جب وہ کھانا پائے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

ینعم ذاک الانا الغسط کما ینعم غوب المحالة الجمل

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھا رہے تھے جبکہ آپ کے ساتھ آپ کے بعض صحابہ بھی تھے تو ان میں سے کسی کا ہاتھ حضرت عائشہ صدیقہ کے ہاتھ کو جا لگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ناپسند کیا تو حجاب والی آیت نازل ہوئی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رات کو باہر جاتیں۔ جب قضائے حاجت کی ضرورت ہوتی تو وہ کھلی جگہ ہوتی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں اپنی ازواج کو پردے کا حکم ارشاد فرمایئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کر رہے تھے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ ایک رات عشاء کے بعد نکلیں۔ وہ ایک لمبے قد کی عورت تھی۔ حضرت عمر نے بلند آواز سے کہا اے سودہ! ہم نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ خواہش یہ تھی کہ حجاب کا حکم نازل ہو تو اللہ تعالیٰ نے حجاب کا حکم نازل فرمایا۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 42،47
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 48
4۔ ایضاً

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کھانا پکنے کے وقت کو نہ دیکھتے رہیں۔ اور کھانا کھانے کے بعد باتوں میں نہ لگ جائیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ تنے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اِنٰىهُ معنی اس کا پکنا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن ارقم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ آیت جسیم لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب صحابہ کھانا کھا لیتے تو اس امید پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ جاتے کہ کھانے کی کوئی اور چیز آ جائے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ازواج نبی پر حجاب لازم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَتَاعًا کا معنی حاجت ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر کو چار چیزوں میں دوسرے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ غزوۂ بدر میں قیدی بنائے جانے والے کو قتل کر دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ (الانفال:68) کو نازل فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو پردہ کرنے کا ذکر کیا۔ حضرت زینب نے کہا اے ابن خطاب! تو ہمارے بارے میں غیرت دکھاتا ہے جبکہ ہمارے گھروں میں وحی نازل ہوتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی اَللّٰهُمَّ اَيِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ حضرت ابوبکر کے بارے میں اپنی رائے سے آپ کی سب سے پہلے بیعت کی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر تشریف لے جاتے تو صحابہ کرام جلدی کرتے اور اپنی جگہوں پر بیٹھ جاتے اس پر ناگواری کو نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے اور نہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانے سے معلوم ہوتا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے حیا کرتے۔ اس بارے میں ان پر عتاب کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کو نازل فرمایا۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاب کا حکم اس وقت نازل ہوا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش کو اپنی زوجیت میں لیا۔ یہ ہجرت کا پانچواں سال تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے پردہ کیا جبکہ میری عمر پندرہ سال تھی۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت صالح بن کیسان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہجرت کے پانچویں سال ذی قعدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 42،45

2۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر حجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نساوہ، جلد 8، صفحہ 174، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے لیے حجاب کا حکم نازل ہوا۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ایک ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک زوجہ سے آپ کے بعد شادی کا ارادہ کیا۔ سفیان نے کہا علماء نے ذکر کیا ہے کہ وہ زوجہ حضرت عائشہ تھیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ سے ضرور شادی کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ایک آدمی کہتا ہے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو آپ کے بعد میں فلانہ سے شادی کروں گا۔ یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتی تھی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رحمہ اللہ نے کہا کیا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری چچازاد بہنوں سے ہمیں پردہ کا حکم دیتے ہیں اور ہمارے بعد ہماری بیویوں سے شادیاں کرتے ہیں۔ اگر کوئی واقعہ ہو گیا تو آپ کے بعد ہم بھی آپ کی بیویوں سے شادی کریں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے کہا اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ صدیقہ سے شادی کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(3)

امام ابن سعد نے حضرت ابو بکر بن محمد بن عمرو حزم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت طلحہ بن عبیداللہ کے حق میں نازل ہوئی۔ کیونکہ اس نے یہ کہا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ سے شادی کروں گا۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک صحابی نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں حضرت عائشہ یا ام سلمہ سے شادی کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس آیا، ان سے گفتگو کی جبکہ وہ ان کا چچازاد بھائی تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد یہاں نہ کھڑا ہونا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ میری چچازاد بہن ہے، اللہ کی قسم! میں نے اس سے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں کی اور نہ اس نے مجھ سے ایسی کوئی بات کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اسے خوب جانتا ہوں کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر غیور نہیں ہے اور نہ ہی مجھ سے کوئی زیادہ غیرت والا ہے۔ تو وہ چلا گیا پھر اس نے کہا آپ مجھے اپنی چچازاد بہن کے ساتھ

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر حجاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نساءہ، جلد 8، صفحہ 176، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 49
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 50 (2372)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 201، دار صادر بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 69، دار الفکر بیروت

بات کرنے سے منع کرتے ہیں۔ میں آپ کے بعد ضرور اس سے شادی کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ دس اونٹ اللہ کی راہ میں دیئے اور ایک پیدل حج کیا سبب اس کی وہ بات تھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے مجھے دعوت نکاح دی۔ یہ خبر حضرت فاطمہ کو پہنچی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی اسماء حضرت علی سے شادی کرنے والی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کہا اسے کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا اگر تجھے یہ بات اچھی لگے کہ تو جنت میں بھی میری بیوی ہو تو میرے بعد کسی اور سے شادی نہ کرنا کیونکہ عورت جنت میں اس کی بیوی ہوتی ہے جس کی دنیا میں آخری بیوی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو حرام کر دیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور سے شادی کریں کیونکہ وہ جنت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج ہیں۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ کی یہ تفسیر کی ہے کہ تم ایسی بات کرو اور تم یہ کہتے رہو۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فلاں بیوی سے نکاح کریں گے یا اس بات کو تم اپنے اندر چھپاؤ۔ تم ایسی بات نہ کرو، اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ عالیہ بنت ظبیان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت طلاق دی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں آپ پر حرام نہ تھیں۔ اس نے اپنے چچا زاد بھائی سے شادی کی اور اس سے اس کی اولاد بھی ہوئی۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: تم ایسی بات ظاہر کرو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دے یا اسے چھپاؤ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآىِٕهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآىِٕهِنَّ وَ لَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآىِٕهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَ اتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

”کوئی حرج نہیں ان پر اگر ان کے ہاں آئیں انکے باپ، ان کے بیٹے، ان کے بھائی ان کے بھتیجے اور ان کے بھانجے اسی طرح مسلمان عورتیں اور لونڈیوں کی آمد و رفت پر بھی کوئی پابندی نہیں۔ (اے عورتو!) ڈرا کرو اللہ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 70، دار الفکر بیروت
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 201، دار صادر بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 73

(کی نافرمانی) سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرما رہا ہے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآىِٕهِنَّ کہ یہ آیت خاص طور پر نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حق میں نازل ہوئی۔ نِسَآىِٕهِنَّ سے مراد مسلمان عورتیں ہیں: وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ سے مراد غلام اور لونڈیاں ہیں۔ انہیں یہ رخصت دی گئی کہ حجاب کا حکم نازل ہونے کے بعد بھی انہیں دیکھ سکتے ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن رشتہ داروں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے لیے جائز ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو دیکھیں۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ کون نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس جا سکتا ہے؟ فرمایا ہر ذی رحم محرم رشتہ دار وہ نسبی ہو یا رضاعی ہو پوچھا باقی لوگ؟ جواب دیا ازواج مطہرات اس سے پردہ کریں گی یہاں تک کہ وہ اس مرد سے پردے کے پیچھے سے بات کریں گی، بعض اوقات ایک ہی پردہ ہوتا تھا مگر غلام اور مکاتب کیونکہ ان سے وہ پردہ نہیں کرتی تھی۔(1)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے ناسخ میں ابو جعفر محمد بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن اور حضرت حسین دونوں امہات المومنین کو نہیں دیکھتے تھے۔ حضرت ابن عباس نے کہا ان دونوں کے لیے ازواج مطہرات کو دیکھنا حلال ہے۔(2)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد نے ناسخ میں عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے حضرت حسن سے حجاب کیا ہے تو حضرت ابن عباس نے کہا حضرت حسن کا حضرت عائشہ کو دیکھنا حلال ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں کیا کیونکہ ان کا ذکر ان کے بیٹوں کے ضمن میں آ جاتا ہے۔(4)

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

"بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم ﷺ پر۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے يُصَلُّوْنَ کا معنی يَتَبَرَّكُوْنَ کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی صلوۃ سے مراد فرشتوں کے سامنے نبی کریم ﷺ کی تعریف ہے اور فرشتوں کی صلوۃ سے مراد نبی کریم ﷺ کے لیے دعا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی

1۔ طبقات ابن سعد، باب من کان یصلح لہ الدخول علی ازواج النبی ﷺ، جلد 8، صفحہ 177، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 178 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 52

ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تیرا رب بھی درود بھیجتا ہے؟ تو حضرت موسیٰ کو ان کے رب نے ندا کی اگر وہ تجھ سے یہ پوچھیں کیا تیرا رب صلوۃ بھیجتا ہے؟ تو کہنا ہاں۔ میں اور میرے فرشتے انبیاء اور رسولوں پر صلوۃ بھیجتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگ آپ کو اس آیت کے ذریعے مبارکبادیں دینے لگے۔ حضرت ابی بن کعب نے کہا آپ کے بارے میں کوئی خیر نازل نہیں ہوئی مگر ہم اس میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے تو یہ آیت وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴿۱۱۲﴾ (التوبہ) آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نبی مکرم پر صلوٰۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہے۔ اللہ تعالیٰ فعل صلوۃ نہیں کرتا بلکہ وہ بخشتا ہے۔ جہاں تک بندوں کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ کا تعلق ہے تو اس سے مراد آپ کے لیے مغفرت کو طلب کرنا ہے۔

حضرت سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ہم نے آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام کہنا تو سیکھ لیا ہے، آپ کی بارگاہ اقدس میں صلوۃ بھیجنے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا یہ کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت یونس بن خباب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ہمیں ایران میں خطبہ دیا اور یہ آیت تلاوت کی۔ فرمایا مجھے اس آدمی نے بتایا جس نے حضرت ابن عباس سے سنا وہ کہتے یہ اس طرح نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے یہ تو جان لیا کہ آپ کی بارگاہ میں سلام کیسے کہنا ہے۔ آپ کی بارگاہ میں درود کیسے پہنچائیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۔وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّآلَ مُحَمَّدٍ كَمَا رَحِمْتَ آلَ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ سلام ہے جسے ہم پہچان چکے ہیں تو آپ کی بارگاہ میں صلوۃ کا طریقہ کیا ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ بيتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی کثیر بن ابی مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو آپ پر سلام ہوا جسے ہم پہچان چکے ہیں۔ تو آپ کی بارگاہ میں صلوٰۃ سے کیا مراد ہے؟ جبکہ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف کی جا چکی ہیں۔ فرمایا یہ کہو" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ"۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں: وہ کہا کرتے تھے" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَعَلٰی اَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے کعب بن عجرہ سے روایت نقل کی ہے: ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جہاں تک آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کا تعلق ہے۔ ہم اسے پہچان چکے ہیں، آپ کی بارگاہ میں صلوٰۃ پیش کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو فرمایا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔(3)

امام ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ مکمل مکیال (کیل کا برتن) سے کیل کرے۔ جب وہ ہم اہل بیت پر درود پڑھے تو وہ یوں کہے" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"(4)

امام دارقطنی نے افراد میں اور ابن نجار رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا ایک آدمی حاضر ہوا، اس نے سلام کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سلام کا جواب دیا، خندہ پیشانی کا اظہار فرمایا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ جب اس آدمی کا کام ہو گیا تو وہ اٹھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر! یہ وہ آدمی ہے جس کے ہر روز اتنے اعمال بلند کیے جاتے ہیں جتنے تمام زمین والوں کے اعمال بلند کیے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا جب بھی یہ صبح کرتا ہے تو یہ مجھ پر دس مرتبہ درود پڑھتا ہے تمام مخلوقات کی طرح۔ میں نے عرض کی وہ کیسے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے" اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ عَدَدَ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ مِنْ خَلْقِکَ وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ کَمَا یَنْبَغِیْ لَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ وَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ کَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّیَ عَلَیْہِ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام نسائی، ابن ابی عاصم، ہیثم بن کلیب شاشی اور ابن مردویہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بارگاہ میں درود کیسے پیش کیا جائے؟ فرمایا" اَللّٰھُمَّ صَلِّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 53

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 138 (3108)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 139 (3112)

4۔ سنن ابوداؤد، جلد 4، صفحہ 268 (954)، مکتبۃ الرشد

عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے آپ کی بارگاہ اقدس میں درود کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی میں آپ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا عرض کی آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرنے کا طریقہ تو پہچان لیا ہے، آپ کی بارگاہ اقدس میں درود پیش کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ فرمایا کہو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ پر سلام کا طریقہ ہے، آپ کی بارگاہ میں درود کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا تم یہ کہا کرو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ" (3)

امام عبد بن حمید، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے پوچھا ہم آپ کی بارگاہِ اقدس میں کیسے سلام پیش کریں؟ فرمایا کہو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ وَ بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی وَ آلِ اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" اور سلام کا طریقہ تو وہی ہے جو تم جانتے ہو۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت بشیر بن سعد رحمہ اللہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ کی بارگاہ میں درود پیش کریں۔ ہم آپ کی بارگاہ میں کیسے درود پیش کریں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے یہ آرزو کی کہ ہم یہ سوال نہ کرتے پھر فرمایا یہ کہا کرو "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" سلام تو اس طرح ہے جیسے تم جانتے ہو۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 52، داراحیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 52

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 1، صفحہ 477 (903)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 139 (3113)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام مالک، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوحمید ساعدی سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہم کیسے آپ کی بارگاہ میں درود پیش کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہم آپ کی بارگاہ میں کیسے درود پڑھیں؟ فرمایا کہو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ''

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہم اس بات کو جان چکے ہیں کہ آپ کی بارگاہ میں کیسے سلام پیش کریں، ہم آپ کی بارگاہ میں درود کیسے پیش کریں؟ فرمایا کہو ''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ''

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی نماز میں کہے اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ تو وہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں درود پیش کرے۔

امام ابن خزیمہ، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ! ﷺ جہاں تک آپ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کرنے کا تعلق ہے وہ ہم پہچان چکے ہیں، ہم آپ کی بارگاہ میں کیسے درود پیش کریں؟ نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔ پھر فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھو تو کہو ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ'' (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی تشہد پڑھے۔ پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنے لیے دعا کرے۔

امام بخاری رحمہ اللہ الادب المفرد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ مسلمان جس کے پاس صدقہ کا مال نہ ہو تو وہ اپنی دعاء میں کہے ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ'' بے شک یہ عمل اس کی زکوٰۃ بن جائے گا۔ (3)

امام بخاری رحمہ اللہ ادب مفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جس

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 109 (407)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 401 (988)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ الادب المفرد، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 97 (643)، مکتبۃ المدنی القاہرہ

نے یہ کہا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ آلِ اِبْرَاهِيْمَ" میں قیامت کے دن اس کے حق میں ایمان کی شہادت دوں گا اور اس کے حق میں سفارش کروں گا۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب میں حضرت انس اور مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل امین میرے پاس تشریف لائے اور کہا جس نے آپ پر ایک دفعہ درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے لیے دس درجے بلند فرمادے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری ادب میں حضرت انس بن مالک سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس سے دس خطائیں معاف فرماتا ہے۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ الادب میں اور امام مسلم رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔(4)

امام بخاری رحمہ اللہ نے ادب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے۔ جب پہلے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر دوسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ پھر تیسرے زینے پر قدم رکھا تو فرمایا آمین۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو تین مرتبہ آمین کہتے ہوئے سنا۔ فرمایا جب میں نے پہلے زینے پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل امین تشریف لائے، فرمایا وہ بندہ بدبخت ہے جس نے رمضان شریف کا مہینہ پایا، وہ گزر گیا اور اسے بخشا نہ گیا تو میں نے آمین کہی۔ پھر فرمایا وہ بندہ بدبخت ہے جس نے اپنے دونوں والدین یا ایک کو پایا تو والدین نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر کہا وہ بندہ بدبخت ہے جس کے ہاں آپ کا ذکر ہوا مگر اس نے آپ پر درود نہ پڑھا۔ تو میں نے کہا آمین۔(5)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے، فرمایا آمین آمین آمین۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے تو نہیں کرتے تھے۔ فرمایا جبرئیل امین نے یہ بددعا کی وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس نے دونوں والدین یا ایک کو پایا تو اس نے اسے جنت میں داخل نہ کیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر جبرئیل امین نے کہا وہ آدمی خاک آلود ہو جس پر رمضان شریف کا مہینہ داخل ہوا تو اسے بخشا نہ گیا۔ تو میں نے کہا آمین۔ پھر کہا وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہوا تو مجھ پر اس نے درود نہ پڑھا۔ تو میں نے کہا آمین۔(6)

1۔ الادب المفرد، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 98(644)، مکتبۃ المدنی القاہرہ
2۔ ایضاً، (645)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 325(31786)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 109(408)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ الادب المفرد، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 101(647)
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 102(649)

امام ابن سعد، امام احمد، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ابی خارجہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ تو معلوم ہو گیا ہے کہ سلام کیسا ہے۔ ہم آپ کی بارگاہ میں درود کیسے پیش کریں؟ فرمایا مجھ پر درود پڑھو اور اس میں کوشش کرو پھر کہو "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے چند افراد نے عرض کی، آپ کی بارگاہ میں درود کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا کہو "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ اِبْرَاهِيْمَ" تو انصار کے ایک نوجوان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آل محمد کون ہیں؟ فرمایا ہر مومن۔

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت بریدہ سے روایت نقل کی ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے یہ بات جان لی کہ ہم آپ پر سلام کیسے پڑھیں، ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟ فرمایا کہو "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهٗ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم مجھ پر ناموں اور ذاتوں کے ساتھ پیش کیے جاتے ہو مجھ پر درود اچھی طرح پیش کیا کرو۔ (2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو طلحہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو خوش پایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج سے زیادہ آپ کو خوش اور اچھی طبیعت والا نہیں پایا جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہے۔ فرمایا کونسی چیز مجھے خوش ہونے سے روک سکتی ہے جب کہ جبرئیل امین میرے پاس سے ابھی گئے ہیں، آپ نے مجھے خوشخبری دی ہے کہ جس بندے نے بھی مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا۔ اس کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں، اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں مجھ پر اسی طرح درود پیش کیا جاتا ہے جیسے اس نے کہا اور جیسی دعا اس نے کی اسی طرح اس کی طرف واپس لوٹایا جاتا ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یعقوب بن زید تیمی رحمہ اللہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کی طرف سے آنے والا میرے پاس آیا، کہا آپ کی بارگاہ میں جو بھی بندہ درود پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ دس رحمتیں اس پر نازل فرماتا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں اپنی دعا کا نصف آپ کے لیے مختص نہ کر دوں؟ فرمایا اگر تو چاہے، عرض کی کیا میں اپنی تمام دعا آپ کے لیے مختص نہ کر دوں۔ فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ تیرے دنیا و آخرت کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ (4)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: صحابہ نے عرض

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 396، دار صادر بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 140 (3116)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (3118) 4۔ ایضاً (3119)

کی ہمیں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ کے بارے میں بتایئے؟ فرمایا یہ پوشیدہ راز ہے۔ اگر تم مجھ سے اس بارے میں نہ پوچھتے تو میں تمہیں نہ بتاتا۔ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے میرے لیے متعین کیے ہیں۔ کسی مسلمان کے ہاں میرا ذکر کیا جاتا ہے وہ مجھ پر درود پڑھتا ہے، تو دونوں فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان دونوں فرشتے کے جواب میں کہتے ہیں آمین۔ ایسا بندہ جس کے پاس میرا ذکر کیا جاتا ہے وہ مجھ پر درود نہیں پڑھتا مگر وہ فرشتے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ تجھے نہ بخشے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جواب میں کہتے ہیں آمین۔(1)

امام مسلم، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔(2)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا قیامت کے روز میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس نے مجھ پر زیادہ دفعہ درود شریف پڑھا ہوگا۔(3)

امام احمد اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے تو وہ مجھ پر درود شریف نہ پڑھے۔(4)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جس نے مجھ پر درود پڑھنے کو بھلا دیا اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا۔(5)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے: لوگ جس مجلس میں بیٹھیں اس میں نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ اپنے نبی پر درود پڑھیں تو ان پر گناہ ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں عذاب دے چاہے تو انہیں بخش دے۔(6)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی قوم جمع نہیں ہوتی پھر وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کے بغیر بکھر جاتی ہے تو وہ بدبودار مردہ سے اٹھتے ہیں۔(7)

امام نسائی، ابن ابی عاصم، ابوبکر نے غیلانیات میں، بغوی نے جعدیات میں، بیہقی نے شعب میں اور ضیاء نے حضرت ابوسعید خدری سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے فرمایا کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی جس میں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں پڑھتے مگر ان کے لیے حسرت ہے۔ اگر وہ جنت میں داخل ہو گئے تو وہ ثواب نہ دیکھیں گے۔(8)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 211 (11283)، دار الفکر بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 2، صفحہ 520 (485)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 519 (484)

4۔ ایضاً، مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 56 (3546)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فضل الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 12، صفحہ 197 (3380)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ سنن ترمذی، جلد 1، صفحہ 491 (908)، دار الکتب العلمیہ بیروت

7۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 214 (1570)، دار الکتب العلمیہ بیروت 8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 215 (1571)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت جبرئیل امین میرے پاس آئے کہا، وہ آدمی ذلیل ورسوا ہو جس کے ہاں میرا ذکر ہوا تو اس نے آپ پر درود شریف نہ پڑھا۔

امام قاضی اسماعیل رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کے بخل کے لیے یہی کافی ہے کہ قوم میرا ذکر کرے اور مجھ پر درود نہ پڑھیں۔

امام اصفہانی نے ترغیب میں اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے قیامت کے روز قیامت کی ہولنا کیوں سے زیادہ محفوظ وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھنے والا ہوگا۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اس عمل کے لیے کافی تھے لیکن مومنوں کو اس کے لیے خاص کیا تا کہ انہیں اس عمل پر بدلہ دے۔

خطیب نے تاریخ میں اور اصفہانی نے حضرت ابوبکر صدیق سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ خطاؤں کو مٹانے والا ہے اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں سلام غلام آزاد کرنے سے افضل ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی ذات سے محبت جان قربان کرنے سے افضل ہے یا فرمایا اللہ کی راہ میں تلوار چلانے سے افضل ہے۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر درود پڑھو، اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح حسن قرار دیا ہے)، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے بتایئے اگر میں اپنی تمام دعا آپ کے لیے خاص کر دوں؟ فرمایا تو پھر اللہ تعالیٰ تیرے دنیا و آخرت کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید اور امام ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ سے بڑی اچھی صبح کی، خوشی آپ کے چہرہ سے نظر آ رہی تھی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے بڑی اچھی صبح کی، خوشی آپ کے چہرہ سے عیاں ہو رہی ہے۔ فرمایا میرے رب کی جانب سے ایک آنے والا آیا، اس نے بتایا آپ کی امت میں سے جو ایک دفعہ درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے حق میں دس نیکیاں لکھے گا، دس برائیاں مٹائے گا، اس کے دس درجے بلند کرے گا اور اسی جیسا بدلہ عطا فرمائے گا۔ ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں: فرشتہ میرے پاس آیا، اس نے کہا اے محمد! ﷺ کیا آپ کو یہ امر راضی نہیں کریگا کہ تیرا رب یہ کہتا ہے آپ کی امت میں سے کوئی آپ پر درود نہیں پڑھے گا مگر میں اس پر دس رحمتیں نازل فرماؤں گا اور آپ کی امت میں سے کوئی ایک دفعہ سلام نہیں پیش کریگا مگر میں اس پر دس سلام بھیجوں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں۔ (2)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں، ابن عساکر، ابن منذر رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مجھ

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 217 (1579)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 29، دار صادر بیروت

پر زیادہ درود پڑھتا تھا۔ جس نے جمعہ کے روز اور جمعہ کی رات مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرمائے گا۔ ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کام کے لیے ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اسے میری قبر میں پیش کرے گا جس طرح تم پر تحائف پیش کیے جاتے ہیں، جو مجھ پر درود پڑھنے والے کا نام اور دس پشتوں تک اس کا نسب پیش کرے گا۔ میں اس کے عمل صحیفہ بیضاء میں لکھ لوں گا۔

امام بیہقی نے شعب میں، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری قبر کے پاس درود شریف پڑھا میں اسے سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ اس کے دنیا وآخرت کے امور کے لیے کافی ہو جاتا ہے اور قیامت کے روز میں اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرو کیونکہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، طبرانی اور حاکم نے کنی میں حضرت عامر بن ربیعہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اب تم زیادہ پڑھو یا کم پڑھو۔(3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے تو یہ دعا پڑھے اے اللہ! حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کبریٰ قبول فرما، آپ کا بلند درجہ مزید بلند فرما اور دنیا وآخرت میں آپ کی التجاء قبول فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کو اس شرف سے نوازا۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے: جب تم نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں درود پیش کرو تو اچھی طرح درود شریف پڑھو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اسے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ہم نے جان لیا۔ فرمایا یہ دعا کیا کرو اے اللہ! اپنی نوازشات، رحمت اور برکات کو سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین، حضرت محمد ﷺ، جو تیرے بندے، تیرے رسول، خیر کے امام، خیر کے قائد اور رسول رحمت ہیں، کے لیے بنا دے۔ اے اللہ! انہیں مقام محمود پر فائز فرما جس مقام پر اگلے پچھلے رشک کرتے ہیں۔ اے اللہ! حضور ﷺ اور آپ کی آل پر رحمتیں نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمتیں نازل کیں بیشک تو حمد کیا گیا اور بزرگ ہے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے جان لیا کہ آپ کی بارگاہ میں کیسے سلام پیش کرنا ہے تو ہم کیسے درود پیش کریں؟ فرمایا کہو اے اللہ! حضرت محمد ﷺ پر رحمتیں نازل فرما اور جنت میں انہیں وسیلہ کے مقام پر فائز فرما اور چنے ہوؤں میں اس کی محبت رکھ دے اور مقربین

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 218 (1583)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 253 (8700)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصلوۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 140 (3120)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 138 (3109) 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 140 (3117)

میں اس کی مودت رکھ دے۔ علیین میں اس کا ذکر اور اس کا گھر بنا دے۔ آپ پر سلام ہو، الله کی رحمت اور اس کی برکات ہوں، اے الله! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی۔ بے شک تو حمد کیا گیا بزرگ ہے اور حضرت محمد ﷺ اور آل محمد پر برکت نازل فرما۔

امام خطیب رحمہ الله نے تاریخ میں حضرت عائشہ رضی الله عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اپنی مجالس کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں درود سے مزین کرو۔

امام شیرازی نے القاب میں حضرت زید بن وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود نے کہا اے زید بن وہب! جب جمعہ کا روز ہو تو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہزار بار درود پڑھنا نہ چھوڑ تو کہہ " اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ "

امام عبدالرزاق، قاضی اسماعیل، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم الله نے " شعب الایمان " میں حضرت ابو ہریرہ رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: الله کے تمام انبیاء اور رسولوں پر درود پڑھا کرو کیونکہ الله تعالیٰ نے انہیں مبعوث کیا ہے جس طرح اس نے مجھے مبعوث فرمایا ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، قاضی اسماعیل، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت نقل کی ہے: درود نبی کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں، مسلمان مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے مغفرت ہوگی۔ (2)

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت حمیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے ہمارے لیے اپنے سامان کی وصیت کی آپ کے مصحف میں تھا اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ يَصِفُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾

" بے شک جو لوگ ایذا پہنچاتے ہیں الله اور اس کے رسول کو الله تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے محروم کر دیتا ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اس نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے رسوا کن عذاب "۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی کہ جب رسول الله ﷺ نے حضرت صفیہ بنت حیی کو اپنے حرم میں لیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ پر طعن کیا۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبدالله بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگائی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی مجھے اذیت دیتا ہے اور ان لوگوں کو اپنے گھر میں جمع کرتا ہے جو مجھے اذیت دیتے ہیں اسے میری طرف سے کون عذر پیش کرے گا (میری صفائی دے گا)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 141 (3123)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 254 (8716)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام حاکم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت نقل کی ہے کہ شام کا ایک آدمی آیا، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت علی کے بارے میں نازیبا باتیں کیں تو حضرت ابن عباس نے اسے کنکریاں ماریں۔ فرمایا اے اللہ کے دشمن! تو نے رسول اللہ کو اذیت دی۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف فرما ہوتے تو تب بھی انہیں اذیت دی ہوتی۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن شریح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اس طرح کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کی عبادت کرتے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت دی کہا بے شک وہ ساحر ومجنون ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق تصویریں بنانے والے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی بیان فرماتے ہیں: ابن آدم نے مجھے گالی دی جب کہ اسے زیبا نہ تھا کہ وہ مجھے گالیاں دیتا۔ اس نے مجھے جھٹلایا جب کہ اسے زیب نہیں دیتا تھا کہ مجھے جھٹلاتا اس کی مجھے گالیاں دینے کی تو یہ صورت ہے کہ اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے جب کہ میں یکتا بے نیاز ہوں۔ اس کا مجھے جھٹلانا یہ ہے وہ کہتا ہے جیسے اس نے مجھے پیدا کیا ہے وہ مجھے دوبارہ پیدا نہیں کرے گا۔ قتادہ نے کہا حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے قیامت کے روز جہنم سے ایک گردن نکلے گی۔ وہ کہے گی اے لوگو! مجھے تم میں سے تین قسم کے لوگوں کو ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ ہر غالب معزز کی، ہر جبار سرکش کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کی۔ وہ انہیں یوں اچک لے گی جس طرح پرندہ زمین سے دانے کو اچک لیتا ہے۔ وہ انہیں اپنی گرفت میں لے لے گی اور آگ میں داخل ہو جائے گی۔ ایک اور گردن نکلے گی اور کہے گی اے لوگو! مجھے تم میں سے تین قسم کے لوگوں کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا، اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا اور اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا وہ وہ ہے جو یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد اسے نہیں اٹھائے گا۔ جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا وہ وہ ہے جس نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنالیا ہے۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی وہ وہ ہے جو تصویریں بناتے ہیں اور زندگی عطا نہیں کر سکتے تو وہ گردن انہیں یوں اچک لے گی جس طرح پرندہ زمین سے دانا اٹھا لیتا ہے، انہیں لپیٹ لے گی اور جہنم میں داخل ہو جائے گی۔

وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾

”اور جو لوگ دل دکھاتے ہیں مومن مردوں اور مومن عورتوں کا بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی (معیوب) کام کیا ہو، تو انہوں نے اٹھالیا (اپنے سر پر) بہتان باندھنے اور کھلے گناہ کا بوجھ“۔

امام فریابی، ابن سعد نے طبقات میں، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 131 (4618)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں یُؤْذُوْنَ سے مراد ہے جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں میں تہمت لگاتے ہیں۔ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا جس کا انہیں علم نہیں ہوتا اور بُهْتَانًا سے مراد گناہ ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جہنمیوں پر خارش مسلط کر دی جائے گی۔ وہ اپنے جسم کو رگڑیں گے یہاں تک کہ ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! کس وجہ سے یہ مصیبت ہمیں پہنچی؟ تو انہیں کہا جائے گا کہ جو تم مسلمانوں کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مومنوں کو اذیت دینے سے بچو۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کی نگہبانی کرتا ہے اور مومنوں کے لیے غضب ناک ہوتا ہے۔ لوگوں کا خیال ہے: ایک روز حضرت عمر بن خطاب نے اس آیت کو پڑھا تو سخت پریشان ہوئے اور حضرت ابی بن کعب کے پاس گئے۔ ان سے ملے کہا اے ابو منذر! میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سے ایک آیت پڑھی ہے تو مجھے سخت خوف لاحق ہوا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی، فرمایا میں تو مومنوں کو سزا دیتا ہوں انہیں مارتا ہوں۔ حضرت ابی بن کعب نے کہا تو ان میں سے نہیں ہے تو تو معلم ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، وہ حضرت عمر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کہا میں فلاں آدمی سے ناراض ہوں اس آدمی سے کہا گیا۔ حضرت عمر کو کیا ہو گیا ہے وہ تم سے ناراض ہیں؟ جب لوگوں نے زیادہ باتیں کیں تو وہ آدمی آیا، عرض کی اے عمر! کیا میں نے اسلام کا کوئی حکم توڑا ہے؟ فرمایا نہیں پوچھا کیا میں نے کوئی جرم کیا ہے؟ فرمایا نہیں، کیا میں نے اپنی طرف سے کوئی نیا کام کیا ہے؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا پھر آپ مجھ پر کیوں ناراض ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت پڑھی۔ آپ نے مجھے اذیت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نہ بخشے۔ حضرت عمر نے فرمایا اللہ کی قسم! اس نے سچی بات کی ہے، اس نے شرع کی کسی حد کو نہیں توڑا، کوئی جنایت نہیں کی اور نہ ہی اپنی طرف سے کوئی نیا فعل کیا ہے، مجھے بخش دے آپ لگاتار اس سے یہ بات کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے آپ کو معاف کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا جو آدمی مومنوں کے ساتھ حسن سلوک کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کئی گنا اجر عطا فرمائے گا۔(2)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ حضرت عبد اللہ بن یسر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: وہ آدمی جو حسد کرنے والا ہو، چغل خور ہو، خیانت کرنے والا ہو اور ذلیل کرنے والا ہو وہ ہم میں سے نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا اسود کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 55-54
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 172 (13126)، دار الفکر بیروت

فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا سود یہ ہے کہ مسلمان کی عزت کو حلال جانا جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(1)

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۹

”اے نبی مکرم! آپ فرمائیے اپنی ازواج مطہرات کو، اپنی صاحبزادیوں کو اور جملہ اہل ایمان کی عورتوں کو کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) ڈال لیا کریں اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو۔ اس طرح وہ بآسانی پہچان لی جائیں گی پھر انہیں ستایا نہیں جائے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہر دم رحم فرمانے والا ہے“۔

امام ابن سعد، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ پردے کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا قضائے حاجت کے لیے گئیں۔ یہ ایک جسیم عورت تھیں جو انہیں جانتا وہ اس پر مخفی نہ رہتیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا فرمایا اے سودہ! اللہ کی قسم! تو ہم پر مخفی نہیں دیکھو تو تم کیسے گھر سے نکلتی ہو۔ وہ واپس آئیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تھے جبکہ آپ رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ہڈی والا گوشت تھا۔ وہ داخل ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے کام کی وجہ سے نکلی تو حضرت عمر نے مجھے یہ یہ باتیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی گئی پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا جبکہ گوشت والی ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی۔ فرمایا تمہیں اجازت ہے کہ تم اپنی ضرورت کے لیے گھر سے باہر نکل سکتی ہو۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اپنی طبعی ضرورت کے لیے رات کو نکلتی تھیں۔ منافق لوگ آپ کے سامنے آجاتے اور اذیت کا باعث بنتے۔ منافقوں سے یہ بات کی گئی تو انہوں نے کہا ہم لونڈیوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی تو عورتوں کو حکم دیا گیا یہاں تک کہ لونڈیوں کو پہچان لیتے۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے جبکہ آپ کا کوئی مکان نہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسری عورتیں رات کو طبعی حاجت کے لیے گھروں سے نکلتیں۔ لوگ راستوں پر شعر پڑھنے کے لیے بیٹھتے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو پردہ کا حکم ہوا یہاں تک کہ لونڈی کو آزادی سے پہچان لیا گیا۔(4)

امام ابن سعد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ منافق لوگ مومنوں کی عورتوں کے سامنے آجاتے۔ انھیں اذیت

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 298 (6711)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 14، صفحہ 126 (2170)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 176، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

دیتے۔ جب انہیں کہا جاتا تو وہ کہتے ہم سمجھے یہ لونڈی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنا لباس لونڈیوں کے لباس سے مختلف رکھیں۔ اپنی چادروں کو نیچا رکھیں وہ اپنے چہروں کو ڈھانپیں مگر ایک آنکھ یہ زیادہ مناسب ہے کہ انہیں پہچان لیا جائے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ کسی کام کے لیے گھر سے نکلیں تو وہ سر کے اوپر سے چادر کے ساتھ اپنے چہروں کو ڈھانپ لیں اور صرف ایک آنکھ ظاہر کریں۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں گھروں سے نکلیں، گویا ان کے سروں پر کوے ہیں۔ یہ ان کے سیاہ لباس کی وجہ سے تھا جو وہ پہنتیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے ابوقلابہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خلافت کے دور میں کسی لونڈی کو اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ پردہ والی چادر پہنے۔ فرمایا یہ چادر صرف آزاد عورتوں کے لیے ہے تا کہ انہیں اذیت نہ دی جائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے ایک لونڈی کو دیکھا جس نے نقاب اوڑھا ہوا تھا۔ اسے درہ سے مارا۔ فرمایا نقاب اتار دے۔ آزاد عورتوں کی مشابہت اختیار نہ کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ انصار کی عورتوں پر رحم فرمائے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑا، سر پر اوڑھنی کی طرح ڈال دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی، گویا ان کے سروں پر کوے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ ایک لونڈی شادی کرے تو وہ نقاب ڈال لے۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لونڈیوں کو آزاد عورتوں کی مشابہت سے منع کیا ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے چادر اٹھائی جو ان کے جسم پر تھی، اس سے نقاب بنایا، اپنے تمام سر کو ڈھانپا یہاں تک کہ چادر بھنوؤں تک پہنچ گئی۔ اپنے چہرے کو ڈھانپا اور اپنی بائیں آنکھ کو چہرے کے بائیں حصہ سے جو آنکھ کے ساتھ تھا باہر نکالا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا کہ جب وہ اپنے گھروں سے نکلیں تو وہ اپنی آبروؤں پر چادر لٹکائے ہوئے ہوں۔ لونڈی کو وہ راستہ میں روک لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں کو منع کیا کہ وہ لونڈیوں کے ساتھ مشابہت اختیار کریں۔(5)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 176، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 51 (2377)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 56
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورتیں طبعی حاجت کے لیے کھلی جگہوں کی طرف نکلتیں تو فاسق راستے میں ان سے تعرض کرتے اور انھیں اذیتیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ وہ اپنی چادروں کو نیچا رکھیں تا کہ لونڈی سے آزاد کی پہچان ہو سکے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ کے خبیث لوگ رات کو گھروں سے باہر جاتے، عورتوں کو دیکھتے، انہیں آنکھوں سے اشارہ کرتے۔ یہ طرز عمل وہ لونڈیوں کے ساتھ کرتے، آزاد عورتوں کے ساتھ نہیں کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آزاد عورت بھی لونڈیوں جیسا لباس پہنتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنی چادریں نیچی رکھیں، کم سے کم چادر کو نیچے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نقاب اوڑھے اور چادر کو اپنی پیشانی پر باندھے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا مدینہ طیبہ میں تمہاری لونڈیوں سے احمق لوگ چھیڑ چھاڑ کرتے ہیں اور انہیں اذیت پہنچاتے ہیں۔ آزاد عورت گھر سے نکلتی، اسے بھی وہ لونڈی گمان کرتے، تو اسے بھی اذیت دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنی چادریں نیچی رکھیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مدینہ کے فاسق لوگ جب رات کو تاریکی ہو جاتی تو مدینہ طیبہ کے راستوں پر آ جاتے، عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے۔ مدینہ طیبہ کے مکانات تنگ تھے۔ جب رات ہوتی تو عورتیں راستوں پر نکل آتیں اور قضائے حاجت کرتیں۔ فاسق لوگ ان کا پیچھا کرتے۔ جب وہ کوئی ایسی عورت جس پر پردہ والی چادر ہوتی تو یہ کہتے یہ آزاد ہے، اس سے ہٹ جاؤ۔ جب وہ ایسی عورت دیکھتے جس پر حجاب نہ ہوتا تو کہتے یہ لونڈی ہے تو اس پر جھپٹ پڑتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنی چادر کو لٹکاتیں۔ جَلَابِیۡبِہِنَّ سے مراد اوڑھنی کے اوپر نقاب والی چادر ہے۔ کسی مسلمان عورت کے لیے یہ حلال نہیں کہ کوئی اجنبی آدمی اسے اس حال میں دیکھے کہ اس پر اوڑھنی کے علاوہ چادر نہ ہو جس کے ساتھ اس نے اپنے سر اور گردن کو باندھ رکھا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنی چادر کو اتنا نیچا رکھیں کہ ان کی گردن کا سر انظر نہ آئے۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جَلَابِیۡبِہِنَّ سے مراد چادر ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 176، دار صادر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 547 (17021)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

چادر اوڑھتیں تاکہ یہ پتہ چلے کہ یہ آزاد ہیں تو کوئی فاسق انہیں اذیت نہ دے، نہ بات سے اور نہ شک سے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سلیمانی سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بڑی چادر سے نقاب بنایا، اپنے سر اور چہرے کو ڈھانپا اور اپنی ایک آنکھ باہر رکھی۔

لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿٦٠﴾ مَّلْعُوْنِیْنَ ۛۚ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ﴿٦١﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿٦٢﴾

"اگر (اپنی حرکتوں سے) باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں بیماری ہے اور شہر میں جھوٹی افواہیں اڑانے والے، تو ہم آپ کو مسلط کر دیں گے ان پر پھر وہ نہ ٹھہر سکیں گے آپ کے پاس مدینہ طیبہ میں مگر چند روز۔ وہ بھی اس حال میں کہ ان پر لعنت برس رہی ہوگی۔ جہاں پائے جائیں گے پکڑ لیے جائیں گے اور جان سے مار ڈالے جائیں گے۔ اللہ کی سنت ان (بدقماشوں) کے متعلق بھی یہی تھی جو پہلے گزر چکے اور آپ سنت الٰہی میں ہرگز کوئی تغیر و تبدل نہ پائیں گے"۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافقوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے اپنے نفاق کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ہم تجھے ان کے خلاف ضرور برانگیختہ کریں گے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ارجاف سے مراد وہ جھوٹ ہے جسے منافق لوگ پھیلاتے تھے اور کہتے تھے تمہارے پاس سامان اور وعدہ آچکا ہے۔ ہمارے لیے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ منافقوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے دلوں میں موجود نفاق کو ظاہر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ انہیں دھمکایا لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ یعنی ہم آپ کو ان کے خلاف برانگیختہ کریں گے اور بھڑکائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ انہیں دھمکی دی تو انہوں نے اپنے نفاق کو چھپایا۔ فیھا میں ضمیر سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ وہ ہر حال میں لعنت کیے گئے ہیں۔ جب وہ اپنے نفاق کو ظاہر کریں تو جہاں بھی وہ ملیں تو انہیں پکڑ لیا جائے اور انہیں قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا پہلے بھی یہی طریقہ رہا ہے جب وہ اپنے نفاق کو ظاہر کریں۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 52 (2378)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 57,59

ابن سعد نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے: منافقوں سے مراد بذات خود جو منافق ہیں اور مَّرَضٌ سے مراد شک ہے۔(1)

امام ابن سعد نے عبید بن حنین سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی ذاتیں پہچانی ہوئی تھیں۔آیت میں مذکور الْمُنٰفِقُوْنَ، وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اور الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ سے مراد سب منافق ہیں۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عورتوں کے بعض معاملات کے بارے میں نازل ہوئی۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس سے مراد بدکردار لوگ ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ سے مراد بدکار لوگ ہیں۔

ابن ابی حاتم نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مومن ہیں جو اپنے دلوں میں یہ خواہش رکھتے تھے کہ بدکاری کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نفاق کی تین قسمیں تھیں۔عبداللہ بن ابی بن سلول کا نفاق، عبداللہ بن نبتل اور مالک بن داعس کا نفاق۔یہ انصار کے سردار تھے۔وہ زنا کو پسند کرتے تھے اور اپنے آپ کو اس کے ساتھ بچاتے تھے۔مَّرَضٌ سے مراد بدکاری ہے۔یہ اگر بدکاری کا موقع پائیں تو کر گزریں۔اگر نہ پائیں تو اس کی خواہش نہ کریں۔ایک نفاق وہ ہے کہ وہ عورتوں پر غلبہ پانے کی کوشش کرتے۔یہ وہی لوگ تھے جو عورتوں پر غلبہ پانے کی کوشش کرتے۔لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم ضرور تمہیں ان کے بارے میں آگاہ کریں گے۔اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا یعنی جہاں بھی وہ عورتوں پر غلبہ پاتے ہوئے پائے جائیں تو انہیں پکڑ لیا جائے اور انھیں قتل کر دیا جائے۔سدی نے کہا یہ قرآن حکیم میں ایسا حکم ہے جس پر عمل نہیں کیا گیا۔اگر ایک آدمی یا زیادہ ایک عورت کا پیچھا کریں اور اس پر غالب آجائیں۔اس کے ساتھ بدکاری کریں تو ان کو نہ کوڑے مارے جائیں گے اور نہ ہی ان کو رجم کیا جائے گا۔بلکہ انھیں پکڑا جائے گا اور ان کی گردنیں اڑا دی جائیں گی۔سابقہ امتوں میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا۔جس آدمی نے کسی عورت پر زبردستی کی اور اس پر غالب آگیا تو اس مرد کو قتل کر دیا گیا۔تو قاتل پر کوئی دیت نہیں ہوگی کیونکہ وہ مکابرہ کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ کا یہ معنی ہے کہ ہم تجھے ان پر ضرور مسلط کریں گے۔(5)

1۔طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 177، دار صادر بیروت
2۔ایضاً
3۔تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 52(2379)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ایضاً، جلد 22، صفحہ 58

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے منافقوں کو سزا دینے پر برانگیختہ کیا ہو یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پردہ فرما گئے۔

امام ابن انباری نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا ہم ضرور تجھے ان کے بارے میں مخلص بنادیں گے۔ حارث بن حلزہ نے کہا:

لَاتخلنا عَلٰی غَرَائِکَ اِنَّا قَلَّمَا قَدْرَشٰی بِنَا الْاَعْدَاءُ

''ہمیں تجھ سے جو حد درجہ اشتیاق ہے اسی پر انحصار نہ کر۔ ہم وہ ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ دشمنوں نے ہمیں رشوت دی ہو''۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿٦٤﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿٦٦﴾

''لوگ آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں۔ فرمایئے اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور (اے سائل!) تو کیا جانے شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے محروم کردیا کفار کو اور تیار کر رکھی ہے اس نے ان کے لیے بھڑکتی آگ۔ وہ ہمیشہ رہیں گے اس میں تا ابد۔ نہ پائیں گے کوئی دوست اور نہ کوئی مددگار۔ جس روز وہ منہ کے بل آگ میں پھینکے جائیں گے تو (بصد یاس) کہیں گے اے کاش! ہم نے اطاعت کی ہوتی اللہ تعالیٰ کی اور ہم نے اطاعت کی ہوتی رسول اکرم کی۔''

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی وَمَا يُدْرِيْكَ کے ضمن میں بات ذکر کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں سے نبی کریم ﷺ کو آگاہ نہیں فرمایا اور جہاں ما ادراك کے ضمن میں بات ذکر کی اس سے نبی کریم ﷺ کو آگاہ کیا۔

وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿٦٧﴾ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿٦٨﴾

''اور عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں کی اور اپنے بڑے لوگوں کی۔ پس ان

(ظالموں نے) ہمیں بہکا دیا سیدھی راہ سے۔ اے ہمارے رب! ان کو دوگنا عذاب دے اور لعنت بھیج ان پر بہت بڑی لعنت"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ برائی اور شرک میں ہمارے سردار(1)۔ اور الْعَذَابِ سے مراد جہنم ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انھیں سرداروں میں ایک ابوجہل بن ہشام تھا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

"اے ایمان والو! نہ بن جانا ان (ان بدبختوں) کی طرح جنہوں نے موسیٰ کو ستایا۔ پس بری کر دیا انہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے جو انہوں نے کہا اور آپ اللہ کے نزدیک بڑے شان والے تھے"۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف طرق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیادار اور باپردہ انسان تھے۔ ان کے حیا کی وجہ سے ان کے جسم کا کوئی حصہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ بنی اسرائیل کے لوگوں نے آپ کو اذیت دی اور کہا یہ پردہ کا اہتمام اس لیے کرتا ہے کہ ان کے جسم میں کوئی عیب ہے۔ انھیں برص کا مرض ہے۔ خصیتین سوجے ہوئے ہیں یا کوئی اور بیماری ہے۔ انھوں نے جو بات کی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بری کرنے کا ارادہ کیا۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام تنہا تھے۔ آپ نے کپڑے پتھر پر رکھے۔ پھر غسل کیا۔ جب غسل سے فارغ ہوئے تو اپنے کپڑوں کی طرف متوجہ ہوئے تاکہ انھیں لیں۔ پتھر آپ کے کپڑے کو لے کر دوڑ پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا لیا اور پتھر کا پیچھا کیا اور کہنے لگے ثَوْبِیْ حَجَر ثَوْبِیْ حَجَر۔ اے پتھر! میرے کپڑے، اے پتھر! میرے کپڑے۔ یہاں تک کہ وہ پتھر بنو اسرائیل کی ایک جماعت تک آ پہنچا۔ ان لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بے لباس دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے خوبصورت ترین ہیں اور جو وہ باتیں کرتے ہیں ان سے بری ہیں۔ پتھر ٹھہر گیا۔ آپ نے اپنے کپڑے لیے اور انھیں پہن لیا۔ آپ پتھر کو اپنے عصا سے مارنے لگے۔ اللہ کی قسم! آپ کے مارنے کی وجہ سے پتھر سے تین دفعہ، چار یا پانچ دفعہ رونے کی آواز آئی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی مراد ہے۔(2)

امام بزار، ابن انباری مصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑے حیا والے تھے۔ وہ پانی کے پاس آئے تاکہ غسل کریں۔ آپ نے اپنے کپڑے چٹان پر رکھے۔ آپ کی شرمگاہ کبھی ظاہر نہیں ہوئی تھی۔ بنو اسرائیل نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوئی بیماری ہے، اسی وجہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب حدیث خضر مع موسیٰ علیہ السلام، جلد 3، صفحہ 1249 (3223)، دار ابن کثیر دمشق

وہ کپڑے نہیں اتارتے۔ چٹان نے آپ کے کپڑے اٹھائے یہاں تک کہ بنواسرائیل کی مجلس کے سامنے آ گئی۔ بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تمام لوگوں سے خوبصورت ترین حالت میں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ بن عمران جب پانی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے تو کپڑے نہ اتارتے یہاں تک کہ پانی میں بھی آپ کی شرمگاہ پوشیدہ رہتی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ ان کے خصیتین خراب ہیں۔ ایک روز آپ غسل کرنے کے لیے نکلے۔ آپ نے اپنے کپڑے پتھر پر رکھے۔ پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ننگے ہی اس کے پیچھے دوڑنے لگے یہاں تک کہ وہ پتھر کپڑوں کے ساتھ بنواسرائیل کی مجلس تک جا پہنچا۔ بنواسرائیل نے آپ کو دیکھا کہ آپ کو خصیتین کا کوئی مرض نہیں ہے۔(2)

امام ابن منیع، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون پہاڑ پر چڑھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تو نے اسے قتل کر دیا ہے، بنسبت آپ کے وہ ہم اس سے زیادہ محبت کرتے تھے اور وہ زیادہ نرم تھے۔ اس وجہ سے انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ فرشتوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کی میت کو اٹھایا اور بنواسرائیل کی مجالس کے پاس سے گزرے۔ فرشتوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کی موت کے بارے میں گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس طریقہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس الزام سے بری کر دیا۔ وہ حضرت ہارون علیہ السلام کی میت کو لے گئے اور انھیں دفن کر دیا۔ ان کی قبر کا سوائے گدھوں کے کسی کو علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بہرہ گونگا کر دیا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ حضرت سدی رحمہ اللہ کی سند سے ابو مالک سے وہ حضرت ابن عباس سے اور مرہ سے اور وہ حضرت ابن مسعود سے اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں حضرت ہارون کی روح قبض کرنے والا ہوں۔ اسے فلاں پہاڑ پر لے آ۔ دونوں اس پہاڑ کی طرف گئے۔ وہ اچانک ایک درخت اور ایک کمرے کے پاس پہنچے جس میں ایک چارپائی تھی اور عمدہ خوشبو تھی۔ جب حضرت ہارون علیہ السلام نے اس پہاڑ، اس مکان اور اس میں جو چیزیں تھیں انھیں دیکھا تو بڑا اچھا لگا۔ کہنے لگے اے موسیٰ! میں پسند کرتا ہوں کہ اس چارپائی پر سو جاؤں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سو جاؤ۔ حضرت ہارون نے کہا تم بھی میرے ساتھ سو جاؤ۔ جب دونوں سو گئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو موت آ گئی۔ جب حضرت ہارون کی روح قبض کر لی گئی تو وہ گھر، درخت اور چارپائی آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔ جب

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 262، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 61، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 63

حضرت موسیٰ علیہ السلام بنواسرائیل کی طرف آئے۔ تو انہوں نے کہا حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو قتل کر دیا ہے اور بنو اسرائیل ان سے جو محبت کرتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت موسیٰ ان سے حسد کرتے تھے۔ حضرت ہارون علیہ السلام بنواسرائیل کا زیادہ دفاع کرتے اور ان کے لیے نرم تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان پر کچھ سختی کرتے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا تم پر افسوس! وہ میرا بھائی تھا۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اسے قتل کر دوں گا۔ جب انہوں نے زیادہ باتیں کیں تو آپ دو رکعت نماز پڑھنے کے لیے اٹھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، فرشتے چارپائی لے کر اترے یہاں تک کہ بنواسرائیل نے چارپائی کو آسمان اور زمین کے درمیان دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح اذیت نہ دو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اذیت دی۔

امام بخاری، امام مسلم اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال تقسیم کیا تو ایک آدمی نے کہا یہ ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا۔ اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ پھر فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں۔ پھر بھی انہوں نے صبر کیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے **وَجِیْهًا** کا معنی مستجاب الدعوۃ نقل کیا ہے، یعنی جن کی دعا قبول ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سنان رحمہ اللہ سے انہوں نے اس سے جس نے یہ حدیث انہیں بیان کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور جو بھی التجا کی اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کیا مگر دیدار کی التجا کی تھی اسے قبول نہ فرمایا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴿۷۰﴾ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۱﴾

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ سچی (اور درست) بات کہا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا اور جو شخص حکم مانتا ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا تو وہی حاصل کرتا ہے بہت بڑی کامیابی"۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی پھر فرمایا اپنی جگہ ٹھہرو۔ پھر آپ لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے

1۔ مستدرک حاکم، باب ذکر وفاۃ ہارون علیہ السلام، جلد 2، صفحہ 633 (4109)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، باب اعطاء من یخاف علی ایمانہ، جلد 8-7، صفحہ 141 (1062)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 212 (11285)، دار الفکر بیروت

مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں حکم دوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صحیح بات کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عورتوں کے پاس آئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں حکم دوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور صحیح صحیح بات کرو۔(3)

امام احمد نے زہد میں اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے مراسیل میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر اکثر یہ ارشاد فرماتے اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ کتاب التقوی میں حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر کھڑے نہیں ہوئے مگر میں نے آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ پھر یہ آیت پڑھی۔

امام سمویہ رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے یا انھیں کسی چیز کی تعلیم دیتے تو اس آیت کی تلاوت ضرور کرتے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بھی منبر پر تشریف فرما نہیں ہوتے مگر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ قَوْلًا سَدِيْدًا سے کیا مراد ہے فرمایا انصاف پر مبنی اور حق بات پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حضرت حمزہ بن عبد المطلب کا شعر نہیں سنا۔

اَمِيْنٌ عَلٰى مَا اسْتَوْدَعَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ فَاِنْ قَالَ قَوْلًا كَانَ فِيْهِ مُسَدَّدًا

"اللہ تعالیٰ نے ان کے سینہ میں جو ودیعت کیا ہے اس پر امین ہیں۔ اگر آپ کوئی بات کریں تو اس میں درست اور حق پر ہوتے ہیں"۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سَدِيْدًا کا معنی سچا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَدِيْدًا کا معنی عدل ہے۔(1)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے سَدِيْدًا کا معنی سداد نقل کیا ہے یعنی درست۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَوْلًا سَدِيْدًا سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا کا معنی ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

"ہم نے پیش کی یہ امانت آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے (کہ وہ اسکی ذمہ داری اٹھائیں) تو انہوں نے انکار کر دیا، اس کے اٹھانے سے اور وہ ڈر گئے اس سے اور اٹھا لیا اس کو انسان نے، بے شک یہ ظلوم بھی ہے (اور) جہول بھی۔ تاکہ عذاب دے اللہ تعالیٰ نفاق کرنے والوں اور نفاق کرنے والیوں کو شرک کرنے والوں اور شرک کرنے والیوں کو اور نگاہ لطف و کرم فرمائے اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور ایمان والیوں پر اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، ہر دم رحم فرمانے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے "کتاب الاضداد" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ امانت سے مراد فرائض ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیے۔ اگر وہ ان فرائض کو ادا کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں بدلہ عطا فرمائے گا۔ اگر وہ ان کو ضائع کریں تو انہیں عذاب دے گا۔ انھوں نے اسے ناپسند کیا اور بغیر نافرمانی کے ہی وہ ڈر گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے دین کی تعظیم کی خاطر کہ وہ اسے بجا نہ لا سکیں گے ایسا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیا تو انسان نے ان میں جو کچھ مشقتیں تھیں انہیں قبول کر لیا۔ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے امر کے بارے میں وہ دھوکے میں مارے گئے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: امانت سے مراد وہ احکام ہیں جن کا انسان کو حکم دیا گیا اور ان سے روکا گیا۔ اور الْاِنْسَانُ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا پر امانت کو پیش کیا تو اس نے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ پھر اس آسمان پر امانت کو پیش کیا جو اس کے ساتھ تھا یہاں تک کہ تمام آسمانوں سے فارغ ہو گئے۔ پھر زمین پر اس امانت کو پیش کیا پھر پہاڑوں پر پیش کیا پھر امانت کو حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے اسے قبول کر لیا۔ عرض کی جی ہاں، میرے کانوں اور کندھوں کے درمیان۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کا تجھے حکم دیا گیا۔ یہ تیرے لیے مددگار ہیں۔ میں نے تیری آنکھیں اور ان کے دو پردے بنائے ہیں، جس چیز سے میں نے تجھے منع کیا ہے اس سے ان کو بند رکھنا۔ دو جبڑوں کے درمیان تیری زبان بنائی ہے، جس چیز سے تمہیں منع کیا ہے اس سے اسے روکے رکھنا، میں نے تیری شرمگاہ بنائی ہے اور میں نے اسے چھپا دیا، جس کو میں نے تجھ پر حرام کر دیا ہے اس پر اسے نہ کھولنا۔ (2)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری رحمہم اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65-64، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 67

پہنچی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور پہاڑ بنائے۔ فرمایا میں فرائض لازم کرنے والا ہوں۔ جنت اور دوزخ کو پیدا کرنے والا ہوں۔ جو میری اطاعت کرے گا اس کے لیے ثواب اور جو میری نافرمانی کرے گا۔ اس کے لیے عذاب پیدا کرنے والا ہوں۔ آسمان نے عرض کی تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں سورج، چاند، ستاروں، بادلوں، ہوا اور بارش کو مسخر کیا۔ جن چیزوں کو تو نے مجھ میں پیدا کیا میں ان کے لیے مسخر ہوں۔ میں فریضہ کو برداشت نہیں کرسکتا اور نہ ثواب کو چاہتا ہوں اور نہ سزا کا طلبگار ہوں۔ زمین نے کہا تو نے مجھے پیدا کیا۔ مجھے مسخر کیا۔ میرے اندر نہریں جاری کیں۔ میرے اندر سے پھل نکالے اور مجھے جس چیز کے لیے چاہا پیدا کیا۔ میں ان تمام چیزوں کے لیے مسخر ہوں جن کے لیے تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں کسی اور فریضہ کی متحمل نہیں ہوسکتی اور نہ ثواب وسزا کی طالب ہوں۔ پہاڑوں نے کہا اے اللہ! تو نے مجھے زمین کی میخیں بنایا۔ میں اس پر قائم ہوں جس پر تو نے مجھے پیدا کیا۔ میں کسی فریضہ کا متحمل نہیں ہوسکتا اور نہ ہی ثواب وعقاب کا خواہشمند ہوں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس پر فریضہ کو پیش کیا تو انسان نے اسے اٹھالیا۔ ظلوم اس اعتبار سے کہ خطا میں اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہے اور جو فریضہ اپنے ذمہ لیا اس کے انجام سے جاہل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین اور پہاڑ پیدا فرمائے تو ان پر امانت کو پیش کیا۔ انھوں نے امانت کو قبول نہ کیا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اس پر امانت کو پیش کیا۔ تو حضرت آدم نے کہا اے میرے رب! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ وہ ہے اگر تو نے اچھا کیا تو میں تمہیں اجر دوں گا، اگر تو نے نافرمانی کی تو میں تجھے عذاب دونگا۔ عرض کی اے میرے رب! میں نے اسے اٹھالیا، فرمایا تو اسے اٹھانے والا نہیں تھا مگر یہ کہ میں نے تجھے اتنے وقت کے لیے پیدا کیا جو ظہر اور عصر کے درمیان ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے ''اضداد'' میں اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام پر امانت پیش کی گئی۔ ان سے کہا گیا اس میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ اٹھالے۔ اگر تو نے اطاعت کی تو تجھے بخش دوں گا، اگر تو نے نافرمانی کی تو تجھے عذاب دوں گا۔ تو حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی میں نے اسے قبول کیا، ان تمام چیزوں کے ساتھ جو اس امانت میں ہیں۔ تو اتنا ہی عرصہ ہی تھا جتنا کہ اس دن کے ظہر اور رات کے درمیان ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہ کو اپناتے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن اشوع سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے لیے عمل پیش کیا گیا اور ان کے لیے ثواب بنایا گیا تو وہ تین دن اور تین راتیں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتی رہیں۔ سب نے عرض کی اے ہمارے رب! ہمیں عمل کرنے کی طاقت نہیں اور ثواب کو نہیں چاہتے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ کو عامل بنانا چاہا تو انھوں نے انکار کر دیا۔ حضرت عمر نے فرمایا کیا تو نافرمانی کرتا ہے؟ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت

کی یا امیرالمومنین! مجھے بتایئے جب اللہ تعالیٰ نے امانت کو پیش کیا تو انکار کرنے والوں نے نافرمانی کی تھی؟ فرمایا نہیں۔ تو پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے انھیں عامل بنانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے کہا میں نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر امانت کو پیش کیا تو وہ اس کے اٹھانے کی تاب نہ لا سکے۔ تو کیا تو اس کو اٹھانے کے لیے تیار ہے؟ عرض کی اے میرے رب! اس میں کیا ہے؟ فرمایا اگر تو نے اسے اٹھایا تو میں اس پر تمہیں اجر دونگا۔ اگر تو اسے ضائع کردے تو میں عذاب دونگا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اس میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ اسے اٹھالیا۔ اس نے جنت میں عبور نہیں کیا تھا مگر اول دن سے عصر تک کے وقت کو کہ ابلیس نے اسے جنت سے نکال لیا۔ ضحاک سے کہا گیا امانت کیا ہے؟ فرمایا یہ فرائض ہیں، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ کسی مومن اور ذمی سے معاملہ کرتے وقت ملاوٹ نہ کرے، خواہ چیز تھوڑی ہو یا زیادہ۔ جس نے ایسا کیا اس نے امانت میں خیانت کی۔ جس نے فرائض میں معمولی سی بھی کمی کی اس نے امانت میں خیانت کی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امانت سے مراد دین، فرائض اور حدود ہیں۔ انھیں کہا گیا کہ انھیں اٹھالے اور ان کے حق کو ادا کرے۔ تو ان سب نے کہا ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ انسان کو کہا گیا کیا تو اسے اٹھاتا ہے۔ عرض کی ہاں۔ پوچھا گیا کیا تو اس کا حق ادا کرے گا؟ عرض کی میں اس کی طاقت رکھتا ہوں۔ وہ اس میں ظلم کرنے والا اور اس کے حق سے جاہل تھا۔ منافقوں اور مشرکوں نے خیانت کی۔ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اس کے حقوق کو ادا کیا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ امانت سے مراد فرائض ہیں۔ (3)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امانت سے مراد دین ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امانتیں تین ہیں نماز، روزے اور جنابت سے غسل۔ (4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امانت میں سے یہ بھی ہے کہ عورت اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔ (5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے "الورع" میں اور حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے انسان کی سب سے پہلے شرمگاہ بنائی۔ پھر فرمایا یہ تیرے پاس میری امانت ہے۔ اسے اس کے حق کے سوا ضائع نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 70-67 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 64

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 54 (2386)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 458 (3581)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرنا۔ شرمگاہ امانت ہے، کان امانت ہیں اور آنکھ امانت ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امانت کو ضائع کرنے کی صورت یہ ہے کہ کمروں اور گھروں میں دیکھا جائے۔(1)

اعبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار! امانت میں سے یہ ہے اور خیانت میں سے یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی سے کوئی بات کرے۔ وہ اسے کہے میری بات پوشیدہ رکھنا تو وہ اسے ظاہر کردے۔

امام احمد، عبد بن حمید اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں (پوچھی جانے والی) عظیم امانت میں سے یہ ہے کہ مرد اپنی عورت اور عورت اپنے مرد تک رسائی حاصل کرے پھر وہ اس کے راز کو ظاہر کردے۔(2)

امام طبرانی، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابویعلی، بیہقی اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک آدمی بات کرے پھر دائیں بائیں متوجہ ہو تو وہ بات امانت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں جنھوں نے ظلم کیا اور جنھوں نے خیانت کی وہ منافق اور مشرک ہیں۔(3)

امام ابن جریر نے ضعیف سند سے حکم بن عمیر سے روایت نقل کی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امانت اور وفا دونوں انبیاء کے ساتھ انسان پر نازل ہوئیں۔ انھیں اس کے ساتھ بھیجا گیا۔ ان میں سے کچھ اللہ کے رسول ہیں، کچھ نبی اور اللہ کے رسول ہیں۔ قرآن نازل ہوا۔ وہ اللہ کا کلام ہے۔ عربی اور عجمی زبان نازل ہوئی۔ انھوں نے قرآن کے حکم کا علم حاصل کیا اور سنتوں کے امر کو اپنی زبانوں سے جانا۔ وہ جو کام کرتے ہیں اور جن سے اجتناب کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کو نہیں چھوڑے گا۔ یہ ان کے خلاف دلائل ہیں مگر جو میں نے ان کے لیے بیان کیں۔ اہل زبان قبیح سے اچھی چیز کو جانتے ہیں۔ پھر سب سے پہلے امانت اٹھائی جائیگی اور لوگوں میں اس کا اثر باقی رہے گا۔ پھر وفاء، وعدہ اور ذمہ داریاں اٹھالی جائینگی۔ عالم اور جاہل کے لیے کتابیں رہ جائینگی۔ جنہیں عالم جانیں گے اور جاہل اسے پہچانے گا اور ان کا انکار کرے گا۔ وہ اسے نہیں اٹھائے گا یہاں تک کہ معاملہ مجھ تک اور میری امت تک پہنچ جائیگا۔ اللہ کے ہاں صرف ہلاک ہونے والا ہلاک ہوگا اور صرف ترک کرنے والا غافل ہوگا۔ اے لوگو! بچو وسوسہ پیدا کرنے والے چھپ جانے والے شیطان سے بچو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں آزمائے گا کہ تم میں سے از روئے عمل کے کون اچھا ہے۔(4) واللہ اعلم۔

تمت بالخیر

1۔ شعب الایمان، باب فی الامانات، جلد 4، صفحہ 328 (5289)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 69، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 66

آیاتہا ۵۴ ﴿ سُوْرَۃُ سَبَاٍ مَکِّیَّۃٌ ۳۴ ﴾ رکوعاتہا ۶

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے '' دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سبا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ سبا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَہُ الۡحَمۡدُ فِی
الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ ہُوَ الۡحَکِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ﴿۱﴾ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا
یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ وَ ہُوَ الرَّحِیۡمُ
الۡغَفُوۡرُ ﴿۲﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَا تَاۡتِیۡنَا السَّاعَۃُ ؕ قُلۡ بَلٰی وَ رَبِّیۡ
لَتَاۡتِیَنَّکُمۡ ۙ عٰلِمِ الۡغَیۡبِ ۚ لَا یَعۡزُبُ عَنۡہُ مِثۡقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ
لَا فِی الۡاَرۡضِ وَ لَاۤ اَصۡغَرُ مِنۡ ذٰلِکَ وَ لَاۤ اَکۡبَرُ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ﴿٭۳﴾
لِّیَجۡزِیَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ
رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۴﴾ وَ الَّذِیۡنَ سَعَوۡ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ
مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ ﴿۵﴾ وَ یَرَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ
رَّبِّکَ ہُوَ الۡحَقَّ ۙ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ﴿۶﴾ وَ قَالَ الَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡا ہَلۡ نَدُلُّکُمۡ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُکُمۡ اِذَا مُزِّقۡتُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّکُمۡ
لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ۚ﴿۷﴾ اَفۡتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَمۡ بِہٖ جِنَّۃٌ ؕ بَلِ الَّذِیۡنَ
لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ فِی الۡعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الۡبَعِیۡدِ ﴿۸﴾ اَفَلَمۡ یَرَوۡا اِلٰی مَا
بَیۡنَ اَیۡدِیۡہِمۡ وَ مَا خَلۡفَہُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ اِنۡ نَّشَاۡ نَخۡسِفۡ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر سور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝۹

''سب تعریفیں اللہ کے لئے جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور ہر اس چیز کا جو زمین میں ہے اور اسی کے لئے ساری تعریفیں ہیں آخرت میں اور وہی بڑا دانا، ہر بات سے باخبر ہے۔ وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے۔ نیز وہ جانتا ہے جو آسمان سے نازل ہوتا اور جو آسمان کی طرف عروج کرتا ہے اور وہی ہمیشہ رحم فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے۔ اور کفار کہتے ہیں ہم پر قیامت نہیں آئے گی۔ آپ فرمایئے ضرور آئے گی مجھے اپنے رب کی قسم جو عالم الغیب ہے! تم پر قیامت ضرور آئے گی۔ نہیں چھپی ہوئی اس سے ذرہ برابر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چھوٹی چیز ذرہ سے اور نہ کوئی بڑی چیز مگر وہ کتاب مبین میں (درج) ہے۔ (قیامت آئیگی) تاکہ اللہ تعالیٰ جزادے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ یہی وہ (نیک بخت) لوگ ہیں جن کے لئے بخشش اور رزق کریم ہے۔ اور جو (بدبخت) کوشش کرتے رہے ہیں کہ ہماری آیتوں کو جھٹلا کر ہمیں ہرا دیں، یہی ہیں جن کے لئے بدترین قسم کا دردناک عذاب ہے۔ اور جانتے ہیں وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا کہ جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے آپ کے رب کی طرف سے وہی (عین) حق ہے اور عزت والے، سب خوبیوں سراہے (خدا) کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور منکرین (قیامت) کہتے ہیں (اے یارو!) کیا ہم پتہ بتائیں تمھیں اس شخص کا جو تمھیں خبردار کرتا ہے کہ جب تم (مرنے کے بعد) ریزہ ریزہ کردیئے جاؤ گے تو تم ازسرنو پیدا کیے جاؤ گے؟ یا تو اس نے (یہ کہہ کر) اللہ پر جھوٹا بہتان لگایا ہے یا یہ دیوانہ ہے۔ (میرا حبیب نہ مفتری ہے اور نہ دیوانہ) بلکہ وہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہ (کل) عذاب میں اور (آج) دور کی گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ کیا انھیں نظر نہیں آتا کہ انہیں آگے اور پیچھے سے آسمان اور زمین نے گھیر رکھا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو دھنسادیں انھیں زمین میں یا گرادیں ان پر چند ٹکڑے آسمان سے۔ درحقیقت اس میں (کھلی) نشانی ہے ہر اس بندے کے لئے جو خدا کی طرف رجوع کرنے والا ہے''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر میں حکیم اور مخلوق سے باخبر ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بارش کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور اس نباتات کو جانتا ہے جو زمین سے نکلتی ہے۔ جو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں اور جو آسمان کی طرف بلند ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو جانتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 71، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کیوں نہیں میرا رب جو عالم الغیب ہے وہ قیامت ضرور تم پر لائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ان کے لیے گناہوں سے بخشش اور جنت میں معزز رزق ہے۔ جنھوں نے ہماری آیات میں کوشش کی وہ عاجز نہیں کر سکتے۔ ان کے لیے دردناک تکلیف دینے والا عذاب ہوگا۔ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد وہ لوگ ہیں جنھیں حکمت دی گئی من قبل یعنی اہل کتاب میں سے مومن۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے مراد قریش کے مشرک ہیں۔ وہ مشرک کہتے ہیں جب تمھیں زمین کھا جائیگی اور تم ہڈیاں اور چورہ ہو جاؤ گے اور درندے اور پرندے تمھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ ارشاد فرمایا تمھیں ضرور زندہ رکھا جائیگا اور دوبارہ اٹھایا جائیگا۔ ان مشرکوں نے نبی کی تکذیب کرتے ہوئے یہ کہا کہ یا تو یہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتا ہے یا یہ مجنوں ہے۔ فرمایا اگر تو اپنے دائیں، بائیں، سامنے اور پیچھے دیکھے تو تو زمین و آسمان دیکھے۔ اگر ہم چاہتے تو انھیں بھی زمین میں دھنسا دیتے جیسے ان سے پہلوں کو زمین میں دھنسایا۔ کِسَفًا کا معنی ٹکڑا ہے۔ اگر وہ آسمان سے انھیں عذاب دینا چاہے تو ایسا کر گزرے۔ اگر زمین کے ساتھ عذاب دینا چاہے تو ایسا کر دے۔ اس کی تمام مخلوق اس کا لشکر ہے قتادہ نے کہا حضرت حسن بصری کا قول ہے بے شک جھاگ بھی اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ہے۔ قتادہ نے عَبْدٍ مُّنِیْبٍ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا توبہ کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ۔(3)

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ۙ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾

”بے شک ہم نے داؤد کو اپنی جناب سے بڑی فضیلت بخشی۔ (ہم نے حکم دیا) اے پہاڑو! تسبیح کہو اس کے ساتھ مل کر اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا نیز ہم نے لوہے کو اس کے لئے نرم کر دیا۔ (اور حکم دیا) کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور (ان کے) حلقے جوڑنے میں اندازے کا خیال رکھو۔ اور (اے آلِ داؤد!) نیک کام کیا کرو، بلاشبہ جو کچھ تم کرتے ہو میں انھیں خوب دیکھ رہا ہوں“۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 56 (2890)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 75-74، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 78-75

اَوِّبِیۡ مَعَهٗ کا معنی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو۔(1)

ابن جریر نے ابو میسرہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشیوں کی زبان میں حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ کی تسبیح بیان کرو۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کر۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور ابو عبد الرحمٰن رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آپ کے ساتھ پرندے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔(4)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور فرشتوں کو حکم دیا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح بیان کریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ تسبیح بیان کریں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے کہ انھوں نے لفظ الطَّيْرَ کو منصوب پڑھا ہے کیونکہ جملہ کا عطف جملہ پر ہے سَخَّرْنَا لَهُ الطَّيْرَ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے اس کے لیے لوہے کو مٹی کی طرح نرم کر دیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لوہے کو نرم کر دیا۔ آپ اپنے ہاتھ سے لوہے کے حلقے بناتے جاتے جس طرح مٹی میں کام کیا جاتا ہے۔ لوہے کو آگ میں داخل کرنے کی ضرورت نہ ہوتی، ہتھوڑے سے اس پر ضربیں نہیں لگاتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سب سے پہلے یہ کام کیا۔ اس سے قبل لوہے کے پترے سے ہوتے جن سے وہ دشمنوں سے اپنی حفاظت کیا کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے معنی نقل کیا ہے: لوہا آپ کے ہاتھ میں آٹے کی طرح ہو جاتا۔ اس سے آپ زرہیں بناتے۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس سے سرد کا معنی لوہے کے حلقے نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سرد سے مراد وہ کیل ہیں جو حلقوں میں ہوتے ہیں۔

امام عبد الرزاق اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کیلوں کو باریک نہ کرو، حلقوں کو کھلا رکھو تاکہ ان میں تسلسل رہے۔ کیلوں کو گاڑا نہ کرو کہ حلقے تنگ ہو جائیں کہ وہ ٹوٹ جائے، اسے اندازے کا بناؤ۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کیلوں اور حلقوں کو اندازے سے بناؤ۔ کیل کو بہت باریک نہ کرو تاکہ تسلسل جاری رہے، نہ اسے زیادہ کھلا رکھو کہ ٹوٹ جائے۔(6)

امام حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن شوذب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 79 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 459 (3583)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82

کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ تیار کرتے اور اسے چھ ہزار درہم میں بیچتے۔دو ہزار آپ کے لیے اور آپ کے گھر والوں کے لیے اور چار ہزار درہموں سے بنو اسرائیل کے حواریوں کو کھانا کھلاتے۔(1)

وَ لِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

"اور ہم نے مسخر کردی سلیمان کے لئے ہوا۔اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی اور شام کی ایک منزل ایک ماہ کی ہوتی اور ہم نے جاری کر دیا ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ اور کئی جن (انکے تابع کر دیئے) جو کام میں جتے رہتے ان کے سامنے ان کے رب کے اذن سے اور جو سرتابی کرتا ان میں سے ہمارے حکم (کی تعمیل) سے تو ہم اسے چکھاتے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب"۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ کی قرأت کی اور حاء پر رفع دیا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: صبح وہ ایک ماہ کی مسافت پر جاتے اور شام کو ایک ماہ کی مسافت سے واپس آتے۔یہ سب ایک دن میں ہوتا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہوا کی رفتار دن میں دو ماہ کی مسافت ہوتی۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب گھوڑوں نے غافل کر دیا تو آپ کی عصر کی نماز رہ گئی۔تو آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر غضبناک ہوئے۔آپ نے گھوڑوں کے پاؤں کاٹ دیے۔اللہ تعالیٰ نے ان کی جگہ بہتر چیز عطا فرمائی۔ہوا کو تیز چلایا۔ہوا آپ کے حکم سے چلتی تھی جیسے آپ چاہتے تھے۔صبح وہ آپ کو ایک ماہ کی مسافت تک لے جاتی اور شام کو ایک ماہ کی مسافت سے واپس لاتی۔وہ صبح بیت المقدس سے چلتے، قریرا میں قیلولہ کرتے، قریرا سے چلتے تو کابل میں رات گزارتے۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت مالک کی روایت میں حضرت سعید بن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اصطخر سے ہوا پر سوار ہوتے۔بیت المقدس میں کھانا کھاتے۔پھر واپس لوٹتے اور رات کا کھانا اصطخر میں کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے "زہد" میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے چلتے اصطخر میں قیلولہ کرتے۔پھر اصطخر سے چلتے اور قلعہ خراسان میں قیلولہ کرتے۔

1۔نوادر الاصول، باب فضائل سلیمان علیہ السلام، صفحہ 112، دار صادر بیروت

2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ایضاً، جلد 22، صفحہ 83

4۔مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما اعطی اللہ سلیمان علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 335 (31850)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قطر سے مراد تانبا ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کی: مجھے وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ کے بارے میں بتایئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں تانبے کا چشمہ عطا کیا۔ وہ یوں بہتا تھا جیسے پانی بہتا ہے۔ پوچھا کیا عرب اسے جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

فَاَلْقَى فِيْ مَرَاجِلِ مِنْ حَدِيْدِ قُدُوْرَ الْقِطْرِ لَيْسَ مِنَ الْبِرَامِ

"اس نے تارکول کی ہانڈیوں کو لوہے کی ہانڈیوں میں ڈالا وہ پتھر کی ہانڈیاں نہ تھیں"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تانبے کا چشمہ تھا جو یمن میں تھا۔ آج لوگ جس تانبے سے چیزیں بناتے ہیں یہ اسی میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے نکالا تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین دن کے لیے تانبے کو بہایا جیسے پانی بہتا ہے۔ پوچھا گیا کہاں تک اسے بہایا گیا؟ فرمایا میں نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تین دن تک تانبا بہایا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْقِطْرِ سے مراد تانبا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کوئی بھی اس پر قادر نہ ہوا۔ لوگ اسی تانبے سے چیزیں بنا رہے ہیں جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْقِطْرِ سے مراد تانبا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام جن آپ کے لیے مسخر نہیں کیے گئے تھے جیسے تم سنتے ہو۔ وَ مَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انہیں جن امور کا حکم دیتے تھے جن ان سے انحراف کرتے تھے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے مِنْهُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جنوں میں سے کچھ ایسے تھے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 59 (2401)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 84

''وہ بناتے آپ کے لیے جو آپ چاہتے پختہ عمارتیں، مجسمے، بڑے بڑے لگن جیسے (کہ وہ) حوض ہوں اور بھاری دیگیں جو چولہوں پر جمی رہتیں۔ اے داؤد کے خاندان والو! (ان نعمتوں پر) شکر ادا کرو اور بہت کم ہیں میرے بندوں سے جو شکر گزار ہیں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَ تَمَاثِیْلَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ پیتل اور سنگ مرمر سے یہ چیزیں بناتے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِیْبَ سے مراد ایسے مکانات جو محلات سے چھوٹے ہوں، تانبے کے مجسمے اور بڑے پیالے جیسے زمین میں گڑھا ہو۔ اور بڑی بڑی ہانڈیاں یعنی دیگیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَّحَارِیْبَ سے مراد محلات، تَمَاثِیْلَ سے مراد صورتیں اور بڑے پیالے جیسے زمین میں گڑھا ہو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِیْبَ سے مراد محلات اور مساجد ہیں۔ تَمَاثِیْلَ یعنی سنگ مرمر اور پیتل کے مجسمے اور بڑے پیالے جیسے حوض ہوں اور ایک ہی جگہ رکھی ہوئی ہانڈیاں جنھیں اپنی جگہ سے نہ ہلایا جاسکے۔ یہ یمن کے علاقہ میں دیکھی جاتی تھیں۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تانبے کے مجسمے بنائے۔ عرض کی اے میرے رب! اس میں روح پھونک کیونکہ یہ خدمت میں بڑے قوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونک دی۔ وہ مجسمے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت کرتے تھے۔ اسفید یاران میں سے ہی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا۔(3)

ابن جریر، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّحَارِیْبَ سے مراد مساجد، تَمَاثِیْلَ سے مراد تصاویر اور ایسے پیالے جو اونٹوں کے بڑے حوضوں جیسے ہوں۔ اور بڑی بڑی ہانڈیاں جنھیں وہ پہاڑوں سے تراشتے تھے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایسے بڑے پیالے جو زمین کے گڑھے کی طرح اور بڑی بڑی ہانڈیاں۔ یہ بڑے چولھے انہیں کے تھے۔(5)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ کے بارے میں بتایئے فرمایا جیسے وسیع حوض۔ ایک پیالہ ایک اونٹ کو کافی ہو جاتا۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے طرفہ بن عبد کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 87-84، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 87-85
3۔ نوادر الاصول، صفحہ 112، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89-85
5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 86

كَالْجَوَابِي لَا هِيَ مُتْرِعَةٌ لِقِرَى الْأَضْيَافِ أَوْ لِلْمُحْتَضَرِ

''وہ بڑے حوضوں کی مانند ہیں وہ چھلک نہیں رہے مہمانوں کی ضیافت کے لیے یا جس کی موت کا وقت قریب ہے''۔

یہ بھی کہا:

يُجْبِرُ الْمَحْرُوبُ فِينَا مَالَهُ بِقِبَابٍ وَّجِفَانٍ وَّخُدَمِ

''ہم میں مصیبت زدہ اپنا مال قبوں، بڑے پیالوں اور خادموں کے ساتھ پورا کرتا ہے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے كَالْجَوَابِ کا معنی حوض ہیں اور قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ سے مراد بڑی ہانڈیاں ہیں جو اپنی جگہ سے نہیں ہلائی جاسکتیں۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ سے مراد ایسی ہانڈیاں ہیں جو الٹائی جاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے تم پر جو انعام کیا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاؤ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الحمد للہ کہو۔(1)

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں ثابت بنانی سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے گھروں میں اپنی عورتوں اور بچوں پر نماز کو تقسیم کردیا۔ رات اور دن میں سے کوئی وقت نہیں ہوتا تھا مگر حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان کا کوئی فرد نماز ادا کررہا ہوتا۔ یہ آیت ان سب کو شامل ہے۔(2)

امام فریابی اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان سے کہا اللہ تعالیٰ نے شکر کا ذکر کیا ہے تو میرے لیے دن کے وقت کی عبادت کے لیے کافی ہو جا، میں تیرے لیے رات کی عبادت کو کافی ہو جاؤں گا۔ تو حضرت سلیمان نے کہا میں تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ کہا میرے لیے دن کی نماز کو کافی ہو جا تو وہ اس کے لیے کافی ہو گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شکر اللہ کا تقویٰ ہے اور عمل اس کی اطاعت ہے۔(3)

ابن ابی حاتم نے فضیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میں تیرا کیسے شکر ادا کروں جبکہ شکر بذات خود تیری نعمت ہے؟ فرمایا اب تو نے میرا شکر ادا کیا جب تو نے یہ جان لیا کہ نعمتیں میری جانب سے ہیں۔

امام احمد بن حنبل نے زہد میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مغیرہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 114 (4478)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماجاء فی ذکر داؤد علیہ السلام، جلد 6، صفحہ 342 (31889)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! کیا تیری مخلوق میں کوئی ایسا ہے جس نے آج کی رات مجھ سے زیادہ ذکر کیا ہو؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی فرمایا ہاں مینڈک نے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا حضرت داؤد علیہ السلام نے التجاء کی اے میرے رب میں تیرا شکر کیسے کر سکتا ہوں جب کہ تو مجھ پر انعام فرماتا ہے پھر نعمت پر شکر کی توفیق نصیب فرماتا ہے۔ نعمت بھی تیری جانب سے شکر بھی تیری جانب سے تو پھر میں تیرا شکر کیسے بجالا سکتا ہوں۔ فرمایا ہاں اے داؤد! اب تو میری معرفت کا حق پہچان گیا ہے۔(1)

امام احمد نے زہد میں اور ابن ابی حاتم نے کتاب الشکر میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو جلد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مسئلۃ داؤد میں پڑھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میں تیرا کیسے شکر ادا کروں جب کہ میں تیرے شکر تک تیری نعمت کے ساتھ ہی پہنچ سکتا ہوں؟ تو حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس وحی آئی: اے داؤد! کیا تو یہ جانتا ہے کہ تیرے پاس جو کچھ نعمتیں ہیں وہ میری جانب سے ہیں؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: اے میرے اللہ! اگر میرے ہر بال کی دو زبانیں ہوں جو صبح و شام تیری تسبیح بیان کرتی رہیں تو میں تیری نعمتوں میں سے ایک نعمت کا بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: آپ کے خاندان میں ایک آدمی ضرور عبادت کر رہا ہوتا۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب انہیں کہا گیا اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا تو اس قوم پر کوئی ایسی گھڑی نہ آتی مگر کوئی نہ کوئی عبادت کر رہا ہوتا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے: آپ نے یہ آیت پڑھی اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جسے وہ عطا کی گئیں تو گویا اسے وہ عطا کر دیا گیا جو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا کیا گیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا ناراضگی اور رضا دونوں حالت میں عدل کرنا۔ تنگدستی اور غنا میں میانہ روی اختیار کرنا، مخفی اور علانیہ دونوں طریقوں سے اللہ کا ذکر کرنا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت حفصہ سے وہ اسے مرفوع نقل کرتی ہیں، حکیم ترمذی نے عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت عطاء بن یسار سے وہ حضرت ابو ہریرہ سے مرفوع روایت نقل کرتے ہیں: ابن نجار نے اپنی تاریخ میں عطاء بن یسار کے واسطہ سے حضرت ابو ذر سے روایت نقل کی ہے، فرمایا مخفی اور اعلانیہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے موحد بندوں میں سے کم ہیں جو اپنی توحید میں موحد ہیں۔(4)

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 100 (4413)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 101 (4414)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124 (4524) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 88

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کی موجودگی میں یوں دعا کی اے اللہ! مجھے قلیل میں سے بنادے۔ حضرت عمر نے فرمایا یہ تو کیسے دعا کررہا ہے؟ تو اس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے: وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے قلیل میں سے بنادے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تمام لوگ حضرت عمر سے زیادہ آگاہ ہیں۔ (1)

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

"پس جب ہم نے سلیمان پر موت کا فیصلہ نافذ کردیا نہ پتہ بتایا جنات کو آپ کی موت کا، مگر زمین کی دیمک نے جو کھاتی رہی آپ کے عصا کو۔ پس جب آپ زمین پر آرہے، تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو (اتنا عرصہ) نہ رہتے اس رسوا کن عذاب میں"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس میں سال اور دو سال، ایک مہینہ اور دو مہینہ تنہائی میں عبادت کرتے، کبھی اس سے کم اور کبھی اس سے زیادہ۔ وہ اپنا کھانا پانی ساتھ رکھتے۔ جس دفعہ آپ کا وصال ہوا اس دفعہ آپ نے کھانا اپنی خلوت گاہ میں جمع کیا۔ اس کا آغاز ایسا ہوا کہ جب بھی وہ صبح کرتے تو بیت المقدس میں ایک درخت اگتا۔ آپ اس درخت کے پاس آتے، اس سے پوچھتے تیرا نام کیا ہے؟ وہ درخت کہتا میرا یہ نام ہے۔ آپ اس سے پوچھتے کس مقصد کے لیے تجھے اگایا گیا ہے؟ وہ کہتا مجھے فلاں فلاں کام کے لیے اگایا گیا ہے۔ آپ اس درخت کے بارے میں حکم دیتے تو اس درخت کو کاٹ دیا جاتا۔ اگر اسے گاڑنے کے لیے اگایا جاتا تو آپ اسے گاڑ دیتے۔ اگر اسے بطور دوا اگایا جاتا تو وہ کہتا مجھے فلاں فلاں مرض کے لیے اگایا گیا ہے۔ تو آپ اس درخت کو اس کام کے لیے مختص کردیتے یہاں تک کہ ایک درخت اگا جسے خرنوبہ کہتے۔ حضرت سلیمان نے اسے فرمایا تو کس کام کے لیے اگایا گیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس مسجد کی بربادی کے لیے اگایا گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اس مسجد کو برباد کرے جب کہ میں زندہ ہوں تو ہی وہ ہے جس کی وجہ سے میری ہلاکت ہوگی اور بیت المقدس برباد ہوگا۔ آپ نے اسے اکھاڑا اور اپنے باغ میں لگالیا۔ پھر آپ اپنی عبادت گاہ میں داخل ہوگئے۔ آپ اپنے عصا پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگے۔ آپ فوت ہو گئے جنوں کو اس کا علم تک نہ ہوا وہ کام کرتے رہے۔ محض اس ڈر سے کہ آپ باہر تشریف لائیں گے اور انہیں سزا دیں گے۔

شیاطین اس عبادت گاہ کے اردگرد جمع تھے۔ اس عبادت گاہ کا اگلی اور پچھلی جانب سے روشن دان تھا۔ سرکش شیطان جو آزادی کا ارادہ کرتا تھا، کہتا کیا تو طاقت ور نہیں؟ اگر تو اس میں سے داخل ہوتا اور دوسری جانب سے نکل جاتا۔ تو وہ داخل ہوتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر عن ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما، جلد 6، صفحہ 65 (29514)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اور دوسری جانب سے نکل جاتا۔ انہیں میں سے ایک شیطان داخل ہوا وہ گزرا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف جو بھی شیطان دیکھتا تو وہ جل جاتا وہ گزرا۔ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آواز نہ سنی۔ وہ پھر گزرا تب بھی اس نے آواز نہ سنی۔ وہ پھر لوٹا اور آواز نہ سنی وہ پھر لوٹا اور اس عبادت خانہ میں رہا اور نہ جلا۔ اس نے حضرت سلیمان کی طرف دیکھا کہ وہ فوت ہو کر گر چکے ہیں۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ حضرت سلیمان تو فوت ہو چکے ہیں۔ انہوں نے عبادت گاہ کا دروازہ کھولا۔ آپ کو باہر نکالا تو انہوں نے آپ کے عصا کو نہ پایا۔ حبشی زبان میں عصا کو منساۃ کہتے ہیں جسے دیمک کھا گئی تھی۔ انہیں پتہ نہ چل سکا کہ آپ کا وصال کب ہوا۔ انہوں نے عصا پر دیمک کو رکھا۔ دیمک نے ایک دن اور رات میں اس سے جو حصہ کھایا۔ پھر اس کا حساب لگایا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ تو ایک سال سے وصال فرما چکے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں یہ ہے فَمَكَثُوْا يَدِيْنُوْنَ لَهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ حَوْلًا كَامِلًا اس موقعہ پر لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جن جھوٹ بولتے تھے۔ اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو انہیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا بھی علم ہو جاتا۔ تو وہ ایک سال تک کام کرتے ہوئے مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔ پھر شیاطین نے دیمک سے کہا اگر تو کھانا کھائے تو ہم تیرے پاس عمدہ ترین کھانا لاتے ہیں۔ اگر تو کوئی چیز پیے تو ہم تیرے پاس عمدہ ترین مشروب لاتے ہیں۔ لیکن ہم تیری طرف مٹی اور پانی لاتے ہیں۔ تو وہ اس دیمک کی طرف منتقل کرتے ہیں جہاں بھی وہ ہوتی ہے۔ کیا تم لکڑی کے اندر مٹی نہیں دیکھتے۔ یہ وہی ہے جو شیاطین اس کے پاس بطور شکر یہ لاتے ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی وفات کے بعد بھی ایک سال تک اپنے عصا کے سہارے کھڑے رہے۔ پھر سال کے اختتام پر گر پڑے۔ لوگوں نے آپ کے عصا جیسا عصا لیا اور اسی جیسی دیمک لی۔ اسے عصا پر چھوڑا تو دیمک اسے ایک سال میں کھا گئی۔ حضرت ابن عباس یوں قرأت کرتے فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسُ اَنْ لَّوْ كَانَ الْجِنُّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ سَنَةً سفیان نے کہا حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے وَهُمْ يَدْاَبُوْنَ لَهٗ حَوْلًا۔

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن سنی الطب النبوی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو اپنے سامنے ایک اگا ہوا درخت پاتے۔ آپ پوچھتے تیرا نام کیا ہے؟ تو وہ درخت بتاتا یہ ہے۔ اگر وہ درخت لگانے کے لیے ہوتا تو اسے لگا دیتے۔ اگر دوا کے لیے ہوتا تو وہ اگا رہتا۔ ایک دن آپ نے نماز پڑھی تو آپ کے سامنے ایک درخت اگا تھا تو آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا خرنوبہ۔ پوچھا تو کس چیز کے لیے ہے؟ اس درخت نے عرض کی اس گھر کو برباد کرنے کے لیے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے اللہ! جنوں سے میری موت کو مخفی رکھ تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جن غیب کا علم نہیں جانتے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عصا لیا۔ اس پر ٹیک لگائی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح کو قبض کر لیا جبکہ آپ ٹیک لگائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہوئے تھے۔ آپ موت کی حالت میں ایک عرصہ تک اس طرح رہے جبکہ جن کام کر رہے تھے۔ دیمک نے اسے کھالیا تو آپ گر گئے۔ اس وقت انھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کا علم ہوا۔ تو انسانوں پر یہ حقیقت واضح ہوگئی اگر جن غیب کا علم جانتے ہوتے تو ایک سال تک اس تکلیف دہ عذاب میں نہ رہتے۔ حضرت ابن عباس اسی طرح اسے پڑھتے۔ جنوں نے دیمک کا شکریہ ادا کیا۔ دیمک جہاں بھی ہوتی ہے جن اس کے پاس پانی لاتے ہیں۔(1)

بزار، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے بندوں پر تین احسان فرمائے ہیں۔ میں نے دانہ پر اس دیمک کو ڈال دیا۔ اگر یہ دیمک نہ ہوتی تو بادشاہ اسے اسی طرح خزانہ کرتے جیسے وہ سونے چاندی کا خزانہ کرتے ہیں۔ میں نے جسم پر بدبو ڈال دی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو ایک دوست اپنے دوست کو دفن نہ کرتا۔ میں نے غمگین کو سکون دے دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ تسلی جاتی رہتی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن انسانوں کو بتاتے کہ وہ غیب کی چیزوں کو جانتے ہیں وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ کل کیا ہوگا۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کے ساتھ ان کا امتحان لیا گیا۔ آپ کا وصال ہوگیا۔ ایک سال تک آپ عصا کے سہارے کھڑے رہے جبکہ جنوں کو آپ کی موت کا علم نہ ہو سکا جبکہ وہ اس سال بھی مطیع تھے اور کام کرتے رہے۔ بعض قرائتوں میں ہے فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسُ اَنْ لَّوْ كَانَ الْجِنُّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔ وہ اسی طرح اطاعت کرتے رہے اور آپ کی موت کے بعد بھی ایک سال تک کام کرتے رہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں کہتے تھے کہ جن غیب جانتے ہیں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال ہوگیا تو آپ وفات کی حالت میں ایک سال تک اپنے عصا پر کھڑے رہے جبکہ جن آپ کے کھڑا ہونے کی وجہ سے عمل کرتے رہے۔ جب آپ گر گئے تو لوگوں کو علم ہوگیا اگر جن غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت والے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔ حضرت ابن عباس اسے اسی طرح پڑھتے۔ قیس بن سعد نے کہا حضرت ابی بن کعب کی قرأت بھی اسی طرح ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک الموت سے کہا جب تجھے میرے بارے میں حکم دیا جائے تو مجھے بتا دینا۔ ملک الموت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے سلیمان! تیرے بارے میں مجھے حکم دے دیا گیا ہے، تیرا معمولی وقت رہ گیا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو بلایا۔ انھوں نے آپ پر ایک شیشے کا کمرہ بنا دیا جس میں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ آپ نماز پڑھنے لگے۔ آپ نے اپنے عصا پر ٹیک لگائی۔ ملک الموت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے آپ کی روح کو قبض کرلیا جبکہ آپ اپنے عصا پر ٹیک لگائے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم بحوالہ تفسیر ابن کثیر، جلد 6، صفحہ 2878، دار ابن حزم

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 228 (8036)، دار الباز

تھے۔ یہ آپ نے موت سے فرار کے لیے نہیں کیا تھا۔ کہا جن آپ کے سامنے کام کرتے رہے وہ آپ کو دیکھتے اور گمان کرتے کہ آپ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا جو لکڑی کھا جاتی ہے جسے قارح کہتے ہیں۔ وہ اس میں داخل ہوگئی۔ وہ اس عصا کو کھا گئی یہاں تک کہ عصا کا اندر والا حصہ کھا گئی۔ آپ کمزور ہو گئے اور اس عصا پر بھاری ہو گئے۔ تو وفات کی حالت میں گر پڑے۔ جب جنوں نے یہ دیکھا تو وہ بکھر گئے اور چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب اللہ تعالیٰ نے مہر آپ کو واپس کر دی۔ آپ نے ایک روز صبح کی نماز نہیں پڑھی۔ اپنے پیچھے دیکھا تو آپ ایک سرسبز درخت کے پاس تھے جو جھوم رہا تھا۔ آپ پوچھتے ہیں اے درخت! کیا تجھے کوئی جن، انسان، پرندہ، کیڑے مکوڑے اور چوپائے نہیں کھاتے۔ تو وہ درخت کہتا ہے مجھے کسی شے کا رزق نہیں بنایا گیا۔ لیکن میں فلاں اور فلاں چیز کی دوا ہوں۔ جن اور انسان اسے کاٹنے لگے اور دوائی میں استعمال کرنے لگے۔ ایک دن آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور متوجہ ہوئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے پیچھے ایک درخت ہے۔ پوچھا اے درخت! تو کیا ہے؟ کہا میں خرنوبہ ہوں۔ فرمایا اللہ کی قسم! خرنوبہ تو بیت المقدس کی بربادی ہے۔ جب تک میں زندہ ہوں اللہ تعالیٰ اسے برباد نہیں کرے گا بلکہ میں مر جاؤں گا۔ آپ نے حنوط منگوایا، اپنے آپ کو حنوط لگایا اور کفن پہنا۔ پھر آپ اپنی کرسی پر بیٹھے۔ پھر دونوں ہتھیلیوں کو اپنے عصا پر رکھا۔ پھر اسے اپنی ٹھوڑی کے نیچے کیا اور فوت ہو گئے۔ جن ایک سال تک یہی گمان کرتے رہے کہ آپ زندہ ہیں۔ جن اپنی نظریں آپ کی طرف نہیں اٹھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دیمک کو بھیجا جو عصا کے ایک طرف کو کھا گیا۔ تو وہ منہ کے بل گر پڑے۔ جنوں کو اس وقت علم ہوا کہ آپ کا تو وصال ہو چکا ہے تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ کا یہی مطلب ہے جنوں کے بارے میں علم ہو گیا کہ انھیں غیب کا علم نہیں لیکن پہلی قرأت میں تھا۔ تَبَيَّنَتِ الْاِنْسُ اَنْ لَّوْ كَانَ الْجِنَّ يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ دیمک نصف عصا تک پہنچی تو انھوں نے نصف باقی کو چھوڑ دیا۔ دیمک نے اس عصا کو ایک سال میں کھایا۔ انھوں نے کہا آپ پہلے سال ہی فوت ہو گئے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سال تک اپنے عصا پر ٹیک لگائے رہے یہاں تک کہ دیمک نے اسے کھا لیا تو آپ گر گئے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دیمک آپ کے عصا کو کھا گئی یہاں تک کہ آپ زمین پر گر گئے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 60 (2404)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مِنْسَاَتَهٗ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا اس سے مراد عصا ہے اس میں ایک شعر پڑھا جو عبدالمطلب نے کہا تھا۔

اَمِنْ اَجَلِ حَبْلٍ اَبَالَکَ صِدْتَهٗ ۔۔۔ بِمِنْسَاَةٍ قَدْ جَرَّ حَبْلَکَ اَحْبُلٌ

"تیرا باپ نہ رہے کیا ایک رسی کی خاطر تو نے اسے ڈنڈے کے ساتھ شکار کر ڈالا، تیری رسی کو کئی رسیوں نے کھینچا ہے"۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْسَاَتَهٗ سے مراد عصا ہے۔ یہ حبشہ کی زبان میں ہے۔(1)

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَ جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ الْقُرَى الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾

"قوم سبا کے لیے ان کے مسکن میں ہی نشانی موجود تھی۔ (وہاں) دو باغ تھے ایک دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف۔ کھاؤ اپنے رب کا دیا ہوا رزق اور اس کا شکر ادا کرو۔ اتنا پاکیزہ شہر اور ایسا رب غفور! (اہل سبا! تمھاری خوش بختی کا کیا کہنا) پھر انھوں نے منہ پھیر لیا تو ہم نے ان پر تند و تیز سیلاب بھیج دیا اور ہم نے بدل دیا ان کے دو باغوں کو ایسے دو باغوں سے جن کے پھل ترش اور کڑوے تھے اور ان میں جھاؤ کے بوٹے اور چند بیری کے درخت تھے۔ یہ بدلہ دیا ہم نے انھیں بوجہ ان کی احسان فراموشی کے اور بجز احسان فراموشی کے ہم کسے ایسی سزا دیتے ہیں۔ اور ہم نے بسا دی تھیں ان کے درمیان اور ان شہروں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی اور کئی بستیاں سر راہ اور ہم نے منزلیں مقرر کر دی تھیں ان میں آنے جانے کی۔ سیر و سیاحت کرو ان میں (جب چاہو) رات یا دن کے وقت امن و امان سے۔ پھر وہ بولے: اے ہمارے رب! دور دراز کر دے ہماری مسافتوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت

کو (یہ کہہ کر) انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ پس ہم نے انہیں افسانہ بنادیا اور ہم نے ان (کی جمعیت) کو پارہ پارہ کردیا (سبا کی) اس داستان میں عبرت کی نشانیاں ہیں ہر بہت صبر بہت شکر کرنے والے کے لیے''۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت فروی بن مسیک مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میری قوم کے وہ لوگ جو دین قبول کر چکے ہیں۔ انہیں ملا کر ان سے جنگ نہ کروں جو اس سے منہ پھیرے ہوتے ہیں؟ حضور ﷺ نے مجھے جنگ کی اجازت دی اور مجھے امیر مقرر فرمایا۔ جب میں آپ ﷺ کے پاس سے چلا آیا تو آپ نے میرے پیچھے پیغام بھیجا اور مجھے واپس بلا لیا۔ فرمایا اپنی قوم کو دعوت دو ان میں سے جو اسلام قبول کر لے۔ اس سے یہ شہادت قبول کر لے اور جو اسلام قبول نہ کرے۔ تو اس کے بارے میں جلدی نہ کر یہاں تک کہ میں تجھے نیا حکم نہ دوں۔ سبا کے بارے میں جو آیات نازل ہوئیں تو ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! سبأ کیا ہے کیا وہ علاقہ ہے یا کوئی عورت ہے؟ فرمایا نہ وہ علاقہ ہے اور نہ ہی عورت بلکہ وہ مرد ہے جس سے عرب کے دس قبائل چلے ان میں سے چھ یمن کی طرف چلے گئے اور چار شام کی طرف چلے گئے۔ جو شامی ہوتے ہیں وہ لخم، جذام، غسان اور عاملہ ہیں جو یمن میں رہے وہ ازد، اشعری، حمیر، کندہ، مذحج اور انمار ہیں۔ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! انمار کیا ہیں؟ فرمایا جن سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔ (1)

امام احمد، عبد بن حمید، طبرانی، ابن ابی حاتم، ابن عدی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ سبأ کیا ہے، مرد ہے یا عورت یا علاقہ ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ ایک مرد ہے جس کے دس بیٹے ہوئے۔ ان میں سے چھ یمن میں رہے اور شام میں چار رہے۔ یمنی مذحج، کندہ، ازد، اشعری، انمار اور حمیر ہیں۔ جہاں تک شامیوں کا تعلق ہے وہ لخم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ کو مجرور، تنوین کے ساتھ اور مہموز پڑھا ہے اور مَسْكَنِهِمْ کو جمع کا صیغہ اور الف کے ساتھ پڑھا ہے۔ (3)

امام فریابی نے حضرت یحییٰ بن وثاب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے یوں پڑھتے لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبأ کے دو پہاڑوں کے درمیان دو باغ تھے۔ عورت گزرتی اور ٹوکری اس کے سر پر ہوتی۔ وہ دو پہاڑوں کے درمیان سے چلتی تو ٹوکری پھلوں سے بھر جاتی جبکہ اس نے پھلوں کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ہوتا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی سرکشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا جاندار مسلط کردیا جسے جرذ (چھوٹا چوہا) کہتے ہیں۔ اس نے ان پر سوراخ کردیا تو اس نے ان سب کو غرق کردیا ان میں اثل (درخت) اور بیری کے علاوہ کوئی چیز نہ بچی۔

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 69-68 (3222)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 459 (3585)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 272 (2978)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی بستی میں کبھی بھی مچھر، مکھی، پسو، بچھو اور سانپ نہ دیکھا گیا لوگ سواریوں پر سوار ہو کر آتے تو ان کے کپڑوں میں جوئیں ہوتیں۔ جونہی وہ ان لوگوں کے گھروں کو دیکھتے تو یہ تمام کیڑے مرجاتے۔ اگر کوئی انسان ان کے دو باغوں میں داخل ہوتا اور وہ اپنے سر پر کوئی ٹوکری باندھ لیتا۔ جب وہ ان سے نکلتا تو مختلف قسم کے پھلوں سے وہ ٹوکری بھری ہوتی وہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز نہ توڑتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ کا معنی یہ ہے کہ شہر پاکیزہ ہے اور تمہارا رب تمہارے گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ فَاَعْرَضُوْا کا مطلب یہ ہے کہ قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے تکبر کیا اور اس کی نعمت کا انکار کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل سبا کو ان نعمتوں سے نوازا گیا جیسی نعمتوں سے اس زمانہ میں کسی اور کو نہیں نوازا گیا۔ عورت نکلتی اس کے سر پر ٹوکری ہوتی۔ وہ اپنے کسی کام کے لیے جانا چاہتی۔ جہاں وہ جانا چاہتی ابھی وہاں نہیں پہنچتی تھی کہ اس کی ٹوکری پھلوں کی مختلف اقسام سے بھر جاتی۔ ان سب نے اتفاق کیا اور اپنے رسولوں کو جھٹلایا۔ سیلاب ان کے پاس دنوں کی مسافت سے آتا یہاں تک کہ ان کی وادی میں ٹھہرتا۔ پانی ان سیلابوں اور پہاڑوں کا اس وادی میں جمع ہو جاتا۔ انہوں نے ایک بند بنا رکھا تھا۔ وہ بند کو ارم کا نام دیتے۔ جب وہ چاہتے اس پانی کو کھول دیتے۔ جب چاہتے اپنے باغوں کو سیراب کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ ان پر ناراض ہوا اور ان کے برباد کرنے کا حکم دیا تو ایک آدمی ان کے باغ میں داخل ہوا جسے عمرو بن عامر کہتے جیسے ہمیں خبر پہنچی ہے وہ کاہن تھا۔ اس نے چوہیا کو دیکھا کہ وہ اپنے بچے وادی کے دامن سے پہاڑ کی چوٹی پر منتقل کر رہی ہے۔ اس نے کہا یہ چوہیا یہاں سے بچے منتقل نہیں کر رہی مگر اس شہر کے لوگوں پر عذاب کا وقت آ گیا ہے اور یہ اس پر قادر ہے کہ اس بند میں سوراخ کر دے۔ اس نے اس میں سوراخ کر دیا۔ اس سوراخ سے پانی اس باغ کی طرف بہنے لگا۔ عمرو بن عامر نے اس سوراخ کے بارے میں حکم دیا تو اس کو بند کر دیا گیا۔ صبح ہوئی تو اس سے بڑا سوراخ ہو گیا۔ اس نے اس سوراخ کو بند کرنے کا حکم دیا تو اسے بند کر دیا گیا۔ پھر اس سے بھی بڑا سوراخ ہو گیا۔ جب اس نے یہ دیکھا تو اس نے اپنے بھتیجے کو بلایا اور کہا جب میں رات کے وقت اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھوں تو میرے پاس آنا اور کہنا تو میرا مال کیوں اپنے پاس روکے ہوئے ہے؟ میں تجھے کہوں گا میرے پاس تیرا کوئی مال نہیں اور تیرے باپ نے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑی۔ بے شک تو جھوٹا ہے۔ جب میں تجھے جھٹلاؤں تو تو مجھے جھٹلانا۔ جو بات میں تجھے کہوں ایسی ہی بات مجھ پر دوہرانا۔ جب تو ایسا کرے گا تو میں تجھے گالیاں دوں گا۔ تو مجھے بھی گالیاں دینا۔ جب تو مجھے گالیاں دے گا تو میں تجھے طمانچہ ماروں گا۔ جب میں تجھے طمانچہ ماروں تو تو مجھے بھی طمانچہ مارنا۔ تو اس بھتیجے نے کہا اے چچا! میں ایسا نہ کروں گا۔ چچا نے کہا تو ایسا کیوں نہیں کرے گا۔ میں تیرے اور تیرے گھر والوں کی اصلاح چاہتا ہوں۔ جب نوجوان نے چچا کی خواہش کو جان لیا تو کہا ٹھیک ہے۔ وہ آیا اس نے وہ باتیں کیں جو اسے کہی گئی تھیں یہاں تک کہ اس نے طمانچہ بھی مار دیا۔ نوجوان نے اسے پکڑ لیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

اور طمانچہ دے مارا۔ بوڑھے نے کہا اے بنوفلاں! تمہارے درمیان مجھے طمانچے مارے جاتے ہیں میں اس شہر میں کبھی بھی نہیں رہوں گا جس میں مجھے فلاں آدمی طمانچہ مارے۔ مجھ سے کون میرا مال خریدتا ہے؟ جب قوم نے اس کے پختہ ارادہ کو دیکھا تو انہوں نے اسے مال دے دیا۔ اس نے ان میں سے بہترین مال کو دیکھا تو اس کے مالک کے لیے بیع کو ثابت کر دیا۔ اس نے مال منگوایا۔ اس کی چھان بین کی۔ اسی رات اس نے اور اس کے بیٹوں نے مال اٹھایا اور وہاں سے رفو چکر ہو گئے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبا میں کاہن تھے۔ شیاطین ان کے لیے چوری چھپے باتیں سنتے۔ انہوں نے کاہنوں کو آسمان کی کچھ باتیں بتائیں۔ ان میں سے ایک معزز کاہن تھا۔ جس کے پاس بے شمار مال تھا۔ اسے بتایا گیا کہ ان کی تباہی کا وقت آ گیا ہے۔ عذاب ان پر آیا ہی چاہتا ہے۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اب کیا تدبیر اختیار کرے کیونکہ اس کے پاس مکانات کی صورت میں کثیر مال تھا۔ اس نے اپنے بیٹوں میں سے ایک سے کہا جبکہ وہ اپنے خاندان میں معزز ترین تھا کہ جب کل آئے میں تجھے حکم دوں تو تو اس کام کو نہ کرنا۔ جب میں تجھے جھڑکوں تو مجھے جھڑکنا۔ جب میں تجھے پکڑوں تو مجھے طمانچہ مارنا۔ اس نوجوان نے کہا اے والد! ایسا نہ کرو، یہ بہت بڑی بات ہے اور سخت معاملہ ہے۔ اس نے کہا اے بیٹے! ایک معاملہ ہو چکا ہے اب اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ لگاتار اسے قائل کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اس بات پر تیار ہو گیا۔ جب صبح ہوئی لوگ جمع ہوئے۔ تو اس کاہن نے کہا اے بیٹے! یہ کرو۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس کاہن نے جھڑکا تو اس نوجوان نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ ان کے درمیان یہ گفتگو چلتی رہی یہاں تک کہ باپ نے اسے پکڑ لیا۔ بیٹا باپ پر جھپٹا اور اسے تھپڑ دے مارا۔ اس نے کہا میرا بیٹا مجھے تھپڑ مارتا ہے، چھری میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے کہا تو چھری سے کیا کرے گا؟ اس نے کہا میں اسے ذبح کروں گا۔ لوگوں نے کہا تو اپنے بیٹے کو ذبح کرے گا، اسے طمانچہ مار دیا جو مناسب سمجھو وہ کرو۔ تو کاہن نے اسے ذبح کرنے کے علاوہ کسی اور عمل سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے اس کے ننھیال کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں اس معاملہ سے آگاہ کیا۔ اس کے ماموں آ گئے۔ انہوں نے کہا جو مناسب سمجھو ہم سے لے لو۔ اس نے ذبح کے علاوہ ہر چیز سے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے کہا تو اس کے مرنے سے پہلے خود مرے گا۔ اس کاہن نے کہا اگر بات اسی طرح ہے تو میں ایسے شہر میں رہنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا کہ جہاں میرے اور میرے بیٹوں کے معاملات میں رکاوٹ ڈالی جائے۔ میرے گھر مجھ سے خرید لو۔ میری زمین مجھ سے خرید لو۔ وہ یہی باتیں کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اپنے گھر، اپنی زمین اور جائداد بیچ ڈالی۔

جب قیمت اس کے ہاتھ میں آ گئی اور اس نے اسے محفوظ کر لیا تو اس نے کہا اے قوم! عذاب تم پر آیا چاہتا ہے اور تمہارے اقتدار کے زوال کا وقت قریب آ گیا ہے۔ تم میں سے جو نیا گھر، مضبوط جماعت اور سفر کا ارادہ رکھتا ہے وہ عمان چلا جائے۔ تم میں سے جو شراب، خمیری روٹی اور انگوروں کا رس چاہتا ہے تو وہ بصری چلا جائے۔ جو کیچڑ میں مضبوط رہنے والیوں، خشک سالی میں کھلانے والیوں اور پایاب پانی میں رہنے والیوں کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کھجوروں والی جگہ یثرب چلا جائے۔ ایک جماعت نے اس کی اطاعت کی۔ اہل عمان، عمان چلے گئے، غسان بصری چلے گئے۔ اوس، خزرج اور بنو کعب بن عمرو یثرب کی طرف چلے گئے۔ جب وہ نخل کی وادی میں تھے تو بنو کعب نے کہا یہ مناسب جگہ ہے، اس کے بدلے میں ہم کسی جگہ کے طالب

نہیں۔ وہ وہاں ہی مقیم ہو گئے۔ اسی وجہ سے ان کا نام خزاعہ پڑ گیا۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھیوں سے کٹ گئے تھے۔ اوس وخزرج آئے یہاں تک کہ وہ یثرب میں جا اترے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے: ان کے بیٹھنے کی ایک جگہ تھی جو سنگ مرمر سے پختہ کی گئی تھی۔ نصاری کے کچھ لوگ آئے۔ انھوں نے کہا اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں یہ عطا فرمایا ہے۔ ان لوگوں نے کہا ہمیں یہ کس نے عطا کیا ہے؟ یہ سب تو ہمارے آباؤ اجداد کا تھا۔ ہم تو اس کے وارث بنے ہیں۔ یہ بات ذویزن نے سن لی تو وہ پہچان گیا کہ ان کی بات کی وجہ سے کوئی نہ کوئی خبر ظہور پذیر ہوگی۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا تیرے ساتھ گفتگو مجھ پر حرام ہے۔ اگر کل تو میرے پاس نہ آئے جبکہ میں اپنی قوم کی مجلس میں ہوں تو تو میرے منہ پر طمانچہ مارے۔ اس نے ایسا ہی کیا تو ذویزن نے کہا میں ایسے علاقہ میں نہیں رہنا چاہتا جس میں میرے بیٹے نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا۔ کون میرا مال خریدنا چاہتا ہے۔ لوگوں نے جلدی کی اور اس سے مال خرید لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اندھے چوہے بھیج دیے جنہیں خلد کہا جاتا ہے۔ یہ اندھے چوہوں کی نسل ہے۔ وہ لگا تار اس بند کو کریدتے رہے یہاں تک کہ اس میں سوراخ کر دیا۔ تو بند گر گیا اور پانی دونوں باغوں کو بہا کر لے گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سبا کی طرف تیرہ نبی بھیجے۔ انہوں نے ان تمام انبیاء کو جھٹلایا۔ ان کا ایک بند تھا جس کو انھوں نے بنایا تھا۔ یہی بند سیلاب کو روکتا۔ جب وہ سیلاب ان کے اموال کو تباہ کرنا چاہتا۔ ان کے کاہن گمان کرتے تھے کہ ان کے بند کو چوہا تباہ کرے گا۔ انھوں نے دو پتھروں کے درمیان سوراخ نہیں رکھا مگر وہاں ایک بلی باندھ دی۔ جب بند کی تباہی کا زمانہ آ گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں جو ارادہ کیا تھا اس کا وقت ہو گیا۔ جو وہ ذکر کرتے تھے تو ایک سرخ چوہا ان بلیوں میں سے ایک بلی کی طرف آیا۔ اس نے بلی سے سرگوشی کی یہاں تک کہ بلی پیچھے ہٹ گئی۔ اس بلی کے پاس جو سوراخ تھا وہ اس سوراخ میں داخل ہو گیا۔ وہ اس میں سختی سے داخل ہو گیا۔ اس کو کھودا یہاں تک کہ سیلاب کے لیے اسے نرم کر دیا جبکہ لوگوں کو اس کا کچھ علم نہ تھا۔ جب سیلاب کا پانی آیا تو اس میں داخل ہو گیا۔ یہاں تک کہ بند کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔ وہ اموال پر بہنے لگا۔ انھیں اٹھایا تو ان میں سے کوئی چیز نہ بچی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یمن کی وادیاں سبا وادی کی طرف بہتی تھیں۔ یہ دو پہاڑوں کے درمیان تھی، اہل سبا نے ارادہ کیا اور دو پہاڑوں کے درمیان پتھروں اور تارکول سے بند باندھ دیا اور اپنے باغوں کے لیے جتنا پانی چاہا چھوڑ دیا۔ وہ ایک زمانہ تک اس طرح زندگی بسر کرتے رہے۔ پھر انہوں نے سرکشی کی اور نافرمانی کے اعمال کیے۔ اللہ تعالیٰ نے ان بندوں کی طرف چوہے بھیجے تو انھوں نے اس بند میں سوراخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گھر اور باغوں کو تباہ کر دیا اور ان کے دو باغوں کی جگہ دو اور باغ بو دیے ایک خمط (2) کا اور ایک اثل کا چھوٹا سا درخت ہوتا ہے جس سے وہ تیر بناتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 97-94، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ بغیر کانٹے والا درخت

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سیل عرم سے مراد سخت سیلاب ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سَیۡلَ الۡعَرِمِ یمنی زبان میں ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں پانی جمع ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے الۡعَرِمِ حبشہ کی زبان کا لفظ ہے۔ یہ اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی جمع ہوتا ہے۔ پھر اس سے نکل جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الۡعَرِمِ وادی کا نام ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سَیۡلَ الۡعَرِمِ سے مراد ایک وادی ہے جو یمن میں تھی اور مکہ مکرمہ کی طرف بہتی تھی۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وادی سبا کو الۡعَرِمِ کہتے ہیں۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَیۡلَ الۡعَرِمِ سے مراد سرخ پانی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بند کی طرف بھیجا۔ اس پانی نے اسے پھاڑ دیا اور اسے گرا دیا۔ وادی کو دونوں باغوں کے نیچے سے کھود دیا۔ دونوں باغ بلند ہو گئے اور پانی ان سے نیچے چلا گیا۔ دونوں باغ خشک ہو گئے۔ اب بند میں سرخ پانی موجود نہیں تھا۔ یہ ایک ایسا عذاب تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر بھیجا تھا۔ اُكُلٍ خَمۡطٍ سے مراد خمط اراک ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب ان پر بھیجا تھا۔ خَمۡطٍ سے مراد پیلو کا درخت ہے۔(6)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُكُلٍ خَمۡطٍ سے مراد پیلو کا درخت ہے اور اَثۡلٍ سے مراد طرفاء ہے۔(7)

امام طستی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُكُلٍ خَمۡطٍ کے بارے میں بتائیے فرمایا پیلو کا درخت۔ سوال کیا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

مَا مِغۡوَلَ فَوۡدٍ تُرَاعِیۡ بِعَیۡنِهَا اَغۡنِ غَضِیۡضَ الطَّرۡفِ مِنَ خَلَلِ الۡخَمۡطِ

''موت کی کدال کی تو حفاظت نہیں کر سکتا۔ آنکھ کی تری کو پیلو کے کانٹوں سے غنی کر دے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خَمۡطٍ سے مراد پیلو کا درخت۔ اَثۡلٍ سے مراد جھاڑ کا درخت اور سِدۡرٍ سے مراد بیری ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 95
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 96
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 98
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 99

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ سبأ ایک قوم تھی جسے اللہ تعالیٰ نے نعمتوں سے نوازا، انہیں اطاعت کا حکم دیا اور نافرمانی سے منع کیا۔ قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اعراض کیا۔ الْعَرِمِ سے مراد سبأ کی وادی ہے۔ اس میں مختلف وادیوں کا سیلابی پانی جمع ہو جاتا۔ انہوں نے قصد کیا اور دو پہاڑوں کے درمیان کی جگہ پر تارکول اور پتھروں سے بند بنا دیا۔ اس پر کئی دروازے لگا دیے۔ انہیں جتنا پانی ضرورت ہوتا۔ وہ اس سے پانی لیتے اور جس پانی کی ضرورت ہوتی اسے روک لیتے۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے ان پر چوہے مسلط کر دیے۔ اس نے بند کے نیچے سے سوراخ کر دیا اور ان کے اعمال پر سزا کے طور پر ان کی زمینوں کو برباد کر دیا۔ خَمْطٍ سے مراد پیلو کا درخت۔ اُكُلٍ پیلو کا پھل۔ قوم کے درخت بہترین درخت تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کی سزا کے طور پر برے ترین درخت بنا دیئے۔ اللہ تعالیٰ جس کسی بندے کے لیے عزت اور خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی نیکیاں قبول کر لی جاتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے ذلت و رسوائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کے گناہ پر روک لیتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خَمْطٍ ہی پیلو کا درخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری اور ابو مالک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے وَهَلْ نُجْزِيٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد مناقشہ ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد حساب میں مناقشہ ہے جس کے حساب میں مناقشہ ہوا وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا۔ وہ کافر ہی ہوگا جسے بخشا نہیں جائے گا۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے کہ نافرمانی کی جزا یہ ہوتی ہے کہ عبادت میں انسان کمزوری کا اظہار کرتا ہے، معیشت میں تنگی ہو جاتی ہے اور لذت میں بدمزگی آ جاتی ہے۔ پوچھا گیا یہ منغص کیا ہوتا ہے؟ فرمایا ایک آدمی حلال شے کی لذت نہیں پا سکتا یہاں تک کہ اس کے پاس وہ آدمی آتا ہے جو اسے مکدر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْقُرَى کا معنی شام نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد شام کی بستیاں ہیں۔(4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یمن سے لے کر شام تک پے در پے بستیاں تھیں۔ وہ بستیاں جنہیں ہم نے بابرکت بنایا۔ ان سے مراد شام ہے۔ ایک انسان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 100-97، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 61(2408)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 101
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 62(2411)

صبح چلتا تو ایک بستی میں قیلولہ کرتا۔ پھر پچھلے پہر چلتا تو دوسری بستی میں رات گزارتا۔ عورت نکلتی اور اس کے سر پر ٹوکری ہوتی۔ وہ اپنی منزل پر نہ پہنچتی کہ وہ ٹوکری تمام قسم کے پھلوں سے بھر جاتی۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی ملیکہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی بستیاں قریب قریب تھیں۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھ لیتے تھے۔ ان کے پھل لٹکے ہوتے تھے۔ پس وہ متکبر ہو گئے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ کا یہ معنی کیا ہے ہم نے ان میں سفر کو قریب کر دیا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے بَيْنَهُمْ کا یہ معنی کیا ہے کہ ان کے گھروں کے درمیان الْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا فِيهَا یعنی مقدس سرزمین۔ الْقُرَى اس سے مراد وہ بستیاں ہیں جو ان کے گھروں اور ارض مقدس کے درمیان تھیں۔ ظَاهِرَةً یعنی آباد سرسبز و شاداب۔ وَقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ان کے گھروں اور شام کے علاقہ کے درمیان سفر کو قریب کر دیا۔ سِيرُوا فِيهَا یعنی جب وہ اپنے گھروں سے شام کے علاقہ یعنی ارض مقدس کی طرف جانے کا قصد کریں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے ظَاهِرَةً کا معنی شام کی بستیاں ہیں۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہیں بھوک اور پیاس کا کوئی خوف نہ ہوتا۔ وہ صبح چلتے تو ایک بستی میں قیلولہ کرتے۔ وہ پچھلے پہر چلتے اور دوسری بستی میں رات گزارتے۔ وہ باغوں اور نہروں والے تھے یہاں تک کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ ایک عورت اپنے سر پر ٹوکری رکھتی تو ابھی گھر واپس نہ لوٹتی کہ اس کی ٹوکری بھر چکی ہوتی۔ ایک آدمی سفر کرتا تو زاد سفر ساتھ نہ لیتا۔ وہ نعمت پر متکبر ہوئے۔ انہوں نے کہا ہمارے سفروں کو دور کر دے تو انہیں ٹکڑے کر دیا گیا اور انہیں قصے کہانیاں بنا دیا گیا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ کاش یہ بستیاں ایک دوسرے سے دور ہوتیں تو ہم عمدہ چیزوں پر سفر کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے یحیی بن یعمر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں پڑھا فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا کہ یہ بعد مشدد ہے۔ کہا انہوں نے اپنے حق میں بددعا نہیں کی تھی بلکہ انہیں جو مصیبت پہنچی تھی اس کی انہوں نے شکایت کی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بھی بعّد کو مشدد پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے سعید بن ابی الحسن سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس لفظ کو بَعُدَ پڑھا ہے۔ یعنی باء پر زبر اور عین پر رفع۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رَبَّنَا یعنی نصب کے ساتھ پڑھا ہے اور باعِل پڑھا ہے یعنی باء پر زبر اور عین کے نیچے کسرہ۔ بطور دعاء۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ کا یہ مطلب ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، باب ان الشام ارض مقدسۃ، جلد 1، صفحہ 143، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 102

غسان شام چلے گئے۔ انصار یثرب آ گئے۔ خزاعہ تہامہ چلے گئے۔ ازدعمان چلے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ بندہ کتنا اچھا ہے جو صابر و شاکر ہو۔ جب اسے عطا کیا جائے تو شکر کرے۔ جب آزمائش میں مبتلا کیا جائے تو صبر کرے۔(1)

امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی گئی کہ صَبَّارٍ یعنی مصیبت کے وقت صبر کرے اور نعمت پر شکر بجالائے۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شکر نصف ایمان ہے اور یقین تمام ایمان ہے۔(2)

بیہقی نے ابو درداء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ! میں تیرے بعد ایک امت مبعوث کرنے والا ہوں۔ اگر انہیں ایسی چیز پہنچے گی جسے وہ پسند کرتے ہوں گے تو وہ حمد و شکر کریں گے۔ اگر انہیں ایسی چیز پہنچے گی جسے وہ ناپسند کرتے ہوں گے تو وہ صبر کریں گے۔ یہ حلم اور علم کی وجہ سے نہیں ہوگا۔ عرض کی اے میرے رب! یہ ان کے لیے کیسے ہوگا جبکہ نہ ان کا حلم ہوگا اور نہ علم؟ فرمایا میں انہیں اپنا حلم اور علم عطا کروں گا۔(3)

امام احمد، امام مسلم، بیہقی نے شعب الایمان میں، دارمی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت صہیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بڑا عجیب ہے، اس کا معاملہ خیر ہی خیر ہے، اگر اسے خوشی کی بات پہنچے تو وہ شکر کرتا ہے، یہ بھی خیر ہے، اگر اسے مصیبت پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے، یہ بھی اس کے لیے خیر ہے۔(4)

امام احمد اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں مومن پر متعجب ہوں۔ اگر اسے عطا کیا جائے تو وہ کہتا ہے الحمد للہ، تو اس نے شکر ادا کیا۔ اگر اسے کسی مصیبت میں مبتلا کیا جائے تو کہتا ہے الحمد للہ، تو وہ صبر کرتا ہے۔ مومن کو ہر حال میں اجر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی اجر دیا جاتا ہے جو وہ اپنے منہ کی طرف اٹھاتا ہے۔(5)

امام بیہقی نے شعب میں اور ابو نعیم نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے دین میں اپنے سے بلند مرتبہ اور دنیا میں اپنے سے پست مرتبہ کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتا ہے۔ جس نے دین میں اپنے سے کم مرتبہ اور دنیا میں اپنے سے بلند مرتبہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر نہیں لکھتا۔(6) وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ۔

وَ لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 104
2۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 109 (4448)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115 (4482)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 116 (4487)
5۔ ایضاً، (4485)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137 (4575)

بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِیْ شَكٍّ ؕ وَ رَبُّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ﴿۲۱﴾

''اور بیشک سچ کر دکھایا ان (ناشکروں) پر شیطان نے اپنا گمان سو وہ اس کی تابعداری کرنے لگے بجز مومنوں کے ایک گروہ کے (جو حق پر ڈٹا رہا)۔ اور نہیں حاصل تھا شیطان کو ان پر ایسا قابو (کہ وہ بے بس ہوں) مگر یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ ہم دکھانا چاہتے تھے کہ کون آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور کون اس کے متعلق شک میں مبتلا ہوتا ہے اور (اے حبیب!) آپ کا رب ہر چیز پر نگہبان ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خشک مٹی، گوندھی ہوئی مٹی اور بدبودار مٹی سے کمزور پیدا کیا گیا ہے جبکہ مجھے آگ سے پیدا کیا گیا جبکہ آگ ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ جس کا ذکر اس آیت میں بھی ہے لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّیَّتَهٗۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾ (الاسراء) ابلیس نے ان کے بارے میں اپنے گمان کو سچ کر دکھایا۔ لوگوں نے اس کی اتباع کی مگر مومنوں کی ایک جماعت نے اس کی پیروی نہ کی۔ فرمایا یہی مومن ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صَدَّقَ کو مشدد پڑھتے۔ معنی یہ کیا ہے ان کے بارے میں گمان کیا پس اس کو سچ کر دکھایا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابلیس نے لوگوں پر اپنے گمان کو سچ کر دکھایا مگر جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کی۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے ان کے بارے میں گمان کیا تو اس کا گمان موافق ہوا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے اتارا گیا جبکہ آپ کے ساتھ حضرت حوا بھی تھیں تو ابلیس خوشی سے زمین پر گرا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اس نے ان دونوں کو مصیبت میں مبتلا کیا۔ کہا جب میں نے والدین کو یہ مصیبت پہنچائی ہے تو اولاد تو ان سے زیادہ کمزور ہوگی۔ ابلیس کی طرف سے یہی اس موقع پر گمان کیا گیا۔ اس نے کہا جب تک ابن آدم میں روح ہوگی۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ میں اسے ورغلاؤں گا، اسے آرزو دلاؤں گا اور اسے دھوکہ دوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اس کے لیے توبہ کا دروازہ بند نہیں کروں گا جب تک موت اس کی سانس کی نالی تک نہیں پہنچے گی۔ وہ جب بھی مجھے پکاریں گے میں ان کو جواب دوں گا۔ وہ مجھ سے سوال نہیں کریں گے مگر میں انہیں عطا کروں گا۔ وہ مجھ سے مغفرت طلب نہیں کریں گے مگر میں انہیں بخش دوں گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ کی قسم! شیطان انہیں عصا، تلوار اور چھڑی سے نہیں مارتا اور نہ ہی انہیں کسی چیز پر مجبور کر سکتا ہے۔ اس کی طرف سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 105، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

صرف دھوکہ اور آرزوئیں ہوتی ہیں۔ ابلیس لوگوں کو ان چیزوں کی طرف دعوت دیتا ہے تو وہ اسے قبول کر لیتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آزمائش اس لیے ہوتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کافر کون ہے، مومن کون ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ﴿۲۲﴾

"آپ فرمایئے (اے مشرکو!) تم پکار دیکھو جنھیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود خیال کرتے ہو۔ یہ تو ذرہ برابر کے بھی مالک نہیں ہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ ان کا زمین و آسمان میں کچھ حصہ ہے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آسمان و زمین میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کی عبادت کی ان کا کسی چیز میں کوئی مددگار نہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا فرشتوں میں سے کوئی مددگار نہیں۔

وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَا ذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ﴿۲۳﴾ قُلْ مَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾ قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَ لَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ﴿۲۶﴾ قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾

"اور نہ نفع دے گی سفارش اس کے ہاں مگر جس کے لیے اس نے اجازت دی ہو۔ یہاں تک کہ جب دور کر دی جاتی ہے گھبراہٹ ان کے دلوں سے تو پوچھتے ہیں کیا ارشاد فرمایا تمہارے رب نے۔ وہ کہتے ہیں اس نے حق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 107

فرمایا ہے اور وہی بڑی شان والا، سب سے بڑا ہے۔ آپ فرمائیے کون روزی دیتا ہے تمہیں آسمانوں اور زمین سے؟ خود ہی فرمائیے اللہ اور ہم یا تم (دونوں میں سے ایک) ہدایت پر ہے اور (دوسرا) کھلی گمراہی میں ہے۔ فرمائیے تم سے باز پرس نہیں ہوگی ان جرموں کی جو ہم نے کیے اور نہ ہم سے باز پرس ہوگی تمہارے کرتوتوں کی۔ فرمائیے ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا پھر وہ فیصلہ کرے گا ہمارے درمیان حق (وانصاف) کے ساتھ۔ وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے سب کچھ جاننے والا ہے۔ فرمائیے مجھے بھی دکھاؤ تو وہ شریک جنہیں تم نے اللہ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ فقط وہی اللہ ہے جو زبردست بڑا دانا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فُزِّعَ کا معنی ہے خالی کر دیے گئے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب جبار نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وحی کا ارادہ کیا تو فرشتوں میں سے رسول کو بلایا تا کہ اس کے ساتھ وحی بھیجے۔ فرشتوں نے جبار کی آواز کو سنا کہ وہ وحی کے ساتھ متکلم ہے۔ جب ان کے دلوں سے حجاب اٹھا تو ان سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا اس نے حق فرمایا۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ حق ہی ارشاد فرماتا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا وحی کی آواز ایسی تھی جیسے پتھر پر لوہا مارا جائے تو اس کی آواز ہوتی ہے۔ جب انہوں نے آواز کو سنا تو سجدے میں گر گئے۔ جب انہوں نے سر اٹھایا تو کہا قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب وحی نازل ہوتی تو اس کی آواز ایسی تھی جیسے لوہے کو پتھر پر مارا جائے۔ تو آسمان والوں پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ تو فرشتوں نے کہا اس نے حق ارشاد فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ امر آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اس کی آواز آتی ہے جیسے زنجیر کو چٹان پر مارا جائے تو تمام آسمان والے خوفزدہ ہو جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دلائل میں حضرت معمر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت زہری رحمہ اللہ سے وہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے تو ایک ستارہ ٹوٹا تو روشنی ہوئی۔ پوچھا جب دور جاہلیت میں اس قسم کا واقعہ ہوتا تو تم کیا کہتے تھے؟ عرض کی ہم کہا کرتے تھے کوئی عظیم آدمی پیدا ہوا یا کوئی عظیم آدمی فوت ہوا۔ فرمایا یہ کسی آدمی کے مرنے یا اس کے پیدا ہونے سے نہیں گرتا۔ بلکہ بات یہ ہے جب ہمارا رب کسی امر کا فیصلہ کرتا ہے تو حاملین عرش اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں پھر اس آسمان والے تسبیح بیان کرتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہیں۔ پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں جو حاملین عرش کے قریب ہوتے ہیں مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ تو وہ انہیں بتاتے ہیں۔ پھر ہر آسمان والے ساتھ والے آسمان والوں کو بتاتے ہیں یہاں تک کہ خبر آسمان دنیا تک پہنچتی ہے تو جن اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت

بات کو اچکنا چاہتے ہیں تو انہیں شہاب بچے مارے جاتے ہیں۔ تو جو بات وہ اسی طرح بتاتے ہیں وہ حق ہوتی ہے لیکن وہ اپنی طرف سے اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں اور اس میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ معمر نے کہا میں نے زہری سے کہا کیا دور جاہلیت میں بھی اسی طرح مارا جاتا تھا؟ کہا ہاں کیا تو نے اس آیت کو نہیں دیکھا: وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴿۹﴾ (الجن) کہا جب رسول اللہ ﷺ کو مبعوث کیا گیا تو اس معاملہ کو سخت کر دیا گیا۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کہا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے عاجزی کرتے ہوئے اپنے پروں کو ہلاتے ہیں۔ گویا وہ پتھر پر زنجیر ہو۔ یہ چیز انہیں خوفزدہ کر دیتی ہے۔ اسے چوری چھپے سننے والے سنتے ہیں۔ چوری چھپے سننے والے اس طرح ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔ سفیان نے اپنے ہاتھ سے اسے بیان کیا۔ اپنی انگلیوں کو الگ الگ کیا۔ بعض کو بعض پر کھڑا کیا۔ وہ ایک بات سنتا اور اسے اپنے نیچے والے کی طرف القاء کرتا۔ پھر دوسرا اپنے نیچے والے کو القاء کرتا یہاں تک کہ وہ آخری جادوگر یا جن کی زبان پر القاء کرتا۔ بعض اوقات شہاب اس کے القاء کرنے سے پہلے آ لگتا۔ بعض اوقات وہ شہاب کے لگنے سے پہلے القاء کر لیتا۔ ساتھ وہ سو جھوٹ بولتا تو کہا جاتا کیا اس نے ہمیں فلاں دن یہ یہ نہیں کہا۔ اس نے جو حکم آسمان سے سنا ہوتا اس میں اس کی تصدیق کی جاتی۔(2)

امام ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی امر کے بارے میں وحی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا تکلم فرماتا ہے جو وحی کا تکلم فرماتا ہے تو آسمان میں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے زلزلہ برپا ہو جاتا ہے۔ جب اس آسمانوں والے سنتے ہیں تو ان پر غشی طاری ہوتی ہے اور سجدے میں گر جاتے ہیں۔ سب سے پہلے جبرئیل امین سر اٹھاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے مطابق اس سے وحی کا کلام فرماتا ہے۔ حضرت جبرئیل امین اسے لے کر فرشتوں کے پاس سے گزرتے ہیں۔ جب بھی ایک آسمان والوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو اس آسمان کے فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے رب نے کیا ارشاد فرمایا؟ تو جبرئیل امین کہتے ہیں حق فرمایا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ تو سب وہی بات کرتے ہیں جو جبرئیل امین نے کہا جبرئیل اس وحی کو وہاں تک پہنچاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں پہنچانے کا حکم دیا ہوتا۔(3)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے فُرِّغَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ پڑھا ہے یعنی راء اور غین کے ساتھ۔(4)

امام بیہقی، ابن ابی شیبہ، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 75 (3224)، دار الفکر بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 1736 (4424)، دار ابن کثیر دمشق
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 272 (2979)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے کہ جنوں کی جماعت میں سے ہر ایک کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہ ہے جہاں بیٹھ کر وہ وحی سنتے ہیں۔ جب وحی نازل ہوتی تو اس کی آواز یوں سنائی دیتی کہ زنجیر کو چٹان پر مارا جائے۔ آسمان والوں پر یہ نازل نہ ہوتی مگر ان پر غشی طاری ہوتی۔ اگر وحی ان چیزوں میں سے کسی کے بارے میں ہوتی جو غیب، موت اور زمین میں واقع ہونے والے دوسرے واقعات کے بارے میں ہوتی تو وہ اس کے بارے میں گفتگو کرتے وہ کہتے فلاں فلاں واقعہ ہوگا۔ شیاطین نے ان کو سن لیا اور اسے اپنے دوستوں تک پہنچایا۔ وہ کہتے ہیں یہ سال ایسا ہوگا یہ سال ایسا ہوگا۔ جن انہیں سن لیتے ہیں اس کے بارے میں کاہنوں کو اطلاع کرتے ہیں اور کاہن اس بارے میں لوگوں کو بتاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں یہ یہ ہوگا وہ اس خبر کو اسی طرح پاتے ہیں۔ جب الله تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا تو ان شیطانوں کو انہیں ستاروں کے ساتھ مارا گیا۔ جب جنوں نے عربوں کو آسمان کی خبریں نہ بتائیں۔ تو عربوں نے کہا آسمان والا مر گیا ہے تو اونٹوں والا ہر روز ایک اونٹ ذبح کرنے لگا۔ گائیوں والا ہر روز ایک گائے ذبح کرنے لگا۔ اور بکریوں والا ہر روز ایک بکری ذبح کرنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ جلدی جلدی اپنا مال ضائع کرنے لگے۔ ثقیف نے کہا جن کے پاس سب سے زیادہ اموال تھے۔ اے لوگو! اپنے مال اپنے پاس روکو آسمان والا فوت نہیں ہوا۔ یہاں کوئی انتشار نظر نہیں آرہا۔ کیا تم ستاروں کی نشانیاں اسی طرح نہیں دیکھتے جیسے پہلے تھیں۔ سورج، چاند، ستارے، رات اور دن اسی طرح ہیں۔ ابلیس نے کہا آج زمین میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ ہر علاقہ کی زمین میرے پاس لے آؤ۔ وہ اس کے پاس لے آئے۔ وہ مٹی کو (باری باری) سونگھنے لگا۔ جب اس نے مکہ مکرمہ کی مٹی کو سونگھا۔ کہا یہاں سے معاملہ منتشر ہوا ہے۔ انہوں نے چھان بین کی تو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے۔ (1)

ابوداؤد اور بیہقی رحمہما الله نے الاسماء والصفات میں رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ جب الله تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو دنیا کے آسمان والے گھنٹی کی آواز سنتے ہیں جیسے چٹان پر زنجیر کو گھسیٹا جا رہا ہو تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ اسی طرح رہتے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل امین ان کے پاس آتے ہیں۔ جب جبرئیل امین ان کے پاس آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اے جبرئیل ہمارے رب نے کیا کہا تو وہ کہتا ہے حق فرمایا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم الله نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب الله تعالیٰ وحی کے ساتھ تکلم فرماتا ہے تو آسمانوں والے ایک گھنٹی کی آواز سنتے ہیں جیسے چٹان پر زنجیر کو گھسیٹا جائے تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ وہ اسی طرح رہتے ہیں یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آتے ہیں۔ جب جبریل علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں اے جبرئیل! ہمارے رب نے کیا کہا تو وہ کہتا ہے حق فرمایا۔ تو سب حق حق پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ الله حضرت بہز بن حکیم رحمہ الله سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جبرئیل امین وحی لے کر رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو حضرت جبرئیل امین کے اترنے کی وجہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، ابواب الکہانۃ، جلد 2، صفحہ 240، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 109

سے آسمان والوں پر خوف طاری ہو جاتا تو وہ وحی کی آواز ایسے سنتے جو اس لوہے کی آواز سے بھی شدید ہوتی جو لوہا سخت چٹان پر پڑے۔ حضرت جبرئیل امین جب بھی کسی آسمان والے کے پاس سے گزرتے وہ کہتے اے جبرئیل! تجھے کس چیز کا حکم دیا گیا؟ تو حضرت جبرئیل امین جواب دیتے نُوْرُ الْعِزَّةِ الْعَظِیْمِ كَلَامُ اللّٰهِ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ اللہ جل شانہ کا عظیم نور اللہ کا کلام عربی زبان میں (نازل کرنے کا حکم دیا گیا ہے)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل امین کی طرف وحی فرماتا ہے تو فرشتے خوف زدہ ہو جاتے ہیں کہ کہیں قیامت برپا کرنے کا حکم نہ ہو۔ جب یہ خوف ان کے دلوں سے دور ہوتا ہے اور انہیں علم ہوتا ہے کہ یہ قیامت کا حکم نہیں تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب کا کیا حکم ہے۔ وہ کہتے ہیں حق ہے۔

امام ابو نصر سجزی رحمہ اللہ نے الابانہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے جبرئیل امین کو دیکھا اور اس نے گمان کیا کہ حضرت اسرافیل عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ اس کا قدم ساتویں آسمان میں اور الواح اس کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ جب عرش والا کسی امر کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے ایسی آواز سنتے ہیں جیسے زنجیر کو سخت چٹان پر گھسیٹا جا رہا ہو تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ جب وہ اٹھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا تو حضرت جبرئیل امین کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور کلبی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے: دونوں نے کہا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان فترۃ الوحی کا دور تھا۔ تو وحی اس طرح نازل ہوتی جیسے لوہے کی آواز ہوا کرتی ہے۔ فرشتے اس وجہ سے گھبرا گئے۔ جب خوف ان کے دلوں سے دور ہوا تو اس وقت انہوں نے پوچھا تمہارے رب نے کیا ارشاد فرمایا: کہا حق فرمایا۔ وہ بلند اور کبیر ہے۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود نے گمان کیا کہ وہ فرشتے جو اہل زمین کے پاس آتے رہتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں بھیجتا ہے تو وہ لوگوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ وہ اترے تو انہوں نے بڑی سخت آواز سنی تو ان سے نیچے والے فرشتے گمان کرتے ہیں کہ یہ قیامت کا حکم ہے۔ وہ سجدے میں گر جاتے ہیں۔ یہی صورتحال ان تمام فرشتوں کی ہوتی ہے جن کے پاس سے بھی وہ گزرتے ہیں۔ وہ یہ اپنے رب کے خوف کی وجہ سے کرتے ہیں۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو آسمان، زمین اور پہاڑ کانپ اٹھتے ہیں۔ تمام فرشتے سجدے میں گر جاتے ہیں۔ جن یہ گمان کرتے ہیں کہ امر کا فیصلہ ہو چکا۔ تو چوری کرنے والے چوری کی خواہش کرتے ہیں۔ جب فیصلہ ہو چکتا ہے تو فرشتے اپنے سر اٹھاتے ہیں۔ اس آیت سے یہی مراد ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اس آیت حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کی قرأت کرتے پھر اس کی یوں تفسیر بیان کرتے کہ جب خوف ان کے دلوں سے دور ہوتا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 64 (2460)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 111

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو پڑھتے فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ تو کہا جو اس میں شک اور تکذیب تھی وہ ان کے دلوں سے دور ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ جب شیطان ان کے دلوں سے دور ہوگیا ان سے، انہیں جو آرزوئیں دلاتا تھا اور انہیں جو گمراہ کرتا تھا، سے الگ ہوگیا تو اس وقت انہوں نے کہا قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ کہا یہ موت کے وقت بنی آدم میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اس وقت اقرار کیا جب اقرار انہیں کچھ نفع نہیں دیتا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ پردہ قیامت کے روز ان سے دور کیا جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور ضحاک رحمہما اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اس آیت حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کی قرأت کرتے تو کہتے ان کے دلوں سے جب اسے دور کردیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا آپ اس آیت کو کیسے پڑھتے ہیں حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ یا اِذَا فُرِّغَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ؟ تو محمد بن سیرین نے جواب دیا اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کیونکہ حضرت حسن بصری اپنی رائے سے بعض باتیں کرتے، میں ایسی باتیں کرنے سے ڈرتا ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے اِذَا فُزِّعَ یہ عین اور زاء مشدد کے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: پھر اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ لوگوں سے پوچھے تو اس نے پوچھا قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اس آیت وَ اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ کے بارے میں قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے ہم ہدایت پر ہیں اور تم واضح گمراہی میں ہو۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا وَ اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاكُمْ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے مشرکین سے کہی تھی اللہ کی قسم! ہم اور تم ایک جیسے نہیں دونوں جماعتوں میں سے ایک ہدایت یافتہ ہے۔ اور یَفْتَحُ کا معنی ہے وہ فیصلہ فرماتا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَفْتَحُ سے مراد قاضی ہے۔(4)

وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۲۸ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝۲۹ قُلْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 108، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 112
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 114

لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف بشیر اور نذیر بنا کر لیکن (اس حقیقت کو) اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور وہ کہتے ہیں کب پورا ہوگا یہ وعدہ (بتاؤ) اگر تم سچے ہو۔ فرمایئے (اے منکرو!) تمہارے لیے وعدہ کا دن مقرر ہے، نہ تم اس سے ایک لحہ پیچھے ہٹ سکو گے اور نہ (ایک لحہ) آگے بڑھ سکو گے''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كَآفَّةً لِّلنَّاسِ کا یہ معنی نقل کیا ہے تمام لوگ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس کا معنی سب لوگ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو عرب اور عجم کی طرف مبعوث کیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے معزز وہ لوگ ہیں جو ان میں سے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ اطاعت گزار ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں مجھے ایسی عطا فرمائی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ میں تمام لوگوں سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں جبکہ نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔ میری امت کے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا جبکہ میری امت سے قبل کسی امت پر بھی غنیمت کا مال حلال نہیں تھا۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ میرے لیے زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔ مجھے شفاعت کا حق دیا گیا۔ میں نے اسے اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئیں، مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں۔ مجھے تمام لوگوں سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا جبکہ نبی کو اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا۔ میری مدد رعب سے کی گئی، میرا دشمن ایک ماہ کی مسافت سے مجھ سے خوفزدہ ہوتا ہے۔ مجھے غنیمت کا مال کھلایا گیا (میرے لیے غنیمت حلال کی گئی)، میرے لیے زمین مسجد اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔ مجھے شفاعت کا حق دیا گیا جسے میں نے اپنی امت کے لیے قیامت کے دن کے لیے ذخیرہ کر لیا ہے ان شاء اللہ میری شفاعت ہر اس آدمی تک پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا۔

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَاۤ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 115، دار احیاء التراث العربی بیروت

اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَ جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْۤ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

"کفار (اب تو) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔ کاش! تم (وہ منظر) دیکھو جب یہ ظالم کھڑے کیے جائیں گے اپنے رب کے روبرو اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ کہیں گے وہ لوگ جو (دنیا میں) کمزور سمجھے جاتے تھے ان سے جو بڑے بنا کرتے تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان دار ہوتے۔ جواب دیں گے متکبران کمزوروں کو کیا ہم نے تمہیں روکا تھا ہدایت (قبول کرنے) سے جب (نور ہدایت) تمہارے پاس آیا تھا۔ درحقیقت تم خود مجرم تھے۔ کہیں گے وہ کمزور لوگ ان مغروروں سے (یوں نہیں) بلکہ تمہارے شب وروز کے مکروفریب نے ہمیں ہدایت سے باز رکھا جب تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کو ماننے سے انکار کردیں اور (بتوں کو) ان کا ہمسر بنائیں۔ اور دل ہی دل میں پچھتائیں گے جب دیکھیں گے عذاب کو اور ہم ڈال دیں گے طوق ان لوگوں کی گردنوں میں جنہوں نے کفر کیا (خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے) کیا انہیں بدلہ دیا جائے گا بجز اس کے جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ قول عرب کے مشرکوں کا ہے جنہوں نے قرآن کا انکار کیا۔ بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد کتب اور انبیاء ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد تورات اور انجیل ہے۔ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا سے مراد پیروکار ہیں۔ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا سے مراد قائدین ہیں۔ بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ رات دن کے آگے پیچھے آنے نے تمہیں دھوکے میں مبتلا کردیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ رات اور دن میں جو کچھ ہے اس کے ساتھ تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 116، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بلکہ دن اور رات کے ساتھ تمہیں دھوکہ میں ڈالا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ بلکہ اس نے تمہیں دھوکہ میں ڈالا ان چیزوں کے ساتھ جو دن اور رات میں ہوتی ہیں۔ اے قوم کے سردارو! یہاں تک کہ تم نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور کر دیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہنم میں نہ کوئی گھر ہوگا، نہ غار ہوگی، نہ طوق ہوگا، نہ بیڑی ہوگی اور نہ زنجیر ہوگی مگر جس جہنمی کی یہ چیزیں ہوں گی اس کا ان پر نام لکھا ہوگا۔ ابوسلیمان دارانی نے اسے بیان کیا روئے پھر کہا اس آدمی کا کیا حال ہوگا جس پر یہ تمام چیزیں جمع کر دی جائیں گی۔ بیڑیاں اس کے قدموں میں، طوق اس کے ہاتھوں میں، زنجیر اس کی گردن میں ہوگی۔ پھر اسے گھر میں اور غار میں داخل کر دیا جائے گا۔

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

"اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا مگر یہ کہ (برملا) کہہ دیا وہاں کے آسودہ حال لوگوں نے ہم اس (دین) کا جو دے کر تم بھیجے گئے ہو انکار کرتے ہیں۔ اور کہتے (تم کون ہو ہمیں ڈرانے والے) ہمارا مال بھی (تم سے) زیادہ ہے اور اولاد بھی اور ہمیں عذاب نہیں دیا جا سکتا۔ آپ فرمائیے بے شک میرا رب کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) لیکن اکثر لوگ (ان حکمتوں کو) نہیں مانتے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک تھے۔ ان میں سے ایک ساحل کی طرف نکل گیا جبکہ دوسرا اپنے گھر میں رہا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو ساحل کی طرف جانے والے نے اپنے ساتھی کو لکھا کہ اس نبی کا کیا بنا؟ اس کے ساتھی نے اسے لکھا کہ اس نبی کی اتباع قریش میں سے کسی نے نہیں کی مگر لوگوں میں سے جو بے بس اور مسکین لوگ تھے۔ انہوں نے اس کی پیروی کی ہے۔ اس نے تجارت چھوڑی اور اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس سے کہا میری اس کی طرف راہنمائی کرو۔ وہ خود کتابیں پڑھتا تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا کس کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں؟ فرمایا فلاں فلاں چیز کی طرف۔ اس نے کہا اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پوچھا تجھے اس کا کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 65 (2424)، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 117

کوئی نبی مبعوث نہیں کیا گیا مگر اس کی اتباع کمزور اور مسکین لوگوں نے کی تو یہ آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ نازل فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ جو بات تو نے کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کی ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ۔ مُتْرَفُوْهَآ سے مراد جابر، رئیس، شرکاء اور برائی کے قائد ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مُتْرَفُوْهَآ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کے جابر۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ۙ فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ هُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓىِٕكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

''اور (یاد رکھو) نہ تمہارے اموال اور نہ ہی تمہاری اولاد ایسی چیزیں ہیں جو تمہیں ہمارا قرب بخش دیں، مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا (اسے ہی ہمارا قرب نصیب ہوگا) پس یہی لوگ ہیں جن کے لیے دوگنا صلہ ہے ان کے عملوں کا اور وہ بالا خانوں میں امن وامان سے رہیں گے۔ اور جو لوگ کوشاں ہیں ہماری آیتوں کی تکذیب میں تاکہ ہمیں ہرا دیں وہی لوگ عذاب میں ہمیشہ گرفتار رہیں گے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عِنْدَنَا زُلْفٰۤى کا یہ معنی نقل کیا ہے: ہمارے نزدیک قرب کا باعث نہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: لوگوں کا اندازہ مال کی زیادتی اور اولاد کی زیادتی سے نہ لگاؤ، بے شک کافر کو بھی مال دیا جاتا ہے اور بعض اوقات مومن سے یہ روک دیا جاتا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے اے اللہ! مجھے ایمان اور عمل کا رزق عطا فرما مال اور اولاد سے دور رکھ۔ میں نے تیرا ارشاد سنا ہے وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى

امام احمد، امام مسلم اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک عمل کے بدلے میں دس نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک کے بدلے میں سات سو نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 11
3۔ ایضاً 4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 539، دار صادر بیروت

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب سے یہ روایت نقل کی ہے: جب مومن غنی اور متقی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دو دفعہ اجر عطا فرماتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی کہا کہ نیکی کو کئی گنا کر دیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں جن کے ظاہر، اندر سے اور اندر، ظاہر سے نظر آتے ہیں۔ صحابہ نے پوچھا: یہ کن کے لیے ہیں؟ فرمایا جو اچھی گفتگو کرے، کھانا کھلائے، ہمیشہ روزے رکھے، رات کو نماز پڑھے جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔(2)

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَ يَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۳۹

"آپ فرمائیے بیشک میرا پروردگار کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اپنے بندوں سے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور جو تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کی جگہ اور دے دیتا ہے اور وہ بہترین رزق دینے والا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت وَ مَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ کے بارے میں پوچھا گیا: کیا یہاں خرچ کرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے فرمایا نہیں بلکہ آدمی کا اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرماتا ہے۔

سعید بن منصور، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں خرچ کرنے سے مراد یہ ہے کہ جو آدمی فضول خرچی اور بخل کے بغیر خرچ کرتا ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم اپنے گھر والوں پر اسراف اور بخل کے بغیر خرچ کرتے ہو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس انفاق سے مراد اسراف اور بخل کے بغیر خرچ کرنا ہے۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کے پاس کوئی چیز ہو تو وہ میانہ روی اختیار کرے۔ اس آیت میں تاویل نہ کرے کیونکہ رزق تقسیم کیا جا چکا ہے۔ وہ کہتے ہیں ممکن ہے اس کا رزق تھوڑا ہو جبکہ وہ اس پر خوشحال کا رزق خرچ کر رہا ہو۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 52، دار رضا
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 30 (33972)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقۃ، جلد 5، صفحہ 251 (6549)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (6554)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو بدل ہوتا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان اپنا تمام مال خیر کے راستہ میں خرچ کر دیتا ہے، اسے اس مال کا بدل نہیں ملتا یہاں تک کہ وہ مرجاتا ہے۔ اس کی مثل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود: 6) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ جانور کو جو رزق دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات اسے رزق عطا نہیں فرماتا یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جو بھی مال خرچ کرتا ہے تو اس کا بدل عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ مگر وہ مال جو عمارت بنانے اور نافرمانی میں خرچ کیا جائے۔ (1)

امام ابن عدی نے کامل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت محمد بن منکدر سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نیکی صدقہ ہے، انسان اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرتا ہے، اس کے بدلے میں اس کے حق میں صدقہ لکھ لیا جاتا ہے۔ جس مال کو خرچ کر کے وہ اپنی عزت بچاتا ہے اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کے حق میں صدقہ لکھ لیتا ہے۔ یہ نفقہ جسے مومن خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر اس کا بدل لازم ہے مگر وہ نفقہ جو معصیت میں کیا جائے یا عمارت بنانے پر صرف کیا جائے۔ ابن منکدر سے پوچھا گیا: یہ جو فرمایا گیا کہ انسان نے جس کے بدلہ میں اپنی عزت بچائی اس کے بدلہ میں اس کے لیے صدقہ لکھ لیا جاتا ہے؟ کہا جو وہ شاعر اور متقی صاحب زبان کو عطا کرے۔ (2)

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! تمہارے اس زمانے کے بعد کاٹنے والا زمانہ آئے گا۔ خوشحال کو اس کے ہاتھ میں جو کچھ ہوگا انفاق کا ڈر کاٹے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ۔ (3)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انسان! تو خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائے گا۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ہر دن میں نحوست ہوتی ہے، اس دن کی نحوست کو صدقہ سے دور کرو۔ پھر فرمایا بدل کے مواقع پڑھا کرو کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ جب تم خرچ نہیں کرو گے تو کیسے اس کا بدل ملے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نوادر الاصول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے

1۔ شعب الایمان، باب فی ذم النسیان، جلد 7، صفحہ 392 (10712)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، فصل فی الاعتذار، جلد 3، صفحہ 264 (3496)
3۔ مسند ابو یعلی بحوالہ تفسیر ابن کثیر، جلد 6، صفحہ 2896، دار ابن حزم
4۔ صحیح بخاری، باب النفقات، جلد 5، صفحہ 5037، دار ابن کثیر دمشق

ہیں کہ آسمان سے مدد مشقت کے حساب سے ہی نازل ہوتی ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں آیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میرے عمامہ کی جانب کو پکڑ لیا۔ پھر فرمایا اے زبیر! میں تیری طرف خاص طور پر اور لوگوں کی طرف عام طور پر اللہ کا پیغام لانے والا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا کہتا ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا جب تیرا رب اپنے عرش پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی مخلوق کو دیکھا، فرمایا: میرے بندو! تم میری مخلوق ہو اور میں تمہارا رب ہوں، تمہارے رزق میرے ہاتھ میں ہیں، میں نے تمہیں جن چیزوں کا مکلف بنایا ہے اس میں نہ تھکتے رہو۔ مجھ سے اپنے رزق طلب کرو۔ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا ارشاد فرماتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو مال خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا، وسعت پیدا کر، میں تم پر وسعت پیدا کروں گا، تنگی نہ کر ورنہ میں تجھ پر تنگی کر دوں گا۔ اصرار نہ کر ورنہ میں تجھ سے اصرار کروں گا۔ غمگین نہ ہو ورنہ تجھ پر غم لازم کر دوں گا۔ رزق کا دروازہ سات آسمانوں کے اوپر سے کھلا ہوا ہے۔ عرش کے ساتھ اس کا تعلق ہے۔ وہ دن کو بند کیا جاتا ہے اور نہ رات کو۔ اللہ تعالیٰ اس دروازے سے ہر انسان پر رزق اس کی نیت، عطیہ، صدقہ اور نفقہ کے حساب سے نازل فرماتا ہے۔ جو آدمی اس میں اضافہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس میں اضافہ کر دیتا ہے اور جو آدمی اس میں کمی کرتا ہے اللہ اس کے لیے کمی کر دیتا ہے۔ جو روک لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر رزق کو روک لیتا ہے۔ اے زبیر! خود بھی کھاؤ لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ مشکیزے کا منہ بند نہ کرو ورنہ تجھ پر اس کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ تو شمار نہ کر ورنہ تجھ پر بھی گنتی کی جائے گی۔ بخل نہ کر ورنہ تجھ پر بخل کیا جائے گا۔ مقروض پر سختی نہ کر ورنہ تجھ پر سختی کی جائے گی۔ اے زبیر! اللہ تعالیٰ مال خرچ کرنے کو پسند کرتا ہے اور جو شک کرتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوتا۔ اے زبیر! اللہ تعالیٰ سخاوت کو پسند فرماتا ہے اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کی ہو، شجاعت کو پسند فرماتا ہے اگرچہ اس کا اظہار بچھو یا سانپ کو مارنے کی صورت میں ہو۔ اے زبیر! بڑی مصیبت پر صبر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور شہوات کے غلبہ کے وقت کامل یقین اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، شبہات کے نزول کے وقت کامل عقل اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، حرام اور خبیث چیزوں کے وقت سچا تقویٰ پسند ہے۔ اے زبیر! بھائیوں کی تعظیم کرو، نیک لوگوں کی تکریم کرو، اخیار کی توقیر کرو۔ پڑوسیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ فاجروں کے ساتھ نہ چلو۔ جس نے ایسا کیا وہ حساب و عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا مجھے تاکید حکم تھا اور میں تجھے وصیت کرتا ہوں۔

وَ یَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓىِٕكَةِ اَهٰۤؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِكُ بَعْضُكُمْ

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 113، دار صادر بیروت

لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ
كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا
رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ
اِلَّاۤ اِفْكٌ مُّفْتَرًی ؕ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ
هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿٤٣﴾ وَ مَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَ مَاۤ
اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ ﴿٤٤﴾ وَ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَ مَا
بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ ۫ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿٤٥﴾

"اور جس روز وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے پوچھے گا کیا یہ لوگ تمہاری پوجا کیا کرتے تھے۔ فرشتے عرض کریں گے تو پاک ہے ہر شرک سے، ہمارا مالک تو ہے ہمارا ان سے کیا واسطہ۔ بلکہ یہ تو جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر ان پر ایمان رکھتے تھے۔ پس آج تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو نہ نفع پہنچانے کی قدرت رکھتا ہے اور نہ نقصان کی۔ اور ہم کہیں گے جنہوں نے ظلم کیا تھا کہ چکھو آتش (جہنم) کا عذاب جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں ہماری آیتیں درآنحالیکہ وہ بالکل واضح ہیں کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر ایسا شخص جس نے ارادہ کرلیا ہے کہ روک دے تمہیں ان (معبودوں) سے جن کی تمہارے باپ دادا پوجا کیا کرتے تھے۔ نیز کہتے ہیں نہیں ہے یہ قرآن مگر جھوٹ گھڑا ہوا۔ اور کفار کہتے ہیں حق کے بارے میں جب وہ ان کے پاس آیا کہ نہیں ہے یہ مگر جادو کھلا کھلا۔ اور نہ ہی ہم نے انہیں کوئی کتابیں دیں جن کا یہ مطالعہ کرتے ہوں اور نہ ہی ہم نے بھیجا ان کی طرف آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا۔ اور (انبیاء کی) تکذیب کی جو ان سے پہلے گزرے اور یہ (کفار مکہ) نہیں پہنچے دسویں حصہ کو بھی جو (قوت، دبدبہ) ہم نے ان کو دیا تھا۔ پس جب انہوں نے جھٹلایا میرے رسولوں کو تو کتنا ہولناک تھا میرا عذاب"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰۤؤُلَآءِ اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ استفہام ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ (المائدہ:116)(1)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد سے بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ شیطانوں کی عبادت کرتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی کہ جسے وہ پڑھتے ہوں کہ وہ یہ جان لیں کہ جو پیغام حق آپ لائے ہیں وہ حق ہے یا باطل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَدْرُسُوْنَهَا کا معنی ہے وہ اسے پڑھتے ہیں۔ آیت وَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ یہ اس آیت وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ (فاطر) کے مناقض نہیں بلکہ بات یہ ہے جب بھی کوئی نبی اس دنیا سے چلا جاتا تو بعد والے لوگ اسی کے احکامات کی پیروی کرتے رہتے یہاں تک کہ دوسرا نبی آ جاتا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا میں وہ اس قدرت تک نہ پہنچے جو ہم نے ان کو عطا کی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: پہلے زمانے وَمَا بَلَغُوْا یعنی جنہوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا وہ اس قوت، عزت، دنیا اور اموال تک نہ پہنچے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَكَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو جو قوت اور دوسری شانیں دی تھیں وہ تمہیں عطا نہیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا جبکہ وہ زیادہ طاقتور اور شان و شوکت والے تھے۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّكُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ﴿۴۶﴾

"(اے حبیب!) آپ (انہیں) فرمایئے میں تمہیں صرف ایک نصیحت کرتا ہوں (یہ تو مان لو) تم اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ دو دو یا اکیلے اکیلے پھر خوب سوچو (تمہیں ماننا پڑے گا) تمہارے اس رفیق میں جنوں کا شائبہ تک نہیں ہے نہیں ہے وہ مگر بروقت خبردار کرنے والا تمہیں سخت عذاب کے آنے سے پہلے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں۔ مَثْنٰى وَفُرَادٰى یعنی دو دو ایک ایک۔(3)

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں تمہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی نصیحت کرتا ہوں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی کی نصیحت کرتا ہوں۔ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ کا معنی یہاں پاؤں پر کھڑا ہونا نہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ (النساء:135)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 123,154، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 123
3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 124

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کی ہے: ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ یا اکیلے کھڑا ہو، پھر وہ سوچ و بچار کرے کہ کیا اس ذات میں کوئی جنون ہے تو وہ کہے گا اس میں کوئی جنون نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے: مجھے تین ایسی چیزیں عطا کی گئی ہیں جیسی مجھ سے قبل کسی نبی کو عطا نہیں کی گئیں، اس میں فخر نہیں کر رہا۔ میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئی ہیں جبکہ جو انبیاء مجھ سے پہلے تھے ان کے لیے غنیمتیں حلال نہیں کی گئیں، وہ اپنی غنیمتیں جمع کرتے اور انہیں جلا دیتے۔ مجھے ہر احمر و اسود کی طرف مبعوث کیا گیا ہے جبکہ ہر نبی کو اس کی قوم کی طرف مبعوث کیا گیا تھا۔ میرے لیے زمین مسجد اور طہارت عطا کرنے والی بنادی گئی، میں اس مٹی سے تیمم کرتا ہوں اور اس میں نماز پڑھتا ہوں جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور مجھے ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ مدد کی گئی ہے۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾

"فرمائیے (لوگو!) جو معاوضہ میں نے تم سے مانگا ہے وہ تم اپنے پاس رکھو۔ میری (دلسوزیوں) کا اجر تو (میرے) اللہ کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ فرمائیے بیشک میرا رب (باطل پر) حق سے ضرب لگاتا ہے، وہ سب غیبوں کو جاننے والا ہے۔ (اے محبوب!) اعلان کر دیجئے حق آ گیا اور باطل کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔ فرمائیے (تمہارے گمان کے مطابق) اگر میں بہک گیا ہوں تو اس کا وبال میری جان پر ہوگا اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو (محض) اس وحی کے باعث جو میرا رب میری طرف بھیجتا ہے۔ بیشک وہ سب کچھ سننے والا بالکل نزدیک ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اجر سے مراد انعام ہے۔ یعنی میں تم سے اسلام پر کوئی انعام نہیں مانگتا ہے۔ شیطان نہ تو ابتدا میں پیدا کرتا ہے اور نہ ہی جب انسان ہلاک ہوتا ہے تو اسے دوبارہ لوٹاتا ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یَقْذِفُ بِالْحَقِّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ وحی نازل فرماتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 26-125، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حق سے مراد قرآن ہے۔ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ یعنی شیطان نہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے اور نہ ہی اسے دوبارہ اٹھاتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَى نَفْسِي کا معنی ہے مجھے میری خیانت پر پکڑا جائے گا۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ﴿٥١﴾

"کاش! تم دیکھو جب یہ گھبرائے ہوں گے، بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور قریب ہی سے پکڑ لیے جائیں گے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب انہوں نے دنیا میں موت کے وقت فرشتوں کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو دیکھا تو گھبرا گئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ (سبا) کہا اب ان کے ایمان لانے کی کوئی راہ نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ (فلما راؤا باسنا قالوا آمنا باللہ وحدہ وقد کفروا بہ من قبل) (غافر:84) یعنی انہیں ایمان لانے کی طرف دعوت دی جاتی ہے جبکہ وہ خوشحال تھے تو وہ ایمان نہ لائے وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ یعنی وہ ظن وتخمین کی باتیں کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کوئی جنت، جہنم اور دوبارہ اٹھنا نہیں وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خواہش کی کہ کاش وہ عمل کرتے تو ان کے اور اس خواہش کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کاش! آپ انہیں اس وقت دیکھتے جب وہ قیامت کے دن خوفزدہ ہوں گے۔ فَلَا فَوْتَ وہ اپنے رب کی گرفت سے باہر نہیں جاسکیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے کاش! آپ انہیں اس وقت دیکھتے جب وہ چیخ سے خوفزدہ ہوتے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب غزوۂ بدر ہوا ان کی گردنیں اڑائی گئیں۔ تو انہوں نے عذاب کو دیکھ لیا۔ تو وہ نہ عذاب سے بھاگ سکے اور نہ توبہ کی طرف لوٹ سکے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ غزوۂ بدر کے بارے میں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس سے مراد غزوۂ بدر میں قتل ہونے والے مشرک ہیں۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 126، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67-66، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 128
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 127

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سفیانی کا لشکر ہے۔ پوچھا کہاں سے اسے پکڑا گیا؟ فرمایا قدموں کے نیچے سے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ایسی قوم ہے جنہیں زمین میں دھنسا دیا گیا۔ انہیں قدموں کے نیچے سے پکڑا گیا تھا۔

ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ مدینہ طیبہ کی طرف آئیں گے یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ جبرئیل امین کو ان کی طرف بھیجے گا۔ حضرت جبرئیل امین انہیں پاؤں کی ایک ضرب لگائیں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ لشکر ہے جنہیں بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسایا جائے گا۔ ان میں سے ایک آدمی باقی بچے گا جو دوسرے لوگوں کو بتائے گا کہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا ہوا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو معقل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل ہے کہ انہیں پکڑا گیا اور چھوڑا نہ گیا۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت نفیرہ رحمہ اللہ سے جو قعقاع بن ابی حدرہ کی بیوی تھی، سے روایت نقل کی ہے: وہ کہتی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم یہ سنو کہ ایک لشکر زمین میں دھنسا دیا گیا تو قیامت قریب آ گئی۔

امام احمد، امام مسلم اور امام حاکم حضرت حفصہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اس گھر کا ایک لشکر قصد کرے گا۔ وہ اس پر حملہ آور ہوں گے یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو ان کا درمیانی حصہ زمین میں دھنس جائے گا۔ تو پہلے حصہ والے آخری حصہ والوں کو بلائیں گے۔ پھر ان سب کو ایک ہی بار زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان سے کوئی بھی نہیں بچے گا مگر الگ تھلگ رہنے والا جوان کے بارے میں خبر دے گا۔ (3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مشرق کی جانب سے ایک لشکر آئے گا۔ وہ مکہ کے ایک آدمی کا قصد کر رہے ہوں گے، یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جو ان کے آگے ہوگا وہ لوٹے گا تاکہ دیکھے کہ قوم کا کیا بنا۔ تو انہیں بھی وہ مصیبت آ جائے گی جو انہیں پہنچی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! جو مجبوراً اس لشکر میں شامل ہوا اس کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا سب کو یہ مصیبت پہنچے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ہر کسی کو اس کی نیت کے مطابق اٹھائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت صفیہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ اس گھر کے غزوہ سے نہیں رکیں گے یہاں تک کہ ان پر ایک لشکر حملہ آور ہوگا۔ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 127 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 55 (34173)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 476 (8322)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان کا پہلا اور آخری زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان کا درمیانی بھی نجات نہیں پائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! جسے مجبوراً اس میں شامل کیا گیا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح اٹھائے گا جو ان کے دلوں میں تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: ایک پناہ لینے والا الحرم میں پناہ لے گا۔ تو اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔ جب وہ بیداء کے مقام پر ہوں گے تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کا کیا حال ہوگا جسے مجبوراً لشکر میں شامل کیا گیا تھا؟ فرمایا اسے بھی ان کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے روز اسے اس کی نیت پر اٹھایا جائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے: میری امت کا ایک آدمی رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے بیعت لے گا جن کی تعداد بدریوں جتنی ہوگی۔ اس کے پاس عراق کی جماعتیں اور شام کے ابدال آئیں گے اور شام کی طرف سے ایک لشکر بھی ان کی طرف آئے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ (بیداء کے مقام پر) ہونگے تو ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر اس کی طرف قریش کا ایک آدمی جائے گا جس کے ننہال بنو کلب سے ہونگے۔ تو اللہ تعالیٰ انھیں شکست دے دے گا۔ یہ بات کہی جاتی تھی اس روز وہ آدمی خائب و خاسر ہوگا جو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی محروم ہے جو بنو کلب کی غنیمت سے محروم رہا۔ اگر اس کا حصہ ایک رسی ہی کیوں نہ ہو۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ان کی عورتیں دمشق کی سیڑھیوں پر بیچی جائیں گی یہاں تک کہ ایک عورت کو اس لیے واپس کر دیا جائے گا کہ اس کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہوگی۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: بیت اللہ شریف پر حملہ کرنے سے لشکر نہیں رکیں گے یہاں تک کہ ان میں سے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ذی قعدہ میں قبائل باہم جنگ کریں گے۔ اس سال حاجیوں کو لوٹا دیا جائے گا۔ منی میں جنگ کا میدان ہوگا یہاں تک کہ حاجیوں کا امام بھاگ جائے گا۔ رکن اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی جبکہ وہ ناپسند کر رہا ہوگا۔ اس کی بیعت بدری صحابہ کی تعداد کرے گی۔ جس سے آسمان اور زمین کے رہنے والے راضی ہوں گے۔(5)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 475(8321)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 612(12397)، دار الفکر بیروت 3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 478(8329)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 476(8323) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 549(8537)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی دمشق کے زیریں علاقے سے نکلے گا جس کو سفیانی کہا جائے گا۔ اس کی زیادہ تر بیعت کرنے والے بنو کلب ہوں گے۔ وہ قتل کرے گا یہاں تک کہ عورتوں کے پیٹ چاک کرے گا۔ وہ بچوں کو بھی قتل کرے گا۔ ان کے لیے بنو قیس لشکر جمع کریں گے تو وہ لشکر بنو قیس کو بھی قتل کر دے گا۔ یہاں تک کہ کوئی جگہ محفوظ نہ رہے گی۔

میرے خاندان کا ایک آدمی نکلے گا جو سفیانی تک پہنچے گا۔ وہ اپنے لشکروں میں سے ایک لشکر اس کی طرف بھیجے گا۔ وہ انہیں شکست دے گا۔ سفیانی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی طرف چلے گا۔ یہاں تک کہ جب بیداء کے مقام پر پہنچے گا تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ان میں سے مخبر کے سوا کوئی بھی نہیں بچے گا۔(1)

حاکم نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں سات فتنوں سے ڈراتا ہوں۔ ایک فتنہ مدینہ کی طرف سے، ایک فتنہ مکہ مکرمہ کی طرف سے، ایک فتنہ یمن کی طرف سے، ایک فتنہ شام کی طرف، ایک فتنہ مشرق کی طرف سے اور ایک فتنہ مغرب کی طرف سے آئے گا۔ شام کے بطن سے اٹھنے والا فتنہ ہی سفیانی کا فتنہ ہے۔ حضرت ابن مسعود نے کہا تم میں سے کوئی ایسا ہوگا جو پہلے فتنے کو پائے گا اور اس امت میں ایسا فرد ہوگا جو آخری فتنہ پائے گا۔ ولید بن عیاش (2) نے کہا مدینہ کا فتنہ تو حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی وجہ سے پیدا ہوا اور مکہ مکرمہ کا فتنہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی وجہ سے ہوا، شام کا فتنہ بنو امیہ کی وجہ سے ہوا اور مشرق کا فتنہ ان کی طرف سے ہوگا۔(3)

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾

"اس وقت کہیں گے ہم ایمان لے آئے ان پر لیکن اب کیونکر وہ پا سکتے ہیں ایمان کو اتنی دور جگہ سے۔ حالانکہ وہ کفر کرتے رہے ان سے اس سے پہلے اور دور سے بن دیکھے یاوہ گوئیاں کرتے رہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اٰمَنَّا بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور التَّنَاوُشُ کا معنی پکڑنا ہے۔ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان۔ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ یعنی دنیا میں وہ یہ کہتے وہ جادوگر ہے بلکہ وہ کاہن ہے بلکہ وہ شاعر ہے بلکہ وہ جھوٹا ہے۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے التَّنَاوُشُ کا معنی رد کرنا لوٹانا نقل

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 565 (8586)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ یہ ایک رائے کا اظہار تو ہے مگر سابقہ روایات اس سے متضاد ہیں۔ کیونکہ اس میں سفیانی کا ذکر ہے جس کا لشکر زمین میں دھنسایا جائے گا۔ (مترجم)

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 515 (8447) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 129,33، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا ہے مَّكَانٍۢ بَعِيدٍ آخرت سے دنیا تک۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ کا معنی ہے ان کا لوٹانا کیسے ممکن ہے۔ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيدٍ وہ لوٹانے کا سوال کرتے ہیں جبکہ اس وقت لوٹانا کیسے ممکن ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا التَّنَاوُشُ کیا ہے؟ فرمایا کسی چیز کو پکڑنا جبکہ یہ اس کا وقت نہ ہو۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی توبہ نقل کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے التَّنَاوُشُ کو الف ممدودہ اور ہمزہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ کا معنی ہے: وہ گمان کرتے ہیں وہ دنیا میں آخرت کو جھٹلاتے تھے اور کہتے تھے، نہ دوبارہ اٹھانا ہے نہ جنت ہے اور نہ دوزخ۔(4)

وَ حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝٥٤

"اور رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی ان کے درمیان اور ان چیزوں کے درمیان جو وہ دل سے چاہتے ہوں گے جیسے ان کے ہم منصب لوگوں کے ساتھ پہلے کیا گیا تھا۔ وہ ایسے شک میں مبتلا تھے جو دوسروں کو بھی شک میں ڈالنے والا تھا"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے اور ایمان کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوگئی۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ مَا يَشْتَهُوْنَ سے مراد مال، اولاد، شان و شوکت اور اہل و عیال ہیں۔ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ یعنی جیسے ان سے پہلے کفار کے ساتھ کیا۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا يَشْتَهُوْنَ سے مراد توبہ ہے۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی بڑا مالدار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 32-131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 131
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 67، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 133
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 35-134
7۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 439 (7199)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تھا۔اس کا ایک نالائق بیٹا اس کا وارث بن گیا۔وہ اپنے باپ کے مال سے اللہ کی نافرمانیاں کرتا۔جب اس کے چچوں نے یہ دیکھا تو اس نوجوان کے پاس آئے،اسے لعن طعن کیا نوجوان پریشان ہو گیا۔اس نے خاموشی سے اپنی جائیداد بیچ ڈالی۔پھر وہاں سے کوچ کر گیا۔وہ ایک چشمہ کے پاس آیا جو اس کے سامنے تھا۔اپنا مال مویشی وہاں چھوڑا،ایک محل بنایا۔اس اثنا میں کہ ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا کہ ہوا اس کے پاس چادر میں لپیٹے۔ایک عورت لائی جس کا چہرہ بڑا خوبصورت اور جس کی خوشبو بڑی عمدہ تھی۔اس عورت نے پوچھا اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟اس آدمی نے جواب دیا میں بنی اسرائیل کا ایک آدمی ہوں۔اس عورت نے پوچھا یہ مال تیرا ہے اور یہ محل بھی تیرا ہے؟اس آدمی نے جواب دیا ہاں۔اس عورت نے پوچھا کیا تیری کوئی بیوی بھی ہے؟اس نے کہا نہیں۔اس عورت نے کہا جب تیری بیوی کوئی نہیں تو تیری زندگی کیسے خوشگوار گزرتی ہوگی؟اس نے کہا بات تو ایسے ہی ہے۔مرد نے پوچھا کیا تیرا کوئی خاوند ہے؟عورت نے جواب دیا نہیں۔مرد نے پوچھا کیا تو اس بات کو پسند کرتی ہے کہ میں تجھ سے شادی کرلوں؟عورت نے کہا میں تجھ سے ایک میل کی مسافت پر رہتی ہوں۔جب کل کا دن آئے تو ایک دن کا زادراہ لینا اور میرے پاس آجانا اگرچہ راستے میں تو کوئی خوف دیکھے۔مرد نے کہا ٹھیک ہے۔عورت نے کہا تجھ پر کوئی حرج نہیں۔وہ تجھے کوئی خوفزدہ نہیں کرے گا۔

جب اگلا دن آیا،اس نے ایک دن کا زادراہ لیا اور محل کی طرف چل دیا۔اس نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اس کی طرف ایک نوجوان نکلا جو بہت خوبصورت چہرے والا اور عمدہ خوشبو والا تھا۔اس نے پوچھا اے اللہ کے بندے!تو کون ہے؟تو اس نے جواب دیا میں اسرائیلی ہوں۔اس نے پوچھا تجھے کیا کام ہے؟اس اسرائیلی نے جواب دیا اس محل کی مالکہ نے مجھے بلایا ہے۔اس نے کہا تو نے سچ کہا کیا تو نے راستہ میں کوئی خوفناک چیز پائی ہے؟اسرائیلی نے جواب دیا ہاں۔اگر اس عورت نے مجھے نہ بتایا ہوتا کہ گھبرانا نہ تو جو کچھ میں نے دیکھا وہ مجھے خوفزدہ کر دیتا۔میں آیا یہاں تک کہ جب مجھ پر راستہ کھلا۔تو اچانک میں ایک کتیا کے پاس پہنچا جو اپنا منہ کھولے ہوئے تھی۔میں گھبرایا،میں اچھلا تو میں اس کے پیچھے تھا کہ اس کا پلا اس کے سینے پر چڑھ گیا اور اس کا گلا کاٹنے لگا۔دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا تو اس کو نہیں پائے گا۔یہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ایک نوجوان بوڑھوں کے پاس بیٹھے گا تو ان کی مجلس پر غالب آجائے گا اور ان کی بات کو قابو کرلے گا۔پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے ایک راستہ کھلا وہاں سو بکریاں جمع ہیں۔ان میں سے ایک میمنہ ہے جو ان کا دودھ پی رہا ہے۔جب وہ ان کے پاس آیا تو اس نے گمان کیا کہ یہ کسی چیز کو نہیں چھوڑے گا۔اس نے منہ کھولا ہوا ہے اور زیادتی کی خواہش کرتا ہے۔دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا تو اسے نہیں پائے گا۔یہ آخر زمانہ میں بادشاہ ہوگا جو تمام لوگوں کو جمع کرے گا۔کہا پھر میں آگے بڑھا۔میرے لیے راستہ کھلا تو میں ایک درخت کے پاس تھا۔اس درخت کی ایک سرسبز و شاداب ٹہنی نے مجھے خوش کر دیا۔تو میں نے اس آدمی کے پاس جانے کا ارادہ کیا جس کے پاس درانتی تھی جو اسے بھی کاٹ رہا تھا جس تک وہ پہنچتا تھا اور اسے بھی کاٹ رہا تھا جس تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا۔اس سے کہا کاش!تو صرف اس شاخ کو کاٹتا جہاں تک تیرا ہاتھ پہنچتا ہے اور جہاں تک تیرا ہاتھ نہیں پہنچتا اس کو چھوڑ دیتا اس درانتی والے نے کہا۔جا جا تو مکلف نہ بن۔اس کی خبر تم تک پہنچے گی۔اس نے اسے

کاٹ دیا مجھے ایک اور درخت نے آواز دی اے اللہ کے بندے! مجھ سے لو۔ اس نے کہا تو اس کو پکڑنے والا نہیں، یہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی۔ ایک آدمی ایک عورت کو دعوت نکاح دے گا تو اسے دس بیس عورتیں اپنی طرف دعوت دیں گی۔

کہا پھر میں آگے بڑھا۔ یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا، کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک آدمی کے پاس ہوں جو ہر ایک انسان کے لیے پانی بھر رہا ہے۔ جب لوگ چلے جاتے ہیں تو وہ اپنے گھڑے میں پانی ڈالتا ہے۔ تو اس کے گھڑے میں کوئی پانی نہیں ہوتا۔ کہا تو اس کو پانے والا نہیں یہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ قاضی لوگوں کو علم سکھائے گا۔ پھر نافرمانی کے کام کر کے ان کی مخالفت کرے گا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا۔ اچانک میں ایک آدمی کے پاس ہوتا ہوں جو ایک کنویں پر پانی بھر رہا ہے۔ جب بھی وہ کوئی ڈول نکالتا ہے تو اسے حوض میں ڈال دیتا ہے۔ پانی پھر کنویں میں چلا جاتا ہے کہا یہ آدمی ہے جس کے اعمال صالحہ کو اللہ تعالیٰ نے رد کر دیا ہے قبول نہیں کیا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ مجھ پر راستہ کھلتا ہے۔ پھر میں ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہوں جو بیج بو رہا ہے۔ پھر اسے کاٹتا ہے تو وہ عمدہ گندم ہوتی ہے۔ اس نے کہا یہ وہ آدمی ہے اللہ تعالیٰ نے جس کے اچھے اعمال کو قبول کر لیا ہے اور انہیں بڑھا دیا ہے۔

پھر میں آگے بڑھا کہ مجھ پر راستہ کھل جاتا ہے کہ میں ایک بکری کے پاس ہوتا ہوں۔ وہاں ایک قوم ہے جنہوں نے اس بکری کے پاؤں پکڑ رکھے ہیں۔ ایک آدمی نے اس کے سینگ پکڑ رکھے ہیں۔ ایک آدمی نے اس کی دم پکڑی ہوئی ہے۔ ایک آدمی اس پر سوار ہے۔ ایک آدمی اس کا دودھ دوہ رہا ہے محل کے دروازے پر کھڑے آدمی نے کہا بکری دنیا ہے جنہوں نے اس کے پاؤں پکڑ رکھے ہیں۔ وہ اس کے بالاخانے سے گرتے ہیں جس نے اس کے سینگ پکڑ رکھے ہیں۔ وہ تنگ زندگی بسر کرتا ہے جس نے اس کی دم پکڑی ہوئی ہے۔ دنیا اسے پیچھے چھوڑ آئی ہے جو اس پر سوار ہے۔ اس نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے جو اس کا دودھ دوہ رہا ہے اس کے لیے آفرین ہے وہ آدمی اسے لے گیا۔

پھر میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میرے لیے راستہ کھلا تو میں ایک آدمی کے پاس پہنچا جو اپنی گدی کے بل لیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے! میرے قریب ہو میرا ہاتھ پکڑ۔ اللہ کی قسم! جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے میں نہیں بیٹھا۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ دوڑنے لگا یہاں تک کہ میں نے اسے نہ دیکھا نوجوان نے اسے کہا یہ تیری عمر ہے جو ختم ہو چکی ہے اور کہا میں ملک الموت ہوں، میں ہی وہ عورت ہوں جو تیرے پاس آئی تھی۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے تیری روح قبض کرنے کا مجھے حکم دیا پھر میں تجھے جہنم کی طرف لے جاؤں گا۔

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ موفقیات میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ پردے فاش نہ کرو۔ بنو اسرائیل میں ایک آدمی تھا۔ اس کی ایک بیوی تھی۔ جب وہ اپنے خاوند کے سامنے کھانا پیش کرتی۔

پھر اس کے سر پر کھڑی ہو جاتی پھر کہتی اللہ تعالیٰ اس عورت کا پردہ فاش کرے جو عدم موجودگی میں خاوند سے خیانت کرتی ہے۔ ایک روز اس کی طرف مچھلی بھیجی گئی پھر وہ خاوند کے سر پر کھڑی ہوئی اور کہا اللہ تعالیٰ اس عورت کا پردہ فاش کرے جو خاوند کی عدم موجودگی میں اس سے خیانت کرتی ہے۔ مچھلی نے قہقہہ لگایا اور پیالے سے نیچے آگری۔ پھر مرد نے اس سے کہا اپنی بات دہرا اس نے بات دہرائی۔ تو مچھلی نے قہقہہ لگایا اور پیالے سے نیچے آگری۔ اس نے یہ عمل تین بار کیا۔ ہر بار مچھلی قہقہہ لگاتی تھی اور پھڑکتی اور دسترخوان سے نیچے آگرتی۔

وہ آدمی بنی اسرائیل کے ایک عالم کے پاس آیا، اسے بتایا اس عالم نے کہا جا اپنے رب کا ذکر کر، کھانا کھا اور شیطان کو دور بھگا۔ ایک فتنہ پرور آدمی نے اسے کہا اس کے بیٹے کے پاس جا کیونکہ وہ اس سے بھی زیادہ عالم ہے۔ وہ آدمی گیا، اس کو سب کچھ بتایا۔ اس عالم نے کہا میرے پاس اس کو لے آ جو تیرے گھر میں ہے جس کی شرمگاہ کو تو نے نہیں دیکھا۔ وہ اس کے پاس انہیں لے آیا۔ اس نے ان کے چہروں کو دیکھا۔ پھر کہا اس حبشیہ سے پردہ ہٹاؤ تو اس نے اس سے پردہ ہٹایا۔ تو وہ نوجوان کے بازو کی طرح تھا۔ اس نے کہا اس سے اس عورت کو یہ مچھلی ملی۔ اس نوجوان کا عالم باپ مر گیا۔ اس کے پردہ فاش کرنے سے اس کا پردہ فاش ہو گیا۔ لوگوں نے اس سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ بنو اسرائیل اس کے پاس آئے، کہا تجھ پر افسوس! تو ہم سے بڑا عالم اور امین تھا۔ جب انہوں نے اس نوجوان سے زیادہ باتیں کیں تو وہ ان کے پاس سے بھاگ گیا یہاں تک کہ بلقاء کے علاقہ میں بنی اسرائیل کے آخری بستی میں ڈیرہ جمالیا۔ اس کے پاس ایک خوبصورت عورت فتویٰ لینے آئی۔ اس عالم نے اس سے کہا کیا تیرے لیے یہ ممکن نہیں کہ تو مجھے اپنے اوپر قدرت دے اور میں تجھے ایک سو دینار دوں؟ اس عورت نے کہا کیا اس سے بہتر کی تو خواہش رکھتا ہے۔ تو میرے گھر آ اور مجھ سے شادی کر لے۔ میں ہمیشہ کے لیے تیرے لیے حلال ہو جاؤں گی۔ اس عالم نے پوچھا تیرا گھر کہاں ہے؟ اس عورت نے پتہ بتایا۔ وہ رات اس عالم پر بڑی خوشگوار گزری۔

وہ عالم گیا، اچانک وہ ایک کتیا کے پاس پہنچتا ہے جو بھونک رہی ہے۔ اس کے پیٹ میں اس کے بچے ہیں۔ اس نے کہا یہ کتنی عجیب بات ہے۔ اس کو کہا گیا آگے چلا جا۔ تو مکلف نہیں۔ ایسی خبر تجھ تک آپہنچے گی۔ وہ چلا گیا۔ اچانک وہ ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو پتھر اٹھا رہا ہے۔ جب بھی وہ بوجھل ہوتا ہے اور پتھر اس سے گر پڑتا ہے۔ تو وہ آدمی اس پر مزید اضافہ کر لیتا ہے۔ اس عالم نے اس آدمی سے کہا عجیب بات ہے تو اس کے اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا مگر اس پر اضافہ کیے جا رہا ہے اس پتھر اٹھانے والے آدمی نے کہا تو چلا جا تو مکلف نہیں، اس کی خبر تجھے مل جائے گی۔ وہ آدمی چلا جاتا ہے کہ اچانک ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو ایک کنویں سے پانی بھر رہا ہے اور کنویں کے پہلو میں ایک حوض میں پانی انڈیلے جا رہا ہے۔ حوض میں ایک سوراخ ہے وہ پانی پھر کنویں میں چلا جاتا ہے۔ اس عالم نے اسے کہا اگر تو پتھر رکھ لیتا اور پانی کو روک لیتا۔ تو اس آدمی نے کہا تو چلا جا، تو اس بات کا مکلف نہیں ہے، اس کی خبر تجھے مل جائے گی۔ وہ آدمی چلا گیا کہ اچانک وہ ایک ہرنی کے پاس پہنچتا ہے۔ ایک آدمی اس پر سوار ہے، ایک آدمی اس کو دوہ رہا ہے۔ ایک آدمی اس کے سینگ پکڑے ہوئے ہے اور کچھ لوگ اس کی ٹانگیں پکڑے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا یہ کتنی عجیب بات ہے۔ اسے کہا گیا تو چلا جا تو مکلف نہیں ہے، اس کی

خبر تجھے پہنچ جائے گی۔ وہ آدمی چلا گیا۔ اچانک وہ عالم ایک آدمی کے پاس پہنچتا ہے جو زمین میں بیج بو رہا ہے۔ وہ زمین پر نہیں گرتا کہ وہ اگ آتا ہے۔

وہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس محل تک جا پہنچتا ہے جس کا اس عورت نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ اس کے سامنے نہر ہے۔ ایک آدمی چارپائی پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس عالم نے اس آدمی سے پوچھا اس محل تک پہنچنے کا کیا راستہ ہے؟ میں نے اس رات بڑے عجائب دیکھے ہیں۔ اس آدمی نے پوچھا وہ کیا تھے؟ تو اس نے کتیا کا ذکر کیا۔ تو اس آدمی نے جواب دیا ایک زمانہ آئے گا جب چھوٹے بڑوں پر کمینے شرفاء پر اور بے وقوف حلیم پر جھپٹیں گے۔ اس عالم نے چارپائی پر بیٹھے آدمی کے سامنے پتھر اٹھانے والے کا ذکر کیا۔ اس آدمی نے جواب دیا لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا، ایک آدمی کے پاس امانت ہوگی، وہ اس کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھے گا مگر زیادہ امانتیں لے لے گا۔ اس نے پانی نکالنے والے کا ذکر کیا۔ تو اس نے جواب دیا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا، ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرے گا، اس کے دین، شرافت اور جمال کی وجہ سے شادی نہیں کرے گا بلکہ وہ اس عورت کے مال کا خواہش مند ہوگا جبکہ وہ عورت بچہ بھی نہ جنے گی تو اس کی ہر چیز اس میں لوٹ آئے گی۔ اس عالم نے ہرنی کا ذکر کیا تو آدمی نے بتایا وہ دنیا ہے، اس پر سوار بادشاہ ہے، دودھ دوہنے والا اچھی زندگی گزار رہا ہے۔ جو اس کے سینگ پکڑے ہوئے ہے وہ تنگ دست ہے۔ جو اس کی دم پکڑے ہوئے ہے اس کے پاس قوت لایموت روزی ہوتی ہے۔ جو اس کے پاؤں پکڑے ہوئے ہیں وہ ذلیل لوگ ہیں۔ اس نے بیج کا ذکر کیا تو اس آدمی نے بتایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا پتہ ہی نہیں چلے گا کب شادی ہوئی اور کب بچہ پیدا ہوا اور کب بالغ ہوا۔ اس اسرائیلی نے اس آدمی کا ذکر کیا جو فصل کاٹ رہا تھا تو چارپائی پر بیٹھنے والے آدمی نے کہا وہ ملک الموت ہے جو چھوٹے بڑے کو کاٹتا ہے۔ میں وہی ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ میں تیری روح انتہائی بری حالت میں قبض کروں۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس آیت کی تلاوت نہیں کی مگر اس میں شراب کی ٹھنڈک کو پایا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ٹھنڈا پانی پیا اور رونے لگے۔ ان سے عرض کی گئی تجھے کیا چیز رلاتی ہے؟ تو انہوں نے کہا مجھے کتاب اللہ میں سے ایک آیت یاد آئی ہے وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ مجھے پتا چلا کہ جہنمی صرف ٹھنڈے پانی کی خواہش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا ذکر کیا اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ (الاعراف:50)(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ شک اور ریب سے بچو کیونکہ جو آدمی حالت شک میں فوت ہوا اسے اسی حالت میں اٹھایا جائے گا اور جسے حالت یقین پر موت آئی اسے یقین پر اٹھایا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

تمت بالخیر۔ 25 جولائی بروز جمعۃ المبارک

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 149 (4614)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۴۵ سُوْرَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ ۳۵ رکوعاتہا ۵

امام ابن ضریس، امام بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ فاطر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ ملائکہ مکی ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سورۂ ملائکہ ایک رکعت میں پڑھا کرتا تھا۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓىِٕكَةِ رُسُلًا اُولِیْۤ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ①

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا جس نے بنایا ہے فرشتوں کو پیغام رساں جو پردار بازوؤں والے ہیں، کسی کے دو، کسی کے تین اور کسی کے چار۔ وہ زیادہ کرتا ہے بناوٹ میں جو چاہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے"

امام ابوعبید نے فضائل، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ میں یہ نہیں جانتا تھا کہ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا کیا معنی ہے یہاں تک کہ دو بدو ایک کنویں کے بارے میں جھگڑا لے کر آئے۔ ایک نے کہا اَنَا فَطَرْتُهَا میں نے اس کنویں کو شروع کیا تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو بغیر مثال کے بنانے والا ہے۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی فَاطِرِ کا لفظ ہے اس کا معنی پیدا کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جَاعِلِ الْمَلٰٓىِٕكَةِ رُسُلًا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو بندوں کی طرف رسول بنانے والا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاطِرِ کا معنی خالق نقل کیا ہے۔ بعض نے کہا فرشتہ کے دو پر، بعض نے کہا تین پر اور بعض نے کہا فرشتہ کے چار پر ہوتے ہیں۔(3)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 5، صفحہ 472، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی طلب العلم، جلد 2، صفحہ 258 (1682)، بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں کے دو تین سے لے کر بارہ تک پر ہوتے ہیں۔ اس میں طاق پر یہ ہیں: تین اور پانچ۔ جو ترازوؤں پر فرشتے مقرر ہیں دو قسم کے ہیں۔ اصحاب موازین کے پر دس دس ہوتے ہیں۔ ملائکہ کے پر دو تین ہوتے ہیں۔ حضرت جبرئیل امین کے چھ پر ہوتے ہیں، ایک مشرق میں، ایک پر مغرب میں، دو پر کچھ کہتے ہیں اس کی پشت پر اور کچھ کہتے ہیں ان کے پاؤں میں ہوتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یَزِیۡدُ فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے پروں اور ان کی صورت میں جو چاہتا ہے اضافہ کرتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کی آواز اچھی بنا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں امام زہری رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی آواز اچھی بنا دیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابو رباح کو اذان دیتے ہوئے سنا تو کہا جس کے حق میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا رزق اس کی آواز میں رکھے تو وہ ایسا کرتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آنکھوں میں حسن رکھ دیتا ہے۔(2)

مَا یَفۡتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَةٍ فَلَا مُمۡسِكَ لَهَا ۚ وَ مَا یُمۡسِكۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ﴿۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَیۡكُمۡ ؕ هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَیۡرُ اللّٰهِ یَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ۖ فَاَنّٰی تُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۳﴾ وَ اِنۡ یُّكَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ كُذِّبَتۡ رُسُلٌ مِّنۡ قَبۡلِكَ ؕ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۴﴾

"جو عطا فرمائے اللہ تعالیٰ لوگوں کو (اپنی) رحمت سے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک دے، تو اسے کوئی دینے والا نہیں اس کے روکنے کے بعد اور وہی سب پر غالب بڑا دانا ہے۔ اے لوگو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو اس نے تم پر فرمائی (بھلا یہ تو بتاؤ) کیا اللہ کے بغیر کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے سوا (اس سے) منہ پھیر کر کدھر جا رہے ہو (اور اے حبیب!) اگر یہ آپ کو جھٹلا رہے ہیں (تو کوئی نئی بات نہیں) آپ سے پہلے بھی رسولوں کو جھٹلایا گیا اور (آخر کار) اللہ کی طرف ہی سارے کام لوٹائے جاتے ہیں"۔

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 135 (115)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً (116)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے جو توبہ کا دروازہ کھولتا ہے اور وَ مَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ تو وہ توبہ نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اسی طرح ہے جس طرح یہ آیت ہے لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ (آل عمران:128)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ رَّحْمَةٍ سے مراد بھلائی ہے۔ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا یعنی کوئی آدمی اسے روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے رَّحْمَةٍ کا معنی بارش نقل کیا ہے: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب اس رات کی صبح کرتے ہیں جس رات بارش ہوئی ہوتی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو کرتے تو کہتے ہم پر توفتح سے بارش ہوئی۔ پھر اس آیت مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ کی تلاوت کرتے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ کی چار آیات ایسی ہیں جب میں انہیں پڑھ لیتا ہوں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میں کیسے صبح کرتا ہوں اور کیسے شام کرتا ہوں۔ وہ یہ آیت مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ دوسری وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ......فلا راد لفضله (الانعام:17) تیسری سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ (الطلاق) چوتھی وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (ہود:6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ محمل کی سواری کے بارے میں کہا کرتے: اللہ کی قسم! یہ رحمت ہے جو لوگوں کے لیے کھولی گئی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان سے رزق بارش ہے اور زمین سے رزق نباتات ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۥ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ۝۶ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝۷

”اے لوگو! (یاد رکھو) یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے پس دھوکہ میں نہ ڈال دے تمہیں یہ دنیوی زندگی اور نہ فریب میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت

مبتلا کر دے تمہیں اللہ کے بارے میں وہ بڑا فریبی۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے (اپنا) دشمن سمجھا کرو۔ وہ فقط اس لیے (سرکشی کی) دعوت دیتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ وہ جہنمی بن جائیں۔ جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دنیاوی زندگی میں دھوکہ یہ ہے کہ دنیا سے دھوکہ کیا جائے اور آخرت سے غافل ہو جائے۔ انسان پر لازم ہے کہ اس کے لیے تیاری کرے اور اس کے لیے کام کرے جس طرح بندہ اس وقت کہتا ہے جب آخرت میں پہنچ جاتا ہے يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ﴿۲۴﴾ (الفجر) اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں دھوکہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا طالب ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا یہ قول نقل کیا ہے اس سے دشمنی کرو کیونکہ ہر مسلمان پر شیطان سے دشمنی لازم ہے۔ اس کی دشمنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر کے شیطان سے دشمنی کرے۔ حِزْبَهٗ سے مراد اس کے دوست ہیں۔ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ یعنی انہیں ہانک کر جہنم کی طرف لے جاتے۔ یہی شیطان کی عداوت ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے والے جہنمی ہیں۔ انسانوں میں سے یہی اس کے دوست ہیں۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں دیکھتا اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ (المجادلہ 19) کہا حِزْبَهٗ سے مراد ان لوگوں سے دوستی ہے جن سے شیطان دوستی کرتا ہے اور وہ شیطان سے دوستی کرتے ہیں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی مَّغْفِرَةٌ، اَجْرٌ كَبِيْرٌ اور رزق کریم کا ذکر ہے اس سے مراد جنت ہے۔

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۸﴾

"پس کیا وہ شخص جس کے لیے مزین کر دیا گیا ہے اس کا برا عمل اور وہ اس کو خوبصورت نظر آتا ہے (اس کے لیے آپ آزردہ کیوں ہوں) بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ پس نہ گھلے آپ کی جان ان کے لیے فرط غم سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو (کرتوت) وہ کیا کرتے ہیں"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 139، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا سے مراد ہمارے اعمال ہیں جو وہ حرام کاموں میں سے کوئی کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ اس پر حرام ہے۔ اگر وہ بدکاری کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ وہ حرام ہے۔ اگر کسی انسان کو قتل کرتا ہے تو اسے پتہ ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے۔ اس آیت کا مصداق اہل ملل ہیں جو یہودی، نصاریٰ اور مجوسی ہیں۔ میرا خیال ہے خوارج بھی انہیں میں سے ہیں کیونکہ ایک خارجی اکیلا تلوار لے کر اہل بصرہ پر چڑھائی کر دیتا ہے جب کہ اسے پتہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگا اور بصرہ والے اسے قتل کر دیں گے۔ اگر اس کا یہ دین نہ ہوتا تو وہ ایسا ہرگز نہ کرتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! شیطان نے ان کے لیے گمراہیوں کو مزین کیا۔ اس لیے ان پر غم کا اظہار نہ کریں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ کا مصداق مشرک ہے۔ کہا فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ بھی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ (الکہف:6) کی طرح ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب نبی کریم ﷺ نے یہ دعا کی اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ دِيْنَكَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَوْ بِاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کو ہدایت عطا فرمائی اور ابوجہل کو گمراہ قرار دیا ہے۔ ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَ اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝

"اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، وہ اٹھا لاتی ہیں بادل کو، پھر ہم لے جاتے ہیں بادل کو مردہ شہر کی طرف پھر ہم زندہ کر دیتے ہیں اس بادل (کے مینہ) سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد۔ یونہی (انہیں) قبروں سے اٹھایا جائے گا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مردہ زمین کو اس پانی سے زندہ کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کو زندہ کرے گا۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صور پھونکنے والا فرشتہ زمین و آسمان کے درمیان صور لے کر کھڑا ہوگا۔ پھر اس میں پھونکے گا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے زمین و آسمان کے اندر کوئی چیز باقی نہ بچے گی مگر جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے انسانوں کی منی جیسی منی بھیجے گا۔ تو اس پانی سے انسانوں کے جسم اور گوشت یوں اگیں گے جیسے زمین سے چیزیں اگتی ہیں۔ پھر حضرت عبداللہ نے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 140، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 142

آیت تلاوت کی وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ دونوں نفخوں کے درمیان وہ کچھ ہوگا جو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک فرشتہ اٹھے گا، اس میں پھونکے گا تو ہر روح اپنے جسم میں چلی جائے گی۔(1)

امام طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو رزین عقیلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے؟ پوچھا کیا تو بنجر زمین کے پاس سے نہیں گزرا پھر تو اس کے پاس سے نہیں گزرا جب وہ سرسبز و شاداب تھی اور جھوم رہی تھی؟ بتایا کیوں نہیں۔ فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ زندہ فرماتا ہے اسی طرح دوبارہ اٹھانا ہوگا۔(2)

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَ مَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿۱۰﴾

"جو عزت کا طلب گار ہو (وہ جان لے) کہ ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اسی کی طرف چڑھتا ہے پاکیزہ کلام اور نیک عمل پاکیزہ کلام کو بلند کرتا ہے اور جو لوگ فریب کاریاں کرتے ہیں برے کاموں کے لیے ان کے لیے شدید عذاب ہے اور ان کا مکر (وفریب) تباہ ہو کر رہے گا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو آدمی بتوں کی پوجا سے عزت چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ عزت حاصل کرے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء و الصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم تمہارے سامنے کوئی بات کریں گے تو کتاب اللہ میں سے اس کی تفسیر لائیں گے۔ بندۂ مسلم جب سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور تَبَارَكَ اللّٰهُ کہتا ہے تو ایک فرشتہ ان کلمات کو لے لیتا ہے، اپنے پروں کے نیچے انہیں رکھتا ہے۔ پھر انہیں آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ ان کلمات کے کہنے والے کے لیے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ ان کلمات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ۔(4)

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ سے مراد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور عمل صالح سے مراد فرائض کی ادائیگی ہے۔ جس نے فرائض کی ادائیگی میں اللہ کا ذکر کیا اس فرض پر اللہ کا ذکر رکھ دیا جائے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جائے گا اور جس نے اللہ کا ذکر کیا اور فرائض کو ادا نہ کیا جبکہ اس کا کلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 142، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 11، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 142
4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 143

اس کے عمل پر ہوگا اس کا عمل اس کا زیادہ مستحق تھا۔

امام آدم بن ابی ایاس، امام بغوی، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی بارگاہ میں پاکیزہ کلمہ جاتا ہے۔(1)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد دعا ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمل صالح پاکیزہ کلام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لے جاتا ہے، قول، عمل کے سامنے آتا ہے۔ اگر قول، عمل کے موافق ہو تو اسے بلند کیا جاتا ہے، ورنہ اسے رد کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عمل صالح، پاک کلام کو بلند کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمل صالح پاکیزہ کلام کو لے جاتا ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ کو بجالاتا ہے جب کہ اس کے باقی ماندہ کو ضائع کر دیا۔ شیطان اسے لگا تار آرزوئیں دلاتا رہتا ہے اور اس کے لیے اس عمل کو مزین کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت کے سوا کوئی چیز نہیں دیکھتا۔ اپنے اعمال کرنے سے پہلے یہ دیکھو کہ تم کس چیز کا ارادہ رکھتے ہو۔ اگر تو وہ عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو تو اسے کر گزرو۔ اگر کسی اور کے لیے ہو تو اپنے نفس کو مشقت میں نہ ڈالو کیونکہ تمہارے لیے کوئی چیز بھی نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی عمل کو قبول فرماتا ہے۔ جو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی قول عمل کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔ حضرت حسن بصری نے کہا عمل کے ساتھ اللہ تعالیٰ قول قبول فرماتا ہے۔(3)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل صالح کو عمل کرنے والے کے لیے بلند فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایمان آرزوئیں کرنے اور خلوت اختیار کرنے کا نام نہیں بلکہ اس کا نام ہے جو دلوں میں ثبت ہو اور اعمال اس کی تصدیق کریں۔ جو اچھی بات کرے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 144 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 143 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 144

غیر صالح عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کا قول رد فرما دیتا ہے۔ جو اچھی بات کرے اور عمل صالح کرے، عمل اس بات کو بھی بلند کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِلَیۡهِ یَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّیِّبُ۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن شیبہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وَ الَّذِیۡنَ یَمۡكُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ سے مراد ریا کرنے والے ہیں اور ریا کرنے والوں کے عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں کئے جائیں گے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِیۡنَ یَمۡكُرُوۡنَ سے مراد ریا کار ہیں اور مکر سے مراد ریا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یَمۡكُرُوۡنَ السَّیِّاٰتِ یعنی ریا کاری کرتے ہیں۔ وَ مَكۡرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوۡرُ یہ ریا کار ہیں؟ ان کا عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند نہیں ہوگا۔(3)

امام ابن زید رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ اس سے مراد مشرک ہیں، ان کا مکر انہیں نفع نہیں دے گا اور نہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے بلکہ یہ انہیں نقصان دے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ برے عمل کرتے ہیں اور ان کا عمل فاسد ہو جائے گا۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ آخرت میں اس پر کوئی ثواب نہیں ہوگا۔

وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَ مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَ مَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ وَّ لَا یُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ﴿۱۱﴾

''اور اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے تمہیں مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر تمہیں بنا دیا جوڑے جوڑے۔ اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہ بچہ جنتی ہے مگر اس کو اس کا علم ہوتا ہے۔ اور نہ لمبی زندگی دی جاتی ہے کسی طویل العمر کو اور نہ کم رکھی جاتی ہے کسی کی عمر مگر (اس کی تفصیل) کتاب میں درج ہے۔ بیشک یہ بات اللہ کے لئے بالکل آسان ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور آپ کی اولاد کو نطفہ سے پیدا کیا۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ مَا یُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ کی تفسیر

1۔ شعب الایمان، باب القول فی زیادۃ الایمان ونقصانہ، جلد 1، صفحہ 80(66)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال لا تقطع المرأۃ الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 258(8760)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

میں یہ قول نقل کیا ہے: کوئی انسان ایسا نہیں جس کی لمبی عمر اور زندگی کا فیصلہ کیا گیا ہو تو وہ اپنی مقدر کی گئی عمر تک نہ پہنچا ہو، وہ اس عمر تک ضرور پہنچتا ہے جو اس کے حق میں مقدر کی گئی ہو۔ بے شک وہ اس لکھی اجل تک پہنچتا ہے جو اس کے حق میں مقدر کی گئی ہوتی ہے، اس پر اضافہ نہیں کیا جاتا اور کوئی ایسا آدمی نہیں جس کے حق میں چھوٹی عمر کا فیصلہ کیا گیا ہو تو وہ اپنی عمر تک نہ پہنچنے والا ہو، وہ ضرور اس لکھی ہوئی اجل تک پہنچے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَّ لَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ کا یہی مفہوم ہے یعنی یہ سب کچھ اس کے ہاں کتاب میں موجود ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام لوگ ایک عمر پر پیدا نہیں کئے گئے، اس کی ایک عمر ہے اور اس کی ایک عمر یہ عمر اس کی عمر سے کم ہے۔ یہ اس کے بارے میں لکھی ہوئی ہے اور آدمی اپنی لکھی ہوئی عمر تک پہنچنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر دن جو دنیا میں انسان گزارتا ہے تو اس کی زندگی سے وہ کم ہو جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہر دن جس کی اس کی عمر سے نفی کی جاتی ہے مگر وہ کتاب میں لکھا ہوا ہے ہر دن نقصان میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: صحیفہ کے آغاز میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ اس کی یہ یہ عمر ہے۔ پھر اس کے نیچے یہ لکھا جاتا ہے ایک دن چلا گیا۔ دو دن چلے گئے یہاں تک کہ اس کی عمر کا اختتام آ جاتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حسان بن عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہر دن اور رات جو گزر جاتی ہے تو وہ اس کی عمر میں سے کم ہوتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر آدمی کی عمر اس کے ماں کے پیٹ میں لکھ لی جاتی ہے جس روز اس کی ماں اسے جنتی ہے اس وقت سے وہ مقررہ عمر تک پہنچنے والا ہے۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں تمام لوگ ایک ہی عمر پر پیدا نہیں کیے گئے۔ اس کی ایک عمر ہے، دوسرے کی دوسری عمر ہے جو پہلے کی عمر سے کم ہے۔ ہر ایک کی عمر لکھی ہوئی ہے اور وہ اپنی عمر تک پہنچنے والا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید سے یہ قول نقل کرتے ہیں: کہا کیا تو لوگوں کو یہ نہیں دیکھتا کہ ایک انسان سو سال تک زندہ رہتا ہے اور دوسرا ولادت کے وقت مر جاتا ہے۔ اس آیت کا یہی مقصود ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کوئی مخلوق نہیں مگر اللہ تعالیٰ اس کی مکمل عمر لکھ لیتا ہے جو دن اور رات اس پر گزرتا ہے وہ بھی لکھ لیا جاتا ہے کہ فلاں کی عمر میں اتنے اتنے دن کم ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ اس کمی کے ساتھ وہ اس مقدار کو پورا کر لیتا ہے جو اس کے حق میں لکھی ہوتی ہے۔ اس کی تمام عمر بھی کتاب میں ہے اور جو اس میں کمی ہو رہی ہے وہ بھی کتاب میں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 145، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 146 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 145

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی مسلم خراسانی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: کہ کسی انسان کی عمر سے ایک دن، ایک ماہ اور ایک ساعت نہیں گزرتی مگر وہ لکھی ہوئی محفوظ اور معلوم ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جہاں تک عمر کا تعلق ہے ساٹھ سال ہے۔ جس کی عمر کم ہوتی ہے وہ وہ ہے جو ساٹھ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کی عمر اس کی ماں کے پیٹ میں لکھ لی جاتی ہے۔

ابن ابی حاتم نے ابن زید سے وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِہٖٓ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جن بچوں کو رحمیں نامکمل باہر پھینک دیتی ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نطفہ جب رحم میں قرار پذیر ہو جاتا ہے تو پینتالیس یا چالیس دنوں کے بعد فرشتہ نطفہ پر داخل ہوتا ہے۔ وہ فرشتہ کہتا ہے بدبخت یا سعادت مند، مذکر یا مؤنث؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تو دونوں چیزیں لکھ لی جاتی ہیں۔ پھر اس کا عمل، رزق، عمر، اثر اور مصیبت لکھ لی جاتی ہے پھر صحیفہ کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اس میں نہ اضافہ کیا جاتا ہے اور نہ اس میں کمی کی جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام نسائی اور ابوالشیخ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام حبیبہ نے یہ دعا کی اے اللہ! مجھے میرے خاوند نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باپ حضرت ابوسفیان اور میرے بھائی حضرت معاویہ کی زندگیوں سے لطف اندوز کر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تو نے اللہ تعالیٰ سے بیان کی گئی عمروں، شمار کیے گئے دنوں اور تقسیم شدہ رزقوں کا سوال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ وقت آنے سے پہلے کسی شے کو جلدی نہیں لائے گا۔ اور وقت آنے کے بعد اسے مؤخر نہیں کرے گا۔ اگر تو اللہ تعالیٰ سے جہنم کے عذاب، قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتی تو یہ بہتر اور افضل ہوتا۔

امام خطیب اور ابن عساکر حضرت ابن عباس سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے دو بھائی تھے جو دو شہروں پر بادشاہ تھے۔ ایک اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا اور اپنی رعیت کے ساتھ عدل کرتا جبکہ دوسرا اپنے رشتہ داروں کے ساتھ زیادتی کرتا اور اپنی رعیت پر ظلم کرتا۔ ان دونوں کے زمانہ میں ایک نبی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ اس نیک بادشاہ کی عمر میں سے صرف تین سال باقی رہ گئے ہیں جبکہ اس نافرمان کی عمر میں سے تیس سال باقی رہ گئے ہیں۔ اس نبی نے اس بادشاہ کی رعیت اور دوسرے بادشاہ کی رعیت کو آگاہ کر دیا۔ اس خبر نے عادل کی رعیت کو غمگین کر دیا اور ظالم کی رعیت کو خوش کر دیا۔ انہوں نے ماؤں اور بچوں کو علیحدہ کر دیا، کھانا پینا چھوڑ دیا۔ وہ صحراء کی طرف نکل گئے تاکہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عادل حاکم سے ساتھ لطف اندوز کرے اور ان سے ظالم کو دور کرے۔ وہ تین دن تک اسی طرح رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو بتا دو کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ اس نیک کی عمر اس ظالم کو دے دی اور اس ظالم کی باقی ماندہ عمر اس نیک بادشاہ کو دے دی۔ وہ گھروں کی طرف لوٹ آئے اور تین سال مکمل ہونے کے بعد وہ نافرمان مر گیا اور عادل تیس سال تک زندہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔(1)

1۔ تاریخ بغداد، جلد 1، صفحہ 387، مکتبۃ العربیۃ بغداد

وَ مَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ؕ وَ مِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾

"اور یکساں نہیں ہوسکتے پانی کے دو ذخیرے۔ یہ (ایک) میٹھا ہے بہت شیریں اس کا پینا بڑا خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) سخت نمکین، کھاری تلخ۔ اور دونوں میں سے تم کھاتے ہو تروتازہ گوشت اور نکالتے ہو زینت کا سامان، جسے تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کشتیوں کو پانی میں کہ اسے چیرتی، شور مچاتی چلی جارہی ہیں تاکہ تم تلاش کرو اسکے فضل کو اور (یہ سب نوازشات اس لیے) تاکہ تم شکر ادا کرو۔ وہ داخل کرتا ہے (کبھی) رات (کے ایک حصہ کو) دن میں اور (کبھی) داخل کرتا ہے دن (کے ایک حصہ) کو رات میں، اور اس نے پابند حکم کردیا ہے سورج اور چاند کو ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک۔ یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے۔ اسی کی ساری بادشاہی ہے اور وہ (بت) جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ تو گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں"۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پانی پیتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَهٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا۔ اس اللہ کی حمد جس نے اپنی رحمت کے ساتھ اس پانی کو میٹھا بنایا اور ہمارے گناہوں کے باعث نمکین کھاری نہیں بنایا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُجَاجٌ سے مراد کڑوا ہے۔ دونوں قسم کے سمندروں سے تازہ گوشت کھاتے ہو حِلْيَةً سے مراد موتی ہے، وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ کشتیوں کو آتے جاتے دیکھتے ہو جبکہ ہوا ایک ہی ہوتی ہے۔ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ کہا رات کی کمی دن کی زیادتی میں ہے اور دن کی کمی رات کی زیادتی میں ہے۔ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى موت مسلم ہے، اس کی ایسی حد ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرسکتی اور اس سے کم بھی نہیں ہوتی۔ اسی رب نے اسے تمہارے لیے مسخر کردیا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سنان بن سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 115 (4479)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 48-146، داراحیاء التراث العربی بیروت

اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا دونوں سمندر ہیں جس سے بھی تو وضو کرے۔ تجھے کچھ نقصان نہیں دے گا۔ سمندر کا پانی ہو اور فرات کا پانی ہو۔(1)

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَحْمًا طَرِيًّا سے مراد مچھلی اور حِلْيَةً سے مراد کھاری سمندر سے موتی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قِطْمِيْرٍ سے مراد چھلکا ہے۔ ایک میں یہ الفاظ ہیں وہ جلد جو گٹھلی کی پشت پر ہوتی ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا مجھے قِطْمِيْرٍ کے بارے میں بتائیے فرمایا وہ سفید جلد جو گٹھلی پر ہوتی ہے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَمْ اَنَلْ مِنهُمْ بَسْطًا وَّلَا زُبْدًا وَلَا فُوفَةً وَّلَا قِطْمِيْرًا

''میں نے ان سے بستر، داد و دہش، چھان اور کھجور کی گٹھلی کی سفید جھلی بھی نہیں پائی''۔

عبد بن حمید نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قِطْمِيْرٍ سے مراد وہ سفید پردہ ہے جو گٹھلی اور کھجور کے درمیان ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قِطْمِيْرٍ کا معنی گٹھلی کا لفافہ نقل کیا ہے جیسے پیاز کا چھلکا ہوتا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ضحاک سے قِطْمِيْرٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کھجور کا سرا یعنی قمع (ڈنڈی) ہے۔(4)

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾

''اگر تم انہیں پکارو تو نہ سن سکیں گے تمہاری پکار اور اگر وہ بالفرض سن بھی لیں تو وہ تمہاری التجا قبول نہیں کر سکیں گے اور روز قیامت (صاف) انکار کر دیں گے تمہارے شرک کا اور (حقیقت حال سے) تجھے کوئی آگاہ نہیں کر سکتا خدائے خبیر کی مانند۔ اے لوگو! تم سب محتاج ہو اللہ تعالیٰ کے اور اللہ ہی غنی ہے سب خوبیوں سراہا۔ اگر اس کی مرضی ہو تو تم سب کو نابود کر دے اور لے آئے ایک نئی مخلوق۔ اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر قطعاً دشوار نہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من رخص فی الوضوء من ماء البحر، جلد 1، صفحہ 121 (1382)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 149

انہوں نے یہ تم سے یہ قبول نہیں کیا۔ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ یعنی وہ اس پر راضی نہیں ہونگے اور اس کا اقرار نہیں کریں گے۔ خَبِيْرٍ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اللہ ہی باخبر ہے، یہ قیامت کے روز ان کے معاملہ سے ہوگا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھم ضمیر سے مراد معبود ہیں جو دعا کرنے والے کی دعا نہیں سنتے اور عبادت کرنے والے کی عبادت کو نہیں سنتے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ معبودان باطلہ ہیں۔ اگر وہ تمہاری سن لیتے تو بھلائی کے ساتھ جواب نہ دیتے۔ بِشِرْكِكُمْ سے مراد تمہاری عبادت یعنی قیامت کے روز وہ اس بات کا بھی انکار کردیں گے کہ تم ان کی عبادت کرتے رہے ہو۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰى ۚ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۗ إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۚ وَمَنْ تَزَكّٰى فَإِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاءُ ۚ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيْرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٢٦﴾

"اور بوجھ نہیں اٹھائے گا کوئی گنہگار کسی دوسرے کا بوجھ اور اگر بلائے گا پشت پر بوجھ اٹھانے والا (کسی کو) اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے تو نہ اٹھائی جاسکے گی اسکے بوجھ سے کوئی شے اگرچہ کوئی قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ آپ صرف ان کو ڈرا سکتے ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور صحیح صحیح ادا کرتے ہیں نماز اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے سو وہ اپنی بھلائی کے لئے ہی اختیار کرتا ہے اور (یاد رکھو آخر کار) اللہ کی طرف ہی لوٹنا ہے۔ اور یکساں نہیں ہے اندھا اور بینا اور نہ (یکساں ہیں) اندھیرے اور نور اور نہ (یکساں ہے) سایہ اور تیز دھوپ اور نہ ایک جیسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 50-149، داراحیاء التراث العربی بیروت

ہیں زندے اور مردے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سناتا ہے جس کو چاہتا ہے اور آپ نہیں ہیں سنانے والے جو قبروں میں ہیں۔ نہیں ہیں آپ مگر بروقت ڈرانے والے۔ ہم نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور بروقت ڈرانے والا۔ اور کوئی امت ایسی نہیں جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلاتے ہیں (تو کوئی تعجب نہیں) بیشک جھٹلاتے رہے جو ان سے پہلے تھے، تشریف لائے تھے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں، آسمانی صحیفے اور نورانی کتاب لے کر پھر۔ (جب ان کی سرکشی کی حد ہوگئی) تو میں نے پکڑ لیا کفار کو۔ پس (ساری دنیا جانتی ہے) میرا عذاب کیسا تھا"۔

امام احمد، امام ترمذی جبکہ ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: جنایت کرنے والے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا۔ والد کی جنایت کا اثر اس کی اولاد پر نہ ہوگا اور بچے کی جنایت کا اثر والد پر نہ ہوگا۔ (1)

امام سعید بن منصور، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو آپ نے میرے والد سے کہا تیرا بیٹا یہ ہے۔ عرض کی جی ہاں رب کعبہ کی قسم! فرمایا خبردار! اس کی جنایت کا اثر تجھ پر نہیں ہوگا اور تیری جنایت کا وبال اس پر نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو تلاوت کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے: اگر گنا ہگار کسی قریبی یا غیر قریبی کو بلائے گا تو اس کی خطاؤں میں سے کوئی بھی چیز نہیں اٹھائی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا یُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ اسی آیت وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کی طرح ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک پڑوسی دوسرے پڑوسی سے چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ یہ اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کرتا تھا۔ قیامت کے روز کافر مومن کے ساتھ چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے مومن! میرا تجھ پر احسان ہے تو پہچانتا ہے کہ میں دنیا میں کیسا تھا۔ آج مجھے تیری ضرورت ہے، مومن لگا تار اپنے رب سے سفارش کرے گا یہاں تک کہ کافر کو جہنم کے ایک درجہ کو کم کر دیا جائیگا جبکہ وہ جہنم میں ہی رہے گا۔ والد اپنے بچے سے چمٹا ہوگا۔ وہ کہے گا اے بیٹے! میں تیرا کیسا والد تھا؟ وہ تعریف کرے گا۔ وہ باپ کہے گا اے بیٹے! مجھے تیری نیکیوں میں سے ذرہ برابر نیکیوں کی ضرورت ہے جس کے ساتھ میں نجات پا جاؤں گا جیسا تجھے علم ہے۔ اس کا بیٹا کہے گا: اے میرے باپ! تو نے کتنی تھوڑی چیز کا مطالبہ کیا لیکن میں تجھے کوئی چیز دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ میں بھی اسی طرح ڈرتا ہوں جیسے تو ڈرتا ہے۔ میں تجھے کوئی چیز عطا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر وہ اپنی بیوی سے چمٹ جائے گا۔ وہ

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 166 (3087)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 151

کہے گا اے فلانہ! میں تیرا کیسا خاوند تھا؟ وہ عورت اس کی تعریف کرے گی وہ خاوند اپنی بیوی کو کہے گا۔ میں تجھ سے ایک نیکی کا مطالبہ کر رہا ہوں جو تو مجھے ہبہ کر دے۔ شاید میں اس مصیبت سے نجات پا جاؤں جس میں تو مجھے دیکھ رہی ہے۔ وہ عورت کہے گی تو نے کتنی تھوڑی چیز مانگی ہے لیکن میں تجھے کوئی چیز نہیں دے سکتی۔ میں بھی اسی طرح ڈرتی ہوں جیسے تو ڈرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ (لقمان:33) اور اسی طرح یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ ﴿۳۵﴾ (عبس)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ گناہ گار گناہ اٹھانے کے لیے بلائے گا۔ اگر چہ وہ قریبی ہو تو وہ اس کے گناہوں میں سے کوئی چیز نہیں اٹھائے گا بلکہ اور اس پر اپنے گناہ لادنے کی کوشش کرے گا۔ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وہ جہنم اور حساب سے ڈرتے ہیں اور جو آدمی نیک عمل کرتا ہے وہ بھی اپنے لیے کرتا ہے۔ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ اللہ تعالیٰ نے بعض مخلوق کو بعض پر فضیلت دی ہے، مومن زندہ اثر والا، زندہ بصر والا، زندہ نیت والا اور زندہ عمل والا، ہے کافر مردہ اثر والا، مردہ نظر والا، مردہ دل والا اور مردہ عمل والا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافر اور مومن کی بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح کافر اور مومن برابر نہیں ہو سکتے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَعْمٰى اور الْبَصِیْرُ سے مراد کافر اور مومن ہے۔ الظُّلُمٰتُ سے مراد کفر ہے۔ النُّوْرُ سے مراد ایمان ہے الظِّلُّ سے مراد جنت ہے الْحَرُوْرُ سے مراد آگ ہے الْاَحْیَآءُ سے مراد مومن اور الْاَمْوَاتُ سے مراد کافر ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دیتا ہے جس چاہتا ہے۔

امام ابو سہل سدی بن سہل جندیسابوری خامس رحمہ اللہ نے اپنی حدیث میں حضرت عبد القدوس رضی اللہ عنہ کی سند سے انہوں نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (الروم:52) اور وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے موقع پر کفار کے مقتولوں پر کھڑے ہوتے ہیں۔ ارشاد فرماتے ہیں اے فلاں بن فلاں! اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا، کیا تم نے اسے حق پایا کیا تو نے اپنے رب کا انکار نہیں کیا تھا؟ کیا تو نے اپنے نبی کو نہیں جھٹلایا تھا؟ کیا تو نے قطع رحمی نہیں کی تھی؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم جو کہتے ہیں یہ انہیں سنتے ہیں؟ فرمایا میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (الروم:52) وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے کفار کی بیان فرمائی ہے کہ وہ آپ کا قول نہیں سنتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 53-151، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 69 (2441)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَاۤ اَنۡتَ بِمُسۡمِعٍ مَّنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اسی طرح کافر نہیں سنتا اور جو سنتا ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا اور اس ارشاد کے بارے میں وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیۡهَا نَذِیۡرٌ یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر امت کا ایک رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِنۡ یُّکَذِّبُوۡكَ فَقَدۡ کَذَّبَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ کے بارے میں کہا اس میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو صبر دلا رہا ہے نَکِیۡرِ کا معنی شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کا عذاب ان کے لیے جلدی لایا پھر انہیں جہنم کی طرف لے جائے گا۔(1)

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا ؕ وَ مِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیۡضٌ وَّ حُمۡرٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهَا وَ غَرَابِیۡبُ سُوۡدٌ ﴿۲۷﴾ وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الۡاَنۡعَامِ مُخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُهٗ کَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ ﴿۲۸﴾

"کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اتارتا ہے آسمان سے پانی پس ہم نکالتے ہیں اس کے ذریعے طرح طرح کے پھل جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں اور پہاڑوں سے بھی رنگ برنگ ٹکڑے ہیں کوئی سفید کوئی سرخ مختلف رنگوں میں (کوئی شوخ کوئی مدھم) اور بعض حصے سخت سیاہ اور انسانوں، چار پایوں اور جانوروں کے رنگ بھی اسی طرح جدا جدا ہیں۔ اللہ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی (پوری طرح) اس سے ڈرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب پر غالب، بہت بخشنے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: سرخ اور زرد اور پہاڑ بھی سرخ ہیں۔ غَرَابِیۡبُ سُوۡدٌ یعنی اس کا رنگ اسی طرح مختلف ہے جس طرح ان پہاڑوں کے رنگ، لوگوں، جانوروں اور چار پاؤں کے رنگ مختلف ہیں اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰهَ مِنۡ عِبَادِهِ الۡعُلَمٰٓؤُا یہ بات کہی جاتی تھی ڈرنے کے لیے علم کافی ہوتا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثَمَرٰتٍ مُّخۡتَلِفًا اَلۡوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: سفید، سرخ اور سیاہ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان جُدَدٌۢ بِیۡضٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے سفید نشانات یعنی رنگ۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی کیا آپ کا رب بھی رنگ کرتا ہے؟ فرمایا ہاں ایسا رنگ جو کم نہیں ہوتا سرخ، زرد اور سفید۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان جدد کے بارے میں بتائیے فرمایا نشانات، سفید نشان اور سبز نشان۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 54-153، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 56-155

قَدْ غَادَرَ السَّبُعُ فِیْ صَفْحَاتِهَا جُدَدًا كَاَنَّهَا طُرُقٌ لَاحَتْ عَلٰی اُكَم

"درندوں نے اپنے چہروں میں کئی نشانوں کا دھوکہ دیا ہے: گویا وہ ایسے راستے ہیں جو ٹیلوں پر ظاہر ہوتے ہیں"۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جُدَدٌۢ بِیْضٌ سے مراد سفید نشانات اور غَرَابِیْبُ سُوْدٌ سے مراد سیاہ پہاڑ ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ سے مراد سخت سیاہ ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے: ان سے کچھ سرخ، سفید، سبز اور اسی طرح لوگوں کے رنگ بھی مختلف ہیں، سرخ، سیاہ اور سفید اسی طرح جانور اور چوپائے بھی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: پہاڑوں میں سفید اور سرخ نشانات ہیں اور سیاہ پہاڑ ہیں۔ اسی طرح لوگ، جاندار اور چوپائے مختلف ہیں جس طرح پہاڑوں کے رنگ مختلف ہیں۔ پھر فرمایا اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا اللہ تعالیٰ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔ ان سے قبل جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی کوئی فضیلت نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اس کے مختلف راستے ہیں۔ جس طرح ان کا ذکر کیا گیا ہے اسی طرح لوگوں، جانداروں اور چوپاؤں کے رنگ مختلف ہیں۔ جس طرح یہ جانور مختلف ہیں اسیطرح لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے اعتبار سے مختلف ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اللہ سے ڈرنے ایمان لانے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں لوگ اسی طرح مختلف ہیں جیسے رنگوں میں مختلف ہیں۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم رکھنے والے ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں الْعُلَمٰٓؤُا سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن عدی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: علم، حدیث کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت یحی بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں زیادہ علم رکھتا ہے وہی زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ حضرت سفیان رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابو حیان تیمی رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 70 (2442)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 156

روایت نقل کرتے ہیں کہ علماء تین طرح کے ہیں: اللہ تعالیٰ کی ذات کو جاننے والے، اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والے اور اللہ تعالیٰ کو جاننے والے مگر اللہ تعالیٰ کے امر کو نہیں جانتے اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والے مگر اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے امر کو جانتا ہے وہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور حدود و فرائض کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ کے امر کو نہیں جانتا وہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے حدود و فرائض کو نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کے امر کو جاننے والا مگر اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا وہ وہ ہے جو حدود و فرائض کو جانتا ہے اور اللہ سے نہیں ڈرتا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عدی رحمہما اللہ نے حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علم، روایت کی کثرت سے نہیں ہوتا بلکہ علم نور ہے جسے اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ایماندار وہ ہے جو بن دیکھے اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ جن چیزوں کی اللہ تعالیٰ نے رغبت دلائی ہے ان میں رغبت کرے اور جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے ان سے دور رہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک انسان کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ ایک آدمی کے لئے اتنی جہالت ہی کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر فخر کا اظہار کرے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، عبد بن حمید اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اتنا علم ہی کافی ہے، انسان کا اپنے عمل سے دھوکہ کھانا، اتنی جہالت ہی کافی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فقیہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما الہ نے زہد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے یوں التجاء کی: اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، تو اپنے عرش پر متمکن ہے، تو نے اپنی خشیت اس پر لازم کر دی ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے تیری مخلوقات میں سے تیرے زیادہ قریب وہ ہے جو تجھ سے زیادہ ڈرنے والا ہے، وہ عالم نہیں جو تجھ سے نہ ڈرے اور اس میں کوئی دانائی نہیں جو تیری اطاعت نہ کرے۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ علم، روایت کی زیادتی کے ساتھ نہیں بلکہ علم تو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور حاکم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کی دو قسمیں ہیں: ایک علم دل میں ہے، وہ نفع دینے والا علم ہے۔ ایک علم وہ ہے جو زبان پر ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر دلیل ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان کے لیے اتنا علم ہی کافی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 104 (34532)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 215 (35452)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 67 (34246) 4۔ کتاب الزہد، صفحہ 198، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 139 (34799)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حامل قرآن کے لیے مناسب یہ ہے کہ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو وہ شب بیداری سے پہچانا جائے۔ جب لوگ روزہ افطار کئے ہوئے ہوں تو وہ روزے سے پہچانا جائے۔ جب لوگ خوش ہوں تو وہ حزن سے پہچانا جائے۔ جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ رونے سے پہچانا جائے۔ جب لوگ گپیں لگا رہے ہوں تو وہ خاموشی سے پہچانا جائے۔ جب لوگ تکبر کر رہے ہوں تو وہ عاجزی سے پہچانا جائے۔ حامل قرآن کے لیے مناسب نہیں کہ وہ شور کرنے والا، چیخنے والا اور تیز طبیعت کا ہو۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں عکرمہ کے ساتھ آیا جب کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی راہنمائی کر رہا تھا جب کہ آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی یہاں تک کہ آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے تو وہاں ایک قوم تھی جو باب بنی شیبہ کے پاس اپنے حلقہ میں جھگڑ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھے اس جھگڑے اور شور غل والے حلقے کی طرف لے جاؤ۔ میں آپ کو لے گیا یہاں تک کہ آپ ان تک پہنچے۔ آپ نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ آپ ان کے پاس بیٹھیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کے پاس بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مجھے اپنے نسب بتاؤ تا کہ میں تمہیں پہچان لوں۔ ایسے بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے خوف نے خاموش کر دیا جب کہ وہ کلام سے عاجز اور گونگے نہیں تھے بلکہ فصحاء، نطقاء، نبلاء اور اللہ کے ایام کے عالم تھے مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کیا جس کی وجہ سے ان کی عقلیں بے بس ہو گئیں، ان کے دل ٹوٹ گئے اور ان کی زبانیں بولنے سے رہ گئیں۔ جب وہ ان کیفیات سے سنبھلے تو انہوں نے ایسے اعمال صالحہ کی طرف جلدی کی۔ تمہارا ان سے کیا تعلق؟ پھر آپ واپس مڑ گئے۔ اس کے بعد وہاں دو آدمی بھی بیٹھے نہ دکھائی دیئے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اسی کتاب میں حضرت سعید بن مسیب سیر حمہ اللہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے دس باتیں لوگوں سے اپنی طرف سے کہیں جو سب کی سب حکمت کی باتیں ہیں۔ جس نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس کے بارے میں تو نے اگر اللہ تعالیٰ کی اتنی ہی اطاعت کی ہے تو تو نے اسے سزا نہیں دی۔ اپنے بھائی کے معاملہ کی اچھی تعبیر کر یہاں تک کہ اس کی طرف سے ایسا فعل صادر ہو جو تجھ پر غالب آ جائے۔ وہ بات جو کسی مسلمان کے منہ سے نکلی ہے اسے برائی پر محمول نہ کر جب تک تو اس کے لیے اچھا محل پاتا ہے۔ جو آدمی اپنے آپ کو تہمت کے لیے پیش کرتا ہے تو جو آدمی اس کے بارے میں سوئے ظن رکھتا ہے اس پر ملامت نہ کر۔ جو آدمی اپنا راز چھپائے رکھتا ہے تو بھلائی اس کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ سچے لوگوں کے ساتھ رہو۔ ان کے پڑوس میں زندگی بسر کرو کیونکہ وہ لوگ خوشحالی میں زینت اور مصیبت کے وقت سہارا ہوتے ہیں۔ سچ کو لازم پکڑو اگر چہ وہ تمہیں قتل کر دے۔ ایسے کام کی طرف توجہ نہ کرو جو بے فائدہ ہو۔ جو چیز نہ ہو اس کے بارے میں سوال نہ کر کیونکہ جو چیز موجود ہے اس میں مشغولیت ہے نہ کہ جو چیز موجود نہیں۔ اس سے اپنی ضرورت کو طلب نہ کر جو اس کا پانا تیرے لیے پسند نہیں کرتا۔ جھوٹی قسم اٹھانے میں سستی نہ کر کیونکہ جھوٹی قسم تجھے ہلاک کر دے گی۔ بدکاروں کی سنگت اختیار نہ کرتا کہ ان کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 231 (35584)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فسق و فجور کو جانے۔ اپنے دشمن سے دور رہ، اپنے دوست سے بھی محتاط رہ مگر جو امین ہو۔ امین وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ قبروں کے پاس خشوع و خضوع کا اظہار کر۔ طاعت کے وقت عاجزی کر اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ سے عصمت کو طلب کر۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان سے مشورہ طلب کر کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عالم اور عابد کے بارے میں پوچھا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عالم کی عابد پر فضیلت ایسے ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ ترین آدمی پر ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمان والے، زمین والے اور سمندر میں مچھلیاں اس آدمی کی خیر چاہتی ہیں۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرۡجُوۡنَ تِجَارَۃً لَّنۡ تَبُوۡرَ ﴿۲۹﴾ لِیُوَفِّیَہُمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ﴿۳۰﴾ وَ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ ہُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۳۱﴾

"بے شک جو (غور و تدبر سے) تلاوت کرتے ہیں اللہ کی کتاب کی اور نماز قائم کرتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں اس مال سے جو ہم نے ان کو دیا ہے راز داری سے اور اعلانیہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو ہرگز نقصان والی نہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں پورا پورا اجر عطا فرمائے اور مزید اضافہ کرے ان کے اجر میں اپنے فضل سے۔ بیشک وہ بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ اور جو کتاب بذریعہ وحی ہم نے آپ کی طرف بھیجی ہے وہی سراسر حق ہے۔ وہ تصدیق کرتی ہے پہلی کتابوں کی۔ بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے سارے احوال سے باخبر ہے (اور) دیکھنے والا ہے"۔

امام عبد الغنی بن سعید ثقفی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حصین بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی کے بارے میں یہ آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تجارۃ سے مراد جنت ہے اور لن تبور سے مراد جو ہلاک نہ ہوگی۔ کہا لِیُوَفِّیَہُمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ لَدَیۡنَا مَزِیۡدٌ ﴿۳۵﴾ (ق) ہے۔ وہ ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے لَّنۡ تَبُوۡرَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ ہلاک نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت مطرف بن عبد اللہ رحمہ اللہ کہا کرتے تھے۔ یہ قراء کے بارے میں آیت ہے۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ﴿۳۴﴾ الَّذِيْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ﴿۳۶﴾

"پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں اللہ کی توفیق سے۔ یہی (اللہ تعالیٰ کا) بہت بڑا فضل (وکرم) ہے۔ سدا بہار باغات! یہ ان میں داخل ہوں گے پہنائے جائیں گے انہیں وہاں سونے کے کنگن اور موتیوں کے ہار اور ان کی پوشاک وہاں ریشمی ہوگی۔ (شکر نعمت کے طور پر) کہیں گے سب ستائشیں اللہ کے لئے ہیں جس نے دور کر دیا ہم سے غم (واندوہ) یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ جس نے ہمیں بسایا ہے ابدی ٹھکانے پر اپنے فضل (واحسان) سے، نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تکلیف اور نہ چھوئے گی ہمیں یہاں کوئی تھکن۔ اور جنہوں نے کفر کیا ان کے لئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے۔ نہ ان کی قضا آئے گی کہ وہ مر جائیں اور نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے دوزخ کا عذاب، اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہر ناشکر گزار کو۔"

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا سے مراد حضرت محمد ﷺ کی امت ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام نازل شدہ کتابوں کا وارث بنایا ہے، ان کے ظالم کو بخش دیا جائے گا، ان کے معتدل سے آسان حساب لیا جائے گا اور ان میں سے سبقت لے جانے والا جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ (1)

طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا کو تلاوت نقل کیا پھر فرمایا یہ سب ایک مرتبہ پر فائز ہیں اور سب جنت میں ہونگے۔(1)

امام فریابی، امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا جو سابقین ہیں وہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہونگے۔ جو درمیانے ہیں ان سے آسان حساب کیا جائے گا۔ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ طویل وقت تک حشر کے میدان میں روکے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ بیہقی نے کہا اکثر روایات اسی معنی میں ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث کی اصل موجود ہے۔(2)

امام طیالسی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں، حاکم اور مردویہ نے عقبہ بن صہبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ کے بارے میں بتایئے حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا جو سابقین ہیں وہ تو حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں چلے گئے۔ ان کے حق میں جنت کی شہادت ہے جو مقتصد ہیں جس نے ان کے امر کی اتباع کی، ان کے اعمال جیسے اعمال کیے یہاں تک کہ ان کے ساتھ جا ملے۔ جہاں تک اپنی جان پر ظلم کرنے والوں کا تعلق ہے وہ میری اور تیری مثل لوگ ہیں اور وہ جنہوں نے ہماری پیروی کی سب جنت میں ہیں۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سب اسی امت کے افراد ہیں اور سب جنت میں ہوں گے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا میری امت کو تین حصوں میں برابر تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک تہائی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا۔ ایک تہائی سے نرم حساب لیا جائے گا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک تہائی سے چھان بین ہوگی اور ان پر غم مسلط ہوگا۔ پھر فرشتے آئیں گے۔ وہ کہیں گے ہم نے انہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ کہتے ہوئے پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا انہیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وحدہ کہنے کی وجہ سے جنت میں داخل کر دو اور ان کے گناہ کفار پر ڈال دو۔ یہی اہل تکذیب ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ لَیَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (عنکبوت:13) ملائکہ نے جو ذکر کیا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوتی ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا اللہ تعالیٰ نے ان کی تین قسمیں بنائی ہیں۔ ان میں ایک وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی چھان بین ہوگی اور انہیں غم میں مبتلا کیا جائے گا۔ ان میں سے دوسرے وہ ہیں جو مقتصد ہیں، ان سے آسان حساب لیا جائے گا۔ ان میں سے تیسرے وہ ہیں جو سابقین ہیں۔ یہ افراد اللہ تعالیٰ کے حکم سے بغیر

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 76 (3225)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 162
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 17-216 (11293)، دارالفکر بیروت

حساب وعذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے، ان میں کوئی تفریق نہ کی جائے گی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ قیامت کے روز ان کو تین برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ایک ثلث جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ ایک تہائی سے آسان حساب لیا جائے گا۔ ایک تہائی سے اس کے گناہوں کا حساب ہوگا۔ مگر یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان لوگوں کو میری وسیع رحمت میں داخل کرو۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ جب اس آیت سے استدلال فرماتے تو کہتے بے شک ہم میں سے سبقت لے جانے والا سبقت لے جانے والا ہے۔ ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بھی بخشا ہوا ہے۔

امام عقیلی، ابن لال، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک اور سند سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہمارا سابق سبقت لے جانے والا ہے، ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بخشا ہوا ہے۔ پھر حضرت عمر نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہمارا سابق سبقت لے جانے والا ہے، ہمارا مقتصد نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بخشا ہوا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خیرات کی طرف سبقت لے جانے والا حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ مقتصد اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوگا۔ اپنی جاں پر ظلم کرنے والا اور اعراف والے جنت میں حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کے ساتھ داخل ہوں گے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے اس آیت سے یہ استدلال کیا کہ ہمارے سابقین جہاد والے ہیں، ہمارے مقتصد نجات پانے والے ہیں۔ وہ ہمارے شہروں والے ہیں اور ہمارے ظالم ہمارے دیہاتی ہیں۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں اللہ تعالیٰ پر گواہی دیتا ہوں کہ وہ ان سب کو جنت میں داخل کرے گا۔

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ سب نجات پانے والے ہیں اور یہ سب اسی امت سے تعلق رکھتے ہیں۔

فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بھی اسی آیت کی طرح ہے جو سورۂ واقعہ میں

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 16-215 (11292)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 158، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 189 (11454)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ہے فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ اور وَ السّٰبِقُوْنَ دو قسمیں نجات پانے والی اور ایک صنف ہلاک ہونے والی ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد کافر اور مُّقْتَصِدٌ سے مراد اصحاب یمین ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ان آیات کی تلاوت لُغُوْبٌ تک کی، پھر کہا رب کعبہ کی قسم! وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں سب جنت میں ہیں۔ کیا تم اس کے بعد والی آیت کو نہیں دیکھتے وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ یہ جہنمی ہیں۔ میں نے اس کا ذکر حضرت حسن بصری سے کیا تو انہوں نے فرمایا ان پر سورۂ واقعہ انکار کرتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا ذکر کیا۔ فرمایا انہوں نے سونے اور چاندی کے کنگن، موتیوں کے تاج پہنے ہوں گے۔ ان پر پے در پے موتیوں اور یاقوت کے پٹکے ہوں گے۔ ان پر بادشاہوں جیسے تاج ہوں گے۔ جرد (بے لباس) مرد (بے ریش) اور سرمہ لگے ہوں گے۔

ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو تین قسموں میں اٹھائے گا ان کا ذکر فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ میں ہے۔ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ جنت میں بلا حساب داخل ہوگا اور مقتصد سے آسان حساب لیا جائے گا اور اپنی جان پر ظلم کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: پھر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو تین حصوں میں تقسیم کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ؕ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ؕ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ (الواقعہ) وہ بھی اسی کی مثل ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ حضرت عمر سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد کافر ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد منافق ہے مُّقْتَصِدٌ سے مراد صاحب یمین ہے۔ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ سے مراد مقرب ہے۔ قتادہ نے کہا لوگوں کی موت کے وقت تین قسمیں ہوں گی، دنیا میں تین حیثیتیں ہوں گی اور آخرت میں بھی تین منازل ہوں گی۔ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے وہ مومن، منافق اور مشرک ہے۔ جہاں تک موت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ ﴿۸۸﴾ (الواقعہ) وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْیَمِیْنِ ﴿۹۰﴾ (الواقعہ) وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۹۲﴾ (الواقعہ) جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو ان کی تین جماعتیں ہوں گی: فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾۔(3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد منافق ہے جو

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 466 (8774)، دار الباز

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 160

جہنم میں گرے گا۔ مُقْتَصِدٌ اور سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ جنت میں جائیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی نے عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ یہ سب کے سب صالح لوگ ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت صالح ابو خلیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا بنی اسرائیل کے علماء مجھے ملامت کرتے ہیں کہ میں ایسی امت میں داخل ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختلف گروہوں میں تقسیم کیا۔ پھر انہیں جمع کر دیا۔ پھر انہیں جنت میں داخل کر دیا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا کہا اللہ تعالیٰ نے ان سب کو جنت میں داخل کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: علماء کی تین قسمیں ہیں: اپنی ذات اور غیر کو جاننے والا۔ یہ سب سے افضل اور بہترین ہے۔ ان میں سے دوسرا وہ ہے جو اپنی ذات کو جاننے والا ہے۔ تو وہ اچھا ہے۔ تیسرا وہ ہے جو نہ اپنی ذات کو اور نہ ہی غیر کو جانتا ہے، تو یہ ان سب سے برا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اللہ کی کتاب میں یہ پڑھا ہے کہ قیامت کے روز اس امت کو کئی قسموں میں تقسیم کیا جائے گا۔ ان میں ایک قسم بغیر حساب کے جنت داخل ہوگی۔ دوسری قسم وہ ہوگی جن سے اللہ تعالیٰ آسان حساب لے گا اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ تیسری قسم وہ ہوگی جنہیں روکا جائے گا اور ان سے اللہ تعالیٰ لے گا جو چاہے گا۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور درگزر پہنچے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا کی یہ تفسیر کی رب کعبہ کی قسم! وہ سب جنت میں داخل ہوں گے۔ اس کی خبر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو دی گئی تو آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! سورۂ واقعہ ان پر اس کا انکار کرتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت کعب نے جواب دیا سب نجات پائیں گے۔ پھر رب کعبہ کی قسم! ان کے کندھے رگڑے جائیں گے۔ پھر ان کے اعمال کی وجہ سے انہیں افضلیت دی جائے گی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس امت کو تین ایسی چیزیں عطا کی گئیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں۔ ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے بخش دیے جائیں گے۔ ان کے مقتصد جنتوں میں ہوں گے اور ان میں سے سبقت لے جانے والے اعلیٰ مکان میں ہوں گے۔(3)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد بائیں ہاتھ والے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 199 (35320)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

ہیں۔ مُقْتَصِدٌ سے مراد دائیں ہاتھ والے ہیں سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ سے مراد تمام لوگوں سے سبقت لے جانے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ اللہ کی نعمت ہے۔

امام ترمذی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا کی تلاوت کی۔ فرمایا ان کے سروں پر تاج ہوں گے۔ ان تاجوں میں سے کم سے کم مرتبہ کا وہ موتی ہوگا جو مشرق و مغرب کے درمیانی حصہ کو روشن کر دے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کے بارے میں پوچھا گیا کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو وہ کہیں گے وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور مخفی اور اعلانیہ حالت میں اپنے رب کی عبادت میں کوشش کیا کرتے تھے۔ ان کے دلوں میں ان گناہوں کا حزن ہوگا جو گناہ ان سے پہلے ہوئے۔ انہیں ڈر ہوگا ان سے جو گناہ پہلے سرزد ہو چکے ہیں ان کی وجہ سے ان کی یہ عبادت قبول نہ ہوگی۔ تو وہ اس وقت کہیں گے ہماری بخشش عظیم ہے اور ہمارے اعمال کی طرف سے نعمتوں پر جو شکر ہوا وہ قلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ الْحَزَنَ سے مراد جہنم کا غم ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو وہ عمل کیا کرتے تھے اس کا حزن مراد ہے۔(4)

امام حاکم، ابو نعیم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مہاجرین ہی سابقون ہیں۔ وہ اپنے رب کی محبت پر بہت اعتبار کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! یہ قیامت کے روز آئیں گے جبکہ ان کے کندھوں پر اسلحہ ہو گا۔ وہ جنت کے دروازے کو کھٹکھٹائیں گے۔ جنت کے داروغے ان سے پوچھیں گے تم کون ہو؟ تو یہ کہیں گے ہم مہاجر ہیں۔ داروغے کہیں گے کیا تم سے حساب لیا گیا؟ وہ اپنے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں گے اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب! کیا اس کا ہم سے حساب لیا جائے گا؟ ہم نکلے۔ ہم نے خاندان، مال اور اولاد چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ ان کے سونے کے پر بنا دے گا جنہیں زبرجد سے اور یاقوت سے آراستہ کیا گیا ہوگا۔ وہ اڑیں گے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں ان کے مکانات دنیا میں ان کے مکانات سے زیادہ نمایاں ہوں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 463 (3594)، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 163۔ 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 164
5۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 451 (5704)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ان کا حزن یہی حزن ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلْحَزَنَ سے مراد بھوک ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلْحَزَنَ سے مراد دنیا میں روٹی کی طلب ہے۔ ہم اس کا اہتمام نہیں کرتے جتنا اہتمام دنیا میں دو پہر اور شام کے کھانے کا کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو غمگین ہوتا ہے اس کو چاہیے کہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ جنتیوں سے خارج نہ ہو کیونکہ جنتیوں کا تو یہ قول ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اور جو ڈرتا ہے اسے چاہیے کہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ جنتیوں سے خارج نہ ہو کیونکہ جنتیوں کا یہ کہنا ہے قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ ﴿۲۶﴾ (الطور)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت شمر بن عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں اَلْحَزَنَ سے مراد کھانے کا غم ہے۔ جو گناہ انہوں نے کیے اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہ بخش دیے اور ان کی وہ نیکیاں قبول کر لیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کی تھی۔ انہوں نے اس پر عمل کیا اور اس پر بدلہ عطا فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رافع سے روایت نقل کی ہے: جس روز قیامت ہوگی اس دن بندے کے تین دیوان ہوں گے۔ ایک دیوان میں نعمتوں کا ذکر ہوگا۔ دوسرے دیوان میں اس کے گناہوں کا ذکر ہوگا اور تیسرے دیوان میں اس کی نیکیوں کا ذکر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بندے پر جو سب سے چھوٹی نعمت کی ہوگی اسے کہا جائے گا اٹھ اور اس کی نیکیوں میں سے اپنا حصہ پورا کر لے۔ وہ اٹھے گی تو وہ ایک نعمت اس کی تمام نیکیوں کو حاصل کرنا چاہے گی۔ اس پر کی جانے والیاں باقی نعمتیں اور سارے گناہ باقی ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا تو اس وقت وہ کہے گا اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخشنے والا اور ان کی نیکیوں کو قبول کرنے والا ہے۔ پھر وہ جنت میں مقیم ہوں گے وہ نہ خود وہاں سے نکلیں گے اور نہ انہیں نکالا جائے گا۔ یہ قوم دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں تھکتی تھی۔ یہ ایسی قوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے وقت کے لیے مشقت میں ڈالا۔ پھر زیادہ وقت کے لیے راحت میں رکھا تو ان کے لیے مبارک ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے بعث میں عبد اللہ بن ابی اوفی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم نیند ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ دنیا میں ہمیں قرار عطا کرتا ہے، کیا جنت میں بھی نیند ہوگی؟ فرمایا نہیں نیند موت کی ساتھی ہے جبکہ جنت میں موت نہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم پھر ان کی راحت کیسے ہوگی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کو ناگوار جانا اور کہا اس میں کوئی تھکاوٹ نہ ہوگی۔ ان کا تمام امر راحت ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 65-164، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تعب کا معنی درد ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لُغُوْبٌ کا معنی تھکاوٹ نقل کیا ہے۔(2)

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾

"اور وہ اس میں چیختے چلاتے ہوں گے (فریاد کریں گے) اے ہمارے رب! (ایک بار) ہمیں یہاں سے نکال۔ ہم بڑے نیک کام کریں گے۔ ایسے نہیں جیسے ہم پہلے کیا کرتے تھے۔ (جواب ملے گا) کیا ہم نے تمہیں اتنی لمبی عمر نہیں دی تھی جس میں (بآسانی) نصیحت قبول کر سکتا جو نصیحت قبول کرنا چاہتا اور تشریف لے آیا تھا تمہارے پاس ڈرانے والا (تم نے اس کی بات نہ مانی) پس اب (اپنے کیے کا) مزہ چکھو۔ ظالموں کا کوئی مدد گار نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین میں ہر چھپی ہوئی چیز کو۔ یقیناً وہ جانتا ہے دلوں کے رازوں کو"۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا کا معنی ہے وہ اس میں مدد طلب کرتے ہوں گے۔

عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ، حاکم، جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال عمر عطا نہیں کی۔(3)

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بیہقی نے سنن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو پوچھا جائے گا ساٹھ سال کی عمر کے لوگ کہاں ہیں؟ یہی وہ عمر ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ۔(4)

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کا عذر قبول کرلے گا جس کی عمر کو اس نے مؤخر کر دیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کا ہو گیا۔(5)

امام عبد بن حمید، طبرانی، رویانی نے امثال میں، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 167 4۔ ایضاً

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 464 (3600)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندے کی عمر ساٹھ سال کی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں عذر قبول فرمالیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ عمر جو اللہ تعالیٰ بندوں کو عطا فرماتا ہے وہ ساٹھ سال ہے۔(2)

امام رامہرمزی رحمہ اللہ نے الامثال میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ ساٹھ سال عمر عطا فرمادے تو اس کی عمر میں اللہ تعالیٰ عذر قبول فرمالیتا ہے۔ اس آیت میں اسی کا ارادہ فرمایا۔

امام ترمذی، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سال سے ستر سال کے درمیان ہے۔ بہت ہی کم لوگ ہوں گے جو اس سے تجاوز کریں گے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عمر ساٹھ سال ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عمر چھیالیس سال ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں عمر سے مراد چالیس سال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ بات ذہن نشین کر لو کہ عمر کی طوالت حجت ہے۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے کہ عمر کی طوالت کے ساتھ ہمیں عار دلائی جائے کہا یہ آیت نازل ہوئی تو ان میں اٹھارہ سال کے افراد بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ کے بارے میں کہا ان کے خلاف عمر اور رسولوں کے ذریعے دلیل قائم کی گئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ النَّذِيْرُ سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ میں نذیر سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ (النجم)(5)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے النَّذِيْرُ کا معنی بڑھاپا نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ النَّذِيْرُ سے مراد بڑھاپا ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَ لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَ لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 464 (3601)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی باب الدعاء، جلد 13، صفحہ 58 (3550)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 168

دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾

"وہی ہے جس نے تمہیں (گزشتہ قوموں کا) جانشین بنایا زمین میں پس جس نے کفر کیا اس کے کفر کا وبال بھی اسی پر ہوگا اور نہیں اضافہ کرے گا کفار کے لیے ان کا کفر اللہ کی جناب میں بجز ناراضگی کے اور نہ اضافہ کرے گا کفار کے لیے ان کا کفر بجز گھاٹے (اور خسران) کے۔ آپ فرمائیے کیا تم نے دیکھے ہیں اپنے شریک جنہیں تم پکارتے ہو اللہ تعالیٰ کے سوا مجھے بھی تو دکھاؤ زمین کا وہ گوشہ جو انہوں نے بنایا ہے یا ان کی کوئی شراکت ہو آسمانوں (کی تخلیق) میں یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہو اور وہ کس کے روشن دلائل پر عمل پیرا ہوں (کچھ بھی نہیں) بلکہ یہ ظالم محض ایک دوسرے کے ساتھ جھوٹے (دلفریب) وعدے کرتے رہتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓىِٕفَ فِی الْاَرْضِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسی نے تمہیں زمین میں امت کے بعد امت بنایا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اسی نے تمہیں زمین میں ایک امت کے بعد دوسری امت اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ کے بارے میں کہا اللہ کی قسم! انہوں نے اس میں سے کوئی چیز پیدا نہیں کی۔ ارشاد باری تعالیٰ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ کے بارے میں کہا اللہ کی قسم ان کا ان میں کوئی حصہ نہیں اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ یا ہم نے انہیں کتاب دی جو انہیں حکم دیتی ہے کہ وہ میرے ساتھ شرک کریں۔(2)

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬ وَ لَىِٕنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾

"بے شک اللہ تعالیٰ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو تا کہ وہ اپنی جگہ سے سرک نہ جائیں اور اگر وہ سرکنے لگیں تو کوئی نہیں روک سکتا انہیں اللہ تعالیٰ کے بعد۔ بے شک وہ بڑا حلیم (اور) بخشنے والا ہے"۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، دار قطنی نے افراد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور خطیب رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ کیا اللہ تعالیٰ سوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تین دن تک جگائے رکھا اور پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو بوتلیں دیں۔ ہر ہاتھ میں ایک بوتل تھی اور اسے حکم دیا کہ ان دونوں کی حفاظت کرے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سونے لگے اور آپ کے ہاتھ آپس میں ملنے لگے۔ وہ پھر جاگتے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ سے دور کرتے یہاں تک کہ انہیں مکمل نیند آ گئی۔ آپ کے ہاتھ آپس میں ٹکرائے اور دونوں شیشیاں ٹوٹ گئیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ایک مثال بیان فرمائی کہ اگر اللہ تعالیٰ سو جاتا تو نہ آسمان باقی بچتے اور نہ زمین۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے عبداللہ بن سلام نے بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے جبرئیل! کیا تیرا رب سوتا ہے؟ تو حضرت جبرئیل نے کہا اے میرے رب! تیرا بندہ موسیٰ تجھ سے سوال کرتا ہے کیا تو سوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل! موسیٰ علیہ السلام سے کہو اپنے ہاتھ میں دو بوتلیں پکڑ و اور پہاڑ کے اوپر رات کے ابتدائی حصہ سے لے کر صبح تک کھڑے رہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پہاڑ پر کھڑے ہو گئے اور دو بوتلیں پکڑ لیں۔ آپ نے بڑے صبر کا مظاہرہ کیا۔ جب رات کا آخری حصہ تھا تو آپ کو نیند آ گئی۔ دونوں بوتلیں گر گئیں اور ٹوٹ گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے جبرئیل! دونوں بوتلیں ٹوٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا اے جبرئیل! میرے بندے سے کہو اگر میں سو جاتا تو آسمان و زمین اپنی جگہ پر باقی نہ رہتے۔

امام عبد بن حمید اور عبدالرزاق رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرشتوں سے رازدارانہ بات کی کیا رب العزت سوتا ہے؟ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام چار دن اور چار راتیں جاگتے رہے۔ پھر منبر پر خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور انہیں دو بوتلیں دیں۔ ہر ہاتھ میں ایک بوتل تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف اونگھ کو بھیجا جبکہ وہ خطبہ دے رہے تھے۔ ان کا ایک ہاتھ دوسرے کے قریب ہوا جبکہ وہ ایک بوتل دوسری پر مارتے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور کہا اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّ لَا نَوْمٌ (البقرہ:255)

حضرت عکرمہ نے کہا اونگھ اسی کو کہتے ہیں کہ وہ بیٹھے ہوئے اپنا سر مارے اور نیند اسے کہتے ہیں جس سے آدمی سو جائے۔

ابوالشیخ العظمہ میں اور بیہقی سعید بن ابی بردہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم نے کہا تیرا رب سوتا ہے؟ فرمایا اللہ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ دو بوتلیں پکڑو اور انہیں پانی سے بھر لو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تو آپ کو اونگھ آ گئی اور سو گئے تو دونوں بوتلیں آپ کے ہاتھ سے گر گئیں اور دونوں ٹوٹ گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی، میں آسمان اور زمین کو اپنی جگہ سے ہلنے سے روکتا ہوں۔ اگر میں سو جاؤں تو دونوں اپنی جگہ پر قائم نہ رہیں۔ حضرت بیہقی نے کہا یہ اس کے زیادہ مشابہ ہے کہ وہ محفوظ ہو۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے کتاب السنۃ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کیا ہمارا رب سوتا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، سورۂ بقرہ، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو ہیبت والے بادشاہ کے پاس آئے تجھے ڈر ہو کہ وہ تم پر زیادتی کرے گا۔ تو یوں دعا کرنا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيْعًا اَللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَّجُنُوْدِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اَللّٰهُمَّ كُنْ لِّيْ جَارًا مِّنْ شَرِّهِمْ جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

''اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے عزت والا ہے، میں جس سے ڈرتا ہوں اور بچتا ہوں، اللہ تعالیٰ اس پر غالب ہے۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ سات آسمانوں پر زمین پر گرنے سے روکنے والا ہے مگر اسی کے حکم سے اس پر گریں گے، تیرے فلاں بندے، اس کے لشکروں، پیروکاروں اور حمایتیوں کے شر سے جو جنوں اور انسانوں میں سے ہیں۔ اے اللہ! ان کے شر سے مجھے پناہ دینے والا بنا دے۔ تیری ثناء عظیم ہے، تیری پناہ غالب ہے، تیرا نام بابرکت ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ دعا تین دفعہ کرے''۔(1)

امام ابن سنی رحمہ اللہ عمل یوم و لیلۃ(2) میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جب اپنے گھر میں داخل ہوتا ہے، اپنے بستر پر لیٹتا ہے، اس کا فرشتہ اور شیطان اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ اس کا شیطان کہتا ہے تیرا اختتام شر ہو اور فرشتہ کہتا ہے تیرا اختتام بھلائی پر ہو، اگر وہ اللہ وحدہ کا ذکر کرتا ہے تو فرشتہ شیطان کو دور بھگاتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی نیند سے بیدار ہو تو اس کا فرشتہ اور شیطان اس کی طرف جلدی کرتے ہیں۔ برائی سے آنکھ کھولو اور فرشتہ کہتا ہے بھلائی سے آنکھ کھول۔ اگر وہ یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ رَدَّ اِلَيَّ نَفْسِيْ بَعْدَ مَوْتِهَا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حالت نیند میں اسے موت عطا نہیں کی اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَاۤ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا اور کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (الحج) اگر وہ اپنے بستر سے نکلا پھر وہ مر گیا تو وہ شہید کا مرتبہ پائے گا اور اگر وہ نماز پڑھنے لگا تو اس پر رحمت کی جائے گی۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابو مالک کی سند سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ زمین مچھلی پر قائم ہے۔ زنجیر مچھلی کے کان پر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو اپنی جگہ سے ملنے سے روکے ہوئے ہے۔

عبد بن حمید نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب کہا کرتے تھے کہ آسمان کلی پر اس طرح گردش کرتا ہے جیسے چکی کلی پر چکر لگاتی ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان نے کہا کعب نے جھوٹ بولا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرجل یخاف السلطان، جلد 6، صفحہ 23 (29177)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ کتاب کا نام ہے (مترجم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ کعب کہتے ہیں کہ آسمان میخ کے گرد اس طرح گھومتا ہے جس طرح چکی میخ کے گرد گھومتی ہے، ایسے ستون میں جو فرشتے کے کندھے میں ہے۔ تو حضرت ابن مسعود نے فرمایا کعب نے جھوٹ بولا ہے اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا اس کے اپنی جگہ سے ہلنے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ گردش کرے۔(1)

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَ لَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

"اور (کفار مکہ) اللہ کی سخت قسمیں کھا کر کہتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آیا تو وہ زیادہ ہدایت قبول کریں گے پہلی امتوں سے۔ پس جب آ گیا ان کے پاس ڈرانے والا تو ان کی (حق سے) نفرت اور بڑھ گئی۔ وہ زیادہ سرکشی کرنے لگے زمین میں اور گھناؤنی سازشیں کرنے لگے اور نہیں گھیرتی گھناؤنی سازش بجز سازشیوں کے۔ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو پہلے (نافرمانوں) کے ساتھ کیا گیا تھا (اگر یہ بات ہے) تو آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی اور آپ نہیں پائیں گے اللہ کی سنت میں کوئی تغیر۔ کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ وہ دیکھ لیتے کہ کتنا (دردناک) انجام ہوا ان (سرکشوں) کا جو ان سے پہلے گزر چکے حالانکہ وہ قوت (و طاقت) میں ان سے (کئی گنا) زیادہ تھے اور (سنو) اللہ تعالیٰ ایسا (کمزور) نہیں ہے کہ اسے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز نیچا دکھا سکے۔ وہ ہر بات جاننے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

والا، بڑی قدرت والا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ (فوراً) پکڑ لیا کرتا لوگوں کو ان کے کرتوتوں کے باعث تو نہ (زندہ) چھوڑتا زمین کی پشت پر کسی جاندار کو لیکن (اس کی سنت یہ ہے) وہ ڈھیل دیتا رہتا ہے انہیں ایک مقررہ میعاد تک پس جب ان کی میعاد آ جائے گی تو بیشک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہلال رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش کہا کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہم میں نبی مبعوث فرمائے گا تو امتوں میں سے کوئی امت ہم سے بڑھ کر اپنے خالق کی اطاعت کرنے والی، اپنے نبی کی بات سننے والی اور اس کی کتاب کو مضبوطی سے پکڑنے والی نہ ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ (الصافات) لَوْ اَنَّاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّاۤ اَهْدٰى مِنْهُمْ (الانعام:157) وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَىِٕنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نذیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ مَكْرَ السَّيِّئِ سے مراد شرک ہے اور سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ سے مراد پہلے لوگوں کی سزا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَقْسَمُوْا سے مراد قریش ہیں۔ الْاُمَمِ سے مراد اہل کتاب ہیں اور مَكْرَ السَّيِّئِ سے مراد شرک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: تین کام ایسے ہیں جس نے بھی یہ کیے اس نے نجات نہ پائی یہاں تک کہ وہ انہیں کے ساتھ اترے گا۔ مَكْرًا (شرک، بری تدبیر) بغی (سرکشی اور بغاوت) نکث (وعدہ کو توڑنا) پھر ان آیات کی تلاوت کی۔ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ (فاطر:43) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ (یونس:23) فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ (الفتح:10)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوزکریا کوفی رحمہ اللہ سے وہ ایسے آدمی سے جس نے اسے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برے مکر سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کا طلب کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: کیا وہ یہ دیکھ رہے ہیں کہ انہیں بھی ایسا عذاب پہنچے جیسا عذاب ان سے پہلے لوگوں کو پہنچا۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو گم نہیں پائے گی۔

امام فریابی، ابن منذر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انسان کے گناہ کی وجہ سے مہوسرے کو اس کی بل میں عذاب دیتا۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82-181، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 217 (11296)، بیروت

آیاتہا ۸۳ ﴿ سورۃ یٰسٓ مکیۃ ۳۶ ﴾ رکوعاتہا ۵

ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ یٰسٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے سورۂ یٰسٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام دارمی، ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شے کا ایک دل ہوتا ہے اور دل کا دل سورۂ یٰسٓ ہے۔ جس نے سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کی اس کے حق میں دس دفعہ قرآن حکیم پڑھنے کا ثواب لکھ دیا جائے گا۔ (2)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسٓ ہے۔

امام دارمی، ابو یعلی، طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جس نے کسی رات میں سورۂ یٰسٓ پڑھی، مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو اس رات میں اسے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ (3)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی رات اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سورۂ یٰسٓ پڑھی تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جس نے کسی رات اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر سورۂ یٰسٓ پڑھی تو اسے بخش دیا جاتا ہے مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ سورۂ یٰسٓ پورے قرآن حکیم کے ہم پلہ ہے۔

امام احمد، ابو داؤد، امام نسائی، ابن ماجہ، محمد بن نصر، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معقل بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ یٰسٓ قرآن کا دل ہے، جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ اور دار آخرت کے لیے اسے پڑھتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس سورت کو اپنے مردوں پر پڑھا کرو۔ (4)

امام سعید بن منصور اور امام بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ یٰسٓ کا نام تورات میں معمہ ہے۔ وہ اپنے پڑھنے والے کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائیوں کو جمع کر دیتی ہے اور دنیا و آخرت کی مصیبت کا علاج کرتی ہے اور اس سے دنیا و آخرت کے خوفوں کو دور کر دیتی ہے۔ اس کا نام مدافعہ قاضیہ بھی ہے جو اپنے پڑھنے والے سے ہر برائی کو دور کرتی ہے اور اس کی ہر ضرورت کو پورا کرتی ہے۔ جس نے اس سورت کو پڑھا اس کا یہ عمل اس کے دس حجوں کے مساوی ہوتا ہے۔ جس نے سورۂ یٰسٓ کو پڑھا تو یہ اس کے دس ہزار دینار اللہ تعالیٰ کی راہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 479 (2460)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 480 (2463)

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 479 (2458)

میں خرچ کرنے کے مساوی ہے جس نے اس کو لکھا پھر اسے پی لیا تو اس سورت نے اس کے پیٹ میں ہزار دوائیں، ہزار نور، ہزار یقین، ہزار برکتیں، ہزار رحمتیں داخل کیں اور اس سے ہر کینہ اور بیماری کو خارج کر دیا۔ بیہقی نے کہا محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر جدعانی سلیمان بن رفاع جندی سے روایت کرنے میں تنہا ہے جبکہ وہ منکر ہے۔ (1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (2) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۂ یٰس پڑھی تو اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کی راہ میں بیس دینار خرچ کرنے کے برابر ہے۔ جس نے اسے پڑھا اس کے حق میں دس حجوں کے برابر ہے۔ جس نے اسے لکھا اور پیا تو یہ سورت اس کے پیٹ میں ہزار یقین، ہزار نور، ہزار برکت، ہزار رحمت، ہزار رزق داخل کرتی ہے اور اس سورت نے اس سے ہر قسم کا کینہ اور ہر قسم کی بیماری کو خارج کر دیا۔ (3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو برزہ نے کہا جس نے ایک دفعہ سورۂ یٰس پڑھی گویا اس نے دس مرتبہ قرآن حکیم پڑھا۔ ابو سعید نے کہا جس نے سورۂ یٰس ایک دفعہ پڑھی گویا اس نے دو دفعہ قرآن حکیم پڑھا ابو برزہ نے کہا تو نے وہ بیان کی جو تو نے سنی اور میں وہ بیان کرتا ہوں جو میں نے سنی۔ (4)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ سورۂ یٰس ہر انسان کے دل میں ہو۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ہر رات سورۂ یٰس پڑھتا رہا پھر فوت ہوا تو وہ شہید کی موت مرا۔ (5)

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے صبح کے وقت سورۂ یٰس پڑھی تو اسے اس دن کی صبح سے لے کر شام تک آسانی عطا کی گئی اور جس نے رات کے شروع میں اسے پڑھا اسے اس رات کی سہولت عطا کی گئی یہاں تک کہ وہ صبح کرے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابو داؤد رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جس میت کے پاس سورۂ یٰس پڑھی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ (6)

امام ابو الشیخ نے فضائل قرآن اور دیلمی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (7)

امام ابن سعد اور امام احمد رحمہما اللہ نے اپنی سند میں حضرت صفوان بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشائخ کہا کرتے تھے: جب میت کے پاس سورۂ یٰس پڑھی گئی تو اس سورت کی وجہ سے اس کا معاملہ آسان کر دیا گیا۔ (8)

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 481 (2465)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تاریخ بغداد، باب ذکر مثانی الاسماء، جلد 2، صفحہ 387، مکتبۃ عربیہ بغداد

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 248

4۔ شعب الایمان، باب تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 481 (2466)

5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 218 (11298)، دارالفکر بیروت

6۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 32 (6099)، دار صادر بیروت

7۔ ایضاً (حاشیہ)

8۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 105،

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سورۂ یٰس پڑھی تو اسے بخش دیا گیا جس نے کھانے پر اسے پڑھا جس کے کم ہونے کا اسے خوف ہو تو وہ کھانا اس کے لیے کافی ہو گیا۔ جس نے میت کے پاس اسے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر معاملہ کو آسان کر دیا۔ جس نے اسے اس عورت کے پاس پڑھا جس پر اس کا بچہ مشکل ہو گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت پر اس معاملہ کو آسان کر دیا۔ جس نے سورۂ یٰس کو پڑھا گویا اس نے قرآن حکیم گیارہ مرتبہ پڑھا۔ ہر شے کا دل ہوتا ہے۔ قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔ بیہقی نے کہا ابو قلابہ سے ہمیں یوں یہ نقل ہوا۔ وہ کبار تابعین میں سے ہیں۔ وہ یہ بات نہ کرتے اگر وہ ان کے ہاں مرفوع نہ ہوتی۔(1)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جو آدمی اپنے دل میں سختی پائے تو وہ زعفران کے پانی سے پیالے میں لکھے پھر اسے پی جائے۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت سماک بن حرب رحمہ اللہ کے واسطہ سے اہل مدینہ کے ایک آدمی سے وہ اس آدمی سے روایت کرتے ہیں: جس نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تھی کہ حضور ﷺ نے قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۝ (ق) اور یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۝ (یٰس) پڑھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر شے کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے۔ جس نے سورۂ یٰس کو پڑھا گویا اس نے دس دفعہ قرآن حکیم کو پڑھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت عمار بن یاسر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ہر جمعہ کو منبر پر بیٹھ سورۂ یٰس پڑھتے تھے۔(3)

امام محمد بن عثمان، ابن ابی شیبہ نے تاریخ میں، طبرانی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلا جب ہم کسی وادی میں اترتے تو ہم یوں کہتے ہم اس وادی کے غالب کی پناہ چاہتے ہیں۔ میں نے ایک اونٹنی کو تکیہ بنایا اور کہا میں اس وادی کے غالب (سردار) کی پناہ چاہتا ہوں کہ اچانک کوئی سرگوشی کرنے والا مجھ سے سرگوشی کرتا ہے اور کہتا ہے۔

وَيْحَكَ عُذْ بِاللّٰهِ ذِي الْجَلَالِ ‏ مُنْزِلِ الْحَرَامِ وَ الْحَلَالِ

تجھ پر افسوس اللہ ذوالجلال کی پناہ چاہ۔ ‏ جو حرام و حلال کے احکام نازل فرمانے والا ہے۔

وَ وَحِّدِ اللّٰهَ وَلَا تُبَالِيْ ‏ مَا كَيْدُ ذَا الْجِنِّ مِنَ الْاَهْوَالِ

اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کر اور پرواہ نہ کر ‏ اس جن کے خوفناک مکر کیا ہیں۔

اِذْ تُذْكَرُ اللّٰهَ عَلَى الْاَمْيَالِ ‏ وَفِيْ سُهُوْلِ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ

1۔ شعب الایمان، باب تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 82-481 (2467)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 465 (3603)، دارالکتب العلمیہ بیروت ‏ 3۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 255، دار صادر بیروت

جب تو اللہ کا ذکر ہر میل کے نشان پر کرتا ہے۔ نرم زمین میں اور پہاڑوں میں

وَ صَارَ كَيْدُ الْجِنِّ فِي سِفَالٍ إِلَّا التَّقِيَّ وَ صَالِحَ الْأَعْمَالِ

جن کا مکر و فریب ناکام ہو گیا مگر متقی اور نیک اعمال والا

میں نے اس سے کہا۔

أَيُّهَا الْقَائِلُ مَا تَقُولُ أَرُشْدٌ عِنْدَكَ أَمْ تَضْلِيلُ

اے کہنے والے تو کیا کہتا ہے۔ کیا یہ چیز تیرے ہاں ہدایت ہے یا گمراہی۔

اس نے کہا

هٰذَا رَسُولُ اللّٰهِ ذَا الْخَيْرَاتِ جَاءَ بِيَاسِينَ وَ حَامِيمَاتٍ

یہ اللہ کا رسول ہے بھلائیوں کا حامل ہے یٰس اور حم سورتیں لایا ہے۔

وَ سُوَرَ بَعْدَ مُفَصَّلَاتٍ يَأْمُرُ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ

مفصلات کے بعد سورتیں ہیں۔ وہ نماز اور زکوۃ کا حکم دیتا ہے۔

وَ يَزْجُرُ الْأَقْوَامَ عَنْ هِنَاتٍ فَذَاكَ فِي الْأَنَامِ نَكِرَاتٍ

وہ لوگوں کو بری باتوں سے منع کرتا ہے۔ پس یہ امر لوگوں میں عجیب ہے۔

میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں جنوں کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نجد کے جنوں پر (امیر بنا کر) بھیجا ہے۔ میں نے کہا کیا کوئی ایسا ہے جو میرے یہ اونٹ میرے گھر والوں تک لیجائے تو میں اس کی بارگاہ میں حاضری دوں تا کہ اسلام قبول کرلوں تو اسی جن نے کہا میں لے جاتا ہوں میں ان اونٹوں میں سے ایک پر سوار ہو گیا۔ پھر آگے بڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا جس آدمی نے تیرے اونٹ پہنچانے کی ذمہ داری لی تھی۔ اس نے کیا کیا ہاں ہاں۔ اس نے بالکل محفوظ اونٹ پہنچا دیئے ہیں۔ (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں سورۂ یٰس پڑھا کرتے تھے۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی جمعہ کے روز زیارت کی اور ان کے پاس سورۂ یٰس پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس سورت کے ہر حرف کے عوض اس کے گناہ بخش دے گا۔

ابو نصر سجزی نے الابانہ میں حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ مجمع الزوائد، باب علامات النبوۃ، جلد 8، صفحہ 450 (13914)، دار الفکر بیروت

فرمایا قرآن حکیم میں ایک سورت ہے جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں عظیم کہا جاتا ہے اس کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے ہاں شریف کہا جاتا ہے۔ اس کو پڑھنے والا قیامت کے روز ربیعہ اور مضر قبائل سے زائد افراد کی شفاعت کرے گا۔ وہ سورۂ یٰس ہے۔

امام ترمذی، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کہ قرآن حکیم میرے سینے سے نکل جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع پہنچائے اور جنہیں تو یہ سکھائے انہیں نفع دے؟ فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان ضرور کرم فرمایئے۔ فرمایا جمعہ کی رات چار رکعت نماز ادا کرو۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ یٰس پڑھو۔ دوسری میں سورۂ فاتحہ اور حم دخان پڑھو۔ تیسری میں فاتحہ اور الم تنزیل سجدہ پڑھو اور چوتھی میں سورۂ فاتحہ اور تبارک مفصل پڑھو۔ جب تم تشہد سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرو، انبیاء پر درود شریف پڑھو اور مومنوں کے لیے بخشش طلب کرو۔ پھر یوں دعا کرو: اے اللہ! جب تو مجھے باقی رکھے، گناہوں کے ترک کرنے کے ساتھ مجھ پر رحم فرما، مجھ پر یہ رحم فرما کہ میں بے مقصد کاموں میں نہ لگا رہوں، جن چیزوں سے تو مجھ پر راضی ہو اس میں حسن نظر کی مجھے توفیق نصیب فرما۔ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو کتاب کے ساتھ میری آنکھ کو منور فرما دے۔ اس کے ساتھ میری زبان کو گفتگو کا ملکہ عطا کرے۔ اس کیساتھ میرے دل کو کھول دے۔ اس کے ساتھ میرے سینے کو وسعت عطا کرے۔ اس کے ساتھ میرے بدن کو اپنے کام میں لائے اور اس پر مجھے قوت عطا کرے اور میری مدد فرمائے۔ تیرے سوا بھلائی پر میری کوئی مدد کرنے والا نہیں۔ تیرے سوا کوئی توفیق عطا کرنے والا نہیں۔ یہ عمل، تین، پانچ یا سات جمع کرو۔ اللہ کے حکم سے تو اسے یاد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو کبھی غلط راہ پر نہیں ڈالا۔ حضرت علی شیر خدا سات جمعوں کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بتایا کہ انہیں قرآن حکیم اور حدیث یاد ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم! یہ مومن ہے۔ اے ابوالحسن! لوگوں کو اس کی تعلیم دو۔ اے ابوالحسن! لوگوں کو اس کی تعلیم دو۔ (1)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۳﴾ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۴﴾ تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ﴿۵﴾ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۶﴾ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤی اَکۡثَرِہِمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا فَہِیَ اِلَی الۡاَذۡقَانِ فَہُمۡ مُّقۡمَحُوۡنَ ﴿۸﴾ وَ جَعَلۡنَا مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡہِمۡ سَدًّا وَّ مِنۡ خَلۡفِہِمۡ سَدًّا فَاَغۡشَیۡنٰہُمۡ فَہُمۡ لَا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب صلوٰۃ التطوع، جلد 1، صفحہ 461 (1190)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یُبۡصِرُوۡنَ ۝۹ وَ سَوَآءٌ عَلَیۡہِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَہُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝۱۰ اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکۡرَ وَ خَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡہُ بِمَغۡفِرَۃٍ وَّ اَجۡرٍ کَرِیۡمٍ ۝۱۱

''اے سید (عرب وعجم!) قسم ہے قرآن حکیم کی بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں (یقیناً) آپ راہ راست پر ہیں۔ نازل فرمایا ہے (قرآن حکیم کو) عزیز (اور) رحیم نے تاکہ آپ ڈرا سکیں اس قوم کو جن کے باپ دادا کو (طویل عرصہ سے) نہیں ڈرایا گیا اس لیے وہ غافل ہیں۔ بے شک (ان کے پیہم کفر وعناد کے باعث) یہ بات لازم ہو چکی ہے ان میں سے اکثر پر کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم نے ڈال دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق پس وہ ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کے سر اوپر کو اٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے بنا دی ہے ان کے سامنے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پس وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے۔ اور یکساں ہے ان کے لیے چاہے آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے آپ تو صرف اسی کو ڈرا سکتے ہیں جو اتباع کرتا ہے قرآن کا اور ڈرتا ہے (خداوند) رحمان سے بن دیکھے پس مژدہ سنائیے ایسے شخص کو مغفرت کا اور بہترین اجر کا''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے، کہا یٰسٓ سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اے محمد! ﷺ۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یٰسٓ سے مراد ہے اے محمد! ﷺ۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یٰسٓ سے مراد ہے اے انسان۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری، حضرت عکرمہ اور ضحاک رحمہم اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یٰسٓ سے مراد ہے اے انسان! یہ حبشی زبان میں ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اشہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت مالک بن انس سے سوال کیا کہ کیا کسی کے لیے یہ مناسب ہے کہ وہ اپنا نام یٰسٓ رکھے تو فرمایا میں اسے مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسماء رسول اللہ ﷺ، جلد 1، صفحہ 158، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

ہے یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرا نام ہے۔ اس کے ساتھ میں نے اپنا نام رکھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اللہ تعالیٰ جس شے کی چاہتا ہے اس کی قسم اٹھاتا ہے۔ پھر اس آیت سے استدلال کیا سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ (الصافات) گویا ان کی رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر سلام بھیجا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ ہزار جہانوں کی قسم اٹھاتا ہے کہ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان یٰسٓ یہ قول نقل کیا ہے: یہ قسم ہے جس کے ساتھ تیرے رب نے قسم اٹھائی ہے۔ کہا اے محمد! تو میرے مخلوق کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال بھی مرسلین میں سے تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے جیسے تم سن رہے ہو صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ سے مراد اسلام ہے۔ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ سے مراد قرآن حکیم ہے۔ قَوْمًا سے مراد قریش ہیں عربوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہ ان کے پاس کوئی رسول آیا اور نہ ان کے آباء و اجداد کے پاس رسول آیا۔(1)

ابن جریر نے عکرمہ سے آیت لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بعض نے کہا ان سے قبل لوگوں کو نہیں ڈرایا گیا۔ بعض نے کہا یہ ایسی امت ہے کہ ان کے پاس کوئی نبی نہیں آیا تھا یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے علم میں پہلے سے بات تھی۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں قرآن حکیم پڑھتے یہاں تک کہ قریش کے بعض لوگوں کو بڑی تکلیف ہوئی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کے لیے اٹھے تو ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے جکڑے گئے اور انہیں دکھائی بھی نہیں دیتا تھا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہیں۔ قریش کے خاندانوں میں سے کوئی خاندان ایسا نہیں تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی یہاں تک کہ ان سے وہ تکلیف رفع ہوگئی تو یہ آیات یٰسٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۙ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۞ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ تک نازل ہوئیں۔ اس جماعت میں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل نے کہا اگر میں نے محمد کو دیکھ لیا تو میں ضرور ایسا کروں گا، میں ضرور ایسا کروں گا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 177
3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، جلد 1، صفحہ 63، عالم الکتب بیروت

مُّقْمَحُوْنَ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ لوگ کہتے یہ محمد ہیں۔ وہ کہتا کہاں ہے وہ، کہاں ہے وہ؟ وہ حضور ﷺ کو دیکھ نہ سکتا۔(1)

امام بیہقی دلائل میں حضرت سدی صغیر کی سند سے حضرت ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ھم ضمیر سے مراد قریش کے کفار اور سَدًّا سے مراد غطاء ہے یعنی پردہ۔ فَاَغْشَیْنٰهُمْ ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ تو وہ نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھتے کہ آپ کو اذیت دیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بنو مخزوم کے لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو قتل کرنے پر باہم اتفاق کیا ان میں ابو جہل اور ولید بن مغیرہ تھے۔ اسی اثناء میں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ کی قرأت سن رہے تھے۔ انہوں نے ولید کو بھیجا تا کہ آپ کو قتل کر دے۔ وہ گیا یہاں تک کہ اسی جگہ پر آیا۔ جہاں حضور ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ آپ کی قرأت سنتا مگر آپ کو نہ دیکھتا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا اور انہیں اس صورت حال سے آگاہ کیا۔ وہ لوگ آئے۔ جب اس مکان تک پہنچے جہاں رسول الله ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی قرأت کو سنا وہ اس آواز کی طرف جاتے تو آواز کو اپنے پیچھے سنتے۔ پھر وہ واپس چلے گئے اور آپ تک پہنچنے کی صورت نہ پائی۔ اسی کے بارے میں الله تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا۔(2)

امام ابن اسحاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم رحمہم الله نے دلائل میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نبی کریم ﷺ کے دروازے پر جمع ہوئے۔ انہوں نے آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا محمد (ﷺ) گمان کرتا ہے کہ اگر تم آپ کی دعوت کو قبول کر لو تو تم عرب و عجم کے بادشاہ بن جاؤ گے، تمہیں موت کے بعد اٹھایا جائے گا، تمہارے لیے آگ بنائی گئی ہے جس میں تمہیں جلایا جائے گا۔ رسول الله ﷺ باہر تشریف لائے اور ہاتھ میں مٹی سے ایک مٹھی بھری۔ فرمایا میں یہ کہتا ہوں اور تو ان میں سے ایک ہے۔ الله تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو وہ آپ کو نہیں دیکھتے۔ نبی کریم ﷺ ان کے سروں پر مٹی ڈالنے لگے جبکہ نبی کریم ﷺ ان آیات کی تلاوت کر رہے تھے یٰسٓ۝ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ۝ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ یہاں تک کہ رسول الله ﷺ ان آیات سے فارغ ہوئے۔ کوئی آدمی ایسا نہ بچا جس کے سر پر مٹی نہ ہو۔ ہر ایک آدمی نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا تو اس کے سر پر مٹی تھی۔ انہوں نے کہا جس نے ہمیں بیان کیا اس نے سچ کر دکھایا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَغْلٰلًا طوق کو کہتے ہیں جو سینے اور ٹھوڑی کے درمیان ہوتا ہے۔ ان کے سر اٹھے ہوں گے جس طرح جانور لگام کی وجہ سے سر اٹھاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 196، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، جلد 1، صفحہ 64، عالم الکتب بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا پڑھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُّقْمَحُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ٹھوڑی کے نیچے ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ جکڑے ہوں گے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے مُّقْمَحُوْنَ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جن کی ناک بلند اور سر جھکائے ہوئے ہوں۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

وَ نَحْنُ عَلٰی جَانِبِهَا قُعُوْدٌ نَغُضُّ الطَّرْفَ کَالْاِبِلِ الْقِمَاحِ

''ہم اس کی اطراف میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہم نظر کو اس طرح جھکائے ہوئے ہیں جیسے وہ اونٹ جو سر جھکائے ہوئے ہو''

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بخل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے روک دیئے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بعض قراتوں میں ہے اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَیْمَانِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ یعنی ہر بھلائی سے انہیں روک دیا گیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ کا معنی ہے وہ اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھ ان کے منہ پر باندھے ہوئے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پڑھا وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اسدا سین کے رفع کیساتھ پڑھا ہے۔ فَاَغْشَیْنٰهُمْ کو غین کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر اکٹھے ہوئے۔ وہ آپ کے باہر نکلنے کا انتظار کر رہے تھے تا کہ آپ کو اذیت دیں۔ یہ امر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑا شاق گزرا۔ حضرت جبرئیل امین سورۂ یٰس لائے اور آپ کو ان کی طرف نکلنے کو کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی بھری۔ آپ باہر نکلے جبکہ آپ سورۂ یٰس کی تلاوت کر رہے تھے اور مٹی ان کے سروں پر ڈال رہے تھے۔ کفار نے آپ کو دیکھا تک نہیں یہاں تک کہ آپ ان کے پاس سے گزر گئے۔ ان میں سے جو بھی اپنے سر کو چھوتا تو اس پر مٹی پاتا۔ کوئی آدمی ان کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ کہا ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں۔ اس نے کہا میں نے تو ابھی انہیں مسجد حرام میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا اٹھو، اس نے تم پر جادو کر دیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش جمع ہوئے۔ انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

بھیجا، کہا اس آدمی کے پاس جاؤ، اس سے کہو تیری قوم یہ کہتی ہے، تو بڑی مصیبت لایا ہے۔ اس پر ہمارے آباؤ اجداد نہیں تھے۔ ہمارے دانش مند بھی تیری اتباع نہیں کرتے۔ تو نے یہ اس لیے کیا ہے کیونکہ تیری غرض پنہاں ہے۔ اگر تو مال چاہتا ہے تو تیری قوم تیرے لیے مال جمع کرے گی اور تجھے دے دے گی جو تو ارادہ کرتا ہے اسے چھوڑ دے۔ تجھ پر وہ چیز لازم ہوگی جس پر تیرے آباؤ اجداد قائم تھے۔ عتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے وہ باتیں کیں جن کا قریش نے اسے حکم دیا تھا۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہو گیا اور خاموش ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ (فصلت) حضور ﷺ نے اس سورت کو ابتداء سے پڑھا یہاں تک کہ اس آیت تک پہنچے فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ (فصلت) عتبہ واپس آیا اس نے تمام واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا حضرت محمد ﷺ نے ایسی گفتگو کی ہے جو نہ شعر ہے نہ جادو ہے۔ وہ تو عجیب کلام ہے، وہ لوگوں کا کلام نہیں، وہ اس پر جھپٹ پڑے۔ انہوں نے کہا ہم سب اس کے پاس جاتے ہیں۔ جب انہوں نے ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے سامنے آ گئے۔ حضور ﷺ نے ان کا قصد کیا یہاں تک کہ ان کے سروں پر کھڑے ہو گئے اور پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يٰسٓ ﴿۱﴾ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ یہاں تک کہ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا تک پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو گردنوں کے ساتھ جکڑ دیا۔ ان کے آگے اور ان کے پیچھے سے رکاوٹ پیدا کر دی۔ حضور ﷺ نے مٹی لی اور ان کے سروں پر ڈالی۔ پھر حضور ﷺ ان کے پاس سے چلے گئے۔ انہیں کچھ پتہ نہ چلا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ تو وہ لوگ متعجب ہوئے اور کہا ہم نے اس سے بڑا کوئی جادوگر نہیں دیکھا۔ اس نے ہمارے ساتھ کیا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کچھ لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا تا کہ وہ نبی کریم ﷺ پر حملہ کریں۔ وہ اسی ارادہ سے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے اور پیچھے تاریکی بنا دی۔ پس ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اب وہ نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: مشرکوں میں سے کچھ لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا اگر میں نے محمد ﷺ کو دیکھ لیا تو میں یہ یہ کروں گا۔ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لے آئے جب کہ وہ مسجد میں حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ تو حضور ﷺ نے ان آیات کو تلاوت کیا يٰسٓ ﴿۱﴾ وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ پھر حضور ﷺ نے مٹی لی اور ان کے سروں پر ڈالنے لگے، نہ کوئی آپ کی طرف نظر اٹھاتا اور نہ کوئی بات کرتا۔ پھر نبی کریم ﷺ چلے گئے تو وہ اپنے سروں اور داڑھیوں سے مٹی جھاڑنے لگے۔ اللہ کی قسم! نہ ہم نے سنا، اللہ کی قسم! نہ ہم نے دیکھا، اللہ کی قسم! نہ ہم نے سمجھا۔ (1)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 75 (2459)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے حق قبول کرنے سے انہیں روک دیا۔ وہ متردد ہیں۔ ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ وہ ہدایت کو دیکھ سکتے اور نہ ہی اس سے نفع حاصل کر سکتے ہیں۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آڑ ان کے اور اسلام وایمان کے درمیان بنادی۔ وہ اس کو نہ اپنا سکے جسے اللہ تعالیٰ روک دے تو وہ اس کو قبول کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے مِنۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا یعنی سین پر زبر پڑھتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فَاَغْشَيْنٰهُمْ پڑھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اتباع ذکر سے مراد قرآن حکیم کی اتباع ہے اور خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی آگ سے ڈرتے اور بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ سے مراد جنت ہے۔(3)

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ ۣ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْۤ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۲

"بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں مردوں کو اور لکھ لیتے ہیں (ان اعمال کو) جو وہ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے ان آثار کو جو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہر چیز کو ہم نے شمار کر رکھا ہے لوح محفوظ میں"۔

امام عبد الرزاق، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ مدینہ طیبہ کی ایک طرف رہتے تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ وہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے آثار لکھتا ہے۔ پھر ان پر اس آیت کو پڑھا تو انہوں نے اس ارادہ کو ترک کیا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اٰثَارَ سے مراد قدم ہیں۔

امام فریابی، احمد نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے گھر مسجد سے دور تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تو انہوں نے کہا بلکہ ہم اپنے مکانوں میں ہی رہیں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 80-179، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 180 3۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 181

4۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 77 (3226)، دارالفکر بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب المساجد، جلد 1، صفحہ 429 (785)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھروں کو بیچ دیں اور مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا اے بنی سلمہ! اپنے گھروں میں رہو، تمہارے آثار لکھے جاتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنے گھر بیچ دیں اور مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی۔ تو نبی کریم ﷺ نے یہ بات ناپسند کی کہ مدینہ طیبہ کا ارد گرد آبادیوں سے خالی ہو جائے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے بنو سلمہ! کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ مسجد تک آنے کے تمہارے قدم لکھے جائیں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اپنے گھروں میں ہی ٹھہرو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ یہ آیت جمعہ کے روز قدموں کے بارے میں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام مسلم، ابو داؤد، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا، مدینہ میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو اور اس آدمی سے زیادہ مسجد سے دور رہتا ہو۔ وہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز پڑھتا۔ اسے کہا گیا کاش! تو ایک گدھا خرید لیتا۔ گرمی اور تاریکی میں اس پر سوار ہو کر نماز پڑھتا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم! مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرا گھر مسجد کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ یہ بات نبی کریم ﷺ کو بتائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں اس سے پوچھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ تاکہ میرے قدم، میرا گھر کو لوٹنا، میرا آنا اور پلٹنا لکھا جائے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ سب کچھ عطا فرما دیا اور جو نیت تو نے کی اللہ تعالیٰ تمہیں وہ بھی عطا فرمائے گا۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک آدمی اپنے گھر سے دوسرے کے گھر کے لیے نکلتا ہے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اس کی ایک خطا معاف کی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: کوئی آدمی ایک قدم نہیں اٹھاتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے حق میں نیکی یا برائی لکھ دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد سے جتنا آدمی دور ہوتا ہے اس کا اجر اتنا زیادہ ہوتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 143 (280)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب القرب من المسجد افضل، جلد 2، صفحہ 22 (6007)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 142 (278)

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب القرب من المسجد افضل، جلد 2، صفحہ 22 (6004)

قَدَّمُوْا سے مراد ان کے اعمال وَ اٰثَارَهُمْ سے مراد پاؤں سے چلنے کے قدم ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اگر اللہ تعالیٰ انسان کے کسی اثر سے غافل ہوتا تو اس اثر کو چھوڑ دیتا جسے ہوائیں مٹا دیتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ انسان کے یہ قدم اور اس کے ہر عمل کا شمار رکھتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس قدم کو بھی شمار کرتا ہے، خواہ وہ اللہ کی طاعت یا اس کی معصیت میں ہو، تم میں سے جو اس امر کی طاقت رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں اس کے قدم کے نشان لکھے جائیں تو وہ ایسا کرے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَا قَدَّمُوْا وَ اٰثَارَهُمْ سے مراد یہ ہے جو انہوں نے سنت قائم کی اور ان کی موت کے بعد ان پر عمل ہوتا رہا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَا قَدَّمُوْا سے مراد ہے جو انہوں نے بھلائی کے کام آگے بھیجے۔ وَ اٰثَارَهُمْ سے مراد ہے جو انہوں نے گمراہی پیچھے چھوڑی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اچھی سنت قائم کی تو اسے اس عمل کا اجر اور اس کے بعد جنہوں نے اس پر عمل کیا ان کا اجر بھی اسے ملے گا جب کہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائے گی۔ جس نے برا طریقہ شروع کیا تو ان کا بوجھ بھی اس پر ہوگا جبکہ عمل کرنے والوں کے بوجھوں میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ضریس نے فضائل قرآن میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ سے مراد ام الکتاب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِمَامٍ کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ہاں محفوظ ہے یعنی کتاب میں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ سے مراد کتاب ہے۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَاۤ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 82-181، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 203 (35355)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 183 (مفہوم)

لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَا عَلَيْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ
لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا
طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ جَآءَ
مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ ۙ
اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا لِيَ لَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْ
فَطَرَنِيْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ
بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ ۚ اِنِّيْۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ
مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ ؕ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ
يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ۙ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾

''اور بیان فرمایئے ان کے (سمجھانے کے) لیے مثال اس گاؤں کے باشندوں کی جب آئے وہاں (ہمارے) رسول جب (پہلے) ہم نے بھیجے ان کی طرف دو رسول تو انہوں نے جھٹلایا پس ہم نے تقویت دی (انہیں) ایک تیسرے رسول سے تو ان تینوں نے (انہیں) کہا کہ ہمیں تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ بستی والوں نے کہا نہیں ہو تم مگر انسان ہماری مانند اور نہیں اتاری رحمٰن نے کوئی چیز۔ نہیں ہو تم مگر جھوٹ بول رہے ہو۔ رسولوں نے کہا ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم یقیناً تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور نہیں ہم پر کوئی ذمہ داری بجز اس کے (کہ پیغام حق) کھول کر پہنچا دیں۔ وہ کہنے لگے ہم تو تمہیں اپنے لیے فال بد سمجھتے ہیں۔ اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور پہنچے گا تمہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب۔ رسولوں نے فرمایا تمہاری بدفالی تمہیں نصیب ہو (حیرت ہے) اگر تمہیں نصیحت کی جاتی ہے (تو تم دھمکیاں دینے لگتے ہو) بلکہ تم لوگ حد سے بڑھ جانے والے ہو۔ دریں اثنا آیا شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا، اس نے کہا اے میری قوم! پیروی کرو رسولوں کی، پیروی کرو ان (پاکبازوں) کی جو تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتے اور وہ سیدھی راہ پر ہیں۔ اور مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ میں عبادت نہ کروں اس کی جس نے مجھے پیدا فرمایا اور اسی کی طرف تم (سب) نے لوٹ کر جانا ہے۔ کیا (میرے لیے جائز ہے کہ) میں بنا لوں اسے چھوڑ کر کوئی اور خدا؟ (ہرگز نہیں) اگر رحمٰن مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو ان کی سفارش مجھے ذرا فائدہ نہ پہنچا سکے گی اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے (اگر میں شرک کروں) تو میں بھی اس وقت کھلی گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں۔ میں ایمان لے آیا ہوں تمہارے رب پر پس (کان

کھول کر) میرا اعلان سن لو۔ حکم ہوا (جا) جنت میں داخل ہو جا۔ بولا کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ بخش دیا ہے مجھے میرے رب نے اور شامل کر دیا ہے مجھے باعزت لوگوں میں۔''

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَلْقَرْیَۃِ سے مراد انطاکیہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْقَرْیَۃِ سے مراد انطاکیہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْقَرْیَۃِ سے مراد انطاکیہ ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ روم کی ایک بستی تھی جس کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو آدمی بھیجے تھے جن دونوں کو ان لوگوں نے جھٹلایا تھا۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار نو سو سال کا عرصہ حائل ہے۔ ان دونوں کے درمیان بنی اسرائیل کے ایک ہزار نبی بنی اسرائیل کے لیے بھیجے گئے۔ پھر دوسری قوم سے رسول مبعوث کیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان پانچ سو انہتر سال کا عرصہ حائل ہے۔ ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے تین نبی مبعوث کیے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِذْ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ سے یہی مطلب ہے۔ جن کیساتھ آپ کو قوت بخشی گئی وہ شمعون تھے، حواریوں میں سے تھے۔ فترۃ کا وہ عرصہ جس میں کوئی رسول نہیں تھا وہ چار سو چونتیس سال کا عرصہ ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے اپنے حواریوں میں سے دو آدمی۔ اہل قریہ کی طرف بھیجے جو بستی انطاکیہ ہے، ان دو کے بعد تیسرے کو بھیجا۔(3)

ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیسرا آدمی اس لیے بھیجا تا کہ ان پر دلیل زیادہ قوی ہو جائے۔ وہ بستی والوں کے پاس آئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دی۔ تو بستی والوں نے انہیں جھٹلا دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعیب جبائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن دو کو رسول بنا کر بھیجا گیا تھا وہ شمعون اور رضا تھے اور تیسرے کا نام بولص تھا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَعَزَّزْنَا میں زاء مخففہ ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیسرے کا نام جس کیساتھ ان کی مدد کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 183، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر القرون والسنین التی بین آدم ومحمد علیہما السلام، جلد 1، صفحہ 53، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 183 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 184

وہ شمعون یوحنا اور تیسرا ابولس تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ تینوں قتل ہو گئے۔ جیب آیا جبکہ وہ اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا۔ قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ جب انہوں نے اسے دیکھا تو اپنے ایمان کا اعلان کر دیا۔ کہا اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ وہ بڑھی تھا۔ اس کو انہوں نے کنویں میں پھینکا۔ کنویں کو رس کہتے ہیں۔ یہ اصحاب رس ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے قَالُوْٓا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے؟ اگر ہمیں شر پہنچے تو یہ تمہاری وجہ سے ہے۔ اگر تم نہ رکے تو ہم تم پر پتھروں کی بارش کریں گے۔ کہا تمہارے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ یعنی اگر ہم تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں تو تم ہمارے ساتھ فال پکڑنے لگتے ہو۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَنَرْجُمَنَّكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم تمہیں برا بھلا کہیں گے۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی رجم کا ذکر ہے، اس سے مراد برا بھلا کہنا ہے۔ طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ یعنی تمہارے بارے میں میں لکھا جا چکا ہے وہ تم پر ضرور واقع ہو کر رہے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ائن کو کسرہ کے ساتھ جبکہ زر بن جیش نے اسے نصب کیساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رجل سے مراد حبیب نجار ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صاحب یٰس کا نام حبیب بن مری تھا۔(3)

ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صاحب یٰس کا نام حبیب تھا۔ کوڑھ کا مرض اس میں جلدی پھیلا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی تھا جو ایک غار میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ اس کا نام حبیب تھا۔ اس نے ان لوگوں کے بارے میں سنا جنہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انطاکیہ بھیجا۔ وہ ان کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا کیا اجرت کا تقاضا کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا نہیں تو اس نے اپنی قوم سے کہا یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ یہاں تک کہ فَاسْمَعُوْنِ تک پہنچا تو انہوں نے اس پر پتھروں کی بارش کر دی تو وہ آدمی یہ کہنے لگا اے میرے رب! میری قوم کو ہدایت عطا فرما فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ...... اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً جب انہوں نے اسے قتل کر دیا تو انہیں مہلت نہ دی گئی یہاں تک کہ عذاب نے انہیں پکڑ لیا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کسان تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 86-185، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 187
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 79-78 (2481)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے اصحاب رس کے بارے میں پوچھا۔ کعب نے کہا اے عربو! تم کنویں کو رس کہتے ہو، قبر کو بھی رس کہتے ہو۔ انہوں نے زمین میں خندقیں کھودیں اور رسولوں کو جلانے کے لیے ان میں آگ جلائی جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۂ یٰس میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے میں نبوت اور رسالت کو جمع کر دیتا ہے تو اسے لوگوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ انبیاء کو قتل کیا جاتا رہا جب اس کے بارے میں شہر کے دور دراز حصہ میں رہنے والے ایک آدمی نے سنا اور رسولوں کو بھیجنے کا جو ارادہ تھا اس کے بارے میں سنا۔ تو وہ دوڑتا ہوا آیا تا کہ انہیں پالے اپنے ایمان کے بارے میں انہیں گواہ بنا لے وہ قوم کی طرف متوجہ ہوا تو یہ کہا یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا یَسۡـَٔلُکُمۡ اَجۡرًا وَّ ہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا لِیَ لَاۤ اَعۡبُدُ الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ وَ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اٰلِـہَۃً اِنۡ یُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّیۡ شَفَاعَتُہُمۡ شَیۡئًا وَّ لَا یُنۡقِذُوۡنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیۡۤ اِذًا لَّفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ پھر رسولوں کی طرف متوجہ ہوا اور یہ کہا اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ یہ بات کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے ایمان پر انہیں گواہ بنائے، اسے پکڑ لیا گیا اور آگ میں پھینک دیا گیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب صاحب یٰسٓ نے کہا یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ تو قوم کے لوگوں نے اس کا گلا دبا دیا تا کہ وہ مر جائے۔ پھر وہ انبیاء کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی اِنِّیۡۤ اٰمَنۡتُ بِرَبِّکُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ یعنی میرے گواہ بن جاؤ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے قِیۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّۃَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے لیے جنت ثابت ہوگئی۔ قَالَ یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ یہ بات اس وقت کی جب انہوں نے ثواب کو دیکھا۔(2)

وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِہٖ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَ مَا کُنَّا مُنۡزِلِیۡنَ ﴿۲۸﴾ اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً فَاِذَا ہُمۡ خٰمِدُوۡنَ ﴿۲۹﴾

"اور نہ اتارا ہم نے اس کی قوم پر اس (کی شہادت) کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں اس کی ضرورت تھی۔ نہ تھی مگر ایک گرج پس وہ بجھتے ہوئے کوئلے بن گئے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِہٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے: میں نے ان کے خلاف آسمان اور زمین کے لشکروں سے مدد طلب نہیں کی۔

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اِنۡ کَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَۃً وَّاحِدَۃً ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے خٰمِدُوۡنَ کا معنی مردے نقل کیا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے

1۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ یاسین، جلد 2، صفحہ 466 (3605)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 22، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت کرتے ہیں سبقت لے جانے والے تین ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے حضرت یوشع بن نون تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سبقت لے جانے والے یٰس والے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی طرف سبقت لے جانے والے حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت صدقہ قریشی رحمہ اللہ کی سند سے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام روئے زمین کے لوگوں سے افضل ہیں سوائے اس کے کہ وہ نبی ہو، آل یاسین کا مومن ہو اور آل فرعون کا مومن ہو۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جنہوں نے کبھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر نہیں کیا: آل یاسین کا مومن، حضرت علی بن ابی طالب اور آسیہ فرعون کی بیوی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین صدیق ہیں: حزقیل جو قوم فرعون کا مومن تھا، حبیب نجار جو صاحب آل یاسین تھا اور حضرت علی بن ابی طالب۔

امام ابوداؤد، ابونعیم، ابن عساکر اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابو یعلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صدیق تین ہیں حبیب نجار جو آل یاسین کا مومن تھا جس نے کہا تھا یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ حزقیل جو آل فرعون کا مومن تھا جس نے کہا تھا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ (غافر:28) اور حضرت علی بن ابی طالب۔(2)

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پھر اپنی قوم کی طرف واپس جانے کے لیے اجازت چاہی۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہیں وہ تجھے قتل نہ کر دیں؟ حضرت عروہ نے عرض کی اگر وہ مجھے سویا ہوا پائیں گے تو مجھے نہیں جگائیں گے۔ حضرت عروہ اپنی قوم کی طرف واپس چلے گئے۔ انہیں اسلام کی دعوت دی۔ قوم نے ان کی نافرمانی کی اور ان سے تکلیف دہ باتیں کیں۔ جب فجر طلوع ہوئی تو ایک کمرے پر کھڑے ہوئے نماز کے لیے اذان کہی اور کلمہ شہادت پڑھا۔ بنو ثقیف کے ایک آدمی نے آپ کو تیر مارا اور قتل کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کرنے کی خبر پہنچی تو فرمایا عروہ کی مثال صاحب یٰس کی مثال ہے جس نے قوم کو اللہ کی طرف دعوت دی تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شعبہ رحمہ اللہ سے ایک متصل حدیث اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور طبرانی مقسم رحمہما اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عروہ بن مسعود کو طائف میں اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ ایک آدمی نے انہیں ایک تیر مارا جس نے آپ کو قتل کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ صاحب یاسین کے کتنے مشابہ ہے۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 124 (14598)، دار الفکر بیروت 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 421 (3866)، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، باب ذکر عروۃ بن مسعود الثقفی، جلد 3، صفحہ 713 (6579)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 645 (16053)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے تین افراد کو دوسروں کے مشابہ قرار دیا۔ فرمایا دحیہ کلبی حضرت جبرئیل کے، حضرت عروہ بن مسعود ثقفی حضرت عیسیٰ بن مریم کے اور عبدالعزیٰ دجال کے مشابہ ہے۔(1)

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾

''صد افسوس ان بندوں پر نہیں آیا ان کے پاس کوئی رسول مگر وہ اس کے ساتھ مذاق کرنے لگ گئے''۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ کا یہ معنی نقل کیا ہے ہائے بندوں کے لیے ہلاکت۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ان پر حسرت اس وجہ سے ہے کہ وہ رسولوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے: ہائے بندوں کو اپنی ذاتوں پر حسرت جو وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ضائع کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں کوتاہی کرتے رہے۔ بعض قرأتوں میں ہے: يٰحَسْرَةَ الْعِبَادِ عَلٰى اَنْفُسِهَا ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ کا یہ معنی نقل کیا کہ بندے تا قیامت اپنے اوپر شرمندگی کا اظہار کرتے رہیں گے جو رسول اللہ ﷺ کے پیغام کا مذاق اڑاتے رہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے: ہائے ان کی حسرت۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کی قرأت میں يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ہے۔

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾

''کیا انہیں علم نہیں کہ کتنی امتوں کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیا (اور) وہ (آج تک) ان کی طرف لوٹ کر نہ آئے اور ان سب کو ہمارے سامنے حاضر کر دیا جائے گا۔ اور ایک نشانی ان کے لیے یہ مردہ زمین ہے، ہم نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر من شبہہ النبی ﷺ، جلد 6، صفحہ 395 (31325)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 6

اسے زندہ کر دیا اور ہم نے نکالا اس سے غلہ۔ پس وہ اس سے کھاتے ہیں اور ہم نے اگائے اس میں باغات کھجور اور انگوروں کے اور جاری کر دیئے اس میں چشمے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہاں الْقُرُوْنِ سے مراد قوم عاد، قوم ثمود اور دوسری قومیں ہیں لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ یعنی قیامت کے روز ہمارے ہاں جمع ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ کے واسطہ سے اعرج اور ابو عمرو سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کا مطلب ہے کہ دنیا سے چلے جانے کے بعد دنیا میں واپس نہیں لوٹیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت علی کو قیامت سے قبل اٹھایا جائے گا۔ آپ ایک لمحہ کے لئے خاموش رہے۔ فرمایا کتنے برے لوگ ہیں اگر ہم ان کی عورتوں سے نکاح کر لیتے اور ان کی میراث آپس میں تقسیم کر لیتے، کیا تم اس آیت کو نہیں پڑھتے اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔

لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

"تاکہ کھائیں وہ اس کے پھلوں سے اور نہیں بنایا ہے اس کو ان کے ہاتھوں نے۔ کیا وہ (ان نعمتوں پر) شکر ادا نہیں کرتے"۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پڑھا وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اور کہا انہوں نے اسے کیا ہوا پایا مگر ان کے ہاتھوں نے نہیں کیا تھا یعنی فرات، دجلہ، بلخ اور دوسرے دریا۔ کہا وہ اس پر شکر ادا نہیں کرتے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

"ہر عیب سے پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا پیدا فرمایا جنہیں زمین اگاتی ہے اور خود ان کے نفسوں کو بھی اور ان چیزوں کو بھی جنہیں وہ (ابھی) نہیں جانتے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا سے مراد ہے تمام قسمیں، فرشتے زوج ہیں، انسان زوج ہیں، جن زوج ہیں، زمین جن چیزوں کو اگاتی ہے وہ زوج ہے۔ پرندوں کی ہر صفت میں زوج ہے۔ پھر اس کی تفسیر بیان کی اور کہا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ روح کو نہ فرشتے جانتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق جانتی ہے۔ روح پر ہر کوئی مطلع نہیں۔ لَا یَعْلَمُوْنَ جیسے فرشتے اور دوسری چیزیں نہیں جانتیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت

وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝۳۷

"اور دوسری نشانی ان کے لیے رات ہے۔ ہم اتار لیتے ہیں اس سے دن کو تو یک لخت وہ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ کا معنی ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے نکلتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ یہ آیت اس آیت کی طرح ہے یُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ (الحج:61)(1)

وَ الشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۳۸

"اور (یہ) آفتاب ہے جو چلتا رہتا ہے اپنے ٹھکانے کی طرف۔ یہ اندازہ مقرر کیا ہوا ہے اس (خدا کا) جو عزیز (اور) علیم ہے"۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء و الصفات میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سورج کے غروب ہونے کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ سورج کہاں غروب ہوتا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا یہ جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔(2) اللہ تعالیٰ کے اس فرمان وَ الشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کا یہی مطلب ہے فرمایا اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا اس کا ٹھکانہ عرش کے نیچے ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، امام ترمذی، امام احمد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا جبکہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا اے ابو ذر! کیا تو جانتا ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے رب کے سامنے سجدہ کرتا ہے پھر وہ اپنے رب سے واپس لوٹنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اجازت دیتا ہے گویا اسے فرمایا گیا وہاں سے طلوع ہو جہاں سے تو آیا تو وہ غروب ہونے کی جگہ سے طلوع کرتا ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح بخاری، باب بدء الخلق، جلد 3، صفحہ 1170 (3027)، دار ابن کثیر دمشق
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 168 (251)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا کہا یہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیت وَ ذٰلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَّهَا کے بارے میں یہ قول روایت کیا ہے کہ وہ طلوع کرے تو بنی آدم کے گناہ اسے لوٹا دیتے ہیں۔ جب سورج غروب ہوتا ہے تو عاجزی کا اظہار کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت دے دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ غروب ہوتا ہے تو وہ عاجزی کا اظہار کرتا ہے تو اسے اجازت نہیں ملتی۔ وہ کہتا ہے سفر دور ہے جبکہ مجھے اجازت بھی نہیں ملی۔ میں نہ پہنچ سکوں گا اسے روک دیا جاتا ہے۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ اسے روکنا چاہتا ہے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے وہاں سے طلوع ہو جہاں سے تم غروب ہوتے ہو۔ کہا یہ اس دن سے قیامت تک سلسلہ یوں ہی جاری رہتا ہے۔(2)

امام ابوعبید نے فضائل میں، ابن انباری نے مصاحف میں اور امام احمد رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا پڑھتے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اگر سورج اہل زمین کے ایک ہی راستہ پر چلتا تو اس سے ڈرا جاتا لیکن وہ موسم گرما میں حلقہ بناتا ہے اور موسم سرما میں ایک طرف ہو کر چلتا ہے۔ اگر وہ موسم سرما میں اسی مطلع سے طلوع ہو جو اس کے موسم گرما کا مطلع ہے تو گرمی لوگوں کو بھون ڈالے۔ اگر وہ موسم گرما میں اس مطلع سے طلوع ہو جو اس کے موسم سرما کا مطلع ہے تو سردی انہیں ہلاک کر دے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابوراشد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِمُسْتَقَرٍّ سے مراد اس کے سجدہ کرنے کی جگہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کا یہ معنی کیا ہے کہ سورج اپنے وقت اور مدت میں ہی چلتا ہے، اس سے تجاوز نہیں کرتا۔(3)

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾

"اور (ذرا) چاند کو دیکھو۔ ہم نے مقرر کر دی ہیں اس کے لیے منزلیں۔ آخر کار ہو جاتا ہے کھجور کی بوسیدہ شاخ کی مانند"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کی منازل متعین فرما دی ہیں۔ وہ کم ہوتا ہے یہاں تک کہ کھجور کی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے عرجون کے ساتھ اس کو تشبیہ دی۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ چاند کی اٹھائیس منزلیں ہیں جن میں چاند ایک مہینہ میں ٹھہرتا ہے، چودہ شامی اور چودہ یمنی ہیں۔ ترتیب یہ ہے۔ سرطین، بطین، ثریا، دبران، ہقعہ،

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 9، صفحہ 78 (3228)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 80 (2474)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 12

ہنعہ، ذراع، نثرہ، طرف، جبہہ، زبرہ، صرفہ، عواء، سماک۔ یہ آخری ہے۔ شامیہ یہ ہیں: عقرب، زبانین، اکلیل، قلب، شولہ، نعائم، بلدہ، سعد الذابح، سعد بلع، سعد سعود، سعد الاخبیہ، مقدم الدلو، موخر الدلو، حوت۔ یہ یمانیہ کی آخری ہے۔ جب یہ اٹھائیس منزلیں طے کر لیتا ہے تو وہ پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے جیسے وہ مہینے کے آغاز میں تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عرجون قدیم سے مراد یہ ہے قدیمی شاخ کے ابتدائی حصے کی طرح۔(1)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ سے مراد ہے خشک کھجور کی شاخ کی طرح۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ہے خشک کھجور کی ٹیڑھی ٹہنی کی طرح۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کھجور کی شاخ کی طرح۔ جب پرانی ہو جائے تو وہ ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن ولید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا اَعْتَقَ رَجُلٌ كُلَّ غُلَامٍ لَّهٗ عَتِيْقٍ قَدِيْمٍ تو یعقوب سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا جو غلام ایک سال سے اس کے پاس ہے تو وہ آزاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ تو وہ ایک سال میں ایسی ہوتی ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝۴۰

"نہ سورج کی یہ مجال کہ (پیچھے سے) چاند کو آ پکڑے اور نہ رات کو یہ طاقت ہے کہ دن سے آگے نکل جائے اور سب (سیارے اپنے اپنے) فلک میں تیر رہے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دونوں میں اسے ایک کی روشنی دوسرے جیسی نہیں ہوتی اور نہ یہ موزوں ہے۔ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وہ دونوں جلدی سے ایک دوسرے کا پیچھا کرتے ہیں تو ان دونوں میں سے ایک دوسرے سے آگے نکل جاتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: ہر ایک کی حد اور ایک نشانی ہے تو وہ اس سے آگے بڑھتا ہے اور نہ ہی اس سے پیچھے رہتا ہے۔ جب ایک کی حاکمیت آتی ہے تو دوسرے کی چلی جاتی ہے۔ جب دوسرے کی حاکمیت آتی ہے تو اس کی حاکمیت چلی جاتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 10
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 79 (2473)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 11
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 12

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ چاند کی رات ہوتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان دونوں میں ہر ایک کی حکمرانی ہے، چاند کی رات کے وقت حکمرانی ہوتی ہے اور سورج کی دن کے وقت حکمرانی ہوتی ہے۔ سورج کو زیبا نہیں کہ وہ رات کو طلوع ہو اور نہ ہی کسی رات کو زیبا ہے کہ جب ایک رات آئے تو دوسری رات بھی آ جائے یہاں تک کہ درمیان میں دن ہوتا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایسا نہیں ہوتا کہ رات یہاں سے جائے اور دن یہاں سے آئے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم اور فیصلہ میں ہے کہ رات دن کو مفقود نہ پائے یہاں تک کہ اسے پائے گی۔ پھر اس کی تاریکی جاتی رہے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور علم میں ہے کہ دن رات کو مفقود نہ پائے یہاں تک کہ اسے پاتا ہے کہ اس کی روشنی کو ختم کر دیتا ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں ابوصالح سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اس کی روشنی اور یہ اس کی روشنی کو نہیں پاتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُس کی روشنی اِس کی روشنی پر اور اِس کی روشنی اُس کی روشنی پر سبقت نہیں لے جاتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِس کی روشنی اُس کی روشنی پر اور اُس کی روشنی اِس کی روشنی پر غالب نہیں آتی۔

وَ اٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَ خَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَ اِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ مَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۷﴾ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 83 (2481)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 84-83 (2482)

الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

"اور ایک نشانی ان کے لیے یہ بھی ہے کہ ہم نے سوار کیا ان کی اولاد کو ایک کشتی میں جو بھری ہوئی تھی اور ہم نے پیدا کیں ان کے لیے اس کشتی کی مانند اور چیزیں جن پر وہ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں پس کوئی ان کی فریاد سننے والا نہ ہو اور نہ وہ ڈوبنے سے بچائے جاسکیں بجز اس کے کہ ہم ان پر رحمت فرمائیں اور انہیں کچھ وقت تک لطف اندوز ہونے دیں۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ ڈرو (اس عذاب سے) جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے مگر وہ اس سے روگردانی کرنے لگتے ہیں اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ خرچ کرو اس مال سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو کافر کہتے ہیں اہل ایمان کو کیا ہم انہیں کھانا کھلائیں جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا دیتا (اے ناصحو!) تم تو بالکل بہک گئے ہو۔ اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو (تو اس کا مقررہ وقت بتادو)"۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے ہر شے کے دو دو جوڑے سوار کیے۔ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ سے مراد وہ کشتیاں ہیں جو سمندروں اور دریاؤں میں ہوتی ہیں جن میں لوگ سوار ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سفینہ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہے اور مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ سے مراد اس جیسی لکڑی اور اس کی بنائی گئی کشتیاں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ کشتیاں ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بعد اس جیسی کشتیاں بنائی گئیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ سے مراد چھوٹی کشتیاں ہیں۔ حضرت حسن بصری نے کہا اس سے مراد اونٹ ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اونٹ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا جیسے تم دیکھتے ہو۔ یہ خشکی کی کشتیاں ہیں جن پر لوگ سامان لادتے ہیں اور ان پر سواری کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اونٹ ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد چوپائے ہیں۔ اور فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ سے مراد ہے ان کا کوئی مددگار نہیں جس سے وہ مدد طلب کریں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 15، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 16-15 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 16
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَلَا صَرِیْخَ لَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کا کوئی مددگار نہیں ہوگا اور حین سے مراد موت ہے۔ مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ سے مراد وہ واقعات ہیں جو تم سے پہلی قوموں میں گزر چکے ہیں اور وہ عذاب مراد ہیں جو قوم عاد، قوم ثمود اور دوسری امتوں تک پہنچے۔ وَ مَا خَلْفَكُمْ سے مراد عذاب قیامت ہے۔ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ کے بارے میں کہا یہ آیت زنادقہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ فقیروں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ان پر عیب لگایا اور انہیں عار دلائی۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا بَیْنَ اَیْدِیْكُمْ وَ مَا خَلْفَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمہارے سابقہ اور باقی ماندہ گناہ۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ کہ یہ بات یہودیوں نے کہی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے اسماعیل سے اور اس نے ابو خالد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی یہ بات کرتے تھے۔

مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ۝۴۹ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ۝۵۰

"یہ (نابکار) نہیں انتظار کر رہے مگر اس ایک گرج کا جو (اچانک) انہیں دبوچ لے گی جب وہ بحث مباحثہ کر رہے ہوں گے۔ پس نہ وہ (اس وقت) کوئی وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر آ سکیں گے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے، قیامت لوگوں تک آ پہنچے گی جبکہ ایک آدمی اپنے جانوروں کو پانی پلا رہا ہوگا۔ ایک آدمی اپنا حوض درست کر رہا ہوگا، ایک آدمی اپنا سامان بازار میں فروخت کر رہا ہوگا اور ایک آدمی اپنا ترازو اوپر نیچے کر رہا ہوگا۔ تو وہ ان تک آ پہنچے گی اور وہ اسی طرح ہوں گے فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ فرمایا اس کے بارے میں جلدی کرو۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ کہا یہ قیامت کا آغاز ہوگا۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آپس میں باتیں کر رہے ہوں گے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صور پھونکا جائے گا جبکہ لوگ راستوں، بازاروں اور مجالس میں ہوں گے یہاں تک کہ کپڑا دو آدمیوں کے درمیان ہوگا۔ وہ آپس میں بھاؤ کر رہے ہوں گے۔ ان میں سے ایک ابھی اسے ہاتھ سے نہیں چھوڑے گا کہ صور پھونکا جائے گا۔ اسی کے ساتھ ہر کسی پر موت طاری ہوگی۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ یَخِصِّمُوْنَ۝۴۹ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ تَوْصِیَةً وَّ لَاۤ اِلٰۤى اَهْلِهِمْ یَرْجِعُوْنَ۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 17-16　2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 17　3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 20-19
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 20　5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 19

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا ہو جائے گی جبکہ لوگ ابھی بازاروں میں ہوں گے۔ وہ خرید و فروخت کر رہے ہوں گے، کپڑے ناپ رہے ہوں گے، اونٹنیاں دوہ رہے ہوں گے اور اپنے کام کاج میں لگے ہوں گے۔(1)

عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن منذر نے حضرت زبیر بن عوام سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا ہو گی جبکہ آدمی کپڑا ناپ رہا ہو گا اور ایک آدمی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہو گا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً

امام سعید بن منصور، امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت برپا ہو جائے گی جبکہ دو آدمی آپس میں کپڑا پھیلائے ہوں گے۔ وہ ابھی اسے نہیں لپیٹیں گے کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔ وہ حوض درست کرے گا اور اس میں پانی نہیں پلائے گا۔ قیامت برپا ہو جائے گی جبکہ ایک آدمی دودھ دوہ کر لے جائے گا اور ابھی اسے نہیں پیئے گا قیامت برپا ہو گی جبکہ ایک آدمی اپنا لقمہ منہ کی طرف اٹھائے گا جبکہ اسے ابھی کھایا نہیں ہو گا۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وہ ان پر ان کے بازاروں اور ان کے راستوں میں غالب آ جائے گی۔ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وہ ایک دوسرے کو وصیت نہیں کریں گے۔ واللہ اعلم۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ۝٥١ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝٥٢ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝٥٣ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّ لَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝٥٤

"اور (دوبارہ) جب صور پھونکا جائے گا تو فوراً وہ اپنی قبروں سے نکل نکل کر اپنے پروردگار کی طرف تیزی سے جانے لگیں گے (اس وقت) کہیں گے ہائے! ہم برباد ہو گئے، کس نے ہمیں اٹھا کر کھڑا کیا ہے ہماری خواب گاہ سے؟ (آواز آئے گی) یہ وہی ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ فرمایا تھا اور سچ کہا تھا (اسکے) رسولوں نے نہیں ہو گی مگر ایک زوردار کڑک پھر وہ فوراً سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔ پس آج نہیں ظلم کیا جائے گا کسی پر ذرہ بھر اور نہ ہی بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر ان اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے"۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 85 (2488)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، باب الرقاق، جلد 5، صفحہ 2386 (6141)، دار ابن کثیر دمشق

امام ابن منذر رحمہ اللہ اور حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ سے مراد دوسرا نفحہ ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنَ الْاَجْدَاثِ یعنی قبروں سے یَنْسِلُوْنَ وہ نکلیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّنَ الْاَجْدَاثِ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا قبور۔ سوال کیا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا قول نہیں سنا:

حِيْنًا يَقُوْلُوْنَ اِذْ مَرُّوْا عَلٰى جَدَثِيْ   اَرْشَدَهُ يَا رَبِّ مَنْ غَازَ وَقَدْ رَشَدَا

"جب وہ میری قبر کے پاس سے گزرتے ہیں تو اس وقت وہ کہتے ہیں اے رب جو اس کا قصد کرے اسے ہدیت دے جبکہ وہ ہدایت یافتہ ہے"۔

عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ کے بارے میں بتایئے فرمایا نسل سے مراد دو گام چال چلنا۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا تو نے نابغہ بن جعدہ کا شعر نہیں سنا:

عَسْلَانُ الذِّئْبِ اَمْسٰى قَارِبًا   بَرَدَ اللَّيْلُ عَلَيْهِ فَنَسَلَ

"بھیڑیے کی رفتار شام کے وقت قریب آگئی، رات اس پر ٹھنڈی ہوئی تو وہ بھاگ گیا"۔

ابن انباری نے مصاحف میں حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا قرأت کی۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے وہ تھوڑا سوئیں گے تو اس میں وہ راحت پائیں گے۔ تو اس وقت وہ کہیں گے يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے تھوڑا سوئیں گے۔

امام ہناد نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کفار کے لیے قیامت سے پہلے ہجعہ (رات کے پہلے حصہ کی نیند) ہوگا جس میں وہ نیند کا ذائقہ پائیں گے۔ جب قبر والوں کو پکارا جائیگا تو وہ اس وقت کہیں گا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا تو اس کے پہلو میں مومن کہے گا هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک کہتے ہیں يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا تو مومن کہتا ہے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 21، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب زہد عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی، جلد 7، صفحہ 158 (34956)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا پہلا حصہ کفار کے لیے اور آخری حصہ مسلمانوں کے لیے ہے۔ کفار کہیں گے یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا اور مسلمان کہیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔(1)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابوصالح سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: وہ رائے رکھتے تھے کہ ان سے عذاب دونفخوں کے درمیان کم کر دیا جائے گا۔ جب دوسرا نفخہ ہوگا تو اس وقت کفار کہیں گے یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: بعثت سے پہلے وہ تھوڑا سوئیں گے۔ جب انہیں اٹھایا جائے گا تو کفار کہیں گے یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا تو فرشتے انہیں جواب دیں گے هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حساب کے وقت وہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوں گے۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾

”بے شک اہل بہشت آج (حسب مراتب) اپنے اپنے شغل سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں (مرصع) تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے“۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فٰكِهُوْنَ سے مراد ہے وہ خوش ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: نعمتوں نے انہیں اس عذاب سے غافل کر دیا ہے جس میں جہنمی مبتلا ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ کا معنی ہے باکرہ عورتوں کی موجودگی میں وہ لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، عبد بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کنواری عورتوں کے اجتماع نے انہیں مشغول کر رکھا ہے۔(6)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 85 (2491)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب زہد عبدالاعلیٰ، جلد 7، صفحہ 204 (35364)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 25، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 24

5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 23

6۔ ایضاً

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور قتادہ رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد زہد میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مومن جب زوجہ کی خواہش کرے گا تو اسے کنواری پائے گا۔

امام بزار، طبرانی نے صغیر میں اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنتی جب اپنی عورتوں سے جماع کریں گے تو وہ پھر کنوارے ہو جائیں گے۔(1)

امام مقدسی رحمہ اللہ صفۃ الجنۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ہم جنت میں حقوق زوجیت ادا کریں گے؟ تو فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ حقوق زوجیت ادا کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ کی تفسیر نقل کی ہے کہ سارنگی بجانے سے وہ لطف اندوز ہوں گے۔ ابوحاتم نے کہا یہ ساعت میں غلطی ہوئی ہے لفظ ضرب الاوتار نہیں بلکہ افتضاض الابکار ہے یعنی باکرہ عورتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَزْوَاجُهُمْ سے مراد ان کی بیویاں ہیں۔(2)

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿٥٧﴾

"ان کے لیے وہاں (طرح طرح کے لذیذ) پھل ہوں گے اور انہیں ملے گا جو وہ طلب کریں گے"۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں عمدہ سند سے حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتی جنت کی شراب کی خواہش کرے گا۔ اس کے پاس ایک لوٹا لایا جائے گا۔ وہ اس کے ہاتھ تک پہنچے گا جو اس سے پیے گا پھر اپنی جگہ واپس لوٹ جائے گا۔

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿٥٨﴾

"تم سلامت رہو! (انہیں) یہ کہا جائے گا اپنے رحیم رب کی طرف سے"۔

امام ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، بزار، ابن ابی حاتم، آجری نے الرویۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسی اثناء میں کہ جنتی نعمتوں میں ہوں گے کہ ان کے لیے ایک نور چمکے گا۔ وہ اپنے سر اٹھائیں گے کہ ان کا رب اوپر سے ان پر نظر کرم فرمائیگا۔ ارشاد فرمائے گا اے جنتیو! السلام علیکم۔ یہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور وہ اپنے رب کو دیکھیں گے۔ جب تک وہ اپنے رب کا دیدار کرتے رہیں گے۔ اس وقت تک جنت کی کسی نعمت کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان سے حجاب میں ہو جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کا نور اور اس کی برکت ان کے گھروں میں رہے گی۔(3)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 71 (18753)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 1، صفحہ 116 (184)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر سلام فرمائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے وقت انہیں سلام فرمائے گا۔

امام ابن جریر اور ابونصر سجزی رحمہما اللہ نے الابانہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات میں کرم فرمائیگا، انہیں سلام فرمائے گا، جنتی اللہ تعالیٰ کو سلام کا جواب عرض کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا، مجھ سے سوال کرو۔ وہ عرض کریں گے ہم تجھ سے کیا سوال کریں؟ تیری عزت و جلال کی قسم! اگر تو ہم پر جن وانس کا رزق تقسیم کردے تو ہم انہیں کھلائیں گے، انہیں پلائیں گے۔ ہم انہیں پہنائیں گے اور ان کی خدمت کریں گے لیکن یہ عمل ہمارے رزق میں کمی نہ کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرے پاس اس سے زائد ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ درجہ والوں سے فرمائے گا۔ پھر ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے تحفے آئیں گے جنہیں فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے۔(1)

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

''اور (حکم ہوگا) اے مجرمو! (میرے دوستوں سے) آج الگ ہو جاؤ۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک بلند ٹیلے پر جمع کرے گا۔ پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا اے مجرمو! الگ ہو جاؤ۔

ابن ابی حاتم نے رواد بن جراح سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ مسلمانوں کو مجرموں سے الگ کردو مگر خواہشات کے غلام کو یعنی خواہش کا غلام مجرموں کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت میمون رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ تو طبیعت میں رقت پیدا ہوئی، خوب روئے اور کہا لوگوں نے آج تک اس سے سخت صفت نہیں سنی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں اچھائی سے الگ کر دیا گیا۔(2)

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾

''کیا میں نے تمہیں یہ تاکیدی حکم نہیں دیا تھا، اے اولادِ آدم! کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، بلاشبہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور میری عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ (بایں ہمہ) گمراہ کر دیا شیطان نے تم میں سے بہت سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 28، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 29

لوگوں کو۔ کیا تم عقل (وخرد) نہیں رکھتے تھے۔ یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس کی آگ تاپو اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کیا میں نے تمہیں نہیں روکا تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کی اطاعت نہ کرو کیونکہ اس کی عبادت اس کی اطاعت ہی تو ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے جِبِلًّا كَثِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کثیر مخلوق۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جِبِلًّا كَثِيْرًا کو جیم کے کسرہ کے ساتھ اور لام کو مشدد پڑھا ہے اور تَعْقِلُوْنَ کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ہذیل سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جِبِلًّا کو لام مخففہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جِبِلًّا کو مخفف پڑھا۔(2)

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۶۵

"آج ہم مہر لگا دیں گے کفار کے مونہوں پر اور بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں ان (بدکاریوں پر) جو وہ کمایا کرتے تھے۔"

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی، ابن ابی الدنیا نے توبہ میں جبکہ الفاظ انہیں کے ہیں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ حضور ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں ہنسا؟ ہم نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! ﷺ فرمایا بندے کے اپنے رب سے گفتگو کی وجہ سے بندہ عرض کرے گا کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیوں نہیں۔ بندہ عرض کرے گا میں اس وقت اسے جائز نہیں سمجھتا یہاں تک کہ مجھ پر گواہ پیش کیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری ذات ہی تیرے خلاف گواہ کافی ہے اور کراماً کاتبین تیرے خلاف گواہ کافی ہیں۔ اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اس کے اعضاء کو کہا جائے گا۔ بولو تو وہ اس کے اعمال کے بارے میں گواہی دیں گے۔ پھر اس کے اور ان کے درمیان گفتگو کی اجازت دی جائے گی تو وہ کہے گا: دور ہو بلکہ تم پر ہلاکت۔ کیا میں اس لیے تمہاری حفاظت کیا کرتا تھا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 272 (2980)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الزہد والرقائق، جلد 18، صفحہ 82 (2969)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام مسلم، امام ترمذی، ابن مردویہ، اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بتا کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی، تجھے سردار نہیں بنایا، تیری شادی نہیں کی، تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے، کیا میں نے تجھے چھوڑے نہیں رکھا کہ تو سرداری کرتا رہے اور خوشحالی کی زندگی گزارتا رہے؟ وہ کہے گا ہاں میرے رب۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے علم تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرنے والا ہے؟ وہ عرض کرے گا۔ نہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تجھے بھلا دیا جیسے تو نے مجھے بھلایا۔ پھر دوسرا ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے یہی فرمائے گا۔ پھر تیسرا ملے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اسی طرح فرمائے گا۔ تو بندہ عرض کرے گا میں تیری ذات، تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لایا۔ میں نے نماز پڑھی، میں نے روزہ رکھا، میں نے مال صدقہ کیا۔ جتنی وہ طاقت رکھے گا ایسی ہی تعریف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا ہم تجھ پر گواہ کھڑے نہ کریں؟ وہ اپنے دل میں سوچے گا کہ کون مجھ پر گواہی دے گا۔ تو اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اس کی ران سے کہا جائے گا تو بول۔ تو اس کی ران بولے گی، اس کا گوشت بولے گا اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیں گی جن کا وہ کوئی عذر پیش نہیں کر سکے گا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی وجہ سے ہوگا۔ (1)

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس روز منہ پر مہر لگائی جائے گی اس روز سب سے پہلے جو ہڈی گفتگو کرے گی وہ اس کی بائیں ران ہوگی۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز مومن کو حساب کے لیے بلایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کا عمل اس پر پیش کرے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس بندے کے درمیان معاملہ ہوگا تا کہ وہ اپنے جرموں کا اعتراف کرے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! میں نے یہ عمل کیا، میں نے یہ عمل کیا، میں نے یہ عمل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گا اور اس کو ان گناہوں سے پردہ میں کر دے گا۔ فرمایا زمین پر کوئی مخلوق نہ ہوگی جو اس کے گناہ کو دیکھے۔ اس کی نیکیاں ظاہر کی جائیں گی تو وہ خواہش کریگا سب لوگ اس کی نیکیاں دیکھیں۔ کافر اور منافق کو حساب کے لیے بلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اس کا عمل پیش کرے گا تو وہ انکار کر دے گا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! تیری عزت کی قسم! اس فرشتے نے میرے خلاف ایسے اعمال لکھ دیئے ہیں جو میں نے کیے ہی نہیں۔ فرشتہ اسے کہے گا کیا تو نے یہ عمل فلاں روز اور فلاں جگہ نہیں کیا؟ تو وہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم! اے میرے رب! میں نے اسے نہیں کیا۔ جب وہ ایسا کریگا تو اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ میں گمان کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اس کی دائیں ران بات کرے گی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، وہ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الزہد والرقائق، جلد 18، صفحہ 80 (2968)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

مہاجرات میں سے تھی، اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ تسبیح تہلیل اور تقدیس کرو۔ غافل نہ ہو، پوروں سے گنتی کرو کیونکہ ان سے سوال ہوگا اور انہیں بولنے کے لیے کہا جائے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز آدمی سے کہا جائے گا تو نے فلاں فلاں کام کیا ہے۔ تو وہ گا کہے میں نے وہ کام نہیں کیا۔ تو اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء کلام کریں گے۔ وہ اپنے اعضاء سے کہے گا اللہ تعالیٰ تمہیں رسوا کرے، میں نے تمہارے بارے میں ہی جھگڑا کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت اسماء ابن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن آدم کو بلایا جائے گا تو اس کے ساتھ پہاڑ جتنے صحیفے ہوں گے، ہر گھڑی کا ایک صحیفہ ہوگا۔ فاجر کہے گا تیری عزت کی قسم! انہوں نے میرے وہ اعمال لکھے ہیں جو میں نے کیے ہی نہیں۔ اس موقعہ پر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اعضاء کو گفتگو کی اجازت دی جائے گی انسان کے اعضاء میں سے سب سے پہلے جو عضو گفتگو کرے گا وہ اس کی بائیں ران ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی تو وہ گفتگو نہ کریں گے۔

امام عبد حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھگڑے اور گفتگو ہوگی آخر میں ان کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے انسان کی ران گفتگو کرے گی۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾

"اور اگر ہم چاہتے تو ہم ان کی آنکھوں کا نشان تک محو کر دیتے پھر وہ راستہ کی طرف دوڑ کر آتے بھی تو ان (اندھوں) کو راستہ کیسے نظر آتا اور اگر ہم چاہتے تو ہم انہیں مسخ کر کے رکھ دیتے ان کی جگہوں پر پھر وہ نہ آگے جا سکتے اور نہ پیچھے پلٹ سکتے"۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْيُنِهِمْ کہ ہم نے نہیں اندھا کر دیا، ہدایت سے انہیں گمراہ کر دیا۔ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ تو وہ کیسے ہدایت پائیں گے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے صراط سے مراد راستہ ہے۔ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ وہ کیسے دیکھیں جبکہ ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی نقل کیا ہے وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ اگر

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر والتہلیل والتسبیح والذکر، جلد 1، صفحہ 732 (2007)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 22، صفحہ 33-32 5۔ ایضاً

ہم چاہتے تو انہیں ہلاک کر دیتے۔ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ یعنی تمہارے گھروں میں۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوصالح سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہم انہیں پتھر بنا دیتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَ لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انہیں اندھا کر کے چھوڑ دیتا، تو یونہی بھٹکتے پھرتے اور وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَكَانَتِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو انہیں اپاہج کر دیتے تو وہ کھڑے نہ ہوتے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں طاقت نہیں کہ آگے یا پیچھے ہوں۔(3)

وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ۝۶۸

"اور جس کو ہم طویل عمر دیتے ہیں تو کمزور کر دیتے ہیں اس کی طبعی قوتوں کو۔ پھر کیا یہ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بڑھاپا ہے جس میں اس کی سماعت، بصارت اور طاقت بدل جاتی ہے جس طرح تو نے دیکھا ہے۔(4)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے کہ اسے کمزور ترین عمر کی طرف لوٹا دیتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اسی سال کی عمر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ کا معنی ہے ہم جس کے لیے چاہتے ہیں اس کی عمر کو لمبا کر دیتے ہیں اور نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ سے مراد بڑھاپا ہے جیسے آیت ہے لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْـًٔا (الحج:5)(5)

وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ۝۶۹ لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ۝۷۰

"اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر، اور نہ یہ ان کے شایان شان ہے۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت اور قرآن جو بالکل واضح ہے تا کہ بروقت خبردار کرے اسے جو زندہ ہے اور تا کہ حجت تمام کر دے کفار پر"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ میں ہ ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ ہ ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ ھو ضمیر سے مراد قرآن حکیم ہے۔ آیت میں حیا سے مراد دل کا زندہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 34-33 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 33-32 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 33

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 86(2495)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 34

اور آنکھ کا زندہ ہے۔ وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ یعنی کافروں پر ان کے برے اعمال کی وجہ سے فیصلہ ہو چکا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا کیا رسول اللہ ﷺ کبھی شعر بھی ذکر کرتے؟ فرمایا شعر سب سے زیادہ آپ کو مبغوض تھا۔ ہاں کبھی کبھی آپ بنو قیس والے کا شعر پڑھتے۔ اس کے دوسرے مصرع کو پہلا اور پہلے مصرع کو دوسرا بنا دیتے اور کہتے وَيَاْتِيْكَ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ "تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جس کو تو نے زادراہ نہیں دیا"۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یہ اس طرح نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں شاعر نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے یہ زیبا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ کسی خبر میں شک محسوس کرتے تو تو طرفہ کے شعر سے بیان کرتے:

وَيَاْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ (3)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اشعار ذکر کر کے مافی الضمیر بیان کرتے:

وَيَاْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ (4)

امام ابن سعد، ابن ابی حاتم اور مرزبانی رحمہم اللہ معجم الشعراء میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ شعر ذکر کرتے۔

كَفَى الْاِسْلَامُ وَ الشَّيْبُ لِلْمَرْءِ نَاهِيًا۔ انسان کو روکنے کیلئے اسلام اور بڑھاپا کافی ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شعر کی تعلیم نہیں دی اور نہ ہی یہ آپ کے مناسب ہے۔(5)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی الزناد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ عباس بن مرداس سے کہا اپنے اس قول کے بارے میں بتاؤ:

اَصْبَحَ نَهْبِيْ وَ نَهْبُ الْعَبِيْدِ بَيْنَ الْاَقْرَعِ وَ عُيَيْنَةَ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! یا رسول اللہ! ﷺ آپ شاعر نہیں اور نہ یہ اس کے روایت کرنے والے اور نہ یہ آپ کو زیبا ہے: اس نے تو یہ کہا تھا بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَ الْاَقْرَعِ۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 35، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5 صفحہ 278 (26060)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 272 (26014)
5۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر من محاسن اخلاقہ ﷺ، جلد 1، صفحہ 382، دار صادر بیروت
6۔ ایضاً، باب العباس بن مرداس، جلد 4، صفحہ 73-272

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں ایک ایسے راوی سے روایت نقل کی ہے جس کا حال مجہول ہے وہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے کبھی مکمل شعر نہیں پڑھا مگر ایک:

يُقَالُ بِمَا نَهْوِیْ يَكُنْ فَلَقَا   يُقَالُ لِشَیْءٍ كَانَ اِلَّا يُحَقَّقُ

"یہ بات کہی جاتی ہے جس کی ہم خواہش کریں وہ پھٹ جاتا ہے جس چیز کو کہا جاتا ہے کہ وہ ہو جائے تو وہ ہو کر رہتی ہے"۔

حضرت عائشہ نے عرض کی تحققا کہیے تاکہ پڑھنے والا اسے مضارع کا اعراب نہ دے اور یہ شعر بن جائے۔

امام ابوداؤد، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مَا اُبَالِیْ مَا اُتِيْتُ اِنْ اَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا اَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيْمَةً اَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِیْ "مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہو اگر میں تریاق پیوں یا تعویذ لٹکاؤں یا اپنی طرف سے شعر کہوں"۔(1)

امام ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَيًّا سے مراد عقلمند ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نوفل بن عقرب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے عرض کی کہ کیا رسول اللہ ﷺ کے ہاں شعر سنا جاتا تھا؟ کہا حضور ﷺ کے ہاں شعر سب سے مبغوض بات تھی۔(3)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾

"کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم نے پیدا فرمائے ان کے لیے اس مخلوق سے جو ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنائی، مویشی پھر (اب) یہ ان کے مالک ہیں۔ اور ہم نے تابعدار بنا دیا انہیں ان کا پس ان میں سے بعض پر وہ سواری کرتے ہیں اور بعض کا (گوشت) کھاتے ہیں۔ اور ان کے لیے ان مویشیوں میں اور بھی کئی منفعتیں ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں۔ کیا وہ شکر ادا نہیں کرتے۔ اور ان (ظالموں) نے بنا لیے ہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور خدا کہ شاید وہ ان کی مدد کریں۔ یہ جھوٹے خدا نہیں مدد کر سکتے ان کی اور یہ کفار ان معبودوں کے لیے تیار شدہ لشکر ہیں۔ پس نہ رنجیدہ کرے آپ کو (اے حبیب!) ان کا قول۔ ہم خوب جانتے ہیں جس بات کو وہ چھپاتے ہیں اور

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 176 (8401)، دار الفکر بیروت   2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ الشعر، جلد 5، صفحہ 282 (26091)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جو ظاہر کرتے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ کا یہ معنی نقل کیا ہے ہماری کاریگری کے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مٰلِكُوْنَ کا معنی ضابطون نقل کیا ہے یعنی گننے والے۔ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ یعنی ان پر سوار ہوتے ہیں اور ان پر سفر کرتے ہیں۔ وَ مِنْهَا یَاْكُلُوْنَ یعنی ان کے گوشت کھاتے ہیں وَ لَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وہ ان کی اون سے بنا ہوا لباس پہنتے ہیں۔ وَ مَشَارِبُ ان کے دودھ پیتے ہیں۔(1)

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مصحف میں تھا فَمِنْهَا رکوبتھم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت حسن بصری، حضرت اعرج، ابو عمرو اور عام لوگوں کی قرأت میں فَمِنْهَا رَكُوْتھم ہے یعنی ان کی سواریاں ہی ان کا بوجھ اٹھانے والی ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً سے مراد بت ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے شاید ان کا دفاع کیا جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ بت ان کی مدد کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ھم ضمیر سے مراد بت ہیں یعنی وہ کافر بتوں کی اور بت کافروں کی مدد نہیں کر سکتے۔ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ مشرک دنیا میں تو بتوں کے لیے غضبناک ہوتے ہیں جبکہ یہ بت انہیں کوئی بھلائی نہیں دے سکتے اور نہ ان سے کوئی برائی دور کر سکتے ہیں بلکہ یہ تو صرف بت ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ یعنی وہ دنیا میں ان کے لشکر ہیں اور وہ آگ میں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مشرک اپنے بتوں کے لشکر ہیں جن کی یہ عبادت کرتے ہیں ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کی حفاظت کرتے ہیں۔

اَوَ لَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۷﴾ وَ ضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّ نَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَ هُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمُۨ ﴿۷۹﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَاۤ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 36، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 37

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۭ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿٨١﴾ اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾

''کیا انسان (اس حقیقت کو) نہیں جانتا کہ ہم نے اسے نطفہ سے پیدا کیا ہے۔ پس اب وہ (ہمارا) کھلا دشمن بن بیٹھا ہے۔ اور بیان کرنے لگا ہے ہمارے لیے (عجیب وغریب) مثالیں اور اس نے فراموش کر دیا ہے اپنی پیدائش کو (گستاخ) کہتا ہے اجی! کون زندہ کرسکتا ہے ہڈیوں کو جب وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں۔ آپ فرمایئے (اے گستاخ سن!) زندہ فرمائے گا انہیں وہی جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا، اور وہ ہر مخلوق کو خوب جانتا ہے، جس نے (اپنی حکمت سے) رکھ دی تمہارے لیے سبز درختوں میں آگ پھر تم اس سے اور آگ سلگاتے ہو۔ کیا وہ (قادرِ مطلق) جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو قدرت نہیں رکھتا کہ پیدا کر سکے ان جیسی (چھوٹی سی) مخلوق۔ بیشک! (وہ ایسا کرسکتا ہے) اور وہی پیدا فرمانے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ اس کا حکم، جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ فرماتا ہے اس کو ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔ پس وہ (ہر عیب سے) پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی حکومت ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا''

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، اسماعیلی نے اپنی معجم میں، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی نے بعث میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوسیدہ ہڈی لایا، اپنے ہاتھ سے اسے توڑا، کہا اے محمد! کیا اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا بعد اس کے کہ میں اسے اس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ اٹھائے گا۔ پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تمہیں جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔ تو سورۂ یٰس کے آخری آیات نازل ہوئیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی۔ اس نے اسے اپنے ہاتھ سے توڑا۔ پھر کہا اللہ تعالیٰ اسے کیسے دوبارہ زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا، تجھے موت عطا کرے گا پھر تجھے جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: ابی بن خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

1۔ مستدرک حاکم کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 466 (3606)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 23، صفحہ 39، داراحیاء التراث العربی بیروت

خدمت میں حاضر ہوا جبکہ اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی۔ اس نے اسے ہاتھ سے توڑا پھر کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ اسے کیسے دوبارہ زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرے گا اور تجھے موت عطا کرے گا پھر تجھے جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، ابی بن خلف جمحی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک بوسیدہ ہڈی لایا۔ کہا اے محمد! کیا تم ہم سے یہ وعدہ کرتے ہو جب ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی اور وہ بالکل بھربھری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نئے سرے سے پیدا کرے گا۔ پھر وہ اس ہڈی کو توڑنے لگا اور ہوا میں بکھیرنے لگا اور کہتا اے محمد! کون اسے زندہ کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ تجھے مارے گا۔ پھر تمہیں زندہ کرے گا اور تجھے جہنم میں ڈالے گا۔ تو رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف ایک بوسیدہ ہڈی لایا اور نبی کریم ﷺ کے سامنے اسے توڑنے لگا۔ پوچھا کون اسے زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہو گی؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو ایک بوسیدہ ہڈی نبی کریم ﷺ کے پاس لایا اور اسے بکھیر دیا۔ پوچھا کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جبکہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد! قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِيٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ابی بن خلف ایک ہڈی لایا کہا اے محمد! کیا تو ہم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ جب ہم مر جائیں گے اور ہم اس بوسیدہ ہڈی کی طرح ہو جائیں گے جو اس کے ہاتھ میں تھی اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور کہا کون ہمیں زندہ کرے گا جبکہ ہم اس طرح ہو چکے ہوں گے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جو ایک بوسیدہ ہڈی لایا تھا۔ اسے ہوا میں اڑانے لگا اور کہا اللہ تعالیٰ انہیں کیسے زندہ فرمائے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا اور تجھے جہنم میں داخل کرے گا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی، اس کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی تھی۔ وہ اس ہڈی کو اپنے ہاتھوں میں توڑنے لگا اور کہتا اے محمد! تو ہی وہ ہے جو یہ بیان کرتا ہے کہ اس کے بوسیدہ ہونے کے بعد اسے زندہ کیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اسے موت عطا کرے گا۔ پھر اسے زندہ کرے گا پھر اسے آگ میں داخل کر دے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن خلف نبی کریم ﷺ کی خدمت میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

حاضر ہوا جبکہ اس کے ہاتھ میں ایک بوسیدہ ہڈی تھی اس نے کہا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ اسے کیسے زندہ فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا جبکہ دوبارہ زندہ کرنے سے یہ زیادہ عجیب ہے جبکہ ایسا ہو چکا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ نازل کیا کہ لوگوں کے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور انہیں قیامت کے روز اٹھایا جائے گا تو انہوں نے اس کا شدت سے انکار کیا۔ ابی بن خلف نے ایک بوسیدہ ہڈی لی اسے ٹکڑے ٹکڑے کیا پھر اسے ہوا میں اڑایا پھر کہا اے محمد! جب ہماری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی کیا ہمیں نئے سرے سے دوبارہ اٹھایا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ کو اس بالمشافہ جھٹلانے اور منہ پر اذیت دینے سے سخت دکھ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اس آیت کو نازل فرمایا قُلْ یُحْیِیْهَا الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَاۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے اس درخت سے آگ کو نکالا وہ اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان اَوَ لَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ یہ اس فرمان کی طرح ہے اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْـًٔا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ کلام عرب میں اس سے بڑھ کر آسان اور خفیف کوئی کلام نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس طرح حکم دیا۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۱۸۲ — سورۃ الصّٰفّٰت مکیۃ ۳۷ — رکوعاتہا ۵

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الدلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الصافات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام نسائی اور بیہقی رحمہما اللہ نے اپنی سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تخفیف کا حکم دیتے تھے اور سورۃ صافات کی قرأت کے ساتھ ہماری امامت کراتے تھے۔(2)

امام ابن ابی داؤد نے فضائل القرآن میں اور ابن نجار اپنی تاریخ میں نہشل بن سعید وردانی رحمہما اللہ سے وہ حضرت ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے جمعہ کے روز سورۃ یاسین اور سورۃ الصافات پڑھی پھر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرمادے گا جو اس نے سوال کیا ہوگا۔

امام ابونعیم نے الدلائل میں اور سلفی رحمہما اللہ نے طیوریات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل حضرموت میں سے بنو ولیعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ حمزہ، محرش، مشرح، ابصعہ اور عمردہ تھے ان میں اشعث بن قیس بھی تھا وہ ان میں سے سب سے چھوٹا تھا انہوں نے کہا اَبَیْتَ اللَّعْنَ،(3) دور جاہلیت کا سلام رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں بادشاہ نہیں۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں انہوں نے کہا ہم آپ کو آپ کے نام سے یاد کریں گے۔ فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ نے میرا نام رکھا ہے اور میں ابوالقاسم ہوں۔ انہوں نے کہا اے ابا القاسم ہم نے آپ کے لئے ایک چیز چھپا رکھی ہے وہ کیا ہے؟ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے حمیہ سمن میں ایک مکڑی چھپا رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سبحان اللہ یہ تو کاہن کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے بے شک کاہن، کہانت، اور کہن سب آگ میں ہیں۔ انہوں نے عرض کی ہمیں کیسے علم ہوگا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے سنگریزوں کی ایک مٹھی بھری فرمایا یہ گواہی دیں گے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو سنگریزوں نے آپ کے ہاتھ میں اللہ کی تسبیح کی۔ ان سب افراد نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا اور مجھ پر ایسی کتاب نازل کی نہ اس کے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے اس میں باطل داخل ہوسکتا ہے یہ حکیم وحمید کی جانب سے نازل شدہ ہے یہ میزان میں بڑے پہاڑ سے زیادہ بھاری ہے اور تاریک رات میں شہاب کے نور کی طرح ہے۔ انہوں نے عرض کی اس میں سے ہمیں کچھ سنائیے تو رسول اللہ ﷺ (والصافات صفا) کی تلاوت کی یہاں تک کہ (رب المشارق) تک پہنچے پھر رسول اللہ ﷺ خاموش ہوگئے اور آپ کی طبیعت میں بھی سکون آگیا آپ کے جسم میں سے کوئی چیز حرکت نہیں کررہی تھی جب کہ آپ ﷺ کے آنسو آپ ﷺ کی داڑھی پر بہہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا ہم آپ کو روتا ہوا دیکھتے ہیں کیا جس نے آپ کو بھیجا ہے اس کے ڈر سے روتے ہیں؟ فرمایا اس سے میرے ڈرنے نے مجھے رلایا ہے اس نے مجھے صراط مستقیم پر مبعوث کیا ہے جس طرح

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 95، دارالحدیث القاہرہ
3۔ دور جاہلیت کا سلام مراد ہے جو بادشاہ کو کیا جاتا تو نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے تو ملامت کا مستحق ہو۔ مترجم

تلوار کی دھار ہوتی ہے اگر میں اس سے بھکوں تو میں لاک ہو جاؤں پھر اس آیت کو تلاوت کی وَ لَىِٕنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ (الاسراء: 86)(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ؕ﴿۴﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ رَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾

”قسم ہے (مقام نیاز میں) پرے باندھ کر کھڑے ہونے والوں کی، پھر خوب جھڑ کنے والوں کی، پھر قرآن کی تلاوت کرنے والوں کی کہ تمہارا معبود ایک ہی ہے جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور مالک ہے مشرقوں کا۔“

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا سے مراد فرشتے ہیں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد فرشتے ہیں اور فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا سے مراد فرشتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ صافات، مرسلات اور نازعات سے مراد فرشتے ہیں۔

ابن منذر اور ابو الشیخ نے ”العظمۃ“ میں حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کلمات سے مراد فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں منع کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس سے کتاب اور قرآن لوگوں کی طرف لاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے وَ الصّٰٓفّٰتِ صَفًّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے آسمان میں صفیں بنائے ہوئے ہوتے ہیں فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جھڑکا ہے فَالتّٰلِیٰتِ ذِكْرًا کہا قرآن میں جن سابقہ امتوں کی خبروں کو بیان کیا جاتا ہے اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ یہ جملہ جواب قسم ہے۔

عبد الرزاق اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سال میں مشارق تین سو ساٹھ ہیں اور مغارب بھی تین سو ساٹھ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 88 (03-2501)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، صفحہ 78-77، بیروت

ہیں کہ مشرقان سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مشرق ہے اور مغربان سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مغرب ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشارق سے مراد تین سو ساٹھ مشرق اور مغارب سے مراد بھی اسی قدر ہیں سورج ہر روز ایک مشرق سے طلوع ہوتا ہے اور ایک مغرب میں غروب ہوتا ہے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشارق سال کے دنوں کے برابر ہیں کیونکہ ہر دن ایک مطلع اور ایک مغرب ہوتا ہے۔

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ﹰالْكَوَاكِبِ ۙ﴿۶﴾ وَ حِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۚ﴿۷﴾ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَ یُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۖۗ﴿۸﴾ دُحُوْرًا وَّ لَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ﴿۹﴾ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾

''بلاشبہ ہم نے آراستہ کیا ہے آسمانِ دنیا کو ستاروں کے سنگھار سے اور (اُسے) محفوظ کر دیا ہے ہر سرکش شیطان (کی رسائی) سے۔ نہیں سن سکتے کان لگا کر عالم بالا کی باتوں کو اور پتھراؤ کیا جاتا ہے ان پر ہر طرف سے ان کو بھگانے کے لیے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ مگر جو شیطان کچھ جھپٹ لینا چاہتا ہے تو تعاقب کرتا ہے اس کا تیز شعلہ''۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بِزِیْنَةِ ﹰالْكَوَاكِبِ کو تنوین کے ساتھ پڑھتے یعنی بزینۃٍ۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ابوبکر بن عیاش سے روایت نقل کی ہے کہ عاصم نے کہا جس نے بِزِیْنَةِ ﹰالْكَوَاكِبِ مضاف کی صورت میں پڑھا اور بزینۃ پر تنوین نہ دی تو اس نے اسے آسمان کی زینت نہیں بنایا بلکہ اس نے کواکب کی زینت بنا دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ حِفْظًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے حفاظت بنا دیا لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى یعنی انہیں سننے سے ستاروں کے ساتھ روک دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لَا یَسَّمَّعُوْنَ کو مخفف پڑھتے۔ کہا وہ سننے کی کوشش کرتے لیکن وہ سن نہ سکتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَا یَسَّمَّعُوْنَ میں ضمیر سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَ یُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے یعنی ان پر ہر جانب سے شہابیوں کے ساتھ مارا جاتا ہے۔ دُحُوْرًا یعنی دھتکارے ہوئے۔ وَّاصِبٌ سے مراد دائم ہے۔(3)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2504)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 43، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 49-48

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں شہابیوں کے ساتھ مارا جاتا ہے اور ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔(1)

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّاصِبٌ سے مراد دائمی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ کا یہ معنی نقل کیا ہے مگر جو فرشتوں کی آوازوں سے چوری چھپے بات سن لے۔ شِهَابٌ یعنی ستاروں کا شہاب اس کا پیچھا کرتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب شہاب مارا جاتا ہے تو جسے مارا جاتا ہے، اس سے خطا نہیں ہوتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنی آتا ہے اور چوری کرنا چاہتا ہے۔ جب وہ چوری سے آواز سنتا ہے تو اسے شہابیہ مارا جاتا ہے جو اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس سے کہا اس طرح اس طرح۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت یزید رقاشی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان آسمان میں سوراخ کرتا ہے یہاں تک کہ دوسری جانب جا نکلتا ہے۔ اس بات کا ذکر ابومجلز سے کیا گیا۔ انہوں نے کہا بات ایسے نہیں بلکہ اس کے ثقوب سے مراد اس کی روشنی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے: اس کی روشنی جب الگ ہوتی ہے تو شیطان تک جا پہنچتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ثَاقِبٌ سے مراد روشنی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ اور حسن بصری سے ثَاقِبٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ روشن۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ثَاقِبٌ سے مراد جلانے والا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّا
زِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَ يَسْخَرُوْنَ ﴿۪۱۲﴾ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۪۱۳﴾ وَ اِذَا
رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۪۱۴﴾ وَ قَالُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿ۚۖ۱۵﴾ ءَاِذَا
مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿ۙ۱۶﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿ؕ۱۷﴾
قُلْ نَعَمْ وَ اَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿ۚ۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 48، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 49
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 45
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2507)، دار الکتب العلمیہ بیروت

يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾

''پس آپ ان سے پوچھیے آیا وہ زیادہ مضبوط ہیں خلقت کے اعتبار سے یا (دوسری چیزیں) جنہیں ہم نے پیدا فرمایا۔ بیشک ہم نے پیدا کیا ہے انہیں لیسدار کیچڑ سے۔ آپ تو اظہار تعجب کرتے ہیں (قدرت کے کرشمے دیکھ کر) اور تمسخر اڑاتے ہیں۔ اور جب انہیں نصیحت کی جاتی ہے تو وہ نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو مذاق کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر کھلا جادو۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور (مرکر) مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے (تو) کیا ہم زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ فرمایئے! ہاں (ضرور) اس حال میں کہ تم ذلیل وخوار ہو گے۔ پس قیامت تو فقط ایک جھڑکی ہوگی پس وہ (اٹھ کر ادھر ادھر) دیکھنے لگیں گے۔ اور کہیں گے ہم برباد ہو گئے: یہ تو یوم جزا ہے۔ (ہاں ہاں) یہی فیصلہ کا دن ہے جس (کی آمد) کو تم جھٹلایا کرتے تھے''۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آسمان، زمین اور پہاڑ۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے یا وہ جن کا ہم نے تم پر شمار کیا ہے یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (غافر: 57)(2)

امام ابن جریر نے ضحاک سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے پڑھا اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ عَدَدْنَا۔(3)

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا سے مراد ہے وہ جو فوت ہو چکے ہیں اور فرشتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ چپکنے والی مٹی۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا مجھے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا چپکنے والی مٹی۔ پوچھا کیا عرب اس پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں تو نے نابغہ کو کہتے ہوئے نہیں سنا وہ کہتا ہے:

فَلَا تَحْسَبُوْنَ الْخَيْرَ لَا شَرَّ بَعْدَهٗ وَلَا تَحْسَبُوْنَ الشَّرَّ ضَرْبَةَ لَازِبِ

''تم اسے خیر گمان نہیں کرتے جس کے بعد شر نہ ہو، اور تم چپکنے والی مٹی کی ضرب کو شر گمان نہیں کرتے''۔

امام ابن شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ کے بارے میں کہا کہ لزب سے مراد عمدہ ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 50 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 52 5۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت عکرمہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ چپکنے والی مٹی۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ، حما اور طین ایک ہی چیز ہے۔ ابتداء میں وہ تراب ہوتی ہے پھر بدبودار حما ہو جاتی ہے پھر طین لازب ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ چپک جائے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّازِبٍ سے مراد وہ مٹی ہوتی ہے جو ہاتھوں کے ساتھ چمٹ جائے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو چمٹ جائے اور بدبودار ہو۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ پڑھتے بَلْ عَجِبْتُ وَيَسْخَرُوْنَ تاء کو رفع کے ساتھ پڑھتے۔(3)

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں اعمش کے واسطہ سے شقیق بن سلمہ سے وہ شریح سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ یہ آیت پڑھتے بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ اور تاء پر زبر پڑھتے اور کہتے اللہ تعالیٰ کسی چیز پر تعجب کا اظہار نہیں کرتا۔ تعجب تو وہ کرتا ہے جو جانتا نہیں۔ اعمش نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت ابراہیم نخعی سے کیا تو انہوں نے فرمایا شریح کو اپنی رائے پر ناز تھا جبکہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اس سے زیادہ عالم تھے۔ وہ اسے بل عجبتُ پڑھتے۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے میں اللہ کی کتاب اور اس کی وحی سے متعجب ہوا اور میں جو ان کے پاس پیغام لایا اس کا وہ مذاق اڑاتے ہیں۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بَلْ عَجِبْتَ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قرآن نازل ہوا تو میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا جبکہ بنو آدم کے گمراہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر تعجب کا اظہار کیا جبکہ گمراہ لوگوں نے اس کا تمسخر اڑایا۔ يَسْخَرُوْنَ میں ضمیر سے مراد اہل مکہ ہیں۔ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ نہ وہ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی بصیرت وَ اِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ یعنی اس کا تمسخر اور استہزاء کرتے ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَّسْتَسْخِرُوْنَ کا یہ معنی نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 467 (3608)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 89 (2508)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 54-53

کیا ہے: وہ استہزاء کرتے ہیں۔ زَجْرَةٌ کا معنی چیخ ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ کا معنی ہے ایک نفخہ یہ دوسرا نفخہ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اسے یوم الدین اس لیے فرمایا تا کہ اللہ تعالیٰ اس دن میں بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دے اور یَوْمُ الْفَصْلِ سے مراد یوم قیامت ہے۔(3)

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾

"(اے فرشتو!) جمع کرو جنہوں نے ظلم کیا تھا اور ان کے ساتھیوں کو اور جن کی یہ عبادت کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پس سیدھا لے چلو انہیں جہنم کی راہ کی طرف۔"

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فرشتے زبانیہ سے کہیں گے اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منیع نے "مسند" میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے "البعث" میں حضرت نعمان بن بشیر کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کی مثل۔ جو ان کی مثل ہوں گے۔ سود والے سود والوں کے ساتھ، بدکار، بدکاروں کے ساتھ، شراب خور، شراب خوروں کے ساتھ جنت میں ساتھی اور جہنم میں ساتھی۔(4)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے "بعث" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کے مشابہ اور ایک روایت میں اشباههم کی جگہ نظراء هم کے الفاظ ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور عکرمہ رحمہما اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد اعمال میں ان کے مشابہ اور یہ آیات پڑھیں وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ (الواقعہ) فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ (الواقعہ:8) وَ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ (الواقعہ:9) وَالسّٰبِقُوْنَ (الواقعہ: 10) سب زوج ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد انکی امثال ہیں(6)۔ قاتل قاتلوں کے ساتھ، بدکار بدکاروں کے ساتھ اور سودخور سودخوروں کے ساتھ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 55　3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 467 (3609)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 56　6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 57

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ان کے مشابہ یعنی کفار، کفار کے ساتھ اور مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے فَاهْدُوْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ہانک کر لے جاؤ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَاهْدُوْهُمْ کا معنی ہے ان کی راہنمائی کرو اور صِرَاطِ الْجَحِيْمِ سے مراد جہنم کا راستہ۔

وَ قِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾

"اور (اب ذرا) روک لو انہیں ان سے باز پرس کی جائے گی۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں روک لو ان کا محاسبہ ہوگا۔

امام بخاری نے "تاریخ" میں، ترمذی، دارمی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس داعی نے بھی کسی امر کی طرف بلایا ہوگا تو قیامت کے روز روکا جائے گا۔ وہ اس کے ساتھ چمٹا ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہیں ہوگا، اگرچہ ایک آدمی نے ایک آدمی کو دعوت دی ہوگی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قیامت کے روز ٹھہریں گے یہاں تک کہ ان کے اعمال کے بارے میں ان سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن زائدہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے بندے سے اس کے ہم مجلسوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَاۤ ۖ اِنَّا لَذَآىِٕقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَىِٕذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 57، (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 340 (3228)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۙ﴿۳۵﴾ وَ يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ
مَّجْنُوْنٍ ؕ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا
الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۚ﴿۳۸﴾ وَ مَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۙ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَ هُمْ
مُّكْرَمُوْنَ ۙ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۙ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾

"تمہیں کیا ہوگا تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ آج تو وہ سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں۔ اور متوجہ ہوں گے ایک دوسرے کی طرف (اور) سوال جواب کریں گے۔ (پیروکار سرداروں سے) کہیں گے کہ تم آیا کرتے تھے ہمارے پاس بڑے کر وفر سے (ہمیں کفر پر مجبور کرتے تھے)۔ وہ جواب دیں گے بلکہ تم ایمان ہی کب لائے تھے (کہ ہم نے تم کو گمراہ کردیا)۔ اور نہ ہمیں تم پر کوئی غلبہ حاصل تھا بلکہ تم بذات خود سرکش لوگ تھے۔ پس لازم ہوگیا ہم سب پر اپنے رب کا حکم۔ اب (خواہ مخواہ) ہم اس عذاب کو چکھنے والے ہیں۔ پس ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا، ہم خود بھی گمراہ تھے۔ پس وہ (سب) اس روز عذاب میں حصہ دار ہوں گے۔ ہم اسی طرح سلوک کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ۔ کفار کا یہ حال ہے کہ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ نہیں کوئی معبود الله کے سوا تو یہ تکبر کرنے لگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کیا ہم چھوڑ دیں گے اپنے خداؤں کو ایک شاعر اور دیوانے کے کہنے سے (دیوانے تو یہ خود ہیں) وہ تو دین حق لے کر آئے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں سارے رسولوں کی۔ (اے مجرمو!) تم ضرور چکھو گے دردناک عذاب کو۔ اور نہیں بدلہ دیا جائے گا تمہیں مگر اسی کا جو تم کیا کرتے تھے۔ البتہ الله تعالیٰ کے مخلص بندے (اس عذاب سے محفوظ رہیں گے)۔ وہی ہیں جنہیں وہ رزق دیا جائے گا جس کی کیفیت معلوم ہے۔ لذیذ پھل اور ان کا بڑا احترام واکرام کیا جائے گا (اور وہ) نعمت کے باغوں میں ہوں گے (زرنگار) پلنگوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔"

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما لَا تَنَاصَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کیا وجہ ہے آج تم ہمارے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے۔ مُسْتَسْلِمُوْنَ مسخر ہیں۔ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ انہوں نے ایک دوسرے کو ملامت کرنا شروع کردی۔ کمزوروں نے متکبروں سے کہا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ تم اپنی قدرت کی وجہ سے ہم پر غالب تھے قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ بلکہ تم الله کے علم میں مومن نہیں تھے وَ مَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ یعنی تم الله کے علم میں مشرک تھے فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَاۤ ہم پر ہمارے رب کا فیصلہ ہو چکا کیونکہ ہم کمزور ہیں اور تم عزت والے ہو وہ اس روز عذاب میں شریک ہوں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا وجہ ہے کہ تم ایک دوسرے کا دفاع نہیں کرتے بلکہ آج وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ انسان جنوں سے جھگڑنے لگے انسانوں نے جنوں سے کہا۔ تم بھلائی کے کام کے وقت ہمارے پاس آجاتے اور ہمیں اس سے روک دیتے۔ جنوں نے انسانوں سے کہا بلکہ تم مومن ہی نہ تھے۔ پس ہم پر ہمارے رب کا فیصلہ لازم ہو چکا۔ کہا یہ جنوں کا قول ہے۔ ہم نے تم کو گمراہ کر دیا۔ ہم تو سرکش تھے۔ یہ گمراہ انسانوں کے لیے شیاطین کا قول ہے۔ وہ کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو مجنوں، شاعر کی وجہ سے چھوڑ دیں۔ شاعر، مجنون سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مراد لیتے تھے بلکہ وہ تو حق لائے اور پہلے رسولوں کی تصدیق کی۔ تم الْعَذَابِ الْأَلِيمِ چکھنے والے ہو تمہیں اس کی جزاء دی جائے گی جو تم عمل کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے یہاں رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ سے مراد جنت ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ کہ یہ اس وقت ہوگا جب انہیں دوسرے نفخہ کے وقت اٹھایا جائے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ کا معنی ہے کہ وہ ہر اچھے عمل کے وقت آجاتے تا کہ انسانوں کو اس اچھے عمل سے روک دیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْيَمِيْنِ سے مراد حق ہے۔ یہ بات تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ کفار شیاطین سے کہیں گے۔(2)

امام ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ اگر تم مومن ہوتے تو ہم سے محفوظ رہتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: شیاطین کہیں گے ہم نے تمہیں دنیا میں گمراہ کیا ہے کیونکہ ہم تو سرکش تھے۔ بیشک وہ اور جنہیں دنیا میں اغواء کیا گیا وہ عذاب میں اکٹھے ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب انہیں کہا جاتا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو وہ تکبر کرتے یعنی جب کوئی آدمی شرک نہ کرتا تو وہ تکبر کا اظہار کرتے۔ لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ سے مراد ایسا شاعر جو سمجھ بوجھ نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کی صداقت کو بیان کیا فرمایا بلکہ وہ حق لایا اور رسولوں کی تصدیق کی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جہاد کروں یہاں تک کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دیا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لی، مگر جو شرعی حق ہے اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا اور تکبر کرنے والی قوم کا ذکر کیا اور کہا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ اور اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 58,59,60,61,62، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 59

نے فرمایا اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا (الفتح: 26) کلمہ تقویٰ سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے مشرکوں نے حدیبیہ کے روز اس سے تکبر کا اظہار کیا جس روز رسول اللہ ﷺ نے صلح کا معاہدہ لکھوایا تھا۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے "تاریخ" میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جنت کی کنجی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن کوئی ایسی چابی نہیں ہوتی مگر اس کے دندانے ہوتے ہیں۔ جو آدمی اس کے دندانے لاتا ہے تو اس کے لیے تالا کھول دیا جاتا ہے اور جو دندانے نہ لائے تو اس کے لیے تالا نہیں کھولا جاتا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ پڑھتے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ سے مراد جنت ہے۔(2)

یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍۭ ﴿۴۵﴾ بَیْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِیْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

"پھرائے جائیں گے ان پر چھلکتے جام (شراب طہور کے) چشموں سے پر کر کے (دودھ سے زیادہ) سفید بڑے لذیذ۔ پینے والوں کے لیے۔ نہ اس میں مضر صحت کوئی چیز ہے اور نہ وہ اس (کے پینے) سے مدہوش ہوں گے۔ اور ان کے پاس ہوں گی نیچی نگاہوں والی آہو چشم (عورتیں)۔ گویا وہ (شتر مرغ کے) انڈوں کی مانند گرد و غبار سے محفوظ۔"

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی کاس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے اس سے مراد شراب لی ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شراب کا جام جسے نچوڑا نہ گیا ہو۔ مَّعِیْنٍ سے مراد جاری ہے۔ لَا فِیْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ یعنی وہ ان کی عقلوں کو ضائع کرے گا، نہ ان کے سر میں درد ہوگا اور نہ ان کے پیٹوں میں درد ہوگا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّعِیْنٍ سے مراد جاری ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے بیضاء کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں صفراء ہے۔(5)

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "بعث" میں حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ كاس معين سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 119
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 62
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 64-66
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 63

مراد شراب ہے لَا فِیْهَا غَوْلٌ یعنی اس میں سر درد نہیں ہوگا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ اور نہ ہی ان کی عقلیں ضائع ہوں گی۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ شراب میں چار خصلتیں ہیں نشہ، سر درد، قے اور پیشاب۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کو ان چیزوں سے پاک کیا۔ لَا فِیْهَا غَوْلٌ نشہ کی وجہ سے ان کی عقلیں ضائع نہیں ہوں گی۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ وہ شراب کو پی کر قے نہیں کریں گے جس طرح دنیا میں شراب پینے والا قے کرتا تھا جبکہ قے ناپسندیدہ ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا فِیْهَا غَوْلٌ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس میں دنیا کی شراب جیسی بدبو اور ناپسندیدگی نہیں ہوگی۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امرؤالقیس کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

رُبَّ كَاْسٍ شَرِبْتُ لَا غَوْلَ فِيْهَا وَسَقَيْتُ النَّدِيْمَ مِنْهَا مِزَاجًا

”کتنے ہی جام میں نے پیے جن میں سر درد نہیں ہوا، جبکہ میں نے ندیم کو اس کا آمیزہ پلایا“

حضرت نافع رحمہ اللہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس سے نشہ نہیں ہوتا۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عبداللہ بن رواحہ کا شعر نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے:

ثُمَّ لَا يُنْزَفُوْنَ عَنْهَا وَلٰكِنْ يَذْهَبُ الْهَمُّ عَنْهُمُ وَالْغَلِيْلُ

”وہ اس شراب کے پینے سے نشے میں نہیں ہوتے لیکن، ان سے غم اور پیاس دور ہو جاتی ہے“۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَا فِیْهَا غَوْلٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ایسی شراب ہے جس کے پینے سے پیٹ درد نہیں ہوتا۔(2)

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَا فِیْهَا غَوْلٌ کا معنی ہے اس میں پیٹ درد نہیں ہوتا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ اور نہ ہی اس کی وجہ سے ان کی عقلیں ضائع ہوتی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّعِیْنٍ سے مراد شراب ہے۔ لَا فِیْهَا غَوْلٌ یعنی اس شراب میں پیٹ درد نہیں ہوتا۔ وَّلَا هُمْ عَنْهَا یُنْزَفُوْنَ یعنی اس میں نہ ناپسندیدگی کی بات اور نہ ہی اس میں کوئی تکلیف ہوگی۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ”بعث“ میں حضرت ابن عباس سے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کے بارے میں یہ کہا کہ یہ اپنے خاوندوں کے علاوہ سے اپنی نظریں روکے ہوئے ہیں۔ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ یعنی چھپایا گیا موتی۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اپنے خاوندوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 66-64
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 64
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 65
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 69-67

کے علاوہ سے روکے ہوئے ہیں اور اپنی نظریں اپنے مردوں تک محدود کیے ہوئے ہیں۔ عِیْنٌ یعنی خوبصورت آنکھیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عِیْنٌ سے مراد بڑی آنکھیں ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ یعنی انڈے کی سفیدی جو اس کے اوپر سے اتاری جاتی ہے اور اس کے غشاء سے مراد جو اس کی کلغی میں ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ گویا وہ انڈے کا اندر والا حصہ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کَاَنَّهُنَّ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ کا معنی یہ ہے کہ انڈے کی سفیدی جس سے اس کا چھلکا اتارا جاتا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ جھلی ہے جو اوپر والے چھلکے اور انڈے کے گودے کے درمیان ہوتی ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے گھونسلے میں انڈہ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنی نظریں اپنے خاوندوں تک محدود رکھتی ہیں۔ وہ اپنے خاوندوں کے علاوہ کسی غیر مرد کا ارادہ نہیں کرتیں۔ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ سے مراد ایسا انڈا جسے ہاتھوں نے آلودہ نہ کیا ہو۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مَّكْنُوْنٌ کا معنی محفوظ نقل کیا ہے جس پر ہاتھوں کا گزر نہیں ہوا۔

ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَیْضٌ مَّكْنُوْنٌ سے مراد وہ انڈہ ہے جسے پر چھپائے ہوتے ہیں جیسے شتر مرغ کا انڈا جسے پر ہوا سے چھپائے رکھتے ہیں۔ وہ سفید زردی مائل ہوتا ہے۔ وہ چمکتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ مکنون ہے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآىِٕلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ
قَرِیْنٌ ﴿۵۱﴾ یَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ
عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ
سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ﴿۵۶﴾ وَ لَوْ لَا نِعْمَةُ رَبِّیْ
لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 93 (2519)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 69

مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

”پس وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے (اور) سوال جواب کریں گے۔ کہے گا ان میں سے ایک کہ میرا ایک جگری دوست ہوا کرتا تھا۔ وہ (مجھے) کہا کرتا تھا کہ کیا تو (قیامت پر) ایمان لانے والوں سے ہے۔ کیا جب ہم مریں گے اور (مرکر) مٹی اور (بوسیدہ) ہڈیاں ہو جائیں گے کیا اس وقت ہمیں جزا دی جائے گی۔ ارشاد ہوگا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو؟ پس جب اس نے جھانکا تو دیکھا اپنے یار کو جہنم کے وسط میں۔ جنتی بول اٹھے گا بخدا! تو تو مجھے ہلاک کرنا ہی چاہتا تھا۔ اور اگر میرے رب کا احسان نہ ہوتا تو میں بھی (آج) پکڑ کر لائے جانے والوں میں سے ہوتا۔ (جنتی کہیں گے) اب تو ہمیں مرنا نہیں ہوگا بجز اپنی پہلی موت کے اور نہ ہمیں (اب) عذاب دیا جائے گا۔ بیشک یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ ایسی ہی عظیم الشان کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔“

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یَتَسَآءَلُوْنَ کے بارے میں کہا کہ ضمیر سے مراد جنتی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے قَرِيْنٌ کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمی آپس میں حصہ دار تھے۔ ان کا کل مال آٹھ ہزار دینار تھا۔ ان دونوں نے آپس میں وہ تقسیم کر لیے۔ ان میں سے ایک نے ارادہ کیا اور ایک ہزار دینار کے بدلے میں زمین خرید لی (2)۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں زمین خریدی ہے۔ میں تجھ سے ہزار دینار کے بدلے میں جنت میں زمین خریدتا ہوں تو ایک ہزار دینار صدقہ کر دیا۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں گھر بنایا۔ دوسرے نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں گھر بنایا ہے۔ میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار کے بدلے میں گھر لیتا ہوں اور ایک ہزار مال صدقہ کر دیا۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک عورت سے شادی کر لی۔ تو اس پر ایک ہزار دینار صدقہ کیا تو دوسرے ساتھی نے کہا اے اللہ! فلاں نے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ تو اس پر ایک ہزار دینار کا صدقہ کیا ہے اور میں تیری بارگاہ میں جنت کی عورتوں میں سے ایک عورت کو ہزار دینار مہر پر دعوت نکاح دیتا ہوں اور ایک ہزار صدقہ کر دیا۔ پھر اس نے خادم اور ساز و سامان ایک ہزار دینار میں خریدا اور اس نے کہا میں تیری بارگاہ سے ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں خادم اور سامان خریدتا ہوں اور ایک ہزار دینار صدقہ کر دیے۔ پھر صدقہ کرنے والے کو سخت تنگ دستی نے آلیا۔ اس نے کہا اگر میں اس ساتھی کے پاس جاؤں۔ شاید اس کی طرف سے مجھ پر احسان ہو۔ وہ راستہ میں بیٹھ گیا۔ وہ آدمی اس محتاج کے پاس سے خدام اور اہل و عیال کے ساتھ گزرا محتاج اس کے لیے اٹھا۔ دوسرے نے اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 70　2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 93 (2520)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دیکھا اور پہچان لیا کہا فلاں؟ محتاج نے کہا ہاں۔ پوچھا تیرا کیا حال ہے؟ محتاج نے کہا تیرے بعد مجھے سخت مصیبت نے آلیا۔ میں تیرے پاس اس لیے آیا ہوں تا کہ تو مجھ پر احسان کرے۔ امیر آدمی نے پوچھا تیرے مال کا کیا ہوا۔ ہم نے تو ایک ہی مال تقسیم کیا تھا۔ تو نے تو اس کا نصف حصہ لیا تھا۔ محتاج نے بتایا۔ میں نے ایک ہزار دینار میں گھر خریدا۔ میں نے ایسا کیا میں نے ایسا کیا اور تمام واقعہ اس کو سنایا۔ امیر نے کہا تو انہیں صدقہ کرنے والا ہے، جا اللہ کی قسم! میں تجھے کوئی چیز نہ دوں گا اور اسے لوٹا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی موت کا فیصلہ کر دیا۔ تو دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لَمَدِیْنُوْنَ کا معنی ہے جن کا محاسبہ ہوگا۔

امام سعید بن منصور اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت فرات بن ثعلبہ بہرانی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ دو آدمی آپس میں مال میں شریک تھے۔ ان دونوں کے لیے آٹھ ہزار دینار جمع ہو گئے۔ ایک آدمی کا کوئی حرفہ نہ تھا جبکہ دوسرا حرفہ والا تھا۔ حرفہ (دستکاری کا کام) والے نے کہا تیرا کوئی پیشہ نہیں ہے۔ میں تجھ سے اپنا مال الگ کرنا چاہتا ہوں اور اسے تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے اس سے مال تقسیم کر لیا۔ پھر اس سے الگ ہو گیا۔ پھر ان میں سے ایک نے ہزار دینار میں ایک گھر خریدا جو ایک بادشاہ کا تھا۔ اپنے ساتھی کو بلایا۔ پھر کہا تو اس گھر کو کیسا خیال کرتا ہے۔ میں نے اسے ہزار دینار میں خریدا ہے؟ اس نے کہا بہت اچھا ہے۔ جب اس گھر سے باہر نکلا تو کہا اے اللہ! میرے ساتھی نے یہ گھر خریدا ہے۔ میں جنت میں تجھ سے گھر کا سوال کرتا ہوں اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کر دیا۔

پھر وہ وہاں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ٹھہرے۔ پھر اس نے ایک ہزار دینار کے بدلے میں ایک عورت سے شادی کی۔ اپنے ساتھی کو بلایا اور اس کے لیے کھانا تیار کیا۔ جب وہ اس کے پاس آیا تو کہا میں نے اس عورت سے ایک ہزار دینار پر شادی کی ہے۔ ساتھی نے کہا یہ کتنی خوبصورت ہے۔ جب گھر سے باہر نکلا تو کہا اے میرے اللہ! میرے ساتھی نے ہزار دینار کے عوض عورت سے شادی کی ہے۔ میں تجھ سے حورعین کا سوال کرتا ہوں اور ایک ہزار دینار کا صدقہ کر دیا۔ پھر وہ امیر آدمی اسی طرح رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس نے دو باغ دو ہزار میں خریدے۔ پھر ساتھی کو دعوت دی اور اسے باغ دکھائے اور کہا میں نے یہ دو باغ دو ہزار میں خریدے ہیں۔ اس ساتھی نے کہا یہ کتنے اچھے ہیں؟ جب اس کے پاس سے باہر نکلا تو کہا اے میرے رب! میرے ساتھی نے یہ دو باغ دو ہزار دینار میں خریدے ہیں۔ میں تجھ سے جنت میں دو باغوں کا سوال کرتا ہوں۔ تو دو ہزار دینار صدقہ کر دیے۔

پھر فرشتہ ان دونوں کے پاس آیا اور ان دونوں کی روح کو قبض کیا۔ اس صدقہ کرنے والے کو لے گیا۔ اسے ایسے گھر میں لے گیا جس نے اسے خوش کر دیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اس کے نیچے ایک عورت حسن کی وجہ سے چمک رہی ہے۔ پھر اسے باغوں اور دوسری چیز کی طرف لے گیا جس سے اللہ تعالیٰ ہی واقف ہے۔ اس وقت صدقہ کرنے والے نے کہا یہ چیز کتنی ہی اس آدمی کی چیزوں کے مشابہ ہیں۔ تو فرشتے نے کہا وہ اس کی تھیں۔ تیرا یہ مکان، یہ دو باغ اور یہ عورت ہے۔ اس نے کہا اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ یَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ اسے بتایا گیا کہ وہ تو جہنم میں ہے۔ اسی کے بارے میں یہ آیت ہے قَالَ هَلْ اَنْتُمْ

مُّطَّلِعُوْنَ۝ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ۝ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں دو آدمی آپس میں کاروبار میں شریک تھے۔ ان میں سے ایک مومن اور دوسرا کافر تھا۔ دونوں چھ ہزار دینار پر آپس میں جدا ہوئے۔ ہر ایک ساتھی کو تین ہزار ملے دونوں الگ رہنے لگے۔ وہ اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر آپس میں ملے کافر نے مومن سے کہا تو نے اپنے مال کے بارے میں کیا کیا؟ کیا اس سے کوئی چیز خریدی جس میں تو تجارت کرتا؟ مومن نے اسے کہا نہیں مومن نے اس سے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس کافر نے کہا میں نے اس سے کھجور کے درخت، زمین، پھل اور نہریں ہزار دینار میں خریدیں مومن نے اس سے کہا کیا واقعی تو نے ایسا کیا؟ کہا ہاں۔ مومن واپس لوٹا یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ نماز پڑھے۔ جب فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے اپنے سامنے رکھے۔ پھر کہا اے اللہ! فلاں کافر نے زمین، کھجور کے درخت، پھل اور نہریں ہزار دینار میں خریدی ہیں۔ پھر وہ مرجاتا ہے اور انہیں کل چھوڑ دیتا ہے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں زمین، کھجور کے درخت، پھل اور نہریں خریدتا ہوں۔ پھر جب صبح ہوئی تو اس ہزار دینار کو مساکین میں تقسیم کردیا۔

پھر دونوں اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ رہیں۔ پھر آپس میں ملے۔ کافر نے مومن سے کہا تو نے کیا کیا؟ کیا تو نے اس مال کو ایسی چیز میں خرچ کیا جس سے تجارت کرے؟ کہا نہیں مومن نے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا میری جاگیر پر کام زیادہ ہوگیا تھا۔ میں نے ایک ہزار میں غلام خریدے۔ وہ میرے لیے اس جاگیر میں کام کاج کرتے ہیں۔ مومن نے کہا کیا واقعی تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں مومن واپس لوٹ آیا یہاں تک کہ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ جب وہ فارغ ہوا تو ہزار دینار لیے۔ انہیں اپنے سامنے رکھا۔ پھر کہا اے اللہ! فلاں نے ہزار دینار کے بدلہ میں دنیا کے غلام خریدے وہ کل مرجائے گا اور انہیں چھوڑ جائے گا یا وہ غلام مرجائیں گے اور اسے چھوڑ جائیں گے۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس ہزار دینار کے بدلہ میں جنت کے غلام خریدتا ہوں۔ پھر صبح ہوئی تو اس نے وہ مال مساکین میں تقسیم کردیا۔

پھر دونوں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ ٹھہرے رہیں۔ پھر دونوں ملے کافر نے مومن سے کہا تو نے اپنے مال کے بارے میں کیا کیا، کیا اسے کسی ایسی چیز میں لگایا ہے جس میں تو تجارت کرے؟ مومن نے کہا نہیں۔ مومن نے پوچھا تو نے اس کا کیا کیا؟ کافر نے کہا میرے سارے معاملات مکمل تھے مگر ایک چیز رہتی تھی۔ فلاں عورت کا خاوند فوت ہو گیا۔ میں نے اسے ایک ہزار دینار مہر دیا تو وہ ایک ہزار دینار اور اتنا اور مال لے کر میرے پاس آ گئی۔ مومن نے اس سے پوچھا کیا تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں۔ مومن واپس لوٹا۔ جب رات ہوئی تو اس نے اتنی نماز پڑھی جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ نماز پڑھے۔ جب فارغ ہوا تو باقی ماندہ ہزار دینار لیے۔ انہیں اپنے سامنے رکھا اور کہا اے اللہ! فلاں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 81-80، دار احیاء التراث العربی بیروت

ایک ہزار دینار کے بدلہ میں دنیا کی عورتوں میں سے ایک عورت سے شادی کی ہے۔ وہ اس عورت کو چھوڑ کر مر جائے گا اور اسے چھوڑ جائے گا یا وہ عورت مر جائے گی اور اسے چھوڑ جائے گی۔ اے اللہ! میں تیری بارگاہ اقدس میں ایک ہزار دینار کے بدلہ میں جنت میں حورعین کو دعوت نکاح پیش کرتا ہوں۔ پھر اس نے صبح کی اور وہ رقم مساکین میں تقسیم کردی اور مومن کے پاس کچھ بھی نہ بچا۔

اس نے روئی کی قمیص اور اون کی چادر زیب تن کی۔ پھر وہ کام کرنے لگا اور اپنی قوت سے زمین کھودنے لگا۔ ایک آدمی نے اس سے کہا تو مشاہرہ پر میرے ہاں مزدوری کرے گا، مہینے کے بعد معاوضہ ملے گا۔ تو میرے جانوروں کی خدمت کرے گا؟ اس مومن نے کہا ٹھیک ہے۔ جانوروں کا مالک صبح کرتا، اپنے جانوروں کو دیکھتا۔ جب ان میں سے کوئی کمزور جانور دیکھتا، اس کا سر پکڑتا اور اس کی گردن پر مارتا۔ پھر اسے کہتا اس رات کا جو تو نے چوری کر لیا ہے۔ جب اس نے (مومن نے) سختی کو دیکھا تو کہا میں اپنے ساتھی کے پاس جاتا ہوں۔ میں اس کی زمین میں کام کروں گا۔ وہ ہر روز اتنا ٹکڑا کھانا کھلائے گا اور جب کپڑے بوسیدہ ہو جائیں گے تو وہ مجھے دو کپڑے دے گا۔

وہ اپنے دوست کے ارادہ سے چلا۔ وہ اس کے دروازے پر پہنچا تو رات ہو چکی تھی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ بلند جگہ پر ایک محل ہے۔ اس کے اردگرد دروازے ہیں۔ اس نے ان سے کہا میرے لیے اس محل کے مالک سے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو وہ خوش ہوگا۔ انہوں نے کہا جا اگر تو سچا ہے تو ایک کونے میں سو جا۔ جب تو صبح کرے گا تو اس سے مل لے گا۔ مومن چلا گیا اس نے نصف چادر اپنے نیچے اور نصف چادر اپنے اوپر کر لی۔ پھر سو گیا۔ جب صبح ہوئی اپنے ساتھی کے پاس آیا۔ اس سے ملا۔ اس کا ساتھی نکلا۔ جب وہ سواری پر سوار تھا جب اس نے اس مسکین کو دیکھا تو پہچان لیا۔ وہ امیر آدمی ٹھہر گیا اسے سلام و مصافحہ کیا۔ پھر اس مومن مسکین سے پوچھا کیا تو نے اپنے مال سے وہ کچھ نہ لیا جو میں نے لیا تھا تیرا مال کہاں ہے؟ اس مومن مسکین نے کہا میں تیری زمین میں کام کرنے کی غرض سے آیا ہوں۔ تو ہر روز اتنا ٹکڑا روٹی کا دے گا اور جب یہ دو کپڑے بوسیدہ ہو جائیں گے تو دو نئے کپڑے دے گا۔ اس امیر نے کہا تو مجھ سے اس وقت کوئی بھلائی نہیں پائے گا یہاں تک کہ تو مجھے یہ نہ بتائے گا کہ تو نے اپنے مال کے ساتھ کیا کیا؟ اس مومن نے کہا میں نے وہ مال وفادار ساتھی کو دیا ہے۔ پوچھا کون ہے؟ جواب دیا اللہ جو میرا رب ہے۔ وہ اس وقت اس سے مصافحہ کر رہا تھا۔ تو اس نے اس سے ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر کہا اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ اسے وہاں چھوڑ دیا۔ جب مومن نے یہ دیکھا کہ وہ اس کی طرف مڑ کر دیکھتا بھی نہیں۔ تو واپس آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ مومن دنیا کے مصائب میں زندگی بسر کرتا ہے اور کافر خوشحالی کی زندگی بسر کرتا ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا اور اللہ تعالیٰ مومن کو جنت میں داخل کرے گا۔ تو مومن گزرے گا کہ اچانک وہ زمین، کھجوروں اور پھلوں کے پاس ہوگا۔ وہ پوچھے گا یہ کس کے ہیں؟ تو اسے کہا جائے گا یہ تیرے ہیں۔ وہ کہے گا کیا میرے عمل کی فضیلت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ مجھے اس قسم کا بدلہ ملے؟ پھر وہ گزرتا ہے تو وہ غلاموں کے پاس ہوتا ہے جن کی تعداد کا شمار تک نہیں ہوتا۔ وہ پوچھے گا یہ کس کے ہیں؟ تو اسے کہا جائے گا یہ تیرے ہیں۔ تو وہ کہے گا کیا میرے اعمال اس مقام تک پہنچے ہیں کہ مجھے اس قسم کا

بدلہ دیا جائے۔ پھر وہ چلے گا تو اچانک وہ سرخ یاقوت کے قبہ تک پہنچے گا جو اندر سے خالی ہوگا جس میں حورعین ہوں گی۔ وہ پوچھے گا یہ کس کا گھر ہے؟ تو اس کہا جائے گا یہ تیرا ہے۔ تو وہ کہے گا کیا میرے اعمال اس درجہ تک پہنچے کہ مجھے اس قسم کا بدلہ دیا گیا۔ پھر وہ اپنے کافر شریک کا ذکر کرے گا۔ وہ کہے گا جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آیا ہے اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ﴿۵۱﴾ یَّقُوْلُ اَىِٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ۔ جنت بلند ہے اور جہنم ایک گہرا گڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شریک کو جہنم کے وسط میں جہنمیوں کے درمیان دکھائے گا۔ جب مومن اسے دیکھے گا تو اسے پہچان لے گا وہ کہے گا جس کا ذکر قرآن حکیم میں ہے تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ﴿۵۶﴾ وَ لَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ یعنی جیسے اعمال میں نے کیے عمل کرنے والوں کو ایسے عمل کرنے چاہئیں مومن اپنے اوپر گزرے مصائب کا ذکر کرے گا تو موت سے بڑی مصیبت کا ذکر نہیں کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے لَمَدِیْنُوْنَ کا معنی یہ کیا ہے کہ ان کا محاسبہ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کا معنی ہے کیا تم مجھے اس کی طرف بلند کرتے ہو تاکہ میں اسے جہنم میں دیکھ سکوں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ سے مراد جہنم کا درمیانی حصہ ہے۔(2)

امام طستی ''مسائل'' میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نافع بن ازرق نے آپ سے سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا وسط الجحیم پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

رَمَاهُمْ بِسَهْمٍ فَاسْتَوٰى فِیْ سَوَائِهَا   وَكَانَ قُبُوْلًا لِّلْهَوٰى وَالطَّوَارِقِ

''اس نے انہیں تیر مارا جو اس کے وسط میں جا لگا، وہ خواہشات اور خیالات کے قبول کرنے والی جگہ تھی''

ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کا معنی ہے اس نے جھانکا، پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا میں نے قوم کے سرداروں کو اس میں ابلتے ہوئے دیکھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا جنت میں ایک روشن دان ہے۔ جب کوئی جنتی ارادہ کرتا ہے کہ وہ اپنے دشمن کو جہنم میں دیکھے تو اس روشن دان سے اس کی طرف جھانکتا ہے۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر کرتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ کے معنی کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: اس نے اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ اس ساتھی کی طرف اسے بلند کرے۔ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 72

یعنی اس کے درمیان ہیں۔ اس نے لوگوں کے سرداروں کو دیکھا کہ جہنم میں آگ میں جوش مار رہے ہیں۔ فلاں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے اس دوست کی پہچان نہ کراتا تو وہ اسے نہ پہچانتا کیونکہ اس کی شکل وصورت ہی بدل گئی تھی۔ اسی واقعہ پر وہ کہے گا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کرتا ہے تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ یعنی اگر میں تیری اطاعت کرتا تو میں ہلاک ہو جاتا اور کہے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت میرے شامل حال نہ ہوتی تو میں جہنمیوں میں سے ہوتا۔ اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ کہا یہ جنتیوں کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں علم تھا کہ موت کے بعد ہر نعمت اس سے الگ کر دی جائے گی۔ اسی لیے مومن کہے گا اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ کہا گیا نہیں۔ انہوں نے کہا اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائے گا كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٤٣﴾ (المرسلات) اللہ تعالیٰ کا فرمان هَنِيْٓـًٔا اس کا معنی ہے تمہیں اس میں موت نہیں آئے گی۔ تو اس موقع پر وہ کہیں گے اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا جبکہ آپ کا ہاتھ میرے ہاتھ میں تھا۔ آپ نے ایک جنازہ دیکھا۔ آپ جلدی سے چلے یہاں تک کہ قبر کے پاس آئے۔ پھر اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ آپ رونے لگے یہاں تک کہ آنسوؤں سے مٹی تر ہوگئی۔ پھر کہا لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ۔

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِــُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾

"بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم کا درخت۔ ہم نے بنادیا ہے اسے آزمائش ظالموں کے لیے۔ یہ ایک درخت ہے جو اگتا ہے جہنم کی تہ میں۔ اس کی شگوفے گویا شیطانوں کے سر ہیں۔ پس انہیں ضرور کھانا ہوگا اس سے اور بھریں گے اس سے اپنے پیٹ۔ پھر انہیں زقوم کھانے کے بعد کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائیگا۔ پھر انہیں لوٹا دیا جائے گا جحیم کی طرف۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے زقوم کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 75-72، دار احیاء التراث العربی بیروت

درخت کا ذکر کیا تو ظالموں نے اس سے بڑا فتنہ کھڑا کر دیا۔ ابوجہل نے کہا تمہارا صاحب یہ گمان رکھتا ہے کہ یہ جہنم میں ایک درخت ہے جبکہ آگ درخت کو کھا جاتی ہے۔ اللہ کی قسم! ہم تو زقوم کے بارے میں یہ جانتے ہیں کہ وہ کھجور اور مکھن ہوتا ہے۔ پس تم زقوم سے لطف اندوز ہو۔ جب انہوں نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ جہنم میں بھی ایک درخت ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ یعنی اسے آگ کی غذا دی جائے گی اور آگ سے ہی اسے پیدا کیا جائے گا۔ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو شیاطین کے سروں سے تشبیہ دی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل نے یہ کہا تھا کہ الزَّقُّوْمِ کھجور اور مکھن ہے میں زقوم کھاتا ہوں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ رؤس یعنی شیاطین کے بال ہیں جو آسمان تک بلند ہیں۔

امام عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ''زوائد الزہد'' میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ انسان زقوم کے درخت سے نہیں نوچے گا مگر وہ درخت اس سے اسی کی مثل نوچے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے محمد! (ﷺ) کسے ڈراتے ہو؟ فرمایا تجھے۔ کہا کس سے مجھے ڈراتے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾ (الدخان) جب ابوجہل تک وہ آیات پہنچیں جو اس کے بارے میں نازل ہوئی تھیں تو اس نے ساتھیوں کو جمع کیا اور ان کے لیے مکھن اور کھجور منگوائیں اور اس سے لطف اندوز ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! محمد تمہیں اس چیز سے ڈراتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِــُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ۔شوب کے بارے میں کہا اس دودھ کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو گویا اس کو اس کے ساتھ ملاتا ہے جو وہ کھاتے ہیں اس میں جہنم کی آمیزش ہو گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر جہنم کے زقوم کا ایک قطرہ زمین پر نازل کیا جائے تو لوگوں پر ان کی زندگی اجیرن ہو جائے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَشَوْبًا کا معنی ہے ملاوٹ۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا کھولتا ہوا پانی اور پیپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 76، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 77

ملادی جائے گی۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

تِلْکَ الْمَکَارِمُ لَا قعبان مِنْ لَبَنٍ شَیْبًا بِمَاءٍ فَعَادَا بَعْدُ اَبْوَالًا

"وہ مکارم دودھ سے نہیں اٹھے، اس میں تو پانی کی آمیزش ہے جو بعد میں پیشاب بن جائیگی"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَشَوْبًا مِّنْ حَمِیْمٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کے کھانے میں آمیزش ہوتی ہے اور اس میں حمیم ملایا جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سورج نصف النہار تک نہیں پہنچے گا۔ جنتی اور جہنمی آجائیں گے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاۡاِلَى الْجَحِیْمِ۔(1)

امام ابوعبیدہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے ثُمَّ اِنَّ مَقِیْلَهُمْ لَاۡاِلَى الْجَحِیْمِ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شوبا کا معنی آمیزش ہے۔ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاۡاِلَى الْجَحِیْمِ وہ آگ اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان تھکاوٹ اور عذاب میں ہوں گے اور یہ آیت تلاوت کی: یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ (الرحمٰن)(2)

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّیْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَ لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۷۱﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِیْهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۷۴﴾

"انہوں نے پایا تھا اپنے باپ دادا کو گمراہ۔ پس وہ (بے سوچے سمجھے) ان کے پیچھے بھاگے جارہے ہیں۔ اور بہک گئے تھے ان سے قبل بہت سے پہلے لوگ۔ اور ہم نے بھیجے تھے ان میں ڈرانے والے۔ پس (اے مخاطب!) دیکھ کیسا انجام ہوا جنہیں ڈرایا گیا تھا (مگر وہ نہ سنبھلے تھے) سوائے ان کے جو اللہ کے مخلص بندے تھے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ کا معنی ہے انہوں نے اپنے آباء کو پایا۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے آباء کو پایا۔ یُهْرَعُوْنَ یعنی تیز جانے والے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضَآلِّیْنَ سے مراد جاہل ہیں۔ فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ یُهْرَعُوْنَ۔ ہرولہ کی ہیئت یعنی ان کے پیچھے وہ بہت تیز ہوں گے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 78، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 79
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ کہ اللہ تعالیٰ نے قوم نوح، قوم لوط، قوم صالح اور دوسری قوموں کو اللہ تعالیٰ نے کیسے عذاب دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جنہیں اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔(1)

وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَ جَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْۤا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَ اللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ وَ قَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

"اور (فریاد کرتے ہوئے) پکارا ہمیں نوح نے پس ہم بہترین فریاد رس ہیں۔ اور ہم نے نجات دے دی انہیں اور ان کے گھرانے کو ایسی مصیبت سے جو بڑی زبردست تھی۔ اور ہم نے بنا دیا فقط ان کی نسل کو باقی رہنے والا۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ نوح پر سلام ہو تمام جہانوں میں۔ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنین کو۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے غرق کر دیا دوسرے لوگوں کو۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 80، داراحیاء التراث العربی بیروت

ان کی جماعت میں سے ابراہیم (علیہ السلام) بھی تھے۔ جب وہ حاضر ہوئے اپنے رب کے دربار میں قلب سلیم کے ساتھ۔ جب انہوں نے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہ تم کس کی پوجا کرتے ہو۔ کیا جھوٹے گھڑے ہوئے خدا، اللہ تعالیٰ کے علاوہ چاہتے ہو۔ پس تمہارا کیا خیال ہے سارے جہانوں کے پروردگار کے بارے میں۔ سو آپ نے ایک بار دیکھا ستاروں کی طرف۔ پھر کہا میری طبیعت ناساز ہے۔ چنانچہ وہ لوگ انہیں پیچھے چھوڑ کر (میلہ دیکھنے) چلے گئے۔ پس آپ چپکے سے ان کے دیوتاؤں کی طرف گئے اور کہا کیا تم (یہ مٹھائیاں) نہیں کھاؤ گے؟ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم بولتے بھی نہیں؟ پھر پوری قوت سے ضرب لگائی ان پر داہنے ہاتھ سے۔ (رنگ رلیاں منانے کے بعد) آئے آپ کی طرف دوڑتے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کیا تم پوجتے ہو انہیں جنہیں تم خود تراشتے ہو؟ حالانکہ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ انہوں نے (فیصلہ کن انداز میں) کہا بناؤ اس کے لیے وسیع آتش کدہ پھر پھینک دو اسے اس بھڑکتی آگ میں۔ انہوں نے تو چاہا کہ آپ کے ساتھ مکر کریں لیکن ہم نے انہیں ذلیل کر دیا۔ اور آپ نے کہا میں جا رہا ہوں اپنے رب کی طرف، وہ میری رہنمائی فرمائے گا۔ (دعا مانگی) میرے رب! عطا فرما دے مجھے ایک نیک بچہ۔ پس ہم نے مژدہ سنایا انہیں ایک حلیم فرزند کا۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جواب دیا۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب میرے گھر میں نماز پڑھی تو اس آیت کو پڑھا وَ لَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ تو فرمایا اے ہمارے رب! نوح نے سچ فرمایا جس کو بلایا جاتا ہے تو ان سے زیادہ قریب ہے جو عطا کرتے ہیں ان سب سے تو قریب ہے۔ بلانے والا کتنا اچھا ہے، عطا کرنے والا کتنا اچھا ہے، جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ کتنا اچھا ہے آقا کتنا اچھا ہے، کہ تو ہمارا آقا ہے تو ہمارا رب ہے اور تو بہترین مددگار ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ نَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ طوفان میں غرق ہونے سے نجات دی۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذُرِّيَّتَهٗ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اب تمام لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعد میں ان کی اچھی تعریف باقی رکھی ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اب صرف حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد باقی ہے وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ کا مطلب ہے ان کو اچھے الفاظ میں ذکر کیا جاتا ہے۔ (4)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 80، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 81 4۔ ایضاً

جندب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سام عربوں کا باپ ہے، حام حبشیوں کا باپ ہے اور یافث رومیوں کا باپ ہے۔(1)

امام بزار، ابن ابی حاتم اور خطیب رحمہم اللہ نے "تالی التلخیص" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے: سام، حام اور یافث، سام کی اولاد میں عرب، فارسی اور رومی ہیں جبکہ بھلائی انہیں میں ہیں۔ یافث کی اولاد میں یاجوج ماجوج، ترک اور صقالبہ ہیں۔ ان میں کوئی بھلائی نہیں۔ حام کی اولاد میں قبطی، بربر اور سوڈانی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام یہ عربوں کے جداعلیٰ ہیں۔ حام یہ حبشیوں کے جداعلیٰ ہیں اور یافث رومیوں کے جداعلیٰ ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے غسل کیا تو اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ انہیں دیکھ رہا ہے فرمایا تو مجھے دیکھ رہا تھا جبکہ میں غسل کر رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ تیرے رنگ کو جلا دے تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا وہ حبشیوں کا جداعلیٰ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمام انبیاء کے لیے بعد میں تعریف و ثناء چھوڑی۔(3)

عبد بن حمید نے عکرمہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان پر سلام پڑھا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے "زوائد زہد" میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے بعد میں آپ کے لیے اچھی تعریف چھوڑی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کی اولاد میں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم بھی حضرت نوح علیہ السلام کے واضح راستہ اور طریقہ پر ہیں۔ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ قلب سلیم والے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دین پر ہیں۔ اللہ نے انہیں شرک سے محفوظ دل عطا فرمایا۔ ارشاد فرمایا فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ جب تم اس سے ملاقات کرو گے جبکہ تم نے کسی اور کی عبادت کی ہوگی۔(5)

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 12، صفحہ 77 (3230)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 596 (4008)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 81، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 83-82 5۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک طلوع ہونے والا ستارہ دیکھا۔ فرمایا اِنِّيْ سَقِيْمٌ (1) گویا میرے ہاتھ ستاروں میں ہیں کہا یہ عرب کی کلام میں سے ہے جو اللہ عزدینہ فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ عربوں کے کلام میں سے ہے۔ جب ایک آدمی غور وفکر کرتا ہے اور ستاروں میں نظر وفکر کرتا ہے تو اس وقت یہ جملہ بولتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے آسمان میں دیکھا، فرمایا میں مطعون (طاعون زدہ) ہوں۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سَقِيْمٌ کا معنیٰ مریض نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سَقِيْمٌ کا معنیٰ مطعون نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے سَقِيْمٌ کا معنیٰ مطعون نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَقِيْمٌ کا معنیٰ طعین (طاعون زدہ) طاعون کے مریض سے دور بھاگتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ان کے بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ کل ہماری عید ہے، تم بھی ساتھ چلنا۔ آپ نے ایک ستارے کی طرف دیکھا، فرمایا یہ ستارہ کبھی طلوع نہیں ہوتا مگر اسی وقت جب میں مریض ہوتا ہوں تو وہ واپس چلے گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ وہ واپس چلے گئے۔ فَرَاغَ یعنی متوجہ ہوئے۔ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ان سے بولنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ آپ ان بتوں کی طرف متوجہ ہوئے تو انہیں توڑ دیا۔ يَزِفُّوْنَ یعنی دوڑتے ہوئے۔ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ کہا تم بتوں کی عبادت کرتے وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور جو تم کام کرتے ہو انہیں پیدا فرماتا ہے۔ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ اللہ تعالیٰ نے انہیں مہلت نہ دی یہاں تک کہ انہیں ہلاک کر دیا۔ وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ یعنی اپنے عمل، دل اور نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جانے والا ہوں۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم اپنی عید کی طرف نکلی۔ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی ساتھ لے جانے کا ارادہ کیا۔ آپ پہلو کے بل لیٹ گئے۔ فرمایا اِنِّيْ سَقِيْمٌ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔ آپ آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ جب وہ چلے گئے تو آپ ان کے معبودوں کی طرف آئے اور انہیں توڑ دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 90-85

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَزِفُّوْنَ کا معنیٰ ہے دوڑتے ہوئے آئے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَزِفُّوْنَ کا معنی کھسکتے ہوئے آئے۔ زفیف کا معنی کھسکنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ضحاک سے یَزِفُّوْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ دوڑتے ہوئے آئے۔

امام بخاری نے ''خلق افعال العباد'' میں، امام حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر بنانے والے اور اس کی صنعت کو بنانے والا ہے۔ اس موقع پر یہ آیت تلاوت کی: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک کمرہ بنایا۔ اس کے لیے لکڑیاں اکٹھی کیں یہاں تک کہ اگر کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ کہتی اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دی تو میں حضرت ابراہیم کے لیے لکڑیاں جمع کروں گی۔ جب انہوں نے آپ کے لیے لکڑیاں جمع کر لیں، آگ اتنی زیادہ تھی اگر کوئی پرندہ اس کے اوپر سے اڑتا ہوا گزرتا تو اس کے شعلوں کی شدت سے وہ جھلس جاتا۔ انہوں نے حضرت ابراہیم کو اس میں ڈالنے کا ارادہ کیا۔ آپ کو اس عمارت کے سرے تک بلند کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ آسمان، پہاڑوں اور فرشتوں نے عرض کی اے اللہ! ابراہیم تیری محبت میں جلایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں جانتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں پکارے تو اس کی مدد کرنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب آسمان کی طرف سر اٹھایا تو یوں دعا کی اے اللہ! تو آسمان میں یکتا ہے اور میں زمین میں اکیلا ہوں۔ میرا کوئی بیٹا نہیں جو میرے سوا تیری عبادت کرے۔ میرے لیے اللہ کافی ہے۔ وہ کتنا بہترین کارساز ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے ندا فرمائی يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ (الانبیاء)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ذَاهِبٌ کا معنیٰ ہے میں ہجرت کرنے والا ہوں۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے یہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ میرے رب مجھے صالح بچہ عطا فرما۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ کا معنی ہے کہ ہم نے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ کو حضرت اسحاق کی بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ نے حلم کے ساتھ کسی اور کی تعریف نہیں کی مگر حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 88
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 85 (86-85)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں غلام حلیم سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بعد میں حضرت اسحاق کے نبی ہونے کی بشارت دی۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جبکہ آپ منیٰ میں تھے۔ کعب نے کہا بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں جبکہ آپ بیت المقدس میں تھے۔

سعید بن منصور اور ابن منذر نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ (1)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے عبید بن عمر سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ سے مراد حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ؗ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾

"اور جب وہ اتنا بڑا ہو گیا کہ آپ کے ساتھ دوڑ دھوپ کر سکے۔ آپ نے فرمایا اے میرے پیارے فرزند! میں نے دیکھا ہے خواب میں کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ اب بتا تیری کیا رائے ہے؟ عرض کیا میرے پدر بزرگوار! کر ڈالیے جو آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں سے پائیں گے۔ پس جب دونوں نے سر اطاعت خم کر دیا اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ اور ہم نے آواز دی اے ابراہیم! (بس ہاتھ روک لو) بیشک تو نے سچ کر دکھایا خواب کو۔ ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں محسنوں کو۔ بیشک یہ بڑی کھلی آزمائش تھی۔ اور ہم نے بچا لیا اسے فدیہ میں ایک عظیم ذبیحہ دے کر۔ اور ہم نے چھوڑا ان کا ذکر خیر آنے والوں میں۔ سلام ہو ابراہیم پر۔ اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں نیکو کاروں کو بیشک وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔"

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ السَّعْیَ سے مراد عمل ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: جب حضرت اسماعیل نے اپنے باپ کی معیت میں کام کر لیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کے ساتھ چلے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ چلے تو انہوں نے اپنے دل میں غم چھپایا۔ عبداللہ کی قرأت میں ہے قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب وہ جوان ہوا یہاں تک کہ کام کرنے کے قابل ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کام میں شروع ہو گئے۔ جب دونوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا جس کا دونوں کو حکم دیا گیا تھا تو حضرت اسماعیل نے عرض کی میرا چہرہ زمین کی طرف کر دو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ جب آپ نے حضرت اسماعیل کو ذبح کرنے کے لیے اپنا ہاتھ داخل کیا تو یہ ندا کی گئی اے ابراہیم! تو نے خواب سچا کر دکھایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ روک لیا اور اپنا سر اوپر اٹھایا آپ نے دیکھا کہ ایک مینڈھا نیچے آپ کی طرف آرہا ہے یہاں تک کہ آپ کے سامنے آگرا۔ تو آپ نے اسے ذبح کر دیا۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو اپنے باپ سے کہا جب آپ مجھے ذبح کریں تو دور ہٹ جانا ایسا نہ ہو کہ میں پھڑکوں اور خون آپ پر پڑے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق کو باندھ لیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری پکڑی اور ذبح کا ارادہ کیا تو آپ کے پیچھے ندا کی گئی یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل حضرت ابراہیم کو جمرہ عقبہ پر لے گئے۔ شیطان آپ کے سامنے آگیا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ پھر وہ جمرہ قصویٰ کے پاس آپ کے پاس آیا۔ شیطان پھر سامنے آگیا تو آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں تو وہ زمین میں دھنس گیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت اسحاق نے اپنے باپ سے کہا اے میرے ابا جان! مجھے باندھ دیں تاکہ میں حرکت نہ کروں، کہیں میرا خون اس وقت آپ پر نہ پڑے جب آپ مجھے ذبح کریں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں باندھ لیا۔ جب چھری پکڑی، ذبح کا ارادہ کیا تو آپ کو پیچھے سے ندا کی گئی اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ۙ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 92 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95-94-92
4۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 74-573 (5584)، دار الفکر بیروت 5۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 369 (حاشیہ)، دار صادر بیروت

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وَ اِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے اور آپ کے راستہ اور طریقہ پر تھے۔ بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ جب وہ بالغ ہوئے یہاں تک کہ کام کے قابل ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کام میں مصروف ہوئے۔ فَلَمَّآ اَسْلَمَا یعنی انہیں جو حکم دیا گیا تھا اس کو تسلیم کرلیا وتلّہٗ تو اس کا چہرہ زمین پر رکھا، عرض کی آپ مجھے ذبح نہ کرسکیں گے جبکہ آپ مجھے دیکھ رہے ہوں گے۔ ممکن ہے آپ کو مجھ پر رحم آجائے اور آپ مجھے ذبح نہ کرسکیں۔ اگر میں گھبراؤں گا تو پیچھے ہو جاؤں گا اور آپ سے بچنے کی کوشش کروں گا لیکن میرے ہاتھ میری گردن کے ساتھ باندھ دیں پھر میرا چہرہ زمین کی طرف کردیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں ذبح کرنے کے لیے ہاتھ داخل کیا۔ ابھی چھری نہیں پہنچی تھی کہ آپ کو ندا کی گئی يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاتھ روک لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ سے یہی مقصود ہے بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ سے مراد بڑا مینڈھا ہے جس کی قربانی قبول ہوگی۔ حضرت ابن عباس نے یہ گمان کیا کہ ذبح ہونے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ پھر اس آیت اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ کی تلاوت کی۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خواب حق ہوتے ہیں۔ جب وہ خواب میں کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو اسے بجالاتے ہیں۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کا حکم ہوا تو سعی کی جگہ شیطان آپ کے سامنے آگیا۔ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مقابلہ کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر غالب رہے۔ پھر حضرت جبرئیل آپ کو لے کر جمرہ عقبہ کے پاس گئے تو شیطان پھر آپ کے سامنے آگیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ وہ چلا گیا۔ پھر درمیانی جمرہ کے پاس آکر سامنے آگیا تو شیطان کو سات کنکریاں ماریں۔ ثم تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جسم پر سفید قمیص تھی۔ حضرت اسماعیل نے عرض کی اے ابان جان! میرا اور کوئی کپڑا نہیں جس میں آپ مجھے کفن دیں اس قمیص کو اتار دیں تاکہ اس میں تو مجھے کفن دیں تو آپ ان کی قمیص کو اتارنے لگے۔ تو پیچھے سے آپ کو ندا کی گئی يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا۔ حضرت ابراہیم مڑے تو وہاں ایک سفید رنگ کا بڑی آنکھوں والا اور سینگوں والا مینڈھا موجود تھا تو آپ نے اسے ذبح کردیا۔(3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 3612(468)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 93، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت عطاء بن ابی رباح کے واسطہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جس کی قربانی دی گئی وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ یہودیوں نے گمان کیا کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔ یہودیوں نے جھوٹ بولا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم، مجاہد اور یوسف بن ماہک رحمہم اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت یوسف بن مہران اور ابوطفیل رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جس کے ذبح کرنے کا ارادہ کیا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن جریر نے امام شعبی، مجاہد، حسن، یوسف بن مہران اور محمد بن کعب قرظی سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں مینڈھے کو ذبح کیا تھا۔(5)

امام ابن جریر، آمدی نے "مغازی" میں، خلعی نے "فوائد" میں، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سعید صنابحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت امیر معاویہ کی مجلس میں محصور تھے۔ لوگوں نے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کا ذکر کیا کہ ان میں سے کون ذبیح ہے؟ حضرت معاویہ نے کہا تم باخبر کے پاس پہنچے ہو، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک بدو آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں اپنے پیچھے گھاس کو خشک اور پانی کو ترش چھوڑ کر آیا ہوں۔ گھر والے ہلاک ہو گئے اور مویشی ضائع ہو گئے۔ اے دو ذبیح کے بیٹے۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر جو احسان کیا ہے مجھ پر اس میں سے کرم کیجئے رسول اللہ ﷺ مسکرائے اور اس کی بات کا انکار نہیں کیا۔ لوگوں نے عرض کی اے امیر المومنین دو ذبیح کون ہیں؟ کہا جب حضرت عبدالمطلب نے بیئر زمزم کو کھدوایا تو انہوں نے نذر مانی تھی۔ اگر اس کا کھودنا آسان ہوا تو وہ اپنے ایک بیٹے کو ذبح کرے گا۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہوئے تو آپ نے اپنے بیٹوں میں قرعہ اندازی کی۔ آپ کے دس بیٹے تھے تو قرعہ حضرت عبداللہ کے نام نکلا۔ حضرت عبدالمطلب نے اسے ذبح کرنے ارادہ کیا تو بنو مخزوم نے میں سے جو آپ کے پاس تھے تو انہوں نے حضرت عبدالمطلب کو اس کام سے منع کیا اور کہا اپنے رب کو راضی کرو اور اپنے بیٹے کا فدیہ دو۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 05-604 (4037)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 604 (4034)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 99، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 100
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 99

حضرت عبدالمطلب نے سواونٹنیوں کا فدیہ دیا۔ اس اعتبار سے وہ ذبیح ہیں جبکہ دوسرے ذبیح حضرت اسماعیل ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو ان کے دو بیٹوں میں سے جس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ وہ حضرت اسماعیل تھے۔ ہم اس کا ذکر اللہ کی کتاب میں پاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مذبوح کے قصہ سے فارغ ہوتا ہے تو ارشاد فرماتا ہے فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ۔ ارشاد فرمایا فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَ مِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ۝ (ھود:) حضرت اسحاق کو بیٹے اور پوتے کی خوشخبری دی۔ وہ حضرت اسحاق کے ذبح کا حکم نہیں دیتا۔ اس میں وہ وعدہ کے ساتھ موعود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو صرف اسماعیل کے ذبح کا حکم دیا ہے۔(2)

امام حاکم نے ایسی سند سے جس میں واقدی ہے عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے خوات بن جبیر سے ذبیح اللہ کے متعلق سوال کیا تو کہا جب حضرت اسماعیل علیہ السلام سات سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام میں اپنے مکان پر دیکھا کہ آپ حضرت اسماعیل کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ براق پر سوار ہوئے اور حضرت اسماعیل کے پاس پہنچے تو حضرت اسماعیل کو ان کی ماں کے پاس پایا۔ اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور جو حکم دیا گیا تھا اس کو بجالانے کے لیے چل پڑے۔ شیطان آپ کے پاس ایک ایسے آدمی کی صورت میں آیا جسے آپ پہچانتے تھے۔ حضرت ابراہیم نے حلق کی دونوں جانب سے ذبح کیا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ تو وہ تابنے میں ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے چھری کو دو یا تین دفع پتھر سے تیز کیا لیکن وہ نہیں کاٹتی تھی۔ حضرت ابراہیم نے کہا یہ تو اللہ کی جانب سے ہے، اپنا سر اوپر اٹھایا کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنگلی بکرا سامنے کھڑا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے بیٹے! اٹھو تیرا فدیہ نازل ہو چکا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے اس بکرے کو منیٰ میں ذبح کر دیا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ایک ایسی سند سے جس میں واقدی ہے، حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔(4)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد اور حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے فرزدق شاعر کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے سنا جس کے ذبح کا حکم دیا گیا وہ حضرت اسماعیل ہیں۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت محمد کعب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک آدمی کی طرف پیغام بھیجا جو یہودی تھا۔ وہ اسلام لایا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ وہ یہودیوں کے علماء میں سے تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس سے پوچھا حضرت ابراہیم کے کس بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا؟ اس نے جواب دیا اے امیر المومنین! اللہ کی قسم! حضرت اسماعیل کو۔ یہودی اسے خوب جانتے ہیں لیکن عربوں سے حسد کرتے ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 101 (مفہوم)، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 100
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 06-605 (4040)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 206 (4040)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 100
6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 101

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے نبی حضرت داؤد نے کہا اے میرے رب! میں لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں رب ابراہیم، اسحاق، یعقوب، مجھے ان میں سے چوتھا بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حضرت ابراہیم کو آگ میں پھینکا گیا تو انہوں نے میری وجہ سے صبر کیا۔ حضرت اسحاق نے میرے لیے اپنی جان قربان کی (1) جبکہ حضرت یعقوب سے حضرت یوسف علیہ السلام غائب ہوئے تھے۔ ایسی مصیبت تو تجھے نہیں پہنچی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! لوگ کہتے ہیں یارب ابراہیم، اسحاق، یعقوب، وہ یہ بات کس لیے کرتے ہیں؟ فرمایا ابراہیم نے میرے مقابل کسی چیز کو قرار نہیں دیا۔ تمام چیزوں پر مجھے منتخب کیا۔ حضرت اسحاق نے میرے لیے اپنی جان قربان کی تو وہ دوسری چیزوں کو بدرجہ اولیٰ سخاوت کرے گا۔ جہاں تک حضرت یعقوب کا تعلق ہے میں نے اسے جس آزمائش میں بھی ڈالا تو میرے بارے میں اس کے حسن ظن میں اضافہ ہوگیا۔ (2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت داؤد نے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک سوال کیا۔ عرض کی مجھے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام جیسا بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ میں نے حضرت ابراہیم کو آگ میں آزمایا تو انہوں نے بھی صبر کیا۔

دارقطنی نے ''زوائد'' میں اور دیلمی نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذبیح حضرت اسحاق ہیں۔ میں نے اسحاق کو ذبح کی صورت میں آزمایا تو انہوں نے صبر کیا۔ میں نے یعقوب کو آزمایا تو انہوں نے بھی صبر کیا۔ (3)

امام ابن مردویہ نے حضرت بہار سے روایت نقل کی ہے جبکہ وہ حضور ﷺ کے صحابی تھے کہ حضرت اسحاق ذبیح ہیں۔

امام عبد بن حمید اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسماء بن خارجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں فخر کیا کہا میں عظیم لوگوں کا چشم و چراغ ہوں۔ (4)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا لوگوں میں سے سب سے معزز کون ہے؟ فرمایا یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح اللہ۔ (5)

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے دو باتوں کا اختیار دیا کہ وہ میری نصف امت کو بخش دے یا مجھے شفاعت کا اختیار دے۔ تو میں نے شفاعت کو ترجیح دی۔ مجھے امید ہے کہ شفاعت میری تمام امت کو جامع ہوگی۔ اگر عبد صالح نے مجھ سے سبقت نہ لی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 606 (4041)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 205 (10008)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 249 (3173)، مکہ مکرمہ
4۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 371 (13769)، دارالفکر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 372 (13772)

ہوتی تو میں اپنی دعا میں جلدی کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت اسحاق سے ذبح کی مصیبت کو دور کر دیا۔ تو اسے کہا گیا اے ابو اسحاق! تو سوال کر، تجھے عطا کیا جائے گا۔ کہا اللہ کی قسم! خبردار شیطان کے کچھ کرنے سے پہلے اس میں جلدی نہ کرنا۔ اے اللہ! جو اس حال میں مرے کہ وہ تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اس نے اچھا عمل کیا، اس کے گناہ کو بخش دے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا میں تجھے حضرت اسحاق کے بارے میں نہ بتاؤں؟ کہا کیوں نہیں۔ کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب دیکھا کہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ شیطان نے کہا اللہ کی قسم! اگر میں نے اس موقع پر حضرت ابراہیم کے خاندان کو آزمائش میں نہ ڈالا۔ تو میں حضرت ابراہیم کی اولاد کو کبھی بھی آزمائش میں نہ ڈال سکوں گا۔ شیطان نے ایک ایسے آدمی کی صورت اپنائی جسے وہ لوگ پہچانتے تھے۔ وہ آیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم حضرت اسحاق کو لے کر باہر نکل گئے تھے تا کہ اسے ذبح کریں۔ وہ حضرت سارہ پر داخل ہوا پوچھا حضرت ابراہیم صبح صبح حضرت اسحاق کو لے کر کہاں گئے ہیں؟ سارہ نے جواب دیا وہ کسی کام کے لیے گئے ہیں۔ اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم! سارہ نے کہا وہ کیوں گئے ہیں؟ شیطان نے کہا ذبح کرنے کے لیے۔ حضرت سارہ نے کہا انہیں زیبا نہیں ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے۔ شیطان نے کہا کیوں نہیں اللہ کی قسم! حضرت سارہ نے پوچھا وہ کیوں اسے ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم کا خیال ہے کہ اس کے رب نے اسے حکم دیا ہے۔ تو حضرت سارہ نے کہا اس نے اپنے رب کی اطاعت کر کے بہت اچھا کیا۔ اگر اس کے رب نے اسے یہ حکم دیا ہے۔

شیطان وہاں سے نکلا۔ حضرت اسحاق کو ملا جبکہ وہ اپنے باپ کے پیچھے چل رہے تھے۔ پوچھا تیرا باپ تجھے صبح صبح کہاں لے جارہا ہے؟ جواب دیا کسی کام کے لیے۔ شیطان نے کہا نہیں اللہ کی قسم! بلکہ وہ اس لیے جارہا ہے تا کہ تجھے ذبح کرے۔ حضرت اسحاق نے کہا میرے باپ کو زیبا نہیں کہ وہ مجھے ذبح کرے۔ شیطان نے کہا کیوں نہیں۔ حضرت اسحاق نے کہا وہ مجھے کیوں ذبح کرنا چاہتے ہیں؟ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حکم دیا ہے۔ حضرت اسحاق نے کہا اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حکم دیا ہے تو وہ ضرور اس کی اطاعت کرے گا۔

شیطان نے حضرت اسحاق کو چھوڑا اور حضرت ابراہیم کی طرف جلدی سے بڑھا۔ پوچھا آج صبح ہی تم اپنے بیٹے کو کہاں لیے جارہے ہو؟ جواب دیا اپنے ایک کام کے لیے کہا اللہ کی قسم! نہیں تم اسے اس لیے لے جارہے ہو تا کہ تم اسے ذبح کرو۔ فرمایا میں اسے کیوں ذبح کروں گا؟ شیطان نے کہا تمہارا خیال ہے تیرے رب نے تجھے اس کا حکم دیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے تو میں ایسا ضرور کروں گا۔ تو شیطان نے حضرت ابراہیم کو چھوڑ دیا اور اس بات سے مایوس ہو گیا کہ اس کی بات مانی جائے گی۔ جب حضرت ابراہیم نے حضرت اسحاق (1) کو ذبح کرنے کے لیے پکڑا اور

1۔ حضرت مفسر کا اسلوب یہ ہے کہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس کے متعلقہ جو روایات بھی موجود ہوتی ہیں انہیں یکجا کر دیتے ہیں تا کہ قاری ایک ہی جگہ سے تمام مواد حاصل کر سکے یہاں بھی ذبیح اللہ کے بارے میں بحث کی تو دونوں کے متعلق جو روایات تھیں انہیں جمع کر دیا جب کہ راجح یہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت اسحاق نے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچالیا اور ذبح عظیم سے اس کا فدیہ دیا۔ کہا اے بیٹے! اٹھو اللہ تعالیٰ نے تجھے بچالیا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کی طرف وحی کی میں نے تجھے ایک دعا عطا فرمائی ہے جو میں تیری ضرور قبول کروں گا۔ عرض کی میں تیری بارگاہ میں التجا کروں گا کہ تو میری عرضداشت قبول کرے۔ جو بندہ اولین و آخرین میں سے تجھے اس حال میں ملے کہ وہ تیرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو تو اسے جنت میں داخل کر دینا۔ (1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔ (2)

امام عبدالرزاق اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔ (3)

امام عبد بن حمید، امام بخاری نے ''تاریخ'' میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن مطلب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق تھے۔ (4)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ (5)

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ تو آپ اسے اپنے گھر سے منیٰ میں قربان گاہ تک ایک ماہ کی مسافت پر ایک دن میں گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے ذبح کے معاملہ کو دور کر دیا اور مینڈھے کے ذبح کا حکم دیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مینڈھے کو ذبح کر دیا۔ پھر آپ واپس آئے۔ دونوں اپنے گھر ایک ماہ کی مسافت سے ایک رات میں پہنچ گئے۔ آپ کے لیے وادیاں اور پہاڑ لپیٹ دیے گئے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے ایک ایسی سند سے جس میں واقدی ہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ آپ حضرت اسحاق علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔ (6)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ ذبیح حضرت اسحاق ہیں۔ (7)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت نوح بن حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو ایسی

(بقیہ پچھلا صفحہ) ہے کہ ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے کیونکہ انہیں کے ساتھ ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے وادی مکہ میں چھوڑا تھا اس ذبح کے متعلق جو بھی واقعات ہوئے اور جنہیں یادگار کے طور پر باقی رکھا گیا وہ مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں ہیں اس لئے ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جو سرور دو عالم ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔ (مترجم)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 98-97، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 97 (2532)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 97

5۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 609 (4046)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً (4048)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 97

گفتگو کرتے ہوئے سنا جس سے بہتر گفتگو میں نے نہیں سنی۔ میں نے انہیں ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے بچے سے اس وقت فرمایا جب اس پر خواب کا واقعہ ذکر کیا، بیٹے تم کیا رائے دیتے ہو؟ مقصود اس بات سے یہ تھا کہ وہ اس معاملہ کو سپرد کرے، صبر، تسلیم اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کا ذکر کرے۔ یہ مقصود نہیں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ٹالنے کی خواہش چھپائے ہوئے تھے۔ تو بیٹے نے کہا یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ٞ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ امام شافعی نے کہا معاملہ کو سپرد کرنا صبر ہے، سر تسلیم خم کرنا یہ بھی صبر ہے۔ اطاعت صبر کا جوہر ہے۔ ذبیح نے اس کے لیے ان تمام چیزوں کو جمع کر دیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مختصر کلام سے چاہا تھا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے ''تالی التلخیص'' میں امام فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے پہلو کے بل لٹایا اور چھری رکھی۔ حضرت جبرئیل نے چھری کو الٹا دیا۔ ذبیح نے عرض کی اے ابا جان! مجھے باندھ لو کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میرے خون کے چھینٹے آپ تک نہ پہنچیں۔ پھر کہا اے ابا جان! مجھے کھول دیں کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ فرشتے میرے خلاف یہ گواہی نہ دیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھبرا گیا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب آیا۔ انہیں کہا گیا اپنی نذر پوری کرو جو تم نے مانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہ کو تمہیں بچہ عطا کیا ہے اب اسے ذبح کرو آپ نے فرمایا اے اسحاق! چلو۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کی۔ آپ نے چھری اور رسی لی پھر انہیں لے کر چلے۔ جب پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو بچے نے کہا اے ابا جان آپ کی قربان گاہ کہاں ہے؟ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ٞ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ حضرت اسحاق نے آپ سے کہا اے ابا جان! میرے اعضاء باندھ دیں تاکہ میں حرکت نہ کروں۔ اپنے کپڑے مجھ سے سمیٹ لیں تاکہ میرے خون کا کوئی چھینٹا آپ پر نہ جا پڑے کہ حضرت سارہ آپ کو دیکھے اور وہ غمگین ہو۔ چھری کو میرے حلق پر جلدی چلانا تاکہ میرے لیے آسان ہو جائے۔ جب آپ حضرت سارہ کے پاس جائیں تو میری جانب سے انہیں سلام کہنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دل کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ رو رہا تھا اور حضرت اسحاق بھی رو رہے تھے۔ پھر آپ نے چھری آپ کے حلق پر چلا دی۔ تو اس نے آپ کا گلا نہ کاٹا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کے حلق پر تانبے کی ایک تہ بنا دی۔ جب یہ دیکھا تو چھری کو آپ کی پیشانی پر مارا اور آپ کی گدی کو کاٹا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا کا یہی مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب دونوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی تو حضرت ابراہیم کو ندا کی گئی اے ابراہیم! تو نے اسحاق کے بارے میں خواب کو سچ کر دکھایا۔ آپ متوجہ ہوئے تو وہ ایک مینڈھا تھا۔ آپ نے اس مینڈھے کو پکڑ لیا اور اپنے بیٹے سے نیچے اتر آئے، اسے بوسہ دیا اور کہنے لگے اے بیٹے! آج تو مجھے عطا ہوا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ابراہیم علیہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 93-29، دار احیاء التراث العربی بیروت

السلام کو اپنا بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں کہا اے بیٹے! چھری پکڑو۔ شیطان نے کہا یہ وہ وقت ہے جس وقت میں، میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اپنا کام لے سکتا ہوں۔ وہ ایک دوست کے روپ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا۔ آپ سے کہا اے ابراہیم! کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا ایک کام ہے۔ شیطان نے کہا اللہ کی قسم! تو اپنے خواب کی وجہ سے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے جا رہا ہے۔ خواب کچھ غلط اور کچھ صحیح ہوتے ہیں۔ اس خواب میں یہ تو نہیں تھا کہ تو حضرت اسحاق کو ساتھ لے جا رہا ہے۔ جب شیطان نے یہ دیکھا کہ حضرت ابراہیم سے تو کچھ حاصل نہیں ہوگا تو وہ حضرت اسحاق سے ملا کہا اے اسحاق! کہاں کا ارادہ ہے؟ جواب دیا حضرت ابراہیم کا ایک کام ہے۔ شیطان نے کہا حضرت ابراہیم تو تجھے اس لیے لے جا رہا ہے تاکہ تجھے ذبح کرے۔ اسحاق نے کہا کیا وجہ ہے کہ وہ ذبح کرنا چاہتا ہے، کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ شیطان نے کہا وہ تجھے اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ تو حضرت اسحاق نے کہا اگر وہ مجھے اللہ کے لیے ذبح کرنا چاہتا ہے تو میں صبر کروں گا اور اللہ تعالیٰ اس شان کا حامل ہے۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ حضرت اسحاق سے بھی اسے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو وہ حضرت سارہ کے پاس آیا۔ پوچھا حضرت اسحاق کہاں گئے ہیں؟ حضرت سارہ نے کہا وہ اپنے کام سے حضرت ابراہیم کے ساتھ گئے ہیں۔ تو شیطان نے کہا حضرت ابراہیم اسے اس لیے لے گئے ہیں تاکہ اسے ذبح کریں۔ حضرت سارہ نے کہا کیا تو نے یہ دیکھا ہے کہ کوئی اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہے؟ شیطان نے کہا وہ اسے اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت سارہ نے کہا اگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں تو حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شان کا حامل ہے۔ جب اس نے دیکھا کہ ان دونوں سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تو وہ جمرہ کے پاس آیا۔ تو وہ اتنا پھول گیا کہ اس نے وادی کو بھر دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ فرشتے نے کہا اے ابراہیم! اسے مارو۔ حضرت ابراہیم نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارنے کے بعد وہ اللہ اکبر کہتے۔ تو شیطان نے آپ کے لیے راستہ کھول دیا۔ پھر وہ گیا یہاں تک کہ دوسرے جمرے کے پاس پہنچا۔ وہاں پھول گیا یہاں تک کہ وادی کو بھر دیا۔ فرشتے نے کہا اے ابراہیم! اسے مارو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے۔ تو شیطان نے آپ کے لیے راستہ کھول دیا۔ پھر وہ آگے چلا گیا یہاں تک کہ تیسرے جمرہ کے پاس آیا۔ پھول گیا یہاں تک حضرت ابراہیم پر وادی کو بند کر دیا۔ فرشتے نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا اسے مارو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری کے بعد اللہ اکبر کہتے۔ تو شیطان نے راستہ کھول دیا یہاں تک کہ قربان گاہ تک پہنچے۔

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ترویہ اور عرفہ کا نام رکھا گیا کیونکہ حضرت ابراہیم پر رات کو نیند میں وحی آئی کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں تو آپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے یا شیطان کی جانب سے؟ تو صبح روزہ رکھا جب عرفہ کی رات ہوئی تو وحی آئی تو پہچان گئے کہ یہ خواب حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس کا نام عرفہ ہو گیا۔ (1)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 466 (4079)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَلَمَّآ اَسْلَمَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب اس نے اپنی ذات اللہ کے سپرد کر دی اور جب اس نے اپنا بیٹا اللہ کے سپرد کر دیا۔ وَتَلَّهٗ یعنی منہ کے بل گرایا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب دونوں ایک امر پر متفق ہو گئے اور حضرت ابراہیم نے بیٹے کو منہ کے بل گرا لیا۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے بیٹے کو منہ کے بل گرایا۔ (3)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے گرایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے تو بیٹے نے کہا اے میرے ابا جان! میری پیشانی کے بال پکڑو۔ میرے دونوں کندھوں کے درمیان بیٹھو تاکہ جب مجھے چھری کی گرمی پہنچے تو میں آپ کو اذیت نہ دوں۔ تو حضرت ابراہیم نے ایسا ہی کیا۔ چھری الٹی ہو گئی تو بیٹے نے پوچھا اے ابا جان! کیا بات ہے؟ تو حضرت ابراہیم نے کہا چھری الٹی ہو گئی ہے۔ تو بیٹے نے کہا اسے نیزے کی طرح مارو۔ تو حضرت ابراہیم نے ایسا ہی کیا تو چھری دوہری ہو گئی۔ پوچھا اے ابا جان! کیا ہوا؟ تو حضرت ابراہیم نے کہا چھری دوہری ہو گئی ہے تو حضرت ابراہیم صداقت کو پہچان گئے اللہ تعالیٰ نے ذبح عظیم کے ساتھ اس کا فدیہ دیا اور وہ حضرت اسحاق تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سجدہ کی حالت میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چھری اپنے بیٹے کے حلق پر رکھی تو چھری الٹی ہو گئی اور حلق تانبا بن گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے حضرت اسحاق کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی والدہ حضرت سارہ کو مسجد خیف میں چھوڑا اور حضرت اسحاق کو ساتھ لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے جہاں ذبح کرنے کا ارادہ تھا تو حضرت ابراہیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھ سے پیچھے ہٹ جاؤ اور اپنے بیٹے حضرت اسحاق کا ہاتھ پکڑا اور اسے الگ لے گئے۔ فرمایا اے بیٹے! اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى حضرت اسحاق نے کہا اے ابا جان! میرے رب نے تجھے حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم نے کہا اے اسحاق! ہاں۔ حضرت اسحاق نے کہا افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ۔ جب دونوں نے اللہ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دیا اور اسے منہ کے بل لٹا دیا تو حضرت اسحاق نے حضرت ابراہیم سے کہا اے ابا جان! مجھے باندھ لو تا کہ میرے خون کے چھینٹے اڑ کر تجھ پر نہ پڑیں۔ تو یوں ندا کی گئی يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا تو ثبیر پہاڑ سے ایک مینڈھا اترا۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ وہ چالیس سال تک جنت میں چرتا رہا۔ جب حضرت اسحاق کو رستگاری ملی تو آپ نے اپنے رب سے دعا کی، اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کی اور اس کی حمد و ثنا کی، اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کی طرف وحی کی کہ دعا کرو کیونکہ تیری دعا قبول ہو گی۔ تو انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 95-94، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 95

یہ دعا کی اے اللہ! جو دنیا سے اس حال میں جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو اسے جنت میں داخل فرما۔

امام ابن حاضر رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابراہیم نے اپنے رب سے عرض کی اے میرے رب! میں کونسا بچہ ذبح کروں؟ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی طرف وحی کی کہ ان میں جو تجھے زیادہ محبوب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے التجا کی اے میرے رب! لوگ کہتے ہیں رب ابراہیم، اسحاق، یعقوب۔ مجھے ان میں چوتھا بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ ان جیسی آزمائش تجھے نہیں پہنچی۔ حضرت ابراہیم نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ ہمیشہ مجھے ترجیح دی۔ میں نے اسے جو بھی حکم دیا اس نے پورا کیا حضرت اسحاق علیہ السلام نے میرے لیے اپنی جان قربان کی اور حضرت یعقوب کے پسندیدہ بیٹے کو لیا اور میں نے طویل زمانہ تک اس سے غائب رکھا پھر بھی وہ میری رحمت سے مایوس نہیں ہوا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو لے کر نکلے۔ شیطان نے ان کے لیے انسان کی صورت اختیار کی۔ شیطان نے کہا کہاں جارہے ہو؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تجھے اس سے کیا غرض۔ میں اپنے کام سے جارہا ہوں۔ شیطان نے کہا تیرا ارادہ ہے کہ تو اپنے بیٹے کو لے جائے اور اسے ذبح کرے۔ فرمایا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کہ میں اپنے رب کا حکم مانوں۔ پھر شیطان ان کے بیٹے کے پاس گیا جوان کے پیچھے چل رہا تھا۔ پوچھا کہاں جارہے ہو؟ اس نے جواب دیا میں اپنے باپ کے ساتھ جارہا ہوں۔ شیطان نے کہا تیرے باپ کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تجھے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ تو اس نے بھی وہی جواب دیا جو حضرت ابراہیم نے جواب دیا تھا۔ پھر حضرت ابراہیم چلتے گئے یہاں تک کہ جب وہ پہاڑ کے پاس تھے تو آپ نے اپنے بیٹے سے کہا یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ تو بیٹے نے کہا مجھے باندھ دو تا کہ میرے خون کے چھینٹے تجھ پر نہ پڑیں۔ حضرت ابراہیم چھری لینے کے لیے اٹھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے پر بیٹھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے اور ذبح کرنے کی جگہ تک تانبا بنا دیا جس میں چھری نہیں چلتی تھی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام پیچھے مڑے تو وہ ایک مینڈھے کے پاس تھے۔ حضرت ابراہیم نے اسے کہا اے بیٹے! اٹھو اللہ تعالیٰ نے تیرا فدیہ دیا ہے۔ تو حضرت ابراہیم نے وہ مینڈھا ذبح کیا اور اپنے بیٹے کو چھوڑ دیا۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹے! اللہ تعالیٰ نے آج تجھے صبر عطا کیا ہے جو چاہو سوال کرو۔ تجھے عطا کیا جائے گا۔ تو بیٹے نے یہ دعا کی میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اسے جو بھی بندۂ مومن ملے جو اس بات لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ کی گواہی دیتا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دے اور جنت میں داخل کر دے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے مراد سفید مینڈھا، بڑی آنکھوں والا اور سینگوں والا تھا جسے ثبیرہ پہاڑ کے دامن میں سمرہ کے درخت سے باندھا گیا تھا۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 102، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ سے مراد مینڈھا ہے جو جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مینڈھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کے لیے بطور فدیہ دیا گیا وہ جمرہ وسطیٰ کی بائیں جانب سے ان خیموں کی جگہ سے اترا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ چٹان جو منٹی میں ثبیرہ پہاڑ کے دامن میں ہے۔ اس چٹان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ جانور ذبح کیا جو ان کے بیٹے حضرت اسحاق کے فدیہ کے طور پر آیا تھا۔ وہ ثبیرہ پہاڑ سے اترا تھا۔ وہ موٹی آنکھوں اور سینگوں والا مینڈھا تھا۔ وہ ممیار ہا تھا۔ یہی وہ مینڈھا تھا جسے حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے قربانی دیا تھا تو ان سے قبول ہوا۔ وہ جنت میں تھا یہاں تک کہ حضرت اسحاق کے لیے فدیہ دیا گیا۔(2)

امام سعید بن منصور، امام احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں بنوسلیم کی ایک عورت سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان بن طلحہ کی طرف پیغام بھیجا تو میں نے حضرت عثمان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے کس مقصد کے لیے بلایا تھا؟ کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میں بیت اللہ میں داخل ہوا تو میں نے مینڈھے کے دو سینگھ دیکھے تھے۔ میں بھول گیا کہ تجھے حکم دوں کہ ان پر پردہ ڈال دے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈھانپ دیا کیونکہ بیت اللہ شریف میں کوئی ایسی چیز نہیں ہونی چاہیے جو نمازیوں کے لیے خلل کا باعث ہو۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں دو مینڈھے سرمگیں رنگ والے، سینگوں والے اور بڑی آنکھوں والے فدیہ دیے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ کا معنی قبول کیا گیا مینڈھا کیا ہے۔(4)

امام بغوی رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں قریش کے ایک آدمی کے ساتھ قربان گاہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ قریش نے مجھے بتایا کہ مجھے میرے باپ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو مینڈھا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اترا تھا وہ اس جگہ اترا تھا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت سے مینڈھا آیا تھا وہ جنت میں اس سے قبل چالیس سال تک چرتا رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو بھیجا تو انہوں نے مینڈھے کا پیچھا کیا تو اسے جمرہ اولیٰ کی طرف نکال دیا۔ پھر اسے سات کنکریاں ماریں تو وہاں سے وہ مینڈھا پیچھے ہٹ گیا۔ پھر وہ درمیانی جمرہ کے پاس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 04-102، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 609 (4048)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 68، دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 04-103

آیا، اسے وہاں سے نکالا۔ پھر اسے سات کنکریاں ماریں۔ پھر ان کنکریوں نے جمرہ کبریٰ سے پیچھے موڑا۔ اسے وہاں سے نکالا۔ پھر اسے پکڑ لیا پھر اسے منیٰ میں منحر کے پاس لے آیا اور ذبح کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم کے مینڈھے کا نام جریر تھا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا میں نے نذر مانی ہے کہ میں اپنے آپ کو قربان کروں گا حضرت ابن عباس نے فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب:21) پھر یہ آیت تلاوت کی وَ فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ۔ حضرت ابن عباس نے انہیں مینڈھے کا حکم دیا اور اس نے وہ ذبح کیا۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو وہ ایک مینڈھا ذبح کرے پھر یہ آیت تلاوت کی۔(3)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق کا فدیہ دیا تو جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس آئے، کہا اے اسحاق! اولین و آخرین میں سے کسی نے ایسا صبر نہیں کیا جو اس بات کی گواہی دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اسے بخش دے (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا) میرا بھائی اسحاق دعا میں مجھ سے سبقت لے گیا ہے۔(4)

وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَ بٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَ عَلٰۤى اِسْحٰقَ ؕ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ وَ لَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ نَجَّيْنٰهُمَا وَ قَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَ نَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَ اٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ هَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

"اور ہم نے بشارت دی آپ کو اسحاق کی (کہ) وہ نبی ہوگا (زمرۂ) صالحین میں سے۔ اور ہم نے برکتیں نازل کیں اس پر اور اسحاق پر۔ اور ان کی نسل میں کوئی نیک ہوگا اور کوئی اپنی جان پر کھلا ظلم کرنے والا ہوگا۔ ہم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 103، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 341 (6972)، دارالفکر بیروت
3۔ ایضاً، (6973)
4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 424 (5302)، دارصادر بیروت

احسان فرمایا موسیٰ وہارون (علیہما السلام) پر۔ اور ہم نے بچالیا ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم واندوہ سے۔ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی پس ہو گئے وہی غلبہ پانے والے۔ اور ہم نے بخشی ان دونوں کو ایسی کتاب جو نہایت واضح ہے۔ اور ہم نے ہدایت دی انہیں سیدھے راستہ کی۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔ ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ بیشک وہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے ہیں''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبح کے عوض فدیہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی ہونے کی بشارت دی۔ جب حضرت اسحاق کی ولادت ہوئی تو اس وقت انہیں نبوت کی بشارت نہ ہوئی تھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ یعنی انہیں نبوت کی بشارت دی گئی۔ حضرت ابراہیم کو دو دفعہ ان کی نبوت کی بشارت دی۔ جب حضرت اسحاق کی ولادت ہوئی اور جب انہیں نبوت کا فریضہ سونپا گیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن مسیّب رحمہ اللہ سے کہا کہ وَ فَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ سے مراد حضرت اسحاق ہیں؟ فرمایا اللہ کی پناہ بلکہ وہ تو حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم کے صبر کی وجہ سے آپ کو حضرت اسحاق عطا کیے گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس کے بعد انہیں نبوت کی بشارت دی گئی۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا جبکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا تھا۔ مُحْسِنٌ سے مراد مومن اور ظَالِمٌ سے مراد کافر ہے۔ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ یعنی قوم فرعون کے عذاب سے الْكِتٰبَ سے مراد تورات ہے الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے مراد اسلام ہے وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِمَا فِی الْاٰخِرِیْنَ اللہ تعالیٰ نے بعد میں آنے والے لوگوں میں ان کے لیے اچھی تعریف کو باقی رکھا۔(3)

وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾
اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ
اٰبَآىٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ
الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 607 (4044)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 08-105

كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳۲﴾

"اور بیشک الیاس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے ہیں۔ (یاد کرو) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ کیا تم عبادت کرتے ہو بعل کی اور چھوڑے ہوئے ہو احسن الخالقین کو۔ (یعنی) اللہ کو جو تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی پروردگار ہے۔ پھر انہوں نے آپ کو جھٹلایا، پس یقیناً انہیں (پکڑ کر) حاضر کیا جائے گا۔ بجز اللہ کے بندوں کے جو مخلص ہیں۔ اور ہم نے چھوڑا ان کے ذکر خیر کو پیچھے آنے والوں میں۔ سلام ہو الیاس پر۔ ہم اسی طرح جزا دیتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے ہیں۔"

ابن عساکر نے جو یبر کے واسطہ سے ضحاک سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے وَ اِنَّ اِلۡیَاسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ کہا اس کا نام بعلبک اس لیے پڑا کیونکہ وہ بعل کی عبادت کرتے تھے ان کی جگہ بدء تھی تو اس کا نام بعلبک پڑ گیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَ اِنَّ اِلۡیَاسَ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو بعلبک کی طرف مبعوث کیا۔ وہ قوم بتوں کی عبادت کرتی تھی۔ بنو اسرائیل کے بادشاہ لوگوں پر بٹے ہوئے تھے۔ ہر بادشاہ ایک علاقہ پر حاکم تھا جس کی آمدن وہ کھاتا تھا۔ وہ بادشاہ جو حضرت الیاس کے ساتھ تھا۔ وہ حضرت الیاس کی خدمت کرتا اور آپ کی رائے کی پیروی کرتا۔ وہ اپنے ساتھی بادشاہوں میں سے ہدایت پر تھا یہاں تک کہ بت پرستوں میں سے کچھ لوگ ان تک پہنچے۔ تو انہوں نے اس بادشاہ سے کہا یہ تمہیں گمراہی اور باطل کی طرف بلاتا ہے۔ وہ اسے کہنے لگے انہیں بتوں کی عبادت کرو جن کی دوسرے بادشاہ عبادت کرتے ہیں۔ وہ اسی حالت پر ہیں جس پر ہم ہیں۔ وہ کھاتے اور پیتے ہیں۔ وہ اپنے اپنے ملکوں میں مقبول بھی ہیں۔ ان کے رب کی جانب سے ان کی دنیاوی آسائش میں کوئی کمی نہیں۔ جس کے بارے میں تیرا گمان کہ وہ باطل ہے اور ہمیں ان پر کوئی فضیلت نہیں۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ کہا۔ اس کے سر اور جسم کے بال کھڑے ہو گئے۔ حضرت الیاس اس کی طرف گئے۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا جس نے اس بادشاہ کے لیے اس معاملہ کو مزین کیا، وہ اس کی بیوی تھی۔ پہلے وہ ایک جابر بادشاہ کے عقد میں تھی۔ وہ کنعانی خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ طویل قد، جسیم اور حسین تھا۔ اس کا خاوند مر گیا۔ اس عورت نے سونے کا ایک بت اپنے خاوند کی شکل کا بنایا۔ اس کی یاقوت کی دو آنکھیں بنائیں اور موتیوں اور جواہر کا تاج پہنایا۔ پھر اسے تخت پر بٹھایا۔ وہ اس کے پاس جاتی۔ اسے دھونی دیتی، اسے خوشبو لگاتی اور اس کے سامنے سجدہ کرتی۔ پھر اس کے پاس سے باہر آ جاتی۔ اس کے بعد اس نے اس بادشاہ سے شادی کی جو حضرت الیاس کے ساتھ تھا۔ وہ عورت فاجر تھی۔ اس نے اپنے خاوند پر غلبہ پالیا اور بعل کے بت کو اس کمرہ میں رکھ لیا۔ اس نے ستر خدمت گار رکھے۔ جنہوں نے بعل کے بت کی عبادت کی۔ حضرت الیاس نے انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت کی۔ اس دعوت نے ان کی سرکشی میں اضافہ کر دیا۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 9، صفحہ 208، دار الفکر بیروت

حضرت الیاس علیہ السلام نے عرض کی اے اللہ! بنو اسرائیل نے ہر چیز سے انکار کیا مگر سوائے کفر کے اور غیروں کی عبادت کے تیری جو نعمتیں ان پر ہیں ان میں تبدیلی کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس کی طرف وحی کی کہ میں نے ان کے رزق تیرے ہاتھ میں دے دیے ہیں۔ عرض کی اے اللہ! ان سے تین سال تک بارش کو روک لے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو روک لیا۔

حضرت الیاس نے بادشاہ کی طرف اپنا ساتھی یسع بھیجا اور اس نے کہا جا کر بادشاہ سے کہہ دو کہ بیشک حضرت الیاس تمہیں کہتے ہیں تو نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑ کر بعل کی عبادت کو پسند کیا ہے اور اپنی بیوی کی خواہش کی اتباع کی، اب عذاب و بلا کے لیے تیار ہو جاؤ حضرت یسع نے آپ کا پیغام بادشاہ کو پہنچایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یسع کو بادشاہ کے شر سے محفوظ رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے بارش کو روک لیا یہاں تک کہ چوپائے اور جانور ہلاک ہونے لگے اور لوگوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔

حضرت الیاس علیہ السلام پہاڑ کی چوٹی کی طرف نکلے۔ اللہ تعالیٰ ان کے رزق کا اہتمام فرماتا، ان کے پینے کے لیے اور وضو کرنے کے لیے ایک چشمہ جاری کر دیا یہاں تک کہ لوگوں کو سخت مصیبت نے آلیا۔ بادشاہ نے بت کے ستر خدام کی طرف پیغام بھیجا انہیں کہا کہ بعل سے سوال کرو کہ وہ ہمیں اس مصیبت سے نکالے۔ انہوں نے اپنے بت نکالے ان کے لیے قربانیاں کیں، ان پر جھک گئے وہ دعائیں کرنے لگے یہاں تک کہ ان پر ایک طویل وقت گزر گیا۔ بادشاہ نے انہیں کہا کہ حضرت الیاس کا معبود تو ان سے جلد بات سن لیتا تھا۔ لوگوں نے حضرت الیاس کی تلاش شروع کر دی۔ حضرت الیاس تشریف لائے۔ فرمایا کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم سے مصیبت کو دور کیا جائے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ فرمایا ان بتوں کو باہر پھینک دو۔ حضرت الیاس نے اپنے رب سے دعا کی ان کی مصیبت کو دور فرما دے۔ ایک ڈھال کے برابر بادل بلند ہوا جب کہ وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش کو نازل فرمایا، ان کی مدد فرمائی تو ان لوگوں نے توبہ کی اور وہ واپس آگئے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اِلْیَاسَ سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ الیاس سے مراد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ (3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آج چار انبیاء زندہ ہیں، دو دنیا میں: حضرت الیاس اور حضرت خضر اور دو آسمانوں میں ہیں: حضرت عیسیٰ اور حضرت ادریس۔ (4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ایرانیوں میں سے ہیں اور حضرت الیاس علیہ السلام بنو اسرائیل میں سے ہیں۔ وہ ہر سال موسم حج کے موقعہ پر باہم ملتے ہیں۔ (5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے رب

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 19، صفحہ 10-208، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 207

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 9، صفحہ 207 5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 208

سے دعا کی کہ وہ اسے اپنی قوم سے آرام دے۔ان سے کہا گیا ایسے دن کا انتظار کرو تو ایک چیز گھوڑے کی صورت میں آئے گی۔ جب تو وہ جانور دیکھے جس کا رنگ آگ کے رنگ جیسا ہو تو اس پر سوار ہو جانا۔ حضرت الیاس اس دن کا انتظار کرنے لگے۔تو اچانک وہ چیز گھوڑے کی صورت میں آئی۔اس کا رنگ آگ کے رنگ جیسا تھا یہاں تک کہ وہ آپ کے سامنے آکر ٹھہر گئی۔آپ اس پر اچھل کر سوار ہو گئے۔وہ آپ کو لے کر چل پڑی۔یہ آپ کا آخری وقت تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو داڑھی عطا کی،نور کا لباس پہنایا کھانے اور پینے کی لذت ختم کر دی اور فرشتوں میں چلے گئے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الیاس کو بے آب و گیاہ جنگلوں اور حضرت خضر علیہ السلام کو پہاڑوں کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ان دونوں کو دنیا میں پہلے نفخہ تک زندگی عطا کی گئی ہے۔یہ دونوں حج کے موقعہ پر جمع ہوتے ہیں۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت الیاس پہاڑوں اور بیابانوں میں رہتے ہیں۔وہ تنہائی میں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں،ان کا سر بھاری،پیٹ چپکا ہوا،پتلی پنڈلیاں،سینے میں سرخ بالوں کا گچھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں شام کے علاقہ کی طرف بھیج دیا۔آسمان کی طرف نہیں اٹھایا،اسی کا نام اللہ تعالیٰ نے ذوالنون رکھا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت خضر ہی حضرت الیاس ہیں۔

امام حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''دلائل'' میں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ہم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔تو وادی میں ایک آدمی تھا جو یوں دعا کر رہا تھا اے اللہ! مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت مغفورہ میں سے بنا دے جس کو بدلہ دیا جائے گا۔میں نے وادی پر اوپر سے جھانکا۔کیا دیکھتا ہوں کہ اس آدمی کی لمبائی تین سو یا اس سے زیادہ ہاتھ ہے۔ اس نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے کہا میں اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم ہوں۔اس نے پوچھا وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا وہ تو آپ کی گفتگو سن رہے ہیں۔تو اس نے کہا ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور انہیں میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ آپ کا بھائی الیاس آپ کو سلام کہتا ہے۔میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب واقعہ بتا دیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ ان سے معانقہ کیا۔دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں ہر سال صرف ایک دن کھانا کھاتا ہوں۔آج میرا افطار کا دن ہے۔آپ اور میں کھانا کھائیں۔دونوں پر آسمان سے دستر خوان اترا جس میں روٹی،مچھلی اور جوائن تھی۔دونوں نے کھانا کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔دونوں نے عصر کی نماز پڑھی۔پھر مجھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الوداع کہا۔پھر میں نے انہیں دیکھا کہ وہ آسمان کی طرف بادل کی رفتار سے چلے گئے۔(4)

1۔تاریخ ابن عساکر،جلد 9،صفحہ 210،دارالفکر بیروت 2۔ایضاً

3۔مستدرک حاکم،کتاب التواریخ،جلد 2،صفحہ 637(4119)،دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔دلائل النبوۃ از بیہقی،جلد 5،صفحہ 421،دارالکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح الاسناد ہے، ذہبی نے کہا بلکہ وہ موضوع ہے جس نے اسے وضع کیا ہے، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے کہا میں یہ گمان نہیں کرتا تھا اور نہ اسے جائز سمجھتا ہوں کہ جہالت حاکم تک بھی پہنچ سکتی ہے کہ وہ اسے صحیح قرار دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَعْلًا کا معنی بت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعل سے مراد مالک ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور حضرت ابراہیم حربی رحمہ اللہ نے ''غریب الحدیث'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو ایک گائے ہانک کرلے جا رہا تھا۔ پوچھا اس کا مالک کون ہے؟ اس نے اسے بلایا، پوچھا تو کن میں سے ہے؟ بتایا اہل یمن سے ہوں۔ کہا یہ بھی ایک لغت ہے یعنی بعل کا معنی مالک ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حمیر کے ایک آدمی کی اونٹنی خریدنا چاہی۔ پوچھا تو اس کا صاحب (مالک) ہے۔ اس نے جواب دیا انا بعلها یعنی میں اس کا مالک ہوں۔ پوچھا تو کس قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جواب دیا حمیر سے۔ حضرت ابن عباس نے کہا اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کا معنی ہے کیا تو مالک کو بلاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یہ کہتے ہوئے گزرا من یعرف البقرة؟ ایک آدمی نے کہا انا بعلها میں اس کا مالک ہوں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا تو گمان کرتا ہے کہ تو اس کا خاوند ہے؟ اس آدمی نے کہا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخٰلِقِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بعل کی عبادت کرتے ہو جبکہ میں تمہارا رب ہوں۔ حضرت ابن عباس نے اس سے فرمایا تو نے سچی بات کی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعل کا معنی مالک ہے۔ یہ ازد شنوأة کی لغت میں ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعل سے مراد ان کا بت ہے جس کی وہ بعلبک میں عبادت کرتے تھے۔ یہ دمشق سے آگے ہے۔ وہاں ایک بعل بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یمنی زبان میں بعل سے مراد مالک ہے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کو کہتا ہے اس کپڑے کا مالک کون ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کے بارے میں سوال کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم خاموش ہو گئے۔ اس نے پھر سوال کیا۔ آپ پھر خاموش ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ گمشدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے۔ تو دوسرے کو سنا کہ وہ کہہ رہا تھا انا بعلها (میں اس کا مالک ہوں)۔ حضرت ابن عباس نے کہا سائل کہاں ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 100 (2546)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سنو جو سائل کہتا ہے انا بعلھا یعنی میں اس کا مالک ہوں۔ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کہا تم اپنے مالک کی عبادت کرتے ہو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِلْ یَاسِیْنَ سے مراد حضرت الیاس ہی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پڑھا سَلٰمٌ عَلٰۤى اِدْرَاسِیْنَ کہا یہ الیاس کے اسی طرح مثل ہے جیسے عیسیٰ، مسیح، محمد، احمد اور اسرائیل، یعقوب۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ کے بارے میں کہا ہم آل محمد ہیں یعنی آل یسین ہیں۔(1)

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْهِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ بِالَّیْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

”اور بیشک لوط بھی پیغمبروں میں ہیں۔(یاد کرو) جب بچا لیا ہم نے انہیں اور ان کے سارے اہل خانہ کو۔ بجز ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی۔ پھر ہم نے برباد کر دیا دوسرے لوگوں کو۔ اور تم گزرتے رہتے ہو ان (اجڑے دیاروں) پر صبح کے وقت اور رات کے وقت۔ کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے۔“

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ سے مراد ہے ان کی بیوی پیچھے رہ گئی تو اسے پتھر بنا دیا گیا اس کا نام ہیشفع تھا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْغٰبِرِیْنَ سے مراد ہے ہلاک ہونے والے۔ تم ان کے پاس سے اپنے سفروں میں گزرتے رہتے ہو۔(3)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم صبح و شام ان کے پاس سے گزرتے ہو، جو آدمی مدینہ سے شام کی طرف جاتا ہے تو وہ سدوم کے پاس سے گزرتا ہے جو حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہی قول نقل کیا ہے کہ تم حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی بستی کے پاس سے گزرتے ہو۔ کیا تم سوچتے نہیں کہ تمہیں بھی ایسی مصیبت پہنچ سکتی ہے جو انہیں پہنچی ہے۔(5)

وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 277 (15026)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 115، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 16 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 102 (2549)، دار احیاء التراث العربی بیروت

كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤٤﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿١٤٦﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١٤٨﴾

''اور بیشک یونس بھی (ہمارے) رسولوں میں سے ہیں۔ جب وہ بھاگ کر گئے تھے بھری ہوئی کشتی کی طرف (سوار ہونے کے لیے)۔ پھر قرعہ اندازی میں شریک ہوئے اور دھکیلے ہوؤں میں سے ہو گئے۔ پس نگل لیا انہیں حوت نے درآنحالیکہ وہ اپنے آپ کو ملامت کر رہے تھے۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے والوں سے نہ ہوتے تو پڑے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک۔ پھر ہم نے ڈال دیا انہیں کھلے میدان میں اس حال میں کہ وہ بیمار تھے۔ اور (ان کی حفاظت کے لیے) ہم نے اگا دی ان پر کدو کی بیل۔ اور ہم نے بھیجا تھا انہیں ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف۔ پس وہ (لوگ) ایمان لائے اور ہم نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں کچھ وقت تک''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد نے ''زہد'' میں عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام سے کہا گیا کہ تیری قوم پر فلاں دن عذاب آئے گا۔ جب وہ دن آیا تو حضرت یونس علیہ السلام اس بستی سے چلے گئے۔ ان کی قوم نے انہیں نہ پایا تو چھوٹے، بڑے جانور اور ہر چیز کو لے کر نکل پڑے۔ پھر انہوں نے والدہ کو بچے سے، بکری کو اپنے بچے سے اونٹنی اور گائے کو اپنے بچوں سے الگ کر دیا۔ ان کی چیخ و پکار کی آواز سنی گئی۔ ان پر عذاب آ گیا یہاں تک کہ انہوں نے اسے دیکھا۔ پھر وہ عذاب ان سے دور کر دیا گیا۔ جب عذاب انہیں نہ پہنچا حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر چل دیے۔ سمندر میں لوگوں کے ساتھ ایک کشتی میں سوار ہوئے یہاں تک کہ وہ سمندر میں اس جگہ تھے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو کشتی رک گئی۔ وہ آگے نہیں چلتی تھی۔ کشتی کے مالک نے کہا ہمیں چلنے سے کوئی چیز نہیں روکتی مگر تم میں کوئی منحوس آدمی ہے۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تا کہ وہ ایک آدمی کو سمندر میں پھینک دیں۔ قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ انہوں نے کہا ہم تیرے ساتھ ایسا نہیں کریں گے۔ انہوں نے دوبارہ قرعہ نکالا تو قرعہ تیسری دفعہ بھی آپ کے نام ہی نکلا۔ تو حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی چھلانگ لگا دی۔ مچھلی نے انہیں لقمہ بنا لیا۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب مچھلی نے انہیں کھلی جگہ پھینکا تو اس وقت وہ بیمار تھے۔ تو ان پر یقطین کی ایک بیل اگ آئی۔ یقطین کدو کو کہتے ہیں۔ وہ اسی طرح ٹھہرے رہے یہاں تک کہ سانس ان کی طرف لوٹ آئی۔ درخت خشک ہو گیا حضرت یونس علیہ السلام غم کی وجہ سے شدید روئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی: کیا تو ایک درخت کے ہلاک ہونے پر روتا ہے جبکہ ایک لاکھ افراد کی ہلاکت پر نہیں روتا؟۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 03-102 (53-2550)، دارالکتب العلمیہ بیروت

حضرت یونس علیہ السلام کو بستی کی طرف مبعوث کیا، آپ ان کے پاس جو پیغام لائے تھے، اس کو انہوں نے رد کر دیا اور اس کو تسلیم کرنے سے رک گئے۔ جب انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی میں ان پر فلاں فلاں عذاب نازل کرنے والا ہوں، ان کے درمیان سے نکل جانا۔ اپنی قوم کو بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب کا وعدہ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا تاڑ میں رہنا۔ اگر وہ تمہارے درمیان سے نکل جائے تو انہوں نے تم سے جو وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کرنے والا ہے۔ جب وہ رات آئے جس کی صبح عذاب آنے کا وعدہ کیا گیا تھا تو آپ رات کو نکل گئے۔ قوم نے انہیں دیکھ لیا، وہ ڈر گئے۔ وہ بستی سے کھلی جگہ کی طرف نکلے۔ جانوروں اور ان کے بچوں کو الگ کر دیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کی، توبہ کی اور مغفرت کے طلب گار ہوئے۔ حضرت یونس علیہ السلام بستی اور ان کے رہنے والوں کی خبر کے بارے میں منتظر تھے یہاں تک کہ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا۔ حضرت یونس سے پوچھا بستی والوں کا کیا بنا؟ اس نے جواب دیا جب انہیں پتہ چلا کہ ان کا نبی ان کے درمیان سے نکل گیا ہے تو انہیں یقین ہو گیا کہ ان کے نبی نے جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا تھا اس میں وہ سچے تھے۔ وہ اپنی بستی سے کھلی جگہ کی طرف نکلے۔ پھر ہر جننے والی اور اس کے بچے کو الگ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں آہ وزاری کی اور اس کی بارگاہ میں توبہ کی۔ تو ان کی توبہ قبول ہو گئی اور عذاب ان سے مؤخر کر دیا گیا۔ اس موقع پر حضرت یونس علیہ السلام نے کہا میں کذاب کی حیثیت سے ان کی طرف نہیں لوٹوں گا اور چلے گئے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر نکلے تو کشتی کے پاس آئے، اس میں سوار ہوئے۔ کشتی چلنے سے رک گئی۔ کشتی والوں نے کہا یہ کسی گناہ کی وجہ سے ایسا ہوا ہے جو تم نے کیا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا آؤ ہم قرعہ اندازی کرتے ہیں، جس کے نام قرعہ نکلے اسے پانی میں پھینک دو۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ جب حضرت یونس نے یہ دیکھا، فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ آپ نکلے اور اپنے آپ کو پانی میں پھینک دیا۔ اسی وقت مچھلی نے اپنا سر پانی سے تین ہاتھ اوپر اٹھایا۔ وہ اپنے آپ کو گرا رہے تھے۔ تو مچھلی سامنے آگئی۔ جب اس مچھلی نے آپ کو پکڑنا چاہا تو آپ دوسری جانب ہوئے تو مچھلی پھر سامنے آگئی۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ تو اللہ کا امر ہے تو اپنے آپ کو گرا دیا۔ ابھی پانی آپ پر نہیں گزرا تھا کہ مچھلی نے آپ کو پکڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی کی نہ اس ہڈیوں کو توڑنا اور نہ ہی اس کا گوشت کھانا، یہاں تک کہ میں تجھے یہ حکم دوں۔ یہاں تک کہ اسے مٹی کے ساتھ لگا دیا۔ اس نے زمین کی تسبیح کو سنا اسی موقع پر حضرت یونس نے ندا کی۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو سمندر میں پھینکا تو مچھلی نے انہیں لقمہ بنا لیا۔ وہ انہیں لے کر نیچے بیٹھ گئی، یہاں تک کہ وہ وہاں جا پہنچی جہاں پانی پھوٹتا ہے یا اس جیسا کوئی حکم ارشاد فرمایا تو حضرت یونس نے زمین کی تسبیح کو سنا تو اسی وقت ندا کی فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ (الانبیاء) دعا

1۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 91، دار احیاء التراث العربی بیروت

عرش کے اردگرد گھومنے لگی۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم دور دراز علاقوں سے ایک کمزور آواز سنتے ہیں۔ پوچھا تم اسے جانتے ہو؟ عرض کی اے ہمارے رب! نہیں۔ فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ عرض کی وہ جس کے ہم ہمیشہ قبول عمل لاتے رہے اور قبول کی ہوئی دعائیں لاتے رہے۔ فرمایا ہاں۔ عرض کی اے ہمارے رب! کیا تو اس پر رحم نہیں کرے گا جو وہ خوشحالی میں کرتا تھا اور تو اسے مصیبت میں نجات نہیں دے گا۔ فرمایا کیوں نہیں۔ تو مچھلی کو حکم دیا تو اس نے اسے محفوظ کر دیا۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب اسے پھینکا تو اسے کدو کی بیل کی جڑ کے پاس پھینکا۔ وہ اس وقت بچے کی حالت میں تھے۔ وہ اس بیل کے سائے سے سایہ حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنگلی جانوروں سے دودھ پلانے کا انتظام کر دیا۔ جانور صبح و شام اس کے پاس آتے۔ وہ اپنی ٹانگوں کو ڈھیلا کر دیتیں تو حضرت یونس علیہ السلام اس کا دودھ پیتے یہاں تک کہ ان کا گوشت اگ آیا۔(2)

امام ابن اسحاق، بزار اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں محبوس رکھنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو وحی کی کہ اسے پکڑے، نہ اس کا گوشت نوچے اور نہ ہی اس کی ہڈیاں توڑے۔ مچھلی نے آپ کو پکڑ لیا۔ پھر سمندر میں اپنے مسکن میں بیٹھ گئی۔ جب مچھلی انہیں سمندر کی پست ترین جگہ تک لے گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے حس سی سنی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ دل میں کہا یہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی جبکہ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے یہ زمین کے جانوروں کی تسبیح ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے تسبیح بیان کی جبکہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! زمین کے دور دراز حصہ سے ہم کمزور سی آواز سنتے ہیں۔ فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ اس نے میری نافرمانی کی تھی تو میں نے اسے مچھلی کے پیٹ میں محبوس کر دیا ہے۔ فرشتوں نے عرض کی وہ صالح بندہ جس کے نیک اعمال ہر روز تیری بارگاہ میں پیش کیے جاتے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کی سفارش کی، اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا تو مچھلی نے انہیں ساحل پر پھینک دیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **وَهُوَ سَقِيْمٌ**۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں، امام احمد نے "زہد" میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم سے عذاب کا وعدہ کیا اور انہیں بتایا کہ تین دنوں میں انہیں عذاب آئے گا۔ انہوں نے ماں اور بچہ میں جدائی کر دی۔ پھر وہ نکلے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں گڑگڑائے۔ اللہ تعالیٰ سے بخشش کے خواستگار ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو روک لیا۔ حضرت یونس علیہ السلام عذاب کا انتظار کرتے رہے اور کچھ بھی نہ دیکھا۔ ان کا قانون تھا جو جھوٹ بولے اور اس کے گواہ نہ ہوں تو اسے قتل کر دیا جائے۔ آپ ناراض ہو کر چل دیے یہاں تک کہ کشتی میں ایک جماعت تک پہنچے۔ انہوں نے آپ کو کشتی میں سوار کر لیا اور انہیں پہچان بھی لیا۔ جب آپ کشتی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 105 (2558)، دارالکتب العلمیہ بیروت　　2۔ ایضاً (2558)
3۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 96، داراحیاء التراث العربی بیروت

میں سوار ہوئے تو کشتی رک گئی جبکہ دائیں بائیں کشتیاں چل رہی تھیں۔ پوچھا تمہاری کشتی کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا میں جانتا ہوں کہ اس کشتی میں ایک غلام ہے جو اپنے مالک سے بھاگا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ کشتی اس وقت تک نہیں چلے گی جب تک تم اسے پانی میں نہیں پھینکو گے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے انہیں فرمایا قرعہ اندازی کرو جس آدمی کے نام قرعہ نکلے اسے سمندر میں پھینک دو۔ انہوں نے قرعہ نکالا۔ تین دفعہ قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ آپ کو سمندر میں پھینک دیا گیا جبکہ ایک مچھلی کی ذمہ داری لگا دی گئی جب آپ کو پھینکا گیا تو مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور اسے زمین میں اپنی قرار گاہ تک لے گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے سنگریزوں کی تسبیح سنی تو انہوں نے تاریکیوں میں یوں ندا کی لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ٭ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ (الانبیاء) یہاں تاریکیوں سے مراد مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، سمندر کی تاریکی اور رات کی تاریکی تو مچھلی نے آپ کو ایسی جگہ پھینک دیا جہاں کوئی گھاس یا سبزہ نہیں تھا ایسے پرندے کی مانند جس پر کوئی پر نہ ہو اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی ایک بیل پیدا کر دی۔ آپ اس بیل سے سایہ حاصل کرتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے۔ وہ بیل خشک ہوگئی۔ جب بیل خشک ہوگئی تو آپ رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تو درخت کے خشک ہونے پر روتا ہے جبکہ ایک لاکھ یا زائد آدمیوں کی ہلاکت پر نہیں روتا جن کے ہلاک ہونے کا تو نے ارادہ کیا؟ آپ باہر نکلے تو آپ ایک نوجوان کے پاس تھے جو ریوڑ چرا رہا تھا۔ حضرت یونس نے پوچھا اے نوجوان! تو کس قوم سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں حضرت یونس کی قوم سے تعلق رکھتا ہوں۔ حضرت یونس نے فرمایا جب تو ان کے پاس جائے انہیں سلام کہو اور انہیں بتانا کہ تو حضرت یونس علیہ السلام سے ملا تھا۔ اس نوجوان نے کہا اگر تو یونس ہے تو تو ضرور اس بات کو جانتا ہوگا کہ جو آدمی جھوٹ بولے اور اس کے گواہ نہ ہوں تو اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔ تو میرے حق میں کون گواہی دے گا؟ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا تیرے حق میں یہ درخت اور یہ جگہ گواہی دے گی۔ اس نوجوان نے حضرت یونس علیہ السلام سے عرض کی ان دونوں کو حکم دو۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان دونوں کو فرمایا جب یہ نوجوان تمہارے پاس آئے تو تم اس کے حق میں گواہی دینا۔ دونوں نے کہا ٹھیک ہے۔ نوجوان اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ آیا۔ اس کے بھائی تھے اور بڑی قوت تھی۔ وہ بادشاہ کے پاس آیا اور کہا میں حضرت یونس علیہ السلام سے ملا ہوں۔ وہ تمہیں سلام فرماتے تھے۔ بادشاہ نے اس نوجوان کو قتل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس نوجوان نے کہا اس کے پاس گواہ موجود ہیں۔ بادشاہ نے آدمی نوجوان کے ساتھ بھیجے۔ وہ اسی درخت اور جگہ تک پہنچے۔ نوجوان نے ان دونوں سے کہا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیتا ہوں، کیا حضرت یونس نے تم دونوں کو گواہ بنایا تھا؟ دونوں نے کہا ہاں قوم گھبرائی ہوئی واپس آئی۔ وہ کہتے تھے درخت اور زمین تیرے حق میں گواہی دیتے ہیں۔ وہ لوگ بادشاہ کے پاس آئے اور جو منظر دیکھا تھا اسے بیان کیا۔ بادشاہ نے نوجوان کا ہاتھ پکڑا، اپنی جگہ بٹھایا اور کہا تو میری بنسبت اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔ اس نوجوان نے چالیس سال تک ان پر حکومت کی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس بن متی صالح آدمی تھے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فیما فضل بہ یونس بن متی، جلد 6، صفحہ 338 (31866)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

آپ جسمانی طور پر کمزور تھے۔ جب ان پر نبوت کی ذمہ داریاں ڈالی گئیں، اس کی ایسی ذمہ داریاں ہوتی ہیں جنہیں تھوڑے افراد ہی اٹھاتے ہیں تو وہ ان ذمہ داریوں کے نیچے یوں بچھتے چلے گئے جیسے وہ اونٹ بوجھ کے نیچے بچھتا چلا جاتا ہے جس کے ابھی چار دودھ کے دانت گرے ہوں۔ تو آپ نے اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ...... وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ (القلم:48)(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے الْمُدْحَضِيْنَ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے نام قرعہ نکلا کہا ان کے نام قرعہ نکلا تو یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کا حصہ نکلا۔

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کشتی رک گئی لوگوں کو پتہ چل گیا کہ یہ کشتی کسی گناہ کی وجہ سے رکی ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ انہوں نے قرعہ اندازی کی تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے آپ کو پانی میں پھینک دیا۔ مچھلی نے انہیں لقمہ بنالیا۔ تو انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس میں گناہ گار تھے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنے والے نہ ہوتے آپ خوشحالی کے دور میں بہت زیادہ نماز ادا کیا کرتے تھے تو اسی وجہ سے نجات پاگئے۔ حکمت کی باتوں میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ نیک عمل کرنے والے کو اٹھاتا ہے جب وہ لغزش کرتا ہے اور جب وہ گرایا جاتا ہے تو اسے سہارا پاتا ہے لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ تو یہ اس کے لیے قیامت تک قبر ہوتی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ طاؤس اور انہیں جیسے زمانہ کے لوگ بیٹھے اور انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کا کونسا امر زیادہ تیزی سے واقع ہوا؟ بعض نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان كَلَمْحِ الْبَصَرِ (النحل:77) بعض نے کہا وہ تخت جب حضرت سلیمان کی خدمت میں لا گیا۔

حضرت ابن منبہ رحمہ اللہ نے کہا اللہ تعالیٰ کے امروں میں سے سب سے تیز یہ امر تھا کہ حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے کنارے پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مصر کے نیل دریا میں موجود مچھلی کو وحی کی۔ ابھی آپ اس کنارہ سے نیچے نہیں گرے تھے کہ اس مچھلی کے پیٹ میں پہنچ گئے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو لقمہ بنایا تھا اسے نجم کہتے ہیں۔ وہ انہیں لے کر بحر روم، پھر نیل، پھر فارس اور پھر دجلہ میں گئی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَهُوَ مُلِيْمٌ کا معنیٰ ہے کہ آپ گناہ کرنے والے تھے۔

امام ابن انباری اور طستی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَهُوَ مُلِيْمٌ کے بارے میں بتایئے فرمایا مُلِيْمٌ سے مراد خطا کار اور گناہ

1۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 20-117
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام ابن منبہ، جلد 7، صفحہ 185 (35175)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

گار ہے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے امیہ بن ابی الصلت کا شعر نہیں سنا:

بَرِیْءٌ مِّنَ الْآفَاتِ لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ وَلٰكِنَّ الْمُسِيْءَ هُوَالْمُلِيْمُ

"وہ مصائب سے پاک ہے وہ ان کا اہل نہیں، لیکن گناہ گار وخطا کار"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُلِیْمٌ سے مراد گناہ گار ہے۔(1)

امام احمد نے "زہد" میں حضرت ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ یعنی اگر عمل صالح اسے نہ چھڑاتا تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتا۔ الحکمۃ میں ہے کہ اچھا عمل کرنے والے کو بلند کر دیتا ہے۔(2)

امام احمد نے "زہد" میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ معنی ہے اگر وہ مچھلی کے پیٹ میں جانے سے پہلے نماز پڑھنے والے نہ ہوتے۔(3)

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہ حضرت یونس کی وہ نماز ہے جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں پڑھی تھی۔ اس کا ذکر حضرت قتادہ سے کیا گیا تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ وہ آسودگی کے دور میں جو نماز پڑھتے تھے۔ وہ نماز مراد ہے۔(4)

امام عبد الرزاق، فریابی، امام احمد نے "زہد" میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے اگر آپ نماز پڑھنے والے نہ ہوتے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر وہ اس سے قبل اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے ہوتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن ابی الحسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اگر پہلے اس کی عبادت اور تسبیح نہ کی ہوتی جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسے اس وقت آغوش رحمت میں لیا جس کی وجہ سے اسے مصیبت پہنچی تھی۔ چالیس دن اور رات تک مچھلی کے پیٹ میں اس پر انعام فرمایا۔ پھر اسے ماں کے پیٹ سے نکالا اور اس پر نظر رحمت فرمائی۔(6)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم! ہم اسے خوب جانتے ہیں کہ آسودگی میں آہ وزاری مصیبت کے نازل ہونے کے وقت استعداد پیدا کرتی ہے۔ جب مصیبت نازل ہوتی ہے تو آہ وزاری کرنے والا اس کا سہارا لیتا ہے۔ اگر اس نے پہلے غلطی کی ہے تو وہ گناہ اس کے ساتھ چمٹ جاتا ہے، اگرچہ گناہ کو بہت عرصہ گزر چکا ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ آسودگی کے دور میں اللہ کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں مصیبت کے وقت یاد کرے گا۔ کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام صالح آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے۔ جب مچھلی کے پیٹ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ کتاب الزہد، صفحہ 44 (عن قتادہ) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 119 4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 120

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 103 (2552)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تفسیر طبری، سورۂ انبیاء، جلد 17، صفحہ 94

گئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ فرعون سرکش بندہ تھا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھلانے والا تھا۔ جب غرق نے اسے آلیا تو فرعون نے کہا اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ (یونس) تو اسے کہا گیا آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (یونس)۔(1)

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام آسودگی کے دور میں کثرت سے نماز پڑھتے۔ جب مچھلی کے پیٹ میں گئے تو گمان کیا کہ یہ موت ہے۔ تو اپنے پاؤں کو حرکت دی۔ تو وہ حرکت کر رہیں تھی۔ تو آپ نے سجدہ کیا۔ عرض کی میں نے تیری بارگاہ میں وہاں سجدہ کیا جہاں کسی نے بھی سجدہ نہ کیا۔(2)

امام عبداللہ بن احمد نے ''زوائد زہد'' میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ مچھلی نے چاشت کے وقت اسے نگلا اور شام کے وقت اسے باہر پھینکا۔ انہوں نے اس کے پیٹ میں رات نہیں گزاری۔(3)

حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن گزارے۔(4)

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن رہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چالیس دن رہے۔(6)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں سات دن رہے۔ تو مچھلی انہیں لے کر ساتوں سمندروں میں گھومی پھر دجلہ کے کنارے انہیں پھینک دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو لقمہ بنایا تھا اسے نجم کہتے ہیں۔ وہ تین دن تک اس کے پیٹ میں رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام آسودگی کے دور میں بہت زیادہ نماز پڑھتے تھے تو وہ نجات پا گئے۔ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ تو مچھلی کا پیٹ اس کے لیے قبر بن گیا۔ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ قیامت کے دن تک عراء سے مراد دجلہ کا کنارہ ہے۔ نینویٰ دجلہ کے کنارے ہے۔ وہ اس کے پیٹ میں چالیس دن تک رہے۔ مچھلی آپ کو دجلہ میں لے کر پھرتی رہی۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 138 (34794)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 40-639 (4129)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب التواریخ، جلد 2، صفحہ 639 (4126)

4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 638 (4124)

5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 104 (2556)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فیما فضل بہ یونس بن متی، جلد 6، صفحہ 338 (31867)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 20-118، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ ہم نے اسے ساحل پر پھینکا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ ایک کشتی میں لوگوں کے ساتھ سوار ہوئے۔ کشتی ٹھہر گئی، چلتی نہیں تھی۔ آپ نے ان میں قرعہ اندازی کی اور سمندر میں چھلانگ لگا دی۔ مچھلی دم ہلاتی ہوئی آئی۔ مچھلی کو آواز دی گئی کہ ہم نے حضرت یونس علیہ السلام کو تیرا رزق نہیں بنایا۔ ہم نے تجھے اس کی جائے پناہ اور مسجد بنایا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں تھے تو وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور یہ التجاء کی اے میرے اللہ! تو نے مجھے گھروں سے نکالا، پہاڑوں کی چوٹیوں سے مجھے اتارا، شہروں میں پھرایا، سمندر میں مجھے پھینکا اور مچھلی کے پیٹ میں مجھے قید کیا۔ کیا تو میرا کوئی ایسا اچھا عمل نہیں جانتا جس کے بدلے میں تو مجھے یہاں سے آزادی دلائے۔ فرشتوں نے عرض کی ہمارے رب! معروف آواز ایک اجنبی جگہ سے آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فرمایا وہ میرا بندہ یونس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ وہ مچھلی کے پیٹ میں چالیس دنوں تک رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کھلی جگہ پر پھینک دیا جبکہ وہ بیمار تھے۔ ان پر کدو کی بیل کو اگا دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس سے سایہ حاصل کرتے، اس کے کدو کھاتے اور اس کی جڑ سے پانی پیتے۔ یہ سلسلہ جاری رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بیل کو خشک کر دیا۔ اس میں حضرت یونس علیہ السلام کے لیے جو منافع تھے وہ ختم ہو گئے۔ حضرت یونس علیہ السلام غمگین ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی تو ایک درخت پر غمگین ہو گیا جسے میں نے اگایا۔ پھر اسے خشک کر دیا تو اس وقت اپنی قوم پر غمگین نہ ہوا۔ جب انہیں عذاب آیا تو ان سے الگ ہو گیا۔ پھر ناراض ہو کر چلا گیا۔

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کو بلاتے تو وہ دعوت کو قبول کرنے سے انکار دیتے۔ جب حوت میں گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں بھلائی کی دعا کی۔ انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام پر ایک جاسوس معین کیا۔ جب انہوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو تھکا دیا تو اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں بددعا کی۔ ان کا جاسوس قوم کے پاس آیا۔ کہا جو کچھ کر سکتے ہو کر و، تم پر عذاب آیا چاہتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے تمہارے حق میں بددعا کر دی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام چلے گئے انہیں یقین ہو گیا کہ ان پر عذاب ضرور آئے گا۔ وہ سب لوگ نکلے۔ انہوں نے جانوروں کو اپنے بچوں سے الگ کر دیا۔ وہ توبہ کرتے ہوئے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا۔ حضرت یونس علیہ السلام آئے تاکہ دیکھیں کہ انہیں کس عذاب سے ہلاک کیا گیا۔ دیکھا تو زمین عذاب کے بغیر سرسبز و شاداب ہے۔ اسی وقت وہ ناراض ہو کر چلے گئے۔ ایک قوم کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے۔ کشتی آگے نہ چلتی تھی اور نہ ہی پیچھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 125

مڑتی تھی۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا یہ سب کچھ تم میں سے کسی کے گناہ کی وجہ سے ہے؟ قرعہ اندازی کرو کہ کسے ہم پانی میں پھینکیں اور اپنی راہ لیں۔ انہوں نے قرعہ اندزی کی تو قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام نکلا۔ لوگوں نے کہا ہم اللہ کے نبی کو پانی میں نہیں پھینکیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا میرے بغیر کسی اور کا ارادہ نہیں کیا گیا مجھے پھینک دو۔ مجھے سر کے بل نہ پھینکنا بلکہ مجھے پاؤں کی جانب سے بہانا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا مچھلی منہ کھولے ہوئے آئی۔ اس نے آپ کو لقمہ بنالیا۔ ایک بڑی مچھلی نے اس کا پیچھا کیا تا کہ دونوں کو لقمہ بنالے مگر وہ مچھلی اس سے آگے نکل گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں رہے یہاں تک کہ ہڈیاں نرم ہوگئیں، گوشت جلد اور بال جاتے رہے۔ وہ بیمار تھے تو اس وقت جو دعا کرنی تھی کی مچھلی نے آپ کو خالی جگہ پھینک دیا جبکہ آپ بیمار تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک کدو کی بیل اگادی۔ اس بیل میں آپ کی غذا تھی یہاں تک کہ آپ کی ہڈیاں مضبوط ہوگئیں۔ گوشت، بال اور جلد اُگ آئے۔ آپ جس طرح پہلے تھے اس طرح ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بیل پر ہوا بھیجی تو وہ بیل خشک ہوگئی۔ تو حضرت یونس علیہ السلام رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا تو ایک درخت پر روتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے تیری غذا کا اہتمام کیا تھا اور اپنی قوم کی ہلاکت پر نہیں روتا۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنی قوم کی طرف بھیجا تا کہ قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیں اور جو طرز عمل انہوں نے اپنا رکھا ہے اسے ترک کردیں۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس آئے، انہیں دعوت دی۔ قوم کے افراد نے بات ماننے سے انکار کردیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے۔ عرض کی اے میرے اللہ! میری قوم نے میری بات ماننے سے انکار کردیا ہے اور مجھے جھٹلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کے پاس واپس جاؤ۔ اگر وہ ایمان لے آئیں اور تیری تصدیق کریں تو بہتر ورنہ انہیں بتا کہ عذاب کل ان پر آجائیگا۔ حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس آئے، انہیں دعوت دی مگر انہوں نے ماننے سے انکار کردیا۔ فرمایا کل صبح تم پر عذاب آجائے گا۔ پھر ان کے پاس سے چلے گئے جب نصف رات ہوئی تو بورا لیا، اس میں اپنا کھانا رکھا پھر نکل گئے۔ جب انہوں نے عذاب دیکھا، ماؤں اور بچوں کو الگ کردیا خواہ وہ جانوروں کے تھے یا انسانوں کے۔ پھر حضرت یونس علیہ السلام آپ کی دعوت پر ایمان لاتے ہوئے اور آپ کی تصدیق کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے لگے۔

جب اللہ تعالیٰ نے اس قوم سے یہ دیکھا بعد اس کے کہ عذاب ان پر چھایا ہوا چاہتا تھا جس طرح قبر کو کپڑے سے ڈھانپا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کردیا۔ حضرت یونس علیہ السلام عذاب دیکھنے کے لیے رکے رہے۔ جب صبح ہوئی، قوم کو بستی سے نکلتے ہوئے دیکھا، انہیں کوئی عذاب نہیں پہنچا تھا تو حضرت یونس علیہ السلام نے کہا نہیں اللہ کی قسم! میں ان کے پاس نہیں آؤں گا کیونکہ وہ مجھے جھٹلا چکے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ناراض ہو کر نکلے۔ لوگوں کو دیکھا کہ کشتی میں سوار ہو رہے ہیں۔ حضرت یونس علیہ السلام بھی ان کے ساتھ سوار ہوگئے۔ جب کشتی انہیں لے کر چلی تو وہ رک گئی۔ قوم نے کہا تم میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جو سخت گناہگار ہے۔ قرعہ اندازی کرو، سب غرق نہ ہو۔ قوم نے قرعہ اندازی کی تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ لوگوں نے کہا ہم اللہ کے نبی کو پانی میں نہیں پھینکیں گے۔ تمہارے تیر خلط ملط

ہو گئے تھے۔ دوبارہ تیر اکٹھے کرو اور قرعہ اندازی کرو۔ پھر بھی حضرت یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ جب حضرت یونس علیہ السلام نے یہ دیکھا تو قوم سے فرمایا مجھے پانی میں پھینک دو۔ تم سب غرق نہ ہو لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو پانی میں پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو ذمہ داری سونپی۔ مچھلی نے انہیں نگل لیا۔ نہ وہ آپ کی ہڈی توڑتی اور نہ آپ کا گوشت کھاتی۔ مچھلی انہیں سمندر کی گہرائی میں لے گئی۔ جب آپ پر رات تاریک ہوگئی تو تین تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کی۔ مچھلی کے پیٹ کی تاریکی، رات کی تاریکی اور سمندر کی تاریکی لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ (الانبیاء) اللہ تعالیٰ نے مچھلی کی طرف وحی کی کہ اسے سمندر میں پھینک دو مچھلی پانی سے اوپر ہوئی اور آپ کو خشکی پر پھینک دیا۔ آپ پر کوئی بال، کوئی جلد اور کوئی ناخن نہ تھا۔ جب ان پر سورج طلوع ہوا تو سورج کی گرمی نے انہیں اذیت دی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تو آپ پر کدو کی بیل اگ آئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گئے تو مچھلی نے آپ کو سات سمندروں میں پھرایا۔ پھر انہیں دجلہ کے کنارے لے آئی اور دجلہ کے کنارے آپ کو پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر کدو کی بیل کو اگا دیا جو خشکی کی بیل ہے۔ اَوْ یَزِیْدُوْنَ سے مراد ستر ہزار ہیں۔ ان پر عذاب سایہ کر چکا تھا تو انہوں نے انسانوں اور چوپاؤں میں سے والدہ اور اولاد کو الگ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں آہ وزاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو دور کر دیا اور آسمان نے ان پر خون کی بارش کی۔(1)

امام عبد الرزاق، امام احمد نے "زہد" میں اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ وہ حضرت یونس علیہ السلام کو نہ تکلیف پہنچائے اور نہ ہی انہیں زخمی کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ یعنی آپ اس سے پہلے عبادت گزاروں میں سے تھے۔ حضرت یونس کی عبادت کا ذکر کیا۔ جب آپ سمندر سے باہر نکلے تو آپ سو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کدو کی بیل اگا دی۔ اس نے آپ کو سایہ کر دیا۔ وہ ایک دن میں اتنی بڑی ہوگئی کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اسے دیکھا کہ وہ آپ کو سایہ کر رہی ہے۔ اس کی سرسبزی کو دیکھا جس نے آپ کو خوش کیا۔ پھر آپ سو گئے پھر جاگے تو خشک ہو چکی تھی۔ آپ اس بیل کے خشک ہونے پر غمگین ہونے لگے۔ حضرت یونس علیہ السلام سے کہا گیا تو نے نہ اسے پیدا کیا ہے نہ اسے پانی دیا اور نہ اسے اگایا، اب پھر اس پر غمگین ہوتا ہے جبکہ میں نے ایک لاکھ یا اس سے زائد انسان پیدا کیے۔ میں نے ان پر رحم کیا تو یہ بات آپ پر شاق گزری۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن قیس رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مچھلی نے آپ کو خالی جگہ پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر کدو کی بیل پیدا کر دی۔ ہم نے کہا اے ابو ہریرہ! یہ یَقْطِیْنٍ کیا ہے؟ فرمایا کدو کا درخت۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جنگلی بکری آپ کے لیے تیار کی جو زمین کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 108 (2567)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کیڑے مکوڑے کھاتی۔ آپ پر ٹانگوں کو پھیلا دیتی اور صبح وشام آپ کو دودھ پلاتی یہاں تک کہ آپ توانا ہو گئے۔ ابن ابی الصلت نے اسلام سے قبل ان کے بارے میں ایک شعر کہا:

فَاَنْبَتَ يَقْطِينًا عَلَيْهِ بِرَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ اَلْفٰى ضَاحِيًا

''اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اس پر کدو کی بیل اگا دی، اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نہ ہوتی تو کوئی چیر نے پھاڑ نے والا درندہ پاتے''۔(1)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ يَّقْطِيْنٍ سے مراد کدو ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ يَّقْطِيْنٍ سے مراد کدو ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ یہ کدو تھا جسے تم دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت یونس علیہ السلام پر پیدا کیا جس سے وہ کھاتے تھے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ يَّقْطِيْنٍ سے مراد کدو ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ اور سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ يَّقْطِيْنٍ سے مراد کدو ہے۔(5)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے اسے مرفوع رویت نقل کیا ہے کہ دکھاؤ اگر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ ہلکے درخت کو جانتا تو وہی حضرت یونس علیہ السلام پر اگاتا۔ جب تم میں سے کوئی شوربہ بنائے تو اس میں زیادہ کدو ڈالے کیونکہ یہ دماغ اور عقل کو زیادہ کرتا ہے۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کدو کا درخت پیدا کیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اس کا کوئی پتہ نہ لیتے اور اسے پکڑتے مگر وہ آپ کو دودھ پلاتا یا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس سے جتنا عرصہ چاہا آپ نے اس سے دودھ پیا یہاں تک کہ آپ طاقتور ہو گئے۔(7)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے يَّقْطِيْنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کدو یا ایسا درخت جس کا تنا نہ ہو (8)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے: ہر وہ چیز جو اگے اور ایک سال میں ختم ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے: بطیخ کے قرع میں شامل ہونے سے کیا مانع کیونکہ يَّقْطِيْنٍ یہ اس شے کو کہتے ہیں جو زمین پر پھیلتی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر درخت جس کا تنا نہ ہو وہ يَّقْطِيْنٍ ہوتا ہے(9)۔ جو زمین پر پھیلتا جاتا ہے جیسے تربوز، خربوز اور ککڑی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 244 (4719)، دار صادر بیروت 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 123
8۔ ایضاً 9۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 121

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے یَقۡطِیۡنٍ کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ کدو ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ وہ ایسا درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یَقۡطِیۡنٍ کا نام دیا جس نے آپ کو سایہ دیا تھا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَرۡسَلۡنٰهُ کی یہ تعبیر کی ہے کہ یہ شان مچھلی کے لقمہ بنانے سے پہلے عطا ہوئی۔(2)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈالنے سے پہلے اہل نینویٰ کی طرف مبعوث کیا جو موصل کا علاقہ ہے۔(3)

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو اسی وقت نبی مبعوث کیا جب مچھلی نے اسے پھینکا تھا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی فَنَبَذۡنٰهُ بِالۡعَرَآءِ وَ هُوَ سَقِيۡمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَ اَنۡۢبَتۡنَا عَلَيۡهِ شَجَرَةً مِّنۡ يَّقۡطِيۡنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ اَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلۡفٍ۔(4)

امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ کے بارے میں پوچھا، فرمایا بیس ہزار زائد تھے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا تیس ہزار زائد تھے۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے ''کتاب العقوبات'' میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تیس ہزار سے زائد تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک لاکھ اور چالیس ہزار سے زائد تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اَوۡ يَزِيۡدُوۡنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ستر ہزار زائد تھے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت نوف رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی زیادتی ستر ہزار تھی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حِيۡنٍ سے مراد موت ہے۔(7)

فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَلِرَبِّكَ الۡبَنَاتُ وَ لَهُمُ الۡبَنُوۡنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمۡ خَلَقۡنَا الۡمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّ هُمۡ شٰهِدُوۡنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ مِّنۡ اِفۡكِهِمۡ لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَ اِنَّهُمۡ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 123 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 124 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 125 5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 124 6۔ ایضاً
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 105 (2559)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾

’’ذرا پوچھیے ان (نادانوں) سے کیا آپ کے رب کے لیے تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لیے بیٹے۔ آیا جب ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تو کیا وہ موجود تھے۔ غور سے سنو! وہ جھوٹی تہمت لگاتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بچے جنے اور وہ بلاشبہ جھوٹ بکتے ہیں۔ کیا اس نے پسند کی ہیں (اپنے لیے) بیٹیاں، بیٹوں کو چھوڑ کر۔ تمہیں کیا ہو گیا؟ تم کیسے فیصلے کر رہے ہو۔ کیا تم غور وفکر نہیں کیا کرتے۔ کیا تمہارے پاس کوئی واضح دلیل ہے۔ تو اپنی وہ دستاویز پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور ٹھہرا دیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ اور جنوں کے درمیان رشتہ۔ حالانکہ جن خود جانتے ہیں کہ انہیں (پکڑ کر) پیش کیا جائے گا۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ ان (لغویات) سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ مگر اللہ کے چنے ہوئے بندے (ایسی ہرزہ سرائی نہیں کرتے)۔‘‘

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاسْتَفْتِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے: یعنی قریش کے مشرکوں سے سوال کرو کیونکہ مشرکوں نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹیاں اور ان کے بیٹے ہیں۔ انہوں نے کہا فرشتے مؤنث ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے بیٹے بنائے اور اپنے لیے بیٹیاں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کیسے فیصلے کرتے ہو یعنی یہ فیصلہ ظلم کا فیصلہ ہے۔ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ سے مراد واضح عذر ہے۔ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ یعنی اپنا عذر پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اللہ کے دشمن یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور ابلیس دو بھائی ہیں۔ (1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ’’شعب الایمان‘‘ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کفار نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا ان کی مائیں کون ہیں؟ جواب دیا جنوں کے سرداروں کی بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ لَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ یعنی انہیں حساب کے موقع پر حاضر کیا جائے گا۔ کہا یہاں جنة سے مراد فرشتے ہیں۔ (2)

جو یبر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قریش کے تین قبیلوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ بنو سلیم، بنو خزاعہ اور بنو جہینہ۔ وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے معزز جنوں کے ساتھ سسرالی رشتہ قائم کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 28-125، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 29-128

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے معزز جنوں سے رشتہ داری بنائی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنۃ سے مراد فرشتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں جن کا نام اس لیے دیا گیا کیونکہ فرشتے تمام کے تمام جن ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ وہ جنت میں حاضر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں۔ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنوں اور انسانوں کی تعریف ہے۔(1)

فَاِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۶۳﴾

"پس تم اور جن (جھوٹے خداؤں) کی تم پوجا کرتے ہو، تم (سب مل کر) اللہ تعالیٰ کے خلاف (کسی کو) نہیں بہکا سکتے۔ مگر اسے جو تاپنے والا ہے بھڑکتی آگ کو۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ضمیر سے مراد مشرکوں کی جماعت ہے۔ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ یعنی معبودان باطلہ۔ بِفٰتِنِیْنَ نماز پڑھنے والے۔ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ مگر جن کے بارے میں میرے علم میں تھا کہ وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہم اللہ نے "السنۃ" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: نہ تم گمراہ ہوا اور نہ تم سے زیادہ گمراہ ہے مگر جس کے بارے میں یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہونے والا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِفٰتِنِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم گمراہ نہیں ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِفٰتِنِیْنَ کا معنی گمراہ ہے۔ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ مگر وہ جس کے حق میں جہنم میں داخل ہونا مقدر ہو چکا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم تیمی، عمر بن عبدالعزیز اور ضحاک رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا مگر جو جہنم میں داخل ہوگا وہ مومن کو نہ آزمائش میں ڈالیں گے اور نہ اس پر مسلط ہوں گے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 106 (2560)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت   3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 130

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے تو ابلیس کو پیدا نہ کرتا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اے ابلیس کی اولاد! تم میرے بندوں میں سے کسی کو بھی آزمائش میں ڈالنے پر قادر نہیں ہوئے مگر وہی جس نے جہنم میں داخل ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم کسی بندہ کو فتنہ میں نہیں ڈال سکتے مگر جس نے جہنم میں داخل ہونا ہے

وَ مَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

''اور فرشتے کہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اس کے لیے مقام متعین ہے۔ اور ہم پرے باندھے (مقام نیاز میں) کھڑے ہیں۔ اور بیشک ہم اس کی پاکی بیان کرنے والے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ فرشتوں نے کہا اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ فرشتوں نے کہا وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حضرت جبرائیل کا قول ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ''العظمۃ'' میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں نے کہا کہ آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں مگر وہاں ایک فرشتہ موجود ہے، سجدہ کر رہا ہے یا کھڑا ہے۔ یہ سلسلہ تا قیامت رہے گا۔

امام محمد بن نصر مروزی نے ''کتاب الصلاۃ'' میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم ابو الشیخ نے اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمان میں قدم کے برابر بھی جگہ نہیں مگر وہاں فرشتہ سجدہ کر رہا ہے یا کھڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے: وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔(3)

امام محمد بن نصر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علاء بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے ساتھیوں سے کہا آسمان چرچرایا اور چرچرانا اسے زیبا ہے۔ آسمان میں قدم رکھنے کے برابر بھی جگہ نہیں مگر اس پر ایک فرشتہ رکوع میں ہوتا ہے یا سجود میں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 132

"شعب الایمان" میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمانوں میں ایک ایسا آسمان بھی ہے جس میں بالشت بھر جگہ بھی نہیں بلکہ اس پر فرشتے کی پیشانی اور اس کے قدم ہوتے ہیں وہ کھڑا ہوتا ہے یا سجدے میں ہوتا ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آسمان چر چرایا چر چرانے کی وجہ سے اس پر ملامت نہیں کی جائے گی۔ بیشک آسمانوں میں ایک ایسا آسمان بھی ہے جس میں بالشت بھر بھی جگہ نہیں مگر اس پر فرشتے کی پیشانی اور اس کے قدم ہیں۔

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چر چرایا اور چر چرانا اس کو زیبا ہے اس میں چار انگلیوں کی مقدار جگہ بھی نہیں مگر اس میں ایک فرشتہ اپنی جبین رکھے ہوئے ہے، اللہ کو سجدہ کر رہا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ فرمایا کیا تم وہ سنتے ہو جو میں سنتا ہوں؟ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تم کیا سنتے ہو۔ فرمایا میں آسمان کی چر چراہٹ کو سنتا ہوں۔ اس کا چر چرانا ملامت کا باعث نہیں۔ اس میں قدم برابر بھی جگہ نہیں مگر اس میں ایک فرشتہ رکوع یا سجود کر رہا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد اور عورتیں اکٹھے نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت وَ مَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ نازل ہوئی تو مرد آگے ہو گئے اور عورتیں پیچھے ہو گئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ک لوگ الگ الگ نماز پڑھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صفیں بنانے کا حکم دیا۔

امام عبد الرزاق نے "مصنف" میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ صحابہ صفیں نہیں بناتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ولید بن عبد اللہ بن ابی مغیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ نماز میں صفیں نہیں بناتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے "مصنف" میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی نماز ظہر کی پڑھی حضرت جبرئیل امین آئے اور کہا وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔ جبرئیل امین کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ مرد آپ کے پیچھے کھڑے ہوئے اور مردوں کے پیچھے عورتیں کھڑی ہوئیں تو لوگوں کو آپ نے چار رکعتیں پڑھائیں۔ یہاں تک کہ جب عصر کا وقت ہوا تو جبرئیل امین کھڑے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 107 (2565)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10-9، صفحہ 138، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الصفوف، جلد 2، صفحہ 27 (2426)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوئے اور اسی طرح کیا۔ جب سورج غروب ہوا تو انہوں نے تین رکعتیں پڑھائیں، پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی لیکن تیسری رکعت میں انہیں قرأت نہ سنائی۔ جب عشاء کا وقت ہوا اور شفق غائب ہوگئی، حضرت جبرئیل امین آئے، لوگوں کو چار رکعتیں پڑھائیں، دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کی۔ جب صبح ہوئی تو جبرئیل امین آئے، دو رکعتیں پڑھائیں، دونوں میں بلند آواز سے قرأت کی اور لمبی قرأت کی۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو فرماتے صفیں درست کرلو۔ اے فلاں! آگے ہو جا اے فلاں! پیچھے ہٹ جا۔ اپنی صفوں کو درست کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں فرشتوں کی ہدایت کا ارادہ رکھتا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کرتے وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسی طرح صفیں نہیں بناؤ گے جس طرح فرشتے اپنے رب کے ہاں صفیں بناتے ہیں۔ وہ اگلی صفوں کو درست کرتے ہیں اور صف میں جم جاتے ہیں۔ (2)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں لوگوں پر تین وجہ سے فضیلت دی گئی ہے: ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں جیسی بنادی گئیں، ہمارے لیے زمین مسجد بنادی گئی۔ جب ہم پانی نہ پائیں تو اس کی مٹی ہمارے لیے پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صفوں کو درست کرو اور ان میں جم جاؤ کیونکہ میں اپنے پیچھے بھی تمہیں دیکھتا ہوں۔ حضرت انس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ ہمارا ساتھی اپنا کندھا ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم ساتھی کے قدم سے ملاتا ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ صفیں اس طرح سیدھی کر رہے تھے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔ ایک روز آپ نے ایک آدمی کا سینہ صف سے آگے نکلا ہوا دیکھا۔ ارشاد فرمایا اپنی صفوں کو درست کر دیا اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو ایک دوسرے سے مختلف کر دے گا۔ (5)

امام احمد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی صفوں کو درست کرو۔ شیطان تمہارے درمیان حذف کے بچوں کی طرح داخل نہ ہو جائے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ حذف (6) کے بچوں سے کیا مراد ہے؟ فرمایا سیاہ بکری جو یمن کے علاقے میں ہوتی ہے۔ (7)

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب ماجاء فی فرض الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 339 (1775)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 128 (430)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، کتاب المساجد، جلد 5، صفحہ 5 (522)

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی اقامۃ الصف، جلد 1، صفحہ 308 (3524)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً (3525) 6۔ چھوٹی قسم کی بھیڑ (مترجم)

7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 308 (3526)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نماز میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ، آگے پیچھے نہ ہو جاؤ، تمہارے دل بھی مختلف ہو جائیں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو درست کرو کیونکہ نماز کا حسن صفوں کا درست کرنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا ہمارے لیے سنتوں کو بیان فرمایا اور ہمیں ہماری نمازیں سکھائیں، فرمایا جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفوں کو درست کرو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو صفوں کو درست کرو خالی جگہ کو بند کرو کیونکہ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صف میں خلا کو پر کیا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے درجے کو بلند فرمائے گا اور جنت میں اس کے لیے گھر بنائے گا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو درست کرو اپنے رکوع اور سجود کو اچھا کرو۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوں کو درست کرو، تمہارے دل درست ہو جائیں گے۔ ایک جگہ جم کر رہو، تم پر رحم کیا جائے گا۔(7)

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ (المزمل:20) نازل ہوئی تو جبرئیل نے پوچھا کیا یہ تمہاری مشقت کا باعث ہے؟ فرمایا ہاں کہا وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرشتوں نے کہا ہم آسمانوں میں صفیں بناتے ہیں اور ہم نماز پڑھتے ہیں۔ یہ فرشتوں کا قول ہے۔ وہ بندوں میں اپنا مکان بیان کر رہے ہیں۔(8)

وَ اِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ وَ لَقَدْ سَبَقَتْ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی اقامۃ الصف، جلد 1، صفحہ 308(3527)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً(3528)
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 309(3529)
4۔ ایضاً، باب فی سد الفرج فی الصف، جلد 1، صفحہ 333(3819) 5۔ ایضاً(3824)، عن عروۃ بن الزبیر
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 309(3540)، عن ابی ہریرۃ 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 309(3533)
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت

كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَ إِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾ وَ تَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّ اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾

"اور وہ (بعثت نبوی سے پہلے) کہا کرتے تھے اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت ہوتی پہلے لوگوں کی طرف سے تو ہم اللہ کے مخلص بندے بن جاتے۔ پس (جب نصیحت آئی) تو اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ وہ عنقریب (اپنا انجام) جان لیں گے۔ اور ہمارا وعدہ اپنے بندوں کے ساتھ جو رسول ہیں پہلے ہو چکا ہے کہ ان کی ضرور مدد کی جائے گی۔ اور بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہوا کرتا ہے۔ پس آپ رخ (انور) پھیر لیجئے ان سے تھوڑی دیر اور ملاحظہ فرماتے رہیے ان (کے حالات) کو وہ (خود بھی) اپنا انجام دیکھ لیں گے۔ کیا وہ ہمارے عذاب (کے اترنے) کے لیے جلدی مچا رہے ہیں۔ پس جب وہ اترے گا ان کے آنگن میں تو وہ صبح بڑی خوفناک ہوگی جنہیں ڈرایا جاتا تھا۔ اور رخ انور پھیر لیجئے ان سے تھوڑی دیر کے لیے۔ اور (قدرت الٰہی کا تماشا) دیکھتے رہیے۔ وہ بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے۔"

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب اہل مکہ کے مشرکوں کے پاس پہلوں کا ذکر اور بعد والوں کا علم آیا تو انہوں نے کتاب کا انکار کر دیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات اہل مکہ کے مشرکوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی۔ جب ان کے پاس پہلوں کا ذکر اور بعد والوں کا علم آیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات ان لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ کہا انبیاء کو قتل کیا جاتا جبکہ وہ مدد کیے گئے ہوتے۔ مومنوں کو قتل کیا جاتا ہے جبکہ ان کی مدد کی جاتی ہے۔ ان کی مدد دنیا اور آخرت میں دلائل سے کی گئی۔ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی کوئی قوم قتل کی گئی جو مومنوں میں سے ہو اور حق کی طرف دعوت دیتی ہو۔ وہ امت چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم بھیج دیتا ہے جو ان سے مومنوں کا بدلہ لیتی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَتّٰى حِيْنٍ کا معنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 135، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 35-134

ہے موت تک۔ وَّاَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ وہ صاحب بصارت ہوتے جب بصارت انہیں کچھ نفع نہیں دیتی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ حین سے مراد یوم قیامت ہے۔

امام ابن جریر اور ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حین سے مراد یوم بدر ہے اور ساحت سے مراد ان کے گھر ہیں فَسَآءَ صَبَاحُ الۡمُنۡذَرِيۡنَ کتنی بری وہ صبح کرتے ہیں۔(2)

امام جو یبر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے کہا اے محمد! ہمیں وہ عذاب دکھاؤ جس سے تم ہمیں ڈراتے ہوا سے جلدی لے آؤ۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردو یہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت خیبر پر حملہ کیا جبکہ وہ کدالیں لے کر باہر نکلے تھے۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو انہوں نے کہا محمد اور لشکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اکبر خیبر برباد ہو گیا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو ان کی صبح بڑی بری ہوتی ہے۔ ہم نے بستی کے باہر گدھے پکڑے اور انہیں پکایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول گھریلو گدھوں سے تمہیں منع کرتا ہے کیونکہ یہ ناپاک ہے، شیطان کا عمل ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے وَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ حَتّٰى حِيۡنٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: انہیں کہا گیا ان سے اعراض کرو۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وَّاَبۡصِرۡهُمۡ فَسَوۡفَ يُبۡصِرُوۡنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: قیامت کے روز وہ فرمائے گا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے امر کے بارے میں کہا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور اس کی کتاب کا جو انکار کیا۔ کہا اَبۡصِرۡ اور اَبۡصِرۡهُمۡ دونوں معنی میں ایک ہیں۔

سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۸۲﴾

”پاک ہے آپ کا رب! جو عزت کا مالک ہے ان (ناسزا باتوں سے) جو وہ کیا کرتے ہیں۔ اور سلامتی ہو سب رسولوں پر۔ اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔“

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سُبۡحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جاتا ہے اور بہتان لگایا جاتا ہے تو اس وقت وہ اپنی پاکی بیان کرتا ہے عَمَّا يَصِفُوۡنَ اس سے مراد جو وہ جھوٹ بولتے ہیں (4) وَسَلٰمٌ عَلَى الۡمُرۡسَلِيۡنَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک رسول ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 37-136
3۔ صحیح بخاری، باب غزوۂ خیبر، جلد 2، صفحہ 604، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 109 (2570)

ابن مردویہ ابوعوام کے واسطہ سے قتادہ سے وہ حضرت انس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم مجھ پر سلام بھیجو تو رسولوں پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں بھی رسولوں میں سے ایک ہوں۔ ابوعوام نے کہا قتادہ جب یہ آیت سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تلاوت کرتے تو یہ حدیث ذکر کرتے۔

امام ابن سعد اور ابن مردویہ سعید کی سند سے حضرت قتادہ سے وہ حضرت انس سے وہ ابوطلحہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم رسولوں پر سلام بھیجو تو مجھ پر بھی سلام بھیجو کیونکہ میں رسولوں میں سے ہی ایک بہتر ہوں۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے اس قول سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے نماز سے فارغ ہونے کی پہچان کرتے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابویعلیٰ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب وہ ارادہ کرتے کہ نماز کا سلام پھیریں تو یہ پڑھتے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔(2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''افراد'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا تلاوت کرتے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ان آیات کی تلاوت کرتے۔

طبرانی نے زید بن ارقم سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے ہر نماز کے بعد سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تین بار پڑھا تو اس نے اجر کا پورا پیمانہ بھرا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ قیامت کے روز پورا پیمانہ بھرے تو جب وہ مجلس سے اٹھنے لگے تو یہ کہے سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ایک اور متصل سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام حمید بن زنجویہ رحمہ اللہ نے اپنی ''ترغیب'' میں حضرت اصبغ بن بناتہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جسے یہ بات اچھی لگے کہ وہ مکمل پیمانہ بھرے تو وہ آیات سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کو تین بار پڑھے۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، جلد 10، صفحہ 129 (16927)، دارالفکر بیروت

2۔ مسند ابویعلیٰ، جلد 1، صفحہ 474 (1113)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، کتاب الاذکار، جلد 10، صفحہ 129 (16926)

4۔ تفسیر بغوی، زیرآیت ہذا، جلد 4، صفحہ 585، دارالفکر بیروت

ایاتہا ۸۸ ﴿ سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ ۳۸ ﴾ رکوعاتہا ۵

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ ص مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابو طالب بیمار ہوئے تو قریش کی ایک جماعت ان کے پاس گئی جن میں ابو جہل بھی تھا کہ آپ کا بھتیجا ہمارے بتوں کو گالیاں دیتا ہے، یہ یہ کرتا ہے اور یہ یہ کہتا ہے، کاش! آپ اسے بلاتے اور اسے منع کرتے۔ ابو طالب نے آپ کو بلایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے گھر میں داخل ہوئے۔ قریش کے افراد اور ابو طالب کے درمیان ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ابو جہل کو ڈر ہوا اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طالب کے پاس بیٹھ گئے تو وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نرم پڑ جائیں گے۔ وہ جلدی سے اٹھا اور اس جگہ میں بیٹھ گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا کے قریب جگہ نہ پائی تو دروازے کے پاس ہی بیٹھ گئے۔ ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! کیا وجہ ہے کہ تیری قوم تیری شکایت کرتی ہے، وہ گمان کرتی ہے کہ آپ ان کے معبودوں کو گالیاں دیتے ہیں اور یہ یہ باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے بہت سی باتیں کیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گفتگو کی کہا اے چچا جان! میں تو ان سے صرف ایک کلمہ کا مطالبہ کرتا ہوں، وہ یہ کہہ دیں تمام عرب ان کا زیر نگین ہو جائے گا اور عجمی انہیں جزیہ دیں گے۔ وہ آپ کی گفتگو کی طرف متوجہ ہوئے۔ انہوں نے کہا ایک بات کیوں نہیں دس باتوں کا مطالبہ کرو۔ انہوں نے پوچھا وہ بات کیا ہے؟ فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ گھبرا کر اٹھے۔ کپڑے جھاڑے، وہ کہہ رہے تھے اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ تو ان کے بارے میں آیت نازل ہوئی صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ ۝ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ۝ وَ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۫ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝ (ص:1-8)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے جن میں ابو جہل بن ہشام، عاص بن وائل اور اسود بن مطلب بن عبد یغوث اور قریش کے کچھ اور بزرگ بھی تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہمیں ابو طالب کے پاس لے چلو۔ اس معاملہ میں اس سے بات کریں۔ وہ ہمارے اور اس کے درمیان انصاف کرے۔ وہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے رک جائے۔ ہم اسے اس کے معبود کو چھوڑ دیں۔ ہمیں ڈر ہے کہ یہ شیخ فوت ہو جائے تو ہمارے جانب سے کوئی واقع ہو تو عرب ہمیں عار دلائیں۔ وہ کہیں گے اسے چھوڑے رکھا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الفکر بیروت

یہاں تک کہ اس کا چچا فوت ہو گیا۔ تو انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ انہوں نے ایک آدمی ابو طالب کے پاس بھیجا جس کو مطلب کہتے جس نے حضرت علی سے ان کے لیے اجازت طلب کی، کہا یہ تیری قوم کے بزرگ اور سردار ہیں۔ وہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ ابو طالب نے جواب دیا انہیں داخل کرو۔ جب وہ اندر داخل ہو گئے تو انہوں نے کہا اے ابو طالب! تو ہمارا بڑا اور سردار ہے۔ اپنے بھتیجے کے معاملہ میں ہم سے انصاف کر۔ اسے حکم دو کہ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے رک جائے۔ ہم اسے اور اس کے معبود کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ابو طالب نے حضور ﷺ کی طرف پیغام بھیجا۔ جب رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہوئے تو ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! یہ تیری قوم کے بزرگ اور سردار ہیں۔ انہوں نے تجھ سے انصاف کا مطالبہ کیا ہے کہ تو ان کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے رک جائے۔ وہ تجھے اور تیرے معبود کو چھوڑ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے چچا جان! کیا میں انہیں اس سے بہتر امر کی دعوت نہ دوں؟ ابو طالب نے پوچھا تو انہیں کس چیز کی طرف بلاتا ہے؟ فرمایا میں انہیں ایک ایسی بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ بات اپنی زبان سے کہہ دیں تو تمام عرب ان کا مطیع ہو جائے اور اس کے ذریعے عجم کے مالک بن جائیں۔ ابو جہل نے قوم کی طرف سے کہا تیرے باپ کی قسم! وہ کیا ہے ہم ضرور وہ تمہیں دیں گے اس جیسی دس اور بھی مانیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو وہ بھاگ کھڑے ہوئے اور کہا ہم نے تو کسی اور بات کا سوال کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تم میرے پاس سورج لے آؤ یہاں تک کہ میرے ہاتھ پر رکھ دو۔ میں تم سے کسی اور کا سوال نہیں کروں گا۔ وہ غصے ہو گئے اور آپ کے پاس سے ناراض ہو کر اٹھ گئے اور کہا اللہ کی قسم! ہم تجھے اور تیرے اللہ کو بھی برا بھلا کہیں گے جو تمہیں یہ حکم دیتا ہے۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ ﴿٢﴾ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾

”ص، قسم ہے قرآن سراپا نصیحت کی (دعوت محمدی حق ہے)۔ لیکن یہ کفار تکبر اور مخالفت میں (اندھے) ہو گئے ہیں۔ بہت سی امتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ان سے پہلے۔ پس وہ فریاد کرنے لگے اور نہیں تھا یہ وقت بچ نکلنے کا“۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس سے صٓ کے بارے میں پوچھا گیا تو دونوں نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ صٓ سے مراد ہے قرآن سے ہم کلام ہو۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ پڑھتے تھے صٓ وَ الْقُرْاٰنِ یعنی صاد کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 138

دال کے نیچے کسرہ پڑھتے تھے وہ اسے مصدر مصاداۃ سے مشتق مانتے۔ کہتے معنی ہے قرآن کے ساتھ یک سو ہو جا۔ عبدالوہاب نے کہا اس کا اپنے عمل سے مقابلہ کر دیکھو، تیرا عمل قرآن کے کتنے مقابل ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ کا معنی ہے میں اللہ سچا ہوں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ یعنی قرآن ان کی مجالس میں نازل ہوا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذِی الذِّكْرِ یہ شرف والا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن انباری رحمہم اللہ نے ''مصاحف'' میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ کے متعلق یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ جواب قسم ہے فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ یعنی حمیت اور فراق میں ہیں۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے عِزَّةٍ اور شِقَاقٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ غلبہ کے حصول میں مقابلہ کرنے والے اور نافرمانیاں کرنے والے ہیں۔ وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ یہ فرار کا موقع نہیں ہے۔(5)

امام طیالسی، عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت تمیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ جھوٹ اور فرار کا موقع نہیں۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا یہ فرار کا وقت نہیں عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے اعشیٰ کو کہتے ہوئے نہیں سنا:

تَذَكَّرْتُ لَیْلٰی لَاتَ حِیْنَ تَذَكُّرٍ وَقَدْ تُبْتُ عَنْهَا وَالْمَنَاصُ بَعِیْدُ

''لیلیٰ نے یاد کیا جبکہ یہ یاد کرنے کا وقت نہیں، میں نے اس سے توبہ کر لی جبکہ فرار کا وقت بہت دور ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے ندا کی جبکہ اس وقت ندا انہیں کوئی نفع نہیں دیتی۔ پھر سابقہ شعر پڑھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کا معنی ہے یہ فرار کا موقع نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 138، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 139 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 140
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 41-140 5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 143 6۔ ایضاً

سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مدد کا وقت نہیں ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جزع فزع کا وقت نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ندا کا وقت نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے انہوں نے توحید اور عذاب کو اس وقت ندا کی۔ جب دنیا ان سے گزر چکی تھی اور انہوں نے توبہ کو ندا کی جبکہ دنیا ان سے زائل ہو چکی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ قوم نے اس وقت ندا کی جب ندا کا وقت نہیں۔ انہوں نے توبہ کا اس وقت ارادہ کیا جب انہوں نے عذاب کو دیکھ لیا۔ اس نے نہ انہیں نفع دیا اور نہ ہی ان کی توبہ قبول ہوئی۔(2)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے عکرمہ سے وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ پلٹنے کا وقت نہیں ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سریانی یہ کہنے کا رادہ کرے ولیس تو کہتا ہے ولات۔

وَ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ٘ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ
كَذَّابٌۖۚ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًاۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۝ وَ
انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَ اصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ
یُّرَادُۖۚ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِۚۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌۖۚ
ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَاؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْۚ بَلْ لَّمَّا
یَذُوْقُوْا عَذَابِ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ
الْوَهَّابِۚ۝ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا۫
فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ۝ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ۝
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِۙ۝ وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ
لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْــٴَـیْكَةِؕ اُولٰٓىٕكَ الْاَحْزَابُ۝ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ

فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾ وَ مَا يَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾

''اور وہ (اس پر) حیران تھے کہ آیا ہے ان کے پاس ایک ڈرانے والا ان میں سے، اور کفار کہنے لگے کہ یہ شخص ساحر ہے، کذاب ہے۔ کیا بنا دیا ہے اس نے بہت سے خداؤں کی جگہ ایک خدا۔ بیشک یہ بڑی عجیب وغریب بات ہے۔ اور تیزی سے چل دیئے قوم کے سردار (رسول کے پاس سے) اور (قوم سے کہا) یہاں سے نکلو اور جمے رہو اپنے بتوں پر۔ بیشک اس میں اس کا کوئی (ذاتی) مدعا ہے۔ ہم نے تو ایسی بات آخری ملت (نصرانیت) میں بھی نہیں سنی۔ یہ بالکل من گھڑت مذہب ہے۔ کیا نازل کیا گیا ہے اس پر الذکر (قران) ہمارے درمیان میں سے۔ بلکہ یہ کفار شک میں مبتلا ہیں میرے ذکر کے متعلق، بلکہ انہوں نے ابھی نہیں چکھا میرے عذاب کا مزا کیا ان کے قبضہ میں ہیں خزانے آپ کے رب کی رحمت کے جو عزت والا بے حساب عطا کرنے والا ہے۔ کیا ان کے لیے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، پس چاہیے کہ چڑھ جائیں (آسمان پر) اس کی راہوں سے۔ (درحقیقت) کفار کے لشکروں میں سے یہ ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے وہاں (بدر میں) شکست دے دی جائے گی۔ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح، عاد اور میخوں والے فرعون نے۔ اور ثمود، قوم لوط اور اصحاب ایکہ نے۔ یہی وہ گروہ ہیں (جن کا ذکر پہلے گزر چکا) ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو (ان پر) لازم ہو گیا میرا عذاب۔ اور نہیں انتظار کر رہے ہیں یہ (کفار مکہ) مگر ایک کڑک کی جس کے بعد مہلت نہیں ہوگی۔ اور (مذاقاً) کہتے ہیں اے ہمارے رب! جلدی دے دے ہمارے حصہ (کا عذاب) یوم حساب سے پہلے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مُّنْذِرٌ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ مشرک اس بات سے متعجب ہوئے کہ وہ صرف ایک خدا کی عبادت کریں اور کہا کہ ایک خدا ہماری تمام ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے غزوۂ بدر کے موقع پر کہا وہ نہیں ہیں مگر عورتیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلکہ وہی ملأ ہیں اور یہ آیت تلاوت کی وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ انْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب قریش کے اشراف ابو طالب کے پاس گئے تا کہ وہ آپ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں گفتگو کریں۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 151

ص

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْمَلَاُ سے مراد ابوجہل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عقبہ بن ابی معیط ہے۔ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیہ ہے۔ انہوں نے کہا اگر یہ قرآن حق ہوتا تو نصاریٰ اس کے بارے میں ہمیں بتاتے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیہ ہے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ سے مراد نصرانیت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ بات نہ ہم نے اس دین میں اور نہ اس زمانے میں اس بارے میں سنا۔ انہوں نے کہا یہ ایسی چیز ہے جسے یہ خود گھڑتے ہیں اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ نہیں اللہ کی قسم! ان کے پاس کچھ بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے مختص کر لیتا ہے۔ فِی الْاَسْبَابِ کا معنی ہے آسمان میں۔(4)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِی الْاَسْبَابِ سے مراد آسمان میں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَسْبَابِ بال سے باریک اور لوہے سے مضبوط ہوتا ہے۔ وہ ہر جگہ ہوتا ہے مگر اسے دیکھا نہیں جاتا۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان کے دروازے ہی اسباب ہیں۔ جُنْدٌ سے مراد قریش اور احزاب سے مراد سابقہ قومیں ہیں۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ مشرکوں کے لشکر شکست کھائیں گے۔ اس کی تاویل غزوہ بدر کے موقع پر ظاہر ہوئی۔ وَ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ اس کے کیل رسیاں اور کھیل والے ساتھی تھے جو ان پر اس کے لیے کھیلتے۔ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر عذاب واقع ہو گیا۔ وَ مَا یَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ۔ هٰۤؤُلَآءِ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ صَیْحَةً وَّاحِدَةً سے مراد قیامت ہے۔ مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ اس کے لوٹنے اور پلٹنے کی کوئی صورت نہیں۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا یعنی عذاب میں سے ہمارا حصہ۔ یَوْمِ الْحِسَابِ یعنی قیامت کے دن یہ بات ابوجہل نے کی تھی اے اللہ! محمد جو کچھ کہتے ہیں اگر وہ حق ہے فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (الانفال)(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 149، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 52-150
5۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 153
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 53-152
8۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 58-56-153

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے فَوَاقٍ کا معنی رجوع نقل کیا ہے: یعنی لوٹنا قِطَّنَا ہمارا عذاب۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَوَاقٍ کا معنی لوٹنا نقل کیا ہے۔ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ ان کے ساتھ جلد معاملہ کرے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا کے بارے میں بتایئے فرمایا قط سے مراد جزاء ہے۔ عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے اعشیٰ کا شعر نہیں سنا:

وَلَاالْمَلِکُ النُّعْمَانُ یَوْمَ لَقِیْتُهٗ بِنِعْمَةٍ یُعْطِیْنِی الْقُطُوْطَ وَیُطْلِقُ

''جس روز میں بادشاہ نعمان سے ملتا ہوں، وہ نعمت کے بدلے میں جزائیں نہیں دیتا اور نہیں چھوڑتا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہماری سزا نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہماری کتاب نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے قِطَّنَا کا معنی ہمارا حصہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا یہ نضر بن حرث بن علقمہ بن کلدہ نے کہا تھا جو بنو عبدالدار سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے یہ بات بھی کی تھی جس کا ذکر سورۂ معارج میں ہے سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ (المعارج) یعنی اس نے ایسے عذاب کے بارے میں سوال کیا جو واقع ہونے والا ہے۔ اس نے یہ بات بھی کی تھی جس کا ذکر سورۂ انفال میں ہے اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ (الانفال) عطاء نے کہا اس کے بارے میں دس آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عدی رحمہ اللہ کی سند سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جنت میں سے ہمیں جلد حصہ عطا فرما۔

اِصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۝۱۷

''(اے حبیب!) صبر کرو ان کی (نامعقول) باتوں پر اور یاد فرماؤ ہمارے بندے داؤد کو جو بڑا طاقتور تھا۔ وہ (ہماری طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کی طاعت میں بڑی قوت والے ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذَا الْاَیْدِ کا معنی عبادت میں قوت۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 58-156، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 160

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 113 (2582)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذَا الْاَیْدِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ کو عبادت میں قوت اور اسلام میں سمجھ بوجھ عطا کی گئی۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عبادت کرنے میں قوت اور ہدایت میں بصیرت۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا تو فرمایا وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کہے کہ میں حضرت داؤد علیہ السلام سے زیادہ عبادت گزار ہوں۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام رات کے وقت طویل نماز پڑھتے۔ آپ رکوع کرتے پھر سر اٹھاتے تو آسمان کی طرف دیکھتے۔ پھر کہتے اے آسمان کو آباد کرنے والے! میں نے تیری طرف سر اٹھایا ہے جس طرح غلام اپنے مالک کی طرف دیکھتے ہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے اللہ! تیرا کونسا رزق سب سے پاکیزہ ہے؟ فرمایا اے داؤد! تیرے ہاتھ کی کمائی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام منبر پر بیٹھ کر کھجور کے پتوں کی ٹوکری بناتے۔ پھر اسے بازار بیچتے پھر اس کی قیمت سے کھانا کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب رات کو اٹھتے تو کہتے اے اللہ! آنکھیں سو گئیں اور ستارے ڈوب گئے تو حی وقیوم ہے جسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حبشیوں کی زبان میں اَوَّابٌ سے مراد تسبیح کرنے والا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی لفظ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اَوَّابٌ سے مراد وہ آدمی ہے جو تنہائی میں اپنے گناہ یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَوَّابٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ گناہوں سے لوٹنے والا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ توبہ کرنے والا لوٹنے والا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 160، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 139 (7749)، مکہ مکرمہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 161

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے رب کی اطاعت کرنے والے اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَوَّابٌ سے مراد یقین کرنے والے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾

"ہم نے فرمانبردار بنادیا تھا پہاڑوں کو وہ ان کے ساتھ تسبیح پڑھتے تھے عشاء اور اشراق کے وقت۔"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تو وہ پہاڑ بھی آپ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے الاشراق۔ یعنی جب سورج چمکتا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ کے بارے میں بتایئے فرمایا جب سورج روشن ہو جائے تو نماز واجب ہو جاتی ہے پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے:

لَمْ يَنَمْ لَيْلَةَ التَّمَامِ لِكَيْ يَصِيحَ حَتّٰى اِضَاءِةِ الْاِشْرَاقِ

"وہ مکمل رات نہ سویا تاکہ، سورج کے روشن ہونے تک آواز دیتا رہے"۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ فرماتے یہ قرآن میں کہاں ہے؟ یہاں تک کہ بعد میں کہا وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ۔ یہی اشراق ہے۔ بعد میں حضرت ابن عباس نے چاشت کی نماز ادا کی۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ میں نہیں جانتا تھا کہ اس آیت کا معنی کیا ہے يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ کہا میں نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں اس آیت کے پڑھنے کا کہتا مگر میں یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کا معنی کیا ہے یہاں تک کہ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز چاشت کی نماز کی آٹھ رکعتیں پڑھیں حضرت ابن عباس نے کہا میرا گمان ہے کہ اس وقت کی نماز اللہ تعالیٰ کے اس فرمان يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ کے مطابق ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاشت کی نماز پڑھی میں وہاں سے نکلا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملا۔ میں نے کہا حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے پاس چلیں۔ ہم دونوں ان کے پاس گئے۔ میں نے کہا اپنے چچا کے بیٹے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشت کی نماز کے بارے میں مجھے بتایئے تو انہوں نے

وہ حدیث بیان کی۔ حضرت ابن عباس نے کہا اس آیت کا معنی اشراق کی نماز ہے، یہی چاشت کی نماز ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے سعید سے وہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے روز نبی کریم ﷺ میرے پاس آئے، ان پر غبار تھا۔ آپ نے مجھے بڑے پیالے (میں پانی ڈالنے کا) حکم دیا۔ میں آٹے کا اثر دیکھتی ہوں۔ میں اس میں پانی ڈالتی ہوں۔ آپ نے ایک کپڑا اڈالنے کا حکم دیا جو میرے اور ان کے درمیان ہو۔ آپ نے پردہ کیا، اٹھے اور اپنے اوپر پانی بہانے لگے۔ پھر اٹھے تو چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ مجاہد نے کہا میں نے یہ حدیث حضرت ابن عباس کے سامنے ذکر کی تو انہوں نے فرمایا یہ اشراق کی نماز ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حرث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں چاشت کی نماز کے بارے میں پوچھا جبکہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ میں نے کسی صحابی کو نہ پایا جس نے میرے لیے رسول اللہ ﷺ کی چاشت کی نماز کو ثابت کیا ہو مگر ام ہانی نے۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی چاشت کی نماز کو دیکھا کہ آپ نے یہ نماز ایک دفعہ آٹھ رکعت پڑھی۔ یہ فتح مکہ کا دن تھا اور آپ نے صرف ایک چادر زیب تن کر رکھی تھی۔ اس چادر کی دونوں جانب ایک دوسری سمت پر ڈالی ہوئی تھیں۔ میں نے آپ کو یہ نماز نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد پڑھتے ہوئے دیکھا میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عباس سے کیا حضرت ابن عباس نے فرمایا میں اس آیت کے مصداق کے بارے میں متذبذب تھا۔ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ میں کہتا تھا صلاۃ اشراق کونسی نماز ہے؟ پس یہ چاشت کی نماز ہی اشراق کی نماز ہے۔

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ حضرت عبداللہ بن حارث سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس چاشت کی نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم ان کو ام ہانی کے پاس لے گئے ہم نے حضرت ام ہانی سے کہا جو خبر آپ نے ہمیں دی ہے وہ حضرت ابن عباس کو بتاؤ۔ تو حضرت ام ہانی نے کہا رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں داخل ہوئے اور چاشت کے وقت آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی۔ حضرت ابن عباس وہاں سے نکلے۔ وہ کہہ رہے تھے میں نے قرآن حکیم مکمل پڑھا۔ مجھے یہ پتہ نہ چل سکا کہ صلاۃ اشراق کیا ہے مگر اب پتہ چلا ہے يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ۔ (1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے چاشت کی نماز کو قرآن میں تلاش کیا تو میں نے اسے بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ میں پایا۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چاشت کی نماز پر اَوَّابٌ کے علاوہ کوئی آدمی محافظت نہیں کرتا یہ اوّابین کی نماز ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 62-161، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 459 (1182)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام اصبہانی رحمہ اللہ نے ''ترغیب'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے خلیل رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی فرمایا اے انس! چاشت کی نماز پڑھو کیونکہ یہ اوّابین کی نماز ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم اور طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء والوں کے پاس تشریف لے گئے وہ چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں وہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھتے تھے۔ فرمایا اوّابین کی نماز اس وقت ہے جب فصال (اونٹ کے بچوں کے پاؤں) گرم ہو جائیں۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چاشت کی نماز پر اَوّابٌ کے علاوہ کوئی محافظت نہیں کرتا۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں ادا کیں اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے سونے کا محل بنا دیتا ہے۔(3)

ابونعیم حضرت انس سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ چاشت کی نماز پڑھو کیونکہ یہ اوّابین کی نماز ہے۔

امام حمید بن زنجویہ نے ''فضائل اعمال'' میں اور بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت حسن بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فجر کی نماز پڑھی پھر اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا پھر چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے کہ اسے جھلسائے یا اسے کھائے۔

امام حمید بن زنجویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عتبہ بن عبداللہ سلمی اور ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز جماعت والی مسجد میں پڑھی پھر اس میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ چاشت کی نماز پڑھی تو اس کے لیے حج اور عمرہ کرنے والے جیسے آدمی کا ثواب ملے گا۔ اس کا حج اور عمرہ ہو گیا۔(4)

امام ابوداؤد، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن انس جہنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نماز کی جگہ بیٹھا رہا، جب وہ نماز سے فارغ ہوا یہاں تک کہ اس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں، وہ بات کرے تو خیر کی کرے تو اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ اس کی خطائیں سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو اسے غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ جس نے چار رکعتیں پڑھیں اسے عابدین میں لکھا جائیگا۔ جس نے بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔(6)

امام حمید بن زنجویہ، بزار اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 3، صفحہ 145، دارالفکر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 173 (7785)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 337 (473)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 133 (16939)، دارالفکر بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 49، دارالفکر بیروت
6۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 494 (3419)، دارالفکر بیروت

فرمایا اگر تو نے چاشت کی دو رکعتیں پڑھیں تو تجھے غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے چار رکعتیں پڑھیں تو تو محسنین میں سے ہوگا۔ اگر تو نے چھ رکعتیں پڑھیں تو تجھے قانتین میں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے آٹھ رکعتیں پڑھیں تو تجھے فائزین میں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے دس رکعتیں پڑھیں تو اس روز تیرے حق میں کوئی گناہ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر تو نے بارہ رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ تیرے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، امام احمد اور ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے چاشت کے نفلوں پر دوام اختیار کیا تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔(2)

وَ الطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

"اور پرندوں کو، وہ بھی تسبیح کے وقت جمع ہو جاتے۔ سب ان کے فرمانبردار تھے اور ہم نے مستحکم کر دیا ان کی حکومت کو اور ہم نے بخشی انہیں دانائی اور فیصلہ کن بات کرنے کا ملکہ۔"

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَحْشُوْرَةً کا معنی ہے کہ آپ کے لیے مسخر کر دیے گئے۔ اَوَّابٌ کا معنی مطیع، الْحِكْمَةَ کا معنی سنت اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد یہ ہے کہ گواہ مدعی پر اور قسم مطلوب پر ہے۔(3)

عبد بن حمید اور حاکم نے مجاہد سے وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے دنیا کے بادشاہوں میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے ازروئے دلیل کے سب سے قوی تھے۔ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ یعنی جو بات بھی کی اسے نافذ کیا اور فیصلہ میں عدل کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دعویٰ کیا کہ فلاں نے اس کا بیٹا مار ڈالا ہے تو دوسرے نے اس کا انکار کر دیا۔ دوسرے سے گواہ طلب کیے اس کے گواہ بھی نہ تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں سے کہا دونوں چلے جاؤ تاکہ میں تمہارے معاملے میں غور وفکر کروں۔ وہ دونوں آپ کے پاس سے اٹھ گئے۔ آپ کو خواب آیا۔ آپ کو کہا گیا کہ جس نے مدد طلب کی ہے۔ اس کو قتل کر دو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا یہ خواب ہے۔ میں اس وقت تک جلدی نہیں کروں گا یہاں تک کہ میں یقین نہ کرلوں۔ دوسری رات بھی آپ کو خواب آیا۔ آپ سے کہا گیا اس آدمی کو قتل کر دو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے پھر بھی ایسا نہ کیا۔ تیسری رات پھر انہیں خواب آیا حضرت داؤد علیہ السلام کو کہا گیا اس آدمی کو قتل کر دو ورنہ اللہ کی جانب سے تجھے سزا دی جائے گی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس آدمی کو بلا بھیجا اور کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قتل کر دوں۔ عرض کی تم بغیر گواہ اور دلیل کے مجھے قتل کرتے ہو۔ فرمایا ہاں۔ اللہ کی قسم! میں تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ضرور نافذ کروں گا۔ اس آدمی نے کہا میرے بارے میں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ تجھے خبر دوں۔ اللہ کی قسم! میں اس کے بدلے میں

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 48، دار الفکر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 371، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 162,64,65

کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کروں گا لیکن میں نے اس کے والد سے دھوکہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس وجہ سے میں پکڑا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی حیثیت بنی اسرائیل میں قوی ہوگئی اور آپ کی حکومت مضبوط ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ سے یہی مراد ہے۔(1)

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ سے مراد ہے کہ ہر دن اور رات چار ہزار سپاہی آپ کی حفاظت کرتے تھے الْحِكْمَةَ سے مراد نبوت اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد علم القضاء ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ کا معنی ہے کہ انہیں سمجھ بوجھ عطا کی گئی۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْحِكْمَةَ کا معنی درست اور فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد ایمان اور گواہ ہیں۔

ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد درست فیصلہ اور اس کی سمجھ ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سے فَصْلَ الْخِطَابِ کا معنی فصل القضاء نقل کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد فیصلے کی سمجھ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شریح فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد گواہ اور ایمان ہے۔(6)

بیہقی نے ابوعبدالرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے: حضرت داؤد علیہ السلام کو فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ اس سے رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی ان سے میرے نام کی قسم لیں اور ان سے گواہ پوچھیں، فرمایا یہی فَصْلَ الْخِطَابِ ہے۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ سے مراد آدمی کا یہ کہنا ہے اما بعد۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فَصْلَ الْخِطَابِ آدمی کا یہ قول ہے: اما بعد (8)

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت داؤد علیہ السلام نے اما بعد کے الفاظ کہے۔ یہی فَصْلَ الْخِطَابِ ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے زیاد بن ابوسفیان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ فَصْلَ الْخِطَابِ جو حضرت ابوداؤد علیہ السلام کو دیا گیا وہ اما بعد ہے۔

وَ هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 162,63,64
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 164 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 165 7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 165 8۔ ایضاً

فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ وَ اهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَ عَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾

''اور کیا آئی ہے آپ کے پاس اطلاع فریقان مقدمہ کی جب انہوں نے دیوار پھاندی عبادت گاہ کی۔ اور جب اچانک داخل ہوئے داؤد پر پس آپ کچھ گھبرا گئے ان سے۔ انہوں نے کہا ڈریئے نہیں ہم تو مقدمہ کے دو فریق ہیں، زیادتی کی ہے ہم میں سے ایک نے دوسرے پر آپ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ فرمایئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور دکھایئے ہمیں سیدھا راستہ۔ (صورت نزاع یہ ہے کہ) یہ میرا بھائی ہے اور اس کی ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دے اور سختی کرتا ہے میرے ساتھ گفتگو میں۔ آپ نے فرمایا بیشک اس نے ظلم کیا ہے تم پر یہ مطالبہ کر کے کہ تیرے دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملا دے۔ اور اکثر حصہ دار زیادتی کرتے ہیں ایک دوسرے پر سوائے ان حصہ داروں کے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ اور فوراً خیال آ گیا داؤد کو کہ ہم نے اسے آزمایا ہے سو وہ معافی مانگنے لگ گئے اپنے رب سے اور گر پڑے رکوع میں اور (دل وجان سے) اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔''

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے آپ سے گفتگو کی کہ وہ اپنا بچاؤ کریں گے اگر وہ آزمائش میں مبتلا کیے گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا کہ عنقریب تجھے آزمائش میں ڈالا جائیگا اور عنقریب تجھے اس دن کا علم بھی ہو جائے گا جس میں تجھے آزمایا جائے گا اس میں پوری احتیاط کر لینا۔ آپ سے کہا گیا یہ وہ دن ہے جس میں تجھے آزمائش میں ڈالا جائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور لی، عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ عبادت گاہ کا دروازہ بند کر لیا۔ زبور کو اپنی گود میں رکھ لیا اور دروازے پر ایک منصف کو بٹھا دیا اور اسے حکم دیا۔ آج میرے پاس آنے کی کسی کو اجازت نہ دینا اسی اثناء میں کہ آپ زبور پڑھ رہے تھے کہ ایک سنہری پرندہ آیا پرندے میں جتنی خوبصورتی ہو سکتی تھی۔ وہ اس میں موجود تھی۔ اس میں ہر رنگ موجود تھا۔ وہ آپ کے سامنے سے قریب ہونے لگا۔ وہ آپ کے قریب ہو گیا اور آپ کے لیے ممکن ہو گیا کہ آپ اسے پکڑ لیں۔ آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تا کہ اسے پکڑ لیں۔ وہ اڑ گیا آپ نے اس کی طرف جھانکا تا کہ دیکھیں کہ کہاں بیٹھتا ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت ہے جو اپنے

حوض کے پاس حیض سے غسل کر رہی ہے۔ جب عورت نے آپ کا سایہ دیکھا تو اس نے اپنے سر کو حرکت دی۔ اس نے اپنے بالوں کے ساتھ اپنے پورے جسم کو ڈھانپ لیا۔ اس عورت کا خاوند اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فوج کے سپہ سالار کی طرف خط لکھا: خیال رکھو اس کو تابوت اٹھانے والوں میں شامل کردو۔ یا تو انہیں فتح ہوگی یا انہیں شہید کر دیا جائے گا۔ تو سپہ سالار نے اسے تابوت اٹھانے والوں میں شامل کر دیا تو وہ آدمی شہید ہو گیا۔

جب اس عورت کی عدت ختم ہو گئی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے دعوت نکاح دی۔ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ نکاح کرنے پر شرط لگائی۔ اگر میں بچہ جنوں تو حضرت داؤد علیہ السلام کے بعد خلیفہ ہوگا۔ اس نے حضرت داؤد علیہ السلام پر بنی اسرائیل کے پانچ آدمی گواہ بنائے اور اس بارے میں تحریر لکھوائی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ انہوں نے یہ تحریر لکھ دی ہے یہاں تک کہ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو جنا۔ وہ جوان ہوئے۔ دو فرشتے دیوار پھلانگ کر ان کی عبادت گاہ میں آ گئے۔ دونوں فرشتوں کا وہی معاملہ ہے جس کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا اور ان کی توبہ قبول فرمائی۔ (1)

امام حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ مصیبت اس وجہ سے آئی کہ انہوں نے فخر کیا تھا۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ انہوں نے کہا اے میرے رب! رات اور دن کی کوئی ایسی گھڑی نہیں مگر بنی اسرائیل کا کوئی عبادت گزار تیری عبادت کر رہا ہوتا ہے، تیرے لیے نماز پڑھتا ہے، تیری تسبیح کرتا ہے، تیری کبریائی کو بیان کرتا ہے اور دوسری چیزیں بھی ذکر کیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے اس عمل کو ناپسند کیا اور فرمایا اے داؤد! یہ سب کچھ میری توفیق سے ہے۔ اگر میری مدد نہ ہو تو اس پر طاقت نہ رکھے۔ میرے جلال کی قسم! میں تجھے صرف ایک دن کے لیے تیرے نفس کے سپرد کروں گا۔ عرض کی اے میرے رب! مجھے اس بارے میں آگاہ کر دینا اس دن انہیں آزمائش نے آ لیا۔ (2)

امام حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کو دیکھا تو بنی اسرائیل پر یہ امر لازم ہو گیا اور امیر لشکر کو تاکیدی حکم دیا کہ جب دشمن آئے تو فلاں آدمی کو تابوت کے سامنے رکھو۔ اس زمانے میں تابوت کے وسیلہ سے مدد لی جاتی تھی۔ جسے تابوت کے سامنے رکھا جاتا وہ شہید ہوئے بغیر واپس نہیں آتا تھا یا لشکر شکست کھا جاتا تھا۔ وہ آدمی شہید ہو گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔ دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے سجدہ کیا۔ آپ چالیس دنوں تک سجدہ میں رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے سر کے برابر تک گھاس اگ آئی دیمک آپ کی پیشانی کو کھا گئی۔ آپ سجدہ میں یہ کہتے تھے اے میرے رب! حضرت داؤد علیہ السلام نے ایسی لغزش کی ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان دوری سے بھی بڑھ کر ہے۔ اے میرے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 343 (31894)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 470، دار الکتب العلمیہ بیروت

رب! اگر تو رحم نہ فرمائے تو داؤد کمزور ہو جائے گا۔ اگر تو اس کے گناہ نہ بخشے تو اس کے گناہ کو مخلوق میں اس کے بعد نیا کر دینا۔

حضرت جبرئیل امین چالیس دنوں کے بعد آئے اور فرمایا اے داؤد! اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے اور (حضرت داؤد نے کہا) تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناانصافی نہیں کرتا اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب فلاں آئے گا اور عرض کرے گا کہ میرا خون حضرت داؤد علیہ السلام کے سر ہے؟ حضرت جبرئیل نے کہا میں نے اس بارے میں تیرے رب سے سوال نہیں کیا۔ اگر تو پسند کرے تو میں ایسا کرتا ہوں۔ حضرت داؤد نے کہا ہاں۔ آپ ٹھہرے رہے۔ پھر حضرت جبرئیل اترے اور کہا اے داؤد! میں نے اللہ تعالیٰ سے اس بات کے بارے میں پوچھا ہے جو تو نے کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا داؤد سے کہنا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تم دونوں کو جمع کرے گا اور فرمایا ابھی تیرا وہ خون جو حضرت داؤد کے ذمہ ہے وہ مجھے ہبہ کر دے اور بندہ عرض کرے گا اے میرے رب! وہ تیرے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لے جنت میں وہ کچھ ہے جو تو چاہے اور جس عوض کی تو خواہش کرے وہ تیرے لیے ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے غلطی ہوئی۔ ان کی خطا یہ تھی کہ جب آپ نے اس عورت کو دیکھا اس کے بارے میں حکم دیا۔ اس سے الگ تھلگ رہے۔ اس کے قریب نہ گئے دو جھگڑا کرنے والے آئے۔ وہ دیوار پھلانگ کر عبادت گاہ میں آ گئے۔ جب آپ نے ان دونوں کو دیکھا تو ان دونوں کی طرف اٹھے۔ فرمایا دونوں نکل جاؤ۔ تم کیوں میرے پاس آئے ہو۔ دونوں نے کہا ہم مختصری بات آپ سے کرنا چاہتے ہیں جس کا ذکر قرآن حکیم میں یوں آیا ہے اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّ لِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ وہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ مجھ سے وہ ایک بھی لے لے حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کا زیادہ مستحق ہوں کہ اس کا یہاں سے لے کر یہاں تک پھاڑوں یعنی ناک سے لے کر سینے تک۔ آدمی نے کہا یہ داؤد ہے جس نے یہ کیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام پہچان گئے کہ اس کی یہ مراد ہے اور اپنے گناہ کو پہچان لیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں چالیس دن اور چالیس راتیں سجدہ میں رہے۔ اس کی غلطی ان کے ہاتھ میں لکھی ہوئی تھی۔ وہ اسے دیکھتے تاکہ غافل نہ ہو جائیں یہاں تک کہ اس کے آنسوؤں سے ان کے اردگرد سبزہ اگ آیا جس سبزہ نے ان کے سر کو ڈھانپ لیا ندا کی گیا تو بھوکا ہے تو تجھے کھلایا جائے یا ننگا ہے تو پہنایا جائے یا مظلوم ہے تو تیری مدد کی جائے۔ جب آپ کو گناہ یاد نہ رہا آپ نے شدید گریہ کیا یہاں تک اردگرد کا سبزہ سوکھ گیا۔ تو اس موقع پر آپ کو بخشش دیا گیا۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کا رب انہیں فرمائے گا میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ تو وہ عرض کریں گے میرے رب! میرا گناہ میرا گناہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے پیچھے ہو جا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرا قدم پکڑ لے تو حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا قدم پکڑ لیں گے (2)۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ اہل سنت و جماعت کی عقائد کی کتابوں میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہونے سے پاک ہے اس لئے جن آیات و احادیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے اعضاء کا ذکر ہے وہ متشابہات میں سے ہیں، ان کی حقیقت مخفی ہے۔ (مترجم)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 342 (31888)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! تو نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کو وہ شان عطا فرمائی ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ تو مجھے بھی ایسی ہی شان عطا فرمائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے انہیں ایسی آزمائش میں ڈالا۔ جیسی آزمائش میں تجھے نہیں ڈالا اگر تو چاہے تو میں تجھے بھی ایسی آزمائش میں مبتلا کر دوں اور میں تجھے بھی وہ شان عطا کر دوں جو میں نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی جی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کام کر یہاں تک کہ میں تیری آزمائش دیکھوں۔

وہ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ یہ سلسلہ ان پر بہت طویل ہو گیا۔ قریب تھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام بھول بھی جائیں۔ اسی اثناء میں کہ آپ اپنی خصوصی عبادت گاہ میں تھے کہ ایک کبوتری آئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لیں تو وہ اس کمرے کے روشن دان کی طرف اڑ گئی۔ آپ اسے پکڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ وہ اڑ گئی۔ آپ نے روشن دان سے جھانکا تو آپ نے ایک عورت کو غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ عبادت گاہ سے نیچے اترے اسے پکڑنے کے لیے گئے اور اس عورت کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ عورت آئی، آپ نے اس سے اس کے خاوند اور اس کے معاملات کے بارے میں پوچھا۔ اس عورت نے بتایا کہ اس کا خاوند موجود نہیں۔ حضرت داؤد نے اس فوجی مہم کے امیر کی طرف پیغام بھیجا اسے کہ اس لشکر کا امیر بنایا جائے تا کہ اس عورت کا خاوند فوت ہو جائے۔ اس امیر نے ایسا ہی کیا اس کے ساتھی مارے جاتے اور وہ بچ جاتا بعض اوقات وہ غالب آجاتے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھا کہ حضرت داؤد علیہ السلام جس معاملہ میں پڑے ہیں تو اس کے معاملہ کو نافذ کرنے کا ارادہ کیا۔ اسی اثناء میں کہ ایک روز حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ میں موجود تھے کہ سامنے سے دو فرشتے دیوار پھلانگ کر آگئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے دونوں کو دیکھا جبکہ آپ پڑھ رہے تھے تو آپ گھبرا گئے اور خاموش ہو گئے اور کہا میں تو اپنے ملک میں کمزور ہو گیا ہوں یہاں تک کہ لوگ میری عبادت گاہ کی دیواریں بھی پھلانگنے لگے ہیں۔ دونوں نے کہا جس کا ذکر قرآن میں ہے لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ۔ ہمارے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا کہ ہم تیرے پاس آئیں ہماری بات سنو۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا یعنی وہ سو پوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور میرے لیے کوئی چیز بھی نہیں چھوڑتا۔ وَ عَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ اگر میں اور وہ بلائے تو اس کے ساتھیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ اگر میں اور یہ پکڑے تو یہ مجھ سے قوت میں بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ عَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ کا یہی معنی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تو اپنی بھیڑ کا زیادہ مستحق ہے۔ تیرے ساتھی نے تجھ سے بھیڑ مانگ کر تجھ پر ظلم کیا ہے اور خود بھول گئے۔ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات کی تو دونوں فرشتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے دیکھا۔ انہیں گمان ہوا کہ انہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ آپ نے اپنے رب سے بخشش طلب کی رکوع میں جھک گئے اور توبہ کی یعنی چالیس رات تک اسی حالت میں

رہے یہاں تک کہ آنکھ کے آنسوؤں سے سبزہ اُگ آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کو مضبوط کر دیا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے اوقات کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک دن عورتوں کے لیے، ایک دن عبادت کے لیے، ایک دن بنو اسرئیل میں فیصلے کرنے کے لیے اور ایک دن بنو اسرئیل کے لیے۔ انہوں نے پوچھا کیا انسان پر کوئی ایسا دن بھی آتا ہے جس میں وہ کوئی گناہ نہ کرے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے دل میں یہ بات کی کہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ جب ان کی عبادت کا دن تھا تو آپ نے اپنے دروازے بند کر لیے۔ آپ نے حکم دیا کہ آج ان کے پاس کوئی بھی نہ آئے اور تورات پر جھک گئے۔

اسی اثناء میں کہ آپ تورات کی تلاوت کر رہے تھے کہ سونے کی ایک کبوتری جس میں ہر رنگ موجود تھا۔ آپ کے سامنے آگری۔ آپ اس کی طرف جھکے تا کہ اسے پکڑ لیں وہ کبوتری اڑ گئی۔ آپ کے بیٹھنے کی جگہ سے وہ تھوڑی دور جا گری آپ لگا تار اس کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے ایک عورت کو غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے حسن اور صورت نے آپ کو حیران کر دیا۔ جب اس عورت نے زمین میں آپ کے سائے کو دیکھا تو اس نے اپنے بالوں سے اپنے آپ کو پردے میں کر لیا۔ یہ چیز اور زیادہ آپ کو اچھی لگی۔ آپ نے اس کے خاوند کو کسی مہم پر بھیجا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ اسے فلاں فلاں جگہ بھیجا جائے۔ جب وہ وہاں جائے تو قتل ہو جائے واپس نہ لوٹے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ آدمی مارا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس عورت کو دعوت نکاح دی اور اس سے شادی کر لی۔(2)

اسی اثناء میں کہ آپ عبادت گاہ میں تھے کہ دو فرشتے دیوار پھلانگ کر آپ کے پاس آئے جبکہ فیصلہ کے طلب گار عبادت گاہ کے دروازے سے آتے تھے۔ جب انہوں نے عبادت گاہ کی دیوار پھلانگی تو آپ گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ یعنی آپ ایک طرف مائل نہ ہوں وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ یعنی زیادہ عدل والے اور بہترین کی طرف راہنمائی کیجئے اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۣ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں اور اس آدمی کی ایک بیوی تھی۔ اس نے کہا اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ یعنی مجھ پر ظلم اور زیادتی کی ہے۔ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ چالیس دن تک سجدہ میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی کہ میں نے تیرا گناہ معاف کر دیا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! تو کیسے مجھے بخشے گا جبکہ تو عدل کرنے والا ہے، کسی پر ظلم نہیں کرتا ہے۔ فرمایا میں تیرے معاملہ میں اس کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 172، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ بنی اسرائیل انبیاء علیہم السلام کے بارے اس قسم کے اتہام لگانے میں بڑے جری واقع ہوئے ہیں۔ بعض مفسرین نے غیر محتاط رویہ اختیار کرتے ہوئے بنی اسرائیل کی ان روایات کو من وعن قبول کر لیا اور انہیں اپنی کتابوں میں نقل کر دیا۔ امام رازی اپنی تفسیر (تفسیر کبیر) میں مفصل بحث فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں میرا عقیدہ اور میری تحقیق یہ ہے کہ یہ واقعہ سراسر باطل اور لغو ہے۔ (ضیاء القرآن زیر آیت ہذا)

حق میں فیصلہ کروں گا۔ پھر تیرا خون اس سے بطور ہبہ طلب کروں گا۔ پھر اسے بدلہ میں جنت دوں گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میرا دل مطمئن ہے اور مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابوعمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں فرشتے بیٹھ گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا کوئی فیصلہ ہے۔ تو ایک نے دوسرے سے کہا اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ حضرت داؤد علیہ السلام اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ایک نے اس پر سختی کا اظہار کیا اور اس کی آواز بلند ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام پہچان گئے یہ تو ان کا گناہ ہے۔ آپ سجدہ میں گر گئے اور چالیس دن اور رات سجدہ میں رہے۔ آپ اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے۔ صرف فرض نماز کے لیے سر اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے آنسو خشک ہو گئے اور پیشانی، ہتھیلیاں اور گھٹنے زخمی ہو گئے۔ فرشتہ آیا اس نے کہا اے ابو داؤد! میں تیرے رب کا رسول ہوں۔ وہ تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنا سر اٹھالو میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ حضرت داؤد نے عرض کی وہ کیسے جبکہ تو عادل فیصلہ کرنے والا ہے۔ تو مجھے کیسے بخشے گا جبکہ میں نے ایک آدمی پر ظلم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جتنا عرصہ چاہا حضرت داؤد کو اس حال پر چھوڑ دیا پھر دوسرا فرشتہ آیا۔ کہا اے داؤد! مجھے تیرے رب نے تیری طرف بھیجا ہے، وہ تمہیں فرماتا ہے میرے پاس تو اور ابن صوریا جھگڑا لے کر آئیں گے میں اس کے حق میں تیرے خلاف فیصلہ کروں گا، پھر میں اس سے سوال کروں گا وہ مجھے ہبہ کر دے گا۔ پھر میں اسے جنت دوں گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائے گا۔(2)

امام ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی زندگی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ایک دن لوگوں میں فیصلہ کرتے۔ ایک دن اپنے رب کی عبادت کے لیے خاص کر رکھا تھا اور ایک دن اپنی بیویوں کے پاس گزارتے۔ آپ کی ننانوے بیویاں تھیں۔ آپ جو کتابوں میں پڑھتے تو عرض کی اے میرے رب! میں خیر کو دیکھتا ہوں کہ سب میرے آباؤ واجداد لے گئے ہیں۔ مجھے بھی ایسی ہی بھلائی عطا کر جیسی بھلائی تو نے انہیں عطا فرمائی ہے۔ میرے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کر جیسا سلوک تو نے ان کے ساتھ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ تیرے آباؤ اجداد کو ایسی آزمائشوں میں ڈالا گیا جیسی آزمائش میں تجھے نہیں ڈالا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بچہ ذبح کرنے کی آزمائش میں ڈالا گیا اور حضرت اسحاق کو بصارت کے چلے جانے کی آزمائش میں ڈالا گیا اور حضرت یعقوب کو حضرت یوسف علیہ السلام کے غم میں مبتلا کیا گیا۔ تجھے تو ان میں سے کسی غم میں مبتلا نہیں کیا گیا۔ حضرت داؤد نے عرض کی مجھے بھی ان جیسی آزمائش میں مبتلا کر اور مجھے بھی وہ شان عطا فرما جو ان کو شان عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی میں تجھے آزمائش میں ڈالنے والا ہوں محتاط رہنا۔

حضرت داؤد علیہ السلام اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ اس طرح رہیں حتی کہ شیطان ایک کبوتری کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 75-174، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ بیروت

شکل میں آیا یہاں تک کہ وہ آپ کے قدموں کے قریب گرا جبکہ آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ تو وہ ایک طرف ہو گیا آپ نے اس کا پیچھا کیا تو وہ دور ہو گیا یہاں تک کہ وہ ایک روشندان میں جا پڑا۔ آپ اسے پکڑنے کے لیے گئے تو وہ روشندان سے اڑ گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ وہ کہاں بیٹھا ہے تو آپ اس کے پیچھے ہو لیے تو آپ نے ایک عورت کو اپنے مکان کی چھت پر غسل کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے اسے شکل وصورت کے اعتبار سے حسین ترین عورت دیکھا۔ اس عورت کی توجہ ہوئی تو اس عورت نے بھی آپ کو دیکھ لیا۔ اس نے اپنے بالوں کو گھمایا تو ان سے اپنا پردہ کر لیا۔ اس چیز نے حضرت داؤد علیہ السلام کے دل میں اس عورت کے لیے رغبت میں اضافہ کر دیا۔ آپ نے اس عورت کے بارے میں پوچھا تو آپ کو بتایا گیا کہ اس کا ایک خاوند ہے جو یہاں موجود نہیں اور فلاں فلاں فوجی مہم میں گیا ہوا ہے۔ آپ نے اس لشکر کے امیر کی طرف پیغام بھیجا کہ اس آدمی کو فلاں فلاں دشمن کی طرف بھیجو۔ امیر نے اسے بھیج دیا۔ اسے فتح ہوئی۔ امیر نے اس بارے میں خبر دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے لکھا اسے فلاں فلاں دشمن کی طرف بھیجو۔ امیر نے اسے بھیج دیا۔ تیسری دفعہ وہ آدمی مارا گیا اور حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔

جب وہ عورت حضرت داؤد علیہ السلام کے حرم میں داخل ہوئی، ابھی حضرت داؤد علیہ السلام تھوڑا وقت بھی نہیں ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے دو انسانوں کی صورت میں بھیج دیے دونوں نے مطالبہ کیا کہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ دونوں نے دیوار پھلانگی۔ آپ کو محسوس ہی نہ ہوا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ دونوں سامنے بیٹھ گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام دونوں سے گھبرا گئے۔ دونوں نے کہا **لَا تَخَفْ** ہم دونوں جھگڑا لے کر آئے ہیں۔ **وَ لَا تُشْطِطْ** نہ ڈریے۔ **وَ اهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ** انصاف والے فیصلہ کی طرف ہمارے راہنمائی کیجئے۔ فرمایا اپنا واقعہ مجھ پر بیان کرو۔ ان میں سے ایک نے کہا **اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ**۔ دوسرے نے کہا میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ میں اسے لوں اور اپنی بھیڑیں سو پوری کر لوں ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو پھر میں تجھے اور اسے نہیں چھوڑوں گا۔ اس نے کہا اے میرے بھائی! تو اس پر قادر ہے۔ فرمایا اگر تو نے یہ ارادہ کیا تو ہم تیرا یہ یہ اڑا دیں گے یعنی ناک اور پیشانی۔

اس نے کہا اے داؤد! تو اس کا زیادہ مستحق ہے کہ تیری اس اس جگہ پر ضرب لگائی جائے کیونکہ تیری ننانوے بیویاں تھی جبکہ اوریا کی صرف ایک بیوی تھی تو لگاتار اسے قتل پر پیش کرتا رہا یہاں تک کہ تو نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ نے دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی تو پہچان گئے کہ وہ کسی مصیبت میں پڑ گئے ہیں اور کسی آزمائش میں ڈال دیے گئے۔ آپ روئے چالیس روز تک روتے رہے۔ ضرورت کے سوا آپ اپنا سر نہیں اٹھاتے تھے۔ پھر سجدہ میں گر پڑتے اور رونے لگتے پھر دعا کرتے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے گھاس اُگ آئی۔ اللہ تعالیٰ نے چالیس روز کے بعد ان کی طرف وحی کی اے داؤد! اپنا سر اٹھا تجھے بخش دیا گیا ہے عرض کی اے میرے رب! مجھے کیسے علم ہو کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے جبکہ تو فیصلہ میں عدل کرنے والا ہے فیصلہ میں ظلم نہیں کرتا؟ جب قیامت کا روز ہوگا وہ اپنا سر دائیں بائیں جانب سے پکڑے گا۔ اس کی رگیں میری وجہ سے خون بہا رہی ہوں گی۔ وہ کہے گا اے میرے رب! اس سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا۔ اللہ

تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ جب یہ ہوگا تو میں اوریا کو بلاؤں گا۔ میں تیرے بارے میں اس سے مطالبہ کروں گا تو وہ مجھے ہبہ کردے گا تو اس کے بدلے میں، میں اسے جنت دونگا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! اب مجھے علم ہوا کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے تو حضرت داؤد علیہ السلام کو طاقت نہ ہوئی کہ آسمان کو آنکھ بھر کر دیکھیں۔ وجہ اپنے رب سے حیا تھی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہوگیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے محراب کا معنی مسجد نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو جھگڑا کرنے والے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ دونوں اپنے ساتھی کا سر پکڑے ہوئے تھے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَفَزِعَ مِنْهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فیصلہ کے طلب گار دروازے سے داخل ہوئے تھے جب انہوں نے دیوار پھلانگی تو آپ گھبرا گئے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلَا تُشْطِطْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایک طرف مائل نہ ہو جائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ سے مراد ہے کہ یہ میرا دینی بھائی ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے زیادہ بات نہ کی اَكْفِلْنِیْهَا۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے صرف یہ بات کہی اسے میرے حوالے کردے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے زائد بات نہیں کی اسے میرے حوالے کردے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے دے دے، اسے میرے لیے طلاق دے دے تاکہ میں اس سے شادی کرلوں اور اس کو آزاد کردے۔ وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ یہ غالب بھائی گفتگو میں مجھ پر غالب ہے۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ روایت نقل کی ہے اَكْفِلْنِیْهَا یہ مجھے دے دے۔ وَعَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ جب یہ گفتگو کرتا ہے تو یہ مجھ سے زیادہ بلیغ ہے۔ جب یہ ساتھیوں کو بلاتا ہے تو اس کے حمائتی زیادہ ہیں۔ دونوں فرشتوں میں سے ایک نے کہا اس کی سزا کیا ہے؟ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اسے یہاں یہاں مارا جائے اور اپنا ہاتھ پیشانی اور ناک پر رکھا پھر

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 641(4134)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 34(31891)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 117، دارالکتب العلمیہ بیروت

ناک کے نیچے رکھا۔ فرشتے نے پوچھا آپ اس کی یہی سزا دیکھتے ہیں۔ وہ لگاتار یہ بات دہراتا رہا یہاں تک کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم ہو گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ فرشتہ چلا گیا اور حضرت داؤد علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن تک سر نہ اٹھایا۔ آپ روتے رہے یہاں تک کہ آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے سر کے ارد گرد گھاس اُگ آئی یہاں تک کہ جب چالیس سال گزر گئے تو آپ نے لمبا سانس لیا جس نے ارد گرد کے گھاس کو خشک کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وَ قَلِیْلٌ مَّا هُمْ جو ایسے ہیں ان کی تعداد تھوڑی ہے۔ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ ہم نے اس کا امتحان لیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ ظَنَّ دَاوٗدُ کا یہ معنی کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جان گئے۔(2)

ابن جریر نے قتادہ سے وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے گمان کیا کہ انہیں آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان دیکھنا تھا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ خَرَّ رَاكِعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ سجدہ میں گر گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام نے چالیس دن اور چالیس رات تک سجدہ کیا۔ آپ سر نہیں اٹھاتے یہاں تک کہ آپ کے آنسو خشک ہو گئے۔ آپ نے جب آخری دعا کی۔ اس وقت بھی آپ سجدے کی حالت میں تھے۔ آپ نے عرض کی اے میرے رب! تو نے مجھے عافیت عطا کی جبکہ میں نے تجھ سے آزمائش کا سوال کیا جب تو نے مجھے آزمائش میں ڈالا تو میں نے صبر نہ کیا۔ اگر تو مجھے عذاب دے تو میں اس کا مستحق ہوں۔ اگر تو مجھے معاف کر دے تو تو اس شان کا حامل ہے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل امین ان کے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ کہا اے داؤد! اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے اپنا سر اٹھایئے حضرت داؤد علیہ السلام حضرت جبرئیل امین کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور سجدہ کی حالت میں ہی اپنے رب سے مناجات جاری رکھیں۔ عرض کی اے میرے رب! تو کیسے مجھے بخشے گا جبکہ تو عدل کرنے والا ہے؟ فرمایا جب قیامت کا دن ہو گا تو میں تجھے اوریا کے حوالے کر دوں گا۔ پھر میں تجھے اس سے مانگ لوں گا اور وہ تجھے مجھے ہبہ کر دے گا۔ میں اسے بدلہ میں جنت دے دوں گا۔ عرض کی اے میرے رب! اب مجھے علم ہو گیا ہے کہ تو نے مجھے بخش دیا ہے۔ آپ سر اٹھانے لگے تو وہ خشک ہو چکا تھا۔ اٹھانے کی آپ میں طاقت ہی نہیں تھی۔ حضرت جبرئیل امین نے پر مارا تو وہ پھیل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! میں نے تیرے لیے اوریا کی عورت حلال کر دی ہے۔ آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔ اسی کے بطن سے حضرت سلیمان کی ولادت ہوئی۔ اس عورت کے ہاں نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد کوئی ولادت ہوئی۔ کعب نے کہا اللہ کی قسم! اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام سخت گرم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 171,72، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 171 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 172
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 342 (31892)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

دن روزہ رکھتے، پانی کو اپنے منہ کے قریب کرتے تو آپ کو اپنی خطا یاد آ جاتی۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو پانی میں گرتا تو آپ اسے بہا دیتے۔ پھر اسے واپس کرتے اور نہ پیتے۔

امام احمد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت یونس بن خباب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس راتوں تک روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے آپ کے اردگرد گھاس اگ آئی۔ پھر عرض کی اے میرے رب! پیشانی زخمی ہوگئی۔ آنسو تھم گئے اور میرا گناہ مجھ پر اسی طرح ہے جس طرح وہ پہلے تھا۔ تو آپ کو ندا کی گئی اے داؤد! کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھلایا جائے تو پیاسا ہے کہ تجھے پلایا جائے کیا تو مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے۔ آپ نے ایک ایسی آہ بھری تو وہاں جو سبزہ تھا خشک ہوگیا تو اس موقع پر آپ کو بخش دیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا یہاں تک کہ آپ کا اردگرد آپ کے آنسوؤں کی وجہ سے سرسبز و شاداب ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! تو نے سجدہ کیا کیا تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ میں تیرے ملک تیری اولاد اور تیری عمر میں اضافہ کردوں؟ عرض کی اے میرے رب! کیا تو مجھے یہ جواب دے گا؟ میں تو بخشش کا امیدوار ہوں۔

امام احمد نے ''زہد'' میں اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کی دو آنکھوں کی مثال دو مشکوں کی طرح ہے جو پانی گرا رہی ہیں۔ آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر یوں گڑھے بنا دیے تھے جس طرح پانی زمین میں کھائیاں بنا دیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو عبد اللہ جدلی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے غلطی کے بعد موت تک اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک ایسا دن تھا جس میں آپ کہتے رہتے اوہ من عذاب اللہ، اوہ من عذاب اللہ، اوہ من عذاب اللہ ہائے اللہ کا عذاب تو حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا گیا اوہ نہ کہو۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اپنا سر اٹھاؤ۔ میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ حضرت داؤد نے عرض کی اے میرے رب! یہ مغفرت کیسے ہوگئی جبکہ تو حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والا ہے تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں؟ ایک ایسا آدمی ہے جس پر میں نے ظلم کیا ہے اس کا حق غصب کیا ہے اور اسے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کیوں نہیں اے داؤد! تم دونوں میرے پاس جمع ہوگے۔ میں تیرے خلاف اس کے حق میں فیصلہ کروں گا۔ جب تیرے خلاف حق ظاہر ہو

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 188، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 67(34247)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69(34257)

جائے گا۔ میں تجھے اس سے طلب کرلوں گا وہ تجھے ہبہ کردے گا اور میں اسے اپنی طرف سے راضی کرلوں گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے سر اٹھایا اور اس کی روح خوش ہوگئی۔ عرض کی ہاں اے میرے رب! اس طرح مغفرت ہوگی۔

امام عبداللہ بن احمد نے ''زوائد زہد'' میں اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام سے غلطی ہوگئی تو آپ چالیس دن تک سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ آپ کی آنکھوں کے آنسوؤں سے سبزہ اگ آیا جس نے آپ کے سر کو بھی ڈھانپ لیا پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے التجا کی اے میرے رب! میری پیشانی زخمی ہوگئی، آنکھیں خشک ہوگئیں جبکہ داؤد کی کوئی غلطی معاف نہیں ہوئی۔ تو ندا کی گئی کیا تو بھوکا ہے کہ تجھے کھانا کھلایا جائے؟ کیا تو مریض ہے کہ تجھے شفاء دی جائے؟ کیا تو مظلوم ہے کہ تیری مدد کی جائے؟ آپ نے ایک ایسی آہ بھری جس سے تمام وادی خشک ہوگئی اس موقع پر آپ کو بخش دیا گیا۔ آپ کے پاس برتن لائے جاتے۔ آپ پانی پیتے اور اپنی غلطی یاد کرتے۔ پھر آپ آہ بھرتے تو قریب تھا کہ آپ کے جوڑ ایک دوسرے سے الگ ہوجاتے۔ آپ برتن سے کچھ بھی نہ پیتے یہاں تک کہ وہ برتن آپ کے آنسوؤں سے بھر جاتا۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے آنسو تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو حضرت داؤد اور تمام مخلوق کے آنسوؤں کے برابر ہیں۔ وہ قیامت کے روز آئے گا۔ اس کی ہتھیلی میں لکھا ہوگا۔ وہ اسے پڑھے گا۔ وہ کہے گا میرا گناہ۔ حضرت داؤد عرض کریں گے مجھے آگے جانے دے۔ پھر وہ آگے بڑھیں گے۔ تو امن نصیب نہیں ہوگا۔ پھر پیچھے ہٹیں گے تو امن نصیب نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے قدم کو پکڑ لے۔(1)

امام احمد نے ''زہد'' میں حضرت علقمہ بن یزید سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اہل زمین کے رونے کا حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو وہ اس کے برابر نہ ہو۔ اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے رونے اور اہل زمین کے رونے کا حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے ساتھ موازنہ کیا جائے جب آپ کو زمین پر اتارا گیا تو یہ اس کے مساوی نہ ہو۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل بن عبداللہ بن ابی المہاجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد پر زیادہ رونے کی وجہ سے عتاب کیا جاتا تو آپ کہتے مجھے رونے کے دن (قیامت کے دن) ہڈیاں جلانے والے دن اور داڑھی کے جلنے کے دن سے پہلے رونے کے لیے چھوڑ دو قبل اس کے کہ میرے بارے میں یہ حکم دیا جائے مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ۝ (التحریم)(3)

امام احمد، حکیم ترمذی اور ابن جریر نے حضرت عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی غلطی اپنی ہتھیلی میں لکھ لی تھی تا کہ وہ اسے بھول نہ جائیں۔ جب آپ اس غلطی کو دیکھتے تو آپ کے ہاتھ کانپنے لگتے۔(4)

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اٹھایا جائے گا تو وہ عرض کریں گے اے اللہ! تو پاک ہے۔ جب میں اپنی غلطی یاد کرتا ہوں تو زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ پڑ جاتی ہے۔ جب میں تیری رحمت کو یاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 77-176، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 91، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، صفحہ 88
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 174

کرتا ہوں تو میری روح واپس آجاتی ہے۔ اے میرے الله! تو پاک ہے وہ سب میرے گناہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔

امام احمد رحمہ الله نے حضرت ثابت رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے معد (یمن کی ایک چادر) کے سات بستر بنائے ان میں راکھ بھری پھر آپ روئے تو آنسو دوسری طرف نکل گئے۔ آپ نے کوئی چیز نہیں پی مگر اس میں آپ کے آنسوؤں کی آمیزش تھی یہاں تک کہ آنسوؤں نے آپ کے چہرے پر گڑھے ڈال دیے۔ بیویوں سے الگ تھلگ ہو گئے۔ آپ روئے یہاں تک کہ آپ پر رعشہ طاری ہو گیا۔

امام احمد رحمہ الله نے حضرت مالک بن دینار رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام قبر سے نکلیں گے اور زمین کو آگ کی صورت میں دیکھیں گے تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھیں گے اور کہیں گے آج میری خطا مجھے ہلاک کر دے گی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہتے تھے اے الله! جو تو نے میرے حق میں مصیبت لکھی ہے تو مجھے اس سے خلاصی عطا فرما یہ دعا تین دفعہ کرتے اور جو تو نے اس دن میں میرے لیے خیر لکھی ہے اس میں سے کوئی حصہ عطا فرما دے۔ یہ دعا بھی تین دفعہ فرماتے۔ جب شام ہوتی تو پھر اسی طرح دعا کرتے۔ اس کے بعد آپ کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھتے۔

امام احمد رحمہ الله نے حضرت معمر رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سے جب خطا ہوئی، عرض کی اے میرے رب! میں گناہ گاروں کو ناپسند کرتا تھا آج میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تو انہیں بخش دے۔

امام عبدالله، حکیم ترمذی رحمہما الله نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت سعید بن ابی ہلال رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت داؤد علیہ السلام کی عیادت کرتے۔ ان کا گمان تھا کہ آپ بیمار ہیں جبکہ انہیں صرف الله تعالیٰ کا خوف تھا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ الله نے حضرت کعب رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب روزہ افطار کرتے تو قبلہ رو ہوتے اے الله! مجھے ہر اس مصیبت سے چھٹکارا عطا فرما جو تو نے آسمان سے نازل کی ہے۔ یہ دعا آپ تین دفعہ کرتے۔ جب سورج طلوع ہوتا تو کہتے اے الله! ہر اچھائی میں سے میرے لیے حصہ بنا دے جو اس رات آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوئی۔ یہ دعا بھی تین دفعہ کرتے۔(1)

امام احمد، امام بخاری، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''سنن'' میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ ص میں سجدہ لازمی نہیں ہے تاہم میں نے رسول الله صلی الله علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔(2)

امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہما الله نے عمدہ سند سے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی الله علیہ وسلم نے سورۂ ص میں سجدہ کیا اور فرمایا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا اور ہم یہ سجدہ شکر کرتے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہما الله نے حضرت عوام رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے حضرت مجاہد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 69 (34263)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ابو داؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 315 (1379)، مکتبۃ الرشد الریاض 3۔ سنن نسائی، جلد 12، صفحہ 159، دار الریان القاہرہ

رحمہ اللہ سے سورۂ ص کے سجدہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا آپ نے کہاں سجدہ کیا؟ جواب دیا کیا تو یہ نہیں پڑھتا وَ مِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ (الانعام: 84) اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام: 90) حضرت داؤد علیہ السلام ان ہستیوں میں سے ہیں جن کی اقتدا کا تمہارے نبی کو حکم دیا گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہاں سجدہ کیا اور یہی سجدہ رسول اللہ ﷺ نے کیا۔ (1)

سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۂ ص میں سجدہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (الانعام: 90) تو اس میں رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے آج رات وہ دیکھا جو ایک سونے والا دیکھتا ہے (یعنی خواب دیکھا ہے)، گویا میں ایک درخت کے پاس سجدہ کر رہا ہوں، گویا میں نے سورۂ سجدہ پڑھی ہے۔ میں نے سجدہ کیا کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سجدہ کے ساتھ درخت بھی سجدہ کر رہا ہے۔ گویا میں اسے یہ کہتے ہوئے سنتا ہوں اے اللہ! اس کے بدلے میں میرے لیے اپنے ہاں ذکر لکھ لے اور اس کے بدلے میں مجھ سے ایک گناہ اتار دے، اپنے ہاں میرے لیے اسے ذخیرہ بنا دے اور اس کے ساتھ میرے اجر کو بڑا کر دے اور مجھ سے اس عمل کو اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے حضرت داؤد سے اس کے عمل کو قبول کیا ہے۔ حضرت ابن عباس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے آیت سجدہ کو پڑھا۔ میں نے آپ کو سجدہ میں وہی بات کرتے ہوئے سنا جو اس آدمی نے درخت کی بات کے بارے میں بتایا تھا۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی۔ آپ نے سورۂ ص پڑھی، اس میں سجدہ کیا۔ جب آپ نے نماز مکمل کی، ایک آدمی نے عرض کی اے امیر المؤمنین! کیا یہ فرض سجدہ میں سے ہے؟ فرمایا رسول اللہ ﷺ سجدہ کیا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا۔

امام دارمی، ابو داؤد، ابن خزیمہ، ابن حبان، دار قطنی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیٹھ کر سورۂ ص کو پڑھا جب آیت سجدہ تک پہنچے تو آپ اترے سجدہ کیا۔ دوسرے لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ جب دوسرا دن ہوا، حضور ﷺ نے اس سورت کو پڑھا۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو لوگوں نے سجدہ کی تیاری کی۔ فرمایا یہ نبی کی توبہ ہے لیکن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 370، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 473 (579)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ابو داؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 315، مکتبۃ الرشد الریاض

میں نے تمہیں دیکھا کہ تم نے سجدہ کی تیاری کی ہے۔ تو آپ اترے اور سجدہ کیا۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص کو پڑھا جبکہ آپ منبر پر جلوہ گر تھے۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو آپ نے اسے پڑھا۔ پھر نیچے اترے اور سجدہ کیا۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سورۂ ص میں سجدہ کیا کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا سورۂ ص میں سجدہ ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سورۂ ص میں سجدہ نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے یہ ایک نبی کی توبہ ہے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل ہے کہ بعض صحابہ سورۂ ص میں سجدہ کرتے اور بعض سجدہ نہیں کرتے تھے جو چاہے تو کرے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو مریم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمر شام آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت گاہ میں آئے اس میں نماز پڑھی اور سورۂ ص کی تلاوت کی۔ جب آیت سجدہ تک پہنچے تو سجدہ کیا۔

امام احمد، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خواب دیکھا کہ وہ سورۂ ص لکھ رہے ہیں۔ جب اس آیت تک پہنچے جس میں سجدہ کیا جاتا ہے تو دوات، قلم اور ہر شے جو حاضر تھی وہ سجدہ میں گر گئی ہے۔ یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا وہ بعد میں ہمیشہ اس کا سجدہ کرتے رہے۔(6)

امام ابو یعلیٰ نے ابوسعید سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے خواب دیکھا گویا میں ایک درخت کے نیچے ہوں، گویا درخت سورۂ ص کی قرأت کر رہا ہے۔ جب وہ آیت سجدہ تک آیا تو سجدہ کیا اور سجدہ میں یہ کہا اے اللہ! مجھے بخش دے، اے اللہ! مجھ سے گناہوں کا بوجھ اتار دے اور اس کے بدلے میں مجھے شکر کی توفیق عطا فرما اور یہ مجھ سے اسی طرح قبول فرما جس طرح تو نے حضرت داؤد سے قبول کیا۔ صبح میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی خدمت میں عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوسعید! تو نے سجدہ کیا؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا تو درخت کی بنسبت سجدہ کرنے کا زیادہ حق دار تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ص پڑھی، آیت سجدہ تک پہنچے اور سجدہ میں وہی کلمات کہے جو درخت نے سجدہ میں کہے تھے۔

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: وہ سجدہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 371 (4271)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 370 (4258)　　3۔ ایضاً (4256)

4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 371 (4269)　　5۔ ایضاً، (4272)

6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 78، دار صادر بیروت　　7۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 34 (12386)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

جوسورۂ ص میں ہے وہ حضرت داؤدعلیہ السلام نے توبہ کے طور پر کیا تھا جبکہ ہم اسے شکر کے طور پر کرتے ہیں۔(7)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سورۂ ص کی تلاوت کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے اس میں سجدہ کیا۔

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

''پس ہم نے بخش دی ان کی یہ تقصیر اور بیشک ان کے لیے ہمارے ہاں بڑا قرب ہے اور خوبصورت انجام ہے۔''

امام احمد نے ''زہد'' میں حکیم ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت داؤد علیہ السلام کی جگہ عرش کے پائے کے ساتھ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے داؤد! اس اچھی اور نرم آواز کے ساتھ میری عظمت بیان کر جس طرح تو دنیا میں میری عظمت بیان کرتا تھا۔ حضرت داؤد عرض کریں گے وہ کیسے اے میرے رب! جبکہ تو نے وہ آواز سلب کر لی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے وہ آواز واپس کرتا ہوں۔ تو وہ ایسی آواز سے عظمت و کبریائی بیان کرنے لگے کہ جنتیوں کی نعمتوں کو اس سے کم تر جانے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے اٹھنے والے حضرت داؤد اور ان کے بیٹے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سدی بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابوحفص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: وہ ایک ایسا آدمی ہے جس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا کہ قیامت کے روز لوگوں کو سخت پیاس اور سخت گرمی لگے گی۔ منادی کرنے والا حضرت داؤد کو پکارے گا اور تمام لوگوں کے سامنے انہیں پانی پلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ جو فرمایا ہے اس سے یہی مراد ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے قیامت کا ذکر کیا اس کی شان اور سختی کو بیان کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمائے گا میرے سامنے سے گزرو۔ حضرت داؤد عرض کریں گے اے میرے رب! مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری خطا مجھے ذلیل و رسوا نہ کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے قدم کو پکڑ لو۔ تو حضرت داؤد علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا قدم پکڑ لیں گے۔ پھر گزریں گے۔ یہی وہ زلفی ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اتنا قریب ہوگا کہ اپنا ہاتھ اس پر رکھے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اس کا گناہ بخش دیا ہے، حُسْنَ مَاٰبٍ سے مراد اچھی لوٹنے کی جگہ۔(1)

امام حکیم ترمذی نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت داؤد علیہ السلام کو اٹھایا جائے گا جبکہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 178، داراحیاء التراث العربی بیروت

کی خطا ان کے ہاتھ میں لکھی ہوگی۔ جب قیامت کے روز آپ اس خطا کو دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا کوئی پناہ نہیں دیکھیں گے۔ پھر دیکھیں گے تو مضطرب ہو جائیں گے۔ تو انہیں کہا جائے گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾

"اے داؤد! ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو (اپنا) نائب زمین میں، پس فیصلہ کیا کرو لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ اور نہ پیروی کیا کرو ہوائے نفس کی، وہ بہکا دے گا تمہیں راہ خدا سے۔ بیشک جو لوگ بھٹک جاتے ہیں راہ خدا سے ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے بھلا دیا تھا یوم حساب کو۔ اور نہیں پیدا کیا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے بے فائدہ۔ یہ تو کفار کا گمان ہے۔ پس بربادی ہے کفار کے لیے آگ (کے عذاب) سے۔"

امام ثعلبی رحمہ اللہ نے حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے، کہا مجھے میری قوم کے ایک آدمی نے بتایا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا کہ اس نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت کعب اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم سے پوچھا خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے؟ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے کہا ہم تو نہیں جانتے۔ حضرت سلمان فارسی نے کہا خلیفہ وہ ہوتا ہے جو رعیت میں عدل کرتا ہے۔ ان میں برابر طور پر تقسیم کرتا ہے۔ وہ ان پر اسی طرح شفقت کرتا ہے جس طرح آدمی اپنے گھر والوں پر شفقت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ کعب نے کہا میرا خیال تھا کہ میرے سوا کوئی بھی خلیفہ اور بادشاہ میں فرق نہیں جانتا۔

امام ابن سعد نے مروان کے واسطہ سے سلمان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے اس سے پوچھا کیا میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ ہوں؟ حضرت سلمان نے عرض کی خلیفہ وہ ہوتا جو عدل کرتا ہے۔ اگر تو نے مسلمانوں کی زمین سے ایک درہم، اس سے کم یا اس سے زیادہ حاصل کیا پھر اسے بے محل خرچ کیا تو تو بادشاہ ہے، خلیفہ نہیں۔ تو حضرت عمر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی العرجاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں؟ ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین! دونوں کے درمیان فرق ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ جواب دیا خلیفہ ناحق کوئی چیز نہیں لیتا اور نہ ناحق خرچ کرتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ آپ اسی طرح ہیں جبکہ بادشاہ ناانصافی

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 306، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً

کرتا ہے اس سے چھینتا ہے اور اسے دیتا ہے۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امارت وہ ہوتی ہے جو مشورہ سے حاصل ہو اور بادشاہت یہ ہوتی ہے کہ جس پر وہ بزور تلوار غلبہ پالے۔(1)

ثعلبی نے حضرت معاویہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ منبر پر بیٹھتے تو کہتے تھے اے لوگو! خلافت کا کام مال جمع کرنا نہیں ہے بلکہ خلافت سے مراد حق پر عمل کرنا، عدل کے ساتھ فیصلہ کرنا اور لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال لینا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت سالم جو ابوجعفر کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ابوجعفر امیر المومنین عباسی کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نکلے۔ جب آپ داخل ہوئے اور مشکل پیش آئی تو آپ نے امام اوزاعی کی طرف پیغام بھیجا۔ امام اوزاعی آئے کہا اے امیر المومنین! مجھے حسان بن عطیہ نے آپ کے جد اعلیٰ حضرت ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کہ جب تیرے پاس دو آدمی جھگڑا لے کر آئیں، تیرے دل میں ایک کے لیے میلان نفس ہو جبکہ تو اس کے لیے دل میں حق نہ پاتا ہو تو وہ اپنے ساتھی پر کامیاب ہو جاتا ہے۔(2) اپنا نام میری نبوت سے مٹا دینا پھر میرا خلیفہ ظاہر نہ کرنا اور نہ ہی تیرے لیے کوئی عزت ہوگی۔ اے امیر المومنین! ہمیں حسان بن عطیہ نے آپ کے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ جو حق کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے کیونکہ حق تو اللہ ہی ہے۔ اے امیر المومنین! مجھے حسان بن عطیہ نے تیرے دادا سے روایت نقل کی ہے لَا یُغَادِرُ صَغِیْرَةً وَّ لَا كَبِیْرَةً (الکہف۔49) صغیرہ مسکرانا اور کبیرہ ہنسنا ہے۔ ہاتھوں نے جو جنایتیں کی ہیں ان کا کیا ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگوں کے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ کرو۔ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت اپنی خواہش کو حق و انصاف پر ترجیح نہ دو کہ تو حق سے پھر جائے اور یہ چیز تجھے راہ راست سے گمراہ کر دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ میں تقدیم و تاخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں حساب والے دن فرمائے گا جو انہوں نے بھلایا اس کے بدلے میں شدید عذاب ہے۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے "زہد" میں حضرت ابوسلیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام مسجد میں داخل ہوتے تو بنو اسرائیل کے حلقوں میں سے گمنام حلقے کو دیکھتے پھر ان کے پاس بیٹھ جاتے پھر کہتے ایک مسکین مسکینوں کے درمیان۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک بیٹا فوت ہوا جس پر حضرت داؤد علیہ السلام کو شدید دکھ ہوا آپ سے عرض کی گئی آپ کے ہاں بیٹے کے مساوی کیا چیز تھی؟ فرمایا وہ مجھے

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 113، دار صادر بیروت 2۔ عبارت میں انقطاع محسوس ہوتا ہے تاہم متن میں اسی طرح نشان لگایا گیا ہے (مترجم)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 179 5۔ کتاب الزہد، صفحہ 92، دار الکتب العلمیہ بیروت

زمین بھر سونے سے بھی زیادہ محبوب تھا آپ سے کہا گیا آپ کو اجر بھی اسی قدر ملے گا۔

امام عبداللہ نے "زوائد زہد" میں اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا تھی "سُبْحَانَ مُسْتَخْرِجَ الشُّكْرِ بِالْعَطَاءِ، وَمُسْتَخْرِجَ الدُّعَاءِ بِالْبَلَاءِ" پاک ہے وہ ذات جو عطا کے بدلے شکر اور مصیبت کے بدلے دعا کا تقاضا کرتی ہے۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا میں تجھے دو علموں سے آگاہ نہ کروں جب تو ان دونوں پر عمل کرے تو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لے اور میری رضا کو بھی پالے؟ عرض کی کیوں نہیں یا رب! فرمایا جو میرے اور تیرے درمیان معاملات ہیں انہیں تقویٰ کے ساتھ محفوظ کر اور لوگوں کے ساتھ ان کے اخلاق کے مطابق میل جول رکھ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا: مگر اللہ کو یاد کرنے والا تو اس کے ساتھ اللہ کا ذکر کر مگر نصیحت کرنے والا یا یاد کرانے والا تو اس کے ساتھ یاد کر۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں بناتے جبکہ وہ منبر پر ہوتے پھر اسے بازار بھیجتے، اسے بیچتے تو اس کی ثمن سے کھاتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب رات کو قیام فرماتے تو عرض کرتے اے اللہ! آنکھیں سو گئیں، ستارے غروب ہو گئے جبکہ تو حی و قیوم ہے جسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عثمان شحام ابی سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا مجھے بصرہ کے ایک شیخ نے بیان کیا ہے جس کی بڑی فضیلت تھی اور جس کی بڑی عمر تھی کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب! میرے لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ میں زمین پر تیرے لیے اخلاص کے ساتھ چلوں پھروں اور اخلاص کے ساتھ تیرے لیے عمل کروں؟ فرمایا اے داؤد! جو مجھ سے محبت کرتا ہے اس سے محبت کر، وہ سرخ ہو یا سفید تیرے ہونٹ میرے ذکر سے ہمیشہ تر رہیں اور غیبت کے بستر سے دور رہ۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! میرے لیے یہ کیسے ممکن ہوگا؟ کہا اہل دنیا میں سے نیک اور بد کو میرا محبوب بنا دے؟ فرمایا اے داؤد! تو اہل دنیا سے ان دنیا کی وجہ سے نرمی کر اور اہل آخرت سے ان کی آخرت کی وجہ سے محبت کر اور میرے اور اپنے درمیان اپنے دین کو پسند کر کیونکہ جب تو ایسا کرے گا اور تو ہدایت پر ہوگا تو جو گمراہ ہے وہ تجھے کچھ نقصان نہ دے گا۔ عرض کی اے میرے رب! اپنی مخلوق میں سے اپنے مہمان دکھا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا جن کی ہتھیلیاں صاف، دل صاف سیدھے ہو کر چلیں اور سچی بات کریں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ مصیبت کی سختی کیا ہے؟ فرمایا بازار سے روٹی خریدنا اور ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہونا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے اللہ! اپنی محبت کو میرے ہاں میرے نفس، میرے کان، میری آنکھ، میرے خاندان اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

امام احمد نے وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! کون سے بندے تجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں؟ فرمایا مومن اچھی صورت والے۔ پوچھا کون سے بندے تجھے سب سے زیادہ ناپسند ہیں؟ فرمایا کافر جو بدصورت ہو۔ اس (مومن) نے شکر کیا اور اس (کافر) نے کفر کیا۔ عرض کی کون سے بندے تجھے زیادہ مبغوض ہیں؟ فرمایا ایسا بندہ جو مجھ سے کسی معاملہ میں خیر کا طالب ہو میں اس کے سامنے خیر کی صورت واضح کردوں تو وہ مجھ سے راضی نہ ہو۔

امام عبداللہ رحمہ اللہ نے ''زوائد زہد'' میں حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! میرے لیے بدکار (ساتھی) نہ بنا کہ میں کہیں بدکار نہ بن جاؤں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں سے یہ تھی اے اللہ! مجھے ایسی تنگ دستی عطا نہ کر کہ میں بھلا دیا جاؤں اور مجھے اتنا غنی نہ کر کہ میں سرکش بن جاؤں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! کون سا رزق زیادہ پاکیزہ ہے؟ فرمایا اے داؤد! تیرے ہاتھ کی کمائی۔

امام احمد نے حضرت ابوجلد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد! میرے صدیق بندوں کو خبردار کرو۔ وہ اپنے آپ پر فخر نہ کریں اور اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کریں کیونکہ میرے بندوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جسے میں حساب کے لیے کھڑا کروں اور اس پر عدل قائم کروں تو میں اسے عذاب دوں گا۔ اس پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں گا اور خطا کرنے والوں کو بشارت دو کہ وہ کسی گناہ کو بڑا خیال نہ کریں کہ میں اسے نہ بخشوں گا اور اس سے درگزر نہ کروں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوجلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک ندا کرنے والے کو حکم دیا اس نے اعلان کیا اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ۔ لوگ نکلے ان کا خیال تھا کہ اس دن کوئی وعظ و نصیحت، تعلیم اور دعاء ہوگی۔ جب وہ بیٹھنے کی جگہ پر پہنچے تو صرف یہ کہا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا اے اللہ! ہمیں بخش دے اور چلے گئے۔ بعد میں آنے والے لوگ پہلوں سے ملے۔ پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے جواب دیا نبی نے صرف ایک دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میری طرف سے اپنی قوم کو یہ خبر پہنچا دے کیونکہ انہوں نے تیری دعا کو قلیل خیال کیا ہے کہ میں جسے بخشتا ہوں اس کی آخرت اور دنیا کے معاملہ کو درست کردیتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام لوگوں سے مصیبت پر سب سے زیادہ صبر کرنے والے، سب سے زیادہ علم والے اور غصے کو سب سے زیادہ ضبط کرنے والے تھے۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 68(34255)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

میرے رب! میں تیرے لیے زمین میں کیسے اخلاص کے ساتھ کوشش کر سکتا ہوں؟ فرمایا تو کثرت سے میرا ذکر کرے تو ہر اس آدمی سے محبت کرے جو مجھ سے محبت کرتا ہو۔ وہ سفید ہو یا سیاہ۔ تو لوگوں کے لیے بھی ایسا ہی فیصلہ کرے جو اپنے لیے کرتا ہے اور غیبت کے محل سے دور رہ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوعبداللہ جدلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ! میں ایسے پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کی آنکھ مجھے دیکھے اس کا دل میری طرف ہی متوجہ رہے۔ اگر وہ بھلائی دیکھے تو اسے دفن کر دے۔ اگر برائی دیکھے تو اسے عام کر دے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی سعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ایک دعا یہ تھی اے اللہ! میں برے پڑوسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد کہا کرتے تھے اے اللہ! اس عمل سے جو مجھے رسوا کر دے، اس غم سے جو مجھے ہلاک کر دے، اس فقر سے جو مجھے بھلا دے اور اس غنا سے جو مجھے سرکش بنا دے تیری پناہ چاہتا ہوں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف وحی کی میرے بندوں سے محبت کرو اور مجھے میرے بندوں کے ہاں محبوب بنا دو۔ عرض کی اے میرے رب! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تیرے بندوں سے محبت کرتا ہوں مگر میں تجھے ان کا کیسے محبوب بنا دوں؟ فرمایا تو میرا ان کے ہاں ذکر کیا کر تو وہ میرا ذکر اچھے الفاظ سے ہی کریں گے۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوجعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے اللہ! جو غمگین کو دلاسہ دے اور وہ صرف تیری رضا کا طالب ہو اس کی جزاء کیا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے تقویٰ کا لباس پہناؤں گا۔ عرض کی اس آدمی کی جزاء کیا ہے جو کسی جنازے کے ساتھ چلتا ہے اس سے مقصود صرف تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ جب وہ فوت ہو گا تو میرے فرشتے اس کو الوداع کریں گے اور ارواح میں سے اس کی روح پر رحمتیں نازل کروں گا؟ عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو یتیم یا بیوہ کا سہارا بنتا ہے، مقصد اس کا تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے اس روز اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جس روز میرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہو گا۔ عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی جزاء کیا ہے جس کی آنکھیں تیرے ڈر سے بہ پڑیں؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ فزع اکبر کے وقت میں اسے امن دوں گا اور اس کے چہرے کو جہنم کی لپک سے محفوظ کروں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوجلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی دعاؤں میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 113 (29891)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 49 (29383)
3۔ ایضاً (29384) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 68 (34254)

سے یہ پڑھا ہے کہ آپ نے عرض کی اے میرے اللہ! اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو کسی غمگین، مصیبت زدہ کو دلاسہ دے، مقصود اس کا تیری رضا ہو؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے ایمان کی چادروں میں سے ایک چادر پہناؤں جس کے ساتھ اسے آگ سے پردہ میں کروں اور اسے جنت میں داخل کروں۔ عرض کی اس آدمی کی کیا جزاء ہے جو کسی جنازہ کے ساتھ چلتا ہے، مقصد تیری رضا ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ جب وہ فوت ہوگا تو فرشتے قبر تک اسے الوداع کریں گے اور میں ارواح میں اس کی روح پر رحمت کروں گا۔ عرض کی اس کی کیا جزاء ہے جو یتیم اور بیوہ کا سہارا بنے، مقصد تیری رضا ہو؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اسے اس روز اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا جس روز میرے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ عرض کی جو آدمی تیرے ڈر سے رویا یہاں تک کہ اس کی آنکھوں سے آنسو چہرے پر بہ پڑے اس کی کیا جزاء ہے؟ فرمایا اس کی جزاء یہ ہے کہ میں اس کے چہرے کو آگ پر حرام کردوں گا اور فزع اکبر کے دن اسے امان دوں گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان سے کہا یتیم کے لیے شفیق باپ کی طرح ہو جاؤ۔ یہ جان لو جیسے تو کاشت کرے گا ایسے ہی کاٹے گا۔ یہ بات جان لو نیک عورت اپنے گھر والوں کے لیے اس بادشاہ کی طرح ہے جس کے سر پر تاج ہو اور اس پر سونا چڑھا ہوا ہو اور یہ بات ذہن میں ڈالو کہ بری عورت گھر والوں کے لیے اس کمزور بوڑھے کی طرح ہے جس کی پشت پر بھاری بوجھ ہو۔ غنا کے بعد فقر کتنا ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ قبیح ہدایت کے بعد گمراہی ہے۔ اگر تو اپنے ساتھی سے وعدہ کرے تو اس وعدہ کو پورا کر۔ اگر تو اس طرح نہیں کرے گا تو اپنے اور اس کے درمیان دشمنی ڈال دے گا۔ ہم ایسے ساتھی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، جب تو اسے یاد کرے تو وہ تیری مدد نہ کرے اور جب تو بھول جائے تو وہ تجھے یاد نہ کرے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ! نہ ایسی مرض عطا کر جو مجھے فنا کر دے اور نہ ایسی قوت دے جو مجھے بھلا دے بلکہ ان کے درمیان رکھ۔(1)

عبداللہ بن زید بن رفیع نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک بڑے بخیل کو زمین و آسمان کے درمیان لٹکتے ہوئے دیکھا۔ عرض کی اے میرے رب! یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ میری لعنت ہے جسے میں ہر ظالم کے گھر میں داخل کرتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا: قرض پر مدد کرنے والا خوشحال کتنا اچھا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! میری عمر لمبی ہوگئی ہے، میرا بڑھاپا بڑھ گیا ہے اور میرے اعضاء کمزور پڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی اے داؤد! انہیں مبارک ہو جن کی عمر لمبی ہے اور عمل اچھا ہے۔(3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 49 (29382)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69 (34264)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 70 (34265)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو حسن صوت کی نعمت عطا کی گئی جو کسی اور کو عطا نہ کی گئی یہاں تک کہ پرندے اور جنگلی جانور آپ کے گرد بیٹھے ہوتے تو وہ پیاس اور بھوک کی وجہ سے مر جاتے اور دریاؤں کا پانی تھم جاتا۔

اَمۡ نَجۡعَلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالۡمُفۡسِدِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۫ اَمۡ نَجۡعَلُ الۡمُتَّقِیۡنَ کَالۡفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

"کیا ہم بنادیں گے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان لوگوں کی مانند جو فساد برپا کرتے ہیں زمین میں یا ہم بنادیں گے پرہیزگاروں کو فاجروں کی طرح"

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سے مراد حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ بن حارث ہیں اور کَالۡمُفۡسِدِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ سے مراد عتبہ، شیبہ اور ولید ہیں۔ انہوں نے غزوۂ بدر کے دن دعوت مبارزت دی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، کہا میری زندگی کی قسم! یہ لوگ آپس میں برابر نہیں۔ یہ لوگ موت کے وقت دنیا میں الگ الگ ہو گئے۔

امام ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح کانٹوں سے انگور نہیں چنے جاسکتے اسی طرح فجار ابرار کا مقام حاصل نہیں کر سکتے۔

کِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰہُ اِلَیۡکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِہٖ وَ لِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الۡاَلۡبَابِ ﴿۲۹﴾

"یہ کتاب ہے جو ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف، بڑی بابرکت تاکہ وہ تدبر کریں اس کی آیتوں میں اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقل مند۔"

امام سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری سے لِّیَدَّبَّرُوۡۤا اٰیٰتِہٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے عمل سے اس کا اتباع کرو۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے، اُولُوا الۡاَلۡبَابِ سے مراد لوگوں میں سے دانش مند ہیں۔(1)

وَ وَہَبۡنَا لِدَاوٗدَ سُلَیۡمٰنَ ؕ نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿ؕ۳۰﴾ اِذۡ عُرِضَ عَلَیۡہِ بِالۡعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الۡجِیَادُ ﴿ۙ۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّیۡۤ اَحۡبَبۡتُ حُبَّ الۡخَیۡرِ عَنۡ ذِکۡرِ رَبِّیۡ ۚ حَتّٰی تَوَارَتۡ بِالۡحِجَابِ ﴿ٝ۳۲﴾ رُدُّوۡہَا عَلَیَّ ؕ فَطَفِقَ مَسۡحًۢا بِالسُّوۡقِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

الْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

''اور ہم نے عطا فرمایا داؤد کو سلیمان (جیسا فرزند) بڑی خوبیوں والا بندہ، بہت رجوع کرنے والا۔ جب پیش کیے گئے آپ پر سہ پہر کو تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے تیز رفتار گھوڑے۔ تو آپ نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لیے (پھر انہیں چلانے کا حکم دیا) یہاں تک کہ چھپ گئے پردہ کے پیچھے۔ (حکم دیا) واپس لاؤ انہیں میرے پاس تو ہاتھ پھیرنے لگے ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حضرت سلیمان عطا فرمایا تو حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا اے بیٹے! سب سے اچھی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا سکینہ اور ایمان۔ پوچھا سب سے قبیح چیز کیا ہے؟ فرمایا ایمان کے بعد کفر۔ پوچھا سب سے میٹھی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ کے بندوں کے درمیان اس کی رحمت۔ پوچھا سب سے ٹھنڈی چیز کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا لوگوں کو معاف کرنا اور لوگوں کا ایک دوسرے کو معاف کرنا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا تو نبی ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی: میں تیرے بیٹے سے سات باتیں پوچھنے والا ہوں، اگر وہ تجھے بتادے تو اسے علم اور نبوت عطا کر۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ میں تجھ سے سات باتیں پوچھوں، اگر تو مجھے بتادے تو میں تجھے علم اور نبوت کا وارث بنادوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی مجھ سے جو چیز چاہیں پوچھیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا مجھے بتا شہد سے زیادہ میٹھی کیا چیز ہے، برف سے زیادہ ٹھنڈی کیا چیز ہے، ریشم سے زیادہ نرم کیا چیز ہے، جس کا اثر نہ پانی میں، نہ صفاء (ملائم پتھر) پر اور نہ آسمان میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اور جو سرسبز و شادابی کے زمانہ اور خشک سالی میں موٹا کرے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو شہد سے زیادہ میٹھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے جو ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو برف سے زیادہ ٹھنڈی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کے دلوں کو کھٹکھٹائے۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے جو ریشم سے زیادہ بھی نرم ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے جب اولیاء اللہ باہم اس کا ذکر کریں۔ جس کا اثر پانی میں دکھائی نہیں دیتا وہ کشتی ہے جو گزر جاتی ہے تو اس کا کوئی نشان دکھائی نہیں دیتا۔ جس کا اثر صاف چٹان پر دکھائی نہیں دیتا تو وہ چیونٹی ہے جو پتھر پر گزرتی ہے۔ جس کا اثر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا۔ وہ پرندہ ہے جو اڑتا ہے اس کا اثر آسمان میں دکھائی نہیں دیتا جو خشک سالی اور سرسبزی میں موٹا ہوتا ہے وہ مومن ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اسے آزمائش میں ڈالتا ہے تو صبر کرتا ہے۔ اس کا دل آلودگی سے پاک اور روشن ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے بیٹے کو دیکھو اور اس سے چودہ باتیں پوچھو، اگر وہ تجھے جواب دے دے تو اسے علم اور نبوت کا وارث

بنادو۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے عرض کی مجھے پڑھانے والا کوئی نہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا اے بیٹے! مجھے بتا تیری عقل کہاں ہے؟ فرمایا دماغ میں۔ پوچھا تیری حیا کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں آنکھیں۔ پوچھا تیرے ہاں باطل کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں کان، پوچھا تیری غلطیوں کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی زبان، پوچھا تیرا راستہ کون سا ہے؟ عرض کی دونوں نتھنے، پوچھا ادب اور بیان کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں گردے، پوچھا سختی کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی جگر، پوچھا ہوا کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی پھیپھڑے، پوچھا تیری خوشی کی جگہ کہاں ہے؟ عرض کی۔ تلی، پوچھا تیری کمائی کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی دونوں ہاتھ، پوچھا تیرے کھڑا ہونے کا دروازہ کونسا ہے؟ عرض کی دونوں ٹانگیں، پوچھا تیری شہوت کی جگہ کون سی ہے؟ عرض کی شرمگاہ، پوچھا تیری اولاد کی جگہ کون سی ہے؟ فرمایا ریڑھ کی ہڈی، پوچھا علم، سمجھ اور حکمت کی جگہ کون سی ہے؟ فرمایا دل۔ فرمایا جب دل درست ہو جائے تو تمام اعضاء درست ہو جاتے ہیں۔ جب دل خراب ہو جاتا ہے تو تمام جسم خراب ہو جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوَّابٌ کا معنی نقل کیا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے اور بہت زیادہ نماز پڑھنے والے تھے۔ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ یعنی گھوڑے۔ صفونها یعنی ان کا کھڑا ہونا اور اپنی ٹانگوں کو ڈھیلا چھوڑنا۔ الْخَيْرِ سے مراد مال ہے۔ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ یعنی نماز عصر۔ (1)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ گھوڑا گھوڑا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا گھوڑے کو پیدا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صفوان الفرس سے مراد گھوڑے کا ایک قدم اٹھانا یہاں تک کہ کھر کے کونے پر سہارا لے۔ اور الْجِيَادُ سے مراد تیز ہے۔ (2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے رحمہم اللہ حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی گھوڑے (3) صفوان سے مراد ان کا کھڑا ہونا پاؤں کا سیدھا کرنا ہے تو ان کی گردنیں اور پنڈلیاں اٹھی ہوتی ہیں۔ الْخَيْرِ سے مراد مال ہے گھوڑوں کا گزرنا مجھے اللہ کی عبادت سے غافل نہیں کر سکتا اس کی پنڈلیاں ننگی کیں اور ان کی گردنوں کو اڑا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ گھوڑے جن کے پاؤں حضرت سلیمان علیہ السلام نے کاٹے تھے وہ پروں والے گھوڑے تھے جو سمندر سے نکالے گئے تھے، نہ آپ سے پہلے ایسے گھوڑے تھے اور نہ ہی اس کے بعد ایسے گھوڑے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْخَيْرِ سے مراد مال، رُدُّوْهَا میں هَا ضمیر سے مراد گھوڑے اور مَسْحًا سے مراد تلوار سے کاٹنا ہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی جو نماز رہ گئی تھی وہ عصر کی نماز تھی۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 83-180، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 181
3۔ درمنثور میں عبارت حذف ہے تاہم ابن جریر میں موجود عبارت کے مطابق ترجمہ کیا گیا ہے (مترجم) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 182

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ کا مطلب ہے کہ یہ سبز یاقوت کا پردہ ہے جس نے مخلوقات کو گھیر رکھا ہے۔ اسی سے آسمان سبز ہوتا ہے جس کی وجہ سے اسے السماء الخضراء کہتے ہیں اور سمندر آسمان کی وجہ سے سبز ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے البحر الاخضر۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک یا غزوۂ خیبر سے واپس تشریف لائے۔ میں آئی اور گڑیوں سے پردہ ہٹایا۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہ نے عرض کی یہ میری گڑیاں ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے درمیان ایک گھوڑا دیکھا۔ کپڑے کے ٹکڑوں سے جس کے پر بنائے گئے تھے۔ پوچھا یہ کیا ہے جو میں ان کے درمیان دیکھتا ہوں؟ عرض کی یہ گھوڑا ہے جس کے دو پر ہیں۔ پوچھا یہ اس کے اوپر کیا ہے؟ عرض کی یہ دو پر ہیں۔ فرمایا گھوڑا اور اس کے دو پر؟ عرض کی کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے تھے جن کے پر بھی تھے۔ حضور ﷺ مسکرائے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں دکھائی دینے لگیں۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ بیس ہزار گھوڑے تھے جن کے پر بھی تھے جن کی ٹانگیں آپ نے کاٹ دی تھیں۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بستی کے پیچھے چھپ گیا۔ آسمان کی سرسبزی اسی کی وجہ سے ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے "مصنف" میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعظیم کی خاطر ان سے بات نہیں کی جاتی تھی، آپ کی عصر کی نماز فوت ہوگئی، کسی کی ہمت نہ ہوتی کہ آپ سے گفتگو کر سکے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں عَنْ بمعنی من ہے فَطَفِقَ مَسْحًا آپ گھوڑوں کی گردنوں پر بالوں اور ان کی ٹانگوں پر ہاتھ پھیرنے لگے۔(5)

طبرانی نے "اوسط" میں، اسماعیل نے "معجم" میں اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابی بن کعب سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کی پنڈلیاں اور گردنیں تلوار سے کاٹنے لگے۔(6)

وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَ اَلْقَیْنَا عَلٰى كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾

"اور ہم نے فتنہ میں ڈالا سلیمان (علیہ السلام) کو اور ڈال دیا ان کے تخت پر ایک بے جان جسم۔ پھر وہ (ہماری طرف) متوجہ ہوئے۔"

امام فریابی، حکیم ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں جَسَدًا سے مراد

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 319، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 181، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 183
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 70 (34271)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 183
6۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 221 (11306)، دارالفکر بیروت

شیطان ہے جو آپ کے تخت پر تھا اور لوگوں کے درمیان چالیس روز تک فیصلے کرتا رہا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک بیوی تھی جسے جرادہ کہتے۔ اس کے خاندان اور دوسری قوم کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انصاف کے مطابق فیصلہ کیا۔ تاہم دل میں یہ خواہش ہوئی کہ حق اس کے گھر والوں کا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تجھ پر کوئی نہ کوئی آزمائش آئے گی۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ مصیبت آسمان سے آئے گی یا زمین سے آئے گی۔(1)

امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے قوی سند کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ بیت الخلاء میں داخل ہوں۔ آپ نے اپنی انگوٹھی جرادہ کو دی۔ جرادہ آپ کی بیوی تھی اور سب سے محبوب بیوی تھی۔ شیطان اس کے پاس حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں آیا۔ اس سے کہا میری انگوٹھی مجھے دے دو۔ جرادہ نے وہ انگوٹھی اسے دے دی۔ جب شیطان نے وہ انگوٹھی پہنی تو جن، انسان اور شیطان اس کے مطیع ہو گئے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت الخلاء سے نکلے تو جرادہ سے فرمایا میری انگوٹھی مجھے دو۔ اس نے کہا میں نے وہ انگوٹھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو دے دی۔ تو آپ نے فرمایا سلیمان تو میں ہوں۔ جرادہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے، تو سلیمان نہیں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جس کے پاس بھی آتے کہتے میں سلیمان ہوں۔ تو وہ آپ کو جھٹلاتا یہاں تک کہ بچے آپ کو پتھر مارنے لگے۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ دیکھا تو پہچان گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور شیطان لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگا۔

جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کو واپس مل جائے تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ڈالا کہ وہ اس شیطان کا انکار کر دیں۔ ان لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی طرف پیغام بھیجا کہ سلیمان کی کوئی چیز تمہارے پاس موجود ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، یہ اب ہمارے پاس اس وقت آتا ہے جب ہم حائضہ ہوتی ہیں جبکہ پہلے وہ ہمارے پاس اس حالت میں نہیں آتا تھا۔

جب شیطان نے یہ دیکھا کہ اس کی حقیقت کا علم ہو چکا ہے، اس نے گمان کیا کہ اس کا معاملہ ختم ہو چکا ہے۔ انہوں نے ایسی کتابیں لکھیں جن میں جادو اور مکر تھا۔ اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دفن کر دیا پھر انہوں نے ان کتابوں کو نکالا اور لوگوں کے سامنے انہیں پڑھا اور کہا ان کے ذریعے حضرت سلیمان علیہ السلام لوگوں پر غالب آتے تھے۔ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا انکار کیا۔ وہ لگا تار ان کا انکار کرتے رہے۔ اس شیطان کو انگوٹھی کے ساتھ بھیجا گیا تو اس نے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ ایک مچھلی نے اس انگوٹھی کو پایا اور اسے نگل لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام سمندر کے کنارے مزدوری کرتے۔ ایک آدمی آیا اس نے مچھلیاں خریدیں۔ ان میں وہ مچھلی بھی تھی جس کے پیٹ میں انگوٹھی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے بلایا اور کہا میرے لیے یہ مچھلی لیتے جاؤ۔ پھر آپ گھر چلے گئے۔ جب آدمی اپنے گھر کے دروازے تک پہنچا تو اس نے وہ مچھلی آپ کے حوالے کر دی جس کے پیٹ میں وہ انگوٹھی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ مچھلی لے لی۔ اس

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 471 (3623)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کے پیٹ کو چاک کیا تو انگوٹھی اس کے پیٹ میں تھی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا۔ جب اس نے وہ انگوٹھی پہنی تو انسان، جن اور شیطان آپ کے مطیع ہو گئے اور آپ پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے۔ شیطان بھاگ گیا یہاں تک کہ سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ میں جا پہنچا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی تلاش میں کارندے بھیجے۔ بڑے سرکش جن اس کو تلاش کر رہے تھے مگر اس پر قادر نہیں ہو رہے تھے یہاں تک کہ ایک روز انہوں نے شیطان کو سوتے ہوئے پالیا۔ یہ طاقتور جن اس کے پاس آئے تو سکے کی ایک عمارت اس پر بنا دی۔ وہ جاگا اور تیزی سے اٹھا وہ اس گھر کی جس سمت بھی جاتا تو سکہ نے اسے گھیرا ہوتا۔ ان جنوں نے اسے پکڑ لیا۔ اسے جکڑا اور اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھر لے گئے۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو سنگ مرمر میں ایک سوراخ بنایا گیا۔ پھر اسے اس میں داخل کیا گیا۔ پھر اسے تانبے سے بند کر دیا گیا۔ پھر آپ نے اس بارے میں حکم دیا اور اسے سمندر میں پھینک دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے کہ شیطان نے آپ پر تسلط کر لیا تھا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ میں سے چار آیات ایسی ہیں جن کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں کہ ان کا کیا معنی ہے یہاں تک کہ میں نے ان کے بارے میں کعب الاحبار سے پوچھا قَوْمُ تُبَّعٍ (الدخان: 37) کہ تبع کا ذکر نہیں کہ وہ کون تھا۔ تو کعب الاحبار نے کہا کہ تبع ایک بادشاہ تھا۔ اس کی قوم کاہن تھی۔ اس کی قوم میں کچھ لوگ اہل کتاب میں سے تھے۔ کاہن، اہل کتاب پر حملہ کر دیتے اور ان کے پیروکاروں کو قتل کر دیتے۔ اہل کتاب نے تبع سے کہا کہ وہ ہمیں جھٹلاتے ہیں۔ تبع نے کہا اگر تم سچے ہو تو قربانی دو۔ تم میں سے جو افضل ہوگا آگ اس کی قربانی کھا جائے گی۔ اہل کتاب اور کاہنوں نے قربانی دی۔ آسمان سے آگ آئی اور اہل کتاب کی قربانی کو کھا گئی۔ تبع نے اہل کتاب کی پیروی کی اور وہ اسلام لے آیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کی قوم کا ذکر کیا۔ تبع کا ذکر نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس نے کہا میں نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ کے بارے میں پوچھا تو کعب نے کہا کہ شیطان نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی قبضے میں کر لی جس میں آپ کی بادشاہت تھی۔ اسے سمندر میں پھینک دیا۔ وہ انگوٹھی ایک مچھلی کے پیٹ میں چلی گئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھومتے پھرتے رہتے تھے کہ آپ کو وہ مچھلی بطور صدقہ دی گئی۔ آپ نے اس مچھلی کو بھونا اور اسے کھایا تو اس میں وہ انگوٹھی تھی تو پھر آپ کی بادشاہت واپس آ گئی۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صخر جن نے آپ کی صورت اختیار کی اور آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ سے کہا گیا اسے بناؤ مگر اس میں لوہے کی آواز سنائی نہ دے۔ آپ نے اس کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہوئے۔ آپ سے عرض کی گئی کہ ایک طاقتور جن ہے جس کو صخر کہتے ہیں جو مارد کے مشابہ تھا۔ آپ نے اس جن کو طلب کیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 120، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184

سمندر میں ایک چشمہ تھا جس پر وہ ہفتہ میں ایک دن آتا۔ اس چشمے کا پانی نکال لیا گیا اور اس میں شراب ڈال دی گئی۔ وہ اپنے آنے کے دن اس چشمہ پر آیا تو وہاں شراب تھی۔ جن نے کہا تو اچھا مشروب ہے۔ تو حلیم کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے اور جاہل کی جہالت میں اضافہ کرتا ہے۔ پھر بھاگ گیا یہاں تک کہ اسے سخت پیاس لگی۔ اس کے پاس آیا۔ اسے پیا یہاں تک کہ شراب اس کی عقل پر غالب آ گئی۔ انگوٹھی لائی گئی اور اس کے کندھوں کے درمیان لگا دی گئی۔ وہ مطیع ہو گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی اس جن کو آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہمیں یہ گھر بنانے کا حکم ہوا ہے اور ہمیں یہ کہا گیا ہے اس میں لوہے کی آواز سنائی نہ دے۔ تو ہدہد کا انڈا لایا گیا۔ اس پر شیشہ کا خول بنا دیا گیا۔ ہدہد آیا۔ اس کے گرد چکر لگایا۔ وہ اپنا انڈا دیکھتا مگر اس تک پہنچنے پر قادر نہ تھا۔ ہدہد گیا اور الماس لے آیا۔ اس نے الماس کو شیشے پر رکھا اور اسے کاٹ دیا یہاں تک کہ اپنے انڈے تک پہنچ گیا۔ انہوں نے الماس لیا اور اس کے ساتھ پتھر کاٹنے لگے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلاء یا حمام میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی کے ساتھ داخل ہوتے۔ ایک روز آپ حمام میں گئے۔ اس جن کو اپنی انگوٹھی دی۔ اس نے وہ انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ ایک مچھلی نے وہ انگوٹھی لقمہ بنا لی۔ اسی کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت چھن گئی۔ اس جن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی۔ وہ جن آیا اور آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ آپ کی بیویوں کے علاوہ تمام چیزوں پر تسلط جما لیا۔ اس نے ان کے درمیان چالیس دن تک فیصلہ کیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انگوٹھی مچھلی کے پیٹ میں پائی۔ آپ آئے تو جو جن اور پرندہ آپ کے سامنے آتا وہ سجدہ کرتے یہاں تک کہ آپ لوگوں تک پہنچے۔ جَسَدًا سے مراد وہی صخر جن ہے ثُمَّ اَنَابَ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی پھر واپس آئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ جن ہے جسے آصف کہتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا تم لوگوں کو کیسے فتنہ میں مبتلا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی مجھے اپنی انگوٹھی دکھاؤ۔ میں تمہیں اس بارے میں بتاتا ہوں۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ انگوٹھی آپ کو دی تو آصف نے وہ انگوٹھی سمندر میں پھینک دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھومنے لگے۔ آپ کی بادشاہت جاتی رہی اور آصف آپ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں سے روک دیا۔ وہ ان کے قریب نہیں جاتا تھا اور وہ اس کے قریب نہیں جاتی تھیں۔ ان بیویوں نے بھی اس کے معاملہ کو عجیب جانا اور لوگوں نے بھی تعجب کا اظہار کیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کھانا طلب کرتے اور کہتے کیا تم جانتے ہو کہ میں سلیمان علیہ السلام ہوں؟ تو لوگ آپ کو جھٹلاتے یہاں تک کہ ایک عورت نے آپ کو مچھلی دی اور اس کے پیٹ کی خوشبو دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی اس کے پیٹ میں پائی تو آپ کی حکومت آپ کو واپس مل گئی۔ شیطان بھاگ گیا اور سمندر میں داخل ہو گیا۔ (1)

امام طبرانی نے "اوسط" میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، داراحیاء التراث العربی بیروت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ آپ نے بڑے جن سے فرمایا اسے موت سے چھپا لے؟ جنوں نے کہا ہم اسے مشرق کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت جا پہنچے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے مغرب میں لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت پہنچ جائے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے سمندروں کی طرف لے جاتے ہیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اسے وہاں بھی موت پہنچ جائے گی۔ انہوں نے کہا ہم اسے آسمان اور زمین کے درمیان رکھتے ہیں۔ موت کا فرشتہ آیا۔ اس نے کہا مجھے ایک روح کو قبض کرنے کا حکم دیا گیا جسے میں نے سمندروں میں اور زمین کی اطراف میں تلاش کیا تو میں نے اسے نہ پایا۔ اسی اثناء میں کہ میں آسمانوں کی طرف واپس آ رہا تھا تو میں اس تک پہنچ گیا۔ میں نے اس کی روح کو قبض کر لیا۔ اس بچے کا جسم نیچے آیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر آ پڑا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے کہا ہمیں حضرت واقدی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہا ہمیں حضرت معشر رحمہ اللہ نے حضرت مقبری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے کہا میں آج کی رات اپنی بیویوں میں سے سو بیویوں کے پاس جاؤں گا۔ ان میں سے ہر ایک بیوی ایک شاہ سوار جنے گی جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا اور ان شاء اللہ نہ کہا۔ اگر وہ ان شاء اللہ کہتے تو ایسا ہی ہو جاتا۔ آپ سو بیویوں کے پاس گئے صرف ایک بیوی حاملہ ہوئی۔ وہ ایک نامکمل انسان کے ساتھ حاملہ ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس نامکمل بچے سے بڑھ کر کوئی محبوب نہ تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے بچے فوت ہو جاتے۔ ملک الموت ایک انسان کی صورت میں حاضر ہوا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اگر تو طاقت رکھے تو میرے اس بیٹے کو آٹھ دن مہلت دینا۔ جب اس کی موت کا وقت آ جائے تو ملک الموت نے کہا نہیں۔ لیکن میں تجھے اس کی موت سے تین دن پہلے آگاہ کر دوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے پاس بیٹھنے والے جنوں سے فرمایا تم میں سے کون ہے جو میرے اس بیٹے کو چھپائے گا؟ ان میں سے ایک نے کہا میں اسے آپ کے لیے مشرق میں چھپا دیتا ہوں۔ پوچھا آپ اسے کس سے چھپانا چاہتے ہیں؟ فرمایا ملک الموت سے اس جن نے کہا وہ تو اسے دیکھ لے گا۔ دوسرے نے کہا میں اسے ایسے دو ساتھیوں کے درمیان چھپا دوں گا جو اسے نہیں دیکھ سکیں گے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اگر کوئی چیز موزوں ہے تو یہ ہے۔ جب اس کی موت کا وقت آ گیا تو ملک الموت نے اسے زمین میں دیکھا۔ اس کے مشرق میں اسے نہ پایا۔ اسے مغرب میں نہ پایا اور سمندروں میں سے اسے کہیں نہیں پایا۔ اسے دو جڑے ہوئے ساتھیوں میں دیکھ لیا۔ وہ اس بچے کے پاس آیا۔ اسے پکڑ لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت پر اس کی روح کو قبض کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ حضرت داؤد علیہ السلام سمندر کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ انگوٹھی سے کھیل رہے تھے کہ آپ سے انگوٹھی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 22-221(11307)، دار الفکر بیروت

سمندر میں گر پڑی۔ آپ کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ آپ چلے گئے اور ایک بڑے جن کو اپنے گھر میں اپنا نائب بنا گئے۔ آپ ایک بوڑھی عورت کے پاس آئے۔ وہاں پناہ لے لی۔ بڑھیا نے آپ سے کہا اگر آپ چاہیں تو آپ جائیں اور انگوٹھی تلاش کریں۔ میں گھر کے کام کاج میں آپ کے لیے کافی ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ گھر کے کام کاج کریں تو میں جاؤں اور اسے تلاش کروں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام انگوٹھی تلاش کرنے کے لیے چلے گئے۔ آپ ایک قوم کے پاس آئے جو مچھلیاں شکار کر رہے تھے۔ آپ ان کے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے مچھلیاں پھینکیں۔ آپ ان مچھلیوں کو لے کر چل دیے یہاں تک کہ اس بوڑھی کے پاس پہنچے۔ وہ بوڑھی انہیں صاف کرنے لگی۔ اس نے ایک مچھلی کا پیٹ پھاڑا تو اس میں انگوٹھی تھی۔ اس نے وہ انگوٹھی لی اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا یہ کیا ہے؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا تو طاقتور جن، انسان، جن، پرندے اور جنگلی جانور آپ کے پاس آ گئے اور شیطان بھاگ گیا جس کو آپ نے اپنے گھر والوں پر نائب بنایا تھا۔ وہ سمندر میں ایک جزیرہ پر آیا۔ آپ نے طاقتور جن اس کی طرف بھیجے۔ انہوں نے عرض کی ہم اس پر قادر نہیں۔ وہ سات دنوں میں سے ایک دن سمندر میں جزیرہ کے چشمے پر آتا ہے، ہم اسے پکڑنے پر اسوقت تک قادر نہیں جب تک وہ نشہ میں نہ ہو۔

اس جن کے لیے چشمے میں شراب ڈالی گئی۔ وہ آیا، شراب پی اور اسے نشہ ہو گیا۔ انہوں نے اسے انگوٹھی دکھائی تو اس نے سمعاً وطاعۃً کہا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے جکڑ لیا پھر اسے پہاڑ کی طرف لے گئے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ دھویں کا پہاڑ ہے۔ دھواں جسے وہ دیکھتے وہ اس کی ذات سے نکلتا تھا اور وہ پانی جو اس پہاڑ سے نکلتا وہ اس کا پیشاب ہوتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جسد سے مراد شیطان ہے(1) حضرت سلیمان علیہ السلام حمام میں داخل ہوئے۔ آپ نے اپنی انگوٹھی اپنی اس بیوی کے پاس رکھی جو تمام بیویوں سے آپ کے نزدیک زیادہ قابل اعتماد تھی۔ شیطان اس بیوی کے پاس آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام صورت بنائی۔ اس شیطان نے آپ سے انگوٹھی لی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام حمام سے نکلے۔ اس بیوی کے پاس آئے۔ اس سے کہا انگوٹھی دو۔ اس نے کہا میں نے وہ انگوٹھی آپ کو دے دی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا تو نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بھاگ گئے اور وہ شیطان آپ کے تخت پر بیٹھ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام وہاں سے بھاگ گئے۔ پچاس دن تک درختوں کے پتے ہی تلاش کرتے رہے۔ بنو اسرائیل نے شیطان کے معاملہ کو عجیب جانا۔ بعض نے بعض سے کہا کیا تم بھی امور مملکت میں کوئی عجیب چیزیں دیکھتے ہو جو ہم دیکھتے ہیں؟ دوسرے لوگوں نے جواب دیا ہاں۔ کہا تم سب لوگ ہلاک ہو گئے اور تمہارا ملک بھی تباہ ہو گیا۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم! اس خبر کی حقیقت کا علم ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویاں تمہارے پاس ہیں۔ ان سے پوچھ لو اگر تو وہ بھی کچھ عجیب صورتحال دیکھتی ہیں جو ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں کسی آزمائش میں مبتلا کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت

تعالیٰ کی قسم! ہم بھی کوئی عجیب صورتحال دیکھتی ہیں۔

جب وہ مدت ختم ہوگئی حضرت سلیمان علیہ السلام چلے یہاں تک کہ ساحل سمندر پر آئے، آپ نے شکاریوں کو دیکھا جو مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے۔ انہوں نے بہت ساری مچھلیاں شکار کیں۔ بعض مچھلیاں ان کی طاقت سے بڑھ کر تھیں۔ انہوں نے وہ مچھلیاں پھینک دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے پاس آئے اوران سے کھانا طلب کیا۔ شکاریوں نے وہ مچھلیاں دے دیں۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھے اس میں سے کھانا دے دو۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے کھانا کھلاؤ۔ میں سلیمان، علیہ السلام ہوں۔ ان میں ایک عصا کی طرف جلدی سے اٹھا اور غصہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو عصا مارا۔ آپ ان مچھلیوں کی طرف آئے جو انہوں نے پھینکی تھیں۔ ان سے دو مچھلیاں لے لیں۔ انہیں سمندر کی طرف لے گئے۔ انہیں دھویا۔ ایک کا پیٹ چیرا تو اس میں سے وہ انگوٹھی موجود تھی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لے لی اور اسے پہن لیا۔ آپ اپنے ملک میں واپس آگئے۔ وہ ہی شکاری مچھلیاں بیچنے کے لیے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا میں نے تم سے کھانا طلب کیا تھا تو تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ جب تم نے میری تذلیل کی تو میں نے تم پر ظلم نہ کیا۔ جب تم میری عزت کرو گے تو میں تمہاری تعریف نہیں کروں گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب بیت الخلاء میں داخل ہوئے تو آپ انگوٹھی اپنی محبوب ترین بیوی کو دے دیتے۔ جب آپ نکلے آپ کے لیے پانی رکھ دیا گیا تو آپ نے انگوٹھی اپنی بیوی کو دے دی۔ آپ اس بیت الخلاء میں رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

اس عورت کے پاس شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کی صورت میں آیا۔ اس عورت نے انگوٹھی اسے دے دی۔ وہ اس سے تنگ پڑ گیا اور انگوٹھی کو سمندر میں پھینک دیا۔ ایک مچھلی نے اسے نگل لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس سے انگوٹھی مانگی۔ اس نے کہا میں نے انگوٹھی آپ کو دے دی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم ہوگیا کہ انہیں آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ آپ نکلے۔ اپنا ملک چھوڑ دیا اور سمندر پر رہنے لگے۔ بھوک پیاس برداشت کرنے لگے۔ ایک روز آپ شکاریوں کے پاس آئے جنہوں نے گزشتہ روز مچھلیاں شکار کی تھیں جنہیں پھینک دیا تھا۔ اس روز انہوں نے مچھلیاں شکار کیں جو ان کے ہاتھوں میں تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے پاس کھڑے ہوئے۔ فرمایا مجھے کھانا کھلاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے کیونکہ میں مسافر ہوں۔ وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ آپ لوٹے اور پھر پہلی جیسی گفتگو کی۔ تو ان میں سے ایک آدمی نے سر اٹھایا اور کہا ان مچھلیوں کے پاس جاؤ اور اس سے ایک مچھلی لے لو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان مچھلیوں کے پاس آئے اور ان میں سے ایک مچھلی لے لی۔ جب آپ نے اسے پکڑا تو اس میں بدبو تھی۔ آپ سمندر پر آئے۔ اسے دھویا۔ اس کا پیٹ پھاڑا۔ تو اس میں آپ کی انگوٹھی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، اسے پہن لیا۔ آپ کے اردگرد ہر شے کے لشکر بول پڑے۔ اس کی وجہ سے شکاری گھبرا گئے۔ وہ آپ کی طرف اٹھے مگر ان کے درمیان اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے درمیان رکاوٹ قائم کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ملک آپ کو واپس کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے حضرت علی بن زید کے واسطہ سے حضرت سعید بن میسب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام بن داؤد لوگوں سے تین دن تک چھپے رہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی کہ اے سلیمان! تو تین دن تک لوگوں سے چھپا رہا تو نے لوگوں کے نہ معاملات کی نگہداشت کی اور نہ ہی ظالم سے مظلوم کو انصاف دلایا۔

آپ کی بادشاہت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ جب آپ بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اپنے بستر کے نیچے رکھ دیتے۔ شیطان آیا اس نے انگوٹھی لی۔ لوگ شیطان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے لوگو! میں سلیمان اللہ کا نبی ہوں۔ لوگوں نے آپ کو دھکے دیے۔ آپ چالیس روز تک سیاحت کرتے رہے۔ آپ کشتی والوں کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ کو ایک مچھلی دی۔ آپ نے اس کا پیٹ پھاڑا تو انگوٹھی اس میں تھی۔ آپ نے انگوٹھی کو پہن لیا۔ پھر آپ تشریف لائے اور شیطان کی پیشانی کے بالوں کو پکڑ لیا تو اس موقع پر دعا کی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ۔ کہا سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں نے اس کے معاملہ میں اجنبیت محسوس کی۔ انہوں نے ایک دوسری سے کہا کیا تم اس سے کوئی اجنبی چیز دیکھتی ہو؟ سب نے کہا ہاں۔ وہ ان کے پاس اس وقت بھی آتا جب وہ حائضہ تھیں۔ علی بن زید نے کہا میں نے اس کا ذکر حضرت حسن بصری سے کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کی وہ شیطان کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں پر تسلط دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی آزمائش کے بارے میں ذکر کیا۔ فرمایا حضرت سلیمان علیہ السلام کی قوم میں ایک آدمی تھا جس طرح میری امت میں حضرت عمر بن خطاب ہیں۔ جب اس نے اس جن کی حالت میں کچھ تغیر دیکھا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی جگہ تھا تو اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی طرف پیغام بھیجا۔ پوچھا کیا تم اپنے صاحب کے بارے میں کوئی عجیب بات دیکھتی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں وہ پہلے ہمارے پاس حالت حیض میں نہیں آتا تھا جبکہ یہ ہمارے پاس حالت حیض میں بھی آتا ہے۔ اس نے اپنی تلوار سونتی تاکہ اسے قتل کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکومت حضرت سلیمان علیہ السلام کو واپس کر دی۔ آپ آئے تو اسے اپنی جگہ پایا تو اس آدمی نے اپنے ارادہ سے آپ کو آگاہ کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ شیطان ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی دی تھی تو اس نے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت آپ کی انگوٹھی میں تھی۔ اس جن کا نام صخر تھا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جَسَدًا سے مراد وہ شیطان ہے جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی دی تھی جسے آصف کہتے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شیطان چالیس دن تک حضرت سلیمان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

تخت پر بیٹھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں۔ آپ کی ایک بیوی کا نام جرادہ تھا۔ یہ آپ کی پسندیدہ اور اعتماد والی بیوی تھی۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام حالت جنابت میں ہوتے یا قضائے حاجت کرتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے۔ اس بیوی کے علاوہ کوئی بھی آپ کے لیے زیادہ اعتماد والا نہ تھا۔ ایک روز آپ کے پاس آئی اور کہا بھائی اور فلاں کے درمیان جھگڑا ہے۔ میں یہ بات پسند کرتی ہوں کہ جب وہ آئے تو اس کے حق میں فیصلہ کریں۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اور ایسا نہ کیا۔ آپ کو آزمائش میں ڈال دیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے مہر دی۔ آپ بیت الخلاء میں داخل ہوئے۔ شیطان آپ کی شکل میں باہر نکلا اور کہا مہر دے اور اس عورت نے اسے مہر دے دی۔ وہ آیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بیٹھنے کی جگہ بیٹھ گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بعد میں نکلے۔ آپ نے اس عورت سے مہر دینے کو کہا۔ اس عورت نے کہا کیا آپ پہلے مہر نہیں لے چکے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

آپ اپنے مکان سے سرگرداں نکل گئے اور شیطان چالیس روز تک فیصلے کرتے رہا۔ لوگوں نے اس کے احکام کو بڑا عجیب جانا۔ بنو اسرائیل کے قراء اور علماء اکٹھے ہوئے۔ وہ آئے یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیویوں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم نے اس کے معاملات کو عجیب وغریب جانا ہے۔ وہ چلے یہاں تک کہ اس جن تک پہنچے۔ اس کو گھیر لیا پھر تورات کو کھولا اور اسے پڑھا تو ان کے درمیان سے اڑ گیا اور محل کے کنگرے پر جا گرا۔ پھر اڑا یہاں تک سمندر تک چلا گیا۔ انگوٹھی اس سے سمندر میں گر پڑی تو سمندر کی مچھلیوں میں سے ایک مچھلی نے اسے نگل لیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اسی حالت میں آئے یہاں تک کہ سمندر کے شکاریوں تک پہنچے۔ آپ بھوکے تھے۔ آپ نے ان کے شکار سے کھانا طلب کیا۔ انہوں نے آپ کو دو مچھلیاں دے دیں۔ آپ سمندر کے کنارے کی طرف گئے۔ ان کے پیٹ چاک کیے تو اپنی انگوٹھی ان میں سے ایک کے پیٹ میں پائی۔ آپ نے وہ انگوٹھی لی اور اسے پہن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا ملک اور شان وشوکت واپس کر دی۔ آپ نے اس شیطان کو بلا بھیجا۔ اسے لایا گیا۔ آپ نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے لوہے کے ایک صندوق میں رکھا گیا۔ پھر اسے بند کر دیا گیا اس پر تالا لگایا اور اپنی مہر لگا دی۔ پھر اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے سمندر میں پھینک دیا گیا۔ وہ شیطان اسی صندوق میں رہے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہوگی۔ اس کا نام حبقیق تھا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے ثُمَّ اَنَابَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: حضرت سلیمان علیہ السلام ایک عورت کے پاس گئے جو مچھلیاں بیچتی تھی۔ آپ نے اس سے مچھلی خریدی۔ آپ نے اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں انگوٹھی نکلی۔ آپ جس درخت کے پاس سے گزرتے یا جس شے کے پاس سے گزرتے تو وہ آپ کے لیے سجدہ کرتے یہاں تک کہ آپ اپنے ملک اور گھر والوں تک پہنچ گئے۔ اَنَابَ کا معنی ہے وہ لوٹے۔(2)

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 185، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 186

اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَ الشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّ اٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

''عرض کی میرے رب! مجھے معاف فرمادے اور عطا فرما مجھے ایسی حکومت جو کسی کو میسر نہ ہو میرے بعد بیشک تو ہی بے انداز عطا کرنے والا ہے۔ پس ہم نے ہوا کو آپ کا فرمانبردار بنا دیا۔ چلتی تھی آپکے حسب حکم آرام سے جدھر آپ چاہتے۔ اور سب دیو بھی ماتحت کر دیئے کوئی معمار اور کوئی غوطہ خور۔ اور ان کے علاوہ (جو سرکش تھے) باندھ دیئے گئے زنجیروں میں۔ (اے سلیمان!) یہ ہماری عطا ہے چاہے (کسی کو بخش کر) احسان کر چاہے اپنے پاس رکھ تم سے باز پرس نہ ہوگی۔ اور بیشک انہیں ہمارے ہاں بڑا قرب حاصل ہے اور خوب صورت انجام۔''

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے اپنی سند میں، طبرانی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی دعا نہیں سنی مگر آپ اس کا آغاز سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلَی الْوَهَّابِ سے کرتے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے ملک سلب نہ کرنا جس طرح تو نے مجھ سے سلب کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے مجھ سے سلب نہ کرنا جس طرح تو نے اسے مجھ سے سلب کیا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج رات شیطان میری نماز پڑھنے کی جگہ میں میرے سامنے آ گیا، گویا یہ تمہاری بلی ہو۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں اسے صبح تک قید کر دوں۔ تو مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آ گئی رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بڑا جن گزشتہ رات بار بار میرے پاس آتا تاکہ میری نماز کو تڑوا دے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت عطا فرما دی۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دوں یہاں تک کہ تم صبح کرو اور تم سب اسے دیکھو تو مجھے اپنے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 676 (1835)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 187
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 6-5، صفحہ 25 (39)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کا قول یاد آیا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ تو اللہ تعالیٰ نے اسے نامراد واپس کر دیا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس شیطان آیا۔ میں نے اس کے حلق کو پکڑ لیا۔ اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے انگوٹھے پر پائی۔ اللہ تعالیٰ سلیمان علیہ السلام پر رحم فرمائے، اگر اس کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح بندھا ہوتا جسے تم دیکھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں صبح کی نماز کے لیے نکلا تو مسجد کے دروازے میں مجھے شیطان ملا۔ وہ میرے ساتھ ٹکرایا یہاں تک کہ میں نے اس کے بالوں کے مس کو پایا۔ میں نے اس کو قابو کر لیا۔ اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ میں نے اس کی زبان کی ٹھنڈک کو اپنے ہاتھ پر پایا۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو تم صبح اسے مقتول دیکھتے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز شروع کی، آپ نے قرأت کی۔ آپ پر قرأت مشکل ہوگئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کاش! تم مجھے اور ابلیس کو دیکھتے میں نے اپنا ہاتھ دبایا۔ میں اس کا گلا گھونٹتا رہا یہاں تک کہ اس کے لعاب کی ٹھنڈک اپنی دو انگلیوں کے درمیان پائی یعنی انگوٹھے اور ساتھ والی انگلی۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا اور مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر شیطان گزرا۔ تو میں نے اسے پکڑ لیا۔ میں نے اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اس نے کہا آپ نے مجھے سخت تکلیف دی۔ آپ نے مجھے سخت تکلیف دی۔ اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوتا جسے مدینہ کے بچے دیکھتے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے میرے سامنے سے گزرنے کا ارادہ کیا۔ میں نے اس کا گلا دبایا یہاں تک کہ اس کی زبان کی ٹھنڈک اپنے ہاتھ پر پائی۔ اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا پہلے نہ ہوتی تو میں اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیتا اور مدینہ طیبہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔(3)

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت عمر بن علی بن حسین سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے چچا اور بھائی حضرت جعفر کے ساتھ چلا۔ میں نے کہا لوگوں کا گمان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اسے ملک عطا فرمائے تو انہوں نے فرمایا مجھے میرے باپ نے بیان کیا۔ انہوں نے اپنے باپ سے وہ حضرت علی شیر خدا سے وہ نبی کریم ﷺ سے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 82، دار صادر بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 99، دار الفکر بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 201 (2299)، دار الفکر بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 643 (4137)، دار الکتب العلمیہ بیروت

روایت نقل کرتے ہیں کوئی بادشاہ کسی نبی کی امت میں نہیں رہے گا جتنی عمر نبی کریم ﷺ اپنی امت میں رہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سامنے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت اور ان کے ملک کی عظمت کا ذکر کیا گیا کہ آپ کے اصطبل میں بیس ہزار گھوڑے تھے۔ آپ کے دوپہر کے کھانے پر ہر روز ستر بیل ذبح کیے جاتے۔ یہ مینڈھوں، پرندوں اور شکاروں کے علاوہ تھے۔ وہب سے کہا گیا کیا ان کے مال میں اتنی گنجائش تھی؟ فرمایا جب وہ بنو اسرائیل کے بادشاہ بنے تو آپ نے یہ شرط لگائی کہ وہ سب ان کے غلام ہوں گے اور ان کے مال آپ کے مال ہوں گے جو چاہے لے لے اور جو چاہے ترک کرے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو خالد بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی سواری پر سوار ہوئے۔ آپ نے اپنا تخت رکھا اس پر بیٹھ گئے۔ کرسیاں آپ کے دائیں بائیں رکھ دی گئیں۔ لوگ آپ کے اردگرد بیٹھ گئے جن ان کے پیچھے تھے۔ سرکش جن اور شیاطین ان کے پیچھے تھے۔ آپ نے پرندوں کو حکم دیا تو انہوں نے اپنے پروں سے سایہ کر دیا۔ ہوا سے فرمایا ہمیں اٹھا لے آپ سفر کا ارادہ کر رہے تھے۔ ہوا نے آپ کو اٹھا لیا جبکہ آپ تخت پر موجود تھے۔ جبکہ لوگ اپنی کرسیوں پر موجود تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ان سے گفتگو کر رہے تھے اور وہ آپ سے گفتگو کر رہے تھے نہ کرسی بلند ہوتی نہ پست ہوتی جبکہ پرندے آپ کو سایہ کیے ہوئے تھے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سواری کا آواز دور سے سنا جا سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کا ایک آدمی اپنی کدال پکڑے ہوئے اپنے کھیت میں تھا اور اسے تیار کر رہا تھا کہ اس نے آواز سنی اور کہا یہ آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکروں کی ہے کہ اسی لمحہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی توجہ ہوئی جبکہ آپ تخت پر تھے کہ اچانک ایک آدمی تیزی سے راستے کی طرف دوڑا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے دل میں کہا یہ آدمی مظلوم ہے یا ضرورت مند ہے۔ آپ نے ہوا سے حکم دیا۔ جب میں وہاں پہنچوں تو ٹھہر جانا۔ ہوا نے آپ کو اور آپ کے لشکروں کو وہاں روک دیا یہاں تک کہ اس کی وہ کیفیت ختم ہو گئی۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا کیا تجھے کوئی کام ہے؟ تمام مخلوق اس کے پاس کھڑی ہو چکی تھی۔ اس نے عرض کی حاجت مجھے تیرے پاس لے آئی ہے۔ اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ملک عطا فرمایا ہے جو اس نے کسی بادشاہ کو عطا نہیں فرمایا اور میرا خیال ہے کسی اور کو بعد میں عطا نہیں فرمائے گا جو تیری بادشاہت گزر چکی ہے۔ اس کے بارے میں تو کیا پاتا ہے؟ فرمایا میں تجھے اس بارے میں بتاتا ہوں میں سویا ہوا تھا۔ میں نے خواب دیکھا پھر میں جاگا تو میں نے اس کی تعبیر کی۔ اس نے کہا یہ کچھ نہیں مگر یہی۔ اس نے کہا مجھے بتائیے تیری بادشاہت میں جو چیز باقی رہ گئی ہے۔ اس کے بارے میں تو اس وقت کیا پاتا ہے؟ کہا تو مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے جسے میں نے نہیں دیکھا۔ اس نے کہا وہ یہی گھڑی ہے پھر وہ پشت پھیر کر چلا گیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام اس کی گدی کو دیکھنے لگے اور جو اس نے کہا تھا اس میں سوچنے لگے۔ پھر ہوا سے فرمایا ہمیں لے چل۔ وہ آپ کو لے کر چل پڑی۔ رُخَآءً سے مراد ایسی ہوا ہے جو نہ بہت تیز ہو اور نہ بہت ہلکی ہو بلکہ درمیانی ہو۔ جس

طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ (سبا:12) وہ آندھی بھی نہ تھی جو اذیت دے اور نہ اتنی نرم تھی جو آپ پر شاق گزرتی۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سلمان بن عامر شیبانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم سلیمان علیہ السلام اور انہیں جو بادشاہت دی گئی تھی اسے جانتے ہو۔ انہوں نے تواضع کی وجہ سے آسمان کی طرف نظر اٹھائی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روح قبض کر لی۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت عطا کی اور جو حکومت عطا کی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھ سے ٹوکریاں بناتے جو کی روٹی کھاتے اور بنو اسرائیل میں سے حواریوں کو کھلاتے۔(2)

حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں، ابن منذر اور ابن عساکر نے صالح بن سمار سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام فوت ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف وحی کی۔ مجھ سے اپنی ضرورت کا سوال کرو۔ عرض کی میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے دل کو اپنی ذات سے ڈرنے والا بنا دے جس طرح میری ماں کا دل تھا اور میرے دل کو یوں بنا دے کہ وہ تجھ سے محبت کرے جس طرح میرے باپ کا دل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے بندے کو پیغام بھیجا کہ میں اس سے اس کی حاجت پوچھوں۔ اس کی حاجت یہ تھی کہ میں اس کے دل کو بنا دوں کہ وہ مجھ سے ڈرے اور اس کا دل بنا دوں کہ وہ مجھ سے محبت کرے۔ میں اسے ایسا ملک عطا کروں گا جو اس کے بعد کسی کے لیے زیبا نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً جبکہ آخرت میں آپ سے اس کا کوئی حساب نہیں ہوگا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب آپ نے دعا کی تھی اس وقت ہوا اور شیاطین آپ کی بادشاہت میں نہ تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کے پاؤں کاٹ دیے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر چیز عطا فرما دی۔ ہوا کو حکم دیا کہ وہ آپ کے حکم کے مطابق چلتی جہاں آپ چاہتے۔ رُخَآءً یعنی نہ بہت تیز اور نہ ہی بہت آہستہ بلکہ اس کے درمیان ہوتی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے، ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً کا معنی ہے وہ آپ کی مطیع تھی جہاں آپ کا ارادہ ہوتا اسی کے مطابق چلتی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 70 (34270)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 115، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 22، صفحہ 238، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 190

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَیۡثُ اَصَابَ کا معنی ہے جہاں اس کا ارادہ ہوتا۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رُخَآءً کا معنی نرم، حَیۡثُ اَصَابَ کا معنی ہے جہاں آپ کا ارادہ ہو۔ وَ الشَّیٰطِیۡنَ کُلَّ بَنَّآءٍ یعنی شیاطین آپ کے لیے عبادت گاہیں اور مجسمے بناتے۔ غَوَّاصٍ وہ سمندر سے آپ کے لیے زیورات نکالتے وَّ اٰخَرِیۡنَ مُقَرَّنِیۡنَ فِی الۡاَصۡفَادِ سرکش جن بیڑیوں میں جکڑے ہوتے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رُخَآءً کا معنی پاکیزہ ہے۔ وہ زیورات کے لیے غوطہ لگاتے اور انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے پانی پر محل بنائے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ انہیں گرادو جبکہ تمہارے ہاتھ بھی انہیں نہ لگیں۔ ان جنوں نے اس پر گوپھیا سے پتھر پھینکے یہاں تک کہ اسے زمین بوس کر دیا۔ اس کی منفعت ہمارے لیے بعد میں باقی رہی۔ یہ جنوں کا عمل تھا ہمارے لیے کوڑوں کی منفعت باقی رہی۔ آپ جنوں کو لکڑی سے مارتے اور ان کے ہاتھ پاؤں توڑ دیتے۔ انہوں نے عرض کی آپ کے لیے یہ چیز پسندیدہ ہے کہ آپ ہمیں تکلیف تو دیں مگر ہمارے اعضاء نہ توڑیں؟ فرمایا ہاں تو انہوں نے آپ کو چابک کے بارے میں بتایا۔ ملمع سازی یہ بھی جنوں کا کام ہے۔ انہوں نے پانی چڑھایا پھر آپ نے اس بارے میں حکم دیا تو آپ نے بلقیس کے عرش کے پائیوں کے نیچے ستونوں پر اسے ڈالا شیشے کا کام بھی جنوں کا ہی ہے۔ جب اعور نے سمندر کے شیطان کو باہر نکالا جب آپ نے بیت المقدس بنانے کا ارادہ کیا۔ اعور نے کہا میرے لیے ہدہد کا ایک انڈا لاؤ۔ پھر اس پر شیشے کا غلاف بنادو ہدہد آیا۔ وہ اپنا انڈا دیکھنے لگا مگر اس انڈے تک نہ پہنچ پاتا۔ وہ اس کے اردگرد چکر لگاتا۔ وہ گیا وہ اسی مقداری میں ہیرا لے آیا۔ اس بوتل پر رکھا۔ وہ شیشے کا غلاف (بوتل) پھٹ گیا۔ بیت المقدس اسی ہیری اور گھوپیا سے گرایا گیا۔ سمندر میں خزانہ تھا ان شیاطین نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اسی بارے میں آگاہ کیا۔ ان کا گمان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام انبیاء کے جنت میں داخل ہونے کے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ وجہ اس کی یہ ہوگی جو انہیں دنیا کی بادشاہت عطا کی گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: هٰذَا عَطَآؤُنَا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انگوٹھی واپس کرنے کے بعد عطا فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَامۡنُنۡ اَوۡ اَمۡسِكۡ کا معنی یہ ہے کہ آپ جنوں میں سے جسے چاہیں آزاد کر دیں اور جسے چاہیں روک دیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو ملک ہم نے تجھے عطا کیا ہے اب اس میں سے جو چاہیں عطا کریں اور جو چاہیں روک لیں۔ اس معاملہ میں نہ آپ پر کوئی بوجھ ہے اور نہ آپ پر کوئی حساب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: اس میں آپ پر کوئی حرج نہیں

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 121، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 192

چاہوتو اسے اپنے پاس روکے رکھو چاہو تو عطا کرو۔

عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ سے روایت نقل کی ہے: جو چاہو عطا کرو جو چاہو روک لو تجھ پر کوئی حساب نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو نعمت بھی کی ہے۔ اس سے اس بارے میں شکر کا مطالبہ ہے مگر حضرت سلیمان علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرمایا چاہو تو احسان کرو چاہو تو روکے رکھو کوئی حساب نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بڑا مبارک ملک عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ یعنی اگر عطا کرو تو اس پر اجر ہے۔ اگر عطا نہ کرو تو اس پر کوئی بوجھ نہیں۔

امام عبد بن حمید اور بن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے حُسْنَ مَاٰبٍ کا معنی اچھا ٹھکانہ نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابو صالح سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَزُلْفٰی کا معنی قریب اور مآب کا معنی لوٹنے کی جگہ ہے۔

وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍؕ۝۴۱ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ۝۴۲ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ۝۴۳ وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۝۴۴

''اور یاد فرمایئے ہمارے بندے ایوب کو۔ جب انہوں نے پکارا اپنے رب کو (الٰہی!) پہنچائی ہے مجھے شیطان نے بہت تکلیف اور دکھ، (حکم ہوا) اپنا پاؤں (زمین پر) مارو۔ یہ نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے۔ اور ہم نے عطا فرمایا انہیں ان کا اہل وعیال اور ان کی مانند اور ان کے ساتھ بطور رحمت اپنی جناب سے اور بطور نصیحت اہل عقل کے لیے۔ اور (حکم ملا) پکڑ لو اپنے ہاتھ سے تنکوں کا ایک مٹھا اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو۔ بیشک ہم نے پایا انہیں صبر کرنے والا، بڑی خوبیوں والا بندہ، ہر وقت ہماری طرف متوجہ''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ کے اہل اور مال چلے گئے اور جسم میں جو بیماری لگی اس کا ذکر ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام سات سال اور چند ماہ اس آزمائش کا شکار رہے۔ آپ کو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے آپ کے جسم میں آتے جاتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس تکلیف کو رفع کیا اس کے اجر کو عظیم کیا اور آپ کو حسین بنا دیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِنُصْبٍ سے مراد جسم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 193، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 123

تکلیف اور عَذَابٍ سے مراد مال میں عذاب ہے۔(2)

امام احمد نے ''زہد'' میں، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان آسمان کی طرف بلند ہوا۔ عرض کی اے میرے رب! مجھے حضرت ایوب علیہ السلام پر غلبہ عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اس کے مال اور اولاد پر غلبہ عطا کرتا ہوں۔ اس کے جسم پر غلبہ عطا نہیں کرتا۔ وہ نیچے اترا۔ اس نے اپنے لشکروں کو جمع کیا۔ انہیں کہا مجھے حضرت ایوب علیہ السلام پر غلبہ عطا کیا گیا ہے۔ مجھے اپنا غلبہ دکھاؤ۔ وہ آگ بن گئے۔ پھر پانی بن گئے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مشرق میں ہوتے تو پھر مغرب میں ہوتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ مغرب میں ہوتے تو پھر مشرق میں ہوتے۔ شیطان نے اپنے لشکروں میں سے ایک جماعت آپ کی کھیتی کی طرف بھیجی۔ ایک جماعت آپ کے گھر والوں کی طرف بھیجی۔ ایک جماعت آپ کی گائیوں کی طرف بھیجی اور ایک جماعت آپ کی بکریوں کی طرف بھیجی۔ شیطان نے کہا وہ تم سے صرف نیکی کے ساتھ ہی بچ سکتا ہے۔ وہ حضرت ایوب علیہ السلام پر مصائب لاتے جو بعض سے بڑھ کر تھے کھیتوں کا نگہبان آیا۔ عرض کی اے ایوب! کیا تو اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتا۔ اس نے تیری کھیتیوں کی طرف دشمن بھیج دیے ہیں۔ وہ اس کھیتی کو تباہ کر گئے ہیں۔ اونٹوں کا نگہبان آیا اور کہا اے ایوب! کیا تو اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتا اس نے تیرے اونٹوں کی طرف دشمن بھیج دیے جو انہیں ہلاک کریں گے۔ پھر گائیوں کا نگہبان آیا۔ اس سے عرض کی کیا آپ اپنے رب کی طرف نہیں دیکھتے جس نے تیری گائیوں کی طرف دشمن بھیج دیئے ہیں جو انہیں لے گیا ہے۔ آپ اپنے تمام بیٹوں کے ساتھ ان میں سے سب سے بڑے کے گھر میں تھے۔ اسی اثناء میں کہ وہ سب کھانا کھا رہے تھے اور پانی پی رہے تھے کہ ہوا چلائی گئی۔ اس نے گھر کی دیواروں اور اس کے حصوں کو اپنی گرفت میں لیا اور اسے ان پر پھینک دیا۔ شیطان ایک نوجوان کی شکل میں حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا اے ایوب! کیا تو اپنے رب کو نہیں دیکھتا جس نے تیرے بیٹوں کو ان میں سے بڑے کے گھر جمع کیا۔ اسی اثناء میں کہ وہ کھانا کھا رہے تھے اور مشروب پی رہے تھے کہ ہوا چلائی گئی۔ اس نے مکان کے اجزاء کو اپنی گرفت میں لیا اور ان پر پھینک دیا۔ کاش! آپ دیکھتے جب ان کے خون اور گوشت ان کے کھانے اور مشروب کے ساتھ ملے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اسے فرمایا تو شیطان ہے۔ پھر شیطان سے فرمایا میں آج اس دن کی طرح ہوں جس دن میری ماں نے مجھے جنا۔ آپ اٹھے اور اپنے سر کا حلق کرایا اور نماز پڑھنے لگے۔ ابلیس ایسی آواز سے رویا جسے آسمان اور زمین والوں نے سنا۔ پھر وہ آسمان کی طرف گیا اور کہا اے میرے رب! وہ تو محفوظ رہا مجھے اس پر غلبہ عطا کر میں تیری طاقت کے بغیر تو اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھے اس کے جسم پر غلبہ دیا۔ اس کے دل پر غلبہ نہیں دیا۔ وہ نیچے اترا اور حضرت ایوب علیہ السلام کے قدموں کے نیچے پھونک ماری جس نے آپ کے قدموں سے لے کر سر کے بالوں تک زخمی کر دیا۔ تو گویا آپ سراپا زخم ہو گئے۔ آپ کو راکھ پر پھینکا گیا یہاں تک کہ دل کا پردہ ظاہر ہو گیا۔ آپ کی بیوی آپ کی خدمت کرتی یہاں تک کہ اس نے حضرت ایوب سے عرض کی اے ایوب! آپ دیکھتے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے ایسی مشقت اور فاقہ آ پہنچا ہے کہ میں نے اپنی مینڈھیاں ایک روٹی کے بدلے میں بیچیں ہیں جو تجھے کھلا رہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں شفا دے اور تجھے راحت دے۔ فرمایا تجھ پر

افسوس ہم ستر سال تک آسائش میں رہے۔صبر کر یہاں تک کہ ہم ستر سال تکلیف میں رہیں۔ابھی انہیں سات سال مصیبت میں گزرے تھے۔آپ نے دعا کی تو ایک روز جبرئیل امین آئے۔انہوں نے حضرت ایوب کا ہاتھ پکڑا۔پھر فرمایا اٹھو۔آپ اٹھے۔حضرت جبرئیل امین نے آپ کو اس جگہ سے ہٹایا اور کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ آپ نے پاؤں مارا تو ایک چشمہ ابل پڑا۔حضرت جبرئیل امین نے کہا غسل کر حضرت ایوب علیہ السلام نے اس چشمہ سے غسل کیا پھر جبرائیل آمین آئے اور کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ آپ نے پاؤں مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑھا۔جبرائیل امین نے کہا اس سے پیو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ کا یہی مقصود ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت کا حلہ عطا فرمایا۔حضرت ایوب اس جگہ سے ایک طرف ہو گئے اور ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔آپ کی بیوی آئی اور آپ کو نہ پہچان سکی اور کہا اے اللہ کے بندے! وہ مصیبت زدہ کہاں ہے جو یہاں ہوتا تھا شاید کتے اور بھیڑیے اسے یہاں سے لے گئے ہیں؟ وہ چند گھڑیوں تک باتیں کرتی رہیں تو حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا تجھ پر افسوس میں ایوب ہوں۔اللہ تعالیٰ نے میرا جسم مجھے واپس کر دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کا مال اور اولاد بعینہٖ واپس کر دی اور اتنا اور بھی دیا۔اللہ تعالیٰ نے ان پر سونے کی مکڑیاں بھیجیں۔حضرت ایوب علیہ السلام ان مکڑیوں کو پکڑتے اور اسے اپنے کپڑے میں ڈال لیتے اور اپنی چادر کو پھیلاتے جاتے اور اس میں ڈالتے جاتے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف وحی کی اے ایوب! کیا تو سیر نہیں ہوا؟ عرض کی اے میرے رب! وہ کون ہے جو تیرے فضل اور رحمت سے سیر ہو جائے۔

امام احمد نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس راستے پر بیٹھا۔اس نے ایک تابوت بنایا۔وہ لوگوں کو دوائی دیتا تھا۔حضرت ایوب کی بیوی نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے! یہاں ایک مصیبت زدہ ہے جسے یہ یہ تکلیف ہے۔کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو اس کا علاج کرے؟ ابلیس نے کہا ہاں۔شرط یہ ہے اگر میں اسے شفا دے دوں تو وہ صرف یہ کہہ دے کو تو نے مجھے شفا دی ہے۔میں اس سے کوئی اجر نہیں چاہتا۔آپ کی بیوی آپ کے پاس آئی۔اس نے حضرت ایوب کے سامنے تمام واقعہ کا ذکر کیا۔حضرت ایوب نے فرمایا تجھ پر افسوس! وہ تو شیطان ہے اللہ کے لیے مجھ پر لازم ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا دے دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ وہ گھاس کا گٹھہ لے لو آپ نے ایک شاخ لی جس میں سو باریک شاخیں تھیں تو ایک دفعہ اپنی بیوی کو مارا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ وہ شیطان جس نے حضرت ایوب کو مس کیا تھا اس کا نام مسوط تھا۔حضرت ایوب کی بیوی نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہیں شفا دے۔آپ دعا نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ بنو اسرئیل کی ایک جماعت آپ کے پاس سے گزری۔انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اسے یہ جو مصیبت پہنچی ہے کسی بڑے گناہ کی وجہ سے پہنچی ہے۔اس موقع پر آپ نے عرض کی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۳﴾ (الانبیاء)

ابن منذر نے ابن جریر سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد پانی ہے کہا آپ نے اپنا دایاں پاؤں مارا تو ایک چشمہ ابلا

اپنا دایاں ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑا ان میں سے ایک سے پانی پیا اور دوسرے سے غسل کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا جس کو حمامہ کہتے ہیں تو دو چشمے پھوٹ پڑتے ہیں۔ آپ ایک سے پانی پیتے ہیں اور دوسرے سے غسل کرتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت ایوب پر جب مصیبت بہت سخت ہوگئی تو دعا کی یا دعا کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی ان اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ تو ایک چشمہ ابلا۔ آپ نے اس سے غسل کیا تو جو تکلیف تھی۔ وہ دور ہوگئی پھر آپ چالیس قدم چلے۔ پھر پاؤں مارا تو ایک اور چشمہ ابل پڑا۔ تو آپ نے اسی سے پیا۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت معاویہ بن قرہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت ایوب علیہ السلام کو جب مصیبت پہنچی تو ابلیس نے کہا اے میرے رب! ایوب کو اس کی کیا پرواہ، کہ تو اسے اس کے اہل اور اسی جتنے اور عطا کر دے اور اسے اس کا مال اور حکومت بخش دے اور مجھے اس کے جسم پر تسلط عطا کر۔ فرمایا جا میں نے تجھے اس کے جسم پر غلبہ دے دیا۔ اے خبیث! اس کے نفس سے دور رہنا تو شیطان نے ایک پھونک ماری تو آپ کا گوشت گر گیا۔ جب حضرت ایوب نے اسے تھکا دیا تو شیطان نے چیخ ماری جس کی وجہ سے لشکر اس کے پاس جمع ہوگئے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے سردار! تجھے کس چیز نے غضبناک کیا ہے؟ شیطان نے کہا کیا میں غضبناک نہ ہوں۔ میں نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا جبکہ اس کا یہ کمزور سا بیٹا مجھ پر غالب آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے سردار! اس کی بیوی کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا وہ زندہ ہے۔ کہا ہاں اس کا معاملہ تجھے کفایت کر جائے گا۔ شیطان نے حضرت ایوب سے کہا اگر تو اسے چھوڑ دے تو درست ہو جائے گا ورنہ (3) اسے دے دو پھر شیطان ایوب کی بیوی کے پاس آیا۔ اسے استبراء کے لیے کہا۔ وہ عورت حضرت ایوب کے پاس آئی اور اس سے کہا اے ایوب! یہ مصیبت کب تک رہے گی؟ ایک بات ہے پھر اپنے رب سے بخشش طلب کر لینا۔ وہ تمہیں معاف کر دے گا۔ حضرت ایوب نے اپنی بیوی سے فرمایا تو نے یہ کیا کہا ہے۔ پھر اس سے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت نصیب فرمائی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا اور عرض کی رَبَّہٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔ تو حضرت ایوب کی طرف آپ کا حسن اور شباب لوٹ آیا۔ پھر آپ مٹی کے ایک ٹیلے پر بیٹھ گئے۔ آپ کی بیوی کھانا لے کر آئی تو حضرت ایوب کا کوئی نشان نہ پایا۔ اس نے حضرت ایوب سے کہا جبکہ آپ ٹیلے پر موجود تھے۔ اے اللہ کے بندے! کیا تو نے وہ مصیبت زدہ دیکھا ہے جو یہاں ہوتا تھا؟ حضرت ایوب نے اسے فرمایا اگر تو اسے دیکھے گی تو پہچان لے گی؟ عورت نے کہا شاید تو ہی وہ ہے؟ فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آپ کی طرف وحی کی خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ کہا ضِغْثًا سے مراد یہ ہے کہ وہ چابک کا ایک گٹھا پکڑے اور ایک ہی دفع ماریں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 195، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 196

3۔ عبارت میں انقطاع ہے۔ (مترجم)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کے مال، اولاد اور جسم میں آزمائش میں ڈالا گیا اور انہیں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر پھینک دیا گیا۔ آپ کی بیوی جاتی تو اتنا کماتی جتنا آپ کو کھلاتی۔ شیطان نے اس پر حسد کیا۔ وہ مالدار لوگوں کے پاس آتا جو اس عورت پر صدقہ کرتے اور کہتا اس عورت کو دور بھگا دو جو تمہارے پاس آتی ہے کیونکہ یہ اپنے خاوند کی خدمت کرتی ہے اور اسے اپنے ہاتھ سے چھوتی ہے۔ لوگ تمہارے کھانے سے اسی لیے بچتے ہیں کہ یہ عورت تمہارے پاس آتی ہے۔ اب وہ آپ کی بیوی کو قریب نہ آنے دیتے اور کہتے ہم سے دور رہ۔ ہم تجھے کھانا دے دیں گے تو ہمارے قریب نہ آیا کر۔ بیوی نے اس بارے میں حضرت ایوب سے بات کی۔ حضرت ایوب نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ جب آپ کی بیوی آپ کے پاس سے جاتی تو شیطان اس سے ملتا اور یہ ظاہر کرتا کہ حضرت ایوب کو جو مصیبت پہنچی اس پر وہ بڑا دکھی ہے۔ اور کہتا ''لَجَّ صَاحِبُكِ وَاَبٰى اِلَّا مَا اَبَى اللّٰهُ'' تیرے خاوند نے جھگڑا کیا اور انکار کیا مگر اللہ نے انکار نہیں کیا۔ اگر وہ ایک بات کہہ دیتا تو اس سے ہر تکلیف دور ہو جاتی اس کا مال اور اولاد سب واپس آ جاے۔ بیوی حضرت ایوب کے پاس آتی اور آپ کو بتاتی۔ حضرت ایوب اسے فرماتے تجھے اللہ کا دشمن ملا ہے اور اس نے یہ بات تجھے سکھائی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری مرض سے شفا دی تو میں تجھے سو کوڑے ماروں گا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ۔ تَحْنَثْ سے مراد کھجور کی شاخوں کا گٹھا ہے۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضِغْثًا سے مراد پاکیزہ گھاس کا گٹھا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ضِغْثًا سے مراد گٹھا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضِغْثًا سے مراد ایسا گٹھا ہے کہ جس میں ننانوے لکڑیاں ہوں۔ اصل میں سو پورا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی کو شیطان نے کہا اپنے خاوند سے کہو وہ یہ یہ کہے۔ بیوی نے آپ سے یہ کہا تو حضرت ایوب نے قسم اٹھائی کہ وہ اسے سو کوڑے ماریں گے۔ تو آپ نے اسے یہ گھٹا مارا تو اس میں آپ نے قسم بھی پوری کر دی اور عورت کے لیے بھی تخفیف ہوگئی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم اٹھائی کہ وہ اپنی بیوی کو سو کوڑے ماریں گے۔ وجہ یہ تھی کہ وہ جو روٹی لاتی تھی اس سے زائد لاتی جو وہ کام کرتی تھی۔ آپ کو خوف ہوا کہ اس سے خیانت واقع ہوئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر رحم فرمایا اور آپ سے تکلیف کو رفع کر دیا تو اس تہمت سے بیوی کی برات کا علم ہوا جو آپ نے اس پر لگائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تو آپ نے ثمامہ(4) کا گٹھا لیا جس میں سو لکڑیاں تھیں۔ اس کے ساتھ بیوی کو مارا جیسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 113، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 197، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 123، بیروت
4۔ جنگل کی لکڑی کا نام ہے (مترجم)

اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ رعایت حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے خاص تھی، عطاء نے کہا یہ تمام لوگوں کے لیے عام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ضِغْثًا سے مراد درختوں کی ایک جماعت ہے۔ یہ حضرت ایوب علیہ السلام کے لیے خاص اور ہمارے لیے عام ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ ایک گھٹا لے جس میں قت کی لکڑیوں کے سو اجزاء ہوں۔ پھر وہ اپنی بیوی کو ماریں۔ اس قسم کی وجہ سے جو آپ نے قسم اٹھائی تھی۔ یہ اجازت حضرت ایوب علیہ السلام کے بعد انبیاء کے سوا کسی کو بھی نہیں۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل سے روایت نقل کی ہے کہ بنو ساعدہ میں ایک لونڈی زنا سے حاملہ ہوئی۔ اس سے پوچھا گیا تو کس سے حاملہ ہوئی؟ جواب دیا فلاں اپاہج سے۔ اس اپاہج سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا اس نے سچ بولا ہے۔ یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے لیے کھجوروں کا گچھا لو جس میں سو شاخیں ہوں۔ اسے ایک دفع ہی مارو۔ تو صحابہ نے ایسا ہی کیا۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، طبرانی اور عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے گھروں میں ایک کمزور کٹے اعضاء والا آدمی ہوتا تھا۔ گھر والوں کو اور کسی بات کا کوئی خوف نہ ہوتا مگر وہ گھر کی ایک لونڈی سے کھیلتا رہتا۔ وہ مسلمان تھا۔ حضرت سعد نے اس کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر حد جاری کرو۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ اس سے بہت کمزور ہے۔ اگر ہم نے اس کو سو کوڑے مارے تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔ فرمایا اس کے لیے کھجور کا ایک گچھا لو جس میں سو شاخیں ہوں تو اسے ایک ہی دفع مارو اور اسے چھوڑ دو۔ (1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک فاحشہ سے بدکاری کی جبکہ وہ مریض تھا اور مرنے والا تھا۔ اس کے گھر والوں نے اس کے عمل کے بارے میں حضور ﷺ کو آگاہ کیا۔ حضور ﷺ نے کھجور کے گچھے کا حکم دیا جس میں سو شاخیں ہوں تو اسے ایک ہی دفع مارنے کا حکم دیا۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن ساعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک بوڑھا لایا گیا جس کی رگیں ظاہر تھیں جس نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کی تھی۔ تو حضور ﷺ نے کھجور کے خوشوں کے ایک گچھے کے ساتھ ایک ہی ضرب لگائی۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت ایوب علیہ

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 3، صفحہ 8، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 124، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 66

السلام تمام صابرین کے سردار ہوں گے۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو پکارا گیا اے ایوب! اگر ہر بال کی جگہ سے تو نے صبر کو نہ انڈیلا تو تو نے صبر نہیں کیا۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام سے کہا گیا اپنے صبر پر فخر نہ کر۔ اگر میں نے تجھے ہر بال کی جگہ پر صبر نہ دیا ہوتا تو تو صبر نہ کرتا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب کی بیوی نے کہا اے ایوب! تیری دعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ تجھے شفا دے۔ آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس! ہم ستر سال تک نعمتوں میں رہے تو ہمیں رہنے دے کہ ہم سات سال تک آزمائش میں رہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی رحمہ بنت میشا بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام تھی۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے "زہد" میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ایوب کو جب بھی مصیبت پہنچتی تو آپ یوں عرض کرتے اے اللہ تعالیٰ! تو نے پکڑا اور تو نے ہی عطا کیا۔ جب تک تیری ذات باقی رہے گی میں تیرے حسن بلاء پر تیری حمد کرتا رہوں گا۔

وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۷﴾ وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ﴿۴۸﴾

"اور یاد فرماؤ ہمارے (مقبول) بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کو بڑی قوتوں والے اور روشن دل تھے۔ ہم نے مختص کیا تھا انہیں ایک خاص چیز سے اور وہ دار آخرت کی یاد تھی۔ اور یہ حضرات ہمارے نزدیک چنے ہوئے بہت بہترین لوگ ہیں۔ اور یاد فرمایئے اسماعیل، یسع اور ذی الکفل کو۔ یہ سب بہترین لوگوں میں سے ہیں۔"

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ۔ پڑھتے کہتے پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا پھر اس کے بعد آپ کی اولاد کا ذکر کیا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ کا ذکر کیا کہ آپ نے وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ پڑھا یعنی جمع کا صیغہ۔ مراد

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 10، صفحہ 69، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 68
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اُولِی الْاَیْدِیْ سے مراد عبادت میں قوی وَالْاَبْصَارِ یعنی اللہ تعالیٰ کے امر میں بصیرت والے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہاں تک ید کا تعلق ہے اس سے مراد عمل میں قوت ہے ابصار سے مراد جو انہیں اپنے دین کے معاملہ میں بصیرت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولِی الْاَیْدِیْ سے مراد اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں قوی۔ ابصار سے مراد عقل ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ سے مراد عبادت میں قوی اور دین میں مددگار۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ انہوں نے اسے یوم قیامت کے گھر کے ذکر کو خالص کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ذِكْرَى الدَّارِ سے مراد آخرت کا ذکر ان کو اس کے علاوہ نہ کوئی غم ہے اور نہ ہی کوئی ذکر۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں خالص کیا وہ آخرت اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ کا معنی ہے اہل جنت کی فضیلت۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذِكْرَى الدَّارِ سے مراد عقبی الدار ہے یعنی دار آخرت۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ الْیَسَعَ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے جبکہ اعمش سے مروی ہے کہ انہوں نے یسع کو مشدد پڑھا ہے۔

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 200
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 201
5۔ ایضاً

﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِیْنَ
لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْیَذُوْقُوْهُ
حَمِیْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ
مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا
مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ
قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ﴿۶۱﴾

”یہ نصیحت ہے۔ اور بیشک پرہیز گاروں کے لیے بہت عمدہ ٹھکانہ ہے۔ سدا بہار باغات، کھلے ہوں گے ان کے لیے سب دروازے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان میں، طلب فرماتے ہوں گے وہاں طرح طرح کے پھل اور مشروبات اور ان کے پاس نیچی نگاہوں والی (عمر، جمال و کمال میں) ہم مثل (حوریں) ہوں گی۔ یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ روز حساب (تمہیں ملے گا)۔ بیشک یہ ہمارا (دیا ہوا) رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ یہ (تو پرہیز گاروں کے لیے) اور بلاشبہ سرکشوں کے لیے برا ٹھکانا ہوگا (یعنی) جہنم۔ وہ داخل ہوں گے اس میں۔ تو یہ کتنا تکلیف دہ بچھونا ہے۔ یہ کھولتا پانی اور پیپ ہے۔ پس چاہیے کہ وہ اسے چکھیں۔ اور اس کے علاوہ اس کی مانند طرح طرح کا عذاب۔ یہ (لو) دوسری فوج گھسنا چاہتی ہے تمہارے ساتھ۔ کوئی خوش آمدید نہیں انہیں۔ یہ ضرور آگ تاپنے والے ہیں۔ وہ کہیں گے (ظالمو!) تمہیں کوئی خوش آمدید نہ ہو۔ تم نے ہی آگے کیا اس عذاب کو ہمارے لیے۔ سو بہت برا ٹھکانہ ہے۔ کہیں گے اے ہمارے رب! جس (بدبخت) نے آگے کیا ہے ہمارے لیے یہ عذاب۔ پس بڑھا دے اس کا عذاب دوگنا آگ میں۔“

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کا باہر والا حصہ اندر سے اور اندر والا حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ انہیں کہا جائے گا کھل جا بند ہو جا اور بات کرو وہ بات سمجھ جائے گا اور گفتگو کرے گا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کا یہ معنی نقل کیا ہے وہ اپنی نظریں اپنے خاوندوں تک محدود رکھتی ہیں۔ وہ کسی اور کا ارادہ نہیں کرتیں۔ اَتْرَابٌ یعنی ایک ہی عمر۔

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ”البعث والنشور“ میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اَتْرَابٌ کا معنی ہم مثل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے نَّفَادٍ کا معنی ختم ہونا نقل کیا ہے، کہا ہم کیا کرتے تھے کہ غَسَّاقٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 204 (مفہوم)، داراحیاء التراث العربی بیروت

وہ چیز ہوتی ہے جو جلد اور گوشت کے درمیان سے بہتی ہے۔ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ اسی جیسی عذاب کے کئی جوڑے ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد جو ان کی پیپ بہتی ہے۔ ہناد نے عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد جو چیز ان کی جلدوں سے بہتی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد سخت ٹھنڈک ہے۔ شَكْلِهٖۤ یعنی اس جیسی ازواج یعنی عذاب کی کئی قسمیں۔

امام ہناد بن سدی رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے کھاتے ہیں جسکی سخت ٹھنڈک کی وجہ سے وہ اسے نہ چکھ سکیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غَسَّاقٌ سے مراد بدبودار ہے۔ وہ طخاویہ (طخاویان کی طرف منسوب ہے) ہوتی ہے۔(2)

امام احمد، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر غَسَّاقٌ کا ایک ڈول دنیا میں بہایا جائے تو تمام دنیا والے بدبودار ہو جائیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ غَسَّاقٌ جہنم میں ایک چشمہ ہے جس کی طرف سانپ، بچھو اور دوسری چیزوں کا زہر بہتا رہتا ہے تو اس کا رنگ بدل جاتا ہے۔(4)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ یعنی سخت ٹھنڈک۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے زمہریر کا ذکر کیا اور کہا وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ انہوں نے عبداللہ سے کہا کیا زمہریر کی ٹھنڈک ہوتی ہے تو آپ نے یہ آیت پڑھی لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًاۙ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًاۙ (النباء)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَزْوَاجٌ سے مراد مختلف عذاب ہیں۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب کا ذکر کیا۔ سلاسل اور اغلال کا ذکر کیا اور جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اس کا ذکر کیا اور ایسی چیزوں کا ذکر کیا جو دنیا میں دکھائی نہیں دیتیں۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ کو الف کے رفع

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 154 (34923)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 208، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 209 4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 208

5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 210 7۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 209

اور خاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے آخر کو الف کے زبر اور مد کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۗ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۗ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ کے بارے میں یہ کہا یہ اتباع کرنے والے اپنے سرداروں سے کہیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: بڑے اور چھوٹے سانپ۔

وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾

"اور کہیں گے کیا وجہ ہے کہ ہمیں نظر نہیں آ رہے (یہاں) وہ لوگ جنہیں ہم شمار کرتے تھے برے لوگوں میں۔ ہم جن کا تمسخر اڑایا کرتے تھے یا پھر گئی ہیں ان کی طرف سے ہماری آنکھیں۔ یقیناً یہ سچ ہے دوزخی آپس میں جھگڑیں گے۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ جہنم میں ابوجہل کہے گا: کیا وجہ ہے کہ میں بلال، عمار، صہیب، خباب اور فلاں کو نہیں دیکھتا۔ ہم ان کا مذاق اڑاتے تھے جبکہ وہ ایسے تو نہ تھے یا وہ جہنم میں تو ہیں مگر ہم انہیں نہیں دیکھتے۔(2)

امام ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اجال سے مراد وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کے ساتھیوں کو لیتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل جہنم میں کہے گا خباب کہاں ہے، صہیب کہاں ہے، بلال کہاں ہے اور عمار کہاں ہے؟۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جنتیوں کو نہ پائیں گے یا وہ ہیں تو جہنم میں مگر ہم انہیں نہیں دیکھتے۔ جب انہیں جہنم میں داخل کیا گیا تو ہماری آنکھیں ان سے بھٹک گئی تھیں۔(3)

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 211 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 13-212 3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 213

"(اے حبیب!) آپ فرمائیے میں تو فقط ڈرانے والا ہوں اور نہیں ہے کوئی خدا مگر الله جو ایک ہے سب پر غالب ہے۔ مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ عزت والا، بہت بخشنے والا۔"

امام نسائی، محمد بن نصر اور بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں حضرت عائشہ رضی الله عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے۔ تو یہ پڑھتے اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ۔

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤی اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ یُّوْحٰۤی اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۰﴾

"فرمائیے یہ بڑی اہم اور عظیم خبر ہے۔ تم اس سے منہ موڑے ہوئے ہو۔ مجھے کوئی علم نہ تھا عالم بالا کے بارے میں جب وہ جھگڑ رہے تھے۔ نہیں وحی کی جاتی میری طرف مگر یہ کہ میں فقط کھلا ڈرانے والا ہوں۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو نصر سجزی رحمہم الله نے "الابانہ" میں حضرت مجاہد رحمہ الله سے قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هُوَ سے مراد قرآن ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے "الابانہ" میں، محمد بن نصر نے "کتاب الصلاۃ" اور ابن جریر رحمہم الله نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نَبَؤٌا عَظِیْمٌ کے بارے میں بحث کرتے رہتے ہو، اسے الله تعالیٰ سے سمجھو۔ ارشاد ہے مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤی اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ کہا وہ فرشتے تھے جو حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جھگڑ رہے تھے۔ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ...... فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ اسی بارے میں فرشتے آپس میں جھگڑ رہے تھے۔(2)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤی سے مراد فرشتے ہیں جب انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے موقع پر آپس میں مشورہ کیا اور جھگڑا کیا۔ عرض کی کیا تو زمین میں خلیفہ بناتا ہے۔(3)

امام محمد بن نصر نے "کتاب الصلاۃ" میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق جھگڑا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی الله اور اس کا رسول اس میں بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا وہ تین کفارات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ مشکل وقت میں اچھی طرح وضو کرنا جماعت کے لیے پیدل چل کر جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید اور امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور محمد بن نصر نے "کتاب الصلوٰۃ" میں روایت نقل کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں آیا جتنا میں گمان کرتا ہوں اس نے مجھے خواب میں فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے کہ فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 214، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 215 3۔ ایضاً

نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ الفاظ بین ثدی فرمائے یا فی نحری فرمائے۔ تو میں زمین و آسمان کی ہر چیز کو جان گیا۔ پھر فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی جی ہاں، کفارات میں، نماز کے بعد مسجد میں ٹھہرنے کے بارے میں، جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے پیدل چلنے کے بارے میں۔ جب وضو ناپسند ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنے کے بارے میں۔ جس نے ایسا کیا اس نے اچھی زندگی بسر کی۔ وہ خطا میں اس دن کی طرح ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔ اے محمد! جب تو نماز پڑھے تو یہ دعا کیا کر اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ اے اللہ! میں تجھ سے بھلائیوں کے کرنے، منکرات کو چھوڑنے اور مساکین سے محبت کا سوال کرتا ہوں۔ جب تو اپنے بندوں کو آزمانے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر فتنہ میں ڈالے۔ اپنی طرف قبض کرلے۔ کہا درجات سے مراد سلام کو عام کرنا، کھانا کھلانا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ (1)

امام ترمذی، جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، محمد بن نصر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے: ایک روز صبح کی نماز حضور ﷺ ہمارے پاس تشریف نہ لائے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہم سورج کی ٹکیہ دیکھ لیتے۔ حضور ﷺ جلدی سے نکلے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو چھڑی منگوائی۔ فرمایا جیسے ہو اسی طرح صفوں میں بیٹھے رہو۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ پھر فرمایا خبردار! میں تمہیں بتانے والا ہوں کہ مجھے کس چیز نے تم سے روکے رکھا ہے؟ میں رات کو اٹھا جتنا میرے لیے ممکن تھا میں نے نماز پڑھی۔ نماز میں مجھے اونگھ آئی یہاں تک کہ نماز پڑھنا میرے لیے مشکل ہوگیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے رب کی بارگاہ میں ہوں جو انتہائی حسین صورت میں ہے۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی میرے رب میں حاضر ہوں۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میں کچھ نہیں جانتا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ تو میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی۔ تو میرے لیے ہر چیز عیاں ہوگئی اور میں اسے پہچان گیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں۔ فرمایا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ ارشاد فرمایا تو نے سچ کہا ہے۔ فرمایا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی مشکل وقت میں اچھی طرح وضو کرنا، نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا اور جماعت کے ساتھ نماز کی ادائیگی کے لیے چل کر جانا۔ فرمایا اے محمد! تو نے سچ کہا ہے۔ اے محمد! یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ یُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت اور ان کی محبت جو تجھ سے محبت کرتے ہیں اور ایسے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں جو مجھے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 342 (3233)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تیری محبت کے قریب کر دے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان کلمات کو سیکھو اور انہیں یاد کرو کیونکہ یہ حق ہیں۔ (1)

امام طبرانی نے "السنہ" میں اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن سمرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ میرے لیے بہترین صورت میں ظاہر ہوا۔ اس نے مجھ سے پوچھا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے کہا اے میرے رب! مجھے کچھ علم نہیں اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی۔ اس نے مجھ سے کوئی بھی سوال کیا تو مجھے اس کا علم تھا۔ میں اسے سمجھ گیا۔ میں نے کہا ہاں میرے رب وہ درجات اور کفارات میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا درجات سے مراد ناپسندیدگی کے وقت اچھی طرح وضو کرنا، پیدل جماعت کے لیے جانا، نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا، کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے السنۃ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا: اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ رَبِّي وَسَعْدَيْكَ، میں نے تین بار یونہی عرض کیا۔ فرمایا: کیا تم جانتے ہو ملا اعلیٰ کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں محسوس کی۔ پس میں وہ بات سمجھ گیا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے مجھ سے سوال کیا۔ میں نے عرض کی، اے میرے رب! ہاں (میں سمجھ گیا) وہ درجات اور کفارات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا درجات یہ ہیں: ٹھنڈک کے وقت پورا وضو کرنا، جماعت کی طرف پیدل چل کر جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا اور کفارات یہ ہیں: کھانا کھلانا، سلام پھیرنا اور رات کو نماز پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔

امام طبرانی نے "السنہ" میں شیرازی نے "القاب" میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز ہم نے صبح کی کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے ہمیں بتایا۔ فرمایا آج رات میرا رب میری نیند کی حالت میں بہترین صورت میں تشریف لایا۔ اس نے اپنا ہاتھ میری چھاتی اور کندھوں کے درمیان رکھا۔ میں نے اس کی ٹھنڈک سینے میں پائی تو مجھے ہر چیز کا علم عطا کر دیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ رَبِّ وَسَعْدَيْكَ۔ پوچھا گیا تو جانتا ہے، فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میرے رب! کفارات اور درجات میں جھگڑ رہے ہیں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی سلام دینا، کھانا کھلانا اور نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، جماعت کے لیے پیدل جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ (2)

امام ابن نصر، طبرانی اور ابن مردویہ حضرت ابوامامہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فرمایا میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں آیا۔ فرمایا اے محمد! میں نے عرض کی لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ فرمایا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 44-243 (3235)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 366، دار الفکر بیروت

ہیں؟ میں نے عرض کی میں نہیں جانتا تو اس نے اپنا ہاتھ میرے پستانوں کے درمیان رکھا تو میں اپنی نیند میں ہی ہر اس چیز کو جان گیا جو اس نے مجھ سے دنیا اور آخرت کے بارے میں مجھ سے سوال کیا۔ پوچھا کس بارے میں فرشتے جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی درجات اور کفارات کے بارے میں۔ جہاں تک درجات کا تعلق ہے تو وہ ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا تو نے سچ کہا، جس نے ایسا کیا وہ خیر پر زندہ رہا اور خیر پر ہی فوت ہوا وہ گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہے جیسے اس دن جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے تو کھانا کھلانا، سلام دینا، اچھی گفتگو کرنا نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر یہ دعا کی ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْحَسَنَاتِ وَتَرْكَ السَّیِّئَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَمَغْفِرَةً وَاَنْ تَتُوْبَ عَلَیَّ وَاِذَا اَرَدْتَ فِیْ قَوْمٍ فِتْنَةً فَنَجِّنِیْ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ''۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ فرمایا درجات اور کفارات میں۔ جہاں تک درجات کا تعلق ہے وہ کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کے وقت نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے وہ ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، پیدل جماعت کی طرف جانا اور نماز کی ادائیگی کے بعد نماز کا انتظار کرنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے ساتویں آسمان پر لے جایا گیا۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ پھر حدیث ذکر کی۔

امام طبرانی ''السنۃ'' میں اور خطیب نے ابوعبیدہ بن جراح سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس رات مجھے آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کفارات اور درجات میں۔ پوچھا کفارات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی سخت ٹھنڈی صبح میں اچھی طرح وضو کرنا، جماعت کی طرف پیدل چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور اس وقت نماز پڑھنا جب لوگ سوئے ہوئے ہوں پھر فرمایا کہو میں نے عرض کی کیا کہوں؟ فرمایا کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عَمَلًا بِالْحَسَنَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً وَاَنَا فِیْھِمْ فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔

امام محمد بن نصر نے ''کتاب الصلاۃ'' میں اور طبرانی نے ''السنۃ'' میں عبدالرحمٰن بن عابس حضرمی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک صبح رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ کسی نے عرض کی آج سے بڑھ کر ہم نے کبھی آپ کو زیادہ روشن چہرے والا نہیں دیکھا؟ فرمایا ایسا کیوں نہ ہو جبکہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا ہے۔ فرمایا اے محمد! فرشتے کس بات میں جھگڑے رہے ہیں؟ میں نے عرض کی کفارات میں۔ پوچھا وہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کی پیدل جماعت کی طرف جانا، نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا اور صحیح صحیح وضو کرنا۔ پوچھا اور کس میں؟ میں نے عرض کی درجات میں۔ پوچھا وہ کیا ہیں؟ فرمایا کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کو نماز پڑھنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر فرمایا اے محمد! یہ دعا کیا کرو ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 370 (11744)، دارالفکر بیروت

الطَّيِّبَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ حق ہیں۔

امام ابن نصر اور طبرانی رحمہما اللہ نے "السنہ" میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صبح کی نماز کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ فرمایا میرا رب میرے پاس بہترین صورت میں جلوہ گر ہوا۔ مجھے فرمایا اے محمد! کیا تو جانتا ہے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب! میں نہیں جانتا۔ تو اس نے اپنا ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اس کے پوروں کی ٹھنڈک اپنے سینے میں پائی تو میرے لیے آسمان و زمین کے درمیان ہر چیز عیاں ہوگئی۔ میں نے عرض کی جی ہاں میرے رب! وہ کفارات اور درجات میں جھگڑ رہے ہیں۔ پوچھا درجات کیا ہیں؟ میں نے عرض کی کھانا کھلانا، سلام دینا اور رات کو عبادت کرنا جبکہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ جہاں تک کفارات کا تعلق ہے وہ پیدل جماعت کے لیے جانا، مشکل حالت میں اچھی طرح وضو کرنا اور نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا۔ پھر فرمایا اے محمد! کہو بات سنی جائے گی، سوال کر تجھے عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو شفاعت مانی جائے گی۔ میں نے عرض کی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ ...... وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُبَلِّغُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ۔(1)

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَ كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾

"(اے حبیب!) یاد فرمایئے جب کہا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں پیدا کرنے والا ہوں بشر کو کیچڑ سے۔ پس جب اس کو سنوار دوں اور پھونک دوں اس میں اپنی (طرف سے خاص) تو تم گر پڑنا اس کے آگے سجدہ کرتے ہوئے۔ پھر سجدہ کیا سب کے سب فرشتوں نے سوائے ابلیس کے۔ اس نے گھمنڈ کیا اور ہو گیا کافروں میں سے۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان آیات میں جو بات مذکور ہے اسی بارے میں فرشتے جھگڑ رہے تھے۔

قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَیَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّ اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِیْۤ اِلٰی يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْۤ اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 368 (11742)، دار الفکر بیروت

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَۙ۝۸۰ اِلٰى یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۝۸۱ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَۙ۝۸۲ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ۝۸۳

"ارشاد ہوا اے ابلیس! کس چیز نے باز رکھا تھا تمہیں اس کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے پیدا کیا اپنے دونوں ہاتھوں سے۔ کیا تو نے تکبر کیا تو اپنے آپ کو اس سے عالی مرتبہ خیال کرتا ہے۔ وہ (گستاخ) بولا میں بہتر ہوں اس سے، تو نے پیدا کیا ہے مجھے آگ سے اور پیدا کیا ہے اسے کیچڑ سے۔ حکم ملا (اے بے حیا!) نکل جا جنت سے بیشک تو پھٹکارا گیا۔ اور بیشک تجھ پر میری لعنت برسے گی قیامت تک۔ ابلیس بولا (اگر یہی اٹل فیصلہ ہے) تو میرے رب! مجھے مہلت دیجیے روز حشر تک۔ جواب ملا بیشک تو مہلت دیئے جانے والوں میں سے ہے۔ (یہ مہلت) مقررہ وقت کے دن تک ہے۔ کہنے لگا تیری عزت کی قسم! میں ضرور گمراہ کروں گا ان سب کو۔ سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تو نے چن لیا ہے۔"

امام ابن ابی الدنیا نے "صفۃ الجنۃ" میں، ابو الشیخ نے "العظمۃ" میں اور بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں حضرت عبد اللہ بن حارث سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں اپنے دست قدرت سے پیدا فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا کیا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا اور فردوس باغ کو اپنے دست قدرت سے لگایا۔ پھر فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم! اس میں دائمی شراب خور اور بے غیرت نہیں رہے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم دائمی شراب خور کو تو جانتے ہیں، دیوث کیا ہے؟ فرمایا جو اپنے گھر والوں کو بدکاری کا مشورہ دیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابو الشیخ نے "العظمۃ" میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا: عرش، جنات عدن، قلم اور حضرت آدم۔ پھر ہر چیز کے لیے کن فرمایا تو وہ ہوگئی۔ اپنی مخلوقات سے چار چیزوں کے ساتھ حجاب فرمایا: آگ، تاریکی، نور (1)۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو دست قدرت سے پیدا فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کو دست قدرت سے پیدا فرمایا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا، جنت عدن کو اپنے دست قدرت سے لگایا اور قلم کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید نے کعب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے تین چیزیں پیدا فرمائیں: حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا، تورات کو اپنے دست قدرت سے لکھا اور جنت عدن کو اپنے ہاتھ سے لگایا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے رَجِیْمٌ سے مراد لعین ہے۔ فرمایا اَلْمُخْلَصِیْنَ نصب کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا قرآن میں یہ لفظ جہاں بھی ہے ہم اسے اسی طرح پڑھیں؟ فرمایا ہاں۔

1۔ چوتھی چیز کا ذکر نہیں کیا جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ تفسیر ابن جریر میں صرف روایت کا پہلا حصہ منقول ہے (مترجم)

قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ ۚ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۵﴾

"فرمایا تو میں حق ہوں اور میں سچ ہی کہتا ہوں۔ میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو تجھ سے اور تیرے سب فرمانبرداروں سے۔"

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَالْحَقُّ ؗ وَ الْحَقَّ اَقُوْلُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں حق ہوں اور حق کہتا ہوں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پہلا فَالْحَقُّ مرفوع اور دوسرا الْحَقَّ منصوب ہے اَقُوْلُ مرفوع ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلے فَالْحَقُّ کو مرفوع اور دوسرے الْحَقَّ کو منصوب پڑھا ہے وہ کہتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں حق ہوں اور حق بات ہی کہتا ہوں۔(2)

قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾

"آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کوئی اجر اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں سے ہوں۔ نہیں ہے یہ (قرآن) مگر نصیحت سارے جہانوں کے لیے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اے محمد! کہہ دو جس چیز کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اس پر میں تم سے کوئی دنیاوی اجر نہیں مانگتا۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں ایک آدمی مسجد میں باتیں کر رہا تھا۔ جس بارے میں وہ بات کر رہا تھا وہ یہ تھی یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ (الدخان:10) قیامت برپا ہوگی۔ وہ منافقوں کے کان اور آنکھیں گرفت میں لے لی گئی۔ مومنوں کو اس سے صرف زکام ہوگا۔ ہم اٹھے اور حضرت عبد اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ گھر میں تھے۔ ہم نے آپ کو بتایا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے لوگو! تم میں سے جو علم رکھتا ہو وہ کہے اور جو نہ جانتا ہو وہ کہے اللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ۔

امام دیلمی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تکلف کا اہتمام نہیں کرتا اور میری امت کے ساتھ موافقت اختیار کرو۔

امام احمد، ابن عدی، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے "شعب الایمان" میں حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 219، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 219

شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور میرا ساتھی حضرت سلمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمارے سامنے روٹی اور نمک پیش کیا اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکلف سے منع نہ کیا ہوتا تو میں تمہارے لیے تکلف کرتا۔ میرے ساتھی نے کہا کاش! ہمارے نمک میں پہاڑی پودینہ ہوتا۔ آپ نے اپنا لوٹا بھیجا۔ اسے رہن کے طور پر رکھا اور پہاڑی پودینہ لایا۔ جب ہم نے کھانا کھایا تو میرے ساتھی نے کہا اس اللہ کے لیے تمام تعریفیں جس نے ہمیں اس رزق پر قانع بنایا جو اس نے ہمیں رزق عطا فرمایا۔ حضرت سلمان نے فرمایا اگر تو قناعت کرتا تو میرا لوٹا سبزی فروش کے پاس رہن پڑا نہ ہوتا۔ (1)

امام طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت سلمان فارسی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مہمان کے لیے اس چیز کا تکلف نہ کریں جو ہمارے پاس نہ ہو ہم اسے وہی چیز پیش کریں جو ہمارے پاس موجود ہو۔ (2)

ابن عدی نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنتی لوگوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا آپس میں رحم کرنے والے۔ فرمایا کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ فرمایا مایوس ہونے والے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید جھوٹے اور تکلف کرنے والے۔

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن منذر سے روایت نقل کی ہے کہ تکلف کی تین علامتیں ہیں۔ جس چیز کا علم نہیں رکھتا اس کے علم میں تکلف کرے، اپنے سے برتر سے مقابلہ کرے، جس تک پہنچ نہیں سکتا اس کی طرف لمبا ہوتا ہے۔ (3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی چیز کا علم رکھتا ہو وہ دوسرے لوگوں کو سکھائے۔ جس کا علم نہ ہو وہ نہ کہے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو ذہن میں تکلف کرنے والا ہوگا اور دین سے یوں نکلنے والا ہوگا کہ اس کے سرے پر صرف نشان ہوگا۔ (4)

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾

''اور (اے کفار!) تم ضرور جان لو گے اس کی خبر کچھ عرصہ بعد۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بَعْدَ حِيْنٍ سے مراد موت کے بعد ہے۔ حضرت حسن بصری نے کہا اے ابن آدم! موت کے وقت تیرے پاس یقینی خبر آئے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ حِيْنٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس بات کی صداقت کا انہیں علم قیامت کے دن ہوگا جسے وہ جھٹلاتے تھے اور یہ آیت پڑھی لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ (الانعام: 67) کہا مُّسْتَقَرٌّ سے مراد آخرت ہے جس میں حق ثابت ہوگا اور اس میں باطل باطل ہو جائے گا۔ (6)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 136 (7146)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137 (7147)
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 271 (5064)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ طبقات ابن سعد، جلد 6، صفحہ 109، دار صادر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۷۵ | سُوْرَۃُ الزُّمَرِ مَکِّیَّۃٌ ۳۹ | رکوعاتہا ۸

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''دلائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ زمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام نحاس رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ زمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ صرف تین آیات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں جو وحشی کے بارے میں نازل ہوئیں جس نے حضرت حمزہ کو شہید کیا تھا قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝۱ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝۲ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ وَ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝۳ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰی مِمَّا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝۴

''اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو عزیز (اور) حکیم ہے۔ ہم نے اتاری ہے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ۔ پس آپ عبادت کریں اللہ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اطاعت کو۔ خبردار! صرف اللہ کے لیے ہے دین خالص۔ اور جنہوں نے بنا لیے اس کے سوا اور روالی (اور کہتے ہیں) ہم نہیں عبادت کرتے ان کی مگر محض اس لیے کہ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان جن باتوں میں یہ اختلاف کیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اس کو جو جھوٹا (اور) بڑا ناشکرا ہو۔ اگر اللہ چاہتا کہ کسی کو بیٹا بنائے تو چن لیتا اپنی مخلوق سے جس کو چاہتا۔ وہ پاک ہے۔ وہی اللہ ہے جو ایک ہے، سب سے زبردست۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حق سے مراد قرآن ہے۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: یہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی ہے آیت وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی کے بارے میں کہا کہ ہم ان بتوں کی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری شفاعت کریں گے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت یزید رقاشی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! ہم اپنے اموال شہرت کے حصول کے لیے دیتے ہیں، کیا اس کا ہمیں کوئی اجر ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا مگر جو اس کے لیے ہی خالص عمل کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ تین قبائل کے بارے میں نازل ہوئی: بنو عامر، بنو کنانہ اور بنو سلمہ۔ وہ بتوں کی عبادت کرتے اور یہ کہتے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ بات قریش کے بتوں کے بارے میں کہتے اور ان سے پہلے فرشتوں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام کے بارے میں کہتے تھے۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اس آیت کو یوں پڑھتے: وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے یوں پڑھتے قَالُوْا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝

"اس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ۔ وہ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور اس نے مسخر کر دیا ہے سورج اور چاند کو۔ ہر ایک رواں ہے مقررہ میعاد تک۔ غور سے سنو! وہی عزت والا (اور) بہت بخشنے والا ہے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُكَوِّرُ الَّيْلَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن پر سوار کر دیتا ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ان میں سے ایک کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 24-222، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 24-223

3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 225

دوسرے پر غالب کر دیتا ہے۔(1)

عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے اس (رات) کو اس (دن) پر اور اس (دن) کو اس (رات) پر غالب کرتا ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶

''اس نے پیدا کیا ہے تمہیں فرد واحد سے پھر بنایا اسی سے اس کا جوڑا اور پیدا کیے تمہارے لیے جانوروں میں آٹھ جوڑے۔ وہ پیدا فرماتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکموں میں (تدریجاً) ایک حالت سے دوسری حالت تین اندھیروں میں۔ یہ (قدرت والا) اللہ تمہارا رب ہے، اسی کی حکومت ہے۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے پھر تم کدھر منہ پھیر کر جارہے ہو۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا (النساء:1) یعنی آپ کی زوجہ یعنی حضرت حوا کو آپ کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے پیدا کیا۔ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ یعنی نطفہ، جما ہوا خون، گوشت کا لوتھڑا، ہڈیاں اور گوشت پھر بال اگائے۔ یہ تمام چیزیں مرحلہ وار ہوئیں۔ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ سے مراد پیٹ، رحم اور جھلی (جس میں بچہ ہوتا ہے)۔ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ کہا یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہے فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ (الزخرف)(2)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ سے یہ مراد نقل کی اونٹ، گائے، بھیڑ اور بکری۔ مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ یعنی نطفہ اور پھر اس کے بعد کے مراحل یہاں تک کہ اس کی خلقت مکمل ہوگئی۔ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ یعنی پیٹ، رحم اور جھلی۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ جما ہوا خون، گوشت کا لوتھڑا پھر ہڈیاں فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ پیٹ کی تاریکی، رحم کی تاریکی اور جھلی کی تاریکی۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ سے مراد پیٹ، رحم اور جھلی ہے۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۫ وَ لَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَ اِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 128، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 226,28,29,30
3۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 228,29,30
4۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 229

"اگر تم ناشکری کرتے ہو تو بیشک اللہ تعالیٰ کو تمہاری کوئی ضرورت نہیں اور وہ پسند نہیں کرتا اپنے بندوں سے ناشکری کو اور اگر تم شکر ادا کرو تو وہ پسند کرتا ہے اسے تمہارے لیے۔ اور نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ۔ پھر اپنے رب کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔ پس وہ آگاہ کرے گا تمہیں ان کاموں سے جو تم کیا کرتے تھے۔ بیشک وہ خوب جاننے والا ہے سینوں کے رازوں کو۔"

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابن عباس سے اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یعنی کفار جن کے دلوں کو پاک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ نہیں کیا تھا کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے۔ پھر فرمایا وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ یہاں عباد سے مراد اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں۔ فرمایا اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ (الحجر 42) اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کے لیے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کو لازم کر دیا ہے اور اسے ان کے لیے محبوب بنا دیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مسلمان بندوں سے کفر کو پسند نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے گمراہی پر راضی نہیں اور نہ ہی اس نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ہی اس کی طرف بلایا لیکن وہ تمہاری طاعت پر راضی ہے۔ طاعت کا ہی اس نے حکم دیا ہے اور اپنی معصیت سے تمہیں منع کیا ہے۔

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَ جَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ⑧

"اور جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف (اس وقت) پکارتا ہے اپنے رب کو دل سے رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف۔ پھر جب عطا کرتا ہے اسے نعمت اپنی (جناب سے) تو بھول جاتا ہے اس تکلیف کو جس کے لیے فریاد کرتا رہا تھا اس سے پہلے اور بناتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہم مثل تاکہ بہکا دے اس کی راہ سے۔ (اے مصطفیٰ! آپ اسے) فرمایئے لطف اٹھا لے اپنے کفر سے تھوڑے دن۔ بیشک تو دوزخیوں میں سے ہے۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُنِيْبًا اِلَيْهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس کے لیے اخلاص کا اظہار کرتے ہوئے۔(2)

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ يَرْجُوْا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 232

رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا یَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۹

"بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے (بایں ہمہ) ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔ آپ پوچھیے کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور جاہل۔ البتہ صرف عقل مند ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔"

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے "حلیہ" میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ فرمایا اس کا مصداق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ یہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔(1)

امام جویبر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام جویبر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابن مسعود، حضرت عمار اور حضرت سالم جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم کے غلام تھے، کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یَحْذَرُ الْاٰخِرَةَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے یوں پڑھتے اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا یَّحْذَرُ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔(3)

امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس تشریف لے گئے جبکہ وہ موت کی کیفیت میں تھا۔ پوچھا تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے؟ اس نے عرض کی میں امید اور خوف رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس موقع پر یہ دونوں چیزیں ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہوتیں مگر جو امید رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے اور جو ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے امن دے دیتا ہے۔(4)

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 250، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 237، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 235 (35630)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 540، دار الکتب العلمیہ بیروت

حَسَنَةٌ ؕ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ قُلْ اِنِّيْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ⑪ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑫ قُلْ اِنِّيْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑬ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ⑭

"آپ فرمایئے اے میرے بندو! جو ایمان لے آئے ہو ڈرتے رہا کرو اپنے رب سے (اور یاد رکھو) ان کے لیے جنہوں نے نیک اعمال کیے اس دنیا میں نیک صلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی زمین بڑی وسیع ہے۔ (مصائب وآلام میں) صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب دیا جائے گا۔ فرمایئے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اطاعت کو۔ اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلا مسلمان بنوں۔ آپ فرمایئے میں ڈرتا ہوں اگر میں حکم عدولی کروں اپنے رب کی، اس بڑے دن کے عذاب سے۔ فرمایئے اللہ کی ہی میں عبادت کرتا ہوں خالص کرتے ہوئے اس کے لیے اپنے دین کو۔"

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے میری زمین وسیع ہے۔ پس اس میں ہجرت کرو اور بتوں سے دور رہو۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِغَيْرِ حِسَابٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کی قسم! نہ وہاں کیل ہوگا اور نہ ہی وزن ہوگا۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کے اعمال کے ثواب میں حساب نہیں ہوگا بلکہ انہیں اس سے زائد دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے یا اسے منتخب کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر مصیبت نازل فرما دیتا ہے اور اس پر اسے برانگیختہ کرتا ہے۔ جب وہ دعا کرتا ہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں یہ معروف آواز ہے۔ حضرت جبرئیل امین عرض کرتے ہیں اے میرے رب! تیرا بندہ فلاں ہے، اس کی ضرورت کو پورا کر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے چھوڑ دو۔ میں اس کی آواز سننا پسند کرتا ہوں۔ جب بندہ کہتا ہے اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے! لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ مجھے اپنی عزت کی قسم! تو مجھ سے جس چیز کی دعا کرے گا میں اسے قبول کروں گا۔ تو مجھ سے جو سوال کرے گا میں تجھے وہ عطا کر دوں گا یا تو نے جو سوال کیا ہوگا وہ جلد تجھے دے دوں گا یا اس سے بھی بہتر میں تیرے لیے اپنے ہاں ذخیرہ کر لوں گا یا اس سے بڑی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 238، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

مصیبت تجھ سے دور کردوں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میزان نصب کیے جائیں گے۔ اہل مصائب کو لایا جائے گا۔ ان کے لیے میزان نہیں نصب کیا جائے گا۔ ان پر بغیر حساب کے اجر انڈیلا جائے گا یہاں تک کہ اہل عافیت آرزو کریں گے کہ مصائب والوں کو جو فضیلت دی گئی ہے کاش! ان کے جسم قینچیوں سے کاٹ دیے جاتے۔

امام طبرانی، ابن عساکر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: جنت میں ایک درخت ہے جسے شجر بلوی کہتے ہیں۔ قیامت کے روز مصیبت کے مارے لوگوں کو بلایا جائے گا نہ ان کا دیوان لایا جائے گا اور نہ ان کا میزان نصب کیا جائیگا۔ ان پر اجر انڈیلا جائے گا۔ پھر یہ آیت اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ پڑھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل بلاء قیامت کے روز خواہش کریں گے کہ ان کی جلدیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں۔

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۵﴾

”پس تم عبادت کرو جس کی چاہو اس کے سوا (نیز) فرما دیجئے اصل نقصان اٹھانے والے وہ ہیں جو گھاٹے میں ڈالیں گے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن۔ سنو! یہی کھلا گھاٹا ہے۔“

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق کفار ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ کے لیے پیدا کیا۔ دنیا ان سے چلی گئی اور جنت ان پر حرام کردی گئی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَهْلِیْهِمْ سے مراد جنت والے ہیں۔ انہیں ان کے لیے تیار کیا گیا اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے مگر انہوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے: انہوں نے اپنا نقصان کیا۔ وہ جہنم میں زندہ حالت میں ہو کر حسرت کریں گے۔ وہ اپنے اہل کا بھی نقصان کریں گے، ان کا کوئی اہل نہیں ہوگا جو ان کے پاس لوٹیں۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کوئی بھی نہیں مگر اسے اللہ تعالیٰ نے جنت والا بنایا ہے اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا۔(4)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(5)

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 35 (3818)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 239 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 129، دارالکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً

اللّٰہُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾

"ان (بدبختوں) کے لیے اوپر سے بھی آگ کے شعلے ہوں گے اور نیچے سے بھی آگ کے شعلے۔ یوں اس (عذاب الیم) سے ڈراتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو۔ اے میرے بندو! مجھ سے ڈرتے رہا کرو۔"

ابن منذر نے مجاہد سے ظُلَلٌ کا معنی غواش کیا ہے یعنی ڈھانپنے والے۔ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ یہاں ظُلَلٌ کا معنی بستر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سوید بن غفلہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی جہنمی کو عذاب دینے کا ارادہ کرے گا تو ہر ایک انسان کے لیے اس کے حساب سے آگ کا ایک تابوت بنائے گا۔ پھر اس پر تالا لگائے گا جو آگ کے تالوں میں سے ہوگا۔ اس میں کوئی نشان نہیں ہوگا مگر اس میں ایک کیل ہوگا۔ پھر اس تابوت کو آگ کے ایک اور تابوت میں رکھا جائے گا۔ پھر اس پر آگ کا تالا لگایا جائے گا۔ پھر ان کے درمیان آگ بھڑکا دی جائے گی۔ ان میں سے کوئی بھی نہیں دیکھے گا کہ آگ میں کوئی اور بھی ہے۔ یہ آیت اس آیت لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ (الاعراف: 41) جیسی ہے۔(1)

وَ الَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾

"اور جو لوگ بچتے ہیں شیطان سے کہ اس کی عبادت کریں اور (دل سے) جھکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف، ان کے لیے مژدہ ہے۔ پس آپ مژدہ سنا دیں میرے ان بندوں کو جو غور سے سنتے ہیں بات کو پھر پیروی کرتے ہیں اچھی بات کی۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ دانش ور ہیں۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دونوں آیات تین افراد کے بارے میں نازل ہوئیں۔ وہ دور جاہلیت میں کہتے تھے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ زید بن عمر بن نفیل، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی۔(2)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ سعید بن زید، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی احسن القول کے پیروکار تھے احسن القول سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ انہوں نے یہ بات کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الطَّاغُوْتَ سے مراد شیطان ہے۔ یہاں واحد ہے جبکہ یہ جماعت ہے۔ یہ ایسی ارشاد یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ (الانفطار: 6) کی مثل ہے۔ کہا یہ سب لوگوں کے لیے ہے جنہیں یہ ارشاد فرمایا جبکہ انسان واحد ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الطَّاغُوْتَ سے مراد شیطان ہے۔(4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 210 (35414)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً جلد 23، صفحہ 240 4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اَحْسَنَهٗ سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔(1)

حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں ضحاک سے اَحْسَنَهٗ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو طاعت کا جو حکم دیا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ کی تفسیر میں یہ کہا ہے: اگر تین چیزیں نہ ہوتیں تو مجھے پہلے ہی مر جانا اچھا لگتا۔ اگر میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز نہ ہوتا، اگر میں ایسے لوگوں کی خدمت میں نہ بیٹھتا جو اچھی گفتگو کو یوں اخذ کرتے ہیں جیسے وہ عمدہ پھل لیتے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہ ہوتا۔

امام جو یبر رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب آیت لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ (الحجر:44) نازل ہوئی تو ایک انصاری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ غلام ہیں اور میں نے ہر دروازہ کے لیے ایک غلام آزاد کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کرنے والے کو بلایا۔ اس نے ندا کی جو اس حال میں مرا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت عمر اس قاصد کو ملے، اسے واپس کیا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ڈر ہے کہ لوگ بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے، وہ عمل نہیں کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی قدر کو جانیں گے تو بھروسہ کر کے بیٹھ نہ جائیں گے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور عذاب کی قدر کو جانیں گے تو وہ اپنے اعمال کو حقیر جانیں گے۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾

''بھلا جس پر واجب ہو گیا ہو عذاب کا حکم۔ تو کیا آپ چھڑا سکتے ہیں اسے جو آگ میں ہے؟ البتہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالا خانے ہیں جن کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں۔ رواں ہیں جن کے نیچے سے نہریں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ کا یہ ترجمہ کیا ہے بلند و بالا مکانات۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِى الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت

حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾

''کیا تم نہیں دیکھتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے آسمان سے پانی پھر جاری کیا اسے زمین کے چشموں سے پھر اگاتا ہے اس کے ذریعہ فصلیں جن کے رنگ جدا جدا ہیں۔ پھر وہ خشک ہونے لگتی ہے۔ پس تو دیکھتا ہے اسے زردی مائل پھر وہ اس کو چورا چورا کر دیتا ہے۔ یقیناً اس (کرشمہ قدرت) میں نصیحت ہے اہل عقل کے لیے۔''

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آسمان سے نازل کیا بلکہ یہ چشمے زمین میں رگیں ہیں جو اسے ڈھانک لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ کا یہی مفہوم ہے۔ جسے یہ بات اچھی لگے کہ نمک میٹھا ہو جائے تو وہ اسے بھاپ بنا کر اڑا دے۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ نے ''العظمۃ'' میں اور خرائطی رحمہم اللہ نے ''مکارم الاخلاق'' میں امام شعبی رحمہ اللہ سے فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ کے بارے میں یہ کہا کہ چشموں میں پانی آسمان سے بارش کی وجہ سے ہوتا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے يَنَابِيْعَ کا معنی چشمے نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ چشمے اور کنویں اس پانی کی وجہ سے ہوتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نازل کیا ہوتا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

''بھلا وہ (سعادت مند) کشادہ فرمادیا ہو اللہ تعالیٰ نے جس کا سینہ اسلام کے لیے تو وہ اپنے رب کی طرف سے دیئے ہوئے نور پر ہے۔ پس ہلاکت ہے ان سخت دلوں کے لیے جو ذکر خدا سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہی لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس کا سینہ کھول دیا گیا ہو وہ ان کی طرح نہیں ہوتا جن کے دل سخت ہوں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا سینہ کھل جاتا ہے؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی کیا اس کی کوئی علامت ہے؟ فرمایا ہاں۔ دار غرور (دنیا) سے پہلو تہی اور دار خلود (آخرت) کی طرف توجہ اور موت سے پہلے ہی موت کی تیاری۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! ﷺ انشراح صدر کیسے ہوتا ہے؟ فرمایا جب نور دل میں داخل ہوتا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 243، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 244

تو وہ کھل جاتا ہے۔ ہم نے عرض کی اس کی علامت کیا ہے؟ فرمایا دار خلود (آخرت) کی طرف توجہ اور دنیا سے اعراض اور موت آنے سے پہلے ہی موت کی تیاری۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: اللہ کے نبی! کونسا مومن زیادہ سمجھ دار ہے؟ فرمایا جو موت کو زیادہ یاد کرے اور اس کی اچھی طرح تیاری کرے۔ جب نور دل میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ کھل جاتا ہے۔ عرض کی اے اللہ کے نبی! اس کی علامت کیا ہے؟ فرمایا دار آخرت کی طرف توجہ، دنیا سے اعراض اور موت آنے سے پہلے ہی موت کی تیاری۔ پھر ابو جعفر رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی کی مثل روایت نقل کی پھر ساتھ اس آیت کا اضافہ کیا۔

امام ترمذی، ابن مردویہ، ابن شاہین نے ''الترغیب فی الذکر'' میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''شعب الایمان'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ذکر کے سوا زیادہ گفتگو نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ گفتگو دل کی سختی ہے۔ لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور سخت دل ہوتا ہے۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے ''زہد'' میں حضرت ابو حلیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں کو وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر گفتگو نہ کرو ورنہ تمہارے دل بھی سخت ہو جائیں گے کیونکہ سخت دل آدمی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا ہے لیکن وہ جانتا نہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کا کھانا کھانا اور ان کا اس کے بعد سو جانا، یہ ان کے دلوں میں سختی کا باعث ہے۔

امام عقیلی، طبرانی نے ''اوسط'' میں، ابن عدی، ابن سنی اور ابو نعیم دونوں نے ''طب'' میں، بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے اپنے کھانے کو اللہ کے ذکر اور اس کی نماز سے ہضم کرو۔ کھانا کھا کر فوراً نہ سو جاؤ ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین کام دل میں سختی پیدا کرتے ہیں۔ کھانے، سونے اور آرام کرنے کی محبت۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 525 (2411)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 73، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 124 (6044)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے نہایت عمدہ کلام یعنی وہ کتاب جس کی آیتیں ایک جیسی ہیں، بار بار دہرائی جاتی ہیں اور کانپنے لگتے ہیں اس کے (پڑھنے) سے بدن ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے پھر نرم ہو جاتے ہیں ان کے بدن اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے رہنمائی کرتا ہے اس کے ذریعے جسے چاہتا ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش! آپ ہمیں کچھ ارشاد فرماتے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ پورا قرآن ایک دوسرے کے مشابہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَّثَانِيَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کا بعض بعض کے مشابہ ہے۔ اس کا بعض بعض کی طرف لوٹا تا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے حلال اور حرام میں سے کوئی چیز مختلف نہیں۔ ایک آیت دوسری آیت کے مشابہ ہے۔ ایک حرف دوسرے حرف کے مشابہ ہے۔ مَّثَانِيَ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرائض، حدود اور قضاء کا بار بار ذکر کرتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن تمام کا تمام مثانی ہے: یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کی تعریف ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مُّتَشَابِهًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا بعض بعض کی تفسیر بیان کرتا ہے۔ اس کا بعض بعض پر دلالت کرتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا کے بارے میں پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں قضاء کو بار بار ذکر کیا۔ اس سورت میں آیت ہوتی ہے اور سورت میں ایک اور آیت ہوتی ہے جو اس کے مشابہ ہوتی ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس میں قضاء کو بار بار ذکر کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے: یہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء کی نعت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیان فرمائی کہ ان کے جسم کانپ رہے ہوتے ہیں، آنکھیں رو رہی ہوتی ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ صفت بیان نہیں کی کہ ان کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 245 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

عقلیں جاتی رہتی ہیں اور ان کی عقلوں پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ یہ چیز بدعتیوں میں ہوتی ہے اور یہ شیطان کی طرف ہوتی ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر اور وعید کو سنتے ہیں تو ان کے جسموں پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ جب جنت کا اور نرمی کا ذکر سنتے ہیں تو ان کی جلدیں نرم پڑ جاتی ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن مردویہ نے، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب قرآن پڑھتے تو وہ کیا کرتے؟ فرمایا ان کی وہی حالت ہوتی جس طرح قرآن نے ان کی صفت بیان کی ہے، ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے اور ان کے جلدیں کانپ رہی ہوتیں میں نے کہا یہاں تو کچھ لوگ ایسے ہیں جب وہ قرآن حکیم سنتے ہیں تو ان پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

امام زبیر بن بکار نے "موفقیات" میں عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنی امی کے پاس آیا۔ میں نے کہا میں نے ایک ایسی قوم دیکھی ہے جن سے بہتر میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو ایک کانپنے لگتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ فرمایا ان کے پاس نہ بیٹھا کرو۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہیں تو یہ حالت نہیں پہنچتی تھی۔ کیا تو ان لوگوں کو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا دیکھتا ہے؟۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بے ہوشی شیطان کی طرف سے ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں قول نقل کیا ہے جو روشنی دیکھتا ہے، فرمایا یہ شیطان کی جانب سے ہے۔ اگر یہ خیر دیکھتا تو اہل بدر اس کے زیادہ مستحق تھے۔

امام حکیم ترمذی نے "نوادر الاصول" میں حضرت عباس بن عبدالمطلب سے روایت نقل کی ہے: جب کسی بندے کا جسم اللہ تعالیٰ کے ڈر سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس سے یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے بوسیدہ درخت سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کوئی بندہ ایسا نہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو، وہ سنت کا ذکر کرے اور رحمٰن کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کے جسم میں کپکپی طاری ہو جائے مگر اس کی مثال اس درخت کی مانند ہے جس کے پتے خشک ہوں، وہ اسی طرح ہو تو اسے ہوا آ پہنچے تو اس کے پتے یوں گرتے ہیں جیسے بوسیدہ درخت سے پتے گرتے ہیں۔ کوئی ایسا بندہ نہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہو، وہ سنت کا ذکر کرے اور رحمٰن کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑیں مگر اسے کبھی آگ نہ چھوئے گی۔

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَ قِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 130 (2626)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

''بھلا وہ شخص جو ڈھال بنائے گا شدید عذاب کے سامنے اپنے چہرہ کو روز قیامت (وہ کتنا بدنصیب ہوگا) اور کہا جائے گا ظالموں کو (اب) چکھو جو کچھ تم کمایا کرتے تھے۔ جھٹلایا ان لوگوں نے جو ان سے پہلے گزرے تو آیا ان پر عذاب وہاں سے جہاں سے وہ سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ پس چکھائی انہیں اللہ تعالیٰ نے ذلت اس دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے۔ کاش! وہ جان لیتے۔ اور ہم نے بیان کی ہیں لوگوں کے لیے اس قرآن (حکیم) میں ہر قسم کی مثالیں تا کہ وہ نصیحت قبول کریں۔''

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے منہ کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا یہ ارشاد بھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ (فصلت:40) کی طرح ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اسے جہنم کی طرف بندھے ہاتھوں کے ساتھ لایا جائے گا۔ پھر اسے آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ سب سے پہلے اس کا چہرہ آگ سے مس کرے گا۔(2)

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾

''اور ہم نے دیا ہے (انہیں) قرآن جو عربی زبان میں ہے جس میں ذرا کجی نہیں تا کہ وہ اللہ سے ڈریں۔''

امام آجری نے ''الشریعہ'' میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ مخلوق نہیں ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ''مسند فردوس'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ سے مراد ہے کہ وہ مخلوق نہیں۔(3)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ ''السنۃ'' میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو غیر مخلوق ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 217 (4628)، مکہ مکرمہ

امام ابن ابی حاتم نے ''السنہ'' میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے ''الاسماء والصفات'' میں حضرت فرج بن زید کلاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت علی سے کہا کہ تو نے کافر اور منافق کو حکم بنایا ہے۔ فرمایا میں نے مخلوق کو حکم نہیں بنایا، میں نے صرف قرآن کو حکم بنایا ہے۔

بیہقی نے اور ابن عدی نے حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا قرآن اللہ کا کلام ہے، اللہ کا کلام مخلوق نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک جنازہ پڑھا۔ جب میت کو قبر میں رکھا گیا تو اس کے بارے میں ایک آدمی نے کہا اے اللہ جو قرآن کا رب ہے۔ اسے بخش دے۔ حضرت ابن عباس نے اسے فرمایا رک جا اس جیسا کلمہ نہ کہہ۔ قرآن اسی سے شروع ہوا اور اسی کی طرف لوٹے گا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: تیری ماں تجھ پر روئے قرآن اسی سے ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے(2) بیہقی نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ستر سال سے اپنے مشائخ کی صحبت میں رہا۔ ان مشائخ میں حضرت عمرو بن دینار تھے۔ وہ کہتے تھے قرآن اللہ کا کلام ہے جو مخلوق نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے قرآن کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا نہ وہ خالق ہے اور نہ مخلوق ہے بلکہ یہ خالق کا کلام ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت قیس بن ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے قرآن کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ اللہ کا کلام ہے۔ میں نے پوچھا مخلوق ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں نے پوچھا جو اسے مخلوق گمان کرتا ہے اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے غَيْرَ ذِي عِوَجٍ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس میں التباس نہیں۔(3)

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

''بیان فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مثال، ایک غلام ہے جس میں کئی حصہ دار ہیں جو سخت بدخو ہیں اور ایک غلام ہے جو پورا ایک مالک کا ہے۔ کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 189 (168)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 248، دار احیاء التراث العربی بیروت

مُتَشٰكِسُوْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کئی معبودوں کی عبادت کرتا ہے۔ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے بت پرستوں کے بارے میں دی ہے۔ وَ رَجُلًا سَلَمًا ایک آدمی ایک اللہ کی عبادت کرتا ہے اس کے لیے مثال دی ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد مشرک ہے۔ شیاطین اس سے جھگڑا کرتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ یہ کس کی عبادت کر رہا ہے۔ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ اس سے مراد مومن ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے دعوت اور عبادت کو خاص کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں باطل معبودوں اور معبود برحق کی مثال دی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شُرَكَآءُ سے مراد بت ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ رَجُلًا سَلَمًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں کسی اور کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی۔(2)

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سَلَمًا کو الف کے بغیر لام پر زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مبشر بن عبید القرشی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی قرأت یہ تھی: وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ یہ ایک آدمی کے لیے خالص یعنی وہ ایک آدمی کا تابعدار ہے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾

”بیشک آپ نے بھی (دنیا سے) انتقال فرمانا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے۔ پھر تم (سب) روز حشر اپنے رب کے حضور میں آپس میں جھگڑو گے۔“

امام عبد بن حمید، امام نسائی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک زمانہ تک رہے اور ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں اور ہم سے قبل جو اہل کتاب گزرے ہیں ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہم اپنے بارے میں کہا کرتے تھے ہم کیسے آپس میں جھگڑیں گے جبکہ ہمارا نبی ایک، ہماری کتاب ایک ہے؟ یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ ہم میں سے بعض بعض کو تلوار سے قتل کر رہے ہیں، میں پہچان گیا کہ یہ آیت صرف ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔(3)

امام نعیم بن حماد نے "فتن" میں حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 23، صفحہ 249، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 23، صفحہ 248
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 223 (11310)، دار الفکر بیروت

اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک عرصہ تک زندگی گزارتے رہے۔ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں کہتا ہم کیوں جھگڑیں گے ہم تو صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں، ہمارا دین اسلام ہے، ہماری کتاب قرآن ہے، ہم اسے کبھی بھی نہیں بدلیں گے اور نہ اس میں تحریف کریں گے، ہمارا قبلہ کعبہ ہے، ہمارا حرم ایک ہے اور ہمارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ تو ہم کیسے آپس میں جھگڑا کریں گے؟ یہاں تک کہ ہم میں سے بعض بعض کو تلوار سے مارنے لگے، تو میں پہچان گیا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم پر یہ آیت نازل ہوئی، ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ اس کی تفسیر کیا ہے۔ عبد بن حمید کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ ہم نے کہا ہمارے درمیان باعث نزاع چیز ہی نہیں تو ہم باہم کیوں جھگڑیں گے۔ یہاں تک کہ فتنہ آپڑا۔ ہم نے کہا یہ ہے وہ جس کا ہمارے رب نے ہم سے وعدہ کیا کہ ہم آپس میں جھگڑیں گے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور ہم نہیں جانتے تھے کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ ہم نے کہا ہمارے درمیان نزاع ہی کوئی نہیں۔ تو ہمارے درمیان باہم جھگڑا کیوں ہوگا اور ہم آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جب حضرت عثمان بن عفان کو شہید کر دیا گیا تو اس وقت صحابہ نے کہا یہ وہ خصومت ہے جو ہمارے درمیان ہوئی۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت فضل بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ جھگڑا کیسا؟ فرمایا خون ریزی میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ کے بارے میں یہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو آپ کی وفات کی خبر اور تمہیں تمہاری موت کی خبر دی ہے۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، ابن منیع، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم رحمہم اللہ نے "حلیہ" میں، بیہقی نے "البعث والنشور" میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا خاص گناہوں کے علاوہ ہمارے درمیان جو باہم نزاع ہوتا ہے۔ اسے بھی ناپسند کیا جائے گا؟ فرمایا ہاں۔ یہ چیز تم پر ناپسند کی جائے گی یہاں تک کہ ایک آدمی ہر صاحب حق کو حق ادا کرے گا۔ حضرت زبیر بن عوام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی قسم! معاملہ بہت سخت ہے۔(3)

امام ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زبیر بن عوام نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جو خاص گناہ ہوتے ہیں اس کے علاوہ جو ہمارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 272 (2981)، دار الکتب العلمیہ بیروت

درمیان باہم تنازعات ہیں ان کے بارے میں بھی ہم سے محاسبہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں، تم سے اسی بارے میں محاسبہ ہوگا یہاں تک کہ ہر آدمی حصہ دار کو اس کا حق ادا کر دے گا۔ حضرت زبیر نے عرض کی یہ تو بہت سخت معاملہ ہے۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم کہا کرتے تھے ہمارا رب ایک ہے، ہمارا دین ایک ہے تو پھر یہ جھگڑا کیسا؟ جب جنگ صفین ہوئی اور ہم میں سے بعض نے بعض پر تلواریں سونت لیں۔ تو ہم نے کہا ہاں یہ وہ ہے۔

امام احمد نے سند حسن سے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ہر شے اپنے حق کے بارے میں جھگڑا کرے گی یہاں تک کہ وہ دو بکریاں جنہوں نے ایک دوسرے کو سینگ مارے ہوں گے۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اسی سند سے جس میں کوئی حرج نہیں، حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے مرد اور عورت جھگڑا کریں گے۔ اللہ کی قسم! اس کی زبان کلام نہیں کرے گی بلکہ اس کے ہاتھ اور پاؤں اس عورت کے بارے میں گواہی دیں گے جو خاوند کے حق میں ہوگی۔ مرد کے ہاتھ اور پاؤں ان چیزوں کے بارے میں گواہی دیں گے جن کا خاوند ذمہ دار تھا۔ پھر آدمی اور اس کے خادم کو اسی طرح بلایا جائے گا۔ پھر بازار والوں اور وہاں جو چیزیں وہاں موجود ہوتی انہیں بلایا جائے گا۔ پھر چھوٹے درہم اور قیراط کو طلب کیا جائے گا لیکن اس کی نیکیاں اسے دے دی جائیں گی جس پر ظلم ہوا اور مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔ پھر جابروں کو لوہے کی بیڑیوں میں لایا جائے گا اور کہا جائے گا انہیں آگ کی طرف لے جاؤ۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا کہ وہ اس میں داخل ہوں گے یا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم: 71)(3)

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے جھگڑنے والے دو پڑوسی ہوں گے۔(4)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ظالم امیر کو لایا جائے گا تو رعیت اس سے جھگڑا کرے گی۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ قیامت کے روز آپس میں جھگڑا کریں گے یہاں تک کہ روح اپنے جسم کے ساتھ جھگڑا کرے گی۔ روح جسم سے کہے گی تو نے یہ کام کیا۔ جسم روح سے کہے گا تو نے یہ حکم دیا تھا اور تو نے ہی اس عمل کو مزین کر کے پیش کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے ایک فرشتہ بھیجے گا۔ وہ ان دونوں سے کہے گا تم دونوں کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن میں سے ایک اپاہج بینا ہے اور دوسرا اندھا ہے۔ دونوں ایک باغ میں داخل ہوتے ہیں تو اپاہج اندھے سے کہتا ہے میں یہاں پھل دیکھتا ہوں لیکن میں وہاں پہنچ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 223 (11311)، دارالفکر بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 390، دار صادر بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 632 (18388)
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 311 (13572)

نہیں سکتا۔ اندھا کہتا ہے میرے کندھے پر سوار ہو جاؤ اور پھل لے لو وہ اس کے کندھے پر سوار ہو جاتا ہے اور اپاہج پھل لے لیتا ہے۔ تو بتاؤ ان میں سے زیادتی کرنے والا کون ہے؟ دونوں کہتے ہیں دونوں زیادتی کرنے والے ہیں۔ فرشتہ دونوں سے کہتا ہے تم دونوں نے اپنے خلاف فیصلہ کر دیا یعنی جسم روح کے لیے سواری کی طرح ہے جبکہ روح اس کا سوار ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سچا جھوٹے کے ساتھ، مظلوم ظالم کے ساتھ، ہدایت یافتہ گمراہ کے ساتھ اور کمزور تکبر کرنے والے کے ساتھ جھگڑا کرے گا۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے "زہد" میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے جنازہ دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ حضرت ابو درداء نے کہا یہ تو ہے یہ تو ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ۔(2)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ۝۳۲ وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝۳۳ لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِیْنَ ۝۳۴ لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَ یَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۳۵

"پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے اور تکذیب کرتا ہے اس سچ کی جب وہ اس کے پاس آیا۔ کیا جہنم میں کفار کا ٹھکانہ نہیں ہے؟ اور وہ ہستی جو اس سچ کو لیکر آئی اور جنہوں نے اس سچائی کی تصدیق کی یہی لوگ ہیں جو پرہیز گار ہیں۔ انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے۔ یہ صلہ ہے محسنوں کا۔ تاکہ ڈھانپ لے اللہ تعالیٰ ان سے ان کے بدترین اعمال کو اور عطا فرمائے انہیں اجر ان کے بہترین اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔"

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَدَّقَ سے مراد قرآن ہے اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد مومن ہیں۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صدق سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بہ میں ضمیر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ پس شرک سے بچو۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 167، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 6,7
4۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 7,9

امام ابن جریر، باوردی نے "معرفة الصحابه" میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت اسید بن صفوان سے روایت نقل کی ہے، انہیں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے صحبت حاصل تھی۔ کہ الذی جاء بالحق سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صَدَّقَ بِهٖٓ سے مراد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ روایت اسی طرح ہے شاید حضرت علی شیر خدا کی قرأت ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صَدَّقَ بِهٖٓ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد جبرائیل اور صَدَّقَ بِهٖٓ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ضریس، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق قرآن والے ہیں جو قیامت کے روز قرآن کے ساتھ آئیں گے۔ وہ کہیں گے یہ وہ چیز ہے جو تم نے ہمیں عطا کی۔ جو کچھ اس میں ہے ہم نے اس کی اتباع کی۔(2)

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ يُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

"کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندے کے لیے؟ (یقیناً کافی ہے) اور وہ (نادان) ڈراتے ہیں آپ کو ان معبودوں سے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ ہونے دے تو اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو ہدایت بخش دے اللہ تعالیٰ تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ زبردست، انتقام لینے والا؟"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَبْدَهٗ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔(3)

عبدالرزاق اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے ایک آدمی نے کہا کہ مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ ہمارے معبودوں کو گالیاں دینے سے رک جائیں یا تو انہیں حکم دے گا تو وہ تجھے مخبوط الحواس بنادیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِهٖ سے مراد معبودان باطلہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید کو بھیجا تا کہ عزیٰ کے بت کو توڑ دے۔ تو اس کے خادم نے کہا وہی اس کا منتظم تھا۔ اے خالد! میں تجھے اس سے خبردار کرتا ہوں اس کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکی۔ حضرت خالد بن ولید کلہاڑا لے کر اس کی طرف بڑھے اور اس کی ناک کاٹ دی۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 7، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 10
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 133 (2634)، دار الکتب العلمیہ بیروت　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 10

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِهٖ سے مراد بت ہیں۔

وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۳۸ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝۴۰ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۴۱

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔ آپ فرمایئے پھر ذرا یہ تو بتاؤ کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر اللہ تعالیٰ مجھے کچھ تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا یہ معبود دور کر دیں گے اس تکلیف کو یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کچھ رحمت فرمانا چاہے تو کیا وہ روک سکتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو۔ فرما دیجیے مجھے کافی ہے اللہ تعالیٰ، فقط اسی پر بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔ فرمایئے اے میری قوم! تم عمل کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں اپنا کام کرتا رہوں گا۔ پس تم ضرور جان لوگے کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کردے گا اور کون ہے جس پر دائمی عذاب اترتا ہے۔ (اے حبیب!) ہم نے اتاری ہے آپ پر یہ کتاب لوگوں (کی ہدایت) کے لیے حق کے ساتھ۔ پس جو ہدایت قبول کرتا ہے تو وہ اپنا بھلا کرتا ہے اور جو بھٹکتا ہے تو وہ بھٹکتا ہے اپنے آپ کو گمراہ کرنے کے لیے اور آپ ان (بدبختوں) کے ذمہ دار نہیں۔''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے پڑھا هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ یہاں کاشفات مضاف ہے۔ اسی طرح مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بِوَكِيْلٍ کا معنی حفیظ نقل کیا ہے یعنی نگہبان۔(2)

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 12

فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

''اللہ تعالیٰ قبض کرتا ہے جانوروں کو موت کے وقت اور جن کی موت کا وقت ابھی نہیں آیا (ان کی روحیں) حالت نیند میں۔ پھر روک لیتا ہے ان روحوں کو جن کی موت کا فیصلہ کرتا ہے اور واپس بھیج دیتا ہے دوسری روحوں کو مقررہ میعاد تک۔ بیشک اس میں (اس کی قدرت کی) نشانیاں ہیں ان کے لیے جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نفس اور روح کے درمیان سورج کی شعاع ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی حالت نیند میں نفس کو قبض کر لیتا ہے اور اس کی روح کو اس کے جسم اور جوف میں چھوڑ دیتا ہے جو گھومتی پھرتی رہتی ہے اور زندگی بسر کرتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے لیے یہ ظاہر ہو کہ وہ اسے قبض کرے تو اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے تو وہ مر جاتا ہے یا اس کی اجل کو مؤخر کر دیا گیا ہو تو اللہ تعالیٰ نفس کو جوف (پیٹ) میں اس کی جگہ رکھ دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی نے ''اوسط'' میں، ابو الشیخ نے ''العظمة'' میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے ''مختارہ'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حالت نیند میں زندوں اور مردوں کی روحیں آپس میں ملتی ہیں۔ وہ آپس میں سوال کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ مردوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو ان کے جسموں کی طرف لوٹا دیتا ہے اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى اس میں کچھ بھی غلطی نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ اسی بارے میں ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر نفس کا ایک سبب ہوتا ہے جو اس میں دوڑتا پھرتا رہتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس پر موت کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو وہ نفس سو جاتا ہے یہاں تک کہ سبب منقطع ہو جاتا ہے اور جسے موت نہیں آتی اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔

امام جویبر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان اور زمین کے درمیان پھیلا ہوا سبب ہے۔ مردوں اور زندوں کی روحیں اسی سبب کے ساتھ متعلق ہیں۔ مردہ نفس زندہ نفس کے ساتھ متعلق ہوتا ہے۔ جب زندہ نفس کو اس کے جسم کی طرف جانے کی اجازت دی جاتی ہے تا کہ وہ اپنا رزق مکمل کرے تو مردہ نفس کو روک لیا جاتا ہے اور دوسرے کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت فرقد سے روایت نقل کی ہے کہ دنیا کی راتوں میں سے کوئی رات بھی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ تمام روحوں کو قبض کر لیتا ہے۔ وہ مومن کی روح ہو یا کافر کی ہر نفس سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ اس کے صاحب نے دن میں کیا کام کیا پھر ملک الموت کو بلاتا ہے۔ فرماتا ہے اسے قبض کر لے اور جب موت کا وقت آ چکا ہے اسے قبض کر لے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سلیم بن عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 223 (11312)، دار الفکر بیروت

نے فرمایا آدمی کے خوابوں پر تعجب ہے اس کی خوابیں ایسی ہوتی ہیں جیسے ہاتھ سے پکڑی ہوئی چیز دوسرا آدمی خواب دیکھتا ہے اس کی خوابیں کچھ بھی نہیں ہوتیں۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا اے امیر المومنین! کیا میں آپ کو اسی بارے میں آگاہ نہ کروں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى اللہ تعالیٰ تمام روحوں کو قبض کر لیتا ہے جبکہ وہ نفس اللہ تعالیٰ کے ہاں آسمان میں ہوتا ہے تو وہ سچے خواب ہوتے ہیں اور جو وہ دیکھے جب اسے جسموں کی طرف بھیجا گیا ہو راستے میں شیاطین اسے اچک لیتے ہیں۔ وہ اسی سے جھوٹ بولتے ہیں اور باطل چیزوں کی خبریں دیتے ہیں۔ حضرت عمر حضرت علی شیر خدا کی گفتگو سے متعجب ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ایوب سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت یہ بات سنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں فروکش تھے۔ جب آپ نے سونے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک بات کہی جسے ہم سمجھ نہ سکے۔ میں نے آپ سے اسی بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَتُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَتُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى، اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنْتَ تَتَوَفَّانِيْ فَاِنْ اَنْتَ تَوَفَّيْتَنِيْ فَاغْفِرْ لِيْ وَاِنْ اَنْتَ اَخَّرْتَنِيْ فَاحْفَظْنِيْ۔ اے اللہ! تو تمام نفسوں کو موت کے وقت قبض کر لیتا ہے۔ جو اپنی نیند میں نہیں مرتے تو اسے روک لیتا ہے جس پر موت کا فیصلہ ہو چکا ہو اور دوسرے کو ایک معین مدت تک چھوڑ دیتا ہے، تو نے مجھے پیدا کیا، تو ہی مجھے مارے گا۔ اگر تو مجھے عطا کرے تو مجھے بخش دینا۔ اگر تو مجھے مہلت دے تو میری حفاظت کرنا۔

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بستر پر سونے کے لیے جائے تو ازار کے اندرونی حصہ سے بستر کو جھاڑ دو کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کون اس پر اس کا نائب بنا ہے۔ پھر یہ کہے "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكَ۔" اے اللہ! تیرے نام سے برکت حاصل کرتے ہوئے میں نے اپنا پہلو رکھا، تیرے نام کے ساتھ ہی اسے اٹھاتا ہوں۔ اگر تو میرے نفس کو روک لے تو اس پر رحم فرما۔ اگر تو اسے چھوڑے تو اس کی اس چیز کے ساتھ حفاظت فرما جس کے ساتھ تو اپنے صالح بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو جحیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس سفر میں جس میں صحابہ سورج طلوع ہونے تک سو گئے تھے۔ فرمایا تم مردہ تھے تو اللہ نے تمہاری روحوں کو تمہاری طرف لوٹا دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، ابو داؤد اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لیلۃ الوادی کے موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب چاہا تمہاری روحوں کو قبض کر لیا اور جب چاہا اسے تم پر واپس کر دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک سفر میں نبی کریم

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18-17، صفحہ 31 (2714)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 106، دار الحدیث قاہرہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ فرمایا آج کون ہماری نگہداشت کرے گا۔ میں نے عرض کی میں۔ آپ سو گئے اور دوسرے لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا۔ ہم سورج کی تپش سے جاگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! یہ روحیں بندوں کے جسموں میں عاریۃً رکھی گئی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے انہیں قبض کر لیتا ہے اور جب چاہتا ہے انہیں چھوڑ دیتا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا۔ نماز کی اقامت کہی پھر لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا جب تم میں سے کوئی سو جائے اور نیند اس پر غالب آ جائے تو وہ ایسا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا۔(1)

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَ لَوْ كَانُوْا لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْـًٔا وَّ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَ اِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾

"کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اللہ کو چھوڑ کر اور سفارشی۔ پوچھیے اگرچہ وہ (مزعومہ سفارشی) کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل و شعور رکھتے ہوں۔ آپ فرمایئے سب شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ پھر اسی کی طرف تو تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب ذکر کیا جائے اکیلے اللہ تعالیٰ کا تو کڑھنے لگتے ہیں ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور جب ذکر کیا جاتا ہے اس کے سوا دوسروں کا تو اسی وقت خوشیاں منانے لگتے ہیں۔"

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شُفَعَآءَ کا معنی معبود ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے "البعث والنشور" میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اشْمَاَزَّتْ کا معنی بند ہو جاتے ہیں یہ وہ دن تھا جس روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر النجم سورت کی تلاوت کی تھی۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 77 (1814)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 14، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 15

یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ کا معنی یہ ہے کہ یہ چار آدمی جو یوم آخرت پر یقین رکھتے۔ان کے دل سخت اور متنفر ہو گئے ہیں۔وہ ابوجہل بن ہشام،ولید بن عتبہ،صفوان اور ابی بن خلف ہیں الَّذِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ سے مرادلات اور عزیٰ ہیں۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے آپ کی خدمت میں عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اشۡمَاَزَّتۡ قُلُوۡبُ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَۃِ کے بارے میں بتایئے تو فرمایا کافروں کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متنفر ہو گئے عرض کی کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔کیا تو نے عمرو بن کلثوم تغلبی کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

اِذَا عَضَّ النِّفَاقُ لَهَا اشْمَأَزَّتْ جب اس کا نفاق تروتازہ ہو گیا تو وہ متنفر ہو گئی۔

امام عبدالرزاق،عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے دل تکبر اور نفرت کرتے ہیں۔ الَّذِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖۤ سے مراد معبودان باطلہ ہیں۔(1)

قُلِ اللّٰہُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ عٰلِمَ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ اَنۡتَ تَحۡکُمُ بَیۡنَ عِبَادِکَ فِیۡ مَا کَانُوۡا فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۴۶﴾ وَ لَوۡ اَنَّ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا مَا فِی الۡاَرۡضِ جَمِیۡعًا وَّ مِثۡلَہٗ مَعَہٗ لَافۡتَدَوۡا بِہٖ مِنۡ سُوۡٓءِ الۡعَذَابِ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ وَ بَدَا لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مَا لَمۡ یَکُوۡنُوۡا یَحۡتَسِبُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ بَدَا لَہُمۡ سَیِّاٰتُ مَا کَسَبُوۡا وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۴۸﴾

"آپ عرض کیجیے اے اللہ! اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے! اے جاننے والے غیب اور شہادت کے! تو ہی فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں کے درمیان ان امور میں جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔اور اگر ان کے پاس جنہوں نے شرک کیا زمین میں جو کچھ ہے سب ہو اور اتنا اور بھی اس کے ساتھ،تو چاہیں گے کہ بطور فدیہ ادا کریں اسے برے عذاب کے عوض،قیامت کے دن۔اور (اس روز) ظاہر ہو جائے گا ان پر اللہ کی طرف سے جس کا وہ گمان بھی نہیں کیا کرتے تھے۔اور ظاہر ہو جائیں گے ان پر وہ برے اعمال جو انہوں نے کمائے تھے اور گھیر لے گا انہیں وہ (عذاب) جس کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔"

امام مسلم،ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے "الاسماء والصفات" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جب رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کا آغاز ان کلمات سے کرتے "اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَ اِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتَلَفْتُ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ"۔(2)

1۔تفسیر طبری،زیر آیت ہذا،جلد 24،صفحہ 15،دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔سنن ابوداؤد،جلد 3،صفحہ 374 (745)،مکتبۃ الرشد الریاض

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا٘ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا٘ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ بَلْ هِىَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

"پس جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم عطا کر دیتے ہیں اسے نعمت اپنی جناب سے تو کہنے لگتا ہے کہ یہ نعمت مجھے دی گئی ہے (اپنے) علم (وفضل) کے باعث۔ (اے غافل! یوں نہیں) بلکہ یہ آزمائش ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ کہی تھی یہی بات ان لوگوں نے جو ان سے پہلے تھے (جب ہم نے انہیں پکڑا) تو نہ فائدہ پہنچایا انہیں (مال ودولت نے) جو وہ کمایا کرتے تھے۔ پس جو برے کام انہوں نے کئے ان کا نتیجہ انہیں بھگتنا پڑا۔ اور جنہوں نے ظلم کیا ہے ان لوگوں میں سے انہیں بھی عنقریب اپنی بداعمالیوں کی سزا بھگتنی ہوگی اور یہ (ہمیں) عاجز نہیں کر سکتے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کشادہ عطا فرما دیتا ہے رزق جس کو چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کو چاہتا ہے)۔ یقیناً اس (تقسیم رزق) میں اس کی (حکمت کی) نشانیاں ہیں اہل ایمان کے لیے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خَوَّلْنٰهُ کا معنی ہے ہم نے اسے عطا کیا ہے۔ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ یعنی اس شرف پر جو اس نے مجھے عطا کیا ہے۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خَوَّلْنٰهُ کا معنی ہے ہم نے اسے عطا کیا ہے۔ (2)

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول مروی ہے کہ عَلٰى عِلْمٍ کا معنی ہے وہ خبر جو میرے پاس ہے اور فِتْنَةٌ سے مراد مصیبت ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ سے مراد سابقہ امتیں ہیں۔ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے۔ (3)

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 17، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 18

إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

''آپ فرمایئے اے میرے بندو! جنہوں نے زیادتیاں کی ہیں اپنے نفسوں پر، مایوس نہ ہو جاؤ اللہ کی رحمت سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سارے گناہوں کو۔ بلاشبہ وہی بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔''

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ سے مراد مشرکین مکہ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (1) میں نے اس آیت کو اپنے ہاتھوں سے لکھا پھر اسے ہشام بن عاصی کی طرف بھیجا۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کمزور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی بن حرب جو حضرت حمزہ کا قاتل تھا، کی طرف قاصد بھیجا جو اسے اسلام کی دعوت دے۔ وحشی نے جواب میں عرض کی اے محمد! تو مجھے کیسے اسلام کی دعوت دیتا ہے جبکہ تو یہ گمان کرتا ہے کہ جو آدمی کسی کو قتل کرے یا شرک کرے یا بدکاری کرے تو وہ گناہوں کو پانے والا ہے جس کے بارے میں حکم ہے يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ (الفرقان) جبکہ میں نے یہ سب کام کیے ہیں، کیا میرے لیے کوئی رخصت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ (الفرقان) شاید میں اس پر قادر نہ ہوسکوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ (النساء:48) نازل فرمائی۔ وحشی نے کہا اسے (معافی کو) میں مشیت کے بعد دیکھتا ہوں۔ اب یہ معلوم نہیں کہ مجھے بخشا جائے گا یا نہیں، کیا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ فرمائی وحشی نے کہا یہ بات قابل فہم ہے تو آپ نے اسلام قبول کرلیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم نے بھی وہ غلطیاں کی ہیں جو وحشی نے کی ہیں۔ فرمایا کیوں نہیں یہ تمام مسلمانوں کے لیے ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب وحشی نے اسلام قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (الفرقان:68) نازل فرمائی۔ وحشی اور اس کے ساتھیوں نے کہا ہم نے ان تمام گناہوں کا ارتکاب کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا نازل فرمائی۔

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلوۃ میں وحشی سے روایت نقل کی ہے: حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو معاملہ تھا اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف ڈال دیا تو میں بھاگ گیا: دن کو چھپ جاتا اور رات کو چلتا تھا۔ یہاں تک کہ میں حمیر کے بادشاہوں کے پاس جا پہنچا۔ میں ان کے ہاں جا کر پناہ گزین ہوگیا۔ میں وہاں ہی ٹھہرا ہوا تھا یہاں تک کہ رسول

1۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی، مترجم از ابن جریر طبری

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 224 (11314)، دار الفکر بیروت

اللهﷺ کا قاصد میرے پاس آیا جس نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا تو الله، اس کے رسول پر ایمان لے آ، الله تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے، ناحق قتل کرنے، شراب پینے، بدکاری کرنے اور تمام قسم کی فواحش کو چھوڑ دے۔ جنابت کا غسل کرے اور پانچ نمازیں پڑھے گا۔ اس نے کہا الله تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ہے یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ تو میں نے کہا میں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کی گواہی دیتا ہوں اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور میری کنیت ابوحرب رکھی۔

امام بخاری رحمہ الله نے الادب المفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللهﷺ صحابہ کی ایک جماعت کی طرف آئے جو ہنس رہے تھے۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تھوڑا ہنستے زیادہ روتے۔ پھر آپ ﷺ چلے گئے اور لوگ رونے لگے۔ الله تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی: اے محمد! ﷺ تو میرے بندوں کو کیوں مایوس کرتا ہے؟ نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے۔ فرمایا خوش ہو جاؤ۔ ایک دوسرے کے قریب بیٹھو اور ایک دوسرے کو راہ راست دکھاؤ۔ (1)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما الله نے سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں، عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن عاصی بن وائل نے باہم مشورہ کیا کہ ہم مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔ میں اور عیاش نکل پڑے جبکہ ہشام کو دین سے فتنہ میں ڈالا گیا تو وہ فتنہ میں پڑ گیا۔ عیاش کے پاس اس کا بھائی ابو جہل اور حارث بن ہشام آئے۔ دونوں نے کہا تیری ماں نے نذر مانی ہے کہ جب تک وہ تجھے نہیں دیکھے گی اس وقت تک نہ وہ سائے میں جائیگی اور نہ سر کو دھوئے گی۔ میں نے کہا الله کی قسم! یہ دونوں تجھے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ دونوں اسے لے گئے۔ اسے دین سے برگشتہ کیا تو وہ برگشتہ ہو گیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی الله عنہ نے کہا میں نے یہ آیت ہشام کی طرف لکھ کر بھیجی تو وہ آ گیا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مکہ نے کہا کہ حضرت محمدﷺ گمان کرتے ہیں کہ جس نے بتوں کی عبادت کی، الله تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کی عبادت کی اور ناحق کسی کو قتل کیا تو اسے نہیں بخشا جائے گا تو ہم کیسے ہجرت کریں اور اسلام قبول کریں جبکہ ہم نے بتوں کی عبادت کی، ناحق لوگوں کو قتل کیا اور ہم مشرک بھی رہے۔ تو الله تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: الله تعالیٰ کی طرف لوٹو اور اسلام لاؤ۔ الله تعالیٰ دانشمندوں کو عتاب فرماتا ہے۔ حلال اور حرام اہل ایمان کے لئے ہے۔ انھیں ہی الله تعالیٰ نے عتاب کیا اور انھیں ہی حکم دیا کہ ان میں سے کسی نے بھی اپنی ذات پر زیادتی کر لی تو وہ الله تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ وہ توبہ کرے۔ اپنی ذات پر ظلم اور کیا ہوا گناہ اسے توبہ سے نہ روکے جبکہ الله تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں مومنین کا ذکر کیا ہے۔ جب انھوں نے مغفرت کا سوال کیا۔ انہوں نے کہا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا (آل عمران: 147) یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ دونوں عمل کیا کرتے تھے تو الله تعالیٰ نے انہیں توبہ کا حکم دیا۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ یہ تین آیات مدینہ طیبہ میں وحشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (3)

1۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 363 (254)، القاہرہ مصر
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 19
3۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات عیاش بن ابی ربیع، ولید بن ولید اور مسلمانوں کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئیں جو مسلمان ہوئے پھر انہیں آزمائش میں ڈالا گیا، تکلیفیں دی گئیں اور وہ دین سے برگشتہ ہو گئے۔ ہم کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ انہیں نہ معاف کرے گا اور نہ ہی کوئی فدیہ قبول کرے گا۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اسلام لائے پھر اس اذیت کی وجہ سے دین کو چھوڑا جو انہیں اذیت دی گئی۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کاتب تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے اسے لکھا پھر اسے عیاش، ولید اور اس جماعت کی طرف بھیجا۔ وہ اسلام لے آئے اور ہجرت کی۔ (1)

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس آیت کے بدلے میں میرے لیے دنیا و مافیہا ہو۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جس نے شرک کیا؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا اَلَا وَمَنْ اَشْرَكَ ۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن انباری نے مصاحف میں، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اسے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ وہ غفور رحیم ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے حسن الظن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے جو لوگوں کو نصیحت کر رہا تھا۔ فرمایا اے لوگوں کو نصیحت کرنے والے! لوگوں کو مایوس نہ کر، پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی نے پوچھا قرآن حکیم میں کونسی آیت سب سے زیادہ وسعت رکھتی ہے؟ لوگ قرآن کی آیات کا ذکر کرنے لگے۔ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء:110)۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قرآن حکیم میں یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ سے بڑھ کر کوئی آیت وسعت نہیں رکھتی۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مغفرت کی طرف دعوت دی۔ جس کا یہ گمان ہو کہ مسیح علیہ السلام اللہ ہے، جس نے یہ گمان کیا کہ مسیح ابن اللہ ہے، جس نے یہ گمان کیا کہ حضرت عزیز علیہ السلام ابن اللہ ہیں، جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ محتاج ہے، جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، جس نے یہ گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے اللہ تعالیٰ انہیں فرماتا ہے: اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 21-20، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 6-5، صفحہ 345 (3237)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 62 (34213)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 21

اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (المائدہ) پھر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو دعوت دی جو ان سے بھی بڑی بات کرنے والے ہیں جس نے یہ کہا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات) اور کہا مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (القصص:38) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس نے ان آیات کے بعد بھی بندوں کو توبہ سے مایوس کیا اس نے کتاب اللہ سے انکار کیا لیکن ایک بندہ اس وقت تک توبہ نہیں کرتا جب تک اللہ تعالیٰ اس پر نظر کرم نہ فرمائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے کہا اے میرے رب! میرے اختیارات میں اضافہ کر۔ فرمایا ان کے سینے تمہارے مسکن ہیں، تم ان میں یوں گردش کرو گے جیسے خون دوڑتا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! میرے اختیارات میں اضافہ کر۔ فرمایا اَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَ رَجِلِكَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ وَ عِدْهُمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (الاسراء) حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! تو نے شیطان کو مجھ پر مسلط کر دیا۔ میں اس سے تیری عنایت کے بغیر محفوظ نہیں رہ سکتا۔ فرمایا تیرے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا مگر اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر کر دوں گا جو اسے برے ساتھیوں (شیطانوں) سے محفوظ رکھے گا۔ عرض کی میرے رب! اپنے احسانات میں اضافہ فرما۔ فرمایا ایک نیکی کا اجر دس گنا یا اس سے زیادہ، برائی کا بدلہ ایک یا اسے بھی میں مٹا دوں گا۔ عرض کی اے میرے رب! میرے اوپر احسانات میں اضافہ فرما۔ فرمایا جب تک روح جسم میں ہے توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! میرے رب میرے اوپر احسانات میں اضافہ فرما۔ فرمایا يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

امام احمد، ابو یعلیٰ اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم غلطیاں کرو یہاں تک کہ تمہاری خطائیں زمین و آسمان کو بھر دیں پھر تم مغفرت طلب کرو تو تمہیں بخش دیا جائیگا۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم غلطی نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم لے آئیگا جو غلطیاں کرے گی پھر مغفرت طلب کرے گی تو انہیں بخش دیا جائیگا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور امام مسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اگر تم گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ ایسی مخلوق پیدا کرے گا جو غلطیاں کریں گے تو انہیں بخش دیا جائیگا۔ (2)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد! میرے بندوں میں سے ایک بندہ میرے ہاں نیکی لاتا ہے، میں اسے اپنے بارے میں حکم بنا لیتا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا وہ نیکی کیا ہے؟ فرمایا مصیبت جو اس نے ایک مومن سے دور کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا اے اللہ! جو تجھے پہچانتا ہے جس طرح پہچاننے کا حق ہے وہ اس بات کا حقدار ہے کہ وہ تجھ سے مایوس نہ ہو۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 238، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18-17، صفحہ 54 (2748)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جبرئیل امین نے کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مجھ سے خطاب فرمائے گا۔ وہ کہے گا اے جبریل امین! کیا وجہ ہے میں فلاں بن فلاں کو جہنمیوں کی صفوں میں دیکھتا ہوں؟ میں کہتا ہوں اے میرے رب! ہم اس کی کوئی نیکی تو نہیں دیکھتے تھے جو آج اس کے لئے بھلائی لائے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں اسے یہ کہتے ہوئے سنا تھا یا حنان یا منان۔ اس کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میرے علاوہ بھی کوئی حنان اور منان ہے؟ میں جہنمیوں کی صفوں سے اسے پکڑوں گا اور جنتیوں کی صفوں میں داخل کردوں گا۔(1)

امام ابن ضریس، ابو القاسم بن بشیر رحمہما اللہ نے اپنی امالی (2) میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مکمل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی انھیں رخصت نہ دے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انھیں بے خوف نہ کرے، کسی اور چیز کی رغبت میں قرآن کو نہ چھوڑے، اس عبادت میں کوئی بھلائی نہیں جس میں علم نہ ہو، وہ علم نہیں جس میں فہم نہ ہو، وہ کوئی پڑھنا نہیں جس میں تدبر نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مایوسیوں کا ایک پل ہوگا۔ قیامت کے دن لوگ ان کی گردنوں کو روندیں گے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے: تو لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتا ہے، کیا میں تجھے ایک بات نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا لوگوں کو ہلاک کرنے اور انہیں مایوس کرنے سے بچو۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی عبادت میں کوشش کرتا۔ اپنے آپ پر سختی کرتا اور لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرتا۔ پھر وہ مرگیا۔ اس نے عرض کی اے میرے رب! تیرے پاس میرے لیے کیا ہے؟ فرمایا آگ۔ عرض کی میری عبادت اور ریاضت کہاں گئی؟ فرمایا تو لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا اور میں آج تمہیں اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہوں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ کچھ لوگ تھے جو شرک میں بہت بڑھ گئے تھے۔ وہ ڈرتے تھے کہ انہیں نہیں بخشا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آیت کے ساتھ دعوت دی۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابومجلز لاحق بن حمید سدوسی سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ اٹھے، لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور ان پر اس آیت کو تلاوت کیا۔ ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک؟ نبی کریم ﷺ خاموش ہوگئے۔ وہ آدمی بات دوہراتا رہا جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 114، دار صادر بیروت
2۔ کتاب کا نام ہے۔
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 134، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (النساء:48)

عبد بن حمید نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا: اس آیت اور مابعد آیت کا آپس میں تعلق ہے۔

وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ﴿۵۴﴾ وَ اتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴿۵۸﴾ بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ﴿۵۹﴾

''اور (سچے دل سے) لوٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور سرخم کر دو اس کے سامنے اس سے پہلے کہ آجائے تم پر عذاب پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی۔ اور پیروی کرو عمدہ کلام کی جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اس سے پیشتر کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمہیں خبر تک نہ ہونے پائے۔ (اس وقت) کوئی شخص یہ کہنے لگے صد حیف! ان کوتاہیوں پر جو مجھ سے سرزد ہوئیں اللہ کے بارے میں۔ اور میں تو تمسخر اڑانے والوں سے تھا۔ یا یہ کہے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دے دیتا تو میں ہو جاتا پرہیزگاروں میں سے۔ یا یہ کہنے لگے جب عذاب دیکھے کاش! مجھے ایک بار پھر موقع دیا جائے تو میں نیکوکاروں میں سے ہو جاؤں گا۔ ہاں! ہاں! آئی تھیں تیرے پاس میری آیتیں پس تو نے انہیں جھٹلایا اور تو گھمنڈ کرتا رہا اور تو کفر کرنے والوں میں سے تھا''۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے وَ اَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن یعلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انابہ سے مراد دعا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ یہ اقوال نقل کیے ہیں کہ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ اللہ سبحانہ نے لوگوں کی بات کرنے سے پہلے بتا دیا کہ وہ کیا بات کریں گے اور ان کے عمل سے پہلے بتا دیا کہ وہ کیا عمل کریں گے وَ لَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ﴿﴾ (فاطر) السّٰخِرِيْنَ سے مراد جن کا حلق کیا گیا ہو۔ الْمُحْسِنِيْنَ سے مراد ہدایت یافتہ۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اگر انہیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جاتا تو وہ ہدایت پر قادر نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 22، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ لَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۝ (الانعام) اور فرمایا وَ نُقَلِّبُ اَفْـِٕدَتَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ یُؤْمِنُوْا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ (الانعام: 110) کہا اگر انہیں دنیا کی طرف لوٹا دیا جاتا تو ان کے اور ہدایت کے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جاتی۔ جس طرح ہم نے ان کے اور ہدایت کے درمیان پہلی دفعہ رکاوٹ کھڑی کی۔ (1)

امام آدم بن ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ کے ذکر میں۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے اس بات نے نہیں روکا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ضائع کر دیا یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں سے مذاق کرنے لگا۔ کہا یہ ان میں سے ایک جماعت کا قول ہے اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ کہا یہ دوسری جماعت کا قول ہے اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ کہا کاش! میں دنیا کی طرف لوٹتا۔ کہا یہ ایک اور صنف کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے قول کو رد کرنے اور ان کو جھٹلانے کے لیے فرماتا ہے بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ۔ (3)

امام احمد، امام نسائی، امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جہنمی جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گا تو یہ اس کی طرف سے شکر ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے۔ اس میں اللہ کا ذکر نہ کیا تو قیامت کے روز یہ ان کے لیے حسرت ہوگی۔ اگر وہ جنتی ہوئے تو ہر اس مجلس کا ثواب دیکھیں گے۔ جن میں انہوں نے اللہ کا ذکر کیا۔ اس مجلس کا ثواب نہیں دیکھیں گے تو یہ ان کے لیے حسرت ہوگی۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: بَلٰى قَدْ جَآءَتْكِ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتِ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتِ وَ كُنْتِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اسے پڑھا بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ کاف پر زبر پڑھی۔ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ان سب میں تاء کو نصب دی ہے وَ یُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازٰتِهِمْ یہاں جمع کا صیغہ پڑھا ہے۔

وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ۝ وَ یُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 26، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 25
3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 27-25
4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 512، دار صادر بیروت
5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 225 (11316)، دارالفکر بیروت

بِمَفَازَتِهِمْ ۖ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝٦١

"اور روز قیامت آپ دیکھیں گے انہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا تکبر کرنے والوں کا؟ اور نجات دے گا اللہ تعالیٰ متقیوں کو کامیابی کے ساتھ۔ نہ چھوئے گی انہیں کوئی تکلیف اور نہ غمگین ہوں گے"۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے الادب میں، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز متکبروں کو چیونٹیوں کی طرح انسانوں کی صورت میں لایا جائے گا۔ وہ جہنمیوں کا دھوون جو زہر کا آمیزہ ہوگا پئیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز متکبروں کو آگ کے تابوتوں میں رکھا جائے گا، انہیں بند کیا جائے گا اور آگ کے سب سے نچلے درجے میں پھینک دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ متکبروں کو قیامت کے روز چیونٹیوں کی صورت میں لایا جائے گا۔ ہر طرف سے ذلت ان پر چھائی ہوگی۔ وہ بڑی آگ میں داخل ہوں گے۔ انہیں زہر کا آمیزہ پلایا جائے گا جو جہنمیوں کا نچڑن ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ متکبروں اور جابروں کو چیونٹیوں کی صورت میں لایا جائے گا۔ لوگ انہیں روندیں گے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ذلیل ورسوا ہوں گے یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا تو انہیں بڑی آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ نار الانیار سے کیا مراد ہے۔ فرمایا جہنمیوں کا نچڑن۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ یعنی ان کے اعمال کے واسطہ سے انہیں نجات دے گا۔(3)

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۖ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝٦٢

"اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے"۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ تم سے ہر چیز کے بارے میں پوچھیں گے یہاں تک کہ وہ تم سے پوچھیں گے یہ اللہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا؟

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 565 (2492)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 30، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 29، داراحیاء التراث العربی بیروت

اگر تم سے یہ سوال کیا جائے تو کہو اللہ تعالیٰ ہر شے سے پہلے تھا۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا، ہر چیز کے بعد بھی وہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾

"وہی ہے مالک آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کا اور جو لوگ انکار کرتے اللہ کی آیتوں کا وہی لوگ خسارہ میں ہیں"

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَقَالِيْدُ سے مراد چابیاں ہیں۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَقَالِيْدُ فارسی میں چابیوں کو کہتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَقَالِيْدُ سے مراد چابیاں ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، فرمایا اس صبح میں نے دیکھا۔ گویا مجھے مقالید اور موازین عطا کیے گئے۔ جہاں تک مقالید کا تعلق ہے اس سے مراد چابیاں ہیں اور موازین سے مراد وہ ترازو ہے جن سے تم وزن کرتے ہو۔ ترازو لائے گئے۔ انہیں زمین و آسمان کے درمیان رکھ دیا گیا۔ مجھے ایک پلڑے میں رکھا گیا۔ امت لائی گئی۔ اسے دوسری پلڑے میں رکھا گیا۔ میں ان پر بھاری ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق کو لایا گیا، انہیں پلڑے میں رکھا گیا، ان کے ساتھ وزن کیا گیا۔ پھر حضرت عمر کو لایا گیا، انہیں ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں ان کا وزن کیا گیا پھر میزان کو اٹھا لیا گیا۔

امام ابو یعلی، یوسف قاضی نے سنن میں، ابوالحسن قطان نے مطولات میں، ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ (3) میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اے عثمان! جس نے ہر دن میں یہ کلمات سو بار کہے اللہ تعالیٰ اسے دس خصلتیں عطا فرمائے گا۔ (۱) اس کے سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (۲) اس کے حق میں آگ سے برات لکھ دی جائے گی۔ (۳) اس کے لیے دو فرشتے مقرر کر دیے جائیں گے۔ جو دن اور رات میں آفات اور مصیبتوں سے بچائیں گے۔ (۴) اسے اجر کا قنطار دیا جائے گا۔ (۵) اسے اس آدمی جتنا اجر دیا جائے گا جس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے خاندان سے سو غلام آزاد کیے ہوں گے۔ (۶) اس کی حور عین سے شادی کی جائے گی۔ (۷) ابلیس اور اس کے لشکروں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 29 2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 30 3۔ کتاب کا نام۔ مترجم

سے اس کی حفاظت کی جائے گی۔(۸) اسکے سر پر وقار کا تاج پہنایا جائے گا۔(۹) وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معیت میں ہوگا۔(۱۰) وہ اپنے گھر کے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔اے عثمان! اگر تو اطاعت کرے تو کسی دن بھی یہ عمل تجھ سے فوت نہ ہو، تو کامیاب ہونے والوں میں سے ہو جائے گا اور اولین و آخرین سے سبقت لے جائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی مجھے مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بارے میں بتایئے۔فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ ،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔اے عثمان جس نے صبح کے وقت ان کلمات کو دس بار کہا اور شام کے وقت انہیں دس بار کہا اللہ تعالیٰ اسے چھ خصلتیں عطا فرمائے گا۔(۱) اسے ابلیس اور لشکروں سے محفوظ رکھا جائے گا۔(۲) اسے اجر کا قنطار عطا کیا جائے گا۔(۳) اس کی شادی حور عین سے کی جائے گی۔(۴) اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے۔(۵) وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معیت میں ہوگا۔(۶) اس کی موت کے وقت بارہ فرشتے حاضر ہوں گے جو اسے جنت کی بشارت دیں گے۔اور قبر سے موقف کی طرف لے جائیں گے۔اگر اسے قیامت کی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت پہنچے گی تو وہ اسے کہیں گے خوف نہ کر۔تو امن والوں سے ہے۔پھر اللہ تعالیٰ اس کا آسان سا حساب لے گا۔پھر اسے جنت میں جانے کا حکم ہوگا۔فرشتے اسے موقف (میدان حشر) سے جنت کی طرف لے جائیں گے جس طرح دلہن کو لے جایا جاتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ اسے جنت میں داخل کر دیں گے جبکہ لوگ ابھی حساب کی سختی میں ہوں گے۔

امام حارث بن ابی اسامہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰهِ ،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ یہ عرش کے خزانے ہیں۔

امام عقیلی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں مجھ سے کسی نے بھی سوال نہیں کیا۔اس کی تفسیر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،اَللّٰهُ اَكْبَرُ، وَسُبْحَانَ اللّٰهِ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے مراد ہے آسمان و زمین کے خزانوں کی چابیاں اسی کی ہیں۔(1)

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت

إِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِينَ ﴿٦٦﴾

"آپ فرمایئے اے جاہلو! کیا تم مجھے حکم دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں؟ اور بے شک وحی کی گئی ہے آپ کی طرف اور ان کی طرف جو آپ سے پہلے تھے کہ اگر (بفرض محال) آپ نے بھی شرک کیا تو ضائع ہو جائیں گے آپ کے اعمال اور آپ بھی خاسرین میں سے ہو جائیں گے۔ بلکہ صرف اللہ کی ہی عبادت کرو اور ہو جاؤ شکر گزاروں میں سے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریشیوں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی کہ وہ آپ کو اتنا مال دیں گے کہ آپ مکہ کے سب سے مالدار آدمی بن جائیں گے۔ جس عورت سے چاہیں آپ کی شادی کریں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے۔ انہوں نے کہا اے محمد! ﷺ تیرے لیے ہمارے پاس یہ ہے تو ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دے، ان کی برائیاں ذکر نہ کیا کر اگر تو ایسا نہ کرے تو پھر ہم تجھ پر ایک ہی چیز پیش کریں گے جو ہمارے اور تیرے درمیان ہوگی انہوں نے اس بارے میں اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں انتظار کروں گا کہ میرے رب کی جانب سے کیا حکم ہوتا ہے تو وحی آئی: قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴿١﴾ (الکافرون) اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیات نازل فرمائیں: قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ۔ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے محمد! اِيَّاكَ وَاَجْدَادَكَ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۗ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾

"اور نہ قدر پہچانی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جس طرح قدر پہچاننے کا حق تھا اور (اس کی شان تو یہ ہے) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور سارے آسمان لپٹے ہوئے اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے۔ پاک ہے وہ ہر عیب سے اور برتر ہے لوگوں کے شرک سے"۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور دارقطنی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عالم رسول اللہ ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا اے محمد! ہم یہ چیز پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز آسمانوں کو ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر۔ پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اٹھائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی۔(1)

امام احمد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے ابوالقاسم! ﷺ تو اس بارے میں کیا کہتا ہے جب اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس پر رکھے گا اور سبابہ کی طرف اشارہ کیا، زمینوں کو اس پر رکھے گا، پہاڑوں کو اس پر رکھے گا اور باقی مخلوق کو اس پر رکھے گا، ہر ایک میں ایک انگلی کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے رب کی صفت کے بارے میں کلام کی۔ انہوں نے ایسی باتیں کیں جن کا انہیں علم نہ تھا اور نہ ہی انہوں نے اسے دیکھا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے آسمانوں، زمین اور فرشتوں کی تخلیق کے بارے میں غور وفکر کیا۔ جب بہک گئے تو اندازے لگانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (البقرہ:255) نازل ہوئی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ کرسی اس طرح ہے تو عرش کیسے ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

امام ابن جریر، ابن منذر، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز زمین کو قبض کرلے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟(4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز منبر پر یہ آیت پڑھی رسول اللہ ﷺ فرماتے اس طرح اپنے ہاتھ میں ہاتھ کو حرکت دیتے آگے کرتے اور اسے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 345 (3238)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 346 (3240)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 109 (2787)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پیچھے کرتے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت بیان فرمائے گا، کہے گا۔ اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَكَبِّرُ، اَنَا الْمَلِكُ اور اَنَا الْكَرِيْمُ منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کانپنے لگا یہاں تک کہ ہم نے کہا کہ منبر آپ کو نیچے گرا دے گا۔ (1)

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَنَا الْجَبَّارُ اللہ تعالیٰ اپنی عظمت بیان فرمائے گا۔ منبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کانپنے لگا یہاں تک کہ ہم نے یہ کہا وہ ضرور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دے گا۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم لوگ اس دن کہاں ہوں گے؟ فرمایا جہنم کی پل پر۔ (2)

امام بزار، ابن عدی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر یہ آیت پڑھی تو منبر کی یہ کیفیت تھی۔ وہ یوں گیا وہ یوں آیا۔ یہ تین دفعہ ہوا۔

امام ابوالشیخ العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اپنے دست قدرت میں جمع کرے گا۔ پھر فرمائے گا: اَنَا اللّٰهُ، اَنَا الرَّحْمٰنُ، اَنَا الْمَلِكُ، اَنَا الْقُدُّوْسُ، اَنَا السَّلَامُ، اَنَا الْمُؤْمِنُ، اَنَا الْمُهَيْمِنُ اَنَا الْعَزِيْزُ، اَنَا الْجَبَّارُ، اَنَا الْمُتَكَبِّرُ، میں وہ ہوں جس نے دنیا کو شروع کیا جبکہ کچھ بھی نہ تھا اور میں ہی وہ ہوں جو اسے دوبارہ لوٹائے گا بادشاہ کہاں ہیں؟ جابر کہاں ہیں؟

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی ایک جماعت سے فرمایا میں تمہارے سامنے سورۂ زمر کی آخری آیات تلاوت کرنے والا ہوں۔ تم میں سے جو رویا اس کے لیے جنت ثابت ہے۔ تو آپ نے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ .... سے سورت کے آخر تک آیات تلاوت کیں ہم میں سے کچھ روئے اور ہم میں سے کچھ وہ تھے جو نہ روئے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے رونے کی پوری کوشش کی مگر ہمیں رونا نہ آیا۔ فرمایا میں اسے تم پر پڑھوں گا جو نہ روئے وہ رونے کی کوشش کرے۔ (3)

امام طبرانی نے مقارب کی سند سے اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمۃ میں ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین چیزیں ایسی ہیں جنہیں میں نے اپنے بندوں سے غائب کر دیا۔ اگر کوئی آدمی انہیں دیکھ لے تو کبھی بھی برا عمل نہ کرے۔ اگر میں اپنا حجاب ہٹا دوں اور وہ مجھے دیکھ لے یہاں تک کہ اسے یقین ہو جائے اور اسے علم ہو جائے کہ میں اپنی مخلوق کے ساتھ کیسے معاملہ کرتا ہوں۔ جب میں انہیں موت عطا کرتا ہوں اور آسمانوں کو اپنے ہاتھ میں قبض کرتا ہوں۔ پھر زمینوں کو قبض کرتا ہوں۔ پھر میں کہتا ہوں میں بادشاہ ہوں۔ میرے بغیر کون

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 72، دار صادر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 317 (3241)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 225 (11317)، دار الفکر بیروت

بادشاہ ہے۔ پھر انہیں جنت دکھاؤں اور ان کے لیے جو بھلائیاں میں نے تیار کر رکھی ہیں تو انہیں اس کا یقین ہو جائے۔ میں انہیں آگ دکھاؤں اور ان کے لیے میں نے جو تکلیف دہ چیزیں تیار کر رکھی ہیں تو انہیں یقین ہو جائے۔ لیکن میں نے انہیں جان بوجھ کر ان سے پوشیدہ رکھا ہے تا کہ میں یہ جانوں کہ وہ کیسے عمل کرتے ہیں۔ میں نے ان کے لیے ہر چیز کو بیان کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کے نبی نے یہودی سے فرمایا جب اس نے ہمارے رب کی عظمت بیان کرتے ہوئے کہا۔ اس نے کہا آسمان خنصر انگلی پر، زمینیں بنصر پر، پہاڑ درمیانی پر، پانی سبابہ پر اور باقی تمام مخلوق انگوٹھے پر ہوگی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اس کی تمام مخلوق کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ ساتوں زمینوں کو اپنی مخلوق کے ساتھ سمیٹے گا۔ وہ سب کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے گا۔ یہ سب چیزیں اس کے دست قدرت میں ایسی ہوں گی جیسے ایک رائی کا دانہ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب چیزیں اس کے دائیں ہاتھ میں ہوں گی۔

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت شیبان نحوی سے روایت نقل کی ہے کہ قتادہ نے اس آیت کی تفسیر بیان نہیں کی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جہاں بھی اپنی ذات کا وصف ذکر کیا ہے اس کی تفسیر یہ ہے کہ اس آیت کی تلاوت کی جائے اور خاموشی اختیار کی جائے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ کرسی کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا آسمان، زمین اور جو کچھ ان میں ہے ان کی کرسی کے ساتھ وہی نسبت ہے جس طرح ایک انگوٹھی کا حلقہ ہے، اسے ہموار زمین میں پھینکا گیا ہو اور کرسی کی حیثیت عرش کے سامنے ایسے ہے جیسے انگوٹھی کا حلقہ ہو جسے ہموار زمین میں پھینک دیا گیا ہو۔ پانی کی ہوا میں وہی حیثیت ہے جیسے ایک انگوٹھی کو جنگل میں پھینک دیا گیا ہو۔ ان تمام چیزوں کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ایسے ہے جس طرح ایک دانہ یا اس سے بھی کم چیز ہو جو تم میں سے کسی کی ہتھیلی میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ایسے ہیں جیسے تم میں سے کسی کے ہاتھ میں ایک رائی کا دانہ۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا کہ اس روز لوگ کہاں ہوں گے؟ فرمایا پل پر۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 35

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک یہودی عالم آیا۔ عرض کی مجھے اس آیت کے بارے میں بتایئے وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ اس موقع پر مخلوق کہاں ہوگی۔ فرمایا وہ کتاب کے نقوش کی طرح ہوں گے۔(1)

وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝۶۸

''اور پھونکا جائے گا صور، پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا (کہ بے ہوش نہ ہوں) پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر (حیرت سے) دیکھنے لگ جائیں گے''۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے مدینہ طیبہ کے بازار میں کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے انسانوں سے حضرت موسیٰ علی السلام کو منتخب کیا! ایک انصاری نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور اسے طمانچہ مارا۔ کہا کیا تو یہ بات کرتا ہے جبکہ ہمارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں؟ میں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ میں سب سے پہلے اپنا سر اٹھاؤں گا۔ کیا دیکھوں گا کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوں جو عرش کے ایک پائے کو پکڑے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ انہوں نے مجھ سے قبل سر اٹھایا ہے یا وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔(2)

امام ابو یعلی، دار قطنی نے افراد میں، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ بعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جبرئیل امین سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ وہ کون ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس کا ارادہ نہیں کیا؟ فرمایا وہ شہید ہیں (3) جو اپنے گلے میں تلواریں لٹکائے ہوں گے اور عرش کے اردگرد ہوں گے۔ قیامت کے روز فرشتے انہیں محشر کی طرف لے جائیں گے یاقوت کے عمدہ گھوڑے ہوں گے جن کی لگامیں موتیوں کی ہوں گی۔ کجاوے سندس اور استبرق کے ہوں گے، ان کے نمدے ریشم سے نرم ہوں گے، ان کے قدم حدنگاہ تک پڑیں گے، وہ جنت میں سیر کریں گے، طویل وقت گزرنے کے بعد کہیں گے، ہمیں اپنے رب کی طرف لے جاؤ، ہم دیکھیں کہ وہ اپنی مخلوق میں کیسے فیصلہ کرتا ہے۔ میرا رب انہیں دیکھ کر مسکرائے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی موقع پر بھی جب بندے کو دیکھ کر مسکرائے گا تو اس پر کوئی حساب نہیں ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 548 (4274)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 277 (3000)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے مراد شہداء ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مستثنیٰ ہیں۔

سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے مراد شہداء ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مستثنیٰ ہیں۔ وہ تلواروں کو حمائل کیے ہوں گے اور عرش کے ارد گرد ہوں گے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابو نصر سجزی نے الابانہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا ہے؟ فرمایا جبرئیل، میکائیل، ملک الموت، اسرافیل اور حاملین عرش۔ جب اللہ تعالیٰ مخلوقات کی ارواح کو قبض کرے گا تو ملک الموت سے فرمائے گا کون باقی ہے؟ جبکہ وہ خوب جانتا ہے وہ عرض کرے گا: رَبِّ سُبْحَانَكَ، رَبِّ تَعَالَيْتَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میکائیل کے نفس کو قبض کرلے۔ تو وہ بڑے ٹیلے کی طرح گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ملک الموت! کون باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا سُبْحَانَكَ رَبِّ، ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، جبرئیل امین اور ملک الموت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ملک الموت! تو مر جا۔ وہ مر جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جبرئیل! کون باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا سُبْحَانَكَ يَا ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ جبرئیل باقی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مرتبہ پر ہے جس مرتبہ پر ہے یعنی عظیم شان رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جبرئیل! تیرے لیے موت ضروری ہے۔ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتے وہ سجدہ میں گر جائے گا۔ وہ عرض کرے گا سُبْحَانَكَ رَبِّ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ تو باقی ہے اور جبرئیل مرنے والا فانی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی روح اس پھڑ پھڑاہٹ میں قبض کرلے گا جس میں وہ پھڑ پھڑائے گا۔ وہ اسی فضیلت کی حالت میں گرے گا جیسے اسے حضرت میکائیل پر فضیلت پر پیدا کیا جیسے تودے پر بڑے تودے کو فضیلت ہوتی ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے مرفوع روایت کی صورت میں ذکر کیا ہے۔ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے مراد حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل اور ملک الموت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبکہ وہ خوب جانتا ہے اے ملک الموت! کون باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا تیری ذات، تیرا بندہ جبرئیل امین، میکائیل اور ملک الموت۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میکائیل کی روح کو قبض کرلے۔ پھر فرمائے گا جبکہ وہ خوب جانتا ہے اے ملک الموت! کون باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا تیری ذات باقی ہے، تیرا بندہ جبرئیل باقی ہے اور ملک الموت باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبرئیل کی روح کو قبض کرلے۔ پھر وہ فرمائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے اے ملک الموت! کون باقی ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا تیری ذات باقی ہے اور تیرا بندہ ملک الموت باقی ہے جبکہ وہ مرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مر جا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے مخلوق کو پیدا کیا، میں ہی اسے دوبارہ لوٹاؤں گا جبار اور متکبر کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ کو کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 37، دار احیاء التراث العربی بیروت

جواب نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا آج بادشاہت کس کی ہے؟ تو اسے کوئی جواب نہیں دے گا۔ اللہ تعالیٰ خود ہی فرمائے گا اللہ واحد قہار کے لیے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ (الزمر)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ کا مصداق حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کیونکہ ان پر پہلے صعق (بے ہوشی) کی کیفیت طاری ہوگی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مصداق عرش اٹھانے والے فرشتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کوئی چیز ایسی نہ ہوگی جس پر موت طاری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس نے کس کو مستثنیٰ کیا ہے۔

امام احمد اور امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں دجال ظاہر ہوگا۔ وہ ان میں چالیس دن یا چالیس سال یا چالیس ماہ یا چالیس راتیں ٹھہرے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کو مبعوث فرمائے گا۔ گویا وہ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی تلاش کریں گے تو اللہ تعالیٰ دجال کو ہلاک کر دے گا۔ پھر لوگ کچھ سالوں تک رہیں گے کہ کوئی سے دو افراد کے درمیان دشمنی نہ ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی جانب سے ٹھنڈی ہوا بھیجے گا۔ تو جس آدمی کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا تو ہوا اسے مار ڈالے گی یہاں تک کہ اگر کوئی آدمی پہاڑ کے اندر ہوگا وہ ہوا اس پر بھی داخل ہوگی۔

برے لوگ رہ جائیں گے جن میں پرندوں جیسا ہلکا پن اور درندوں کی عقلیں ہوں گی۔ نہ وہ نیکی کو پہچانیں گے اور نہ برائی کو ناپسند کریں گے۔ شیطان ان کے سامنے انسانی شکل میں آئے گا۔ وہ کہے گا کیا تم میری دعوت قبول نہیں کرو گے؟ وہ ان لوگوں کو بتوں کی عبادت کا حکم دے گا۔ وہ ان کی عبادت کریں گے۔ وہ اس حالت میں بھی خوشحال اور اچھی زندگی بسر کر رہے ہوں گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔ اس کو جو بھی سنے گا اس کی طرف کان لگائے گا۔ سب سے پہلے اسے وہ آدمی سنے گا جو اپنے حوض کو مٹی لگا رہا ہوگا۔ وہ وہاں ہی گر پڑے گا۔ پھر کوئی آدمی ایسا نہیں بچے گا جس پر یہ کیفیت طاری نہ ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا، گویا وہ شبنم ہوگی۔ اس سے لوگوں کے جسم پروان چڑھنا شروع ہو جائیں گے۔ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ پھر کہا جائے گا اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ۔ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ (الصافات) پھر انہیں کہا جائے گا: جہنم کا حصہ نکالو۔ تو پوچھا جائے گا کتنے؟ جواب دیا جائے گا ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے اسی کے بارے میں فرمان ہے يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ (المزمل) اور اسی کے بارے میں ہے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ (القلم:42)(1)

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ صحیح مسلم، باب ذکر الدجال، جلد 2، صفحہ 402، وزارت تعلیم اسلام آباد

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونفخوں کے درمیان چالیس ہیں۔ پوچھا گیا اے ابو ہریرہ! چالیس دن؟ فرمایا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ پوچھا چالیس ماہ؟ فرمایا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ پوچھا چالیس سال؟ فرمایا میں اس کا انکار کرتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا تو لوگ یوں پروان چڑھیں گے جس طرح سبزی بڑھتی ہے۔ انسان کی ہر چیز بوسیدہ ہو جائے گی مگر ایک ہڈی۔ وہ عجب الذنب ہے۔ قیامت کے روز اسی سے دوسری دفعہ پیدائش ترکیب پائے گی۔(1)

امام ابوداؤد البعث میں اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ صور پھونکا جائے گا جبکہ صور سینگ کی شکل کا ہے تو زمین و آسمان میں جو چیز ہوگی وہ مر جائے گی۔ دونفخوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چالیس سالوں میں بارش نازل فرمائے گا۔ لوگ زمین سے یوں اگیں گے جس طرح سبزی اگتی ہے۔ انسان میں سے ایک ہڈی ہے جسے زمین نہیں کھاتی۔ وہ عجب ذنب ہے۔ قیامت کے روز اسی سے انسان کا جسم ترکیب پائے گا۔

امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ السنۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں: انسان کے ہر حصہ کو زمین کھا جاتی ہے مگر عجب ذنب۔ اسی سے وہ قیامت کے روز پروان چڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ ماء حیات نازل فرمائے گا تو انسان اس پانی سے یوں پروان چڑھے گا جیسے سرسبز و شاداب نباتات یہاں تک کہ جب جسم نکل آئیں گے تو اللہ تعالیٰ روحوں کو بھیجے گا۔ یہ روح پلک جھپکنے سے بھی تیز اپنے ساتھی کی طرف جائے گی۔ پھر صور پھونکا جائے گا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونفخوں کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے۔ پہلے نفخہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ ہر زندہ کو موت عطا کرے گا اور دوسرے نفخہ کے موقع پر ہر مردہ کو زندہ کرے گا۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن منذر، ابن حبان، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عمرو سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو نے رسول اللہ ﷺ سے (الصور) کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا سینگ جس میں پھونکا جاتا ہے۔(2)

امام مسدد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ صور سینگ کی شکل کا ہوتا ہے جس میں پھونکا جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابو یعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں کیسے خوش و خرم ہوں جبکہ صور والے نے صور کو اپنے منہ میں رکھ لیا ہے۔ اپنی پیشانی کو جھکا دیا ہے۔ کان لگائے ہوئے ہے۔ وہ انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ صور پھونکے؟ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ ہم کیا کہیں۔ فرمایا کہو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران) اللہ پر ہی ہم نے بھروسہ کیا ہے۔(3)

1۔ صحیح مسلم، باب ما بین النفختین، جلد 2، صفحہ 406، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 536 (2430)، دار الحدیث قاہرہ
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 347 (3243)

امام ابوالشیخ، جبکہ انہوں نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صور پھونکنے والے کے ذمہ جب سے یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے۔ اس نے آنکھ نہیں جھپکی وہ تیار ہے۔ عرش کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اس خوف کی وجہ سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آنکھ جھپکنے سے پہلے صور پھونکنے کا حکم نہ دے دیا جائے، گویا اس کی دونوں آنکھیں چمکتے موتی ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرئیل امین اس کی دائیں جانب حضرت میکائیل اس کی بائیں جانب حضرت اسرافیل صور والے ہیں۔

امام ابن ماجہ، بزار اور ابن مردویہ رحہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صور والوں کے ہاتھوں میں دو سینگ ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ انہیں کب حکم دیا جاتا ہے۔(1)

امام بزار اور حاکم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: کوئی صبح ایسی نہیں ہوتی مگر وہ فرشتے جن کے ذمہ صور پھونکنا ہے وہ انتظار کرتے ہیں کہ انہیں کب حکم دیا جاتا ہے کہ وہ صور پھونکیں۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: دو صور پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ہیں۔ ان میں سے ایک کا سر مشرق میں اور اس کی ٹانگیں مغرب میں ہیں۔ وہ انتظار کرتے ہیں کہ کب انہیں صور پھونکنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ وہ صور پھونکیں۔

امام عبد بن حمید، طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جب کہ ان کے پاس حضرت کعب بھی موجود تھے۔ حضرت کعب نے اسرافیل علیہ السلام کا ذکر کیا۔ حضرت عائشہ نے کہا مجھے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے بارے میں بتایئے۔ تو حضرت کعب نے کہا اس کے چار پر ہیں۔ دو پر ہوا میں، ایک پر کے ساتھ۔ انہوں نے پاجامہ بنایا ہوا ہے اور ایک پر ان کے کندھے پر ہے اور قلم ان کے کان پر ہے۔ جب وحی نازل ہوتی ہے تو قلم لکھتا ہے اور فرشتے اسے پڑھتے ہیں۔ صور والا فرشتہ اس سے نیچے ہوتا ہے۔ اس نے ایک گھٹنے پر ٹیک لگائی ہوئی ہے اور دوسرے کو کھڑا کر رکھا ہے۔ صور منہ میں لے رکھا ہے۔ اس نے اپنی پشت کو دوہرا کیا ہوا ہے اس کی نظر اسرافیل کی طرف ہے۔ اس نے اپنے پر سمیٹے ہوئے ہیں تاکہ وہ صور میں پھونکے۔(3)

امام ابوشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابوبکر ہذلی سے روایت نقل کی ہے کہ صور والا فرشتہ جس کے ذمے یہ کام لگایا گیا ہے۔ اس کا ایک قدم ساتویں آسمان میں ہے اور اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوا ہے۔ اپنی نظر اسرافیل کی طرف لگائے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سے اسے پیدا کیا ہے اس نے اپنی نظر نہیں جھپکی کہ کب اسے اشارہ کیا جاتا ہے کہ وہ صور پھونکے۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 547 (4273)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 604 (8679)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ بحوالہ مجمع البحرین، باب ماجاء فی الصور، جلد 4، صفحہ 277 (4754)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صور کو سفید موتی سے پیدا کیا جو شیشے جتنا شفاف ہے۔ پھر عرش سے فرمایا صور کو پکڑ لے۔ تو صور اس کے ساتھ لٹک گیا۔ پھر کہا کن تو حضرت اسرافیل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ وہ صور پکڑے تو اس نے صور پکڑ لیا۔ اس صور میں اتنے سوراخ ہیں جتنی روحیں تخلیق کی گئیں اور نفس پھونکے گئے۔ وہ ایک روح کو ایک سوراخ سے نکالتا ہے۔ صور کے درمیان ایک خلاء ہے جو زمین و آسمان کے گھیرے جتنا ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام اس سوراخ پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے فرماتا ہے میں نے صور تیرے سپرد کر دیا ہے۔ تو نفخہ اور صیحہ کے لیے ہے۔ حضرت اسرافیل عرش کے اگلے حصے میں داخل ہوئے۔ اپنا دایاں پاؤں عرش کے نیچے رکھا اور بائیں پاؤں کو آگے کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سے اسے پیدا کیا ہے اس نے آنکھ نہیں جھپکی تاکہ یہ دیکھے کہ کب اسے حکم دیا جاتا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، امام نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت اوس بن اوس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دنوں میں سے افضل دن یوم جمعہ ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ اسی میں آپ کی روح قبض کی گئی۔ اسی میں صور پھونکا جائے گا۔ اسی میں صعقہ ہوگا۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے زمین سے نکل کر گویا میں اپنے سر کی مٹی جھاڑ رہا ہوں۔ میں متوجہ ہوتا ہوں تو میں کسی کو بھی نہیں دیکھتا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں۔ میں یہ نہیں جانتا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نفخہ کے نیچے سے مستثنیٰ کیا ہے تو انہیں مجھ سے پہلے اٹھایا گیا؟ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **فَصَعِقَ** سے مراد ہے وہ مر گئے۔ **اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ** سے مراد حضرت جبرئیل، حضرت اسرافیل اور ملک الموت ہیں۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوعمران جونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے صور والے کو پیدا کیا تو اس نے صور پکڑ لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ منہ کی طرف جھکا رکھا ہے۔ ایک پاؤں آگے اور ایک پاؤں پیچھے کر رکھا ہے یہاں تک کہ اسے حکم دیا جائے تو وہ صور پھونکے۔ نفخہ سے بچو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ** کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور پیغام دیا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ نبی بننا پسند کر لو یا بندہ نبی بننا پسند

1۔ سنن نسائی، باب اکثار الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 91، دار الریان القاہرہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 36
4۔ درمنثور میں یہی عبارت مذکور ہے شاید روایت کتابت سے رہ گئی ہے۔ مترجم

کرلو۔ حضرت جبریئل امین نے مجھے تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔ میں نے کہا بندہ نبی مجھے دو چیزیں عطا کی گئیں۔ میں وہ پہلا ہوں گا جس کے لیے زمین شق ہوگی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا۔ میں اپنا سر اٹھاؤں گا۔ میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عرش کو پکڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پہلے صعقہ سے محفوظ رکھا یا انہیں مجھ سے قبل افاقہ ہوا؟ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت ابراہیم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں عکرمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ لوگوں نے سمندر میں غرق ہونے والوں کا ذکر کیا۔ حضرت عکرمہ نے کہا الحمد للہ جو لوگ سمندر میں غرق ہوتے ہیں ہڈیوں کے سوا کوئی چیز ان کی باقی نہیں رہتی۔ موجیں انہیں الٹتی ہیں اور خشکی پر پھینک دیتی ہیں۔ ہڈیاں کچھ عرصہ تک اسی طرح رہتی ہیں یہاں تک کہ وہ متغیر اور بوسیدہ ہو جاتی ہیں۔ اونٹ ان کے پاس سے گزرتے ہیں۔ انہیں کھا جاتے ہیں۔ پھر اونٹ چلتے ہیں اور مینگنیاں کرتے ہیں۔ پھر کچھ لوگ آتے ہیں۔ وہ وہاں پڑاؤ کرتے ہیں۔ ان مینگنیوں کو اٹھاتے ہیں۔ وہ آگ میں انہیں جلاتے ہیں۔ ہوا آتی ہے اور اس راکھ کو زمین پر پھینک دیتی ہے۔ جب دوسرا صور پھونکا جاتا ہے تو یہ اور قبروں والے برابر نکلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عاصی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پہلا نفحہ بیت المقدس کے مشرقی دروازے سے یا کہا مغربی دروازے سے پھونکا جائے گا اور دوسرا نفحہ دوسرے دروازے سے پھونکا جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نفخوں کے درمیان چالیس کا عرصہ حائل ہے۔ حضرت حسن کہتے ہیں: ہم یہ نہیں جانتے کہ چالیس سال یا چالیس ماہ یا چالیس دن ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نفخوں کے درمیان چالیس ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے کہا ہم نے آپ سے اس کے بارے میں یا جو اس سے زائد ہے اس کے بارے میں نہیں پوچھا تھا مگر انہوں نے اپنے طور پر یہ رائے قائم کی تھی کہ وہ چالیس سال ہیں۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ ان چالیس میں بارش نازل کی جائے گی جسے مطر حیات کہیں گے یہاں تک کہ زمین پاکیزہ ہو جائے گی اور لہلہانے لگے گی۔ لوگوں کے جسم سبزیوں کی طرح اگیں گے۔ پھر دوسرا نفحہ پھونکا جائے گا۔(2)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صور اسرافیل کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس میں ہر شے کی روح ہوگی۔ جب دوبارہ اٹھائے جانے والا نفحہ پھونکا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت کی قسم! ہر روح اپنے جسم کی طرف لوٹ آئے۔ کہا اس میں ایک خلا سات آسمانوں اور زمینوں سے بڑا ہوگا۔ صور کا حلق حضرت اسرافیل پر ہوگا۔ وہ عرش کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہوں گے یہاں تک کہ نفحہ کا حکم ہوگا تو وہ صور پھونکیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پہلا نفحہ دنیا سے اور دوسرا نفحہ آخرت سے ہوگا۔(3)

امام عبد بن حمید، علی بن سعید نے کتاب الطاعۃ والعصیان میں، ابو یعلی، ابو الحسن، قطان نے المطولات میں، ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 39 3۔ ایضاً

جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابو موسیٰ المدینی دونوں نے مطولات میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان کے پاس صحابہ کی ایک جماعت تھی۔ اللہ تعالیٰ جب آسمان وزمین کی تخلیق سے فارغ ہوا تو اس نے صور کو پیدا کیا اور پھر وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت اسرافیل اس صور پر منہ رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی نظر آسمان کی طرف لگی ہوئی ہے۔ وہ انتظار کر رہے ہیں کہ کب انہیں حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں پھونک ماریں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ صور کیا ہے؟ فرمایا سینگ، میں نے پوچھا وہ کیسے ہے؟ فرمایا بہت بڑا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اس کے سوراخ کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ وہ آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے۔ وہ اس میں پہلا نفخہ پھونکے گا تو آسمانوں اور زمین میں جو چیز ہوگی سب ہلاک ہو جائے گی۔ پھر وہ دوسری دفعہ پھونکے گا تو سب اللہ کے حکم پر کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو نفخہ اولی میں حکم دے گا کہ وہ اسے لمبا کرے تو وہ کوئی سستی نہیں کرے گا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۞ (ص) اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو چلائے گا تو وہ سراب بن جائیں گے۔ زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ تھرتھرائے گی تو وہ اس کشتی کی مانند ہو جائے گی جسے سمندر میں چھوڑا گیا ہو جسے ہوائیں ٹکریں مارتی ہیں تو وہ اپنے مسافروں کے ساتھ یوں جھکتی ہے جیسے چھت کے ساتھ لٹکے ہوئے قندیل ہوں ہوائیں انہیں جھکاتی ہیں یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ؕ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۙ (النازعات) لوگ اس کی پشت پر کانپیں گے۔ دودھ پلانے والیاں اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی۔ حاملہ چیزیں اپنے حمل گرا دیں گی۔ بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ شیاطین گھبراہٹ سے بھاگ کر اتر جائیں گے یہاں تک کہ کناروں تک پہنچیں گے تو فرشتے انہیں پکڑ لیں گے۔ ان کے مونہوں پر ماریں گے تو وہ واپس لوٹیں گے۔ لوگ پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو بلائیں گے۔

وہ ابھی اسی حالت میں ہوں گے کہ زمین ایک قطر سے دوسرے قطر تک پھٹ جائے گی۔ وہ بہت بڑا حادثہ دیکھیں گے جیسا حادثہ انہوں نے پہلے نہیں دیکھا ہوگا۔ انہیں مصیبت اور خوف اپنی گرفت میں لے لے گا۔ جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے پھر وہ آسمان کی طرف دیکھیں گے کہ وہ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا۔ پھر وہ لپٹ جائے گا۔ اس کے ستارے بکھر جائیں گے۔ اس کے سورج اور چاند کو گرہن لگ جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردے ان میں سے کسی چیز کو نہ جانیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے کن لوگوں کو مستثنیٰ کیا ہے۔ جب وہ یہ فرماتا ہے فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ فرمایا وہ شہداء ہیں۔ گھبراہٹ زندوں کو پہنچے گی جبکہ وہ اللہ کی بارگاہ میں زندہ ہیں۔ انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کو اس دن کی گھبراہٹ سے محفوظ رکھا ہے اور امن دیا ہے۔ یہی وہ امر ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ ۞ يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ

حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ۝ (الحج)

صور میں پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین والے مر جائیں گے۔ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ وہ بے حس وحرکت ہوں گے۔ پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ عرض کرے گا اے میرے رب! آسمانوں والے اور زمین والے مر گئے ہیں مگر جن کو تو نے زندہ رکھنا چاہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کون باقی ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو باقی ہے جو ہمیشہ زندہ ہے اور زندہ رہے گا جسے موت نہیں آئے گی۔ حاملین عرش باقی ہیں، جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل کو مر جانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ عرش کو قوت گویائی عطا فرمائے گا۔ عرش عرض کرے گا اے رب! تو نے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل کو موت عطا کر دی؟ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا خاموش ہو جا۔ جو میرے عرش کے نیچے ہیں۔ میں نے ان کے لیے بھی موت لکھ دی ہے۔ وہ سب مر جائیں گے۔ پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا، عرض کرے گا اے میرے رب! جبرئیل، میکائیل اور اسرافیل مر گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کون باقی ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے؟ ملک الموت عرض کرے گا اے میرے رب! تو حی باقی ہے جسے موت نہیں آئے گی۔ حاملین عرش باقی ہیں اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا حاملین عرش کو مر جانا چاہیے۔ وہ مر جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ عرش کو حکم دے گا۔ وہ صور پکڑے گا پھر ملک الموت اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ عرض کرے گا اے میرے رب! تیرے عرش کو اٹھانے والے فرشتے مر گئے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کون باقی ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے؟ وہ عرض کرے گا اے میرے رب! تو باقی ہے جو حی لا یموت ہے اور میں باقی ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا تو میری مخلوق میں سے ہے۔ میں نے تجھے اسی مقصد کے لیے پیدا کیا ہے جسے تو نے دیکھ لیا ہے۔ پس وہ مر جائے گا۔ جب اللہ واحد، قہار کے بغیر کوئی چیز باقی نہیں بچے گی جو لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُوْلَدْ ہے۔ وہ جس طرح اول ہے اسی طرح آخر ہے۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو یوں لپیٹ دیا ہے جیسے جلد کتاب کو لپیٹ لیتی ہے۔ پھر ان کے بارے میں فرمایا تو انہیں لپیٹ دیا۔ پھر فرمایا میں جبار ہوں، میں جبار ہوں، پھر یہ اعلان فرمایا آج بادشاہت کس کی ہے؟ آج بادشاہت کس کی ہے؟ آج بادشاہت کس کی ہے؟ تو کوئی جواب نہیں دے گا۔ پھر خود ہی فرمائے گا۔ اللہ کے لیے جو واحد و قہار ہے يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَ السَّمٰوٰتُ (ابراہیم: 48) پھر زمین کو پھیلایا۔ اسے ہموار کیا اور عکاظی چمڑے کی طرح پھیلا دیا لَّا تَرٰى فِيْهَا عِوَجًا وَّ لَاۤ اَمْتًا ۝ (طٰہٰ) پھر اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو ایک ہی دفعہ جھڑکے گا تو وہ اس بدلی ہوئی زمین میں ہوں گے جو اس کے اندر تھا وہ اس کے اندر ہوگا۔ جو اس کے اوپر تھا وہ اس کے اوپر ہوگا۔

پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے تم پر پانی نازل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ پانی برسائے۔ وہ چالیس دن تک پانی برسائے گا۔ یہاں تک کہ پانی تمہارے اوپر بارہ ہاتھ ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جسموں کو حکم دے گا کہ وہ اگیں تو وہ سبزیوں کے اگنے کی طرح اگیں گے یہاں تک کہ ان کے جسم مکمل ہو جائیں گے۔ وہ اسی طرح ہوں گے جس طرح پہلے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا حاملین عرش زندہ ہو جائیں تو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا تو وہ صور پکڑے

گا۔اسے اپنے منہ میں رکھے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جبرئیل اور میکائیل زندہ ہوں۔ وہ دونوں زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ روحوں کو بلائے گا۔ انہیں لایا جائے گا۔ مومنوں کی روحیں نور سے چمک رہی ہوں گی اور دوسری تاریکی میں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو قبض کرے گا اور صور میں پھینک دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ وہ دوبارہ زندہ کرنے والا نفخہ پھونکے روحیں نکلیں گی۔ گویا وہ شہد کی مکھیاں ہیں۔ انہوں نے زمین و آسمان کو بھر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! ہر روح اپنے جسم کی طرف لوٹے گی۔ روحیں زمین میں اپنے جسموں میں داخل ہوں گی۔ وہ ناک کے بانسے میں داخل ہوں گی۔ پھر وہ جسموں میں سرایت کریں گی جس طرح زہر اس جسم میں سرایت کرتا ہے جس کو ڈنگ لگا ہو۔ پھر تم سے زمین پھٹ جائے گی۔ سب سے پہلے مجھ سے زمین پھٹے گی۔ پھر جلدی سے اپنے رب کی طرف نکلو گے۔ تم جلدی سے بلانے والے کی طرف جا رہے ہو گے۔ کافر کہیں گے یہ دن بڑا مشکل ہے، ننگے پاؤں، ننگے بدن اور ختنہ کے بغیر۔

اسی اثناء میں کہ ہم ٹھہرے ہوں گے کہ آسمان سے ایک شدید سی آہٹ سنیں گے۔ تو آسمان دنیا والے اتریں گے جن کی تعداد جن و انس کی تعداد سے دوگنا ہوگی۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین کے قریب ہوں گے تو زمین ان کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ پھر دوسرے آسمان والے اتریں گے جو پہلے آسمان سے نازل ہونے والے فرشتوں سے دوگنا اور جن و انس سے دوگنا ہوں گے یہاں تک کہ جب وہ زمین کے قریب ہوں گے تو ان کے نور سے زمین روشن ہو جائے گی وہ صفیں بنا لیں گے۔ پھر تیسرے آسمان والے اتریں گے جن کی تعداد پہلے نازل ہونے والے فرشتوں سے دوگنا اور جن و انس سے دوگنا ہوگی۔ یہاں تک کہ جب وہ زمین کے قریب ہوں گے تو زمین ان کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ وہ صفیں بنا لیں گے۔ پھر اسی طرح دگنی تعداد میں ساتوں آسمانوں کے فرشتے نازل ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نزول اجلال فرمائے گا۔ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ (البقرہ:210) اس روز عرش کو اٹھانے والے آٹھ ہوں گے۔ آج وہ چار ہیں۔ ان کے قدم نچلی زمین کے انتہائی پست حصہ پر ہوں گے۔ زمینیں اور آسمان ان کی ڈھاکوں پر اور عرش ان کے کندھوں پر ہوگا۔ ان کی تسبیح کی آواز آ رہی ہوگی۔ وہ کہہ رہے ہوں گے سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ، سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ، سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، سُبْحَانَ الَّذِيْ يُمِيْتُ الْخَلَائِقَ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ، سُبْحَانَ رَبِّنَا الْاَعْلٰى الَّذِيْ يُمِيْتُ الْخَلَائِقَ وَلَا يَمُوْتُ۔

وہ اپنا عرش زمین پر جہاں چاہے گا رکھے گا۔ پھر بلند آواز سے اعلان کرے گا۔ اے جن و انس! جب سے میں نے تمہیں پیدا کیا ہے اس وقت سے آج تک میں تمہارے لیے خاموش رہا۔ میں تمہاری باتیں سنتا اور تمہارے اعمال دیکھتا۔ اب میرے لیے خاموش ہو جاؤ۔ یہ تمہارے اعمال اور تمہارے صحیفے تم پر پڑھے جانے والے ہیں۔ جو بھلائی پائے اللہ کی حمد کرے، جو اس کے علاوہ پائے وہ اپنے سوا کسی کو ملامت نہ کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ (یٰس) اللہ تعالیٰ لوگوں کو الگ الگ کر دے گا۔ امتیں پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑی ہوں گی۔ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا (الجاثیہ:28) وہ

ستر سال تک ایک ہی جگہ کھڑے رہیں گے۔ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ فیصلہ نہیں فرمائے گا۔ آنسو ختم ہو جائیں گے۔ وہ خون کے آنسو روئیں گے اور پسینہ بہائیں گے یہاں تک کہ یہ پسینہ اس حد تک پہنچے گا کہ انہیں لگامیں دے رہا ہوگا اور ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے گا۔ وہ چیخیں گے اور کہیں گے ہمارے رب کی بارگاہ میں کون ہماری سفارش کرے گا؟ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے۔ وہ کہیں گے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام سے کون زیادہ مستحق ہے۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو تلاش کریں گے۔ وہ سفارش کرنے سے انکار کر دیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس کا اختیار نہیں رکھتا۔ پھر وہ ہر نبی کے پاس جائیں گے۔ جب بھی وہ کسی نبی کے پاس آئیں گے وہ ان کی سفارش کرنے سے انکار کر دے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہاں تک کہ وہ میرے پاس آئیں گے میں چلوں گا یہاں تک کہ آؤں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے کہا بعض اوقات آپ نے یہ کہا عرش کے سامنے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میری طرف ایک فرشتہ بھیجے گا۔ وہ میرا بازو پکڑ لے گا۔ وہ مجھے اٹھائے گا اور مجھے کہے گا اے محمد! میں کہوں گا ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے کیا کام ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا، اپنی مخلوق میں میری سفارش قبول فرما اور ان کے درمیان فیصلہ فرما۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں واپس آجاؤں گا اور لوگوں کے درمیان ٹھہر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مخلوق میں فیصلہ فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے قتل کے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو قتل کیا گیا ہوگا وہ اپنا سر اٹھائے آئے گا۔ اس کی رگیں جھاگ پھینک رہی ہوں گی۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں فلاں فلاں نے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبکہ وہ خوب جانتا ہے کیا تمہیں قتل کیا گیا؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں قتل کیا گیا تاکہ تیرے لیے عزت ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں فرمائے گا تم نے سچی بات کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کے لیے نور بنا دے گا جیسے سورج کا نور ہوتا ہے۔ پھر ملائکہ انہیں جنت کی طرف لے جائیں گے جسے کسی اور وجہ سے قتل کیا گیا ہوگا وہ اپنا سر اٹھائے حاضر ہوگا۔ اس کی رگوں سے جھاگ نکل رہی ہوگی۔ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں فلاں فلاں نے قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیوں؟ جبکہ وہ خوب جانتا ہے۔ وہ عرض کریں گے تاکہ تیری عزت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم ہلاک ہو گئے۔ پھر کوئی انسان باقی نہیں رہے گا جس نے قتل کیا ہو مگر اسکو اس جرم کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔ کوئی ایسا ظلم نہیں ہوگا جو اس نے کیا ہو مگر اس سے اسکا مؤاخذہ ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر منحصر ہے، چاہے اسے عذاب دے، چاہے اس پر رحم فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ باقی ماندہ مخلوق میں فیصلہ فرمائے گا۔ یہاں تک کہ کسی کا کسی پر ظلم نہیں ہوگا مگر اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا حق لے گا۔ یہاں تک وہ آدمی جو بیچتے وقت دودھ میں پانی کی ملاوٹ کرتا تھا۔ پھر بیچتا تھا۔ اسے پابند کیا جائے گا کہ دودھ کو پانی سے الگ کرے۔

جب اللہ تعالیٰ اس سے فارغ ہوگا وہ اعلان کرے گا جو تمام مخلوق کو سنائے گا خبردار! ہر قوم اپنے معبودوں کے ساتھ جا ملے اور ان سے جا ملے جن کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے۔ تو کوئی بھی نہیں رہے گا جس نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی کی عبادت کی ہوگی مگر اس کے سامنے ان کے معبودوں کی تصویریں آجائیں گی۔ اس دن ملائکہ میں سے ایک حضرت عزیر کی

صورت میں بنا دیا جائے گا اور ایک فرشتے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صورت میں بنا دیا جائے گا۔ یہودی اس کا اور عیسائی اس کا اتباع کریں گے۔ پھر ان کے معبود انہیں جہنم کی طرف لے جائیں گے۔ یہی وہ بت ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَ كُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ (الانبیاء) جب صرف مومن رہ جائیں گے۔ ان میں منافق بھی ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا اے لوگو! لوگ چلے گئے۔ تم بھی اپنے معبودوں اور جن کی تم عبادت کرتے تھے ان کے ساتھ مل جاؤ۔ وہ کہیں گے ہمارا تو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے تھے۔ انہیں دوسری اور تیسری دفعہ یہ بات کہی جائے گی۔ وہ یہی بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں، کیا تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان کوئی نشانی ہے جسے تم پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں۔ اللہ تعالیٰ اپنی پنڈلی سے پردہ ہٹائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جو چاہے گا نشانی دکھائے گا۔ وہ پہچان جائیں گے کہ یہ ان کا رب ہے۔ وہ اپنے منہ کے بل سجدہ میں گر جائیں گے اور ہر منافق اپنی گدی کے بل گر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی ریڑھ کی ہڈی کو گائے کی ریڑھ کی ہڈی کی طرح بنا دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں اذن دے گا۔ وہ اپنے سر اٹھائیں گے۔ جہنم کے اوپر ایک راستہ بنا دیا جائے گا۔ بال جتنا باریک اور تلوار جتنا تیز ہو گا۔ اس پر مہمیز، اچکنے والی چیزیں اور سعدانہ بوٹی جیسے کانٹے ہوں گے۔ اس سے پہلے ایک پھسلاہٹ والی پل ہوگی۔ لوگ اس پر آنکھ جھپکنے، بجلی چمکنے، ہوا گزرنے، عمدہ گھوڑے کی رفتار، عمدہ اونٹوں کی رفتار، تیز رفتار مردوں کی رفتار سے گزر جائیں گے۔ مسلمان نجات پا جانے والے ہیں جس کے چہرے پر خراشیں اور زخم لگتے آئیں وہ نجات پانے والا ہے۔

جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے وہ اس میں داخل ہو جائیں گے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! تم دنیا میں اپنی ازواج اور اپنے گھروں کے بارے میں اتنے آگاہ نہیں جتنے جنتی اپنی ازواج اور اپنے مساکن سے آگاہ ہیں۔ جب وہ جنت میں داخل ہوں گے جنتیوں میں سے ہر ایک جنتی بہتر بیویوں پر داخل ہوگا جنہیں اللہ تعالیٰ جنت میں پیدا فرمائے گا۔ دو بیویاں انسانوں میں سے ہوں گی جو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوں گی۔ ان دونوں کو ان پر فضیلت ہوگی جنہیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ وہ ان میں سے پہلی پر ایک ایسے بالا خانے میں داخل ہوگا جو یاقوت کا بنا ہوگا۔ اس میں سونے کی چارپائی پر ہوگا جس کے سر پر موتیوں کا تاج ہوگا۔ اس پر ستر جوڑے سندس واستبرق کے ہوں گے۔ پھر وہ اپنا ہاتھ اس کے کندھوں کے درمیان رکھے گا۔ تو وہ اس کے سینے سے ہاتھ تک کے حصے کو دیکھے گا۔ کپڑوں کے اوپر سے اس کا گوشت اور جلد دیکھ لے گا۔ وہ اس کی پنڈلی کے گودے کو دیکھے گا جس طرح تم میں سے کوئی ایک یاقوت سے اس کے دھاگے کو دیکھتا ہے۔ اس کا جگر اس کے لیے آئینہ ہوگا۔

اسی اثناء میں کہ وہ نہ اس بیوی کو اکتائے گا اور نہ وہ بیوی اسے اکتائے گی، وہ جب بھی اس کے پاس آئے گا تو اسے کنوارا ہی پائے گا۔ وہ نہ جدا ہوں گے اور نہ دکھ دیں گے۔ وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اسے ندا دی جائے گی، اسے کہا جائے گا ہم پہچان چکے ہیں کہ نہ تو اکتاتا ہے اور نہ تجھے اکتایا جاتا ہے، تیری اور بیویاں بھی ہیں۔ وہ وہاں سے نکلے گا اور ان میں سے ایک ایک کے پاس آئے گا۔ جب بھی وہ ان میں سے کسی کے پاس آئے گا تو وہ بیوی اس سے کہے گی اللہ کی قسم! میں جنت میں تجھ

سے زیادہ حسین کوئی چیز نہیں دیکھی اور جنت میں تجھ سے زیادہ مجھے کوئی چیز محبوب بھی نہیں۔

فرمایا جب جہنمیوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا تو اس میں اللہ کی ایک مخلوق ڈالی جائے گی جو ان کے اعمال کو ہلاک کر دے گی۔ ان میں سے کچھ لوگ وہ ہوں گے جنہیں آگ ان کے گھٹنوں تک پہنچے گی۔ ان میں سے کچھ وہ ہوں گے جنہیں آگ ان کے تمام جسم تک پہنچے گی۔ صرف چہرہ محفوظ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صورتوں کو آگ پر حرام کر دیا ہے۔ انہیں جہنم میں ندا کی جائے گی۔ وہ کہیں گے کون ہماری سفارش ہمارے رب کے حضور کرے گا کہ وہ انہیں جہنم سے نکالے؟ وہ کہیں گے اس کے لیے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے سوا کون زیادہ حقدار ہوگا؟ مومن حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ عرض کریں گے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا ہے۔ آپ میں اپنی روح پھونکی اور آپ سے کلام کی۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی خطا کو یاد کریں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس لائق نہیں۔ تمہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے خلیل بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی جائے گی اور ان سے مطالبہ کیا جائے گا۔ وہ اپنی ایک خطا کو یاد کریں گے۔ وہ فرمائیں گے میں اس قابل نہیں ہوں۔ بلکہ تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرب بخشا مناجات کے ساتھ اور ان سے کلام کی۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے تورات نازل فرمائی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی جائے گی اور ان سے یہ مطالبہ کیا جائے گا۔ وہ اپنی ایک خطا کو یاد کریں گے اور کہیں گے میں یہ کام نہیں کر سکتا بلکہ تمہیں روح اللہ اور کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضری دی جائے گی۔ آپ سے اس چیز کا مطالبہ کیا جائے گا۔ وہ فرمائیں گے میں اس کا مستحق نہیں بلکہ تمہیں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضری دینی چاہیے۔ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میرے پاس تین سفارشوں کا حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کر رکھا ہے۔ میں چلوں گا یہاں تک کہ میں جنت کے دروازے پر پہنچوں گا۔ میں دروازے کا حلقہ پکڑ لوں گا۔ میں دروازہ کھولنے کا مطالبہ کروں گا۔ جو میرے لیے کھول دیا جائے گا۔ میں سجدے میں گر پڑوں گا۔ مجھے ایسی حمد و ثناء کی اجازت دی جائے گی جو مخلوقات میں سے کسی کو بھی اجازت نہ دی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھا لو، تو شفاعت کر، تیری شفاعت قبول کی جائے گی، تو سوال کر، تجھے عطا کیا جائے گا۔ جب میں اپنا سر اٹھاؤں گا تو وہ مجھے فرمائے گا جبکہ وہ خوب جانتا ہے، تیرا کیا کام ہے؟ میں عرض کروں گا اے میرے رب! تو نے مجھ سے شفاعت کا وعدہ کیا تھا پس مجھے شفاعت عطا فرما۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب! میری امت میں سے کون جہنم میں پڑا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جس کی صورت تم پہچانتے ہو اسے نکال لو۔ وہ سب نکال لیے جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت دے گا۔ تو کوئی نبی اور شہید نہیں رہے گا جس نے شفاعت نہ کی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے جہنم سے نکال لو جس میں دینار برابر خیر پاتے ہو۔ وہ سب نکل جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے کوئی باقی نہیں بچے گا اور وہ آدمی بھی جہنم میں نہیں رہے گا جس نے کبھی بھی کوئی بھلائی کا کام کیا ہو اور جسے بھی شفاعت کا حق ہوگا وہ شفاعت کرے گا۔

یہاں تک کہ ابلیس بھی جہنم میں امید لگائے گا۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دیکھے گا کہ ممکن ہے اس کی سفارش کی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں باقی رہ گیا ہوں جبکہ میں ارحم الراحمین ہوں۔ وہ ایک مٹھی بھرے گا تو جہنم سے اتنی مقدار نکالے گا جسے کوئی اور شمار نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ انہیں ایک نہر پر اگائے گا۔ جسے نہر حیوان کہتے ہیں وہ یوں اگیں گے جیسے ایک دانہ اس جگہ اگتا ہے جہاں سیلاب کا گزر ہو جو سورج کی طرف ہوتا ہے وہ سرسبز ہوتا ہے اور جو سائے کی طرف ہوتا ہے وہ زرد ہوتا ہے۔ وہ موتیوں کی طرح اگیں گے۔ ان کی گردنوں میں لکھا ہوگا اَلْجَهَنَّمِيُّوْنَ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ۔ انہوں نے اللہ کی خاطر کبھی بھی بھلائی کا کام نہیں کیا تھا تاہم وہ توحید کا اقرار کرتے تھے۔ وہ جنت میں اسی طرح رہیں گے جبکہ ان کی گردنوں میں یہ لکھا ہوگا۔ پھر وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہم سے یہ لکھا ہوا پروانہ مٹا دو۔ تو اللہ تعالیٰ اسے مٹا دے گا۔

وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ وُضِعَ الْكِتٰبُ وَ جِایْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَ وُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾

''اور جگمگا اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے اور رکھ دیا جائے گا دفترِ عمل اور حاضر کئے جائیں گے انبیاء اور (دوسرے) گواہ اور فیصلہ کر دیا جائے گا ان کے درمیان انصاف سے اور ان پر (رتی بھر) ظلم بھی نہیں کیا جائے گا۔ اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کام لوگ کرتے ہیں''۔

ابن جریر نے سدی سے یہ قول نقل کیا ہے وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ یعنی زمین روشن ہوگئی اور الْكِتٰبُ سے مراد حساب ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس کے نور میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کریں گے مگر اس قدر کے جیسے وہ صاف دن میں تکلیف محسوس کرتے تھے جس میں دھواں نہ ہوتا۔ یہاں الشُّهَدَآءِ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کی راہ میں شہید کیا گیا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بِالنَّبِيّٖنَ سے مراد رسول ہیں اور الشُّهَدَآءِ سے مراد وہ گواہ ہیں جو پیغام حق پہنچانے کے بارے میں گواہی دیں گے۔ ان میں سے نہ کوئی طعن کرنے والا ہوگا اور نہ ہی کوئی لعان کرنے والا ہوگا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشُّهَدَآءِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو پیغام رسالت کے پہنچانے اور امتوں نے جو ان کی تکذیب کی اس بارے میں گواہی دیں گے۔ (3)

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 40-39
3۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 40

اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ لٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾

''اور ہانکے جائیں گے کفار جہنم کی طرف گروہ در گروہ۔ جب اس کے پاس آئیں گے تو کھول دیے جائیں گے اس کے دروازے اور پوچھیں گے ان سے دوزخ کے پہرے دار کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس پیغمبر تم میں سے جو پڑھ کر سناتے تمہیں تمہارے رب کی آیتیں اور ڈراتے تمہیں اس دن کی ملاقات سے۔ کہیں گے بے شک آئے تھے لیکن ثبت ہو چکا تھا (لوح محفوظ میں) عذاب کا حکم کفار پر۔ ان سے کہا جائے گا داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں سے اس حال میں کہ تم ہمیشہ اس میں رہو گے۔ پس کتنا برا ٹھکانہ ہے مغروروں کا''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جہنم کی طرف جب جہنمیوں کو لے جایا جائے گا تو ان کی گردنوں کو جہنم کی آگ کی ایک ایسی لپک پہنچے گی کہ جو ان کی ہڈیوں پر کوئی گوشت نہیں چھوڑے گی مگر ان کی پنڈلیوں میں جا ڈالے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کافروں پر عذاب ان کے برے اعمال کی وجہ سے ثابت ہو گا۔(1) واللہ اعلم۔

وَ سِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَ فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

''اور لے جایا جائے گا انہیں جو ڈرتے رہے تھے (عمر بھر) اپنے رب سے جنت کی طرف گروہ در گروہ۔ حتی کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے اور جنت کے دروازے پہلے ہی کھول دیے گئے ہوں گے تو کہیں گے انہیں جنت کے محافظ تم پر سلام ہو، تم خوب رہے، پس اندر تشریف لے چلو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے''۔

امام احمد، عبد بن حمید اور امام مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی جماعت جو جنت میں داخل ہو گی وہ اس چاند کی صورت میں ہو گی جو چودھویں رات کو ہوتا ہے۔ جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 41، دار احیاء التراث العربی بیروت

ان کے بعد جنت میں داخل ہوگی وہ روشن ستارے سے زیادہ روشن ہوں گے جو آسمان میں چمک رہا ہوتا ہے۔(1)

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، بیہقی نے البعث میں اور ضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت علی شیر خدا سے روایت نقل کی ہے جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے۔ انہیں جماعت کی صورت میں جنت کی طرف لے جایا جائے گا یہاں تک کہ جب وہ جنت کے دروازے کے پاس پہنچیں گے تو اس کے پاس ایک درخت پائیں گے جس کے تنے کے نیچے سے دو جاری چشمے نکلیں گے۔ وہ ایک طرف جائیں گے اور اس سے پئیں گے تو ان کے پیٹوں میں جو تکلیف، آلودگی اور دکھ ہوگا وہ نکل جائے گا۔ پھر وہ دوسرے چشمے کا ارادہ کریں گے۔ اس سے پاکیزگی حاصل کریں گے۔ ان پر نعمتوں کی تروتازگی ہوگی۔ اس کے بعد ان کے چہرے بشرے میں تبدیلی نہ ہوگی اور نہ ہی ان کے بالوں میں پراگندگی ہوگی۔ گویا ان بالوں کو تیل لگا دیا گیا ہو۔ پھر وہ جنت کے داروغوں تک پہنچیں گے اور وہ کہیں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ پھر بچے ان کا استقبال کریں گے۔ وہ ان کے اردگرد یوں گردش کریں گے جس طرح دنیا والے دوست کے اردگرد چکر لگاتے ہیں۔ وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جو عزت تیار کر رکھی ہے اس کی تمہیں بشارت ہو۔ پھر ان بچوں میں سے ایک ان کی بعض بیویوں کے پاس جائے گا جو حورعین میں سے ہوں گی۔ وہ بچہ کہے گا فلاں آیا ہے۔ اسے دنیا میں اس نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ بیوی کہے گی تو نے اسے دیکھا ہے؟ وہ بچہ کہے گا۔ میں نے اسے دیکھا ہے۔ خوشی اسے ہلکا بنا دے گی یہاں تک کہ وہ بیوی دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہو جائے گی۔ جب وہ جنتی اپنے گھر تک پہنچے گا تو مکان کی بنیاد میں ایک چیز دیکھے گا تو موتیوں کی ایک چٹان ہے جس پر سبز، زرد، سرخ اور ہر قسم کے موتی ہیں پھر وہ اپنا سر اٹھائے گا تو اس کے چھت کی طرف دیکھے گا تو گویا وہ بجلی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر نہ کیا ہوتا کہ کوئی تکلیف نہ ہوگی تو اس کی نظر جاتی رہتی۔

پھر وہ اپنی نظر جھکائے گا تو وہ اپنی بیویوں کو دیکھے گا۔ وہاں یہ چیزیں پڑی ہوں گی جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۙ﴿۱۵﴾ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ؕ﴿۱۶﴾ (الغاشیہ) وہ ان نعمتوں کو دیکھے گا۔ پھر وہ اپنے پلنگ پر ٹیک لگائے گا پھر وہ کہے گا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الاعراف: 43) پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ تم زندہ رہو گے، کبھی بھی نہیں مرو گے۔ تم ہمیشہ مقیم رہو گے، سفر نہیں کرو گے، تم تندرست رہو گے اور مریض نہیں ہو گے۔(2) واللہ اعلم۔

امام بخاری، امام مسلم اور طبرانی نے سہل بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ اس دروازے سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔(3)

امام مالک، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن حبان رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ

1۔ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، جلد 2، صفحہ 379، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 136 (2646)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح بخاری، باب صفۃ ابواب الجنۃ، جلد 1، صفحہ 461، وزارت تعلیم اسلام آباد

نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال میں سے دو جوڑے خرچ کیے اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا۔ جنت کے کئی دروازے ہیں۔ جو نمازی ہوگا اسے نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جو روزے دار ہوگا اسے باب ریان سے بلایا جائے گا۔ جو صدقہ وخیرات کرنے والا ہوگا اسے صدقہ والے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ جو مجاہد ہوگا اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا کوئی ایسا بھی ہے جسے ہر دروازے سے بلایا جائے؟ فرمایا ہاں میں امید کرتا ہوں کہ تو ان میں سے ہوگا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابو یعلی، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ سات بند ہیں اور ایک دروازہ توبہ کے لیے کھلا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ سورج اس جانب سے طلوع ہو۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ایک دروازہ نمازیوں کا، ایک دروازہ روزے داروں کا، ایک حاجیوں کا، ایک عمرہ کرنے والوں کا، ایک مجاہدین کا، ایک ذکر کرنے والوں کا اور ایک دروازہ شکر کرنے والوں کا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر عمل کے لیے جنت کے دروازوں والے ہیں۔ وہ اس دروازہ سے اس عمل کرنے والے کو بلائیں گے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو انسان کو اس کے سب سے بڑے عمل والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ جب نماز افضل ہوگی تو اس آدمی کو نماز والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اگر اس کے روزے افضل ہوں گے تو اسے روزے والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ اگر جہاد افضل ہوا تو اسے جہاد والے دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کیا کوئی ایسا بھی ہے جس کو دو عملوں کی وجہ سے بلایا جائے گا؟ فرمایا ہاں تو (ان میں سے ہے)۔

امام طبرانی نے الاوسط میں، خطیب رحمہما اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جسے ضحیٰ کہتے ہیں۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو ہمیشہ چاشت کو نماز پڑھتے تھے؟ یہ ہے تمہارا دروازہ، اللہ کی رحمت کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ ان پر ایک ایسا دن آئے گا جس وقت اس پر بھیڑ ہوگی۔

1۔ صحیح بخاری، باب الریان للصائمین، جلد 1، صفحہ 55-254، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 331 (4991)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 497 (3433)، دار الفکر بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جنت کے دو کواڑوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ مکہ مکرمہ اور ہجر کے درمیان ہے یا مکہ مکرمہ اور بصرہ کے درمیان فاصلہ ہے۔(1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خطبہ دیا کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مسافت ہے۔ جنت کے دروازوں پر ایک ایسا دن آئے گا کہ ہر دروازے پر بھیڑ ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت کے دو کواڑوں کے درمیان تیز رفتار سوار کے لیے چالیس سال کی مسافت ہے۔ ان پر ایک ایسا دن آئے گا کہ ان پر سخت بھیڑ ہوگی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو حرب بن ابو اسود دیلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے گناہ کے باعث سو سال تک جنت کے دروازے پر رکا رہے گا۔ وہ اپنی بیویوں اور خادموں کو دیکھے گا۔(3)

امام احمد اور بزار رحمہما اللہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: جنت کی چابیاں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی ہے۔(4)

امام طیالسی اور دارمی رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی چابیاں نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، دارمی، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جو بھی اچھی طرح وضو کرے پھر کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو۔(5)

امام نسائی، امام حاکم اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کہا جو آدمی بھی پانچ نمازیں پڑھتا ہے، رمضان میں روزے رکھتا ہے، زکوٰۃ دیتا ہے، ساتوں گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے تو قیامت کے روز اس کے لیے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔(6)

امام احمد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ سلمی سے روایت نقل کی ہے جس بندے کے تین بیٹے بالغ ہونے سے پہلے فوت ہو جائیں تو وہ اس کا جنت کے آٹھوں دروازوں سے اس استقبال کرتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 40 (34037)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، (34038)
3۔ ایضاً، (34039) 4۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 420، دار صادر بیروت
5۔ صحیح مسلم، باب الذکر المستحب عقب الوضوء، جلد 1، صفحہ 122، وزارت تعلیم اسلام آباد
6۔ سنن نسائی، باب وجوب الزکوٰۃ، جلد 5، صفحہ 9، دار الحدیث قاہرہ
7۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 184، دار صادر بیروت

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی دو بیٹیاں ہوں یا دو بہنیں ہوں یا دو پھوپھیاں ہوں یا دو خالائیں ہوں، وہ ان کی نگہداشت کرے تو اس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جو عورت بھی اپنے رب سے ڈرے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اسے کہا جاتا ہے جس سے چاہو داخل ہو۔(2)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری امت کو چالیس احادیث یاد کرائیں جس کے ساتھ وہ انہیں فائدہ پہنچانا چاہتا تھا تو اسے کہا جائے گا جنت کے جس دروازے سے چاہتا ہے داخل ہو جا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ طِبۡتُمۡ کا معنی ہے تم اللہ تعالیٰ کی طاعت کے ساتھ پاکیزہ ہو۔

وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ صَدَقَنَا وَعۡدَهٗ وَ اَوۡرَثَنَا الۡاَرۡضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الۡجَنَّةِ حَیۡثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِیۡنَ ﴿۷۴﴾ وَ تَرَی الۡمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیۡنَ مِنۡ حَوۡلِ الۡعَرۡشِ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ ۚ وَ قُضِیَ بَیۡنَهُمۡ بِالۡحَقِّ وَ قِیۡلَ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۷۵﴾

"اور وہ (خوش بخت) کہیں گے ساری تعریفیں اس اللہ (کریم) کے لیے جس نے پورا فرمایا ہمارے ساتھ اپنا وعدہ اور وارث بنا دیا ہمیں اس (پاک) زمین کا۔ اب ہم ٹھہریں گے جنت میں جہاں چاہیں گے۔ پس کتنا عمدہ اجر ہے نیک کام کرنے والوں کا۔ اور (اے حبیب!) آپ دیکھیں گے فرشتوں کو حلقہ باندھے کھڑے ہوں گے عرش کے اردگرد، تسبیح پڑھ رہے ہوں گے اپنے رب (جلیل) کی حمد کے ساتھ اور فیصلہ کر دیا گیا ہو گا ان کے درمیان حق کے ساتھ۔ اور کہا جائے گا سب تعریفیں اللہ کے لیے جو رب العالمین ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہاں الۡاَرۡضَ سے مراد جنت کی زمین ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی مشیت وہاں تک پہنچے گی جو انہیں عطا کیا گیا۔

1۔ مجمع الزوائد، باب فی نفقۃ الرجل علی نفسہ واہلہ وغیر ذلک، جلد 3، صفحہ 301 (4661)، دار الفکر بیروت

2۔ ایضاً، باب حق الزوج علی المرأۃ، جلد 4، صفحہ 563 (7636)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جنت کی زمین کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا وہ سفید اور صاف ہوگی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راویت نقل کی ہے کہ جنت کی زمین چاندی کا سنگ مرمر ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطار رحمہ اللہ سے حَآفِّيْنَ کا معنی چکر لگانے والے نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ عرش کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جبل الخلیل، جبل الطور اور جبل الجودی میں سے ہر ایک قیامت کے دن سفید موتی کا ہوگا۔ جو آسمان وزمین کے درمیانی حصے کو روشن کردے گا۔ یعنی انہیں بیت المقدس کی طرف لوٹایا جائے گا اور اس کے اطراف میں انہیں رکھا جائے گا۔ اسی پر اللہ جل شانہ کی کرسی رکھی جائے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَ قِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا آغاز حمد سے اور اس کا اختتام بھی حمد سے کیا۔ اس کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خلق السموات والْاَرْضَ سے اور اس کا اختتام اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ سے کیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جو یہ ارادہ رکھتا ہو کہ وہ یہ پہچانے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں کیسے فیصلہ فرماتا ہے تو وہ سورۂ زمر کے آخر حصہ کو پڑھے۔

تمت بالخیر

19 اگست 2003ء بروز منگل

محمد بوستان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 45، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 138 (2650)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اٰیاتھا ۸۵ ۔ سُورۃُ المؤمن مکیۃ ۴۰ ۔ رکوعاتھا ۹

امام ابن ضریس، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ساتوں سورہ ہائے حٰمٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسروق نے مجھے بتایا کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ اور دیلمی نے سمرہ بن جندب سے روایت نقل کی ہے کہ تمام سورہ ہائے حٰمٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورہ ہائے حٰمٓ سومن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات کی جگہ سات سورتیں عطا فرمائیں۔ انجیل کی جگہ الٓرٰ سورتیں طٰسٓ تک عطا فرمائیں اور زبور کی جگہ طٰسٓ سے حٰمٓ تک عطا فرمائیں اور مجھے حٰمٓ سورتوں اور مفصل کے ساتھ فضیلت عطا کی، مجھ سے قبل کسی نبی نے ان کو نہیں پڑھا۔

امام ابو عبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: ہر شے کا مغز ہوتا ہے، قرآن کا مغز سورۂ حٰمٓ ہیں۔

امام ابو عبید، ابن ضریس، ابن منذر، حاکم، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: سورۂ حٰمٓ قرآن حکیم کا دیباج ہیں۔(2)

امام ابو عبید، محمد بن نصر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب میں سورۂ حٰمٓ میں پہنچتا ہوں تو تو ایسے باغیچوں میں پہنچتا ہوں جن میں بہت خوش ہوتا ہوں، ان سے جدا ہونے کا ارادہ نہیں کرتا۔

امام محمد بن نصر اور حمید بن زنجویہ رحمہما اللہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے گھر تلاش کر رہا تھا۔ وہ ایسی جگہ سے گزرا جہاں بارش ہوئی تھی۔ وہ اس میں سے گزر رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا کہ وہ نرم و نازک باغیچوں کے پاس سے گزرتا ہے وہ کہتا ہے میں ایسی جگہ پر حیران ہو رہا تھا جہاں بارش برسی تھی۔ یہ تو اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہے اس سے کہا گیا کہ پہلی وادی کی مثال قرآن کی بڑی سورتوں جیسی ہے اور ان نرم و نازک باغیچوں کی مثال سورۂ حٰمٓ کی طرح ہے جو قرآن میں ہیں۔

امام ابو الشیخ، ابو نعیم اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ حٰمٓ قرآن کا دیباج ہیں۔

امام دیلمی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 276 (6813)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 483 (2471)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سورۂ حٰمٓ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خلیل بن مرہ رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سورۂ حٰمٓ سات ہیں، جہنم کے بھی سات دروازے ہیں۔ تمام حٰمٓ سورتیں ان دروازوں میں سے ہر ایک دروازے پر آتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں اے اللہ! اسے اس دروازے سے داخل نہ کرنا جو مجھ پر ایمان رکھتا تھا اور مجھے پڑھتا تھا۔(2)

امام دارمی اور محمد بن نصر نے حضرت سعد بن ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ حٰمٓ سورتوں کو دلہنوں کا نام دیا جاتا۔

امام ابوعبید، ابن سعد، محمد بن نصر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مسجد بنائی۔ ان سے کہا گیا یہ کیا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا آل حم کے لیے۔(3)

امام ترمذی، بزار، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۞ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞ (غافر: 3-1) اور آیت الکرسی پڑھی اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ اس کی حفاظت کرے گا یہاں تک کہ وہ شام کرے گا۔ جس نے ان دونوں کو شام کے وقت پڑھا تو اللہ تعالیٰ صبح تک ان کے ساتھ اس کی حفاظت فرمائے گا۔(4)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۞ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ۙ ذِي الطَّوْلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۞

"حا۔میم، اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست ہے، سب کچھ جاننے والا ہے، گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا، فضل و کرم فرمانے والا ہے، نہیں کوئی معبود اس کے سوا، اسی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے۔"

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول

1۔ الفردوس بمأثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 160، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 486 (2479)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 474 (3634)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی فضل آیۃ الکرسی، جلد 5، صفحہ 145 (2879)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر درخت کا پھل ہوتا ہے۔ قرآن کے پھل سورۂ حم والے ہیں۔ باغیچے شاداب، گھاس والے اور قریب قریب۔ جو یہ پسند کرے کہ وہ جنت کے باغوں میں چرے تو وہ ان سورتوں کی تلاوت کرے جن کے آغاز میں حم ہے۔ جس نے جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھی تو وہ صبح مغفور (بخشا ہوا) حالت میں کرے گا۔ جس نے الم تنزیل سجدہ اور سورۃ تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ دن اور رات میں پڑھی گویا اس نے لیلۃ القدر کی موافقت کی۔ جس نے (اذا زلزلت الارض زلزالها) پڑھی گویا اس نے قرآن کا چوتھا حصہ پڑھا۔ جس نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ پڑھی گویا اس نے قرآن کا چوتھا حصہ پڑھا۔ جس نے سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ دس مرتبہ پڑھی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے محل بناتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی تو پھر ہم ان محلات کو زیادہ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کثرت والا اور پاکیزگی والا ہے جس نے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۝ پڑھی تو مخلوقات میں سے کوئی چیز نہیں رہتی مگر وہ کہتی ہے اے میرے رب! اسے میرے شر سے محفوظ رکھ۔ جس نے ام القرآن پڑھی گویا اس نے قرآن کا چوتھائی حصہ پڑھا اور جس نے سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ۝ پڑھی گویا اس نے ہزار آیات پڑھیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ سے روایت نقل کی ہے، حٰمٓ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم (نام) ہے۔

امام عبدالرزاق نے المصنف میں، ابو عبید، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، امام ترمذی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مہلب بن ابی صفرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اس نے یہ حدیث بیان کی جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی اگر تم نے آج کی رات سورۂ حٰمٓ پڑھی تو ان کی مدد نہ کی جائے گی۔(1)

ابن ابی شیبہ، امام نسائی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کل اپنے دشمنوں سے ملاقات کرو گے تمہارا شعار حم ہونا چاہیے تو ان کی مدد نہ کی جائے گی۔(2)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان خیبر میں پیچھے ہٹے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹی کی ایک مٹھی بھری اور اسے ان کے منہ پر مارا اور کہا حٰمٓ ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ قوم (دشمن) کو شکست ہوگئی۔ نہ ہم نے ان پر تیر چلایا اور نہ نیزہ مارا۔

امام بغوی اور طبرانی نے حضرت شیبہ بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ خیبر ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکریاں لیں، ان کے مونہوں پر مار رہے تھے اور فرمایا چہرے بگڑ گئے حٰمٓ ان کی مدد نہ کی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن اصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی بڑا طاقتور تھا اور شام کے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے نہ پایا اس کے بارے میں پوچھا، عرض کی گئی وہ تو شراب میں دھت ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے کاتب کو بلایا۔ اسے فرمایا لکھو۔ عمر بن خطاب کی جانب سے فلاں بن فلاں

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 117 (2512)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 118 (2515)
3۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 299 (7192)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کے نام تم پر سلام ہو۔ میں تمہارے سامنے اس اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ پھر آپ نے دعا کی اور جو لوگ آپ کے پاس تھے۔ انہوں نے آمین کہی۔ انہوں نے اس آدمی کے حق میں یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے اور اس کی توبہ قبول فرمائے۔ جب صحیفہ اس آدمی تک پہنچا وہ اسے پڑھنے لگا۔ وہ کہتا غَافِرِ الذَّنۡۢبِ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بخشش کا وعدہ کیا ہے۔ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے عقاب سے ڈرایا۔ ذِی الطَّوۡلِ بہت زیادہ مال والا ہے۔ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ وہ بار بار اسے اپنے اوپر دہراتا رہا یہاں تک کہ رونے لگا۔ پھر توبہ کی اور بہترین توبہ کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا معاملہ پہنچا تو فرمایا اس طرح کیا کرو جب تم اپنی حالت کو لغزش میں دیکھو تو اسے درست کرو، اسے موقع دو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ توبہ کرے۔ اس کے خلاف شیطان کے دوست نہ بن جاؤ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے محبت کرتے تھے۔ وہ مصر چلا گیا تو اس کے اخلاق بگڑ گئے۔ وہ کسی برائی سے باز نہیں آتا تھا۔ اس کے خاندان کے کچھ لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے حال احوال پوچھا اور اس نوجوان کے متعلق بھی دریافت کیا۔ اس آدمی نے عرض کی اے امیر المومنین! مجھ سے اس کے بارے میں نہ پوچھیں۔ حضرت عمر نے فرمایا کیوں؟ اس نے جواب دیا وہ بگڑ گیا ہے اور اس نے تقویٰ کا لباس اتار دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف خط لکھا عمر سے فلاں کی طرف۔ حٰمٓ ۚ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۙ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ اِلَیۡہِ الۡمَصِیۡرُ۔ وہ نوجوان اسے پڑھتا رہا اور بھلائی کی طرف لوٹ آیا۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ جو توبہ نہ کرے اس کے لئے گناہ کو ڈھانپنے والا وَ قَابِلِ التَّوۡبِ اور جو توبہ کرے اس کی توبہ قبول کرنے والا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے ابو اسحاق سبیعی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے امیر المومنین! اگر میں قتل کروں تو کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ تو آپ نے یہ آیات تلاوت کیں حٰمٓ ۚ تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۙ غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ فرمایا (اچھا) عمل کرو، اللہ تعالیٰ سے مایوس نہ ہو۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ذِی الطَّوۡلِ سے مراد وسعت وغنا والا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ذِی الطَّوۡلِ کا معنی غنا والا نقل کیا ہے۔ امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذِی الطَّوۡلِ سے مراد نعمتوں والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ذِی الطَّوۡلِ سے مراد احسان والا ہے۔

امام طبرانی اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اس کے لیے غَافِرِ الذَّنْۢبِ اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اس کے لیے قَابِلِ التَّوْبِ اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہ کہے اس کے لیے شَدِيْدِ الْعِقَابِ ہے۔ ذِي الطَّوْلِ یعنی غنا والا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کفار قریش اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اظہار نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ خود اپنی وحدانیت کا اظہار کر رہا ہے اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے اس کا لوٹنا بھی اسی طرف ہے۔ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا اور جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں کہتا اس کا ٹھکانہ بھی اسی طرف ہے، تو اسے وہ جہنم میں داخل کرے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں کوفہ کے مضافات میں حضرت مصعب بن زبیر کے ساتھ تھا۔ میں ایک باغ میں داخل ہوا تا کہ دو رکعت نماز ادا کروں۔ میں نے حم المومن کو شروع کیا یہاں تک کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک پہنچا، تو میرے پیچھے ایک آدمی تھا جو سیاہ سفیدی مائل خچر پر سوار تھا، جس پر یمن کا بنا سوتی لباس تھا۔ سو اس نے کہا جب تو قابل التوب پڑھے تو یوں کہو یَا قَابِلِ التَّوْبِ اقْبَلْ تَوْبِیْ۔ اے توبہ قبول کرنے والے! میری توبہ قبول کر اور جب تو شَدِيْدِ الْعِقَابِ پڑھے تو کہہ یَا شَدِيْدِ الْعِقَابِ لَا تُعَاقِبْنِیْ۔ اے سخت پکڑ والے! مجھے عذاب نہ دے۔ ابن ابی شیبہ کے الفاظ یہ ہیں مجھے معاف کر دے اور جب تو کہے ذِي الطَّوْلِ تو کہہ اے خیر والے! مجھ پر بھلائی کر۔ میں نے یہ کلمات ادا کیے۔ پھر میں مڑا تو کسی کو نہ دیکھا۔ میں دروازے کی طرف نکلا تو میں نے کہا تمہارے پاس سے ایسا آدمی گزرا ہے جس نے یمنی سوتی لباس زیب تن کیا ہوا تھا، تو انہوں نے کہا ہم نے کسی کو بھی نہیں دیکھا وہ کہا کرتے تھے کہ وہ حضرت الیاس ہیں۔

مَا يُجَادِلُ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۝۴ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۪ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝۵ وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝۶

"نہیں تنازعہ کیا کرتے اللہ کی آیتوں میں مگر کافر پس نہ دھوکہ میں ڈالے تمہیں ان لوگوں کا (بڑے کروفر سے) آنا جانا مختلف شہروں میں۔ جھٹلایا تھا ان سے پہلے قوم نوح نے اور کئی (دوسرے) گروہوں نے ان کے بعد۔ اور قصد کیا ہر امت نے اپنے رسول کے متعلق کہ اسے گرفتار کر لیں اور جھگڑتے رہے (اس کے ساتھ) ناحق، تا کہ جھٹلا دیں اس کے ذریعہ حق کو۔ پس میں نے پکڑ لیا انہیں۔ پس کتنا شدید تھا میرا عذاب۔ اسی طرح واجب

1۔ مجمع الزوائد، تفسیر سورۂ غافر، جلد 7، صفحہ 226 (11318)، دار الفکر بیروت

ہو گیا اللہ کا فیصلہ کفار پر کہ وہ دوزخی ہیں۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَا يُجَادِلُ فِيٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا حرث بن قیس سلمی کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو جہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام میں سے دو آدمی ایک آیت میں جھگڑ پڑے۔ ایک نے کہا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے لیا ہے۔ دوسرے نے بھی کہا میں نے بھی اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے سیکھا ہے۔ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس چیز کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن سات لغتوں میں نازل ہوا ہے۔ اس میں جھگڑا کرنے سے بچو کیونکہ اس میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کا آنا، ان کا جانا اور سفروں میں ادھر ادھر جانا۔ مِنْۢ بَعْدِهِمْ سے مراد حضرت نوح کی قوم، عاد اور ثمود کی قوموں کے بعد وہ کافر جماعتیں تھیں۔ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ ہر قوم نے اپنے رسول کے بارے میں ارادہ کیا کہ وہ اسے پکڑ لیں اور اسے قتل کر دیں۔ تو ان کے اعمال کے باعث ان پر عذاب ثابت ہو گیا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: ان کا شہروں میں فساد کرنا اور ان کا کفر کرنا۔ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے باطل کی مدد کی تا کہ وہ اپنے باطل کے ساتھ حق کو زیر کر دے۔ تو اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ اس سے بری ہو گیا۔(2)

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَ قِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 40-139 (56-2652)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 451 (2968)، مکتبۃ المعارف الریاض

مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُۙ۝۸ وَ قِهِمُ السَّیِّاٰتِ ؕ وَ مَنْ تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝۹

"جو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں عرش کو اور وہ جو عرش کے اردگرد (حلقہ زن) ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں حمد کے ساتھ اپنے رب کی اور ایمان رکھتے ہیں اس پر اور استغفار کیا کرتے ہیں ایمان والوں کے لئے۔ (کہتے ہیں) اے ہمارے رب! تو گھیرے ہوئے ہے ہر شے کو (اپنی) رحمت اور علم سے، پس بخش دے انہیں جنہوں نے (کفر سے) توبہ کی ہے اور پیروی کی ہے تیرے راستہ کی اور بچالے انہیں عذاب جہنم سے۔ اے ہمارے رب! داخل فرما انہیں سدا بہار باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور جو قابل بخشش ہیں ان کے والدین، ان کی بیویوں اور انکی اولاد سے۔ بے شک تو ہی سب سے زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اور بچالے انہیں سزاؤں سے اور جس کو تو بچالے سزاؤں سے اس دن گویا تو نے بڑی رحمت فرمائی اس پر۔ اور یہی ہے سب سے بڑی کامیابی۔"

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں ایک ایسے فرشتے کے بارے میں بات کروں۔ اس کے پاؤں ساتویں زمین سے بھی پار ہیں۔ عرش اسی کے کندھوں پر ہے۔ وہ کہہ رہا ہے تو جہاں ہے تو جہاں ہوگا تو پاک ہے۔ (1)

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے اجازت دی گئی ہے کہ میں حاملین عرش میں سے ایک فرشتے کے بارے میں بات کروں۔ اس کے کانوں کی لوؤں اور اس کے کندھوں کے درمیان سات سو سال کا فاصلہ ہے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حبان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش آٹھ ہیں۔ ان کے قدم ساتویں زمین میں گڑے ہوئے ہیں۔ ان کے سر ساتویں آسمان سے تجاوز کر گئے ہیں۔ ان کے سینگ ان کی لمبائی کے برابر ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کے پاؤں زمین کی پست ترین جگہ میں گڑے ہوئے ہیں۔ وہ نور کی شعاع کی وجہ سے اپنی نظریں اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ہارون بن رباب سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کی تعداد آٹھ ہے۔ وہ بڑی دھیمی آواز سے ایک دوسرے کو جواب دیتے ہیں۔ ان میں سے چار کہتے ہیں سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَلٰی عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ اور ان میں سے چار کہتے ہیں سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ عَلٰی حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ۔ (2)

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 04-503 (6588) 2۔ شعب الایمان، باب فی صفۃ یوم القیامۃ، جلد 1، صفحہ 327 (364)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوقبیل رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کی تعداد آٹھ ہے۔ ان میں سے ایک کی آنکھ کے سرے سے دونوں آنکھوں کے دوسرے حصے تک پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: حاملین عرش جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک فرشتے کے چار منہ اور چار پر ہیں۔ دو پر چہرے پر ہیں۔ وہ عرش کی طرف دیکھتا ہے تو اس پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور دو پروں کے ساتھ وہ اڑتا ہے۔ ان کے قدم زمین کی پست ترین جگہ میں ہیں اور عرش ان کے کندھوں پر ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک چہرہ بیل کا ہے، ایک چہرہ شیر کا، ایک چہرہ انسان کا اور ایک چہرہ گدھ کا ہے اس کے سوا کوئی گفتگو نہیں قُدُّوْسٌ اللّٰهُ الْقَوِیُّ مَلَأَتْ عَظَمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

امام ابوالشیخ نے حضرت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کی تعداد چار ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو چار اور فرشتوں سے ان کی مدد کی جائے گی۔ ان میں سے ایک فرشتہ انسانی شکل کا ہے جو انسانوں کی ان کے رزق کے متعلق سفارش کرتا ہے، ایک فرشتہ گدھ کی شکل کا ہے جو پرندوں کے حق میں ان کے رزق کی سفارش کرتا ہے، ان میں سے ایک فرشتہ بیل کی شکل کا ہے جو چوپاؤں کے حق میں ان کے رزقوں کے بارے میں سفارش کرتا ہے، ایک فرشتہ شیر کی شکل کا ہے جو درندوں کے حق میں ان کے رزقوں کی سفارش کرتا ہے۔ جب وہ عرش کو اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اپنے گھٹنے کے بل گر پڑتے ہیں تو انہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کی تلقین کی جاتی ہے، تو وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاملین عرش آٹھ فرشتے ہیں۔ ایک فرشتہ صورتوں کے سردار کی صورت پر ہے۔ وہ ابن آدم ہے۔ ایک فرشتہ درندوں کے سردار کی شکل میں ہے جو شیر ہے۔ ایک فرشتہ چوپاؤں کی شکل پر ہے جو بیل ہے۔ وہ یوم عجل (دنیا کی تخلیق) سے اس گھڑی تک سخت غصے کی حالت میں ہے اور ایک فرشتہ پرندوں کے سردار کی صورت میں ہے جو گدھ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام سعد رضی تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ عرش ایک ایسے فرشتہ پر ہے جو موتی کا بنا ہوا ہے۔ اس کی شکل مرغ جیسی ہے۔ اس کے قدم زمین کی پست ترین جگہ پر ہیں۔ اس کے دونوں پر مشرق میں ہیں اور اس کی گردن عرش کے نیچے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش سب کے سب مختلف صورتوں میں ہیں۔ عرض کی گئی اے عکرمہ! وہ صورتیں کیا ہیں؟ تو آپ نے اپنا رخسار تھوڑا سا جھکایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں وہ نور کی شعاع کی وجہ سے اوپر دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت

نقل کی ہے کہ حاملین عرش کے کندھوں سے لے کر اس کے قدموں کے نیچے تک پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس فرشتے کا قدم مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش کے قدم پست زمین میں ہیں اور ان کے سر عرش سے نکلے ہوئے ہیں۔ وہ عاجزی کرنے والے ہیں۔ اپنی نظر کو نہیں اٹھاتے۔ وہ ساتویں آسمان والوں سے بھی زیادہ خوف والے ہیں اور ساتویں آسمان والے ساتھ والے (چھٹے) آسمان والوں سے زیادہ خوف رکھتے ہیں اور ساتھ والے آسمان والے نیچے والے آسمان والوں سے زیادہ خوف رکھتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاملین عرش میں سے کچھ انسان کی صورت پر، کچھ گدھ کی صورت پر، کچھ بیل کی صورت پر اور کچھ شیر کی صورت پر ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ملائکہ جو عرش کو اٹھانے والے ہیں وہ فارسی زبان میں کلام کرتے ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے پاس تشریف لائے، پوچھا تم کس لیے جمع ہوئے ہو؟ عرض کی ہم اللہ کا ذکر کرنے اور اس کی عظمت میں غور و فکر کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ فرمایا تم اس کی عظمت میں تفکر کو نہیں پا سکتے، کیا تمہیں اس کی عظمت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی گئی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا حاملین عرش میں سے ایک کا نام اسرافیل ہے، عرش کے کناروں میں سے ایک کنارہ اس کے کندھوں پر ہے، اس کے قدم ساتویں زمین میں گڑے ہوئے ہیں اور اس کا سر ساتویں آسمان سے تجاوز کر رہا ہے۔ اسی طرح تیرے رب کی مخلوق ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قرأت میں یہ ہے اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ فَالَّذِیْنَ حَوْلَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت مطرف بن عبد اللہ بن شخیر نے یہ کہا کہ ہم نے فرشتوں کو اللہ کے بندوں کا سب سے زیادہ مخلص پایا۔ اور ہم نے شیاطین کو اللہ کے بندوں پر سب سے زیادہ ظلم کرنے والا پایا۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا یعنی شرک سے توبہ کی۔ سَبِیْلَكَ سے مراد تیری طاعت ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے کعب! عدن کیا ہے؟ فرمایا جنت میں سونے کے محل ہیں جن میں نبی، صدیق اور عادل امام رہیں گے۔ اور السَّیِّاٰتِ سے مراد عذاب ہے۔(2)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 140، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 139 (2654)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ۝۱۰

''بے شک جن لوگوں نے کفر کیا انہیں ندا دی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کی (تم سے) بیزاری بہت زیادہ ہے، اس بیزاری سے جو تمہیں اپنے آپ سے ہے۔ یاد ہے جب تم بلائے جاتے ایمان کی طرف تو تم کفر کیا کرتے۔''

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو کافر اس چیز کو دیکھیں گے جس کی طرف وہ گئے تو اپنے آپ سے ناراض ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا کہ دنیا میں جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی تو تم کفر کرتے تھے۔ تو آج تم اپنے اوپر جتنا ناراض ہو رہے ہو دنیا میں اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ ناراض ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب مومن جنت میں داخل ہوں گے اور انہیں جہنم میں داخل کیا جائے گا تو وہ اپنے آپ پر ناراضگی کا اظہار کریں گے۔ اور غصے کی وجہ سے اپنے پورے کھائیں گے۔ جہنم میں انہیں ندا دی جائے گی۔ جب تمہیں دنیا میں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم کفر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر زیادہ غضبناک ہوتا تھا بنسبت اس کے کہ جتنے تم جہنم میں اپنے آپ پر غضبناک ہوتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: گمراہوں پر جب دنیا میں ایمان پیش کیا جاتا اور وہ اسے قبول کرنے سے انکار کرتے تو ان پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی زیادہ ہوتی بنسبت اسکے جب قیامت کے روز وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھیں گے تو اپنے اوپر ناراضگی کا اظہار کریں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زر ہمدانی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب وہ اپنے اوپر ناراضگی کا اظہار کریں گے تو یہ بات انہیں کہی جائے گی اور انہیں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تمہاری ناراضگی سے بڑھ کر ہے۔ جب وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھیں گے تو اپنے اوپر ناراضگی کا اظہار کریں گے۔ جب انہیں علم ہوگا کہ وہ جہنمی ہیں تو وہ اپنے اوپر ناراضگی کا اظہار کریں گے۔

قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝۱۱ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝۱۲ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ۝۱۳

"وہ کہیں گے اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو مرتبہ موت دی اور دو مرتبہ زندہ کیا، پس اب ہم اعتراف کرتے ہیں اپنے گناہوں کا۔ سو کیا (یہاں سے) نکلنے کی بھی کوئی صورت ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب پکارا جاتا اللہ تعالیٰ کو اکیلا تو تم انکار کر دیتے اور اگر شریک بنایا جاتا کسی کو اس کا تو تم مان لیتے۔ پس حکم کا اختیار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو برتر اور بزرگ ہے، وہی ہے جو دکھاتا ہے تمہیں اپنی آیتیں اور نازل فرماتا ہے تمہارے لیے آسمان سے رزق۔ اور نہیں نصیحت قبول کرتا مگر وہ جو (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا ہے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ یہ آیت اسی آیت کی طرح ہے جو سورۂ بقرہ میں ہے كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ (البقرہ: 28) وہ اپنے آباء کی پشتوں میں مردہ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں نکالا، انہیں زندہ کیا پھر انہیں موت عطا کی۔ پھر موت کے بعد انہیں زندہ کرے گا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: تمہیں تخلیق کرنے سے پہلے تم مردہ تھے تو یہ موت ہے۔ پھر تمہیں زندہ کیا تو یہ حیات ہے۔ پھر تمہیں موت عطا کرے گا تو تم قبروں میں لوٹا دیے جاؤ گے۔ تو یہ دوسری موت ہوگی۔ پھر قیامت کے روز تمہیں اٹھایا جائے گا تو یہ زندگی ہوگی۔ وہ دو موتیں اور دو زندگیاں ہیں۔ یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کی اسی آیت کی طرح ہے كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاكُمْ ۚ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ (البقرہ) (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وہ مردہ تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں موت عطا کی پھر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ انہیں زندگی عطا کرے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے آباء کی پشتوں میں مردہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انہیں زندہ کیا پھر اللہ تعالیٰ انہیں وہ موت عطا کرے گا جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں پھر قیامت کے دن بعث کے لیے اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کرے گا۔ وہ دو زندگیاں اور دو موتیں ہیں۔ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰی خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ کیا دنیا کی طرف دوبارہ جانے کی کوئی صورت ہے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝

"تو عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی خالص کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو اگرچہ ناپسند کریں کفار۔"

امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد کہا کرتے تھے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

1۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ مومن، جلد 2، صفحہ 475 (3336)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، سورۂ بقرہ، جلد 1، صفحہ 214، داراحیاء التراث العربی بیروت

قَدِيرٌ۔ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ۔(1)

رَفِيعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُونَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾

''بلند درجات پر فائز کرنے والا عرش کا مالک۔ نازل فرماتا ہے وحی اپنے فضل سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے۔ تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے۔ وہ دن جب وہ ظاہر ہوں گے پوشیدہ نہ ہوگی اللہ تعالیٰ پر ان کے حالات سے کوئی شے۔ کس کی بادشاہی ہے آج؟ (کسی کی نہیں) صرف اللہ کی جو واحد (اور) قہار ہے۔''

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الرُّوحَ سے مراد وحی ہے اور رحمت ہے، يَوْمَ التَّلَاقِ جس روز آسمان والے اور زمین والے اور خالق و مخلوق آپس میں ملیں گے۔ تو اس روز انہیں نہ پہاڑ اور نہ کوئی اور چیز چھپائے گی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ يَوْمَ التَّلَاقِ، یوم الآزفة اور اس طرح کے نام قیامت کے نام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کی عظمت بیان فرمائی ہے اور اپنے بندوں کو ڈرایا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: آج بھی اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں لیکن وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے لیے یوں ظاہر ہوں گے کہ وہ کسی پہاڑ اور مٹی کے مکان کے پیچھے نہیں چھپ سکیں گے۔

امام عبد بن حمید نے زوائد زہد میں، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: قیامت برپا ہونے سے پہلے ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا: اے لوگو! قیامت آگئی ہے۔ تو اسے زندہ اور مردہ سب لوگ سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرمائے گا۔ وہ فرمائے گا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔(3)

امام ابن ابی الدنیا البعث میں اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ صیحہ سے پہلے ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا: اے لوگو! قیامت آچکی ہے۔ اس کے ساتھ آواز بلند کرے گا جسے زندہ اور مردہ سب سنیں گے۔ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرمائے گا۔ پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا: آج کس کی بادشاہت ہے؟ اللہ کے لیے جو واحد اور قہار ہے۔(4)

1۔ صحیح مسلم، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 218، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 142 (56-55-2654)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ مومن، جلد 2، صفحہ 475 (3637) 4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 496 (8869)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

"آج بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو اس نے کمایا تھا۔ ذرا ظلم نہیں ہوگا آج۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت تیزی سے حساب لینے والا ہے۔"

امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے قصاص کے متعلق ایک حدیث مجھ تک پہنچی، میں اپنے اونٹ کے پاس آیا۔ اس پر کجاوہ کسا۔ پھر اس صحابی سے ملاقات کے لیے ایک ماہ تک سفر کرتا رہا یہاں تک کہ میں مصر پہنچا۔ پھر میں حضرت عبد اللہ بن انیس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ان سے کہا قصاص کے بارے میں ایک حدیث مجھ تک پہنچی ہے۔ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز لوگوں کو ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔ ہم نے کہا یہ دونوں کیا ہیں؟ فرمایا ان کے ساتھ کوئی چیز نہ ہوگی۔ پھر وہ لوگوں کو ایسی آواز سے ندا کرے گا جسے دور والا سنے گا جس طرح قریب والا سنے گا: اَنَا الْمَلِكُ اَنَا الدَّيَّانُ کسی جنتی کو زیب نہیں دیتا کہ وہ جنت میں داخل ہو اور نہ ہی کسی جہنمی کے لیے اجازت ہے کہ وہ جہنم میں داخل ہو جبکہ اس نے کوئی ظلم کیا ہو یہاں تک کہ میں اس سے قصاص لے لوں یہاں تک کہ میں طمانچے کا بدلہ لوں۔ ہم نے کہا یہ کیسی حالت ہوگی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غیر مختون آئیں گے؟ فرمایا تم نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ آؤ گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: گناہ تین قسم کے ہیں ایک ایسا گناہ ہے جسے بخشا جائے گا۔ ایک ایسا گناہ ہے جنہیں نہیں بخشا جائے گا اور تیسری قسم کا وہ ہے جس میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی جائے گی۔ وہ گناہ جسے بخش دیا جاتا ہے وہ وہ گناہ ہے جسے ایک بندہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ وہ گناہ جسے نہیں بخشا جاتا وہ شرک ہے۔ وہ گناہ جس میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی جاتی۔ وہ ایک آدمی کا دوسرے پر ظلم کرنا ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تلاوت کی۔ یہاں تک کہ وہ بکری جس کے سینگ نہیں تھے۔ اس کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کیونکہ سینگ والی بکری کو سینگ مارنے میں قوت حاصل تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز سفید زمین میں ایک جگہ تمام مخلوق کو جمع کرے گا۔ گویا وہ سفید پگھلی ہوئی چاندی ہے جس پر کبھی بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی گئی اور نہ ہی اس پر غلط کام کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے جو کلام کرے گا۔ وہ یہ ہوگی کہ ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ آج بادشاہت کس کی ہے؟ اللہ کے لیے جو واحد و قہار ہے۔ سب سے پہلے جن جھگڑوں کا فیصلہ ہوگا وہ قتل ہوگا۔ قاتل اور مقتول کو

1۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم مومن، جلد 2، صفحہ 475 (3638)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لایا جائے گا۔ مقتول عرض کرے گا: اپنے اس بندے سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ وہ فرمائے گا ہاں۔ اگر وہ کہے میں نے اسے قتل کیا تا کہ عزت اللہ کے لیے ہو تو عزت اللہ کے لیے، اگر وہ کہے میں نے اسے قتل کیا ہے تا کہ عزت فلاں کے لیے ہو تو عزت اس بندے کے لیے نہ ہو۔ وہ گناہ کا مستحق بن جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے گا۔ جس نے قتل کیا تو وہ اسی حد تک پہنچیں گے۔ دنیا میں جس حد تک وہ پہنچے تھے اور وہ موت کا ذائقہ اسی طرح چکھیں گے جیسے انہوں نے مقتول کو موت کا ذائقہ چکھایا تھا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں کمزور سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے روز لوگوں کو اسی طرح ننگے پاؤں، بے لباس اور غیر مختون اٹھایا جائے گا جیسے ان کی ماؤں نے انہیں جنا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی ہائے شرمگاہ ہم میں سے بعض بعض کو دیکھ رہے ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کے کندھے پر ہاتھ مارا فرمایا اے بنت ابی قحافہ! لوگ اس دن یہ دیکھنے سے غافل ہوں گے۔ انہوں نے اپنی نظریں آسمان کی طرف لگا رکھی ہوں گی۔ وہ چالیس سال تک اسی طرح کھڑے رہیں گے۔ نہ کھائیں گے نہ پئیں گے اور نہ کلام کریں گے۔ اپنی نظریں آسمان کی طرف لگائے ہوں گے۔ انہیں پسینہ لگام دیے ہوگا۔ بعض کو پسینہ ان کے قدموں تک بعض کو پسینہ ان کی پنڈلیوں تک، بعض کو رانوں، بعض کو پیٹوں تک اور بعض کو ان کے منہ تک پہنچا ہوگا جو انہیں لگام دے رہا ہوگا۔

پھر بندوں پر رحم کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں کو حکم دے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عرش کو اٹھائیں گے۔ یہاں تک کہ سفید زمین پر عرش کو رکھ دیا جائے گا، گویا وہ زمین چاندی ہے، اس میں حرام خون نہیں بہایا گیا اور اس میں کوئی غلطی نہیں کی گئی۔ یہ وہ پہلا دن ہوگا جس میں آنکھ اللہ تعالیٰ کو دیکھے گی۔ پھر فرشتے اٹھیں گے حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ (الزمر:75)

پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ وہ ایسی آواز سے ندا کرے گا جسے جن وانس سنیں گے لوگ اس آواز کو سنیں گے پھر ایک آدمی موقف سے نکلے گا۔ تمام لوگ پسینہ سے شرابور ہوں گے۔ پھر وہ اپنی نیکیاں پکڑنے سے پسینہ سے شرابور ہوگا۔ نیکیاں اسے اپنے ساتھ نکالیں گی۔ ایک ایسی چیز نکالی جائے گی جس کی کثرت سے لوگ پہلے واقف نہ ہوں گے۔ لوگ ان نیکیوں کو پہچان لیں گے تو وہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ظلم کرنے والے کہاں ہیں؟ اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کیا تو نے فلاں بن فلاں پر اس معاملہ میں ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں میرے رب۔ یہ وہ دن ہے يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النور) جب وہ اس سے فارغ ہوگا۔ تو اس کی نیکیاں لی جائیں گی اور مظلوم کو دے دی جائیں گی۔ یہ وہ دن ہے جس میں دینار و درہم نہیں ہوگا۔ مگر نیکیاں لی جائیں گی اور برائیوں کو چھوڑا جائے گا۔ جب کوئی نیکی باقی نہیں رہے گی۔ جو باقی ہوگا وہ عرض کرے گا اے ہمارے رب! ہمارے علاوہ کو کیا فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے حقوق پورے لے لیے اور ہم باقی رہ گئے۔ انہیں کہا جائے گا جلدی نہ کرو تو ان کی برائیاں لے کر ظالم پر ڈال دی جائیں گی۔ جب کوئی مطالبہ کرنے والا نہیں رہے گا تو اسے کہا جائے گا اپنی پناہ گاہ ہاویہ کی طرف لوٹ جاؤ۔ کیونکہ آج

لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ کوئی مقرب فرشتہ، کوئی نبی مرسل، کوئی صدیق اور کوئی شہید نہیں رہے گا جو یہ گمان نہ کرے کہ وہ نجات نہیں پائے گا جب وہ عذاب کی شدت کو دیکھے گا۔

وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾

"اور آپ ڈرایئے انہیں قریب آنے والے دن سے جب کہ دل گلے میں اٹک جائیں گے خوف و دہشت سے بھرے ہوئے۔ نہ ہوگا ظالموں کے لیے کوئی دوست اور نہ ایسا سفارشی جس کی سفارش مانی جائے۔"

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاٰزِفَةِ سے مراد قیامت ہے۔ ان کے دل خوف کی وجہ سے گلے میں اٹک جائیں گے۔ نہ وہ باہر نکلیں گے اور نہ ہی اپنی جگہ واپس جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب جہنمی آگ کو دیکھیں گے کہ وہ ان کے حلق تک پہنچی ہوئی ہے تو نہ دل باہر آئیں گے کہ انہیں موت آئے اور نہ ہی ان کے پیٹوں میں اپنی جگہ واپس آئیں گے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾ وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ۭ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾

"وہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور ان باتوں کو جنہیں سینے چھپائے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا حق کے ساتھ اور جنہیں وہ اللہ کے بغیر پکارتے ہیں وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا (اور) سب کچھ دیکھنے والا ہے۔"

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی لوگوں میں موجود ہوتا ہے تو ایک عورت ان کے پاس سے گزرتی ہے۔ وہ آدمی دوسرے لوگوں کو یہ دکھاتا ہے کہ وہ اپنی نظر اس عورت سے بند کر رہا ہے۔ جب وہ لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں تو وہ اسے دیکھ لیتا ہے۔ جب وہ اسے دیکھتے ہیں تو اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مطلع ہے کہ وہ اس عورت کو دیکھے۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: آنکھ نے اس عورت کو دیکھا تاکہ خیانت کرے یا نہ کرے۔ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ جب تو اس پر قادر ہو تو کیا تو اسکے ساتھ بدکاری کرے گا یا نہیں کرے گا؟ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 143 (68-2667)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس پر قادر ہے کہ نیکی کا بدلہ نیکی سے اور برائی کا بدلہ برائی سے دے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یَعْلَمُ خَآىِٕنَةَ الْاَعْیُنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ انکی آنکھ کے اشارہ اور ان کی آنکھوں کے بند کرنے کو جانتا ہے جب وہ ایسے معاملہ میں یہ کرے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے: آنکھ کا اس چیز کو دیکھنا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوجوزاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ایک آدمی کسی گھر میں داخل ہوتا جبکہ گھر میں عورت ہوتی، وہ اپنا سر اٹھاتا، وہ اس عورت کو دیکھتا اور پھر سر نیچے کر لیتا۔

امام ابوداؤد، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے: جب فتح مکہ کا موقع تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو امن دے دیا مگر چار مردوں اور دو عورتوں کو۔ فرمایا اگر تم ان کو کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا پاؤ تب بھی انہیں قتل کر دو۔ ان میں ایک عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح بھی تھا۔ وہ حضرت عثمان بن عفان کے پاس چھپ گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کی دعوت دی تو حضرت عثمان اسے لائے، عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد اللہ کی بیعت لیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھایا، تین دفعہ اسے دیکھا، ہر دفعہ بیعت لینے سے آپ انکار کر رہے تھے۔ پھر آپ اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا تم میں کوئی بھی ہدایت یافتہ نہیں تھا۔ جب وہ مجھے یہ دیکھتا کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے انکار کر دیا ہے تو وہ اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے ہمیں آنکھ سے اشارہ کیوں نہیں کیا؟ فرمایا کسی نبی کو زیبا نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرنے والی ہو۔

امام خطیب نے تاریخ میں اور حکیم ترمذی نے حضرت ام معبد رضی تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک فرما، میرے عمل کو ریاء سے پاک فرما، میری زبان کو جھوٹ سے پاک فرما اور میری آنکھ کو خیانت سے پاک فرما کیونکہ تو آنکھ کی خیانت اور دلوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی جانتا ہے۔(2)

امام ابن منذر نے ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وَاللّٰهُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ کا معنی ہے وہ حق کے ساتھ فیصلہ کرنے پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی وہ عبادت کرتے ہیں وہ حق کے مطابق فیصلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِیْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 370 (5443)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ نوادر الاصول، صفحہ 202، دار صادر بیروت

”کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تا کہ وہ دیکھتے کہ کیا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ قوت کے لحاظ سے بھی ان سے طاقتور تھے اور زمین میں (چھوڑے ہوئے) آثار کے لحاظ سے بھی۔ تو پکڑ لیا انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کے باعث اور نہیں تھا ان کے لیے اللہ سے کوئی بچانے والا۔ یہ اس لیے کہ لے کر آتے رہے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں تو انہوں نے (ہر بار) ماننے سے انکار کر دیا۔ پس پکڑ لیا انہیں اللہ نے بیشک وہ بڑا طاقتور، سخت سزا دینے والا ہے۔“

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی بچانے والا نہیں جو انہیں بچائے اور انہیں نفع دے۔

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٣﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٢٥﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَ لْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾

”اور بیشک ہم نے بھیجا موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیوں اور روشن سند کے ساتھ۔ فرعون، ہامان اور قارون کی طرف۔ تو انہوں نے کہا (یہ) جادوگر ہے بڑا جھوٹا ہے۔ پھر جب موسیٰ لے کر آئے ان لوگوں کے پاس حق ہمارے ہاں سے تو انہوں نے کہا کہ قتل کر ڈالو ان لوگوں کے بچوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے اور زندہ چھوڑ دو ان کی لڑکیوں کو اور نہیں ہے کافروں کا ہر مکر مگر رائیگاں۔ اور فرعون نے (جھنجلا کر) کہا مجھے چھوڑ دو، میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ بلائے اپنے رب کو (اپنی مدد کے لئے) مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین بدل نہ دے یا فساد نہ پھیلا دے ملک میں۔ اور موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا میں پناہ مانگتا ہوں اپنے رب کی اور تمہارے پروردگار کی ہر اس متکبر (کے شر) سے جو روز حساب پر ایمان نہیں رکھتا۔“

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ پہلے قتل کے بعد بات ہے۔ عبد بن حمید رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں کہ یہ قتل پہلے قتل کے علاوہ ہے۔(1)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 143 (2670)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ کون اسے مجھ سے بچاتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تمہارے بیٹوں کو قتل کریں اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھیں جب وہ تم پر غالب آئیں جیسا تم ان کے ساتھ کرتے تھے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے قتادہ سے دِیْنَكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس امر پر تم ہو اس کو وہ بدل دے اور فساد سے اس کے نزدیک مراد اللہ تعالیٰ کی طاعت تھی اور مسرف کذاب سے مراد مشرک ہے جس نے شرک کرتے ہوئے اپنے اوپر زیادتی کی۔

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَ قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَ اِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

"اور کہنے لگا ایک مرد مومن جو فرعون کے خاندان سے تھا اور چھپائے ہوئے تھا اپنے ایمان کو کیا تم قتل کرنا چاہتے ہو ایک شخص کو اس وجہ سے کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ وہ لے کر آیا ہے تمہارے پاس دلیلیں تمہارے رب کی طرف سے (اسے اپنے حال پر رہنے دو) اگر وہ حقیقتاً جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کی شامت اس پر ہوگی اور اگر وہ سچا ہوا (اور تم نے اس کو گزند پہنچائی) تو ضرور پہنچے گا تمہیں عذاب جس کا اس نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا اسے جو حد سے بڑھنے والا، بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔"

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: فرعون کی قوم میں اس کے اور فرعون کی بیوی کے اور اس مومن کے علاوہ کوئی مومن نہیں تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ڈرایا، جس نے کہا تھا سردار آپ کو قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ ابن منذر نے کہا مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اس آدمی کا نام حزقیل تھا۔

عبد بن حمید نے حضرت ابو اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ فرعون کی قوم سے جو آدمی ایمان لایا تھا اس کا نام حبیب تھا۔

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: مجھے اس سب سے تکلیف دہ عمل کے بارے میں بتایئے جو مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روا رکھا؟ حضرت عمرو بن عاص نے کہا اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ مکرمہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کا کندھا پکڑا۔ آپ کے گلے میں کپڑے کو لپیٹا اور سخت گلا دبایا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔ عقبہ کے دونوں کندھوں کو پکڑا اور نبی کریم ﷺ سے دور کیا۔ پھر

فرمایا اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ نے اس سے سخت رویہ نہیں دیکھا ہوگا کہ آپ نے چاشت کے وقت بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو کفار آپ کے سامنے آگئے اور آپ کی چادر کو ہر طرف سے پکڑ لیا اور کہا کیا تو ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے منع کرتا ہے جن کی ہمارے آباء واجداد عبادت کرتے تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں وہی ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور پیچھے سے آپ کو چمٹ گئے اور کہا: اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدۡ جَآءَکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَ اِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ ۚ وَ اِنۡ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌ حضرت ابو بکر صدیق اپنی آواز کو بلند کیے ہوئے تھے۔ آنکھوں سے آنسو رواں تھے یہاں تک کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو مارا یہاں تک کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور بلند آواز سے یہ کہنے لگے تم پر افسوس! اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ۔ مشرکوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرمایا یہ ابن ابی قحافہ ہے۔

امام حکیم ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام بزار اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے فضائل الصحابہ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: حضرت نے فرمایا اے لوگو! مجھے لوگوں میں سے سب سے بہادر کے بارے میں بتاؤ؟ لوگوں نے عرض کی آپ۔ فرمایا نہیں۔ لوگوں نے پوچھا پھر وہ کون ہے؟ فرمایا حضرت ابو بکر صدیق۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو قریش نے پکڑ رکھا ہے۔ ایک دوسرے کو برانگیختہ کر رہا ہے اور یہ دوسرے کو بھڑکا رہا ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں وہی ہے جس نے تمام معبودوں کو ایک بنا دیا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی آپ کے قریب نہ ہوا مگر حضرت ابو بکر صدیق قریب ہوئے۔ وہ ایک کو مارتے، دوسرے سے مقابلہ کرتے اور کہتے وَیۡلَکُمۡ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ چادر اٹھائی جو آپ نے زیب تن کر رکھی تھی۔ آپ روئے یہاں تک کہ آپ کی داڑھی تر ہوگئی۔ پھر فرمایا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا آل فرعون کا مومن بہتر ہے یا حضرت ابو بکر صدیق قوم فرعون کے مومن سے بہتر ہیں؟ آل فرعون کا مومن اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔ یہ آدمی اپنے ایمان کا اعلان کرتا تھا۔

یٰقَوۡمِ لَکُمُ الۡمُلۡکُ الۡیَوۡمَ ظٰہِرِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ ۫ فَمَنۡ یَّنۡصُرُنَا مِنۡۢ

1۔ صحیح بخاری، باب لو کنت متخذا خلیلا، جلد 1، صفحہ 20-519، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما لقی رسول اللہ واصحابہ من اذی المشرکین، جلد 2، صفحہ 277، دار الکتب العلمیہ بیروت

بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ؕ قَالَ فِرْعَوْنُ مَاۤ اُرِیْكُمْ اِلَّا مَاۤ اَرٰی وَ مَاۤ
اَهْدِیْكُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾ وَ قَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ
عَلَیْكُمْ مِّثْلَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ
الَّذِیْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾

''اے میری قوم! مانا آج حکومت تمہاری ہے۔ نیز تمہیں غلبہ حاصل ہے اس ملک میں (لیکن مجھے یہ تو بتاؤ) کون بچائے گا ہمیں خدا کے عذاب سے اگر وہ ہم پر آجائے۔ یہ سن کر فرعون کہنے لگا میں تو تمہیں وہی مشورہ دیتا ہوں جس کو میں درست سمجھتا ہوں اور نہیں رہنمائی کرتا میں تمہاری مگر سیدھے راستہ کی طرف اور کہنے لگا وہی ایمان والا اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں کہ تم پر (بھی کہیں) پہلی قوموں کی تباہی کے دن جیسا دن نہ آجائے۔ جیسا حال ہوا تھا قوم نوح، عاد اور ثمود کا اور ان لوگوں کا جو ان کے بعد آئے اور اللہ نہیں چاہتا کہ بندوں پر ظلم کرے۔''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دَاْبِ کا معنی حال نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ کی یہ مراد نقل کی ہے: وہ جماعتیں ہیں۔(1)

وَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا
لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

''اور اے میری قوم! میں ڈرتا ہوں تمہارے بارے میں پکار کے دن سے۔ جس روز تم بھاگو گے پیٹھ پھیرتے ہوئے۔ نہیں ہوگا تمہارے لیے اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا اور جسے گمراہ کردے اللہ تعالیٰ اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔''

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کو حکم دے گا تو وہ اپنے مکینوں کے ساتھ پھٹ جائے گا۔ فرشتے اس کے اطراف میں چلے جائیں گے یہاں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حکم دے گا۔ وہ اتریں گے۔ وہ زمین اور اس کے مکینوں کو گھیر لیں گے۔ پھر دوسرے آسمان، پھر تیسرے، پھر چوتھے، پھر پانچویں، پھر چھٹے، پھر ساتویں کو حکم دے گا۔ وہ ایک دوسرے کے پیچھے صفیں بنالیں گے۔ پھر بڑا فرشتہ اترے گا تاکہ جہنم کو چلا کر لائے۔ جب اہل زمین اسے دیکھیں گے تو وہ بھاگ جائیں گے۔ وہ زمین کے جس کونے میں جائیں گے تو فرشتوں کی سات صفیں پائیں گے۔ تو پھر واپس اسی جگہ آجائیں گے جہاں وہ پہلے تھے۔ اسی سے مراد یَوْمَ التَّنَادِ ہے یہ لفظ دال کی تشدید کے ساتھ ہے۔ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ یہ ارشاد اس

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 144 (2673)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ارشاد کی طرح ہے وَّجَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ (الفجر:22,23) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ (الرحمٰن) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَىٕذٍ وَّاهِیَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّ الْمَلَكُ عَلٰۤى اَرْجَآىٕهَا (الحاقہ:17) یعنی آسمان پھٹ جائے گا۔ اسی اثناء میں کہ وہ لوگ اس طرح تھے کہ وہ آواز سنیں گے تو حساب کی طرف متوجہ ہوں گے۔(1)

ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یَوْمَ التَّنَادِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہر قوم کو ان کے اعمال کے ساتھ بلایا جائے گا۔ جہنمی جنتیوں کو پکاریں گے اور جنتی جہنمیوں کو پکاریں گے۔ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ یعنی جہنم کی طرف اور عَاصِمٍ سے مراد مددگار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنتی جہنمیوں کو بلائیں گے۔ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا (الاعراف:44) فرمایا: اور جہنمی جنتیوں کو بلائیں گے: اَنْ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ (الاعراف:50)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ کا معنی کیا ہے وہ قادر ہوں گے عاجز نہیں ہوں گے۔

وَ لَقَدْ جَآءَكُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِیْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ یٰهَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَ كَذٰلِكَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَا كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَ قَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾

"(اے میری قوم!) بے شک آئے تمہارے پاس یوسف (موسیٰ علیہما السلام) سے پہلے روشن دلائل لے کر پس تم شک میں گرفتار رہے اس میں جو وہ لے کر آئے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم نے کہنا شروع کر دیا کہ نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ ان کے بعد کوئی رسول۔ یونہی گمراہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جو حد سے بڑھنے والا،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت

شک کرنے والا ہوتا ہے۔(یونہی گمراہ کرتا ہے)انہیں جو جھگڑتے رہتے ہیں الله کی آیتوں میں بغیر کسی معقول دلیل کے جوان کے پاس آئی ہو۔(یہ طریقہ)بڑی ناراضگی کا باعث ہے الله کے نزدیک اور مومنوں کے نزدیک۔اسی طرح مہر لگا دیتا ہے الله تعالیٰ ہر مغرور(اور)سرکش کے دل پر۔اور فرعون نے کہا اے ہامان! بنا میرے لیے ایک اونچا محل(اس پر چڑھ کر)میں ان راہوں تک پہنچ جاؤں یعنی آسمانوں کی راہوں تک پھر میں جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے خدا کو اور میں تو یقین کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔اور یوں آراستہ کر دیا گیا فرعون کے لیے اس کا برا عمل اور روک دیا گیا اسے راہِ(راست)سے اور نہیں تھا فرعون کا سارا فریب مگر اس کی اپنی تباہی کے لئے اور کہنے لگا وہ جو ایمان لایا تھا اے میری قوم! میرے پیچھے چلو، میں دکھاؤں گا تمہیں ہدایت کی راہ۔"

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بینات سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام کے خواب ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ الله نے حضرت ضحاک رحمہ الله سے سُلْطٰنٍ کا معنی دلیل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ مومن جسے حسن خیال کریں وہ الله کے نزدیک حسن ہے، جسے مومن برا خیال کریں وہ الله تعالیٰ کے نزدیک برا ہے۔حضرت اعمش اس آیت کریمہ سے استدلال کرتے تھے كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

امام عبد بن حمید رحمہ الله نے حضرت عاصم رحمہ الله سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قَلْبِ مضاف ہے اس پر تنوین نہیں ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما الله نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہامان پہلا وہ شخص ہے جس نے اینٹیں بنوائیں اور پکی اینٹوں سے عمارت بنائی۔الْاَسْبَابَ سے مراد دروازے ہیں۔تَبَابٍ سے مراد گمراہی اور خسارہ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ الله نے حضرت سعید بن جبیر رضی الله تعالیٰ عنہ سے يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کچی اینٹوں پر آگ جلاؤ تا کہ پکی اینٹیں بن جائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ الله نے حضرت ابو صالح رحمہ الله سے الْاَسْبَابَ کا معنی راستے نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے تَبَابٍ کا معنی گھاٹا نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ الله نے حضرت مجاہد رحمہ الله سے تَبَابٍ کا معنی خسارہ نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وصدوا کو صاد کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ

فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٤٠﴾

''اے میری قوم! یہ دنیوی زندگی تو (چند روزہ) لطف اندوزی ہے اور آخرت ہی ہمیشہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ جو برا کام کرتا ہے اسے سزا دی جائے گی اسی قدر اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ ایمان دار ہو تو وہ داخل ہوں گے جنت میں، رزق دیا جائے گا انہیں وہاں بے حساب۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: دنیا آخرت کے جمعوں میں سے ایک جمعہ ہے۔ سات ہزار سال۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا کی زندگی سامان زیست ہے۔ اس کے سامان میں سے نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ جب تو اسے دیکھے تو وہ تجھے خوش کرے۔ جب تو اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے جنت اپنے مکینوں کے ساتھ قرار حاصل کرتی ہے اور جہنم اپنے مکینوں کے ساتھ قرار حاصل کرتی ہے۔ سَيِّئَةً سے مراد شرک اور صَالِحًا سے مراد خیر ہے بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی وہاں نہ کوئی کیل ہوگا اور نہ ترازو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے يَدْخُلُونَ کو یاء کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَيٰقَوْمِ مَالِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ﴿٤١﴾ تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۡ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿٤٢﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ۭ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿٤٤﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿٤٥﴾

''اور اے میری قوم! میرا بھی عجیب حال ہے کہ میں تو تمہیں دعوت دیتا ہوں نجات کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھے آگ کی طرف۔ تم مجھے دعوت دیتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں اور میں شریک ٹھہراؤں اس کے ساتھ اس کو جس

کا مجھے علم تک نہیں اور میرا حال یہ ہے کہ میں پھر بھی تمہیں اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جو عزت والا بہت بخشنے والا ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ جس کی (بندگی) کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسے پکارا جائے اس دنیا میں اور نہ آخرت میں اور یقیناً ہم سب کو لوٹنا ہے اللہ کی طرف اور یقیناً حد سے گزرنے والے ہی جہنمی ہیں۔ پس (اے میرے ہم وطنو!) عنقریب تم یاد کرو گے جو میں (آج) تمہیں کہہ رہا ہوں۔ اور میں اپنا سارا کام اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو۔ پس بچا لیا اسے اللہ تعالیٰ نے ان اذیتوں سے جن کے پہنچانے کا انہوں نے حیلہ کیا اور ہر طرف سے گھیر لیا فرعونیوں کو سخت عذاب نے۔''

امام فریابی، سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے النَّجٰوۃ کا معنی ایمان نقل کیا ہے۔ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ۔ لَهٗ میں ہ ضمیر سے مراد بت ہے۔ جو کچھ بھی نہیں الْمُسْرِفِيْنَ سے مراد ناحق خون بہانے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَيْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ یہ مراد نقل کی ہے کہ بت نہ نقصان دیتا ہے اور نہ نفع دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے: فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا کہ قوم فرعون کا ایک قبطی تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے ساتھ نجات پائی جب انہوں نے نجات پائی تھی۔ (1)

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿٤٧﴾ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿٤٨﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿٤٩﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٥٠﴾

''دوزخ کی آگ ہے پیش کیا جاتا ہے انہیں اس پر صبح و شام اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) داخل کر دو فرعونیوں کو سخت تر عذاب میں اور (کتنا ہوشربا سماں ہوگا) جب باہم جھگڑیں گے دوزخ میں۔ پس کہیں گے کمزور لوگ انہیں جو تکبر کیا کرتے تھے کہ ہم تو تمہارے تابع تھے پس کیا تم دور کر سکتے ہو ہم سے کچھ حصہ آگ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 145 (2679)، دار الکتب العلمیہ بیروت

(کے عذاب) کا۔ جواب دیں گے متکبر ہم سب آگ میں (مگن رہے) ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے بندوں کے متعلق (اب اس میں ردوبدل نہیں ہوسکتا) اور کہیں گے سارے دوزخی جہنم کے داروغوں کو دعا کرواپنے رب سے کہ ایک دن تو ہمارے عذاب میں کچھ تخفیف فرمادے۔ وہ جواب میں کہیں گے کیا نہیں آیا کرتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ۔ وہ کہیں گے بے شک! داروغے کہیں گے تم خود ہی دعا مانگو اور حقیقت یہ ہے کہ نہیں ہے کافروں کی دعا مگر محض بے سود۔"

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ہذیل بن شرحبیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی جنہیں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ یہی ان کا عرض ہے اور شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی اور مسلمانوں کے وہ بچے جو ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے۔ ان کی روحیں جنت کی چڑیوں کے پیٹوں میں ہوں گی جو چرتی گھومتی پھرتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے شہداء کی ارواح کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھا جائے گا جو جنت میں کھاتے پھرتے ہوں گے۔ رات کو وہ پرندے سونے کی قندیلوں میں رہتے ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوتی ہیں۔ پوچھا گیا کفار کی روحیں؟ فرمایا ان کی روحوں کو پکڑا جائے گا اور سیاہ پرندوں کے پیٹوں میں رکھا جائے گا۔ انہیں صبح وشام آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پھر اس آیت کو پڑھا۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی۔ وہ جنت میں جہاں چاہیں گے پرندے انہیں لے کر پھرتے ہوں گے۔ مومنین کے بچوں کی روحیں چڑیوں کے پیٹوں میں ہوں گی۔ جہاں وہ جائیں گے چلتے پھرتے ہوں گے۔ آل فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی جنہیں صبح وشام جہنم پر پیش کیا جائے گا۔ یہی ان کا جہنم پر پیش کرنا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا کا معنی صبح وشام نقل کیا ہے: انہیں کہا جاتا ہے یہ تمہارے گھر ہیں، انہیں دیکھو مقصود انہیں شرمندہ کرنا، ناراضگی کا اظہار کرنا اور ان کی حقارت بیان کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی روحیں دنیا پر پیش نہیں کی جاتیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر دن میں صبح وشام اس کی دو چیخیں ہوں گی۔ وہ دن کے پہلے حصے میں کہتا تھا۔ رات چلی گئی اور دن آگیا۔ قوم فرعون کو آگ پر پیش کیا جاتا ہے تو جو بھی اس کی آواز سنتا ہے تو وہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب مَنْ عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب اجر الشہادۃ، جلد 5، صفحہ 177 (9617)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی عذاب القبر، جلد 1، صفحہ 360 (400)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی نے سوال کیا۔ عرض کی اے ابوعمرو! ہم ایک سیاہ پرندہ دیکھتے ہیں جو سمندر سے جماعت در جماعت نکلتا ہے جس کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا جب عشاء کا وقت ہوتا ہے تو اتنے ہی سفید لوٹتے ہیں؟ فرمایا تم نے اسے خوب پرکھ لیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا ان کے پیٹوں میں آل فرعون کی روحیں ہیں یُعْرَضُوْنَ عَلَى النَّارِ غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وہ اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں، ان کے پر جل چکے ہوتے ہیں تو وہ سیاہ ہو جاتے ہیں۔ ان کے سفید پر اگتے ہیں اور سیاہ جھڑ جاتے ہیں۔ پھر انہیں آگ پر پیش کیا جاتا ہے۔ پھر وہ اپنے گھونسلوں کی طرف لوٹتے ہیں۔ یہی دنیا میں ان کا طریقہ ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی فوت ہوتا ہے تو صبح و شام اس پر اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہوگا تو جنتیوں کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر جہنمی ہوگا تو جہنمیوں کا ٹھکانہ اس پر پیش کیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے یہ ہے تیرا ٹھکانہ یہاں تک کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تجھے اٹھائے گا۔ ابن مردویہ نے یہ اضافہ کیا ہے اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا۔(2)

امام بزار، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے جو بھی محسن احسان کرے خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دیتا ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کافر کے ثواب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مال، اولاد، صحت اور اسی قسم کی چیزیں۔ ہم نے عرض کی آخرت میں اس کے ثواب کی کیا صورت ہوگی؟ فرمایا عذاب مگر دوسرے کے عذاب سے کم۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ۔ اَدْخِلُوْۤا میں ہمزہ قطعی ہے۔(3)

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ اَوْرَثْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ صحیح بخاری، باب صفۃ الجنۃ، جلد 1، صفحہ 60-459، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ شعب الایمان، باب فی الحشر بعد ما یبعثون فی قبورھم، جلد 1، صفحہ 261 (271)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"بیشک ہم (اب بھی) مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور مومنین کی اس دنیوی زندگی میں اور اس دن میں بھی (مدد کریں گے) جس دن گواہ (گواہی دینے کے لئے) کھڑے ہوں گے۔ اس روز نفع نہ دے گی ظالموں کو ان کی عذر خواہی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور ان کے لئے (دوزخ کا) بدترین گھر ہوگا اور ہم نے عطا فرمایا موسیٰ کو (نور) ہدایت اور وارث بنایا بنی اسرائیل کو کتاب کا۔ جو سراپا ہدایت اور نصیحت تھی عقل مندوں کے لئے پس (اے محبوب!) آپ صبر فرمایئے (کفار کی اذیتوں پر) بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور استغفار کرتے رہیے اپنی (موہومہ) کوتاہی پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے شام کے وقت اور صبح کے وقت۔"

امام احمد، امام ترمذی، جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الغیبۃ میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے سے جہنم کی آگ کو دور کر دے گا۔ پھر اس آیت کریمہ اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا کی تلاوت کی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نصرت سے مراد دلیل میں مدد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی دلیل کو دنیا میں غلبہ عطا فرماتا ہے۔

ابن ابی حاتم نے سدی سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایسے افراد نہیں بھیجے جو ان کی مدد کریں اور دنیا میں ان کے ساتھ جو غلط رویہ اپنائے ان سے یہ لوگ خون بہا کا مطالبہ کریں اور دنیا میں ان کی مدد نہ کی جائے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَيَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ کے بارے میں یہ کہا کہ اس سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے اعمش سے وَيَوۡمَ يَقُوۡمُ الۡاَشۡهَادُ کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد فرشتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الۡاَشۡهَادُ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اللہ کے فرشتے، اس کے انبیاء اور مومن ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اشہاد چار ہیں۔ فرشتے جو ہمارے اعمال کا شمار کرتے ہیں اور یہ آیت پڑھی وَجَآءَتۡ كُلُّ نَفۡسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِيۡدٌ (ق) انبیاء اپنی امتوں پر گواہ ہوں گے اور یہ آیت پڑھی فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيۡدٍ (النساء: 41) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی الذب عن المسلم، جلد 2، صفحہ 15، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 146 (2686)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دوسری امتوں پر گواہ ہوگی۔ اور یہ آیت پڑھی وَ تَكُونُوا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (الحج:78) جسم اور جلد۔ اور یہ آیت پڑھی وَ قَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ (فصلت:21)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے رب کی نماز پڑھو۔ فرمایا: بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ سے مراد فرض نمازیں ہیں۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ فجر اور عصر کی نماز۔(1)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٥٦﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَ مَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ ۙ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ لَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٩﴾

”بے شک جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں کے بارے میں بغیر کسی سند کے جو ان کے پاس آئی ہو، نہیں ہے ان کے سینوں میں بجز بڑائی کی ایک ہوس کے جس کو وہ پا نہیں سکیں گے۔ تو آپ اللہ کی پناہ طلب کیجیے۔ بے شک وہی سب کچھ سننے والا ہے دیکھنے والا ہے۔ بے شک پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا بہت بڑا کام ہے لوگوں کے پیدا کرنے سے لیکن بہت سے لوگ (اس کھلی حقیقت کو) نہیں جانتے۔ اور یکساں نہیں اندھا اور بینا اور (اسی طرح) مومن نیکوکار اور بدکار یکساں نہیں۔ تم بہت کم غور کرتے ہو۔ یقیناً قیامت آ کر رہے گی، ذرا شک نہیں ہے اس میں لیکن بہت سے لوگ (قیامت پر) ایمان نہیں لاتے۔“

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوالعالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی کہ دجال آخر زمانہ میں ہم سے ہوگا۔ اس کے معاملات سے یہ چیزیں ہوں گی اور اس کے معاملہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور کہا وہ یہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو پیش کیا اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ جو وہ کہتا ہے اس تک نہیں پہنچے گا۔ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ چاہے۔ فرمایا آسمان و زمین کی تخلیق انسان کی تخلیق (دجال) سے بڑا کام ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ سے مراد

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 146 (2683)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یہودی ہیں جن کے بارے میں اور دجال کے بارے میں وہ جس چیز کا انتظار کر رہے تھے اس بارے میں آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے یہ گمان کیا کہ آخر زمانہ میں ہم میں سے ایک بادشاہ ہوگا۔ سمندر اس کے گھٹنوں تک اور بادل اس کے سر کے نیچے ہوگا۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان پرندے کو پکڑ لے گا۔ اس کے ساتھ پہاڑ، روٹی اور نہر ہوگی۔ تو یہ آیت لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے کبر کا معنی بڑائی لیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کے دلوں میں جو کجی تھی اس نے انہیں جھٹلانے پر برانگیختہ کیا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَعْمٰى سے مراد کافر اور الْبَصِيْرُ سے مراد مومن ہے۔ وہ اپنی سرکشی میں بہت دور نکل گئے تھے۔

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو فتنہ پہلے ہوا یا قیامت تک ہوگا دجال کے فتنہ سے بڑا نہیں ہوگا۔ ہر نبی نے اپنی امت کو اس فتنہ سے خبردار کیا ہے۔ میں تمہارے سامنے اسی سے کچھ چیزیں ذکر کرتا ہوں جو مجھ سے قبل انبیاء نے ذکر کیں۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنی آنکھ پر رکھا پھر فرمایا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ (1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر نبی نے اپنی امت کو دجال سے خبردار کیا ہے۔ وہ کانا ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان ابھار ہے جس پر کافر لکھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ دو وادیاں ہیں، ایک جنت ہے اور دوسری جہنم ہے۔ اس کی جہنم جنت ہے اور اس کی جنت جہنم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد داؤد بن عامر بن سعد رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ سے قبل جو نبی بھی گزرا اس نے اپنی امت کے سامنے دجال کے اوصاف بیان کیے ہیں۔ میں اس کی ایک صفت بیان کروں گا جس کو مجھ سے قبل کسی نے بیان نہیں کیا۔ وہ کانا ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد اور امام ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو دجال سے خبردار کیا ہے۔ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے اس کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ فرمایا ممکن ہے اسے وہ شخص پائے جس نے مجھے دیکھا ہے اور میری گفتگو سنی ہے۔ عرض کی اس دن ہمارے دل کیسے ہوں گے؟ فرمایا اسی کی مثل جو آج ہیں یا اس سے بہتر۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 76 (64)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 488 (37457)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی فتنۃ الدجال، جلد 4، صفحہ 440 (2234)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں اور حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہزار یا اس سے زائد نبیوں کا خاتم ہوں۔ جو نبی بھی مبعوث کیا گیا اس نے اپنی امت کو خبردار کیا۔ میرے سامنے اس کی ایسی چیزیں ظاہر ہوئیں جو کسی اور کیلئے واضح نہ تھیں۔ وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ اس کی دائیں آنکھ ابھری ہوئی ہوگی، گویا وہ آنکھ چونا لگائی گئی دیوار پر لگادی گئی ہے جبکہ اس کی بائیں آنکھ چمکتا ستارہ ہے۔ وہ ہر کسی کی زبان بول سکتا ہے۔ اس کے ساتھ سرسبز جنت کی صورت ہوگی جس میں پانی چل رہا ہوگا۔ اس کے ساتھ سیاہ جہنم کی صورت ہوگی جس سے دھواں نکل رہا ہوگا۔ ہر قوم سے لوگ اس کی پیروی کریں گے جن کو وہ ان کی زبان سے بلائے گا۔(1)

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت کو کانے اور کذاب سے خبردار کیا۔ خبردار! وہ دجال کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے۔(2)

امام یعقوب بن سفیان رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: کوئی نبی نہیں ہوا مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے خبردار کیا۔ میں بھی تمہیں اس کے معاملہ سے خبردار کرتا ہوں۔ وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے جسے کاتب اور غیر کاتب سب پڑھیں گے۔ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہے۔ اس کی دوزخ جنت اور جنت دوزخ ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ہزار نبی یا اس سے زیادہ کے آخر میں ہوں۔ ان میں سے کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو ڈرایا۔ میرے اوپر ایسے حقائق واضح ہوئے جو کسی اور کے لیے واضح نہیں ہوئے۔ وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں۔(3)

ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق ثناء بیان کی۔ پھر دجال کا ذکر کیا۔ فرمایا میں تمہیں اس سے خبردار کرتا ہوں۔ کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس نے اپنی قوم کو خبردار کیا۔ حضرت نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا لیکن اس کے بارے میں تمہارے سامنے ایسی بات کروں گا جو بات کسی نبی نے بھی اپنی قوم سے نہیں کی۔ جان لو کہ وہ کانا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حجۃ الوداع کا ذکر کرتے تھے اور ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وداع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح دجال کا ذکر کیا۔ آپ نے اس کا طویل ذکر

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 489 (37465)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ صحیح بخاری، باب فی ذکر الدجال، جلد 2، صفحہ 1056، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 488 (37455)
4۔ صحیح بخاری، باب فی ذکر الدجال، جلد 2، صفحہ 1055، وزارت تعلیم اسلام آباد

کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی مبعوث نہیں کیا مگر اس نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو ڈرایا۔ بعد والے انبیاء بھی ڈراتے رہے مگر اس کے بارے میں تم سے جو چیز مخفی رہی وہ تم سے مخفی نہ رہے۔ تمہارا رب کانا نہیں۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کانا ہو گا، آنکھ کی جگہ پر ایک ابھار ہوگا اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دجال کانا ہے، گھنگھریالے بالوں والا، ٹیڑھے قد والا اور سرخ رنگ والا ہے۔ اس کا سر درخت کی ٹہنی ہے، وہ لوگوں میں عبد العزی سے مشابہ ہے۔ خبردار! ہلاک ہونے والے ہلاک ہو گئے۔ وہ کانا ہے جبکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کے ساتھ جو کچھ ہے میں اسے خوب جانتا ہوں۔ اس کے ساتھ دو نہریں ہیں جو چل رہی ہیں۔ ان میں سے ایک ظاہر میں آگ ہے جو بھڑک رہی ہے۔ جو آدمی اسے پائے تو اس نہر پر آئے جسے وہ آگ دیکھ رہا ہے۔ وہ آنکھیں بند کر لے پھر اپنا سر جھکائے۔ اسے پیئے کیونکہ وہ ٹھنڈی ہے۔ دجال کی ایک آنکھ بند ہے۔ اس پر بھاری ابھار ہے۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہے جسے ہر مومن لکھنے والا اور جو لکھنا نہیں جانتا پڑھ لے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں دجال کے بارے میں ایسی بات نہ بتاؤں جو کسی نبی نے بھی نہیں کی۔ وہ کانا ہے۔ وہ اپنے ساتھ جنت اور جہنم جیسی چیز لائے گا۔ جسے وہ جنت کہے گا وہ جہنم ہوگی۔ میں تمہیں اس سے اسی طرح خبردار کرتا ہوں جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو خبردار کیا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو داؤد، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو دجال کے نکلنے کے بارے میں سنے تو جتنی طاقت رکھے اتنا ہی اس سے دور ہو۔ ایک آدمی اس کے پاس آئے گا۔ وہ گمان کرے گا کہ مومن ہے۔ دجال اس کے ساتھ لگا تار لگا رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ دجال کی شبہات کے معاملات میں پیروی کرنے لگے گا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے زیادہ دجال کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو مجھ سے اس کے بارے میں کیا پوچھتا ہے؟ میں نے عرض کی لوگ کہتے ہیں اس کے ساتھ کھانا اور مشروب ہوگا۔ فرمایا وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس سے زیادہ ہلکا ہے۔(7)

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 135، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 489 (37469)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 490 (37470) 4۔ ایضاً (37472) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 492 (37482)

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 488 (37459) 7۔ ایضاً، (37460)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کلمہ شہادت پڑھے تو وہ مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی تین چیزوں سے نجات پا گیا تو وہ نجات پا گیا۔ یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔ صحابہ نے عرض کی وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا بیماری، دجال اور ایسے خلیفہ کا قتل جو اس حق پر صبر کرے گا جو اسے عطا کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ دجال کے بعد چالیس سال تک رہیں گے۔ وہ کھجور لگائے گا تو تنے کھڑے ہو جائیں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العلاء بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور بعد والے انبیاء دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دجال نہیں نکلے گا یہاں تک کہ اس کا نکلنا مسلمانوں کے لیے پیاس کی حالت میں پانی پینے سے بھی زیادہ پسندیدہ ہوگا۔ ایک آدمی نے پوچھا یہ کیوں؟ فرمایا مصائب اور برائیوں کی شدت کی وجہ سے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہا یہاں تک کہ کوئی غائب کسی مومن کے لیے دجال کے نکلنے سے زیادہ محبوب نہ ہوگا۔ اور دجال کسی مومن کے لیے اس سنگریزہ سے زیادہ نقصان دہ نہیں ہوگا جسے وہ زمین سے اٹھاتا ہے۔ قریبی اور دور رہنے والے کا علم برابر ہوگا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دجال کے اکثر اتباع کرنے والے یہودی اور لونڈیوں کی اولادیں ہوں گی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: کانے دجال کے مقدمہ میں ساٹھ افراد ایسے ہوں گے جو تاج پہنیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے لے کر قیامت برپا ہونے تک دجال سے بڑھ کر کوئی واقعہ نہیں۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 489 (37462)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 493 (37467)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 498 (37524)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 497 (37519)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 495 (37507)
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 499 (37527)
7۔ صحیح مسلم، باب فی بقیۃ من احادیث الدجال، جلد 2، صفحہ 405، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام ترمذی، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان کیا کہ دجال مشرق کے علاقہ سے نکلے گا جسے خراسان کہتے ہیں اس کی اتباع ایسے لوگ کریں گے جن کے چہرے موٹی ڈھال کی طرح ہوں گے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دجال کا ذکر کیا گیا۔ فرمایا اس کی آنکھ گویا سبز شیشہ ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک مسیح الضلالۃ (دجال) کا تعلق ہے تو وہ روشن پیشانی والا، بائیں آنکھ بند اور چوڑے سینے والا ہوگا، وہ بدشکل ہوگا۔ گویا وہ فلاں بن عبدالعزی ہے یا فرمایا عبدالعزی بن فلاں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سفینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: کوئی نبی ایسا نہیں گزرا مگر اس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا جو بائیں آنکھ سے کانا، اس کی دائیں آنکھ باہر کو ابھری ہوئی ہوگی، اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔ اس کے ساتھ دو وادیاں ہوں گی، ایک جنت ہوگی اور دوسری دوزخ ہوگی۔ اس کی جنت دوزخ اور اس کی دوزخ حقیقت میں جنت ہوگی۔ اس کے ساتھ دو فرشتے ہوں گے جو انبیاء میں سے دو نبیوں کے مشابہ ہوں گے ان میں سے ایک اس کی دائیں اور دوسرا بائیں جانب ہوگا۔ وہ لوگوں سے بات کرے گا تو اس کا ساتھی کہے گا تو نے سچ کہا۔ لوگ اس کو سنیں گے۔ وہ گمان کریں گے دجال نے سچی بات نہیں کی۔ یہ آزمائش ہوگا۔ پھر وہ چلے گا یہاں تک کہ شام آئے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو اسے افیق وادی کے پاس قتل کریں گے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کے والدین تیس سال تک رہیں گے، ان کا کوئی بچہ نہیں ہوگا۔ پھر ایک کانا بچہ ان کا پیدا ہوگا۔ وہ زیادہ نقصان دینے والا اور کم نفع دینے والا ہوگا۔ اس کی آنکھیں سوئیں گی اس کا دل نہیں سوئے گا۔ پھر اس کے والدین کی صفت کو ذکر کیا۔ اس کا باپ لمبے قد کا اور بھرپور گوشت والا ہوگا۔ اس کی ناک لمبی ہوگی۔ اس کی ناک مہار جیسی ہوگی۔ اس کی ماں فرغانیہ ہوگی جس کے پستان بڑے بڑے ہوں گے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال تمام زمین لپیٹ لے گا مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ آئے گا تو ہر راستے پر ملائکہ کی صفیں پائے گا۔ وہ سبخۃ جرف میں آئے گا اور اپنے خیمے لگا دے گا۔ پھر مدینہ طیبہ میں تین دفعہ زلزلہ آئے گا تو ہر منافق مرد و عورت اس دجال کی طرف نکل جائے گا۔(5)

1۔ سنن ترمذی، باب من این یخرج الدجال، جلد 2، صفحہ 47-46، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 123، دار صادر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 491 (37479)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 492 (37471)　5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 493 (37492)

ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ سے روایت نقل کی ہے: اگر دجال نکلا تو ایک قوم اپنی قبروں میں اس پر ایمان لائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دجال کرہان کے علاقہ سے اترے گا۔اس کے ساتھ اسی ہزار کا لشکر ہوگا۔ان پر سبز چادریں ہوں گی جو ان کے قدموں تک پہنچ رہی ہوں گی۔گویا ان کے چہرے مجان مطرقہ (ایسی ڈھالیں جن پر تہ درتہ چمڑا لگایا گیا ہو) ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حوط عبدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دجال کے گدھے کا کان ستر ہزار افراد کو سایہ دے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جنادہ بن امیہ دری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور میرا ایک ساتھی رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم نے کہا ہمیں کوئی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو۔ہمیں کوئی ایسی حدیث نہ بیان کرنا جو کسی اور سے سنی ہو۔ہمارے پاس تصدیق کرنے والا ہے۔فرمایا ٹھیک ہے۔ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے۔فرمایا میں تمہیں دجال کے بارے میں خبردار کرتا ہوں، میں تمہیں دجال کے بارے میں خبردار کرتا ہوں، میں تمہیں دجال کے بارے میں خبردار کرتا ہوں۔کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی امت کو اس سے خبردار نہ کیا ہو۔اے امت محمدیہ! وہ تم میں ظاہر ہوگا۔وہ گھنگھریالے بالوں والا، سفید رنگ والا، بائیں آنکھ پر پردہ چڑھا ہوگا۔اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی۔اس کی جہنم جنت اور اس کی جنت جہنم ہوگی۔اس کے ساتھ پانی کی نہر ہوگی ریشم کا پہاڑ ہوگا۔وہ ایک آدمی پر غلبہ پائے گا تو اسے قتل کرے گا۔پھر اسے زندہ کرے گا وہ کسی اور پر تسلط نہیں پائے گا۔وہ آسمان سے بارش نازل کرے گا۔زمین سے نباتات اگائے گا۔وہ زمین میں چالیس دن تک رہے گا یہاں تک کہ زمین کے ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔وہ چار مساجد کے قریب نہیں جائے گا۔مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد مقدس اور مسجد طور۔تم پر کوئی چیز لازم نہیں۔بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں یہ بات آپ نے دو دفعہ کہی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا اللہ کی قسم! قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ کذاب نکلیں گے ان میں سے آخری کانا دجال ہوگا۔اس کی بائیں آنکھ پر پردہ ہوگا۔گویا وہ ابو یحییٰ انصار کے ایک بوڑھے کی آنکھ ہے۔جب دجال نکلے گا تو وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ ہے جو اس پر ایمان لایا اس کی تصدیق کی اور اس کی اتباع کی تو اسے سابقہ کوئی بھی اچھا عمل نفع نہیں دے گا جس نے کفر کیا اور اس کو جھٹلایا تو اسے سابقہ کسی عمل کی وجہ سے سزا نہیں دی جائے گی۔وہ تمام زمین پر غالب آئے گا مگر حرم اور بیت المقدس پر اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا۔یہاں تک کہ باغ کی دیوار اور درخت کی جڑ پکارے گی۔اے مومن! یہ کافر ہے میرے پیچھے چھپا ہوا ہے تو آ اور اسے قتل کر دے۔یہ اس طرح نہیں ہوگا یہاں تک کہ تم ایسے امور دیکھو گے یہاں تک کہ امور

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 494 (37501)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 500 (37535) 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 495 (37506)

تمہارے اپنے ہاں بھی عظیم محسوس ہوں گے۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے سوال کرو گے۔ کیا تمہارے نبی نے تمہارے سامنے ان میں سے کسی چیز کا ذکر کیا تھا یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں گے۔ پھر اس کے بعد قبض کا امر ظاہر ہوگا اور اپنے ہاتھ سے موت کی طرف اشارہ کیا۔(1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال سمندروں میں گھٹنے تک دھنسے گا، بادلوں تک پہنچے گا، سورج مغرب کی طرف سبقت لے جائے گا۔ اس کی پیشانی میں سینگ ہوگا جس سے سانپ نکلیں گے۔ اس کے جسم میں تمام قسم کے اسلحہ کی تصویریں ہوں گی یہاں تک کہ آپ نے تلوار، نیزے اور ڈھال کا ذکر کیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دجال نکلے گا وہ چالیس دنوں تک زمین میں رہے گا اور ہر گھاٹ پر پہنچے گا۔ ان چالیس دنوں میں سے ایک جمعہ کی طرح، جمعہ مہینہ کی طرح اور مہینہ سال کی طرح ہوگا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قوم دجال کی سنگت اختیار کرے گی۔ وہ کہیں گے ہم اس کے ساتھی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہے لیکن ہم اس کی سنگت اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ ہم کھانا کھائیں اور درختوں سے چریں۔ جب اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا تو وہ عذاب ان سب پر نازل ہوگا۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ حضرت اشعث بن ابی شعثاء رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ دجال کا ذکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہوا۔ فرمایا اس کا ذکر زیادہ نہ کیا کرو کیونکہ جب آسمان میں کسی امر کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے تو لوگوں کی زبانوں پر جاری ہونے سے پہلے ہی وہ تیزی سے زمین کی طرف آتا ہے۔(5)

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴿٦٠﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 495 (37513)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 496 (37515)
3۔ ایضاً (37516)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 497 (37537)
5۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 93 (8510)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

رَبُّكُمْ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾

''اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت کرنے سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل و خوار ہو کر۔ اللہ ہی ہے جس نے بنائی ہے تمہارے لیے رات تاکہ تم آرام کرو اس میں اور (بنایا ہے) دن کو روشن۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا افضل و کرم فرمانے والا ہے لوگوں پر لیکن بہت سے لوگ (اس کی نعمتوں کا) شکر ادا نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ تمہارا رب پیدا کرنے والا ہر چیز کا۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے۔ پس کیسے راہ حق سے تم روگردانی کرتے ہو۔ اسی طرح (راہ حق سے) منہ پھیر دیا جاتا ہے ان بدنصیبوں کا جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بنایا ہے تمہارے لیے زمین کو قیام کی جگہ اور آسمان کو چھت (کی مانند) اور تمہاری صورت گری کی اور حسین بنا دیا تمہاری صورتوں کو اور کھانے کے لیے تمہیں پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں۔ ایسی (خوبیوں والا) اللہ تمہارا پروردگار ہے پس بڑی ہی برکتوں والا ہے اللہ تعالیٰ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔''

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے الادب المفرد میں، ابو داؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن حبان، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کے بعد ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ یہاں عبادت سے مراد دعا ہے۔ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی عبادت کیا ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ و رسولہ اعلم۔ فرمایا غیر اللہ کو چھوڑ کر اللہ کے لیے عمل کو خالص کرنا۔(1)

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا ہی عبادت ہے اور یہ آیت تلاوت کی وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ادْعُوْنِيْٓ کا معنی ہے میری عبادت کرو۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے دٰخِرِيْنَ کا معنی حقیر نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دعا مغفرت طلب کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور امام احمد رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ

1۔ سنن ترمذی، باب فی فضل الدعاء، جلد 5، صفحہ 49 (3372)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً

ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔(1)

امام احمد، حکیم ترمذی، ابویعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: احتیاط تقدیر کے معاملہ میں کوئی فائدہ نہیں دیتی لیکن دعا آفات جو نازل ہو چکی ہوں یا ابھی نازل نہ ہوں میں نفع دیتی ہے اے اللہ کے بندو! دعا کیا کرو۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ بندے کو دعا کا موقع دے، تو وہ دعا کرے اللہ تعالیٰ اس کی التجا کو قبول فرماتا ہے۔(3)

امام حکیم ترمذی اور ابن عدی رحمہما اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ دعا میں اصرار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔(4)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں میں جو نازل کیا ہے ہم اس میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں مصیبت نازل کرتا ہوں، اس کے بدلے میں بندے سے دعا کرواتا ہوں۔(5)

امام ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے رب نے فرمایا: اے میرے بندے! تو نے مجھ سے دعا کی اور مجھ سے امید رکھی ہے، جو تجھ میں عیب اور کمزوریاں ہیں میں انہیں بخش دوں گا۔ اگر تو زمین برابر خطاؤں کے ساتھ مجھے ملے گا تو میں تجھے اس کے برابر مغفرت سے ملوں گا۔ اگر تو نے غلطیاں کیں یہاں تک کہ تیری غلطیاں آسمان کے بادل کے برابر ہوئیں پھر تو نے مجھ سے بخشش طلب کی میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ افضل عبادت دعا ہے اور یہ آیت وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ تلاوت کی۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: عمل کرو اور تمہیں بشارت ہو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ان پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل میں اضافہ فرماتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور فرمایا اس امت کو جو کچھ عطا کیا گیا ہے وہ کسی اور امت کو عطا نہیں کیا گیا مگر برگزیدہ بندے کی اولاد اسے کہا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الدعاء، جلد 6، صفحہ 22 (29169)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 103 (201)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ نوادر الاصول، صفحہ 199، دار صادر بیروت

4۔ ایضاً صفحہ 220

5۔ ایضاً

6۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء، جلد 1، صفحہ 667 (1805)، دار الکتب العلمیہ بیروت

جاتا ہے تو سوال کر تجھے عطا کر دیا جائے گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کون سی عبادت افضل ہے؟ فرمایا انسان کا اپنے لیے دعا کرنا۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادرالاصول میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: مومنوں سے کہو جب وہ مجھ سے دعا کریں تو وہ جلدی نہ کریں اور نہ ہی مجھے بخیل جانیں۔ کیا وہ جانتے نہیں میں بخیل سے بغض رکھتا ہوں تو میں خود کیسے بخیل بنوں گا۔ اے موسیٰ! جب تو مجھ سے کسی عظیم حاجت کا سوال کرے تو میرے بارے میں بخل کا خوف نہ کر اور جب تو مجھ سے کسی چھوٹی چیز کا سوال کرے تو مجھ سے حیا نہ کر۔ تو مجھ سے نمک، دھنیا وغیرہ مانگ اور تو مجھ سے اپنی بکری کا چارا مانگ۔ اے موسیٰ! کیا تجھے علم نہیں کہ میں نے رائی کا دانہ اور اس سے چھوٹی چیز پیدا کی ہے اور میں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی مگر لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے جبکہ وہ خوب جانتا ہے کہ میں قادر ہوں۔ میں عطا کرتا ہوں اور میں روکتا ہوں، میں اس کی حاجت اس کی مغفرت کے ساتھ پوری کرتا ہوں۔ جب میں اسے عطا کروں یا روک لوں تو وہ میری حمد کرتا ہے تو میں اسے حامدین کے گھر میں سکونت عطا کرتا ہوں اور جو بندہ مجھ سے کسی چیز کا سوال نہ کرے پھر میں اسے عطا کروں تو اس پر سخت حساب ہوگا۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے اپنی ضروریات کا سوال اپنی نماز میں کرتا ہوں یہاں تک کہ میں اپنے گھر والوں کے لیے نمک بھی اسی اسے مانگتا ہوں۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت ثابت بنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے ستر سال عبادت کی وہ یہ دعا کیا کرتا تھا اے اللہ! میرے عمل کی مجھے جزا دینا کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ وہ اسی حال میں ستر سال تک رہا۔ جب وہ فوت ہوا تو اسے کہا گیا تو نے اپنا عمل پورا کیا تو دنیا میں اس کے ہاں کون سا عمل زیادہ قابل اعتماد تھا؟ تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے زیادہ قابل اعتماد کوئی عمل نہ تھا۔ وہ اپنی دعا میں کہنے لگا: اے میرے رب! جب میں دنیا میں تھا تو میں نے سنا تھا کہ تو لغزشوں سے درگزر فرماتا ہے۔ آج میری لغزش کو معاف فرمادے۔ تو اسے جنت میں چھوڑ دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے حواریوں کی جماعت! نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ حواری عبادت کی حالت میں باہر نکلے۔ پیٹ پشت سے لگے ہوئے تھے۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں، رنگ زرد پڑ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں ایک کھلی جگہ لے گئے۔ ایک جڑ کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکم تلاوت کرنے لگے۔ فرمایا اے حواریو! جو میں تمہیں بات کہوں اسے سنو۔ میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب انجیل میں کچھ چیزیں پاتا ہوں

1۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 182 (718)، مطبعۃ المدنی القاہرہ 2۔ نوادرالاصول، صفحہ 163، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً، صفحہ 164

ان پر عمل کرو۔ انہوں نے عرض کی اے روح اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کے لیے رات کو پیدا کیا ہے اور دن کو سات چیزوں کے لیے پیدا کیا ہے جس کے دن اور رات گزر گئے جبکہ اس نے ان کاموں میں سے کوئی بھی نہ کیا تھا تو قیامت کے روز دن اور رات اس سے جھگڑا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو اس لیے پیدا کیا تا کہ اس میں سست رگوں کو سکون پہنچے جنہیں تو نے اپنے دن میں تھکا دیا تھا اور اپنے اس گناہ پر بخشش طلب کرے جسے تو نے دن کے وقت کیا۔ پھر دوبارہ اسے نہ کرے اور اس میں تو صبر کرنے والوں کی عبادت کرے اس کی ایک تہائی تو میں سوئے، ایک تہائی میں تو عبادت کرے اور ایک تہائی میں اپنے رب کے حضور آہ و زاری کرے یہ ہیں وہ کام جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے رات کو پیدا کیا۔ اور دن کو پیدا کیا کہ تو اس میں فرض نمازوں کو ادا کرے جن کے بارے میں تجھ سے سوال کیا جائے گا۔ اس کے بارے میں تجھ سے محاسبہ ہوگا۔ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے، زمین میں کوشش کرے تا کہ اپنے دن کی روزی حاصل کرے، اس میں اللہ تعالیٰ کے دوست کو ملے جس طرح اللہ تعالیٰ تم پر اپنی رحمت فرماتا ہے، تم اس میں جنازہ کے ساتھ چلو تا کہ جب واپس آؤ تو تم بخشے جا چکے ہو۔ تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ یہ ایمان کی چوٹی اور دین کا سہارا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ ایک دوسرے پر رحم کرو۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اپنے قبہ میں ہیں۔ جس پر دن اور رات گزر جائے جبکہ اس نے یہ کام نہ کیے ہوں تو قیامت کے روز رات اور دن اس سے جھگڑا کریں گے جبکہ وہ ملیک مقتدر (اللہ) کے پاس ہوگا۔

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾

"وہی ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔ کوئی عبادت کے لائق نہیں بجز اس کے، پس اس کی عبادت کرو اپنے دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔"

امام ابن جریر، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے وہ اس کے پیچھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ جب کوئی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے تو اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے تھے۔

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۫ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

"آپ فرمادیجئے کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے کہ میں عبادت کروں ان کی جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا (میں ان کی عبادت کیسے کر سکتا ہوں) جب آ گئیں ہیں میرے پاس دلیلیں اپنے رب کی طرف سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سر تسلیم خم کروں رب العالمین کے سامنے۔"

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ ولید بن مغیرہ، شیبہ بن ربیع نے کہا اے محمد! جو کچھ تم کہتے ہو اس سے رجوع کرے، تم پر اپنے آباؤ اجداد کے دین کی پیروی لازم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِىْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِىْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر نطفہ سے، پھر گوشت کے لوتھڑے سے۔ پھر نکالا تمہیں (شکم مادر سے) بچہ بنا کر پھر (پرورش کی تمہاری) تا کہ تم پہنچو اپنی جوانی کو پھر (تمہیں زندہ رکھا) تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ اور بعض تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں پہلے ہی اور (یہ سارا نظام اس لیے ہے) کہ تم پہنچ جاؤ مقررہ میعاد تک اور تا کہ تم (اپنے رب کی عظمتوں کو) سمجھنے لگ جاؤ۔ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے۔ پس جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اتنا فرماتا ہے اسے کہ ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ان (نادانوں) کی طرف جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیات میں۔ یہ کہاں بھٹک رہے ہیں۔ جن لوگوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اس چیز کو بھی جو دے کر ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا تھا۔ انہیں (اپنی تکذیب کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: سات سال کی عمر میں بچے کے دودھ والے دانت ٹوٹتے ہیں، چودہ سال کی عمر میں وہ بالغ ہوتا ہے، اس کا قد اکیس سال میں مکمل ہو جاتا ہے، اس کی عقل اٹھائیس (28) سال کی عمر میں مکمل ہوتی ہے، وہ اپنی عقل کی پختگی کو تینتیس (33) سال کی عمر میں پہنچتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ یعنی بوڑھا ہونے سے پہلے فوت ہو جائے۔ اَجَلًا مُّسَمًّى سے مراد بوڑھا اور جوان ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ تا کہ تم اپنے رب کے بارے میں جان لو کہ وہی تمہیں زندہ کرتا ہے جس طرح اس نے تمہیں زندہ کیا۔ یہ اہل مکہ کے لیے ہے جو دوبارہ زندہ کرنے کو جھٹلاتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کیسے جھٹلاتے ہیں جبکہ وہ سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ۬ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ ثُمَّ قِیْلَ لَهُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَیْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ یُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾ اُدْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۷۶﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾

”جب طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں۔ انہیں گھسیٹ کر لے جایا جائے گا کھولتے ہوئے پانی میں پھر دوزخ کی آگ میں جھونک دیے جائیں گے۔ پھر پوچھا جائے گا ان سے کہاں ہیں وہ جنہیں تم شریک ٹھہراتے تھے اللہ کے سوا (بصد یاس) کہیں گے وہ تو گم ہو گئے ہم سے بلکہ ہم تو کسی چیز کو پوجتے ہی نہ تھے اس سے پہلے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے کافروں کو۔ یہ (سزا اور رسوائی) بدلہ ہے اس کا کہ تم خوشیاں منایا کرتے تھے زمین میں (اپنے عارضی اقتدار پر) ناحق اور بدلہ ہے اس کا جو تم (اپنے فانی اموال و املاک پر) اترایا کرتے تھے۔ اب داخل ہو جاؤ جہنم کے دروازوں میں تم وہاں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ پس یہ بہت برا ٹھکانہ ہے تکبر و غرور کرنے والوں کا۔ (اے حبیب!) آپ (ان کی نازیبا حرکتوں پر) صبر فرمایئے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ سو ہم خواہ آپ کو دکھائیں اس عذاب کا کچھ حصہ جس کا ان سے ہم نے وعدہ کیا ہے یا (اس سے پہلے ہی) آپ کو دنیا سے اٹھالیں (یہ بچ نہیں سکتے) آخر کار ہماری طرف ہی لوٹائے جائیں گے۔“

امام احمد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ کی تلاوت کی۔ فرمایا اگر اتنا سکہ، اور لکڑی کے پیالے کی طرف اشارہ کیا، آسمان سے زمین کی طرف پھینکا جائے جبکہ یہ پانچ سو سال کی مسافت پر ہو تو وہ زمین پر رات سے پہلے پہنچ جائے گا۔ اگر زنجیر کا سرا لٹکایا جائے تو وہ چالیس سال نیچے آتی رہے ابھی وہ زمین کی گہرائی تک نہیں پہنچے گی۔ (1)

1۔ سنن ترمذی، باب ما جاء فی صفۃ طعام اہل النار، جلد 2، صفحہ 83، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت یعلی بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس حدیث کو منسوب کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے لیے سیاہ بادل پیدا فرمائے گا۔ اس بادل اور جہنمیوں سے پوچھا جائے گا تم کیا طلب کرتے ہو؟ وہ دنیا کے بادلوں کا ذکر کریں گے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! پانی، وہ بادل ان پر طوقوں کی بارش کرے گا جو ان کی گردنوں میں زائد کردیے جائیں گے۔ زنجیریں جو ان کی زنجیروں میں اضافہ کردیں گی اور انگارے جو ان پر مزید بھڑکیں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ۙ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ پڑھتے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وہ رمضان شریف میں نماز پڑھتے اور اس آیت کو بار بار پڑھتے فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَ السَّلٰسِلُ ؕ یُسْحَبُوْنَ ۙ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ ۬ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ النار میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یُسْحَبُوْنَ ۙ﴿۷۱﴾ فِی الْحَمِیْمِ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ ان پر جو چیز ہوگی اتار دے گی چمڑا، گوشت اور رگیں یہاں تک کہ وہ اس کی ایڑی میں چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے گوشت کی لمبائی کی مقدار ساٹھ ہاتھ ہوگی۔ پھر اسے ایک اور جلد پہنا دی جائے گی۔ پھر اسے آگ میں جلایا جائے گا تو ان پر چمڑا، گوشت اور رگوں میں سے جو چیز ہوگی اس کو الگ کردیا جائے گا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یُسْجَرُوْنَ کا معنی ہے ان پر آگ جلائی جائے گی تَمْرَحُوْنَ یعنی تم تکبر کرتے تھے اور اکڑتے تھے۔(2)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ ؕ وَ مَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَ خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾

"اور ہم نے بھیجے تھے پیغمبر آپ سے پہلے بھی، ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کردیا اور ان میں سے بعض کا ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا۔ اور کسی رسول کی مجال نہ تھی کہ وہ لے کر آتا کوئی نشانی اللہ کی اجازت کے بغیر۔ پس جب آئے گا اللہ کا حکم (تو) فیصلہ کردیا جائے گا حق (وانصاف) کے ساتھ اور باطل پرست وہاں (سراسر) گھاٹے میں رہیں گے۔"

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب صفۃ اہل النار، جلد 10، صفحہ 715، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 99-98، دار احیاء التراث العربی

نے حبشی بندے کو نبی بنا کر مبعوث کیا۔ وہ ان انبیاء میں سے ہے جس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے نہیں ہوا۔ (1)

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٨٤﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

"اللہ پاک وہ ہے جس نے بنائے تمہارے لیے مویشی تاکہ ان میں سے کسی پر سواری کرو اور کسی کا (گوشت) کھاؤ اور تمہارے لئے ان میں طرح طرح کے فائدے ہیں اور ان میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان پر سوار ہو کر اس منزل تک پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے اور ان مویشیوں پر اور کشتیوں پر تم لدے پھرتے ہو۔ اور وہ دکھاتا ہے تمہیں اپنی نشانیاں۔ پس اللہ تعالیٰ کی کن کن آیتوں کا تم انکار کرو گے۔ کیا ان منکروں نے کبھی سیر د سیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ انہیں نظر آجاتا کہ کیا انجام ہوا ان (منکروں) کا جو ان سے پہلے گزرے، وہ لوگ ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور قوت میں زبردست تھے اور زمین میں اپنی نشانیوں کے لحاظ سے (کہیں ہنر مند تھے) پس یہ بتائیں کہ کیا فائدہ پہنچایا انہیں اس دولت نے جو وہ کماتے تھے۔ پس جب آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر تو انہوں نے کفر کیا اور نازاں رہے اس علم پر جو ان کے پاس تھا اور (آخرکار) گھیر لیا انہیں جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے دیکھ لیا ہمارا عذاب تو کہنے لگے ہم ایمان لائے ہیں ایک اللہ پر اور ہم ان معبودوں کا انکار کرتے ہیں جن کو ہم اس کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے۔ پس کوئی فائدہ نہ

1۔ مجمع الزوائد، تفسیر سورۂ غافر، جلد 7، صفحہ 227 (11321)، دار الفکر بیروت

دیا انہیں ان کے ایمان نے جب دیکھ لیا انہوں نے ہمارا عذاب۔ یہی دستور ہے اللہ تعالیٰ کا جو (قدیم سے) اس کے بندوں میں جاری ہے اور سراسر خسارے میں رہے اس وقت حق کا انکار کرنے والے۔ ''

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: تمہارے سفر تمہاری ضرورت کے لیے ہوں۔ وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ سے مراد ہے پیدل چلنا۔ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے بارے میں کہا وہ کہتے تھے ہم ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور ہمیں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ کے بارے میں کہا ان کے رسول ان کے پاس جو حق لائے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر، اور اللہ تعالیٰ کے فرمان سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ ہمارے عذاب کو دیکھتے تو وہ ایمان لے آتے تو انہیں ان کا ایمان اس وقت نفع نہ دیتا۔(1)

تمت بالخیر

بروز جمعہ 22 اگست 2003ء

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 148 (2690)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۵۴ ۔ سورۃ حٰمٓ السجدۃ مکیۃ ۴۱ ۔ رکوعاتہا ۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے"۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنۡزِیۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿۲﴾ کِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰیٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۳﴾ بَشِیۡرًا وَّ نَذِیۡرًا ۚ فَاَعۡرَضَ اَکۡثَرُهُمۡ فَهُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ﴿۴﴾

"حا۔میم۔اتارا گیا ہے (یہ قرآن) رحمٰن ورحیم (خدا) کی طرف سے۔یہ ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں تفصیل سے بیان کردی گئی ہیں۔یہ قرآن عربی (زبان) میں ہے۔یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو علم (وفہم) رکھتے ہیں۔یہ مژدہ سنانے والا اور (بروقت) خبردار کرنے والا ہے۔بایں ہمہ منہ پھیر لیا ان میں سے اکثر نے۔پس وہ اسے قبول نہیں کرتے۔"

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ حٰم سجدہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابویعلی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز قریش جمع ہوئے اور کہا دیکھو تم میں کون جادو، کہانت اور شعر کا عالم ہے؟ وہ اس آدمی کے پاس جائے جس نے ہماری جمعیت کو پارہ پارہ کردیا ہے، ہماری قوت کو کمزور کردیا اور ہمارے دین میں عیب لگایا ہے۔وہ جاکر اس سے گفتگو کرے اور دیکھے کہ وہ اسے کیا جواب دیتا ہے؟ انہوں نے کہا ہم عتبہ بن ربیعہ سے بڑھ کر کسی کو ایسا نہیں دیکھتے۔انہوں نے کہا اے ابوالولید! تو اس کے پاس جا۔وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اے محمد! کیا تو بہتر ہے یا عبداللہ، تو بہتر ہے یا عبدالمطلب۔رسول اللہ ﷺ خاموش رہے پھر اس نے کہا اگر تو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ تجھ سے بہتر ہیں تو جن معبودوں کے تم عیب نکالتے ہو ان کی انہوں نے عبادت کی ہے(1) اگر تو یہ خیال کرتا ہے کہ تو ان سے بہتر ہے تو گفتگو کر یہاں تک کہ ہم آپ کی باتیں سنیں۔خبردار! اللہ کی قسم! ہم نے کبھی چکور بچہ نہیں دیکھا جو تجھ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لیے منحوس ہو۔تو نے ہماری جمعیت کو بکھیر دیا ہماری قوت کو منتشر کردیا، ہمارے دین میں عیب لگایا اور عربوں میں ہمیں ذلیل ورسوا کردیا یہاں تک کہ ان میں یہ بات پھیل گئی ہے کہ قریشیوں

1۔حضرت مفسر نے اس قسم کی جو روایات تفسیر میں نقل کی ہیں ان پر انتہائی تعجب ہوتا ہے کیونکہ علامہ عبدالعزیز اپنی تصنیف لطیف نبراس شرح شرح عقائد نسفی میں رقم طراز ہیں کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے چھ رسائل لکھے جن پر سرور دو عالم ﷺ کے آباء یعنی حضرت آدم علیہ السلام تک کے ایمان کو ثابت کیا اور متاخرین محققین نے آپ کی اتباع کی۔(مترجم)

میں ایک جادوگر ہے اور قریش میں ایک کاہن ہے۔ اللہ کی قسم! ہم حاملہ کی چیخ جیسی چیخ کا انتظار کر رہے ہیں کہ ہم سے بعض بعض کے لیے تلوار لے کر کھڑے ہو جائیں۔

اے انسان! اگر تجھے کوئی حاجت ہے تو ہم آپ کے لیے مال جمع کرتے ہیں یہاں تک کہ تو تنہا قریش کا سب سے غنی آدمی بن جائے گا۔ اگر تیری عورتوں کے لیے خواہش بڑھ گئی ہے تو قریش کی جو عورت کو چاہتا ہے اسے پسند کر لے۔ ہم تیری اس سے شادی کر دیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو گفتگو سے فارغ ہو گیا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ حٰمٓ ۞ تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ..... مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ تو عتبہ نے کہا بس کافی ہے۔ تیرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں؟ فرمایا نہیں۔ عتبہ قریش کی طرف واپس لوٹا۔ انہوں نے پوچھا کیا چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ آیا۔ میرا خیال ہے جس کے بارے میں تم باتیں کرتے ہو مگر ایک ہی بات۔ قریش نے پوچھا کیا اس نے تیری بات مان لی۔ اس نے کہا قسم ہے اس کی جس نے فطرت بنائی! اس نے جو کچھ کہا ہے میں اس کے سوا کچھ بھی نہیں سمجھ سکا۔ اس نے کہا اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ انہوں نے کہا تجھ پر وہ تجھ سے عربی میں گفتگو کر رہا تھا اور تو یہ بھی نہ سمجھ سکا کہ اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں۔ اللہ کی قسم! جو کچھ اس نے ذکر کیا میں صاعقہ کے ذکر کے سوا کچھ بھی نہ سمجھ سکا۔(1)

امام ابن اسحاق، ابن منذر، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ بات بتائی گئی جبکہ وہ قریش میں سے حلم کے اعتبار سے سب سے قوی تھے۔ ایک دن اس نے کہا جبکہ وہ قریش کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تنہا بیٹھے ہوئے تھے۔ اے قریش! کیا میں اس کے پاس نہ جاؤں اس سے بات کروں۔ میں اس پر چند امور پیش کروں۔ ممکن ہے وہ ان میں سے بعض کو قبول کر لے اور ہم سے رک جائے؟ انہوں نے کہا اے ابوالولید! ٹھیک ہے عتبہ اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا پھر اس حدیث کو ذکر کیا جس میں ان ان باتوں کا ذکر کیا ہے جو عتبہ نے کیں اور جو آپ کو مال، بادشاہت اور دوسری چیزوں کی پیش کش کی یہاں تک کہ جب عتبہ فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوالولید! کیا تو فارغ ہو گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ فرمایا میری بات سنو۔ اس نے کہا میں سنتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ حٰمٓ ۞ تَنۡزِيۡلٌ مِّنَ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۞ كِتٰبٌ فُصِّلَتۡ اٰيٰتُهٗ قُرۡاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ۔ جب عتبہ نے ان آیات کو سنا تو خاموش ہو گیا۔ اپنے ہاتھ اپنی پشت پر رکھ لیے تاکہ ان دونوں پر ٹیک لگائے۔ وہ سنتا رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ آیت سجدہ تک پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر سجدہ کیا۔ پھر فرمایا اے ابوالولید! کیا تو نے سنا؟ فرمایا میں نے سنا۔ فرمایا تو جانے۔ اور وہ عتبہ اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ہم اللہ کی قسم اٹھاتے ہیں۔ ابوالولید جس چہرے کے ساتھ گیا تھا

1۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 203 (1812)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس سے مختلف چہرے کے ساتھ واپس آیا ہے۔ جب عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا تو انہوں نے کہا اے ابوالولید! کیا چھوڑ آئے ہو؟ اس نے کہا اللہ کی قسم! میں نے وہ بات سنی ہے جیسی بات میں نے پہلے نہیں سنی تھی۔ اللہ کی قسم! نہ وہ شعر ہے نہ جادو ہے اور نہ ہی کہانت ہے۔ اللہ کی قسم! میں نے جو بات اس سے سنی ہے اس کی بڑی شان ہے۔(1)

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عتبہ پر ان آیات کو پڑھا تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا اے میری قوم! آج میری اطاعت کرو اور اس کے بعد میری نافرمانی نہ کرنا۔ اللہ کی قسم! میں نے اس آدمی سے ایسی گفتگو سنی ہے جیسی گفتگو میں نے کسی سے بھی نہیں سنی اور میں نہیں جانتا تھا کہ میں اسے کیا جواب دوں۔(2)

بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ وہ بنی غنم میں حضرت اسعد بن زرارہ کے پاس ٹھہرے۔ وہ لوگوں کو دعوت دینے لگے۔ سعد بن معاذ آئے اور انہیں دھمکایا۔ حضرت اسعد بن زراہ نے سعد سے کہا اس کی بات سنو۔ اگر تو اس میں کوئی برائی دیکھے تو اسے رد کر دینا۔ اگر تو اس سے حق سنے تو اس کی بات کو قبول کرنا۔ سعد نے پوچھا تو کیا کہتا ہے؟ حضرت مصعب نے انہیں ابتدائی آیات کی تلاوت کی۔ حضرت سعد بن معاذ نے کہا میں نہیں سنتا مگر جسے میں پہچانتا ہوں۔ وہ واپس لوٹے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دے دی تھی۔

امام بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے: ابوجہل نے کہا جبکہ قریش کے سردار بیٹھے ہوئے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ ہمارے لیے بکھر چکا ہے۔ اگر تم کسی ایسے آدمی کو تلاش کرو جو جادو، کہانت اور شعر کو جانتا ہو۔ عتبہ نے کہا میں ان چیزوں کا علم رکھتا ہوں۔ اگر بات ایسی ہوئی تو مجھ پر امر مخفی نہیں رہے گا۔ عتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی اے محمد! تو بہتر ہے یا ہاشم، تو بہتر ہے یا عبدالمطلب۔ تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ عتبہ نے کہا آپ کس وجہ سے ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور ہمارے آباء واجداد کو گمراہ قرار دیتے ہیں؟ اگر تمہاری خواہش حکومت ہو تو ہم تیرے لیے اپنے جھنڈے باندھ لیتے ہیں۔ جب تک تو زندہ رہے گا ہمارا سردار ہوگا۔ اگر تجھے کسی عورت کی خواہش ہو تو تم قریش کی جن عورتوں سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ ہم دس عورتوں سے تیری شادی کر دیتے ہیں۔ اگر تمہیں مال کی خواہش ہو تو ہم اپنے اموال میں سے تمہارے لیے مال جمع کر دیتے ہیں جس سے آپ اور آپ کے بعد والے بھی مستغنی ہو جائیں گے۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش بیٹھے تھے۔ کوئی گفتگو نہیں کر رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** .... **مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ** عتبہ نے آپ کو روک دیا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا کہ آپ ہمیں کچھ نہ کہیں وہ گھر نہ گیا اور قریش کے پاس جانے سے بھی رک گیا۔ ابوجہل نے کہا اے جماعت قریش! ہم عتبہ کو نہیں دیکھتے مگر یہ کہ اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دین قبول کر لیا ہے۔ اس کے کھانے نے اسے خوش کر دیا ہے۔ یہ نہیں ہوا مگر اسے کسی ضرورت نے آلیا ہے، ہمیں اس کے پاس لے چلو۔ قریش اس کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اعتراف مشرکی قریش بمانی کتاب اللہ، جلد 2، صفحہ 204، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 205

پاس آئے۔ ابوجہل نے کہا اے عتبہ! ہمارا گمان نہیں مگر یہ کہ تو محمد (ﷺ) کے دین کو اپنا چکا ہے اور اس کے معاملہ نے تجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔ اگر تجھے کوئی حاجت ہے تو ہم تیرے لیے اپنے اموال جمع کرتے ہیں جو تجھے محمد (ﷺ) سے غنی کردے گا۔ وہ غصے ہوگیا اور قسم اٹھائی کہ وہ محمد (ﷺ) سے کلام نہیں کرے گا اور کہا تم جانتے ہو کہ میں تمام قریش سے زیادہ مال رکھتا ہوں لیکن میں اس کے پاس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ اس نے مجھے ایسی چیز کے ساتھ جواب دیا۔ الله کی قسم! نہ وہ جادو ہے نہ شعر ہے اور نہ کہانت ہے اور پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ..... مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ میں نے اسے روک دیا اور رشتہ داری کا واسطہ دیا۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ جب کوئی بات کریں تو اس میں جھوٹ نہیں بولتے اور مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم پر کہیں عذاب نازل نہ ہو جائے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ الله نے حضرت ابن عمر رضی الله تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریشی رسول الله ﷺ کے پاس جمع ہوئے جبکہ رسول الله ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں عتبہ بن ربیعہ نے کہا مجھے اجازت دو کہ میں حضرت محمد ﷺ کے پاس جاؤں اور ان سے بات چیت کروں۔ ممکن ہے تمہاری بنسبت میں اس کے ساتھ نرم رویہ اپناؤں۔ عتبہ اٹھا یہاں تک کہ رسول الله ﷺ کی خدمت میں بیٹھا۔ کہا اے بھتیجے! تو ہم میں سے از روئے خاندان کے بہترین ہے اور ہم سے مقام و مرتبہ میں سب سے فضیلت رکھتا ہے۔ تو نے اپنی قوم میں ایسا افتراق پیدا کر دیا ہے کہ اس سے قبل کسی نے ایسی صورتحال پیدا نہیں کی۔ اگر تو اس معاملہ سے مال حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ تیری قوم پر لازم ہے کہ ہم آپ کے لیے اتنا مال جمع کریں یہاں تک کہ تو سب سے زیادہ مالدار ہو جائے۔ اگر تو شرف چاہتا ہے تو ہم تجھے اپنا سردار بنا لیتے ہیں یہاں تک کہ تجھ سے بڑا کوئی سردار نہیں ہوگا اور تیری رائے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔ اگر یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہے جو تجھے لاحق ہو چکی ہے جس سے چھٹکارا پانے کی تجھ میں طاقت نہیں تو ہم علاج کی غرض سے اپنے خزانے صرف کر دیں گے۔ اگر تو ملک چاہتا ہے تو ہم تجھے بادشاہ بنا دیتے ہیں۔ رسول الله ﷺ نے فرمایا اے ابوالولید! کیا تو اپنی بات سے فارغ ہو گیا ہے؟ فرمایا ہاں۔ تو رسول الله ﷺ نے حم سجدہ کی آیت پڑھی تو سجدہ کیا جبکہ عتبہ اپنا ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے رکھے ہوئے تھا یہاں تک کہ رسول الله ﷺ قرأت سے فارغ ہو گئے۔ عتبہ اٹھا، اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا جواب دے یہاں تک کہ وہ اپنی قوم کی مجلس میں آیا۔ جب ان لوگوں نے اسے دیکھا کہا وہ ایسے چہرے کے ساتھ تمہارے پاس آرہا ہے جس کے ساتھ وہ تمہارے پاس سے اٹھ کر نہیں گیا تھا۔ عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا اور کہا اے جماعت قریش! میں نے اس سے وہ بات کہی ہے جس کا تم نے مجھے حکم دیا تھا یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو اس نے مجھ سے ایسی گفتگو کی الله کی قسم! میرے کانوں نے ایسی گفتگو کبھی بھی نہیں سنی تھی۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں اسے کیا جواب دوں۔ اے جماعت! آج میری اطاعت کر لو اور بعد میں میری نافرمانی کر لینا۔ اس آدمی کو چھوڑ دو اور اس سے الگ تھلگ ہو جاؤ۔ الله کی قسم! جس بات پر وہ ہے وہ اس کو نہیں چھوڑے گا۔ اس کے اور عربوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ اور اگر وہ عربوں پر غالب آجائے تو اس کا شرف تمہارا شرف ہوگا۔ اس کا غلبہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب اعتراف مشرکی قریش بمانی کتاب الله، جلد 2، صفحہ 202، دارالکتب العلمیہ بیروت

تمہارا غلبہ ہوگا۔ اس کی حکومت تمہاری حکومت ہوگی۔ اگر عرب اس پر غالب رہیں تو تم اپنے سوا ہی اسے کافی ہو گئے۔ لوگوں نے کہا اے ابوالولید! تو بے دین ہو گیا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عائشہ کی ملاقات کے لیے آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ فرمایا اے عائشہ! مجھے میری چادر دو۔ تو حضرت عائشہ نے آپ کو چادر پیش کی۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو وہاں ایک آدمی نصیحت کر رہا تھا۔ آپ بیٹھ گئے یہاں تک کہ نصیحت کرنے والے نے اپنی بات ختم کی تو آپ نے اس سورت کا آغاز کیا۔ آپ نے سجدہ کیا یہاں تک کہ آپ کا سجدہ طویل ہو گیا۔ پھر جو لوگ دو میلوں تک تھے۔ انہوں نے اس بارے میں سنا اور اس پر سجدہ کی تلاوت کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے اپنے مقربین کو پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں کیونکہ جب سے میں آپ کے ساتھ زندگی گزار رہی ہوں اس قسم کا واقعہ میں نے پہلے نہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ فرمایا میں نے یہ سجدہ اپنے رب کا شکر بجالانے کے لیے کیا ہے کیونکہ اس نے میری امت کے بارے میں مجھ پر احسان کیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی امت کے بارے میں کیا عطا فرمایا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عطا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ میری امت کے ستر ہزار آدمیوں کو حساب کے بغیر جنت میں داخل فرمائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کی امت زیادہ اور پاکیزہ ہے، اپنے رب سے زیادہ کا مطالبہ کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایسا کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ستر ہزار عطا فرمائے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اپنی امت کے لیے اضافہ طلب کیجئے۔ آپ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ فرمایا پھر اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اسے یاد کر لیا ہے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خلیل بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں سوتے تھے یہاں تک کہ وہ سورۂ تبارک الذی اور حٰم سجدہ نہ پڑھ لیتے۔ (2)

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَیْهِ وَ فِیْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّ مِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ۝۵

"اور ان (ہٹ دھرموں) نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں (لپٹے ہوئے) ہیں اس بات سے جس کی طرف آپ ہمیں بلاتے ہیں اور ہمارے کانوں میں گرانی ہے۔ اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے۔ تم اپنا کام کرو، ہم اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔"

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جیسے تیر کے لیے ترکش۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 83، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 486 (2479)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابو سہل سری بن سہل جندیساپوری اپنی حدیث میں عبدالقدوس کے واسطہ سے حضرت نافع بن ازرق سے وہ حضرت ابن عمر سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قریش کے لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام سے تمہیں کیا چیز روکتی ہے؟ اگر تم اسلام قبول کر لیتے تو عربوں کے سردار بن جاتے۔ قریش کے لوگوں نے کہا اے محمد! تم جو کچھ کہتے ہو ہم اسے سمجھتے نہیں اور نہ اسے سنتے ہیں۔ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہیں۔ ابو جہل نے ایک کپڑا لیا اور اسے اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کھینچ دیا اور کہا اے محمد! قُلُوْبُنَا فِیْۤ اَكِنَّةٍ۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: میں تمہیں دو باتوں کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ تم یہ گواہی دو لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ جب انہوں نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کو سنا تو پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور کہا اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ (ص) بعض نے بعض سے کہا اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤى اٰلِهَتِكُمْ ۚۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚۖ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا (ص:8)

حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور کہتا ہے کیا یہ گمان نہیں کرتا کہ ان کے دلوں پر پردے ہیں، اس لیے وہ سمجھ نہیں سکتے اور ان کے کانوں میں گرانی ہے تو وہ آپ کا قول سنتے ہی نہیں ہیں یہ کیسے نہ ہو۔ وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ۝ (الاسراء:46) جس طرح وہ گمان کرتے ہیں اگر اسی طرح ہوتا تو وہ نہ بھاگتے لیکن وہ جھوٹے ہیں۔ وہ سنتے ہیں اور نفرت کی وجہ سے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔

جب اگلا دن آیا تو ان میں سے ستر آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے کہا اے محمد! ہم پر اسلام پیش کرو۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا تو سب مسلمان ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ مسکرائے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہا۔ فرمایا کیا تم نے کل یہ گمان نہیں کیا تھا کہ تمہارے دلوں پر غلاف ہے اور ہم تمہیں جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اس سے تمہارے دل پردوں میں ہیں اور تمہارے کانوں میں گرانی ہے۔ آج تم مسلمان ہو گئے ہو۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! کل ہم نے جھوٹ بولا تھا۔ اگر بات اسی طرح ہوتی تو ہم کبھی بھی ہدایت نہ پاتے لیکن اللہ تعالیٰ سچا ہے جبکہ بندے جھوٹے ہیں۔ وہ غنی ہے اور ہم اس کے محتاج ہیں۔

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِیْمُوْۤا اِلَیْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَ وَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ ۝۶ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸

”آپ فرمایئے میں انسان ہی ہوں (بظاہر) تمہاری مانند۔ البتہ وحی کی جاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود

خداوند یکتا ہی ہے۔ پس متوجہ ہو جاؤ اس کی طرف اور مغفرت طلب کرو اس سے۔ اور ہلاکت ہے مشرکوں کے لیے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک اعمال کئے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہوگا۔"

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ کا یہ مفہوم ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی نہیں دیتے۔ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ یعنی ختم نہ ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معنی ہے وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نہیں کہتے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے زکوٰۃ اسلام کا پل ہے جس نے اسے عبور کیا وہ بری ہو گیا اور نجات پا گیا۔ اور جس نے اسے عبور نہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔(2)

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ﴿9﴾ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَآ اَقْوَاتَهَا فِيْٓ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ۭ سَوَاۗءً لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ﴿10﴾ ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَاۗءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ۭ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَاۗىِٕعِيْنَ ﴿11﴾ فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَاۗءٍ اَمْرَهَا ۭ وَزَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ڰ وَحِفْظًا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿12﴾

"آپ (ان سے) پوچھیے کیا تم انکار کرتے ہو اس ذات کا جس نے پیدا فرمایا زمین کو دو دن میں اور ٹھہراتے ہو اس کے لئے مد مقابل۔ وہ تو رب العالمین ہے (اس کا مد مقابل کون ہو سکتا ہے)۔ اور اس نے (ہی) بنائے ہیں زمین میں گڑے ہوئے پہاڑ جو اس کے اوپر (اٹھے ہوئے) ہیں اور اس نے بڑی برکتیں رکھی ہیں اس میں اور اندازہ سے مقرر کر دی ہیں اس میں غذائیں (ہر نوع کے لیے) چار دنوں میں۔ (ان کا حصول) یکساں ہے طلب گاروں کے لیے۔ پھر اس نے توجہ فرمائی آسمان کی طرف، وہ اس وقت محض دھواں تھا پس فرمایا اسے اور زمین کو کہ آ جاؤ (تعمیل حکم اور ادائے فرائض کے لیے) خوشی سے یا مجبوراً۔ دونوں نے عرض کی ہم خوشی خوشی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 149 (2691)، دار الکتب العلمیہ بیروت

(دست بستہ) حاضر ہیں۔ پس بنا دیا انہیں سات آسمان دو دنوں میں اور وحی فرمائی ہر آسمان میں اس کے حسب حال۔ اور ہم نے مزین کر دیا آسمان دنیا کو چراغوں سے اور اسے خوب محفوظ کر دیا۔ یہ (سارا) نظام سب سے غالب، سب کچھ جاننے والے (خدا) کا ہے۔"

امام ابن جریر، نحاس نے اپنی تاریخ میں، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے آسمان و زمین کی تخلیق کے بارے میں پوچھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار اور پیر کے روز، پہاڑوں اور ان میں جو منافع ہیں وہ منگل کے روز پیدا کیا، بدھ کے روز درخت، پانی، شہر، آبادیاں اور کھنڈرات بنائے۔ تو یہ چار دن ہیں۔ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ جمعرات کے روز آسمان، جمعہ کے روز ستارے، سورج، چاند اور فرشتے بنائے جبکہ اس کی تین ساعتیں باقی تھیں۔ ان تین ساعتوں میں سے پہلے ساعت میں وہ مدتیں پیدا فرمائیں جن میں مرنے والا مرے گا۔ دوسری میں اللہ تعالیٰ نے ہر اس شے پر آفت ڈالی جس سے نفع حاصل کیا جا رہا تھا اور تیسری میں حضرت آدم کو تخلیق فرمایا اور جنت میں سکونت عطا کی اور ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا اور ساعت کے آخری حصہ میں اسے جنت سے نکال دیا۔ یہودیوں نے کہا اے محمد! یہ کیا ہے؟ فرمایا پھر وہ عرش پر متمکن ہوا۔ انہوں نے کہا اگر آپ بات مکمل کرتے تو آپ درست بات کرتے۔ پھر انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے آرام کیا۔ تو نبی کریم ﷺ سخت غضبناک ہوئے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (ق:38)(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نہریں نکالیں، درخت لگائے، پہاڑوں کو رکھا، سمندر جاری کیے اور ایک چیز میں وہ چیزیں رکھیں جو دوسری میں نہ تھیں۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر زمین میں وہ چیز مقدر کی جو دوسری کے مناسب نہ تھی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے: نیشاپوری نیشاپور میں موزوں ہے اور یمنی کپڑے یمن کے موزوں ہیں۔

امام عبد الرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَقْوَاتَهَا سے مراد ان کے رزق ہیں۔(2)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: جس نے سوال کیا تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 149 (2692)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 150 (2695)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان دھویں سے بنائے۔ پھر زمین کی پیدائش کا آغاز اتوار اور سوموار کو کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مقصود ہے قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ۔ وَقَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا یعنی منگل اور بدھ کے روز۔ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ اسے بلند کیا، اسے ستاروں سے مزین کیا، سورج اور چاند کو ان دونوں کے فلک میں چلایا اور اس میں جو چیز چاہی پیدا کی۔ فرشتوں کو جمعرات اور جمعہ کو پیدا کیا۔ جنت کو جمعہ کے روز پیدا کیا اور یہودیوں کو ہفتہ کے روز پیدا کیا کیونکہ اس میں ہر شے آرام لیتی ہے۔ نصرانیوں نے اتوار کے دن کو عظیم جانا کیونکہ اس میں شے کی پیدائش کا آغاز ہوا اور مسلمانوں نے جمعہ کے دن کو عظیم خیال کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس روز اپنی مخلوق سے فارغ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت میں اپنی رحمت پیدا کی، اسی دن میں حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اسی دن میں وہ جنت سے اترے۔ اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اس لیے یہ دوسرے دنوں سے بڑا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن پیدا فرمایا تو اس کا نام احد رکھا۔ دوسرا پیدا کیا تو اس کا نام الاثنین رکھا۔ تیسرا پیدا کیا تو اس کا نام ثلثاء رکھا۔ چوتھا پیدا کیا تو اس کا نام اربعاء رکھا۔ پانچواں پیدا کیا تو اس کا نام خمیس رکھا۔ زمین کو اتوار اور پیر کے روز، پہاڑوں کو منگل کے روز پیدا کیا۔ اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ دن ثقیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نہروں، درختوں اور بستیوں کی جگہوں کو بدھ کے روز پیدا کیا، پرندے، وحشی جانور، درندے اور کیڑے مکوڑے جمعرات کے روز پیدا کیے اور انسان کو جمعہ کے روز پیدا کیا اور ہفتہ کے روز اس سے فارغ ہوا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کا آغاز فرمایا: زمین کو اتوار اور سوموار کے دن، رزق اور پہاڑ منگل اور بدھ کے دن پیدا کیے۔ آسمانوں کو جمعرات اور جمعہ کے روز عصر تک پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اس گھڑی پیدا کیا جس میں بندہ اگر اپنے رب کے حضور التجاء کرے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ وہ عصر کے وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک کا وقت ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اتوار کا دن کیسا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں زمین کو پیدا کیا۔ انہوں نے پوچھا بدھ کا دن کیسا ہے؟ فرمایا اس میں روزیاں پیدا کیں۔ پوچھا جمعرات؟ فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ پوچھا جمعہ کا دن؟ فرمایا اس کی دو ساعتوں میں فرشتے، دو ساعتوں میں جنت اور دوزخ، دو ساعتوں میں سورج، چاند اور ستارے، دو ساعتوں میں رات اور دن پیدا کیے۔ پوچھا کیا آپ آرام کا ذکر نہیں کریں گے۔ فرمایا سُبْحٰنَ اللّٰهِ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ (ق:38)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چھ دنوں میں اپنی مخلوق سے فارغ ہوا۔ پہلا دن اتوار کا۔ دوسرا سوموار، تیسرا منگل، چوتھا بدھ، پانچواں جمعرات اور چھٹا جمعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن آسمان، پیر کے دن سورج اور چاند، منگل کے

دن سمندر اور زمین کے جانور پیدا کیے۔ نہروں کو جاری کیا اور روزیاں مقدر کیں۔ درختوں کو بدھ کے روز پیدا کیا۔ جمعرات کو جنت اور دوزخ کو پیدا کیا اور حضرت آدم علیہ السلام کو جمعہ کے روز پیدا کیا۔ پھر ہفتہ کے روز امر کی طرف توجہ فرمائی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے کہا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے ان چھ دنوں میں جو مخلوق پیدا فرمائی ہے اس بارے میں بتائیے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اتوار اور پیر کے دن زمین کو پیدا فرمایا۔ منگل کو پہاڑ پیدا فرمائے۔ شہر، روزیاں، دریا، آبادیاں، کھنڈر بدھ کو پیدا فرمائے۔ آسمان اور فرشتے جمعرات کو پیدا فرمائے جبکہ جمعہ کی تین گھڑیاں باقی تھیں۔ اس کی پہلی ساعت میں موت کے اوقات، دوسری ساعت میں آفت اور تیسری میں حضرت آدم علیہ السلام۔ انہوں نے کہا آپ نے سچی بات کی ہے اگر آپ مکمل کردیں جو وہ ارادہ کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پہچان گئے تو آپ غضبناک ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ ﴿۳۸﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ (ق:39) کو نازل فرمایا۔(1)

امام ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرمایا اپنا سورج نکالو، اپنا چاند اور ستارے نکال۔ اور زمین سے فرمایا اپنے دریاؤں کو نکال اور اپنے پھلوں کو نکال۔ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآىِٕعِيْنَ۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَتَيْنَا کا معنی ہے اعطیا دونوں دو جس طرح اَتَيْنَا کا معنی ہے اعطینا یعنی ہم نے دیا۔(3)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے: جو اس نے حکم دیا اور روشن کرنے والی چیزیں اور دوسری چیزوں کو پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان میں اس کا سورج، اس کا چاند، اس کے ستارے اور اس کے مناسب چیزیں پیدا کیں۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 79 (73)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 114

وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝۱۵ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَ هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۱۶ وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝۱۷ وَ نَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝۱۸

''پس اگر وہ (پھر بھی) روگردانی کریں تو آپ فرمایئے کہ میں نے ڈرایا ہے تمہیں اس کڑک سے جو عاد وثمود کی کڑک کی مانند (ہلاکت خیز) ہوگی۔ (کچھ یاد ہے) جب آئے تھے ان کے پاس رسول سامنے سے اور پیچھے سے (یعنی ہر طرف سے یہ سمجھانے کے لئے) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ انہوں نے کہا اگر ہمارے رب کی مرضی ہوتی (کہ ہمیں کچھ سمجھائے) تو فرشتے نازل کرتا۔ پس ہم جو دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے (اس کا سراسر) انکار کرتے ہیں۔ پس قوم عاد نے تو سرکشی اختیار کی زمین میں ناحق اور کہنے لگے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ پس انہوں نے نہ جانا کہ اللہ تعالیٰ جس نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے زیادہ قوی ہے اور وہ (تو) ہمیشہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے بھیج دی ان پر سخت ٹھنڈی تند ہوا منحوس دنوں میں تاکہ ہم انہیں چکھائیں ذلت آمیز عذاب اس دنیوی زندگی میں۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت زیادہ رسوا کن ہوگا اور ان کی ہرگز مدد نہ کی جائے گی۔ باقی رہے ثمود تو انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی، انہوں نے پسند کیا اندھے پن کو ہدایت پر تو پکڑ لیا انہیں اس عذاب کی کڑک نے جو رسوا کن ہے ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے تھے اور (اللہ کی نافرمانی سے) ڈرتے رہتے تھے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: قرآن حکیم میں جہاں بھی صٰعِقَةِ کا لفظ ہے اس سے مراد عذاب ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ کا یہ معنی نقل کیا ہے: میں نے تمہیں عاد وثمود کی مثل عذاب سے ڈرایا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے رِيْحًا صَرْصَرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے سخت منحوس۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لیے واضح کیا۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 150 (97-2696)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے لئے خیر اور شر کا راستہ واضح کیا۔

وَ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَ اَبْصَارُهُمْ وَ جُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾

"اور (ذرا خیال کرو) اس دن کا جب جمع کئے جائیں گے اللہ کے دشمن آتش (جہنم) کی طرف پھر وہ (گروہوں میں) بانٹ دیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ دوزخ کے قریب آجائیں گے (تو حساب شروع ہوگا اس وقت) گواہی دیں گے ان کے خلاف ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں اس کے بارے میں جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ کہیں گے اپنی کھالوں سے تم نے ہمارے خلاف گواہی کیوں دی؟ وہ کہیں گے (ہم بے بس ہیں) ہمیں تو گویا کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے جس نے گویا کیا ہے ہر شے کو اور اسی نے تمہیں پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ اور اب اسی کی طرف تم لوٹائے جا رہے ہو۔ اور تم نہیں چھپا سکتے تھے اپنے آپ کو اس امر سے کہ گواہی نہ دیں تمہارے خلاف تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں اور نہ تمہاری کھالیں بلکہ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی نہیں تمہارے اکثر اعمال کو جو تم کرتے ہو اور تمہارے اسی گمان نے جو تم اپنے رب کے بارے میں کیا کرتے تھے تمہیں ہلاک کر دیا پس تم ہو گئے نقصان اٹھانے والوں سے۔ پس وہ صبر کریں (یا نہ کریں) آگ ہی ان کا ٹھکانا ہے اور اگر وہ (اس وقت) رضائے الٰہی چاہیں گے تو وہ ان میں سے نہ ہوں گے جن پر اللہ راضی ہوا۔"

طبرانی نے حضرت ابن عباس سے فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان میں سے پہلے کو آخری پر روک دیا جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور ابورزین رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے يُوْزَعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 386 (12076)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

انہیں دھکیل دیا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وزعہ سے مراد فرشتوں میں سے ہانکنے والے ہیں جو جہنمیوں کو جہنم کی طرف ہانکتے ہیں اور آخری کو پہلے کی طرف لوٹاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ان پر ہانکنے والے ہوں گے جو ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف واپس کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو روکیں گے۔ کہا ان پر ہانکنے والے مقرر ہوں گے جو ان کے اگلوں کو پچھلوں کی طرف لوٹائیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابن ازرق کو فرمایا کہ قیامت لوگوں پر آئے گی جب وہ نہ بولیں گے نہ معذرت کریں گے اور نہ کلام کریں گے۔ یہاں تک کہ انہیں اجازت دی جائے گی تو وہ جھگڑیں گے۔ مشرک اپنے شرک سے انکار کرے گا۔ تو لوگ اس کے حق میں قسمیں اٹھائیں گے جس طرح تمہارے حق میں قسمیں اٹھاتے ہیں: جب وہ اپنے گھر میں سے گواہوں کا انکار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی جلدوں، ان کی آنکھوں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں کو حکم دے گا اور ان کے مونہوں پر مہر لگا دی جائے گی۔ پھر منہ کھول دیے جائیں گے تو وہ اس طرح آپس میں جھگڑیں گے جس طرح درندے لڑتے ہیں۔ وہ کہیں گے اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ بعد میں زبانیں بھی ان باتوں کا اقرار کریں گی۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں کعبہ شریف کے پردوں سے لپٹا ہوا تھا کہ تین آدمی آئے۔ قریشی اور دو ثقفی یا ایک ثقفی اور دو قریشی، خوب ہٹے کٹے اور دل ان کے سمجھ سے خالی۔ انہوں نے کوئی بات کی جسے میں نہ سن سکا۔ ایک نے کہا کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس بات کو سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا جب ہم اپنی آوازوں کو بلند کرتے ہیں تو وہ سنتا ہے اور جب ہم اپنی آوازوں کو بلند نہیں کرتے۔ تو وہ نہیں سنتا دوسرے نے کہا انسان سے جو بات سنتا ہے تو پوری سنتا ہے۔ تو میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ یَّشْهَدَ عَلَیْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا یَعْلَمُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِیْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ کو نازل فرمایا۔(1)

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں حضرت معاویہ بن حیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں یہاں جمع کیا جائے گا۔ پیدل اور اپنے چہروں پر سوار کر کے اور شام کی طرف اشارہ کیا۔ تمہیں اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا جبکہ تمہارے منہ

1۔ صحیح بخاری، باب فی قولہ تعالیٰ وما کنتم تستترون الخ، جلد 2، صفحہ 1122، وزارت تعلیم اسلام آباد

4B
پر چھلنی ہوگی۔ تمہاری جانب سب سے پہلے جو چیز معاملہ کو واضح کرے گی۔ وہ اس کی ران اور ہتھیلی ہوگی اور رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ کا یہ معنی کیا ہے جو تم گمان رکھتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ کا معنی ہے جسے تم مخفی رکھتے تھے۔

امام احمد، طبرانی، عبد بن حمید، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہ مرے مگر یہ کہ وہ اپنے اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو کیونکہ ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوئے ظن نے ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (1)

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝٢٥

"اور ہم نے مقرر کر دیے ان کے لیے کچھ ساتھی پس انہوں نے آراستہ کر دکھایا انہیں اگلے اور پچھلے گناہوں کو اور ثابت ہو گیا ان پر فرمانِ (عذاب) ان قوموں کی طرح جو ان سے پہلے گزر چکی تھیں جنوں اور انسانوں سے۔ وہ سب (اگلے پچھلے) نقصان اٹھانے والے تھے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قُرَنَآءَ کا معنی شیاطین نقل کیا ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ کا یہ معنی کیا ہے کہ انہوں نے ان کے لئے دنیا کو مزین کر دیا جس میں وہ رغبت رکھتے تھے۔ اور مَا خَلْفَهُمْ یعنی ان کے لئے آخرت کو بھلا دینے اور اسی کے انکار کرنے کو مزین کر دیا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ۝٢٦ فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٢٧ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝٢٨

"اور کہنے لگے وہ کافر مت سنا کرو اس قرآن کو اور شور و غل مچا دیا کرو اس کی تلاوت کے درمیان، شاید تم (اس

1۔ صحیح مسلم، باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت، جلد 2، صفحہ 387، وزارت تعلیم اسلام آباد

طرح) غالب آجاؤ۔ پس ہم ضرور چکھائیں گے کفار کو شدید عذاب (کا مزہ) اور انہیں بدلہ دیں گے بہت برا اس (نافرمانی) کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ یہ ہے سزا اللہ کے دشمنوں کی یعنی آگ۔ ان کے لیے اس میں ہی ہمیشہ ٹھہرنے کا گھر ہے۔ یہ سزا ہے اس بات کی کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے۔ جب قرآن پڑھتے تھے تو اپنی آواز کو بلند کرتے تھے جبکہ مشرک لوگوں کو آپ سے دور بھگاتے تھے اور کہتے تھے: لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ جب رسول اللہ ﷺ آہستہ آواز میں قرآن پڑھتے تو جو قرآن سننا پسند کرتا تھا وہ نہ سن سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا (الاسراء:110) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَالْغَوْا فِيْهِ سے مراد یہ ہے وہ سیٹیاں بجاتے اور رسول اللہ ﷺ کی گفتگو میں مداخلت کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے تو قریش اس طرح کا عمل کرتے تھے۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے وَالْغَوْا فِيْهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے: وہ کہتے ہیں اس کا انکار کرو اور اس سے دشمنی کرو۔ واللہ اعلم

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

''اور کافر کہیں گے اے ہمارے رب! ہمیں دکھا وہ دونوں (شیطان) جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا جنوں اور انسانوں سے ہم انہیں روند ڈالیں گے اپنے قدموں کے نیچے تاکہ وہ ہو جائیں پست ترین لوگوں سے۔''

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اَضَلّٰنَا سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اور ابلیس ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور ابراہیم رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 154 (2705)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"بے شک وہ (سعادت مند) جنہوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اس قول پر پختگی سے قائم رہے، اترتے ہیں ان پر فرشتے (اور انہیں کہتے ہیں) کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو، تمہیں بشارت ہو جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دوست ہیں دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ شے ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے۔ یہ میزبانی ہے، بہت بخشنے والے، ہمیشہ رحم فرمانے والے کی طرف سے۔"

امام ترمذی، امام نسائی، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی اور ابن مردویہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا پڑھی۔ فرمایا لوگوں میں سے کچھ نے اس کو پڑھا پھر اکثر نے ان کا انکار کر دیا۔ جس نے یہ کلمات موت تک کہے تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جس نے استقامت کا مظاہرہ کیا۔(1)

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، مسدد، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن عمران رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ استقامت یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے۔(2)

امام ابن راہویہ، عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت اسود بن ہلال رحمہ اللہ کے واسطہ سے انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا تم ان دونوں آیات کے بارے میں کیا کہتے ہو: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا۔ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (الانعام:82)؟ انہوں نے کہا انہوں نے کوئی گناہ نہ کیا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا تم ہی نے اس آیت کو شدید امر پر محمول کیا ہے۔ فرماتے یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد وہ بتوں کی عبادت کی طرف نہ لوٹے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت ثوری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضور ﷺ کے ایک صحابی سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض پر قائم رہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا سے مراد ہے کہ وہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت پر قائم رہے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، امام احمد نے زہد میں، عبد بن حمید، حکیم ترمذی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم رہے۔ وہ لومڑی کی طرح مکر نہیں کرتے رہے۔(4)

1۔ سنن ترمذی، باب فضل سورۃ حم السجدہ، جلد 5، صفحہ 351 (3250)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 155 (2709)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک، تفسیر سورۃ حم السجدۃ، جلد 2، صفحہ 478 (3648)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ کتاب الزہد، صفحہ 144، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کتاب اللہ میں سے کون سی آیت زیادہ وسعت رکھتی ہے۔ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یعنی وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی پر قائم رہے۔ آپ سے عرض کی گئی تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ (الزمر:53)۔ آپ نے یہ آیت پڑھی وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ (الزمر:54) فرمایا دونوں میں اس چیز کا ذکر کیا ہے کہ عمل کرو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم اور مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: انہوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور بعد میں موت تک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض کی ادائیگی پر قائم ہو گئے اور آخرت میں ان پر فرشتے نازل ہوں گے۔

امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، امام بخاری نے تاریخ میں، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت سفیان ثقفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اسلام کے بارے میں ایسی چیز کا حکم دیں کہ آپ کے بعد اس کے بارے میں کسی سے سوال نہ کروں۔ فرمایا تو کہہ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ پھر اس پر ڈٹ جا۔ میں نے عرض کی کس چیز سے بچوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ موت کے وقت اس پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ (2)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اَلَّا تَخَافُوْا کی تفسیر میں مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موت اور آخرت کے معاملہ میں خوف نہ کھاؤ اور دنیا کے جو معاملات یعنی اولاد، گھر اور قرض کے بارے میں غمگین نہ ہو وہ تمام معاملات جن میں تم کو نائب بنایا گیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ موت کے وقت مومن کی خدمت میں حاضر ہوا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے کہ جس کے پاس تو جا رہا ہے اس کے بارے میں خوف نہ کر۔ تو اس کا خوف چلا جاتا ہے۔ دنیا اور دنیا والوں کے بارے میں غم کر اور تجھے جنت کی بشارت ہو۔ تو وہ مر جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی آنکھ کو ٹھنڈک پہنچائی ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: اس کی موت، اس کی قبر میں اور قیامت کے روز اسے بشارت دی جاتی ہے۔ وہ جنت میں پہنچے گا ابھی اس کے دل سے بشارت کی خوشی نہیں نکلی ہوگی۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلَّا تَخَافُوْا تم اپنے ضائع ہو جانے کا خوف نہ کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے ذکر الموت (3) میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل

1۔ صحیح مسلم، باب جامع اوصاف الایمان، جلد 1، صفحہ 48، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ شعب الایمان، باب فی عذاب القبر، جلد 1، صفحہ 354، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب کا نام

کی ہے کہ ہر انسان پر اس دنیا سے جانا حرام ہے یہاں تک کہ وہ اپنا ٹھکانہ جان لے گا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مومن کو اس کی موت کے بعد بچے کے صالح ہونے پر بشارت دی جاتی ہے تا کہ اس کی آنکھ ٹھنڈی ہو۔

امام احمد اور امام نسائی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو بھی پسند کرتا ہے۔ ہم نے عرض کی ہم میں سے تو ہر ایک موت کو ناپسند فرماتا ہے۔ فرمایا یہ موت کو ناپسند کرنا نہیں ہے لیکن جب مومن کی موت کا وقت قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بشارت دینے والا آتا ہے جو اسے اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور لے جانے والا ہوتا ہے۔ تو اس بندۂ مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ تو اللہ بھی ایسے بندے کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ کافر اور فاجر کی موت کا وقت جب قریب آتا ہے تو اس کے پاس وہ آتا ہے جو اسے شر کی طرف لے جانے والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس سورت کو پڑھا یہاں تک کہ اس آیت تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ تک پہنچے تو آپ ٹھہر گئے۔ کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو قبر سے اٹھائے گا تو اسے وہ دو فرشتے ملیں گے جو دنیا میں اس کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ دونوں اسے کہیں گے نہ خوف کر اور نہ غم کر۔ تجھے جنت اور ان چیزوں کی جن سے اللہ تعالیٰ نے اسے بچایا، کی بشارت ہو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس بندۂ مومن کو خوف سے امن دیتا ہے اور اس کی آنکھ ٹھنڈی کرتا ہے۔ خبردار! یہ مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی اور جو وہ دنیا میں عمل کرتا رہا تھا۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم دنیا میں تمہارے ساتھی تھے۔ ہم تمہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ ہم تمہارے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ عبد بن حمید کے الفاظ اس طرح ہیں ان کے وہ دوست جو دنیا میں ان کے ساتھ رہتے تھے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو وہ کہیں گے ہم تم سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ ہم تمہیں جنت میں داخل نہ کر دیں۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں اور بیہقی رحمہ اللہ نے بعث میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی اثناء میں کہ جنتی اپنی مجلس میں ہوں گے کہ ان کے لیے جنت کے دروازے پر ایک نور ظاہر ہوگا۔ وہ اپنے سر اٹھائیں گے کیا دیکھیں گے کہ ان کا رب جلوہ فرما ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے جنتیو! مجھ سے سوال کرو۔ وہ عرض کریں گے۔ ہم تجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ تو ہم سے راضی ہو جائے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری رضا نے ہی تو تمہیں اس میرے گھر میں اتارا ہے اور تمہیں یہ عزت دی ہے، کوئی اور سوال کرو؟ جنتی عرض کریں گے ہم تجھ سے زیادتی کا سوال

1۔ سنن نسائی، باب فیمن احب لقاء اللہ، جلد 4، صفحہ 10، دار الریان للتراث القاہرہ

کرتے ہیں تو انہیں سرخ یاقوت کے گھوڑے عطا کیے جائیں گے جن کی لگامیں سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کی ہوں گی وہ جنتی ان پر آئیں گے۔ وہ اپنے قدم حد نگاہ پر رکھیں گے۔ الله تعالیٰ درختوں کو حکم دے گا جن پر پھل ہوں گے حورعین آئیں گی۔ وہ کہیں گی ہم نرم و نازک ہیں ہم سخت نہیں ہیں۔ ہم ہمیشہ رہنے والی ہیں ہم پر موت نہیں آتی اور معزز مومنوں کی بیویاں ہیں۔ الله تعالیٰ کستوری کے ٹیلے کو حکم دے گا جو سفید اور مہکتا ہوگا۔ وہ ان پر خوشبو کو بکھیرے گا جسے مثیرہ کہتے ہیں یہاں تک کہ یہ انہیں جنت عدن تک لے جائیں گے۔ یہ جنت کا وسط ہے۔ فرشتے کہیں گے اے ہمارے رب! لوگ حاضر ہو گئے ہیں۔ الله تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ صادقین کو خوش آمدید! تو ان کے لیے حجاب اٹھا دیا جائے گا۔ وہ الله تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور الله کے نور سے لطف اٹھائیں گے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھیں گے۔ پھر الله تعالیٰ فرمائے گا انہیں محلات کی طرف تحائف کے ساتھ واپس لے جاؤ۔ وہ واپس لوٹیں گے۔ جبکہ وہ ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الله تعالیٰ کے فرمان نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن نجار رحمہ الله نے حضرت ابو ہریرہ کی حدیث سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۳۳﴾

”اور اس شخص سے بہتر کس کا کلام ہے جس نے دعوت دی الله کی طرف اور نیک عمل کیے اور کہا کہ میں تو (اپنے رب کے) فرمانبردار بندوں میں سے ہوں۔“

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم الله نے حضرت عائشہ رضی الله تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مِّمَّنْ دَعَاۤ اِلَى اللّٰهِ سے مراد موذن ہے۔ وَ عَمِلَ صَالِحًا سے مراد اذان اور اقامت کے دوران دو رکعت نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم الله نے ایک اور سند سے حضرت عائشہ رضی الله تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے: میرا خیال ہے کہ یہ آیت اذان دینے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما الله نے حضرت حسن بصری رضی الله تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما الله نے حضرت ابن سیرین رضی الله تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما الله نے حضرت حسن بصری رضی الله تعالیٰ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مومن ہے جس نے نیک عمل کیا اور الله تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الاذان وثوابہ، جلد 1، صفحہ 204 (2348)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق وہ بندہ ہے جس کا قول، عمل، داخل ہونے کی جگہ نکلنے کی جگہ، راز، علانیہ اور حاضر ہونے کی جگہ، غائب ہونے کی جگہ درست ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا یعنی اذان دینے والا۔ اور عَمِلَ صَالِحًا سے مراد جس نے روزہ رکھا اور نماز پڑھی۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں قول سے مراد اذان ہے اور عَمِلَ صَالِحًا سے مراد اذان اور اقامت کے درمیان نماز ہے۔ خطیب نے کہا ابو بکر! نقاش نے کہا مجھے ابوبکر بن ابی داؤد نے اپنی تفسیر میں ایک لاکھ بیس ہزار روایات بیان کیں مگر اس میں یہ حدیث نہیں۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت عاصم بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اذان سے فارغ ہو تو یہ کہہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں سب سے لمبی ہوں گی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز حضرت بلال مؤذنوں کے سردار ہوں گے۔ انکے پیچھے مومن ہی ہوگا جبکہ مؤذن قیامت کے روز سب سے لمبی گردن والے ہوں گے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤذن کی بلند آواز اس کے حق میں بخشش طلب کرتی ہے اور ہر تر اور خشک اس کی تصدیق کرتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک آدمی سے کہا تیرا عمل کیا ہے؟ عرض کی اذان فرمایا۔ تیرا عمل کتنا اچھا ہے، جو چیز تجھے سنتی ہے وہ تیرے حق میں گواہی دیتی ہے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اگر میں اس منصب خلافت کے ہوتے ہوئے اذان دینے کی طاقت رکھتا تو میں ایسا ضرور کرتا۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اذان پر میرا قوی ہونا مجھے حج، عمرہ اور جہاد سے زیادہ محبوب ہے۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اگر میں مؤذن ہوتا تو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہ ہوتی کہ میں حج اور جہاد نہ کرتا۔ (7)

1۔ سنن ابن ماجہ، باب فی فضل الاذان وثواب المؤذنین، جلد 1، صفحہ 395 (725)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 204 (2343)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (2349) 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 205 (2352)

5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 203 (2334) 6۔ ایضاً (2336) 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 204 (2344)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جو اذن دے تو اس کے لیے ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اگر وہ اقامت بھی کہے تو یہ افضل ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ حدیث بیان کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو علم ہو جائے کہ اذان کا کیا مرتبہ ہے تو لوگ آپس میں جھگڑا کریں۔ یہ بات کہی جاتی تھی اذان دینے میں جلدی کرو، امامت میں جلدی نہ کرو۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اذان دینے والے کو قیامت کے روز سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا۔(3)

وَ لَا تَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَ لَا السَّیِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾

”نہیں یکساں ہوتی نیکی اور برائی۔ برائی کا تدارک اس (نیکی) سے کرو جو بہتر ہے پس ناگہاں وہ شخص، تیرے درمیان اور اس کے درمیان عداوت ہے، یوں بن جائے گا گویا تمہارا جانی دوست ہے۔ اور نہیں توفیق دی جاتی ان (خصائل حمیدہ) کی بجز ان کے جو صبر کرتے ہیں اور نہیں توفیق دی جاتی ان کی مگر بڑے خوش نصیب کو۔“

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں مومنوں کو غضب کے وقت صبر، جہالت کے وقت حلم اور زیادتی کے وقت معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں شیطان سے محفوظ کر دے گا اور دشمن کو ان کے لیے سرنگوں کر دے گا۔(4)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے سلام دو۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سلام ہے، جب تو اسے ملے تو سلام کہہ۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سلام ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَلِیٌّ حَمِیْمٌ کا معنی رقیب نقل کیا ہے، یعنی نگہبان اور ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ سے مراد جنت نقل کی ہے۔(6)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 203 (2337)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 204 (2339) 3۔ (2340)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 24، صفحہ 138
6۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 156 (14-2713)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وَ مَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسے اس وقت تک وہ نہیں پائے گا جب تک وہ غصے کو نہیں پیئے گا اور بعض ناپسندیدہ چیزوں سے درگزر نہیں کرے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کو اس کا بھائی برا بھلا کہتا ہے تو وہ کہتا ہے اگر تو سچا ہے تو اللہ مجھے بخش دے۔ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے بخش دے۔ واللہ اعلم۔

وَ اِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾

"اور (اے سننے والے!) اگر شیطان کی طرف سے تیرے دل میں کوئی وسوسہ پیدا ہو تو (اس کے شر سے) اللہ کی پناہ مانگ۔ یقیناً وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دوسرے کو سخت سست کہا تو ایک بہت غصے میں ہو گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں۔ اگر یہ وہ کلمہ کہے تو اس کا غصہ جاتا رہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اس آدمی نے عرض کی کیا آپ مجھے مجنون خیال کرتے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ایک دوسرے کو سخت سست کہا یہاں تک کہ ایک دوسرے کے چہرے سے غصہ عیاں ہونے لگا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں اگر وہ یہ کہے تو اس کا غصہ ختم ہو جائے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا غضب سے بچو کیونکہ یہ انگارہ ہے جو انسان کے دل میں روشن کیا جاتا ہے۔ کیا تم اس کی رگوں کے پھول جانے اور آنکھوں کی سرخی کو نہیں دیکھتے جو آدمی اس میں سے کوئی چیز محسوس کرے تو زمین کے ساتھ چمٹ جائے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ شیطان کہتا ہے کہ انسان مجھ پر کیسے غالب آ سکتا ہے جب وہ اس بات پر راضی ہے کہ میں اس کے دل میں ہوں۔ جب وہ غصے میں ہوتا ہے تو اڑتا ہوں یہاں تک کہ اس کے سر پر ہو جاتا ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ اسی اثناء میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ٹیک لگانے لگے یہاں تک کہ ایک ستون سے ٹیک

1۔ صحیح مسلم، باب من یملک نفسہ عند الغضب الخ، جلد 2، صفحہ 326، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی الغضب مما یقولہ الناس، جلد 5، صفحہ 216 (25374)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لگائی۔ پھر فرمانے لگے میں تجھ پر اللہ کی مکمل لعنت کرتا ہوں تو ایک صحابی نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! جو آپ کر رہے ہیں یہ کونسی چیز ہے؟ فرمایا شیطان میرے پاس آگ کے شہابیہ کے ساتھ آیا تا کہ اس کے ساتھ مجھے جلا دے تو میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی مکمل لعنت کی۔ وہ منہ کے بل گر پڑا اور اس کی آگ بجھ گئی۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۞ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۞

''اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے رات بھی ہے اور دن بھی سورج بھی ہے اور چاند بھی، مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ سجدہ کرو اللہ کو جس نے انہیں پیدا فرمایا ہے اگر تم واقعی اس کے پرستار ہو۔ پھر بھی اگر وہ تکبر کرتے رہیں (تو ان کی قسمت) پس وہ (فرشتے) جو آپ کے رب کے پاس ہیں تسبیح کرتے رہتے ہیں اس کی شب و روز اور وہ نہیں تھکتے۔''

ابو یعلی اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات، دن، سورج، چاند اور ہواؤں کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ انہیں ایک قوم کے لیے بطور رحمت اور ایک قوم کے لیے بطور عذاب بھیجا جاتا ہے۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے لَا يَسْئَمُوْنَ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا وہ نہ اکتاتے ہیں اور نہ سستی کرتے ہیں۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا:

مِنَ الْخَوْفِ لَاذِی سَأْمَةٍ مِنْ عِبَادَةٍ وَلَا مُؤْمِنٍ طُوْلِ التَّعَبُّدِ يَجْهَدُ

''وہ خوف کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، وہ عبادت سے اکتانے والا نہیں اور نہ ہی وہ طویل عبادت پر مطمئن ہونے والا ہے، وہ کوشاں رہتا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ حم سجدہ کی ان دو آیتوں میں دوسری پر سجدہ کرتے تھے جبکہ حضرت ابن مسعود ان میں سے پہلی پر سجدہ کرتے تھے۔ (2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 332 (2191)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم السجدہ، جلد 2، صفحہ 479 (3650)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اور آپ کے ساتھی ان دو آیتوں میں سے پہلی کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سنا کہ آپ پہلی آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ پہلی آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عبدہ بن حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے پہلی آیت پر سجدہ کیا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دوسری آیت کے اختتام پر سجدہ کرتے تھے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ؕ اِنَّهٗ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾

''اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تو دیکھتا ہے زمین کو کہ وہ (کسی وقت) خشک بنجر ہے، پھر جب ہم اتارتے ہیں اس پر (بارش کا) پانی تو جھومنے لگتی ہے اور کھل اٹھتی ہے بیشک وہ (قادرِ مطلق) جس نے زندہ کر دیا ہے زمین کو وہی زندہ کرنے والا ہے مردوں کا۔ بلاشبہ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْاَرْضَ خَاشِعَةً کا یہ معنی نقل کیا ہے: غبار والی خشک۔ جب اس پر بارش ہوتی ہے تو یہ لہلہانے لگتی ہے اور خوب پھلتی پھولتی ہے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اهْتَزَّتْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ نباتات سے جھومنے لگتا ہے۔ رَبَتْ فصل اگانے سے پہلے اس میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے۔ (2)

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰی فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴۰﴾

''بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں اپنی طرف سے اضافے کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ تو کیا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 156 (2715)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 141، دار احیاء التراث العربی بیروت

جو پھینکا جائے گا آگ میں وہ بہتر ہے یا جو آئے گا امن وسلامتی کے ساتھ قیامت کے دن (وہ بہتر ہے) تم وہ کرو جو تمہاری مرضی۔ یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو وہ خوب دیکھ رہا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِنَّ الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کلام کی ایسی تعبیر کرتے ہیں جو اس آیت کا محل نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے الحاد کا یہ معنی نقل کرتے ہیں کہ کلام کا ایسا معنی کرنا جو اس کا محل نہ ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الحاد اسے کہتے ہیں جو اس کے ساتھ ذکر کیا جائے۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الحاد سے مراد جھٹلانا ہے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے زہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس کے وہ معانی کرو جو اس کا محل ہوں۔ اس میں اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ سے مراد ابوجہل بن ہشام ہے۔ اَمۡ مَّنۡ یَّاۡتِیۡۤ اٰمِنًا سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت بشیر بن تمیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوجہل اور حضرت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔(2)

ابن عساکر نے حضرت عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوجہل اور حضرت عمار بن یاسر کے حق میں نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ وعید ہے۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے: تمہیں اختیار ہے، تمہیں عمل کا حکم دیا محبت اپنائی، اپنے رسول کو مبعوث کیا، اپنی کتاب نازل فرمائی۔ اپنی شریعت کے احکام اپنی مخلوق کے لیے بطور حجت اور تحفہ مشروع کیے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم صرف اہل بدر کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ بات ذکر کی گئی کہ غزوۂ بدر کے روز آسمان میں شگاف ہوا اور کہا گیا اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے لیے اعمال مباح کر دیے گئے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِالذِّکۡرِ لَمَّا جَآءَہُمۡ ۚ وَ اِنَّہٗ لَکِتٰبٌ عَزِیۡزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاۡتِیۡہِ الۡبَاطِلُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ لَا مِنۡ خَلۡفِہٖ ؕ تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ حَکِیۡمٍ حَمِیۡدٍ ﴿۴۲﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 157 (2716)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2717)

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے قرآن کو ماننے سے انکار کیا جب وہ ان کے پاس آیا (تو وہ ہٹ دھرم لوگ ہیں)
بے شک یہ بڑی عزت (حرمت) والی کتاب ہے، اس کے نزدیک نہیں آسکتا باطل نہ اس کے سامنے سے اور نہ
اس کے پیچھے سے، یہ اتری ہوئی ہے بڑے حکمت والے، سب خوبیاں سراہے کی طرف سے۔"

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی یا آپ سے سوال پوچھا گیا اس سے نکلنے کی کیا صورت ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب جس کے نہ سامنے سے اور نہ پیچھے سے باطل آتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی: کہا میرا گمان ہے انہوں نے یہ مسند روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرآن کی مثال اور لوگوں کی مثال زمین اور بارش جیسی ہے۔ اسی اثناء میں کہ زمین مردہ اور بنجر ہوتی ہے پھر لگاتار بارشیں ہوتی ہیں یہاں تک کہ بیج ڈالا جاتا ہے وہ اگتے ہیں اور اس کی شان مکمل ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس میں اس کی زینت اور رزق نکالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن اور لوگوں کے ساتھ بھی اسی طرح کیا۔

امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ تلاوت کی اور کہا تم اللہ تعالیٰ کی طرف کسی ایسی چیز، جو اللہ نے پیدا کیں، کے ساتھ نہیں لوٹو گے جو قرآن سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔(1)

امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو چیزیں آئی ہیں ان میں سے کسی چیز کے ساتھ تم اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں لوٹو گے جو قرآن سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔

امام بیہقی رحمہ اللہ الاسماء والصفات میں حضرت عطیہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بندے جو کلام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اپنی کلام سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں اور بندہ کسی کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا جو قرآن سے بڑھ کر اسے محبوب ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْبَاطِلُ کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شیطان تو ان میں وہ چیز داخل نہیں کر سکتا جو اس میں نہ ہو اور نہ ہی کوئی کافر اس میں داخل ہو سکتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزیز اس لیے فرمایا کیونکہ یہ اس کا کلام ہے اور اس کی باطل سے حفاظت فرمائی۔ الْبَاطِلُ ابلیس ہے۔ وہ اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کے حق میں کمی کر دے اور اس میں باطل کا اضافہ نہیں کر سکتا۔

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ

1۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ حٰم السجدہ، جلد 2، صفحہ 479 (3651)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مَغْفِرَةٍ وَّ ذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾

"(اے حبیب!) نہیں کہا جاتا آپ کو مگر وہی جو کہا گیا پیغمبروں کو آپ سے پہلے۔ بے شک آپ کا پروردگار (اہل ایمان کے لئے) بہت بخشنے والا اور (منکرین کے لئے) دردناک عذاب دینے والا ہے۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آپ کی اسی طرح تکذیب کی گئی جس طرح ان انبیاء کو جھٹلایا گیا۔ جس طرح انہوں نے اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیا اسی طرح آپ بھی اپنی قوم کی اذیتوں پر صبر کیجئے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح سے مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ یعنی جو اذیت دی گئی۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں صبر کی تلقین مراد ہے۔(1)

وَ لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّ عَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ؕ وَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾

"اور بالفرض اگر بنا کر بھیجتے قرآن عجمی زبان میں تو کہتے کیوں نہ کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں۔ کیا اچنبھا ہے کتاب عجمی اور نبی عربی۔ آپ فرمائیے یہ قرآن ایمان لانے والوں کے لیے تو ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لائے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے۔ اور ان پر (ہر حال میں) مشتبہ رہتا ہے۔ انہیں گویا بلایا جاتا ہے دور کی جگہ سے۔"

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ہم قرآن کو عجمی بناتے جبکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیری زبان عربی ہوتی تو وہ کہتے کیا یہ عجمی اور عربی ہے، یعنی ہمارے پاس مختلف یا ملی جلی چیز لاتا ہے۔ لَوْ لَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ تو قرآن بھی زبان کی طرح ہے۔ وہ کہتا ہے کرتا نہیں تا کہ وہ یہ بات نہ کریں تو یہ ان کے خلاف دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر قرآن عجمی زبان میں نازل ہوتا تو مشرک کہتے یہ قرآن عجمی زبان میں کیسے ہے جبکہ یہ عربی ہے؟

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا یہ قرآن عجمی اور عربی زبان میں کیوں نازل نہیں ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس آیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک آیت کو نازل فرمایا جس میں ہر زبان کا ذکر ہے جیسے بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ﴿۴﴾۔ (الفیل) حضرت ابن جبیر نے کہا اس صورت میں اعجمی کی قرأت استفہام کی صورت میں ہوگی۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں ہر زبان ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 157 (2720)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 24، صفحہ 146

امام عبد بن حمید اور عبد الرزاق رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِيْدٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے دلوں سے دور ہے۔

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَ مَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

"اور ہم نے عطا فرمائی موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب پس اس میں بھی بہت اختلاف کیا گیا ہے اور اگر ایک بات طے نہ ہو گئی ہوتی آپ کے رب کی طرف سے تو (ابھی) فیصلہ کر دیا جاتا ان کے درمیان۔ اور بے شک وہ ایک شک میں مبتلا ہیں اس کے بارے میں جو بے چین کر دینے والا ہے۔ جو نیک عمل کرتا ہے تو وہ اپنے بھلے کے لئے اور جو برائی کرتا ہے اس کا وبال اس پر ہے اور آپ کا رب تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ کی جانب سے وقت اور ان کی اجل کا فیصلہ پہلے ہی ہو چکا تھا۔

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَ يَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْۤا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿۴۷﴾ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَ ظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾ لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ٘ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَ لَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَ مَاۤ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآىِٕمَةً ۙ وَّ لَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْۤ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ٘ وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ

شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿٥٣﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿٥٤﴾

''اسی اللہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم اور نہیں نکلتا کوئی پھل اپنے غلافوں سے اور نہ حاملہ ہوتی ہے کوئی مادہ اور نہ بچہ جنتی ہے اس کے علم کے بغیر اور جس روز وہ انہیں پکارے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک؟ کہیں گے ہم (پہلے) عرض کر چکے ہیں ہم میں سے کوئی بھی (اس پر) گواہی نہ دے گا۔ اور گم ہو جائیں گے ان سے جن کی وہ پہلے عبادت کیا کرتے تھے اور وہ یقین کر لیں گے کہ اب بھاگ جانے کی کوئی جگہ نہیں۔ نہیں اکتاتا انسان بھلائی کی دعا کرنے سے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو بالکل مایوس (اور) ناامید ہو جاتا ہے اور اگر ہم اسے چکھائیں رحمت اپنی جناب سے اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی ہے تو کہتا ہے کہ میں اسی کا مستحق ہوں اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت برپا ہوگی اور اگر میں لوٹایا گیا اپنے رب کی طرف تو یقیناً میرے لیے اس کے پاس بھی اکرام ہی اکرام ہوگا۔ (یہ احمق کیا سوچ رہے ہیں) ہم تو آگاہ کریں گے کافروں کو جو کرتوت انہوں نے کئے اور ہم ضرور چکھائیں گے انہیں سخت عذاب۔ اور جب ہم احسان فرماتے ہیں انسان پر تو وہ (تکبر سے) منہ پھیر لیتا ہے اور پہلو تہی کرنے لگتا ہے اور جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگ جاتا ہے۔ آپ فرمایئے (اے کافرو!) تم مجھے بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہو پھر تم اس کا انکار کرو تو کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو اختلاف میں بہت دور نکل گیا ہو۔ ہم دکھائیں گے انہیں اپنی نشانیاں آفاق (عالم) میں اور ان کے اپنے نفسوں میں تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ واقعی قرآن حق ہے۔ کیا یہ کافی نہیں ہے کہ آپ کا رب ہر چیز پر گواہ ہے۔ سنو! یہ لوگ شک میں مبتلا ہیں اپنے رب سے ملنے کے بارے میں۔ یاد رکھو وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے مَا تَخْرُجُ کا معنی حین تطلع نقل کیا ہے جب وہ گابھے نکالتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اٰذَنّٰكَ کا معنی ہے کہ ہم نے ہم کو آگاہ کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انسان اکتاتا نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے رَحْمَةً کا معنی عافیت نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ کا یہ معنی نقل کیا ہے، وہ سفر کرتے تھے، وہ قوم عاد اور قوم ثمود کے آثار کو دیکھتے۔ تو کہتے اللہ کی قسم! محمد ﷺ سچ کہتے ہیں۔ اور فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ سے مراد امراض ہیں۔

تمت بالخیر

آیاتہا ۵۳ ۔ سُوْرَۃُ الشُّوْرٰی مَکِّیَّۃٌ ۴۲ ۔ رکوعاتہا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ۝ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَ اِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝

''حا۔میم۔عین۔سین۔قاف۔اسی طرح (کے مطالب نفیسہ) وحی فرماتا رہا ہے آپ کی طرف اور ان (پیغمبروں) کی طرف جو آپ سے پہلے گزرے ہیں اللہ جو زبردست (اور) بہت دانا ہے۔اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی سب سے اعلیٰ (اور) عظمت والا ہے''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات نبی کریم ﷺ نے حضرت میمونہ کے گھر میں حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کی تلاوت کی تو اسے بار بار پڑھا۔فرمایا اے میمونہ! کیا تیرے پاس حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ ہے؟ عرض کی جی ہاں۔فرمایا مجھے پڑھ کر سناؤ اس کے اول اور آخر کے درمیان سے بھول گیا ہوں۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے صحیح سند سے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کی تلاوت کی،فرمایا اے میمونہ! کیا تو حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کو پہچانتی ہے یعنی تجھے یاد ہے۔میں اس کے اول اور آخر کے درمیان سے اسے بھول گیا ہوں۔حضرت میمونہ نے کہا میں نے اس سورت کو پڑھا تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اسے پڑھا۔(2)

امام ابن جریر،ابن ابی حاتم،نعیم بن حماد اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ارطاہ بن منذر رحمہ اللہ (3) سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ کے پاس حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔عرض کی مجھے حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کی تفسیر بتایئے۔آپ نے اس کی تفسیر بیان کرنے سے اعراض برتا۔انہوں نے پھر گزارش کی۔آپ نے اعراض کیا۔انہوں نے تیسری دفعہ گزارش کی تو حضرت ابن عباس نے کوئی جواب نہ دیا۔حضرت حذیفہ نے آپ سے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں کہ میں نے بار بار بات کیوں کی۔یہ آیت ان کے ایک خاندان کے بارے میں نازل ہوئی۔جس کو عبدالہ یا عبداللہ کہتے۔وہ مشرق کے دریاؤں میں سے ایک دریا پر اترتا۔اس پر دو شہر بناتا۔درمیان سے دریا

1۔مصنف عبدالرزاق،جلد3،صفحہ20-219(5995)،دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔معجم کبیر،جلد24،صفحہ29(75)،مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔درمنثور میں راوی کی جگہ خالی ہے تاہم تفسیر ابن جریر میں یہ نام مذکور ہے۔مترجم

کو دوحصوں میں تقسیم کرتا جس میں ہر قسم کے جابر سرکش لوگ جمع ہو جاتے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ملک کے تباہ ہونے، حکومت اور مدت کے ختم ہونے کا فیصلہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان میں سے ایک پر رات کے وقت آگ کو بھیج دیا تو وہ صبح کے وقت سیاہ تاریک ہو جاتا ہے۔ وہ جل گیا گویا وہ اس جگہ تھا ہی نہیں۔ اس شہر کے رہنے والے متعجب ہوتے ہیں کیف افلتت تو صرف ایک دن کی سفیدی تھی یہاں تک کہ اس میں جبار سرکش جمع ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے مکینوں کو زمین میں دھنسا دیتا ہے۔ اس سے سین کو لیا گیا جو اصل میں سکون تھا ق یعنی ان دو شہروں پر واقع ہونے والا۔(1)

امام ابو یعلی اور ابن عساکر ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب منبر پر جلوہ گر ہوئے۔ فرمایا اے لوگو! کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے اٹھے۔ عرض کی بے شک حم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا تو عین۔ عرض کی: مذکور نے بدر کے دن عذاب کا معائنہ کیا۔ پھر پوچھا تو سین۔ تو حضرت ابن عباس نے یہ آیت پڑھی سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ (الشعراء) پوچھا پھر قاف۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اس کی تفسیر اسی طرح بیان کی جس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے تفسیر بیان کی تھی۔ اور کہا قاف سے مراد وہ مصیبت ہے جو لوگوں کو آسمان سے آئے گی۔

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖٞ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶ وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَ مَنْ حَوْلَهَا وَ تُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَ هُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ٘ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ع

"قریب ہے کہ (جلال الٰہی سے) آسمان پھٹ پڑیں اپنے اوپر سے اور (ایسا نہیں ہوتا کیونکہ) فرشتے تسبیح

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت

کررہے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش طلب کررہے ہیں اہل زمین کے لئے سن لو! یقیناً اللہ ہی بہت بخشنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔ اور جنہوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا (اور) دوست اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے ان کے حالات سے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں اور یونہی ہم نے وحی کے ذریعے اتارا آپ کی طرف قرآن عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرائیں اہل مکہ کو اور جو اس کے آس پاس (آباد) ہیں اور تاکہ آپ ڈرائیں اکٹھے ہونے کے دن سے جس (کی آمد) میں کچھ شبہ نہیں (اس دن) ایک فریق جنت میں اور دوسرا فریق بھڑکتی آگ میں ہو گا۔ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا ان (سب) کو ایک امت لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں اور جو ظلم کرنے والے ہیں نہ ان کا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار۔ کیا انہوں نے بنا لیے ہیں اسے چھوڑ کر دوسرے کارساز پس اللہ ہی حقیقی کارساز ہے اور وہ زندہ کرتا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔"

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اس آیت کو تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ پڑھا کرتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں قرأت نقل کی ہے: تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَنْفَطِرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ کہا مِنْ فَوْقِهِنَّ۔ اسے خصیف نے تاء مشددہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کی وجہ سے پھٹ جائیں گے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آسمان بوجھ کی وجہ سے پھٹ جائیں گے۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ ایمان والوں کے لیے استغفار کریں گے۔ (4)

امام ابو عبید اور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی کہتے تھے کہ فرشتے ابن کواء (5) سے بہتر ہیں۔ وہ اپنے رب کی حمد کرتے ہیں اور زمین میں رہنے والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں جبکہ ابن کواء ان کے خلاف کفر کی گواہی دیتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے يَوْمَ الْجَمْعِ کا معنی قیامت کا دن کیا ہے۔ (6)

امام احمد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 200 (12889)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 12، داراحیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 159، دارالکتب العلمیہ بیروت　5۔ خارجیوں کا ایک سردار۔ مترجم
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 14

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی۔ نہیں عرض کی کیا آپ ہمیں بتائیں گے نہیں جو کتاب آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے۔ جس میں جنتیوں، ان کے آباء اور ان کے قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر آخر تک اجمالی طور پر تذکرہ کیا۔ نہ تو ان میں اضافہ ہوگا اور نہ ہی ان میں کمی ہوگی۔ جو کتاب آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اس کے بارے میں فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے۔ اس میں جہنمیوں، ان کے آباء اور قبائل کے نام ہیں۔ پھر آخر تک اجمالی طور پر ذکر کیا۔ نہ ان میں اضافہ ہوگا اور نہ ان میں کمی ہوگی۔ آپ کے ساتھیوں نے فرمایا یا رسول اللہ! ﷺ پھر عمل کس لیے جب اس مسئلہ سے فراغت ہو چکی ہے؟ فرمایا میانہ روی اختیار کرو اور ایک دوسرے کے قریب رہو کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتی کے عمل پر ہوگا، اگرچہ وہ پہلے کون سا ہی عمل کرتا رہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور انہیں جھاڑ دیا۔ پھر فرمایا تمہارا رب بندوں سے فارغ ہو چکا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کے ہاتھ میں کتاب تھی جس میں آپ دیکھ رہے تھے۔ فرمایا اسے دیکھو یہ کیسی ہے۔ جبکہ آپ ﷺ امی تھے پڑھتے نہیں تھے۔ کہا رسول اللہ ﷺ اس کے متعلق علم رکھتے تھے۔ فرمایا یہ رب العالمین کی جانب سے کتاب ہے۔ جس میں جنتیوں، ان کے آباء اور ان کے قبائل کے نام ہیں، نہ ان میں اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی۔ تمہارا رب بندوں کے اعمال سے فارغ ہے۔

وَ مَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَ اِلَیْهِ اُنِیْبُ ۝۱۰ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ ؕ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝۱۱

"اور جس بات میں تمہارے درمیان اختلاف رونما ہو جائے تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد کر دو یہی اللہ میرا رب ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ وہ پیدا کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا، اسی نے بنائے تمہارے لیے تمہاری جنس سے جوڑے اور مویشیوں سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ پھیلاتا رہتا ہے تمہاری نسل کو اس کے ذریعے۔ نہیں ہے اس کی مانند کوئی چیز اور وہی سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ اس میں فیصلہ فرماتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ کا یہ ترجمہ کیا ہے: یہ اللہ تعالیٰ کی

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی النار والجنۃ، جلد 2، صفحہ 36، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت

جانب سے زندگی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ رکھے گا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ نسل کے بعد نسل کی صورت میں انسانوں اور چوپاؤں میں تمہیں پیدا کرتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یَذْرَؤُكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ تمہیں پیدا فرماتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابووائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اسی اثناء میں کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے رب کی مدح کر رہے تھے کہ کہا: مُصْعِدٌ نِعْمَ الرَّبُّ يُذْكَرُ۔ وہ بلند شان کا حامل ہے کتنا اچھا پالنے والا ہے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا میں اسی لئے کہتا ہوں لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ۔

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾

"اسی کے قبضے میں ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین (کے خزانوں) کی۔ کشادہ کرتا ہے رزق کو جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لئے چاہتا ہے) بے شک وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمۃ میں، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیرے رب کے ہاں رات اور دن نہیں ہوتا۔ آسمانوں کا نور اس کی ذات کے نور سے ہے۔ تمہارے دنوں کی مقدار اس کے ہاں بارہ ساعتیں ہیں۔ تمہارے گزشتہ روز کے اعمال اس کی بارگاہ میں دن کے پہلے حصہ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ جہاں تک دن کا تعلق ہے تو اس میں تین ساعتوں میں وہ نظر کرتا ہے۔ جن چیزوں کو وہ ناپسند کرتا ہے ان پر مطلع ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے غضبناک ہوتا ہے۔ سب سے پہلے حاملین عرش، عرش کا احاطہ کرنے والے، مقرب فرشتے اور باقی فرشتے آگاہ ہوتے ہیں۔ جبرئیل امین قرن ناگ میں پھونکتے ہیں تو کوئی چیز نہیں رہتی مگر وہ اس ناگ کی آواز سنتی ہے مگر جن و انس اس کی آواز کو نہیں سنتے۔ وہ تین ساعتیں نظر فرماتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ ارشادات ہیں هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶﴾ (آل عمران) يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ (الشوریٰ) یہ نو ساعتیں ہوگئیں پھر وہ تین ساعتوں میں تمام مخلوقات کے رزقوں میں نظر فرماتا ہے۔ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یہ کل بارہ ساعتیں ہیں۔ پھر فرمایا كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ (الرحمٰن: 29) ہر روز تمہارے رب کی یہ شان ہے (الرعد: 26)۔(4)

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 17، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 179 (8886)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

وَصَّيْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰۤى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْۤ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۴﴾

"اس نے مقرر فرمایا ہے تمہارے لیے وہ دین جس کا اس نے حکم دیا تھا نوح کو اور جسے ہم نے بذریعہ وحی بھیجا ہے آپ کی طرف اور جس کا ہم نے حکم دیا تھا ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ (علیہم السلام) کو کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور تفرقہ نہ ڈالنا اس میں۔ بہت گراں گزرتی ہے مشرکین پر وہ بات جس کی طرف آپ انہیں بلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف جو (اس کی طرف) رجوع کرتا ہے۔ اور نہ بٹے وہ فرقوں میں مگر اس کے بعد کہ آگیا ان کے پاس (صحیح) علم۔ (یہ تفرقہ) محض باہمی حسد کے باعث تھا اور اگر یہ فرمان پہلے نہ ہو چکا ہوتا آپ کے رب کی طرف سے کہ انہیں ایک مقررہ مدت تک مہلت دی جائے تو فیصلہ ہو چکا ہوتا ان کے درمیان اور جو لوگ وارث بنائے گئے تھے کتاب کے ان کے بعد وہ اس کے متعلق ایسے شک میں مبتلا ہیں جو قلق انگیز ہے۔"

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا کا یہ معنی کیا ہے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تجھے اور تمام انبیاء کو ایک ہی دین کا حکم دیا۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا کہ یہاں حلال وحرام مراد ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو حلال کو حلال قرار دینے اور حرام کو حرام قرار دینے کے ساتھ مبعوث کیا جب انہیں رسول بنا کر مبعوث کیا۔(3)

امام ابن منذر نے زید بن رفیع سے جو اہل جزیرہ کے باقی ماندہ افراد میں سے ہیں، سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا تو ان کے لیے دین کو مختص کیا۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے جب تک وہ رہے یہاں تک کہ بے دینوں نے اس کو مسخ کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان کے لیے دین کو مختص کیا۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے، جب تک رہے اسے مسخ نہ کیا مگر بے دینوں نے۔ پھر اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 21 3۔ ایضاً

تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا اور ان کے لیے دین کو مختص فرمایا۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے تابع رہے جب تک رہے، اس کے چراغ کو گل نہ کیا مگر بے دینوں نے۔ بے دینوں کے سوا اس دین کو ہلاکت کا کوئی خوف نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حکم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کی خدمت کا حکم لائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اس پر عمل کرو۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جان لو کہ افتراق ہلاکت ہے اور جماعت میں اعتماد ہے۔ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ جب مشرکوں کو یہ کہا گیا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو تو مشرکوں نے تکبر کیا۔ تو اللہ نے انکار کیا مگر وہ اس کو نافذ کرے، اس کی مدد کرے اور جو اس کا مقابلہ کرے اس پر اسے غلبہ دے۔ یہ ایسا کلمہ ہے جس نے اس کی مدد کے ساتھ جھگڑا کیا وہ کامیاب ہو گیا اور جس نے اس سے مدد حاصل کرنا چاہی اس کی مدد کی گئی۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اپنے لیے جسے چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بَغْيًا بَيْنَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے مال زیادہ ہو گئے تو انہوں نے ایک دوسرے پر بغاوت کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَنْ يُّنِيْبُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ سے مراد یہودی اور نصرانی۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں انہوں نے ایسا کیا۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ؕ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 21 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 22 4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 23-22

''پس اس دین کی طرف آپ دعوت دیتے رہیے اور ثابت قدم رہیے جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ اور نہ اتباع کیجئے ان کی خواہشات کا اور (برملا) فرمایئے کہ میں ایمان لایا اس کتاب پر جو اللہ نے نازل کی اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں عدل کروں تمہارے درمیان۔ اللہ تعالیٰ ہمارا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ۔کسی بحث و تکرار کی ضرورت نہیں ہمارے اور تمہارے درمیان۔ اللہ ہم سب کو جمع کرے گا۔ اور اسی کی طرف (سب نے) پلٹنا ہے۔ اور جو لوگ حجت بازی کرتے ہیں اللہ (کے دین) کے بارے میں اس کے بعد کہ (اکثر حق شناس) اس کو مان چکے ہیں سو ان کی حجت بازی لغو ہے ان کے رب کے نزدیک اور ان (پر اللہ کا) غضب ہے۔ اور انہی کے لئے سخت عذاب ہے۔ ''

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَیۡنَکُمۡ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کے نبی کو عدل کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے عدل کیا۔ عدل زمین میں اللہ تعالیٰ کا ترازو ہے۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ سچے کی تصدیق اور جھوٹے کو جھٹلاتا ہے اور عدل کے ذریعے اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کو دھتکارتا ہے اور ذلیل کرتا ہے۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَا حُجَّةَ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَکُمۡ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی جھگڑا نہیں۔ (2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَالَّذِیۡنَ یُحَآجُّوۡنَ فِی اللّٰهِ سے مراد اہل کتاب ہیں۔ وہ مسلمانوں سے جھگڑتے ہیں اور ہدایت سے لوگوں کو روکتے تھے، بعد اس کے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں اس کی التجاء کی اور یہ بھی کہا یہ گمراہوں میں سے ایک جماعت ہے۔ ان کی گمراہی کے بارے میں ان کی دعا قبول ہوئی۔ وہ اس انتظار میں ہیں کہ ان پر دور جاہلیت آ جائے۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے طمع کیا کہ دورِ جاہلیت واپس آ جائے۔ (4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذِیۡنَ یُحَآجُّوۡنَ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنہوں نے مسلمانوں سے ان کے رب کے بارے میں جھگڑا کیا۔ انہوں نے کہا ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی اور ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے آیا تو ہم تمہاری بنسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَةِ نَزِدۡ لَهٗ فِیۡ حَرۡثِهٖ ۚ وَمَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَمَا لَهٗ فِی الۡاٰخِرَةِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ ۝ (الشوریٰ:20) کو نازل فرمایا۔ جہاں تک مِنۡۢ بَعۡدِ مَا اسۡتُجِیۡبَ لَهٗ کا تعلق ہے تو اس سے مراد ہے، بعد اس کے کہ مسلمانوں نے اللہ کی دعوت حق کو قبول کیا اور اللہ کی نماز پڑھی۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 25 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 160 (2733)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق یہ ہے کہ اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے کہا ہم تمہاری بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریبی ہیں الَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ سے مراد اہل کتاب ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ (النصر) نازل ہوئی تو مشرکوں نے ان مسلمانوں سے کہا جو مکہ مکرمہ میں ان کے درمیان تھے کہ لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہو چکے ہیں اور اب ہمارے درمیان سے نکل جاؤ۔ اب تم کس لیے ہمارے درمیان رہ رہے ہو۔ تو یہ آیت وَالَّذِيْنَ يُحَاجُّوْنَ فِي اللّٰهِ نازل ہوئی۔

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِيْزَانَ ؕ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿۱۷﴾

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے نازل کیا ہے کتاب کو حق کے ساتھ اور (نازل کیا ہے) میزان کو اور تمہیں کیا معلوم کہ شاید وہ گھڑی قریب ہی ہو۔“

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْمِيْزَانَ کا معنی عدل نقل کیا ہے۔(1)

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ مقام عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو سورج کو دیکھا جو وہ غروب ہونے لگا تو ڈھال کی مانند تھا۔ آپ روئے اور شدید روئے۔ اور اس آیت کی تلاوت کی آپ سے عرض کی گئی۔ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آتے ہیں جبکہ آپ اسی جگہ کھڑے تھے اور فرمایا تھا اے لوگو! تمہاری دنیا میں سے جو گزر چکا ہے۔ اس کے مقابلہ میں جو باقی ہے۔ وہ اسی طرح ہے کہ جو وقت آج کے دن میں سے گزر چکا ہے اور جو باقی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی بیت الخلاء میں داخل ہوتا اور پانی کا لوٹا اٹھاتا۔ جب باہر نکلتا تو قیامت کے برپا ہونے کے ڈر سے وضو کرتا۔ اس کے پاس بچا ہوا کھانا ہوتا تو وہ کہتا میں اسے ابھی نہیں کھاؤں گا کہ قیامت برپا ہو جائے گی۔

امام احمد، ہناد بن سری، طبرانی، ابن مردویہ اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح مبعوث ہوئے ہیں۔(3)

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 481 (3656)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 207 (1846)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ۝۱۸ اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ۝۱۹

"جلدی مچاتے ہیں اس کے لیے وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے اس پر اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خوفزدہ رہتے ہیں اس سے اور وہ جانتے ہیں کہ یہ حق ہے۔ خبردار! جو لوگ شک کرتے ہیں قیامت کے متعلق وہ بڑی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر، رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور وہی قوی (اور) زبردست ہے۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ آرزو کرنے والے قیامت کی آرزو کریں گے۔ انہیں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا تو یہ فرمان ہے: یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا کہ وہ اپنے ایمان کے بارے میں ڈر کی وجہ سے آرزو کریں گے۔

مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ۝۲۰

"جو طلب گار ہو آخرت کی کھیتی کا تو ہم (اپنے فضل و کرم سے) اس کی کھیتی کو اور بڑھا دیں گے اور جو شخص خواہش مند ہے (صرف) دنیا کی کھیتی کا تو ہم اسے دیں گے اس سے اور نہیں ہوگا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ۔"

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حَرْثَ الْاٰخِرَةِ کا معنی آخرت کی زندگی نقل کیا ہے۔ فرمایا جو اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آگ کے علاوہ اس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں بناتا اور دنیا میں سے بھی کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا مگر رزق جس کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا اور اس کو تقسیم کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے جو آخرت کی زندگی چاہتا ہے تو ہم اس کی کھیتی میں اضافہ کر دیتے ہیں اور جو اپنی دنیا کو اپنی آخرت پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت میں آگ کے سوا اس کا کوئی حصہ نہیں بناتا اور دنیا میں سے بھی کسی چیز کا اضافہ نہیں کرتا مگر وہ رزق جس کا فیصلہ ہو چکا اور اسے تقسیم کیا جا چکا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کو اس وقت تک بلندی اور زمین میں حکومت کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

بشارت دی گئی ہے جب تک وہ آخرت کے عمل سے دنیا کو طلب نہ کریں۔ ان میں سے جس نے آخرت کا عمل دنیا کے لیے کیا تو آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔(1)

امام حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے انسان! میری عبادت کے لیے تو ہر کام سے فارغ ہو جا، میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا۔ تیرے فقر کو ختم کر دوں گا۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا تو میں تیرے دل کو مصروفیات سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کا دروازہ بھی بند نہیں کروں گا۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے: جس نے تمام غموں کو ایک غم بنا دیا اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے غموں کے لیے کافی ہو جائے گا۔ جس کے غم بہت ہو گئے تو اللہ تعالیٰ کو کچھ پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کھیتیاں دو ہیں: دنیا کی کھیتی مال اور بیٹے اور آخرت کی کھیتی باقیات صالحات (نیک اعمال) ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے پاس ایک جماعت کا ذکر کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے۔ فرمایا بات ایسے نہیں جس طرف تم جاتے ہو اور رائے رکھتے ہو۔ جب دو لشکر ملتے ہیں تو فرشتے اترتے ہیں وہ لکھ لیتے ہیں جبکہ لوگ ابھی اپنی اپنی جگہوں پر ہوتے ہیں: فلاں آدمی دنیا کے لڑ رہا ہے، فلاں بادشاہ کے لیے لڑ رہا ہے، وہ شہرت کے لیے لڑ رہا ہے اور فلاں فلاں کے لیے جنگ کر رہا ہے اور فلاں اللہ کی رضا کی خاطر جنگ کر رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر شہید ہوا تو وہ جنت میں ہے۔

امام ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت رزین بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ میں نے قرآن حکیم ابتدا سے آخر تک حضرت علی بن ابی طالب پر پڑھا۔ جب میں حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ کی بائیسویں آیت تک پہنچا تو آپ روئے۔ پھر فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اِخْبَاتَ الْمُخْبِتِیْنَ وَاِخْلَاصَ الْمُوْقِنِیْنَ وَمُرَافَقَةَ الْاَبْرَارِ وَاسْتِحْقَاقَ حَقَائِقِ الْاِیْمَانِ وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَّرَجَوْتُ رَحْمَتَكَ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ اے اللہ! میں تجھ سے تواضع کرنے والوں کی تواضع، ایقان رکھنے والوں کے اخلاص، نیکوں کی سنگت، ایمان کے حقائق کا استحقاق، ہر نیکی سے مالا مال ہونے اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں۔ میں تیری رحمت، جنت کو پانے اور جہنم سے نجات کی امید رکھتا ہوں۔ پھر فرمایا اے رزین! جب تو قرآن ختم کرے تو یہ دعا کیا کر کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن ختم کرنے پر یہ دعا کرنے کا مجھے حکم دیا۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الرقاق، جلد 4، صفحہ 346 (7862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 481 (3657) 3۔ ایضاً (3658)

كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾
تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَ هُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا
الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۭ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ
غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ
يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ يَعْفُوْا
عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ۙ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾

”کیا ان کے ایسے شریک ہیں جنہوں نے مقرر کیا ہے ان کے لیے ایسا دین جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر ان کے فیصلہ کی بات پہلے سے طے نہ ہوتی تو ان کا قصہ کبھی کا چکا دیا گیا ہوتا اور جو ظالم ہیں یقیناً ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں گے ظالموں کو کہ ڈر رہے ہوں گے ان (کرتوتوں) سے جو انہوں نے کمائے اور وہ ان پر واقع ہو کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغوں میں ہوں گے انہیں ملے گا جو وہ چاہیں گے اپنے رب کے پاس سے۔ یہی بڑا فضل ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کی خوشخبری اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے۔ آپ فرمایئے میں نہیں مانگتا اس (دعوت حق) پر کوئی معاوضہ بجز قرابت کی محبت کے اور جو شخص کماتا ہے کوئی نیکی ہم دوبالا کر دیں گے اس کے لیے اس میں حسن۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے پس اگر اللہ چاہتا تو مہر لگا دیتا آپ کے دل پر اور مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ باطل کو اور ثابت کرتا ہے حق کو اپنے ارشادات سے۔ بیشک وہ جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ اور وہی ہے جو توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندوں کی اور درگزر کرتا ہے ان کی غلطیوں سے اور جانتا ہے جو تم کرتے ہو اور وہی قبول کرتا ہے دعائیں ان

لوگوں کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور (ان کے حق سے بھی) انہیں زیادہ (اجر) دیتا ہے اپنی مہربانی سے اور کفاران کے لیے سخت عذاب ہے۔''

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یوم قیامت ہے جس تک انہیں مہلت دی گئی ہے اور رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ سے مراد ایسا مکان ہے جو ان کی شان کے موافق ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوطیبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کی ایک جماعت کو ایک بادل سایہ کیے ہوگا۔ وہ کہے گا میں تم پر بارش نہ کروں؟ تو اس قوم میں سے کوئی بھی فرد کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا مگر وہ اس پر بارش برسائے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا: ہم پر اٹھے ہوئے پستانوں والیاں اور ہم عمر برسا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اس سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ہیں۔ حضرت ابن عباس نے کہا تو نے جلدی کی ہے، قریش میں سے کوئی خاندان ایسا نہیں تھا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نہ ہو۔ فرمایا مگر تم میرے اور اپنے درمیان قائم رشتہ داری میں تعلق قائم رکھو۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میں تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا مگر مجھے جو تم سے رشتہ داری حاصل ہے اس وجہ سے تم مجھ سے محبت کرو اور میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری موجود ہے اس کی حفاظت کرو۔ (2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بے شمار لوگوں نے ہم سے اس آیت قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کے بارے میں کثرت سے سوال کیے تو ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اس بارے میں خط لکھا تا کہ ہم ان سے اس بارے میں پوچھیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے لکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش میں نسب کے اعتبار سے درمیان میں تھے۔ قریش کا کوئی خاندان نہیں تھا مگر اس کا آپ کی ذات سے ولادت کا تعلق تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر تم سے کسی اجر کا مطالبہ نہیں کرتا مگر یہ کہ مجھے تم سے رشتہ داری حاصل ہے، اس وجہ سے تم مجھ سے محبت کرو اور میری حفاظت کرو۔ (3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 5، صفحہ 352 (3251)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 255 (13026)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حم عسق، جلد 2، صفحہ 482 (3660)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تمام قریش سے رشتہ داری تھی۔ جب انہوں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تو فرمایا اے میری قوم! جب تم میری بیعت کرنے سے انکار کرتے ہو تو مجھے تم سے جو رشتہ داری ہے اس کی حفاظت کرو۔ تمہارے علاوہ عربوں میں ایسا کوئی بھی نہیں جو تمہاری بہ نسبت میری حفاظت اور میری مدد کا حق رکھتا ہو۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی جبکہ مشرک رسول اللہ ﷺ کو اذیتیں دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اے محمد! ﷺ انہیں کہو میں تمہیں جو دعوت دیتا ہوں اس پر تم سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا۔ اَجْرًا یعنی دنیا کے کسی عوض کا سوال نہیں کرتا۔ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى مگر یہ کہ مجھے تم سے رشتہ داری ہے اس کی تم حفاظت کرو۔ یہ مودت یہ آپ کے رشتہ داروں میں آپ کے لیے خاص ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو یہ پسند کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انبیاء کے ساتھ ملا دے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَّآ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا پس یہ تمہارے لیے ہے، میرا اجر یعنی آخرت میں ثواب اور کرامت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے جس طرح حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا وَ مَاۤ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الشعراء) جس طرح حضرت ہود، حضرت صالح اور حضرت شعیب علیہم السلام نے کہا۔ انہوں نے اجر کی استثناء نہ کی جس طرح نبی کریم ﷺ نے استثناء کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بات کو قبول نہ کیا پس وہ منسوخ ہیں۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے: اے محبوب مکرم! ﷺ فرما دیجئے کہ میں نے تمہیں جو بینات اور ہدایت عطا فرمائی ہے اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم اللہ سے محبت کرو اور اس کی اطاعت اختیار کر کے اس کا قرب حاصل کرو۔(2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میری اتباع کرو، میری تصدیق کرو اور میرے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے قریش سے فرمایا: میں تم سے تمہارے اموال میں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا بلکہ تم سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری ہے اس کی وجہ سے تم میرے ساتھ محبت کرو کیونکہ تم میری قوم ہو اور جنہوں نے میری اطاعت کی اور میری دعوت پر لبیک کہی ہے تم ان سے زیادہ اس چیز کے مستحق ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تم میری رشتہ داری کی حفاظت کرو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قریش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 30، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۃ حم عسق، جلد 2، صفحہ 482 (3659)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں کوئی ایسا خاندان نہیں جس میں رسول اللہ ﷺ (کے خاندان) کی ماں نہ ہو۔ یہاں تک کہ بنو ہذیل میں سے بھی آپ کی ماں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا مگر یہ کہ تم میری رشتہ داری کی حفاظت کرو۔ اگر تم مجھے جھٹلاؤ تو مجھے اذیت تو نہ دو۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مقسم کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ انصار نے کہا ہم نے یہ کیا، ہم نے یہ کیا، گویا انہوں نے فخر کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ہمیں تم پر فضیلت حاصل ہے اور یہ خبر حضور ﷺ کو ہوئی۔ آقائے دوعالم ﷺ ان کی مجالس میں تشریف لائے۔ فرمایا اے انصار کی جماعت! کیا تم عاجز نہیں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عزت دی۔ انصار نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے؟ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کیا تم یہ نہیں کہو گے کیا آپ کو آپ کی قوم نے گھر سے نہیں نکال دیا تھا تو ہم نے آپ کو پناہ دی؟ کیا انہوں نے آپ کو جھٹلایا نہیں تھا کہ ہم نے آپ کی تصدیق کی؟ کیا انہوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ نہیں دیا تھا کہ ہم نے آپ کو پناہ دی تھی؟ نبی کریم ﷺ لگاتار یہ باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ انصار گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کی ہمارے اموال اور جو کچھ ہمارے پاس ہے سب اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ انصار نے آپس میں گفتگو کی، ہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے مال کیوں جمع نہیں کرتے جس سے آپ کا ہاتھ کشادہ ہو جاتا۔ آپ اور آپ کے مال کے درمیان کوئی حائل نہ ہوتا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے ارادہ کیا کہ ہم اپنے اموال میں سے آپ کے لیے مال جمع کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وہ ایک دوسرے کے پیچھے نکلے۔ انہوں نے پوچھا جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ آپ نے کن کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا ہے۔ بعض نے کہا آپ نے یہ ارشاد فرمایا تا کہ ہم آپ کے اہل بیت کی حفاظت کریں اور ان کی مدد کریں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ۭ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ انہیں اشارۃً توبہ کا حکم دیا۔ مومن ہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے یہ بات کہی تھی کہ وہ اللہ کی طرف توبہ کریں اور اس سے بخشش طلب کریں۔

امام ابونعیم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اہل بیت میں میری حفاظت کرو گے اور میری وجہ سے ان سے محبت کرو گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کے قریبی کون ہیں۔ جن سے محبت کرنا واجب ہے؟ فرمایا حضرت علی، حضرت فاطمہ اور آپ کے دونوں بیٹے۔ (2)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد رسول اللہ ﷺ کے قریبی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 444 (12259)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن جریر نے ابو دیلمی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب حضرت علی بن حسین زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بطور قیدی لایا گیا اور دمشق کے راستے میں کھڑا کیا گیا۔ تو ایک شامی کھڑا ہوا۔ اس نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَتَلَکُمْ وَاسْتَاْصَلَکُمْ اس اللہ کی تعریف جس نے تمہیں قتل کیا اور تمہیں جڑ سے اکھیڑا۔ تو حضرت زین العابدین نے اسے فرمایا: کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ کیا تو نے حٰمٓ سورت پڑھی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ فرمایا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى اس نے پوچھا کیا تم وہ ہو؟ فرمایا ہاں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً میں حسنہ کا معنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت ہے۔

امام احمد، امام ترمذی، جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی ہم نکلتے ہیں تو ہم قریش کو باتیں کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ جب وہ ہمیں دیکھتے ہیں تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت غصے ہوگئے اور آپ کی آنکھوں کے درمیان پسینہ بہنے لگا۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم کسی مسلمان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ وہ اللہ اور میرے رشتہ کی وجہ سے تم سے محبت نہ کرے۔(2)

امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں۔(3)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم میں ایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو میرے بعد کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ان دونوں میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے۔ اللہ کی کتاب یہ ایسی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے۔ میری اولاد میری اہل بیت ہے۔ یہ دونوں چیزیں الگ نہیں ہوں گی یہاں تک کہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گی۔ دیکھو تم کیسے میرے بعد ان کی نیابت کرتے ہو۔(4)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، طبرانی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے محبت کرو جو تمہیں اپنی نعمتوں سے غذا بہم پہنچاتا ہے۔ اللہ کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی وجہ سے میری اہل بیت سے محبت کرو۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 4، صفحہ 75 (6960)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، جلد 2، صفحہ 279، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ سنن ترمذی، ابواب المناقب، جلد 2، صفحہ 699، مکتبہ رحمانیہ لاہور

5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 281 (15664)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے خاندان کے بارے میں خیال رکھو۔(1)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید سے روایت نقل کی ہے: جس نے ہمیں ہمارے اہل بیت کے بارے میں غضبناک کیا وہ منافق ہے۔

امام طبرانی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے ساتھ کوئی بغض نہیں رکھتا اور ہمارے ساتھ کوئی حسد نہیں کرتا مگر قیامت کے روز اس کے لیے آگ کے ڈنڈوں میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔(2)

امام احمد، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی آدمی ہمارے بیت کو ناراض نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔(3)

امام طبرانی اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی جب سے آپ نے یہ کام کیا ہے تو آپ نے ہمارے لیے کینوں کو چھوڑا ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ خیر اور ایمان کو اس وقت تک نہیں پائیں گے یہاں تک کہ وہ تم سے محبت کریں گے۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے مسروق سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنی قوم کے لوگوں میں ان واقعات کی وجہ سے جو ہماری طرف سے ان کے ساتھ ہوئے کینہ کے آثار پاتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! اللہ کی قسم! وہ اس وقت تک بھلائی کو نہیں پائیں گے یہاں تک کہ میری رشتہ داری کی وجہ سے تم سے محبت نہ کریں۔ بنوسلیم تو میری شفاعت کی امید رکھیں اور بنوعبدالمطلب امید نہ رکھیں۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر شے کی بنیاد ہے اور اسلام کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور آپ کے اہل بیت سے محبت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ ان سے اس قرآن پر اجر کا سوال کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کی اطاعت اور اس کتاب کی محبت کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کریں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جس نے رسول

1۔ صحیح بخاری، کتاب المناقب، جلد 1، صفحہ 526، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ معجم کبیر، جلد 3، صفحہ 81 (2726)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 162 (4717)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 433 (12228)

اللهﷺ کی اطاعت کر کے الله کا قرب حاصل کیا تو اس بندے کی محبت الله تعالیٰ پر لازم ہو گئی۔(1)

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے مگر عمل صالح کے ذریعے الله کا قرب۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضورﷺ کے اجداد میں سے دس عورتیں ایسی تھیں جو مشرکوں کے خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ جب آپ ان لوگوں کے پاس سے گزرتے تو وہ لوگ ان کے نقص بیان کرتے اور انہیں برا بھلا کہتے۔ تو اس آیت کا یہ مقصود ہے کہ تم میرے رشتہ داروں کے معاملہ میں مجھے اذیت نہ دو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم الله نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ الله تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا اور نیکیوں کو قبول فرمانے والا ہے۔ اس پر انہیں کئی گنا اجر عطا فرماتا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم الله نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے: اگر الله تعالیٰ چاہے گا تو الله تعالیٰ تمہیں جو کچھ دیا ہے وہ تمہیں بھلا دے گا۔ والله اعلم۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ الله سے وَ هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا: الله تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے تم میں سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنا گمشدہ سامان اس جگہ پالیتا ہے جہاں اسے خوف تھا کہ پیاس اسے مار ڈالے گی۔(4)

امام مسلم اور امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللهﷺ نے ارشاد فرمایا: الله تعالیٰ تم میں سے کسی ایک کی توبہ سے اس آدمی کی بنسبت زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنا گمشدہ سامان پالیتا ہے۔(5)

امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی رحمہم الله نے حضرت ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللهﷺ نے ارشاد فرمایا: الله تعالیٰ بندے کی توبہ سے اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو ایسی جگہ اترا جو ہلاکت کا باعث ہو سکتی تھی۔ اس کے ساتھ اپنی سواری تھی جس پر اس کا کھانا اور پانی تھا۔ اس نے اپنا سر رکھا تو سو گیا۔ وہ جاگا تو اس کی سواری جا چکی تھی۔ اس نے سواری کو تلاش کیا یہاں تک کہ جب پیاس اور گرمی شدید ہو گئی تو اس نے کہا میں اپنی جگہ واپس جاتا ہوں جہاں وہ پہلے تھا وہاں سو جاتا ہوں اور مر جاتا ہوں۔ وہ آدمی واپس آیا، سو گیا۔ پھر سر اٹھایا تو اس کی سواری اس کے پاس تھی جس پر اس کا زادِ راہ کھانا اور پانی موجود ہے۔ الله تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنی سواری اور زادِ راہ کے پانے سے خوش ہوتا ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم الله نے حضرت

1۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ ومواداۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 482 (8987)، دار الکتب العلمیہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 35

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 162 (2737)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2، صفحہ 670، مکتبہ رحمانیہ لاہور

6۔ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، جلد 2، صفحہ 933، وزارت تعلیم اسلام آباد

ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک عورت کے ساتھ بدکاری کرتا ہے۔ پھر اس سے شادی کر لیتا ہے تو فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ پھر اس آیت وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ کی تلاوت کی۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عتبہ بن ولید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک راوی نے بیان کیا کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا يَا كَرِيمَ الْعَفْوِ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا آپ سے کیا آپ جانتے ہیں کہ كَرِيمَ الْعَفْوِ کیا ہے؟ فرمایا اے جبرئیل! نہیں۔ حضرت جبرئیل امین نے کہا کہ وہ برائی کو مٹا دے اور اسے نیکی لکھ لے۔(2)

امام سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت اخنس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اس لفظ کی قرأت میں شک ہوا کہ يَعْلَمُ مَا يَفْعَلُونَ ہے یا تَفْعَلُونَ ہے تو ہم حضرت ابن مسعود کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا یہ تَفْعَلُونَ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے تَفْعَلُونَ پڑھا ہے۔

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت سلمہ بن سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہمیں حضرت معاذ نے خطبہ دیا، فرمایا تم مومن ہو، تم جنتی ہو، اللہ کی قسم! میں امید رکھتا ہوں کہ فارس اور روم میں سے جن لوگوں کو تم پاتے ہو۔ وہ جنتی ہیں کیونکہ ان میں سے جو کوئی اچھا کام کرتا ہے۔ تو دوسرا کہتا ہے تو نے بہت اچھا کیا اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے۔ تو نے اچھا کام کیا۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے بھائیوں کی شفاعت کرتے ہیں۔

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَٰكِن يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾

”اور اگر کشادہ کر دیتا اللہ تعالیٰ رزق کو اپنے (تمام) بندوں کے لیے تو وہ سرکشی کرنے لگتے زمین میں لیکن وہ اتارتا ہے ایک اندازے سے جتنا چاہتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں (کے احوال) سے خوب آگاہ ہے، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“

امام ابن منذر، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 36، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب التوبۃ، جلد 5، صفحہ 389 (7543)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 336 (9669)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 481 (3661)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہانی خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمرو بن حویث رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا تھا کاش! ہمارے لیے رزق میں فراوانی ہوتی۔ پس انہوں نے دنیا کی آرزو کی۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے یہ بات کی کہ کاش! ہمارے رزق میں فراخی ہوتی۔ تو پس انہوں نے دنیا کی آرزو کی۔ بہترین رزق وہ ہے جو نہ تجھے سرکش بنائے اور نہ تجھے غافل کرے۔ کہا ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں سے میں اپنی امت کے بارے میں خوف کرتا ہوں۔ اس میں سے سب سے زیادہ جس سے ڈرتا ہوں وہ دنیا کی چمک دمک ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی اے اللہ کے نبی! کیا خیر (مال) شر بھی لاتی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس آیت کو نازل فرمایا وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ جب آپ پر وحی آتی تو اس وجہ سے آپ پریشان ہو جاتے اور آپ کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا یہاں تک کہ وحی آپ سے ختم ہوتی تو فرمایا کیا مال برائی لاتا ہے اسے تین دفعہ دہرایا۔ بے شک خیر، خیر کو ہی لاتی ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی موسم بہار بھی کوئی چیز نہیں اگاتا مگر بسیار خوری کی وجہ سے جانور کو مار ڈالتا ہے یا مرنے کے قریب کر دیتا ہے مگر وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرے وہ اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا اور اس پر وہ راضی ہوا تو وہ بندہ ہے جس کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کیا گیا اور اس کے بارے میں خیر کا قصد کیا گیا مگر وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا۔ اس نے اس مال کو اپنی شہوتوں اور لذتوں میں خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حق سے اعراض کیا تو وہ وہ بندہ ہے جس کے بارے میں شر کا ارادہ کیا گیا اور اس کے بارے میں شر کا قصد کیا گیا۔ (2)

امام احمد، طیالسی، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابو یعلی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بارے میں میں جن چیزوں سے ڈرتا ہوں، ان میں سے سب سے زیادہ اس چیز سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے دنیا کی تروتازگی اور زینت کو نکالے گا۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا مال بھی برائی لاتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا جواب دینے سے خاموش ہو گئے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس آدمی سے کہا گیا تیرا کیا حال ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھ سے گفتگو نہیں کرتے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہونے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم سے پسینہ پوچھنے لگے۔ فرمایا سوال کرنے والا کہاں ہیں؟ ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اس کی تعریف کر رہے ہیں۔ فرمایا بیشک مال، برائی نہیں لاتا۔ بے شک موسم بہار جس چیز کو اگاتا ہے وہ بسیار خوری کی وجہ سے جانور کو مار ڈالتا ہے یا مارنے کے قریب کر دیتا ہے مگر جو سبزہ کو کھاتا ہے بے شک اس نے کھایا یہاں تک کہ اس کی ڈھاکیں بھر گئیں۔ وہ سورج کے سامنے آ گیا۔ اس نے براز کیا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 37، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

پیشاب کیا پھر چرنے لگا۔

بے شک مال میٹھا اور تروتازہ ہے۔ اس کا مسلمان مالک کتنا اچھا ہے اگر وہ صلہ رحمی کرے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور وہ آدمی جو اسے ناحق لیتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا تو ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ تو یہ مال اس کے خلاف قیامت کے روز گواہ ہوگا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ بہترین زندگی وہ ہے جو نہ تجھے سرکش بنائے اور نہ ہی تجھے غافل کرے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاولیاء میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں، ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ وہ حضرت جبرئیل امین سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس نے میرے دوست کو ذلیل ورسوا کیا تو اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا۔ میں اپنے دوستوں کے لیے اسی طرح غضبناک ہوتا ہوں جس طرح تنہا رہنے والا شیر۔ میرا مومن بندہ کسی چیز کے ساتھ میرا قرب حاصل نہیں کرتا جتنا قرب میرے عائد کردہ فرائض کی ادائیگی سے حاصل کرتا ہے۔ میرا مومن بندہ نوافل کے ذریعے میرا لگاتار قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں میں اس کے کان، آنکھ، ہاتھ اور تائید کرنے والا ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں۔ جس کام کو میں کرنے والا ہوتا ہوں اسکے کرنے سے متردد نہیں ہوتا جتنا میں اپنے اس مومن بندے کی روح کو قبض کرنے میں متردد ہوتا ہوں جو موت کو ناپسند کرتا ہے جبکہ میں اس کی غلطی کو ناپسند کرتا ہوں جس کے بغیر اس کے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہوتا۔ میرے بندوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو مجھ سے عبادت کے دروازے کا سوال کرتے ہیں۔ میں اسے اس سے روک دیتا ہوں تاکہ اس میں فخر وغرور داخل نہ ہو جائے جو اسے فاسد کردے۔ میرے مومن بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جن کے ایمان کو صحت کے علاوہ کوئی چیز درست نہیں کرتی۔ اگر میں اسے بیمار کرتا ہوں تو یہ چیز اسے فاسد کردیتی ہے۔ میرے مومن بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جس کے ایمان کو بیماری کے سوا کوئی چیز درست نہیں کرسکتی۔ اگر میں اسے تندرست کرتا ہوں تو یہ چیز اسے فاسد کردیتی ہے۔ اپنے بندوں کے دلوں سے واقف ہوں، اس لیے اپنے بندوں کے معاملات کی تدبیر کرتا ہوں۔ بے شک میں علیم وخبیر ہوں۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں الرِّزْقَ سے مراد بارش ہے۔

وَ هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ يَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ هُوَ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 7، دار صادر بیروت، صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، جلد 1، صفحہ 98-197، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ نوادر الاصول، باب فی صفۃ الاولیاء والتحذیر من اہانتھم، صفحہ 254، دار صادر بیروت

الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَ هُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾

''اور وہی ہے جو برساتا ہے مینہ اس کے بعد کہ لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور پھیلا دیتا ہے اپنی رحمت کو اور وہی کارسازِ حقیقی (اور) سب تعریفوں کے لائق ہے۔ اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے اور جو جاندار اس نے پھیلا دیے ہیں آسمان و زمین میں۔ اور وہ جب چاہے ان کو جمع کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر سے عرض کی اے امیر المومنین! بارش نہیں ہوئی اور لوگ مایوس ہو گئے ہیں۔ حضرت عمر نے فرمایا: ابھی تم پر بارش ہوگی۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی: وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قَنَطُوْا کا معنی ہے وہ مایوس ہو گئے۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بارش کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں، اذان کے وقت دعا اور بارش کے وقت دعا۔ (3)

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور چار مواقع پر دعا قبول کی جاتی ہے۔ جب اللہ کی راہ میں جنگ کی جا رہی ہو، بارش کے نازل ہونے پر، جب نماز کھڑی ہو اور جب بیت اللہ شریف کی زیارت ہو۔ (4)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دَآبَّةٍ سے مراد لوگ اور فرشتے ہیں واللہ اعلم۔ (5)

وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ﴿۳۰﴾ وَ مَاۤ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۚۖ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیْرٍ ﴿۳۱﴾

''اور جو مصیبت تمہیں پہنچی ہے تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچی ہے۔ اور وہ (کریم) درگزر فرما دیتا ہے (تمہارے) بہت سے کرتوتوں سے اور تم عاجز نہیں کر سکتے (اللہ تعالیٰ کو) زمین میں اور نہ تمہارا اللہ تعالیٰ کے سوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 39-38، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 38
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 124 (2534)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 169 (7713)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 39

کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار۔"

امام احمد، ابن راہویہ، ابن منیع، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابویعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا میں تمہیں کتاب اللہ کی سب سے افضل آیت کے بارے میں آگاہ نہ کروں۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان کیا وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ فرمایا اے علی! میں تیرے لیے اس کی تفسیر بیان کروں گا۔ دنیا میں جو مرض، سزا اور آزمائش تمہیں پہنچتی ہے تو یہ اعمال کا بدل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بڑی شان رکھتا ہے کہ تمہیں دوبارہ آخرت میں سزا دے اور اللہ تعالیٰ دنیا میں جسے معاف فرما دے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہت کریم ہے کہ معاف کرنے کے بعد دوبارہ اسے سزا دے۔(1)

امام سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کوئی لکڑی لگنے سے خراش نہیں آتی، کوئی رگ اپنی جگہ سے ہلتی نہیں، کوئی پتھر کی ٹھوکر نہیں لگتی اور نہ قدم کی لڑکھڑاہٹ ہوتی ہے مگر وہ گناہ کے باعث ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جو گناہ بخش دیتا ہے اس سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔

امام عبد بن بن حمید اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بندے کو ٹھوکر نہیں لگتی اور اسے اس سے زائد یا کم تکلیف پہنچتی ہے تو یہ اس کے گناہ کے بدلے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے جو گناہ بخشتا ہے وہ اس سے زائد ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کفارات میں، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس آپ کا ساتھی آیا جبکہ آپ کے جسم میں کچھ تکلیف تھی۔ تو اس نے کہا ہم آپ کے جسم میں جو تکلیف دیکھتے ہیں تو اس وجہ سے آپ کے بارے میں دل گرفتہ ہو جاتے ہیں۔ تو فرمایا جو تو دیکھتا ہے اس وجہ سے دل گرفتہ نہ ہو۔ یہ گناہ کا بدل ہے۔ اللہ تعالیٰ جو گناہ بخشتا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ پھر آیت کریمہ کی تلاوت کی، فرمایا قرآن حکیم بھول جانے سے بڑھ کر کون سی مصیبت ہوگی۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علاء بن بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا؟ اور کہا میں چھوٹا تھا کہ میری نظر جاتی رہی۔ فرمایا یہ تیرے والدین کے گناہوں کی وجہ سے ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ انسان کو لکڑی لگنے سے خراش نہیں نہیں آتی اور رگ اپنی جگہ سے نہیں ملتی مگر یہ بھی کسی گناہ کے بدلے میں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جن گناہوں کو بخش دیتا ہے وہ اس سے زیادہ ہوتے ہیں۔(3)

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 269 (654)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 632، مکتبہ رحمانیہ لاہور
3۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 153 (9815)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سر کو درد ہوتا تو وہ اپنا ہاتھ سر پر رکھتیں اور کہتیں یہ میرے گناہ کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ جن گناہوں کو بخش دیتا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ سے مراد حدود ہیں۔(1)

وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣٣﴾ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ يَعْفُ عَنْ كَثِيْرٍ ﴿٣٤﴾ وَّ يَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ وَ اِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾

"اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے وہ سمندر میں تیرنے والے جہاز ہیں جو پہاڑوں کی مانند ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ساکن کردے پس وہ رکے رہیں سمندر کی پشت پر۔ بے شک اس میں اس کی قدرت کی نشانیاں ہیں ہر کمال درجہ صبر کرنے والے کے لئے۔ یا (اگر وہ چاہے تو) تباہ کردے انہیں لوگوں کے اعمالِ بد کی وجہ سے اور درگزر فرمادیا کرتا ہے بہت سے گناہوں سے اور (اس وقت) جان لیں گے جو جھگڑا کرتے رہتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں، پس جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے یہ دنیوی زندگی کا سامان ہے۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہت عمدہ اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ اور جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بدکاریوں سے اور جب وہ غضبناک ہوتے ہیں تو وہ معاف کردیتے ہیں۔"

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْجَوَارِ سے مراد کشتیاں اور كَالْاَعْلَامِ سے پہاڑ ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سمندر کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 41

کشتیاں ہوا کی مدد سے چلتی ہیں اور جب ہوا رک جاتی ہے تو کشتیاں بھی رک جاتی ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ نہ حرکت کرتی تھیں اور نہ وہ سمندر میں چلتی ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رَوَاكِدَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کھڑی ہو جاتی ہیں اَوْ يُوْبِقْهُنَّ کہ وہ انہیں ہلاک کر دیتا ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اَوْ يُوْبِقْهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ انہیں غرق کر دے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد سے يُوْبِقْهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ہلاک کر دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَّحِيْصٍ کا معنی پناہ گاہ نقل کیا ہے۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے بِمَا كَسَبُوْا کا معنی اس کے اہل کے گناہ کیا ہے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم مصاحف علقمہ پر پیش کرتے۔ آپ نے اس آیت اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ کی تلاوت کی۔(6)

وَ الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾

"اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کے سارے کام باہمی مشورے سے طے ہوتے ہیں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، امام بخاری الادب المفرد میں اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے: کسی قوم نے کبھی بھی باہم مشورہ نہیں کیا مگر انہیں ہدایت دی گئی اور ان کا معاملہ درست ہو گیا۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔(7)

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ امام مالک میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا معاملہ جو آپ کے بعد ہم پر آ پڑے جس بارے میں نہ قرآن کا کوئی حکم نازل ہوا ہو اور نہ اس کے بارے میں آپ سے کوئی چیز سنی ہو۔ فرمایا اس مسئلہ کے لیے تم میری امت کے ایک عابد کے پاس جمع ہو جاؤ اور آپس میں اس مسئلہ کے بارے میں مشورہ کرو اور کسی ایک کی رائے کے مطابق فیصلہ کرو۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ دانشمند آدمی سے راہنمائی حاصل کرو تو تم ہدایت پا جاؤ گے۔ اس کی نافرمانی نہ کرو ورنہ شرمندہ ہو گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 44 5۔ ایضاً
6۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 484 (3666)، دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ الادب المفرد، باب المشورۃ، جلد 1، صفحہ 367، مطبوعہ المؤسسۃ السعودیۃ بمصر

امام بیہقی رحمہ اللہ شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جو آدمی کسی کام کا ارادہ کرے، اس میں مشورہ کرے اور پھر فیصلہ کرے تو وہ ہدایت پا جائے گا۔ تو اس کے معاملات بھی درست ہو جائیں گے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹے! اللہ کے خوف کو لازم پکڑو کیونکہ یہ ہر چیز کا مقصود ہے۔ اے بیٹے! تو اس وقت تک کسی معاملے کا فیصلہ نہ کر یہاں تک کہ تو اپنے مرشد (راہنما) سے مشورہ نہ کر لے کیونکہ دوسرا اس کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔(2)

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝۳۹

''اور جب ان پر زیادتی کی جاتی ہے تو وہ اس کا (مناسب) بدلہ لیتے ہیں۔''

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مومن اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ ظالم کے سامنے عاجزی کا اظہار کریں۔ جب وہ قدرت رکھتے تو وہ معاف کر دیتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت منصور سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مومن اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل ظاہر کریں تو فاسق ان پر جری ہو جائیں۔

امام نسائی، ابن ماجہ، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زینب میرے پاس آئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس موجود تھے۔ تو وہ مجھے کوسنے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں جھڑکا تو وہ نہ رکیں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اسے جواب دو تو میں نے انہیں جواب دیا تو ان کی تھوک ان کے منہ میں خشک ہو گئی یعنی وہ لاجواب ہو گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے کھلا ہوا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی بن زید جدعان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس جیسی حدیث نہیں سنی جو حدیث مجھے میرے والد کی ام ولد نے حضرت عائشہ سے مجھے روایت کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں گھر میں تھی جبکہ ہمارے پاس حضرت زینب بنت جحش بھی تھیں۔ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ حضرت زینب آپ کی طرف متوجہ ہوئیں اور عرض کی ہم میں سے ہر ایک آپ کے ہاں باتوں سے دھوکہ دینے والا ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئیں اور مجھے سخت باتیں سنانے لگیں۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا: اسے ایسا ہی جواب دو جیسی یہ باتیں کر رہی ہے۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوئی جبکہ میں اس سے بہتر گفتگو کرنے والی تھی تو وہ اٹھ گئیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو لوگ ان پر زیادتی کرتے ہیں وہ ان سے

1۔ شعب الایمان، باب فی الحکم بین الناس، جلد 6، صفحہ 75 (7538)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، باب فی حسن خلق، جلد 6، صفحہ 332 (8393) 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 37

بدلہ لیتے ہیں مگر حد سے تجاوز نہیں کرتے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق حضرت محمد ﷺ ہیں۔ آپ پر ظلم کیا گیا، آپ پر بغاوت کی گئی اور آپ کو جھٹلایا گیا۔ حضور ﷺ تلوار کے ساتھ بدلہ لیتے ہیں۔

وَ جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾

''اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پس جو معاف کردے اور اصلاح کردے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ بے شک وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا''

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد دنیا میں جو لوگ ایک دوسرے سے تکلف اٹھاتے ہیں اور بدلہ میں انھیں سزا دی جاتی ہے اور قصاص وغیرہ۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو گالیاں دینے والوں میں سے دونوں جو کچھ کہتے ہیں اس کی سزا آغاز کرنے والے پر ہے یہاں تک کہ مظلوم حد سے تجاوز کر جائے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی تجھے برا بھلا کہے تو تو بھی اسے اسی طرح کا برا بھلا کہہ مگر اس سے تجاوز نہ کر۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی نجیح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ایک آدمی کہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے رسوا کرے تو جواب میں دوسرا بھی یہ کہہ سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کرے(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ایک ندا کرنے والے کو حکم دے گا جس آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اجر ہو تو وہ کھڑا ہو جائے تو معاف کرنے والے کے سوا کوئی نہیں اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ کا یہی مطلب ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا جس آدمی کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر اجر ہو تو وہ کھڑا ہو جائے تو بہت ساری گردنیں کھڑی ہونگی۔ انھیں کہا جائیگا تمہارا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کیا اجر ہے؟ وہ عرض کریں گے ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے ظالموں کو معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے تو انہیں کہا جائے گا اللہ کے اذن سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ شعب الایمان، باب فی الحکم بین الناس، جلد 25، صفحہ 36، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 46، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ حساب کے لئے کھڑے ہونگے تو ایک منادی کرنے والا ندا کرے گا جس آدمی کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ اور جنت میں داخل ہو جائے پھر وہ دوسری دفعہ اعلان کرے گا کہ جس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ عرض کریں گے کس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے؟ تو اعلان کرنے والا کہے گا لوگوں کو معاف کرنے والے۔ تو اتنے اتنے ہزار لوگ کھڑے ہو جائیں گیا ور حساب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک منادی کرنے والا اعلان کرے گا کہ جس آدمی کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ اعلان دو دفعہ ہوگا۔ تو جس نے اپنے بھائی کو معاف کیا ہوگا وہ کھڑا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مقصود ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی جانب سے پہلا ندا کرنے والا یہ اعلان کرے گا: وہ لوگ کہاں ہیں جن کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے؟ تو دنیا میں جن لوگوں نے معاف کیا ہوگا وہ کھڑے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے میری وجہ سے معاف کیا، تمہارا بدلہ جنت ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین پر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا جس کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر حق ہو وہ کھڑا ہو جائے۔ تو جس نے معاف کیا ہوگا اور اصلاح احوال کی کوشش کی ہوگی وہ کھڑا ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا۔ آج کوئی کھڑا نہ ہو مگر جس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی احسان ہو۔ مخلوقات عرض کرے گی تو پاک ہے بلکہ احسان تو تیرا ہے۔ وہ کہے گا کیوں نہیں جس نے قدرت کے باوجود دنیا میں معاف کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب! تیری بارگاہ میں کون سب سے معزز ہے؟ فرمایا جب قدرت رکھتا ہو مگر معاف کر دے۔(2)

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابو بکر صدیق کو گالی دی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہونے لگے اور مسکرانے لگے۔ جب اس آدمی نے زیادہ باتیں کیں تو حضرت ابو بکر صدیق نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت ابو بکر صدیق پیچھے سے جا کر ملے۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا جبکہ آپ بیٹھے رہے۔ جب میں نے اسے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہو گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تیری جانب سے جواب دے رہا تھا جب تو نے اسے بعض باتوں کا جواب دیا تو شیطان آ گیا میں شیطان

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 315 (8313)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 320 (8335)

کے ساتھ تو بیٹھنے والا نہیں تھا۔ پھر فرمایا اے ابوبکر! تو نے اپنا حق پالیا ہے کہ جس بندے پر ظلم کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس سے چشم پوشی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اسے عزت دیتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے اور جو آدمی عطیہ کا دروازہ کھولتا ہے جس کے ذریعے وہ صلہ رحمی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اور زیادہ دیتا ہے اور جو آدمی سوال کا دروازہ کھولتا ہے جس کے ذریعے زیادہ مال حاصل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تنگی میں اور اضافہ کرتا ہے۔

وَ لَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَى الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ وَ لَمَنْ صَبَرَ وَ غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِیٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ تَرَى الظّٰلِمِیْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ یَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۴﴾

”اور جو بدلہ لیتے ہیں اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد پس یہ لوگ ہیں جن پر کوئی ملامت نہیں، بیشک ملامت ان پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور فساد برپا کرتے ہیں زمین میں ناحق یہی ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور جو شخص (ان مظالم پر) صبر کرے اور (طاقت کے باوجود) معاف کردے تو یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ گمراہ کردے تو اس کا کوئی کارساز نہیں اس کے بعد اور آپ ملاحظہ کریں گے ظالموں کو جب وہ دیکھیں گے عذاب (تو سٹپٹا جائیں گے) پوچھیں گے کیا واپس لوٹنے کا بھی کوئی راستہ ہے؟“

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس معمولی زخم کے بارے میں ہے جو لوگوں کے درمیان باہمی نزاع سے واقع ہوتا ہے جس پر کوئی سزا نہیں ہوتی۔ اگر تجھ پر کوئی آدمی ظلم کرے تو تو اس پر ظلم نہ کر۔ اگر کوئی تجھے گالی دے تو تو اسے گالی نہ دے۔ اگر وہ تیرے ساتھ خیانت کرے تو تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر کیونکہ مومن وہ ہے جو پورا حق دیتا ہے جبکہ فاجر خیانت کرنے والا اور دھوکہ دینے والا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ظالم کے متعلق بددعا کی تو اس نے انتقام لے لیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چور نے آپ کی

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 265 (8098)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2، صفحہ 672، مکتبہ رحمانیہ لاہور

چوری کی تو حضرت عائشہ صدیقہ نے اس کے حق میں بددعا کی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا لَا تُسَبِّخِيْ عَلَيْهِ بددعا کرکے اسے ہلکا مت کر۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَمَنِ انْتَصَرَ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ حضور ﷺ کے لیے اجازت ہے کہ آپ تلوار سے انتقام لیں اور الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ کیا دنیا کی طرف جانے کی کوئی صورت ہے۔(2)

وَ تَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَ مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّاۤ اِذَاۤ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

"اور آپ انہیں دیکھیں گے کہ پیش کیے جا رہے ہوں گے دوزخ پر اس حال میں کہ عاجز و درماندہ ہوں گے ذلت کے باعث۔ دیکھتے ہوں گے کنکھیوں سے چوری چوری اور کہیں گے اہل ایمان کہ حقیقی گھاٹے میں وہی لوگ ہیں جنہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے روز۔ سن لو! ظالم لوگ ضرور ابدی عذاب میں ہوں گے۔ اور نہیں ہوں گے (اس روز) ان کے لئے مددگار جو مدد کر سکیں ان کی اللہ کے بغیر اور جس کو گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو اس کے لئے بچنے کی کوئی راہ نہیں۔ (لوگو!) مان لو اپنے رب کا حکم اس سے پیشتر کہ آجائے وہ دن جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں۔ نہ ہوگی تمہارے لئے کوئی پناہ گاہ اس روز اور نہ تمہاری طرف سے کوئی روک ٹوک کرنے والا ہوگا۔ پس اگر وہ (پھر بھی) روگردانی کریں تو ہم نے آپ کو ان

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدعاء، جلد 6، صفحہ 74 (29577)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 49، داراحیاء التراث العربی بیروت

کے اعمال کا ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا۔ آپ کا فرض تو صرف (احکام کا) پہنچا دینا ہے۔ اور جب ہم مزہ چکھا دیتے ہیں انسان کو اپنی رحمت کا تو خوش ہو جاتا ہے اس سے اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے اپنے کرتوتوں کے باعث (تو شور مچانے لگتا ہے۔ بے شک انسان بڑا ناشکر گزار ہے"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے طَرْفٍ خَفِيٍّ کا معنی ذلیل نقل کیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ ان کی طرف چوری چھپے دیکھتے ہیں۔

امام عبد حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے خلف بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن صوحان نے اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ کی تلاوت کی تو یوں گویا ہوئے لَبَّيْكَ مِنْ زَيْدٍ لَبَّيْكَ۔ یعنی زید کی جانب سے لبیک۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىٕذٍ کا یہ معنی نقل کیا ہے: اس روز کوئی بچاؤ اور وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ یعنی تمہارا کوئی مددگار نہیں ہوگا جو تمہاری مدد کرے۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾

"اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ بخشا ہے جس کو چاہتا ہے بچیاں اور عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے فرزند۔ یا ملا جلا کر دیتا ہے انہیں بیٹے اور بیٹیاں اور بنا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ۔ بے شک وہ سب کچھ جاننے والا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ کلام کرے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ (براہ راست) مگر وحی کے طور پر یا پس پردہ یا بھیجے کوئی پیغامبر (فرشتہ) اور وہ وحی کرے اس کے حکم سے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ بلاشبہ وہ اونچی شان والا بہت دانا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری اولادیں اللہ تعالیٰ کا ہبہ ہیں۔ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 51-50، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 51

اولادیں اور ان کے اموال تمہارے ہیں جب تمہیں ان کی ضرورت پڑے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی برکت یہ ہے کہ وہ پہلی دفعہ بچی جنے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ سے مراد یہ ہے کہ ان مذکروں کے ساتھ مؤنث نہیں ہوتیں۔ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا سے مراد ہے کہ اس کی بچیاں اور بچے پیدا ہوتے ہیں۔ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا یعنی ان کی کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک سے یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے ہاں صرف بیٹیاں ہوتی ہیں۔ وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اور ایک آدمی کے صرف بیٹے جنم لیتے ہیں۔ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا اور ایک آدمی کے پاس مذکر اور مؤنث دونوں ہوتے ہیں۔ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ایک آدمی کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس کے ہاں جڑواں اولاد ہوتی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا یعنی اس کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوتی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا کی تفسیر نقل کی ہے یہ ہے کہ حمل نہیں ہوتا۔(2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن حرث بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی حبشن لونڈی سے خواہش پوری کی، اس سے عزل کیا پھر اسے بیچ دیا۔ اس لونڈی کا مالک اسے لے کر چلا گیا۔ جب وہ ابھی راستہ میں ہی تھا تو اس نے لونڈی سے طبعی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اس لونڈی نے اسے اس کی اجازت نہ دی۔ اچانک وہ ایک چرواہے کے پاس تھا۔ اس مرد نے اس چرواہے کو بلایا۔ اس سے عجمی زبان میں بات کی اور یہ بتایا کہ وہ اس لونڈی کا آقا ہے۔ اس لونڈی نے کہا کہ میں اس سے پہلے آقا سے حاملہ ہوں اور میرے دین میں یہ حکم ہے کہ میرے ساتھ ایک آدمی کے حاملہ ہونے کی صورت میں دوسرا آدمی مجھ سے وطی نہ کرے۔ اس کے آقا نے حضرت ابو بکر صدیق یا حضرت عمر فاروق کی طرف خط لکھا اور سب واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے کی جبکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ جب اگلا دن ہوا اور ان کی مجلس مقام حجر میں تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل امین میری اس مجلس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے کہ تم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ پر

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 312 (3123)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 54، داراحیاء التراث العربی بیروت

7B

اختیار نہیں۔ جب انتہائی پاگل اپنے پاگل پن کا مظاہرہ کرے لیکن وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے مذکر عطا کرتا ہے، اپنے بیٹے کا اعتراف کرو تو آپ نے اس بارے میں خط تحریر کیا۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ حضرت غیلان سے وہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ایک آدمی سے عجمی لونڈی خریدی جس آدمی نے اپنی لونڈی سے خواہش نفس پوری کی تھی۔ وہ لونڈی اس مرد سے حاملہ ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی اس لونڈی سے خواہش پوری کرنے کا ارادہ کیا تو اس لونڈی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور یہ بتایا کہ وہ تو حاملہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے معاملہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ رکھا۔ تم میں سے کوئی جب اس قسم کے پاگل پن کا مظاہرہ کرے۔ تو اسے اللہ تعالیٰ پر کوئی اختیار نہیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے وہ لونڈی اس مالک کو واپس کر دی جس نے یہ لونڈی بیچی تھی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت یونس بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے زہری سے سنا ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے جس نبی کی طرف وحی کی اسے یہ شامل ہے۔ وہ کلام اللہ کا کلام ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حجاب کے پیچھے سے کلام کی۔ وحی اسے کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء میں سے کسی کے ساتھ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نبی کے دل میں ثبت کر دیتا ہے۔ نبی اس کی کلام کرتا ہے اور اسے یاد کر لیتا ہے۔ یہ اللہ کا کلام اور اس کی وحی ہے۔ اس میں ایک ایسی وحی بھی ہوتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں کسی نبی سے کلام نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان ایک راز ہوتا ہے۔ وحی میں سے ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ انبیاء اس کے متعلق کلام تو کرتے ہیں مگر کسی کے لیے لکھتے نہیں اور نہ ہی کسی کو اس کے بارے میں لکھنے کا حکم دیتے ہیں لیکن اس کے بارے میں لوگوں سے باتیں کرتے ہیں اور لوگوں کے لیے یہ بات واضح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا ہے کہ وہ اسے لوگوں کے لیے بیان کر دیں اور انہیں یہ پیغام پہنچا دیں اور وحی کی ایک قسم وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں میں سے منتخب فرشتوں کی طرف کرتا ہے۔ وہ فرشتے انبیاء سے کلام کرتے ہیں اور وحی کی ایک قسم یہ ہے جسے اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے جس کی طرف بھیجنا چاہتا ہے تو وہ رسولوں کے دلوں میں بطور وحی القاء کر دیتے ہیں۔ (1)

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے؟ فرمایا بعض اوقات میرے پاس فرشتہ گھنٹی کی آواز کی صورت میں آتا ہے۔ وہ وحی مجھ سے ختم ہوتی ہے تو میں فرشتے کے کہے ہوئے کلمہ کو یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ فرمایا وحی کی یہ صورت مجھ پر بڑی مشکل ہوتی ہے۔ بعض اوقات فرشتے میرے سامنے ایک انسان کی صورت میں آتے ہیں۔ تو وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے یاد کر چکا ہوتا ہوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شدید سردی میں وحی نازل ہوتی

1۔ الاسماء والصفات، صفحہ 257، دارالکتب العلمیہ بیروت

پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوتا تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا تھا۔(1)

امام ابویعلیٰ، عقیلی، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سہل بن سعد اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سامنے ستر ہزار نور اور ظلمت کے پردے ہیں۔ کوئی بھی نفس جب ان حجابوں کی حس کو سنتا ہے تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔(2)

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَاۤ اِلَی اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾

''اور اسی طرح ہم نے بذریعہ وحی بھیجا آپ کی طرف ایک جانفزا کلام اپنے حکم سے نہ آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور نہ یہ کہ ایمان کیا ہے۔ لیکن (اے حبیب!) ہم نے بنا دیا ہے اس کتاب کو (سراپا) نور ہم ہدایت دیتے ہیں اس کے ذریعے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور بلاشبہ آپ رہنمائی فرماتے ہیں صراط مستقیم کی طرف جو اللہ کی راہ ہے۔ وہ اللہ جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ خوب سن لو! سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہے۔''

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رُوْحًا کا معنیٰ قرآن نقل کیا ہے۔

امام ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کیا آپ نے کبھی بتوں کی عبادت کی ہے؟ فرمایا نہیں۔ پوچھا گیا کیا آپ نے شراب کبھی پی ہے؟ فرمایا نہیں۔ میں لگاتار انہی چیزوں کے بارے میں پوچھتا رہا جن پر کافر کاربند تھے۔ (مَا كُنْتُ اَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ) اسی کے بارے میں قرآن حکیم نازل ہوا: مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ اِنَّكَ لَتَهْدِیْۤ کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ تو دعوت دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ (الرعد: 7) یعنی ایسا داعی ہو جو اللہ تعالیٰ کی دعوت دے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَتَهْدِیْۤ کا یہ معنیٰ نقل کیا ہے کہ آپ دعوت دیتے ہیں۔ (4)

1۔ صحیح بخاری، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 1، صفحہ 2، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند ابویعلی، جلد 6، صفحہ 301 (7487)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً

آیاتھا ۸۹ ۔ سُوْرَۃُ الزُّخْرُفِ مَکِّیَّۃٌ ۴۳ ۔ رکوعاتھا ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۚ﴿۳﴾

''حا۔میم۔قسم ہے اس کتاب مبین کی، ہم نے اتارا ہے اسے قرآن، عربی زبان میں تاکہ تم (اس کے مطالب کو) سمجھو۔''

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ زخرف مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرموت کا ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے ابن عباس! مجھے قرآن کے بارے میں بتایئے کیا یہ اللہ کے کلام میں سے ہے یا اللہ کی مخلوق میں سے ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے، کیا تو نے ارشاد نہیں سنا: وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ (التوبہ:6) اس آدمی نے عرض کی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں دیکھا اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے لوحِ محفوظ میں عربی زبان میں لکھا، کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا: بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ (البروج) مجید سے مراد عزیز ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے لوحِ محفوظ میں لکھا۔

امام ابنِ ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان کے مکینوں کی زبان عربی ہے۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی۔(1)

وَ اِنَّهٗ فِيْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ؕ﴿۴﴾

''اور بے شک یہ قرآن ہمارے ہاں لوحِ محفوظ میں ثبت ہے اونچی شان والا، حکمت سے لبریز۔''

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا کہ قیامت تک وقوع پذیر ہونے والے واقعات کو لکھے جبکہ کتاب اس کے پاس ہے۔ پھر اس آیتِ کریمہ کی تلاوت کی۔(2)

عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اُمِّ الْكِتٰبِ سے مراد کتاب کی اصل اور اس کا مجموعہ ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن اللہ کے پاس ہے۔

امام ابن منذر اور ابن جریج رحمہما اللہ نے اُمِّ الْكِتٰبِ کا معنی ذکر حکیم کیا ہے۔ اس میں ہر وہ شے موجود ہے جو پہلے ہوئی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب فضائل القرآن، جلد 6، صفحہ 117 (29925)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 25، صفحہ 59، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

اور اس میں ہر وہ شے ہے جو بعد میں ہوگی۔ جو کتاب بھی نازل ہوئی اسی میں سے نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن سابط رحمہ اللہ وَ اِنَّهٗ فِیْۤ اُمِّ الْكِتٰبِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت تک جو واقعات ہونے والے ہیں وہ ام الکتاب میں ہیں۔ تین فرشتوں کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ وحی حضرت جبرائیل امین کے سپرد کی گئی ہے جو اسے رسولوں کی طرف لاتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل امین کے ذمہ ہی یہ ذمہ داری لازم کی ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ میدان جنت میں کسی کی مدد کرنا چاہتا ہے تو حضرت جبرائیل کے ذمہ ہی یہ کام سپرد کیا گیا ہے۔ حضرت میکائیل کے ذمہ بارش کو لگایا گیا ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے۔ ملک الموت کے ذمہ روحیں قبض کرنے کا کام ہے۔ جب دنیا ختم ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ ان کو جمع کرے گا جن کو ان فرشتوں نے حفاظت میں لیا ہے اور ان کو جمع کرے گا جنہیں یہ کتاب محفوظ کیے ہوگی تو انہیں برابر پائے گا۔(1)

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ۟﴿۵﴾ وَ كَمْ
اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ۟﴿۶﴾ وَ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ
یَسْتَهْزِءُوْنَ ۟﴿۷﴾ فَاَهْلَكْنَاۤ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّ مَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِیْنَ ۟﴿۸﴾ وَ
لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِیْزُ
الْعَلِیْمُ ۟ۙ﴿۹﴾ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا
لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۟ۚ﴿۱۰﴾ وَ الَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا
بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۟﴿۱۱﴾ وَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ
جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَ الْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۟ۙ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ
تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَ تَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ
سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۟ۙ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۟﴿۱۴﴾ وَ
جَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ۟ؕ﴿۱۵﴾ اَمِ اتَّخَذَ
مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ۟﴿۱۶﴾ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 159 (34968)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾

"کیا ہم روک لیں گے تم سے اس ذکر کو ناراض ہو کر اس وجہ سے کہ تم لوگ حد سے بڑھنے والے ہو؟ اور ہم نے بکثرت بھیجے ہیں نبی پہلے لوگوں میں۔ اور نہیں آیا ان کے پاس کوئی نبی مگر وہ (کفار) اس کا مذاق اڑایا کرتے۔ پس ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا جو ان سے زیادہ طاقتور تھے اور گزر چکا ہے حال پہلے لوگوں کا۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے پیدا کیا ہے انہیں بڑے زبردست، سب کچھ جاننے والے نے۔ جس نے بنا دیا ہے تمہارے لیے زمین کو گہوارہ اور بنا دیے ہیں تمہارے لیے اس میں راستے تا کہ تم منزل مقصود پر پہنچ سکو۔ اور جس نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے مطابق۔ پس ہم نے زندہ کر دیا اس سے ایک مردہ شہر کو۔ یونہی تمہیں بھی (قبروں سے) نکالا جائے گا۔ اور جس نے ہر قسم کی مخلوق پیدا فرمائی اور بنا دیں تمہارے لیے کشتیاں اور مویشی جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تا کہ تم جم کر بیٹھو ان کی پیٹھوں پر پھر (دلوں میں) یاد کرو اپنے رب کی نعمت کو جب تم خوب جم کر بیٹھ جاؤ ان پر اور (زبان سے) یہ کہو پاک ہے وہ ذات جس نے فرمانبردار بنا دیا ہے اسے ہمارے لیے اور ہم اس پر قابو پانے کی قدرت نہ رکھتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور بنا دی ہے (مشرکوں نے) اس کے لئے اس کے بندوں سے اولاد۔ بے شک انسان کھلا ہوا ناشکر گزار ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے پسند کر لی ہیں (اپنے لیے) اپنی مخلوق سے بیٹیاں اور مخصوص کر دیا ہے تمہیں بیٹوں کے ساتھ؟ اور جب اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو اس کی جس کی نسبت اس نے رحمان کی طرف کی ہے تو اس کا چہرہ (فرط رنج سے) سیاہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل غم سے بھر جاتا ہے۔ کیا وہ (ایسی اولاد جنے گا) جو پروان چڑھتی ہے زیوروں میں اور وہ مباحثہ کے وقت اپنا مدعا واضح نہیں کر سکتی۔"

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا کا معنی یہ ہے کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ہم تم سے درگزر کریں گے جبکہ تمہیں جو حکم دیا گیا وہ تم نے نہ کیا ہوگا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم قرآن کو جھٹلاؤ اور پھر تمہیں اس عمل پر سزا بھی نہ دی جائے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ روات نقل کی ہے: اللہ کی قسم! جب اس امت کے پہلے لوگوں نے اس قرآن کو رد کیا تو اللہ تعالیٰ اس قرآن کو اٹھا لیتا تو وہ سب ہلاک ہو جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور مہربانی اس امت پر دوبارہ کی اور انہیں اس قرآن کی طرف دعوت دی۔(3)

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلاۃ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً (مفہوم)

رسول مبعوث نہیں کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر کتاب نازل فرمائی۔ اگر اس رسول کی قوم نے اسے قبول کر لیا تو فبہا ورنہ اس کو اٹھا لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ کا یہی مصداق ہے۔ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ یعنی تم اسے قبول نہیں کرتے۔ اس کے نبی کا دل اسے تلقین کرتا ہے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اسے قبول کیا۔ اے ہمارے رب! ہم نے اسے قبول کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کریں تو اسے اٹھا لیا جاتا ہے اور روئے زمین پر کوئی چیز نہیں چھوڑی جاتی۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی پہلے لوگوں کی سزا کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اَنْ كُنْتُمْ کو الف کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے اور مَهْدًا کو الف کے بغیر میم کی زبر کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ یعنی تم یہ کہو تمام تر تعریفیں ہیں اللہ کے لیے جس نے ہم پر اپنے بندے اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احسان فرمایا پھر تم کہو سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ۔

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے تو اپنی سواری پر سوار ہوتے۔ پھر تین دفعہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر کہتے سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔(1)

امام طیالسی، عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، امام نسائی، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی سواری لائی گئی۔ جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھا تو کہا بِسْمِ اللّٰهِ جب اس کی پشت پر سوار ہوئے تو تین دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور تین دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا پھر یہ آیت پڑھی سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ۔ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ قَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ پھر مسکرائے۔ میں نے عرض کی آپ کیوں مسکرائے ہیں؟ اے امیر المومنین! فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جیسے میں نے کیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کس وجہ سے مسکرائے ہیں؟ فرمایا جب بندہ یہ کہتا ہے اے میرے رب! مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کو علم ہے کہ میرے سوا کوئی بھی گناہ نہیں بخشتا۔(2)

1۔ سنن ترمذی، ابواب الدعوات، جلد 2، صفحہ 657، مکتبہ رحمانیہ لاہور
2۔ ایضاً

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھ گئے تو تین دفعہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہا ایک دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ پھر مسکرائے پھر کہا جو آدمی بھی اپنی سواری پر سوار ہوتا ہے تو وہ اسی طرح کرتا ہے جس طرح میں کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے مسکراتا ہے جس طرح میں تیرے لیے مسکرا رہا ہوں۔(1)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، نے حضرت محمد بن حمزہ بن عمرا سلمی رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اونٹ کی پشت پر شیطان ہوتا ہے۔ جب تم اس پر سوار ہو تو اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو پھر اپنی حاجتوں سے نہ رکو۔(2)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر اونٹ کی کہان پر شیطان ہے۔ انہیں سواری کر کے مطیع کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سوار کرتا ہے۔(3)

امام ابن سعد، امام احمد، بغوی، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو لاس خزاعی سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: کوئی اونٹ نہیں مگر اس کی کہان پر شیطان ہے۔ جب تم اس پر سوار ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ پھر انہیں اپنے لیے مطیع بناؤ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی سوار کرتا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نِعْمَةَ رَبِّكُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے نعمت اسلام۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مجلز سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسین بن علی نے ایک آدمی کو سواری پر سوار ہوتے دیکھا۔ تو اس نے پڑھا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ۔ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ حضرت امام حسین نے فرمایا: کیا تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے؟ اس نے پوچھا میں کیا کہوں؟ تو فرمایا یہ کہہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ مَنَّ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہم پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احسان فرمایا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں بہترین امت میں سے پیدا کیا جس کو تمام لوگوں کے لیے نکالا گیا۔ پھر تو کہے سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ سواری پر سوار ہوتو کہتے بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ یہ تیرا احسان ہے اور تیرا ہم پر فضل ہے۔ اے ہمارے رب! تیرے لیے حمد ہے سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا۔(6)

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 335، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب المناسک، جلد 1، صفحہ 612(1626)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً(1627) 4۔ ایضاً(1624)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 65، دار احیاء التراث العربی بیروت 6۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 66

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو جانور ہمارے لیے مسخر کیے گئے ہیں ان سے مراد اونٹ، گھوڑے، خچر اور گدھے ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مُقْرِنِيْنَ کا معنی مطیقین نقل کیا ہے کہ ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ وہ ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور نہ وہ ہماری قوت میں ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت سفر میں تھی۔ جب وہ سوار ہوتے تو کہتے سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ۔ ان میں ایک ایسا آدمی تھا جس کی ایک کمزور اونٹنی تھی۔ اس نے کہا جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو اس کی طاقت رکھتا ہوں تو وہ اسے لے کر دوڑ پڑی، اسے گرا دیا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جُزْءًا کا معنی عدل نقل کیا ہے۔(4)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے جُزْءًا کا معنی بچہ اور فرشتوں میں سے بیٹیاں ہے۔ اور مَثَلًا کا معنی بچہ ہے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے كَظِيْمٌ کا معنی حزین نقل کیا ہے یعنی غمگین۔(6)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ضَرَبَ کو ضاد کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: وہ بچیاں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کی اولاد بناتے ہو تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد عورتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لباس اور مردوں کے لباس میں فرق کیا ہے۔ ان کی وراثت اور شہادت کو کم کیا۔ انہیں گھروں میں بیٹھ رہنے کا حکم دیا اور انہیں خوالف (عورتیں) کا نام دیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ کا معنی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بنا دیں۔ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے جبکہ وہ غمگین ہوتا ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ هُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ کا تعلق ہے تو اس سے مراد ہے کم ہی ایسا ہوا ہوگا کہ عورت اپنے حق میں دلیل لانے کے لیے گفتگو کا ارادہ کرے گی مگر وہ ایسی گفتگو کرے گی جو اس کے خلاف دلیل ہوگی۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 66، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 67　5۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 68-67　6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 69　8۔ ایضاً

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ میں الحلیۃ یاء کی تخفیف کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یُّنَشَّؤُا کو تخفیف کے ساتھ، یاء کے نصب کے ساتھ اور مہموز پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے عورتوں کے لیے سونے کے استعمال کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ۔

وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ یُسْــٴَـلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ؕ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾ قٰلَ اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَیْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۵﴾ؑ

''اور انہوں نے ٹھہرا لیا ہے فرشتوں کو جو (خداوندِ) رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں۔ کیا یہ موجود تھے ان کی پیدائش کے وقت؟ لکھ لی جائے گی ان کی گواہی اور ان سے باز پرس ہوگی۔ اور (کفار) کہتے ہیں کہ اگر چاہتا (خداوندِ) رحمٰن تو ہم انہیں نہ پوجتے۔ انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ محض قیاس آرائیاں کر رہے ہیں۔ کیا ہم نے دی انہیں کوئی کتاب اس سے پہلے پس وہ اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نقوشِ پا پر چل رہے ہیں۔ اور اسی طرح جب بھی ہم نے بھیجا آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا تو کہا وہاں کے عیش پرستوں نے کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر اور ہم ان کے نشاناتِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اس نبی نے فرمایا اگر میں لے آؤں

تمہارے پاس زیادہ درست چیز اس سے جس پر پایا ہے تم نے اپنے باپ دادا کو (تب بھی؟) انہوں نے جواب دیا ہم جو دے کر تمہیں بھیجا گیا ہے اس کو نہیں مانتے۔ پس ہم نے ان سے انتقام لیا، ذرا دیکھو کیسا (المناک) انجام ہوا جھٹلانے والوں کا۔"

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا یہ بات کچھ لوگوں نے کہی اور ہم یہودیوں کے علاوہ کسی اور کو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے جنوں کے ہاں شادی کی تو اس کی اولاد فرشتے ہوئے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں یوں پڑھتا تھا الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا میں نے حضرت ابن عباس سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ۔ میں نے عرض کی میرے مصحف میں عند الرحمن ہے۔ فرمایا اسے مٹا دے اور عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ لکھ لے یعنی الف اور باء کے ساتھ اور کہا آج میرے پاس ایک آدمی آیا۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ وہ میرے پاس نہ آتا۔ اس نے پوچھا تو یہ آیت کس طرح پڑھتا ہے؟ ساتھ ہی کہا کچھ لوگ اسے عند الرحمن پڑھتے۔ میں خاموش ہو گیا اور میں نے کہا تو اپنے گھر چلا جا۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اَلَّذِيْنَ هُمْ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ پڑھا ہے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مروان رحمہ اللہ سے یوں قرأت نقل کی ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰئِكَةَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا۔ اس میں الذین ھم نہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ پڑھا ہے یعنی الف اور باء کے ساتھ پڑھا ہے۔ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ اسے ہمزہ مفتوحہ اور شین کے ساتھ پڑھا ہے سَتُكْتَبُ کو تاء مرفوعہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مجاہد سے وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ھم ضمیر سے مراد بت ہیں کیونکہ انہوں نے بتوں کی عبادت کی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ یعنی بت کچھ نہیں جانتے۔ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ وہ اس پر اللہ کی قدرت کو جانتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے فرشتوں کی عبادت کی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم نے اس کتاب سے پہلے انہیں کتاب دی۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 485 (3675)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اُمَّةٍ کا معنی دین نقل کیا ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ کے بارے میں بتایئے تو فرمایا اس ملت پر جو اس ملت سے مختلف ہے جس کی طرف آپ ہمیں دعوت دیتے ہیں۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ ذبیانی کا شعر نہیں سنا جبکہ وہ نعمان بن منذر کے سامنے معذرت کرتے ہوئے کہتا ہے:

حَلَفْتُ فَلَمْ اَتْرُکْ لِنَفْسِکَ رِیْبَةً   وَھَلْ یَاثَمَنْ ذُوْ اُمَّةٍ وَھُوَ طَائِعُ

''میں نے قسم اٹھائی میں نے تیرے نفس میں کوئی شک نہیں چھوڑا کیا دیندار آدمی رضامندی سے گناہ کرسکتا ہے''؟۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات قریش کے مشرکوں نے کہی تھی کہ ہم نے اپنے آباء کو دین پر پایا تھا۔ ہم اس میں ان کی اتباع کریں گے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم ان کے افعال کی پیروی کریں گے۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں امت کا لفظ مختلف معنوں میں ہے وَ ادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ (یوسف:45) یہاں اُمَّةٍ بمعنی حین (وقت) ہے وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ (القصص:23) یہاں امت، لوگوں کی جماعت کے معنی میں ہے۔ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ یہاں امت کا معنی دین ہے۔ ان تمام آیات میں لفظ اُمَّةٍ کا ھمزہ مرفوع ہے۔ اور قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ میں جِئْتُكُمْ الف کے بغیر تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ یہ تفسیر نقل کی ہے اللہ کی قسم! ان کا انجام برا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں دھنسانے اور غرق کرنے کے ساتھ پکڑا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا پھر انہیں جہنم میں داخل کیا۔(4)

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿۲۷﴾ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾

''اور (یاد کیجئے) جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو بجز اس کے جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ بیشک وہی میری رہنمائی کرے گا۔ اور آپ نے بنا دیا کلمہ توحید کو باقی رہنے والی بات اپنی اولاد میں تاکہ وہ (اس کی طرف) رجوع کریں۔''

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 71، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 72 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 74 4۔ ایضاً

امام فضل بن شاذان رحمہ اللہ نے کتاب القراءات میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے یعنی یعبدون۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی یوں تفسیر نقل کی ہے کہ وہ کہتے تھے: اللہ ہمارا رب ہے۔ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (الزخرف: 87) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے برأت کا اظہار نہیں کیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: اسلام کے بارے میں اپنے بچے کو وصیت کی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً سے مراد اخلاص اور توحید ہے۔ یہ ہمیشہ ان کی اولاد میں رہیں گے جو بھی اس کلمہ کو کہے گا۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ممکن ہے وہ توبہ کریں یا نصیحت حاصل کریں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ جَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کی اولاد میں ہے۔ کہا عقب ابراہیم سے مراد آپ کی اولاد ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقب الرجل سے مراد اس کی اولاد ہے۔ وہ مذکر ہو یا مؤنث اور مذکر کی آگے اولاد بھی اس میں شامل ہے۔

عبد بن حمید نے عبیدہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابراہیم سے پوچھا عقب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا مذکر اولاد۔

امام عبد بن حمید نے عطاء سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا کہ ایک آدمی اسے اور اس کے بعد اس کی عقب کو مکان میں رہنے کی اجازت دیتا ہے تو کیا اس کی بیوی بھی اس کے عقب میں ہوگی۔ فرمایا نہیں بلکہ اس کا بیٹا عقب میں شمار ہوگا۔

بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَ لَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّ اِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

"بلکہ میں نے لطف اندوز ہونے دیا انہیں اور ان کے آباؤ اجداد کو یہاں تک کہ آ گیا ان کے پاس حق اور کھول کر بیان کرنے والا رسول۔ اور جب آ گیا ان کے پاس حق تو وہ کہنے لگے یہ تو جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں۔"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ میں مَتَّعْتُ کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے بَلْ مَتَّعْتُ هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اس امت کے لوگوں کے متعلق اہل کتاب کا قول ہے۔ حضرت قتادہ اسے بل متعت پڑھتے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ لَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: یہ قریش ہیں جنہوں نے قرآن کے بارے میں کہا جو حضرت محمد ﷺ لائے تھے کہ یہ جادو ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 77

وَ قَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا ؕ وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾

"اور کہنے لگے کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن کسی ایسے آدمی پر جوان دوشہروں میں بڑا ہے۔ کیا وہ بانٹا کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت کو؟ ہم نے خود تقسیم کیا ہے ان کے درمیان سامانِ زیست کو اس دنیوی زندگی میں اور ہم نے ہی بلند کیا ہے بعض کو بعض پر مراتب میں تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں اور آپ کے رب کی رحمتِ (خاص) بہت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں۔"

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ دو بستیاں کون سی ہیں؟ فرمایا طائف اور مکہ مکرمہ۔ عرض کی گئی وہ دو آدمی کون ہیں؟ فرمایا عروہ بن مسعود اور قریش کا سردار۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا اَلْقَرْیَتَیْنِ سے مراد مکہ مکرمہ اور طائف ہے عظیم سے مراد ولید بن مغیرہ قرشی اور حبیب بن عمیر ثقفی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَلْقَرْیَتَیْنِ سے مراد مکہ مکرمہ اور طائف ہے اور عظیم سے مراد ولید بن مغیرہ قرشی اور حبیب بن عمیر ثقفی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ولید بن مغیرہ اہل مکہ سے اور مسعود بن عمرو ثقفی اہل طائف سے لیتے اور انہیں حضور ﷺ سے زیادہ معزز خیال کرتے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے کہا اگر محمد (ﷺ) جو کچھ کہتے ہیں حق ہوتا تو قرآن حکیم مجھ پر نازل ہوتا یا عروہ بن مسعود ثقفی پر نازل ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(2)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْقَرْیَتَیْنِ سے مراد مکہ مکرمہ اور طائف ہے یہ بات مکہ مکرمہ کے مشرکوں نے کہی کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ قریش کے ہر چھوٹے خاندان نے بھی اس کا دعویٰ کیا۔ انہوں نے کہا وہ عظیم ہم میں سے ہے ہم یہ بات کیا کرتے تھے کہ یہ ان دو میں سے کسی ایک پر نازل کیوں نہیں کیا گیا (حضرت) محمد پر کیوں نازل ہوا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 78، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مصداق عتبہ بن ربیعہ ہے جو مکہ مکرمہ کا رہنے والا تھا۔ ابن عبد یالیل بن کنانہ ثقفی جو طائف کا رہنے والا تھا اور عمیر بن مسعود ثقفی۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ابومسعود ثقفی۔

امام ابن عساکر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عتبہ بن ربیعہ ہے جو ان دنوں میں قریش کا سردار تھا۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ولید بن مغیرہ مخزومی ہے یا کنانہ بن عمیر ہے جو طائف کا سردار تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان روزی کو اس طرح تقسیم کیا جس طرح ان کے درمیان ان کی صورتوں اور اخلاق کو تقسیم کیا۔ ہمارا رب بلند و بالا ہے وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ اس مال کو کمزور حیلے والے اور اچھی گفتگو نہ کرنے والے نے حاصل کر لیا جبکہ اس کے رزق میں فراوانی ہے۔ اسے سخت محنت کرنے والا، اچھی گفتگو کرنے والا اسے حاصل کرتا ہے جبکہ اس میں اس کے لیے تنگی ہوتی ہے لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا کہا اس کے ساتھ اپنے بندوں کو آزماتا ہے۔ جو تمہارے غلام ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور رَحْمَتُ رَبِّكَ سے مراد جنت ہے۔(2)

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾

"اور اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک امت بن جائیں گے تو ہم بنا دیتے ان کے لئے جو انکار کرتے ہیں رحمٰن کا، ان کے مکانوں کے لئے چھتیں چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں (وہ بھی چاندی کی)۔ اور ان کے گھروں کے دروازے بھی چاندی کے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں وہ بھی چاندی اور سونے کے۔ اور یہ سب (سنہری روپہلی) چیزیں دنیوی زندگی کا سامان ہے اور آخرت (کی عزت و کامیابی) آپ کے رب کے نزدیک پرہیزگاروں کے لئے ہے۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرا مومن بندہ جزع و فزع نہ کرتا تو میں کافر کو لوہے سے بھی زیادہ سخت بنا دیتا، تو وہ کسی چیز کی شکایت نہ کرتا اور میں اس پر دنیا کو انڈیل دیتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے اس کی مثل اپنی کتاب میں

1۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 38، صفحہ 45-239، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 80، دار احیاء التراث العربی بیروت

نازل کیا ہے: وَلَوۡلَاۤ اَنۡ یَّكُوۡنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ یَّكۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَلَوۡلَاۤ اَنۡ یَّكُوۡنَ النَّاسُ اُمَّةً کا معنی یہ ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں تمام لوگوں کو کافر بنا دوں تو میں کافروں کے گھروں کے چھت چاندی کے بنا دیتا، سیڑھیاں بھی چاندی کی ہوتیں جن پر چڑھ کر وہ بالا خانوں میں جاتے۔ ان کی چارپائیاں چاندی کی ہوتیں۔ زُخۡرُفًا سے مراد سونا ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ تمام لوگ کافر ہو جائیں گے تو جو اللہ کا انکار کرتے ہیں تو ان کے گھروں کے چھت چاندی کے بنا دیتا۔ کہا سُقُفًا سے مراد اوپر والے کمرے ہیں۔ مَعَارِجَ سے مراد سیڑھیاں ہیں جن پر وہ چڑھتے۔ زُخۡرُفًا سے مراد سونا ہے اور آخرت تیرے رب کے ہاں خاص کر متقین کے لیے ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَوۡلَاۤ اَنۡ یَّكُوۡنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ کفر اختیار کریں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سُقُفًا سے مراد کڑیاں، مَعَارِجَ سے مراد سیڑھیاں اور زُخۡرُفًا سے مراد سونا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تمام لوگ کافر ہو جائیں گے اور دنیا کی طرف مائل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے وہ بنا دے گا جو اس نے ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا تب بھی دنیا بڑی مصیبت لائی ہے اگر وہ ایسا کر دیتا تو پھر کیا حال ہوتا۔(3)

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اَهُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کو تقسیم کیا ہے جیسے اس نے تمہارے درمیان تمہارے رزق تقسیم کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا اسے بھی دیتا ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے اور جس سے محبت نہیں کرتا اور دین نہیں دیتا مگر اسے ہی جس سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جسے دین عطا فرمایا تحقیق اس نے اس سے محبت کی۔(4)

امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کا وزن رکھتی تو اللہ تعالیٰ کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتا۔

وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ ﴿۳۶﴾ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 84-81، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 86-85-84-82
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 81
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 485 (3671)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝٣٧ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝٣٨ وَ لَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝٣٩ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَ مَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٤٠

"اور جو شخص (دانستہ) اندھا بنتا ہے رحمان کے ذکر سے تو ہم مقرر کر دیتے ہیں اس کیلئے ایک شیطان۔ پس وہ ہر وقت اس کا رفیق رہتا ہے۔ اور شیاطین روکتے ہیں ان (اندھوں) کو راہ ہدایت سے اور یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ (اندھا) ہمارے پاس آئے گا تو (آنکھیں کھل جائیں گی) کہے گا کاش! میرے درمیان اور (اے شیطان!) تیرے درمیان مشرق و مغرب کی دوری ہوتی۔ تُو تو بہت برا ساتھی ہے۔ اور یہ (شور و فغاں) تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا آج جبکہ (دنیا میں) تم ظلم کرتے رہے، تم (سب) اس عذاب میں حصہ دار ہو۔ کیا آپ سنانا چاہتے ہیں بہروں کو یا راہ دکھانا چاہتے ہیں اندھوں کو اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں؟"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن عثمان مخزمی سے روایت نقل کی ہے کہ قریش نے کہا حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں میں سے ہر ایک آدمی مختص کر دو جو اس کے پیچھے پڑا رہے۔ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے طلحہ بن عبید اللہ کو مختص کیا۔ حضرت ابو بکر طلحہ کے پاس آئے جبکہ طلحہ اپنی قوم میں موجود تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو مجھے کس کی دعوت دیتا ہے؟ اس نے کہا میں تجھے لات و عزیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ لات کیا ہے؟ طلحہ نے کہا یہ ہمارا رب ہے۔ پوچھا یہ عزیٰ کیا ہے؟ اس نے کہا یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا ان کی ماں کون ہے؟ تو طلحہ خاموش ہو گیا۔ کوئی جواب نہ دیا طلحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا اسے جواب دو۔ تو سب لوگ خاموش ہو گئے۔ طلحہ نے کہا اے ابو بکر! اٹھو میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ وَ مَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یعش کا معنی یعمی نقل کیا ہے یعنی اندھا ہونا۔ ابن جریر نے کہا یہ معنی اس وقت ہو گا جب شین پر زبر پڑھی جائے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَنْ يَّعْشُ کا معنی یہ کیا ہے اور جو اعراض کرتا ہے اور السَّبِيْلِ کا معنی دین نقل کیا ہے۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا سب ہمارے پاس آ جائیں یعنی وہ اور اس کے ساتھی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں ن ضمیر سے مراد تثنیہ ہے یعنی وہ اور اس کا ساتھی آجائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جو حق کی جانب سے اپنی آنکھیں بند کرلے اس کا انکار کرے جبکہ وہ جانتا ہو کہ حلال حلال ہے اور حرام حرام ہے اور وہ خواہش نفس کی وجہ سے حلال اور حق کے علم کو ترک کردے اور وہ اپنی حاجت پوری کرے۔ پھر حرام کا ارادہ کرے تو اس کے لیے ایک شیطان معین کردیا جاتا ہے۔

عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے سعید جذری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ کافر کو جب قیامت کے روز قبر سے اٹھایا جائے گا تو شیطان اس کا ہاتھ پکڑے ہوگا۔ وہ اس سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جہنم میں پہنچادے گا۔ اس وقت وہ کہے گا یٰلَیْتَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَیْنِ فَبِئْسَ الْقَرِیْنُ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اس کے لیے ایک فرشتہ معین کیا جائے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کردیا جائے گا یا وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔(1)

امام ابن حبان، بغوی، ابن قانع، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شریک بن طارق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی نہیں مگر اس کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی کیا آپ کے ساتھ بھی ہے یارسول اللہ؟ فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی ہے تو وہ میرا مطیع ہوگیا ہے۔(2)

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے باہر تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا مجھے آپ کے اس عمل پر بڑی غیرت آئی۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو جو کچھ میں کر رہی تھی۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! تجھے کیا ہوگیا ہے؟ کیا تو (میرے اس طرزِ عمل پر) غیرت کا اظہار کر رہی ہے؟ میں نے عرض کی بھلا میرے جیسی عورت کو آپ جیسے مرد پر کیوں غیرت نہ آئے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تیرا شیطان تیرے پاس آگیا ہے؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا میرے پاس شیطان ہے؟ فرمایا ہاں۔ ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ میں نے عرض کی آپ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا ہاں۔ لیکن میرے رب نے اس کے خلاف میری مدد کی ہے تو وہ میرا مطیع ہوگیا ہے۔(3)

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ ایک شیطان لگادیا گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہوگیا۔ اب وہ مجھے بھلائی کا ہی حکم دیتا ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 70-169 (2767)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 309 (7223)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ صحیح مسلم، باب تحریش الشیطان، جلد 2، صفحہ 376، وزارت تعلیم اسلام آباد　4۔ ایضاً

فرمایا تم میں سے کوئی شخص نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد فرمائی تو وہ مسلمان ہو گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی آدمی بھی ایسا نہیں مگر اس کے ساتھ ایک شیطان لگا دیا گیا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو وہ شیطان اس کے ساتھ اس کا کھانا کھاتا ہے، اس کے ساتھ پانی پیتا ہے اور اس کے بستر پر اس کے ساتھ سوتا ہے۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو وہ شیطان سے پہلو تہی کرتا ہے۔ وہ شیطان انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ اس سے غفلت پائے تو وہ اس پر جھپٹ پڑتا ہے۔ انسانوں میں سے شیطان کو سب سے پسندیدہ انسان وہ ہے جو زیادہ کھانے والا اور زیادہ سونے والا ہے۔

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾

''پس اگر ہم لے جائیں آپ کو (اس دار فانی سے) تو پھر بھی ہم ان سے بدلہ لیں گے۔ یا ہم آپ کو دکھا دیں گے وہ عذاب جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا ہے۔ پس ہم ان پر پوری طرح قادر ہیں۔ پس مضبوطی سے پکڑے رہیے اس (قرآن) کو جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے۔ بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں۔''

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس جہان سے پردہ فرما گئے اور انتقام باقی رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنی امت میں کوئی ایسی چیز نہیں دکھائی جسے آپ ناپسند کرتے ہوں یہاں تک کہ آپ کو دنیا سے اٹھا لیا گیا اور ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جس نے اپنی امت میں عذاب نہ دیکھا ہو مگر تمہارے نبی۔ آپ ﷺ نے اپنی امت میں جو کچھ دیکھا وہ آپ ﷺ کے اس جہان فانی سے پردہ فرمانے کے بعد ہوگا۔ آپ ﷺ کو کھل کھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے۔ (1)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حمید رحمہ اللہ کی سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس چیز سے عزت عطا فرمائی کہ آپ کو اپنی امت میں وہ چیز دکھائیں جو آپ کو ناپسند ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اٹھا لیا جبکہ عذاب باقی رہ گیا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن مسعود عبدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا نے اس آیت کی تلاوت کی اور کہا نبی کریم ﷺ اس جہان فانی سے پردہ فرما گئے اور عذاب ان کے دشمنوں میں باقی رہ گیا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 86-485، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی حب النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 182 (1490)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عذاب سخت تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وہ سختی دکھادی جو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی امت میں وقوع پذیر ہونے والی تھی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت محمد بن مروان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی کہ آپ وعدہ توڑنے والوں اور ظالموں سے میرے بعد انتقام لیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ یوم بدر کے بارے میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ کی تفسیر میں کہا کہ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ سے مراد اسلام ہے۔

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ۝

"اور بے شک یہ بڑا شرف ہے آپ کے لیے اور آپ کی قوم کے لیے اور (اے فرزندانِ اسلام!) تم سے جواب طلبی ہوگی۔"

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن تیرے اور تیری قوم کے لیے شرف ہے۔(2)

امام شافعی، عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے: یہ سوال کیا جاتا ہے یہ آدمی کس سے تعلق رکھتا ہے؟ جواب دیا جاتا ہے قریش سے۔ پوچھا جاتا ہے قریش کے کس خاندان سے تعلق رکھتا ہے؟ کہا جاتا ہے بنو ہاشم سے۔(3)

امام ابن عدی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے آپ کو قبائل پر پیش کرتے اور آپ انہیں بعد کے حالات سے ڈراتے۔ جب وہ پوچھتے آپ کے بعد بادشاہ کون ہوگا؟ تو حضور ﷺ رک جاتے کچھ جواب نہ دیتے کیونکہ اس بارے میں انہیں کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ جب بعد میں آپ سے یہ سوال کیا جاتا تو آپ ارشاد فرماتے قریش۔ تو لوگ کوئی جواب نہ دیتے یہاں تک کہ انصار نے اسی شرط پر آپ کو قبول کیا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ فرمایا خبردار! میرے دل میں میری قوم کے لیے جو محبت ہے اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ ہے۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 91 3۔ ایضاً

اس نے ان میں مجھے شرف بخشا اور میری قوم کے لیے ذکر و شرف کو اپنی کتاب میں رکھا۔ پھر ارشاد فرمایا وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۱۵﴾ (الشعراء:215) یعنی میری قوم میں سے جو میری اتباع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے ہی تمام تر تعریفیں ہیں جس نے میری قوم سے صدیق اور شہید بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو پشت اور پیٹ میں گھمایا ہے۔ بہترین عرب، قریش ہیں۔ یہ مبارک درخت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَثَلًا كَلِمَةً طَیِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ (ابراہیم:24) اس سے مراد قریش ہیں اَصْلُهَا ثَابِتٌ اس کی جڑ کرم ہے وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ فرماتا ہے وہ شرف جو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے واسطہ سے دیا ہے جس کی طرف انہیں ہدایت دی اور انہیں ہدایت والا بنایا پھر مکہ مکرمہ میں ان کے بارے میں ایک سورت نازل فرمائی۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ ﴿۲﴾ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ﴿۳﴾ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾ (قریش) عدی بن حاتم نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ کے سامنے قریش کی تعریف کی گئی تو آپ خوش نہ ہوتے ہوں یہاں تک کہ تمام لوگوں کے لیے آپ کی خوشی آپ کے چہرے سے عیاں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس آیت کی تلاوت فرماتے۔(1)

وَ سْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾

"اور آپ پوچھیے ان سے جنھیں بھیجا ہم نے آپ سے پہلے اپنے رسولوں سے کیا ہم نے بنائے ہیں خداوندِ رحمٰن کے علاوہ اور خدا تاکہ ان کی پوجا کی جائے۔"

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو آپ نے رسل عظام سے ملاقات کی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں، ہمارے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو آپ کو انبیاء دکھائے گئے۔ آپ کو حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کرائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام کیا۔ آپ کو مالک جہنم کے داروغے کی زیارت کرائی گئی اور آپ کو کذاب دجال بھی دکھایا گیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل تورات اور اہل انجیل سے پوچھیے کہ کیا رسول توحید کے علاوہ بھی کوئی چیز لائے ہیں۔ اور کہا بعض قراتوں میں اس طرح ہے وَاسْاَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمْ رُسُلَنَا قَبْلَكَ۔(2)

امام عبد بن حمید کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ان لوگوں سے پوچھو جن کی طرف ہم نے آپ سے پہلے اپنے رسولوں کو بھیجا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 17، صفحہ 87 (201)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ یوں آیت پڑھتے وَاسْأَلِ الَّذِيْنَ اَرْسَلْنَا اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا یعنی اہل کتاب کے مومنوں سے پوچھو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے: جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اسی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے انبیاء کو بیت المقدس میں جمع کیا گیا۔(1)

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡىِٕهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ مَا نُرِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ اِلَّا هِیَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا٘ وَ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَ قَالُوْا یٰۤاَیُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ یَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَ نَادٰى فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ یٰقَوْمِ اَلَیْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ۬ وَّ لَا یَكَادُ یُبِیْنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوْ لَاۤ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ مُقْتَرِنِیْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾

"اور ہم نے بھیجا موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف، پس آپ نے (انہیں) کہا بیشک میں رب العالمین کا فرستادہ ہوں۔ پس جب آپ آئے ان کے پاس ہماری نشانیاں لے کر تو اس وقت وہ ان سے ہنسنے لگے۔ اور ہم نہیں دکھاتے تھے انہیں کوئی نشانی مگر وہ بڑی ہوتی پہلے سے اور ہم نے مبتلا کر دیا انہیں عذاب میں تا کہ وہ باز آ جائیں۔ اور وہ بولے اے جادوگر! دعا مانگیے ہمارے لیے اپنے رب سے بسبب اس عہد کے جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے، ہم ضرور ہدایت قبول کریں گے۔ پس جب ہم نے دور کر دیا ان سے عذاب تو فوراً وہ عہد شکنی کرنے لگے۔ اور پکارا فرعون اپنی قوم میں (اور) کہنے لگا اے میری قوم!

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا میں مصر کا فرمانروا نہیں؟ اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہہ رہی ہیں کیا تم (انہیں) دیکھ نہیں رہے؟ کیا میں بہتر نہیں ہوں اس شخص سے جو ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔ (اگر یہ سچا نبی ہے) تو کیوں نہ اتارے گئے اس پر سونے کے کنگن یا کیوں نہ آئے اس کے ساتھ فرشتے قطار در قطار۔ یوں اس نے احمق بنا دیا اپنی قوم کو سو وہ اس کی پیروی کرنے لگے۔ درحقیقت یہ نافرمان لوگ تھے۔ پس جب انہوں نے ہمیں ناراض کر دیا تو ہم نے ان سے انتقام لیا پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ اور بنا دیا انہیں پیش رو اور کہاوت پچھلوں کے لئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا نُرِيهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد طوفان اور اس کے ساتھ والی دوسری نشانیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قحط سالی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ توبہ کریں یا نصیحت حاصل کریں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ کی تفسیر کرتے ہوئے یہ کہا: اگر ہم ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ہم سے ضرور عذاب کو دور فرمائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ سے يَنْكُثُوْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ عہد توڑ دیتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا: اس نے خود اعلان نہ کیا بلکہ اس نے اعلان کرنے کا حکم دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: کیا آپ ایسے آدمی پر تعجب نہیں کرتیں جس کو آزاد کیا گیا ہے، وہ خلافت کے معاملہ میں حضرت محمد ﷺ کے صحابہ سے جھگڑا کرتا ہے؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: تو اس پر کیوں متعجب ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک اور فاجر کو عطا فرماتا ہے۔ فرعون مصریوں کا چار سو سال تک حکمران رہا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان (مصریوں) کے باغات اور نہریں تھیں۔ مَهِيْنٌ کا معنی کمزور ہے۔ وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ یعنی اس کی زبان میں لکنت ہے۔ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ یعنی سونے کے کنگن۔ مُقْتَرِنِيْنَ یعنی پے در پے۔ اٰسَفُوْنَا یعنی انہوں نے ہمیں غضب ناک کیا۔ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا یعنی ہم نے انہیں آگ کی طرف پیش رو بنا دیا۔ وَمَثَلًا یعنی نصیحت۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے وَلَا يَكَادُ يُبِيْنُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ کا یہ معنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 95، داراحیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً
3۔ تفسیر صنعانی، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 272-277، دار الکتب العلمیہ بیروت

کیا کہ فرشتے اس کے ساتھ ساتھ چلتے۔(1)

امام ابن عبد الحکم رحمہ اللہ نے فتوح مصر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ فرعون نے چالیس سال سے اوپر اور بیس سال سے کم عمر کا کوئی آدمی ساتھ نہ لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ سے یہی مراد ہے کہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں اپنی قوم کو ہلکا جانا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے اٰسَفُوْنَا کا معنی اَغْضَبُوْنَا نقل کیا ہے کہ انہوں نے ہم کو غضبناک کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اٰسَفُوْنَا کا معنی اَغْضَبُوْنَا نقل کیا ہے کہ انہوں نے ہمیں غضبناک کیا اور سَلَفًا کا معنی مختلف خواہشیں کیا ہے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اٰسَفُوْنَا کا معنی ہمیں غضبناک کیا نقل کیا ہے۔ فَجَعَلْنٰهُمْ میں ھم ضمیر سے مراد قوم فرعون کے کافر ہیں سَلَفًا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کفار سے آگے جانے والے۔ وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ یعنی ان کے بعد والوں کے لیے عبرت۔(3)

امام احمد، طبرانی، بیہقی نے شعب میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو اللہ تعالیٰ کو دیکھے کہ وہ بندے کو وہ چیز عطا فرماتا ہے جو وہ چاہتا ہے جبکہ بندہ اپنی نافرمانیوں پر قائم رہتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لیے استدراج ہوتا ہے۔ پھر اس آیت فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ کی تلاوت کی۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو ان کے پاس اچانک آنے والی موت کا ذکر کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا یہ مومن کے حق میں تخفیف اور کافر کے حق میں حسرت ہے۔ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سَلَفًا کو سین اور لام کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ قَالُوْۤا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ؕ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 98 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 99 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 101-100-99

4۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ وشکرھا، جلد 4، صفحہ 128 (4540)، دارالکتب العلمیہ بیروت

يَخْلُفُوْنَ ﴿٦٠﴾ وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾ وَ لَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٢﴾ وَ
لَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَ لِاُبَيِّنَ لَكُمْ
بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ
رَبِّيْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ
مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٦٥﴾

''اور جب بیان کیا جاتا ہے مریم کے فرزند (عیسیٰ) کا حال تو آپ کی قوم اس سے شور و غل مچا دیتی ہے۔ اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ۔ وہ نہیں بیان کرتے یہ مثال آپ سے مگر کج بحثی کے لئے۔ درحقیقت یہ لوگ بڑے جھگڑالو ہیں۔ نہیں ہے عیسیٰ مگر ایک بندہ ہم نے انعام فرمایا ہے ان پر اور ہم نے بنا دیا ہے انہیں ایک نمونہ بنی اسرائیل کے لئے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم بسا دیتے تمہارے بدلے فرشتے زمین میں جو تمہارے جانشین ہوتے۔ اور بے شک وہ ایک نشانی ہیں قیامت کے لئے پس ہرگز شک نہ کرو اس میں اور میری پیروی کیا کرو۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔ کہیں روک نہ دے تمہیں شیطان (اس راہ سے) بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور جب آئے عیسیٰ (علیہ السلام) روشن نشانیاں لے کر تو فرمایا میں آیا ہوں تمہارے پاس حکمت لے کر اور میں بیان کروں گا تم سے کچھ وہ بات جس میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس ڈراتے رہا کرو اللہ سے اور میری فرمانبرداری کیا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ پس اس کی عبادت کیا کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر اختلاف کرنے لگ گئے (ان کے) گروہ آپس میں۔ پس ہلاکت ہے ظالموں کے لئے دردناک عذاب کے دن سے۔''

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش سے فرمایا: وہ جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ تو قریش نے کہا: کیا آپ یہ گمان نہیں کرتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے ایک ہیں، جبکہ نصاریٰ نے آپ کی عبادت بھی کی ہے؟ اگر آپ سچے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے بتوں کی طرح ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَ لَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ کو نازل فرمایا يَصِدُّوْنَ کا معنی ہے وہ چیختے چلاتے ہیں وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کہا اس سے مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن سے تھوڑا پہلے دنیا میں تشریف لائیں گے۔ (1)

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 318، دار صادر بیروت

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا تو قریش نے شور مچادیا اور کہا کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا ذکر نہیں کیا اور حضرت محمد ﷺ کوئی اور خواہش نہیں رکھتے مگر یہ کہ ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا۔ (1)

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مختلف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے: وہ یَصِدُّوْن پڑھتے تھے یعنی وہ شور کرتے ہیں۔ (2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے یہ روایت نقل کی ہے وہ یَصُدُّوْن پڑھتے تھے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یَصِدُّوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اعراض کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن معبد ابن اخی عبید بن عمیر لیثی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تیرا چچا یہ آیت پڑھتا ہے اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ یہ اس طرح نہیں۔ یہ اس طرح ہے اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ جب وہ ہجو کرتے ہیں اور شور وغل کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ يَصِدُّوْنَ کا معنی ہے وہ شور وغل کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد حضرت حسن اور قتادہ رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو يَصِدُّوْنَ پڑھتے ہوئے سنا۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہدایت جس پر لوگ قائم تھے اس سے وہ گمراہ نہیں ہوئے مگر وہ جھگڑوں میں پڑے۔ پھر اس آیت مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا کی تلاوت کی۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی امت بھی اپنے نبی کے بعد گمراہ نہیں ہوئی مگر انہیں جھگڑوں میں ڈال دیا گیا۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابوادریس خولانی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم نے فتنہ نہیں بھڑکایا مگر انہیں جھگڑے میں ڈالا گیا اور کوئی جماعت فتنہ میں مشتعل نہیں ہوئی مگر وہ اس کی پناہ گاہ بن گئے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 172 (2775)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 171 (2774) 3۔ ایضاً
4۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 632، مکتبہ رحمانیہ ملتان

امام ابن عدی اور خرائطی رحمہما اللہ نے ''مساوی الاخلاق'' میں حضرت ابو امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جھوٹ نفاق کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور نفاق کی علامت یہ ہے کہ آدمی جھگڑالو ہو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن میں ذکر کیا تو مکہ مکرمہ کے مشرکوں نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم ان سے اسی طرح محبت کریں جس طرح نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت کرتے ہیں۔ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا یعنی انہوں نے یہ بات نہیں کی مگر جھگڑا کرنے کے لئے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ وہ ایک صالح آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا مَثَلًا کا معنی نشانی ہے۔ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ وہ فرشتے انسانوں کی جگہ ایک دوسرے کی نیابت کرتے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کی کہ بتایئے اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے وہ کہاں ہونگے؟ فرمایا آگ میں۔ فرمایا سورج اور چاند، فرمایا سورج اور چاند بھی۔ پوچھا حضرت عیسیٰ ابن مریم؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمہاری جگہ فرشتے زمین کو آباد کرتے۔ (2)

امام فریابی، سعید بن منصور، مسدد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کی تفسیر میں یہ کہا ہے کہ اس سے مراد قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ کا تشریف لانا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا ہے۔ آپ چالیس سال تک زمین میں زندہ رہیں گے۔ ان چالیس سالوں میں چار سال ایسے ہونگے جن میں حج اور عمرہ کریں گے۔

امام عبد حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانی قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں تشریف لانا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ قیامت سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 06-105، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 106
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 107
4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے اترنا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے اترنا قیامت کی نشانی ہے اور کچھ لوگ کہتے تھے کہ قرآن قیامت کی نشانی ہے۔(1)

عبد بن حمید نے شیبان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری کہا کرتے تھے کہ اس علم سے مراد قرآن پاک ہے۔

امام عبد حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کو پڑھا اور کہا اس سے مراد قرآن ہے اور علم عین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی کے مصحف میں پڑھا وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لِّلسَّاعَةِ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے اترنا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ تم تورات میں تبدیلی کے متعلق جو اختلاف کرتے ہو میں اسے تمہارے لئے واضح کروں گا۔(3)

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۶﴾

"کیا یہ لوگ قیامت برپا ہونے کے منتظر ہیں کہ آ جائے ان پر اچانک اور انہیں خبر تک نہ ہو۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت برپا ہو جائے گی جب کہ دو آدمی اونٹنی دوہ رہے ہوں گے اور دو آدمی کپڑا لپیٹ رہے ہوں گے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ﴿۶۷﴾ يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾

"گہرے دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے بجز ان کے جو متقی (اور پرہیزگار) ہیں اے میرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 08-107، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 107 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 109

(پیارے) بندو! آج تم پر کوئی خوف نہیں اور نہ تم (آج) غمزدہ ہو گے۔ (یعنی) وہ بندے جو ایمان لے آئے تھے ہماری آیتوں پر اور فرمانبردار تھے۔ (حکم ہوگا) داخل ہو جاؤ جنت میں تم اور تمہاری بیویاں خوشی خوشی۔ گردش میں ہوں گے ان پر سونے کے تھال اور جام اور وہاں ہر چیز موجود ہوگی جسے دل پسند کریں اور آنکھوں کو لذت ملے۔ (مزید برآں) تم وہاں ہمیشہ رہو گے۔"

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو رشتے منقطع ہو جائیں، نسب کمزور پڑ جائیں گے، بھائی چارہ جاتا رہے گا مگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جو بھائی چارہ۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىِٕذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ کا یہی مطلب ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے والے آپس میں دشمن ہوں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی کہا کرتے تھے کہ دوست چار ہیں دو مومن اور دو کافر۔ دو مومنوں میں سے ایک مرجاتا ہے۔ اس سے اس کے دوست کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔ وہ عرض کرتا ہے اے میرے اللہ! میں دوست نہیں دیکھتا کہ میں اسے نیکی کا حکم دیتا اور نہ اسے برائی سے روک سکتا ہوں، اے اللہ! جس طرح تو نے مجھے ہدایت دی ہے اسے بھی ہدایت نصیب فرما، اسے بھی اسی پر موت نصیب عطا فرما جس پر تو نے مجھے موت عطا کی ہے۔ دو دوستوں میں سے ایک مرا۔ اس سے اس کے دوست کے بارے میں پوچھا گیا۔ وہ کہتا ہے میں اپنے دوست کو نہیں دیکھتا جسے میں برائی کا حکم دیتا تھا اور اسے نیکی سے منع نہیں کیا کرتا تھا۔ اے اللہ! اسے بھی اسی طرح گمراہ رکھ جس طرح تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، اسے بھی اسی حالت پر موت عطا کر جس پر تو نے مجھے موت عطا کی ہے۔ پھر انہیں قیامت کے روز اٹھایا جائیگا۔ فرمایا وہ ایک دوسرے کے بارے میں رائے کا اظہار کریں گے۔ جہاں تک دو مومنوں کا تعلق ہے تو ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی بہترین تعریف کرے گا۔ جہاں تک دو کافروں کا تعلق ہے تو ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے ساتھی کی انتہائی مذمت کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ قیامت کے روز اس آدمی کو لایا جائے گا جو اچھے کاموں میں لوگوں کا سردار تھا اسے کہا جائیگا اپنے رب کو جواب دو۔ اسے اس کے رب کے حضور لے جایا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے حجاب نہیں کرے گا۔ اور اسے جنت میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ وہ اپنے مقام اور اپنے ان ساتھیوں کے مقام کو دیکھے گا جو بھلائی کے کاموں میں اس کی موافقت کرتے تھے اور اس کی مدد کرتے تھے۔ اسے کہا جائے گا یہ فلاں کا مقام ہے۔ یہ فلاں کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت میں جو عزتیں بنائی ہوں گی۔ انہیں وہ دیکھے گا اور اپنے مقام کو دوسروں سے بہتر پائے گا۔ اسے جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔ اس کے سر پر ایک تاج رکھا جائے گا۔ اسے جنت کی خوشبو لگائی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 111، دار احیاء التراث العربی بیروت

جائے گی۔ اس کا چہرہ یوں چمکے گا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ وہ وہاں سے نکلے گا۔ لوگوں میں سے جو بھی دیکھے گا تو کہے گا اے اللہ! اسے ان میں سے بنا دے یہاں تک کہ وہ ان لوگوں کے پاس آئے گا جو بھلائی میں اس کے ساتھ اکٹھے ہوتے تھے اور اس کی مدد کرتے تھے۔ وہ کہے گا اے فلاں! تجھے بشارت ہو، اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جنت میں یہ یہ چیز تیار کر رکھی ہے۔ وہ لگاتار ان لوگوں کو ان چیزوں کے بارے میں بتاتا رہے گا جو اچھی چیزیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت میں تیار کر رکھی ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے چہروں پر بھی وہی روشنی آ جائے گی جو چمک اس کے چہرے پر تھی۔ لوگ انہیں ان کے روشن چہروں کی وجہ سے پہچانیں گے۔ وہ کہیں گے یہ جنتی ہیں۔

برے اعمال کرنے والوں کا سردار بلایا جائے گا اپنے رب کو جواب دو۔ اسے اس کے رب کے پاس لے جایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پردہ فرمائے گا اور اسے جہنم میں جانے کا حکم دیا جائے گا۔ وہ اپنی منزل اور اپنے ساتھیوں کی منازل کو دیکھے گا۔ اسے کہا جائے گا یہ فلاں کی منزل ہے۔ یہ فلاں کی منزل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو ذلت تیار کر رکھی ہے وہ اسے دیکھے گا اور وہ اپنی منزل کو دوسروں کی منزل سے بھی برا دیکھے گا۔ اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا، اس کی آنکھیں نیلی ہو جائیں گی، اس کے سر پر آگ کی ٹوپی رکھی جائے گی۔ وہ وہاں سے نکلے گا۔ اسے جو جماعت بھی دیکھے گی۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے گی۔ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے تمہیں کیسے پناہ دے گا اے فلاں! تجھے فلاں فلاں برائی یاد نہیں۔ وہ انہیں وہ گناہ یاد کرائے گا جو وہ اس کے ساتھ مل کر کیا کرتے تھے اور اس پر اس کی مدد کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جو تیار کیا ہوگا۔ وہ انہیں لگاتار یاد کراتا رہے گا یہاں تک کہ ان کے چہروں پر ایسی سیاہی چھا جائے گی جیسی سیاہی اس کے چہرے پر تھی۔ لوگ انہیں ان کے چہروں کی سیاہی سے پہچانیں گے۔ وہ کہیں گے یہ جہنمی ہیں۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، حمید بن زنجویہ نے ترغیب میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو دوست مومن ہیں اور دو دوست کافر ہیں دونوں میں سے ایک مرجاتا ہے اسے جنت کی بشارت دی جاتی ہے وہ مومن اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے اللہ! میرا مخلص دوست مجھے تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت کا حکم دیتا تھا مجھے بھلائی کا حکم دیتا تھا اور مجھے برائی سے روکتا تھا اور مجھے بتاتا تھا کہ مجھے تجھ سے ملاقات کرنا ہے۔ اے اللہ! میرے بعد اسے گمراہ نہ کر دینا یہاں تک کہ تو اسے بھی وہ چیز دکھائے جو تو نے مجھے دکھائی ہے اور اس سے بھی اسی طرح راضی ہو جا جس طرح تو مجھ سے راضی ہوا ہے۔ اسے کہا جائے گا اگر تو جانتا جو اس کے لئے میرے پاس ہے تو تو زیادہ ہنستا اور کم روتا۔ پھر دوسرا آدمی فوت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو جمع فرمائے گا۔ اسے کہا جائے گا تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی تعریف کرے۔ تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے بارے میں کہے گا یہ کتنا اچھا ساتھی اور کتنا اچھا دوست ہے جب کافروں میں سے ایک مرتا ہے تو اسے جہنم کی بشارت دی جاتی ہے وہ اپنے دوست کو یاد کرتا ہے اور کہتا ہے اے اللہ! میرا فلاں دوست تیری اور تیرے رسول کی نافرمانی کا حکم دیتا تھا وہ مجھے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 201 (35334)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

برائی کا حکم دیتا اور بھلائی سے روکتا تھا اور مجھے یہ بتاتا تھا کہ میں تجھ سے ملاقات کرنے والا نہیں اے اللہ میرے بعد اسے ہدایت نہ دینا یہاں تک کہ اسے بھی وہ چیز دکھائے جو نے مجھے دکھائی ہے تو اس پر اسی طرح ناراض ہو جسطرح مجھ پر ناراض ہوا ہے دوسرا مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی روحوں کو جمع کرتا ہے وہ کہتا ہے تم میں سے ہر ساتھی کو اپنے ساتھی کی تعریف کرنی چاہیے تو ان میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کے بارے میں کہتا ہے وہ کتنا برا بھائی ہے وہ کتنا برا ساتھی ہے اور کتنا برا دوست ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سنا ہے کہ لوگوں کو جب اٹھایا جائے گا تو ان میں کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی تو ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ سب لوگ اس کی امید کریں گے اور اس کے پیچھے چلیں گے جو ہماری آیات پر ایمان لاتے اور وہ مسلمان تھے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تُحْبَرُوْنَ کا معنی تکرمون نقل کیا ہے کہ تمہاری عزت کی جائی گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام ابن مبارک، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں اور طبرانی رحمہم اللہ نے الاوسط میں ایسی سند کے ساتھ جس کے راوی ثقہ ہیں وہ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا تمام جنتیوں میں سے سب سے کم درجہ والا وہ ہوگا جس کے سرہانے دس ہزار خدام ہوں گے ہر خادم کے ہاتھ میں دو پیالے ہوں گے ایک سونے کا اور دوسرا چاندی کا ہوگا ہر ایک میں ایسا رنگ ہوگا جو دوسرے میں نہیں ہوگا وہ ان میں سے آخری سے بھی اسی طرح کھائے گا جس طرح وہ پہلے سے کھائے گا ان میں سے آخری سے ایسی خوشبو اور لذت پائے گا جیسی وہ پہلے سے پائے گا یہ تیز کستوری کی خوشبو ہوگی وہ چھوٹا بڑا پیشاب نہیں کریں گے وہ ریشہ نہیں پھینکیں گے وہ آمنے سامنے پلنگوں پر بیٹھے بھائی بھائی ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِصِحَافٍ سے مراد بڑے پیالے ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے کم درجہ کے جنتی کے لئے دو پہر کا کھانا ستر ہزار پیالوں میں لایا جائے گا ہر پیالہ میں ایسا رنگ ہوگا جو دوسرے سے مختلف ہوگا وہ آخری سے پہلے والے جیسی لذت پائے گا جب کہ پہلا اس کی جنس سے نہ ہوگا۔(4)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَکْوَابٍ سے مراد چاندی کے برتن ہیں۔(5)

امام ہناد اور ابن جریر نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ اَکْوَاب ایسے کوزے کو کہتے ہیں جس کا دستہ نہ ہو۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے اَکْوَاب کے بارے میں پوچھا ایسے گھڑے جن کا دستہ نہیں ہوتا پوچھا کیا عرب اسے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 174 (2783)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 112، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 113

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 34 (33998)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، سورہ واقعہ، جلد 27، صفحہ 203

6۔ ایضاً

جانتے ہیں؟ فرمایاہاں کیا تو نے ہذلی کا شعر نہیں سنا۔

فلم ينطق الديک حتى ملأت كوب الذهاب له فاستدار

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اَكْوَابٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے اَكْوَابٍ سے مراد ایسے گھڑے ہیں جن کے دستے نہ ہوں نبطی میں اسے کوی کہتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جہنمیوں میں سے سب سے ہلکا عذاب اس آدمی کو مل رہا ہوگا جو ایک انگارے پر اپنا پاؤں رکھے گا جس سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کا جرم کیا ہوگا؟ فرمایا اس کے جانور ہوں گے جن کو کھیتی کے قریب لے جائے گا اور اس کھیتی کو نقصان پہنچائے گا اللہ تعالیٰ نے کھیتی اور اس کے اردگرد اتنا حصہ حرام کر دیا ہے۔ جہاں تک پتھر پھینکا جا سکتا ہے تم دنیا میں اپنے اموال سے ایسی محبت نہ کرو کہ آخرت میں تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال رہے ہو۔ فرمایا جنتیوں میں سے سب سے کم درجہ کا جنتی جس کے بعد جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا اس کی نظر ایک سال کی مسافت تک پھیلا دی جائے گی جس میں سونے کے محلات اور موتیوں کے خیمے ہوں گے۔ اس میں بالشت بھر ایسی جگہ نہ ہوگی جو آباد نہ ہو۔ ہر روز صبح و شام اس کے سامنے ستر ہزار پیالوں کے ساتھ کھانا پیش کیا جائے گا ہر پیالے میں ایسے رنگ کا کھانا ہوگا اس کی مثل دوسرے میں نہیں ہوگا ان میں سے آخری کے بارے میں اس کی خواہش اس طرح ہوگی جس طرح پہلے کے بارے میں تھی اگر تمام اہل زمین اس کے ہاں مہمان بن جائیں تو اسے جو عطا کیا گیا وہ انہیں کافی ہو جائے گا اسے جو کچھ عطا کیا گیا اس میں سے کچھ بھی کم نہ کیا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں میں سے ایک آدمی اس پرندے کی خواہش کرے گا جو اڑ رہا ہوگا۔ وہ ٹکڑے ٹکڑے پکا ہوا اس کے ہاتھ میں ہوگا وہ جنتی اسے کھائے گا۔ یہاں تک کہ وہ رک جائے گا پھر وہ پرندہ اڑ جائے گا وہ مشروب چاہے گا تو لوٹا اس کے ہاتھ میں آجائے گا وہ جتنا چاہے گا اس سے پیے گا پھر وہ اپنی جگہ کی طرف لوٹ جائے گا۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَكْوَابٍ اباریق سے چھوٹے ہوتے ہیں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ ان کا سرا گول ہوتا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا اور جنت کا ذکر کیا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے ایک لقمہ لے گا تو اسے اپنے منہ میں رکھے گا پھر اس کے دل میں دوسرے کھانے کی خواہش ہوگی تو وہ کھانا اس کھانے میں بدل جائے گا جس کی اس نے خواہش کی ہوگی۔ پھر اس آیت وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں سے ایک انار پر بہت سے لوگ جمع ہوں گے اس سے کھائیں گے اگر کسی کے دل میں اس کا خیال گزرے گا تو جہاں وہ کھا رہا ہو

1۔ تفسیر طبری، سورۂ واقعہ، جلد 25، صفحہ 203، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 115 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 203

گا وہ اس جگہ ہی اس پالے گا۔

امام ابن ابی الدنیا، بزار، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو جنت میں ایک پرندے کو دیکھے گا تو اس کی خواہش کرے گا تو وہ تیرے سامنے بھونا ہوا گر پڑے گا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک آدمی جنت میں پرندے کی خواہش کرے گا تو وہ بختی اونٹ کی طرح آئے گا یہاں تک کہ وہ اس کے دسترخواں پر آ گرے گا اسے نہ دھواں پہنچا ہو گا اور نہ ہی آگ سے مس کیا ہو گا وہ اس سے کھائے گا یہاں تک کہ وہ سیر ہو جائے گا پھر وہ اڑ جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے سوال کیا گیا جنت میں اولاد ہوگی؟ فرمایا اگر جنتی چاہیں گے۔(2)

امام احمد، ہناد، دارمی، عبد بن حمید، امام ترمذی جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ بے شک اولاد آنکھ کی ٹھنڈک اور مکمل خوشی ہوتی ہے تو کیا جنتی کی اولاد ہوگی؟ فرمایا مومن جب جنت میں بچے کی خواہش کرے گا تو اس کا حمل، وضع حمل (ولادت) اور اس کا بڑا ہونا پل بھر میں ہوگا جیسا وہ چاہے گا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن سابط سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ کیونکہ میں تو گھوڑوں سے بہت محبت کرتا ہوں فرمایا اگر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کرے گا تو جو تو چاہے تو اسے پالے گا۔ بدو نے عرض کی کیا جنت میں اونٹ ہوں گے؟ میں اونٹوں کو بہت پسند کرتا ہوں فرمایا اے اعرابی اگر اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں داخل کرے گا تو تو وہاں وہ کچھ پالے گا جو تو چاہے گا اور تیری آنکھ اس سے لذت حاصل کرے گی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ کیونکہ یہ مجھے اچھے لگتے ہیں فرمایا اگر تو انہیں پسند کرے گا تو تیرے پاس سرخ یاقوت کا گھوڑا لایا جائے گا وہ تجھے لے کر جنت میں اڑے گا جہاں تو چاہے گا۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کی اونٹ مجھے اچھے لگتے ہیں کیا جنت میں اونٹ ہوتے ہیں؟ فرمایا اے عبد اللہ اگر تجھے جنت میں داخل کیا گیا تو تیرے لئے وہ کچھ ہوگا جو تیرا نفس چاہے گا اور تیری آنکھیں لذت حاصل کریں گی۔(5)

عبد بن حمید نے کثیر بن مرہ حضرلی سے روایت نقل کی ہے کہ بادل جنتیوں پر گزرے گا تو وہ کہے گا میں تم پر کیا برساؤں؟

1۔ البحر الذخار المعروف بمسند البزار، جلد 5، صفحہ 401 (2032)، مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 36 (34011)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ ، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 15-114، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ سنن ترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، جلد 2، صفحہ 532، مکتبہ رحمانیہ لاہور

69B

امام ابن ابی شیبہ نے ابن سابط سے روایت نقل کی ہے کہ الله کا پیغام بر جنت کے درختوں میں سے ایک درخت کے پاس آئے گا اور اسے کہے گا میرا رب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو اس کے لئے وہ پھل نکال جو یہ خواہش کرے بے شک الله کا پیغام لانے والا ایک جنتی کے پاس آئے گا اور اسے لباس پہنائے گا تو وہ جنتی کہے گا میں نے حلے دیکھے میں نے اس جیسا حلہ نہیں دیکھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ الله نے حضرت عمر بن قیس رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں میں سے ایک کسی پھل کی خواہش کرے گا وہ پھل آئے گا یہاں تک کہ وہ اس کے منہ میں بہنے لگے گا جب کہ اس کی اصل اس کے درخت میں ہوگی۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ الله نے العظمہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن سابط رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جنتی پانچ سو حوروں چار سو باکرہ اور آٹھ ہزار ثیبہ سے شادی کرے گا ان میں سے ہر ایک ایسی ہوگی جس کے ساتھ دنیا کی پوری عمر کے برابر معانقہ کرے گا ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی وہاں اپنا ساتھی نہیں پائے گا۔ اس کا دستر خوان رکھا جائے گا اس کی خواہش دنیا کی عمر برابر بھی ختم نہ ہوگی۔ فرشتہ اس کے رب کی طرف سلام لائے گا جب کہ اس کی انگلیوں کے درمیان ایک سو ستر حلے ہوں گے وہ عرض کرے گا میرے رب کی جانب سے جو چیز مجھے ملی ہے اس سے زیادہ میرے لئے خوبصورت نہیں وہ فرشتہ کہے گا کیا یہ تجھے پسند ہے؟ وہ عرض کرے گا ہاں فرشتہ عرض کرے گا جنت میں قریب ترین درخت سے کہے گا اس کا دل جو پسند کرے تو فلاں کے لئے وہ رنگ بدل لے۔

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت ابوطیبہ سلمی رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کی ایک جماعت پر بادل سایہ کرے گا وہ کہے گا میں تم پر کیا برساؤں؟ لوگوں میں سے جو بھی کسی چیز کی دعا کرے گا تو وہ بادل ان پر بارش کر دے گا یہاں تک کہ ان میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا ہم پر ہم عمر ابھرے سینے والیاں برساؤ۔(3)

وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ كَثِیْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۶﴾ وَ نَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾ قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 29 (33967)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 30 (33969)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 115، دار احیاء التراث العربی بیروت

وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ
الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَ يَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا
يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَ هُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِي الْاَرْضِ
اِلٰهٌ ؕ وَ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾ وَ تَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۚ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ
لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ
هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى
يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَ قِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ
عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾

”اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنا دیئے گئے ہو ان اعمال کے باعث جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے یہاں بکثرت پھل ہیں۔ ان میں سے کھاؤ گے (جو جی چاہے)۔ بے شک مجرم عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے (یہ عذاب) اور وہ اس میں آس توڑ بیٹھیں گے اور ہم نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا لیکن وہ (اپنی جانوں پر) ظلم ڈھانے والے تھے اور وہ پکاریں گے اے مالک! بہتر ہے کہ تمہارا رب ہمارا خاتمہ ہی کر ڈالے۔ وہ جواب دے گا کہ تمہیں تو یہاں ہمیشہ (جلتے) رہنا ہے۔ بے شک ہم لے آئے تمہارے پاس (دین) حق لیکن تم میں سے اکثر حق سے نفرت کرنے والے تھے۔ ہاں انہوں نے اگر کوئی قطعی فیصلہ کر لیا ہے تو ہم بھی اپنا قطعی فیصلہ کرنے والے ہیں۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کے رازوں اور سرگوشی کو۔ ہاں ہم سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس بیٹھے لکھتے بھی رہتے ہیں۔ آپ فرمایئے (بفرض محال) اگر رحمٰن کا کوئی بچہ ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کا پجاری ہوتا۔ پاک ہے آسمانوں اور زمین کا پروردگار اور عرش کا رب ہر اس عیب سے جو یہ بیان کرتے ہیں۔ پس (اے حبیب!) آپ رہنے دیں انہیں کہ بیہودہ باتیں بناتے ہیں اور کھیل (تماشا) کرتے رہیں حتیٰ کہ ملاقات ہو جائے ان کی اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہی آسمان میں خدا ہے اور زمین میں بھی خدا ہے اور وہی بہت دانا سب کچھ جاننے والا ہے اور بڑی برکت والا ہے۔ وہ جس کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اس کے پاس ہے قیامت کا علم اور اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے اور نہیں اختیار رکھتے وہ جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کرنے کا

ہاں شفاعت کا حق انہیں نہیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور وہ (اس کو) جانتے بھی ہیں اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یقیناً کہیں گے الله نے پھر کدھر یہ الٹے پھر رہے ہیں اور قسم میرے رسول کے اس قول کی کہ اے میرے رب یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے پس (اے حبیب!) رخ انور پھیر لیجئے ان سے اور فرمایئے تم سلامت رہو وہ (اس کا انجام) ضرور جان لیں گے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر ایک آدمی کا ایک گھر جنت میں ایک گھر جہنم میں ہے کافر جہنم میں مومن کے گھر کا وارث بن جاتا ہے اور مومن جنت میں کافر کے گھر کا وارث بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کا یہی معنی ہے۔

امام ہناد بن سری اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے زہد میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے تم اللہ تعالیٰ کی معافی کے ساتھ پل صراط کو عبور کرو گے، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو گے اور تم اپنے اعمال کے مطابق منازل حاصل کرو گے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُبْلِسُوْنَ کا معنی مستسلمون نقل کیا ہے یعنی وہ سر تسلیم خم کر دیں گے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، ابن انباری نے مصاحب میں ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ پڑھتے ہوئے سنا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ پڑھتے ہوئے سنا وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن انباری رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ ہے۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے وہ ندا کریں گے اے مالک! تو مالک فرشتہ ایک ہزار سال تک ان سے خاموش رہے گا پھر انہیں جواب دے گا اِنَّكُمْ

1۔تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 178، (2792) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 713، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 177 (2790)

مُّكِنُوْنَ۔(1)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے اگر انہوں نے کسی امر کا قصد کرلیا ہے تو ہم بھی قصہ کرنے والے ہیں اگر انہوں نے برائی کا ارادہ کیا تو ہم بھی اس کی مثل خفیہ تدبیر کریں گے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اس اثنا میں کہ کعبہ شریف اور اس کے پردوں کے درمیان تین افراد تھے دو قریشی اور ایک ثقفی یا ثقفی اور ایک قریشی ان میں سے ایک نے کہا کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کلام سنتا ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا جب تم بلند آواز سے گفتگو کرو تو وہ سنتا ہے اور جب تم راز داری سے بات کرو تو وہ نہیں سنتا تو یہ آیت نازل ہوئی اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نق کی ہے کہ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ کا معنی ہے رحمٰن کا بیٹا نہیں اور فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ کا معنی ہے میں پہلا گواہ ہوں۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ کے بارے میں بتایئے فرمایا میں سب سے پہلے اس چیز سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ اس کا کوئی بیٹا ہو پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے تبع کو نہیں سنا جو کہتا ہے:

وقد علمت فهر باني وبحم طرا ولم تعبد

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ کا معنی ہے رحمٰن کا کوئی بیٹا نہیں کہا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں اس امت میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہوں۔

مام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے تمہارے گمان کے مطابق اگر اس کا کوئی بیٹا ہے تو میں وہ پہلا شخص ہوں جو اللہ وحدہ کی عبادت کرتا ہے اور جو تم کہتے ہو اس کی تکذیب کرتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد الْعٰبِدِیْنَ کا معنی مومنین کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا ہوں تو جو چاہو کہو۔

ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے یہ کلام عربوں کے کلام کے اسلوب پر ہے اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ یعنی یہ نہیں۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ عربوں کے اقوال میں سے ایک ہے جیسے ان كان هذا الامر قط یعنی کبھی نہیں ہوا۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے عَمَّا یَصِفُوْنَ کا معنی عما

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 487 (3677)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 119 4۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 120

5۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 119 6۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 120 7۔ ایضاً

یکذبون نقل کیا ہے جو وہ جھوٹ بولتے ہیں اور وَ هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ کا معنی نقل کیا ہے وہی ذات پاک ہے جس کی آسمان میں عبادت کی جاتی ہے اور جس کی زمین میں عبادت کی جاتی ہے۔(1)

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَ لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے یعنی حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر اور فرشتے اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ حق سے مراد کلمہ اخلاص وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ یعنی اللہ حق ہے حضرت عیسیٰ، حضرت عزیر اور فرشتے (اس کی اجازت کے بغیر) شفاعت نہ کریں گے شَهِدَ بِالْحَقِّ کا معنی ہے وہ حق کو جانتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کیا ملائکہ، حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر انہیں اللہ تعالیٰ کی شفاعت کا حق ہے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَهِدَ بِالْحَقِّ کا یہ معنی نقل کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رب ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عوف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنی شہادت کتاب میں پاتا ہے وہ خط اور مہر پہچان لیتا ہے اور درا ہم یاد نہیں رکھتا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے یہ تمہارے نبی کا قول ہے وہ اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی قوم کی شکایت کرتا ہے حضرت ابن مسعود سے یہ مروی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وقال الرسول یا رب۔(3)

عبد بن حمید نے عاصم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ کو لام اور ھاء کے کسرہ کے ساتھ قرأت نقل کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ کا معنی یہ نقل کیا ہے درگزر کرنا لکھ لو۔

امام ابن ابی شیبہ نے شعیب بن حجاب سے روایت نقل کی ہے کہ میں علی بن عبد اللہ بارقی کے ساتھ تھا ہمارے پاس سے یہودی یا نصرانی گزرا تو آپ نے اسے سلام کیا تو شعیب نے کہا وہ یہودی یا نصرانی ہے تو علی بن عبد اللہ بارقی نے سورۂ زخرف کی آخری آیات پڑھیں وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے ذمی کو سلام میں پہل کرنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اسے سلام کا جواب دو انہیں پہلے سلام نہ کرو میں نے کہا آپ یہ کس طرح فتویٰ دیتے ہیں؟ فرمایا میں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں دیکھتا کہ ہم اسے سلام کرنے میں پہل کریں میں نے پوچھا یہ کیوں۔ فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 124 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 125
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصیام، جلد 5، صفحہ 259 (25867)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 249 (25755)

آیاتھا ۵۹ سُوْرَۃُ الدُّخَانِ مَکِّیَّۃٌ ۴۴ رکوعاتھا ۳

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں سورۂ حٰم دخان نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ دخان مکہ مکرمہ میں ہی نازل ہوئی۔

امام ترمذی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے رات کے وقت سورۂ حٰم دخان پڑھی وہ صبح کرے گا تو ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔(1)

امام ترمذی، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھی تو صبح کے وقت اسے بخش دیا جائے گا۔(2)

امام ابن ضریس اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کی رات کو سورۂ دخان پڑھی تو وہ صبح کو بخشا ہوگا۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن سورۂ دخان پڑھی اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے لیے گھر بنا دے گا۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے رات کے وقت سورۂ دخان پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دے گا۔

امام دارمی اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت ابو رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے جمعہ کی رات سورۃ دخان پڑھی تو صبح کے وقت اسے بخش دیا جائے گا اور اس کی شادی حور عین سے ہوگی۔(4)

امام دارمی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر دی گئی کہ جس نے ایمان اور تصدیق سے جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھی تو وہ صبح کرے گا اس حال میں کہ وہ بخشا ہوا ہوگا۔(5)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن صیاد انی سے فرمایا میں نے تیرے لیے ایک چیز چھپا رکھی ہے وہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے سورۂ دخان کو چھپایا ہوا تھا۔ کہا وہ دھواں ہے۔ فرمایا اب جا وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا پھر وہ چلا گیا۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت اسود بن یزید اور عنبسہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن

1۔ سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 580، مکتبہ رحمانیہ لاہور 2۔ ایضاً
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 85-384 (2477)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن دارمی، کتاب فضائل القرآن، جلد 2، صفحہ 328، دار المحاسن القاہرہ 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 329
6۔ مسند بزار، جلد 4، صفحہ 169 (1334)، مکتبۃ العلوم والحکم مدینہ منورہ

مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا کہ میں نے ایک رکعت میں مفصل کو پڑھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا بلکہ تو نے انہیں بالوں کے کاٹنے کی طرح کاٹا ہے اور ردی کھجوروں کے بکھیرنے کی طرح بکھیرا ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رکعت میں نظائر کو پڑھا کرتے تھے اور دس رکعتیں بیس سورتوں کے ساتھ ذکر کیں۔ حضرت عبداللہ کی تالیف میں اس میں سے آخری دو سورتیں اذا الشمس کورت اور الدخان ہیں۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان نظائر کو جانتا ہوں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ سورۂ ذاریات، طور، نجم، اقتربت، الرحمٰن، واقعہ، نون، حاقہ، مزمل، لا اقسم بیوم القیمۃ، ہل اتی علی الانسان، المرسلات، عم یتساءلون، النازعات، عبس، ویل للمطففین، اذا الشمس کورت اور دخان۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ان قرائن کو حفظ کئے ہوئے ہوں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ مفصل میں سے اٹھارہ اور حٰم میں سے دو سورتیں ہیں۔

امام ابن ابی عمر رحمہ اللہ نے مسند میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں اس حٰم کو پڑھتے تھے جس میں دخان کا ذکر ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ﴿۳﴾ فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۙ﴿۴﴾ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ﴿۵﴾

''حا۔ میم۔ حق کو واضح کرنے والی کتاب کی قسم! بیشک ہم نے اتارا اسے ایک بابرکت رات میں، ہماری یہ شان ہے کہ ہم بروقت خبردار کردیا کرتے ہیں۔ اسی رات میں فیصلہ کیا جاتا ہے ہر اہم کام کا، ہر حکم ہماری جانب سے صادر ہوتا ہے۔ ہم ہی (کتاب و رسول) بھیجنے والے ہیں''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ﴿۱﴾ (القدر) کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم لیلۃ القدر کو نازل ہوا پھر جبرائیل امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگوں کے کلام کے جواب میں آیت در آیت کی صورت میں نازل کرتے رہے

امام عبدالرزاق اور ابن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ سے مراد لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوجلد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے رمضان

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 33-32 (9855)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 35 (9865)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 180 (2801)، دار الکتب العلمیہ بیروت

شریف کی پہلی رات، انجیل رمضان شریف کی اٹھارویں رات جب گزر چکی تھی تو نازل ہوئی جبکہ قرآن حکیم جب رمضان شریف کی چوبیس راتیں گزر چکی تھی تو تب نازل ہوا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم مکمل حضرت جبرائیل امین پر نازل ہوا جبکہ حضرت جبرائیل امین بعد میں اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاتے تھے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم اوپر والے آسمان سے آسمان دنیا پر لیلۃ القدر میں اکٹھا نازل ہوا پھر اس کے بعد ان سالوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوتا رہا۔

امام محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ کی تفسیر نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ام الکتاب سے لکھا جاتا ہے جو کچھ سال میں رزق، موت، حیات اور بارش ہوتی ہے یہاں تک کہ حاجیوں کو لکھا جاتا ہے کہ فلاں حج کرے گا فلاں حج کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ایک سال کا معاملہ دوسرے سال تک۔ مگر بدبختی اور سعادت کے کیونکہ یہ کتاب اللہ میں ہے جس میں کوئی ردوبدل نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ہر محکم امر کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سرقہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں بیت اللہ شریف کا حج کرنے والوں کا اعلان کیا جاتا ہے اور ان کے اور ان کے آبا وَاجداد کا نام لکھا جاتا ہے۔ اس رات میں کسی کو نہیں چھوڑا جاتا جو لکھے جانے والوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔ ان میں نہ کمی اور نہ اضافہ کیا جاتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حٰمٓ ۚ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۙ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا لَيْلَةِ الْقَدْرِ میں ایک سال سے دوسرے سال تک کے معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے مگر زندگی اور موت اس میں زندگی کی آسائشوں اور تمام مصائب کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ربیعہ بن کلثوم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس تھا۔ ایک آدمی نے عرض کی اے ابوسعید! کیا رمضان میں لَيْلَةِ الْقَدْرِ ہوتی ہے۔ یہ ایک ایسی رات ہے جس میں اللہ تبارک تعالیٰ موت، عمل اور رزق جیسی چیزوں کا فیصلہ کرتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمر رحمہ اللہ جو حضرت غفرہ رحمہ اللہ کے غلام ہیں، سے روایت نقل کی ہے کہ ایک لَيْلَةِ الْقَدْرِ سے اگلی لَيْلَةِ الْقَدْرِ تک جنہیں موت آنی ہوتی ہے ملک الموت انہیں لکھ لیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 128

فرماتا ہے اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِیْنَ۝ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ تو ایک آدمی کو پائے گا کہ وہ عورتوں سے نکاح کرتا ہے اور وہ بستر بچھاتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جاتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت ہلال بن یساف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ رمضان المبارک کے مہینے میں فیصلے کا انتظار کرو۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو ایک آدمی کو بازاروں میں چلتا ہوا دیکھے گا جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا ہوتا ہے۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی اور فرمایا لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے مراد لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہے۔ یہی وہ رات ہے جس میں اگلی لیلۃ القدر تک کے دنیاوی معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے یعنی موت، حیات، رزق اور ہر قسم کا دنیاوی امر، اسی رات میں اگلی لیلۃ القدر تک فیصلہ کیا جاتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سال کے امر کا اگلے سال تک فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن جریر، اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: لَیْلَةِ الْقَدْرِ میں ایک سال کا معاملہ اگلے سال تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس رات، سے مراد لَیْلَةِ الْقَدْرِ ہے۔ سال تک کے معاملات کے لیے بڑا دیوان لایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے بخش دیتا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔(7)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے: اس رات میں ایک سال کا معاملہ اگلے سال تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(8)

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو نضرہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ لَیْلَةِ الْقَدْرِ میں سال تک کے معاملات کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے خیر، شر، رزق، موت، مصیبت، خوشحالی اور ذریعہ معاش کا یعنی ایک سا ل سے دوسرے سال تک کے لیے فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔(9)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن سوقہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 127

4۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 321 (3661)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 22-321 (3663) 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 323 (3664)

8۔ ایضاً، (3665) 9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 322 (3665)

سے روایت نقل کی ہے کہ نصف شعبان کی رات سال کے معاملہ کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ زندوں کو مردوں میں لکھا جاتا ہے۔ حاجیوں کو لکھا جاتا ہے۔ ان میں سے نہ کسی کا اضافہ کیا جاتا ہے اور نہ ان میں سے کسی کی کمی کی جاتی ہے۔(1)

امام ابن زنجویہ اور دیلمی رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شعبان سے دوسرے شعبان تک کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی نکاح کرتا ہے اور اس کا بچہ ہوتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شعبان سے بڑھ کر کسی مہینے میں زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سال بھر میں جنہیں موت آنی ہوتی ہے ان کی موتیں اس رات لکھ دی جاتی ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے: رسول اللہ ﷺ شعبان سے بڑھ کر کسی مہینے میں زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ اس مہینے میں زندوں کی روحوں کو مردوں میں لکھا جاتا تھا یہاں تک کہ ایک آدمی شادی کرتا ہے جبکہ اس کا نام مرنے والوں میں اوپر لکھا ہوتا ہے اور ایک آدمی حج کرتا ہے اور اس کا نام مرنے والوں کے اوپر ہوتا ہے۔

امام ابویعلیٰ رحمہ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ شعبان کا پورا مہینہ روزہ رکھتے تھے۔ میں نے اس بارے میں آپ سے پوچھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اسی رات سال بھر تمام مرنے والوں کے نام لکھتا ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ جب مجھے موت آئے تو میں روزے سے ہوں۔(3)

دینوری نے مجالسہ میں راشد بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نصف شعبان کی رات اللہ تعالیٰ ملک الموت کی طرف وحی کرتا ہے کہ فلاں نفس کو قبض کرنا ہے جس کے قبض کرنے کا اللہ تعالیٰ سال بھر میں ارادہ فرماتا ہے۔

ابن جریر، اور بیہقی شعب الایمان میں ایک آدمی سے وہ عثمان بن محمد بن مغیرہ بن اخنس سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شعبان سے لے کر دوسرے شعبان تک کی موتوں کا فیصلہ کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ان میں سے ایک آدمی نکاح کرتا ہے، اس کی اولاد ہوتی ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جا چکا ہوتا ہے۔ آدمی نے کہا کہ مجھے عثمان بن محمد بن مغیرہ نے بھی یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس دن بھی سورج طلوع ہوتا ہے وہ دن کہتا ہے مجھ میں جو اچھا کام کرنے کی طاقت رکھتا ہے وہ کام کرے کیونکہ میں کبھی بھی تم پر دوبارہ نہ آؤں گا۔ اور ہر دن میں آسمان سے منادی کرنے والے منادی کرتے ہیں اے بھلائی کے طالب! تجھے بشارت ہو۔ دوسرا کہتا ہے اے برائی کرنے والے! رک جا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الصیام، جلد 2، صفحہ 346 (9764)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند ابویعلیٰ، جلد 4، صفحہ 277 (4890)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایک کہتا ہے اے اللہ! مال خرچ کرنے والے کو نائب عطا فرما۔ دوسرا کہتا ہے اے اللہ! مال روکنے والے کو ہلاکت دے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جب نصف شعبان کی رات ہوتو ملک الموت کو ایک صحیفہ دیا جاتا ہے اسے کہا جاتا ہے جو اس صحیفہ میں ہے اس کی جان قبض کرلے۔ ایک آدمی بستر لگاتا ہے۔ عورتوں سے شادی کرتا ہے، عمارتیں بناتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جاچکا ہوتا ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کھول دیتا ہے۔ عید بقر کی رات، عید الفطر کی رات، نصف شعبان کی رات جس میں موت اور رزق لکھا جاتا ہے اس میں حاجی کے جاتے ہیں اور یوم عرفہ کی رات یوم عرفہ کی رات صبح ہونے تک۔

امام خطیب اور ابن نجار رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام شعبان کے روزے رکھتے تھے یہاں تک کہ اسے رمضان کے ساتھ ملاتے۔ شعبان کے علاوہ کسی مہینہ کے مکمل روزے نہ رکھتے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا مہینہ روزے رکھنے کے اعتبار سے آپ کو دوسرے مہینوں کی بنسبت زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا ہاں، اے عائشہ! کوئی ایسا نفس نہیں جسے اس سال موت آنی ہو مگر اس کی موت کا وقت شعبان میں لکھ دیا جاتا ہے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میری موت لکھی جائے اور میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں ہوں۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں اے عائشہ! اس میں لکھا جاتا ہے کہ ملک الموت کن کی روحوں کو قبض کرے گا اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرا نام لکھا جائے اور میں روزے میں ہوں۔

امام ابن ماجہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہو تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو اور دن کے وقت روزے رکھا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ہی آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا کوئی بخشش کا طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی بخشش کروں، کوئی رزق طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں، کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اس کی خلاصی کروں، کوئی ہے سوال کرنے والا کہ میں اس کو عطا کروں، کیا کوئی ایسا ہے، کیا کوئی ایسا ہے۔ یہاں تک کہ فجر طلوع ہوجاتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ میں آپ کو تلاش کرنے کے لیے گھر سے نکل پڑی۔ تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ جنت البقیع میں ہیں۔ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا ہوا ہے۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تو اس بات سے خوفزدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تجھ پر ظلم کریں گے۔ میں نے عرض کی مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں تھا لیکن مجھے گمان تھا کہ آپ اپنی ازواج

1۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 386 (40-3839)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اقامۃ الصلوٰۃ السنۃ فیہا، جلد 2، صفحہ 175 (1388)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا میں نزول اجلال فرماتا ہے اور بنو قلب کی بکریوں سے بھی زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر سے وہ اپنے باپ سے یا چچا سے یا اپنے دادا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر کسی کو بخش دیتا ہے مگر مشرک کو یا جس کے دل میں کینہ ہو۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور وہ مومنوں کو بخش دیتا ہے، کافروں کو مہلت دیتا ہے، کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینہ کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ کینہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات کو مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ وہ اپنی تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ پرور کو نہیں بخشتا۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت اسی کی مثل نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے آپ نے سجدہ لمبا کیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ کی روح قبض ہو گئی ہے۔ جب میں نے دیکھا میں اٹھی یہاں تک کہ میں نے آپ کے انگوٹھے کو جنبش دی۔ میں واپس لوٹ آئی۔ جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور نماز سے فارغ ہوئے فرمایا: اے عائشہ! یا فرمایا اے حمیرا! تو نے یہ گمان کیا کہ نبی تیرے ساتھ ظلم کرے گا۔ میں نے عرض کی نہیں اللہ کی قسم! اے اللہ کے نبی! مجھے گمان ہوا کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے کیونکہ آپ نے لمبا سجدہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے علم ہے کہ آج کون سی رات ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ بخشش طلب کرنے والوں کو بخش دیتا ہے، رحم طلب کرنے والوں پر رحم کرتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ڈھیل دیتا ہے جیسے وہ ہوں۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ اپنے دونوں کپڑے اتارنے چاہے۔ ابھی مکمل نہ اتارے تھے کہ آپ کھڑے ہو گئے اور ان دونوں کپڑوں کو پہن لیا۔ مجھے سخت غیرت لاحق ہوئی۔ میرا گمان یہ تھا کہ آپ کسی زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں گے۔ میں آپ کا پیچھا کرتے ہوئے نکلی۔ تو میں نے آپ کو بقیع غرقد میں پالیا۔ آپ مومن مردوں، مومن عورتوں اور شہداء کے لیے استغفار کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ تو اپنے رب کی تلاش میں ہیں اور میں دنیا کی

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اقامۃ الصلوٰۃ السنۃ فیھا، جلد 2، صفحہ 175 (1389)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 380 (3827)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 382 (3833) 4۔ ایضاً (3835)

حاجت میں مصروف تھی۔ میں واپس آئی اور اپنے حجرہ میں داخل ہوگئی جبکہ میرا نفس پھولا ہوا تھا۔ میرے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ فرمایا اے عائشہ! تیرا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ میرے پاس تشریف لائے۔ آپ نے اپنے کپڑے اتارے تھے۔ ابھی مکمل نہ اتارے تھے کہ آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں پہن لیا۔ مجھے سخت غیرت نے آلیا۔ مجھے گمان ہوا کہ آپ کسی زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں گے یہاں تک کہ بقیع میں آپ کو یہ کام کرتے ہوئے پایا۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟ بلکہ جبریل امین میرے پاس تشریف لائے اور کہا کہ یہ نصف شعبان کی رات ہے۔ اللہ تعالیٰ بنوبکر کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کسی مشرک، کینہ پرور، قطع رحمی کرنے والے، چادر گھسیٹنے والے، اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والے اور ہمیشہ شراب خوری کرنے والے کی طرف نظر کرم نہیں فرماتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے اتارے۔ مجھے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اس رات اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں؟ میں نے عرض کی جی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کھڑے ہوگئے اور لمبی رات میں سجدہ ریز رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے۔ میں تلاش کے لیے اٹھی۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے قدموں کے نچلے حصہ پر رکھا تو آپ نے حرکت کی۔ میں نے آپ کو سجدہ میں یہ کہتے ہوئے سنا۔ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ جب صبح ہوئی تو میں نے یہ کلمات حضور ﷺ کے سامنے ذکر کیے۔ فرمایا اے عائشہ! کیا تو نے انہیں سیکھ لیا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا انہیں سیکھو اور سکھاؤ۔ بے شک جبرائیل امین نے مجھے یہ سکھائے ہیں اور مجھ سے کہا کہ میں سجدہ میں ان کلمات کو دہراتا رہوں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نصف شعبان کی رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس موجود تھے جب آدھی رات ہوئی تو میں نے آپ کو نہ پایا۔ تو مجھے اس پر غیرت آئی جیسی عورتوں کو آتی ہے۔ میں نے چادر لپیٹی۔ میں نے آپ کی ازواج مطہرات میں آپ کو تلاش کیا۔ میں نے آپ کو نہ پایا تو میں اپنے حجرہ میں واپس آ گئی۔ تو میں آپ کے اوپر یوں آ پڑی جیسے گرا ہوا پڑا ہو۔ آپ سجدے میں کہہ رہے تھے سَجَدَ لَکَ خَیَالِیْ وَسَوَادِیْ وَآمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ فَهٰذِهٖ یَدِیْ وَمَاجَنَیْتُ بِهَا عَلٰی نَفْسِیْ یَاعَظِیْمُ یُرْجٰی لِکُلِّ عَظِیْمٍ یَاعَظِیْمُ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ پھر آپ نے سر اٹھایا پھر سجدہ ریز ہوگئے اور یوں گویا ہوئے اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔

میں اسی طرح کہتا ہوں جیسے میرے بھائی حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا۔ میں اپنے آقا کے لیے اپنے چہرے کو مٹی میں لت پت کرتا ہوں۔ وہ اسی بات کا حق دار ہے کہ اس کی بارگاہ میں سجدہ کیا جائے۔ پھر آپ نے سر اٹھایا اور یوں عرض کی

1۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 85-384 (3837)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ قَلْبًا تَقِیًّا مِنَ الشِّرْكِ نَقِیًّا لَاجَافِیًا وَّلَا شَقِیًّا پھر آپ فارغ ہوئے اور چادر میں میرے ساتھ داخل ہو گئے جبکہ میری سانس پھولی ہوئی تھی۔ فرمایا اے حمیرا! یہ سانس کیوں پھولی ہوئی ہے؟ میں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ آپ اپنے ہاتھ میرے گھٹنوں پر پھیرنے لگے اور فرماتے ان دو گھٹنوں پر افسوس جو اس رات کو نہیں ملے۔ یہ نصف شعبان کی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک اور کینہ رکھنے والے کو نہیں بخشتا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول جلال فرماتا ہے، منادی کرنے والا منادی کرتا ہے: کیا کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے میں اسے بخش دوں؟ کیا کوئی سوال کرنے والا ہے کہ میں اسے عطا کروں کوئی آدمی سوال نہیں کرتا مگر اسے عطا کر دیا جاتا ہے مگر بدکار اور مشرک۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نصف شعبان میں قیام کرتے ہوئے دیکھا آپ نے چودہ رکعتیں ادا کیں پھر فارغ ہونے کے بعد بیٹھ گئے اور سورۂ فاتحہ کو چودہ دفعہ پڑھا سورۂ اخلاص کو چودہ مرتبہ پڑھا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کو چودہ مرتبہ پڑھا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو چودہ مرتبہ پڑھا۔ آیت الکرسی کو ایک مرتبہ پڑھا اور لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (التوبہ:128) پڑھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے اس عمل کے بارے میں پوچھا جو عمل میں نے آپ کا دیکھا تھا؟ فرمایا جس نے اس جیسا عمل کیا جیسا تو نے دیکھا ہے تو اس کے لیے بیس حجوں کا ثواب اور بیس سالوں کے مقبول روزوں کا ثواب ہے۔ جب وہ اس روز روزے کی حالت میں صبح کرتا ہے تو اس کے لیے دو سالوں کے روزوں کی طرح ہے۔ ایک گزشتہ سال اور ایک آنے والا سال۔ بیہقی نے کہا شبہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہو، یہ منکر ہے اور اس کے راویوں میں مجہول راوی ہیں۔(3)

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۙ﴿۶﴾ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ﴿۷﴾ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۸﴾ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ یَّلْعَبُوْنَ ﴿۹﴾

''سراپا رحمت آپ کے رب کی طرف سے۔ بیشک وہی سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے۔ اگر تم ایماندار ہو۔ نہیں کوئی معبود بجز اس کے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے۔ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں''۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 86-385 (3838)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 383 (3836) 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 87-386 (3841)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو یاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۱﴾ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۙ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

''پس آپ انتظار کریں اس دن کا جب ظاہر ہوگا آسمان پر صاف نظر آنے والا دھواں۔ جو چھا جائے گا لوگوں پر۔ یہ دردناک عذاب ہوگا۔ (اس وقت کہیں گے) اے ہمارے رب! دور کردے ہم سے یہ عذاب۔ ہم (ابھی) ایمان لاتے ہیں۔ ان کے نصیحت قبول کرنے کی امید کہاں حالانکہ ان کے پاس تشریف لے آیا روشن رسول۔ پھر انہوں نے منہ پھیر لیا تھا اس سے اور کہا سکھایا ہوا ہے، دیوانہ ہے۔ ہم دور کرنے والے ہیں عذاب کو قلیل عرصہ کے لیے تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے۔ جس روز ہم انہیں پوری شدت سے پکڑیں گے (اس روز) ہم (ان سے) بدلہ لیں گے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَارْتَقِبْ کا معنی نقل کیا ہے تو انتظار کر۔(1)

امام ابن مردویہ نے ابوعبید کی سند سے حضرت ابن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی گزر چکی ہے۔

امام ابن مردویہ نے ابوعبید اور ابوحوص رحمہما اللہ کی سند سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِدُخَانٍ سے مراد بھوک ہے جو قریش کو لاحق ہوتی یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی بھوک کی وجہ سے آسمان کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بِدُخَانٍ (دھواں) والی نشانی گزر چکی ہے۔ لوگوں کو سخت بھوک (قحط) نے آلیا تھا یہاں تک کہ وہ اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں دیکھتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ابووائل کے واسطہ سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ قحط ہے جو لوگوں کو مکہ میں آیا تھا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِدُخَانٍ اور الْبَطْشَةَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 133

الْكُبْرٰى والی نشانیاں غزوۂ بدر میں گزر چکی ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے ہم سے جو کچھ وعدہ کیا ہے ہم نے ان سب کو دیکھ لیا ہے مگر چار چیزوں کو نہیں دیکھا۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ دجال، دابۃ الارض اور یاجوج و ماجوج۔ جہاں تک دخان کا تعلق ہے وہ نشانی گزر چکی ہے۔ وہ اسی طرح کا قحط تھا جس طرح حضرت یوسف کے زمانے میں قحط تھا۔ جہاں تک چاند کا تعلق ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں شق ہو چکا ہے۔ جہاں تک بطشہ کبریٰ کا تعلق ہے وہ غزوۂ بدر کے دن ہوئی۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، عبداللہ بن حمید، امام بخاری، ابو نعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت سروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ کی طرف آیا۔ اس نے کہا کہ میں نے مسجد میں ایک آدمی چھوڑا ہے جو ان آیات يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۱۰﴾ يَّغْشَى النَّاسَ کے بارے میں کہتا ہے کہ قیامت کے روز دھواں ہوگا۔ جو منافقوں کے کانوں اور آنکھوں کو اپنی گرفت میں لے لے گا۔ مومن کو صرف اتنی گرفت میں لے گا جیسے زکام ہوتا ہے۔ آپ غضبناک ہو گئے۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا تم میں سے جو آدمی علم رکھتا ہو وہ اس کے مطابق بات کرے اور جو علم نہ رکھتا ہو تو وہ کہے اللہ بہتر جانتا ہے۔ جب وہ نہ جانتا ہو تو وہ کہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ تو یہ بھی علم ہے۔ میں دخان کے متعلق تمہیں بتاتا ہوں۔ قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سختی کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں دعا کی ”اے اللہ! ان کے خلاف میری بھی سات سالہ قحط سے مدد فرما جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں سات سال کا قحط واقع ہوا تھا“ ان کفار کو قحط اور بھوک نے آلیا یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیاں کھائیں۔ ایک آدمی آسمان کی طرف دیکھتا تو وہ بھوک کی وجہ سے اپنے اور آسمان کے درمیان دھویں جیسی کوئی چیز دیکھتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ کو نازل فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی گئی اور عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مضر قبیلہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بارش کی دعا کی۔ تو ان پر بارش ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ کو نازل فرمایا۔ کیا ان سے قیامت کے روز عذاب دور کیا جائے گا؟ جب انہیں خوشحالی پہنچی تو وہ اپنی حالت کی طرف لوٹ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے بدر کے روز کا انتقام لے لیا۔ بطشہ، دخان اور لزام والی نشانیاں گزر چکی ہیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی جانب سے دین کے بارے میں بے رخی کو دیکھا تو یوں دعا کی ”اے اللہ! ان کو اسی طرح سات سالہ قحط سے پکڑ لے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں قحط آیا تھا۔ انہیں خشک سالی نے آلیا یہاں تک کہ انہوں نے مردار، چمڑے اور ہڈ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 324، دار الکتب العلمیہ بیروت،
صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 714-703 (روایت بالمعنی)، وزارت تعلیم اسلام آباد

یاں کھائیں۔ ابوسفیان اور مکہ کے کچھ لوگ آئے۔ عرض کی اے محمد! ﷺ تو یہ گمان کرتا ہے کہ تجھے رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے جبکہ آپ کی قوم تو ہلاک ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ان کے حق میں دعا کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تو انہیں بارش سے سیراب کیا گیا۔ سات سال تک ان پر بارشیں کثرت سے ہوتی رہیں۔ تو انہوں نے بارش کی زیادتی کی شکایت کی۔ تو حضور ﷺ نے یوں دعا کی اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا بادل آپ کے سر سے چھٹ گیا۔ اردگرد کے لوگوں پر بارش ہوتی رہی۔ فرمایا دخان والی نشانی گزر چکی ہے۔ اس سے مراد وہ بھوک ہے جو انہیں پہنچی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ میں یہی مقصود ہے۔ روم، بطشہ کبریٰ، انشاق قمر بھی گزر چکی ہیں۔ ان سب سے مراد غزوۂ بدر ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلِيْمٌ سے مراد دردناک ہے الْعَذَابِ سے مراد دخان ہے الذِّكْرٰى سے مراد توبہ ہے اِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ میں الْعَذَابِ سے مراد دخان ہے۔ اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ یعنی تم قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرف لوٹنے والے ہو۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عذاب کے نازل ہونے کے بعد ان کے لیے توبہ کا موقع کیسے ہو سکتا ہے جبکہ انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے اعراض کیا تھا۔ انہوں نے کہا سکھایا ہوا مجنون ہے۔ پھر ان سے عذاب کو دور کر دیا گیا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبد الرحمٰن بن اعرج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ سے مراد فتح مکہ کا دن ہے۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں: فتح مکہ کا دن دخان تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ سے یہی مراد ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی ابھی نہیں گزری۔ وہ مومن کو زکام کی طرح پکڑے گی اور کافر کو پھونکے گی اور یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح سند سے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا میں اس رات نہیں سویا۔ میں نے عرض کی کیوں؟ فرمایا دم والا ستارہ طلوع ہوا ہے تو میں ڈر گیا کہ وہ دخان چھوڑے گا۔(5)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دخان (دھواں) نکلے گا تو وہ مومن کو اس قدر پکڑے گا جیسے زکام ہوتا ہے اور کافر اور منافق کے کانوں میں داخل ہو جائے گا یہاں تک کہ وہ بھونے ہوئے سر کی طرح ہو جائے گا۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 326، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 37-136

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 182، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 134

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب دخان آئے گا تو کافر کو پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے کانوں میں سے ہر کان سے نکلے گا۔ مومن کو اتنی گرفت میں لے گا جتنا زکام ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ دخان والی نشانی ابھی باقی ہے۔ یہ پہلی نشانیوں میں سے ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ دخان لوگوں میں جوش مارے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے تو اسے اتنی گرفت میں لے گا جتنا زکام ہوتا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے تو اس کے ہر کان سے نکلے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے: قیامت کی نشانیوں میں پہلی یہ ہیں: دجال کا ظاہر ہونا، حضرت عیسیٰ کا آسمان سے اترنا، آگ جو عدن کے انتہائی مکان سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔ جب وہ قیلولہ کریں گے تو یہ آگ بھی قیلولہ کرے گی، اور دخان۔ حضرت حذیفہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ دخان کیا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسی آیت فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ جو مشرق و مغرب کو بھر دے گا۔ وہ چالیس دن اور رات رہے گی۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اسے اتنی ہی تکلیف دے گی جتنا زکام۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اس کے لیے نشہ کے قائم مقام ہے۔ وہ اس کے نتھنوں، کانوں اور دبر سے نکلے گی۔ (1)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے عمدہ سند سے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے رب نے تمہیں تین چیزوں سے ڈرایا ہے۔ دھواں، تو وہ مومن کو اس قدر گرفت میں لے گا جتنا زکام اور کافر کو پکڑے گا۔ اسے پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے ہر سوراخ سے نکلے گا۔ دوسری دابہ اور تیسری دجال ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دھواں لوگوں میں جوش مارے گا۔ جہاں تک مومن کا تعلق ہے اسے زکام جتنا پکڑے گا۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اسے پھونکے گا یہاں تک کہ اس کے ہر سوراخ سے نکلے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے يَوْمَ نَبْطِشُ سے مراد غزوہ بدر کا دن ہے۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرات ابی بن کعب، مجاہد، حسن بصری، ابوالعالیہ، سعید بن جبیر، محمد بن سیرین، قتادہ اور عطیہ رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 134

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بات کیا کرتے تھے کہ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى سے مراد یوم بدر ہے جبکہ دخان کی نشانی گزر چکی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى سے مراد بدر کا دن ہے۔ میں کہتا ہوں اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

وَ لَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْۤا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ؕ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّ اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْۤ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَ اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَ رَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ زُرُوْعٍ وَّ مَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّ نَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَ اَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾

"اور ہم نے آزمایا تھا ان سے پہلے قوم فرعون کو اور آیا تھا ان کے پاس معزز رسول۔ (اس نے فرمایا تھا) کہ میرے حوالے کر دو اللہ کے بندوں کو۔ میں تمہارے لیے معتبر رسول ہوں۔ اور نہ سرکشی کرو اللہ کے مقابلہ میں۔ میں لے آیا ہوں تمہارے پاس (اپنی رسالت کی) روشن دلیل۔ اور میں نے پناہ لے لی ہے اپنے رب کی اور تمہارے رب کی کہ تم مجھ پر پتھراؤ کر سکو۔ اور اگر تم ایمان لانے کے لیے تیار نہیں تو پھر مجھ سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ پس پکارا موسیٰ نے اپنے رب کو (الٰہی!) بلاشبہ یہ مجرم لوگ ہیں۔ (حکم ملا) لے چلو میرے بندوں کو راتوں رات۔ تمہارا تعاقب کیا جائے گا۔ اور رہنے دو سمندر کو تھما ہوا۔ بے شک وہ ایسا لشکر ہے جو غرق ہو کر رہے گا۔ وہ چھوڑ گئے بہت سے باغات اور چشمے، (سرسبز) کھیتیاں اور شاندار مقامات۔ اور بہت سارا ساز و سامان جس میں وہ عیش کیا کرتے تھے۔ یونہی ہوا۔ اور ہم نے وارث بنا دیا ان تمام چیزوں کا دوسرے لوگوں کو۔"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَ لَقَدْ فَتَنَّا کا یہ معنی نقل کیا ہے ہم نے آزمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ لَقَدْ فَتَنَّا کا معنی یہ نقل کیا ہے: ہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے آزمایا رسول کریم سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اَدُّوْۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ بنو اسرائیل کو میرے ساتھ روانہ کردو۔ لَا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اللہ تعالیٰ پر بڑائی کا اظہار نہ کرو۔ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ واضح عذر۔ اَنْ تَرْجُمُوْنِ کہ تم پتھروں سے مجھے رجم کرو۔ فَاعْتَزِلُوْنِ یعنی میرا راستہ چھوڑ دو۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اَنْ اَدُّوْۤا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے: میری اتباع کرو۔ اس میں جو میں تمہیں حق کی طرف بلاتا ہوں۔ وَ اَنْ لَّا تَعْلُوْا یعنی تم عمل میں سستی نہ کرو۔ اَنْ تَرْجُمُوْنِ یعنی تم مجھے برا بھلا کہو۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عبد الحکم رحمہم اللہ نے فتوح مصر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے رَهْوًا کا معنی راستہ نقل کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کا یہ معنی نقل کیا ہے: سمندر کو اس کی حالت پر رہنے دے اور اس سے گزر جا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث ہاشمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس نے کعب الاحبار رضی اللہ عنہما سے وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے رَهْوًا کا معنی راستہ ذکر کیا۔(4)

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے کتاب الاضداد میں حضرت حسن بصری سے رَهْوًا کا معنی خشک راستہ نقل کیا ہے۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی ساکن نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے رَهْوًا کا معنی آسان نقل کیا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رَهْوًا سے مراد یہ ہے کہ جیسے وہ تھا اسی طرح اسے چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ آپ کے بعد انہیں نہیں چھوڑا جائے گا۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رَهْوًا کا معنی نرم ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رَهْوًا کا معنی سخت زمین یا باریک ریت والی زمین ہے۔(8)

عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَ اتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا کا یہ معنی کیا ہے کہ سمندر کو خشک راستہ کی صورت میں چھوڑ دو جس طرح وہ اس حالت میں تھا جس روز حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر عصا مارا تھا۔ یعنی اسے یہ حکم نہ دو کہ وہ اصل حالت میں لوٹ آئے بلکہ اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ ان کا آخری آدمی بھی اس میں داخل ہو جائے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 142-141-140، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 141-140
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 143 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 143
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 144

امام ابن عبدالحکیم رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے رَهْوًا کا معنی آسان نرم نقل کیا ہے۔

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے رَهْوًا کا معنی کھلا ہوا راستہ نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمندر کو عبور کر لیا تو واپس مڑے تا کہ سمندر پر اپنا عصا ماریں تا کہ وہ مل جائے۔ آپ کو ڈر تھا کہ کہیں فرعون اور اس کے لشکر آپ کا پیچھا نہ کریں۔ انہیں کہا گیا کہ سمندر کو خشک راستہ میں رہنے دو جس طرح وہ ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مَقَامٍ كَرِيمٍ کا معنی منبر نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اسی جیسا معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مَقَامٍ كَرِيمٍ کا معنی اچھا مقام نقل کیا ہے۔ فَكِهِيْنَ کا معنی وہ لطف اندوز ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی جنات چشموں اور کھیتیوں سے نکالا یہاں تک کہ اسے سمندر میں چھپا دیا اور قَوْمًا اٰخَرِيْنَ سے مراد بنی اسرئیل ہیں۔(2)

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ وَ مَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَ لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

''پس نہ رویا ان (کی بربادی) پر آسمان اور زمین اور نہ انہیں مزید مہلت دی گئی۔ اور بے شک ہم نے نجات دی بنی اسرائیل کو رسوا کن عذاب سے۔ (یعنی) فرعون (کی غلامی) سے۔ بلاشبہ وہ بڑا متکبر (اور) حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا''۔

امام ترمذی، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں ابویعلیٰ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر بندے کے لیے آسمان میں دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے اس کا عمل اوپر جاتا ہے اور دوسرے دوازے سے اس کا رزق نازل ہوتا ہے۔ جب وہ آدمی فوت ہو جاتا ہے تو دونوں دروازے اسے نہیں پاتے۔ دونوں اس پر روتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کی فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ اور یہ ذکر کیا وہ زمین پر کوئی اچھا عمل نہیں کرتے تھے جوان پر روتا آسمان کی طرف ان کے منہ سے نکلا ہوا پاکیزہ کلمہ اوپر نہیں چڑھتا تھا۔ ان کے عمل میں نہ پاکیزہ کلام اور نہ ہی پاکیزہ عمل ہوتا کہ وہ انہیں گم پاتے تو ان پر روتے۔(3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 184 (2814)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 46-145، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 632، مکتبہ رحمانیہ لاہور

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کے بارے میں پوچھا گیا کیا آسمان وزمین کسی پر روتے ہیں؟ فرمایا مخلوقات میں سے ہر ایک کے لیے آسمان میں دروازہ ہے جس سے اس کا رزق نیچے اترتا ہے اور عمل اوپر چڑھتا ہے۔ جب مومن مرتا ہے تو آسمان سے اس کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے۔ دروازہ اسے نہیں پاتا تو اس مومن پر روتا ہے۔ جب اس کی نماز کی جگہ اسے نہیں پاتی جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا اور اللہ کا ذکر کیا کرتا تھا تو وہ جگہ اس پر روتی ہے۔ قوم فرعون کے زمین میں کوئی اچھے آثار نہیں تھے اور ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی چیز بلند نہیں ہوتی تھی تو ان پر نہ آسمان رویا اور نہ ہی زمین روئی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت ہلکے تھے۔ کہا ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ مومن پر وہ جگہ روتی ہے جہاں مومن نماز پڑھتا ہے اور اسی طرح آسمان کی وہ جگہ اس پر روتی ہے جہاں سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی مومن نہیں مرتا مگر آسمان اور زمین اس پر چیخیں مار کر روتے ہیں۔ ان سے عرض کی گئی آپ اس پر روتے جس پر آپ کو تعجب ہوتا ہے۔ فرمایا زمین کو کیا ہوتا ہے کہ وہ ایسے بندے پر نہ روئے جس کو وہ رکوع سجود کے ساتھ آباد کرتا تھا اور آسمان کو کیا ہے کہ وہ ایسے بندے پر نہ روئے کہ اس کی تسبیح اور تکبیر سے یوں آواز آتی تھی جیسی آواز شہد کی مکھیوں کی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عالم جب فوت ہوتا ہے تو آسمان اور زمین چالیس دن تک اس پر روتے رہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت معاویہ بن قرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین کا وہ حصہ جس پر وہ نماز پڑھتا تھا جب وہ فوت ہوتا ہے تو اس پر وہ زمین اور اس کے مقابل والا آسمان روتا ہے۔ پھر یہ آیت کریمہ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ تلاوت کی۔

عبد بن حمید نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ زمین صالح بندے کی وفات پر چالیس دن تک غمگین رہتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان ان پر نہ رویا کیونکہ ان کا نیک عمل آسمان کی طرف بلند نہیں ہوتا تھا اور ان پر زمین نہ روتی کیونکہ وہ زمین میں نیک اعمال نہیں کیا کرتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ سے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ زمین مومن پر چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔(3)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کی جاتی تھی کہ زمین مومن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 148 (مفہوم) 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 147

پر چالیس دن تک روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک اور ابو الشیخ رحمہما اللہ حضرت ثور بن یزید رحمہ اللہ سے حضرت ہذیل رحمہ اللہ کے غلام سے روایت نقل کرتے ہیں: جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہوئے زمین کے ایک حصہ پر اپنی پیشانی رکھتا ہے تو وہ زمین قیامت کے روز اس کے حق میں گواہی دے گی اور جس دن وہ فوت ہوگا اس پر روئے گی۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے حضرت شریح بن عبید حضرمی رحمہ اللہ سے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کا آغاز غربت میں ہوا اور عنقریب غربت کی طرف لوٹ جائے گا۔ خبردار مومن کے لیے کوئی اجنبیت نہیں جو آدمی بھی مسافرت میں فوت ہوا۔ جس جگہ اس پر رونے والے نہیں تو اس پر زمین و آسمان روئیں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ دونوں کافر پر نہیں روتے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عباد بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے عرض کی کیا زمین و آسمان کسی پر روتے ہیں؟ فرمایا کوئی بندۂ مومن ایسا نہیں جس کے لیے زمین میں نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہو اور آسمان میں اس کے کے عمل بلند ہونے کی جگہ نہ ہو جب کہ آل فرعون کے لیے نہ زمین میں عمل صالح کی کوئی جگہ ہے اور نہ ہی آسمان میں کوئی بلند ہونے کی جگہ ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت مسیب بن رافع رحمہ اللہ کی سند سے وہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ بندۂ مومن جب فوت ہوتا ہے تو اس پر زمین میں نماز پڑھنے کی جگہ اور آسمان میں اس کے عمل بلند ہونے کی جگہ روتی ہے۔ پھر اس آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی بھی فوت ہوتا ہے تو اس پر چالیس دنوں تک زمین روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زمین بندۂ مومن پر چالیس دنوں تک روتی رہتی ہے۔

امام ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نے عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ جو بندہ بھی زمین میں کسی جگہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ کرتا ہے تو وہ قیامت کے روز اسی بندے کے حق میں گواہی دیتی ہے اور جس دن وہ آدمی فوت ہوتا ہے وہ جگہ اس پر روتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم حضرت عبید المکتب سے وہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب سے زمین بنی ہے سوائے دو افراد کے کسی پر نہیں روئی۔ عبید سے کہا گیا کیا آسمان و زمین بندۂ مومن پر نہیں روتے؟ فرمایا وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ رہتا ہے اور آسمان میں جہاں سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے۔ پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کے رونے سے کیا مراد ہے؟ عرض کی نہیں فرمایا وہ سرخ ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ رنگے ہوئے چمڑے کی طرح سرخ ہو جاتا ہے۔ حضرت یحییٰ بن زکریا کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 147 دار احیاء التراث العربی بیروت

جب قتل کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا اور اس نے خون برسایا اور جب حضرت امام حسین کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو چار دن تک آسمان کے افق سرخ رہے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے عطار سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کے اطراف کی سرخی ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان کے رونے سے مراد اس کی سرخی ہے۔

ابن ابی الدنیا نے حضرت سفیان ثوری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان میں جو یہ سرخی ہے۔ یہ آسمان کا بندۂ مومن پر رونا ہے۔

وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِیَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۶﴾

"اور ہم نے چنا تھا بنی اسرائیل کو جان بوجھ کر، جہان والوں پر۔ اور ہم نے عطا فرمائیں انہیں ایسی نشانیاں جن میں صریح آزمائش تھی۔ بے شک یہ (کفار مکہ) بھی کہتے ہیں نہیں ہے (ہمارے لیے) مگر ہماری (یہی) پہلی موت اور نہ ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ بھلا ہمارے باپ دادوں کو تو زندہ کر کے لے آؤ اگر تم سچے ہو۔

امام فریابی ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ لَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے کہا: ہم نے انہیں دوسرے لوگوں پر فضیلت دی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے انہیں جہاں والوں پر چن لیا اس بھلائی میں جس کی اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم دی۔ فرمایا وہ عالم جس میں وہ رہ رہے تھے ہر زمانے کا ایک عالم ہے۔ وَ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے دشمن سے نجات دی ان کے لیے سمندر کو پھاڑا۔ ان پر بادلوں سے سایہ کیا، ان پر من وسلویٰ اتارا۔ عرب کے مشرک کہتے ہیں ہماری تو صرف یہی موت ہے اور ہمیں دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔(3)

اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۰﴾ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْــٴًـا وَّ لَا هُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 149 3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 50-149

يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٤٢﴾

"(اے لوگو! ذرا سوچو) کیا یہ لوگ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں۔ ہم نے انہیں (بہمہ شوکت وحشمت) ہلاک کر دیا۔ بے شک وہ مجرم تھے۔ اور نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر۔ نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمان وزمین کو مگر حق کے ساتھ لیکن ان میں سے اکثر (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔ یقیناً فیصلہ کا دن ان سب کو (دوبارہ زندہ کرنے کے لیے) مقررہ وقت ہے۔ جس روز کوئی دوست کسی دوست کے ذرا کام نہیں آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ سوائے ان کے جن پر اللہ نے رحم فرمایا ہے۔ بیشک وہ سب پر غالب، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تبع کو برا بھلا نہ کہو کیوں کہ وہ اسلام لے آیا تھا۔ (1)

امام احمد، طبرانی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تبع کو گالی نہ دو کیوں کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ (2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے: تبع کا معاملہ تم پر مشتبہ نہ ہو کیوں کہ وہ مسلمان ہے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تبع کے بارے میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہو کیوں کہ اس نے بیت اللہ کا حج کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پیغام حق لائے تھے اس پر ایمان لایا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع صالح آدمی کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی مذمت کی اس کی مذمت نہ کی۔ (4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے فرماتی ہیں کہ تبع ایک نیک آدمی تھا کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی تو مذمت کی ہے لیکن اس کی مذمت نہیں کی۔ (5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع کو گالی نہ دو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے برا بھلا کہنے سے منع فرمایا ہے۔ (6)

امام ابن منذر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسعد کو گالی دینے سے منع فرمایا کیوں کہ وہی تبع ہے۔ پوچھا گیا اسعد کس پر تھا؟ فرمایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 296 (11790)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203 (6013)
3۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 6، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 488 (3681)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 6

تھا۔ حضرت ابراہیم علیہم السلام ہر روز نماز پڑھتے تھے۔ یہ شریعت نہ تھی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسعد حمیری کو گالی نہ دو۔ فرمایا وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبہ پر غلاف چڑھایا۔

امام ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ تبع نے بیت اللہ پر غلاف چڑھایا۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تبع کے سامنے گھوڑے معاوضہ کے لیے پیش کیے جاتے تو دمشق سے صنعاء تک صف بن جاتی۔(3)

امام ابن منذر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے کعب الاحبار سے تبع کے بارے میں پوچھا کیوں کہ میں قرآن میں سنتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں تبع کی قوم کا ذکر کرتا ہے اور تبع کا ذکر نہیں کرتا۔ تو کعب نے کہا کہ تبع یمن کا ایک عظیم بادشاہ تھا۔ وہ لشکر لے کر چلا یہاں تک کہ سمرقند تک جا پہنچا۔ واپس لوٹا تو شام کا راستہ اپنایا۔ راستہ سے علماء کو گرفتار کیا اور انہیں یمن لے آیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنے ملک کے قریب پہنچا تو لوگوں میں یہ بات عام ہوگئی کہ وہ کعبہ کو گرانا چاہتا ہے۔ علماء نے اسے کہا یہ کیا چیز ہے جو تیرا نفس تجھے کہہ رہا ہے۔ یہ گھر تو اللہ کا ہے، تو اس پر غالب نہیں آسکتا۔ تبع نے کہا یہ گھر اللہ کا ہے تو میں اس کی تعظیم بجالانے کا زیادہ حقدار ہوں۔ وہ اسی جگہ مسلمان ہوگیا۔ اس نے احرام باندھا اور احرام کی حالت میں اس میں داخل ہوا۔ اس کی عبادات مکمل کیں۔ پھر یمن کی طرف لوٹ گیا یہاں تک کہ اپنی قوم کے پاس آیا۔ اس کی قوم کے سردار اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے کہا اے تبع! تو ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ تو ہمارے پاس سے گیا تھا تو اور دین پر تھا اور لوٹا ہے تو اور دین پر ہے۔ ہم سے دو باتوں سے ایک کو اختیار کر لے یا تو ہمیں اور ہمارے ملک کو چھوڑ دے اور جس کی چاہے عبادت کرتا پھر یا اپنے نئے دین کو چھوڑ دے۔ اس دن ایک آگ آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ وہ علماء جو اس کے پاس تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کو فیصلہ کرنے والا بنا دے۔ اس موقع پر تمام لوگوں نے آگ کو ثالث بنالیا۔ علماء اور ان کی کتابیں لائی گئیں ا[illegible]ت اور ان کے پجاری بھی لائے گئے۔ سب لوگ اس آگ کے پاس آگئے۔ لوگ ان کے پیچھے تلواریں لے کر کھڑے ہو گئے۔ آگ کڑک کے گرنے کی طرح اتری اور اس نے اپنی شعاع پھینکی۔ بتوں کے پجاری پیچھے ہٹے۔ آگ آگے آئی۔ اس نے بتوں اور ان کے عمال کو جلا دیا اور دوسرے محفوظ رہے۔ کچھ لوگ مسلمان ہو گئے اور کچھ نے اطاعت اختیار کرلی۔ یہ لوگ تبع کے زمانے میں اسی طرح رہے یہاں تک کہ جب تبع کی موت آئی۔ تو اس نے اپنے بھائی کو نائب بنایا اور خود فوت ہوگیا۔ لوگوں نے اس کے بھائی کو قتل کر دیا اور یکبارگی سب کافر ہوگئے۔(4)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تبع مدینہ آیا اور

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، الکبیر، جلد 11، صفحہ 6، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 7
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 3
4۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 9-8

اس کے مضافات میں پڑاؤ ڈالا۔ تو اس نے یہودی علماء کی طرف پیغام بھیجا اور کہا کہ میں اس شہر کو تباہ و برباد کرنے والا ہوں یہاں تک کہ اس میں کوئی یہودی نہیں بچے گا اور معاملہ عرب کے دین کی طرف لوٹ جائے گا۔ تو شابور یہودی نے اسے کہا کہ وہ ان دنوں سب سے بڑا عالم تھا اے بادشاہ! یہ ایک ایسا شہر ہے جس کی طرف بنی اسماعیل کا ایک نبی ہجرت کرے گا اور اس کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوگی اس کا نام احمد ہوگا۔ یہ اس کا دار ہجرت ہے جہاں تو اترا ہے۔ اسی جگہ اس کا مکان ہوگا۔ ان کے صحابہ اور ان کے دشمنوں میں بہت زیادہ قتال ہوگا اور زخم لگیں گے تبع نے کہا اس دن اس سے کون جنگ کرے گا جب کہ تیرے گمان کے مطابق وہ نبی ہوگا؟ اس نے کہا اس کی قوم یہاں آئے گی اور یہاں اس سے جنگ کرے گی۔ تبع نے پوچھا اس کی قبر کہاں ہوگی؟ عالم نے جواب دیا اسی شہر میں۔ تبع نے کہا جب ان سے جنگ کی جائے گی تو شکست کس کی ہوگی؟ عالم نے جواب دیا جنگ ایک دفعہ اس نبی کے خلاف ہوگی اور ایک دفع اس کے حق میں ہوگی۔ جس مکان میں تو اب ہے اسی جگہ جنگ ہوگی۔ آپ کے صحابہ آپ کی قیادت میں ایسی عظیم جنگ لڑیں گے۔ ایسی عظیم جنگ کہیں بھی نہیں لڑی گئی ہوگی۔ پھر آخر کار فتح ان کی ہوگی اور آپ غالب آجائیں گے۔ آپ کے ساتھ حکومت کے معاملہ میں کوئی بھی جھگڑا نہیں کرے گا۔ اس نے پوچھا اس نبی کی صفت کیا ہے؟ عالم نے جواب دیا وہ نہ بہت چھوٹے قد کا ہوگا نہ بہت لمبا، اس کی آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ وہ اونٹ پر سوار ہوگا اور چادر زیب تن کرے گا۔ اس کی تلوار اس کے کندھے پر ہوگی۔ اس سے کون جنگ کرے گا۔ اسے کوئی پرواہ نہیں ہوگی یہاں تک کہ آپ غالب آجائیں گے۔ تبع نے کہا اس شہر کو تباہ و برباد کرنے کی میرے لئے کوئی صورت نہیں رہی اور نہ یہ ایسا ہے کہ میرے ہاتھ پر یہ تباہ و برباد ہو۔ تبع یمن کی طرف جانے کے لیے واپس چلا گیا۔ (1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عباد بن زیاد مری رحمہ اللہ سے وہ اس سے جس نے پایا۔ اس نے کہا تبع آیا وہ شہروں کو فتح کرتا جاتا اور عربوں پر عامل مقرر کرتا جاتا یہاں تک کہ وہ مدینہ منورہ پہنچا۔ ان دنوں وہاں کے رہنے والے یہودی تھے۔ وہ ان پر غالب آگیا۔ اس نے یہودیوں کے علماء کو جمع کیا۔ علماء نے اسے بتایا کہ مکہ مکرمہ سے ایک نبی ظاہر ہوگا۔ اس کا ٹھکانا اسی شہر میں ہوگا۔ اس کا نام احمد ہوگا۔ انہوں نے تبع کو یہ بھی بتایا کہ تبع اس کا زمانہ نہیں پائے گا۔ تبع نے ا۔ خزرج سے کہا اسی شہر میں رہ جاؤ۔ جب وہ تمہارے درمیان ظاہر ہو تو اسے پناہ دینا اور اس کی تصدیق کرنا۔ اگر وہ تمہاری موجودگی میں ظاہر نہ ہو تو اپنی اولادوں کو اس کے بارے میں وصیت کر جانا۔ اس نے اپنے اشعار میں کہا:

حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ يَخْرُجُ حَقًّا بِاَرْضِ الْحَرَمِ

وَلَوْ مُدَّ دَهْرِیْ اِلٰی دَهْرِهٖ لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَهٗ وَ ابْنَ عَمِّ

”مجھے بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا رسول حرم کی سرزمین میں حق کے ساتھ ظاہر ہوگا، اگر میری زندگی ان کے زمانے تک لمبی ہوئی میں ان کا اور ان کے چچازاد بھائی کا وزیر ہوں گا“۔ (2)

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر علامات النبوۃ فی رسول اللہ ﷺ قبل الوحی الیہ، جلد 1، صفحہ 59-158، دار صادر بیروت

2۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 18، دار الفکر بیروت

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تبع فوت نہیں ہوا یہاں تک کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی کیوں کہ شہر کے یہودی اسے بتاتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: تبع کو خواب آیا کہ وہ بیت اللہ شریف کو غلاف پہنا رہا ہے۔ تو تبع نے بیت اللہ شریف کو موٹے کپڑے کا غلاف پہنایا۔ پھر اسے خواب آیا کہ اس نے پہلے سے بہتر غلاف چڑھایا ہے۔ تو اس نے بیت اللہ شریف کو معافر کی بنی ہوئی چادروں کا غلاف چڑھایا۔ پھر اسے خواب آیا کہ وہ اس سے بہتر غلاف پہنا رہا ہے۔ تو اس نے یمن کی بنی ہوئی دھاری دار چادر کا غلاف چڑھایا۔ میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی تبع وہ پہلا شخص ہے جس نے پہلی دفعہ بیت اللہ شریف پر غلاف چڑھایا اور بنو جرہم سے تعلق رکھنے والے اس کے خدام کو اس بارے میں وصیت کی۔ اس کی صفائی کا حکم دیا۔ اس کا ایک دروازہ اور چابی بنائی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ سے مراد وہ دن ہے جس میں لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا جس میں اولین اور آخرین کو پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ اس دن تمام اسباب منقطع ہو جائیں گے۔ عہد و پیمان جاتے رہیں گے۔ لوگ اپنے اعمال کی طرف لوٹ جائیں گے۔ جس نے اس روز بھلائی کو پالیا تو وہ اس کی وجہ سے سعادت مند ہو گیا اور جس نے اس روز شر کو پایا تو اس کی وجہ سے بد بخت ہو گیا۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یَوۡمَ لَا یُغۡنِیۡ مَوۡلًی عَنۡ مَّوۡلًی شَیۡئًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس روز کوئی رشتہ دار دوسرے رشتہ دار کو کچھ نفع نہیں دے۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ﴿۴۴﴾ کَالۡمُہۡلِ ۚ یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ ﴿۴۵﴾
کَغَلۡیِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوۡہُ فَاعۡتِلُوۡہُ اِلٰی سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوۡا
فَوۡقَ رَاۡسِہٖ مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۸﴾ ذُقۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡکَرِیۡمُ ﴿۴۹﴾
اِنَّ ہٰذَا مَا کُنۡتُمۡ بِہٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ مَقَامٍ اَمِیۡنٍ ﴿۵۱﴾ فِیۡ
جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ﴿۵۲﴾ یَّلۡبَسُوۡنَ مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّ اِسۡتَبۡرَقٍ مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۵۳﴾
کَذٰلِکَ ۟ وَ زَوَّجۡنٰہُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ ﴿۵۴﴾ یَدۡعُوۡنَ فِیۡہَا بِکُلِّ فَاکِہَۃٍ
اٰمِنِیۡنَ ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡہَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَۃَ الۡاُوۡلٰی ۚ وَ وَقٰہُمۡ عَذَابَ
الۡجَحِیۡمِ ﴿۵۶﴾ فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۵۷﴾ فَاِنَّمَا یَسَّرۡنٰہُ

1۔ تاریخ مدینہ دمشق الکبیر، جلد 11، صفحہ 18، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿٥٩﴾

''بلا شبہ زقوم کا درخت گنہگار کی خوراک ہوگا پگھلے تانبے کی مانند، پیٹوں میں جوش مارے گا جیسے کھولتا پانی جوش مارتا ہے۔ (حکم ہوگا) اس (نابکار) کو پکڑ لو پھر اسے گھسیٹ کر لے جاؤ جہنم کے وسط میں۔ پھر انڈیلو اس کے سر کے اوپر کھولتا ہوا پانی (اسے) عذاب دینے کے لیے۔ لو چکھو تم بڑے معزز و مکرم ہو۔ بے شک یہ وہ ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔ یقیناً پرہیز گار امن کی جگہ ہوں گے باغات میں اور (بہتے ہوئے) چشموں میں۔ پہنے ہوئے ہوں گے لباس باریک اور دبیز ریشم کا۔ آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ہاں یونہی ہوگا۔ اور ہم بیاہ دیں گے انہیں گوری گوری آہو چشم عورتوں سے۔ وہ منگوا لیا کریں گے وہیں ہر قسم کا پھل اطمینان سے۔ نہ چکھیں گے وہاں موت کا ذائقہ بجز اس پہلی موت کے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بچا لیا ہے انہیں عذاب جہنم سے۔ محض آپ کے رب کی مہربانی سے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے (جس کی انہیں آرزو تھی)۔ پس ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو آپ کی زبان میں تاکہ وہ نصیحت قبول کریں۔ سو آپ بھی انتظار کیجیے، وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں''۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ ابو جہل کھجور اور مکھن لاتا اور کہتا اس زقوم سے لطف اندوز ہولو۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کے بارے میں تمہیں ڈراتا ہے۔ تو یہ آیت اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور خطیب رحمہما اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَثِيْمِ سے مراد ابوجہل ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل میں ابن انباری سے اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عون بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو پڑھایا اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ۔ اس نے کہا طعام الیتیم آپ نے بار بار یہ لفظ دہرایا لیکن اس کی زبان اسے صحیح طرح ادا نہ کرسکی۔ آپ نے فرمایا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ تو کہے طعام الفاجر؟ اس نے کہا ہاں فرمایا اسی طرح کر۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ہمام بن حارث سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ ایک آدمی کو پڑھا رہے تھے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ تو وہ آدمی کہنے لگا طعام الیتیم جب حضرت ابو درداء نے دیکھا کہ وہ نہیں سمجھتا تو فرمایا اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْفَاجِرِ یعنی زقوم کا درخت فاجر کا کھانا ہے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ کا یہ ترجمہ نقل کیا ہے کہ اسے پکڑو اور جہنم کی طرف لے جاؤ۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نہ تو عزیز ہے اور نہ کریم ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 157

امام اموی رحمہ اللہ نے مغازی میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوجہل سے ملے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھے کہوں اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ (القیامۃ) تو اس نے اپنا ہاتھ حضور ﷺ کے ہاتھ سے الگ کیا اور کہا تو اور تیرا صاحب میرا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں اہل بطحا میں سے سب سے محفوظ ہوں اور میں عزیز و کریم ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے غزوۂ بدر کے موقع پر قتل کر دیا، اسے ذلیل و رسوا کیا اور اس نے جو بات کی تھی اس کے ساتھ اسے عار دلائی ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوجہل نے کہا کیا محمد (ﷺ) مجھے دھمکی دیتا ہے جبکہ ان دو پہاڑوں کے درمیان جو لوگ چلتے ہیں ان میں سے میں سب سے عزت والا ہوں۔ تو یہ آیت ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ نازل ہوئی۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ ابوجہل نے کہا اے جماعت قریش! مجھے بتاؤ میرا نام کیا ہے؟ تو قریش نے اس کے تین نام ذکر کیے عمرو، جلاس، اور ابوالحکم۔ اس نے کہا کہ تم نے میرا نام درست نہیں بتایا، کیا میں تمہیں اپنا نام نہ بتاؤں؟ لوگوں نے کہا کیوں نہیں۔ ابوجہل نے کہا میرا نام عزیز و کریم ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ تو ابوجہل نے کہا ان دو پہاڑوں کے درمیان مجھ سے بڑھ کر کوئی عزت والا اور معزز نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَثِيْمِ سے مراد ابوجہل ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک ایرانی کو قرآن پڑھا رہے تھے۔ جب اسے پڑھاتے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ تو وہ پڑھتا طَعَامُ الْيَتِيْمِ نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گزرے فرمایا اسے کہو طعام الظالم اس نے یہ کلمہ کہا تو اس کی زبان اس پر چل گئی۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری اور عمر بن میمون سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ کو تاء کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاعْتِلُوْهُ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دو جس طرح لکڑی کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ کا یہ معنی ہے کہ اسے پکڑ لو اور اسے جہنم کے درمیان پھینک دو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ سے مراد جہنم کا درمیان ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 188 (2824)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر نے ابن جریج سے ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا وہ اس روز ذلیل ہوگا لیکن اس کے ساتھ استہزاء کیا جائے گا جس طرح تیری دنیا میں عزت وتکریم کی جاتی تھی جب کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کرم اور عزت تجھے حاصل نہ تھی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ موت اور عذاب سے امن میں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ مرنے سے امن میں ہیں۔ وہ بوڑھا ہونے سے امن میں ہیں نہ انہیں بھوک لگے گی اور نہ ہی وہ ننگے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ متقین شیطان، بیماریوں اور غموں سے امن میں ہیں۔ بِحُوْرٍ عِيْنٍ سے مراد سفید موٹی آنکھوں والی۔ حضرت ابن مسعود کی قراءت میں عیس عین ہے اٰمِنِيْنَ یعنی وہ موت، بیماریوں اور شیطان سے امن میں ہیں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہم نے ان کا نکاح حوروں سے کیا۔ حور سے مراد وہ ہے جسے دیکھ کر آنکھ حیران ہو جائے، ان کی پنڈلیوں کا مغز ان کے کپڑوں کے باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ انہیں دیکھنے والا اپنے چہرے کو ان کے دل میں ایسے دیکھتا ہے جیسے آئینہ ہوتا ہے اور یہ اس کی جلد کی رقت اور رنگ کی صفائی کی وجہ سے ہوتا ہے۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حور عین کے بارے میں پوچھا کہ حوراء سے مراد سفید اور لطف عطا کرنے والی پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَ حُوْرٌ كَاَمْثَالِ الدُّمٰى وَ مَنَاصِفُ   وَمَاءٌ وَ رَيْحَانٌ وَ رَاحٌ يُصَفَّقُ

''اور حوریں گڑیوں کی مانند اور خدام اور پانی اور ریحان اور شراب جسے صاف کیا گیا ہو''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بعث میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بِحُوْرٍ عِيْنٍ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ جس کی آنکھ کا ڈھیلا سیاہ اور آنکھ بڑی ہو۔

ہناد بن سری اور عبد بن حمید نے ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ بِحُوْرٍ سے مراد سفید اور عِيْنٍ سے مراد بڑی آنکھیں۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بِحُوْرٍ عِيْنٍ کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 220 (35497)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 61-60-159، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 25، صفحہ 160
4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 200 (7813)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حور عین کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حور عین کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حور عین کو زعفران سے پیدا کیا گیا۔(2)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حور عین کو مٹی سے پیدا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسک، کافور اور زعفران سے پیدا کیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفة الجنة میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایک حور گہرے سمندر میں لعاب پھینکے تو اس کی تھوک کی مٹھاس سے سارا سمندر میٹھا ہو جائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کی پلکیں گدھ کے پروں سے بڑی ہوں گی۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ایک حور اپنی ہتھیلی زمین اور آسمان کے درمیان نکالتی تو تمام مخلوقات اس کے حسن کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتی۔ اگر وہ اپنا نصف نکالے تو سورج اس کے حسن کے سامنے چراغ کی طرح ہو جائے جس کی سورج کی موجودگی میں کوئی روشنی نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنا چہرہ باہر نکالے تو اس کا حسن زمین و آسمان کے درمیانی حصہ کو روشن کر دے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حور عین کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی تسبیح سے پیدا فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حور عین سے عورت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پائی جائے گی۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَزَوَّجْنٰهُمْ یہ یمنی زبان کا لفظ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل یمن کہتے ہیں زَوَّجْنَا فُلَانًا بِفُلَانَةٍ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءت میں ہے لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا طَعْمَ الْمَوْتِ وہ اس میں موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 208، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ الفردوس بماثور الخطاب باب الخلق، جلد 2، صفحہ 192، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 32 (33987)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

موت کو مینڈھے کی صورت میں لایا جائے گا، اسے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا۔ یہ بھی موت کو پہچان لیں گے اور یہ بھی موت کو پہچان لیں گے، جہنمی عرض کریں گے اے اللہ! اسے ہم پر مسلط کردے۔ جنتی کہیں گے اے اللہ! تو نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم اس سے پہلی موت کے سوا کسی موت کا ذائقہ نہ چکھیں گے۔ تو اسے ان دونوں کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ جہنمی موت سے مایوس ہو جائیں گے اور جنتی موت سے امن میں ہو جائیں گے۔

امام بزار طبرانی نے اوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بعث میں صحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے: عرض کی گئی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنتی سوتے ہیں؟ فرمایا نہیں، نیند موت کا بھائی ہے۔ جنتی نہ مریں گے اور نہ ہی سوئیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یَسَّرْنٰهُ میں '' ہ '' ضمیر سے مراد قرآن ہے فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ آپ انتظار کریں، وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 25، صفحہ 163، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۳۷ ｜ سورۃ الجاثیۃ مکیۃ ۴۵ ｜ رکوعاتہا ۴

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ حٰم جاثیہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔
امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الشریعۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے''۔

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۲ اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۳ وَ فِيْ خَلْقِكُمْ وَ مَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ
لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝۴ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ
يَّعْقِلُوْنَ ۝۵ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ
اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى
عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا
عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۹ مِنْ
وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱

''حا۔میم۔اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو زبردست (اور) اور حکمت والا ہے۔ بےشک آسمانوں اور زمین میں (اس کی یکتائی اور قدرت کی) نشانیاں ہیں اہل ایمان کے لیے۔ اور (خود) تمہاری پیدائش میں اور ان حیوانات میں جن کو وہ پھیلا رہا ہے نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔ نیز گردش لیل ونہار میں اور جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے رزق (کا سبب مینہ) پھر زندہ کر دیا اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور ہواؤں کے ادھر ادھر چلنے میں نشانیاں ہیں ان کے لیے جو عقل مند ہیں۔ یہ سب نشانیاں ہیں اللہ کی (قدرت کی) ہم بیان کرتے ہیں انہیں آپ پر حق کے ساتھ۔ پس وہ کون سی ایسی بات

ہے جس پر وہ اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد ایمان لائیں گے۔ ہلاکت ہے ہر جھوٹے بدکار کے لئے۔ جو سنتا ہے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جو پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے پھر بھی وہ (کفر پر) اڑا رہتا ہے غرور کرتے ہوئے، گویا اس نے انہیں سنا ہی نہیں۔ پس آپ اسے دردناک عذاب کا مژدہ سنا دیں۔ اور جب وہ آگاہ ہوتا ہے ہماری آیتوں میں سے کسی پر تو ان کا مذاق اڑانے لگتا ہے۔ یہی وہ (بدقماش) ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ ان کے آگے جہنم ہے۔ اور ان کے ذرا کام نہ آئے گا جو انہوں نے (عمر بھر) کمایا اور نہ وہ کسی کام آئیں گے جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مددگار بنایا تھا۔ اور ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا۔ یہ قرآن سراپا ہدایت ہے اور جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کی آیتوں کا ان کے لیے دردناک عذاب ہے سخت ترین عذاب میں سے"۔

ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ رِّزْقٍ سے مراد بارش ہے اور وَ تَصْرِيفِ الرِّيٰحِ سے مراد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو ایسی ہواؤں کو رحمت بنا دیتا ہے اور جب چاہتا ہے تو انہیں عذاب بنا دیتا ہے اَفَّاكٍ سے مراد بہت جھوٹا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَثِيْمٍ سے مراد مغیرہ بن مخزوم ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾

"اللہ وہ ہے جس نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لیے سمندر کو تاکہ رواں رہیں اس میں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم (بحری تجارت سے) تلاش کرو اس کا فضل اور تاکہ تم اس کا شکریہ ادا کیا کرو۔ اور اس نے مسخر کر دیا تمہارے لیے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنے حکم سے بے شک اس (نظام) میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور و فکر کیا کرتے ہیں"۔

ابن منذر نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس چار آیات کی تفسیر نہیں کرتے تھے۔ وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ۔ الرقیم اور الغسلین یعنی جن آیات میں ان الفاظ کا ذکر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر نہیں کی مگر قاری کی خوش بیانی کے لیے وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ۔

عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے العظمہ میں عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ سے مراد سورج اور چاند کی روشنی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے پوچھا مخلوق کس چیز سے بنائی گئی۔ فرمایا پانی، نور، ظلمت، مٹی، اور ہوا سے۔ پوچھا یہ چیزیں کس سے بنائی گئیں ہیں؟ فرمایا میں تو نہیں جانتا۔ پھر وہ آدمی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس آدمی نے آپ سے پوچھا تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جیسا جواب دیا۔ وہ آدمی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا مخلوق کس سے پیدا کی گئی ہے؟ فرمایا پانی، نور، ظلمت، ہوا اور مٹی سے۔ اس نے پوچھا یہ چیزیں کس سے بنائی گئیں؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ کو پڑھا۔ اس آدمی نے کہا یہ جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے ہی کوئی دے سکتا ہے۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

”(اے حبیب! صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایئے اہل ایمان کو کہ درگزر کرتے رہیں ان لوگوں سے جو امید نہیں رکھتے اللہ کے دنوں کی تاکہ اللہ خود بدلہ دے ہر قوم کو جو وہ کیا کرتے تھے۔ جو نیک عمل کرتا ہے پس وہ اپنے بھلے کے لیے کرتا ہے اور جو برا کرتا ہے تو اس کا وبال اس پر ہوگا پھر اپنے رب کی طرف تمہیں لوٹایا جائے گا“۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار معافی کا حکم دیتے رہتے، اس پر برانگیختہ کرتے اور اس میں رغبت دلاتے یہاں تک کہ آپ کو حکم دیا گیا کہ اسے چھوڑ دیں جو اللہ کے ایام کی امید نہیں رکھتا اور یہ ذکر کیا کہ یہ آیت منسوخ ہے اسے اس آیت نے منسوخ کیا ہے جو سورۂ انفال میں موجود ہے فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ (الانفال:57)

امام ابن جریر اور امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک جب آپ کو اذیتیں دیتے تو آپ ان سے اعراض کرتے تھے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے اور آپ کو جھٹلاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مشرکوں سے جنگ کریں۔ پس یہ آیت منسوخ ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے تاریخ میں، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ کی تفسیر نقل کی کہا وہ جو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام کیا ہے یا انعام نہیں کیا۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس آیت کو قتال والی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن انباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ آیت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) کے ساتھ منسوخ ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنی لونڈی سے کہا: اگر اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا تو میں تمہیں دردناک سزا دیتا۔ اس نے عرض کی اللہ کی قسم! میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایام اللہ کی امید رکھتے ہیں، تو تجھے کیا ہے کہ آپ مجھے سزا نہیں دیتے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں کو معاف کر دینے کا حکم دیتا ہے جو ایام اللہ کی امید نہیں رکھتے، تو جو ایام اللہ کی امید رکھتے ہیں وہ بدرجہ اولیٰ اس کے مستحق ہیں جا تو آزاد ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

”اور بے شک ہم نے عطا فرمائی بنی اسرائیل کو کتاب، حکومت اور نبوت اور ہم نے ان کو پاکیزہ رزق دیا اور انہیں بزرگی دی (اپنے زمانے کے) اہل جہاں پر۔ اور ہم نے انہیں دین کے معاملہ میں واضح دلائل دیے پس آپس میں انہوں نے جھگڑنا شروع نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ انہیں (حقائق کا) صحیح علم آ گیا محض باہمی حسد و عناد کے

باعث یقیناً آپ کا رب فیصلہ فرمائے گا ان کے درمیان قیامت کے دن جن باتوں میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے پختہ کر دیا آپ کو صحیح راہ پر دین کے معاملہ میں پس آپ اس کی پیروی کرتے رہیں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو بے علم ہیں۔ یہ لوگ الله کے مقابلے میں آپ کو قطعاً کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں گے۔ بلاشبہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور الله تعالیٰ پرہیز گاروں کا دوست ہے۔ یہ بصیرت افروز باتیں ہیں سب لوگوں کے لیے اور (باعث) ہدایت ورحمت ہیں ان کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔ کیا خیال کر رکھا ہے ان لوگوں نے جو ارتکاب کرتے ہیں برائیوں کا کہ ہم بنا دیں گے انہیں ان لوگوں کی مانند جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ یکساں ہو جائے ان (دونوں) کا جینا اور مرنا۔ بڑا غلط فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور پیدا فرمایا الله تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ تاکہ بدلہ دیا جائے ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر (قطعاً) ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

امام عبد بن حمید اور امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْحُكْمَ سے مراد دانش ہے۔

امام ابن منذر نے امام ابن جریج رحمہما الله سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَرِيْعَةٍ کا معنی طریقہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ کا معنی ہے کہ دین کے معاملہ میں ہدایت اور واضح دلیل پر۔

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت قتادہ رضی الله تعالیٰ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَرِيْعَةٍ سے مراد فرائض، حدود، امر اور نہی ہے۔

امام ابن مبارک، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبدالله بن احمد رحمہم الله نے "زوائد زہد" میں اور طبرانی نے حضرت ابوالضحیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت تمیم داری نے سورۂ جاثیہ کو پڑھا۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ تو اسے بار بار پڑھنے لگے اور رونے لگے یہاں تک کہ صبح ہوگئی جبکہ وہ اسی مقام پر تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ الله نے بشیر بن خثیم کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت تمیم ملاحی نے نماز شروع کی تو اس آیت پر پہنچے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ تو صبح تک اسی کو دہراتے رہے۔

امام ابن جریر رحمہ الله نے حضرت مجاہد سے سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مومن دنیا اور آخرت میں مومن ہوتا ہے کافر دنیا و آخرت میں کافر ہوتا ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

”ذرا اس کی طرف تو دیکھو جس نے بنالیا اپنا خدا اپنی خواہش کو اور گمراہ کر دیا ہے اسے اللہ نے باوجود علم کے اور مہر لگادی ہے اس کے کانوں اور اس کے دل پر اور ڈال دیا ہے اس کی آنکھوں پر پردہ۔ پس کون ہدایت دے سکتا ہے اسے اللہ کے بعد (لوگو!) کیا تم غور نہیں کرتے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم لا لکائی رحمہم اللہ نے السنہ میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کا مصداق کافر ہے جس نے اپنے لیے عمل کی راہ اللہ کی ہدایت اور برہان کے سوا کسی اور چیز کو بنالیا ہے۔ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سابقہ علم کی بنا پر اسے گمراہ قرار دیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ وہ کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا مگر اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں رکھتا۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عربوں میں سے ایک آدمی پتھر کی پوجا کرتا۔ جب وہ پہلے پتھر سے کوئی خوبصورت پتھر دیکھتا تو اسے لے لیتا اور دوسرے کو پھینک دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ۔

وَ قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا يُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

”اور کہتے ہیں نہیں (کوئی دوسری) زندگی بجز ہماری دنیا کی زندگی کے (یہیں) ہم نے مرنا اور زندہ رہنا ہے اور نہیں فنا کرتا ہمیں مگر زمانہ۔ حالانکہ انہیں اس حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ وہ محض ظن (وتخمین) سے کام لے رہے ہیں۔ اور جب پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری روشن آیتیں تو (ان کے جواب میں) ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی بجز اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ لے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو۔ فرمایئے اللہ نے زندہ فرمایا ہے تمہیں پھر وہی مارے گا تمہیں پھر جمع کرے گا تمہیں روز قیامت جس میں ذرا شک نہیں لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت

کے لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں رات اور دن ہلاک کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا وَ قَالُوْا مَا هِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا یُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ (الجاثیہ:24) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے، وہ زمانے کو گالی دیتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے دست قدرت میں ہی سارے امور ہیں، رات اور دن کو میں بدلتا ہوں۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمانے کو گالی دے کر ابن آدم مجھے اذیت دیتا ہے، میں زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں سب معاملہ ہے، میں دن اور رات کو پھیرتا ہوں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الدَّهْرُ سے مراد زمانہ ہے۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انسان کو نہیں چاہیے کہ حادثات زمانہ کی وجہ سے زمانہ کو گالی دے کیونکہ میں زمانہ ہوں، میں رات اور دن کو بھیجتا ہوں۔ جب میں چاہتا ہوں تو ان دونوں کو قبض کر لیتا ہوں۔

امام ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بندے سے قرض مانگا۔ اس نے مجھے نہ دیا اور میرے بندے نے مجھے گالی دی۔ وہ کہتا ہے وادھراہ جبکہ میں دہر (زمانہ کو پھیرنے والا) ہوں۔

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَىِٕذٍ یَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ۝۲۷ وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِیَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْیَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۸ هٰذَا كِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۲۹ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِیْنُ ۝۳۰ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝۳۱ وَ اِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ۝۳۲ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا

كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ
يَوْمِكُمْ هٰذَا وَ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ
اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّ غَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ
مِنْهَا وَ لَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ
الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَ لَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۠ وَ
هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾ ع

''اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جس روز برپا ہوگی قیامت اس روز سخت نقصان اٹھائیں گے باطل پرست۔ اور آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو گھٹنوں کے بل گرا ہوا۔ ہر گروہ کو بلایا جائے گا اس کے صحیفہ (عمل) کی طرف۔ (انہیں کہا جائے گا) آج تمہیں بدلہ دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے۔ یہ ہمارا نوشتہ ہے جو بولتا ہے تمہارے بارے میں سچ۔ ہم لکھ لیا کرتے تھے جو تم (دنیا میں) عمل کیا کرتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل فرمائے گا۔ یہی وہ روشن کامیابی ہے۔ اور جو لوگ کفر کرتے رہے (ان سے پوچھا جائے گا) کیا میری آیتیں تمہارے سامنے تلاوت نہیں کی جاتی تھیں پھر تم (سن کر) تکبر کیا کرتے تھے اور تم لوگ (عادی) مجرم تھے اور جب (تمہیں) کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت (کے آنے) میں کوئی شک نہیں تو تم (بڑے غرور سے) کہتے ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔ ہمیں تو یونہی ایک گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں اس پر (قطعاً) یقین نہیں۔ اور ظاہر ہو گئے ان کے لیے برے نتائج ان کے کرتوتوں کے اور (ہر طرف سے) گھیر لیا انہیں اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اور (انہیں) کہہ دیا گیا آج ہم تمہیں فراموش کر دیں گے جس طرح تم نے فراموش کیے رکھا اپنے اس دن کی ملاقات کو اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں۔ یہ اس لیے کہ تم نے بنا رکھا تھا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو مذاق اور فریب میں مبتلا کر دیا تھا تمہیں دنیوی زندگی نے۔ پس آج وہ نہیں نکالے جائیں گے آگ سے اور نہ انہیں توبہ کر کے اپنے رب کو راضی کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں سب تعریفیں جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا (اور وہی) سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور فقط اسی کے لیے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک قوم کے پاس سے گزرے جبکہ آپ نے سرخ رنگ کی ایک خوبصورت چادر زیب تن کی ہوئی تھی۔ قوم میں سے ایک آدمی نے کہا اگر میں

اس کی چادر چھین لوں تو تمہارے پاس میرے لیے کیا انعام ہے؟ انہوں نے اس آدمی کے لیے ایک شی بطور انعام مقرر کردی۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن! تیری یہ چادر میری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں نے تو اسے کل ہی خریدا ہے۔ اس آدمی نے کہا میں نے تو آپ کو بتادیا ہے جبکہ آپ یہ پہن کر گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اس چادر کو اتارا تا کہ چادر اس آدمی کو دے دیں۔ وہ لوگ ہنسنے لگے۔ آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ جھوٹا آدمی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا اے بھتیجے! کیا تو نہیں جانتا کہ موت تیرے سامنے ہے تو نہیں جانتا کہ وہ کب تیرے پاس آپہنچے گی۔ صبح کے وقت یا شام کے وقت پھر قبر کا مسئلہ ہے اور منکر نکیر ہے۔ اس کے بعد قیامت ہے جس میں جھوٹے اور فضول لوگ نقصان میں ہوں گے۔ آپ نے ان لوگوں کو رلا دیا اور خود آگے چل دیے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے جَاثِيَةً کا معنی متمیز ہ نقل کیا ہے یعنی وہ جدا ہو گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر جماعت گھٹنوں کے بل گری ہو گی۔

امام سعید بن منصور، عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے بعث میں حضرت عبداللہ بن باباہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گویا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جہنم سے پہلے مٹی کے ایک ڈھیر پر گھٹنوں کے بل بیٹھے ہو۔ پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر امت اپنے نبی کے ساتھ ہو گی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس ڈھیر پر آئیں گے۔ آپ تمام مخلوق سے بلند ہوں گے تو یہی مقام محمود ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ سے كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ جانتے ہیں کہ ہر امت کو دوسری امت سے پہلے ایک قوم کو دوسری قوم سے پہلے اور ایک آدمی کو دوسرے آدمی سے پہلے بلایا جائے گا۔ ہمارے لیے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز ہر امت کے لیے اس چیز کی ایک صورت بنائی جائے گی جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ چیز پتھر ہو، بت ہو، لکڑی ہو یا چوپایا۔ پھر اسے کہا جائے گا جو جس شے کی عبادت کرتا تھا اس کے پیچھے چلے تو ان میں سے سب سے آگے بت ہوں گے جو جہنم کی طرف ان کی قیادت کریں گے یہاں تک کہ وہ ان کو جہنم میں پھینک دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اور اہل کتاب رہ جائیں گے۔ یہودیوں سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے۔ وہ کہیں گے ہم اللہ تعالیٰ اور حضرت عزیر کی عبادت کیا کرتے تھے۔ مگر ان میں سے تھوڑے افراد ہوں گے جو ایسا نہیں کرتے تھے۔ پھر انہیں کہا جائے گا جہاں تک عزیر کا تعلق ہے تو وہ تم میں سے نہیں اور نہ تم اس میں سے ہو۔ پھر انہیں بائیں جانب لے جایا جائے گا۔ وہ چلیں گے اور ٹھہرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ پھر نصرانیوں کو بلایا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم اللہ اور مسیح بن مریم کی عبادت کرتے ہیں۔ مگر ان میں سے کچھ ایسے نہ ہوں گے۔ انہیں کہا جائے گا جہاں تک مسیح کا تعلق ہے نہ وہ تم سے ہے اور نہ ہی تم اس سے ہو۔

حضور ﷺ کی امت باقی رہ جائے گی۔ انہیں کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے ہم اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔ ہم نے اس دن کے خوف کی وجہ سے دنیا سے جدائی اختیار کی تھی۔ مومنوں کو سجدہ کا حکم دیا جائے گا۔ مومن سجدہ کریں گے اور ہر منافق کو روک دیا جائے گا۔ منافق کی پشت سجدہ کرنے سے ٹوٹ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے سجدہ کو اس کے لیے عار، ذلت، حسرت اور شرمندگی بنا دے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ھٰذَا كِتٰبُنَا سے مراد ام الکتاب ہے جس میں بنی آدم کے اعمال ہوں گے۔ فرشتے انسانوں کے اعمال کو لکھیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔ پھر نون کو پیدا کیا وہ دوات ہے۔ پھر تختیوں کو پیدا کیا اس میں دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہوگا اس کو لکھا یہاں تک کہ دنیا مخلوق کے ساتھ اور عمل جو نیک اور بد کی طرف سے واقع ہوگا وہ فنا ہو جائے گا اور جو رزق حلال و حرام ہے اور جو تر اور خشک ہے اس کو لکھا۔ پھر ہر چیز پر یہ یہ چیزیں لازم کر دیں۔ دنیا میں اس کا بطور زندہ کے داخل ہونا، دنیا میں اس کا باقی رہنا کتنے عرصہ تک ہے اور کب فنا ہوگی۔ پھر اس کتاب کو فرشتوں کے سپرد کر دیا اور مخلوق کو فرشتوں کے سپرد کر دیا۔ مخلوق کے فرشتے اس کتاب کے فرشتوں کے پاس آتے ہیں۔ وہ اس چیز کو لکھتے ہیں جو دن اور رات میں تقسیم کی گئی ہوتی ہے۔ ان پر جن کے سپرد ہوتا ہے پھر وہ لوگوں کے پاس آئیں گے۔ اللہ کے حکم سے ان کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں اس چیز کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں جو اس تحریر سے ان کے پاس موجود ہوتی ہے۔ ایک آدمی اٹھا اس نے کہا اے ابن عباس! کیا تم عرب قوم نہیں ہو؟ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کوئی شے بھی نہیں لکھی جاتی مگر کتاب سے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نون کو پیدا فرمایا اور وہ دوات ہے اور قلم کو پیدا فرمایا۔ اسے فرمایا لکھ۔ پوچھا کیا لکھوں؟ فرمایا قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، نیک اور بد کا عمل اور تقسیم کیا گیا رزق، وہ حلال ہو یا حرام۔ پھر ہر چیز پر یہ امور لازم کر دیے۔ دنیا میں اس کا داخل ہونا، دنیا میں وہ کتنا عرصہ رہے گا۔ وہ اس دنیا سے کیسے نکلے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر نگہبان فرشتے مقرر کر دیے۔ اور کتاب پر خازن مقرر کر دیے جو اس کتاب کی حفاظت کرتے ہیں۔ وہ ان خازنوں سے اس دن کا عمل لکھ لیتے ہیں۔ جب وہ رزق ختم ہوتا ہے تو معاملہ منقطع ہو جاتا ہے اور اور اس دن کے عمل کا مطالبہ کرتے ہیں۔ خازن انہیں کہتے ہم تمہارے صاحب کے لیے اپنے ہاں کچھ نہیں پاتے۔ نگہبان فرشتے واپس لوٹتے ہیں۔ وہ ان لوگوں کو پاتے ہیں کہ وہ مر چکے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کیا تم عرب قوم نہیں ہو؟ تم حفظہ (نگہبان) کو کہتے ہوئے سنتے تھے۔ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یہ لکھنا اصل (کتاب) سے ہی ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بیشک اللہ کے کچھ فرشتے ہیں وہ ہر دن میں ایک چیز ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اس میں انسانوں کے اعمال لکھتے ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا فرمایا۔ اسے اپنے دائیں ہاتھ میں لیا۔ اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ اس نے دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہوگا وہ نیک کا عمل ہوگا یا فاجر کا وہ تر ہو یا خشک اسے لکھ لیا اسے اپنے ہاں ذکر (کتاب) میں شمار کر لیا۔ فرمایا اگر چاہو تو اسے پڑھو ھٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ یہ لکھنا ایسی چیز سے ہوتا ہے جس سے فراغت پالی گئی ہے۔

امام ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل دنیا کے اچھے اور برے اعمال ہیں جو آسمان سے ہر صبح وشام نازل ہوتے ہیں انسان کو اس دن یا رات میں جو مصیبت پہنچتی ہے جیسے وہ انسان جسے قتل کیا جاتا ہے۔ وہ انسان جو غرق ہوتا، وہ انسان جو غرق ہوتا ہے، وہ انسان جو چھت سے نیچے گرتا ہے، وہ جو پہاڑ سے لڑھکتا ہے، وہ جو کنویں میں گرتا ہے، وہ جو آگ کے ساتھ جلتا ہے، وہ ان سب چیزوں کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ جب شام کا وقت ہوتا ہے اسے آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ وہ اسی طرح پاتے ہیں جیسے آسمان میں ذکر حکیم میں لکھا ہوا ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: نگہبان فرشتے ام الکتاب سے انسانوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ انسان وہی کام کرتا ہے جو فرشتے نے ام الکتاب سے لکھا ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے ہاں ذکر (کتاب) میں ہر وہ چیز لکھ دی گئی ہے جو واقع ہونے والی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی اولاد پر نگہبان فرشتے مقرر کر دیے ہیں۔ نگہبان فرشتے ذکر سے بندوں کے اعمال لکھتے ہیں۔ پھر اسی آیت کو پڑھا ھٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی ذمہ داری لگائی ہے کہ وہ رمضان میں لیلۃ القدر میں زمین میں سال بھر میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات اگلے سال تک لکھ لیں۔ وہ جمعرات کو اس کا اس لکھی ہوئی کتاب کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں جسے حفظہ لکھتے ہیں تو وہ حفظہ کے ہاتھوں لکھے ہوئے اعمال کو اس کتاب میں لکھے ہوئے اعمال کے موافق پاتے ہیں۔ اس میں کوئی زیادتی اور کمی نہیں ہوتی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے تم نے میرا ذکر اور اطاعت چھوڑ دی ہے۔ اس طرح میں تمہیں چھوڑتا ہوں۔ فرمایا تم نے میرا ذکر اور اطاعت چھوڑ دی۔ اسی طرح میں تمہیں آگ میں چھوڑ دوں گا۔

امام ابن عساکر حضرت عمر بن ذر سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی جماعت اللہ کا ذکر کرنے کے لیے نہیں بیٹھتی مگر اتنی ہی تعداد میں ان کے ساتھ فرشتے بیٹھتے ہیں۔ جب وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں تو یہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں تو یہ فرشتے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اگر وہ

اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کرتے ہیں۔ اگر وہ بندے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں تو یہ فرشتے آمین کہتے ہیں۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف بلند ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے۔ تو وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! زمین میں تیرے کچھ بندے تھے جنہوں نے تیرا ذکر کیا۔ تو ہم نے بھی تیرا ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے پوچھا انہوں نے کیا کہا؟ فرشتوں نے عرض کی اے ہمارے رب! انہوں نے تیری حمد کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری ہی سب سے پہلے عبادت کی گئی اور میری ہی سب سے آخر میں حمد کی گئی کہ فرشتوں نے عرض کی انہوں نے تیری تسبیح کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری مدح میرے سوا کسی کو زیبا نہیں۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! انہوں نے تیری کبریائی بیان کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان اور زمین میں میرے لیے کبریائی ہے اور میں عزیز وحکیم ہوں۔ فرشتوں نے عرض کی انہوں نے مغفرت طلب کی تھی۔ فرمایا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ اسے مرفوع ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے تین کپڑے ہیں اس نے عزت کو ازار بنایا، رحمت کو سراویل بنایا اور کبریائی کو ردا بنایا تو جو آدمی اپنے آپ کو عزیز خیال کرے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزت سے نوازا ہو تو وہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ ۝ (الدخان) جو آدمی رحم کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرماتا ہے اور جو تکبر کرے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے اس بات میں جھگڑا کیا جو صرف اللہ تعالیٰ کو زیبا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو آدمی مجھ سے جھگڑا کرے میرے لیے زیبا نہیں کہ میں اسے جنت میں داخل کروں۔

ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: کبریائی میری رداء (اوپر اوڑھنے والی چادر) ہے، عظمت میری ازار (تہہ بند) ہے، جو آدمی بھی مجھ سے ان میں سے کوئی چھیننے کی کوشش کرے میں اسے جہنم میں پھینک دیتا ہوں۔ واللہ اعلم۔

الحمد للہ رب العالمین

درمنثور کی جلد پنجم کا اختتام آج مورخہ 22 ستمبر 2003ء بروز پیر رات گیارہ بجے ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے یہ ترجمہ کرنے کی توفیق نصیب فرمائی۔

حضور پر نور ﷺ کو وسیلہ پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کرتا ہوں کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ اقدس میں مقبول ومنظور فرمائے اور صحت وسلامتی کے ساتھ اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ میرے صغیرہ وکبیرہ گناہوں کو بخش دے۔ میرے اساتذہ کرام، والدین کریمین اور دوست واحباب کی مغفرت فرمائے اور انہیں بلند مقام عطا فرمائے۔

آمین بجاہ حبیبہ الکریم

محمد بوستان عفی عنہ

کتابِ رشد و ہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے

نور و سرور اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مبنی آیات احکام کی مفصل وضاحت

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی و تفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں

مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اور عوام و خواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

اہل علم کیلئے ضیاء القرآن پبلی کیشنز کی ایک اور عظیم علمی پیشکش

قرآن حکیم ہی نظریاتی خلفشار کے موجودہ تاریک دور میں بنی نوع انسان کو ایک باوقار مستقبل کی راہ دکھاتا ہے

قرآنی علوم کا بیش بہا خزینہ

تفسیر الحسنات

مفسر

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کلام مجید کو سمجھنے میں تفسیر الحسنات آپ کی صحیح رہنمائی کرے گی

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور۔ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر دُرِّ منثور

مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ

زیر نگرانی

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

زیر اہتمام

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی - پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

تفسیر دُرِّ منثور مترجم

جلد ششم

تالیف

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ○ محمد بوستان ○ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

نام کتاب	تفسیر درمنثور مترجم (جلد ششم)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی
	من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	-/2850 روپے کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-2212011-2630411۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com
zquran@brain.net.pk
Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

ایاتہا ۳۵ سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ۴۶ رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ۚ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳﴾

”حا،میم۔ اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب، بہت دانا ہے۔ نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور مدت مقررہ تک۔ اور کفار اس چیز سے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے روگردانی کرنے والے ہیں“۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا سورۂ حٰمٓ﴿۱﴾ (احقاف) مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے سورۂ حٰمٓ﴿۱﴾ پڑھائی۔ اور یہ سورۂ احقاف ہے۔ آپ نے فرمایا: کسی سورت کی آیات جب تیس سے زیادہ ہوں تو وہ ثلاثین کہلاتی ہے۔

امام ابن ضریس، حاکم اور آپ نے اسے صحیح کہا ہے، نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے مجھے سورۂ احقاف پڑھائی۔ اور آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو بھی پڑھائی۔ لیکن اس کی قراءت کچھ مختلف تھی۔ تو میں نے کہا: تجھے کس نے یہ سورت پڑھائی ہے؟ اس نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے۔ پھر میں نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کے سوا (یعنی کچھ تبدیلی کے ساتھ) پڑھائی ہے۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ نے مجھے یہ سورت اس اس طرح نہیں پڑھائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، کیوں نہیں۔ پھر دوسرے آدمی نے عرض کی: کیا آپ نے مجھے اس اس طرح نہیں پڑھائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ وہی پڑھے جو اس نے سنا۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کے سبب ہی ہلاک ہوئے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ

الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ
اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ
غٰفِلُوْنَ ۝۵ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ
كٰفِرِيْنَ ۝۶ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ
لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۷ۭ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ
افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔا ۭ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۭ
كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۸

”فرمایئے (اے کفار!) کبھی تم نے (غور سے) دیکھا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا (خدا سمجھ کر) پکارتے ہو (بھلا) مجھے بھی تو دکھاؤ جو پیدا کیا ہے انہوں نے زمین سے یا ان کا آسمانوں (کی تخلیق) میں کچھ حصہ ہے۔ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے اتری ہو، یا کوئی (دوسرا) علمی ثبوت اگر تم سچے ہو۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس (بدبخت) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا اور وہ ان کے پکارنے سے ہی غافل ہیں۔ اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ (روز محشر) تو وہ معبود ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا صاف انکار کر دیں گے۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں جو روشن ہیں تو کہتے ہیں کفار حق کے بارے میں، جب ان کے پاس آیا، کہ یہ کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ نبی نے اس کو خود گھڑ لیا ہے۔ فرمایئے اگر میں نے اس کو خود گھڑا ہے تو تم اس طاقت کے مالک نہیں کہ مجھے اللہ سے چھڑا لو۔ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو۔ وہ کافی ہے بطور گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان، اور وہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ سے مراد خط اور تحریر ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور خطیب نے ابوسلمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ سے مراد ”ھذا الخط“ یعنی (یہ تحریر) ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے صفوان بن سلیم کی سند سے حضرت عطاء بن یسار سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے خط کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا (مراد یہ ہے کہ) نبی علیہ السلام نے اس کی تعلیم دی ہو اور اس نے دی ہو جس کی موافقت علم کرے۔ صفوان نے کہا: میں نے اس کے بارے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو بتایا تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام لکھتے تھے اور جو کوئی ان کی تحریر کی مثل لکھتا وہ عالم ہو جاتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ کے بارے فرمایا: اس سے مراد خط کا حسین اور خوبصورت ہونا ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور حاکم رحمہما اللہ نے شعبی رحمہما اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد خط کی عمدگی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ابوسلمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد خط ہے۔ اہل عرب زمین میں خط لگاتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد خاص علمی ثبوت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: اس سے مراد کسی امر کی دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا: اس سے مراد ہے کوئی جو علم نقل کرتا ہو۔ اور ارشاد باری تعالیٰ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ کے بارے میں آپ نے کہا ہے کہ تُفِيْضُوْنَ بمعنی تقولون ہے (یعنی وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کہتے ہو)

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹

"آپ کہیے میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں اور میں (از خود یہ) نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔ میں تو پیروی کرتا ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے اور میں نہیں ہوں مگر صاف صاف ڈرانے والا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کا معنی ہے آپ کے لیے میں کوئی پہلا رسول تو نہیں ہوں اور میں (از خود

یہ) نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح:2) (تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے) اور یہ ارشاد گرامی لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ (الفتح:5) (تاکہ داخل کر دے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں) پس اللہ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کچھ بتا دیا جو کچھ وہ آپ سے اور تمام مومنین سے کرے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا کا معنی ہے میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اسی کے ضمن میں یہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی رسل علیہم السلام تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کے تحت فرمایا ہے کہ میں نہیں جانتا کیا (مجھے) مکہ مکرمہ میں رہنے دیا جائے گا یا وہاں سے نکال دیا جائے گا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ وَ مَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا: اسے سورۂ فتح کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانب تشریف لائے اور انہیں ''غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ'' کی بشارت سنائی۔ تو اہل ایمان میں سے ایک آدمی نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مبارک ہو۔ تحقیق اب ہم نے جان لیا ہے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ سو بتائیے ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل فرمائی وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا (الاحزاب) (اور آپ مژدہ سنا دیں مومنوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی جناب سے بڑا ہی فضل ہے) اور مزید فرمایا: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا (الفتح) (تاکہ داخل کر دے اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور دور فرما دے ان سے ان کی برائیوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے) پس اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا جو کچھ ان کے ساتھ کیا جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے عکرمہ اور حسن رحمہما اللہ سے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، بخاری رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مردویہ نے حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا: جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے کہا: اے ابو السائب! تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ میں تجھ پر شہادت دیتی ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت و تکریم عطا فرمائی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تجھے کس نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزت

وسرفرازی عطا فرمائی ہے؟ پس اسے تو اپنے رب کی جانب سے موت آئی ہے۔ اور بلاشبہ میں اس کے لیے خیر و بھلائی کا متمنی ہوں۔ لیکن قسم بخدا! میں نہیں جانتا، حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ حضرت ام العلاء نے کہا: قسم بخدا! اس کے بعد میں نے کسی کے تزکیہ کی شہادت نہیں دی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو ان کی بیوی یا کسی عورت نے کہا: اے ابن مظعون! تجھے جنت مبارک ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف غضب ناک نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا تجھے کس نے بتایا ہے؟ قسم بخدا! میں یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ لیکن میں وہ نہیں جانتا جو کچھ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کرے گا؟ راوی کا بیان ہے: یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ۔ اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ وہ آپ کے ساتھی اور آپ کے شہسوار (یعنی آپ کی معیت میں جہاد میں شریک ہونے والے) تھے۔ اور آپ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان کے لیے اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہوں اور ان کے خلاف ان کے گناہ کا خوف بھی رکھتا ہوں۔

امام ابن حبان اور طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی۔ تو ام العلاء نے کہا: اے ابو السائب! اپنے آپ کو خوش کر لے، بلاشبہ تو جنت میں ہے۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: تجھے کس نے بتا دیا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ ہم نے خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ قسم بخدا! میں نہیں جانتا جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی وَ مَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ تو رسول اللہ ﷺ کچھ زمانہ تک حالت خوف میں عمل کرتے رہے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًاۙ لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح) تو آپ ﷺ نے خوب مجاہدہ کیا۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی: آپ اپنے آپ کو خوب تھکا رہے ہیں (یعنی آپ خوب مجاہدہ کر رہے ہیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دور فرما دیئے جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ مَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ کے بارے فرمایا۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کے بعد وہ جان لیا جو آپ ﷺ سے کیا جائے گا۔ جب کہ یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًاۙ لِّیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وَ مَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ کی تفسیر میں فرمایا: کیا اس سے مراد یہ ہے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ آخرت میں کیا جائے گا؟ معاذ اللہ (ایسا ہرگز نہیں) یقیناً آپ اس وقت سے یہ جانتے تھے کہ آپ جنت میں ہوں گے جب رسل علیہم السلام سے آپ ﷺ کے

بارے میثاق لیا گیا۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آیا میری امت جھٹلانے والی ہو گی یا تصدیق کرنے والی، یا میری امت پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے یا اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ وحی کی گئی وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ (الاسراء:60) (اور یاد کرو جب ہم نے کہا تھا آپ کو بے شک آپ کے پروردگار نے گھیرے میں لے لیا ہے لوگوں کو) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں نے عرب کو آپ کے لیے گھیرے میں لیا ہوا ہے کہ وہ آپ کو قتل نہ کریں۔ پس اس سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾ (الفتح) (وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ میں بذات خود تمہارے لیے شہادت دیتا ہوں کہ عنقریب تمہارا دین تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی امت کے بارے میں یہ فرمایا وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ (الانفال) (اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں، اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا انہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں) پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے خبر دے دی جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی جائے گا اور جو آپ کی امت کے ساتھ کیا جائے گا۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰﴾

''فرمائیے کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر دو (تو اس کا انجام کیا ہو گا؟) حالانکہ گواہی دے چکا ہے ایک گواہ بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر اور وہ ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو''۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم یہودیوں کی عبادت گاہ میں ان کی عید کے دن داخل ہو گئے۔ تو انہوں نے ہمارے وہاں آنے کو ناپسند کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: مجھے اپنے میں سے بارہ آدمی دکھاؤ، جو یہ شہادت دیں گے ''لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' اللہ تعالیٰ آسمان کی چھت کے نیچے رہنے والے ہر یہودی سے اس غیظ و غضب کو پھیر دے گا جو اللہ تعالیٰ کو اس پر ہے۔ وہ خاموش ہو گئے اور ان میں سے کسی نے بھی آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ انہیں فرمایا۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا۔ لیکن ان میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے انکار کیا ہے۔ قسم بخدا! میں حاشر ہوں (مردوں کو اٹھانے والا) میں عاقب ہوں (پیچھے آنے والا) اور میں

مقفی ہوں (پیچھے آنے والا) تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم وہاں سے نکلنے کے قریب پہنچ گئے تو اچانک پیچھے سے ایک آدمی آملا۔ اور اس نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جہاں ہو ٹھہر جاؤ۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے گروہ یہود! تم مجھے اپنی قوم میں کس حیثیت سے جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! ہم اپنے درمیان تجھ سے بڑھ کر اور تیرے باپ، دادا سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم اور فقیہ کسی آدمی کو نہیں جانتے۔ یہ سن کر اس آدمی نے کہا: بلاشبہ میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں جن کا ذکر تم تورات وانجیل میں پاتے ہو۔ لوگوں نے کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ پھر انہوں نے اس کی بات کارد کیا اور اسے سخت غلط اور ناپسندیدہ باتیں کہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تمہارا قول ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ پھر ہم وہاں سے نکلے تو ہم تین آدمی تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، میں اور حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے سطح زمین پر چلنے والے کسی آدمی کے لیے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہیں سنا ہے کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔ سوائے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ۔

امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کتاب اللہ کی کئی آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں۔ چنانچہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ اور یہ آیت بھی میرے بارے میں نازل ہوئی: قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾ (الرعد)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ حضرت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے رحمہم اللہ حضرت مجاہد اور حضرت ضحاک سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں شَاهِدٌ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت حسن بن مسلم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ میں تھے۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حٰمٓ ﴿١﴾ نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں مسلمان تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ

آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی: وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡۢ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَلٰى مِثۡلِهٖ فرمایا یہ سورت مکی ہے اور یہ آیت مدنی ہے۔ فرمایا: آیت نازل ہوتی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ فلاں سورت میں فلاں فلاں آیتوں کے درمیان اس آیت کو رکھ دیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ آیت بھی ایسی آیات میں سے ہی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے نہیں ہے۔ یہ آیت مکی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے جو ایمان لایا پس وہ حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ ایمان لانے والے کی طرح ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے کوئی شے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا قسم بخدا! حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ یہ آیت بالیقین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام مدینہ طیبہ میں تھے۔ بے شک یہ تو ایک خصومت ہے، جس کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیہ الثناء نے جھگڑا کیا۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جب حضرت عبداللہ بن سلام نے اسلام لانے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ بلاشبہ یہود اپنے پاس تورات میں آپ کی ان تمام صفات کو پاتے ہیں۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ سے یہ عرض کی: آپ یہودیوں کی ایک جماعت کو اپنے پاس بلا بھیجیں۔ اور ان سے میرے اور میرے والد کے بارے میں سوال کریں۔ بلاشبہ وہ آپ کو کچھ بتائیں گے۔ پھر میں ان پر ظاہر ہوں گا۔ اور یہ شہادت دوں گا کہ بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ شاید وہ اسلام لے آئیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ایک جماعت کو بلا بھیجا۔ اور اس سے قبل حضرت عبداللہ بن سلام کو اپنے گھر میں چھپا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا۔ تم میں عبداللہ بن سلام کی حیثیت کیا ہے اور اس کے والد کی حیثیت کیا تھی؟ تو ان سب نے جواب دیا۔ "سیدنا و ابن سیدنا، وعالمنا و ابن عالمنا" وہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ وہ ہمارے عالم ہیں اور ہمارے عالم کے بیٹے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام لے آئے تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے؟ انہوں نے جواب دیا: بلاشبہ وہ اسلام قبول نہیں کرے گا۔ پس اتنے میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے سامنے ظاہر ہوئے اور کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ آپ کے بارے میں اتنا جانتے ہیں جو میں جانتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے جندب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور

چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ لیے۔ پھر کہا: اے میری قوم! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو میں وہ ہوں، جس کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی: وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡۢ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَلٰى مِثۡلِهٖ، الآیہ؟'' تو ان تمام نے جواباً کہا قسم بخدا! ہاں (اسی طرح ہے)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ میمون بن یامین حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ مدینہ طیبہ میں یہود کا سردار تھا اور اسلام قبول کر لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہودیوں کو بلا بھیجئے اور اپنے اور ان کے درمیان ان میں سے کسی آدمی کو حکم (ثالث) بنا لیجئے۔ بلاشبہ وہ مجھے ہی ثالث چنیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف سے پیغام بھیجا اور میمون بن یامین کو اندر بھیج دیا۔ پس وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور طویل وقت تک وہ آپ ﷺ سے گفتگو کرتے رہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تم اپنے میں سے کسی آدمی کو منتخب کر لو جو میرے اور تمہارے درمیان حکم ہوگا انہوں نے کہا: ہم میمون بن یامین کو مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے میمون کو ان کے سامنے باہر نکالا۔ تو میمون نے انہیں کہا: ''اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ'' میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ حق پر ہیں۔ لیکن انہوں نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡۢ بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ عَلٰى مِثۡلِهٖ کے بارے حضرت مسروق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مثل ہیں اور تورات قرآن کریم کی مثل ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایمان لائے اور اے اہل مکہ! تم نے کفر کیا۔

وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَوۡ كَانَ خَيۡرًا مَّا سَبَقُوۡنَاۤ اِلَيۡهِ‌ ؕ وَاِذۡ لَمۡ يَهۡتَدُوۡا بِهٖ فَسَيَقُوۡلُوۡنَ هٰذَاۤ اِفۡكٌ قَدِيۡمٌ ﴿۱۱﴾ وَمِنۡ قَبۡلِهٖ كِتٰبُ مُوۡسٰٓى اِمَامًا وَّرَحۡمَةً‌ ؕ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنۡذِرَ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ‌ۖ وَبُشۡرٰى لِلۡمُحۡسِنِيۡنَ‌ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ‌ ﴿۱۳﴾ اُولٰٓـئِكَ اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۴﴾

''اور کفار اہل ایمان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر یہ (اسلام) کوئی بہتر چیز ہوتی تو یہ ہم سے سبقت نہ لے جاتے اس کی طرف، اور کیونکہ انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوئی قرآن سے تو یہ اب ضرور کہیں گے کہ (اجی) یہ تو وہی پرانا جھوٹ ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے کتاب موسیٰ راہنما اور رحمت بن کر آ چکی ہے۔ اور یہ کتاب

2B

(قرآن) تو اس کی تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے تا کہ بروقت خبردار کردے ظالموں کو۔ اور خوشخبری ہے نیکوکاروں کے لیے۔ بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے پس کوئی خوف نہیں انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی لوگ جنتی ہیں، ہمیشہ رہیں گے اس میں، یہ جزا ہے ان نیکیوں کی جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے کہا: ہم زیادہ عزت والے ہیں اور ہم بہتر اور افضل ہیں۔ پس اگر اس دین میں خیر اور بھلائی ہوتی تو فلاں فلاں آدمی اس دین کو قبول کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے۔ پس مذکورہ آیت نازل ہوئی: وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ'' ابن منذر نے عون بن ابی شداد سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک کنیز تھی۔ جو آپ سے پہلے مشرف با سلام ہوئی۔ اس کا نام زنیرہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اسلام قبول کرنے کے سبب مارا کرتے تھے۔ تو کفار قریش کہا کرتے تھے اگر یہ دین بہتر ہوتا تو زنیرہ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ لے جاتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو غفار اور بنو اسلم کے بہت سے لوگ فتنہ میں تھے۔ وہ کہا کرتے تھے: اگر اس دین میں بھلائی اور خیر ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی طرف پہل کرنے کی توفیق نہ دیتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں سب سے پہلے اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚۛ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

''اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے (اپنے شکم میں) اٹھائے رکھا اس کو اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنا اس کو بڑی تکلیف سے۔ اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک

تیس مہینے لگے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے والہانہ توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند فرمائے اور صلاح (ورشد) کو میرے لیے میری اولاد میں راسخ فرما دے۔ بے شک میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں۔ یہی وہ (خوش نصیب) ہیں قبول کرتے ہیں ہم جن کے بہترین اعمال کو اور درگزر کرتے ہیں ہم جن کی برائیوں سے، یہ جنتیوں میں سے ہوں گے۔ یہ (اللہ کا) سچا وعدہ ہے جو (اہل ایمان سے) کیا گیا ہے"۔

امام ابن عساکر نے کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مذکورہ دونوں آیتیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا کہ حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ كُرۡهًا کا معنی ہے کہ اس کی ماں نے اپنے اوپر مشقتیں برداشت کر کے اسے اٹھائے رکھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ بغیر الف کے پڑھا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بعجہ بن عبد اللہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے ایک آدمی نے قبیلہ جہینہ کی ایک عورت سے شادی کی۔ جب چھ ماہ مکمل ہوئے تو اس عورت نے ایک بچے کو جنم دیا۔ تو اس کا خاوند حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا۔ پس جونہی یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ تشریف لائے اور کہا: آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے چھ ماہ مکمل ہونے کے بعد بچہ جنا ہے کیا وہ اس کا ہو سکتا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمۡلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوۡنَ شَهۡرًا (اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک تیس مہینے لگ گئے) اور مزید فرمایا: حَوۡلَيۡنِ كَامِلَيۡنِ (البقرہ:233) (مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں) تو آپ چھ ماہ کے سوا کتنے باقی پاتے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! میں اسے نہیں سمجھا۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس عورت کی خبر لوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے اس حال میں پایا کہ اس کا کام تمام کر دیا گیا تھا (یعنی اسے رجم کیا جا چکا تھا) اور اس نے اپنی بہن کے لیے یہ قول کہا تھا: اے بہن! تو میرے بارے میں غمزدہ نہ ہونا۔ قسم بخدا! اس آدمی کے سوا کسی نے میری شرم گاہ کو ننگا نہیں کیا۔ راوی کا بیان ہے: پھر وہ بچہ جوان ہوا اور اس آدمی نے اس کا اعتراف کر لیا اور اس کی سب سے زیادہ مشابہت اسی کے ساتھ تھی۔ راوی نے کہا: اس کے بعد میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ وہ مسلسل اپنے بستر پر پڑا رہتا تھا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے ابو حرب بن ابو الاسود دؤلی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی۔ اس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔ تو آپ نے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں استفسار فرمایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے لیے رجم

نہیں ہے۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ اور مزید فرمایا وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ (لقمان: 14) تو باقی حمل کی مدت چھ ماہ رہی۔ نتیجۃً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم تک خبر پہنچی کہ اس نے دوسرا بچہ بھی چھ ماہ کے بعد ہی جنا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے نافع بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ میں اس عورت کے ساتھ تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا کہ اس نے چھ ماہ کے بعد بچہ جنا ہے۔ اور لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ظلم نہ کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: پڑھیے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (البقرہ: 233) ایک حول کتنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک سال کا۔ میں نے پوچھا: سال کتنے مہینوں کا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: بارہ مہینوں کا۔ میں نے کہا: پس چوبیس مہینے کامل دو سال ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جتنا چاہے حمل کو مقدم و مؤخر کر سکتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا یہ قول سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطمینان ہو گیا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ابو عبیدہ مولیٰ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لائی گئی جس نے چھ ماہ کے بعد بچے کو جنم دیا تھا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میرے پاس ایک عورت لائی گئی ہے۔ میں اس کے بارے یہ گمان کرتا ہوں کہ اس نے برائی کا ارتکاب کیا ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب مدت رضاعت مکمل ہو تو پھر حمل کی مدت چھ ماہ ہی ہے؟ اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: جب کوئی عورت نو ماہ کے بعد بچہ جنے تو اس کے لئے اکیس مہینے دودھ پلانے کے لیے کافی ہیں اور جب کوئی عورت سات ماہ کے بعد بچہ جنے تو اس کے لیے تیئیس ماہ دودھ پلانا کافی ہے۔ اور جب کسی نے چھ ماہ کے بعد بچہ جنا، تو اس کے لیے مدت رضاعت کامل دو سال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔

امام ابن ابی حاتم نے قاسم بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مسروق سے کہا: آدمی اپنے گناہوں کے سبب کب پکڑا جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب تو چالیس برس کی عمر کو پہنچ جائے گا۔ پس خوب احتیاط کر۔

امام ابن جوزی نے کتاب الحدائق میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے دو حفاظت کرنے والوں کو حکم دیا ہے اور دونوں کو کہا ہے کہ وہ میرے بندے کی جوانی کی ابتدا میں اس کے ساتھ رہیں اور جب وہ چالیس برس کی عمر تک پہنچ جائے تو اس کی حفاظت کریں اور ایسا کرنا دونوں پر لازم ہے۔

امام ابو الفتح ازدی نے جویبر عن ضحاک کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وہ آدمی

جو چالیس برس کی عمر کو پہنچ گیا اور اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب نہ آئی۔ تو اسے چاہیے کہ وہ آگ کے لیے تیار ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے مالک بن مغول سے روایت بیان کی ہے کہ ابو معشر کے بیٹے نے حضرت طلحہ بن مصرف سے کسی تکلیف کا اظہار کیا۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اس پر اس آیت سے مدد طلب کرو: رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی: حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ الآیہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی تو ان کے والدین، بھائی اور ساری کی ساری اولاد سعادت اسلام سے بہرہ ور ہوگئی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۙ (اللیل) الی آخر السورۃ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے "(اے اللہ!) انہیں میرے لیے صالحین بنا دے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے اور آپ نے حضرت روح الامین علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: "بندے کی نیکیاں اور اس کے گناہ لائے جائیں گے اور ان میں سے بعض کا بعض سے قصاص لیا جائے گا۔ پس اگر اس کے لیے کوئی نیکی باقی بچی، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسے جنت تک وسیع فرما دے گا" راوی کا بیان ہے: کہ یزدان مجھ پر داخل ہوا اور اس نے بھی اسی کی مثل حدیث بیان کی۔ میں نے کہا: تو اگر نیکیاں ختم ہو گئیں۔ انہوں نے کہا: اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا الآیہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں فرمایا: میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے رات میں حق ہے، وہ اسے دن سے قبول نہیں کرتا۔ اور دن میں اس کے لیے حق ہے، وہ اسے رات سے قبول نہیں کرتا۔ بلاشبہ کسی کے نوافل قبول نہیں ہوتے، یہاں تک کہ وہ فرض ادا کرے۔ بے شک دنیا میں حق کی اتباع کرنے کے سبب جن کے میزان بھاری ہوں گے۔ ان کے میزان قیامت کے دن بھاری ہوں گے۔ ان پر ان اوزان کا بھاری ہونا اور میزان کا حق ہونا یہ ہے کہ اس میں سوائے حق کے کچھ نہیں رکھا جائے گا کہ وہ بھاری ہو جائے۔ اور دنیا میں باطل کی اتباع کرنے کے سبب جن کے میزان ہلکے ہوں گے، قیامت کے دن انہیں کے اوزان خفیف ہوں گے، میزان کا ان پر ہلکا ہونا اور میزان کا حق ہونا یہ ہے کہ اس میں سوائے باطل کے کچھ نہیں رکھا جائیگا تا کہ وہ ہلکا ہو جائے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر ان کے احسن اعمال کے ساتھ کیا ہے۔ اور فرماتا ہے: ان کے اعمال کے قریب تیرا عمل کہاں پہنچتا ہے۔ اور اہل جہنم کا ذکر ان کے اعمال کی برائی کے سبب کیا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، میرا عمل ان کے عمل سے بہتر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے احسن اعمال کو لوٹا دیا ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ آیۃ الشدۃ کو آیۃ الرخاء کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور آیۃ الرخاء کو آیۃ الشدۃ کے ساتھ، تا کہ مومن رغبت رکھنے والا ہو جائے تا کہ وہ اپنے ہی ہاتھ سے ہلاکت میں نہ گر

جائے۔ اور نہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھے جو امید اللہ تعالیٰ سے رکھنا خلاف حق ہو۔

وَ الَّذِیۡ قَالَ لِوَالِدَیۡہِ اُفٍّ لَّکُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیۡۤ اَنۡ اُخۡرَجَ وَ قَدۡ خَلَتِ الۡقُرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلِیۡ ۚ وَ ہُمَا یَسۡتَغِیۡثٰنِ اللّٰہَ وَیۡلَکَ اٰمِنۡ ٭ۖ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوۡلُ مَا ہٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ حَقَّ عَلَیۡہِمُ الۡقَوۡلُ فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا خٰسِرِیۡنَ ﴿۱۸﴾ وَ لِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوۡا ۚ وَ لِیُوَفِّیَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ وَ ہُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾

"اور جس نے کہا اپنے والدین کو افسوس ہے تمہارے حال پر کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو اس کی کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ گزر چکی ہیں کئی صدیاں مجھ سے پہلے (ان میں سے تو کوئی اب تک زندہ نہ ہوا) اور اس کے والدین بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتے ہیں (اور اسے کہتے ہیں) تیرا خانہ خراب ہو ایمان لے آ، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو وہ (جواباً) کہتا ہے نہیں ہیں یہ دھمکیاں مگر پہلے لوگوں کی فرسودہ کہانیاں۔ یہی وہ (بدبخت) ہیں جن پر ثابت ہو چکا ہے عذاب کا فرمان ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جنوں اور انسانوں میں سے۔ بے شک وہ سراسر گھاٹے میں تھے۔ اور ہر ایک کے لیے مرتبے ہوں گے ان کے اعمال کے مطابق۔ اور اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن مالک سے روایت بیان کی کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مروان کو حجاز پر عامل مقرر کیا۔ اس نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنے لگا تا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کی بیعت کی جائے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ کہا۔ اس پر مروان نے کہا: اسے پکڑلو۔ تو وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو گئے اور وہ آپ کو گرفتار نہ کر سکے۔ تو مروان نے کہا: یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی: وَالَّذِیۡ قَالَ لِوَالِدَیۡہِ اُفٍّ لَّکُمَاۤ تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں قرآن کریم میں کوئی شے نازل نہیں فرمائی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن منذر، حاکم آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے محمد بن زیاد سے یہ قول بیان کیا ہے: جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے لیے بیعت لی۔ تو مروان نے کہا: یہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا: یہ ہرقل اور قیصر کی سنت ہے۔ تو مروان نے کہا: یہی ہے وہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَالَّذِیۡ قَالَ لِوَالِدَیۡہِ اُفٍّ لَّکُمَاۤ الآیہ۔ پس جب یہ خبر ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا: مروان نے جھوٹ بولا ہے۔ مروان نے جھوٹ کہا ہے۔ قسم بخدا! وہ اس طرح نہیں۔ اگر میں اس کا نام لینا چاہوں جس کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی تو میں اس کا نام لے سکتی ہوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے مروان کے باپ پر لعنت کی ہے اور یہ اس کی صلب میں تھا۔ پس مروان اللہ تعالیٰ کی لعنت سے کشادہ ہو گیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں مسجد میں ہی تھا جب کہ مروان نے خطبہ دیا۔ تو اس نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کے دل میں یزید کے بارے میں انتہائی اچھی رائے پیدا فرمادی ہے اور انہوں نے اسی طرح اپنا خلیفہ منتخب کیا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفے مقرر کیے۔ پس حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ ہرقل کی سنت ہے؟ بلا شبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کیا ہے۔ اور نہ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف اپنی اولاد کی عزت و تکریم اور ان پر راحت و رحمت کی خاطر ہی خلیفہ بنایا ہے۔ یہ سن کر مروان نے کہا: کیا تو وہی نہیں ہے جس نے اپنے والدین کے لیے کہا: اُفٍّ لَّكُمَآ؟ (تمہارے حال پر افسوس ہے؟) تو حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: کیا تو اسی ملعون کا بیٹا نہیں کہ تیرے باپ پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی، تو فرمایا: اے مروان! کیا تو نے عبدالرحمٰن کو اس اس طرح باتیں کہی ہیں؟ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ قسم بخدا! جو کچھ اس میں نازل ہوا ہے وہ فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت ابن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنے والدین کو کہا حالانکہ وہ دونوں اسلام قبول کر چکے تھے اور وہ خود اسلام لانے کا انکار کرتے تھے اور وہ دونوں اسے اسلام لانے کا حکم دیتے تھے اور وہ ان دونوں کو رد کرتا تھا اور ان کی تکذیب کرتا تھا اور کہتا: فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ اور اس سے مراد قریش کے وہ مشائخ تھے جو مر چکے تھے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو خوب اچھا کیا۔ پس ان کی توبہ (کی قبولیت) اس آیت میں نازل ہوئی: وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا۔

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ نے میناء کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ آپ اس بات کا انکار کرتی تھیں کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ فرماتی تھیں: یہ آیت فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور آپ ایک آدمی کا نام بھی لیتی تھیں۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 528 (8483)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 25، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 201 (2860)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اَتَعِدٰنِنِیۡۤ اَنۡ اُخۡرَجَ سے مراد بعث بعد الموت ہے۔(1)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۖ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾

''اور جس روز لا کر کھڑا کر دیا جائے گا کفار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائے گا) تم نے ختم کر دیا تھا اپنی نعمتوں کا حصہ اپنی دنیوی زندگی میں اور خوب لطف اٹھا لیا تھا تم نے ان سے۔ آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا بوجہ اس گھمنڈ کے جو تم زمین میں ناحق کیا کرتے تھے اور بوجہ تمہاری نافرمانیوں کے''۔

امام ابن مردویہ نے حفص ابن ابی العاص رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ۖ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ الآیہ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کچھ درہم دیکھے، تو فرمایا: یہ درہم کیسے ہیں؟ تو انہوں نے جواباً کہا: میں اپنے گھر والوں کے لیے گوشت خریدنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے اس کی شدید خواہش کی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا جو شے بھی تم چاہتے ہو خرید لیتے ہو۔ تم اس آیت سے کہاں جا رہے ہو: أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔(2)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے الزہد میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ وہ کچھ گوشت اٹھائے ہوئے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے جابر! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ گوشت ہے، میں نے اسے پسند کیا، تو اسے خرید لیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بھی تو کوئی شے چاہتا ہے تو اسے خرید لیتا ہے؟ کیا تو اس سے ڈرتا نہیں کہ اس آیت کے اہل میں سے ہو جائے گا: أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا۔(3)

امام ابونعیم نے الحلیہ رحمہ اللہ میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 494 (3698)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 153، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا کرتے تھے: قسم بخدا! وہ زندگی کی لذتوں کا ارادہ نہیں کریں گے کہ ہم بکری کے چھوٹے سے مگر موٹے تازے بچے کے بارے حکم دیں کہ اسے ہمارے لیے بھونا جائے۔ اور ہم گندم کے آٹے کے بارے حکم دیں کہ ہمارے لیے اس کی روٹیاں پکائی جائیں۔ اور ہم کشمش کے بارے حکم دیں کہ ہمارے لیے بڑے برتن میں نبیذ بنائی جائے۔ حتی کہ جب نر چکور کی آنکھوں کی مثل ہو جائے تو پھر ہم اسے کھالیں اور ہم اسے پی لیں۔ بلکہ ہم تو یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم اپنی نیکیوں اور نعمتوں کو باقی رکھیں۔ کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ۔(1)

امام ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس عراق کے کچھ لوگ آئے۔ تو آپ نے انہیں دیکھا کہ وہ کبوتر کھاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اے اہل عراق! اگر میں چاہوں کہ میرے لیے اسی طرح عمدہ کھانا تیار کیا جائے جیسا تمہارے لیے کیا جاتا ہے تو میں یقیناً ایسا کر سکتا ہوں۔ لیکن ہم جو کچھ اپنے رب سے پاتے ہیں اسے اپنی آخرت کے لیے باقی رکھتے ہیں۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے بارے میں فرماتا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الآیہ۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جان لو! لوگ دنیا میں اپنی نیکیوں کو نگل جاتے ہیں۔ آدمی اپنی نیکیوں کو باقی رکھے، اگر وہ طاقت رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت نہیں ہے۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر میں چاہوں تو میں تم سے اچھا اور عمدہ کھانا کھا سکتا ہوں اور تمہارے لباس سے زیادہ باریک اور ملائم لباس پہن سکتا ہوں۔ لیکن میں اپنی نیکیوں کو بچاتا ہوں۔ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے تو آپ کے لیے ایسا کھانا تیار کیا گیا، جس کی مثل کھانا اس سے قبل آپ نے نہیں دیکھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ ہمارے لیے ہے تو ان مسلمان فقراء کے لیے کیا ہے جو موت کی آغوش میں چلے گئے اور انہوں نے جو کی روٹی بھی خوب سیر ہو کر نہ کھائی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ان کے لیے جنت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں اور فرمایا: اگر ہمارے لیے یہ حقیری چیزیں ہیں اور ان کے لیے جنت ہے تو پھر وہ ہم سے بہت دور نکل گئے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابومجلز رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے لوگ ان اعمال کی نیکیاں تلاش کریں گے جو انہوں نے کیے۔ تو انہیں کہا جائے گا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہد ملا پانی پیش کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! میں اس کی فضیلت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ فلاں کو پلا دو۔

امام عبد بن حمید نے وہب بن کیسان سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 49، مطبعۃ السعادۃ مصر 2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

انہوں نے فرمایا: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا۔ میں کچھ گوشت ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ تو آپ نے پوچھا: اے جابر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ گوشت ہے، میں نے اپنی عورتوں کے لیے اسے درہم کے بدلے خریدا ہے، انہوں نے اس کی خواہش کی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی بھی جب کسی شے کی خواہش کرتا ہے تو وہ اسے پورا کر لیتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنے پڑوسی اور اپنے چچازاد بھائی کے لیے بھوک برداشت کر لے؟ یہ آیت کہاں چلی گئی ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا فرمایا اس سے کسی نے رہائی نہیں پائی حتی کہ قریب ہے کہ میں بھی اس سے رہائی نہ پاؤں۔

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اکثر اوقات حفص شام کے کھانے پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکٹھے ہوتے۔ لیکن جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو حفص کھانا نہ کھاتے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ تو انہوں نے عرض کی: اے امیر المومنین! میرے گھر والے میرے لیے جو کھانا تیار کرتے ہیں وہ آپ کے کھانے کی نسبت زیادہ نرم ہے۔ اور میں ان کے کھانے کو آپ کے کھانے کی نسبت زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے! کیا تم جانتے نہیں اگر میں چاہوں تو میں ایک موٹا تازہ بکری کا چھوٹی عمر کا بچہ ذبح کرنے کا حکم دوں۔ اس کے بال اتار لیے جائیں اور اسے بھونا جائے۔ پھر میں آٹے کے بارے حکم دوں کہ اسے باریک کپڑے میں چھانا جائے اور پھر اس سے نرم نرم روٹی پکائی جائے۔ میں ایک صاع کشمش کے بارے حکم دوں جسے پانی کے ایک بڑے برتن میں ڈال دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس کا رنگ ہرن کی آنکھ کی طرح سرخ ہو جائے۔ حفص نے عرض کی: میں جانتا ہوں آپ عمدہ کھانوں کو پہچانتے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تیری ماں تجھ پر روئے۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر مجھے یہ ناپسند نہ ہوتا کہ قیامت کے دن نیکیوں میں کمی کر دی جائے گی۔ تو میں ضرور تمہارے ساتھ عمدہ اور نرم کھانوں میں شریک ہوتا۔

امام ابن مبارک، ابن سعد، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اہل بصرہ کا ایک وفد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے لیے ہر روز کھانے پر کوئی چیز لگی ہوتی تھی۔ کبھی ہم دیکھتے کہ اس پر زیتون کا تیل لگایا گیا ہے، کبھی ہم دیکھتے کہ گھی لگایا گیا ہے اور کبھی دیکھتے کہ اس پر دودھ لگا ہوا ہے۔ کبھی دیکھتے کہ اس پر خشک گوشت کا قیمہ بنا کر لگایا گیا ہے اور کبھی ہم دیکھتے کہ اس پر گوشت کا سالن بنا کر لگایا گیا ہے۔ لیکن یہ بہت کم ہوتا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرمایا: قسم بخدا! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے کھانے کو ناپسند کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو میں تم سب سے اچھا کھانا کھاؤں اور عمدہ لباس پہنوں اور اچھی زندگی گزاروں۔ قسم بخدا! میں مرغابی، بٹیر، گوشت بھوننے، چٹنی (جو رائی اور زیتون سے بنائی جائے) اور ابلی ہوئی سبزیوں سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ان کے اپنے اعمال کے سبب عار دلائی ہے اور فرمایا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ

حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا الآيہ۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ اپنے گھر والوں میں سے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔ اور جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوتیں۔ پس آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے اور آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ جب آپ ان کے دروازے پر پہنچے اور آپ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں دیکھ کر واپس لوٹ گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو آپ کو یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ اسی وجہ سے اندر تشریف فرما نہیں ہوئے جو کچھ آپ نے دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے پردہ پھاڑ دیا اور بچوں سے کنگن اتار لیے اور انہیں توڑ ڈالا۔ بچے رونے لگے۔ تو آپ نے وہ ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیئے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سے لے لیے اور فرمایا: اے ثوبان! یہ مدینہ طیبہ میں بنی فلاں کے گھر والوں کی طرف لے جاؤ۔ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے عصب کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے بنے ہوئے دو کنگن خرید لاؤ۔ کیونکہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ اپنی نیکیاں اپنی دنیوی حیات میں ہی کھا جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۲۱ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۲۲ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۡ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۳

"(اے حبیب!) ذکر سنایئے انہیں قوم عاد کے بھائی (ہود) کا۔ جب ڈرایا اس نے اپنی قوم کو احقاف میں اور گزر چکے تھے ڈرانے والے ان سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو (ورنہ) مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ آجائے۔ وہ (برافروختہ ہوکر) بولے (اے ہود!) کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے برگشتہ کر دو۔ لے آؤ (وہ عذاب) جس کی تم ہمیں دھمکیاں دیتے رہتے ہو اگر تم سچے ہو۔ ہود نے فرمایا کہ نزول عذاب کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔ اور میں (برابر) پہنچا رہا ہوں تمہیں وہ پیغام جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔ لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جاہل قوم ہو"۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 49، مطبعۃ السعادۃ مصر

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم پر اور عاد کے بھائی پر رحم فرمائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں خیر اور بھلائی کی دو وادیاں ہیں۔ ایک وادی مکہ اور دوسری سرزمین ہند میں وادی ارم۔ اور لوگوں میں دو شر کی وادیاں ہیں: ایک وادی احقاف اور دوسری وادی حضرموت جسے وادی برہوت کہا جاتا ہے۔ اس میں کفار کی ارواح پھینکی جاتی ہیں۔ لوگوں میں سب سے اچھا اور بہترین کنواں زمزم ہے اور سب سے برا کنواں برہوت ہے۔ اور یہ اسی وادی میں ہے جو حضرموت کے مقام پر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: احقاف شام کا ایک پہاڑ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ احقاف شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ احقاف سے مراد زمین ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ احقاف سے مراد جسم کو ٹیڑھا کرنا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ عاد یمن کے قبائل تھے جو سمندر کے کنارے اس ریگستان میں آباد تھے جسے سرزمین شحر کہا جاتا تھا۔(6)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ احقاف سے مراد سرزمین یمن کے ٹیلے ہیں۔

امام ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ کی تفسیر میں کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔(7)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ لِتَاْفِكَنَا کا معنی ہے کہ آپ ہمیں پھسلا دیں۔ اور پھر یہ پڑھا: "اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا" فرمایا۔ یہ تینوں لفظ "یضلنا، یزیلنا اور یافکنا" ایک ہی معنی میں ہیں۔(8)

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۭ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

"پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آرہا ہے، تو بولے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے۔ (نہیں نہیں!) بلکہ یہ تو عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ (یہ تند) ہوا ہے اس میں دردناک عذاب ہے۔ تہس نہس کر کے رکھ دے گی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے، پس جب ان پر صبح ہوئی تو نہ دکھائی دی کوئی چیز بجز ان کے (ویران) مکانوں کے، اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرموں کو"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا سے مراد بادل ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں نے آپ ﷺ کے حلق کا کوا دیکھا ہو۔ بلکہ آپ ﷺ تبسم فرماتے تھے۔ اور جب آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو پریشانی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے پہچانے جاسکتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو وہ اس امید پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ بارش برسے گی اور جب آپ دیکھتے ہیں تو ناپسندیدگی اور پریشانی کے آثار آپ کے چہرے پر نظر آنے لگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! مجھے یہ خوف رہتا ہے کہیں اس میں عذاب ہی نہ ہو کیونکہ ایک قوم کو ہوا کے ساتھ عذاب دیا گیا۔ تحقیق قوم نے عذاب دیکھا تو وہ کہہ اٹھے: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔ (1)

امام عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب تیز ہوا چلتی تھی تو رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا مانگتے اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی، جو خیر اس میں ہے اور جس خیر کے ساتھ تو نے اسے بھیجا ہے اس کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس کے شر، جو شر اس میں ہے اور جس شر کے ساتھ تو نے اسے بھیجا ہے اس سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ پس جب آسمان ابر آلود ہوتا تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ کبھی آپ باہر تشریف لاتے اور کبھی اندر۔ اور رخ زیبا کبھی ایک طرف پھیرتے اور کبھی دوسری طرف۔ اور جب بارش برس جاتی تو آپ ﷺ سے وہ کیفیت زائل ہو جاتی۔ (تو میں نے یہ صورت پہچان لی) اسی لیے میں نے سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! شاید بات اسی طرح ہو جس طرح قوم عاد نے کہا تھا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب السحاب میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا بادل ہے جس میں بارش ہو۔ سب سے پہلے ان لوگوں نے اسے پہچانا کہ یہ عذاب ہے جنہوں نے شہر سے باہر اپنی سواریوں اور دیگر مال ومنال کو زمین و آسمان کے درمیان تنکوں کی مثل اڑتے دیکھا۔ وہ اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور ان کے دروازے بند کر لیے۔ لیکن ہوا آئی اور اس نے ان کے دروازے توڑ دیئے اور ان پر ریت پھینک دی۔ وہ مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن ریت کے نیچے کراہتے رہے۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب صلوٰۃ الاستسقا، جلد 6، صفحہ 174 (16) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 174 (15)

پھر ہوا کو حکم ہوا۔ تو اس نے ان سے ریت کو ہٹا دیا اور انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ۔

امام ابن ابی الدنیا، ابو یعلی، طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہوا جس میں قوم عاد ہلاک ہوئی اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر صرف مہر کی مثل کھولا۔ پس وہ بادیہ نشینوں کے پاس سے گزری تو اس نے انہیں اور ان کے اموال کو اٹھالیا اور انہیں زمین و آسمان کے درمیان اڑانے لگی۔ اور جب قوم عاد کے شہر میں رہنے والے لوگوں نے اس ہوا اور جو کچھ اس میں تھا، اسے دیکھا تو کہنے لگے: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا پس ہوا نے اہل بادیہ اور ان کے مویشیوں کو شہر والوں پر پھینک دیا۔ (1)

امام طبرانی، ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر ہوا نہیں کھولی مگر مہر کی جگہ کی مقدار ان پر ہوا بھیجی گئی۔ تو وہ بدوؤں کو شہریوں کی طرف اٹھا لائی۔ پس جب شہر کے باسیوں نے اسے دیکھا۔ تو کہا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یعنی یہ بادل ہماری وادیوں کی طرف منہ کیے ہوئے ہیں۔ وہاں بادیہ نشین بھی تھے۔ سو ہوا نے اہل بادیہ کو شہر کے باسیوں پر پھینک دیا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ فرمایا: وہ آندھی ان کے تہ خانوں پر بھی چلی اور ان کے دروازوں کے درمیان سے نکل گئی۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے عمرو بن میمون سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم میں تشریف فرما تھے کہ انتہائی سیاہ بادل نمودار ہوا۔ تو انہوں نے کہا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے۔ تو حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ؕ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ "نہیں نہیں بلکہ یہ تو وہ عذاب ہے، جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ یہ تند ہوا ہے۔ اس میں دردناک عذاب ہے، پس وہ خیموں کو اکھیڑنے لگی اور چھپے ہوئے لوگوں کو بھی نکال لے گئی۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ان تمام نے حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر ہوا نہیں بھیجی مگر صرف میری اس مہر کی مقدار۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میمون رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے قرأت اسی طرح کی ہے: لَا تَرٰى اِلَّا مَسٰكِنَهُمْ یعنی تاء اور نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور حضرت عاصم رحمہما اللہ نے اس طرح قراءت نقل کی ہے: لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ یعنی یاء کے ساتھ اور نون کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 245 (11366)، دار الفکر بیروت　　2۔ ایضاً (11367)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 33، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 494 (3699)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَفۡـِٕدَةً ۖ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ سَمۡعُهُمۡ وَ لَاۤ اَبۡصَارُهُمۡ وَ لَاۤ اَفۡـِٕدَتُهُمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ اِذۡ كَانُوۡا يَجۡحَدُوۡنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ حَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَ لَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا مَا حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡقُرٰى وَ صَرَّفۡنَا الۡاٰيٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوۡ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ قُرۡبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلۡ ضَلُّوۡا عَنۡهُمۡ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفۡكُهُمۡ وَ مَا كَانُوۡا يَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۸﴾

’’اور ہم نے ان کو وہ قوت وطاقت بخشی تھی جو ہم نے تمہیں نہیں دی اور ہم نے عطا کیے تھے انہیں کان، آنکھیں اور دل۔ لیکن ان کے کسی کام نہ آئے ان کے کان، نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل کیونکہ وہ انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور احاطہ کرلیا ان کا اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور ہم نے برباد کردیے وہ گاؤں جو تمہارے اردگرد (آباد) تھے۔ اور ہم نے مختلف انداز میں اپنی نشانیاں پیش کیں شاید وہ (حق کی طرف) لوٹ آئیں۔ پس کیوں مدد نہ کی ان کی ان معبودوں نے جنہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب کے لیے (اپنے) خدا بنا رکھا تھا۔ بلکہ وہ تو ان سے روپوش ہوگئے۔ اور یہ محض ان کا ڈھونگ تھا اور بہتان جو وہ باندھتے تھے‘‘۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ وَ لَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ فِيۡمَاۤ اِنۡ مَّكَّنّٰكُمۡ فِيۡهِ کا مفہوم ہے: اور ہم نے ان کو وہ قوت وطاقت بخشی تھی جو قوت ہم نے تمہیں اس میں نہیں دی تھی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ کی تفسیر میں فرمایا: کہ قوم عاد کو اس سے بڑھ کر اور اعلیٰ قوت وطاقت بخشی گئی جتنی کہ اس امت کو دی گئی۔ وہ انتہائی طاقتور تھے، ان کی اولاد کثیر تھی اور ان کی عمریں بھی بہت طویل تھیں۔

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا مَا حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡقُرٰى کے ضمن میں فرمایا: یعنی یمن، شام اور یمامہ وغیرہ کے جو گاؤں تمہارے اردگرد آباد تھے ہم نے انہیں برباد کردیا۔

امام سعید بن منصور نے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح قراءت کی ہے: ’’وَتِلْكَ اِفْكُهُمْ‘‘۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ اس طرح پڑھتے تھے: وَذٰلِكَ اَفَكَهُمْ یعنی آپ الف اور کاف کو فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور فرمایا: یہ ان کی اصل تھی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 37

وَ اِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۰﴾ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ يُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۱﴾ وَ مَنْ لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَيْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءُ ۭ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ لَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۭ بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ يَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ۭ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾

''اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں۔ تو جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو بولے خاموش ہو کر سنو۔ پھر جب تلاوت ہو چکی تو لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے۔ انہوں نے (جا کر) کہا اے ہماری قوم! ہم نے (آج) ایک کتاب سنی ہے۔ جو اتاری گئی ہے موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی، رہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور راہ راست کی طرف۔ اے ہماری قوم! قبول کر لو اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو اور اس پر ایمان لے آؤ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو اور بچائے گا تمہیں دردناک عذاب سے۔ اور جو قبول نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو تو وہ اللہ کو عاجز کرنے والا نہیں زمین میں (کہ اس سے بچ کر بھاگ نکلے) اور نہیں اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ یہ (منکر لوگ) کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ذرا تھکن محسوس نہ کی ان کے بنانے میں وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ بلکہ وہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں؟ کہیں گے ہمارے رب کی قسم! یہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا! اب چکھو عذاب کا مزہ اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے''۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مقام نخلہ پر جنات آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز ادا فرما رہے تھے تو وہ آپ ﷺ پر جمع ہو کر آ گئے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ وادیٔ نخلہ میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا۔ تو آپس میں ایک دوسرے سے کہا: خاموش ہو جاؤ۔ اور کہا: ٹھہر جاؤ۔ وہ نو جن تھے۔ ان میں سے ایک زوبعہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ۝۲۹ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝۳۰ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۝۳۱ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓىٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۝۳۲ ۔(2)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ وہ اہل نصیبین میں سے انیس جن تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی اپنی قوم کی طرف رسل (پیغامبر) بنا دیا۔(3)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات کو دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اور نصیبین کے جن ان کے اشراف اور سردار تھے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ جن نصیبین کے رہنے والوں میں سے تھے۔ اور وہ وادیٔ نخلہ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے آج رات گزاری اور میں حجون کے مقام پر جنات کی مرافقت میں ان پر قرآن پڑھتا رہا۔(6)

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مسروق سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کس نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس رات جنات کے ساتھ دیکھا جس رات انہوں نے آپ سے قرآن کریم سنا۔ تو انہوں نے جواباً فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو ان کے ساتھ درخت کے پاس دیکھا۔(7)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان سے یہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 167، دار صادر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 495 (3701)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 234 (11340)، دار الفکر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 40 6۔ ایضاً
7۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوۃ، جلد 4، صفحہ 143 (329)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3B
سوال کیا گیا۔ کہ کہاں رسول اللہ ﷺ نے جنات پر قرآن کریم پڑھا؟ تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے ان پر ایک گھاٹی میں قرآن پڑھا: جسے حجون کہا جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، احمد، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی جنات کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم نے ایک رات آپ ﷺ کو مفقود پایا۔ تو ہم نے کہا: آپ ﷺ کو پکڑ لیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کو کہیں اچک لیا گیا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم نے انتہائی تکلیف اور پریشانی کے ساتھ رات بسر کی۔ پوری قوم کی کیفیت یہی تھی۔ پس جونہی صبح ہوئی، تو ہم نے دیکھا آپ حراء کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جنات کو دعوت دینے والا میرے پاس حاضر ہوا۔ تو میں ان کی طرف چلا گیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ ﷺ چلے اور آپ نے ہمیں ان کے نشانات اور ان کی آگ جلانے کے آثار دکھائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جزیرہ موصل کے بارہ ہزار جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سات جن تھے: تین اہل حران میں سے تھے اور چار نصیبین سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے نام یہ تھے حسی، مسی، شاصر، ماصر، الارد، اینان، اقحم اور سرق۔

امام طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صفوان بن معطل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حج کرنے کے لیے نکلے۔ جب ہم مقام عرج پر تھے کہ ہم نے ایک سانپ انتہائی اضطرابی حالت میں دیکھا، بس تھوڑا ہی وقت گزرا کہ وہ مر گیا۔ ایک آدمی نے اسے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹا اور اسے دفن کر دیا۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے۔ ہم مسجد حرام کے پاس تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا تم میں سے صاحب عمرو کون ہے؟ ہم نے کہا، ہم عمرو کو نہیں پہچانتے۔ پھر اس نے کہا: تم میں سے صاحب جنات کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ ہے۔ تو اس نے کہا: یہ ان نو میں سے سب سے آخر میں مرے گا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن کریم سننے کے لیے حاضر ہوئے۔(3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں اور واقدی نے ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نبوت کے گیارہویں سال ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنات حاضر ہوئے۔(4)

واقدی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب اہل نصیبین میں نو جنات وادی نخلہ سے واپس مڑے۔ اور وہ فلاں، فلاں، فلاں، الارد، اینان اور احقب تھے۔ تو وہ اپنی قوم کے پاس آئے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسلام الجن، جلد 2، صفحہ 233، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 9، صفحہ 115 (3258)، دار الفکر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 595 (6207)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 29-128

3B

سوال کیا گیا۔ کہ کہاں رسول اللہ ﷺ نے جنات پر قرآن کریم پڑھا؟ تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے ان پر ایک گھاٹی میں قرآن پڑھا: جسے حجون کہا جاتا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، احمد، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی جنات کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم نے ایک رات آپ ﷺ کو مفقود پایا۔ تو ہم نے کہا: آپ ﷺ کو پکڑ لیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کو کہیں اچک لیا گیا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم نے انتہائی تکلیف اور پریشانی کے ساتھ رات بسر کی۔ پوری قوم کی کیفیت یہی تھی۔ پس جونہی صبح ہوئی، تو ہم نے دیکھا آپ حراء کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جنات کو دعوت دینے والا میرے پاس حاضر ہوا۔ تو میں ان کی طرف چلا گیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ ﷺ چلے اور آپ نے ہمیں ان کے نشانات اور ان کی آگ جلانے کے آثار دکھائے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جزیرہ موصل کے بارہ ہزار جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سات جن تھے: تین اہل حران میں سے تھے اور چار نصیبین سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے نام یہ تھے حسی، مسی، شاصر، ماصر، الارد، اینان، الاحم اور سرق۔

امام طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صفوان بن معطل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حج کرنے کے لیے نکلے۔ جب ہم مقام عرج پر تھے کہ ہم نے ایک سانپ انتہائی اضطرابی حالت میں دیکھا، پس تھوڑا ہی وقت گزرا کہ وہ مر گیا۔ ایک آدمی نے اسے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹا اور اسے دفن کر دیا۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے۔ ہم مسجد حرام کے پاس تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا تم میں سے صاحب عمرو کون ہے؟ ہم نے کہا، ہم عمرو کو نہیں پہچانتے۔ پھر اس نے کہا: تم میں سے صاحب جنات کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ ہے۔ تو اس نے کہا: یہ ان نو میں سے سب سے آخر میں مرے گا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن کریم سننے کے لیے حاضر ہوئے۔ (3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں اور واقدی نے ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نبوت کے گیارہویں سال ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنات حاضر ہوئے۔ (4)

واقدی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب اہل نصیبین میں نو جنات وادیٔ نخلہ سے واپس مڑے۔ اور وہ فلاں، فلاں، فلاں، الارد، اینان اور احقب تھے۔ تو وہ اپنی قوم کے پاس آئے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسلام الجن، جلد 2، صفحہ 233، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 9، صفحہ 115 (3258)، دار الفکر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 595 (6207)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 29-128

اور انہیں ڈرانے لگے۔ اس کے بعد وہ وفد بن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی تعداد تین سو تھی۔ اور وہ حجون کے مقام پر جا کر رک گئے۔ احقب حاضر خدمت ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا اور عرض کی ہماری قوم حجون کے مقام پر حاضر ہے اور آپ ﷺ کی ملاقات کی مشتاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی رات کی کسی ساعت میں حجون آنے کا اس سے وعدہ فرمایا۔(1) واللہ اعلم۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

''پس (اے محبوب!) آپ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تھا اور ان کے لیے (بددعا کرنے میں) جلدی نہ کیجئے۔ جس روز وہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو خیال کریں گے کہ وہ نہیں ٹھہرے تھے دنیا میں مگر دن کی فقط ایک گھڑی۔ یہ پیغام حق ہے۔ پس کیا نافرمانوں کے علاوہ بھی کسی کو ہلاک کیا جائے گا''۔

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دن روزے میں گزارا۔ اور پھر آپ ﷺ نے کچھ نہ کھایا۔ اور پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھ لیا۔ اور روزہ مکمل ہونے کے بعد آپ نے کچھ نہ کھایا۔ حتی کہ آپ ﷺ نے پھر روزہ رکھ لیا۔ اور فرمایا: اے عائشہ! بے شک محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے دنیا نہیں چاہیے۔ اے عائشہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم رسولوں سے پسند نہیں کیا ہے مگر یہ کہ وہ مشکلات اور تکلیف دہ چیزوں پر صبر کریں اور مرغوب اور پسندیدہ چیزوں کو چھوڑنے پر صبر اختیار کریں۔ سو اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں بھی یہی پسند کیا ہے کہ وہ مجھے بھی انہی چیزوں کا پابند بنائے جن کا انہیں مکلف بنایا۔ اور ارشاد فرمایا ہے: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ قسم بخدا! میں اسی طرح صبر کروں گا جس طرح انہوں نے صبر کیا۔ میری کوشش بھی اسی طرح ہوگی جس طرح انہوں نے کوشش کی۔ اور قوت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی تائید سے حاصل ہوتی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا رسولوں میں سے اولوالعزم حضور نبی کریم ﷺ، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے ابوالعالیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 129 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 426 (8628)، دارالکتب العلمیہ بیروت (مفہوم)

ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ اسی طرح صبر کریں جیسا کہ انہوں نے صبر کیا۔ وہ تین تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ چوتھے ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ (یونس: 71) الآیہ (اے میری قوم! اگر گراں ہے تم پر میرا مقام اور میرا پند و نصیحت کرنا اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے پس (سن لو) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا) تو ان کی مفارقت ظاہر ہوگئی۔ اور حضرت ہود علیہ السلام نے اس وقت کہا جب انہوں نے کہا اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۙ۝ مِنْ دُوْنِهٖ (ہود) (ہم تو یہی کہیں گے کہ بتلا کر دیا ہے تجھے ہمارے کسی خدا نے دماغی خلل میں۔ ہود نے کہا میں گواہ بناتا ہوں اللہ تعالیٰ کو اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں بیزار ہوں ان بتوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو، اس کے سوا)

پس ان کی مفارقت اور جدائی بھی ظاہر ہوگئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ (الممتحنہ: 4) الآیہ (بے شک تمہارے لیے خوب صورت نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں) تو ان کے لیے مفارقت کو ظاہر کر دیا۔ اور فرمایا اے محمد! ﷺ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الانعام: 56) (آپ فرمایئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں پوجوں انہیں جن کی تم عبادت کرتے اللہ کے سوا) پس رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے۔ اور مشرکین پر یہ آیت پڑھی۔ اور ان کے لیے مفارقت کو ظاہر کر دیا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت ابرہیم، حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت ایوب علیہم السلام ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان میں سے نہیں ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں وہ رسل علیہم السلام مراد ہیں جنہیں قتال کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ اسی پر کاربند رہے اور وہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسولوں میں اولوالعزم تین سو تیرہ تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جان لو، قسم بخدا! اللہ تعالیٰ کسی کو ہلاک نہیں کرے گا سوائے ایسے مشرک کے جس نے اسلام کی طرف اپنی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 201 (2862) دار الکتب العلمیہ بیروت

پیٹھ پھیر دی۔ یا ایسے منافق کے جس نے اپنی زبان سے تصدیق کی اور اپنے دل سے مخالفت کی۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الدعاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تو چاہے اور پسند کرے کہ تو کامیاب ہو جائے تو پھر یہ کہہ: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ''(2)

تمت بالخیر

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے سورۂ احقاف کا ترجمہ آج مورخہ 23 جون 2003ء بروز پیر شام چھ بجے اختتام پذیر ہوا۔ رب کریم اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ پر تقصیر کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 46، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، جلد 10، صفحہ 242 (17266)، دارالفکر بیروت

آیاتہا ۳۸ ۔ سُوْرَۃُ مُحَمَّدٍ مَدَنِیَّۃٌ ۴۷ ۔ رکوعاتہا ۴

سورۂ محمد کا دوسرا نام سورۃ القتال بھی ہے۔

امام ابن ضریس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ القتال مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سورۂ محمد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ سورۂ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ محمد ہم میں ایک آیت ہے اور بنی امیہ میں ایک آیت ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز میں یہ قراءت کرتے تھے: اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ① وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ ② ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَ اَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ③

"جنہوں نے (خود بھی) حق کا انکار کیا اور (دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ سے روکتے رہے اللہ نے ان کے عملوں کو برباد کر دیا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اور ایمان لے آئے جو اتارا گیا (رسول معظم) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور وہی حق ہے ان کے رب کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے دور کر دیں ان سے ان کی برائیاں اور سنوار دیا ان کے حالات کو۔ (یوں) اس لیے کہ جنہوں نے کفر کیا وہ باطل کی پیروی کرتے تھے اور جو ایمان لائے تھے وہ حق کی پیروی کرتے تھے جو ان کے رب کی طرف سے تھا۔ اسی طرح اللہ بیان کرتا ہے لوگوں کے لیے ان کے حالات"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ رحمہم اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور

ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ قریش کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد مدینہ طیبہ کے انصار ہیں۔ اور وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملات کو سنوار دیا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے فاضل اعمال تھے لیکن اللہ تعالیٰ کفر کے ساتھ کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے حال کو سنوار دیا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وَ اَصْلَحَ بَالَهُمْ کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے امور کو سنوار دیا۔ اور ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ کی تفسیر میں فرمایا: باطل سے مراد شیطان ہے۔ (3)

فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ۛۚ ذٰلِكَ ۛؕ وَ لَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّیَبْلُوَا۠ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۴ سَیَهْدِیْهِمْ وَ یُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝۵ وَ یُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝۶

”پھر جب (میدان جنگ میں) تمہارا کفار سے آمنا سامنا ہو تو ان کی گردن اڑا دو۔ یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کر لو تو پھر کس کر باندھو رسیاں۔ بعد ازاں یا تو احسان کر کے ان کو رہا کر دو یا ان سے فدیہ لو یہاں تک کہ جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے۔ یہی حکم ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود ہی ان سے بدلہ لے لیتا، لیکن وہ آزمانا چاہتا ہے تمہیں بعض کو بعض سے۔ اور جو مار ڈالے گئے اللہ کی راہ میں پس اللہ ان کے اعمال ضائع نہیں ہونے دے گا۔ وہ پہنچا دے گا انہیں بلند مدارج پر اور سنوار دے گا ان کے حالات کو۔ اور داخل کرے گا انہیں بہشت میں جس کی پہچان اس نے انہیں کرا دی تھی“۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کی تفسیر میں فرمایا: کہ كَفَرُوْا سے مراد مشرکین عرب ہیں۔ اور فَضَرْبَ الرِّقَابِ کے بارے فرمایا کہ تم ان کی گردنیں اڑا دو یہاں تک کہ وہ کہہ دیں لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 47، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 46 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 48

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم انہیں قید نہ کرو اور نہ ان سے فدیہ وصول کرو۔ یہاں تک کہ تم انہیں تلوار کے ساتھ خوب قتل کرلو۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کے ضمن میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ اور مومنین کو قیدیوں کے بارے اختیار دیا ہے کہ اگر وہ چاہیں تو انہیں قتل کردیں۔ اگر چاہیں تو انہیں غلام بنالیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ یہ آیت ہے فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ الآیہ (التوبہ:5) (پھر جب گزر جائیں حرمت والے مہینے تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم پاؤ انہیں) (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پس انہیں رخصت دی گئی ہے کہ وہ ان میں سے جن پر چاہیں ان پر احسان کریں۔ پھر اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ برات میں منسوخ کردیا اور فرمایا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور ابن منذر نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مسلمانوں کا جب مشرکین سے آمنا سامنا ہو تو یہ انہیں خوب قتل کریں۔ اور جب ان میں سے بعض کو قیدی بنالیں تو پھر ان کے لیے صرف یہ ہے کہ یا ان سے فدیہ لے لیں اور پھر ان پر احسان کریں (اور انہیں آزاد کردیں) پھر اس کے بعد یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ اور فرمایا فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ (الانفال:57) (پس اگر آپ پائیں انہیں (میدان) جنگ میں تو (انہیں عبرت ناک سزا دے کر) منتشر کردو انہیں جو ان کے پیچھے ہیں۔ (2)

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ضحاک اور مجاہد رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کے بارے کہا ہے کہ اس حکم کو اس آیت نے منسوخ کردیا ہے: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِیْنَ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے سدی سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام میں سے دو آدمیوں کو مشرکین قیدیوں میں سے دو آدمیوں کے بدلے بطور فدیہ وصول کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اشعث سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن اور حضرت عطاء رحمہما اللہ تعالیٰ سے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً کے بارے سوال کیا۔ تو ان میں سے ایک نے کہا قیدی پر احسان کیا جائے گا مگر فدیہ نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 49
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 50 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 49

لیا جائے گا۔ اور دوسرے نے کہا: اسی طرح کیا جائے گا جس طرح رسول اللہ ﷺ کرتے تھے کہ اس پر احسان کیا جائے گا۔ یعنی رہا کر دیا جائے گا مگر فدیہ لیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج قیدی لے کر آیا اور اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک آدمی دیا کہ آپ اسے قتل کر دیں گے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہمارا حکم اس طرح نہیں ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً۔(1)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے زانیہ کے بیٹے کو آزاد کیا اور فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اس پر بھی احسان کریں جو اس سے بھی بڑھ کر برا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت لیث رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: قیدیوں کو قتل کرنا حلال نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً تو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تو اس طرح کی کسی شے کی پرواہ نہ کر۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو اس حال میں پایا ہے کہ وہ تمام کے تمام اس کا انکار کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ حکم منسوخ ہے۔ بے شک یہ حکم اس مصالحت کے بارے میں تھا جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے درمیان تھی۔ رہے آج کے حالات تو حکم اس طرح نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبۃ: 5) اور وہ مزید فرماتا ہے: فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ پس اگر وہ مشرکین عرب ہوں ان سے سوائے اسلام کے کوئی شے قبول نہ کی جائے۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان کے لیے قتل ہے۔ اور جو مشرکین عرب کے سوا ہیں۔ جب انہیں قیدی بنا لیا جائے تو ان کے بارے میں مسلمانوں کو اختیار ہے۔ اگر چاہیں تو انہیں قتل کر دیں، اگر چاہیں تو انہیں زندہ رکھیں اور اگر چاہیں تو ان سے فدیہ لے لیں جب کہ وہ اپنے دین سے نہ پھریں۔ اور اگر وہ اسلام ظاہر کریں تو پھر ان سے فدیہ نہ لیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے صغیر (نابالغ) عورت اور شیخ فانی کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فدیہ لینے یا احسان کرنے کا جو حکم پہلے موجود تھا، اسے اس آیت نے منسوخ کر دیا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبۃ: 5)(3)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ مشرکین کو پکڑ کر قتل کرنا ناپسند کرتے تھے۔ اور یہ آیت پڑھتے تھے: فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً۔ پھر اسے اس آیت نے منسوخ کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب قتل اہل الشرک، جلد 5، صفحہ 143 (9467)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ الغداء بالدراہم، جلد 6، صفحہ 497 (33259)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

دیا۔ فَخُذُوْهُمْ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (النساء:89) یہ آیت نازل ہوئی۔ انہوں نے یہ گمان کیا کہ یہ صرف اہل عرب کے بارے ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے عقبہ بن ابی معیط کو بدر کے دن پکڑ کر قتل کر دیا۔(1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے وصفاء (خدمت کے قابل لڑکے) اور عسفاء (مزدوری کرنے والے) کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے ضحاک رحمہ اللہ بن مزاحم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔ مگر ان میں سے جو جنگ میں عملاً شریک ہوں (تو انہیں قتل کرنا ممنوع نہیں)(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے قاسم بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا۔ تو انہوں نے ایک آدمی کو تلاش کیا۔ وہ درخت پر چڑھ گیا۔ تو انہوں نے درخت کو آگ کے ساتھ جلا دیا۔ جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو سن کر رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہو گیا اور آپ نے فرمایا: بے شک میں اس لیے نہیں بھیجا گیا کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دوں۔ میں تو صرف گردنیں مارنے اور رسیاں باندھنے کا (اختیار دے کر) بھیجا گیا ہوں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہاں تک کہ شرک نہ رہے۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اسی کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگیں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں اس آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا ظہور ہو جائے اور ہر یہودی، عیسائی اور صاحب دین اسلام لے آئے۔ بکری بھیڑیئے سے محفوظ ہو جائے، چوہیا کسی چمڑے کے برتن کو نہ کاٹے اور تمام لوگوں سے عداوت اور دشمنی ختم ہو جائے۔ یہی اسلام کا تمام دینوں پر غلبہ ہے۔ اور مسلمان آدمی خوشحالی ہوگا یہاں تک کہ اس کے پاؤں خون ٹپکائیں گے جب وہ انہیں رکھے گا۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قریب ہے جو تم میں سے زندہ رہا، اس کی ملاقات حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہو۔ وہ ہدایت یافتہ امام ہیں اور عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہیں۔ اس وقت صلیب توڑ دی جائے گی۔ خنزیر قتل کر دیئے جائیں

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب قتل اہل الشرک، جلد 5، صفحہ 140 (9452)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب عقر الشجر بارض العدو، جلد 5، صفحہ 137 (9442)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 138 (9447) 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 485 (33145)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت 6۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 51

گے۔ جزیہ لگادیا جائے گا اور جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا زمانہ ظہور ہے۔

امام ابن سعد، احمد، نسائی، بغوی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمہ بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اس اثناء میں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور اس نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ بے شک گھوڑے باندھ دیئے گئے اور ہتھیار رکھ دیئے گئے۔ اور لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ جنگ نہیں ہے۔ بے شک جنگ نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ ابھی تو جنگ شروع ہوئی ہے اور میری امت کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتال کرتا رہے گا اور جوان سے پیچھے رہے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے دل ٹیڑھے کردے گا۔ تاکہ وہ انہیں ان کے ذریعے رزق دے، وہ قتال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔ اور گھوڑے کی پیشانی میں خیر اور بھلائی مسلسل رہے گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی۔ اور جنگ اپنے ہتھیار نہیں ڈالے گی یہاں تک کہ یاجوج ماجوج باہر نکل آئیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو فتح عطا فرمائی گئی۔ تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آج اسلام نے اپنے قدم مضبوط کرلیے ہیں اور جنگ نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جنگ اپنے ہتھیار میان میں نہیں ڈالے گی۔ مگر اس سے پہلے چھ چیزیں ہوں گی: ان میں سے سب سے پہلے میرا وصال ہے۔ پھر بیت المقدس کی فتح۔ پھر میری امت کے دو گروہ ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے کو للکاریں گے اور بعض بعض کو قتل کردیں گے اور مال بہادیں گے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ ناراض ہوجائے گا۔ اور موت اس طرح ہوگی جیسا کہ بکریاں قعاص (سینہ کی ایک بیماری جو گردن توڑ دیتی ہے) میں مبتلا ہوجاتی ہیں۔ اور بنی اصفر کا بچہ ایک دن میں اتنا بڑھے گا جتنا کہ ایک مہینے میں بڑھتا ہے۔ اور ایک مہینے میں سال کے برابر نشو ونما پائے گا۔ پس اس کی قوم اس میں خوب رغبت رکھے گی اور وہ اسے بادشاہ بنالیں گے اور کہیں گے: ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا بادشاہ تجھے ہم پر حاکم مقرر کردے گا۔ پس وہ ایک جمع عظیم کو جمع کرلے گا۔ پھر چل پڑے گا۔ یہاں تک کہ وہ عریش اور انطاکیہ کے درمیان پہنچ جائے گا۔ اس دن تمہارا امیر کتنا اچھا امیر ہوگا۔ پس وہ اپنے ساتھیوں سے کہے گا: تم کیا دیکھ رہے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہم ان سے جنگ لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ تو وہ کہے گا میں ایسا گمان نہیں کرتا۔ ہم اپنی اولادوں اور اہل وعیال کی حفاظت کریں گے۔ ہم ان کے اور زمین کے درمیان جگہ خالی چھوڑ دیں گے۔ پھر ہم جنگ لڑیں گے۔ تحقیق ہم نے اپنی اولادوں کو محفوظ کرلیا۔ پس وہ چل پڑیں گے اور وہ اپنی زمینوں کو خالی چھوڑ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ میرے اس شہر میں آجائیں گے۔ اور وہ ! سلام سے ہدایت طلب کریں گے۔ اور وہ انہیں ہدایت دیں گے۔ پھر وہ کہے گا: میرے ساتھ صرف وہی رہے جو اللہ کے لیے اپنا آپ قربان کردے گا۔ یہاں تک کہ ہمارا ان

سے آمنا سامنا ہو جائے اور ہم جنگ لڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے گا۔ پس اس کے پاس ستر ہزار افراد جمع ہو جائیں گے اور تعداد اس سے بھی بڑھ جائے گی۔ تو وہ کہے گا میرے لیے ستر ہزار کافی ہیں۔ زمین انہیں برداشت نہیں کرے گی۔ ان میں ان کے دشمن کے جاسوس بھی ہوں گے۔ وہ ان کے پاس آئیں گے اور جو کچھ ہوا، وہ اس کے بارے انہیں خبر دے دیں گے۔ پس وہ ان کی طرف چل پڑیں گے یہاں تک کہ جب وہ آمنے سامنے ہوں گے تو وہ سوال کریں گے کہ وہ ان کے لیے راستہ چھوڑ دے جن کا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق ہے۔ پس وہ انہیں بلائے گا اور کہے گا جو کچھ وہ کہہ رہے ہیں اس کے بارے تمہاری کیا رائے ہے؟ تو وہ کہیں گے: تم سے بڑھ کر ان کے ساتھ جنگ کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا اور نہ کوئی ان سے بڑھ کر زیادہ بعید ہے۔ پس وہ کہے گا: تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو اور اپنی نیامیں توڑ دو۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر اپنی تلوار لہرائے گا تو ان میں سے دو تہائی قتل ہو جائیں گے اور ایک تہائی کشتیوں میں ٹھہر جائیں گے۔ اور ان کے ساتھی بھی انہیں میں ہوں گے۔ حتی کہ جب ان کے پہاڑ ان کے سامنے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان پر ہوا بھیج دے گا۔ تو وہ ہوا انہیں شام میں ان کے لنگر انداز ہونے کی جگہ کی طرف لوٹا دے گی۔ پس وہیں اپنی کشتیوں کی نزدیک ساحل پر انہیں پکڑ لیا جائے گا اور انہیں ذبح کر دیا جائے گا۔ پس اس دن جنگ اپنے ہتھیار ڈال دے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے ذٰلِكَ ۛ وَ لَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو اپنے کثیر لشکروں کے ساتھ ان سے بدلہ لے لیتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی کل مخلوق اس کا لشکر ہے۔ سو اگر وہ مسلط کر دے تو وہ اپنی مخلوق کو دو چند کر دے۔ بالیقین وہی اس کا لشکر ہو جائے۔ (1)

امام ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ارشاد کے بارے میں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ خود ہی ان سے بدلہ لینا چاہتا۔ تو یقیناً ان پر فرشتہ بھیج کر انہیں ہلاک و برباد کر دیتا۔ اور وَالَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَلَنْ یُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ کے بارے میں فرمایا کہ یہ آیت حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان صحابہ کرام کے بارے نازل ہوئی جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَالَّذِیْنَ قٰتَلُوْا الف کے ساتھ پڑھا ہے۔ (یعنی صیغہ مجہول کے بجائے معروف پڑھا ہے)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد کے دن نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی میں تھے۔ اور زخمی اور شہدا ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اس دن مشرکین نے یہ نعرہ لگایا۔ اُعْلُ هُبَلُ۔ اور مسلمانوں نے اس کا جواب اس طرح دیا: اَللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ مشرکین نے اس دن کو بدر کے دن کا بدلہ اور انتقام قرار دیا۔ بے شک جنگ پانسہ بدلتی رہتی ہے۔ لنا عزی ولا عزی لکم۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جواباً کہو۔ اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ۔ بے شک مقتولوں کی کیفیت مختلف ہے۔ ہمارے مقتول زندہ ہیں رزق دیئے جائیں گے۔ اور تمہارے مقتول آگ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہیں وہ عذاب دیئے جائیں گے۔" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "قُوْلُوا اللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ اِنَّ الْقَتْلٰی مُخْتَلِفَۃٌ اَمَّا قَتْلَانَا فَاَحْیَاءٌ یُرْزَقُوْنَ، وَاَمَّا قَتْلَاکُمْ فَفِی النَّارِ یُعَذَّبُوْنَ" (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ یُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اہل جنت کی ان کے گھروں اور ان کے مساکن کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہاں سے جو جگہ تقسیم فرمادی ہے۔ وہ کبھی وہاں سے خطا نہیں کریں گے گویا کہ وہ جب سے پیدا کیے گئے ہیں وہاں رہ رہے ہیں۔ اس پر وہ کسی اور کی راہنمائی نہیں کریں گے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَرَّفَهَا لَهُمْ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں ان کی منازل کی پہچان کرادی ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ فرشتہ جو دنیا میں انسان کے اعمال کی حفاظت کرنے پر مقرر کیا گیا ہے وہ جنت میں اس کے آگے آگے چلے گا۔ اور انسان اس کے پیچھے پیچھے چلتا جائے گا یہاں تک کہ وہ آخری منزل آجائے گی جو اسے کے لیے ہے۔ پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اسے جنت میں عطا فرمایا، وہ اس ہر شے کو پہچان لے گا۔ پس جب جنت میں اپنی آخری منزل پر وہ پہنچے گا۔ تو وہ اپنے گھر اور اپنی ازواج کے پاس داخل ہو جائے گا اور وہاں سے وہ فرشتہ واپس لوٹ آئے گا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ یَنْصُرْكُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝۸ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۝۹ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ ۫ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ اَمْثَالُهَا ۝۱۰ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ۝۱۱

"اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور (میدان جہاد میں) تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ اور جنہوں نے (حق کا) انکار کیا، خدا کرے وہ منہ کے بل اوندھے گریں اور اللہ ان کے اعمال کو برباد کردے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ناپسند کیا جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تھا پس اس نے ضائع کر دیئے ان کے اعمال۔ تو کیا انہوں نے سیر و سیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ وہ خود دیکھ لیتے کہ کیسا انجام ہوا ان (منکروں) کا جو ان سے پہلے گزرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر تباہی نازل کردی اور کفار کے لیے اسی قسم کی سزائیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 54 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 53

ہیں۔ یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور کفار کا کوئی مددگار نہیں"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ وَ یُثَبِّتۡ اَقۡدَامَکُمۡ کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا: اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں اپنی مدد پر ثابت قدم رکھے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اسے عطا کرے جو اس سے سوال کرے اور اس کی مدد کرے جو اس کے (دین کی) مدد کرے۔ اور وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَتَعۡسًا لَّهُمۡ وَ اَضَلَّ اَعۡمَالَهُمۡ ﴿۸﴾ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ کَرِهُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاَحۡبَطَ اَعۡمَالَهُمۡ ﴿۹﴾ کے بارے فرمایا: پہلی آیت میں وہ کفار مراد ہیں جنہیں بدر کے دن اللہ تعالیٰ نے قتل کیا اور دوسری آیت میں عام کفار مراد ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ذٰلِکَ بِاَنَّهُمۡ کَرِهُوۡا مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ کا مفہوم ہے کہ یہ اس لیے ہے کیونکہ انہوں نے فرائض کو ناپسند کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ دَمَّرَ اللّٰہُ عَلَیۡهِمۡ کی تفسیر میں انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مختلف قسم کے عذاب کے ساتھ ہلاک کیا۔ اس طرح کہ غور وفکر کرنے والا غور وفکر کرتا ہے، ذکر کرنے والا ذکر کرتا ہے، لوٹنے والا لوٹ آتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے امثال بیان فرمائیں اور رسل علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے حکم کو سمجھ لیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡثَالُهَا کے تحت بیان فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم کے کفار کے لیے اسی قسم کی سزائیں ہیں۔ جیسا کہ ان بستیوں کو عذاب کے ساتھ تباہ و برباد کر دیا گیا۔ پس وہ تلوار کے ساتھ ہلاک کر دیئے گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ اَمۡثَالُهَا ﴿۱۰﴾ کا مفہوم ہے کہ کفار کے لیے اسی قسم کی سزائیں ہیں جس طرح قرون اولیٰ کے لوگوں کو ہلاک کیا گیا۔ سو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کفار کے لیے وعید ہے۔ اور ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کے بارے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا ولی ہے۔ (1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کے تحت انہوں نے فرمایا کہ اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ (2)

اِنَّ اللّٰہَ یُدۡخِلُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ وَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یَتَمَتَّعُوۡنَ وَ یَاۡکُلُوۡنَ کَمَا تَاۡکُلُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 206، دار الکتب العلمیہ بیروت

الْاَنْعَامُ وَ النَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ﴿۱۲﴾ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ اتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ داخل فرمائے گا جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے (سدا بہار) باغات میں، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں اور جنہوں نے کفر کیا وہ عیش اڑا رہے ہیں اور محض کھانے (پینے) میں مصروف ہیں ڈنگروں کی طرح حالانکہ آتش جہنم ان کا ٹھکانا ہے۔ اور بہت سی ایسی بستیاں تھیں جو قوت و شوکت میں تمہاری اس بستی سے کہیں زیادہ تھیں جس (کے باشندوں) نے آپ کو نکال دیا۔ ہم نے ان بستیوں کے مکینوں کو ہلاک کر دیا پس کوئی ان کا مددگار نہ تھا۔ کیا وہ شخص جس کے پاس روشن دلائل ہیں اپنے رب کے پاس سے، اس (بدبخت) کی مانند ہے آراستہ کر دیئے گئے جس کے لیے اس کے برے اعمال اور وہ پیروی کرتے رہے اپنی خواہشوں کی''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَ يَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ کا مفہوم ہے کہ وہ اپنی آخرت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔

امام عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن جریر، ان ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے غار کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے تمام شہروں سے زیادہ محبوب شہر ہے اور تو میرے نزدیک بھی اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں سے بڑھ کر محبوب ہے۔ اگر تیرے باسی مجھے تجھ سے نہ نکالتے تو میں تجھ سے نہ نکلتا۔ پس دشمنوں نے انتہائی سرکشی کا مظاہرہ کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر حملہ کیا یا غیر قاتل کو قتل کیا یا۔ پھر اہل جاہلیت کے کینہ اور عداوت کے سبب قتل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں قَرْيَةٍ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ سے مراد حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ میں مشرکین مراد ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر خواہش ضلالت و گمراہی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں بھی ہوئی (خواہش) کا ذکر کیا ہے اس کی مذمت بیان کی ہے۔

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 57، دار احیاء التراث العربی بیروت

اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ ۚ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ وَ لَهُمْ فِیْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِی النَّارِ وَ سُقُوْا مَآءً حَمِیْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾

"احوال اس جنت کے جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے۔ اس میں نہریں ہیں ایسے پانی کی جس کی بو اور مزہ نہیں بگڑتا۔ اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا ذائقہ نہیں بدلتا۔ اور نہریں ہیں شراب کی جو لذت بخش ہے پینے والوں کے لیے۔ اور نہریں ہیں شہد کی جو صاف ستھرا ہے۔ اور ان کے لیے اس میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور (مزید براں ان کے لیے) بخشش ہوگی اپنے رب کی طرف سے (سوچو!) کیا یہ ان کی مانند ہوں گے جو ہمیشہ آگ میں رہیں گے اور انہیں کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور وہ کاٹ دے گا ان کی آنتوں کو"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت کریمہ میں غَیْرِ اٰسِنٍ کا معنی غو متغیر ہے (یعنی ایسا پانی جس کی بو اور مزہ تبدیل نہیں ہوگا) (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ ایسے پانی کی نہریں ہیں جو بدبودار نہیں ہوگا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنت میں ایسے دودھ کی نہریں ہیں جو دوہا نہیں گیا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ یَتَغَیَّرْ طَعْمُهٗ کی تفسیر میں کہا ہے کہ ایسے دودھ کی نہریں ہیں جو گوبر اور خون کے درمیان سے نہیں نکلتا۔ اور وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ کے بارے فرمایا کہ وہاں ایسی شراب کی نہریں ہیں جسے لوگ اپنے پاؤں کے پاس گدلا نہیں کر سکیں گے۔ وَ اَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى فرمایا اسے شہد کی نہریں ہیں جو مکھیوں کے پیٹ سے نہیں نکلا۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جنت میں دودھ، پانی، شہد اور شراب کے سمندر ہیں۔ پھر اس کے بعد انہیں سے نہریں نکلیں گی۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 59

4۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب ماجاء فی صفۃ انہار الجنۃ، جلد 10، صفحہ 31 (2571)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حارث بن ابی اسامہ نے مسند میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ دریائے نیل جنت میں شہد کا دریا ہوگا، دریائے دجلہ جنت میں دودھ کا دریا ہوگا، دریائے فرات جنت میں شراب کا دریا ہوگا اور دریائے سیحان جنت میں پانی کا دریا ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا کہ مجھے ابوصالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے شب معراج سیر کرائی گئی تو میرے ساتھ ایک فرشتہ چلا اور وہ شراب کے دریا پر لے گیا۔ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے۔ تو میں نے فرشتے سے پوچھا: یہ کون سا دریا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ دریائے دجلہ ہے۔ پھر میں نے اسے کہا: بے شک یہ پانی ہے؟ تو اس نے کہا دنیا میں یہ پانی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا جسے چاہا سیراب کرتا رہا۔ لیکن آخرت میں یہ اہل جنت کے لیے شراب ہے۔ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں اس فرشتے کے ساتھ نہر الرب کی طرف چل پڑا۔ تو میں نے فرشتے سے پوچھا: یہ کون سا دریا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ دریائے جیحون ہے۔ یہ ایسا پانی ہے جس کی بو اور مزہ نہیں بگڑتا۔ دنیا میں یہ پانی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جسے چاہا اس سے سیراب کرتا رہا۔ لیکن آخرت میں یہ ایسا پانی ہے جس کا ذائقہ اور بو نہیں بگڑے گی۔ پھر وہ فرشتہ مجھے لے کر چلا۔ اور اس نے مجھے دودھ کی ایک ایسی نہر پر پہنچایا جو قبلہ سمت سے متصل تھی۔ تو میں نے اس فرشتے سے کہا: یہ کون سا دریا ہے؟ اس نے کہا: یہ دریائے فرات ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کیا یہ پانی ہے؟ اس نے جواب دیا یہ پانی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جسے چاہا اس کے ساتھ سیراب کرتا رہا اور آخرت میں یہ ان مومنین کی اولادوں کے لیے دودھ ہے جن سے اور جن کے آباء سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ پھر وہ فرشتہ مجھے لے کر چلا اور اس نے مجھے اس شہد کے دریا تک پہنچا دیا جو مدینہ طیبہ کی جانب سے نکلتا ہے۔ تو میں نے اس فرشتے سے پوچھا: جو میرے ساتھ بھیجا گیا تھا کہ یہ کون سا دریا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ دریائے مصر ہے۔ میں نے کہا کیا یہ پانی ہے؟ اس نے جواب دیا یہ پانی تھا جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنہیں چاہا دنیا میں سیراب کرتا رہا اور آخرت میں یہ اہل جنت کے لیے شہد ہے۔ وَ لَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فرماتے ہیں جنت میں ان کے لیے ہر قسم کے پھل ہوں گے۔ وَ مَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ اور مزید براں ان کے لیے اپنے رب کی طرف سے ان کے گناہوں کی بخشش ہوگی۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی جسے نہیک بن سنان کہا جاتا تھا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ یہ حرف کیسے پڑھتے ہیں۔ کیا یاء کے ساتھ یا الف کے ساتھ؟ یعنی ''مِنْ مَّآءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ یا مِنْ مَّآءٍ غَيْرِ آسِنٍ'' تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: کیا اس کے سوا تو نے سارے قرآن کو سمجھ لیا ہے؟ تو اس نے کہا: بلاشبہ میں تو (سورۃ) مفصل ایک رکعت میں پڑھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ تو اس شعر کی طرح ہے کہ ایک قوم قرآن پڑھے گی اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ لیکن قرآن جب دل میں واقع ہوتا ہے اور ان میں راسخ ہو جاتا ہے تو پھر نفع دیتا ہے۔ بے شک میں

1۔ صحیح مسلم، باب ترتیل القرآن، جلد 1 صفحہ 74-273، وزارت تعلیم اسلام آباد

4B

ایسی نظائر پہچانتا ہوں کہ جو رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے تھے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے سعد بن ظریف رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ابو اسحاق سے مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ میں نے اسی کے متعلق حارث سے سوال کیا۔ تو انہوں نے مجھے یہ بتایا کہ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ سے مراد تسنیم ہے۔ انہوں نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اسے کوئی ہاتھ مس نہیں کرے گا۔ اور یہ پانی اس طرح آئے گا کہ سیدھا منہ میں داخل ہو جائے گا۔(1) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰۤى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۫ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾

”اور ان میں کچھ ایسے ہیں جو کان لگائے رکھتے ہیں آپ کی طرف۔ حتی کہ جب نکلتے ہیں آپ کے پاس سے تو کہتے ہیں اہل علم سے (کہ ذرا غور فرمائیے) یہ صاحب ابھی ابھی کیا کہہ رہے تھے۔ یہی وہ (بدبخت) ہیں مہر لگا دی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اور وہ پیروی کرتے ہیں اپنی خواہشوں کی۔ اور جو لوگ راہ ہدایت پر چلے اللہ تعالیٰ بڑھا دیتا ہے ان کے نور ہدایت کو اور انہیں تقویٰ کی توفیق بخشتا ہے۔ پس کیا یہ لوگ انتظار کر رہے ہیں قیامت کا کہ آ جائے ان پر اچانک۔ بے شک اس کی نشانیاں تو آ ہی گئی ہیں۔ (تو جب قیامت ان پر آ گئی) تو اس وقت ان کو سمجھنا کب نصیب ہوگا۔ پس آپ جان لیں کہ نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے اور دعا مانگا کریں کہ اللہ آپ کو گناہ سے محفوظ رکھے نیز مغفرت طلب کریں مومن مردوں اور عورتوں کے لیے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے اور آرام کرنے کی جگہوں کو“۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مومنین اور منافقین حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جمع ہوتے تھے۔ جو کچھ آپ ﷺ ارشاد فرماتے مومنین انہیں توجہ سے سنتے تھے اور انہیں یاد کر لیتے تھے۔ لیکن منافقین انہیں سنتے تو تھے مگر یاد نہیں کرتے تھے۔ اور جب وہاں سے باہر نکلتے تو مومنین سے پوچھتے ابھی ابھی آپ نے کیا فرمایا ہے؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوتے تھے۔ اور جب آپ کے پاس سے باہر نکلتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہتے: آپ نے ابھی ابھی کیا کہا ہے؟ تو وہ فرماتے: آپ ﷺ نے اس اس طرح فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما صاحب علم لوگوں میں سے تھے۔

امام ابن جریر، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ان دونوں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں بھی اہل علم میں سے تھا۔ اور مجھ سے بھی سوال کیے جاتے تھے۔(1)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ کے تحت فرمایا کہ یہ منافقین تھے۔ دو آدمی داخل ہوئے۔ پس ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عقل دی گئی۔ وہ جو سنتا ہے اس سے وہ نفع اٹھاتا ہے۔ اور ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عقل نہیں دی گئی۔ اس نے نہ توجہ سے کچھ سنا اور نہ اس سے نفع اٹھایا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ میں اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اُوْتُوا الْعِلْمَ سے مراد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ اپنے رسولوں کے ساتھ ایمان لائے اور ان کی تصدیق کی۔ اور وہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ بھی آپ کی بعثت سے پہلے ایمان لائے۔ لیکن جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ کے ساتھ کفر کیا۔ انہیں کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے۔ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (آل عمران: 106) اور اہل کتاب میں سے ایک قوم تھی جو اپنے رسولوں کے ساتھ اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی بعثت سے پہلے ایمان لائے۔ اور پھر جب آپ مبعوث ہوئے، تو وہ آپ ﷺ کے ساتھ پھر بھی ایمان لائے۔ تو ان کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى الآیہ کے بارے فرمایا کہ جب قرآن نازل کیا گیا تو وہ اس کے ساتھ ایمان لائے تو یہ ان کے لیے سراپا ہدایت ہے۔ اور جب ناسخ منسوخ سے کھل کر واضح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت میں مزید اضافہ کر دیا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 61، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 60
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 62 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 63

ہے قیامت قریب آ چکی ہے۔(4)

امام ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَشْرَاطُهَا سے مراد قیامت کی ابتدائی نشانیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: کہ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنی وسطیٰ اور اس کے ساتھ والی انگلی کے ساتھ اس طرح اشارہ کر کے فرمایا: میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ملی ہوئی ہیں۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری بعثت اور قیامت دونوں اس طرح ہیں۔ اور آپ ﷺ نے سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ متصل شہادت کی انگلی) اور وسطیٰ انگلیوں کے ساتھ اشارہ فرمایا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا کے تحت حضرت سعید بن ابی عروبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: تحقیق قیامت قریب آ چکی ہے، تمہاری جانب سے فدیہ قریب ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے بندوں کے لیے فراغت قریب ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عصر کے بعد اپنے اصحاب کو خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا اور بالکل تھوڑا سا باقی رہ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے؟ دنیا میں سے جو گزر چکا ہے اور اس میں سے جو باقی ہے اس کی مثال تمہارے اس دن کی طرح ہے کہ جو اس سے گزر چکا ہے اور جو اس سے باقی ہے۔ پس اس سے انتہائی تھوڑا وقت باقی ہے (یعنی جس طرح یہ دن گزر چکا ہے اور انتہائی قلیل مقدار اس کی باقی ہے بالکل اسی طرح دنیا گزر چکی ہے اور اس کی انتہائی قلیل مقدار باقی ہے)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میں اور قیامت دونوں اکٹھے بھیجے گئے۔ قریب تھا کہ وہ مجھ سے سبقت لے جاتی۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور قیامت دونوں اس طرح بھیجے گئے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ابو جبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے فوراً ہلاک کر دینے والی زہر (قیامت) میں مبعوث کیا گیا۔

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب بعثت انا والساعۃ الخ، جلد 6، صفحہ 387 (2214)، دار الفکر بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، باب اشراط الساعۃ، جلد 4، صفحہ 421 (4040)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا، جہالت عام ہوجائے گی، شراب پی جائے گی، زنا زیادہ ہوجائے گا، مرد کم ہوجائیں گے اور عورتیں کثیر ہوجائیں گی۔ یہاں تک کہ پچاس عورتوں کے مقابلے میں ایک مرد ہوگا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں کے پاس باہر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی حاضر خدمت ہوا۔ اس نے پوچھا: یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا: اس کے بارے مسئول (جس سے سوال کیا گیا ہے) سائل (سوال کرنے والا) سے زیادہ نہیں جانتا۔ البتہ میں اس کی علامات بیان کیے دیتا ہوں۔ جب لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے، جب ننگے پاؤں اور ننگے بدن بکریوں کے چرواہے لوگوں کے سردار ہوں گے تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ اور جب ریوڑ چرانے والے بلند و بالا عالیشان محلات تعمیر کریں گے تو یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ (2)

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع کی جانے لگیں تو پھر قیامت کا انتظار کر۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ انہیں کس طرح ضائع کیا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب معاملہ اس کے سپرد کردیا جائے جو اس کے اہل نہ ہو تو پھر قیامت کا انتظار کر۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قیامت کب آئیگی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا سائل مسئول سے زیادہ نہیں جانتا۔ اس نے عرض کی: اگر آپ ہمیں اس کی علامات بتادیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک علامت تقارب الاسواق ہے۔ میں نے عرض کی: تقارب الاسواق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اصابت رائے کے کم ہونے کے سبب لوگ آپس میں ایک دوسرے پر شک کریں گے۔ زنا کی اولاد زیادہ ہوجائے گی، غیبت پھیل جائے گی، مالداروں کی تعظیم کی جائے گی، مساجد میں فاسقوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی، گناہ کرنے والے بڑھ جائیں گے اور ظلم کرنے والے غالب ہوجائیں گے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے ہے: پڑوس کا بدخلق ہونا، رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلق کرنا، جہاد سے تلواروں کا رک جانا اور دین کے سبب دنیا کو اختیار کرنا۔ (4)

1۔ صحیح مسلم، مع شرح نووی، کتاب العلم، جلد 16-15، صفحہ 181 (9)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم، مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 146 (5)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 14، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 5 (6003)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ دنیا کے سبب لئیم بن لئیم لوگوں میں زیادہ سعادت مند ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا ہرگز ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ لئیم بن لئیم کے لیے ہو جائے گی۔(1)

امام احمد، بخاری اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ تم ایسی قوم سے قتال کرو گے جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ تم ایسی قوم سے جنگ کرو گے جن کے منہ چوڑے ہوں گے۔ گویا کہ ان کے چہرے تہ بتہ سپر کی مانند ہوں گے۔(2)

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ علم قبض کر لیا جائے گا۔ مال عام ہو جائے گا۔ تجارت پھیل جائے گی اور قلم اٹھ جائے گا'' عمرو نے کہا: پس اگر یہ آدمی کوئی شے بیچے گا تو کہے گا کہ میں بنی فلاں کے تاجر سے مشورہ کرلوں اور وہ آس پاس کے بڑے بڑے گھروں میں کوئی کاتب تلاش کرے گا لیکن اسے وہ نہیں پا سکے گا۔

امام احمد، بخاری، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: قیامت سے پہلے کچھ ایام ہوں گے جن میں علم اٹھا لیا جائے گا۔ ان میں جہالت اتر آئے گی اور ان میں فتنہ وفساد بڑھ جائے گا۔(3)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں عبد اللہ بن ربیب الجندی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابو الولید، اے عبادۃ بن صامت! جب تو دیکھے کہ صدقہ چھپایا گیا ہے اور اس میں خیانت کی گئی ہے۔ غزوہ میں اجرت لی گئی ہے، کھنڈرات کو آباد کیا گیا ہے، آبادی کو کھنڈر بنا دیا گیا ہے۔ آدمی اپنی امانتوں کے ساتھ اس طرح کھیلنے لگے جس طرح اونٹ درخت کے ساتھ منہ مارتا رہتا ہے۔ تو پھر تو اور قیامت دونوں اس طرح ہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بیان کرتے وقت اپنی شہادت کی انگلی اور اس کے ساتھ والی بڑی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔(4)

امام احمد، ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ مساجد میں باہم ایک دوسرے پر فخر کرنے لگیں گے۔(5)

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 358، دار صادر بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 461 (4098)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب العلم، جلد 16-15، صفحہ 181 (10)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف عبد الرزاق، باب الشعار، جلد 5، صفحہ 158 (9527)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب تشیید المساجد، جلد 1، صفحہ 401 (739)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمانہ باہم قریب ہو جائے گا۔ پس سال مہینے کے برابر ہو جائے گا، مہینہ ایک ہفتہ کے، ایک ہفتہ ایک دن کے اور ایک دن ایک ساعت کی مثل ہو جائے گا اور ساعت آگ کی چنگاری کی طرح ہو جائے گی۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا پس سال مہینے کی مثل ہو جائے گا۔ مہینہ ہفتہ کی طرح ہو جائے گا اور ہفتہ ایک دن کی طرح ہو جائے گا۔ اور دن ایک ساعت کی مثل ہو جائے گا۔ اور ایک ساعت کھجور کی ایک شاخ کے جلنے کی طرح ہو جائے گی۔(2)

امام مسلم اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین عرب چراگاہوں اور نہروں کی طرف لوٹ آئے گی۔ اسے حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دو بہت بڑے گروہ آپس میں لڑیں گے۔ ان کے درمیان بہت بڑی جنگ ہوگی۔ دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ یہاں تک کہ تقریباً تیس جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے۔ ان میں سے ہر کوئی یہ گمان کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ یہاں تک کہ علم قبض کر لیا جائے گا، زلزلے زیادہ ہو جائیں گے۔ زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائے گا۔ فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل عام ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ تم میں مال کی کثرت ہو جائے گی۔ اور وہ اتنا بڑھ جائے گا کہ صاحب مال کو یہ وہم ہونے لگے گا کہ صدقہ کون قبول کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ مال پیش کرے گا اور جس پر مال پیش کرے گا وہ کہے گا: مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں۔ یہاں تک کہ لوگ بلند و بالا اونچے اونچے محلات تعمیر کریں گے اور یہ کہ آدمی ایک آدمی کی قبر کے پاس سے گزرے گا اور کہے گا اے کاش! میں اس کی جگہ ہوتا۔ یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ پس جب سورج طلوع ہوگا اور لوگ اسے دیکھیں گے تو تمام کے تمام ایمان لے آئیں گے۔ لیکن اس وقت ان کا ایمان انہیں کوئی نفع نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لائے۔ یا انہوں نے اپنے ایمان سے کوئی اچھا عمل نہیں کمایا۔ قیامت ضرور بضرور قائم ہوگی حالانکہ دو آدمی اپنے درمیان ایک کپڑا پھیلائیں گے۔ وہ نہ اس کی بیع کر سکیں گے اور نہ اسے لپیٹ سکیں گے۔ اور قیامت بالیقین قائم ہوگی۔ ایک آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر مڑے گا اور وہ اسے پی نہیں سکے گا۔ اور قیامت ضرور بضرور قائم ہوگی حالانکہ ایک آدمی اپنے حوض پر آئے گا اور اس سے پانی نہیں پی سکے گا۔ اور قیامت ضرور بضرور قائم ہوگی حالانکہ کھانے کا لقمہ منہ کی طرف اٹھایا جائے گا۔ لیکن وہ اسے کھا نہیں سکے گا۔(4)

1۔ سنن ترمذی، باب ماجاء فی تقارب الزمان، جلد 4، صفحہ 490 (2332)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 38-537، دار صادر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 524 (8472)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 55-1054، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فاحش (برائی کرنے والا) اور متفحش (بدکلامی کرنے والا) کو پسند نہیں کرتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ برائی اور فحش، برا پڑوس، رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی ظاہر ہو جائے۔ یہاں تک کہ امین خیانت کرنے لگے اور خیانت کرنے والے کو امین بنایا جائے۔ پھر فرمایا: مومن کی مثال کھجور کی طرح ہے کہ وہ گرے تو اسے پاکیزہ حالت میں کھالیا جاتا ہے۔ نہ وہ خراب ہوتی ہے اور نہ وہ توڑی جاتی ہے۔ اور مومن کی مثال سرخ سونے کے ٹکڑے کی طرح ہے کہ اسے آگ میں رکھا جائے اور اسے پھونک دی جائے۔ تو اس کا رنگ متغیر نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر اس کا وزن کیا جائے تو وہ کم نہیں ہوتا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام احمد اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ عام بارش برسائیں گے۔ اور زمین کوئی شے نہیں اگائے گی۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے انہوں نے فرمایا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے کذاب ظاہر ہوں گے۔ انہیں میں سے صاحب یمامہ (مسیلمہ کذاب) صاحب صنعاء عنسی ہے۔ اور انہیں میں سے صاحب حمیر ہے۔ اور دجال بھی انہیں میں سے ہے اور یہی سب سے بڑا فتنہ ہے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے تقریباً تیس دجال ہوں گے۔ ان میں سے ہر کوئی کہے گا میں نبی ہوں۔ میں نبی ہوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب میری امت میں دجال کذاب ظاہر ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس ایسی نئی نئی باتیں لائیں گے جن کے بارے نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے آباء نے، پس تم اپنے آپ کو اور انہیں بچاؤ تاکہ وہ تمہیں کسی فتنہ میں مبتلا نہ کر دیں۔(3)

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے یقیناً مسیح دجال ظاہر ہوگا اور تیس یا اس سے زیادہ کذاب ظاہر ہوں گے۔(4)

امام ابویعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک میری امت میں ستر سے کچھ زائد داعی ہوں گے۔ وہ تمام کے تمام آگ کی طرف دعوت دیں گے۔ اگر میں چاہوں تو میں تمہیں ان کے ناموں اور ان کے قبیلوں سے بھی آگاہ کر سکتا ہوں۔(5)

امام ابویعلی نے ابوجلاس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے سنا حضرت علی رضی اللہ عنہ عبداللہ السبائی کو کہہ رہے تھے کہ تحقیق

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 147 (253)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 500 (37533)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 349، دارصادر بیروت 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 95

5۔ مسند ابویعلی، جلد 5، صفحہ 140 (5675)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے تیس کذاب ہوں گے۔ اور تو ان میں سے ایک ہے۔(1)

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دجال کے خروج سے پہلے ستر دجالوں سے کچھ زائد ظاہر ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ قیامت سے پہلے چھتر دجال ظاہر ہوں گے۔(3)

امام احمد اور بزار رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آسمان موسلا دھار بارش برسائے گا۔ اور اس سے سوائے بالوں کے گھروں (خیموں) کے مٹی کا بنا ہوا کوئی گھر نہ محفوظ رہے گا۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث والنشور میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں علم کی تلاش میں نکلا اور کوفہ آیا۔ میری ملاقات حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ تو میں نے ان سے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! کیا قیامت کے بارے میں تم کچھ جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے ہے کہ بچہ سخت غضب میں ہوگا اور بارش سخت گرم ہوگی اور اشرار پانی کے بہنے کی طرح عام ہو جائیں گی۔ جھوٹ بولنے والے کی تصدیق کی جائے گی اور خائن کو امین بنایا جائے گا اور امین خیانت کا ارتکاب کرے گا۔ ہر قبیلہ اور ہر بازار میں فاسق و فاجر کو سردار بنایا جائے گا۔ محرابوں کی زیبائش و آرائش کا اہتمام کیا جائے گا اور دل فاسد ہو جائیں گے۔ مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ اکتفا کریں گی (یعنی ہر کوئی اپنے ہم جنس سے خواہش پوری کرے گا) دنیا کے آباد مقامات کھنڈر بن جائیں گے اور ویران جگہیں آباد ہو جائیں گی۔ فتنے ظاہر ہوں گے، سود عام کھایا جائے گا، گانے بجانے کے آلات، زمین میں دفن شدہ خزانہ اور شراب کا پینا بھی عام اور ظاہر ہو جائے گا۔ اور شرط لگانے والے، طعنہ زنی کرنے والے اور عیب گیری کرنے والے زیادہ ہو جائیں گے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب بہتر قسم کی خصلتیں اور عادات عام ہوں گی۔ جب تم لوگوں کو دیکھو کہ وہ نماز ترک کرتے ہیں۔ امانت ضائع کرتے ہیں، سود کھاتے ہیں، جھوٹ کو حلال سمجھتے ہیں، خون بہانے کو حقیر جانتے ہیں، عمارتیں بلند و بالا بنانے لگے ہیں، دین کو دنیا کے عوض بیچتے ہیں، رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی عام ہو چکی ہے۔ حاکم کمزور ہو جائے گا، جھوٹ کو سچ سمجھا جائے گا اور ریشم لباس بن جائے گا۔ جب دیکھیں گے کہ ظلم و زیادتی عام ہو چکی ہے۔ طلاق کثرت سے واقع ہو رہی ہے۔ اور ناگہانی موت کثرت سے ہونے لگی ہے، خیانت کرنے والے کو امین بنایا گیا ہے اور امین خیانت کرنے لگا ہے۔ کاذب کی تصدیق کی جاتی ہے۔ اور سچ بولنے والے کی تکذیب کی جاتی ہے۔ تہمت عام ہے۔ بارش سخت گرم ہے اور بچہ شدید غصے میں ہے۔ بخل

1۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 218 (445) 2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 386 (4042)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 494 (37503)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 262، دار صادر بیروت

اور کنجوسی پانی کی طرح بہنے لگے ہیں۔ عزت و تکریم کم ہوگئی ہے۔ امراء و وزراء جھوٹے ہیں، امانت دار لوگ خیانت کرنے لگے ہیں، عرفاء ظلم کرنے لگے ہیں اور قراء فاسق ہیں۔ جب وہ بھیڑوں کی طرح کالباس پہنتے ہیں۔ تو ان کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوتے ہیں اور مصبر سے زیادہ کڑوے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں فتنے کے ساتھ ہر جانب سے ڈھانپ لے گا۔ جس میں وہ اس طرح مبتلا ہو جائیں گے جس طرح یہود ظلم میں مبتلا ہیں۔ دنانیر عام ہو جائیں گے، چاندی تلاش کی جائے گی۔ خطائیں زیادہ ہو جائیں گی اور امن کم ہو جائے گا۔ مصاحف کو آراستہ کیا جائے گا۔ مساجد میں تصویریں بنائی جائیں گی۔ مینار بلند اور اونچے بنائیں جائیں گے، دلوں کو فاسد کر دیا جائے گا۔ شراب پی جائے گی اور حدود معطل کر دی جائیں گی، لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی اور تو ننگے پاؤں اور ننگے بدن آدمیوں کو دیکھے گا کہ وہ حکمران بن گئے ہیں۔ عورت خاوند کے ساتھ تجارت میں شریک ہوگی، مرد عورتوں، اور عورتیں مردوں کی مشابہت اختیار کریں گی۔ غیر اللہ کی قسمیں کھائیں گے، مومن کسی معاملہ پر گواہ بنائے بغیر اس کی شہادت دے گا۔ سلام کرے گا پہچان کے لیے، اللہ تعالیٰ کے دین کی نیت اور ارادہ کیے بغیر وہ فقاہت حاصل کرے گا، آخرت کے عمل کے ساتھ دنیا کو طلب کرے گا، مال غنیمت کو دولت بنالے گا، امانت کو مال غنیمت بنالے گا اور زکوٰۃ کو چٹی سمجھے گا، قوم کا سرداران میں سے سب سے رذیل اور کمینہ آدمی ہوگا۔ آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا اور اپنی ماں کے ساتھ زیادتی کرے گا اور اپنے دوست کو نقصان پہنچائے گا اور اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا، مساجد میں فاسقوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں گی، بناؤ سنگھار کرنے والی لونڈیاں اور گانے بجانے کے آلات بنائے جانے لگیں گے، راستوں میں شراب پی جانے لگے گی، ظلم کو فخر قرار دیا جائے گا، فیصلہ کو بیچا جائے گا، شرطیں کثرت سے لگائی جائیں گی، قرآن کو مزامیر بنایا جائے گا اور درندوں کی جلدوں کے خفین بنائے جائیں گے۔ اور اس امت کے بعد میں آنے والے لوگ اس کے پہلے آنے والے لوگوں پر لعن وطعن کرنے لگیں۔ تو ایسے حالات میں لوگوں کو چاہیے کہ وہ سرخ ہوا، زلزلہ، زمین میں دھنسا، شکلیں بگڑ جانا، پتھروں کی بارش اور دیگر علامات کا انتظار کریں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے سوال کیا: قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا: تحقیق تم نے مجھ سے ایسے امر کے بارے میں سوال کیا ہے جسے نہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جانتے ہیں اور نہ میکائیل علیہ السلام۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں چند چیزوں کے بارے تمہیں مطلع کر دیتا ہوں کہ جب وہ وقوع پذیر ہوں گی تو پھر قیامت کے لیے زیادہ وقفہ نہیں ہوگا۔ جب زبانیں نرم ہو جائیں اور دل پتھر ہو جائیں، لوگوں کے لیے دنیا میں رغبت بڑھ جائے، سطح زمین پر تعمیرات عام ہو جائیں، بھائیوں میں اختلاف پڑ جائے اور دونوں کی خواہشات متفرق ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کھلے عام بیچا جائے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قرب قیامت میں سے یہ ہے کہ سطح زمین پر تعمیرات عام ہو جائیں، رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات منقطع ہو جائیں اور پڑوسی اپنے پڑوسی کے لیے باعث اذیت ہو۔ (2)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 501 (37546)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   2۔ ایضاً (37547)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ برائی اور فحش گوئی عام ہو جائے، بدخلقی اور پڑوسیوں کے ساتھ بدسلوکی ظاہر ہو جائے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے یہ ہے کہ قول ظاہر ہو جائے اور عمل رک جائے۔ شریر اور برے لوگ بلند مرتبہ ہو جائیں اور نیک لوگوں کو پست اور حقیر جانا جائے، وہ ان پر مثانی پڑھے اور ان میں سے کوئی بھی اسے یاد نہ کرے۔ میں نے پوچھا مثانی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد کتاب اللہ کے سوا ہر کتاب ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے رجاء بن حیوۃ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ کھجور کا درخت سوائے ایک کھجور کے کچھ نہیں اٹھائے گا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت قیس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ گائے کے سر کی قیمت اوقیہ کے ساتھ لگائی جائے گی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے وداک سے یہ قول بیان کیا ہے قرب قیامت میں سے چاندوں کا بلند ہونا بھی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرب قیامت میں سے یہ ہے کہ چاند سامنے دکھائی دے گا۔ اور اسے ابن لیلتین کہا جائے گا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے ابوشیبہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرب قیامت میں سے یہ ہے کہ چاند سامنے دیکھا جائے گا۔ اور اسے ابن لیلتین کہا جائے گا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوموسیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت سے پہلے کچھ وقت جہالت نازل ہوگی اور علم اٹھا لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ آدمی اپنی ماں کے پاس کھڑا ہوگا۔ اور اپنی جہالت کے سبب تلوار کے ذریعے اسے پریشان رکھے گا۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ مساجد میں جمع ہوں گے اور نمازیں پڑھیں گے۔ حالانکہ ان میں کوئی مومن نہیں ہوگا۔(9)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ علم جہل ہو جائے گا اور جہل علم ہو جائے گا۔(10)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بالیقین لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ عورتوں کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 501(37548)
2۔ ایضاً(37549)
3۔ ایضاً(37550)
4۔ ایضاً(37551)
5۔ ایضاً(37552)
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 502(37553)
7۔ ایضاً، (37553)
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 504(37574)
9۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 505(37586)
10۔ ایضاً(37588)

راستے پر پھینکی ہوئی جوتی (کی طرح) پائیں گے۔ اور ان میں سے بعض بعض کو کہیں گی۔ یہ جوتی ایک بار فلاں مرد کی تھی۔(1)

امام ابن ابی الدنیا اور بزار رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی: قیامت کب آئے گی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے جھڑک دیا۔ یہاں تک کہ جب آپ فجر کی نماز پڑھ چکے، تو اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا۔ اور کہا: اسے پیدا کرنے والی ذات، اسے بلند کرنے والی، اسے بدلنے والی اور اسے اس طرح لپیٹنے والی ذات جیسے کتاب کو لپیٹا جاتا ہے پاک ہے اور مقدس ہے۔ پھر زمین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا۔ پاک ہے وہ ذات جو اسے پیدا کرنے والی ہے، اسے بچھانے والی ہے، اسے بدلنے والی ہے اور اسے اس طرح لپیٹنے والی ہے جیسے کتاب کو لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر فرمایا: قیامت کے بارے سوال کرنے والا کہاں ہے؟ پس قوم کے آخر سے ایک آدمی اپنے گھٹنوں کے بل کھڑا ہوا۔ تو وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس وقت جب کہ ائمہ ظلم کریں گے، تقدیر کو جھٹلایا جائے گا، ستاروں کے ساتھ ایمان رکھا جائے گا، لوگ امانت کو مال غنیمت بنا لیں گے، زکوٰۃ کو چٹی سمجھیں گے اور برائی کے ارتکاب کو ملاقات قرار دیں گے۔ سو میں نے ''الفاحشۃ زیارۃ'' کے بارے استفسار کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ فاسقوں میں سے دو آدمی ہوں گے، ان میں سے ایک کھانا پینا تیار کرے گا اور وہ اسے عورت کے پاس لے کر آئے گا۔ اور کہے گا: میرے لیے تو اسی طرح تیار کر جیسے میں نے تیار کیا ہے پس وہ اسی بناء پر ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے۔ فرمایا: اس وقت میری امت ہلاک ہو جائے گی اے ابن خطاب!

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سلام معرفت و پہچان کی بنا پر ہو جائے۔ یہاں تک کہ مساجد کو راستے بنا دیا جائے۔ اور کوئی بھی ان میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے سجدہ نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ان سے گزر جائے گا۔ یہاں تک کہ بچے کو بوڑھے کے ساتھ دو افقوں کے درمیان برید بریدبھیجا جائے۔ یہاں تک کہ فاجر آدمی بڑھنے کی طاقت رکھنے والی زمین کی طرف چلے اور وہ اس میں کوئی فضیلت اور زیادتی نہ پائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حجۃ الوداع ادا فرمایا۔ پھر باب کعبہ کے حلقہ کو پکڑا اور فرمایا: اے لوگو! کیا میں تمہیں قیامت کی نشانیاں نہ بتا دوں؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آپ کے پاس کھڑے ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! فداک ابی و امی آپ ارشاد فرمایئے، ہمیں مطلع کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کی علامات میں سے نماز کو ضائع کرنا ہے، خواہش نفس کی طرف میلان رکھنا ہے اور مال دار کی عزت و تعظیم کرنا ہے۔ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: کیا یہ بھی ہے یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اے سلمان! اس وقت زکوٰۃ چٹی ہو جائے گی، مال فے غنیمت ہو جائے گا۔ جھوٹ بولنے والے کی تصدیق کی جائے گی، سچ بولنے کو جھٹلا دیا جائے گا۔ خیانت

1۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 509 (37626)

کرنے والے کو امین بنایا جائے گا، امین خیانت کرنے لگے گا۔ اور روبیضہ کلام کرنے لگے گا۔ عرض کی: روبیضہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں وہ کلام کرے گا جس نے کبھی کلام نہیں کی۔ لوگوں میں دس میں سے نو افراد حق کا انکار کریں گے، اسلام ختم ہو جائے گا۔ سوائے اس کے نام کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ قرآن ختم ہو جائے گا۔ سوائے اس کے نشان اور علامت کے کچھ باقی نہ رہے گا۔ مصاحف کو سونے کے ساتھ مزین کیا جائے گا۔ میری امت کے مذکر (مرد) موٹے ہو جائیں گے۔ اور لونڈیوں (عورتوں) کے لیے مشورے ہوں گے۔ منبروں پر بچے خطاب کریں گے۔ اور عورتوں کے لیے خطاب کرنے والی عورت ہوگی۔ پس اس وقت مساجد کو اس طرح مزین اور آراستہ کیا جائے گا جس طرح گرجا گھروں اور کنیسوں کو آراستہ کیا جاتا ہے۔ بلند و بالا اونچے مینار ہوں گے، صفیں کثیر ہوں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ دلوں میں ایک دوسرے کا بغض ہوگا، زبانیں ایک دوسرے کے خلاف ہوں گی۔ اور خواہشات بے شمار ہوں گی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا ایسا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اے سلمان! اس وقت ان میں مومن لونڈی سے زیادہ ذلیل ہوگا۔ اس کا دل اس کے پیٹ میں اس طرح پگھل جائے گا جیسے پانی میں نمک پگھل جاتا ہے۔ اس برائی اور بے حیائی کا سبب جسے وہ دیکھے گا۔ اسے بدلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوگا۔ مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ اکتفاء کریں گی۔ اور بچوں پر اسی طرح غیرت کی جائے گی جس طرح باکرہ بچی پر غیرت کی جاتی ہے۔ اے سلمان! اس وقت امراء فاسق ہوں گے، وزراء فاجر ہوں گے اور امین خیانت کرنے والے ہوں گے۔ وہ نمازیں ضائع کریں گے اور شہوات کی اتباع کریں گے۔ پس اگر تم انہیں پالو، تو اپنی نمازیں وقت پر ادا کرنا۔ اے مسلمان! اس وقت کچھ قیدی مشرق سے آئیں گے اور کچھ قیدی مغرب سے آئیں گے۔ ان کے بدن انسانوں کے بدنوں کی مثل ہوں گے۔ لیکن ان کے دل شیطانوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔ وہ کسی چھوٹے پر رحم نہیں کریں گے۔ اور کسی بڑے کی عزت و توقیر نہیں کریں گے۔ اے سلمان! اس وقت لوگ اس بیت الحرام کا حج کریں گے۔ ان کے بادشاہ اور حکمران لہو اور تفریح کے لیے حج کریں گے، اغنیاء تجارت کے لیے حج کریں گے، مساکین اور فقراء سوال کے لیے حج کریں گے اور ان کے قراء ریاکاری اور شہرت کے لیے حج کریں گے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا ایسا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اے سلمان! اس وقت جھوٹ پھیل جائے گا، ستارہ اپنی دم ظاہر کر دے گا۔ عورت تجارت میں اپنے خاوند کی شریک ہوگی اور بازار ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے۔ عرض کی: ان کے قریب ہونے کا کیا معنی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی کساد بازاری اور قلت منافع کے سبب وہ ایک دوسرے کے قریب ہوں گے۔ اے سلمان! اس وقت اللہ تعالیٰ ہوا بھیجے گا۔ اس میں پیلے رنگ کے سانپ ہوں گے۔ اور وہ علماء کے سرداروں کو اٹھالیں گے کہ جب انہوں نے بے حیائی اور گناہ کو ہوتا دیکھا۔ تو انہوں نے اسے تبدیل نہ کیا۔ عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا ایسا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! قیامت

قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم پر ایسا شخص والی بن جائے جس کا قیامت کے دن دس مچھروں کے برابر بھی وزن نہیں ہوگا۔(1)

امام احمد، ابن ماجہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے سلامہ بنت الحر سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ وہ ساعت بھر کھڑے رہیں گے اور امام نہیں پائیں گے جو انہیں نماز پڑھائے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک دجال کے ایام دھوکے کے سال ہوں گے۔ ان میں سچ بولنے والا جھوٹ بولے گا۔ جھوٹ بولنے والا سچ بولے گا، ان میں امین خیانت کرے گا، خیانت کرنے والے کو امین بنایا جائے گا۔ اور ان میں رویبضہ گفتگو کرے گا۔ عرض کی گئی۔ رویبضہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے کہ امور عامہ میں فاسق آدمی گفتگو کرے گا۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے کچھ دھوکے کے سال ہیں۔ ان میں سچ بولنے والا جھوٹ بولے گا اور جھوٹ بولنے والا سچ بولے گا۔ ان میں امین خیانت کرے گا اور خائن کو امین بنایا جائے گا اور معاملات کے بارے میں رویبضہ (فاسق) گفتگو کرے گا۔(4)

امام احمد، ابو یعلی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والضیاء میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک میری امت کو ایک قوم ہانک کرلے جائے گی جن کے چہرے چوڑے ہوں گے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے ڈھالیں ہیں۔ آپ نے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ یہاں تک کہ وہ انہیں جزیرۂ عرب کے ساتھ ملا دیں گے۔ پس ان میں سے پہلا گروہ جو بھاگ گیا وہ نجات پا جائے گا۔ رہا دوسرا گروہ تو ان میں سے بعض ہلاک ہوں گے اور بعض نجات پا جائیں گے اور تیسرے گروہ میں جو بھی باقی رہے وہ تمام کے تمام ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ ترک ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگ راستوں میں گدھوں کے باہم جفتی کرنے کے عمل کی طرح کا عمل کرنے لگیں گے۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: یہاں تک کہ وہ راستوں میں گدھوں کے حملہ آور ہونے کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوں گے۔ پھر ان کے پاس ابلیس آجائے گا اور وہ انہیں بتوں کی عبادت کی طرف پھیر دے گا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے بیان فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے قتال کرلو جن کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔ اور قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم ایسی قوم سے قتال کرلو جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ ناک چپٹی اور چھوٹی ہوں گی۔ گویا ان کے چہرے

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب سباق الخیل، جلد 5، صفحہ 206 (9760)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب ما یجب علی الامام، جلد 1، صفحہ 528 (982)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 220، دار صادر بیروت   4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 338   5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 49-348
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 466 (37277)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ڈھالوں کی طرح چپٹے ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک لوگ رسول اللہ ﷺ سے خیر کے بارے سوال کرتے تھے۔ اور میں آپ ﷺ سے شر کے بارے پوچھتا تھا تا کہ میں اسے پہچان لوں، اور پھر اس سے بچ سکوں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ جو خیر اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے اس کے بعد شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تلوار۔ میں نے عرض کیا تلوار کے بعد بھی کوئی چیز باقی رہ جانے والی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی پھر کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر جماعت کا جھوٹ اور تہمت لگانے میں مکر و فساد کرنا ہے۔ پس اگر ان دنوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی خلیفہ ہو، جو تیری پشت پر کوڑے لگائے، تیرا مال لے لے۔ اور اپنی بات سنوا کر، اسے تسلیم کرا لے تو بہتر ہے۔ ورنہ درخت کے تنے کو دانتوں سے کاٹتے ہوئے مر جا۔ میں نے عرض کی: پھر کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دجال نکلے گا۔ اس کے ساتھ نہر اور آگ ہوگی۔ پس جو اس کی آگ میں گر پڑا، سو وہ گر گیا اور اس کا بوجھ بھی گر گیا۔ اور جو کوئی اس کی نہر میں گرا اس کا بوجھ ثابت ہو گیا اور اس کا اجر گر گیا۔ میں نے عرض کی پھر کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر قیامت کا قیام ہے۔ اسے حاکم نے صحیح کہا ہے۔(2)

امام احمد، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کیا جائے۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کیا جائے (یعنی جب تک زمین اللہ کہا جائے گا قیامت قائم نہیں ہوگی) حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔(4)

امام احمد، ابو یعلی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ زمین میں اللہ اللہ نہ کہا جائے اور یہاں تک کہ عورت جوتے کے ایک ٹکڑے کے پاس سے گزرے گی اور کہے گی: کہ اس کے لیے بھی آدمی تھا۔ اور یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی (حفاظت کے لیے) ایک مرد ہوگا۔ اور یہاں تک کہ آسمان بارش برسائے گا اور زمین کوئی چیز نہیں اگائے گی۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! ایسے آدمی پر قیامت قائم نہیں ہوگی جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے، نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے

1۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 466 (37353)
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 479 (8332)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب ذہاب الایمان آخر الزمان، جلد 2، صفحہ 153 (148)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 539 (8511)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 540 (8513)

روکتا ہے۔ حاکم رحمہ اللہ نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔(1)

امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ زمین پر کوئی ایک بھی ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور ڈر ہو۔ اور یہاں تک کہ عورت کو دن کے وقت کھلے عام پکڑ لیا جائے گا اور راستے کے وسط میں اس سے وطی کی جائے گی۔ اور کوئی بھی اس سے منع نہیں کرے گا۔ پس ان کی مثل لوگوں میں جو یہ کہے گا کہ اگر تو اسے راستے سے تھوڑا دور لے جاتا تو وہ ان میں اس طرح ہوگا جیسے تم میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ اس روایت کو حاکم نے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے ضعیف۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت علباء سلمی رحمہ اللہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی مگر گھٹیا اور رذیل لوگوں پر۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔(3)

امام احمد اور مسلم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! زمانہ مجھے نہیں پائے گا اور قیامت قائم نہیں ہوگی مگر شریر اور برے لوگوں پر۔(4)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! نہ زمانہ مجھے پائے گا اور نہ تم اس زمانے کو پاؤ گے۔ اس میں نہ علم والے کی پیروی کی جائے گی اور نہ حلیم سے حیاء کی جائے گی۔ ان کے دل عجمیوں کے دلوں کی طرح ہوں گے اور ان کی زبانیں عربوں کی زبانوں کی طرح ہوں گی۔

امام احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دوس کی عورتوں کی سرینین ذوالخلصہ پر حرکت کریں گے۔ اور ذوالخلصہ اس قبیلہ دوس کے وہ سرکش اور شیطان ہیں جن کی زمانہ جاہلیت میں عبادت کی جاتی تھی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک عورتوں کی سرینیں بتوں کے اردگرد مضطرب ہوں گی (یعنی حرکت کریں گی)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ عقلیں غائب ہو جائیں گی اور حلم و بردباری کم ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے قرب قیامت میں سے جلدی آنے والی موت بھی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کی علامات میں سے جلدی آنے

1۔ایضاً (8514) 2۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 541 (8516)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ایضاً (8517) 4۔مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 394، دار صادر بیروت

5۔صحیح بخاری، باب تغیر الزمان، جلد 2، صفحہ 1054، وزارت تعلیم اسلام آباد

والی موت بھی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابو العالیہ رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے ہم باتیں کرتے تھے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اس کے باشندوں میں بہتر وہ ہوگا جو خیر کو دیکھے گا۔ تو از روئے قرب اس کے اپنے پہلو میں چلنے لگے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت طلحہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قیامت کی نشانیوں میں سے عربوں کا ہلاک ہونا بھی ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ مساجد کو راستے بنالیا جائے گا، آدمی کسی آدمی کو معرفت اور پہچان رکھنے کے سبب سلام کرے گا، عورت اپنے خاوند کے ساتھ مل کر تجارت کرے گی اور یہاں تک کہ گھوڑے اور عورتیں مہنگے ہو جائیں گے۔ پھر وہ سستی ہوں گے اور قیامت کے دن تک مہنگے نہیں ہوں گے۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ (1)

امام احمد، امام بخاری نے الادب المفرد میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے سلام خاص لوگوں کو کیا جائے گا، تجارت پھیل جائے گی یہاں تک کہ عورت تجارت میں اپنے خاوند کی معاونت کرے گی، قطع رحمی ہو جائے گا۔ قلم شہرت پالے گا (کتابیں زیادہ لکھی جائیں گی) جھوٹی شہادت ظاہر ہوگی اور حق کی شہادت چھپائی جائے گی۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آدمی مسجد سے گزرے گا اور اس میں دو رکعتیں نماز نہیں پڑھے گا، آدمی صرف اسے ہی سلام کرے گا جسے وہ پہچانتا ہوگا۔ بچہ بوڑھے کو اپنے فقر کے سبب کمزور اور ناتواں کردے گا، ننگے پاؤں، ننگے بدن بکریوں کے چرواہے اونچے اونچے محلات میں رہیں گے۔ (3)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اہل زمین سے شرفاء کے گروہ کو اٹھالے گا۔ اور چیخنے چلانے والے باقی رہ جائیں گے۔ وہ نہ نیکی کو پہچانیں گے اور نہ برائی کا انکار کریں گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ (4)

امام احمد، مسلم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اگر تجھ پر (زندگی کا) عرصہ طویل ہو جائے تو پھر قریب ہے کہ تو ایسی قوم کو دیکھے جو صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں جاتے ہیں اور شام کے وقت اس کی جانب سے لعنت میں واپس آتے ہیں۔ ان کے سامنے گائے کی دموں کی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 493 (8379)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 20-419، دار صادر بیروت

3۔ شعب الایمان، باب فی مقاربۃ اہل الدین، جلد 6، صفحہ 431 (8778)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 482 (8341)

5B

مثل ہوں گی۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ اس امت کے آخر میں کچھ لوگ ہوں گے جو میاثر (یعنی بڑی بڑی زینوں) پر سوار ہوں گے یہاں تک کہ وہ مساجد کے دروازوں پر آئیں گے۔ ان کی عورتیں لباس پہنے ہوئے ننگی دکھائی دیں گے، ان کے سروں پر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح جوڑے ہوں گے۔ تم ان پر لعنت کرو۔ کیونکہ ان پر لعنت کی گئی ہے۔ اگر تمہارے پیچھے کوئی اور امت ہوتی۔ تو یہ عورتیں ان کی خدمت کرتیں (یعنی کنیزیں ہوتیں) جیسا کہ تم سے پہلی امتوں کی عورتوں نے تمہاری خدمت کی ہے۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا: میاثر کیا ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: بڑی بڑی زینیں۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ اس امت میں سے آخری زمانہ میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوں گے، ان کے پاس کوڑے ہوں گے گویا کہ وہ گائے کی دمیں ہیں۔ وہ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں نکلیں گے۔ اور شام کی وقت اس کی لعنت میں واپس آئیں گے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام بزار اور حاکم رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! یہ دنیا ختم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ان پر زمین میں دھنسنا، شکلوں کا بگڑنا اور پتھروں کی بارش کا ہونا واقع ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کب ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تو عورتوں کو دیکھے کہ وہ بڑی بڑی زینوں پر سوار ہونے لگی ہیں، گانے بجانے والی زیادہ ہوگئی ہیں، جھوٹی شہادتیں عام ہونے لگی ہیں، نمازی اہل شرک کے برتنوں (یعنی سونے چاندی کے برتنوں) میں پینے لگے ہیں۔ مرد مردوں کے سبب اور عورتیں عورتوں کے سبب مستغنی ہوگئی ہیں۔ پھر تم آگے بڑھنے کی کوشش کرو اور خوب تیاری کرو۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ امر (حکم) شدت اور سختی کی طرف نہیں بڑھے گا اور مال میں سوائے اسے (خرچ کرنے) اور بہانے کے اضافہ نہیں ہوگا اور قیامت قائم نہیں ہوگی مگر مخلوق کے شریر لوگوں پر۔ طبرانی نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ پس جب ہم لوٹے تو کچھ لوگوں نے جلدی کی اور وہ مدینہ میں داخل ہوگئے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے بارے پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ مدینہ طیبہ میں آگے چلے گئے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ وہ اسے چھوڑ دیں گے حالانکہ وہ اس سے بہتر حالت میں ہوگا جس میں وہ اب ہے۔ کاش مجھے معلوم ہوتا: کب جبل وراق سے آگ نکلے گی۔ اس کے سبب بخت کے اونٹوں کی گردنیں بصریٰ میں روشن ہو جائیں گی اور وہ اسے دن کی روشنی کی طرح دیکھیں

1۔ ایضاً (8344) 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 483 (8346)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (8347) 4۔ ایضاً

5۔ کنز العمال، جلد 14، صفحہ 256 (34-38633)، مکتبۃ التراث الاسلامی

گے۔حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت رافع بن بشر سلمی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سیل سے آگ نکلے گی۔طیبہ کی طرف چلے گی۔رات کو چھپ جائے گی اور دن کو چلے گی۔صبح و شام آتے جاتے رہیں گے۔کہا جائے گا اے لوگو! آگ آگئی پس تم نکل جاؤ۔آگ کہے گی: اے لوگو! ٹھہر جاؤ۔آگ واپس چلی گئی۔پس تم واپس آ جاؤ۔جسے آگ نے پالیا وہ اسے کھالے گی۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ابو البداح بن عاصم انصاری رضی اللہ عنہ سے ضعیف سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس واقعہ کے بارے میں پوچھا جو ابھی پیش نہیں آیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس سیل کہاں ہے؟ ہم نے عرض کی: ہم نہیں جانتے۔پھر بنی سلیم کا ایک آدمی میرے پاس سے گزرا۔تو میں نے اس سے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے؟ اس نے کہا جس سیل سے۔پس میں اسے لے آیا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ آدمی بتا رہا ہے کہ اس کے اہل و عیال جس سیل میں ہیں۔پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: اور فرمایا اپنے گھر والوں کو وہاں سے نکال لے۔کیونکہ عنقریب وہاں سے ایک آگ نکلے گی جس کے سبب بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔(3)

امام بخاری اور مسلم دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے آگ نکلے گی جس سے بصریٰ میں اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔(4)

امام احمد اور ذہبی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امت شریعت پر قائم رہے گی جب تک ان میں تین چیزیں ظاہر نہ ہوں۔جب تک ان سے علم قبض نہ کرلیا جائے۔جب تک زنا سے پیدا ہونے والے بچے زیادہ نہ ہو جائیں اور جب تک ان میں سقارون ظاہر نہ ہو جائیں۔صحابہ کرام نے عرض کی: سقارون کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے لوگ جو آخر زمانہ میں ہوں گے جو آپس میں سلام کہیں گے، جب کہ ایک دوسرے پر لعن طعن کرنے کے لیے ملاقات کریں گے۔امام احمد نے کہا یہ روایت صحیح ہے اور امام ذہبی نے کہا یہ ضعیف ہے۔(5)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے قریب کڑک کے سبب مرنے والے زیادہ ہو جائیں گے اور چیخ و پکار کرتے ہوئے کہیں گے گزشتہ رات کڑک کے سبب کون کون مرے؟ تو وہ کہیں گے: فلاں فلاں کڑک کے سبب مر گئے۔حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(6)

امام بزار، ابو یعلی، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم

1۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 489(8366)
2۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 489(8367)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ایضاً، جلد 4، صفحہ 490(8368)
4۔صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 24(42)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 439، دار صادر بیروت
6۔مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 491(8373)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کا حج نہ کیا جائے (یعنی جب تک بیت اللہ شریف کا حج کیا جاتا رہے گا قیامت قائم نہیں ہوگی) حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(1)

حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے خلیفہ ہو گا جو مال دیتا رہے گا اور اسے کبھی شمار نہیں کرے گا۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے امر ادھر واپس لوٹ جائے گا جہاں سے شروع ہوا۔ کامل ایمان مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ جائے گا جیسا کہ وہاں سے شروع ہوا۔ یہاں تک کہ کل ایمان مدینہ طیبہ میں ہوگا۔ پھر فرمایا: مدینہ طیبہ سے کوئی آدمی وہاں سے اعراض کرتے ہوئے نہیں نکلے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ مدینہ طیبہ کو اس سے بہتر بدل عطا فرمائے گا۔ لوگ بھاؤ کے سستا ہونے اور کھوٹے دراہم کے بارے خبر سنیں گے۔ تو وہ اس کی اتباع کریں گے۔ حالانکہ مدینہ طیبہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ جان لیتے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(2)

حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلو گے بالشت کے مقابلے میں بالشت اور ذراع کے مقابلے میں ذراع (یعنی بالکل برابر برابر ان کی راہ پر چلو گے) یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کی بل میں داخل ہوا، تو تم بھی ضرور داخل ہو گے۔ اور یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی نے راستے میں اپنی عورت کے ساتھ جماع کیا، تو تم بھی بالیقین ایسا کرو گے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(3)

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جس میں قراء زیادہ ہوں گے اور فقہاء کم ہو جائیں گے۔ علم کم ہوگا اور قتل و غارت (ہرج) زیادہ ہوگی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرج کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے درمیان قتل و غارت گری کا ہونا۔ پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا جس میں لوگ قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے تجاوز نہیں کرے گا۔ پھر اس کے بعد ایک زمانہ آئے گا۔ جس میں منافق اور کافر، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والا مومن کا قصد کرے گا اسی طرح کہتے ہوئے جیسے بندہ مومن کہتا ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(4)

ابن ابی شیبہ، احمد اور حاکم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ درندے انسانوں کے ساتھ گفتگو کریں گے۔ یہاں تک کہ آدمی اپنے کوڑے کے پھندے اور جوتے کے تسمے سے گفتگو کرے گا اور جو کچھ اس کے بعد اس کے گھر والوں نے کیا، اس کے بارے اس کی ران اسے خبر دے گی۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے فتنہ ہوگا۔ پس لوگ اس کے مقابلہ کے لیے ٹھہر جائیں گے اور اس کی جڑ مار دیں گے یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر دوسرا فتنہ کھڑا ہوگا پس لوگ اس

1۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 500 (8397)
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 501 (8400)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 502 (8404)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 504 (8412)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 514 (8443)

کے مقابلے میں کھڑے ہوکراس کی جڑ کاٹ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر ایک اور فتنہ کھڑا ہوگا۔ پس لوگ اس کے مقابلے میں کھڑے ہوں گے اور اس کی جڑ مار دیں گے یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر ایک اور فتنہ برپا ہوگا۔ پس لوگ اس کے مقابلہ کے لیے کھڑے ہوں گے اور اس کی جڑ کاٹ دیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ختم ہو جائے گا۔ پھر پانچواں فتنہ ظاہر ہوگا۔ اور یہ بہت بڑا فتنہ ہوگا اور زمین میں اس طرح پھٹ پڑے گی جیسا کہ پانی پھوٹتا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! میرے اور قیامت کے درمیان برپا ہونے والے تمام فتنوں کے بارے میں میں تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتا ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ان میں سے کوئی ایسی شے مجھ پر چھپا کر نہیں رکھی جو میرے سوا کسی کو نہیں بتائی۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کے بارے میں فرمایا: آپ ﷺ مجلس میں گفتگو فرما رہے تھے اور میں بھی وہاں موجود تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کو شمار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ان میں سے تین ہیں وہ کسی شے کو نہیں چھوڑیں گے۔ ان میں سے کچھ فتنے موسم گرما کی ہواؤں کی طرح ہیں۔ ان میں سے کچھ چھوٹے ہیں اور کچھ بڑے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے سوا وہ سارا گروہ چلا گیا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس امت میں چار فتنے ہوں گے، ان میں سے آخری دولت کا فتنہ ہے۔ (2)

امام احمد، ابوداؤد اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فتن کا ذکر کیا اور آپ ﷺ نے کثرت سے ان کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے فتنہ الاحلاس (عرصہ دراز تک قائم رہنے والا فتنہ) کا ذکر فرمایا۔ تو ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ فتنہ الاحلاس کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ فتنہ حرب و ہرب ہے (یعنی لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑیں گے اور ایک دوسرے کے خوف سے بھاگیں گے) مزید فرمایا: پھر فتنہ سراء (خوشحالی اور عیش و عشرت کا فتنہ) ہوگا۔ اس فتنے کا دھواں ایک آدمی کے قدموں کے نیچے سے نکلے گا جو میری اہل بیت میں سے ہوگا (یعنی وہ شخص اس فتنہ کا بانی ہوگا) وہ یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ کیونکہ میرے دوست تو متقی اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ پھر لوگ ایک آدمی کے ہاتھ پر رضا مندی اور بیعت کا اظہار کریں گے، جو کہ کولہے کے اوپر پسلی کی مانند ہوگا (یعنی جس طرح پسلی کولہے کی اوپر غیر مستقیم ہوتی ہے اسی طرح وہ بھی غیر مستقل مزاج ہوگا) پھر اس کے بعد فتنہ الدھیماء (سیاہ و تاریک فتنہ) ظاہر ہوگا۔ وہ اس امت میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا مگر یہ کہ اسے طمانچہ لگائے گا (یعنی کوئی بھی اس کے فتنہ سے محفوظ نہیں رہے گا) یہاں تک کہ جب یہ کہا جائے گا کہ فتنہ ختم ہو چکا ہے۔ تو وہ دوبارہ پھر لوٹ آئے گا۔ اس فتنہ کے دوران آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کے وقت کافر ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ لوگ دو خیموں (حصوں) میں بٹ جائیں گے۔ ایک خیمہ ایمان کا ہوگا۔ اس میں کوئی نفاق نہیں ہوگا

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 13-12 (2891)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، کتاب الفتن، جلد 2، صفحہ 226، وزارت تعلیم اسلام آباد

اور ایک خیمہ نفاق کا ہوگا۔ جس میں ایمان نہیں ہوگا۔ اور جب ایسا ہو جائے تو تم اسی دن یا دوسرے دن دجال کا انتظار کرو۔(1)

ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو ہم ایک منزل پر اترے پس ہم میں سے بعض اپنا خیمہ لگانے لگے۔ اور بعض تیر اندازی کا مقابلہ کرنے لگے۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کے منادی نے ندا دی: ''اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ'' جماعت تیار ہے۔ پس میں آپ ﷺ کی طرف گیا اور آپ ﷺ لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے: اے لوگو! بلاشبہ مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں گزرا مگر اس پر یہ واجب تھا کہ وہ اپنی امت کو ان چیزوں کی راہنمائی کرے، جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ وہ ان کے لیے بہتر اور خیر کا باعث ہیں۔ اور وہ انہیں ان سے ڈرائے جن کے بارے یہ جانتا ہے کہ وہ ان کے لیے باعث شر ہیں۔ خبردار جان لو! اس امت کی عافیت اس کی ابتدا اور اس کے پہلے لوگوں میں ہے۔ کیونکہ اس کے آخر کو بلائیں اور فتنے آ پہنچیں گے۔ اور وہ مسلسل ایک دوسرے کے ساتھ ملے ہوئیں گے۔ ایک فتنہ آئے گا۔ تو مومن کہے گا یہ مجھے ہلاک کر دے گا۔ پھر وہ دور ہو جائے گا۔ پھر ایک اور فتنہ ظاہر ہوگا۔ تو مومن پھر اسی طرح کہے گا۔ پھر فتنہ ظاہر ہوگا اور بندۂ مومن پھر اس اس طرح کہے گا۔ پھر وہ فتنہ دور ہو جائے گا۔ پس جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ جہنم کی آگ سے دور رہے اور جنت میں داخل ہو، تو اس کی آرزو اسے پا لے گی درآنحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو۔ اور وہ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے جیسا وہ خود پسند کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کیا جائے۔ اور جس نے کسی امام کی بیعت کی اور اسے اپنے ہاتھ کا وعدہ اور دل کا ثمرہ دے دیا تو پھر اسے چاہیے کہ حسب استطاعت اس کی اطاعت کرے۔(2)

ابن خزیمہ اور حاکم نے عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک آپ ﷺ ایک جماعت کے پاس اٹھ کر گئے اور آپ اسے ڈرانے لگے۔ پھر واپس لوٹ آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں تین دجالوں سے ڈراتا ہوں۔ تو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ'' یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ہمیں کانے دجال اور سب سے زیادہ جھوٹ بولنے والے کے بارے تو پہلے خبر دی ہے۔ تو یہ تیسرا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی ایک قوم میں ظاہر ہوگا۔ ان کے پہلے لوگ بھی ہلاک ہوئے ہیں اور ان کے آخری لوگ بھی ہلاک ہوں گے۔ ان پر لعنت ہے۔ اور وہ فتنہ جارفہ (ہمہ گیر موت دینے والا فتنہ) میں مبتلا ہوں گے۔ اور وہی دجال اکیس ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کھائے گا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر آپ ﷺ کے طریقہ سے دور ہوگا۔ ذہبی نے کہا: یہ حدیث مرہ کے سبب منکر ہے۔(3)

امام حاکم نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ تمہارے لیے کسریٰ کے خزانے کھول دیئے جائیں گے۔ چاہے وہ ابیض ہوں یا ابیض میں ہوں (یعنی سفید محل میں) اے مسلمانوں کے گروہ! حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔(4)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 513 (8441)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 191، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 558 (8513)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 561 (8573)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے: رمضان المبارک کے مہینے میں ایک دھماکہ ہوگا جو سونے والے کو بیدار کر دے گا۔ اور جاگنے والوں کو خوفزدہ کر دے گا۔ پھر شوال میں ایک جماعت ظاہر ہوگی، پھر ذی الحجہ میں لوہے یا لکڑی کا ہنٹر۔ اور وہ محارم کی آبروریزی کریں گے۔ پھر صفر میں موت آجائے گی۔ پھر قبائل ربیع میں اتریں گے۔ پھر جمادی اور رجب کے درمیان مکمل طور پر خود پسندی اور تکبر ہوگا۔ پھر محرم میں کجاوے والی اونٹنی محل نما عمارت سے بہتر ہوگی۔ اور ایک لاکھ بھی کم ہو جائے گا۔ (1) حاکم نے کہا: یہ حدیث غریب المتن ہے۔ اور ذہبی نے کہا یہ حدیث موضوع ہے۔

امام احمد، ابو یعلی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بجیلہ کا ایک آدمی پہاڑی شیطان کو اتارے گا۔ اسے اشہب یا ابن اشہب راعی الخیل کہا جاتا ہے۔ اس کا غلام قوم میں بہت زیادہ ظلم کرے گا۔ (2) ذہبی نے کہا یہ روایت صحت سے بہت بعید ہے اور آپ نے اسے منکر کہا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ارقم بن یعقوب سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے۔ تمہاری کیفیت کیا ہوگی جب کہ تمہیں تمہاری اس زمین سے جزیرۂ عرب اور منابت الشیح کی طرف نکال دیا جائے گا؟ میں نے پوچھا: ہمیں کون نکالے گا؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے دشمن۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: گویا کہ میں انہیں فرات کے دونوں کناروں پر ان کے گھوڑوں کے کانوں اور ان کی بغلوں کے اندرونی حصوں کو دیکھ رہا ہوں۔ (4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے معیقیب اور نعیم بن حماد رحمہما اللہ سے اور انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے: میری امت ہرگز فنا نہیں ہوگی یہاں تک کہ ان میں تمایز، تمایل اور مقامع ظاہر ہو جائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ تمایز کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ عصبیت ہے جو میرے بعد اسلام کے بارے میں لوگوں میں ظاہر ہو جائے گی۔ پھر میں نے عرض کی: تمایل کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کی طرف مائل ہو جائے گا اور اس کی محرمات کو حلال سمجھنے لگے گا۔ پھر میں نے عرض کی: مقامع کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بعض دینی پیشوا بعض کی طرف چلیں گے اور جنگ میں ان کی جماعتیں مختلف ہوں گی۔ حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ (5)

امام ابن ماجہ، حاکم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جب جنگیں واقع ہوں گی تو دمشق سے غلاموں کا ایک دستہ نکلے گا۔ عربوں میں ان کے گھوڑے بہترین ہوں گے اور ان کے ہتھیار عمدہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس دین کی مدد فرمائے گا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (6)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: عنقریب فتنے برپا ہوں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 563 (8580)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 566 (8588)
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 474 (37339)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً (37340)
5۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 569 (8597)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 591 (8646)

لوگ ان سے اس طرح نکلیں گے جیسے سونا معدن سے نکلتا ہے۔ پس تم اہل شام کو برا بھلا نہ کہو۔ بلکہ ان کے ظالم لوگوں کو گالی گلوچ دو۔ کیونکہ ان میں ابدال رہتے ہیں۔ عنقریب الله تعالیٰ آسمان سے بارش نازل فرمائے گا اور انہیں غرق کر دے گا۔ یہاں تک کہ اگر ان کے ساتھ لومڑوں نے بھی جنگ کی تو وہ ان پر غالب آ جائیں گے۔ پھر اس وقت الله تعالیٰ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل بیت اطہار سے ایک آدمی بھیجے گا۔ اس کے ساتھ بارہ ہزار کا لشکر ہوگا۔ اگر ان کی تعداد کم ہوئی۔ یا پندرہ ہزار کا لشکر ہوگا اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ تین جھنڈوں پر ان کے اونچے اونچے نشان ہوں گے۔ اور ان کے ساتھ سات جھنڈوں والے جنگ لڑیں گے، جن میں سے ہر علمبردار صرف ملک میں حرص اور طمع رکھتا ہوگا۔ پس وہ جنگ لڑیں گے اور انہیں شکست سے دوچار کر دیں گے۔ پھر ہاشمی غالب آئے گا اور الله تعالیٰ لوگوں پر ان کی دوستی ومحبت اور ان کی نعمتیں واپس لوٹا دے گا، پس وہ اسی حال پر رہیں گے یہاں تک کہ دجال ظاہر ہو جائے گا، حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ نے ذم الملاہی میں حضرت جبیر بن نفیر رضی الله عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ مشکل میں گھر جائے گی۔ یہاں تک کہ اس کی پشت پر مٹی کے گھروں اور خیموں میں رہنے والے نہیں رہیں گے اور اس امت کے آخری لوگ زلزلوں میں مبتلا کر دیئے جائیں گے۔ پس اگر انہوں نے توبہ کر لی تو الله تعالیٰ بھی ان پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ ارتکاب کیا تو الله تعالیٰ بھی ان پر زلزلے، پتھروں کی بارش، شکلوں کا بگڑنا اور بجلی کی کڑک لوٹا دے گا۔

امام احمد رحمہ الله نے حضرت ابوسعید خدری رضی الله عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں حضرت مہدی کی بشارت دیتا ہوں۔ الله تعالیٰ اسے میری امت میں اس وقت مبعوث فرمائے گا جب زمانے کے فسادات اور زلزلے عروج پر ہوں گے۔ اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جیسا اس سے قبل اسے ظلم وزیادتی سے بھرا گیا۔ اور زمین وآسمان کے باسی اس سے راضی اور خوش ہو جائیں گے۔ وہ زمین میں صحاح تقسیم کرے گا۔ یہ سن کر کسی آدمی نے عرض کی، صحاح کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کے درمیان مساوات قائم کرنا۔ وہ امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دلوں کو غنا سے بھر دے گا۔ اور اس کا عدل ان میں وسیع ہو جائے گا، یہاں تک کہ وہ منادی کو حکم دے گا۔ اور وہ ندا دیتے ہوئے یہ کہے گا: کون ہے جسے مال کی ضرورت ہو۔ تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے سوا کوئی آدمی کھڑا نہیں ہوگا۔ تو وہ کہے گا: خازن کو بلاؤ اور اسے کہو کہ مہدی تجھے حکم دیتا ہے کہ مجھے مال عطا کرو۔ پس وہ اسے کہے گا گن کر دو۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کی گود میں ڈالے گا اور مال اس پر ظاہر کرے گا۔ تو وہ نادم ہو جائے گا۔ اور کہے گا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں اپنی ذات کے لیے زیادہ حریص اور لالچی تھا۔ تب ہی وہ مال جو ان کی وسعت رکھتا ہے۔ اس نے میری طاقت نہ رکھی۔ فرمایا: پس وہ لوٹا دے گا اور اس میں سے کوئی شے قبول نہیں کرے گا۔ تو پھر اسے کہا جائے گا: بے شک ہم اس سے کوئی شے نہیں لیں گے جو ہم نے عطا کر دی ہے۔ پس سات، آٹھ یا نو برس اسی طرح کے ہوں گے۔ پھر اس کے بعد زندہ رہنے میں کوئی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 596 (8658)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بھلائی اور خیر نہیں ہوگی۔فرمایا: پھر اس کے بعد حیات میں کوئی خیر اور نفع نہیں ہوگا۔(1)

امام احمد، ترمذی اور آپ رحمہم اللہ نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں حضرت مہدی علیہ السلام پانچ یا سات خروج فرمائیں گے۔اس مدت میں ابوالحوزی کو شک ہے۔ہم نے عرض کیا: اس پانچ یا سات سے کون سی شے مراد ہے۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ یا سات سال۔پھر آسمان ان پر موسلا دھار بارش برسائے گا اور زمین اپنی نباتات میں سے کوئی شے اپنے اندر چھپا کر نہیں رکھے گی۔مال اکٹھا ہو جائے گا۔ایک آدمی ان کے پاس آئے گا۔اور کہے گا اے مہدی! مجھے دو، مجھے دو۔پس وہ اس کے لیے اس کے کپڑے میں اتنا مال لائے گا جتنا وہ اٹھانے کی طاقت رکھتا ہوگا۔(2)

امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری اہل بیت میں سے ایک آدمی زمین پر حاکم بن جائے گا اور وہ آدمی کشادہ (پیشانی والا) اور اونچی (ناک والا) ہوگا(3)۔اور ابوداؤد کے الفاظ ہیں: مہدی مجھ سے ہے اس کی پیشانی کشادہ اور ناک اونچی ہے وہ زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسا کہ اس سے قبل اسے ظلم وجور سے بھرا گیا۔وہ سات برس تک رہے گا۔

امام احمد اور مسلم نے بیان کیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں ایک خلیفہ آئے گا جو بغیر شمار کے حق ادا کرے گا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: زمانہ ختم ہونے کے وقت اور فتنوں کے ظہور کے وقت میری اہل بیت سے ایک آدمی خروج فرمائے گا اور اس کی عطاء بغیر حساب وشمار کے ہوگی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر دنیا میں سے سوائے ایک دن کے کچھ بھی باقی نہ رہا، تو بھی بالیقین اللہ تعالیٰ ہم میں سے ایک آدمی کو بھیجے گا جو زمین کو عدل وانصاف سے اسی طرح بھرے گا جیسے اسے ظلم وزیادتی سے بھرا گیا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت مہدی ہمارے اہل بیت میں سے ہوں گے۔اللہ تعالیٰ رات کے وقت انہیں ظاہر فرمائے گا۔(8)

1۔مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 52، دار صادر بیروت 2۔مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 22-21، دار صادر بیروت
3۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 17 4۔صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18، صفحہ 32 (14-2913)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما ذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 513 (37640)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ایضاً (37639) 7۔ایضاً، (37648) 8۔ایضاً (37644)

امام ابو دؤاد رحمہ اللہ نے ابو اسحاق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اور انہوں نے اپنے بیٹے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: بے شک میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سید فرمایا ہے۔ عنقریب ان کی صلب سے ایک آدمی پیدا ہوگا اس کا نام تمہارے نبی کے نام پر ہوگا۔ وہ اخلاق (سیرت) میں انہی کے مشابہ ہوگا۔ لیکن تخلیق (صورت) میں وہ ان کے مشابہ نہیں ہوگا اور وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر دنیا میں سے سوائے ایک دن کے کوئی باقی نہ رہے۔ تو بھی اللہ تعالیٰ اس میں ایک آدمی مبعوث فرمائے گا جو میری اہل بیت سے متعلق ہوگا۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں شب و روز کا سلسلہ ختم نہیں ہو گا۔ یہاں تک کہ میری اہل بیت میں سے ایک آدمی عرب کا مالک بن جائے گا۔ اس کا نام میرے نام کے اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام سے موافقت رکھتا ہوگا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جیسا کہ اسے ظلم و جور سے بھرا گیا۔ ترمذی اور حاکم دونوں نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر سوائے ایک دن کے دنیا میں سے کچھ بھی باقی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس دن کو طویل کر دے گا، یہاں تک کہ میری اہل بیت میں سے ایک آدمی والی بن جائے گا اور اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔ ترمذی نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، طبرانی اور حاکم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام میری نسل سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابو یعلی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایک خلیفہ کی موت کے وقت اختلاف ہوگا۔ اور اس وقت اہل مدینہ میں سے ایک آدمی بھاگ کر مکہ کی طرف آئے گا۔ پس اہل مدینہ میں سے لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ اور اسے (امامت کے لیے) کہیں گے حالانکہ وہ ناراض ہوگا۔ پس وہ لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔ پھر شام سے ایک لشکر اس کی طرف بھیجا جائے گا۔ لیکن انہیں مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان مقام بیداء پر دھنسا دیا جائے گا۔ پس جب لوگ اس صورت حال کا مشاہدہ کریں گے۔ تو شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں اس کے پاس آئیں گی اور اس کی بیعت کریں گی۔ پھر قریش میں ایک آدمی پیدا ہوگا جس کے ننہال بنی کلب میں ہوں گے۔ پس وہ ان کی طرف ایک لشکر بھیجے گا اور وہ ان پر غلبہ پا لیں گے۔ یہی بنی کلب کا لشکر ہے۔ اور خسارے میں وہ رہے گا جو بنی کلب کے مال غنیمت میں شریک نہیں ہوگا۔ پھر وہ مال تقسیم کرے گا اور لوگوں میں نبی مکرم ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرے گا۔ اور اسلام ساری زمین میں عام کر دے گا۔ وہ

1۔ سنن ابوداؤد، اول کتاب المہدی، جلد 2، صفحہ 233، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 601 (8672)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سات سال تک اسی طرح رہے گا۔ پھر اُس کا وصال ہوگا اور تمام مسلمان اس کی نماز جنازہ ادا کریں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ بنی ہاشم کے نوجوانوں کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا۔ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور آپ کا رنگ متغیر ہوگیا۔ تو میں نے کہا: ہم آپ کے چہرہ مقدس پر ایسی شے دیکھ رہے ہیں جسے ہم ناپسند کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اہل بیت نے ہمارے لیے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے۔ بے شک عنقریب میرے بعد میرے اہل بیت بلاؤں اور بھگاؤ اور دور کرو جیسی آزمائشوں میں ڈال دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ مشرق کی جانب سے ایک قوم آئے گی۔ ان کے پاس سیاہ رنگ کے جھنڈے ہوں گے اور وہ خیر اور بھلائی کا سوال کریں گے۔ لیکن وہ انہیں عطا نہیں کی جائے گی اور ان سے قتال کیا جائے گا۔ پھر ان کی مدد کی جائے گی۔ اور جو کچھ انہوں نے مانگا وہ انہیں دیا جائے گا۔ لیکن وہ اسے قبول نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ میری اہل بیت میں سے ایک آدمی کو دے دیں گے۔ وہ اسے عدل و انصاف کے ساتھ اس طرح بھر دیں گے جیسے انہوں نے اسے ظلم و زیادتی کے ساتھ بھرا تھا۔ پس تم میں سے جو کوئی اسے پالے، اسے چاہیے کہ وہ ان کے پاس آئے، اگرچہ برف پر گھسٹ کر ہی آنا پڑے۔(2)

امام ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی تمہارے خزانے کے پاس لڑیں گے۔ وہ تمام خلیفہ کے بیٹے ہوں گے۔ پھر وہ ان میں سے کسی ایک کے پاس بھی نہیں رہے گا۔ پھر مشرق کی جانب سے سیاہ رنگ کے جھنڈے ظاہر ہوں گے اور وہ تم سے ایسی جنگ لڑیں گے کہ کسی قوم نے ایسی جنگ نہیں لڑی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ چیزوں کا ذکر کیا، جنہیں میں یاد نہیں رکھ سکا۔ فرمایا: جب تم اسے دیکھو تو اس کی پیروی کرو اگرچہ برف پر چل کر جانا پڑے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا خلیفہ مہدی ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام ترمذی اور نعیم بن حماد رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت پر آخری زمانہ میں ان کے سلطان کی جانب سے شدید آزمائش نازل ہوگی یہاں تک کہ ان پر زمین تنگ ہو جائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ میری نسل سے ایک آدمی بھیجے گا۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جیسا کہ اسے ظلم و جور سے بھرا گیا۔ اس سے زمین و آسمان کے مکین راضی ہو جائیں گے۔ زمین اپنے بیج میں سے کوئی شے مخفی نہیں رکھے گی بلکہ اسے باہر نکال دے گی۔ اور آسمان اپنی بارش میں سے ایک قطرہ بھی بچا کر نہیں رکھے گا۔ بلکہ اسے انڈیل دے گا۔ وہ ان لوگوں میں سات آٹھ یا نو برس تک زندہ رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام سے ایک آدمی

1۔ سنن ابو داؤد، اول کتاب المہدی، جلد 2، صفحہ 233

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب خروج المہدی، جلد 4، صفحہ 452 (4082)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 510 (8432)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے مجھے یہ بتایا ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام ظاہر نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ ایک پاکیزہ نفس کو قتل کیا جائے گا۔ پس جب اس پاکیزہ نفس کو قتل کیا جائے گا۔ توان پر زمین وآسمان میں رہنے والے غضب ناک ہو جائیں گے۔ پس لوگ حضرت مہدی علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ آپ کو اس طرح اشتیاق کے ساتھ بھیجیں گے جیسا کہ شادی کی رات دلہن کو اس کے خاوند کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے، زمین اپنی نباتات نکالے گی اور آسمان بارش برسائے گا۔ اوران کی ولایت میں میری امت اتنی خوشحال ہوگی۔ جتنی کبھی خوشحال نہیں ہوئی ہوگی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ یکے بعد دیگرے فتنے برپا ہوں گے اور آخر میں کیفیت یہ ہوگی کہ کوڑے کے سرے کی گرہ کے پیچھے تلوار کی دھار ہوگی۔ پھر اس کے بعد ایک فتنہ ظاہر ہوگا۔ جس میں تمام محارم کو حلال سمجھا جائے گا۔ پھر اہل زمین میں سے نیک اور افضل آدمی کی خلافت آئے گی۔ حالانکہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے عاصم بن عمرو بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آسمان سے ایک آدمی کو نام لے کر پکارا جائے گا کہ کوئی ذلیل اس کا انکار نہیں کرے گا اور کوئی ذلیل اسے روک نہیں سکے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ثابت بن عطیہ کی سند سے حضرت عبد اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے اس طاعت اور جماعت کو لازم پکڑے رکھو۔ کیونکہ یہی وہ اللہ تعالیٰ کی رسی ہے جس کو (پکڑے رکھنے کا) حکم دیا گیا ہے۔ بے شک جماعت میں جن چیزوں کو تم ناپسند کرتے ہو وہ ان سے بہتر ہیں جنہیں تم حالت افتراق میں پسند کرتے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جس شے کو بھی پیدا فرمایا ہے اس کے لیے ایک انتہاء بنادی ہے۔ بے شک یہ دین مکمل ہو چکا ہے۔ اور یہ نقصان اور کمی کی طرف جارہا ہے۔ اور اس کی نشانی یہ ہوگی کہ رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات منقطع ہو جائیں گے، مال بغیر حق کے لیا جائے گا، خون بہایا جائے گا، قرابت دار اپنی قرابت کی شکایت کرے گا تو کوئی شے اس پر لوٹ کر نہیں آئے گی، سائل چکر لگائے گا مگر اس کے ہاتھ پر کوئی شے نہیں رکھی جائے گی۔ پس لوگ اسی طرح ہوں گے کہ اچانک زمین گائے کے ڈکارنے کی طرح آواز نکالے گی۔ تمام انسان یہ گمان کریں گے کہ زمین نے ان کی وجہ سے یہ آواز نکالی ہے۔ پس لوگ اس حال میں ہوں گے کہ اچانک زمین اپنا سینہ چیر کر سونا اور چاندی باہر پھینک دے گی۔ اور اس کے بعد سونے چاندی میں سے کوئی شے نفع نہیں دے گی۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ وضو فرمارہے تھے۔ آپ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور میری طرف دیکھا۔ اور ارشاد فرمایا: اے امت! تم میں چھ چیزیں ہوں گی۔ تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موت۔ یہ سن کر میرا دل اپنی جگہ پر قائم نہ رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ایک ہے۔ پھر فرمایا: تم میں مال بہنے لگے گا۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کو دس ہزار دیئے جائیں گے اور وہ اس پر اظہار ناراضگی کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دو ہیں۔ پھر فرمایا: تم میں سے ہر آدمی کے گھر فتنہ داخل ہو جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ تین ہیں۔ پھر فرمایا: موت بکریوں کی گردن توڑ بیماری کی طرح ہوگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال، جلد 7، صفحہ 514 (37653)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 474 (37337)

چار ہیں۔ پھر فرمایا: تمہارے اور بنی اصفر کے درمیان صلح ہو جائے گی۔ اور وہ تمہارے لیے عورت کے حمل کی مقدار نو مہینے تک جمع رہیں گے۔ پھر تم سے معاہدہ توڑ دینا اولیٰ سمجھیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ پانچ ہیں۔ مدینہ (شہر) فتح ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مدینہ سے مراد کون سا شہر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسطنطنیہ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عوف بن مالک اشجعی سے روایت بیان کی ہے کہ میں غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ چمڑے کے قبہ میں تشریف فرما تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے چھ چیزیں ہوں گی میں انہیں شمار کرتا ہوں۔ فرمایا: میری موت۔ پھر بیت المقدس کی فتح، پھر دو موتیں تمہیں پکڑ لیں گی جیسے بکریوں کے سینے کی بیماری جوان کی گردن توڑ دیتی ہے۔ پھر مال کا عام بہہ جانا۔ حتیٰ کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے جائیں گے اور وہ ناراض ہونے لگے گا، پھر ایک فتنہ ظاہر ہوگا۔ جس میں عرب کا کوئی گھر ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں وہ داخل نہ ہو۔ پھر صلح جو تمہارے اور بنی اصفر کے درمیان قائم ہوگی۔ پھر وہ اسے توڑ دیں گے اور وہ اسی علمبرداروں کے تحت تم پر حملہ آور ہوں گے اور ہر علم کے نیچے بارہ ہزار افراد ہوں گے۔ امام احمد نے یہ اضافہ ذکر کیا ہے اس دن مسلمانوں کے خیمے جس زمین میں ہوں گے اسے غوطہ کہا جاتا ہے جو شہر دمشق میں واقع ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کی نشانیوں میں سے چھ ہیں: میری موت، بیت المقدس کی فتح، وہ موت جو لوگوں کو اس طرح پکڑے گی جیسے بکریوں کو قعاص کی بیماری۔ ایک فتنہ جس کی گرمی ہر مسلمان کے گھر میں داخل ہوگی۔ ایک آدمی کو ہزار دینار دیئے جائیں گے اور وہ ان پر اظہار ناراضگی کرے گا، رومیوں کا معاہدہ توڑنا۔ وہ اسی جھنڈے لے کر چلیں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ ہزار (سپاہی) ہوں گے۔(3)

امام ابوداؤد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بڑی جنگ کے دن مسلمانوں کے خیمے شہر کی جانب غوطہ کے مقام پر ہوں گے۔ اس شہر کو دمشق کہا جاتا ہے جو دمشق کے شہروں میں بہترین شہر ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو کسی آدمی اور اس کے گھر والوں کے قبضے میں جنگل بیابان دیکھے۔ تو اس وقت قسطنطنیہ فتح ہوگا۔

امام مسلم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 174، دار صادر بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب اشراط الساعۃ، جلد 4، صفحہ 422 (4042)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 480 (37383)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، جلد 2، صفحہ 234، وزارت تعلیم اسلام آباد

نے ایسے شہر کے بارے سنا ہے جس کی ایک جانب جنگل ہے اور ایک جانب سمندر ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ستر ہزار افراد بنی اسحاق سے اس کے باسیوں سے جنگ لڑیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو اس کے قریب پڑاؤ ڈالیں گے۔ وہ ان کے ساتھ ہتھیاروں سے جنگ نہیں لڑیں گے اور نہ کوئی ان پر تیر برسائیں گے۔ بلکہ وہ یہ کہیں گے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ تو اس کی ایک جانب گر جائے گی۔ پھر وہ دوسری بار کہیں گے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تو اس کی دوسری جانب گر جائے گی۔ پھر وہ تیسری بار یہی کہیں گے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ تو ان کا راستہ کھل جائے گا اور وہ شہر میں داخل ہو جائیں گے اور وہ مال غنیمت جمع کر لیں گے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اچانک چیختے چلاتے ایک آئے گا کہ دجال نکل آیا ہے۔ پس وہ ہر شے کو چھوڑ دیں گیا اور واپس لوٹ جائیں گے۔ حاکم نے کہا: کہا جاتا ہے کہ یہ شہر ہی قسطنطنیہ ہے۔ اور یہ صحیح ہے کہ اس کی فتح قیامت قائم ہونے کے قریب ہوگی۔ (1)

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابویعلی، نعیم بن حماد رحمہم اللہ نے الفتن میں، طبرانی، بیہقی نے البعث والضیاء میں اور مقدسی نے المختارہ میں حضرت عبد اللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چند سالوں کا فاصلہ ہے اور دجال ساتویں سال نکلے گا۔ (ایک روایت میں ہے کہ جنگ عظیم اور قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان چھ سال کا فاصلہ ہے اور دجال ساتویں سال ظاہر ہوگا) (2)

امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قسطنطنیہ قیام قیامت کے قریب فتح ہوگا۔ (3)

امام مسلم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ رومی اعماق میں اتریں گے اور ان کی طرف مدینہ طیبہ سے زمین کے بہترین اور اعلیٰ لوگوں پر مشتمل لشکر آئے گا۔ جب وہ باہم صف بند ہوں گے تو رومی کہیں گے ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان راستہ چھوڑ دو جنہوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنایا۔ ہم ان سے جنگ لڑیں گے، تو مسلمان کہیں گے قسم بخدا! ایسا نہیں ہوسکتا۔ پس وہ ان سے جنگ شروع کر دیں گے اور ان میں سے ایک تہائی شکست خوردہ ہو کر بھاگ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان کی توبہ قبول نہیں فرمائے گا۔ اور ایک تہائی جام شہادت نوش کریں گے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے۔ اور ایک تہائی ایسے ہوں گے جنہیں کبھی فتنہ میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔ وہ قسطنطنیہ پہنچ جائیں گے اور اسے فتح کر لیں گے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے۔ اور وہ اپنے ہتھیار زیتون کے درختوں کے ساتھ لٹکائے ہوئے ہوں گے کہ اچانک شیطان چیخ کر کہے گا کہ تمہارے گھروں میں مسیح دجال آچکا ہے اور اس کا یہ اعلان جھوٹا ہوگا۔ پس جب وہ شام پہنچیں

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفتن، جلد 18، صفحہ 35 (2920)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب الملاحم، جلد 4، صفحہ 458 (4093)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 6، صفحہ 421، دار الفکر بیروت

گے تو اس وقت وہ نکلے گا۔ اس اثناء میں کہ وہ جنگ کے لیے تیار ہوں گے اور صفیں سیدھی کر رہے ہوں گے صبح کی نماز کا وقت ہو جائے گا۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور ان کی امامت کرائیں گے۔ جب وہ اللہ کا دشمن آپ کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جیسے نمک پگھلتا ہے۔ پس اگر آپ اسے چھوڑ دیں، تو وہ پگھلتا ہی رہے یہاں تک کہ ہلاک ہو جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے آپ کے دست مبارک سے قتل کرائے گا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے نیزے پر اس کا خون لوگوں کو دکھائیں گے۔(1)

امام ابن ماجہ اور حاکم رحمہما اللہ نے کثیر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم ابن اصفر سے قتال کر لو۔ اہل حجاز کے ان مومنین کی ایک جماعت ان کی طرف نکلے گی جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں۔ اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت رکاوٹ نہیں بنے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے لیے قسطنطنیہ اور روم تسبیح و تکبیر کے ساتھ فتح فرما دے گا اور اس کے قلعے گر جائیں گے۔ وہ ایسی عظیم فتح حاصل کریں گے، جس کی مثل کسی نے کبھی نہیں پائی۔ یہاں تک کہ وہ ڈھال کے ساتھ مال تقسیم کریں گے۔ پھر ایک چیخنے والا بلند آواز سے یہ کہے گا اے اہل اسلام! تمہارے شہروں اور تمہاری اولادوں میں دجال آ گیا ہے۔ پس لوگ مال کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ بعض مال لینے والے ہوں گے اور بعض چھوڑنے والے۔ نتیجۃً مال لینے والا بھی نادم ہوگا اور چھوڑنے والا بھی نادم ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی یثرب (مدینہ طیبہ) کی خرابی اور تباہی کا باعث بنے گی اور یثرب کی خرابی جنگ کا سبب بنے گی اور جنگ کا شروع ہونا قسطنطنیہ کی فتح کا سبب بنے گا۔ اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کے ظاہر ہونے کا سبب بنے گی۔ پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا: قسم بخدا! بے شک یہ اسی طرح حق ہے جیسا کہ آپ بیٹھے ہوئے ہیں۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن ماجہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنگ عظیم، قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا خروج سات مہینوں میں ہوگا۔(3)

امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ نے ذی مخمر رحمہ اللہ سے جو کہ نجاشی رحمہ اللہ کا بھتیجا تھا، سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: عنقریب رومی تمہارے ساتھ انتہائی امن والی صلح کریں گے۔ حتی کہ اس کے بعد تم اور وہ مل کر ایک دشمن سے جنگ لڑو گے۔ پس تمہاری مدد کی جائے گی، تم مال غنیمت حاصل کرو گے اور واپس

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی فتح قسطنطنیہ، جلد 18، صفحہ 17 (2897)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، کتاب الملاحم، جلد 2، صفحہ 234، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی علامات خروج الدجال، جلد 6، صفحہ 420 (2238)، دارالفکر بیروت

لوٹ آؤ گے۔ پھر تم ایک ٹیلوں والی سرسبز وشاداب جگہ پر اترو گے۔ تو رومیوں میں سے ایک کہنے والا یہ کہے گا: صلیب غالب آ گئی۔ (یعنی ہم نے صلیب کی برکت سے فتح حاصل کی ہے) تو پھر مسلمانوں میں سے ایک کہنے والا کہے گا: نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت سے فتح حاصل کی ہے۔ پس وہ آپس میں باری باری اس کا تکرار کریں گے۔ نتیجۃً مسلمان ان کی صلیب کی طرف دوڑ کر جائے گا اور وہ ان سے زیادہ دور نہیں ہوں گے اور اسے جا کر توڑ دے گا۔ اور رومی صلیب توڑنے والے پر حملہ آور ہوں گے تاکہ وہ اسے قتل کر دیں۔ پس مسلمان بھی اپنے اسلحہ کی طرف دوڑ کر جائیں گے پھر ان کے درمیان جنگ چھڑ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اس جماعت کو شہادت سے سرفراز فرمائے گا۔ پس رومی حاکم روم کو کہیں گے۔ عرب کی حد تک ہم تیرے لیے کافی ہیں۔ وہ مسلمانوں سے علیحدہ ہو جائیں گے اور لشکر جمع کرنا شروع کر دیں گے۔ وہ اسی علمبرداروں کے تحت تم پر حملہ آور ہوں گے اور ہر علم کے نیچے بارہ ہزار لشکری ہوں گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام احمد، بخاری بزار، ابن خزیمہ، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن بشر غنوی سے روایت بیان کی ہے کہ میرے باپ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: قسطنطنیہ ضرور فتح کیا جائے گا۔ پس اس امیر کی امارت کتنی اچھی ہوگی۔ اور وہ لشکر کتنا اچھا لشکر ہوگا۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام احمد اور حاکم نے ابوقبیل رحمہم اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قسطنطنیہ اور رومیہ کی فتح کے بارے مذاکرہ ہوا کہ ان میں سے پہلے کسے فتح کیا جائے گا؟ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صندوق منگایا اور اسے کھولا اور اس سے ایک کتاب نکالی۔ فرمایا: ہم یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر لکھا کرتے تھے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ دونوں شہروں میں سے کون سا شہر پہلے فتح کیا جائے گا قسطنطنیہ یا رومیہ؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''ہرقل کا شہر پہلے فتح کیا جائے گا'' آپ کی اس سے مراد قسطنطنیہ ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور کھجوروں کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک خوشہ ردی کھجوروں کا تھا۔ آپ ﷺ کے پاس عصا مبارک تھا۔ آپ نے عصا کے ساتھ خوشے میں کچوکا دیا اور فرمایا: اگر یہ صدقہ کرنے والا چاہے تو اس سے بہتر اور اچھی کھجوریں صدقہ کرے۔ بلاشبہ قیامت کے دن اس صدقے کا مالک ردی کھجوریں ہی کھائے گا۔ قسم بخدا! اے اہل مدینہ تم اس شہر کو چالیس سال تک عوافی (پرندوں اور درندوں) کے لیے کھلا چھوڑ دو گے۔ ہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو عوافی کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پرندے اور درندے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(4)

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ مدینہ طیبہ کو موجودہ حالت سے بہتر اور اچھی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 467 (8298)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 335، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 468 (8301)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 472 (8310)

حالت پر چھوڑ دیا جائے گا اور اس سے پرندے اور درندے کھائیں گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام حاکم نے محجن بن ادرع رحمہما اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے رخ زیبا مدینہ طیبہ کی طرف کیا اور اس کے لیے ایک قول فرمایا۔ پھر فرمایا: تیری ماں ہلاک ہو۔ اس کی ماں کے لیے ہلاکت ہے، یہ ایسا شہر ہے جسے اس کے باسی اس وقت چھوڑ دیں گے جب کہ اس کے پھل پکے ہوں گے۔ اور انہیں آزاد گھومنے پھرنے والے پرندے اور درندے کھائیں گے۔ دجال اس میں داخل نہیں ہوگا ان شاء اللہ۔ جب بھی وہ اس میں داخل ہونے کا ارادہ کرے گا تو اس کے راستوں میں سے ہر راستے میں اس کی ملاقات بہادر فرشتے سے ہوگی جو اسے اس میں داخل ہونے سے روک دے گا۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دس علامات ظاہر ہو جائیں: مشرق کی جانب زمین میں دھنسنا، مغرب کی جانب زمین میں دھنسنا، جزیرۂ عرب میں زمین میں دھنسنا۔، دجال، یاجوج، ماجوج کا ظاہر ہونا، دابہ، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، قعر عدن سے آگ کا نکلنا جو کہ لوگوں کو محشر کی جانب ہانک کر لے جائے گی اور وہ چھوٹی اور بڑی چیونٹیوں کو بھی جمع کر دے گی۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام ابو یعلی، رویانی، ابن قانع اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک ہوا ہے جسے وہ (قیامت کے قریب) سو سال کے اختتام پر بھیجے گا اور ہر مومن کی روح قبض کر لی جائے گی۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(4)

امام احمد، طبرانی اور حاکم نے عیاش بن ابی ربیعہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے ایک ہوا آئے گی۔ جس میں ہر مومن کی روح قبض کر لی جائے گی۔ حاکم نے کہا ہے: یہ روایت صحیح ہے۔(5)

امام مسلم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ یمن کی جانب سے ایک ہوا بھیجے گا جو ریشم سے زیادہ نرم اور راحت بخش ہوگی۔ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا وہ اسے نہیں چھوڑے گی۔ بلکہ اسے قبض کر لے گی۔(6) حاکم نے کہا ہے: یہ حدیث صحیح ہے۔

امام مسلم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: سلسلہ لیل و نہار ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ لات و عزیٰ کی پوجا کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ صاف اور پاکیزہ ہوا بھیجے گا۔ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی خیر اور نیکی ہوگی وہ فوت ہو جائے گا، اور وہ باقی رہے گا جس

1۔ ایضاً (8311) 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 474 (8315)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (8317) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 504 (8411) 5۔ ایضاً (8405)

6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی الریح التی تکون قرب القیامۃ، جلد 2، صفحہ 14-113 (185)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6B

میں کوئی خیر اور نیکی نہیں۔ پھر وہ اپنے آباء و اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میری امت کی ایک جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم پر مسلسل جنگ لڑتی رہے گی۔ اور وہ دشمن پر غالب رہیں گے۔ ان کے مخالفین انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور وہ اسی حال پر ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا۔ اس کی خوشبو کستوری کی طرح ہوگی۔ اور اس کا مس کرنا ریشم کے مس کرنے کی طرح ہوگا (یعنی وہ ریشم کی طرح ملائم اور نرم و نازک ہوگی)۔ پس وہ کسی ایسے آدمی کو نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا۔ مگر یہ اس کی روح کو قبض کر لے گی۔ پھر لوگوں میں سے صرف شریر اور ظالم لوگ باقی رہیں گے جن پر قیامت قائم ہوگی۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا، جو کسی بھی ایسے شخص کو نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں ایک ذرہ برابر تقویٰ اور عقل ہوگی۔ مگر یہ ہوا اسے قبض کر لے گی اور ہر قوم اس کے ساتھ لاحق ہو جائے گی جس کی زمانہ جاہلیت میں ان کے آباء عبادت کرتے تھے۔ بے وقوف اور گھٹیا قسم کے لوگ باقی رہ جائیں گے۔ نہ وہ نیکی کا حکم دیں گے اور نہ ہی برائی سے روکیں گے۔ اور راستوں میں نکاح کریں گے۔ پس جب ایسا ہوگا۔ تو اہل زمین پر اللہ تعالیٰ کا غضب شدید ہو جائے گا۔ اور وہ قیامت قائم کر دے گا۔(3)

امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ فرات سے سونے کا ایک پہاڑ ظاہر ہوگا۔ لوگ اس پر لڑنے لگیں گے۔ اور سو میں سے ننانوے افراد اس کے سبب قتل ہو جائیں گے اور ان میں سے ہر آدمی یہ کہے گا(4): شاید میں زندہ بچ جاؤں اور نجات پا جاؤں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: قریب ہے کہ فرات سونے کا ایک پہاڑ ظاہر کر دے۔ پس جب لوگ اس کے بارے سنیں گے تو اس کی طرف چل پڑیں گے۔ تو اس کے پاس والا کہے گا: کہ اگر ہم نے لوگوں کو چھوڑ دیا کہ وہ اس سے لے لیں۔ تو وہ یہ سارے کا سارا لے جائیں گے۔ فرمایا: پس وہ اس پر لڑائی شروع کر دیں گے اور ہر سو میں سے ننانوے آدمی قتل کر دیئے جائیں گے۔(5)

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ مختلف معادن ظاہر ہوں گی۔ ان میں سے ایک معدن حجاز کے قریب ہے۔ اس کے پاس لوگوں میں سے شریر ترین آئے گا۔ اسے فرعون کہا جاتا ہے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ اس میں کام کر رہے ہوں گے کہ اچانک اس سے سونا نکل آئے گا۔ پس اس کا کام انہیں تعجب میں ڈال دے گا جب کہ وہ ان

1۔ ایضاً، باب الفتن من المشرق، جلد 18، صفحہ 2، (2907)

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 503 (8409)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (8407)

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب لا تقوم الساعۃ حتی یحسر الفرات، جلد 18، صفحہ 15 (2894)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 16 (2995)

کے ساتھ زمین میں دھنس جائے گا۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام احمد، ابن ماجہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) قذف (پتھروں کی بارش ہونا) اور مسخ (شکلوں کا بگڑنا) ہوگا۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام احمد، بغوی، ابن قانع، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن صحار عبدی سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبائل عرب زمین میں دھنس جائیں گے۔ پس کہا جائے گا وہ بنی فلاں ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: ایک گھر کو دوسرے گھر کے پہلو میں اور اسے آگے والے گھر کے پہلو میں دھنسا دیا جائے گا جہاں جہاں مظالم ہوں گے۔

امام ابن سعد نے ابو عاصم عطفانی رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ ایک حدیث بیان کرتے تھے جسے لوگ قبیح سمجھتے تھے۔ پس آپ سے کہا گیا: قریب ہے کہ آپ ہمیں حدیث بیان کریں۔ کہ عنقریب ہم میں مسخ ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ بالیقین تم میں بندروں اور خنزیروں کی صورت میں شکلوں کا بگاڑ ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی (آلات موسیقی کی مذمت) میں فرقد سبخی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تورات جو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے کر آئے، میں نے اس میں پڑھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی امت جو کہ اہل قبلہ ہے، اس میں شکلوں کا بگڑنا، پتھروں کی بارش ہونا اور زمین میں دھنسنا ہوگا۔ آپ سے کہا گیا اے ابو یعقوب! ان کے اعمال کیا ہوں گے؟ تو انہوں نے کہا وہ گانے بجانے کے آلات بنائیں گے، دف بجائیں گے، ان کا لباس ریشم اور سونا ہوگا۔ تو ہرگز غائب نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ تو یہ ازلی اعمال دیکھ لے گا۔ پس تو یقین کر لے، تیاری کر، اور اپنے آپ کو بچا۔ کہا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا: مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اپنی اپنی حاجات پوری کریں گے۔ عرب عجم کے برتنوں میں رغبت رکھیں گے۔ پھر کہا: پس اس وقت قسم بخدا! مردوں پر آسمان سے پتھر برسائیں جائیں گے۔ جن کے سبب وہ اپنے راستوں اور اپنے قبائل میں کچلے جائیں گے۔ جیسا کہ قوم لوط علیہ السلام کے ساتھ کیا گیا بعض دوسرے بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل جائیں گے جیسا کہ بنی اسرائیل کے ساتھ کیا گیا۔ اور ایک قوم کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ جب کہ قارون کو دھنسا دیا گیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے سالم بن ابی الجعد سے یہ قول بیان کیا ہے بالیقین لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جب کہ وہ اپنے میں سے ہی ایک آدمی کے دروازے پر جمع ہوں گے۔ اور اس کے باہر نکلنے کا انتظار کریں گے۔ تاکہ اس سے اپنی حاجت کا مطالبہ کریں۔ پس وہ ان کی طرف نکلے گا۔ حالانکہ اس کی شکل بندر یا خنزیر میں تبدیل ہو چکی ہوگی۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کے پاس اس کی

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 505 (8415)

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 492 (8375)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً

دکان میں جائے گا۔ وہ اسے کچھ بیچے گا۔ پھر یہ لوٹ کر اس کی طرف جائے گا۔ اور وہ بندر یا خنزیر کی شکل میں بدل چکا ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ابوالزاہریہ رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ دو آدمی ایک کام کی طرف چل کر جائیں گے۔ وہاں دونوں کام کریں گے، سوان میں سے ایک بندر یا خنزیر میں بدل جائے گا۔ ان دو میں سے جو محفوظ رہا وہ اپنے ساتھی کو اس حالت سے بچا نہیں سکے گا جس کا مشاہدہ اس نے کیا۔ پس وہ اپنے اس کام کی طرف چلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کر لے گا۔ اور یہ کہ دو آدمی ایک کام کی طرف چل کر جائیں گے۔ اور وہاں کام کریں گے۔ پھر ان دو میں سے ایک کو دھنسا دیا جائے گا۔ اور جو محفوظ رہا، وہ اپنے ساتھی کو اس حالت سے نہیں بچا سکے گا۔ جس کا مشاہدہ اس نے کیا۔ پس وہ اپنے اس کام کو پورا کرے گا یہاں تک کہ اس سے اپنی حاجت پوری کر لے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ابن غنم رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عنقریب ایک دوسرے کے پڑوس میں دو خیمے ہوں گے۔ اور ان کے درمیان ایک نہر جاری ہوگی۔ وہ دونوں اس سے ایک حصے سے پئیں گے اور ان میں سے بعض بعض کو حاصل کر لیں گے۔ پس وہ دونوں ایک دن اس حال میں صبح کریں گے کہ ان میں سے ایک زمین میں دھنس جائے گا اور دوسرا زندہ ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے عبدالرحمٰن بن غنم رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریب ہے دو کنیزیں ایک چکی پر بیٹھیں گی۔ اور دونوں (آٹا) پیسیں گی۔ پھر ان میں سے ایک کی شکل بگڑ جائے گی۔ اور دوسری دیکھ رہی ہوگی۔

امام ابن ابی الدنیا نے مالک بن دینار رحمہما اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ آخر زمانہ میں ہوا اور تاریکی ہوگی۔ لوگ گھبرا کر علماء کی طرف جائیں گے، تو وہ انہیں مسخ شدہ حالت میں پائیں گے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں گھبراہٹ ظاہر ہوگی۔ پس لوگ اپنے علماء کی طرف جائیں گے۔ تو وہ انہیں بندروں اور خنزیروں کی حالت میں پائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ تم ضرور بضرور بنی اسرائیل کے اعمال کی طرح عمل کرو گے۔ اور ان میں کوئی شے نہیں ہوگی مگر اس کی مثل تم میں بھی ہوگی۔ تو ایک آدمی نے کہا: کیا ہم میں سے بندر اور خنازیر بھی ہوں گے؟ تو انہوں نے فرمایا: کون سی شے تجھے اس سے بچا سکتی ہے۔ تیرے لیے قصد ہی نہیں کیا گیا؟ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس وقت تمہاری حالت کیا ہوگی جب کہ تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں سے کوئی ایک اپنے آراستہ کیے ہوئے کمرے سے اپنے باغ کی طرف نکلے گا۔ پھر لوٹ کر آئے گا، تو بندر میں تبدیل ہو چکا ہوگا؟ (2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ الخروج فی الفتنۃ، جلد 7، صفحہ 479 (37380)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 485 (37428)

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک آگ جو کہ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر دے گی۔(1)

امام دارقطنی نے الافراد میں، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اہل مشرق پر ایک آگ بھیجی جائے گی جو انہیں مغرب کی طرف اٹھا لائے گی۔ جہاں وہ رات گزاریں گے وہیں وہ بھی رات گزارے گی۔ اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے وہ بھی انہیں کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ جو کوئی ان میں سے گر گیا اور پیچھے رہ گیا وہ اس کے لیے ہوگا۔ وہ انہیں اس طرح چلائے گی جیسے لنگڑے اونٹوں کو چلایا جاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے قبل بحر حضر موت سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو اکٹھا کر دے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم شام کو لازم رکھو۔ ترمذی نے کہا یہ روایت حسن صحیح ہے۔(3)

رہا ارشاد باری تعالیٰ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ تو اس کے بارے ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ جب قیامت آجائے گی تو اس وقت ان کو سمجھنا کب نصیب ہوگا؟

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر میں یہ ذکر کیا ہے کہ جب ان پر قیامت آجائے گی تو ان کے لیے کیسے ہو سکے گا کہ وہ نصیحت حاصل کریں، توبہ کریں اور عمل کریں۔(4) واللہ اعلم۔

اور ارشاد گرامی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بارے امام طبرانی، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: افضل ترین ذکر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور افضل ترین دعا استغفار ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ۔

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار پڑھو اور ان دونوں کی خوب کثرت کرو۔ کیونکہ ابلیس نے کہا: میں نے لوگوں کو گناہوں کے سبب ہلاک کیا ہے اور انہوں نے مجھے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کے ساتھ ہلاک کیا ہے۔ جب میں انہیں اس حال میں دیکھتا ہوں تو پھر انہیں خواہشات کے سبب ہلاک کرتا ہوں۔ حالانکہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

امام احمد، نسائی، طبرانی، حاکم، ترمذی رحمہم اللہ نے نوادر الاصول میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بھی یہ شہادت دیتے

1۔ صحیح بخاری، باب خروج النار، جلد 2، صفحہ 1054، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مجمع الزوائد، باب خروج النار، جلد 7، صفحہ 24 (126020)، دار الفکر بیروت

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب لا تقوم الساعۃ حتی تخرج نار، جلد 6، صفحہ 391، دار الفکر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہوئے فوت ہوتا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور دل سے اس پر پختہ یقین رکھتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ایک روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔

امام احمد، بزار، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت کی چابی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت دینا ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی شے نہیں ہے مگر اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب ہے۔ سوائے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قول اور والد کی دعا کے: ''لَیْسَ شَیْءٌ اِلَّا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ اِلَّا قَوْلَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَدُعَاءَ الْوَالِدِ''

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے نے خلوص کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اس کیلئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جاتا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تو یہ جان لے کہ جو کوئی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت دیتے ہوئے مرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔(1)

امام احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ہرگز ایسا کوئی بندہ نہیں آئے گا جو کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہو اور اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو مگر یہ کہ اسے جہنم کی آگ پر حرام کر دیا گیا ہے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ شہادت دی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تو آگ اسے ہرگز نہیں کھائے گی۔(3)

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن بیضاء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور میں آپ ﷺ کا ردیف تھا (یعنی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے سہل بن بیضاء! اور آپ ﷺ نے بلند آواز سے یہ کہا تو لوگ جمع ہو گئے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے شہادت دی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ تعالیٰ نے اسے آگ پر حرام قرار دیا ہے۔ اور اس کے لیے جنت واجب کر دی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو غمزدہ اور پریشان دیکھا گیا: تو ان سے پوچھا گیا۔ آپ کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں بالیقین وہ کلمہ جانتا ہوں جسے جو بندہ بھی اپنی موت کے وقت کہے گا اللہ تعالیٰ اس سے اس کی مصیبت اور تکلیف کو دور کر دے گا، اس کا رنگ روشن کر دے گا اور اسے وہ کچھ دکھائے گا جو اسے خوش کر دے گا، پھر اس کے بارے مجھے آپ سے استفسار کرنے میں کوئی شے مانع نہ تھی اور اس پر قادر بھی تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔ تو حضرت عمر

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 131، دار صادر بیروت　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 135

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں بالیقین وہ کلمہ جانتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہم ایسا کوئی کلمہ نہیں جانتے جو اس کلمہ سے بڑا ہو، جس کا حکم آپ نے اپنے چچا کو دیا۔ یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! یہی وہ کلمہ ہے۔

امام احمد، مسلم، نسائی، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو فوت ہوا درآنحالیکہ وہ یہ یقین رکھتا ہو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ جنت میں داخل ہوگا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! لوگوں کو بشارت دے دو کہ جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام احمد، ابوداؤد، طبرانی، حاکم، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: جس نے یہ شہادت دی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (ﷺ) اللہ تعالیٰ نے اس پر آگ کو حرام قرار دیا ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا وہ اسے حوادثات زمانہ سے نجات دے گا جو اس سے پہلے اسے پہنچا ہے سو پہنچ چکا ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ اس کے نامہ اعمال سے سابقہ گناہوں کو مٹا دے گا۔ یہاں تک کہ وہ دوبارہ ان کا ارتکاب کرے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی کا صدق دل کے ساتھ اس شہادت پر خاتمہ ہوا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس کسی کا خاتمہ ایسے دن کے روزے پر ہوا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو۔ وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔ اور موت کے وقت جس کا خاتمہ کسی مسکین کو کھانا کھلانے پر ہوا۔ جس سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہو تو وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

اور قول باری تعالیٰ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ الآیہ کے بارے عبد الرزاق، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مذکورہ قول کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ سے ایک دن میں ستر بار استغفار کرتا ہوں۔(4)

امام احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الدلیل علی من مات علی التوحید، جلد 1، صفحہ 192 (43)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 202 (47)

3۔ شعب الایمان، باب فی الایمان باللہ، جلد 1، صفحہ 109 (97)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ محمد ﷺ، جلد 9، صفحہ 116 (3259)، دار الفکر بیروت

روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیری بھی۔ پھر عرض کی گئی: یارسول اللہ ﷺ کیا آپ اپنے لیے استغفار کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اور تمہارے لیے بھی۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو سنا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت فرمایا: فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اور فرمایا: میری زبان اپنے گھر والوں کے لیے سخت اور ترش تھی۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ میری زبان مجھے جہنم میں داخل کر دیگی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو استغفار سے کہاں ہے؟ بے شک میں ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو بار استغفار کرتا ہوں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے کبھی کوئی صبح نہیں کی مگر یہ کہ میں نے اس میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے مہاجرین میں سے ایک آدمی جسے اغر کہا جاتا تھا سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ''اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو، اور اس کی طرف توبہ کرو۔ کیونکہ میں ہر روز سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن حبان اور ابن مردویہ نے الاغر مزنی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے دل پر بھی میل سی آ جاتی ہے اور میں دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور آپ رحمہم اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں آتے تھے۔ اور آپ کہتے تھے ''رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ'' اے رب! میری مغفرت فرما، مجھ پر نظر رحمت فرما۔ بے شک تو توبہ قبول فرمانے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ آپ ﷺ یہ سو بار کہا کرتے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں۔ ''اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ''(4)

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب اثبات خاتم النبوۃ، جلد 15، صفحہ 81 (2346)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 691 (1882)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب الاستغفار، جلد 17، صفحہ 20 (2702)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ محمد ﷺ، جلد 9، صفحہ 117، دار الفکر بیروت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں دن میں سو بار اللہ تعالیٰ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں۔(1)

رہا ارشاد گرامی وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰىكُمْ اس کے بارے عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے چلنے پھرنے کی جگہ کو دنیا میں وَ مَثْوٰىكُمْ اور آخرت میں آرام کرنے کی جگہ کو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ دنیا میں تمہارے تمام معمولات اور آخرت میں تمہارے انجام کو جانتا ہے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ رات دن میں ہر چوپائے کے چلنے پھرنے کی جگہ اور آرام کرنے کی جگہ کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ لَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّ ذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ۚ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۫ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ ۫ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾

”اور اہل ایمان کہتے ہیں کیوں نہ اتری کوئی نئی سورت (جہاد کے بارے میں) پس جب اتاری جاتی ہے کوئی واضح سورت اور اس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہوتا ہے کہ وہ تکتے ہیں آپ کی طرف جیسے تکتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ پس ان کے لیے بہتر یہ تھا کہ اطاعت کرتے اور اچھی بات کہتے۔ پھر جب حکم ناطق ہو چکا تو اگر وہ سچے رہتے اللہ تعالیٰ سے تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم فساد برپا کرو گے زمین میں اور قطع کر دو گے اپنی قرابتوں کو۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھر (حق سننے سے) انہیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں یا (ان کے) دلوں پر قفل لگا دیئے گئے ہیں“۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ الآیہ

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 9، صفحہ 117، دار الفکر بیروت

کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر وہ سورت جس میں جہاد کا حکم نازل کیا گیا وہی سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ ہے۔ اور وہی قرآن کریم میں سے منافقین پر شدید ترین اور گراں ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل ایمان کتاب اللہ اور اس میں ان پر نازل ہونے والے حکم کے مشتاق رہا کرتے تھے۔ اور جب کوئی ایسی سورت اتاری جاتی ہے جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں منافقین کو اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ تکتے ہیں آپ کی طرف جیسے تکتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے وعید ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فَاَوْلٰى لَهُمْ۝ یہ وعید ہے۔ پھر کلام منقطع ہو گیا۔ اور پھر فرمایا: طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (1) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور نیکی کا قول حقائق الامور کے نزدیک ان کے لیے بہتر ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو حکم دیا ہے اور فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ کا معنی ہے جب امر پختہ ہو گیا۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: تم کیسے دیکھتے ہو اس قوم کو جس نے کتاب اللہ سے روگردانی کی کہ کیا انہوں نے خون حرام نہیں بہایا، انہوں نے قرابتداروں کے ساتھ قطع تعلق نہیں کی۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی جو کہ رحمٰن ہے۔ نافرمانی نہیں کی؟ (4)

امام عبد بن حمید نے بکر بن عبد اللہ مزنی رحمہما اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: میرا خیال یہ ہے کہ یہ آیت حروریہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے چیخنے والے کی آواز سنی۔ تو فرمایا: اے یرفأ! دیکھ یہ آواز کیسی ہے؟ سو اس نے دیکھا پھر حاضر ہوا اور عرض کی: قریش کی ایک بچی کی ماں فروخت کی جا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا: مہاجرین وانصار کو بلاؤ۔ کچھ وقت بھی نہ گزرا تھا کہ گھر اور کمرہ بھر گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی۔ اور پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں قطع رحمی کا کیا حکم ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اسی وجہ سے یہ تم میں پھیل چکی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ پھر فرمایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 65، دارا حیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 66
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 279 (3006)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 67

اس سے بڑھ کر قطع رحمی کیا ہوگی کہ تمہارے درمیان ایک آدمی کی ماں فروخت کی جائیگی، جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فراخی عطا فرما رکھی ہے۔ لوگوں نے عرض کی: آپ جو مناسب سمجھیں وہ کریں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام علاقوں میں یہ حکم لکھ بھیجا کہ کسی آزاد کی ماں کو نہ بیچا جائے، کیونکہ یہ قطع رحمی ہے جو جائز نہیں۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، نسائی، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن حبان، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جب ان سے فارغ ہوا، تو رحم (قرابتداری) کھڑی ہوئی اور کنارہ عرش کو پکڑ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ٹھہر جا۔ تو اس نے عرض کی: کیا یہ مقام تجھ سے قطع رحمی سے پناہ طلب کرنے کا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ میں اس سے صلہ رحمی کروں گا جس نے تجھ سے صلہ رحمی کی۔ اور میں اس سے قطع تعلقی کروں گا جس نے تجھ سے قطع تعلقی کی؟ اس نے عرض کی: کیوں نہیں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ پس وہ تیرے لیے ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ پڑھو: فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾۔(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک قرابتداری عرش کے ساتھ معلق ہو کر کہتی ہے: جس نے مجھ سے صلہ رحمی کی اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا اور جس نے مجھ سے قطع تعلقی کی اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلقی کرے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور آپ رحمہم اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک قیامت کے دن قرابتداری کی زبان ہو گی۔ وہ عرش کے نیچے کھڑے ہو کر کہے گی: اے میرے رب! مجھے قطع کیا گیا، اے میرے رب! مجھ سے ظلم کیا گیا۔ اے میرے رب! مجھ سے برائی کی گئی۔ تو اس کا رب اسے جواب دے گا: کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ میں اس سے صلہ رحمی کروں گا جس نے تیرے ساتھ صلہ رحمی کی اور میں اس کے ساتھ قطع تعلقی کروں گا جس نے تیرے ساتھ قطع تعلقی کی۔(3)

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک قیامت کے دن قرابتداری کی فصیح و بلیغ زبان ہوگی اور وہ عرض کرے گی: اے میرے رب! اس سے صلہ رحمی کر جس نے مجھ سے صلہ رحمی کی اور اس سے قطع تعلقی کر جس نے مجھ سے قطع تعلقی کی۔(4)

امام عبد الرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب صلۃ الرحم، جلد 16، صفحہ 92-91 (2554)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 215 (7935)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 214 (7933) 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 215 (7936)

بے شک رحم کے لیے رحمٰن سے حصہ ہے۔ وہ قیامت کے دن شور کرتے ہوئے عرش کے نیچے آئے گی اور فصیح و بلیغ زبان میں گفتگو کرے گی۔ پس جس کی طرف اس نے صلہ رحمی کا اشارہ کیا، اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا اور جس کی طرف اس نے قطع تعلقی کا اشارہ کیا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلقی کر دے گا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قرابتداری عرش کے ساتھ معلق ہوگی اور فصیح و بلیغ زبان کے ساتھ کہے گی: اے اللہ! اس کے ساتھ صلہ رحمی کر جس نے مجھ سے صلہ رحمی کی اور اس سے قطع تعلقی کرلے جس نے مجھ سے قطع تعلقی کی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم رحمہما اللہ ان دونوں نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں رحمٰن ہوں۔ میں نے رحم کو پیدا کیا ہے اور اس کے لیے اپنے ناموں میں سے ایک نام کو شق کیا ہے۔ پس جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی، میں نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی۔ اور جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی، میں نے اس کے ساتھ تعلق توڑ دیا اور جس نے اس سے جدائی اور علیحدگی اختیار کی میں نے بھی اسے جدا کر دیا۔(3)

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم عرفہ کی شام کو رسول اللہ ﷺ کے پاس حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہم کسی آدمی کے لیے یہ جائز قرار نہیں دیتے کہ وہ قطع رحمی کرے۔ سوائے اس کے جو ہم سے اٹھ جائے۔ پس صرف ایک نوجوان اٹھا جو حلقے کے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اپنی خالہ کے پاس آیا۔ تو اس نے اس سے پوچھا: تو کیسے آیا ہے؟ تو اس نے اسے وہ سب کچھ بتایا، جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ پھر واپس لوٹ گیا اور آپ ﷺ کی مجلس میں جا کر بیٹھ گیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں نے تیرے سوا کسی کو حلقہ سے اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس اس نے آپ ﷺ کو وہ کچھ بتایا جو اس نے اپنی خالہ سے کہا تھا اور جو کچھ خالہ نے اسے کہا تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جا تو نے اچھا کیا۔ خبردار سنو! بے شک اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں قطع رحمی کرنے والے ہوں۔(4)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کی شام کو پیش کیے جاتے ہیں اور قطع رحمی کرنے والے کا عمل قبول نہیں کیا جائے گا۔(5)

امام حاکم نے حضرت عمرو بن عبسہ سے روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی تو میں ان

1۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 185 (20407)

2۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 216 (7936)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی قطعیۃ الرحم، جلد 6، صفحہ 14 (1907)، دارالفکر بیروت

4۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 223 (7962) 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 224 (7966)

ابتدائی ایام میں آپ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ مکہ مکرمہ میں تھے۔ تو میں نے عرض کی: آپ کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نبی ہوں۔ میں نے عرض کی: آپ کو کون سی شے کے ساتھ بھیجا گیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، بتوں کو توڑ دے اور رشتہ داروں کے ساتھ نیکی اور احسان کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں رحمٰن ہوں اور یہ رحم (قرابتداری) ہے۔ پس جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔ اور جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی میں اس کے ساتھ قطع تعلقی کروں گا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ رحم رحمٰن کا ہی ایک جز اور شاخ ہے۔ پس جس نے اس سے صلہ رحمی کی، اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا۔ اور جس نے اس کے ساتھ قطع رحمی کی اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ قطع تعلقی کرے گا۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(3)

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحم اللہ تعالیٰ کی جانب سے حصہ ہے۔ پس جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی، اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا اور جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی اللہ تعالیٰ بھی اس سے قطع تعلقی کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے: رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرے گا، تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان کے باسی تم پر رحم کریں گے، رحم رحمٰن کی ہی شاخ ہے۔ پس جس نے اس کے ساتھ صلہ رحمی کی، اللہ تعالیٰ اس سے صلہ رحمی کرے گا، اور جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے ساتھ قطع تعلقی کرے گا۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اس وقت تقریباً چالیس آدمیوں کے ہمراہ سرخ چمڑے کے ایک قبہ میں تشریف فرما تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے لیے فتوحات ہوں گی، بے شک تمہاری مدد کی جائے گی اور تم ملک اور مال غنیمت حاصل کرو گے۔ پس تم میں سے جو کوئی اسے پالے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، نیکی کا حکم دے، برائی سے منع کرے اور صلہ رحمی کرے۔ اس کی مثال جو حق کے سوا اپنی قوم کی مدد کرتا ہے، اس اونٹ کی طرح ہے جو بھاگتا ہے اور وہ اپنی دم کے ساتھ ہی بھاگتا ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(5)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب البر والصلۃ، جلد 4، صفحہ 165 (7240)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب البر والصلۃ، جلد 4، صفحہ 173 (7265)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (7266) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 175 (7273) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 176 (7275)

مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان المبارک کے روزے رکھ، بیت اللہ شریف کا حج کر اور عمرہ کر۔ اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کر، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کر، مہمان کی عزت وتوقیر کر، نیکی کا حکم دے اور برائی سے روک اور حق کے ساتھ رہ جہاں وہ رہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو، رات کے وقت نماز پڑھو جب کہ لوگ سورہے ہوں، تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔(2)

امام احمد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے الاسماء والصفات میں، ابن نصر نے الصلاۃ میں اور ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جب میں آپ کو دیکھتا ہوں مجھے فرحت وسرور حاصل ہوتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ سو آپ مجھے ہر شے کے بارے خبر دیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شے پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ میں نے عرض کی: مجھے ایسے امر کے بارے آگاہ فرمایئے کہ جب میں اس کے مطابق عمل کروں تو میں جنت میں داخل ہوجاؤں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلاؤ، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کیجئے، اور رات کے وقت اس وقت اٹھو جب لوگ سورہے ہوں۔ پھر سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔(3)

امام طبرانی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو آباد کرتا ہے اور ان کے لیے مالوں کی کثرت کرتا ہے۔ اور جب سے انہیں پیدا کیا، ان کی طرف بغض کی نظر سے نہیں دیکھا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: اس طرح کیسے ہوسکتا ہے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کے سبب۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(4)

امام طیالسی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نسبوں کو پہچانو، اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ کیونکہ رشتہ دار کے لیے کوئی قرب نہیں، جب تو نے اس سے قطع تعلقی کرلی۔ اگرچہ وہ قریبی ہو۔ اور اس کے لیے کوئی دوری نہیں جب تو نے اس سے صلہ رحمی کی۔ اگرچہ وہ بعیدی ہو۔ حاکم نے کہا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن قرابتداری حاضر ہوگی اس طرح جیسا کہ تکلہ ٹیڑھا ہوتا ہے۔ اور بڑی فصیح وبلیغ اور آزاد زبان کے ساتھ گفتگو کرے گی۔ پس تو اس سے صلہ رحمی کر جس نے اس سے صلہ رحمی کی اور اس سے قطع تعلقی کرلے جس نے اس کے ساتھ قطع تعلقی کی۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(6)

1۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 176 (7276)	2۔ مستدرک حاکم، کتاب البر والصلۃ، جلد 4، صفحہ 176 (7277)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (7278)	4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 177 (7282)	5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 178 (7283)	6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 179 (7288)

امام بزار اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جو عرش کے ساتھ معلق ہیں۔ ایک قرابتداری یہ کہتی ہے: اے اللہ! بے شک میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس میرے ساتھ قطع تعلقی نہ کی جائے۔ دوسری امانت! یہ کہتی ہے اے اللہ! میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس میرے ساتھ خیانت نہ کی جائے۔ اور تیسری نعمت یہ کہتی ہے: اے اللہ! میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس میری ناشکری نہ کی جائے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں عرش کے نیچے ہیں۔ قرآن کریم اس کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی، اسے بندوں پر حجت بنایا جاتا ہے۔ قرابتداری یہ پکار کر کہتی ہے۔ اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، جس نے مجھ سے صلہ رحمی کی اور اس سے قطع تعلقی کر لے جس نے مجھ سے قطع تعلقی کی اور تیسری امانت ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ قرابتداری عرش کے ساتھ معلق ہے۔ جب صلہ رحمی کرنے والا اس کے پاس آتا ہے تو یہ اس سے اظہار مسرت کرتی ہے اور اس کے ساتھ ہم کلام ہوتی ہے۔ اور جب اس کے ساتھ قطع تعلقی کرنے والا آتا ہے تو یہ اس سے پردہ کر لیتی ہے اور چھپ جاتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن حبان، طبرانی، بیہقی اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قرابتداری عرش کے ساتھ معلق شاخ ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قرابتداری ایک شاخ ہے جو رحمٰن کی کمر کو پکڑے ہوئے ہے اور اس سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہے۔ تو وہ کہتا ہے: کیا تو راضی نہیں ہے کہ میں اس سے صلہ رحمی کروں جو تجھ سے تعلقات قائم رکھے۔ اور اس سے قطع تعلقی کر لوں، جو تجھ سے تعلقات منقطع کرے؟ جس نے تیرے ساتھ تعلقات قائم کیے اس نے میرے ساتھ تعلق قائم کیا۔ اور جس نے تیرے ساتھ قطع تعلقی کی پس اس نے میرے ساتھ تعلقات منقطع کر لیے۔ (2)

امام طبرانی اور خرائطی رحمہما اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ شراب پینے والا، نافرمانی کرنے والا (والدین کی) اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مومنین پر یہ انتہائی گراں اور شاق ہے کہ وہ گناہ کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ وہ کتاب اللہ کے مطابق عاق (نافرمانوں) کے زمرہ میں پائے جائیں۔ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ۝ - لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى (البقرہ: 264) اور مزید فرمایا اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ الآیہ (المائدہ: 90)

1۔ شعب الایمان، باب فی صلۃ الارحام، جلد 6، صفحہ 221 (7953)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما قالوا فی البر وصلۃ الرحم، جلد 5، صفحہ 218 (25395)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ارشاد باری تعالیٰ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ الآیہ۔ اس کے بارے امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قول غالب آ جائے اور عمل روپوش ہو جائے، زبانیں محبت کریں، اور دل اختلاف کریں، اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی منقطع ہو جائے۔ تو اس کے بارے فرمایا: لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب العلم میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب لوگ علم کو ظاہر کریں گے اور عمل ضائع کر دیں گے، زبانوں کے ساتھ ایک دوسرے سے محبت کریں گے اور دلوں کے ساتھ ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے اور رشتہ داروں کے ساتھ باہمی قطع تعلقی کر لیں گے۔ تو ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی ہے۔ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰۤى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾

ارشاد باری تعالیٰ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اس کے بارے اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ تو اہل یمن میں سے ایک نوجوان نے کہا: بلکہ ان پر قفل لگا دیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی انہیں کھولے گا یا انہیں کشادہ کرے گا۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے۔ پس اس نوجوان کا تصور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں رہا۔ یہاں تک کہ جب زمام اقتدار آپ کے سپرد کی گئی۔ تو آپ نے اس سے مدد چاہی۔ (1)

امام دارقطنی نے الافراد میں، اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس ایک نوجوان حاضر تھا۔ اس نے عرض کی: بلکہ قسم بخدا! ان پر قفل لگا دیئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ ہے جو انہیں کھول سکتا ہے۔ سو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین بنایا گیا تو آپ نے اس نوجوان کے بارے میں دریافت کیا تاکہ اسے والی مقرر کریں۔ تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ تو فوت ہو گیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ کے بارے کہا: قسم بخدا! اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے سے قرآن کریم میں زجر و توبیخ موجود ہے۔ فرمایا: قوم نے اس میں غور و فکر نہیں کی کہ وہ اسے سمجھ سکتے۔ بلکہ انہوں نے قرآن کی متشابہات کو پکڑا۔ اور اس کے سبب وہ ہلاک ہو گئے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر بندے کی چار آنکھیں ہوتی ہیں۔ دو آنکھیں اس کے چہرے میں ہیں۔ جن کے ساتھ وہ اپنی دنیا، اور جو چیزیں اس کی معیشت کی اصلاح کرتی ہیں، انہیں دیکھتا ہے اور دو آنکھیں اس کے دل میں ہیں۔ جن کے ساتھ وہ اپنے دین، اور جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے غیب سے اس کا وعدہ فرما رکھا ہے، انہیں دیکھتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

اس کی ان دو آنکھوں کو کھول دیتا ہے جو اس کے دل میں ہیں۔ پس وہ ان کے ساتھ ان چیزوں کو دیکھتا ہے جن کا غیب سے اس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔ اور جب الله تعالیٰ کسی بندے کے بارے میں برائی اور (ذلت) کا ارادہ فرماتا ہے تو دل کو وہ اسی حالت میں چھوڑ دیتا ہے جس حالت میں وہ ہے۔ اور آپ نے یہ آیت پڑھی اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا اور کوئی بندہ نہیں مگر اس کے لیے ایک مخفی شیطان ہے۔ وہ اپنی گردن کو اس کی گردن پر موڑتے ہوئے اس کی پیٹھ پر سوار رہتا ہے۔ اور اپنا منہ اس کے دل پر رکھے ہوتا ہے۔(1)

امام دیلمی رحمہ الله نے مسند الفردوس میں خالد بن معدان رحمہ الله سے اور انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی الله عنہ سے اس قول اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ تک مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام دیلمی رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ قرآن ان کے دلوں میں بوسیدہ ہو جائے گا اور وہ گرتے ہی جائیں گے۔ عرض کی گئی یا رسول الله! صلی اللہ علیہ وسلم ان کا گرنا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے کوئی قرآن پڑھے گا اور وہ اس میں کوئی حلاوت اور لذت نہیں پائے گا۔ ان میں سے کوئی سورت شروع کرے گا اور اس کے ساتھ جو دوسرا ہے وہ اسے آخر سے پڑھے گا۔ پس اگر انہوں نے عمل کیا تو کہیں گے: اے پیارے رب! ہماری مغفرت فرما۔ اور اگر انہوں نے فرائض کو چھوڑ دیا تو کہیں گے الله تعالیٰ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ کیونکہ ہم اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ ان کا معاملہ امید و رجا کا ہے اور ان میں کوئی خوف نہیں اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۔(2)

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ﴿۲۸﴾

"بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر کر پیچھے ہٹ گئے باوجودیکہ ان پر ہدایت (کی راہ) ظاہر ہو چکی تھی شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں لمبی زندگی کی آس دلائی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں کو جنہوں نے ناپسند کیا جو الله

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 49-448 (8701)، دار الکتب العلمیہ بیروت

7B

نے اتارا کہ ہم تمہاری ایک بات میں اطاعت کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے پوشیدہ مشوروں کو جانتا ہے۔ پس ان کا کیا حال ہوگا جب فرشتے ان کی روحوں کو قبض کریں گے اور چوٹیں لگائیں گے ان کے چہروں اور پشتوں پر۔ یہ درگت اس لیے بنے گی کہ انہوں نے پیروی کی اس کی جو اللہ کی ناراضگی کا باعث تھا اور ناپسند کیا اس کی خوشنودی کو، پس اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے مراد اللہ تعالیٰ کے دشمن اہل کتاب ہیں۔ وہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے اوصاف پہچانتے ہیں اور اپنے پاس تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں اور پھر وہ آپ کا انکار کرتے ہیں۔ اور اَلشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ کے بارے فرمایا: شیطان نے ان کے لیے مزین کر دیا۔ اور ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ فرمایا: ان سے مراد منافقین ہیں۔(1)

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمہما اللہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے راہ ہدایت سے پیٹھ پھیر لی۔ یہ پہچان لینے کے بعد کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ اَلشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کو لمبی زندگی کی آس دلائی۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں کو کہا جنہوں نے ناپسند کیا جو اللہ نے اتارا۔ فرمایا: یہودی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے منافقین کو کہتے ہیں۔ اور وہ ان کے ساتھ یہ مشورے مخفی کرتے ہیں۔ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ کہ ہم تمہاری ایک بات میں اطاعت کریں گے کہ وہ جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں۔ انہوں نے کہا: یہودیت بھی ایک دین ہے۔ پس منافقین یہود کی ان باتوں میں اطاعت کریں گے جن کے بارے یہودیت نے انہیں حکم دیا ہے وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے ان مخفی مشوروں کو جانتا ہے۔ فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ فرمایا: یہ موت کے وقت ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ وَ اَمْلٰى لَهُمْ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ۝ فرمایا ان سے مراد منافقین ہیں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ کے بارے انہوں نے فرمایا: وہ چوٹیں لگائیں گے ان کے چہروں اور ان کی سرینوں پر۔ لیکن اللہ تعالیٰ کریم ہے۔ وہ کنایۃً بیان فرماتا ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ۝۲۹ وَ لَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ ؕ وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 70-69، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 69

الْقَوْلِ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ ﴿۳۰﴾ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَ ۙ وَ نَبْلُوَا۠ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ شَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ الْهُدٰی ۙ لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَ سَیُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿۳۲﴾

''کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر نہیں کرے گا ان کے دلی کھوٹوں کو۔ اور اگر ہم چاہیں تو آپ کو دکھا دیں یہ لوگ سو آپ پہچان تو چکے ہیں ان کو ان کے چہرہ سے۔ اور آپ ضرور پہچان لیا کریں گے انہیں ان کے انداز گفتگو سے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہارے اعمال کو۔ اور ہم ضرور آزمائیں گے تمہیں تاکہ ہم دیکھ لیں تم میں سے جو مصروف جہاد رہتے ہیں اور صبر کرنے والے ہیں، اور ہم پرکھیں گے تمہارے حالات کو۔ بے شک جو لوگ خود بھی کفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی روکتے رہے اللہ کی راہ سے اور مخالفت کرتے رہے رسول (کریم) کی باوجود یکہ ظاہر ہو چکی تھی ان کے لیے راہ ہدایت وہ قطعاً اللہ تعالیٰ کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو اکارت کر دے گا''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ یُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ کا مفہوم یہ ہے: کیا خیال کرتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کی) بیماری ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کو ظاہر نہیں کرے گا یعنی ان کے خبث نیت اور اس حسد کو جو ان کے دلوں میں موجود ہے (اسے ظاہر نہیں کرے گا) پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقین کے بارے آگاہ فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین میں سے ہر آدمی کو اس کا نام لے کر پکارتے تھے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے وَ لَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ کے بارے فرمایا کہ آپ انہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کے سبب ضرور پہچان لیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں منافقین کو صرف حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بغض رکھنے کے سبب پہچانتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ الآیہ۔ اور پھر کہا: اے اللہ! ہمیں معاف فرما، ہمیں چھپا لے اور ہمارے حالات کو نہ پرکھ (اعمال کو) ''اَللّٰهُمَّ عَافِنَا وَاسْتُرْنَا وَلَا تَبْلُ اَخْبَارَنَا''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حتی یعلم اور

ویبلو تمام کو یاء کے ساتھ اور" ویبلو "میں واؤ کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ واللہ اعلم۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْۤا
اَعْمَالَكُمْ (۳۳) اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَ هُمْ
كُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (۳۴) فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْۤا اِلَى السَّلْمِ ۖۗ وَ اَنْتُمُ
الْاَعْلَوْنَ ۖۗ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ وَ لَنْ یَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ (۳۵) اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا
لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ ؕ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا یُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَ لَا یَسْـَٔلْكُمْ
اَمْوَالَكُمْ (۳۶) اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَ یُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ (۳۷) هٰۤاَنْتُمْ
هٰۤؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ یَّبْخَلُ ۚ وَ مَنْ یَّبْخَلْ
فَاِنَّمَا یَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا
یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْۤا اَمْثَالَكُمْ (۳۸)

" اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی اور نہ ضائع کرو اپنے عملوں کو۔ بے شک جو لوگ خود بھی کفر کرتے رہے اور دوسروں کو بھی راہ حق سے روکتے رہے پھر وہ مر گئے کفر کی حالت میں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ (اے فرزندان اسلام!) ہمت مت ہارو اور (کفار کو) صلح کی دعوت مت دو تم ہی غالب آؤ گے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال (اور کوششوں) کو ضائع نہیں ہونے دے گا۔ یہ دنیوی زندگی تو محض ایک کھیل اور تماشا ہے۔ اور اگر تم ایمان لاؤ اور پرہیز گار بن جاؤ تو وہ تمہیں تمہارے اجر عطا کرے گا اور وہ نہ طلب کرے گا تم سے تمہارے مال۔ اگر وہ طلب کرے تم سے تمہارے مال اور اس پر اصرار کرے تو تم بخل کرنے لگو اور (یوں) ظاہر کر دے گا تمہاری ناگواریوں کو۔ ہاں تم ہی وہ لوگ ہو جنہیں دعوت دی جاتی ہے کہ (اپنے مال) خرچ کرو اللہ کی راہ میں۔ پس تم میں سے کچھ بخل کرنے لگتے ہیں، اور جو شخص بخل کرتا ہے تو وہ اپنی ذات سے بخل کر رہا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو غنی ہے (کسی کا محتاج نہیں) بلکہ تم (اس کے) محتاج ہو۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے (تو اس سعادت سے محروم کر دیئے جاؤ گے) اور تمہارے عوض وہ دوسری قوم لے آئے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے "۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے بیان کیا ہے کہ تم میں سے جو

یہ استطاعت رکھتا ہے کہ وہ نیک عمل کو برے عمل کے ساتھ ضائع نہ کرے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ ایسا کرے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت اور طاقت نہیں۔ کیونکہ نیکی برائی کو مٹا دیتی ہے۔ کیونکہ اعمال کا سرمایہ ان کا خاتمہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، محمد بن نصر المروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب یہ گمان کرتے تھے کہ انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان اور ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ جیسا کہ شرک کے ساتھ کوئی عمل نفع نہیں دے سکتا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ پس وہ خوفزدہ ہو گئے کہ گناہ اعمال کو ضائع کر دیں گے۔ اور عبد بن حمید رحمہ اللہ کے الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ ڈرنے لگے کبائر سے کہ وہ تمہارے اعمال کو ضائع کر دیں گے۔

امام ابن نصر، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کا گروہ یہ خیال کرتے تھے کہ نیکیوں میں سے ہر شے مقبول ہے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ سو جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے کہا: کون سی وہ شے ہے جو ہمارے اعمال کو ضائع کرے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ثابت ہونے والے گناہ کبیرہ، اور بے حیائی کے امور۔ لہٰذا جب ہم کسی کو دیکھتے کہ اس نے ان میں سے کسی کا ارتکاب کیا ہے تو ہم کہتے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (نساء:48) جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم اس قسم کی بات کہنے سے رک گئے۔ اور جب ہم دیکھتے تھے کہ کسی نے ان میں سے کسی شے کا ارتکاب کیا ہے تو ہم اس کے بارے خوفزدہ ہوتے اور اگر وہ ان میں سے کسی کا ارتکاب نہ کرتا تو ہم اس کے لیے (مغفرت کی) امید رکھتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کے بارے آپ فرماتے ہیں کہ تم دو گروہوں میں سے پہلا گروہ نہ ہو جاؤ کہ جس کے ساتھیوں کو بچھاڑ دیا گیا ہے۔ اور اس نے انہیں دشمنی چھوڑ کر صلح کی پیشکش کر دی۔ حالانکہ تم ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو۔ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ فرماتے ہیں: وہ ہرگز تمہارے ساتھ ظلم نہیں کرے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا تَهِنُوْا کا معنی ہے تم کمزور نہ ہو۔ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ فرمایا: تم ہی غالب آؤ گے۔ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ وہ تمہیں ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا۔(3)

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ کا معنی ہے وہ تم پر ظلم نہیں کرے گا۔(4)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ فرمایا محمد بن منتشر نے السَّلْمِ کی سین کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 76-75
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 76-74
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 76

امام ابونصر سجزی رحمہ اللہ نے الابانۃ میں عبد الرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ درج ذیل تمام آیات میں السَّلْمِ کی سین کو نصب کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ (البقرہ:208) وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ (الانفال:61) اور وَ تَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنْ یَّسْـَٔلْكُمُوْهَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مالوں کے بارے سوال کرنے میں ناگواریوں کے اظہار کو جانتا ہے۔(1)

ارشاد باری تعالیٰ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا الآیہ کے بارے سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ تو کہا گیا یہ کون لوگ ہیں۔ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے پہلو میں تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ فارس کے رہنے والے لوگ ہیں یعنی یہ اور اس کی قوم ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ ثُمَّ لَا یَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون لوگ ہوں گے جنہیں ہمارے عوض بدل کر لایا جائے گا اگر ہم نے پیٹھ پھیر لی۔ پھر وہ ہمارے جیسے نہیں ہوں گے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا: یہ اور اس کی قوم۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہوا تو رجال فارس اسے پالیں گے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ الآیہ۔ تو استفسار کیا گیا: وہ کون ہیں تو آپ نے فرمایا: اہل فارس۔ اگر دین ثریا پر بھی ہوا تو فارس کے لوگ اسے پالیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَكُمْ کا معنی ہے کہ وہ تمہارے عوض جو قوم چاہے گا بدلے آئے گا۔

تمت بالخیر

اللہ تعالیٰ کے انتہائی فضل و احسان اور حضور نبی رحمت ﷺ کی نظر عنایت سے سورۂ محمد ﷺ کا ترجمہ آج مورخہ 4 جولائی 2003ء بروز جمعرات 11 بجکر 5 منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔ میں اس پر اپنے رب کی بارگاہ میں سراپا سپاس ہوں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 209، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 79، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ترمذی، ابواب التفسیر، جلد 2، صفحہ 158 (403)، وزارت تعلیم اسلام آباد

آیاتها ۲۹ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ ۴۸ رکوعاتها ۴

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ فتح مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن اسحاق، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے: سورۂ فتح مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان حدیبیہ کے بارے میں اول سے آخر تک نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی نے شمائل میں، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال اپنے سفر کے دوران سورۂ فتح اپنی سواری پر پڑھی۔ اور پھر اسی میں واپس لوٹ آئے۔ (2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ صبح کی نماز میں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی قراءت کرتے۔ (3)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ﴿۱﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲﴾ وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ﴿۳﴾

"یقیناً ہم نے آپ کو شاندار فتح عطا فرمائی ہے۔ تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے اور مکمل فرما دے اپنے انعام کو آپ پر اور چلائے آپ کو سیدھی راہ پر۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو زبردست ہے"۔

امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو میں نے کسی شے کے بارے میں آپ ﷺ سے تین بار سوال کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ پس میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور تمام لوگوں سے آگے نکل گیا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 498 (3710)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 716، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی صلوٰۃ الصبح، جلد 2، صفحہ 76، دارالکتب العلمیہ بیروت

اور میں ڈرنے لگا کہ میرے بارے میں قرآن کریم نازل ہوگا۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری کہ میں نے چیخ کر بلانے والے کو سنا کہ وہ مجھے بلند آواز سے بلا رہا ہے۔ پس میں واپس لوٹا اور مجھے یہ گمان ہوا کہ میرے بارے میں کوئی شے نازل ہوئی ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ جو میرے نزدیک دنیا و مافیہا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا ۙ لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ کی تلاوت فرمائی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مجمع ابن جاریہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حدیبیہ میں حاضر تھے۔ جب ہم وہاں سے کراع الغمیم کی طرف واپس پھرے۔ تو اچانک لوگ اونٹوں کو تیز دوڑانے لگے۔ تو بعض لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو کہا: لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے۔ پس ہم بھی لوگوں کے ساتھ سواریوں کو تیز حرکت دیتے ہوئے چلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر کراع الغمیم کے مقام پر تھے۔ اور لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی: اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ فتح ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! بلاشبہ یہ فتح ہے۔ پس میں نے خیبر کو اہل حدیبیہ پر تقسیم کر دیا ہے۔ اس میں ان کے ساتھ کوئی اور شامل نہیں ہوا مگر وہی جو حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے آٹھ حصوں میں تقسیم کیا اور لشکر کی تعداد پندرہ سو تھی۔ ان میں سے تین سو گھڑ سوار تھے۔ پس آپ نے گھڑ سوار کو دو حصے عطا فرمائے اور پیدل کو ایک حصہ دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ سے آئے۔ اسی اثناء میں کہ ہم چل رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوئی۔ جب وہ نازل ہو رہی تھی آپ پر انتہائی شدید اور بھاری تھی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فکر کو دور کر دیا اور جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سرور حاصل ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خبر دی کہ آپ پر یہ سورت نازل ہوئی ہے: اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اِنَّا فَتَحۡنَا لَكَ فَتۡحًا مُّبِيۡنًا میں فتح سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں فتح سے مراد فتح خیبر ہے۔(5)

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 31، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 384 (36845) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 464
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 381 (36838)
5۔ ایضاً، غزوۃ خیبر، جلد 7، صفحہ 392 (36873)

امام بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم فتح سے مراد فتح مکہ لیتے ہو۔ حالانکہ فتح مکہ بھی فتح تھی۔ لیکن ہم فتح سے مراد حدیبیہ کے دن بیعت رضوان لیتے ہیں۔ ہم چودہ سو کی تعداد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے۔ ہم نے اس کا سارا پانی نکال لیا اور اس میں ایک قطرہ تک نہ چھوڑا۔ پس جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ تو آپ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر تشریف فرما ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا اور وضو فرمایا۔ پھر کلی اور دعا کی۔ پھر وہ پانی اس کنویں میں انڈیل دیا۔ ہم اسے چھوڑ کر تھوڑی ہی دور گئے کہ پھر اس کنویں نے ہمیں ہماری اور ہماری سواریوں کی ضرورت کے مطابق پانی مہیا کر دیا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس تشریف لائے۔ تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! یہ فتح نہیں ہے۔ تحقیق ہمیں بیت اللہ سے روک دیا گیا اور ہمارے قربانی کے جانوروں کو بھی روک دیا گیا اور رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے مقام پر ہی ٹھہر گئے۔ اس نے اس طرح دو نکلنے والے مسلمانوں کو واپس لوٹا دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ تک آپ کے ان اصحاب کی خبر پہنچ گئی کہ یہ فتح نہیں ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا: یہ بہت برا کلام ہے۔ یہ تو فتح عظیم ہے۔ تحقیق مشرکین اس پر راضی ہوئے ہیں کہ وہ تمہارا دفاع اپنے شہروں سے نکل کر کریں اور تم سے قضیہ کے بارے سوال کریں اور وہ تمہارے واپس لوٹ جانے کو پسند کرتے ہیں۔ اور تحقیق انہوں نے تم سے کچھ چیزیں ناپسند کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر فتح و کامرانی سے سرفراز کیا ہے اور تمہیں سالم و محفوظ، ماجور لشکریوں کی صورت میں واپس لوٹا دیا ہے۔ تو یہ بہت بڑی فتح ہے۔ کیا تم جنگ احد کا دن بھول گئے ہو۔ جب کہ تم اوپر چڑھتے جاتے تھے اور کسی کی جانب مڑ کر نہیں دیکھتے تھے اور میں تمہیں پچھلوں میں بلا رہا تھا۔ کیا تم یوم احزاب کو بھول گئے ہو۔ جب کہ وہ لشکر تمہاری اوپر کی جانب سے اور تمہاری نیچے کی جانب سے تمہاری جانب آ گئے۔ جب کہ آنکھیں تھک گئیں، دل مونہوں کی جانب آنے لگے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے؟ مسلمانوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے کہ فتح عظیم ہے۔ قسم بخدا! اے اللہ کے نبی ﷺ اور آپ یقیناً اللہ تعالیٰ اور ہمارے متعلقہ امور کے بارے میں بہتر اور اچھا جانتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفتح نازل فرمائی۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں ذکر کیا ہے کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا حدیبیہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اس غزوہ میں وہ کچھ حاصل ہوا جو کسی اور غزوہ میں حاصل نہیں ہوا اور اس میں یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ جو بیعت رضوان کی گئی ہے وہ حدیبیہ کی فتح ہے۔ اور جو الزام آپ پر (ہجرت) سے پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے وہ دور فرما دیئے گئے۔ اور صحابہ کرام نے بیعت رضوان کی سعادت حاصل کی۔ اور انہیں خیبر کی کھجوریں

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 598، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب نزول سورۃ الفتح، جلد 4، صفحہ 160، دار الفکر بیروت

کھانے کا شرف حاصل ہوا۔ قربانیاں اپنے مذبح تک پہنچ گئیں۔ رومی اہل فارس پر غالب آئے اور مومنین کتاب اللہ کی تصدیق اور اہل کتاب کے آتش پرستوں پر غالب آنے سے مسرور اور خوش ہوئے۔(1)

امام بیہقی نے مسور اور مروان رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے واقعہ حدیبیہ کے بارے میں کہا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مراجعت فرما ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے مابین تھے تو اول سے لے کر آخر تک سورۂ فتح نازل ہوئی۔ پس جب لوگ پر امن ہو گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ معاملات میں شریک ہونے لگے تو جس سے بھی اسلام کے بارے گفتگو کی وہی اس میں داخل ہو گیا۔ پس ان سالوں میں ان سے کہیں زیادہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے جتنے کہ اس سے قبل داخل ہوئے تھے۔ اس طرح صلح حدیبیہ فتح عظیم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کے بارے فرمایا کہ بلاشبہ ہم نے آپ کے لیے واضح اور قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ یہ سورۂ حدیبیہ کے سال اس قربانی کے بارے میں نازل ہوئی جو حدیبیہ کے مقام پر دی گئی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے سر کا حلق کرانے کے بارے میں یہ نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ کے لیے واضح اور بین فیصلہ فرما دیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حدیبیہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا یہ فتح ہے کیوں کہ اس کے بارے یہ حکم نازل کیا گیا ہے؟ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، یہ فتح عظیم ہے۔ مزید فرمایا: دو ہجرتوں کے درمیان بطور حد فاصل فتح حدیبیہ ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ (الحدید:10) الآیہ (تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ آیت میں فتح مبین سے مراد فتح مکہ ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابو خالد واسطی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت زید بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے، انہوں نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن تاریکی میں ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ حالانکہ کبھی اندھیرا ہوتا تھا اور کبھی روشنی ہوتی تھی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: ان دونوں کے درمیان نماز کا وقت ہے۔ تاکہ اہل ایمان باہمی اختلاف نہ کریں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہمیں اندھیرے میں نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز مکمل کر چکے تو آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ کا چہرۂ اقدس گویا مصحف کا ورق تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں کوئی ہے جس نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہو؟ ہم نے عرض کی: نہیں۔ یا رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 81

اللہ! ﷺ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: البتہ میں نے دو فرشتوں کو دیکھا ہے۔ وہ دونوں اس رات میرے پاس حاضر ہوئے۔ ان دونوں نے مجھے بازو سے پکڑا اور مجھے آسمان دنیا کی طرف لے کر چلے گئے۔ پس ہمارا گزر ایک فرشتے کے پاس سے ہوا اور اس کے سامنے ایک آدمی ہے۔ اس کے ہاتھ میں ایک بھاری پتھر ہے۔ اور وہ اسے اس آدمی کے سر میں مارتا ہے۔ نتیجۃً اس کا دماغ ایک جانب جا گرتا ہے اور پتھر دوسری جانب جا گرتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں نے مجھے کہا: آگے چلو۔ سو میں چلنے لگا۔ تو اچانک میری نگاہ ایک فرشتے پر پڑی اور اس کے سامنے ایک آدمی ہے۔ فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخیں ہیں۔ جن کا سرا مڑا ہوا ہے۔ پس وہ اسے اس کی دائیں باچھ میں رکھتا ہے یہاں تک کہ اسے کان تک چیر دیتا ہے۔ پھر اسے بائیں جانب سے پکڑ لیتا ہے۔ اتنے میں دائیں جانب جڑ جاتی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: آگے چلو۔ پس میں آگے گیا۔ تو وہاں خون کی ایک نہر تھی اور وہ اس میں اس طرح جوش مار رہا تھا جب کہ ہنڈیا ابلتی ہے۔ اس میں ایک ننگی قوم تھی اور نہر کے کنارے پر فرشتے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مٹی کے ڈھیلے تھے۔ جب بھی ان میں سے کوئی باہر آنے کی کوشش کرتا تو فرشتے وہ مٹی کا ڈھیلا اسے مارتے۔ جو اس کے منہ میں جا لگتا اور وہ پھر اسی نہر کے نیچے کی جانب جا گرتا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ سو میں آگ چلا۔ تو وہاں ایک کمرہ تھا۔ اس کے نیچے کی جانب اوپر کی جانب سے زیادہ تنگ تھی۔ اس میں بھی ننگے بدن لوگ تھے۔ ان کے نیچے آگ بھڑک رہی تھی۔ اور جو بدبو ان سے نکل کر آ رہی تھی اس کی وجہ سے میں نے اپنی ناک کو بند کر لیا۔ میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ تو فرشتوں نے کہا: آگے چلو۔ چنانچہ میں آگے چلا تو وہاں میں نے ایک سیاہ رنگ کا ٹیلہ دیکھا۔ اس پر ایک مجنون قوم تھی۔ ان کی دبروں سے آگ نکل رہی تھی اور ان کے مونہوں، نتھنوں، کانوں اور ان کی آنکھوں سے بھی آگ نکل رہی تھی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ چنانچہ میں آگے چلا۔ اور وہاں میں نے بہت بڑی انتہائی شدید آگ دیکھی، اس پر ایک فرشتہ مقرر ہے، جو شے اس سے باہر نکلتی ہے وہ اس کا پیچھا کرتا ہے یہاں تک کہ دوبارہ اسے آگ میں لوٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ان فرشتوں نے مجھے کہا: آگے چلو۔ پس میں آگے چلتا گیا۔ تو وہاں ایک باغ تھا، اس میں ایک اتنے خوبصورت شیخ تشریف فرما تھے کہ ان سے بڑھ کر کوئی حسین وجمیل نہیں۔ ان کے اردگرد بچے ہیں۔ اور درخت ہیں جن کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے۔ پس میں اس درخت پر چڑھا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ میں نے وہاں ایسے گھر دیکھے کہ ان سے زیادہ حسین اور خوبصورت کوئی نہیں۔ وہ وسیع کوکھ والے زمرد سے بنے ہوئے تھے۔ سبز زبرجد کے اور سرخ یاقوت سے بنے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: آگے چلو۔ میں آگے چلا گیا۔ میں نے وہاں ایک نہر دیکھی۔ اس پر سونے اور چاندی کے دو پل تھے۔ نہر کے دونوں کناروں پر اندر سے خالی کشادہ موتیوں اور سرخ یاقوت کے ایسے خوبصورت گھر بنے ہوئے تھے کہ ان سے زیادہ حسین کوئی گھر نہیں اور اس میں پیالے اور لوٹے بکھرے پڑے ہیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو ان دونوں فرشتوں نے مجھے کہا: نیچے اتر آؤ۔ سو میں نیچے اترا۔ اپنے ہاتھ سے ان میں سے ایک برتن اٹھایا۔ اسے وہاں سے بھرا اور پھر اسے پی لیا۔ تو وہ شہد سے بھی زیادہ شیریں اور میٹھا تھا۔ دودھ سے بڑھ کر سفید اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم تھا۔ پھر ان دونوں سے مجھے بتایا: آپ

نے وہ پتھر والا جو دیکھا کہ اس کے ساتھ اس کے سر کو مارا جارہا تھا۔ اس کا دماغ ایک جانب جا گرتا تھا اور پتھر دوسری جانب جا گرتا تھا۔ وہ لوگ ہیں جو عشاء کی نماز کے وقت سو جاتے ہیں اور اپنی نمازیں بغیر اوقات کے پڑھتے ہیں۔ انہیں اس پتھر کے ساتھ مارا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ جہنم کی آگ میں پہنچ جائیں گے۔ اور وہ جو لوہے کی سلاخوں والا آدمی تم نے دیکھا کہ اس پر فرشتہ مقرر ہے۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کی سلاخیں ہیں۔ وہ اس کی دائیں باچھ کو چیرتا ہے۔ یہاں تک کہ کان تک چیر ڈالتا ہے پھر بائیں جانب سے اسے پکڑ لیتا ہے، اتنے میں دائیں جانب جڑ جاتی ہے۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو اہل ایمان کے درمیان چغل خوری کرتے رہے ہیں اور ان کے درمیان فساد برپا کرتے رہے۔ پس انہیں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ جہنم کی آگ میں داخل ہو جائیں گے، اور وہ فرشتے جن کے ہاتھوں میں ڈھیلے تھے اور جب بھی کوئی باہر آنے کی کوشش کرتا، تو وہ ڈھیلا اس پر پھینکتے اور وہ اس کے منہ پر جا لگتا نتیجۃً وہ اس نہر کے نیچے تک جا گرتا۔ وہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔ انہیں یہی عذاب دیا جاتا رہے گا یہاں تک کہ وہ آگ میں جا پہنچیں گے۔ اور وہ کمرہ جو آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ وہ اوپر کی نسبت نیچے سے زیادہ تنگ ہے۔ اس میں ایک ننگے بدن قوم ہے۔ ان کے نیچے آگ جل رہی ہے اور آپ نے ان سے آنے والی بدبو کے سبب اپنی ناک کو ڈھانپ لیا تھا۔ وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور وہ بدبو ان کی شرم گاہوں سے آرہی تھی۔ انہیں جہنم کی آگ میں داخل ہونے تک یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ رہا وہ سیاہ ٹیلہ جس پر آپ نے پاگلوں کی ایک جماعت دیکھی تھی کہ ان کی دبروں میں آگ پھونکی جارہی تھی۔ اور وہ ان کے مونہوں، نتھنوں، آنکھوں اور کانوں سے نکلتی تھی۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو قوم لوط کے عمل جیسا فاعل اور مفعول بہ کا عمل کرتے رہے ہیں۔ پس انہیں جہنم میں داخل ہونے تک یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔ اور وہ شدید آگ جس پر آپ نے ایک فرشتے کو مقرر دیکھا کہ جب بھی کوئی شے اس سے باہر نکلتی ہے۔ تو وہ اس کا پیچھا کرتا ہے اور اسے دوبارہ آگ میں لوٹا دیتا ہے۔ تو وہ جہنم ہے۔ جو اہل جنت اور اہل جہنم کے مابین فرق کرتی ہے۔ اور وہ جو باغ جو آپ نے دیکھا وہ جنت الماوی ہے۔ اور جب وہ شیخ آپ نے دیکھے کہ ان کے ارد گرد بچے ہیں وہ ان کے بیٹے ہیں۔ اور وہ درخت جو آپ نے دیکھا پھر اس کی طرف بڑھے اور اس میں وسیع کوکھ والے زمرد، سبز برجد اور سرخ یاقوت کے بنے ہوئے اسے حسین وجمیل گھر بنے ہوئے تھے کہ ان سے بڑھ کر کوئی حسین گھر کوئی نہیں۔ وہ علیین میں رہنے والے انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین اور حسن اولئک رفیقا کے محلات ہیں۔ اور وہ نہر جو آپ نے دیکھی وہ آپ کی وہ نہر کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ اور یہ آپ کے اور آپ کی اہل بیت کے محلات ہیں۔ فرمایا: پھر مجھے اوپر سے ندا دی گئی یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ سوال کیجئے۔ دامن طلاب پھیلا رہے، آپ کو عطا کیا جائے گا۔ پس میں بہت گھبرا گیا۔ میرا دل کانپنے لگا اور میرا ہر عضو مضطرب ہو گیا۔ اور میں نے جواب دینے کی طاقت نہ رکھی۔ ایک فرشتے نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور میرے ہاتھ پر اسے رکھ دیا اور دوسرے فرشتے نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا۔ اور اسے میرے کندھوں کے درمیان رکھا۔ تو اس سے مجھے سکون حاصل ہو گیا اور اضطراب جاتا رہا۔ پھر مجھے اوپر سے آواز دی گئی: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم۔ طلب کیجئے آپ کو عطا فرمایا جائے گا۔ فرمایا: میں نے عرض کی ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ اَنْ تُثْبِتَ شَفَاعَتِیْ وَاَنْ تُلْحِقَ بِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ وَاَنْ اَلْقَاكَ وَلَا ذَنْبَ

لیٰ''''اے اللہ! بے شک میں تجھ سے یہ التجا کرتا ہوں کہ میری شفاعت کو ثابت رکھ، میرے اہل بیت کو میرے ساتھ ملا دے اور میری تیرے ساتھ ملاقات اس حال میں ہو کہ میرے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو۔'' فرمایا پھر مجھے واپس لایا گیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۙ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح یہ مجھے عطا کی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ وہ بھی مجھے عطا فرمائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امام سلفی رحمہ اللہ نے طیوریات میں یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے مسعودی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے جس نے رمضان المبارک کی پہلی رات نوافل میں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ پڑھی تو وہ اس سال محفوظ رہے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ الآیہ۔ اس کے بارے ابن منذر نے حضرت عامر اور ابوجعفر سے یہ قول بیان کیا ہے تاکہ دور فرما دے اللہ تعالیٰ وہ الزام جو آپ پر زمانہ جاہلیت میں لگائے گئے اور جو زمانہ اسلام میں لگائے گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ ارشاد کے بارے میں ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مَا تَقَدَّمَ سے مراد وہ ہیں جو عہد جاہلیت میں ہوئے اور وَ مَا تَاَخَّرَ سے مراد وہ ہیں جو عہد اسلام میں ہوئے کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے کچھ بھی نہیں کیا۔

امام ابن سعد رحمہم اللہ نے مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب ہم ضجنان میں تھے تو میں نے لوگوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا جب کہ وہ یہ کہہ رہے تھے: رسول اللہ ﷺ پر حکم نازل کیا گیا ہے۔ سو میں بھی لوگوں کے ساتھ دوڑ پڑا۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے آ ملے۔ تو آپ ﷺ یہ پڑھنے لگے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا پس جب حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہوئے۔ تو انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو۔ تو جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو مبارک عرض کی تو مسلمانوں نے بھی آپ ﷺ کو مبارک پیش کی۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ الآیہ تو آپ ﷺ نے عبادت میں خوب جدوجہد کی۔ تو آپ سے عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ یہ محنت اور کوشش کیسی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا'' کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں۔

امام ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ تو حضور نبی کریم ﷺ نے روزے رکھے اور نمازیں پڑھیں یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہو گئے۔ اور اتنی عبادت کی یہاں تک کہ (آپ ﷺ کا وجود) پرانی مشک کی طرح ہو گیا۔ تو آپ سے عرض کی گئی: کیا آپ اپنے لیے اتنی مشقت اٹھا رہے ہیں

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے الزہد رحمہم اللہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو عبادت مشغول کر دیتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ لوگوں پر پرانی مشک کی طرح ظاہر ہوتے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گی: یارسول اللہ! ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف نہیں فرما دیئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ابو حجیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ قیام کرتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک پھٹ جاتے تھے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی کیا ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہیں ہوں؟(1)

امام ابو یعلی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہو جاتے۔ تو آپ ﷺ سے عرض کی گئی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف نہیں فرما دیئے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہیں ہوں۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نماز پڑھتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے پاؤں مبارک ورم آلود ہو جاتے تھے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے تھے۔ تو آپ سے عرض کی گئی: کیا آپ اتنی مشقت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے؟ تو آپ ﷺ فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(4)

امام حسن بن سفیان اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ فرماتی ہیں: حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ آپ کے پاؤں ورم آلود ہو جاتے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ اتنی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟(5)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن عبیط بن شریط اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے میرے باپ نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 140، دار الفکر بیروت

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 73 (2893)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　3۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 139

4۔ شعب الایمان، باب فی حب النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 185 (1495)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 4، صفحہ 141

نماز پڑھتے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ اتنی عبادت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (1)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت کرتے یہاں تک کہ آپ پرانی مشک کی طرح ہو گئے۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی شے ہے جو اس ساری مشقت پر آپ کو ابھارتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرما دیئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت چار رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔ پھر آپ مسلسل جاری رکھتے تھے۔ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز اتنی طویل کرتے یہاں تک کہ مجھے آپ پر رحم آنے لگتا۔ تو میں عرض کرتی بابی انت وامی یارسول اللہ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے سب گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ (3)

رہا ارشاد گرامی وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا۝ تو اس کے بارے امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فتح مکہ، فتح خیبر اور فتح طائف ہے۔

هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْۤا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا۝

"وہی ہے جس نے اتارا اطمینان کو اہل ایمان کے دلوں میں تاکہ وہ اور بڑھ جائیں (قوت) ایمان میں اپنے (پہلے) ایمان کے ساتھ۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا، بہت دانا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ آیت میں السکینہ سے مراد رحمت ہے۔ اور لِيَزْدَادُوْۤا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ کے بارے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس شہادت کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس جب مومنین نے اس کی تصدیق کی تو اس نے ان کے لیے نماز کا اضافہ کر دیا۔ پھر جب اس کی تصدیق کی تو اس نے ان میں زکوٰۃ کا اضافہ کر دیا۔ پس جب انہوں نے اس کی تصدیق کی تو اس نے ان میں روزے کا اضافہ کر دیا۔ پھر جب اس کی تصدیق کر چکے تو ان کے لیے حج کا اضافہ ہو گیا۔ جب اس کی تصدیق کر چکے تو ان میں جہاد کا اضافہ ہو گیا۔ پھر اسی طرح ان

1۔ تاریخ ابن عساکر، باب ماذکر تقللہ وزہدہ، جلد 4، صفحہ 142، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143

3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 8، صفحہ 289، مطبعۃ السعادۃ مصر

کے لیے ان کا دین مکمل کر دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ:3) (آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پس اہل زمین و آسمان کے ایمان کو پختہ و مضبوط کر دیا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت کی تصدیق و تکمیل کر دی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے تا کہ وہ اپنی پہلی تصدیق کے ساتھ تصدیق میں اور بڑھ جائیں۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۙ﴿۵﴾ وَّ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ لَعَنَهُمْ وَ اَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ﴿۶﴾ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۷﴾

"تا کہ داخل کر دے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور دور فرما دے ان سے ان کی برائیوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے۔ اور تا کہ عذاب میں مبتلا کر دے منافق مردوں اور منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں۔ انہیں پر ہے بری گردش اور ناراض ہوا ہے اللہ تعالیٰ ان پر اور (اپنی رحمت سے) انہیں دور کر دیا ہے اور تیار کر رکھا ہے ان کے لیے جہنم۔ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ اور اللہ کے زیر فرمان ہیں سارے لشکر آسمانوں اور زمین کے اور اللہ تعالیٰ سب پر غالب بڑا دانا ہے"۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے حدیبیہ سے لوٹتے وقت آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ایسی آیت نازل کی گئی ہے جو مجھے ہر اس شے سے محبوب ہے جو زمین پر موجود ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت صحابہ کرام کو پڑھ کر سنائی۔ تو ان تمام نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو بہت بہت مبارک ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے تو بیان فرما دیا جو کچھ وہ آپ کے ساتھ کرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 84، دار احیاء التراث العربی بیروت

گا۔ لیکن ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب یہ آیت آپ ﷺ پر نازل ہوئی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب ہم حدیبیہ سے لوٹے تو اس وقت حضور نبی رحمت ﷺ کے صحابہ کرام غم واندوہ اور حزن وملال میں مبتلا تھے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قربانی کے جانور اپنی جگہوں میں ذبح کیے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر ایک واضح اور روشن آیت نازل کی گئی ہے جو میرے نزدیک تمام دنیا سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ آپ ﷺ نے تین بار ایسا فرمایا۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ وہ آیت کون سی ہے؟ تو آپ ﷺ نے پہلی دو آیتیں پڑھیں: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو! لیکن ہمارے لیے کیا ہے؟ تو پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الآیہ۔ پس جب ہم خیبر آئے تو جونہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے جانثاروں کا لشکر دیکھا تو پیٹھیں پھیر کر قلعے کی طرف بھاگ نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ'' (خیبر ویران ہو گیا کیونکہ جب ہم کسی قوم کے پاس اترتے ہیں تو ڈرنے والوں کی صبحیں خراب ہو جاتی ہیں)(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ الآیہ۔ تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے عرض کی: آپ کے رب نے آپ کو جو کچھ عطا فرمایا وہ آپ کے لیے مبارک ہو۔ یہ تو آپ کے لیے ہے لیکن ہمارے لیے کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ الی آخر الآیہ۔(3)

اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝

''بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو گواہ بنا کر (اپنی رحمت کی) خوشخبری سنانے والا (عذاب سے) بروقت ڈرانے والا۔ تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور تاکہ تم ان کی مدد کرو اور دل سے ان کی تعظیم کرو۔ اور پاکی بیان کرو اللہ کی صبح وشام''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا بے شک ہم نے بھیجا ہے آپ کو اپنی امت پر گواہ بنا کر اور انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات پر گواہ بنا کر کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی۔ وَّمُبَشِّرًا کہ آپ ﷺ جنت کی بشارت دیتے ہیں انہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی وَّنَذِيْرًا اور لوگوں میں

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۃ الفتح، جلد 2، صفحہ 159، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 499 (3713)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 82، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اسے ڈراتے ہیں۔ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فرمایا (تاکہ (اے لوگو!) تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر) اس کے وعدے، حساب اور بعث بعد الموت کے ساتھ ایمان لاؤ۔ وَ تُعَزِّرُوْهُ فرمایا: تاکہ تم ان کی مدد کرو۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ فرمایا اور دل سے تم اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعظیم کرو اس کی حاکمیت، تفخیم شان، اور اس کے شرف و عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے۔ فرمایا بعض قراتوں میں اس طرح ہے: ''وَيُسَبِّحُوا اللّٰهَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَ تُعَزِّرُوْهُ۔ فرمایا: تاکہ وہ اس کی مدد کریں۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ تاکہ وہ اس کی تعظیم کریں۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے: وَ تُعَزِّرُوْهُ یعنی تم اس کی بزرگی اور عظمت شان کو بیان کرو۔ وَ تُوَقِّرُوْهُ اور تم اس کی تعظیم کرو۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان بیان کرو اور آپ کی تعظیم کرو۔(3)

امام ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ رحمہم اللہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وَ تُعَزِّرُوْهُ فرمایا تم آپ کے سامنے تلوار کے ساتھ جہاد کرو۔(4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ معنی بیان کیا ہے تم آپ کی معیت میں تلوار کے ساتھ جنگ کرو۔(5)

امام ابن عدی، ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: وَ تُعَزِّرُوْهُ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے: ''تاکہ تم اس کی مدد کرو''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ آیت پڑھتے تھے لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝ فرمایا آپ کہا کرتے تھے: جب یاء یا تاء میں اشکال ہو جائے۔ تو تم اسے یاء پر محمول کرو کیونکہ سارے کا سارا قرآن یاء پر محمول ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ فرمایا وَ تُسَبِّحُوْهُ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کریں اس کی ذات کی طرف رجوع کرتے ہوئے۔(6)

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 500 (3715)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 88 6۔ ایضاً

قراءت میں ہے "وَيُسَبِّحُوا اللّٰهَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ بھی اسی طرح پڑھتے تھے: "ويسبحوا الله بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا"۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿١٠﴾

"(اے جان عالم!) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کو توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا اور جس نے ایفاء کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں "حدیبیہ کے دن"۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ میں وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت تھی جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل کی گئی اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ الآیہ، پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت وہ تھی جس پر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اور حق کی اطاعت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت یہ تھی کہ میری بیعت کرو جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں۔ اور جب میں اس کی نافرمانی کروں تو پھر تم پر میری پیروی کرنا لازم نہیں۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بیعت یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور حق کی اطاعت و پیروی کے لیے بیعت کرو۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اور حق کی اطاعت کے لیے تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حکم بن اعرج رحمہما اللہ سے روایت بیان کی ہے: يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے) کہ وہ فرار نہ ہوں گے۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے فرمایا: ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اس پر کہ ہم نشاط و خوشحالی اور کسل مندی کے ہر قسم کے حالات میں آپ کا ارشاد سنیں گے اور حکم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 89، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

کی تعمیل کریں گے، تنگی اور خوشحالی ہر قسم کے حالات میں نفقہ ادا کریں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہیں گے۔ اور اس پر بیعت کی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے کہ اس کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ہمارے لیے رکاوٹ نہیں بنے گی اور اس پر یہ بیعت کی کہ ہم آپ کی مدد کریں گے جب آپ ہمارے پاس یثرب قدم رنجہ فرما ہوں گے، اور ہم آپ کی ہر اس شے سے حفاظت کریں گے جس سے ہم اپنی جانوں، بیویوں اور اولادوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ہمارے لیے جنت ہوگی۔ پس جس نے وعدہ وفا کیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے وعدہ وفا کرے گا، اور جس نے توڑ دیا تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی اپنی ذات پر ہوگا۔

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ⑪

"عنقریب آپ سے عرض کریں گے وہ دیہاتی جو پیچھے چھوڑے گئے تھے ہمیں بہت مشغول رکھا ہمارے مالوں اور اہل وعیال نے پس ہمارے لیے معافی طلب کریں۔ (اے حبیب!) یہ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کرتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ آپ (انہیں) فرمایئے کون ہے جو اختیار رکھتا ہو تمہارے لیے اللہ کے مقابلے میں کسی چیز کا، اگر ارادہ فرمائے تمہارے لیے کسی ضرر کا یا ارادہ فرمائے تمہارے لیے کسی نفع کا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے پوری طرح باخبر ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب حدیبیہ سے واپس تشریف لائے اور خیبر کی جانب چلے تو بعض دیہاتی لوگ آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے اور وہ اپنے گھر والوں سے جا ملے، لیکن جب انہیں یہ خبر موصول ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے خیبر فتح کر لیا ہے تو وہ بھی آپ کی طرف چل پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ جو لوگ بھی آپ سے پیچھے رہے ان میں سے کسی کو بھی خیبر کے مال غنیمت میں سے کچھ عطا نہ فرمائیں۔ اور جو اس فتح میں شریک ہوئے ہیں انہیں میں ہی اس کا مال غنیمت تقسیم فرمائیں۔ اسی کے بارے یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو جو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جو آپ سے پیچھے رہ گئے ان میں سے کسی کو خیبر کے مال غنیمت میں سے کوئی شے بھی عطا نہ کریں (وہ اللہ تعالیٰ کے اس کلام کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ کے

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینہ کے دیہات جہینہ اور فزینہ تھے۔ آپ نے مکہ مکرمہ کی طرف نکلتے وقت ان سے مدد چاہی۔ تو انہوں نے کہا: ہم آپ کے ساتھ اس قوم کی طرف جائیں جو آپ کی جانب آئے اور انہوں نے آپ کے اصحاب کے ساتھ قتال کیا کہ ہم ان کے گھروں میں جا کر ان سے قتال کریں۔ پس انہوں نے کام کے بہانے آپ کو ٹال دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کرنے کے لیے آئے اور آپ کے اصحاب نے اہل حرم میں سے کچھ غافل لوگوں کو پکڑا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں چھوڑ دیا۔ وہ قبائل بطن مکہ میں آباد تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراجعت فرما ہوئے تو آپ نے بہت سے مال غنیمت کا وعدہ کیا۔ پس خیبر آپ کو عطا فرما دیا گیا۔ تو پیچھے رہ جانے والوں نے کہا: ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ (فتح: 15) ہمیں بھی اجازت عطا فرمائیں کہ ہم تمہارے پیچھے پیچھے آئیں۔ یہ وہی مال غنیمت ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا اور ان پر ایک ایسی قوم کی جنگ آپڑی جو انتہائی طاقتور اور قوی ہے۔ اور وہ اہل فارس ہیں اور وہ کثیر غنائم جن کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا وہ ہیں جنہیں وہ آج دن تک حاصل کر لیں گے۔ (1)

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۖۚ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵﴾

”حقیقت یہ ہے کہ تم نے خیال کر لیا تھا کہ اب ہرگز لوٹ کر نہیں آئے گا یہ پیغمبر اور ایمان والے اپنے اہل خانہ کی طرف کبھی، اور بڑا خوشنما لگتا تھا یہ ظن (فاسد) تمہارے دلوں کو اور تم طرح طرح کے برے خیالوں میں مگن رہے (اس وجہ سے) تم برباد ہونے والی قوم بن گئے۔ اور جو نہ ایمان لے آئے اللہ پر اور اس کے رسول پر تو بے شک ہم نے ان تمام کافروں کے لیے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ بخش دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96-93-91، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ کہیں گے (پہلے سفر جہاد سے) پیچھے چھوڑے جانے والے جب تم روانہ ہو گے اموال غنیمت کی طرف تاکہ تم ان پر قبضہ کرلو، ہمیں بھی اجازت دو کہ تمہارے پیچھے پیچھے آئیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے حکم کو بدل دیں۔ فرمایئے تم قطعاً ہمارے پیچھے نہیں آسکتے۔ یونہی فرمادیا ہے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے۔ پھر وہ کہیں گے کہ (نہیں) بلکہ ہم سے حسد کرتے ہو۔ (ان کا یہ غلط خیال ہے) درحقیقت وہ (احکام الٰہی کے اسرار کو) بہت کم سمجھتے ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے بارے میں یہ گمان کرلیا ہے کہ وہ ہرگز اپنے ان گھروں کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ بے شک عنقریب وہ ہلاک کردیئے جائیں گے۔ اسی گمان کی وجہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے۔ حالانکہ وہ اپنے قول میں جھوٹے تھے۔ اور ارشاد گرامی سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا کے بارے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو معاہدہ حدیبیہ کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے وہ تمہاری طرح ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے فرمایا: مال غنیمت جہاد کے واسطے بنایا گیا ہے۔ بے شک خیبر کا مال غنیمت تو ان لوگوں کے لیے تھا جو حدیبیہ میں تھے، دوسروں کے لیے اس میں کوئی حصہ نہیں۔ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فرمایا۔ پس انہیں غزوۂ حنین کے وقت ہوازن اور ثقیف کی طرف بلایا گیا۔ تو ان میں سے بعض نے انتہائی حسین اور خوبصورت جواب دیا اور جہاد میں رغبت رکھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے معذور لوگوں کے عذر قبول فرمالیے۔ اور فرمایا لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ (النور:61) (نہ اندھے پر کوئی حرج ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے۔ اور نہ بیمار پر کوئی حرج ہے)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ کا مفہوم ہے: قوم نے نفاق کا اظہار کیا۔ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ (وہ ظن یہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز واپس لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ کا معنی ہے: وہ چاہتے ہیں کہ وہ کتاب اللہ کو بدل دیں۔ وہ مسلمانوں کو جہاد سے روکتے تھے اور انہیں بھاگ جانے کا مشورہ دیتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں اس سے مراد فارس ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فارس اور روم ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ کے بارے آپ نے فرمایا۔ ان سے مراد بارزیعنی کرد قوم ہے۔

امام ابن منذر اور طبرانی رحمہما اللہ نے الکبیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فارس کے دیہات اور عجم کے کرد ہیں۔

امام ابن منذر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بنوحنیفہ ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فرمایا: وہ ابھی تک نہیں آئے۔

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِیْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ یُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِیْعُوْا یُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَ اِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّیْتُمْ مِّنْ قَبْلُ یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۱۶﴾

''فرما دیجئے ان پیچھے چھوڑے جانے والے بدوی عربوں کو کہ عنقریب تمہیں دعوت دی جائے گی ایک ایسی قوم سے جہاد کی جو بڑی سخت جنگجو ہے۔ تم ان سے لڑائی کرو گے یا وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ پس اگر تم نے اس وقت اطاعت کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہت اچھا اجر دے گا۔ اور اگر تم نے (اس وقت بھی) منہ موڑا جیسے تم نے پہلے منہ موڑا تھا تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے مدینہ طیبہ کے دیہاتیوں میں سے جہینہ اور مزینہ ان دو قبائل کو بلایا جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کی طرف خروج کے وقت بلایا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں جنگ فارس کی طرف دعوت دی۔ فرمایا: اگر تم اطاعت کرو گے جب تمہیں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) بلائیں گے تو یہ تمہاری جانب سے حضور نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہنے کے جرم کی توبہ ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اجر حسن عطا فرمائے گا۔ اور جب (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے تمہیں دعوت دی تو اگر تم نے اس وقت بھی منہ موڑا جیسا کہ تم نے پہلے منہ موڑا تھا جب کہ تمہیں حضور نبی کریم ﷺ نے دعوت دی تھی۔ تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ میں قوم سے مراد اہل فارس اور روم ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَوْمٍ سے مراد بتوں کے پرستار ہیں۔

فریابی اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ قَوْمٍ سے مراد ہوازن اور بنی حنیفہ ہیں۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس قَوْمٍ سے مراد غزوۂ حنین میں بنی ہوازن تھے۔(1)

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ
حَرَجٌ ۗ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهٰرُ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ
الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ
السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً
يَّاْخُذُوْنَهَا ۗ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً
تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ
اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۲۰﴾ وَّ اُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۗ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾ وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ
اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚۖ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

”نہ اندھے پر کوئی گناہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ ہی مریض پر کوئی گناہ ہے (اگر یہ شریک جہاد نہ ہو سکیں) اور جو شخص اطاعت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں۔ اور جو شخص روگردانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب دے گا۔ یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی اس درخت کے نیچے پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس اتارا اس نے اطمینان کو ان پر اور بطور انعام انہیں یہ قریبی فتح بخشی۔ اور بہت سی غنیمتیں بھی (عطا کیں) جن کو وہ (عنقریب) حاصل کریں گے، اور اللہ سب سے زبردست، بڑا دانا ہے۔ (اے غلامانِ مصطفیٰ!) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرمایا ہے جنہیں تم (اپنے اپنے وقت پر) حاصل کرو گے۔ پس جلدی دے دی ہے تمہیں یہ (صلح) اور روک دیا ہے اس نے لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے۔ اور تاکہ ہو جائے یہ (ہماری نصرت کی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

نشانی اہل ایمان کے لیے اور تاکہ ثابت قدمی سے گامزن رکھے تمہیں صراط مستقیم پر۔ اور کئی مزید فتوحات بھی جن پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے لیکن وہ اللہ کے احاطہ قدرت میں ہیں۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور اگر جنگ کرتے تم سے یہ کفار تو پیٹھ دے کر بھاگ جاتے پھر نہ پاتے کسی کو (دنیا بھر میں) اپنا دوست اور مددگار۔ یہ اللہ کا دستور ہے جو پہلے سے چلا آتا ہے۔ اور اللہ کے دستور میں تو ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائے گا"۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب تھا اور میں قلم اپنے کان پر رکھتا تھا۔ جب جہاد کا حکم ہوا تو ایک نابینا حاضر خدمت ہوا اور اس نے عرض کی: میرے لیے کیا حکم ہے حالانکہ میں تو نابینا ہوں۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ الآیہ۔ فرمایا یہ حکم جہاد کے بارے ہے اور جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ان پر جہاد فرض نہیں۔

رہا ارشاد گرامی لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ تو اس کے بارے امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اس اثناء میں کہ ہم قیلولہ کر رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان کیا: اے لوگو! بیعت کے لیے آؤ، بیعت کے لیے آؤ۔ روح القدس نازل ہوئے ہیں۔ سو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑ کر آئے۔ آپ ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے اور ہم نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جانب سے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی۔ تو لوگوں نے کہا: ابن عفان رضی اللہ عنہ کے لیے تو صد مبارک ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر لیں گے اور ہم تو یہاں ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر وہ اتنے اتنے برس بھی وہاں ٹھہر رہے گا تو وہ طواف نہیں کرے گا، یہاں تک کہ میں طواف کر لوں۔ "فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ مَكَثَ كَذَا وَكَذَا سَنَةً مَاطَافَ حَتّٰى اَطُوْفَ" (1)

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ طارق بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میں حج کرنے کے لیے گیا تو میں ایک قوم کے پاس سے گزرا، جو نماز ادا کر رہے تھے۔ تو میں نے دریافت کیا کیا یہ مسجد ہے؟ تو لوگوں نے بتایا یہ وہ درخت ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان لی تھی۔ سو میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس کے بارے اطلاع دی۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے باپ نے مجھے یہ بیان کیا ہے کہ وہ ان میں شامل تھے جنہوں نے درخت کے نیچے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ لیکن جب ہم آئندہ سال آئے تو ہم اس درخت کو بھول گئے اور ہم اسے پا نہ سکے۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تو اسے نہ جانتے تھے اور تم اسے جانتے ہو۔ سو تم زیادہ جاننے والے ہو۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 100، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 599، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک یہ خبر پہنچی کہ لوگ اس درخت کے پاس آتے ہیں جس کے نیچے بیعت کی گئی تو آپ نے اسے کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ وہ کاٹ دیا گیا۔

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: وہ لوگ کتنے تھے جو بیعت رضوان میں حاضر تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ پندرہ سو تھے۔ پھر میں نے کہا: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ وہ چودہ سو افراد تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ پر اور ان پر رحم فرمائے۔ انہوں نے ہی مجھے بیان کیا ہے کہ وہ پندرہ سو افراد تھے۔(1)

امام بخاری، مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اصحاب شجرہ (درخت کے نیچے بیعت کرنے والے) تیرہ سو افراد تھے۔(2)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو افراد تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تم اہل زمین سے بہتر ہو: "اَنْتُمْ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ"۔(3)

امام بیہقی نے حضرت سعید بن المسیب، بخاری، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم اہل زمین سے بہتر ہو۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے کہا حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ درخت کے نیچے (بیعت میں) چودہ سو افراد (شریک) تھے۔

امام بخاری نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے۔ تو ان سے پوچھا گیا: کون سی شے پر تم بیعت کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: موت پر۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر اترے۔ تو وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ زن ہونے کے سبب قریش گھبرا گئے۔ تو آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پسند فرمایا کہ اپنے اصحاب میں سے کوئی آدمی ان کی طرف بھیجیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف بھیجنے کے لیے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پر امن اور محفوظ نہیں ہوں۔ بنی کعب کا کوئی آدمی بھی مکہ مکرمہ میں نہیں ہے کہ اگر مجھے کوئی اذیت دی جائے تو وہ میرا ساتھ دے اور میرے لیے اظہار ناراضگی کرے۔ آپ حضرت

1۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 598، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 102
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب مبایعۃ الامام، جلد 13، صفحہ 4 (71)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً
5۔ صحیح بخاری، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 2، صفحہ 599، وزارت تعلیم اسلام آباد

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھیج دیجئے۔ کیونکہ ان کا خاندان وہاں ہے۔ وہ بالیقین آپ کی جانب سے وہ پیغام ان تک پہنچا دیں گے جو آپ نے ارادہ فرمایا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو طلب فرمایا اور انہیں قریش کی طرف بھیجا اور فرمایا: انہیں جا کر اطلاع دو کہ ہم جنگ کے لیے نہیں آئے۔ ہم تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں۔ اور انہیں اسلام کی طرف دعوت دو۔ اور آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے پاس جاؤ۔ ان کے پاس جا کر انہیں فتح کی خوشخبری سناؤ اور انہیں یہ خبر دو کہ بہت جلد اللہ تعالیٰ اپنے دین کو مکہ مکرمہ میں غالب کر دے گا یہاں تک کہ اس میں ایمان سے کوئی شے مخفی نہیں رہے گی۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قریش کی طرف گئے اور انہیں جا کر اطلاع دی تو مشرکین نے آپ کو وہاں روک لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کی دعوت دی۔ اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منادی نے یہ اعلان فرمایا: خبردار سنو! روح القدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے ہیں اور انہوں نے آپ کو بیعت کا حکم دیا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر نکلو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرو۔ تو یہ اعلان سنتے ہی جاں نثاران مصطفیٰ پروانوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھے اور آپ درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی کہ وہ کبھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے قریش پر رعب ڈال دیا۔ نتیجۃً انہوں نے ان تمام مسلمانوں کو آزاد کر دیا جنہیں انہوں نے روک رکھا تھا اور انہیں مذاکرات اور صلح کی دعوت دی۔ (1)

امام مسلم، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو تھے۔ پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست مبارک تھامے ہوئے تھے اور آپ ببول کے درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ انہوں نے فرمایا: ہم نے اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی کہ ہم نہیں بھاگیں گے۔ ہم نے موت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت نہیں کی۔ (2)

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے تحقیق تو نے مجھے درخت کے نیچے بیعت کرنے کے دن دیکھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک سے ایک ٹہنی اوپر اٹھائے ہوئے تھا۔ اس دن ہم چودہ سو افراد تھے۔ ہم نے موت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت نہیں کی۔ بلکہ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ تو جو سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا تھا وہ ابوسنان اسدی تھا۔ اس نے آتے ہی عرض کی: آپ دست مبارک آگے بڑھائیے، میں آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ تو اس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو کس

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 34-133، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب استحباب مبایعۃ الامام، جلد 13، صفحہ 5 (1858)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بات پر میری بیعت کرے گا؟ تو اس نے عرض کی اسی پر جو آپ کے دل میں ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کا حکم دیا تو اس وقت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد کی حیثیت سے اہل مکہ کے پاس تھے، پس لوگوں نے بیعت کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بے شک عثمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کے کام لگا ہوا ہے۔ سو آپ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا۔ پس رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ عثمان کے لیے ہو گیا جو کہ ان کے اپنے ہاتھوں سے بہتر اور افضل ہے: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُوْلِهٖ فَضَرَبَ بِاِحْدَی یَدَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِعُثْمَانَ خَیْرًا مِّنْ اَیْدِیْهِمْ لِاَنْفُسِهِمْ''

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور امام مسلم نے ام بشر سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی جہنم کی آگ میں داخل نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ کے بارے آپ نے فرمایا: بے شک ان پر اطمینان نازل کیا گیا جن سے وفا کا علم ہوا۔

حضرت سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا ﴿١٨﴾ سے مراد فتح خیبر ہے۔(3)

امام عبد الرزاق اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے مراسیل میں حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے ایسے غائب کے لیے کوئی حصہ نہیں دیا جو اس میں حاضر نہیں ہوا مگر فتح خیبر کا مال غنیمت تقسیم کرتے وقت اہل حدیبیہ میں سے غائب افراد کے لیے بھی حصہ نکالا۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ پس یہ غنیمتیں اہل حدیبیہ کے لیے تھیں ان کے لیے بھی جو ان میں سے وہاں حاضر تھے اور ان کے لیے بھی جو وہاں سے غائب تھے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ فرمایا: السَّكِیْنَةَ سے مراد وقار اور صبر ہے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حدیبیہ کے زمانہ میں آپ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ اور ہمیں جو بتایا گیا ہے اس کے مطابق وہ ببول کا درخت تھا جس کے نیچے آقا دو جہاں ﷺ نے اپنے جانثار صحابہ کرام سے بیعت لی تھی۔ اس دن ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ انہوں نے اس بات پر آپ کی بیعت کی کہ وہ میدان سے فرار اختیار نہیں کریں گے۔ موت

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 137، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب من فضائل اصحاب الشجر، جلد 16، صفحہ 48 (2496)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 163　　4۔ مراسیل ابوداؤد، باب ماجاء فی الجہاد، جلد 1، صفحہ 13، وزارت تعلیم اسلام آباد

پرانہوں نے آپ کی بیعت نہیں کی۔ اور وَّ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً کے بارے فرمایا: یہ خیبر کی غنیمتیں ہیں، اس میں زمین بھی تھی اور مال بھی۔ جسے حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم فرما دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے مدینہ طیبہ کی طرف واپس تشریف لائے۔ ابھی آپ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے مابین ہی تھے کہ آپ پر سورۂ فتح نازل ہوئی۔ اور فرمایا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے دیہاتیوں اور حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کی مخالفت کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا وَ اَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ پھر دیہاتیوں کے بارے فرمایا بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰۤى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّ زُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ ظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَ كُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ فَاِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝ بعد ازاں بیعت کا ذکر فرمایا لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ اور یہ فتح حدیبیہ کا ذکر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: درخت کے نیچے بیعت کرنے والے ایک ہزار پانچ سو پچیس تھے۔(1)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فرمایا: اے ابو امامہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ کے بارے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس فتح سے مراد فتح خیبر ہے جب کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ صلح حدیبیہ سے واپس تشریف لائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ سے مراد فتح خیبر ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ کثیر غنیمتیں جن کا ان کے ساتھ وعدہ کیا گیا۔ انہوں نے آج دن تک حاصل نہیں کیں۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ فرمایا: انہیں خیبر جلدی عطا کر دیا گیا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد فتح ہے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح جلدی عطا فرما دی)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 102، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 04-103

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ اور وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ سے مراد اہل مکہ ہیں۔ ''اَنْ يَّسْتَحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ اَوْ يَسْتَحِلَّ بِكُمْ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ یعنی اہل مکہ اسے حلال سمجھیں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ یا وہ تمہیں حلال قرار دے حالانکہ تم حرام ہو۔ تا کہ یہ اہل ایمان کے لیے ہماری (نصرت کی) نشانی ہو جائے۔ یعنی تمہارے بعد آنے والوں کے لیے سنت ہو جائے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ مروان اور مسور بن مخرمہ دونوں نے کہا: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے سال واپس تشریف لائے۔ تو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان آپ پر سورۂ فتح نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خیبر عطا فرمایا۔ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ میں خیبر کا ذکر ہے۔ سو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذوالحجہ کے مہینہ میں مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ وہاں تھوڑا قیام فرمایا اور پھر محرم میں خیبر کی طرف چل دیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجیع میں جا اترے۔ یہ غطفان اور خیبر کے درمیان ایک وادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوف لاحق ہوا کہ غطفان ان کی مدد کریں گے۔ چنانچہ آپ نے رات وہاں گزاری اور صبح کے وقت ان پر حملہ کر دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ سے مراد خیبر ہے۔ اور وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ہاتھوں کو مدینہ طیبہ میں ان کے سامان اور اہل وعیال سے روک دیا۔ جب کہ وہ مدینہ طیبہ سے خیبر کی جانب چلے۔ یہ تفسیر حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ میں فتح خیبر مراد ہے۔

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ كَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ کے تحت انہوں نے فرمایا: دو حلیف اسد اور غطفان، ان پر مستزاد عیینہ بن حصن، اس کے ساتھ مالک بن عوف نصری، ابونضر اور اہل خیبر سب بئر معونہ پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ پس وہ شکست خوردہ ہو گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ میں نہ آئے۔ اور ارشاد باری تعالیٰ وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد بنی اسد اور غطفان ہیں۔ اور لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾ کے بارے فرماتے ہیں کہ جو اس سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی سنت اور دستور یہ ہے کہ جس کسی نے بھی اس کے نبی علیہ السلام کے ساتھ قتال کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل ورسوا کیا۔ پس اسے یا تو ہلاک کر دیا یا اس پر رعب ڈال دیا اور وہ شکست خوردہ ہو گیا اور ہرگز کوئی دشمن اس کے بارے نہیں سنے گا مگر وہ شکست کھائیں گے اور صلح کی پیش کش کریں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب غزوۃ خیبر، جلد 4، صفحہ 197، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، داراحیاء التراث العربی بیروت

بیان کیا ہے کہ وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا کے بارے فرمایا: یہ وہ فتوحات ہیں جو آج تک ہوتی رہیں۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اَنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمْ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ یہ ارشاد اس ارشاد کی طرح ہے: ''اَحَاطَهُ اللّٰهُ بِهَا عِلْمًا اَنَّهَا لَكُمْ'' کہ اللہ تعالیٰ نے علم کے ساتھ اس کا احاطہ کر لیا ہے کہ وہ تمہارے لیے ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الاسود دیلمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت زبیر بن عوام جب بصرہ آئے تو بیت المال میں داخل ہوئے اور وہاں سونا چاندی موجود تھا۔ تو فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَ كَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَ لِتَكُوْنَ اٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَ یَهْدِیَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۙ﴿۲۰﴾ وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اور فرمایا یہ ہمارے لیے ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِیْرَةً میں خیبر کے وقت سے لے کر تمام فتوحات ہیں۔ تَاْخُذُوْنَهَا تمہیں ان سے واسطہ پڑے گا اور تم ان میں مال غنیمت حاصل کرو گے۔ فَعَجَّلَ لَكُمْ پس ان میں سے خیبر تمہیں جلد ہی عطا فرما دیا۔ وَ كَفَّ اَیْدِیَ النَّاسِ عَنْكُمْ اور حدیبیہ کے دن صلح کے وقت قریش کے ہاتھ تم سے روک لیے۔ وَ لِتَكُوْنَ اٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ تا کہ یہ اس کے بعد آنے والے مومنین کے لیے ان کے پورا ہونے پر شاہد اور دلیل ہو جائے۔ وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا اور کئی مزید فتوحات جن کے علم پر تم قدرت نہیں رکھتے تھے اور ان میں اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان فارس اور روم کو تقسیم فرما دیا۔ قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ تمہارے لیے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا میں فارس اور روم کی طرف اشارہ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد فتح فارس ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا کے بارے فرمایا: کہ بعض یہ گمان کرتے ہیں کہ اس سے مراد عربی گاؤں اور بستیاں ہیں۔ اور بعض دوسروں کا خیال یہ ہے کہ اس سے مراد فارس اور روم کی (فتوحات) ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّ اُخْرٰی لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهَا کے تحت کہا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ (کی فتح) ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حنین کی فتح ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب نزول سورۃ الفتح، جلد 4، صفحہ 163، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 164
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 107

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد خیبر ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَ لَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ میں اہل مکہ مراد ہیں۔(2) واللہ اعلم۔

وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۲۴ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ الْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ؕ وَ لَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَ نِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۲۵

”اور اللہ وہی ہے جس نے روک دیا تھا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے وادیٔ مکہ میں باوجودیکہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے تھے خوب دیکھ رہا تھا۔ یہی وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں بھی روک دیا مسجد حرام (میں داخل ہونے) سے اور قربانی کے جانوروں کو بھی کہ وہ بندھے رہیں اور اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں۔ اور اگر نہ ہوتے (مکہ میں) چند مسلمان مرد اور چند مسلمان عورتیں جن کو تم نہیں جانتے (اور یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ تم روند ڈالو گے انہیں سو تمہیں پہنچے گی ان کی وجہ سے عار بے علمی کے باعث (نیز) تاکہ داخل کر دے اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے۔ اگر یہ (کلمہ گو) الگ ہو جاتے تو (اس وقت) جنہوں نے کفر کیا ان میں سے تو ہم انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیتے“۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب حضور نبی کریم ﷺ حدیبیہ میں تھے تو اہل مکہ میں سے اسی مسلح افراد جبل تنعیم کی جانب سے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کی جانب آئے۔ وہ آپ ﷺ کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔ پس آپ نے ان کے خلاف دعا فرمائی۔ تو وہ پکڑے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بِبَطْنِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 106، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 108
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 109

مَكَّةَ سے مراد حدیبیہ ہے۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی جسے زنیم کہا جاتا ہے وہ حدیبیہ کے دنوں میں گھاٹی پر چڑھا۔ تو مشرکین نے اسے پھینک دیا اور قتل کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے گھوڑسوار بھیجے اور وہ بارہ شہسواروں کو لے آئے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تمہارے لیے کوئی عہد یا ذمہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے انہیں چھوڑ دیا۔ تو اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ الآیہ۔ (1)

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے ایام میں ہزار سے کچھ زائدہ صحابہ کرام کو ساتھ لے کر مدینہ طیبہ سے چلے، جب ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کو قلادہ پہنایا اور اس کا شعار کیا اور عمرے کا احرام باندھا۔ پھر آپ نے بنی خزاعہ کا ایک آدمی جاسوس بنا کر بھیجا، تا کہ وہ آپ کو قریش کے بارے اطلاع کرے۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے۔ یہاں تک کہ جب عسفان کے قریب غدیر اشطاط پر پہنچے، تو آپ کا خزاعی جاسوس حاضر خدمت ہوا۔ اس نے بتایا: میں نے کعب بن لؤی اور عامر بن لؤی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ انہوں نے آپ کے لیے احابیش کو جمع کر رکھا ہے اور آپ کے لیے بہت بڑا لشکر تیار کر رکھا ہے۔ وہ آپ کے ساتھ جنگ لڑیں گے اور آپ کو بیت اللہ شریف سے دور رکھیں گے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے مشورہ دو۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم ان لوگوں کے اہل وعیال کی طرف متوجہ ہوں جنہوں نے قریش کی معاونت کی ہے اور ہم ان پر حملہ کریں، پھر اگر یہ بیٹھے رہے تو انتہائی پریشان کن اور غمزدہ حالت میں بیٹھیں گے۔ اور اگر یہ مصر رہے تو یہ ہراول دستہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں تباہ کر دے گا۔ یا تم یہ رائے رکھتے ہو، کہ ہم بیت اللہ کا قصد کرتے ہوئے چلتے رہیں۔ اور جو کوئی ہماری راہ روکنے کی کوشش کرے ہم اس سے قتال کریں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ہی بہتر جانتے ہیں۔ بلاشبہ ہم عمرہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ اس لیے ہم کسی سے بھی جنگ نہ لڑیں۔ البتہ جو کوئی بیت اللہ شریف اور ہمارے درمیان حائل ہو، ہم اس کے ساتھ ضرور قتال کریں گے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تب چلتے رہو۔ سو وہ چلتے رہے یہاں تک کہ جب کچھ راستہ طے کر چکے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خالد بن ولید قریش کے گھوڑسوار ہراول دستے کے ساتھ غمیم کے مقام پر ہے۔ اس لیے دائیں طرف کی راہ اختیار کرو۔ قسم بخدا! خالد کو ان کے آنے کا احساس تک نہ ہوا یہاں تک کہ لشکر کا غبار اس پر جا پڑا۔ اور وہ قریش کو اطلاع کرنے کے لیے گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے چلا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے سفر جاری رکھا یہاں تک کہ جب اس پہاڑی راستے پر پہنچے جس سے آپ ﷺ نے ان پر اترنا تھا، تو وہاں آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی، تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا حل حل۔ یعنی آپ ﷺ نے اسے اٹھانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ نہ اٹھی۔ تو لوگوں نے کہا: قصواء تھک چکی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قصواء تھکی نہیں ہے اور ایسا کرنا اس کی عادت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 110، داراحیاء التراث العربی بیروت

بھی نہیں ہے۔لیکن اسے اس ذات نے روک رکھا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! وہ مجھ سے ایسے خطہ کے بارے سوال کریں گے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی حرمات کی تعظیم کریں گے تو وہ انہیں میں عطا کردوں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو جھڑکا تو وہ جھپٹ کر کھڑی ہوگئی۔ تو آپ نے ان کا راستہ بدل دیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے آخر میں نزول فرمایا۔ پاس ہی ایک کنواں تھا جس میں پانی انتہائی قلیل تھا۔ لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ لوگوں نے اس سے سارا پانی نکال لیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیاس اور پانی نہ ہونے کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ اسے میں کنوئیں میں گاڑ دیں۔ راوی کا کہنا ہے کہ قسم بخدا! وہ کنواں انہیں سیراب کرنے کے لیے ابلنے لگا۔ یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد اس سے واپس آگئے۔ پس وہ اسی حالت میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم قبیلہ خزاعہ کی ایک جماعت کے ہمراہ وہاں آیا۔ یہ تمام لوگ اہل تہامہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحتوں کے راز لیتے رہتے تھے۔ تو اس نے عرض کی: میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے کثیر پانیوں کے پاس اترے ہوئے ہیں اور ان کے ساتھ بچوں والی عورتیں بھی ہیں۔ وہ ضرور آپ سے جنگ لڑیں گے اور بیت اللہ شریف سے آپ کو روکنے کی کوشش کریں گے، حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہم کسی سے جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے، بلکہ ہم تو عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں۔ بلاشبہ جنگ قریش کے لیے نقصان دہ اور ضرر رساں ہوگی۔ پس اگر وہ چاہیں تو میں ان کے لیے ایک مدت معین کر دیتا ہوں جس میں وہ میرے لوگوں کے درمیان سے ہٹ جائیں۔ اس میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان جنگ نہیں ہوگی۔ اور اگر میں غالب آجاؤں تو پھر اگر وہ چاہیں تو وہ بھی اسی طرح اسلام میں داخل ہو جائیں جس طرح اور لوگ داخل ہوئے۔ اور اگر وہ اسلام قبول نہ بھی کریں تو بھی مدت معاہدہ میں جنگ وجدال سے الگ رہیں۔ اور اگر وہ اس کا انکار کر دیں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں اپنے اس امر پر ان سے جنگ لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری جان قربان ہو جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ فتح ونصرت کا جو وعدہ فرما رکھا ہے وہ یقیناً اپنا فیصلہ نافذ فرمائے گا۔ یہ سن کر بدیل نے کہا: جو کچھ آپ فرما رہے ہیں میں یہ سب عنقریب ان تک پہنچا دوں گا۔ پس وہ چلا گیا اور قریش تک جا پہنچا۔ وہاں جا کر کہا: بے شک ہم ایک خاص آدمی کی جانب سے تمہارے پاس آئے ہیں اور ہم نے اس سے کچھ باتیں سنی ہیں۔ سو اگر تم خواہش کرو تو ہم وہ باتیں تم پر پیش کرتے ہیں جو انہوں نے ہمارے ساتھ کی ہیں۔ تو ان کے سفہاء اور بے وقوف لوگوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں کہ تم ہمارے ساتھ کسی شے کے بارے گفتگو کرو۔ لیکن ان میں سے جو صاحب رائے اور دانا لوگ تھے انہوں نے کہا: جو کچھ تم نے ان سے سنا ہے وہ بتاؤ۔ وہ کیا کہتے ہیں؟ بدیل نے کہا میں نے انہیں سنا ہے کہ وہ اس اس طرح کہتے ہیں اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ سب بیان کر دیا۔ پھر عروہ بن مسعود ثقفی اٹھا اور کہا: اے قوم! کیا تم مجھے بچے کی طرح نہیں جانتے؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر اس نے کہا: کیا میں تمہیں باپ کی طرح نہیں سمجھتا؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں۔ پھر اس نے پوچھا۔ کیا تم مجھے متہم کر سکتے ہو؟ قریش نے کہا۔ ہرگز

نہیں۔ پھر عروہ نے کہا۔ کیا تم جانتے نہیں کہ میں نے اہل عکاظ کو بھگایا اور جب انہوں نے میری بات کا انکار کیا تو میں اپنے اہل وعیال اور متبعین سمیت تمہارے پاس آ گیا؟ قریش نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ایسا ہی ہے۔ تو پھر عروہ نے کہا: بے شک اس نے تم پر راہ ہدایت کو پیش کیا ہے۔ پس تم اسے قبول کرلو اور مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے اسے کہا کہ درست ہے تم ان کے پاس جاؤ۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کرنے لگا۔ تو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی اسی طرح گفتگو فرمائی جیسی گفتگو بدیل سے فرمائی تھی۔ تو اس وقت عروہ نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تیرا یہ خیال ہے کہ تو اپنی قوم کو تباہ و برباد کر دے۔ کیا تو نے عربوں میں سے کسی کے بارے یہ سنا ہے کہ تجھ سے پہلے اس نے اپنے ہی اہل کو ہلاک اور تباہ کیا ہو؟ اگرچہ تو بعد میں آیا ہے، قسم بخدا! میں یہ چند چہرے دیکھ رہا ہوں اور یہ اوباش قسم کے لوگوں کے چہرے ہیں۔ یہ بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ''اُمْصَصْ بَظَرَ اللَّاتِ'' (لات کا ختنہ جا کر چوس) کیا ہم ان سے بھاگ جائیں گے اور ہم آپ کو چھوڑ دیں گے؟ تو عروہ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ابوبکر ہیں۔ تو اس نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تیرا مجھ پر وہ احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ ابھی تک میں نے تجھے نہیں دیا، تو بالیقین میں تجھے اس بات کا جواب دیتا۔ راوی کا بیان ہے: وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ تو اسی دوران وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کو پکڑنے کی کوشش کرتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر کھڑے تھے۔ ان کے پاس تلوار تھی اور وہ خود پہنے ہوئے تھے۔ پس جب عروہ نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک کے قریب کرنے کی کوشش کی تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر مارا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک سے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لے۔ عروہ نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ مغیرہ بن شعبہ ہیں۔ تو عروہ نے کہا: اے غدار! کیا میں تیرے چھٹکارے اور بھلائی کے لیے دوڑ دھوپ نہیں کرتا رہا؟ مغیرہ زمانہ جاہلیت میں چند لوگوں کے ساتھ تھے۔ آپ نے انہیں قتل کر دیا اور ان کا ساز و سامان خود لے لیا۔ پھر مدینہ طیبہ پہنچ کر اسلام قبول کر لیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ایمان لانا تو درست ہے۔ لیکن تمہارے اس مال سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ پھر عروہ دیر تک کنکھیوں سے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی طرف دیکھتا رہا۔ اس نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دہن مبارک سے جو کنگھار بھی پھینکا وہ بھی ان میں سے کسی کی ہتھیلی پر جا گرا اور اس نے اسے اپنے چہرہ اور جسم پر مل لیا۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کسی کام کا حکم ارشاد فرمایا تو انہوں نے انتہائی سرعت اور تیزی کے ساتھ اس کی تعمیل کی۔ اور جب آپ وضو فرماتے تو وہ اس پر آپس میں لڑنے کے قریب پہنچ جاتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست اور آہستہ کر لیتے۔ اور وہ آپ کے آداب اور تعظیم کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ کی جانب ٹکٹکی باندھے نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ جب عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ کر گیا تو اس نے جا کر بتایا: اے میری قوم! قسم بخدا! میں کئی بادشاہوں کی جانب گیا ہوں۔ مجھے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں جانے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ قسم بخدا! میں کسی

بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اتنی تعظیم اور ادب بجالاتے ہوں جتنی تعظیم اور احترام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب ان کی کرتے ہیں۔ قسم بخدا! اگر وہ کنگھارتے ہیں تو وہ بھی ان میں سے کسی کی ہتھیلی پر جا گرتا ہے اور وہ اسے اپنے چہرہ اور جسم پر سجا لیتا ہے۔ اور جب آپ انہیں کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل میں انتہائی تیزی اور جلدی کرتے ہیں۔ اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو وہ آپ کے وضو پر لڑ پڑتے ہیں۔ اور جب آپ گفتگو کرتے ہیں تو وہ آپ کے پاس اپنی آوازوں کو انتہائی پست کر لیتے ہیں۔ اور وہ آپ کی تعظیم اور ادب کی خاطر آپ کی طرف نظر جما کر دیکھتے تک نہیں۔ بلاشبہ یہ تمہارے لیے رشد و ہدایت کی پیشکش ہے تم اسے قبول کر لو۔ پھر بنی کنانہ کے ایک آدمی نے کہا: مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں۔ قریش نے کہا: تم جاؤ۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ فلاں ہے۔ اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے جانوروں کی انتہائی تعظیم اور احترام کرتے ہیں۔ پس تم اس کے لیے انہیں اٹھا دو چنانچہ قربانی کے جانور اٹھا دیئے گئے اور لوگوں نے تلبیہ کہے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہا: سبحان اللہ! قریش کے لیے قطعاً مناسب نہیں کہ وہ ان لوگوں کو بیت اللہ شریف سے روکیں۔ جب وہ لوٹ کر واپس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو اس نے کہا: میں نے خود قربانی کے جانور دیکھے ہیں انہیں قلادے پہنائے ہوئے ہیں، اور ان کے شعار کیے گئے ہیں۔ (شعار سے مراد گردن کی دونوں جانب سے زخم کا نشان لگا کر خون گردن پر مل دینا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ جانور قربانی کے لیے وقف ہے)۔ لہٰذا میں قطعاً یہ رائے نہیں رکھتا کہ انہیں بیت اللہ شریف کی زیارت سے روکا جائے۔ پھر ایک مکرز بن حفص نامی آدمی اٹھا۔ اس نے کہا: مجھے ان کے پاس جانے سے کی اجازت دو۔ چنانچہ قریش نے اسے کہا: کہ تم جاؤ۔ جب وہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے قریب پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ مکرز ہے۔ یہ فاجر آدمی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ گفتگو کر رہا تھا تو اسی اثناء میں سہیل بن عمرو آ گیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق تمہارے لیے معاملہ آسان ہو گیا ہے۔ پس سہیل نے حاضر ہوتے ہی عرض کی: لاؤ اور اپنے اور ہمارے درمیان معاہدہ لکھو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب کو بلایا اور فرمایا: لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سہیل نے کہا: رحمٰن کون ہے۔ قسم بخدا! میں نہیں جانتا کہ یہ کون ہے؟ لہٰذا تم یہ لکھو: ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' جیسا کہ تم لکھتے تھے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا: قسم بخدا! ہم بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ہی لکھیں گے۔ لیکن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لکھو ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' پھر آپ نے فرمایا: یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ یہ سن کر سہیل نے کہا: قسم بخدا! اگر ہم یہ جانتے ہوتے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ شریف سے قطعاً نہ روکتے اور نہ ہم آپ کے ساتھ جنگ لڑتے۔ بلکہ تم لکھو محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس پر حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ اور اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو پھر لکھو۔ یہ وہ عہد نامہ ہے جس کا فیصلہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔ زہری نے کہا یہ شرط تسلیم کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ مجھ سے ایسی شے کے بارے سوال کریں گے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرتے ہیں تو میں انہیں ضرور عطا کر دوں گا۔ پھر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہو گا کہ تم ہمارے اور بیت

اللہ شریف کے درمیان راستہ چھوڑ دو گے اور ہم اس کا طواف کریں گے۔ سہیل نے کہا: قسم بخدا! آپ عربوں سے یہ گفتگو نہیں کریں گے کہ ہم نے کمزور رائے کو اختیار کیا ہے۔ بلکہ آپ آئندہ سال آئیں گے۔ پس یہ شرط لکھ دی گئی۔ پھر سہیل نے کہا: آپ پر یہ لازم ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی آپ کی طرف نہیں آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہو۔ اور اگر کوئی ایسا آدمی آئے تو آپ اسے ہماری طرف واپس لوٹا دیں گے۔ یہ سن کر مسلمانوں نے کہا: سبحان اللہ! جو مسلمان ہو کر آئے اسے مشرکین کی طرف کیسے لوٹایا جا سکتا ہے؟ ابھی وہ اسی کیفیت میں تھے کہ ابوجندل بن سہیل بن عمرو آ گئے اور وہ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی نچلی جانب سے نکلے یہاں تک وہ مسلمانوں کے درمیان پہنچ گئے۔ تو سہیل نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ پہلا آدمی ہے جس کے بارے میں آپ سے تقاضا کرتا ہوں کہ معاہدہ کے مطابق آپ اسے ہماری طرف واپس لوٹا دیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ابھی معاہدہ کی شرائط مکمل نہیں ہوئی) لہٰذا معاہدہ مکمل ہو جانے کے بعد ہم اسے نہیں توڑیں گے۔ تو سہیل نے کہا: قسم بخدا! میں کسی شے پر کبھی آپ سے صلح نہیں کروں گا (یعنی اگر آپ اسے واپس نہیں کرتے تو پھر میری آپ کے ساتھ صلح نہیں ہو سکتی) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے میرے لیے چھوڑ دو اور اس شرط سے مستثنیٰ قرار دو۔ لیکن اس نے جواب دیا: میں اسے نہیں چھوڑوں گا۔ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں، تو ایسا کر۔ مگر اس نے جواب دیا: میں ایسا نہیں کروں گا۔ تو ابوجندل نے کہا اے مسلمانوں کی جماعت! کیا مجھے مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جائے گا حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کتنی مشقت اور اذیت برداشت کی ہے؟ اور کتنا شدید عذاب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا گیا ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: جب سے میں اسلام لایا ہوں آج کے دن کے سوا میں نے کبھی شک نہیں کیا۔ چنانچہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: کیا آپ اللہ تعالیٰ کے نبی نہیں ہیں؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: کیوں نہیں۔ پھر میں نے عرض کی: کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، بلاشبہ ایسا ہی ہے۔ پھر میں نے عرض کی: تو پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کیوں دکھا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہی میرا ناصر و مددگار ہے۔ پھر میں نے عرض کی: کیا آپ ہمیں بتایا نہیں کرتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ شریف میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ کیا میں نے تجھے یہ خبر دی تھی کہ تم اس سال بیت اللہ شریف میں آؤ گے؟ تو میں نے عرض کی: نہیں۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ تم کعبہ شریف میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ پھر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا: اور کہا۔ اے ابوبکر! کیا یہ اللہ تعالیٰ کا نبی برحق نہیں ہے؟ انہوں نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ پھر میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ پھر میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کیونکر دکھا رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: اے آدمی! بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ وہ اپنے رب کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی مددگار ہے۔ پس تم رکاب کو مضبوطی سے تھامے رکھو (یعنی فرمانبردار بن کر رہو) کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہاں تک کہ تمہیں اسی حال پر موت آ جائے۔ قسم بخدا! بلاشبہ وہ

یقیناً حق پر ہیں۔ پھر میں نے کہا: کیا وہ ہمیں بتاتے نہیں تھے کہ ہم بیت اللہ شریف میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں مگر کیا آپ نے تمہیں یہ خبر دی تھی کہ تم اسی سال آؤ گے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ تم کعبہ معظمہ میں آؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسی کے لیے ایک عرصہ تک مسلسل عمل کرتا رہا۔

پس جب آپ ﷺ معاہدہ کی تحریر سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فرمایا اٹھو، قربانی کے جانور ذبح کرو۔ پھر حلق کرالو (سر منڈالو) قسم بخدا! ان میں سے کوئی نہ اٹھا۔ حتی کہ حضور ﷺ نے انہیں تین بار فرمایا۔ جب ان میں سے کوئی بھی نہ اٹھا تو آپ ﷺ خود اٹھے اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ اور لوگوں کی صورت حال ان سے ذکر کی۔ تو انہوں نے عرض کی آپ تشریف لے جائیے اور ان میں سے کسی سے بات نہ کیجئے۔ اور اپنا جانور ذبح کر دیجئے۔ اور سر مونڈنے والے کو بلا کر اپنا حلق کرا دیجئے پس حضور نبی کریم ﷺ اٹھے، باہر تشریف لائے اور ان میں سے کسی ایک سے بھی کوئی گفتگو نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ یہ عمل کر لیا کہ اپنی قربانی کو جانور ذبح کر دیا اور حالق کو بلا کر اپنے سر کا حلق کرا لیا۔ پس جب صحابہ کرام نے دیکھا تو وہ بھی اٹھے اور انہوں نے بھی جانور ذبح کر دیئے، اور وہ بعض آپس میں ایک دوسرے کا حلق کرنے لگے، حتی کہ قریب تھا کہ ان میں سے بعض بعض کو غم کی وجہ سے قتل کر دیتے۔ پھر ایمان والی عورتیں آپ کے پاس حاضر ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (الممتحنہ:10) اس دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو عورتوں کو طلاق دی۔ وہ دونوں حالت شرک میں آپ کے پاس تھیں۔ پھر ان میں سے ایک کے ساتھ معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی اور دوسری کے ساتھ صفوان بن امیہ نے۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ مدینہ طیبہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ تو وہاں قریش میں سے ابوبصیر نامی ایک آدمی مسلمان ہو کر آپ کے پاس حاضر ہو گیا۔ تو قریش نے اس کی تلاش میں دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا جو معاہدہ آپ نے ہمارے ساتھ کر رکھا ہے اس کے مطابق آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ابوبصیر کو ان دونوں کے حوالے کر دیا۔ وہ اسے ساتھ لے کر نکلے یہاں تک کہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں کچھ دیر ٹھہرے اور اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ تو وہاں ان میں سے ایک ابونصیر نے کہا: قسم بخدا! اے فلاں! میں تیری اس تلوار کو انتہائی خوبصورت اور عمدہ دیکھ رہا ہوں۔ پس دوسرے نے اسے سونتا اور کہا: قسم بخدا! یہ انتہائی عمدہ ہے۔ میں نے اس کا کئی بار تجربہ کیا ہے۔ تو حضرت ابونصیر نے اسے کہا: مجھے دکھاؤ، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں، سو اس نے وہ تلوار آپ کو دے دی۔ تو آپ نے اسے ضرب لگائی۔ یہاں تک وہ ٹھنڈا ہو گیا (یعنی مر گیا) اور دوسرا بھاگ گیا، حتی کہ مدینہ طیبہ آ پہنچا اور دوڑتے ہوئے مسجد میں داخل ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: یہ آدمی انتہائی ششدر اور خوفزدہ دکھائی دے رہا ہے۔ جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو اس نے

کہا: اسے قتل کا خوف ہے۔ قسم بخدا! میرے ساتھی کو قتل کیا جا چکا ہے۔ اتنے میں حضرت ابو بصیر بھی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق آپ نے اپنی ذمہ داری کو پورا فرما دیا ہے۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''افسوس ابو بصیر پر کہ اس نے جنگ کی آگ کو بھڑکا دیا۔ کاش! کوئی اس کی امداد و اعانت کرتا'' جب ابو بصیر نے یہ کلام سنا تو اسے یہ معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پھر مشرکوں کی طرف واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ وہ باہر نکلا اور بساحل سمندر پر آ پہنچا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مشرکین سے رہا ہو کر آ گئے اور وہ بھی ابو بصیر سے جا ملے۔ پس جو آدمی بھی قریش سے مسلمان ہو کر نکلتا تھا وہ آ کر ابو بصیر کے ساتھ مل جاتا۔ یہاں تک کہ وہاں ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔ پھر قسم بخدا! جب بھی وہ سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف نکلا ہے تو وہ اس کا راستہ روکتے، آدمیوں کو قتل کر دیتے اور ساز و سامان چھین لیتے تھے۔

چنانچہ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ آپ انہیں اپنے پاس بلا لیجئے۔ اور جو بھی ان میں سے آپ کے پاس آ جائے گا وہ امان میں ہو جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ هُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ یہاں تک کہ وہ پہنچ گئے حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ اور ان میں جاہلیت کی حمیت اور تعصب یہ تھا کہ انہوں نے اقرار نہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں اور نہ انہوں نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا اقرار کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیت اللہ شریف کے درمیان حائل ہو گئے۔ (1)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حدیبیہ کے دن معاہدہ لکھنے والے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ آئے۔ ہم چودہ سو افراد تھے۔ پھر مشرکین مکہ کے ساتھ ہماری صلح کی گفتگو ہوئی۔ جب ہم نے صلح کر لی اور ہم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل گئے تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے سائے میں لیٹ گیا۔ تو اہل مکہ کے چار مشرک میرے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے باتیں کرنے لگے۔ تو میں نے انہیں غصے میں چند باتیں کہیں اور دوسرے درخت کی طرف چلا گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ گئے۔ پس وہ اسی حالت میں تھے کہ وادی کے نیچے کی جانب سے منادی نے بلایا: اے مہاجرین! مدد کو آؤ۔ ابن زنیم قتل کر دیئے گئے۔ پس میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چاروں پر سختی کی۔ وہ سوئے پڑے تھے۔ میں نے ان کے ہتھیار لے لیے۔ اور تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر میں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے چہرۂ مصطفےٰ کو قابل تکریم بنایا! تم میں سے کوئی اپنا سر نہ اٹھائے، ورنہ میں اسے مار دوں گا جس میں اس کی آنکھیں ہیں (یعنی اس کا سر قلم کر دوں گا)۔ پھر میں انہیں چلا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آیا اور میرا چچا عامر عبلات میں سے ایک آدمی کو لے آیا۔ اس کا نام مکرز تھا اور مشرک تھا۔ وہ اسے کھینچ کر لا رہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 16-113، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 5، صفحہ 233 (9784)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تھا۔ حتی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس ستر مشرکین اکٹھے کر دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: انہیں چھوڑ دو، ان کے لیے ابتداء اور انتہاء میں گناہ ہوں گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں معاف فرما دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ۔(1)

امام احمد، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابونعیم نے دلائل میں اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس درخت کے تنے کے پاس تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ اور اس درخت کی ٹہنیاں رسول اللہ ﷺ کی پشت پر پڑ رہی تھیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور سہیل بن عمرو آپ ﷺ کے سامنے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ تو سہیل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: ہم نہ رحمٰن کو جانتے ہیں اور نہ رحیم کو۔ آپ ہمارے عہد نامے میں وہ لکھیں جسے ہم پہچانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لکھو۔ ''بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ'' اور لکھا یہ وہ شرائط ہیں جن میں محمد رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ سے صلح کی۔ پھر سہیل نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا: تحقیق ہم نے آپ کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اس لیے ہمارے فیصلہ میں وہ لکھو جسے ہم جانتے ہیں۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ لکھو ان شرائط پر محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے صلح کی۔ پس ہم اسی حالت پر تھے کہ اچانک تیس نوجوان ہماری طرف آئے۔ وہ ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ وہ ہمارے سامنے جھپٹ پڑے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے کانوں کو پکڑ لیا۔ اور حاکم کے الفاظ ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی بصارت کو سلب کر لیا۔ پس ہم ان کی طرف اٹھے اور انہیں پکڑ لیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: کیا تم کسی کی ضمان میں ہو یا کسی نے تمہیں امان دی ہے۔ تو انہوں نے کہا نہیں۔ تو آپ نے ان کا راستہ چھوڑ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن اَبزی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ قربانی کا جانور لے کر نکلے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر آ کر رکے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ آپ کی قوم پر بغیر ہتھیاروں اور گھوڑوں کے جنگ مسلط ہو جائے گی۔ پس آپ نے مدینہ طیبہ پیغام بھیجا اور اس میں جو ہتھیار اور دیگر سامان حرب تھا وہ اٹھا لیا۔ جب آپ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو قریش نے آپ کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا۔ آپ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ منیٰ میں آ پہنچے اور منیٰ میں ہی نزول فرمایا۔ وہاں عیینہ بن عکرمہ بن ابی جہل آیا جو کہ پانچ سو افراد کی معیت میں آپ کے لیے نکلا تھا۔ پس آپ نے خالد بن ولید کو کہا: اے خالد! یہ تیرے چچا کا بیٹا ہے۔ اور تیرے پاس گھوڑوں پر سوار ہو کر آیا ہے۔ تو خالد نے کہا: میں سیف اللہ اور سیف رسول ہوں۔ یعنی (اللہ اور اس کے رسول کی تلوار) پس اس دن آپ کا نام سیف اللہ رکھا گیا۔ یا رسول اللہ! ﷺ آپ جہاں چاہیں مجھے بھیج دیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب غزوۃ الاحزاب، جلد 12، صفحہ 49-147 (1807)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 108، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے انہیں گھوڑے پر بھیجا اور وہ گھاٹی میں جاکر عکرمہ سے ملے اور اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اسے مکہ کی آبادی میں داخل کر دیا۔ پھر وہ تیسری بار لوٹا۔ پھر آپ نے اسے بھگا دیا۔ یہاں تک کہ اسے مکہ کی آبادی میں داخل کر دیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ الآیہ۔ فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر کامیابی عطا کرنے کے بعد مسلمانوں کو باقی رکھنے کے لیے ان سے روک لیا۔ مسلمان اس میں باقی رہے مگر وہ یہ ناپسند کرتے تھے کہ گھوڑے انہیں روند ڈالیں۔(1)

امام ابن منذر نے ضحاک اور سعید بن جبیر دونوں سے یہ بیان کیا ہے کہ معکوف بمعنی محبوس ہے (جس کو روکا گیا)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے حدیبیہ کے دن ستر اونٹ ذبح کیے۔ جب انہیں بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا تو وہ اس کی طرف اس طرح مشتاق ہوئے جیسے اپنے بچوں کی طرف اشتیاق کا اظہار کیا جاتا ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن ربیعہ سلولی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے۔ اس دن جب آپ نے درخت کے نیچے بیعت لی اور اس دن جب کہ قربانی کے جانوروں کو لوٹا دیا گیا کہ وہ بندھے رہیں اور وہ اپنی جگہ تک نہ پہنچ سکیں۔ تو مشرکوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کون سی شے آپ کو اس پر برانگیختہ کر رہی ہے کہ آپ انہیں ہم پر داخل کریں حالانکہ ہم اسے ناپسند کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھ سے اور تیرے آباء واجداد سے بہتر اور افضل ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بالیقین اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ الآیہ کے بارے حسن بن سفیان، ابویعلی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن قانع، الباوردی، طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابوجمعہ جنید بن سبیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے دن کے پہلے حصہ میں کافر ہونے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ لڑی اور دن کے آخری حصہ میں مشرف باسلام ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جنگ لڑی۔ پس ہمارے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ ہم نو افراد تھے جن میں سات مرد اور دو عورتیں تھیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ فرمایا: جب کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو واپس لوٹایا۔ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ کہ تم انہیں ان کے قتل کرنے کے سبب روند ڈالوگے۔ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر کفار مومنین سے الگ ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کو قتل کرنے کے سبب دردناک عذاب دیتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ کے بارے میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 15-314، دار صادر بیروت

اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے دن مشرکین سے ان مومنین کو دور کر دیا جو ان کے درمیان رہ رہے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر تھے اور وہ اسلام کی بات کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ناپسند فرمایا کہ انہیں اذیت دی جائے اور انہیں روند ڈالا جائے جس وقت کہ محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب کو حدیبیہ کے دن واپس لوٹا دیا گیا۔ سو مسلمانوں کو ان کی وجہ سے عار پہنچے گی۔ بغیر علم کے یعنی بے علمی کے سبب گناہ پہنچے گا۔(1)

امام ابن جریر نے ابن زید سے بیان کیا ہے کہ مَعَرَّةٌ کا معنی گناہ ہے۔ اور لَوْ تَزَيَّلُوْا کا معنی ہے اگر وہ جدا ہو جائے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آیت میں عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ سے مراد قتل اور قید ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ مومنین کو کفار سے دور ہٹا دے گا۔(4)

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَ كَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝۲۶

"جب جگہ دی کفار نے اپنے دلوں میں ضد کو بھی (زمانہ) جاہلیت کی ضد تو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے رسول (مکرم) پر اور اہل ایمان پر اور انہیں استقامت بخش دی تقویٰ کے کلمہ پر اور وہ اس کے حق دار بھی تھے اور اس کے اہل بھی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سہل بن حنیف سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے صفین کے دن کہا: تم نے اپنے آپ کو بدگمان کیا ہے۔ تحقیق تو نے ہمیں حدیبیہ کے دن دیکھا کہ ہم اس صلح سے خوف کھا رہے تھے جو حضور نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان قائم ہوئی اور اگر ہم جنگ دیکھتے تو بالیقین ہم جنگ کرتے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پھر عرض کی: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تو پھر عرض کی: پھر ہم کیوں اپنے دین کے بارے میں کمزوری دکھا رہے ہیں اور اس کی طرف لوٹ رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا؟ تو آپ ﷺ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 19-117
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 213 (2908)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 118

فرمایا: اے ابن خطاب! بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ ہرگز مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔ پس وہ حالت غضب میں واپس لوٹ گئے اور صبر نہ کر سکے۔ حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے: اور کہا: اے ابوبکر! کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ پھر کہا: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم کی آگ میں نہیں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ تو پھر کہا: پھر ہم اپنے دین کے بارے میں اتنی کمزوری کا مظاہرہ کیوں کر رہے ہیں؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن خطاب! بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ پھر سورۂ فتح نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور انہیں یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا یہ فتح ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں۔ (1)

امام نسائی اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوادریس رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ یہ آیت پڑھتے تھے: اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ۔ اگر تم بھی اسی طرح ضد کرتے جیسے انہوں نے ضد کی تو مسجد حرام میں فساد برپا ہو جاتا۔ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ پس وہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ آپ پر گراں ثابت ہوئی تو آپ نے انہیں اپنی طرف بلا بھیجا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو آپ نے صحابہ کرام میں سے بھی کچھ لوگوں کو بلا بھیجا۔ ان میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو آپ نے فرمایا تم میں سے سورۂ فتح کون پڑھے گا؟ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آج کی ہماری قرأت کے مطابق پڑھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس سے غصہ آ گیا۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں بات کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا بات کیجئے۔ تو انہوں نے کہا: تحقیق آپ یہ جانتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے پڑھایا کرتے تھے اور آپ دروازے پر ہوتے۔ لہٰذا اگر آپ پسند فرمائیں کہ میں لوگوں کو اس طرح پڑھاؤں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پڑھائی ہے۔ تو میں پڑھاتا ہوں ورنہ جب تک میں زندہ رہا ایک حرف بھی نہیں پڑھاؤں گا۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم لوگوں کو پڑھاؤ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان پر داخل ہونے کے بارے ضد کی اور کہا: وہ ہم پر ہمیشہ کے لیے داخل نہیں ہو سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے ضد کو ختم کر دیا (یعنی ان کے جواب میں انہوں نے ضد نہ کی)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اصلح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ حسین بالوں والے، خوبرو شکل اور شکار کے عادی انسان تھے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوجہل کے پاس سے گزرے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روکا اور آپ کو اذیت پہنچائی۔ پس حضرت حمزہ شکار سے واپس لوٹے۔ ان کی دو بیویاں ان کے پیچھے چلنے لگیں۔ تو ان میں سے ایک نے کہا: اگر یہ جان لیں جو کچھ ان کے بھتیجے کے ساتھ ہوا ہے۔ آپ نے اپنی رفتار آہستہ کی اور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا ہوا ہے؟ یہ سن کر آپ میں حمیت آ گئی۔ چنانچہ آئے اور سیدھے مسجد میں داخل ہوئے۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت

وہاں ابوجہل کے سر پر اپنی قوس سے ضرب لگائی۔ پھر کہا: میرا دین وہی ہے جو محمد ﷺ کا دین ہے، اگر تم سچے ہو تو مجھے روک لو۔ قریش اٹھ کر ان کی طرف آئے اور کہنے لگے یا ابایعلی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے یہ آیت نازل فرمائی: اِذْ جَعَلَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِیَّةَ حَمِیَّةَ الْجَاهِلِیَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔ فرمایا: مراد حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔ تو اس کے بارے ترمذی، عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں، ابن جریر، دارقطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى کے بارے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابوالحسین بن مروان رحمہما اللہ نے فوائد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ہے۔

امام احمد نے حمران مولیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بلاشبہ میں وہ کلمہ جانتا ہوں جسے کوئی بندہ دل سے حق سمجھ کر کہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام قرار دیتا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کلمہ اخلاص کون سا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کے اصحاب پر لازم کیا ہے۔ اور وہی وہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى ہے جس کی ترغیب اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کو موت کے وقت دلائی۔ اور وہ شہادت دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ”شَهَادَةَ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔ اور یہی ہر قسم کے تقویٰ کی بنیاد ہے۔(4)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الفتح، جلد 9، صفحہ 122 (3265)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 120، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 63، دارصادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 121

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت علی الازدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ تو آپ نے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ'' تو آپ نے فرمایا: یہی ہے یہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور دار قطنی رحمہما اللہ نے الافراد میں حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ دونوں نے کہا کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ'' ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان دو میں سے ایک نے کہا: كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد اخلاص ہے۔ اور دوسرے نے کہا كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ'' ہے۔(2)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلِمَةَ التَّقْوٰى سے مراد کلمۃ الاخلاص ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد، حسن، قتادہ، ابراہیم تیمی اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہم سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے عطا خراسانی سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے وَ كَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَ اَهْلَهَا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمان اس کا زیادہ حق رکھتے تھے اور وہی اس کے اہل تھے۔(8) واللہ اعلم۔

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 122 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 121 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 122 8۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 123

كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿٢٨﴾

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا حق کے ساتھ کہ تم ضرور داخل ہو گے مسجد حرام میں جب اللہ نے چاہا امن وامان سے، منڈواتے ہوئے اپنے سروں کو یا ترشواتے ہوئے، تمہیں (کسی کا) خوف نہ ہوگا۔ پس وہ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے تو اس نے عطا فرمادی (تمہیں) اس سے پہلے ایسی فتح جو قریب ہے۔ وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر تا کہ غالب کردے اسے تمام دینوں پر۔ اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے“۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر خواب میں دیکھا کہ آپ اور آپ کے صحابہ کرام امن وامان سے، اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور ترشواتے ہوئے مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ جب آپ نے حدیبیہ کے مقام پر قربانی کا جانور ذبح کر دیا تو صحابہ کرام نے آپ سے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا خواب کہاں گیا؟ تو اللہ تعالیٰ نے **فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿٢٧﴾** تک مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ پھر وہ لوٹ کر آئے اور خیبر کو فتح کیا۔ پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا۔ پس آئندہ سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تصدیق ہوگئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ** کے تحت آپ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کی تاویل عمرہ قضاء ہے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کا اپنے سروں کو منڈاتے ہوئے یا ترشواتے ہوئے بیت اللہ شریف میں داخل ہونا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ سچا خواب دکھایا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ وہ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ امن وامان کے ساتھ ہیں، اپنے سروں کو منڈوا رہے ہیں اور ترشوا رہے ہیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: بلاشبہ میں نے دیکھا ہے کہ تم عنقریب اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے اور بالوں کو ترشواتے ہوئے مسجد حرام میں داخل ہو گے۔ جب یہ سورت حدیبیہ کے مقام پر نازل ہوئی اور اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ شریف میں داخل نہ ہو سکے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً

تو منافقین نے اس بارے میں طعنہ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ یعنی میں نے آپ ﷺ کو یہ نہیں دکھایا اگر آپ اسی سال داخل ہوں گے، لیکن آپ داخل ضرور ہوں گے۔ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس مکان کا رد کیا ہے جو مومن مردوں اور عورتوں کے سامنے تھا اور مؤخر کیا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں اسے داخل فرمائے گا جسے چاہے گا، ان میں سے جو یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ فرمایا: اس فتح سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ کہ جب وہ حدیبیہ سے لوٹ کر آئے، تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ فتح عطا فرمائی۔ اور حدیبیہ کے تمام شرکاء پر اسے تقسیم فرما دیا۔ سوائے انصار کے ایک آدمی کے، جسے ابودجانہ سماک بن خرشہ کہا جاتا ہے۔ وہ حدیبیہ میں حاضر تھے مگر خیبر سے غائب تھے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ذوالقعدہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔ آپ ﷺ کے ساتھ مہاجرین و انصار بھی تھے۔ یہاں تک کہ جب آپ حدیبیہ کے مقام پر پہنچے۔ تو قریش آپ کی جانب نکل پڑے اور انہوں نے آپ ﷺ کو بیت اللہ شریف سے روک دیا، یہاں تک کہ فریقین کے درمیان گفتگو اور تنازع شروع ہو گیا اور قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ چھڑ جاتی۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے درخت کے نیچے بیعت لی۔ اس وقت ان کی تعداد پندرہ سو تھی۔ وہی بیعت رضوان کا دن ہے۔ پس آقائے دو جہاں ﷺ نے ان کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ قریش نے کہا ہم آپ کے ساتھ صلح اس شرط پر کرتے ہیں کہ آپ اپنی قربانیاں اسی مقام پر ذبح کر دیں اور سر منڈوا کر واپس چلے جائیں۔ اور جب آئندہ سال آئے گا تو ہم آپ کے لیے تین دن تک مکہ مکرمہ خالی کر دیں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ پس وہ عکاظ کی جانب نکل گئے۔ اور تین دن تک وہیں مقیم رہے۔ اور انہوں نے آپ پر یہ شرط بھی لگائی کہ آپ سوائے تلوار کوئی ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے۔ اگر مکہ مکرمہ کا کوئی آدمی آپ کے ساتھ آملے تو آپ اسے ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ پس آپ ﷺ نے وہیں قربانی کا جانور ذبح کیا، حلق کرایا اور واپس لوٹ گئے۔ حتیٰ کہ آئندہ سال جب وہی دن آئے تو آپ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔ آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لائے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے اور آپ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ الآیہ۔ اور آپ ﷺ پر یہ آیت بھی نازل فرمائی: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ الْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (البقرہ: 194) الآیہ۔ (2)

رہا ارشاد گرامی مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ تو اس کے بارے امام مالک، طیالسی، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سر منڈوانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بال ترشوانے والوں پر بھی۔ پھر آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب غزوۃ الحدیبیۃ، جلد 7، صفحہ 383 (36843)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سر منڈانے والوں پر رحم فرمائے۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بال ترشوانے والوں پر بھی۔ تو پھر آپ ﷺ نے بھی فرمایا: بال ترشوانے والوں پر۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ ﷺ نے پھر کہا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ ﷺ نے تین بار یہی جملہ فرمایا۔ ''اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ'' صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو پھر آپ ﷺ نے بھی فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی۔ (2)

امام طیالسی، احمد اور ابو یعلی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما کے سوا حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے تمام اصحاب نے اپنے سروں کا حلق کرایا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار مغفرت طلب کی اور قصر کرانے والوں کے لیے صرف ایک بار۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حبشی بن جنادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قصر کرانے والوں کی بھی۔ پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قصر کرانے والوں کی بھی۔ پھر آپ ﷺ نے بھی فرمایا: اے اللہ! قصر کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی مریم رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے تین بار فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی۔ میں نے اس دن اپنے سر کا حلق کرایا ہوا تھا اور اپنے سر کا حلق کرانا سرخ اونٹوں سے زیادہ مجھے خوش کر رہا تھا۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی الحصین رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنی دادی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر حلق کرانے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے ایک بار دعا فرمائی۔ (6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی رحمت ﷺ کو

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفصیل الحلق، جلد 9، صفحہ 43 (318)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفصیل الحلق، جلد 9، صفحہ 44-43 (1302)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 89، دار صادر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الحلق، جلد 3، صفحہ 220 (13621)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 221 (13622)

6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تفصیل الحلق، جلد 9، صفحہ 44 (1303)

یہ فرماتے سنا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ ﷺ نے یہ تین بار کہا۔ تو پھر ایک آدمی نے عرض کی: قصر کرانے والوں کی بھی۔ تو آپ ﷺ نے تیسری یا چوتھی بار فرمایا: قصر کرانے والوں کی بھی مغفرت فرما۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ سے یہ پوچھا گیا: کہ رسول اللہ ﷺ نے حلق کرانے والوں کے لیے تین بار اور قصر کرانے والوں کے لیے صرف ایک بار دعا مانگی ہے۔ یہ ترجیح کیوں دی؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! حلق کرانے والوں کی مغفرت فرما۔ آپ ﷺ نے یہ تین بار کہا۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ حلق کرانے والوں کو کیا ہوا کہ آپ نے رحم کی دعا میں انہیں ترجیح دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پہلی بار حج کرنے والے آدمی کے لیے مستحب قرار دیتے تھے کہ وہ حلق کرائے اور پہلی بار عمرہ کرنے والے کے لیے مستحب قرار دیتے تھے کہ وہ بھی حلق کرائے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ حلق کرنے والے کو فرمایا کرتے تھے کہ جب وہ حج اور عمرہ میں حلق کرے تو دونوں ہڈیوں تک پہنچے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: سنت یہ ہے کہ حلق دونوں ہڈیوں تک ہو۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے حلق کرنے والے کو اسی طرح فرمایا اور اپنے دست مبارک سے دائیں جانب اشارہ کیا۔(7)

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں پر حلق نہیں ہے بلکہ ان پر صرف تقصیر (بال ترشوانا) ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا٘ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ؕ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۖۚ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 177، دار صادر بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما جری فی احرامہم، جلد 4، صفحہ 151، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل الحلق، جلد 3، صفحہ 220 (13618)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   4۔ ایضاً (13614)

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 318 (14565)   6۔ ایضاً (14569)   7۔ ایضاً (14570)

فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

"(جان عالم) محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور وہ (سعادت مند) جو آپ کے ساتھی ہیں کفار کے مقابلہ میں بہادر اور طاقت ور ہیں، آپس میں بڑے رحم دل ہیں، تو دیکھتا ہے انہیں کبھی رکوع کرتے ہوئے اور کبھی سجدہ کرتے ہوئے، طلب گار ہیں اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے۔ ان (کے ایمان وعبادت) کی علامت ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے نمایاں ہے۔ یہ ان کے اوصاف تورات میں (مذکور) ہیں۔ نیز ان کی صفات انجیل میں بھی (مرقوم) ہیں۔ (یہ صحابہ) ایک کھیت کی مانند ہیں جس نے نکالا اپنا پٹھا پھر تقویت دی اس کو پھر وہ مضبوط ہو گیا پھر سیدھا کھڑا ہو گیا اپنے تنے پر (اس کا جوبن) خوش کر رہا ہے بونے والوں کو، تاکہ (آتش) غیظ میں جلتے رہیں انہیں دیکھ کر کفار۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے مغفرت کا اور اجر عظیم کا"۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے بروایت مالک ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ مالک نے فرمایا: یہ انجیل میں نازل ہوا اور یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی نعت ہے۔

امام ابن سعد نے طبقات میں اور ابن ابی شیبہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما حاضر ہوئے۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے! میں بلاشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے رونے سے الگ پہچاننے لگی۔ حالانکہ میں اپنے حجرہ میں تھی۔ اور وہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ عرض کی گئی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھیں۔ لیکن جب آپ یہ کیفیت پاتے تھے تو اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں فرمائے گا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابو داؤد رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کیا اور ہمارے بڑوں کا حق نہیں پہچانا وہ ہم میں سے نہیں۔ (2)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی رحمۃ الناس، جلد 6، صفحہ 28 (1922)، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ما ذکر فی الرحمۃ من الثواب، جلد 5، صفحہ 214 (25359)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بدبخت کے سوا رحمت کسی سے نہیں چھینی جائے گی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرمائے گا۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس علامت سے مراد وہ نشان نہیں جو تم دیکھتے ہو۔ بلکہ اس سے مراد اسلام کی علامت، اس کی آب و تاب، اس کا حسن و جمال اور اسلام کا خشوع اور عجز و انکساری ہے۔(3)

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلاۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ السمت سے مراد حسن ہے۔(4)

امام طبرانی نے الاوسط اور صغیر میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے تحت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ نور ہے جو قیامت کے دن ان کے چہروں پر نمایاں ہوگا۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ سے مراد وہ سفیدی ہے جو قیامت کے دن ان کے چہروں کو ڈھانپ لے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے چہروں میں سجدوں کی جگہ قیامت کے دن نسبتاً زیادہ سفید اور روشن ہوگی۔(6)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک انبیاء علیہم السلام ایک دوسرے پر فخر کریں گے جن کی امت کے افراد زیادہ ہوں گے۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میں اس دن تمام کی نسبت زیادہ افراد کے ساتھ آؤں گا۔ اس دن ان میں سے ہر آدمی بھرے ہوئے حوض پر کھڑا ہوگا۔ اس کے پاس عصا ہوگا۔ اور اپنی امت میں سے جسے اس نے پہچان لیا وہ اسے بلا لے گا۔ اور ہر امت کے لیے ایک علامت ہوگی جس کے سبب ان کا نبی انہیں پہچان لے گا۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت سنن میں حمید بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں سائب بن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ماذکرنی الرحمۃ من الثواب، جلد 5، صفحہ 214 (25360)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 215
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 127، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

یزید کے پاس تھا کہ اچانک ایک آدمی آیا اس کے چہرہ میں سجدوں کا نشان تھا۔ تو انہوں نے فرمایا: تحقیق اس نے اپنا یہ چہرہ خراب کر دیا ہے۔ قسم بخدا! یہ وہ نشان نہیں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ میں اسی برس سے اپنے چہرے پر نماز پڑھ رہا ہوں۔ میری آنکھوں کے درمیان سجدوں سے کوئی نشان نہیں بنا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد چہرے پر نشان نہیں بلکہ اس سے مراد خشوع ہے۔ (1)

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد خشوع اور تواضع ہے۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وضو کے پانی کی تری اور مٹی کی نمنا کی ہے۔ (3)

امام ابن نصر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد رات کو جاگنا ہے کیونکہ جب آدمی رات کو جاگتا ہے تو اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی بیان کیا ہے کہ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ سے مراد رات کو جاگنے (کا نشان) ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا: جب آپ اپنی امت کے کسی آدمی کی طرف دیکھیں گے تو آپ وضو کے اثر سے پہچان لیں گے کہ یہ نماز پڑھنے والوں میں سے ہے۔ اور جب آپ صبح کریں گے تو آپ پہچان لیں گے کہ اس نے رات کی نماز (نماز تہجد) پڑھی ہے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم وہ دین میں پاک دامنی، حیاء اور عادات و خصائل کا حسین ہونا ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کی طرف لکھا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یہ تحریر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے جو کہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اس بھائی کے صاحب ہیں جنہوں نے اس (دین) کی تصدیق کی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے۔ خبردار سنو! اے تورات کو ماننے والی جماعت! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرمایا ہے۔ اور تم اپنی کتاب میں یہ پاتے ہو: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ الی آخر السورۃ۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق سے پہلے تورات و انجیل میں لکھا ہوا ہے۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 129

ابوعبید، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن منذر نے عمار مولی بنی ہاشم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قدر کے بارے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کے بارے سورۂ فتح کے آخر پر اکتفا کرو: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗۤ الی آخر السورۃ۔ یعنی بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق سے پہلے ان کی نعت اور تعریف بیان کی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ کے بارے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے بعض کے لیے بعض کے دلوں میں رحمت ڈال دی۔ سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ فرمایا ان کی علامت نماز ہے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ فرمایا اسی کی مثل تورات میں ہے۔ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ فرمایا یہ دوسری مثال ہے۔ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فرمایا یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی نعت انجیل میں ہے (1) آپ سے کہا گیا: بے شک عنقریب ایک قوم آئے گی، وہ کھیتی کے اگنے کی طرح اگیں گے۔ اور انہیں میں سے ایک جماعت ہوگی جو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔

ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ان کی نمازوں کے آثار ان کے چہروں میں ظاہر ہوں گے۔ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۚۛ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۫ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ فرمایا: اس کی بالی جب اپنے دانے سے نکل کر نباتات بننے تک پہنچتی ہے۔ ''فَاٰزَرَہٗ'' فرماتے ہیں: جب کہ اس کی کونپلیں اکٹھی ہو کر بالیاں بن جاتی ہیں۔ تو یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی بیان فرمائی ہے۔ جب ایک قوم نکلے گی وہ اس طرح اگیں گے جس طرح کھیتی اگتی ہے۔ ان میں لوگ ہوں گے جو نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔ پھر ان میں وہی مضبوط ہو جائیں گے جو ان کے ساتھ تھے۔ اور یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ اکیلے ہی تنہا نبی کو مبعوث فرمائے گا۔ پھر تھوڑے سے لوگ اس کے پاس جمع ہوں گے۔ وہ اس کے ساتھ ایمان لے آئیں گے پھر وہ قلیل کثیر ہو جائیں گے۔ اور عنقریب وہ قوت پکڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کفار پر غالب کر دے گا۔ پس وہ اپنی کثرت اور اپنے حسین اگنے کے سبب بونے والے کو خوش کر رہا ہے۔ (2)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ''كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْأَهٗ'' کے بارے فرمایا: گندم کا بیج (دانے) متفرق ہوتا ہے۔ اور ہر دانے نے ایک پٹھا اگایا ہے پھر اس کے ارد گرد اسی طرح کے اور پٹھے اگائے۔ یہاں تک کہ اسے تقویت دی اور وہ سیدھا اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا۔ وہ فرما رہا ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب قلیل تھے۔ پھر وہ کثیر ہو گئے اور انہوں نے تقویت پکڑ لی۔ (3)

ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَزَرْعٍ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ کھیت کی اصل اور بنیاد حضرت عبد المطلب ہیں۔ اَخْرَجَ شَطْــٴَـهٗ جس نے اپنا پٹھا نکالا یعنی حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 126,29,30,31، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 127,32,33

3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 132

فَاٰزَرَهٗ پھر اسے تقویت دی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ فَاسْتَغْلَظَ پھر وہ مضبوط ہو گیا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ، فَاسْتَوٰى پھر سیدھا کھڑا ہو گیا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے سبب۔ عَلٰى سُوْقِهٖ اپنے تنے پر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تا کہ انہیں دیکھ کر کفار (آتش) غیظ میں جلتے رہیں۔

ابن مردویہ، قلطی اور احمد بن محمد الزہری نے فضائل الخلفاء الاربعہ میں، اور شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗۤ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ یعنی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ یعنی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح۔ وَ مَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۚ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کے ساتھ فَاسْتَغْلَظَ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام مراد ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ یعنی کھیت کی مانند جس نے اپنا پٹھا نکالا۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ کا معنی ہے اس کھیت کی مانند جس نے اپنا پٹھا اور اپنی کونپلیں نکالیں۔ (1)

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ کا معنی ہے جب اس سے طاقت نکلتی ہے۔ فَاٰزَرَهٗ تو اس نے اسے تقویت دی۔ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ فرمایا: یہی مسلمانوں کی مثال ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ کا مفہوم یہ ہے کہ جو کھیتی کے پہلو میں نکلتا ہے پھر وہ اسے کمال تک پہنچاتی ہے اور بڑھاتی ہے۔ فَاٰزَرَهٗ پھر اس نے اسے مضبوط کیا اور اس کی معاونت کی۔ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ پھر وہ اپنی جڑوں پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ (2)

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے سنن میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس سورۂ فتح پڑھی۔ جب وہ اس مقام پر پہنچا كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ تو فرمایا تا کہ اللہ تعالیٰ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے ذریعہ کفار کو (آتش) غیظ میں جلائے۔ پھر فرمایا: تم کھیت ہو اور اس کی کٹائی کے دن قریب ہیں۔ (3)

حاکم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے انہیں استغفار کا حکم دیا، تو کفار نے انہیں برا بھلا کہا۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جز 26، صفحہ 32-131
3۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۂ فتح، جلد 2، صفحہ 501 (3718)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً (3719)

آیاتہا ۱۸ سُوْرَۃُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِیَّۃٌ ۴۹ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۃ حجرات مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

''اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے''۔

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ بنی تمیم کے گھوڑ سواروں کی ایک جماعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قعقاع بن معبد کو امیر مقرر کیا جائے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں بلکہ اقرع بن حابس کو امیر بنایا جائے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے فقط مجھ سے اختلاف کا ارادہ لیا ہے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے آپ کی مخالفت کا قصد نہیں کیا۔ پس اسی وجہ سے دونوں کے درمیان گفتگو کا تکرار ہونے لگا یہاں تک کہ دونوں کی آواز بلند ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ یعنی تم کتاب وسنت کے خلاف کچھ نہ کہو۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے اگر اس کے بارے (کچھ) نازل کیا جائے اور اس کی وضع اس اس طرح ہو۔ سو اللہ تعالیٰ نے اسے ناپسند فرمایا اور اسی کے بارے میں مذکورہ حکم فرمایا۔ (4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بھی بیان کی ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کلام کرنے سے منع کیا گیا۔ (5)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143 (عن الحسن) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری تفسیر سورۃ حجرات، جلد 2، صفحہ 718، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 134، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قربانی کے دن کچھ لوگوں نے اپنے جانور رسول اللہ ﷺ کی قربانی سے پہلے ذبح کر دیئے۔ تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ دوبارہ جانور ذبح کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ۔(1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الاضاحی میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نماز عید سے پہلے اپنی قربانی کا جانور ذبح کیا۔ تو اس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ تم نبی مکرم ﷺ کے روزہ رکھنے سے پہلے روزے نہ رکھو۔

امام ابن نجار نے تاریخ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لوگ رمضان المبارک آنے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزے رکھنا شروع کر دیتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کچھ لوگ مہینے کا آغاز اس کے آنے سے پہلے کر لیتے اور حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے ہی روزے رکھنے لگتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح پڑھا ہے لَا تَقَدَّمُوْا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی شے کے بارے فیصلہ نہ کرو۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کی زبان پر فیصلہ فرما دے۔(2) حفاظ نے کہا ہے: یہ تفسیر لَا تُقَدِّمُوْا یعنی تاء اور دال کے فتحہ کی قرأت کے مطابق ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۲ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۳

"اے ایمان والو! نہ بلند کیا کرو اپنی آوازوں کو نبی (کریم) کی آواز سے اور نہ زور سے آپ کے ساتھ بات کیا کرو جس طرح زور سے تم ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہو۔ (اس بے ادبی سے) کہیں ضائع نہ ہو جائیں تمہارے اعمال اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ بے شک جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے۔ انہی کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 134

امام بخاری، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ قریب تھا دونوں عظیم اور اعلیٰ انسان ہلاک کر دیئے جاتے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں کی آوازیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت بلند ہوگئیں۔ جب بنی تمیم کی ایک جماعت آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی تو ان دونوں میں سے ایک نے اقرع بن حابس کے بارے میں اور دوسرے نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں اشارہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے صرف مجھ سے اختلاف کا ارادہ کیا ہے، تو انہوں نے جواب دیا میں نے تم سے اختلاف کا قصد نہیں کیا۔ پس اسی بحث مباحثہ میں دونوں کی آواز بلند ہوگئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیہ۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا: اس آیت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے (اتنی آہستہ آواز سے) گفتگو کرتے تھے (کہ وہ کسی اور کو سنائی نہ دیتی تھی) یہاں تک کہ آپ سے اس کے بارے دریافت کیا جاتا۔(1)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مجھے اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اسے اپنی قوم پر عامل (حاکم) مقرر فرما دو۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اسے عامل نہ بنانا۔ پس دونوں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی موجودگی میں کلام کا تکرار کرنے لگے حتی کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوگئیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم نے فقط میری مخالفت کی ہے۔ انہوں نے جواب دیا میں نے تمہاری مخالفت کا قطعاً ارادہ نہیں کیا۔ تب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ پس اس آیت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جب بھی کلام کرتے تو وہ کسی کو سنائی نہ دیتا۔ یہاں تک کہ ان سے اس کے بارے پوچھا جاتا۔

امام بزار، ابن عدی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ قسم بخدا! میں آپ سے کوئی کلام نہیں کروں گا مگر سرگوشی کرنے والے بھائی کی طرح۔(3)

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو سلمہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 718، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الحجرات، جلد 9، صفحہ 123 (3266)، دار الفکر بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 78 (4449)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی میں آپ سے کلام نہیں کروں گا مگر سرگوشے کرنے والے بھائی کی طرح یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے جا ملوں گا۔ (یعنی مجھے موت آجائے گی)۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ اونچی آواز سے ایک دوسرے کے ساتھ کلام کرتے تھے اور اپنی آوازوں کو خوب بلند کر لیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز کے ساتھ نہ پکارو۔ بلکہ انتہائی نرم اور دھیمے انداز میں کہو یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔

امام احمد، بخاری، مسلم، ابو یعلی، بغوی نے معجم الصحابہ میں، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی۔ تو انہوں نے کہا: میں ہی وہ ہوں جو اپنی آواز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند کرتا ہوں۔ سو میرے عمل ضائع ہو گئے اور میں اہل نار میں سے ہو گیا۔ وہ انتہائی پریشان حال اور غمگین ہو کر اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حاضر نہ پایا۔ تو قوم کے بعض افراد ان کی طرف گئے اور انہیں جا کر بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں مفقود پایا ہے تمہیں کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: میں اپنی آواز کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز سے بلند کرتا ہوں اور میں آپ سے زور سے گفتگو کرتا ہوں۔ بس میرے عمل ضائع ہو گئے اور میں اہل نار میں سے ہو گیا۔ چنانچہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ تو کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ تو اہل جنت میں سے ہے۔ پھر انہوں نے جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کیا۔

امام ابن جریر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب یہ آیت نازل فرمائی: لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ الآیہ تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ راستے میں بیٹھ کر رونے لگے۔ تو عاصم بن عدی بن عجلان ان کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے پوچھا: اے ثابت! تم کیوں رو رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا اس آیت سے میں خوفزدہ ہو گیا ہوں کہ یہ میرے بارے میں ہی

1۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حجرات، جلد 2، صفحہ 501 (3720)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت

نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ میں ہی بلند آواز آدمی ہوں۔ پس حضرت عاصم بن عدی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ان کے بارے آپ کو خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جاؤ اور اسے میرے پاس بلا لاؤ۔ وہ حاضر خدمت ہوئے تو آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: اے ثابت! کون سی شے تجھے رلا رہی ہے؟ تو عرض کی: میں بلند آواز آدمی ہوں اور میں ڈر رہا ہوں کہ یہ آیت میرے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: "اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِيْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟" کیا تو اس سے راضی اور خوش نہیں ہے کہ تو قابل تعریف زندگی گزارے، شہادت کی موت سے سرفراز ہو اور جنت میں داخل ہو جائے؟ عرض کی: میں راضی ہوں۔ میں کبھی بھی اپنی آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز پر بلند نہیں کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الآیہ۔ (1)

امام ابن حبان، طبرانی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے المعرفہ میں حضرت اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے ہلاک ہونے کا خوف اور اندیشہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ آدمی کو منع فرماتا ہے کہ ایسے کام کے سبب اس کی تعریف کی جائے جو اس نے نہیں کیا۔ حالانکہ میں اپنے بارے میں انتہائی پسندیدہ اور محبوب تعریف پاتا ہوں، اللہ تعالیٰ خود پسندی اور غرور سے روکتا ہے حالانکہ میں اپنے آپ کو انتہائی زیادہ حسن و جمال والا پاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہماری آوازوں کے آپ کی آواز پر بلند ہونے سے روکتا ہے اور میں بلند آواز والا آدمی ہوں۔ تو اس کے جواب میں کریم آقا ﷺ نے فرمایا اے ثابت! کیا تو اس پر راضی اور خوش نہیں ہے کہ تو قابل تعریف زندگی گزارے، شہادت کی موت سے سرفراز ہو اور جنت میں داخل ہو؟ "يَا ثَابِتُ اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِيْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ؟" (2)

امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے الاطراف میں فرمایا: اسی طرح حضرت ابن حبان رحمہ اللہ نے اس روایت کو بیان کیا ہے اور اس میں اس پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ اسماعیل نے یہ روایت ثابت سے خود سنی ہے۔ سو یہ روایت منقطع ہے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے موطأ میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے، انہوں نے اسماعیل سے اور انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اور آگے مذکورہ روایت ذکر کی۔ اور انہوں نے موطا کے راویوں میں سے اکیلے سعید بن عفیر کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا اور فرمایا کہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: چونکہ اسماعیل نے حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو نہیں پایا، اس لیے یہ روایت بالیقین منقطع ہے۔ انتہی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ انتہائی غمزدہ اور پریشان حال تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اے ثابت! کیا ہوا ہے کہ میں تجھے اس طرح دیکھ رہا ہوں؟ تو آپ نے عرض کی: وہ آیت جو آپ نے اس رات پڑھی۔ میں تو ڈر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 136، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 67، مطبعۃ الزہراء الحدیثۃ موصل

رہا ہوں کہ میرے اعمال ضائع ہو گئے۔ یعنی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔ آپ کانوں سے بہرے تھے۔ اور عرض کی: سو میں ڈر رہا ہوں کہ وہ میں ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنی آواز کو بلند کیا اور آپ کے ساتھ گفتگو بھی زور کے ساتھ کی۔ اور وہ میں ہی ہوں کہ میرے عمل ضائع ہو گئے اور مجھے احساس تک نہ ہوا۔ یہ سن کر رسول الله ﷺ نے فرمایا: زمین پر چلو انتہائی خوشے اور مسرت کے ساتھ، کیونکہ تم اہل جنت میں سے ہو۔ ''فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ امْشِ عَلَى الْاَرْضِ نَشِيْطًا فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ''۔(1)

امام علامہ بغوی اور ابن قانع رحمہما الله نے معجم الصحابہ میں حضرت محمد بن ثابت بن قیس بن شماس سے اور انہوں نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی الله عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ تو میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا۔ جب یہ خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو قابل تعریف اور خوش حال زندگی گزارے گا اور شہادت کی موت سے سرفراز ہوگا۔ چنانچہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے۔(2)

امام علامہ بغوی، ابن منذر، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم الله نے المتفق والمفترق میں حضرت عطاء خراسانی رحمہ الله سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا اور انصار میں سے ایک آدمی سے ملاقات کی۔ میں نے کہا حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی الله عنہ کی حدیث مجھے بیان فرمائیے۔ تو اس آدمی نے کہا میرے ساتھ اٹھو۔ چنانچہ میں اس آدمی کے ساتھ چل پڑا۔ یہاں تک کہ میں ایک عورت پر داخل ہوا۔ اس آدمی نے بتایا: یہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی الله عنہ کی بیٹی ہے۔ جو آپ کا جی چاہے ان سے پوچھ لیجئے۔ میں نے اس سے کہا مجھے حدیث بیان کیجئے۔ تو اس نے کہا: میں نے اپنے باپ سے سنا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: جب الله تعالیٰ نے رسول الله ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ الآیہ تو وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور دروازہ بند کر لیا اور رونا شروع کر دیا۔ تو جب رسول الله ﷺ نے انہیں اپنے پاس حاضر نہ پایا تو فرمایا: ثابت کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی ہم تو نہیں جانتے انہیں کیا ہوا ہے۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ انہوں نے اپنے اوپر اپنے گھر کا دروازہ بند کیا ہوا ہے اور وہ رو رہے ہیں۔ تو رسول الله ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور پوچھا: تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول الله! ﷺ الله تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میں اونچی اور زوردار آواز والا ہوں۔ پس میں ڈر رہا ہوں کہ میرے عمل ضائع ہو گئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے۔ بلکہ تو خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ ہی مرے گا۔ اس عورت نے کہا پھر الله تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ (لقمان) تو انہوں نے پھر اپنے اوپر دروازہ بند کر لیا اور رونا شروع ہو گئے۔ جب رسول الله ﷺ نے انہیں غیر حاضر پایا تو دریافت فرمایا۔ ثابت کو کیا ہوا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول الله ﷺ قسم بخدا! ہم اس کی حالت کو نہیں جانتے۔ سوائے اس کے کہ اس نے اپنا دروازہ بند کر رکھا ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 946، مکتبۃ نزار الریاض

رو رہے ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے آپ کو بلا بھیجا اور پوچھا تجھے کیا ہوا ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ (لقمان) قسم بخدا! میں حسن و جمال کو پسند کرتا ہوں اور میں یہ بھی پسند کرتا ہوں کہ میں اپنی قوم کا سردار بنوں۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا: تو ان میں سے نہیں ہے۔ بلکہ تو قابل تعریف باعزت زندگی گزارے گا اور شہادت کی موت سے سرفراز ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر راوی نے کہا: جب جنگ یمامہ ہوئی تو وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ جب اس کا سامنا رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سے ہوا تو یہ بالکل ظاہر تھے۔ اس وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے ابو حذیفہ کے غلام حضرت سالم سے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس طرح جنگ نہیں کرتے تھے۔ پھر دونوں نے اپنے لیے ایک ایک گڑھا کھودا اور قوم نے ان پر حملہ کر دیا (یعنی جنگ شروع ہوگئی) یہ دونوں انتہائی ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے دونوں نے جام شہادت نوش کیا۔ اس وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ انتہائی نفیس اور قیمتی زرہ پہنے ہوئے تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی ان کے پاس سے گزرا تو اس نے وہ زرہ اتار لی۔ پھر مسلمانوں میں سے ایک آدمی سویا پڑا تھا کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اسے خواب میں آئے اور فرمایا: میں تجھے ایک وصیت کرتا ہوں اس پر عمل کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ تو اسے ایک خواب کہہ کر ضائع کر دے۔ جب گزشتہ کل مجھے شہید کیا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی میرے پاس سے گزرا ہے، اس نے میری زرہ اٹھالی ہے۔ اس کا خیمہ لشکر کے آخر میں ہے اور اس کے خیمے کے پاس گھوڑا بندھا ہوا ہے جو آگے پیچھے اچھل کود رہا ہے اور اس نے زرہ پر پتھر کی ہانڈی الٹی کر رکھی ہے اور اس ہانڈی پر کجاوہ رکھا ہوا ہے۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جا اور انہیں جا کر کہہ کہ وہ میری زرہ کے لیے کسی کو بھیج کر اس سے زرہ لے لیں۔ اور جب تو خلیفہ الرسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جائے تو انہیں یہ اطلاع دینا کہ مجھ پر فلاں فلاں کا اتنا قرض واجب الادا ہے اور میرا اتنا قرض فلاں فلاں کے ذمہ ہے اور میرا فلاں فلاں غلام آزاد ہے۔ اور یہ نہ سمجھنا کہ یہ ایک فقط خواب ہے اور تو اسے ضائع کر دے۔ چنانچہ وہ آدمی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ کو زرہ کے بارے اطلاع دی۔ تو آپ نے زرہ کے لیے آدمی بھیجا۔ تو اس نے دیکھا کہ خیمہ لشکر کے آخر میں ہے اور اس کے پاس ایک گھوڑا طویل رسی سے بندھا چر رہا ہے۔ پھر اس نے خیمے میں دیکھا تو اس میں کوئی آدمی نہ تھا۔ وہ خیمے میں داخل ہو گئے، اور کجاوے کو اٹھایا تو اس کے نیچے ایک ہانڈی تھی۔ پھر اسے اٹھایا تو اس کے نیچے زرہ پڑی ہوئی تھی۔ وہ اسے اٹھا کر حضرت خالد بن ولید کے پاس لے آئے۔ پھر جب وہ مدینہ طیبہ آئے تو اس آدمی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا۔ تو آپ نے موت کے بعد ان کی وصیت کو جائز قرار دیا۔ اور مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ سوائے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے کسی کی موت کے بعد اس کی وصیت کو جائز قرار دیا گیا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آیت لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ الآیہ حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔

امام ترمذی، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بدوی لوگوں میں سے ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بلند آواز کے ساتھ آپ ﷺ کو اس طرح بلانا شروع کر دیا یا محمد، یا محمد! ﷺ۔ تو ہم نے کہا: تیری ہلاکت ہو! اپنی آواز کو پست کر۔ کیونکہ تجھے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ قسم بخدا! (میں اس طرح بلاتا رہوں گا) یہاں تک کہ میں اپنی بات انہیں سنا لوں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگے آؤ۔ تو اس نے عرض کی: آپ کا اس آدمی کے بارے کیا خیال ہے جو ایک قوم سے محبت تو کرتا ہے لیکن ان سے مل نہیں سکا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" آدمی کا انجام اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ زیادہ محبت کرتا رہا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِمْتَحَنَ کا معنی "اَخْلَصَ" (خالص کرنا، مختص کرنا) ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے اسی کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ کاموں کے لیے ان کے دلوں کو خالص کر دیا۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا یا امیر المومنین! کیا وہ آدمی جو نہ برائی کی خواہش کرتا ہے اور نہ اس کے مطابق عمل کرتا ہے وہ افضل ہے یا کہ وہ آدمی جو برائی کی خواہش تو کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل نہیں کرتا؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً لکھا بلاشبہ وہ لوگ افضل ہیں جو برائی کی اشتہاء تو رکھتے ہیں مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم (انسان) کا نفس جوان رہتا ہے اگرچہ اس کا بدن بوڑھا بھی ہو جائے سوائے ان لوگوں کے جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے مختص کر دیا ہے اور وہ بہت قلیل ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: تم میں سے ہر ایک کا نفس کسی شے کی محبت سے ہمیشہ جوان رہتا ہے۔ اگرچہ اس کے سینے کی ہڈیاں بوڑھی بھی ہو جائیں۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے مختص کر دیا ہے اور وہ بہت قلیل ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ وَلَوْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

أَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

''بے شک جو لوگ پکارتے ہیں آپ کو حجروں کے باہر سے ان میں سے اکثر نا سمجھ ہیں۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ باہر تشریف لاتے ان کے پاس تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام احمد، ابن جریر، ابو القاسم بغوی، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے سند صحیح کے ساتھ ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن کی سند سے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! ﷺ ہماری طرف باہر تشریف لائیے۔ تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو پھر کہا: اے محمد! ﷺ بے شک میرا تعریف کرنا زینت ہے اور میرا مذمت کرنا عیب ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ (کے قبضہ اختیار میں) ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ: ابن منیع نے کہا ہے: میں نہیں جانتا کہ اقرع کی یہ روایت اس سند کے بغیر بھی بیان کی گئی ہو۔ (1)

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ کے تحت فرمایا: ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: اے محمد! ﷺ بے شک میری تعریف زینت ہے اور میری مذمت عیب ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ (2)

امام ابن راہویہ، مسدد، ابو یعلی، طبرانی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ عرب کے کچھ لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: اس آدمی کی جانب چلو۔ پس اگر وہ نبی ہے تو پھر ہم تمام لوگوں سے بڑھ کر سعادت مند ہو گئے اور اگر وہ بادشاہ ہے تو ہم اس کے زیر سایہ زندگی گزاریں گے۔ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کے بارے آپ ﷺ کو خبر دی۔ چنانچہ وہ آپ کے حجرہ کی طرف آئے اور آپ کو آوازیں دینے لگے یا محمد! (ﷺ) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ تو رسول اللہ ﷺ نے میرا کان پکڑا اور فرمانے لگے اے زید! اللہ تعالیٰ نے تیرے قول کی تصدیق کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے قول کی تصدیق کر دی ہے۔ (3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) بے شک میری مدح باعث زینت و فخر ہے اور میری مذمت عیب اور نکتہ چینی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدح و مذمت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے تو اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (4)

امام ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی جانب سے خبر دی گئی کہ بنی تمیم کے ایک آدمی اور بنی اسد بن خزیمہ کے ایک آدمی دونوں نے ایک دوسرے کو گالی گلوچ دیں۔ پس اسدی نے کہا اِنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ جلد 26، صفحہ 141

الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ یہ بنی تمیم کے بدوی لوگوں کا طریقہ ہے۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تمیمی فقیہ اور دانا ہوتا (تو کہتا) بے شک اس کا پہلا حصہ بنی تمیم کے بارے ہے اور اس کا آخری حصہ بنی اسد کے بارے ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حبیب بن ابی عمرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے اور بنی اسد کے ایک آدمی کے درمیان گفتگو ہوئی۔ اسدی نے کہا اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ بنی تمیم کا طریقہ ہے۔ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ (وہ اکثر ناسمجھ ہیں) تو میں نے اس کا تذکرہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو بنی اسد کے بارے میں یہ نہیں کہے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا (الحجرات:17) کیونکہ عرب اسلام نہیں لائے یہاں تک کہ ان سے قتال کیا گیا اور ہم بغیر جنگ وقتال کے اسلام لائے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت انہیں کے بارے نازل فرمائی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسد کے ایک آدمی نے بنی تمیم کے ایک آدمی کو کہا اور یہ آیت تلاوت کی: اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ یہ بنی تمیم کے بارے ہے۔ جب تمیمی اٹھ کر چلا گیا تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ اگر تمیمی جانتا ہوتا۔ اس کے بارے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسد کے بارے نازل کیا ہے تو یقیناً بات کرتا۔ ہم نے پوچھا ان کے بارے میں کیا نازل کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے بے شک ہم اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہوئے اسلام لائے اور بے شک یہ ہمارا حق ہے (اور ہمارے ذمہ واجب ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا...... بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ بنی تمیم کے بدوی لوگوں کے بارے ہے۔(1)

امام ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت یعلی بن اشدق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سعد بن عبد اللہ سے روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بنی تمیم کے بد اخلاق اور اجڈ قسم کے لوگ تھے۔ اگر یہ لوگ کانے دجال کو قتل کرنے کے لیے دوسرے لوگوں سے بڑھ کر طاقتور اور مضبوط نہ ہوتے۔ تو میں ان کے بارے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ انہیں ہلاک کردے۔

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک دفعہ ستر، اسی افراد پر مشتمل بنی تمیم کا ایک وفد مدینہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ ان میں زبرقان بن بدر، عطارد بن معید، قیس بن عاصم، قیس بن حارث اور عمرو بن اہتم بھی تھے۔ ان کے ساتھ عیینہ بن حصن بن بدر فزاری بھی چل پڑا۔ یہ وفد ہر گھاٹی طے کرتا رہا یہاں تک کہ وہ (لوگ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے پاس آ گئے اور حجروں کے باہر سے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اکھڑ زبان کے ساتھ آوازیں دینے لگے: یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا، یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا، یَا مُحَمَّدُ اخْرُجْ اِلَیْنَا۔ یعنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 41-140، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضور ﷺ کا نام نامی لے کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس باہر آیئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا: ''یَا مُحَمَّد اِنَّ مَدْحَنَا زَیْنٌ وَّاِنَّ شَتْمَنَا شَیْنٌ، نَحْنُ اَکْرَمُ الْعَرَبِ'' یعنی ہم جس کی مدح کرتے ہیں وہ اس کے لیے باعث زینت ہوتی ہے اور جس کی مذمت کرتے ہیں وہ اس کے لیے باعث عیب بن جاتی ہے اور ہم تمام عربوں سے اشرف واعلیٰ ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کَذَبْتُمْ بَلْ مَدْحَۃُ اللّٰہِ الزَّیْنُ وَشَتْمُہُ الشَّیْنُ وَاَکْرَمُ مِنْکُمْ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ'' اے بنی تمیم! تم نے غلط بیانی سے کام لیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعث زینت ہے اور اس کی مذمت باعث تحقیر ہے اور تم سے اشرف واعلیٰ حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ پھر انہوں نے کہا بے شک ہم تو آپ کے پاس آئے ہیں تا کہ ہم آپ کے ساتھ اظہار مفاخرت کریں۔ پس طویل وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ آخر میں یہ ہوا کہ تمیمی اٹھے اور انہوں نے کہا: قسم بخدا! بلاشبہ اسی آدمی کے لیے (سب کچھ) بنایا گیا ہے۔ اس کا خطیب اٹھا، تو وہ ہمارے خطیب سے اعلیٰ اور بلند مرتبہ خطیب تھا اور اس کا شاعر ہمارے شاعر کی نسبت زیادہ وقیع اور اپنے فن کا ماہر تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ انہیں لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ۝ کے بارے فرمایا کہ یہ پہلی قرأت میں تھا۔

امام ابن سعد، امام بخاری نے الادب میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں میں داخل ہوتا تھا، تو میں اپنے ہاتھ سے ان کی چھتوں کو چھو لیتا تھا۔ (1)

امام بخاری نے الادب میں، ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت داؤد بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ازواج مطہرات کے حجروں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنائے گئے اور باہر سے وہ بالوں سے بنے ہوئے کمبل کے ساتھ ڈھانپے ہوئے تھے۔ میرا گمان یہ ہے کہ ایک کمرے کی چوڑائی حجرہ کے دروازہ سے بیت کے دروازے تک تقریباً چھ، سات ذراع تھی اور اندر سے کمرے کی لمبائی دس ذراع تھی۔ اور میرا خیال یہ ہے کہ بیت کی چھت سات، آٹھ ذراع کے درمیان ہوگی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطا خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے حجروں کو اس حالت میں پایا ہے کہ وہ کھجور کی ٹہنیوں سے بنے ہوئے تھے۔ ان کے دروازوں پر سیاہ بالوں سے بنے ہوئے کمبل تھے۔ پس ولید بن عبد الملک کا خط آیا۔ وہ پڑھنے لگا اور اس نے حکم دیا کہ ازواج مطہرات کے حجرے مسجد نبوی میں شامل کر دیئے جائیں۔ میں نے اس دن سے زیادہ اسے روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ پس میں نے اس دن حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا: قسم بخدا! میری پسند یہ تھی کہ وہ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیتے۔ اہل مدینہ سے لوگ پیدا ہوں گے۔ اور ساری کائنات سے یہاں آنے والے آئیں گے۔ تو وہ مشاہدہ کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 397 (10734)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں کس شے پر اکتفا کیا ہے اور یہ چیزیں لوگوں کو مال کی کثرت اور مفاخرت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے سے روکیں اور دور رکھتیں۔ اسی دن حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف نے کہا: کاش! انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا جاتا اور نہ گرایا جاتا۔ تاکہ لوگ بلند و بالا عمارتیں بنانے سے باز رہتے۔ اور وہ یہ مشاہدہ کرسکتے کہ کون سی شے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے پسند کیا ہے (اور کس شے پر وہ آپ سے راضی ہوا ہے) حالانکہ دنیا کے خزانوں کی چابیاں آپ کے دست مبارک میں تھیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ ۝۶ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَ زَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۝۷ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ۝۸

''اے ایمان والو! اگر لے آئے تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر تو اس کی خوب تحقیق کرلیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تم ضرر پہنچاؤ کسی قوم کو بے علمی میں پھر تم اپنے کیے پر پچھتانے لگو۔ اور خوب جان لو تمہارے درمیان رسول اللہ تشریف فرما ہیں۔ اگر وہ مان لیا کریں تمہاری بات اکثر معاملات میں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنادیا ہے تمہارے نزدیک ایمان کو اور آراستہ کردیا ہے اسے تمہارے دلوں میں اور قابل نفرت بنادیا ہے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو۔ یہی لوگ راہ حق پر ثابت قدم ہیں۔ (یہ سب کچھ) محض اللہ کا فضل اور انعام ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑا دانا ہے''۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت حارث بن ضرار خزاعی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ میں نے اسے قبول کرلیا اور اسلام کی سعادت سے بہرہ ور ہوگیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زکوٰۃ کا حکم قبول کرنے کو ارشاد فرمایا۔ تو میں نے اس کا بھی اقرار کرلیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی قوم کی طرف واپس جاتا ہوں۔ پس میں انہیں اسلام قبول کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف دعوت دوں گا۔ جنہوں نے میری اس دعوت کو قبول کرلیا، میں ان سے زکوٰۃ جمع کرلوں گا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری طرف اپنا قاصد روانہ فرمائیں گے۔ اس اس طرح اس کی وضاحت کی جائے گی۔ تاکہ جو زکوٰۃ میں نے جمع کی ہوگی وہ آپ کے پاس لے آئے گا۔ پس جب حارث ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر چکے جنہوں نے ان کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ اور وہ تفصیلات جنہیں ان کی طرف بھیجنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا تھا وہ

ان تک پہنچا چکے۔ تو قاصد رک گیا اور وہاں نہ آسکا۔ حارث نے یہ گمان کیا کہ اس سے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ اپنی قوم کے خوشحال اور ذی مرتبہ لوگوں کو بلایا اور ان سے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے وقت معین فرمایا تھا کہ آپ اپنا قاصد میری طرف بھیجیں گے۔ تاکہ جو زکوٰۃ کا مال میرے پاس ہے وہ لے جائے اور رسول اللہ ﷺ کی جانب سے وعدہ خلافی ممکن نہیں۔ اس لیے میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ ﷺ کے قاصد کا نہ آنا آپ کی ناراضگی کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا چلو ہم خود آقا دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ ادھر حضور نبی اکرم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو حارث کی طرف بھیجا تاکہ جو مال زکوٰۃ اس کے پاس جمع ہوا وہ اکٹھا کر کے لے آئے۔ جب ولید نے چلتے ہوئے کچھ راستہ طے کر لیا تو وہ گھبرا گیا اور واپس لوٹ آیا۔ اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ حارث نے زکوٰۃ میرے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے اور اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حارث کی طرف ایک دستہ بھیجا۔ حارث اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر حاضر خدمت ہوا۔ ابھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھیجا ہوا دستہ مدینہ طیبہ سے نکلا ہی تھا کہ حارث کی ان سے ملاقات ہوگئی۔ تو انہوں نے کہا: یہی حارث ہے۔ جب اس نے ان سے ملاقات کی تو ان سے پوچھا۔ تم کس کی طرف بھیجے گئے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا تیری طرف۔ اس نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو تیری طرف بھیجا اور اسے یہ گمان ہوا ہے کہ تو نے اسے زکوٰۃ حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے اور تو نے اسے قتل کرنا چاہا ہے۔ حارث نے جواب دیا نہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا! نہ میں نے اسے دیکھا اور نہ وہ میرے پاس آیا۔ پس جب حارث رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے زکوٰۃ سے انکار کیا ہے اور میرے قاصد کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! نہ میں نے اسے دیکھا اور نہ اس نے مجھے دیکھا۔ میں نہیں آیا، مگر صرف اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی قاصد میرے پاس نہیں آیا، تو مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ ایسا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی کے سبب ہوا ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۝ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَیْكُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَهٗ فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ۝ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۝ ۔(1)

امام طبرانی، ابن مندہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ بن ناجیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو ہماری طرف بھیجا۔ پس وہ چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب وہ ہمارے قریب پہنچا۔ تو وہ واپس لوٹ آیا اور یہ واقعہ مریسیع کے بعد پیش آیا۔ پس میں بھی اس کے پیچھے پیچھے آیا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: یا رسول اللہ! ﷺ میں ایک قوم کے پاس ان کی حالت جاہلیت میں آیا۔ انہوں نے لباس پکڑ لیے اور صدقہ روک لیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات کو رد نہ کیا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ پس ولید

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 279، دار صادر بیروت

کے پیچھے بنی مصطلق گروہ کی صورت میں اپنے صدقات لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی وکیعہ کی طرف بھیجا۔ دور جاہلیت میں ان کے درمیان عداوت اور دشمنی تھی۔ جب وہ بنی وکیعہ پہنچا تو انہوں نے اس کا استقبال کیا۔ تاکہ جو کچھ اس کے دل میں ہے اسے غور سے دیکھیں۔ پس اس کو خطرہ لاحق ہوا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آیا اور آکر کہا: بے شک بنی وکیعہ نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے اور صدقہ میرے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ پس جب وہ خبر بنی کیعہ کو پہنچی جو ولید نے حضور نبی مکرم ﷺ کو بتائی، تو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ولید نے جھوٹ بولا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ولید کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ...... الآیہ"

امام ابن راہویہ، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تاکہ ان کے مالوں سے زکوٰۃ وصول کرے۔ جب اس قوم نے یہ خبر سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعظیم کرتے ہوئے اسے انتہائی پرتپاک انداز سے ملے۔ لیکن شیطان نے ولید کے ذہن میں یہ بات ڈال دی کہ یہ لوگ اس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ واپس رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ گیا اور جا کر کہا کہ بنی مصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جب قوم کو اس کے واپس لوٹنے کی خبر پہنچی۔ تو وہ حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ آپ نے ہماری طرف زکوٰۃ وصول کرنے والا آدمی بھیجا۔ ہمیں اس سے انتہائی فرحت و مسرت حاصل ہوئی اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ پھر وہ راستہ میں سے ہی واپس لوٹ گیا۔ تو ہمیں یہ ڈر لاحق ہوا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی جانب سے باعث غضب و ناراضگی ہوگا۔ اسی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تاکہ ان سے صدقات لے آئے۔ جب یہ خبر ان تک پہنچی تو وہ انتہائی خوش ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے استقبال کے لیے باہر نکلے۔ جب اس کا علم ولید کو ہوا کہ وہ اس کی ملاقات کے لیے قبیلے سے باہر آئے ہیں۔ تو وہ راستے سے ہی واپس لوٹ گیا اور جا کر عرض کر دی: یا رسول اللہ! ﷺ بنی مصطلق نے مجھے مال زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کی خبر سن کر آقائے دو جہاں ﷺ نے شدید غیظ و غضب کا اظہار فرمایا۔ پس اسی اثناء میں کہ آپ اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ ان پر حملہ کریں، ایک وفد آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جب ہمیں یہ خبر موصول ہوئی کہ آپ کا قاصد نصف راستے سے واپس لوٹ گیا ہے۔ تو ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ اس کے واپس لوٹنے کا سبب ایسا خط ہے جو ہم پر اظہار غضب کرتے ہوئے آپ نے اس کی طرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 148، داراحیاء التراث العربی بیروت

بھیجا ہو۔ پس اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام آدم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ تا کہ ان کے صدقات وصول کرے۔ تو انہوں نے انتہائی امن وسکون اور خوشی کے ساتھ اس کے استقبال کا پروگرام بنایا۔ تو وہ راستے سے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف واپس لوٹ گیا اور جا کر بتایا کہ بنی مصطلق آپ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے جمع ہو چکے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی وکیعہ کی طرف بھیجا اور زمانہ جاہلیت میں ان کے درمیان عداوت اور دشمنی تھی۔ جب بنی وکیعہ کو یہ خبر ملی تو انہوں نے اس کے استقبال کا پروگرام بنایا۔ تا کہ جو کچھ اس کے دل میں ہے اس میں غور وفکر کر سکیں۔ لیکن ولید قوم سے خوفزدہ ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ گیا اور جا کر عرض کر دی کہ بنی وکیعہ نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے اور انہوں نے مجھے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جو کچھ ولید نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہا جب اس کی خبر بنی وکیعہ کو پہنچی۔ تو وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ ولید نے جھوٹ بولا ہے۔ البتہ ہمارے اور اس کے درمیان عداوت ودشمنی تھی۔ تو ہمیں یہ خوف لاحق ہوا کہ جو ہمارے درمیان عداوت ہے وہ اس کا ہم سے انتقام لے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ولید کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی رحمت ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ بے شک بنی فلاں۔ یہ عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا۔ اور آپ ﷺ کے دل میں ان کے خلاف کچھ جذبات تھے۔ ان کا اسلام قبول کرنے کا زمانہ ابھی نیا نیا تھا۔ انہوں نے نماز چھوڑ دی ہے۔ وہ مرتد ہو گئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کا ارتکاب کیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی تیزی اور عجلت سے کام نہ لیا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں ان کی طرف بھیجا۔ پھر فرمایا: نماز کے وقت انہیں خوب دیر تک دیکھنا۔ اگر قوم نے واقعۃً نماز ترک کر دی ہے۔ تو پھر تم ان کے ساتھ جو کارروائی چاہو کر دو گے۔ اور اگر ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر ان پر جلدی نہ کرنا۔ راوی نے فرمایا: وہ غروب آفتاب کے وقت ان کے قریب پہنچے اور ایسی جگہ جا کر چھپے جہاں نماز کی آواز سنائی دیتی تھی۔ پس آپ نے ان پر خوب نظر رکھی۔ جونہی سورج غروب ہوا تو موذن اٹھا۔ اس نے اذان کہی: پھر نماز کے لیے اقامت کہی۔ انہوں نے مغرب کی نماز پڑھی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو انہیں نماز پڑھتے ہی دیکھا ہے۔ شاید انہوں نے اس کے علاوہ کوئی اور نماز ترک کر دی ہو۔ پھر آپ چھپ گئے۔ یہاں تک کہ جب رات شروع ہو گئی اور شفق غائب ہو گئی تو ان کے مؤذن نے اذان کہی: اور انہوں نے نماز پڑھی۔ پھر آپ نے سوچا شاید انہوں نے کوئی اور نماز ترک کر رکھی ہو۔ لہٰذا پھر روپوش ہو گئے۔ یہاں تک کہ جب آدھی رات کا وقت ہوا تو آپ آئے یہاں تک کہ آپ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 43-142، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 143

ان کے گھروں میں جھانک کر دیکھا کہ قوم نے قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ پڑھا ہوا ہے۔ اور وہ رات کے وقت تہجد کی نماز ادا کر رہے ہیں اور قرآن کریم پڑھ رہے ہیں۔ پھر آپ صبح کے وقت ان کے پاس آئے کہ جونہی فجر طلوع ہوئی تو ان کے مؤذن نے اذان کہی پھر اقامت کہی۔ وہ اٹھے اور انہوں نے نماز صبح ادا کی۔ پھر جب واپس پھرے اور ان پر دن خوب روشن ہو چکا تھا تب آپ نے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے گھروں میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا۔ جب انہوں نے آپ کو دیکھا (تو کہا) یہ کون ہے؟ تو انہی میں سے بعض نے جواب دیا یہ خالد بن ولید ہے۔ آپ انتہائی سخت مزاج آدمی تھے۔ تو انہوں نے آپ سے پوچھا: اے خالد! تمہارا کیا کام ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: قسم بخدا! میرا کام یہ ہے کہ کوئی آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو یہ خبر دی گئی کہ بے شک تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا ہے، اور تم نے نماز چھوڑ دی ہے۔ یہ سن کر وہ رونے لگے اور انہوں نے کہا: ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ ہم کبھی اس کے ساتھ کفر کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خالد بن ولید نے گھوڑے کو واپس پھیرا اور لوٹ کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: قسم بخدا! اگرچہ یہ آیت خاص اسی قوم کے لیے نازل ہوئی ہے لیکن پھر اسے قیامت کے دن تک چھوڑ دیا گیا ہے کسی شے نے اسے منسوخ نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ولید بن عقبہ کو بنی مصطلق کی طرف بھیجا کہ وہ ان سے صدقات وصول کریں گے۔ لیکن وہ ان تک نہ پہنچا اور واپس لوٹ آیا۔ اور رسول اللہ ﷺ سے یہ کہہ دیا کہ انہوں نے نافرمانی کی ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے ان پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا کہ اتنے میں بنی مصطلق کی جانب سے ایک آدمی آیا اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: ہم نے یہ سنا کہ آپ نے ہماری طرف قاصد بھیجا ہے۔ تو ہمیں اس سے انتہائی فرحت ہوئی اور اس سے بہت زیادہ خوشی اور مسرت حاصل ہوئی، لیکن آپ کا قاصد ہم تک نہیں پہنچا اور اس نے جھوٹ بولا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی اور اسے فاسق کا نام دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں فاسق سے مراد ابن ابی معیط ولید بن عقبہ ہے، نبی مکرم ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے اسے بنی مصطلق کی طرف بھیجا۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو وہ اس کی طرف آئے اور وہ ان سے ڈر گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ گیا اور آپ کو جا کر یہ خبر دی کہ وہ اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا۔ کہ وہ ثابت قدم رہیں اور جلدی نہ کریں۔ پس وہ چلے گئے یہاں تک کہ رات کے وقت ان کے پاس پہنچے اور اپنے جاسوس بھیجے۔ پس جب آپ ان کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو خبر دی کہ وہ اسلام کو مضبوطی کے ساتھ تھامے ہوئے ہیں۔ آپ نے ان کی اذان اور نماز کی آوازوں کو سنا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان میں ایسی چیزوں کا مشاہدہ کیا جو آپ کے لیے انتہائی خوش کن اور مسرت انگیز تھیں۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کی طرف واپس لوٹ کر آپ کو صحیح صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے قرآن نازل فرمایا حضور نبی مکرم ﷺ فرماتے تھے کام میں غور و

فکر کرنے کے لیے تاخیر اور انتظار کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور عجلت (تیزی) شیطان کی جانب سے ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی تیرے پاس آئے اور تجھے آکر یہ بتائے کہ فلاں اور فلانہ برے اعمال میں سے یہ یہ کام کر رہے ہیں۔ تو تو اس کی بات کی تصدیق نہ کر۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ تو اس کے بارے میں عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے ابونضرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا: یہ تمہارے نبی ہیں جن کی طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور تم امتیوں سے افضل واعلیٰ ہیں۔ اگر وہ اکثر معاملات میں ان کی بات مان لیں تو وہ مشقت میں پڑ جائیں۔ تو آج تمہارے لیے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا تو ہم نے بذات خود انکار کیا۔ تو ہم اپنے نفسوں کا کیسے انکار نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نبی بہت سے معاملات میں ان کی بات مان لے تو وہ مشقت میں پڑ جائیں۔ قسم بخدا! تمہارے دل بہت کمزور ہیں اور تمہاری عقلیں ناقص ہیں اور آدمی نے اپنی رائے میں شک کیا ہے اور اس نے کتاب اللہ سے نصیحت قبول کی ہے۔ کیونکہ کتاب اللہ اس کے لیے مضبوط سہارا ہے جس نے اسے مضبوطی سے پکڑا اور پھر اسی پر انتہا کی (یعنی تمام تر معاملات کا حل اور راہنمائی اسی سے حاصل کی) اور کتاب اللہ کے سوا سب کچھ تباہی کا سامان ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لَعَنِتُّمْ کا معنی ہے تم میں سے بعض بعض کو مشقت میں ڈال دیں گے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ اس کے بارے امام احمد، امام بخاری الادب میں، نسائی اور حاکم نے رفاعہ بن رافع زرقی رحمہم اللہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ جب غزوۂ احد کا دن تھا اور مشرکین شکست خوردہ ہو کر واپس چلے گئے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سیدھے ہو جاؤ تاکہ میں اپنے رب کی حمد وثناء بیان کروں۔ چنانچہ آپ کے جانثاروں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے صفیں باندھیں اور آپ نے ان الفاظ میں اپنے رب کی حمد بیان کی: ''اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کُلُّهٗ، اَللّٰهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسَطْتَ، وَلَا بَاسِطَ لِمَا قَبَضْتَ، وَلَاهَادِیَ لِمَا اَضْلَلْتَ، وَلَا مُضِلَّ لِمَا هَدَيْتَ، وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُقَرِّبَ لِمَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ومن سورۃ الفتح، جلد 9، صفحہ 126 (3269)، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 145

بَعَّدْتَ، وَلَا مُبَاعِدَ لِمَا قَرَّبْتَ، اَللّٰهُمَّ ابْسُطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتِكَ، وَ فَضْلِكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ الْمُقِيْمَ الَّذِىْ لَا يَحُوْلُ وَلَا يَزُوْلُ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ النَّعِيْمَ يَوْمَ الْعَيْلَةِ وَالْاَمْنَ يَوْمَ الْخَوْفِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ عَائِذٌبِكَ مِنْ شَرِّمَا اَعْطَيْتَنَا وَشَرِّمَا مَنَعْتَنَا، اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْاِيْمَانَ وَزَيِّنْهُ فِىْ قُلُوْبِنَا، وَكَرِّهْ اِلَيْنَا الْكُفْرَوَ الْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ، وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِيْنَ، اَللّٰهُمَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ، غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مَفْتُوْنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَ عَذَابَكَ، اَللّٰهُمَّ قَاتِلِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ اُوْتُو الْكِتَابَ يَا اِلٰهَ الْحَقِّ"

(اے اللہ! تمام تر تعریفات تیرے لیے ہیں۔ اے اللہ! جسے تو پھیلا دے اسے کوئی قبض کرنے والا اور پکڑنے والا نہیں۔ اور جسے تو روک لے اسے کوئی پھیلانے والا نہیں۔ جسے تو گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دین والا نہیں۔ اور جسے تو ہدایت عطا فرما دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جس سے تو انکار کردے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور جسے تو عطا فرمائے اس کے لیے کوئی روکنے والا نہیں، جسے تو دور کردے اسے کوئی قریب لانے والا نہیں، اور جسے تو قریب کرے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اے اللہ! ہم پر اپنی برکتوں، اپنی رحمت اور اپنے فضل کی چادر پھیلا دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے ایسی دائمی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جو نہ تبدیل ہوں اور نہ زائل ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے فقر و فاقہ کے دن نعمت، اور خوف کے دن امن کی التجاء کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہی پناہ طلب کرتا ہوں ہر اس شر سے جو تو نے ہمیں دیا، اور اس شر سے بھی جو تو نے ہم سے روک لیا۔ اے اللہ! ایمان کو ہمارے لیے محبوب بنا دے، اسے ہمارے دلوں میں آراستہ فرما دے۔ اور کفر، فسق اور نافرمانی (گناہ) کو ہمارے نزدیک ناپسندیدہ اور مکروہ بنا دے ہمیں راہ حق پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے بنا دے، یااللہ! ہمیں موت دے اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں۔ اور ہمیں زندہ رکھ اس حال میں کہ ہم مسلمان ہوں۔ اور ہمیں صالحین کے ساتھ ملا دے بغیر کسی ندامت اور بغیر کسی آزمائش کے۔ اے اللہ! ان کافروں کو قتل کردے جو تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے راستے سے ہی روکتے ہیں۔ اور ان پر اپنی گرفت اور اپنا عذاب ڈال دے۔ اے اللہ! ان کافروں کو قتل کردے جنہیں کتاب دی گئی یا الہ الحق۔(1)

وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَ اَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، جلد 1، صفحہ 686 (1866)، دارالکتب العلمیہ بیروت

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۱۰

''اور اگر اہل ایمان کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو۔ اور اگر زیادتی کرے ایک گروہ دوسرے پر تو پھر سب (مل کر) لڑو اس سے جو زیادتی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اللہ کے حکم کی طرف۔ پس اگر لوٹ آئے تو صلح کرا دو ان کے درمیان عدل (وانصاف) سے اور انصاف کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے۔ بے شک اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔ پس صلح کرا دو اپنے دو بھائیوں کے درمیان اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم پر رحم فرمایا جائے''۔

امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی: اگر آپ عبداللہ بن ابی کے پاس تشریف لے چلیں۔ چنانچہ آپ ﷺ چلے اور گدھے پر سوار ہوئے اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی آپ کے ساتھ چل پڑی اور یہ زمین دلدلی تھی۔ جب آپ ﷺ اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: مجھ سے دور رہو۔ قسم بخدا! تمہارے گدھے کی بو نے مجھے اذیت اور تکلیف دی ہے۔ تو اس کے جواب میں انصار میں سے ایک آدمی نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی بو تجھ سے زیادہ اچھی اور عمدہ ہے۔ یہ سن کر عبداللہ بن ابی کی قوم کے لوگ غصے میں آ گئے۔ نتیجۃً دونوں کے اصحاب اور ساتھی غضب ناک ہو گئے اور ان کے درمیان چھڑیوں، ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ باہمی لڑائی شروع ہو گئی۔ تو انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ...... الآیہ''(1)

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے دو آدمی آپس میں جھگڑ پڑے۔ تو ایک دوسرے کی قوم کے افراد غضب ناک ہو گئے اور وہ ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ آپس میں لڑنے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اوس و خزرج کے مابین تلواروں اور جوتوں سے لڑائی ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جھگڑا دو قبیلوں کے درمیان ہوتا تھا۔ تو وہ انہیں حکم (ثالث) کی طرف آنے کی دعوت دیتے اور وہ آنے سے انکار کر دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ آیت انصار کے دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان دونوں کے درمیان کسی حق کے بارے جھگڑا تھا۔ تو ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا: میں بالیقین تلوار اٹھاؤں گا۔ اس کا قبیلہ کثیر تھا اور دوسرے نے اسے یہ دعوت دی کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کو حکم مانتے ہیں (آپ جو فیصلہ فرمائیں گے وہ ہمیں قبول ہوگا) تو اس نے انکار کر دیا۔ پس وہ معاملہ چلتا رہا اور وہ دفاع کرتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 147، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

رہے اور بالآخر انہوں نے ہاتھوں اور جوتوں کے ساتھ ایک دوسرے کو مارا۔ لیکن تلواروں کے ساتھ لڑائی نہ ہوئی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا جسے عمران کہا جاتا تھا۔ اس کی بیوی تھی جسے ام زید کہا جاتا تھا۔ اس عورت نے اپنے اہل سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ تو خاوند نے اسے روک لیا اور اسے ایسے بالا خانہ میں رکھا، جہاں اس کے اہل خانہ میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آسکے۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے اہل کی طرف پیغام بھیجا۔ تو اس کی قوم کے افراد آگئے اور انہوں نے اسے وہاں سے اتار لیا تاکہ وہ اسے اپنے ساتھ لے چلیں۔ وہ آدمی باہر نکلا تو اس نے اپنے خاندان کے لوگوں سے معاونت چاہی۔ تو اس کے چچا کے بیٹے آگئے تا کہ وہ عورت اور اس کے اہل کے درمیان حائل ہو جائیں۔ نتیجۃً وہ باہم لڑ پڑے اور جوتوں کے ساتھ ایک دوسرے کو پیٹا۔ تو انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا پس رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف کسی کو بھیج کر ان کے درمیان صلح کرادی اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کبھی کوئی شے نہیں پائی جتنی کہ میں نے اس آیت سے پائی ہے۔ بلاشبہ میں نے اس زیادتی کرنے والے گروہ سے بھی جنگ نہیں کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حبان سلمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا کے بارے پوچھا۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حجاج حرم میں داخل ہوا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: تو نے زیادتی کرنے والے گروہ کو اس گروہ کے مقابلے میں پہچان لیا ہے جس پر زیادتی کی گئی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر میں اس کو پہچانتا جس پر زیادتی کی گئی ہے تو پھر تو اور نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کے لیے مجھ سے سبقت نہ لے جاتا۔ لہٰذا تو یہ جان لے کہ اگر دونوں گروہ ہی زیادتی کرنے والے ہوں تو پھر تو قوم کو چھوڑ دے۔ وہ اپنی دنیا کے بارے میں لڑ رہے ہیں۔ تو اپنے اہل کی طرف لوٹ جا۔ اور جب جماعت کا عمل درست ہو جائے تو اس میں داخل ہو جا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی مکرم ﷺ اور مومنین کو یہ حکم دیا ہے کہ جب مومنین میں سے کوئی گروہ لڑنے لگے تو وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف بلائیں اور ان میں سے بعض بعض کو انصاف دلائیں۔ پس اگر وہ قبول کر لیں تو کتاب اللہ کے مطابق ان میں فیصلہ کیا جائے۔ یہاں تک کہ مظلوم کو ظالم سے انصاف دلا دیا جائے۔ اور جو ان میں سے انکار کرے تو وہ باغی اور زیادتی کرنے والا ہے۔ اور پھر مومنین کے حکمران اور مومنین پر یہ لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ لڑیں یہاں تک کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 148، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، تفسیر سورۂ حجرات، جلد 2، صفحہ 502 (3722)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا اقرار کرلیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اوس اور خزرج لاٹھیوں کے ساتھ آپس میں لڑ پڑے (تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی)(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ طائفہ کا اطلاق ایک سے لے کر ہزار افراد تک ہے۔ اور فرمایا کہ دو آدمی لڑ پڑے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اگر دو گروہوں کے درمیان لڑائی جوتوں اور لاٹھیوں سے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ان کے درمیان صلح کرا دیں۔(3)

رہا ارشاد گرامی اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ۝ تو اس کے بارے ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انصاف کرنے والے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس عرش کے دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلے اور گھر والوں کے ساتھ عدل و انصاف کرتے ہیں اور اس سے اعراض نہیں برتتے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک دنیا میں انصاف کرنے والے قیامت کے دن رحمٰن کے سامنے موتیوں کے منبروں پر ہوں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے دنیا میں انصاف کیا۔(5)

اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ الآیہ اس کے بارے امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اَخَوَيْكُمْ کو یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اسے یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے اس کی مثل کوئی شے نہیں دیکھی جتنا میں نے اس سے اعراض کیا جو اس آیت میں ہے: وَ اِنْ طَآىِٕفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا الا یہ۔

امام احمد نے حضرت فہید بن مطرف غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک سائل نے سوال کیا کہ اگر کوئی حملہ کرنے والے پر حملہ کرے؟ تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اسے تین بار روکے، منع کرے۔ سائل نے عرض کی: اگر وہ نہ رکے تو؟ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا۔ عرض کی گئی: ان کے مقتولوں کا انجام کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 148 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 147

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 39 (34035) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ ایضاً (34036)

ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے تجھے قتل کر دیا تو تو جنت میں ہوگا اور اگر تو نے اسے قتل کیا تو وہ جہنم میں ہوگا۔(1)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي کا مفہوم ہے کہ تم زیادتی کرنے والے گروہ کے ساتھ تلوار کے ساتھ لڑو۔ پوچھا گیا ان کے مقتولوں کا انجام کیا ہوگا؟ فرمایا: وہ شہداء ہیں جنہیں رزق دیا جاتا ہے۔ پھر پوچھا گیا دوسرے زیادتی کرنے والے گروہوں کا کیا حال ہوگا؟ فرمایا ان میں سے جو قتل ہوا وہ جہنم میں جائے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میرے بعد عنقریب ایسے حکمران ہوں گے جو حکمرانی کے لیے جنگ لڑیں گے اور بعض بعض کو قتل کر دیں گے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾

”اے ایمان والو! نہ تمسخر اڑایا کرے مردوں کی ایک جماعت دوسری جماعت کا شاید وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں مذاق اڑایا کریں دوسری عورتوں کا شاید وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر اور نہ برے القاب سے کسی کو بلاؤ۔ کتنا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔ اور جو لوگ باز نہیں آئیں گے (اس روش سے) تو وہی بے انصاف ہیں“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ کے بارے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ آیت بنی تمیم کی ایک جماعت کے بارے نازل ہوئی۔ انہوں نے حضرت بلال، سلمان، عمار، خباب، صہیب، ابن فہیرہ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ استہزاء کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کوئی ایک جماعت دوسری جماعت سے استہزاء نہ کرے۔ اگرچہ وہ آدمی غنی ہو یا فقیر۔ یا وہ آدمی عقل اور سمجھ بوجھ رکھتا ہو۔ سو اس سے استہزاء نہ کیا جائے۔(3)

اور ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ کے بارے امام عبد بن حمید، بخاری رحمہما اللہ نے الادب میں ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے غیبت کی مذمت میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 423، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماذکر فی صفین، جلد 7، صفحہ 549 (37863)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 150، داراحیاء التراث العربی بیروت

شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے بعض بعض پر طعنہ زنی نہ کریں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنی ہے تم طعنہ زنی نہ کرو۔(3)

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ لَا تَلْمِزُوْٓا تاء کی زبر اور میم کی زیر کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللمز کا معنی غیبت ہے۔

اور وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ کے بارے امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے الادب میں، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، بغوی نے معجم میں، ابن حبان، شیرازی نے الالقاب میں، طبرانی، ابن السنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابو جبیرہ بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمارے بارے میں بنی سلمہ میں یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ۔ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ تو ہم میں کوئی آدمی بھی نہ تھا مگر اس کے دو نام تھے یا تین۔ جب آپ ﷺ ان میں سے کسی کو ان ناموں میں سے کوئی نام لے کر بلاتے تھے۔ تو لوگ عرض کرتے یا رسول اللہ! ﷺ وہ اس نام کو ناپسند کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے: کہ یہ انصار کا ایک قبیلہ تھا۔ ان میں سے تقریباً ہر آدمی کے دو یا تین نام تھے۔ بسا اوقات حضور نبی کریم ﷺ کسی آدمی کو کوئی نام لے کر پکارتے تھے۔ تو کہا جاتا یا رسول اللہ! ﷺ وہ اس نام کو ناپسند کرتا ہے۔ سو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد ہے اگر کوئی کسی کو اسلامی نام کے بغیر کوئی نام لے کر پکارے مثلاً یا خنزیر، یا کلب اور یا حمار وغیرہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ یہ ہے کہ کوئی آدمی برے عمل کرتا ہو، پھر وہ ان سے توبہ کر لے اور حق کی طرف لوٹ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی اسے اس کے گزشتہ عمل کے سبب عار دلائے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی پہلے یہودی وغیرہ ہو پھر اسلام لے آئے۔ تو اسے کوئی کہے اے یہودی، اے نصرانی اور اے مجوسی! وغیرہ۔ یا کوئی کسی مسلمان کو کہے اے فاسق!۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے کہا ہے کہ یہودی اسلام لے آتا ہے اور پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 151، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ جلد 26، صفحہ 152 5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 153

اس کو کہا جائے اے یہودی! تو اس (انداز) سے منع کیا گیا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تو اپنے مسلمان بھائی کو اس طرح نہ کہہ کہ اے فاسق، اے منافق!۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایک آدمی کا دوسرے آدمی کو اس طرح پکارنا ہے: اے فاسق، اے منافق!۔(3)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابوالعالیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ کسی آدمی کا اپنے ساتھی کو یہ کہنا ہے: اے فاسق، اے منافق۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی آدمی کو کلمہ کفر کے ساتھ پکارا جائے حالانکہ وہ آدمی مسلمان ہو۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ کے تحت کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے بھائی کو کہے اے فاسق۔

امام ابن منذر نے اسی کے ضمن میں محمد بن کعب قرظی سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ آدمی سابقہ دینوں میں سے کسی دین پر ہوتا ہے اور پھر وہ اسلام قبول کر لیتا ہے۔ تو کوئی اسے اس کے پہلے دین کی نسبت سے پکارے: اے یہودی، اے نصرانی وغیرہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنے بھائی کو کافر کہا۔ تو یہ ان میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹتا ہے۔ اگر وہ اسی طرح ہے جیسے اس نے اسے کہا ہے (تو فبہا) ورنہ یہ کہنے والے کی جانب ہی لوٹ جائے گا۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲﴾

"اے ایمان والو! دور رہا کرو بکثرت بدگمانیوں سے۔ بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ جاسوسی کیا کرو اور ایک دوسرے کی غیبت بھی نہ کیا کرو۔ کیا پسند کرتا ہے تم میں سے کوئی شخص کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے تو مکروہ سمجھتے ہو۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا، ہمیشہ رحم کرنے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا اور

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 222 (2934)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 221
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 152، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 153

الظَّنِّ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ دوسرے مومن کے بارے میں سوئے ظن رکھے۔(1)

امام مالک، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ظن وگمان سے بچو۔ کیونکہ ظن سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔ نہ جاسوسی کرو، نہ ایک دوسرے کے عیب تلاش کرو، نہ ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کے ساتھ بغض رکھو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ بھائی بھائی ہو جاؤ اور کوئی آدمی اپنے بھائی کی منگنی پر اپنی جانب سے پیغام نکاح نہ بھیجے۔ یہاں تک کہ وہ نکاح کرلے یا چھوڑ دے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کے بارے میں سوئے ظن رکھا، تو گویا اس نے اپنے رب کے بارے میں اس برائی کا ارتکاب کیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک ظن غلط بھی ہوسکتا ہے اور صحیح بھی ہوسکتا ہے۔

امام ابن ماجہ رحمہ الہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے دیکھا حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ معظمہ کا طواف کر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں: تو کتنا پاکیزہ ہے اور تیری ہوا کتنی پاکیزہ اور اچھی ہے۔ تو کتنا عظمت وشان والا ہے! اور تیری حرمت کتنی عظیم ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! بندہ مومن کی حرمت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ اور عظیم ہے۔ (اسی طرح) اس کا مال اور اس کا خون ہے اور یہ کہ اس کے بارے میں صرف اچھا اور خیر کا ظن اور گمان رکھا جائے۔(3)

امام احمد نے الزہد میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کلمہ بھی تیرے بھائی کے بارے تجھ سے نکلے تو اس کے ساتھ سوئے ظن کا ارتکاب نہ کر۔ حالانکہ تو اس کلمہ کو بھلائی اور خیر کے محل میں استعمال کرسکتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے بعض بھائیوں نے میری طرف لکھا کہ اپنے بھائی کے معاملہ کو اس کی اچھائی پر ہی محمول کر۔ جب تک تیرے پاس کوئی ایسی دلیل نہ آجائے جو تجھ پر غالب آجائے۔ اور جو کلمہ بھی کسی مسلمان آدمی کے بارے میں نکلے اس سے براگمان نہ کر۔ حالانکہ تو بھلائی اور خیر میں اس کا محل پاسکتا ہے۔ اور جس کسی نے اپنے آپ کو تہمت کے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 155، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب تحریم الظن، جلد 16، صفحہ 97(2563)(مختصراً) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب حرمۃ دم المؤمن، جلد 4، صفحہ 59-358(3932)، دارالکتب العلمیہ بیروت

پیش کیا تو وہ ضرور اپنے آپ کو ملامت کرے گا۔ اور جس کسی نے اپنے راز کو چھپائے رکھا تو اختیار اس کے ہاتھ میں ہے۔ اور تو اس آدمی کے ہم پلہ نہیں ہے جس نے تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اس طرح کہ تو جواباً اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ تو حق کو حقیر نہ جان ورنہ اللہ تعالیٰ تجھے حقیر و ذلیل کر دے گا۔ اس چیز کے بارے سوال نہ کر جو ابھی تک نہ ہو یہاں تک کہ وہ ہو جائے۔ اور اپنی بات نہ کر مگر اسی سے جو اس کو چاہتا ہو۔ تجھ پر لازم ہے کہ سچ کو اختیار کر اگرچہ سچ تجھے قتل کر دے۔ اور اپنے دشمن سے الگ رہ اور اپنے دوست سے پرہیز کر مگر جب کہ وہ امین ہو۔ اور امین وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ اور تو اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشاورت کر جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں۔(1)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے موفقیات میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جو تہمت کے لیے پیش ہو گیا تو وہ اسے ملامت نہ کرے جو اس کے بارے سوئے ظن رکھے۔ اور جس نے اپنا راز چھپائے رکھا تو پسند اور اختیار اسی کے پاس ہے۔ اور جس نے اسے افشاء کیا تو اب پسند اس پر مسلط کی جائے گی۔ اپنے بھائی کے معاملہ کو اس کی اچھائی پر محمول کر یہاں تک کہ تیرے پاس ایسی دلیل آجائے جو تجھے مغلوب کر دے۔ اور جو کلمہ تیرے بھائی کے بارے میں نکلے تو اس کے ساتھ برا گمان نہ کر۔ حالانکہ تو اس کے لیے اچھائی میں محل پاتا ہے۔ اور تو بھائی بنانے میں مصروف رہ۔ کیونکہ وہ خوشحالی کے دور میں ڈھال ہیں اور مصیبت و تکلیف کے وقت قوت اور طاقت ہیں اور تقویٰ کی بنیاد پر بھائی چارہ قائم کر۔ اور اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشاورت کر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

امام ابن سعد، امام احمد نے الزہد میں اور امام بخاری رحمہم اللہ نے الادب میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں ظن کے خوف سے اپنے خادم پر ہڈیوں کا شمار بھی کرتا ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں حکم دیا جاتا کہ ہم خادم پر مہر لگائیں (یعنی ہر شے بند کر کے دیں) اور کیل کریں اور ہم اسے گن کر دیں، کیونکہ یہ مکروہ اور ناپسندیدہ ہے کہ وہ برے اخلاق کے عادی ہو جائیں اور ہم میں سے کوئی سوئے ظن رکھنے لگے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں میری امت کو لازم ہیں۔ بدشگونی، حسد اور سوئے ظن۔ تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ جن میں یہ تینوں پائی جائیں کون سی شے انہیں ختم کر سکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو حسد کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔ جب تجھے کوئی ظن و گمان پیدا ہو تو اس کی تحقیق نہ کر اور جب تو بدشگونی کرے تو اسے سے گزر جا (یعنی اس کی طرف توجہ نہ کر)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے اپنے بھائی کے ساتھ سوئے ظن رکھا۔ تحقیق اس نے اپنے رب کے ساتھ سوئے ظن رکھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔

1۔ شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 323 (83450)، دار الکتب العلمیہ بیروت

رہا ارشاد باری تعالیٰ وَلَا تَجَسَّسُوْا اس کے بارے امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندۂ مومن کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کی شرم گاہوں کا پیچھا کرے (یعنی اس کے خفیہ امور کی چھان بین کرے)(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ جو کچھ تمہارے لیے ظاہر ہے اسے لے لو اور جسے اللہ تعالیٰ چھپالے اسے چھوڑ دو۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تجسس کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کے عیب تلاش کرے اور اس کے مخفی امر پر مطلع ہو۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں زرارہ بن مصعب بن عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ میں ایک رات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہرہ دیا۔ اس اثنا میں کہ وہ چل رہے تھے دیکھا کہ ایک گھر میں چراغ روشن ہے۔ چنانچہ وہ اس کے ارادے سے اس کی جانب چل پڑے۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے تو دیکھا دروازہ بند ہے۔ اندر بہت سے لوگ ہیں اور ان کی غلط اور نازیبا آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اور ساتھ ہی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا: کیا تم جانتے ہو یہ گھر کس کا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: یہ ربعہ بن امیہ بن خلف کا گھر ہے اور وہ اب شراب پی رہے ہیں۔ تو آپ نے پوچھا: تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا میرا خیال تو یہ ہے کہ ہم نے وہ کام کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّلَا تَجَسَّسُوْا اور تم جاسوسی نہ کرو حالانکہ ہم نے جاسوسی کی ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے واپس لوٹ آئے اور انہیں چھوڑ دیا۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو غیر حاضر پایا۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہمارے ساتھ فلاں کے گھر چلو۔ تاکہ ہم اسے دیکھ لیں (اور اس کا حال معلوم کریں) چنانچہ دونوں اس کے گھر کی طرف آئے اور اس کے دروازے کو کھلا پایا۔ وہ آدمی بیٹھا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک عورت اس کے لیے برتن میں کچھ انڈیل رہی تھی کہ وہ اسے پلائے گی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا: یہ کام ہے جس نے اسے ہم سے غافل کر دیا ہے۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ نہیں جانتے برتن میں کیا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تو اس سے خوف کھا رہے ہیں کہ کہیں یہ تجسس نہ ہو۔ تو حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بلکہ یہ تجسس ہی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس سے توبہ کیسے ہو سکتی ہے؟ انہوں نے عرض کی: آپ اس کے جس امر پر مطلع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 155، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 222، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہوئے ہیں آپ اسے نہ جانیں اور ساتھ ہی آپ کے دل میں خیر کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ پھر وہ دونوں واپس چلے گئے۔

حضرت سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔ عرض کی: فلاں آدمی (بے ہوشی سے) افاقہ نہیں پاتا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے فلاں! میں اس سے شراب کی بو پا رہا ہوں۔ کیا تو بھی اس کے ساتھ ہے؟ تو اس آدمی نے عرض کی: اے ابن خطاب! اور تم بھی اس کے ساتھ ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تجسس کرنے سے منع نہیں فرمایا؟ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے پہچان لیا اور اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی کو لایا گیا اور آپ سے عرض کی گئی: یہ فلاں ہے اس کی داڑھی سے شراب کے قطرے ٹپکتے ہیں۔ تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلاشبہ ہمیں تجسس سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن اگر ہمارے لیے کوئی شے ظاہر ہو جائے تو ہم اس کے سبب پکڑ لیں گے۔ (1)

امام ابو داؤد، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کی شرم گاہوں کی اتباع نہ کرو۔ کیونکہ جو آدمی مسلمانوں کی خفیہ چیزوں کا پیچھا کرے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے گھر میں ہی ذلیل و رسوا کرے گا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ثور الکندی رحمہ اللہ سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کے وقت مدینہ طیبہ میں گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک گھر میں ایک آدمی کی آواز سنی کہ وہ گانے گا رہا ہے۔ چنانچہ آپ دیوار سے چڑھ کر اندر تشریف لے گئے۔ تو دیکھا اس کے پاس ایک عورت ہے اور شراب بھی اس کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ کے دشمن! کیا تیرا یہ گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ تجھے چھپا لے گا حالانکہ تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے؟ تو اس آدمی نے جواب دیا: اے امیر المومنین! آپ مجھ پر جلدی نہ کیجئے۔ کیونکہ میں نے تو اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی کی ہے اور تم نے تین نافرمانیاں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَّلَا تَجَسَّسُوْا (جاسوسی نہ کرو) اور آپ نے جاسوسی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا (البقرہ: 189) (گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ) حالانکہ تم دیوار پھلانگ کر آئے ہو۔ اور تم بغیر اجازت کے میرے پاس داخل ہوئے ہو جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا (النور: 27) (اے ایمان والو! نہ داخل ہوا کرو (دوسروں کے) گھروں میں اپنے گھروں کے سوا، جب تک تم اجازت نہ لے لو اور سلام نہ کر لو ان گھروں میں رہنے والوں پر) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں تجھے معاف کر دوں تو کیا تجھ سے خیر اور نیکی کی توقع ہو سکتی ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ پس

1۔ شعب الایمان، باب فی الستر علی اصحاب القرون، جلد 7، صفحہ 108 (9661)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آپ نے اسے معاف کر دیا اور اسے چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے پردے دار کنواری عورتوں کو بھی سنایا۔ آپ اپنی بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمانے لگے: "اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو، اور ایمان کو اپنے دل میں راسخ نہیں کیا! تم مسلمانوں کی غیبت نہ کرو۔ اور نہ تم ان کی شرم والی چیزوں کا پیچھا کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے خفیہ امور کی جستجو کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے خفیہ امور کی جستجو کرے گا۔ اور جس کے خفیہ امور کی جستجو اللہ تعالیٰ کرے گا وہ اسے اپنے گھر میں ہی ذلیل و رسوا کر دے گا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم نے ظہر کی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں پڑھی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو آپ انتہائی غصے اور ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ آپ اتنی بلند آواز کے ساتھ گفتگو فرمانے لگے کہ وہ پردوں کے اندر رہنے والی کنواری عورتوں کو بھی سنائی دینے لگی۔ آپ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ابھی ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کی مذمت نہ کرو، اور نہ تم ان کی شرم والی چیزوں کو تلاش کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی خفیہ شے کو تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پردے کو پھاڑ دیتا ہے اور اس کی شرم گاہ کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہوا ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو اور ایمان ان کے دل کے لیے خالص نہیں ہوا! تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو اور نہ تم ان کی شرم گاہوں کی جستجو میں رہو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی شرم گاہ کی جستجو کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی خفیہ شے کی جستجو میں رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے گھر میں ہی اسے پھاڑ دے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو اس کی خفیہ شے کے بارے میں برائی سے مشہور کر دیا کہ وہ بغیر حق کے اس کے عیب بیان کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوق میں اس کے عیب بیان کر دے گا۔(2)

امام حاکم اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن نضیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ فارغ ہوئے تو اپنا رخ زیبا لوگوں کی طرح کیا اور اتنی بلند آواز کے ساتھ ارشاد فرمانے لگے کہ اسے پردے کے اندر رہنے والے بھی سننے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے وہ گروہ جو اپنی زبانوں کے ساتھ اسلام لائے ہو اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا! تم مسلمانوں کو اذیت نہ دو، نہ تم انہیں عار دلاؤ اور نہ تم ان کے عیب اور لغزشیں تلاش کرو۔ کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا۔ اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے گا وہ اسے رسوا کر دے گا۔ حالانکہ وہ اپنے گھر میں ہی بیٹھا ہوگا۔ تو کسی کہنے والے نے عرض کی: یا

1۔ شعب الایمان، باب فی الستر علی اصحاب القردون، جلد 7، صفحہ 108 (9660)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 107 (9658)

رسول اللہ! ﷺ کیا مسلمانوں پر کوئی پردہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے اتنے پردے مومن پر ہیں جو شمار سے زیادہ ہیں۔ بے شک مومن جب گناہوں کے اعمال کرتا ہے تو اس کے پردے ایک ایک کر کے اتر جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان میں سے کوئی شے بھی اس پر باقی نہیں رہتی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے: میرے بندے پر لوگوں سے پردہ ڈال دو۔ کیونکہ وہ اسے عار اور شرم دلائیں گے۔ اسے تبدیل نہیں کریں گے۔ پس ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ اسے گھیر لیتے ہیں اور لوگوں سے اسے چھپا لیتے ہیں۔ پس اگر وہ توبہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمالیتا ہے اور اس پر اپنے پردے واپس لوٹا دیتا ہے اور ان میں سے ہر پردے کے ساتھ نو پردے ہوتے ہیں۔ اور اگر وہ پھر مسلسل گناہ کرتا رہے تو فرشتے عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہم پر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کو لوگوں سے چھپالو۔ کیونکہ لوگ اسے عار دلائیں گے۔ اسے تبدیل نہیں کر سکیں گے۔ پس فرشتے اپنے پروں کے ساتھ اس پر چھا جاتے ہیں اور اسے لوگوں سے چھپا لیتے ہیں۔ پس اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور اپنے پردے اس پر لوٹا دیتا ہے اور ہر پردے کے ساتھ نو پردے ہوتے ہیں۔ پھر اگر وہ مسلسل گناہوں میں پڑا رہے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہم پر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو ارشاد فرماتا ہے: میرے بندے کو لوگوں سے چھپالو۔ کیونکہ لوگ اسے عار دلائیں گے اور اسے تبدیل نہیں کریں گے۔ چنانچہ فرشتے اپنے پروں کے ساتھ اسے ڈھانپ لیتے ہیں اور اسے لوگوں کی آنکھوں سے چھپا لیتے ہیں۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے۔ اور اگر (گناہوں کی طرف) لوٹ آئے تو ملائکہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک یہ ہمارے اوپر غالب آ گیا ہے اور اس نے ہمیں معذور کر دیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے: تم اسے اکیلا چھوڑ دو۔ پھر اگر اس نے کوئی گناہ تاریک رات میں تاریک گھر کے کسی کمرے میں بھی کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے خفیہ عمل کو ظاہر کر دے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مومن نور کے ستر حجابات میں ہے۔ جب وہ کوئی گناہ کرتا ہے اور پھر اسے بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر دوسرا گناہ کرتا ہے۔ تو ان حجابوں میں سے ایک حجاب اس سے پھٹ جاتا ہے۔ پس اسی طرح جب بھی وہ کوئی گناہ کرتا ہے، پھر اسے بھول جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرا گناہ پھر کر دیتا ہے۔ تو ایک اور حجاب اس سے پھٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کے سبب سوائے حیا کے پردے کے تمام حجابات اس سے پھٹ جاتے ہیں (اور حیا کا پردہ ہی) سب سے بڑا حجاب ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے اور وہ تمام کے تمام حجابات اس پر واپس لوٹا دیتا ہے۔ اور اگر کبائر کا ارتکاب کرنے کے بعد مزید گناہ کر لے پھر اسے بھول جائے، یہاں تک کہ پہلے گناہ سے توبہ کرنے سے قبل ہی دوسرا گناہ کر ڈالے۔ تو پھر اس سے حیا کا حجاب بھی پھٹ جاتا ہے۔ پھر تو جب بھی اسے ملے گا تو وہ انتہائی قابل نفرت اور مبغوض ہوگا۔ اور جب وہ قابل نفرت اور مبغوض ہو جائے گا تو اس سے امانت چھن جائے گی۔ اور جب امانت اس سے چھین لی جائے گی تو تو اسے جب بھی ملے گا وہ خائن (خیانت کرنے والا) مخون (جس سے خیانت کی جائے) ہوگا۔ اور جب وہ خائن اور مخون ہوگا تو اس سے

رحمت چھین لی جائے گی۔ اور جب اس سے رحمت چھن جائے گی تو تو اسے جب بھی ملے گا تو وہ انتہائی بدخلق اور سخت مزاج ہو گا۔ اور جب وہ بدخلق اور سخت مزاج ہو جائے گا تو اس سے اسلام کا قلادہ اتار لیا جائے گا۔ اور جب اس سے اسلام کا قلادہ اتر جائے گا تو جب بھی تو اسے ملے گا تو تو اسے لعین ملعون اور شیطان رجیم ہی پائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا الآیہ کے بارے امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بندہ مومن کے لیے کسی شے کے ساتھ غیبت کرنا اسی طرح حرام قرار دیا ہے جیسا کہ اس نے مردار کو حرام قرار دیا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی کہ انہوں نے کھانا کھایا، پھر سو گئے اور گوز لگایا۔ تو دو آدمیوں نے ان کے کھانے اور ان کے سونے کا تذکرہ کیا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک سفر میں دو آدمیوں کے ساتھ تھے۔ یہ ان کے خدمت گزار تھے۔ اور ان کے لیے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔ ایک دن حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سو گئے۔ آپ کے دونوں ساتھیوں نے انہیں تلاش کیا۔ لیکن انہیں نہ پایا۔ دونوں خیمے میں آئے اور کہا کہ سلمان اس کے سوا کسی شے کا ارادہ نہیں رکھتا کہ وہ تیار کھانے اور لگے ہوئے خیمے کی طرف آئے۔ پس جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آئے تو ان دونوں نے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھیجا۔ تا کہ ان کے لیے سالن تلاش کر لائیں۔ چنانچہ آپ چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ساتھیوں نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ ان کے لیے کچھ سالن عطا فرمائیں اگر آپ کے پاس موجود ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیرے اصحاب سالن کو کیا کریں گے جب کہ وہ پہلے ہی کھا چکے ہیں؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ واپس لوٹ کر آئے اور اپنے ساتھیوں کو اس کی اطلاع دی۔ چنانچہ وہ دونوں چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! جب سے ہم یہاں اترے ہیں ہم نے کھانا نہیں کھایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تم دونوں نے اپنے قول کے ساتھ سلمان کا گوشت کھایا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا۔

امام ابن ابی حاتم نے وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا کے بارے حضرت مقاتل سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ بعض صحابہ نے اس کے پاس کسی کو سالن کے لیے بھیجا۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے اس کے بارے کہا: بلاشبہ یہ بخیل اور سست آدمی ہے۔ تو اس بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے (غیبت یہ ہے) کہ کوئی آدمی کسی آدمی کے بارے میں اس کی پیٹھ کے پیچھے یہ کہے وہ اس طرح ہے اور اس میں وہ اس کی برائی بیان کرے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ایسی شے کے ساتھ ذکر کرے جو اس کے لیے معیوب ہو اور اس کے ایسے عیب بیان کرے جو اس میں موجود ہوں۔ سو اگر تو نے اس کے بارے جھوٹ بولا تو یہ بہتان ہوگا (1)۔ فرماتے ہیں: جس طرح تو یہ ناپسند کرتا ہے کہ اگر تو مردار پڑا ہوا پائے تو اس سے کچھ کھائے۔ پس اسی طرح تو اس کا گوشت کھانا ناپسند کر حالانکہ وہ زندہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم غیبت کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: '' ذِکْرُكَ اَخَاكَ بِمَایَكْرَہُ '' تیرا اپنے بھائی کا اس طرح ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ میرے بھائی میں موجود ہو تو پھر؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ تو کہہ رہا ہے اگر وہ اس میں موجود ہے تو تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور اگر وہ اس میں موجود نہیں جو تو کہہ رہا ہے تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا ہے۔ '' اِنْ کَانَ فِیْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ اَغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَكُنْ فِیْهِ مَاتَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ ''۔ (2)

امام عبد بن حمید اور خرائطی رحمہما اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت مطلب حنطب رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تو کسی آدمی کے بارے ان چیزوں (عیوب) کا ذکر کرے جو اس میں موجود ہیں۔ اور فرمایا ہم یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر ہم ان چیزوں کا ذکر کریں جو اس میں موجود نہیں تو وہ بہتان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس داخل ہوئی پھر باہر نکل گئی۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اسے کتنا خوب صورت اور حسین بنایا ہے اگر اس کا قد چھوٹا نہ ہوتا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے عائشہ! تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نے وہی شے کہی ہے جو اس میں موجود ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! جب تو نے اس کے بارے ایسی شے کا ذکر کیا ہے تب ہی یہ غیبت ہے۔ اور جب تو اس کے بارے ایسی شے کا ذکر کرے جو اس میں نہیں ہے تو پھر تو نے اس پر بہتان تراشی کی ہے۔

عبد بن حمید نے عون بن عبد اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو کسی آدمی کے بارے میں ایسی بات کہے جو اس میں موجود ہے تو تحقیق تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور جب تو ایسی بات کہے جو اس میں موجود نہیں تو پھر تو نے اس پر بہتان لگایا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر تیرے پاس سے ڈاکو گزرے اور تو کہے یہ ڈاکو ہے تو یہ بھی غیبت ہے۔

عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی نے کسی کا ذکر کیا اور کہا: وہ سیاہ ہے۔ تو آپ نے فرمایا استغفر اللہ ارانی (میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جس نے مجھے یہ دکھایا) تحقیق تو نے غیبت کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 15، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْہِ مَیْتًا کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے جواباً کہا: ہم اسے ناپسند کرتے ہیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ (غیبت کی مذمت) میں، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کریں۔ کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی کہ ایک عورت گزری جس کا دامن طویل تھا۔ تو میں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اس عورت کا دامن طویل ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو قے کر۔ تو میں نے گوشت کے ٹکڑے قے کیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک قوم کے پاس گئے اور انہیں فرمایا: دانتوں میں خلال کرو۔ تو اس قوم نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ قسم بخدا! آج کے دن ہم نے قطعاً کوئی کھانا نہیں کھایا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! میں فلاں کا گوشت تمہارے اندر دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے اس کی غیبت کی تھی۔

امام الضیاء المقدسی رحمہ اللہ نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ عرب دوران سفر بعض بعض کی خدمت کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک آدمی تھا جو ان دونوں کی خدمت کرتا تھا۔ وہ دونوں سو گئے۔ پھر دونوں بیدار ہوئے۔ تو اس نے ان کے لیے کھانا تیار نہیں کیا تھا۔ تو انہوں نے کہا: یہ تو بہت سونے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسے بیدار کر دیا اور کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور یہ عرض کرو: کہ ابو بکر و عمر دونوں آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور آپ سے اجازت مانگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں نے کھانا کھالیا ہے۔ پس وہ دونوں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کون سی شے کے ساتھ ہم نے کھانا کھایا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کے گوشت کے ساتھ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بلاشبہ میں تم دونوں کے ساتھ اس کا گوشت دیکھ رہا ہوں۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے لیے استغفار کیجیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا، تم دونوں اسے کہو کہ وہ تمہارے لیے استغفار کرے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ تھے۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف ایک آدمی بھیجا۔ تا کہ وہ آپ ﷺ سے گوشت مانگ کر لائے۔ تو آپ ﷺ نے آگے سے فرمایا کیا تم گوشت سے سیر نہیں ہوئے ہو؟ انہوں نے عرض کی کہاں سے؟ قسم بخدا! اتنے دنوں سے ہمارے پاس کوئی گوشت نہیں ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اس ساتھی کے گوشت سے جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ بے شک ہم نے صرف یہ کہا ہے کہ وہ ضعیف اور کمزور ہے۔ وہ کسی کام میں ہماری مدد نہیں کرے گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی ہے۔ پس تم ایسا نہ کہا کرو۔ چنانچہ وہ آدمی لوٹ کر ان کی طرف گیا اور جو کچھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا وہ سب کچھ انہیں بتا دیا۔ پس

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ میرے کانوں کو میرے تابع بنا دیجئے اور میرے لیے استغفار کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے اسی طرح کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ میرے کانوں کو میرے تابع ہونے کی دعا فرمایئے اور میرے لیے استغفار کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

امام ابویعلی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا آخرت میں اس کا گوشت اس کے قریب ہوگا اور اسے کہا جائے گا اس مرے ہوئے کو کھاؤ جیسا کہ تم نے اسے زندگی میں کھایا تھا۔ پس وہ اسے کھائے گا اور تیوری چڑھائے گا اور چیخ و پکار کرے گا۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام عبید سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ اور پھر ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھ گئی اور انہوں نے لوگوں کا گوشت کھانا شروع کر دیا۔ ان دونوں کی جانب سے ایک قاصد حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہاں دو عورتیں روزہ رکھے ہوئے ہیں اور وہ دونوں مرنے کے قریب ہو چکی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے کوئی بڑا برتن یا پیالہ منگوایا۔ اور ان میں سے ایک سے کہا: اس میں قے کر۔ تو اس نے خالص پیپ، خون اور خون ملی پیپ کی قے کی یہاں تک کہ اس نے نصف پیالہ قے کی۔ پھر دوسری کو فرمایا: تو قے کر۔ تو اس نے بھی اسی طرح خون اور پیپ کی قے کی۔ یہاں تک کہ پیالہ بھر گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ان دونوں نے ایسی شے سے روزہ رکھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال قرار دی تھی اور انہوں نے اسے ایسی شے سے افطار کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر حرام قرار دی ہے کہ ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھی اور پھر دونوں لوگوں کا گوشت کھاتی رہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان سے غیبت کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ جمعہ کے دن انہوں نے صبح کی اور رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ اور انصار کی عورتوں میں سے ان کی ایک پڑوسن ان کے پاس آئی۔ پس دونوں نے مل کر مردوں اور عورتوں کے بارے غیبت کی اور خوب ہنسیں۔ وہ دونوں ابھی غیبت کی بات جاری رکھے ہوئے تھیں کہ حضور نبی رحمت ﷺ نماز سے فارغ ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ پس جونہی انہوں نے آپ کی آواز سنی تو خاموش ہو گئیں۔ جب آپ ﷺ گھر کے دروازے پر کھڑے ہوئے تو آپ نے اپنی چادر کی ایک طرف اپنی ناک پر ڈال لی۔ پھر فرمایا: اف! تم دونوں نکلو اور قے کرو۔ پھر پانی سے طہارت اور پاکیزگی حاصل کرو۔ چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا باہر آئیں اور بہت سے گوشت کی قے کی جسے بدل دیا گیا تھا۔ جب انہوں نے بہت سا گوشت دیکھا۔ تو یہ یاد کیا کیا میں نے کوئی تازہ گوشت کھایا ہے؟ تو ذہن میں یہ بات آئی کہ گزشتہ دو جمعوں سے پہلے گوشت کھایا تھا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے قے کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو اس کی کیفیت بتائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ گوشت ہے جو تو کھاتی رہی ہے۔ تو اور تیری سہیلی مل کر دوبارہ وہ غیبت نہ کرنا

جو تم دونوں کرتی رہی ہو۔ پھر ان کی سہیلی نے بھی انہیں یہ بتایا کہ اس نے بھی ان کی طرح ہی گوشت کی قے کی ہے۔

امام ابن مردویہ نے ابو مالک اشعری اور انہوں نے حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن مومن پر حرام ہے۔ اس کا گوشت اس پر حرام ہے کہ وہ اسے کھائے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی غیبت کرے۔ اس کی عزت اس پر حرام ہے کہ وہ اسے پامال کر دے اور اس کا چہرہ اس پر حرام ہے کہ وہ اسے طمانچہ مارے۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری نے الادب میں، ابو یعلی، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیا گیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کو سنا کہ ان میں سے ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے: کیا تو نے اس کی طرف نہیں دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈال دیا تھا۔ لیکن اس کے نفس نے اسے نہیں چھوڑا۔ یہاں تک کہ اسے اس طرح پتھر مارے گئے جیسے کتے کو مارے جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے اور ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے۔ تو وہاں ارشاد فرمایا: فلاں، فلاں کہاں ہیں۔ دونوں آؤ اور اس مردہ گدھے سے کھاؤ۔ تو ان دونوں نے عرض کی: کیا اسے کھایا جا سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ابھی اپنے بھائی کا گوشت کھانا اس کے کھانے سے زیادہ شدید اور مشکل ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بلاشبہ وہ اب جنت کی نہروں میں غوطہ زنی کر رہا ہے۔ ''وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖۤ اِنَّهُ الْاٰنَ لَفِیْۤ اَنْهَارِ الْجَنَّةِ یَنْغَمِسُ فِیْهَا''۔(1)

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، امام بخاری نے الادب میں اور خرائطی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ ایک مردہ خچر کے پاس سے گزرے۔ وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ تھے۔ تو فرمایا: قسم بخدا! تم میں سے کسی کے لیے اس مردہ خچر سے پیٹ بھر کر کھا لینا اس سے بہتر ہے کہ کوئی کسی مسلمان آدمی کا گوشت کھائے۔(2)

امام بخاری نے الادب میں اور ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس آئے، جہاں قبر والوں کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دونوں کو کسی بڑے گناہ کے سبب عذاب نہیں دیا جا رہا۔ اور آپ رونے لگے۔ فرمایا: ان میں سے ایک لوگوں کی غیبت کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے نہ بچنے کے سبب تکلیف اٹھا رہا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تازہ ٹہنی منگائی اور اسے توڑ کر دو حصے کیے۔ پھر ہر ٹکڑے کے بارے حکم دیا، تو اسے قبر پر گاڑ دیا گیا۔ اور فرمایا: جب تک یہ دونوں تر رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کے پاس کسی مومن کی غیبت کی گئی اور اس نے اس مومن کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت میں اس کے عوض بہتر جزاء عطا فرمائے گا۔ اور جس

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 359 (6114)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 230 (25537)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کے پاس غیبت کی گئی اور اس نے اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عوض اسے بری جزاء عطا کرے گا۔ اور بندۂ مومن کی غیبت سے بڑھ کر شر کا لقمہ کسی نے نہیں کھایا۔ اگر کسی نے اس کے بارے وہ کہا ہے جسے وہ جانتا ہے تو گویا اس نے اس کی غیبت کی ہے۔ اور جس نے اس کے بارے وہ کہا جسے وہ نہیں جانتا تو تحقیق اس نے اس پر بہتان لگایا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ تو ہوا نے ایک بدبودار مردار کو اٹھایا۔ تو رسول ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ ہوا کیسی ہے؟ یہ ان کی ہوا ہے جو لوگوں کی غیبت کرتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی کسی آدمی کے بارے میں شروع ہو اور تو جماعت میں ہو تو تو اس آدمی کی مدد کر اور قوم کو جھڑک دے اور ان سے اٹھ جا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ربا (سود) کے تقریباً ستر دروازے ہیں۔ ان میں سے سب سے آسان دروازہ حالت اسلام میں اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرنے کی مثل ہے اور سود کا ایک درہم پینتیس بار زنا کرنے سے زیادہ شدید اور سخت ہے اور شریر ترین ربا، بہت زیادہ سود خوری، اور نجس ترین ربا نے تجھے مسلمان کی عزت اور اس کی حرمت تک پہنچا دیا ہے (یعنی سود خوری نے مسلمان کی عزت پامال کرنے اور اس کی حرمت کو تار تار کرنے پر برانگیختہ کیا ہے)(2)

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا، تو میں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جس کے ناخن تانبے کے تھے اور ان کے ساتھ وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں تو انہوں نے بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں اور ان کی عزتوں میں دست درازی کرتے ہیں۔ (3)

امام احمد، ابوداؤد، بیہقی، ابو یعلی، طبرانی اور حاکم رحہم اللہ نے حضرت المستورد رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان آدمی کا کھانا کھالیا تو اللہ تعالیٰ اسی کی مثل اسے جہنم سے کھلائے گا۔ اور جس نے کسی مسلمان آدمی کا کپڑا پہن لیا تو اللہ تعالیٰ اسی کی مثل اسے جہنم سے پہنائے گا۔ اور جو آدمی کسی آدمی کے ساتھ شہرت اور ریا کے مقام پر کھڑا ہوا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے شہرت اور ریا کے مقام پر کھڑے کرے گا۔ (4)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حکم

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 351، دار صادر بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 299 (6715)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً (6716)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 300 (6717)

ارشاد فرمایا: کہ لوگ ایک دن روزہ رکھیں اور کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر افطار نہ کرے۔ پس لوگوں نے روزہ رکھا۔ جب شام ہوئی تو ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا ہے اور عرض کرتا ہے: میں نے آج سارا دن روزے سے گزارا۔ پس آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ اسے افطار کردوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمادی۔ یہاں تک کہ ایک دوسرا آدمی آ گیا۔ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے اہل سے دونو جوان عورتیں ہیں۔ وہ دونوں آج دن سے روزے دار تھیں۔ آپ انہیں اجازت عطا فرمائیں کہ وہ روزے کو افطار کردیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے رخ زیبا پھیر لیا۔ پھر اس نے دوبارہ عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ان کا روزہ نہیں۔ اس کا روزہ کیسے ہوسکتا ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے۔ تو جا اور انہیں کہہ کہ اگر وہ دونوں روزے دار ہیں تو قے کریں۔ پس ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔ تو ان میں سے ہر ایک نے خون کے لوتھڑوں کی قے کی۔ وہ آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو مطلع کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ان دونوں کا روزہ ہوتا اور یہ گوشت ان دونوں میں باقی رہتا تو بالیقین آگ ان دونوں کو کھاتی۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میں سے کوئی نجس کلمہ کہنے (کے بعد) وضو نہیں کرتا جو وہ اپنے بھائی کے بارے میں کہتا ہے۔ جب کہ وہ حلال کھانا کھانے کے بعد وضو کرتا ہے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا: حدث دو قسم کا ہے۔ ایک حدث تیرے منہ سے لاحق ہوتا ہے اور ایک حدث تیرے سو جانے سے اور منہ کا حدث شدید ترین جھوٹ اور غیبت ہے۔ (3)

امام بیہقی نے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وضو کرنا حدث لاحق ہونے اور مسلمان کو اذیت پہنچانے سے لازم ہوجاتا ہے۔ (4)

امام خرائطی نے مساوی الاخلاق میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور وہ دونوں روزے دار تھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مکمل کر چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم دونوں اپنا وضو اور نماز لوٹاؤ اور اپنے روزے کو پورا کرو اور اس کی جگہ دوسرے دن قضا کرو۔ انہوں نے عرض کی: کیوں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق تم دونوں نے فلاں کی غیبت کی ہے۔ (5)

امام خرائطی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک چھوٹے قد کی عورت آئی۔ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ میں نے اپنے انگوٹھوں کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس کی غیبت کی ہے۔ (6)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 301 (6722)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، صفحہ 5، صفحہ 302 (6723) 3۔ ایضاً (6724) 4۔ ایضاً جلد 5، صفحہ 03-302 (6728)

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 303 (6729) 6۔ ایضاً (6730)

ﷺ کے پاس سے ایک آدمی اٹھا۔ تو اسے دیکھا گیا کہ وہ اپنے کھڑا ہونے میں عاجز اور کمزور ہے۔ تو بعض لوگوں نے کہا: فلاں کتنا عاجز آ گیا ہے۔ تو یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس آدمی کو کھایا ہے اور تم نے اس کی غیبت کی ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک آدمی کا ذکر کیا گیا۔ تو لوگوں نے کہا: وہ کتنا عاجز ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس آدمی کی غیبت کی ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہم نے وہی کیا ہے جو کچھ اس میں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ کہتے جو اس میں نہیں تو تم اس پر بہتان لگانے والے ہوتے۔(2)

ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ تو لوگوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا اور کہا: وہ نہیں کھا سکتا مگر وہی جو اسے کھلایا جائے اور وہ چل نہیں سکتا مگر اتنا ہی جتنا اسے چلایا جائے۔ وہ کتنا ضعیف اور کمزور ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا اس (عیب) کو بیان کرنے کے ساتھ غیبت ہوتی ہے جو اس میں موجود ہوتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے کافی ہے کہ تم اپنے بھائی کے بارے اس کے ایسے عیب کے متعلق گفتگو کرو جو اس میں پایا جاتا ہے۔(3)

امام ابوداؤد، دارقطنی نے الافراد میں، خرائطی، طبرانی، حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کی سفارش حدود اللہ میں سے کسی حد میں حائل ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اس کی مخالفت کی۔ اور جو اس حال پر مرا کہ اس پر قرض تھا تو اب اس کا بدل دینار و درہم نہیں بلکہ ان کی بجائے نیکیاں ہیں۔ اور جس نے ناحق کسی سے جھگڑا کیا حالانکہ وہ اسے جانتا ہے تو وہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا، یہاں تک کہ وہ جھگڑا ختم کر دے، اور جس نے کسی مومن کے بارے میں ایسی بات کہی جو اس میں نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت و نقصان کی دلدل میں سکونت عطا کرے گا یہاں تک کہ وہ اس سے نکل جائے جو اس نے کہا ہے حالانکہ وہ نکلنے والا نہیں ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ کیونکہ بندہ جب سبحان اللہ وبحمدہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ پھر دس سے سو تک اور پھر سو سے ہزار تک۔ اور جس نے اضافہ کیا اللہ تعالیٰ بھی اس میں اضافہ فرما دیتا ہے۔ اور جس نے مغفرت طلب کی (استغفار کیا) اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جس کی سفارش حدود اللہ میں سے کسی حد میں حائل ہوئی تو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم میں اس کی مخالفت کی۔ اور جس نے کسی جھگڑے پر بغیر علم کے معاونت کی تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ناراضگی کا انکار کیا۔ اور جس نے کسی مومن مرد یا مومنہ عورت پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت و نقصان کے کیچڑ میں قید کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 304 (6734)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 157 4۔ مستدرک حاکم، کتاب البیوع، جلد 2، صفحہ 33-32 (2222)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دے گا یہاں تک کہ وہ نکلنے کے راستے پر آ جائے۔ اور جو اس حال میں مرا کہ اس پر قرض تھا تو اس کا بدلہ اس کی نیکیوں سے لیا جائے گا۔ وہاں دینار و درہم نہیں ہوں گے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی آدمی کے بارے میں ایسا کلمہ کہتا ہے جو اس کے عیب اور نقصان کو بیان کرتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے ہلاکت و نقصان کے کیچڑ میں قید کر دے گا یہاں تک کہ اس سے نکلنے کی راہ آ جائے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے دن بندے کو کہا جائے گا: کھڑا ہو اور فلاں سے اپنا حق لے لے۔ تو وہ کہے گا: اس کی جانب میرا کوئی حق نہیں۔ تو کہا جائے گا: کیوں نہیں بلکہ فلاں فلاں دن اس نے تیرے بارے اس اس طرح ذکر کیا تھا۔(3)

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو سعید اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ غیبت کس طرح زنا سے زیادہ شدید ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک آدمی زنا کرتا ہے۔ پھر توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ اور غیبت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا یہاں تک کہ وہ اسے معاف کر دے جس کی اس نے غیبت کی ہے۔(4)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے۔ کیونکہ زنا کرنے والا توبہ کر سکتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے کوئی توبہ نہیں۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت غیاث بن کلوب کوفی رحمہ اللہ کی سند سے مطرف سے اور انہوں نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ گوشت والے گھر کو مبغوض اور ناپسند کرتا ہے۔ تو میں نے مطرف سے پوچھا لحم (گوشت) سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ گھر جس میں لوگوں کی غیبت کی جاتی ہے۔ اسی سند کے ساتھ انہوں نے اپنے باپ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو کہ حجام کے سامنے تھا۔ اور وہ مہینہ رمضان المبارک کا تھا۔ وہ دونوں ایک آدمی کی غیبت کر رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: حاجم (پچھنے لگانے والا) اور محجوم (جس کو پچھنے لگائے گئے) دونوں نے روزہ افطار کر دیا ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے: یہ غیاث مجہول راوی ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سب سے بڑا ربا یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کی عزت میں دست درازی کرے۔(7)

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 305 (6736)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً (6737) 3۔ ایضاً (6739)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306 (6741) 5۔ ایضاً (6742)

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 307 (6743) 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 395 (5522)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی آدمی کی غیبت کرتا ہے تو وہ اسے اس کے بارے خبر نہ دے۔ البتہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو اس سے معافی مانگے جس کی تو نے غیبت کی ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شکایت اور تحذیر غیبت میں سے نہیں ہیں۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ بن عیینہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تین آدمی ہیں جن کی کوئی غیبت نہیں: ظالم حکمران، فاسق معلن اپنے فسق کے سبب، اور وہ مبتدع جو لوگوں کو اپنی بدعت کی طرف دعوت دیتا ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل بدعت کی کوئی غیبت نہیں۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک غیبت اس آدمی کی ہے جو گناہوں کے سبب ملعون نہ ہو۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا جس نے حیاء کا پردہ اتار دیا اس کی کوئی غیبت نہیں۔ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ کی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم فاجر کے ذکر سے ڈرتے ہو؟ جو اس میں عیوب ہیں ان کو بیان کرو تا کہ لوگ اسے پہچان لیں اور لوگ اس سے بچ سکیں۔(8)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تین قسم کے آدمی ہیں، جن کی غیبت کرنے میں کوئی حرمت نہیں۔ ایسا فاسق جس پر فسق کے سبب لعنت کی گئی ہو۔ ظالم حکمران، ایسا بدعتی جس پر بدعت کے سبب لعنت ملامت کی گئی ہو۔(9)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ ترازو کے ایک پلڑے میں اس کی نیکیاں رکھی جائیں گی اور ایک میں اس کی برائیاں، تو برائیاں بڑھ جائیں گی۔ پھر ایک پرچہ، کاغذ کا پرزہ لایا جائے گا اور اسے نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ تو اس کے سبب نیکیاں بھاری ہو جائیں گی۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! یہ کاغذ کا ٹکڑا کیا ہے؟ میں نے جو عمل بھی رات

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، جلد 5، صفحہ 317 (6786)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (6786)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 318 (6789)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 319 (6792)
5۔ ایضاً (6793)
6۔ ایضاً (6794)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 108 (9664)
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 109 (9666)
9۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 110 (9669)

میں یا دن کے وقت کیا۔ اسے میں نے پہلے پالیا ہے۔ تو اسے یہ بتایا جائے گا۔ یہ وہ ہے جو کچھ تیرے بارے میں کہا گیا حالانکہ تو اس سے بری ہے۔ پس اسی کے سبب وہ نجات پا جائے گا۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بہتان جو کسی بری الذمہ انسان پر لگایا گیا وہ آسمانوں سے زیادہ ثقیل اور بھاری ہوگا۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۳﴾

"اے لوگو! ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنا دیا ہے تمہیں مختلف قومیں اور مختلف خاندان تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں سے زیادہ معزز اللہ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم (اور) خبیر ہے"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس دن مکہ مکرمہ فتح ہوا، تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کعبہ معظمہ کے اوپر چڑھے اور چھت پر اذان کہی۔ تو یہ سن کر بعض لوگوں نے کہا: یہ سیاہ رنگ کا غلام کعبہ کی چھت پر اذان دے رہا ہے اور بعض نے یہ کہا: اگر اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔ تو اسے بدل دے گا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى الآیہ۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے اور ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت زہری سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی بیاضہ کو حکم دیا کہ وہ ابو ہند کی شادی اپنے قبیلے کی کسی عورت کے ساتھ کر دیں۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ہماری بیٹیوں کی شادی ہمارے غلاموں سے کرتے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام زہری نے کہا: یہ آیت صرف ابو ہند کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور فرمایا: ابو ہند حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حجام تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عروہ سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابو ہند کی شادی کر دو اور اس کے ساتھ کسی کا نکاح کر دو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اسی کے بارے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بچے کو پیدا نہیں کیا مگر مرد اور عورت دونوں کے نطفہ سے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ حجرات کی یہ آیت اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى مکی ہے اور یہ عربوں کے لیے ہے بالخصوص موالی کے لیے چاہے ان کا قبیلہ اور قوم کوئی بھی ہو۔ اور ارشاد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت

گرامی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے شرک سے زیادہ بچتا ہے۔

امام بخاری اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شُعُوْبًا سے مراد بڑے بڑے قبائل، اور قَبَآىِٕلَ سے مراد بطون ہیں۔(1)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُعُوْبًا سے مراد بڑے قبائل اور قَبَآىِٕلَ سے مراد چھوٹا قبیلہ، خاندان ہے جس کے ساتھ ایک دوسرے کی پہچان کی جاتی ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ قَبَآىِٕلَ سے مراد افخاذ (چھوٹے قبیلے یا خاندان اور شُعُوْبًا سے مراد جمہور ہیں (یعنی بڑے قبائل، مثلاً مضر وغیرہ)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ شعب سے مراد دور کا نسب ہے۔ اور قَبَآىِٕلَ جیسا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ فلاں بنی فلاں سے ہے۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شُعُوْبًا سے مراد بعیدی نسب ہے اور قَبَآىِٕلَ سے مراد وہ ہے جو اس کے سوا ہو(4)۔ ہم نے یہ بنائے تاکہ تم یہ پہچان کر سکو کہ فلاں ابن فلاں، فلاں فلاں سے تعلق رکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَبَآىِٕلَ سے مراد بڑے بڑے قبائل۔ اور شعوب سے مراد خاندان اور گھرانے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر کعبہ معظمہ کا طواف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عصا مبارک کے ساتھ ارکان کا استلام کیا۔ جب آپ باہر نکلے تو اونٹنی کو بٹھانے کی کوئی جگہ نہ پائی۔ چنانچہ آپ لوگوں کے ہاتھوں پر نیچے اترے اور انہیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ ارشاد فرمایا۔ سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تم سے جاہلیت اور اپنے آباء کے ساتھ اپنی برتری اور تکبر کرنے کے رواج کو ختم فرمادیا۔ لوگ دو قسم کے ہیں: ایک نیک، متقی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز، اور دوسرے فاجر، شقی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر اور ذلیل۔ تمام لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۝ پھر فرمایا: میں اپنا یہ قول کہہ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 160، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 160
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 161-160
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، حدیث فتح مکہ، جلد 7، صفحہ 405 (36919)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایام تشریق کے وسط میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبۃ الوداع ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا "یَاأَیُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ، أَلَا إِنَّ آبَاكُمْ وَاحِدٌ، إِلَّا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَ لَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ، وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوٰى، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ" اے لوگو! سنو، بلاشبہ تمہارا رب ایک ہے۔ خبردار سنو! بلاشبہ تمہارا باپ ایک ہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر فضیلت ہے۔ نہ کسی سیاہ کو سرخ اور نہ ہی سرخ کو سیاہ پر کوئی فضیلت ہے۔ مگر تقویٰ کے ساتھ۔ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ کیا میں نے پیغام پہنچا نہیں دیا؟ تمام نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس جو حاضر ہیں انہیں چاہیے کہ وہ یہ پیغام غائب تک پہنچا دیں۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے غرور اور اپنے آباء کے ساتھ تکبر کرنے کو ختم کر دیا ہے۔ تم سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حواء علیہما السلام کی اولاد ہو (اور اس طرح ہو) جیسے ایک صاع کے کنارے دوسرے صاع کے بالکل برابر ہوتے ہیں۔ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ پس جو بھی تمہارے پاس آئے اور تم اس کے دین اور اس کی امانت پر راضی اور خوش ہو تو اس کی شادی کرا دو۔ (2)

امام احمد، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارے یہ نسب کسی کے لیے باعث حقارت نہیں۔ تم تمام کے تمام حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد صاع کے کنارے کی طرح ہو۔ اسے مکمل نہ بھرو۔ کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر دین اور تقویٰ کے ساتھ۔ بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہارے حسب و نسب کے بارے میں تم سے سوال نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ (3)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے اس عہد کو ضائع کر دیا جو میں نے تم سے لیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کر لیا۔ اور آج کے دن میرا نسب بلند اور ارفع ہے۔ اور تمہارے نسب حقیر اور ذلیل ہیں۔ متقی کہاں ہیں؟ متقی لوگ کہاں ہیں؟ بے شک تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 289 (5137)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 288 (5136)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت

فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ اے لوگو! بے شک میں نے نسب بنایا اور تم نے بھی نسب بنائے۔ میں نے تو یہ بنایا کہ تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔ اور تم نے انکار کر دیا مگر تم نے کہا فلاں فلاں سے معزز ہے اور فلاں فلاں سے معزز ہے۔ بلاشبہ آج میرا نسب بلند اور ارفع ہے اور تمہارے نسب حقیر اور ذلیل ہیں۔ خبردار سنو! میرے دوست متقی لوگ ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا درآنحالیکہ وہ غیر مختون ہوں گے اور ان کی رنگت سیاہ ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندو! میں نے تمہیں حکم دیا اور تم نے میرے امر کو ضائع کر دیا اور تم نے اپنے نسبوں کو بلند کیا اور انہی کے سبب ایک دوسرے پر فخر کرتے رہے۔ آج کے دن میں تمہارے نسبوں کو حقیر و ذلیل قرار دے رہا ہوں۔ میں ہی غالب حکمران ہوں۔ کہاں ہیں متقی لوگ؟ کہاں ہیں متقی لوگ؟ بلاشبہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہوگا جو تم میں سے زیادہ متقی ہوگا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام کے تمام لوگ حضرت آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔ کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے کسی سرخ کو سفید پر اور کسی سفید کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت اور برتری حاصل نہیں مگر تقوی کے ساتھ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن خراش القصری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں مگر تقویٰ کے ساتھ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے بنی سلیط کے ایک آدمی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے رسوا کرتا ہے تقویٰ یہاں ہے(1)۔ راوی نے کہا: کہ آپ ﷺ نے یہ کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اور جن دو آدمیوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کی، تو ان کے درمیان سوائے ایسی بات کے کوئی شے تفریق نہیں ڈال سکی جو ان میں سے ایک کرتا ہے اور وہ بات شر ہوتی ہے اور وہ بات برائی اور گناہ کی ہوتی ہے۔

امام بخاری اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سے کون زیادہ معزز ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ معزز وہ ہے جو ان میں سے زیادہ متقی ہے۔ صحابہ نے عرض کی: ہم اس کے بارے سوال نہیں کر رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام ہیں اس لیے کہ ان کے باپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، ان کے دادا اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ان کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں۔ صحابہ نے عرض کی: ہم آپ سے اس کے متعلق سوال نہیں

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 69(109)، دار صادر بیروت (مختصراً)

کر رہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم معادن عرب کے بارے مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: جی ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہی معزز اور اعلیٰ تھے دور جاہلیت میں اور وہی معزز اور اعلیٰ ہیں دور اسلام میں بشرطیکہ وہ سمجھ لیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: تو دیکھ بلاشبہ تو کسی سرخ و سیاہ سے بہتر اور افضل نہیں۔ مگر یہ کہ تو اپنے آپ کو تقویٰ کے ساتھ فضیلت دے۔ (1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں کسی کو نہیں دیکھتا جو اس آیت کے مطابق عمل کر رہا ہو: یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔ پس ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہتا ہے: میں تجھ سے زیادہ معزز ہوں۔ حالانکہ کوئی بھی کسی سے معزز نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور تقویٰ کے ساتھ۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: تم عزت و کرامت شمار نہیں کرتے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیان فرما دیا ہے کہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہوگا جو تم میں سے زیادہ متقی ہوگا۔ اور تم حسب کو شمار نہیں کرتے حالانکہ تم میں سے حسب کے اعتبار سے افضل وہ ہے جو تم میں سے اخلاق کے اعتبار سے اچھا اور زیادہ حسین ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت درہ بنت ابی لہب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی آپ کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سے لوگ بہتر اور افضل ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے بہتر اور افضل وہ ہیں جو ان میں سے زیادہ قاری ہیں، اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے ہیں، لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور انہیں برائی سے روکتے ہیں اور عام لوگوں سے بڑھ کر صلہ رحمی کرتے ہیں۔ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، طبرانی، دارقطنی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: صاحب تقویٰ کے سوا دنیا کی کسی شے اور کسی آدمی نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو خوش نہیں کیا۔ (3)

امام حکیم ترمذی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈرائے گا۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرا اللہ تعالیٰ اسے ہر شے سے ڈرائے گا۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 158، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی البر وصلۃ الرحم، جلد 5، صفحہ 218 (25397)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 69، دار صادر بیروت

امام حکیم ترمذی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حیاء زینت ہے، تقویٰ کرم وعزت ہے، اچھی سواری صبر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے خوشحالی اور وسعت کا انتظار کرنا عبادت ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ذات میں غنا اور اس کے دل میں اپنا خوف اور تقویٰ رکھ دیتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کے بارے میں شر کا ارادہ فرماتا ہے تو پھر فقر وافلاس اس کی آنکھوں میں ڈال دیتا ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے فضائل القرآن میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ایک آدمی حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے نصیحت فرمائیے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ کیونکہ یہ ہر قسم کی خیر اور بھلائی کا مجموعہ ہے۔ تجھ پر لازم ہے کہ تو جہاد کرے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کے لیے رہبانیت ہے۔ اور تجھ پر لازم ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور کتاب اللہ کی تلاوت کرے۔ کیونکہ یہ تیرے لیے زمین میں نور ہے اور آسمان میں تیرے لیے ذکر ہے۔ اور سوائے نیکی اور خیر کی بات کے زبان کو نہ کھول۔ بے شک تو اس کے سبب شیطان پر غالب رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حالت خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوا ہے۔ تو اس نے وہاں اپنے غلام کو اپنے سے اوپر بلندی پر ستارے کی مثل دیکھا۔ تو کہا: اے میرے رب! قسم بخدا! یہ تو دنیا میں میرا غلام ہے۔ کس شے نے اسے اس مقام ومرتبہ پر پہنچا دیا ہے؟ تو رب کریم نے فرمایا: یہ عمل کے اعتبار سے تجھ سے زیادہ حسین اور اچھا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اپنے نسبوں سے وہ کچھ سیکھو جس کے سبب تم اپنے رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو گے۔ کیونکہ صلہ رحمی اہل میں محبت کا باعث مال میں خوشحالی کا سبب اور عمر کے بڑھنے کا ذریعہ ہے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم تمام کے تمام آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں، قوم کو چاہیے کہ وہ اپنے آباء کے ساتھ فخر کرنے سے باز رہے یا پھر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سیاہ کیڑے سے بھی زیادہ حقیر ہو جائیں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ریحانہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نو کفار آباء تک نسب بیان کیا اور ان کے سبب وہ عزت اور بڑائی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ آگ میں ان کے ساتھ دسواں ہوگا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دور جاہلیت کی چار چیزیں ہیں جنہیں میری امت ترک نہیں کرے گی۔ حسب کے ساتھ فخر کرنا، نسب میں

1۔ سنن ترمذی، باب ما جاء فی تعلم النسب، جلد 2، صفحہ 19، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 134، دار صادر بیروت

طعنہ زنی کرنا، ستاروں سے بارش طلب کرنا اور نوحہ کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں دو چیزیں ہیں اور وہ دونوں کافروں کی عادات میں سے ہیں۔ ایک نوحہ کرنا اور دوسرا انساب میں طعنہ زنی کرنا۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾

"اعراب کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ آپ فرمائیے تم ایمان تو نہیں لائے البتہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم (سچے دل سے) اطاعت کرو گے اللہ اور اس کے رسول کی تو وہ ذرا کمی نہیں کرے گا تمہارے اعمال میں۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ اعراب سے مراد بنی اسد بن خزیمہ کے اعراب ہیں۔ اور وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا کے بارے فرمایا البتہ یہ کہو کہ ہم نے قتل اور قید کے ڈر سے اطاعت اختیار کر لی ہے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت بنی اسد کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ آیت تمام اعراب کو شامل نہیں۔ بلکہ اعراب کے کچھ گروہوں کے لیے ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے مجھے اپنی عمر کی قسم! یہ آیت تمام اعراب کے لیے عام نہیں۔ بلاشبہ اعراب میں سے ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ البتہ یہ آیت قبائل عرب میں سے ایک قبیلے کے بارے میں نازل ہوئی جو اطاعت اختیار کرتے ہوئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور انہوں نے کہا: ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ہم نے آپ سے جنگ نہیں کی جیسا کہ بنو فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت داؤد بن ابی ہند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے ایمان کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور کہا کہ اسلام سے مراد اقرار ہے اور الْاِيْمَانُ سے مراد تصدیق ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہماری رائے یہ ہے کہ اسلام کلمہ (قول) ہے اور الْاِيْمَانُ عمل ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 63-162 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 163 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 162

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ کچھ افراد پر مشتمل ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے ان میں سے ایک آدمی کے سوا سب کو کچھ عطا فرمایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے ان تمام کو عطا فرمایا اور فلاں کو چھوڑ دیا۔ قسم بخدا! میں تو اسے مومن دیکھ رہا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا مسلم۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین بار فرمائے۔ (1)

امام ابن قانع اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حصہ تقسیم فرمایا اور کچھ لوگوں کو عطا فرمایا اور بعض دوسروں سے روک لیا۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے فلاں فلاں کو عطا فرمایا اور فلاں کو عطا نہ فرمایا حالانکہ وہ بھی مومن ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: مومن نہ کہو۔ بلکہ کہو وہ مسلم ہے۔ اور آگے زہری نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان سے مراد دل کے ساتھ معرفت رکھنا، زبان کے ساتھ اقرار کرنا اور ارکان کے مطابق عمل کرنا ہے۔ "اَلْاِیْمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ عَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ"۔ (2)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام اعلانیہ ہوتا ہے اور ایمان دل میں ہوتا ہے۔ پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے ارادہ کیا کہ انہیں اسماء ہجرت کے ساتھ پکارا جائے اور انہیں ان اسماء کے ساتھ نہ پکارا جائے جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارا ہے۔ اور ان کے لیے مواریث چھوڑے جانے سے قبل یہ ہجرت کی ابتدا تھی۔ (3)

ارشاد باری تعالیٰ وَ اِنْ تُطِیْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ الآیہ کے بارے امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے پڑھا لَا یَلِتْكُمْ یعنی بغیر الف اور ہمزہ کے۔ اور لام کو کسرہ کے ساتھ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رمضان المبارک کے روزے تم پر فرض ہیں اور رات کے وقت فرض نماز کے بعد نماز (تراویح) پڑھنا تمہارے لیے نفل ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں ذرا کمی نہیں کرے گا۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لَا یَلِتْكُمْ کا معنی ہے وہ تم پر کوئی زیادتی نہیں کرے گا۔ فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے۔ وہ تمہارے اعمال میں نقصان یا کمی نہیں کرے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی الایمان، جلد 1، صفحہ 61 (65)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 163

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے لَا یَلِتْكُمْ کا معنی آپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: لغت بنی عبس کے مطابق اس کا معنی ہے "لَا يَنْقُصْكُمْ" کہ وہ تمہارے اعمال میں ذرا کمی اور نقصان نہیں کرے گا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حطیہ عبسی کا یہ قول نہیں سنا؟

اَبْلَغَ سُرَاةَ بَنِيْ سَعْدٍ مُغَلْغَلَةً جُهْدَ الرِّسَالَةِ لَا أَلْتًا وَّلَا كَذِبًا

"اس نے بنی سعد کے سرداروں تک پیغام پوری طاقت کے ساتھ پہنچا دیا نہ اس میں کمی کی اور نہ جھوٹ بولا"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: لَا یَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْئًا" کہ وہ تمہارے اعمال کے بارے میں تم پر ذرا زیادتی نہیں کرے گا اور اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴿۱۴﴾ کے بارے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ بڑے بڑے گناہوں کی مغفرت فرمانے والا ہے اور اپنے بندوں پر انتہائی رحمت فرمانے والا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ﴿۱۵﴾ قُلْ اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِیْنِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ﴿۱۶﴾

"(کامل) ایماندار تو وہی ہیں جو ایمان لے آئے اللہ اور اس کے رسول پر پھر (اس میں) کبھی شک نہیں کیا اور جہاد کرتے رہے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ راست باز ہیں۔ آپ فرمائیے کیا تم آگاہ کرتے ہو اللہ کو اپنے دین سے۔ حالانکہ اللہ جانتا ہے ہر اس چیز کو جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے"۔

امام احمد اور حکیم ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں مومنین تین اجزاء میں منقسم ہیں: ایک وہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے پھر اس میں کبھی شک نہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔ دوسرے وہ لوگ جنہوں نے آپ کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں پر امین بنایا۔ پھر تیسرے وہ جنہیں کوئی حرص اور طمع پیش آیا تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر چھوڑ دیا۔(1)

یَمُنُّوْنَ عَلَیْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴿۱۸﴾

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 8، دار صادر بیروت

''وہ احسان جتلاتے ہیں آپ پر کہ وہ اسلام لے آئے۔ فرمایئے مجھ پر مت احسان جتلاؤ اپنے اسلام کا۔ بلکہ اللہ نے احسان فرمایا ہے تم پر کہ تمہیں ایمان کی ہدایت بخشی اگر تم (اپنے ایمان کے دعویٰ میں) سچے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کے سب چھپے بھیدوں کو خوب جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو''۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عرب کے کچھ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ۔ ہم اسلام لے آئے اور ہم نے آپ سے کوئی قتال نہیں کیا جیسا کہ بنی فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا الآیہ۔

امام نسائی، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو اسد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ! ﷺ، ہم اسلام لے آئے۔ عربوں نے آپ سے قتال کیا اور ہم نے آپ ﷺ سے قتال نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ضریس اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے تورات کی جگہ سبع عطا فرمائی گئی اور مجھے انجیل کی جگہ مثانی عطا فرمائی گئی اور مجھے فلاں فلاں زبور کی جگہ عطا کی گئی اور مفصل کے ساتھ مجھے فضیلت عطا فرمائی گئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو لوگ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! ﷺ بلاشبہ ہم اسلام لائے اور ہم نے آپ سے کوئی قتال نہیں کیا۔ جیسا کہ بنو فلاں نے آپ سے قتال کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسد کی دس افراد پر مشتمل ایک جماعت نویں سال کی ابتدا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی۔ ان میں حضرمی بن عامر، ضرار بن ازور، وابصہ بن معبد، قتادہ بن القائف، سلمہ بن حبیش، نقادہ بن عبداللہ بن خلف اور طلحہ بن خویلد سب موجود تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وقت اپنے اصحاب کے ہمراہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ تو انہوں نے سلام کیا اور ان کے متکلم (کلام کرنے والا) نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ ہم نے شہادت دی ہے کہ اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور آپ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یارسول اللہ! ﷺ ہم آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں اور آپ نے ہماری طرف کوئی پیغام نہیں بھیجا اور ہم اپنے پیچھے والوں کے لیے باعث سلامتی و صلح ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے رب نے مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں اور انجیل کی جگہ مجھے مئین عطا فرمائیں اور پھر مفصل کے سبب مجھے فضیلت عطا فرمائی گئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ طول تورات کی جگہ ہیں، مئین انجیل کی طرح ہیں، مثانی زبور کی جگہ ہے اور اس کے بعد سارے قرآن کو دیگر کتب پر فضیلت دی گئی ہے۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ ق مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے مفصل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور ہم یہ حجت بنا کر ٹھہرے رہے کہ ہم اسے پڑھیں گے، اس کے علاوہ کوئی نازل نہیں ہوگی۔

امام ابن ابی داؤد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ان کے ہاتھ پر ضرب لگائی گئی تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! یہ وہ پہلا ہاتھ ہے جس نے مفصل لکھی تھی۔

امام احمد، طبرانی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت واثلہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تورات کی جگہ سات طوال سورتیں عطا فرمائی گئیں اور مجھے زبور کی جگہ مئین عطا کی گئیں، اور انجیل کی جگہ مثانی عطا فرمائی گئی۔ اور مجھے مفصل کے ساتھ فضیلت دی گئی۔(1)

امام دارمی، طبرانی، محمد بن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول ذکر کیا ہے: بے شک ہر شے کے لیے ایک دروازہ ہے اور قرآن کا دروازہ مفصل ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت اوس بن حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم بنی ثقیف کے وفد میں آئے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پوچھا تم قرآن کے اجزاء کیسے کرتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: تین، پانچ، سات، نو، گیارہ، تیرہ اور حزب المفصل حالانکہ وہ ایک ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مفصل میں سے کوئی چھوٹی سورت ہو یا بڑی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ فرض نماز میں لوگوں کی امامت اس کے ساتھ کراتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ پڑھا کرتے تھے۔(4)

امام سعید بن منصور اور یہاں الفاظ انہی کے ہیں، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت قطبہ بن مالک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کی پہلی رکعت میں قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ پڑھا کرتے تھے۔

1۔ شعب الایمان، باب ذکر المفصل، جلد 2، صفحہ 487 (2484)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 488 (2487)

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب کم یستحب ان یختم القرآن، جلد 2، صفحہ 150 (1345)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 150 (458)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ام ہشام بنت حارثہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے حاصل کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب جمعۃ المبارک کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرماتے، تو آپ ہر جمعہ منبر پر اسے پڑھا کرتے تھے۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ام صبیہ خولہ بنت قیس جہینہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا کرتی تھی۔ میں عورتوں کے آخر میں ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۟ پڑھتے۔ تو میں آپ کی قرأت سنتی حالانکہ میں مسجد کے آخر میں ہوتی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ" کی تعلیم حاصل کرو اور قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۟ کے احکام سیکھو، اور وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰی ۟ (النجم) وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۟ (البروج) اور وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۟ (الطارق) کا علم حاصل کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قٓ ۚ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ۟ۚ بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ
الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۟ۚ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ
بَعِیْدٌ ۟ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ
حَفِیْظٌ ۟ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ۟ اَفَلَمْ
یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ ۟ وَ
الْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَ اَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ
بَهِیْجٍ ۟ۙ تَبْصِرَةً وَّ ذِكْرٰی لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۟ وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِ ۟ۙ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ
نَّضِیْدٌ ۟ۙ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۟

"قاف، قسم ہے قرآن مجید کی (کہ میرا رسول سچا ہے) مگر یہ (نادان) حیران ہیں اس بات پر کہ آیا ہے ان کے پاس ڈرانے والا ان میں سے تو کہنے لگے کفار کہ یہ تو بڑی عجیب و غریب بات ہے۔ (وہ کہتے ہیں) کیا جب ہم

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 6، صفحہ 158 (891)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے (تو پھر زندہ کیے جائیں گے) یہ واپسی تو (عقل سے) بعید ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو زمین ان کے جسموں سے گھٹاتی ہے۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے۔ بلکہ انہوں نے جھٹلایا (دین) حق کو جب وہ ان کے پاس آیا پس (اس وجہ) سے وہ بڑی الجھن میں پھنس گئے ہیں۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا آسمان کی طرف جو ان کے اوپر ہے ہم نے اسے کس طرح بنایا ہے اور اسے کیسے آراستہ کیا ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔ اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور جما دیئے اس پر بڑے بڑے پہاڑ اور اگا دی ہیں اس میں ہر قسم کی رونق افزا چیزیں۔ یہ (آثار قدرت) بصیرت افروز اور یاددہانی ہیں ہر اس بندے کے لیے جو اپنے رب کی طرف مائل ہے۔ اور ہم نے اتارا آسمان سے برکت والا پانی پس ہم نے اگائے اس سے باغات اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے۔ اور کھجور کے لمبے لمبے درخت جن کے گچھے (پھل سے) گندھے ہوتے ہیں۔ بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے زندہ کر دیا اس پانی سے مردہ شہر۔ یونہی (روز محشر ان کا) نکلنا ہوگا"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا قٓ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کے پیچھے ایک سمندر تخلیق فرمایا ہے جو اس ساری زمین کو محیط ہے۔ پھر اس کے پیچھے ایک پہاڑ پیدا فرمایا جسے قٓ کہا جاتا ہے۔ آسمان دنیا اس پر پھیلا ہوا ہے۔ پھر اس پہاڑ کے پیچھے اس زمین سے سات گنا بڑی زمین پیدا فرمائی، پھر اس کے پیچھے ایک سمندر پیدا کیا جو اسے گھیرے ہوئے ہے۔ پھر اس کے پیچھے ایک پہاڑ پیدا فرمایا، اسے بھی قٓ کہا جاتا ہے۔ اور دوسرا آسمان اسی پر بچھایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے سات زمینیں، سات سمندر، سات پہاڑ اور سات آسمان شمار کیے۔ فرمایا اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ (لقمان: 27) (اور سمندر سیاہی بن جائے اور اس کے علاوہ سات سمندر)

امام ابن منذر، ابن مردویہ، ابوالشیخ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قٓ زمرد کا ایک پہاڑ ہے جو ساری دنیا کو محیط ہے اور اسی پر آسمان کے کنارے ہیں۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا نے عقوبات میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ پیدا فرمایا جسے قٓ کہا جاتا ہے اور وہ ساری دنیا کو محیط ہے۔ اور اس کی جڑیں اس چٹان تک گہری ہیں جس پر زمین ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی گاؤں میں زلزلہ برپا کرنا چاہے تو وہ اس پہاڑ کو حکم دیتا ہے کہ وہ اس رگ اور جڑ کو حرکت دے جو اس گاؤں سے مل رہی ہے۔ چنانچہ وہ اسے حرکت دیتا ہے اور زلزلہ برپا کر دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض شہروں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 504 (3727)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں زلزلہ آتا ہے اور بعض میں نہیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قٓ ایک پہاڑ ہے جو زمین کو محیط ہے۔(1)

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قٓ قرآن کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۝ میں الْمَجِیْدِ بمعنی کریم ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ۝ کوئی شے بھی قرآن کریم سے احسن اور افضل نہیں ہے۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۝ کی تفسیر میں فرمایا: کہ انہوں نے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کا انکار کیا اور کہا: کہ کون یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ لوٹائے اور ہمیں زندہ کرے؟

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم خوب جانتے ہیں اسے جو زمین ان کے جسموں سے گھٹاتی ہے اور اسے جو ان کے جسموں سے ضائع اور ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم خوب جانتے ہیں اسے جو کچھ زمین ان کے گوشت، بالوں اور ہڈیوں میں سے کھا جاتی ہے۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے یعنی ہم خوب جانتے ہیں ان مردوں کو جنہیں زمین کھا جائے گی جب وہ مریں گے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ۝ کے تحت حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں ان کی تعداد اور ان کے اسماء محفوظ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ۝ کا معنی ہے مختلف۔ یعنی وہ بہت بڑے اختلاف میں پھنس گئے ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ حضرت ابوحمزہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اَلشَّیْءُ الْمَرِیْجُ سے مراد منکر اور متغیر شے ہے۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 227، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 171، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 172
5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 173

فَجَالَتْ وَالْتَمَسَتْ بِهِ حَشَاهَا ۔۔۔ فَخَرَّ كَأَنَّهُ خَوْطٌ مُّرِيْجُ

''پس اس نے چکر لگایا اور اس کے سبب اپنی پناہ کو تلاش کیا اور وہ گر پڑا گویا کہ وہ بدلی ہوئی نرم ٹہنی ہے''۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ وہ گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔(2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الوقف میں، خطیب رحمہ اللہ نے تالی التلخیص میں اور طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اسی ارشاد کے بارے آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا مَّرِيْجٍ بمعنی مختلط ہے۔ یعنی وہ بہت بڑی الجھن میں پھنس گئے ہیں۔ نافع نے پوچھا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

فَرَاغَتْ فَانْتَقَذَتْ بِهِ حَشَاهَا ۔۔۔ فَخَرَّ كَأَنَّهُ خَوْطٌ مَّرِيْجُ

''وہ چپکے سے نکل گئی اور اس طرح اس نے اپنی پناہ ختم کر دی اور وہ گر پڑا گویا کہ وہ مختلط ٹہنی ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مَّرِيْجٍ بمعنی ملتبس ہے۔ اور مَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ۝ میں فروج سے مراد دراڑیں ہیں۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيْجٍ۝ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: زَوْجٍ سے مراد واحد اور بَهِيْجٍ سے مراد حسن ہے۔ پھر نافع نے پوچھا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا آپ نے اعشیٰ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

وَكُلُّ زَوْجٍ مِّنَ الدِّيْبَاجِ يَلْبَسُهٗ ۔۔۔ اَبُوْقُدَامَةَ مُحْبُوْكَ يَدَاهُ مَعًا

''ریشم کا ہر جوڑا جسے ابوقدامہ پہنتا ہے وہ اور اس کے ہاتھ دونوں تیرے پسندیدہ ہیں''۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بَهِيْجٍ۝ یعنی حسن (خوبصورت، پر رونق) ہے۔ اور تَبْصِرَةً کے بارے فرمایا بندوں کے لیے کتنا اچھا تبصرہ ہے۔ اور وَّ ذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ۝ فرمایا مُّنِيْبٍ سے مراد ہر وہ بندہ ہے جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ اور مائل ہو۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تَبْصِرَةً یعنی بصیرت ہے۔ (یعنی یہ آثار قدرت بصیرت افروز ہیں)(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے فرمایا: عَبْدٍ مُّنِيْبٍ سے مراد عاجزی و انکساری کرنے والا بندہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 173، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 74-173
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 175 5۔ ایضاً

امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب آسمان بارش برساتا تھا تو آپ کہتے تھے: اے کنیز! میری زین نکال، میرے کپڑے نکال، اور کہتے وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَآءً مُّبٰرَكًا سے مراد بارش ہے۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَبَّ الْحَصِیْدِ﴿۹﴾ سے مراد گندم ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حَبَّ الْحَصِیْدِ﴿۹﴾ سے مراد گندم اور جو ہیں۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قطبہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے صبح کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا۔ جب آپ اس آیت پر آئے: وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ﴿۱۰﴾ فرمایا قطبہ! میں کہتا ہوں وہ کھجور کے درخت جنہیں بہت لمبا بنایا گیا ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی اسناد سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ سے مراد کھجور کے لمبے لمبے درخت ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے کہا: کہ میں نے النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ کے بارے پوچھا اور کہا کہ کھجور کے بسوق سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد کھجور کا گابھا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ بکری کے لیے جب بچہ جننے کا وقت آتا ہے تو کہا جاتا ہے بٰسِقٰتٍ؟ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں پھر حضرت سعید رحمۃ اللہ علیہ بن جبیر کی طرف لوٹ کر آیا اور آپ کو یہ سب بتایا۔ تو انہوں نے فرمایا: عکرمہ نے جھوٹ کہا ہے۔ بلکہ بسوق النخل سے مراد کلام عرب میں اس کا لمبا اور طویل ہونا ہے۔ کیا تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ اور پھر فرمایا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ﴿۱۰﴾۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ سے مراد کھجوروں کا سیدھا کھڑا ہونا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: بسوق سے مراد کھجوروں کا ایک دوسرے کے ساتھ بالکل جڑا ہوا اور ایک دوسرے کے ساتھ بالکل ملا ہوا ہونا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ﴿۱۰﴾ کا معنی ہے کہ ان کے گچھوں میں پھل ایک دوسرے کے اوپر تہ بہ تہ ہے۔(5)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ اَصْحٰبُ الرَّسِّ وَ ثَمُوْدُ﴿۱۲﴾ وَ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 504 (3728)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 176
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 177

اِخْوَانُ لُوْطٍ ﴿۱۳﴾ وَّ اَصْحٰبُ الْاَیْكَةِ وَ قَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ؕ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾

''(حق کو) جھٹلایا تھا ان (اہل مکہ) سے پہلے قوم نوح، اہل رس اور ثمود نے۔ اور (جھٹلایا تھا) عاد، فرعون اور قوم لوط نے۔ نیز ایکہ کے باشندوں اور تبع کی قوم نے ان سب نے جھٹلایا تھا رسولوں کو پس پورا ہو گیا ہمارا (عذاب کا) وعدہ۔ تو کیا ہم تھک گئے ہیں پہلی مرتبہ مخلوق کو پیدا کر کے (ایسا نہیں) بلکہ یہ (کفار) از سر نو پیدا ہونے کے بارے میں شک میں ہیں''۔

امام ابن منذر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی: فَحَقَّ وَعِیْدِ ﴿۱۴﴾ یعنی انہیں ڈرانے کے لیے وہ اس کے سبب ہلاک نہیں کیے گئے۔ اور اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ کے بارے فرمایا: جس وقت ہم نے تمہیں پیدا کیا کیا اس نے ہمیں تھکا دیا ہے؟ بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ فرمایا: وہ دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے شک کر رہے ہیں۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پہلی مرتبہ مخلوق کو پیدا کرنے نے ہمیں تھکایا نہیں اور بَلْ هُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۵﴾ کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں شک کر رہے ہیں۔ (2)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾

''اور بلاشبہ ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے اور ہم (خوب) جانتے ہیں اس کا نفس جو وسوسے ڈالتا ہے۔ اور ہم اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہیں''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کو بلند ترین مقام عطا فرمایا کہ وہ خود اس سے شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ وہ آدمی اور اس کے دل کے مابین حائل ہو جاتا ہے اور وہ ہر چوپائے کو پیشانی سے پکڑنے والا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہے جہاں بھی وہ ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ کے بارے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کوئی شے بھی شہ رگ سے زیادہ انسان کے قریب نہیں اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ انسان کے نزدیک ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 181، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد رگ گردن ہے۔(1)

امام ابن منذر نے آپ ہی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد رگ دل اور اس کی معاون رگیں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ﴿۱۶﴾ سے مراد وہ رگ ہے جو حلق میں ہوتی ہے۔(2)

اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾

”جب (اس کے اعمال کو) لے لیتے ہیں دو لینے والے (ان میں سے) ایک دائیں جانب اور (دوسرا) بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے۔ وہ نہیں نکالتا اپنی زبان سے کوئی بات مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے“۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِذْ یَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّیٰنِ کے تحت فرمایا ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے ہیں۔ ایک فرشتہ اس کی دائیں جانب ہے اور دوسرا اس کی بائیں جانب ہے۔ پس وہ فرشتہ جو انسان کی دائیں جانب ہے وہ نیکیاں لکھتا ہے اور جو بائیں جانب ہے وہ برائیاں اور گناہ لکھتا ہے۔(3)

امام ابونعیم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے دو محافظ فرشتوں کو انتہائی لطیف بنایا ہے یہاں تک کہ اس نے دونوں کو دو داڑھوں پر بٹھا دیا ہے اور انسان کی زبان کو دونوں کی قلمیں اور اس کی تھوک کو دونوں کے لیے سیاہی بنا دیا ہے۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: گناہ اور برائیاں لکھنے والے کا نام قعید ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ دائیں جانب نیکیاں لکھنے والا ہے اور بائیں جانب برائیاں اور گناہ لکھنے والا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ آلایہ کے تحت فرمایا: جو کلام بھی انسان کرے چاہے وہ اچھا ہو یا برا وہ سب کچھ لکھ لیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا یہ قول بھی لکھ لیا جاتا ہے۔ میں نے کھایا، میں نے پیا، میں گیا، میں آیا، میں نے دیکھا، یہاں تک کہ جب جمعرات کا دن ہوتا ہے تو اس کے قول اور اس کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ اور جو کچھ اس میں خیر یا شر ہو اس کا اس سے اقرار کرایا جاتا ہے۔ اور پھر اس تمام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 184
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 185

کو رکھ دیا جاتا ہے۔ سو اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ (الرعد: 39) (مٹاتا ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اور باقی رکھتا ہے (جو چاہتا ہے)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۝ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: بلاشبہ خیر اور شر (نیکی اور بدی) لکھے جاتے ہیں اور ایسے اقوال نہیں لکھے جاتے: اے غلام تو گھوڑے پر زین ڈال۔ یا کوئی کہے: اے غلام مجھے پانی پلا۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہی کچھ لکھا جاتا ہے جس پر اجر دیا جائے گا اور جس کے بارے میں باز پرس کی جائے گی۔ اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی کو کہا ادھر آؤ تا کہ ہم اس اس طرح کریں تو اس پر کچھ نہ کچھ لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الغدیہ میں کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرمایا: نیکیاں لکھنے والا آدمی کی دائیں جانب ہے اس کی نیکیاں لکھتا ہے اور برائیاں لکھنے والا بائیں جانب ہے۔ پس جب کوئی نیکی کا عمل کرے تو دائیں جانب والا فرشتہ دس نیکیاں لکھتا ہے۔ اور جب کوئی برا عمل کرے تو دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے کو کہتا ہے اسے چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ وہ تسبیح و استغفار کرنے لگتا ہے۔ اور جب جمعرات کا دن آتا ہے تو وہ نیکی اور بدی جس کے سبب جزا دی جائے گی وہ لکھ لی جاتی ہے۔ اور جو کچھ اس کے سوا ہوا سے پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر اسے ام الکتاب پر پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ اس میں وہ سب کچھ پالیتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الصمت (خاموشی کے بیان) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان کی زبان فرشتے کا قلم ہے اور اس کی تھوک اس کی سیاہی ہے۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ احنف بن قیس نے عَنِ الْيَمِيْنِ وَ عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ۝ کے بارے فرمایا: دائیں طرف والا فرشتہ خیر اور نیکی لکھتا ہے اور وہی بائیں طرف والے کا امیر ہے۔ اور اگر بندہ گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ اسے کہتا ہے رک جا۔ پس اگر بندہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر لے تو وہ اسے گناہ لکھنے سے روک دیتا ہے، اور اگر بندہ استغفار نہ کرے تو وہ اسے لکھنے کا اصرار کرتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دو فرشتے ہیں ان میں سے ایک دائیں جانب ہے، وہ نیکیاں لکھتا ہے اور ایک فرشتہ بائیں جانب ہے، وہ برائیاں لکھتا ہے۔ پس وہ فرشتہ جو دائیں جانب ہے وہ اپنے ساتھی کی شہادت کے بغیر لکھتا ہے۔ اگر کوئی بیٹھا ہوا ہو تو ان میں سے ایک دائیں جانب ہوتا ہے اور دوسرا بائیں جانب۔ اور اگر وہ چلے تو ان میں سے ایک اس کے آگے ہوتا ہے اور دوسرا اس کے پیچھے۔ اور اگر وہ سوئے تو ان میں سے ایک اس کی سر کی جانب ہوتا ہے اور دوسرا اس کے پاؤں کی جانب۔ ابن

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3730)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مبارک نے کہا ہے: انسان کو پانچ فرشتوں کے حوالے کیا گیا ہے: دو فرشتے رات کے وقت ہوتے ہیں اور دو فرشتے دن کے وقت۔ یہ دو دو آتے جاتے رہتے ہیں اور پانچواں فرشتہ نہ ان سے رات کے وقت جدا ہوتا ہے اور نہ دن کے وقت۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۝ سے مراد رصید یعنی نگہبان اور تاک میں رہنے والا ہے۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت حجاج بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ابو معشر سے کہا کہ وہ آدمی جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے فرشتے اسے کیسے لکھتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ اس کی خوشبو پا لیتے ہیں۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں حضرت ابو عمران جونی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہر شام عصر کے بعد آسمان دنیا میں فرشتے اپنی تحریریں پیش کرتے ہیں۔ تو ایک فرشتہ پکار کر کہتا ہے اس صحیفہ کو رکھ دے۔ اور دوسرا فرشتہ بھی پکار کر کہتا ہے اس صحیفہ کو رکھ دے۔ تو وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! انہوں نے خیر اور بھلائی کی بات کی ہے اور ہم ان پر محافظ ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بلاشبہ انہوں نے اس سے میری رضا کا قصد نہیں کیا اور میں تو صرف اس عمل کی طرف توجہ فرماتا ہوں جس سے میری رضا مقصود ہو۔ اور دوسرے فرشتے کو پکار کر کہتا ہے: فلاں ابن فلاں کے لیے اس اس طرح لکھ لو۔ تو وہ فرشتہ کہتا ہے: اے میرے رب! اس نے یہ عمل نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک اس نے اس کی نیت کی ہے۔

امام ابن مبارک، ابن ابی الدنیا نے اخلاص میں اور ابو الشیخ نے العظمہ میں ضمرہ بن حبیب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک فرشتے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے کسی بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے کثیر قرار دیتے ہیں اور اس کا تزکیہ بیان کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ وہاں رکتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ چاہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے عمل پر محافظ ہو اور میں اس کا نگہبان ہوں جو کچھ اس کے دل میں ہے۔ میرے اس بندے نے خالص میرے لیے اپنا عمل نہیں کیا۔ پس تم اسے سجین میں رکھ دو۔ فرمایا: ملائکہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے قلیل سمجھتے ہیں اور اسے حقیر قرار دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ وہاں جا کر رکتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنا غلبہ چاہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے: بے شک تم میرے بندے کے عمل پر محافظ ہو۔ لیکن میں اس کا نگہبان ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ تم اس کے عمل کو اس کے لیے دگنا کر دو اور اسے علیین میں رکھ دو۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے پر امیر ہے۔ پس جب کوئی بندہ نیک عمل کرے تو اس کے لیے اس کی مثل دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور جب کوئی برا عمل کرے اور بائیں جانب والا فرشتہ اسے لکھنے کا ارادہ کرے تو دائیں جانب والا اسے کہتا ہے رک جا۔ تو وہ چھ، سات ساعتیں رکا رہتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لے تو پھر وہ اس پر کوئی شے نہیں لکھتا۔ اور اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب نہ کرے تو پھر اس پر ایک گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔ (1)

1۔ شعب الایمان، باب فی معالجہ کل ذنب، جلد 5، صفحہ 390 (7049)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے التفسیر میں حضرت حسان بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک مجلس مذاکرہ قائم کی جس میں مکحول اور ابن ابی زکریا بھی تھے۔ (اور اس میں یہ ذکر کیا) کہ جب کوئی گناہ کا عمل کرے تو اس کے بارے میں تین ساعتیں کچھ نہیں لکھا جاتا۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لے تو فبہا۔ ورنہ اس کے خلاف گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک جو تم سے پہلے تھے وہ کتاب اللہ کے سوا فالتو کلام کو ناپسند کرتے تھے کہ وہ اسے پڑھیں یا نیکی کا حکم دیں یا برائی سے روکیں۔ اور یہ کہ تو اپنے کاروبار کے بارے میں اتنی گفتگو کرے جو تیرے لیے لازم اور ضروری ہے۔ کیا تم انکار کرتے ہو کہ تم پر کراماً کاتبین محافظ ہیں اور یہ کہ وہ دائیں اور بائیں جانب بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ اپنی زبان سے کوئی قول بھی نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان (لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو حیا نہیں آئے گی کہ اگر وہ اپنے اس صحیفہ (نامہ اعمال) کو کھولے جسے اس نے اپنے دن کے دوران بھرا۔ اور ان میں سے اکثر ایسی باتیں ہیں جو نہ امور دینیہ سے متعلق ہیں اور نہ ہی امور دنیویہ سے؟

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ بن عطیہ سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ ایک آدمی گدھے پر سوار تھا، اچانک وہ اس سے گر پڑا۔ تو اس نے کہا: تو ہلاک ہو، تو دائیں جانب والے فرشتے نے کہا: یہ نیکی تو نہیں ہے کہ میں اسے لکھوں۔ اور بائیں جانب والے فرشتے نے کہا یہ برائی بھی نہیں کہ میں اسے لکھوں۔ تو بائیں جانب والے کو پکار کر کہا گیا کہ جو کچھ دائیں جانب والا چھوڑ دے تو اسے لکھ لے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن ماعز رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ربیع بن خثیم کی بیٹی آئی۔ اور ان کے پاس ان کے اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ تو اس نے آتے ہی کہا: اباجی! میں کھیلنے جا رہی ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ تو پھر آپ کے ساتھیوں نے آپ سے کہا: اے ابایزید! اسے چھوڑ دیجئے۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے نامہ اعمال میں یہ نہیں پایا جائے گا کہ میں نے اسے کہا ہے: تو جا اور کھیل۔ بلکہ یہ ہوگا کہ تو جا اور اچھی بات کہہ اور نیکی کا عمل کر۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حذیفہ بن یمان سے یہ بیان کیا ہے کہ کلام کے سات دروازے ہیں۔ جب ان سے نکل آئے تو لکھ دی جاتی ہے۔ اور جب تک باہر نہ نکلے وہ نہیں لکھی جاتی: دل، حلق کا کوا، دو جبڑے اور دو ہونٹ۔ (1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے رواۃ مالک میں اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہر شے لکھی جاتی ہے حتی کہ مریض کا کراہنا بھی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابن آدم (انسان) جو بات بھی کرتا ہے وہ لکھ دی جاتی ہے۔ حتی کہ اس کا اپنی بیماری کی حالت میں کراہنا بھی (لکھ دیا جاتا ہے)۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت فضیل بن عیسیٰ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آدمی قریب مرگ ہوتا ہے۔ تو وہ فرشتہ جو اس کے اعمال لکھتا ہے اسے کہا جاتا ہے تو رک جا۔ تو وہ جواب دیتا ہے نہیں۔ اور میں نہیں جانتا

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 260 (7008)، دارالکتب العلمیہ بیروت

شاید وہ یہ کہہ دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو میں اس کے لیے اسے لکھوں گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مریض سے ہر شے لکھی جاتی ہے یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں اس کا کراہنا بھی۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین سے فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے اسی کی مثل عمل لکھتے رہو جیسے وہ کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں اس کی روح قبض کرلوں یا اسے صحت عطا فرمادوں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو فرشتہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! تو نے اپنے بندے کو اس طرح کی بیماری میں مبتلا کر دیا ہے۔ تو رب کریم فرماتا ہے: جب تک یہ میری رسی میں بندھا ہوا ہے (یعنی جب تک یہ اس بیماری میں مبتلا ہے) تم اس کے لیے اس طرح کے عمل لکھتے رہو جیسے وہ کیا کرتا تھا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ بائیں جانب والے فرشتے سے کہتا ہے تو (قلم) اٹھا لے اور دائیں جانب والے فرشتے سے فرماتا ہے تو میرے بندے کے لیے وہ عمل لکھ جو یہ کیا کرتا تھا۔(4)

ابن ابی شیبہ نے نضر بن انس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم پچاس سال سے باتیں کرتے تھے کہ جو بندہ بیمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کو فرمادیتا ہے کہ تم میرے بندے کے وہی اعمال لکھتے رہو جو یہ حالت صحت میں کرتا تھا۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوقلابہ سے روایت کیا ہے کہ جب کوئی بندہ نیک عمل کرتے ہوئے بیمار ہوتا ہے تو اسے اسی عمل کا اجر دیا جاتا ہے جو وہ اپنی صحت کی حالت میں کرتا تھا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب کوئی آدمی بیمار ہو تو اس کے لیے ہر روز وہی عمل لکھا جاتا ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بن مسلم بن یسار سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو جو عمل وہ حالت صحت میں کرتا تھا اس سے بہتر اور احسن عمل اس کے لیے لکھا جاتا ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ، دارقطنی نے الافراد میں، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے جسے جسمانی بیماری میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 443 (10830)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 441 (10812)

3۔ ایضاً (10814)

4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 188 (9947)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 442 (10820)

6۔ ایضاً (10823)

7۔ ایضاً (10824)

8۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 442 (10825)

مبتلا کیا جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کراماً کاتبین کو حکم فرماتا ہے کہ جب تک میرا یہ بندہ میری رسی میں بندھا ہوا ہے اس کے لیے وہی اعمال لکھتے رہو جو یہ اپنی صحت کی حالت میں کرتا تھا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بیمار ہوا یا جو سفر پر گیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہی اعمال لکھ دیتا ہے جو وہ حالت صحت اور مقیم ہونے کی صورت میں کرتا تھا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کو کسی جسمانی مرض میں مبتلا کرتا ہے تو فرشتے سے فرما دیتا ہے اس کے وہ اچھے اور نیک عمل لکھ جو یہ کیا کرتا تھا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرما دے تو وہ اسے غسل صحت کرا دیتا ہے اور اسے پاک اور طاہر بنا دیتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اسے موت دے دے تو اس کی مغفرت فرما دیتا ہے اور اس پر رحم کر دیتا ہے۔(3)

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندے کے ساتھ دو فرشتے مقرر فرما رکھے ہیں۔ وہ دونوں اس کے اعمال لکھتے ہیں۔ پس جب وہ بندہ مر جائے تو وہ دونوں فرشتے جو اس پر مقرر کیے گئے ہیں وہ کہتے ہیں: یہ مر گیا ہے لہٰذا تو ہمیں آسمان کی طرف چڑھنے کی اجازت مرحمت فرما۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا آسمان میرے ان فرشتوں سے بھرا پڑا ہے جو میری تسبیح اور پاکی بیان کر رہے ہیں۔ تو پھر وہ عرض کرتے ہیں: کیا ہم زمین میں مقیم رہیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری زمین میری ایسی مخلوق سے بھری ہوئی ہے جو میری تسبیح اور پاکی بیان کر رہے ہیں۔ تو پھر وہ عرض کرتے ہیں: تو پھر ہم کہاں رہیں گے؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو جاؤ اور میری تسبیح اور پاکی بیان کرو میری حمد اور میری کبریائی بیان کرو اور قیامت کے دن تک اسے میرے بندے کے لیے لکھتے رہو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں اور حکیم ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن ذر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر بات کرنے والے کی زبان کے پاس ہے۔ لہٰذا بندے کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور جو کچھ وہ کہہ رہا ہے اس میں خوب غور و فکر کر لینا چاہیے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح مرفوع حدیث نقل کی ہے۔

وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 183 (9929)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 441 (10805)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 258، دار صادر بیروت

4۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 84-183 (9931)

شَهِيْدٌ ﴿٢١﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿٢٣﴾ اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿٢٤﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِ ﴿٢٥﴾ الَّذِيْ جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿٢٦﴾ قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَا اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ﴿٢٧﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٢٩﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿٣٠﴾

''اور آ پہنچی موت کی بے ہوشی سچ مچ۔ (اے نادان!) یہ ہے وہ جس سے تو دور بھاگا کرتا تھا۔ اور صور پھونکا جائے گا۔ یہی وعید کا دن ہوگا۔ اور حاضر ہوگا ہر شخص اس طرح کہ اس کے ہمراہ ایک (اسے) ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوگا۔ تو (عمر بھر) غافل رہا اس دن سے پس ہم نے اٹھا دیا ہے تیری آنکھوں سے تیرا پردہ، سو تیری بینائی آج بڑی تیز ہے۔ اور کہے گا اس کا (عمر بھر کا) ساتھی یہ اعمال نامہ جو میرے پاس تھا بالکل تیار ہے۔ جہنم میں جھونک دو ہر کافر سرکش کو۔ جو سختی سے روکنے والا تھا نیکی سے، حد سے بڑھنے والا، شک کرنے والا تھا۔ جس نے بنا رکھے تھے اللہ کے ساتھ کئی اور خدا، پس جھونک دو اس (بدبخت) کو عذاب شدید میں۔ اس کا ساتھی (شیطان) بولے گا اے ہمارے پروردگار! میں نے تو اسے سرکش نہیں بنایا تھا بلکہ وہ خود ہی گمراہی میں دور چلا گیا تھا۔ (اللہ) فرمائے گا مت جھگڑو میرے روبرو میں تو پہلے ہی تم کو وعید سنا چکا ہوں۔ میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا اور نہ میں اپنے بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔ (یاد کرو) وہ دن جب ہم جہنم سے پوچھیں گے کیا تو پر ہوگئی وہ (جواباً) کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے''۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سَكْرَةُ الْمَوْتِ سے مراد موت کی سختی اور تکلیف ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے چمڑے یا لکڑی کا ایک برتن پڑا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ سو آپ ﷺ اپنا دست مبارک پانی میں ڈالتے تھے اور پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے اور مسح کرتے اور زبان سے فرماتے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بلاشبہ یہ موت کی تلخیاں ہیں۔ (1)

1۔ صحیح بخاری، باب سکرات الموات، جلد 2، صفحہ 964، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ اور پھر فرمایا ام المومنین رضی اللہ عنہا نے مجھے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا درآنحالیکہ آپ پر موت کے آثار ظاہر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ پڑا تھا جس میں پانی تھا۔ آپ اس میں اپنا ہاتھ داخل کرتے پھر وہ پانی اپنے چہرۂ مبارک پر مل لیتے۔ پھر فرماتے: اے اللہ! سکرات الموت پر میری مدد فرما۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہیکہ جب ولید بن ولید فوت ہوا تو ام سلمہ نے اس پر روتے ہوئے کہا:

يَا عَيْنُ فَابْكِي لِلْوَلِيْدِ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ

''اے آنکھ! پس تو ولید بن ولید بن مغیرہ پر رو''۔

كَانَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَبَا الْوَلِيْدِ فَتَى الْعَشِيْرَةِ

''ولید بن ولید خاندان کا مرد جوان ابو الولید تھا''۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلمہ! تو اس طرح نہ کہہ۔ بلکہ یہ کہو وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۝۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا: کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر موت کے آثار ظاہر ہوئے تو میں نے کہا:

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

''گوری رنگت والا ہے جس کے چہرے کی برکت سے بارش طلب کی جاتی ہے۔ وہ یتیموں کی پناہ گاہ اور بیواؤں کی ناموس کا محافظ ہے''۔

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْحَقِّ بِالْمَوْتِ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ یعنی آپ نے اس آیت کی قرأت میں حق کو مقدم ذکر کیا اور موت کو بعد میں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے الزہد میں حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف سفر کے دوران حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا۔ پس جب آپ ایک منزل پر اترے اور رات کا نصف حصہ قیام کیا۔ تو ان سے پوچھا گیا: آپ کی قرأت کیسی تھی؟ تو جواب دیا آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ جَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۝ پس آپ بڑی ترتیل کے ساتھ اسے پڑھتے رہے اور اس میں تسبیح بھی کثرت سے کرتے رہے۔(2)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3731)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ کتاب الزہد، صفحہ 236، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد اور ابن جریر نے عبداللہ بن یمنی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس شعر کے ساتھ مثال بیان کی:

أَعَاذِلُ مَا يُغْنِي الْحِذَارَ عَنِ الْفَتٰى إِذَا حَشْرَ جَتْ يَوْمًا وَّ ضَاقَ بِهَا الصَّدْرُ

''میں ملامت کرتی ہوں اس (وقت کو) جو اس نوجوان سے خوف کو دور کرتا ہے جب کہ اس وقت سانس غرغرانے لگی اور اس کے سبب سینہ تنگ ہو گیا''۔

تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میری بیٹی! اس طرح نہیں۔ بلکہ یہ کہو: وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔

رہا ارشاد باری تعالیٰ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ تو اس کے بارے امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی مثال جو موت سے بھاگتا ہے اس لومڑ کی طرح ہے جسے زمین قرض کے لیے (حق کے لیے) تلاش کرتی ہے کہ وہ دوڑتے ہوئے آتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ خوب تھک جاتا ہے اور ہانپنے لگتا ہے تو وہ اپنی بل میں داخل ہو جاتا ہے۔ تو زمین اسے کہتی ہے (میرا حق) پس وہ ایک سوراخ سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ اسی طرح کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی گردن ٹوٹ جاتی ہے اور وہ مر جاتا ہے۔(1)

ارشاد باری تعالیٰ وَ جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّ شَهِيْدٌ اس کے بارے امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنی میں، ابن مردویہ، بیہقی نے البعث والنشور میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت پڑھی۔ اور فرمایا سَآئِقٌ سے مراد وہ ہے جو ہر نفس کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف ہانکتا اور رغبت دلاتا ہے اور شَهِيْدٌ سے مراد وہ ہے جو اس کے خلاف اس عمل کے سبب شہادت دے گا جو عمل اس نے کیا۔(2)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنی میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ سے مراد فرشتہ اور شَهِيْدٌ سے مراد عمل ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ ملائکہ میں سے ہے اور شَهِيْدٌ وہ ہے جو اس کی ذات میں سے اس پر شہادت دے گا۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ سَآئِقٌ ملائکہ سے ہے اور شَهِيْدٌ سے مراد اس کی اپنی ذات سے شہادت دینے والے ہاتھ اور پاؤں ہیں اور ملائکہ بھی ان پر شہادت دیں گے۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 222 (6922)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 188

امام فریابی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سَآئِقٌ اور شَهِيْدٌ دو فرشتے ہیں۔ ایک کاتب (لکھنے والا) ہے اور ایک شہید (شہادت دینے والا) ہے۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک ابن آدم کو جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے وہ اس سے غفلت میں ہے۔ بے شک جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے کو حکم دیتا ہے: اس کا رزق لکھ دو، اس کی عمر لکھ دو، اس کی موت کا وقت لکھ دو اور یہ لکھ دو کہ آیا یہ شقی (بدبخت) ہوگا یا سعید (بلند بخت)۔ پھر وہ فرشتہ اوپر چلا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایک اور فرشتے کو بھیج دیتا ہے۔ وہ اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قوت ادراک کو پہنچ جاتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ بھی اوپر چلا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔ وہ اس کی نیکیاں اور اس کے گناہ لکھتے ہیں۔ جب اسے موت آتی ہے تو وہ دونوں فرشتے اوپر چلے جاتے ہیں اور اس کی روح قبض کرنے کے لیے ملک الموت آ جاتے ہیں۔ پھر جب اسے قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ اور پھر قبر کے دو فرشتے اس کے پاس آ جاتے ہیں اور اس کا امتحان لیتے ہیں۔ پھر وہ بھی اوپر چلے جاتے ہیں اور جب قیامت قائم ہوگی تو اس پر نیکیاں لکھنے والا فرشتہ اور گناہ لکھنے والا فرشتہ بھی اس پر اتریں گے اور اس کے نامہ اعمال کو کھول کر اس کے گلے میں باندھ دیں گے۔ پھر اس کے ساتھ دو فرشتے حاضر ہوں گے۔ ان میں سے ایک سائق ہوگا اور دوسرا شہید۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یقیناً تمہارے سامنے انتہائی عظیم اور مشکل امر ہے، تم اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے (اور نہ تم اس کی قدرت رکھتے ہو) لہٰذا عظمت و شان والے رب سے مدد طلب کرو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد کافر ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد حیات بعد الموت ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے آخرت کا معائنہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا اس کی طرف دیکھا تو اسے بالکل اسی طرح پالیا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پس تو آج کے دن اپنی تیز نگاہ کے ساتھ ترازو کے اس حصے کی طرف دیکھ جو تولتے وقت ہاتھ میں رہتا ہے وہ لوہے کا ہے۔ فرمایا حَدِيْدٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 189
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 190
4۔ ایضاً

سے مراد نظر کا تیز ہونا ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیت میں قَرِیْنُهٗ (ساتھی) سے مراد شیطان ہے۔(1)

فریابی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قَرِیْنُهٗ سے مراد وہ شیطان ہے جو اس کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ قَرِیْنُهٗ سے مراد اس کا فرشتہ ہے۔ اور هٰذَا مَا لَدَیَّ عَتِیْدٌ کے بارے فرمایا: وہ اعمال نامہ جو میرے پاس ہے انسان کے لیے تیار ہے۔ میں اس کی حفاظت کرتا رہا یہاں تک کہ میں اسے لے آیا اور ارشاد ربانی قَالَ قَرِیْنُهٗ رَبَّنَا مَاۤ اَطْغَیْتُهٗ یہاں قرین سے مراد شیطان ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ کی تفسیر میں ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عَنِیْدٍ سے مراد حق سے دور بھاگنے والے جفا کار اور ظالم ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری سے سرکشی اختیار کرنے والے تھے اور نیکی سے سختی سے روکنا اس کا حق تھا۔ فرمایا: فرض زکوٰۃ کے بارے میں حد سے بڑھنے والا اور شک کرنے والا تھا۔ مزید فرمایا: یہ اپنے قول و کلام میں حد سے بڑھنے والا تھا اور اپنے رب کے بارے میں گناہ کا ارتکاب کرتا تھا۔ پس فرمایا یہ وہ منافق ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کو الٰہ بنا رکھا تھا۔ لہٰذا یہ مشرک ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی انسان بھی نہیں ہے۔ مگر اس کے ساتھ جنوں میں سے ایک ساتھی مقرر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی آپ بھی نہیں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں بھی نہیں ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری معاونت فرمائی اور وہ اسلام لے آیا۔ لہٰذا وہ خیر اور نیکی کے سوا مجھے کوئی حکم نہیں دیتا۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک وہ بغیر عذر کے معذرت پیش کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی حجت اور دلیل کو باطل قرار دے گا اور ان کا قول ان پر لوٹا دے گا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آیت میں لَدَیَّ بمعنی عندی ہے کہ تم میرے پاس مت جھگڑو۔ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ میں تو پہلے ہی تمہیں اپنے انبیاء و رسل علیہم السلام کے ذریعے وعید سنا چکا ہوں کہ جو میری نافرمانی کرے گا میں اسے عذاب دوں گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 230، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 195

ابوالعالیہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ وَ قَدْ قَدَّمْتُ اِلَیْكُمْ بِالْوَعِیْدِ۝ اور مزید فرمایا اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۝ (الزمر) سو یہ کیسے ہوگا؟ فرمایا: نعم۔ ہاں (اس طرح ہوگا) لیکن ارشاد باری تعالیٰ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ میں یہ سب مشرکین ہیں (اور خطاب انہیں کو ہو رہا ہے) اور ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۝ یہ سب اہل قبلہ ہیں جو اپنے مظالم کے بارے میں جھگڑا کریں گے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا) تحقیق میں نے وہ فیصلہ کر دیا ہے جو میں نے کرنا تھا۔(2)

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ کے بارے حضرت ابن جریج نے کہا ہے: یہاں قسم مراد ہے۔

امام عبد الرزاق، بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر شب معراج پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر ان میں کمی کی گئی یہاں تک کہ صرف پانچ باقی رکھی گئیں۔ پھر آواز دی گئی یا محمد! ﷺ بے شک میرے ہاں حکم بدلا نہیں جاتا۔ بلاشبہ آپ کے لیے ان پانچ نمازوں کے عوض پچاس کا اجر ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ مَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ بیان فرما رہا ہے کہ جس نے جرم نہ کیا میں اسے عذاب نہیں دوں گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

رہا یہ ارشاد گرامی یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ۝ تو اس کے متعلق امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کیا مجھ میں کوئی ایسی جگہ ہے جس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: یہاں تک کہ جہنم کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اسے ضرور بضرور بھرے گا۔ اور فرمایا: میں تیرا وعدہ پورا کروں گا۔ تو جہنم نے کہا: کیا کوئی راستہ ہے؟

امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جہنم میں مسلسل پھینکا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم قدرت رکھے گا۔ تو جہنم کے بعض حصے بعض کی طرف سمٹ جائیں گے۔ اور وہ کہنے لگے گی تیری عزت و کرم کی قسم کافی ہے کافی ہے اور جنت میں فالتو جگہ مسلسل باقی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک دوسری مخلوق پیدا فرمائے گا اور انہیں جنت کے محلات میں سکونت عطا فرمائے گا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 160 (مفہوم)، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جہنم کو کہا جائے گا: کیا تو پر ہوگئی؟ تو وہ جواباً کہے گی: کیا کچھ اور بھی ہے؟ تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم قدرت رکھے گا تو وہ کہنے لگے گی: کافی ہے کافی ہے۔(1)

ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ کا باہم مکالمہ ہوا۔ تو جہنم نے کہا: مجھے تکبر کرنے والوں اور جبر و ظلم کرنے والوں کے ساتھ ترجیح دی گئی ہے۔ اور جنت نے کہا: مجھ میں تو صرف اور صرف کمزور لوگ اور نا تمام و نا مکمل بچے ہی داخل ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے۔ میں اپنے بندوں میں سے جن پر چاہوں گا تیرے سبب رحم فرماؤں گا۔ اور جہنم کو فرمایا: بلاشبہ تو میرا عذاب ہے۔ میں تیرے سبب اپنے بندوں میں سے جنہیں چاہوں گا عذاب دوں گا۔ تم دونوں میں سے ہر ایک نے بھرا جانا ہے۔ پس جہنم تو پر نہیں ہوگی یہاں تک کہ وہ اپنا قدم قدرت اس میں رکھے گا۔ تو وہ کہنے لگے گی کافی ہے کافی ہے۔ پس اس وقت وہ پر ہو جائیگی اور اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ سمٹ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر بھی ظلم و زیادتی نہیں کرے گا۔ رہی جنت تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ ایک اور مخلوق پیدا فرمائے گا۔(2)

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ نے فخر کا اظہار کیا۔ پس جہنم نے کہا: اے میرے رب! جابر و ظالم لوگ، تکبر کرنے والے، اپنے اپنے وقت کے حکمران اور بڑے بڑے سردار مجھ میں داخل ہوں گے۔ اور جنت نے کہا: اے میرے پروردگار! ضعفاء، فقراء اور مساکین مجھ میں داخل ہوں گے۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ جہنم کو فرمائے گا۔ تو میرا عذاب ہے۔ جسے میں چاہوں گا تیرے سبب عذاب دوں گا۔ اور جنت کو فرمایا: تو میری رحمت ہے جو ہر شے سے وسیع اور زیادہ ہے۔ تم دونوں میں سے ہر ایک کو بھرا جانا ہے اور ہر ایک میں اس کے اہل اور مستحق ڈالے جائیں گے۔ سو جہنم کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ اور اس میں اور ڈالے جائیں گے۔ وہ پھر کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ عز و جل اپنی شان قدرت کے مطابق تشریف لائے گا اور اس پر اپنا قدم قدرت رکھ دے گا۔ تو وہ سمٹ جائے گی اور کہے گی میرے لیے کافی ہے۔ میرے لیے کافی ہے۔ رہی جنت تو اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا اس میں داخل فرمائیگا۔ پھر اس کے لیے جتنی چاہے گا اور مخلوق پیدا فرمائے گا۔(3)

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذات کا عرفان عطا فرمائیگا اور میں اسے ایسا سجدہ کروں گا جس کے سبب وہ مجھ سے راضی ہو جائے گا۔ پھر میں اس کی ایسی مدح و تعریف بیان کروں گا کہ اس کے سبب وہ مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔ پھر وہ مجھے کلام کرنے کی اجازت عطا فرمائے گا۔ پھر میری امت کو پل صراط پر سے گزارا جائے گا جو جہنم کی پشت پر بچھائی جائے گی۔ پس کچھ تو آنکھ جھپکنے اور تیر نکلنے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ گزر جائیں گے اور کچھ تیز رفتار گھوڑے سے زیادہ تیزی کے

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 719، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ ایضاً
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 13، دار صادر بیروت

ساتھ گزریں گے۔ یہاں تک کہ ایک آدمی گھسٹتے ہوئے اس سے نکل جائے گا اوراس کا انحصار اعمال پر ہے۔اور جہنم مزید اضافے کا سوال کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم قدرت رکھے گا تو اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ سمٹ جائیں گے اور وہ کہے گی۔کافی ہے کافی ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن جسے سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ میں ہوں۔پس میں لبیک کہتے ہوئے کھڑا ہو جاؤں گا۔ پھر مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔تو میں اللہ تعالیٰ کے لیے ایسا سجدہ کروں گا کہ وہ اس کے سبب مجھ سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔ پھر مجھے اذن دیا جائے گا تو میں اپنا سر اٹھالوں گا اور ایسی دعا حسن کروں گا کہ اس کے سبب وہ مجھ سے خوش ہو جائے گا۔تو ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ قیامت کے دن اپنی امت کو کیسے پہچانیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں پہچان لیا جائے گا کیونکہ وہ وضو کے اثر سے پنج کلیان ہوں گے (یعنی ان کے اعضائے وضو سفید اور چمک رہے ہوں گے) اور وہ حوض پر آئیں گے جو کہ عدن اور عمان بصری کے درمیان ہوگا۔اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیدہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوگا۔اس پر اتنے برتن پڑے ہوں گے جتنے آسمان کے ستارے ہیں۔جو بھی وہاں آیا اوراس سے پانی پی لیا اس کے بعد اسے کبھی پیاس محسوس نہیں ہوگی۔اور جو اس سے پھر گیا (یعنی پانی پئے بغیر چلا گیا) اس کے بعد وہ کبھی سیراب نہیں ہوگا۔ پھر لوگوں کو پل صراط پر لایا جائے گا۔تو پہلا گروہ بجلی کی طرح اس سے گزر جائے گا۔ پھر کچھ ہوا کی طرح گزریں گے، پھر کچھ اصیل گھوڑے کی طرح گزریں گے پھر کچھ عمدہ گھوڑوں اور سواریوں کی رفتار سے گزریں گے اور ہر حال کا انحصار اعمال پر ہے۔ پل صراط کی دونوں جانب ملائکہ کھڑے ہو کر کہہ رہے ہوں گے رب سلم سلم۔اے پروردگار! انہیں سلامتی کے ساتھ گزار دے۔پس صحیح سالم رہنے والا نجات پانے والا ہے۔اور جسے خراشیں لگیں وہ بھی نجات یافتہ ہے اور جو پھنس گیا وہ جہنم میں ہوگا۔اور جہنم کہے گی: کیا اور بھی کچھ ہے؟ یہاں تک کہ رب العالمین اس میں وہ کچھ رکھے گا جو اللہ تعالیٰ اس میں رکھنا چاہے گا۔پس وہ سکڑ جائے گی اور غرغرہ کرنے لگے گی جیسا کہ نئی چھاگل جب پانی سے خوب بھر جائے تو وہ غرغرہ کرتی ہے اور پھر جہنم کہنے لگے گی کافی ہے، کافی ہے۔

وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَ جَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ﴿۳۳﴾ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾

"اور قریب کر دی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے لیے وہ (ان سے) دور نہیں ہوگی۔یہی ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا یہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ کی طرف رجوع کرنے والا، اپنی توبہ کی حفاظت کرنے والا ہے۔ جو ڈرتا تھا رحمٰن سے بن دیکھے اور ایسا دل لیے ہوئے آیا جو یاد الٰہی کی طرف متوجہ تھا۔داخل ہو جاؤ جنت میں سلامتی

سے، یہ ہمیشگی کا دن ہے۔ انہیں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ وہاں خواہش کریں گے اور ہمارے پاس تو (ان کے لیے) اس سے بھی زیادہ ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ کا معنی ہے جنت کو آراستہ کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت تمیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ کے متعلق استفسار کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: جس نے اپنے گناہوں کی حفاظت کی یہاں تک کہ ان سے رجوع کر لیا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن سنان سے لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ کے بارے یہ قول ذکر کیا ہے کہ جس نے اپنے گناہوں کی حفاظت کی اور پھر ان سے ایک ایک کر کے ہر ایک سے توبہ کر لی۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَوَّابٍ وہ ہے جو گناہ کرتا ہے۔ پھر توبہ کر لیتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے۔ پھر توبہ کر لیتا ہے۔ پھر گناہ کرتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کا خاتمہ توبہ کے ساتھ کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت انس بن خباب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا: کیا میں تجھے اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ کے نہ بتاؤں؟ پھر فرمایا: اس سے مراد ایسا آدمی ہے کہ جب وہ خلوت میں ہوتا ہے تو اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے اور پھر اس کے لیے استغفار کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں عبید بن عمیر سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ اسے شمار کرتے تھے جو مجلس میں ہوتا تھا۔ پس جب انہوں نے یہ کہنے کا ارادہ کیا تو کہا: اے اللہ! میری مغفرت فرما میں اپنی اس مجلس میں درست اور صحیح کام نہیں کر سکا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِكُلِّ اَوَّابٍ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والا۔ اور حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾ سے مراد ہے جو حفاظت کرتا ہے ان امانتوں کی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حق اور نعمتوں میں سے اسے ودیعت فرمائی ہیں۔ اور وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿۳۳﴾ کے متعلق فرمایا: منیب الی اللہ یعنی جو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے والا ہے۔ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سلام فرمایا۔ ذٰلِكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 200، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب، جلد 5، صفحہ 438 (7192)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً (7195)

یَوْمُ الْخُلُوْدِ۝ فرمایا وہ ہمیشہ رہیں گے۔ قسم بخدا! اور انہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔(1)

رہا ارشاد گرامی لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ فِیْهَا وَ لَدَیْنَا مَزِیْدٌ۝ تو اس کے بارے امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وَ لَدَیْنَا مَزِیْدٌ۝ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے گا۔

امام شافعی نے الام میں، ابن ابی شیبہ، بزار، ابو یعلی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں ابن جریر، ابن منذر، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ، آجری نے الشریعہ میں بیہقی نے الرؤیۃ میں اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانۃ میں طرق جیدہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے۔ ان کے ہاتھ میں سفید شیشہ تھا اور اس میں سیاہ نکتہ تھا۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرئیل! یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ جمعہ ہے جس کے ساتھ آپ کو آپ کی امت کو فضیلت دی گئی ہے۔ پس تمہارے لیے اس میں لوگوں کا جمع ہونا یہود و نصاریٰ کی اتباع ہے اور تمہارے لیے اس میں خیر اور بھلائی ہے۔ اور اس میں ایک ساعت (گھڑی) آتی ہے کہ اس میں بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر اور بھلائی کی دعا مانگے اسے قبول کر لیا جاتا ہے۔ اور یہی ہمارے نزدیک یوم المزید ہے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل! یوم المزید کیا ہے؟ فرمایا: آپ کے رب نے جنۃ الفردوس میں ایک وسیع وادی بنا رکھی ہے اور اس میں کستوری کے بڑے بڑے ٹیلے ہیں۔ پس جب جمعہ کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ملائکہ میں سے جنہیں چاہے گا اتارے گا اور اس کے ارد گرد نور کے منبر ہوں گے جن پر انبیاء علیہم السلام تشریف فرما ہوں گے۔ اور وہ منبر سونے کی کرسیوں کے ساتھ گھرے ہوتے ہیں جو یاقوت اور زبرجد سے مرصع ہوں گی۔ ان پر شہداء اور صدیقین تشریف فرما ہوں گے۔ پھر اہل جنت آئیں گے اور وہ ان کے پیچھے ان ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے ظہور فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے چہرۂ قدرت کا دیدار کر لیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تحقیق میں نے تمہارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دیا ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو، میں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ تو وہ عرض کریں گے ''رَبَّنَا نَسْأَلُكَ رِضْوَانَكَ'' اے ہمارے رب! ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''قَدْ رَضِیْتُ عَنْكُمْ'' تحقیق میں تم سے راضی ہو گیا۔ مجھ سے اور مانگو۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ عرض کریں گے یہاں تک کہ ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تمہارے لیے وہ سب کچھ ہے جس کی تم آرزو اور تمنا کرو گے۔ وَ لَدَیْنَا مَزِیْدٌ۝ اور میرے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ پس اسی سبب سے وہ جمعہ کے دن سے محبت رکھتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ان کا رب انہیں خیر و بھلائی عطا فرمائیگا۔ اور یہی وہ دن ہے جس میں تمہارا رب اپنی شان قدرت کے مطابق عرش پر جلوہ افروز ہوا اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔(2)

امام احمد، ابو یعلی اور ابن جریر رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 01-200، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 03-202

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کروٹ بدلنے سے قبل ستر برس تک تکیہ لگائے جنت میں بیٹھا رہے گا۔ پھر اس کی بیوی اس کے پاس آئے گی۔ وہ اس کے کندھے پر ضرب لگائے گی۔ اور وہ آدمی اس کے رخسار میں جو کہ شیشے سے زیادہ صاف ہوں گے اپنا چہرہ دیکھ لے گا۔ اور اس پر ادنی موتی ایسا ہوگا جو مشرق و مغرب کے مابین جو کچھ ہے اسے روشن کر دے گا۔ پس وہ اسے سلام کرے گی۔ تو وہ اسے سلام کا جواب دے گا۔ اور پھر اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ تو وہ جواباً کہے گی: میں مزید میں سے ہوں۔ اس پر ستر حلے ہوں گے۔ ان میں سے سب سے ادنی انتہائی پاکیزہ اور عمدہ کپڑے کی مثل ہوگا۔ پس اس کی نظر اس سے پار نکل جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ اندر سے اس کی پنڈلیوں کا گودا بھی دیکھ لے گا۔ اور اس پر ایسا تاج سجا ہوگا کہ جس کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کے مابین سب جگہ کو روشن کر دے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اہل جنت کو جنت میں اور اہل جہنم کو جہنم میں بھیج دے گا تو پھر اپنی شان کے مطابق جنت کی انتہائی وسیع سرسبز و شاداب وادی کی طرف نزول فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے درمیان موتیوں اور نور کے حجاب پھیل جائیں گے پھر نور کے منبر، نور کے پلنگ اور نور کی کرسیاں بچھائی جائیں گی پھر ایک آدمی کو اللہ تعالیٰ پر پیش ہونے کی اجازت دی جائے گی۔ اس کے سامنے نور کے پہاڑ ہوں گے۔ پس وہ ملائکہ کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ سنے گا اور اس کے ساتھ ان کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز بھی سنے گا۔ تو اہل جنت اپنی گردنیں پھیلائیں گے اور کہا جائے گا یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہے جس کا مجسمہ رب کریم کے دست قدرت سے بنایا گیا اور اسے اسماء کا علم عطا فرمایا گیا۔ اور پھر فرشتوں کو حکم دیا گیا تو انہوں نے اسے سجدہ کیا۔ اور یہ وہ ہے جس کے لیے جنت مباح کی گئی یعنی حضرت آدم علیہ السلام۔ تحقیق انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک دوسرے آدمی کو اجازت دی جائے گی۔ اس کے سامنے بھی پہاڑوں کی مثل نور ہوگا۔ وہ بھی ملائکہ کی تسبیحات سنے گا اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے پروں کی آواز بھی سنے گا۔ تو اہل جنت اپنی گردنیں بلند کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا یہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا ہے اور جس پر آگ کو ٹھنڈا اور سلامتی والا بنایا گیا۔ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ تحقیق انہیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک اور آدمی کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے گی تو اس کے سامنے بھی پہاڑوں کی مثل نور ہوگا۔ تو وہ فرشتوں کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ اور ان کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنے گا اور اہل جنت اپنی گردنیں لمبی کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لیے چن لیا۔ جسے سرگوشی کے لیے قریب کیا اور شرف ہمکلامی سے سرفراز فرمایا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام، تحقیق آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پھر ایک اور آدمی کو اجازت دی جائے گی۔ اس کے ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام کی سواریاں ہوں گی۔ اس کے سامنے پہاڑوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 203، دار احیاء التراث العربی بیروت

کی مثل نور ہوگا۔ وہ ملائکہ کی تسبیحات کی بھنبھناہٹ اور اس کے پروں کی آواز کو سنے گا۔ اور اہل جنت اپنی گردنیں بلند کریں گے اور کہا جائے گا: یہ کون ہے جسے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے؟ تو بتایا جائے گا: یہ وہ ہیں جو سب سے پہلے شفاعت کریں گے اور جن کی سب سے پہلے شفاعت قبول کی جائے گی، سب سے زیادہ لوگوں کو ساتھ لانے والے ہیں۔ اولاد آدم کے سردار ہیں اور وہ ہیں جن کے مزار اقدس سے زمین سب سے پہلے شق ہوگی۔ اور آپ صاحب لواء الحمد ہیں۔ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کی اجازت دی گئی ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام نور کے منبروں پر تشریف فرما ہوں گے۔ صدیقین نور کے پلنگوں پر ہوں گے اور شہداء نور کی کرسیوں پر تشریف رکھیں گے۔ اور بقیہ تمام کے تمام لوگ مسک کے سبز و سفید ٹیلوں پر بیٹھیں گے۔ پھر حجابوں کے پیچھے سے رب کریم انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! خوش آمدید! میرے بندو! میری ملاقات کو آنے والو، میرے پڑوسیو اور میری جماعت! اے میرے ملائکہ! میرے بندوں کے لیے اٹھو اور انہیں کھانا کھلاؤ۔ پس وہ پرندے کا گوشت ان کے قریب لائیں گے۔ گویا کہ یہ وہ نصیب اور بخت ہے جس کے نہ بال ہیں اور نہ کوئی ہڈی۔ تو وہ اسے کھائیں گے۔ پھر رب کریم حجاب کے پیچھے سے ندا دے گا۔ مرحبا! اے میرے بندو! میری زیارت کو آنے والو! میرے پڑوسیو اور میری جماعت! کھا چکے ہو۔ اب انہیں خوب پلاؤ۔ چنانچہ غلمان ان کی طرف اٹھیں گے جو انتہائی قیمتی موتیوں کی طرح ہوں گے۔ ان کے پاس سونے اور چاندی کے برتن ہوں گے جن میں انتہائی لذیذ مختلف قسم کے مشروب ہوں گے اور ان کا آخر پہلے کی طرح لذیذ ہوگا۔ لَّا يُصَدَّعُونَ عَنۡهَا وَلَا يُنۡزِفُونَ ﴿۱۹﴾ (الواقعہ) (نہ سر درد محسوس کریں گے اس سے اور نہ مدہوش ہوں گے) پھر اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ حجاب کے پیچھے سے انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! میرے بندو! میری زیارت کو آنے والو! میرے پڑوسیو! اور میری جماعت! کھا چکے ہو اور پی چکے ہو۔ اب پھل کے ساتھ ان کی تواضع کرو۔ پھر بڑی بڑی پلیٹیں ان کے قریب کی جائیں گی۔ جو کہ یاقوت اور مرجان سے مزین اور آراستہ ہوں گی۔ اور ان میں ایسی پختہ تازہ کھجوریں ہوں گی جنہیں اللہ تعالیٰ نے دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں بنایا ہے۔ چنانچہ وہ انہیں کھائیں گے۔ پھر حجاب کے پیچھے سے رب کریم انہیں ندا دے گا۔ مرحبا! میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو اور میری جماعت! کھانے کھا چکے، مشروبات پی چکے اور پھل بھی کھا چکے۔ اب انہیں لباس پہناؤ۔ چنانچہ ان کے لیے جنت کے پھل ایسے حلوں کے ساتھ کھولے جائیں گے جنہیں نور رحمٰن کے ساتھ صیقل کیا گیا ہوگا۔ پس وہ انہیں پہن لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ عزوجل حجابوں کے پیچھے سے آواز دے گا، مرحبا! میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو! اور میرے وفد! کھا چکے، پی چکے، پھل بھی کھا چکے اور لباس بھی پہن چکے۔ اب انہیں خوشبو لگاؤ پس ان پر ایک تیز ہوا چلے گی جسے مثیرہ کہا جائے گا۔ اور اس میں سبز اور سفید مسک کے برتن ہوں گے۔ اور وہ ہوا اسے ان کے چہروں پر بغیر کسی غبار اور سیاہی کے پھونک دے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں حجاب کے پیچھے سے ندا دے گا۔ مرحبا! اے میرے بندو! میرے ملاقاتیو! میرے پڑوسیو! اور میرے وفد! کھا چکے، پی چکے، پھل کے ساتھ تواضع کر چکے، لباس پہن چکے اور خوشبو لگا چکے۔ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ضرور بضرور ان کے لیے ظہور فرماؤں گا تاکہ وہ مجھے دیکھ لیں پس یہی اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کی انتہا ہے اور مزید فضل ہے۔ پھر رب کریم اپنا دیدار

کرانے کے لیے ان پر ظہور فرمائے گا۔ پھر فرمائے گا: السلام علیکم عبادی انظر والی۔ میرے بندو! تمام پر سلام ہو میری طرف دیکھو۔ "فَقَدْ رَضِيتُ عَنْكُمْ" تحقیق میں تم سے راضی ہوں۔ سو جنت کے محلات، اور وہاں کے درخت چار بار پکار کر کہیں گے۔ سبحانک۔ تیری ذات پاک ہے۔ اور قوم سجدے میں گر پڑے گی۔ پھر رب کریم انہیں ندا دے گا: اے میرے بندو! اپنے سروں کو اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ دار العمل نہیں ہے اور نہ ہی دار نصب ہے۔ بلاشبہ یہ تو ثواب و جزا کا دار ہے۔ اور مجھے میری عزت کی قسم! میں نے اسے صرف تمہارے لیے ہی پیدا کیا ہے اور کوئی ایسی ساعت نہیں گزری جس میں تم نے دار دنیا میں میرا ذکر کیا ہو اور میں نے اپنے عرش کے اوپر تمہارا ذکر نہ کیا ہو۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حدیث بیان فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے جبریل امین نے بتایا۔ آدمی ایک حور کے پاس داخل ہوگا۔ تو وہ اس کا استقبال کرے گی، اس کے ساتھ معانقہ کرے گی اور اس سے مصافحہ کرے گی اور ایسے پوروں کے ساتھ اس کی خدمت بجالائے گی کہ اگر ان میں سے کوئی پورا ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آ جائے۔ اور اگر بالوں کا ایک مٹھا ظاہر ہو جائے تو وہ اپنی پاکیزہ خوشبو سے مشرق و مغرب کے مابین کو بھر دے۔ پس اسی اثناء میں کہ وہ اس کے ساتھ پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا اچانک اوپر کی جانب سے اس پر ایک نور چمکے گا۔ تو وہ یہ گمان کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ظہور فرمانے والا ہے۔ پھر ایک حور اسے پکار کر کہے گی: اے اللہ تعالیٰ کے دوست! کیا ہمارے لیے تجھ میں کوئی حصہ نہیں ہے؟ تو وہ کہے گا: اے آواز دینے والی! تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی: میں ان میں سے ہوں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ چنانچہ وہ اس کی طرف پھر جائے گا اور اس میں اتنا حسن و جمال اور کمال ہوگا جو پہلی کے پاس نہیں تھا۔ پس اسی اثناء میں کہ وہ اپنے پلنگ پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوگا کہ اچانک اوپر کی جانب سے ایک نور ظاہر ہوگا تو یہ ایک دوسری حور ہوگی جو اسے آواز دے گی: اے اللہ تعالیٰ کے ولی! کیا ہمارے لیے تیرے پاس کوئی باری نہیں ہے؟ تو وہ پوچھے گا: اے پکارنے والی! تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گی میں ان میں سے ہوں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۞ (السجدہ) (پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی یہ صلہ ہے ان (اعمال حسنہ) کا جو وہ کیا کرتے تھے) پس وہ مسلسل ایک بیوی سے دوسری بیوی کی طرف پھرتا، بدلتا رہے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فِيْهَا وَ لَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: اگر ادنیٰ اہل جنت کے پاس سارے کے سارے بارے اہل جنت بھی اتر پڑیں تو وہ ان تمام کو کھانے، پینے، بیٹھنے کی جگہوں اور خدام کے اعتبار سے کافی بلکہ ان کی حاجت و ضرورت سے زیادہ وسیع ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مزید یہ ہے کہ بادل اہل جنت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت

ساتھ ساتھ ہوگا اور کہے گا کون سی شے کی تم خواہش کرتے ہو کہ میں تمہارے لیے اس کی بارش برسا دوں؟ پس وہ جو شے بھی طلب کریں گے۔ وہ ان پر اس کی بارش کر دے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿۳۷﴾

"اور قریش مکہ سے پہلے ہم نے برباد کر دیا بہت سی قوموں کو جو شوکت وقوت میں ان سے کہیں زیادہ تھیں، پس وہ گھومتے رہے شہروں میں۔ کیا عذاب الٰہی سے انہیں کوئی پناہ گاہ ملی؟ بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لیے جو دل (بینا) رکھتا ہو یا (کلام الٰہی کو) کان لگا کر سنے متوجہ ہو کر"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ کا معنی ہے وہ شہروں میں رہنے کو ترجیح دیتے رہے۔ (1)

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے پوچھا فَنَقَّبُوْا کا کیا معنی ہے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: لغت یمن کے مطابق اس کا معنی ہربوا ہے۔ یعنی وہ شہروں میں گھومتے رہے۔ بھاگتے رہے۔ تو نافع نے کہا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عدی بن زید کا یہ قول نہیں سنا:

نَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ مِنْ حَذَرِ الْمَوْتِ وَجَالُوْا فِي الْاَرْضِ اَىَّ مجال

"وہ موت کے ڈر سے شہروں میں بھاگ کر گئے اور زمین میں جو بھی گھومنے کی جگہ ہے وہ گھومتے رہے"۔

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ کا معنی ہے وہ زمین میں سفر کرتے رہے، گھومتے رہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿﴾ کے تحت فرمایا کیا کوئی بھاگ کر پناہ لینے کی جگہ ہے جس کی جانب وہ موت سے بھاگ رہے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ؕ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن (شہروں میں) گھومتے پھرتے رہے اور انہوں نے یہ جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم انہیں پاکر رہنے والا ہے (یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کبھی راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے)۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ منافقین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا کرتے تھے پھر باہر نکلتے تھے۔ تو کہتے تھے ابھی آپ نے کیا کہا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 204، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 205

(وجہ یہ ہے کہ) اس کے پاس دل (بینا) نہیں ہے۔

امام بخاری نے الادب میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک عقل دل میں ہے، رحمت جگر میں ہے، مہربانی اور نرمی تلی میں ہے اور عظمت وہمت گردوں میں ہے۔(1)

امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ توفیق بہترین قائد ہے، حسن خلق بہترین ساتھی ہے، عقل بہترین صاحب ہے، ادب بہترین ترازو (میزان) ہے اور خود پسندی سے بڑھ کر کوئی وحشت نہیں۔(2)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے وہ اس کے بغیر اپنی طرف سے کوئی بات نہ کرے۔ وَهُوَ شَهِيْدٌ۝ فرمایا: اور دل کے ساتھ حاضر رہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ۝ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ سن رہا ہو اور اس کا دل حاضر ہو، اس کا دل کسی اور جگہ نہ ہو۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے: اہل کتاب میں سے وہ آدمی جس نے قرآن کو کان لگا کر سنا اور جو کچھ کتاب اللہ میں سے ہے اس کے سامنے ہے اس کی طرف خوب متوجہ ہو کر اسے سنا۔ تو وہ یقیناً النبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہوا پالے گا۔(4)

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا
مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۝۳۸ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ
طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ۝۳۹ وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ
السُّجُوْدِ۝۴۰ وَ اسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ۝۴۱ يَّوْمَ
يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ۝۴۲ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَ
نُمِيْتُ وَ اِلَيْنَا الْمَصِيْرُ۝۴۳ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ؕ ذٰلِكَ
حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيْرٌ۝۴۴ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ
بِجَبَّارٍ ۫ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ۝۴۵

"اور ہم نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ دنوں میں اور ہمیں تھکن نے چھوا

1۔ شعب الایمان، باب فی فصل العقل، جلد 4، صفحہ 161 (4662)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (4661)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 206، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً

تک نہیں۔ پس آپ صبر فرمایئے ان کی (دل دکھانے والی) باتوں پر اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے۔ اور رات کے وقت بھی اس کی پاکی بیان کیجئے اور نمازوں کے بعد بھی۔ اور کان کھول کر سنو اس دن کے بارے میں جب پکارنے والا قریب سے پکارے گا۔ جس دن سنیں گے سب لوگ ایک گرج دار آواز بالیقین۔ وہی دن (قبروں سے) نکلنے کا دن ہوگا۔ بے شک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہماری طرف ہی (سب نے) لوٹنا ہے۔ جس روز زمین پھٹ جائے گی ان کے اوپر سے جلدی سے نکل پڑیں گے۔ یہی حشر ہے، یہ ہمارے لیے بالکل آسان ہے۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہتے ہیں اور آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں۔ پس آپ نصیحت کرتے رہیے اس قرآن سے ہر اس شخص کو جو (میرے) عذاب سے ڈرتا ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں مخلوق کو پیدا فرمایا، اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ۔ اور ہفتہ کے دن آرام کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہودیوں نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے چھ دنوں میں مخلوق کو پیدا فرمایا۔ جمعہ کے دن تخلیق سے فارغ ہوا اور ہفتہ کے دن اس نے آرام فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جھٹلاتے ہوئے فرمایا وَّ مَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لُّغُوْبٍ کا معنی تھکاوٹ ہے۔ (2)

امام آدم بن ابی ایاس، فریابی، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لُّغُوْبٍ سے مراد تھکاوٹ ہے، یہودی کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو پیدا کرنے کے بعد تھک گیا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو مجلز سے ایسے آدمی کے بارے پوچھا جو بیٹھتا ہے اور اپنی ایک ٹانگ دوسری کے اوپر رکھ لیتا ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا: کوئی حرج نہیں۔ اسے صرف یہودیوں نے ناپسندیدہ اور مکروہ قرار دیا ہے۔ ان کا گمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ پھر ہفتہ کے دن آرام کیا اور وہ اسی حالت میں بیٹھ گیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

ارشاد باری تعالیٰ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ الآیہ کے بارے امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: طلوع آفتاب سے پہلے صبح کی نماز ہے اور غروب آفتاب سے قبل عصر کی نماز ہے۔

رہا ارشاد گرامی وَ مِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ۔ حضرت ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 208، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 207

قول بیان کیا ہے کہ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ سے مراد عشاء کی نماز ہے اور اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ سے مراد نوافل ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وَ مِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ سے مراد ساری رات ہے۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزاری۔ تو آپ ﷺ نے نماز فجر سے پہلے خفیف سی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ نماز نماز کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: اے ابن عباس! فجر کی نماز سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا ادبار النجوم (ستاروں کے بعد) ہے۔ اور مغرب کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ادبار السجود (نمازوں کے بعد) ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام مسدد نے مسند میں، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ (الطور:49) اور اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ کے بارے استفسار کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ادبار السجود مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں اور اِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ صبح سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دس رکعات نفل یاد کیے ہیں۔ ان میں سے چار کا ذکر کتاب اللہ میں ہے وَ مِنَ الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَ اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ فرمایا اس سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن منذر اور محمد بن نصر نے الصلاۃ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ اور اِدۡبَارَ النُّجُوۡمِ (الطور:49) سے مراد نماز فجر سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن نصر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابو تمیم جیشانی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ کے متعلق ارشاد فرمایا: کہ یہ مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر نے حضرت ابراہیم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز مغرب کے بعد کی دو رکعتوں کو اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ کہا جاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ سے مراد مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں (3) اور انہوں نے قتادہ، شعبی اور حسن سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے مغرب کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا: ان دونوں کا ذکر تو کتاب اللہ میں موجود ہے یعنی فَسَبِّحۡهُ وَ اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ۔(4)

امام بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن نصر اور ابن مردویہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ سے مراد نماز کے بعد تسبیح بیان کرنا ہے(5)۔ اور امام بخاری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 11-208، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 210
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 211
5۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 719، وزارت تعلیم اسلام آباد

کے الفاظ کا مفہوم یہ ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ تمام نمازوں کے بعد تسبیح بیان کیا کریں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ سے مراد صیحہ یعنی چیخ، سخت آواز ہے۔(1)

امام ابن عساکر اور واسطی رحمہما اللہ نے بیت المقدس میں بیان کیا ہے کہ یزید بن جابر نے وَ اسْتَمِعْ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ۝ کے تحت فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہوں گے اور صور پھونکیں گے اور کہیں گے اے بوسیدہ ہڈیو! پھٹے اور بکھرے ہوئے جسمو! اور کٹے ہوئے بالو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دے رہا ہے کہ فیصلہ کن حساب کے لیے جمع ہو جاؤ۔ ''يَا أَيَّتُهَا الْعِظَامُ النَّخِرَةُ وَالْجُلُوْدُ الْمُتَمَزِّقَةُ وَالْاَشْعَارُ الْمُتَقَطِّعَةُ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكِ اَنْ تَجْتَمِعِي لِفَصْلِ الْحِسَابِ''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر فرشتہ آواز دے گا اے بوسیدہ ہڈیو! اور اے کٹے ہوئے اعضائے بدن! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم ارشاد فرما رہا ہے کہ تم فصل قضاء کے لیے جمع ہو جاؤ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیت المقدس کی چٹان پر کھڑے ہو کر اور اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال کر فرشتہ آواز دے گا: اے لوگو! حساب کے لیے آ جاؤ۔(3)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور واسطی رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم بیان کرتے ہیں کہ فرشتہ بیت المقدس کی چٹان سے ندا دے گا اور یہ زمین کا وسط ہے اور ہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صخرہ بیت المقدس زمین کی نسبت اٹھارہ میل آسمان کے زیادہ قریب ہے۔(4)

امام واسطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ پکارنے والا بیت المقدس کی چٹان سے پکارے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ کے تحت حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صور پھونکنے کی آواز دور و نزدیک والے سب سنیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ۝ سے مراد وہ دن ہے جس دن وہ قبور سے دوبارہ زندہ ہو کر نکلیں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آسمان ان پر بارش برسائے گا یہاں تک کہ ان سے زمین پھٹ جائے گی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے پہلا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 212، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 213
4۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 212

میں ہوں جس سے زمین شق ہوگی۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا اور انہیں میرے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا الآیہ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کا معنی ہے آپ ان پر جبر نہ کیجئے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جبر کرنے کو ناپسند کیا ہے اور آپ کو اس سے منع فرمایا ہے اور اس میں آگے بیان فرمایا فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝۴۵۔(3)

امام حاکم نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا جو بہت گھبرایا ہوا اور پریشان حال تھا۔ تو آپ نے فرمایا: پرسکون ہو جایئے۔ اپنا معاملہ ہلکا کیجئے۔ بلاشبہ میں قریش کی اس عورت کا بیٹا ہوں جو اس بطحاء میں خشک گوشت کے ٹکڑے کھاتی تھی۔ پھر جریر نے یہ آیت تلاوت کی: وَ مَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ۔(4)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت کیا کرتے تھے۔ جنازوں کے ساتھ تشریف لے جاتے تھے۔ غلاموں کی دعوت قبول کرتے تھے۔ اور گدھے پر سواری کرتے تھے۔ غزوۂ خیبر اور یوم قریظہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار تھے۔ اس کی لگام کھجور کی چھال سے بنی ہوئی رسی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے کھجور کی چھال سے بنا ہوا پالان تھا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے ہمیں خوفزدہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی: فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ ۝۴۵۔(6)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 505 (3722)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 506 (3733)
5۔ ایضاً، (3734)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 215

اٰیاتها ۶۰ ﴿ سُوْرَۃُ الذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۵۱ ﴾ رکوعاتها ۳

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ ذاریات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابوالمتوکل ناجی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ظہر کی نماز میں قاف اور ذاریات کی قرأت کی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ﴿۱﴾ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۙ﴿۲﴾ فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۙ﴿۳﴾ فَالْمُقَسِّمٰتِ
اَمْرًا ۙ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّ اِنَّ الدِّيْنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ
الْحُبُكِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّكُمْ لَفِيْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾ يُّؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ؕ﴿۹﴾ قُتِلَ
الْخَرّٰصُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۙ﴿۱۱﴾ يَسْـَٔلُوْنَ اَيَّانَ يَوْمُ
الدِّيْنِ ؕ﴿۱۲﴾ يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ﴿۱۳﴾ ذُوْقُوْا فِتْنَتَكُمْ ؕ هٰذَا الَّذِيْ
كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۙ﴿۱۵﴾ اٰخِذِيْنَ مَاۤ
اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِيْنَ ؕ﴿۱۶﴾ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ
الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَ بِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَ فِيْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ
لِّلسَّآئِلِ وَ الْمَحْرُوْمِ ﴿۱۹﴾

”قسم ہے ان ہواؤں کی جو اڑ کر بکھیر نے والیاں ہیں۔ پھر ان بادلوں کی جو (بارش کا) بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ پھر کشتیوں کی جو آہستہ چلنے والیاں ہیں۔ پھر فرشتوں کی جو حکم (الٰہی) سے بانٹنے والے ہیں! بے شک جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ سچا ہے۔ اور یقیناً جزاء وسزا کا دن ضرور آئے گا۔ قسم ہے آسمان کی جس میں راستے ہیں۔ بے شک تم مختلف (بے ربط) باتوں میں پڑے ہو۔ منہ پھیرے ہے اس (قران) سے جس کا منہ ازل سے ہی پھیر دیا گیا ہے۔ ستیاناس ہو اٹکل پچو باتیں بنانے والوں کا۔ جو غفلت (کے نشہ) میں بے سدھ پڑے ہیں۔ وہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

پوچھتے ہیں روز جزا کب آئے گا۔ یہ اس دن ہوگا جب وہ آگ پر تپائے جائیں گے۔ اپنی سزا کا مزہ چکھو۔ یہی ہے وہ جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ البتہ اللہ سے ڈرنے والے (اس روز) باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ (بصد شکریہ) لے رہے ہوں گے جو ان کا رب انہیں بخشے گا۔ بے شک یہ لوگ اس سے پہلے بھی نیکوکار تھے۔ یہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے۔ اور سحری کے وقت (اپنی خطاؤں کی) بخشش طلب کرتے تھے۔ اور ان کے اموال میں حق تھا سائل کے لیے اور محروم کے لیے''۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، حارث بن ابی اسامہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی اسناد سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۝ سے مراد ہوائیں ہیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۝ سے مراد بادل ہیں۔ فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا۝ سے مراد کشتیاں ہیں۔ اور فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۝ سے مراد ملائکہ ہیں۔ (1)

امام بزار، دارقطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صبیغ تمیمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی: مجھے ان آیات کی تفسیر بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۝ یہ ہوائیں ہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے عرض کی فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۝ کا مفہوم بتایئے، تو آپ نے فرمایا اس سے مراد بادل ہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کہتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے عرض کی: مجھے فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا۝ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا اس سے مراد کشتیاں ہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں یہ نہ کہتا۔ پھر اس نے کہا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا۝ کے بارے وضاحت فرمایئے۔ تو آپ نے فرمایا: ان سے مراد ملائکہ ہیں۔ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے نہ سنتا تو میں اس طرح نہ کہتا۔ پھر آپ نے اسے سو درے لگانے کا حکم دیا اور گھر میں رکھا۔ پھر جب وہ تندرست ہو گیا تو اسے بلایا اور اسے دوسری بار سو درے لگائے اور اسے اونٹ پر سوار کیا۔ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ بھیجا کہ لوگوں کو اس کے پاس بیٹھنے سے روک دو۔ پس وہ اسی طرح کرتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور شدید قسم کھا کر کہا: جو کچھ وہ پہلے پاتا تھا اس میں سے کوئی شے بھی اپنے دل میں نہیں پاتا۔ چنانچہ آپ نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب لکھ بھیجی۔ تو آپ نے جواباً لکھا کہ فراست و دانائی سے اس کا پتہ لگالو کہ اس نے سچ کہا ہے اور پھر لوگوں ساتھ اس کے ساتھ مجالست کی اجازت دے دو۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت صبیغ تمیمی رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۝، وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ (المرسلات) اور وَ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا۝ (النازعات) کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے اسے فرمایا: اپنا سر ننگا کر، تو آپ نے دیکھا اس کی دو مینڈھیاں ہیں، تو آپ نے فرمایا اگر میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 18-216، دار احیاء التراث العربی بیروت

تجھے پاتا کہ تو سر کا حلق (ٹنڈ) کرائے ہوئے ہے تو میں بالیقین تیری گردن مار دیتا۔ پھر آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ کوئی مسلمان اس کی مجلس اختیار نہ کرے اور نہ اس سے کلام کرے۔

امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا الذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا۝ ہوائیں ہیں۔ فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا۝ بادل ہیں۔ اور فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا۝ کشتیاں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ۝ کا مفہوم اس طرح بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔(1)

امام ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ وہ مغرب اور عشاء کے درمیان نماز (نوافل) پڑھتے رہتے ہیں۔ اس طرح یہ آیت بھی ہے۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ (السجدۃ:16)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لوگ عشاء کی نماز سے پہلے سوتے نہیں ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ نے فرمایا (یہ اس وقت تھا) جب کہ انہیں رات کو قیام کرنے کا حکم دیا۔ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ پس دو ماہ وہ اسی حکم پر برقرار رہے۔ پھر رخصت کا حکم نازل ہوا۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ (المزمل:20) (پڑھ لیا کرو اس سے جتنا تمہارے لیے آسان ہو)(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے لوگوں میں سے بہت کم لوگ تھے جو یہ عمل کرتے تھے جب کہ یہ وہاں تھے۔(4)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ متقین لوگ ہیں اور یہ عام لوگوں کی نسبت بہت قلیل ہیں۔(5)

امام ابن جریر اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ كَانُوْا قَلِیْلًا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ محسنین بہت کم ہیں۔ یہ دراصل محسنین کی تفصیل ہے اور اس کے بعد نیا کلام ہے۔ اور فرمایا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ۝ اس میں ہجوع سے مراد نیند ہے۔(6)

ابن ابی شیبہ اور ابن نصر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ لوگ ساری رات نہیں سوتے تھے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 233، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 230

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب كانوا قليلا من الليل ما يهجعون، جلد 2، صفحہ 47 (6300)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 232 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (08-6303)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 233 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (6306)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ لوگ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔ اور مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں: قلیل ہی کوئی رات ہے جس میں وہ مصیبت میں نہیں پڑتے تھے۔ اور محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں یہ لوگ عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے نہیں سوتے تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حسن کی سند سے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے یہ لوگ تھوڑا سوتے تھے پھر انہوں نے نیند کو سحری تک پھیلا لیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں تہجد پڑھنا میرے نزدیک اول حصے کی نسبت زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ میں يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ بمعنی یصلون ہے۔ یعنی یہ لوگ سحری کے وقت نماز (تہجد) پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن نصر، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم نماز پڑھو اور جب سحری کا وقت ہو تو استغفار کرو (اور بخشش طلب کرو)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ کی تفسیر میں فرمایا ہے: اور ان کے اموال میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق تھا جس کے سبب وہ صلہ رحمی کرتے یا مہمان کی مہمان نوازی کرتے یا جس کے سبب محروم کی معاونت کرتے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ان کے اموال میں زکوٰۃ کے سوا حق تھا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ لوگ اپنے مالوں میں زکوٰۃ کے سوا بھی حق دیکھتے تھے۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سائل اور محروم کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: سائل وہ ہے جو لوگوں سے سوال کرتا رہتا ہے اور محروم وہ ہے جس کے لیے مسلمانوں میں کوئی حصہ مقرر نہیں۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 47 (6301)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (6299)
3۔ ایضاً، باب من قال فی المال حق سوی الزکوۃ، جلد 2، صفحہ 411 (10524)
4۔ ایضاً (10523)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سریہ بھیجا۔ انہوں نے حملہ کیا اور مال غنیمت حاصل کیا۔ تو ان کے فارغ ہونے کے بعد ایک قوم آئی اور یہ آیت نازل ہوئی: وَفِيٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ⑲۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ محروم وہ پھوٹی قسمت والا انسان ہے جو دنیا کو طلب کرتا ہے اور وہ اس سے دور ہٹ جاتی ہے۔ اور وہ لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا، تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس کی مدد کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محروم کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: ایسا پھوٹی قسمت والا آدمی جس کی کمائی آسانی اور سہولت اس کے لیے مہیا نہ کرے (یعنی وہ تنگ دست ہی باقی رہے)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے محروم وہ پھوٹی قسمت والا انسان ہے جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو۔ (1)

ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: محروم وہ ہے جس کے لیے مال غنیمت میں کوئی شے نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یمامہ کا رہنے والا آدمی تھا۔ سیلاب آیا اور وہ اس کا مال بہا کر لے گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ کے اصحاب میں سے ایک آدمی نے کہا: یہ محروم ہے۔ پس تم اسے دو۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سائل وہ ہے جو ہاتھ پھیلا کر سوال کرتا ہے اور محروم وہ ہے جو اس طرح مانگنے سے باز رہتا ہے (بلکہ اسے غیر مستحسن سمجھتا ہے)۔ (2)

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ نے کہا: محروم وہ ہے جس کی قسمت اس کا ساتھ نہ دے۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ محروم وہ پھوٹی قسمت والا آدمی ہے جس کے لیے مال ثابت نہ ہو۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ محروم وہ ہے جس کا مال قضائے الٰہی میں نہیں بڑھتا۔

امام عبد بن حمید نے عامر سے بیان کیا ہے کہ محروم وہ ہے جس کی قسمت پھوٹی ہو۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۙ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ⑰ (الواقعہ) فرمایا: تمہارے پھل ضائع ہو گئے اور وہ اپنی زمین کی برکت سے محروم ہو گئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قزعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے وَفِيٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: ایک زکوٰۃ ہے اور اس کے سوا سب حقوق ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سائل وہ ہے جو اپنا ہاتھ پھیلا کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 237

سوال کرتا ہے اور محروم پھوٹی قسمت والا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے میں یہ جاننے کی کوشش کرتا رہا کہ محروم کون ہے اور اس نے مجھے تھکا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو البشر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے محروم کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے اس کے بارے کچھ بھی نہ کہا۔ پھر میں نے حضرت عطاء سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: محروم سے مراد محدود ہے اور ان کا خیال یہ ہے کہ محدود وہ ہوتا ہے جس کی قسمت پھوٹی ہو۔ (1)

امام ابن جریر، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہوتا جس کے پاس ایک، دو کھجوریں ہوں اور نہ ہی وہ ہوتا ہے جس کے پاس کھانے کے ایک، دو لقمے ہوں۔ تو لوگوں نے عرض کی: پھر مسکین کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ ہوتا ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے غنی کر دے اور نہ اس کا مکان معلوم ہو۔ سو اس پر صدقہ کیا جائے گا اور وہی محروم ہے۔ (2)

امام عسکری نے المواعظ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! قیامت کا دن فقراء کی نسبت اغنیا کے لیے باعث ہلاکت وافسوس ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! انہوں نے ہمارے ساتھ ہمارے ان حقوق میں زیادتی کی ہے جو ہمارے لیے ان پر فرض کیے گئے تھے۔ تو رب کریم ارشاد فرمائے گا: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے! میں ضرور بر ضرور تمہیں قریب کروں گا اور انہیں یقیناً دور ہٹا دوں گا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس آیت کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک مال میں زکوٰۃ کے سوا حق ہے۔ اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ ۚ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ ۙ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِي الرِّقَابِ ۚ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ (بقرہ: 177) واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

وَ فِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ۝٢٠ وَ فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝٢١ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ ۝٢٢ فَوَ رَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ۝٢٣ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝٢٤ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 237 (عن الزہری)

مُّنۡكَرُوۡنَ ﴿۲۵﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهۡلِهٖ فَجَآءَ بِعِجۡلٍ سَمِيۡنٍۙ ﴿۲۶﴾ فَقَرَّبَهٗۤ اِلَيۡهِمۡ
قَالَ اَلَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِيۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ ؕ وَبَشَّرُوۡهُ
بِغُلٰمٍ عَلِيۡمٍ ﴿۲۸﴾ فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُهٗ فِىۡ صَرَّةٍ فَصَكَّتۡ وَجۡهَهَا وَقَالَتۡ
عَجُوۡزٌ عَقِيۡمٌ ﴿۲۹﴾ قَالُوۡا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡحَكِيۡمُ
الۡعَلِيۡمُ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ اَيُّهَا الۡمُرۡسَلُوۡنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوۡۤا اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰى
قَوۡمٍ مُّجۡرِمِيۡنَۙ ﴿۳۲﴾ لِنُرۡسِلَ عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ طِيۡنٍۙ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً
عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿۳۴﴾ فَاَخۡرَجۡنَا مَنۡ كَانَ فِيۡهَا مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَۚ ﴿۳۵﴾
فَمَا وَجَدۡنَا فِيۡهَا غَيۡرَ بَيۡتٍ مِّنَ الۡمُسۡلِمِيۡنَۚ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكۡنَا فِيۡهَاۤ اٰيَةً لِّلَّذِيۡنَ
يَخَافُوۡنَ الۡعَذَابَ الۡاَلِيۡمَؕ ﴿۳۷﴾ وَفِىۡ مُوۡسٰٓى اِذۡ اَرۡسَلۡنٰهُ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ
بِسُلۡطٰنٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكۡنِهٖ وَقَالَ سٰحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذۡنٰهُ وَ
جُنُوۡدَهٗ فَنَبَذۡنٰهُمۡ فِى الۡيَمِّ وَهُوَ مُلِيۡمٌ ﴿۴۰﴾

”اور زمین میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اہل یقین کے لیے۔ اور تمہارے وجود میں بھی (نشانیاں ہیں) کیا تمہیں نظر نہیں آتیں۔ اور آسمان میں ہے تمہارا رزق اور وہ ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ پس قسم ہے آسمان اور زمین کے رب کی یہ حق ہے (بعینہ اسی طرح) جس طرح تم باتیں کر رہے ہو۔ (اے حبیب!) کیا پہنچی ہے آپ کو خبر ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی۔ جب وہ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو (دل ہی دل میں سوچا) بالکل انجان لوگ ہیں۔ پس چپکے سے اپنے اہل خانہ کی طرف گئے اور ایک (بھنا ہوا) موٹا تازہ بچھڑا لے آئے۔ لا کر ان کے قریب رکھ دیا۔ فرمایا کھاتے کیوں نہیں۔ پس دل ہی دل میں ان سے خوف کرنے لگے۔ وہ بولے ڈریئے نہیں۔ اور انہوں نے بشارت دی آپ کو ایک صاحب علم بیٹے کی۔ پس آئی آپ کی بیوی چیں بجیں ہو کر اور (فرط حیرت سے) طمانچہ دے مارا اپنے چہرے پر اور بولی (میں) بوڑھی (میں) بانجھ (کیا میرے) ہاں بچہ ہوگا!)۔ انہوں نے کہا ایسا ہی تیرے رب نے فرمایا ہے۔ بے شک وہی بڑا دانا، سب کچھ جاننے والا ہے۔ آپ نے پوچھا تمہارے آنے کا کیا مقصد ہے اے فرشتو! وہ بولے ہم بھیجے گئے ہیں ایک قوم کی طرف جو جرائم پیشہ ہے۔ تاکہ ہم برسائیں ان پر گارے کے

بنے ہوئے پتھر (کھنگر)۔ جن پرنشان لگے ہیں آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لیے۔ (نزول عذاب سے پہلے) ہم نے نکال لیا وہاں کے تمام ایمانداروں کو۔ پس نہ پایا ہم نے اس (ساری) بستی میں بجز ایک مسلم گھر کے۔ اور ہم نے باقی رہنے دی وہاں ایک نشانی ان لوگوں (کی عبرت پذیری) کے لیے جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور (داستان) موسیٰ میں بھی نشانی ہے جب ہم نے انہیں بھیجا فرعون کی طرف ایک روشن دلیل دے کر۔ پس اس نے روگردانی کی اپنی قوت کے بل بوتے پر اور کہنے لگا یہ شخص جادوگر ہے یا دیوانہ۔ تو ہم نے اس کو اس کے لشکر سمیت پکڑا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا اور وہ قابل ملامت بن گیا''۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ فِي الْاَرْضِ اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ۝ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے: زمین میں معتبر نشانیاں ہیں اس کے لیے جو ان کا اعتبار کرے۔ وَ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اور اس کی مخلوق میں بھی معتبر نشانیاں ہیں جب کوئی اس میں غور وفکر کرے۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۝ کی تفسیر میں فرمایا: جس کسی نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کی تو اس نے جان لیا کہ اس کے مفاصل (جوڑوں) کو عبادت کے لیے نرم وملائم کر دیا گیا ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَ فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۝ کے تحت انہوں نے فرمایا (کیا تمہیں اپنے وجود میں) چھوٹے اور بڑے پیشاب کا راستہ نظر نہیں آتا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے (کیا تمہیں وہ راستہ نظر نہیں آتا) جس میں تمہارا کھانا داخل ہوتا ہے اور جس سے خارج ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مساوی الاخلاق میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کیا تمہیں بول و براز کا راستہ نظر نہیں آتا۔

امام ابن نقور اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ۝ کے بارے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد بارش ہے۔ (3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بالیقین برف کو پہچانتا ہوں اور میں یہ رائے نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کے مذکورہ ارشاد میں برف مراد ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 239، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 139، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، فصل فی تفسیر القرآن، جلد 4، صفحہ 407 (7183)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابوالشیخ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ میں رزق سے مراد بارش ہے اور وَ مَا تُوْعَدُوْنَ۝ (اور وہ ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے) اس سے مراد جنت اور دوزخ ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت آسمان میں ہے اور خیر و شر میں سے ہر چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَوَ رَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ الآیہ کے تحت انہوں نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان اقوام کو قتل اور تباہ و برباد کرے جن کے لیے ان کے رب نے قسم کھائی پھر انہوں نے تصدیق نہ کی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے قول باری تعالیٰ فَوَ رَبِّ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ کے تحت فرمایا: یہ ہر اس شے کے بارے میں ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں فرمایا۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ۝ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کیا آپ کو اس خدمت کی خبر پہنچی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بذات خود اپنے معزز مہمانوں کی کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بچھڑے کے ساتھ ان کی مہمان نوازی کی۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عام مال بیل اور گائیں تھیں۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ بَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ۝ میں غلام سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ کا معنی ہے اور آپ کی بیوی چیختی چلاتی آئی۔ فَصَكَّتْ اور اپنے چہرے پر طمانچہ دے مارا۔(8)

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ فِيْ صَرَّةٍ کا معنی صیحۃ خوبصورتی ہے اور فَصَكَّتْ وَجْهَهَا کا معنی ہے کہ اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر دے مارا۔ اور کہا ہائے افسوس، ہائے ہلاکت۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 41-240، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 241 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، باب فی اکرام الضیف، جلد 7، صفحہ 102 (9636)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 243 6۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 243 7۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 244

8۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 45-244 9۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 245

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ۔ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ اور "عذاب یوم عقیم" کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ وہ ہوتی ہے جس کی اولاد نہ ہو اور الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ایسی ہوا ہے جس میں برکت اور منفعت نہ ہو اور نہ عمل لقاح (نر اور مادہ درختوں کے اجزاء کو آپس میں ملانے) کی صلاحیت رکھتی ہو۔ اور رہا عذاب یوم عقیم تو اس سے مراد وہ دن ہے جس کے لیے کوئی رات نہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فَمَا وَجَدْنَا فِیْهَا غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ کے ضمن میں فرمایا کہ الْمُسْلِمِیْنَ سے مراد حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تیرہ افراد تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَمَا وَجَدْنَا فِیْهَا غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس میں اس سے زیادہ ہوتے تو بالیقین اللہ تعالیٰ انہیں نجات عطا فرماتا۔ تاکہ وہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان محفوظ ہے۔ اس کا اپنے اہل پر کوئی حرج اور نقصان نہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَتَرَكْنَا فِیْهَاۤ اٰیَةً کے تحت انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس میں واضح اور ظاہر چٹانیں چھوڑ دیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ کا معنی ہے پس اس نے اپنی قوم کے ساتھ روگردانی کی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ معنی یہ ہے پس اس نے اپنی قوت اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ روگردانی کی۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَهُوَ مُلِیْمٌ کے تحت فرمایا اور وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں قابل ملامت بن گیا۔(4)

وَ فِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ وَ فِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۴۳﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿۴۶﴾ وَ السَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ وَّ اِنَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 7 3۔ ایضاً 4۔ جلد 27، صفحہ 8

لَمُوۡسِعُوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَ الۡاَرۡضَ فَرَشۡنٰہَا فَنِعۡمَ الۡمٰہِدُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿ۚ۵۰﴾ وَ لَا تَجۡعَلُوۡا مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیۡ لَکُمۡ مِّنۡہُ نَذِیۡرٌ مُّبِیۡنٌ ﴿ۚ۵۱﴾ کَذٰلِکَ مَاۤ اَتَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ ﴿ۚ۵۲﴾ اَتَوَاصَوۡا بِہٖ ۚ بَلۡ ہُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ﴿ۚ۵۳﴾

"اور (قصہ) عاد میں بھی نشان عبرت ہے جب ہم نے ان پر آندھی بھیجی جو خیر و برکت سے خالی تھی۔ نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر گزرتی مگر اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی۔ اور (واقعہ) ثمود میں بھی نشانی ہے جب انہیں کہہ دیا گیا کہ لطف اٹھا لو ایک وقت تک۔ پس انہوں نے سرکشی کی اپنے رب کے حکم سے تو پکڑ لیا انہیں ایک خوفناک کڑک نے درآنحالیکہ وہ دیکھ رہے تھے۔ پھر ان میں نہ اٹھنے کی صلاحیت رہی اور نہ وہ (ہم سے) انتقام لے سکے۔ اور قوم نوح کا اس سے پہلے (یہی حشر ہوا) بے شک وہ لوگ بھی (پرلے درجے کے) نافرمان تھے۔ اور ہم نے آسمان کو (قدرت کے) ہاتھوں سے بنایا اور ہم نے ہی اس کو وسیع کر دیا۔ اور زمین کا ہم نے فرش بچھا دیا پس ہم کتنے اچھے (فرش) بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے تاکہ تم غور و فکر کرو۔ پس دوڑو اللہ کی طرف (اور اس کی پناہ لے لو) بے شک میں تمہیں اس (کے غضب) سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود۔ بے شک میں تمہیں اس (کے غضب) سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اسی طرح نہیں آیا ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول مگر انہوں نے یہی کہا کہ یہ ساحر ہے یا دیوانہ۔ کیا پہلوں نے پچھلوں کو یہی وصیت کی تھی (نہیں) بلکہ یہ لوگ سرکش ہیں"۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ﴿۴۱﴾ کے بارے فرمایا: اس سے مراد وہ شدید ہوا اور آندھی ہے جو کسی قسم کا نفع نہیں دیتی (1)، حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ﴿۴۱﴾ وہ ہوا ہوتی ہے جو درختوں میں تلقیح کا عمل نہیں کرتی اور نہ ہی بادلوں کو چلاتی ہے۔ اور اِلَّا جَعَلَتۡہُ کَالرَّمِیۡمِ﴿۴۲﴾ کے تحت فرمایا کہ ہوا نے اسے ہلاک ہونے والی شے کی طرح کر دیا۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الرِّیۡحَ الۡعَقِیۡمَ﴿۴۱﴾ سے مراد ایسی ہوا ہے جس میں نہ برکت ہو نہ منفعت، نہ اس سے بارش ہوتی ہو اور نہ ہی اس کے سبب درختوں کی پیوند کاری ہو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 8، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ایک خاص قسم کی) ہوا دوسری زمین میں محبوس ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا تو خازن ریح (ہوا پر مقرر فرشتہ) کو حکم دیا کہ وہ ان پر ایسی ہوا بھیجے جو عاد کو ہلاک کردے۔ تو اس نے عرض کی: اے میرے رب! میں ان پر بیل کے نتھنے کی مقدار (سوراخ سے) ہوا بھیجوں گا۔ تو جبار مطلق نے اسے ارشاد فرمایا نہیں کیونکہ اس سے زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب ختم ہو جائے گا۔ البتہ انگوٹھی کی مقدار (سوراخ سے) ان پر ہوا بھیج دے۔ اور یہی وہ ہوا ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾۔

امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ سے مراد ریح نکباء (ٹیڑھی چلنے والی ہوا) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ سے مراد جنوب سے چلنے والی ہوا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ سے مراد ایسی ہوا جو کسی شے کی پیوند کاری کا فائدہ نہیں دیتی۔ اور كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ سے مراد ہلاک ہونے والی شے ہے۔(2)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ سے مراد وہ ہوا ہے جو کوئی شے نہیں اگاتی۔ اور اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾ کے بارے فرمایا: جس پر وہ ہوا گزرتی تھی تو اسے کھائے ہوئے بوسیدہ درخت کی طرح بنا دیتی۔(3)

امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ربیعہ کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے پاس عاد کے قاصد کا ذکر کیا اور ساتھ عرض کی کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں اس سے کہ میں عاد کے قاصد کی مثل ہو جاؤں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عاد کا قاصد کون تھا؟ تو میں نے عرض کی میں خبر رکھنے والے کے پاس حاضر ہوں۔ عاد جب قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے ایک سردار کو بھیجا جو بکر بن معاویہ کے پاس اترا۔ تو اس نے اسے شراب پلائی اور دو لونڈیاں اس کے پاس جھنجھناتی رہیں۔ پھر وہ مہرہ کے پہاڑوں کے ارادہ سے نکل پڑا اور کہا: اے اللہ! میں کسی مریض کے لیے تیرے پاس نہیں آیا کہ میں اس کا علاج کروں اور نہ میں کسی قیدی کے لیے آیا ہوں کہ میں اس کا فدیہ دوں۔ پس تو اپنے بندے کو سیراب کر (پلا) جو تو اسے پلا سکتا ہے اور اس کے ساتھ بکر بن معاویہ کو بھی سیراب کر۔ یہ اس کے لیے اس شراب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا جو شراب اس نے اسے پلائی تھی۔ تو اتنے میں اس کے لیے بادل نمودار ہوئے اور اسے کہا گیا: ان میں سے ایک کو پسند کر لے۔ چنانچہ اس نے ان میں سے سیاہ بادل کو اختیار کیا۔ تو اسے کہا گیا: اسے ہلاکت اور مدد کے لیے پکڑ لو۔ جو عاد میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا۔ اور آپ نے بیان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 9 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 10 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 10-9

فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے صرف انگوٹھی کے حلقے کی مقدار ان پر ہوا بھیجی۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَ فِیْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَیْهِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿۴۲﴾۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قول باری تعالیٰ وَ فِیْ ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِیْنٍ ﴿۴۳﴾ میں معین وقت سے مراد تین دن ہیں۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَعَتَوْا یعنی انہوں نے بہت زیادہ سرکشی کی۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَ هُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ تو اچانک ایک خوفناک کڑک نے انہیں پکڑ لیا درآنحالیکہ وہ دیکھ رہے تھے۔(2)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے بھی حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ کا معنی ہے پھر انہوں نے اٹھنے کی طاقت نہ رکھی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ کا معنی ہے کہ جب ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تو اس کے سبب پھر انہوں نے اٹھنے کی طاقت نہ رکھی۔ اور وَّ مَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ﴿۴۵﴾ کے بارے فرمایا: اور نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکار کرنے کی طاقت رکھی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَ السَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ میں اید کا معنی قوت ہے۔(4)

امام آدم بن ایاس اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْىدٍ کا معنی بقوۃ ہے۔ یعنی ہم نے آسمان کو قوت کے ساتھ بنایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَّ اِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ کی تفسیر میں فرمایا: ہم یقیناً اس کی مثل آسمان پیدا کر سکتے ہیں۔ اور فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ کا معنی ہے ہم کتنے اچھے (فرش) بچھانے والے ہیں۔ یعنی الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ بمعنی فارشون ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے وَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ کی تفسیر میں فرمایا (کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے بنائے) مثلاً کفر اور ایمان، شقاوت اور سعادت، ہدایت اور گمراہی، رات اور دن، آسمان اور زمین، جن اور انسان، خشکی اور تری، سورج اور چاند، صبح اور شام اور اسی طرح تمام چیزیں ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَتَوَاصَوْا بِهٖ کا معنی ہے کہ کیا ان میں سے پہلے لوگوں نے بعد میں آنے والوں کو جھٹلانے اور تکذیب کی وصیت کی تھی۔(6)

1۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 130 (3273)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 11 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 12
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 13 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 14

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۶۰﴾

"پس آپ ان سے رخ انور پھیر لیجئے آپ پر کوئی الزام نہیں۔ اور آپ سمجھاتے رہیے یقیناً سمجھانا اہل ایمان کے لیے فائدہ بخش ہے۔ اور نہیں پیدا فرمایا میں نے جن وانس کو مگر اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں۔ نہ طلب کرتا ہوں میں ان سے رزق اور نہ یہ طلب کرتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی (سب کو) روزی دینے والا، قوت والا (اور) زور والا ہے۔ پس ان ظالموں کے لیے عذاب کا ویسا ہی حصہ ہے جیسا ان کے ہم مشربوں کو حصہ ملا تھا پس یہ جلد بازی نہ کریں۔ پس تباہی ہے ان کے لیے جنہوں نے کفر کیا اس دن سے جس کا (ان سے) وعدہ کیا گیا ہے"۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان سے رخ انور پھیرنے کا حکم دیا۔ تاکہ وہ انہیں عذاب دے۔ اور آپ ﷺ کو معذور قرار دیا۔ پھر فرمایا: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ پس اس حکم نے پہلے کو منسوخ کر دیا۔

امام اسحاق بن راہویہ، احمد بن منیع اور ہیثم بن کلیب نے اپنی اسانید میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے المختارہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ تو ہم میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا مگر یہ کہ اس نے ہلاک ہونے کا یقین کر لیا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو ہم سے رخ زیبا پھیرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ تو ہمارے دل خوش ہو گئے اور سکون محسوس ہوا۔

امام ابن راہویہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾ کے بارے فرمایا کہ ہم پر اس سے بڑھ کر شدید اور اس سے بڑھ کر عظیم آیت نازل نہیں ہوئی۔ تو ہم نے کہا: یہ تو یقیناً ناراضگی اور نفرت کا اظہار ہے۔ یہاں تک کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ فرمایا: آپ انہیں قرآن کے بارے نصیحت کرتے رہیے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے بارے ہی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے

یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر انتہائی گراں گزری۔ اور وہ یہ خیال کرنے لگے کہ وحی منقطع ہو جائے گی اور عذاب آ جائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ آیت نازل فرمائی: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ۝۔(1)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَاۤ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ۝ پس آپ ان سے اعراض فرمالیجئے۔ پھر آپ سے کہا گیا: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ۝ اور آپ انہیں وعظ و نصیحت فرمایئے۔(2)

ابن منذر نے سلمان بن حبیب محاربی سے یہ قول نقل کیا ہے جو اپنے دل میں نصیحت کی طلب اور اس کے واقع ہونے کی جگہ پائے تو اسے جان لینا چاہیے کہ وہ مومن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَّ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ۝۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ انہیں چاہیے کہ وہ خوشی سے یا مجبوری سے عبودیت کا اقرار کریں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس پر میں نے جن و انس کو پیدا کیا ہے یعنی اپنی طاعت و معصیت اور شقاوت و سعادت میں سے جس پر میں نے انہیں پیدا کیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے وہ شقاوت و سعادت میں سے کسی پر پیدا نہیں کیے گئے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں انہیں رزق دیتا ہوں اور میں انہیں کھلاتا ہوں۔ میں نے انہیں پیدا نہیں کیا مگر اس لیے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ابن آدم! میری عبادت کے لیے فارغ ہو میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کا دروازہ بند کر دوں گا۔ ورنہ تو ایسے کام کرے گا جو تیرے سینے کو مشغول کر دیں گے۔ اور میں تیرے فقر کا دروازہ بند نہیں کروں گا۔(5)

امام طبرانی نے مسند الشامیین میں، حاکم نے تاریخ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے مسند الفردوس میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا اور جن و انس کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ پیدا میں کرتا ہوں اور وہ عبادت میرے سوا غیروں کی کرتے ہیں۔ اور رزق میں دیتا ہوں اور وہ شکر میرے سوا دوسروں کا ادا کرتے ہیں۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 16-15 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 17

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 16 5۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 358، دار صادر بیروت

6۔ شعب الایمان، باب فی تعدید نعم اللہ، جلد 4، صفحہ 134 (4563)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن حبان، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ آیت یوں پڑھائی۔ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ متین کا معنی شدید (یعنی سخت زور والا) ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ذَنُوْبًا کا معنی دلوا یعنی (حصہ) ہے۔ (2)

امام فریابی اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَنُوْبًا مِّثْلَ ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ کے بارے انہوں نے فرمایا: ان ظالموں کے لیے بھی ویسا ہی عذاب کا حصہ ہے جیسا ان کے ساتھیوں کے لیے عذاب کا حصہ تھا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مساوی الاخلاق، میں حضرت طلحہ بن عمرو رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان ظالموں کے لیے بھی ان کے ساتھیوں کے عذاب کی مثل ہی عذاب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

تمت بالخیر

وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد وعلی آله واصحابه اجمعین

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 255 (2919)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

ایاتہا ۴۹ سورۃ الطور مکیۃ ۵۲ رکوعاتہا ۲

ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ طور مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام مالک، احمد، بخاری اور مسلم رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے مغرب کی نماز میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔(1)

امام بخاری اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے طواف کر لے۔ پس میں نے طواف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کی ایک طرف نماز پڑھنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں وَ الطُّوْرِ ﴿۱﴾ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ کی قرأت کی۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الطُّوْرِ ﴿۱﴾ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿۳﴾ وَّ الْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ﴿۴﴾ وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ﴿۵﴾ وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ﴿۶﴾

"قسم ہے (کوہ) طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے کھلے ورق پر۔ اور قسم ہے بیت معمور کی اور بلند چھت کی اور سمندر کی جو لبالب بھرا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الطُّوْرِ ﴿۱﴾ ایک پہاڑ ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "طور جنت کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ طور سریانی زبان میں پہاڑ کو کہتے ہیں۔ اور كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ سے مراد صحف ہیں۔ اور فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿۳﴾ سے مراد صحیفہ ہے۔(4)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 151 (463)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 720، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 508 (3741)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22-21، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ کِتٰبٍ سے مراد ذکر ہے اور مَّسْطُوْرٍ سے مراد لکھا ہوا ہے۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری نے خلق افعال العباد میں، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وَ الطُّوْرِۙ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ کا معنی ہے قسم ہے طور کی اور کتاب کی جو لکھی گئی ہے۔ اور فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ کے متعلق فرمایا اس سے مراد وہی کتاب ہے۔(1)

آدم بن ابی ایاس، امام بخاری نے خلق افعال العباد میں، ابن جریر اور بیہقی نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ کا معنی ہے اور ان صحف کی جو لکھے ہوئے ہیں۔ اور فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ کا معنی ہے صحف میں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فِیْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ کا معنی ہے (جو لکھی گئی ہے) کتاب میں۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیت المعمور ساتویں آسمان میں ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور دوبارہ قیامت قائم ہونے تک وہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(2)

امام ابن منذر، عقیلی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: آسمان میں ایک بیت ہے جسے معمور کہا جاتا ہے۔ وہ بالکل کعبہ معظمہ کے سامنے اور بالمقابل ہے۔ چوتھے آسمان میں ایک نہر ہے جسے حیوان کہا جاتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہر روز اس میں داخل ہوتے ہیں اور اس میں خوب غوطہ زنی کرتے ہیں اور پھر باہر نکل آتے ہیں اور اپنے پروں کو خوب جھاڑتے ہیں۔ اور اس سے ستر ہزار قطرے گرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرما دیتا ہے۔ پھر انہیں بیت المعمور میں آنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ اس میں عبادت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور کرتے ہی رہتے ہیں۔ پھر اس سے باہر نکل آتے ہیں۔ پس وہ دوبارہ اس کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں جا سکیں گے۔ پھر ان میں سے ایک کو ان پر والی اور حکمران مقرر کر دیا جاتا ہے اور اسے حکم دیا جاتا ہے کہ وہ انہیں آسمان میں ٹھہرنے کی جگہ ٹھہرائے۔ وہ اس میں قیام قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے رہیں گے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان میں بیت المعمور ہے جسے ضراح کہا جاتا ہے۔ وہ بیت الحرام کی طرح ہے اور بالکل اس کے سامنے اور بالمقابل ہے۔ اگر وہ نیچے گرے، تو سیدھا بیت اللہ شریف پر گرے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر دوبارہ کبھی ان کی باری نہیں آئے گی۔ آسمان میں اس کی حرمت واحترام اتنا ہی ہے جتنا مکہ مکرمہ کی حرمت واحترام ہے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت کریب مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت مرسل ذکر کی ہے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 24
3۔ مصنف عبدالرزاق، باب الخطیئۃ فی الحرم، جلد 5، صفحہ 21، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت خالد بن عرعرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا بیت المعمور کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ آسمان میں ایک بیت (کمرہ) ہے جسے ضراح کہا جاتا ہے۔ اور وہ مکہ مکرمہ سے اوپر کی جانب بالکل اس کے بالمقابل ہے۔ آسمان میں اس کی حرمت اسی طرح ہے جیسے زمین میں بیت اللہ کی حرمت ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور وہ دوبارہ اس کی طرف کبھی لوٹ کر نہیں آسکیں گے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن جریر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت ابوطفیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیت المعمور کے بارے سوال کیا، کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: وہ ضراح نامی ایک بیت ہے جو سات آسمانوں سے اوپر اور عرش کے نیچے ہے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ پھر وہ یوم قیامت تک اس کی طرف دوبارہ نہیں آسکیں گے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۝ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ عرش کے سامنے ایک بیت ہے۔ ملائکہ اسے آباد کرتے ہیں۔ اور ستر ہزار فرشتے ہر روز اس میں نماز پڑھتے ہیں۔ پھر دوبارہ ان کی باری نہیں آئے گی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے فرمایا: وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۝ جنت سے اتارا گیا اور یہ مکہ مکرمہ میں آباد ہو رہا تھا۔ پھر جب سیلاب آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اوپر اٹھا لیا۔ اب وہ چھٹے آسمان میں ہے۔ ہر روز ابلیس کے قبیلے سے ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں۔ پھر کبھی ایک دن بھی کوئی ایک اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۝ کعبہ معظمہ کے بالمقابل ہے۔ اگر اس میں سے کوئی شے گرے تو وہ سیدھی کعبہ پر گرے۔ اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ اور حرم اس کے حرم کے بالمقابل ہے جو کہ عرش تک ہے۔ اور آسمان میں قدم رکھنے کی بھی جگہ نہیں ہے مگر اس پر کوئی فرشتہ سجدہ کر رہا ہے یا قیام کر رہا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان میں ایک بیت ہے۔ اسے ضراح کہا جاتا ہے۔ وہ بیت اللہ شریف کے بالکل بالمقابل اوپر ہے۔ آسمان میں اس کی حرمت اسی طرح ہے جیسے زمین میں بیت اللہ کی حرمت ہے۔ ہر رات ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔ وہ اس ایک رات کے سوا کبھی اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 22، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الخطبۃ فی الحرم، جلد 5، صفحہ 21، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 23

4۔ شعب الایمان، باب فی المناسک، جلد 3، صفحہ 439 (3997)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کا ارادہ کیا۔ تو بنوشیبہ نے انہیں کہا کہ رات کے وقت اس میں کوئی داخل نہیں ہوسکتا۔ البتہ دن کے وقت ہم آپ کے لیے اسے خالی کرادیں گے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے تو ام المومنین نے آپ ﷺ سے یہ شکایت کی کہ انہوں نے آپ کو بیت اللہ شریف میں داخل ہونے سے روک دیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کسی کے لیے رات کے وقت بیت اللہ شریف میں داخل ہونے کی اجازت نہیں۔ کیونکہ یہ کعبہ اس بیت المعمور کے بالمقابل ہے جو آسمان میں ہے۔ اس بیت المعمور میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر قیامت کے دن تک اس طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ اگر اس سے کوئی پتھر گرے تو وہ سیدھا کعبہ معظمہ کی چھت پر آگرے۔

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیت المعمور کے بارے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بیت المعمور کیا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں۔ جب وہ اس سے نکل جاتے ہیں تو پھر آخر تک جو کچھ ان پر لازم ہے وہ اس (ذمہ داری) سے اس کی طرف لوٹ کر نہیں آتے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک فرشتہ مجھے ساتویں آسمان کی بلندی تک لے گیا تو میں ایک عمارت کے پاس رک گیا اور فرشتے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو اس نے بتایا: یہ ایک عمارت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے بنایا ہے۔ ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں اور وہ دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔(2)

امام ابن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: **وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ** سے مراد آسمان ہے۔(3)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ **وَ السَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ** سے مراد عرش ہے اور **وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ** سے مراد وہ بلند پانی ہے جو عرش کے نیچے ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: **السَّقْفِ** سے مراد آسمان ہے۔(4)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ **وَ الْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ** کی تفسیر میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد عرش کے نیچے آسمان میں ایک سمندر ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 23، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 24
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 26

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الْمَسْجُوْرِ۝ سے مراد محبوس (روکا ہوا) ہے۔(2)

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الْمَسْجُوْرِ۝ سے مراد مرسل (چھوڑا ہوا سمندر) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہود میں سے ایک آدمی سے کہا: جہنم کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا یہی سمندر۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسے سچ خیال کرتا ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیتیں پڑھیں وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۝۔ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ۝ (التکویر:6) (اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے)(3)

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث والنشور میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے فلاں سے بڑھ کر کسی یہودی کو سچ بولنے والا نہیں دیکھا۔ کیونکہ اس کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی آگ یہی سمندر ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ سورج چاند اور ستاروں کو اکٹھا کردے گا۔ پھر اس پر دبور (پچھوائی ہوا) بھیجے گا اور وہ اسے بھڑکا دے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۝ سے مراد بھڑکا ہوا سمندر ہے۔(4)

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۝ کی تفسیر میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سمندر بھڑکنے لگے گا اور پھر وہی جہنم بن جائے گا۔

ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۝ سے مراد لبالب بھرا ہوا سمندر ہے۔(5)

امام شیرازی نے الالقاب میں اصمعی کی سند سے ابو عمرو بن علاء سے اور وہ ذی الرمہ رحہم اللہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ۝ سے مراد خالی سمندر ہے۔ ایک جماعت پانی پینے کے لیے نکلی تو اس نے حوض کو فارغ اور خالی دیکھا۔ تو کہا: الحوض مسجور۔

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝٧ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۝٨ يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۝٩ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝١٠ فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝١١ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۝١٢ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝١٣ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝١٤ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۝١٥

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 26
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 25
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْۤا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَعِيْمٍ ﴿۱۷﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَ وَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۱۸﴾

"یقیناً آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ جس روز آسمان بری طرح تھرتھرا رہا ہو گا۔ اور پہاڑ (اپنی جگہ چھوڑ کر) تیزی سے چلنے لگیں گے۔ پس بربادی ہو گی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ جو محض تفریح طبع کے لیے فضول باتوں میں لگے رہتے ہیں۔ اس روز انہیں دھکے دے کر آتش جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (انہیں کہا جائے گا) یہی وہ آگ ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ کیا یہ (آگ) جادو (کا کرشمہ) ہے یا تمہیں یہ نظر ہی نہیں آ رہی۔ اس میں (تشریف لے) چلو اب چاہے صبر کرو یا نہ کرو۔ دونوں برابر ہیں تمہارے لیے تمہیں اسی کا بدلہ دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے۔ بے شک پرہیزگار (اس روز) باغوں میں اور نعمتوں میں ہوں گے۔ شادو مسرور ان نعمتوں پر جو انہیں ان کے رب نے دی ہوں گی۔ اور بچا لیا انہیں ان کے رب نے دوزخ کے عذاب سے"۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد اور امام احمد رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں غزوۂ بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مدینہ طیبہ میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ٹھہر گیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ مغرب کی نماز ادا فرما رہے تھے۔ تو میں نے آپ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ تو یہ سنتے ہی میرا دل مضطرب اور پریشان ہو گیا۔

امام ابو عبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ تو آپ کی سانس پھول گئی اور اس کے سبب بیس دن تک یہ کیفیت بار بار بنتی رہی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت مالک بن مغول رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ پڑھا: وَ الطُّوْرِ ﴿۱﴾ وَ كِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ﴿۳﴾ فرمایا: یہ قسم ہے اس قول تک اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ پس آپ رونے لگے، مزید روئے یہاں تک کہ اس درد کی وجہ سے بار بار روئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہاں قسم واقع ہوئی ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: يَّوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ﴿۹﴾ میں تَمُوْرُ بمعنی تحرك ہے۔ یعنی جس روز آسمان حرکت کر رہا ہو گا اور کانپ رہا ہو گا۔ اور يَوْمَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

یُدَعُّوْنَ میں یُدَعُّوْنَ بمعنی یدفعون ہے یعنی اس روز انہیں دھکیلا جائے گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ بمعنی تدور دورا ہے یعنی جس روز آسمان سخت گھومنے لگے گا۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَوْمَ یُدَعُّوْنَ اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: انہیں گردنوں سے پکڑ کر دھکیلا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائیں گے۔(3)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں آتش جہنم کی طرف سختی سے دھکیلا جائے گا۔

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَ زَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِیْنٍ ﴿۲۰﴾ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ مَاۤ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ كُلُّ امْرِئٍۭ بِمَا كَسَبَ رَهِیْنٌ ﴿۲۱﴾ وَ اَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ لَحْمٍ مِّمَّا یَشْتَهُوْنَ ﴿۲۲﴾

" (حکم ملے گا) کھاؤ پیو خوب مزے لے لے کر ان (نیکیوں) کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بچھے ہوئے پلنگوں پر اور ہم انہیں بیاہ دیں گے گوری گوری آہو چشموں سے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ، ہم ملا دیں گے ان کے ساتھ ان کی اولاد کو اور ہم کمی نہیں کریں گے ان کے عملوں (کی جزا) میں ذرہ بھر۔ ہر شخص اپنے اپنے اعمال میں اسیر ہوگا۔ اور ہم مسلسل دیتے رہیں گے انہیں (ایسے) میوے اور گوشت جو وہ پسند کریں گے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے بارے اللہ تعالیٰ کے ارشاد كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔۢا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس میں هَنِیْٓـًٔۢا کا مفہوم ہے: تم اس میں نہیں مرو گے۔ پس اس وقت اہل جنت کہیں گے۔ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ (الصفافات) (جنتی کہیں گے) کیا اب تو ہمیں مرنا نہیں ہوگا بجز اپنی پہلی موت کے اور نہ ہمیں (اب) عذاب دیا جائے گا)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کیا اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے بلاشبہ وہ تیز رفتار اونٹنیوں پر ایک دوسرے کی ملاقات کریں گے۔ ان سواریوں پر ریشم کے کپڑے پڑے ہوں گے۔ اوپر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 29-27، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 28 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 29

والے نیچے والوں کی ملاقات کے لیے آئیں گے۔ لیکن نیچے والے اوپر والوں کی ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ فرمایا یہ ان کے درجات ہیں۔ فرمایا: بے شک وہ اپنی کہنیاں تکیوں پر رکھے ٹیک لگا کر بیٹھیں گے اور کھانے پینے لگیں گے اور خوب آسودہ حال رہیں گے اور اس میں جام شراب باری باری ایک دوسرے کو دیتے جائیں گے۔ لیکن اس میں نہ کوئی لغو بات کہیں گے اور نہ کوئی گناہ کا عمل کریں گے، نہ اس سے انہیں دردسر ہوگا اور نہ ہی وہ بدمست ہوں گے۔ ستر خریف تک وہ اسی حال پر رہیں گے۔ ان میں سے کوئی بھی اپنی کہنی اپنے تکیے سے نہیں اٹھائے گا۔ پھر سائل نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ نکاح بھی کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے! پیچھے ہٹ جاؤ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اشارہ بھی کیا۔ لیکن دونوں جانب سے منی کا اخراج نہیں ہوگا۔ نہ وہاں پر وہ رینٹ صاف کریں گے اور نہ ہی پاخانہ کریں گے۔ ان کے بدن سے خارج ہونے والا پسینہ کستوری کے دانوں کی طرح ہوگا۔ ان کی انگیٹھیوں میں اگر کی لکڑی ہوگی۔ ان کی کنگھیاں سونے اور چاندی کی ہوں گی اور ان کے برتن بھی سونے اور چاندی کے ہوں گے۔ وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔ ان کے دل (باہم پیار اور محبت کے سبب) ایک آدمی کے دل کی طرح ہوں گے۔ نہ ان میں کوئی کینہ ہوگا اور نہ ہی ایک دوسرے سے بغض رکھیں گے۔ اور وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کریں گے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کی اولاد کو بھی جنت میں اس کے ساتھ بلند درجہ پر فائز فرمادیگا۔ اگرچہ عمل میں وہ اس سے کم ہوں گے۔ تاکہ ان کے سبب بندۂ مومن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں (اور اسے راحت وسکون حاصل ہو) پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ الآیہ۔ (1)

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کو بھی اس کے درجہ میں بلند فرمادے گا۔ اگرچہ عمل میں وہ اس سے کم ہوگی۔ تاکہ ان کے سبب ان کی آنکھوں کو تراوت اور ٹھنڈک نصیب ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ۔ فرمایا جو کچھ (بلند مراتب) ہم نے اولاد کو عطا فرمایا ہے، اس کے عوض والدین کے اعمال کی جزاء میں ذرہ بھر کمی نہیں کریں گے۔

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدمی جنت میں داخل ہوگا تو اپنے والدین، اپنی ذریت اور اپنے بچوں کے بارے دریافت کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: بے شک وہ تیرے درجے اور تیرے عمل کو نہیں پہنچ سکے۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! تحقیق میں نے اپنے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت

اوران کے لیے عمل کیے تھے۔ چنانچہ انہیں اس کے ساتھ درجہ میں ملانے کا حکم دے دیا جائے گا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا کہ ذُرِّيَّتُهُمْ سے مراد بندۂ مومن کی وہ اولاد ہے جو دین اسلام پر رہتے ہوئے موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ اگر چہ ان کے آباء واجداد کے درجات ان کے درجات سے بلند ہوں گے لیکن وہ اپنے آباء سے جا ملیں گے۔ اور اس کے عوض جو اعمال ان کے آباء نے کیے ان میں کسی قسم کی کمی نہیں ہوگی۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد المسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک مومنین اوران کی اولاد سب جنت میں ہوں گے اور مشرکین اوران کی اولاد سب جہنم میں ہوں گے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ہناد اور ابن منذر نے اسی آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آباء کو اسی کی مثل عطا کیا جائے گا جو بیٹوں کو عطا کیا جائیگا۔ اور بیٹوں (اولاد) کو اسی کی مثل عطا کیا جائے گا جو کچھ آباء واجداد کو دیا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ بندۂ مومن کے لیے اس کی اولاد کو اسی طرح جمع فرمادیگا جیسا کہ وہ دنیا میں پسند کرتا تھا کہ انہیں ان کے لیے جمع کیا جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ کا یہ معنی بیان کیا ہے ہم ان کے اعمال (کی جزا) میں ذرہ بھر کمی نہیں کریں گے۔ (1)

فریابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے ان کے عمل میں سے کسی شے کی کمی نہیں کی۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ ہم ان کے ساتھ کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں کریں گے۔ (2)

يَتَنَازَعُوْنَ فِيْهَا كَاْسًا لَّا لَغْوٌ فِيْهَا وَ لَا تَاْثِيْمٌ ﴿۲۳﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَاَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۲۴﴾ وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالُوْۤا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْۤ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ﴿۲۶﴾ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ ﴿۲۷﴾ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ ﴿۲۸﴾ۧ فَذَكِّرْ فَمَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ لَا مَجْنُوْنٍ ﴿۲۹﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 35، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 36

''وہ چھینا جھپٹی کریں گے وہاں جام شراب پر (لیکن) اس میں نہ کوئی لغویت ہوگی اور نہ گناہ۔ اور (خدمت بجا لانے کے لیے) چکر لگاتے ہوں گے ان کے گرد ان کے غلام (اپنے حسن کے باعث) یوں معلوم ہوں گے گویا وہ چھپے موتی ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے۔ کہیں گے ہم بھی اس سے پہلے اپنے اہل خانہ میں (اپنے انجام کے بارے میں) سہمے رہتے تھے۔ سو بڑا احسان فرمایا ہے اللہ نے ہم پر اور بچالیا ہے ہمیں گرم لو کے عذاب سے۔ بے شک ہم پہلے بھی (دنیا میں) اس سے دعا کیا کرتے تھے۔ یقیناً وہ بہت احسان کرنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ پس آپ سمجھاتے رہیے۔ آپ اپنے رب کی مہربانی سے نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون''۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا کے ضمن میں فرمایا کہ آدمی، اس کی بیوی اور اس کے خدام آپس میں چھینا جھپٹی کریں گے کہ وہ آدمی جام شراب اپنے خادم اور اپنی زوجہ سے لینے کی کوشش کرے گا اور خدام وہی جام اس سے اور اس کی بیوی سے چھیننے کی کوشش کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لَّا لَغْوٌ فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ۝ کا معنی ہے کہ اس میں نہ کوئی باطل شے ہوگی اور نہ گناہ۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے لَّا لَغْوٌ فِيهَا نہ وہ اس میں گالی گلوچ دیں گے وَلَا تَأْثِيمٌ۝ اور نہ وہ اس میں ہلاک ہوں گے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ۝ کی تفسیر میں ابن جریج نے کہا: یعنی ایسے موتی جنہیں ابھی تک ہاتھوں نے مس نہ کیا ہو۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ۝ کے بارے فرمایا کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ خدام موتیوں کی مثل ہیں تو مخدوم کی کیفیت کیا ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مخدوم کو تو خادم پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے چودھویں رات کے بدر منیر کو تمام ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔ یہ ابن جریر کے الفاظ ہیں۔ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم یہ ہے: ان دونوں کے مابین ایسی فضیلت ہے جیسے چودھویں رات کے ماہ تمام کو ستاروں پر فضیلت حاصل ہے۔(2)

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے رب کے نزدیک میں تمام اولاد آدم سے زیادہ معزز و محترم ہوں۔ اور میں یہ فخر سے نہیں کہتا۔ اور ہزار خدام مجھ پر چکر لگائیں گے كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ۝ (گویا کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں)(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 37، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 38
3۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب ماجاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 10، صفحہ 64(3619)، دار الفکر بیروت

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو وہ بھائیوں کے انتہائی مشتاق ہوں گے۔ پس اس کا پلنگ آئے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پلنگ کے بالکل سامنے آجائیگا۔ وہ دونوں آپس میں باتیں کرنے لگیں گے۔ یہ بھی تکیہ لگالے گا اور وہ بھی تکیہ لگائے ہوئے ہوگا۔ اور وہ دونوں اس طرح گفتگو کرنے لگیں گے جیسے وہ دنیا میں کرتے تھے۔ تو ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے کہے گا اے فلاں! کیا تو جانتا ہے کون سے دن اللہ تعالیٰ نے ہماری مغفرت فرمائی۔ جس دن ہم فلاں فلاں مقام پر تھے اور ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ہماری مغفرت فرمادی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ۝ کا مفہوم حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ بے شک ہم بھی اس سے پہلے دنیا میں اپنے اہل خانہ میں (اپنے انجام کے بارے) سہمے رہتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے یہ بیان کیا ہے: عَذَابَ السَّمُوْمِ۝ سے مراد آگ کا بھڑکنا اور جلنا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ عذاب سموم سے ایک پورے کی مثل اہل زمین پر کھول دے۔ تو وہ زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کو جلا کر راکھ کر دے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی: فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ وَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ۝ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ۝ تو آپ نے دعا مانگی: اے اللہ! ہم پر احسان فرما اور ہمیں گرم لو کے عذاب سے بچالے۔ بے شک تو بہت احسان کرنے والا اور ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور یہ آپ نے نماز میں کہا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد نے الزہد میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت اسماء رحمہا اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور اس پر واقع ہوئیں۔ تو پھر پناہ طلب کرنے لگیں اور دعا مانگنے لگیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ الْبَرُّ کا معنی لطیف ہے (بہت زیادہ مہربان)۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَرُّ کا معنی صادق (بہت زیادہ سچ بولنے والا) ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ۝ قُلْ تَرَبَّصُوْا فَاِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُتَرَبِّصِيْنَ۝ؕ اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ۝ اَمْ يَقُوْلُوْنَ تَقَوَّلَهٗ ۚ بَلْ لَّا يُؤْمِنُوْنَ۝ فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت

مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿٣٤﴾ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ
الْخٰلِقُوْنَ ﴿٣٥﴾ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَمْ
عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ اَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ
يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ فَلْيَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾ اَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَ
لَكُمُ الْبَنُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٠﴾ اَمْ
عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤١﴾ اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۗ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا
هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمْ لَهُمْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ ۗ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٣﴾
وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ
حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ
كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤٦﴾

''کیا یہ (نابکار) کہتے ہیں کہ آپ شاعر ہیں (اور) ہم انتظار کر رہے ہیں ان کے متعلق گردش زمانہ کا۔ فرمایئے (ہاں ضرور) انتظار کرو پس میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں سے ہوں۔ کیا حکم دیتی ہیں ان کی عقلیں ان (مہمل) باتوں کا یا یہ لوگ ہی سرکش ہیں۔ کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے خود ہی (قرآن) گھڑ لیا ہے۔ درحقیقت یہ بے ایمان ہیں۔ پس (گھڑ کر) لے آئیں وہ بھی اس جیسی کوئی (روح پرور) بات اگر وہ سچے ہیں۔ کیا وہ پیدا ہو گئے بغیر کسی (خالق) کے یا وہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ کیا انہوں نے پیدا کیا ہے آسمانوں اور زمین کو؟ (ہرگز نہیں) بلکہ وہ یقین سے محروم ہیں۔ کیا ان کے قبضہ میں ہیں آپ کے رب کے خزانے یا انہوں نے ہر چیز پر تسلط جما لیا ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے (جس پر چڑھ کر) وہ (خفیہ باتیں) سن لیا کرتے ہیں (اگر ایسا ہے) تو لے آئے ان میں سے سننے والا روشن دلیل۔ (ظالمو!) کیا اللہ کے لیے نری بیٹیاں اور تمہارے لیے نرے بیٹے۔ (اے حبیب!) کیا آپ ان سے کوئی اجرت مانگتے ہیں پس وہ چٹی کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں۔ کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے پس وہ لکھتے جاتے ہیں۔ کیا وہ (رسول خدا سے) کوئی فریب کرنا چاہتے ہیں تو وہ کافر خود ہی اپنے فریب کا شکار ہو جائیں گے۔ کیا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کے سوا۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو وہ کرتے ہیں۔ اور اگر وہ دیکھ لیں آسمان کے کسی ٹکڑے کو گرتا ہوا تو یہ (احمق) کہیں

گے یہ تو بادل ہے تہہ در تہہ۔ پس انہیں (یونہی) چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ اپنے اس دن کو پالیں جس میں وہ غش کھا کر گر پڑیں گے۔ جس روز ان کی فریب کاری ان کے کسی کام نہ آئے گی اور نہ ان کی مدد کی جائے گی"۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش جب حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں دار الندوہ میں جمع ہوئے تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا تم اسے بیڑیوں میں قید کر دو۔ پھر اس کی موت کا انتظار کرو۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ جیسا کہ اس سے پہلے شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ ہلاک ہوئے۔ کیونکہ یہ بھی انہیں میں سے ایک ہے۔ تو ان کے اس قول کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَمْ یَقُوْلُوْنَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهٖ رَیْبَ الْمَنُوْنِ۔ (1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَیْبَ الْمَنُوْنِ سے مراد موت ہے۔ (2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سورۂ طور میں ایک مقام کے سوا ریب کا معنی شک ہے اور وہاں رَیْبَ الْمَنُوْنِ کا معنی حوادث الامور (گردش زمانہ، حوادثات زمانہ) ہے۔ جیسا کہ شاعر نے کہا:

تَرَبَّصَ بِهَا رَیْبُ الْمَنُوْنِ لَعَلَّهَا　　تُطَلَّقُ یَوْمًا اَوْ یَمُوْتُ حَلِیْلُهَا

"حوادثات زمانہ نے اس کے لیے انتظار کیا کہ شاید اسے کسی دن طلاق ہو جائے یا پھر اس کا خاوند فوت ہو جائے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ رَیْبَ الْمَنُوْنِ سے مراد حوادث الدھر ہیں۔ اور اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ کے بارے فرمایا: بلکہ یہ لوگ ہی سرکش ہیں۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اَحْلَامُهُمْ کا معنی عقول ہیں۔

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ فَلْیَاْتُوْا بِحَدِیْثٍ مِّثْلِهٖ پس وہ بھی لے آئیں قرآن کی مثل کوئی بات۔ اور فَلْیَاْتِ مُسْتَمِعُهُمْ (پس لے آئے ان کا سننے والا ساتھی) اور ارشاد گرامی اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ کے بارے فرماتے ہیں: کیا آپ نے ان لوگوں سے اسلام لانے پر کسی اجر کا مطالبہ کیا ہے کہ اس چٹی نے انہیں اسلام لانے سے روک دیا ہو۔ اور اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَیْبُ کے بارے فرمایا۔ الْغَیْبُ سے مراد قرآن ہے (یعنی یا ان کے پاس قرآن کا علم ہے)

امام بخاری اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو نماز مغرب میں سورۂ طور پڑھتے ہوئے سنا۔ پس جب آپ اس آیت پر پہنچے: اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ الآیات تو میرا دل اڑنے کے قریب ہو گیا۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 39　3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 41، 39
4۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 720، وزارت تعلیم اسلام آباد

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اَلْمُصَيْطِرُوْنَ۞ بمعنی مسلطون (یعنی یا انہوں نے تسلط جمالیا ہو) کہا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُوْنَ۞ یعنی اَمْ هُمُ الْمُنْزِلُوْنَ (یا وہ خود ہی اترنے والے ہیں)(2) واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ اِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۞ وَ اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْیُنِنَا وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ۞ وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ۞

''اور بے شک ظالموں کے لیے (ایک) عذاب (دنیا میں) اس سے پہلے بھی ہے لیکن ان میں سے اکثر (اس سے) بے خبر ہیں۔ اور آپ صبر فرمایئے اپنے رب کے حکم سے پس آپ بلاشبہ ہماری نظروں میں ہیں اور پاکی بیان کیجئے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے جب کہ آپ اٹھتے ہیں۔ اور رات کے کسی حصہ میں بھی اس کی تسبیح کیجئے اور اس وقت بھی جب ستارے ڈوب رہے ہوتے ہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ سے مراد قیامت کے دن سے پہلے عذاب قبر ہے۔(3)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت زاذان رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک عذاب قبر (کا ذکر) قرآن کریم میں موجود ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اس کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اس عذاب سے مراد قریش کے لیے دنیا میں بھوک اور قحط ہے۔(5)

رہا ارشاد گرامی وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِیْنَ تَقُوْمُ۞ تو اس کے بارے امام فریابی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مجلس سے اٹھتے وقت حمد بیان کرتے ہوئے اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے۔

ابن ابی شیبہ نے ابو الاحوص سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آپ اٹھیں تو کہیں سبحان اللہ وبحمدہ۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت ابو عثمان الفقیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ تعلیم دی کہ جب آپ کسی مجلس سے کھڑے ہوں تو یہ کہا کریں ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ''(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 42 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 46 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

6۔ مصنف عبد الرزاق، باب کفارة المجالس، جلد 10، صفحہ 84(19965)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کسی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں کہتے "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" تو کسی آدمی نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ اب آپ یہ کلمات کہتے ہیں جو کہ آپ اس سے پہلے نہیں کہا کرتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس (لغزش وغیرہ) کا کفارہ ہے جو مجلس میں ہوجاتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زیاد بن حصین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ابوالعالیہ کے پاس گیا۔ تو جب میں نے ان کے پاس سے نکلنے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلمات نہ عطا کروں جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی رحمت ﷺ کو سکھائے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ تو انہوں نے فرمایا: جب آپ ﷺ اپنی مجلس سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں یہ کلمات کہتے تھے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" تو عرض کی گئی یارسول اللہ! ﷺ یہ کلمات کیا ہیں جو آپ ادا فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں اور یہ مجلس میں جو کچھ ہوجاتا ہے اس کا کفارہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مجلس کا کفارہ یہ کلمات ہیں: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، اور ابن منذر نے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾ کے بارے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے (اور آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے پاکی بیان کیجئے) یعنی جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو یہ کلمات کہا کریں: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ"(2)

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو یہ کلمات کہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی مکرم ﷺ کو فرمارہا ہے۔ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۴۸﴾۔

ابن مردویہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے جب کہ آپ اپنے بستر سے اٹھتے ہیں یہاں تک کہ آپ نماز میں داخل ہوجائیں۔ واللہ اعلم۔

رہا یہ ارشاد گرامی وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ تو اس کے بارے امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ سے مراد فجر کی دو رکعتیں ہیں۔

ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ قول بیان کیا ہے کہ اِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿۴۹﴾ سے مراد صبح کی نماز ہے۔(3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء والتکبیر، جلد 1، صفحہ 721 (1971)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 47، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 49

اٰیاتہا ۶۲ ۔ سُوْرَۃُ النَّجْمِ مَکِّیَّۃٌ ۵۳ ۔ رکوعاتہا ۳

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ نجم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سجدے والی سورتوں میں سے سب سے پہلے سورۂ وَالنَّجْمِ نازل ہوئی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا اور ایک آدمی کے سوا تمام لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ اس نے مٹی کی ایک مشت اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا۔ تو اس کے بعد میں نے اسے دیکھا کہ وہ حالت کفر میں ہی مارا گیا۔ وہ امیہ بن خلف تھا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ پہلی سورت جس کو رسول اللہ ﷺ نے پڑھتے ہوئے ظاہر فرمایا وہ سورۂ والنجم ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ النجم میں سجدہ کیا اور جن وانس اور درختوں میں سے جو حاضر تھے سب نے سجدہ کیا۔

ابن ابی شیبہ نے ابو العالیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ النجم میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا۔ سوائے قریش کے دو آدمیوں کے کہ انہوں نے اس سے شہرت کا ارادہ کیا۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس وَالنَّجْمِ کا ذکر کیا گیا۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سورت کے (نزول کے) ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ، مشرکین اور جن وانس تمام نے سجدہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ والنجم پڑھی اور اس میں مسلمانوں، مشرکین اور جن وانس سب نے سجدہ کیا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے، انہوں نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، اور سورۂ والنجم پڑھی اور ہمارے ساتھ سجدہ کیا اور آپ ﷺ نے سجدہ کو خوب لمبا کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سورۂ والنجم پڑھی۔ جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 721، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 369، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 370
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 369

سورج کو گرہن لگنے کے سبب صلوٰۃ کسوف کی دو رکعتیں پڑھائیں اور ان میں سے ایک میں سورہ والنجم پڑھی۔(1)

طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس سورہ والنجم پڑھی اور آپ ﷺ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں سورہ والنجم میں سجدہ کیا کرتے تھے۔ لیکن جب آپ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما ہوئے تو پھر آپ ﷺ نے اس میں سجدہ نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ منتقل ہوئے تو آپ نے مفصل سورتوں میں سے کسی میں بھی سجدہ نہیں کیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گیارہ سجدے کیے، ان میں سے ایک سورۃ النجم کا سجدہ بھی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۙ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ﴿٢﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۗ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾

"قسم ہے اس (تابندہ) ستارے کی جب وہ نیچے اترا۔ تمہارا (زندگی بھر کا) ساتھی نہ راہ حق سے بھٹکا اور نہ بہکا۔ اور وہ تو بولتا ہی نہیں اپنی خواہش سے۔ نہیں ہے یہ مگر وحی جو ان کی طرف کی جاتی ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس سے مراد ثریا ہے جب کہ وہ غائب ہو جائے۔ ایک روایت کے الفاظ میں ہے ثریا جب کہ وہ فجر کے ساتھ ساقط ہو جائے۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ ثریا جب کہ وہ واقع ہو۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ لٹک جائے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ بلند ہو جائے۔(4)

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: قسم ہے ثریا کی جب کہ وہ غائب ہو جائے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: قسم ہے قرآن کی جب کہ وہ نازل ہوا۔(6)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 219، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ سنن ابوداؤد، جلد 5، صفحہ 311، مکتبۃ الرشد الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 50، داراحیاء التراث العربی بیروت　4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 248 (3022)، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 50

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ عتبہ بن ابی لہب نے کہا: بے شک میں نے نجم کے رب کیساتھ کفر کیا۔ معمر نے کہا ابن طاؤس نے اپنے باپ سے مجھے یہ خبر دی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر اپنا کتا مسلط کر دے؟ پس ابولہب کا بیٹا لوگوں کے ساتھ ایک سفر پر نکلا۔ یہاں تک کہ انہوں نے کچھ سفر طے کیا تھا کہ انہوں نے شیر کی آواز سنی۔ تو اس نے کہا: وہ صرف میرے ارادے سے ہی آرہا ہے۔ پس اس کے ساتھی اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور انہوں نے اسے اپنے درمیان میں لے لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ سو گئے شیر آیا اور اس نے اسے سر کی کھوپڑی سے پکڑ لیا۔(1)

امام ابوالفرج رحمہ اللہ اصبہانی نے کتاب الاغانی میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ نازل ہوئی تو عتبہ بن ابی لہب نے حضور نبی مکرم ﷺ سے کہا: بے شک میں نے روشن ستارے کے رب سے کفر کیا جب (وہ ستارہ) نیچے اترا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں یہ التجا کی: ''اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا بھیج دے'' راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ پس وہ ایک قافلے کے ساتھ شام کی طرف نکلا۔ ان میں ہبار بن اسود بھی تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ وادی غاضرہ میں پہنچے اور اس وادی میں طرح طرح کے درندے تھے۔ تو رات کے وقت وہ وہاں ٹھہر گئے اور ایک صف میں انہوں نے بستر لگا لیے۔ تو عتبہ نے کہا کیا تم یہ ارادہ رکھتے ہو کہ تم رکاوٹ بنا لو؟ (یعنی حفاظت کا انتظام کر لو) قسم بخدا! میں تو تمہارے درمیان میں رات گزاروں گا۔ پس درندے کے سوا مجھے کوئی نیند سے نہیں جگائے گا۔ سو وہ ان میں سے ایک ایک آدمی کو سونگھتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ جب وہ اس تک پہنچا تو اس نے اپنی کچلیاں (نوکیلے دانت) اس کی کنپٹی میں پیوست کر دیں۔

امام ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ہبار بن اسود رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابولہب اور اس کا بیٹا عتبہ دونوں شام کی طرف جانے کے لیے تیار ہوئے اور میں بھی ان دونوں کے ساتھ تیار ہو گیا۔ تو ابولہب کے بیٹے نے کہا: قسم بخدا! میں ضرور محمد (ﷺ) کی طرف جاؤں گا اور انہیں ان کے رب کے بارے میں اذیت دوں گا۔ پس وہ چل پڑا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس آ پہنچا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) وہ اس کے ساتھ کفر کرتا ہے دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے اس طرح بددعا فرمائی: ''اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا بھیج دے''۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ تو ابولہب کے بیٹے عتبہ نے کہا: میں نے ستارے کے رب کے ساتھ کفر کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرمائے۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 51، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 162، عالم الکتب

3۔ ایضاً، صفحہ 163

امام ابونعیم نے ابوالضحیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابولہب کے بیٹے نے کہا: وہ اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے یہ کہا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب وہ اس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط کر دے گا۔ جب یہ خبر اس کے باپ تک پہنچی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو یہ نصیحت کی کہ جب تم کسی جگہ اترو اور قیام کرو تو اسے اپنے درمیان میں رکھنا۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حتیٰ کہ ایک رات اللہ تعالیٰ نے ایک درندہ اس کی طرف بھیجا اور اس نے اسے مار ڈالا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی قسم کھائی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نہ راہ حق سے بھٹکے اور نہ بہکے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى کا یہ معنی بیان کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے نجوم قرآن کی قسم کھائی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نہ راہ حق سے بھٹکے اور نہ بہکے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى کے بارے فرمایا: وہ اپنی خواہش سے بولتا نہیں ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی فرماتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ تک وحی پہنچاتا ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالحمراء اور حبۃ العرنی رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دروازوں کو بند کرنے کا حکم فرمایا جو مسجد میں تھے اور یہ حکم ان پر شاق گزرا۔ حبہ نے بیان کیا: بے شک میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک سرخ چادر لیے ہوئے ہیں اور ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں اور وہ یہ کہہ رہے ہیں: تم نے اپنے چچا، ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کو نکال دیا ہے اور اپنے چچا کے بیٹے کو سکونت دی ہے؟ تو اس دن کسی آدمی نے کہا: وہ اپنے چچا کے بیٹے کو اٹھانے میں بھی دیر نہیں کریں گے۔ فرمایا: پس رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا کہ یہ حکم ان پر شاق گزرا ہے۔ تو آپ نے بلایا نماز تیار ہے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ سے پہلے کبھی ایسا فصیح و بلیغ خطبہ نہیں سنا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید اور وحدانیت کا ذکر فرمایا۔ جب آپ اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے لوگو! میں نے نہ کسی دروازے کو بند کیا ہے اور نہ میں نے اسے کھولا ہے اور نہ میں تمہیں نکالتا ہوں اور نہ میں اسے سکونت دیتا ہوں۔ ”يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَا اَنَا سَدَدْتُهَا وَلَا اَنَا فَتَحْتُهَا وَلَا اَنَا اَخْرَجْتُكُمْ وَاَسْكَنْتُهُ“ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔

امام احمد، طبرانی اور الضیاء رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی کی شفاعت کے ساتھ جو کہ نبی نہیں ہے دو قبیلوں یعنی ربیعہ و مضر یا دو میں سے ایک کی مثل جنت میں داخل ہوں گے۔ سو کسی آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ربیعہ مضر سے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں کہہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 164، عالم الکتب
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت

رہا ہوں جو میں کہہ رہا ہوں۔ (1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو میں نے تمہیں خبر دی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور وہ ایسی خبر ہے جس میں کوئی شک نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ تو آپ کے اصحاب میں سے بعض نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ بے شک آپ تو ہمارے ساتھ خوش طبعی اور مزاح فرماتے رہتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا " بلاشبہ میں حق کے سوا کچھ بھی نہیں کیا کرتا" عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: "لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا" "قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ: فَاِنَّكَ تُدَاعِبُنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا" (2)

امام دارمی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے یہ قول بیان کیا ہے: حضرت جبرئیل امین علیہ السلام سنت لے کر اس طرح نازل ہوتے ہیں جس طرح قرآن لے کر نازل ہوتے تھے۔ "كَانَ جِبْرَئِیْلُ یَنْزِلُ بِالسُّنَّةِ كَمَا یَنْزِلُ بِالْقُرْآنِ"۔ (3)

عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰی ﴿۶﴾ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ﴿۹﴾ فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ﴿۱۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی ﴿۱۵﴾ اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی ﴿۱۷﴾ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ﴿۱۸﴾

"انہیں سکھایا ہے زبردست قوتوں والے نے۔ بڑے دانا نے۔ پھر اس نے (بلندیوں کا) قصد کیا۔ اور وہ سب سے اونچے کنارہ پر تھا۔ پھر وہ قریب ہوا، اور قریب ہوا۔ یہاں تک کہ صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس وحی کی اللہ نے اپنے (محبوب) بندے کی طرف جو وحی کی۔ نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا (چشم مصطفیٰ) نے۔ کیا تم جھگڑتے ہو ان سے اس پر جو انہوں نے دیکھا۔ اور انہوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔ اس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے۔ جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ نہ درماندہ ہوئی چشم (مصطفیٰ) اور نہ (حد ادب سے) آگے بڑھی۔ یقیناً انہوں نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں"۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 693 (18544)، دارالفکر بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 340، دار صادر بیروت
3۔ سنن دارمی، جلد 2، صفحہ 317 (3357)، دارالمحاسن القاہرہ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ربیع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝ سے مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝ سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اور ذُوْ مِرَّةٍ کے بارے فرمایا: جو طویل الخلقت اور حسین ہو۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ۝ ذُوْ مِرَّةٍ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: انہیں سکھایا صاحب قوت و طاقت جبرائیل علیہ السلام نے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذُوْ مِرَّةٍ کا معنی ہے صاحب خلق حسین۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے ذُوْ مِرَّةٍ کے بارے پوچھا تو آپ نے جواب دیا اس کا معنی ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر کے بارے میں زبردست قوت و طاقت والا ہو۔ تو انہوں نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کا قول نہیں سنا:

فِدًى اَقَرَّبِهٖ اِذْ ضَافَنِیْ وَهُنَا قُرٰی ذِیْ مِرَّةٍ حَازِمٍ

"اس نے فدیہ دینے کا اقرار کیا جب وہ میرے ہاں مہمان بنا۔ اور یہ تو طاقت ور، محتاط اور مستقل مزاج (سردار) کی بستیاں ہیں"۔

امام احمد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو اپنی اصلی صورت میں دوبار کے سوا نہیں دیکھا۔ ایک بار تو وہ ہے جب آپ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ آپ اسے اصلی صورت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اپنی اصل صورت دکھائی اور اس نے سارے افق کو بھر لیا۔ اور دوسری بار وہ ہے جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو وہ آپ کے ساتھ تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ۝ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰی ۝ فرمایا جبرئیل علیہ السلام پیدا کیے گئے۔(5)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو اصل صورت میں دیکھا کہ اس کے چھ سو پر ہیں اور ہر پر افق کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور اس کے پروں سے رنگ برنگے زیورات، موتی اور یاقوت گرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کے بارے حقیقی علم رکھتا ہے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 52، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 53-52 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 53
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 52 5۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 225 (10547)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 72-371، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو سدرۃ المنتہی کے پاس دیکھا، اس کے چھ سو پر ہیں اور اس کے پروں سے مختلف رنگوں کے زیورات، موتی اور یاقوت جھڑتے ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ۝ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ افق اعلیٰ سے مراد مطلع شمس (سورج کے طلوع ہونے کا محل) ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن نے کہا افق اعلیٰ افق مشرق پر ہے۔ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ یعنی جبرائیل علیہ السلام فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ فرمایا: دو قوسوں کی مقدار اَوْ اَدْنٰى ۝ فرمایا: جہاں قوس کی تانت ہوتی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ جبرئیل کے اتنا قریب ہوا۔(2)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا۔ تو ان کے چھ سو پر تھے۔ ''رَاَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جِبْرَئِیْلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ''(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ، حاکم اور آپ نے کہا یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان پر سبز رفرف (باریک ریشم) کے دو حلے ہیں۔ تحقیق اس نے زمین وآسمان کے مابین ساری جگہ کو بھرا ہوا ہے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پہلی شان یہ ہے کہ آپ ﷺ نے خواب کی حالت میں حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو انتہائی خوبصورت اور طویل گردن کے ساتھ دیکھا۔ پھر آپ ﷺ اپنی کسی حاجت کے تحت باہر نکلے۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے انتہائی زوردار آواز میں پکارا اے محمد، اے محمد! ﷺ تو آپ ﷺ نے دائیں بائیں دیکھا۔ لیکن آپ نے کوئی شے نہ دیکھی۔ تین بار ایسا ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی نگاہ اٹھائی۔ تو وہ افق آسمان پر اپنی ایک ٹانگ موڑ کر دوسری پر رکھے ہوئے تھے۔ اور اس نے کہا: اے محمد! ﷺ جبرائیل جبرائیل (یعنی میں جبرائیل ہوں میں جبرائیل ہوں) وہ آپ ﷺ کو اطمینان اور سکون دینے لگا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ بھاگ کر لوگوں میں داخل ہو گئے۔ سو آپ نے کوئی شے نہ دیکھی۔ پھر آپ ﷺ لوگوں سے نکلے اور پھر دیکھا۔ تو اسے دیکھ لیا۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 55-54
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 274 (4756)، دار الفکر بیروت
4۔ سنن ترمذی، جلد 15، صفحہ 367 (3277)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى ۚ وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ ۭ فَاسْتَوٰى ۙ وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۭ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے قریب ہوئے۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ اور جبرئیل علیہ السلام اپنے رب کے بندے کی طرف اتنا قریب ہوئے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ محمد ﷺ ہیں جو اپنے رب کے قریب ہوئے اور پھر اور زیادہ قریب ہوا۔ ''هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَنَا فَتَدَلّٰى اِلٰى رَبِّهٖ عَزَّ وَ جَلَّ'' (2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ ثُمَّ دَنَا پھر وہ اپنے رب کے قریب ہوا۔ فَتَدَلّٰى ۙ۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کے ضمن میں فرمایا: وہ اس کے قریب ہوئے دو قوسوں کی مقدار۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ کے اور اس (اللہ تعالیٰ) کے درمیان دو کمانوں کی مقدار کا فاصلہ تھا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: جبرائیل امین اس کے قریب ہوئے یہاں تک کہ ایک ذراع یا دو ذراع کا فاصلہ رہ گیا۔ (4)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ قَابَ سے مراد مقدار ہے۔ اور قَوْسَيْنِ سے مراد دو ذراع ہیں۔ (5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَابَ قَوْسَيْنِ فرمایا دو ذراع کی مقدار۔ اس میں قَابَ سے مراد مقدار اور القوس سے مراد ذراع ہے۔

حضرت شقیق بن سلمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کے بارے فرمایا کہ دو ذراع کا فاصلہ رہ گیا۔ اس میں قوس سے مراد وہ ذراع ہے جس کے ذریعے ہر شے کی پیمائش کی جاتی ہے۔

حضرت سعید بن جبیر نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: کہ اس سے مراد وہ ذراع ہے جس کے ساتھ پیمائش کی جاتی ہے۔

امام آدم بن ابی ایاس، فریابی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے قَابَ قَوْسَيْنِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں قوس میں تانت ہوتی ہے۔ یعنی آپ اپنے رب کے اتنے قریب ہو گئے۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد اور عکرمہ دونوں نے کہا ہے کہ آپ اس کے قریب ہوئے۔ یہاں تک کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 57-56، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 150، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 55

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 56

5۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 103، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

آپ کے اور اس کے درمیان اتنا فاصلہ رہ گیا جتنا کمان کا دونوں کناروں سے لے کر تانت تک کے درمیان ہوتا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَابَ قَوْسَيْنِ کا معنی دو کمانوں کی مقدار اور آپ ہی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تمہاری ان قوسوں میں سے دو قوسوں کی مقدار۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر معراج پر لے جایا گیا تو آپ اپنے رب کے قریب ہوئے۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۞ فرمایا کیا تم نے کمان کی طرف دیکھا نہیں کہ وہ تانت کے کتنا قریب ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ قَابَ سے مراد کمان کے کنارے کا وہ فالتو حصہ ہے جو تانت کے اوپر بچا ہوتا ہے۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۞ میں عَبْدِهٖ سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ ''عَبْدِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' (1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے السنۃ میں اور حضرت حکیم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اس نور اعظم کو دیکھا اور اس نے میرے سامنے موتیوں اور یاقوت والا اپنا ریشمی حجاب لٹکا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے میری طرف جو وحی کرنا چاہی وہ وحی فرمائی۔ (2)

امام ابو الشیخ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت سریج بن عبید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف اوپر چڑھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کی طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی۔ فرمایا کہ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رب کریم کے قرب کا احساس کیا تو سجدے میں گر پڑے اور مسلسل اللہ تعالیٰ کی تسبیحات بیان کرتے رہے جو کہ ہر قسم کی قوت و طاقت اور بادشاہی کا مالک ہے اور جسے عظمت و کبریائی زیبا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اطلاع دی جو اطلاع دی۔ پھر انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور میں نے اسے اس اصلی حالت میں دیکھا جس پر اسے پیدا کیا گیا۔ اس کے پر زبرجد، موتیوں اور یاقوت کے ساتھ منظم ہیں۔ مجھے یہ خیال گزرا کہ وہ فاصلہ جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ہے وہ مشرق و مغرب کے درمیان کو محیط ہے۔ اس سے قبل میں نے اسے نہیں دیکھا تھا۔ مگر مختلف صورتوں پر۔ اور اکثر اوقات میں اسے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں دیکھا کرتا تھا۔ اور بسا اوقات اس سے قبل میں اسے نہیں دیکھتا تھا مگر اس طرح جیسا کہ ایک آدمی اپنے ساتھی کو چھلنی (غربال) کے پیچھے سے دیکھتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور نبی کریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 274، دار صادر بیروت

3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، صفحہ 72، عالم الکتب

ﷺ کے پاس حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں آتے تھے۔

امام مسلم، امام احمد، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کے ضمن میں فرمایا کہ حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے دل (کی آنکھوں) کے ساتھ دو بار اپنے رب کا دیدار کیا۔ ''رَاٰی مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهٗ بِقَلْبِهٖ مَرَّتَيْنِ''

امام عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے کہا یہ روایت حسن ہے، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ نے اسے اپنے دل (کی آنکھوں) کے ساتھ دیکھا۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ پڑھا کرتے تھے: اَفَتُمٰرُوْنَهٗ اور اس کی تفسیر بیان کرتے کیا تم اس کا انکار کرتے ہو۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ پڑھا کرتے تھے اَفَتُمٰرُوْنَهٗ فرمایا۔ جس نے ''اَفَتُمَارُوْنَهٗ'' پڑھا تو اس نے کہا کیا تم اس کے بارے اس سے جھگڑا کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اَفَتُمٰرُوْنَهٗ پڑھا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت شریح رحمۃ اللہ علیہ الف کے ساتھ ''اَفَتُمَارُوْنَهٗ'' پڑھا کرتے تھے اور حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ (بغیر الف کے) پڑھا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا۔ اور آپ ہی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا۔ ''اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَبَّهٗ بِعَيْنِهٖ''

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے رب کریم کو دو بار دیکھا۔ ایک بار اپنی آنکھوں کے ساتھ اور ایک بار اپنے دل کے ساتھ۔

امام ترمذی اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت حسن ہے، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عرفات میں حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے کسی شے کے بارے پوچھا۔ اور پھر

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369 (3281)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369 (3280)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اس طرح اللہ اکبر کہا کہ پہاڑوں نے بھی اس کا جواب دیا۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بے شک ہم بنو ہاشم یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم کہیں کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو بار اپنے رب کو دیکھا۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار اور اپنے کلام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم فرما دیا ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو بار اپنے رب کا دیدار کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو بار شرف ہمکلامی حاصل ہوا۔ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے پاس ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ تو میں نے عرض کی: کیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: تو نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہے جس کے بارے سمجھ بوجھ ساکن ہو چکی ہے۔ میں نے کہا: تھوڑی سی مہلت دیجئے۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ تو اس پر ام المومنین نے ارشاد فرمایا: تجھے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ بلاشبہ وہ جبرئیل ہی ہے۔ جو تجھے یہ خبر دے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے یا جو اسے حکم دیا گیا ہے اس میں سے کچھ چھپا لے یا وہ پانچ چیزیں سکھا دے جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ (لقمان: 34) الآیہ۔ تو یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دو بار کے سوا اپنی اصل صورت میں نہیں دیکھا۔ ایک بار سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اور ایک بار اجیاد کے پاس، اس کے چھ سو پر تھے اور وہ سارے افق کو بھرے ہوئے تھا۔ (1)

امام نسائی، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام، کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور رؤیت حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ہے؟ (2)

ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو انتہائی حسین و جمیل صورت میں دیکھا۔ تو اس نے مجھے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تو جانتا ہے کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کون سی شے میں مباحثہ اور جھگڑا کر رہے ہیں؟ تو میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دوشانوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے درمیان محسوس کی۔ پھر میں نے زمین و آسمان میں جو کچھ تھا اسے جان لیا۔ تو میں نے عرض کی: اے میرے رب! درجات، کفارات، جماعات کے لیے چل کر جانے، اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنے کے بارے (وہ گفتگو کر رہے ہیں) پھر میں نے عرض کی۔ اے میرے رب! بلاشبہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی عطا کیا اور تو نے ایسا کیا، تو نے ایسا کیا، تو اللہ تعالیٰ نے جواباً ارشاد فرمایا: کیا میں نے تیرے لیے تیرا سینہ کھول نہیں دیا؟ کیا میں نے تجھ سے بوجھ اتار نہیں لیا؟

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 68-367 (3278)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 34-133، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا میں نے تیرے ساتھ ایسا نہیں کیا؟ کیا میں نے اس طرح نہیں کیا؟ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی اشیاء ظاہر فرمائیں کہ مجھے اجازت نہیں دی کہ میں ان کے بارے تم سے گفتگو کروں۔ اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ پس اللہ تعالیٰ نے میرا نور بصر میرے دل میں ڈالا، تو میں نے اپنے دل کے ساتھ اسے دیکھ لیا۔(1)

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف یہ پوچھنے کے لیے پیغام بھیجا کہ کیا حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے ان کی طرف یہ جواب بھیجا کہ ہاں۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے قاصد کو یہ پوچھنے کے لیے واپس لوٹایا کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیسے کیا؟ تو انہوں نے جواب یہ بھیجا کہ آپ ﷺ نے ایک سبز باغ میں اپنے رب کا دیدار کیا۔ اس میں سونے کا فرش تھا اور سونے کی کرسی پر وہ اپنی شان قدرت کے مطابق تشریف فرما تھا اور کرسی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے تھے۔ ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں تھا ایک فرشتہ بیل کی صورت میں، ایک فرشتہ گدھ کی صورت میں اور ایک فرشتہ شیر کی صورت میں تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ایک روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف بھی قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ گویا کہ اس کے قدم (قدرت) سبزے پر تھے جس کے قریب موتیوں کا پردہ تھا۔ تو میں نے کہا: اے ابن عباس! کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا۔ ''لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ''؟ کہ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرسکتیں تو آپ نے فرمایا: تیری ماں نہ رہے اس سے مراد اس کا وہ نور ہے جو اس کا ذاتی نور ہے۔ تو جب وہ اپنے اس نور سے تجلی ڈالے گا تو کوئی شے اس کا ادراک نہیں کر سکے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے کسی صحابی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ اسے نہیں دیکھا اور اپنے دل کے ساتھ اسے دو مرتبہ دیکھا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿۸﴾۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک نہر دیکھی اور اس کے پیچھے ایک حجاب دیکھا اور میں نے اس کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ کے تحت یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت

بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دل کے ساتھ اسے دیکھا۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو اپنے دل کے ساتھ دو بار دیکھا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نہ یہ گمان رکھتا ہوں کہ آپ نے اسے دیکھا ہے اور نہ یہ گمان رکھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے رب کریم کا دیدار نہیں کیا۔

امام مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا "نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ" (وہ نور ہے میں نے اسے دیکھا ہے) (اور اگر اس کا تلفظ "نُوْرٌ اَنّٰى اَرَاهُ" کیا جائے تو معنی یہ بنے گا (وہ نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں)(3)

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایک نور دیکھا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے رب کو اپنے دل کے ساتھ دیکھا ہے۔ اپنی آنکھوں کے ساتھ نہیں دیکھا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ سے ہی یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دل کے ساتھ اپنے رب کا دیدار کیا ہے۔ اپنی نظر سے اسے نہیں دیکھا۔

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کو اپنی اصلی صورت میں دیکھا۔

عبد بن حمید نے مرۃ ہمدانی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام دو بار کے سوا اپنی اصلی صورت میں آپ ﷺ کے پاس نہیں آئے۔ پس آپ ﷺ نے اسے سرسبز و شاداب جگہ میں دیکھا کہ اس کے ساتھ موتی لٹک رہے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿۱۳﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس بہت بڑا عظمت و شان والا نور دیکھا۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 369، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 3، صفحہ 12 (292) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 371، دار الکتب العلمیہ بیروت

ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ اس کی ٹانگ سدرہ سے معلق ہے اور اس پر موتی اور ہیرے اس طرح (چمک رہے ہیں) جیسا کہ سبزیوں پر بارش کے قطرے ہوتے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىۙ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى۝ کے ضمن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اپنی اصلی صورت میں دیکھا۔ اس کے چھ سو پر تھے۔ ان میں سے ہر پر افق کو ڈھکے ہوئے تھا اور اس کے پروں سے رنگ برنگے زیورات، موتی اور یاقوت جھڑ رہے تھے جن کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سفر معراج پر لے جایا گیا۔ تو اس کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوئی۔ اور یہ چھٹے آسمان میں ہے۔ جو ارواح چڑھتی ہیں وہ اس کے پاس آکر رک جاتی ہیں اور انہیں قبض کر لیا جاتا ہے۔ اور اوپر سے اس کی جانب جو نیچے آتا ہے وہ بھی اس کے پاس آکر رک جاتا ہے اور یہاں سے اسے قبض کر لیا جاتا ہے۔ اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰىۙ۝ فرمایا: سونے کا بچھونا ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو تین چیزیں عطا کی گئیں۔ آپ ﷺ کو پانچ نمازیں عطا کی گئیں، سورہ بقرہ کی آخری آیات اور آپ کی امت میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا اس کے جہنم میں ڈالنے والے بڑے بڑے گناہ بھی بخش دیئے جائیں گے۔ (1)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے سدرۃ المنتہیٰ کے بارے سوال کا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ہر عالم کا علم اس تک رک جاتا ہے اور جو کچھ اس سے آگے ہے اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا: سدرۃ المنتہیٰ نام کیوں رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہر شے اس کے پاس پہنچ کر رک جاتی ہے اور کوئی شے اس سے آگے تجاوز نہیں کرتی۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت شمر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: سدرۃ المنتہیٰ کے بارے مجھے کچھ بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: بے شک یہ عرش کی بنیادوں (اصل عرش) میں ایک بیری کا درخت ہے۔ ہر مقرب فرشتے یا ہر نبی مرسل کا علم اس کے پاس پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اور جو اس سے آگے غیب ہے اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک یہ سدرہ حاملین عرش کے سروں پر

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 3، صفحہ 4 (279)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 157 (34951)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے۔ مخلوق کا علم اس کے پاس آ کر ختم ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے آگے کا کسی کو علم نہیں۔ تو چونکہ اس کے پاس علم کی انتہا ہو جاتی ہے اس لیے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ رکھا گیا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے بارے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے پوچھا؟ تو انہوں نے کہا: سدرہ وہ ہے جس تک ملائکہ کے علم کی انتہا ہو جاتی ہے اور اسی کے پاس وہ اللہ تعالیٰ کا حکم پاتے ہیں۔ علم اس سے آگے تجاوز نہیں کرتا۔ پھر میں نے جنۃ الماویٰ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: یہ ایک باغ ہے جس میں سبز پرندے ہیں اور اس میں شہداء کی ارواح ترقی کی منازل طے کرتی ہیں۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے: یہ جنت کا وسط ہے۔ جس پر سندس (باریک ریشمی کپڑا) اور استبرق (یعنی موٹے ریشمی کپڑے) میں سے حاجت سے زائد حصہ ڈال دیا گیا ہے۔(3)

امام احمد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سدرہ کے پاس پہنچ کر رک گیا۔ تو دیکھا اس کے بیر مٹکریوں کی مثل، اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مثل ہیں۔ اور جب ان پر اللہ تعالیٰ کا حکم چھا جاتا ہے جو چھا جاتا ہے تو وہ یاقوت، زمرد اور اسی طرح کی دیگر چیزوں میں بدل جاتے ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آخرت کا پہلا دن اور دنیا کا آخری دن، وہ ہے جہاں (دنیا کی) انتہا ہو گی۔(5)

امام ابن جریر، حاکم اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان کرتے ہوئے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شہسوار آزمائش کے دور میں اس سے سو برس چلے گا اور سو شہسوار آزمائشوں کے سبب اس کا سایہ حاصل کریں گے۔ اس میں بچھونا سونے کا ہے اور اس کے پھل مٹکوں کی مثل ہیں۔(6)

امام حکیم ترمذی اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اسے دیکھا جب میں نے اس کی وضاحت چاہی۔ پھر اس کے آگے سونے کا بچھونا حائل ہو گیا۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى پڑھا۔ اور آپ نے اس پر نکتہ چینی کی جس نے جَنَّةُ الْمَاْوٰى پڑھا۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 47، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 64
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 259 (35872)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66
7۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 537 (2648)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے جَنَّةُ الْمَاْوٰى۝ پڑھا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اسے مجنون بنا دیا ہے۔ کیونکہ یہ لفظ جَنَّةُ الْمَاْوٰى۝ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ عرش کے دائیں جانب ہے اور یہ شہداء کی منزل ہے۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت ساتویں آسمان میں بلندی پر ہے اور جہنم ساتویں زمین کی پستی میں ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جَنَّةُ الْمَاْوٰى۝ پڑھا اور فرمایا یہ جنت المبیت ہے (رات گزارنے کی جنت)۔

امام آدم بن ابی ایاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى۝ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سدرہ کی ٹہنیاں موتیوں اور یاقوت کی ہیں۔ اور حضور نبی رحمت ﷺ نے اپنے دل سے اسے دیکھا ہے اور اپنے رب کو بھی دیکھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ جب ملائکہ سدرہ پر چھا رہے تھے جو چھا رہے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن وہرام رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطا فرما دی۔ پس وہ فرشتے سدرہ پر چھا گئے تا کہ وہ حضور نبی رحمت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو سکیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت یعقوب بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کیا آپ نے سدرہ کا فنا (میدان) دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سونے کا فرش ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسی آیت کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ آپ ﷺ نے اسے اس رات دیکھا ہے جس رات آپ کو سفر معراج پر لے جایا گیا کہ سونے کی ٹڈیاں اس کی پناہ لے رہی ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ کی آنکھ دائیں بائیں نہ گئی۔ وَمَا طَغٰى۝ اور آپ نے اس سے تجاوز نہ کیا جس کا آپ کو حکم دیا گیا تھا۔(3)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 66، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 67 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 68

رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ۝۱۸ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کا سبز رفرف دیکھا۔ اس نے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا حضرت جبرائیل علیہ السلام چلتے رہے یہاں تک کہ وہ جنت میں آ گئے۔ پس میں اس میں داخل ہوا اور مجھے کوثر عطا کیا گیا۔ پھر وہ آگے چلے۔ یہاں تک کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ گئے۔ پھر تیرا رب قریب ہوا پھر اور قریب ہوا۔ پس صرف دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں سدرہ کے پاس پہنچا (تو دیکھا) کہ اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی مثل ہیں اور اس کے بیر مٹکوں کی طرح ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا امر اس پر چھا گیا جو چھا گیا تو وہ بدل گئی اور پھر آپ نے یاقوت کا ذکر فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جہاں ہر نبی اور ہر فرشتے کے امر کی انتہا ہو جاتی ہے۔(4)

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝۱۹ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝۲۰ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ۝۲۱ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ۝۲۲ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ۝۲۳ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۝۲۴ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَالْاُوْلٰى ۝۲۵ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ۝۲۶ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ۝۲۷

"(اے کفار!) کبھی تم نے غور کیا لات و عزیٰ کے بارے میں۔ اور منات کے بارے میں جو تیسری ہے۔ کیا تمہارے لیے تو بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے نری بیٹیاں۔ یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے۔ نہیں ہیں یہ مگر محض نام جو رکھ لیے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادا نے نہیں نازل کی اللہ نے ان کے بارے میں کوئی سند، نہیں پیروی کر رہے یہ لوگ مگر گمان کی اور جسے ان کے نفس چاہتے ہیں، حالانکہ آ گئی ہے ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 57
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   4۔ ایضاً

ہدایت۔ کیا انسان کو ہر وہ چیز مل جاتی ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے۔ پس اللہ کے دست قدرت میں ہے آخرت اور دنیا۔ اور کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت کسی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے۔ بے شک جو لوگ ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ فرشتوں کے نام عورتوں کے سے رکھتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے ستو تلتا تھا۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ اس طرح ہیں کہ وہ ستو تلتا تھا اور حاجی اسے پانی پلاتے تھے۔ (1)

امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوطفیل سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا، تو آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نخلہ کی طرف بھیجا۔ وہاں عزی تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو وہاں ببول کے تین درخت تھے۔ آپ نے انہیں کاٹ دیا اور جس مکان میں وہ تھا اسے گرا دیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: واپس لوٹ جا۔ کیونکہ تم نے کچھ کام نہیں کیا۔ پس حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ واپس لوٹ گئے۔ تو جب وہاں کے دربانوں نے آپ کو دیکھا تو وہ دوڑ کر پہاڑ پر چلے گئے اور یہ کہنے لگے یا عزی یا عزی۔ سو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے۔ تو وہاں ایک عورت تھی جو عریاں تھی اور اپنے بال پھیلائے ہوئے تھی۔ وہ اپنے سر پر مٹی ڈال رہی تھی۔ آپ نے تلوار سے اس پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ کر آئے اور آپ ﷺ کو سارے معاملہ کی خبر دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی عزی ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عزی وادی نخلہ میں تھا اور لات طائف میں تھا اور منات قدید میں تھا۔

امام سعید بن منصور اور فاکہی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لات دور جاہلیت میں طائف کی چٹان پر ایک آدمی تھا اور اس کا ریوڑ تھا۔ پس وہ بکریوں کا دودھ لیتا تھا اور طائف کا کشمش اور پنیر لیتا تھا اور اس سے حلوہ تیار کرتا تھا اور لوگوں میں سے جو بھی وہاں سے گزرتا اسے کھلاتا تھا۔ پس جب وہ مر گیا تو لوگ اس کی پوجا کرنے لگے۔ اور انہوں نے کہا یہ لات ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ لات کو مشدد پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات حاجیوں کے لیے ستو تلتا تھا۔ جو بھی اس سے پیتا تھا وہ موٹا ہو جاتا تھا۔ پس لوگوں نے اس کی پوجا شروع کر دی۔

امام فاکہی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب لات مر گیا تو عمرو بن لحی نے لوگوں سے کہا بے شک وہ مرا نہیں بلکہ وہ چٹان میں داخل ہو گیا ہے۔ پس لوگوں نے اس کی عبادت شروع کر دی اور اس پر ایک مکان تعمیر کر لیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ کے تحت انہوں نے کہا: ثقیف میں سے ایک آدمی تھا جو تیل کے ساتھ ستو تلتا تھا۔ پس جب وہ فوت ہوا تو انہوں نے اس کی قبر کو بت بنا لیا۔ لوگوں کا گمان ہے کہ وہ عامر بن ظرب تھا جس نے دشمن کو پکڑا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ۙ کے تحت بیان کیا ہے کہ لات طائف میں ستو تلتا تھا۔ پس وہ اس کی قبر پر معتکف ہو گئے اور عزیٰ یہ تو درخت تھے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى ۙ وَ مَنٰوةَ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ جھوٹے الٰہ تھے جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ لات اہل طائف کا بت تھا، عزی وادیٔ نخلہ میں خوفناک پہاڑی راستے میں قریش کا الٰہ تھا اور منات قرید کے مقام پر انصار کا بت تھا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لات وہ بت ہے جو ان کے جھوٹے خداؤں پر سردار تھا اور ان کے لیے ستو تلتا تھا۔ اور عزی کھجور کا ایک درخت تھا جس پر لوگ زرہیں اور رنگ برنگی اون لٹکایا کرتے تھے۔ اور منات قدید میں ایک پتھر تھا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لات پتھر ہے۔ اس پر ستو تلے جاتے تھے۔ پس اس وجہ سے اس کا نام لات رکھ دیا گیا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے ضِيْزٰى کا معنی پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا اس کا معنی ہے ظلم کرنے والی۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تو نے امرئ القیس کا یہ قول نہیں سنا:

ضَازَتْ بَنُوْ اَسَدٍ بِحُكْمِهِمْ اِذْ يَعْدِلُوْنَ الرَّأْسَ بِالذَّنَبِ

”بنو اسد نے اپنے فیصلے کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ہے کیونکہ وہ سر کو دم کے برابر اور مساوی قرار دیتے ہیں“۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا: ضِيْزٰى کا معنی ہے ”منقوصة“ جسے گھٹا دیا گیا کم کر دیا گیا۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ضِيْزٰى کا معنی ظلم کرنے والی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 253، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 70
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 72
5۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسی زیادتی اور ظلم ہے جس میں کوئی حق نہ ہو۔(1)

رہا ارشاد باری تعالیٰ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰی ﴿۲۴﴾ تو اس کے بارے امام احمد، امام بخاری اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آرزو اور تمنا کرے، تو اسے چاہیے کہ وہ اس میں خوب غور و فکر کرے جس کی اس نے تمنا کی ہے۔ کیونکہ وہ اسے نہیں جانتا جو اس کی آرزو اور خواہش کے سبب اس کے لیے لکھا جائے گا۔(2)

اور قول باری تعالیٰ وَ كَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ الآیہ کے بارے امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ارشاد ان کے اس قول کی وجہ سے ہے کہ غرانقہ (خوب صورت جوان لڑکے اور لڑکیاں) ضرور شفاعت کریں گے۔ (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کتنے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی شفاعت کسی کام نہیں آسکتی مگر اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ اذن دے جس کے لیے چاہے اور پسند فرمائے)۔

وَ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۚ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَ لَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَ يَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿۳۱﴾

''حالانکہ انہیں اس کا کچھ علم ہی نہیں۔ وہ محض ظن کی پیروی کرتے ہیں اور ظن حق کے مقابلہ میں کسی کام نہیں آسکتا۔ پس آپ رخ انور پھیر لیجئے اس (بدنصیب) سے جس نے ہمارے ذکر سے روگردانی کی اور نہیں خواہش رکھتا مگر دنیوی زندگی کی۔ یہ ہے ان کا مبلغ علم۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے جو بھٹک گیا اس کی راہ سے۔ اور وہی بہتر جانتا ہے جس نے راہ راست پائی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ تاکہ وہ بدلہ دے بدکاروں کو ان کے اعمال کا اور بدلہ دے نیکوکاروں کو ان کی نیکیوں کا''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دین کے بارے میں ایسی رائے سے پرہیز کرو۔ بے شک وہی رائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے وہی صحیح اور درست ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 458 (7274)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کو دکھا دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ (رائے) یہاں محض تکلف اور ظن ہے وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ﴿۲۸﴾۔

قول باری تعالیٰ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ کے بارے عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے رایهم۔ یعنی یہ ان کی رائے ہے۔

امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کبھی کبھی رسول اللہ ﷺ مجلس سے اٹھتے تھے اور صحابہ کرام کے لیے اس قسم کی دعائیں کرتے تھے: "اے اللہ! ہمیں اپنی ایسی خشیت اور خوف عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل ہو، ایسی طاعت وعبادت کا ذوق عطا فرما جو ہمیں تیری جنت میں پہنچا دے اور وہ یقین عطا فرما جو ہم پر دنیا کی مصیبتیں آسان کر دے اور ہمیں قوت سماعت اور قوت بصارت سے لطف اندوز فرما اور ہمیں قوت وطاقت عطا فرما جب تک تو ہمیں زندہ رکھے اور ہماری جانب سے اسے وارث بنا۔ اور جو ہم پر ظلم کرے اس سے بدلہ لینے کی ہمیں توفیق عطا فرما۔ جو ہمارے ساتھ عداوت رکھے ہمیں اس پر غلبہ عطا فرما۔ ہمارے دین میں مشکلات نہ بنا اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصد نہ بنا۔ اور نہ ہی اسے ہمارا مبلغ علم بنا اور اسے ہم پر مسلط نہ فرما جو ہم پر رحم نہ کرے۔ ترمذی نے کہا ہے یہ روایت حسن ہے۔

"اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا يُهَوِّنُ عَلَيْنَا مُصِيْبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا، وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا" (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا کے تحت ابن جریج نے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں اہل شرک مراد ہیں اور وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا میں مومنین مراد ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَ الْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾

"جو لوگ بچتے رہتے ہیں بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے مگر شاذ و نادر۔ بلاشبہ آپ کا رب وسیع بخشش والا ہے۔ وہ (اس وقت سے) خوب جانتا ہے تمہیں جب اس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور جب کہ تم حمل تھے اپنی ماؤں کے شکموں میں۔ پس اپنی خودستائی نہ کیا کرو۔ وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیزگار ہے"۔

امام ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ سے مراد وہ کبیرہ گناہ ہیں جن کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے آگ (جہنم) کا ذکر کیا ہے اور الْفَوَاحِشَ سے مراد وہ گناہ ہیں جن پر دنیا میں حد مقرر کی ہے۔

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 493 (3502)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے کوئی شے نہیں دیکھی جو اللَّمَمَ کے ساتھ اس سے زیادہ مشابہ ہو جو کچھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے لیے زنا میں اس کا حصہ لکھ دیا ہے جسے وہ بالیقین پائے گا۔ پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے۔ زبان کا زنا گفتگو کرنا ہے۔ نفس اس کی تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دونوں آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، ہونٹوں کا زنا بوسہ دینا ہے، دونوں ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے اور پھر فرج اس کی تصدیق کرتی ہے یا اس کی تکذیب کرتی ہے۔ پس اگر وہ اپنی شرم گاہ کے ساتھ آگے بڑھے تو وہ زانی ہے ورنہ وہ اللَّمَمَ (یعنی گناہ کے قریب) ہے۔(2)

امام مسدد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اِلَّا اللَّمَمَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: دیکھنا، آنکھ مارنا، بوسہ لینا اور مباشرت (چھیڑ چھاڑ) کرنا۔ پس جب شرمگاہیں آپس میں ایک دوسرے سے مس ہو جاتی ہیں تو غسل فرض ہو جاتا ہے اور یہ زنا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللَّمَمَ سے مراد دو حدوں کے درمیان میں ہونا ہے۔

امام سعید بن منصور، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِلَّا اللَّمَمَ کے متعلق یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! اگر تو مغفرت فرمائے تو تو (گناہوں سے) بھرے ہوئے انسان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ تیرا کون سا بندہ ہے جو چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب نہ کرے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اِلَّا اللَّمَمَ کے بارے فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے مگر وہ جو پیچھے گزر گیا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مشرکین نے کہا کہ بے شک کل تک وہ ہمارے ساتھ عمل کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نازل فرمایا: اِلَّا اللَّمَمَ یعنی جو کچھ ان سے اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں ہوا۔ تو جب وہ اسلام لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخش دیا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 78، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 79　5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 77　6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ سے مراد شرک ہے اور الْفَوَاحِشَ سے مراد زنا ہے۔ جب وہ اسلام میں داخل ہوئے تو انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وہ سب کچھ معاف فرما دیا جو کچھ انہوں نے اسلام سے پہلے کیا تھا یا جس کے قریب گئے تھے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت یہ مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وہ زنا کے قریب جا کر پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے اور دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں جاتا۔ یہی اللمة من الزنا ہے۔ اور اللمة من شراب الخمر یہ ہے کہ شراب پینے کے قریب ہوتا ہے پھر اس سے توبہ کر لیتا ہے۔ اور دوبارہ اس کی طرف لوٹ کر نہیں جاتا۔ فرمایا یہی الالمام ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اِلَّا اللَّمَمَ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کہا کرتے تھے وہ آدمی جو زنا کے قریب پہنچ جاتا ہے اور وہ شراب پینے کے قریب ہوتا ہے۔ پھر اس سے رک جاتا ہے یا اس سے توبہ کر لیتا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اللَّمَمَ کیا ہے؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ ہے جو زنا میں واقع ہونے کے قریب ہو جاتا ہے دوبارہ اس کی طرف لوٹتا نہیں۔ اور شراب پینے کے خطرہ میں پڑ جاتا ہے پھر دوبارہ لوٹتا نہیں۔ اور جو چوری کے قریب ہو جاتا ہے پھر وہ اس کی طرف لوٹتا نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے یہ قول نقل کیا ہے جو کبھی کبھار گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اور پھر توبہ کر لیتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ سے اللَّمَمَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو میں نے جواباً کہا: وہ آدمی جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے۔ میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بتایا۔ تو آپ نے فرمایا: تحقیق ملک کریم نے تیری اس پر مدد اور معاونت فرمائی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اِلَّا اللَّمَمَ کا مفہوم ہے کسی وقت زنا کا ارتکاب کرنے والا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: زنا سے بچ جانا اس طرح کہ دوبارہ اس کی طرف نہ لوٹے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد جماع کے قریب ہو جانا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 77، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 79
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 80-79
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 80

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے سامنے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ کا اللَّمَمَ کے بارے یہ قول بیان کیا گیا کہ اس کا معنی زنا میں پڑنا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ اس سے مراد ایک دوسرے کو بھینچ کر دبانا، بوسہ لینا اور سونگھنا وغیرہ ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد وہ (گناہ) ہے جو شرک سے کم ہو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد ہر وہ شے ہے کہ جو دنیا اور آخرت کی دو حدوں کے درمیان ہے۔ نماز اسے ختم کر دیتی ہے اور وہ چیز ہے جو ہر واجب سے کم ہوتی ہے۔ پس رہی دنیا کی حد تو اس سے مراد ہر وہ حد ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں مقرر کر دی ہے۔ اور آخرت کی حد سے مراد یہ ہے کہ ہر وہ شے جس کا خاتمہ اللہ تعالیٰ نے آگ کے ساتھ کیا اور اس کی سزا کو آخرت تک مؤخر کر دیا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللَّمَمَ سے مراد وہ ہے جو دو حدوں کے درمیان ہو یعنی وہ شے جو نہ دنیا کی حد تک پہنچی ہو اور نہ ہی آخرت کی حد ثابت ہو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آخرت کی حد کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے آتش جہنم واجب کر دی ہے یا وہ ایسا گناہ نہ ہو جس پر دنیا میں حد قائم کی جاتی ہو۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تجھ پر فواحش (بے حیائی کے کام) حرام قرار دیئے ہیں جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو مخفی ہیں۔(4)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابونعیم نے المعرفہ میں، ابن مردویہ اور واحدی رحمہم اللہ نے حضرت ثابت بن حارث انصاری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی جب ہلاک و تباہ ہوئے تھے تو ان کا ایک چھوٹا بچہ تھا۔ انہوں نے کہا یہ صدیق ہے۔ پس یہ خبر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودیوں نے جھوٹ بولا ہے کیونکہ کوئی بھی روح نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ اس کی ماں کے پیٹ میں پیدا فرماتا ہے مگر یہ کہ شقی ہوتی ہے یا سعید۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ لی آخر الآیہ۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ آیت اس ارشاد کی طرح ہے: وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ۝ (النحل)۔(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین سے پیدا فرمایا۔ پھر تمہیں آدم علیہ السلام سے پیدا فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 80، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 81
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 77
5۔ [illegible]، جلد 2، صفحہ 82-81 (1368) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 82

(وہ اس وقت سے تمہیں خوب جانتا ہے)۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کے بارے یہ جانتا ہے کہ وہ یہ کام کرے گا، یہ شے بنائے گا اور اس شے کی طرف پھر جائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ کا معنی اس طرح بیان فرمایا کہ تم اپنے نفسوں کی برأت ظاہر نہ کرو۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان فرمایا کہ تم گناہوں کے اعمال نہ کرو۔ جب کہ تم کہتے ہو ہم طاعت و عبادت کے اعمال کرتے ہیں۔

ابن سعد، امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور ابن مردویہ نے زینب بنت سلمہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا نام برہ رکھا گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکی کرنے والوں کو خوب جانتا ہے تم اس کا نام زینب رکھو۔(4)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں اپنے دادا عبد اللہ بن مصعب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قیس بن عاصم سے کہا: اپنے بارے میں کچھ بیان کرو۔ تو انہوں نے جواب دیا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ میں اپنے آپ رب کی تعریف کرنے والا نہیں ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو یہ جملہ کہہ کر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خوب تعجب میں ڈال دیا۔

اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَکْدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾

”کیا آپ نے ملاحظہ فرمایا جس نے روگردانی کی۔ اور تھوڑا سا مال دیا پھر کنجوس بن گیا۔ کیا اس کے پاس علم غیب ہے اور وہ دیکھ رہا ہے۔ کیا وہ آگاہ نہیں ہوا جو موسیٰ (علیہ السلام) کے صحیفوں میں ہے۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کے صحیفوں میں جو پوری طرح احکام بجا لائے“۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک غزوہ کے لیے نکلے تو ایک آدمی حاضر خدمت ہوا۔ تو اس نے کوئی ایسی شے (سواری) نہ پائی جس پر وہ بھی نکلے۔ تو وہ اپنے ایک دوست سے ملا اور کہا مجھے کوئی شے عطا کرو۔ تو اس نے جواب دیا: میں تجھے اپنا یہ جوان اس شرط پر دیتا ہوں کہ تو میرے گناہ اٹھا لے۔ تو اس نے اسے کہہ دیا: ہاں ٹھیک ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَکْدٰی ﴿۳۴﴾۔

امام ابن ابی حاتم نے دراج ابی السمح سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں جنگ کے لیے ایک [illegible] میں نکلا تو ایک آدمی نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 223 [illegible] 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 83
4۔ صحیح مسلم [illegible] جلد [illegible] صفحہ 242 [illegible] دار الکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ سے عرض کی کہ آپ ﷺ اسے سواری مہیا فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ایسی کوئی شے نہیں پاتا جس پر میں تجھے سوار کروں۔ پس وہ غمزدہ ہو کر واپس لوٹ گیا۔ پھر وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرا، اس کا اونٹ اس کے سامنے بندھا ہوا تھا تو اس نے اس سے اپنی تکلیف کا اظہار کیا۔ تو اس آدمی نے اسے کہا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ میں تجھے اس پر سوار کر دوں تو تو لشکر سے جا ملے گا؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں: اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾ اَمْ لَمْ یُنَبَّاْ بِمَا فِیْ صُحُفِ مُوْسٰی ﴿۳۶﴾ وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ﴿۴۰﴾ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ﴿۴۱﴾۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مشرف باسلام ہوا پھر اس کی ملاقات ایسے آدمی سے ہوئی جو اسے عار دلانے لگا کہ تو نے اپنے اشیاخ کے دین کو چھوڑ رہا ہے اور تو نے انہیں گمراہ قرار دیا ہے اور تو نے ان کے بارے یہ گمان کیا ہے کہ وہ سب آتش جہنم میں ہیں؟ تو اس نے جواب دیا بے شک میں تو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا۔ تو اس نے آگے سے کہا: مجھے کوئی شے دے دو۔ میں سارے کا سارا عذاب برداشت کرلوں گا جو تجھ پر ہوا۔ سو اس نے اسے کچھ دے دیا۔ تو اس نے پھر کہا: اضافہ کیجئے اور دیجئے۔ پس وہ دونوں متفق نہ ہوئے حتی کہ اس نے اسے کچھ شے دی۔ اور اس نے اس کے لیے تحریر لکھ دی اور اس کے لیے شہادت بھی قائم کر دی۔ تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں: اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ وَ اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰی ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فَهُوَ یَرٰی ﴿۳۵﴾۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ تَوَلّٰی ﴿۳۳﴾ فرمایا: مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تھا اور جو کچھ وہ فرماتے تھے اسے سنا کرتا تھا۔ وَ اَعْطٰی اور اس نے اپنی جانب سے فقط سننا (استماع) پیش کیا۔ وَّ اَكْدٰی ﴿۳۴﴾ فرمایا اس کی عطا اور سخاوت کٹ گئی، ختم ہوگئی، تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَیْبِ فرمایا: الْغَیْبِ سے مراد قرآن ہے یعنی کیا اس نے اس میں کوئی باطل دیکھا ہے اور وہ اپنی نگاہ کے ساتھ اس سے پار گزر گیا ہے جب وہ حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اختلاف کر رہا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰی ﴿۳۴﴾ کے تحت فرمایا (اور اس نے تھوڑا سا مال دیا اور پھر اسے کاٹ دیا یعنی دینا بند کر دیا) یہ عاص بن وائل کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ دونوں نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے تھوڑا مال دیا اور پھر وہ سلسلہ کٹ گیا۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے وَ اَعْطٰی قَلِیْلًا وَّ اَكْدٰی ﴿۳۴﴾ کے بارے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: کہ اس نے اپنے مال میں سے تھوڑا سا دیا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 83، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 84

زیادہ مال روک لیا۔ پھر اسے احسان جتلا کر مکدر کرنے لگا۔ یہ سن کر نافع رحمہ اللہ نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اَعْطٰی قَلِیْلًا ثُمَّ اَکْدٰی بِمَنِّہٖ وَمَنْ یَنْشُرِ الْمَعْرُوْفَ فِی النَّاسِ یُحْمَدِ

''اس نے تھوڑا سا مال دیا پھر اپنے احسان کے سبب اسے روک لیا (اور یہ وہ ہے) جو لوگوں میں نیکی پھیلاتا اور عام کرتا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے گی''۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ۙ﴿۳۷﴾۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، شیرازی نے الالقاب میں اور دیلمی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ارشاد ربانی وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ کے بارے جانتے ہو؟ تو صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ کے ہر دن کے عمل میں چار رکعتیں ہیں۔ آپ انہیں دن کے پہلے حصے میں پڑھا کرتے تھے اور گمان یہ ہے کہ وہ چاشت کی نماز ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے تبلیغ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا کر دیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو کچھ ان پر فرض کیا گیا تھا آپ نے اسے پورا کر دیا۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اسلام کے تیس حصص ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے قبل کسی نے بھی انہیں مس نہیں کیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک اس کا پیغام پہنچانے میں (پوری طرح حق ادا کر دیا)۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ دونوں نے وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ کے بارے یہ کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس آیت کی تبلیغ فرمائی اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾۔(5)

ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا کہ جس کا آپ کو حکم دیا گیا وہ آپ نے پوری طرح پہنچا دیا۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 86، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 511 (3753)، دارالکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 85
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یعنی وہ ابراہیم علیہ السلام جنہوں نے خواب دیکھا تو جو کچھ اپنے لخت جگر کے ساتھ کیا اس میں اطاعت کا حق ادا کر دیا اور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں ہے: اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ الی آخر الآیہ۔(1)

ابن جریر نے حضرت قرظی سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کر کے حق ادا کر دیا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اسلام کے تمام حصوں میں پوری طرح احکام بجالائے اور آپ کے سوا کوئی بھی پوری طرح انہیں بجا نہیں لایا۔ اور یہ تیس حصے ہیں۔ ان میں سے دس سورہ برأت میں ہیں اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ (التوبہ:111) تمام آیات اور دس سورہ احزاب میں ہیں اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ (الاحزاب:35) الآیات کلھا۔ اور چھ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾ میں ہیں سورت کی ابتداء میں تمام آیات ہیں۔ اور چار سَاَلَ سَآئِلٌۢ میں (المعارج:1) وَ الَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۲۶﴾ (المعارج) وَ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ (المعارج:27) الآیات کلھا۔ پس یہ تیس حصے ہیں۔ پس جب جس نے ان میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسلام کے حصوں میں سے اس حصے کا پورا پورا عوض اسے عطا فرمائے گا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا اسلام کے تمام حصوں کا پورا پورا حق کسی نے ادا نہیں کیا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾۔

اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾

”کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ اور اس کی کوشش کا نتیجہ جلد نظر آ جائے گا۔ پھر اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا“۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورہ وَالنَّجْمِ نازل ہوئی اور آپ اسے پڑھتے پڑھتے وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ تک پہنچے، تو فرمایا: آپ پوری طرح یہ حکم بجالائے کہ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾۔ تا قولہ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے وَ اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنے رب کی جانب سے یہ حکم پہنچا دیا: اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾۔

امام شافعی، سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمرو بن اوس رحمہ اللہ سے یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 511 (3754)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بیان کیا ہے کہ آدمی کو دوسرے کے گناہ میں پکڑا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى فرمایا: آپ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور حق ادا کر دیا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ولی کو مولیٰ کے عوض پکڑ لیتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور آپ نے یہ حکم پہنچایا اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کہ کسی کو بھی دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ہذیل بن شرحبیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک درمیانی دور میں کسی شخص کو دوسرے کے گناہ میں پکڑ لیا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور یہ اعلان فرمایا: کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى کے بارے میں امام ابوداؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد یہ آیت نازل فرمائی: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ اتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ (الطور: 21) پس اللہ تعالیٰ نے آباء کے اعمال صالحہ کے سبب اولاد کو بھی جنت میں داخل کر دیا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تھے وَ اَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۙ وَ اَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰى ۪ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى تو اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھتے اور عجز و انکساری کا اظہار کرتے۔

وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۙ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۙ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَ اَحْیَا ۙ وَ اَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَیْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ۙ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۪ وَ اَنَّ عَلَیْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى

”اور یہ کہ سب کو آپ کے رب کے پاس ہی پہنچنا ہے۔ اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔ اور یہ کہ وہی مارتا ہے اور جلاتا ہے۔ اور یہ کہ اسی نے پیدا فرمائیں دونوں قسمیں نر اور مادہ۔ (وہ بھی) ایک بوند سے جب ٹپکتی ہے۔ اور یہ کہ اسی (اللہ تعالیٰ) کے ذمہ ہے دوسری بار پیدا فرمانا“۔

امام دارقطنی نے الافراد میں اور بغوی رحمہما اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ وَ اَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى کے بارے آپ نے فرمایا: رب کے بارے میں کوئی فکر نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 85، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 87

ہے۔ ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اس آیت کے تحت اسی طرح نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں فکر کی ضرورت نہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے، وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غور وفکر کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرو، خالق کے بارے میں غور وفکر نہ کرو، کیونکہ تم اسکی ہرگز قدرت نہیں رکھ سکو گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوچ بچار نہ کرو ورنہ تم ہلاک ہو جاؤ گے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت یونس بن میسرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے پاس تشریف لائے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا ذکر کر رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیا ذکر کر رہے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان میں غور وفکر کر رہے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خبردار سنو! اللہ تعالیٰ کے بارے میں ثلاث ہونے کی فکر نہ کرو۔ بلکہ اس کی عظمت وشان میں غور وفکر کرو جس نے ثلاث کو پیدا فرمایا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوامیہ مولی شبرمہ رحمہ اللہ سے (اس کا نام حکم ہے) اور اس نے بعض ائمہ کوفہ سے یہ قول بیان کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگ گفتگو کر رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی طرف تشریف لے گئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ انہوں نے عرض کی: ہم نے سورج کی طرف دیکھا تو ہم اس کے بارے میں یہ غور وفکر کرنے لگے یہ کہاں سے آتا ہے اور کہاں جاتا ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غور وفکر کرتے رہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پس تم اسی طرح کرو، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بارے میں غور وفکر ضرور کرو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بارے میں ایسی سوچ و بچار مت کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مغرب کے پیچھے سفید زمین ہے جس کی سفیدی اور نور سورج کے چالیس دن تک چلنے کی مسافت کے برابر ہے۔ اس میں بھی مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا ہے۔ لہٰذا تم آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ نہیں جانتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے یا نہیں (پیدا کیے گئے) پھر عرض کی گئی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابلیس ان سے کہاں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ نہیں جانتے کہ ابلیس کو پیدا کیا گیا یا نہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم مسجد میں حلقہ بنائے بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے ہمیں فرمایا: تم کس کام میں مصروف ہو؟ ہم نے عرض کی: ہم سورج کے بارے میں غور وفکر کر رہے ہیں کہ وہ کیسے طلوع ہوتا ہے اور کیسے غروب ہوتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ تم اسی طرح کیا کرو۔ تم مخلوق میں غور وفکر کرو۔ خالق میں غور وفکر نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اور جس کے لیے چاہا پیدا فرمایا اور اس سے تم تعجب کرو گے۔ بے شک ق کے پیچھے سات سمندر ہیں۔ ہر سمندر پانچ سو سال کا ہے اور اس کے پیچھے

سات زمینیں ہیں۔ اس کا نور اس کے باسیوں کے لیے روشنی مہیا کرتا ہے اور ان سات زمینوں سے آگے ہزار امت ہے جنہیں پرندوں کی شکلوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ وہ اور اس کے بچے ہوا میں ہیں۔ وہ ایک تسبیح سے بھی غافل اور سست نہیں ہوتے۔ اور اس سے آگے ستر ہزار امت ہے جنہیں ہوا سے پیدا کیا گیا ہے۔ پس ان کا کھانا بھی ہوا ہے، ان کا پینا بھی ہوا ہے، ان کے کپڑے بھی ہوا کے ہیں اور ان کے برتن بھی ہوا کے ہیں۔ ان کے چوپائے بھی ہوا کے ہیں۔ تم یہ خواہش نہ کرو کہ انہیں قیامت قائم ہونے تک زمین کی طرف لوٹا دیا جائے۔ ان کی آنکھیں ان کے سینوں میں ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی ایک ہی بار سوتا ہے اور پھر جاگ اٹھتا ہے۔ اس کا رزق اس کے سر کے پاس ہے۔ اس سے آگے عرش کا سایہ ہے اور عرش کے سائے میں ستر ہزار امت ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور نہ اولاد آدم کے بارے جانتے ہیں اور نہ ابلیس اور اس کی اولاد کی تخلیق کے بارے جانتے ہیں۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ یَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (النحل: 8) (اور وہ پیدا فرماتا ہے انہیں جنہیں تم نہیں جانتے)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے۔ وہ لوگ ہنس رہے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم زیادہ روتے اور تھوڑا ہنستے۔ پھر آپ پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۝ (کہ وہ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے) پھر آپ ان کی طرف لوٹ کر آئے اور فرمایا: میں چالیس قدم بھی نہیں چلا تھا کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے اور آکر کہا: ان کے پاس آؤ اور انہیں کہو: "اِنَّ اللّٰهَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى" بے شک اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام جنت سے سفید یاقوت کے ساتھ اترے۔ اس کے ساتھ آپ کے آنسو صاف کیے جاتے۔ فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام جنت (سے نکلنے) پر پچاس سال تک روتے رہے۔ تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے آپ سے کہا۔ اے آدم! کون سی شے آپ کو رلا رہی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف تسلی دینے کے لیے بھیجا ہے۔ تو آدم علیہ السلام ہنس پڑے۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۝ پس آدم علیہ السلام ہنسے تو آپ کی اولاد بھی ہنستی ہے اور آدم علیہ السلام روئے۔ اس لیے آپ کی اولاد بھی روتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جبار الطائی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مصعب بن زبیر کی ماں کے جنازہ میں حاضر ہوا اور ہم نے نوحہ کرنے والیوں کی آوازیں سنیں۔ تو میں نے کہا: اے عباس! یہ کیا ہو رہا ہے حالانکہ آپ یہاں ہیں؟ تو انہوں نے جواب فرمایا: اے جبار! ہمیں چھوڑ دیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔ (1)

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ۝ وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 426، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

عَادَا لْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَا فَمَآ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾

''اور یہ کہ وہی غنی کرتا ہے اور مفلس بناتا ہے۔ اور یہ کہ وہی شعریٰ (ستارے) کا رب ہے۔ اور یہ کہ اسی نے ہلاک کیا عاد اول (قوم ہود) کو۔ اور ثمود کو بھی پھر کسی کو نہ چھوڑا۔ اور (ہلاک کیا) قوم نوح کو ان سب سے پہلے وہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔ اور (لوط کی) اوندھی بستی کو بھی پٹخ دیا۔ پس ان پر چھا گیا جو چھا گیا۔ پس (اے سننے والے بتا) تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلائے گا۔ یہ ڈرانے والا (رسول عربی) بھی پہلے ڈرانے والوں کی طرح ہے۔ قریب آنے والی قریب آ گئی۔ اللہ کے سوا اس کو کوئی ظاہر کرنے والا نہیں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کی تفسیر میں فرمایا: اور وہی عطا کرتا ہے اور وہی راضی اور خوش کرتا ہے۔(1)

امام فریابی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ اَغْنٰى کا معنی ہے زیادہ اور کثیر عطا کرنا۔ اور اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کا معنی ہے قنع۔ یعنی کچھ دیا اور صبر پر مجبور کرنا (یعنی قناعت پر مجبور کرنا)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اَغْنٰى وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: ''اَغْنَى مِنَ الْفَقْرِ وَاَقْنٰى مِنَ الْغِنٰى فَقَنَعَ بِهٖ''۔ یعنی فقر و افلاس سے نکال کر غنی کر دیا اور دولت و غنا سے نکال کر بقدر حاجت عطا کیا اور وہ اسی پر قانع ہو گیا۔ نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عنترہ عبسی کا قول نہیں سنا:

فَاَقْنِيْ حَيَاءَ كِ لَا اَبَالَكِ وَاعْلَمِيْ اَنِّيْ امْرُؤٌ سَاَمُوْتُ اِنْ لَّمْ اُقْتَلِ

''اپنی شرم و حیاء پر قناعت کر تیرا کوئی باپ نہیں اور تو جان لے میں ایک آدمی ہوں، عنقریب مر جاؤں گا، اگر مجھے قتل نہ کیا گیا''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَغْنٰى کا معنی راضی کرنا اور خوش کرنا ہے۔ اور اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ کا معنی مون۔ خرچ برداشت کرنا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ہی مال کے ساتھ غنی کرتا ہے اور وہی کمائی سے غنی کر دیتا ہے (یعنی مفلس کر دیتا ہے)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 89

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَ اَقْنٰى کہ اس نے اپنے آپ کو غنی بنایا ہے اور ساری مخلوق کو اپنا محتاج بنایا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى کے تحت بیان کیا ہے کہ یہ ایک ستارہ ہے جسے شعریٰ کہا جاتا ہے۔(3)

امام فاکہی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ یہ آیت خزاعہ کے بارے نازل ہوئی۔ وہ شعریٰ کی عبادت کرتے تھے اور یہ وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے پیچھے ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شعریٰ وہ ستارہ ہے جو جوزاء کے پیچھے ہے۔ وہ اس کی عبادت کرتے تھے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ زمانہ جاہلیت میں اس ستارے کی عبادت کرتے تھے جسے شعریٰ کہا جاتا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا۟ الْاُوْلٰى کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ دوسرے (عاد) حضر موت میں تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى (النجم) کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں کوئی بھی ایسا قبیلہ نہیں جو قوم نوح سے بڑھ کر ظلم کرنے والا اور سرکشی کرنے والا ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال انہیں دعوت حق دی۔ جب بھی ایک نسل ہلاک ہوگئی اور دوسری نسل پیدا ہوئی تو آپ نے انہیں دعوت دی۔ یہاں تک کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی اپنے بھائی یا بیٹے کا ہاتھ پکڑتا تھا اور وہ آپ کی طرف چل پڑتا تھا اور کہتا تھا: اے میرے بیٹے! بے شک میرا باپ بھی مجھے لے کر اس کی طرف چلا تھا اور میں آج کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکذیب اور لگاتار گمراہی میں ہونے کے تیری مثل ہوں۔(6)

امام عبد بن حمید، ابو الشیخ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اوندھی بستی کو آسمان کی بلندی پر لے جانے کے بعد نیچے پٹخ دیا۔(7)

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قوم لوط کی بستی کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اوپر اٹھایا اور اس کے بعد ان کے ساتھ زمین کو الٹا گرا دیا گیا۔ پس زمین قیامت کے دن تک ان کے ساتھ دھنستی رہے گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 89، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 90 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 255، دارالکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 92 7۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 93

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾ فرمایا: قوم لوط کی بستیاں فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فرمایا: پتھر۔ یعنی ان پر پتھر چھا گئے جو چھا گئے۔ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ فرمایا: پس تو اپنے رب کی کن کن نعمتوں (کو جھٹلائے گا)۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک غفاری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ کا معنی ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اسی سے ڈرایا ہے جس سے پہلے ڈراتے رہے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے هٰذَا نَذِيْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کو انہیں (احکام) کے ساتھ بھیجا گیا ہے جن کے ساتھ آپ سے قبل رسل علیہم السلام مبعوث کیے گئے۔ اور اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ کے بارے فرمایا: اس سے مراد قیامت ہے (یعنی قیامت قریب آ گئی) لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی لوٹانے والا نہیں۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اَزِفَتِ یوم قیامت کے اسماء میں سے ایک ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾ کا معنی ہے قیامت قریب آ گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اس کا یہی معنی نقل کیا ہے اور لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ کے بارے انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی ظاہر نہیں کرے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کے معبودوں میں سے کوئی بھی اسے ظاہر کرنے والا نہیں۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾

"بھلا کیا تم اس بات سے تعجب کر رہے ہو۔ اور (بے شرموں کی طرح) ہنس رہے ہو اور روتے نہیں۔ اور تم نے کھیل مذاق بنا رکھا ہے۔ پس سجدہ کرو اللہ تعالیٰ کے لیے اور اس کی عبادت کیا کرو"۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هٰذَا الْحَدِيْثِ سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت صالح ابو الخلیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾ تو

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 56-255، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 95، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

اس کے بعد حضور نبی کریم ﷺ ہنسے نہیں بلکہ صرف آپ تبسم فرماتے۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ ہیں کہ پھر حضور نبی مکرم ﷺ کو نہ ہنستے دیکھا گیا نہ تبسم فرماتے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے وصال فرما گئے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر نازل ہوئی تو اس کے بعد کبھی آپ کو ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ یہاں تک کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو اصحاب صفہ رونے لگے یہاں تک کہ انکے آنسوان کے رخساروں پر جاری ہو گئے۔ تو جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی ہچکیوں کی آواز سنی تو آپ بھی رونے لگے۔ پس ہم بھی آپ کے رونے کے سبب رونے لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی اللہ تعالیٰ کے خوف سے رویا وہ آتش جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ پر اصرار کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور اگر تم گناہ نہ کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کریں گے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمادے گا۔(2)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ۝ کا معنی ہے کہ تم غافل ہوتے ہوئے اس سے اعراض کر رہے ہو۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ۝ کا معنی ہے۔ غافلون۔ یعنی تم غافل ہو۔(4)

امام عبد الرزاق، فریابی، ابو عبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ۝ کے تحت فرمایا: اس سے مراد ہے یمن کے گویئے (گنگنانے والے) ہیں۔ جب وہ قرآن سنتے تھے تو گانا شروع کر دیتے اور کھیلنے کودنے لگتے۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ۝ یہ قبیلہ حمیر کے گانا گانے والے لوگ ہیں۔(6)

امام فریابی، ابو یعلیٰ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سٰمِدُوْنَ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تو وہ آپ کے پاس سے انتہائی متکبرانہ انداز میں گزرتے تھے کیا تو نے اونٹ کی طرف نہیں دیکھا وہ کس طرح تکبر کرتے ہوئے چلتا ہے۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 82 (34356)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 489 (798)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 257، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 256
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 97
7۔ ایضاً

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے سٰمِدُوْنَ۝ کا معنی پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: سمود کا معنی لہو اور باطل ہے۔ تو نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ہزیلہ بنت بکر کا قول نہیں سنا؟ وہ قوم عاد پر روتے ہوئے کہتی ہے:

لَيْتَ عَادًا قَبِلُوا الْحَقَّ وَلَمْ يَبْدُوْا جُحُوْدًا

''کاش! عاد حق کو قبول کر لیتے اور ان سے انکار ظاہر نہ ہوتا''۔

قِيْلَ قُمْ فَانْظُرْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ دَعْ عَنْكَ السُّمُوْدَا

''کہا گیا اٹھ، اور ان کی طرف دیکھ۔ پھر اپنے سے لہو ولعب اور باطل کو چھوڑ دے''۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت منصور رحمہ اللہ کی سند سے ابراہیم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ناپسند کرتے تھے کہ قوم کھڑے ہو کر امام کا انتظار کرنے لگے۔ اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ سمود (تکبر) میں سے ہے یا یہ تکبر ہے۔ اور منصور نے کہا جب مؤذن کھڑا ہو تو وہ بھی کھڑے ہو کر انتظار کریں گے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سٰمِدُوْنَ۝ کا معنی ہے سخت غصے کے سبب ہونٹ لٹکانے والے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابومعشر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت نخعی سے روایت بیان کی ہے کہ وہ اس وقت کھڑا ہونا ناپسند کرتے تھے جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے۔ یہاں تک کہ امام آجائے۔ اور وہ یہ آیت پڑھتے تھے: وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ۝ حضرت سعید نے کہا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ امام کے آنے سے پہلے کھڑا ہونا ناپسند کرتے تھے۔ لیکن وہ اس آیت کی اس طرح تفسیر نہیں کرتے تھے۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو خالد الوالبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ پھر نماز کھڑی کی گئی اور ہم کھڑے ہو کر آپ کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تم کھیل مزاح میں لگے ہوئے ہو(5)۔ نہ تم نماز پڑھ رہے ہو اور نہ ہی بیٹھ کر انتظار کر رہے ہو؟

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا۝ کے تحت انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ان چہروں کو مشقت میں ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت میں انہیں خاک آلود کرو۔

امام بخاری، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 254، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 98 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

ﷺ نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس نے بھی سجدہ کیا۔(1)

امام احمد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مطلب بن ابی وداعہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ مکرمہ میں سورۃ النجم پڑھی اور آپ نے سجدہ کیا اور جو آپ کے ساتھ تھے انہوں نے بھی سجدہ کیا۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت سبرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ یوسف اور دوسری میں سورۂ والنجم پڑھی اور آپ نے اس میں سجدہ کیا۔ پھر آپ کھڑے ہوئے اور سورۂ اذا زلزلت پڑھ کر رکوع کیا۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 275 (4761)، دارالفکر بیروت

2۔ سنن نسائی، باب السجود فی النجم، جلد 2، صفحہ 160، دارالحکومت القاہرہ

ایاتہا ۵۵ سُوْرَۃُ الْقَمَرِ مَکِّیَّۃٌ ۵۴ رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ① وَ اِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ② وَ كَذَّبُوْا وَ اتَّبَعُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ وَ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ③

''قیامت قریب آگئی ہے اور چاند شق ہو گیا۔ اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہنے لگتے ہیں یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا (رسول خدا کو) اور پیروی کرتے رہے اپنی خواہشات کی اور ہر کام کے لیے ایک انجام ہے''۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ قمر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ سورۂ اِقْتَرَبَتْ کے قاری کو تورات میں مبیضہ پکارا جاتا ہے کہ اسے پڑھنے والے کا چہرہ اس دن روشن اور چمک رہا ہوگا جس دن چہرے روشن ہوں گے۔ بیہقی نے کہا: یہ روایت منکر ہے۔ (2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ جس کسی نے الم تنزیل یٰسٓ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ (الملک: 1) پڑھیں تو یہ اس کے لیے نور ہوں گی، شیطان اور شرک سے اس کی حفاظت کریں گی اور قیامت کے دن اس کے لیے درجات میں بلندی کا سبب بنیں گی۔ (3)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ رحمہ اللہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جس کسی نے ہر دو راتوں میں سورۂ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ ① پڑھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

امام ابن ضریس نے لیث عن معن عن شیخ کی سند سے ہمدان سے روایت بیان کی ہے اور ہمدان نے اسے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع بیان کیا ہے کہ جس کسی نے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ایک ایک رات کے فاصلہ کے ساتھ پڑھی یہاں تک کہ وہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 490 (2495)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 425 (8626)، دارالباز

فوت ہو جائے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھی۔ ان کے فارغ ہونے سے پہلے ہی ایک آدمی اٹھا اور اپنی نماز پڑھ کر چلا گیا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے سخت قول کہا۔ پس وہ آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس آ کر اپنا عذر پیش کیا۔ اور عرض کی: میں نخلستان میں کام کرتا ہوں اور مجھے پانی کے بارے خوف تھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۝ (الشمس) اور اس جیسی دیگر سورتیں نماز میں پڑھی جائیں۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے معجزہ طلب کیا۔ تو چاند مکہ مکرمہ میں دو حصوں میں بٹ گیا۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۝ یہ ختم کر دینے والا جادو ہے۔(1)

امام بخاری، امام مسلم اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ اور نشانی دکھائیں، تو آپ ﷺ نے انہیں چاند دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا، یہاں تک کہ انہوں نے (جبل) حراء کو ان دونوں کے درمیان دیکھا۔(2)

امام عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے ابو معمر سے اور انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکہ مکرمہ سے نکلنے سے قبل میں نے مکہ مکرمہ میں چاند کو دیکھا کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک ٹکڑا جبل ابی قبیس پر ہے اور ایک ٹکڑا سویداء پر۔ تو یہ دیکھ کر مکہ والوں نے کہا: چاند پر جادو چل گیا۔ تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے جیسا کہ تم نے چاند کو تقسیم ہوتا دیکھا۔ تو بے شک جس نے تمہیں قیامت کے قریب ہونے کی خبر دی ہے وہ بالکل حق ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو معمر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ پہاڑ کے اوپر تھا اور ایک حصہ اس سے نیچے کی جانب۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔(4)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت اسود رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے چاند کو پہاڑ پر دیکھا۔ پھر وہ شق ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 03-102، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 100
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 512، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100

گیا۔ تو میں نے پہاڑ کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیانی فاصلے میں دیکھا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں مسروق کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا۔ تو قریش نے کہا: یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ پھر انہوں نے کہا: جو تمہارے قافلے سفر سے آرہے ہیں ان کا انتظار کرو۔ کیونکہ محمد (ﷺ) تمام لوگوں پر سحر اور جادو کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ پس قافلے آگئے تو انہوں نے ان سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے جواباً کہا: ہاں ہم نے چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا دیکھا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝۔(2)

امام بخاری، امام مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا۔(3)

امام ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت علقمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں تھے۔ تو چاند شق ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پس ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے چھپ گیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا گواہ رہنا۔(4)

امام مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے بارے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مقدس زمانہ تھا کہ چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ پہاڑ کے قریب تھا اور ایک حصہ پہاڑ کے پیچھے تھا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔(5)

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، حاکم، ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے وَانْشَقَّ الْقَمَرُ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند شق ہوا اور ہم مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہاں تک کہ وہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک حصہ اس پہاڑ پر تھا اور ایک حصہ اس پہاڑ پر تھا۔ تو لوگوں نے کہا: محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا ہے، تو ایک آدمی نے کہا: اگر اس نے تم پر جادو کیا ہے۔ تو تمام لوگوں پر تو وہ جادو کرنے کی استطاعت اور طاقت نہیں رکھتا۔(6)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے: تحقیق ہجرت سے پہلے یہ ہو چکا ہے کہ چاند شق ہوا اور انہوں نے اس کے دو حصوں کو دیکھا۔(7)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 276 (4765)، دار الفکر بیروت 4۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، صفحہ 95، عالم الکتب

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 100

6۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 372 (3289)، دار الکتب العلمیہ بیروت 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 102

کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مقدس میں چاند کو گرہن لگا۔ تو انہوں نے کہا: چاند پر جادو کر دیا گیا۔ تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَیَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۝۔ (1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت عطاء اور ضحاک رحمہما اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیات کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں مشرکین اکٹھے ہوئے۔ ان میں ولید بن مغیرہ، ابو جہل بن ہشام، عاصی بن وائل، عاصی بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود اور نضر بن حارث شامل تھے۔ تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر آپ (اپنے دعویٰ نبوت میں) سچے ہیں۔ تو ہمارے لیے چاند کو دو حصوں میں تقسیم کر دیجیے۔ اس طرح کہ ایک نصف جبل ابی قبیس پر ہو اور ایک نصف قعیقعان پر ہو۔ تو آقا دو جہاں ﷺ نے انہیں جواباً ارشاد فرمایا: اگر میں ایسا کر دوں تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ وہ چاند کی چودھویں رات تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کریم کی بارگاہ میں التجا کی کہ وہ آپ کو معجزہ عطا فرمائے جس کا مطالبہ مشرکین مکہ نے کیا ہے۔ تو چاند اسی طرح ہو گیا کہ ایک نصف جبل ابی قبیس پر اور ایک نصف قعیقعان پر ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ پکار پکار کر فرمانے لگے اے ابوسلمہ بن عبد الاسد اور ارقم بن ابی الارقم گواہ ہو جاؤ۔ (2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اہل مکہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: کیا کوئی ایسی نشانی اور معجزہ ہے جس کے سبب ہم یہ پہچان کر سکیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور کہا: اے محمد! ﷺ کہہ دو۔ اگر آج کی رات تم باہر نکلو گے، تو ایسی نشانی دیکھ لو گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کے کہنے کے مطابق انہیں اطلاع کر دی۔ پس وہ چودھویں رات کو نکلے۔ تو چاند دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ ایک نصف صفا پر تھا اور ایک نصف مروہ پر تھا اور انہوں نے دیکھ لیا۔ پھر انہوں نے اپنی نظریں جھکا لیں اور انہیں خوب مل کر صاف کیا۔ پھر دوبارہ نظر اٹھائی اور چاند کو دیکھا۔ پھر انہوں نے اپنی آنکھوں کو خوب ملا۔ اور پھر چاند کو دیکھ لیا۔ تو کہنے لگے: اے محمد! (ﷺ) یہ تو انتہائی سخت ختم کر دینے والا جادو ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝۔ (3)

امام ابونعیم نے حضرت ضحاک کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں کے علماء رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: آپ ہمیں کوئی نشانی اور معجزہ دکھائیں تا کہ ہم ایمان لے آئیں تو حضور نبی کریم ﷺ نے رب کریم کی بارگاہ میں التجاء کی کہ وہ آپ کو معجزہ عطا فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں چاند دکھایا کہ وہ شق ہو کر دو چاند بن گیا ہے۔ ان میں سے ایک صفا پر ہے اور دوسرا مروہ پر ہے۔ وہ عصر سے لے کر رات تک کے وقت کی مقدار اس کی طرف دیکھتے رہے۔ پھر چاند غائب ہو گیا۔ تو پھر انہوں نے یہ کہہ دیا: سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۝ یہ بڑا زبردست جادو ہے۔ (4)

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 250 (11642)
2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 8-7، صفحہ 112
3۔ ایضاً، جلد 7،8، صفحہ 113
4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 96، عالم الکتب

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ خبردار سنو! قیامت قریب آ گئی ہے، ہوشیار! رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند شق ہوا ہے۔ خبردار! بے شک دنیا نے فراق اور جدائی کی اطلاع دے دی ہے۔ خبردار! بے شک آج کا دن چھپنے والا ہے اور کل تیزی سے آ رہا ہے۔(1)

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت اس طرح پڑھی: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: چاند شق ہوا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ میں ہی قیام فرما تھے۔ تو دیکھ کر مشرکین مکہ نے کہا: یہ جادوگر ہے۔ اس نے جادوگروں پر جادو کر دیا ہے۔ پس تم اسے چھوڑ دو۔ جیسا کہ مشرکین نے اس وقت کیا جب کہ چاند کو گرہن لگا۔ تو انہوں نے اپنی سلائیوں کے ساتھ مارا اور اس سے ان کے علماء زرد پیلے ہو گئے۔ انہوں نے کہا: یہ جادو کا فعل ہے۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین چیزیں ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے اور وہ گزر چکی ہیں: اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۝ تحقیق رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں چاند دو حصوں میں شق ہوا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے اسے اس حالت میں دیکھا۔ اور دوسری شے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ (القمر:45) (عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے)۔ اور اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ (المومنون:77) (جب ہم کھول دیں گے ان پر دروازہ سخت عذاب والا)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے چاند کو اس حال میں دیکھا کہ وہ شق ہوا پڑا ہے۔ تو کہنے لگے: یہ سخت ختم کرنے والا جادو ہے۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ۝ کے تحت بیان کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ كُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ۝ کا مفہوم ہے کہ ہر کام کے لیے اس کے اہل کے ساتھ ایک انجام ہے۔

عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر کام کے لیے ایک انجام ہے، نیکی اور خیر کا عمل کرنے والوں کے لیے انجام اچھا ہے اور شر اور برائی کا ارتکاب کرنے والوں کے لیے انجام بھی شر اور برا ہے۔(3)

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ۝ حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 102
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 104

النُّذُرُ ﴿۵﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿۶﴾ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ﴿۷﴾ مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ عَسِرٌ ﴿۸﴾

"اور پہنچ چکی ہیں ان کے پاس (پہلی قوموں کی بربادی کی) اتنی خبریں جن میں بڑی عبرت ہے۔ (وہ خبریں) سراسر حکمت ہیں۔ پس ڈرنے والوں نے کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ پس آپ رخ انور پھیر لیجئے ان سے۔ ایک روز بلائے گا (انہیں) بلانے والا ایک ناگوار چیز کی طرف۔ (خوف سے) ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی قبروں سے یوں نکلیں گے جیسے وہ پراگندہ ٹڈیاں ہیں۔ ڈرتے ڈرتے بھاگے جارہے ہوں گے بلانے والے کی طرف۔ کافر کہتے ہوں گے یہ بڑا سخت دن ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قرآن منتہی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے مدینہ طیبہ میں خطبہ ارشاد فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْۢبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ ﴿۴﴾ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں حلال کو حلال قرار دیا ہے اور حرام کو حرام قرار دیا ہے اور اس میں تمہیں اس کے بارے خبر دی ہے جو تم کرتے ہو اور جس کی تم دعوت دیتے ہو۔ اس نے تمہارے لیے تمہارے دین میں کوئی التباس نہیں چھوڑا۔ یہی عزت و کرامت ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں مکرم بنایا ہے اور یہ نعمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر مکمل فرمادیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ اس کے بارے میں امام سعید بن منصور، ابن منذر اور حاکم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "خَاشِعًا أَبْصَارُهُمْ" الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے خُشَّعًا یعنی خاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی (2)۔ واللہ اعلم۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مُّهْطِعِينَ کا معنی ناظرین کیا ہے جو سوچتے ہوئے اور فکر کرتے ہوئے بلانے والے کی طرف جارہے ہوں گے۔ (3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مُّهْطِعِينَ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: مطیع ہو کر سر جھکانے والے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی اس معنی سے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 514 (3762)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 105، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 106

واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ کیا تو نے تبع کا قول نہیں سنا ہے:

تَعَبَّدَنِیْ نَمِرُبْنُ سَعْدٍ وَقَدْ دَرٰی   وَ نَمِرُبْنُ سَعْدٍ لِیْ مَدِیْنٌ وَّ مُهْطِعٌ

"نمر بن سعد نے مجھے غلام بنالیا ہے حالانکہ نمر بن سعد یہ جانتا ہے کہ میرے بھی غلام اور مطیع ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ بلانے والے کی طرف قصد وارادہ کرتے ہوئے جارہے ہوں گے۔(1)

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ بلانے والے کی طرف چلتے ہوئے جارہے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت تمیم بن حدلم رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ڈر کے سبب تیزی سے چلتے ہوئے بلانے والے کی طرف جائیں گے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ تیز رفتاری سے چلتے ہوئے بلانے والے کی طرف جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ کا معنی ہے اپنے کان آواز کی طرف لگاتے ہوئے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ ﴿٩﴾
فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ﴿١٠﴾ فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ
مُّنْهَمِرٍ ﴿١١﴾ وَّ فَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ﴿١٢﴾
وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ﴿١٣﴾ تَجْرِیْ بِاَعْیُنِنَا ۚ جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ
كُفِرَ ﴿١٤﴾ وَ لَقَدْ تَّرَكْنٰهَاۤ اٰیَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٥﴾ فَكَیْفَ كَانَ عَذَابِیْ وَ
نُذُرِ ﴿١٦﴾ وَ لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾

"جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے یعنی انہوں نے جھٹلایا ہمارے بندے کو اور کہا یہ دیوانہ ہے اور اسے جھڑکا بھی گیا۔ آخر کار آپ نے دعا مانگی اپنے رب سے کہ میں عاجز آ گیا ہوں پس تو (ان سے) بدلہ لے۔ پھر ہم نے کھول دیئے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ۔ اور جاری کر دیا ہم نے زمین سے چشموں کو پھر دونوں پانی مل گئے ایک مقصد کے لیے جو پہلے مقرر ہو چکا تھا۔ اور ہم نے سوار کر دیا نوح کو تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر۔ وہ بہتی جارہی تھی ہماری آنکھوں کے سامنے۔ (یہ طوفان) بدلہ تھا اس (نبی) کا جس کا انکار کیا گیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً

تھا۔ اور ہم نے باقی رکھا اس (قصہ) کو بطور نشانی۔ پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ سو کیسا (خوفناک) تھا میرا عذاب اور (کتنے سچے تھے) میرے ڈراوے۔ اور بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا''۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ قَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّ ازْدُجِرَ ۝ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسے دیوانہ اور مجنون ہونے کی تہمت دی گئی۔ (1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَّ ازْدُجِرَ ۝ کے تحت حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے قتل کی دھمکی دی اور ڈرایا۔

امام بخاری نے الادب میں اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ابوالطفیل سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن الکواء رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مجرہ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ آسمان کا ابھرا ہوا حصہ ہے اور اسی سے آسمان کے دروازے موسلا دھار بارش کے ساتھ کھولے گئے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَفَتَحْنَاۤ اَبْوَابَ السَّمَآءِ الآیہ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے کثیر پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ آسمان نے اس سے قبل اور نہ اس کے بعد بارش نہیں برسائی مگر بادلوں سے اور اس دن بادل کے علاوہ آسمان کے دروازے پانی کے ساتھ کھول دیئے گئے۔ پس وہ دونوں پانی مل گئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب نے فَالْتَقَى الْمَآءُ کی تفسیر میں کہا کہ آسمان اور زمین کا پانی آپس میں مل گیا۔ اور عَلٰۤى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝ کے بارے فرمایا: غذائیں جسموں سے پہلے ہیں اور تقدیر آزمائش اور بلاء سے پہلے ہے۔ (2)

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ قَدْ قُدِرَ ۝ کی تفسیر میں ابن جریج نے فرمایا: اس نے نرم اور ہموار زمین کو پھاڑ دیا۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے وَ حَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد کشتی کے تختے ہیں۔ اور دُسُرٍ سے مراد وہ میخیں اور کلے ہیں جن کے ساتھ کشتی کو باندھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد دروازے کے تختے ہیں اور دُسُرٍ سے مراد دروازے کے اوپر والی لکڑی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلْوَاحٍ سے مراد کشتی کے کلے اور دُسُرٍ سے مراد کیل اور میخیں ہیں۔ فرمایا۔ دسترِ مسامیر۔ اسے میخوں کے ساتھ درست کیا گیا۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دُسُرٍ سے مراد میخیں ہیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 109
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 110

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ دُسُرٍ سے مراد کشتی کے وہ کیل اور میخیں ہیں جن کے ساتھ اسے مضبوط کیا گیا۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا۔ کہ ارشاد گرامی وَّدُسُرٍ ﴿۱۳﴾ بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ دُسُرٍ سے مراد وہ ہیں جن کے ساتھ کشتی محفوظ ہو جاتی ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

سَفِينَةٌ نُوتِي قَدْ أُحْكِمَ صَنْعُهَا مُتْخَنَةُ الْأَلْوَاحِ مَنْسُوجَةُ الدُّسُرِ

"کشتی پر ہم لائے جا رہے ہیں، اس کی بناوٹ انتہا کی پختہ اور مضبوط ہے، اس کے پھٹے موٹے ہیں اور میخوں اور کیلوں کے ساتھ اسے خوب محفوظ کر دیا گیا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دُسُرٍ سے مراد کشتی کے سامنے کا حصہ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ دُسُرٍ سے مراد کشتی کا وہ سینہ (سامنے والا حصہ) ہے جس کے ساتھ موج آ کر ٹکراتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ ﴿۱۴﴾ کے متعلق فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بدلہ ہے اس کا جس کا انکار کیا گیا تھا۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کو جودی پہاڑی پر باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت کے پہلے آنے والوں نے اسے پالیا۔(4)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ کا معنی ہے کہ ہم نے قرآن کریم کی قرأت کو آسان بنا دیا ہے۔(5)

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کی زبان پر اسے آسان نہ بناتا۔ تو مخلوق میں سے کوئی بھی یہ طاقت نہ رکھتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے ساتھ گفتگو کر سکے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا تو وہ کہہ رہا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 109، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 110
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 111 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 112 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 113

تھا خفیف سورت۔ (سورۃ خفیفۃ) تو آپ نے فرمایا۔ خفیف سورۃ نہ کہو۔ بلکہ یہ کہو: سورۃ میسرۃ یعنی وہ سورت جسے آسان بنا دیا گیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴿۱۰﴾ کا معنی ہے کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب سے اسی کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کیا کوئی گناہوں سے رکنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کیا کوئی خیر کا طالب ہے جس پر اس کی مدد کی جائے؟ (1)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مطر الوراق رحمہ اللہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے: کیا کوئی طالب علم ہے سو اس پر اس کی مدد کی جائے گی؟ (2)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدکر کا لفظ ذال کے ساتھ "فَهَلْ مِنْ مُّذَّكِرٍ" پڑھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴿۱۰﴾ یعنی دال کے ساتھ پڑھنے کی راہنمائی فرمائی۔ (3)

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ﴿۱۸﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ﴿۱۹﴾ تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ﴿۲۰﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَ نُذُرِ﴿۲۱﴾ وَ لَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴿۲۲﴾

"عاد نے بھی جھٹلایا تھا پھر کیسا (خوفناک) تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے۔ ہم نے ان پر تند و تیز آندھی بھیجی ایک دائمی نحوست کے دن میں۔ وہ اکھاڑ کر پھینک دیتی لوگوں کو گویا وہ مُڈھ ہیں اکھڑی ہوئی کھجور کے۔ پس کیسا (سخت) تھا میرا عذاب اور (کتنے سچے تھے) میرے ڈراوے۔ بے شک ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رِيْحًا صَرْصَرًا کا معنی ہے سخت ٹھنڈی ہوا اور فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ کا معنی ہے سخت ترین دن۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ صَرْصَرًا کا معنی ہے تند و تیز ہوا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 113، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 112
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 15-114

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِرِیْحًا صَرْصَرًا کا معنی ہے ٹھنڈی ہوا۔ اور فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ کا معنی ہے ایسے دن میں جو قوم کے لیے منحوس تھا اور اس کی نحوست اور شر ان پر مسلسل اور لگاتار تھا۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: نَحْسٍ سے مراد بلاء اور سختی ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نہیں سنا؟ زہیر بن ابی سلمٰی کہتا ہے:

سَوَاءٌ عَلَيْهِ اَیَّ يَوْمٍ اَتَيْتُهُ   اَسَاعَةُ نَحْسٍ تُتَّقٰى اَمْ بِاَسْعَدِ

''اس پر برابر ہے میں کسی دن بھی اس کے پاس آجاؤں۔ کیا نحوست اور بلاء کی ساعت کا خوف کیا جاتا ہے یا سعادت مندی کی ساعت کا''؟

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ سے مراد بدھ کا دن ہے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے جبرائیل امین نے کہا: قسم کو گواہ کے ساتھ پورا کرو۔ مزید کہا: بدھ کا دن ہی يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس پیغام کے ساتھ نازل ہوئے کہ قسم گواہ کے ساتھ ہے۔ پچھنے لگانا (درست ہے) اور بدھ کا دن ہی دائمی نحوست کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ یوم نحس سے مراد بدھ کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنوں کے بارے دریافت کیا گیا اور بدھ کے دن کے بارے بھی سوال کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بدھ کا دن یوم نحس ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیسے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا اور عاد و ثمود کو ہلاک اور تباہ و برباد کیا۔

امام وکیع نے الغرر میں، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہینے میں آخری بدھ دائمی نحوست کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب ہوا آئی تو عاد اس کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لیے اور اپنے پاؤں زمین میں گاڑ لیے اور کہنے لگے: کون ہے جو ہمارے پاؤں زمین سے زائل کرے گا، اگر وہ سچا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ہوا بھیجی جو لوگوں کو اکھاڑ کر پھینکنے لگی گویا وہ کھڑی ہوئی کھجور کے مڈھ ہیں۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 15-114، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 116

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر عاد میں سے کوئی آدمی ہوا اور وہ پتھر سے دروازے کے دو پٹ بنائے۔ پھر اس امت کے پانچ سو افراد اس پر جمع ہو جائیں تو وہ اسے اٹھانے کی طاقت نہ رکھیں۔ پس ایک آدمی اپنا قدم زمین میں گاڑتا تھا تو وہ اس میں داخل ہو جاتا تھا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَعْجَازُ نَخْلٍ کا معنی ہے کھجور کا مُڈھ اور اصل اور مُّنْقَعِرٍ۞ کا معنی ہے کٹی ہوئی، اکھڑی ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہے: کھجور کے سیاہ مُڈھ۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے سر لکڑیوں کی طرح ہو کر گرے اور ان کی گردنیں گول گول ٹکڑے ہو گئیں۔ پس اس کو اللہ تعالیٰ نے اکھڑی ہوئی کھجور کے مُڈھ کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔(2)

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝٢٣ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّفِيْ
ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝٢٤ ءَاُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْۢ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ ۝٢٥
سَيَعْلَمُوْنَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْاَشِرُ ۝٢٦ اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ
فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝٢٧ وَ نَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌۢ بَيْنَهُمْ ۚ كُلُّ شِرْبٍ
مُّحْتَضَرٌ ۝٢٨ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ۝٢٩ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِيْ وَنُذُرِ ۝٣٠
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝٣١ وَ لَقَدْ
يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝٣٢ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ۝٣٣
اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ۭ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۝٣٤ نِّعْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ۝٣٥ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا
بِالنُّذُرِ ۝٣٦ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ
وَ نُذُرِ ۝٣٧ وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۝٣٨ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَ
نُذُرِ ۝٣٩ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝٤٠ وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 117

فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾

''ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پھر وہ کہنے لگے کیا ایک انسان جو ہم میں سے ہے (اور) اکیلا ہے ہم اس کی پیروی کریں۔ پھر تو ہم گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ کیا اتاری گئی ہے وحی اس پر ہم سب میں سے (یہ کیونکر ممکن ہے) بلکہ وہ بڑا جھوٹا، شیخی باز ہے۔ کل انہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑا جھوٹا، شیخی باز ہے۔ ہم بھیج رہے ہیں ایک اونٹنی ان کی آزمائش کے لیے پس (اے صالح) ان کے انجام کا انتظار کرو اور صبر کرو۔ اور انہیں آگاہ کر دیجئے کہ پانی تقسیم کر دیا گیا ہے ان کے درمیان۔ سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوں۔ پس ثمودیوں نے بلایا اپنے ایک ساتھی (قذار) کو پس اس نے وار کیا اور (اونٹنی کی) کونچیں کاٹ دیں۔ پھر (معلوم ہے) کیسا تھا میرا عذاب اور میرے ڈراوے۔ ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر وہ اس طرح ہو کر رہ گئے جیسے روندی ہوئی خاردار باڑھ۔ بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ قوم لوط نے بھی جھٹلایا تھا پیغمبروں کو۔ ہم نے بھیجی ان پر پتھر برسانے والی ہوا سوائے لوط کے گھرانے کے۔ ہم نے ان کو بچا لیا سحری کے وقت۔ یہ (خاص) مہربانی تھی ہماری طرف سے۔ اسی طرح ہم جزا دیتے ہیں جو شکر کرتا ہے۔ اور بے شک ڈرایا تھا انہیں لوط (علیہ السلام) نے ہماری پکڑ سے پس جھگڑنے لگے ان کے ڈرانے کے بارے میں۔ اور انہوں نے پھسلانا چاہا لوط کو اپنے مہمانوں سے تو ہم نے میٹ دیا ان کی آنکھوں کو، لو اب چکھو (اے بے حیاؤ!) میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ پس صبح سویرے ان پر ٹھہرنے والا عذاب نازل ہوا۔ تو اب چکھو میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ۔ اور بے شک ہم نے آسان کر دیا قرآن کو نصیحت پذیری کے لیے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور آئے آل فرعون کے پاس ڈرانے والے۔ انہوں نے جھٹلایا ہماری ساری آیتوں کو پھر ہم نے ان کو پکڑ لیا جیسے کوئی زبردست قوت والا پکڑتا ہے۔ کیا تمہاری قوم کے کفار بہتر ہیں ان سے یا تمہارے لیے معافی لکھ دی گئی ہے آسمانی نوشتوں میں''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ سے مراد بدبختی ہے (یعنی پھر تو ہم گمراہی اور بدبختی میں مبتلا ہو جائیں گے)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پھر تو ہم گمراہی، تھکن اور مشقت میں مبتلا ہو جائیں گے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وَّ سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 117، دار احیاء التراث العربی بیروت

گمراہی ہے۔ اور انہوں نے کُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ کے بارے فرمایا وہ پانی پر حاضر ہوں گے جب اونٹنی غائب ہوگی۔ اور جب وہ آجائے گی تو وہ دودھ کے لیے حاضر ہوں۔ اور فَتَعَاطٰى کے بارے فرمایا: اس کا معنی ہے پس اس نے پکڑا اور كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ وہ آدمی جس نے حلتمہ (سبز لاکھی گھڑا) توڑ دیا۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ کی تفسیر میں فرمایا: احیم ثمودی نے اونٹنی کو پکڑ لیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں اور كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ کے بارے فرمایا: وہ جلی ہوئی راکھ کی طرح ہو کر رہ گئے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَتَعَاطٰى کا معنی ہے تناول یعنی اس نے پکڑ لیا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ کا معنی بیان کیا ہے کہ وہ جلی ہوئی ہڈیوں کی طرح ہو گئے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ اس گھاس کی طرح ہو گئے جسے بکریاں کھا جاتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ گھاس جسے تو روکے رکھے۔ اور پھر ریوڑ اسے کھالے اس حال میں کہ وہ خشک ہو اور پھر وہ ختم ہو جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس مٹی کی طرح ہو گئے جو دیوار سے گر پڑتی ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ کا معنی ہے انہوں نے ڈرانے کی تصدیق نہیں کی۔ فَطَمَسْنَاۤ اَعْيُنَهُمْ فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے ایک رات ان کے عذاب کے بارے میں اپنے رب سے اجازت طلب کی۔ وہ حضرت لوط علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور بے شک انہوں نے بھی دروازے پر جلدی آگے بڑھنے کی کوشش کی تاکہ وہ ان پر داخل ہو سکیں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنے پر کے ساتھ انہیں گرا دیا اور انہیں اندھا کر چھوڑا اور وہ لڑکھڑانے لگے۔ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ فرمایا اس نے انہیں آتش جہنم میں ٹھہرا دیا۔ فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ فرمایا پس ہم نے انہیں پکڑ لیا اس کے پکڑنے کی طرح جس کے عذاب اور گرفت میں انتہائی قوت اور شدت ہوتی ہے کہ جب وہ انتقام لیتا ہے تو پھر وہ آگے بڑھنے سے خوفزدہ نہیں ہوتا۔ اور اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ کے بارے فرماتے ہیں کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-20-119، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 261، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 120
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 121

تمہارے کفار ان سے بہتر ہیں جو گزر گئے ہیں۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: وَ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دنیا کا عذاب ان کے ساتھ آخرت میں بھی برقرار رہا۔

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولٰٓئِكُمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمہاری قوم کے کفار حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوموں کے کفار سے بہتر اور افضل نہیں ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اے امت! کیا تمہارے کفار قرون اولیٰ کے ان کفار سے بہتر ہیں جن کے بارے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ میں نے انہیں ہلاک کر دیا ہے اور تباہ و برباد کر دیا ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اسی کے ضمن میں یہ فرماتے ہیں کہ کیا تمہارے کفار ان سے بہتر ہیں جو گزر چکے ہیں۔ یا تمہارے لیے آسمانی کتابوں میں معافی لکھ دی گئی ہے۔(4)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَ السَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ ﴿۴۶﴾

"یا وہ کہتے ہیں کہ ہم ایسی جماعت میں جو غالب ہی رہے گی۔ عنقریب پسپا ہو گی یہ جماعت اور پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ بلکہ ان کے وعدہ کا وقت (روز) قیامت ہے اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ غزوہ بدر کے دن ہوا (کہ وہ پسپا ہوئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے) وہ کہتے تھے: نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ (کہ ہم ایسی جماعت ہیں جو غالب ہی رہے گی) تب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(5)

امام بخاری، نسائی، ابن منذر، طبرانی، ابونعیم نے دلائل میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا درآنحالیکہ آپ قبہ میں تشریف فرما تھے جو بدر کے دن آپ کے لیے بنایا گیا تھا: میں تجھے تیرا عہد و پیمان اور تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو نے چاہا تو آج کے دن کے بعد کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ نے اپنے رب کریم پر خوب اصرار کیا ہے۔ یقیناً آپ کے لیے کافی ہے۔ پھر آپ ﷺ باہر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 25-24-23-122، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 126
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 127

تشریف لائے۔ آپ زرہ میں انتہائی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے زبان اقدس سے یہ فرما رہے تھے: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۝ -(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر کے دن زرہ میں اظہار مسرت کر رہے تھے اور فرما رہے تھے یہ جماعت پسپا ہوگی چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔(2)

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں مکہ مکرمہ میں تھی اور چونکہ میں ابھی بچی تھی اس لیے میں کھیلنے اور خوش طبعی کرنے لگی۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۝ -(3)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر سے قبل مکہ مکرمہ میں نبی مکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سی جماعت عنقریب پسپا ہوگی؟ پس جب غزوۂ بدر ہوا اور قریش شکست خوردہ ہوئے۔ تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا آپ ان کے آثار ونشانات میں تلوار سونتے ہوئے یہ کہہ رہے ہیں: سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ گویا یہ آیت یوم بدر کے لیے تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ (المومنون: 64) الآیہ (یہاں تک کہ جب ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا الآیہ (ابراہیم: 28) (کیا آپ نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہوں نے بدل دیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ناشکری سے) اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر ریت پھینکی۔ اور یہ ان تمام کے لیے کافی ہوگئی اور اس نے ان کی آنکھوں اور مونہوں کو بھر دیا۔ حتی کہ آدمی کو قتل کیا جاتا تو اس کی آنکھوں میں مٹی پڑی ہوئی ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال: 17) (اور (اے محبوب!) نہیں پھینکی آپ نے (وہ مشت خاک) جب آپ نے پھینکی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی)۔(4)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کہنے لگا: کون سی جماعت عنقریب پسپا ہوگی؟ یہاں تک کہ غزوۂ بدر ہوا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ زرہ پہنے وہاں گھوم رہے ہیں اور فرما رہے ہیں سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۝ تو مجھے اس دن اس آیت کی تاویل معلوم ہوئی۔(5)

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 277 (4774)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 277 (4775)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 6، صفحہ 101، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127

امام ابن جریر رحمہ اللہ اور ایک دوسری سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متصل روایت بیان کی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے ابوالعالیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت یوم بدر کے بارے میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا۔ وہ پسپا ہو گئے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔(3)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قوم نوح کا ذکر کیا اور اس عذاب کا جو انہیں پہنچا اور عاد کا ذکر کیا اور اس ہوا کا جس نے انہیں تباہ کر دیا۔ ثمود کا ذکر کیا اور اس کرخت چیخ اور آواز کا جس نے انہیں ہلاک کر دیا اور قوم لوط کا ذکر کیا اور جو پتھر انہیں آ کر لگے ان کا ذکر کیا اور آل فرعون اور ان کے غرق ہونے کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا: أَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ أَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾ یعنی قیامت کا دن اس سے زیادہ خوفناک اور تلخ ہے جو عذاب اور تکلیف انہیں پہنچی۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سات چیزوں سے پہلے اعمال میں جلدی کرلو جن کا تم میں سے ہر کوئی انتظار کر رہا ہے، یعنی سرکش بنا دینے والی دولت یا بھلا دینے والا فقر و افلاس یا فساد برپا کر دینے والی بیماری یا ایسا بڑھاپا جو ضعیف العقل بنا دے یا اچانک آ جانے والی موت یا دجال اور دجال ایک مخفی شر ہے جس کا انتظار کیا جا رہا ہے یا پھر قیامت۔ اور قیامت بڑی خوفناک اور تلخ ہے۔(4)

امام ابن مردویہ نے حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس امت کی سزا تلوار بنائی ہے اور ان کے وعدے کا وقت روز قیامت کو بنایا ہے اور قیامت خوفناک اور تلخ ہے۔

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 354 (36665)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 127
4۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 478 (2306)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"بے شک مجرم گمراہی اور پاگل پن کا شکار ہیں۔ اس روز انہیں گھسیٹا جائے گا آگ میں منہ کے بل (انہیں کہا جائے گا) چکھواب آگ میں جلنے کا مزہ۔ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ایک اندازے سے۔ اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک بار جو آنکھ جھپکنے میں واقع ہو جاتا ہے۔ اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا جو (کفر میں) تمہارے ہم مشرب تھے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان کے نامہ اعمال میں درج ہے۔ اور ہر چھوٹی اور بڑی بات (اس میں) لکھی ہوئی ہے"۔

امام احمد، مسلم، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مشرکین قریش حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ قدر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۔ (1)

امام بزار اور ابن منذر رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کے طریق سے ان کے باپ سے اور پھر اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت فقط اہل قدر کے بارے میں نازل ہوئی: اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابن شاہین، ابن منذر، الباوردی نے الصحابہ میں، خطیب نے تالی التلخیص میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۝ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۝ اور فرمایا: آخری زمانہ میں میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلائیں گے۔ (2)

ابن عدی، ابن مردویہ، دیلمی اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن سعد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ان کی ماں لبابہ بنت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، انہوں نے کہا: میں اپنے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہونے سے پہلے ہر جمعہ کے دن ان کی ملاقات کرتی تھی۔ پس میں نے انہیں کئی بار مصحف میں پڑھتے ہوئے سنا کہ جب وہ اس آیت پر پہنچتے اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ تو فرماتے: جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے میں انہیں ابھی تک نہیں پہچانتا اور یہ بعد میں ہوں گے اور بالیقین ہوں گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا: تقدیر کے بارے گفتگو کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 372 (3290)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 319، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 330، دار الباز

کہا ہے؟ قسم بخدا! یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وہ اس امت کے شریر اور برے لوگ ہیں۔ تم نہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور نہ ان کے مردوں پر نماز پڑھو۔ اگر تو مجھے ان میں سے کوئی ایک دکھائے تو میں اپنی ان انگلیوں کے ساتھ اس کی آنکھیں نکال دوں۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیر اور شر کو بھی ایک اندازے کے مطابق پیدا فرمایا۔(2)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شے قضا اور تقدیر کے مطابق ہے حتی کہ عجز اور دانائی بھی۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شے قضاء وقدر کے مطابق ہے حتی کہ تیرا اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار پر رکھنا بھی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر امت کے مجوسی ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی نہیں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کی (نماز جنازہ میں) حاضر نہ ہو۔(4)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے السنہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اس تقدیر کو قرآن کریم میں تلاش کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائیں۔ تو میں نے اسے ان آیات میں پا لیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ اور وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اہل قدر کو عار دلانے کے لیے نازل ہوئی: يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ کتاب میں درج ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ كُلُّ صَغِيْرٍ وَّ كَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ کے بارے فرمایا: اس کا معنی ہے ہر چھوٹی، بڑی بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 253 (11384)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 15، صفحہ 167، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 86، دار صادر بیروت

"بے شک مجرم گمراہی اور پاگل پن کا شکار ہیں۔ اس روز انہیں گھسیٹا جائے گا آگ میں منہ کے بل (انہیں کہا جائے گا) چکھو اب آگ میں جلنے کا مزہ۔ ہم نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے ایک اندازے سے۔ اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک بار جو آنکھ جھپکنے میں واقع ہو جاتا ہے۔ اور بے شک ہم نے ہلاک کر دیا جو (کفر میں) تمہارے ہم مشرب تھے پس ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا۔ اور جو کچھ انہوں نے کیا ہے ان کے نامۂ اعمال میں درج ہے۔ اور ہر چھوٹی اور بڑی بات (اس میں) لکھی ہوئی ہے"۔

امام احمد، مسلم، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مشرکین قریش حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ قدر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۞ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۞ ۔(1)

امام بزار اور ابن منذر رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کے طریق سے ان کے باپ سے اور پھر اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت فقط اہل قدر کے بارے میں نازل ہوئی: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۞ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۞ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۞ ۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، ابن شاہین، ابن منذر، الباوردی نے الصحابہ میں، خطیب نے تالی التلخیص میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ۞ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ۞ اور فرمایا: آخری زمانہ میں میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو جھٹلائیں گے۔(2)

ابن عدی، ابن مردویہ، دیلمی اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۞ ۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن سعد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے اور ان کی ماں لبابہ بنت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، انہوں نے کہا: میں اپنے دادا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہونے سے پہلے ہر جمعہ کے دن ان کی ملاقات کرتی تھی۔ پس میں نے انہیں کئی بار مصحف میں پڑھتے ہوئے سنا کہ جب وہ اس آیت پر پہنچتے اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ۞ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ تو فرماتے: جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے میں انہیں ابھی تک نہیں پہچانتا اور یہ بعد میں ہوں گے اور بالیقین ہوں گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے کہا گیا: تقدیر کے بارے گفتگو کی گئی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 372 (3290)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 319، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 330، دار الباز

کہا ہے؟ قسم بخدا! یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝ وہ اس امت کے شریر اور برے لوگ ہیں۔ تم نہ ان کے مریضوں کی عیادت کرو اور نہ ان کے مردوں پر نماز پڑھو۔ اگر تو مجھے ان میں سے کوئی ایک دکھائے تو میں اپنی ان انگلیوں کے ساتھ اس کی آنکھیں نکال دوں۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝ کے بارے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے خیر اور شر کو بھی ایک اندازے کے مطابق پیدا فرمایا۔(2)

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر شے قضا اور تقدیر کے مطابق ہے حتی کہ عجز اور دانائی بھی۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شے قضاء وقدر کے مطابق ہے حتی کہ تیرا اپنے ہاتھ کو اپنے رخسار پر رکھنا بھی۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر امت کے مجوسی ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی نہیں۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو ان کی (نماز جنازہ میں) حاضر نہ ہو۔(4)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے السنہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے اس تقدیر کو قرآن کریم میں تلاش کیا جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر نازل فرمائیں۔ تو میں نے اسے ان آیات میں پا لیا اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ۝ اور وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ۝۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اہل قدر کو عار دلانے کے لیے نازل ہوئی: یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ۝ اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے وہ کتاب میں درج ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ۝ کے بارے فرمایا: اس کا معنی ہے ہر چھوٹی، بڑی بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 253 (11384)، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 15، صفحہ 167، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 86، دار صادر بیروت

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات محفوظ ہے، لکھی ہوئی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے (ہر شی) سطر میں لکھی ہوئی ہے۔(3)

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ کے بارے ابن زید نے کہا: تحقیق ہم نے ہلاک کیا انہیں جو گزشتہ امتوں کے اہل کفر میں سے ان کے ہم مشرب تھے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۵۱﴾ فرماتے ہیں: کیا کوئی ہے جو نصیحت کو قبول کرتا ہو؟(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ذباب نے تقدیر کا گمان کیا۔ پھر یہ آیت پڑھی: وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِالْبَصَرِ ﴿۵۰﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تقدیر کو جھٹلانے والے اس امت کے مجرمین ہیں اور انہیں کے بارے یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا فرمایا اور اس کا خاص اندازہ مقرر کیا۔ پس کرتہ عورت کے لیے، قمیص مرد کے لیے، پالان اونٹ کے لیے اور زین گھوڑے کے لیے اور اسی طرح دیگر چیزیں بھی مقرر فرمائیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عاقب اور سید دونوں آئے۔ یہ دونوں نجران کے عیسائیوں کے سردار تھے۔ دونوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے تقدیر کے بارے میں بہت سخت گفتگو کی۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ انہیں کسی بھی شے کا جواب دینے سے خاموش رہے۔ یہاں تک کہ وہ دونوں واپس لوٹ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اَكُفَّارُكُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُولٰٓىِٕكُمْ یعنی جنہوں نے تم سے پہلے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا۔ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِی الزُّبُرِ ﴿۴۳﴾ یا تمہارے لیے پہلی کتاب میں معافی لکھ دی گئی ہے۔ تا قولہ وَ لَقَدْ اَهْلَكْنَاۤ اَشْیَاعَكُمْ اور تحقیق ہم نے ہلاک کیا انہیں جنہوں نے تم سے پہلے تقدیر کا انکار کیا اور اسے جھٹلایا۔ وَ كُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ اور جو کچھ انہوں نے کہا وہ ام الکتاب (نامہ اعمال) میں درج ہے۔ وَ كُلُّ صَغِیْرٍ وَّ كَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾ یعنی ہر چھوٹی بڑی بات سورت کے آخر تک لکھ دی گئی ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں یہ آیت پڑھتا۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ ان سے کون مراد ہے۔ یہاں تک کہ پھر اس پر یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ ﴿۴۷﴾ یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿۴۸﴾ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ وَمَاۤ اَمْرُنَاۤ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 131، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 130

بِاَمْصَرٍ۝ کیونکہ یہی لوگ تقدیر کو جھٹلانے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ آیت آخری آیت تک جھٹلانے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو تقدیر کو جھٹلاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس انہیں جمع کردو۔ میں نے کہا: آپ ان کے ساتھ کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا: میں ان کا گلا دباؤں گا یہاں تک کہ میں انہیں قتل کردوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت سے دو گروہ ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ ایک مرجئہ اور دوسرا قدریہ۔ انہیں کے بارے میں کتاب اللہ کی یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ۝ الی اخر الآیہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں کتاب اللہ میں ایک ایسی قوم کا ذکر پاتا ہوں جنہیں آگ میں منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ کیونکہ وہ تقدیر کو جھٹلاتے تھے۔ اور بے شک میں ان کے بارے نہیں خیال کرتا اور نہ ہی ان کے بارے یہ جانتا ہوں کیا وہ ہم سے پہلے لوگوں میں تھے یا ان میں سے ہیں جو ابھی باقی ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے یہ آیت صرف اہل قدر کو عار دلانے کے لیے نازل ہوئی: ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ۝ اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ۝۔(3)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہر امت کے لیے مجوسی ہیں اور اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کچھ نہیں۔ پس ان میں سے جو بیمار ہو اس کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائے تو تم اس کے جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ وہ دجال کے گروہ میں سے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ وہ انہیں اس کے ساتھ ملا دے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے اپنے ان کانوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے کہا گیا تو لکھ جو ضروری ہے۔ تو اس نے عرض کی: کیا ضروری ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قدر۔ پھر قلم نے عرض کی: قدر کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو یہ جان لے (یقین کر لے) کہ جو شے تجھے پہنچتی ہے وہ تجھ سے خطا نہیں ہو سکتی اور جو تجھ سے خطا ہوتی ہے (یعنی جو شے تجھے نہیں ملتی) وہ قطعاً تجھ تک نہیں پہنچ سکتی۔ اگر تو اس کے سوا پر مر جائے تو تو آتش جہنم میں داخل ہوگا۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 263، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 129

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ منادی کو حکم دے گا۔ وہ اعلان کرے گا: اللہ تعالیٰ کے مخالفین کہاں ہیں؟ پس وہ کھڑے ہوں گے اس حال میں کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے، ان کی آنکھیں پھری ہوں گی اور ان کی سفیدی ظاہر ہو گی اور ان کے ہونٹ لٹکے ہوں گے، ان کا لعاب بہہ رہا ہوگا اور جو بھی انہیں دیکھے گا وہ ان سے نفرت کرے گا اور انہیں اپنے سے دور ہٹائے گا۔ وہ کہیں گے: قسم بخدا! اے ہمارے رب! ہم نے تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کی ہے نہ سورج اور چاند کی، اور نہ ہی کسی پتھر اور بت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق شرک ان میں ایسی جہت سے داخل ہوا ہے جسے وہ نہیں جانتے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَیْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۹﴾ (المجادلہ) (جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی مفید چیز پر تکیہ کیے ہیں۔ خبردار! یہی وہ جھوٹے لوگ ہیں) تو آپ نے تین بار فرمایا: قسم بخدا! وہ قدریہ ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ذکر کیا گیا کہ ایک قوم تقدیر کے بارے میں گفتگو کرتی رہتی ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ وہ کتاب اللہ کو جھٹلاتے ہیں۔ پس میں ان میں سے کسی کے بال پکڑوں گا اور بالیقین اسے پیشانی سے پکڑوں گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی بھی شے کو پیدا کرنے سے پہلے اپنی شان قدرت کے مطابق اپنے عرش پر تھا۔ سب سے پہلے اس نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے حکم دیا کہ جو کچھ ہونے والا ہے اسے لکھے۔ بلاشبہ لوگ اسی حکم کے مطابق چل رہے ہیں حالانکہ وہ اس سے فارغ ہو گیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو یحییٰ الاعرج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا۔ آپ نے قدریہ کا ذکر کیا اور فرمایا: اگر میں ان میں سے بعض کو پالیتا تو میں اس کے ساتھ اس اس طرح کرتا۔ پھر فرمایا: زنا، چوری اور شراب نوشی سب تقدیر کے سبب ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ (القمر) تو ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ کیا (عمل) ایسی شے کے بارے میں ہے کہ ہم وہ نئے سرے سے کرتے ہیں یا اسی شے کے مطابق جس کا فیصلہ کیا جا چکا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم عمل کرو۔ پس ہر کام کو آسان بنا دیا گیا ہے۔ ہم اس کے لیے آسان راہ آسان کر دیں گے اور ہم اس کے لیے مشکل راہ بھی آسان کر دیں گے۔ (1)

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 129، دار احیاء التراث العربی بیروت

''بے شک پرہیزگار باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے۔ بڑی پسندیدہ جگہ میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے پاس (بیٹھے) ہوں گے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہر سے مراد فضا اور وسعت ہے۔ اس سے مراد جاری نہر نہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ سے حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھے فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: نہر سے مراد وسیع اور کھلا میدان ہے۔ نافع نے عرض کی کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

مُلِكْتُ بِهَافَا نُهَرْتُ فَتْقَهَا   يُرٰى قَائِمٌ مِّنْ دُوْنِهَا مَاوَرَآءَهَا

''مجھے اس کا مالک بنایا گیا۔ تو میں نے اس کے میدان کو خوب وسیع کر دیا۔ اب وہاں کھڑا ہونے والا دور سے دکھائی دیتا ہے''۔

امام عبد بن حمید نے حضرت شریک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ سے مراد باغات اور چشمے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی: فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ اور آپ نے نہر میں نون کو منصوب (زبر کے ساتھ) پڑھا۔ اور ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ زہیر قریشی وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ پڑھتے تھے اور مراد نہر کی جمع لیتے تھے۔

حکیم ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ کے ضمن میں فرمایا: بے شک اہل جنت ہر روز جبار پر دو مرتبہ داخل ہوں گے۔ وہ ان پر قرآن پڑھے گا اور ان میں سے ہر آدمی اس جگہ بیٹھے گا جو اس کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یعنی موتیوں، یاقوت، زبرجد اور سونے چاندی کے منبروں پر اپنے اعمال کے مطابق بیٹھے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں کبھی اس طرح ٹھنڈی نہیں ہوں گی جس طرح اس کے ساتھ ٹھنڈی ہوگی۔ انہوں نے اس سے عظیم تر اور اس سے حسین تر کوئی شے کبھی نہیں سنی۔ پھر وہ اپنی رہائش گاہوں کی جانب لوٹ جائیں گے درآنحالیکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور تروتازہ ہوں گی اور وہ دوسرے دن تک اسی طرح رہیں گی۔ (1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ کی تفسیر میں فرمایا: بے شک پرہیزگار نور اور روشنی میں ہوں گے۔ (2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ثور بن یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ملائکہ قیامت کے دن مومنین کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: اے اللہ تعالیٰ کے دوستو! چلو (یا اولیاء اللہ انطلقوا) تو وہ کہیں گے کہاں؟ تو ملائکہ کہیں گے: جنت کی طرف۔ پھر مومنین کہیں گے: بے شک تم تو ہمیں ہماری منزل اور مقصد کے غیر کی طرف لے جا رہے ہو۔ تو ان سے پوچھا جائے گا: تمہارا مقصد اور مدعیٰ کیا ہے؟ تو وہ جواب دیں گے: حبیب کے ساتھ بیٹھنے کی جگہ۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت   2۔ ایضاً، صفحہ 206

اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور یہ دیکھنے لگا کہ میں نے صبح کر لی ہے۔ جب کہ مجھ پر ایک طویل رات تھی اور مسجد میں میرے سوا اور کوئی نہ تھا۔ سو میں اٹھا اور میں نے اپنے پیچھے ایک حرکت سنی۔ تو میں گھبرا گیا، خوفزدہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا: اے اپنے دل کو خوف سے بھرنے والے! تو نہ ڈر یا تو نہ گھبرا اور یہ کہہ: ''اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ مَلِيْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَاتَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ يَكُوْنُ، ثُمَّ سَلْ مَابَدَالَكَ'' اے اللہ! بے شک تو قدرت والا بادشاہ ہے جو امر بھی تو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ پھر جو تو چاہے التجا کر۔ تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر جو شے بھی میں نے اللہ تعالیٰ سے مانگی اس نے مجھے وہ عطا فرما دی (یعنی میری ہر دعا کو قبول فرمایا)(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے اصحاب میں سے کسی نے جنت کا ذکر کیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابو دجانہ! کیا تو جانتا نہیں کہ جس نے ہمارے ساتھ محبت کی اور ہماری محبت کے سبب اسے آزمائش میں مبتلا کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے ہمارے ساتھ سکونت عطا فرمائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾۔(3)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 41-40، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، صفحہ 71، عالم الکتب

ایاتہا ۷۸ ﴿ سُوۡرَۃُ الرَّحۡمٰنِ مَدَنِیَّۃٌ ۵۵ ﴾ رکوعاتہا ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۙ﴿۳﴾ عَلَّمَہُ الۡبَیَانَ ﴿۴﴾
اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۪﴿۵﴾ وَّ النَّجۡمُ وَ الشَّجَرُ یَسۡجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءَ
رَفَعَہَا وَ وَضَعَ الۡمِیۡزَانَ ۙ﴿۷﴾ اَلَّا تَطۡغَوۡا فِی الۡمِیۡزَانِ ﴿۸﴾ وَ اَقِیۡمُوا الۡوَزۡنَ
بِالۡقِسۡطِ وَ لَا تُخۡسِرُوا الۡمِیۡزَانَ ﴿۹﴾ وَ الۡاَرۡضَ وَضَعَہَا لِلۡاَنَامِ ۙ﴿۱۰﴾ فِیۡہَا
فَاکِہَۃٌ ۪ۙ وَّ النَّخۡلُ ذَاتُ الۡاَکۡمَامِ ﴿ۖ۱۱﴾ وَ الۡحَبُّ ذُو الۡعَصۡفِ وَ الرَّیۡحَانُ ﴿ۚ۱۲﴾
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾

"رحمٰن نے (اپنے حبیب کو) سکھایا ہے قرآن۔ پیدا فرمایا انسان (کامل) کو۔ (نیز) اسے قرآن کا بیان سکھایا۔ سورج اور چاند حساب کے پابند ہیں۔ اور (آسمان کے) تارے اور (زمین کے) درخت اسی کو سجدہ کناں ہیں۔ اور آسمان اسی نے بلند کیا اور میزان (عدل) قائم کی۔ تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔ اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو کم نہ کرو۔ اور اس نے زمین کو پیدا کیا ہے مخلوق کے لیے۔ اس میں گوناگوں پھل ہیں اور کھجوریں غلافوں والی۔ اور اناج بھی بھوسہ والا اور خوشبودار پھول۔ پس (اے انس و جاں) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۂ رحمٰن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ رحمٰن مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام احمد اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پڑھتے ہوئے سنا: اس وقت آپ رکن کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور مشرکین سن رہے تھے۔ یہ اس سے پہلے کی بات ہے کہ جب آپ کو حکم دیا گیا آپ اس کا کھلے عام اظہار کریں: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ترمذی، ابن منذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سورۂ رحمٰن ابتداء سے آخر تک پڑھی اور وہ سب خاموش رہے۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم پر یہ کیسا سکوت دیکھ رہا ہوں۔ تحقیق میں نے یہی سورۂ جنوں کی ملاقات کی رات ان پر پڑھی۔ تو انہوں نے تم سے انتہائی خوبصورت اور حسین جواب دیا۔ میں جب بھی اس آیت پر پہنچا: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! تیری نعمتوں میں سے کوئی شے بھی نہیں جسے ہم جھٹلاتے ہیں۔ پس سب تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ ''لَا بِشَیْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ''(1)

امام بزار، ابن جریر، ابن منذر، دارقطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور خطیب نے تاریخ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام پر سورۂ رحمٰن پڑھی۔ تو وہ خاموش رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہے میرے لیے کہ میں تم سے زیادہ حسین اور خوبصورت جواب جنات کو اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے سن رہا ہوں؟ جب میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر پہنچا: فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ تو انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! تیری نعمتوں میں سے کوئی شے نہیں ہے جسے ہم جھٹلاتے ہیں۔ پس سب تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔(2)

امام علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر شے کے لیے عروس (دلہن) ہے اور عروس القرآن سورۃ الرحمٰن ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورہ حدید، اذا وقعت الواقعہ اور الرحمٰن کے قاری کو ملکوت السموات والارض میں ساکن الفردوس (جنت الفردوس کا مکین) پکارا جاتا ہے۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔(4)

امام احمد نے حضرت ابن زید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پہلی مفصل سورۃ الرحمٰن ہے۔(5)

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا: میں نے سورۂ مفصل ایک رکعت میں پڑھی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا یہ اس شعر کی طرح ہے۔ بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اس قسم کی دو صورتیں ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک رکعت میں سورۂ رحمٰن اور سورہ نجم اور ایک رکعت میں اقتربت اور الحاقہ۔ کبھی سورۂ طور اور ذاریات ایک رکعت میں کبھی ''اذا وقعت الواقعة'' ایک رکعت میں اور عم اور المرسلات ایک رکعت میں، سورۂ دخان اور اذا الشمس کورت ایک رکعت میں۔ سأل سائل اور سورۂ النازعات ایک رکعت میں، اور کبھی سورۂ ویل للمطففین اور سورۂ عبس ایک رکعت میں (تلاوت فرمایا کرتے تھے)(6)

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 373 (3291)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 45-144
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 490 (2494)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 491 (2496)
5۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 412، دار صادر بیروت
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 32، دار الفکر بیروت

امام حاکم نے تاریخ میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نو رکعتوں کے ساتھ نماز کو وتر بنا لیتے تھے۔ پھر جب آپ عمر رسیدہ ہو گئے اور آپ بوجھ محسوس کرنے لگے تو پھر سات رکعتوں کے ساتھ وتر بناتے۔ پس آپ ﷺ نے بیٹھ کر دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سورۃ الرحمٰن اور سورۂ واقعہ کی قرأت کی۔(1)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سورۃ الرحمٰن پڑھائی۔ پھر میں شام کے وقت مسجد کی طرف نکلا۔ تو ایک گروہ میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ایک آدمی سے کہا۔ (یہ سورت) مجھ پر پڑھو۔ تو جب اس نے اس طرح کے حروف پڑھے جو میں نے نہیں پڑھے تھے۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تجھے کس نے پڑھایا ہے؟ اس نے جواباً کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورت پڑھائی ہے۔ سو ہم چل پڑے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس جا ٹھہرے۔ تو میں نے عرض کی: ہماری قرأت میں اختلاف ہو گیا ہے۔ تو اچانک رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مقدس متغیر ہو گیا اور آپ ﷺ نے اپنے دل میں خاصی تکلیف محسوس کی۔ جب اختلاف کا ذکر کیا گیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم سے پہلے تھے وہ اختلاف کے سبب ہی ہلاک اور برباد ہوئے۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: اور فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے ہر آدمی اس طرح پڑھے جیسے اسے تعلیم دی گئی ہے کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کے سبب ہی ہلاک ہوئے ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم پھر چل پڑے اور ہم میں سے ہر آدمی اس طرح کے حروف پڑھ رہا تھا کہ ان میں اس کے ساتھی کی قرأت اس سے مختلف تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾ الآیات۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۙ﴿۳﴾ میں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ ﴿۴﴾ کی تفسیر میں فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے ہدایت کے راستہ اور گمراہی کا راستہ دونوں کی وضاحت کر دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی اَلرَّحۡمٰنُ ۙ﴿۱﴾ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ؕ﴿۲﴾ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت (اور اس کا احسان) ہے۔ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ ۙ﴿۳﴾ فرمایا: مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ ﴿۴﴾ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کا بیان انہیں سکھایا اور اس کے حلال و حرام کی وضاحت کر دی۔ تاکہ وہ اس کے سبب انسان پر حجت قائم کر سکے اور اللہ تعالیٰ کی حجت اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۪﴿۵﴾ فرمایا: سورج اور چاند مقررہ مدت تک حساب کے پابند ہیں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے اَلشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ بِحُسۡبَانٍ ۪﴿۵﴾ کے بارے فرمایا کہ دونوں کو حساب اور منازل کے مطابق بھیجا جاتا

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 33، دار الفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 34-133، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت ابو مالک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں کے لیے حساب اور مدت مقرر ہے جیسا کہ لوگوں کے لیے مدت مقرر ہے۔ پس جب ان دونوں کی مدت مقررہ آ جائے گی تو یہ دونوں بھی ہلاک ہو جائیں گے (یعنی بے نور ہو کر ختم ہو جائیں گے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی کے بارے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں حساب کے مطابق چل رہے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دونوں خاص اندازے کے مطابق چلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ دونوں چکی کی آہنی میخ (جس کے اردگرد چکی گردش کرتی ہے) کی مثل میں گردش کناں ہیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے اور حضرت حاکم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نجم وہ ہے جو زمین پر پھیل جائے اور شجر وہ ہے جو تنے پر کھڑا ہو(3)۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نجم سے مراد (بیلیں وغیرہ) ہیں۔ جو زمین پر بچھ جائیں اور ان کا کوئی تنا نہ ہو اور شجر وہ ہے جس کا تنا ہو۔ اور يَسْجُدٰنِ۝ کے بارے فرمایا: ان دونوں کا سایہ ہی ان کا سجدہ ہے۔(5)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا: وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ۝ میں النَّجْمُ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس سے مراد ایسی (بوٹی یا بیل) ہے جو زمین پر پھیلے اور تنے پر کھڑی نہ ہو اور جب وہ تنے پر کھڑی ہو تو پھر وہ شجر ہے۔ صفوان بن اسد تمیمی نے کہا:

لَقَدْ اَنْجَمَ الْقَاعُ الْكَبِيْرُ عِضَاتُهُ وَتَمَّ بِهِ حَيَّاتَمِيْمِ وَّوَائِلِ

"تحقیق وسیع وعریض نرم میدان اس کی مصیبتیں ختم ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی تمیم و وائل کے دونوں قبیلے مکمل ہو گئے"۔

ازہیر بن ابی سلمٰی نے کہا:

مُكَلَّلٌ بِاُصُوْلِ النَّجْمِ تَنْسِجُهُ رِيْحُ الْجُنُوْبِ كَضَاحِيْ مَابِهٖ حُبُكٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 134، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 135
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 136 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 137 5۔ ایضاً

"وہ نباتات کی جڑوں کے ساتھ آراستہ کیا گیا ہے۔ جنوب کی ہوا اس میں لہریں پیدا کرتی ہے سورج کی طرح، اسی کے سبب وہ تیرا پسندیدہ ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نجم سے مراد آسمان کے تارے ہیں۔ اور الشَّجَرُ سے مراد درخت ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی صبح و شام سجدہ کرتا ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ۝ سے مراد عدل ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن آدم! تو عدل کر جب کہ تو یہ پسند کرتا ہے کہ تیرے ساتھ عدل کیا جائے اور اپنا پیمانہ پورا کر جیسا کہ تو یہ پسند کرتا ہے کہ تیرے لیے ناپ تول پورا کیا جائے۔ کیونکہ عدل و انصاف لوگوں کی اصلاح کرتا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک آدمی کو وزن کرتے دیکھا کہ اس نے اسے ایک جانب جھکا لیا۔ تو آپ نے فرمایا: لِسَانُ الْمِیْزَانِ (ترازو کا وہ حصہ جو تولتے وقت ہاتھ میں رہتا ہے) کو سیدھا کر۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ سے مراد یہ ہے کہ تم انصاف کے ساتھ لسان المیز ان کو ٹھیک رکھو۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ۝ میں الانام سے مراد لوگ ہیں (یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین لوگوں کے لیے پیدا کی ہے)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لِلْاَنَامِ سے مراد مخلوق ہے۔(5)

امام طستی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ۝ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: الانام سے مراد مخلوق ہے۔ وہ ہزار گروہ اور جماعتیں ہیں۔ چھ سو سمندر میں ہیں اور چار سو خشکی میں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

فَاِنْ تَسْاَلِیْنَا مِمَّ نَحْنُ فَاِنَّنَا عَصَا فِیْرَ مِنْ هٰذَا الْاَنَامِ الْمُسَخَّرِ

"پس اگر تو ہم سے پوچھے کہ ہم کن میں سے ہیں؟ تو بے شک ہم اس مسخر شدہ مخلوق کی چڑیاں ہیں"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ الانام سے مراد ہر ذی روح شے ہے۔(6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لِلْاَنَامِ۝ سے مراد ہر وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 37-136، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 138
3۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 139
6۔ ایضاً

شے ہے جو زمین پر رینگ کر چلتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَ الْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝ کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ نے مخلوق یعنی جن وانس کے لیے زمین کو پیدا فرمایا۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝ سے مراد کھجور کے گابھے کا غلاف ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ سے مراد گندم کے پتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْحَبُّ سے مراد گندم اور جو کے دانے ہیں اور الْعَصْفِ سے مراد وہ چھلکا ہے جو دانے پر ہوتا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد بھوسہ ہے اور الرَّيْحَانُ سے مراد کھیتی کی سبزی اور شادابی ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد کھیتی کے پتے ہیں جب وہ خشک ہو جائے۔ اور الرَّيْحَانُ سے مراد ایسا پھول ہے جسے زمین اگاتی ہے اور اسے سونگھا جاتا ہے (یعنی خوشبودار پھول)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد وہ ابتدائی حالت کی کھیتی ہے جس میں وہ سبزی نکالتی ہے۔ اور الرَّيْحَانُ سے مراد وہ حالت ہے جس میں وہ اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے لیکن ابھی تک اس کا سٹہ ظاہر نہ ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ الرَّيْحَانُ مذکور ہے اس سے مراد رزق ہے۔(5)

ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْعَصْفِ سے مراد وہ کھیتی ہے جو پہلے پہلے اگتی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کہ الرَّيْحَانُ سے مراد رزق ہے اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا کہ الرَّيْحَانُ سے مراد رزق اور طعام ہے۔(6)

امام ابن جریر نے ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الرَّيْحَانُ سے مراد وہ پودے ہیں جن میں خوشبو پائی جاتی ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 142
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 43-141
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 142
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 143

ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے الرَّيْحَانُ کی تفسیر میں فرمایا تمہارا پھول یہ ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۳﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی وہ کون سی نعمت ہے جسے تم جھٹلاؤ گے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رَبِّكُمَا میں تثنیہ ضمیر سے مراد جن وانس ہیں (یعنی اے جن وانس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے)(3)

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَ خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾

"پیدا فرمایا انسان کو بجنے والی مٹی سے ٹھیکری کی مانند۔ اور پیدا کیا جان کو آگ کے خالص شعلے سے۔ پس (اے انس و جان) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہی دونوں مشرقوں کا رب ہے اور دونوں مغربوں کا رب ہے۔ پس (اے جن وانس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ سے مراد آگ کا شعلہ ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد آگ کا وہ شعلہ ہے جو اس کے درمیان سے نکلتا ہے۔(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد خالص آگ ہے۔(6)

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مِنْ مَّارِجٍ سے مراد آگ کے شعلے ہیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد زرد اور سبز رنگ کا وہ شعلہ ہے جو آگ میں بلند ہوتا ہے جب اسے روشن کیا جائے۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مِنْ مَّارِجٍ سے مراد وہ سبزی ہے جو اس سیاہ آگ سے جدا ہوتی ہے جو آگ اور دھوئیں کے درمیان ہوتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 143، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 145 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 147 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا۔ جنات کو خالص آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام کو اس طرح پیدا کیا گیا ہے جس طرح تمہارا وصف بیان کیا گیا ہے۔(1)

ارشاد باری تعالیٰ ہے رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ الآیہ، اس کے بارے میں امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورج کے لیے موسم سرما میں ایک مطلع (طلوع ہونے کی جگہ) ہے اور موسم سرما میں ایک مغرب (غروب ہونے کی جگہ) ہے اور ایک مطلع موسم گرما میں ہے اور ایک مغرب موسم گرما میں ہے اور موسم گرما کا مطلع و مغرب موسم سرما کے مطلع اور مغرب سے سوا اور علیحدہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الْمَشْرِقَيْنِ سے مراد موسم سرما اور موسم گرما کا مشرق ہے اور الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ سے مراد بھی دونوں موسموں کا مغرب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ الْمَشْرِقَيْنِ سے مراد نجم اور شفق کا مشرق ہیں اور الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ سے مراد سورج اور شفق کا مغرب ہیں۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾

"اس نے رواں کیا ہے دونوں دریاؤں کو جو آپس میں مل رہے ہیں۔ ان کے درمیان آڑ ہے آپس میں گڈمڈ نہیں ہوتے۔ پس (اے جن و انس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ نکلتے ہیں ان سے موتی اور مرجان۔ پس (اے جن و انس) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ اللہ تعالیٰ نے دو دریا جاری فرمائے۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ ان کے درمیان رکاوٹ اور آڑ ہے۔ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ وہ آپس میں خلط ملط نہیں ہوتے (باہم ایک دوسرے کے ساتھ ملتے نہیں ہیں)(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کے بارے فرمایا: کہ اس سے مراد دونوں دریاؤں کا برابر اور ہموار ہونا ہے۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ فرمایا: ان کے درمیان

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 18-17، صفحہ 96 (2996)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 51-149

اللہ تعالیٰ کی جانب سے آڑ ہے۔ لَّا یَبْغِیٰنِ فرمایا وہ دونوں آپس میں گڈ مڈ نہیں ہوتے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کی جانب قطعاً نہیں بڑھتا۔ نہ میٹھا نمکین پر اور نہ نمکین اور کھاری میٹھے کی جانب بڑھتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے: مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ اللہ تعالیٰ نے دونوں دریاؤں کو حسین بنایا۔ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ان دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ کی جانب سے حق (آڑ) ہے۔ ان میں سے ایک دوسرے کی جانب قطعاً نہیں بڑھتا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْ... سے مراد بحر فارس اور بحر روم ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَحْ... سے مراد بحر فارس اور بحر روم، بحر مشرق اور بحر مغرب ہیں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ سے مراد آسمان کا دریا اور زمین کا دریا ہے۔ یَلْتَقِیٰنِ فرمایا: وہ ہر سال ملتے ہیں۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْبَحْرَیْنِ سے مراد بحر السماء اور بحر الارض ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ کا معنی ہے کہ دونوں کے درمیان اتنی دوری اور بعد ہے کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کی جانب تجاوز نہیں کر سکتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ فرمایا: ان دونوں کے درمیان تم آڑ اور رکاوٹ ہو۔ لَّا یَبْغِیٰنِ وہ تم پر تجاوز نہیں کر سکتے کہ وہ تمہیں غرق کر دیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان جزیرہ اور خشکی کی آڑ ہے۔ لَّا یَبْغِیٰنِ وہ خشکی پر تجاوز نہیں کرتے اور نہ ان میں سے ایک دوسرے پر تجاوز کرتا ہے اور نہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو پکڑا ہے کہ وہ تجاوز کرنے والا ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم، اس کی قدرت و اختیار اور اس کی عظمت و جلال کے سبب ان میں سے ہر ایک دوسرے سے دور اور رکا ہوا ہے۔(6)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لَّا یَبْغِیٰنِ کا معنی ہے کہ وہ لوگوں پر طغیانی نہیں لاتے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 51-150، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 150
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 149
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 151
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 267، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بَرْزَخٌ کا معنی بعد اور دوری ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ کے تحت انہوں نے فرمایا: ایک کنواں یہاں ہے جس کا پانی شیریں اور میٹھا ہے اور اسی جگہ ایک اور کنواں ہے جس کا پانی نمکین ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب آسمان بارش برساتا ہے تو سمندر میں سیپیوں کے منہ کھول دیئے جاتے ہیں۔ پس بارش کا جو قطرہ اس میں گر جاتا ہے وہی موتی بن جاتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آسمان سے بارش برستی ہے تو اس کے لیے سیپیوں کو کھول دیا جاتا ہے (پس جو اس میں پڑ جائے) وہی قطرہ موتی بن جاتا ہے۔(3)

امام فریابی، ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد بڑے بڑے موتی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد بڑے بڑے موتی ہیں۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ دونوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موتیوں میں سے جو بڑا اور عظیم ہے وہ مرجان ہے۔(6)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مرہ سے بیان کیا ہے کہ مرجان سے مراد عمدہ اور اعلیٰ قسم کے موتی ہیں۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔(8)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے الوقف والا بتداء میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہا اللُّؤْلُؤُ سے مراد بڑے بڑے موتی اور الْمَرْجَانُ سے مراد چھوٹے موتی ہیں۔(9)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْمَرْجَانُ سے مراد سرخ سلیمانی منکے یا کوڑیاں ہیں۔(10)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 154
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 153
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 152
9۔ ایضاً
10۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 153

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کہ الْبَحْرَيْنِ سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما ہیں۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فرمایا بَرْزَخٌ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ کے بارے فرمایا۔ اللُّؤْلُؤُ اور الْمَرْجَانُ سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں صاحبزادگان ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بحرین سے مراد حضرت علی اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہما ہیں۔ اور يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ میں اللُّؤْلُؤُ اور الْمَرْجَانُ سے مراد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں شہزادے ہیں۔

وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّ يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾

"اور اسی کے زیر فرمان ہیں وہ جہاز جو سمندر میں پہاڑوں کی مانند بلند نظر آتے ہیں۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ جو کچھ زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے۔ اور باقی رہے گی آپ کے رب کی ذات جو بڑی عظمت اور احسان والی ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ مانگ رہے ہیں اس سے (اپنی حاجتیں) سب آسمان والے اور زمین والے۔ ہر روز وہ ایک نئی شان سے تجلی فرماتا ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ کی تفسیر میں فرمایا: الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ سے مراد وہ جہاز ہیں جن کے بادبان بلند ہوتے ہیں اور وہ جہاز جن کے بادبان بلند اور اونچے نہ ہوں وہ الْمُنْشَـٰٔتُ نہیں کہلاتے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ سے مراد ہے سفن (جہاز، کشتیاں) اور الْمُنْشَـٰٔتُ کے بارے فرمایا اس سے مراد کشتی کا بادبان ہے۔ اور كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ کا معنی ہے پہاڑوں کی طرح۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَـٰٔتُ یعنی جہاز اور کشتیاں۔ اور كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فرمایا: پہاڑوں کی طرح۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 56-155

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ سے مراد جہاز ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور محاملی رحمہم اللہ نے امالیہ میں حضرت عمیر بن سعد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: دریائے فرات کے کنارے ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ تو وہاں سے ایک کشتی گزری۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝۲۴۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت ضحاک سے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں پڑھتے تھے: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشِئٰتُ فِي الْبَحْرِ تو فرماتے۔ای الفاعلات۔(یعنی وہ صیغہ اسم فاعل (شین کے کسرہ کے ساتھ) پڑھتے تھے)۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعمش یہ آیت پڑھتے تھے: وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ یعنی البادیات۔ صحرائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ اس کی قرأت دونوں طریقوں سے کرتے تھے۔ یعنی شین کے نیچے کسرہ بھی پڑھتے تھے اور اس کے اوپر فتحہ بھی۔

ارشاد گرامی ہے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝۲۶ الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جب تو یہ آیت پڑھے: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝۲۶ تو اس پر وقفہ نہ کر۔ خاموش نہ ہو جب تک کہ یہ آیت ساتھ نہ پڑھے: وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝۲۷۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے عظمت و کبریائی کا مالک (صاحب عظمت و کبریائی)۔(3)

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے کہا: اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے گا جو اس آیت پر پہنچا یعنی (پڑھتا رہتا) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے کریم اور کافی ہونے والے چہرۂ قدرت کے وسیلہ سے التجاء کی ہے۔ اور بیہقی کے الفاظ یہ ہیں کہ اس نے التجاء کی ہے اس چہرۂ قدرت کے وسیلہ سے جو باقی رہنے والا اور حسین و جمیل ہے۔

ارشاد ربانی ہے: يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الآیہ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اس سے ہر روز رزق، موت اور زندگی اور دیگر حاجات کی التجاء کرتے ہیں، مانگتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم ہے کہ جو آسمانوں کے مکین ہیں وہ رحمت کی التجاء کر رہے ہیں اور زمین میں رہنے والے مغفرت اور رزق طلب کر رہے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ملائکہ اہل زمین کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 192، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 157

22،ZZ

لیے اللہ تعالیٰ سے رزق کا سوال کرتے ہیں اور زمین کے باسی اپنے لیے رزق مانگتے ہیں۔

امام حسن بن سفیان نے مسند میں، بزار، ابن جریر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس کی شان میں سے یہ ہے کہ وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے، مصائب اور تکالیف دور فرما دیتا ہے ایک قوم کو غلبہ اور بلندی عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو ذلت اور پستی میں گرا دیتا ہے۔ اور بزار نے یہ اضافہ بھی کیا ہے اور وہ دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: وہ گناہ بخش دیتا ہے اور مصائب و آلام دور فرما دیتا ہے۔

بیہقی نے اس آیت کے ضمن میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے وہ تکالیف اور اذیتیں دور فرماتا ہے، دعا مانگنے والے کی دعا کو شرف قبولیت سے نوازتا ہے، ایک قوم کو غلبہ اور بلندی عطا فرماتا ہے اور دوسروں کو ذلیل و پست کرتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان فرمایا ہے کہ ارشاد خداوندی كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو سفید موتیوں سے پیدا فرمایا اس کے دونوں کنارے سرخ یاقوت سے بنائے گئے ہیں۔ اس کا قلم نور کا ہے اور اس کی لکھائی بھی نور ہے۔ اس کا عرض اتنا ہے جتنا زمین و آسمان کے مابین فاصلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اپنی شان کے مطابق دیکھتا ہے اور ہر بار دیکھنے میں کسی کی تخلیق فرماتا ہے، رزق دیتا ہے، زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، عزت عطا کرتا ہے، کسی کو ذلیل و رسوا کرتا ہے، کسی کو پابند سلاسل کرتا ہے اور کسی کو آزاد کرتا ہے، المختصر جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کی یہ شان ہے کہ وہ دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرماتا ہے، سائل کو عطا فرماتا ہے، قیدی کو رہائی دلاتا ہے، اور بیمار کو شفایاب فرماتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمین و آسمان کے باسیوں میں سے کوئی بھی اس سے مستغنی نہیں، وہ زندہ کو زندگی عطا فرماتا ہے اور مرنے والے کو موت دینے والا ہے، چھوٹوں کی وہی تربیت اور پرورش کرتا ہے، قیدی کو رہائی دلاتا ہے، فقیر کو غنی اور دولت مند بنا دیتا ہے۔ صالحین کی حاجات پوری کرنے کا مرکز اسی کی ذات ہے اور اسی کی ذات ان کے شکر کی انتہا ہے اور وہی اچھے اور نیک لوگوں کا فریادرس ہے۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 254 (11388)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 158، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 157 4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آیت کا مفہوم ہے وہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ رحموں میں جیسے چاہتا ہے شکل وصورت بناتا ہے، جسے چاہے عزت سے سرفراز کرتا ہے اور جسے چاہے ذلت کی پستی میں گرا دیتا ہے اور وہی قیدی کو رہائی دلاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے: وہ ایک مخلوق کو پیدا فرماتا ہے، دوسروں کو موت دیتا ہے، انہیں رزق مہیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سوید بن جبلہ فزاری رحمہ اللہ جو کہ تابعین میں سے ہیں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ غلاموں کو آزادی دلاتا ہے، وہ عتاب کرنے والوں کو خاموش کرا دیتا ہے (وہ شدید اور سخت عذاب دیتا ہے) اور رغبت رکھنے والوں کو (بے شمار اور وسیع) عطا فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ کے تحت فرمایا کہ کوئی ایک کام دوسرے کام سے اسے قطعاً مشغول نہیں کر سکتا۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایام دنیا میں سے ہر دن دعا مانگنے والے کی دعا قبول فرماتا ہے، تکلیف اور مصیبت کو دور فرماتا ہے، وہ مضطر اور مجبور انسان کی فریاد کو قبول فرماتا ہے اور گناہوں کو بخشتا ہے۔(1)

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۴﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿۳۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۶﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿۳۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۸﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۰﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۲﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 157، دار احیاء التراث العربی بیروت

يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۵﴾

''ہم عنقریب توجہ فرمائیں گے تمہاری طرف اے جن وانس!۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اے گروہ جن وانس! اگر تم میں طاقت ہے کہ تم نکل بھاگو آسمانوں اور زمین کی سرحدوں سے تو نکل کر بھاگ جاؤ (سنو!) تم نہیں نکل سکتے بجز سلطان کے (اور وہ تم میں مفقود ہے)۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ بھیجا جائے گا تم پر آگ کا شعلہ اور دھواں پھر تم اپنا بچاؤ بھی نہ کر سکو گے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پھر جب پھٹ جائے گا آسمان تو سرخ ہو جائے گا جیسے رنگا ہوا سرخ چمڑا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ تو اس روز کسی انسان اور جن سے اس کے گناہ کے بارے میں نہ پوچھا جائے گا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ پہچان لیے جائیں گے مجرم اپنے چہروں سے تو انہیں پکڑ لیا جائے گا پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہی وہ جہنم ہے جسے جھٹلایا کرتے تھے مجرم۔ وہ گردش کرتے رہیں گے جہنم اور گرم کھولتے ہوئے پانی کے درمیان جو از حد گرم ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ کی جانب سے اپنی مخلوق کے لیے توجہ اور قصد قریب ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت وعید ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے بندوں کے لیے وعید ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی شغل نہیں۔ آپ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ کے تحت فرماتے ہیں: تم میری بادشاہی اور سلطنت سے نہیں نکل سکو گے۔(3)

امام بزار اور بیہقی نے طلحہ بن منصور اور یحییٰ بن وثاب سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے اسے سیفرغ لکم پڑھا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ کا مفہوم حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ تم نہیں نکل سکتے مگر اللہ تعالیٰ کی ملکیت کے ساتھ۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ہواتف الجان میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج بن علاط کے اسلام لانے کا سبب یہ بنا کہ وہ اپنی قوم کی ایک جماعت کے ہمراہ مکہ مکرمہ کی طرف نکلا۔ پس جب اس پر رات چھا گئی تو وہ خوفزدہ ہو گیا، ڈرنے لگا اور ٹھہر گیا۔ اس کے ساتھی پہرہ دینے لگے اور وہ کہنے لگا۔ میں اس وادی کے تمام جنوں سے اپنی ذات اور اپنے ساتھیوں کے لیے پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ میں اور میری جماعت صحیح سالم واپس لوٹ جائیں۔ پھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 117، دار الفکر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 161

اس نے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سنا یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ پس جب وہ مکہ مکرمہ میں پہنچا تو اس نے اس کے بارے قریش سے گفتگو کی۔ تو انہوں نے اسے بتایا: یہ اس کلام میں ہے جو محمد ﷺ بیان کرتے ہیں کیونکہ یہ انہی پر نازل ہوا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا معنی ہے آگ کا شعلہ۔ اور نُحَاسٌ کا معنی ہے آگ کا دھواں۔(1)

امام ابن الانباری نے کتاب الوقف والابتداء میں، طستی اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا مفہوم کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ شعلہ ہے جس کا دھواں نہ ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت ثقفی سے نہیں سنا ہے کہ وہ کہتا ہے:

يَظَلُّ يَشُبُّ كِيْرًا بَعْدَ كِيْرٍ وَيَنْفُخُ دَائِمًا لَهَبَ الشُّوَاظِ

''وہ مسلسل بھٹی میں آگ روشن کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ آگ کے شعلوں کو پھونکیں مارتا رہتا ہے''۔

پھر نافع رحمہ اللہ نے کہا: مجھے نُحَاسٌ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ دھواں ہے جس میں شعلہ نہ ہو۔ تو اس نے پوچھا: کیا عرب بھی اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تو نے شاعر کو یہ کہتے نہیں سنا ہے؟

يَضِيْءُ كَضَوْءِ سِرَاجِ السَّلِيْطِ لَمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ فِيْهِ نُحَاسًا

''وہ زیتوں کے تیل کے چراغ کی روشنی کی طرح روشنی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں دھواں نہیں رکھا ہے''۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ کا معنی آگ کا شعلہ ہے۔(3)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ سے مراد وہ سرخ شعلہ ہے جو آگ سے منقطع ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ میں ہے کہ اس سے مراد سرخ آگ کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور نُحَاسٌ کے تحت انہوں نے فرمایا: تانبا پگھلایا جائے گا اور ان کے سروں پر انڈیلا جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّ نُحَاسٌ یہ دو وادیاں ہیں۔ پس شواظ نتن (آگ) کی وادی ہے اور نحاس تانبے کی وادی ہے اور نتن سے مراد آگ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ ایک آگ ہے جو مغرب کی جانب سے نکلے گی اور لوگوں کو اکٹھا کر دے گی۔ یہاں تک کہ یہ بندروں اور خنزیروں کو بھی ہانک کر لے جائے گی۔ جہاں وہ رات گزاریں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63-162، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 248، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 162
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 64-162

گے وہ بھی رات گزارے گی اور جہاں وہ قیلولہ کریں گے یہ بھی ٹھہر جائے گی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نُحَاسٌ سے مراد وہ تانبا ہے جس کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ میں تثنیہ سے مراد جن وانس ہیں یعنی اے جن وانس! بچاؤ بھی نہ کر سکو گے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَرْدَةً سرخ ہونا ہے۔ یعنی جب آسمان پھٹ جائیگا تو سرخ ہو جائے گا۔ اور كَالدِّهَانِ سے مراد سرخ چمڑا ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ اور گھوڑے کے رنگ کی مثل (سرخ) ہو جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب آسمان پھٹ جائے گا تو وہ سرخ جانور کی طرح سرخ ہو جائے گا۔(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے کہ وَرْدَةً سے مراد گلاب کے پھول کی سرخی ہے۔ اور كَالدِّهَانِ کا معنی ہے تیل کی صفائی کی طرح۔ کیا تو نے عربی کو یہ کہتے نہیں سنا: الجل الورد کہ جل کا معنی گلاب کا پھول ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آسمان کا رنگ زردی میں گلاب کے تیل کے رنگ کی طرح ہو جائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آسمان آج سبز ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اور قیامت کے دن اس کا رنگ دوسرا ہوگا۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَالدِّهَانِ کا معنی ہے تیل کی طرح۔(7)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معنی بیان کیا ہے کہ آسمان تیل کے صاف ہونے کی طرح صاف ہو جائے گا۔(8)

محمد بن نصر نے لقمان بن عامر حنفی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایک نوجوان کے پاس سے گزرے جو یہ پڑھ رہا تھا: فَإِذَا انْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ تو آپ ٹھہر گئے اور اس پر کپکپی طاری ہوگئی اور آنسوؤں نے اس کا گلا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 471 (37318)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 163، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 164

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 165
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 166

بند کر دیا۔ وہ روتا رہا اور کہنے لگا: اس دن کون مددگار ہوگا جس دن آسمان پھٹ جائے گا؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے نوجوان! قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تیرے رونے کے ساتھ ملائکہ بھی روئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾ کے تحت فرمایا: وہ ان سے یہ سوال نہیں کرے گا کیا تم نے یہ یہ عمل کیے ہیں؟ کیونکہ وہ خود ان سے زیادہ انہیں جانتا ہے۔ بلکہ وہ کہے گا: تم نے یہ یہ عمل کیوں کیا ہے؟

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ آیت کے تحت فرماتے ہیں: میں ان سے ان کے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھوں گا اور نہ ہی ان میں سے بعض سے بعض کے بارے سوال کروں گا۔ اور یہ ارشاد اس قول باری تعالیٰ کی مثل ہے: وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۷۸﴾ (القصص) (اور نہیں دریافت کیے جائیں گے مجرموں سے ان کے گناہ) اور اس ارشاد کی مثل ہے وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۹﴾ (البقرہ) (اور آپ سے باز پرس نہیں ہوگی ان دوزخیوں کے متعلق) (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن کسی کا محاسبہ اس لیے نہیں کیا جائے گا کہ اس کی مغفرت کی جائے گی اور مسلمان اپنا عمل (انجام) قبر میں ہی دیکھ لیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿۳۹﴾۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ملائکہ مجرم سے سوال نہیں کریں گے بلکہ وہ انہیں ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔ (2)

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجرموں کو ان کے چہروں کی سیاہی اور ان کی آنکھوں کی نیلاہٹ سے پہچان لیا جائے گا۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا کہ مجرموں کو چہروں کی سیاہی اور آنکھوں کے نیلا ہونے سے پہچانا جائے گا۔

ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ کے تحت فرمایا: زبانیہ (جہنم کے داروغے) ان کی پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے انہیں پکڑ لیں گے اور انہیں اکٹھا کر کے انہیں توڑ کر اس طرح جہنم میں ڈالا جائے گا جس طرح لکڑیاں توڑ کر تنور میں پھینکی جاتی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فرشتہ ان میں سے ایک کی پیشانی کے بال پکڑے گا اور اسے اس کے قدموں کے ساتھ ملا دے گا۔ پھر اس کی پیٹھ توڑ دے گا اور پھر اسے آگ میں پھینک دے گا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے الزہد میں اسی آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ فرشتہ پیٹھ کے پیچھے سے اس کی پیشانی اور پاؤں کو ایک زنجیر میں اکٹھا کر دے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں کندہ کے ایک آدمی سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ پر ایسی ساعت بھی آئے گی جب آپ کسی کے لیے شفاعت کے مالک نہیں ہوں گے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے جوابا ارشاد فرمایا: ہاں۔ تحقیق میں نے آپ ﷺ سے اس کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ جس وقت پل صراط بچھائی جائے گی اور اس وقت کچھ چہرے سفید اور روشن ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے اور پل صراط تلوار کی دھار کی طرح تیز کی جائے گی اور اسے گرم کیا جائے گا یہاں تک کہ (آگ) کے انگارے کی مثل ہو جائے گی۔ پس مومن تو اس سے گزر جائے گا اور وہ اسے کوئی نقصان اور ضرر نہیں دے گی۔ لیکن منافق جب اس پر چلے گا تو جب درمیان میں پہنچے گا تو اس کے پاؤں میں کانٹا چبھے گا اور وہ اپنے ہاتھوں سے پاؤں تک جا گرے گا۔ تو کیا تو نے ایسے آدمی کو دیکھا ہے جو ننگے پاؤں دوڑتا ہے۔ پھر اسے کانٹا لگتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے پاؤں سے پار نکلنے کے قریب ہو جاتا ہے۔ تو چونکہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں کی جانب جھکے گا۔ تو جہنم کا داروغہ اسے پیشانی کے بالوں سے پکڑتے ہوئے مارے گا اور اسے جہنم میں پھینک دے گا۔ وہ اس میں پچاس برس تک گرتا چلا جائے گا۔ تو میں نے پھر پوچھا: کیا اس ان پر بوجھ ڈالا جائے گا؟ فرمایا: اس پر پانچ بھاری اور موٹی اونٹنیوں کا بوجھ ڈالا جائے گا۔ پس اس دن مجرم اپنے چہروں سے پہچانے جائیں گا اور انہیں پکڑ لیا جائے گا پیشانی کے بالوں سے اور ٹانگوں سے۔(1)

امام ابن مردویہ اور ضیاء مقدسی رحمہما اللہ نے صفۃ النار میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تحقیق جہنم کو پیدا کیے جانے سے ایک ہزار برس پہلے اس کے داروغے پیدا کیے گئے اور ہر روز ان کی قوۃ اور طاقت میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ وہ انہیں پکڑ لیں گے جنہیں انہوں نے پیشانی کے بالوں اور ٹانگوں سے پکڑنا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ کے تحت فرمایا: اتنا گرم پانی جس کی گرمائش اپنی انتہا کو پہنچی ہوگی۔(2)

امام طستی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: وہ گرم پانی جس کا پکنا اور گرمائش انتہا کو پہنچی ہوئی ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَيَخْضَبُ لِحْيَةً غَدَرَتْ وَخَانَتْ   بِأَحْمٰى مِنْ نَجِيعِ الْجَوْفِ آنِيْ

''وہ داڑھی کو خضاب لگاتا ہے کہ اس نے دھوکہ دیا ہے اور خیانت کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ پیٹ کی خوشگوار خوراک میں سے انتہائی گرم خوراک سے پرہیز کرتا ہے''۔(3)

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10، صفحہ 77، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 251، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اس وقت سے اسے پکایا جا رہا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ کا مفہوم ہے اس کی گرمائش اور اس کا پکنا انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَیْنَ حَمِیْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾ سے مراد ایسی آگ ہے جو انتہائی سخت گرم ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ تانبا ہے جس کی گرمی اور تپش انتہا تک پہنچی ہوئی ہو۔(3)

وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۷﴾ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿۴۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِیْهِمَا عَیْنٰنِ تَجْرِیٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِیْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕیْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍؕ وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾

''اور جو ڈرتا ہے اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے تو ان کو دو باغ ملیں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغ (پھلدار) ٹہنیوں والے ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں باغوں میں ہر طرح کے میووں کی دو دو قسمیں ہوں گی۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے بستروں پر جن کے استر قنادیز کے ہوں گے۔ اور دونوں باغوں کا پھل نیچے جھکا ہوگا۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شوذب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دن ذکر کیا اور آپ قیامت، میزان، جنت و دوزخ، ملائکہ کے صفیں باندھنے، آسمانوں کو لپیٹنے پہاڑوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 168، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً

کے اڑنے، سورج کے لپیٹے جانے (یعنی بے نور ہونے) اور ستاروں کے بکھرنے کے بارے میں غور وفکر کرنے لگے۔ پھر فرمایا: میرے لیے یہ بہتر اور پسندیدہ تھا کہ میں اس سبزے میں سے سبزہ ہوتا چوپائے میرے اوپر آتے اور مجھے کھا جاتے اور میں پیدا نہ کیا جاتا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (فَقَالَ وَدِدْتُ اَنِّیْ كُنْتُ خَضْرَاءَ مِنْ هٰذَا الْخُضَرِ تَاْتِیْ عَلَیَّ بَهِیْمَةٌ فَتَاْكُلُنِیْ وَاَنِّیْ لَمْ اُخْلَقْ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ان مومنین سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کیے۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو ڈرا پھر اس نے تقویٰ اختیار کیا۔ اور خائف (ڈرنے والا) وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت بجالائے اور اس کی نافرمانی چھوڑ دے۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہند بن ابی الدنیا نے التوبہ میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو معصیت اور گناہ کا قصد کرتا ہے۔ پھر اسے اس کے سامنے کھڑے ہونا یاد آتا ہے تو وہ اس سے دور ہٹ جاتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے جو اس مقام سے ڈرا جس پر اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو گناہ کا ارادہ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک مومنین اس مقام سے ڈرے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے عمل کیے اور رات دن انہوں نے اسی کے لیے کوشش کی اور مشقت اٹھائی۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب وہ گناہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے اس سے رک جاتا ہے۔(6)

عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ دو باغ اس کے لیے ہیں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ بن قیس سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت اس کے بارے میں نازل ہوئی جس نے کہا: تم مجھے آگ کے ساتھ جلا دو تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے غائب ہو جاؤں۔ یہ بات کرنے کے بعد اس نے رات دن ہمیں کہا: پس اللہ تعالیٰ نے اس کی اس بات کو قبول کر لیا اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن منیع، حکیم نے نوادر الاصول میں، نسائی، بزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 469 (739)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 170 6۔ ایضاً

اور ابن مردویہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری بار یہ آیت تلاوت فرمائی وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ تو میں نے پھر عرض کی: اگرچہ اس نے زنا کیا اور چوری کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ تو میں نے عرض کی: اگرچہ اس نے زنا کیا اور اس نے چوری کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ اگرچہ ابوالدرداء کی ناک خاک آلود ہو۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی اور اگرچہ ابوالدردا کی ناک خاک آلود ہو۔ پس حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ یہ بیان کرتے تھے اور اس طرح کہتے تھے: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ اگرچہ ابوالدرداء کی ناک خاک آلود ہو۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت حریری رحمہ اللہ کی سند سے ان کے بھائی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت محمد بن سعد رحمہ اللہ کو سنا وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ" تو میں نے کہا اس آیت میں "وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے یہ آیت اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے سنا ہے۔ پس میں مرتے دم تک اسی طرح پڑھتا رہوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ شہادت دی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وہ جنت میں داخل ہوگا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ہشام بن عبدالملک کے پاس تھا۔ تو اس نے کہا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی؟ تو میں نے کہا بے شک یہ فرائض نازل ہونے سے پہلے کی بات ہے اور جب فرائض نازل ہوئے تو یہ حکم ختم ہوگیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر یسار سے جو کہ آل معاویہ کا آزاد کردہ غلام تھا اور انہوں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: بلکہ ان سے کہا گیا: اے ابوالعراد! اگرچہ اس نے زنا کیا اور اگرچہ اس نے چوری کی؟ تو آپ نے فرمایا جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا وہ نہ زنا کرے گا اور نہ ہی چوری کرے گا۔(2)

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 171

اللہ نے البعث میں حضرت ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جنات الفردوس چار ہیں: ان میں سے دو باغ سونے کے ہیں کہ ان کی زیب وآرائش کا سامان، ان کے برتن اور دیگر جو کچھ ان میں ہے سب سونے کا ہے۔ اور دو باغ چاندی کے ہیں کہ ان میں زیب وآرائش کا سامان، ان کے برتن اور علاوہ ازیں جو کچھ ان میں ہے وہ سب چاندی کا ہے اور جنت عدن میں قوم اور رب کریم کے دیدار کے درمیان سوائے کبریائی کی چادر کے کوئی چیز حائل نہیں ہوگی اور وہ اسے اپنے چہرۂ قدرت پر لیے ہوگا۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ اور وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ﴿۶۲﴾ (الرحمٰن) کے تحت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مقربین بارگاہ الٰہی کے لیے دو جنتیں سونے کی ہیں۔ اور اصحاب یمین (جنہیں نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا) کے لیے دو جنتیں چاندی کی ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ سابقین کے لیے دو باغ سونے کے ہیں اور تابعین کے لیے دو باغ چاندی کے ہیں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن تمیم رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ لِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾ اور فرمایا: دو باغ ہیں ان میں سے ہر ایک کا عرض سو سال کی مسافت ہے۔ دونوں میں درخت ہیں۔ ان کی شاخیں انتہائی خوبصورت اور مضبوط ہیں۔ ان کے درخت بھی انتہائی گھرے اور پختہ ہیں۔ ان کی زمین انتہائی اعلیٰ اور عظیم ہے۔ ان کی نعمتیں بھی قدر و منزلت والی ہیں اور ان کی راحتیں دائمی ہیں۔ ان کی لذتیں قائم رہنے والی ہیں اور ان کی نہریں جاری ہیں۔ ان کی ہوا پاکیزہ اور اچھی ہے۔ ان کی برکت بہت زیادہ ہے۔ ان کی زندگی طویل ہے اور ان کے میوے لاتعداد ہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک نوجوان تھا جو ہمہ وقت مسجد اور عبادت میں لگا رہتا تھا۔ پس ایک لڑکی اس کے ساتھ عشق کرنے لگی۔ وہ خلوت میں اس کے پاس آئی اور اس کے ساتھ گفتگو کی۔ پھر اس کے نفس نے اس کے بارے خوب ملامت کی۔ تو وہ سسکیاں بھرتے ہوئے رونے لگا اور اس پر غشی طاری ہوگئی۔ اس کا چچا اسے اپنے گھر لے آیا۔ جب اسے افاقہ ہوا تو اس نے کہا: اے چچا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور میری جانب سے انہیں سلام عرض کرو۔ پھر یہ عرض کرو: اس کی جزاء کیا ہے جو اپنے رب کے روبرو کھڑا ہونے سے ڈرا؟ پس اس کا چچا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معاملہ سے آگاہ کیا۔ نوجوان دوبارہ غرغرہ میں مبتلا ہوا اور اس سے فوت ہوگیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر آ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا: تیرے لیے دو

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 279 (4777)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 171، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 157، دارالکتب العلمیہ بیروت

باغ ہیں، تیرے لیے دو باغ ہیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ۝ کا معنی ہے دونوں باغ مختلف رنگوں والے ہوں گے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر سے اور ہناد نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ۝ کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: وہ دونوں رنگ برنگے میووں والے ہوں گے۔(3)

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: دونوں باغ (پھل دار) ٹہنیوں والے ہوں گے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ ان دونوں کی ٹہنیاں آپس میں ایک دوسرے کو چھو رہی ہوں گی۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الفتن کا معنی ٹہنی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابوبکر بن حبان نے الفنون میں اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے الوقف والابتدا میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ۝ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: باغ کی دیواروں پر ٹہنیوں کا سایہ پڑنا۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا ہے؟

مَاهَاجَ شَوْقَکَ مِنْ هَدِيْرِ حَمَامَةٍ تَدْعُوْ عَلٰى فَتَنِ الْغُصُوْنِ حَمَامَا

"کبوتری کی چہچہاہٹ سے تیرے شوق نے جوش نہیں مارا۔ جو ٹہنیوں کے سائے میں کبوتر کو بلاتی ہے"۔

تَدْعُوْ بِاَشْرَخَيْنِ صَادَفَ طَاوِيًا ذَا مِخْلَبَيْنِ مِنَ الصُّقُوْرِ قَطَامَا

"وہ پالان کے دونوں کونوں کے درمیان سے بلاتی ہے۔ اچانک شاہینوں میں سے شکرے نے اس حال میں ملاقات کی کہ وہ پنجوں کو لپیٹے ہوئے تھا"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ دونوں باغ (اس) فضل وکرم والے ہیں جو ان کے سوا پر ہے۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے قول باری تعالیٰ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ۝ کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان دونوں میں ہر قسم کا پھل ہے۔ فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا دنیا میں کوئی میٹھا یا کڑوا پھل نہیں ہے مگر وہ جنت میں موجود ہے۔ حتیٰ کہ اندرائن (تمہ) بھی ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 468 (736)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 172
4۔ ایضاً

5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 173

ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ (پھلوں کے) گچھے صنعا سے زیادہ دور ہیں۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تمہیں ان کے اندرونی حصے کی خبر دی گئی ہے۔ان کا ظاہر کیسا ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ کی قرأت میں ہے مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ استبرق فارسی زبان کا لفظ ہے موٹے ریشم کو استبرق کہا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا بَطَآىِٕنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ (کہ ان کے استر تو ریشم کے ہیں) تو ان کے ظواہر کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ اس طرح ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (السجدہ:17) (پس نہیں جانتا کوئی شخص جو (نعمتیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں ان کے لیے جن سے آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی)(3)

ابونعیم نے حلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے ظواہر خالص نور کے ہوں گے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ جَنَا الْجَنَّتَیْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ کے تحت فرمایا: وَ جَنَا سے مراد ان کا پھل ہے اور دَانٍ سے مراد ہے کہ وہ تیرے قریب ہوگا۔حتی کہ کھڑا اور بیٹھنے والا سب ہی اسے پالیں گے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کا پھل قریب ہوگا اور ان کے ہاتھوں کو پھل کا دور ہونا یا کوئی کانٹا واپس نہیں لوٹائے گا (یعنی پھل تک پہنچنے میں حائل نہیں ہوگا) فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے! کوئی آدمی جنت کا کوئی پھل نہیں توڑے گا کہ ساتھ ہی وہ اس کے منہ میں آجائے گا۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس سے بہتر اور اچھا پیدا فرمادے گا۔(6)

فِیْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ الْیَاقُوْتُ وَ الْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

1۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29 (33960)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 174، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ایضاً
4۔حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 86-285 5۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 174 6۔ایضاً

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦١﴾ وَ مِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿٦٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٣﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿٦٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٥﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿٦٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٧﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٦٩﴾

''ان میں نیچی نگاہوں والی (حوریں) ہوں گی۔ جن کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا ان سے پہلے اور نہ کسی جن نے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ تو گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کیا احسان کا بدلہ بجز احسان کے کچھ اور بھی ہوتا ہے۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دو کے علاوہ دو اور باغ بھی ہیں۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دونوں نہایت سرسبز وشاداب۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں دو چشمے جوش سے ابل رہے ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان میں میوے ہوں گے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کا مفہوم ہے کہ وہ نگاہیں جھکائے ہوئے ہوں گی اپنے خاوندوں پر۔ وہ ان کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ قسم بخدا! نہ وہ اجنبی لوگوں پر اپنی زینت اور محاسن ظاہر کریں گی اور نہ ہی ان کے چہروں کی طرف دیکھیں گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ مردوں سے اپنی نگاہیں نیچی کیے ہوں گی اور وہ اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ کا واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی آیت کے تحت فرمایا: وہ اپنے خاوندوں کے سوا کسی کی طرف نہیں دیکھیں گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا لَمْ يَطْمِثْهُنَّ کا معنی ہے کسی نے انہیں نہیں چھوا۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ کسی نے ان کے ساتھ وطی نہیں کی۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 175، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 176
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34047)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ کسی ان کے ساتھ مجامعت نہیں کی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تو کسی عورت کو طمث نہ کہہ۔ کیونکہ الطمث کا معنی جماع ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ کا معنی دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: جنتی عورتیں اسی طرح ہیں کہ ان کے خاوندوں کے سوا کوئی بھی ان کے قریب نہیں جائے گا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ کہ وہ کہتا ہے:

مَشَيْنَ اِلَيَّ لَمْ يَطْمِثْنَ قَبْلِي وَهُنَّ اَصَحُّ مِنْ بِيْضِ النِّعَامِ

"وہ میری طرف چل کر آئیں، انہوں نے مجھ سے پہلے کسی کو مس نہیں کیا اور وہ شتر مرغ کے انڈے سے بڑھ کر سفید اور روشن ہیں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ارطاۃ بن منذر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے ضمرہ بن حبیب کے پاس یہ ذکر کیا: کیا جن جنت میں داخل ہوں گے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔ لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ جنوں کے لیے عورتیں بھی جنوں میں سے ہوں گی اور انسانوں کے لیے عورتیں بھی انسانوں میں سے ہوں گی۔(3)

امام سعد بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اہل دنیا کی عورتوں میں سے ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ اس طرح تخلیق فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰهُنَّ اِنۡشَآءً ﴿۳۵﴾ فَجَعَلۡنٰهُنَّ اَبۡكَارًا ﴿۳۶﴾ (الواقعہ) (ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنا دیا انہیں کنواریاں)۔ اور جب سے دوسری بار پیدا کی گئیں انس وجن میں سے کسی نے انہیں چھوا تک نہیں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے جب کوئی آدمی اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے اور وہ بسم اللہ نہ پڑھے تو اس کے عضو تناسل پر جن لپٹ جاتا ہے۔ وہ بھی اس کے ساتھ جماع کرتا ہے۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن تمیم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی لَمۡ یَطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قَبۡلَهُمۡ وَ لَا جَآنٌّ ﴿۵۶﴾ اور فرمایا: ان تک نہ دھوپ پہنچے گی نہ دھواں۔ نہ انہیں آزمائشوں میں مبتلا کیا جائے گا نہ ہی وہ کوئی گھٹیا اور ذلت آمیز گفتگو کریں گے، نہ غم واندوہ ان کی ملامت اور چستی کو متغیر کریں گے اور نہ ہی وہ مایوس اور ناامید ہوں گی۔ وہ ہمیشہ رہنے والیاں انہیں موت نہیں آئے گی۔ وہ وہیں سکونت پذیر ہیں وہاں سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34046)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

کوچ نہیں کریں گی۔ ان کے لیے اتنی بھلائیاں اور ان کے اتنے منافع اور فوائد ہیں کہ اوہام واذہان ان کا وصف بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ جنت کا سبزہ زرد رنگ کی مثل ہے اور اس کا زرد رنگ سبزے کی مثل ہے۔ اس میں نہ کوئی پتھر ہے نہ کوئی ڈھیلا، نہ کیچڑ۔ نہ وہاں کوئی خشک لکڑی ہے۔ اس کے پھل دائمی ہیں اور اس کا سایہ قائم اور باقی رہنے والا ہے۔

امام احمد، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ کے تحت فرمایا: وہ اس کے چہرے کی طرف اس کے رخسار میں دیکھے گا جو شیشے سے زیادہ صاف اور شفاف ہوگا۔ بے شک اس پر ایک ادنی سا موتی مشرق ومغرب کے مابین کو روشن کردے گا۔ بلاشبہ اس پر ستر کپڑوں کا حجاب ہوگا۔ لیکن اس کی نگاہ ان سے پار نکل جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ پیچھے سے ان کی پنڈلیوں کا گودا بھی دیکھ لے گا۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یاقوت کی صفائی اور موتی کی سفیدی اور چمک میں گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یاقوت کی صفائی اور مرجان کی سفیدی اور چمک میں گویا یاقوت اور مرجان ہیں۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے رنگ صفائی اور چمک میں یاقوت اور موتیوں کی طرح ہیں۔ (4)

ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن حارث سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح ہیں گویا وہ دھاگے میں پروئے ہوئے موتی ہیں۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کپڑوں کے اندر سے ان کی پنڈلیوں کا گودا اس طرح دکھائی دیتا ہے۔ جیسے یاقوت میں دھاگہ دکھائی دیتا ہے۔ (6)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے وصف الجنۃ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ نے العظمۃ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں میں سے عورت کی پنڈلی کی سفیدی ستر حلوں کے اندر سے بھی دکھائی دے گی۔ یہاں تک کہ اس کا گودا بھی نظر آئیگا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے: كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ پس یاقوت ایک ایسا پتھر ہے کہ اگر تو اس میں دھاگہ داخل کرے۔ پھر اسے خوب صاف رکھے تو تو دھاگے کو اس کے اندر سے دیکھ لے گا۔ (7)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 516 (3774)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 177
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 40 (34043)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً (34044)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 177

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان میں سے ہر ایک پر ستر ریشمی حلے ہوں گے لیکن کپڑوں کے پیچھے سے اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا۔ آپ نے فرمایا: کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اگر تم میں سے کوئی دھاگہ لے کر یاقوت میں داخل کر دے۔ تو کیا دھاگہ یاقوت کے اندر سے دکھائی نہیں دیتا؟ اصحاب نے کہا: کیوں نہیں یقیناً دکھائی دیتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا پس وہ بھی اسی طرح ہیں۔ اور آپ جب کوئی حدیث بیان کرتے تھے تو آپ اس کی تائید کے لیے قرآن کریم کی آیت بھی لاتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث قیسی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت میں سے ہر آدمی کی بیوی پر ستر سرخ حلے ہوں گے۔ لیکن ان کے پیچھے کی جانب سے ان کی پنڈلیوں کا گودا پھر بھی دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: بے شک حورعین میں سے ایک ستر حلے پہنے ہوئے ہوگی اور وہ تمہارے اس شف (یعنی کسی شی کا اتنا باریک ہونا کہ اس سے دوسری جانب کی شے دکھائی دے) سے بھی زیادہ باریک ہوں گے جنہیں تم شف کہتے ہو اور بے شک گوشت کے اندر سے اس کی پنڈلی کا گودا بھی دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک مقربین کی عورتوں میں سے ہر عورت کو ریشم کے سو حلے پہنائے جائیں گے جو نور سے صیقل شدہ ہوں گے ان تمام کے باوجود اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا اور اصحاب یمین کی عورتوں میں سے ہر عورت کو ستر ریشمی اور نور سے صیقل کیے ہوئے حلے پہنائے جائیں گے اور ان تمام کے پیچھے سے اس کی پنڈلی کا گودا دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جنت کی عورتوں کی پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا۔

امام عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک حورعین میں سے ہر عورت کی پنڈلی کا گودا گوشت اور ہڈیوں کے پیچھے سے ستر حلوں کے نیچے بھی دکھائی دے گا۔ جیسا کہ سرخ شراب سفید شیشی میں دکھائی دیتی ہے۔

امام ہناد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن میمون سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ (2)

رہا ارشاد گرامی هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے۔ لیکن بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا جسے میں نے توحید کی نعمت عطا فرمائی ہے اس کی جزا فقط جنت ہے۔ (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 371 (427)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: جسے میں نے اسلام کی نعمت سے مالا مال فرمایا ہے اس کی جزا یہ ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بغوی نے اپنی تفسیر میں، دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابن نجار نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مذکورہ آیت کے تحت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو جو تمہارے رب نے کہا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ جس پر میں نے توحید قبول کرنے کا انعام و اکرام فرمایا کیا اس کی جزا جنت کے علاوہ بھی ہو سکتی ہے۔(1)

ابن نجار نے تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جسے میں نے توحید کی نعمت و دولت سے نوازا کیا اس کی جزا جنت کے سوا بھی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر میں نے یہ انعام فرمایا کہ اس نے دنیا میں کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو کیا آخرت میں اس کی جزا جنت کے سوا بھی کچھ ہو سکتی ہے؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کیا اس کی جزا جنت کے سوا کوئی ہو سکتی ہے؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن عدی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سورۂ رحمٰن میں مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی جو کافر اور مسلمان کے لیے فیصلہ کن ہے: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کافر اور مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری نے الادب میں، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن حنفیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت نیکوکار اور فاجر کے لیے فیصلہ کن ہے(3)۔ بیہقی نے کہا: یہ روایت مرسل ہے۔

امام خطیب نے تاریخ میں اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک سرخ رنگ کا ستون ہے۔ اس کا اوپر والا سرا عرش کے پایوں میں سے ایک پائے پر مڑا ہوا ہے اور اس کا نچلا حصہ ساتویں زمین کے نیچے مچھلی کی پشت پر ہے۔ پس جب بندہ کہتا ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو وہ مچھلی حرکت کرتی ہے اور عرش کے نیچے وہ

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 215، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 525 (9154)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت

ستون بھی حرکت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ عرش کو فرماتا ہے: ساکن ہو جا۔ تو وہ عرض کرتا ہے: نہیں۔ تیری عزت کی قسم! میں ساکن نہیں ہوں گا یہاں تک کہ تو یہ کلمہ کہنے والے کے سابقہ گناہ معاف فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اچھے اور نیک اعمال کیے پس انہیں نیکی اور بھلائی کی جزاء دی گئی۔(2)

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ الآیات۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: یہ دونوں ان کے سوا ہیں جن میں نہریں جاری ہیں۔

امام ہناد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ کا معنی ہے وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں اس سبزی اور شادابی کے سبب سیاہ ہونے کے قریب ہیں جو پانی کی کثرت کے سبب ہوتی ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں انتہائی سرسبز و شاداب اور خوش نظر ہیں۔(4)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قول باری تعالیٰ مُدْهَآمَّتٰنِ کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دونوں نہایت سرسبز و شاداب باغات ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ کا معنی ہے دونوں سرسبز ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیے ہیں۔(6)

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ کا معنی ہے وہ دونوں سرسبز و شاداب ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے۔ وہ دونوں انتہائی خوش منظر سرسبز و شاداب باغ ہیں۔ جب سبزی شدت اختیار کر جاتی ہے تو وہ سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔(7)

1۔ تاریخ بغداد، جلد 1، صفحہ 168

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 180 4۔ ایضاً

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34053)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 180 7۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُدْهَآمَّتٰنِ کا معنی ہے کہ وہ دونوں (سبز رنگ کی شدت کے سبب) سیاہ ہو چکے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے کہا مُدْهَآمَّتٰنِ کا معنی ہے انتہائی سبزے کے سبب دونوں سیاہ ہیں۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن زید سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مُدْهَآمَّتٰنِ پڑھا اور پھر رکوع کیا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دو چشمے جو جاری ہیں۔ وہ ان سے بہتر ہیں جو دونوں ابل رہے ہیں۔ اور عبد بن حمید کے الفاظ ہیں کہ وہ دو چشمے جو ابل رہے ہیں وہ ان دو سے افضل ہیں جو جاری ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَضَّاخَتٰنِ کا معنی ہے فَائِضَتَانِ یعنی ان میں دو چشمے بہہ رہے ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے سبزی و شادابی سے پانی کے دو چشمے ابل رہے ہوں گے۔

امام ہناد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَضَّاخَتٰنِ کا معنی ہے، وہ دونوں پانی سے ابل رہے ہیں۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ دونوں چشمے کستوری اور عنبر سے ابل رہے ہیں اور جنت کے گھروں پر اسی طرح چھڑکاؤ کرتے ہیں جیسے اہل دنیا کے گھروں پر بارش۔(5)

امام ابن مبارک نے الزہد میں، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ دونوں چشمے میووں کے مختلف رنگوں کے ساتھ ابل رہے ہوں گے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ دونوں چشمے خیر کے ساتھ ابل رہے ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں: وہ ہر قسم کے خیر کے ساتھ ابل رہے ہوں گے۔(7)

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ یہ سب پھل ہیں۔ یعنی ان میں میوے، کھجوریں اور انار ہوں گے اور ہر قسم کے میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 180، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 318 (3631)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 181

4۔ ایضاً

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 29 (34056)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 182

7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34054)

امام عبد بن حمید، حارث بن ابی اسامہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہود میں سے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: یا محمد! (ﷺ) کیا جنت میں میوے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس میں میوے، کھجوریں اور انار ہوں گے۔ پھر انہوں نے عرض کی: کیا اہل جنت وہاں اسی طرح کھایا کریں گے جس طرح اہل دنیا دنیا میں کھاتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ بلکہ اس سے دوگنا۔ پھر وہ عرض کرنے لگے: کیا وہ قضائے حاجت بھی کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ انہیں پسینہ آئے گا اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ان کے پیٹ سے ہر اذیت ناک شے کو زائل کردے گا۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت کے کھجور کے درختوں کے مُڈھ سبز زمرد کے ہوں گے۔ ٹہنیاں کاٹ لینے کے بعد باقی ماندہ تنے سرخ سونے کے ہوں گے اور ان کی شاخیں اہل جنت کا لباس ہوں گی۔ اہل جنت کے کپڑے اور حلے انہیں سے بنے ہوں گے اور ان کے پھل گھڑوں کی مثل ہوں گے۔ دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم ہوں گے اور ان میں گٹھلی نہیں ہوگی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سلمان سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک چھوٹی سی ٹہنی پکڑی۔ اور پھر کہا: اگر تو جنت میں اس ٹہنی کی مثل بھی تلاش کرے گا تو تو اسے نہیں پائے گا۔ عرض کی گئی: تو پھر کھجور اور دوسرے درخت کہاں ہوں گے ان کی جڑیں اور تنے موتیوں اور سونے کے ہوں گے اور ان کے اوپر پھل لگا ہوگا۔ (2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جنت کی کھجوروں کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان کی جڑیں چاندی کی ہیں، مُڈھ سونے کے ہیں اور ان کی ٹہنیاں حلے ہیں اور ان کا پھل تر و تازہ ہے جو دودھ سے زیادہ سفید ہے، مکھن سے بڑھ کر نرم و ملائم ہے اور شہد سے زیادہ شیریں اور میٹھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے جنت کا نظارہ کیا تو اس کے انار اس اونٹ کی مثل تھے جس پر پالان کسا ہوا ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنت کے پھلوں سے ایک پھل کی لمبائی بارہ ہاتھ ہے۔ اس کی گٹھلی نہیں ہوگی۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ انار کا ایک دانہ لیں گے اور اسے کھائیں گے۔ تو آپ سے کہا گیا: تم ایسا کیوں کرو گے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جنت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 517 (3776)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 41 (34055)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کے دانہ کے ساتھ زمین میں انار کی پیوندکاری کی جاتی ہے۔شاید وہ بھی اسی طرح ہوگا۔(1)

امام ابن السنی نے طب نبوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے ان اناروں میں سے کوئی انار نہیں ہے مگر یہ کہ جنت کے انار کے دانہ کے ساتھ اس کی پیوند کاری کی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧١﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَ لَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

"ان میں اچھی سیرت والیاں اچھی صورت والیاں ہوں گی۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ یہ حوریں پردہ دار خیموں میں۔ پس (اے جن وانس!) تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان کو بھی اب تک نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔ پس تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سبز مسند پر جو از حد نفیس، بہت خوبصورت ہوگی۔ (پس اے انسانو! اور جنو!) تم دونوں اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ (اے حبیب!) بڑا بابرکت ہے آپ کے رب کا نام، بڑی عظمت والا، احسان فرمانے والا"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ کا مفہوم ہے: ان میں اچھی سیرت والی اور اچھی صورت والی عورتیں ہوں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری اور ابن جریر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: موتیوں کے خیموں میں ان کے دل، آنکھیں اور ان کے نفس اپنے خاوندوں پر ہی محصور اور نچھاور ہوں گے۔ وہ ان کے سوا کسی کو نہیں دیکھیں گی۔(2)

امام ہناد نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ حوریں موتیوں کے خیموں میں محبوس ہوں گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ کیا ہے؟ یہ بڑے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 59 (8040)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 185، دار احیاء التراث العربی بیروت

جوف والا (اندر سے بہت وسیع) موتی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا خیام سے مراد بڑے اور وسیع جوف والا موتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: یہ حوریں پردہ دار موتیوں کے خیموں میں ہوں گی۔ ایک خیمہ ایک موتی سے بنا ہوگا جو اندر سے چار فرسخ تک کھلا ہوگا۔ اس کے لیے چار ہزار سونے کے (کواڑ) دروازے بنے ہوں گے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک خیمہ ایک موتی کا ہوگا اس کے لیے ستر سونے کے دروازے ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ خیمے وسیع جوف والے موتیوں سے بنے ہوں گے۔(4)

امام مسدد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خیام سے مراد جوف والے موتی ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: خیمہ وسیع اور کھلے جوف والا موتی ہے۔ اس کی لمبائی آسمان میں ساٹھ میل ہے اور اس کے ہر کونے اور زاویئے میں مومن کے لیے اہلیہ اور بیوی ہوگی اور دوسروں کی نظر ان پر نہیں پڑے گی۔ صرف وہی مومن ان کے پاس باری باری گھومتا پھرتا رہے گا۔(6)

ابن ابی شیبہ اور ہناد نے حضرت عبید بن عمیر سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کے لیے ادنیٰ مقام یہ ہوگا کہ ایک آدمی کے لیے ایک موتی کا گھر ہوگا۔ اس میں کئی کمرے ہوں اور ان کے کئی دروازے ہوں گے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے **فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ۝** کے تحت حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ جنت کی کنواری عورتوں کی صفات ہیں۔(8)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اخلاق اور سیرت کے اعتبار سے انتہائی عمدہ اور صورت اور چہروں کے لحاظ سے انتہائی خوبرو اور خوش شکل ہوں گی۔(9)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 189
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 187
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 42 (34060)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187
6۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 279 (4778)، دار الفکر بیروت
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 33 (33997)
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 41 (34057)
9۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 184

امام ابن مبارک نے الزہد میں حضرت اوزاعی سے بیان کیا ہے کہ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۝ کا مفہوم ہے: وہ فحش گو نہیں ہوں گی (یعنی ان کی زبان سچ بولنے والی انتہائی پاکیزہ ہوگی) نہ وہ کسی کو دھوکہ دیں گی اور نہ ہی کسی کو اذیت پہنچائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہر مسلمان کے لیے ایک نیک سیرت اور خوش صورت عورت ہوگی۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لیے ایک خیمہ ہوگا، ہر خیمے کے چار دروازے ہوں گے، اسے ہر روز اللہ تعالیٰ کی جانب سے تحفہ، کرامت اور ایسا ہدیہ عطا کیا جائے گا جو اس سے قبل اس کے پاس نہیں ہوگا۔ نہ ان کی آنکھیں خراب ہوں گی، نہ وہ خاوند کی نافرمان ہوں گی، نہ ان کے منہ سے بدبو آئے گی اور نہ کہیں اور جسم سے بدبو آئے گی۔ وہ خوبصورت آنکھوں والی حوریں ہیں۔ گویا کہ وہ انڈے ہیں جنہیں چھپا کر رکھا گیا ہے۔ ابن مردویہ نے ایک دوسری سند سے یہی روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع بیان کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک حورعین (خوبصورت آنکھوں والی حوریں) جنت میں یہ گانا گائیں گی: ''نَحْنُ الْخَيْرَاتُ الْحِسَانُ جِئْنَا لِاَزْوَاجٍ كِرَامٍ'' (اور ہم اچھی سیرت والیاں اور اچھی صورت والیاں ہیں، ہم معزز و محترم اور ذی مرتبہ و مقام خاوندوں کے لیے آئی ہیں)۔(1)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے قول باری تعالیٰ حور عین کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ حوریں ہیں جن کی رنگت سفید ہے، ان کی آنکھیں خوبصورت اور بڑی بڑی ہوں گی، آنکھ کا کنارہ گدھ کے پر کی طرح ہوگا۔ اور ابن مردویہ کے الفاظ میں ہے: کہ پلکوں کا کنارہ گدھ کے پر کی طرح ہے۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کے ارشاد كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۝ (الواقعہ:23) کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی صفائی اور چمک اس موتی کی صفائی اور چمک کی طرح ہوگی جو اس صدف اور سیپ میں ہوتا ہے جسے کسی ہاتھ نے ابھی تک چھوا نہیں ہوتا۔ پھر میں نے عرض کی۔ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ۝ (الصافات) کے بارے ارشاد فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان کی رقت اور ملامت اس جلد کی نرمی کی طرح ہے جو انڈے کے اندر کی جانب ہوتی ہے اور اس کے اوپر چھلکا ہوتا ہے۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ارشاد باری تعالیٰ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۝ کے بارے کچھ ارشاد فرمایئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ ان کی رنگ اور چمک اپنی صفائی کے اعتبار سے اس موتی کی صفائی طرح ہوگی جو ابھی ان سیپوں میں ہوتے ہیں جنہیں کسی ہاتھ نے مس نہ کیا ہو۔ پھر میں نے عرض کی: فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ۝ کا مفہوم مجھے ارشاد فرمایئے۔ تو آپ ﷺ اپنی زبان حق ترجمان سے ارشاد فرمایا: اچھے اور عمدہ اخلاق اور سیرت و کردار والیاں اور حسین و جمیل اور خوبرو چہروں والیاں۔ پھر عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ عُرُبًا اَتْرَابًا۝ (الواقعہ) (دل و جان سے) پیار کرنے والیاں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 32 (33988)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ہم عمر) تو حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ وہ عورتیں ہیں کہ جب ان کی روحیں دار دنیا میں قبض کی گئیں تو یہ بوڑھی ہو چکی تھیں۔ آنکھوں سے کیچڑ بہہ رہا تھا اور سر کے بال بھی سیاہ وسفید ملے جلے تھے۔ اللہ تعالیٰ اس بڑھاپے کے بعد جب انہیں (دوبارہ) پیدا فرمائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں کنوارا بنادے گا۔ دل و جان سے عشق و محبت کرنے والا ہم عمر بنا۔ فرمایا عربا کا معنی ہے متعشقات متحببات (عشق کرنے والیاں محبت و پیار کرنے والیاں) اور ''اترابا'' کا معنی ہے ''علی میلاد واحد'' (یعنی ایک ہی وقت انہیں پیدا فرمایا۔ ہم عمر) پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کیا دنیا کی عورتیں افضل ہیں یا کہ حورعین؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی عورتیں حورعین سے اس طرح افضل ہیں؟ جس طرح ظاہر کو باطن پر فضیلت حاصل ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ایسا کیوں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس لیے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور عبادت میں مشغول رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور سے منور فرمادے گا اور ان کے جسموں پر ریشمی لباس پہنائے گا۔ ان کی رنگتیں سفید ہوں گی اور کپڑوں کا رنگ سبز ہوگا اور زیورات کی صورت یہ ہوگی کہ ان کی گوندی ہوئی چوٹیوں پر موتی ہوں گے اور ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔ وہ کہیں گی: خبردار سنو! ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں۔ ہمیں کبھی موت نہیں آئیگی۔ سنو! ہم آسودہ حال ہیں اور ہم کبھی مفلس نہیں ہوں گی۔ سنو! ہم مقیم رہنے والیاں ہیں۔ ہم کوچ نہیں کریں گی۔ خبردار سنو! ہم راضی رہنے والیاں ہیں۔ ہم ناراض نہیں ہوں گی۔ مبارک اور بشارت ہے اس کے لیے جو ہمارے لیے ہے اور جس کے لیے ہم ہیں۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ایک عورت دنیا میں دو، تین یا چار آدمیوں کے ساتھ باری باری شادی کرتی ہے پھر وہ مرجاتی ہے اور جنت میں داخل ہوتی ہے اور اس کے ساتھ وہ سارے لوگ بھی (جن کے ساتھ اس نے دنیا میں شادی کی تھی) جنت میں داخل ہوجاتے ہیں۔ تو ان میں سے اس کا خاوند کون ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو اختیار دیا جائے گا اور وہ اچھے اخلاق اور سیرت والے کو اختیار کرے گی اور عرض کرے گی اے میرے پروردگار! یہ آدمی دار دنیا میں اپنے حسن اخلاق اور سیرت و کردار کے اعتبار سے میرے ساتھ انتہائی اچھا تھا پس تو اسے میرا زوج بنادے۔ اے ام سلمہ: دنیا اور آخرت کی بھلائی حسن اخلاق لے گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ ۝۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لیجایا گیا تو میں جنت میں داخل ہوا اور ایک نہر کے پاس آیا جسے بیذخ کہا جاتا ہے۔ اس پر موتیوں، سبز زبرجد اور سرخ یاقوت کے خیمے ہیں۔ وہاں مجھے ندا دی گئی۔ السلام علیك یا رسول الله! ﷺ۔ تو میں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا: یہ آواز کیسی ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ یہ پردے دار خیموں میں رہنے والیوں کی آواز ہے۔ انہوں نے اپنے رب سے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت عطا فرمادی ہے۔ پھر انہوں نے کہنا شروع کردیا۔ ہم راضی وخوشی رہنے والیاں ہیں، ہم کبھی ناراض نہیں ہوں گی۔ ہم سکونت اختیار کرنے والیاں ہیں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، ہم کبھی یہاں سے سفر اور کوچ نہیں

کریں گی۔ اور آپ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ کا معنی ہے سفید اور روشن رنگ کی حوریں۔ مَّقْصُوْرٰتٌ محبوس ہیں۔ فِی الْخِیَامِ۝ موتیوں کے گھروں میں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حُوْرٌ کا مفہوم ہے آنکھ کی سیاہی کا خوب سیاہ ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِی الْخِیَامِ۝ کا مفہوم ہے (یہ حوریں پردہ دار خیموں میں) یعنی اپنے گھروں سے باہر نہیں نکلیں گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ حوریں محبوس ہیں خیموں میں۔ وہ راستوں میں پھرنے اور چکر لگانے والی نہیں ہیں۔ اور الْخِیَامِ سے مراد وہ موتی ہیں جو اندر سے کھلے اور وسیع ہیں۔(2)

امام ہناد بن سری رحمہما اللہ نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس تھا کہ ان کا بیٹا جسے ابو بکر کہا جاتا تھا ایک جنگ سے واپس آ کر ان کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے صورت حال دریافت کی۔ پھر اس نے کہا: کیا میں آپ کو اپنے فلاں ساتھی کے بارے خبر نہ دوں؟ اس اثناء میں کہ ہم جنگ لڑ رہے تھے کہ اچانک وہ جوش میں آ گیا اور کہنے لگا۔ ''وَا اَھْلَاہُ وَا اَھْلَاہُ'' (ہائے میرے اہل، ہائے میرے اہل!) ہم اس کی طرف گئے۔ ہم نے یہ گمان کیا کہ اسے کوئی عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ تو ہم نے اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے کہا: میں اپنے آپ سے یہ کہتا تھا کہ میں شادی نہیں کروں گا یہاں تک کہ مجھے جام شہادت پلا دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ حور عین سے میری شادی کر دے گا۔ پس جب مجھ پر شہادت طویل ہو گئی (یعنی اتنا وقت گزر گیا اور میں شہادت کی سعادت سے بہرہ ور نہ ہوا) تو میں نے اپنے دل میں یہ بات کہی کہ اگر میں زندہ واپس لوٹ کر گیا تو میں شادی کر لوں گا، تو حالت خواب میں میرے پاس ایک آنے والا آیا۔ اس نے کہا کیا تو یہ کہہ رہا ہے کہ اگر میں واپس لوٹ کر گیا تو میں شادی کروں گا؟ اٹھ! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیری شادی عیناء (حور عین) سے کر دی ہے۔ پس وہ مجھے سرسبز و شاداب باغ کی طرف لے کر گیا۔ اس میں دس دوشیزائیں تھیں۔ ان میں سے ہر ایک کام کی ماہر تھی جو وہ کر رہی تھی۔ میں نے حسن و جمال میں ان کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے پوچھا: کیا یہی عیناء ہیں۔ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ ہم تو اس کی خادمائیں ہیں (اس میں بیس دوشیزائیں تھیں، ان میں سے ہر ایک اپنے کام کی ماہر تھی جو وہ کر رہی تھی۔ پہلی دس میں ان کے حسن و جمال کی کوئی شے نہ تھی (یعنی پہلی دس کو حسن و جمال اور خوبصورتی میں ان کے ساتھ کوئی نسبت نہ تھی) میں نے کہا: کیا یہی عیناء ہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں ہم تو اس کی خادمائیں ہیں) اور وہ سامنے کی جانب ہے۔ پھر میں آگے بڑھا: ایک اور باغ میں تھا جو پہلے باغ سے بڑھ کر سرسبز اور زیادہ خوبصورت تھا۔ اس میں چالیس دوشیزائیں تھیں۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک کام تھا جسے وہ بڑی مہارت کے ساتھ کر رہی تھیں۔ حسن و جمال کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 87-86-184، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 186

اوصاف میں پہلی دس اور بیس کو ان سے کوئی نسبت نہ تھی۔ میں نے پوچھا: کہ یہی عیناء ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں۔ ہم تو اس کی خدمت گزار ہیں اور وہ سامنے کی طرف ہے۔ میں مزید آگے چلا۔ تو میں ایک یاقوت میں پہنچا جو اندر سے بہت وسیع اور کشادہ تھا۔ اس میں ایک پلنگ پر ایک عورت تھی۔ اس کا پہلو پلنگ سے زائد تھا۔ تو میں نے اسے کہا: کیا تو عیناء ہے؟ اس نے جواب دیا، ہاں مرحبا خوش آمدید! میں آگے بڑھا تا کہ میں اپنا ہاتھ اس پر رکھوں۔ تو اس نے کہا: ٹھہر جا۔ بے شک ابھی تک تجھ میں روح موجود ہے۔ لیکن آج رات کا کھانا تیرا ہمارے پاس ہوگا۔ ابھی وہ آدمی اپنی بات سے فارغ ہی ہوا تھا کہ اتنے میں منادی نے آواز دی: اے اللہ تعالیٰ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ۔ تو میں اس آدمی کی طرف دیکھنے لگا اور ساتھ سورج کی طرف بھی دیکھتا رہا۔ ہم دشمن کے سامنے صف آرا تھے اور میں اس کی بات کا ذکر بھی کرتا رہا۔ لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ دونوں سے پہلے کون گرا۔ اس کا سر یا کہ سورج پہلے غروب ہوا۔ تو حضرت انس نے فرمایا اللہ اس پر رحم فرمائے، یہ خاموشی (موت) جلد اور اچانک آنے والی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْخِيَامِ سے مراد وسیع اور کشادہ جوف والے موتی ہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔ (2)

ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خیمہ وسیع جوف والا موتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنت میں مومن کا گھر موتی سے بنا ہوا ہے۔ اس میں چالیس کمرے ہوں گے، اس کے وسط میں ایک درخت ہے جس پر حلے اگیں گے۔ پس وہ اس کے پاس آئے گا اور اپنی انگلی کے ساتھ ستر حلے اٹھا لے گا جو موتی اور مرجان لگی پٹیوں سے بندھے ہوئے ہوں گے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ الْخِيَامِ سے مراد حجال ہیں۔ یعنی وہ کمرہ جو دلہن کے لیے سجایا اور آراستہ کیا جاتا ہے۔ (5)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ کا معنی ہے جب سے وہ پیدا کی گئی ہیں اس سے قبل جن و انس میں سے کسی نے انہیں چھوا تک نہیں۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت حیان بن ابی جبلہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک اہل دنیا کی عورتیں جب جنت میں داخل ہوں گی تو دنیا میں ان کے اعمال کرنے کے سبب انہیں حورعین پر فضیلت اور فوقیت دی جائے گی۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ۝ کے تحت فرمایا کہ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے گوشہ عزت میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 188 3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 40 (34040)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 186

عمدہ اور خوبصورت مسند اور قالین پر۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ کا مطلب ہے عمدہ اور بہترین مسند، گوشہ عزلت اور عَبْقَرِيٍّ کا معنی ہے خوبصورت قالین۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد سے بیان کیا ہے کہ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے سبز رنگ کی عمدہ اور اعلیٰ مسند۔ اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۝ کا مفہوم ہے۔ موٹا ریشم جو انتہائی خوبصورت ہو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے سبز قالین اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۝ کا معنی ہے حاشیہ دار خوبصورت بچھونا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا مفہوم ہے گوشہ عزلت۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث والنشور میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رَفْرَفٍ خُضْرٍ سے مراد گوشہ عزلت ہے اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۝ سے مراد قالین ہیں۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰی رَفْرَفٍ خُضْرٍ کا معنی ہے کہ وہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے سبز عزلت کدوں میں اور عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ۝ سے مراد قالین ہیں۔(6)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عاصم جحدری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ سے مراد تکیے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ رَفْرَفٍ سے مراد باغات اور عبقری سے مراد قالین ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عیاش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کا ہے کہ زہیر قرشی بصرہ کے بہت ماہر نحوی ہوئے ہیں وہ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبَاقِرِيٍّ حِسَانٍ۝۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں اور حاکم نے حضرت ابوبکر سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح قرأت فرمائی۔ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰی رَفَارَفٍ خُضْرٍ وَّعَبَاقِرِيٍّ حِسَانٍ۝ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ۝ کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں باغوں کے مابین پائی جانے والی فضیلت اور عظمت کا ذکر فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ۝ۚ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۝ۙ مُدْهَآمَّتٰنِ۝ فرمایا: ان دو کے سوا اور باغ ہیں اور وہ دونوں انتہائی سرسبز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 191 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 190
4۔ ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 43 (34073)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 91-190 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 190

ہیں۔ فِيهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ان دونوں میں دو چشمے ابل رہے ہوں گے۔ اور وہاں فرمایا: ان میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَّ نَخْلٌ وَّ رُمَّانٌ اور وہاں فرمایا۔ مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ یعنی یہاں فرمایا: ان دونوں میں میوے، کھجوریں اور انار ہیں۔ اور وہاں فرمایا: یہ پھل کی دو قسمیں ہیں۔ فِيهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ اور وہاں فرمایا فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ۔ یہاں فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّ عَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ اور وہاں فرمایا: مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ۔ فرمایا اِسْتَبْرَقٍ کا معنی ریشم اور عَبْقَرِيٍّ سے مراد قالین ہیں۔

رہا ارشاد خداوندی تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۔

امام بخاری نے الادب میں، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا ''یا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' تو آپ نے فرمایا: تیری دعا قبول کی جائے گی، سو تو مانگ، التجا کر۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا اور پاس ہی ایک آدمی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ جب وہ رکوع و سجود اور تشہد و دعا کے ساتھ نماز مکمل کر چکا تو اس نے اپنی دعا میں کہا۔ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ '' تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ سے اس عظمت و شان والے نام کے ساتھ دعا مانگی ہے کہ جب اس نام سے دعا مانگی جائے تو وہ اسے قبول فرمالیتا ہے اور جب اس نام سے اس سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ ضرور عطا فرما دیتا ہے۔ (2)

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے رخ زیبا پھیرتے تو تین بار استغفر اللہ پڑھتے۔ پھر یہ دعا مانگتے ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا یا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ کے ساتھ اصرار کیا کرو۔ (بار بار کہا کرو) کیونکہ یہ دونوں اسم اللہ تعالیٰ کے انتہائی عظمت اور اعلیٰ شان والے اسماء میں سے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''یَا ذَا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 505 (3527)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، جلد 5، صفحہ 406 (1466)، مکتبۃ الرشد الریاض

3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 98-97 (300)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام'' کے ساتھ اصرار کیا کرو۔

امام احمد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ربیعہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ''ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام'' کے ساتھ اصرار کیا کرو۔(1)

امام ترمذی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقا دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام کے ساتھ اصرار کیا کرو۔(2)

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 177، دار صادر بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 504 (3524)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتھا ۹۶ ۔ سُوْرَۃُ الْوَاقِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۵۶ ۔ رکوعاتھا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ﴿۱﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۘ﴿۲﴾ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾

"جب قیامت برپا ہو جائے گی۔ نہیں ہوگا جب یہ برپا ہوگی (اسے) کوئی جھٹلانے والا۔ کسی کو پست کرنے والی کسی کو بلند کرنے والی۔ جب زمین تھرتھر کانپے گی۔ اور ٹوٹ پھوٹ کر پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔ پھر غبار بن کر بکھر جائیں گے"۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الواقعہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، ابن ضریس، حارث بن ابی امامہ، ابویعلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھی اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کی اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث طیبہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورہ واقعہ غنا اور دولت مندی کی سورت ہے۔ سو تم اسے پڑھا کرو اور اپنی اولادوں کو بھی سکھاؤ۔ دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ کی تعلیم دو کیونکہ یہ سورۃ الغنی ہے۔(3)

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے حضرت سلمان تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں سے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی سورۂ واقعہ پڑھنے سے عاجز نہ رہے۔

امام عبدالرزاق، احمد، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور طبرانی رحمہم اللہ نے الاوسط میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں سورۂ واقعہ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 491، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 10 (4005) دارالباز 4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 366 (875)، دارالکتب العلمیہ بیروت

الواقعہ، الحاقہ، عم یتساءلون، النازعات، اذا الشمس کورت اور اذا السماء انفطرت اکثر اور بالاصرار پڑھا کرتے تھے۔ تو اس سے فقر و افلاس اڑ جاتا، ختم ہو جاتا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: آپ کی طرف فقر بڑی تیزی سے بڑھتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے سورۂ ہود اور اس کے ساتھ والی دیگر سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ان آیات کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ جب قیامت کے دن قیامت برپا ہو جائے گی۔ لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۘ تو اس کے لیے واپسی کی کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی بھی اسے واپس لوٹا سکے۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ تو یہ لوگوں میں سے بعض کو پست کر دے گی اور بعض کو بلند کر دے گی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ کا معنی ہے وہ (اپنی آواز) قریب اور بعید والوں کو سنوا دے گی۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن سراقہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے ماموں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو آگ کی طرف پستی میں لے جائے گی اور اولیاء اللہ کو جنت کی طرف بلند کر دیگی۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ ارشاد کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت ان لوگوں کو پست کر دے گی جو دنیا میں بلند تھے اور ان لوگوں کو بلند کر دے گی جو دنیا میں پست تھے (یعنی جو دنیا میں متکبر بن کر رہے قیامت کے دن وہ پست ہو جائیں گے اور جو دنیا میں منکسر المزاج بن کر عجز و انکساری کے ساتھ رہے قیامت کے دن وہ بلند ہو جائیں گے)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت تکبر کرنے والوں کو پست کر دے گی اور تواضع کرنے والوں کو بلند کر دے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۙ پھر اس کے ساتھ دوسری یہ نازل ہوئی: لَیْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۘ اور خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۙ کی تفسیر میں فرمایا: کہ قیامت ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پستی میں گرا دے گی۔ اور ایک قوم کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عزت و کرامت میں بلند کر دے گی۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ۙ فرمایا: جیسا زمین پر شدید زلزلہ برپا ہوگا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۙ فرمایا: پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۙ فرمایا: تو وہ اس طرح غبار بن کر بکھر جائیں گے جیسے درختوں کے خشک پتوں کو ہوائیں دائیں بائیں اڑا لے جاتی ہیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 194
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 97-95-193

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: جو اس دن پست ہو گیا پھر وہ کبھی بلند نہیں ہو سکے گا اور جو اس دن بلند ہو گیا پھر وہ کبھی پست اور رسوا نہیں ہو گا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ جب زمین پر زلزلہ طاری ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ اور پہاڑ کو توڑ دیا جائے گا۔ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ پس وہ سورج کی شعاؤں کی طرح غبار بن کر بکھر جائیں گے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ زمین تھرتھر کانپنے لگے گی اس میں زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ اور پہاڑوں کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿۴﴾ جب زمین پر زلزلہ برپا ہو جائے گا۔ وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿۵﴾ اور پہاڑوں کو توڑ دیا جائے گا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: هَبَآءً سے مراد آگ کے وہ شرارے ہیں کہ جب آگ بھڑکتی ہے تو وہ اس سے اڑتے ہیں اور جب وہ گرے تو وہ کوئی شے نہیں ہوتی۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ غبار کے ذرات ہیں جو سورج کی شعاؤں کے ساتھ اڑتے ہیں اور انبثاث سے مراد اس کا متفرق ہونا اور بکھرنا ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ سے مراد ذاتوں کا اڑایا ہوا غبار اور الھبآء المنثور سے مراد سورج کا وہ غبار ہے جو روشن دان کی شعاع میں دکھائی دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿۶﴾ سے مراد وہ شعاع ہے جو روشن دان میں ہوتی ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ هَبَآءً سے مراد وہ غبار ہے جو دھوپ میں دکھائی دیتا ہے جب کہ وہ روشن دان سے کمرے میں داخل ہو رہی ہو۔

وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 219 (35486)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 96-194، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 197 5۔ ایضاً

أُولَٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱۶﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ ۙ۬ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ﴿۲۰﴾

’’اورتم لوگ تین گروہوں میں بانٹ دیے جاؤ گے۔ پس (ایک گروہ) دائیں ہاتھ والوں کا ہوگا، کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی۔ اور (دوسرا گروہ) بائیں ہاتھ والوں کا ہوگا کیا (خستہ) حال ہوگا بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور (تیسرا گروہ ہر کار خیر میں) آگے رہنے والوں کا وہ (اس روز بھی) آگے آگے ہوں گے۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں۔ عیش وسرور کے باغوں میں۔ ایک بڑی جماعت پہلوں سے۔ اور قلیل تعداد پچھلوں سے۔ ان پلنگوں پر جو سونے کی تاروں سے بنے ہوں گے۔ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے ان پر آمنے سامنے۔ گردش کرتے ہوں گے ان کے اردگرد نوخیز لڑکے جو ہمیشہ ایک جیسے رہیں گے۔ (ہاتھوں میں) پیالے، آفتابے اور شراب طہور سے چھلکتے جام لیے ہوئے۔ نہ سردرد محسوس کریں گے اس سے اور نہ مدہوش ہوں گے۔ اور میوے بھی (پیش کریں گے) جو وہ جنتی پسند کریں گے‘‘۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ کا معنی ہے تم لوگ تین قسموں میں بانٹ دیئے جاؤ گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مذکورہ آیت کے تحت آپ ہی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہی ہے جس کا ذکر سورۃ الملائکہ میں ہے ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ (فاطر:32) (پھر ہم نے وارث بنایا اس کتاب کا ان کو جنہیں ہم نے چن لیا تھا اپنے بندوں سے۔ پس بعض ان میں سے اپنے نفس پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض درمیانہ رو ہیں اور بعض سبقت لے جانے والے ہیں نیکیوں میں)

ابن منذر نے وَّكُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: یہ اس وقت ہوگا جب لوگوں کے منازل متفرق اور جدا جدا ہوں گے۔ ان میں سے کچھ اصحاب یمین، کچھ اصحاب شمال اور کچھ سابقین ہوں گے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے منازل تین قسم کے ہوں گے۔ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۸﴾ فرمایا: کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی اور اس کی جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا۔ وَاَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ فرمایا: کیا (خستہ) حال ہوگا بائیں ہاتھ

والوں، اور ان کا جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ فرمایا: مراد ہر گروہ اور امت سے سبقت لے جانے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿۷﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ ﴿۸﴾ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾ تک کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گزشتہ امتوں کے دائیں ہاتھ والوں اور اس امت کے اصحاب یمین کے درمیان مساوات اور برابری کر دی جائے گی اور پہلی امتوں کے سبقت لے جانے والے اس وقت کے سابقین سے زیادہ ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ کے ضمن میں فرمایا: یوشع بن نون حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آگے بڑے۔ آل یسین کے مومن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف تیزی سے آگے بڑھے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب تیزی سے آگے بڑھے (اور دوسروں سے سبقت لے گئے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن سابقون چار قسم کے ہوں گے۔ پس میں عربوں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اہل فارس کی نسبت سابق ہیں، حضرت بلال رضی اللہ عنہ حبشہ کے مکینوں میں سے سبقت لے جانے والے ہیں اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اہل روم میں سے سابق ہیں۔

امام ابونعیم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ سے مراد وہ آدمی ہے جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتے ہیں اور سب سے آخر مسجد سے نکلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عثمان بن ابی سودہ سے جو کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے، سے یہ قول بیان کیا ہے کہ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ کے بارے میں ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان سے مراد مساجد کی جانب دوسروں سے آگے بڑھنے والے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خروج کرنے والے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے (کہ (تیسرا گروہ) ان لوگوں کا ہوگا) جو ہر امت سے ہر کار خیر کی طرف آگے رہنے والے ہیں وہ (اس روز بھی) آگے آگے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت حزقیل جو کہ آل فرعون کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 198، دار احیاء التراث العربی بیروت

مومن تھا۔ حبیب النجار جس کا ذکر یٰس میں کیا گیا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے نازل ہوئی۔ ان میں سے ہر آدمی اپنی امت میں سبقت لے جانے والا ہے اور سبقت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ان تمام سے افضل واعلیٰ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قول باری تعالیٰ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۞ (التکویر) کے تحت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہر آدمی اس قوم کے ساتھ مل کر ایک قسم ہے جو اس کے عمل کے مطابق اعمال کرتے ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً۞ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ۞ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْـَٔمَةِ۞ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ۞ فرمایا یہی ان کی اقسام ہیں۔

فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ثُلَّةٌ کا معنی جماعت اور گروہ ہے۔(1)

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب پر یہ شاق گزری۔ تو پھر یہ نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت میں چوتھائی ہو گے، اہل جنت کا تہائی ہو گے، بلکہ تم تو اہل جنت کا نصف یا اہل جنت کا ایک شطر ہو گے اور تم دوسرے شطر میں سے بھی ان سے کچھ لے لو گے۔(2)

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے جب اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ۞ سورت نازل ہوئی۔ اور اس میں یہ ذکر کیا گیا: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ (ایک بڑی جماعت پہلوں سے اور ایک بڑی جماعت پچھلوں سے) تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اے عمر! میرے نزدیک آؤ اور سنو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ خبردار سنو! بے شک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر مجھ تک ایک جماعت ہے اور میری امت ایک جماعت ہے۔ اور ہم ہرگز اپنی جماعت کو مکمل نہیں کریں گے یہاں تک کہ ہم اونٹ چرانے والے ان حبشیوں سے مدد لے لیں جو یہ شہادت دیتے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ۔ ابن ابی حاتم نے ایک دوسری سند سے عروہ بن رویم سے یہی روایت مرسل ذکر کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تو آقائے دو جہاں ﷺ کے اصحاب غمزدہ ہو گئے اور کہنے لگے تب امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے قلیل ہوں گے۔ تو نصف النہار کے وقت یہ آیت نازل ہوئی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞ تم لوگوں کے مقابل ہو گے۔ پس اس سے یہ آیت منسوخ ہو گئی: وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ۞۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ۞ یہ جماعت سابقہ لوگوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 222، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 391، دار صادر بیروت

میں سے ہوگی اور وَ قَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ یہ قلیل جماعت اس امت میں سے ہوگی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ کا معنی ہے مَصْفُوْفَةٍ ان پلنگوں پر جو بچھے ہوئے ہوں گے۔(1)

امام سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی یہ معنی بیان کیا ہے ایسے پلنگوں پر جو سونے کے تاروں سے بنے ہوئے ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ کا معنی ہے سونے کی تاروں سے بنا ہوا۔(3)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَّوْضُوْنَةٍ کا معنی ہے باریک بنا ہوا اور یہی مضبوط ترین پلنگ ہوتا ہے۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: مَّوْضُوْنَةٍ سے مراد ایسا پلنگ ہے جسے چاندی کے تاروں کے ساتھ بنایا جائے اور اس پر ستر بستر ہوں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا، وہ فرماتے ہیں:

اَعْدَدْتُ لِلْهَيْجَاءِ مَوْضُوْنَةً فَضْفَا ضَةً بِالنُّهْيِ بِالْبَاقِعِ

"میں نے ہیجاء کے لیے انتہائی دانش مندی اور زیرکی کے ساتھ کشادہ پلنگ تیار کیا"۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں سے کوئی اپنے ساتھی کی گدی کو نہیں دیکھ سکے گا (کیونکہ وہ ان پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے)۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحٰق رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے: مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ (بڑی راحت اور آسودگی کے ساتھ وہ ان پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے)۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: نہ ان کے پاس نیکیاں ہوں گی جن کی انہیں جزا دی جائے گی اور نہ ہی ان کے گناہ ہوں گے جن پر انہیں سزا یا عذاب دیا جائے گا۔ چنانچہ انہیں ہمیشہ انہی مقامات پر رکھا جائے گا (کہ وہ ان کے اردگرد ہمیشہ گردش کناں رہیں گے)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 202، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 201 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 202 6۔ ایضاً

مُّخَلَّدُوْنَ کا معنی ہے انہیں موت نہیں آئیگی۔ اور ارشاد گرامی بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِيْقَ کے تحت آپ نے فرمایا۔ اکواب وہ پیالے ہوتے ہیں جن کے دستے نہیں ہوتے۔ اور اَبَارِيْقَ وہ آفتابے اور لوٹے ہوتے ہیں جن کے دستے ہوتے ہیں۔ اور وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ کے تحت فرمایا: سفید شراب سے چھلکتے ہوئے جام۔ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ فرمایا: نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ہی وہ قے کریں گے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں نہ ان کی عقلیں ماؤف ہوں گی۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو رجاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اکواب کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ آفتابے ہیں جن سے شے کو انڈیلا جا سکتا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اکواب کا معنی پیالے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ کے تحت فرمایا: یعنی وہ جام جو شراب سے چھلکتے ہوں گے اور شراب وہاں پر جاری ہوگی۔ المعین کا معنی الجاری بہنے والی ہے۔ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ اس کے سبب نہ تو سر کا درد ہوگا اور کسی کی عقل مغلوب ہوگی۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ان کی عقلیں ضائع ہوں گی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ نہ ان کے سر درد کریں گے اور نہ ان کی عقلیں ماؤف ہوں گی۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اہل جنت کھائیں گے اور پئیں گے اور وہ مدہوش نہیں ہوں گے جب کہ اہل دنیا مدہوش ہو جاتے ہیں جب کہ وہ زیادہ کھا پی لیں۔ آپ فرماتے ہیں: وہ اکتائیں گے نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے اس آیت کی قرأت اس طرح کی ہے لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا يُنْزِفُوْنَ یعنی یاء کو مرفوع اور زاء کو مکسور پڑھا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک اہل جنت میں سے ایک آدمی کے پاس جام لایا جائے گا اور وہ اپنی زوجہ کے پاس بیٹھا ہوا ہوگا۔ پس وہ اسے پی لے گا۔ پھر وہ اپنی زوجہ کی طرف متوجہ ہوگا اور کہے گا تحقیق میں نے اپنی نگاہوں میں ستر گناہ اضافہ کر لیا ہے۔(5)

وَ لَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ حُوْرٌ عِيْنٌ ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 05-04-03-202، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 203
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 05-04-202
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 05-204
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 33 (33993)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ۬ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ؕ﴿۲۷﴾ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ﴿۲۸﴾ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ﴿۳۰﴾ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۙ﴿۳۱﴾ وَّ فَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ۙ﴿۳۲﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّ لَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿۳۳﴾

''اور پرندوں کا گوشت بھی جس کی وہ رغبت کریں گے۔ اور حوریں خوبصورت آنکھوں والیاں۔ (سچے) موتیوں کی مانند جو چھپا رکھے ہوں۔ یہ اجر ہوگا ان نیکیوں کا جو وہ کرتے رہے تھے۔ نہ سنیں گے وہاں لغو باتیں اور نہ گناہ والی باتیں۔ بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔ اور دائیں ہاتھ والے کیا شان ہوگی دائیں ہاتھ والوں کی۔ بے خار بیریوں میں۔ اور کیلے کے گچھوں میں۔ اور لمبے لمبے سایوں میں۔ اور پانی کے آبشاروں میں۔ اور پھلوں کی بہتات میں۔ نہ وہ ختم ہوں گے اور نہ ان سے روکا جائے گا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۲۱﴾ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ کسی بھی شے کی خواہش نہیں کریں گے مگر وہ ان کے سامنے ہوگی اور وہ اس سے اپنی حاجت اور ضرورت پوری کرلیں گے۔ بعد ازاں وہ پرندہ اڑ کر چلا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، بزار، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: بے شک تو جنت میں کسی پرندے کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ اور ساتھ ہی اس کی رغبت اور چاہت کا اظہار کرے گا۔ تو وہ فورا بھونا ہوا تیرے سامنے آگرے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کے پرندے کا ذکر فرمایا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بے شک وہ تو بہت عمدہ اور اچھا ہوگا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی اس سے کھائے گا وہ اس سے زیادہ عمدہ اور اعلیٰ ہوگا۔ اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تو بھی اس سے کھائے گا۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت طیبہ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿۳۴﴾ کے تحت فرمایا: کہ ان میں سے ہر قالین کی موٹائی اتنی ہوگی جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ (1)

امام احمد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جنت کا پرندہ بختی اونٹ کی طرح ہوگا جو جنت کے درختوں میں چرے گا۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ یہ پرندے تو بڑے عمدہ اور اعلیٰ ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں کھانے والا ان سے بڑھ کر عمدہ اور اعلیٰ ہوگا اور میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تو بھی انہیں کھانے والوں میں سے ہوگا۔ (2)

1۔ تاریخ بغداد، جلد 4، صفحہ 426   2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 221، دار صادر بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں بختی اونٹوں کی مثل پرندے ہیں۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ وہ تو انتہائی عمدہ اور اعلیٰ ہوں گے۔ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: جو انہیں کھائے گا وہ ان سے بڑھ کر فائق اور اعلیٰ ہوگا۔ اور تو بھی ان میں سے ہے جو انہیں کھائیں گے اور تو بھی ان میں سے ہے جو انہیں پکائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ہناد رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک جنت میں بختی اونٹوں کی طرح کے پرندے ہیں۔ وہ آدمی کے پاس آئیں اور وہ ان سے اپنی حاجت اور طلب پوری کرلے گا۔ پھر وہ چلا جائے گا گویا کہ اس سے کوئی شے کم نہیں ہوئی۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: بے شک کوئی آدمی جنت کے پرندوں میں سے کسی پرندے کی خواہش کرے گا۔ تو وہ بھونا ہوا یک کر اس کے ہاتھ میں آ جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک آدمی پرندے کی طرف رغبت کا اظہار کرے گا۔ تو بختی اونٹ کی مثل پرندہ آ جائے گا، یہاں تک کہ اس کے دستر خوان پر آ گرے گا۔ نہ اسے کوئی دھواں لگا ہوگا اور نہ ہی کسی آگ نے اسے مس کیا ہوگا۔ پس وہ آدمی اس سے خوب پیٹ بھر کر کھالے گا اور پھر وہ اڑ جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک جنت میں ایک پرندہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے ولی اور دوست کے سامنے دستر خوان بچھایا جائے گا، تو وہ پرندہ آئے گا اور اس پر آ گرے گا پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑے گا اور ہر پر سے ایک ایسا رنگ نکلے گا جو شہد سے زیادہ لذیذ، مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ پھر وہ اڑ جائے گا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جنت میں ایک پرندہ ہے جس کے ستر ہزار پر ہیں۔ وہ آئے گا اور اہل جنت میں سے ایک آدمی کے پیالے پر بیٹھ جائے گا۔ پھر وہ پروں کو جھاڑے گا۔ تو اس کے ہر پر سے ایک رنگ خارج ہوگا جو برف سے زیادہ سفید، مکھن سے زیادہ ملائم اور شہد سے زیادہ شیریں ہوگا۔ اس میں کوئی ایسا رنگ نہیں جو دوسرے سے مشابہت رکھتا ہو۔ بعد ازاں وہ اڑ کر چلا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَحُوْرٌ عِیْنٌ﴿۲۲﴾ الآیہ۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے مجھے یہ آیت جر کے ساتھ پڑھائی یعنی وَحُوْرٍ عِیْنٍ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ نے دونوں لفظوں کو رفع اور تنوین کے ساتھ پڑھا ہے:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 31 (33977)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

یعنی وَ حُوْرٌ عِیْنٌ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ حُوْرٌ عِیْنٌ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ان میں آنکھیں بہت خوبصورت بنائی گئی ہیں (یعنی آنکھوں کی سفیدی انتہائی زیادہ سفید اور سیاہی انتہائی زیادہ سیاہ ہے، اسی سبب سے آنکھیں خوبصورت ہیں)(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ موتی جو ابھی تک صدف میں ہو اور ہاتھ اس پر نہ لگے ہوں (وہ حوریں ایسے موتیوں کی طرح ہوں گی)۔

امام ہناد بن سری رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ان بڑے بڑے موتیوں کی طرح ہوں گی جنہیں کسی شے کے مس کرنے (کے خوف) سے چھپا دیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا الآیہ۔ تو اس کے بارے امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں لغو سے مراد باطل کلام اور تَاْثِيْمًا سے مراد جھوٹ اور کذب ہے (یعنی نہ وہ اس میں باطل گفتگو سنیں گے اور نہ ہی کذب و افترا پردازی۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَغْوًا سے مراد ہے لایعنی اور بے مقصد گفتگو اور تَاْثِيْمًا سے مراد جھوٹ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ الآیات

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حصین کی سند سے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ دونوں سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اہل طائف نے ایک وادی کا سوال کیا جو ان کی حفاظت کرے اور اس میں شہد بھی ہو۔ تو ایسا کر دیا گیا۔ وہ انتہائی تعجب خیز اور خوش کن وادی تھی۔ تو انہوں نے لوگوں سے سنا کہ وہ کہتے ہیں جنت میں اس طرح ہوگا۔ تو انہوں نے کہا: اے کاش! ہمارے لیے جنت میں بھی اس وادی کی مثل وادی ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں ایک دوسری سند سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ (اہل طائف) وادی وج اور اس میں کیلے اور بیری کے سایوں پر فخر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ اور اپنے ہاتھوں کے ساتھ دو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 215 (35457)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 213، داراحیاء التراث العربی بیروت

مٹھیاں بھریں اور فرمایا یہ جنت میں ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اور یہ آتش جہنم میں ہے اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔(1)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب فرمایا کرتے تھے: بے شک اللہ تعالیٰ ہمیں اعراب اور ان کے مسائل کے سبب نفع اور فائدہ پہنچاتا ہے۔ ایک دن ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اذیت ناک درخت کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ جنت میں کوئی ایسا درخت ہو جو اپنے مالک کے لیے تکلیف دہ اور اذیت ناک ثابت ہو، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: بیر کا درخت۔ کیونکہ اس کے کانٹے ہوتے ہیں۔ تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا: فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ﴿۲۸﴾ اللہ تعالیٰ اس کے کانٹے کاٹ دے گا اور ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرما دے گا۔ بے شک وہ پھل اگائے گا۔ اس کے پھل سے کھانے کے بہتر رنگ ظاہر ہوں گے اور ان میں سے کوئی رنگ دوسرے کے مشابہ نہیں ہوگا۔(2)

امام ابن ابی داؤد نے البعث میں، طبرانی، ابونعیم نے الحلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عبداللہ سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے سنتا ہوں کہ آپ جنت میں ایک درخت کا ذکر کرتے ہیں اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی کانٹوں والا درخت ہو۔ یعنی ببول کا درخت۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر کانٹے کی جگہ پھل پیدا فرمائے گا۔ جو حجم میں خصی کیے ہوئے مینڈھے کے کپورے کے برابر ہوگا اور اس میں کھانے کے ستر رنگ ہوں گے اور اس میں کوئی بھی دوسرے کے مشابہ نہیں ہوگا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ﴿۲۸﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے بوجھ نے اٹھانے سے اسے عاجز و کمزور کر دیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مَّخْضُوْدٍ﴿۲۸﴾ سے مراد وہ بھاری گٹھا یا بوجھ ہے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّخْضُوْدٍ﴿۲۸﴾ سے مراد وہ ہے جس میں کانٹا نہ ہو۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت یزید رقاشی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے بیر گھڑوں سے بڑے ہوں گے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 239، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 518 (3778)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً

اللہ نے آپ سے فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ کے بارے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ بیری کا درخت جس کا کوئی کانٹا نہ ہو۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی یہ معنی جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا:

اِنَّ الْحَدَائِقَ فِي الْجَنَانِ ظَلِيْلَةٌ فِيْهَا الْكَوَاعِبُ سِدْرُهَا مَخْضُوْدُ

"بے شک جنتوں میں سایہ دار باغات ہیں ان میں خوب صورت سینے والی دوشیزائیں بھی ہیں اور بے خار بیریاں بھی ہیں"۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ سے مراد کیلا ہے۔(1)

امام فریابی، ہناد، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس آیت کو وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ پڑھا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن انباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی: وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا طَلْحٍ کیا ہے؟ پس تم اسے "وطلع" پڑھا کرو۔ پھر فرمایا "وَطَلْعٍ نَّضِيْدٍ" تو آپ سے عرض کی گئی: اے امیر المومنین! کیا ہم اسے مصاحف سے مٹا دیں؟ تو آپ نے فرمایا: اب قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جاسکتی۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَّنْضُوْدٍ کا معنی ہے بعض کا بعض پر چڑھا ہونا یعنی کیلوں کا گچھا۔(5)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ یعنی ایسی بیری میں جو بوجھ اٹھائے ہوئے ہے۔ وَّ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ یعنی کیلوں کا گچھا۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت کی دیوار سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنی ہوئی ہے۔ جنت کی زمین سونے کی ہے اور اس میں سنگریزے موتی ہیں۔ اس کی ترمٹی کستوری ہے اور اس کی خشک مٹی زعفران ہے اور ان کے درمیان بے خار بیریاں، کیلوں کے گچھے، لمبے لمبے سائے اور پانی کی آبشاریں ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 212، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 211 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 213

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے سو برس تک اس کے سائے میں ایک سوار چلتا رہے گا اور وہ اسے طے نہیں کر سکے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ ۔(1)

امام احمد، بخاری، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے۔ ایک سوار سو برس تک اس کے سائے میں چلتا رہے گا۔ وہ اسے طے نہیں کر سکے گا۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو: وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ ۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک جنت میں ایک درخت ہے کہ ایک سوار اس کے سائے میں سو برس تک چلتا رہے تو وہ اسے طے نہ کر سکے اور وہی وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ سے مراد جنت میں سایہ دار درخت ہے جو ایک تنے پر ہے۔ اس کے سائے کی مقدار یہ ہے کہ اس کی تمام اطراف میں ایک سوار سو برس تک چل سکتا ہے۔ پس اہل جنت، اہل غرف (کمروں والے) اور ان کے علاوہ دیگر سب اس کی طرف نکلیں گے اور اس کے سائے میں باہم گفتگو کریں گے۔ پس ان میں سے بعض خواہش کریں گے اور دنیا کے کھیل کا ذکر کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا اور وہ درخت دنیا کے ہر کھیل کے ساتھ حرکت کرے گا۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے جو کوئی شے نہیں اٹھائے ہوئے ہے (یعنی اس پر کوئی پھل وغیرہ نہیں ہے) اس سے صرف سایہ حاصل کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن میمون سے وَّ ظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ کے تحت بیان کیا ہے: وہ سایہ ستر ہزار سال کی مسافت میں پھیلا ہوا ہے۔(3)

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَّ مَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ۝ کا معنی ہے جاری پانی۔

امام ہناد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: جنت کی کھجور کے درختوں کی شاخوں سے ان کے چھوٹے کپڑے اور ان کا لباس بنا ہوگا۔

امام ہناد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنت کے گچھے اتنے بڑے بڑے ہوں گے جتنا تیرے اور صنعاء کے درمیان فاصلہ ہے اور صنعاء سے مراد شام ہے۔

وَّ فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۝ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ عُرُبًا اَتْرَابًا ۝ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ۝ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 214، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً

''اور بستر بچھے ہوں گے اونچے اونچے پلنگوں پر۔ ہم نے پیدا کیا ان کی بیویوں کو حیرت انگیز طریقہ سے۔ پس ہم نے بنا دیا انہیں کنواریاں۔ (دل و جان سے) پیار کرنے والیاں ہم عمر۔ (یہ سب نعمتیں) اصحاب یمین کے لیے مخصوص ہوں گی۔ ایک بڑی جماعت اگلوں سے۔ اور ایک بڑی جماعت پچھلوں میں سے ہوگی''۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ الجنۃ میں، ابن حبان، ابن جریر، ابن ابی حاتم، رویانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ﴿۳۴﴾ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کی بلندی اتنی ہے جتنی زمین و آسمان کے درمیان ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ (1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرش مرفوعہ کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر بستر کو پلنگ کے اوپر سے نیچے پھینکا جائے تو اسے اس کی جائے قرار تک پہنچتے پہنچتے سو برس لگ جائیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن ابی الدنیا رحمہما اللہ نے صفۃ الجنۃ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اس کے اوپر کے سرے سے وہ گرے تو نیچے والے حصے تک چالیس برس میں پہنچے۔ (3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ اگر اس کے اوپر سے کوئی شے پھینکی جائے تو وہ سو برس میں اس کی قرارگاہ تک پہنچے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے لیے بچھے ہوئے پلنگوں کی بلندی اسی برس کی مسافت ہے۔ واللہ اعلم۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ہناد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قول باری تعالیٰ اِنَّاۤ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً﴿۳۵﴾ کے تحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ عورتیں جنہیں پیدا کیا جائے گا وہ دنیا میں بوڑھی ہو چکی تھیں۔ ان کے سر کے بال سیاہ و سفید تھے۔ آنکھیں کمزور اور چندھیا گئی تھیں اور ان سے میل بہنے لگی تھی۔ (4)

امام طیالسی، ابن جریر، ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن مردویہ، ابن قانع اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت سلمہ بن زید جعفی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ہم نے ان کی ان ثیبہ اور باکرہ بیویوں کو پیدا کیا جو دنیا میں تھیں۔ (5)

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 374 (3294)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 257، دارالفکر بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 43 (34082) (مختصراً) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 375 (3296)
5۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 40 (6322)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام عبد بن حمید، ترمذی نے شمائل میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک بڑھیا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائیے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرمادے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ام فلاں! بے شک کوئی بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہوگی، تو وہ روتے ہوئے واپس مڑی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے یہ بتاؤ کہ تو بوڑھی ہونے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًۙ﴿۳۵﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًاۙ﴿۳۶﴾۔(1)

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہے؟ تو میں نے عرض کی یہ میری خالہ ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ پس وہ بڑھیا وہاں رہی جتنا اللہ نے چاہا۔ تو پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ خَلْقًا آخَرَ'' بے شک ہم انہیں دوسری تخلیق کے ساتھ پیدا کریں گے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًۙ﴿۳۵﴾ کا معنی ہے ہم نے انہیں پیدا کیا اور یہ خلقت پہلی تخلیق کے سوا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انصار کی ایک بوڑھی عورت حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے وہ مجھے جنت میں داخل فرمادے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک کوئی بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے۔ پھر واپس لوٹ کر آئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: اس عورت نے تو آپ کی گفتگو کے سبب مشقت و تکلیف کا سامنا کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ اسی طرح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب انہیں جنت میں داخل فرمائے گا تو انہیں کنوارے پن کی طرف پھیر دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءًۙ﴿۳۵﴾ کا معنی ہے ''اَنْبَتْنَاهُنَّ'' ہم نے انہیں پیدا کیا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بے شک اہل جنت جب اپنی عورتوں سے مجامعت کر چکیں گے تو وہ پھر بکارت کی طرف لوٹ جائیں گی۔(3)

ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًاۙ﴿۳۶﴾ کا معنی ہے ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًاۙ﴿۳۷﴾ کا معنی ہے ہم عمر۔(4)

1۔ سنن ترمذی، کتاب شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد 2، صفحہ 17، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 776 (18764)، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 771 (18753) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-218

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے عشق و محبت رکھنے والیاں اور ان کے خاوند بھی ان کے لیے پیار و محبت رکھتے ہوں گے اور اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ کے تحت فرمایا: تمام کی عمر ایک ہوگی یعنی تینتیس برس۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد اپنے خاوند سے ملنے والی بیوی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد اپنے خاوندوں سے محبت و مودت رکھنے والی بیویاں ہیں۔(2)

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عرب کا معنی غنجہ ناز و نخرہ ہے اور اہل مدینہ کے قول کے مطابق الشکلہ ہے یعنی ناز و نخرہ یا ہمشکل ہونا۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے ناز و نخرے والی عورت۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے ناز و نخرے کرنے والیاں۔

امام سفیان، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے عُرُبًا کے ضمن میں کہا وہ ناقہ (اونٹنی) ہے جو نر کی رغبت رکھتی ہو۔ اسے عربۃ کہا جاتا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا: کہ اہل مکہ کی لغت کے مطابق یہی شکلہ یعنی ناز و نخرے کرنا والیاں یا ہم شکل عورتیں ہیں اور اہل مدینہ کی لغت کے مطابق مغنوجہ ہے (یعنی جس پر فخر و ناز کیا جائے)۔(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد وہ عورت ہے جو اپنے خاوند کی طرف میلان اور رغبت رکھتی ہو۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿۳۷﴾ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ اپنے خاوندوں سے عشق و محبت کرنے والی وہ عورتیں ہیں جو زعفران سے پیدا کی گئی ہیں اور اَتْرَابًا سے مراد ہم عمر ہونا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ بنی ذبیان کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 218، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 219
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 279، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 220
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 219 6۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220

عَهِدَتْ بِهَا سُعْمدٰی وَ سُعْدٰی عَزِيْزَةٌ عَرُوْبٌ تُهَاوِيْ فِيْ جِوَارِ خَرَائِدِ

"سعدی نے اس کے ساتھ ملاقات کی اور سعدی انتہائی عزیز اور محبت کرنے والی ہے۔ وہ پڑوس میں شرمیلی دوشیزاؤں کو تحائف بھیجتی رہتی ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ کا معنی ہے اور ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔ عُرُبًا فرمایا: اپنے خاوندوں سے پیار اور محبت کرنے والیاں۔ اَتْرَابًا ۝ فرمایا: جو ایک ہی عمر میں مساوی اور برابر ہیں یعنی ہم عمر ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے، بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے جن پر ناز و فخر کیا جائے اور عُرُبًا کا معنی ہوتا ہے ناز و نخرہ۔ (2)

عبد بن حمید نے عبداللہ بن عبید بن عمیر سے بیان کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ عُرُبًا کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے جواباً کہا: کیا تو نے سنا نہیں ہے کہ محرم کو کہا جاتا ہے تو اس کے ساتھ ایسا کلام نہ کر جو اسے لذت دیتا ہو۔ پس مراد محرم عورت ہے۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے تمیم بن جذلم سے بیان کیا ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: العربۃ سے مراد خاوند کی اچھی طرح اطاعت و فرمانبرداری کرنے والی عورت ہے۔ جب کوئی عورت اچھی طرح خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری کرتی۔ تو عرب ایسی عورت کے لیے کہا کرتے: انها العربة بے شک یہ تو عربہ ہے۔ (3)

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے وہ عورتیں جو اپنے خاوند کی طرف میلان اور رغبت رکھتی ہوں۔ (4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد دل و جان سے عشق و محبت کرنے والیاں ہیں۔

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا ۝ کا معنی ہے ہم عمر۔ (5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے دل و جان سے پیار کرنے والیاں اور اَتْرَابًا ۝ کا معنی ہے ایک عمر میں مساوی اور برابر ہونا یعنی ہم عمر ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد محبت و عشق کرنے والیاں اور اَتْرَابًا سے مراد عمر کے لحاظ سے مساوی اور برابر ہونا ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 219، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220

5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 21-219

امام ہناد بن سری اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرتی ہیں اور اَتْرَابًا سے مراد ہم عمر عورتیں ہیں۔

امام سفیان بن عیینہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا کا معنی ہے اپنے خاوندوں سے از حد محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا سے مراد ہم مثل اور ہم عمر ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرتی ہیں۔ اور اَتْرَابًا سے مراد ہم عمر اور ایک دوسرے سے مشابہت رکھنے والیاں ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ العربۃ سے مراد اچھی گفتگو اور خوبصورت کلام کرنے والی عورت ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عُرُبًا سے، مراد عشق و محبت کرنے والیاں اور اَتْرَابًا سے مراد ہم عمر ہے۔

امام وکیع نے الغرر میں اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت ہلال بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: عورتوں میں سے عروب کون سی ہیں؟ تو وہ مضطرب اور پریشان ہو گئے اور اسحاق بن عبد اللہ بن حارث نوفلی متوجہ ہوئے اور کہا: تحقیق تمہارے پاس وہ آ گیا ہے جو اس کے بارے تمہیں بتائے گا۔ تو انہوں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اپنے خاوند کے لیے بہت شرم و حیاء کرنے والی اور بچھنے والی عورت۔ اور یہ شعر بھی کہا:

يَعْزِبْنَ عِنْدَ بُعُوْلِهِنَّ اِذَا خَلَوْ وَاِذَاهُمْ خَرَجُوْا فَهُنَّ خِفَارٌ

"وہ اپنے خاوندوں کے پاس بچھ جاتی ہیں جب وہ خلوت میں ہوں۔ اور جب وہ باہر چلے جائیں تو شرم و حیا کا پیکر ہوتی ہیں"۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری عورتوں میں سے بہترین وہ عورت ہے جو پاک دامن ہو اور اس میں جذبات شہوت بھی ہوں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان سے یہ روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ فاختہ بنت قرظہ کی طرف خواہش کا اظہار کیا تو وہ شہوت کے خراٹے لینے لگی۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لیا۔ تو انہوں نے کہا: تجھ پر کوئی برائی نہیں۔ قسم بخدا! خراٹے لینے والیاں اور ناک اور حلق سے آواز نکالنے والیاں ہی تم میں سے بہترین ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عُرُبًا کا معنی ہے ان کی کلام عربی ہو گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۙ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی ہے اگلوں میں سے کثیر لوگ اور پچھلوں میں سے کثیر لوگ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 21-220، داراحیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 220

امام مسدد نے مسند میں، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس آیت کے تحت فرمایا: یہ دونوں جماعتیں اس امت سے ہوں گی۔(1)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن عدی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں جماعتیں میری امت سے ہوں گی۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں بڑی جماعتیں اس امت سے ہوں گی۔(3)

امام حسن بن سفیان، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں یہ امید رکھتا ہوں کہ میری امت میں سے جنہوں نے میری اتباع اور پیروی کی ہے وہ اہل جنت کا چوتھائی ہوں گے۔ پس ہم نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔ تو پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ ایک شطر (نصف) اہل جنت میری امت میں سے ہوں گے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ کر باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہم دیر تک باتیں کرتے رہے۔ پس جب صبح کے وقت ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر سابقہ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں میں سے ان کی اتباع اور پیروی کرنے والے پیش کیے گئے۔ پس کسی نبی علیہ السلام کے ساتھ ان کی امت سے صرف تین افراد تھے۔ جب کہ کچھ ایسے نبی علیہ السلام بھی تھے جن کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کے بارے میں تمہیں آگاہ کیا ہے اور فرمایا: کیا تم میں سے کوئی بھی دانا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا گزر ہوا۔ میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میری امت کہاں ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی دائیں جانب نظر اٹھاؤ۔ تو کیا دیکھا وہاں مکہ مکرمہ کے ٹیلے ہیں جو لوگوں کے چہروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا تم راضی ہو؟ تو میں نے عرض کی: اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنی بائیں جانب دیکھو۔ تو کیا دیکھا کہ افق لوگوں کے چہروں سے بھرا ہوا ہے۔ فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا آپ راضی ہیں؟ میں نے عرض کی اے میرے رب! میں راضی ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ان کے ساتھ ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ عکاشہ بن محصن اسدی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ تو آپ ﷺ نے دعا مانگی اے اللہ! اسے بھی ان میں سے کردے۔ پھر ایک دوسرا آدمی اٹھا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 332 (11395)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 223، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 279، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 223

دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کردے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ" اس میں عکاشہ تجھ سے سبقت لے گیا ہے۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں! اگر تم طاقت رکھو کہ تم ان ستر ہزار میں سے ہو جاؤ تو ہو جاؤ۔ اور اگر تم عاجز رہو اور تم قاصر رہو تو پھر اصحاب ظراب (ٹیلے والوں) میں سے ہو جاؤ۔ اور اگر تم عاجز اور قاصر رہو تو پھر اصحاب افق میں سے ہو جاؤ۔ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے وہ باہم جھگڑ رہے ہیں۔ پھر فرمایا بے شک میں یہ امید رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کا شطر (نصف حصہ) ہو گے۔ قوم نے تکبیر بلند کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۴۰﴾ پھر انہوں نے ان ستر ہزار کے بارے باہم گفتگو کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ لوگ نہ جادو منتر کرتے ہیں اور نہ وہ برے شگون لیتے ہیں اور صرف اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں: "فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ، هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ "وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ" (1)

وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿۴۱﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّ حَمِیْمٍ ﴿۴۲﴾ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ﴿۴۳﴾ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ﴿۴۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِیْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ﴿۴۶﴾ وَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۙ اَىِٕذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ اَیُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ عَلَیْهِ مِنَ الْحَمِیْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِیْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا نُزُلُهُمْ یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْ لَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

"اور بائیں ہاتھ والے، کیسی خستہ حالت ہوگی بائیں ہاتھ والوں کی۔ (یہ بدنصیب) جھلتی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں۔ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔ نہ یہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ آرام دہ۔ بے شک یہ لوگ پہلے بڑے خوشحال تھے۔ اور وہ اصرار کیا کرتے تھے بڑے بھاری گناہ پر۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے پہلے باپ دادا کو بھی (یہ ناممکن ہے)۔ آپ فرمادیجئے بے شک اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی۔ سب کو جمع کیا جائے گا ایک مقررہ وقت پر

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 105 (9965)، دارالفکر بیروت

ایک جانے ہوئے دن میں۔ پھر تمہیں اے گمراہ ہونے والو! اے جھٹلانے والو۔ حکماً کھانا پڑے گا زقوم کے درخت سے۔ پس تم بھرو گے اس سے (اپنے) پیٹوں کو۔ پھر پینا پڑے گا اس پر کھولتا پانی۔ اس طرح پیو گے جیسے پیاس کا مارا اونٹ پیتا ہے۔ یہ ان کی ضیافت ہوگی قیامت کے دن۔ (آج غور کرو) ہم نے ہی تم کو پیدا کیا ہے پس تم قیامت کی تصدیق کیوں نہیں کرتے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ؕ کے بارے کہا: بائیں ہاتھ والوں کے لیے کیا ہے اور کیا ہے جو ان کے لیے تیار کیا گیا ہے؟

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۙ کے تحت کہا: وہ سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے (1)۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: وہ جہنم کے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۙ کا معنی ہے وہ جہنم کے دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۙ کا معنی ہے وہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یَّحْمُوْمٍ ۙ سے مراد دھواں ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آگ سیاہ ہوگی، اس میں رہنے والے بھی سیاہ ہوں گے اور اس میں ہر شے بہت سیاہ ہوگی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ ۙ کا معنی ہے نہ اس کے اترنے کی جگہ ٹھنڈی ہوگی اور نہ اس کا منظر راحت بخش ہوگا۔ (4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مترفین کا معنی م نعمین یعنی خوشحال اور آسودہ حال ہے کہ یہ لوگ پہلے بڑے خوشحال تھے۔ وَ كَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ۚ کے بارے فرمایا: اور وہ بڑے بھاری گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ۚ سے مراد کبیرہ گناہ ہے۔

امام ابن عدی، شیرازی نے القاب میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، خطیب نے تالی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 518 (3779)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 255، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 244
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 225
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 226

تلخیص میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ واقعہ میں پڑھا فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ۞ یعنی انہوں نے شین کو فتحہ کے ساتھ پڑھا۔ یہ شُرْبَ سے ہے (پس وہ اس طرح پئیں گے جس طرح پیاس کا مارا ہوا اونٹ پیتا ہے)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ شُرْبَ الْهِيْمِ۞ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُرْبَ الْهِيْمِ۞ کا معنی ہے پیاسا اونٹ۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ۞ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ اونٹ ہے، جسے بیماری لگ جاتی ہے اور وہ پانی سے سیراب نہیں ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اہل جہنم کے لیے کھولتے پانی سے پینے کو پیاسے اونٹ کے پینے سے تشبیہ دی ہے۔ حضرت نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

اجزتُ الٰی معارفها بشعبٍ　　واطلاحٍ منَ العبدیّ هیَم

''میں اس کی تلاش میں گھاٹی سے آگے گزر گیا اور میرا غلام سفری تھکاوٹ کے سبب شدید پیاسا ہو گیا''۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ۞ کے تحت حضرت ابومجلز سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیماری والا اونٹ پانی کو چوستا رہتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا (پس وہ بھی اسی طرح پانی پیتے رہیں گے مگر سیراب نہیں ہوں گے)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی مذکورہ آیت کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بیمار اونٹ پانی کی چسکیاں لیتا رہتا ہے اور سیراب نہیں ہوتا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ یہ (ہیم) اونٹ کی ایک بیماری ہے جو اس میں سرایت کر جاتی ہے اور پھر اس کے سبب وہ سیراب نہیں ہوتا (یعنی اس کی پیاس ختم نہیں ہوتی)۔

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے جامعہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْهِيْمِ۞ کا معنی ہیام الارض یعنی ریت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا الْهِيْمِ۞ سے مراد پیاسا اونٹ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ شُرْبَ الْهِيْمِ۞ سے مراد پیاسا اونٹ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے شُرْبَ الْهِيْمِ۞ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ هیام ایک بیماری ہے جو اونٹوں کو لگتی ہے۔ اور جب وہ کسی کو لگ جائے تو پھر اس کی پیاس ختم نہیں ہوتی۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شُرْبَ الْهِيْمِ۞ یعنی شین کو مرفوع پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 229، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ
قَدَّرْنَا بَیْنَكُمُ الْمَوْتَ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِیْنَ ﴿۶۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ
وَ نُنْشِئَكُمْ فِیْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ
لَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿۶۳﴾ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ
نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اِنَّا
لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِیْ
تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾ لَوْ
نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ
تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ
جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ ﴿۷۳﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ ﴿۷۴﴾

”بھلا دیکھوتو جو منی تم ٹپکاتے ہو۔ (اور سچ سچ بتاؤ) کیا تم اس کو (انسان بنا کر) پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم ہی نے مقرر کی ہے تمہارے درمیان موت اور ہم (اس سے) عاجز نہیں ہیں۔ کہ تمہاری جگہ تم جیسے اور لوگ پیدا کر دیں اور تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اور تمہیں اچھی طرح علم ہے اپنی پہلی پیدائش کا پس تم (اس میں) کیوں غور وخوض نہیں کرتے۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے جو تم بولتے ہو۔ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم اس کو اگاتے ہو یا ہم ہی اس کو اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو اس کو چورا چورا بنا دیں پھر تم کف افسوس ملتے رہ جاؤ۔ (ہائے!) ہم تو قرضوں کے بوجھ تلے دب کر رہ گئے۔ بلکہ ہم تو ہیں ہی بڑے بد نصیب۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے پانی جو تم پیتے ہو۔ (سچ سچ بتاؤ) کیا تم نے اس کو بادل سے اتارا ہے یا ہم ہی اتارنے والے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو اس کو کھاری بنا دیتے، پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے۔ کیا تم نے (غور سے) دیکھا ہے آگ کو جو تم سلگاتے ہو۔ (سچ سچ بتاو) کیا تم نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے یا ہم ہی پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے ہی بنایا ہے اس کو نصیحت اور فائدہ مند مسافروں کے لیے۔ تو (اے حبیب!) تسبیح کیجئے اپنے رب عظیم کے نام کی“۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حجر المرادی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت علی

رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ اور میں نے آپ کی قرأت سنی جب کہ آپ رات کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پس آپ نے یہ آیت پڑھی: اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ تین بار فرمایا، بلکہ تو ہی (پیدا فرماتا ہے) اے میرے پروردگار! پھر یہ آیت پڑھی: اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ۔ تو پھر تین بار کہا بلکہ تو ہی (اگاتا ہے) اے میرے پروردگار! پھر یہ آیت پڑھی: ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ تو تین بار کہا: بلکہ تو ہی (بادل سے پانی اتارنے والا ہے) اے میرے پروردگار! پھر جب یہ آیت پڑھی ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَاۤ تو تین بار کہا: بلکہ تو ہی (نے اس کے درخت کو پیدا کیا ہے) اے میرے رب!(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ کا مفہوم ہے کہ ہم نے اہل زمین اور اہل آسمان کے لیے تقدیر بنادی ہے اس میں ان کے شرفا اور ضعفاء سب برابر ہیں۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے تمہارے درمیان موت کو بدیر یا جلدی مقرر کر دیا ہے۔ اور وَنُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کے متعلق فرمایا اور ہم تم کو ایسی صورت میں پیدا کر دیں جو ہم چاہیں۔ اور وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فرمایا: اور تمہیں اچھی طرح علم ہے اپنی پہلی پیدائش کا جب کہ تم کوئی شے نہ تھے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہے۔(2)

امام بزار، ابن جریر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے اگایا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ میں نے کاشت کیا (یعنی زرعت کی بجائے حرثت کہنا چاہیے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آپ اسے ناپسند کرتے تھے کہ کوئی یہ کہے زرعت میں نے اگایا۔ بلکہ اسے یہ کہنا چاہیے: حرثت۔ میں نے بویا۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ کا معنی ہے کیا تم اسے اگاتے ہو۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ کا معنی ہے پھر تعجب کرتے رہو۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ کا معنی ہے پھر تم ندامت کا اظہار کرتے رہو پھر تم شرمندہ ہوتے رہو۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ کا مفہوم ہے بے شک ہم تو شر میں مبتلا ہو گئے۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ بلکہ ہم تو خیر سے روک دیئے گئے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 231، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 232 5۔ ایضاً

اور ارشاد باری تعالیٰ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ میں مزن سے مراد بادل ہے، یعنی کیا تم نے بادل سے پانی اتارا ہے؟(1)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مزن سے مراد بادل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما دونوں سے یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب بھی پانی نوش فرماتے تھے تو یہ بعد میں دعا پڑھتے تھے: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا'' سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنی رحمت سے ہمیں انتہائی شریں اور لذیذ پانی سے سیراب فرمایا اور ہمارے گناہوں کے سبب اسے نمکین اور کھاری نہیں بنایا۔

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً کا مفہوم ہے کہ یہ آگ ہمارے لیے بڑی آگ سے نصیحت ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ۝ فرمایا: یہ تمام کے تمام لوگوں کے لیے فائدہ مند اور نفع بخش ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ ہر شہری اور دیہاتی کے لیے یہ سود مند ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً ہم نے ہی اسے بڑی آگ کے لیے نصیحت بنا دیا ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ۝ اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔(4)

عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً کا مفہوم ہے ہم نے ہی اسے بڑی آگ کے لیے نصیحت بنا دیا ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ۝ اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔ کتنی قومیں اور جماعتیں ہیں جنہوں نے سفر کیا، پھر ان کا توشہ ختم ہو گیا۔ پھر انہوں نے آگ جلائی، اس سے حرارت حاصل کی اور اس سے نفع اٹھایا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِیْنَ۝ کا معنی ہے: اور یہ مسافروں کے لیے فائدہ مند ہے۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فالتو پانی سے منع نہ کرو اور نہ ہی انہیں گھاس اور آگ سے روکو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے طاقت وروں کے لیے فائدہ مند اور کمزوروں کے لیے قوت اور طاقت بنایا ہے۔ اور ابن عساکر کے الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے نفع حاصل کرنے والوں کے لیے ذریعہ قوام بنایا ہے۔

فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۝۷۵ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ۝۷۶ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ۝۷۷ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝۷۸ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝۷۹ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 233، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 235
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 236 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 36-235

الْعٰلَمِيْنَ۝۸۰ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ۝۸۱ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۝۸۲ فَلَوْ لَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ۝۸۳ وَ اَنْتُمْ حِيْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَ۝۸۴ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ۝۸۵

''پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔ اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ قرآن ہے بڑی عزت والا۔ ایک کتاب میں جو محفوظ ہے۔ اس کو نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں۔ یہ اتارا گیا ہے رب العالمین کی طرف سے۔ کیا تم اس قرآن کے بارے میں کوتاہی کرتے ہو۔ اور (اس کی بے پایاں برکتوں سے) تم نے اپنا یہی نصیب لیا ہے کہ تم اس کو جھٹلاتے رہو گے۔ پس تم کیوں لوٹا نہیں دیتے جب روح حلق تک پہنچ جاتی ہے۔ اور تم اس وقت (پاس بیٹھے) دیکھ رہے ہوتے ہو۔ اور ہم (اس وقت بھی) تم سے زیادہ مرنے والے کے قریب ہوتے ہیں البتہ تم دیکھ نہیں سکتے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فَلَاۤ اُقْسِمُ میں لا کو مد کے ساتھ اور اقسم کی الف کو مرفوع پڑھا ہے۔ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ (ستاروں کے ڈوبنے کی جگہیں) اس پر تمام کا اتفاق ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ اس سے مراد ستاروں کا جھرمٹ ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النُّجُوْمِ سے مراد آسمان کے ستارے ہیں، یعنی میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں آسمان کے ستارے ڈوبتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد ستاروں کے ڈوبنے کی جگہیں ہیں۔ فرمایا: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد قیامت کے دن ستاروں کا گرنا اور بکھرنا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد ستاروں کے غروب ہونے کی جگہیں ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد ستاروں کی منازل ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۝ سے مراد قرآن ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ۝ فرمایا: مراد قرآن ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 239، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 238 3۔ ایضاً

(یعنی اگر تم سمجھو تو یہ قرآن بہت بڑی قسم ہے)۔(1)

امام نسائی، ابن جریر، محمد بن نصر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شب قدر میں ایک ہی بار سارا قرآن کریم آسمان علیا سے آسمان دنیا کی طرف نازل کیا گیا۔ پھر اسے سالوں میں تقسیم کر دیا گیا(2) اور ایک روایت میں ہے۔ پھر آسمان دنیا سے زمین کی طرف تھوڑا تھوڑا بتدریج نازل ہوا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ سے مراد نجوم القرآن (قرآن کے ستارے، آیات) ہیں جب وہ نازل ہوتا ہے۔

امام ابن منذر، ابن انباری نے کتاب المصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سارا قرآن ایک ہی بار آسمان دنیا پر نازل کیا گیا۔ پھر وہاں سے زمین کی طرف تدریجاً تین آیات پانچ پانچ یا اس سے کم وبیش کر کے نازل کیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ۔

امام فریابی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت منہال بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا: معنی یہ ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں محکم قرآن کی جو کہ حضور نبی کریم ﷺ تدریجاً نازل ہو رہا ہے۔

امام ابن نصر اور ابن ضریس نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ میں قسم کھاتا ہوں محکم قرآن کی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے میں قسم کھاتا ہوں مستقر الکتاب کی، اس کے اول واخر کی۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کے بارے فرمایا (بے شک یہ عزت وشان والا قرآن ایک کتاب میں ہے جو محفوظ ہے) تو فرمایا كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ سے مراد لوح محفوظ ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا وہ ملائکہ علیہم السلام ہیں جو گناہوں سے پاک ہیں۔

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے المعرفہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: قرآن اپنی کتاب میں ہے اور مکنون وہ ہے جسے مٹی اور غبار میں سے کوئی شے مس نہیں کر سکتی۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا وہ ملائکہ علیہم السلام ہیں جو پاک ہیں اور اسے صرف وہی چھوتے ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ سے مراد تورات اور انجیل ہے۔ لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا: الْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد تورات وانجیل کو اٹھانے والے ہیں۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 239، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 238، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 40-239
5۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 241

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے المعرفہ میں کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کتاب جو آسمان میں نازل کی گئی اسے فرشتوں کے سوا کوئی نہیں چھوتا۔(2)

سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد ملائکہ علیہم السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ فرمایا: وہ کتاب جو رب العالمین کے پاس ہے، اسے نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں یعنی ملائکہ۔ اور جو تمہارے پاس ہے اسے مشرک، پلید اور ناپاک منافق بھی چھوتے رہتے ہیں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌۙ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کے تحت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے پاس پاکیزہ صحائف میں ہے۔ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اسے نہیں چھوتے مگر وہی جو مقربین ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ اپنے گھر سے ہمارے پاس تشریف لائے۔ تو ہم نے آپ سے عرض کی: اے ابو عبداللہ! اگر آپ وضو فرمالیں اور پھر آپ فلاں فلاں سورت ہم پر پڑھیں۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس کتاب کے بارے میں یہ فرمایا ہے: فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍۙ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وہ وہ کتاب ہے جو آسمان میں ہے اسے سوائے ملائکہ علیہم السلام کے اور کوئی نہیں چھوتا۔ بعد ازاں آپ نے قرآن میں سے وہ ہم پر پڑھا جو ہم نے چاہا اور جس کی طلب کی۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ کا مطلب ہے (بے شک یہ قرآن کریم) آسمان میں ہے۔ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اسے ملائکہ علیہم السلام کے سوا کوئی نہیں ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُطَهَّرُوْنَ سے مراد ملائکہ علیہم السلام ہیں تم نہیں ہو اے گناہ والو!(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت نعیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 240 3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 241
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 263 (1327)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 207 (35381)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نے اس آیت کے بارے سنا ہے وہ بہت اچھا اور حسین ہے کہ یہ آیت لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ اس آیت کی طرح ہے جو سورۂ عبس میں ہے فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (عبس)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ باوضو آدمی کے سوا کوئی مصحف (قرآن کریم) کو نہیں چھوئے گا۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی داؤد اور ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ بیان کیا ہے کہ عمرو بن حزم کے لیے حضور نبی کریم ﷺ نے لکھ کر بھیجا کہ تو سوائے پاکیزہ حالت (باوضو) کے قرآن کریم کو مس نہ کر۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ قضائے حاجت کے لیے نکلے اور ہم سے اوجھل ہو گئے۔ پھر آپ ہماری طرف آئے۔ تو ہم نے کہا: اگر آپ وضو کر لیتے تو ہم آپ سے قرآن کریم میں سے کچھ اشیاء کے بارے پوچھتے۔ تو آپ نے فرمایا: تم مجھ سے پوچھو۔ کیونکہ میں اسے مس نہیں کروں گا۔ بے شک اسے تو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم کو نہیں چھوئے گا مگر وہی جو پاک (باوضو) ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو ان کے معاہدہ میں یہ لکھا کہ قرآن کریم کو کوئی مس نہیں کرے گا مگر وہی جو طاہر (پاک) ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن حزم انصاری سے انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف لکھا کہ سوائے پاکیزہ حالت کے وہ قرآن کریم کو مس نہ کرے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مُّدْهِنُوْنَ کا معنی ہے جھٹلانے والے۔ یعنی کیا تم اس قرآن کی تکذیب کرتے ہو۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تم ارادہ رکھتے ہو کہ تم اس کے بارے میں اکتاہٹ کا اظہار کرو اور ان کی طرف جھک جاؤ۔(4)

امام مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مقدس میں لوگوں پر بارش برسی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے صبح کی ہے اس حال میں کہ ان میں بعض شکر کرنے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 283، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 519 (3782)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 242، بیروت 4۔ ایضاً

والے ہیں اور بعض ناشکری کرنے والے ہیں۔ بعض نے کہا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے۔ اور بعض نے کہا فلاں ستارہ درست ہے۔ پھر یہ آیات نازل ہوئیں: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿﴾ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْمٌ ﴿﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِیْمٌ ﴿﴾ فِیْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿﴾ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿﴾ وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿﴾۔ (1)

امام ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ آیت پڑھتے تھے وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿﴾ اور فرماتے: بے شک تم بارشوں کو جھٹلاتے ہو۔ اور جس قوم پر بھی بارش برسائی گئی ان میں سے بعض انکار کرتے ہوئے یہ کہنے لگتے تھے کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم تک خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شدید گرمی کے موسم میں سفر کیا اور لوگ ایک ایسی جگہ پر اترے جہاں پانی نہیں تھا۔ تو انہیں شدید پیاس محسوس ہوئی۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پانی کا مطالبہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: شاید اگر میں ایسا کر دوں اور تم پیاس بجھالو۔ تو پھر تم یہ کہو: یہ فلاں فلاں ستارے کے سبب ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ یہ ستاروں کا وقت نہیں ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے پانی منگایا۔ اس سے وضو کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ پس ہوا چلی، بادل اکٹھے ہوئے اور انہوں نے بارش برسائی۔ یہاں تک کہ ہر وادی بہہ پڑی اور انہیں یقین ہو گیا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے پیالے کو بھر کر یہ کہنے لگا: یہ فلاں ستارے کے سبب ہوئی ہے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿﴾۔

ابن ابی حاتم نے ابوحزرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت غزوۂ تبوک کے دوران انصار میں سے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ لوگ حجر میں اترے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس کے پانی میں سے کچھ بھی (ساتھ) نہ اٹھائیں۔ آپ چلے پڑے اور ایک دوسری منزل میں جا اترے۔ وہاں ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پانی کا شکوہ کیا۔ آپ ﷺ اٹھے اور دو رکعت نماز پڑھنے لگے۔ پھر آپ نے دعا فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے بادل بھیجا اور اس نے ان پر بارش برسا دی یہاں تک کہ وہ خوب سیراب ہو گئے۔ تو انصار میں سے ایک آدمی نے اپنی ہی قوم کے ایک دوسرے آدمی سے کہا: وہ آدمی نفاق کے ساتھ متہم کیا جاتا تھا۔ تیرے لیے ہلاکت ہے، تو دیکھ رہا ہے کہ جونہی حضور نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے ہم پر بارش برسا دی۔ تو اس نے کہا: بے شک فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿﴾۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2-1، صفحہ 54 (127)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، ابن منیع، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: تمہارا شکر یہ ہے کہ تم کہتے ہو: ہم پر فلاں فلاں ستارے اور فلاں فلاں نجم کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی رات بھی قوم پر بارش نہیں برسائی گئی مگر قوم نے اس کے ساتھ کفر کرتے ہوئے صبح کی۔ پھر فرمایا: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴿۸۲﴾ کہ کہنے والا کہہ دیتا ہے: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے تاریخ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں لوگوں پر بارش برسائی گئی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے صبح کی اس حال میں کہ بعض ان میں سے شکر کرنے والے ہیں اور بعض ان میں سے کفر اور ناشکری کرنے والے تھے۔ بعض نے کہا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے اور بعض نے کہا فلاں ستارہ سچا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ﴿۷۵﴾ یہاں تک کہ اس آیت تک (وحی) پہنچ گئی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ﴿۸۲﴾۔(3)

امام ابو عبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ مذکورہ آیت پڑھتے تھے اور فرماتے تھے مراد ستارے ہیں۔ کسی قوم کو بارش نہیں دی گئی مگر ان میں سے بعض کافر ہو گئے اور وہ کہنے لگتے ہیں ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ...... الآیہ"(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی صرف تھوڑی سی آیات کی تفسیر بیان کی ہے۔ ان میں سے یہ بھی ہے: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ تم نے اپنا شکر یہی بنایا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح قرأت فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز فجر میں سورۂ واقعہ پڑھی اور اس طرح یہ آیت پڑھی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: بلاشبہ میں یہ جانتا ہوں کہ کوئی کہنے والا کہے گا کہ انہوں نے یہ آیت اس طرح کیوں پڑھی ہے؟ تو میں نے

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 374 (3295)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 244، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 45، صفحہ 91، دارالفکر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243

رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے آپ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے۔ جب لوگوں پر بارش برسائی جاتی تو وہ کہتے ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش عطا کی گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مُطِرْتُمْ تُكَذِّبُوْنَ اور تم نے اپنا شکر یہی بنا رکھا ہے کہ جب تم پر بارش برسائی جاتی ہے تو تم اس کی تکذیب کرتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: وَ تَجْعَلُوْنَ شکر کم اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کتنا برا ہے اس قوم کے لیے جس نے کتاب اللہ سے سوائے تکذیب کے اپنے لیے کوئی حصہ نہیں بنایا۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں لوگوں سے بارش روک لی گئی اور وہ قحط زدہ ہو گئے۔ تو انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ اگر آپ ہمارے لیے بارش کی دعا مانگیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ قوم کو پانی سے سیراب کر دیا جائے تو وہ یہ کہنے لگیں: ہمیں تو فلاں فلاں ستارے کے سبب سیراب کیا گیا ہے، بارش عطا کی گئی ہے۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے بارش کے لیے دعا مانگی تو ان پر بارش برسا دی گئی۔ پھر ایک آدمی نے یہ کہا: کہ فلاں فلاں ستارے ابھی تک باقی تھے (یعنی ان کے سبب یہ بارش برسائی گئی ہے) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ تَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ۝۸۲۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ستاروں کے بارے میں وہ یہ کہتے: ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے اور آپ کہتے ہیں: تم کہو بارش اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور وہ اس کا رزق ہے۔(2)

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ستاروں سے بارش طلب کرنا تم نے اپنا حصہ بنا رکھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عوف رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تم نے اس سے اپنا حصہ یہ بنا رکھا ہے کہ تم جھٹلاتے رہو گے۔ حضرت عوف نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب بارش برسائی جاتی تو مشرکین عرب کہتے: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، دارمی، نسائی، ابو یعلی اور ابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ لوگوں سے بارش روک لے پھر اسے برسانے لگے۔ تو یقیناً ایک گروہ کافر ہو جائے، اور وہ کہیں یہ ذبح یعنی دبران ستارے کے سبب ہوئی ہے۔(3)

امام مالک، عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابو داؤد، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ صلح حدیبیہ کے دوران رسول اللہ ﷺ نے بارش کے نشانات پر ہمیں صبح کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 244
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 284، دار الکتب العلمیہ بیروت

نماز پڑھائی۔ پھر جب آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا: کیا تم نے نہیں سنا جو کچھ تمہارے رب نے اس آیت میں کہا ہے: میں نے اپنے بندوں پر کوئی نعمت نہیں فرمائی۔ مگر ان میں سے ایک فریق اس کے ساتھ کفر کرنے لگا۔ پس جو میرے ساتھ ایمان لایا اور پانی عطا فرمانے پر میری حمد بیان کی، تو وہی وہ ہے جو میرے ساتھ ایمان لایا اور اس نے ستارے کے ساتھ کفر کیا (یعنی اس کا انکار کیا) اور جس نے یہ کہا: ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش عطا کی گئی ہے۔ تو وہی وہ ہے جو ستارے کے ساتھ ایمان لایا اور اس نے میرے ساتھ کفر کیا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک دن صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش حاصل کرتے ہیں۔ تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور وہ اس ستارے کے ساتھ ایمان لائے۔ اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے سیراب فرمایا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے اس ستارے کے ساتھ کفر کیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبد اللہ بن محیریز رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سلیمان بن عبد الملک نے انہیں بلایا اور کہا: اگر تو علم نجوم سیکھتا تو میں تیرے علم میں اضافہ کر دیتا۔ تو انہوں نے جواباً کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنی امت کے بارے میں جن چیزوں کا زیادہ خوف ہے وہ تین ہیں حکمرانوں کا ظلم کرنا، تقدیر کی تکذیب کرنا اور ستاروں کے ساتھ ایمان لانا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت رجاء بن حیوہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جن چیزوں کے بارے میں اپنی امت پر خوف کھاتا ہوں۔ وہ یہ ہے ستاروں کی تصدیق کرنا، تقدیر کو جھٹلانا اور ائمہ وقت کا ظلم کرنا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت جابر سوائی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت کے بارے میں تین چیزوں کا خوف ہے: یعنی ستاروں سے بارش طلب کرنا، سلطان وقت کا ظلم کرنا اور تقدیر کو جھٹلانا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ قحط زدہ ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان پر اپنے رزق خاص میں سے رزق نازل فرماتا ہے۔ تو وہ لوگ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔ عرض کی گئی: وہ کیسے یا رسول اللہ! ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: وہ کہنے لگتے ہیں: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش برسائی گئی ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کو صبح کے وقت یا شام کے وقت نعمت (بارش) سے نوازتا ہے۔ تو وہ قوم اس کے ساتھ کفر کرنے لگ جاتی ہے

1۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 227، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 429، دار صادر بیروت

اور وہ کہتے ہیں: فلاں فلاں ستارے کے سبب ہمیں بارش عطا کی گئی ہے۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ''وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ'' کے تحت فرماتے ہیں یہ آیت اس بارے میں ہے کہ جو تم پر بارش اور رحمت نازل کی گئی ہے۔ اس کے بارے وہ کہتے ہیں: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے اور یہی ان کی طرف سے اس نعمت کے ساتھ کفر اور انکار ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کسی قوم پر بارش نہیں برسائی گئی مگر ان میں سے بعض کافر ہو گئے۔ وہ کہتے ہیں: ہم پر فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش برسائی گئی ہے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: ''وَتَجْعَلُوْنَ شُكْرَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ''(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے لوگوں پر بارش برسائی جاتی تھی اور وہ کہتے تھے ہمیں فلاں فلاں ستارے کے سبب بارش دی گئی ہے۔(4)

ارشاد باری تعالیٰ ہے فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ الآیات

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: لوگوں میں سے کسی بندے کی پہچان کب ختم ہو جاتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب اس کی نظر ٹھہر جائے (یعنی وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے)(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب المحتضرین میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کے پاس حاضر رہو اور انہیں نصیحت کرو۔ کیونکہ وہ وہ کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابوبکر مروزی رحمہم اللہ نے کتاب الجنائز میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے قریب الموت لوگوں کے پاس حاضر رہو اور انہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ کیونکہ وہ دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور انہیں کہا جا رہا ہوتا ہے۔(6)

امام سعید بن منصور اور مروزی رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اپنے قریب الموت لوگوں کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ تلقین کرو اور اطاعت و فرمانبرداری کرنے والوں سے جو تم سنتے ہو اسے سمجھو۔ کیونکہ ان کے لیے امور صادقہ (حقائق) ظاہر کر دیئے جاتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں اور ابویعلی نے حضرت ابو یزید اقاشی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ملک الموت علیہ السلام کو فرماتا ہے میرے ولی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 243، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 27، صفحہ 244

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 211 (1453)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 446 (10858)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

(دوست) کی جانب جا اور اسے میرے پاس لے آ، کیونکہ میں نے خوشحالی اور تنگدستی میں اسے آزمایا ہے اور میں نے اسے ویسے ہی پایا جو میں پسند کرتا ہوں۔ پس تو اسے میرے پاس لے آ تا کہ میں اسے دنیا کی پریشانیوں اور غموں سے راحت اور سکون عطا فرماؤں۔ چنانچہ ملک الموت علیہ السلام اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور ان کے ساتھ پانچ سو ملائکہ بھی ہوتے ہیں۔ ان کے پاس کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے اور ان کے پاس پھولوں کے گلدستے ہوتے ہیں۔ اس پھول کی اصل ایک ہوتی ہے۔ لیکن اس کے اوپر سرے پر بیس رنگ ہوتے ہیں۔ ان میں ہر رنگ کی ایک خوشبو ہوتی ہے جو ساتھ والے دوسرے رنگ سے جدا اور علیحدہ ہوتی ہے۔ ان کے پاس سفید ریشم ہوتا ہے۔ اس میں کستوری کی خوشبو ہوتی ہے۔ پس ملک الموت علیہ السلام اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں اور ملائکہ اسے گھیرے میں لے لیتے ہیں اور ہر فرشتہ اپنا ہاتھ اس کے اعضاء میں سے کسی عضو پر رکھتا ہے اور وہ سفید ریشم اور خوشبودار کستوری اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیتا ہے اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ اس وقت اس کا نفس جنت کی طرف دیکھنے میں مشغول کر دیا جاتا ہے کہ کبھی وہ جنت میں موجود بیویوں کی طرف دیکھتا ہے کبھی اس کے لباس اور کپڑوں کا نظارہ کرتا ہے اور کبھی اس کے پھلوں میں نظر جما لیتا ہے۔ جیسا کہ جب کوئی بچہ رونے لگے تو اس کے گھر والے اسے مشغول کر دیتے ہیں اور اس کی ازواج اس وقت دل و جان سے اس کی مشتاق ہوتی ہیں اور روح خوشی و مسرت سے اچھلنے لگتی ہے اور ملک الموت علیہ السلام اسے کہتے ہیں: اے پاکیزہ روح تو نکل آ بے خار بیری کی طرف، لمبے لمبے کیلوں کی طرف اور جاری پانی کی طرف۔ اور ملک الموت علیہ السلام اس وقت اس سے بھی زیادہ مہربان ہوتا ہے جتنا ماں اپنے بچے کے ساتھ شفقت اور محبت کا اظہار کرتی ہے۔ وہ یہ جانتا ہے کہ یہ روح اپنے رب کی بارگاہ میں محبوب ہے اور اللہ کے ہاں معزز و محترم ہے۔ پس وہ اس روح کے ساتھ اپنے لطف و مہربانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی آرزو کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اس روح کو اس طرح نکالتا ہے جیسے آٹے سے بال نکالا جاتا ہے۔ جونہی اس کی روح نکلتی ہے تو اس کے اردگرد کھڑے ملائکہ کہتے ہیں: سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۲﴾ (النحل) ((اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر داخل ہو جاؤ جنت میں ان (نیک اعمال) کے باعث جو تم کیا کرتے تھے) اور اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ (النحل: 32) (وہ متقی جن کی روحیں فرشتے قبض کرتے ہیں اس حال میں کہ وہ خوش ہوتے ہیں (اس وقت) فرشتے کہتے ہیں (اے نیک بختو!) سلامتی ہو تم پر)

پھر اگر وہ مقربین میں سے ہو تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور نعمتوں بھری جنت ہوتی ہے۔ فرمایا موت کی تلخی اور شدت سے اس کے لیے راحت ہوتی ہے اور جسم سے خارج ہوتے ہی اسے پھولوں کے گلدستے پیش کیے جاتے ہیں۔ اور نعمتوں بھری جنت اس کے سامنے ہوتی ہے۔ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کی روح قبض کر لیتے ہیں تو روح جسم کو کہتی ہے۔ تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں جلدی کرتا رہا اور اس کی نافرمانی اور گناہ سے بچتا رہا اور دور رہا۔ سو آج تیرے لیے مبارک ہے تو خود بھی نجات پا گیا اور مجھے بھی نجات دلائی اور جسم روح کو بھی اسی طرح کہتا ہے اور اس زمین کے قطع اس پر رونے لگتے ہیں جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتا تھا اور آسمان کے ہر دروازے سے اس عمل

بلندی کی جانب چڑھتا ہے اور چالیس راتوں تک اس کا رزق اس سے اترا رہا ہے اور جب ملائکہ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں تو پانچ سو ملائکہ اس کے جسم کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کوئی انسان اس کی طرف اور پہلو تبدیل نہیں کرتا مگر ملائکہ ان سے پہلے اسے بدل لیتے ہیں۔ اور انسانوں کے کفن پہنانے سے پہلے ملائکہ اپنے کفن اسے پہنا دیتے ہیں۔ اور ان کے حنوط لگانے سے قبل ملائکہ جنت کا حنوط لگا دیتے ہیں۔ اور اس کے گھر کے دروازے سے لے کر اس کی قبر تک ملائکہ دو رویا صفوں میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور دعائے مغفرت کرتے ہوئے اس کا استقبال کرتے ہیں۔

اس وقت ابلیس انتہائی سخت چیخ لگاتا ہے۔ اس کے سبب اس کے جسم کی بعض ہڈیاں گر جاتی ہیں اور وہ اپنے لشکر کو کہتا ہے: تمہارے لیے ہلاکت اور بربادی ہو۔ یہ آدمی تم سے کیسے خلاصی اور نجات پا گیا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں: بے شک یہ آدمی (گناہوں سے) محفوظ و مامون رہا۔ اور جب حضرت ملک الموت علیہ السلام اس کی روح لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ہمراہ اس کا استقبال کرتے ہیں اور وہ تمام مل کر اسے رب کریم کی بارگاہ میں لاتے ہیں۔ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام عرش تک پہنچتے ہیں تو روح اپنے رب کے لیے سجدہ میں گر جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ملک الموت علیہ السلام سے فرماتا ہے: میرے بندے کی روح کو لے جاؤ اور اسے بے خار بیریوں، کیلے کے گچھوں، لمبے لمبے سایوں اور جاری پانیوں میں رکھ دو۔ اور جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو نماز آ جاتی ہے اور وہ اس کی دائیں جانب ہو جاتی ہے، روزے آتے ہیں اور وہ اس کی بائیں جانب ہو جاتے ہیں، قرآن کریم اور ذکر آتا ہے اور یہ دونوں اس کے سر کی جانب ہو جاتے ہیں اور نماز کی طرف اس کا چل کر جانا آ جاتا ہے اور وہ اس کے پاؤں کی طرف ہوتا ہے۔ اور صبر آتا ہے اور وہ قبر کے کنارے پر ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عذاب کا پہلا حصہ بھیجتا ہے وہ دائیں جانب سے اس کی طرف آتا ہے۔ تو نماز اسے کہتی ہے: پیچھے ہٹ جا۔ بے شک یہ اپنی ساری عمر مشقت کرتا رہا۔ اور جب سے اسے قبر میں رکھا گیا ہے اس نے راحت اور سکون پایا ہے۔ پھر وہ بائیں جانب سے اس کے پاس آتا ہے تو روزہ اسی طرح اسے کہتا ہے پھر وہ سر کی جانب سے آتا ہے تو وہ اسے اسی کی مثل کہتا ہے۔ تو نتیجۃً کسی جانب سے بھی عذاب اس کے پاس نہیں آ سکتا۔ پھر وہ تلاش کرتا رہتا ہے کہ کیا کسی طرف سے عذاب کے لیے اترنے کی گنجائش ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ کا ولی یہ جان لیتا ہے کہ طاعت و ریاضت نے اسے بچا لیا ہے۔ تو بس جونہی وہ دیکھتا ہے عذاب اس سے نکل جاتا ہے اور صبر تمام اعمال کو کہتا ہے کہ بے شک اس نے مجھے روکا نہیں کہ میں بذات خود اس سے ملوں مگر میں نے اسے دیکھ لیا ہے جو تمہارے پاس ہے۔ پس اگر تم عاجز آ جاتے تو میں اس کا ساتھی ہوتا۔ لیکن جب تم نے اسے جزا دلا دی ہے۔ تو میں اس کے لیے ذخیرہ ہوں پل صراط کے پاس اور اس کے لئے ذخیرہ ہوں میزان کے پاس۔ پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتے اس کی طرف بھیجتا ہے۔ ان کی آنکھیں چندھیا دینے والی بجلی کی طرح ہیں، ان کی آواز سخت گرج کی طرح ہے، ان کے نوکیلے دانت مرغ کی خاروں کی طرح ہیں، ان کی سانس شعلے کی مانند ہے جو اپنے بالوں کو درست کیے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے کندھوں کے درمیان اتنی اتنی مسافت ہے۔ مومنین کے سوا کسی کے لئے ان میں رأفت و رحمت نہیں رکھی گئی۔ انہیں منکر اور نکیر کہا جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں گرز ہوتا ہے۔ اگر اس پر

جن وانس تمام جمع ہو جائیں تو وہ اس پر غالب نہ آسکیں۔ پس وہ دونوں اسے کہتے ہیں: بیٹھ جاؤ۔ تو وہ اپنی قبر میں سیدھا بیٹھ جاتا ہے اور اس کے کفن اس کی کوکھ میں گر جاتے ہیں اور وہ اس سے یہ سوال کرتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ انہیں جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ ہے جو وحدہ لاشریک ہے، اسلام میرا دین ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میرے نبی ہیں اور وہی خاتم النبیین ہیں۔ تو وہ فرشتے اسے کہتے ہیں: تو نے سچ کہا ہے۔ پھر وہ قبر کو دھکیلتے ہیں اور اسے سامنے کی طرف سے، پیچھے کی جانب سے، دائیں اور بائیں سے، اس کے سر کی جانب سے اور اس کے پاؤں کی جانب سے وسیع اور کشادہ کر دیتے ہیں۔ پھر وہ اسے کہتے ہیں: اپنی اوپر کی جانب دیکھ۔ وہ دیکھتا ہے تو اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ پس وہ اسے کہتے ہیں: اے اللہ تعالیٰ کے ولی! یہ تیری منزل ہے اس لیے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہے۔ چنانچہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اس کے دل کو ایسی فرحت و مسرت حاصل ہوتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ پھر اسے کہا جاتا ہے اپنے نیچے کی جانب دیکھ۔ وہ نیچے کی طرف دیکھتا ہے۔ تو جہنم کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے کہتے ہیں: اے اللہ کے ولی! تو نے اس سے نجات پالی ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس وقت بھی اس کے دل کو ایسی فرحت اور سرور حاصل ہوتا ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔ پھر اس کے لیے جنت کی طرف ستتر دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کی خوشبو اور ٹھنڈی ہوا اسے آتی رہے گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر سے اٹھا کر جنت کی طرف لے جائے گا۔

رہا کافر! تو اللہ تعالیٰ حضرت ملک الموت علیہ السلام کو فرماتا ہے اور ملک الموت کے لیے (دروازے) کھول دیتا ہے کہ میرے بندے کی طرف جا اور اسے میرے پاس لے آ۔ کیونکہ میں نے اسے اپنا وسیع رزق عطا فرمایا اور اپنی نعمتیں اس پر نچھاور کیں۔ لیکن اس نے میری نافرمانی اور گناہ کے سوا ہر شے کا انکار کیا۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں آج اس سے انتقام لوں گا۔ پس حضرت ملک الموت علیہ السلام انتہائی مکروہ اور ناپسندیدہ صورت میں اس کی طرف آتا ہے کہ لوگوں میں سے کسی نے کبھی ایسی صورت نہیں دیکھی۔ اس کی بارہ آنکھیں ہوتی ہے اور اس کے ساتھ بہت سی کانٹوں والی آگ کی سلاخیں ہوتی ہیں اور اس کے ساتھ پانچ سو ملائکہ ہوتے ہیں۔ ان کے پاس تانبہ اور جہنم کے انگاروں میں سے انگارے ہوتے ہیں اور ان کے پاس آگ کے کوڑے ہوتے ہیں جو بھڑک رہے ہوتے ہیں۔ اور ملک الموت علیہ السلام ان سلاخوں کے ساتھ ایک ضرب اسے لگاتے ہیں۔ تو ان سلاخوں میں سے ہر کانٹے کی جڑ ہر بال اور رگوں میں سے ہر رگ میں پیوست ہو جاتی ہے۔ پھر وہ اسے شدت کے ساتھ بل دیتے ہیں۔ اور اس کی روح کو اس کے پاؤں کے ناخنوں سے کھینچ لیتے ہیں اور اسے اس کی ایڑی میں ڈال دیتے ہیں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا دشمن سخت تکلیف اور بیہوشی میں ہو جاتا ہے اور ملائکہ اپنے کوڑوں کے ساتھ اس کے چہرے اور دبر پر مارتے ہیں۔ پھر اسی طرح اس کی کوکھ اور اس کے سینے تک لے جاتے ہیں۔ پھر اسے حلق تک کھینچ لاتے ہیں۔ پھر ملائکہ وہ تانبہ اور جہنم کی آگ کے انگارے اس کی ٹھوڑی کے نیچے بچھا دیتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام اسے کہتے ہیں: اے لعنتی اور ملعون نفس! تو نکل آ جھلستی لو اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں، نہ یہ ٹھنڈا ہوگا نہ

آرام دہ۔ جب ملک الموت علیہ السلام روح کو قبض کر لیتے ہیں تو روح جسم سے کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے میری جانب بری جزا دے۔ تو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کی طرف تیزی سے بڑھتا رہا اور اللہ تعالیٰ کے اطاعت وفرمانبرداری سے سستی اور غفلت برتتا رہا۔ نتیجۃً تو خود بھی ہلاک ہوا اور تو نے مجھے بھی ہلاک کیا اور جسم بھی روح کو اسی طرح کہتا ہے اور زمین کے وہ حصے جن پر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کرتا رہا تھا وہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔ اور ابلیس کے لشکر اس کی طرف چل پڑتے ہیں اور اسے بشارت اور مبارک دیتے ہیں۔ کہ انہوں نے بنی آدم میں سے آدمی کو آگ میں ڈال دیا ہے۔ اور جب اسے قبر میں رکھا جاتا ہے اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں اور دائیں جانب کی بائیں جانب میں اور بائیں کی دائیں میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف سیاہ رنگ کے سانپ بھیج دیتا ہے جو اسے ناک کی بنی اور پاؤں کے انگوٹھے کے پکڑ لیتے ہیں اور اس کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور اس کے وسط میں پہنچ کر آپس میں مل جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ وہ اس سے سوال کرتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے میں نہیں جانتا۔ تو اسے کہا جاتا ہے: نہ تو نے خود جانا اور نہ تو نے کسی کی اتباع کی۔ پھر وہ اسے سخت مارنے لگتے ہیں اور اس کی قبر میں شرارے اڑنے لگتے ہیں۔ پھر وہ اپنی حالت پر لوٹ آتا ہے۔ وہ فرشتے اسے کہتے ہیں: اوپر کی جانب دیکھ۔ چنانچہ وہ دیکھتا ہے اور جنت کی طرف دروازہ کھلا ہوتا ہے۔ تو وہ اسے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے دشمن! اگر تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا تو تیرا مقام یہ ہوتا۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس دل کو ایسی حسرت پہنچتی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی اور اس کے لیے جہنم کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے: اللہ تعالیٰ کے دشمن! یہ تیرا مقام ہے کیونکہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ پھر اس کے لیے ستر دروازے جہنم کی طرف کھول دیئے جاتے ہیں اور اس کی گرمی اور جھلسا دینے والی گرم لو اسے آتی رہے گی یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے قبر سے اٹھا کر جہنم کی طرف لے جائے گا۔

فَلَوْ لَاۤ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾
فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ۬ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَ
اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾ وَ
اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّ تَصْلِيَةُ
جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾

"پس اگر تم کسی کے پابند حکم نہیں ہو۔ تو پھر کیوں نہیں لوٹا دیتے (مرنے والے کی روح) اگر تم سچے ہو۔ پس وہ (مرنے والا) اگر اللہ کے مقرب بندوں سے ہوگا۔ تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور سرور والی جنت

ہوگی۔ اور اگر وہ اصحاب یمین (کے گروہ) سے ہوگا۔ تو (اسے کہا جائے گا) تمہیں سلام ہو اصحاب یمین کی طرف سے۔ اور اگر وہ (مرنے والا) جھٹلانے والے گمراہوں سے ہوگا۔ تو اس کی مہمانی کھولتے پانی سے ہوگی۔ اور داخل ہونا پڑے گا اسے بھڑکتے دوزخ میں۔ بے شک (جو بیان ہوا) یہ یقیناً حق ہے۔ پس (اے حبیب!) پاکی بیان کیجئے اپنے رب کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ۝ کا معنی ہے غیر محاسبین یعنی جن کا محاسبہ نہ ہو۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ۝ کا معنی ہے جن کا محاسبہ نہ ہو اور تَرْجِعُوْنَهَآ کا معنی ہے، تو پھر نفس یعنی روح (کیوں نہیں لوٹا دیتے)(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حسن اور قتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غَیْرَ مَدِیْنِیْنَ۝ کا معنی ہے: غیر موقنین جو پابند نہ ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کہ اگر تم قیامت کے دن نہیں اٹھائے جاؤ گے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ربیع بن خیثم رضی اللہ عنہ نے فرمایا فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۝ۙ فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ یہ نعمتیں ان کے لیے موت کے وقت ہوں گی۔ وَّ جَنَّتُ نَعِیْمٍ۝ اور جنت اس کے لیے دوبارہ اٹھائے جانے کے دن تک چھپا لی جائے گی۔ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِیْنَ الضَّآلِّیْنَ۝ۙ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِیْمٍ۝ فرمایا یہ اذیت اور تکلیف اس کے لیے موت کے وقت ہوگی۔ وَّ تَصْلِیَةُ جَحِیْمٍ۝ فرمایا: جہنم اس کے لیے اسے دوبارہ زندہ کیے جانے کے دن تک چھپا دی جائے گی۔(4)

امام ابو عبید نے فضائل میں، امام احمد، عبد بن حمید اور بخاری نے تاریخ میں، ابو داود، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، حاکم اور آپ نے کہا ہے: یہ روایت صحیح ہے، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت اس طرح پڑھتے سنا ہے: فَرُوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ یعنی آپ فروح میں را کو مرفوع پڑھتے تھے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس سورۂ واقعہ پڑھی۔ جب میں اس آیت فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ پر پہنچا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فَرُوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 245، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 246
4۔ کتاب الزہد، صفحہ 410، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 175 (2938)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے عوف سے اور انہوں نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ راء کے رفع کے ساتھ فَرُوْحٌ پڑھتے تھے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فَرُوْحٌ پڑھتے تھے اور فرماتے اس کا معنی رحمت ہے۔ فرمایا: اور حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ یہی پڑھتے اور فرماتے اس کا معنی راحت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فَرَوْحٌ کا معنی راحت ہے اور سَیْحَانٌ کا معنی راحت طلب کرنا یعنی استراحت ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سَیْحَانٌ سے مراد دنیا سے راحت پانے اور وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ۞ کے بارے آپ فرماتے تھے کہ اس سے مراد مغفرت اور رحمت ہے۔(2)

امام مالک، امام احمد، عبد بن حمید نے مسند میں، بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مُسْتَرِيْحٌ وَّ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ'' یعنی راحت پانے والا ہے اور اس سے راحت پالی گئی ہے۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مستریح کون ہے اور مستراح منہ کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندۂ مومن دنیا کی مشقت اور اس کی اذیتوں سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کی طرف راحت پالیتا ہے اور فاسق وفاجر بندے سے دوسرے بندے، شہر، درخت اور جانور راحت پالیتے ہیں۔(3)

امام قاسم بن مندہ رحمہ اللہ نے کتاب الاحوال والایمان بالسوال میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے بندۂ مومن کو وفات کے وقت روح (راحت) ریحان (خوشبودار غذائیں) اور جنت نعیم (سرور والی جنت) کی بشارت دی جائے گی۔ اور بندۂ مومن کو قبر میں سب سے پہلے یہ بشارت دی جائے گی کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی بشارت ہو۔ تیرا آنا خوب ہے مرحبا، خوش آمدید، تحقیق اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے جس نے تجھے تیری قبر تک پہنچایا ہے جس نے تیرے لیے شہادت دی اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کر دی اور جس نے تیرے لیے استغفار کیا اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کر لیا۔

امام ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الروح سے مراد فرحت اور خوشی ہے اور سَیْحَانٌ سے مراد رزق ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَرَوْحٌ وَّ سَیْحَانٌ کا معنی ہے اس غم سے نجات پانا جس میں وہ پہلے مبتلا تھے اور کام اور عمل سے راحت پانا کہ وہ نہ نماز پڑھیں گے اور نہ روزے رکھیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ روح سے مراد استراحت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ موطا امام مالک، صفحہ 224، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247

رَيْحَانٌ سے مراد رزق ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالقاسم بن مندہ رحمہم اللہ نے کتاب السؤال میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ یہ آخرت میں ہوگی۔ قوم کے بعض افراد نے آپ سے استفسار کیا۔ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! موت کے وقت انہیں اس (نوید) سے خوش کیا جائے گا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رَيْحَانٌ سے مراد رزق ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الروح سے مراد رحمت ہے اور رَيْحَانٌ تو یہ پھول ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الروح سے مراد رحمت ہے۔ اور رہا رَيْحَانٌ تو آدمی موت کے وقت اسے جا ملتا ہے۔(3)

امام مروزی نے جنائز میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مومن کی روح اس کے جسم سے ریحانہ میں نکلتی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَۙ۝ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، عبداللہ بن احمد رحمہم اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابوعمران الجونی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بندۂ مومن کو جب موت آتی ہے تو وہ جنتی ریحان کے گلدستے کو پاتا ہے اور اس کی روح اس میں رکھ دی جاتی ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ سے بیان کیا ہے کہ مقربین میں سے کوئی بھی دنیا سے جدا نہیں ہوتا یہاں تک کہ جنت کے ریحان (خوشبودار پودا) سے ایک ٹہنی لائی جاتی ہے۔ وہ اسے سونگھتا ہے پھر اس کی روح قبض کرلی جاتی ہے۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت بکر بن عبداللہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کو بندۂ مومن کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو وہ جنت سے ریحان لے کر آتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس میں اس کی روح قبض کرلے۔ اور جب کافر کی روح قبض کرنے کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ جہنم سے دھاری دار کپڑا لاتا ہے اور اسے کہا جاتا ہے اس کی روح اس میں قبض کرلے۔

امام بزار اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندۂ مومن جب قریب الموت ہو۔ تو ملائکہ ریشم لے کر اس کے پاس آتے ہیں۔ اس میں کستوری اور ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں اور اس کی روح اس طرح نکالی جاتی ہے جیسے آٹے سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے: اے پاکیزہ نفس! تو نکل آ اللہ تعالیٰ کی جانب سے راحت و کرامت کی طرف اس حال میں کہ تو اپنے رب سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ اور جب اس کی روح نکل آتی ہے تو اسے اس کستوری اور ریحان پر رکھا جاتا ہے اور اوپر سے ریشم کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 248، داراحیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 247   5۔ ایضاً

پھر اسے علیین کی طرف لیجایا جاتا ہے۔ اور جب کافر کی موت قریب آتی ہے تو فرشتے ٹاٹ لے کر آتے ہیں جس میں آگ کے انگارے ہوتے ہیں اور اس کی روح کو شدت اور سختی کے ساتھ کھینچا جاتا ہے۔ اور اسے کہا جاتا ہے اے خبیث اور ناپاک روح! نکل آ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسوائی اور ذلت کی طرف اور اس کے عذاب کی طرف۔ اس حال میں کہ تو اس سے ناراض ہے اور وہ تجھ پر ناراض ہے۔ اور جب وہ روح نکل آتی ہے تو اسے ان انگاروں پر رکھا جاتا ہے۔ اور اس پر جوش مارنے اور کھولنے لگتی ہے۔ اور اسے اوپر سے ٹاٹ کے ساتھ ڈھانپ دیا جاتا ہے اور اسے سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ بندہ مومن اپنی موت کے وقت جنت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو اور جنت کے پھولوں میں سے خاص پھول کا استقبال کرتا ہے اور اس کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور اسے جنت کے ریشم میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر اس پر خوشبو چھڑکی جاتی ہے اور ریحان میں لپیٹ دی جاتی ہے۔ پھر ملائکہ رحمت اسے لے کر اوپر کی جانب چڑھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اسے علیین میں رکھ دیا جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ۝ کے تحت فرمایا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام لے کر آتے ہیں اور اس پر سلام پیش کرتے ہیں اور اسے یہ خبر دیتے ہیں کہ وہ اصحاب یمین میں سے ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے (کہ وہ) سلامت اور محفوظ ہے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اور اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے اس پر سلام پیش کیا ہے۔(2)

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کوئی کافر دار دنیا سے نہیں نکلے گا۔ یہاں تک کہ وہ کھولتے پانی کا پیالہ پی لے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ شراب پیتا ہو اس کا چہرہ جہنم (کی آگ) کے انگاروں سے زخمی ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَاَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۝ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ یہ حکم اس کے لیے دنیا میں ہے۔ اسی طرح وَ اَمَّاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ۝ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ۝ یہ حکم بھی دنیا میں پورا ہوگا۔

امام احمد، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ مجھے فلاں بن فلاں نے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ اور جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات کو ناپسند کیا، سو قوم روتے ہوئے گر پڑتی ہے اور وہ کہنے لگتی ہے اور بے شک ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح نہیں۔ بلکہ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 249

کوئی قریب الموت ہو۔ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ تو جب اسے یہ بشارت دی جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ اور جب اسے یہ خبر سنائی گئی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا تو پھر اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَ اَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَ لٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩١﴾ وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٩٢﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٩٣﴾ وَّ تَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿٩٤﴾ پھر ارشاد فرمایا: جب کوئی موت کے قریب ہو تو اسے یہ کہا جاتا ہے: پھر اگر وہ اصحاب یمین میں سے ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ اور اگر وہ اصحاب شمال (بائیں ہاتھ والوں) سے ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔

امام بخاری، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کیا اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرمائے گا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کیا اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرمائے گا۔ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: بے شک ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معنی نہیں۔ بلکہ بندۂ مومن پر جب موت قریب آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رضا اور عزت و کرامت کی بشارت دی جاتی ہے۔ تو اس وقت جو کچھ اس کے سامنے ہوتا ہے اس سے بڑھ کر کوئی شے اس کے نزدیک محبوب نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے۔ اور اگر مرنے والا کافر ہو تو جب اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب اور سزا کی خبر سنائی جاتی ہے۔ تو پھر جو کچھ اس کے سامنے ہوتا ہے اس سے زیادہ ناپسندیدہ شے اس کے نزدیک کوئی نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرنے والا نہیں مرتا ہے مگر وہ اپنے غسل دینے والے کو پہچانتا ہے اور وہ اپنے اٹھانے والے کو قسم دلاتا ہے۔ اگر وہ نیک ہے تو اس کے لیے راحت، خوشبودار غذائیں اور سرور والی جنت ہے کہ وہ اسے جلدی لے چلے، اور اگر وہ برا ہو تو پھر (اس کی مہمانی کھولتے پانی سے ہوگی اور اسے بھڑکتے دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا) کہ وہ اسے روک لے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٩٥﴾ کا معنی

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60-259، دار صادر بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 463، وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد

ہے کہ جو کچھ ہم نے تجھ پر اس سورت میں بیان کیا ہے۔وہ یقیناً حق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا، یہاں تک کہ وہ اسے اس قرآن کے بارے میں یقینی واقفیت کرا دے گا۔ پس مومن نے دنیا میں ہی اس کا یقین کرلیا۔تو اس کا نفع اسے قیامت کے دن ہوگا۔اور رہا کافر! تو وہ قیامت کے دن اس کا یقین کرے گا اور اس وقت یہ یقین اس کے لیے نفع بخش نہیں ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝ کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بے شک جو بیان ہوا ہے یہ یقینی خبر ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: جو یہ چاہے کہ وہ اولین (اگلے لوگوں) واخرین (پچھلے لوگوں) کی خبریں، دنیا اور آخرت کے بارے خبریں اور جنت و دوزخ کے بارے خبریں جان لے۔تو اسے چاہیے کہ وہ سورۂ واقعہ پڑھے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ کا معنی ہے پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھے (جو کہ بڑی عظمت والا ہے)۔

امام سعید بن منصور، احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اپنے رکوع میں رکھ لو۔اور جب یہ آیت نازل ہوئی۔سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ (الاعلیٰ) تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے سجود میں رکھ لو۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ہم اپنے رکوع میں کیسے کہا کریں تو اللہ تعالیٰ نے وہ آیت نازل فرمائی جو سورۂ واقعہ کے آخر میں ہے یعنی فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ تو آپ ﷺ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم کہیں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" اور یہ طاق مرتبہ کہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں حضرت محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم الشافعی رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور ہمیں حسین بن عبد اللہ بن یزید نے خبر دی ہے۔اسی طرح محمد بن عبد اللہ بن سابور نے ہمیں خبر دی ہے اور حکم بن ظہیر نے سدی سے انہوں نے ابو مالک سے یا ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ نے اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ کے بارے فرمایا: قیامت جب واقع ہو جائے گی تو کوئی جھٹلانے والا نہیں ہوگا۔آپ فرماتے ہیں جس نے

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 250، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً

3۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 149 (34873)، دار التاج بیروت

4۔مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 347، دار الکتب العلمیہ بیروت

دنیا میں اسے جھٹلایا، وہ آخرت میں اسے نہیں جھٹلا سکے گا، جب کہ یہ واقع ہو جائے گی۔ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ فرمایا: قیامت پست کرنے والی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: اس نے (آواز) پست کی اور کانوں کو سنوا دی اور بلند کی تو دور تک سنوا دی۔ لہٰذا اس میں قریب و بعید سب برابر ہیں۔ فرمایا: اس نے کئی قوموں کو پست کر دیا حالانکہ وہ دنیا میں بلند تھے اور کئی قوموں کو بلند کر دیا۔ یہاں تک کہ انہیں اعلیٰ علیین میں پہنچا دیا۔ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا فرمایا: یہ زلزلہ ہے (یعنی اس وقت زمین تھر تھر کانپنے لگے گی) وَّ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا فرمایا: حکم اور سدی نے کہا ہے: اس فتنہ و فساد پر چوپاؤں کا وہ فتنہ بھی ہے جو غبار اڑائے گا۔ وَّ كُنْتُمْ اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً لوگ قیامت کے دن تین مراتب میں منقسم ہوں گے۔ فَاَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ یہی جمہور اہل جنت کی جماعت ہے۔ وَ اَصْحٰبُ الْمَشْــٴَـمَةِ مَاۤ اَصْحٰبُ الْمَشْــٴَـمَةِ یہ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: کیا خستہ حال ہے ان کا اور جو کچھ ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ یہ اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے اعمال کے سبب انبیاء علیہم السلام، ظد یقین اور شہداء کی مثل ہیں۔ اُولٰٓىِٕكَ الْمُقَرَّبُوْنَ فرمایا: یہ جنت کے بطنان سے دار رحمٰن کے۔ دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ قریب ہوں گے۔ اور بطنان الجنہ سے مراد جنات النعیم میں جنت کا واسطہ اور درمیان ہے ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ قَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ فرمایا سُرُرٍ مَّوْضُوْنَةٍ سے مراد وہ پلنگ ہے جو سونے سے بنایا جائے اور اسے جواہر و یواقیت سے مزین اور آراستہ کیا جائے۔ مُّتَّكِـِٕیْنَ عَلَیْهَا مُتَقٰبِلِیْنَ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کی گدی (مراد پشت) کو نہیں دیکھے گا۔ آپ فرماتے ہیں: وہ حلقہ بنائے بیٹھے ہوں گے۔ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان نوخیز لڑکوں کو جنت میں پیدا فرمایا ہے جیسا کہ اس نے خوبصورت آنکھوں والی حوروں کو پیدا فرمایا ہے۔ نہ وہ مریں گے، نہ وہ بوڑھے ہوں گے اور نہ ہی وہ کمزور ہوں گے۔ بِاَكْوَابٍ وَّ اَبَارِیْقَ اکواب سے مراد وہ پیالے ہیں جن کے دستے نہ ہو۔ جیسے عام پانی پینے کے پیالے اور اباریق وہ ہیں جن کی ٹونٹی بھی ہو اور پر گلا تنگ ہو یعنی لوٹا۔ وَ كَاْسٍ مِّنْ مَّعِیْنٍ فرمایا: کاس سے مراد وہ جام ہے جو شراب سے لبالب بھرا ہو۔ اور کوئی جام کاس نہیں ہو سکتا جب تک اس میں شراب نہ ہو۔ اور جب اس میں شراب نہ ہو تو وہ اناد (برتن) کہلاتا ہے۔ اور معین کے بارے آپ فرماتے ہیں: مراد چھلکنے والی شراب ہے۔ لَّا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وہ شراب کے سبب درد سر محسوس نہیں کریں گے۔ وَ لَا یُنْزِفُوْنَ اور نہ ہی شراب ان کی عقول کو ختم کرے گی۔ وَ فَاكِهَةٍ مِّمَّا یَتَخَیَّرُوْنَ آپ فرماتے ہیں: اور وہ میرے بھی پیش کریں گے جو وہ جتنی چاہیں گے۔ آپ فرماتے ہیں: ایک پرندہ ان کے پاس آئے گا، یہاں تک کہ وہ گر پڑے گا اور اپنے پر پھیلا دے گا۔ اور وہ اس سے جتنا چاہیں گے کھائیں گے کیونکہ پکا ہوا ہو گا لیکن آگ نے اسے نہیں پکایا ہو گا۔ اور جب وہ خوب سیر ہو جائیں گے تو وہ اڑ جائے گا اور پہلے کی طرح مکمل ہو جائے گا وَ حُوْرٌ عِیْنٌ فرمایا حُوْرٌ سے مراد سفید ہے۔ اور عِیْنٌ سے مراد بڑی بڑی آنکھیں۔ یعنی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت حوریں۔ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ فرمایا: ان موتیوں کی چمک اور سفیدی کی طرح جنہیں ہاتھوں نے ہوا نہ ہو (اور نہ ہی حوادث زمانہ کا ان پر گزر ہو) اور الْمَكْنُوْنِ سے مراد وہ ہیں جو ابھی تک سیپ میں ہوں۔ پھر فرمایا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ لَا یَسْمَعُوْنَ

فِیۡھَا لَغۡوًا فرمایا لَغۡوًا سے مراد قسم ہے یعنی لا واللہ اور بلی واللہ (نہیں قسم بخدا، اور کیوں نہیں قسم بخدا) وَّ لَا تَاۡثِیۡمًا﴿۲۵﴾ فرمایا: وہ نہیں مریں گے۔ اِلَّا قِیۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا﴿۲۶﴾ آپ فرماتے ہیں: ان کی جانب سے اوران پر سلام ہوگا۔ یعنی ان میں سے بعض بعض کو سلام کریں گے۔ فرمایا: یہ مقربین ہیں۔ پھر فرمایا: وَ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡیَمِیۡنِ﴿۲۷﴾ اور کیا شان ہے اس کی جو ان کے لیے (یعنی اصحاب یمین کے لیے) تیار کیا گیا ہے فِیۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ﴿۲۸﴾ فرمایا مَّخۡضُوۡدٍ﴿۲۸﴾ سے مراد وہ بوجھ ہے جس میں کوئی کانٹا نہ ہو (یہاں مراد بے خار بیری کا درخت ہے) وَّ طَلۡحٍ مَّنۡضُوۡدٍ﴿۲۹﴾ وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ﴿۳۰﴾ آپ فرماتے ہیں: مراد وہ پانی ہے جو اوپر سے انڈیلا جا رہا ہو (یعنی پانی کی آبشار) وَّ فَاکِہَۃٍ کَثِیۡرَۃٍ﴿۳۲﴾ لَّا مَقۡطُوۡعَۃٍ وَّ لَا مَمۡنُوۡعَۃٍ﴿۳۳﴾ فرمایا: وہ پھل کسی وقت ختم نہیں ہوں گے اور کسی وقت وہ دنیا کے پھلوں کی مثل آئیں گے اور ان سے روکا نہیں جائے گا۔ جیسا کہ دنیا میں ثمن (قیمت) کے بغیر روک دیا جاتا ہے۔ وَّ فُرُشٍ مَّرۡفُوۡعَۃٍ﴿۳۴﴾ آپ فرماتے ہیں: ان میں سے بعض بعض کے اوپر ہوں گے۔ پھر فرمایا اِنَّاۤ اَنۡشَاۡنٰہُنَّ اِنۡشَآءً﴿۳۵﴾ فرمایا: یہ اہل جنت کی بیویوں کا ذکر ہے۔ حالانکہ وہ بوڑھی تھیں اور ان کی آنکھیں کیچڑ زدہ تھیں۔ آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے انہیں نئی تخلیق کے ساتھ پیدا فرمایا۔ فَجَعَلۡنٰہُنَّ اَبۡکَارًا﴿۳۶﴾ پس ہم نے انہیں کنواریاں بنا دیا۔ عُرُبًا اَتۡرَابًا﴿۳۷﴾ العرب سے مراد اپنے خاوندوں سے دل و جان سے محبت کرنے والیاں۔ اور اتراب سے مراد آپس میں ایک دوسرے کی ہم عمر عورتیں ہیں۔ لِّاَصۡحٰبِ الۡیَمِیۡنِ﴿۳۸﴾ ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاَوَّلِیۡنَ﴿۳۹﴾ وَ ثُلَّۃٌ مِّنَ الۡاٰخِرِیۡنَ﴿۴۰﴾ آپ فرماتے ہیں: ایک جماعت اگلے لوگوں میں سے ہوگی اور ایک جماعت پچھلے لوگوں میں سے۔ وَ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ﴿۴۱﴾ کیا خستہ حال ہوگا ان کا اور اس کا جو ان کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ فِیۡ سَمُوۡمٍ فرمایا: مراد جہنم کی آگ کی گرمی ہے۔ وَّ حَمِیۡمٍ﴿۴۲﴾ وہ جاری پانی جو اپنی گرمی میں انتہا کو پہنچا ہوا ہو اور اس سے اوپر گرمی کا تصور نہ ہو۔ وَّ ظِلٍّ مِّنۡ یَّحۡمُوۡمٍ﴿۴۳﴾ اور جہنم کے دھوئیں کے سایہ میں۔ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا کَرِیۡمٍ﴿۴۴﴾ بے شک وہ اس سے پہلے آسودہ حال تھے۔ فرمایا: مراد وہ جبر و ظلم کرنے والے مشرکین ہیں۔ وَ کَانُوۡا یُصِرُّوۡنَ اور وہ قائم تھے۔ عَلَی الۡحِنۡثِ الۡعَظِیۡمِ﴿۴۶﴾ بڑے بھاری گناہ پر۔ فرمایا: اس سے مراد شرک ہے۔ وَ کَانُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ ۬ۙ اَئِذَا مِتۡنَا وَ کُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ﴿۴۷﴾ اَوَ اٰبَآؤُنَا الۡاَوَّلُوۡنَ﴿۴۸﴾ فرمایا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے بلاشبہ اگلوں کو بھی اور پچھلوں کو بھی سب کو جمع کیا جائے گا اِلٰی مِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ﴿۵۰﴾ فرمایا یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ ثُمَّ اِنَّکُمۡ اَیُّہَا الضَّآلُّوۡنَ۔ فرمایا: پھر تمہیں اے شرک کرنے والو! جھٹلانے والو! لَاٰکِلُوۡنَ مِنۡ شَجَرٍ مِّنۡ زَقُّوۡمٍ﴿۵۲﴾ فرمایا: زَقُّوۡمٍ جب وہ اس سے کھالیں گے تو وہ سرسبز ہو جائے گی۔ اور زَقُّوۡمٍ درخت ہے۔ فَمَالِـُٔوۡنَ مِنۡہَا الۡبُطُوۡنَ﴿۵۳﴾ فرمایا: وہ اپنے پیٹ زقوم سے بھریں گے۔ فَشٰرِبُوۡنَ عَلَیۡہِ مِنَ الۡحَمِیۡمِ﴿۵۴﴾ فرماتا ہے کہ پھر انہیں زقوم پر کھولتا پانی پینا پڑے گا۔ فَشٰرِبُوۡنَ شُرۡبَ الۡہِیۡمِ﴿۵۵﴾ ھیم سے مراد ریت ہے کہ آسمان اس پر ہمیشہ بارش برسائے پھر اس میں جمع شدہ پانی دکھائی نہیں دیتا۔ ھٰذَا نُزُلُہُمۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ﴿۵۶﴾ یوم حساب کی عظمت و کرامت کے سبب اسے یوم الدین فرمایا۔ نَحۡنُ خَلَقۡنٰکُمۡ فَلَوۡ لَا تُصَدِّقُوۡنَ﴿۵۷﴾ فرماتا ہے کیا تم تصدیق نہیں کرتے۔ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا تُمۡنُوۡنَ﴿۵۸﴾ فرماتے ہیں: اس سے مراد آدمی کا پانی ہے یعنی (منی) ءَاَنۡتُمۡ تَخۡلُقُوۡنَہٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الۡخٰلِقُوۡنَ﴿۵۹﴾ نَحۡنُ قَدَّرۡنَا بَیۡنَکُمُ الۡمَوۡتَ ہم ہی نے مقرر کیا ہے تمہارے درمیان موت

جلدی یا بدیر۔ وَ مَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿٦٠﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ پس اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے: کہ ہم تمہیں ختم کر دیں گے اور تمہاری مثل دوسروں کو لے آئیں گے۔ وَ نُنْشِئَكُمْ فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦١﴾ اور ہم تمہیں ایسی صورت میں پیدا کر دیں جس کو تم نہیں جانتے۔ اگر ہم چاہیں تو ہم تمہیں بندر کی صورت پر پیدا کریں اور اگر چاہیں تو خنزیر کی صورت پر پیدا کریں۔ وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ فرمایا: پس کیا تم اس میں غور وخوض نہیں کرتے۔ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ﴿٦٣﴾ فرمایا: جو تم بوتے ہو۔ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ﴿٦٤﴾ فرمایا رہا ہے: کیا ہم ہی وہ نہیں جو اسے اگتے ہیں یا کہ تم اسے اگاتے ہو۔ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ آپ فرماتے ہیں کہ تَفَكَّهُوْنَ ﴿٦٥﴾ بمعنی تندمون ہے یعنی پھر تم ندامت محسوس کرتے ہو۔ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ بے شک ہم تو قرض کے بوجھ تلے دب گئے۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿٦٧﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿٦٨﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ فرماتے ہیں: اَلْمُزْنِ سے مراد بادل ہے۔ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فرمایا: اُجَاجًا کا معنی کڑوا اور کھاری ہے۔ یعنی اگر ہم چاہتے تو اسے کھاری بنا دیتے۔ فَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ پھر تم کیوں شکر ادا نہیں کرتے۔ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿٧١﴾ کیا تم نے غور سے اس آگ کو دیکھا ہے جسے تم سلگاتے ہو۔ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ کیا تم نے پیدا کیا ہے۔ شَجَرَتَهَاۤ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿٧٢﴾ فرمایا: یہ آگ عناب کے سوا ہر درخت سے پیدا ہوتی ہے اور پتھر میں بھی ہوتی ہے۔ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً اس کے ذریعے آخرت کی بڑی آگ کی یاد آتی ہے۔ وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿٧٣﴾ فرمایا: مقوی وہ ہوتا ہے جو آگ نہیں پاتا۔ پس وہ اپنا چقماق نکالتا ہے اور اپنی آگ روشن کر لیتا ہے۔ پس یہ آگ اس کے لیے باعث نفع ہے۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٧٤﴾ فرماتے ہیں: پس اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے جو کہ بڑی عظمت والا ہے۔ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾ فرمایا: علیہ بن اسود یا نافع بن حکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ اور کہا اے ابن عباس! میں کتاب اللہ میں سے کچھ آیات پڑھتا ہوں۔ اور میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ کوئی بیرونی شے ان میں داخل ہو چکی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس لیے کہ میں یہ سنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿١﴾ (القدر) پھر فرماتا ہے: اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ﴿٣﴾ (الدخان) اور پھر ایک اور آیت میں فرماتا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرہ: 185) حالانکہ قرآن کریم تو تمام مہینوں میں نازل ہوا ہے مثلاً شوال وغیرہ؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تجھ پر افسوس ہے تیری ہلاکت ہو! بے شک سارے کا سارا قرآن کریم آسمان سے لیلۃ القدر میں نازل کیا گیا: "اِلٰى مَوٰقِعِ النُّجُوْمِ" فرماتے ہیں: آسمان دنیا کی طرف اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک رات میں وہاں سے قرآن لے کر نازل ہوئے اور وہی رات لیلۃ مبارکہ ہے اور رمضان المبارک کا مہینہ تھا۔ پھر وہ حضور نبی رحمت ﷺ پر بیس سال میں ایک یا دو یا زیادہ آیات لے کر نازل ہوتے رہے۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَلَاۤ اُقْسِمُ فرماتے ہیں: معنی ہے میں قسم کھاتا ہوں بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿٧٥﴾ وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ اور قسم سے مراد قسم ہے۔ اور ارشاد گرامی ہے لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾ فرمایا: اس سے مراد سفرہ ہیں اور سفرہ سے مراد کراماً کاتبین ہیں۔ پھر فرمایا: تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ

مُّدۡهِنُوۡنَ۝ اے اہل شرک! تم منہ پھیرتے رہو گے اور تم نے یہی اپنا نصیب بنا لیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سخت گرمی میں حضور نبی کریم ﷺ نے سفر کیا اور لوگوں کو شدید پیاس کا احساس ہوا۔ یہاں تک کہ صورت حاصل یہ ہوئی کہ پیاس کی شدت کے باعث موت کا خطرہ منڈلانے لگا۔ آپ ﷺ کے پاس اس کا ذکر ہوا اور لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں تو وہ ہمیں سیراب فرمادے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شاید اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کروں۔ تو وہ تمہیں پانی عطا فرمادے اور تم یہ کہو یہ فلاں فلاں ستارے کے سبب ہوا ہے۔ تو لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ یہ ستاروں کا زمانہ نہیں ہے۔ ستاروں کا زمانہ گزر گیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے لوٹے میں پانی منگوایا۔ وضو فرمایا۔ پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ پس ہوائیں چلیں اور بادل جمع ہوئے۔ پھر انہوں نے بارش برسائی یہاں تک وادی بھر کر بہنے لگی۔ لوگوں نے خوب پیٹ بھر کر پانی پیا اور اپنے جانوروں کو بھی پلایا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے اور وہ وادی سے پیالہ بھر رہے تھا اور وہ کہہ رہا تھا: فلاں فلاں ستارہ آج صبح گرا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ تَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَكُمۡ اَنَّكُمۡ تُكَذِّبُوۡنَ۝

فَلَوۡلَاۤ اِذَا بَلَغَتِ الۡحُلۡقُوۡمَ۝ فرماتے ہیں کہ جب روح سانس حلق تک پہنچ جائے وَ اَنۡتُمۡ حِيۡنَئِذٍ تَنۡظُرُوۡنَ۝ وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَيۡهِ مِنۡكُمۡ فرماتے ہیں: مراد ملائکہ ہیں۔ وَ لٰكِنۡ لَّا تُبۡصِرُوۡنَ۝ فرماتے ہیں: تم ملائکہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ فَلَوۡلَاۤ فرمایا یہ ہلا کے معنی میں ہے (کیوں نہیں) اِنۡ كُنۡتُمۡ غَيۡرَ مَدِيۡنِيۡنَ۝ اگر تمہارا محاسبہ نہیں ہے۔ تَرۡجِعُوۡنَهَاۤ فرماتے ہیں: اگر تم روح کو لوٹا دیتے۔ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ۝ فَاَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُقَرَّبِيۡنَ۝ یعنی اگر وہ اعمال کے سبب انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہداء کی مثل ہو۔ فَرَوۡحٌ مراد فرحت و سرور ہے جیسا کہ یہ ارشاد ہے وَ لَا تَايۡـئَسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ (یوسف: 87) اور مایوس نہ ہو جاؤ رحمت الٰہی سے) وَّ رَيۡحَانٌ سے مراد رزق ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بندۂ مومن کی روح اس کے بدن سے خارج نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ وہ اپنی موت سے پہلے جنت کے پھل کھا لیتا ہے۔ وَّ جَنَّتُ نَعِيۡمٍ۝ فرماتے ہیں: اس کے لیے جنت اور آخرت لازم کر دی گئی ہے۔ وَ اَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ۝ فرماتے ہیں: یہ جمہور اہل جنت ہیں۔ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنۡ اَصۡحٰبِ الۡيَمِيۡنِ۝ وَ اَمَّاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡمُكَذِّبِيۡنَ الضَّآلِّيۡنَ۝ اور یہ مشرکین ہے۔ فَنُزُلٌ مِّنۡ حَمِيۡمٍ۝ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی کافر دنیا میں اپنے گھر سے نہیں نکلے گا یہاں تک کہ وہ کھولتے پانی سے بھرا پیالہ پی لے گا۔ وَ تَصۡلِيَةُ جَحِيۡمٍ۝ فرماتے ہیں: آخرت میں اسے بھڑکتے دوزخ میں داخل ہونا پڑے گا۔ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ حَقُّ الۡيَقِيۡنِ۝ فرماتے ہیں: یہ قول جو ہم نے آپ پر بیان کیا ہے وہ یقیناً حق ہے اسے سچا قرآن بیان فرما رہا ہے۔ واللہ اعلم۔

اٰیاتھا ۲۹ | سُوْرَۃُ الْحَدِیْدِ مَدَنِیَّۃٌ ۵۷ | رکوعاتھا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲﴾ هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۳﴾ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَ مَا یَخْرُجُ مِنْهَا وَ مَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعْرُجُ فِیْهَا ؕ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ ؕ وَ هُوَ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۶﴾

''اللہ تعالیٰ کی تسبیح کہہ رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی، وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ وہی ہے جس نے پیدا فرمایا آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پھر متمکن ہوا تخت حکومت پر۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس کی طرف عروج کرتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں بھی تم ہو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو (اسے) خوب دیکھنے والا ہے۔ اسی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ کی طرف ہی سارے کام لوٹائے جائیں گے۔ داخل فرماتا ہے رات (کا کچھ حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے دن (کا کچھ حصہ) رات میں اور وہ خوب جانتا ہے جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے''۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حدید مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ (1)

ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ حدید مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔ (2)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً

طرف رجوع کرتا۔ یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچ گیا: اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ تو میں نے کہہ دیا۔ اشهد ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله، کہ میں شہادت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس قوم اظہار مسرت کرتی ہوئی باہر نکل آئی اور انہوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا۔(1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوالاسود رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جالوت کے سردار نے کہا: بے شک تورات میں صرف حلال وحرام کا ذکر ہے۔ مگر تمہاری کتاب میں سب کچھ موجود ہے سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اور تورات میں ہے "يُسَبِّحُ لِلّٰهِ الطَّيْرُ وَ السِّبَاعُ" کہ پرندے اور درندے اللہ کی تسبیح بیان کررہے ہیں۔

ارشاد گرامی ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ۔ اس کے بارے امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن منذر، ابن مردویہ، بیہقی اور ابو الشیخ نے العظمہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اس اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام ایک جگہ تشریف فرما تھے۔ ان پر بادل آ گیا۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ بادل ہے۔ یہ زمین کو سیراب کرنے والے بادل ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوم کی طرف چلا رہا ہے جو اس کا شکر ادا نہیں کرتے اور نہ اس سے دعا مانگتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک وہ آسمان ہے جو ایک محفوظ چھت ہے اور رکی ہوئی موج ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم اسے جانتے ہو جو اس سے اوپر ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے اوپر بھی آسمان ہے اور دو آسمانوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات آسمانوں کا ذکر فرمایا: اور فرمایا ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس سے اوپر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس سے اوپر عرش ہے اور عرش اور ساتویں آسمان کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ہر دو آسمانوں کے درمیان ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: کیا تم اسے جانتے ہو جو تمہارے نیچے ہے؟ انہوں نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ زمین ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا۔ کیا تم جانتے ہو جو اس کے نیچے ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس زمین کے نیچے دوسری زمین ہے اور ان دونوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات زمینوں کو شمار کیا اور فرمایا: ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ پھر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے! بے شک اگر تم اپنے میں سے کسی کو رسی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 17-216، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ سورۂ حدید منگل کے دن نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے لوہا منگل کے دن پیدا فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو منگل کے دن قتل کیا اور رسول اللہ ﷺ نے منگل کے دن حجامت (پچھ لگوانے) سے منع فرمایا۔(1)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ تم منگل کے دن پچھنے نہ لگواؤ کیونکہ سورۂ حدید مجھ پر منگل کے دن نازل کی گئی۔(2)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے قبل مستحباب پڑھتے تھے اور فرماتے: بے شک ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیتوں سے افضل ہے۔(3)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ مستحباب پڑھنے سے قبل سوتے نہیں تھے۔ اور آپ فرماتے تھے: بے شک ان میں ایک آیت ہے جو ہزار آیات سے افضل ہے۔ یحییٰ نے کہا: ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ آیت سورۂ حشر کے آخر میں ہے۔

امام بزار، ابن عساکر، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف سب سے زیادہ سخت اور جوش میں تھا۔ پس اسی دوران میں ایک سخت گرم دن میں دوپہر کے وقت مکہ مکرمہ کے ایک راستہ میں تھا کہ ایک آدمی مجھ سے ملا۔ اس نے کہا: اے ابن خطاب! تجھ پر بھی عجب ہے کہ تو اپنے آپ کو یہ گمان کرتا ہے کہ تو ایسا ہے، تو ایسا ہے، حالانکہ وہ امر (دین اسلام) تیرے گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے بتایا: تیری بہن اسلام قبول کر چکی ہے۔ پس میں شدید غصے کی حالت میں لوٹا اور دروازے پر دستک دی۔ پوچھا گیا: کون ہے؟ میں نے کہا: عمر۔ سوانہوں نے جلدی کی اور مجھ سے چھپ گئے اور جو صحیفہ اپنے سامنے رکھ کر وہ پڑھ رہے تھے اسے انہوں نے وہیں چھوڑ دیا یا پھر بھول گئے۔ میں اندر داخل ہوا اور چارپائی پر بیٹھ گیا اور میری نظر اس صحیفہ پر پڑی۔ تو میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ مجھے یہ دکھاؤ۔ تو بہن نے جواب دیا: بے شک تو اس کے اہل اور لائق نہیں۔ کیونکہ تو نے غسل جنابت نہیں کیا ہوگا اور نہ ہی تو پاک ہوگا اور یہ وہ کتاب ہے جسے نہیں چھوتے مگر وہی جو پاک ہیں۔ پس میں مسلسل اصرار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے وہ صحیفہ مجھے دے دیا۔ تو جونہی میں نے اسے کھولا تو اس میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جب میں نے پڑھا، الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو میں ڈر گیا۔ تو میں نے صحیفہ اپنے ہاتھ سے پھینک دیا۔ پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کیا۔ پھر اسے اٹھایا۔ تو اس میں لکھا پایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ چنانچہ جب بھی میں اللہ تعالیٰ کے ان اسماء میں سے کوئی اسم پڑھتا تو خوفزدہ ہو جاتا۔ پھر میں اپنی ذات کی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 155، دار الفکر بیروت
2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 40، دار الباز
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 166 (2921)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے ساتھ باندھ کر نیچے والی ساتویں زمین کی طرف لٹکاؤ تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ پر جا کر گرے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ امام ترمذی نے فرمایا: بعض اہل علم نے اس حدیث کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے علم، اس کی قدرت اور اس کی سلطنت پر آ گرے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر تم نے کسی کورسی کے ساتھ ساتویں زمین کی طرف لٹکایا تو وہ یقیناً اپنے رب پر آ پہنچے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے: ''اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَاشَیْءَ قَبْلَكَ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَاشَیْءَ بَعْدَكَ، اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ نَاصِيَتُهَا بِيَدِكَ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْاِثْمِ وَالْكَسَلِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى، وَمِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ'' (اے اللہ! تو ہی اول ہے اور تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں۔ تو ہی آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ میں تجھ سے ہر جانور کی شر سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ میں گناہ اور غفلت سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں جہنم کے عذاب سے، عذاب قبر سے، دولت مندی کے فتنہ سے اور فقر و افلاس کے فتنہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور گناہ اور مال کے نقصان یا قرض سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن کہا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور آپ ﷺ سے خادم کے بار عرض کی: تو آپ ﷺ نے انہیں ارشاد فرمایا: یہ دعا مانگا کرو ''اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَیْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرٰاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِىْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ'' (اے اللہ! سات آسمانوں کے رب اور عرش عظیم کے رب! اے ہمارے رب! اور ہر شے کے رب، اے تورات، انجیل اور قرآن کریم نازل فرمانے والے! دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! میں ہر اذیت اور شر پہنچانے والی شے کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں کہ تو اس کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں، تو ہی آخر ہے اور تیرے بعد کوئی شے نہیں۔ تو ہی ظاہر اور غالب ہے اور تیرے اوپر کوئی شے نہیں۔ اور تو ہی باطن ہے اور تیرے نیچے کوئی شے نہیں۔ ہماری جانب سے قرض ادا فرما دے اور فقر و افلاس سے ہمیں غنی کر دے) (2)

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 77-376 (3298)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 484 (3481)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سوتے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے۔ "اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ مُنَزِّلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْفُرْقَانِ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَکَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَکَ شَیْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ" (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو دعائیں کیا کرتے تھے ان میں سے یہ بھی ہے۔ "یَا کَائِنُ قَبْلَ اَنْ یَکُوْنَ شَیْءٌ، وَالْمُکَوِّنُ لِکُلِّ شَیْءٍ، وَالْکَائِنُ بَعْدَ مَالَا یَکُوْنُ شَیْءٌ اَسْاَلُکَ بِلَحْظَۃٍ مِّنْ لَحَظَاتِکَ الْحَافِظَاتِ الْوَافِرَاتِ الرَّاجِیَاتِ الْمُنْجِیَاتِ" (اے ہر شے سے پہلے ہونے والے، اور ہر شے کو پیدا فرمانے والے، اور اے وہ جس کے بعد کوئی شے نہیں ہوگی۔ میں تیری آزمائشوں اور تنگیوں میں سے ہر تنگی کے بارے تجھ ہی سے وافر حفاظت اور نجات دلانے والی امیدوں کا سوال کرتا ہوں۔(2)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے، کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھائی۔ جب آپ کسی مشکل میں پڑ جاتے تو آپ وہ دعا مانگا کرتے تھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے۔ وہ یہ ہے۔ "یَا کَائِنُ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ، وَیَامُکَوِّنَ کُلِّ شَیْءٍ وَیَا کَائِنُ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ اِفْعَلْ بِیْ کَذَا وَکَذَا" اے ہر شے سے پہلے موجود! اور اے ہر شے کو پیدا فرمانے والے! اور اے ہر شے سے بعد موجود رہنے والے! تو میرا فلاں فلاں کام کردے، وغیرہ۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم تک اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے یہ خبر پہنچی ہے **ھُوَالْاَوَّلُ** وہ ہر شے سے اول ہے۔ **وَالْاٰخِرُ** وہی ہر شے کے بعد ہے۔ **وَالظَّاھِرُ** وہی ہر شے سے اوپر ہے۔ **وَالْبَاطِنُ** وہ ہر شے سے قریب تر ہے۔ یعنی وہ اپنے علم اور قدرت کے سبب قریب ہے حالانکہ وہ (اپنی شان کے مطابق) اپنے عرش کے اوپر ہے اور ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔ **ھُوَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ** اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا۔ ان میں سے ہر دن کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔ پھر وہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ وہ اس قطرے کو بھی جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور نباتات کی جو کونپل بھی زمین سے نکلتی ہے وہ اسے بھی جانتا ہے اور جو آسمان سے بارش وغیرہ نازل ہوتی ہے اور جو کچھ آسمان کی جانب اوپر چڑھتا ہے۔ مثلاً فرشتے وغیرہ ان سب کو جانتا ہے۔ اور تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ یعنی اپنی قدرت اور اپنی سلطنت اور قوت وطاقت کے ساتھ وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کا علم بھی تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں بھی ہو۔ اور جو کچھ تم اعمال کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 348، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 276، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عمر اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ مسلسل ہر شے کے بارے سوال کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ کہہ دیتے ہیں: اللہ تو ہر شے سے پہلے ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ سے قبل کیا تھا؟ سو اگر وہ تم سے یہ کہیں تو تم یہ جواب دو: وہی ہر شے سے پہلے ہے اور وہی آخر ہے، اس کے بعد کوئی شے نہیں۔ وہی ظاہر (غالب) ہے اور اس سے اوپر کوئی شے نہیں۔ وہی باطن ہے ہر شے کے قریب ہے اور وہ ہر شے کو جاننے والا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت ابوزمیل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا اور کہا کوئی حقیقت نہیں اس شے کی جو میں اپنے دل میں پاتا ہوں۔ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ میں نے کہا: قسم بخدا! میں اس کے بارے کلام نہیں کروں گا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا: کیا وہ شے کوئی شک ہے اور ضحک (مذاق) ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس سے تو کوئی بھی محفوظ نہیں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الآیہ (یونس: 94) (اگر تو شک میں مبتلا ہو جائے اس کے بارے جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے) اور آپ نے مجھے فرمایا: جب تو کوئی شے اپنے دل میں پائے تو یہ کہا کر: هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو وہ تمہیں جانتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَهُوَ مَعَكُمْ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا علم تمہارے ساتھ ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا افضل ترین ایمان یہ ہے کہ وہ یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے جہاں وہ ہو۔(2)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المومنین! میں آپ کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ مجھے وہ خاص اسم اعظم بتایئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو خاص طور پر فرمایا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے خاص طور پر بتایا۔ اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو وہ عطا فرما کر رب کریم نے بھیجا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جب تو چاہے کہ اسم اعظم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگے تو سورۃ الحدید کی پہلی چھ آیات تا عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ اور سورۂ حشر کی آخری چار آیات پڑھ، پھر اپنے ہاتھ اٹھا اور کہہ: اے وہ جو اس طرح ہے! میں تجھ سے ان اسماء کے طفیل عرض کرتا ہوں اور تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھے اور تو اس اس طرح کہے جو تو ارادہ رکھتا ہے۔ تو قسم ہے اس ذات کی جس کے بغیر کوئی اللہ نہیں! بالیقین تیری حاجت اور التجا کو قبول کیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 115، مکتبہ امدادیہ ملتان
2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 470 (741)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ ؕ فَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝۷ وَ مَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَ
الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا بِرَبِّكُمْ وَ قَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ ۝۸ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ
الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝۹ وَ مَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ
سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ
اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا
مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۱۰ مَنْ
ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَ لَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝۱۱

"ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور خرچ کرو (اس کی راہ میں) ان مالوں سے جن میں اس نے تمہیں اپنا نائب بنایا ہے۔ پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہے ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ (اس کا) رسول دعوت دے رہا ہے تمہیں کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر اور اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ بھی لے چکا ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ وہی ہے جو نازل فرما رہا ہے اپنے (محبوب) بندہ پر روشن آیتیں تاکہ تمہیں نکال لے (کفر کے) اندھیروں سے (ایمان کے) نور کی طرف اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی شفقت فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خرچ نہیں کرتے (اپنے مال) راہ خدا میں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے۔ تم میں سے کوئی برابری نہیں کر سکتا ان کی جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے (راہ خدا میں) مال خرچ کیا اور جنگ کی۔ ان کا درجہ بہت بڑا ہے ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد مال خرچ کیا اور جنگ کی (ویسے تو) سب کے ساتھ اللہ نے وعدہ کیا ہے بھلائی کا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بخوبی خبردار ہے۔ کون ہے جو (اپنا مال) اللہ تعالیٰ کو (بطور) قرضہ حسنہ دے اور اللہ تعالیٰ کئی گنا بڑھا دے اس کے مال کو اس کے لیے (اس کے علاوہ) اسے شاندار اجر بھی ملے گا"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ کے

تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خرچ کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اس رزق سے جو اس نے تمہیں زندگی گزارنے کے لیے کثرت سے عطا فرمایا ہے۔ وَ قَدْ اَخَذَ مِیْثَاقَكُمْ فرمایا: ابھی تم پشت آدم میں تھے کہ اللہ تعالیٰ تم سے وعدہ بھی لے چکا ہے۔ اور ارشاد گرامی لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کی تفسیر میں فرمایا تاکہ وہ تمہیں گمراہی سے ہدایت کی طرف نکال لے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ میں مراد وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ سے قبل مشرف با سلام ہوئے۔ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا یعنی وہ اسلام لائے۔ آپ فرماتے ہیں جس نے ہجرت کی وہ اس کی طرح نہیں جس نے ہجرت نہیں کی۔ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى فرمایا الْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔ یعنی سب کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ کے تحت فرمایا: دو جگہیں ہیں ان میں سے ایک دوسری سے افضل ہے۔ اور دو خرچے ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے افضل ہے۔ فرمایا: فتح مکہ سے پہلے جنگ لڑنا اور مال خرچ کرنا مکہ مکرمہ فتح ہو جانے کے بعد جنگ لڑنے اور مال خرچ کرنے سے زیادہ افضل و اعلیٰ ہے۔ اور وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى کے تحت آپ نے فرمایا: اَلْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابو الدحداح نے کہا: قسم بخدا! جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں اور میرے بعد کوئی اس میں مجھ سے سبقت نہیں لے جا سکے گا۔ پھر کہا: اے اللہ! ہر وہ شے جس کا مالک ابو الدحداح ہے اس کا نصف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ حتیٰ کہ اپنا ایک جوتا بھی اتار دیا اور پھر کہا یہ بھی۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہاں سے ایک قوم آئے گی: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ساتھ یمن کی طرف اشارہ فرمایا۔ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے حقیر خیال کرو گے۔ لوگوں نے عرض کی: کیا ہم بہتر ہیں یا وہ؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ تم (بہتر ہو) پس اگر ان میں سے کوئی احد پہاڑ کی مثل بھی سونا خرچ کرے گا تو وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف کو بھی نہیں پا سکے گا۔ پس یہ آیت ہمارے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کن ہے: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے دلائل میں زید بن اسلم کی سند سے حضرت عطاء بن یسار سے اور انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم حدیبیہ کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب ہم مقام عسفان پر تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم آئے گی کہ تم اپنے اعمال کو ان کے اعمال کے سامنے حقیر گمان کرو گے۔ ہم نے عرض کی: وہ کون ہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ قریش میں سے ہوں گے؟ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 55-254، دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ ﷺ نے جواباً فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ اہل یمن ہوں گے۔ ان کے دل لوگوں سے بڑھ کر انتہائی نرم اور ملائم ہوں گے۔ پھر ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا وہ ہم سے بہتر ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ان میں سے کسی کے پاس احد پہاڑ کی مثل سونا ہوا اور اس نے وہ (راہ خدا میں) خرچ کر دیا تو وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ سنو! ہمارے اور لوگوں کے درمیان یہ آیت فیصلہ کن ہے: لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ الآیہ۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان مکالمہ اور گفتگو ہوئی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا: چند دن (اسلام قبول کرنے میں) تم ہم سے آگے ہوا اور ہم پر سبقت لے گئے ہو۔ پس یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ نے فرمایا: میرے اصحاب کو میرے پاس بلاؤ (اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم نے احد کی مثل یا پہاڑوں کی مثل بھی سونا خرچ کر دیا تو بھی ان کے اعمال کو نہیں پہنچ سکتے۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی: کیا ہم بہتر ہیں یا وہ جو ہمارے بعد ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ان میں سے کسی نے احد پہاڑ کی مثل بھی سونا خرچ کر دیا تب بھی وہ تم میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میرے اصحاب کو گالی نہ دو۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مثل سونا بھی (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) خرچ کر دے تو وہ ان میں سے کسی کے مد بلکہ اس کے نصف کو بھی نہیں پا سکتا۔(4)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: تم رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کو گالی گلوچ نہ دو۔ کیونکہ ان میں سے کسی کی ایک ساعت کا مقام تم میں سے کسی کے عمر بھر کے عمل سے بہتر اور افضل ہوگا۔(5)

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 257، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 266، دارصادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 6

4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 653 (3861)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 405 (32415)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ
فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَ
ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿١٣﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَ
لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَ تَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى
جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿١٤﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّ
لَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾

''جس روز آپ دیکھیں گے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو کہ ضوفشانی کر رہا ہوگا ان کا نور ان کے آگے بھی اور ان کی دائیں جانب بھی (مومنو!) تمہیں مژدہ ہو آج ان باغوں کا بہہ رہی ہیں جن کے نیچے نہریں تم ہمیشہ وہاں رہو گے۔ یہی وہ عظیم الشان کامیابی ہے۔ اس روز کہیں گے منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے (اے نیک بختو!) ذرا ہمارا بھی انتظار کرو ہم بھی روشنی حاصل کر لیں تمہارے نور سے (انہیں) کہا جائے گا لوٹ جاؤ پیچھے کی طرف اور (وہاں) نور تلاش کرو۔ پس کھڑی کر دی جائے گی ان کے اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار جس کا ایک دروازہ ہوگا، اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب ہوگا۔ منافق پکاریں گے اہل ایمان کو کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ کہیں گے بے شک! لیکن تم نے اپنے آپ کو خود فتنوں میں ڈال دیا اور (ہماری تباہی کا) انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے اور دھوکہ میں ڈال دیا تمہیں جھوٹی امیدوں نے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان آ پہنچا اور دھوکہ دیا تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان (دغا باز) نے۔ پس آج نہ تم سے فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ کفار سے تم (سب کا) ٹھکانا آتش (جہنم) ہے۔ وہ تمہاری رفیق ہے۔ اور بہت بری جگہ ہے لوٹنے کی''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ پل صراط پر ان کا نور ضوفشانی کر رہا ہوگا ان کے آگے یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا ہے کہ پل صراط پر ان کا نور ان کے آگے ضوفشانی کر رہا ہوگا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 199 (35317)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن منذر نے حضرت یزید بن شجرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس تمہارے اسماء، تمہاری شکل وصورت، تمہارا رنگ روپ، تمہاری سرگوشی اور تمہاری مجالس سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا اے فلاں ابن فلاں! آجا تیرے لیے نور اور روشنی ہے اور اے فلاں بن فلاں! تیرے لیے کوئی نور اور روشنی نہیں ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بعض مومنین ایسے ہوں گے جن کا نور ان کے لیے اتنی روشنی کرے گا جتنی کہ مدینہ طیبہ سے لے کر عدن تک کی جگہ ہے۔ صفاء تک زیادہ واضح اور روشن ہوگی۔ پھر اس سے کم ہو جائے گی یہاں تک بعض ایسے مومن بھی ہوں گے جن کا نور صرف ان کے پاؤں رکھنے کی جگہ کو روشن کرے گا اور لوگوں کے مراتب ان کے اعمال کے مطابق ہوں گے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مومنین کو ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا جب کہ وہ پل صراط پر سے گزریں گے۔ ان میں سے بعض کا نور پہاڑ کی مثل ہوگا اور بعض کا نور کھجور کے درخت کی مانند ہوگا۔ اور ان میں سے سب سے کم نور اس آدمی کا ہوگا جس کا نور اس کے انگوٹھے پر ہوگا، کبھی وہ بجھ جائے گا اور کبھی دوبارہ روشن ہو جائے گا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوذر اور ابو الدرداء رضی اللہ عنہما دونوں سے یہ قول سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پہلا شخص ہوں جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی اور میں ہی پہلا ہوں جسے اپنا سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ سو میں اپنا سر نیاز سجدے سے اٹھاؤں گا تو میں اپنے سامنے، اپنے پیچھے، اپنی دائیں جانب اور اپنی بائیں جانب نظر اٹھا کر دیکھوں گا۔ تو دیگر امتوں کے درمیان سے میں اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ پھر عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کے لوگوں کو ان امتوں میں سے کیسے پہچانیں گے جو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک کے درمیان رہی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے اعضائے وضو وضو کے اثر سے روشن اور چمک رہے ہوں گے (یعنی یہ پنج کلیان ہوں گے) اور یہ نور اور چمک ان کے سوا کسی کے لیے نہیں ہوگی اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ انہیں ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ اور میں انہیں اس طرح بھی پہچان لوں گا کہ ان کے چہروں پر سجدوں کے نشانات ہوں گے اور میں ان کی شناخت ان کے اس نور سے بھی کرلوں گا جو ان کے آگے، ان کی دائیں جانب اور ان کی بائیں جانب ضوفشانی کر رہا ہوگا۔ (3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 286، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 520 (3785)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً (3784)

امام ابن مبارک، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے لوگو! تم ایک ایسی منزل میں صبح اور شام کرتے ہو جس میں تم نیکیاں حاصل کرتے ہو۔ اور عنقریب تم اس سے ایک دوسری منزل کی طرف کوچ کرنے والے ہو۔ اور وہ قبر ہے وہ تنہائی کا گھر ہے، وہ تاریک گھر ہے، کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہے اور انتہائی تنگ اور تکلیف دہ گھر ہے، مگر جس کے لیے اللہ تعالیٰ وسیع فرما دے۔ پھر قیامت کے دن تم وہاں سے میدان حشر کی طرف منتقل ہو گے۔ بے شک تم ابھی اس میدان میں ہی ہو گے کہ اللہ تعالیٰ کا امر لوگوں پر غالب آجائے گا۔ پس بعض چہرے سفید اور روشن ہوں گے اور بعض سیاہ ہوں گے۔ پھر تم وہاں سے ایک دوسری جگہ کی طرف منتقل ہو گے۔ تو لوگوں پر شدید تاریکی اور اندھیرا چھا جائے گا۔ پھر نور تقسیم کیا جائے گا۔ پس مومن کو وہ نور عطا کیا جائے گا اور کافر اور منافق کو چھوڑ دیا جائے گا اور انہیں کوئی شے عطا نہیں کی جائے گی۔ یہی وہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے اور کوئی کافر اور منافق مومن کے نور سے روشنی حاصل نہیں کر سکے گا جیسا کہ کوئی اندھا دیکھنے والے کی آنکھ سے روشنی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور منافق ایمان والوں کو کہیں گے: انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا اور یہی منافقین کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے دھوکہ بازی کی سزا ہے۔ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا: اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء:142) (بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکہ بازی کی)) پس وہ لوٹ کر اس جگہ کی طرف جائیں گے جہاں نور تقسیم کیا گیا تھا۔ لیکن وہ وہاں کوئی شے نہیں پائیں گے۔ پھر وہ ان کی طرف پھر کر جائیں گے۔ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ (پس ان کے اور اہل ایمان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس کا ایک دروازہ ہوگا اس کے باطن میں رحمت اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب ہوگا) تو منافق اہل ایمان کو پکاریں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نمازیں نہیں پڑھتے تھے اور تمہارے جہاد میں شریک نہیں ہوا کرتے تھے؟ تو اہل ایمان جواب میں کہیں گے: بے شک! لیکن تم نے خود اپنے آپ کو فتنوں میں ڈال دیا تا قولہ...... وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن تاریکی پھیلا دی جائے گی اور کوئی مومن اور کافر اپنی ہتھیلی بھی نہیں دیکھ سکے گا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مومنین کی طرف ان کے اعمال کے مطابق نور بھیج دے گا اور منافقین ان کے پیچھے پیچھے چلیں گے اور کہیں گے: انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ذرا ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے اس اثناء میں کہ لوگ تاریکی اور اندھیرے میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک نور بھیجے گا۔ پس جب مومنین اس نور کو دیکھیں گے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور وہ نور اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے جنت کی طرف راہنما بن جائے گا۔ اور جب

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 434 (3511)، دار الکتب العلمیہ بیروت

منافقین مومنین کو دیکھیں گے کہ وہ نور کی طرف چلیں ہیں تو وہ بھی ان کے پیچھے چل پڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ منافقین پر تاریکی اور اندھیرا مسلط رکھے گا۔ تو اس وقت وہ کہیں گے ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں۔ کیونکہ ہم دنیا میں تمہارے ساتھ تھے۔ تو مومنین کہیں گے: پیچھے کی جانب واپس لوٹ جاؤ اور وہیں سے نور تلاش کرو۔ جہاں اندھیرے سے تم آئے پس وہیں سے نور بھی تلاش کرو۔ (1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کی نسبت سے پکارے گا تا کہ ہر بندے کا پردہ اور ستر دوسرے بندوں پر قائم رہے اور پل صراط سے گزرتے وقت اللہ تعالیٰ ہر مومن اور ہر منافق کو نور عطا فرمائے گا۔ لیکن جب وہ پل صراط پر سیدھے کھڑے ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں کا نور سلب کر لے گا۔ تو اس وقت منافقین یہ کہیں گے: اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ اور مومنین یہ کہیں گے رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا (التحریم: 8) (اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما) اور اس وقت کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اگلے اور پچھلے سب لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ تو وہ یہود کو پکارے گا اور ان سے یہ پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر ان سے کہا جائے گا تم تو اس کے ساتھ غیر کی بھی عبادت کرتے تھے۔ وہ جواب دیں گے: ہاں (ایسا ہی ہے) پھر ان سے پوچھا جائے گا وہ کون ہے جس کی تم اس کے ساتھ عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے۔ حضرت عزیر علیہ السلام۔ پس ان کے چہرے پھیر دیئے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نصاریٰ کو بلائے گا اور ان سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا کیا تم اس کے ساتھ غیر کی بھی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواباً کہیں گے: ہاں۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا: وہ کون ہے جس کی تم اس کے ساتھ عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے: حضرت مسیح علیہ السلام۔ پھر ان کے چہرے پھیر دیئے جائیں گے۔ پھر مسلمانوں کو بلایا جائے گا اور یہ زمین کی خاصی مقدار پر جمع ہوں گے۔ سو ان سے پوچھا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: ہم تو صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔ پھر انہیں کہا جائے گا: کیا تم اس کے ساتھ کسی غیر کی بھی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ غضب ناک ہو جائیں گے اور جواب میں عرض کریں گے: ہم نے تو اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کی۔ پس ان میں سے ہر انسان کو نور عطا کیا جائے گا۔ پھر انہیں پل صراط کی طرف متوجہ کیا جائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ الآیہ۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ (التحریم: 8) الی آخر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 261، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 52-651 (18443)، دارالفکر بیروت

الآیہ (اس روز رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ (اپنے) نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے (اس روز) ان کا نور ایمان دوڑتا ہو گا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب .....)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد گرامی یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ الآیہ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دوران کہ لوگ تاریکی میں ہوں گے، اللہ تعالیٰ ایک نور بھیجے گا۔ پس جب مومنین اس نور کی طرف دیکھیں گے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اور وہی نور ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت کی طرف دلیل بن جائے گا۔ اور جب منافقین مومنین کو دیکھیں گے کہ وہ چل پڑے ہیں تو وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ منافقین پر تاریکی اور ظلمت مسلط کر دے گا۔ تو اس وقت وہ کہیں گے ذرا ہمارا بھی انتظار کرو، ہم بھی تمہارے نور سے روشنی حاصل کر لیں۔ کیونکہ ہم دنیا میں بھی تمہارے ساتھ تھے۔ تو مومنین انہیں جواب دیں گے: اسی جگہ کی طرف واپس لوٹ جاؤ جہاں سے تم تاریکی میں آئے۔ پس وہیں سے نور بھی تلاش کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو فاختہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کو جمع فرمائے گا اور لوگوں پر ظلمت و تاریکی مسلط کر دے گا اور وہ اپنے رب کی بارگاہ میں استغاثہ کرنے لگیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن ہر مومن کو نور عطا فرمائے گا اور منافقین کو بھی نور عطا کرے گا۔ پس وہ سارے کے سارے جنت کی طرف متوجہ ہو کر چل پڑیں گے۔ ان کا نور ان کے ساتھ ہو گا۔ سو اس اثناء میں کہ وہ چل رہے ہوں گے اچانک اللہ تعالیٰ منافقین کا نور سلب کر لے گا۔ وہ تاریکی میں لڑکھڑانے لگیں گے۔ اور مومنین اپنے اس نور کے سبب جو ان کے سامنے ہو گا ان سے آگے نکل جائیں گے۔ تو منافقین انہیں پکار کر کہیں گے: اُنْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ۔ پھر اہل ایمان اور منافقین کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی اس کا ایک دروازہ ہو گا اور اس کے باطن میں رحمت ہو گی جہاں مومنین جائیں گے اور اسی کی جانب جنت ہو گی۔ اور منافقین مومنوں کو پکار کر کہیں گے: کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ وہ جواب دیں گے: بے شک! (تم ہمارے ساتھ تھے) لیکن تم نے اپنے آپ کو خود فتنوں میں ڈال دیا۔ اور (ہماری تباہی کا) انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے۔ پس منافقین آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے اور وہ تاریکی میں بھٹکتے پھر رہے ہوں گے۔ آؤ! ہم مومنین کی طرف کوئی راستہ تلاش کریں۔ پس وہ ایک گہرے گڑھے میں گر پڑیں گے۔ تو بعض بعض کو کہیں گے: بے شک یہ تمہیں مومنین کی طرف لے جائے گا۔ پس وہ اس میں لگاتار گرتے جائیں گے اور مسلسل اس میں نیچے کی جانب گرتے جائیں گے یہاں تک کہ وہ جہنم کی گہرائی تک پہنچ جائیں گے۔ پس یہی منافقین کے لیے دھوکہ بازی کی سزا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (النساء:142)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم نے اُنْظُرُوْنَا پڑھا ہے، یہ ہمزہ وصل ہے اور الف مرفوع ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَنْظِرُوْنَا میں ہمزہ قطعی ہے۔ چنانچہ اس میں الف منصوب اور ظاء مکسور ہے یعنی اَنْظِرُوْنَا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تو اس دن کہاں

ہوگا جب جہنم کو لایا جائے گا اور وہ مشرق و مغرب کے درمیان ہر شے کو بند کر دے گی۔ اور کہا گیا ہے کہ تو ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کو جہنم میں غوطہ زنی نہ کر لے۔ پس اگر تیرے ساتھ نور رہا اور پل صراط پر وہ تیرے ساتھ قائم رہا۔ تو تحقیق قسم بخدا! تو نجات پا جائے گا اور ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور اگر تیرے ساتھ نور نہ ہوا تو تجھے جہنم کے لوہے کے کانٹے یا اس کی وہ سلاخیں جن کے سرے مڑے ہوئے ہوں گے وہ مضبوطی سے پکڑ لیں گے اور تحقیق قسم بخدا! تو گرا دیا جائے گا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ یَوْمَ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَهُمْ عَلَى الصِّرَاطِ انْظُرُوْنَا کے تحت حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انْظُرُوْنَا کا معنی ہے تم ہمارا انتظار کرو۔ اور نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ یعنی ہم تمہارے نور سے حصہ حاصل کر لیں اور ہم بھی تمہارے ساتھ چلیں۔ کہا گیا ہے کہ ملائکہ انہیں کہیں گے: ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا مِنْ حَیْثُ جِئْتُمْ کہ تم لوٹ جاؤ اپنے پیچھے کی جانب اور وہیں سے نور تلاش کرو جہاں سے تم آئے۔ یہ ان کے ساتھ وہ استہزاء ہے جو دنیا میں وہ مومنین کے ساتھ استہزاء کرتے رہے۔ جس وقت کہ انہوں نے مومنین سے کہا: ہم ایمان لائے حالانکہ وہ مومن نہیں تھے۔ سو اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''اللہ یستھزی بھم'' (بقرہ:) جب کہ انہیں یہ کہا جائے گا: ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ؕ فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ اس میں سور سے مراد ایک دیوار ہے جو کہ اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان کھڑی کر دی جائے گی۔ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ دیوار کے باطن میں یعنی اس طرف جو جنت کے ساتھ ملی ہوگی رحمت ہے۔ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴿۱۳﴾ اور اس کے ظاہر کی جانب عذاب یعنی جہنم ہوگی اور (دیوار) یہ وہ حجاب ہے جو اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان حائل ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ بیت المقدس کی مشرقی دیوار پر تھے اور رونے لگے۔ تو ان سے کہا گیا: کون سی شے آپ کو رلا رہی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہاں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خبر دی ہے کہ آپ نے جہنم کو دیکھا ہے۔ وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ کے تحت انہوں نے کہا کہ یہ وادی جہنم کے پاس دیوار کا محل یہی جگہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوسنان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ وادی جہنم کے پاس تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ بے شک وہ دیوار جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے فَضُرِبَ بَیْنَهُمْ بِسُوْرٍ یہ وہی دیوار ہے جو بیت المقدس کی مشرقی دیوار ہے۔ بَاطِنُهٗ فِیْهِ الرَّحْمَةُ کہ اس کے باطن میں مسجد ہے۔ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴿۱۳﴾ اور اس کے ظاہر کی جانب وادی جہنم ہے اور جو کچھ اس کے ساتھ ملا ہوا ہے۔(2)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 59 (34197)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ میں بِسُوْرٍ سے مراد جنت اور دوزخ کے درمیان دیوار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ سے مراد یہ ہے کہ اس کے باطن میں جنت ہے۔ وَ ظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ اور اس کے ظاہر کی جانب جہنم ہے۔(1)

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتُ الآیہ کے تحت فرمایا کہ بے شک منافقین دنیا میں مومنین کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ وہ ان کے ساتھ شادی نکاح بھی کرتے تھے اور دیگر معاملات بھی سرانجام دیتے تھے۔ اور وہ انہیں کے ساتھ مرے۔ سو قیامت کے دن تمام کو نور عطا کیا جائے گا۔ پھر منافقین کا نور بجھا دیا جائے گا۔ جب وہ دیوار کے پاس پہنچیں گے تو وہ ان کے درمیان جدائی ڈال دے گی اور دیوار اعراف میں حجاب کی طرح ہوگی۔ تو وہ کہیں گے انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ لٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ کی تفسیر میں فرمایا ہے: لیکن تم نے اپنے آپ کو شہوات ولذات کے فتنوں میں ڈال دیا اور توبہ کا انتظار کرتے رہے۔ وَ ارْتَبْتُمْ اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ وَ غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ اور جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ میں ڈال دیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یعنی موت تمہیں آ پہنچی۔ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں شیطان (دھوکہ باز) نے دھوکہ دیا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوسفیان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت کہا: لیکن تم نے اپنے آپ کو گناہوں اور نافرمانیوں کے سبب فتنوں میں ڈال دیا۔ توبہ کا انتظار کرتے رہے اور شک میں مبتلا رہے اور جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ دیا۔ تم کہتے رہے: ہمیں بخش دیا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان یعنی موت آ پہنچی۔ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ اور شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اس آیت کے ضمن میں حضرت محبوب لیثی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے لیکن تم نے اپنے آپ کو شہوات کے سبب فتنوں میں ڈال دیا اور توبہ کا انتظار کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ اور طویل جھوٹی امیدوں نے تمہیں دھوکہ دیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام اجل آ پہنچا اور شیطان دھوکہ باز نے تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 58 (34189)، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 63-263، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 462 (7295)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ تَرَبَّصْتُمْ فرمایا: وہ حق اور اہل حق کی (تباہی کا) انتظار کرتے رہے۔ وَارْتَبْتُمْ اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں شک میں مبتلا رہے۔ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ فرمایا: وہ شیطان کی جانب سے دھوکہ میں مبتلا رہے۔ قسم بخدا! وہ اسی کیفیت پر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم میں پھینک دیا۔ وَ غَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ۝ اور شیطان (دھوکے باز) نے انہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ پس آج کے دن منافقین اور کفار سے فدیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ لَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۝۱۶ اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۝۱۷ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ الْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ۝۱۸

"کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا اہل ایمان کے لیے کہ جھک جائیں ان کے دل یاد الٰہی کے لیے اور اس سچے کلام کے لیے جو اترا ہے اور نہ بن جائیں ان لوگوں کی طرح جنہیں کتاب دی گئی اس سے پہلے پس لمبی مدت گزر گئی ان پر تو سخت ہو گئے ان کے دل اور ایک کثیر تعداد ان میں سے نافرمان بن گئی۔ جان لو! اللہ تعالیٰ زندہ کر دیتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد، ہم نے کھول کر بیان کر دی ہیں تمہارے لیے (اپنی) نشانیاں تاکہ تم سمجھو۔ بے شک صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرضہ حسنہ دیا کئی گنا بڑھا دیا جائے گا ان کے لیے (ان کا مال) اور انہیں فیاضانہ اجر ملے گا"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے قرأت اس طرح کی ہے: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے سترہ سال بعد مہاجرین کے دلوں میں (جھکنے میں) تاخیر اور آہستگی کو پایا تو یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں صحابہ کرام کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے اور وہ ہنس رہے تھے۔ آپ اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے آئے اور آپ کا چہرہ سرخ تھا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ہنس رہے ہو۔ حالانکہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے لیے امان ہے۔ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ تو اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو

آپ ﷺ نے فرمایا: تم اتنی مقدار روتے رہو جتنا ہنسے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے سامنے یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں: سب سے پہلے لوگوں سے خشوع اٹھالیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں: کہ اس کا معنی ہے: کیا اہل ایمان کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ یاد الٰہی کے لیے ان کے دل جھک جائیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا کے ضمن میں فرمایا: اس سے مراد دلوں کے سخت ہو جانے کے بعد انہیں نرم کرنا ہے۔

امام مسلم، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمارے اسلام لانے اور اس آیت اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ کے ساتھ ہمیں عتاب فرمانے کے درمیان فقط چار برس کا فاصلہ ہے۔(1)

امام ابن منذر، ابن مردویہ، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ ان کے اسلام لانے کے درمیان اور اس آیت کے نزول کے درمیان جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں عتاب فرمایا ہے۔ صرف چار برس کا فاصلہ ہے اور وہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں گے جنہیں اس سے قبل کتاب دی گئی اور ان پر مدت طویل ہوگئی اور ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ فاسق ہو گئے۔(2)

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی، تو ہم میں سے بعض لوگ بعض کے پاس آئے اور پوچھنے لگے: ہم نے کون سی بات کی ہے؟ ہم نے کون سا عمل کیا ہے؟

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین کے دلوں کو ذرا سست پایا۔ تو نزول قرآن کے تیرہویں سال کے شروع میں انہیں عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا: اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِكۡرِ اللّٰهِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت عبد العزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صحابہ کرام سے مزاح اور ہنسنے کا اظہار ہوا تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(3)

1۔ صحیح مسلم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 421، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 521 (3787)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 244 (35715)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کسی شے کے بارے مزاح کرنے لگے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا الآیہ۔

امام ابن مبارک، عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔تو انہوں نے وہاں زندگی کی خوشحالی اور آسودگی کو پایا جب کہ اس سے قبل ان کی زندگی انتہائی تلخ اور مشقت آمیز تھی۔تو انہوں نے بعض ایسے امور چھوڑ دیئے جو پہلے کیا کرتے تھے۔تو اس پر انہیں عتاب کیا گیا اور یہ آیت نازل ہوئی: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا الآیہ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت قاسم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب سخت اکتا گئے۔تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہمیں بیان فرمائیے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَیْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ (یوسف:3) (ہم آپ سے ایک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں) پھر وہ اکتائے اور زچ ہوئے، تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ ہمیں بیان فرمائیے۔تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر مدت طویل نہیں ہوئی کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں۔خبردار سنو! ہر شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔خبردار سنو! بے شک بعید اور دور وہی ہے جو آنے والی نہیں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل پر جب مدت (عمر) طویل ہوگئی۔ان کے دل سخت ہو گئے، انہوں نے اپنی کتاب گھڑی۔ان کے دل اس سے متحیر اور مبہوت ہو گئے۔ان کی زبانوں نے اسے جائز سمجھا اور حق ان کے درمیان اور ان کی بہت سی خواہشات کے درمیان حائل تھا۔یہاں تک کہ انہوں نے کتاب اللہ کو پس پشت پھینک دیا۔گویا کہ وہ اسے جانتے ہی نہیں۔اور انہوں نے کہا: یہ کتاب بنی اسرائیل کو پیش کرو۔پس اگر وہ تمہاری اتباع کریں تو تم انہیں چھوڑ دو۔اور اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو تم انہیں قتل کر دو۔انہوں نے کہا: نہیں۔بلکہ ان کے علماء میں سے فلاں آدمی کو بلا بھیجو اور اس پر یہ کتاب پیش کرو۔اگر اس نے تمہاری اتباع اور پیروی کی تو اس کے بعد ہرگز کوئی تمہاری مخالفت نہیں کرے گا۔اور اگر کوئی تمہاری مخالفت کرے تو اسے قتل کر دو۔اس کے بعد ہرگز کوئی تم سے اختلاف نہیں کرے گا۔پس انہوں نے اس کو بلا بھیجا۔اس نے ایک کاغذ لیا اور اس کے اوپر لکھا اس میں کتاب اللہ ہے۔پھر اسے اپنی گردن میں لٹکا دیا۔پھر اس کے اوپر کپڑے پہن لیے۔تو انہوں نے اس پر کتاب پیش کی اور اسے کہا: کیا تو اس کے ساتھ ایمان لاتا ہے؟ تو اس نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا اور کہا: میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور کیا ہے مجھے کہ میں اس کے ساتھ ایمان نہیں لاؤں گا؟ یعنی وہ کتاب جس میں قرآن ہے۔تو انہوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور اس کے کچھ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت

اصحاب تھے جو اس کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ پس جب وہ مر گیا تو انہوں نے وہ کتاب پالی جس میں قرآن اس پر معلق تھا۔ اور انہوں نے کہا: کیا تم اس کے اس قول کو جانتے نہیں میں اس کے ساتھ ایمان لایا اور کیا ہے مجھے کہ میں اس کے ساتھ ایمان نہیں لاؤں گا؟ بلاشبہ اس کی مراد یہ کتاب تھی۔ پس بنی اسرائیل ستر سے کچھ زائد ملتوں میں بٹ گئے اور ان میں سے سب سے بہترین مذہب صاحب قرآن کے اصحاب کا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک جو تم میں سے باقی رہا وہ عنقریب منکر اور گناہ کا عمل ہوتا دیکھے گا اور آدمی کے لیے یہی کافی ہوگا کہ وہ گناہ دیکھے گا لیکن اسے تبدیل کرنے کی استطاعت اور طاقت نہیں رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ اس کی دل کی کیفیت کو جانتا ہے کہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے۔(1)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ جب یہ آیت تلاوت کرتے تھے: اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ تو پھر فرماتے تھے بے شک اے میرے رب! کیوں نہیں بے شک اے میرے پروردگار!

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے بیان کیا ہے کہ حضرت شداد بن اوس نے کہا ہے کہ لوگوں سے سب سے پہلے خشوع اٹھالیا جائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الْاَمَدُ سے مراد زمانہ (دہر) ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو حرب بن ابی الاسود رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قراء کو جمع کیا اور فرمایا: تم میں قرآن جمع کرنے والوں کے (یعنی حفاظ قرآن) سوا کوئی داخل نہ ہو۔ سو ہم تین سو آدمی اندر داخل ہوئے اور آپ نے ہمیں وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا: تم اس شہر کے قراء ہو۔ قسم بخدا! تم پر زمانہ طویل ہو جائے گا اور تمہارے دل اسی طرح سخت ہو جائیں گے جیسے اہل کتاب کے دل سخت ہو گئے تھے۔(3)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖۗ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ
رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ
اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۧ﴿۱۹﴾ اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِيْنَةٌ وَّ
تَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ
الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ وَ فِي الْاٰخِرَةِ
عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَاۤ اِلَّا
مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۲۰﴾ سَابِقُوْۤا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 95-95 (7589)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 286، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 317، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ﴿۲۱﴾

''اور جولوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر وہی (خوش نصیب) اللہ کی جناب میں صدیق اور شہید ہیں۔ان کے لیے (خصوصی) اجر اور ان کا (مخصوص) نور ہے، اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی لوگ تو دوزخی ہیں۔خوب جان لو! کہ دنیوی زندگی محض کھیل، تماشا اور (سامان) آرائش ہے، اور آپس میں (حسب ونسب پر) اترانا اور ایک دوسرے سے زیادہ مال اور اولاد حاصل کرنا۔اس کی مثال یوں سمجھو جیسے بادل برسے اور نہال کردے کسانوں کو اس کی (شاداب وسرسبز) کھیتی پھر وہ (یکا یک) سوکھنے لگے تو تو اسے دیکھے کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا ہے پھر وہ ریزہ ریزہ ہو جائے اور (دنیا پرستوں کے لیے) آخرت میں سخت عذاب ہوگا اور (خدا پرستوں کے لیے) اللہ کی بخشش اور (اس کی) خوشنودی ہوگی۔اور نہیں ہے دنیوی زندگی مگر نرا دھوکہ۔تیزی سے آگے بڑھو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے جو تیار کر دی گئی ہے ان کے لیے جو ایمان لے آئے اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔یہ اللہ کا فضل (وکرم) ہے عطا فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی فضل فرمانے والا ہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی ذات اور دین کے بارے فتنہ سے ڈرتے ہوئے اپنے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل ہوتا رہا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک صدیق لکھا جائے گا۔اور جب وہ مرا تو اللہ تعالیٰ اسے شہید قرار دے گا۔پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖۗ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ پھر آپ نے فرمایا: اپنے دین کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف بھاگ دوڑ کرنے والے قیامت کے دن جنت میں حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ان کے درجہ میں ہوں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ میری امت کے مومنین شہداء ہیں۔پھر حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ ۖۗ وَ الشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک ایک آدمی اپنے بستر پر مرے گا اور وہ شہید ہوگا۔پھر آپ نے مذکورہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے ایک دن فرمایا اور وہ آپ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 269، داراحیاء التراث العربی بیروت

پاس تھے: تم سارے کے سارے صدیق اور شہید ہو۔ تو آپ سے کہا گیا: اے ابوہریرہ! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ آیت پڑھو: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: بے شک شہید وہ ہے کہ اگر وہ اپنے بستر پر بھی مرا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یعنی وہ جو اپنے بستر پر مرے اور اس کا کوئی گناہ نہ ہو۔ (1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر مومن صدیق اور شہید ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مومن صدیق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ فرمایا: یہ حصہ اس سے الگ اور جدا ہے۔ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ یہ علیحدہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام صدیقین رکھا ہے۔ پھر فرمایا: وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۔ (3)

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مسروق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت صرف شہداء کے لیے ہے۔ (4)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون جہنی رحمہ اللہ نے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے اگر میں یہ شہادت دوں ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور میں پانچ نمازیں پڑھوں۔ میں زکوٰۃ ادا کروں، رمضان المبارک کے روزے رکھوں اور میں اسی پر قائم رہوں تو میں کن میں سے ہوں گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو صدیقین اور شہداء میں سے ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ کے تحت فرمایا: لوگ ان دونوں جانبوں کی طرف آخرت میں ہوں گے۔

مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۚ﴿۲۲﴾ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ﴿۲۳﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 181 (9631)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 268، داراحیاء التراث العربی بیروت 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 289

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۴﴾

''نہیں آئی کوئی مصیبت زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر مگر وہ لکھی ہوئی ہے کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں، بے شک یہ بات اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔(ہم نے تمہیں یہ اس لیے بتا دیا ہے) کہ تم غمزدہ نہ ہو اس چیز پر جو تمہیں نہ ملے اور نہ اترانے لگو اس چیز پر جو تمہیں مل جائے۔ اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کسی مغرور، شیخی باز کو۔ جو لوگ خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں، اور جو (اللہ کے حکم سے) روگردانی کرے تو بے شک اللہ ہی بے نیاز، ہر تعریف کا مستحق ہے''۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ الآیہ کے تحت فرمایا: دنیا کے بارے میں اور نہ ہی دین کے بارے میں کوئی مصیبت نہیں آئی، زمین پر اور نہ تمہاری جانوں پر اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا مگر وہ لکھی ہوئی ہے۔ کتاب میں اس سے پہلے کہ ہم ان کو پیدا کریں۔ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ تا کہ تم غمزدہ نہ ہو اس چیز پر جو دنیا میں سے تمہیں نہ ملے۔ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ اور نہ اترانے لگو اس چیز پر جو دنیا میں تمہیں مل جائے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ الآیہ کے تحت فرمایا: وہ ایک ایسی شے ہے جس سے فراغت پالی گئی ہے اس سے پہلے کہ نفسوں کو پیدا کیا جائے۔(2)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوحسان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے اور حاکم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے کہ دو آدمی حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک سواری کے جانور، عورت اور گھر بدفالی لینے کی چیزیں ہیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا! اس طرح نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں۔ البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت کے لوگ کہا کرتے تھے۔ بے شک بدفالی لینے کی چیزیں عورت، چوپائے اور گھر میں ہے۔ پھر ام المومنین نے یہ آیت پڑھی: مَاۤ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴿۲۲﴾۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان سے اسی آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس میں کون شک کر سکتا ہے کہ آسمان میں اور زمین میں آنے والی ہر مصیبت روحوں کو پیدا کیے جانے سے پہلے کتاب میں لکھ دی گئی ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 73-272، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 271
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 521 (3788)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 141 (9770)، دار الکتب العلمیہ بیروت

شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ الآیہ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کوئی انسان نہیں ہے مگر وہ غمزدہ اور پریشان بھی ہوتا ہے اور خوش اور مسرور بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر اسے مصیبت آ پڑے تو وہ اسے صبر سے برداشت کرے اور اگر اسے خیر اور نفع حاصل ہو تو وہ اس پر شکر بجالائے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں مذکورہ آیت میں مصیبت سے مراد مصائب معاش ہیں مصائب دین مراد نہیں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ مصائب دین مراد نہیں کہ دین کے معاملات میں ان کے لیے حکم ہے کہ وہ گناہ اور غلطی پر غمزدہ ہوں اور نیکی کرنے پر اظہار مسرت و فرحت کریں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک برائی اور گناہ کے بارے آسمان میں فیصلہ کیا جاتا ہے اور وہ ہر روز نئی شان میں ہوتا ہے۔ پھر اس کے لیے وقت مقرر کر دیا جاتا ہے اور وہ اسے اس کے مقررہ وقت تک روکے رکھتا ہے۔ پھر جب اس کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو وہ اسے بھیج دیتا ہے۔ پس اب اسے لوٹایا نہیں جاسکتا۔ وہ اس طرح ہوتا ہے کہ فلاں دن فلاں مہینے، فلاں سال اور فلاں شہر میں مصیبت، قحط اور رزق (نازل ہوگا) اور مصیبت خاص افراد میں بھی آتی ہے اور عام میں بھی۔ یہاں تک کہ ایک آدمی عصا پکڑتا ہے، اس کے ساتھ سہارا حاصل کرتا ہے حالانکہ وہ اسے ناپسند کر رہا ہوتا ہے پھر وہ اس کا عادی بن جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن ابی صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک جماعت میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور قوم میں سے ایک آدمی رونے لگا۔ تو انہوں نے فرمایا: کون سی شے تجھے رلا رہی ہے؟ تو اس نے عرض کی: میں اس کے لیے رو رہا ہوں جو کچھ میں آپ میں دیکھ رہا ہوں اور اس کی وجہ سے جس کی طرف آپ کو لے جایا جا رہا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تو نہ رو۔ کیونکہ ایسا ہونا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ کیا تو یہ ارشاد نہیں سنتا: مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ الآیہ۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت میں مصیبت سے مراد بھوک اور بیماریاں ہیں۔ اور مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا کا معنی ہے اس سے پہلے کہ ہم انہیں پیدا کریں۔(3)

ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مصیبت نازل فرمائی۔ پھر اسے اپنے پاس روک لیا۔ پھر وہ صاحب مصیبت کو پیدا فرماتا ہے۔ پھر جب وہ خطا اور غلطی کا عمل کرتا ہے تو اس پر وہ اس مصیبت کو بھیج دیتا ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت سلیم بن جابر ہجیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 273، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 195 (30620)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 287، دار الکتب العلمیہ بیروت

آخرزمانہ میں میری امت پر تقدیر کا ایک دروازہ کھول دیا جائے گا، کوئی شے اسے بند نہیں کر سکے گی۔ تمہارے لیے کافی ہے کہ تم انہیں اس آیت کے ذریعے اس سے بچاؤ: مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید اور عبداللہ بن احمد رحمہما اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت قزعہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو کھردرے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! میں آپ کے لیے ملائم کپڑا لایا جو خراسان میں بنایا جاتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی کہ میں آپ کو وہ پہنے ہوئے دیکھوں، کیونکہ آپ کھردرا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: میں اس کپڑے کو پہننے سے یہ خوف محسوس کرتا ہوں کہ میں مغرور اور شیخی باز ہو جاؤں گا اور ارشاد خداوندی ہے: وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۲۳﴾۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ یَّنْصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ﴿۲۵﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّیْنَا عَلٰۤی اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ قَفَّیْنَا بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَ اٰتَیْنٰهُ الْاِنْجِیْلَ ۙ وَ جَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ رَهْبَانِیَّةَ ۨ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَیْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَایَتِهَا ۚ فَاٰتَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾

"یقیناً ہم نے بھیجا ہے اپنے رسولوں کو روشن دلیلوں کے ساتھ اور ہم نے اتاری ہے ان کے ساتھ کتاب اور میزان (عدل) تا کہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے پیدا کیا ہے لوہے کو اس میں بڑی قوت ہے اور طرح طرح کے فائدے ہیں لوگوں کے لیے اور (یہ سب اس لیے) تا کہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ کہ کون مدد کرتا ہے اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا زور آور، سب پر غالب ہے۔ اور ہم نے نوح اور ابراہیم (علیہما السلام) کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے رکھ دی ان دونوں کی نسل میں نبوت اور کتاب پس ان میں سے چند تو ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔ پھر ہم نے ان کے پیچھے انہیں کی راہ پر اور رسول بھیجے

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 2، صفحہ 322 (3466)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اوران کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو اور انہیں انجیل عطا فرمائی اور ہم نے رکھ دی ان لوگوں کے دلوں میں جو عیسیٰ کے تابعدار تھے، شفقت اور رحمت۔ اور رہبانیت کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا، ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا البتہ انہوں نے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اسے اختیار کیا تھا پھر اسے وہ نباہ نہ سکے جیسے اس کے نباہنے کا حق تھا۔ پس ہم نے عطا فرمایا جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے (ان کے حسن عمل اور حسن نیت) کا اجر۔ اور ان میں سے اکثر فاسق (وفاجر) تھے"۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آیت میں الْمِیْزَانَ سے مراد عدل ہے۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اس میں مَنَافِعُ لِلنَّاسِ کا مفہوم ہے مثلاً ڈھالیں، اسلحہ اور دیگر ساز وسامان لوہے سے بنایا جاتا ہے۔ یہ سب لوگوں کے لیے فوائد ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ کے تحت فرمایا کہ لوہے میں سے سب سے اول اللہ تعالیٰ نے لوہار کا زنبور نازل کیا جس پر لوہے کو کوٹا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے دنوں کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ہفتہ عدد ہے، اتوار عدد ہے، سوموار وہ دن ہے جس میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ منگل خون کا دن ہے اور بدھ لوہے کا دن ہے۔ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ فِیْهِ بَاْسٌ شَدِیْدٌ اور جمعرات وہ دن ہے جس میں اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور جمعۃ المبارک وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ وَ جَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ الآیہ کے تحت امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عبداللہ! میں نے عرض کی لبیک یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین بار ایسا ہوا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو جانتا ہے ایمان کا کون سا گروہ زیادہ مضبوط اور ثقہ ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایمان کا مضبوط ترین گروہ ایسی ولایت ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہو، اس میں محبت بھی اسی کے لیے ہو اور بغض وعداوت بھی اسی کے لیے ہو۔ پھر فرمایا: کیا تو جانتا ہے لوگوں میں سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے افضل وہ ہے جو عمل کے اعتبار سے ان میں افضل واعلیٰ ہو جب کہ وہ دین کی فقاہت اور سمجھ حاصل کر لیں۔ اے عبداللہ! کیا تو جانتا ہے لوگوں میں سے کون زیادہ عالم ہے؟ میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 287، دارالکتب العلمیہ بیروت

آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے زیادہ عالم وہ ہے جو ان میں حق کی زیادہ بصیرت رکھتا ہو جب کہ لوگوں کے مابین اختلاف ہو جائے۔ اگرچہ وہ عمل میں غفلت اور سستی برتنے والا ہو اور اگرچہ وہ اپنی سرین کے بل گھسٹتا رہے۔ وہ لوگ جو ہم سے پہلے تھے وہ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ ان میں سے تین نے نجات پائی اور تمام کے تمام گروہ علیحدہ اور جدا جدا ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ایک فرقے نے بادشاہوں کا مقابلہ کیا اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے دین کی بناء پر قتال کیا اور قتل کر دیئے گئے۔ اور ایک گروہ وہ ہے جس نے بادشاہوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ رکھی اور نہ ہی ان کے ساتھ کھڑا ہونا پسند کیا۔ تو وہ پہاڑوں میں چلے گئے اور وہاں خلوت اور رہبانیت اختیار کر لی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ یعنی وہ لوگ جو میرے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے میری تصدیق کی۔ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ یعنی جنہوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور انہوں نے میرا انکار کیا۔ (1)

امام نسائی، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بادشاہوں نے تورات اور انجیل کو بدل دیا۔ پس ان میں سے مومنین تورات وانجیل کو پڑھتے تھے۔ تو بادشاہوں سے کہا گیا کہ جو آدمی ہمیں گالیاں دیتا ہے، اس کی گالی سے زیادہ شدید اور سخت ہم اس شے کو پاتے ہیں کہ وہ یہ پڑھتے ہیں: وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے نازل فرمایا اللہ نے تو وہی لوگ کافر ہیں) وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۵﴾ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا اللہ نے تو وہی لوگ ظالم ہیں) وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ (المائدہ) (اور جو فیصلہ نہ کریں اس کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو وہی لوگ فاسق ہیں) اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی قرأت میں ہمارے اعمال کے بارے میں ہم پر عیب لگاتے ہیں۔ لہٰذا آپ انہیں بلائیے (اور انہیں کہیں) کہ وہ اسی طرح پڑھیں جس طرح ہم پڑھتے ہیں اور وہ اسی طرح ایمان رکھیں جیسا ہم ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ اس نے انہیں بلایا اور انہیں اکٹھا کیا اور انہیں قتل کی دھمکی دی یا پھر وہ تورات وانجیل کو پڑھنا چھوڑ دیں۔ سوائے ان مقامات کے جو ان سے تبدیل کر دیئے گئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کیا تم اس کے بارے کیا ارادہ رکھتے ہو کہ تم ہمیں چھوڑ دو؟ پھر ان میں سے ایک گروہ نے کہا تم ہمارے لیے ایک ستون بنواؤ۔ پھر ہمیں اس کے اوپر چڑھا دو۔ پھر ہمیں کوئی ایسی شے عطا کر دو جس کے ذریعے ہمارا کھانا اور پانی اوپر چڑھایا جا سکتا ہو۔ تو پھر ہم تمہاری طرف نہیں لوٹیں گے۔ اور ایک گروہ نے کہا: ہمیں چھوڑ دیجئے، ہم زمین میں سیاحت کریں گے، اس میں گھومیں پھریں گے اور وہیں سے کھائیں گے جہاں سے وحشی جانور کھاتے ہیں اور وہیں سے پئیں گے جہاں سے وہ پیتے ہیں۔ پس اگر تم نے اپنی زمین میں ہمیں پکڑ لیا تو پھر ہمیں قتل کر دینا۔ اور ایک گروہ نے کہا: آپ ہمیں جنگلوں میں خانقاہیں اور رہائش گاہیں تعمیر کروا دیں۔ ہم وہاں کنویں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 522 (3790)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کھودیں گے اور سبزیاں وغیرہ کاشت کریں گے۔ پھر ہم نہ تمہارے پاس آئیں گے اور نہ تمہارے پاس سے گزریں گے۔ یہ تمام قبائل آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھتے تھے، چنانچہ انہوں نے ایسا کرلیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فرمایا ان میں سے دوسرے وہ ہیں جو مشرکین میں سے عبادت کے لیے علیحدہ ہوگئے اور ان میں سے جو فناہ ہوگئے سو فناہ ہوگئے۔ انہوں نے کہا: ہم تو اسی طرح عبادت کے لیے علیحدہ رہیں گے جیسے فلاں ہوا، ہم اسی طرح سیاحت کریں گے جیسے فلاں نے سیاحت کی۔ اور ہم اسی طرح خانقاہیں بنائیں گے جس طرح فلاں نے بنائی۔ حالانکہ وہ اپنے شرک پر ہی قائم تھے۔ انہیں ان کے ایمان کا کوئی علم نہ تھا جن کی انہوں نے اقتداء کی۔ پس جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا تو اس وقت ان میں سے تھوڑے سے لوگ باقی تھے۔ چنانچہ جو مینار اور ستون والا تھا وہ اس سے نیچے اتر آیا۔ سیاحت کرنے والا سیاحت سے واپس آ گیا اور معبد میں رہنے والا اپنی عبادت گاہ سے باہر آ گیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے اور انہوں نے آپ کی تصدیق کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ یعنی ان کے لیے دو اجر ہوں گے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لانے اور اپنے آپ کو اور تورات و انجیل کو قائم رکھنے کا اور دوسرا حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے کا وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (اور بنادے گا تمہارے لیے ایک نور جس کی روشنی میں تم چلو گے) فرمایا: اس نور سے مراد۔ قرآن اور ان کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کرنا ہے۔ (1)

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اپنے آپ پر تشدد اور سختی کرو گے تو پھر تم پر سختی کی جائے گی۔ کیونکہ ایک نے اپنے نفسوں پر سختی کی تو پھر ان پر سختی کی گئی اور یہ معبدوں اور گرجا گھروں میں انہیں کی باقیات ہیں: وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ۔ (2)

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سہل بن ابی امامہ بن سہل بن جبیر سے وہ اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو (اور انہیں مشقت میں نہ ڈالو) کیونکہ جو تم سے پہلے تھے وہ اپنے نفسوں پر سختی کرنے کے سبب ہی ہلاک ہوئے اور عنقریب تم ان کی باقیات معبدوں اور گرجا گھروں میں پاؤ گے۔ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن مردویہ اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان المبارک کے روزے فرض کیے ہیں اور اس کا قیام تم پر فرض نہیں کیا گیا۔ بے شک قیام وہ شے ہے جس کا آغاز تم نے کیا۔ پس اب اس پر دوام اور ہمیشگی اختیار کرو اور اسے مت چھوڑو۔ کیونکہ بنی اسرائیل

1۔ سنن نسائی، کتاب ادب القضاۃ، صفحہ 06-305، وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 299 (3682)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 14 (3884)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں سے کچھ لوگ تھے جنہوں نے ایک بدعت (نے کام) کا آغاز کیا۔ پھر اسے چھوڑنے کے سبب اللہ تعالیٰ نے انہیں عیب دار قرار دیا اور آپ نے یہ آیت تلاوت کی: وَ رَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا۔ (1)

امام احمد، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں ابو یعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہر امت کے لیے رہبانیت ہے اور اس امت کی رہبانیت اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ رَهْبَانِیَّةَ ابْتَدَعُوْهَا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو چھوڑ دیا اور خانقاہیں اور معبد عبادت گاہیں بنا لیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۟ۙ (28) لِّئَلَّا یَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی شَیْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اَنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (29)

"اے ایمان والو! تم ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور (سچے دل سے) ایمان لے آؤ اس کے رسول (مقبول) پر اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا دو حصے اپنی رحمت سے اور بنا دے گا تمہارے لیے ایک نور جس کی روشنی میں تم چلو گے اور بخش دے گا تمہیں اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ (تم پر یہ خصوصی کرم اس لیے کیا) تا کہ جان لیں اہل کتاب کہ ان کا کوئی قابو نہیں اللہ تعالیٰ کے فضل (وکرم) پر اور یہ کہ فضل تو اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے نوازتا ہے اس سے جس کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نجاشی کے اصحاب میں سے چالیس آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد میں شامل ہوئے۔ ان میں سے کئی زخمی ہوئے لیکن ان میں سے کوئی بھی مقتول نہ ہوا۔ پھر جب انہوں نے مومنین کی حاجات وضروریات کو دیکھا۔ تو عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہم خوشحال لوگ ہیں، آپ ہمیں اجازت فرمائیں کہ ہم اپنے مال لے آئیں اور ان کے ساتھ مسلمانوں کی دلجوئی اور غم خواری کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ یُؤْمِنُوْنَ (52) وَ اِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ (53) اُولٰٓىِٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا (القصص) پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے دو اجر بنا دیئے۔ فرمایا وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 14 (4227)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّیِّئَةَ (القصص:54) یعنی وہ نفقہ جس کے ساتھ انہوں نے مسلمانوں کی دلجوئی اور غم خواری کی۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی تو انہوں نے کہا: اے مسلمانوں کے گروہ! ہم میں سے جو تمہاری کتاب کے ساتھ ایمان لایا تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور جو تمہاری کتاب کے ساتھ ایمان نہ لایا تو اس کے لیے تمہارے اجروں کی طرح ایک اجر ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ پس اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے نور اور مغفرت کا اضافہ فرما دیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل بن حیان سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اُولٰٓىِٕكَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا (القصص:54) تو اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر اظہار فخر کیا اور کہا: ہمارے لیے دو اجر ہیں اور تمہارے لیے ایک اجر ہے۔ پس صحابہ کرام پر ان کی یہ بات گراں گزری۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ اٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھی اہل کتاب میں سے ایمان لانے والوں کے اجروں کی طرح دو اجر بنا دیئے اور اجر میں دونوں کو مساوی اور برابر قرار دیا۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے تمہیں دو اجر عطا فرمائے گا اور مزید فرمایا کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد قرآن کریم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے دوگنا عطا فرمائے گا اور مزید فرمایا: کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد ہدایت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَیْنِ سے مراد دو حصے ہیں۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَیْنِ سے مراد دو چند اور دوگنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كِفْلَیْنِ سے مراد دوگنا ہے اور یہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔(3)

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اسی آیت کے تحت فرمایا کہ ایک کفل اللہ تعالیٰ کی رحمت کے تین سو پچاس اجزاء کا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو قلابہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک کفل رحمت کے تین سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

امام ابن ضریس نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں نُوْرًا سے مراد قرآن کریم ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے یزید بن حازم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ اور عبد اللہ بن ابی سلمہ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 259 (11404)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 27، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 27، صفحہ 281

رضی اللہ عنہما دونوں کو سنا۔ ان میں سے ایک نے اس طرح قرأت کی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اور دوسرے نے پڑھا ''لِيَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ''۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے عمل کو تقسیم فرمایا اور پھر اجر کو بھی تقسیم کر دیا۔ ایک روایت میں اجر کی بجائے اجل کے لفظ ہیں۔ یعنی مدت اور قوت کو تقسیم کر دیا۔ پس یہودیوں سے کہا گیا: تم عمل کرو۔ تو انہوں نے نصف دن تک عمل کیے تو انہیں کہا گیا کہ تمہارے لیے بطور اجر ایک قیراط ہے۔ عیسائیوں سے کہا گیا: تم عمل کرو۔ پس انہوں نے نصف دن سے لے کر عصر تک عمل کیا۔ تو ان سے بھی کہا گیا کہ تمہارے لیے بھی ایک قیراط ہے۔ پھر مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم عمل کرو۔ پس انہوں نے عصر سے لے کر غروب آفتاب تک عمل کیا۔ تو انہیں کہا گیا: تمہارے لیے دو قیراط ہیں۔ پھر یہودیوں اور عیسائیوں نے اس بارے میں باہم گفتگو کی۔ پس یہودیوں نے کہا: کیا ہم نصف دن تک کام کریں گے تو ہمارے لیے ایک قیراط ہوگا؟ اور عیسائیوں نے کہا کیا ہم نصف دن سے عصر تک کام کریں گے تو ہمارے لیے ایک قیراط ہوگا؟ اور وہ (مسلمان) عصر سے غروب آفتاب تک کام کریں گے تو ان کے لیے دو قیراط ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ الی اخرالآیہ۔ پھر فرمایا: بے شک تمہاری مثال سابقہ امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہی ہے جیسا کہ عصر سے غروب آفتاب تک کا وقت ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ الآیہ۔ اہل کتاب نے اس پر ان کے ساتھ حسد کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا: قریب ہے ہم میں سے ایک نبی ظاہر ہوگا اور وہ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے گا۔ پس جب عرب سے وہ نبی ظاہر ہوا تو انہوں نے کفر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ الآیہ، یعنی تاکہ اہل کتاب نبوت کی فضیلت کو جان لیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح قراءت کی ہے۔ ''كَيْ لَا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتَابِ'' واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 288، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۲۲ — سُوْرَۃُ الْمُجَادَلَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۵۸ — رکوعاتہا ۳

امام ابن ضریس، نحاس، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ مجادلہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ﳓ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝۱ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝۳ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝۴

”بے شک اللہ تعالیٰ نے سن لی اس کی بات جو تکرار کر رہی تھی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں (ساتھ ہی) شکوہ کیے جاتی تھی اللہ سے (اپنے رنج و غم کا) اور اللہ سن رہا تھا تم دونوں کی گفتگو، بے شک اللہ (سب کی باتیں) سننے والا (سب کچھ) دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے ظہار کرتے ہیں اپنی بیویوں سے وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔ نہیں ہیں ان کی مائیں بجز ان کے جنہوں نے انہیں جنا ہے۔ بے شک یہ لوگ کہتے ہیں بہت بری بات اور جھوٹ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت درگزر فرمانے والا، بہت بخشنے والا ہے، جو لوگ ظہار کر بیٹھیں اپنی عورتوں سے پھر وہ پلٹنا چاہیں اس بات سے جو انہوں نے کہی تو (خاوند) غلام آزاد کرے اس سے قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ یہ ہے جس کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو تم کر رہے ہو (اس سے) آگاہ ہے۔ پس جو

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

شخص غلام نہ پائے تو وہ دو ماہ لگا تار روزے رکھے اس سے قبل کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ اور جو اس پر بھی قادر نہ ہو تو کھانا کھلائے ساٹھ مسکینوں کو، یہ اس لیے کہ تم تصدیق کرو اللہ اور اس کے رسول (کے فرمان) کی، اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں اور منکرین کے لیے دردناک عذاب ہے"۔

امام سعید بن منصور، امام بخاری نے بطور تعلیق، عبد بن حمید، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے: سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس کی قوت سمع تمام آوازوں کو وسیع اور محیط ہے۔ تحقیق جھگڑنے والی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر باتیں کرنے لگی اور میں گھر کے ایک طرف میں تھی جو کچھ وہ کہہ رہی تھی اسے میں نہیں سن رہی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا الی اخر الآیہ۔(1)

امام ابن ماجہ، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ برکت وشان والی ہے وہ ذات کی قوت سماعت ہر شے کو محیط ہے۔ بے شک میں خولہ بنت ثعلبہ کی گفتگو سن رہی تھی لیکن اس کے بعض حصے مجھ پر مخفی اور پوشیدہ تھے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے خاوند کے بارے میں تکرار اور شکوے کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس نے میری جوانی کھا لی۔ میرے بطن سے اس کے کئی بیٹے ہوئے، جب میں بوڑھی ہو گئی تو میری وہ اولاد جو میرے بطن سے ہوئی وہ مجھ سے کٹ گئی۔ اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اپنا مقدمہ عرض کرتی ہوں۔ وہ مسلسل باتیں کرتی رہی یہاں تک کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ آیات لے کر نازل ہو گئے: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا اور وہ خاوند اوس بن صامت تھا۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن زید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک عورت سے ملے جسے خولہ کہا جاتا تھا۔ آپ لوگوں کے ساتھ چل رہے تھے کہ اس نے آپ کو ٹھہرا لیا۔ آپ اس کے لیے ٹھہر گئے اور اس کے قریب ہوئے اور اس کی بات توجہ سے سننے کے لیے اپنا سر اس کے قریب کیا اور اپنے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھے۔ حتی کہ اس نے اپنی حاجت پوری کر لی اور واپس لوٹ گئی۔ تو کسی آدمی نے آپ سے کہا اے امیر المومنین! اس بڑھیا کے لیے قریش کے اتنے آدمی رکے۔ تو آپ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو کیا تو جانتا ہے یہ کون ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ وہ عورت ہے جس کا شکوہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اوپر سنا۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ قسم بخدا! اگر یہ رات تک مجھ سے واپس نہ پھرتی تو میں قطعاً نہ پھرتا یہاں تک کہ وہ اپنی حاجت اور ضرورت پوری کر لیتی۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ثمامہ بن حزن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اس دوران کہ حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے گدھے پر چلتے جا رہے تھے کہ ایک عورت آپ سے ملی اور اس

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 1، صفحہ 118 (188)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 523 (3791)، دارالکتب العلمیہ بیروت

نے کہا: اے عمر! ٹھہر جاؤ۔ سو آپ ٹھہر گئے اور اس نے آپ کے ساتھ سخت لہجہ میں گفتگو کی۔ تو ایک آدمی نے کہا: اے امیر المومنین! میں نے آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کی گفتگو کی طرف توجہ کرنے سے کوئی مجھے روک نہیں سکتا۔ یہ وہ عورت ہے جس کی بات کی طرف اللہ تعالیٰ نے خصوصی توجہ فرمائی اور اس کے بارے قرآن کی آیات نازل فرمائیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت یوسف بن عبداللہ بن سلام رحمہ اللہ کی سند سے یہ قول بیان کیا ہے کہ خولہ بنت ثعلبہ نے مجھے یہ بیان کیا ہے کہ قسم بخدا! میرے اور اوس بن صامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں۔ اس نے بتایا: میں اس کے پاس تھی اور وہ شیخ کبیر تھا۔ اس کا اخلاق بگڑ چکا تھا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا۔ تو میں نے اسے کسی شے کے سبب واپس لوٹا دیا اور وہ غضب ناک ہوگیا، اور اس نے کہہ دیا: ''اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ'' تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔ پھر وہ لوٹ گیا اور اپنی قوم کی مجلس میں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھا۔ اور پھر میرے پاس آیا جب کہ وہ مجھ سے میری ذات کا ارادہ رکھتا تھا (یعنی مجھ سے مقاربت چاہتا تھا) میں نے کہا: ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں خولہ کی جان ہے! تو مجھ سے نہیں مل سکتا حالانکہ تو نے ایسا کہا گیا ہے۔ جب تک کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بارے میں فیصلہ نہ فرما دیں۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور میں نے آپ سے سارا واقعہ عرض کیا۔ پس ابھی سلسلہ کلام جاری تھا کہ قرآن کریم نازل ہونے لگا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ شے چھا گئی جو آپ پر چھا جاتی تھی۔ پھر آپ سے وہ کیفیت ختم ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے خولہ! اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر یہ آیات پڑھیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: خاوند کو کہو کہ وہ غلام آزاد کرے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کچھ نہیں ہے جسے وہ آزاد کر سکتا ہو۔ تو پھر آپ نے فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ لگاتار دو مہینے روزے رکھے۔ میں نے عرض کی: قسم بخدا! وہ بہت بوڑھا آدمی ہے۔ وہ روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو ایک وسق (ساٹھ صاع) کھجوریں کھلا دے۔ میں نے عرض کی: قسم بخدا! وہ اس کے پاس نہیں ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم کھجور کے عرق کے ساتھ اس کی مدد کریں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی دوسرے عرق کے ساتھ اس کی مدد کروں گی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے درست کیا اور بہت اچھا کیا۔ پس تو چلی جا اور اس کی

طرف سے وہ صدقہ کر دے اور پھر اپنے چچا کے بیٹے کو خیر اور نیکی کی نصیحت کر۔ اس نے بیان کیا: سو میں نے ایسا ہی کیا۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عطاً بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ بیان کیا ہے کہ اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے ظہار کیا۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے اطلاع دی۔ اور وہ اوس بن لمم تھا۔ پس قرآن کریم نازل ہوا وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیوی کو فرمایا کہ تو اسے کہہ کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ تو اس نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عطا فرمایا جو عطا فرمایا! آپ اس کے لیے فقط رحمت ہی لے کر آئے۔ بے شک اس کے لیے میری ذات میں کئی منافع اور فوائد ہیں لیکن قسم بخدا! اس کے پاس غلام نہیں ہے اور نہ ہی وہ اس کا مالک ہے۔ اس عورت نے کہا: قرآن کریم نازل ہوا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گھر میں موجود تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کہہ دے کہ وہ مسلسل دو مہینے روزے رکھے۔ تو اس نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عطا فرمایا جو عطا فرمایا! وہ اس پر قادر نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کرے۔ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کوئی ایسی شے نہیں ہے جسے وہ صدقہ کر سکتا ہو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ فلاں انصاری کے پاس جائے کیونکہ اس کے پاس کھجوروں کے وسق کا ایک شطر موجود ہے۔ وہ مجھے اطلاع دے کہ وہ صدقہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو وہ اس سے لے لے گا اور ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کر دے گا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ خولہ اوس بن صامت کی بیوی تھی۔ اس آدمی کو تھوڑا سا جنون بھی تھا۔ پس جب اس کا جنون شدید ہو گیا تو اس نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کفارۂ ظہار کا حکم نازل فرمایا۔(3)

امام نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی اگر اپنی بیوی کو یہ کہتا تھا: "اَنْتِ عَلَیَّ کَظَهْرِ اُمِّیْ" کہ تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔ تو وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی اور دور اسلام میں سب سے پہلے اوس بن صامت نے ظہار کیا۔ اس کے نکاح میں اس کے چچا کی بیٹی تھی جسے خولہ کہا جاتا تھا۔ پس اس نے اس سے ظہار کیا اور اپنے قبضے سے نکال دیا اور کہا: میں تیرے بارے میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ لہٰذا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا اور آپ کی بارگاہ میں عرض کر۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ماشطہ (کنگھی کرنے والی) کو پایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگھی کر رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خولہ! تیرے معاملہ کے بارے

1۔ سنن کبریٰ، کتاب الظہار، جلد 7، صفحہ 391، دارالفکر بیروت   2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الظہار جلد 7، صفحہ 389
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 523 (3792)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں ہمیں کسی شے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا۔ پھر الله تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حکم نازل فرمایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے خولہ! تجھے مبارک ہو۔ تجھے بشارت ہو۔ اس نے عرض کی: کیا خیر اور بہتری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں خیر اور بھلائی ہے۔ تو الله تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن نازل فرمایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیات اس پر پڑھیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا الآیات۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت خولہ یا خویلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کی: یارسول الله! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے خاوند نے میرے ساتھ ظہار کیا ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا میں تیرے بارے میں یہی خیال کرتا ہوں کہ تو اس پر حرام ہوگئی ہے تو اس نے عرض کی: میں اپنی حاجت کا شکوہ اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کروں گی۔ پس الله تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے قرآن کے بارے فرمایا کہ الله تعالیٰ نے سارا قرآن ایک ہی بار نازل نہیں فرمایا: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ۔ فرمایا یہ خولہ کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے۔ اگر خولہ ارادہ کرتی کہ وہ جھگڑا اور اصرار نہیں کرے گی۔ تو ایسا نہ ہوسکتا کیونکہ الله تعالیٰ نے یہ اسے پیدا کرنے سے پہلے اس کے مقدر میں کر دیا تھا۔

امام ابن مردویہ رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ خولہ انصار میں سے ایک عورت تھی۔ اس کے خاوند نے اس سے ظہار کیا اور کہا ''اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ'' پھر وہ رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: میرے خاوند نے مجھ سے شادی کی تھی اور میں اس کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھی۔ یہاں تک کہ جب میں بڑی ہو گئی اور کبرسنی (بڑھاپے) میں داخل ہوگئی۔ تو اس نے کہہ دیا تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے اور اس نے مجھے کسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے یارسول الله! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس اگر آپ میرے لیے کوئی رخصت پاتے ہیں۔ جو مجھے اور اسے ہلاکت سے بچا لے گی تو مجھے اس کے بارے بیان فرمایئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم بخدا! اب تک تیرے معاملے کے بارے میں مجھے کسی شے کا حکم نہیں دیا گیا۔ البتہ تو اپنے گھر کی طرف لوٹ جا۔ اگر مجھے کسی شی کا حکم دیا گیا تو میں اسے تجھ پر نہیں چھپاؤں گا ان شاءالله تعالیٰ۔ چنانچہ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ گئی اور الله تعالیٰ نے کتاب میں اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کے لیے اور اس کے خاوند کے لیے رخصت کا حکم نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا ؕ ذٰلِكَ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الظہار، جلد 7، صفحہ 83-282، دارالفکر بیروت

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ پس آپ ﷺ نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا اور ارشاد فرمایا: کیا تو غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ اس نے عرض کی: تب میرا سارا مال صرف ہو جائے گا کیونکہ غلام مہنگا ہے اور میرے پاس تو زیادہ مال نہیں ہے۔ میں مفلس ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو لگاتار دو مہینے روزے رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ اس نے عرض کی: قسم بخدا! اگر میں ہر روز تین بار نہ کھاؤں تو میری نظر کمزور ہو جائے کام نہ کرے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے؟ تو اس نے عرض کی نہیں، قسم بخدا! مگر اس طرح کہ آپ میری مدد فرمائیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک پندرہ صاع میں تیری مدد کروں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اوس بن صامت نے اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ سے ظہار کیا۔ تو اس نے اس کی شکایت رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی اور عرض کی: میرے خاوند نے میرے ساتھ اس وقت ظہار کیا ہے جب میں عمر رسیدہ ہو چکی ہوں اور میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت ظہار نازل فرمائی اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو غلام آزاد کر۔ اس نے عرض کی: میرے پاس اس کے لیے مالی وسعت نہیں ہے۔ پھر فرمایا: تو مسلسل دو مہینے روزے رکھ۔ اس نے عرض کی: بے شک جب کبھی میں دن میں تین بار کھانا نہ کھا سکوں تو میری نظر کمزور ہو جاتی ہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا۔ اس نے عرض کی: میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا مگر اس طرح کہ آپ میری معاونت فرمائیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے پندرہ صاع اسے عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ اس کی بیوی کو ملا کر دونوں کو اکٹھا کر دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ عورت جس نے اپنے خاوند کے بارے میں شکوہ کیا وہ خولہ بنت ثعلبہ تھی اور اس کی ماں معاذہ تھی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ (النور: 33) (اور نہ مجبور کرو اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر) اور وہ عبداللہ بن ابی کی لونڈی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے خولہ کے خاوند نے ظہار کیا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی: میرے خاوند نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکوہ کرنے لگی تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: اس بارے میں کوئی حکم میرے پاس نہیں آیا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں کس سے کہوں کہ میرے خاوند نے مجھ سے ظہار کیا ہے۔ پس ابھی وہ اسی حالت میں تھی کہ وحی نازل ہوئی: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا یہاں تک کہ وہ اس آیت تک پہنچی: فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا پھر وحی رک گئی۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس پر یہ آیات تلاوت فرمائیں۔ تو اس نے عرض کی: وہ اتنی وسعت نہیں پاتا (کہ غلام آزاد کرے) تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہی حکم ہے۔ ابھی وہ اسی حالت میں تھی کہ پھر وحی نازل ہوئی: فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا پھر وحی رک گئی اور آپ ﷺ نے رخ زیبا اس کی طرف پھیرا اور اس پر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پس حکم تو اس طرح ہے۔ ابھی وہ یہیں تھی کہ پھر وحی نازل ہوئی:

فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا تو رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے یہ حکم پڑھ کر سنایا۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ یہ طاقت نہیں رکھتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک ہم اس کی معاونت کریں گے۔

عبد بن حمید نے حضرت عطاء خراسانی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پندرہ صاع کے ساتھ اس کی مدد فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو زید مدنی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت نصف وسق جو لے کر آئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے وہ اسے عطا فرما دیئے کہ جو کے دو مد گندم کے ایک مد کے برابر ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پندرہ صاع جو کے ساتھ اس کی مدد فرمائی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مقدس میں ایک آدمی نے اپنی بیوی سے ظہار کیا اور اس وقت ظہار شدید ترین طلاق اور سب سے بڑھ کر حرام کرنے والا شمار ہوتا تھا۔ جب کوئی اپنی بیوی سے ظہار کر بیٹھتا تو پھر وہ کبھی اس کی طرف نہ لوٹتی۔ چنانچہ وہ عورت حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ بے شک میرے خاوند اور میری اولاد کے باپ نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اس پر مطلع نہیں ہوگا کہ وہ اپنے فراق کے سبب مجھ پر داخل ہوگا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: تحقیق اس نے کہہ دیا جو کہنا تھا۔ پھر اس نے عرض کی: تو میں کیا کروں گی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی اور اپنا شکوہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا اور فرمایا: تو غلام آزاد کر۔ اس نے عرض کی: اس زمین میں کوئی ایسا غلام نہیں ہے جس کا میں مالک ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو دو مہینے لگا تار روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ بے شک میں کبرسنی کو پہنچ چکا ہوں اور میرا سر بھی چکراتا ہے۔ جب میں دن میں کئی بار کھانا نہ کھاؤں تو مجھے چکر آنے لگتے ہیں یہاں تک کہ میں گر جاتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس نے عرض کی: قسم بخدا! میں اس کی وسعت نہیں پاتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ہم تیری مدد کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی کی بیوی حضور آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کی شکایت کرنے لگی کہ اس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ اس وقت ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے سر سے کچھ نکال رہی تھی یا یہ کہا کہ وہ آپ ﷺ کے سر میں تیل لگا رہی تھی۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی۔ تو وہ عورت جو آپ ﷺ کے سر میں تیل لگا رہی تھی۔ اس نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بھائی کی بیوی جس کا نام خولہ بنت ثعلبہ تھا، سے کہا: اے خولہ! کیا تو خاموش نہیں ہوگی۔ حالانکہ تو آپ کو دیکھ بھی رہی ہے کہ آپ آسمان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے غلام آزاد کرنے کو کہا: تو اس نے عرض کی: میں نہیں پاتا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے لگا تار دو مہینے روزے رکھنے کو کہا تو اس نے عرض کی: میں طاقت نہیں

رکھتا کیونکہ اگر میں ہر روز تین بار نہ کھاؤں تو وہ میرے لیے تکلیف دہ اور گراں ہوتا ہے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اس نے عرض کی: میں یہ استطاعت بھی نہیں رکھتا۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس کچھ کھجوریں لائی گئیں۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: یہ اٹھاؤ اور انہیں تقسیم کر دو۔ تو اس آدمی نے عرض کی: ان لابتین (سیاہ پتھروں کے قطعے) کے درمیان مجھ سے زیادہ فقیر اور مستحق کوئی نہیں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: انہیں خود کھالے اور اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن زید ہمدانی رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا ہے کہ وہ عورت خولہ بنت صامت تھی۔ اس کا خاوند مریض تھا۔ اس نے اسے بلایا۔ لیکن اس نے آگے سے کوئی جواب نہ دیا اور اس کے پاس آنے میں تاخیر کر دی۔ تو اس نے کہہ دیا: ''اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ'' پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور یہ آیت نازل ہوئی: فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا غلام آزاد کر دے۔ اس نے عرض کی: میں نہیں پاتا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: پھر دو مہینے لگا تار روزے رکھ۔ اس نے عرض کی: میں طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ اس نے عرض کی: قسم بخدا! میرے پاس کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ آپ میری مدد فرمائیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے پندرہ صاع کے ساتھ اس کی مدد فرمائی۔ تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! مدینہ طیبہ میں مجھ سے زیادہ ان کا کوئی محتاج نہیں ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا پس تو اور تیرے گھر والے ہی انہیں کھالیں۔ ''فَقَالَ مَافِی الْمَدِیْنَةِ اَحْوَجُ اِلَیْهَا مِنِّیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: فَكُلْهَا اَنْتَ وَاَهْلُكَ''۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے عمران بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ دور اسلام میں سب سے پہلے اوس بن صامت نے ظہار کیا۔ اسے جنون لاحق تھا اور کبھی کبھار اسے افاقہ ہو جاتا تھا۔ ایک دن اپنے افاقہ کی حالت میں وہ اپنی بیوی خولہ بنت ثعلبہ کے پاس آیا اور اسے کہہ دیا: ''اَنْتِ عَلَیَّ كَظَهْرِ اُمِّیْ'' پھر وہ اس پر نادم اور شرمندہ ہوا اور اس نے کہا: میں تیرے بارے میں خیال نہیں کرتا مگر یہی کہ تو مجھ پر حرام ہو گئی ہے۔ خولہ نے کہا: تو نے طلاق کا ذکر تو نہیں کیا۔ چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور جو کچھ اس نے کہا تھا آپ کو بتا دیا، راوی کا بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بار بار اس کا تکرار کیا۔ پھر اس نے کہا: اے اللہ! میں اپنی تنہائی کی شدت اور سختی کی شکایت تیری بارگاہ میں پیش کرتی ہوں اور اس کے فراق اور جدائی کے سبب جو گرانی مجھ پر ہو گی میں اس کا شکوہ تیری بارگاہ میں پیش کرتی ہوں۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تحقیق وہ رو پڑی اور جو کوئی گھر میں تھا وہ بھی اس کے لیے رحمت اور اس پر رقت اور نرمی کے جذبات کے تحت رو پڑا اور رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوئی۔ جب آپ ﷺ سے نزول وحی کی کیفیت دور ہوئی تو آپ ﷺ مسکرانے لگے اور فرمایا: اے خولہ! اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں حکم نازل فرما دیا ہے: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا الآیات۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ غلام آزاد کرے۔ اس نے عرض کی: وہ غلام نہیں پائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ مسلسل دو مہینے روزے رکھے۔ اس نے عرض کی: وہ اس کی بھی طاقت نہیں

رکھے گا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے عرض کی: اس کے لیے یہ کہاں سے آئے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ ام منذر بنت قیس کے پاس جائے اور اس سے نصف وسق کھجوریں لے لے اور انہیں ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کر دے۔ چنانچہ وہ اوس کی طرف لوٹ گئی۔ تو اس نے پوچھا: تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے جواب دیا خیر اور بھلائی حالانکہ تو برا ہے۔ پھر اس نے اسے اطلاع دی۔ چنانچہ وہ ام منذر کے پاس آیا اور اس سے وہ کھجوریں اٹھائیں اور ہر مسکین کو دو دو کھجوریں کھلانے لگا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان کی طلاق ظہار اور ایلاء تھی یہاں تک کہ اس نے وہ کہا جو تو نے سنا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا میں زور سے مراد جھوٹ ہے۔ (2)

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں وَ الَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جو اپنی بیوی کو کہتا ہے: ''اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ'' پس جب وہ یہ کہہ دے تو پھر اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ مجامعت یا کسی اور غرض سے عورت کے قریب آئے۔ یہاں تک کہ وہ غلام آزاد کر کے کفارہ ادا کر لے۔ اور اگر وہ غلام نہ پائے تو پھر اسے ہاتھ لگانے سے پہلے دو مہینے لگا تار روزے رکھے، اور یہاں مس سے مراد وطی ہے اور اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ بے شک یہ تب ہے جب وہ اسے کہہ دے ''اَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ'' لیکن جب یہ کہے۔ ''اِنْ فَعَلْتِ كَذَا فَاَنْتِ عَلَيَّ كَظَهْرِ اُمِّيْ'' یعنی اگر تو نے اس طرح کیا تو تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے۔ تو اس سے ظہار واقع نہیں ہوگا جب تک کہ وہ حانث نہ ہو جائے۔ اور جب وہ حانث ہو جائے تو پھر مرد اس کے قریب نہ جائے۔ یہاں تک کہ کفارہ ادا کر لے اور ظہار میں طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (3)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا کا مفہوم ہے کہ پھر وہ اسے مس کرنے کی طرف لوٹنا چاہے۔ (4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وطی ہے۔ یعنی پھر وہ وطی اور جماع کی طرف لوٹنا چاہے۔ (5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: جب کسی آدمی نے ظہار کے ساتھ بری اور جھوٹی بات کہی تو اس پر بھی کفارہ واجب ہوگا، چاہے وہ حانث ہو یا حانث نہ ہو۔

امام عبد الرزاق نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگوں کی طلاق ظہار تھی۔ پس کسی

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 80-379، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 292، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 386، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 291
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 292

آدمی نے اسلام میں ظہار کیا اور وہ طلاق کا ارادہ کر رہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کفارہ کا حکم نازل فرمایا۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اس آیت کے الفاظ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد جماع ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا کے تحت فرمایا کہ قسم میں کھانا کھلانے کی کیفیت یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے دو مد ہوگا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ تین چیزیں ہیں جن پر مد لازم ہوتا ہے: ایک کفارہ یمین، دوسرا کفارۂ ظہار اور تیسرا کفارۂ صیام یعنی روزوں کا کفارہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ آدمی جس نے رمضان المبارک میں اپنی بیوی سے مقاربت اختیار کی، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لیے کفارۂ ظہار کا حکم فرمایا ہے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطا، حضرت زہری اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کفارۂ ظہار میں غلام آزاد کرنا، روزے رکھنا اور کھانا کھلانا سب عورت کو مس کرنے سے پہلے ہیں۔(3)

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں ظہار عورتوں کو حرام قرار دیتا تھا۔ اور اسلام میں جس نے سب سے پہلے ظہار کیا وہ اوس بن صامت ہے۔ اس کی بیوی خولہ بنت خویلد تھی۔ وہ آدمی کمزور اور ضعیف تھا اور عورت مضبوط تھی۔ جب وہ ظہار کے کلمات کہہ چکا تو اس نے کہا: میں تجھے خیال نہیں کرتا مگر یہی کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ لہٰذا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا۔ شاید تو ایسی شے حاصل کر سکے جو تجھے میری طرف لوٹا دے۔ چنانچہ وہ چلی گئی اور وہ بیٹھا اس کا انتظار کرنے لگا۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور ماشطہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر میں کنگھی کر رہی تھی۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اوس بن صامت کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ وہ رائے کے اعتبار سے کمزور ہے اور اپنی قدرت و طاقت کے اعتبار سے عاجز ہے۔ اس نے مجھ سے ظہار کر لیا ہے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لیے کچھ تلاش کیجئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے خویلہ! تیرے معاملہ کے بارے میں ہمیں کسی شے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور اگر کوئی حکم دیا گیا تو میں تجھے مطلع کر دوں گا۔ پس اس اثناء میں کہ ابھی ماشطہ سر کی ایک طرف سے فارغ ہوئی تھی اور دوسری طرف میں شروع ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرما دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو اس کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی رنگت متغیر ہو جاتی یہاں تک کہ آپ اس کی ٹھنڈک محسوس کرتے۔ اور جب وحی کا نزول ختم ہو جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک پلٹ کر پہلے کی طرح سفید اور روشن ہو جاتا۔ پھر جو حکم دیا گیا ہوتا آپ اس کے بارے گفتگو فرماتے۔ تو آپ کی ماشطہ نے کہا: اے خویلہ! میرا گمان یہ ہے کہ اب یہ وحی تیرے بارے میں ہے۔ پس خوف اور کپکپی اس پر طاری ہو گئی۔ پھر اس نے دعا کی: اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتی ہوں کہ تو میرے بارے میں خیر کے سوا کچھ اتارے، کیونکہ میں تیرے رسول

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 326 (11523)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 328 (11537) 3۔ ایضاً، (11543)

سے خیر کے سوا کچھ نہیں چاہتی۔ پس جب آپ سے وحی کا نزول ختم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے خویلہ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں حکم نازل فرمادیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖۗ وَ اللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ۝ اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَ الَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىٕهِمْ ثُمَّ یَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّتَمَآسَّا تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! یارسول اللہ! ﷺ میرے سوا اس کا کوئی خادم نہیں اور نہ ہی میرے لیے اس کے سوا کوئی خادم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیَامُ شَهْرَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ اس نے عرض کی: قسم بخدا! جب وہ ایک دن میں دوبار نہ کھائے تو اس کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں۔ پھر آپ نے یہ فرمایا: فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْكِیْنًا تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! آج ہمارے پاس معمولی خوراک کے سوا کچھ نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ فلاں کے پاس جائے اور اس سے نصف وسق کھجوریں لے لے اور وہ ساٹھ مسکینوں پر صدقہ کردے اور تیری طرف رجوع کرلے۔ (1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سلمہ بن صخر انصاری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر اپنی ماں کی پیٹھ کی طرح بنادیا (یعنی اس نے اپنی بیوی سے ظہار کرلیا) یہاں تک کہ رمضان گزرتا رہا۔ وہ بیٹھی انتظار کرتی رہی اور ابھی نصف رمضان گزرا تھا کہ اس نے اس کے ساتھ مجامعت کرلی۔ پھر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ اسے بہت بڑا گناہ سمجھتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو غلام آزاد کرنے کی طاقت رکھتا ہے؟ تو اس نے عرض کی: نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو دو مہینے مسلسل روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ تو اس نے عرض کی: نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ تو پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فروہ بن عمرو! اسے وہ عرق دے دو۔ یہ پندرہ یا سولہ صاع کا ایک پیمانہ ہے۔ تاکہ یہ ساٹھ مسکینوں کو کھلادے تو اس نے عرض کی: کیا مجھ سے بڑھ کر بھی کوئی فقیر اور محتاج ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! ان لابتین کے درمیان کسی گھر والے ہم سے زیادہ ان کی ضرورت منداور محتاج نہیں ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی رحمت ﷺ بھی مسکرادیئے اور پھر ارشاد فرمایا: یہ اپنے گھر والوں کی طرف ہی لے جا "فَقَالَ: عَلَى اَفْقَرَ مِنِّي فَوَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَابَيْنَ لَا بَتَيْهَا اَهْلُ بَيْتٍ اَحْوَجُ اِلَيْهِ مِنَّا فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ بِهٖ اِلٰى اَهْلِكَ" (2)

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوالعالیہ سے بیان کیا ہے کہ خولہ بنت دلیج انصار میں سے

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 66-265 (11689)، مکتبہ العلوم والحکم بغداد

2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 33-332 (3006)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ایک آدمی کے نکاح میں تھی۔ وہ سیء الخلق، نظر کا کمزور اور فقیر آدمی تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جدا کرنے کا ارادہ کرتا، تو وہ کہتا: ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' پس اس نے اسے کسی شے (پریشانی) میں مبتلا کر دیا تو اس نے یہ کہہ دیا: ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' تو اس کے گھر کا ایک آدمی تھا یا دو آدمی تھے۔ پس جب اس نے اسے سنا کہ وہ یہ کہہ رہا ہے۔ تو اس نے اپنے بچوں کو اٹھایا اور دوڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئی اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہ اقدس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملی۔ اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا ایک حصہ دھو رہی تھیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑی ہو گئی۔ پھر عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میرا خاوند فقیر اور مفلس آدمی ہے، اس کی بصارت کمزور ہے اور وہ بد اخلاق بھی ہے۔ میں نے کسی شے کے بارے میں اس کے ساتھ جھگڑا کیا۔ تو اس نے یہ کہہ دیا ''اَنْتِ عَلَیَّ کَظَھْرِ اُمِّیْ'' اور اس نے طلاق کا ارادہ نہیں کیا۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ اور فرمایا: میں نہیں جانتا مگر یہی کہ تو اس پر حرام ہے۔ لیکن اس نے عجز و انکساری سے کام لیا اور عرض کی: جو مصیبت مجھ پر نازل ہوئی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا شکوہ عرض کروں گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب سر کی دوسری طرف دھونے کے لیے دوسری جانب پھریں تو وہ بھی آپ کے ساتھ پھر گئی۔ اور اس نے پھر پہلے کی طرح عرض کی: اور مزید کہا: میرے اس سے ایک یا دو بچے بھی ہیں۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ تو اس پر حرام ہے۔ پس وہ رونے لگی اور اس نے عرض کی: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اپنی مصیبت اور تکلیف کا شکوہ کر رہی ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: پیچھے ہو جا۔ چنانچہ وہ بیٹھ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت پر رہے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! وہ عورت کہاں ہے؟ آپ نے عرض کی: وہ یہ ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے بلاؤ۔ چنانچہ آپ نے اسے بلایا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو جا اور اپنے خاوند کو ساتھ لے آ۔ چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے گئی اور ذرا تاخیر کیے بغیر وہ آ گئی اور اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کر دیا۔ تو وہ ایسے ہی تھا جیسے اس کے بارے اس نے کہا تھا۔ یعنی اس کی آنکھیں کمزور تھیں، وہ فقیر اور محتاج تھا اور بد خلق بھی تھا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَسْتَعِیْذُ بِالسَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَكِیْۤ الی آخر الآیہ۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تیرے پاس آزاد کرنے کے لیے کوئی غلام ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تو مسلسل دو مہینے روزے رکھنے کی استطاعت رکھتا ہے؟ تو اس نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! جب تک میں ایک بار، دو بار یا تین بار دن میں نہ کھاؤں، مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں۔ مگر یہ اس طرح کہ آپ میری معاونت فرمائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مدد فرمائی اور اس نے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔ (1)

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الظہار، جلد 7، صفحہ 385، دار الفکر بیروت

امام بزار، حاکم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا ہے۔ میں نے چاند کی روشنی میں اس کے پازیبوں کی سفیدی اور چمک کو دیکھا۔ تو اس نے مجھے مدہوش کر دیا اور میں نے کفارہ ادا کرنے سے قبل اس کے ساتھ مجامعت کر لی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے: مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا اس نے عرض کی: تحقیق میں نے ایسا کیا ہے یا رسول اللہ! ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس سے دور رہ اور رکا رہ یہاں تک کہ تو کفارہ ادا کر لے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اپنی بیوی سے ظہار کیا، پھر کفارہ ادا کرنے سے پہلے میں نے اس کے ساتھ مجامعت کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر تجھے کس نے برانگیختہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کی: چاند کی روشنی میں اس کے پازیبوں کی چمک نے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اس کے قریب مت جا یہاں تک کہ تو وہ کر لے جس کا حکم تجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، طبرانی، بغوی نے معجم میں، حاکم اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن صخر انصاری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: میں مرد تھا اور مجھ میں عورتوں کے جماع کے وہ جذبات رکھے گئے تھے جو میرے سوا کسی میں نہیں رکھے گئے تھے۔ پس جب رمضان المبارک آیا تو میں نے اپنی بیوی سے ظہار کر لیا۔ رمضان گزرتا رہا اور میں رات کے وقت اپنی بیوی سے علیحدہ ہی رہا۔ ایک رات میں اس کا پیچھا کرتا رہا۔ لیکن میں اس کے ساتھ ملنے پر قادر نہ ہو سکا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پس اسی دوران ایک رات وہ میری خدمت میں مشغول تھی کہ اچانک اس کی کوئی شے مجھ پر ظاہر ہو گئی تو میں اس پر جھپٹ پڑا۔ اور جب صبح ہوئی تو میں اپنی قوم کے پاس گیا اور میں نے انہیں اپنی صورت حال سے آگاہ کیا۔ اور میں نے کہا: تم میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور میرے معاملے کی آپ ﷺ کو اطلاع دو۔ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! ہم ایسا نہیں کریں گے۔ ہم تو اس سے ڈرتے ہیں کہ ہمارے بارے میں قرآن نازل ہو جائے گا۔ یا رسول اللہ! ﷺ ہمارے بارے میں کوئی ایسی بات فرمادیں گے جس کی عار اور شرم ہم پر باقی رہے گی۔ البتہ تو خود جا اور جو تو چاہے وہی کر۔ چنانچہ میں نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے اپنے واقعہ کی خبر آپ کو دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اس طرح کیا ہے؟ میں نے عرض کی ہاں میں نے اس طرح کیا ہے اور میں ہی یہاں حاضر ہوں۔ پس آپ میرے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور فیصلہ نافذ فرمائیے۔ میں صبر کے ساتھ اسے برداشت کروں گا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو ایک غلام آزاد کر میں نے اپنا ہاتھ اپنی گردن پر مارا اور کہا: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! میں اس (بیوی) کے سوا کسی کا مالک نہیں ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر دو مہینے لگاتار روزے رکھ لے۔ میں نے عرض کی: کیا جو مجھے پیش آیا وہ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الظہار، جلد 7، صفحہ 386، دارالفکر بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 3، صفحہ 503 (1199)، دارالکتب العلمیہ بیروت

روزوں کے دوران ہی مجھے نہیں پیش آیا؟ تو آپ نے فرمایا: پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ میں نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! آج کی رات ہم نے اپنی اولاد کے ساتھ اس طرح بسر کی ہے کہ ہمارے شام کے کھانے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی زریق کے صاحب صدقہ (سخی) کی طرف جا اور ان سے جا کر کہہ کہ وہ صدقہ تجھے عطا کرے اور پھر تو اپنی طرف سے اس میں سے ایک وسق ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے۔ پھر ان تمام سے اپنے لیے اور اپنے اہل کے لیے مدد لے لے۔ چنانچہ میں لوٹ کر اپنی قوم کی طرف آیا اور میں نے کہا: میں نے تمہارے پاس تنگی، گھٹن اور بری رائے کو پایا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وسعت اور برکت کو پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لیے تمہیں صدقہ دینے کا حکم دیا ہے۔ پس انہوں نے صدقہ دے۔(1)

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ قَدْ اَنْزَلْنَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۚ۝۵ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۠۝۶ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَ لَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَ يَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ؗ وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَ يَقُوْلُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ لَوْ لَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸

"بے شک جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی انہیں ذلیل کیا جائے گا جس طرح ذلیل کئے گئے وہ (مخالفین) جو ان سے پہلے تھے اور بے شک ہم نے اتاری ہیں روشن آیتیں، اور کفار کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ (یاد کرو) جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو زندہ کرے گا پھر انہیں آگاہ کرے گا جو کچھ انہوں نے کیا

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 378(3299)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال کو گن رکھا ہے اور وہ بھلا چکے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر شاہد ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ نہیں ہوتی کوئی سرگوشی تین آدمیوں میں مگر وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نہ پانچ میں مگر وہ ان کا چھٹا ہوتا ہے اور نہ اس سے کم میں اور نہ زیادہ میں مگر وہ ان کے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں وہ ہوں، پھر وہ انہیں آگاہ کرے گا جو (کرتوت) وہ کرتے رہے قیامت کے دن، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ان لوگوں کی طرف جنہیں (اسلام کے خلاف) سرگوشیوں سے روکا گیا پھر دوبارہ وہی کرتے ہیں جس سے انہیں روکا گیا اور سرگوشیاں کرتے ہیں گناہ، ظلم اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں۔ اور جب آپ کی خدمت میں آتے ہیں تو آپ کو اس طرح سلام دیتے ہیں جیسے اللہ نے آپ کو سلام نہیں دیا اور وہ کہا کرتے ہیں آپس میں کہ (اگر یہ سچے رسول ہیں) تو اللہ تعالیٰ ہماری ان باتوں پر ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا۔ کافی ہے انہیں جہنم، اس میں داخل ہوں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے''۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَلَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ کا معنی ہے جو لوگ مخالفت کر رہے ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جھگڑا کر رہے ہیں۔ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فرمایا: انہیں اس طرح ذلیل و رسوا کیا جائے گا جیسے ان لوگوں کو ذلیل و رسوا کیا گیا جو ان سے پہلے تھے۔ (1)

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ مَا یَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَ لَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق عرش پر ہے اور اس کا علم ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَلَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى سے مراد یہود ہیں (یعنی وہ یہودی ہیں جنہیں اسلام کے خلاف سرگوشیاں کرنے سے منع کیا گیا)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح تھی۔ لیکن جب ان کے پاس سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کوئی ایک آدمی گزرتا تھا تو وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگتے یہاں تک کہ مومن یہ گمان کرنے لگتا کہ وہ اسے قتل کرنے یا ایسا عمل کرنے کے بارے سرگوشیاں کر رہے ہیں جسے ایک بندۂ مومن مکروہ اور ناپسند سمجھتا ہے۔ پس جب مومن اسے دیکھتا تو وہ ان سے ڈر جاتا اور ان کے برعکس اپنا راستہ چھوڑ دیتا۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سرگوشی سے منع فرمایا، لیکن وہ باز نہ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى الآیہ۔

امام احمد، عبد بن حمید، بزار، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں سند جید کے ساتھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کو کہا کرتے تھے۔ سام علیك۔ وہ اس سے آپ کو (نعوذ باللہ) گالی دینے کا ارادہ کرتے تھے۔ پھر وہ آپس میں کہا کرتے تھے: لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ (کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب کیوں نہیں دیتا ہماری ان باتوں پر) تو یہ آیت نازل ہوئی وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری اور ترمذی رحمہم اللہ (اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک یہودی حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کے پاس آیا اور آ کر کہا السام علیکم۔ اور قوم نے اسے سلام کا جواب دیا۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسے جانتے ہو جو اس نے کہا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس نے اس اس طرح کہا ہے۔ تم اسے میرے پاس لوٹا کر لاؤ۔ چنانچہ وہ اسے لے آئے۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا تو نے السام علیکم کہا تھا؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اہل کتاب میں سے کوئی تمہیں سلام کہے۔ تو جواب میں کہو: علیك ماقلت (تجھ پر بھی وہی جو تو نے کہا) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔(2)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: السام علیك یا ابا القاسم، تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ ''وعلیکم السام واللعنة''۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! بے شک اللہ تعالیٰ فحش گوئی اور بدکلامی کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی: کیا آپ نے انہیں سنا نہیں ہے وہ کہہ رہے تھے السام علیك؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے نہیں سنا جو میں نے کہا ہے۔ وعلیکم (یعنی تم پر بھی) تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ۔(3)

امام عبد الرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کے بارے فرمایا کہ منافقین جب رسول اللہ ﷺ کو سلام کرتے تو یہ کہا کرتے تھے۔ سام علیك۔ تو مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وہ کہتے تھے۔ سام علیك وہ بھی یہودی تھے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَ تَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيْسَ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 260، دار الفکر بیروت
2۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 80-379 (3301)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 511 (9099)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 292، دار الکتب العلمیہ بیروت

بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱

"اے ایمان والو! جب تم خفیہ مشورہ کروتو مت خفیہ مشورہ کرو گناہ، زیادتی اور رسول (کریم) کی نافرمانی کے متعلق بلکہ نیکی اور تقویٰ کے بارے میں مشورہ کیا کرو، اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کی (بارگاہ) میں تمہیں جمع کیا جائے گا۔ (کفار کی) سرگوشیاں تو شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ وہ غمزدہ کردے ایمان والوں کو حالانکہ وہ انہیں کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا اللہ کے حکم بغیر اور اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیے اہل ایمان کو۔ اے ایمان والو! جب تمہیں کہا جائے کہ (آنے والوں کے لیے) جگہ کشادہ کرو مجلس میں تو کشادہ کر دیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی فرمائے گا۔ اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ کھڑے ہوا کرو، اللہ تعالیٰ ان کے جو تم میں سے ایمان لے آئے اور جن کو علم دیا گیا درجات بلند فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو اس سے خوب آگاہ ہے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب کوئی سریہ بھیجتے اور اسے جنگ پر برانگیختہ کرتے۔ تو منافقین باہم ملتے اور اپنے سر مسلمانوں کی طرف دیکھ کر ہلاتے اور کہتے: قوم قتل ہو جائے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے تو سرگوشی کرتے اور غم کا اظہار کرتے۔ پس اس کی خبر حضور نبی کریم ﷺ اور مسلمانوں تک پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ الآیہ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ منافقین آپس میں سرگوشیاں کرتے تھے۔ پس اس طرح وہ مومنین کو غصہ دلاتے تھے اور ان پر تکبر اور برتری کا اظہار کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ الآیہ۔ (1)

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم تین ہو تو پھر چاہیے کہ تیسرے ساتھی کے بغیر دو سرگوشی نہ کریں۔ کیونکہ یہ اسے پریشان اور غمزدہ کردے گی۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ہم رات کے وقت باری باری رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کو کوئی واقعہ پیش آجائے یا آپ کسی شے کا حکم ارشاد فرمائیں۔ پس کسی رات باریوں والے اور پہرے دار زیادہ ہو جاتے اور جب ہم باتیں کرنے لگتے تھے تو رسول اللہ ﷺ رات کے وقت ہمارے پاس تشریف لاتے اور فرماتے: یہ کیا سرگوشی ہے؟ کیا تمہیں سرگوشی سے منع نہیں کر دیا گیا؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 21، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 219، وزارت تعلیم اسلام آباد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے: تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ یعنی مجالس کو الف کے ساتھ پڑھتے تھے۔ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے لیے قبال میں کشادگی فرمادے گا۔ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا فرمایا: جب کہا جائے کہ واپسی کے لیے اٹھ کھڑے ہو تو اٹھ جاؤ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجالس سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا الآیہ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت مجالس ذکر کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور اس لیے کہ وہ جب کسی کو آتے ہوئے دیکھتے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ان کے بیٹھنے کی جگہ نہ چھوڑتے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ بعض بعض کے لیے جگہ کشادہ اور کھلی کردیں۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ آتے تھے اور ایک دوسرے کے پیچھے تہہ بہ تہہ بیٹھتے جاتے تھے۔ تو انہیں مجالس میں کھل جانے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ بعض بعض کے لیے کھل گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی اور اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفہ میں تشریف فرماتھے اور جگہ تنگ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین و انصار میں سے اہل بدر کی عزت و تکریم فرماتے تھے۔ پس اہل بدر میں سے کچھ لوگ آئے اور وہ مجلس کی طرف آگے بڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اور عرض کی: السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته، اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان پر سلام کا جواب لوٹایا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے قوم کو سلام کیا اور انہوں نے بھی انہیں جواب دیا۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے انتظار کرتے رہے کہ ان کے لیے جگہ بنائی جائے گی۔ تو جو شی انہیں کھڑا ہونے پر برانگیختہ کر رہی تھی۔ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پہچان لیا۔ لیکن ان کے لیے جگہ میں کشادگی نہ کی گئی۔ تو یہ چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شاق اور گراں گزری۔ تو غیر بدری مہاجرین و انصار جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا: اے فلاں تو کھڑا ہو اور اے فلاں! تو بھی۔ اہل بدر میں سے جتنے لوگ کھڑے تھے ان کی تعداد کے برابر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو اٹھا دیا۔ تو جنہیں آپ کی مجلس سے اٹھایا گیا تھا ان پر بھی یہ بات گراں گزری۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی۔

امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی آدمی کسی آدمی کو اپنی مجلس سے نہ اٹھائے۔ وہ اس میں بیٹھا رہے۔ لیکن تم آنے والوں کے لیے جگہ کشادہ کردو اور اسے وسیع کردو۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 217، وزارت تعلیم اسلام آباد

الْمَجٰلِسِ کا معنی ہے جب تمہیں کہا جائے کہ مجلس قتال میں کشادگی پیدا کرو۔ اور وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا کے بارے فرمایا: اور جب کہا کہ خیر اور نماز کی طرف اٹھو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور جب کہا جائے اٹھو ہر بھلائی اور نیکی کی طرف مثلاً دشمن کے خلاف جنگ لڑنا۔ نیکی کا حکم دینا یا حق کو ثابت کرنا جو بھی ہو۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ جب تمہیں خیر کی طرف بلایا جائے تو ایسی دعوت کو قبول کرو۔(2)

امام ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے المدخل میں بیان کیا ہے کہ یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ کے باعث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کا معنی یہ ہے کہ مومنین میں سے جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات ان لوگوں پر بلند فرمادے گا جنہیں علم نہیں دیا گیا۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: کہ تم میں سے جو ایمان لائے اور انہیں علم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات ان لوگوں پر بلند فرمائے گا جو ایمان لائے اور انہیں علم نہیں دیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علماء کو قرآن کریم کی کسی آیت میں اس طرح خاص نہیں فرمایا جیسا کہ اس آیت میں خاص فرمایا ہے۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہیں علم کی دولت سے مالا مال کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان لوگوں پر فضیلت اور فوقیت عطا فرمائی ہے جو ایمان تو لائے لیکن انہیں علم کی دولت نہ عطا فرمائی گئی۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 293، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 24-523 (3793)، دار الکتب العلمیہ بیروت

"اے ایمان والو! جب تنہائی میں بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے تو سرگوشی سے پہلے صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے اور (دلوں کو) پاک کرنے والی ہے۔ اور اگر تم (اس کی سکت) نہ پاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ کیا تم (اس حکم سے) ڈر گئے کہ تمہیں سرگوشی سے پہلے صدقہ دینا چاہیے۔ پس جب تم ایسا نہیں کر سکے تو اللہ نے تم پر نظر کرم فرمائی پس (اب) تم نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو اور زکوۃ دیا کرو اور تابعداری کیا کرو اللہ اور اس کے رسول کی۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ آیت طیبہ اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ الآیہ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مسلمان کثرت سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مسائل پوچھتے تھے یہاں تک کہ آپ کو مشقت میں ڈال دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بوجھ کو ہلکا کرے (چنانچہ سرگوشی سے قبل صدقہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا)۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا تو بہت سے لوگ سوال کرنے سے اور اپنے مسائل دریافت کرنے سے رک گئے۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ءَاَشْفَقْتُمْ الآیہ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے وسعت پیدا کر دی اور انہیں تنگی میں نہ ڈالا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور نحاس رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً الآیہ۔ تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ایک دینار کے بارے کیا رائے رکھتا ہے؟ میں نے عرض کی: وہ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نصف دینار کے بارے کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی: وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر تو کتنے کہتا ہے۔ تو میں نے عرض کی: ایک جو، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تو بہت بے رغبتی کرنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر یہ آیت نازل ہوئی: ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ فرمایا: میرے سبب اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے تخفیف فرما دی۔(1)

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے سوا کسی نے اس آیت کے مطابق عمل نہیں کیا۔ یہاں تک کہ یہ منسوخ ہو گئی۔ آیت نجوی کا حکم ایک ساعت تک ہی باقی رہا۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن راہویہ، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ آپ نے فرمایا: بلاشبہ کتاب اللہ میں ایک آیت ہے، مجھ سے پہلے کسی نے بھی اس کے مطابق عمل نہیں کیا اور نہ ہی میرے بعد اس کے مطابق کوئی عمل کرے گا اور وہ آیت نجوی ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً میرے پاس ایک دینار

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 379 (3300)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 294، دار الکتب العلمیہ بیروت

تھا، میں نے اسے دس درہم کے عوض بیچا اور جب بھی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سرگوشی کی، آپ کے سامنے ایک درہم پیش کیا۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوگئی اور کسی نے بھی اس کے مطابق عمل نہیں کیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: ءَاَشْفَقْتُمْ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ سے سرگوشیاں کرنے سے منع کر دیا گیا، یہاں تک کہ وہ پہلے صدقہ دیں۔ تو پھر حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے سوا کسی نے آپ ﷺ سے سرگوشی نہیں کی۔ کیونکہ وہ ایک دینار لے کر آئے اور اسے صدقہ کیا۔ پھر حضور نبی رحمت ﷺ سے سرگوشی کی اور دس خصلتوں کے بارے آپ ﷺ سے سوال کیا۔ بعد ازاں رخصت نازل ہوئی۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جو کوئی حضور نبی کریم ﷺ سے سرگوشی کرتا وہ ایک دینار صدقہ کرتا اور یہ عمل سب سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کیا۔ پھر آیت رخصت نازل ہوئی: فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ دولت مند اور خوشحال لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آتے تھے اور بہت زیادہ آپ ﷺ کے ساتھ علیحدگی میں باتیں کرتے تھے اور مجالس میں فقراء پر غالب آ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضور نبی مکرم ﷺ ان کے دیر تک بیٹھنے اور طویل سرگوشیوں کو ناپسند فرماتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے علیحدگی میں بات کرنے سے پہلے صدقہ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لیکن جو تنگ دست لوگ تھے انہوں نے کوئی شے نہ پائی اور یہ حکم دس راتوں تک رہا۔ اور جو لوگ خوشحال تھے ان میں سے بعض نے اپنے مال کو روک لیا اور اپنے آپ کو پابند کر دیا۔ مگر چند گروہ تھے جو سرگوشی سے پہلے صدقہ دینے لگے اور وہ یہ گمان کرتے تھے کہ مہاجرین اہل بدر میں سے کوئی ایک آدمی کے سوا کسی نے ایسا نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ءَاَشْفَقْتُمْ الآیہ۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً تو میں جو لے کر آیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک تو تو بے رغبتی کا اظہار کرنے والا ہے۔ تو پھر دوسری آیت نازل ہوئی: ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ۔(2)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سورۂ مجادلہ کی اس آیت اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ ...... الآیہ کو اس کے بعد والی آیت نے منسوخ کر دیا ہے یعنی ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا ...... الآیہ۔

امام عبد بن حمید نے نقل کیا ہے حضرت سلمہ بن کہیل نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ الآیہ کے تحت فرمایا کہ سب سے پہلے اس آیت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمل کیا۔ پھر یہ آیت منسوخ کر دی گئی۔ واللہ اعلم۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 524 (3794)، دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ معجم کبیر، جلد 1، صفحہ 147 (331)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَ لَا مِنْهُمْ ۙ وَ يَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾

''کیا تم نے نہیں دیکھا ان (نادانوں) کی طرف جنہوں نے دوست بنالیا ایسی قوم کو جن پر خدا کا غضب ہوا۔ نہ یہ لوگ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے، یہ جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں۔ تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب، بلاشبہ یہ لوگ بہت برے کام کیا کرتے تھے۔ انہوں نے بنا رکھا ہے اپنی قسموں کو ڈھال پس وہ (اس طرح) روکتے ہیں اللہ کی راہ سے، سو ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔ کچھ نفع نہیں پہنچائیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد عذاب الٰہی سے بچانے کے لیے یہ لوگ جہنمی ہیں، یہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو اٹھائے گا تو وہ قسمیں کھائیں گے اللہ کے سامنے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور خیال کریں گے کہ وہ کسی مفید چیز پر تکیہ کیے ہیں۔ خبردار! یہی وہ جھوٹے لوگ ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ آیت کریمہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا الآیہ کے بارے میں حضرت سعدی نے فرمایا: ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن نبتل کے بارے نازل ہوئی اور یہ منافقین میں سے ایک تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد یہودی اور منافقین ہیں اور وہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں اور وہ اپنی قسموں کے ذریعے یہ بتاتے ہیں کہ وہ تم میں سے ہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا الآیہ۔ میں مراد منافقین ہیں جنہوں نے یہودیوں کو دوست بنالیا۔ اور يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ الآیہ کے بارے فرمایا: کہ منافقین قیامت کے دن اپنے رب کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں اٹھائیں گے جیسا کہ انہوں نے دنیا میں اپنے دوستوں کے پاس قسمیں کھائیں۔

امام احمد، بزار، طبرانی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجروں میں سے ایک

حجرے کے سائے میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس مسلمانوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی تمہارے پاس ایک انسان آئے گا اور وہ تمہاری طرف شیطان کی آنکھ سے دیکھے گا۔ پس جب وہ تمہارے پاس آئے تو تم اس سے کوئی بات نہ کرنا۔ زیادہ دیر وہ نہیں ٹھہرے کہ ان کے پاس نیلی آنکھوں والا ایک کانا آدمی آیا۔ جونہی آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا: تو اور تیرے ساتھی مجھے گالیاں کیوں دیتے ہو؟ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے چھوڑ تو انہیں لے کر آ۔ چنانچہ وہ گیا اور انہیں بلا لایا۔ تو انہوں نے قسمیں کھائیں اور معذرت کر لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ اور اس کے بعد والی آیت نازل فرمائی: یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا فَیَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا یَحْلِفُوْنَ لَكُمْ الآیہ۔

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ "كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِیْ ظِلِّ حُجْرَةٍ مِنْ حُجَرِهٖ وَعِنْدَهٗ نَفَرٌ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ: اِنَّهٗ سَیَأْتِیْكُمْ اِنْسَانٌ فَیَنْظُرُ اِلَیْكُمْ بِعَیْنِ شَیْطَانٍ، فَاِذَا جَاءَ كُمْ فَلَا تُكَلِّمُوْنَهٗ، فَلَمْ یَلْبَثُوْا اَنْ طَلَعَ عَلَیْهِمْ رَجُلٌ اَزْرَقُ اَعْوَرُ فَقَالَ، حِیْنَ رَآهُ: عَلَامَ تَشْتُمُنِیْ اَنْتَ وَاَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ ذَرْنِیْ اٰتِكَ بِهِمْ، فَانْطَلَقَ فَدَعَاهُمْ فَحَلَفُوْا وَاعْتَذَرُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ "یَوْمَ یَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیْعًا الآیہ وَالَّتِیْ بَعْدَهَا۔(1)

اِسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ الشَّیْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۱۹ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓىِٕكَ فِی الْاَذَلِّیْنَ ۝۲۰ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝۲۱ لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓىِٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَ یُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓىِٕكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۲۲

"تسلط جمالیا ہے ان پر شیطان نے اور اس نے اللہ کا ذکر انہیں فراموش کرا دیا ہے۔ یہ لوگ شیطان کا ٹولہ ہیں۔ خوب سن لو! شیطان کا ٹولہ ہی یقیناً نقصان اٹھانے والا ہے۔ بے شک جو لوگ مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی، وہ ذلیل ترین لوگوں میں شمار ہوں گے۔ اللہ نے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب آ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 524 (3795)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کررہیں گے، بے شک اللہ تعالیٰ طاقتور (اور) زبردست ہے۔ تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی خواہ وہ (مخالفین) ان کے باپ ہوں یا ان کے فرزند ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے کنبہ والے ہوں، یہ وہ لوگ ہیں نقش کر دیا ہے اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان اور تقویت بخشی ہے انہیں اپنے فیض خاص سے اور داخل کرے گا انہیں باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ (بلند اقبال) اللہ کا گروہ ہیں۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہے"۔

امام ابوداؤد، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ کسی گاؤں یا کسی جنگل میں تین آدمی ہوں اور ان میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ کیا جاتا ہو تو گویا ان پر شیطان نے تسلط جمالیا ہے اور جماعت کے ساتھ رہنا تم پر لازم ہے۔ کیونکہ ریوڑ سے دور الگ تھلگ رہ جانے والے بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو تحریر لکھ دی ہے وہ اسے ضرور پورا کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابونعیم نے حلیہ میں، بیہقی نے سنن میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن شوذب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے والد میدان بدر میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو چیلنج کرتے رہے۔ لیکن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس سے دور ہٹتے رہے اور بچتے رہے۔ لیکن جب چیلنج بڑھ گیا تو آپ نے اس کا قصد کیا اور اسے قتل کر دیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الآیہ۔(2)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ ہمیں کسی نے یہ بتایا ہے کہ ابوقحافہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازیبا کلمات استعمال کیے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے زور سے تھپڑ رسید کیا اور وہ گر گیا۔ پس اس کا ذکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے ابوبکر! کیا تو نے ایسا کیا ہے؟ تو آپ نے عرض کی قسم بخدا! اگر تلوار میرے قریب پڑی ہوتی تو میں یقیناً اسے مار دیتا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی: لَا تَجِدُ قَوْمًا الآیہ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت بن قیس بن شماس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے مشرک ماموں کی ملاقات کے لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت عطا فرما دی۔ پھر جب وہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے: لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن عطیہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ایک آدمی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! کسی فاجر اور کسی فاسق کے لیے میرے پاس کوئی احسان اور نیکی نہ رکھ۔ کیونکہ میں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 25-524 (3796)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 232 (14909)، دارالفکر بیروت

انہیں اسی طرح پاتا ہوں جیسا کہ تو نے ان کے بارے میری طرف وحی فرمائی ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ سفیان نے کہا: وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو سلطان (بادشاہ) کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے محبت کر، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بغض رکھ، اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عداوت رکھ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہی دوستی قائم کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دوستی اور ولایت اسی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی۔(1)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی، کہ فلاں عابد کو کہو کہ دنیا میں تیرا زہد یہ ہے کہ تو نے اپنے نفس کی راحت و آرام کو جلدی پالیا ہے اور میری طرف تیرا انقطاع (یعنی دنیا و مافیہا سے کٹ کر میری طرف متوجہ ہونا) یہ ہے کہ تو نے میرے ساتھ فخر کیا اور قوت حاصل کی۔ پس اس بارے میں تو نے کون سا عمل کیا ہے جو میرے لیے تجھ پر لازم ہے؟ اس نے عرض کی: اے میرے رب! تیرے لیے مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا: کیا تو نے میرے لیے کسی دوست سے دوستی کی ہے یا میرے لیے کسی دشمن سے عداوت رکھی ہے؟(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رحمہ اللہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک بندے کو زندہ کرے گا اس کا کوئی گناہ نہیں ہوا گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: دو امروں میں سے کون سا امر تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں تجھے تیرے عمل کا بدلہ اور جزا عطا فرماؤں یا تجھ پر اپنے احسان اور مہربانی کے ساتھ تجھے جزا عطا فرماؤں؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تو جانتا ہے میں نے تیری کوئی نافرمانی اور گناہ نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کو میری نعمتوں میں سے ایک نعمت کے عوض پکڑ لو۔ تو اس کی کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہے گی، اس کی وہ ایک نعمت تمام نیکیوں کو محیط ہو جائے گی۔ تو پھر وہ کہے گا: اے میرے رب! اپنے احسان اور اپنی رحمت کے طفیل (جزا عطا فرما) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میری مہربانی اور میری رحمت کے ساتھ۔ اپنی ذات میں انتہائی نیکی کرنے والا آدمی لایا جائے گا۔ وہ یہ گمان نہیں کرے گا کہ اس کا بھی کوئی گناہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا کیا تو میرے دوستوں سے دوستی رکھتا تھا؟ وہ عرض کرے گا۔ اے میرے پروردگار! تو تو لوگوں سے سالم و محفوظ ہے۔ پھر رب کریم فرمائے گا: کیا تو میرے دشمنوں سے عداوت رکھتا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں یہ پسند نہیں کرتا تھا کہ میرے اور کسی ایک کے درمیان کوئی شے (عداوت وغیرہ) ہو۔ تو اللہ تبارک و تعالیٰ فرمائے گا: مجھے میری عزت کی قسم! وہ میری رحمت کو نہیں پا سکے گا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 35-134 (34770)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 10، صفحہ 17-316، مطبعۃ السعادۃ مصر

جس نے میرے دوستوں کے ساتھ دوستی نہ رکھی اور میرے دشمنوں کے ساتھ عداوت نہ رکھتا ہو۔(1)

امام طیالسی اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خالص مضبوط ترین ایمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بغض رکھنا ہے۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حسن کی سند سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! کسی فاجر کے لیے میرے پاس کوئی احسان اور نعمت نہ رکھ کہ میرا دل اس سے محبت کرنے لگے کیونکہ میں اس کے بارے وہی پاتا ہوں جو تو نے میری طرف وحی فرمائی ہے: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الآیہ۔(3)

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 315، دار صادر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 170 (30420)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 235، دار الباز

آیاتھا ۲۴ ۔ سُوْرَۃُ الْحَشْرِ مَدَنِیَّۃٌ ۵۹ ۔ رکوعاتھا ۳

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حشر مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے کہا سورۃ الحشر۔ تو آپ نے فرمایا: تم کہو سورۃ النضیر۔(2)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہا: سورۃ الحشر۔ تو آپ نے فرمایا: یہ بنی نضیر کے بارے نازل ہوئی۔(3)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝١ هُوَ الَّذِيْٓ
اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا
ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ
مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ
بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝٢ وَلَوْلَآ اَنْ
كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ
النَّارِ ۝٣ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٤ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا
فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝٥ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ
اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰي مَنْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 725، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 422، وزارت تعلیم اسلام آباد

يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

''اللہ ہی کی پاکی بیان کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ وہی تو ہے جو باہر نکال لایا اہل کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلی جلاوطنی کے وقت۔ تم نے کبھی یہ خیال بھی نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ بھی گمان کرتے تھے کہ انہیں ان کے قلعے بچالیں گے اللہ (کے قہر) سے، پس آیا ان پر اللہ (کا قہر) اس جگہ سے جس کا انہیں خیال بھی نہ آیا تھا اور اللہ نے ڈال دیا ان کے دلوں میں رعب، چنانچہ وہ برباد کر رہے ہیں اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور اہل ایمان کے ہاتھوں سے۔ پس عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو۔ اور اگر نہ لکھ دی ہوتی اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی تو انہیں عذاب دے دیتا اس دنیا میں اور ان کے لیے آخرت میں تو آگ کا عذاب ہے ہی۔ یہ سزا اس لیے دی گئی کہ انہوں نے مخالفت کی تھی اللہ اور اس کے رسول کی۔ اور جو اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ عذاب دینے میں بڑا سخت ہے۔ جو کھجور کے درخت تم نے کاٹ ڈالے یا جن کو تم نے چھوڑ دیا کہ کھڑے رہیں اپنی جڑوں پر تو یہ (دونوں باتیں) اللہ کے اذن سے تھیں تا کہ وہ رسوا کرے فاسقوں کو۔ اور جو مال پلٹا دیئے اللہ نے اپنے رسول کی طرف ان سے لے کر تو نہ تم نے اس پر گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ اللہ تعالیٰ تسلط بخشتا ہے اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو مال پلٹا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف ان گاؤں کے رہنے والوں سے تو وہ اللہ کا ہے، اس کے رسول کا ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے، تا کہ وہ مال گردش نہ کرتا رہے تمہارے دولت مندوں کے درمیان، اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے''۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ غزوۂ بنی نضیر، غزوۂ بدر کے بعد چھٹے ماہ کے شروع میں ہوا اور بنی نضیر یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ ان کے گھر اور ان کے نخلستان مدینہ طیبہ کی ایک طرف میں واقع تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ وہ جلاوطنی اور اس شرط پر اترے کہ ہتھیاروں کے سوا دیگر ساز و سامان میں سے اونٹوں نے جو اٹھا لیا وہ ان کا ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

هُوَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ جنگ لڑی بالآخر آپ نے ان کے ساتھ جلاوطنی کی شرط پر صلح کر لی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شام کی طرف جلاوطن کر دیا۔ یہ وہ قبیلہ تھا جو ایسی جگہ جلاوطن ہو کر نہیں گئے جو رہنے والوں سے بالکل خالی ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں جلاوطنی لکھ دی تھی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں قتل اور قید کی سزا دیتا۔ اور ارشاد گرامی لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کا مفہوم ہے کہ ان کی جلاوطنی شام کی طرف دنیا میں پہلی جلاوطنی تھی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت بیان کی ہے اور بیہقی نے کہا ہے: وہی روایت محفوظ ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کو جلاوطن کیا تو فرمایا یہ پہلی جلاوطنی ہے اور میں (اسی) اثر (اور نشان) پر (قائم) ہوں۔(3)

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے جو کوئی شک کرے کہ میدان حشر شام میں ہوگا تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیت پڑھے: هُوَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: تم نکل جاؤ۔ انہوں نے پوچھا: کس طرف؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سرزمین محشر کی طرف۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت قیس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جریر نے اپنی قوم سے کہا اس حال میں کہ وہ انہیں نصیحت کر رہے تھے۔ قسم بخدا! میں نے پسند کیا ہے کہ میں اس میں ایک اینٹ بھی نہ بناؤں اور تم نہیں ہو مگر تاریکی کی طرح جو چھا جائے اور بلاشبہ تمہاری اس زمین کا بایاں حصہ خراب ہو چکا ہے۔ پھر اس کا دایاں حصہ اس کے پیچھے ہوگا۔ بلاشبہ محشر یہاں ہے اور آپ نے شام کی طرف اشارہ کیا۔(4)

ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج نے لِاَوَّلِ الْحَشْرِ کے تحت کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر فتح عطا فرمائی جنہیں پہلی جلاوطنی کے وقت آپ نے جلاوطن کیا اور جن سے پہلی بار آپ نے جنگ لڑی۔ اور مَا ظَنَنْتُمْ کے بارے کہا اور تم یعنی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب یہ گمان بھی نہ کرتے تھے کہ وہ اپنے قلعوں سے ہمیشہ کے لیے نکل جائیں گے۔

بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نضیر کو جلاوطن کرنے اور انہیں اپنے گھروں سے نکال دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مدینہ طیبہ میں نفاق کثرت سے پایا جاتا تھا۔ تو انہوں نے کہا: آپ ہمیں کس جگہ کی طرف نکالیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں محشر کی طرف نکالوں گا۔ جب منافقین نے اس کے بارے سنا جو

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 525 (3797)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 296، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ کتاب الزہد، صفحہ 288، دارالکتب العلمیہ بیروت

ان کے اہل کتاب بھائیوں اور دوستوں کے متعلق ارادہ کیا جارہا تھا۔ تو انہوں نے ان کی طرف یہ پیغام بھیجا اور کہا: بے شک ہماری زندگی اور ہماری موت تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تمہارے ساتھ جنگ لڑی گئی تو ہم تمہارے معاون و مددگار رہوں گے۔ اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تم سے پیچھے نہیں رہیں گے اور شیطان نے انہیں غلبے کی تو امید دلائی۔ پس انہوں نے نبی مکرم ﷺ کو پکار کر کہا: قسم بخدا! ہم نہیں نکلیں گے۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بالیقین تمہارے ساتھ جنگ لڑیں گے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان میں تشریف لے گئے اور اپنے اصحاب کو بھی حکم فرمایا انہوں نے ہتھیار اٹھائے اور ان کی طرف چل دیئے۔ یہودی اپنے گھروں میں اور اپنے قلعوں میں محفوظ ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ ان کی گلیوں تک پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے ان کے نزدیک ترین گھروں کو مسمار کرنے اور نخلستانوں کو کاٹنے اور جلا دینے کا حکم دے دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں اور منافقین کے ہاتھوں کو روک لیا۔ پس وہ ان کی مدد نہ کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے فریقین کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ جونہی رسول اللہ ﷺ شہر کے ساتھ متصل ان کے گھروں کو گرانے سے فارغ ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دلوں میں خوف و ہراس اور رعب و دبدبہ پیدا کر دیا اور وہ خود پیچھے والے گھروں کو گرانے لگے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کے مقابلے میں نکلنے کی انہیں ہمت اور طاقت نہ ہوئی۔ پس جب وہ اپنے آخری گھروں کے قریب پہنچے اور وہ منافقین کے منتظر تھے اور جس نے انہیں غالب آنے کی امید دلائی تھی اس کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن جو کچھ ان کے پاس تھا جب وہ اس سے مایوس اور ناامید ہو گئے۔ تو پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ان کے بارے جو فیصلہ فرمائیں گے وہ انہیں قبول ہوگا۔ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے انہیں جلاوطن کرنے کا فیصلہ فرمایا: اور ساتھ یہ فرمایا کہ اتنا ساز و سامان اٹھا لیں جسے اونٹ اٹھا سکتا ہے۔ مگر اس میں ہتھیار نہ ہوں۔ پس وہ مکمل طور پر چلے گئے اور جب مسلمانوں نے ان کے گھروں کو مسمار کر دیا اور کھجوروں کو کاٹ دیا تو انہوں نے مسلمانوں کو عار دلائی اور کہا کسی درخت نے تو کوئی گناہ نہیں کیا اور تم تو یہ گمان کرتے ہو کہ تم مصلح ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے اس ساز و سامان کو رسول اللہ ﷺ کے لیے مال غنیمت بنا دیا اور کسی غیر کے لیے اس میں کوئی حصہ نہ رکھا اور فرمایا: وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ پس رسول اللہ ﷺ نے یہ مال پہلے مہاجرین میں سے ان میں تقسیم فرما دیا جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے آپ کی رہنمائی فرمائی۔ (1)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 82-181، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کا محاصرہ فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ان میں سے ہر جگہ تک پہنچے۔ اور آپ نے ان سے جس شے کا ارادہ کیا وہ انہوں نے آپ کے حوالے کر دی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ان شرائط پر صلح کی کہ ان کے لیے ان کا خون محفوظ ہے۔ آپ انہیں ان کی زمینوں اور ان کے گھروں سے نکال دیں گے۔ آپ انہیں شام کے کھلے میدانوں کی طرف بھیجیں گے اور آپ نے ان میں سے ہر تین کے لیے ایک اونٹ اور ایک مشکیزہ مقرر فرمایا۔ (1)

امام علامہ بغوی رحمہ اللہ نے معجم میں محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں بنی نضیر کی طرف بھیجا اور آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ جلاوطنی میں تین (دن) کی انہیں مہلت دے دے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کی کھجوریں جلا دیں اور انہیں جلاوطن کر دیا اور انہیں اپنی زمین سے نکال کر دوسری زمین کی طرف منتقل کر دیا۔ (2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی نضیر کے درخت جلا دیئے اور کاٹ دیئے اور یہ چھوٹی ہلاکت تھی۔ اسی کے متعلق حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَهَانَ عَلٰى سُرَاةِ بَنِيْ لُؤَيِّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ

"پس بنی لؤی کے شیروں پر ہلاکت کے سبب جلا دینا اور پھر (راکھ) اڑا دینا آسان ہے"۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝۔ (3)

امام ترمذی اور آپ نے کہا ہے یہ روایت حسن ہے، نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ اور وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ کے بارے فرمایا کہ مسلمانوں نے انہیں ان کے قلعوں سے اتارا اور انہیں درخت کاٹنے کا حکم دیا اور یہ بات ان کے سینوں میں بیٹھ گئی۔ تو مسلمانوں نے کہا: ہم نے بعض کو کاٹ دیا ہے اور بعض کو چھوڑ دیا ہے۔ پس ہم رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں گے کہ کیا ہمارے لیے ان درختوں میں کوئی اجر ہے جنہیں ہم نے کاٹا ہے اور کیا ہم پر ان کا کوئی بوجھ ہے جنہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 725، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 184، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 81-380 (3303)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہیں کھجوریں کاٹنے کی رخصت دی گئی۔ پھر ان پر سختی کر دی گی۔ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں ہم نے کاٹا ہے، کیا ان کے بارے میں ہم پر کوئی گناہ ہے یا جنہیں ہم نے چھوڑ دیا ہے، ان کا ہم پر کوئی بوجھ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(1)

امام ابن اسحاق رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن رومان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ بنی نضیر میں اترے تو انہوں نے قلعوں میں پناہ لے لی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کھجوریں کاٹنے اور ان میں آگ لگا دینے کا حکم دے دیا۔ تو وہاں کے لوگوں نے پکار کر کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو فساد سے اور عیب لگانے سے منع فرماتے تھے۔ تو یہ کھجوریں کاٹنا اور انہیں جلانا یہ کیا ہے؟ تب مذکورہ آیت نازل ہوئی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بعض مہاجرین نے بعض کو کھجوریں کاٹنے سے منع کیا اور انہوں نے کہا: یہ مسلمانوں کے مال غنیمت میں سے ہیں اور جنہوں نے کاٹے تھے۔ انہوں نے کہا نہیں بلکہ یہ تو دشمن کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق میں جنہوں نے کاٹنے سے منع کیا تھا اور جنہوں نے کاٹے تھے ان کے لیے اجازت وحلت میں قرآن نازل فرمایا اور فرمایا بلاشبہ درختوں کو کاٹنا اور انہیں چھوڑنا دونوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہیں۔(2)

امام ابن اسحاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ حشر بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت واحسان کا ذکر کیا جو انہیں پہنچایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر مسلط اور غالب کرنے کا ذکر فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ جو کچھ بھی کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کا ذکر بھی کیا جو ان کے ساتھ باہمی پیغام رسانی کا تعلق رکھتے تھے اور ان کے ساتھ معاونت و مدد کے وعدے کرتے رہتے تھے۔ اور فرمایا هُوَ الَّذِيْۤ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کہ وہ اپنے ہی گھروں دروازوں کے نیچے سے اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں کے ساتھ گرا رہے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھجوریں کاٹنے اور یہودیوں کے اس قول کا ذکر کیا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو فساد سے منع کرتے تھے تو یہ درختوں کا کاٹنا کیا ہے؟ اور فرمایا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ اور اللہ تعالیٰ انہیں خبر دے رہا ہے کہ یہ اس کی طرف سے نعمت واحسان ہے۔ پھر بنی نضیر کے مال غنیمت کا ذکر کیا: وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ اور انہیں بتایا کہ یہ مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 331 (2186)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 135 (9437)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے اور آپ جہاں چاہیں اسے صرف کر سکتے ہیں۔ پھر مسلمانوں کے مال غنیمت کا ذکر کیا کہ ان کے لیے وہ مال ہے جس کے لیے اونٹ اور گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اور جنگ کے ساتھ فتح کیا جاتا ہے اور فرمایا مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ اور یہ وہ مال ہے جس پر گھوڑے اور اونٹ دوڑائے جاتے ہیں۔ پھر منافقین عبداللہ بن ابی بن سلول، مالک، داعس اور جن کی رائے ان کی طرح تھی، کا ذکر کیا اور فرمایا: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ نَافَقُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَىٕنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَ لَا نُطِیْعُ فِیْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّ اِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَىٕنْ اُخْرِجُوْا لَا یَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَ لَىٕنْ قُوْتِلُوْا لَا یَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَ لَىٕنْ نَّصَرُوْهُمْ لَیُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۙ ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَیْنَهُمْ شَدِیْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِیْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْقِلُوْنَ ﴿ۚ۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِیْبًا (الحشر) یعنی وہ بنی قینقاع جنہیں رسول اللہ ﷺ نے جلاوطن کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ ہی تو ہے جو پہلی جلا وطنی کے وقت اہل کتاب کے کافروں کو اپنے گھروں سے شام کی طرف نکال لایا اور وہ بنونضیر تھے جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا۔ حضور نبی معظم ﷺ نے احد سے واپسی پر مدینہ طیبہ سے خیبر کی طرف جلاوطن کر دیا۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ آیت میں الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ سے مراد بنی نضیر ہیں۔ اور وَ لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۵﴾ کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد وہ ہیں جن جس کا ذکر اس سب کے درمیان ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ سے بیان کیا ہے کہ جسے شک ہو کہ محشر بیت المقدس کی طرف ہے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ یہ آیت پڑھے: هُوَ الَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ۔ تحقیق لوگوں کو ایک بار اکٹھا کر دیا گیا اور یہ اس وقت ہوا جب کہ حضور نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ پر غالب آئے اور آپ نے یہودیوں کو جلاوطن کیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی سے بیان کیا ہے کہ کفار قریش نے عبداللہ بن ابی بن سلول کی طرف اور ہر اس آدمی کی طرف لکھا جو اوس و خزرج میں سے اس کے ساتھ بتوں کی پوجا پاٹ کرتا تھا۔ ان دنوں رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں تھے اور یہ واقعۂ بدر سے پہلے کی بات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نے ہمارے صاحب کو پناہ دی ہے۔ اور بے شک مدینہ طیبہ کے باسیوں میں سے تعداد کے اعتبار سے تمہاری کثرت ہے۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھاتے ہیں کہ ہم ضرور بہ ضرور اسے قتل کر دیں گے یا پھر ہم اسے نکال لائیں گے اور تمہارے خلاف سارے عرب کو بھڑکائیں گے۔ پھر ہم لشکر جرار لے کر تمہاری طرف چلیں گے یہاں تک کہ ہم تمہارے جنگجوؤں کو قتل کر دیں گے اور تمہاری عورتوں اور بیٹوں کو مباح اور حلال بنا لیں گے۔ پس جب یہ پیغام عبداللہ بن ابی اور اس کے بتوں کی پوجا کرنے والے ساتھیوں تک پہنچا۔ تو انہوں نے آپس میں

ایک دوسرے کے ساتھ خط و کتاب کی اور اکھٹے ہو گئے اور ان تمام نے نبی مکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کو قتل کرنے پر اتفاق کر لیا۔ جب اس کی خبر حضور نبی رحمت ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ہمراہ ان سے ملے اور فرمایا تمہارے ذریعہ سے قریش کی دھمکی پوری شدت کے ساتھ پہنچ چکی ہے۔ تم جو دھوکہ اور مکر و فریب اپنے آپ کو دینے کا ارادہ رکھتے ہو اس سے زیادہ تمہارے لیے کوئی مکر و فریب اور دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ پس تم تو اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہے ہو۔ پس جب انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ سنا تو وہ ان سے الگ اور متفرق ہو گئے اور یہ خبر کفار قریش کو پہنچ گئی۔ اس کے بعد غزوۂ بدر ہوا۔ پھر غزوۂ بدر کے بعد کفار قریش نے یہودیوں کی طرف لکھا۔ بے شک تمہارے پاس ہتھیار اور قلعے ہیں۔ لہٰذا تم ہمارے صاحب (نبی مکرم ﷺ) کو قتل کر دو یا پھر ہم اس اس طرح کریں گے اور ہمارے درمیان اور تمہاری عورتوں کے پازیبوں کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوگی۔ پس جب ان کا یہ خط یہودیوں تک پہنچا۔ تو بنونضیر دوسرے ہی دن اکھٹے ہوئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ اپنے تیس اصحاب کو ساتھ لے کر ہماری طرف آئیں۔ اور ہماری طرف سے بھی تیس علماء آپ کی طرف نکلیں گے۔ یہاں تک کہ ہم ایک ایسی جگہ ملاقات کریں گے جو ہمارے اور تمہارے درمیان نصف و نصف ہوگی۔ وہ آپ سے (دین کی گفتگو) سنیں گے۔ پس اگر انہوں نے آپ کی تصدیق کر دی اور وہ آپ کے ساتھ ایمان لائے۔ تو ہم تمام کے تمام آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ تیس اصحاب کی معیت میں نکلے اور یہود کے تیس علماء بھی آپ ﷺ کی طرف آئے۔ جب وہ ایک کھلے اور ظاہر میدان میں پہنچے تو یہودیوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: تم اس پر کیسے قابو پا سکو گے جب اس کے ساتھ اس کے اصحاب میں سے تیس آدمی ہیں اور وہ تمام کے تمام ان سے پہلے مرنا پسند کرتے ہیں۔ تو انہوں نے پیغام بھیجا افہام و تفہیم کیسے ممکن ہے حالانکہ ہم ساٹھ آدمی ہیں۔ لہٰذا آپ اپنے تین اصحاب کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائیے اور ہمارے بھی تین علماء آپ کی طرف آئیں گے، وہ آپ سے گفتگو سنیں گے۔ سو اگر وہ آپ کے ساتھ ایمان لے آئے، تو ہم تمام آپ کے ساتھ ایمان لائیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے۔ چنانچہ حضور نبی معظم ﷺ اپنے تین اصحاب کے ساتھ نکلے اور یہودیوں میں سے بھی تین افراد ہی آئے۔ لیکن وہ خنجروں کے ساتھ مسلح تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ پس بنی نضیر کی ایک نیک سیرت عورت نے اپنے بھائی کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ انصار میں سے ایک مسلمان تھا اور اس نے اسے بنونضیر کے دھوکہ دینے کے اس منصوبے کے بارے بتایا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے تیار کیا تھا۔ چنانچہ اس کا بھائی بڑی تیز رفتاری کے ساتھ آیا اور اس نے حضور نبی رحمت ﷺ کو پا لیا اور آپ ﷺ کے ان تک پہنچنے سے پہلے ہی آپ کو اس کے بارے آگاہ کر دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ صبح سویرے ہی اپنے لشکر کے ہمراہ وہاں تشریف لے گئے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: قسم بخدا! بے شک تم میرے پاس پناہ نہیں لے سکو گے مگر کسی ایسے عہد کے ساتھ جس پر تم میرے ساتھ معاہدہ کرو گے۔ تو انہیں نے آپ ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس دن آپ ﷺ نے اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا۔ پھر اگلی صبح

لشکر کے ساتھ بنی قریظہ پر چڑھائی کی اور بنونضیر کو چھوڑ دیا اور انہیں معاہدہ کی دعوت دی۔ پس انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرلیا۔ تو پھر آپ ان سے لشکر کے ہمراہ بنی نضیر کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے ساتھ قتال کیا۔ یہاں تک کہ وہ اس شرط پر اترے کہ وہ جلاوطن ہوں گے اور اتنا ساز و سامان ان کے لیے ہوگا جتنا اونٹ اٹھا سکتا ہے۔ مگر ہتھیار اس میں شامل نہیں ہوں گے۔ چنانچہ بنونضیر جلاوطن ہوگئے اور ساز و سامان گھروں کے دروازے اور ان کی لکڑیاں جو کچھ اونٹ اٹھا سکتا تھا وہ انہوں نے اٹھالیا اور اپنے گھروں کو گرانے اور مسمار کرنے لگے اور لکڑیاں میں سے جو ان کے کام تھی وہ اٹھانے لگے۔ پس انہیں کی جلاوطنی شام کی طرف لوگوں کی پہلی جلاوطنی تھی بنونضیر بنی اسرائیل کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ تھا اور یہ اس وقت سے جلاوطن نہیں ہوئے تھے جب سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر جلاوطنی کو لازم کیا تھا۔ پس اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے انہیں جلاوطن کردیا۔ اگر وہ جلاوطنی نہ ہوتی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر لازم کی تھی تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا میں اسی طرح عذاب دیتا جیسا کہ بنوقریظہ کو دیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ؕ وَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ بنی نضیر کا مال غنیمت صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہی یہ عطا فرمایا اور آپ کو ہی اس کے لیے خاص کیا اور ارشاد فرمایا: وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ۔ وہ فرما رہا ہے کہ اس نے یہ مال اپنے رسول مکرم ﷺ کو بغیر جنگ وقتال کے عطا فرمایا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا اکثر حصہ مہاجرین کو عطا فرمایا اور ان کے درمیان تقسیم فرمادیا۔ اور انصار میں سے صرف دو آدمیوں کو دیا جو کہ حاجت مند تھے اور ان دو کے سوا انصار میں سے کسی اور کو عطا نہیں فرمایا اور اس میں سے بقیہ مال رسول اللہ ﷺ کا وہ صدقہ ہے جو بنی فاطمہ کے قبضے میں ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر یہودیوں کے دو قبیلے تھے اور یہ دونوں دور جاہلیت میں انصار کے دو قبیلے اوس اور خزرج کے حلیف تھے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ قدم رنجہ فرما ہوئے اور انصار کو اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اور یہودیوں نے انکار کردیا تو مسلمان بنی نضیر کی طرف گئے اور وہ قلعہ بند ہوگئے۔ پس مسلمانوں نے وہ گھر گرانے شروع کردیئے جو ان کے قلعوں سے متصل تھے اور دوسرے نے ان کو گرانا شروع کردیا جو ان گھروں کے ساتھ متصل تھے۔ وہ ان تک پہنچنے سے متصل تھے اور دوسروں نے ان کو گرانا شروع کیا جو ان

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، کتاب غزوۃ بنی نضیر، جلد 3، صفحہ 79-178، دارالکتب العلمیہ بیروت

گھروں کے ساتھ متصل تھے۔ اوران تک پہنچنے کے لیے گراتے رہے یہاں تک کہ ان تک پہنچ گئے۔ تو اس کے بارے یہ آیات نازل ہوئی: هُوَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ۗ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَ اَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۗ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ؕ وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَ مَنْ یُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ پس جب مسلمان ان تک پہنچ گئے تو وہ ایک معاہدے پر نیچے اترے جو ان کے درمیان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان طے پایا۔ وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اور ان کے اہل خانہ کو جلاوطن کر دیں گے اور ان کے مال اور ان کی زمین ان سے لے لیں گے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جلاوطن کر دیا اور وہ خیبر میں جا کر رہنے لگے اور مسلمان کھجوروں کے درخت کاٹتے رہتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے باسیوں میں سے کچھ لوگوں نے مجھے بتایا ہے کہ وہ زرد رنگ کی کھجوریں تھیں جیسا ردی اور گھٹیا قسم کی کھجوریں ہوتی ہیں اور انہیں لینہ کہا جاتا تھا۔ مشرکوں نے اس عمل کو ناپسند کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے عذر کے بارے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ رہا یہ ارشاد گرامی فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْهِ مِنْ خَیْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وہ ان کی طرف گھوڑے اور اونٹ لے کر نہیں گئے تھے۔ کیونکہ وہ مدینہ طیبہ کی طرف میں رہ رہے تھے۔ ان کے بعد بنی قریظہ ایک سال یا دو سال اس معاہدے پر قائم رہے جو ان کے اور حضور نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ہوا تھا۔ پھر جب مشرکین جنگ احزاب کے لیے نکلے تو انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کے لیے نکلو۔ تو انہوں نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ہماری طرف اپنے پچاس آدمی بطور رہن بھیج دو۔ پس حضرت نعیم بن مسعود اشجعی رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے پاس آئے اور انہیں اس کی خبر دی۔ اس وقت تک حضرت نعیم رضی اللہ عنہ مسلمانوں اور مشرکین دونوں میں محفوظ و مامون تھے۔ پس یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی کہ انہوں نے مشرکین کی طرف پیغام بھیجا ہے اور ان سے پچاس آدمی بطور رہن مانگ رہے ہیں۔ تاکہ وہ ان کی معیت میں نکلیں۔ لیکن انہوں نے ان کی طرف رہن بھیجنے سے انکار کر دیا اور وہ مسلمانوں اور مشرکین کے لیے ذریعہ جنگ بن گئے۔ پس حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ اور خوات بن جبیر کو ان کی طرف بھیجا۔ جب وہ دونوں ان کے پاس آئے تو ان کے سردار کعب بن اشرف نے کہا: بے شک میرے دو پر تھے تو تم نے ان میں سے ایک کاٹ دیا ہے۔ پس یا تم مجھ پر میرا پر لوٹا دو۔ یا پھر میں تمہارے خلاف پر بن جاوں گا۔ تو خوات بن جبیر نے کہا: میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میں اپنے نیزے کے ساتھ اسے پھاڑ دوں۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے کہا: تب قوم آگے بڑھے گی اور وہ مجھے پکڑ لیں گے، تو آپ نے اسے روک دیا۔ چنانچہ وہ دونوں لوٹ کر واپس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گئے اور دونوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے متعلقہ بات عرض کر دی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اجازت عطا فرما دی جب مشرکین کے گروہ واپس لوٹ گئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہتھیار اتار دیئے تو حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جب سے مشرکین آپ کے مقابلہ

میں اتری ہیں، میں نے اپنی پشت سے ہتھیار نہیں اتارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں شکست سے دو چار کر دے اور چلے گئے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی قریظہ کے بارے میں اجازت دی تھی۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ان کی طرف گئے اور انہیں کہا: اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو! تو انہوں نے کہا اے ابو القاسم! آپ فحش گو تو نہ تھے۔ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم پر نیچے اترے اور آپ ان لوگوں کے قبیلہ سے تھے جو ان کے حلیف تھے۔ چنانچہ آپ نے ان کے بارے میں فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا جائے اور ان کے اموال وغنائم کو تقسیم کر دیا جائے۔ وہ ذکر کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ "حَكَمَ بِحُكْمِ اللّٰهِ" کہ حضرت سعد نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ سو آپ ﷺ نے ان کے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور ان کے اموال وغنائم کو تقسیم کر دیا۔

عبد بن حمید نے یحییٰ بن سعید سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی نضیر کے پاس کسی کام سے گئے اور انہوں نے آپ ﷺ کو تکلیف پہنچانے (قتل کرنے) کا قصد کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس پر مطلع فرما دیا۔ تو آپ ﷺ نے لوگوں کو ان کے خلاف جنگ کے لیے برانگیختہ کیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ مصالحت فرمائی کہ سونا چاندی اور ایک اونٹ کا بوجھ ان کے لیے ہوگا اور کھجوریں، زمین اور ہتھیار رسول اللہ ﷺ کے لیے ہوں گے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اسے مہاجرین کے درمیان تقسیم کر دیا اور حضرت سہل بن حنیف اور حضرت ابو دجانہ کے سوا انصار میں سے کسی کو کوئی شے نہیں دی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن بنی نضیر کی طرف تشریف لے گئے تا کہ ان سے پوچھیں ان میں دیت کیسے ہوتی ہے۔ جب انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ زیادہ اصحاب کو نہ دیکھا تو انہوں نے آپس میں یہ منصوبہ بنایا کہ وہ آپ ﷺ کو قتل کر دیں اور آپ کے اصحاب کو قیدی بنا لیں۔ پھر انہیں مکہ مکرمہ لے جا کر قریش کے ہاتھوں فروخت کر دیں۔ پس وہ ابھی اسی کیفیت میں تھے کہ مدینہ طیبہ کی جانب سے یہودیوں میں سے کوئی آیا۔ جب اس نے اپنے ساتھیوں کو دیکھا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بارے میں کچھ مشورہ کر رہے ہیں تو اس نے ان سے پوچھا تم کیا ارادہ رکھتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: ہم چاہتے ہیں کہ ہم محمد (ﷺ) کو قتل کر دیں اور آپ کے اصحاب کو پکڑ لیں۔ تو پھر اس نے ان سے پوچھا: محمد (ﷺ) کہاں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ محمد قریب ہے۔ تو ان کے ساتھی نے انہیں کہا: قسم بخدا! میں نے محمد (ﷺ) کو مدینہ طیبہ کے اندر چھوڑا ہے۔ پس اس نے ان کے پروگرام کو ختم کر دیا اور انہوں نے کہا: یہ خبر مشہور ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو معاہدہ تھا وہ ٹوٹ گیا ہے۔ پس ان میں سے ساٹھ علماء چلے۔ ان میں حی بن اخطب اور عاص بن وائل بھی تھے یہاں تک کہ وہ کعب کے پاس پہنچے اور جا کر کہا: اے کعب! تو اپنی قوم کا سردار ہے اور قوم کی عزت ہے۔ ہمارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ تو کعب نے انہیں کہا: جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ مجھے بتاؤ۔ انہوں نے جواب دیا: ہم غلام آزاد کر سکتے ہیں اور اونٹوں کے گلے ذبح کر سکتے ہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اہل و مال سے خالی ہیں۔ پس کعب نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف ان کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں خوب عزت بخشی اور وہ لوٹ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ

كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝
(النساء) (کیا کچھ نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں جبت اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔ یہی وہ (بدنصیب) ہیں جن پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اور جس پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ تو ہر گز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار۔

اور آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی جب انہوں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ الآیہ (المائدہ: 11) (اے ایمان والو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک دیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے لیے کعب کو کون کافی ہو گا؟ (یعنی اسے کون قتل کرے گا) تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی جن میں حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی تھے، یا رسول اللہ! ﷺ ہم آپ کی جانب سے اسے کافی ہوں گے اور آپ سے کچھ چیزوں کی اجازت چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس گئے اور کہا: اے کعب! بے شک محمد ﷺ نے ہمیں صدقے کا پابند بنایا ہے۔ اس لیے آپ ہمیں کچھ شے فروخت کیجئے۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔ یہی وہ شے ہے جس کی حلت کی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی۔ تو کعب نے انہیں کہا: اپنے بچوں کو میرے پاس رہن رکھ دو۔ تو انہوں نے جواب دیا: یہ شے تو ہمارے لیے کل انتہائی شرم اور عار کا سبب بنے گی کہ لوگ کہیں گے یہ ایک وسق کا غلام ہے۔ فلاں دو وسق کا بندہ ہے۔ فلاں تین وسق کا غلام ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو پھر کعب نے کہا: پھر ہتھیار گروی رکھ دو۔ اس پر انہوں نے اپنا معاملہ طے کر لیا۔ ہمارے اور تیرے درمیان آنے والی رات کا وعدہ ہو گیا۔ چنانچہ جب رات آئی وہ اس کی طرف چلے اور رسول اللہ ﷺ جائے نماز میں بیٹھ کر ان کے لیے فتح و کامیابی کی دعا فرمانے لگے۔ جب وہ اس کے پاس پہنچے۔ تو اسے آواز دی: اے کعب! اس کی شادی ابھی حال ہی میں ہوئی تھی اس نے ان کی آواز کا جواب دیا: تو اس کی بیوی نے کہا: یہ عمیر کی بیٹی تھی، تم اس وقت کہاں اتر رہے ہو۔ مجھے اس وقت خون کی بو آ رہی ہے۔ وہ نیچے اترا۔ وہ اپنے اوپر ورس سے رنگی ہوئی چادر لپیٹے ہوئے تھا۔ اس کی پیشانی کے بال دراز تھے۔ پس جب وہ اتر کر ان کے پاس پہنچا۔ تو انہوں نے کہا: تیری خوشبو کتنی حسین اور دلآویز ہے۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ پس حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس کھڑے ہوئے تھے اور مسلمانوں میں سے کسی نے کہا: ہمیں اس کی خوشبو تو سنگھاؤ۔ چنانچہ آپ نے اپنا ہاتھ کعب کے کپڑے پر رکھا اور کہا سونگھو اور خوب سونگھو۔ وہ یہ گمان کرنے لگا کہ وہ اس کی خوشبو سے انتہائی خوش ہو رہے ہیں اور اس پر اظہار تعجب کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ اس سے بہت خوش ہوتا رہا اور سرور حاصل کرتا رہا۔ تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اسی طرح کرتا رہا اور بالآخر اس کی پیشانی کے بالوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ پھر کہا: اس کی گردن اڑا دو۔ پس ساتھیوں نے مل کر اس دشمن خدا و مصطفیٰ کی گردن اڑا دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نضیر کی طرف گئے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں چھوڑ دیجئے ہم تو اپنے سردار کو رو رہے ہیں۔ تو آپ

ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے کہا: کیا یہ اذیت پر اذیت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں یہ اذیت پر اذیت ہے۔ جب انہوں نے یہ دیکھا تو اپنے گھروں کے اندر سے چیزیں اور سامان اٹھانے لگے تا کہ وہ نجات پا سکیں اور مومنین باہر سے ان کے گھروں کو مسمار کرنے لگے تا کہ ان پر داخل ہو سکیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر جلا وطنی لازم نہ کر دی ہوتی۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الجلاء کا مفہوم ہے کہ وہ وہاں سے نکلیں گے تا کہ آپ انہیں انہیں کی قوت سے قتل کر دیں اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے مزید کہا: کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ جب بنی نضیر کے پاس گئے تو وہ ان کی کھجوریں کاٹنے لگے۔ تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: جب اس نے پیٹھ پھیری۔ زمین میں دوڑ دھوپ کی تا کہ اس میں فساد برپا کرے اور مسلمانوں میں سے کسی کہنے والے نے کہا: وہ کسی وادی کو طے نہیں کریں گے اور نہ ہی وہ دشمن سے کوئی شے پائیں گے مگر اس کے عوض ان کے لیے عمل صالح لکھ دیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اس میں لِيْنَةٍ سے مراد کھجور کے درخت ہیں۔ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ فرمایا: جو درخت تم نے کاٹے وہ بھی میرے اذن سے ہیں اور جو تم نے چھوڑے وہ بھی میرے اذن سے ہیں (یعنی تمہارا کاٹنا اور تمہارا چھوڑنا سب میرے اذن سے ہوا ہے)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ' کے تحت کہا ہے: مسلمان ان گھروں کو گرانے اور مسمار کرنے لگے جو ان کے ساتھ متصل تھے تا کہ وہ باہر سے ان پر داخل ہو سکیں اور یہودی اندر سے انہیں گرانے لگے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَ اَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کے تحت مقاتل بن حیان نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ قتال کر رہے تھے اور جب آپ غالب آ گئے بڑے دروازوں پر یا گھروں پر تو آپ نے ان کی دیواریں گرا دیں۔ تا کہ جنگ کے لیے میدان وسیع اور کھلا ہو جائے اور یہودی جس دروازے یا گھر پر غالب تھے انہوں نے پیچھے سے اسے سوراخ کیا۔ پھر اسے محفوظ بنایا اور اس میں مہارت و کاریگری کا اظہار کیا۔ پس اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِي الْاَبْصَارِ۝ اور ارشاد گرامی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ اس میں لِيْنَةٍ سے مراد کھجور کے درخت ہیں اور یہ وصف کے لحاظ سے یہود کے لیے انتہائی پسندیدہ تھا۔ اس کے پھل کو لون کہا جاتا تھا۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی اجازت سے صحابہ کرام سے ان کی کھجوروں کو کاٹا اور ان کے درختوں کو جڑ سے اکھیڑا تو یہودیوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) آپ کا گمان تو یہ ہے کہ آپ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیا درختوں کو اکھیڑنے، کھجوریں کاٹنے اور فساد برپا کرنے میں بھی اصلاح ہے؟ پس یہ بات حضور نبی مکرم ﷺ پر شاق گزری اور مسلمان بھی ان کی اس بات کے سبب اپنے دلوں میں خوف اور ڈر محسوس کرنے لگے کہ ان کا درخت کاٹنا کہیں باعث فساد نہ ہو۔ چنانچہ بعض نے بعض سے کہا: تم انہیں نہ کاٹو کیونکہ یہ اس مال غنیمت میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اور جو انہیں کاٹ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: ہم درختوں کو کاٹ کر ان پر اپنے غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں۔ پس

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 297، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ یعنی جو کھجور کے درخت تم نے کاٹے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا ہے اور جنہیں تم نے اپنی جڑوں پر چھوڑ دیا ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے کیا ہے۔ تو اس سے حضور نبی کریم ﷺ اور تمام اہل ایمان کے دل مطمئن اور خوش ہو گئے۔ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ تا کہ وہ بنی نضیر کے یہودیوں کو رسوا کرے اور یہ درختوں کو جڑوں سے اکھیڑنا اور کھجوروں کو کاٹنا ان کے لیے باعث ذلت ورسوائی تھا۔ (1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ کے تحت کہا ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ صلح نہیں کی تھی اور انہیں لکڑی بھی پسند نہ تھی مگر انہوں نے اسے بھی اٹھالیا۔ پس یہی ان کا اپنے گھروں کو برباد کرنا تھا۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ اپنے گھروں کو اندر سے برباد کرنے لگے اس طرح کہ جو بھی تھوڑی یا زیادہ ایسی چیز پائی جو ان کے لیے نفع بخش ہو سکتی تھی اسے انہوں نے خراب کر دیا اور برباد کر دیا۔ کیونکہ وہ کوئی بھی نفع بخش اور فائدہ مند چیز چھوڑنا نہیں چاہتے تھے جب وہ خود چلے جائیں گے، اور وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے فرمایا: اور مومنین باہر سے ان کے گھروں کو برباد کر رہے تھے تاکہ وہ ان تک پہنچ سکیں۔ اور وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا کے تحت فرمایا: تو اللہ تعالیٰ ان پر مسلط کر دیتا اور ان کی گردنیں ماردی جاتیں اور ان کی اولاد کو قیدی بنالیا جاتا۔ لیکن ان کے لیے جلاوطنی اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پہلے سے لکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ انہیں اذرعات اور اریحا کی جانب جلاوطن کر دیا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے تحت کہا ہے کہ ان کے گھر مزین اور آراستہ تھے اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ حسد کیا کہ وہ ان میں رہیں۔ چنانچہ وہ انہیں اندر سے برباد کرتے رہے اور مسلمان باہر سے اکھیڑتے رہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکلنا جلاء کہلاتا ہے۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت میں لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ، عکرمہ، مجاہد اور عمرو بن میمون رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مِّنْ لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کی ایک قسم ہے۔ (5)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 79-178، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 297، بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 487 (33158)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ ایضاً، (33157)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 40، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد وہ کھجوریں ہیں جو عجوہ کھجوروں سے ادنیٰ اور کم ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد عجوہ کے سوا کھجور کی تمام اقسام ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّيْنَةٍ سے مراد کھجور کا درخت یا مطلق درخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح قرأت کی مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآىِٕمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے بعض اموراموال جلا دیے تھے۔ تو کسی کہنے والے نے کہا:

فَهَانَ عَلٰى سُرَاةِ بَنِىْ لُؤَىٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ

''پس بنی لوی کے شیروں پر ہلاکت کے ساتھ جلانا اور (راکھ) اڑا دینا آسان ہے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے اس دن کھجوریں کاٹیں اور بعض لوگوں نے ناپسندیگی کا اظہار کرتے ہوئے کہ یہ فساد ہے اس سے روکا۔ تو یہودیوں نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں فساد کی اجازت دی ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ فرمایا۔ لِّيْنَةٍ سے مراد عجوہ کے سوا ہر قسم کی کھجوریں ہیں۔ تا قولہ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝ فرمایا تا کہ تم انہیں غیظ و غضب میں مبتلا کر سکو۔ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فرمایا: تم نے ان کی طرف جاتے ہوئے نہ کسی وادی کو عبور کیا اور نہ ہی تم ان کی طرف گھوڑے اور اونٹ چلا کر لے گئے۔ بلاشبہ یہ تو بنی نضیر کے باغات تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نضیر (کا ساز و سامان) قریش اور مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ فرمایا: یہ عجوہ، عتیق اور نخیل ہیں۔ یہ دونوں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں تھیں اور یہ دونوں کھجور کی اصل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انصار میں سے دو آدمیوں یعنی حضرت ابو دجانہ اور سہل بن حنیف کے سوا کسی کو کوئی شے عطا نہیں فرمائی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک یہودی حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور مشیت کے بارے آپ سے سوال کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مشیت تو اللہ تعالیٰ کی ہے اس نے کہا بے شک میں چاہتا ہوں کہ میں کھڑا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تو کھڑا ہو۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں بیٹھ جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ نے چاہا کہ تو بیٹھ جائے۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں یہ درخت کاٹ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 487 (33156)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

لوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ نے چاہا کہ تو اسے کاٹے۔ اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میں اسے چھوڑ دوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ تو اسے چھوڑ دے۔ فرمایا: اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا آپ کو آپ کی دلیل اور حجت سمجھائی گئی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حجت کی تلقین فرمائی تھی۔ فرمایا: اور پھر یہ قرآن نازل ہوا: مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ۝۔

امام عبدالرزاق، بیہقی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ کے تحت حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اہل فدک اور ان کی مخصوص بستیوں کی صلح کی۔ حالانکہ آپ ﷺ نے دوسری قوموں کا محاصرہ کیا۔ پس انہوں نے پیغام صلح بھیجا تو اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بغیر جنگ وقتال کے وہاں کا ساز وسامان بطور مال غنیمت عطا فرما دیا اور انہوں نے اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ فرماتے ہیں: اس سے مراد جنگ وقتال کا نہ ہونا ہے۔ بنی نضیر کے اموال خالص حضور نبی کریم ﷺ کے لیے تھے۔ انہوں نے وہ مال بزور شمشیر فتح نہیں کیا تھا۔ بلکہ اسے صلح کے ساتھ حاصل کیا تھا۔ اس لیے حضور نبی معظم ﷺ نے یہ مال مہاجرین کے درمیان تقسیم فرما دیا اور انصار میں سے دو آمیوں کے سوا کسی کو کوئی شے عطا نہیں فرمائی۔ اور وہ دونوں یعنی ابو دجانہ اور حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما اس کے حاجت مند تھے۔ (1)

امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ بنی نضیر کے اموال ان مالوں میں سے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو عطا فرمائے اور مسلمانوں نے ان پر گھوڑے اور اونٹ وغیرہ نہیں دوڑائے۔ پس یہ مال صرف رسول اللہ ﷺ کے لیے تھا۔ آپ ﷺ اس میں سے اپنے گھر والوں کے سالانہ اخراجات کے لیے خرچ کرتے تھے اور باقی مال سے فی سبیل اللہ جہاد کے لیے ہتھیار اور گھوڑے خچر وغیرہ کے حصول کے لیے خرچ کیا جاتا تھا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ کا مفہوم ہے کہ ان کا رب انہیں یاد دلا رہا ہے کہ اس نے ان کی مدد فرمائی ہے اور بنی قریظہ اور خیبر میں بغیر گھوڑے خچروں کے استعمال اور بغیر کسی جنگ وقتال کے ان کے لیے کافی ہوا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول معظم ﷺ کو بنی قریظہ اور بنی نضیر کی طرف جانے کا حکم ارشاد فرمایا: اس وقت مسلمانوں کے پاس کوئی زیادہ گھوڑے اور اونٹ نہیں تھے اور رسول اللہ ﷺ کو اختیار عطا فرمایا کہ آپ جو چاہیں فیصلہ فرما سکتے ہیں۔ اس وقت وہاں گھوڑے اور اونٹ نہ تھے جن کے ساتھ سفر تیزی سے کیا جا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 98-297، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 188 (1719)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سکتا ہو۔ فرمایا: ایجاف کا معنی ہے کہ وہ خوب تیز چال چلے ہوں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ہوں۔ یہ صورت حال خیبر، فدک اور کچھ دیگر عرب بستیوں کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو حکم فرمایا کہ آپ ینبع کے لیے تیاری کریں۔ پس رسول اللہ ﷺ وہاں آئے اور سارے کے سارے سامان کو گھیر لیا۔ تو کچھ لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے اسے تقسیم کیوں نہیں کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے عذر کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۚ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى کے بارے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں اہل القریٰ سے مراد بنی قریظہ ہیں۔ یعنی جو مال اللہ تعالیٰ نے بنی قریظہ کی جانب سے اپنے رسول ﷺ پر لوٹا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مہاجرین قریش کے لیے آپ ﷺ کو یہ عطا فرمایا اور انہیں ہی اس کے لیے مخصوص کر دیا۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت زہری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اس مال سے مراد جزیہ اور خراج ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ مال جو اللہ تعالیٰ نے خیبر سے رسول مکرم ﷺ کو عطا فرمایا تھا وہ نصف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے تھا۔ اور دوسرا نصف مسلمانوں کے لیے تھا۔ پس وہ نصف جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے تھا اس میں کتیبہ، وطیح، سلالۃ اور وجدہ تھے۔ اور وہ حصہ جو مسلمانوں کے لیے تھا وہ شق تھا اور شق کے تیرہ حصے تھے اور نطاۃ کے پانچ حصے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے خیبر سے حاصل ہونے والا مال مسلمانوں میں سے کسی میں تقسیم نہیں کیا سوائے ان کے جو حدیبیہ میں حاضر تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ سے نکلتے وقت سوائے جابر بن عبد اللہ بن عمرو بن حزام انصاری کے کسی کو پیچھے رہنے کی اجازت عطا نہیں فرمائی اور لازم قرار دیا کہ وہ آپ کے ساتھ خیبر میں حاضر ہوں۔

ابوداؤد اور ابن مردویہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بنی نضیر، خیبر اور فدک سے حاصل ہونے والا مال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔ پس وہ سامان جو بنو نضیر سے حاصل ہوا وہ اپنے مصائب اور حوادث کے لیے روک لیا گیا اور فدک سے حاصل ہونے والا مال ابن سبیل کے لیے وقف ہو گیا اور جو خیبر سے حاصل ہوا تھا اسے آپ ﷺ نے تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر ان میں سے دو جز مسلمانوں کے درمیان تقسیم فرما دیئے اور ایک حصہ اپنی ذات اور اہل و عیال کے خرچہ کے لیے روک لیا اور جو کچھ آپ کے گھریلو اخراجات سے بچ جاتا وہ آپ مہاجرین فقراء کو عطا فرما دیتے۔ (2)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصحف میں حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ اور حضرت زید

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد، باب صفایا رسول اللہ ﷺ من الاموال، جلد 2، صفحہ 57، مکتبۃ امدادیہ ملتان

بن ثابت رضی اللہ عنہما کے مصنف میں حلال وحرام میں کوئی اختلاف نہیں۔ سوائے دو حرفوں کے کہ سورۃ انفال میں ہے: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ (الانفال: 41) اور سورۃ حشر میں ہے: مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ وَالْمُهَاجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ"

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ میں مال فے آیت میں مذکورہ تمام کے لیے تھا۔ پھر اسے سورۃ انفال کی آیت نے منسوخ کر دیا اور فرمایا: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰى وَ الْیَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ (الانفال: 41) پس اس آیت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے سورۃ حشر میں تھا اور مال غنیمت کا خمس (پانچواں حصہ) ان کے لیے بنایا گیا جن کے لیے مال فے تھا۔ اور مال غنیمت کا باقی حصہ ان تمام لوگوں کے لیے ہو گیا جو جنگ میں شریک ہوتے۔

امام ابو عبید نے کتاب الاموال میں، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابوعوانہ، ابن حبان اور ابن مردویہ نے مالک بن اوس بن حدثان سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: دوپہر کے وقت حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلا بھیجا۔ سو میں آیا اور آپ کے پاس حاضر ہوا۔ اس وقت آپ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے درمیان اور چارپائی کی رسیوں کے درمیان کوئی بستر حائل نہیں تھا اور آپ چمڑے کے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اے مالک! تیری قوم کے چند گھروں کے افراد ہمارے پاس آئے ہیں اور میں نے ان کے بارے میں رضخ (بچا کھچا سامان) کا حکم دیا ہے۔ پس تم وہ لے لو اور وہ ان کے درمیان تقسیم کر دو۔ تو میں نے عرض کی اے امیر المومنین! بلاشبہ وہ میری قوم ہے۔ لیکن اس معاملہ کے لیے میں ان کے پاس جانا ناپسند کرتا ہوں۔ اس لیے اس کے بارے آپ کسی اور کو حکم ارشاد فرمائیں۔ ابھی میں اس بارے میں آپ سے بات چیت کر رہا تھا کہ آپ کا غلام یرفاء آیا اور اس نے کہا: حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم حاضر ہیں۔ آپ نے انہیں اجازت عطا فرمائی اور وہ اندر داخل ہوئے۔ پھر یرفاء آیا اور کہا: کہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما دونوں حاضر ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بھی اندر آنے دو۔ چنانچہ وہ بھی اندر آ گئے۔ پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو! آپ اس بارے میں مجھ سے زیادتی کر رہے ہیں۔ تو پاس بیٹھے ہوئے افراد نے کہا: اے امیر المومنین! ان دونوں کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے ساتھی کی جانب سے راحت عطا کیجئے۔ کیونکہ اس میں آپ کے لیے بھی راحت ہے اور ان کے لیے بھی سکون ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: متانت سے کام لو اور آپ نے اپنے بازو چڑھائے۔ پھر ارشاد فرمایا: اے جماعت! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا تم نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بے شک ہم وارث نہیں بناتے۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔ بے شک انبیاء علیہم السلام کے وارث نہیں بنائے جاتے" تو ان لوگوں نے جواب دیا: ہاں ہم نے یہ

ارشاد سنا ہے۔ پھر آپ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں سے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے بھی سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اس بارے میں میں تم سے بات نہ کروں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ مال یفے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا تھا اور آپ کے سوا کسی اور کو عطا نہیں فرمایا۔ اس سے آپ کی مراد بنی نضیر سے حاصل ہونے والے اموال تھے۔ وہ صرف اور صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تھے آپ کے ساتھ کسی اور کا اس میں کوئی حق نہیں تھا۔ قسم بخدا! آپ نے اسے تمہارے سوا کسی کے لیے جمع نہیں کیا اور نہ اس کے لیے تم پر کسی اور کو ترجیح دی۔ تحقیق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تمہیں میں تقسیم فرمایا اور یہ مال اسی میں سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اپنے گھر والوں کی سال بھر کی خوراک کے لیے لے لیتے تھے اور باقی فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے تھے۔ اسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل جاری رہا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول بنے۔ انہوں نے کہا: میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی سیرت و کردار کے مطابق ہی چلوں گا۔ آپ بھی اس مال کی آمدن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے لیے سال بھر کا ذخیرہ کر لیتے تھے اور باقی مال کے دیگر راستوں میں خرچ کر دیتے تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا۔ پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی حیات طیبہ میں اس کا انتظام کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا بھی وصال ہو گیا۔ میں کہتا ہوں (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں کا نائب ہوں۔ لہٰذا میں اس مال کے بارے میں اسی طرح عمل کروں گا جس طرح ان دونوں کا معمول تھا۔ اس لیے میں نے اسے قبضے میں لے رکھا ہے۔ پس جب تم دونوں میرے پاس آتے جاتے رہے۔ تو میرے لیے یہی مناسب ہے کہ میں یہ مال تم دونوں کے حوالے کر دوں اور تم دونوں سے یہ عہد و پیمان لے لوں کہ تم دونوں اس میں اسی طرح عمل کرو گے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور میں نے عمل کیا اور میں یہ مال تمہارے سپرد کر دوں۔ اے حاضر جماعت! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا میں یہ مال اس شرط کے ساتھ ان دونوں کے حوالے کر دوں؟ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! جی ہاں (آپ کا یہ فیصلہ درست ہے) پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا مذکورہ شرط کے ساتھ میں یہ مال تمہارے سپرد کر دوں؟ دونوں نے جواب دیا: ہاں۔ آپ نے فرمایا: اس کے سوا کسی اور فیصلے کے لیے تم دونوں مجھ سے التماس کر سکتے ہو۔ لیکن قسم بخدا! اس معاملے میں اس کے سوا میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ پس اگر تم دونوں اس سے عاجز آ جاؤ۔ تو پھر اسے میرے حوالے کر دینا۔ پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۝ پس یہ سب مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے، پھر ارشاد فرمایا: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ

الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ پھر فرمایا: قسم بخدا! آپ ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی یہ مال عطا نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ الله تعالیٰ نے فرمایا: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (نیز وہ مال) نادار مہاجرین کے لیے ہے جنہیں (جبراً) نکال دیا گیا تھا۔ ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے یہ (نیک بخت) تلاش کرتے ہیں الله کا فضل اور اس کی رضا اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں الله اور اس کے رسول کی۔ یہی راست باز لوگ ہیں) پھر قسم بخدا یہ مال صرف انہیں کے لیے نہیں بنایا بلکہ فرمایا: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں۔ پھر قسم بخدا! یہ مال صرف انہیں کو عطا نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ ارشاد فرمایا: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے) پس رسول الله ﷺ نے اس حصے کو ان تمام پر تقسیم کیا جن کا الله تعالیٰ نے یہاں ذکر فرمایا۔ حضرت عمر رضی الله عنہ نے فرمایا: اگر میں باقی رہا تو صنعاء کے چرواہے بھی اپنا حق لیں گے اس وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔(1)

عبد الرزاق، ابو عبید اور ابن زنجویہ دونوں نے الاموال میں، عبد بن حمید، ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں مالک بن اوس بن حدثان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی الله عنہ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ (التوبہ:60) یہاں تک کہ آپ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ تک پہنچے تو فرمایا: یہ ان کے لیے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى یہاں تک کہ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ سے آخر آیت تک پہنچے۔ تو فرمایا: یہ مہاجرین کے لیے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ...... الآیہ'' اور فرمایا یہ انصار کے بارے ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الآیہ اور فرمایا: یہ آیت تمام مسلمانوں کو محیط ہے اور کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کا اس مال میں حق ہے۔ خبردار! تم اپنی وصیت کے مالک نہیں ہو۔ پھر فرمایا: اگر میں زندہ رہا تو اس سے وہ چرواہا بھی اپنا حصہ لے گا جو اپنے گدھوں کو چلا رہا ہوگا اور اس میں اس کی پیشانی بھی عرق آلود نہیں ہوئی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت زید بن اسلم سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی الله عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تم اس مال کے لیے جمع ہو اور اس کے بارے غور و فکر کرو جسے تم جانتے ہو۔ پھر آپ نے انہیں فرمایا: بے شک میں نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس مال کے لیے جمع ہو اور اس کے

1۔ صحیح مسلم، کتاب علم المغازی، جلد 12-11، صفحہ 65(17517)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 99-298، دار الکتب العلمیہ بیروت

بارے غوروفکر کرو جسے تم جانتے ہو اور میں نے کتاب اللہ کی یہ آیات پڑھی ہیں۔ پس وہ میرے لیے کافی ہیں۔ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ۙ كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۞ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۞ قسم بخدا! یہ صرف انہیں کے لیے نہیں بلکہ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۟ؕ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ قسم بخدا! وہ صرف ان لوگوں کے لیے بھی نہیں بلکہ وَ الَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۞ قسم بخدا! مسلمانوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کے لیے اس مال میں حق ہے کہ اسے اس میں سے دیا جائے یا اسے اس سے روک دیا جائے یہاں تک کہ عدن کے چرواہے کا حق بھی ہے۔(1)

عبدالرزاق، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ابن زنجویہ نے الاموال میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سطح زمین پر کوئی مسلمان نہیں ہے مگر اس کے لیے اس مال میں حق ہے سوائے لونڈیوں کے۔(2)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مال میں سے ایک حصہ تقسیم فرمایا۔ تو وہ لوگ اس پر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا: تم کتنے احمق ہو اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں تمہیں اس سے ایک درہم بھی نہ دیتا۔(3)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مال تین قسم کا ہے: مال غنیمت، مال فے اور مال صدقہ، اس میں سے کوئی درہم بھی نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا محل بیان کر دیا ہے

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھوں کو عجم سے بھر دے۔ پھر وہ انہیں شیر بنا دے۔ وہ نہیں بھاگیں گے اور وہ تمہارے جنگجوؤں کو قتل کر دیں گے اور تمہارے غنائم کو کھا جائیں گے۔(4)

امام ابن سعد نے حضرت سائب بن یزید سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے: قسم ہے اس ذات کی جس کے بغیر کوئی الٰہ نہیں! تین قسم کے لوگ ہیں جن میں سے ہر ایک کے لیے اس مال میں حق ہے۔ اسے دیا جائے یا اس سے روک لیا جائے۔ عبد مملوک کے سوا کوئی بھی کسی سے زیادہ حق نہیں رکھتا اور اس بارے میں میں بھی تمہاری طرح ہی ہوں۔ لیکن ہم کتاب اللہ کے مطابق اپنے درجات اور مراتب پر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہم

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 471، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10، صفحہ 138 (33017)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 54، دارالفکر بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 564 (8583)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تقسیم کر دیئے گئے ہیں۔ پس اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی آزمائش بھی ہے۔ اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کا اسلام کی طرف آنا بھی ہے۔ اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی دولت مندی بھی ہے اور اسلام میں آدمی کے ساتھ اس کی حاجت بھی ہے، قسم بخدا! اگر میں زندہ رہا تو صنعاء کے پہاڑوں کا چرواہا بھی اس مال سے اپنا حصہ لے گا حالانکہ وہ اپنی جگہ پر ہی ہوگا۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ لوگوں کو ان کی عطائیں اور ارزاق دے دو۔ تو انہوں نے آپ کی طرف جواب لکھا کہ ہم نے ایسا کر دیا ہے اور بہت سا مال باقی بچا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف لکھ بھیجا کہ بے شک ان کا وہ مال فے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا ہے وہ نہ تو عمر کا ہے نہ ہی عمر کے خاندان کا اس لیے وہ ان کے درمیان تقسیم کر دو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے مال پایا جو ان تین قسم کے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا گیا۔ یعنی مہاجرین، انصار اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(4)

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ **وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا** کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ انہیں غنائم عطا فرماتے تھے اور خیانت سے انہیں منع فرماتے تھے۔(5)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ معنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ مال فے میں سے جو تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور مال فے میں سے جس سے تمہیں روک دیں تو اس سے رک جاؤ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ میری طاعت وامر میں سے جو تمہیں حکم دیں اسے اختیار کر لو اور میری نافرمانی اور گناہ سے روکیں تو رک جاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، نسائی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: **وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا**۔ انہوں نے کہا: بے شک۔ پھر آپ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: **وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ** (الاحزاب: 36) الآیہ (نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرما دے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس معاملہ میں) فرمایا: بے شک میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے دباء، حنتم، نقیر اور مزفت سے منع فرمایا ہے (یہ چاروں زمانۂ جاہلیت کے برتن ہیں جن میں شراب تیار کی جاتی تھی)(6)

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 299، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 471 (83018)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً (33019)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 526 (33536)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 71 (23792)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں سے سنا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے دباء، حنتم، نقیر اور مزفت سے منع فرمایا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے خوب صورتی کے لیے بال گودنے اور گودوانے والیوں پر۔ پیشانی کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور دانت کھودوانے والیوں پر اور ان پر جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر اور تبدیلی کرتی ہیں۔ پس یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت جسے ام یعقوب کہا جاتا تھا، تک پہنچی تو وہ آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ایسا ایسا کرنے والیوں پر لعنت کی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: کیا ہے مجھے کہ میں اس پر لعنت نہ کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور وہ کتاب اللہ میں ہے۔ اس عورت نے کہا: تحقیق جو کچھ ان دو تختیوں کے درمیان ہے میں نے اسے پڑھا ہے اور میں نے اس میں ایسی کوئی شے نہیں پائی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر تو اسے پڑھتی تو یقیناً اسے پالیتی۔ کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ اس نے کہا: بے شک! (میں نے یہ آیت پڑھی ہے) تو آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (1) واللہ اعلم!۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا وَّ يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ وَ الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَ لَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّاۤ اُوْتُوْا وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَ مَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ

"(نیز وہ مال) نادار مہاجرین کے لیے ہے جنہیں (جبراً) نکال دیا گیا تھا ان کے گھروں سے اور جائیدادوں سے، یہ (نیک بخت) تلاش کرتے ہیں اللہ کا فضل اور اس کی رضا اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔ یہی راست باز لوگ ہیں۔ اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو دار ہجرت میں مقیم ہیں اور ایمان میں (ثابت قدم) ہیں مہاجرین (کی آمد) سے پہلے، محبت کرتے ہیں ان سے جو ہجرت کر کے ان کے پاس آتے ہیں اور نہیں پاتے اپنے سینوں میں کوئی خلش اس چیز کے بارے میں جو مہاجرین کو دے دی جائے اور ترجیح دیتے ہیں انہیں اپنے آپ پر اگرچہ خود انہیں اس چیز کی شدید حاجت ہو۔ اور جس کو بچالیا گیا اپنے نفس

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 205، وزارت تعلیم اسلام آباد

کی حرص سے تو وہی لوگ بامراد ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا الآیہ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ مہاجرین ہیں جنہوں نے گھروں، مالوں، گھر کے افراد اور خاندانوں کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ کی محبت میں گھروں سے نکل پڑے اور اسلام کو اختیار کر لیا حالانکہ اس میں اذیتیں اور تکلیفیں تھیں۔ یہاں تک کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ کوئی آدمی اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا تاکہ اس کے سبب وہ شدید بھوک کی حالت میں بھی اپنی کمر کو سیدھا رکھ سکے اور کوئی آدمی سردی کے موسم میں گڑھا بنا لیتا اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی لحاف وغیرہ نہیں ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ الآیہ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت میں مراد انصار کے قبیلے کے وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں میں مشرف باسلام ہوئے اور انہوں نے حضور نبی رحمت ﷺ کے قدم رنجہ فرما ہونے سے دو سال قبل مساجد بنا لیں اور اللہ تعالیٰ نے یہاں تعریف فرما کر ان پر احسان فرمایا: یہی وہ پہلے دو گروہ ہیں جنہوں نے اس آیت سے اپنی فضیلت کو پا لیا ہے اور دونوں اس خیر اور بھلائی پر چلتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کا حصہ اس مال فے میں بیان فرما دیا ہے۔ پھر تیسرے گروہ کا ذکر فرمایا اور ارشاد فرمایا: وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا...... الآیہ" فرمایا: بے شک اس میں انہیں حکم دیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں اور انہیں ان کو گالی گلوچ دینے کی اجازت نہیں دی گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس آیت میں یہ انصار کی سخاوت کی تعریف ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں اس ایمان اور مہاجرین کے لیے ان کے ایثار اور قربانی کو دیکھا کیونکہ اس مال فے سے انصار کو کوئی شے نہیں ملی تھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یزید بن الاصم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انصار نے کہا: یارسول اللہ! ﷺ آپ ہمارے درمیان اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان نصف نصف تقسیم فرما دیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ تمہارے ساتھ محنت ومشقت میں معاونت کریں گے اور تم انہیں پھلوں میں سے حصہ عطا کرو گے اور زمین تمہاری ہی رہے گی۔ تو انہوں نے عرض کی: ہم اس پر راضی اور خوش ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مہاجرین کو انصار پر یہ فضیلت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے سینوں میں (ان کے بارے) کوئی حسد نہیں پایا۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے وصیت کرتا ہوں کہ ان کے حقوق کو پہچانے اور ان کے لیے ان کی عزت واحترام کی حفاظت کرے اور میں اسے ان انصار کے بارے بھی وصیت کرتا ہوں جو حضور نبی کریم ﷺ کے ہجرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 31-330 (26596)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فرما ہونے سے پہلے دار ہجرت میں مقیم رہے اور ایمان میں ثابت قدم رہے کہ وہ ان کی نیکیوں اور اعمال خیر کو قبول کرے اور ان کی خطاؤں اور غلطیوں کو معاف کر دے۔(1)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے اخبار المدینہ میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدینہ طیبہ کے دس نام ہیں، یعنی مدینہ، طیبہ، طابہ، مسکینہ، جابرہ، مجبورہ، تبدد، یثرب اور دار۔

رہا ارشاد گرامی وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ اس کے بارے امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے مشقت اور فاقے نے آلیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف پیغام بھیجا لیکن ان کے پاس سے کوئی شے نہ پائی اور فرمایا کیا کوئی آدمی ہے جو آج کی رات مہمان نوازی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ تو انصار میں سے ایک آدمی نے کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یارسول اللہ! ﷺ۔ پس وہ اسے اپنے گھر لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی عزت و تکریم کیجئے تو کوئی شے بچا کر نہیں رکھے گی۔ اس نے کہا: قسم بخدا! میرے پاس بچوں کی خوراک کے سوا کچھ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: جب بچوں کے رات کے کھانے کا وقت ہو تو انہیں سلا دینا اور آگے بڑھ کر چراغ بجھا دینا۔ آج کی رات ہم رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر اپنے پیٹ کو بھوکا رکھیں گے۔ تو اس وفا شعار بیوی نے ایسا ہی کیا۔ پھر صبح کے وقت مہمان حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فلاں اور فلانہ کو خوب پسند فرمایا ہے اور انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔(2)

امام مسدد نے مسند میں، ابن ابی الدنیا نے کتاب قری الضیف میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ابوالمتوکل ناجی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی تین دن تک روزے دار رہا۔ شام ہوتی تو وہ افطاری کے لیے کوئی شے نہ پاتا اور صبح پھر روزہ رکھ لیتا۔ یہاں تک کہ انصار کا ایک آدمی جسے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کہا جاتا ہے اسے اس کے بارے معلوم ہوا۔ تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: آج رات میں اپنے ساتھ ایک مہمان کو لاؤں گا۔ جب تم اپنا کھانا رکھ چکو تو تم میں سے ایک چراغ کو درست کرنے کے لیے اس کے پاس کھڑا ہو جائے اور پھر اسے بجھا دے۔ پھر تم اپنے ہاتھ کھانے کی طرف بڑھاتے رہنا گویا کہ تم کھا رہے ہو، لیکن کھانا نہیں۔ یہاں تک کہ ہمارا مہمان خوب سیر ہو کر کھا لے۔ پس جب شام ہوئی تو وہ اسے لے گیا اور انہوں نے اپنا کھانا سامنے چن دیا اور اس کی رفیقہ حیات چراغ کے پاس کھڑی ہو گئی، گویا وہ اسے درست کرنے لگی ہے۔ تو اسے بجھا دیا۔ پھر وہ کھانے پر اپنے ہاتھ مارنے لگے گویا کہ وہ کھا رہے ہیں، حالانکہ وہ کھا نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ ان کا مہمان خوب سیر ہو گیا اور اس وقت ان کا کھانا ایک روٹی تھی اور یہی ان کی خوراک تھی۔ جب صبح کے وقت حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ثابت! گزشتہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 282 (34787)، دارالفکر بیروت   2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 26-725، وزارت تعلیم اسلام آباد

رات اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہارے مہمان سے خوب متعجب ہوا ہے"۔ پس انہی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کسی آدمی کو بکری کا سر بطور ہدیہ دیا گیا۔ تو اس نے کہا: بے شک میرا فلاں بھائی اور اس کے گھر والے میری نسبت اس کے زیادہ ضرورت مند ہیں۔ تو انہوں نے وہ سر ان کی طرف بھیج دیا۔ پس مسلسل اسے ایک دوسرے کی طرف (اسی جذبے کے تحت) بھیجتا رہا حتی کہ سات گھر والوں نے اس سر کو پھرایا یہاں تک کہ وہ پہلا آدمی (جس سے وہ چلا تھا) اس کی طرف وہ لوٹ گیا۔ تو اس پر مذکورہ آیت نازل ہوئی (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ خَصَاصَةٌ سے مراد فاقہ ہے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے ان سے کہا: مجھے خوف ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ تو آپ نے پوچھا: وہ کیسے؟ اس نے عرض کی: بے شک میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ اور میں تو حریص اور لالچی آدمی ہوں اور قریب نہیں ہے کہ مجھ سے کوئی شے خارج ہو جائے گی۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: وہ شح نہیں ہے بلکہ وہ بخل ہے اور بخل میں کوئی فائدہ اور خیر نہیں ہے اور وہ شح جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا مال ظلماً کھائے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے۔ شحیحہ کا یہ مفہوم نہیں کہ آدمی اپنا مال روک لے۔ بلکہ یہ تو بخل ہے اور یہ شر اور برا ہے۔ اور شُحّ کا معنی یہ ہے کہ آدمی کی آنکھ اس شے کی طرف اٹھے جو اس کی نہیں۔

ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ایسی عورت کی طرف دیکھا جس کا وہ مالک نہیں یہ شُحّ کہلاتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے: بخل یہ ہے کہ آدمی اس شے کے ساتھ بخل کرے جو اس کے ہاتھ میں ہے اور شُحّ یہ ہے کہ وہ اس شے پر حریص ہو جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے۔ اے اللہ! مجھے میرے نفس کی حرص سے بچا۔ اس سے زائد وہ کچھ نہیں کہتے تھے۔ جب ان سے اس کے بارے استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: جب مجھے میرے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا گیا تو نہ میں چوری کروں گا، نہ زنا کروں گا اور نہ ہی میں نے اس قسم کا کوئی کام کیا ہے۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 526 (3799)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 52، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا شُحَّ سے مراد حرام کو داخل کرنا اور زکوٰۃ کو روکنا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی وہ اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رہا۔

خرائطی نے مساوی الاخلاق میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ شُحَّ بخل کی نسبت زیادہ شدید اور سخت ہے۔ کیونکہ شحیح اس شے کا حریص ہوتا ہے جو اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ اسے روک لیتا ہے اور جو لوگوں کے پاس ہو اس پر وہ حرص کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے لے لے اور بخیل صرف اسی شے پر بخل کرتا ہے جو اس کے اپنے پاس ہو۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب ذم البخل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو پیدا فرمایا اور پھر اسے کہا: تو بول۔ تو اس نے کہا: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ (المومنون) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت وجلال کی قسم! کوئی بخیل تجھ میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: تین عمل جس آدمی کے ہوں گے وہ شُحّ (حرص) سے بری اور محفوظ رہے گا۔ وہ آدمی جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اور مہمان کی مہمان نوازی کی اور مصائب اور قحط کے وقت لوگوں کو اپنے مال میں سے عطا کیا۔

امام حکیم ترمذی، ابو یعلی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کو ثابت کرنے والی کوئی شے کبھی شُحَّ کو ثابت نہیں کرتی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو زرعہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس کے دل میں فقر و افلاس ہو تو دنیا میں اسے کثیر ترین مال بھی غنی نہیں کر سکتا اور اسے نفس کی حرص نقصان دیتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجمع بن یحییٰ بن جاریہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے چچا خالد بن یزید بن جاریہ رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شُحَّ (حرص) سے وہ محفوظ رہا جس نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان کی عزت و تکریم کی اور مصیبت و تکلیف کی حالت میں کسی کو کچھ عطا کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں کبھی بھی کسی بندے کے پیٹ میں جمع نہیں ہوگا اور نہ ہی کبھی کسی بندے کے دل میں ایمان اور شُحّ (حرص) جمع ہو سکتے ہیں۔ (2)

امام ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 237 (3475)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 82 (2395)، دارالکتب العلمیہ بیروت

فرمایا: دو خصلتیں کسی مسلمان کے پیٹ میں جمع نہیں ہو سکتیں: ایک بخل اور دوسری سوء ظن۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی آدمی میں سب سے بڑا شر غمزدہ کر دینے والی حرص اور خواہشات کا بندہ بنا دینے والی بزدلی ہے۔(2)

امام احمد، امام بخاری نے الادب میں، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہے۔ اور شُحّ (حرص) سے بچو کیونکہ حرص نے انہیں ہلاک اور برباد کیا جو تم سے پہلے تھے اور انہیں اس پر ابھارا کہ وہ اپنے خون بہائیں اور محارم کو حلال سمجھیں۔(3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شُحّ (حرص) اور بخل سے بچو کیونکہ اس نے تم سے پہلے لوگوں کو اس پر برانگیختہ کیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ قطع تعلقی کریں۔ پس انہوں نے قطع تعلقی کر لی اور اس نے انہیں اس پر ابھارا کہ وہ محارم کو حلال سمجھیں۔ پس وہ انہیں حلال سمجھنے لگے اور اس نے انہیں اس طرف دعوت دی کہ وہ اپنے خون بہائیں۔ چنانچہ وہ خون بہانے لگے۔(4)

امام ترمذی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی فوت ہوا۔ تو لوگوں نے کہا: اس کے لیے تو جنت کی بشارت ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تم نہیں جانتے کہ اس نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہو جو لایعنی اور بے مقصد ہو۔ یا ایسی شے کے بارے بخل کیا ہو جو اس کے لیے نفع بخش نہ ہو۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غزوۂ احد کے دن ایک آدمی مقتول ہوا۔ تو ایک عورت آئی اور اس نے کہا: اے میرے بیٹے تجھے شہادت مبارک ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تجھے کیا معلوم شاید اس نے ایسی شے کے بارے گفتگو کی ہو جو لایعنی اور بے مقصد ہو اور یہ ایسی شے کے بارے بخل کرتا ہو جو اس کے لیے نفع بخش اور فائدہ مند نہ ہو۔(6)

امام بیہقی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ مبغوض قرار دیتا ہے۔ پس وہ دو خصلتیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے وہ سخاوت اور سماحت (فیاض ہونا، بخشش کرنا) ہیں۔ اور وہ دو خصلتیں جنہیں اللہ تعالیٰ مبغوض سمجھتا ہے وہ سوء خلق اور بخل ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے لیے خیر اور بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اسے لوگوں کی حاجات پوری کرنے پر لگا دیتا ہے۔(7)

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 302 (1962)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 424 (10831)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 320، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 425 (10833)
5۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 483 (2316)
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 425 (10836)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 426 (10839)

نے فرمایا: جس نے زکوٰۃ ادا کی، مہمان کی عزت وتکریم کی اور کسی کی تکلیف اور فاقہ کشی کی حالت میں اسے کچھ دیا وہ شح (حرص وبخل سے) محفوظ اور بری ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخاوت اللہ تعالیٰ سے دور نہیں لے جاتی۔ بلکہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور جب قیامت کے دن وہ اسے ملے گا تو وہ اسے اپنے دست قدرت سے پکڑے گا اور اس کے گناہ معاف فرمادے گا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امت کے پہلے (دور کے لوگوں کی) اصلاح اور سلامتی زہد اور تقویٰ کے ساتھ ہے اور اس کے آخری (دور کے لوگوں کی) ہلاکت بخل اور فجور کے سبب ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور جنت کے قریب ہوگا اور جہنم سے دور ہوگا۔ اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہوگا، وہ جنت سے دور ہوگا اور جہنم کے قریب ہوگا اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔(4)

بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، وہ جنت کے قریب ہے اور لوگوں کے بھی قریب ہے اور وہ جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور لوگوں سے بھی دور ہے اور جہنم کے قریب ہے اور یقیناً جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد سے زیادہ محبوب ہے۔(5)

ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے۔ وہ جنت کے قریب ہے، وہ لوگوں کے بھی قریب ہے اور جہنم سے دور ہے اور بخیل اللہ تعالیٰ سے دور ہے، وہ جنت سے دور ہے، وہ لوگوں سے بھی دور ہے اور جہنم کے قریب ہے۔ اور فاجر سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عابد کی نسبت زیادہ پسندیدہ ہے اور کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنی سلمہ! آج تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: جد بن قیس۔ لیکن ہم اس سے بخل کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ البتہ تمہارے سردار حضرت عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ ہیں۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو فرمایا:

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 427 (10842)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (10843)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 29-428 (10845)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 428 (10847)
5۔ ایضاً (10848)
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 429 (10851)
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 430 (10855)

اے بنی سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جد بن قیس اور بے شک ہم اس سے بخل رکھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ البتہ تمہارا سردار سراپا خیر و برکت حضرت عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ دور جاہلیت میں ان کے مہمان ہوتے تھے۔ مزید کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ کیا تھا جب آپ نے شادی کی۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے بنی سلمہ! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے بتایا: جد بن قیس۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا: تم اسے کس سبب سے سردار مانتے ہو؟ تو انہوں نے بتایا: اس لیے کہ وہ ہم سے زیادہ مال دار اور دولت مند ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم اس کے لیے بخل کا گمان رکھتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہے۔ وہ تمہارا سردار نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کی: تو ہمارا سردار کون ہے یا رسول اللہ! ﷺ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا سردار براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہے۔ بیہقی نے کہا کہ یہ روایت مرسل ہے۔(2)

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبید! تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے بتایا جد بن قیس۔ اس کے باوجود اس میں بخل پایا جاتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون سی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر بیمار کرنے والی ہو؟ بلکہ تمہارا سردار تمہارے سردار کا بیٹا بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہے۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی دغا باز، خیانت کرنے والا اور اپنی ملکیت میں رہنے والوں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والا جنت میں داخل ہوں گے۔ سب سے اول جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے وہ غلام ہوں گے بشرطیکہ انہوں نے ان امور اور ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے ادا کیا ہو جو ان کے درمیان اور اللہ تعالیٰ اور ان کے مالکوں کے درمیان تھیں۔(4)

بیہقی نے ابو سہل واسطی سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اس دین کو اپنے لیے چن لیا ہے اور بلاشبہ اس دین کی سلامتی سخاوت اور حسن اخلاق کے ساتھ ہے۔ پس تم ان دونوں کے ساتھ دین کی تعظیم و تکریم کرو۔(5)

امام بیہقی نے کئی طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک اس دین کو میں نے اپنی ذات کے لیے پسند کیا ہے۔ سخاوت اور حسن خلق کے سوا کوئی بھی اسے سلامت نہیں رکھ سکتی۔ پس تم ان دونوں کے ساتھ اس کی عزت و تکریم کرو جب تک تم اس کے ساتھ زندگی گزار رہے ہو۔(6)

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 431 (10859)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 430 (10857)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 242 (4965)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 431 (10862)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 432 (10863)
6۔ ایضاً، (10865)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن جراد سے بیان کیا ہے اور اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم نیکی تلاش کرو تو اسے چہروں کی خوبصورتی اور حسن میں تلاش کرو۔ قسم بخدا! بخیل کے سوا کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا، اور کوئی شحیح (حریص) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ بے شک السخاء جنت میں ایک درخت ہے جسے سخاء کہا جاتا ہے اور الشح جہنم میں ایک درخت ہے جسے شُحّ کہا جاتا ہے۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: السخاء جنت کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ پس جس نے اس کی کوئی ٹہنی پکڑ لی، وہ ٹہنی اسے جنت کی طرف راہنمائی کرے گی۔ اور بخل جہنم کے درختوں میں سے ایک درخت ہے۔ اس کی ٹہنیاں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں۔ جس نے اس کی کوئی ٹہنی پکڑ لی تو وہ ٹہنی اسے جہنم کی طرف لے جائے گی۔ بیہقی نے کہا ہے یہ روایت ضعیف ہے۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سخا۔ (سخاوت) جنت میں ایک درخت ہے۔ پس جو سخی ہوا اس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی اور اب وہ ٹہنی اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ اسے جنت میں داخل کر دے گی۔ اور شح (حرص و بخل) جہنم میں ایک درخت ہے۔ پس جو حریص ہوا اس نے اس کی ایک ٹہنی پکڑ لی اور وہ ٹہنی اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ وہ اسے جہنم میں داخل کر دے گی۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ تیرہ آدمی حاضر ہوئے جو سفری لباس پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پیش کیا۔ پھر عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مردوں میں سے سید (سردار) کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام ہیں۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا آپ کی امت میں کوئی سید (سردار) ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں موجود ہے۔ فرمایا: وہ آدمی جس نے حلال مال دیا اور خوب فیاضی کے ساتھ دوسروں تک رزق پہنچایا تو وہ فقیر کے قریب ہوا اور لوگوں میں اس کی شکایت کم ہوگئی۔ (4)

امام بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال بیان فرمائی کہ وہ ایسے دو آدمیوں کی طرح ہیں جو لوہے کے جبے پہنے ہوئے ہوں اور ان کے ہاتھ ان کے سینے اور ان کی ہنسلی کے ساتھ ہی جکڑے ہوئے ہوں۔ سو جب بھی اس نے صدقہ دیا تو وہ اس سے کھل گیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پوروں کو ڈھانپ لیتا ہے اور اس کے اثر اور نشان کو مٹا دیتا ہے۔ اور بخیل نے جب بھی صدقہ کا قصد اور ارادہ کیا تو وہ (جبہ) اور سکڑ گیا اور ہر حلقے نے اپنی جگہ بنالی۔ پس وہ آدمی اسے کھلا کرتا ہے لیکن وہ کھلا ہوتا نہیں۔ (5)

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 435 (10876)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (10875) 3۔ ایضاً، (10877)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 440 (10898) 5۔ صحیح مسلم، باب مثل المنفق والبخیل، جلد 1، صفحہ 329،

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں عبداللہ بن ابی عبید بن محمد بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سرزمین روم کی ایک طرف سے قیدی لے کر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کے آخری آدمی تک پہنچے تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے خالد! اس آدمی سے رک جاؤ۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ پوری قوم میں مجھ پر اس سے بڑھ کر شدید اور سخت آدمی کوئی نہیں تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خبر دے رہے ہیں کہ یہ آدمی اپنی قوم میں سخی ہے، سو تم اس سے رک جاؤ۔ پھر وہ رومی آدمی مشرف با سلام ہو گیا۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾

''اور (اس مال میں) ان کا بھی حق ہے جو ان کے بعد آئے جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں بھی بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لے آئے اور نہ پیدا کر ہمارے دلوں میں بغض اہل ایمان کے لیے اے ہمارے رب! بے شک تو رؤف رحیم ہے۔ کیا آپ نے منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب میں سے کہ اگر تمہیں (یہاں سے) نکالا گیا تو ہم بھی

ضرور تمہارے ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کسی کی بات ہرگز نہیں مانیں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔ (سن لو!) اگر یہودیوں کو نکالا گیا تو یہ نہیں نکلیں گے ان کے ساتھ۔ اور اگر ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر (جی کڑا کر کے) انہوں نے ان کی مدد کی تو یقیناً پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے، پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ (اے فرزندان اسلام!) ان (یہودیوں) کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ تمہارا ڈر ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ (یہ بڑے بزدل ہیں) کبھی اکٹھے ہو کر (کھلے میدان میں) تم سے جنگ نہیں کریں گے جنگ کریں گے تو قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کی آڑ لے کر۔ ان کا اختلاف آپس میں بہت سخت ہے، تم انہیں متحد خیال کرتے ہو حالانکہ ان کے دل متفرق ہیں۔ یہ اس لیے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یعنی وہ لوگ جو ان کے بعد اسلام لائے۔ تو انہوں نے عبد اللہ بن نبتل اور اوس بن قیظی کو بھی شامل کیا ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ تین مراتب اور درجات میں ہیں ان میں سے دو کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور ایک رتبہ کا ذکر باقی ہے اور اچھا ہوتا کہ تم اس پر ہوتے یعنی تم اس رتبہ اور درجہ پر ہو جس کا ذکر ابھی باقی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ الآیہ۔ پھر فرمایا: اس سے مراد مہاجرین ہیں اور یہ وہ رتبہ ہے جو گزر چکا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ الآیہ۔ پھر ارشاد فرمایا: یہ انصار کا ذکر ہے۔ یہ رتبہ بھی گزر چکا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ تحقیق دو رتبے گزر گئے اور یہ تیسرا رتبہ باقی ہے اور اچھا ہے کہ تم اس رتبہ پر ہو۔ یعنی تم اس درجہ میں سے ہو جاؤ۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں ان کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ انہوں نے دین میں نئے عمل کا ارتکاب نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انہیں حکم دیا گیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے لیے استغفار کریں تو انہوں نے انہیں گالی گلوچ دیں۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کے بارے سنا کہ وہ بعض مہاجرین پر اعتراضات اور ان کے بارے غلط الفاظ استعمال کرتا ہے۔ تو آپ نے اس پر یہ آیت پڑھی: لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الآیہ۔ پھر فرمایا یہ مہاجرین کا ذکر ہے کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 526 (3800)، دار الکتب العلمیہ بیروت

الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ الآیہ، فرمایا یہ انصار کا ذکر ہے۔ کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے جواب دیا: نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الآیہ۔ پھر فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: میں امید کرتا ہوں (کہ میں ان میں سے ہوں) تو آپ نے فرمایا: نہیں جو انہیں گالیاں دیتا ہے وہ ان میں سے نہیں ہو سکتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ تک یہ خبر پہنچی کہ کسی آدمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کچھ کہا تو آپ نے اسے بلایا اور اپنے سامنے بٹھا لیا۔ پھر اس پر یہ آیت پڑھی لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الآیہ۔ فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَالَّذِیْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ الآیہ اور فرمایا: کیا تو ان میں سے ہے؟ اس نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ میں ان میں سے ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ قسم بخدا! وہ ان میں سے نہیں ہو سکتا جو نہیں پاتا ہو اور اس کے دل میں ان کے خلاف کینہ اور حسد موجود ہو۔

عبد بن حمید نے حضرت اعمش سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ۔

امام حکیم ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: اس اثناء میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی آرہا ہے۔ پس انصار میں سے ایک آدمی آیا، اس کے ڈاڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور وہ بائیں ہاتھ میں اپنا جوتا لٹکائے ہوئے تھا۔ پھر جب دوسرا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ چنانچہ وہی آدمی اپنی پہلے دن کی کیفیت میں آیا۔ پھر جب مزید اگلا دن (تیسرا دن) آیا تو رسول اللہ ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا۔ پھر وہی آدمی آیا۔ پس جب وہ آدمی اٹھا تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے پیچھے گئے اور فرمایا: میرا اپنے باپ سے جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے یہ قسم کھائی ہے کہ میں اس کے پاس تین دن تک نہیں جاؤں گا۔ پس اگر تو مناسب خیال کرے تو مجھے اپنے پاس پناہ دے دے تا کہ میری قسم کھل جائے۔ کیا میں ایسا کرلوں؟ اس نے جواب دیا: ہاں! حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ انہوں نے رات اس کے ساتھ گزاری اور انہوں نے رات میں کسی بھی وقت اسے اٹھتے نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے کہ جب وہ اپنے بستر پر کروٹ بدلتا۔ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا اور اس کی عظمت و کبریائی کا ذکر کرتا۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز کے لیے وہ اٹھا اور خوب اچھی طرح وضو کیا۔ مگر میں نے اسے کلمہ خیر کہنے کے بغیر کچھ کہتے نہیں سنا۔ پس جب میں تین راتیں گزار چکا اور قریب تھا کہ میں اس کے عمل کو حقیر گمان کرتا۔ میں نے کہا: اے عبداللہ! (اے اللہ کے بندے) بے شک میرے اور میرے والد کے درمیان نہ کوئی جھگڑا اور ناراضگی ہے اور نہ کوئی فراق اور جدائی ہے۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرے بارے میں تین مجالس میں تین بار یہ فرماتے سنا ہے کہ ابھی تم پر اہل جنت میں سے ایک آدمی داخل ہوگا اور تینوں مرتبہ تو ہی آیا۔ سو میں نے ارادہ کیا کہ میں تیرے پاس ٹھہروں اور تیرے عمل کو دیکھوں۔ پس جب میں وہ دیکھ چکا تو میں وہاں سے واپس آگیا۔ جب میں نے پیٹھ پھیری، تو اس نے مجھے بلایا اور کہا: عمل تو وہی ہے جو تو نے دیکھ لیا ہے مگر میں اپنے دل میں کبھی بھی مسلمان کے لیے کوئی کینہ اور حسد نہیں رکھتا۔ اور جو خیر و برکت اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمائی

ہے اس پر کبھی حسد نہیں کرتا۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا: یہی ہے وہ (عمل) جس نے تجھے (جنت میں) پہنچادیا ہے اور یہی ہے وہ (عمل) جس کی ہم طاقت اور استطاعت نہیں رکھتے۔ (1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پس جب وہ واپس پھرا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ آدمی اہل جنت میں سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اس آدمی کی طرف آیا اور کہا اے چچا! کیا آپ میری مہمان نوازی کر سکتے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں۔ پس اس کا ایک خیمہ، بکری اور کھجور کا درخت تھا۔ جب شام ہوئی تو وہ اپنے خیمہ سے نکلا اور بکری کا دودھ دوھا، میرے لیے تازہ کھجوریں چنی پھر اس نے کھانا رکھا اور میں نے اس کے ساتھ کھایا۔ پھر اس نے رات سو کر بسر کی اور میں نے قیام کرتے ہوئے (عبادت و ریاضت میں مصروف) رات گزاری۔ اس نے صبح کی اس حال میں کہ وہ روزے سے نہ تھا اور میں نے روزے کی حالت میں صبح کی۔ پس اس نے تینوں راتیں ایسا ہی کیا تو پھر میں نے اسے کہا بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے بارے میں فرمایا ہے کہ تو اہل جنت میں سے ہے۔ تو مجھے بتا کہ تیرا عمل کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: اس کے پاس جاؤ جس نے تجھے یہ خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ وہ تجھے میرے عمل کے بارے بھی بتا دے گا۔ چنانچہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کے پاس جاؤ اور اسے جا کر حکم دو کہ وہ تجھے اس کے بارے بتائے۔ تو پھر میں نے اسے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے حکم ارشاد فرما رہے ہیں کہ تو مجھے اپنے عمل کے بارے بتائیے۔ اس نے کہا کیا ابھی؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو پھر اس نے کہا: اگر ساری دنیا میرے لیے ہو پھر وہ لے لی جائے تو مجھے اس پر کوئی غم اور ملال نہیں۔ اور اگر وہ دنیا مجھے عطا کر دی جائے تو مجھے اس سے کوئی خوشی اور فرحت نہیں اور میرے دل میں کسی کے بارے کوئی کینہ اور بغض موجود نہیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن قسم بخدا! میں رات کو قیام کرتا ہوں اور دن کو روزہ رکھتا ہوں۔ اور اگر مجھے بکری ہبہ کی جائے تو مجھے اس سے خوشی ہوگی اور اگر وہ مجھ سے لے لی جائے تو بالیقین میں اس پر غمزدہ ہوں گا۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہم پر انتہائی واضح اور روشن فضیلت عطا فرمائی ہے۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا یہ آیت عبداللہ بن ابی بن سلول، رفاعہ بن تابوت، عبداللہ بن نبتل، اوس بن قیظی اور ان کے بھائیوں بنونضیر کے بارے میں ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بنی عوف بن حارث کی ایک جماعت جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول، ودیعہ بن مالک، سوید اور داعس وغیرہ تھے۔ انہوں نے بنی نضیر کی طرف پیغام بھیجا کہ تم ثابت قدم رہو اور اپنی جگہ پر رکے رہو۔ بے شک ہم تمہیں کسی کے حوالے نہیں کریں گے۔ اگر تمہارے ساتھ جنگ کی گئی تو ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے۔ پس وہ اس وجہ سے ان کی مدد کا انتظار کرتے رہے۔ لیکن انہوں نے مدد نہ کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ پس انہوں

1۔ سنن نسائی، صفحہ 86-285، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 309، دار صادر بیروت

نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ انہیں جلاوطن کر دیں اور ان کا خون بہانے سے اجتناب کریں۔ اس شرط پر کہ اتنا سامان ان کا ہوگا جو ہتھیاروں کے سوا اونٹ نے اٹھالیا۔ تو آپ ﷺ نے ایسا کرلیا۔ پس ان میں سے ہر آدمی اپنا گھر گراتا جاتا تھا اور اونٹ کی پشت پر رکھتا جاتا اور پھر چل پڑتا۔ سو ان میں کچھ خیبر کی طرف نکلے اور کچھ شام کی طرف چلے گئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بنی قریظہ اور بنی نضیر میں سے کچھ لوگ اسلام لائے اور ان میں منافقین بھی تھے۔ وہ اہل نضیر کو کہا کرتے تھے اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم تمہارے ساتھ نکلیں گے تو انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کے بارے فرمایا کہ یہ عبداللہ بن ابی بن سلول، رفاعہ بن تابوت، عبداللہ بن نبتل اور اوس بن قیظی کے بارے ہے۔ يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ فرمایا: وہ بنی نضیر سے کہتے ہیں۔ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ۔ فرمایا: ان کے درمیان آپس میں زبانی اختلاف انتہائی سخت ہے۔ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى فرمایا: منافقین کا دین بنی نضیر کے دین سے مخالفت رکھتا ہے۔ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا فرمایا: اس میں مراد بدر کے دن کے کفار قریش ہیں۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى کے تحت فرمایا: اسی طرح اہل باطل کی شہادت مختلف ہے، ان کی خواہشات مختلف ہیں اور ان کے اعمال مختلف ہے۔ لیکن وہ اہل حق کے ساتھ عداوت رکھنے میں سب اکٹھے ہیں۔ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا فرمایا اس سے مراد بنو نضیر ہیں۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّ قُلُوْبُهُمْ شَتّٰى میں ھم سے مراد مشرکین ہیں۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مومنین آپس میں ایک دوسرے کے خیر خواہ اور باہم محبت کرنے والے ہوتے ہیں۔ اگرچہ ان کے مراتب علیحدہ علیحدہ ہوں اور فاجر لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لیے دھوکے باز اور خیانت کا ارتکاب کرتے ہیں اگرچہ ان کے بدن اکٹھے ہوں۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا میں غزوۂ بدر کے دن کے کفار قریش مراد ہیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اس کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس میں مراد بنو نضیر ہیں۔ (4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 57-56-55-54، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 189، عن انس رضی اللہ عنہ، بیروت

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299

كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ ﴿١٥﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي
بَرِيءٌ مِّنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا
فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۗ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِينَ ﴿١٧﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا
اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ إِنَّ اللّٰهَ
خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ
أَنْفُسَهُمْ ۗ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِيٓ أَصْحٰبُ النَّارِ وَأَصْحٰبُ
الْجَنَّةِ ۗ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿٢٠﴾

''یہ ان لوگوں کی مانند ہیں جو ان سے پہلے ابھی ابھی اپنے کرتوتوں کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ منافقین اور یہود کی مثال شیطان کی سی ہے جو (پہلے) انسان کو کہتا ہے انکار کر دے، اور جب وہ انکار کر دیتا ہے تو شیطان کہتا ہے میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں، میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب العالمین ہے۔ پھر ان دونوں (شیطان اور اس کے چیلے) کا انجام یہ ہوگا کہ دونوں آگ میں ڈالے جائیں گے اس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔ اور یہی ظالموں کی سزا ہے۔ اے ایمان والو! ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے کل کے لیے۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ تعالیٰ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب آگاہ ہے جو تم کرتے رہتے ہو۔ ان (نادانوں) کی مانند نہ ہو جانا جنہوں نے بھلا دیا اللہ تعالیٰ کو پس اللہ نے ان کو خود فراموش بنا دیا۔ یہی نافرمان لوگ ہیں۔ یکساں نہیں ہو سکتے دوزخی اور اہل جنت۔ اہل جنت ہی تو کامیاب لوگ ہیں''۔

امام عبدالرزاق، ابن راہویہ، امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ایک گرجا گھر میں عبادت کرتا تھا اور ایک عورت اپنے بھائیوں کے ہمراہ رہائش پذیر تھی کہ اسے کوئی بیماری لاحق ہوگئی۔ تو وہ اسے لے کر اس کے پاس آئے۔ پس اس نے زیب و زینت کے سبب اس کے نفس کو خوب انگیخت دلائی۔ چنانچہ اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کر دیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آ گیا اور کہا: اسے قتل کر دے۔ کیونکہ اگر تیرے بارے میں ان پر یہ معاملہ ظاہر ہو گیا تو تو رسوا اور ذلیل ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے

دفن کر دیا۔ پھر اس کے بھائی آئے اور وہ اسے پکڑ کر لے گئے۔ پس اس اثناء میں کہ وہ چل رہے تھے۔ شیطان اس (راہب) کے پاس آیا اور اس نے کہا: بے شک میں ہی ہوں جس نے تیرے لیے اسے مزین اور آراستہ کیا۔ اب تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے، میں تجھے نجات دلا دوں گا۔ چنانچہ اس نے اسے سجدہ کر دیا۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ الآیہ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک راہب تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتا تھا اور خوب اچھی طرح عبادت کرتا تھا۔ ہر علاقے سے لوگ اس کے پاس آتے تھے اور فقہ کے بارے پوچھتے رہتے تھے۔ وہ عالم تھا۔ تین بھائی تھے اور ان کی ایک بہن تھی جو حسین ترین لوگوں میں سے بہت حسین اور خوبصورت تھی۔ انہوں نے کہیں سفر پر جانے کا ارادہ کیا اور ان پر یہ بات انتہائی گراں اور بھاری تھی کہ وہ اسے ضائع ہونے کے لیے چھوڑ دیں۔ چنانچہ وہ راہب کے پاس آئے اور کہا: بے شک سفر پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں لیکن ہم کوئی ایسا آدمی نہیں پا رہے جو ہمارے نزدیک تجھ سے بڑھ کر قابل اعتماد اور حفاظت کرنے والا ہو۔ پس اگر آپ مناسب خیال کریں تو ہم اپنی بہن تیرے حوالے کر دیں۔ کیونکہ اسے شدید درد رہتا ہے۔ اگر وہ مر جائے تو اس کا انتظام مکمل کرنا۔ اور اگر وہ زندہ رہے تو اس کی اصلاح کرنا، یہاں تک کہ ہم واپس لوٹ آئیں۔ راہب نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں تمہارے لیے کافی ہوں (تمہیں قطعاً پریشان یا غمزدہ ہونے کی ضرورت نہیں)۔ چنانچہ وہ اس لڑکی کے ساتھ رہا اور اس کا علاج کرتا رہا یہاں تک کہ وہ صحت مند ہو گئی اور پہلے کی طرح اس کا حسن دوبارہ لوٹ آیا۔ ایک دن وہ اس کے پاس گیا تو اس نے اسے اس حال میں پایا کہ اس نے خوب بناؤ سنگھار کیا ہوا ہے اور شیطان مسلسل اسے اکساتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کر ڈالا اور وہ حاملہ ہو گئی۔ پھر شیطان نے اسے مزید ندامت اور شرم دلائی اور اس کے قتل پر اسے خوب اکسایا اور کہا اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تو ذلیل و رسوا ہو جائے گا اس لیے اپنے معاملے کو پہچان اور تیرے لیے کوئی عذر نہیں ہے۔ وہ لگاتار اسے اس پر انگیخت دلاتا رہا یہاں تک کہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ پھر جب اس کے بھائی آئے تو انہوں نے پوچھا اسے کیا ہوا؟ تو اس نے جواب دیا: وہ مر گئی اور میں نے اسے دفن کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: تو نے بہت اچھا کیا ہے۔ پھر وہ خواب دیکھنے لگے اور انہیں یہ بتایا جانے لگا کہ راہب نے اسے قتل کیا ہے اور وہ فلاں فلاں درخت کے نیچے ہے۔ چنانچہ وہ اس درخت کی طرف گئے اور انہوں نے اسے پالیا کہ اسے قتل کیا گیا ہے۔ پھر وہ اس راہب کے پاس آئے اور اسے پکڑ لیا۔ تو اس وقت شیطان نے کہا: میں ہی ہوں جس نے تجھ میں زنا کی رغبت اور کشش پیدا کی۔ پھر تجھے اس کے قتل پر برانگیختہ کیا۔ پس اب کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو میری پیروی کرے اور میں تجھے نجات دلا دوں؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو پھر شیطان نے کہا: پس تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے۔ چنانچہ اس نے اسے سجدہ کیا اور پھر اسے قتل کر دیا گیا۔ تو اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ الآیہ۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: ایک عورت ریوڑ چراتی تھی اور اس کے چار بھائی تھے۔ وہ رات کے وقت راہب کی عبادت گاہ میں پناہ لیتی تھی۔ پس راہب اترتا اور اس کے ساتھ زنا کرتا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: تو اسے قتل کر دے اور پھر اسے دفن کر دے۔ کیونکہ تو ایسا آدمی ہے جس کی بات سنی جاتی ہے اور تصدیق کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ پھر شیطان حالت خواب میں اس کے بھائیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا: بے شک راہب نے تمہاری بہن کے ساتھ زنا کیا ہے۔ اور جب اسے حاملہ کر چکا تو اسے قتل کر دیا اور فلاں فلاں جگہ میں اسے دفن کر دیا۔ پس جب صبح کے وقت وہ بیدار ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا: میں نے گزشتہ رات اس اس طرح دیکھا ہے۔ پھر دوسرے نے کہا: قسم بخدا! میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔ پھر تیسرے نے کہا قسم بخدا! میں نے بھی اسی طرح دیکھا ہے۔ تو انہوں نے کہا: قسم بخدا! یہ بالیقین کسی شے کی وجہ سے ہے۔ پس تم چلو اور اپنے حاکم کو اس راہب کے خلاف تیار کرو۔ چنانچہ وہ آئے اور راہب کے پاس جا اترے۔ پھر راہب کو پکڑ کر لے گئے۔ تو اسی دوران شیطان راہب سے ملا اور اسے کہا: میں ہی وہ ہوں جس نے تجھے اس معاملہ میں واقع کیا ہے اور میرے سوا کوئی تجھے ہرگز نجات نہیں دلا سکے گا۔ لہٰذا تو مجھے ایک بار سجدہ کر دے، میں تجھے اس مصیبت سے نجات دلا دوں گا جس میں میں نے تجھے واقع کیا ہے۔ پس اس نے اسے سجدہ کر دیا۔ جب وہ اسے لے کر اپنے حاکم کے پاس پہنچے تو شیطان اس سے الگ ہو گیا (کہ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں) اور راہب کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبید بن رفاعہ دارمی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اور وہ اس کی سند حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا۔ پس شیطان نے ایک دوشیزہ کو پکڑا اور اس کا گلا دبا دیا۔ اور پھر ان کے گھر والوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اس کا علاج راہب کے پاس ہے۔ چنانچہ اسے راہب کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ مسلسل اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے اسے قبول کر لیا اور وہ اس کے پاس ہی رہی۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور اس نے اس کے دل میں وسوسہ اندازی کی۔ اور اس کے لیے اسے خوب بنا سنوار کر پیش کیا۔ اور وہ یہ کوشش مسلسل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ اس سے برائی کا ارتکاب کر بیٹھا۔ پس جب وہ حاملہ ہو گئی تو شیطان نے اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اب تو رسوا ہو جائے گا۔ اس کے گھر والے تیرے پاس آئیں گے۔ لہٰذا تو اسے قتل کر دے اور اگر وہ تیرے پاس آئیں۔ تو تو انہیں کہہ دینا کہ وہ مر گئی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ پھر شیطان اس لڑکی کے گھر والوں کے پاس آیا اور ان میں وسوسہ اندازی کی اور ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ راہب نے اسے حاملہ کیا ہے اور پھر اسے قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے راہب سے پوچھا تو اس نے جواب دیا وہ مر گئی ہے۔ پس انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا میں ہی وہ ہوں جس نے لڑکی کے گھر والوں کے دلوں میں یہ بات القاء کی ہے اور میں ہی ہوں جس نے تجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت

اس معاملہ میں واقع کیا ہے۔لہٰذا تو میری اطاعت اور پیروی کر۔تو نجات پا جائے گا اور میرے لیے دو سجدے کر۔پس اس نے اسے کے لیے دو سجدے کیے۔تو اسی کا ذکر مذکورہ آیت میں ہے۔(1)

امام ابن منذر اور خرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت عدی بن ثابت کی سند سے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک راہب تھا جو طویل عرصہ تک عبادت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس مجنون اور پاگل لوگ لائے جاتے تھے اور وہ ان پر کچھ پڑھتا تھا اور وہ صحت مند ہو کر واپس لوٹتے تھے۔پس ایک عورت کو اس کی جھونپڑی میں لایا گیا۔اسے جنون کا عارضہ لاحق تھا اور اس کے بھائی بھی اس کے پاس آئے۔تاکہ وہ اسے کوئی تعویذ دے۔پس شیطان مسلسل اس پر حملہ آور رہتا اور اسے انگیخت دلاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔پھر جب اس کا پیٹ بڑھ گیا تو شیطان مسلسل اس کے پاس آتا رہا اور اس کے دل میں قتل کر دینے کا خیال ڈالتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے اسے قتل کر دیا اور ایک جگہ میں دفن کر دیا۔پھر شیطان ایک آدمی کی صورت میں اس کے ایک بھائی کے پاس گیا اور اسے جا کر واقعہ کی خبر دی۔پس وہ آدمی اس کے بھائی کو کہنے لگا: قسم بخدا! میرے پاس ایک آنے والا آیا ہے اور اس نے مجھے اس اس طرح خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو اس واقعہ کی خبر دی اور پھر ہوں نے اپنا معاملہ حاکم کے پاس پیش کر دیا۔سو حاکم چل پڑا اور لوگ بھی ساتھ تھے۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کو نیچے اتار یا تو اس نے واقعہ کا اقرار کر لیا اور اعتراف بھی۔تو حاکم نے اس کے لیے یہ فیصلہ کیا کہ اسے سولی دے دی جائے۔پھر وہ ابھی سولی کی لڑکی پر ہی تھا کہ شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: میں نے ہی تجھے اس پر اکسایا اور میں نے ہی تجھے اس کے بارے میں القا کیا میں جو تجھے حکم دوں گا کیا تو اس میں میری پیروی کرے گا اور میں تجھے نجات دلا دوں گا؟ اس نے کہا ہاں۔تو پھر شیطان نے کہا: تو میرے لیے ایک بار سجدہ کر دے۔چنانچہ اس نے اسے سجدہ کیا اور کافر ہو گیا اور پھر وہ اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار آدمی تھا اور وہ بسا اوقات مجنون اور پاگل لوگوں کا علاج کرتا تھا۔ایک حسین و جمیل عورت کو جنون نے آلیا اور اسے اس کے پاس لایا گیا اور اسی کے پاس اسے چھوڑ دیا گیا۔پس عورت نے اسے (حسن کے سبب) مدہوش کر دیا۔تو اس نے اس کے ساتھ برائی کا ارتکاب کیا اور وہ عورت حاملہ ہوگئی۔پھر اس کے پاس شیطان آیا اور کہا: اگر اس واقعہ کا علم ہو گیا تو تو رسوا اور ذلیل ہو جائے گا۔لہٰذا تو اسے قتل کر دے اور اسے اپنے گھر میں دفن کر دے۔چنانچہ اس نے اسے قتل کر دیا پھر کچھ وقت گزر نے کے بعد اس عورت کے گھر والے آئے اور وہ اس کے بارے اس سے پوچھنے لگے۔تو اس نے جواب دیا: وہ تو مر چکی ہے۔تو انہوں نے اسے کوئی تہمت نہ دی۔کیونکہ اس کی سلامتی اور اس کی رضا انہیں میں تھی پھر شیطان ان کے پاس آیا اور کہا وہ مری نہیں ہے بلکہ راہب نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ حاملہ ہوگئی پھر اس نے اسے قتل کر دیا اور گھر میں فلاں فلاں جگہ اسے دفن کر دیا۔پھر اس کے گھر والے آئے اور انہوں نے کہا: ہم تو تجھے متہم نہیں کرتے ہیں البتہ ہمیں یہ خبر دی گئی ہے۔تو نے اسے

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 372 (5449)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کہاں دفن کیا ہے اور تیرے ساتھ کون تھا۔ انہوں نے اس کے گھر کی تلاشی لی اور بالآخر اس جگہ کو پالیا جہاں اس نے اسے دفن کیا تھا۔ اسے پکڑ لیا گیا اور قید میں ڈال دیا گیا۔ پھر شیطان اس کے پاس آیا اور کہا: اگر تو چاہتا ہے کہ میں تجھے اس مصیبت سے نکالوں جس میں تو پڑا ہوا ہے۔ تو پھر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کر۔ چنانچہ اس نے شیطان کی پیروی کی اور کفر کا ارتکاب کر لیا۔ تو پھر اسے پکڑ کر قتل کر دیا گیا اور اس وقت شیطان اس سے بالکل علیحدہ ہو گیا۔ حضرت طاؤس نے فرمایا: میں تو صرف یہی جانتا ہوں کہ آیت اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی: كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے بارے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کفار اور منافقین کی مثال بیان فرمائی ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے کہ وہ شیطان کی طرح ہیں۔ جو (پہلے) انسان کو کہتا ہے کہ تو انکار کر دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت میں عام لوگوں کی مثال ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے: فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا واللہ اعلم۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قوم آئی جو دھاری دار اونی چادریں پہنے ہوئی تھی۔ وہ تلواریں لٹکائے ہوئے تھے اور ان کے اوپر چادریں تھیں۔ بس اس کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ ان میں سے اکثر قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے تھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مشقت آمیز کیفیت، ننگے بدن اور فاقہ کشی کو دیکھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور اپنے کاشانہ اقدس پر تشریف لے گئے۔ پھر آپ مسجد کی طرف تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی۔ پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ فرمایا: تم صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تم صدقہ نہ کر سکو۔ تم صدقہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارے اور تمہارے صدقہ کے درمیان وہ حائل ہو جائے، آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے دینار سے اور درہم سے صدقہ کرے تو اپنی گندم، جو اور اپنی کھجوروں سے صدقہ کرے۔ صدقہ کی کوئی شے بھی حقیر نہیں ہوگی۔ اگرچہ وہ آدھی کھجور ہی ہو۔ پس انصار میں سے ایک آدمی اٹھا، اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے وصول فرمایا۔ ابھی آپ منبر پر ہی تھے۔ فرحت و سرور کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ زیبا پر دکھائی دینے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا اور اس کے مطابق عمل کیا تو اس کا اجر اس کے لیے ہوگا اور اس کے اجر کی مثل بھی ملے گا جس نے اس کے مطابق عمل کیا اور

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 299، دار الکتب العلمیہ بیروت

ان کے اپنے اجروں میں سے کوئی شے کم نہیں کی جائے گی اور جس کسی نے برے طریقے کو رواج دیا۔ اور اس کے مطابق عمل کیا، تو اس کا بوجھ اسی پر ہوگا اور جس کسی نے اس کے مطابق عمل کیا اس کی مثل بوجھ بھی اس پر ہوگا۔ اور ان کے اپنے بوجھوں میں سے کوئی شے کم نہیں کی جائے گی۔ پس لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور بکھر گئے پھر جس کے پاس دینار تھے اس نے دینار دیئے۔ جس کے پاس درہم تھے اس نے درہم دیئے۔ جس کے پاس کھانے وغیرہ میں سے کوئی شے تھی اس نے وہی پیش کر دی۔ پس اس طرح بہت سی چیزیں جمع ہوگئیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ چیزیں ان کے درمیان تقسیم فرما دیں۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِغَدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت نعیم بن محمد الرجبی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں ہے، آپ نے فرمایا: تم جان لو! بے شک تم ایک مقررہ مدت میں صبح و شام آ جا رہے ہو اور تم سے اس کا علم مخفی رکھا گیا ہے۔ اگر تم استطاعت رکھتے کہ مدت گزر جائے اور تم کوئی بچاؤ کا طریقہ کر سکو تو تم ضرور ایسا کرتے۔ لیکن تم اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر ہرگز اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ بے شک ایک قوم نے اپنی عمر دوسروں کو دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے منع فرمایا ہے کہ تم ان کی مثل ہو جاؤ اور ارشاد فرمایا: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنْسٰهُمْ أَنْفُسَهُمْ ۚ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝ کہاں ہیں وہ جنہیں تم اپنے بھائیوں میں سے پہچانتے تھے؟ تحقیق ان کے اعمال ختم ہو گئے اور جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا وہ اس پر وارد ہو چکے۔ وہ پہلے جبر و ظلم کرنے والے کہاں ہیں جنہوں نے شہر تعمیر کرائے اور پھر انہیں فصیلوں کے ساتھ محفوظ بنایا؟ تحقیق وہ چٹانوں اور ٹیلوں کے نیچے آ گئے ہیں۔ یہ کتاب اللہ ہے۔ اس کے عجائب کو فنا نہیں ہے اور نہ اس کا نور بجھایا جا سکتا ہے۔ تم آج اس سے روشنی حاصل کرو تاریک دن کے لیے اور اس کے لکھے ہوئے واضح بیان سے نصیحت حاصل کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: إِنَّهُمْ كَانُوا يُسٰرِعُونَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خٰشِعِينَ ۝ (الانبیاء) (بے شک وہ بہت سبک رو تھے نیکیاں کرنے میں اور پکارا کرتے تھے ہمیں بڑی امید اور خوف سے اور وہ ہمارے سامنے بڑا عجز و نیاز کیا کرتے تھے) ایسی بات اور قول میں کوئی بھلائی اور نفع نہیں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی تمنا اور چاہت نہ ہو، ایسے مال میں کوئی خیر اور فائدہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ نہ ہو سکے اور ایسے آدمی میں کوئی خیر نہیں جس کا غضب اس کے حلم پر غالب آ جائے اور ایسے آدمی میں بھی کوئی نیکی اور خیر نہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لومۃ لائم (ملامت کرنے والوں کی ملامت) سے ڈرتا ہو۔

لَوْ أَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝٢١ هُوَ اللّٰهُ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الصدقۃ، جلد 8-7، صفحہ 90، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300، دار الکتب العلمیہ بیروت

الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ ۚ ہُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ﴿۲۲﴾ ہُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ۚ اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُہَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۲۳﴾ ہُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲۴﴾

"اگر ہم نے اتارا ہوتا اس قرآن کو کسی پہاڑ پر تو آپ اس کو دیکھتے کہ وہ جھک جاتا (اور) پاش پاش ہو جاتا اللہ کے خوف سے۔ اور یہ مثالیں ہم بیان کرتے ہیں لوگوں کے لیے تاکہ وہ غور وفکر کریں۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ جاننے والا ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا۔ وہی بہت مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب کا بادشاہ، نہایت مقدس، سلامت رکھنے والا، امان بخشنے والا، نگہبان، عزت والا، ٹوٹے دلوں کو جوڑنے والا، متکبر ہے، پاک ہے اللہ تعالیٰ اس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں۔ وہی اللہ سب کا خالق، سب کو پیدا کرنے والا (سب کی مناسب) صورت بنانے والا ہے سارے خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اس کی تسبیح کر رہے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَوۡ اَنۡزَلۡنَا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ الآیہ کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر یہ قرآن میں پہاڑ پر نازل کرتا اور میں اسے وہ حکم دیتا جو میں نے تمہیں دیا اور میں اسے اس کے ساتھ ڈراتا جس کے ساتھ میں نے تمہیں ڈرایا، تو وہ پاش پاش ہو جاتا اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھک جاتا۔ پس تم زیادہ حق رکھتے ہو کہ تم جھکو اور عجز وانکساری کا اظہار کرو اور تمہارے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نرم ہو جائیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ میں تمہارے لیے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کوئی بندہ اس قرآن کے ساتھ ایمان نہیں لائے گا مگر اس کا دل پاش پاش ہو جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی آیت کے تحت فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے کہ اگر میں یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل کرتا تو وہ اسے اٹھا لیتا۔ پھر اس کے بوجھ سے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے جھک جاتا اور پاش پاش ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان پر قرآن نازل ہوا ہے تو وہ اسے شدید خوف اور انتہائی عجز وانکساری کے ساتھ لے لیں۔ فرمایا "کَذٰلِکَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّہُمۡ یَتَفَکَّرُوۡنَ" اس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ غور وفکر کریں۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 63، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ سے آخر سورت تک یہ دردسر کے لیے دم ہے۔

امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے تاریخ میں بیان کیا ہے کہ ہمیں ابونعیم الحافظ نے خبر دی اور انہیں ابوالطیب محمد بن احمد بن یوسف بن جعفر المقری البغدادی نے بتایا اور یہ ابن شنبوذ کے غلام کی حیثیت سے معروف تھے کہ انہوں نے فرمایا، ہمیں ادریس بن عبدالکریم الحداد نے خبر دی اور فرمایا کہ میں نے یہ سورت خلف پر پڑھی۔ تو جب میں اس آیت پر پہنچا لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ تو انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت سلیم پر پڑھی، تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھو لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت اعمش پر پڑھی، تو میں جب اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت یحییٰ بن وثاب پر پڑھی۔ تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت علقمہ اور اسود پر پڑھی۔ تو جب میں مذکورہ آیت پر پہنچا تو انہوں نے فرمایا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ ہم نے یہ سورت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پر پڑھی۔ تو جب ہم اس آیت پر پہنچے تو انہوں نے فرمایا تم دونوں اپنے ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لو۔ کیونکہ میں نے یہ سورت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھی تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام جب یہ آیت لے کر میری طرف نازل ہوئے تو انہوں نے مجھے کہا اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھ لو۔ کیونکہ یہ آیات موت کے سوا ہر بیماری کے لیے باعث شفا ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم اللہ ہی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں کھجوریں خشک کرنے کی خاص جگہ بنا رکھی تھی۔ تو آپ نے اس جگہ کو پایا کہ وہ کم ہوگئی ہے۔ تو جب رات ہوئی آپ نے اسے دیکھا۔ تو وہاں کوئی آدمی محسوس ہوا۔ آپ نے اسے کہا تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں جنوں میں سے ایک آدمی ہوں۔ ہم نے اس گھر کا ارادہ کیا۔ تو ہمارا توشہ ختم ہوگیا۔ تو ہم نے تمہاری کھجوروں میں سے کچھ لے لیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو مجھے اپنا ہاتھ دکھا۔ پس اس نے آپ کو اپنا ہاتھ دکھایا۔ تو اس پر کتے کے بازوں کی طرح کے بال تھے۔ تو پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا جو ہماری کھجوروں میں سے تو نے لی ہیں۔ وہ تیرے لیے حلال ہیں۔ کیا تو مجھے اس افضل ترین شے کے بارے نہیں بتائے گا جس کے ذریعہ انسان جنوں سے پناہ حاصل کرسکیں تو اس نے جواب دیا سورۂ حشر کی مذکورہ آیت سے لے کر آخر سورت تک (یعنی لَوْ اَنْزَلْنَا سے لے کر وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ تک)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں پھر اس دن یا رات کو وہ فوت ہوگیا۔ تو اس کا یہ عمل اس سے ہر خطا کو مٹا دے گا۔

1۔ تاریخ خطیب بغدادی، جلد 1، صفحہ 377، مطبوعہ بغداد

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی آدمی کو حکم ارشاد فرمایا کہ جب تو اپنے بستر پر سونے لگے تو سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھ لے اور ارشاد فرمایا: اگر تو مر جائے گا تو تو شہید کی موت مرے گا۔

امام ابو علی عبد الرحمٰن بن محمد نیشاپوری رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بالخصوص مجھے وہ افضل ترین شے بتایئے جو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو خاص طور پر بتائی۔ اس میں سے جو جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ کو خاص طور پر بیان کی اس میں سے جس کے ساتھ رحمٰن نے اسے بھیجا تو آپ نے فرمایا: اے براء! جب تو ارادہ کرے کہ تو اللہ تعالیٰ سے اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا مانگے تو سورۃ الحدید کی پہلی دس آیات اور سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھ۔ پھر یہ کہہ: اے وہ جس کی یہ شان ہے اور اس کے سوا کوئی اور اس طرح نہیں! میں تجھ سے عرض کرتا ہوں کہ تو میرے لیے ایسا ایسا کر دے۔ تو قسم بخدا! اے براء! اگر تو میرے خلاف بھی دعا کرے تو بالیقین مجھے دھنسا دیا جائے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تین بار اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کے شر سے پناہ مانگی (یعنی پڑھا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم) پھر سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے۔ جو اس سے شیاطین کو بھگا دیتے ہیں چاہے وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنوں میں سے اگر رات ہو تو صبح ہونے تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اور اگر دن ہو تو شام ہونے تک ایسا ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے مگر اس میں انہوں نے یہ کہا۔ کہ وہ دس مرتبہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے گا۔

امام احمد، دارمی، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ضریس اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت معقل بن یسار سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے صبح کے وقت دس مرتبہ یہ کہا: ''اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ'' اور پھر سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھیں تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس دن فوت ہو جائے تو وہ شہید کی موت مرتا ہے۔ اور جو کوئی رات کے وقت یہ پڑھتا ہے وہ بھی اسی رتبہ میں ہوتا ہے۔ (1)

امام ابن عدی، ابن مردویہ، خطیب اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے رات یا دن کے وقت سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں۔ پھر وہ اسی دن یا رات کو مر گیا تو اس نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔ (2)

1۔ سنن ترمذی، باب فیمن قرأ حرفا من القرآن مالہ اجر، جلد 5، صفحہ 167 (2922)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 492 (2501)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نے ہمیں بیان فرمایا ہے کہ جس کسی نے صبح ہوتے ہی سورۃ الحشر کی آخری آیات پڑھیں تو اس نے اسے پالیا جو رات کے وقت اس سے فوت ہوا اور وہ شام ہونے تک محفوظ رہے گا۔ اور جس کسی نے شام کے وقت یہ آیات پڑھ لیں تو اس نے اسے پالیا جو دن کے وقت اس سے فوت ہوا۔ اور پھر صبح ہونے تک وہ محفوظ ہو گیا اور اگر وہ مر گیا تو اس نے اپنے لیے جنت واجب کر لی۔

امام دارمی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جس کسی نے صبح کے وقت سورۃ الحشر کی آخری تین آیات پڑھیں۔ پھر وہ اسی دن فوت ہو گیا تو اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے۔ اور اگر اس نے شام کے وقت یہ آیات پڑھیں، پھر وہ اسی رات فوت ہو گیا تو اس پر شہداء کی مہر لگا دی جاتی ہے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سورۃ الحشر کی آخری چھ آیات میں ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کا معنی ہے وہ ہی جاننے والا ہے ہر چھپی ہوئی اور ظاہر شے کو اور الْمُؤْمِنُ کا معنی ہے وہ اپنی مخلوق کو اس سے امان بخشنے والا ہے کہ وہ ان پر ظلم کرے اور الْمُهَيْمِنُ کا معنی شاہد اور (نگہبان) ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ عٰلِمُ الْغَيْبِ کا مفہوم ہے جو کچھ ہو گا اور جو کچھ ہو رہا ہے اور الْقُدُّوْسُ کا معنی ہے کہ ملائکہ اس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں اور اس کے مقدس ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں بیان کیا ہے کہ الْقُدُّوْسُ کا معنی ہے برکتیں عطا فرمانے والا اور السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ کا معنی ہے اسے امان دینے والا جو اس کے ساتھ ایمان لایا اور الْمُهَيْمِنُ کا معنی ہے اس پر شہادت دینے والا (نگہبان) اور الْعَزِيْزُ کا معنی ہے اپنی سزا دینے میں غالب آنے والا جب کہ وہ انتقام لے۔ اور الْجَبَّارُ کا معنی ہے اپنی مخلوق کو ہر اس کام پر مجبور کرنے والا جو وہ چاہتا ہے۔ اور الْمُتَكَبِّرُ کا معنی ہے کہ وہ ہر عیب اور کمزوری سے محفوظ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اسماء میں الْمُؤْمِنُ ذکر کیا ہے۔ اس لیے کہ اس نے انہیں (ایمان والوں کو) عذاب سے امان دی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں الْجَبَّارُ ہے۔ اس لیے کہ وہ مخلوق کو اس کام پر مجبور کرنے کی قدرت رکھتا ہے جس کا وہ ارادہ فرمائے۔

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 416 (1686)، بیروت

ایاتہا ۱۳ — سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۶۰ — رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الممتحنہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ
اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ
الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا
فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۖ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ
اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝۱
اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ يَبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَ
اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ؕ ۝۲ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ
اَوْلَادُكُمْ ۚۛ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚۛ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝۳
قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَ الَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا
لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٚ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ
بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَ مَاۤ اَمْلِكُ لَكَ
مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَ اِلَيْكَ اَنَبْنَا وَ اِلَيْكَ
الْمَصِيْرُ ۝۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب مانزل بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

''اے ایمان والو! نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو (اپنے) جگری دوست، تم تو اظہار محبت کرتے ہو ان سے، حالانکہ وہ انکار کرتے ہیں (اس دین) حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے۔ انہوں نے نکالا ہے رسول (مکرم) کو اور تمہیں بھی (مکہ سے) محض اس لیے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے۔ اگر تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضا جوئی کے لیے (تو انہیں دوست مت بناؤ) تم بڑی رازداری سے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ میں جانتا ہوں جو تم نے چھپا رکھا ہے اور جو تم نے ظاہر کیا۔ اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہ راست سے۔ اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہوں گے اور بڑھائیں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم (ان کی طرح) کافر بن جاؤ۔ نہ نفع پہنچائیں گے تمہیں تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد۔ روز قیامت۔ اللہ تعالیٰ جدائی ڈال دے گا تمہارے درمیان۔ اور اللہ تعالیٰ جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔ بیشک تمہارے لیے خوبصورت نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں۔ جب انہوں نے (برملا) کہہ دیا اپنی قوم سے کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور ان معبودوں سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا۔ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ ایک اللہ پر مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا اس سے مستثنیٰ ہے کہ میں ضرور مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اور میں مالک نہیں ہوں تمہارے لیے اللہ کے سامنے کسی نفع کا۔ (پھر کہا) اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تیری طرف ہی ہمیں پلٹ کر آنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں نہ بنا دے فتنہ کافروں کے لیے اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب! بے شک تو ہی عزت والا (اور) حکمت والا ہے۔ بے شک تمہارے لیے ان میں خوبصورت نمونہ ہے اس کے لیے جو اللہ اور روز قیامت کا امیدوار ہے۔ اور جو روگردانی کرے (اس سے) تو بلاشبہ اللہ ہی بے نیاز ہے، سب خوبیوں سراہا''۔

امام احمد، حمیدی، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابوعوانہ، ابن حبان، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی اور ابو نعیم رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم تینوں کو بھیجا اور فرمایا: تم چلو یہاں تک کہ تم روضہ خاخ پر پہنچ جاؤ۔ وہاں ایک عورت ہے۔ اس کے پاس ایک خط ہے۔ تم وہ خط اس سے لے لو اور میرے پاس لے آؤ۔ پس ہم نکل پڑے یہاں تک کہ روضہ خاخ پر پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے اس عورت کو پالیا۔ تو ہم نے اسے کہا: خط نکال کر دے دو۔ اس نے کہا: میرے

پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: تو بالیقین خط نکال کر دے گی یا پھر تیرے کپڑے پرے پھینک کر اسے تلاش کیا جائے گا۔ تو اس نے اپنے بالوں کی چوٹی سے وہ خط نکال دیا۔ تو ہم اسے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے مشرکین مکہ میں سے کچھ لوگوں کی طرف تھا اور اس میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض معاملات کی اس نے انہیں خبر دی تھی۔ یہ دیکھ کر آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے فیصلے میں جلدی نہ فرمایئے۔ بے شک میں ایسا آدمی ہوں جو قریش کے ساتھ منسلک (حلیف) ہوں لیکن میں خاندان قریش سے نہیں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کے وہاں رشتہ دار موجود ہیں جو ان کے گھر والوں اور ان کے مالوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس میں نے یہ پسند کیا کہ جب میرا ان کے ساتھ کوئی نسبی تعلق موجود نہیں تو میں ان پر ایسا احسان کر دوں جس کے سبب وہ میرے قرابتداروں کی حفاظت کرتے رہیں۔ میں نے یہ کام کفر یا اپنے دین سے ارتداد کی وجہ سے قطعاً نہیں کیا۔ تو یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اجازت دیجیے میں اس کا سر قلم کر دوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ وہ غزوۂ بدر میں حاضر تھا اور تم جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے اعمال پر مطلع ہے اور اس نے ارشاد فرمایا ہے: ''اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ'' (تم جو چاہو عمل کرو تحقیق میں نے تمہاری مغفرت فرما دی) اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔(1)

امام ابو یعلی اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حارث کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فتح کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام میں سے بعض کے ساتھ خفیہ مشاورت کی کہ آپ مکہ مکرمہ میں دخول کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ان میں حاطب بن ابی بلتعہ بھی تھے اور لوگوں میں یہ بات پھیل گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کا ارادہ فرما رہے ہیں۔ لیکن حضرت حاطب نے اہل مکہ کی طرف لکھ بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے اس خط کے بارے مطلع کر دیا گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھیجا اور ارشاد فرمایا تم روضہ خاخ جاؤ اور آگے وہی واقعہ ذکر کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی سند سے اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ سے مشرکین قریش کی طرف چلنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے انہیں متنبہ کرنے کے لیے ان کی طرف لکھ بھیجا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس پر مطلع فرما دیا۔ تو وہ خط ایک عورت کے پاس سے پالیا گیا جو اس نے اپنے سر کے جوڑے میں چھپا رکھا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حاطب سے فرمایا: جو تو نے کیا ہے کس شے نے تجھے اس پر برانگیختہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواباً عرض کی: قسم بخدا! مجھے اللہ تعالیٰ کے امر میں ذرا شبہ نہیں اور نہ میں نے اس میں کوئی شک کیا ہے۔ البتہ وہاں مکہ مکرمہ میں میرے گھر والے اور

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 382 (3305)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 202 (393)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میرا مال موجود ہے۔ تو میں نے قریش کو رفیق اور دوست بنانے کا ارادہ کیا۔ حضرت حاطب قریش کے حلیف تھے۔ قریش خاندان میں سے نہ تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن کریم کی مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت قریش میں سے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر تھا۔ اس نے مکہ مکرمہ میں اپنے گھر اور خاندان والوں کی طرف انہیں خبر دینے اور انہیں خطرہ سے آگاہ کرنے کے لیے لکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کی طرف آنے والے ہیں۔ لیکن اس خط کے بارے رسول اللہ ﷺ کو مطلع کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ اس خط کو لے آئے۔

امام ابویعلی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے مختارہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین مکہ کی طرف ایک خط لکھا۔ پھر وہ خط حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس لایا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کس شے نے تجھے اس پر اکسایا ہے جو تو نے کیا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرے گھر والے ان میں رہ رہے ہیں۔ پس مجھے یہ خوف لاحق ہوا کہ وہ ان پر ٹوٹ پڑیں گے۔ تو میں نے چاہا کہ میں انہیں ایک ایسا خط لکھ دیتا ہوں جو قطعاً اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ تو میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں اس کی گردن اڑا دیتا ہوں، یہ کافر ہو گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر میں سے اس گروہ کے اعمال پر بھی مطلع ہے۔ لیکن اس نے فرمایا ہے: ''اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ'' (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور عبدالرحمٰن بن حاطب بن ابی بلتعہ سے روایت بیان کی ہے: حاطب یمن کا رہنے والا ایک آدمی تھا۔ یہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کا حلیف تھا اور یہ غزوۂ بدر میں بھی شریک ہوا۔ اس کے بیٹے اور اس کے بھائی مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر تھے۔ اس کے باوجود کہ حاطب مدینہ طیبہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتا تھا، اس نے کفار قریش کی طرف ایک خط لکھا جس میں وہ انہیں نصیحتیں کرتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بلایا اور دونوں کو فرمایا: تم جاؤ یہاں تک کہ تم ایک عورت کو پاؤ گے، اس کے پاس ایک خط ہے، وہ خط اس سے لے لو اور میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ وہ دونوں گئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حلیفہ بنی احمد کے پاس اس عورت کو پا لیا۔ یہ جگہ مدینہ طیبہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلے پر ہے۔ انہوں نے اسے کہا: تو وہ خط ہمیں نکال دے جو تیرے پاس ہے۔ اس نے جواب دیا میرے پاس کوئی خط نہیں۔ تو انہوں نے اسے کہا: تو جھوٹ بولتی ہے۔ تحقیق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ تیرے پاس خط ہے۔ قسم بخدا! وہ خط تو ہمارے حوالے کر دے۔ ورنہ ہم تجھ پر کوئی کپڑا نہیں چھوڑیں گے جس میں ہم اسے تلاش نہیں

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 203 (394)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کریں گے۔ اس نے کہا: کیا تم مسلمان آدمی نہیں ہو؟ انہوں نے جواباً فرمایا: کیوں نہیں (ہم بالیقین مسلمان ہیں) لیکن ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ تیرے پاس خط ہے۔ یہاں تک کہ جب اسے یہ گمان ہوا کہ یہ دونوں تو اس کے ہر کپڑے کی تلاشی لیں گے۔ تو اس نے اپنے بالوں کی چوٹی کو کھولا تو اپنے سر کی مینڈھیوں کے درمیان سے وہ خط نکال کر ان کے حوالے کر دیا۔ اس نے سر کی چوٹی اس خط کے اوپر بنا رکھی تھی۔ پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو وہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے اہل مکہ کی طرف تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حاطب کو بلا کر فرمایا: کیا تو نے یہ خط لکھا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ خط لکھنے پر تجھے کس شے نے برانگیختہ کیا؟ حاطب نے عرض کی: قسم بخدا! جب سے میں مشرف باسلام ہوا ہوں مجھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی شک نہیں گزرا۔ لیکن میں تم میں ایک اجنبی آدمی تھا۔ اے قبیلہ قریش! میرے بیٹے اور میرے بھائی مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر ہیں۔ سو میں نے کفار قریش کی جانب یہ خط لکھا تا کہ میں انہیں ان سے دور رکھ سکوں۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ مجھے اجازت عطا فرمایئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: اسے چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ بدر میں حاضر تھا اور تم جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے اعمال پر مطلع ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے فرمایا: "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ غَافِرٌ لَّكُمْ مَا عَمِلْتُمْ" تم جو چاہو کرو کیونکہ تم نے جو عمل بھی کیا میں تمہارے لیے مغفرت فرمانے والا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے یہ آیات نازل فرمائیں: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ یہاں تک کہ اس آیت تک پہنچا۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت مرسل ذکر کی ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ فتح مکہ کے دن سوائے چار آدمیوں کے رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو امان دے دی (اور وہ چار یہ تھے) عبد اللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح اور ام سارہ۔ پھر انہوں نے حدیث ذکر کی اور فرمایا: ام سارہ قریش کی ایک کنیز تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اپنی حاجت و ضرورت کے بارے آپ ﷺ کی بارگاہ میں شکوہ پیش کیا۔ تو رسول ﷺ نے اسے کچھ چیزیں عطا فرمائیں۔ پھر اس کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے اس کے ذریعہ سے اہل مکہ کی طرف ایک خط روانہ کیا۔ وہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لیے اس خط کے ذریعے ان کا قرب چاہتا تھا۔ اس کے اہل و عیال وہاں مکہ مکرمہ میں رہ رہے تھے۔ لیکن اس کے خط کے بارے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دے دی۔ تو پھر آپ ﷺ نے اس عورت کے پیچھے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کو بھیجا۔ چنانچہ وہ دونوں راستے میں اسے جا ملے اور انہوں نے اس کی تلاشی لی۔ لیکن وہ دونوں اس کے پاس کوئی شے پانے سے قاصر رہے اور واپس لوٹنے لگے۔ پھر ان میں سے ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا: قسم بخدا! نہ آپ نے ہم سے جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی ہم نے کذب بیانی سے کام لیا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 302 (3197)، مفہوم، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے۔لہٰذا اس کی طرف واپس لوٹ چلو۔ چنانچہ وہ لوٹ کر اس کی طرف گئے اور دونوں نے اپنی تلواریں سونت لیں۔اور فرمایا: قسم بخدا! بالیقین ہم تجھے موت کا مزا چکھا دیں گے یا پھر وہ وہ خط ہمارے حوالے کر دے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کہا: میں وہ خط اس شرط پر تمہارے حوالے کرتی ہوں کہ تم مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا کر نہ لے چلو۔ انہوں نے اس شرط کو قبول کر لیا تو اس نے اپنے سر کی چوٹی کھولی اور اس کی مینڈھیوں میں سے ایک مینڈھی سے وہ خط نکال دیا اور وہ دونوں یہ خط لے کر رسول ﷺ کی طرف لوٹ آئے اور آپ ﷺ کو پیش کر دیا۔ تو آپ ﷺ نے اس آدمی کو بلایا اور فرمایا: یہ خط کیسا ہے؟ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں آپ کو عرض کرتا ہوں۔ آپ کے ساتھ جتنے لوگ بھی موجود ہیں ان کے مکہ مکرمہ میں ایسے رشتہ دار موجود ہیں جو ان کے اہل وعیال کی حفاظت اور نگرانی کرتے ہیں۔ لہٰذا میں نے یہ خط لکھا ہے تا کہ وہ میرے لیے میرے اہل وعیال کی بھی حفاظت کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین کی طرف ایک خط لکھا جس میں اس نے رسول اللہ ﷺ کے سفر کے بارے ذکر کیا اور اس نے وہ خط ایک عورت کے ذریعے روانہ کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں اپنے جانثاروں کو بھیجا۔ وہ اس سے خط پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس لے آئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حاطب کو بلایا اور فرمایا: کیا تو نے یہ خط لکھا ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں، یارسول اللہ ﷺ قسم بخدا! میں بالیقین اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے میں نے پھر انکار نہیں کیا۔ اور جب سے میں نے یقین کیا ہے پھر کبھی شک نہیں کیا۔ لیکن میں ایک ایسا آدمی ہوں جس کا قوم میں (قریش میں) کوئی نسبی تعلق نہیں کیونکہ میں ان کا حلیف ہوں اور میرے اہل وعیال ان کے قبضے میں ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ پس میں نے ان کی طرف کچھ لکھ دیا تا کہ اس کے ذریعہ میں انہیں اپنے اہل اور مال سے دور رکھ سکوں۔ حالانکہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ وہ ہرگز انہیں کوئی نفع نہیں پہنچا سکے گا اس شے سے جس کا ارادہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے فرما رکھا ہے۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے اور اس اللہ تعالیٰ کے دشمن منافق کو چھوڑ دیجئے تا کہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف ایسی نظر سے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہچان گئے کہ آپ غصے ہو رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہوا ے عمر بن خطاب! کیا تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ خیر کے وطنوں میں سے ہر وطن کے رہنے والوں پر مطلع اور آگاہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا: گواہ رہو۔ بے شک میں نے اپنے ان بندوں کو معاف فرما دیا۔ پس یہ جو چاہیں کرتے رہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ اہل بدر ہیں پس تو اہل بدر سے اجتناب کر۔ بے شک یہ اہل بدر ہیں اور تو اہل بدر سے اجتناب کر۔ بے شک یہ اہل بدر ہیں اور تو اہل بدر سے اجتناب کر۔

امام احمد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کی طرف خط لکھا اور اس میں ذکر کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ ان پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی اس

عورت پر راہنمائی کر دی گئی جس کے پاس وہ خط تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس کی طرف (صحابہ کرام کو) بھیجا اور انہوں نے وہ خط اس کے سر کے بالوں سے نکال لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے حاطب! کیا تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے عرض کی ہاں۔ لیکن میں نے نہ تو رسول اللہ ﷺ کو دھوکہ دینے کے لیے ایسا کیا ہے اور نہ ہی نفاق کے سبب یہ لکھا ہے۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول معظم کو غالب فرمائے گا اور آپ کے ارادہ کو مکمل فرمانے والا ہے۔ مگر یہ کہ میں ان کے درمیان ایک اجنبی تھا اور میری والدہ بھی ہے۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ میں اس کی ان کے پاس خدمت کروں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: کیا میں اس کا سر نہ اڑا دوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اہل بدر میں سے ایک آدمی کو قتل کرے گا اور تو جانتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے اعمال پر مطلع ہے۔ لیکن اس نے فرمایا ہے۔ ''اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ'' جو چاہو عمل کرو۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ کا ایک غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، تاکہ وہ حاطب کی شکایت کرے۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ حاطب ضرور بضرور جہنم میں داخل ہوگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے جھوٹ کہا ہے، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ غزوۂ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ اس کا نام حاطب بن ابی بلتعہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کی طرف خط لکھا اور اس میں حدیبیہ کے وقت رسول اللہ ﷺ کے سفر کے بارے اس نے انہیں آگاہ کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو اس پر مطلع فرما دیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: کس شے نے تجھے اس پر ابھارا ہے جو تو نے کیا ہے؟ تو اس نے عرض کی: قسم بخدا! مجھے اپنے دین کے بارے میں کوئی شک نہیں اور نہ مجھے اس میں کوئی شبہ ہے۔ البتہ وہاں میرے اہل و عیال سکونت پذیر ہیں اور کچھ مال موجود ہے تو میں نے اپنے اہل و عیال پر قریش کو محافظ بنانے کا ارادہ کیا اور اس نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ وہ قریش کا حلیف تھا۔ خاندان قریش میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا: اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۝ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ٘ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ بَدَا بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے تم اس بارے میں پریشان نہ ہو۔ کیونکہ یہ تو ایک وعدہ ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اس کے ساتھ فرمایا ہے۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں ان لوگوں کے لیے فتنہ نہ بنا جنہوں نے کفر کیا۔ وہ کہہ رہے ہیں تو انہیں ہم پر غالب نہ فرما کہ اس کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فضائل الصحابۃ، جلد 16-15، صفحہ 48(2195)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سبب انہیں آزمایا جائے۔ وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ اس لیے غالب آئے ہیں کہ وہ ہماری نسبت حق کے زیادہ قریب ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ ۗ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝ کے تحت فرمایا کہ یہ آیت حاطب بن ابی بلتعہ اور اس کے ساتھوں کے خط کے بارے ہے جو اس نے کفار قریش کی طرف انہیں خطرات سے آگاہ کرنے کے لیے لکھا تھا۔ اور آپ نے اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ کی تفسیر میں فرمایا کہ انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپ (چچا) کے لیے استغفار کرنے کی پیروی کرنے سے منع کیا گیا ہے کہ وہ بھی مشرکین کے لیے استغفار کرنے لگیں۔ اور رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ تو ہمیں ان کے ہاتھوں عذاب نہ دے اور نہ اپنے کسی بندے کے ذریعے عذاب دے۔ کیونکہ وہ کہنے لگیں گے: اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ عذاب نہ آتا۔

امام ابن منذر اور حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ ۗ تُسِرُّوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۖ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ۝ اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۝۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور اس کے ساتھیوں کے خط کے بارے ہے جو اس نے کفار قریش کو انہیں خطرات پر متنبہ کرنے کے لیے لکھا تھا۔ اور قول باری تعالیٰ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ کے بارے فرمایا کہ اس میں انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپ کے لیے استغفار کرنے کی پیروی کرنے سے منع فرمایا گیا۔ اور ارشاد گرامی رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا معنی ہے تو ہمیں ان کے ہاتھوں عذاب نہ دے اور نہ ہی اپنی جانب سے ہمیں عذاب دے کیونکہ وہ کہیں گے اگر یہ لوگ حق پر ہوتے تو انہیں یہ عذاب نہ پہنچتا۔(1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق تمہارے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تمام کاموں میں بہترین نمونہ ہے۔ سوائے اپنے باپ کے لیے استغفار کرنے کے۔ کوئی بھی اپنے باپ کے لیے مغفرت طلب نہ کرے در آنحالیکہ وہ مشرک ہو۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(2)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 527 (3702)، دارالکتب العلمیہ بیروت   2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 527 (3703)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے تحت فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے تو انہیں ہم پر مسلط نہ کر کہ انہیں ہمارے سبب آزمایا جائے۔(1)

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَ اللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

''یقیناً اللہ پیدا فرما دے گا تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے تم (اس کی رضا کے لیے) دشمنی رکھتے ہو محبت۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی قدر والا ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو درست رکھتا ہے۔ اللہ تمہیں صرف ان لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا مدد دی تمہارے نکالنے میں کہ تم انہیں دوست بناؤ، اور جو انہیں دوست بناتے ہیں تو وہی (اپنے آپ پر) ظلم توڑتے ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن شہاب سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کو یمن کے کچھ حصے پر عامل مقرر فرمایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو وہ آئے اور ایک اوڑھنی والے مرتد سے ملے اور اسے قتل کر دیا۔ پس یہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مرتد ہونے کے سبب کسی کو قتل کیا اور دین کے لیے جہاد کیا۔ ابن شہاب نے کہا ہے کہ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو قائم کرنے کی خاطر جس نے سب سے پہلے مرتدین کے ساتھ قتال کیا وہ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ ہیں۔ انہی کے بارے میں مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن عدی، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کلبی کی سند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے حضرت ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ محبت جو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان پیدا فرمادی تھی، وہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان کے ساتھ شادی کر لی۔ اس کے سبب وہ ام المومنین بن گئیں اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مومنین کے ماموں بن گئے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ کے ساتھ شادی کرنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہی آپ کے اور ان کے درمیان مودت و محبت تھی۔

امام طیالسی، احمد، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے تاریخ میں حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قتیلہ بنت عبدالعزی اپنی بیٹی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے پاس کچھ تحائف لے کر آئی جو کہ کھر، پنیر اور گھی پر مشتمل تھے۔ وہ مشرکہ تھی۔ تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے تحائف کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ اسے اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت بھی نہ دی اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جانب پیغام بھیجا کہ وہ اس کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کریں۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا یَنۡهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡكُمۡ فِی الدِّیۡنِ الی آخر الآیہ۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ اس کے ہدیہ کو قبول کرلے اور اسے اپنے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے دے۔(2)

امام بخاری، ابن منذر، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ میری ماں اظہار محبت کرتے ہوئے میرے پاس آئی اور وہ عہد قریش میں شرک کیا کرتی تھی۔ جب کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاہدہ کیا تھا۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: کیا میں اس کے ساتھ ملوں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لَا یَنۡهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡكُمۡ فِی الدِّیۡنِ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں تو اپنی ماں کے ساتھ مل اور صلہ رحمی کر۔(3)

امام ابوداؤد نے تاریخ میں اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَا یَنۡهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡكُمۡ فِی الدِّیۡنِ کو سورۂ توبہ کی اس آیت نے منسوخ کر دیا ہے: فَاقۡتُلُوا الۡمُشۡرِكِیۡنَ حَیۡثُ وَجَدۡتُّمُوۡهُمۡ (التوبہ:5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا کہ تم ان کے لیے استغفار کرو، ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کرو۔ وہ ایسے لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت نہ کی۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 459، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 4، دار صادر بیروت
3۔ [illegible] جلد 2، صفحہ 891، [illegible]

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں مراد کفار اہل مکہ ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝10 وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝11

"اے ایمان والو! جب آجائیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے تو ان کی جانچ پڑتال کر لو۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو۔ پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت واپس کرو۔ نہ وہ حلال ہیں کفار کے لیے اور نہ وہ (کفار) حلال ہیں مومنات کے لیے، اور دے دو کفار کو جو مہر انہوں نے خرچ کیے۔ اور تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کر لو جب تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو۔ اور (اسی طرح) تم بھی نہ روکے رکھو (اپنے نکاح میں) کافر عورتوں کو اور مانگ لو جو تم نے (ان پر) خرچ کیا اور کفار بھی مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا۔ یہ اللہ کا فیصلہ ہے۔ وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے۔ اور اللہ (سب کچھ) جاننے والا بڑا دانا ہے۔ اور اگر بھاگ جائے تم سے کوئی عورت تمہاری بیبیوں سے کفار کی طرف پھر تمہاری باری آجائے (کہ کوئی کافرہ تمہارے قبضہ میں آجائے) تو جن کی بیبیاں ان کے قبضہ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا انہیں دے دو۔ اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو"۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حدیبیہ کے دن کفار قریش سے معاہدہ کیا تو آپ ﷺ کے پاس کچھ مومن عورتیں آئیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ حتی کہ یہ آیت یہاں تک پہنچی: وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن ایسی دو عورتوں کو طلاق دی جو حالت شرک میں آپ کی بیویاں تھیں۔ (1)

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 380، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام بخاری، ابوداؤد نے ناسخ میں اور بیہقی نے سنن میں مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ حدیبیہ کے دن مدت کا فیصلہ لکھا تو سہیل کی طرف سے یہ شرط تھی کہ ہم میں سے کوئی آدمی بھی آپ کے پاس نہیں آئے گا۔ اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہوگا مگر آپ اسے ہماری طرف واپس لوٹائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابوجندب بن سہیل کو واپس لوٹا دیا۔ پھر اس مدت کے دوران جو بھی مردوں میں سے آپ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اسے واپس بھیج دیا۔ اگرچہ وہ مسلمان ہو۔ پھر کچھ مہاجر عورتیں آئیں اور ان میں ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف آئی۔ اور یہ کنواری لڑکی کے گھر والے آپ ﷺ سے یہ التماس کرنے آئے کہ آپ اسے واپس لوٹا دیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مومن عورتوں کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمادی۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی احمد رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم نے مصالحت کے دور میں ہجرت کی اور اس کے دو بھائی عمارہ اور ولید بھی نکلے، یہاں تک کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے۔ آپ ﷺ نے ام کلثوم کے بارے گفتگو کی کہ آپ اسے ان کے ساتھ واپس لوٹا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ اور مشرکین کے درمیان ہونے والے معاہدہ کو بالخصوص عورتوں کے بارے میں توڑ دیا اور انہیں مشرکین کی طرف واپس لوٹ کر جانے سے منع فرمادیا اور اللہ تعالیٰ نے آیۃ الامتحان نازل فرمائی۔(2)

امام ابن درید رحمہ اللہ نے حضرت امالیہ رحمہ اللہ میں ذکر کیا ہے کہ ابوالفضل ریاشی نے ابن ابی رجاء سے اور انہوں نے واقدی سے ہمیں یہ قول بیان کیا ہے کہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ان آیات کے ساتھ فخر کرتی تھی جو اس کے بارے میں نازل ہوئیں کہ میں ان میں سے پہلی عورت ہوں جنہوں نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔ جب میں مدینہ طیبہ آئی تو میرے پیچھے میرا بھائی آیا اور میری شان میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ اور مشرکین کے درمیان معاہدہ منسوخ کردیا اور یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے میرا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمادیا۔ تو میں نے عرض کی: کیا آپ میری شادی اپنے غلام سے کررہے ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (الاحزاب:36) (نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ فرمادے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا تو پھر انہیں کوئی اختیار ہو اپنے اس معاملہ میں) پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے۔ تو پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا کہ اپنے آپ کو روکے رکھو۔ میں نے کہا: جی ہاں (درست ہے)۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ (البقرہ:235) (اور کوئی گناہ نہیں تم پر اس بات میں کہ اشارہ سے پیغام نکاح دو ان عورتوں کو)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مشرکین نے صلح حدیبیہ کے دوران رسول اللہ ﷺ کے لیے یہ شرط عائد کی تھی کہ اگر ہماری طرف سے کوئی آدمی بھی آپ کی طرف آئے گا۔ اگرچہ وہ آپ کے دین پر

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 600، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 263 (11413)، دارالفکر بیروت

ہو۔ تو آپ اسے ہماری طرف لوٹا دیں گے اور جو آدمی آپ کی جانب سے ہماری طرف آئے گا ہم اسے آپ کی طرف واپس نہیں لوٹائیں گے۔ پس اس معاہدے کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس آدمی کو واپس لوٹاتے رہے جو بھی ان کی جانب سے دین اسلام میں داخل ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا۔ لیکن جب ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہجرت کر کے آئی تو اس کے دو بھائی اس ارادہ سے آئے کہ وہ اسے نکال لائیں اور قریش کی طرف واپس لوٹا لائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ یَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا۔ فرمایا: اس سے مراد مہر ہے (یعنی کفار نے جو مہر انہیں دیا وہ مانگ لیں) وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ الآیہ۔ فرمایا: وہ عورت جو اسلام لاتی ہے تو مسلمان اس کا مہر کفار کو واپس لوٹا دیں اور مسلمانوں نے اپنے پاس کفار کی عورتوں میں سے جنہیں طلاق دی تو ان پر بھی لازم ہے کہ وہ اپنے مہر مسلمانوں کو واپس لوٹا دیں۔ پس اگر وہ ان مسلمانوں کے مہر میں سے کچھ مہر روک لیں جو کفار کی عورتوں سے علیحدہ ہوئے تو پھر مسلمان بھی ان مسلمان عورتوں کا مہر روک لیں جو ان کی جانب سے آئیں۔ (1)

امام ابن اسحاق، ابن سعد اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس سے ان آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواباً لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن قریش سے اس شرط پر صلح کی کہ قریش کی جانب سے جو آئیگا اسے واپس لوٹا دیا جائے گا۔ پس جب عورتوں نے ہجرت کی تو اللہ تعالیٰ نے انکار فرما دیا کہ وہ مشرکین کی طرف واپس لوٹ کر نہ جائیں۔ جب کہ وہ اسلام کی آزمائش کے ساتھ آزمائی گئیں۔ پس انہوں نے پہچان لیا کہ بے شک وہ اپنی رغبت اور شوق کے سبب آئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کا مہر ان کی طرف لوٹانے کا حکم دیا، جب کہ انہیں ان سے روک لیا گیا ہے اور وہ مسلمانوں پر ان عورتوں کا مہر لوٹائیں گے جنہیں اپنی عورتوں سے روک دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو روک لیا اور مردوں کو واپس لوٹا دیا، اور اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ حکم نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی طرح عورتوں کو بھی واپس لوٹا دیتے اور اگر صلح اور معاہدہ نہ ہوتا تو آپ عورتوں کو روک لیتے اور ان کے مہر واپس نہ لوٹاتے۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ کے تحت فرمایا: ان سے اس شے کے بارے پوچھ لو جو انہیں یہاں لے آئی۔ پس اگر اپنے خاوندوں پر غیظ و غضب یا غیرت یا ناراضگی انہیں یہاں لے آئی اور یہ ایمان نہیں لائیں تو انہیں اپنے خاوندوں کی طرف واپس لوٹا دو۔ اور اگر یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لانے والیاں ہیں تو پھر انہیں روک لو اور مہروں میں سے ان کے اجر انہیں دے دو۔ اور اگر تم چاہو تو ان سے نکاح کر لو اور انہیں مہر ادا کرو۔ اور آپ نے وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ کے تحت فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اپنی کافر عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا گیا جو کہ مکہ مکرمہ میں کفار کے ساتھ ہی بیٹھ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 231، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 12

گئیں۔ وَسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا۔ فرمایا: حضور نبی معظم ﷺ کے اصحاب میں سے ازواج (خاوند) کفار کی طرف نہیں گئے۔ پس کفار کو چاہیے کہ وہ ان کے مہر انہیں ادا کر دیں اور وہ ان عورتوں کو روکے رکھیں۔ اور کفار میں سے ازواج (خاوند) اصحاب محمد ﷺ کی طرف نہیں گئے۔ لہٰذا اصحاب محمد ﷺ کو بھی اسی طرح کرنا چاہیے۔ یہ بھی قریش اور حضور نبی رحمت ﷺ کے درمیان ہونے والی صلح کی شرط تھی۔ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ اور اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی عورت کفار کی طرف بھاگ جائے جس کا تمہارے اور ان کے درمیان کوئی عہد نہیں۔ فَعَاقَبْتُمْ پھر تم قریش کا مال غنیمت (کوئی کافرہ عورت) یا ان کے سوا کو پالو۔ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا تو جتنا مہر ان کے خاوندوں نے ان پر خرچ کیا وہ انہیں دے دو۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک عورت ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آئی۔ تو اس سے پوچھا گیا: کیا تجھے اپنے خاوند کے بغض نے مکہ مکرمہ سے نکالا ہے یا کہ تو نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کا قصد کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے لیے ہجرت کی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ۔ پس اگر مسلمانوں میں سے کوئی آدمی اس سے شادی کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے پہلے خاوند کی طرف وہ (مہر) لوٹا دے جو اس نے اس پر خرچ کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ کے تحت فرمایا: یہ فیصلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہدایت یافتہ اور گمراہ لوگوں کے درمیان فرمایا فَامْتَحِنُوْهُنَّ فرمایا: ان کا امتحان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر بتائیں کہ وہ (خاوندوں کی) نافرمانی کے سبب نہیں نکلیں۔ بلکہ وہ صرف اور صرف اسلام کی محبت اور اس کی حریص بن کر وہاں سے آئی ہیں۔ جب وہ اس طرح کر دیں تو ان کی بات کو قبول کر لیا جائے (2) اور ارشاد باری تعالیٰ ہے وَسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا فرمایا: جب وہ اصحاب النبی ﷺ سے ان کفار کی طرف بھاگ جائیں جن کے درمیان اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان عہد ہے۔ اور وہ شادی کر لیں، تو وہ ان کے مسلمان خاوندوں کی جانب ان کے مہر بھیج دیں۔ اور جب عورتیں ان مشرکین سے بھاگ جائیں جن کے درمیان اور حضور نبی کریم ﷺ کے درمیان معاہدہ ہے اور وہ ان سے نکاح کر لیں تو وہ ان کے مشرک خاوندوں کی جانب ان کے مہر بھیج دیں۔ پس اصحاب النبی ﷺ اور معاہدہ کرنے والے کفار کے درمیان یہی فیصلہ ہے۔ اور وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ کے ضمن میں آپ فرماتے ہیں: اگر تمہاری بیبیوں میں سے کوئی عورت کفار قریش کی طرف چلی جائے تو ان کے درمیان اور حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے درمیان کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہے جس کے سبب وہ انہیں پکڑ سکتے ہیں۔ فَعَاقَبْتُمْ اور یہ غنیمت ہے جب وہ اس کے بعد اس غنیمت (عورت) کو پالیں۔ پھر یہ فیصلہ اور یہ عہد سورۂ براءت میں منسوخ کر دیا گیا اور ہر معاہدہ کرنے والے کی طرف اس کا عہد پھینک دیا گیا (یعنی معاہدہ توڑ دیا گیا)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 85-84، 79-83، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 28، صفحہ 81-79

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ کے ضمن میں فرمایا کہ ان کا امتحان یہ تھا کہ وہ یہ شہادت دیں لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ۔ پس جب وہ یقین کرلیں کہ یہ ان کی جانب سے حق اور درست قول ہے۔ تو پھر وہ انہیں کفار کی جانب واپس نہ لوٹائیں اور وہ کفار جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کیا ہوا ہے، ان میں سے اس کے خاوند کو وہ مہر ادا کردے جو اس نے اس عورت کو دیا تھا۔ اور انہیں مومنین کے لیے حلال قرار دیا ہے جب وہ انہیں ان کے مہر ادا کردیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس سے منع فرمایا ہے کہ وہ ہجرت کرنے والی عورتوں کو اپنی ان عورتوں کی وجہ سے پکاریں جو کفار میں ہیں۔ اور عورتوں کا امتحان یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ انہیں کہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان سے اس شرط پر بیعت لیں گے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی شی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ۔ عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہند جس نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کیا تھا، وہ بھی بھیس بدل کر عورتوں میں موجود تھی۔ تو اس نے کہا: بلاشبہ اگر میں بات کروں گی تو وہ مجھے پہچان لے گا اور اگر اس نے مجھے پہچان لیا تو مجھے قتل کردے گا۔ تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے ڈرتے ہوئے بھیس بدل لیا۔ پس وہ عورتیں جو ہند کے ساتھ تھیں وہ سب خاموش رہیں اور انہوں نے گفتگو کرنے سے انکار کردیا۔ پھر ہند نے کہا: حالانکہ اس نے بھیس بدلا ہوا تھا کہ وہ عورتوں سے وہ شے کیسے قبول کرلیں گے جسے آپ نے مردوں سے قبول نہیں کیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان سے کہیے: اور وہ چوری نہیں کریں گی۔ یہ سن کر ہند نے کہا: قسم بخدا! میں ابو سفیان کے (مال) سے حاجت کے مطابق لے لیتی ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ کیا یہ اسے حلال قرار دے گا یا نہیں؟ تو ابوسفیان نے کہا: میری جو شے بھی ہے چاہے وہ ختم ہوچکی ہے یا ابھی باقی ہے، وہ تیرے لیے حلال ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور اسے پہچان لیا۔ پھر اسے بلایا اور وہ آپ کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ ﷺ سے پناہ طلب کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو ہند ہے؟ تو اس نے عرض کی: جو کچھ ہوچکا ہے اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ زیبا پھیر لیا۔ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ الآیہ یعنی اگر مہاجرین میں سے کوئی عورت کفار سے جا ملے، رسول اللہ ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا کہ مال غنیمت میں سے اتنا دیا جائے جتنا اس نے خرچ کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ سورۂ ممتحنہ اس مدت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش کے لیے اس معاہدے کے سبب مقرر کی جو آپ ﷺ اور کفار قریش کے درمیان مدت کے بارے قائم ہوا تھا۔ پس آپ ﷺ کفار قریش پر وہ مال لوٹا دیتے تھے جو انہوں نے ان عورتوں پر خرچ کیا ہوتا جو اسلام لاتیں اور ہجرت کرتی تھیں اور ان کے خاوند کافر ہی تھے۔ اور اگر انہوں

نے جنگ کی تو پھر رسول اللہ ﷺ اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ کی مدت نہیں اور نہ ان کی طرف ایسی کوئی شے لوٹائی جائے گی جو انہوں نے خرچ کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لیے بھی کفار اہل مدت (معاہدہ کرنے والوں) کے خلاف بعینہٖ اسی قسم کا فیصلہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ۝ پس حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ابو امیہ بن مغیرہ مخزومی کی بیٹی کو طلاق دی اور معاویہ بن ابی سفیان نے اس سے شادی کر لی اور جرول خزاعی کی بیٹی کی شادی رسول اللہ ﷺ نے ابو جہم بن حذیفہ عدوی سے کر دی اور اسے حکم بنا دیا، اسی کے مطابق مومنین اور مشرکین کے درمیان اس عہد کی مدت کے دوران فیصلہ کیا جو ان کے درمیان قائم تھا اور مومنین نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تسلیم کیا۔ اور مشرکین کے وہ اخراجات جو انہوں نے اپنی عورتوں پر کیے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں انہوں نے وہ ادا کر دیئے۔ اور مشرکین نے اس مال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا جو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلمانوں کے اخراجات کی ادائیگی کے سلسلہ میں ان پر فرض کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝ اس آیت کے بعد کوئی عورت مسلمان خاوندوں سے مشرکین کی طرف گئی تو مومنین ان کے (کافر) خاوندوں کی طرف اس خرچے کے لیے رجوع کرتے جو کسی نے اس عورت پر کیا ہوتا اور یہ اس کا انجام تھا جو ان کے سامنے تھا کہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ مشرکین کی طرف ان کے وہ اخراجات لوٹا دیں جو انھوں نے اپنی بیویوں پر کیے جو ایمان لائیں اور انہوں نے ہجرت کی۔ پھر مومنین نے مشرکین کی طرف زائد بھی لوٹایا، اگر وہ ان کے لیے (مناسب) ہوا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ کے تحت فرمایا: وہ آدمی جس کی عورت دارالحرب چلی گئی تو اسے چاہیے کہ وہ اسے اپنی بیویوں میں شمار نہ کرے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے عامر شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ زینب ان میں سے تھی جنہوں نے آپ سے کہا: وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْیَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اہل مکہ میں سے کوئی عورت مسلمانوں کے پاس آئے تو وہ اس کے خاوند کو معاوضہ دیں۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی عورت مشرکین میں سے ایسے آدمی کے پاس چلی جائے جس کا معاہدہ نہیں۔ فَعَاقَبْتُمْ اور پھر تم غنیمت کو پاؤ۔ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا تو تم اس کے خاوند کو غنیمت میں سے اس کے مہر کی مثل دے دو۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سہیل بن عمرو نکلا تو اس کے ساتھیوں میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المراۃ تلحق بارض الشرک محتد بھا، جلد 3، صفحہ 561(17153)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، (17158)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 250(17430)

سے ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: بے شک اس نے عرض کی۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جو ان میں سے اسلام قبول کر کے آئے گا اسے ان کی طرف واپس لوٹایا جائے گا اور ہم میں سے جو ان کی اتباع کرے گا ہم اسے انہیں کے پاس رہنے دیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان میں سے جو مشرف با سلام ہوا تو اس کی سچائی اور صدق کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، وہ اسے نجات عطا فرمادے گا اور جو ہم میں سے ان کی طرف لوٹ گیا، تو گویا اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے محفوظ کر لیا۔ راوی کا بیان ہے کہ سورۂ ممتحنہ اس صلح کے بعد نازل ہوئی۔ اور ان کی عورتوں میں سے جو اسلام لاتی تھی تو اس سے پوچھا جاتا تجھے کس چیز نے وہاں سے نکالا ہے؟ اگر وہ اپنے خاوند سے فرار ہو کر اور اس سے اعراض کر کے نکلی ہوتی، تو وہ واپس لوٹا دی جاتی اور اگر وہ اسلام میں رغبت ومحبت کے سبب نکلی ہوتی تو اسے روک لیا جاتا اور اس کے خاوند کے پاس اتنا مال لوٹا دیا جاتا جو اس نے خرچ کیا ہوتا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ الآیہ ابوحسان بن دحداحہ کی بیوی کے بارے نازل ہوئی۔ اور یہی امیمہ بنت بسر بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھنے والی عورت ہے۔ جب یہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی تو سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کر لی اور اسی سے حضرت عبداللہ بن سہل پیدا ہوئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل مکہ کے درمیان معاہدہ تھا۔ اس میں یہ شرط تھی کہ آپ عورتوں کو واپس لوٹا دیں گے۔ پس ایک سعیدہ نامی عورت آئی۔ وہ صیفی بن راہب جو مشرکین مکہ میں سے تھا، کی بیوی تھی۔ انہوں نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ الآیہ۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور وہ حدیبیہ میں تھے۔ جب عورتیں آئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ آپ ان کے ازواج کی طرف مہر واپس لوٹا دیں اور مشرکین کو بھی اسی طرح کا حکم ارشاد فرمایا کہ جب مسلمانوں میں سے کوئی عورت ان کے پاس آجائے تو وہ اس کے خاوند کی طرف اس کا مہر واپس لوٹا دیں۔ پس مومنین نے تو اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو تسلیم کر لیا۔ لیکن مشرکین نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا۔ پس مومنوں کو حکم دیا گیا کہ جب مسلمانوں میں سے کوئی عورت چلی جائے اور ان میں سے اس کا خاوند موجود ہو۔ تو اس کی طرف مسلمان اس کی بیوی کا اتنا مہر لوٹا دیں جتنا انہیں مشرکین کو دینے کا حکم دیا گیا۔ (1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے درمیان اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا۔ جب کوئی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آتی تو وہ اس کا امتحان لیتے۔ پھر وہ اس کے خاوند پر اتنا مال لوٹا دیتے جو اس نے اس پر خرچ کیا ہوتا۔ اور اگر مسلمانوں میں سے کوئی عورت مشرکین کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت

ساتھ جاملتی اور مسلمان مال غنیمت پاتے تو وہ اس میں سے اتنا مال اس کے خاوند کو دیتے جتنا اس نے اس پر خرچ کیا ہوتا۔ شعبی نے کہا: مشرکین کسی شے کے ساتھ راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ وہ آیت کے ساتھ بھی راضی نہ ہوئے اور انہوں نے کہا یہ نصف ہے۔

امام ابن ابی اسامہ، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ کے تحت بیان کیا ہے اور یہ الفاظ ابن منذر کے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے امتحان کس طرح لیتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جب کوئی عورت حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے قسم لیتے تھے۔ قسم بخدا! تو اس زمین کی رغبت اور پسند میں اس زمین سے نہیں نکلی، قسم بخدا! تو خاوند سے بغض رکھنے کے سبب نہیں نکلی۔ قسم بخدا! تو دنیا کی تلاش میں وہاں سے نہیں نکلی۔ قسم بخدا! تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں وہاں سے نکلی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس عورت کو کہا جاتا تھا کہ ہم میں سے کسی آدمی کا عشق و محبت تجھے یہاں نہیں لایا اور نہ ہی اپنے خاوند سے فرار ہو کر آئی ہے۔ بلکہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہاں آئی ہے۔

امام ابن منیع رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور ان کی بیوی مشرکین میں پیچھے رہ گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ۔

امام طبرانی، ابو نعیم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب وہ اسلام لائے تو ان کے ساتھ تمام گھر والے بھی مشرف باسلام ہوئے۔ مگر ان کی ایک بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ پھر ان سے کہا گیا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت اور اس کے خاوند کے درمیان تفریق کر دی ہے مگر یہ کہ وہ اسلام لے آئے اور اس کے لیے ایک سال کی مدت مقرر فرمائی ہے۔ پس جب آخری دن کے سوا سارا سال گزر گیا تو وہ بیٹھی سورج کی طرف دیکھنے لگی۔ یہاں تک کہ جب سورج غروب ہونے کے قریب ہوا تو وہ اسلام لے آئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو میں نے اپنی بیوی اروی بنت ربیعہ کو طلاق دی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قریبہ بنت ابی امیہ اور ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کو طلاق دی۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں میں سے اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو مشرکین سے جاملتی ہے اور کفر اختیار کر لیتی ہے۔ پس اس کا خاوند اس کو بچانے کے لیے نہ روکے۔ تحقیق وہ اس سے بری ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ کے بارے فرمایا: کہ یہ آیت حکم بن ابی سفیان کی بیوی کے بارے نازل ہوئی۔ وہ مرتد ہوگئی اور ایک ثقفی آدمی نے اس سے شادی کر لی۔ قریش میں اس کے سوا کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی۔ پھر جب بنی ثقیف اسلام لائے تو وہ بھی ان کے ساتھ اسلام لے آئی۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر نے فَامْتَحِنُوْهُنَّ الآیہ کے تحت حضرت ابن جریج سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے اس آیت کے بارے پوچھا: کیا آپ اس کے بارے جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَىِٕسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَىِٕسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

”اے نبی (مکرم) جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب!) انہیں بیعت فرمالیا کرو اور اللہ سے ان کے لیے مغفرت مانگا کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اے ایمان والو! نہ دوست بناؤ ان لوگوں کو غضب فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جن پر یہ آخرت (کے ثواب سے) مایوس ہو گئے ہیں جیسے وہ کفار مایوس ہو چکے ہیں جو قبروں میں ہیں“۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ مومن عورتوں میں سے جو بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر کے آئی تو آپ ﷺ اس آیت کے مطابق اس کا امتحان لیتے تھے: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ پس ان میں سے جو اس شرط کے مطابق اقرار کر لیتی تو آپ ﷺ اسے فرماتے: تحقیق میں نے تیری بیعت لے لی۔ (آپ ﷺ صرف یہی فرمایا کرتے تھے) قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک نے بیعت کے وقت کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا۔ آپ صرف اور صرف اس قول

سے بیعت فرماتے تھے تحقیق میں نے اس آیت پر تیری بیعت لے لی۔(1)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن سعد، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت امیمہ بنت رقیقہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے: میں چند عورتوں کے ہمراہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی تاکہ ہم آپ ﷺ کی بیعت کریں۔ تو جو قرآن میں تھا وہ آپ ﷺ نے ہمیں پڑھ کر سنایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی۔ یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے اس مقام تک پہنچ گئے: وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ (اور نہ وہ کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی) تو پھر ارشاد فرمایا: جتنی استطاعت اور طاقت رکھو ان پر عمل کرو۔ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ تو ہم پر ہماری ذاتوں سے بڑھ کر رحیم ہیں۔ ہم سے مصافحہ کیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ بلاشبہ میرا سو عورتوں کے لیے قول اسی طرح ہے جس طرح میرا قول ایک عورت کے لیے ہے۔(2)

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت عمرو بن شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ امیمہ بنت رقیقہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس اسلام کی بیعت کے لیے حاضر ہوئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھ سے اس شرط پر بیعت لیتا ہوں کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی، نہ چوری کرے گی، نہ بدکاری کا ارتکاب کرے گی، نہ اپنے بچوں کو قتل کرے گی، نہ تو ایسا جھوٹا الزام لگائے گی جو تو نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو اور تو زمانہ جاہلیت میں کیے جانے والے بناؤ سنگھار کی طرح اپنے محاسن اور بناؤ سنگھار کسی پر ظاہر نہ کرے گی۔(3)

امام ابن سعد، امام احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمی بنت قیس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ میں انصار کی عورتوں کے ہمراہ اسلام کی بیعت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی۔ تو آقائے دو جہاں ﷺ نے ہم پر یہ شرط قائم فرمادی کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، چوری نہیں کریں گی، نہ بدکاری کا ارتکاب کریں گے، اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گی، نہ جھوٹا الزام لگائیں گی جسے ہم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو، نہ ہی نیکی میں ہم آپ ﷺ کی نافرمانی کریں گی اور نہ ہی تم اپنے خاوندوں کے ساتھ بددیانتی اور دھوکہ کرو گی۔ تو ہم نے اسی پر آپ ﷺ کی بیعت کر لی۔ پھر ہم واپس لوٹیں تو میں نے ایک عورت سے کہا: تو واپس جا اور آپ ﷺ سے یہ استفسار کر کہ ہمارا اپنے خاوندوں کے ساتھ دھوکہ اور بددیانتی کیا ہے؟ چنانچہ اس نے آپ ﷺ سے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا: تو اس کا مال لے لے اور اس کے سوا کسی اور سے اظہار محبت کرے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس حاضر تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس پر میری بیعت کرو کہ تم اللہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 726، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 129 (1597)، مفہوم، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 196، دار صادر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 380

تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، چوری نہیں کرو گے اور بدکاری کا ارتکاب بھی نہیں کرو گے۔ اور (مذکورہ آیت) پڑھی۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس نے یہ وعدہ پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جس نے ان میں سے کسی شے کا ارتکاب کیا اور اسے دنیا میں سزا دے دی گئی تو وہ اس کے لیے کفارہ بن جائے گی۔ اور جس نے ان میں سے کوئی بھی کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اگر چاہے تو اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو اس کی مغفرت فرما دے۔ (1)

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ میں عید الفطر کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہوا۔ پس آپ ﷺ اترے اور چل پڑے یہاں تک کہ آپ عورتوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ یہاں تک کہ آپ نے مکمل آیت تلاوت فرمائی۔ جب اس سے فارغ ہوئے تو فرمایا کیا تم اس پر (بیعت کے لیے) تیار ہو؟ تو ایک عورت نے عرض کی: جی ہاں۔ (2)

ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت فتح مکہ کے دن نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے صفا پر بیعت لی اور اسی کے نیچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عورتوں سے بیعت لیتے رہے۔

امام احمد، ابن سعد، ابو داؤد، ابو یعلی، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن عطیہ سے اور وہ اپنی دادی ام عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ قدم رنجہ فرما ہوئے تو آپ نے انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں جمع کیا اور ان کی طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ پس آپ دروازے پر کھڑے ہوئے اور سلام کیا اور ساتھ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی جانب سے تمہاری طرف پیغامبر بن کر آیا ہوں کہ تم اس پر بیعت کرو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، چوری نہیں کرو گی اور بدکاری کا ارتکاب نہیں کرو گی۔ الآیہ۔ ہم نے کہا: ہاں (درست ہے) پس آپ نے مکان کے باہر سے ہی اپنا ہاتھ آگے پھیلایا اور ہم نے مکان کے اندر کی جانب سے اپنے ہاتھ آگے کیے۔ اسماعیل نے کہا ہے کہ میں نے اپنی دادی سے اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے پوچھا: وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ تو انہوں نے جواباً فرمایا: اس میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم سے مصافحہ نہیں کروں گا۔ البتہ میں تم پر وہ پڑھوں گا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ (4)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الحدود والکفارات، جلد 12-11، صفحہ 185، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 727، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ شعب الایمان، منفصل فی زیارۃ القبور، جلد 7، صفحہ 21 (9317)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ما بایع علیہ الرسول ﷺ، جلد 8، صفحہ 21، دار صادر بیروت

امام سعید بن منصور اور ابن سعد رحمہم اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے تھے اور آپ اپنے ہاتھ پر کپڑا رکھتے۔ اور جب آپ عورتوں کو خبر دے چکتے تو پھر آپ ان پر یہ آیت پڑھتے: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ۔ پس جب انہوں نے اقرار کر لیا تو فرمایا انہوں نے بیعت کر لی۔ یہاں تک ابوسفیان کی بیوی ہند آگئی۔ جب آپ ﷺ نے یہ پڑھا وَ لَا یَزْنِیْنَ کہ وہ بدکاری نہیں کریں گی۔ تو اس نے کہا: کیا آزاد عورت بھی بدکاری کرتی ہے؟ تحقیق ہم تو دور جاہلیت میں بھی اس سے حیا محسوس کرتی تھیں تو اسلام میں اس طرح کیسے ہو سکتا ہے؟ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ اس نے کہا: آپ نے تو ان کے آباء کو قتل کیا ہے اور آپ ہمیں ان کے بیٹوں کے بارے وصیت فرما رہے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔ پھر آپ نے یہ پڑھا وَ لَا یَسْرِقْنَ وہ چوری نہیں کریں گی۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے ابوسفیان کے مال سے کچھ چاہیے تو اس نے اسے اس کی رخصت اور اجازت دے دی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ ان عورتوں سے کہو۔ رسول اللہ ﷺ تم سے اس پر بیعت لیں گے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔ ہند عورتوں میں بھیس بدل کر بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان سے کہو وَّ لَا یَسْرِقْنَ وہ چوری نہیں کریں گی۔ یہ سن کر ہند نے کہا: قسم بخدا! میں ابوسفیان کے مال سے وقتاً فوقتاً اٹھا لیتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: وَ لَا یَزْنِیْنَ وہ بدکاری نہیں کریں گی۔ تو اس نے کہا: کیا آزاد عورت بھی بدکاری کرتی ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ اور وہ اپنے بچوں کو قتل نہیں کریں گی۔ ہند نے کہا: آپ نے تو انہیں بدر کے دن قتل کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انہیں نوحہ کرنے سے منع کیا ہے۔ وہ دور جاہلیت میں کپڑے پھاڑتی تھیں، چہروں کو نوچتی تھیں، بالوں کو کاٹتی تھیں اور ویل وہلاکت کو پکارتی ہیں۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت فاطمہ بنت عتبہ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا بھائی ابوحذیفہ اسے اور ہند بنت عتبہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بیعت کے لیے لے آیا۔ فاطمہ نے بیان کیا: آپ ﷺ نے ہمارے لیے کچھ شرائط بیان فرمائیں۔ تو میں نے اسے کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! کیا تو اپنی قوم میں ان صفات میں سے کسی شے کو جانتا ہے۔ ابوحذیفہ نے کہا: تم بیعت کر لو۔ کیونکہ انہیں شرائط کے مطابق آپ بیعت کرتے ہیں اور اسی طرح کی شرائط عائد کرتے ہیں۔ تو ہند نے کہا: میں چوری پر آپ کی بیعت نہیں کروں گی۔ کیونکہ میں اپنے خاوند کے مال سے چوری کرتی ہوں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک پیچھے کھینچ لیا اور اس نے بھی اپنا ہاتھ روک لیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ابوسفیان کو بلا بھیجا اور اسے

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ما بایع علیہ الرسول ﷺ، جلد 8، صفحہ 9، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 90-89، دار احیاء التراث العربی بیروت

اپنی بیوی کے لیے مال حلال قرار دینے کو کہا۔ تو ابوسفیان نے کہا: اگر وہ تر ہے تو درست ہے اور اگر خشک ہے تو نہیں اور نہ کوئی نعمت واحسان ہے۔ پس ہم نے آپ کی بیعت کرلی۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ کے تحت فرمایا کہ آزاد عورت بچی کو جنم دیتی تھی تو اس کی جگہ بچہ رکھ دیا جاتا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَلَا يَأْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے وہ اپنے خاوندوں کے ساتھ اپنے بچوں کے سوا کسی اور کو ملحق نہیں کریں گی اور وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ کے تحت فرمایا بے شک یہ شرط ہے، اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے اسے شرط قرار دیا ہے (یعنی وہ نیکی کے کام میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی) (2)

امام ابن سعد، احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ انصاریہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا: وہ نیکی کیا ہے جس کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اس میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم نوحہ نہ کرو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ بے شک بنی فلاں نے میرے چچا (کی موت) پر میری مدد کی تھی۔ لہٰذا میرے لیے ان کا بدلہ چکانا ضروری ہے۔ تو آپ ﷺ نے اجازت عطا نہ فرمائی۔ لیکن میں بار بار اپنی بات دہراتی رہی اور اصرار کرتی رہی۔ بالآخر آپ ﷺ ان کا بدلہ چکانے کے لیے مجھے اجازت مرحمت فرمادی۔ پھر اس کے بعد میں نے کبھی نوحہ نہیں کیا اور میرے سوا کوئی عورت بھی نوحہ کرنے سے محفوظ نہیں رہی۔ (3)

امام سعید بن منصور، ابن منیع، ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالملیح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک عورت حضور نبی کریم ﷺ کی بیعت کے لیے حاضر ہوئی۔ پس جب آپ نے اس پر یہ شرط لگائی کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، چوری نہیں کروگی اور بدکاری بھی نہیں کروگی۔ تو اس نے انہیں تسلیم کرلیا اور اقرار کرلیا۔ لیکن جب آپ ﷺ نے یہ فرمایا وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ اور فرمایا کہ تو نوحہ نہیں کرے گی۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی ہوئی ہے۔ کیا میں ایک بار اس کی مدد کرسکتی ہوں اور پھر کبھی نوحہ نہیں کروں گی؟ تو آپ ﷺ نے اسے رخصت عطا نہ فرمائی۔ یہ روایت مرسل ہے اور حسن الاسناد ہے۔ (4)

امام احمد، عبد بن حمید، ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت مصعب بن نوح الانصاری رضی اللہ عنہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 528 (3705)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 88، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 383 (3308)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ طبقات کبریٰ، باب ذکر ما بایع رسول اللہ ﷺ النساء، جلد 8، صفحہ 8، دار صادر بیروت

یہ قول بیان کیا ہے میں نے ایک بوڑھی عورت کو پایا جوان میں شامل تھی جنہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے بیعت کی۔ تو اس نے بتایا کہ آپ ﷺ نے ہم پر جو پابندیاں عائد کیں ان میں یہ بھی تھی کہ تم نوحہ نہیں کرو گی۔ اور حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہی معروف ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ تو میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ بلاشبہ لوگ ان مصائب پر جو مجھے پہنچے ہیں میری مدد کرتے رہے ہیں اور اب انہیں مصیبت آ پہنچی ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ میں بھی ان کی مدد کروں تو آپ نے فرمایا: چلی جا اور ان کا بدلہ چکا لے۔ پھر وہ عورت آئی اور آپ ﷺ کی اس نے بیعت کی۔ (1)

امام ابن سعد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے اسید بن ابی اسید البراد سے اور انہوں نے بیعت کرنے والی عورتوں میں سے کسی عورت سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس پر بیعت لی تھی کہ ہم کسی بھی نیکی میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی، ہم اپنے چہروں کو نہیں نوچیں گے، ہم گریبان چاک نہیں کریں گے اور نہ ہی ہم ہلاکت کو پکاریں گی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ کے ضمن میں کہا ہے کہ وہ اپنے گریبان چاک نہیں کریں گی اور نہ اپنے رخساروں پر طمانچے ماریں گی۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں مَعْرُوفٍ سے مراد نوحہ ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مَعْرُوفٍ سے مراد نوحہ ہے (یعنی وہ نوحہ کرنے کے حکم میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی)۔ فرمایا ہر وہ شے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہو وہ طاعت ہے۔ اور وہ اپنے نبی کے لیے راضی نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں اس کی اطاعت کی جائے۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہاشم الواسطی رحمہ اللہ سے اسی قول کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ویل اور ہلاکت نہیں پکاریں گی، گریبان چاک نہیں کریں گی اور سر نہیں منڈائیں گی۔

ابن سعد اور عبد بن حمید نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے وقت عورتوں سے وعدہ لیا کہ وہ گریبان چاک نہیں کریں گی چہروں کو نہیں نوچیں گی، ویل اور ہلاکت نہیں پکاریں گی اور وہ بدکلامی نہیں کریں گی۔ (5)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ بنت قدامہ بن مظعون سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں اپنی والدہ رائطہ بنت سفیان کے ساتھ تھی اور حضور نبی کریم ﷺ عورتوں سے بیعت لینے لگے اور فرمانے لگے: میں تم سے اس شرط پر بیعت لوں گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گی، تم چوری نہیں کرو گی، بدکاری کا ارتکاب نہیں کرو گی، اپنی اولاد کو قتل

1۔ طبقات کبریٰ، باب ذکر ما بایع رسول اللہ ﷺ النساء، جلد 8، صفحہ 8، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 7
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی النیاحۃ علی المیت، جلد 3، صفحہ 60 (12101)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 61 (12109)
5۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ما بایع الرسول ﷺ النساء، جلد 8، صفحہ 9

نہیں کروگی، نہ تم ایسا جھوٹا الزام لگاؤ گی جسے تم اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیتی ہو اور نیکی کے کام میں تم نافرمانی نہیں کروگی۔ پس انہوں نے سر جھکا دیئے (اور ان شرائط کو قبول کر لیا) عائشہ کہتی ہیں: میں اپنی ماں کو سن رہی تھی وہ مجھے یہ کہتے ہوئے تلقین کر رہی تھی: اے میری بچی! تم کہو: بے شک میں اپنی استطاعت کے مطابق عمل کروں گی۔ پس میں بھی اسی طرح کہتی رہی جیسے انہوں نے کہا۔(1)

امام عبدالرزاق نے مصنف میں امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت یہ وعدہ لیا کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک دور جاہلیت میں عورتوں نے ہماری مدد کی ہے، کیا ہم حالت اسلام میں ان کی مدد کر سکتی ہیں؟ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: اسلام میں (نوحہ کے لیے) نہ مدد کرنا ہے اور نہ ہی فریب اور مکر ہے۔ اسلام میں کونچیں کاٹنے کی اجازت نہیں، نہ اس میں دھوکہ دہی ہے اور نہ دنیا سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی ہے۔ اور جس نے لوٹ مار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ کہ کیسے امتحان لیا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا الآیہ۔

امام ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو آپ پانی کا بھرا ہوا ایک پیالہ منگاتے اور اس میں اپنا دست مبارک ڈبوتے، پھر وہ عورتیں اپنے ہاتھ اس میں ڈبوتیں۔ پس یہی آپ کی بیعت تھی۔(3)

ابن ابی شیبہ، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ام عطیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوحہ کرنا بھی اسی میں سے ہے سوائے آل فلاں کے۔ کیونکہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میری مدد کی تھی۔ لہٰذا میرے لیے بھی ان کی مدد کرنا ضروری ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آل فلاں کے لیے نہیں (یعنی اجازت نہیں ہے)(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت کے وقت ہم پر یہ شرط لگائی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ ہم میں سے پانچ کے سوا کسی نے اس شرط کو پورا نہیں کیا

1۔ مجمع الزوائد، باب البیعۃ علی الاسلام، جلد 6، صفحہ 43 (9865)، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 370، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر ما بایع الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النساء، جلد 8، صفحہ 11، دار صادر بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 540 (1414)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یعنی ام سلیم، ام علاء، ابوسبرہ کی بیٹی جو کہ ابومعاذ کی بیوی تھی، یا کہا: بنت ابی سبرہ، معاذ کی بیوی اور ایک دوسری عورت۔

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر قرآن کریم کے یہ الفاظ پڑھے اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔ تو ہم میں سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا اور اس نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک فلانہ نے اس میں میری مدد کی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میں بھی اسے اس کا بدلہ دوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کچھ نہ فرمایا: وہ چلی گئی اور پھر لوٹ کر آ گئی۔ ام عطیہ نے کہا: ہم میں سے کسی عورت نے اس وعدہ کو پورا نہیں کیا سوائے ام سلیم، ام علاء، بنت ابی سبرہ جو کہ حضرت معاذ کی بیوی تھی۔ یا فرمایا: بنت ابی سبرہ اور حضرت معاذ کی بیوی کے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کے تحت کہا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر شرط لگائی کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں پر معروف کے بارے میں جو شرط لگائی ہے وہ یہ ہے کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی۔ تو ایک عورت نے عرض کی: نوحہ ضروری ہے۔ تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ضرور بر ضرور کرنے والیاں ہو تو تم چہرے نہ نوچنا، کپڑے نہ پھاڑنا، اپنے بال نہ منڈوانا، ویل اور ہلاکت کو نہ پکارنا، بدکلامی نہ کرنا اور حق کے سوا کچھ نہ کہنا۔

ابن سعد نے حضرت عاصم بن عمرو بن قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جنہوں نے پہلے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے وہ ام سعد بن معاذ، کبشہ بنت رافع، ام عامر بنت یزید بن سکن اور حواء بنت یزید بن سکن ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یزید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کے تحت کہا: وہ گریبان نہیں پھاڑیں گی، اپنے چہروں کو نہیں نوچیں گی، بال نہیں کھولیں گی اور نہ ہی ویل اور ہلاکت کو پکاریں گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوحہ کرنے سے منع فرمایا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ مجھے نوحہ سے منع کیا گیا ہے۔(5)

ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نوحہ کرنے والی اور بخل کرنے والی پر لعنت کی گئی ہے۔(6)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام عفیف رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے عہد لیا کہ ہم محرم آدمی کے سوا دوسرے مردوں سے گفتگو نہیں کریں گی۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 726، وزارت تعلیم اسلام آباد　　2۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 12، دار صادر بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی النیاحۃ علی المیت، جلد 3، صفحہ 61 (12108)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ ایضاً، (12105)　　5۔ ایضاً (12111)　　6۔ ایضاً (12110)

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے عورتوں پر جو شرائط عائد کی تھیں ان میں یہ بھی تھی کہ وہ مردوں کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کریں گی مگر جب کہ وہ محرم ہوں۔ بے شک آدمی کے ساتھ عورت نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتی ہے اور وہ اپنے رانوں میں مزی ٹپکا دیتا ہے(1)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کے تحت فرمایا کہ آپ ﷺ نے عورتوں پر یہ شرط لگائی کہ وہ نوحہ نہیں کریں گی، مردوں کے ساتھ باتیں نہیں کریں گی اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک ہمارے مہمان آتے اور ہم اپنی عورتوں سے غائب ہو جاتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے یہ مراد نہیں ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں سے جن شرائط پر بیعت لی تھی، ان میں سے یہ بھی تھی کہ وہ محرم آدمی کے سوا دوسرے مردوں سے خلوت اختیار نہیں کریں گی۔ کیونکہ ایک آدمی عورت کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا ہے اور اس کی مذی رانوں میں نکلتی رہی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ تو فرمایا: وہ معروف (نیکی) جس میں نافرمانی نہیں کی جائے گی وہ یہ ہے کہ مرد اور عورت جب کہ دونوں ایک ایک ہوں، خلوت اختیار نہیں کریں گے۔ دور جاہلیت کے نوحہ کی طرح عورتیں نوحہ نہیں کریں گی۔ فرمایا: خولہ بنت حکیم انصاریہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ بے شک فلاں نے میری مدد کی ہے۔ اب اس کا بھائی فوت ہو گیا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ میں اس کا بدلہ چکادوں۔ تو آپ نے فرمایا: تو جا اور اس کا بدلہ چکا دے، پھر لوٹ کر آ اور بیعت کر لے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت متصل بیان کی ہے۔ واللہ اعلم۔

امام ابن اسحاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہما یہودیوں میں سے کچھ لوگوں سے محبت کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ الآیہ۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس وہ آخرت کے ساتھ نہ ایمان لاتے ہیں اور نہ اس کی امید رکھتے ہیں۔(3)

1۔ طبقات ابن سعد، باب ذکر مبایع الرسول ﷺ النساء، جلد 8، صفحہ 10، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 90، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 264 (11416)، دار الفکر بیروت

آیاتہا ۱۴ سُوْرَۃُ الصَّفِّ مَدَنِیَّۃٌ ۶۱ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ ۚ وَ ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝۱
یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ
اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ
صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ لِمَ
تُؤْذُوْنَنِیْ وَ قَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْۤا اَزَاغَ اللّٰہُ
قُلُوْبَھُمْ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۵ وَ اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ
مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ
مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗۤ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا
جَآءَھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۶ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی
عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ وَ ھُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ
الظّٰلِمِیْنَ ۝۷ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَ
لَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ ۝۸ ھُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ
لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَ لَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝۹

''اللہ کی تسبیح کرتی ہے جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے اور وہی سب پر غالب، بڑا دانا ہے۔ اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ان (مجاہدوں) سے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! تم مجھے کیوں ستاتے ہو حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں۔ پس جب

انہوں نے کجروی اختیار کی تو اللہ نے بھی ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور یاد کرو جب فرمایا عیسیٰ فرزند مریم نے اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہے اور مژدہ دینے والا ہوں ایک رسول کا جو تشریف لائے گا میرے بعد، اس کا نام (نامی) احمد ہوگا۔ پس جب وہ (احمد) آیا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹے بہتان باندھتا ہے حالانکہ اسے بلایا جا رہا ہے اسلام کی طرف۔ اور اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ یہ (نادان) چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے۔ لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا خواہ سخت ناپسند کریں اس کو کافر۔ وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تاکہ وہ غالب کر دے اسے سب دینوں پر خواہ سخت ناپسند کریں اس کو مشرک''۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں نے کہا: اگر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب عمل کو جانتے، تو ہم یقیناً وہ کرتے۔ سو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عمل کے بارے مطلع کیا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝ (بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے ان (مجاہدوں) سے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں پرا باندھ کر گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں) تو انہوں نے اسے ناپسند کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ (اے ایمان والو! تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں ہو)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے: قسم بخدا! اگر ہم جانتے ہوتے ایسے عمل کو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ تو اس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نزدیک پسندیدہ عمل پر ان کی راہنمائی فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگ کہتے اگر ہم جانتے ہوتے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو اس کے بارے مذکورہ آیات بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝ تک نازل ہوئیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیات کے بارے میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ آیات انصار کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان میں سے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ انہوں نے اپنی ایک مجلس میں کہا: اگر ہم جان لیتے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ تو یقیناً ہم وہ عمل کرتے یہاں تک کہ ہمیں موت آجاتی۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں یہ قرآن نازل فرمایا۔ تو حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ

نے فرمایا: میں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں وقف رہوں گا یہاں تک کہ میں مرجاؤں۔ بالآخر انہوں نے جام شہادت نوش کیا۔

حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت انصار کی ایک جماعت کے بارے نازل ہوئی۔ ان میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ ان لوگوں نے ایک مجلس میں کہا: اگر ہم جانتے کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے تو ہم اس کے مطابق ضرور عمل کرتے یہاں تک کہ ہمیں موت آجاتی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ تو حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں مسلسل قیدی رہوں گا، یہاں تک کہ میں شہادت کی موت مروں گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مومنین نے کہا: اگر ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب عمل جانتے تو ہم یقیناً اس پر عمل کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نزدیک پسندیدہ عمل سے انہیں آگاہ کیا اور فرمایا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا اور ان کے لیے وضاحت فرمائی۔ پھر غزوہ احد کے دن انہیں اس سے آزمایا گیا اور وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مسلمانوں نے کہا: اگر ہمیں کسی شے (کام) کا حکم دیا گیا تو اسے ضرور کریں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ فرمایا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت جہاد کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک آدمی کہہ رہا تھا: میں نے قتال کیا اور میں نے یہ یہ کیا حالانکہ اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بارے میں شدید ترین نصیحت فرمائی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سریہ بھیجتے تھے اور جب وہ لوٹ کر آتے تو وہ بڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے اور کہتے تھے: ہم نے اس طرح جنگ لڑی اور ہم نے اس اس طرح کیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک القاص مقت (بغض اور نفرت) میں غور و فکر کرنے لگا۔ تو اسے کہا گیا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دیکھا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۝ چاہے وہ آدمی جو اپنی تعریف کرتا رہتا ہے اور کہتا رہتا ہے: میں نے اس اس طرح نیکی اور خیر کا کام کیا ہے۔ یا پھر وہ آدمی ہو جو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے۔ حالانکہ اس میں کوتاہی اور غفلت ہوتی ہے۔ تو فرمایا: ایسے دونوں آدمی ممقوت (مبغوض اور قابل نفرت) ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو خالد والبی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے کہا: کیا آپ ہمیں حدیث بیان نہیں فرمائیں گے، ہم تو آپ کے پاس اسی لیے بیٹھے ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: کیا تم مجھے یہ حکم دے رہے ہو کہ میں وہ کہوں جو میں کرتا نہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ کَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایسی مضبوط اور پختہ دیوار جو زائل نہ ہو، ٹیڑھی نہ ہو اور اس کے بعض حصے بعض کے ساتھ ملحق اور مضبوط جڑے ہوئے ہوں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا الآیہ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تم عمارت والے کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ قطعاً نہیں پسند کرتا کہ اس کی دیوار میں کوئی اختلاف یا ٹیڑھاپن موجود ہو۔ تو اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی پسند نہیں فرماتا کہ اس کے حکم اور معاملہ میں اختلاف یا کوئی عیب ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے ان کی جنگوں کا جو طریقہ کار بیان فرمایا وہی ان کے لیے نماز میں طریقہ بیان فرمایا۔ پس تم پر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل لازم اور ضروری ہے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے حفاظت اور ذریعہ نجات ہے جس نے اسے اپنا لیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے کندھوں اور ہمارے سینوں کو چھوتے تھے اور فرماتے تھے: ٹیڑھے نہ ہو ورنہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صفوں پر رحمتیں بھیجتے ہیں۔ تم کندھوں کے ساتھ کندھے اور پاؤں کے ساتھ پاؤں ملاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نماز میں وہی پسند کرتا ہے جو جنگ میں پسند فرماتا ہے، یعنی صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ۝۔

امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین قسم کے لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بھی اپنی شان قدرت کے مطابق تبسم کناں ہوتا ہے۔ ایک اس قوم پر جب کہ وہ نماز کے لیے صف بستہ کھڑے ہوں اور دوسرا اس قوم پر جب کہ وہ مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے میدان میں صفیں باندھے کھڑے ہوں اور تیسرا وہ آدمی جو وسط رات میں نماز کے لیے اٹھتا ہے۔ (1)

ارشاد گرامی وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ الآیہ اس کے بارے امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ میں ام الکتاب (لوح محفوظ) میں عبد اللہ (اللہ تعالیٰ کا بندہ) اور خاتم النبیین تھا حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے۔ میں اس کی تاویل کے بارے تمہیں آگاہ کروں گا۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔ میں وہ بشارت اور خوشخبری ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو دی اور میں اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور خارج ہوا جس نے ان کے لیے شام کے محلات روشن کر دیئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شاہ حبشہ نجاشی کی طرف جائیں۔ تو اس نے کہا: مجھے سجدہ کرنے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 80، دار صادر بیروت

سے تجھے کس شے نے روکا ہے؟ تو میں نے جواب دیا: ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی سجدہ نہیں کرتے۔ پھر اس نے پوچھا: وہ کون ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا رسول مبعوث فرمایا ہے اور یہ وہی رسول معظم ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے اس طرح دی ہے۔ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ پس اس رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

امام مالک، بخاری، مسلم، دارمی، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میرے پانچ اسماء ہیں: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، میں احمد ہوں، میں وہ حاشر ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں پر اٹھایا جائے گا۔ میں وہ ماحی ہوں کہ میرے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹا دے گا اور میں عاقب ہوں یعنی وہ آخر میں آنے والا جس کے بعد اور کوئی نبی نہیں (آئے گا)۔(1)

امام طیالسی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر (مردوں کو اٹھانے والا) ہوں، میں نبی التوبہ (در توبہ کھولنے والا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور میں نبی الملحمہ (جنگ کا پیغامبر نبی) ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے وہ کچھ عطا فرمایا گیا جو انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو عطا نہیں کیا گیا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رعب وجلال کے ساتھ میری مدد کی گئی، مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی گئی، میرا نام احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا گیا، میرے لیے زمین کی مٹی پاکیزہ بنا دی گئی اور میری امت کو خیر الامم بنایا گیا۔ ”قَالَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَاُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ، سُمِّيْتُ اَحْمَدَ وَجُعِلَ لِيْ تُرَابُ الْاَرْضِ طَهُوْرًا وَّجُعِلَتْ اُمَّتِيْ خَيْرَ الْاُمَمِ“۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ کے مفہوم میں انہوں نے کہا: کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روشن نشانیاں لے کر ان کے پاس آئے اور يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ کے تحت فرمایا: کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ وہ اللہ کے نور کو اپنی زبانوں کے ساتھ بجھا دیں۔

امام عبد بن حمید نے مسروق سے بیان کیا ہے کہ وہ سورۃ المائدہ، سورۃ الصّف اور سورۃ یونس میں ”ساحر“ پڑھتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے هٰذَا سِحْرٌ میں سِحْرٌ کو بغیر الف کے۔ اور وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ میں مُتِمٌّ کو تنوین کے ساتھ اور نُوْرِهٖ کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۱۰
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی اسماء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد 16-15، صفحہ 86، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآىِٕفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

''اے ایمان والو! کیا میں آگاہ کروں تمہیں ایسی تجارت پر جو بچالے تمہیں دردناک عذاب سے۔ (وہ تجارت یہ ہے کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور جہاد کرو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔ یہی طریقہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو اور داخل کرے گا تمہیں باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں اور پاکیزہ مکانوں میں جو سدا بہار باغوں میں ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک اور چیز جو تمہیں بڑی پسند ہے (وہ بھی ملے گی) یعنی اللہ کی جناب سے نصرت اور فتح جو بالکل قریب ہے، اور (اے حبیب!) مومنوں کو (یہ) بشارت سنا دیجئے: اے ایمان والو! اللہ کے (دین کے) مددگار بن جاؤ جس طرح کہا تھا عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف بلانے میں؟ حواریوں نے جواب دیا ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔ پس ایمان لے آیا ایک گروہ بنی اسرائیل سے اور کفر کیا دوسرے گروہ نے پھر ہم نے مدد کی ان کی جو ایمان لائے دشمنوں کے مقابلہ میں بالآخر وہی غالب رہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ الآیہ کے تحت فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی، تو مسلمانوں نے کہا کہ اگر ہم جانتے یہ تجارت کیا ہے؟ تو ہم بالیقین اپنے مالوں اور گھر والوں کو اس میں لگا دیتے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے تجارت کی وضاحت فرمائی اور ارشاد فرمایا: تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ کہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاؤ۔

امام عبد بن حمید نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اسے بیان نہ فرماتا اور اس پر راہنمائی نہ فرماتا تو لوگ افسوس کرتے رہتے کہ کاش! وہ اس کے بارے جانتے ہوتے۔ یہاں تک کہ وہ اس کا

مطالبہ اور فریاد کرنے لگتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر ان کی راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا: تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تُنْجِیْكُمْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

رہا ارشاد گرامی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْۤا اَنْصَارَ اللّٰهِ تو امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے انصار اللہ کو اضافت کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: بحمد اللہ ایسا ہوا کہ ستر افراد آئے اور انہوں نے عقبہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔ پس انہوں نے آپ کی مدد کی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ دی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کر دیا اور ان کے سوا کسی بھی قبیلے کو آسمان سے ایسے نام کے ساتھ نہیں پکارا گیا جو اس سے قبل ان کے لیے نہ ہو۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ان میں سے کسی نے کہا: کیا تم جانتے ہو تم کس شے پر اس آدمی کی بیعت کر رہے ہو۔ غور سے سنو بے شک تم پورے عرب سے جنگ کرنے پر اس آدمی کی بیعت کر رہے ہو، یہاں تک کہ وہ صلح کر لیں۔ اور ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ کسی آدمی نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے رب کے لیے اور اپنی ذات کے لیے جو چاہیں شرط لگا لیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کے لیے تو یہ شرط عائد کرتا ہوں کہ تم اسی کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور اپنے لیے یہ شرط رکھتا ہوں کہ تم میری ہر اس شے سے حفاظت کرو گے جس سے تم اپنی ذاتوں اور اپنی اولاد کی حفاظت کرتے ہو تو انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم ایسا کریں گے تو ہمارے لیے کیا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے دنیا میں مدد اور نصرت ہے اور آخرت میں جنت ہے۔ پس انہوں نے اسے قبول کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں جزا عطا فرما دی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمام کے تمام حواری قریش میں سے تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عثمان بن عفان، حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور حضرت زبیر بن عوام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (1)

امام ابن اسحاق اور ابن سعد رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ جماعت جو عقبہ کے پاس آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملی، آپ نے اسے فرمایا: اپنے میں سے بارہ افراد میری طرف بھیجو۔ وہ اپنی قوم پر کفیل ہوں گے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے حواری ان کے کفیل تھے۔ (2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن لبید رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نقیبوں سے فرمایا: تم اپنی قوم پر اسی طرح کفیل ہو، جیسا کہ حواری حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے کفیل تھے اور میں اپنی قوم کا کفیل ہوں۔ تو انہوں نے عرض کی: بے شک، جی ہاں۔ (3)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 307، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 602، دار صادر بیروت　　3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ کے تحت فرمایا: کون اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے میں میری اتباع کرے گا؟ اور فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ۝ کے بارے فرمایا: پس وہی غالب رہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس کی قوم میں سے ایمان لائے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا: پھر ہم نے انہیں قوی اور طاقتور بنا دیا جو ایمان لائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ۝ کے بارے فرمایا: جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایمان لائے، ان کی حجت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تصدیق سے غالب ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ آپ نے فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے تحت فرمایا کہ ہم نے ان کی مدد فرمائی جو حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے۔ پس آج وہ غالب ہوگئے۔ واللہ اعلم۔

آیاتہا ۱۱ ﴿ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ ۶۲ ﴾ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ جمعہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ سورۂ جمعہ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورۂ جمعہ اور اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ پڑھتے سنا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ پڑھتے تھے۔(3)

امام علامہ بغوی رحمہ اللہ نے معجم میں حضرت ابوعنبہ خولانی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن وہ سورت پڑھتے تھے جس میں جمعہ کا ذکر ہے اور اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن انہیں نماز پڑھائی۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ جمعہ کی قرأت فرمائی تو آپ (اس کے سبب) مومنین کو انگیخت دلاتے تھے اور اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ پڑھی۔ اس کے ذریعہ منافقین کو زجر و توبیخ کرتے تھے۔

امام ابن حبان اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کی رات مغرب کی نماز میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ پڑھتے تھے اور جمعہ کی رات عشاء کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون پڑھتے تھے۔(4)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۝۱ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲ وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝۳

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما نزل بالمدینہ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی صلوٰۃ الجمعہ، جلد 16، صفحہ 146، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، باب ما یقرأ فی یوم الجمعہ، جلد 6، صفحہ 146 (879)   4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الجمعہ، جلد 3، صفحہ 201، دار الفکر بیروت

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

"اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، جو بادشاہ ہے، نہایت مقدس ہے، زبردست ہے، حکمت والا ہے۔ وہی (اللہ) جس نے مبعوث فرمایا امیوں میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھ کر سناتا ہے انہیں اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان (کے دلوں) کو اور سکھاتا ہے انہیں کتاب اور حکمت، اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ اور دوسرے لوگوں کا بھی ان میں سے (تزکیہ کرتا ہے، تعلیم دیتا ہے) جو ابھی ان سے آکر نہیں ملے۔ اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے عطا فرماتا ہے اسے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے"۔

امام ابن منذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت میسرہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت تورات میں سات سو آیات کے ساتھ لکھی ہوئی ہے: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ اور یہ سورۂ جمعہ کی پہلی آیت ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ الآیہ کے تحت فرمایا: عرب کا یہ قبیلہ ان پڑھوں کی ایک جماعت تھا۔ ان میں کوئی کتاب نہ تھی جسے وہ پڑھتے ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراپا رحمت و ہدایت بنا کر ان میں مبعوث فرمایا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ان کی راہنمائی فرمائے گا۔(2)

امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہم ان پڑھوں کی ایک جماعت ہیں نہ ہم لکھ سکتے ہیں اور نہ شمار کر سکتے ہیں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ کے بارے فرمایا کہ اس میں رَسُوْلًا سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ اور يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ کی تفسیر میں فرمایا: آپ ان پر قرآن کریم کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں۔ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ فرمایا ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ سے مراد شرک ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آیت طیبہ میں الْاُمِّيّٖنَ سے مراد عرب ہیں۔ اور وَّ اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ میں اٰخَرِيْنَ سے مراد عجمی ہیں۔(4)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے

1۔ شعب الایمان، باب فی تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 493 (2505)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 106، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 7، صفحہ 168، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 108

دلائل میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے جس وقت سورۂ جمعہ نازل ہوئی ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ پس آپ ﷺ نے یہ سورۂ پڑھی۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ تو ایک آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ وہ لوگ کون ہیں جو ہم سے نہیں ملے؟ تو آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھا اور فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوا تو ان میں سے کچھ لوگ اسے یقیناً پالیں گے۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوا تب بھی فارس کے رہنے والے لوگ اسے پالیں گے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کرام میں سے کچھ لوگوں کی نسلوں کی نسلوں کی نسلوں میں کچھ مرد اور عورتیں ایسے ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞-(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس میں مراد تمام لوگوں میں سے وہ ہیں جنہوں نے اسلام کی پیروی کی۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے مراد تابعین ہیں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو عرب و عجم میں سے قیامت کے دن تک اسلام لائیں گے اور اعمال صالحہ کریں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ میں فَضْلُ سے مراد دین ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَاۗءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۞

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 727، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مجمع الزوائد، باب فیمن یدخل الجنۃ بغیر حساب، جلد 10، صفحہ 754، دارالفکر بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 311، دارالکتب العلمیہ بیروت

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸

”ان کی مثال جنہیں تورات کا حامل بنایا گیا تھا پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی ہے جس نے بھاری کتابیں اٹھار کھی ہوں (اس سے بھی زیادہ) بری حالت ہے ان لوگوں کی جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی آیتوں کو اور اللہ تعالیٰ (ایسے) ظالموں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ آپ فرمایئے اے یہودیو! اگر تم دعویٰ کرتے ہو کہ صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو اور لوگ (دوست) نہیں ہیں تو ذرا مرنے کی آرزو تو کرو اگر تم سچے ہو۔ اور (اے حبیب!) وہ اس کی تمنا کبھی نہ کریں گے بوجہ ان اعمال کے جو وہ اپنے ہاتھوں پہلے بھیج چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے ظالموں کو۔ آپ (انہیں) فرمایئے یقیناً وہ موت جس سے تم بھاگتے ہو وہ ضرور تمہیں مل کر رہے گی۔ پھر لوٹا دیا جائے گا تمہیں اس کی طرف جو جاننے والا ہے ہر چھپے اور ظاہر کو، پس وہ آگاہ کرے گا تمہیں ان (اعمال) سے جو تم کیا کرتے تھے“۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا میں مراد یہودی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں (یہودیوں کو) حکم ارشاد فرمایا کہ جو اس (تورات) میں ہے اسے لے لو، مضبوطی سے تھام لو۔ لیکن انہوں نے اس کے مطابق عمل نہ کیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کی مثال جنہیں تورات کا حامل بنایا گیا ہے۔ پھر انہوں نے اس کا بار نہ اٹھایا اس گدھے کی سی ہے جس نے کتابیں اٹھار کھی ہوں۔ وہ نہیں جانتا جو کچھ ان میں ہے اور نہ وہ یہ جانتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس امت کی مثال بیان فرما رہا ہے یعنی تم اگر اس کتاب کے مطابق عمل نہ کرو تو پھر تمہاری مثال ان کی مثال کی طرح ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے يَحْمِلُ اَسْفَارًا کے تحت فرمایا: وہ کتابیں اٹھائے ہوئے ہے لیکن جو کچھ ان میں ہے وہ نہ اس کا علم رکھتا ہے اور نہ وہ اس کی عقل اور سمجھ رکھتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ گدھا اپنی پیٹھ پر کتابیں اٹھائے ہوئے ہوتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس پر کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَسْفَارًا سے مراد کتابیں ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت عطاء ابن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی معنی ذکر کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اَسْفَارًا سے مراد کتابیں ہیں۔ فرمایا نبطی زبان میں کتاب کو سفر کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس کسی نے جمعہ کے دن اس وقت گفتگو کی جب کہ امام خطبہ دے رہا ہوں، تو وہ اس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو اور وہ آدمی جو اسے یہ کہتا ہے خاموش رہو، اس کا جمعہ نہیں۔(1)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۹﴾ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَ مِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

”اے ایمان والو! جب (تمہیں) بلایا جائے نماز کی طرف جمعہ کے دن تو دوڑ کر جاؤ اللہ کے ذکر کی طرف اور (فوراً) چھوڑ دو خرید و فروخت یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم (حقیقت کو) جانتے ہو۔ پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل جاؤ زمین میں اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے اور کثرت سے اللہ کی یاد کرتے رہا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ اور (بعض لوگوں نے) جب دیکھا کسی تجارت یا تماشا کو تو بکھر گئے اس کی طرف اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیا۔ (اے حبیب! انہیں) فرمائیے کہ جو نعمتیں اللہ کے پاس ہیں وہ کہیں بہتر ہیں لہو اور تجارت سے۔ اور اللہ تعالیٰ بہترین رزق دینے والا ہے“۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس ارشاد اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں (یہودیوں) نے کہا: ہم تو اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ ”نحن ابناء اللہ واحباؤہ“ (المائدہ) اور وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ کے تحت فرمایا: انہوں نے یہ پہچان لیا کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ لیکن انہوں نے اسے چھپالیا اور کہا ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ لَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک برے اعمال کرنے والا موت کو بہت زیادہ ناپسند کرتا ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، باب الانصات والامام يخطب، جلد 2، صفحہ 408 (3123)، دار الفکر بیروت

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کو موت کے سبب پست کیا ہے اور میں اس کے بارے یہ یقیناً جانتا ہوں کہ وہ اسے بلندی اور رفعت عطا فرمائے گا۔(1)

رہا ارشاد گرامی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ الآیہ۔

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس شے کے سبب یوم جمعہ کا نام جمعہ رکھا گیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس لیے کہ اس دن تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی جمع کی گئی۔ اسی دن میں قیامت قائم ہوگی اور اسی دن دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ اور اس کی آخری تین ساعات میں سے ایک ساعت ایسی ہے جس میں جو کوئی دعا مانگے رب کریم کی بارگاہ میں وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد، نسائی، ابن ابی حاتم، طبرانی اور اپنے مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے جمعہ کا دن کیا ہے؟ عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار اس طرح فرمایا پھر تیسری بار ارشاد فرمایا: یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے عناصر کو جمع کیا گیا۔ کیا میں تمہیں جمعۃ المبارک کے دن کے بارے نہ بتاؤں۔ فرمایا جو آدمی جمعہ کے دن خوب اچھی طرح طہارت اور پاکیزگی کا اہتمام کرتا ہے، اچھا لباس زیب تن کرتا ہے، اپنے گھر والوں کی خوشبو سے کچھ لگاتا ہے، اگر ان کے پاس خوشبو ہو۔ ورنہ پھر پانی استعمال کرتا ہے۔ پھر مسجد میں آتا ہے اور خاموش بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ امام اپنی نماز مکمل کرلے، تو یہ دو جمعوں کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے جب کہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا گیا ہو اور سارا زمانہ اسی طرح ہوتا ہے۔(2)

امام مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا گیا، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا، اسی دن انہیں جنت سے نکالا گیا اور جمعہ کے دن ہی قیامت قائم ہوگی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن ماجہ، ابوالشیخ نے العظمہ میں ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعۃ المبارک کا دن سید الایام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظمت و شان والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ دن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دنوں سے بھی زیادہ عظیم اور اعلیٰ ہے۔ اس میں پانچ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 309، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، باب حقوق الجمعۃ من الغسل والطیب، جلد 2، صفحہ 390 (3059)، دارالفکر بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فضل یوم الجمعۃ، جلد 6، صفحہ 124، دارالکتب العلمیہ بیروت

خصال ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جمعۃ المبارک کے دن حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا، اسی دن انہیں زمین کی طرف اتارا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے انہیں موت عطا فرمائی، اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں بندہ جو شے بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے جب کہ وہ حرام شے کا سوال نہ کرے۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ لہٰذا کوئی فرشتہ نہیں، نہ زمین و آسمان، نہ ہوائیں، نہ پہاڑ اور نہ ہی کوئی سمندر ہے مگر وہ سب جمعۃ المبارک کے دن سے ڈرتے ہیں کہ اس دن قیامت قائم ہوگی۔ (1)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی حضور نبی رحمت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ہمیں جمعۃ المبارک کے دن کے بارے بتایئے اس میں کون کون سے بھلائی اور خیر کے کام ہوئے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں پانچ خصال پائی جاتی ہیں۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا گیا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو (زمین پر) اتارا گیا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو موت عطا فرمائی، اسی دن میں ایک ساعت آتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ سے جس شے کا بھی سوال کیا جائے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے جب کہ وہ گناہ اور قطع تعلقی کا سوال نہ ہو اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ تمام ملائکہ مقربین، زمین و آسمان، پہاڑ اور ہوا سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔ (2)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے ابوالقاسم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سات دنوں میں سے ایک دن ایسا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام دنوں پر منتخب فرمایا ہے اور چن لیا ہے اور وہ جمعہ کا دن ہے۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق کا فیصلہ فرمایا، اسی دن اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا، اسی دن آپ کو جنت سے (زمین پر) اتارا اور آپ کی توبہ قبول فرمائی اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ مخلوق میں سے کوئی شے نہیں ہے مگر وہ اس دن سے ڈرتی اور گھبراتی ہے سوائے جنوں اور انسانوں کے کہ اس دن قیامت قائم ہوگی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دنوں کو ان کی اصل ہیئتوں پر مبعوث فرمائے گا اور جمعہ کے دن کو چاند کی صورت میں اٹھایا جائے گا جو اپنے اہل کو روشنی باہم پہنچا رہا ہوگا اور انہیں اس کے ساتھ عزت و تکریم دی جائے گی۔ جیسا کہ دلہن کہ دولہا کی عمدگی اور اچھائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔ وہ انہیں روشنی باہم پہنچائے گا۔ وہ اس روشنی میں چلتے رہیں گے۔ اس کے رنگ ان کے لیے برف کی طرف سفید ہوں گے، ان کی ہوائیں کستوری کی طرح پھیل رہی ہوں گی اور وہ کافور کے پہاڑوں میں غوطہ زن ہوں گے۔ جن و انس ان کی طرف تعجب سے آنکھیں جھپک جھپک کر دیکھ رہے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اور سوائے اخلاص کے ساتھ آذان دینے والے کے اور کوئی ان کے ساتھ نہیں ملے گا۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی فضل یوم الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 17 (1084)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 284، دار صادر بیروت

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سید الایام جمعۃ المبارک کا دن ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے دنوں میں افضل ترین دن جمعۃ المبارک ہے۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی میں نفخہ اور اسی میں صعقہ ہوگا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کسی دن میں سورج طلوع نہیں ہوتا جو کہ جمعہ کے دن سے اعظم ہو۔ بے شک جب یہ طلوع ہوتا ہے تو ہر شے اس سے خوفزدہ ہوتی ہے سوائے جن وانس کے جن پر حساب وعذاب ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جن وانس کے سوا تمام مخلوق جمعہ کے دن سے گھبراتی ہے۔ اس دن نیکی اور برائی دوگناہ کردی جاتی ہے اور یہی دن یوم قیامت ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن نیکی دو چند کردی جاتی ہے۔(5)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت جرائیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھ میں شیشے کی طرح کوئی شی تھی جس میں سیاہ نکتہ تھا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جرائیل! یہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ جمعہ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حضرت جرائیل امین علیہ السلام آئے اور آپ کے ہاتھ میں سفید رنگ کے شیشے کی طرح کوئی شے تھی اور اس میں سیاہ نکتے کی طرح کچھ تھا۔ تو میں نے کہا: اے جرائیل! یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ جمعہ ہے۔ میں نے پوچھا: جمعہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اس میں تمہارے لیے خیر اور بھلائی ہے۔ میں نے دریافت کیا اس میں ہمارے لیے کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ دن آپ کے لیے اور آپ ﷺ کے بعد کی قوم (امت) کے لیے عید کا دن ہوگا۔ اور یہود ونصاریٰ آپ کے تابع ہوں گے، میں نے پھر پوچھا: اس میں ہمارے لیے کیا ہے، تو انہوں نے کہا: تمہارے لیے اس میں ایک ساعت ہے جس میں کوئی مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی کسی ایسی شے کے بارے سوال کرتا ہے، جو تمہارے حصے میں ہو۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے وہ شے عطا فرمادیتا ہے۔ اور اگر اس طرح نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اپنے پاس اس سے افضل اور بہتر شے ذخیرہ کر لیتا ہے۔ یا پھر اس کے بدلے اسے ایسے شر سے پناہ عطا فرمادیتا ہے جو اس پر لکھا جا چکا ہو۔ ورنہ اس سے بڑی اور شدید آزمائش اس سے پھیر دیتا ہے۔ پھر میں نے اس سے کہا: اس میں یہ نکتہ کیسا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ قیامت ہے اور یہ جمعہ کے دن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 476 (5508)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی فضل یوم الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 17 (1085)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 477 (5512)　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً (5513)

قائم ہوگی۔ اور یہ دن ہمارے نزدیک سید الایام ہے۔ اور ہم اسے یوم القیامہ اور یوم المزید کے نام سے پکارتے ہیں۔ میں نے پوچھا: وہ کیسے؟ تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: کیونکہ آپ کے رب نے جنت میں سفید کستوری سے ایک وادی بنائی ہے۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ علیین سے اپنی کرسی پر نزول فرمائے گا۔ پھر کرسی کے ارد گرد سونے کے ایسے منبر بچھائے جائیں گے جو جواہرات سے مرصع اور مزین ہوں گے۔ پھر حضرات انبیاء علیہم السلام آئیں گے اور ان پر تشریف فرما ہوں گے اور اہل غرف (جنت کے محلات میں رہنے والے) اتریں گے اور ٹیلوں پر بیٹھ جائیں گے۔ پھر ان کا رب تبارک وتعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا مجھ سے مانگو میں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ تو وہ اس سے رضا کا سوال کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری رضا نے ہی تمہیں میرے گھر میں اتارا ہے اور میں تمہارے لیے کریم اور سخی ہوں۔ جب بھی تم مجھ سے مانگو گے، میں تمہیں عطا فرماؤں گا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے رضا کا سوال کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں اس پر شاہد بنائے گا کہ میں ان سے راضی ہوں اور ان کے لیے وہ چیزیں ظاہر فرما دے گا جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں، نہ کسی کان نے ان کے بارے سنا ہے، اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں ان کا خیال پیدا ہوا ہے اور وہ تمہارے جمعہ کے دن سے واپس پھرنے کی مقدار ہوگا پھر وہ بلند ہو جائے گا اور اس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام، صدیقین اور شہداء بھی بلند ہو جائیں گے اور اہل غرف اپنے محلات کی طرف واپس لوٹ جائیں گے اور یہ محل سفید موتی ہیں جس میں نہ کوئی کٹاؤ ہے اور نہ اس میں کوئی سوراخ ہے یا سرخ رنگ کا موتی ہے۔ یا سبز رنگ کا زبرجد ہے جس میں کئی کمرے ہیں اور ان کے دروازوں پر نقش ونگار بنے ہوئے ہیں۔ ان میں نہریں ہیں اور پھل لٹکے ہوئے ہیں۔ فرمایا: وہ جمعہ کے دن سے بڑھ کر کسی بھی شے کے حاجت مند نہیں ہوں گے۔ اس لیے تاکہ وہ اپنے رب کے حسن قدرت کا کثرت سے دیدار کر سکیں اور اس کی جانب سے وافر عزت وکرامت سے مشرف ہو سکیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت کثیر بن عبد اللہ مزنی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ جو شے بھی اپنے رب سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ عرض کی گئی: وہ ساعت کون سی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ساعت نماز کے لیے اقامت کہے جانے سے لے کر اس سے فارغ ہونے تک ہے۔ (2)

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے جس میں بندہ مسلم اللہ تعالیٰ سے جس شے کے لیے بھی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما لیتا ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جمعۃ المبارک کا دن یوم عرفہ کی مثل ہے۔ اس میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک ایسی ساعت ہوتی ہے جس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جس شے کی بھی التجا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ عرض کی گئی وہ ساعت کون سی ہے؟ تو انہوں نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل یوم الجمعہ، جلد 1، صفحہ 477 (5517)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ ایضاً (5510) 3۔ ایضاً (5515)

فرمایا: جب مؤذن صبح کی نماز کے لیے اذان کہتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جمعہ کا دن یوم عرفہ کی طرح ہے بے شک اس میں ایک ایسی ساعت آتی ہے جس میں رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ تو آپ سے دریافت کیا گیا: وہ ساعت کون سی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب نماز کے لیے ندا (اذان) دی جاتی ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے بیان فرمایا: وہ ساعت جس کا ذکر جمعہ کے دن میں کیا جاتا ہے۔ فرمایا: تو میں نے کہا: وہ ساعت جسے اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے وہ ہے جس میں نماز ادا کی جاتی ہے، فرمایا: پس انہوں نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور مجھے دعاؤں سے نوازا، اور جو میں نے کہا اسے خوب پسند فرمایا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ ساعت جو جمعہ کے دن میں ہوتی ہے وہ ان ساعتوں میں سے ایک ہے جب مؤذن اذان کہے، یا جب امام منبر پر بیٹھے، یا اقامت کے وقت۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ساعت زوال شمس کے وقت ہوتی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ساعت خرید و فروخت کے حرام ہونے کے وقت سے لے کر اس کے حلال ہونے تک کے درمیان میں واقع ہوتی ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن وہ ساعت جس میں دعا قبول کی جاتی ہے۔ وہ امام کے نماز کے لیے کھڑے ہونے کے وقت سے لے کر اس کے نماز سے فارغ ہونے تک ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوف بن حصیرہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ساعت جس کی امید اور توقع جمعہ کے دن کی جاتی ہے وہ امام کے خطبہ کے لیے نکلنے سے لے کر نماز مکمل کرنے تک کے درمیان میں واقع ہے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ساعت جس کا انتظار جمعہ کے دن میں کیا جاتا ہے وہ عصر کے بعد ہے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ہلال بن یسار رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک جمعہ کے دن میں ایک ساعت ہے۔ اس میں ایک مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر کی التجاء کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرما دیتا ہے تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کون سی شے میں مانگا کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا اور آخرت میں عافیت کی التجا کیا کر۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 473 (5571)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (5470)
3۔ ایضاً، باب الساعۃ التی ترجی بھا یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 472 (5464)
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 473 (5468)
5۔ ایضاً (5467)
6۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 466 (5392)
7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 472 (5460)
8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 473 (5472)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے، اور جس شئے سے وہ اپنی طہارت اور پاکیزگی کی استطاعت رکھتا ہے اس سے خوب اپنے آپ کو پاک کرتا ہے پھر تیل لگاتا ہے یا اپنے گھر سے خوشبو لگاتا ہے۔ پھر وہ چل پڑتا ہے اور دو آدمیوں کے درمیان تفریق اور جدائی نہیں ڈالتا، پھر وہ نماز پڑھتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے فرض کی ہے پھر جب امام گفتگو کرتا ہے تو وہ خاموش رہتا ہے، تو اس کے دوسرے جمعہ تک کے درمیان جو گناہ ہوتے ہیں وہ سب معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن کی وہ اذان جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا وہ وہی ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مقدس، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کے اکثر دور خلافت میں دی جاتی رہی کہ جب امام منبر پر بیٹھتا تھا تو مؤذن اذان کہا کرتا تھا۔ پھر جب آبادی دور دور تک پھیل گئی اور لوگ بڑھ گئے، تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے پہلی اذان کا آغاز کیا اور لوگوں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ لیکن لوگوں نے اس وقت آپ پر اعتراض کیا۔ جب کہ آپ نے منیٰ میں مکمل نماز پڑھائی۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نماز پڑھتے رہتے تھے۔ اور جب آپ نکل کر منبر پر تشریف فرما ہوتے تو ہم نماز اور اپنی گفتگو ختم کر دیتے تھے۔ بسا اوقات حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے بعض لوگوں کے پاس آتے جو آپ کی ولایت میں ہوتے اور آپ ان سے ان کی تجارت (منڈی) کے بارے پوچھتے اور آپ ان کا قصد کرتے اس حال میں کہ مؤذن اذان کہہ رہا ہوتا۔ جب مؤذن خاموش ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوتے اور کلام کرتے اور کوئی بھی گفتگو نہ کرتا یہاں تک کہ آپ اپنے خطبہ سے فارغ ہو جاتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ کے تحت فرمایا کہ اس میں مراد وقت ہے (یعنی جمعہ کے دن جس وقت نماز کے لیے اذان کہی جائے)۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ذکر (نماز) کے وقت اذان کہنا واجب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے کتاب الاذان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ پر فرض نماز کے ساتھ اذان بھی نازل ہوئی۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی تشریف آوری اور جمعہ کے نزول سے قبل اہل مدینہ جمع ہوئے۔ انصار نے کہا: سات دنوں میں سے یہودیوں کا ایک دن ہے جس میں وہ تمام کے تمام جمع ہوتے ہیں۔ اسی طرح نصاریٰ کا بھی ایک دن ہے۔ پس آؤ ہم بھی ایک دن مقرر کر لیں جس میں ہم جمع ہوا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے اور اس کا شکر ادا کریں گے۔ پھر انہوں نے کہا: ہفتے کا دن یہودیوں کے لیے ہے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی فضل یوم الجمعہ، جلد 1، صفحہ 487 (5519)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

اور اتوار کا دن نصاریٰ کا ہے۔ پس تم یوم العروبہ اس کے لیے مقرر کر لو۔ وہ جمعہ کے دن کو ہی یوم العروبہ کہا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے اس دن انہیں دو رکعتیں پڑھائیں اور انہیں ذکر کرایا۔ تو جس وقت وہ ان کے پاس جمع ہوئے اس وقت انہوں نے اس کا نام جمعہ رکھا۔ اور حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے بکری ذبح کی اور انہوں نے صبح وشام کا کھانا اسی سے کھایا۔ اس وقت ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ۔ (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہجرت فرمانے سے قبل جمعہ کی اجازت فرمادی گئی تھی۔ لیکن مکہ مکرمہ میں جمع ہونا ممکن نہ ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا: امابعد! تم اس دن کو دیکھو جس دن یہودی زبور لے کرا کھٹے ہوتے ہیں۔ پس تم بھی اپنی عورتوں اور بیٹوں کو جمع کرو۔ اور جب جمعہ کے دن زوال کے وقت دن نصف سے ڈھل جائے تو دو رکعتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی قربت اختیار کرو (یعنی دو رکعت نماز ادا کرو)۔ آپ نے فرمایا وہی پہلا جمعہ تھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور زوال کے بعد ظہر کے وقت اجتماع ہوا اور یہ روایت اوپر والی روایت سے زیادہ اظہر ہے۔ (2)

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رحمہم اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان کا باپ جب جمعہ کے دن اذان سنتا تھا تو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتا تھا۔ تو میں نے کہا: ابا جان! جب بھی آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو میں نے آپ کو حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کرتے اور دعائیں کرتے دیکھا ہے۔ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہی آدمی ہے جس نے ہمیں سب سے پہلے نقیع میں جمع جمعہ پڑھایا اسے نقیع الخضمات من حرۃ بنی بیاضہ کہا جاتا ہے۔ تو میں نے پوچھا: اس وقت تم کتنے آدمی تھے۔ تو انہوں نے جواباً فرمایا: ہم چالیس آدمی تھے۔ (3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مہاجرین میں سے جو سب سے پہلے مدینہ طیبہ میں آئے وہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہیں اور انہوں نے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے جمعہ کے دن سب سے پہلے جمعہ پڑھایا اور وہ بارہ آدمی تھے۔ (4)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے اخبار المدینہ میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن قباء سے چلے اور بنی سالم کے پاس سے آپ گزرے اور وہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی سالم کے ساتھ نماز جمعہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب اول من جمع، جلد 3، صفحہ 65 (5158)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن دارقطنی، باب ذکر العدد فی الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 5 (مختصراً) دار المحاسن القاہرہ
3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی فرض الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 15 (1085)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 394 (3076)، دار الفکر بیروت

ادا فرمائی اور یہ وہی مسجد ہے جو بطن وادی میں واقع ہے اور یہ وہ پہلا جمعہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھایا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر اس جگہ، اس دن، اس مہینے اور اس سال میں قیامت کے دن تک جمعہ فرض قرار دیا ہے۔ پس جس نے اسے حقیر سمجھتے ہوئے یا اس کا انکار کرتے ہوئے چھوڑا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے بکھرے ہوئے معاملات کو جمع نہیں فرمائے گا اور اس کے کام میں برکت نہیں رکھے گا۔ نہ اس کی کوئی نماز ہوگی، نہ زکوٰۃ، نہ حج ہوگا، نہ روزہ۔ اور نہ ہی اس کے لیے کوئی برکت ہو گی۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرلے۔ پس جو توبہ کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں نے بیان فرمایا کہ آقائے دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس وقت آپ منبر پر جلوہ افروز تھے۔ قومیں جمعہ اور جماعتیں ترک کرنے سے باز آ جائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر پردے ڈال دے گا اور انہیں غافلین میں سے لکھ دے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جس کسی نے بغیر عذر کے جمعہ ترک کیا، تو اس کے دل پر پردہ ڈال دیا جائے گا۔(3)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جس کسی نے بلاوجہ تین جمعہ مسلسل چھوڑ دیئے۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔(4)

امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن خزیمہ رحمہم اللہ نے اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے۔(5)

امام احمد اور ابن حبان رحمہما اللہ نے حضرت ابوالجعد ضمری رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے بغیر عذر کے تین جمعے چھوڑ دیئے، وہ منافق ہے۔(6)

امام ابویعلی اور مروزی نے الجمعہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن سعد بن زرارہ کی سند سے اپنے چچا سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سید الایام جمعہ کا دن ہے اور یہ عید الفطر اور قربانی کے دن سے بھی زیادہ عظمت و شان والا دن ہے۔ اس کی پانچ خصوصیات ہیں: اس دن حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا گیا، آپ کو جنت سے زمین کی طرف اتارا گیا، اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کا وصال ہوا اور اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اس میں بندہ اپنے رب سے جو مانگتا ہے وہ اسے عطا فرما دیتا ہے۔ بشرطیکہ حرام چیز کا سوال نہ ہو۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔(7)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت میمون بن ابی شعیب سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حجاج کے زمانے میں میں نے

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی فرض الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 15 (1081)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی تفریط الجمعۃ وترکہا، جلد 1، صفحہ 480 (5534)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً (5535)

4۔ مجمع الزوائد، باب فیمن ترک الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 421 (3173)، دارالفکر بیروت

5۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 38، (1127)

6۔ مجمع الزوائد، باب فیمن ترک الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 422 (3187) 7۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 325

جمعہ کا ارادہ کیا اور جانے کے لیے تیار ہوا۔ پھر میں نے کہا: میں اس کے پیچھے کہاں نماز پڑھنے کے لیے جاؤں گا۔ سو کبھی خیال آتا کہ جاؤں اور کبھی کہتا کہ نہ جاؤں۔ بالآخر میں نے اپنی رائے کو جانے کے لیے جمع کیا۔ تو اتنے میں مجھے گھر کی ایک جانب سے کسی بلانے والے نے یہ ندا دی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (1)

امام ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت خرشہ بن حر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میرے پاس ایک تختی دیکھی۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا: اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ تو آپ نے فرمایا: تجھے یہ کس نے املاء کرایا ہے؟ تو میں نے عرض کی: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک حضرت ابی ہم میں زیادہ تر منسوخ کو پڑھنے والے ہیں۔ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے۔ ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابی رضی اللہ عنہ منسوخ کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ''۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے الام میں، عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ اس طرح قرأت کرتے سنا ہے۔ ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ''۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو سنا، آپ ہمیشہ اس طرح پڑھتے تھے: ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' (3)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا اور آپ سورۂ جمعہ کی یہ آیت اسی طرح پڑھتے رہے: ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' (4)

امام عبدالرزاق، فریابی، ابوعبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن الانباری اور طبرانی رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' پڑھتے تھے۔ فرماتے: اگر ''فَاسْعَوْا'' ہوتا، تو میں یقیناً دوڑتا یہاں تک کہ میری چادر گر جاتی۔ (5)

امام عبدالرزاق اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے: ''فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ'' اور وہ اس قول کی طرح ہے: اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰى ۝ (اللیل) (6)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 467 (5403)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 310 (3217)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 265 (11417)، دار الفکر بیروت

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 265 (11418)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں "فَامْضُوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ" پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ بھی یہ آیت "فَامْضُوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ" پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آیت میں فَاسْعَوْا بمعنی "فَامْضُوْا" ہے (یعنی تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف چلو)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: اس سے مراد پاؤں کے ساتھ دوڑنا نہیں کیونکہ اس سے منع کیا گیا۔ بلکہ وہ نماز کی طرف آئیں اس حال میں کہ ان پر سکینہ اور وقار طاری ہو۔ البتہ اس سعی سے مراد دلوں، نیت اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کے لیے کوشش کرنا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سعی سے مراد یہ ہے کہ تو اپنے دل اور عمل کے ساتھ کوشش کرے اور مراد نماز کی طرف آنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ (الصافات: 102) فرمایا: یہ تب کہا جب وہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اپنے باپ (حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام) کے ساتھ چلنے کے قابل ہو گئے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم جمعہ کے دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ آپ نے نماز کے لیے اذان سنی اور فرمایا: اٹھو تا کہ ہم اس کی طرف سعی کریں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ کے تحت فرمایا: مراد نماز کی طرف جانا اور چلنا ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے تحت فرمایا: کہ اس میں سعی سے مراد عمل ہے، پاؤں کے ساتھ دوڑنا مراد نہیں ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ نے فرمایا سعی سے مراد عمل ہے۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں جمعہ کے دن مسجد

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب السعی الی الصلوۃ یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 482 (5557)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، باب فضل الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 88 (2966)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف عبدالرزاق، باب السعی الی الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 99 (5361)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 482

کی طرف نکلا اور میری ملاقات حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ پس چلتے چلتے جب میں نے اذان کی آواز سنی تو میں نے اپنی چال کو تیز کیا۔ اس لیے کہ رب کریم نے فرمایا: اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ تو انہوں نے شدت کے ساتھ مجھے کھینچ لیا اور فرمایا: کیا ہم سعی میں نہیں ہیں؟(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد امام کی وعظ و نصیحت ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن پہلی اذان سے اقامت تک اور پھر امام کے فارغ ہونے تک تجارت حرام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے دو آدمی شام کی طرف تجارت کی غرض سے آتے جاتے تھے۔ بسا اوقات وہ دونوں جمعہ کے دن آتے اور رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے ہوتے اور وہ آپ کو پکارتے تھے اور بیع کے سوا وہ جس کام میں ہوتے اس میں مشغول رہتے، یہاں تک کہ نماز کھڑی کر دی جاتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پہلے جو ہوتا رہا وہ ان پر حرام کر دیا گیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وہ اذان جس کے ساتھ بیع حرام ہو جاتی ہے وہ وہ اذان ہے جو امام کے نکلنے کے وقت ہوتی ہے (یعنی اذان خطبہ) فرمایا: اور میرا خیال یہ ہے کہ اب پہلی اذان کے وقت بیع چھوڑ دی جائے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو اس کے ساتھ ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جمعہ کا دن سورج زائل ہو جائے تو نماز مکمل ہونے تک بیع اور تجارت حرام ہوتی ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور حضرت حسن رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے اسی طرح نقل کیا ہے۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ایوب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن اہل مدینہ کے لیے ایک ساعت تھی جس میں انہیں پکار کر اعلان کر دیا جاتا تھا کہ خرید و فروخت حرام ہے۔ اور وہ ساعت امام کے خروج کے وقت ہے۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب صفۃ المشی الی الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 227، دار الفکر بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کان یستقبل الامام یوم الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 453 (5237)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 465 (5390)، مفہوم

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 310، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الساعۃ التی یکرہ فیھا البیع والشراء، جلد 1، صفحہ 465 (5386)　6۔ ایضاً (5387)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینہ طیبہ میں جمعہ کے دن جب مؤذن اذان کہتا تو بازاروں میں یہ اعلان کیا جاتا تھا خرید و فروخت حرام ہے، خرید و فروخت حرام ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ قاسم جمعہ کے دن اپنے گھر والوں کے پاس گئے۔ ان کے پاس ایک عطر فروش تھا جو انہیں کچھ بیچ رہا تھا۔ انہوں نے اس سے کچھ خریدا، قاسم جمعہ کی طرف چلے گئے اور دیکھا کہ امام صاحب خطبہ کے لیے آچکے ہیں۔ تو آپ نے گھر والوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی بیع توڑ دیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جس کسی نے جمعہ کے دن زوال کے بعد کوئی شے بیچی تو اس کی بیع مردود ہے۔ کیونکہ جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان ہو جائے تو بیع کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔(2)

عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا آپ بیع کے سوا کوئی ایسی شے جانتے ہیں جو جمعہ کی پہلی اذان کے ساتھ حرام ہو جاتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب پہلی اذان ہو جاتی ہے تو لہو و لعب اور بیع حرام ہو جاتی ہے اور تمام کے تمام کاروبار خرید و فروخت اور سونے کے قائم مقام ہی ہیں کہ آدمی اپنے گھر والوں کے پاس آئے اور کچھ لکھنے لگے۔ میں نے پوچھا: جب پہلی اذان ہو جائے تو کیا اس وقت چلنا واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے پوچھا: کیا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی وجہ سے اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پس آدمی کو اس وقت چاہیے کہ ہر شے چھوڑ دے اور جمعہ کی نماز کے لیے چل پڑے۔(3)

امام ابو عبید، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن بسر حرانی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن بشر مازنی، صاحب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ جمعہ کی نماز پڑھ کر نکلتے تو کچھ وقت کے لیے بازار میں چکر لگاتے، پھر مسجد کی طرف لوٹ آتے۔ پھر وہ نماز پڑھتے جتنی اللہ تعالیٰ چاہتا کہ وہ پڑھیں۔ تو ان سے عرض کی گئی: تم کس شے کے لیے ایسا کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس لیے کہ میں نے اسی طرح حضور سید المرسلین ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن جب تو نماز سے فارغ ہو جائے تو مسجد کے دروازے کی طرف نکل اور کسی شے کا سودا کر، اگرچہ تو اسے نہ بھی خریدے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ولید بن رباح رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے اور جب سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ آیت پڑھتے: فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الساعۃ التی یکرہ فیھا البیع والشراء، جلد 1، صفحہ 466 (5391)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (5389)

3۔ مصنف عبدالرزاق، باب فی الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 77 (5243)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مجمع الزوائد، باب ما یفعل اذا صلی الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 452 (3186)، دار الفکر بیروت

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ تو لوگ بڑی تیزی کے ساتھ دروازوں کی طرف بڑھتے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ کے تحت کہا: اگر وہ چاہے تو کرے اور اگر چاہے تو نہ کرے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اجازت ہے کہ جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جائے تو اگر چاہے تو وہ نکلے اور اگر چاہے تو مسجد میں بیٹھا رہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا (زمین میں پھیل جاؤ) طلب دنیا کے لیے نہیں۔ بلکہ مریض کی عیادت، جنازہ میں شرکت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے بھائی کی ملاقات کے لیے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہیں طلب دنیا میں سے کسی شے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ اس سے مراد مریض کی عیادت، نماز جنازہ میں شرکت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بھائی کی ملاقات کے لیے نکلنا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے جمعہ کی نماز پڑھی، اس دن کا روزہ رکھا، مریض کی عیادت کی، جنازہ میں حاضر ہوا اور نکاح میں حاضر ہوا، تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔(4)

رہا ارشاد گرامی وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً الآیہ۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ تعالیٰ نے سنن میں کئی طرق سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس اثناء میں کہ جمعہ کے دن حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کا ایک قافلہ آ پہنچا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب اس کی طرف بھاگ پڑے۔ حتیٰ کہ بارہ آدمیوں کے سوا ان میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔ میں اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان بارہ افراد میں شامل تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آخر سورت تک نازل فرمائی: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا الی آخر السورۃ۔(5)

بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 482 (5561)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (5560)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مجمع الزوائد، باب الصلوٰۃ علی المیت یوم الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 382 (3028)، دار الفکر بیروت

5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب فی قولہ تعالیٰ واذا راوا تجارۃ۔ الآیۃ، جلد 6، صفحہ 132، دار الکتب العلمیہ بیروت

تھے کہ اسی دوران حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ آئے اور اپنا سامان بیچنے لگے۔ تو چند افراد کے سوا مسجد میں کوئی بھی باقی نہ بچا اور حضور نبی کریم ﷺ کھڑے رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سامان تجارت لے کر آئے۔ تو سات آدمیوں کے سوا سارے آدمی دیکھنے کے لیے نکل گئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قافلہ آیا جو کھانے پینے کا بہت سا ساز و سامان اٹھائے ہوئے تھا۔ پس لوگ جمعہ سے نکل گئے۔ ان میں سے بعض تو سامان خریدنا چاہتے تھے اور بعض صرف حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ کو دیکھنے کا ارادہ رکھتے تھے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر کھڑے چھوڑ دیا۔ مسجد میں صرف بارہ مرد اور سات عورتیں باقی رہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ سارے نکل جاتے تو مسجد ان پر آگ سے بھڑک اٹھتی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جمعہ کے دن مدینہ طیبہ میں ایک تجارتی قافلہ آیا۔ اس وقت آقائے دو جہاں ﷺ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ تو جو لوگ مسجد میں تھے ان میں سے بہت سے لوگ اٹھ کر اس کی طرف چلے گئے۔ تو انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے مراسیل میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ عیدین کی مثل خطبہ سے پہلے جمعہ کی نماز پڑھاتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک بار جمعہ کا دن تھا اور آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اور جمعہ کی نماز پڑھ چکے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: حضرت دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سامان تجارت لے کر آگئے ہیں۔ اور جب حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ آتے تھے تو ان کے گھر اور خاندان والے دفیں بجا کر ان کا استقبال کرتے تھے۔ پس لوگ نکل پڑے اور ان کا گمان یہ تھا کہ خطبہ کو چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی اور پھر حضور نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ کو پہلے کروایا اور نماز کو مؤخر فرما دیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے اور حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ایک تجارت پیشہ آدمی تھے۔ اسلام قبول کرنے سے قبل وہ سامان تجارت لے کر مدینہ طیبہ کی طرف آتے۔ تو لوگ ان کے ساز و سامان کو دیکھنے کے لیے نکل پڑتے اور ان سے سامان خریدتے۔ پس ایک دفعہ وہ جمعہ کے دن آئے اور اس وقت لوگ مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے اور آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ دحیہ جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوا تو اس کے خاندان والوں نے طبلے اور دیگر سامان لہو کے ساتھ قافلے کا استقبال کیا اور یہ وہی کھیل اور تماشا ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس لوگوں نے مسجد میں یہ سنا کہ دحیہ سامان تجارت لے کر احجار زیت کے پاس اتر پڑا ہے۔ احجار زیت مدینہ طیبہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔ اور

لوگوں نے آوازیں سنیں۔ تو بہت سے لوگ دحیہ کا سامانِ تجارت اور تماشہ دیکھنے کے لیے اس کی طرف نکل گئے۔ اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کھڑے چھوڑ دیا۔ اور آپ ﷺ کے پاس کوئی بڑی تعداد نہ رہی۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے تین بار اس طرح کیا۔ اور ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ تعداد جو مسجد میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ باقی رہی وہ بالکل قلیل تعداد تھی۔ تو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”لَوْلَا هٰؤُلَاءِ، يَعْنِي الَّذِيْنَ بَقُوْا فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَقُصِدَتْ اِلَيْهِمُ الْحِجَارَةُ مِنَ السَّمَاءِ“ اگر یہ لوگ نہ ہوتے یعنی وہ جو مسجد میں حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس باقی رہے۔ تو میں ان کے لیے آسمان سے پتھر برسنے کی دعا کرتا اور یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اور جب کوئی نکاح (شادی) ہوتا تو وہاں کے باسی کھیل تماشہ کرتے دفیں بجاتے اور کودتے کھیلتے مسجد کے پاس سے گزرتے (2)۔ اور جب بطحاء میں اترتے تو جمع ہو کر خوب شور و شغب کرتے۔ بطحاء اس مسجد کی فناء میں بیٹھنے کی جگہ ہے جو مسجد بقیع غرقد کے ساتھ متصل ہے۔ اور اعرابی لوگ جب گھوڑے، اونٹ، ریوڑ اور دیگر دیہات کا ساز و سامان لے کر آتے تو وہ بطحاء میں ہی اترتے تھے۔ پس جب ایک بار اسی طرح کی آواز خطبہ سننے کے لیے بیٹھنے والوں نے سنی۔ تو وہ تماشے اور تجارت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کو کھڑا چھوڑ دیا۔ تو اس طرح حضور نبی مکرم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے مومنین کو عتاب کیا اور فرمایا: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْۤا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: لوگ اپنے پانی اٹھانے والے اونٹوں کی طرف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سفر کرنے والے اونٹوں کی طرف آتے ہیں اور اس سے تجارت اور کھیل تماشے کا قصد کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اس اثناء میں کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک مدینہ طیبہ کا ایک تجارتی قافلہ آ گیا۔ پس وہ اٹھ کر اس کی طرف چلے گئے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو چھوڑ دیا۔ نتیجۃً ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا آپ ﷺ کے ساتھ کوئی باقی نہ رہا۔ باقی رہنے والوں میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم بھی ان کی اتباع کرتے یہاں تک کہ تم میں سے کوئی بھی میرے ساتھ باقی نہ رہتا، تو تمہارے ساتھ یہ وادی آگ سے بھر کر بہہ پڑتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ نبی اللہ ﷺ جمعہ کے

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب، جلد 5، صفحہ 235 (4495)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 19-118، دار احیاء التراث العربی بیروت

دن کھڑے ہوئے خطبہ ارشاد فرمایا اور لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ تو اسی دوران کہا گیا: قافلہ آ گیا۔ پس لوگ اٹھنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت باقی رہ گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کتنے ہو، اپنے آپ کو شمار کرو۔ تو وہ بارہ مرد اور عورتیں تھے۔ پھر دوسرے جمعہ آپ ﷺ اٹھے، خطبہ ارشاد فرمایا اور وعظ و نصیحت فرمائی۔ تو پھر کہا گیا: قافلہ آ گیا، تو پھر لوگ کھڑے ہونا شروع ہو گئے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک جماعت باقی رہ گئی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کتنے ہو، اپنے آپ کو شمار کرو۔ تو وہ بارہ مرد اور عورتیں بنے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اگر تم میں سے آخری آدمی تم میں سے پہلے کی اتباع کرتا (یعنی تمام کے تمام اٹھ کر چلے جاتے) تو تم پر یہ وادی آگ کے شعلوں سے بھڑک اٹھتی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً الآیہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَوْ لَهْوًا سے مراد طبلہ بجانا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن لوگوں کو خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو گھی اور اسی طرح کی اور کچھ چیزیں آ گئیں۔ پس لوگ اس کی طرف اٹھنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک قلیل تعداد کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم بھی ان کی پیروی کرتے تو وادی آگ سے بھڑک اٹھتی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے یا بیٹھ کر؟ تو انہوں نے جواب ارشاد فرمایا کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا: وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا (اور انہوں نے آپ کو کھڑا چھوڑ دیا)۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبد الرحمن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس خبیث کی طرف دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دے رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَ تَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا۔ (3)

امام احمد، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ (4)

امام احمد، ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے اور ان کے درمیان بیٹھتے۔ آپ ﷺ قرآن کریم پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصائح فرماتے تھے۔ (5)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی

1۔ شعب الایمان، باب فضل الجمعہ، جلد 3، صفحہ 107 (3019)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی الخطبۃ یوم الجمعہ، جلد 2، صفحہ 29 (1108)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی۔ باب واذا راوا تجارۃ، الآیۃ، جلد 6، صفحہ 132، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب فی الخطبۃ یوم الجمعہ، جلد 2، صفحہ 28 (1106)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب ذکر الخطبتین قبل الصلاۃ، جلد 6، صفحہ 130

ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دو خطبے ارشاد فرماتے تھے اور ان کے درمیان بیٹھتے تھے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر بیٹھتے تھے اور پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے جمعہ کے دن حضور نبی کریم ﷺ کے خطبہ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے جمعہ کے دن کے خطبہ کے بارے سوال کیا۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَتَرَكُوكَ قَآئِمًا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم تمام نے کھڑے ہو کر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور سب سے اول جو منبر پر بیٹھے وہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ ہیں۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن منبر پر بیٹھنا بدعت ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت بیٹھ کر خطبہ ارشاد فرمایا جب ان کے پیٹ کی چربی اور گوشت زیادہ بڑھ گیا (یعنی ان کا جسم بھاری ہو گیا اور کھڑا ہونا مشکل ہو گیا)(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف لے جاتے تو لوگ آپ ﷺ کے چہرۂ مقدس کی طرف منہ کر کے بیٹھے ہوتے اور آپ فرماتے: السلام علیکم۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے اور سورت پڑھتے۔ پھر بیٹھ جاتے۔ پھر کھڑے ہوتے اور خطبہ ارشاد فرماتے۔ پھر نیچے اتر آتے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما دونوں اسی طرح کرتے تھے۔(8)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا خطبہ اور آپ کی نماز مختصر اور چھوٹی ہوتی تھی۔(9)

ابن ابی شیبہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جمعہ کے دن نماز خطبہ کی وجہ سے مختصر کی گئی ہے۔(10)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے نبی کریم ﷺ کے جمعہ

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 27 (1103)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کان یخطب قائما، جلد 1، صفحہ 449 (5789)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً (5792) 4۔ ایضاً (5791) 5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 448 (5180)

6۔ ایضاً (5185) 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 449 (5193) 8۔ ایضاً (5195)

9۔ ایضاً، باب الخطبۃ تطول او تقصر، جلد 1، صفحہ 450 (5198) 10۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 456 (5276)

کے دن خطبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی: وَتَرَكُوْكَ قَآىِٕمًا۔(1)

امام ابن ابی الدنیا نے شعب الایمان میں اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے جمعہ کے دن کے خطبات کو تلاش کیا۔ تو اس نے مجھے خوب تھکا دیا۔ تو میں نے اصحاب النبی ﷺ میں سے ایک آدمی کو لازم پکڑ لیا اور اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے کہا: آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پس آپ ﷺ جمعہ کے دن ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”اے لوگو! بے شک تمہارے لیے علم ہے، سو تم اپنے علم کی انتہا کو پہنچو۔ بے شک تمہارے لیے ایک غایت اور درجہ ہے۔ پس تم اپنی غایت کی انتہا تک پہنچو۔ کیونکہ بندۂ مومن دو خوفوں کے مابین ہے۔ ایک اس عمر کا خوف جو گزر چکی، کیونکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کیا کہا ہے۔ اور ایک اس عمر کا خوف جو ابھی باقی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس میں کیا کرے گا۔ پس بندۂ مومن کو چاہیے کہ وہ توشہ اور زادراہ حاصل کرے اپنے نفس سے اپنے لیے، اپنی دنیا سے اپنی آخرت کے لیے، جوانی سے بڑھاپے سے پہلے اور اپنی صحت سے بیماری سے پہلے پہلے، کیونکہ تم آخرت کے لیے پیدا کیے گئے ہو اور دنیا تمہارے لیے پیدا کی گئی ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! موت کے بعد طلب رضا کا موقعہ نہیں اور دنیا کے بعد جنت اور دوزخ کے سوا کوئی دار نہیں اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں“(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تو فرمایا کرتے تھے: ”ہر وہ شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ آنے والی شی کے لیے کوئی بعد اور دوری نہیں۔ کسی کی تیزی اور عجلت کے سبب اللہ تعالیٰ عجلت اور تیزی نہیں فرماتا اور نہ ہی وہ لوگوں کے کام آہستگی کرتا ہے وہی ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہے نہ کہ وہ جو لوگ چاہیں۔ لوگ ایک امر کا ارادہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایک کام کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے، اگرچہ لوگ اسے ناپسند کریں۔ جسے اللہ تعالیٰ قریب کرے اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ دور کر دے اسے قریب کرنے والا کوئی نہیں۔ اور کوئی کام بھی اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الخطبۃ تطول او تقصر، جلد 1، صفحہ 448 (5190)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 278 (8178)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایاتھا ۱۱ | سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ ۶۳ | رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ سورۂ منافقون مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ کی تلاوت فرماتے تھے اور اس کے ساتھ مومنین کو تحریض اور رغبت دلاتے تھے اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھتے تھے اور اس کے ذریعے منافقین کو پریشان اور مضطرب کرتے تھے۔(2)

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابو عیینہ خولانی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ پڑھتے تھے اور وہ سورت جس میں منافقین کا ذکر آتا ہے۔(3) واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَ اِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾

”(اے نبی مکرم!) جب منافق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی جانتا ہے کہ آپ بلاشبہ اس کے رسول ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافق قطعی جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، اسی طرح روکتے ہیں اللہ کی راہ سے۔ بے شک یہ لوگ بہت برے کرتوت ہیں، جو یہ کر رہے ہیں۔ (ان کا) یہ (طریق کار) اس لیے ہے کہ وہ (پہلے)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب مانزل بالمدینہ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب مایقرا فی الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 419 (3167)، دارالفکر بیروت

3۔ ایضاً (3166)

ایمان لائے پھر وہ کافر بن گئے پس مہر لگا دی گئی ان کے دلوں پر تو (اب) وہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ اور جب آپ انہیں دیکھیں تو ان کے جسم آپ کو بڑے خوشنما معلوم ہوں گے۔ اور اگر وہ گفتگو کریں تو توجہ سے آپ ان کی بات سنیں گے، (درحقیقت) وہ (بیکار) لکڑیوں کی مانند ہیں جو دیوار کے ساتھ کھڑی کر دی گئی ہوں۔ گمان کرتے ہیں کہ ہر گرج ان کے خلاف ہی ہے، یہی حقیقی دشمن ہیں پس آپ ان سے ہوشیار رہیے۔ ہلاک کرے انہیں اللہ تعالیٰ کیسے سرگرداں پھرتے ہیں"۔

امام ابن سعد، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے کہ لوگوں پر شدت اور تنگ دستی طاری ہوگئی۔ تو عبداللہ بن ابی رأس المنافقین نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم ان پر کچھ خرچ نہ کرنا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں، تاکہ وہ آپ کے اردگرد سے بکھر جائیں اور اس نے مزید یہ کہا کہ اگر ہم مدینہ طیبہ واپس لوٹ کر گئے تو عزت والے ذلت والوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ چنانچہ میں یہ سن کر حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کے بارے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ تو آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا اور اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے قسم اٹھا کر کہہ دیا کہ اس نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا کہ زید نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ ان کی یہ بات میرے دل پر انتہائی گراں اور سخت گزری۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ میں میری تصدیق نازل فرما دی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بلایا تاکہ آپ ان کے لیے استغفار کریں۔ تو انہوں نے اپنے سر پھیر دیئے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ (درحقیقت) وہ (بیکار) لکڑیوں کی مانند ہیں۔ فرمایا: وہ خوب صورت ترین آدمی تھے۔ (1)

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہمارے ساتھ اعراب میں بھی سے کچھ لوگ تھے۔ ہم بھی پانی کی طرف تیزی سے جاتے تھے۔ لیکن اعرابی ہم سے سبقت لے جاتے تھے۔ پھر ایک اعرابی اپنے ساتھیوں کو آگے لانے لگا یہاں تک کہ اس کے ساتھی آ گئے۔ اتنے میں ایک انصاری اعرابی کے پاس آیا اور اس نے اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی چھوڑ دی، تاکہ وہ پانی پی لے۔ لیکن اعرابی نے اسے پانی دینے سے انکار کر دیا۔ پس اس نے ایک پتھر اکھیڑ دیا اور پانی بہہ گیا۔ جواباً اعرابی نے ایک لکڑی اٹھائی اور انصاری کے سر پر دے ماری، اور اسے زخمی کر دیا۔ چنانچہ وہ انصاری رأس المنافقین عبداللہ بن ابی کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ وہ اپنے ساتھیوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ خوب غضب ناک ہوا اور اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کے پاس جتنے اعراب ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو، یہاں تک کہ وہ آپ کے آس پاس سے بکھر جائیں۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 728، وزارت تعلیم اسلام آباد

وہ کھانے کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر چلے جائیں، تب وہ آپ کے لیے کھانا لے کر آئیں تا کہ آپ اور جو آپ کے پاس ہوں وہ کھالیں پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب تم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر جاؤ گے، تو عزت والے اور غالب کو چاہیے کہ وہاں سے ذلیل کو نکال دے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے چچا کے پیچھے تھا، میں یہ سب باتیں سن لیں اور ہم عبداللہ کے ننھیال تھے۔ میں نے اپنے چچا کو ان باتوں سے آگاہ کیا۔ چنانچہ وہ گئے اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اطلاع دی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا بھیجا۔ لیکن اس نے قسم کھا کر صاف انکار کر دیا۔ نتیجۃً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سچا قرار دیا اور مجھے جھوٹا۔ پھر میرا چچا میرے پاس آیا اور اس نے کہا: میں نے تو تیری تکذیب کا ارادہ نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے ناپسند کیا اور مسلمانوں نے تیری تکذیب کی۔ چنانچہ یہ سن کر مجھ پر ایسی پریشانی اور غم لاحق ہوا۔ جتنا کبھی کسی کو نہیں پہنچا۔ پس اسی اثناء میں کہ میں چل رہا تھا میں نے اپنے سر کو غم سے ہلکا کیا کہ اتنے میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے کان کو پکڑ کر ملنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے مسکرا دیئے اور مجھے خوش نہ کر سکتی اگر اس کے بدلے میرے لیے خلد (ہمیشگی) یا دنیا ہوتی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے آملے اور انہوں نے پوچھا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے کیا فرمایا ہے؟ میں نے بتایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔ مگر یہ کہ آپ نے میرے کان کو پکڑ کر ملا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے مسکرائے، تو انہوں نے فرمایا: تیرے لیے یہ بشارت اور خوشخبری ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے ملے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیات پڑھیں: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ یَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَیْحَةٍ عَلَیْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۵﴾ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۶﴾ هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى یَنْفَضُّوْا ؕ وَ لِلّٰهِ خَزَآىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَفْقَهُوْنَ ﴿۷﴾ یَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۔(1)

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی نے کہا جو کہا کہ تم ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ بکھر جائیں۔ اور اس نے یہ کہا اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال دیں گے، میں نے اس کی یہ گفتگو سنی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور اس کا ذکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا۔ تو انصار میں سے کئی لوگوں نے مجھے ملامت کی۔

1۔ سنن ترمذی تفسیر سورۃ المنافقون، جلد 5، صفحہ 387 (1313)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وہ ان کے پاس آیا اور قسم اٹھانے لگا کہ اس نے اس طرح کی بات نہیں کی۔ چنانچہ میں گھر کی طرف لوٹ آیا اور سو گیا۔ پھر آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق کر دی ہے اور تجھے تائید سے نوازا ہے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الآیتین۔(1)

امام طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب ابن ابی نے وہ باتیں کیں۔ تو میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس سے مطلع کیا۔ پس وہ آیا اور اس نے قسم اٹھائی کہ اس نے کچھ نہیں کہا۔ تو پھر لوگ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کذب لے کر آئے اور میں اس خوف سے گھر میں بیٹھ گیا کہ جب لوگ مجھے دیکھیں گے تو کہیں گے یہ وہ ہے جو کذب بیانی کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ الآیہ۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں رأس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب میں سے کچھ لوگوں کے ہمراہ وہاں سے گزرے۔ تو عبد اللہ بن ابی نے کہا: اگر ہم مدینہ طیبہ لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال دیں گے۔ تو میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں اس بات کی خبر دی۔ پس وہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے اس کا ذکر کر دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبد اللہ بن ابی کو بلا بھیجا۔ لیکن اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر یہ قسم اٹھا دی کہ قسم بخدا! اس نے اس طرح کی کوئی گفتگو نہیں کی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا۔ تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک مجھے اس کے بارے بچے زید بن ارقم نے اطلاع دی ہے۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ساتھ لے گئے اور وہاں جا کر کہا: اس نے مجھے بتایا ہے۔ تو عبد اللہ بن ابی نے مجھے جھڑک دیا۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رک گیا اور رونے لگا اور عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر نور نازل فرمایا ہے! اس نے ایسا کہا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے رخ زیبا پھیر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ آخر سورت تک نازل فرمائی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام منافقین رکھا کیونکہ انہوں نے شرک کو چھپایا اور ایمان کو ظاہر کیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی قسم یہ تھی قسم بخدا! وہ بالیقین تم میں سے ہیں۔ تو انہوں نے اپنی قسموں کو قتل اور جنگ سے بچاؤ کے لیے ڈھال بنایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنایا تا کہ ان کے ذریعے وہ اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو بچا سکیں۔(4)

1۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 198، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ ایضاً۔ جلد 5، صفحہ 190

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 265 (11420)، دار الفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 121، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب سفر کرتے تو اغنیاء اور دولت مند مومنین میں سے ہر آدمی کے ساتھ فقراء میں سے ایک آدمی ہوتا، جو اس کا زادراہ اور پانی وغیرہ اٹھائے ہوئے ہوتا۔ اور جب وہ پانی کے قریب پہنچتے تو فقراء آگے بڑھتے اور اپنے ساتھیوں کو پانی پلاتے۔ ایک دفعہ عبداللہ بن ابی کے ساتھی آگے بڑھ گئے اور انہوں نے مومنین کے لیے جگہ خالی کرنے سے انکار کر دیا۔ تو مومنین نے ان کا محاصرہ کرلیا۔ جب عبداللہ بن ابی آیا اور اس نے اپنے اصحاب کی طرف دیکھا۔ تو کہا: قسم بخدا! اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو بالیقین عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال دیں گے، اس نے مزید کہا: ان سے خرید وفروخت روک لو۔ ان کو کوئی شے نہ بیچو۔ پس حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے ابن ابی کی یہ باتیں سن لیں کہ اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے اور اس کی یہ بات بھی کہ تم ان پر کچھ خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں۔ تو انہوں نے اس کی خبر اپنے چچا کو دی اور ان کے چچا نے اس کی اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا۔ وہ اپنی شکل وصورت اور حسن وجمال کے سبب خوشنما دکھائی دیتا۔ جب کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کر آتا تھا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ اِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَ اِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ۔ پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واقعہ سے آگاہ کیا۔ تو اس نے قسم اٹھا دی کہ اس نے اس طرح نہیں کہا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: اِتَّخَذُوْۤا اَیْمَانَهُمْ جُنَّةً قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اور ہر شے جو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں نازل فرمائی پس اسی سے عبداللہ بن ابی کا ارادہ فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ انہوں نے زبان سے اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ لیکن ان کے دل اس کا انکار کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: گویا کہ وہ کھڑی کھجوریں ہیں۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَ رَاَیْتَهُمْ یَصُدُّوْنَ وَ هُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۵ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۶ هُمُ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى یَنْفَضُّوْا ؕ وَ

لِلّٰهِ خَزَآىِٕنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ۝۷ يَقُوْلُوْنَ لَىِٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝۸

''اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ اللہ کا رسول تمہارے لیے مغفرت طلب کرے، تو (انکار سے) اپنے سروں کو گھماتے ہیں اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ (حاضری سے) رکے رہے ہیں تکبر کرتے ہوئے۔ یکساں ہے ان کے لیے کہ آپ طلب مغفرت کریں ان کے لیے یا طلب مغفرت نہ کریں ان کے لیے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز نہ بخشے گا انہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ فاسقوں کی رہبری نہیں کرتا۔ یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں نہ خرچ کرو ان (درویشوں) پر جو اللہ کے رسول کے پاس ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہ (بھوک سے تنگ آکر) تتر بتر ہو جائیں۔ اور اللہ کے لیے ہی ہیں خزانے آسمانوں اور زمین کے لیکن منافقین (اس حقیقت کو) سمجھتے ہی نہیں۔ منافق کہتے ہیں کہ اگر ہم لوٹ کر گئے مدینہ میں تو نکال دیں گے عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو، حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے، مگر منافقوں کو (اس بات کا) علم ہی نہیں''۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ دوران سفر جب کسی منزل پر اترتے تو آپ وہاں سے کوچ نہ کرتے تھے جب تک آپ وہاں نماز نہ پڑھ لیتے۔ جب غزوۂ تبوک کے وقت آپ ﷺ نے ایک مقام پر قیام فرمایا، تو عبد اللہ بن ابی نے کہا اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ پس یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ تو آپ ﷺ نے وہاں سے سفر شروع کر دیا اور نماز ادا نہ فرمائی۔ تو صحابہ کرام نے آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ابن ابی کا واقعہ بیان کیا۔ پھر قرآن کریم نازل ہوا: اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ۔ پھر عبد اللہ بن ابی حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور معذرت کرنے لگا اور قسم اٹھا کر کہنے لگا اس نے اس طرح نہیں کہا اور آپ ﷺ اسے فرمانے لگے: توبہ کر لے۔ لیکن وہ (انکار میں) اپنے سر کو گھمانے لگا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ الآیہ۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن ابی بن سلول سے کہا گیا: آ، تا کہ تیرے لیے رسول اللہ ﷺ مغفرت طلب کریں۔ تو اس نے اپنا سر گھما دیا اور کہنے لگا: میں نے کیا کہا ہے؟

ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ کے تحت کہا کہ وہ استہزاء سروں کو حرکت دیتے رہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس طرح کہ اس کے رشتہ داروں میں سے ایک بچہ اس کی گفتگو

اور شدید تکذیب لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا لیا۔ تو وہ قسم کھانے لگا اور اس سے اپنی برأت کا اظہار کرنے لگا اور انصار بھی اس بچے کے پاس آ کر اسے لعن طعن اور ملامت کرنے لگے۔ عبداللہ بن ابی سے کہا گیا: اگر تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ تو آپ ﷺ تیرے لیے مغفرت طلب فرمائیں۔ تو وہ اپنا سر گھمانے لگا اور یہ کہنے لگا: میں نے کچھ نہیں کیا، اس نے میرے خلاف جھوٹ بولا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں جو تم سن رہے ہو۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حکم کی سند سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کا ایک بیٹا تھا جسے حباب کہا جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا۔ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میرا والد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اسے قتل کردوں۔ لیکن آپ ﷺ نے اسے فرمایا: تو اپنے باپ کو قتل نہ کر، وہ پھر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک میرا باپ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے، آپ مجھے اجازت عطا فرمائیے تاکہ میں اسے قتل کردوں۔ لیکن حضور نبی رحمت ﷺ نے اسے فرمایا۔ تو اپنے باپ کو قتل نہ کر، وہ تیسری بار حاضر خدمت ہوا اور عرض کناں ہوا: یا رسول اللہ! ﷺ میرا باپ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب ﷺ کو اذیت پہنچاتا ہے۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسے قتل کردوں۔ لیکن حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پھر اسے ارشاد فرمایا: تو اپنے باپ کو قتل نہ کر۔ تو پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں اسے آپ کے وضو کا پانی پلاؤں۔ شاید اس کا دل نرم ہو جائے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور اسے پانی عطا کیا وہ لے کر اپنے باپ کے پاس گیا اور اسے وہ پانی پلا دیا۔ پھر اس سے پوچھا: کیا تو جانتا ہے میں نے تجھے کیا پلایا ہے؟ تو اس کے باپ نے اسے جواب دیا۔ تو نے اپنی ماں کا پیشاب مجھے پلایا ہے۔ تو یہ سن کر بیٹے نے اسے کہا: قسم بخدا! میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی پلایا ہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: عبداللہ بن ابی سردار اور معاشرے میں قدر و منزلت والا آدمی تھا اور یہ آیت اس کے بارے اور ان منافقین کے بارے میں نازل ہوئی جو یہ کہتے تھے کہ تم ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں یہاں تک کہ وہ بکھر جائیں۔ اس نے یہ کہا: کہ اگر ہم مدینہ طیبہ لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ حکم نے کہا: پھر بشر بن مسلم نے مجھے یہ بتایا کہ اسے یہ کہا گیا: اے ابو حباب! بلاشبہ تیرے بارے میں شدید ترین آیات نازل ہوئی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو آپ تیرے لیے استغفار فرمائیں گے۔ تو اس نے اپنا سر ہلا دیا۔ پھر اس نے کہا: تم نے مجھے حکم دیا کہ میں ایمان لاؤں۔ تحقیق میں ایمان لے آیا اور تم نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کروں۔ پس میں نے وہ بھی ادا کر دی۔ اب صرف یہی باقی ہے کہ میں محمد ﷺ کو سجدہ کروں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کا ایک مقام تھا جس پر وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 125، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہر جمعہ کھڑا ہوتا تھا اور وہ اس مقام کو اپنی ذات اور اپنی قوم میں باعث شرف ہونے کے سبب کبھی چھوڑتا نہ تھا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن خطبہ ارشاد فرما کر بیٹھ جاتے تو وہ کھڑا ہوتا اور کہتا اے لوگو! یہ تمہارے درمیان رسول اللہ ﷺ ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے سبب عزت و تکریم عطا فرمائی ہے اور ان کے سبب تمہیں غلبہ عطا فرمایا ہے۔ پس تم ان کی مدد کرو، ان کی عزت و توقیر کرو، ان کی گفتگو کو سنو اور ان کی اطاعت و پیروی کرو۔ پھر وہ بیٹھ جاتا۔ پس جب رسول اللہ ﷺ احد سے واپس آئے اور وہاں اس منافق نے جو کچھ کیا سو کیا۔ تو یہ اٹھ کر وہی کچھ کرنے لگا جو کیا کرتا تھا تو مسلمانوں نے اطراف سے اس کے کپڑے پکڑ لیے اور کہا: اے اللہ کے دشمن! بیٹھ جا تو اس مقام کے اہل نہیں ہے۔ تو نے جو کچھ کیا ہے سو کیا ہے۔ تو وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے نکل گیا اور کہنے لگا: قسم بخدا! میں بہت عمدہ بات کہتا کہ میں کھڑا ہو کر ان کے حکم کو درست قرار دیتا تھا اور اسے پختہ اور مضبوط کرتا تھا۔ تو ایک آدمی نے اسے کہا: تیری بربادی ہو۔ تو واپس لوٹ جا۔ رسول اللہ ﷺ تیرے لیے مغفرت طلب کریں گے۔ تو اس پر اس منافق نے کہا: قسم بخدا! میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لیے استغفار کریں۔ (1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب سورۂ براءۃ کی یہ آیت نازل ہوئی: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ (التوبہ:80) تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنے رب کا کلام سن رہا ہوں، تحقیق اس نے مجھے ان کے بارے میں رخصت دی ہے۔ قسم بخدا! میں ستر مرتبہ سے زیادہ بار استغفار کروں گا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ۔ (2)

ابن مردویہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (التوبہ:85) تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ستر مرتبہ سے بھی زائد بار (استغفار) کروں گا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمان نازل فرمایا: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ الآیہ۔

امام ابن مردویہ اور الضیاء رحمہما اللہ نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عسیف (مزدور) کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نیز رحمہ اللہ حضرت زید بن ارقم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ دونوں پڑھتے تھے لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِهٖ۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا: تم ان پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں۔ کیونکہ اگر تم نے ان پر خرچ نہ کیا تو وہ بکھر جائیں گے اور اس قول يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 318، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 125، (مفہوم)، داراحیاء التراث العربی بیروت

الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ کے تحت فرمایا: یہ قول ایک بہت بڑے منافق نے کہا: دو آدمی نفاق کے سبب آپس میں لڑ پڑے، ان میں سے ایک غفاری تھا اور دوسرا جہنی تھا، غفاری جہنی پر غالب آ گیا اور جہینہ اور انصار کے درمیان دوستی تھی۔ وہ ایک دوسرے کے حلیف تھے۔ تو منافقین میں سے ایک آدمی نے کہا اور وہ عبداللہ بن ابی تھا۔ اے بنی اوس اور خزرج! اپنے ساتھی اور اپنے حلیف کی مدد کے لیے آؤ۔ پھر اس نے یہ کہا: قسم بخدا! ہماری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال اس طرح ہے جیسے کسی کہنے والے نے کہا "سَمِّنْ كَلْبَكَ يَاكُلْكَ" (اپنے کتے کو خوب موٹا تازہ کرتا کہ وہ تجھے کھا جائے) قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو یقیناً عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ ان میں سے بعض نے اس کی یہ بات نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچائی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیجئے کہ وہ اس منافق کی گردن مار دے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا لوگ یہ باتیں نہیں کرنے لگیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرنے لگے ہیں اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس منافقین میں سے دو سے زائد آدمی تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا وہ نماز پڑھتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ اور اس کی نماز میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: مجھے نمازیوں سے روکا گیا ہے۔ مجھے نمازیوں سے منع کیا گیا ہے۔ مجھے نمازیوں سے روکا گیا ہے۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا کے تحت فرماتے ہیں کہ وہ جو کہتے ہیں: تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کھانا نہ کھلاؤ۔ یہاں تک کہ جب بھوک انہیں پہنچے گی تو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیں گے۔ اور لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ کے تحت آپ نے فرمایا: کہ یہ قول راس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا اور اس کے ساتھ منافقین میں سے اور لوگ بھی تھے۔

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم ایک غزوہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضرت سفیان نے کہا: کہ ان کا گمان یہ ہے کہ وہ غزوہ بنی مصطلق تھا۔ منافقین میں سے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کی پشت پر ہاتھ یا لات ماری۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے سنا۔ تو فرمایا: یہ جاہلیت کی پکار اور آواز کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: مہاجرین میں سے کسی آدمی نے انصار کے ایک آدمی کی پشت پر لات ماری ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اسے (جاہلیت کو) چھوڑ دو کیونکہ یہ بدبودار ہے"۔ جب عبداللہ بن ابی نے اس کے بارے سنا۔ تو اس نے کہا: کیا انہوں نے اس طرح کیا ہے۔ قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت فرمائیے تاکہ میں اس منافق کا سر قلم کر دوں۔ یہ سن کر حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے چھوڑ دو تاکہ لوگ یہ باتیں نہ کرنے لگ جائیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں"۔ امام ترمذی نے اس روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کے بیٹے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 312، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا قسم بخدا! قسم بخدا! تو لوٹ کر نہیں جائے گا۔ یہاں تک کہ تو اقرار کرے گا تو ذلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزت والے ہیں۔ پس اس نے اسی طرح کیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انصار کے ایک غلام اور بنی غفار کے ایک غلام کے درمیان راستے میں کچھ گفتگو ہوگئی۔ تو عبداللہ بن ابی نے کہا: باعث مسرت ہے، تمہارے لیے قوت ہے بڑی آسانی کے ساتھ اور بلا مشقت تم نے مزینہ اور جہینہ میں سے طاقتور لمبی پنڈلی والوں کو جمع کر لیا ہے اور انہوں نے تمہیں تمہارے پھلوں پر غالب کر دیا ہے۔ اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلت والوں کو نکال دیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی قریب الموت ہوا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور دونوں کے مابین گفتگو چلی۔ تو عبداللہ بن ابی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: جو کچھ آپ کہتے ہیں میں اسے سمجھتا ہوں۔ لیکن آج آپ مجھ پر احسان فرمایئے اپنی اس قمیص مبارک سے مجھے کفن دیجئے اور میری نماز جنازہ بھی پڑھایئے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنی قمیص مبارک میں کفن دیا اور اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے وہ کون سی نماز تھی۔ اور حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی انسان کو دھوکہ نہیں دیا مگر یہ کہ حدیبیہ کے دن اس نے اچھی بات کہی تھی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا وہ بات کیا تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: قریش نے اسے کہا تھا: اے ابو حباب! ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت اللہ شریف کے طواف سے روک دیا ہے۔ لیکن ہم تجھے اجازت دیتے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا: نہیں میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب وہ مدینہ طیبہ پہنچے تو اس کے بیٹ نے تلوار اٹھائی اور اپنے والد سے کہا: تو یہ گمان کرتا ہے کہ اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے، قسم بخدا! تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت کے بغیر مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

امام حمیدی رحمہ اللہ نے مسند میں حضرت ابو ہارون مدنی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے کہا: قسم بخدا! تو مدینہ طیبہ میں کبھی داخل نہیں ہو سکے گا یہاں تک کہ تو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزت والے ہیں اور میں ذلیل ہوں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی مصطلق سے واپس لوٹے تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنے باپ پر تلوار سونت لی اور کہا: مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم! میں اسے نیام میں نہیں ڈالوں گا، یہاں تک کہ تو یہ کہہ دے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزت والے ہیں اور میں ذلیل ہوں۔ نتیجۃً اس نے کہا: تیری ہلاکت ہو! محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزت والے ہیں اور میں ذلیل ہوں۔ یہ خبر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو اس نے آپ کو حیرت میں ڈال دیا اور اس کے بارے اس کا شکریہ ادا کیا۔

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 389 (3315)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب وہ مدینہ طیبہ میں آئے تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ پر تلوار سونت لی اور فرمایا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ یا پھر تو یہ کہے کہ میں ذلیل ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ انہوں نے مسلسل یہ کیفیت برقرار رکھی یہاں تک کہ اس نے وہ کہہ دیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب غزوۂ بنی مصطلق میں تھے۔ جب وہ ایک منزل پر آئے تو مہاجرین اور انصار کے غلاموں کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ پس مہاجرین کے غلاموں نے مہاجرین کو مدد کے لیے بلایا اور انصار کے غلاموں نے انصار کو بلایا۔ جب اس کی خبر عبداللہ بن ابی بن سلول کے پاس پہنچی۔ تو اس نے کہا: قسم بخدا! اگر وہ ان پر خرچ نہ کرتے تو وہ آپ کے اردگرد سے بکھر جاتے۔ قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ جب اس کی اطلاع حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ نے وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا اور آپ نے دوران سفر بنی عبدالاشہل کے سواروں کو پایا تو آپ نے ان سے کہا: کیا تم جانتے نہیں منافق عبداللہ بن ابی نے کیا کہا ہے؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس نے کیا کہا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس نے کہا ہے قسم بخدا! اگر تم ان پر خرچ نہ کرتے تو وہ آپ کے اردگرد سے بکھر جاتے قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ لوٹ کر گئے تو عزت والے جہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس نے سچ کہا ہے۔ قسم بخدا! آپ ہی سب سے بڑھ کر عزت والے ہیں اور وہ ذلیل ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ہمراہ ایک مقام پر تھے کہ اسی دوران قریش کے ایک آدمی اور ایک انصاری کے درمیان گفتگو ہو گئی یہاں تک کہ دونوں کے درمیان بات بڑھ گئی، معاملہ تحت ہو گیا۔ اس کی خبر عبداللہ بن ابی کو ہوئی، وہ باہر نکلا اور اس نے آواز دی۔ میری قوم پر وہ غالب آ گیا ہے جس کی کوئی قوم اور جماعت نہیں۔ اس کی اطلاع حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ہوئی۔ تو آپ نے اپنی تلوار پکڑی اور اس ارادے سے نکل پڑے کہ اسے مار دیں گے۔ پھر آپ کو یہ آیت یاد آ گئی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (الحجرات: 1) (اے ایمان والو! آگے نہ بڑھا کرو اللہ اور اس کے رسول سے) پھر لوٹ آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! تجھے کیا ہوا؟ عرض کی: اس منافق پر تعجب ہوا ہے۔ وہ کہتا ہے: میری قوم پر وہ غالب آ گیا ہے جس کی کوئی قوم نہیں اور قسم بخدا! اگر ہم مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ کر گئے تو وہاں سے عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے۔ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اٹھو اور لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ یہاں سے کوچ کریں۔ پس انہوں نے سفر شروع کر دیا اور چل پڑے۔ یہاں تک کہ ان کے درمیان اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک رات کا سفر رہ گیا۔ تو عبداللہ بن ابی کا بیٹا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مدینہ طیبہ کے تمام راستوں پر اونٹ بٹھا دیئے۔ لوگ وہاں پہنچے یہاں تک کہ اس کا باپ عبداللہ بن ابی بھی وہاں پہنچ گیا۔ تو انہوں نے اسے فرمایا: پیچھے رک

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی غزوۃ بنی المصطلق، جلد 7، صفحہ 381 (36837)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جا۔ اس نے کہا: تیری ہلاکت ہو تجھے کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! تو کبھی بھی رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر مدینہ طیبہ میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اور آج معلوم ہو جائے گا عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے۔ چنانچہ وہ واپس لوٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملا اور جو کچھ اس کے بیٹے نے کیا تھا اس کی شکایت آپ سے کر دی۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جانب پیغام بھیجا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ داخل ہو جائے تو پھر انہوں نے ایسے ہی کیا۔ پس تھوڑے دن ہی گزرے کہ عبداللہ بیمار ہو گیا اور اسے شدید درد ہوا۔ تو اس نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے بیٹے! رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو اور آپ کو بلا کر لے آ۔ کیونکہ جب تو آپ کو عرض کرے گا تو آپ ﷺ اسے شرف قبول سے نوازیں گے۔ چنانچہ اس کے بیٹے نے اس طرح کیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ عبداللہ بن ابی کو شدید تکلیف ہے اور اس نے مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کے پاس حاضر ہو کر آپ کو اس کے پاس لے چلوں۔ کیونکہ وہ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ پس آپ ﷺ نے اپنے نعلین پاک پہنے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی تھی، یہاں تک کہ آپ اس کے پاس پہنچ گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے گئے تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا: مجھے بٹھا دو۔ چنانچہ انہوں نے اسے بٹھا دیا اور وہ رونے لگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے دشمن خدا! کیا اب گھبرا رہا ہے؟ تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اس لیے نہیں بلایا کہ آپ مجھے ڈانٹیں اور جھڑکیں۔ بلکہ میں نے اس لیے بلایا ہے کہ آپ مجھ پر رحم فرمائیں، تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا: تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے عرض کی: میری حاجت یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو آپ میرے غسل کے وقت حاضر ہوں، اپنے کپڑوں میں سے تین کپڑوں میں مجھے کفن دیں اور میرے جنازہ کے ساتھ چلیں اور مجھ پر نماز پڑھیں، پس رسول اللہ ﷺ نے یہ سب کچھ کیا۔ پھر اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (التوبہ: 84)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٩ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَاۤ اَخَّرْتَنِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝١٠ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝١١

"اے ایمان والو! تمہیں غافل نہ کر دیں تمہارے اموال اور نہ تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے، اور جنہوں نے ایسا کیا تو وہی لوگ گھاٹے میں ہوں گے۔ اور خرچ کر لو اس رزق سے جو ہم نے تم کو دیا اس سے پیشتر کہ آ جائے تم

میں سے کسی کے پاس موت تو (اس وقت) وہ کہنے لگے کہ اے میرے رب! تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لیے کیوں مہلت نہ دی تاکہ میں صدقہ (وخیرات) کر لیتا اور نیکوں میں شامل ہو جاتا۔ اور اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیا کرتا کسی شخص کو جب اس کی موت کا وقت آ جائے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کیا کرتے ہو"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ کے تحت فرمایا: میری امت کے صالح اور نیک بندوں کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور پانچ فرض نمازوں سے قطعاً غافل نہیں کرے گی۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی جس کے پاس اتنا مال تھا کہ وہ بیت اللہ شریف کا حج ادا کر سکتا تھا یا اس پر اس مال میں زکوٰۃ فرض تھی۔ لیکن اس نے اس طرح نہ کیا، تو وہ موت کے وقت واپس لوٹائے جانے کی آرزو کرے گا۔ تو ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ فقط کفار واپس لوٹائے جانے کا سوال کریں گے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: میں اس کے بارے ابھی تم پر قرآن کریم پڑھ دیتا ہوں۔ پھر آپ نے مذکورہ بالا تمام آیات پڑھ کر سنائیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ الآیہ کے تحت فرمایا: وہ مومن آدمی جس کے پاس مال تھا لیکن جب اسے موت آئی تو نہ اس نے مال کی زکوٰۃ دی تھی، نہ اس سے حج کیا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کا کوئی اور حق اس سے ادا کیا تھا، تو وہ موت کے وقت رجعت (واپس لوٹائے جانے) کی آرزو کرے گا۔ تاکہ وہ اپنے مال سے صدقہ اور زکوٰۃ ادا کر سکے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ نقل کیا ہے کہ اس میں ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد پانچ نمازیں ہیں اور وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ میں مراد زکوٰۃ اور حج کے اخراجات ہیں۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ذِكْرِ اللّٰهِ سے مراد فرض نماز ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاَصَّدَّقَ کا مفہوم ہے تاکہ میں زکوٰۃ ادا کروں۔ اور وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ سے مراد ہے اور میں حج ادا کر سکوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ پڑھا: فَاَصَّدَّقَ وَ اَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۝ اور فرمایا تاکہ میں حج کر سکوں۔

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۃ المنافقون، جلد 5، صفحہ 390 (3316)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 133، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے واوَ کے ساتھ پڑھا یہ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ ۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرأت سنن میں سے ایک سنت ہے۔ پس تم قرآن اس طرح پڑھو جیسے تمہیں پڑھایا گیا ہے: اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (طہ:63) فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ ۔

آیاتہا ۱۸ سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ ٦٤ رکوعاتہا ٢

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ سورۂ تغابن مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ سورۂ تغابن مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ تغابن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی مگر اس کی آخری آیات عوف بن مالک اشجعی کے بارے میں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔ اس نے اپنے اہل اور اپنی اولاد کی جفاء کے بارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت آخر سورت تک نازل فرمائی: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ آیات جو عوف بن مالک اشجعی کے بارے نازل ہوئیں، ان کے سوا مکمل سورۂ تغابن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ وہ صاحب اہل و اولاد تھا۔ پس جب وہ غزوے کا ارادہ کرتا تو وہ اس کے پاس رونے لگتے اور اسے نرم کر دیا۔ پھر اسے کہتے تو ہمیں کس کے پاس چھوڑے گا؟ پس وہ نرم ہو جاتا اور مقیم رہتا۔ تب یہ آیات اس کے بارے میں مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ ۖ وَ
هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝١ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ مِنْكُمْ
مُّؤْمِنٌ ۭ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝٢ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ
بِالْحَقِّ وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝٣ يَعْلَمُ مَا فِي
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۖ فَذَاقُوْا
وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝٥ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما نزل بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۫ فَكَفَرُوْا وَ تَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝

’’اللہ ہی کی تسبیح کر رہی ہے ہر چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر چیز جو زمین میں ہے۔ اسی کی حکومت ہے اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں اور ہر وہ چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تم میں سے بعض کافر ہیں اور تم میں سے بعض مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو خوب دیکھ رہا ہے۔ اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ اور اس نے تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہاری صورتوں کو خوبصورت بنایا اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹنا ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے نیز وہ جانتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور جسے تم ظاہر کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔ کیا نہیں آئی تمہارے پاس ان کی خبر جنہوں نے کفر کیا اس سے پہلے۔ پس چکھ لیا انہوں نے اپنے کام (یعنی کفر) کا وبال اور ان کے لیے (آخرت میں) دردناک عذاب ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آتے رہے ان کے پاس ان کے پیغمبر روشن نشانیاں لے کر پس وہ بولے کیا انسان ہماری رہبری کریں گے۔ پس انہوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ بھی (ان سے) بے نیاز ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، سب خوبیوں سراہا ہے‘‘۔

امام ابن حبان نے الضعفاء میں، طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے سر کے جال میں سورۂ تغابن کی پہلی پانچ آیات لکھی ہوتی ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب منی رحم میں چالیس راتوں تک قرار پذیر رہتی ہے تو اس کے پاس نفوس پر مقرر فرشتہ آتا ہے اور اسے لے کر رب کریم کی بارگاہ میں بلند ہو جاتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے رب! کیا یہ مذکر ہے یا مؤنث؟ پس اللہ تعالیٰ جو چاہے فیصلہ فرما دیتا ہے۔ پھر وہ عرض کرتا ہے کیا وہ بدبخت ہے یا سعادت مند؟ پس وہ سب کچھ لکھ دیا جاتا ہے جس سے وہ ملنے والا ہوتا ہے اور پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سورۂ تغابن کی پہلی پانچ آیات وَ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝ تک پڑھیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک بندۂ مومن پیدا ہوتا ہے، حالت ایمان میں زندگی گزارتا ہے اور حالت ایمان میں ہی فوت ہو جاتا ہے اور ایک بندہ کافر پیدا ہوتا ہے، حالت کفر میں زندگی گزارتا ہے اور حالت کفر میں ہی مر جاتا ہے اور ایک بندہ کچھ وقت تک شقاوت و بدبختی کے اعمال کرتا

1۔ جمع الجوامع، جلد 7، صفحہ 20، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 134، داراحیاء التراث العربی بیروت

رہتا ہے پھر اسے اس کے مطابق موت آجاتی ہے جو کچھ اس کے بارے لکھا ہوتا ہے اور وہ شقاوت کی حالت میں ہی مر جاتا ہے۔ اور ایک بندہ زمانے کا کچھ وقت شقاوت کے اعمال کرتا رہتا ہے پھر اسے اس کے مطابق موت آجاتی ہے جو اس کے بارے لکھا ہوتا ہے اور وہ سعید ہو کر مرتا ہے۔

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ
لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۭ وَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝7 فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖ وَ النُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝8 يَوْمَ
يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۭ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ
يَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝9 وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝10
مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ۭ
وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝11 وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ
تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝12 اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَ عَلَى
اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝13 يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ
اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝14

"گمان کرتے ہیں کفار کہ انہیں ہرگز دوبارہ زندہ نہ کیا جائے گا۔ فرمایئے کیوں نہیں، میرے رب کی قسم! تمہیں ضرور زندہ کیا جائے گا پھر تمہیں آگاہ کیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے، اور یہ اللہ کے لیے بالکل آسان ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔ جس دن تمہیں اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن یہی گھاٹے کے ظہور کا دن ہے۔ اور جو ایمان لے آیا اللہ پر اور نیک عمل کرتا رہا اللہ دور فرما دے گا اس سے اس کے گناہوں کو اور داخل فرمائے گا اسے باغوں میں

رواں ہوں گی جن کے نیچے ندیاں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے تا ابد۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ دوزخی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ نہیں پہنچتی (کسی کو) کوئی مصیبت بجز اللہ کے اذن کے اور جو شخص اللہ پر ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (مکرم) کی، پھر اگر تم نے روگردانی کی (تو تمہاری قسمت) ہمارے رسول کے ذمہ فقط کھول کر (پیغام) پہنچانا ہے۔ اللہ وہ ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں، پس اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو۔ اے ایمان والو! تمہاری کچھ بیبیاں اور تمہارے بچے تمہارے دشمن ہیں، پس ہوشیار رہو ان سے، اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو اور بخش دو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے کہا گیا: کیا آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کو زَعَمَ کے بارے کچھ کہتے ہوئے نہیں سنا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: میں نے آپ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے'' آدمی کی سواری کتنی بری ہے''۔(1)

ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے زَعَمَ کو ناپسند کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا کی وجہ سے زعموا کو ناپسند کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ہانی بن عروہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو فرمایا: دو کے بارے مجھ سے وعدہ کر کہ وہ تیری گفتگو میں نہیں ہوں گی، ایک زَعَمَ اور دوسرا ''سَوْفَ''۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: زَعَمَ جھوٹ کی کنیت ہے۔(5)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت شریح سے بیان کیا ہے کہ زَعَمَ جھوٹ کی کنیت ہے۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے کہا: زعموا کذب کا ساتھی ہے۔(7)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ میں مراد قیامت کا دن ہے اور وہی یوم التغابن ہے کہ اس میں اہل جنت نے اہل نار کو نقصان پہنچایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَوْمُ التَّغَابُنِ یوم قیامت کے اسماء میں سے ایک نام ہے۔(8)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ان یقول، زعموا، جلد 5، صفحہ 252 (25791)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (25792) 3۔ ایضاً (25793) 4۔ ایضاً (25795)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 252 (25796)
7۔ ایضاً (25794) 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 137

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذٰلِكَ يَوۡمُ التَّغَابُنِ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اہل جنت نے اہل جہنم کو نقصان پہنچایا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ذٰلِكَ يَوۡمُ التَّغَابُنِ کے تحت بیان کیا ہے کہ اہل جنت نے اہل جہنم کو نقصان دیا (1)۔ واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ کے تحت حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جسے کوئی مصیبت آ پہنچتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، تو وہ معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ راضی ہو جاتا ہے۔ (2)

امام حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے یہ وہ مصائب اور تکالیف ہیں جو کسی آدمی کو پہنچتی ہیں اور وہ یہ جانتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔ تو وہ انہیں اسی کے سپرد کر دیتا ہے اور راضی ہو جاتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ کے تحت انہوں نے فرمایا: یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے، اللہ تعالیٰ اس کے دل کو یقین عطا فرما دیتا ہے اور وہ یہ جان لیتا ہے کہ جو (تکلیف) اسے پہنچی ہے وہ اس سے خطا نہیں ہو سکتی تھی اور جو اس سے خطا ہو گئی ہے وہ اسے پہنچ نہیں سکتی۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جسے وہ ایمان نصیب ہوا، جس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرتا ہے، تو وہی ہدایت یافتہ دل والا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن اہل ایمان کو قبروں سے اٹھایا جائے گا، ان کا شعار یہ ہوگا لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۞۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ مِنۡ اَزۡوَاجِكُمۡ وَاَوۡلَادِكُمۡ عَدُوًّا لَّكُمۡ فَاحۡذَرُوۡهُمۡ اہل مکہ میں سے ایک قوم کے بارے نازل ہوئی کہ وہ اسلام لائے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور ان کی بیویوں اور بچوں نے اس سے انکار کر دیا کہ وہ انہیں چھوڑ کر جائیں۔ پس جب وہ رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہ دین میں فقاہت حاصل کر چکے ہیں تو انہوں نے چاہا کہ وہ انہیں سزا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ (4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کرہ ان یقول زعموا، جلد 7، صفحہ 191 (35231)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 196، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 138، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن ترمذی تفسیر سورۃ التغابن، جلد 5، صفحہ 391 (3317)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی ہجرت کا ارادہ کرتا تھا۔ لیکن اس کی بیوی اور اس کے بچے اسے روک لیتے تھے۔ تو وہ کہتا: قسم بخدا! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اور تمہیں دار الہجرت میں جمع کر دیا تو میں یقیناً اس طرح کروں گا، اس طرح کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں دار الہجرت میں جمع کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ ان میں سے بعض وہ ہیں جو نہ طاعت وفرمانبرداری کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی معصیت سے روکتے ہیں اور کسی آدمی کی عداوت کے لیے اتنا کافی ہوتا ہے کہ اس کا ساتھی نہ طاعت کا حکم دیتا ہے اور نہ معصیت سے روکتا ہے اور وہ جہاد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے سے روکتے تھے۔

اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۱۵ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ اسْمَعُوْا وَ اَطِیْعُوْا وَ اَنْفِقُوْا خَیْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۱۶ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝۱۷ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۱۸

"بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد بڑی آزمائش ہے، اور اللہ ہی ہے جس کے پاس اجر عظیم ہے۔ پس ڈرتے رہو اللہ سے جتنی تمہاری استطاعت ہے اور (اللہ کا فرمان) سنو اور اسے مانو اور (اس کی راہ میں) خرچ کرو یہ بہتر ہے تمہارے لیے، اور جنہیں بچا لیا گیا ان کے نفس کے بخل سے تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو تو وہ اسے کئی گنا کر دے گا تمہارے لیے اور بخش دے گا تمہیں، اور اللہ تعالیٰ بڑا قدر دان (اور) بہت حلم والا ہے۔ ہر نہاں اور عیاں کا جاننے والا ہے، سب پر غالب، بڑا دانا ہے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت کریمہ میں فِتْنَةٌ سے مراد آزمائش ہے اور اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۱۵ سے مراد جنت ہے۔

ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کہے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفِتْنَةِ" اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر وہ فتنہ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ البتہ جو پناہ طلب کرے تو اسے چاہیے کہ وہ فتنہ کی گمراہیوں سے پناہ مانگے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ نے ابوالضحیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا، حالانکہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 449 (11957)، دار الفکر بیروت

تھا: اے اللہ! میں تجھ سے فتنہ یا فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو پسند کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مال اور اولاد عطا نہ فرمائے۔ تم میں سے جو بھی فتنوں سے پناہ مانگے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی گمراہیوں سے پناہ طلب کرے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: بے شک ہر امت کے لیے فتنہ اور آزمائش ہے۔ لیکن میری امت کا فتنہ اور آزمائش مال ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہر امت کے لیے فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر امت کے لیے فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

امام وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی سے کہا: بے شک تو فتنہ کو پسند کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا: کیا میں؟ آپ نے فرمایا: ہاں پس۔ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ اس کے ذہن میں اس میں سے کچھ داخل نہیں ہوا تو فرمایا تو مال اور اولاد سے محبت کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما دونوں آئے، انہوں نے سرخ رنگ کی قمیصیں پہن رکھی تھیں، وہ چل رہے تھے اور گرتے پڑتے تھے۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ منبر سے نیچے تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے: اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ بلاشبہ جب میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو میں صبر نہ کر سکا اور میں نے اپنی گفتگو روک دی اور ان کے لیے منبر سے نیچے اترا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اتنے میں حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما سامنے آ گئے اور جو کپڑا ان پر تھا وہ ان کے پاؤں کے نیچے آیا اور وہ گر پڑے اور رونے لگے، تو رسول اللہ ﷺ منبر سے نیچے اترے۔ جب لوگوں نے دیکھا تو وہ جلدی سے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے، تا کہ وہ آپ کو پکڑ سکیں اور بعض بعض سے ان کی طرف آگے بڑھ گئے۔ مگر وہ رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک میں آئے۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ شیطان کو برباد کرے۔ بلاشبہ اولاد فتنہ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں نہیں جانتا کہ میں منبر سے نیچے اترا ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے رونے کی آواز سنی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اولاد فتنہ ہے میں اس کے لیے کھڑا ہو گیا اور میں سمجھا بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

1۔ سنن ترمذی، باب مناقب الحسن والحسین علیہما السلام، جلد 5، صفحہ 616 (3774)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران: 102) تو قوم پر عمل شدید اور سخت ہو گیا۔ پس وہ کھڑے ہوتے یہاں تک کہ ان کی ٹانگیں ورم آلود ہو جاتیں اور ان کی پیشانیوں پر پھوڑے نکل آتے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تخفیف کے لیے یہ آیت نازل فرمائی: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ اس سے پہلی آیت منسوخ ہو گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ کا معنی ہے اپنی ہمت اور طاقت کے مطابق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رخصت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ آل عمران میں یہ حکم نازل فرمایا تھا: اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران: 102) اور اس سے ڈرنے کا حق تو یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی قطعاً نہ کی جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے تخفیف فرمائی اور رخصت نازل فرمائی: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا۔ فرمایا اے ابن آدم! اللہ تعالیٰ کا فرمان سنو اور امور میں اسے مانو جن کی تم استطاعت رکھتے ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے ان امور میں سمع اور طاعت کی بیعت لی جن کی وہ استطاعت رکھتے تھے۔

امام ابن سعد، امام احمد اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے حضرت حکم بن حزن کلفی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا: ہم وفد بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کئی دن ٹھہرے رہے۔ اسی دوران ہم ایک جمعہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور انتہائی پاکیزہ، ہلکے اور مبارک کلمات کے ساتھ اس کی ثنا اور تعریف بیان کی۔ پھر فرمایا: ”اے لوگو! بلاشبہ تم ہر اس حکم پر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھو گے جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے پس تم درست اور صحیح رہو اور خوش رہو“(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝ کے تحت فرمایا کہ جنہیں اخراجات میں اپنے نفس کے بخل سے بچالیا گیا تو وہ لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حبیب بن شہاب عنبری سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی کو یہ کہتے سنا کہ میں عرفہ کے دن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے چاہا کہ میں آپ کی سیرت و کردار کی اقتداء کروں اور آپ کی گفتگو سنوں تو اس دوران میں نے اکثر آپ کو یہ دعا مانگتے سنا: اے اللہ! میں فحش بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ یہاں تک کہ آپ (عرفات سے) واپس لوٹ آئے۔ پھر آپ نے مزدلفہ میں رات گزاری، تو وہاں بھی میں نے آپ کو یہی کہتے سنا۔ سو جب میں نے ان سے علیحدہ ہونے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے کہا: اے عبداللہ! میں نے آپ کی سیرت اور طریقہ کار کی اقتداء کرنے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے اکثر آپ کو یہ کہتے سنا ہے کہ آپ بخل فاحش سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا میں مفلحین میں سے ہونے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 212، دار صادر بیروت

سے افضل اور اعلیٰ کچھ نہیں چاہتا اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے اپنے بندے سے قرض مانگا، تو اس نے مجھے قرض دینے سے انکار کر دیا۔ میرے بندے نے مجھے نازیبا الفاظ کہے اور وہ جانتا نہیں ہے، وہ کہتا ہے: ہائے زمانہ، ہائے زمانہ، حالانکہ زمانہ میں ہوں۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوحیان رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں ان کے شیخ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جب کسی سائل کو یہ کہتے ہوئے سنتے کہ کون اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دے گا۔ تو کہتے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ یہ قرض حسن ہے۔

1۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۃ التغابن، جلد 2، صفحہ 533 (3816)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۲ سُوْرَۃُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّۃٌ ۶۵ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ طلاق مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور سعید بن منصور رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نماز جمعہ میں سورۃ الجمعہ اور یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ کی قرأت فرمائی۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ
وَ اتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ
یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ
فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝۱ فَاِذَا
بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ
اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَ اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ یُوْعَظُ بِهٖ مَنْ
كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ۬ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ۙ
وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۝۳

"اے نبی (مکرم)! (مسلمانوں سے فرماؤ) جب تم (اپنی) عورتوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو انہیں طلاق دو ان کی عدت کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور شمار کرو عدت کو اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے۔ نہ نکالو انہیں ان کے گھروں سے اور نہ وہ خود نکلیں بجز اس کے کہ وہ ارتکاب کریں کسی کھلی بے حیائی کا۔ اور یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں، اور جو تجاوز کرتا ہے اللہ کی حدوں سے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تجھے کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی اور صورت پیدا کر دے۔ تو جب وہ پہنچنے لگیں اپنی میعاد کو تو روک لو انہیں بھلائی کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ما نزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب القراءۃ فی یوم الجمعۃ، جلد 3، صفحہ 79 (1439)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ساتھ یا جدا کر دو انہیں بھلائی کے ساتھ اور گواہ مقرر کر لو دو معتبر آدمی اپنے میں سے اور گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے واسطے دو، ان باتوں سے نصیحت کی جاتی ہے اس شخص کو جو ایمان رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر اور جو (خوش بخت) ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ سے بنا دیتا ہے اللہ اس کے لیے نجات کا راستہ۔ اور اسے (وہاں سے) رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا، اور جو (خوش نصیب) اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو اس کے لیے وہ کافی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرنے والا ہے۔ مقرر کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دی اور وہ اپنے گھر والوں کے پاس چلی آئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَآ يُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ تو آپ سے کہا گیا کہ آپ ان کی طرف رجوع کر لیں کیونکہ آپ روزے رکھنے والی اور کثرت سے قیام کرنے والی ہیں اور بلاشبہ وہ جنت میں آپ کی ازواج میں سے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن سیرین نے لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا○ کے تحت بیان کیا ہے کہ یہ حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک طلاق دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے يَآ يُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا○ تک یہ آیت نازل فرمائی۔ تو پھر آپ ﷺ نے ان کی طرف رجوع فرما لیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبد بن یزید ابو رکانہ نے ام رکانہ کو طلاق دی۔ پھر قبیلہ مزینہ کی ایک عورت سے نکاح کر لیا۔ تو وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ میرے لیے قطعاً مفید نہیں ہے۔ مگر اتنا ہی جتنا یہ بال مفید ہے۔ اس نے اپنے سر کے بال پکڑ لیے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کو حمیت نے آلیا۔ تو آپ ﷺ نے رکانہ اور اس کے بھائیوں کو بلایا۔ پھر آپ نے اپنے ہم نشینوں سے فرمایا: کیا تم اس اس طرح جانتے ہو۔ پھر آپ ﷺ نے عبد بن یزید کو فرمایا: تو اسے طلاق دے۔ تو اس نے ایسا کر دیا۔ پھر ابو رکانہ کو فرمایا: تو اس سے رجوع کر لے۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں نے اسے طلاق دے رکھی ہے۔ آپ نے فرمایا: میں یہ چاہتا ہوں پس تو اس کی طرف رجوع کر لے۔ تو پھر مذکورہ پہلی آیت نازل ہوئی۔ امام ذہبی نے فرمایا ہے: اس روایت کی سند انتہائی کمزور ہے اور یہ خبر غلط ہے۔ کیونکہ عبد بن یزید نے اسلام کو پایا ہی نہیں۔ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ يَآ يُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ کے بارے ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن عمرو بن العاص اور طفیل بن حارث اور عمرو بن سعید بن العاص رضی اللہ عنہم کے بارے نازل ہوئی۔

1۔ مستدرک حاکم تفسیر سورۃ الطلاق، جلد 2، صفحہ 533 (3897)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے عہد میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور آپ ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے حکم دو کہ وہ رجوع کر لے۔ پھر اسے روکے رکھے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے۔ پھر اگر اس کے لیے ضروری ہو تو اسے طلاق دے دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق مذکورہ آیت نازل فرمائی۔ ابوزبیر نے کہا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا ہے یعنی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔

امام مالک، امام شافعی، عبدالرزاق نے مصنف میں، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابویعلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ کو حالت حیض میں طلاق دی۔ تو اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ کے پاس کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس میں اظہار ناراضگی فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: اسے چاہیے کہ وہ رجوع کر لے پھر اسے پاک ہونے تک اپنے پاس روکے رکھے۔ پھر اسے حیض آئے اور جب وہ اس سے پاک ہو جائے۔ پھر اگر اس کے لیے ضروری ہو کہ وہ اسے طلاق دے۔ تو اسے چاہیے کہ حالت طہر میں اسے مس کرنے سے پہلے پہلے طلاق دے دے۔ پس یہی وہ عدت ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اس کے لیے عورتوں کو طلاق دے اور حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ آیت پڑھی۔(1)

امام عبدالرزاق نے مصنف میں، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح قرأت فرمائی۔ "فَطَلِّقُوْهُنَّ فِیْ قُبُلِ عِدَّتِهِنَّ"۔(2)

امام ابن الانباری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس طرح قرأت کی۔ "فَطَلِّقُوْهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ"

امام عبدالرزاق، ابوعبید نے فضائل میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس طرح پڑھتے تھے: "فَطَلِّقُوْهُنَّ لِقُبُلِ عِدَّتِهِنَّ"(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ کا معنی ہے تم انہیں ایسے طہر میں طلاق دو جو جماع سے خالی ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لِعِدَّتِهِنَّ کا مفہوم ہے کہ تم انہیں ایسے طہر میں طلاق دو جس میں جماع نہ ہو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(4)

1۔ صحیح بخاری، تفسیر سورۃ الطلاق، جلد 2، صفحہ 729، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجہ الطلاق، جلد 6، صفحہ 239 (2969)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 315، 4۔ مجمع الزوائد، باب طلاق السنۃ وکیف الطلاق، جلد 4، صفحہ 619 (7771)، دارالفکر بیروت

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، طبرانی، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جو ارادہ کرے کہ اس طریقہ کے مطابق طلاق دے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا ہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ایسی حالت طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ ہو۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لِعِدَّتِهِنَّ سے مراد وہ طہر ہے جس میں جماع نہ ہو۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی کو اپنی بیوی سے یہ نہیں کہنا چاہیے: ''قَدْ طَلَّقْتُكِ'' (میں نے تجھے طلاق دی) ''قَدْ رَاجَعْتُكِ'' (میں نے تیری طرف رجوع کرلیا) یہ مسلمانوں کی طلاق نہیں ہے۔ تم اس عورت کو اس کی حالت طہر میں طلاق دو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ کے تحت کہا: پس تم انہیں ان کے طہر میں طلاق دو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایسے طہر میں طلاق دو جس میں جماع نہ ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْعِدَّةَ سے مراد یہ ہے کہ آدمی عورت کو ایسے طہر کی حالت میں طلاق دے جس میں جماع نہ ہو۔ پس ایک آدمی اپنی عورت سے ملاپ کرتا ہے اور جب اس سے جدا ہوتا ہے تو اسی وقت اسے طلاق دے دیتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا ہوتا کیا وہ حاملہ ہے یا غیر حاملہ ہے۔ بے شک اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایک دن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی آدمی نے پوچھا: اے ابن عباس! میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اور تیری بیوی تجھ پر حرام ہو چکی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا کہ وہ تیرے لیے نکلنے کی کوئی راہ بنا دیتا۔ تم میں سے کوئی طلاق دے دیتا ہے اور پھر کہتا ہے: اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ الفاظ اسی طرح پڑھتے تھے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کوئی عورت کو طلاق نہ دے اس حال میں کہ وہ حائضہ ہو اور نہ ہی ایسے طہر میں جس میں اس نے اس کے ساتھ جماع کیا ہو۔ بلکہ اسے چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ جب وہ حائضہ ہو اور پھر اس سے پاک ہو جائے، تب وہ اسے ایک طلاق دے۔ اگر وہ عورت حیض والی ہے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ اور اگر اسے حیض نہیں آتا تو اس کی عدت تین مہینے ہے۔ اگر وہ حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اور جب وہ اس کی عدت گزرنے سے پہلے اس کی طرف رجوع کا ارادہ کرے، تو وہ اس پر دو آدمیوں کو

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجہ الطلاق، جلد 6، صفحہ 239 (10972)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 145، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، باب المطلق ثلاثا، جلد 6، صفحہ 308 (11396) مفہوم، دارالکتب العلمیہ بیروت

گواہ بنا لے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ یعنی تم اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو طلاق کے وقت اور رجوع کرتے وقت گواہ بنالو۔ پس اگر اس نے اس کی طرف رجوع کر لیا، تو اب وہ دو طلاقوں کے اختیار کے ساتھ اس کے پاس رہے گی۔ اور اگر اس نے رجوع نہ کیا، تو جب اس کی عدت گزر جائے گی۔ تو ایک طلاق کے ساتھ وہ اس سے جدا ہو گئی اور اب وہ اپنے نفس کی زیادہ مالک ہو گی۔ پھر وہ چاہے تو اسی سے شادی کر لے یا کسی اور سے۔(1)

امام عبد بن حمید، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ طلاق العدۃ یہ ہے کہ آدمی اپنی عورت کو طلاق دے اس حال میں کہ وہ پاک ہو (یعنی اس کی حالت حیض نہ ہو) پھر وہ اسے چھوڑ دے۔ یہاں تک اس کی عدت گزر جائے یا اگر چاہے تو اس سے رجوع کر لے۔(2)

امام عبد الرزاق، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے اور اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ان سے اس آدمی کے بارے پوچھا گیا جس نے اپنی عورت کو سو طلاقیں دیں تھیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کے لیے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ ...... الآیہ۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ کے تحت کہا: کہ طلاق ایسے طہر میں ہو جس میں جماع نہ ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شریح نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، پھر خاموش رہا۔ یہاں تک کہ عدت گزر گئی۔ اور اس کے پاس آیا اور اجازت طلب کی اور وہ گھبرا گئی وہ اندر داخل ہوا اور کہا میں نے چاہا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُیُوْتِهِنَّ وَ لَا یَخْرُجْنَ (تم انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود نکلیں)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت بیان کی ہے کہ شریح نے اپنی بیوی کو طلاق دی، اور اس پر گواہ بنا لیے۔ اور دونوں گواہوں سے کہا: میرے بارے میں اس شہادت کو چھپائے رکھنا۔ پس انہوں نے اسے مخفی رکھا، یہاں تک کہ عدت گزر گئی۔ پھر شریح نے بیوی کو اس کی خبر دی اور اس نے اپنا سامان منتقل کر لیا۔ شریح نے کہا: میں نے اسے ناپسند کیا ہے کہ تو گناہ گار ہو۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ مطلقہ عورت اور وہ جس کا خاوند فوت ہو جائے وہ دونوں دن کے وقت گھر سے نکل سکتی ہیں۔ لیکن وہ مکمل رات اپنے گھروں سے باہر نہیں گزار سکتیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھے فاطمہ بنت قیس نے بتایا کہ اس کے خاوند نے اسے تین طلاقیں دیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم فرمایا: پس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 145,153، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 322، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 308 (11392)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 354 (11062)، مفہوم

اس نے اپنے چچا عمرو ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ کے پاس عدت گزاری۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس نے انہیں بتایا کہ وہ ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ کے نکاح میں تھی اور اس نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔ پس اس نے یہ گمان کیا کہ وہ اپنے گھر سے نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حضرت ابن ام کلثوم رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہونے کا حکم دیا۔ یہ نابینا تھے۔ لیکن مروان نے مطلقہ کے اپنے گھر سے نکلنے کے مسئلہ میں فاطمہ کی تصدیق نہیں کی اور عروہ نے کہا ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس مسئلہ میں فاطمہ بنت قیس کی بات تسلیم نہیں کی ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو اسحاق سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں اسود بن یزید کے ساتھ بڑی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور ہمارے ساتھ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ تو انہوں نے فاطمہ بنت قیس کی حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے سکنیٰ مقرر کیا اور نہ ہی نفقہ۔ تو اسود نے سنگریزوں کی ایک مٹھی اٹھائی اور ان کی طرف پھینکی۔ پھر کہا: تیری ہلاکت ہو تو اس قسم کی حدیث بیان کرتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو۔ ایک عورت کے قول کی وجہ سے ترک نہیں کریں گے۔ ہم نہیں جانتے۔ اسے یاد رہا یا وہ بھول گئی کہ اس کے لیے سکنیٰ اور نفقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف نکلے۔ تو انہوں نے اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کی طرف طلاق کا پیغام بھیجا۔ وہ اپنی طلاق کے باوجود وہیں رہی۔ حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ نے اس کے لیے نفقہ کا حکم دیا۔ تو اس نے اسے قلیل قرار دیا۔ تو ان دونوں نے اسے کہا: قسم بخدا! تیرے لیے کوئی نفقہ نہیں مگر یہ کہ تو حاملہ ہوتی۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور اپنا معاملہ آپ کو پیش کر دیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا "تیرے لیے کوئی نفقہ نہیں۔ پس تو وہاں سے منتقل ہونے کی اجازت لے لے"۔ نتیجۃً اس نے اسے منتقل ہونے کی اجازت دے دی۔ مروان نے اس کی طرف پیغام بھیجا، تاکہ وہ اس کے بارے اس سے سوال کرے تو اس نے یہی کچھ بیان کیا۔ تو مروان نے کہا: میں نے ایک عورت کے سوا کسی سے یہ حدیث نہیں سنی۔ لہٰذا ہم اسی عصمت اور بچاؤ کو اختیار کریں گے جس پر ہم نے لوگوں کو پایا ہے۔ تو فاطمہ نے کہا: میرے اور تمہارے درمیان کتاب اللہ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ لَا يَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ یہاں تک کہ اس ارشاد تک پہنچا: لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ اس نے کہا: یہ امر تو اس کے لیے ہے جس کے لیے رجوع کا حق ہے اور تین طلاقوں کے بعد کون سا امر ہو سکتا ہے۔ اور وہ کیسے کہتے ہیں: اس کے لیے نفقہ نہیں جب تک وہ حاملہ نہیں۔ اور تم اسے کیونکر روک سکتے ہو۔ البتہ وہ اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ جب اسے حیض آئے اور وہ اس سے پاک ہو جائے۔ تو وہ اسے ایک طلاق دے دے۔ پھر اگر وہ عورت حیض والی ہو۔ تو اس کی عدت تین حیض ہو گی اور اگر اسے حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت تین مہینے ہو گی اور اگر حاملہ ہو، تو اس کی عدت وضع حمل ہو گی۔ اور اگر آدمی اس کی عدت گزرنے سے پہلے

پہلے اس کی طرف رجوع کا ارادہ کرے، تو اس پر دو آدمیوں کو گواہ بنالے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ یعنی تم اپنے میں سے دو عادل آدمیوں کو طلاق دیتے وقت اور رجوع کرتے وقت گواہ بنالو۔ پس اگر اس نے رجوع کر لیا، تو وہ عورت دو طلاقوں کے اختیار کے ساتھ اس آدمی کے پاس رہے گی، اور اگر اس نے رجوع نہ کیا، تو جب اس کی عدت گزر گئی۔ تو وہ ایک طلاق کے ساتھ اس سے جدا ہو جائے گی اور یہ اپنے نفس کی زیادہ مالک ہوگی۔ پھر وہ جس سے چاہے شادی کر سکتی ہے۔ اس آدمی سے یا کسی اور سے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: طلاق کے چار درجے اور مراتب ہیں۔ ان میں سے دو حلال ہیں اور دو حرام ہیں۔ حرام یہ ہے کہ آدمی عورت کو ایسے وقت میں طلاق دے جب وہ اس سے جماع کرتا ہے۔ اور وہ نہیں جانتا کہ رحم کسی شی سے مشغول ہے یا نہیں۔ اور دوسرا مرد کا عورت کو حالت حیض میں طلاق دینا بھی حرام ہے۔ اور حلال صورتیں یہ ہیں کہ آدمی عورت کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں جماع نہ کیا ہو اور عورت کو اس حال میں طلاق دینا کہ اس کا حمل بالکل ظاہر اور واضح ہو۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں وَ لَا یَخْرُجْنَ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ کے تحت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ (مطلقہ) عورت کا عدت گزرنے سے پہلے پہلے اپنے گھر سے نکلنا کھلی بے حیائی ہے۔(3)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے، کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد زنا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد ہے مگر یہ کہ وہ زنا کا ارتکاب کریں۔(4)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا کہ یہ حکم حدود کا حکم نازل ہونے سے پہلے تھا۔ جب کوئی عورت زنا کا ارتکاب کرتی تھی تو اسے نکال دیا جاتا۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے وہ خود نہ نکلیں مگر یہ کہ وہ حد کا ارتکاب کر بیٹھے، تو وہ نکل جائے اور اس پر حد قائم کی جائے گی۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ (کھلی بے حیائی) یہ ہے کہ عورت مرد کے گھر والوں کے ساتھ بد زبانی کرنے لگے۔ پس جب وہ ان پر غلیظ زبان استعمال کرے۔ تو ان کے لیے اسے گھر سے نکال دینا مباح ہے۔(6)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 317، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 239 (10973)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 254 (11062)
4۔ ایضاً (11061)
5۔ ایضاً (11063)
6۔ ایضاً، (11064)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ کے تحت فرمایا: اگر اس سے مراد زنا ہے جیسا کہ تم کہتے ہو، تو اسے باہر نکالا جائے اور رجم کر دیا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "مگر جب کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں" فرمایا اس سے مراد نافرمانی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد سوء خلق اور بد اخلاقی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ مفہوم بیان کیا: مگر یہ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں۔ اگر اس نے زنا کیا تو اسے رجم کیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد نافرمانی ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: مگر یہ کہ وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد نافرمانی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس کے لیے اس کی طرف رجوع کرنا مناسب ہو، تو وہ اس کے گھر میں اس کی طرف رجوع کرلے تو یہ بد اخلاقی سے بہت دور ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے زیادہ قریب یہ ہے کہ وہ اپنے گھر میں ہی رہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ پسند کرتے تھے کہ آدمی عورت کو ایک طلاق دے، پھر اسے چھوڑ دے، یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور وہ کہا کرتے تھے لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ یعنی شاید وہ اس میں رغبت رکھنے لگے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ سے مراد رجعت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وہ یہ پسند کرتے تھے کہ آدمی عورت کو ایک طلاق دے، پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتا شاید وہ اس سے نکاح کرلے، فرمایا: وہ اس آیت کا یہی مفہوم بیان کرتے تھے: لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا۝ شاید وہ اس میں رغبت رکھنے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے تحت کہا: شاید وہ اس کی طرف رجوع کرنے میں رغبت رکھنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک اور حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ نکاح گواہوں کے ساتھ ثابت

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 254 (11063)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب وجہ الطلاق، جلد 6، صفحہ 238 (10969)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوتا ہے۔ طلاق کے لیے بھی گواہ اور رجوع کے وقت بھی گواہ موجود ہونے چاہئیں۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمران بن حصین سے اس آدمی کے بارے پوچھا: جس نے طلاق دی اور شاہد نہ بنائے۔ پھر رجوع کر لیا اور گواہ نہ بنائے۔ تو انہوں نے جواب دیا اس نے بہت برا کیا، اس نے بدعت کا ارتکاب کیا اور اس نے خلاف سنت رجوع کیا۔ اسے چاہیے تھا کہ وہ اپنی طلاق اور اپنے رجوع پر گواہ بناتا۔ اب اسے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیے۔(2)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں عدل اس نے کیا جس کے کام سے شک کا اظہار نہ ہو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ کے تحت کہا کہ جب تمہیں کسی شے پر گواہ بنایا جائے تو اسے صحیح صحیح ادا کرو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہادت کے بارے پوچھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہادت نہ دے مگر سورج کی مثل (بالکل واضح) یا پھر چھوڑ دے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کسی شہادت پر گواہی نہ دے یہاں تک کہ وہ تیرے نزدیک آفتاب سے زیادہ روشن اور واضح ہو۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے پاس شہادت ہو اور کوئی اسے نہ جانتا ہو اور وہ اسے مطالبہ سے قبل ہی جلدی ادا کر دے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ کے تحت فرمایا: اس کے نکلنے کی راہ یہ ہے کہ وہ یہ جان لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے امر سے ہے اور اللہ تعالیٰ وہ ہے جو عطا بھی فرماتا ہے، اور وہی اسے روک لیتا ہے، وہی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، وہی اس سے نجات دلاتا ہے اور وہی اسے دور کرتا ہے۔ اور انہوں نے قول باری تعالیٰ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ کے تحت فرمایا: اور وہ وہاں سے اسے رزق عطا فرماتا ہے جس کے بارے وہ جانتا تک نہیں۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابو نعیم رحمہما اللہ نے حلیہ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ کے ضمن میں ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے وہ اس کے لیے دنیا کے شبہات موت کے وقت کی تلخی اور قیامت کے دن کی گھبراہٹ سے نکلنے کے لیے راستہ بنا دیتا ہے پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تقویٰ کو لازم پکڑو۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب وجہ الطلاق، جلد 6، صفحہ 108 (10292)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 109 (10293)

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 102 (1276)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کیونکہ اس کے سبب دنیا میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق ہے اور آخرت میں ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ۝ (ابراہیم) (اور یاد کرو جب (تمہیں) مطلع فرمایا تمہارے رب نے (اس حقیقت سے) کہ اگر تم پہلے احسانات پر شکر ادا کرو تو میں مزید اضافہ کردوں گا؛ اور اگر تم نے ناشکری کی (تو جان لو) یقیناً میرا عذاب شدید ہے) اور یہاں ارشاد فرمایا: وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنی ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے وہ کسی قسم کی آرزو اور امید نہیں رکھتا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت کی ہر تکلیف اور کرب سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔

امام ابو یعلی، ابو نعیم اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ کے تحت حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے دنیا کے شبہات، موت کی تلخیوں اور قیامت کے دن کی سختیوں سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میرے آباء میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دیں۔ تو اس کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک ہمارے باپ نے ہماری ماں کو ہزار طلاق دی ہے۔ کیا اس کے لیے کوئی نکلنے کی راہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تمہارا باپ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرا کہ وہ اس کے لیے اس معاملہ سے نکلنے کا کوئی راستہ بناتا۔ اب وہ سنت طریقہ کے خلاف تین طلاقوں کے ساتھ اس سے جدا ہو چکی ہے اور بقیہ طلاقیں اس کے ذمہ گناہ اور بوجھ ہیں۔

امام حاکم اور ذہبی رحمہما اللہ نے سالم بن ابی الجعد کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، حاکم نے اسے صحیح اور ذہبی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ یہ آیت وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ ...... الآیہ اشجع قبیلے کے ایک آدمی کے بارے نازل ہوئی۔ وہ فقیر اور تنگ دست تھا، لیکن کثیر العیال تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اپنی کیفیت عرض کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِتَّقِ اللّٰهَ وَاصْبِرْ'' اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر اختیار کرو۔ پس تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا، یہاں تک کہ اس کا بیٹا آ گیا جسے ابو نعیم کہا جاتا تھا۔ دشمنوں نے اسے قید کر رکھا تھا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر بھی دی اور اس کے سوا کچھ اور مانگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت بنی اشجع میں سے ایک آدمی کے بارے نازل ہوئی۔ وہ بہت مشقت اور آزمائش میں مبتلا تھا اور دشمن نے اس کا بیٹا قیدی بنا رکھا تھا، پس وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر اختیار کر۔ تو اس کا وہ بیٹا جو قید میں تھا وہ واپس لوٹ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے رہائی دلا دی۔ پس وہ ان کے پاس آیا اور بہت سا ریوڑ ہانک کر لے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 534 (3820)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیا۔ پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اس کا تذکرہ کیا۔ تب مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آیت تیرے لیے ہی ہے۔ (1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں جو یبر کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عوف بن مالک اشجعی کے بیٹے کے بارے میں نازل ہوئی۔ مشرکین نے اسے قیدی بنالیا تھا، انہوں نے اسے باندھ دیا اور اسے بھوکا رکھا۔ تو اس نے اپنے باپ کی طرف یہ لکھا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہو اور میری اس تنگی اور تکلیف کے بارے آپ ﷺ سے عرض کرو۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں صورت حال عرض کی تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اس کی طرف لکھو اور اسے خبر دو اور ساتھ ہی اسے تقویٰ اختیار کرنے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا حکم دو اور وہ صبح و شام یہ پڑھا کرے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبہ) چنانچہ جب اسے خط موصول ہوا تو اس نے یہ پڑھنا شروع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بیڑیاں کھول دیں۔ پھر وہ ان کی اس وادی کے پاس سے گزرا جس میں ان کے اونٹ اور بکریاں چر رہے تھے تو اس نے انہیں ہانک لیا اور وہ انہیں لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو گیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ نے جب میری بیڑیاں کھول دیں، تو اس کے بعد میں نے انہیں دھوکا دیا ہے، کیا یہ میرے لیے حلال ہیں یا حرام؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ حلال ہیں جب ہم چاہیں گے خمس لے لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تنگی اور خوشحالی میں سے ہر شے کے لیے اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس کسی نے ایسے سلطان کے پاس یہ آیت پڑھی جس کے ظلم سے وہ خوفزدہ ہو، یا ایسی موج کے پاس جس کے غرق کر دینے کا خوف ہو۔ یا کسی درندے کے پاس، تو ان میں سے کوئی شے بھی اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عوف بن مالک اشجعی آئے اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میرے بیٹے کو دشمن نے قیدی بنالیا ہے اور اس کی ماں بہت غمزدہ اور پریشان حال ہے۔ پس آپ مجھے کیا حکم ارشاد فرماتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اور اسے حکم دیتا ہوں کہ تم دونوں کثرت سے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھو۔ اس عورت نے کہا: آپ ﷺ نے تجھے انتہائی حسین اور خوبصورت حکم دیا ہے۔ چنانچہ وہ دونوں کثرت سے یہ پڑھنے لگے۔ نتیجۃً دشمن اس سے غافل ہو گیا اور اس نے ان کے ریوڑ ہانک لیے۔ اور انہیں لے کر اپنے باپ کے پاس پہنچ گیا۔ تو پھر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن اسحاق مولی ابی قیس بن مخرمہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 155، دار احیاء التراث العربی بیروت

مالک اشجعی آیا اور عرض کی: ابن عوف کو قیدی بنالیا گیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اس کی طرف پیغام بھیج کہ رسول الله ﷺ تجھے حکم دیتے ہیں کہ تو کثرت سے لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے۔ انہوں نے اسے چمڑے کے تسمے کے ساتھ باندھ رکھا تھا۔ پس اس کے سبب وہ چمڑا کٹ گیا اور وہ باہر نکل آیا اور اس نے انہی کی اونٹنی پکڑ لی اور اس پر سوار ہو کر اسے لے آیا۔ جب اس قوم کو معلوم ہوا، جنہوں نے اسے قید کر رکھا تھا۔ تو وہ چیخے چلائے اور وہ ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ پڑے۔ اور وہ اچانک بڑی تیزی کے ساتھ اپنے والدین کے پاس آیا اور دروازے پر آواز دینے لگا۔ پھر اس کا باپ رسول الله ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا۝ الآیہ۔(1)

امام عبد بن حمید، حاکم اور ابن مردویہ نے ابوعیینہ سے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میرا گمان ہے کہ وہ عوف بن مالک تھا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ بنی فلاں نے مجھ پر غارت گری کی اور میرے بیٹے کو قیدی بنا کر ساتھ لے گئے اور وہ رونے لگا۔ تو رسول الله ﷺ نے اسے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کر۔ چنانچہ جب وہ لوٹ کر اپنی بیوی کی طرف گیا۔ تو اس نے اس سے پوچھا: کیا رسول الله ﷺ نے تجھے کچھ بتایا ہے؟ تو اس نے بیوی کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ ابھی اس آدمی کو زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا بیٹا اور اونٹ اسے واپس لوٹا دیئے اور یہ اونٹ پہلے سے کہیں زیادہ تھے۔ پھر وہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوا اور آپ کو صورت حال سے باخبر کیا۔ تو پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے اور اسی کی جانب رغبت رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا اور پھر ان پر مذکورہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے وہ اسے دنیا کے غموں اور پریشانیوں سے کافی ہو جاتا ہے۔

امام احمد، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول الله ﷺ نے مذکورہ آیت پڑھنی شروع کی اور بار بار دہراتے رہے، یہاں تک کہ میں اونگھنے لگا۔ پھر ارشاد فرمایا: اے ابوذر! رضی اللہ عنہ اگر تمام کے تمام لوگ بھی اسے اپنالیں تو یقیناً یہ تمام کے لیے کافی ہے۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول الله ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اے لوگو! اللہ کے خوف اور تقویٰ کو تجارت بنالو۔ یہ بغیر سامان اور کاروبار کے تمہیں رزق عطا کرے گا۔ پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی۔(3)

امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: بندہ جن گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے ان کے سبب اسے رزق سے محروم رکھا جاتا ہے۔ دعا کے سوا کوئی شے تقدیر کو رد نہیں کر سکتی اور

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 727(1993)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 534(3819)

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 266(11421)، دارالفکر بیروت

نیکی کے سوا کوئی شے عمر میں اضافہ نہیں کرتی۔(1)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کثرت سے استغفار کیا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم اور ہر قسم کی تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور وہاں سے اسے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔(2)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے لیے (ہر شے سے) کٹ گیا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشقت اور تکلیف کے لیے اسے کافی ہے اور وہ اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے، جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور جو دنیا کے لیے (ہر شے سے) کٹ گیا اللہ تعالیٰ اسے اسی کے سپرد کر دیتا ہے۔(3)

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت اسماعیل بجی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تم رکے رہو جہاں سے رکنے کا تمہیں حکم دیا جاتا ہے تو یقیناً تم مشقت کے بغیر کھاتے رہو گے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم سے بیان کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر اس شے سے نکلنے والا بنا دیتا ہے جو لوگوں کے لیے باعث تنگی اور پریشانی ہوتی ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں مَخْرَجًا۝ سے مراد نجات ہے۔(5)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: میں تجھے تیرے سری اور اعلانیہ معاملات میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور جب تجھ سے گناہ ہو جائے تو پھر نیکی کر، کسی سے بھی کسی شے کے بارے سوال نہ کر، امانت پر قبضہ نہ کر اور دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کر۔(6)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ کیونکہ یہی ہر عمل کی اصل ہے۔ تجھ پر جہاد لازم ہے، کیونکہ یہ رہبانیۃ الاسلام ہے، تجھ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور قرآن کریم کی تلاوت لازم ہے کیونکہ یہ آسمان میں تیری روح اور زمین میں تیرا ذکر ہے۔(7)

امام ابن سعد اور امام احمد نے حضرت ضرغام بن علیبہ بن حرملہ عنبری نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے نصیحت فرمایئے۔ تو

1۔ سنن ابن ماجہ، باب العقوبات، جلد 4، صفحہ 410(4022)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 248، دار صادر بیروت
3۔ مجمع الزوائد، باب ما جاء فی العربیۃ، جلد 10، صفحہ 546(18189)، دار الفکر بیروت 4۔ کتاب التاریخ للبخاری، جلد 1، صفحہ 348، حیدرآباد دکن
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی البکاء من خشیۃ اللہ، جلد 7، صفحہ 235(35630)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 144، دار صادر بیروت 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 82

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈر، جب تو کسی مجلس میں ہو اور پھر اس سے اٹھے۔ اور تو انہیں کوئی ایسی بات کہتے ہوئے سنے جو تجھے پسند ہے تو اسے تو اپنا لے اور جب ایسی بات کرتے ہوئے سنے جو تجھے ناپسند ہو، تو اسے چھوڑ دے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل کردہ کتب میں سے ایک کتاب میں یہ پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اپنے مومن بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جس وقت وہ میری اطاعت کرتا ہے میں اسے اس کے سوال کرنے سے پہلے عطا فرماتا ہوں۔ میں اس کے دعا مانگنے سے قبل ہی اس کی دعا قبول فرمالیتا ہوں اور میں اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے سے بڑھ کر کسی شے میں متردد نہیں ہوتا۔ بلاشبہ وہ اسے ناپسند کرتا ہے اور اس سے غمزدہ ہوتا ہے۔ اور میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں اسے غمگین کروں اور اس کے لیے اس سے کوئی چارہ نہیں اور میرے پاس اس کے لیے کوئی خیر نہیں۔ بے شک میرا بندہ جب میری اطاعت کرتا ہے اور میرے حکم کی پیروی کرتا ہے۔ تو اگر اس پر سات آسمان اور جو کچھ ان میں ہے اور سات زمینیں اور جو کچھ ان میں ہے سب پھینک دیئے جائیں، تو میں اس کے لیے ان سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہوں۔ اور جب وہ میری نافرمانی کرتا ہے اور میرے حکم کی پیروی نہیں کرتا، تو آسمان کے اسباب سے میں اس کے ہاتھوں کو کاٹ دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کو دھنسا دیتا ہوں اور اسے خواہشات میں چھوڑ دیتا ہوں، وہ کسی شے سے بھی مدد حاصل نہیں کر سکتا۔ بے شک زمین کا بادشاہ میرے نزدیک عاجز اور خاموش ہوتا ہے اسی طرح جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنا ہتھیار ڈال دے۔ کوئی تلوار ہاتھ کے سوا نہیں کاٹتی اور نہ کوئی کوڑا ہاتھ کے بغیر لگایا جا سکتا ہے۔ وہ کسی شے تک میری اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاری کی طرف لکھا اور وہ خراسان کے امیر تھے کہ امیر المومنین نے میری طرف لکھا ہے کہ وہ اس کے لیے سونا چاندی جمع کرے۔ لہٰذا لوگوں میں سونا چاندی تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ تو انہوں نے اس کی طرف جواب لکھا: تیرا خط مجھے موصول ہوا ہے۔ بے شک میں نے امیر المومنین کے خط سے پہلے کتاب اللہ کو پایا ہے۔ قسم بخدا! اگر آسمان و زمین اللہ کے بندے پر واقع ہو جائیں۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے۔ والسلام علیک، پھر انہوں نے اعلان کرا دیا: اے لوگو! صبح اپنے مال کی طرف آؤ۔ تو آپ نے وہ مال ان کے درمیان تقسیم کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا، میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرتی ہوں کیونکہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے تو وہ تمہارے لیے لوگوں کے مقابلے میں کافی ہوگا۔ اور اگر تم لوگوں سے ڈرے تو وہ تمہیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والی کسی شے سے فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے۔

امام ابن حبان نے الضعفاء میں، بیہقی نے شعب الایمان میں اور عسکری رحمہم اللہ نے الامثال میں حضرت علی رضی اللہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 305، دار صادر بیروت

عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک احسان صاحب دین یا صاحب حسب سے ہوتا ہے۔ضعیف اور کمزور لوگوں کا جہاد حج ہے اور عورت کا جہاد اپنے خاوند کی بہترین اطاعت وفرمانبرداری کرنا ہے اور باہم محبت کا اظہار کرنا نصف ایمان ہے۔کوئی آدمی بھی میانہ روی کے سبب محتاج نہیں ہوتا اور صدقہ کے ذریعے رزق کو نیچے اتارو اور اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرتے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:3) کے تحت فرمایا: متوکل وہ نہیں ہے جو یہ کہتا ہے کہ میری حاجات پوری کی جائیں گی۔جس کسی نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اس کے لیے یہ نہیں ہے کہ اس کی تمام مشکلات اور مہمات میں اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہوگا اور اس سے ہر اس شے کو دور فرمادے گا جسے وہ ناپسند کرتا ہے اور اس کی ہر حاجت پوری فرمادے گا۔البتہ اللہ تعالیٰ نے توکل کرنے والے کو اس پر فضیلت دی ہے جس نے توکل نہیں کیا کہ اس سے اس کے گناہ مٹادے گا اور اسے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔اور انہوں نے قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۝ کے تحت کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے لیے ایک مدت اور انتہا مقرر کردی ہے جہاں پہنچ کر وہ شے ختم ہو جاتی ہے۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر اس طرح توکل کرو گے جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گا جس طرح پرندوں کو رزق عطا فرماتا ہے کہ وہ صبح خالی پیٹ (بھوکے) نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو راضی رہا، قناعت اختیار کی اور توکل کیا، تو یہی طلب کے لیے کافی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں سے بڑھ کر قوی اور طاقتور ہو جائے، تو اسے اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا چاہیے۔اور جو یہ پسند کرتا ہے کہ لوگوں سے بڑھ کر غنی ہو جائے، تو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے اسے اس کی نسبت یقینی جانے، جو اس کے اپنے قبضے میں ہے اور جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ لوگوں سے بڑھ کر قابل تکریم بن جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

امام ابوداؤد، ترمذی، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس پر فاقہ اور غربت طاری ہوگئی اور اس نے اس کے اترنے کا سبب لوگوں کو قرار دیا، اس کا فاقہ اور غربت ختم نہیں ہوگی۔اور جس آدمی پر فاقہ اور غربت طاری ہوئی اور اس نے اسے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرار دیا، تو قریب ہے اللہ تعالیٰ اسے جلدی یا بدیر رزق عطا فرمائے۔(3)

1۔شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 74 (1197)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ایضاً، جلد 2، صفحہ 66 (1182)
3۔سنن ترمذی، کتاب الزہد، جلد 4، صفحہ 488 (2326)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بھوکا یا محتاج ہوا اور اس نے اسے لوگوں سے چھپائے رکھا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ وہ اس کے لیے ایک سال کی خوراک کا کوئی حلال (راستہ) کھول دے۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں ذکر کیا ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جب میرا بندہ مجھ پر توکل کرے گا اگر آسمان اور زمین بھی اس پر گر پڑے تو میں اس کے نکلنے کی راہ بنا دوں گا۔(2)

حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے زوائد الزہد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اپنی پریشانی اور غم کے لیے مجھے اپنی ذات میں داخل کر لے۔ اپنی آخرت کے لیے مجھے ذخیرہ بنا لے، مجھ پر توکل کرو میں تمہارے لیے کافی ہوں اور میرے سوا کسی کی طرف نہ پھر کہ میں اسے پکڑ لوں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وعظ و نصیحت کے لیے موت کافی ہے۔ غنی کے لیے یقین کافی ہے اور مشغولیت کے لیے عبادت کافی ہے۔(3)

وَ الّٰٓـِٔیْ یَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّ الّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا ۝۴ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَیْكُمْ ؕ وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یُكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَ یُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝۵

"اور تمہاری (مطلقہ) عورتوں میں سے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے، اور اسی طرح ان کی بھی جنہیں ابھی حیض آیا ہی نہیں۔ اور حاملہ عورتوں کی میعاد ان کے بچہ جننے تک ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے تو وہ اس کے کام میں آسانی پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اس کی برائیوں کو اور (روز قیامت) اس کے اجر کو بڑا کر دے گا"۔

امام اسحاق بن راہویہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سورۂ بقرہ میں عورتوں کی عدت سے متعلقہ آیت نازل ہوئی، تو اہل مدینہ میں سے کچھ لوگوں نے کہا: عورتوں کی عدت میں سے ایک مدت ابھی باقی ہے جو قرآن کریم میں ذکر نہیں کی گئی

1۔ مجمع الزوائد، باب فیمن صبر علی العیش الشدید، جلد 10، صفحہ 450 (17870)، دار الفکر بیروت

2۔ کتاب الزہد، باب قصۃ نوح علیہ السلام، صفحہ 69، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، باب زہد علی بن حسین، صفحہ 219

اور وہ مدت ان عورتوں کی ہے جن کا حیض صغرسنی کے سبب ابھی شروع ہی نہ ہوا ہو یا عمر رسیدہ ہونے کے سبب منقطع ہو چکا ہو اور وہ عورتیں جو حاملہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس چھوٹی سورہ نساء میں یہ آیت نازل فرمائی: وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ الآیہ۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب متوفی عنہا زوجہا (وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے) اور مطلقہ عورت کی عدت کے متعلق آیت نازل ہوئی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم عمر، عمر رسیدہ اور حاملہ عورتوں کا حکم باقی رہ گیا ہے۔ تو پھر مذکورہ آیت نازل ہوئی۔(2)

عبد الرزاق اور ابن منذر نے ثوری کی سند سے حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرہ:228) تو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے بارے آپ کا کیا خیال ہے جنہیں ابھی حیض آیا نہیں اور ان کے بارے آپ کی کیا رائے ہے جو حیض سے مایوس ہو چکی ہیں۔ تو انہوں نے ان دونوں کے بارے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: اِنِ ارْتَبْتُمْ یعنی اگر تمہیں شک ہو۔ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور جنہیں ابھی حیض نہیں آیا وہ بھی انہیں کی مثل ہیں۔ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور حاملہ عورتوں کی میعاد ان کے بچے جننے تک ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ کا معنی ہے وہ عورتیں جو حیض سے بانجھ ہو جائیں (یعنی عمر رسیدہ ہونے کے سبب انہیں حیض نہ آئے) اور وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ کا مفہوم ہے وہ باکرہ دوشیزائیں جو ابھی حیض کی عمر کو نہ پہنچیں۔ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (تو ان کی مدت تین مہینے ہے اور حاملہ عورتوں کی میعاد ان کے بچے جننے تک ہے) یعنی جب رحم اسے باہر پھینک دے جو کچھ اس میں ہے تو ساتھ ہی اس کی عدت بھی گزر جائے گی۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ سبیعہ بنت حارث اسلمیہ نے اپنے خاوند کے فوت ہونے سے پندرہ راتیں بعد بچے کو جنم دیا، تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ شادی کر لے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ اگر عورت اپنے پیٹ سے بچہ جن دے حالانکہ خاوند قبر میں دفن کیے جانے سے قبل ابھی چارپائی پر پڑا ہوا ہو، تو وہ عورت حلال ہو جائے گی (یعنی اس کی عدت ختم ہو جائے گی)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ بوڑھی عورت جو حیض سے مایوس ہو گئی اس کی عدت تین مہینے ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنِ ارْتَبْتُمْ کے تحت کہا: اگر تم نہ جانتے ہو، کیا اسے حیض آتا ہے یا نہیں اور وہ جو حیض سے بانجھ ہو جائے اور وہ جسے ابھی تک حیض

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 534 (3821)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المراۃ توفی عنہا زوجہا فتضع بعد وفاتہ، جلد 3، صفحہ 554 (17104) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 319، دار الکتب العلمیہ بیروت

شروع نہ ہو۔ تو ان تمام کی عدت تین مہینے ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنِ ارْتَبْتُمْ کے ضمن میں حضرت عامر شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر تمہیں حیض کے بارے میں شک ہو کہ کیا حیض آیا ہے یا نہیں؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ کی تفسیر میں حضرت ایوب نے بیان کیا کہ ایک عورت نو مہینے عدت گزارے گی۔ اگر اسے حمل کے بارے علم نہ ہو اور یہی ریبہ (شک) ہے۔ فرمایا: اب وہ تین مہینے عدت گزارتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: عورت حیض کے ساتھ عدت گزارے گی اگر چہ سال میں ایک بار آئے اور اگر اسے حیض نہ آتا ہو، تو پھر مہینوں کے ساتھ عدت گزارے اور اگر اسے مہینے گزرنے سے پہلے پہلے حیض آنے لگے، تو پھر ابتداء سے حیض کے ساتھ عدت گزارے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عورت حیض کے ساتھ عدت گزارے گی۔ اگر چہ اسے سال میں صرف ایک بار حیض آئے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جسے حیض آتا ہے اور اس کا خون زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ نہیں جانتی کہ اس کا حیض کیسا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: وہ تین مہینے عدت گزارے گی اور فرمایا: یہ وہی شک ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنِ ارْتَبْتُمْ اسی کے مطابق حضرت ابن عباس اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے بھی فیصلہ فرمایا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن دینار سے اور انہوں نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نوجوان عورت جسے طلاق ہو جاتی ہے اور اس کا حیض بند ہو جاتا ہے اور وہ نہیں جانتی اس کا بند ہونا کتنی دیر تک کے لیے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ حیض کے ساتھ عدت گزارے گی اور حضرت طاؤس نے فرمایا وہ تین مہینے عدت گزارے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کے بارے فیصلہ فرمایا: جسے اس کا خاوند ایک طلاق دیتا ہے، پھر وہ ایک یا دو حیض گزارتی ہے۔ پھر اس کا حیض بند ہو جاتا ہے وہ نہیں جانتی کہ اسے کس شے نے روک دیا ہے۔ تو وہ اس وقت سے لے کر نو ماہ گزرنے تک انتظار کرتی رہے گی۔ پس اگر اس دوران حمل ظاہر ہو گیا، تو وہ حاملہ ہو گی اور نو مہینے گزر گئے اور حمل ظاہر نہ ہوا، تو وہ اس کے بعد تین مہینے عدت گزارے تو پھر وہ حلال ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ نے زوائد المسند میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 158، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، باب عدۃ المستحاضۃ، جلد 6، صفحہ 271 (11174)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ کے بارے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کی: کیا یہی (عدت) اس کی ہے جسے تین طلاقیں دی گئی ہوں اور اس کی جس کا خاوند فوت ہو گیا ہو؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہی (عدت) ہے اس کی جسے تین طلاقیں دی گئی ہوں اور اس کی جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور دارقطنی رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ آیت مشترک ہے یا مبہم؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کون سی آیت؟ میں نے عرض کی: وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ کیا یہ مطلقہ اور متوفی عنہا زوجہا دونوں کو شامل ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ دو مدتوں میں سے دوسری کے ساتھ عدت گزارے گی۔ پس انہوں نے فرمایا: جو چاہے میں اس کے لیے فیصلہ دیتا ہوں کہ بے شک وہ آیت جو چھوٹی سورۂ نساء میں نازل ہوئی، وہ سورۂ بقرہ کے بعد نازل ہوئی۔ یعنی وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ پس یہ مطلقہ یا وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی میعاد بچہ جننے تک ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جو چاہے میں اسے حلفیہ بیان دیتا ہوں کہ چھوٹی سورۂ نساء میں مذکورہ آیت چار مہینے اور دس دن کے بعد نازل ہوئی۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو چاہے میں اس کے لیے حلفیہ کہتا ہوں کہ وہ آیت جو چھوٹی سورۂ نساء میں ہے اس نے اسے منسوخ کر دیا ہے جو سورۂ بقرہ میں ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ چھوٹی سورۂ نساء نے ہر عدت کو منسوخ کر دیا ہے اور ہر حاملہ عورت کی عدت چاہے وہ مطلقہ ہو یا اس کا خاوند فوت ہو گیا ہو، وضع حمل ہے۔(4)

امام حاکم نے تاریخ میں اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت مرفوعاً ذکر کی ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: کیا تم عورت پر شدت اور سختی تو کرتے ہو اور اس کے لیے رخصت نہیں اپناتے؟ چھوٹی سورۂ نساء طویل سورۂ نساء کے بعد نازل ہوئی کہ جب حاملہ عورت بچے کو جنے گی تو اس کی عدت گزر جائے گی۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف عبد الرزاق، باب المطلقۃ یموت عنھا زوجھا، جلد 6، صفحہ 360 (11759)، دار الکتب العلمیہ بیروت — 3۔ ایضاً (11757)
4۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 292 (6860)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 729، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ چھوٹی سورۂ نساء اس آیت کے سات سال بعد نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ میں سن رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے: وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تو کیا وہ حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت وضع حمل ہے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اکٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا اور اس نے کہا مجھے اس عورت کے بارے میں فتویٰ دو، جس نے اپنے خاوند کی وفات کے چالیس دن بعد بچہ جنا کیا وہ حلال ہو گئی؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ دو مدتوں میں سے دوسری کے ساتھ عدت گزارے گی۔ میں نے کہا وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ طلاق کے بارے میں ہے۔ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کا کیا خیال ہے دو مدتوں میں سے طویل مدت کے ساتھ اس کی عدت ہوگی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے بھائی ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوں۔ تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے غلام کریب کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے پوچھ کر آئے کہ کیا اس بارے میں کوئی سنت اور حدیث ہے؟ تو انہوں نے جواب عطا فرمایا: کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند مقتول ہوا اور وہ حاملہ تھی اور اس نے خاوند کی موت کے چالیس دن بعد بچہ جنا۔ پھر اس کی منگنی ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح کر دیا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوالسنابل بن بعکک سے بیان کیا ہے کہ سبیعہ بنت حارث نے اپنے خاوند کی وفات کے تئیس دن بعد بچہ جنا اور پھر اس نے نکاح کے لیے بناؤ سنگھار کیا۔ تو اس کے لیے اسے پسند نہ کیا گیا۔ یہاں تک کہ وہ باعث عیب بن گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ سے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے کام کے لیے خاوند تلاش کر یعنی تو شادی کر لے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت تئیس راتوں تک ٹھہری رہی۔ پھر اس نے بچہ جنا اور وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے کام کے لیے خاوند تلاش کر۔ یعنی تو شادی کر لے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت سبیعہ اسلمیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے اس کی

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب المطلقۃ یموت عنھا زوجھا، جلد 6، صفحہ 361 (11761)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 719، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المرأۃ تتوفی عنھا زوجھا، جلد 3، صفحہ 555 (17107)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

وفات کے پچیس دن بعد بچہ جنا۔ پھر اس نے (شادی کے لیے) تیاری کی۔ تو ابوالسنابل بن بعکک نے اسے کہا: تو نے جلدی کی ہے۔ تو ابعد الاجلین یعنی چار مہینے اور دس دن عدت گزار۔ تو اس نے جواب دیا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر تو نیک اور صالح خاوند پالے تو شادی کر لے" (1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند فوت ہوا اور وہ حاملہ تھی۔ پس چند راتیں ہی گزری تھیں کہ اس نے بچے کو جنم دیا اور جب وہ ایام نفاس گزار چکی، تو اس نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمادی اور اس نے نکاح کر لیا۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک عورت کا خاوند فوت ہو گیا اور اس نے چند دن بعد بچہ جنا۔ پھر اس نے خضاب لگایا اور بناؤ سنگھار کیا۔ تو ابوالسنابل بن بعکک رضی اللہ عنہ اس کے پاس سے گزرے۔ تو فرمایا: تو نے غلط کیا ہے۔ تیری عدت ابعد الاجلین (دو مدتوں میں سے لمبی مدت) ہے۔ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئی اور آپ کو اس کے بارے عرض کی: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوالسنابل نے غلط کہا تو شادی کر لے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ اس عورت کی عدت کے بارے اختلاف ہو گیا جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو اور وہ حاملہ ہو۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی عدت ابعد الاجلین ہے۔ اور حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب وہ بچہ جنے گی تو وہ حلال ہو جائے گی۔ پس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وہاں آ گئے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھائی کے بیٹے ابوسلمہ کے ساتھ ہوں۔ پھر انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: سبیعہ نے اپنے خاوند کی وفات سے چند راتیں بعد بچہ جنا۔ پھر اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اجازت عطا فرمادی اور اس نے نکاح کر لیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبیداللہ بن عبداللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مروان نے عبداللہ بن عتبہ کو سبیعہ بنت حارث کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ اس سے اس فتوی کے بارے پوچھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا فرمایا تو اس نے اسے بتایا کہ وہ سعد بن خولہ کے نکاح میں تھی۔ وہ بدری صحابی تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر ان کا وصال ہو گیا، ان کی وفات سے چودہ دن گزرنے سے پہلے اس نے بچے کو جنم دیا۔ پھر ابوالسنابل بن بعکک سے اس کی ملاقات اس وقت ہوئی جب کہ وہ اپنے نفاس کے ایام گزار چکی تھی اور آنکھوں میں سرمہ اور دیگر بناؤ سنگھار کیے ہوئے تھی۔ تو ابوالسنابل نے کہا: شاید تو نکاح کا ارادہ رکھتی ہے۔ حالانکہ ابھی تیرے خاوند کو فوت ہوئے چند دن گزرے ہیں۔ سبیعہ نے کہا: پھر میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور جو کچھ ابوالسنابل نے کہا تھا وہ بھی عرض کر دیا۔ تو رسول اللہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المرأۃ تتوفی عنہا زوجہا، جلد 3، صفحہ 555 (17108)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

مصنف عبدالرزاق، باب المطلقۃ یموت عنہا زوجہا، جلد 6، صفحہ 365 (11778)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ﷺ نے اسے فرمایا: تو توقف کر لے حالانکہ تیری عدت اس وقت سے گزر چکی ہے جب سے تو نے بچے کو جنم دیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حاملہ عورت کے بارے میں یہ بیان کیا ہے کہ حاملہ عورت جب اپنے خاوند کی وفات کے بعد بچہ جنے، تو وہ چار مہینے اور دس دن عدت گزارے گی۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ ایسی حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے، اس کے بارے کہا کرتے تھے کہ وہ ابعد الاجلین گزرنے کا انتظار کرے گی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما سے مشورہ کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا (اس کی عدت) چار ماہ اور دس دن ہے۔ تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر وہ عورت آیسہ (ایسی عورت جو حیض سے مایوس ہو چکی ہو) ہو تو پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کی عدت ابعد الاجلین ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر حاملہ عورت بچہ جن دے حالانکہ اس کا خاوند ابھی اپنے تابوت پر ہو اور اسے قبر میں داخل نہ کیا گیا ہو۔ تو بالیقین وہ حلال ہو جائے گی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: کیا یہ سچ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ وہ حاملہ عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت ابعد الاجلین ہے۔ انہوں نے جواب دیا: بے شک۔ اور جتنی میں کسی شے کی تصدیق کرتا ہوں اس سے کہیں زیادہ مضبوطی کے ساتھ انہوں نے اس کی تصدیق کی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ ارشاد گرامی وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ مطلقہ عورت کے بارے ہے۔

امام مالک، امام شافعی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے اس عورت کے بارے پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو جائے اور وہ حاملہ ہو۔ تو آپ نے جواباً فرمایا جب وہ اپنا بچہ جنے گی تو حلال ہو جائے گی۔ انصار میں سے ایک آدمی نے آپ کو خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ اس حال میں بچہ جنے کہ اس کا خاوند ابھی چارپائی پر ہو، اسے دفن نہ کیا گیا ہو۔ تو پھر بھی وہ حلال ہو جائے گی۔(4)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ جب عورت ایسی چیز پھینک دے جسے یہ جانا جاتا ہو کہ وہ حمل ہے تو اس کے ساتھ ہی عدت گزر گئی اور ام ولد آزاد ہو گئی۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن اور محمد دونوں سے بیان کیا ہے کہ عورت حمل ساقط کر دے تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب خلق رابع میں کوئی بچہ اوندھا ہو گیا اور وہ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 362 (11766)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی المراۃ یتوفی عنھا زوجھا فتضع عنھا زوجھا، جلد 3، صفحہ 555 (17106)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 554 (17098)

4۔ مصنف عبد الرزاق، باب المطلقۃ یموت عنھا زوجھا، جلد 6، صفحہ 361 (11763)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اسی طرح پیدا کیا گیا تو اس سے لونڈی آزاد ہو جائے گی اور اس کے ساتھ عدت ختم ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے ایسے آدمی کے بارے پوچھا گیا جس نے ایک لونڈی خریدی اور وہ حاملہ تھی۔(1)

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَ اْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ؕ﴿۶﴾ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ﴿۷﴾

"انہیں ٹھہراؤ جہاں تم خود سکونت پذیر ہو اپنی حیثیت کے مطابق اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ تم انہیں تنگ کرو۔ اور اگر وہ حاملہ ہوں تو ان پر خرچ کرتے رہو، یہاں تک کہ وہ بچہ جنیں۔ پھر اگر وہ (بچے کو) دودھ پلائیں تمہاری خاطر تو تم انہیں ان کی اجرت دو، اور (اجرت کے بارے میں) آپس میں مشورہ کر لیا کرو دستور کے مطابق اور اگر تم آپس میں طے نہ کر سکو تو اسے کوئی دوسری دودھ پلائے۔ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق۔ اور وہ، تنگ کر دیا گیا ہے جس پر اس کا رزق تو وہ خرچ کرے اس سے جو اللہ نے اسے دیا ہے۔ اور تکلیف نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کسی کو مگر اس قدر جتنا اسے دیا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد فراخی دے دے گا"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ کے تحت فرمایا: اگر تو اس کے لیے نہ پائے مگر اپنے گھر کی طرف میں، تو اسی میں انہیں ٹھہراؤ۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِّنْ وُّجْدِكُمْ کا معنی ہے اپنی وسعت کے مطابق۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے اور وَ لَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ کے بارے فرمایا: اور انہیں ضرر نہ پہنچاؤ تا کہ تم انہیں مسکن میں تنگ کرو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے مِّنْ وُّجْدِكُمْ میں واؤ کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ کے ضمن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 28، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ یہ ایسی عورت کا ذکر ہے جسے خاوند طلاق دیتا ہے اس حال میں کہ یہ حاملہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ اسے ٹھہرائے اور اس پر خرچ کرتا رہے یہاں تک کہ وہ بچہ جنے۔ پھر اگر وہ بچے کو دودھ پلائے۔ یہاں تک کہ وہ دودھ چھڑا لے۔ اور اگر وہ اسے طلاق دے اور وہ حاملہ نہ ہو تو اس کے لیے رہائش ہوگی یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور اس کے لیے نفقہ (خرچہ) نہیں ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ الآیہ کے تحت آپ نے فرمایا کہ یہ خود اپنے بچے کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ اس پر اتنی اجرت لے جتنی کے عوض تو اس کے سوا کسی اور دودھ پلانے والی کو حاصل کر سکتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۞ کے تحت انہوں نے کہا: جب رضاعت قائم ہو درآنحالیکہ دودھ پلانے والی اس کے سوا کوئی اور ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب رضاعت کسی شے کے عوض طے پائے تو ماں کو ترجیح دی جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم، ضحاک اور قتادہ رحمہم اللہ تعالیٰ تمام سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الآیہ کے تحت نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مطلقہ عورت (کے لیے نفقہ ہوگا) جب وہ بچے کو دودھ پلائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ کے تحت بیان کیا ہے کہ وہ آدمی جس پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہے۔ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ فرمایا وہ اس سے خرچ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمایا ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا اور اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس قدر جتنا اسے عطا فرمایا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو سنان رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت فرمایا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ موٹا لباس پہنتے ہیں اور سخت ترین (گھٹیا) کھانا کھاتے ہیں۔ تو آپ نے ان کی طرف ہزار دینار بھیجے، اور قاصد کو کہا جب وہ انہیں لیں گے تو دیکھنا وہ انہیں کیا کرتے ہیں؟ پس تھوڑا ہی وقت گزرا کہ انہوں نے باریک (اچھا) لباس پہنا اور اچھا کھانا کھانے لگے۔ قاصد نے آ کر آپ کو اس کے بارے بتایا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے انہوں نے اس آیت پر عمل کیا ہے: لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ مَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بندۂ مومن نے اللہ تعالیٰ سے انتہائی حسین ادب سیکھا ہے کہ جب وہ اسے وسعت (فراخ رزق) عطا فرمائے تو یہ اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 166، دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ کو وسعت عطا کرتا ہے۔ اور جب وہ اس پر رزق تنگ کر دے تو یہ بھی اپنے آپ پر تنگ کر دیتا ہے (یعنی وسعت کی صورت میں زیادہ خرچ کرتا ہے اور تنگی کی صورت میں کم خرچ کرتا ہے)۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس نے سو اوقیہ میں سے دس اوقیہ پیش کیے۔ پھر ایک دوسرا آدمی حاضر خدمت ہوا، اس نے سو دینار میں سے دس دینار پیش کیے۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہوا۔ اس نے دس دینار میں سے ایک دینار پیش کیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا: اجر میں تم برابر ہو کیونکہ تم میں سے ہر کوئی اپنے مال کا دسواں حصہ لایا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین آدمی ہیں ان میں سے ایک کے پاس دس دنانیر تھے۔ تو اس نے ان میں سے ایک دینار صدقہ کر دیا۔ دوسرے کے پاس دس اوقیہ تھے اس نے ان میں سے ایک اوقیہ صدقہ کر دیا اور تیسرے کے پاس سو اوقیہ تھے تو اس نے ان میں سے دس اوقیہ صدقہ کر دیئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ سب اجر میں برابر ہیں۔ کیونکہ ہر ایک نے اپنے مال کا دسواں حصہ صدقہ کیا ہے۔ رب کریم نے ارشاد فرمایا ہے: لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ۔(2)

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آدمی کے بارے پوچھا جو اپنی عورت پر خرچ کرنے کے لیے کچھ نہیں پاتا کیا ان کے درمیان تفریق کر دی جائے گی؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: اسے مہلت دی جائے گی اور ان کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی۔ اور آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ معمر نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ کے قول طرح قول کہا۔(3)

وَ كَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَ رُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَ كَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ

1۔ شعب الایمان، باب الاقتصاد فی النفقۃ، جلد 5، صفحہ 259 (6591)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب اجر الصدقۃ، جلد 3، صفحہ 287 (4619)، دار الفکر بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الرجل لا یجد ما ینفق، جلد 7، صفحہ 71 (12403)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ مَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝۱۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ۬ وَّ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝۱۲

”کتنی بستیاں تھیں جنہوں نے سرتابی کی اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں (کے فرمان) سے تو ہم نے بڑی سختی سے ان کا محاسبہ کیا اور ہم نے انہیں بھاری سزا دی۔ پس انہوں نے اپنے کرتوتوں کا وبال چکھا اور ان کے کام کا انجام نرا خسارہ تھا۔ تیار کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک سخت عذاب، پس اللہ سے ڈرتے رہا کرو اے دانش مندو! جو ایمان لائے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا تمہاری طرف ذکر۔ ایک ایسا رسول جو پڑھ کر سناتا ہے تمہیں اللہ کی روشن آیتیں تاکہ نکال لے جائے انہیں جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اندھیروں سے نور کی طرف۔ اور جو ایمان لاتا ہے اللہ پر اور نیک عمل کرتا ہے تو وہ اس کو داخل فرمائے گا باغات میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جن میں وہ لوگ تا ابد رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ نے اس (مومن) کو بہترین رزق عطا فرمایا۔ اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا فرمائے اور زمین کو بھی انہی کی مانند، نازل ہوتا رہتا ہے حکم ان کے درمیان تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر کامل قدرت رکھتا ہے۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اپنے علم سے احاطہ کر رکھا ہے“۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا کے تحت فرماتے ہیں کہ (ان بستیوں پر) کوئی رحم نہ کیا گیا۔ وَّ عَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ اور ہم نے انہیں بہت بھاری اور شدید سزا دی۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے عَذَابًا نُّكْرًا ۝ میں نُّكْرًا ۝ کو مثقلہ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فرمایا۔ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا کا معنی ہے پس انہوں نے اپنے کرتوتوں کی جزا چکھی۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ انہوں نے اپنے کرتوتوں کی سزا چکھی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آیت قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا میں رسول سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء کی ذات گرامی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 169، دار احیاء التراث العربی بیروت

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ میں یاء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: کیا زمین کے نیچے مخلوق ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی نہیں جانتا اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ سے لے کر سورت کے آخر تک کے بارے بات کی۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آدمی کے لیے وہی ہے جو تجھے ایمان لانے پر برانگیختہ کرے اگر وہ تجھے اس کے بارے خبر دے تو تو کفر کرے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر آسمان میں اور ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کچھ مخلوق ہے اور اس کا امر اور اس کی قضاء ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ کے تحت فرمایا: کہ ساتویں آسمان سے لے کر ساتویں زمین تک اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حکم ان کے درمیان نازل ہوتا رہتا ہے یعنی جڑے ہوئے آسمانوں اور جڑی ہوئی زمین میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر آسمان اور زمین کے درمیان اس کی مخلوق اور اس کا امر ہے۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کے تحت حضرت ابن جریج نے کہا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ہر زمین کا عرض پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اور مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ دوسری اور تیسری زمین کے درمیان ریح (ہوا) ہے اور ساتویں زمین ثری (تر مٹی) کے اوپر ہے اور اس کا نام تخوم ہے۔ کفار کی ارواح اسی میں ہیں۔ ان کے لیے آج اس میں حنین (رونا) ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا، تو وہ انہیں برہوت کی طرف پھینک دے گا اور مسلمانوں کی ارواح جابیہ میں جمع ہیں اور ثری اس چٹان کے اوپر ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فی صخرۃ'' اور اس چٹان کا رنگ سبز ہے جسے تاج پہنایا گیا ہے۔ اور یہ چٹان بیل پر ہے اور اس بیل کے دو سینگ ہیں اور اس کی تین ٹانگیں ہیں۔ اور یہ قیامت کے دن ساری زمین کا پانی نگل جائے گا اور یہ بیل مچھلی پر ہے اور مچھلی کی دم اس کے سر کے پاس نیچے والی زمین کے نیچے گول پڑی ہوئی ہے اور اس کے دونوں کنارے عرش کے نیچے بندھے ہوئے ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ نیچے والی زمین بیل کے دو سینگوں کے سہارے پر ہے اور کہا جاتا ہے بلکہ اس کی پشت پر ہے۔ اس کا نام بہموت

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 318 (3240)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ دونوں اہل جنت کا کھانا ہوں گے۔ اور وہ مچھلی کے جگر اور بیل کے سر سے خوب سیر ہوں گے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا: وہ مچھلی کس پر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سیاہ پانی پر ہے۔ اور اس سے اسی طرح مچھلی پکڑی گئی جس طرح کہ تمہاری مچھلیوں میں سے کوئی مچھلی ان سمندروں میں سے کسی سمندر سے پکڑی جاتی ہے۔ اور مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ ابلیس بڑی تیزی کے ساتھ مچھلی کی طرف بڑھا اور اس کی برتری اور عظمت بیان کی۔ اور کہا: تجھ سے بڑھ کر غنی اور تجھ سے زیادہ قوی کوئی مخلوق نہیں۔ پس مچھلی نے اپنے دل میں یہ احساس پایا اور حرکت کی۔ پس اسی کے سبب زلزلہ آتا ہے جب وہ حرکت کرتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹی مچھلی بھیجی اور اسے اس کے کان میں ٹھہرا دیا۔ پس جب وہ حرکت کرنے لگتی ہے تو اس کے کان میں حرکت کرتی ہے تو وہ ساکن ہو جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ کے تحت کہا کہ اگر میں تمہارے سامنے اس کی تفسیر بیان کروں تو تم اس کا انکار کر دو (یعنی کافر ہو جاؤ) اور تمہارا یہ کفر تمہارے اس آیت کو جھٹلانے کے سبب ہو۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب اور الاسماء والصفات میں حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح نبی ہے آدم کی طرح آدم ہے، نوح کی طرح نوح ہے، ابراہیم کی طرح ابراہیم ہے اور عیسیٰ کی طرح عیسیٰ ہے، علیہم السلام بیہقی نے کہا ہے اس کی سند صحیح ہے لیکن یہ روایت شاذ ہے۔ میں ابوالضحیٰ کا اس روایت میں متابع نہیں جانتا۔ (2)

(تنبیہ:۔ ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی مشہور زمانہ تفسیر ضیاء القرآن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا قول کے متعلق اس طرح رقمطراز ہیں کہ اس کے متعلق علامہ ابوالحیان اندلسی بحر محیط میں لکھتے ہیں "وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنْ رِوَايَةِ الْوَاقِدِيِّ الكذب وَهٰذَا حَدِيْثٌ لَاشَكَّ فِيْ وَضْعِهٖ" کہ یہ قول واقدی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے اور واقدی کذاب ہے اور یہ وہ حدیث ہے جس کے موضوع ہونے میں کوئی شک نہیں) مترجم: (تفسیر ضیاء القرآن ج5، ص:288)

امام ابن ابی حاتم، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی گرفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منکر روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک زمینوں میں سے ہر دو زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اور ان میں سے ارض علیا مچھلی کی پشت پر ہے اور اس کی دونوں طرفیں آسمان میں ملی ہوئی ہیں اور مچھلی چٹان پر ہے، اور چٹان فرشتے کے قبضے میں ہے اور دوسری زمین میں ہوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 535 (3823)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کو بند کیا گیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو خازن ہوا کو حکم دیا کہ وہ ان پر ہوا بھیجے جو عاد کو تباہ و برباد کر دے۔ تو اس نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں ان پر بیل کے نتھنے کے برابر سوراخ سے ہوا بھیجوں گا۔ تو ملک جبار نے اسے فرمایا: تب وہ زمین اور اس پر موجود ہر شے کو تباہ و برباد کر دے گی۔ البتہ تو ان پر انگوٹھی کے برابر سوراخ سے ہوا بھیج دے۔ اور یہی وہ ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے کتاب مبین میں ارشاد فرمایا ہے مَا تَذَرُ مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿﴾ (الذاریات) (نہیں چھوڑتی تھی کسی چیز کو جس پر گزرتی مگر اس کو ریزہ ریزہ کر دیتی) اور تیسری زمین میں جہنم کا پتھر ہے اور چوتھی زمین میں زمین کی گندھک ہے۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آتش جہنم کے لیے گندھک ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک جہنم میں گندھک کی کئی وادیاں ہیں۔ اگر ان میں مضبوط اور سخت پہاڑ بھی پھینک دیئے جائیں تو وہ بھی پگھل کر بہہ جائیں اور پانچویں زمین میں جہنم کے سانپ ہیں۔ ان کے منہ وادیوں کی طرح ہیں۔ وہ کافروں کو شدید ڈسیں گے اور وہ انہیں قصاب کی مڈھی پر پڑے ہوئے گوشت کی مانند کر دیں گے (یعنی ذلیل و رسوا کر دیں گے) اور چھٹی زمین میں جہنم کے بچھو ہیں۔ بے شک ان میں سے ادنیٰ بچھو ایسے خچروں کی طرح ہے جن پر پالان پڑے ہوئے ہوں۔ وہ کافر کو اتنا شدید ڈنگ لگائیں گے کہ اس کے سبب وہ جہنم کی گرمی کو بھول جائے گا۔ اور ساتویں زمین میں سقر (جہنم) ہے۔ اس میں ابلیس ہے۔ اسے لوہے کے ساتھ باندھا گیا ہے۔ ایک ہاتھ آگے کی جانب ہے اور دوسرا ہاتھ اس کے پیچھے کی جانب۔ پس جب اللہ تعالیٰ اسے آزاد کرنے کا ارادہ فرمائے، تو جتنے وقت کے لیے چاہے اسے آزاد کر دیتا ہے۔ (1)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک زمین کی گہرائی پانچ سو سال کی مسافت ہے اور دوسری زمین کی موٹائی بھی اتنی ہی ہے اور ہر دو زمینوں کے درمیان بھی اتنی ہی مسافت ہے۔

امام عثمان بن سعید دارمی رحمہ اللہ نے الرد علی الجہمیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سید السموات وہ آسمان ہے جس میں عرش ہے اور زمینوں میں سردار وہ زمین ہے جس پر ہم ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ساتویں زمین ایک چٹان پر ہے۔ وہ چٹان فرشتے کی ہتھیلی پر ہے۔ وہ فرشتہ مچھلی کے پر پر ہے۔ وہ مچھلی پانی پر ہے۔ پانی ریح پر ہے۔ وہ ریح ہوا پر ہے اور ریح عقیم (تباہ کر دینے والی ہوا) پیوندکاری نہیں کرتی اور اس کے سینگ عرش کے ساتھ معلق ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ چٹان جو زمین کے نیچے ہے وہی مخلوق کی انتہا ہے اس کی اطراف میں چار فرشتے ہیں اور ان کے سر عرش کے نیچے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمینیں مچھلی پر ہیں اور زنجیر مچھلی کے کان میں ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 636 (8756)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۲　سُوْرَۃُ التَّحْرِیْمِ مَدَنِیَّۃٌ ٦٦　رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ تحریم مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی (1) اور ابن مردویہ کے الفاظ میں نام ''سورۃ التحرم'' ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ النساء اور یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝۲

''اے نبی (مکرم!) آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے (کیا یوں) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا ہے تمہارے لیے تمہاری قسموں کی گرہ کھولنے کا طریقہ (یعنی کفارہ) اور اللہ ہی تمہارا کارساز ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا، بہت دانا ہے''۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس ٹھہرا کرتے تھے اور وہاں شہد نوش فرمایا کرتے تھے۔ پس میں نے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں نے یہ مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں، تو وہ یہ کہے: مجھے آپ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے ایک کے پاس تشریف لائے۔ تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی کچھ کہہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش سے شہد پیا ہے اور میں ہرگز دوبارہ اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ یہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں کے لیے ہے اور وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا آپ کے اس قول کے متعلق ہے: بلکہ میں نے تو شہد پیا ہے۔(1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے شہد کا مشروب نوش فرماتے تھے۔ پھر آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے کہا: میں آپ سے کوئی ریح (ہوا) پا رہی ہوں۔ پھر آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے بھی کہا: مجھے آپ سے کوئی ہوا (بو) آرہی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ یہ اس شراب (شربت) کی ہے جو میں نے حضرت سودہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس سے پیا ہے۔ قسم بخدا! میں وہ نہیں پیوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الآیہ۔(2)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے مذکورہ آیت کے بارے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: میرے پاس سفید شہد کا ایک ڈبہ تھا اور حضور نبی کریم ﷺ اس سے تناول فرماتے رہتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کو رو کے رکھتا تھا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے کہا: شہد کی مکھیاں عرفط چوستی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے اسے اپنے اوپر حرام کر لیا۔ پس یہ مذکورہ آیت نازل ہوئی (عرفط کیکر کا درخت ہے، اس سے گوند ٹپکتا ہے جسے مغافیر کہا جاتا ہے اور اس کی بدبو شہد میں آجاتی ہے)

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کون سی شے حضور نبی کریم ﷺ نے حرام قرار دی تو انہوں نے جواباً کہا: شہد کا ڈبہ۔

امام نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ایک لونڈی تھی۔ آپ اس سے مباشرت کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما اسے برداشت کرتی رہیں یہاں تک کہ بالآخر آپ ﷺ نے اپنے آپ پر اسے حرام قرار دیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت آخر تک نازل فرمائی۔(3)

امام ترمذی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حسن صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: مذکورہ آیت آپ ﷺ کی سرگوشی (خفیہ بات) کے بارے نازل ہوئی۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہا: وہ دو عورتیں کون سی ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما۔ بات کا آغاز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر حضرت ابراہیم کی والدہ محترمہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 729، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 117 (11226)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 535 (3824)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 267، دار الفکر بیروت

حضرت ماریہ قبطیہ کے بارے ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن ان کے گھر میں حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے مباشرت کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے پالیا اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ آپ میری باری کے دن میرے گھر میں اور میرے بستر پر میری طرف ایسی شے لائے ہیں جو آپ کبھی بھی اپنی ازواج میں سے کسی کے پاس نہیں لائے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو راضی نہیں ہوگی کہ میں اسے حرام کردوں اور پھر اس کے قریب نہ جاؤں؟ انہوں نے عرض کی: کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ماریہ کو حرام کردیا اور حضرت حفصہ کو فرمایا: تو کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ لیکن انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کا ذکر کردیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر اسے ظاہر فرمادیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر قرآن کریم نازل فرمایا: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الآیات کلھا۔ اور ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کا کفارہ ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی قسم کھول دی اور آپ نے اپنی کنیز کے ساتھ ملاپ کیا۔ (1)

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی کنیز کو حرام قرار دیا تھا۔ (2)

امام ابن سعد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتی تھیں۔ پس ایک دن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے گھر گئیں اور وہ ان کے پاس باتیں کرتی رہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کنیز کو بلا بھیجا اور وہ دن کے وقت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ ﷺ کے ساتھ رہیں اور یہ وہی دن تھا جس میں آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر آنا تھا آپ واپس آئیں تو آپ نے دونوں کو اپنے گھر میں پالیا۔ اور وہ ان کے باہر نکلنے کا انتظار کرتی رہیں۔ اور انہیں شدید غیرت آئی۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی کنیز کو باہر نکالا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اندر داخل ہوئیں اور عرض کی: جو آپ کے پاس تھا میں نے اسے دیکھ لیا۔ قسم بخدا! آپ نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا! میں تجھے راضی کروں گا۔ اور میں تیرے ساتھ ایک خفیہ بات کررہا ہوں۔ پس تم اس کی حفاظت کرنا۔ انہوں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ بے شک میری یہ کنیز مجھ پر حرام ہے۔ کیا تو راضی ہے؟ چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس چل کر گئیں اور انہیں خفیۃً بتایا کہ میں بشارت دیتی ہوں کہ آپ ﷺ نے اپنے اوپر اس دوشیزہ کو حرام کردیا ہے پس جونہی انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے راز کے بارے بتایا تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر اسے ظاہر فرمادیا اور مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 177، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 267 (11424)، دار الفکر بیروت

کے پاس مذکورہ آیت کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے گھر ٹھہرایا تھا۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دن اس کے گھر تشریف لے گئے اور آپ نے خلوت پائی، تو اس کے ساتھ مباشرت کی۔ اور وہ حضرت ابراہیم سے حاملہ ہوگئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب اس کا حمل ظاہر ہوا، تو وہ اس سے گھبرا گئی اور رسول اللہ ﷺ اس کے بچہ جننے تک وہیں سکونت پذیر رہے۔ پھر حضرت ابراہیم کی والدہ کا دودھ نہیں تھا۔ تو آپ ﷺ نے بچے کے لیے ایک بھیڑ خریدی۔ جس سے آپ بچے کو غذا باہم پہنچاتے تھے۔ نتیجۃً بچے کا جسم صحت مند ہوگیا۔ گوشت پوست حسین ہوگیا اور رنگ انتہائی اجلا اور شفاف ہوگیا۔ پس آپ ﷺ ایک دن اسے ساتھ لائے اور آپ اسے اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے تھے اور فرمایا: اے عائشہ! رضی اللہ عنہا تو صورت کیسی دیکھ رہی ہے؟ تو میں نے جواباً عرض کی: میں اپنے سوا کسی کی صورت نہیں جانتی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کیا گوشت کے سبب بھی نہیں؟ تو میں نے عرض کی: مجھے اپنی عمر کی قسم! جس کی غذا بھیڑ کا دودھ ہو۔ بالیقین اس کا گوشت حسین اور خوب صورت ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے سبب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں خوف زدہ ہوگئیں۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے تو آپ سے درشت لہجے میں گفتگو کی۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو اپنے لیے حرام کر دیا۔ اور آپ نے ان کے ساتھ رازدارانہ گفتگو فرمائی۔ لیکن انہوں نے یہ راز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر افشا کر دیا۔ پھر آیت التحریم نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے (غلام) آزاد کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ کے ساتھ پایا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی خاطر اپنے بچے کی ماں کو اپنے اوپر حرام کر دیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ اس بات کو چھپائے رکھے۔ تو انہوں نے خفیۃً یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتا دی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَاِذۡ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعۡضِ اَزۡوَاجِهٖ حَدِیۡثًا تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کفارہ قسم ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ الآیہ کے تحت بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے لخت جگر حضرت ابراہیم کی والدہ قبطیہ کنیز کو حضرت حفصہ کے دن حرام قرار دیا۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو اسے راز رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ لیکن انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس پر مطلع کر دیا۔ یہ دونوں آپ ﷺ کی ازواج پر غالب تھیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اسے حلال قرار دیا جسے آپ ﷺ نے اپنے اوپر حرام کیا تھا۔ اور آپ ﷺ کو کفارہ قسم ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا قَدۡ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمۡ تَحِلَّةَ اَیۡمَانِكُمۡ۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت شعبی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ

تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اس لیے نازل ہوئی۔ کیونکہ آپ ﷺ نے اپنی کنیز کو حرام قرار دیا تھا۔ حضرت شعبی نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے تحریم کے ساتھ ساتھ قسم بھی اٹھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس تحریم کے بارے میں عتاب فرمایا اور آپ کے لیے کفارہ قسم کا حکم دیا اور حضرت قتادہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے اسے حرام کر دیا اور یہی قسم ہوگئی۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی لونڈی حضرت ابراہیم کی والدہ کو حرام قرار دیا اور کہا: یہ مجھ پر حرام ہے۔ ''هِيَ عَلَيَّ حَرَامٌ'' اور مزید کہا: قسم بخدا میں اس کے قریب نہیں آؤں گا۔ ''وَاللّٰهِ لَا اَقْرَبُهَا'' تب یہ آیت نازل ہوئی: قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت مسروق اور حضرت شعبی رحمہما اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی باندی سے ایلاء کیا اور اسے حرام قرار دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ اور یہ حکم نازل فرمایا لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔

امام ہیثم بن کلیب نے مسند اور ضیاء مقدسی نے المختارہ میں نافع کی سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تو کسی سے بات نہ کرنا۔ بے شک ام ابراہیم مجھ پر حرام ہے۔ تو انہوں نے عرض کی: کیا آپ اسے حرام کر رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم بخدا میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے قریب نہیں کیا۔ یہاں تک کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کی خبر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ۔

سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مسروق سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے لیے حلف اٹھایا کہ آپ اپنی باندی کے قریب نہیں جائیں گے اور فرمایا: وہ مجھ پر حرام ہے۔ تو آپ ﷺ کی قسم کے سبب کفارہ کا حکم نازل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ اسے حرام نہ کریں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ایک دن اپنے والدین کی ملاقات کے لیے گئیں اور وہ آپ کی باری کا دن تھا۔ پس حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ کو گھر پر نہ پایا، تو پھر آپ ﷺ نے اپنی کنیز ماریہ کو بلا بھیجا اور آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اس کے ساتھ مباشرت کی۔ اسی دوران حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آگئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ میرے گھر میں اور میرے دن میں یہ کر رہے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ مجھ پر حرام ہے، تو اس کے بارے کسی کو خبر نہ دینا، پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور انہیں اس کے بارے بتا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۚ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ وَ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ۝ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 321 (3245)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی قسم کا کفارہ دینے اور اپنی کنیز کی طرف رجوع کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی کنیز حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر مباشرت کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اسے آپ ﷺ کے ساتھ پالیا۔ تو عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ اپنی ازواج کے گھروں میں سے میرے گھر میں اس طرح؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ مجھ پر حرام ہے اگر میں اسے مس کروں۔ اور تو میری اس بات کو مخفی رکھنا وہ نکلیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور آ کر کہا کیا میں تمہیں ایک بشارت نہ دوں؟ انہوں نے پوچھا: وہ کون سی ہے؟ تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے ماریہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنے گھر میں پایا۔ تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا اپنی ازواج کے گھروں میں سے میرے گھر میں اس طرح؟ یہ پہلا راز تھا کہ آپ ﷺ نے ماریہ کو اپنے اوپر حرام قرار دیا۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے حفصہ! کیا میں تجھے بشارت نہ دوں۔ پس اے عائشہ! تو جان لے کہ تیرے والد محترم آپ ﷺ کے بعد والی (خلیفہ) بنائے جائیں گے اور میرے والد کو آپ کے باپ کے بعد والی بنایا جائے گا۔ پس تو مجھے بھی چھپانا اور اس واقعہ کو بھی مخفی رکھنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ یعنی جو کچھ آپ ﷺ سے ہوا تا قولہ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ، یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ یعنی قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ظاہر کر دیا۔ عَرَّفَ بَعْضَهٗ یعنی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو وہ بتا دیا جو کچھ ماریہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا تھا وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ اور بعض سے اعراض کیا جو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے خبر دی تھی۔ پس اسے ظاہر نہ کیا۔ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝ پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف توجہ فرمائی اور انہیں عتاب فرمایا، جھڑکا اور فرمایا اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىِٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىِٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ۝ اور آپ کے ساتھ ثیبات میں سے حضرت آسیہ بنت مزاحم اور حضرت نوح علیہ السلام کی بہن اور باکرہ عورتوں میں سے حضرت مریم بنت عمران اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا وعدہ فرمایا۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 268 (11425)، دارالفکر بیروت

کہ یہ آیت یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ اس عورت کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اپنا آپ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے ہبہ کر دیا تھا۔

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَ اَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ﴿۳﴾ اِنْ تَتُوْبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ﴿۴﴾

”اور (یہ واقعہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے) جب نبی کریم نے راز داری سے اپنی ایک بیوی کو ایک بات بتائی پھر جب اس نے (دوسری کو) راز بتا دیا (تو) الله نے آپ کو اس پر آگاہ کر دیا آپ نے (اس بیوی کو) کچھ بتا دیا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی۔ پس جب آپ نے اس کو اس پر آگاہ کیا تو اس نے پوچھا آپ کو اس کی خبر کس نے دی ہے؟ فرمایا مجھے اس نے آگاہ کیا ہے جو علیم و خبیر ہے۔ اگر تم دونوں الله کے حضور توبہ کرو اور تمہارے دل بھی (توبہ کی طرف) مائل ہو چکے ہیں (تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے) اور اگر تم نے ایکا کر لیا آپ کے مقابلہ میں تو (خوب جان لو) کہ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار ہے، جبریل اور نیک بخت مومنین بھی آپ کے مددگار ہیں اور ان کے علاوہ سارے فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں“۔

امام عبدالرزاق، بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حرام کی صورت میں کفارہ ادا کیا جائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: 21)(1)

امام ابن منذر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا: میں نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کر دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے، وہ تجھ پر حرام نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔ فرمایا تجھ پر کفارات میں سے شدید ترین کفارہ غلام آزاد کرنا لازم ہے۔(2)

حضرت حارث بن ابی اسامہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ وہ مسطح کو اخراجات نہیں دیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قَدْ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 729، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 536 (3825)، دار الکتب العلمیہ بیروت

فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ۔ پس آپ نے اپنی قسم کو کھول دیا اور اسے اخراجات دیئے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کو حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جب وہ کوئی ایسی شے حرام کرلیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے حلال فرمائی ہے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلائیں یا انہیں لباس پہنائیں یا پھر غلام آزاد کریں اور طلاق اس حکم میں داخل نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید نے میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ سے تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: کہ میں نے تیرے لیے انہیں حلال قرار دیا ہے جن کا تو ملک یمین (کنیز) کی حیثیت سے مالک ہے۔ پس تو اسے کیوں حرام کرتا ہے اور میں نے تیرے لیے قسم کھولنے کا یہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ تو اپنی قسم کے بدلے کفارہ ادا کرے؟ وہ سب اسی کے ضمن میں ہیں۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر آئیں اور دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ماریہ سے مباشرت کر رہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: عائشہ کو خبر نہ دینا، یہاں تک کہ میں تجھے ایک خاص بشارت دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب میرا وصال ہو جائے گا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد تیرا باپ والی (امیر المومنین) بنے گا۔ پس حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا گئیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس کی اطلاع دی۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: آپ کو اس کی خبر کس نے دی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے علیم وخبیر نے اس کی خبر دی ہے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میں آپ کی طرف نہیں دیکھوں گی یہاں تک کہ آپ ماریہ کو حرام کر دیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حرام قرار دیا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ۔(1)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے کہ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا کے تحت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بیوی کو راز داری سے یہ بات بتائی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے بعد میرے خلیفہ ہوں گے۔(2)

امام ابن عدی، ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں، العشاری نے فضائل الصدیق میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے فرمایا قسم بخدا! بے شک حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی خلافت کا ذکر کتاب اللہ میں ہے: وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تیرا باپ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا باپ میرے بعد دونوں لوگوں کے والی ہوں گے اور تو اس کے بارے کسی کو اطلاع نہ دینا۔ "اَبُوْكِ وَاَبُوْ عَائِشَةَ وَالِيَا النَّاسِ بَعْدِيْ فَاِيَّاكِ اَنْ تُخْبِرِيْ اَحَدًا"۔(3)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 325 (8919)، دار الفکر بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 222، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی زوجہ محترمہ سے رازداری میں یہ بات کہی کہ میرے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے ''اَسَرَّ اِلَیْھَا اَنَّ اَبَابَکْرٍ خَلِیْفَتِیْ مِنْ بَعْدِیْ''(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر دی کہ آپ کے بعد ان کے والد (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) خلیفہ ہوں گے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے والد ان کے باپ کے بعد خلیفہ ہوں گے۔(2)

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے دن میں اپنی کنیز کے ساتھ مباشرت کی اور حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما دونوں باہم ایک دوسرے سے محبت کرتی تھیں۔ پس حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اس عمل پر مطلع ہوگئیں۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: جو کچھ میری طرف سے ہوا اس کی خبر عائشہ کو نہ دینا۔ تحقیق میں نے اسے (کنیز کو) اپنے اوپر حرام قرار دیا ہے۔ لیکن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کا راز افشاء کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اپنے بعد خلافت کے بارے میں رازداری سے گفتگو فرمائی اور آپ نے اس کے بارے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بات کی۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے فضائل الصحابہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے رازداری کے ساتھ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہ بات کی کہ آپ ﷺ کے بعد خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو آپ نے ظاہر فرمایا: وہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہے اور جس سے چشم پوشی فرمائی وہ یہ ہے ''تیرا باپ اور اس کا باپ دونوں میرے بعد لوگوں کے والی (خلیفہ) بنیں گے'' اور آپ نے اس کے افشا ہونے کے خوف سے اس سے چشم پوشی فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کریم کبھی بھی انتہا کو نہیں پہنچا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عطا خراسانی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حلیم (بردبار) کبھی بھی انتہا کو نہیں پہنچتا۔ کیا تو نے یہ قول نہیں سنا: عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ اَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ۔(3)

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 223، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 327 (8361)، بیروت

رہا یہ ارشاد ربانی اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا ۚ وَ اِنۡ تَظٰہَرَا عَلَیۡہِ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا کا معنی ہے تم دونوں کے دل مائل ہیں اور انہوں نے گناہ کیا ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ صَغَتۡ کا معنی ہے وہ مائل ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا آسان سی شے ہے۔ یہاں تک کہ ہم نے اسے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت سے سنا: اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، احمد، العدنی، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن حبان، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ہمیشہ خواہش کرتا رہا کہ میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے ان دو عورتیں کے بارے پوچھوں۔ جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ فرمایا اور میں نے بھی آپ کے ساتھ حج ادا کیا۔ ابھی آپ راستے میں تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک طرف گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ گیا۔ لوٹا بھی ساتھ تھا۔ پس جب آپ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر آئے۔ تو میں نے آپ کے دست مبارک پر پانی ڈالا اور آپ رضی اللہ عنہ نے وضو فرمایا۔ تو میں نے عرض کی: یا امیر المومنین! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے وہ دو عورتیں کون ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تجھ پر بھی تعجب ہے۔ وہ دونوں حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ پھر آپ مجھ سے بات بیان فرمانے لگے اور فرمایا: ہم گروہ قریش عورتوں پر غلبہ رکھتے ہیں۔ اور جب مدینہ طیبہ آئے تو ہم نے ایک ایسی جماعت اور قوم کو پایا کہ ان کی عورتیں ان پر غالب تھیں۔ پس ہماری عورتوں نے ان کی عورتیں سے کچھ سیکھنا شروع کر دیا۔ پس میں ایک دن اپنی بیوی کو غصے ہوا۔ تو وہ بھی مجھے جواب دینے لگی۔ تو میں نے اسے انکار کر دیا کہ وہ میرے ساتھ جوابی گفتگو کرے تو اس نے کہا: کیا تم اس کا انکار کرتے ہو؟ قسم بخدا! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تو آپ کے ساتھ جوابی گفتگو کرتی تھیں اور ان میں سے کوئی دن سے لے کر رات تک آپ کو چھوڑے رکھتی تھی۔ میں نے کہا: ان میں سے جس نے ایسا کیا ہے وہ خائب و خاسر ہوئی۔ آپ نے فرمایا: میرا گھر عوالی (مدینہ طیبہ کے نواحی گاؤں) میں تھا اور میرے پڑوس میں ایک انصاری رہتا تھا۔ پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے لیے باری مقرر کرتے تھے۔ پس ایک دن وہ آتا تھا اور وحی اور غیر وحی کی خبریں مجھ تک پہنچا دیتا تھا۔ اور ایک دن میں اترتا اور اسی طرح میں اس کے لیے خبریں لاتا تھا۔ فرمایا: ہم باتیں کرتے تھے کہ غسان نے گھوڑے تیار کر لیے ہیں تاکہ وہ ہم پر حملہ کرے۔ پھر ایک دن وہ انصاری آیا اور دروازے پر زور سے دستک دی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 180، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں باہر نکلا۔ تو اس نے کہا بہت بڑا واقعہ پیش آ گیا۔ میں نے پوچھا کیا غسان آ گیا؟ اس نے جواب دیا: اس سے بھی بڑا حادثہ ہو گیا ہے۔ وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے میں نے اپنے دل میں کہا: تحقیق حفصہ رضی اللہ عنہا خائب و خاسر ہو گئی۔ میں دیکھ رہا تھا کہ ایسا ہونے والا ہے پس جب ہم صبح کی نماز پڑھ چکے۔ میں نے اپنے کپڑے پہنے۔ پھر میں چل پڑا، یہاں تک کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گیا۔ دیکھا وہ رو رہی ہیں۔ میں نے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں طلاق دے دی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میں نہیں جانتی، آپ نے مشربہ میں علیحدگی اختیار فرمالی ہے۔ سو میں چلا اور ایک سیاہ رنگ والے غلام کے پاس آیا۔ اسے کہا: عمر کے لیے اجازت لو۔ چنانچہ وہ اندر گیا پھر باہر میری طرف آیا اور کہا: میں نے آپ ﷺ کے پاس آپ کا ذکر کیا ہے لیکن آپ نے کوئی جواب عطا نہیں فرمایا۔ پھر میں مسجد کی طرف چلا گیا۔ وہاں دیکھا مسجد کے اردگرد بہت سے لوگ رو رہے ہیں۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر وہ اضطراب جو میرے دل میں تھا وہ مجھ پر غالب آ گیا۔ چنانچہ میں چل کر پھر غلام کے پاس آیا اور کہا: عمر کے لیے اجازت طلب کرو۔ وہ اندر گیا پھر باہر آیا اور کہا: میں نے آپ ﷺ کے سامنے آپ کا ذکر کیا ہے۔ لیکن آپ نے کچھ نہیں فرمایا: میں پھر واپس چلنے لگا کہ اچانک وہ غلام مجھے بلانے لگا اور اس نے کہا: اندر آ جاؤ آپ ﷺ نے تمہارے لیے اجازت عطا فرما دی ہے۔ چنانچہ میں اندر گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ چٹائی پر تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ میں نے اس کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو پر دیکھے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ ہمیں دیکھیں تو ہم گروہ قریش عورتوں پر غالب تھے۔ جب ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو ہم نے ایسی قوم کو پایا جن پر ان کی عورتیں غالب ہوتی ہیں۔ پس ہماری عورتوں نے بھی ان کی عورتوں سے کچھ سیکھنا شروع کر دیا۔ میں ایک اپنی بیوی کو ناراض ہوا۔ تو وہ میرے ساتھ باتوں کا تکرار کرنے لگی۔ لیکن میں نے اسے اس سے منع کر دیا۔ تو اس نے کہا: کیا تم منع کر رہے ہو۔ حالانکہ قسم بخدا! حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج آپ کی طرف مراجعت کرتی ہیں اور ان میں سے کوئی تو دن سے رات تک آپ ﷺ سے قطع تعلقی کیے رکھتی ہے۔ تو میں نے کہا: تحقیق ان میں سے جس نے بھی ایسا کیا وہ خائب و خاسر ہوئی۔ پھر میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: کیا تم میں سے کوئی رسول اللہ ﷺ کی طرف مراجعت کرتی ہے وہ دن سے لے کر رات تک آپ کو چھوڑے رکھتی ہے؟ تو انہوں نے بتایا۔ میں نے کہا: تم میں سے جس نے بھی ایسا کیا وہ خائب و خاسر رہی۔ کیا تم میں سے کوئی محفوظ و مامون رہ سکتی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ غیظ و غضب کے سبب اپنا غضب فرمائے؟ بالیقین وہ ہلاک ہو جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ تبسم فرما رہے تھے۔ سو میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی شے کے لیے مراجعت نہ کرنا اور نہ ہی آپ سے کوئی چیز مانگنا اور آپ کو جو ضرورت ہو وہ مجھ سے لے لینا۔ اور تجھے کوئی شے دھوکے میں نہ ڈالے کیونکہ تیری پڑوسن (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ) تجھ سے زیادہ حسین اور خوب صورت ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ تبسم فرمایا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں وحشت دور کر رہا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو پھر میں نے اپنا سر اوپر

اٹھایا تو میں نے گھر میں تین چیزوں کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کیجئے کہ آپ کی امت کو خوشحالی اور وسعت عطا فرمائے۔ تحقیق اسی نے فارس اور روم والوں کو وسعت اور خوشحالی عطا کی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے ہیں۔ پس آپ ﷺ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تجھے شک ہے؟ وہ ایسی قوم ہے جنہیں پاکیزہ اور اچھی چیزیں دنیوی زندگی میں ہی جلد عطا کر دی گئی ہیں۔ آپ ﷺ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ایک مہینہ اپنی عورتوں پر داخل نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ کو عتاب فرمایا اور آپ ﷺ کو کفارۂ یمین کا حکم فرمایا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کے ساتھ ایلاء کیا اور حرام قرار دیا۔ پھر حرام کو حلال بنایا اور کفارۂ قسم ادا فرما دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج کے ساتھ ایلاء کیا اور انہیں حرام قرار دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس حرام کو آپ کے لیے حلال قرار دیا۔ اور رہا ایلاء، تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کفارۂ یمین کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ میں ''ظاء'' کو تخفیف کے ساتھ عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ میں یاء کو مرفوع اور باء کو تخفیف کے ساتھ اور ''سٰئحات'' میں الف کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار فرمائی، تو میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو لوگ بیٹھے کنکریاں پھینکنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی ہے۔ اور یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ تو میں نے دل میں کہا: میں آج کے دن اس کے بارے ضرور معلومات لوں گا۔ چنانچہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور کہا اے ابو بکر کی بیٹی! کیا تیرے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو ایذاء دیتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا ہے مجھے اور تجھے اے ابن خطاب! پھر میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور انہیں کہا: اے حفصہ! کیا تیرے بارے میں یہ خبر موصول ہوئی ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ کو ایذا دیتی ہے قسم بخدا! مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تجھے پسند نہیں فرماتے، اور اگر میں نہ ہوتا تو آپ ﷺ یقیناً تجھے طلاق دے دیتے۔ پس وہ انتہائی شدت کے ساتھ رونے لگیں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: آپ ﷺ مشربہ (پینے پلانے کا کمرہ) میں تشریف فرما ہیں۔ چنانچہ میں وہاں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا غلام رباح آپ کے اس کمرے کی چوکھٹ پر لکڑی کے ایک کھوکھلے تنے پر سے اپنے پاؤں لٹکائے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔ یہ ایک تنا تھا جس پر سے رسول اللہ ﷺ اوپر چڑھتے تھے اور نیچے اترتے تھے۔ تو میں نے آواز دی: اے رباح!

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 94-93-293 (3318)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کرو۔ پس رباح نے کمرہ کی طرف دیکھا۔ پھر میری طرف نظر اٹھائی اور کچھ بھی نہ کہا۔ پھر میں نے بلند آواز سے کہا: اے رباح! تو خود میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے آپ کے پاس آنے کی اجازت لے۔ کیونکہ مجھے یہ گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ گمان ہوا ہے کہ میں حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں۔ قسم بخدا! اگر رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کی گردن مار دینے کا حکم ارشاد فرمایا تو یقیناً میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ اور میں نے یہ اپنی بلند آواز کے ساتھ کہا۔ تو اس نے اپنے ہاتھ کے ساتھ میری طرف اشارہ کیا کہ میں اس سے نرمی کروں۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ چٹائی پر محو استراحت تھے۔ سو میں بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ پر سوائے ایک چادر کے کچھ نہ تھا اور چٹائی کے نشانات آپ ﷺ کے پہلوؤں میں تھے۔ اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے جمع شدہ سامان میں نظر دوڑائی، تو میں نے تقریباً ایک صاع جو آپ کے قبضے میں دیکھے اور اتنے ہی قرظ (ایک درخت جس کے پتوں سے چمڑا رنگا جاتا ہے) کے پتے کمرے کے ایک کونے میں پڑے دیکھے۔ جب کہ ڈول لٹکا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر میری آنکھیں بھر آئیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن خطاب! کون سی شے تجھے رلا رہی ہے؟ تو میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ کیا ہے مجھے کہ میں نہ روؤں۔ یہ چٹائی آپ کے پہلوؤں میں اثر انداز ہے اور آپ کا جمع شدہ ساز و سامان یہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ وہ کسریٰ اور قیصر پھلوں اور نہروں میں (گھرے ہوئے) ہیں۔ اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے محبوب ہیں اور آپ کا ذخیرہ یہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تو راضی نہیں ہے کہ آخرت ہمارے لیے ہو اور دنیا ان کے لیے؟ میں نے عرض کی: بے شک کیوں نہیں۔ بعد ازاں جب بھی میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے چہرہ پر غضب اور غصے کے آثار دیکھتا۔ تو عرض کرتا یا رسول اللہ! ﷺ کیا ازواج کی کوئی حرکت آپ پر شاق گزری ہے۔ پس اگر آپ نے انہیں طلاق دے دی۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور اس کے فرشتے، جبرئیل، میکائیل، میں اور ابوبکر اور تمام مومنین آپ کے ساتھ ہیں۔ بہت کم ایسا ہوا کہ میں نے کلام کی اور کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی مگر میں یہ امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس قول کی تصدیق فرما دے گا جو میں کہہ رہا ہوں اور یہ آیت نازل ہوئی: عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ وَ اِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں تمام ازواج النبی ﷺ کے خلاف ایکا کر لیتی تھیں۔ تو میں نے کہا یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ نے انہیں طلاق دے دی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں مسجد میں داخل ہوا، وہاں مومنین کنکریاں پھینک رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ کیا میں نیچے اتر کر انہیں مطلع کر دوں کہ آپ نے انہیں طلاق نہیں دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اگر تم چاہو۔ پھر میں مسلسل آپ ﷺ کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ کے چہرہ سے غضب کے آثار ختم ہو گئے۔ بلکہ آپ اس طرح ہنسنے لگے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہونے لگے اور آپ کے دندان مبارک تمام لوگوں سے بڑھ کر حسین اور خوبصورت تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ

نیچے اترے اور میں بھی اترا۔ میں نے اس تنے کو مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ اتر آئے اور آپ زمین پر اس طرح چلنے لگے گویا کہ آپ اسے اپنے ہاتھ کے ساتھ مس کر رہے تھے۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ کمرے میں انتیس دن تک رہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے۔ پھر میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنی انتہائی اونچی آواز کے ساتھ ندا دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ فرمایا: پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء:83) (اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا خوف کی تو چرچا کرنے لگتے ہیں اس کا اور اگر لوٹا دیتے اسے رسول (کریم) کی طرف اور با اقتدار لوگوں کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا ان میں سے) پس میں نے اس معاملہ کو مستنبط کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آیۂ تخییر نازل فرمائی ہے۔(1)

امام ابن عساکر نے کلبی کی سند سے ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میرے والد محترم یہ آیت پڑھتے تھے: وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور فرماتے مراد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور میمون بن مہران رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن انس کی سند سے حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا کا معنی ہے تحقیق تم دونوں کے دل مائل ہیں۔ اور وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے بارے فرمایا کہ اس سے مراد حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔(4)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ صالح المومنین ابوبکر و عمر ہیں رضی اللہ عنہما۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے فضائل الصحابہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 81-480، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 223، دارالفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 44، صفحہ 45
4۔ ایضاً

نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ صالح المومنین ابوبکر وعمر ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔(1)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے فرمایا وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے نازل ہوئی۔(2)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ صرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا کہ آپ نے قول باری تعالیٰ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے میں فرمایا: یہ حضرت ابوبکر وعمر ہیں۔ رضی اللہ عنہما۔(3)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرات ابن عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا: یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔(4)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے کہ صالح المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ علی بن ابی طالب ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ سے مراد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت علاء بن زیاد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔(6)

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 206(10477)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 19، صفحہ 38(14349)، دارالفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 269(11427)
4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 38(14349)
5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 42، صفحہ 361، دارالفکر بیروت
6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 323(3250)، دارالکتب العلمیہ بیروت

عَسٰى رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ یُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَیْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْیَوْمَؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝

”کچھ بعید نہیں کہ اگر نبی کریم تم سب کو طلاق دے دیں تو آپ کا رب تمہارے عوض آپ کو ایسی بیبیاں عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں گی پکی مسلمان، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزہ دار، کچھ پہلے بیاہیاں اور کچھ کنواریاں۔ اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، اس پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تندخو، سخت مزاج ہیں، نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا اس نے انہیں حکم دیا ہے اور فوراً بجالاتے ہیں جو ارشاد انہیں فرمایا جاتا ہے۔ اے کفار! آج بہانہ نہ بناؤ۔ تمہیں اسی کا بدلہ ملے گا جو (کرتوت) تم کیا کرتے تھے“۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ، ابو مالک اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے کہ قٰنِتٰتٍ کا معنی ہے فرمانبردار، اطاعت شعار اور سٰٓىٕحٰتٍ سے مراد روزے دار ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے سٰٓىٕحٰتٍ بغیر الف کے مشدد پڑھا ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا۝ کے تحت فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ سے اس آیت میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آپ کی شادی کرے گا۔ ثیبہ سے یعنی فرعون کی بیوی حضرت آسیہ سے اور باکرہ سے یعنی حضرت مریم بنت عمران سے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے المدخل میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا کے تحت فرمایا: اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو خیر اور نیکی کی تعلیم دو اور انہیں ادب سکھاؤ۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت کے اعمال کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو اور اپنے اہل وعیال کو ذکر کی تلقین کرو۔ اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 324 (3254)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تمہیں آگ سے نجات عطا فرمائے گا۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم اپنے اہل وعیال کو حکم دو کہ وہ اپنے آپ کو آگ سے بچائیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا تو صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ ہم اپنے اہل وعیال کو آگ سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم انہیں ایسی چیزوں کا حکم دیتے رہو جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور ایسے کاموں سے منع کرتے رہو جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اپنے اہل وعیال کو ادب سکھاؤ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ تم اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی نصیحت کرو۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ کی طاعت و فرمانبرداری کا حکم دو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت سے منع کرو۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبد العزیز بن ابی رواد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک پہاڑ کے پاس سے گزرے جو آسمان وزمین کے درمیان معلق تھا۔ آپ اس میں داخل ہوئے اور رونے لگے اور اس پر اظہار تعجب فرمایا پھر وہاں سے اس کے اردگرد رہنے والوں کی طرف نکل آئے اور پوچھا: اس پہاڑ کا واقعہ کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا: ہمیں اس کے بارے کوئی علم نہیں اور ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو بھی اسی طرح پایا ہے۔ تو آپ نے دعا کی: اے پروردگار اس پہاڑ کو اذن عطا فرما کہ وہ مجھے بتائے اس کا قصہ کیا ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرمائی۔ تو اس نے کہا: جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ تو میں کانپنے لگا اور میں ڈر گیا کہ میں اس کا ایندھن ہوں گا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ وہ مجھے محفوظ رکھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا اور اسے بچالیا۔ اور فرمایا اب تو قرار پذیر ہو جا۔ پس وہ زمین پر پختہ ہو گیا۔

امام ابن ابی الدنیا، ابن قدامہ رحمہما اللہ نے کتاب البکاء والرقۃ میں حضرت محمد بن ہاشم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پڑھا اور آپ کے پہلو میں ایک نوجوان نے اسے سنا۔ تو اس پر غشی طاری ہو گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور اظہار شفقت و رحمت فرمایا اور وہ اتنی دیر اسی حالت پر رہا جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں تو دیکھا اس کا سر رسول اللہ ﷺ کی گود میں ہے۔ تو اس نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کون سی شے کی مثل وہ پتھر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے لیے کافی نہیں ہے جو کچھ تجھے پہنچا ہے۔ اگر اس آگ میں سے ایک پتھر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 186، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 323 (3253)، دار الکتب العلمیہ بیروت

جائے تو وہ اس سے پگھل جائیں اور ان میں سے ہر انسان کے ساتھ پتھر یا شیطان ہے۔ اللہ اعلم۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنم کے داروغے انیس ہیں، ان میں سے ہر ایک کے کندھوں کے درمیان دو سو سال کی مسافت ہے اور ان کے دلوں میں رحم قطعاً نہیں ہے۔ بے شک وہ عذاب دینے کے لیے ہی پیدا کیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک فرشتہ اہل جہنم میں سے ایک آدمی کو ایک ضرب لگائے گا اور اسے سر سے پاؤں تک پیس کر رکھ دے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ جہنم کے داروغوں میں سے ایک کے کندھے کے درمیان سال کے برابر کی مسافت ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے پاس لوہے کے گرز اور دو سلاخیں ہیں جن کے ساتھ وہ ایک بار دھکیلے گا تو سات لاکھ افراد سے گزر جائے گا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۸ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ اغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۹ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰

''اے ایمان والو! اللہ کی جناب میں سچے دل سے توبہ کرو، امید ہے تمہارا رب دور کر دے گا تم سے تمہاری برائیاں اور تمہیں داخل کرے گا ایسے باغات میں جن میں نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ اس روز رسوا نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ (اپنے) نبی کو اور ان لوگوں کو جو آپ کے ساتھ ایمان لائے، (اس روز) ان کا نور ایمان دوڑتا ہوگا ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب، وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! مکمل فرما دے ہمارے لیے ہمارا نور اور بخش دے ہمیں۔ بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سختی

کرو اور (آخرت) میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ لوٹ کر آنے کی بہت بری جگہ ہے۔ بیان فرمائی ہے اللہ نے کفار کے لیے نوح کی بیوی اور لوط کی بیوی کی مثال، وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان دونوں سے خیانت کی۔ پس وہ دونوں (نبی ان کے شوہر) اللہ کے مقابلہ میں انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے اور انہیں حکم ملا تم دونوں داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ''۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن منیع، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت نعمان بن بشیر سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے توبۃ النصوح کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ آدمی برے عمل سے اس طرح توبہ کرے کہ پھر کبھی اس کی طرف نہیں لوٹے گا۔ یہی توبۃ النصوح ہے۔(1)

امام احمد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ سے اس طرح توبہ کرنا کہ تو پھر کبھی اس کی طرف رجوع نہ کرے۔(2)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے توبۃ النصوح کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بندہ اپنے اس گناہ پر نادم ہو جو اس سے صادر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معذرت پیش کرے اور پھر اس کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ دودھ کھیری میں نہیں لوٹ سکتا۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے توبۃ النصوح کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ بندہ گناہ سے اس طرح توبہ کرے کہ پھر وہ کبھی اس کا اعادہ نہیں کرے گا۔(4)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بندہ توبہ کرے پھر دوبارہ اس کا ارتکاب نہ کرے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ تَوْبَةً نَّصُوْحًا یہ ہے کہ بندے کا اس طرح توبہ کرنا کہ پھر وہ گناہ کا اعادہ نہیں کرے گا۔(6)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَوْبَةً نَّصُوْحًا سے مراد سچی اور خالص توبہ ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔ آپ نے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 324 (3256)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 387 (7036)، دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 375 (5457)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 387 (7035)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 188، دار احیاء التراث العربی بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 215 (35453)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

فرمایا: تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا تمام گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور یہ قرآن کریم میں ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا تُوۡبُوۡۤا اِلَی اللّٰهِ تَوۡبَةً نَّصُوۡحًا ؕ عَسٰی رَبُّکُمۡ اَنۡ یُّکَفِّرَ عَنۡکُمۡ سَیِّاٰتِکُمۡ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے نَّصُوۡحًا میں نون کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے یَوۡمَ لَا یُخۡزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ ۚ نُوۡرُهُمۡ یَسۡعٰی کے تحت فرمایا: موحدین میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر قیامت کے دن اسے نور عطا کیا جائے گا لیکن جو منافق ہو گا اس کا نور بجھ جائے گا۔ اور بندۂ مومن جب منافق کا نور بجھتے ہوئے دیکھے گا تو وہ ڈر جائے گا اور اس طرح عرض کرے گا رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا (اے ہمارے رب! ہمارے لیے ہمارا نور مکمل فرما دے)(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے رَبَّنَاۤ اَتۡمِمۡ لَنَا نُوۡرَنَا کے تحت فرمایا کہ جب منافقین کا نور بجھ جائے گا تو اس وقت مومنین ان الفاظ سے دعا مانگیں گے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَخَانَتٰهُمَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے زنا نہیں کیا تھا۔ البتہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو کہا کرتی تھی کہ یہ مجنون ہے اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ مہمان پر جرأت کر جاتی تھی اور مخالفت کرتی تھی۔ پس یہی ان دونوں کی خیانت تھی۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اشرس خراسانی رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے اور انہوں نے اسے حضور نبی کریم ﷺ تک مرفوع بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی نبی علیہ السلام کی بیوی نے کبھی بھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔

امام ابن عدی، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے فَخَانَتٰهُمَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دونوں کافر تھیں اور مخالف تھیں اور نبی کے تحت رہنے والی کسی عورت کو نہیں چاہیے کہ وہ بدکاری کرے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کسی نبی علیہ السلام کی عورت نے کبھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان دونوں نے دین کے معاملے میں خیانت کی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نبی کی بیوی جب زنا کرے تو اس کے لیے مغفرت نہیں ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 537 (3831)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 538 (3832)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا الآیہ کے تحت فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے ان دونوں نبیوں کا صالح اور نیک ہونا ان دونوں کی بیویوں کو کسی قسم کا نفع اور فائدہ ہرگز نہیں دے گا اور فرعون کی بیوی کے لیے فرعون کا کفر ذرا بھر نقصان دہ نہیں (1)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

"اور اسی طرح اللہ نے اہل ایمان کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال پیش فرمائی، جب کہ اس نے دعا مانگی اے میرے رب! بنا دے میرے لیے اپنے پاس ایک گھر جنت میں اور بچا لے مجھے فرعون سے اور اس کے (کافرانہ) عمل سے اور مجھے اس ستم پیشہ قوم سے نجات دے۔ اور (دوسری مثال) مریم دختر عمران کی ہے جس نے اپنے گوہر عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم نے پھونک دی اس کے اندر اپنی طرف سے روح اور مریم نے تصدیق کی اپنے رب کی باتوں کی اور اس کی کتابوں کی اور وہ اللہ کے فرمانبرداروں میں سے تھی"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کی بیوی کو دھوپ میں عذاب دیا جاتا تھا۔ اور جب وہ اس سے لوٹ کر چلے جاتے تو ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ اس پر سایہ کر لیتے اور وہ جنت میں اپنا گھر دیکھتی تھی۔ (2)

امام ابو یعلی اور بیہقی رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ فرعون اپنی بیوی کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں میں چار کیل گاڑ دیتا تھا۔ اور جب وہ اس کے پاس سے بکھر جاتے تو ملائکہ علیہم السلام اس پر سایہ کر لیتے۔ اس نے التجاء کی رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ تو اس کے لیے جنت میں اس کا گھر ظاہر کر دیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کی ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی کے لیے چار کیل لگا دیئے اور اسے ان کے سروں پر لٹا دیا اور اس کے سینے پر چکی رکھ دی اور اس کا منہ عین سورج کی طرح کر دیا۔ تو اس نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کی رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ تو اللہ تعالیٰ نے جنت میں اس کے گھر سے حجاب ہٹا دیا اور اس نے اسے دیکھ لیا۔

امام احمد، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 324 (3255)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 28، صفحہ 192، دار احیاء التراث العربی بیروت

دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اہل جنت کی عورتوں میں سے افضل ترین عورتیں حضرت خدیجہ بنت خویلد، حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ، حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ بنت مزاحم اور فرعون کی بیوی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان دونوں کے بارے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے: قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔(1)

حضرت وکیع رحمہ اللہ نے الغرر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ کا مفہوم یہ ہے اور مجھے فرعون سے اور اس کے جماع سے نجات عطا فرما۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوحِنَا کا معنی ہے اور ہم نے اس کے گریبان میں اپنی طرف سے روح پھونک دی۔ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِينَ۝ اور وہ اللہ کے فرمانبرداروں میں سے تھی۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا کو الف کے ساتھ پڑھا ہے اور اس کی کتابت ایک ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن جنادہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے جنت میں میری شادی مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کر دی ہے۔(3)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 539 (3836)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 324 (58-3257)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 52 (5485)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

آیاتها ۳۰ ﴿سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ ۶۷﴾ رکوعاتها ۲

امام ابن ضریس، بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ تبارک الملک مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے تفسیر میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین آیات کے سوا تبارک الملک اہل مکہ کے بارے میں نازل کی گئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ﴿۴﴾ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ﴿۵﴾ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۶﴾

"منزہ و برتر ہے وہ جس کے قبضہ میں (سب جہانوں کی) بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ جس نے پیدا کیا ہے موت اور زندگی کو تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ اور وہی دائمی عزت والا، بہت بخشنے والا ہے۔ جس نے بنائے ہیں سات آسمان اوپر نیچے۔ تمہیں نظر نہیں آئے گا (خداوند) رحمٰن کی آفرینش میں کوئی خلل، ذرا پھر نگاہ اٹھا کر دیکھ، کیا تجھے کوئی رخنہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر بار بار نگاہ ڈال لوٹ آئے گی تیری طرف (تیری) نگاہ ناکام ہو کر درآنحالیکہ وہ تھکی ماندی ہوگی۔ اور بے شک ہم نے قریبی آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر دیا ہے اور بنا دیا ہے انہیں شیاطین کو مار بھگانے کا ذریعہ اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لیے دہکتی آگ کا عذاب۔ اور جنہوں نے انکار کیا اپنے رب کا ان کے لیے عذاب جہنم ہے اور جہنم بڑی بری لوٹنے کی جگہ ہے"۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ضریس، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ میں سے ایک سورت ہے جس کی صرف تیس آیات ہیں، وہ آدمی کے لیے شفاعت کرے گی یہاں تک کہ اسے بخش دیا جائے گا۔ وہ ہے تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ۔(1)

امام طبرانی نے الاوسط میں ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کریم میں ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے بارے میں جھگڑا کرے گی۔ یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرادے گی۔ اور وہ یہی مذکورہ سورت ہے۔(2)

ترمذی، حاکم، ابن مردویہ، ابن نصر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کسی نے قبر پر خیمہ لگا دیا اور وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ یہ قبر ہے۔ پس اچانک کوئی انسان سورۂ ملک پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے مکمل سورت ختم کر دی۔ پھر وہ صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سورۃ المانعہ ہے، یہ منجیہ ہے، یہ اسے عذاب قبر سے نجات دلا دے گی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۂ تبارک یہ عذاب قبر کو روکنے والی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت رافع بن خدیج اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھ پر سورۂ تبارک مکمل سورت ایک ہی بار نازل کی گئی اور یہ تیس آیات ہیں۔ اور فرمایا: یہ قبروں میں عذاب کو روکنے والی ہے۔ بے شک قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ کا نماز میں پڑھنا ایک تہائی قرآن کریم پڑھنے کے برابر ہوتا ہے۔ اور نماز میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۝ کی قرأت چوتھائی قرآن پڑھنے کے برابر ہوتی ہے۔ اور نماز میں اِذَا زُلْزِلَتِ کی قرأت نصف قرآن پڑھنے کے مساوی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید نے مسند میں اور یہ الفاظ انہی کے ہیں، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو فرمایا: کیا میں تجھے ایک حدیث کے تحفے طور پر نہ دوں جس کے ساتھ تو خوش ہو جائے؟ تو اس نے عرض کی: بے شک۔ تو آپ نے فرمایا: یہ سورت پڑھو تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ اور یہ سورت اپنے اہل وعیال، اپنے تمام بچوں، اپنے گھر کے بچوں اور اپنے پڑوسیوں کو سکھاؤ (اس کی انہیں تعلیم دو) کیونکہ یہ نجات دلانے والی ہے اور قیامت کے دن اپنے قاری کے لیے اپنے رب کے پاس جھگڑنے والی ہے۔ اور یہ اسے تلاش کرے گی تاکہ اسے جہنم کے عذاب سے نجات دلائے اور اس کے سبب اس کا قاری عذاب قبر سے بھی نجات پا جائے گا۔ فرمایا کہ رسول اللہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 151 (2891)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11430)، دار الفکر بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 151 (2890)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ سورت میری امت کے ہر فرد کے دل میں موجود ہو۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے جو تم سے پہلے تھے ایک آدمی تھا جب وہ مرا، تو اس کے ساتھ کتاب اللہ میں سے تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ کے سوا کوئی شے نہ تھی۔ سو جب اسے اس کی قبر میں رکھ دیا گیا، تو اس کے پاس فرشتہ آیا تو یہ سورت اس کے سامنے حائل ہوگئی تو فرشتے نے اسے کہا: بلاشبہ تو کتاب اللہ میں سے ہے اور میں تجھے پھاڑنا ناپسند کرتا ہوں۔ اور میں نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہوں، نہ تیرے لیے، نہ اس کے لیے اور نہ ہی اپنے لیے، اگر تو اس کا ارادہ رکھتی ہے تو تو رب کریم کے پاس چلی جا اور وہاں اس کی شفاعت و سفارش کر۔ چنانچہ یہ سورت رب کریم کے پاس جائے گی۔ اور عرض کرے گی: اے میرے رب! فلاں نے تیری کتاب میں سے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اس نے میری تعلیم حاصل کی اور میری تلاوت کی۔ کیا تو اسے آگ کے ساتھ جلا دے گا اور اسے عذاب دے گا حالانکہ میں اس کے پیٹ میں ہوں؟ پس اگر تو ایسا کرنے والا ہے تو پھر مجھے اپنی کتاب سے مٹا دے۔ تو رب کریم فرمائے گا: خبردار سن! میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو غصے میں ہے۔ تو یہ سورت جواباً عرض کرے گی: غضب ناک ہونا میرا حق ہے۔ پھر فرمائے گا: تو جا میں نے اسے تیرے لیے بخش دیا اور اس کے حق میں تیری شفاعت قبول فرمائی۔ پس سورۃ الملک آئے گی اور وہ پراگندہ حال نکل جائے گا۔ اور اس کی طرف سے کوئی شے اس پروارد نہیں ہوگی۔ پھر یہ سورت آئے گی اور اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دے گی۔ اور پھر کہے گی مرحبا اس منہ کے ساتھ اس نے کئی بار میری تلاوت کی۔ مزید کہے گی: مرحبا یہ سینہ کئی بار اس نے مجھے یاد کیا اور مرحبا یہ دونوں قدم جنہوں نے میرے ساتھ کئی بار قیام کیا اور یہ سورت اس کی قبر میں اس پروحشت اور خوف کے خطرے کے پیش نظر اس کے ساتھ غم خواری کرتی رہے گی''۔ پس جب رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث بیان فرمائی، کوئی چھوٹا، بڑا اور کوئی آزاد اور غلام باقی نہ رہا مگر ہر ایک نے اسے پڑھ لیا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے المنجیہ کا نام دیا۔

امام ابن ضریس، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی کو قبر میں لایا جائے گا اور اسے اس کے پاؤں کی جانب سے لایا جائے گا تو اس کی ٹانگیں کہیں گی: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ ہم پر سورۂ ملک پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا تھا۔ پھر اسے اس کے سینے کی جانب سے لایا جائے گا۔ تو وہ کہے گا: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی قدرت نہیں ہے کیونکہ اس نے مجھ میں سورۃ الملک کو محفوظ کیا ہے۔ پھر اسے اس کے سر کی جانب سے لایا جائے گا تو وہ کہے گا: تمہارے لیے میری جانب پر کوئی قدرت نہیں ہے کیونکہ یہ میرے ساتھ سورۂ ملک پڑھتا تھا۔ پس یہ سورۃ المانعہ ہے۔ یہ عذاب قبر کو روکتی ہے اور یہی سورۂ ملک تورات میں ہے۔ جس نے اسے رات کے وقت پڑھا تحقیق اس نے کثیر اور خوب اچھا پڑھا۔(2)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم اس

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11429)، دارالفکر بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 540 (3839)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں المانعہ کا نام دیتے تھے۔ اور بے شک کتاب اللہ میں یہ سورۃ الملک ہے۔ جو رات کے وقت اسے پڑھے گا تحقیق اس نے بہت زیادہ اور خوب اچھا پڑھا۔(1)

امام ابوعبید اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں مرہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میت (مرنے والا) جب مر جائے تو اس کے ارد گرد آگ روشن کی جاتی ہے اور وہ آگ ہر اس آگ کو کھا جاتی ہے جو اس کے قریب ہوگی۔ اگر اس کا کوئی ایسا عمل نہ ہوا جو اس کے اور اس آگ کے درمیان حائل ہو۔ اگر آدمی مرا اور اس نے تیس آیات والی سورت (سورۂ ملک) کے سوا قرآن نہیں پڑھا۔ تو وہ اس کے سر کی جانب سے اس کے قریب آئے گی اور آکر کہے گی: بے شک یہ آدمی مجھے پڑھتا تھا۔ پھر اس کے پاؤں کی جانب سے آئے گی اور کہے گی: بے شک یہ میرے ساتھ کھڑا ہوتا تھا۔ پھر اس کے پیٹ کی جانب سے آئے گی اور کہے گی: بے شک اس نے مجھے محفوظ کیا تھا۔ پھر وہ اسے نجات دلا دے گی۔ فرمایا: میں نے اور مسروق نے مصحف میں دیکھا تو ہم نے سورۂ تبارک کے سوا کوئی تیس آیات والی سورت نہ پائی۔

امام دارمی اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت مرہ رحمہ اللہ سے یہی روایت مرسل ذکر کی ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے: بے شک قرآن کریم میں ایک سورت ہے جو اپنے قاری کے بارے میں قبر میں مجادلہ کرتی ہے۔ اس کی تیس آیات ہیں جب انہوں نے غور سے دیکھا تو انہوں نے اتنی آیات کا حامل سورۂ تبارک کو پایا۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو اٹھایا جائے گا جس نے کوئی گناہ بھی نہ چھوڑا ہوگا مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا تھا۔ اور اس نے ایک سورت کے سوا قرآن میں سے کچھ نہیں پڑھا تو اسے جہنم کی طرف لے جانے کا حکم دیا جائے گا۔ تو اس کے پیٹ سے شہاب کی طرح کوئی چیز اڑے گی۔ اور کہے گی: اے اللہ! بلاشبہ تو نے مجھے اپنے نبی علیہ السلام پر نازل فرمایا۔ تیرا یہ بندہ مجھے پڑھتا رہا۔ پس یہ مسلسل شفاعت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے جنت میں داخل کرا دے گی۔ اور وہ سورت منجیہ (نجات دلانے والی) ہے یعنی تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ۔(2)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۂ الجمعہ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ (الاعلی) اور جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الٓمّٓ ۝ تَنْزِیْلُ (السجدہ) اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ پڑھا کرتے تھے۔(3)

امام دیلمی نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میں کتاب اللہ میں ایک ایسی سورت پاتا ہوں جس کی تیس آیات ہیں۔ جو کوئی سوتے وقت اسے پڑھے گا اس کے لیے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، تیس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اس کے تیس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ملائکہ میں سے ایک

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 270 (11431)، دارالفکر بیروت 2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 467 (8778)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 3، صفحہ 79 (5252)، دارالکتب العلمیہ بیروت

فرشتہ اس کی طرف بھیجتا ہے جو اس پر اپنے پر پھیلا دیتا ہے۔ اور وہ ہر شے سے اس کی حفاظت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ آدمی بیدار ہو جاتا ہے۔ اور وہ سورۂ مجادلہ ہے جو اپنے قاری کے لیے قبر میں جھگڑتی ہے۔ اور وہ سورۂ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔(1)

امام دیلمی نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ مرا، اس کے گناہ بہت زیادہ تھے اور وہ اپنے آپ پر انتہائی زیادتی اور ظلم کرنے والا تھا۔ پس جب اس کی قبر میں عذاب اس کے پاؤں کی جانب سے یا اس کے سر کی جانب سے اس کی طرف متوجہ ہوا، تو وہ سورت آ گئی جس میں غیظ وغضب تھا اور عذاب سے آ کر جھگڑنے لگی کہ یہ آدمی میری محافظت کرتا تھا اور میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ جو مجھ پر مواظبت کرے گا وہ اسے عذاب نہیں دے گا۔ پس اس کے سبب عذاب اس سے پھر گیا۔ مہاجرین وانصار اس سورت کو پڑھتے اور سمجھتے تھے اور کہتے تھے۔ جنہوں نے اسے نہ سیکھا وہ خسارے میں ہیں اور وہ سورۂ ملک ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت مرہ ہمدانی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی اپنی قبر کی اطراف سے لایا جائے گا۔ اور قرآن کریم میں سے ایک سورۂ کی آیات تیس ہیں۔ وہ اس کے بارے جھگڑتی رہے گی یہاں تک کہ عذاب قبر کو اس سے روک دے گی۔ سو میں نے اور مسروق نے دیکھا تو سورۂ تبارک کے سوا اور کوئی ایسی سورت نہ پائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الصباح رحمہ اللہ کی سند سے عبد العزیز سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی قرآن کریم کی ایک سورت کی شفاعت کے سبب جنت میں داخل ہوگا اور اس کی صرف تیس آیات ہیں۔ وہ اس کو عذاب قبر سے نجات دلائے گی اور وہ سورۂ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات الٓمّٓ ۝ تَنْزِيْلُ (السجدہ) اور تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ کی تلاوت فرماتے تھے اور سفر وحضر میں اسے نہ چھوڑتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ چند کلمات ہیں میں جس آدمی نے اپنی وفات کے وقت وہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور وہ یہ ہیں۔ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ'' تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ تین مرتبہ اور تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کے تحت حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے موت کے ذکر اس کے لیے تیاری اور اس سے خوف و پرہیز کے اعتبار سے تم میں سے کون موت کے لیے زیادہ حسین ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بے شک اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو موت کے سبب ذلیل کر دیا ہے۔

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 63-62(179)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 408(10788)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس نے دنیا کو دارحیات پھر دارموت بنایا ہے اور اس نے آخرت کو پہلے دار جزاء اور پھر دار بقاء بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ ارشاد کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ زندگی حضرت جبرئیل علیہ السلام کا گھوڑا ہے اور موت چتکبرہ مینڈھا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موت کو چتکبرے مینڈھے کی صورت میں تخلیق فرمایا۔ درآنحالیکہ حالانکہ وہ سیاہی اور سفیدی کے ساتھ چھپا ہوا ہے۔۔ اس کے چار پر ہیں۔ ایک پر عرش کے نیچے ہے ایک پر ثریٰ میں ہے ایک پر مشرق میں ہے اور ایک پر مغرب میں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا کا معنی ہے کہ ساتوں آسمان بعض بعض کے اوپر ہیں یعنی (تہ درتہ) ابن منذر نے ابن جریج سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مَاتَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق باہم متفاوت نہیں اور مفاوت کا معنی ہے جدا جدا کرنے والا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَفٰوُتٍ کا معنی اختلاف ہے اور فُطُوْرٍ سے مراد خلل ہے۔ اور خَاسِئًا کا معنی ہے ذلیل وخوار ہو کر۔ اور وَّهُوَ حَسِیْرٌ کے بارے فرمایا: یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تفاوت اور خلل نہیں دیکھے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مِنْ تَفٰوُتٍ کو من تفوت پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی طرح قرأت کرتے تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ مِنْ تَفٰوُتٍ کا معنی دراڑ ہے۔ اور فُطُوْرٍ کا معنی پھٹنا ہے۔ خَاسِئًا کا معنی ذلیل اور حَسِیْرٌ کا معنی تھکی ماندی ہے۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ فُطُوْرٍ کا معنی بوسیدہ اور کمزور ہونا ہے۔ (2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فُطُوْرٍ کا معنی خلل ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فُطُوْرٍ سے مراد پھٹنا اور خلل پڑنا ہے اور یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا کا معنی ہے آنکھ تیری طرف ذلیل وخوار ہو کر لوٹ آئے گی۔ وَّهُوَ حَسِیْرٌ فرمایا وہ تھک جائے گی اور کوئی شے نہیں دیکھ سکے گی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خَاسِئًا کا معنی ذلیل اور وَّهُوَ حَسِیْرٌ کا معنی ہے اور وہ واپس لوٹ آئے گی۔ (3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 326 (64-63-3262)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 6، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 7

إِذَآ أُلۡقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَّهِيَ تَفُورُ ۝٧ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الۡغَيۡظِ ۖ
كُلَّمَآ أُلۡقِيَ فِيهَا فَوۡجٌ سَأَلَهُمۡ خَزَنَتُهَآ أَلَمۡ يَأۡتِكُمۡ نَذِيرٌ ۝٨ قَالُوا بَلَىٰ قَدۡ
جَآءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبۡنَا وَقُلۡنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِن شَيۡءٍ ۚ إِنۡ أَنتُمۡ إِلَّا فِي
ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ۝٩ وَقَالُوا لَوۡ كُنَّا نَسۡمَعُ أَوۡ نَعۡقِلُ مَا كُنَّا فِيٓ أَصۡحَٰبِ
السَّعِيرِ ۝١٠ فَاعۡتَرَفُوا بِذَنۢبِهِمۡ ۚ فَسُحۡقًا لِّأَصۡحَٰبِ السَّعِيرِ ۝١١ إِنَّ الَّذِينَ
يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُم بِالۡغَيۡبِ لَهُم مَّغۡفِرَةٌ وَأَجۡرٌ كَبِيرٌ ۝١٢ وَأَسِرُّوا قَوۡلَكُمۡ
أَوِ اجۡهَرُوا بِهِۦٓ ۖ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝١٣ أَلَا يَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ ۖ
وَهُوَ اللَّطِيفُ الۡخَبِيرُ ۝١٤

”جب وہ اس میں جھونکے جائیں گے تو اس کی زوردار گرج سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہوگی۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا مارے غضب کے پھٹا چاہتی ہے جب بھی اس میں کوئی جتھا جھونکا جائے گا تو ان سے دوزخ کے محافظ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا، پس ہم نے اس کو جھٹلایا اور ہم نے اس کو (صاف صاف) کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے تو کوئی چیز نہیں اتاری۔ تم لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو۔ وہ کہیں گے کاش! ہم (ان کی نصیحت کو) سنتے اور سمجھتے تو (آج) ہم دوزخیوں میں نہ ہوتے۔ پس (اس روز) اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ تو پھٹکار ہو اہل جہنم پر۔ بے شک جو لوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے (اللہ کی) مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ تم اپنی بات آہستہ کہو یا بلند آواز سے (اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا) بے شک وہ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ (نادانو!) کیا وہ نہیں جانتا (بندوں کے احوال کو) جس نے (انہیں) پیدا کیا ہے۔ وہ بڑا باریک بین، ہر چیز سے باخبر ہے“۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ شَهِيقًا کا معنی چیخ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی کو آتش جہنم کی طرف کھینچا جائے گا تو وہ آگ سکڑ جائے گی اور اس کے بعض حصے بعض میں منقبض ہو جائیں گے۔ تو رحمٰن اس سے فرمائے گا: تجھے کیا ہوا ہے؟ تو وہ عرض کرے گی بے شک وہ مجھ سے حیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے کو چھوڑ دو۔ مزید فرمایا: بے شک ایک بندے کو آگ کی طرف کھینچا جائے گا۔ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تیرے بارے میں میرا یہ گمان نہیں تھا۔ تو رب کریم ارشاد فرمائے گا: تیرا کیا گمان تھا؟ تو وہ عرض کرے گا: میرا گمان یہ تھا کہ تیری رحمت مجھے ڈھانپ لے گی۔ تو رب کریم فرمائے گا:

میرے بندے کو چھوڑ دو۔ مزید فرمایا: بے شک ایک آدمی کو آگ کی طرف کھینچا جائے گا۔ تو وہ آگ اس کی طرف چیختے ہوئے آئے گی جس طرح خچر جو کی طرف بڑھتی ہے۔ پھر وہ شدید آواز نکالنے لگی گی اور خوفزدہ ہوئے بغیر کوئی باقی نہیں رہے گا۔

امام ہناد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے وَّهِيَ تَفُوْرُ ۝ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم ان کے ساتھ اس طرح ابل پڑے گی جیسے تھوڑے سے دانے زیادہ پانی میں ابلتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ تَمَيَّزُ کا معنی ہے وہ پھٹ جائے گی۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ تَكَادُ تَمَيَّزُ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریب ہے وہ آپس میں جدا جدا ہو جائے۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَسُحْقًا کا معنی دوری ہے (اہل جہنم کے لیے) (3)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے فَسُحْقًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی بعد اور دوری ہے۔ انہوں نے پوچھا: کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سنا ہے؟

اَلَامَنْ مُبَلِّغٌ عَنِّيْ اُبَيًّا فَقَدْ اُلْقِيْتَ فِيْ سُحْقِ السَّعِيْرِ

"خبردار سنو! کون میری طرف سے ابی کو یہ پیغام پہنچائے گا کہ تجھے جہنم کے انتہائی گہرے (گڑھے میں) پھینکا جائے گا"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: سحق جہنم میں ایک وادی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت علی اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝ سے مراد جنت ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۝۱۵ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ۝۱۶ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ۝۱۷ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 10

قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّ
يَقْبِضْنَ ؀ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍۭ بَصِيْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ
هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ
اِلَّا فِيْ غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ
لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ
يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ
لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ
الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۠ وَاِنَّمَآ اَنَا
نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ
هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ
مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ
الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۹﴾

”وہی تو ہے جس نے نرم کر دیا ہے تمہارے لیے زمین کو پس (اطمینان سے) چلو اس کے راستوں پر اور کھاؤ اس کے (دیئے ہوئے) رزق سے۔ اور اسی کی طرف تم کو (قبروں سے) اٹھ کر جانا ہے۔ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ تمہیں زمین میں غرق کر دے اور وہ زمین تھرتھر کانپنے لگے۔ کیا تم بے خوف ہو گئے ہو اس سے جو آسمان میں ہے کہ وہ بھیج دے تم پر پتھر برسانے والی ہوا۔ تب تمہیں پتہ چلے گا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوتا ہے۔ اور جو لوگ اس سے پہلے گزرے انہوں نے بھی جھٹلایا (خود دیکھ لو) کہ (ان پر) میرا عذاب کتنا سخت تھا۔ کیا انہوں نے پرندوں کو اپنے اوپر (اڑتے) کبھی نہیں دیکھا پر پھیلائے ہوئے اور کبھی پر سمیٹ بھی لیتے ہیں۔ نہیں روکے ہوئے انہیں کوئی (فضا میں) بجز رحمٰن کے۔ بے شک وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (اے منکرو!) کیا تمہارے پاس کوئی ایسا لشکر ہے جو تمہاری مدد کرے (خداوند) رحمٰن کے علاوہ۔ بے شک منکرین

دھوکا میں مبتلا ہیں۔ کیا کوئی ایسی ہستی ہے جو تمہیں رزق پہنچا سکے اگر اللہ تعالیٰ اپنا رزق بند کر لے، لیکن یہ لوگ سرکشی اور حق سے نفرت میں بہت دور نکل گئے ہیں۔ کیا وہ شخص جو منہ کے بل گرتا پڑتا چلا جا رہا ہے وہ راہ راست پر ہے یا جو سیدھا ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہے۔ آپ فرمائیے وہی تو ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے۔ (لیکن) تم بہت کم شکر کیا کرتے ہو۔ آپ فرمائیے اسی نے تم کو پھیلا دیا ہے زمین میں اور (روز حشر) تم اسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے۔ (کفار از راہ مذاق) پوچھتے ہیں کہ (بتاؤ) یہ وعدہ کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو۔ آپ فرمائیے (اس کا) علم تو اللہ ہی کے پاس ہے، میں تو محض واضح طور پر خبردار کرنے والا ہوں۔ پھر جس وقت اسے قریب آتے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور انہیں کہا جائے گا کہ یہ ہے جس کا تم بار بار مطالبہ کرتے تھے۔ آپ فرمائیے (اے منکرو!) ذرا غور تو کرو اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور جو میرے ساتھ ہیں ان کو ہلاک کر دے یا ہم پر رحم فرمائے تو کون بچالے گا کافروں کو دردناک عذاب سے۔ فرمائیے وہ (میرا خالق) بڑا ہی مہربان ہے ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم نے توکل کیا ہوا ہے۔ پس عنقریب تمہیں پتہ چل جائے گا کہ کھلی گمراہی میں کون ہے"۔

ابن منذر اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کے پہاڑ ہیں۔(1)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کی اطراف ہیں۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بشر بن کعب نے یہ آیت پڑھی: فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا اور اپنی کنیز کو فرمایا: اگر تو یہ بتا دے کہ زمین کے مناکب کیا ہے تو تو اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔ تو اس نے بتایا: زمین کے مناکب سے مراد اس کے پہاڑ ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: جو چیز تجھے شک میں ڈالتی ہے اسے چھوڑ کر ایسی شے کو اپنا لے جو تجھے شک میں مبتلا نہ کرے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَنَاكِبِهَا سے مراد زمین کی اطراف اور اس کے پہاڑی درے ہیں۔(3)

امام خطیب نے تاریخ میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس کی داڑھ میں درد ہو وہ اپنی انگلی اس پر رکھے اور یہ آیت پڑھے: قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ ۔(4)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الافراد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی کو اپنی داڑھ میں درد ہو اسے چاہیے کہ وہ اپنی انگلی اس پر رکھے اور سات مرتبہ یہ دونوں آیتیں پڑھے: وَ هُوَ الَّذِيْٓ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 11، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ تاریخ بغداد للخطیب، جلد 9، صفحہ 54 (4637)، المکتبۃ العربیۃ بغداد

اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّفْقَهُوْنَ۝ (انعام) اور قُلْ هُوَ الَّذِیْۤ اَنْشَاَكُمْ وَ جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۝ تو وہ باذن اللہ تعالیٰ صحیح اور تندرست ہو جائے گا۔

امام طبرانی، ابن عدی، بیہقی نے شعب الایمان میں اور حکیم ترمذی رحمہم الہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پیشہ ور مومن بندے کو پسند کرتا ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پیشہ ور بندے کو پسند کرتا ہے۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن مرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک قوم کے پاس سے گزرے اور فرمایا کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم توکل کرنے والے ہیں۔ تو پھر فرمایا: تو پھر کھانے والے ہو۔ بے شک متوکل وہ آدمی ہے جس زمین کی مٹی میں دانہ پھینک دیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ۝ کے بارے کہا: زمین کے بعض حصوں کا بعض پر حرکت کرتے ہوئے چڑھ جانا اور اس کا گھومنا، چکر کاٹنا۔ اور ارشاد ربانی اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ کے بارے فرمایا کہ پرندے اپنے پروں کو پھیلاتے ہیں۔ وَّ یَقْبِضْنَ فرمایا: وہ اپنے پروں کو (پہلوؤں کے ساتھ) مارتے ہیں۔(4)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ۝ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ غرور سے مراد باطل ہے۔ یعنی وہ باطل میں ہیں۔ تو نافع نے عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ قول نہیں سنا:

تَمَنَّتْکَ الْاَمَانِیُّ مِنْ بَعِیْدٍ وَقَوْلُ الْکُفْرِ یُرْجِعُ فِیْ غُرُوْرٍ

"تو نے بعید از حقیقت تمناؤں اور آرزوں کا قصد کیا ہے۔ اور قول کفر غرور (باطل) میں لوٹا دیتا ہے"۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ۝ سے مراد ضلال اور گمراہی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ۝ سے مراد بہت شدید کفر میں ہونا ہے۔ اور مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖۤ کا مفہوم بھی ضلالت ہے۔ یعنی کیا وہ جو گمراہی اور ضلالت میں چلتا ہے۔ اور صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۝ سے مراد الحق المستقیم ہے یعنی راہ حق سیدھی راہ۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُكِبًّا سے مراد گمراہی ہے۔ اور سَوِیًّا سے ہدایت پانے والا مراد ہے۔ یعنی کیا وہ جو چلتا ہے ہدایت پاتے ہوئے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 88 (1237)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 123، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 12، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 14

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَفَمَنۡ یَّمۡشِیۡ مُکِبًّا عَلٰی وَجۡہِہٖۤ سے مراد وہ کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا عمل کرتا رہا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے منہ کے بل اٹھائے گا۔ اَمَّنۡ یَّمۡشِیۡ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۝ یعنی وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کا عمل کرتا رہا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی اطاعت پر ہی اٹھا لے گا۔ اور فَلَمَّا رَاَوۡہُ کے بارے فرمایا: کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھیں گے۔ زُلۡفَۃً سِیۡٓـَٔتۡ وُجُوۡہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی جانب سے جس ذلت و رسوائی کو وہ دیکھیں گے، اس کے سبب ان کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَمَّا رَاَوۡہُ زُلۡفَۃً کا معنی ہے جب وہ اس کے قریب ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے تَدَّعُوۡنَ۝ کو مخفف پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو بکر بن عیاش سے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تَدَّعُوۡنَ۝ کو مشدد پڑھا ہے۔ اور ابو بکر نے کہا کہ تَدَّعُوۡنَ۝ کا مفہوم جلدی طلب کرنا ہے۔ یعنی یہ ہے وہ جس کے جلدی آنے کا تم مطالبہ کرتے تھے۔

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ۝۳۰

''آپ پوچھیے اگر کسی صبح تمہارا پانی زمین کی تہہ میں اتر جائے تو تمہیں میٹھا صاف پانی کون لا دے گا؟''۔

امام ابن منذر اور فاکہی نے ابن کلبی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت بئر زمزم اور بئر میمون بن حضر کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ دور جاہلیت کے کنویں تھے۔ فاکہی نے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ کے کنویں بہت جلد نیچے اتر جاتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنۡ اَصۡبَحَ مَآؤُکُمۡ غَوۡرًا کا معنی ہے اگر تمہارا پانی زمین میں داخل ہو جائے۔ فَمَنۡ یَّاۡتِیۡکُمۡ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ۝ تو تمہیں جاری پانی کون لا دے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ معنی ہے اگر تمہارا پانی زمین میں لوٹ جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ غَوۡرًا کا معنی ہے ذاہبا۔ یعنی جانے والا اور بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ سے مراد جاری پانی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ۝ سے مراد ظاہر پانی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما دونوں سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بِمَآءٍ مَّعِیۡنٍ۝ سے مراد میٹھا پانی ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 28-327 (70-69-3268)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اياتها ۵۲ سُورَۃُ الْقَلَمِ مَکِّیَّۃٌ ۶۸ رکوعاتها ۲

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سورت کی ابتدائی آیات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں اور وہ مکہ مکرمہ میں ہی لکھی گئیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ فرماتا رہا جتنا اس نے چاہا۔ قرآن کریم میں سب سے پہلے اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (العلق:1) پھر سورۃ المزمل اور پھر سورۃ المدثر نازل ہوئی۔

امام نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ نٓ وَالْقَلَمِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَىيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۷﴾ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ﴿۹﴾

"ن، قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں! آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہے۔ اور یقیناً آپ کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔ عنقریب آپ بھی دیکھیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے (واقعی) مجنون کون ہے۔ بے شک آپ کا رب خوب جانتا ہے ان کو جو اس کی راہ سے بہک گئے ہیں، اور انہیں بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ ہیں۔ پس آپ بات نہ مانیں (ان) جھٹلانے والوں کی۔ وہ تو تمنا کرتے ہیں کہ کہیں آپ نرمی اختیار کریں تو وہ بھی نرم پڑ جائیں"۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ نے العظمہ میں حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے الاسماء والصفات میں، خطیب نے تاریخ میں اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے فرمایا: تو لکھ۔ تو اس نے عرض کی: یارب! میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تو تقدیر لکھ۔ پس اس نے اس دن سے لے کر قیامت تک جو ہونے والا ہے سب لکھ دیا۔ پھر کتاب کو لپیٹ دیا گیا اور قلم اٹھ گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا، پھر پانی کے بخارات اٹھے اور

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس سے آسمان بن گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نور کو پیدا فرمایا اور اس پر زمین پھیل گئی۔ اور زمین مچھلی کی پشت پر ہے۔ پھر مچھلی مضطرب ہوئی اور زمین ہلنے لگی۔ پھر پہاڑوں کے ساتھ زمین کو ثابت اور پختہ کر دیا گیا بے شک پہاڑ یوم قیامت تک زمین پر فخر کرتے رہیں گے۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ۔ (1)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک سب سے پہلے جس شے کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ قلم اور مچھلی (حوت) ہے۔ قلم کو حکم ارشاد فرمایا تو لکھ۔ اس نے عرض کی: میں کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر وہ شے جو یوم قیامت تک ہونے والی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ پس نون سے مراد مچھلی اور قلم سے مراد قلم ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے اول قلم کو پیدا فرمایا اور اسے ارشاد فرمایا: تو لکھ۔ تو اس نے ابد تک ہونے والی ہر شے کے بارے لکھ دیا۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن مرہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ فرمایا: لوح (تختی) بھی نور سے ہے اور قلم بھی نور سے بنا ہوا ہے اور اس قلم نے یوم قیامت تک ہونے والی ہر شے کے بارے لکھ دیا ہے۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نون کو پیدا فرمایا اور اس سے مراد دوات ہے اور قلم کو تخلیق فرمایا اور پھر اسے حکم دیا کہ تو لکھ، اس نے عرض کی میں کیا لکھوں؟ فرمایا: تو وہ لکھ جو قیامت کے دن تک ہونے والا ہے۔ (5)

امام رافعی نے تاریخ قزوین میں جو یبر کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ نون سے مراد لوح محفوظ ہے اور قلم انتہائی روشن نور سے ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو تخلیق فرمایا۔ پھر نون کو پیدا کیا۔ اور اس سے مراد دوات ہے۔ پھر قلم کو حکم دیا تو لکھ۔ اس نے عرض کی: کیا لکھوں؟ فرمایا: جو ہو چکا اور جو یوم قیامت تک ہونے والا ہے سب لکھ دے۔ چاہے وہ عمل ہے یا اثر ہے یا رزق۔ پس اس نے جو ہو رہا ہے اور جو قیامت کے دن تک ہوگا سب لکھ دیا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: نٓ وَالْقَلَمِ

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 329 (3273)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 271 (11434)، دار الفکر بیروت

3۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 395 (3319)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 21، دار احیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 20

وَ مَا یَسْطُرُوْنَ۝ پھر قلم کے منہ پر مہر لگا دی۔ پس وہ نہ بولا اور نہ قیامت تک بولے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا اور ارشاد فرمایا: میری عزت کی قسم! میں تجھے ان میں کامل بناؤں گا جنہیں میں نے محبوب بنایا اور میں بالیقین تجھے ان میں ناقص رکھوں گا جنہیں میں نے مبغوض قرار دیا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نون سے مراد دوات ہے اور قلم سے مراد قلم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر فرمایا: نٓ یہ اللہ تعالیٰ کی قسم کے مشابہ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رحمہما اللہ دونوں سے بیان کیا ہے کہ نٓ سے مراد دوات ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ نٓ سے مراد وہ مچھلی ہے جس پر زمین ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نٓ سے مراد وہ مچھلی ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے اور قلم وہ ہے جس کے ساتھ ذکر لکھا گیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سب سے اول اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا پھر اسے اپنے دائیں دست قدرت کے ساتھ پکڑا۔ اور اللہ تعالیٰ کے دونوں دست قدرت یمین (دائیں) ہیں۔ اور پھر نون کو پیدا فرمایا اور یہ دوات ہے۔ پھر لوح کی تخلیق فرمائی اور اس میں لکھا گیا۔ پھر آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ اور قلم نے اس وقت سے جو دنیا میں ہو رہا ہے سے لے کر جو کچھ قیامت تک ہوگا سب اس میں لکھ دیا ہے۔ یعنی مخلوق کی تخلیق، نیک یا برے تمام اعمال ہر قسم کا رزق حلال یا حرام اور تر یا خشک (الغرض قلم نے سب کچھ لکھ دیا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: تو چل (تو لکھ) تو اس نے قیامت کے دن تک ہونے والی ہر شے کے بارے لکھ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو پیدا فرمایا اور وہ نون ہے۔ پھر اس پر زمین کو بچھا دیا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا: نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ۝۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے عظیم نعمت ہے۔ اگر قلم نہ ہوتا تو دین قائم نہ ہوتا اور نہ زندگی کی اصلاح ہو سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ اس (شے) کے بارے بہتر جانتا ہے جو اس کی مخلوق کی اصلاح کرتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نٓ سے مراد وہ مچھلی ہے جس پر زمینوں کا قرار ہے۔ اور قلم سے مراد وہ ہے جس کے ساتھ ہمارے رب عزوجل نے تقدیر لکھی یعنی چاہے وہ تقدیر اچھی ہو یا بری۔ نفع بخش ہو یا نقصان دہ۔ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ۝ فرمایا اس سے مراد کراماً کاتبین ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور آپ نے کئی طرق سے

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 41-240، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 329 (3272)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۝ کا معنی ہے اور جو وہ لکھتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ مَا يَسْطُرُوْنَ۝ کا معنی ہے اور وہ جو عمل کرتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کفار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کہا کرتے تھے: بے شک یہ مجنون ہے، اس کے ساتھ شیطان ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: مَاۤ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ۝ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ۝ بے شک آپ کے لیے بغیر حساب کے اجر ہے (یعنی ایسا اجر جو ختم ہونے والا نہیں)۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے دلائل میں اور واحدی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھ کر حسین وجمیل اخلاق والا اور کوئی نہیں۔ آپ کے صحابہ یا آپ کے گھر والوں میں سے جس نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا، تو آپ نے فرمایا: لبیک میں حاضر ہوں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، مسلم، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعد بن ہشام سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور کہا: اے ام المومنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے کچھ بتائیے۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے۔ کیا تو قرآن نہیں پڑھتا: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝۔(3)

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے آپ اس کی رضا کے ساتھ راضی رہتے ہیں اور اس کی ناراضگی کے ساتھ ناراض ہو جاتے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شقیق عقیلی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کے بارے کچھ پوچھا۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اخلاق کے اعتبار سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین اور خوبصورت تھے اور آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور آپ نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبداللہ جدلی رحمہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 23، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب اخلاق الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ 57، عالم الکتب
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 541، دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق کیا تھا۔ تو انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ بد خلق تھے، نہ قبیح بات کہتے تھے اور نہ ہی بازار میں شور وشغب کرتے تھے۔ آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔ بلکہ آپ معاف فرمادیتے تھے اور درگزر فرمالیتے تھے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت زینب بنت یزید بن وبق رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ آپ کے پاس اہل شام کی عورتیں آئیں اور انہوں نے عرض کی: اے ام المومنین ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن ہے۔ آپ کنواری دوشیزاؤں سے بڑھ کر لوگوں میں حیاء کرنے والے ہیں۔

امام ابن مبارک، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ کا معنی ہے بے شک آپ آداب قرآن پر ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ سے دین ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابو مالک نے کہا ہے کہ خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ سے مراد اسلام ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن ابزی اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے کہا ہے کہ خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝ سے مراد دین عظیم ہے۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ثابت بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے گیارہ سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی مجھے نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کیوں نہیں کیا ہے یا تو نے یہ کیوں کیا ہے۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو میں نے کہا اے ابوحمزہ! بے شک آپ اسی طرح ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۝۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہا اور اس وقت میں آٹھ برس کا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دن بھی مجھے کسی کام پر ملامت نہیں فرمائی۔ اگر کوئی ملامت کرنے والا مجھے ملامت کرتا تو آپ فرماتے اسے چھوڑ دو کیوں کہ اگر شے مقدر میں ہوتی تو اس طرح ہو جاتا۔

امام ابن سعد نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے باہر نکلے۔ تو میں نے آپ پر دروازہ بند کر دیا۔ پھر آپ تشریف لائے اور دروازہ کھولنے کو فرمایا۔ تو میں نے اسے کھولنے سے انکار کر دیا۔ تو

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 324 (2016)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر تو نے میرے لیے دروازہ نہ کھولا۔ تو میں نے کہا: آپ میری رات میں اپنی دوسری ازواج کی طرف گئے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ میں نے اپنے پیشاب کو رکا ہوا پایا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے قیامت کے دن آپ بھی جان لیں گے اور وہ بھی جان لیں گے۔ اور بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۝ کے تحت فرمایا کہ تم میں سے کون شیطان ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ شیطان ہیں، یہ مجنون ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تمہارے لیے مجنون ظاہر اور واضح ہو جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۝ کا معنی ہے تم میں سے مجنون کون ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور ابن ابزی رحمہما اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۝ کا معنی ہے تم میں سے مجنون کون ہے؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الْمَفْتُوْنُ۝ کا معنی مجنون ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ الْمَفْتُوْنُ کا معنی شیطان ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۝ کا معنی ہے تم میں سے کون شیطان کے زیادہ قریب ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ بھی جان لیں گے اور وہ بھی جان لیں گے کہ تم میں سے کون شیطان کے زیادہ قریب ہے۔ پس وہی شیطان کے زیادہ قریب ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ۝ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر آپ انہیں رخصت دیں گے تو وہ آپ کو رخصت دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں: اگر آپ ان کی طرف مائل ہوئے اور جس حق پر آپ ہیں آپ اسے چھوڑ دیں گے تو وہ بھی آپ کی طرف جھک جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ تو تمنا کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا نبی اس معاملے میں نرمی اختیار کر لے گا تو وہ بھی آپ سے نرمی اختیار کریں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اگر آپ (انہیں) کافر قرار دیں گے تو وہ بھی کفر کا الزام لگائیں گے۔

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 138، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 330 (3275)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ﴿۱۰﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ﴿۱۱﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ
مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ ﴿۱۴﴾ اِذَا
تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾
اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا
مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ هُمْ
نَآىِٕمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى
حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا
يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا
رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ
اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾
فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾
عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ
الْعَذَابُ ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾
مَا لَكُمْ ٝ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ
فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ
لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ
فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآىِٕهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾

”اور نہ بات مانیے کسی (جھوٹی) قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی۔ جو بہت نکتہ چین، چغلیاں کھاتا پھرتا ہے۔

سخت منع کرنے والا بھلائی سے، حد سے بڑھا ہوا، بڑا بدکار ہے۔ اکھڑ مزاج ہے، اس کے علاوہ بداصل ہے۔ (یہ غرور و سرکشی) اس لیے کہ وہ مالدار اور صاحب اولاد ہے۔ جب پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔ ہم بہت جلد اس کی سونڈ پر داغ لگائیں گے۔ ہم نے ان (مکہ والوں) کو بھی آزمایا جیسے ہم نے آزمایا تھا باغ والوں کو، جب انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ ضرور توڑ لیں اس کا پھل صبح سویرے۔ اور انہوں نے ان شاء اللہ بھی نہ کہا۔ پس چکر لگا گیا اس باغ پر ایک چکر لگانے والا آپ کے رب کی طرف سے درآنحالیکہ وہ سوئے ہوئے تھے۔ چنانچہ (لہلہاتا) باغ کٹے ہوئے کھیت کی مانند ہو گیا۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے کو ندا دی صبح سویرے۔ کہ سویرے سویرے اپنے کھیت کی طرف چلو اگر تم پھل توڑنا چاہتے ہو۔ سو وہ چل پڑے اور ایک دوسرے کو چپکے چپکے کہتے جاتے۔ کہ (خبردار!) اس باغ میں ہرگز داخل نہ ہو آج تم پر کوئی مسکین۔ اور تڑکے چلے (یہ سمجھتے ہوئے) کہ وہ اس ارادہ پر قادر ہیں۔ پھر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے (غالباً) ہم راستہ بھول گئے۔ نہیں نہیں ہماری تو قسمت پھوٹ گئی۔ ان میں جو زیرک تھا بول اٹھا کہ کیا میں تمہیں کہتا نہ تھا کہ تم (اس کی) تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ کہنے لگے پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ پھر ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے تف ہے ہم پر، ہم ہی سرکش تھے۔ امید ہے کہ ہمارا رب ہمیں (اس کا) بدلہ دے گا جو بہتر ہو گا اس سے، ہم (اب) اپنے رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ (دیکھ لیا) ایسا ہوتا ہے عذاب۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ کاش! یہ لوگ (اس حقیقت کو) جانتے۔ بے شک پرہیز گاروں کے لیے اپنے رب کے پاس نعمتوں بھری جنتیں ہیں۔ کیا ہم فرمانبرداروں کا حال مجرموں کا سا کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو کہ تمہارے لیے اس میں ایسی چیزیں ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو؟ کیا تمہارے لیے قسمیں ہم پر (لازم) ہیں جو باقی رہنے والی ہیں قیامت تک کہ تمہیں وہی ملے گا جو تم حکم کرو گے۔ ان سے پوچھیے ان میں سے کون ان (بے سروپا) باتوں کا ضامن ہے۔ کیا ان کے پاس کوئی گواہ ہیں۔ اگر ہیں تو پھر پیش کریں اپنے گواہوں کو اگر وہ سچے ہیں''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوعثمان النہدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مروان بن حکم نے کہا: جب لوگوں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سنت سمجھ کر یزید کی بیعت کی تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ یہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی سنت نہیں ہے بلکہ یہ تو ہرقل کی سنت ہے۔ تو مروان نے کہا: یہی ہے وہ جس کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ (الاحقاف:17) فرمایا: میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ سنا کہ انہوں نے فرمایا: بے شک یہ عبدالرحمٰن کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔ البتہ تیرے باپ کے بارے میں نازل ہوئی: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۢ بِنَمِيْمٍ ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ حَلَّافٍ بہت زیادہ قسمیں اٹھانے والے سے یہاں مراد اسود بن عبد یغوث ہے۔

امام عبد بن حمید نے عامر شعبی سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ثقیف کا ایک آدمی ہے جسے اخنس بن شریق کہا جاتا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حَلَّافٍ سے مراد بہت زیادہ قسمیں اٹھانے والا ہے۔ اور مَّهِيْنٍ سے مراد ضعیف اور کمزور ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَّهِيْنٍ سے مراد دل کا کمزور انسان ہے۔ عُتُلٍّ کا معنی ہے بہت سخت مزاج، اکھڑ مزاج۔ اور زَنِيْمٍ کا معنی ہے (بد اصل) یعنی جو نسب میں ملایا گیا ہو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی خیال ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَّهِيْنٍ سے مراد وہ آدمی ہے جو شر اور برائی کثرت سے کرنے والا ہو۔ هَمَّازٍ جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے یعنی چغل خور۔ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ فرمایا: جو خیر اور نیکی نہ کرتا ہو۔ مُعْتَدٍ فرمایا جو اپنے قول اور اپنے عمل میں حد سے تجاوز کرنے والا ہو۔ اَثِيْمٍ اپنے رب کا گناہ گار ہے۔ عُتُلٍّ وہ فاجر انسان جو انتہائی ملعون ہو۔ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ بد اخلاقی، فحش گوئی، برا پڑوس اور رشتہ داروں سے قطع تعلقی جیسے امور غالب نہ آ جائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ سے مراد الفاحش اللئیم ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت حسن اور حضرت ابو العالیہ رحمہما اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔ (2)

عبد بن حمید اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ سے مراد وہ ہے جو زنا سے پیدا ہوا ہو۔ یعنی جس کے بارے فقط دعویٰ کیا جائے کہ یہ میرا ہے۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

زَنِيْمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيْدَ فِي عَرْضِ الْأَدِيْمِ اَكَارِعُهُ

"زنیم وہ ہوتا ہے جس کے بارے لوگ زیادتی اور اضافہ کے لیے دعویٰ کرتے ہیں۔ جیسا کہ چمڑے کے سامان میں اس کے کھروں کا اضافہ کر دیا جائے"۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف الابتداء میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے زَنِيْمٍ کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد ولد الزنا ہے۔ اور بطور استشہاد شاعر کا یہ قول بیان فرمایا:

زَنِيْمٌ لَيْسَ يُعْرَفُ مَنْ اَبُوْهُ بَغِيُّ الْاُمِّ ذُوْحَسَبٍ لَئِيْمٍ

"زنیم وہ ہوتا ہے جس کے بارے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا باپ کون ہے، ماں زانیہ ہو اور کمینے حسب والا ہو"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ العتل الزنیم سے مراد انتہائی زیادہ موٹا آدمی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 330 (3277)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 331 (3279)

ہے اور اس کے حلق کے نیچے کا لٹکنے والا گوشت اس کے قبضے میں زائد ہو۔ یہی اس کی علامت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عُتُلٍّ سے مراد صحت مند بہت کھانے والا اور بہت پینے والا آدمی اور زنیم سے مراد فاجر، گناہ گار آدمی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۙ کے تحت کہا ہے: کافر کو مومن سے پہچانا جا سکتا ہے زنماء بکری کی طرح۔ اور زنماء سے مراد وہ ہے جس کے حلق کے نیچے کا گوشت اس طرح لٹکا ہوا ہو جس طرح بکری کے حلق میں کوئی چیز لٹکی ہوتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ ۙ اس وصف کے ساتھ اس طرح پہچانا جاتا ہے جس طرح زنماء بکری اس سے پہچانی جاتی ہے جس کے گلے میں کچھ نہ ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ ۙ سے مراد ایسا آدمی ہے جو کسی قوم میں ملا ہوا تو ہو لیکن ان میں سے نہ ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: چھ آدمی کبھی جنت میں داخل نہیں ہوں گے نافرمان، ہمیشہ شراب پینے والا، جعشل، جواظ، قتات اور عتل زنیم۔ تو میں نے عرض کی: اے ابن عباس! رضی اللہ عنہما پہلے دو کو تو میں جانتا ہوں۔ آخری چار کے بارے بتایئے یہ کون ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: جعشل سے مراد ترش اور اکھڑ مزاج آدمی ہے۔ جواظ سے مراد ایسا آدمی ہے جو مال جمع کرتا ہے اور پھر اسے اپنے پاس ہی روک لیتا ہے۔ قتات سے مراد وہ آدمی ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے یعنی غیبت کرنے والا اور عتل زنیم سے مراد ایسا آدمی ہے جو لوگوں کے مابین چغلیاں کھاتا ہو۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت شہر بن حوشب سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن غنم رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جواظ، جعظری اور عتل زنیم جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے عرض کی: جواظ، جعظری اور عتل زنیم کون لوگ ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جواظ وہ آدمی ہے جو مال جمع کرے اور پھر اسے اپنے ہی پاس روک لے۔ اس کے بارے یہ آیت ہے لَظٰى ۙ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى (المعارج) اور جعظری سے مراد انتہائی ترش رو اور اکھڑ مزاج آدمی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (العمران: 159) اور عتل زنیم سے مراد سخت مزاج، وسیع پیٹ والا صحت مند، بہت زیادہ شراب پینے والا، وافر کھانے پینے والا اور لوگوں میں حد درجہ ظلم کرنے والا۔

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے زَنِيْمٍ ۙ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا اس سے مراد وہ آدمی ہے جس پر شر غالب ہوتا ہے اور اس کی پہچان اسی سے ہوتی ہے۔ اور وہ بنی ثقیف کا ایک آدمی تھا جسے اخنس بن شریق کہا جاتا ہے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ سے مراد ایسا آدمی ہے جو ولد الزنا ہو، بد اخلاق ہو، انتہائی کمینہ اور کسی قوم میں باہر سے ملا ہوا ہو۔ پھر آپ نے شاعر کا یہ قول بیان کیا:

زَنِيْمٌ تَدَاعَاهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيْدَ فِي عِرْضِ اللَّئِيْمِ الْأَكَارِعُ

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ سے مراد اسود بن عبد یغوث ہے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۙ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ تو کوئی پہچان نہ ہوئی یہاں تک کہ اس کے بعد آپ پر یہ نازل ہوئی: بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ تو ہم نے اسے پہچان لیا جس کا گوشت بکری کے گوشت کی طرح لٹکا ہوا تھا۔(2)

امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حارثہ بن وہب سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: کیا میں تم کو اہل جنت کے بارے میں خبر نہ دوں؟ ہر وہ ضعیف آدمی جسے انتہائی کمزور سمجھا جاتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کو (کسی کام کے بارے) قسم دے دے تو وہ یقیناً اسے پورا کر دے۔ کیا میں تمہیں اہل نار کے بارے خبر نہ دوں ہر اکھڑ مزاج، بخیل کنجوس، انتہائی ترش مزاج اور تکبر کرنے والا آدمی (اہل نار میں سے ہوگا)(3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان ایسے بندے پر روتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے صحت مند جسم دیا ہو اس کے پیٹ کو خوب وسیع کیا ہو اور اسے وافر دنیا بھی عطا فرمائی ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ انتہائی ظلم کرتا ہو۔ پس وہ آدمی عتل زنیم ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قاسم مولی معاویہ اور موسیٰ بن عقبہ سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُتُلٍّ زَنِيْمٍ کے بارے سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ جو بد اخلاق اور لئیم ہو۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عُتُلٍّ سے مراد ہر بڑے پیٹ والا، مضبوط اخلاق والا، بہت زیادہ کھانے پینے والا، مال کو جمع کرنے والا اور اسے انتہائی بخل اور کنجوسی کے ساتھ اپنے پاس روکنے والا آدمی ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 331(3278)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 33، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 731، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 31

بیان کیا ہے کہ آپ نے "مناع للخیر" سے لے کر زَنِيْمٍ⑬ تک آیات پڑھیں۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اہل النار میں ہر وہ آدمی ہے جو انتہائی اکھڑ مزاج، مال کو اکٹھا کرنے والا، تکبر کرنے والا اور خیر اور نیکی سے روکنے والا ہے۔ اور اہل جنت کمزور اور مغلوب لوگ ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا عُتُلٍّ سے مراد ایسا آدمی ہے جس کی نسبت میں شبہ ہو۔ اور زَنِيْمٍ⑬ سے مراد وہ متہم آدمی ہے جو شر کے سبب معروف و مشہور ہو۔ (2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، خرائطی نے مساوی الاخلاق میں اور حاکم رحمہم اللہ نے عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ⑬ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو شر سے اس طرح پہچانا جاتا ہو جیسے بکری اپنے گلے میں لٹکنے والی شے سے پہچانی جاتی ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: زَنِيْمٍ⑬ سے مراد وہ آدمی ہے جو کسی بھی قوم کے پاس سے گزرتا ہو تو اس کے بارے وہ کہتے ہوں یہ برا آدمی ہے۔

امام بخاری، نسائی، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قریش میں سے ایک آدمی تھا جس کے حلق کے نیچے زائد گوشت اسی طرح تھا جیسا کہ بکری کا گوشت لٹکا ہوتا ہے اور وہ اسی سے پہچانا جاتا تھا۔ (4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس آیت کی ابتدائی صفات کے سبب کوئی آدمی نہ پہچانا گیا۔ یہاں تک کہ پھر زَنِيْمٍ⑬ کہا گیا۔ تو اب مراد ایک ایسا آدمی تھا جس کی گردن کا گوشت لٹکا ہوا تھا اور وہ اسی کے سبب معروف تھا۔ (5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زَنِيْمٍ⑬ سے مراد وہ ہے جو باہر سے نسب میں ملایا گیا ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے آپ ہی سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ زَنِيْمٍ⑬ سے مراد بہت زیادہ ظلم کرنے والا ہے۔ (6)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے زَنِيْمٍ⑬ کے بارے آپ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد زنا سے پیدا ہونے والا بچہ ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

زَنِيْمٌ تَدَاعَتْهُ الرِّجَالُ زِيَادَةً كَمَا زِيْدَ فِيْ عِرْضِ الْأَدِيْمِ الْأَكَارِعُ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 42-541 (3844)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 33، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 541 (3843)

4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 731، وزارت تعلیم اسلام آباد

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 33

6۔ ایضاً

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زَنِيْمٍ سے مراد کمینہ اور دوغلی نسل کا کافر ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: مَّهِيْنٍ سے مراد کذب ہے۔ هَمَّازٍ سے مراد بہت زیادہ غیبت کرنے والا ہے۔ عُتُلٍّ سے مراد سخت جھگڑالو ہے۔ زَنِيْمٍ سے مراد بد اصل ہے۔ اور سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ کے بارے میں فرمایا کہ اس نے بدر کے دن جنگ میں حصہ لیا اور دوران جنگ تلوار کے ساتھ اس کی ناک پر زخم لگا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ سے مراد بالخصوص وہ نشان ہے جو اس کی ناک پر ہوگا اور وہ اس سے جدا نہیں ہوگا۔ یعنی وہ داغ ختم نہیں ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم اس کی ناک پر ایسا نشان لگائیں گے کہ کوئی دوسرا اس داغ کو مٹا نہیں سکے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِيْنَ میں ان کو دو ہمزوں کے ساتھ پڑھا ہے جن میں سے ایک ہمزہ استفہام ہے۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ لوگوں میں هَمَّازٍ (غیبت کرنے والا، نکتہ چینی کرنے والا) اور مَّشَّآءٍ (عیب تلاش کرنے والا) کے القابات سے معروف تھا تو یہ اس کی علامت ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی ناک پر (ناک کے) دونوں کناروں سے نشان اور داغ لگائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کچھ لوگ ہیں جن کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے تم پر بیان فرمایا ہے اور تمہارے لیے ان کے معاملے کی وضاحت کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ابوجہل نے غزوۂ بدر کے دن کہا: انہیں مضبوطی سے پکڑ لو اور انہیں پہاڑوں میں باندھ دو اور تم ان میں سے کسی کو قتل نہ کرو۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ انہیں ان پر اسی طرح قدرت ہے جس طرح باغ والوں کو باغ پر قدرت حاصل تھی (لیکن جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا اسی طرح ہم نے انہیں بھی آزمایا)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ باغ والے اہل کتاب میں سے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ حبشہ کے کچھ لوگ تھے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 332، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 334

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 307 (6744)، دارالکتب العلمیہ بیروت

جن کے باپ کا ایک باغ تھا اور وہ اس سے مانگنے والے فقراء کو بھی عطا کرتا تھا۔ جب ان کا باپ فوت ہو گیا تو اس کے بیٹوں نے کہا: بے شک ہمارا باپ تو احمق تھا، وہ مساکین کو دے دیتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ سویرے سویرے باغ کو توڑیں گے تاکہ کسی بھی مسکین کو کچھ نہ دینا پڑے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ باغ بنی اسرائیل کے ایک بوڑھے آدمی کا تھا۔ وہ سال بھر کے لیے خوراک کا ذخیرہ کر کے باقی ماندہ سب صدقہ کر دیا کرتا تھا اور اس کے بیٹے اسے صدقہ کرنے سے منع کرتے رہتے تھے۔ پس جب ان کا باپ فوت ہو گیا تو وہ صبح سویرے اٹھے اور کہا آج تم پر اس باغ میں کوئی مسکین داخل نہیں ہونا چاہیے۔ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ۝۲۵ پس وہ صبح سویرے سویرے اپنے کام کے لیے کوشش کرتے ہوئے اس ارادہ سے چل پڑے کہ وہ اس پر قادر ہیں۔ (1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ باغ یمن کی سرزمین پر تھا جسے ضر کہا جاتا ہے۔ اس باغ اور صنعاء کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ (2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابو صالح سے وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ۝۱۸ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی استثناء سبحان اللہ تھی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَطَافَ عَلَیْهَا طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ سے مراد اللہ تعالیٰ کا امر ہے۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ سے مراد عذاب ہے۔ بھڑکتی طویل آگ جو کہ جہنم کی وادی سے نکلی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کے وقت اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم آ گیا۔ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ۝۲۰ تو وہ تاریک رات کی مانند ہو گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قطر بن میمون رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم گناہوں سے بچو۔ بے شک بندہ گناہ کرتا رہتا ہے۔ تو اس کے سبب وہ علم کا دروازہ بھول جاتا ہے۔ اور ایک بندہ گناہ کرتا رہتا ہے اور وہ اس کے سبب رات کے قیام سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور ایک بندہ گناہ کرتا رہتا ہے اور اس کے سبب وہ رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اس کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَطَافَ عَلَیْهَا طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآىِٕمُوْنَ۝۱۹ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ۝۲۰ تحقیق وہ اپنے گناہ کے سبب اپنے باغ کی خیر و برکت سے محروم کر دیئے گئے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 333 (3284)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 334 (3289)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا ہے کہ کَالصَّرِیْمِ۝ کا معنی ہے وہ سیاہ رات کی مثل ہو گیا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کَالصَّرِیْمِ۝ کا معنی پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے ختم ہو جانا۔ تو حضرت نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

غَدَوْتُ عَلَیْهِ غُدْوَةً فَوَجَدْتُهُ قُعُوْدًا لَدَیْهِ بِالصَّرِیْمِ عَوَاذِلُهُ

''میں صبح سویرے اس کی طرف گیا تو میں نے اسے پایا درآنحالیکہ وہ کٹے ہوئے کھیت کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اسے ملامت کرنے والے اس کے پاس تھے''۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان کا باغ انگوروں کا تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَهُمْ یَتَخَافَتُوْنَ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اور وہ آپس میں آہستہ آہستہ اور مخفی کلام کرنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ ارشاد کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ آپس میں رازدارانہ گفتگو کرنے لگے کہ آج تم پر کوئی مسکین داخل نہ ہو۔ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ۝ کہ وہ لوگ اپنے باغ کا قصد اور ارادہ کرتے ہوئے صبح سویرے چل پڑے کہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق اس پر قدرت رکھتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قٰدِرِیْنَ سے مراد صاحب قدرت ہیں۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ صبح سویرے اس ارادے پر چل پڑے کہ وہ اس پر قدرت رکھتے ہیں اور ذاتی طور پر انہوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ان پر کوئی مسکین داخل نہ ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ حَرْدٍ سے مراد غیظ اور غصہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس ارادے پر صبح سویرے چل پڑے کہ مساکین کے آنے سے پہلے باغ توڑ لیا جائے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے باغ کا راستہ بھٹک گئے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِنَّا لَضَآلُّوْنَ۝ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے کہا: ہم راستہ بھول گئے۔ یہ ہمارا باغ نہیں ہے۔ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ۝ کہا: بلکہ ہمارے ساتھ تو کوئی معاملہ کر دیا گیا اور ہمیں باغ سے محروم کر دیا گیا(2)۔ اور قَالَ اَوْسَطُهُمْ کی تفسیر میں کہا: ان میں سے جو زیادہ عدل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 40 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 35-333 (3291-3286) بیروت

کرنے والا تھا اور جو زیادہ ڈرنے والا تھا اور ان میں سے جو بہتر رجوع کرنے والا تھا اس نے کہا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ کے تحت کہا کہ جب ان پر صورت حال ظاہر ہوگئی اور انہوں نے اپنے باغ کی نشانیاں پہچان لیں۔ تو انہوں نے کہا: بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ بلکہ ہمارے ساتھ تو کوئی معاملہ کر دیا گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا وہ اہل جنت میں سے ہیں یا اہل نار میں سے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا: تو نے مجھے مشکل میں ڈال دیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے کہا: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَوْسَطُهُمْ کا معنی ہے ان میں سے زیادہ عادل۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَوْسَطُهُمْ کا معنی ہے زیادہ عدل کرنے والا۔ اور کتاب اللہ میں جہاں بھی اوسط کا لفظ ہے اس کا معنی اعدل یعنی زیادہ عدل کرنے والا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ کی تفسیر میں انہوں نے کہا کہ اس زمانے میں ان کی استثناء تسبیح تھی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ کے تحت حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا ہے: یعنی تم استثنا کیوں نہیں کرتے (یعنی ان شاء اللہ کیوں نہیں کہتے) جب انہوں نے یہ بات کہی کہ وہ صبح سویرے سویرے باغ کو توڑیں گے تو اس وقت انہوں نے استثناء کی اور ان کی استثناء تسبیح (سبحان اللہ کہنا) تھی۔ جس طرح کہ ہم کہتے ہیں۔ ان شاء اللہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ سے مراد دنیا کی سزا ہے۔ اور وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ سے مراد آخرت کی سزا ہے۔ اور سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا: پوچھیے ان میں سے کون اس امر کا ضامن ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ کا معنی ہے تم پڑھتے ہو۔ اور اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ کا معنی ہے ہم پر کوئی عہد ہے۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَ قَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَذَرْنِیْ وَ مَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَ اُمْلِیْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِیْ

مَتِيْنٌ ﴿٤٥﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿٤٦﴾ اَمْ عِنْدَهُمُ
الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ
اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَاۤ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ
بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَ
اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَ
يَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٥٢﴾

''جس روز پردہ اٹھایا جائے گا ایک ساق سے تو ان (نابکاروں) کو سجدہ کی دعوت دی جائے گی تو اس وقت وہ سجدہ نہ کرسکیں گے۔ ندامت سے جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ حالانکہ انہیں (دنیا میں) بلایا جاتا تھا سجدہ کی طرف جب کہ وہ صحیح سلامت تھے۔ پس (اے حبیب!) آپ چھوڑ دیجئے مجھے اور اسے جو اس کتاب کو جھٹلاتا ہے۔ ہم انہیں بتدریج تباہی کی طرف لے جائیں گے اس طرح کہ انہیں علم تک نہ ہوگا۔ اور میں نے (سردست) انہیں مہلت دے رکھی ہے۔ میری (خفیہ) تدبیر بڑی پختہ ہے۔ آیا آپ ان سے کچھ اجرت مانگتے ہیں پس وہ اس تاوان (کے بوجھ) سے دبے جاتے ہیں کیا ان کے پاس غیب کی خبریں آتی ہے اور وہ اس کو لکھ لیتے ہیں؟ پس انتظار فرمایئے اپنے رب کے حکم کا اور نہ ہو جایئے مچھلی والے کی مانند، جب اس نے پکارا اور وہ غم واندوہ سے بھرا ہوا تھا۔ اگر اس کی چارہ سازی نہ کرتا اس کے رب کا لطف تو ڈال دیا جاتا اسے چٹیل میدان میں درآنحالیکہ اس کی مذمت کی جاتی۔ پھر چن لیا اس کو اس کے رب نے اور بنا دیا اس کو اپنے نیک بندوں سے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کفار پھسلا دیں گے آپ کو اپنی (بد) نظروں سے جب وہ سنتے ہیں قرآن اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو مجنون ہے۔ حالانکہ وہ نہیں مگر سارے جہانوں کے لیے وجہ عزوشرف''۔

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہمارا رب اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا تو ہر مومن مرد اور عورت اسے سجدہ کرے گا۔ اور وہ باقی رہ جائے گا جو دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے لیے سجدہ کرتا تھا۔ وہ سجدہ کرنے کے لیے جائے گا لیکن اس کی پیٹھ ایک طبق بن جائے گی (یعنی اس کی پیٹھ سیدھی اکڑ جائے گی اور وہ سجدہ پر قادر نہیں ہو سکے گا)۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے الرد علی الجہمیہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کا معنی ہے جس روز اللہ تعالیٰ اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 731، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مفہوم نقل فرمایا کہ جس روز اللہ تبارک وتعالیٰ کی دونوں ساقوں سے پردہ اٹھایا جائے گا(1)۔ ابن مندہ نے کہا ہے کہ شاید ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یُکْشَفُ کا لفظ ''یَکْشِفُ'' یعنی یاء کے فتحہ اور شین کے کسرہ کے ساتھ ہے۔

امام ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جس روز امر عظیم سے پردہ اٹھایا جائے گا تو وہ اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن مندہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے اسی آیت کا مفہوم یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس روز امر عظیم سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ پھر فرمایا ''قَدْ قَامَتِ الْحَرْبُ عَلٰی سَاقٍ'' (تحقیق جنگ ساق پر کھڑی ہوگئی۔ یعنی گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی) راوی نے فرمایا: اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا، تو ہر مومن سجدے میں گر پڑے گا اور کافر کی پیٹھ سجدہ کرنے سے انکار کردے گی اور وہ ایک ہڈی بن جائے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ سے یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: جب تم پر قرآن میں سے کوئی شے مخفی اور پوشیدہ ہو تو اسے شعر میں تلاش کرو۔ کیونکہ وہ دیوان العرب ہے۔ کیا تم نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

قَدْ سَنَّ لِیْ قَوْمُکَ ضَرْبَ الْاَعْنَاقِ   وَقَامَتِ الْحَرْبُ بِنَا عَلٰی سَاقٍ

''میں مصیبت پر صبر کرتا ہوں۔ بے شک وہ باقی رہنے والا شر ہے۔ تحقیق تیری قوم نے میرے لیے مصائب کا مقابلہ کرنے کا طریقہ قائم کیا ہے اور ہمارے لیے جنگ پنڈلی پر کھڑی ہے (یعنی جنگ شدت کے ساتھ قائم ہے)''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ دن سخت تکلیف اور شدت کا دن ہوگا۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے یَوْمَ یُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: جس دن آخرت کی شدت اور سختی سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ تو نافع نے کہا: کیا یہ معنی اہل عرب جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

قَدْ قَامَتِ الْحَرْبُ بِنَا عَلٰی سَاقٍ   یعنی جنگ شدت اختیار کر گئی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 335 (3293)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 51، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 542 (3845)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کے دن ہولناکی اور وحشت کے سبب انتہائی شدید خوفزدہ کر دینے والا امر ہے۔

امام ابن مندہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عَنْ سَاقٍ سے مراد آخرت کی شدت اور سختی ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جس روز معاملے کی شدت اور اس کی عظمت سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے اس سے مراد شدید ترین ساعت ہے جو قیامت کے دن ہوگی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھا: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ اور فرمایا: اس سے مراد قیامت ہے، اس کی شدت اور دہشت کے سبب اس سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جس روز امر ظاہر کیا جائے گا اور اعمال ظاہر ہو جائیں گے اور امر کو ظاہر کرنے سے مراد آخرت کا داخل ہونا اور اس سے پردے کو سرکانا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن منصور اور ابن مندہ رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح قرأت کرتے تھے: يَوْمَ تَكْشِفُ عَنْ سَاقٍ یعنی آپ تاء کو مفتوح پڑھتے تھے۔

امام ابو حاتم بجستانی نے کہا، مراد یہ ہے کہ آخرت اپنی ساق سے پردہ دور کرے گی تو جو غائب تھا وہ سب ظاہر ہو جائے گا۔

عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے يَوْمَ يُكْشَفُ قرأت کی ہے۔ یعنی یاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: بے شک عربوں میں جب جنگ وقتال شدت اختیار کر جاتی اور معاملہ خوب بڑھ جاتا، تو وہ اس کی شدت کے سبب کہتے کہ جنگ نے ساق سے پردہ اٹھا لیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس دن (یوم قیامت) کی شدت اور سختی کو اسی انداز سے بیان فرمایا جس سے وہ خوب واقف اور آگاہ تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ سخت غضب ناک ہو گئے اور فرمایا بے شک بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ساق سے پردہ اٹھائے گا۔ بلاشبہ امر شدید سے پردہ اٹھایا جائے گا (یعنی مراد یہ ہے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ کے تحت کہا ہے کہ وہ کفار ہیں جنہیں دنیا میں دعوت دی جاتی تھی حالانکہ وہ پرامن تھے۔ اور آج کے دن انہیں اس حال میں بلایا جائے گا کہ وہ خوفزدہ اور ڈرے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ بے شک وہ اہل شرک اور اپنی طاعت وعبادت کے درمیان دنیا اور آخرت میں حائل ہے۔ پس دنیا میں اس طرح کہ اس نے فرمایا کہ وہ سننے کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں۔ اور یہی اس کی طاعت ہے اور نہ وہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور رہا آخرت میں تو

ارشاد فرمایا کہ وہ استطاعت نہیں رکھیں گے حالانکہ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی: فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ۔

ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے دن مومنین منافقین سے جدا ہو جائیں گے۔ پس مومنین سجدہ کریں گے اور منافقین کی پشتیں سخت ہو جائیں گی اور وہ سجدہ کرنے کی استطاعت نہ رکھیں گے اور مومنین کے سجدہ کرنے کے سبب ان کی زجر و توبیخ اور حسرت و ندامت میں اضافہ ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کا معنی ہے جس دن بلاء عظیم سے پردہ اٹھایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مفہوم یہ ہے جس دن اس امر سے پردہ اٹھایا جائے گا جو انتہائی شدید ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ربیع بن انس نے يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے تحت کہا ہے کہ سَاقٍ سے مراد غطاء یعنی پردہ ہے (یعنی جس دن وہ پردے سے ظاہر ہوگا)۔ پس جو دنیا میں اس کے ساتھ ایمان لائے وہ تو اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے اور دوسروں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا۔ تو وہ اس کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔ کیونکہ وہ دنیا میں اس کے ساتھ ایمان نہیں لائے اور نہ وہ اسے دیکھ سکیں گے اور نہ وہ سجود کی استطاعت رکھتے ہیں حالانکہ دنیا میں وہ صحیح سالم تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کا معنی ہے کہ جس دن بہت بڑے خوفزدہ اور گھبراہٹ پیدا کرنے والے امر سے پردہ اٹھایا جائے گا۔ وَّ يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ فرمایا ان کی یہ کیفیت قیامت کے دن ہوگی۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن مومنین کو سجود کے لیے کہا جائے گا۔ تو مومنین سجدہ کریں گے اور مومنین کے درمیان سے منافق ظاہر ہو جائے گا۔ پس منافق کی پشت سجدہ کرنے سے تنگ ہو جائے گی (یعنی وہ سجدہ نہیں کر سکے گا) اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے سجود کو ان کے لیے زجر و توبیخ ذلت و حقارت اور ندامت و حسرت کا سبب بنا دے گا۔ اور ارشاد باری تعالیٰ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ کے تحت فرمایا: اور انہیں نمازوں میں سجود کی طرف بلایا جاتا تھا حالانکہ وہ صحیح سالم تھے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب الحبر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر، زبور حضرت داؤد علیہ السلام اور قرآن کریم فرقان حمید حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل فرمایا: یہ آیات فرض نمازوں کے بارے میں نازل کی گئی ہیں۔ جب کہ ان کے لیے ندا دی جاتی ہے: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ میں مراد پانچ وقت کی نمازیں ہیں جب کہ ان کے لیے اذان دی جاتی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ میں مراد جماعت کے ہمراہ نمازیں ہیں۔ یعنی انہیں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی طرف بلایا جاتا تھا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت سے مراد ایسا آدمی ہے جو اذان سنتا ہے لیکن نماز ادا نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مخلوقات کو جمع فرمائے گا پھر نداد ینے والا نداد ے گا جو جس شے کی عبادت کرتا تھا اسے چاہیے کہ وہ اسی کی اتباع کرے۔ پس تمام قومیں ان کے پیچھے ہو جائیں گی جن کی وہ عبادت کرتے تھے اور مسلمان اور اہل کتاب باقی رہ جائیں گے۔ پھر یہودیوں کو کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ جواب دیں گے اللہ تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی۔ تو انہیں کہا جائے گا نہ تم موسیٰ سے ہو اور نہ موسیٰ علیہ السلام تم سے ہیں۔ پھر انہیں ذات الشمال کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ پھر عیسائیوں سے کہا جائے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی۔ تو انہیں بھی ذات الشمال کی طرف پھیر دیا جائے گا۔ اب صرف مسلمان باقی رہ جائیں گے۔ تو ان سے پوچھا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے صرف اللہ تعالیٰ کی۔ تو پھر ان سے کہا جائے گا: کیا تم اس کی معرفت رکھتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: اگر اس نے ہمیں اپنی پہچان کرائی تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پس اس وقت انہیں سجود کے لیے کہا جائے گا۔ تو مومنوں کے درمیان سے منافق علیحدہ ہو جائیں گے۔ ان کی پشتیں سجدہ نہ کر سکیں گی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾۔

امام اسحاق بن راہویہ نے مسند میں، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، طبرانی، آجری نے الشریعہ میں، دارقطنی نے الرؤیہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے میں اپنی شان قدرت کے مطابق نزول فرمائے گا۔ پھر منادی نداد ے گا اے لوگو! کیا تم اپنے رب سے راضی نہیں ہو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے تمہاری صورتیں بنائی ہیں اور تمہیں رزق عطا فرمایا ہے۔ تم میں سے ہر آدمی اس شے کے پیچھے ہو جائے جس کی دنیا میں عبادت کرتا تھا اور اسے ولی جانتا تھا۔ کیا یہ تمہارے رب کی جانب سے عدل نہیں ہے؟ سب کہیں گے بے شک۔ کیوں نہیں، عدل ہے۔ فرمایا: پس تم میں سے ہر انسان اس کی طرف چلے جس کی دنیا میں عبادت کرتا تھا۔ اور وہ ان کے لیے ان تمام چیزوں کے نمونے بنا دے گا جن کی وہ دنیا میں عبادت کرتے تھے۔ پس جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے ان کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شیطان کا نمونہ بن جائے گا اور جو عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے ان کے لیے حضرت عزیر علیہ السلام کے شیطان کی تصویر بن جائے گی۔ حتیٰ کہ ان کے لیے درختوں، لکڑیوں اور پتھروں کی تصویریں بنا دی جائیں گی۔ اور اہل اسلام بیٹھے باقی رہ جائیں گے۔ پس ان کے لیے اللہ تعالیٰ نمونہ ہو گا تو وہ انہیں فرمائے گا تمہیں کیا ہوا کہ تم نہیں چلے جیسا کہ لوگ چلے گئے؟ تو وہ جواباً عرض کریں گے بلاشبہ ہمارا رب ہے جسے ابھی تک ہم نے نہیں دیکھا۔ تو وہ فرمائے گا: تم اپنے رب کو کس طرح پہچانو گے اگر تم اسے دیکھ لو۔ تو وہ جواب دیں گے: ہمارے اور اس کے درمیان ایک علامت ہے اگر ہم نے اسے دیکھ لیا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ تو وہ فرمائے گا۔ وہ کیا ہے؟ فرمایا۔ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ پس

اس وقت ساق سے پردہ اٹھایا جائے گا۔تو جو بھی اطاعت وفرمانبرداری سے سجدہ کرتے تھے وہ سب کے سب اس وقت سجدے میں گر پڑیں گے۔اور ایک قوم باقی رہ جائے گی،ان کی پیٹھیں گائے کے سینگوں کی طرح ہوں گی،وہ سجود کا ارادہ کریں گے لیکن وہ اس کی استطاعت نہ رکھ سکیں گے۔پھر انہیں حکم دیا جائے گا اور وہ اپنے سروں کو اٹھالیں گے۔پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق نور عطا کیا جائے گا۔پس ان میں سے بعض ایسے ہوں گے جنہیں اتنا نور عطا کیا جائے گا جو ان کے سامنے پہاڑ کی مثل ہوگا۔اور بعض کو اس سے بھی زیادہ نور عطا فرمایا جائے گا،بعض کو دائیں جانب سے کھجور کے درخت کی مثل نور دیا جائے گا اور بعض کو اس سے کم نور دائیں جانب سے دیا جائے گا۔یہاں تک کہ ان میں سے جو سب سے آخری ہوگا اسے اتنا نور عطا کیا جائے گا جو صرف اس کے پاؤں کے انگوٹھوں پر ہوگا۔وہ کبھی روشن رہے گا اور کبھی بجھ جائے گا۔پس جب وہ روشنی مہیا کرے گا تو وہ قدم آگے بڑھائے گا۔اور جب وہ بجھ جائے گا تو وہ رک جائے گا۔پس وہ اور دوسرے سب پل صراط پر سے گزریں گے اور پل صراط تلوار کی طرح تیز دھار پھسلنے کی جگہ ہے تو انہیں کہا جائے گا اپنے نور کی مقدار کے برابر جلدی سے گزر جاؤ۔سو ان میں سے بعض ستارہ ٹوٹنے کی طرح تیزی سے گزر جائیں گے۔بعض آنکھ جھپکنے کی طرح گزریں گے،بعض ہوا کی طرح گزریں گے اور بعض آدمی کے تیز دوڑنے کی طرح گزریں گے جو کہ ریت اڑاتا ہوا گزر جاتا ہے۔المختصر وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق گزر جائیں گے۔یہاں تک کہ وہ بھی گزر جائے گا جس کا نور صرف اس کے قدموں کے انگوٹھوں پر تھا۔وہ ایک بار ہاتھ کھینچے گا اور ایک بار ہاتھ معلق کرے گا اور ایک بار پاؤں کھینچے گا اور ایک بار پاؤں معلق کرے گا اور پل صراط کی اطراف میں جہنم کی آگ ہوگی اور وہ اس سے نجات اور خلاصی پا جائیں گے۔پس جب وہ اس سے نجات پا جائیں گے تو اس وقت کہیں گے: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں تجھ سے نجات عطا فرمائی۔اس کے بعد کہ اس نے ہمیں تیرا وجود دکھایا۔تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا ہے جو اس نے کسی کو عطا نہیں کیا۔اور وہ اس تھوڑے سے پانی کی طرف چل پڑیں گے جو جنت کے دروازے کے پاس ہے اور اس میں وہ غسل کریں گے۔تو ان کی طرف اہل جنت کی خوشبو اور ان کی رنگت لوٹ آئے گی۔اور وہ باب جنت کے سوراخوں سے دیکھیں گے۔اور وہ جنت کے قریب ایک منزل پر کھلے گا۔اسے دیکھ کر وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! یہ منزل ہمیں عطا فرمادے تو رب کریم ان سے فرمائے گا کیا تم جنت کا سوال کرتے ہو حالانکہ میں نے تمہیں آتش جہنم سے نجات دلائی ہے۔تو وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرمادے۔ہمارے اور آتش جہنم کے درمیان تو حائل ہو جا۔یہ وہ دروازہ ہے جس کی ہم دھیمی آواز بھی نہیں سنیں گے۔تو پھر اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا: شاید اگر تمہیں یہ منزل عطا کر دی جائے تو پھر تم اس کے علاوہ دوسری کا سوال کرو گے۔تو وہ عرض کریں گے: نہیں، تیری عزت کی قسم! ہم اس کے علاوہ کسی کے بارے سوال نہیں کریں گے۔اور کون سی منزل بھلا اس سے حسین ہو سکتی ہے؟ فرمایا: پس وہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کے لیے اس کے سامنے ایک اور منزل کو بلند کر دیا جائے گا۔اور جو انہوں نے اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی وہ اس کے سامنے ایک خواب ہے ایک چھوٹی سے آرزو ہے۔چنانچہ وہ کہنے لگیں گے اے ہمارے رب! ہمیں وہ منزل عطا فرما۔تو رب کریم فرمائے گا شاید اگر تمہیں یہ عطا کر دی جائے تو تم اس کے سوا اور کے بارے

سوال کرنے لگو۔ تو وہ عرض کریں گے نہیں، تیری عزت کی قسم! ہم اس کے سوا کسی اور کی آرزو نہیں کریں گے۔ اور بھلا کون سی منزل اس سے زیادہ حسین ہو سکتی ہے؟ پس وہ منزل انہیں عطا فرما دی جائے گی۔ پھر ایک اور منزل ان کے سامنے ظاہر کر دی جائے گی۔ اور جو منزل انہیں پہلے عطا کی گئی اس کی حیثیت اس منزل کے سامنے خواب کی ہے۔ تو پھر وہ کہیں گے۔ اے ہمارے رب! ہمیں وہ منزل عطا فرما دے۔ تو رب کریم فرمائے گا۔ اگر میں نے تمہیں وہ منزل عطا کر دی تو تم پھر اس کے علاوہ دوسری منزل کا سوال کرو گے۔ تو وہ کہیں گے۔ نہیں، تیری عزت کی قسم! ہم اور کا سوال نہیں کریں گے۔ اور کون سی منزل ہے جو اس سے زیادہ خوبصورت ہو گی؟ پھر وہ خاموش ہو جائیں گے۔ تو انہیں کہا جائے گا کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ تم کچھ مانگ نہیں رہے۔ تو وہ عرض کریں گے۔ اے ہمارے رب! ہم تجھ سے مانگتے رہے یہاں تک کہ اب ہمیں حیا آنے لگی ہے۔ تو پھر انہیں کہا جائے گا کیا تم راضی نہیں ہو گے کہ جب سے میں نے دنیا کو پیدا کیا ہے اس دن سے لے کر اسے فناہ کرنے کے دن تک جتنی دنیا تھی اس کی مثل اور اس سے دس گنا زائد میں تمہیں عطا فرما دوں؟ تو وہ کہیں گے: کیا تو ہم سے استہزاء کر رہا ہے حالانکہ تو تو رب العالمین ہے؟ حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جب حضرت عبداللہ حدیث بیان کرتے کرتے اس مقام پر پہنچے تو ہنس پڑے۔ اور فرمایا: میں نے کئی بار رسول اللہ ﷺ کو یہ حدیث بیان فرماتے سنا ہے اور جب آپ ﷺ اس مقام پر پہنچتے تو آپ ہنس پڑتے۔ یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو جاتے۔ بلکہ آپ ﷺ کی آخری داڑھی تک ظاہر ہو جاتی۔ فرمایا: تو رب کریم فرمائے گا: نہیں۔ بلکہ میں اس کی قدرت رکھتا ہوں۔ سو تم مجھ سے مانگو۔ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہمیں لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ تو ان کو کہہ دیا جائے گا کہ تم لوگوں کے ساتھ مل جاؤ۔ چنانچہ وہ جنت میں رل کرتے ہوئے چل پڑیں گے یہاں تک کہ ان کے لیے جنت میں ایک آدمی ظاہر ہو گا۔ اس کے پاس وسیع موتیوں کا محل ہو گا اور وہ سجدہ میں گر جائے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: اپنا سر اٹھا، وہ اپنا سر اٹھائے گا اور کہے گا میں نے اپنے رب کو دیکھ لیا ہے۔ تو اسے کہا جائے گا بے شک یہ تیری منازل میں سے ایک منزل ہے۔ پس وہ چل پڑے گا اور کوئی آدمی اس کی طرف متوجہ ہو گا تو وہ سجود کے لیے تیار ہو جائے گا تو اسے کہا کیا جائے گا۔ تجھے کیا ہوا ہے؟ تو وہ کہے گا میں نے فرشتے کو دیکھا ہے۔ تو اسے کہا جائے گا: یہ تیرے وکیلوں میں سے ایک وکیل ہے، تیرے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ پھر وہ اس کے پاس آئے گا اور کہے گا: میں اس محل پر تیرے وکیلوں میں سے ایک وکیل ہوں اور میرے ماتحت ہزار وکیل ہیں۔ وہ تمام کے تمام اسی کیفیت پر ہیں جس پر میں ہوں۔ پس وہ اس کے پاس اس کے ساتھ ساتھ چلے گا یہاں تک کہ وہ اس کے لیے محل کھول دے گا۔ اور یہ ایک موتی ہے جو اندر سے انتہائی کھلا اور وسیع ہے اس کی چھت، اس کے تالے، اس کے دروازے اور اس کی چابیاں سب اسی کی ہے۔ فرمایا: پس اس کے لیے محل کھولا جائے گا، تو اس کے سامنے سبز رنگ کا ایک قیمتی جوہر ہو گا جو اندر سے سرخ ہو گا اور وہ ستر گز ہو گا، اس میں ساٹھ دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ ایک ایسے جوہر کی طرف کھلے گا جس کا رنگ دوسرے سے مختلف ہو گا اور یہ جوہر میں پلنگ، الماریاں، صندوق اور برتن موجود ہوں گے۔ مزید فرمایا: کہ اس میں کام کرنے والے خادم بھی ہوں گے اور وہ اس میں داخل ہوں گا۔ تو وہ ایک خوبصورت موٹی آنکھوں والی حور کے ساتھ ہو گا۔ اس پر ستر حلے ہوں گے اور اس کے

حلوں کے اندر سے اس کی پنڈلیوں کا گودا دکھائی دے گا۔ اس کا جگر اس مرد کے لیے آئینہ اور اس کا جگر اس کے لیے آئینہ ہوگا جب وہ اس سے منہ موڑے گا تو اس کی آنکھ کی بینائی جتنی پہلے تھی اس سے ستر گنا اس میں اضافہ ہو چکا ہوگا۔ اور اسی طرح جب وہ حور اس سے منہ پھیرے گی تو اس کی بینائی میں بھی پہلے کی نسبت ستر گناہ اضافہ ہو چکا ہوگا۔ وہ اسے کہے گی: میری بینائی ستر گنا بڑھ گئی ہے۔ وہ بھی اسے اسی طرح کہے گا۔ فرمایا: وہ اپنی ملکیت پر حد نگاہ تک دیکھے گا اور وہ سو سال کی مسافت ہے۔ فرمایا: اس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کعب! کیا تم وہ سن رہے نہیں رہے جو ابن ام عبد ہمیں بیان کر رہے ہیں کہ یہ سب کچھ اہل جنت میں سے ادنی فرد کے لیے ہوگا۔ تو پھر ان میں سے جو اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں گے ان کی کیفیت کیا ہوگی؟ فرمایا: اے امیر المومنین! وہ جو کسی آنکھ کے دیکھا نہیں اور نہ ہی اس کے بارے کسی کان نے سنا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے مطابق عرش اور پانی کے اوپر تھا۔ پھر اس نے اپنے لیے ایک دار (گھر) اپنے دست قدرت سے بنایا۔ پھر اسے جن چیزوں سے چاہا مزین و آراستہ کیا۔ اور پھلوں اور شراب میں سے جو چاہا اس میں رکھا۔ پھر اسے ڈھانپ دیا۔ اور جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے اس کی مخلوق میں سے کسی نے اسے نہیں دیکھا، نہ حضرت جبرائیل امین نے اور نہ اس کے سوا کسی اور فرشتے نے۔ پھر حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (السجدہ: 17) الآیہ۔ اور اس کے قریب دو باغ پیدا فرمائے۔ اور ان دونوں کو جن سے چاہا مزین و آراستہ کیا۔ اور ان دونوں میں حریر، سندس اور استبرق جو کچھ مذکور ہیں وہ سب رکھے اور اپنی مخلوق میں سے جن ملائکہ کو چاہا وہ دکھا دیئے۔ پس جس کا نامہ اعمال علیین میں ہے وہ اس دار میں اترے گا۔ اور جب اہل علیین میں سے کوئی آدمی پہنے ملک میں سوار ہوگا تو جنت کے خیموں (محلات) میں سے کوئی خیمہ باقی نہیں بچے گا مگر اس کے چہرے کا نور اور روشنی اس میں داخل ہوگی یہاں تک کہ وہ اس کی خوشبو سونگھنے لگیں گے اور کہیں گے: واہ کیسی عمدہ اور پاکیزہ خوشبو ہے۔ مزید کہیں گے: آج اہل علیین میں سے کسی آدمی نے ہم پر جھانکا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے کعب! تجھ پر افسوس! بے شک ان دلوں کو چھوڑ دیا گیا ہے اور تو انہیں قبض کر لے۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المومنین! بے شک جہنم ایک طویل اور گرم سانس نکالے گی تو کوئی فرشتہ اور کوئی نبی نہیں ہوگا مگر وہ گھٹنوں کے بل گر جائے گا۔ یہاں تک حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کہیں گے: اے میرے رب! نفسی نفسی۔ اور یہاں تک (کہتے ہیں) اگر تیرے لیے ستر انبیاء کا عمل بھی تیرے عمل کے ساتھ ہو تو میرا گمان یہ ہے کہ تو ہرگز اس سے نہ بچ سکے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے پاس دجال کا ذکر کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: تین گروہوں میں منقسم ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اس کی پیروی کرے گا اور ایک گروہ اپنے آباء کی زمین منابت الشیخ چلا جائے گا۔ اور ایک گروہ فرات کے کنارے پر آ جائے گا اور دجال اس سے قتال کرے گا اور وہ اس سے جنگ لڑیں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 34-632 (8751)، دار الکتب العلمیہ بیروت

یہاں شام کے شہروں کے اہل ایمان جمع ہو جائیں گے۔ اور وہ اس کی طرف ایک ہراول دستہ بھیجیں گے۔ اور ان میں شہسوار ہوں گے جو کہ سرخ اور ابلق (سیاہ و سفید رنگ والے) گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ اور وہ جنگ لڑیں گے، کوئی شے ان کی طرف واپس لوٹ کر نہیں جائے گی۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ پھر یا جوج ماجوج نکلیں گے اور زمین میں پھیل جائیں گے اور اس میں فساد برپا کریں گے۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (الانبیاء) پھر اللہ تعالیٰ ان پر دابہ بھیجے گا جو کہ بکری یا اونٹ کی ناک میں پیدا ہونے والے اس کیڑے کی مثل ہوگا۔ اور وہ ان کے کانوں اور نتھنوں میں داخل ہو جائے گا۔ اور وہ اس کے سبب مر جائیں گے۔ اور ان کی وجہ سے زمین بدبودار ہو جائے گی۔ اور اہل زمین اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ موسلا دھار بارش برسائے گا۔ اور ان سے زمین کو پاک فرما دے گا۔ پھر زمین پر ہوا بھیجے گا جس میں انتہا کی سخت ٹھنڈک ہوگی اور وہ اس طرح زمین پر کچھ نہیں چھوڑے گی۔ مگر ہر شے اس ہوا کے سبب الٹی کر دی جائے گی۔ پھر شریر لوگوں پر قیامت قائم ہو جائے گی۔ پھر وہ رشتہ جو صور پکڑے ہوئے ہے وہ زمین و آسمان کے درمیان کھڑا ہوگا اور اس میں پھونک مارے گا۔ تو زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق باقی نہیں رہے گی۔ سب مر جائے گی۔ مگر جنہیں تیرے رب نے چاہا (وہ زندہ رہیں گے) پھر دو نفخوں کے درمیان اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا وقفہ ہوگا۔ اس دوران انسانی مخلوق زمین کا حصہ بن جائے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ عرش کے نیچے سے پانی نازل فرمائے گا جس کی کیفیت مردوں کے مادہ منویہ کی مثل ہوگی۔ اور اس پانی کے سبب ان کے جسم اور ان کے گوشت اس طرح نکل آئیں گے جس طرح کیچڑ سے مٹی نکلتی ہے۔ پھر جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿۹﴾ (فاطر) پھر زمین و آسمان کے درمیان صور پھونکنے والا فرشتہ کھڑا ہوگا اور اس میں پھونکے گا۔ تو ہر نفس اپنے جسم کی طرف چل پڑے گا یہاں تک کہ اس میں داخل ہو جائے گا اور وہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور وہ ایک آدمی کے آنے کی طرح سب رب العالمین کے لیے قیام کی خاطر آ جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مثالی صورت میں مخلوق کے لیے ظہور فرمائے گا اور ان سے ملاقات فرمائے گا۔ اور مخلوق میں سے کوئی بھی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہوگا وہ اسی کے پیچھے پیچھے ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ اپنی شان کے مطابق یہود سے ملے گا اور ارشاد فرمائے گا تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ وہ جواب دیں گے: ہم حضرت عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ تو رب کریم فرمائے گا: کیا پانی تمہیں خوش کرے گا؟ وہ کہیں گے: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم سراب کی طرح دکھائے گا۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿۱۰۰﴾ (الکہف) پھر وہ نصاریٰ سے ملاقات فرمائے گا اور ان سے پوچھے گا: تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ تو وہ کہیں گے: حضرت مسیح علیہ السلام کی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا پانی تمہیں خوش کرے گا؟ وہ کہیں گے: ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں جہنم سراب کی طرف دکھائے گا۔ یہی صورت ان تمام کی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور شے کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ (الصافات) یہاں تک کہ پھر مسلمان کا گزر ہو

گا۔ اور رب کریم ان سے ملاقات فرمائے گا اور فرمائے گا: تم کس کی عبادت کرتے ہو؟ تو وہ جواب دیں گے: ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تم اپنے رب کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے سبحان اللہ! جب وہ ہمیں اپنی پہچان کرائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ تو اس وقت وہ اپنی پنڈلی سے پردہ اٹھائے گا۔ تو پھر کوئی مومن باقی نہیں رہے گا مگر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ میں گر جائے گا۔ منافقین باقی رہ جائیں گے۔ ان کی پشتیں ایک طبق ہو جائیں گی۔ گویا کہ ان میں سلاخیں ڈال دی گئی ہیں۔ تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! تو رب کریم فرمائے گا۔ تحقیق تمہیں سجدوں کی طرف بلایا جاتا تھا حالانکہ تم صحیح سلامت تھے۔ پھر پل صراط سے گزارا جائے گا۔ وہ جہنم پر بچھائی جائے گی اور لوگ اپنے اعمال کے مطابق اس سے پار گزریں گے۔ پس پہلے لوگ آنکھ جھپکنے یا بجلی کے چمکنے کی طرح گزر جائیں گے، اس کے بعد ہوا کی طرح گزریں گے۔ پھر کچھ پرندوں کے گزرنے کی طرح۔ پھر کچھ تیز رفتار چوپاؤں کی طرح، پھر اسی طرح گزرتے رہیں گے یہاں تک کہ کچھ دوڑتے ہوئے آئیں گے، پھر کچھ چلتے ہوئے گزریں گے۔ اور حتی کہ آخر میں ایک آدمی اپنے پیٹ کے بل رینگتے ہوئے گزرے گا اور کہے گا: اے میرے رب! تو نے میری رفتار کو سست کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا بلاشبہ تیرے عمل نے تجھے سست کر دیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کی اجازت عطا فرمائے گا۔ اور سب سے پہلے شفاعت کرنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں گے۔ پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام۔ پھر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام یا فرمایا کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام۔ پھر چوتھے نمبر پر تمہارے نبی مکرم ﷺ اٹھیں گے اور جہاں شفاعت آپ فرمائیں گے آپ کے بعد کوئی وہاں شفاعت نہیں کر سکے گا۔ اور وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا ہے۔ عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝ (الاسرا) اور کوئی نفس باقی نہیں رہے گا مگر وہ جنت میں اپنے محل اور جہنم میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ لے گا۔ اور وہ یوم حسرت ہے۔ پس اہل جہنم اس محل کو دیکھیں گے جو جنت میں ہے۔ تو انہیں کہا جائے گا اگر تم عمل کرتے (تو یہ محل تمہارے لیے تھا) اور اہل جنت اس ٹھکانے کو دیکھیں گے جو جہنم میں ہے۔ تو کہا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ تم پر احسان اور مہربانی نہ فرماتا (تو تمہارا ٹھکانا یہ ہوتا) پھر ملائکہ، انبیاء، شہداء، صالحین اور مومنین شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ پھر فرمائے گا میں ارحم الرحمین ہوں سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہوں۔ چنانچہ وہ اپنی رحمت کے سبب اس سے زیادہ مخلوق جہنم سے نکال دے گا جتنی پہلے نکالی گئی۔ یہاں تک کہ جس میں ذرہ بھر بھی خیر اور نیکی ہوگی وہ اسے جہنم میں نہیں چھوڑے گا۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: یٰۤاَیُّهَا الْكُفَّارُ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ۝ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ۝ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَ۝ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ۝ (مدثر) فرمایا: کیا تم ان میں سے کوئی دیکھتے ہو جس میں کوئی خیر اور نیکی ہو۔ نہیں اور وہ جہنم میں قطعاً ایسے شخص کو نہیں چھوڑے گا جس میں معمولی سی بھی خیر اور نیکی ہوگی۔ پس جب اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرمالے گا کہ اب وہ کسی کو اس سے نہیں نکالے گا، تو وہ ان کے چہرے اور ان کے رنگ بدل دے گا۔ پس مومنین میں سے ایک آدمی آئے گا۔ اور وہ شفاعت کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: جو کسی کو پہچان لے پس وہ اسے نکال لے۔ چنانچہ وہ آدمی

آئے گا اور دیکھے گا۔ لیکن وہ کسی کو بھی نہیں پہچان سکے گا۔ پھر وہ آدمی ایک آدمی سے کہے گا۔ اے فلاں! میں فلاں ہوں۔ تو وہ جواب دے گا: میں تجھے نہیں جانتا۔ اور وہ کہیں گے: رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۞ (المومنون) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۞ (المومنون)۔ پس جب وہ یہ فرمائے گا تو اس وقت ان پر جہنم کو بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی انسان ان میں سے باہر نہیں نکل سکے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ فرمایا آپ اس طرح غضب ناک ہو رہے ہیں جس طرح حضرت یونس علیہ السلام غضب ناک ہوئے۔

عبدالرزاق، امام احمد نے الزہد میں اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آپ اس طرح جلدی نہ کیجئے جس طرح انہوں نے جلدی کی اور اس طرح غضب کا اظہار نہ کیجئے جس طرح وہ غضب ناک ہوئے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کے اخلاق میں تنگی اور گھٹن تھی۔ پس جب آپ پر نبوت کا بوجھ ڈالا گیا۔ تو اس کے سبب آپ پہلو نئے اونٹ کے پھٹنے کی طرح پھٹ گئے۔ چنانچہ اسے ہاتھ سے پھینک دیا اور بھاگ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا: وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۞۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۞ کا معنی ہے وہ مغموم اور غمزدہ تھے۔ اور وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ۞ کا معنی ہے وہ ملامت کیے گئے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مَكْظُوْمٌ ۞ کا معنی مغموم ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ آپ کو پچھاڑ دیں گے اپنی نگاہوں کے ساتھ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آپ کو اپنی نظروں کے ساتھ پچھاڑ دیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ کتاب اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی عداوت کے سبب آپ کو اپنی نظروں کے ساتھ پچھاڑ دیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ پڑھتے وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ اور فرماتے آپ کی طرف شدت نظر سے دیکھنے کے سبب وہ آپ کو اپنی نظروں سے پھسلا دیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ کیسے کہتے ہیں کہ تیر نے پھسلا دیا یا تیر نشانے سے گزر گیا۔

امام ابوعبید نے فضائل میں اور ابن جریر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح قرأت

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 336 (3295)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کی: لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ۔(1)

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نظر حق ہے۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نظر آدمی کو قبر میں اور اونٹ کو ہنڈیا میں داخل کر دیتی ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری امت کے اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کی قضاوقدر کے بعد نظر کے سبب مریں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، کتاب الطب، باب العین حق، جلد 2، صفحہ 854، وزارت تعلیم اسلام آباد

ایاتھا ۵۲ ﴿ سُوْرَۃُ الْحَاقَّۃِ مَکِّیَّۃٌ ۶۹ ﴾ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۃ الحاقہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر میں سورۃ الحاقہ اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں اسلام قبول کرنے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعرض کرنے کے لیے نکلا۔ تو میں نے آپ کو پایا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں تشریف لے گئے ہیں۔ چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے جا کر کھڑا ہو گیا تو آپ نے سورۃ الحاقہ شروع کی۔ میں قرآن کریم کی تالیف و ترکیب پر تعجب کرنے لگا۔ میں نے کہا: قسم بخدا! یہ شاعر ہے جیسا کہ قریش نے کہا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۚ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ تو میرے ذہن میں یہ خیال آیا کہ یہ کاہن ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ اور آپ نے آخر تک سورت پڑھ دی۔ پس پوری طرح سے اسلام میرے دل میں راسخ ہو گیا۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

اَلْحَآقَّةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ؕ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَ
عَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا
بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ﴿۶﴾ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّ ثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ
حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۚ﴿۷﴾
فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَ
الْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۚ﴿۹﴾ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً
رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۙ﴿۱۱﴾ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 17، دار صادر بیروت

تَذۡكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوۡرِ نَفۡخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾

”وہ ہوکر رہنے والی، کیا ہے وہ ہوکر رہنے والی۔ اور اے مخاطب تم کیا سمجھو وہ ہوکر رہنے والی کیا ہے۔ جھٹلایا ثمود اور عاد نے ٹکرا کر پاش پاش کرنے والی کو۔ پس ثمود، تو انہیں ہلاک کر دیا گیا سخت چنگھاڑ سے۔ رہے عاد، تو انہیں برباد کر دیا گیا آندھی سے جو سخت سرد، بے حد تند تھی۔ اللہ نے مسلط کر دیا اسے ان پر (مسلسل) سات رات اور آٹھ دن تک جو جڑوں سے اکھیڑنے والی تھی تو تو دیکھتا قوم عاد کو ان دنوں کہ وہ گرے پڑے ہیں۔ گویا وہ مُنڈھ ہیں کھوکھلی کھجور کے۔ کیا تمہیں نظر آتا ہے ان کا کوئی باقی ماندہ فرد۔ اور فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹائی جانے والی بستیوں کے باشندوں نے غلطی کا ارتکاب کیا۔ پس انہوں نے نافرمانی کی اپنے رب کے رسولوں کی، اللہ نے پکڑ لیا انہیں بڑی سختی سے۔ ہم نے جب سیلاب حد سے گزر گیا تو تمہیں کشتیوں میں سوار کر دیا۔ تاکہ ہم بنا دیں اس واقعہ کو تمہارے لیے یادگار اور محفوظ رکھیں اسے یاد رکھنے والے کان۔ پھر جب پھونک ماری جائے گی صور میں ایک بار“۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اَلۡحَآقَّةُ ﴿۱﴾ یوم قیامت کے ناموں میں سے ایک ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلۡحَآقَّةُ ﴿۱﴾ سے مراد قیامت ہے جو ہر عامل کے لیے اس کا عمل ثابت کر دے گی۔ اور وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا الۡحَآقَّةُ ﴿۳﴾ کے متعلق فرمایا: یہ یوم قیامت کی تعظیم کے لیے ہے جیسا کہ تم سن رہے ہو۔ اور ارشاد باری تعالیٰ كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ وَعَادٌۢ بِالۡقَارِعَةِ ﴿۴﴾ میں بِالۡقَارِعَةِ سے مراد بھی قیامت ہے۔ یعنی ثمود اور عاد نے قیامت کو جھٹلایا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اَلۡحَآقَّةُ ﴿۱﴾ کے تحت ابن جریج نے بیان فرمایا: کہ ہر عامل کے لیے اس کا عمل ثابت کیا جائے گا مومن کے لیے اس کا ایمان اور منافق کے لیے اس کا نفاق اور بِالۡقَارِعَةِ ﴿۴﴾ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد نے فَاُهۡلِكُوۡا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ کی تفسیر میں کہا کہ وہ گناہوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے: کہ بِالطَّاغِيَةِ سے مراد چیخ اور چنگھاڑ ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاُهۡلِكُوۡا بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک چیخ بھیجی۔ تو اس نے انہیں توڑ دیا اور وہ ہلاک کر دیئے گئے اور بِرِيۡحٍ صَرۡصَرٍ عَاتِيَةٍ ﴿۶﴾ کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت سرد اور بے حد تند آندھی بھیجی یہاں تک کہ ان کے دل پھٹ گئے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں سے کوئی شے نہیں بھیجتا مگر پیمانے کے ساتھ اور بارش کا کوئی قطرہ نازل نہیں فرماتا مگر پیمانے کے ساتھ۔ مگر قوم نوح علیہ السلام اور قوم عاد پر ان دونوں چیزوں کو بغیر کسی پیمانے اور حد کے بھیجا۔ پس حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو جب تباہ کیا تو پانی ذمہ دار فرشتوں پر بھی غالب آ گیا اور ان کے لیے اس پر قابو پانے کی کوئی راہ نہ رہی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ اور قوم عاد کی تباہی کے وقت ہوا ذمہ دار فرشتوں پر بھی غالب آ گئی اور ان کے پاس اس سے بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہ رہا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سوائے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر آنے والے سیلاب کے فرشتے کے ہاتھوں بغیر پیمانے اور مقررہ حد کے بارش کا کوئی قطرہ نازل نہیں ہوا۔ کیونکہ اس نے پانی کو ذمہ دار فرشتوں کے بغیر اجازت دے دی۔ لیکن اس دن پانی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے ذمہ دار فرشتوں پر غالب آ گیا اور پھر نکل گیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ اور قوم عاد کی تباہی کے دن کے سوا فرشتے کے ہاتھوں بغیر حدود اور پیمانے کے کبھی ہوا نہیں چلی۔ کیونکہ اس دن اسے نگران فرشتوں کے بغیر چلنے کی اجازت دی گئی پس وہ نکل گئی۔ اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ کے ہوا (حد سے تجاوز کرنے کے سبب) ذمہ دار فرشتوں پر غالب آ گئی۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری صبا کے ساتھ مدد کی گئی اور عاد کو دبور کے ساتھ ہلاک کر دیا۔ فرمایا: ذمہ دار فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ انگوٹھی کی مقدار سوراخ سے قوم عاد پر ہوا چھوڑ دیں۔ تو وہ ذمہ دار فرشتوں پر غالب آ گئی اور دروازوں کی اطراف سے نکل گئی۔ تو اس لیے فرمایا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ فرمایا: وہ تند و تیز ہوا جو ذمہ دار فرشتوں پر غالب آئی۔ وہ دیہات میں رہنے والوں پر سب سے پہلے چلی اور اس نے انہیں ان کے مویشیوں اور گھروں سمیت اٹھا لیا اور انہیں شہر والوں کی طرف لے آئی۔ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِیَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا (الاحقاف:24) (پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آ رہا ہے، تو بولے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے) پس جب ہوا قریب ہوئی اور ان پر چھا گئی اور لوگ اور مویشی اس میں آگے بڑھ گئے اور اس نے دیہات میں رہنے والوں کو اہل شہر پر پھینک دیا۔ وہ انہیں توڑنے لگی اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں، دارقطنی نے الافراد میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی کا ایک چلو بھی نازل نہیں فرمایا مگر پیمانے کے ساتھ اور ہوا کی ایک مشت بھی نہیں بھیجی مگر پیمانے کے ساتھ۔ مگر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی کے دن ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ اس دن پانی ذمہ دار فرشتوں پر غالب آ گیا اور انہیں اس پر کوئی کنٹرول نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِی الْجَارِیَةِ اور قوم عاد کی تباہی کے دن بھی ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ اس دن ہوا ذمہ دار فرشتوں پر غالب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 61، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

آ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ فرمایا عَاتِيَةٍ کا معنی ہے غالب آنے والی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ کا معنی ہے سخت ٹھنڈی ہوا اور عَاتِيَةٍ کے بارے فرمایا کہ وہ ہوا اپنے اوپر ذمہ دار فرشتوں پر غالب آ گئی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عَاتِيَةٍ کا معنی ہے انتہائی شدید، سخت اور حُسُوْمًا کا معنی ہے لگا تار، مسلسل۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت قبیصہ بن ذویب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جو ہوا بھی چلتی ہے اس پر فرشتے مقرر ہیں وہ اس کی مقدار، اس کا عدد، اس کا وزن اور اس کا کیل سب جانتے ہیں، مگر وہ ہوا جو قوم عاد پر بھیجی گئی وہ اتنی تیزی سے نکلی کہ وہ فرشتے اس کا وزن اس کی مقدار اور اس کا کیل نہیں جانتے اور اس کا سبب یہ تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا غضب تھا۔ اسی لیے اس کا نام عَاتِيَةٍ رکھا گیا اور پانی کی کیفیت بھی یہی تھی جب کہ اسے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا اسے حکم دیا گیا۔ اسی لیے اس کا نام طاغیہ رکھا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ کے تحت حضرت ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ان میں سے پہلا دن جمعہ کا تھا (جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو مسلسل سات راتیں اور آٹھ دنوں تک ان پر مسلط رکھا)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حُسُوْمًا کا معنی متتابعات (مسلسل، لگا تار) ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حُسُوْمًا کا معنی یکے بعد دیگرے اور مسلسل ہے۔ (2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے ان سے پوچھا: حُسُوْمًا کا معنی کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: دائمہ شدیدۃ یعنی لگا تار اور شدید۔ یعنی آزمائش و بلاء کے ساتھ مسلسل چلائی گی۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَكَمْ كُنَّا بِهَا مِنْ فَرْطِ عَامٍ ... وَهٰذَا الدَّهْرُ مُقْتَبِلٌ حُسُوْمُ

''اور ہم نے اس کے بارے کثرت سے بے اعتدالی اور غفلت کی ہے۔ اور یہ زمانہ مسلسل مصائب اور شدتیں لانے والا ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ابن جریج نے سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا کے تحت کہا ہے کہ وہ سات راتیں اور آٹھ دن اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوا کے عذاب میں زندہ رہے۔ اور جب آٹھویں دن کی شام ہوئی تو وہ مر گئے۔ پھر ہوا نے انہیں اٹھایا، اور سمندر میں پھینک دیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ اور اس کا ارشاد ہے: فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ (الاحقاف: 25) فرمایا: مجھے خبر دی گئی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 62، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 61

اللہ تعالیٰ نے انہیں صبح سویرے عذاب دیا اور دوسرے دن ان سے زائل کردیا یہاں تک کہ رات ہوگئی۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حُسُوْمًا کا معنی ہے مسلسل اور لگاتار۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حُسُوْمًا کا معنی ہے مسلسل (1) اور كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۝ کے تحت کیا کہا کہ اس سے مراد کھجور کے مُڈھ ہیں درآنحالیکہ کھجور کا تنا (مُڈھ) باقی رہ جائے اور اس کی شاخیں ختم ہوجائیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَعْجَازُ نَخْلٍ سے مراد کھجور کی مُڈھ ہیں۔ اور خَاوِيَةٍ۝ کا معنی ہے کھوکھلا یعنی جو اندر سے خالی ہو۔

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ میں قاف کو فتحہ کیساتھ پڑھا ہے۔

ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج نے کہا: وَمَنْ قَبْلَهٗ کا معنی ہے ومن معه۔ یعنی فرعون اور جو اس کے ساتھ تھے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَالْمُؤْتَفِكٰتُ کے تحت کہا: وہ قوم لوط ہے جسے ان کی زمین سمیت الٹا کردیا گیا تھا۔ یعنی اس لفظ سے مراد الٹائی جانے والی بستیاں ہیں۔ (2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: بِالْخَاطِئَةِ۝ سے مراد خطائیں ہیں۔ اور اَخْذَةً رَّابِيَةً۝ کے بارے کہا: کہ اس کا معنی ہے شدت اور سختی کے ساتھ پکڑنا۔ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ کا مفہوم ہے جب پانی کثیر ہوگیا۔ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ۝ بے شک ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کردیا۔ وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۝ فرمایا: اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۝ کا معنی ہے یاد رکھنے والے کان۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں سننے والے کان (یعنی تاکہ یاد رکھنے والے کان اسے محفوظ رکھیں)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ کے بارے کہا کہ پانی اپنے اوپر مقرر فرشتوں پر غالب آگیا اور وہ اترا حالانکہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ کے سوا کبھی بھی آسمان سے بغیر پیمانے اور وزن کے پانی نازل نہیں ہوا۔ چونکہ وہ اپنے اوپر مقرر فرشتوں پر غالب آگیا اس لیے وہ بغیر کیل اور وزن کے نازل ہوا۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ذمہ دار فرشتوں کے علم کے بغیر کبھی بھی ایک قطرہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ مگر اس وقت جب کہ پانی غالب آگیا۔ کیونکہ اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی وجہ سے غضب میں تھا۔ پس وہ ذمہ دار فرشتوں پر غالب آگیا اور اتنی مقدار میں نکلا کہ وہ نہیں جانتے وہ کتنا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے طَغَا الْمَآءُ کے تحت فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ پانی ہر شے پر پندرہ پندرہ ہاتھ بلند ہوا تھا۔ (3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 338 (3300)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 339 (3302)

3۔ ایضاً (3305)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ﴿۱۱﴾ کا معنی ہے ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کیا۔ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً تاکہ تم اس سے نصیحت اور عبرت حاصل کرو جو کچھ ان کے ساتھ کیا گیا جب کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی نافرمانی کی: وَّ تَعِيَهَآ اور اسے شمار کرتے رہیں۔ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴿۱۲﴾ یاد رکھنے والے کان یعنی تا کہ کشتی کے واقعہ کو یہ کان محفوظ رکھیں۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت مکحول سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴿۱۲﴾ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں نے اپنے رب کریم سے التجاء کی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان اس طرح بنادے" حضرت مکحول نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی شے نہیں سنی کہ میں نے اسے بھلا دیا ہو (یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ سے جو سنا اسے یاد رکھا)۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، واحدی، ابن مردویہ، ابن عساکر اور بخاری رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھے نزدیک کروں اور تجھے دور نہ کروں اور تجھے علم سکھاؤں اور تو محفوظ رکھے۔ اور تیرے لیے اسے یاد رکھنا لازم ہے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴿۱۲﴾۔(2)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے علی! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھے قریب کروں اور تجھے علم سکھاؤں تا کہ تو اسے محفوظ رکھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴿۱۲﴾ پس تو میرے علم کے لیے اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴿۱۲﴾ (یاد رکھنے والا کان) ہے۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً کے تحت کہا ہے: تا کہ ہم اسے حضور نبی مکرم ﷺ کی امت کے لیے یادگار (اور نصیحت) بنا دیں۔ کتنی کشتیاں تھیں جو تباہ ہو گئیں اور ان کا نشان تک ختم ہو گیا۔ یعنی کوئی کشتی باقی نہ رہی کہ امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اسے پالیتی۔ پس انہوں نے اسے دیکھا اس کشتی کے تختے جودی پہاڑ پر دکھائی دیتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے تا کہ ہم اسے تمہارے لیے عبرت اور نشانی بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے باقی رکھا یہاں تک کہ اس امت نے اسے دیکھا اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے سوا کتنی کشتیاں تھیں جو کہ بوسیدہ ہو گئیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمران رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴿۱۲﴾ کا معنی ہے وہ کان جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دانا اور سمجھدار ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 67، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 42، صفحہ 361، دار الفکر بیروت

3۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 67، مطبعۃ السعادۃ مصر

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّ تَعِیَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ کے تحت فرمایا: اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ سے مراد وہ کان ہیں جو سنیں اور محفوظ کریں، اسے سنیں اور سمجھ لیں۔(1)

وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّ الْمَلَكُ عَلٰۤى اَرْجَآئِهَا ؕ وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ۬ فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ وَ لَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾

"اور زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر دفعۃً چور چور کر دیا جائے گا۔ تو اس روز ہونے والا واقعہ ہو جائے گا۔ اور آسمان پھٹ پڑے گا تو وہ اس دن بالکل بودا ہوگا۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر مقرر کر دیئے جائیں گے۔ اور آپ کے رب کے عرش کو اس روز اپنے اوپر آٹھ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہوگا۔ وہ دن جب تم پیش کیے جاؤ گے، تمہارا کوئی راز پوشیدہ نہ رہے گا۔ پس جس کو دے دیا گیا اس کا نامہ عمل دائیں ہاتھ میں تو وہ (فرط مسرت سے) کہے گا لو پڑھو میرا نامہ عمل۔ مجھے یقین تھا کہ میں اپنے حساب کو پہنچوں گا۔ پس یہ (خوش نصیب) پسندیدہ زندگی بسر کرے گا۔ عالیشان جنت میں۔ جس کے خوشے جھکے ہوں گے۔ (اذن ملے گا) کھاؤ اور پیو مزے اڑاؤ یہ ان اعمال کا اجر ہے جو تم نے آگے بھیج دیئے گزشتہ دنوں میں۔ اور جس کو دیا جائیگا اس کا نامہ عمل بائیں ہاتھ میں، وہ کہے گا اے کاش! مجھے نہ دیا جاتا میرا نامہ عمل اور میں نہ جانتا میرا حساب کیا ہے"۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّ حُمِلَتِ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ کی تفسیر میں کہا ہے کہ زمین اور پہاڑ دونوں ریزہ ریزہ ہو کر کفار کے چہروں پر غبار بن جائیں گے نہ کہ مومنین کے چہروں پر۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ وُجُوْهٌ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 340 (3306)، دار الکتب العلمیہ بیروت

يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ (عبس) (اور کئی منہ اس دن غبار آلود ہوں گے۔ ان پر کالک لگی ہوگی)۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا کہ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ کے بارے مجھے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: مراد دوسرے نفخہ کے وقت شدید زلزلہ ہے۔ نافع نے کہا کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عدی بن زید کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

مَلِکٌ يُنْفِقُ الْخَزَائِنَ وَالذِّمَّةَ قَدْ دَكَّهَا وَكَادَتْ تَبُوْرُ

''بادشاہ ہے جو خزانوں اور (عقد) کی (آمدن) کو خرچ کرتا ہے۔ تحقیق اس نے اسے کمزور کر دیا ہے اور وہ برباد ہونے کے قریب ہوگئی ہے''۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ کے تحت کہا مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زمین کو قبض کر لے گا اور اپنے دائیں دست قدرت کے ساتھ آسمان کو لپیٹ دے گا۔ پھر فرمائے گا: بادشاہی کس کی ہے زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ ''لِمَنِ الْمُلْكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ''۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ کے تحت ابن جریج نے کہا: اس کے مطابق یہ ارشاد ہے: وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ (النبأ) (اور کھول دیا جائے گا آسمان تو وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ کا معنی ہے پھٹنے والا۔ یعنی اس دن آسمان پھٹا ہوا ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآىِٕهَا کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا فرشتے آسمان کی اطراف میں ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ملائکہ آسمان کی ایک طرف پر ہوں گے۔ وہ اہل زمین کی طرف دیکھ رہے ہوں گے اور جوان پر گھبراہٹ اور خوف طاری ہوگا اسے ملاحظہ کر رہے ہوں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ فرشتے آسمان کی اس طرف پر ہوں گے جو پھٹی نہیں ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک، قتادہ اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ فرشتے آسمان کے کناروں پر ہوں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 543 (3847)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 340 (3307)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ فرشتے آسمان کے کناروں میں سے اس پر ہوں گے جو ابھی بوسیدہ اور ڈھیلا نہیں ہوا ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید، عثمان بن سعید داری نے الرد علی الجہمیہ میں، ابویعلی، ابن منذر، ابن خزیمہ، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں وَ يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ؀ کے تحت حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ پہاڑی بکرے کی صورت میں آٹھ فرشتے ہیں (جنہوں نے اس روز اپنے اوپر تیرے رب کے عرش کو اٹھا رکھا ہوگا)(2)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ملائکہ کی آٹھ صفیں ہوں گی جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے وہ آٹھ صفیں ہوں گی جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ آٹھ فرشتے ہوں گے جن کے سر ساتویں آسمان میں عرش کے پاس ہوں گے اور ان کے پاؤں نیچے والی زمین میں ہوں گے اور پہاڑی بکرے کے سینگوں کی طرح ان کے سینگ ہوں گے اور ان کے ایک سینگ کی جڑ اور اس کے آخری سرے کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہوگی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ثَمٰنِيَةٌ ؀ سے مراد آٹھ ملائکہ ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب چار فرشتے عرش الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور قیامت کے دن آٹھ فرشتے ہوں گے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حاملین عرش میں سے حضرت اسرافیل علیہ السلام کے سوا کسی کا نام نہیں ذکر کیا گیا۔ فرمایا: حضرت میکائیل علیہ السلام حاملین عرش میں سے نہیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، تمام الرازی نے فوائد میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوزہر رحمہ اللہ یہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ قیامت کے دن عرش ربی کو اٹھانے والے آٹھ فرشتوں میں سے ایک لبنان ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے وہ آٹھ جو قیامت کے روز عرش کو اٹھائے ہوئے ہوں گے لبنان ان میں سے ایک ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت میسرہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ ان کے پاؤں تحت الثریٰ میں اور ان کے سر عرش کے پاس ہوں گے اور نور کی شعاعوں کے سبب اپنی آنکھیں اوپر اٹھانے کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 543 (3848)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 70

4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 71

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ چار فرشتے ہیں جو عرش کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے چار چہرے ہیں۔ ایک چہرہ بیل کا، ایک شیر کا، ایک گدھ کا اور ایک چہرہ انسان کی طرح۔ اور ان میں سے ہر ایک کے چار پر ہیں۔ ان میں سے دو پر اس کے چہرے پر ہیں کہ وہ عرش کی طرف دیکھنے اور غش کھا کر گرنے سے محفوظ رہے اور دو پروں کے ساتھ وہ پھڑ پھڑاتا ہے۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ وہ دو پروں کے ساتھ اڑتا ہے۔ ان کے پاؤں الثری میں ہیں اور عرش ان کے کندھوں پر ہے۔ ان کا کلام صرف یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں " قَدِّسُوا اللّٰهَ الْقَوِیَّ، مَلَاَتْ عَظَمَتُهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ "(1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس دن تم تین بار پیش کیے جاؤ گے۔ پس دو پیشیوں میں تو جھگڑے اور عذر ہوں گے اور تیسری پیشی میں نامہ عمل اڑ اکر ہاتھوں میں دے دیا جائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ۝ کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن لوگ تین بار پیش کیے جائیں گے۔ پس دو پیشیوں میں تو خصومات، عذر اور جھگڑے ہوں گے۔ اور تیسری پیشی میں نامہ عمل اڑ کر ہاتھوں میں آ جائے گا " اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ تُؤْتِیْهِ كِتَابَهٗ بِیَمِیْنِهٖ " فرمایا: بعض اہل علم کہا کرتے تھے۔ بے شک میں نے لوگوں میں سے عقل مند اور دانا اسے پایا ہے جس نے کہا هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۝ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۝ فرمایا: اس نے یقیناً گمان کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے ظن کے مطابق نفع دیا۔ اور مذکور ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے: " جو استطاعت رکھتا ہے کہ وہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو تو اس چاہیے کہ وہ ایسا کرے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو تین بار پیش کیا جائے گا۔ پس دو پیشیوں میں جھگڑے اور عذر ہوں گے اور تیسری پیشی کے وقت نامہ اعمال اڑ کر ہاتھوں میں آ جائیں گے۔ پس وہ کسی کے دائیں ہاتھ میں آئے گا اور کسی کے بائیں ہاتھ میں آئے گا۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے یَوْمَىِٕذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِیَةٌ ۝ کے تحت فرمایا: دو پیشیوں میں خصومت اور جھگڑا ہوگا اور تیسری پیشی پر نامہ اعمال اڑ کر لوگوں کے ہاتھ میں پہنچ جائیں گے۔

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 341 (3213)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (3310)

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 549 (4277)، دارالکتب العلمیہ بیروت

لوگوں کو تین بار پیش کیا جائے گا۔ پس دو پیشیوں میں جھگڑے اور عذر ہوں گے اور تیسری پیشی پر نامہ اعمال اڑ کر دائیں اور بائیں ہاتھوں میں آ جائیں گے۔(1)

امام ابن مبارک نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم اپنا محاسبہ کر و اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ تمہارے حساب کو آسان بنا دے گا۔ اپنے آپ کا وزن کر لو (یعنی اپنے آپ کو پرکھ لو) اس سے پہلے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور اپنے آپ کو بڑی پیشی کے لیے تیار کرو۔ یَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک آدمی کھڑا ہو گا اور وہ اس پر اس کے نامہ اعمال سے گناہ ظاہر فرمائے گا اور اسے فرمائے گا: کیا تو نے یہ عمل کیا ہے؟ تو وہ بندہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! ہاں۔ تو اس وقت وہ کہے گا: هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۚ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ جب کہ وہ قیامت کے دن رسوائی سے نجات پا جائے گا۔

امام ابن المبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور خطیب رحمہم اللہ نے حضرت ابوعثمان النہدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک بندہ مومن کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا نامہ اعمال پردے میں دیا جائے گا اور وہ اس سے اپنے گناہ پڑھے گا۔ تو اس کا رنگ متغیر ہو جائے گا۔ پھر وہ اپنی نیکیاں پڑھے گے۔ تو اس کا رنگ واپس لوٹ آئے گا۔ پھر وہ دیکھے گا کہ اچانک اس کے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے گئے ہیں۔ تو اس وقت وہ یہ کہے گا: هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں وہ پہلا ہوں جسے قیامت کے دن سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔ اور میں ہی وہ پہلا ہوں جسے اپنا سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔ پھر میں اپنے سامنے کی طرف دیکھوں گا اور امتوں کے درمیان سے اپنی امت کو پہچان لوں گا۔ اور اسی طرح اپنے پیچھے کی جانب سے، اپنی دائیں جانب سے اور اسی مثل اپنی بائیں جانب سے (اپنی امت کو پہچان لوں گا)۔ تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ اپنی امت کو ان امتوں کے درمیان سے کیسے پہچانیں گے جب کہ وہاں حضرت نوح علیہ السلام سے آپ کی امت تک سب ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وضو کے اثر سے وہ پنج کلیان ہوں گے (یعنی ان کے اعضائے وضو روشن ہوں گے) اور ان کے سوا کوئی اور اسطرح نہیں ہو گا۔ اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ انہیں ان کے نامہ اعمال ان کے دائیں ہاتھوں میں دیئے جائیں گے۔ اور میں انہیں پہچان لوں گا کہ ان کا نور ان کے سامنے دوڑ رہا ہو گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنِّيْ ظَنَنْتُ کا معنی ہے بے شک مجھے یقین تھا۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان فرمایا دَانِيَةٌ کا معنی قریب ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے خوشے قریب ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 72-71، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 72

ان کے ہاتھوں کو ان سے دوری اور کوئی کانٹا واپس نہیں لوٹائے گا (یعنی کوئی شے ہاتھوں کے ان تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ہوگی)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان کے خوشے قریب ہیں دوری یا کوئی کانٹا ان کے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روک نہیں سکے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آدمی اس کے پھلوں میں سے کھا سکے گا حالانکہ وہ کھڑا ہوگا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قُطُوْفُهَا سے مراد اس کے پھل ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر اس امان اور ذمہ داری کے سبب، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ فلاں بن فلاں کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے تحریر ہے کہ اسے عالیشان جنت میں داخل کر دو، اس کے خوشے قریب ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴿۲۴﴾ کے تحت فرمایا: تمہارے یہی ایام، ایام خالیہ اور فنا ہونے والے ہیں جو باقی رہنے والے ایام تک پہنچانے والے ہیں۔ پس تم ان ایام میں عمل کرو اور خیر اور نیکی آگے بھیجو اگر تم استطاعت رکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت اور طاقت والا نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن یعقوب حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے دوستو! طویل عرصہ گزر گیا میں دنیا میں تمہاری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ حالانکہ تمہارے ہونٹ مشروبات سے دور رہے تمہاری آنکھیں دھنس گئیں اور تمہارے پیٹ خشک ہو گئے۔ آج تم اپنی نعمتوں میں داخل ہو جاؤ اور کھاؤ اور پیو اور مزے اڑاؤ اور یہ ان اعمال کا اجر ہے جو تم نے گزشتہ دنوں میں آگے بھیج دیئے۔

امام ابن منذر، ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن رفیع سے بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴿۲۴﴾ کے تحت کہا ہے کہ اعمال سے مراد روزے ہیں۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ طیبہ کے کسی نواح میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی تھے۔ انہوں نے اپنے لیے دستر خوان بچھایا۔ ان کے پاس سے ایک چرواہا گزرا۔ اس نے سلام عرض کیا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے چرواہے! آؤ۔ آؤ اور اس دستر خوان سے کچھ لے لو۔ تو اس نے جواب دیا: میں روزے دار ہوں۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تو اتنے شدید اور سخت گرم دن میں روزہ رکھے ہوئے ہے حالانکہ تو ان پہاڑوں میں اس ریوڑ کو چرا رہا ہے؟ تو اس نے آپ سے عرض کی: قسم بخدا! میں اپنے گزرے ہوئے دنوں کو جلدی پالوں گا۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: درآنحالیکہ آپ اس کے ورع کی آزمائش کرنا چاہتے تھے۔ فرمایا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو ہمیں اپنے اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچ دے اور ہم تجھے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 735 (18675)، دار الفکر بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 418 (3949)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس کی ثمن ادا کر دیں۔ پھر ہم تجھے اس کا گوشت دے دیں تا کہ تو اس کے ساتھ روزہ افطار کرے؟ تو اس نے جواب دیا: یہ ریوڑ میرا نہیں ہے۔ یہ میرے آقائے کا ریوڑ ہے۔ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا: کیا یہ ممکن نہیں کہ جب تیرا آقائے اس بکری کو مفقود پائے گا، تو تو اسے کہہ دے کہ اسے بھیڑیے نے کھالیا ہے؟ تو چرواہے نے آپ سے منہ پھیر لیا۔ درآنحالیکہ وہ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا۔ وہ کہنے لگا: تو پھر اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما چرواہے کا قول بار بار دھرانے لگے اور آپ کہنے لگے: چرواہے نے کہا: تو پھر اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ ''فَاَیْنَ اللّٰہُ'' پس جب آپ مدینہ طیبہ واپس آئے تو آپ نے اس کے آقا کو بلا بھیجا اور اس سے ریوڑ اور چرواہا بھی خرید لیے۔ پھر چرواہے کو آزاد کر دیا اور ریوڑ اسے ہبہ کر دیا۔(1)

يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾

''اے کاش! موت نے ہی (میرا) قصہ پاک کر دیا ہوتا۔ آج میرا مال میرے کسی کام نہ آیا۔ میری بادشاہی بھی فنا ہوگئی۔ (فرشتوں کو حکم ہوگا) پکڑ لو اس کو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔ پھر اسے دوزخ میں جھونک دو۔ پھر ستر گز لمبے زنجیر میں اس کو جکڑ دو۔ بے شک یہ (بدبخت) ایمان نہیں لایا تھا اللہ پر جو بزرگ (و برتر) ہے۔ اور نہ ترغیب دیتا تھا مسکین کو کھانا کھلانے کی''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ موت کی تمنا کریں گے حالانکہ دنیا میں ان کے نزدیک موت سے بڑھ کر ناپسندیدہ اور مکروہ کوئی شے نہ تھی۔ اور هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ کے تحت فرمایا: قسم بخدا! ہر کوئی جو جہنم میں داخل ہوا وہ گاؤں کا امیر تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا اور ان کے بدنوں پر انہیں تسلط عطا فرمایا اور انہیں اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے انہیں منع فرمایا۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ اے کاش! وہ موت فیصلہ کن ہوتی اور اس کے بعد زندگی نہ ہوتی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: سُلْطٰنِيَهْ ﴿۲۹﴾ کا معنی حجت ہے یعنی میری حجت اور دلیل ضائع ہوگئی۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 418 (5291)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سُلْطٰنِيَهْ۝ سے مراد اس کی حجت ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ۝ کا معنی ہے اے کاش! میری حجت فیصلہ کن ہوتی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ هَلَكَ عَنِّيْ سُلْطٰنِيَهْ۝ کا مفہوم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے کہ مجھ سے تمام دلائل اور حجتیں گم ہوگئیں اور انہوں نے مجھے کسی بھی قسم کا کوئی نفع نہ دیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے: خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ۝ میں ہ ضمیر سے مراد ابوجہل ہے (کہ فرشتوں کو حکم ہوگا تم اسے پکڑلو اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔

امام ابن مبارک، ہناد نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت نوف الشامی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ثُمَّ فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا کے تحت کہا کہ ایک ذراع ستر باع ہے اور ایک باع کی مقدار اتنی ہے جتنا تیرے اور مکہ کے درمیان فاصلہ ہے اور وہ اس وقت کوفہ میں تھے۔

امام ابن مبارک، عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس زنجیر کا ایک حلقہ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: دنیا کے تمام تر لوہے کی مثل ہے۔(2)

ابن ابی حاتم اور بیہقی نے البعث والنشور میں ذکر کیا ہے کہ فَاسْلُكُوْهُ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ زنجیر اس کی دبر میں داخل کی جائے گی اور وہ اس کے نتھنوں سے باہر نکلے گی۔ حتی کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہوسکے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ زنجیر اس کی دبر میں داخل ہوگی اور اس کے منہ سے باہر نکلے گی۔ پھر انہیں اس میں اسی طرح پرو دیا جائے گا جس طرح مکڑی کو سلاخ میں پرودیا جاتا ہے اور پھر اسے بھونا جاتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ زنجیر اس کی مقعد کے راستے داخل ہوگی۔ اور اس کے منہ سے باہر نکلے گی۔ اس کے بعد اس کے ساتھ اسے باندھ دیا جائے گا۔ یا پھر اس کے منہ سے داخل ہوگی اور اس کے معدے سے باہر نکل جائے گی۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس زنجیر ہے اور اس میں آتش جہنم کی ہنڈیا اس وقت سے مسلسل ابل رہی ہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے جہنم کو پیدا کیا ہے اور یوم قیامت تک یہ جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ وہ لوگوں کی گردنوں میں پڑ جائے گا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ جو کہ عظمت وشان والا ہے اس کے ساتھ ایمان لانے کے سبب ہمیں اس کے نصف سے اللہ تعالیٰ نے نجات عطا فرمادی ہے۔ پس اے ام درداء

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 339، دار الکتب العلمیہ بیروت

مسکینوں کو کھانا کھلانے پر برانگیختہ کیا کر۔

فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿٣٥﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِئُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَ مَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿٤٠﴾ وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾ وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٤٣﴾ وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿٤٤﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿٤٦﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿٤٧﴾ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤٨﴾ وَ اِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿٤٩﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٥٠﴾ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿٥١﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿٥٢﴾

"پس آج یہاں اس کا کوئی دوست نہیں۔ اور نہ کوئی طعام بجز پیپ کے۔ جسے کوئی نہیں کھاتا بجز خطا کاروں کے۔ پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو۔ اور جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ بے شک یہ قول ایک عزت والے رسول کا۔ اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ (لیکن) تم بہت کم ایمان لائے ہو۔ اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم لوگ بہت کم توجہ کرتے ہو۔ بلکہ یہ نازل شدہ ہے رب العالمین کا۔ اگر وہ خود گھڑ کر بعض باتیں ہماری طرف منسوب کرتا۔ تو ہم اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر ہم کاٹ دیتے اس کی رگ دل۔ پھر تم میں سے کوئی بھی (ہمیں) اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور بے شک یہ تو ایک نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض جھٹلانے والے ہیں۔ اور یہ بات باعث حسرت ہوگی کفار کے لیے۔ اور بے شک یہ یقیناً حق ہے۔ پس (اے حبیب!) آپ تسبیح کیا کریں اپنے رب کی جو عظمت والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالقاسم زجاجی نحوی نے امالیہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: میں نہیں جانتا غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ سے کیا مراد ہے۔ البتہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ زقوم (تھور کا درخت) ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ سے مراد وہ خون اور پانی ہے جو اہل جہنم کے گوشت سے بہے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غِسْلِيْنٍ ﴿٣٦﴾ سے مراد وہ خون اور پانی ہے جو اہل جہنم کے گوشت سے بنے گا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غِسْلِیْنٍ سے مراد اہل جہنم کی پیپ ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر غِسْلِیْنٍ کا ایک ڈول دنیا میں بہا دیا جائے تو وہ سارے اہل دنیا کو بدبودار کر دے۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غِسْلِیْنٍ اس کھانے کا نام ہے جو اہل جہنم کو وہاں کھلایا جائے گا۔

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: غِسْلِیْنٍ جہنم میں ایک درخت کا نام ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت صعصعہ بن صوحان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: یہ الفاظ کس طرح ہیں لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ کھایئے اور اللہ تعالیٰ قدم کھولے ہوئے ہے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا دیئے اور فرمایا: اے اعرابی! یہ الفاظ اس طرح ہیں لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ تو اس نے کہا: قسم بخدا! اے امیر المومنین! آپ نے سچ فرمایا: نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ وہ اپنے بندے کو اس کے حوالے کر دے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوالاسود کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بے شک یہ عجم کے رہنے والے مکمل طور پر دین میں داخل ہو چکے ہیں۔ پس تو لوگوں کے لیے ایسی علامات اور چیزیں وضع کر دے۔ جن کے ساتھ وہ اپنی زبانوں کی اصلاح اور درستگی کے لیے استدلال کر سکیں۔ تو اس نے لوگوں کے لیے رفع (پیش) نصب (زبر) اور جر (زیر) کی حرکات مقرر کر دیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور بخاری رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت ابوالدہقان رحمہ اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمزہ کے ساتھ قرأت کی ہے۔ یعنی لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ۔

امام سعید بن منصور نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بغیر ہمزہ کے پڑھتے تھے یعنی لَّا یَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطُوْنَ۔

امام حاکم نے ابوالاسود دؤلی اور یحییٰ بن یعمر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہا الْخَاطُوْنَ کیا ہے؟ بے شک وہ تو الْخَاطِـُٔوْنَ ہے "اَلصَّابُوْنَ" کیا ہے؟ بے شک وہ "اَلصَّابِئُوْنَ" ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَ مَا لَا تُبْصِرُوْنَ فرماتے ہیں: پس میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور ان کی جنہیں تم نہیں دیکھتے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَّ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے (شاعر کا کلام ہونے سے) پاک رکھا ہے اور اسے محفوظ رکھا ہے۔ وَ لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ اور اللہ تعالیٰ نے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 544 (3850)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 259 (1684)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 544 (3853)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت

اسے (قرآن کو) کہانت سے پاک رکھا ہے اور اسے اس سے محفوظ رکھا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت یزید بن عامر السوائی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اس دوران کہ وہ سرکشی کے ساتھ چکر لگا رہے تھے کہ اچانک انہوں نے متکلم کو سنا۔ وہ کہہ رہا ہے: وَ لَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ تو ہم اس سے گھبرا گئے اور ہم نے کہا: یہ وہ کلام نہیں ہے۔ جسے ہم نہ پہچانتے ہوں۔ پھر ہم نے دیکھا۔ تو وہ حضور نبی کریم ﷺ چل رہے تھے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ''یمین'' کا معنی قدرت ہے۔ یعنی ہم اسے قدرت کے ساتھ پکڑ لیتے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ معنی یہ ہے ہم اسے حق کے ساتھ پکڑ لیتے۔

ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: الْوَتِيْنَ سے مراد رگ دل ہے۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ الْوَتِيْنَ سے مراد دل کی وہ رگ ہے جو پیٹھ میں ہوتی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ الْوَتِيْنَ سے مراد رگ دل ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْوَتِيْنَ سے مراد وہ رگ ہے جو پشت میں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْوَتِيْنَ سے مراد رگ دل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حصین بن عبدالرحمٰن سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب انسان قریب الموت ہوتا ہے تو اس کے پاس ملک الموت علیہ السلام آتے ہیں اور اس کی رگ دل کو ٹٹولتے ہیں۔ اور جب وہ رگ کٹ جائے تو اس کی روح نکل جاتی ہے۔ پس اس وقت اس کی آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں اور اس کی روح اس کی بصارت کا پیچھا کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب رگ کٹ جائے تو وہ رگ نہ بھوکی رہتی ہے اور نہ وہ سیر ہوتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ بے شک یہ آپ کے لیے ایک نصیحت ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور یہ بات کفار کے لیے باعث حسرت ہوگی۔ وَ اِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ اور بے شک یہ قرآن یقیناً حق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: اِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ قرآن متقی لوگوں کے لیے نصیحت ہے۔ وَ اِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ اور قیامت کے دن کافروں کے لیے باعث حسرت ہوگا۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 272 (11438)، دارالفکر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 79، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 544 (3852)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ سائل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا ﴿۵﴾

”مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے اپنے عذاب کا جو ہو کر رہے۔(وہ سن لے) یہ تیار ہے کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے جو عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ عروج کرتے ہیں فرشتے اور جبرئیل اللہ کی بارگاہ میں یہ عذاب اس روز ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔(ایسا) صبر کیجئے جو بہت خوبصورت ہو“۔

فریابی، عبد بن حمید، نسائی، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآئِلٌ میں سَآئِلٌ سے مراد نضر بن حارث ہے۔ اس نے یہ کہا تھا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ (الانفال:32) اے اللہ! اگر یہ تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ یعنی اس عذاب کے بارے جو ہو کر رہنے والا ہے۔ لِّلْكٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِی الْمَعَارِجِ ﴿۳﴾ یہ تیار ہے کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے جو درجات کا مالک ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآئِلٌ مکہ مکرمہ میں نضر بن حارث کے بارے نازل ہوئی۔ اسی نے کہا تھا اے اللہ! اگر تیری یہ جانب سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور اسے عذاب بدر کے دن ہوا۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ کے تحت فرمایا کہ دنیا میں ان کا یہ قول آخرت میں واقع ہوگا۔ اے اللہ! اگر تیری جانب سے یہ حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا اور یہ کہنے والا نضر بن حارث تھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ کے بارے لوگوں نے کہا: یہ عذاب کن پر واقع ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لِّلْكٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ ﴿۲﴾۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 545 (3854)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ دعا مانگنے والے نے دعا مانگی۔ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۝ اس عذاب کے بارے میں جو آخرت میں واقع ہوگا اور وہ ان کا یہ قول تھا۔ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (انفال:32)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبد نزار میں سے کسی آدمی نے کہا، اسے حارث بن علقمہ کہا جاتا ہے۔ اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ (انفال:32) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ (ص:16)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى (الانعام:94) (اور بے شک آ گئے ہو تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سَاَلَ سَآىِٕلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ۝ اور وہی ہے جو یہ کہا کہ اگر یہ تیری جانب سے حق ہے تو ہم پر پتھر برسا اور یہ وہی ہے جو اس طرح کہا: رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا (ص:16) اور یہ وہی ہے جو اس نے ایسے عذاب کا مطالبہ کیا جو واقع ہو کر رہے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سائل نے جہنم میں ایک وادی کا مطالبہ کیا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ ذِی الْمَعَارِجِ۝ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ بلندیوں اور ہر قسم کی فضیلتوں کا مالک ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ذِی الْمَعَارِجِ۝ کا مفہوم ہے وہ آسمان کی بلندیوں کا مالک ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ذِی الْمَعَارِجِ۝ کا معنی ہے صاحب فضائل ونعم۔

امام احمد اور ابن خزیمہ رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا "لبیك ذِی الْمَعَارِجِ۝ (اے بلندیوں کے مالک میں حاضر ہوں) تو آپ نے فرمایا: بے شک وہ عروج کے زینوں کا مالک ہے۔ لیکن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ایسا نہ کہا کرتے تھے۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تا کے ساتھ پڑھا ہے یعنی تَعْرُجُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ یا کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی یعرج الملائکہ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۝ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کے امر کی انتہا زمینوں کے نیچے سے لے کر ساتوں آسمان کے اوپر کی انتہا تک

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 172، دار صادر بیروت

ہے۔اس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے اور وہ دن جس کی مقدار ایک ہزار سال ہے۔یعنی آسمان سے زمین کی طرف نازل ہونے اور زمین سے آسمان کی طرف امر کا بلند ہونا ایک دن میں ہے۔پس اس کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔کیونکہ زمین و آسمان کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے ہر زمین کی گہرائی (موٹائی) پانچ سو برس کی ہے۔پس اس طرح چودہ ہزار برس ہو گئے اور ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان چھتیس ہزار برس کی مسافت ہے۔پس اسی کا ذکر اس ارشاد میں ہے: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔

امام ابن منذر اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّوْنَ" کے بارے انہوں نے کہا: یہ مقدار دنیا میں ہے اور تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ اور فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ یہ قیامت کا دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کافروں کے لیے پچاس ہزار سال کے برابر بنایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر تم اس دن کا اندازہ لگانا چاہو تو تمہارے دنیوی ایام کے مطابق پچاس ہزار برس کا وہ دن ہے۔فرمایا: مراد قیامت کا دن ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان آیات کے بارے پوچھا: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ وہ آسمان سے لے کر زمین تک کے معاملات کی تدبیر فرماتا ہے۔پھر وہ اس کی طرف عروج کرتا ہے: "فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" فرمایا قیامت کے دن کا حساب پچاس ہزار برس ہے۔اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں تخلیق فرمایا ہر دن ہزار برس کا تھا۔وہ آسمان سے زمین تک حکم نافذ فرماتا ہے۔پھر وہ اس کی طرف عروج کرتا ہے ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار برس ہے۔فرمایا یہ مدت مسافت ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کے بارے فرمایا: یہ دنیا اپنی ابتدا سے لے کر اپنی انتہا تک ایک دن ہے جس کی مقدار قیامت کے دن پچاس ہزار برس ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ مسافت زمین کے نیچے سے لے کر عرش تک ہے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن، دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔

1۔تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 344 (22-3321)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 342 (3315)

امام احمد، ابو یعلی، ابن جریر، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ کے بارے پوچھا گیا: یہ دن اتنا طویل ہوگا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہ دن مومن کے لیے انتہائی خفیف ہوگا حتی کہ اس پر اس فرض نماز سے زیادہ آسان ہوگا جو وہ دنیا میں ادا کرتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ بندۂ مومن کے لیے قیامت کے دن کی اتنی مقدار ہوگی جتنی ظہر سے عصر تک وقت کے درمیان ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن کی تلخیاں سخت تر ہوں گی حتی کہ کافر کو پسینے کی لگام دی جائے گی۔ کہا گیا: اس دن مومنین کہاں ہوں گے؟ فرمایا: ان کے لیے سونے کی کرسیاں رکھی جائیں گی اور ان پر بادلوں کا سایہ کیا جائے گا اور ان پر اس دن کو چھوٹا کر دیا جائے گا اور یہ آسان ہو جائے گا حتی کہ تمہارے ان دنوں میں سے ایک دن کی طرح ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے وہ دن ان پر فرض نماز کی طرح ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ قیامت کے دن کی طوالت مومنین پر صرف اتنی ہوگی جتنا ظہر اور عصر کے درمیان وقت ہوتا ہے۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ تم میرے سوا کسی کے پاس شکایت نہ کرو۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبدالاعلیٰ بن حجاج رحمہ اللہ نے فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ۝ کی تفسیر میں کہا ہے کہ قوم میں مصیبت زدہ اس طرح ہو کہ پہچان نہ ہو سکتی ہو کہ وہ کون ہے۔

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۝۶ وَّ نَرٰىهُ قَرِيْبًا ۝۷ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۝۸ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝۹ وَ لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۝۱۰ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِىٕذٍۭ بِبَنِيْهِ ۝۱۱ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ اَخِيْهِ ۝۱۲ وَ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۝۱۳ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۝۱۴ كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى ۝۱۵ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝۱۶ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 85، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 (3323)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تَوَلّٰىۙ ﴿۱۷﴾ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾

"کفار کو تو یہ بہت دور نظر آتا ہے۔ (لیکن) ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔ اس روز آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہوگا۔ اور پہاڑ رنگ برنگی اون کی طرح ہو جائیں گے۔ اور کوئی جگری دوست کسی جگری دوست کا حال نہ پوچھے گا۔ دکھائی دیں گے ایک دوسرے کو۔ ہر مجرم تمنا کرے گا کہ کاش! بطور فدیہ دے سکتا آج کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کو۔ اپنی بیوی کو، اپنے بھائی کو۔ اپنے خاندان کو جو (ہر مشکل میں) اسے پناہ دیتا تھا۔ اور (بس چلے تو) جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو پھر یہ (فدیہ) اس کو بچا لے۔ (لیکن) ایسا ہرگز نہ ہوگا بے شک آگ بھڑک رہی ہوگی۔ نوچ لے گی گوشت پوست کو۔ وہ بلائے گی جس نے (حق سے) پیٹھ پھیری اور منہ موڑا تھا۔ اور مال جمع کرتا رہا پھر اسے سنبھال سنبھال کر رکھتا رہا"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت اعمش رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ﴿۶﴾ کے تحت بیان کیا ہے کہ کفار کو قیامت بہت دور نظر آتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک کفار اپنے جھٹلانے کے سبب قیامت کو دور دیکھتے ہیں۔ وَّ نَرٰىهُ قَرِيْبًا ﴿۷﴾ اور ہم اسے سچ ہونے کے سبب قریب دیکھ رہے ہیں۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، خطیب نے المتفق والمفترق میں اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ کے تحت کہا ہے کہ اب آسمان سبز رنگ کا ہے اور قیامت کے دن وہ سرخ رنگ میں بدل جائے گا۔

طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ﴿۸﴾ کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: کہ آسمان قیامت کے دن خوف سے تیل کی تلچھٹ اور ہڈی کی سیاہی کی مانند ہو جائے گا، حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

تُنَادِيْ بِهِ الْقَسَمُ السَّمُوْمُ كَانَّهَا تَبَطَّنَتِ الْاَقْرَابُ مِنْ عُرُقٍ مَهْلًا

"کھولتا ہوا گرم پانی اس سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گویا کہ پہلو ہڈیوں سے پگھل کر اندر دھنس گئے ہیں"۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آسمان اس دن تیل کی تلچھٹ کی طرح ہو جائے گا۔ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ﴿۹﴾ اور پہاڑ اون کی طرح ہو جائیں گے۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ مومنین کافروں کو دکھائی دیں گے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ﴿۱۰﴾ کے تحت فرمایا کہ ہر انسان لوگوں کو چھوڑ کر صرف اپنی ذات میں مشغول ہوگا۔ يُّبَصَّرُوْنَهُمْ فرمایا: قسم بخدا! تم جانتے ہو۔ قسم بخدا! قیامت کے دن ایک قوم دوسری قوم کو اور لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لیں گے۔ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ الآیہ فرمایا: قیامت

کے دن ہر مجرم تمنا کرے گا کہ اگر وہ اپنے گھر والوں میں سے سب سے زیادہ محبوب، پھر اس کے بعد سب سے زیادہ محبوب اور زیادہ قریبی اور پھر اس کے بعد زیادہ قریبی اور اپنے خاندان کا فدیہ دے سکتا اور یہ اس دن کی شدت اور سختی کے سبب ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یُّبَصَّرُوْنَهُمْ کی تفسیر میں کہا کہ ان میں سے بعض بعض کو پہچان لیں گے اور وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے۔ پھر وہ ایک دوسرے سے بھاگ جائیں گے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ کا معنی ہے اس کا خاندان۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ﴿۱۳﴾ کے تحت انہوں نے کہا کہ اس کا وہ قبیلہ جس کی طرف وہ منسوب ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بیان کیا ہے کہ فَصِيْلَتِهِ سے مراد اس کا قبیلہ ہے۔ اور نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ کا معنی ہے (وہ آگ) سر کی جلد کو نوچ لے گی۔ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَ تَوَلّٰى ﴿۱۷﴾ اور وہ بلائے گی جس نے حق سے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا تھا۔ وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ اور مال جمع کرتا رہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ کا معنی ہے کہ وہ اصل دماغ کو نوچ لے گی۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ کا معنی ہے کہ وہ آگ اس کی کھوپڑی اور اس کے چہرے کے حسن کو نوچ لے گی اور بلائے گی جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے پیٹھ پھیری اور اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے حق سے منہ موڑا تھا اور برائی کے لیے بہت سا مال جمع کرتا رہا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قرہ بن خالد رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ آگ کھوپڑی کو نوچ لے گی اور اس سے ہر شے جل جائے گی اور اس کا دل باقی رہ جائے گا درآنحالیکہ وہ پکا ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد اطراف (اعضاء) ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد سر کی جلد ہے۔

ابن منذر نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد انسانی چہرے کے محاسن و مکارم ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد پنڈلیوں کا گوشت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ لِّلشَّوٰى ﴿۱۶﴾ سے مراد اطراف ہیں۔

امام ابن سعد نے حضرت حکم سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حکیم اپنا کیسہ (تھیلا، بٹوہ) نہیں باندھتے تھے اور کہتے میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے سنا ہے: وَ جَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ (کہ وہ مال جمع کرتا رہا اور پھر اسے سنبھال سنبھال کر رکھتا ہے)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 91

إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿١٩﴾ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿٢٠﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ
مَنُوعًا ﴿٢١﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿٢٢﴾ الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَ
الَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿٢٤﴾ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ
يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٢٦﴾ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿٢٧﴾
إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿٢٩﴾ إِلَّا
عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿٣٠﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ
وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ﴿٣١﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ
رَاعُونَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ
يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ
مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ
مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ فَلَا
أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾ عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا
مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا
يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا
كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ
الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾

"بے شک انسان بہت لالچی پیدا ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا۔ اور جب اسے دولت ملے تو حد درجہ بخیل۔ بجز ان نمازیوں کے۔ جو اپنی نماز پر پابندی کرتے ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں مقررہ حق ہے۔ سائل کے لیے اور محروم کے لیے۔ اور جو تصدیق کرتے ہیں روز جزا کی۔ اور جو اپنے رب کے عذاب سے ہمیشہ ڈرنے والے ہیں۔ بے شک ان کے رب کا عذاب نڈر ہونے کی چیز نہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنی شرم گاہوں

کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں کے یا اپنی کنیزوں کے تو ان پر کوئی ملامت نہیں۔ البتہ جو خواہش کریں گے ان کے علاوہ تو وہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور عہد و پیماں کی پاسداری کرتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی لوگ مکرم (ومحترم) ہوں گے جنتوں میں۔ پس ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ کی طرف ٹکٹکی باندھے بھاگے چلے آرہے ہیں۔ ایک گروہ دائیں طرف سے اور دوسرا گروہ بائیں طرف سے۔ کیا طمع کرتا ہے ان میں سے ہر شخص کہ (ایمان وعمل کے بغیر) نعمتوں بھری جنت میں اسے داخل کیا جائے۔ ہرگز نہیں۔ ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اس (مادہ) سے جس کو وہ بھی جانتے ہیں۔ پس میں قسم کھاتا ہوں مشرقوں اور مغربوں کے رب کی کہ ہم پوری قدرت رکھتے ہیں۔ کہ ان کے بدلے میں ان سے بہتر لوگ لے آئیں۔ اور ہم ایسا کرنے سے عاجز نہیں۔ سو آپ رہنے دیجئے انہیں کہ (خرافات میں) مگن رہیں اور کھیلتے کودتے رہیں حتیٰ کہ وہ ملاقات کریں اپنے اس دن سے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس روز نکلیں گے (اپنی) قبروں سے جلدی جلدی گویا وہ (اپنے بتوں کے) استھانوں کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ جھکی ہوں گی ان کی آنکھیں چھا رہی ہو گی ان پر ذلت۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا تھا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہلوع کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ ہلوع کا مفہوم وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ (کہ جب اسے تکلیف پہنچے تو سخت گھبرا جانے والا اور جب اسے دولت ملے تو حد درجہ بخیل) پس یہی ہلوع ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے اس ارشاد گرامی کا مفہوم بتائیے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ تو آپ نے فرمایا: بے شک انسان کو سخت تنگ دل اور گھبرا جانے والا پیدا کیا گیا ہے۔ یہ آیت ابو جہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو حضرت نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی عرب میں معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے بشر بن ابی حازم کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَامَا نِعًا لِّلْیَتِیْمِ بِخَلْقِهٖ وَلَا مُکِبًّا بِخَلْقِهٖ هَلَعًا

"وہ اپنی فطرت کے سبب کسی یتیم کی حمایت نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اپنی فطرت کے سبب کسی گھبرا جانے والے کو پچھاڑ سکتا ہے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ﴿۱۹﴾ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس کے بعد والی آیات پڑھو۔ پس انہوں نے یہ آیت پڑھیں: اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ﴿۲۰﴾ وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا ﴿۲۱﴾ فرمایا: انسانوں کو اسی طرح پیدا کیا گیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 93، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هَلُوْعًا ۟ کا معنی ہے سخت حریص اور گھبرا جانے والا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هَلُوْعًا ۟ کا معنی ہے تنگ دل۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ هَلُوْعًا ۟ کا معنی ہے سخت گھبرا جانے والا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ هَلُوْعًا ۟ کا معنی ہے لالچی اور حریص۔

امام ابن منذر نے حضرت حصین بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ هَلُوْعًا ۟ کا معنی ہے حریص۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ هَلُوْعًا ۟ سے مراد وہ ہے جو مال جمع کرنے سے سیر نہ ہو۔

امام دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ مریض کا کراہنا بھی لکھا جاتا ہے پس اگر وہ صابر رہا تو اس کا کراہنا نیکیاں ہیں۔ اور اگر وہ گھبراتا رہا تو اس کے بارے هَلُوْعًا ۟ لکھا جائے گا اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۟ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۟ کے تحت کہا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت دانیال نے امت محمد یہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعریف کرتے ہوئے کہا: وہ ہمیشہ نماز پڑھیں گے۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نماز پڑھتی تو وہ غرق نہ کیے جاتے یا قوم عاد نماز پڑھتی تو ان پر تباہ کن ہوا نہ بھیجی جاتی۔ یا قوم ثمود نماز پڑھتی تو انہیں چیخ نہ پکڑتی۔ پس تم پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ وہ مومنین کے اچھے اخلاق کے لیے لازم کی گئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں مراد فرض نماز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی نمازیں ان کے اپنے اوقات پر ادا کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم منقول ہے کہ وہ اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں مراد وہ لوگ ہیں کہ جب وہ نمازیں پڑھیں تو ادھر ادھر متوجہ نہ ہوں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالخیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: وہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 346 (3329)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 537 (9014)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت

کون لوگ ہیں جو اپنی نمازوں پر پابندی کرتے ہیں؟ جواباً فرمایا: ہم نے کہا وہ لوگ جو مسلسل نمازیں پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ بلکہ وہ لوگ ہیں کہ جب وہ نمازیں پڑھیں تو دائیں بائیں متوجہ نہ ہوں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے حدیث بیان فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اتنا عمل کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتائے گا یہاں تک کہ تم اکتا جاؤ۔ حضرت ام المومنین نے ارشاد فرمایا: حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اعمال میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ تھا جس پر دوام اور ہمیشگی اختیار کی جائے، اگرچہ وہ قلیل اور تھوڑا ہو اور جب آپ نماز پڑھتے تھے تو اس پر دوام اختیار کرتے تھے۔

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو اپنے مالوں سے اس وقت عطیات دیتے ہیں جب عطیات نکالے جاتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے: فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ کا مفہوم ہے کہ کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ آپ کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھ رہے ہیں۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ فرمایا دائیں بائیں سے لوگوں کی جانب سے اظہار غضب وہ اعراض کرتے ہوئے آپ کے ساتھ استہزا کر رہے ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ آپ کی طرف قصد کر کے بھاگے آرہے ہیں۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد گروہ در گروہ حالانکہ نہ وہ کتاب اللہ میں رغبت رکھتے ہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: کیا ہو گیا ہے ان کافروں کو کہ وہ آپ کی طرف بھاگتے ہوئے آرہے ہیں۔ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ فرمایا: وہ گروہ در گروہ دائیں بائیں اطراف سے آرہے ہیں اور کہہ رہے ہیں: یہ آدمی کیا کہتا ہے؟

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے انہیں کہا: مجھے اس ارشاد ربانی کا مفہوم بتائیے: عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ تو آپ نے فرمایا: عِزِيْنَ سے مراد ساتھیوں کا حلقہ ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے عبید بن احوص کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

فَجَاؤُوْا مُهْرِ عِيْنَ اِلَيْهِ حَتّٰى ۔۔۔ يَكُوْنُوْا حَوْلَ مِنْبَرِهٖ عِزِيْنَ

"پس وہ اس کی طرف تیزی سے دوڑتے ہوئے آئے۔ یہاں تک کہ منبر کے گرد حلقہ بنائے کھڑے ہو گئے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت

عِزِيْنَ۝ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں بائیں جانب ہے۔ اور عِزِيْنَ۝ کے بارے فرمایا: کپڑوں میں لپٹ کر بیٹھنے والوں کی جماعتیں جن میں تھوڑے تھوڑے افراد ہوں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عِزِيْنَ۝ کا معنی حلقہ بند مجالس ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن انس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے۔ تو فرمایا کیا ہے مجھے کہ میں تمہیں (عزین) زمانہ جاہلیت کے حلقوں کی طرح حلقہ بناتے دیکھ رہا ہوں۔ ہر آدمی اپنے بھائی کے پیچھے بیٹھے۔

امام عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر مسجد میں داخل ہوئے۔ درآنحالیکہ ہم متفرق حلقوں میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ہے مجھے کہ میں تمہیں عزین دیکھ رہا ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ کے صحابہ کرام حلقے بنائے بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا ہے کہ مجھے میں تمہیں عزین دیکھ رہا ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيْمٍ میں یدخل کی یاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو معمر سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يُّدْخَلَ کی یاء کو منصوب اور خاء کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی کے تحت حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہرگز نہیں تو فاعل نہیں ہے۔ پھر ان کی خلقت کا ذکر کیا اور فرمایا: اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ۝ یعنی وہ نطفہ جس سے انسان کو پیدا کیا گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ۝ کے تحت فرمایا: اے ابن آدم! بلاشبہ تو گندگی سے پیدا کیا گیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ۝ سے لے کر كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ۝ تک پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور اس پر اپنی انگلی رکھی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ابن آدم کو فرما رہا ہے تو مجھے کہاں عاجز کر سکتا ہے حالانکہ میں نے تجھے اس کی مثل سے پیدا کیا ہے۔ یہاں تک کہ جب میں نے تجھے مضبوط اور درست بنا دیا تو تو دو چادروں کے درمیان چلایا اور زمین کو تیرے لیے متین بنا دیا۔ پس تو نے (مال) جمع کیا اور اسے روکے رکھا۔ یہاں تک کہ جب جان ہنسلی تک پہنچ گئی۔ تو تو نے کہا: میں صدقہ کرتا ہوں وہ صدقہ کے برتن کہاں ہیں؟(2)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 347 (3331)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 57-256 (3473)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مشارق و مغارب کی تفسیر میں فرمایا کہ سورج کے ہر دن کا مطلع جس میں وہ طلوع ہوتا ہے اور ہر دن کا مغرب جس میں وہ غروب ہوتا ہے گزشتہ دن کے مطلع اور مغرب سے مختلف ہوتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ منازل ہیں جن میں سورج اور چاند چلتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ۝ کا معنی کیا اور فرمایا: گویا وہ علم اور نشانی کی طرف دوڑ رہے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نُصُبٍ سے مراد غایت ہے اور يُّوْفِضُوْنَ۝ کا معنی ہے ایک دوسرے سے آگے بڑھنا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے بت کی طرف تیزی سے جا رہے ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اجداث سے مراد قبور ہیں اور اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ۝ کا معنی یہ ہے کہ نشان کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ اور ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ۝ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ نے نُصُبٍ کو واحد معنی کے مطابق نصب پڑھا ہے اور حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے نُصُبٍ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ حضرت ابو الشہب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ پڑھتے تھے اور ابو رجاء ''خاشعة ابصارهم'' پڑھتے تھے۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 104، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 106

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 07-06-105

آیاتہا ۲۸ ｜ سورۃ نوح مکیۃ ۷۱ ｜ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ نوح مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

إِنَّآ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ أَنْ أَنذِرْ قَوْمَكَ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝١ قَالَ يَٰقَوْمِ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝٢ أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱتَّقُوهُ وَأَطِيعُونِ ۝٣ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ أَجَلَ ٱللَّهِ إِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۖ لَوْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝٤ قَالَ رَبِّ إِنِّى دَعَوْتُ قَوْمِى لَيْلًا وَنَهَارًا ۝٥ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِىٓ إِلَّا فِرَارًا ۝٦ وَإِنِّى كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوٓا۟ أَصَٰبِعَهُمْ فِىٓ ءَاذَانِهِمْ وَٱسْتَغْشَوْا۟ ثِيَابَهُمْ وَأَصَرُّوا۟ وَٱسْتَكْبَرُوا۟ ٱسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ إِنِّى دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ إِنِّىٓ أَعْلَنتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝٩

"بے شک ہم نے بھیجا نوح کو ان کی قوم کی طرف (اور فرمایا اے نوح!) بروقت خبردار کر دو اپنی قوم کو اس سے پہلے کہ نازل ہو جائے ان پر عذاب الیم۔ آپ نے فرمایا اے میری قوم! میں تمہیں صریح طور پر ڈرانے والا ہوں۔ کہ عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اس سے ڈرو اور میری پیروی کرو۔ وہ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ اور مہلت دے گا تمہیں ایک مقررہ میعاد تک۔ بلاشبہ اللہ کا مقررہ وقت جب آتا ہے تو اسے مؤخر نہیں کیا جا سکتا کاش! تم (حقیقت کو) جان لیتے۔ نوح نے عرض کی اے میرے رب! میں نے دعوت دی اپنی قوم کو رات کے وقت اور دن کے وقت۔ لیکن میری دعوت کے باعث ان کے فرار (ونفرت) میں ہی اضافہ ہوا۔ اور جب بھی میں نے انہیں بلایا تا کہ تو ان کو بخش دے تو (ہر بار) انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور اپنے اوپر لپیٹ لیے اپنے کپڑے اور اڑ گئے (کفر پر) اور پرلے درجے کے متکبر بن گئے۔ پھر (بھی) میں نے ان کو بلند آواز سے دعوت دی۔ پھر انہیں کھلے بندوں بھی سمجھایا اور چپکے چپکے بھی انہیں (تلقین) کی"۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ تک مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام اور آپ کی قوم کو تمام لوگوں سے پہلے قیامت کے دن بلائے گا اور فرمائے گا: تم نے حضرت نوح علیہ السلام کو کیا جواب دیا؟ تو وہ کہیں گے: اس نے نہ ہمیں دعوت دی، نہ ہمیں تبلیغ کی نہ ہمیں نصیحت کی، نہ ہمیں کوئی حکم دیا اور نہ ہمیں کسی سے منع فرمایا۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام عرض کریں گے: اے میرے رب! میں نے انہیں ایسی دعوت دی ہے جو اولین و آخرین میں پھیلی ہوئی ہے۔ یکے بعد دیگرے ہر امت میں (اس کا چرچا رہا) یہاں تک کہ وہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ پر آکر رکی اور وہ منسوخ ہوگئی اور آپ ﷺ نے اسے پڑھا، اس کے ساتھ ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ پس رب کریم فرشتوں کو فرمائے گا: حضرت احمد ﷺ اور آپ کی امت کو بلاؤ۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ کی امت آئے گی۔ ان کا نور ان کے سامنے دوڑ رہا ہوگا۔ تو حضرت نوح عیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کی امت سے کہیں گے: کیا تم جانتے ہو کہ میں نے اپنی قوم تک پیغام رسالت پہنچایا ہے اور میں نے انہیں نصیحت کرنے کی کوشش کی ہے اور میں نے سرا اور جہرا سر توڑ کوشش کی ہے کہ میں انہیں آگ سے بچاؤ۔ لیکن میری دعوت نے فرار اور نفرت کے سوا ان میں کچھ اضافہ نہیں کیا۔ یہ سن کر حضور نبی رحمت ﷺ اور آپ کی امت کہے گی: جو کچھ آپ نے ہم سے پوچھا ہے بلاشبہ ہم اس کے بارے یہ شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ بھی کہا ہے آپ اس میں سچ بول رہے ہیں۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کہیں گے: آپ اور آپ کی امت یہ کیسے جانتے ہیں حالانکہ ہم پہلی امت ہیں اور تم سب سے آخری امت ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ فرمائے گے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ساری سورت پڑھ دیں گے اور جب آپ ختم کریں گے۔ تو آپ ﷺ کی امت کہے گی: ہم یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ قصص حق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ ہی غالب حکمت والا ہے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿یس﴾ ((اور حکم ہوگا) اے مجرمو! (میرے دوستوں سے) آج الگ ہو جاؤ)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد باری تعالیٰ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ کے تحت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حکم کے ساتھ رسولوں کو بھیجا کہ عبادت صرف وحدہٗ لاشریک اللہ کی کی جائے۔ اسی کے محارم سے بچا جائے اور اس کے حکم کی اطاعت و پیروی کی جائے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ میں ذنوب سے مراد شرک ہے۔ یعنی وہ تمہارے لیے تمہارے شرک کو بخش دے گا اور بغیر سزا کے تمہیں ایک مقررہ میعاد تک مہلت دے گا۔ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ بلاشبہ جب موت کا مقررہ وقت آتا ہے تو اسے مؤخر نہیں کیا جاسکتا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 597 (4012)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اِلَّا فِرَارًا کے تحت فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاتا تھا اور وہ اپنے بیٹے سے کہتا: اس سے بچنا کہ یہ تجھے دھوکہ میں مبتلا نہ کردے۔ بے شک میرا باپ مجھے لے کر گیا اور اس وقت میں تیری طرح تھا اور اس نے مجھے اسی طرح ڈرایا جسے میں تجھے ڈرا رہا ہوں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے تاکہ جو کچھ آپ کہتے ہیں اسے وہ نہ سن سکیں۔ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ اور وہ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے تاکہ وہ آپ کے لیے اجنبی بن جائیں اور آپ انہیں نہ پہچان سکیں۔ وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۟ (اور وہ پرے درجے کے متکبر بن گئے) انہوں نے توبہ چھوڑ دی۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے اپنے چہرے کپڑوں کے ساتھ ڈھانپ لیے تاکہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کو نہ دیکھیں اور نہ ہی آپ کا کلام سنیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ کپڑوں میں لپٹ جاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۟ کا معنی ہے پھر میں نے انہیں اعلانیہ کلام کے ذریعے دعوت دی۔ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ میں نے انہیں بآواز بلند دعوت دی۔ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۟ اور میں نے انہیں چپکے چپکے یعنی کسی آدمی کے ساتھ سرگوشی کرنے کے انداز میں بھی تلقین کی۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۟ۙ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۟ۙ وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ یَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّ یَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۟ؕ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۟ۚ وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۟ اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۟ۙ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِیْهِنَّ نُوْرًا وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۟

''پس میں نے کہا (ابھی وقت ہے) معافی مانگ لو اپنے رب سے۔ بے شک وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ برسائے گا آسمان سے تم پر موسلا دھار بارش۔ اور وہ مدد فرمائے گا تمہاری اموال اور فرزندوں سے اور بنا دے گا تمہارے لیے باغات اور بنا دے گا تمہارے لیے نہریں۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم پرواہ نہیں کرتے اللہ کی عظمت و جلال کی۔ حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسے پیدا کیا ہے سات آسمانوں کو تہ بہ تہ۔ اور بنایا ہے چاند کو ان میں روشنی اور بنایا ہے سورج کو درخشاں چراغ''۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348 (3335)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے استغفار کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں استغفار کی تعلیم صرف اس لیے دی ہے کہ وہ تمہاری مغفرت فرمانا چاہتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایک قوم کو دیکھا کہ ان کی گردنیں دنیا کی حرص ولالچ میں کٹ رہی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف آؤ۔ کیونکہ اس میں دنیا اور آخرت دونوں کا حصول ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ کے بارے انہوں نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عظمت ورفعت کو نہیں جانتے ہو۔(1)

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ سے مراد عظمت ہے اور وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ کے بارے فرمایا کہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا۔ یعنی نطفہ، علقہ (منجمد خون) اور مضغہ (گوشت کا لوتھڑا)۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی عظمت ورفعت کا حق نہیں پہچانتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے عظمت ورفعت کا خوف نہیں کرتے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ کیا ہے تمہیں کہ نہ تم اس کی سزا سے ڈرتے ہو اور نہ اس سے ثواب کی امید رکھتے ہو۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال سے نہیں ڈرتے۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابوذویب کا یہ قول نہیں سنا:

اِذَا لَسَعَتْهُ النَّحْلُ لَمْ يَرْجُ لَسْعَهَا وَخَالَفَهَا فِيْ بَيْتِ نُوْبٍ عَوَامِلِ

"جب شہد کی مکھی نے اسے ڈسا تو وہ اس کے ڈسنے سے نہ ڈرا۔ اور مکھیوں کے چھتے میں کام کرنے والوں نے اس کی مخالفت کی"۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ننگے بدن غسل کر رہے ہیں۔ ان پر کوئی چادر وغیرہ نہیں۔ تو آپ ٹھہر گئے اور بلند آواز سے پکار

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (729)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 14-112، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 113

کرفرمایا مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کی پرواہ نہیں کرتے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی حق نہیں پہچانتے اور نہ تم اس کے لیے شکران نعمت کرتے ہو۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مطہر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ سے مراد یہ ہے کہ پہلے نطفہ، پھر علقہ پھر مضغہ اور پھر ہڈیاں پیدا فرمائیں۔ یعنی ایک مرحلے کے بعد دوسرا مرحلہ اور ایک خلقت کے بعد دوسری خلقت۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح پیدا کیا ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ﴿۱۳﴾ کا معنی ہے کیا ہوگیا ہے تمہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کی پرواہ نہیں کرتے۔ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ﴿۱۴﴾ حالانکہ اس نے تمہیں کئی مرحلوں سے گزار کر پیدا کیا یعنی پہلے مٹی سے، پھر نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون سے پھر اس نے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی خلقت مکمل ہوگئی۔(4)

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں یحییٰ بن رافع سے بیان کیا ہے کہ اَطْوَارًا سے مراد نطفہ، پھر علقہ اور پھر مضغہ ہوتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ کے تحت انہوں نے کہا کہ بعض آسمان بعض کے اوپر ہیں اور ہر زمین اور آسمان کے درمیان مخلوق اور امر ہے اور وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾ کے بارے فرمایا کہ سورج اور چاند دونوں کا چہرہ آسمان میں ہے اور ان کی پیٹھ تمہاری طرف ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ چاند کا نور ان تمام میں روشنی پھیلاتا ہے جیسا کہ اگر سات شیشے ہوں اور ان سے نیچے ایک شہاب ہو تو وہ ان تمام کو روشن کردے۔ پس اسی طرح چاند کا نور تمام آسمانوں کو ان کی صفائی اور شفاف ہونے کے سبب انہیں روشن کرتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند دونوں کا چہرہ آسمان کی طرف ہے اور ان کی پشت زمین کی طرف ہے اور میں اس کے بارے تم پر کتاب اللہ میں سے آیت پڑھتا ہوں۔ ارشاد ربانی ہے وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ﴿۱۶﴾۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ چاند کا نور

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 1، صفحہ 220 (1102)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (732)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348 (3337)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 465 (730)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 349 (3339)

تمام آسمانوں میں رہنے والوں کو اسی طرح روشنی پہنچاتا ہے جس طرح یہ اہل زمین کو روشن کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول منقول ہے کہ چاند کا چہرہ آسمانوں کو منور کرتا ہے اور اس کی پیٹھ زمین کو روشن کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب سے رحمہ اللہ یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ اکٹھے ہوئے اور ان دونوں کے درمیان کچھ تلخی ہوئی اور ان دونوں نے ایک دوسرے سے تلخی اور ناز سے گفتگو کی۔ پھر یہ ختم ہوگئی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ جس شے کے بارے چاہیں مجھ سے پوچھیں اور آپ جس شے کے بارے سوال کریں گے میں آپ کو اس کے بارے بتاؤں گا اور اپنے قول کی تصدیق قرآن پاک سے لاؤں گا۔ تو انہوں نے ان سے کہا تمہاری کیا رائے ہے۔ سورج اور چاند کی روشنی کے بارے میں کیا یہ ساتوں آسمانوں میں اسی طرح ہے جیسا کہ زمین میں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی طرف توجہ نہیں کی: خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور حاکم رحمہم اللہ نے اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ چاند کا چہرہ آسمان میں عرش تک ہے اور اس کی پشت زمین کی طرف ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آسمانوں کو تخلیق فرمایا، تو ان میں اہل زمین کی طرح روشنی بھی پیدا فرمائی اور چاند کی روشنی میں سے آسمان میں کوئی شے نہیں ہے۔

وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿۱۹﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ﴿۲۱﴾ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ وَ قَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَ لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّ لَا سُوَاعًا ۙ۬ وَّ لَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ وَ نَسْرًا ﴿۲۳﴾ وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ۬ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿۲۴﴾ مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۬ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 545 (3856)، دار الکتب العلمیہ بیروت

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَ لَا یَلِدُوْۤا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

''اور اللہ نے تم کو زمین سے عجب طرح اگایا ہے۔ پھر لوٹا دے گا تمہیں اس میں اور (اسی سے) تمہیں (دوبارہ) نکالے گا۔ اور اللہ نے ہی زمین کو تمہارے لیے فرش کی طرح بچھا دیا ہے۔ تاکہ تم اس کے کھلے راستوں میں چلو۔ نوح نے عرض کی اے میرے پروردگار! انہوں نے میری نافرمانی کی اور اس کی پیروی کرتے رہے جس کو نہ بڑھایا اس کے مال اور اولاد نے بجز خسارہ کے۔ اور انہوں نے بڑے بڑے مکروفریب کیے۔ اور رئیسوں نے کہا (اے لوگو! نوح کے کہنے پر) ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور (خاص طور پر) ود اور سواع کو مت چھوڑنا اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔ اور انہوں نے گمراہ کر دیا بہت سے لوگوں کو۔ (الٰہی) تو بھی ان کی گمراہی میں اضافہ کر دے۔ اپنی خطاؤں کے باعث انہیں غرق کر دیا گیا پھر انہیں آگ میں ڈال دیا گیا پھر انہوں نے نہ پایا اپنے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار۔ اور نوح نے عرض کی اے میرے رب! نہ چھوڑ روئے زمین پر کافروں میں سے کسی کو بستا ہوا۔ اگر تو نے ان میں سے کسی کو چھوڑ دیا تو وہ گمراہ کر دیں گے تیرے بندوں کو اور نہ جنیں گے مگر ایسی اولاد جو بڑی بدکار سخت ناشکر گزار ہوگی۔ میرے رب! بخش دے مجھے اور میرے والدین کو اور اسے بھی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوا اور بخش دے سب مومن مردوں اور عورتوں کو۔ اور کفار کی کسی چیز میں اضافہ نہ کر بجز ہلاکت و بربادی کے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ﴿۱۷﴾ کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم (انسان) کو تمام زمین کی ظاہری سطح سے پیدا فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ کا معنی ہے مختلف راستے اور نشانات۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سُبُلًا فِجَاجًا ﴿۲۰﴾ کا معنی ہے مختلف راستے اور نشانات۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ پڑھتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 116، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 349 (3340)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت ابو رجاء رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں مَالُهُ وَوَلَدُهُ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ سورۂ نوح، زخرف اور سورۂ مریم میں سجدہ کے بعد وَلَدُ پڑھتے تھے اور کہتے تھے۔ ''اَلْوَلَدُ الْكَبِيْرُ وَالْوَلَدُ الْوَاحِدُ''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: كُبَّارًا ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے ''عَظِيْمًا'' یعنی انہوں نے بڑے بڑے مکروفریب کیے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ کے بارے فرمایا کہ یہ تمام بت ہیں جن کی حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پرستش کی جاتی تھی۔(1)

امام بخاری، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ بت اور معبودان باطلہ جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں تھے وہی بعد میں عرب میں آ گئے۔ پس وہ دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا اور سواع بنی ہذیل کے پاس تھا اور یغوث بنی مراد کے لیے اور پھر بنی غطیف کے لیے سبأ کے پاس تھا اور یعوق بنی ہمدان کا بت تھا۔ اور نسر بنی حمیر کے لیے آل ذی الکلاع کے پاس تھا۔ یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک اور صالح لوگوں کے نام تھے۔ جب وہ فوت ہوئے تو شیطان نے ان کی قوم کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی کہ وہ لوگ جہاں بیٹھا کرتے تھے وہ ان مقامات پر ان کے مجسمے نصب کر دیں اور ان کے نام انہیں کے ناموں پر رکھ دیں۔ پس انہوں نے اسی طرح کیا لیکن ان کی عبادت نہ کی گئی۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ فوت ہو گئے اور علم اٹھ گیا تو ان کی عبادت کی جانے لگی۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام بیمار ہوئے تو اس وقت آپ کے بیٹے ود، یغوث، یعوق، سواع اور نسر پاس موجود تھے۔ ان میں سے ود سب سے بڑا اور سب سے بڑھ کر متقی اور نیک تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے میں نے یغوث کو دیکھا وہ تانبے کا ایک بت تھا اسے ننگے اونٹ پر اٹھایا جاتا تھا۔ اور جب وہ بیٹھ جاتا تو وہ کہتے: ''قَدْ رَضِيَ رَبُّكُمْ هٰذَا الْمَنْزِلَ'' تحقیق تمہارا رب اس منزل پر راضی ہے۔

امام فاکہی نے حضرت عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں سب سے اول جو بت بنائے گئے وہ اس طرح کہ بیٹے اپنے آباء سے حسن سلوک سے پیش آتے اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کا سلوک کرتے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ وہ اولاد پر گراں گزرا اور وہ اس صدمہ پر صبر نہ کر سکا۔ چنانچہ اس نے اس کی صورت پر ایک مجسمہ بنایا۔ پس جب بھی وہ اسے دیکھنے کا مشتاق ہوتا تو اسے دیکھ لیتا۔ پھر وہ مر گیا اور اس کے ساتھ بھی اسی طرح کیا گیا جیسے اس نے کیا تھا۔ پھر وہ اسی طرز پر ایک دوسرے کی پیروی اور اتباع کرتے رہے۔ پس آباء مرے تو بیٹوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 118، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 732، وزارت تعلیم اسلام آباد

نے کہنا شروع کر دیا۔ ہمارے آباء نے یہ اس لیے بنائے تھے کہ یہی ان کے الٰہ تھے۔ چنانچہ وہ ان کی عبادت کرنے لگے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان زمانہ میں نیک اور صالح لوگوں کی ایک جماعت تھی، پھر ان کے بعد ایک قوم پیدا ہوئی جو اسی طرح کرنے لگے جیسے وہ عبادت میں کرتے تھے۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: اگر تم ان کی تصویریں بنا لو، تو تم ان کی طرف دیکھتے رہو گے۔ چنانچہ انہوں نے تصویریں بنا لیں۔ پھر وہ مر گئے اور ان کے بعد نئی قوم پیدا ہوگئی۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: بے شک جو تم سے پہلے تھے وہ ان کی عبادت کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ان کی عبادت کرنے لگے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے پانچ بیٹے تھے: ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔ یہ عبادت گزار تھے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی فوت ہو گیا۔ تو وہ اس پر انتہائی شدید غمزدہ ہوئے۔ پھر ان کے پاس شیطان آیا اور کہا: کیا تم اپنے اس ساتھی پر غمزدہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں اسی کی مثل تمہارے قبلہ میں ایک تصویر بنا کر دے دوں جب تم اس کی طرف دیکھو گے، تو تم اسے یاد کر لو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہم ناپسند نہیں کریں گے کہ تو ہمارے لیے ہمارے قبلہ میں کوئی ایسی شے بنا کر رکھ دے، جس کی طرف منہ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ اس نے کہا: میں اسے مسجد کے پچھلے حصہ میں بنا دوں گا، انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے ان کے لیے تصویر تیار کر دی۔ یہاں تک کہ وہ پانچوں فوت ہو گئے اور مسجد کے پچھلے حصہ میں ان کی تصویریں بنا دیں گئیں۔ پھر اس نے ایسی چیزیں ظاہر کیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ دی اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ تو ان لوگوں نے کہا: لَا تَذَرُنَّ وَدًّا الی آخر الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابومطہر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوجعفر یزید بن مہلب کے پاس ان کا ذکر کیا گیا۔ تو اس نے کہا جس زمین میں سب سے پہلا قتل ہوا، اسی میں غیر اللہ کی عبادت کی گئی۔ پھر انہوں نے ود کا ذکر کیا اور کہا ود مسلمان آدمی تھا اور وہ اپنی قوم میں انتہائی محبوب تھا۔ جب وہ مرا، تو وہ سرزمین بابل میں اس کی قبر کے گرد جمع ہو گئے اور اس پر اپنے اضطراب اور پریشانی کا اظہار کرنے لگے۔ جب ابلیس نے ان کی اس پریشانی اور غم واندوہ کو دیکھا تو انسانی صورت میں ان کے پاس آیا۔ اور کہا: میں اس پر تمہاری جزع فزع کو دیکھ رہا ہوں۔ کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں تمہیں اس کی ایک تصویر بنا دوں۔ پس وہ تمہاری مجالس میں ہوگی اور تم اس کے سبب اسے یاد کرتے رہو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں پس اس نے ان کے لیے اس کی مثل تصویر بنائی اور انہوں نے اسے اپنی مجالس میں رکھا اور اس کا ذکر کرنے لگے۔ پس جب شیطان نے اس کا ذریعہ ان کے اس ذکر کو دیکھا تو کہا: کیا تمہارے لیے ممکن ہے کہ میں تم میں سے ہر آدمی کے گھر میں تمہارے لیے اس کی طرح کا ایک مجسم بنا دوں۔ پس وہ اس کے گھر میں ہوگا اور تم اسے یاد کرتے رہو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پس اس نے ہر گھر والے کے لیے اس کی مثل ایک مجسمہ بنایا۔ پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے سبب اس کا ذکر کرنے لگے۔ راوی کا قول ہے: ان کے بیٹوں نے اس کا ادراک کیا اور وہ سب کچھ دیکھتے رہے جو کچھ وہ اس کے ساتھ کرتے تھے۔ نسل

بڑھنے لگی۔ انہوں نے ان کے اس کے ذکر کی تعلیم حاصل کی۔ حتیٰ کہ انہوں نے اسے الٰہ بنالیا اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی عبادت کرنے لگے۔ فرمایا: زمین میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب سے اول جس کی عبادت کی گئی ہے وہ ود کا وہ بت اور مجسمہ ہے جس کا نام انہوں نے ود رکھا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ سے انہیں یہ کئی بار کہتے ہوئے سنا ہے کہ یغوث، یعوق اور نسر یہ ان کے الٰہوں کے نام ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے وَوَلَدُهٗٓ میں واؤ کو منصوب وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا میں واؤ کو منصوب اور وَّلَا سُوَاعًا میں سین کو مرفوع پڑھا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مخلوق میں سے کسی کو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی حسرت کی طرح حسرت نہیں ہوئی۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کو تو حسرت اور افسوس اس وقت ہوا جب انہیں جنت سے نکالا گیا اور حضرت نوح علیہ السلام کو افسوس اور حسرت اس وقت ہوئی جب آپ نے اپنی قوم کے بددعا کی اور کوئی شے باقی نہ رہی۔ سوائے ان افراد کے جو آپ کے ساتھ کشتی میں سوار تھے ساری قوم غرق ہوگئی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے حزن وملال کو دیکھا، تو آپ کی طرف وحی فرمائی: اے نوح! افسوس نہ کر، کیونکہ تیری دعا میری تقدیر کے موافق ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا مطلب یہ تھا: اے میرے پروردگار! روئے زمین پر کافروں کا کوئی ایک گھر بھی نہ چھوڑ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: قسم بخدا! حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے خلاف دعا نہیں کی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ ہرگز آپ کی قوم سے کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر وہی جو ایمان لا چکے ہیں۔ تو اس آپ نے ان کے لیے بددعا کی۔ پھر آپ نے عام دعا فرمائی اور کہا رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وَلِوَالِدَيَّ سے مراد آپ کے باپ اور دادا ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ بَيْتِيَ سے مراد میری مسجد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تَبَارًا ۝ سے مراد خسارہ ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 350 (3343)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۲۸ ﴿ سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۴۰ ﴾ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الجن مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۃ قُلْ اُوْحِيَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا
عَجَبًا ۙ ﴿۱﴾ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ۭ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ ﴿۲﴾ وَّ
اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ ﴿۳﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ
سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ ﴿۴﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ ﴿۵﴾ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ
الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ ﴿۶﴾ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ
اَحَدًا ۙ ﴿۷﴾ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ
شُهُبًا ۙ ﴿۸﴾ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۭ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ
يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ ﴿۹﴾ وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ
اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾

"آپ فرمائیے میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بڑے غور سے سنا ہے (قرآن کو) جنوں کی ایک جماعت نے پس انہوں نے (جا کر دوسرے جنات کو) بتایا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ راہ دکھاتا ہے ہدایت کی پس ہم (دل سے) اس پر ایمان لے آئے اور ہم ہرگز شریک نہیں بنائیں گے کسی کو اپنے رب کا۔ اور بے شک اعلیٰ وارفع

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے ہمارے رب کی شان نہ اس نے کسی کو اپنی بیوی بنایا ہے اور نہ بیٹا۔ اور (یہ راز بھی کھل گیا کہ) ہمارے احمق اللہ کے بارے میں ناروا باتیں کہتے رہے۔ اور ہم تو یہ خیال کیے تھے کہ انسان اور جن اللہ کے بارے میں کبھی جھوٹ نہیں بول سکتے۔ اور یہ کہ انسانوں میں سے چند مرد پناہ لینے لگے جنات میں سے چند مردوں کی پس انہوں نے بڑھا دیا جنوں کے غرور کو۔ اور ان انسانوں نے بھی یہی گمان کیا جیسے تم گمان کرتے ہو کہ اللہ کسی کو رسول بنا کر مبعوث نہیں کرے گا۔ اور (سنو!) ہم نے ٹٹولنا چاہا آسمانوں کو تو ہم نے اس کو سخت پہروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور پہلے تو ہم بیٹھ جایا کرتے تھے اس کے بعض مقامات پر سننے کے لیے۔ لیکن اب جو (جن) سننے کی کوشش کرے گا تو وہ پائے گا اپنے لیے کسی شہاب کو انتظار میں۔ اور ہم نہیں سمجھتے (اس کی کیا وجہ ہے) کیا کسی شر کا ارادہ کیا جا رہا ہے زمین کے مکینوں کے بارے میں یا ان کے رب نے ان کو ہدایت دینے کا ارادہ فرمایا ہے"۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن منذر، حاکم، طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ سوق عکاظ کے ارادہ سے چلے، اسی دور میں شیاطین اور آسمان خبروں کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی تھی اور ان پر شہاب چھوڑے گئے تھے۔ وہ لوٹ کر اپنی قوم کی طرف آئے تو قوم نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارے اور آسمان کی خبر کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی ہے اور ہمیں بھگانے کے لیے ہم پر شہاب چھوڑے گئے ہیں۔ تو قوم نے کہا: بالیقین تمہارے اور آسمان خبر کے درمیان رکاوٹ کسی نئی واقعہ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ سو تم زمین کے مشارق و مغارب میں پھیل جاؤ اور غور سے دیکھو کہ کون سی شے تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہوتی ہے؟ چنانچہ وہ چل پڑے۔ چنانچہ وہ جو تہامہ کی طرف گئے انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو پا لیا۔ اس وقت آپ ﷺ سوق عکاظ کی طرف جاتے ہوئے مقام نخلہ پر تھے اور اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ پس جب انہوں نے قرآن کریم سنا تو خوب غور سے سنا۔ پھر کہا: قسم بخدا! یہی وہ ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان حائل ہے۔ پس وہاں سے وہ لوٹ کر اپنی قوم کی طرف آتے اور کہا: اے ہماری قوم! اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّهۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَ لَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ نازل فرمائی۔ بے شک آپ کی طرف جنات کا قول وحی کیا گیا۔ (1)

امام ابن منذر نے عبد الملک سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی رحمت ﷺ کے درمیان زمانہ فترہ میں جنات کو (اوپر جانے سے) نہیں روکا گیا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آسمان دنیا پر پہرے بٹھا دیئے گئے اور جنات کو شہابوں کے ذریعہ بھگا دیا گیا۔ پس وہ ابلیس کے پاس اکٹھے ہوئے۔ تو اس نے کہا: بالیقین زمین میں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے۔ پس تم اسے تلاش کرو اور ہمیں خبر دو، وہ واقعہ کیا ہے؟ چنانچہ اس نے ایک جماعت تہامہ کی جانب اور یمن کی جانب روانہ کی اور یہ تمام اشراف اور سردار جنات تھے۔ تو انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو نخلہ کے

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 732، وزارت تعلیم اسلام آباد

مقام پر صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پالیا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو سنا آپ قرآن کریم کی تلاوت فرمارہے تھے۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو کہا: تم خاموش رہو۔ اور جب یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا یعنی آپ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس مڑے درآنحالیکہ وہ ایمان دار تھے اور ڈرانے والے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کے بارے احساس نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پر مذکورہ سورت نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل نصیبین میں سے سات جن تھے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب صفوۃ الصفوۃ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں دیار عاد کی اطراف میں تھا۔ میں نے پتھروں کا ایک شہر دیکھا، اس کے درمیان میں یہ لکھا ہوا تھا "قَصْرٌ مِنْ حِجَارَةٍ تَاْوِيْهِ الْجِنُّ" (پتھروں کا محل جس میں جن پناہ لیتے ہیں) پس میں اس میں داخل ہوا۔ تو اس میں عظیم الخلقت ایک شیخ کعبہ شریف کی طرف منہ کیے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اونی جبہ پہنے ہوئے تھا۔ جس میں حسن و جمال خوب تھا۔ میں اس کی خلقت کی عظمت سے اتنا متعجب نہیں ہوا جتنا کہ میں اس کے جبے کی طراوت اور حسن و جمال سے متعجب ہوا۔ پس میں نے اسے سلام کیا۔ اور اس نے بھی مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا: اے سہل! بے شک بدن کپڑوں کو بوسیدہ نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی بو اور حرام کمائی کا کھانا انہیں بوسیدہ کر دیتا ہے۔ بے شک یہ جبہ سات سو برس سے میں پہنے ہوئے ہوں۔ جب کہ میں نے اسی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کی اور میں دونوں کے ساتھ ایمان لایا۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ان میں سے ہوں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فرمایا: وہ نصیبین کے جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا امر اور اس کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جَدُّ سے مراد رب کریم کا امر اور اس کی قدرت ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ہمارے رب کی عظمت ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَكَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْمُلْكُ رَبَّنَا   وَلَا شَيْءَ اَعْلٰى مِنْكَ جَدًّا وَّاَمْجَدَا

"اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی سب تعریفیں، برکتیں اور ملک ہے اور عزت و شرف اور عظمت و بزرگی میں کوئی شے تجھ سے بلند اور اعلیٰ نہیں"۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اگر جن کوئی نشانی اور علامت جان لیتے کہ وہ انسانوں میں ہوگا تو وہ نہ کہتے تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا غنی ہونا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا کا مفہوم ہے اس کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔(1)

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے۔ ہمارے رب کا جلال اعلیٰ وارفع ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہمارے رب کا ذکر اعلیٰ وارفع ہے۔ اور وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا میں سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ احمق جنوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے جیسا کہ احمق انسانوں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ وہ آیت جو جنوں کے بارے میں ہے اور وہ جو ستارے کے بارے میں ہے، پڑھتے تھے اور ان اور انہ دونوں جگہ ہمزہ کو منصوب پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، عقیلی نے ضعفاء میں، طبرانی، ابو الشیخ نے العظمہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کردم بن ابی السائب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں کسی کام کی غرض سے اپنے باپ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف نکلا اور یہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی زمانہ تھا۔ پس ہم نے ایک چرواہے کے پاس رات گزاری۔ جب نصف رات ہوئی تو بھیڑیا آیا اور اس نے بکری کا بچہ اٹھالیا۔ پس چرواہا اچھل کر اٹھا اور اس نے کہا ''يَا عَامِرَ الْوَادِيْ اَنَا جَارُ دَارِكَ'' اے وادی کو آباد کرنے والے! میں تیرے دار میں پناہ لینے والا ہوں۔ پھر ایک ندا دینے والے نے ندا دی اے سرحان! تو اسے نہ پکڑ اسے چھوڑ دے۔ پس وہ بکری کا بچہ دوڑتے ہوئے آیا، یہاں تک کہ ریوڑ میں داخل ہو گیا۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء عطاردی تمیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے اس وقت میں اپنے گھر والوں کا کفیل تھا اور میں ان کی مشقتوں اور حاجات کے لیے کفایت کرتا۔ پھر جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو ہم بھاگ کر نکلے اور ہم ایک وسیع بیابان زمین پر آ گئے۔ اور جب ہمیں اسی زمین پر شام ہو گئی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 351 (3345)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 412 (7198)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 273 (11441)، دار الفکر بیروت

مقام پر صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پالیا۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کو سنا آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ جب وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو کہا: تم خاموش رہو۔ اور جب یہ سلسلہ اختتام پذیر ہوا یعنی آپ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس مڑے درآنحالیکہ وہ ایمان دار تھے اور ڈرانے والے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کے بارے احساس نہ ہوا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ پر مذکورہ سورت نازل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ اہل نصیبین میں سے سات جن تھے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے کتاب صفوۃ الصفوۃ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں دیار عاد کی اطراف میں تھا۔ میں نے پتھروں کا ایک شہر دیکھا، اس کے درمیان میں یہ لکھا ہوا تھا ''قَصْرٌ مِّنْ حِجَارَةٍ تَأْوِيهِ الْجِنُّ'' (پتھروں کا محل جس میں جن پناہ لیتے ہیں) پس میں اس میں داخل ہوا۔ تو اس میں عظیم الخلقت ایک شیخ کعبہ شریف کی طرف منہ کیے نماز پڑھ رہے تھے۔ وہ اونی جبہ پہنے ہوئے تھا۔ جس میں حسن و جمال خوب تھا۔ میں اس کی خلقت کی عظمت سے اتنا متعجب نہیں ہوا جتنا کہ میں اس کے جبے کی طراوت اور حسن و جمال سے متعجب ہوا۔ پس میں نے اسے سلام کیا۔ اور اس نے بھی مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا: اے سہل! بے شک بدن کپڑوں کو بوسیدہ نہیں کرتے بلکہ گناہوں کی بو اور حرام کمائی کا کھانا انہیں بوسیدہ کر دیتا ہے۔ بے شک یہ جبہ سات سو برس سے میں پہنے ہوئے ہوں۔ جب کہ میں نے اسی کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کی اور میں دونوں کے ساتھ ایمان لایا۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تو کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا میں ان میں سے ہوں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فرمایا: وہ نصیبین کے جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا امر اور اس کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جَدُّ سے مراد رب کریم کا امر اور اس کی قدرت ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ہمارے رب کی عظمت ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے امیہ بن ابی صلت شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَكَ الْحَمْدُ وَالنَّعْمَاءُ وَالْمُلْكُ رَبَّنَا   وَلَا شَيْءَ أَعْلَى مِنْكَ جَدًّا وَّأَمْجَدَا

''اے ہمارے رب! تیرے لیے ہی سب تعریفیں، برکتیں اور ملک ہے اور عزت و شرف اور عظمت و بزرگی میں کوئی شے تجھ سے بلند اور اعلیٰ نہیں''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اگر جن کوئی نشانی اور علامت جان لیتے کہ وہ انسانوں میں ہوگا تو وہ نہ کہتے تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے ہمارے رب کا غنی ہونا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا کا مفہوم ہے اس کی عظمت اعلیٰ وارفع ہے۔(1)

عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے۔ ہمارے رب کا جلال اعلیٰ وارفع ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی ہے ہمارے رب کا ذکر اعلیٰ وارفع ہے۔ اور وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا میں سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ سَفِيْهُنَا سے مراد ابلیس ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن حاضر رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ احمق جنوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے جیسا کہ احمق انسانوں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ وہ آیت جو جنوں کے بارے میں ہے اور وہ جو ستارے کے بارے میں ہے، پڑھتے تھے اور ان اور انہ دونوں جگہ ہمزہ کو منصوب پڑھتے تھے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، عقیلی نے ضعفاء میں، طبرانی، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کردم بن ابی السائب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں کسی کام کی غرض سے اپنے باپ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کی طرف نکلا اور یہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابتدائی زمانہ تھا۔ پس ہم نے ایک چرواہے کے پاس رات گزاری۔ جب نصف رات ہوئی تو بھیڑیا آیا اور اس نے بکری کا بچہ اٹھالیا۔ پس چرواہا اچھل کر اٹھا اور اس نے کہا ''يَا عَامِرَ الْوَادِيْ اَنَا جَارُ دَارِكَ'' اے وادی کو آباد کرنے والے! میں تیرے دار میں پناہ لینے والا ہوں۔ پھر ایک ندا دینے والے نے ندا دی اے سرحان! تو اسے نہ دیکھ۔ اسے چھوڑ دے۔ پس وہ بکری کا بچہ دوڑتے ہوئے آیا، یہاں تک کہ ریوڑ میں داخل ہوگیا۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ میں اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ۔(3)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ابو رجاء عطاردی تمیمی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث فرمائے گئے اس وقت میں اپنے گھر والوں کا کفیل تھا اور میں ان کی مشقتوں اور حاجات کے لیے کفایت کرتا۔ پھر جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تو ہم بھاگ کر نکلے اور ہم ایک وسیع بیابان زمین پر آگئے۔ اور جب ہمیں اسی زمین پر شام ہوگئی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 351 (3345)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 412 (7198)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 273 (11441)، دارالفکر بیروت

تو ہمارے شیخ (بوڑھے سردار) نے کہا "اَنَا نَعُوْذُ بِعَزِیْزِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنَ الْجِنِّ اللَّیْلَةَ" ہم آج کی رات جنات کے شر سے اس وادی کے سردار کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ تو ہم نے بھی وہی کہا: تو ہمیں وہاں بتایا گیا ہے کہ اس آدمی کی تعلیم یہ ہے کہ شہادت دو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہیں۔ "شَهَادَةُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" پس جس کسی نے اس کا اقرار کیا اس نے اپنا خون اور اپنا مال محفوظ کر لیا۔ پھر ہم لوٹ آئے اور ہم اسلام میں داخل ہو گئے۔ ابو رجاء نے کہا بلاشبہ میں اس آیت کے بارے یہ گمان رکھتا ہوں کہ یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی: وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ۔

امام ابو نصر سجزی رحمہ اللہ نے الابانہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کا ایک آدمی رات اور لوگوں کے مقابلے میں بہت جری اور بہادر تھا۔ وہ ایک رات چلا اور جنات کی زمین پر جا اترا۔ پھر اس نے وحشت اور خوف سا محسوس کیا۔ تو اس نے اپنی سواری کی ٹانگیں باندھ دیں۔ پھر اس کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اور کہا: میں اس وادی کے سردار سے اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو ان میں سے ایک بوڑھے نے اسے پناہ دی۔ ان میں سے ایک جوان تھا اور وہی جنات کا سردار تھا۔ پس جب بوڑھے نے اسے پناہ دی تو وہ نوجوان انتہائی غضب ناک ہوا۔ تو اس نے اپنا نیزہ اٹھایا، اس نے اسے زہر میں بجھا رکھا تھا تا کہ اس کے ساتھ وہ اس آدمی کی اونٹنی کو نحر کر دے۔ تو بوڑھے نے اسے اونٹنی کے قریب پھینک دیا۔ تو اس نے کہا:

يَا مَالِكَ بْنَ مُهَلْهَلٍ مَهْلًا فَذَالِكَ مَحْجَرِىْ وَاِزَارِىْ

"اے مالک بن مہلہل ٹھہر جا۔ پس وہ میری جائے حفاظت اور میری پناہ میں ہے"۔

عَنْ نَاقَةِ الْاِنْسَانِ لَاتَعَرَّضْ لَهَا وَاخْتَرْ اِذَا وَرَدَ الْمَهَا اَثْوَارِىْ

"اس انسان کی اونٹنی سے تعرض نہ کر اور تو چن لے جب نیل گائیں میرے بیلوں میں داخل ہوں"۔

اِنِّىْ ضَمِنْتُ لَهٗ سَلَامَةَ رَحْلِهٖ فَاكْفُفْ يَمِيْنَكَ رَاشِدًا عَنْ جَارِىْ

"بے شک میں نے اس کے لیے سفر کی سلامتی کی ضمانت اٹھا رکھی ہے پس تو میرے پڑوسی سے راہ ہدایت پر چلتے ہوئے اپنے ہاتھ کو روک لے"۔

وَلَقَدْ اَتَيْتُ اِلٰى مَالَمْ اَحْتَسِبْ اِلَّا رَعَيْتُ قَرَابَتِىْ وَ جِوَارِىْ

"تحقیق میں اس تک آ پہنچا ہوں جسے میں نے شمار ہی نہیں کیا۔ ورنہ میں نے تو اپنے قرابتداروں اور پڑوسیوں کی حفاظت اور رعایت کی ہے"۔

تَسْعٰى اِلَيْهِ بِحَرْبَةٍ مَسْمُوْمَةٍ اُفٍّ لِقُرْبِكَ يَا اَبَا الْيَقْطَارِىْ

"تو اس کی طرف زہر آلود نیزہ کے ساتھ دوڑے جا رہا ہے۔ میں تیرے قرب کو ناپسند کرتا ہوں اے ابا الیقطاری"

لَوْلَا الْحَيَاءُ وَاَنَّ اَهْلَكَ جِيْرَةٌ لَتَمَزَّقْتُكَ بِقُوَّةِ اَظْفَارِىْ

''اگر حیا نہ ہوتی کہ تیرے گھر والے پڑوسی ہیں تو میں تجھے اپنے ناخنوں کی قوت کے ساتھ پھاڑ دیتا''۔

تو پھر اس نوجوان نے اسے کہا

اَتُرِیْدُ اَنْ تَعْلُوَ وَتُخْفِضَ ذِکْرَنَا فِیْ غَیْرِ مَزْرِیَۃٍ اَبَا الْعِیْزَارِ

''اے ابوالعیز ار! کیا تو چاہتا ہے کہ تو بلند ہو اور تو ہمارا ذکر بغیر کسی عیب کے پست کر دے''۔

مُتَنَخِّلًا اَمْرًا لِغَیْرِکَ فَضْلَہٗ فَارْحَلْ فَاِنَّ الْمَجْدَ لِلْمِرَّارِ

''ایسے امر کو اختیار کرتے ہوئے جو تیرے سوا اس کے لیے باعث فضیلت ہو۔ پس تو کوچ کر۔ کیونکہ شرف و بزرگی گزرنے والوں کے لیے ہے''۔

مَنْ کَانَ مِنْکُمْ سَیِّدًا فِیْمَا مَضٰی اِنَّ الْخِیَارَ ھُمْ بَنُو الْاَخْیَارِ

''تم میں سے جو گزرے ہوئے زمانہ میں سردار تھے بلاشبہ افضل و اعلیٰ وہی ہیں جو اعلیٰ لوگوں کی اولاد ہیں''۔

فَاقْصُدْ لِقَصْدِکَ یَا مُعَیْکِرُ اِنَّمَا کَانَ الْمُجِیْرُ مُھَلْھَلَ بْنَ وَبَارِ

''اے دوبارہ حملہ کرنے والے! اپنے ارادہ میں اعتدال پیدا کر۔ بے شک پناہ دینے والا مہلہل بن وبار ہے''۔

تو بوڑھے نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ تیرا باپ ہمارا سردار اور ہم سے افضل و اعلیٰ تھا۔ تو اس آدمی کو چھوڑ دے میں اس کے بعد کسی کے بارے تجھ سے تنازع اور جھگڑا نہیں کروں گا تو اس نے اسے چھوڑ دیا۔ پھر وہ آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو سارا قصہ سنایا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو وحشت اور خوف آ پہنچے یا جنات کی زمین میں کوئی پڑاؤ کرے تو اسے چاہیے کہ یہ کلمات کہے: ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُ ھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ، وَمَا یَخْرُجُ مِنْھَا، وَمَا یَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعْرُجُ فِیْھَا وَمِنْ فِتَنِ اللَّیْلِ، وَمِنْ طَوَارِقِ النَّھَارِ اِلَّا طَارِقًا یَّطْرُقُ بِخَیْرٍ'' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ ابونصر نے کہا ہے: یہ انتہائی غریب روایت ہے۔ ہم نے اسے اس سند کے سوا کہیں نہیں پایا۔

امام خرائطی رحمہ اللہ نے کتاب الہواتف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کا ایک آدمی تھا۔ جسے رافع بن عمیر کہا جاتا تھا۔ اس نے اپنے اسلام لانے کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ اس نے کہا: میں ایک رات عالج کے صحراء میں چل رہا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آ گئی۔ تو میں اپنی سواری سے اترا، اسے بٹھا دیا اور خود سو گیا۔ میں نے سونے سے پہلے ان کلمات میں پناہ مانگی: ''اَعُوْذُ بِعَظِیْمِ ھٰذَا الْوَادِیْ مِنَ الْجِنِّ'' میں اس وادی کے عظیم جن کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ پھر میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا، اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ میری ناقہ کو نحر کر دے۔ سو میں گھبرا کر بیدار ہو گیا اور دائیں بائیں نظر دوڑائی لیکن کوئی شے نہ دیکھی اور میں نے کہا: یہ خواب ہے۔ پھر میں واپس لوٹ کر سو گیا۔ لیکن تھوڑی ہی دیر گزری تو اس کی مثل پھر دیکھا۔ میں پھر بیدار ہوا اور اپنی اونٹنی کے ارد گرد چکر لگانے لگا لیکن کوئی شے نہ

دیکھی۔ جب اونٹنی کی طرف دیکھا تو وہ کانپ رہی تھی۔ میں پھر سو گیا اور پھر پہلی کی طرح کا منظر دیکھا اور بیدار ہوا، تو دیکھا میری اونٹنی مضطرب اور پریشان ہے۔ توجہ کی تو اچانک اسی طرح کا ایک نوجوان آدمی سامنے تھا جیسا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور ایک بوڑھا آدمی اس کا ہاتھ روک رہا تھا۔ وہ اسے ناقہ سے پیچھے ہٹا رہا تھا۔ پس اسی دوران کہ وہ دونوں جھگڑ رہے تھے۔ اچانک تین وحشی بیل آگئے۔ تو اس بوڑھے شیخ نے اس نوجوان سے کہا اٹھ اور میرے اس انسان ساتھی کی ناقہ کے بدلے ان میں سے جسے چاہے پکڑ لے۔ پس وہ نوجوان اٹھا اور ان سے ایک بہت بڑا بیل پکڑ لیا اور واپس چلا گیا۔ پھر وہ شیخ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے فلاں! جب تو کسی وادی میں اترے اور اس کا خوف محسوس کرنے لگے تو یہ کہا کر '' اَعُوْذُ بِاللّٰهِ رَبِّ مُحَمَّدٍ مِّنْ هَوْلِ هٰذَا الْوَادِیْ '' (میں اس وادی کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی جو کہ محمد ﷺ کا رب ہے پناہ طلب کرتا ہوں) کسی جن کی پناہ نہ لیا کر۔ اس کا حکم باطل ہے۔ تو میں نے اس شیخ سے کہا: یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اس نے بتایا: یہ نبی عربی ہیں، نہ شرقی ہیں، نہ غربی اور یہ پیر کے دن مبعوث ہوئے۔ میں نے پوچھا: ان کا مسکن کہاں ہے؟ اس نے بتایا: یثرب جو کھجوروں کا شہر ہے۔ پس جب صبح روشن ہوئی تو میں اپنی سواری پر سوار ہوا اور خوب تیزی سے چلتا رہا، یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا اور اس سے قبل کہ میں آپ کے سامنے کچھ ذکر کروں آپ ﷺ نے میری ساری بات بیان فرمادی اور مجھے اسلام کی طرف دعوت دی۔ تو میں نے اسلام قبول کر لیا۔ '' فَرَاٰنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنِیْ بِحَدِیْثِیْ قَبْلَ اَنْ اَذْكُرَ لَهٗ مِنْهُ شَیْئًا وَدَعَانِیْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمْتُ '' حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ تھے جو زمانہ جاہلیت میں جب کسی وادی میں رات گزارتے تھے تو کہتے تھے: میں اس وادی کے سردار سے پناہ مانگتا ہوں۔ مزید فرمایا: آیت میں رَهَقًا سے مراد گناہ ہے۔ یعنی انہوں نے ان میں گناہ کے اعتبار سے اضافہ کر دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان میں سے کوئی جب کسی وادی میں اترتا تھا۔ تو یہ کہتا تھا: '' اَعُوْذُ بِعَزِیْزِ هٰذَا الْوَادِیْ مِنْ شَرِّ سُفَهَاءِ قَوْمِهٖ '' (میں اس وادی کے سردار سے اس کی قوم کے احمقوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں) تو اس طرح وہ اپنی ذات کے بارے میں پر امن ہو جاتا تھا۔ چاہے رات ہوتی یا دن ہوتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب وہ کسی وادی میں اترتے تھے تو اس طرح کہتے تھے '' نَعُوْذُ بِعَظِیْمِ هٰذَا الْوَادِیْ '' ہم اس وادی کے بڑے سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ کی تفسیر میں فرمایا: پس انہوں نے کفار کی سرکشی اور رعونت میں اضافہ کر دیا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 128، دار احیاء التراث العربی بیروت

جب کسی منزل پر اترتے تھے تو کہتے تھے: ہم اس جگہ کے بادشاہ کی پناہ طلب کرتے ہیں فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا۞ ۔ پس انہوں نے ان میں گناہ اور غلطی کے اعتبار سے اضافہ کردیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک قوم تھی جب وہ کسی وادی میں اترتے تھے تو کہتے ہم اس وادی کے رہنے والوں کے سردار سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور یہ کہتے: ہم اپنے لیے اور نہ تمہارے لیے کسی نقصان اور نہ ہی نفع کے مالک نہیں ہیں اور وہ ہمیں خوفزدہ کرتے ہیں۔ پس تم ان پر قبضہ کرلو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الۡاِنۡسِ يَعُوۡذُوۡنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الۡجِنِّ فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا۞ کے تحت حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ لوگ کہا کرتے تھے: جنات میں سے فلاں اس وادی کا مالک ہے۔ پس ان میں سے کوئی جب اس وادی میں داخل ہوتا تھا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس وادی کے رب سے پناہ مانگتا تھا۔ پس اس کے سبب اس میں خوف اور بڑھ جاتا تھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں کچھ لوگ تھے جب وہ جنات کی کسی وادی میں آتے تھے تو انسانوں میں سے ندا دینے والا کسی نیک جن کو پکار کر کہتا تھا۔ ہم سے اپنے سرکش اور سفینہ جنوں کو روک لو۔ پس انہیں کچھ فائدہ نہ دیا، جو انہیں نصیحت کی گئی: فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا۞ ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم تھی جب وہ کسی وادی میں اترتے تو کہتے: "نَعُوْذُ بِسَيِّدِ هٰذَا الْوَادِيْ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ" پس وہ ان کے سبب ان سے بڑھ کر کسی شے سے زیادہ محبت نہیں کرتے تھے۔ اسی بارے میں یہ ارشاد ہے: فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا۞ ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرۃ کی سند سے کہ انہوں نے اپنے باپ سے یہ قول بیان کیا ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو مبعوث فرمایا تو میں دو یا تین اسلامی ساتھیوں کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے لیے گیا۔ تو میں پانی کے پاس آیا، وہاں لوگ جمع تھے اور لوگوں کے پاس گاؤں کا وہ چرواہا بھی تھا جوان کا ریوڑ چراتا تھا۔ تو اس نے کہا: میں تمہارے ریوڑ نہیں چراؤں گا۔ لوگوں نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: ہر رات بھیڑیا آتا ہے اور ایک بکری اٹھا کر لے جاتا ہے اور تمہارا یہ بت سویا رہتا ہے۔ نہ یہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع۔ نہ یہ انکار کرتا ہے اور نہ ہی اقرار۔ وہ چلے گئے اور میں یہ توقع کر رہا تھا کہ یہ لوگ اسلام قبول کرلیں گے۔ پس جب ہم نے صبح کی، تو وہی چرواہا دوڑتے ہوئے آیا اور کہنے لگا بشارت ہو، بشارت ہو۔ بھیڑیا لایا گیا ہے اور وہ بت کے سامنے بغیر رسی کے بندھا ہوا ہے۔ وہ لوگ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ گیا اور لوگوں نے اسے قتل کردیا اور بت کو سجدہ کیا اور کہا: تو اسی طرح کیا کر۔ پھر میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور یہ واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شیطان نے ان کے ساتھ کھیل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَّاَنَّا لَمَسۡنَا السَّمَآءَ فَوَجَدۡنٰهَا مُلِئَتۡ حَرَسًا شَدِيۡدًا وَّشُهُبًا۞ کے تحت بیان کیا ہے کہ جن

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 (3348)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آسمان کی خبریں سنا کرتے تھے۔ پھر جب الله تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو معبوث فرمایا۔ تو آسمان پر پہرہ لگا دیا گیا اور انہیں کچھ سننے سے روک دیا گیا۔ پس جنات بذات خود اس کی تلاش کرنے لگے اور کہا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جنات کے سردار اور معززین موصل کی سرزمین میں نصیبین کے مقام پر تھے۔ انہوں نے اس کی تلاش کی اور خوب نظر دوڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے رسول الله ﷺ کو پالیا۔ اس حال میں کہ آپ ﷺ عکاظ کی طرف جاتے وقت راستے میں اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم الله دونوں نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ شیاطین کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہیں تھیں وہاں بیٹھ کر وہ وحی سنا کرتے تھے۔ اور جب وہ کوئی ایک کلمہ سن لیتے تو اس میں نو کلمات کا اضافہ کر دیتے، پس وہ ایک کلمہ تو حق ہوتا اور جو کچھ وہ اس میں اضافہ کرتے وہ باطل ہوتا۔ پس جب رسول الله ﷺ مبعوث ہوئے، تو انہیں وہاں بیٹھنے سے روک دیا گیا۔ تو انہوں نے اس کا ذکر ابلیس سے کیا۔ اس سے قبل ان پر ستارے نہیں پھینکے جاتے تھے۔ تو ابلیس نے انہیں کہا: یہ حکم کسی خاص واقعہ کے سبب ہوا ہے جو زمین میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے لشکر بھیجے۔ تو انہوں نے نخلہ کے پہاڑوں کے درمیان رسول الله ﷺ نماز پڑھتے ہوئے پالیا، وہ اس کے پاس واپس آئے اور اسے اس کی خبر دی۔ تو اس نے کہا: پس یہی وہ واقعہ ہے جو زمین میں رونما ہوا ہے۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات کے لیے آسمان میں بیٹھنے کی جگہیں تھیں جہاں سے وہ وحی سنا کرتے تھے۔ ان کا یہی سلسلہ جاری تھا کہ حضور نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ پھر آسمان سے شیاطین کو دور ہٹا دیا گیا اور انہیں ستاروں کے سبب بھگا دیا گیا۔ پس اب جو بھی اوپر چڑھا وہی جلنے لگا۔ جب اہل زمین نے ستاروں کو دیکھا تو وہ گھبرا گئے کیونکہ اس سے قبل ایسا نہیں ہوتا تھا اور ابلیس نے کہا بالیقین زمین میں کوئی واقعہ ہوا ہے۔ پھر زمین کی ہر طرف سے مٹی لائی گئی اور اس نے اسے سونگھا اور تہامہ کی مٹی کو سونگھ کر اس نے کہا: یہاں کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ پھر اس نے جنات کی ایک جماعت اس کی طرف بھیجی اور یہی وہ جن ہیں جنہوں نے قرآن کریم سنا تھا۔

امام ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم الله نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی رحمت ﷺ کے درمیان زمانہ فترت میں آسمان دنیا پر کوئی پہرہ نہیں ہوا کرتا تھا۔ وہ (جنات) وہاں وحی سننے کے لیے مخصوص مقامات پر بیٹھ جاتے تھے۔ لیکن جب الله تعالیٰ نے حضور نبی کریم محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا تو آسمان پر سخت پہرہ لگا دیا گیا اور شیاطین بھگا دیئے گئے۔ تو انہوں نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا: وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ اور ابلیس نے کہا: تحقیق بالیقین زمین میں کوئی حادثہ وقوع پذیر ہوا ہے۔ جنات اس کے پاس جمع ہو گئے۔ تو اس نے کہا: تم زمین میں پھیل جاؤ اور مجھے مطلع کرو کہ یہ کیا حادثہ ہے جو آسمان

1۔ سنن ترمذی، جلد 5، صفحہ 398 (3324)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں وقوع پذیر ہوا ہے؟ نصیبین سے تعلق رکھنے والے جنات کی ایک جماعت اس نے سب سے پہلے بھیجی اور یہ جنات میں سے معزز اوران کے سردار تھے۔ اس نے انہیں تہامہ کی طرف بھیجا بڑی تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ وادی نخلہ میں پہنچ گئے اورانہوں نے وہاں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے پالیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے تھے کہ جب آپ قرآن کریم پڑھ رہے تھے تو جنات نے آپ کا قرآن سنا ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو چکے، تو وہ اپنی قوم کی طرف واپس پھرے اورانہیں ڈرانے لگے۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ دولت ایمان سے مالا مال ہوکر واپس گئے۔(1)

امام واقدی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے جب وہ دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بنے، شیاطین کو آسمان سے روک دیا گیا اور شہابوں کے ذریعے انہیں بھگا دیا گیا۔

واقدی اور ابونعیم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اوپر اٹھایا گیا کوئی ستارہ نہیں پھینکا گیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی بن کر تشریف لائے۔ تو ستاروں کے سبب شیاطین بھگائے گئے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان ستاروں کے سبب شیاطین کو وحی سننے سے روک دیا ہے۔ کاہنوں کا سلسلہ کٹ گیا ہے۔ پس کہانت کوئی نہیں ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ کے تحت کہا ہے: جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے تو آسمان پر پہرہ لگا دیا گیا۔ تاکہ چوری چھپے کچھ سنا نہ جائے، تو جنات نے اس کا انکار کیا۔ پس ان میں سے جس نے سننے کی کوشش کی تو اسے دور بھگا دیا گیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جنات آسمان سے (خبریں) سنا کرتے تھے۔ پس جب آپ مبعوث ہوئے تو پہرہ لگا دیا گیا اورانہوں نے کچھ سننے کی طاقت نہ رکھی۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف آئے اور انہیں کہنے لگے: کہ انہوں نے کچھ نہیں سنا اور مزید کہا: وَّ اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّ شُهُبًا ۝ اور وہ پہرے دار فرشتے ہیں۔ وَّ شُهُبًا ۝ اور یہ ستارے ہیں۔ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝ آپ کہتے ہیں: کہ شہاب ایک ستارہ ہے (جو اوپر چڑھنے والے جن کے لیے) روکا گیا ہے اور اس کے ساتھ اسے بھگا دیا جائے گا۔ فرمایا: پھر جب انہیں ستارے کے سبب بھگایا گیا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا: وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝ ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا کا معنی ہے کہ وہ اپنے لیے ستاروں میں سے کوئی پائے گا۔ رَّصَدًا ۝ فرمایا: فرشتوں میں سے کوئی تاک میں ہے۔ اور وَّ اَنَّا لَا نَدْرِيْۤ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ کے تحت فرمایا: کہ انہوں نے کہا: ہم نہیں جانتے یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیوں مبعوث کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اس کے ساتھ ایمان لائیں اور اس کی اتباع و پیروی کریں اور وہ ہدایت اور راہنمائی پا جائیں۔ یا اس لیے تاکہ وہ اس کے ساتھ کفر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 123، دار احیاء التراث العربی بیروت

کریں اور اس کی تکذیب کریں وہ ہلاک ہو جائیں جیسا کہ ان سے پہلے بھی بعض امتیں ہلاک ہوئیں۔ واللہ اعلم۔

وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ
اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَ لَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّ اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا
الْهُدٰۤى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّ اَنَّا
مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓىٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾
وَ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ
لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَ مَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ
یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّ اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾

''اور ہم میں بعض نیک بھی ہیں اور بعض اور طرح کے، ہم بھی تو کئی راستوں پر گامزن ہیں۔ اور (اب) ہمیں یقین ہو گیا ہے کہ ہم زمین میں بھی اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے ہرا سکتے ہیں۔ اور (اے جن بھائیو!) ہم نے جب پیغام ہدایت سنا تو ہم اس پر ایمان لے آئے، پس جو شخص اپنے رب پر ایمان لاتا ہے تو اسے نہ کسی نقصان کا خوف ہوتا ہے اور نہ ظلم کا۔ اور بے شک ہم میں سے کچھ فرمانبردار ہیں اور کچھ ظالم، تو جنہوں نے اسلام قبول کیا تو انہوں نے حق کی راہ تلاش کر لی۔ اور جو حق سے منحرف ہوتے ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہے۔ اور اگر وہ ثابت قدم رہیں راہ حق پر تو ہم انہیں سیراب کریں گے کثیر پانی سے۔ تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں اس فراوانی سے، اور جو منہ موڑے گا اپنے رب کے ذکر سے تو وہ داخل کرے گا اسے سخت عذاب میں۔ اور بے شک سب مسجدیں اللہ کے لیے ہیں پس مت عبادت کرو اللہ کے ساتھ کسی کی''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ اَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَ مِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ہم میں سے بعض مسلمان ہیں اور بعض مشرک ہیں۔ اور كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ کے بارے فرمایا: ہم بھی مختلف خواہشات رکھتے ہیں۔ (1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے قول باری تعالیٰ طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: جو ہر اعتبار سے کٹا ہوا ہو۔ نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 133، داراحیاء التراث العربی بیروت

وَلَقَدْ قُلْتُ وَزَيْدٌ حَاسِرٌ يَوْمَ وَلَّتْ خَيْلُ زَيْدٍ قِدَدًا

''تحقیق میں نے کہا اور زید اس دن خوب تھکا ہوا تھا جب اس کا گھوڑا کٹ کر بھاگ گیا تھا''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ کا معنی ہے مختلف خواہشات۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم مسلمان اور کافر ملے جلے ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جن بھی تمہاری طرح قدریہ، مرجئہ، رافضہ اور شیعہ ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ الآیہ کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ انہوں نے کہا: ہم ہرگز زمین میں اس سے بچ نہیں سکیں گے اور نہ اس سے بھاگ سکیں گے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّ لَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: پس اسے اپنی نیکیوں میں کمی اور نقصان کا کوئی خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے یہ خوف ہوتا ہے کہ اس پر کسی دوسرے کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَّ مِنَّا الْقٰسِطُوْنَ کا معنی ہے اور ہم سے بعض حق سے پھرنے اور روگردانی کرنے والے ہیں۔(2)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم میں سے بعض ظلم کرنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ کے تحت کہا کہ ہم میں سے بعض ظلم وزیادتی کرنے والے ہیں۔ اور لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ کے تحت کہا کہ اگر وہ سب کے سب ایمان لے آئیں تو ہم ان کے لیے دنیا میں وسعت اور خوشحالی پیدا کریں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّ اَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ کے تحت کہا: کہ اگر وہ انہیں قائم کریں جن کا انہیں حکم دیا گیا تو ہم انہیں چشمے دار پانی سے سیراب کریں گے۔

امام عبد بن حمید نے اسی آیت کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور جس شے کا انہیں حکم دیا گیا ہے اس پر ثابت قدم رہیں، تو اللہ تعالیٰ ان کے مالوں میں کثرت اور وسعت پیدا فرمادے گا یہاں تک کہ ان کے سبب وہ غنی ہو جائیں گے۔ پھر حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قسم بخدا! اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم سنتے اور اس کی اطاعت و پیروی کرتے تھے، تو ان پر قیصر وکسریٰ کے خزانے کھول

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 (3350)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 135، دار احیاء التراث العربی بیروت

دیئے گئے اوران کے ساتھ انہیں آزمایا گیا۔ پس وہ اپنے امام کے ہمراہ حملہ آور ہوئے اور اسے (دشمن کو) قتل کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اگر وہ طریقہ اسلام پر قائم رہیں تو ہم انہیں وافر اور کثیر مال عطا فرمائیں گے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد وافر جاری پانی ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

تُدْنِي كِرَادِ بُسُ مُلْتَفًّا حَدائِقُهَا كَالنَّبْتِ جَادَتْ بِهِ اَنْهَارُهَا غَدَقًا

"گھوڑوں کے دستے قریب ہو رہے ہیں درآنحالیکہ ان کے باغات سبزیوں کی طرح گھنے اور جڑے ہوئے ہیں۔ ان کی نہریں وافر پانی کے سبب بہت عمدہ ہیں"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ کی تفسیر میں فرمایا (کہ اگر وہ راہ حق پر ثابت قدم رہیں) تو ہم انہیں مال کثیر عطا فرمائیں گے۔

امام عبد بن حمید نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مَّآءً سے مراد مال اور غَدَقًا سے مراد کثیر اور وافر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ سے مراد خوشحالی زندگی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ کا معنی ہے تاکہ ہم انہیں اس کے ساتھ آزمائیں۔ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا﴿۱۷﴾ اور جو اپنے رب کے ذکر سے منہ موڑے گا تو وہ اسے عذاب کی مشقت میں داخل کرے گا، وہ اسی میں چڑھتا جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ کا معنی ہے تاکہ ہم ان کی آزمائش کریں یہاں تک کہ وہ اس کی طرف لوٹ آئیں جو کچھ ان پر فرض کیا گیا۔ اور عَذَابًا صَعَدًا﴿۱۷﴾ کا معنی ہے عذاب کی مشقت اور سختی۔

ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ صَعَدًا﴿۱۷﴾ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے دیئے جانے والے عذاب میں اتنی شدت اور سختی ہوگی کہ اس میں کوئی راحت اور سکون نہیں ہوگا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَذَابًا صَعَدًا﴿۱۷﴾ سے مراد اللہ تعالیٰ کے عذاب کی ایسی چڑھائی ہے جس میں کوئی راحت اور سکون نہیں ہے۔

امام ہناد نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے بیان کیا ہے کہ عَذَابًا صَعَدًا﴿۱۷﴾ سے مراد مشقت آمیز عذاب ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ يَسْلُكْهُ کو حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ کے تحت

فرمایا کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت مسجد حرام اور مسجد ایلیا بیت المقدس کے سوا زمین پر کوئی مسجد نہ تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنوں نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اجازت عطا فرمایئے کہ ہم آپ کے ساتھ آپ کی مسجد میں نمازوں کے لیے حاضر ہوا کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نماز پڑھو اور لوگوں کے ساتھ اختلاط نہ کرو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: ہمارے لیے کیسے ممکن ہے کہ ہم مسجد میں آئیں حالانکہ ہم آپ سے دور رہیں؟ یا ہم کیسے نماز میں حاضر ہو سکتے ہیں حالانکہ ہم آپ سے دور ہیں؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ الآیہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی اور عیسائی جب اپنی عبادت گاہوں اور گرجا گھروں میں داخل ہوتے تو وہ اپنے رب کے ساتھ شرک کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اس کی واحدانیت بیان کیا کریں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی اور عیسائی جب اپنی عبادت گاہوں اور اپنے گرجا گھروں میں داخل ہوتے۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ارشاد فرمایا: جب آپ مسجد میں داخل ہوں تو عبادت خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے کرو۔

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّيْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ﴿۲۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْۤ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ

رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَ اَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

"اور جب کھڑا ہوتا ہے اللہ کا (خاص) بندہ تا کہ اس کی عبادت کرے تو لوگ اس پر ہجوم کر کے آ جاتے ہیں۔ آپ فرمایئے میں تو بس اپنے رب کی عبادت کرتا ہوں اور شریک نہیں ٹھہراتا اس کا کسی کو۔ آپ فرمایئے (اللہ کے اذن کے بغیر) نہ میں تمہیں نقصان پہنچانے کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت کا۔ آپ فرمایئے مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ اور نہ میں پا سکتا ہوں اس کے بغیر کہیں پناہ۔ البتہ میرا فرض صرف یہ ہے کہ پہنچا دوں اللہ کے احکام اور اس کے پیغامات۔ پس (اب) جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں (یہ نافرمان) ہمیشہ رہیں گے تا ابد۔ یہاں تک کہ جب وہ دیکھ لیں گے (وہ عذاب) جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو انہیں پتہ چل جائے گا کہ کون ہے جس کا مددگار کمزور ہے اور جس کی تعداد کم ہے۔ آپ فرمایئے میں (اپنی سوچ بچار سے) نہیں جانتا کہ وہ دن قریب ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے یا مقرر کر دی ہے اس کے لیے میرے رب نے لمبی مدت۔ (اللہ تعالیٰ) غیب کو جاننے والا ہے پس وہ آگاہ نہیں کرتا اپنے غیب پر کسی کو بجز اس رسول کے جس کو اس نے پسند فرما لیا ہو (غیب کی تعلیم کے لیے) تو مقرر کر دیتا ہے اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے محافظ۔ تا کہ وہ دیکھ لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں (درحقیقت پہلے ہی) اللہ ان کے حالات کا احاطہ کیے ہوئے ہے اور ہر چیز کا اس نے شمار کر رکھا ہے"۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے قبل نواحی مکہ کی طرف ہمارے ساتھ تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ارد گرد خط کھینچ دیا اور فرمایا: تو کسی قسم کی بات نہ کرنا یہاں تک کہ میں تیرے پاس آ جاؤں، پھر فرمایا: کوئی ایسی شے جسے تو دیکھے وہ تجھے خوفزدہ نہ کرے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور بیٹھ گئے، وہاں سیاہ رنگ کے آدمی تھے گویا کہ وہ (قوم) زط کے لوگ ہیں۔ اور ایسے ہی تھے جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنتے کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ تو وہ آپ انہیں سے قرآن کریم کی تلاوت سننے کی حرص میں آپ پر سوار ہونے کے قریب ہو جاتے اور آپ کے بالکل قریب آ جاتے۔ لیکن آپ نہ جانتے یہاں تک کہ رسول (حضرت جبرائیل علیہ السلام) آپ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو پڑھ کر سنایا: قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، حاکم اور ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن جریر، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب ملاقاۃ وفد الجن، جلد 2، صفحہ 129، عالم الکتب بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب جنات رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، تو آپ اپنے اصحاب کو نماز پڑھا رہے تھے، وہ آپ ﷺ کے رکوع کے ساتھ رکوع کرتے تھے اور آپ کے سجود کے ساتھ سجدے کرتے تھے۔ تو انہوں نے آپ ﷺ کے صحابہ کرام کی اس اطاعت و پیروی کو خوب پسند کیا اور اس پر متعجب ہوئے۔ پھر اپنی قوم سے جا کر کہا: لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَدْعُوْهُ بمعنی يدعو اليه ہے۔ یعنی جب اللہ تعالیٰ کا (خاص) بندہ کھڑا ہوتا ہے تا کہ اس کی طرف دعوت دے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب نبی اللہ ﷺ کھڑے ہوتے ہیں۔ تو اس امر پر جن وانس اکٹھے ہو کر آ جاتے ہیں۔ تا کہ وہ اسے بجھا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کر دیا کہ وہ آپ کی مدد فرمائے گا اور جو بھی آپ سے دشمنی رکھے گا اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر غالب فرمائے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر کہتے ہیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اور لوگوں کو ان کے رب کی طرف بلاتے ہیں تو عرب اکٹھے ہو کر آپ پر ہجوم کر لیتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ کا معنی ہے کہ وہ لوگ اپنے ساتھیوں اور مددگاروں سمیت آپ پر آ جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو بکر رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے لِبَدًا ﴿﴾ یعنی لام کو کسرہ اور باء کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ (البلد) میں لام کو رفع اور باء کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور ابو بکر نے اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ لُبَدًا کا معنی کثیر اور زیادہ ہونا ہے، اور لبدا کا معنی بعض کا بعض پر ہونا ہے یعنی تہہ در تہہ ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَدْعُوْ کو بغیر الف کے پڑھا ہے۔

ابن جریر نے حضرمی سے بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ اشراف جنات میں سے ایک پیروی اور اتباع کرنے والے جن نے کہا: کہ حضرت محمد ﷺ ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم انہیں پناہ دیں۔ لہٰذا میں انہیں پناہ دیتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ الآیہ (آپ فرمایئے مجھے اللہ تعالیٰ سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا)(3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں لیلۃ الجن میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ چلا۔ یہاں تک کہ آپ حجون پہنچے۔ تو آپ ﷺ نے مجھ پر خط کھینچ کر حصار کر دیا۔ پھر آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 140، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 354 (3356)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 143

ان کی طرف آگے چلے گئے اور وہ ہجوم کر کے آپ پر آ گئے۔تو ان کے سردار نے کہا: اسے وردان کہا جاتا ہے یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں انہیں آپ سے دور نہ ہٹادوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ کا معنی ملجأ پناہ گاہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پناہ اور مددگار نہیں پا سکتا (البتہ میرا فرض صرف یہ ہے کہ اللہ کے احکام اور اس کے پیغامات پہنچادوں) فرمایا: یہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے پیغامات پہنچانے کا مالک ہے اور عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت فرمایا: کیونکہ جب وہ کسی رسول کو پسند فرمالے تو وہ اسے چن لیتا ہے اور وہ اسے اپنے غیب میں سے جس پر چاہے اسے مطلع فرمادیتا ہے اور اسے منتخب فرمالیتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے اس آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسل عظام علیہم السلام کو غیب وحی میں سے علم عطا فرمایا اور ان پر اپنے غیب میں سے وہ کچھ ظاہر فرمایا جو ان کی طرف وحی کیا گیا اور جو اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے اس کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ یہ ملائکہ میں سے پیچھے آنے والے ہیں جو شیطان سے اس کی حفاظت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اسے بیان کرے جس پیغام کے ساتھ اسے ان کی طرف بھیجا گیا ہے۔اسی کے بارے مشرکین بھی کہتے ہیں کہ انہوں (رسولوں) نے اپنے رب کے پیغامات پہنچادیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں رَّسُوْلٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ پر قرآن کریم میں سے کوئی آیت نازل نہیں فرمائی مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ چار فرشتے ہوتے جو اس کی حفاظت کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اسے حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچا دیتے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ یعنی اس کے آگے پیچھے چار فرشتے ہوتے ہیں۔تا کہ وہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے احکام اور پیغامات پہنچادیئے ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان کو اپنی خواہشات میں پھینکے جانے سے قبل وہ (ملائکہ) حضور نبی کریم ﷺ کے قریب رہا کرتے تھے۔ پھر جب شیطان کو اس کی اپنی خواہشات میں ڈال دیا گیا۔تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ سے تھوڑا دور ہٹ جائیں تا کہ آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسلام الجن، جلد 2، صفحہ 231، دار الکتب العلمیہ بیروت

جان لیں کہ یہ وحی اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ چار محافظ فرشتے ہوتے ہیں تاکہ حضور نبی کریم ﷺ جان لیں اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ (کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں) فرمایا: جبرائیل امین نہیں آتے مگران کے ساتھ چار محافظ فرشتے ہوتے ہیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ کے تحت کہا: کہ یہ فرشتے ہیں جو آپ کی جنات سے حفاظت کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ تعالیٰ سے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی طرف فرشتہ وحی کے ساتھ بھیجا جاتا، تو اس کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت بھیجی جاتی، جو سامنے سے اور پیچھے کی جانب سے اس کی حفاظت کرتے تھے، تاکہ شیطان فرشتے کی صورت میں آکر معاملہ مشتبہ نہ کردے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو پسند فرمالے تو غیب میں سے جو چاہے اس پر ظاہر فرمادیتا ہے۔ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ فرمایا: اس رسول کے آگے اور اس کے پیچھے فرشتوں میں سے محافظ مقرر کردیتا ہے۔ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ تاکہ اللہ تعالیٰ کا نبی جان لے کہ رسولوں نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے پیغام پہنچایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی ہے اور ان کا دفاع کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے لِّیَعْلَمَ کے تحت یہ قول منقول ہے: تاکہ وہ اس طرح رسولوں کے کذب کو جان لے۔ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 146، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 145

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 355 (3359)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اٰیاتھا ۲۰ ۔ سُوْرَۃُ الْمُزَّمِّلِ مَکِّیَّۃٌ ۳ ۔ رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام نحاس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ دو آیتوں کے سوا ساری سورۂ مزمل مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ یعنی اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى۔

امام ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ اٹھے اور رات کے وقت نماز پڑھنے لگے۔ آپ ﷺ نے تیرہ رکعتیں نماز پڑھی اور ان میں دو فجر کی رکعتیں تھیں۔ سو میں نے ہر رکعت میں آپ کے قیام کا اندازہ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ کی مقدار لگایا(2)۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۙ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ؕ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ؕ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ؕ﴿۷﴾ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ؕ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ﴿۹﴾ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ﴿۱۰﴾

”اے چادر لپیٹنے والے! رات کو (نماز کے لیے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا۔ یعنی نصف رات یا کم کر لیا کریں اس سے بھی تھوڑا سا۔ یا بڑھا دیا کریں اس پر اور (حسب معمول) خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کیجئے قرآن کریم کو۔ بے شک ہم جلد ہی القا کریں گے آپ پر ایک بھاری کلام۔ بلاشبہ رات کا قیام (نفس کو) سختی سے روندتا ہے اور بات کو درست کرتا ہے۔ یقیناً آپ کو دن میں بڑی مصروفیتیں ہیں۔ اور ذکر کیا کرو اپنے رب کے نام کا اور سب

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب صلوٰۃ اللیل، جلد 5، صفحہ 266 (1335) مکتبۃ الرشد الریاض

سے کٹ کر اسی کے ہو رہو۔ مالک ہے شرق و غرب کا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس بنائے رکھیے اسی کو اپنا کارساز۔ اور صبر کیجئے ان کی (دل آزار) باتوں پر اور ان سے الگ ہو جایئے بڑی خوبصورتی سے''۔

امام بزار، طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قریش دارالندوہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے کہا: تم اس آدمی کو کوئی ایسا نام دو جس سے لوگ کوئی نتیجہ اخذ کر سکیں۔ پھر انہوں نے کہا: یہ کاہن ہے۔ بعض نے کہا: یہ کاہن نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا: یہ مجنون ہے۔ پھر کہا: یہ مجنون نہیں ہے۔ پھر انہوں نے کہا: یہ ایک دوست کو اپنے دوست سے جدا کر دیتا ہے۔ پس مشرکین کا اس پر اختلاف ہو گیا۔ جب یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی تو آپ اپنے کپڑوں میں لپٹ گئے اور اپنے اوپر چادر اوڑھ لی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۔ یَاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۔

امام احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعد بن ہشام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی: مجھے رسول اللہ ﷺ کے قیام کے بارے بتایئے۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو یہ سورت نہیں پڑھتا: یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور۔ تو پھر انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آغاز میں رات کے قیام کو فرض قرار دیا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کرام ایک سال تک قیام کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں ورم آلود ہو جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بارہ ماہ تک اس سورت کے خاتمے کو آسمان میں روکے رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورت کے آخر میں تخفیف اور رخصت نازل فرمائی اور رات کا قیام فرض ہونے کے بعد نفل ہو گیا۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قرآن کریم نازل ہوا یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ (اے چادر لپیٹنے والے! رات کو قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑا) یہاں تک کہ ایک آدمی رسی باندھتا تھا اور لٹک جاتا تھا۔ وہ اسی حکم پر آٹھ ماہ تک عمل پیرا رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھ لیا کہ وہ اس کی رضا اور خوشنودی چاہتے ہیں۔ سو ان پر رحم فرمایا اور فرض نماز کی طرف لوٹا دیا اور رات کا قیام ترک کر دیا۔(2)

امام محمد بن نصر نے کتاب الصلوٰۃ میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے رات کے قیام کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو یَاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ نہیں پڑھتا۔ میں نے کہا: بے شک (میں پڑھتا ہوں)۔ تو انہوں نے فرمایا: وہی آپ ﷺ کا قیام ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(3)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب صلوٰۃ المسافرین، جلد 6 صفحہ 24 (476)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29 صفحہ 149، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2 صفحہ 548 (3862)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں اور محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رات کے وقت بہت کم سوتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے ارشاد فرمایا ہے: قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، محمد بن نصر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ جب سورۂ مزمل کی ابتدائی آیات نازل ہوئی تو وہ تقریباً اتنا وقت قیام کرتے تھے جتنا رمضان المبارک کے مہینے میں قیام کرتے۔ یہاں تک کہ سورت کا آخری حصہ نازل ہوا۔ اس کے اول اور آخر کے درمیان تقریباً ایک سال کا فاصلہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ نازل ہوئی۔ تو وہ ایک سال تک قیام کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے پاؤں اور پنڈلیاں ورم آلود ہو گئیں۔ حتی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ (المزمل: 20) تو لوگوں نے راحت پائی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ تو حضور نبی کریم ﷺ دس برس تک اسی حال پر ٹھہرے رہے اور آپ رات کے وقت قیام فرماتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام کی ایک جماعت بھی قیام کرتی تھی۔ پھر دس سال بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِیْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَیْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖؗ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ تو اللہ تعالیٰ نے دس سال بعد ان کے لیے تخفیف اور رخصت فرما دی۔(3)

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے سورۂ مزمل کے بارے فرمایا: قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝ۙ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا ۝ۙ اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ۝ؕ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا ۝ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا ۝ؕ اِنَّ لَكَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا ۝ؕ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا ۝ؕ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِیْلًا ۝ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا یَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا ۝ وَ ذَرْنِیْ وَ الْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا ۝ اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِیْمًا ۝ۙ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝ یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَ الْجِبَالُ وَ كَانَتِ الْجِبَالُ كَثِیْبًا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 548 (3864)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 150، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

مَهِيْلًا ۝ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ۝ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ اور ناشئۃ اللیل اس کا اول ہے اور ان کی نماز رات کے اول میں تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ مناسب یہ ہے کہ تم اسے شمار کرلو جو اللہ تعالیٰ نے تم پر قیام لیل فرض قرار دیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان جب سو جائے تو وہ نہیں جانتا کب جاگے گا۔ اور قول باری تعالیٰ اَقْوَمُ قِيْلًا ۝ کے بارے آپ کہتے ہیں کہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ آپ قرآن کی قرأت کو سمجھیں۔ اور اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ کے بارے آپ فرماتے ہیں بے شک دن کے وقت آپ کے لیے طویل فراغت ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ نازل ہوئی۔ تو اس وقت آپ ﷺ ایک چادر میں تھے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔ حاکم نے کہا ہے یہ صحیح ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے کہ آپ نے اس امر کو چھپا رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ اٹھیں۔ اور قول ربانی يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ کے بارے فرمایا: آپ نے اس امر کو چادر سے ڈھانپ رکھا ہے۔ سو آپ اس کے ساتھ اٹھیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کپڑوں کے ساتھ لپٹے پڑے تھے کہ آپ کو خطاب ہوا: يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ کے بارے کہا: اے وہ جو کہ اپنے کپڑوں کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس سے مراد نبی مکرم ﷺ ہیں۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ کے تحت کہا کہ آپ دو تین آیتیں پڑھتے پھر رک جاتے، جلدی جلدی نہ پڑھتے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منیع نے مسند میں، محمد بن نصر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ

1۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب نسخ قیام اللیل، جلد 5، صفحہ 209 (1274)، مکتبۃ الرشد الریاض
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 548 (3863)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 356 (3361)، دارالکتب العلمیہ بیروت

مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ قرآن کریم خوب واضح اور بین انداز میں پڑھیں۔(1)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، حاکم اور آپ نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن صاحب قرآن (حافظ قرآن) سے کہا جائے گا تو پڑھ اور بلندی کے مدارج چڑھتا جا اور خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا۔ کیونکہ تیری منزل وہ مقام ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔(2)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جب تو قرآن پڑھے تو اسے ٹھہر ٹھہر کر اور خوب بین اور واضح انداز میں پڑھا کر۔ اور تو اسے ردی کھجوروں کی طرح بکھیر نہ دے۔ اور نہ تو اسے بالوں کے کاٹنے کی طرح جلدی جلدی کاٹ۔ اس کے عجائب کے بیان کے پاس رکو اور اس کے سبب اپنے دلوں کو حرکت دو اور تم میں سے کسی کا مقصد سورت کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔

ابن ابی شیبہ، ابن نصر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس پڑھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔ کیونکہ یہ قرآن کو مزین کرتا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی قرأت خوش الحانی کے ساتھ اور آہستہ آہستہ خوب درستگی کے ساتھ کرو۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عام قرأت مدتھی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کو خوف واضح اور بین طریقے سے پڑھو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ تم واضح قرأت کے ساتھ قرآن پڑھو۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابونصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قرآن کا بعض بعض کے پیچھے پڑھو (یعنی تسلسل کے ساتھ پڑھو)(5)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ قرآن کی خوبصورت تفسیر بیان کرو۔

امام عسکری رحمہ اللہ نے مواعظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ارشاد باری تعالیٰ وَ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی القراءۃ یسرع فیھا، جلد 6، صفحہ 141 (30158)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، باب فضائل القرآن، جلد 1، صفحہ 739 (2030)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی القراءۃ یسرع فیھا، جلد 6، صفحہ 140 (30152)

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 356 (3363)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ شعب الایمان، باب تعظیم القرآن، جلد 2، صفحہ 392 (2161)، دارالکتب العلمیہ بیروت

رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے خوب اچھی طرح سے بیان کرو اور اسے ردی کھجوروں کی طرح پھیلا نہ دو اور بالوں کے کاٹنے کی طرح اسے نہ کاٹو۔ اس کے عجائب کے پاس رکو اور اس کے سبب دلوں کو حرکت دو اور تم میں سے کسی کا ارادہ سورت کے آخر تک پہنچنا نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ملیکہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی سے روایت کیا ہے کہ ان سے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: تم اس کی ستطاعت نہیں رکھتے۔ تو پھر ان سے کہا گیا: آپ ہمیں اس کے بارے آگاہ کیجیے۔ تو پھر انہوں نے خوب اچھی طرح قرأت کی اور خوب ٹھہر ٹھہر کر آہستگی کے ساتھ کی۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سے لوگ قرأت کے لحاظ سے حسین اور خوبصورت ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جسے تو پڑھتے ہوئے سنے اور تو یہ خیال کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک آدمی ایک آدمی کے پاس سے گزرا۔ وہ ایک ہی آیت پڑھتا تھا، روتا تھا اور اسے بار بار پڑھ رہا تھا۔ تو اس نے کہا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ یہی ترتیل ہے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن حافظ قرآن کو کہا جائے گا۔ تو پڑھ اور ترقی کی منازل طے کرتا چل۔ کیونکہ تیری منزل وہ مقام ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے قاری کی شفاعت کرے گا اور کہے گا اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اس کے پیٹ میں محفوظ کیا ہے اور میں نے اسے رات کے وقت بیدار رکھا ہے اور میں نے اسے اس کی بہت سی شہوات سے روکا ہے اور ہر عامل کے لیے اس کے عمل کی جزا ہے جو اس نے کیا۔ تو اسے کہا جائے گا اپنا ہاتھ پھیلا۔ پس اسے رضا سے بھر دیا جائے گا اور اس کے بعد اس پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا جائے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا تو پڑھ اور ترقی کے مدارج طے کر لے۔ چنانچہ ہر آیت کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا اور ہر آیت کے عوض ایک نیکی کا اضافہ کر دیا جائے گا۔ (5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 256 (8734)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 257 (8742)
3۔ ایضاً، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 226 (35543)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من قال لصاحب القرآن اقرأ، جلد 6، صفحہ 131 (30055)
5۔ ایضاً، باب یشفع القرآن، جلد 6، صفحہ 130 (30049)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک بن قیس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کیا ہے: اے لوگو! اپنی اولادوں اور اپنے گھر والوں کو قرآن کی تعلیم دو۔ کیونکہ مسلمانوں میں سے جس کے لیے یہ لکھ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آئیں گے اور اسے گھیر لیں گے۔ پھر اسے کہیں گے: تو پڑھ اور جنت کے درجات میں بلند ہوتا جا، یہاں تک کہ وہ دونوں اسے وہاں اتار دیں گے جہاں اس کا قرآن کا علم ختم ہو جائے گا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قرآن قیامت کے دن اپنے قاری سے ملاقات کرے گا جب کہ اس کی قبر شق ہوگی تو وہ دبلے پتلے متغیر رنگ والے آدمی کی طرح ہوگا۔ تو قرآن اسے کہے گا: کیا تو مجھے پہچانتا ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں تجھے نہیں پہچانتا۔ تو قرآن کہے گا: میں تیرا ساتھی وہ قرآن ہوں جس نے تجھے دوپہر سخت گرمی کے وقت پیاسا رکھا اور تجھے رات کے وقت بیدار رکھا۔ بے شک ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہے اور بلاشبہ تو آج ہر تجارت کے پیچھے ہے۔ فرمایا پھر اسے دائیں ہاتھ میں ملک عطا کیا جائے گا اور بائیں ہاتھ میں خلد اور اس کے سر پر وقار کا تاج سجایا جائے گا اور اس کے والد کو دو حلے پہنائیں جائیں گے۔ اہل دنیا ان دونوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکیں گے اور وہ دونوں کہیں گے ہمیں یہ کیوں پہنائیں گئے ہیں؟ تو انہیں کہا جائے گا: تمہارے بیٹے کے قرآن کریم یاد کرنے کے سبب۔ پھر اسے کہا جائے گا تو پڑھ اور جنت کے درجات چڑھتا چل اور انہیں پہچان لے۔ وہ اس وقت تک بلندی میں چڑھتا جائے گا جب تک وہ اسے ترتیل کے ساتھ پڑھتا جائے گا۔ (2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ میں مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے فرائض اور اس کی حدود ثقیل اور بھاری ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ کا مفہوم ہے ایسا قول جس کے مطابق عمل کرنا ثقیل ہے۔

ابن نصر اور ابن منذر نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ایسا قول جو قیامت کے دن میزان میں ثقیل ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف جب وحی کی جاتی تھی اور آپ اپنی ناقہ پر ہوتے۔ تو وہ اپنی گردن کا سامنے والا حصہ نیچے رکھ دیتی (یعنی بیٹھ جاتی) اور ادھر ادھر پھرنے کی استطاعت نہ رکھتی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ سے وحی ختم ہو جاتی۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلًا ثَقِیْلًا۝ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ (4)

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اور عرض کی:

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب تشفع القرآن، جلد 6، صفحہ 131 (30059)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 129 (30045)
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 357 (3364)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3865)، دارالکتب العلمیہ بیروت

یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ وحی کو محسوس کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں گھنٹی کی آواز سنتا ہوں۔ پھر میں اس وقت خاموش ہو جاتا ہوں اور کئی بار مجھ پر وحی نازل ہوتی اور میں یہ گمان کرتا ہوں کہ میری جان قبض کی جارہی ہے۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جب وحی نازل ہوتی تھی تو ہم میں سے کوئی بھی یہ طاقت نہیں رکھتا تھا کہ آپ کی طرف اپنی آنکھ اٹھا سکے یہاں تک کہ وحی ختم ہو جاتی۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: نَاشِئَةَ الَّیْلِ سے مراد حبشی زبان میں رات کو قیام کرنا ہے۔ کیونکہ جب کوئی آدمی کھڑا ہوتا تو وہ کہتے: نَشَا الرَّجُلُ۔(3)

فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں ابن ابی ملیکہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے نَاشِئَةَ الَّیْلِ کے بارے پوچھا۔ تو دونوں نے کہا اس سے مراد رات کو قیام کرنا ہے۔(4)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّیْلِ سے مراد رات کا اول حصہ ہے۔(5)

امام ابن منذر اور ابن ضریس نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ساری رات ہی نَاشِئَةٌ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّیْلِ سے حبشی زبان میں مراد رات کو قیام کرنا ہے۔ حاکم نے کہا ہے کہ یہ روایت صحیح ہے۔(6)

امام عبد بن حمید نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّیْلِ سے مراد حبشی زبان میں قیام اللیل ہے۔

عبد بن حمید اور ابن نصر نے ابو میسرہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حبشی زبان کا لفظ ہے اور اس میں نشا کا معنی کھڑا ہونا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابو نصر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَاشِئَةَ الَّیْلِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: میں نے رات کے وقت قیام کیا یعنی انشات۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد ہر شے نَاشِئَةٌ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عشاء کے بعد ہر نماز ہی نَاشِئَةَ الَّیْلِ ہے۔(7)

عبد بن حمید اور ابن نصر نے ابو مجلز سے یہ قول بیان کیا ہے عشا کی نماز کے بعد سے لے کر صبح تک جو کچھ ہے وہی نَاشِئَةٌ ہے۔

1۔ مسند امام احمد، باب فی ذم اتقاء العیب، جلد 2، صفحہ 222، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 242 (2880)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 153، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً

5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 121 (29970)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد یہ ہے وہ ساعت جس میں تو تہجد پڑھے۔ پس تورات کے وقت تہجد پڑھا کر۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نَاشِئَةَ الَّيْلِ سے مراد وہ وقت ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن نصر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ قیام ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان کیا جائے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ کو مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا گیا۔ تو آپ سے استفسار کیا گیا اس وقت میں کیا ہے؟ تو آپ نے یہ فرمایا: نَاشِئَةَ میں سے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے نَاشِئَةَ الَّيْلِ میں یاء کو ہمزہ کے ساتھ اور اَشَدُّ وَطْاً میں واؤ کو نصب اور طاء کو جزم کے ساتھ پڑھا ہے۔ یعنی مواطاۃ بمعنی موافقت آیا ہے۔

امام ابویعلی، ابن جریر، محمد بن نصر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا۝ تو کسی آدمی نے ان سے کہا: ہم تو اسے وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا۝ پڑھتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا۔ اصوب، اقوم، اھیا اور اشبا سب کا ایک ہی معنی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً کا مفہوم ہے یہ قول تیرے لیے بہت زیادہ موافق ہے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا۝ اور تیرے دل کو فارغ اور خالی کرنے والا ہے۔(4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَشَدُّ وَطْاً کا مفہوم ہے کہ تو اپنے کان، اپنی آنکھ اور اپنے دل کو ایک دوسرے کے موافق کر لے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا۝ اور قرأت کو ثابت کرنے والا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رات کا قیام خیر اور نیکی میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا۝ فرمایا: اور قرأت پر اجر مرتب کرنے والا ہے۔(6)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا۝ کے تحت یہ قول منقول ہے کہ رات کا قیام اس سے زیادہ قریب ہے کہ آپ قرآن کی فقاہت اور سمجھ حاصل کریں اور اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا۝ کے تحت آپ نے فرمایا: کہ اس میں سَبْحًا کا معنی فراغا ہے۔ اور وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا۝ کے تحت فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے لیے انتہائی اخلاص کا اظہار کیجئے۔(7)

1۔ سنن کبری از بیہقی، کتاب الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 20، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 155
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 357 (3367)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، (3366)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 58-57-156

امام عبد بن حمید، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے الکنی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ السبح سے مراد کسی حاجت اور نیند کے لیے فارغ ہونا ہے۔

عبد بن حمید اور ابن نصر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ سے مراد طویل فراغت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک اور ربیع رحمہما اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن نصر، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝ کا معنی ہے طویل فراغت اور وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ کا معنی ہے کہ دعوت اور عبادت خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لیے کرو۔(1)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ سوال اور دعا پورے اخلاص کے ساتھ صرف اور صرف اسی سے کرو۔(2)

عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ پورے اخلاص کے ساتھ اس کے لیے مخلص ہو جاؤ۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ میں رَبُّ کو مجرور پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کے تحت کہا: کہ اس سے مراد وجہ اللیل اور وجہ النہار ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ کا مفہوم ہے انہیں چھوڑ دیجئے۔ ان سے اعراض کر لیجئے۔ وَقُلْ سَلَامٌ (اور کہیے تم سلامت رہو) فرمایا یہ حکم جنگ کی اجازت سے پہلے کا ہے۔ واللہ اعلم۔

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ۝۱۱ اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ۝۱۲ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۳ يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ۝۱۴ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝۱۵ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝۱۶

”آپ چھوڑ دیں مجھے اور ان جھٹلانے والے مال داروں کو اور انہیں تھوڑی سی مہلت دیں۔ ہمارے پاس ان کے لیے بھاری بیڑیاں اور بھڑکتی آگ ہے۔ اور غذا جو گلے میں پھنس جانے والی ہے اور دردناک عذاب۔ (یہ اس روز) جس دن لرزنے لگیں گے زمین اور پہاڑ اور پہاڑ ریت کے بہتے ٹیلے بن جائے گے۔ (اے اہل مکہ!)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 (3370)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 343 (6862)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہم نے بھیجا ہے تمہاری طرف ایک (عظیم الشان) رسول تم پر گواہ بنا کر جیسے ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰ کو) رسول بنا کر بھیجا۔ پس نافرمانی کی فرعون نے رسول کی تو ہم نے اس کو بڑی سختی سے پکڑ لیا"۔

امام ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی وَ ذَرْنِیْ وَ الْمُكَذِّبِیْنَ اُولِی النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا۝ تو انہیں تھوڑی سی مہلت ہوئی۔ یہاں تک کہ پھر غزوۂ بدر ہوا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک مومن فقراء مومن اغنیاء (دولت مند لوگ) سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے دولت مندوں کو گھٹنوں کے بل بٹھاتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔ انہیں کہا جائے گا بے شک تم اہل دنیا کے ملوک اور ان کے احکام تھے۔ پس جس طرح کے تم نے وہاں عمل کیے ہیں ویسا میں نے تمہیں (بدلہ) عطا کیا ہے۔ اور وَ مَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا۝ کے تحت کہا کہ انہیں جنگ تک مہلت دے دو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے وَ ذَرْنِیْ وَ الْمُكَذِّبِیْنَ الآیہ کے تحت کہا ہے کہ بے شک انہیں اللہ تعالیٰ کی طلب اور حاجت ہے۔ اور اِنَّ لَدَیْنَاۤ اَنْكَالًا کے تحت فرمایا کہ ان کے لیے ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ اَنْكَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔

امام احمد نے الزہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اَنْكَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

ابن جریر اور بیہقی نے البعث میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَنْكَالًا سے مراد آگ کی بیڑیاں ہیں۔(4)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سلیمان تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اَنْكَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں۔ قسم بخدا! یہ انتہائی بھاری ہیں، یہ کبھی جدا نہیں ہوں گی۔ پھر وہ رونے لگے۔(5)

عبد بن حمید نے ابوعمران جونی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَنْكَالًا سے مراد بیڑیاں ہیں، قسم بخدا! یہ کبھی ان سے نہیں کھلیں گی۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 636(8757)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 161، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 217(35468)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 161

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358(3369)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، عبد اللہ نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں بیان کیا ہے کہ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس کھانے کے کانٹے ہوں گے، وہ حلق کو پکڑے گا، نہ نیچے اترے گا اور نہ ہی حلق سے باہر نکلے گا۔(1)

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ سے مراد زقوم کا درخت ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں، ہناد، عبد بن حمید اور محمد بن نصر رحمہم اللہ نے حضرت حمران رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًاۙ۝ وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّ عَذَابًا اَلِيْمًا۝ تو جب آپ اَلِيْمًا پر پہنچے تو آپ پر غشی طاری ہوگئی۔(3)

ابو عبید نے فضائل میں، امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے نعت الخائفین میں، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے الشریعہ میں، ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حمران بن اعین کی سند سے ابوحرب بن ابی الاسود سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اِنَّ لَدَيْنَاۤ اَنْكَالًا وَّ جَحِيْمًا۝ پڑھتے سنا۔ تو آپ بے ہوش ہو گئے۔(4)

امام حاکم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَثِيْبًا مَّهِيْلًا۝ کے تحت کہا: کہ جھیل سے مراد وہ ہے کہ جب آپ اس سے کچھ چیز لے لیں تو اس کا دوسرا حصہ تیرے پیچھے چلا آئے (یہاں مراد ریت کے بہتے ہوئے ٹیلے ہیں)(5)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا۝ سے مراد بہنے والی ریت ہے اور اَخْذًا وَّبِيْلًا۝ سے مراد شدید گرفت ہے۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے انہیں کہا: کہ مجھے اَخْذًا وَّبِيْلًا۝ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد ایسی شدید گرفت ہے جس سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہ ہو۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

خِزْیُ الْحَيَاةِ وَخِزْیُ الْمَمَاتِ وَكُلًّا اَرَاهُ طَعَامًا وَبِيْلًا

"زندگی کی ذلت ہو یا موت کی رسوائی ہر ایک کو میں شدید ضرر رساں کھانا یقین کرتا ہوں"۔

فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَاۖ۝ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا۝ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ

1۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3867)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ کتاب الزہد، صفحہ 36، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 162، دار احیاء التراث العربی بیروت
5۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3867)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 63-162

اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾ اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖؗ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٠﴾

"(ذرا سوچو) کہ تم کیسے بچو گے اگر تم کفر کرتے رہے اس روز جو بچوں کو بوڑھا بنا دے گا۔ (اور) آسمان پھٹ جائے گا اس (کے ہول) سے، اللہ کا وعدہ تو پورا ہو کر رہے گا۔ یقیناً یہ (قرآن) نصیحت ہے۔ پس اب جس کا جی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کی طرف سیدھا راستہ۔ بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ (نماز میں) قیام کرتے ہیں کبھی دو تہائی رات کے قریب، کبھی نصف رات اور کبھی تہائی رات اور ایک جماعت ان سے جو آپ کے ساتھ ہیں وہ بھی (یونہی قیام کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ہی چھوٹا بڑا کرتا رہتا ہے رات اور دن کو۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اس نے تم پر مہربانی فرمائی پس تم اتنا قرآن پڑھ لیا کرو جتنا تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ بیمار ہوں گے اور کچھ سفر کرتے ہوں گے زمین میں تلاش کر رہے ہوں گے اللہ کے فضل (رزق حلال) کو اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہوں گے۔ تو پڑھ لیا کرو قرآن سے جتنا آسان ہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہا کرو۔ اور جو (نیکی) تم آگے بھیجو گے اپنے لیے تو اسے اللہ کے پاس موجود پاؤ گے یہی بہتر ہے اور (اس کا) اجر بہت بڑا ہوگا۔ اور مغفرت طلب کیا کرو اللہ تعالیٰ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبَا ﴿١٧﴾ کے تحت کہا ہے تم اس دن سے کیسے بچو گے اگر تم کفر کرتے رہے۔ فرمایا: قسم بخدا! وہ قوم اس دن نہیں بچ سکے گی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (1)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 359 (3374) مختصراً، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے اسی آیت کے تحت یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کون سی نماز کے سبب تم اس دن سے بچ سکو گے؟ اور کون سے روزے کے ذریعے تم بچ سکو گے؟

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَا ﴿١٠﴾ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن نداد ینے والا نداد ے گا کہ ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے کی جماعت آتش جہنم کے لیے نکالی جائے گی۔ پس اسی وجہ سے یہ دن بچوں کو بوڑھا بنادے گا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہمارا رب حضرت آدم علیہ السلام کو بلائے گا اور فرمائے گا: اے آدم! جہنم کے لیے گروہ نکالو۔ تو وہ عرض کریں گے: اے پروردگار! میں نہیں جانتا مگر وہی جو تم نے مجھے سکھایا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے کا گروہ جہنم کے لیے نکالو۔ چنانچہ انہیں جہنم کی طرف ہانک دیا جائے گا درآنحالیکہ وہ رزق کو جمع کرنے والے ہوں گے اس وقت کی طرح۔ اور جب جہنم کا گروہ نکلے گا تو ہر بچہ بوڑھا ہو جائے گا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبَا ﴿١٠﴾ تو فرمایا: وہ قیامت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کو فرمائے گا۔ اٹھو اور اپنی اولاد میں سے جہنم کی طرف ایک جماعت بھیجو۔ تو وہ عرض کریں گے اے میرے پروردگار! وہ کتنے ہوں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے اور ایک نجات پا جائے گا۔ پس یہ مسلمانوں پر انتہائی گراں اور شدید گزرا۔ تو جب آپ نے ان کے چہروں پر خوف و ہراس کے آثار دیکھے تو فرمایا: بے شک اولاد آدم تو کثیر ہے اور یاجوج ماجوج بھی اولاد آدم میں سے ہیں اور ان میں سے کوئی آدمی نہیں مرے گا یہاں تک کہ اس کی صلب کے ہزار آدمی وارث بن جائیں۔ پس ان میں اور ان جیسے لوگوں میں تمہارے لیے لشکر ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ کے تحت فرمایا کہ یوم قیامت کے سبب آسمان بوجھل اور بھاری ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آسمان اس کے سبب ثقیل اور وزنی ہو جائے گا۔

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ اس کے سبب آسمان بھر جائے گا اور یہ معنی حبشی زبان کے مطابق ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن کے سبب آسمان انتہائی ثقیل اور وزنی ہو جائے گا۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 119، مطبعۃ السعادۃ مصر 2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 366(12034)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 165، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یوم قیامت کے سبب آسمان پھٹ جائے گا۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے مُنْفَطِرٌۢ بِهٖ کے بارے پوچھا۔تو آپ نے فرمایا: یوم قیامت کے خوف سے آسمان پھٹ جائے گا۔نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

طَبَّاهُنَّ حَتّٰی اَعْرَضَ اللَّیْلَ دُوْنَهَا　　اَفَاطِیْرُ وَسُمِّیَ رُوَاءً جُذُوْرُهَا

''اس نے انہیں کھینچا یہاں تک کہ رات کے وقت ان کے نیچے پھٹنیں ظاہر ہوئیں اوران کی جڑوں کو سیرابی کا نام دیا گیا''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ (کے خوف) کے سبب آسمان بھاری اور ثقیل ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی اخذ کیا ہے کہ اس دن کی شدت اور اس کے خوف کے سبب آسمان بوجھل ہو جائے گا۔اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ رَبَّكَ یَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ کے تحت آپ نے فرمایا: بے شک آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ قیام کرتے ہیں تقریباً رات کے دو ثلث، تقریباً رات کا نصف اور تقریباً رات کا ایک ثلث۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما دونوں سے عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تم ہرگز اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر قیام کے بارے میں رخصت نازل فرمائی ہے۔اور عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ کے تحت فرمایا کہ تم رات کو قیام کرنے کی ہرگز طاقت نہیں رکھتے۔فَتَابَ عَلَیْكُمْ، فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے مومنین کی خصال کے بارے میں ہمیں خبر دی۔ اور فرمایا عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰی الی آخر الآیہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سورت کی ابتدا میں رات کا قیام فرض کیا گیا۔پس حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے قیام کیا یہاں تک کہ ان کے پاؤں پھول گے۔اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کی آخری آیات کو ایک سال تک روکے رکھا۔پھر اس سورت کے آخر میں تخفیف اور رخصت نازل فرمائی۔ ارشاد فرمایا عَلِمَ اَنْ سَیَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰی ۙ وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ۔ پس اس کے سبب جو کچھ اس سے پہلے تھا وہ سب منسوخ ہو گیا۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ یہ دونوں لازم فرض ہیں ان دونوں میں کوئی رخصت نہیں۔

عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُۙ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًاۙ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی مکمل ایک سال تک قیامت فرماتے

رہے۔ یہاں تک کہ ان کے پاؤں متورم ہو گئے۔ پھر سال گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآىِٕفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَ اللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖؗ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس قیام کو فرض ہونے کے بعد اسے نفل بنا دیا اور رات کا قیام ضروری ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۙ قُمِ الَّيْلَ الآیہ کے تحت کہا: کہ وہ اسی حکم پر سال بھر ٹھہرے رہے اور یہ ان پر انتہائی مشقت آمیز ثابت ہوا اور ان کے پاؤں متورم ہو گئے۔ پھر سورت کے آخر نے اس حکم کو منسوخ کر دیا یعنی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ کے بارے فرمایا: یہ سو آیتیں ہیں۔(1)

امام دارقطنی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے اور ان دونوں نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے: حضرت قیس نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو آپ نے پہلی رکعت میں الحمد للہ اور سورۂ البقرہ کی پہلی آیت پڑھی۔ پھر رکوع کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ۔(2)

امام احمد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم فاتحۃ الکتاب اور قرآن کریم میں سے جو آسان ہو وہ پڑھیں۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کے بعد کوئی ایسی حالت نہیں جس پر مجھے موت آئے اور وہ میرے نزدیک اس حالت سے زیادہ پسندیدہ ہو کہ مجھے موت آئے اور میں اپنے کجاوے کے دو حصوں کے درمیان ہوں اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کر رہا ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مال کمانے والا نہیں جو کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر کی طرف طعام (گندم وغیرہ) لے کر آتا ہے اور اسے اس دن کے نرخ کے مطابق فروخت کرتا ہے مگر اس کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہید کے مرتبہ کی طرح ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَ اٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 29 (10940)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 38، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 60

آیاتہا ۵۶ | سُوْرَۃُ الْمُدَّثِّرِ مَکِّیَّۃٌ ۷۴ | رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْ ۝۳ وَ ثِیَابَکَ فَطَہِّرْ ۝۴ وَالرُّجْزَ فَاہْجُرْ ۝۵ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ ۝۶ وَ لِرَبِّکَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۝۸ فَذٰلِکَ یَوْمَئِذٍ یَّوْمٌ عَسِیْرٌ ۝۹ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ غَیْرُ یَسِیْرٍ ۝۱۰

”اے چادر لپیٹنے والے! اٹھیے اور (لوگوں کو) ڈرایئے۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔ اور اپنے لباس کو پاک رکھیے۔ اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔ اور کسی پر احسان نہ کیجئے زیادہ لینے کی نیت سے۔ اور اپنے رب (کی رضا) کے لیے صبر کیجئے۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ دن بڑا سخت دن ہوگا۔ کفار پر آسان نہ ہوگا“۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۃ المدثر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام طیالسی، عبد الرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں بیان کیا ہے کہ میں نے قرآن کریم میں سب سے اول نازل ہونے والے کے بارے حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یٰۤاَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ میں نے کہا: (لوگ) کہتے ہیں۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ (العلق: 1) تو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسی کے بارے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اور میں نے انہیں اسی طرح کہا جیسے تو نے کہا ہے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھ سے کچھ بیان نہیں کروں گا مگر وہی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بیان فرمایا ہے۔ سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں غار حراء میں خلوت نشین تھا۔ جب میں نے اپنی خلوت کی مدت پوری کر لی تو مجھے ندا دی گئی۔ اور میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا۔ لیکن کوئی شے نہیں دیکھی۔ پھر اپنی بائیں جانب نظر کی اور ادھر بھی کوئی شے نہ دیکھی۔ پھر اپنی پیچھے کی جانب دیکھا مگر کوئی شے نہ پائی پھر میں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو وہ فرشتہ دیکھا جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ تو میں اس کے رعب کی وجہ سے ڈر گیا اور میں واپس لوٹ کر آیا اور کہا: مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو۔ پھر یہ آیات نازل

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوئیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے قریش کو کھانے کی دعوت دی۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو اس نے کہا: تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو ان میں سے بعض نے کہا: یہ ساحر ہے۔ اور بعض نے کہا ساحر نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا یہ کاہن ہے۔ اور بعض نے کہا: یہ کاہن نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا: یہ شاعر ہے اور بعض نے کہا شاعر نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا: یہ جادو ہے جو پہلوں سے چلا آ رہا ہے۔ پس ان میں اس پر اتفاق رائے ہو گیا کہ یہ جادو ہے جو پہلوں سے چلا آ رہا ہے۔ جب یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نکلے اور اپنا سر ڈھانپ لیا اور چادر اوڑھ لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ پر یہ امر لازم کر دیا گیا ہے، پس آپ اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ فرمایا: آپ ﷺ کپڑے میں لپٹے پڑے تھے۔ یعنی ایسی چوڑی چادر جس کا رواں چھوٹا تھا۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ (اور اپنے لباس کو) گناہ سے پاک رکھیے۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ اور گناہ سے دور رہیے۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۪ۙ فرمایا: آپ کوئی شے نہ دیجئے (اس غرض سے) کہ آپ کو اس سے زیادہ دی جائے گی۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ؕ جب آپ کو کوئی عطیہ دیا جائے تو اسے اپنے رب کے لیے دے دیجئے اور خود صبر کیجئے۔ یہاں تک کہ وہی ہو جو وہ آپ کو اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ اے اپنے کپڑوں میں لپٹنے والے! قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ اٹھیے اور اپنے رب کے عذاب، اس کے سابقہ امم میں واقع ہونے اور اس کی سزا کی شدت سے ڈرائیے جب کہ وہ انتقام لے۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ اپنے کپڑوں کو گناہوں سے پاک رکھیے یہ عربی کلمہ ہے۔ عربوں میں جب کوئی آدمی عہد توڑتا اور اپنے عہد کو پورا نہ کرتا تو وہ کہتے "اِنَّ فُلَانًا لَدَنِسُ الثِّیَابِ" بے شک فلاں کپڑوں کو میلا اور داغ دار کرنے والا ہے۔ اور جب کوئی وعدہ کو پورا کرتا اور اصلاح کرتا تو کہتے "اِنَّ فُلَانًا لَطَاهِرُ الثِّیَابِ" بے شک فلاں کپڑوں کو پاک رکھنے والا ہے۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ یہ دو بت تھے جو بیت اللہ شریف کے پاس تھے یعنی اساف اور نائلہ مشرکوں میں سے جو بھی ان کے پاس آتا وہ ان کے چہروں کو مس کرتا اور صاف کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا: کہ آپ (حسب سابق) انہیں چھوڑے رکھیے اور ان سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 125 (11250)، مکتبۃ العلوم، الحکم بغداد
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3868)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایک طرف رکھیے۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۟ فرمایا: آپ دنیوی فوائد اور منافع حاصل کرنے کے لیے کسی کو کوئی شے عطا نہ کیجئے۔ اور نہ ہی لوگوں سے بہتر جزا اور بدلہ لینے کی خاطر کسی کو کچھ دیجئے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۟ کا معنی ہے اپنے رب کی عظمت بیان کیجئے۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۟ مراد آپ کی ذات ہے۔ یعنی اپنے نفس کو پاک رکھیے وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۟ فرمایا شیطان اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا کہیں جب ہم نماز میں شروع ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کے ساتھ ہمیں نماز میں شروع ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۟ اے سونے والے! وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۟ آپ کے کپڑے ایسے نہ ہوں جو آپ باطل کی کمائی سے پہنتے ہوں۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۟ اور آپ (حسب سابق) بتوں سے دور رہیے۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۟ آپ کسی کو عطیہ نہ دیجئے جس کے عوض آپ اس سے افضل کی تلاش اور آرزو رکھتے ہوں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۟ اور آپ اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھیے۔ اسی کو کلام عرب میں نقی الثیاب (کپڑوں کی صفائی) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۟ اپنے آپ کو غدر سے محفوظ رکھیے اور آپ غدار (دھوکہ باز) نہ ہو جائیے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے الوقف والابتداء (میں) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۟ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے آپ خیانت اور فسق و فجور کا لباس نہ پہنیے۔ پھر فرمایا کیا تم غیلان بن سلمہ کا قول نہیں سنتے ہو:

اِنِّی بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا ثَوْبَ فَاجِرٍ　　لَبِسْتُ وَلَا مِنْ غَدْرَةٍ اَتَقَنَّعُ

"بحمد اللہ! میں نے نہ فسق و فجور کا لباس پہنا ہے اور نہ ہی خیانت و بدعہدی کا کپڑا اوڑھا ہے"۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 77-76-73-172، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 76-75-174
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3869)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 173

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنا عہد توڑتا تھا تو وہ کہا کرتے فلاں نے کپڑے میلے اور داغدار کر دیئے (فلاں دنس الثیاب)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۝ کے تحت ابورزین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اپنے عمل کی اصلاح کیجئے۔ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی حسن عمل کا مظاہرہ کرتا تو وہ اسے کہا کرتے: فُلَانَ طَاهِرُ الثِّيَابِ۔ فلاں کپڑوں کو پاک وصاف رکھنے والا ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: آپ اپنے عمل کی اصلاح کیجئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: آپ نہ کاہن ہیں اور نہ ساحر ہیں۔ پس آپ اس سے اعراض کیجئے۔ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۝ اور بتوں سے دور رہیے۔ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۝ اور آپ بطور احسان اس امید پر کوئی شے نہ دیجئے کہ آپ کو اس سے افضل ثواب ملے گا۔ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۝ اور جس پر آپ کو ستایا جائے اس پر آپ اپنے رب کے لیے صبر کیجئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۝ آپ اپنے آپ کو پاک رکھیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مراد آپ کا وہ لباس نہیں ہے جو آپ پہنتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: آپ اپنے خلق کو پاک کیجئے اور حسین بنائیے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن مرثد رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بکری کی اوجھ پھینکی گئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ۝ آپ اپنے لباس کو پاک کر لیجے۔

امام طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے الرِّجْزَ کو راء کے کسرہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے پڑھا۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۝ یعنی راء کو رفع کے ساتھ اور فرمایا: یہ بت ہیں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے مصحف ابی میں پڑھا ہے: وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۝۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۝

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 154 (34918)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 95 (10070)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 275 (2992)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کے ضمن میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ کسی کو کوئی شے نہ دیں تا کہ آپ کو اس سے زیادہ دیا جائے۔ بلاشبہ یہ حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل کیا گیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے آپ کسی کو کوئی شے نہ دیں تا کہ آپ کو اس سے زیادہ دیا جائے اور یہ حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور عوام الناس کو وسعت دی گئی ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے آپ کسی آدمی کو اس امید پر کوئی شے نہ دیں کہ وہ آپ کو اس سے زیادہ دے گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اپنے نزدیک اپنے عمل کو عظیم نہ قرار دیں کہ آپ خیر اور نیکی کو کثیر سمجھنے لگیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے آپ یہ نہ کہیں: میں نے انہیں دعوت دی ہے اور اسے مجھ سے قبول نہیں کیا گیا۔ واپس لوٹیے اور انہیں دعوت دیجئے۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۝ اور اس پر اپنے رب کے لیے صبر کیجئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۝ کا معنی ہے جب صور میں پھونکا جائے گا۔ اور يَوْمٌ عَسِيْرٌ۝ کا معنی ہے انتہائی شدید اور سخت دن۔(2)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۝ کا معنی ہے جب صور میں پھونکا جائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت ابو مالک اور حضرت عامر رحمہم اللہ تعالیٰ تمام سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ناقور سے مراد صور ہے اور یہ بگل کی طرح کی کوئی شے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۝ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کیسا انعام فرمایا ہے۔ حالانکہ صور پھونکنے والا فرشتہ سینگ کو منہ میں ڈالے اور اپنا چہرہ ٹیڑھا کیے یہ سننے کے لیے منتظر ہے کہ اسے کب حکم دیا جاتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیسے کہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا"۔(4)

امام ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت زرارہ بن اوفی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری امامت کرائی اور سورۂ مدثر کی قرأت کی۔ جب اس آیت پر پہنچے: فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۝ تو مردہ ہو کر گر پڑے اور میں انہیں اٹھانے والوں میں شامل تھا۔(5)

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 128 (12672)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 180,81، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 362 (3382)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 128 (12671)

5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3871)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر فرمایا جن پر عذاب کی مشقت اور تنگی ہوگی فرمایا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾۔

ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِيْنَ
شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ
لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ
كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾
ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا
قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا
تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَمَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ النَّارِ
اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۪ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ
الْكٰفِرُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ وَمَا هِيَ اِلَّا
ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ اِذَاۤ
اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ
يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾

"آپ چھوڑ دیجئے مجھے اور جس کو میں نے تنہا پیدا کیا ہے۔ اور دے دیا ہے اس کو مال کثیر۔ اور بیٹے دیئے ہیں جو پاس رہنے والے ہیں۔ اور مہیا کر دیا ہے اسے ہر قسم کا سامان۔ پھر طمع کرتا ہے کہ میں اسے مزید عطا کروں۔ ہرگز نہیں، وہ ہماری آیتوں کا سخت دشمن ہے۔ میں اسے مجبور کروں گا کہ وہ کٹھن چڑھائی چڑھے۔ اس نے غور کیا اور

پھر ایک بات طے کرلی۔ اس پر پھٹکار، اس نے کتنی بری بات طے کی۔ اس پر پھر پھٹکار، کیسی بری بات اس نے طے کی۔ پھر دیکھا۔ پھر منہ بسورا اور ترش رو ہوا۔ پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا۔ پھر بولا یہ نہیں ہے مگر جادو جو پہلوں سے چلا آتا ہے۔ یہ نہیں مگر انسان کا کلام۔ عنقریب میں اسے جہنم میں جھونکوں گا۔ اور تو کیا سمجھے کہ جہنم کیا ہے۔ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔ جھلسا دینے والی آدمی کی کھال کو۔ اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔ اور ہم نے نہیں مقرر کیے آگ کے داروغے مگر فرشتے اور نہیں بنایا ہم نے ان کی تعداد کو مگر آزمائش ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا، تاکہ یقین کرلیں اہل کتاب اور بڑھ جائے اہل ایمان کا ایمان اور نہ شک میں مبتلا ہوں اہل کتاب اور مومن اور تاکہ کہنے لگیں جن کے دلوں میں روگ ہے اور کفار کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے اس بیان سے۔ یونہی اللہ تعالیٰ (ایک ہی بات سے) گمراہ کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اور کوئی نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو بغیر اس کے اور نہیں ہے یہ بیان مگر نصیحت لوگوں کے لیے۔ ہاں ہاں! چاند کی قسم! اور رات کی قسم! جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے۔ اور صبح کی قسم! جب روشن ہو جائے۔ یقیناً دوزخ بڑی آفتوں میں سے ایک آفت ہے۔ ڈراوا ہے لوگوں کے لیے۔ ان کے لیے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں یا پیچھے رہنا چاہتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے: ذَرۡنِیۡ وَ مَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا ﴿۱۱﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اس آیت میں وَحِیۡدًا ﴿۱۱﴾ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اس کی ماں کے بطن سے تنہا پیدا کیا نہ اس کا کوئی مال تھا اور نہ ہی اولاد۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مال و اولاد، دولت و ثروت اور وافر حیوانوں کی صورت میں رزق عطا فرمایا۔ کَلَّا ؕ اِنَّہٗ کَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیۡدًا ﴿۱۶﴾ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر اور ان کا انکار کرتا ہے۔ اِنَّہٗ فَکَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے کہا: جو کچھ اس آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا ہے میں اس کے بارے غور و فکر کرتا رہا۔ تو میں نے یہ پایا کہ وہ شعر نہیں۔ بلاشبہ اسی کلام میں خاص حلاوت اور شیرینی ہے انتہائی حسین اور پر رونق ہے اور درجہ و رتبہ میں یہ بلند ہے۔ اس پر کوئی بلند نہیں۔ اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سحر (جادو) ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: فَقُتِلَ کَیۡفَ قَدَّرَ ﴿ۙ۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ کَیۡفَ قَدَّرَ ﴿ۙ۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿ۙ۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿ۙ۲۲﴾ فرمایا اس کا معنی ہے اس نے منہ بسورا، تیوری چڑھائی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں وَحِیۡدًا ﴿۱۱﴾ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے کہ ذَرۡنِیۡ وَ مَنۡ خَلَقۡتُ وَحِیۡدًا ﴿۱۱﴾ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور وَحِیۡدًا ﴿۱۱﴾ کے بارے فرمایا: میں نے اسے تنہا پیدا کیا یعنی نہ اس کے پاس مال تھا اور نہ ہی اولاد۔ وَّ جَعَلۡتُ لَہٗ مَالًا مَّمۡدُوۡدًا ﴿۱۲﴾ اور میں نے اسے مال کثیر یعنی ہزار دینار دے دیئے۔ وَّ بَنِیۡنَ اور بیٹے اور وہ دس تھے۔ شُہُوۡدًا ﴿۱۳﴾ فرمایا: پاس رہنے والے جو اس سے غائب نہیں ہوتے ہیں۔

وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًاۙ۝۱۴ اور میں نے اس کے لیے مال واولاد کو پھیلا دیا (یعنی کثرت سے یہ نعمت عطا فرمائی)۔ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَۗ۝۱۵ كَلَّا پھر طمع کرتا ہے کہ میں اسے مزید عطا کروں۔ ہرگز نہیں۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پھر وہ مسلسل اپنے مال واولاد میں نقصان اور خسارہ دیکھنے لگا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہوگیا۔ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًاؕ۝۱۶ بے شک وہ ہماری آیات کے بارے بغض وعداوت رکھتا ہے اور انہیں اجنبی قرار دینے والا ہے۔ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًاؕ۝۱۷ میں اسے عذاب کی مشقت اٹھانے پر مجبور کردوں گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: آیت میں وَحِيْدًاۙ۝ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ اور وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًاۙ۝۱۳ کے تحت کہا: اس کے تیرہ بیٹے تھے۔ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَۗ۝ كَلَّا فرمایا: اس آیت کے نازل ہونے کے دن کے بعد اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور سوائے اس مال کے جو اس کے پاس تھا اس کے مال میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًاؕ۝ کیونکہ وہ ہماری آیات کو محض مشقت اور صعوبت گمان کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان آیات کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان میں وحید سے مراد ولید بن مغیرہ بن ہشام مخزومی ہے۔ اس کے تیرہ بیٹے تھے اور تمام کے تمام گھر کے مالک تھے۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًاؕ۝۱۶ تو وہ مسلسل اپنی ذات، مال اور اپنی اولاد کے لحاظ سے دنیا سے تنزل اور خاتمے کی جانب بڑھنے لگا، یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا سے نکال دیا۔

ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَالًا مَّمْدُوْدًاۙ۝۱۲ مال کثیر سے مراد ہزار دینار ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَالًا مَّمْدُوْدًاۙ۝۱۲ سے مراد دس لاکھ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور دینوری رحمہم اللہ نے المجالسہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًاۙ۝۱۲ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: مسلسل کئی مہینوں کا غلہ۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت نعمان بن سالم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَالًا مَّمْدُوْدًاۙ۝۱۲ سے مراد زمین ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًاؕ۝۱۷ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔ اہل جہنم کو اس پر چڑھنے کا پابند کیا جائے گا۔ پس جب بھی وہ اپنے ہاتھ اس پر رکھیں گے تو وہ پگھل جائے گا۔ اور جب وہ انہیں اٹھائیں گے تو وہ وہیں لوٹ آئے گا جہاں پہلے تھا۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا۔ تو اس نے اسے خوب نرم کردیا۔ یہ خبر ابوجہل کے پاس پہنچی۔ تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے میرے چچا! بلاشبہ تیری قوم یہ ارادہ رکھتی ہے کہ وہ تیرے لیے مال جمع کریں۔ تا کہ وہ مال تجھے دے سکیں۔ کیونکہ تو محمد (ﷺ) کے پاس آیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 85-181، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 183

تا کہ تو جو کچھ اس سے پہلے تھا اس سے اعراض کرے۔ تو ولید نے کہا: تحقیق قریش جانتے ہیں کہ میں ان کی نسبت زیادہ اور وافر مال رکھتا ہوں۔ تو ابو جہل نے کہا: تو پھر اس کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو۔ جو تیری قوم تک پہنچے تو وہ یقین کرلیں کہ تو بلاشبہ منکر ہے یا پھر تو اسے انتہائی ناپسند کرتا ہے۔ اس نے کہا: میں اس کے بارے کیا کہوں؟ قسم بخدا! تم میں سے کوئی آدمی بھی نہیں جو شعر کے بارے مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور نہ ہی کوئی شعر کے رجز اور اس کے قصیدہ کے بارے مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور نہ ہی شاعر الجن کے بارے کوئی زیادہ واقف ہے۔ قسم بخدا! جو کچھ وہ کہتا ہے وہ ان میں سے کسی شے کے مشابہ نہیں ہے۔ اور قسم بخدا! بلاشبہ اس کا وہ قول جو وہ کہتا ہے انتہائی شیریں اور حلاوت انگیز ہے۔ اس پر انتہائی حسن اور رونق ہے۔ بلاشبہ اس کی شاخیں پھل دار ہیں اور اس کی جڑیں انتہائی گہری ہیں اور بلاشبہ وہ غالب اور بلند ہے اور اس پر کوئی شے غالب نہیں اور بلاشبہ یہ اپنے ماتحت کو توڑ دیتا ہے۔ ابو جہل نے کہا: تیری قوم تجھ سے راضی نہیں ہوگی یہاں تک کہ تو اس کے بارے کچھ تو کہے۔ ولید نے کہا: سو مجھے چھوڑ دو تا کہ میں کچھ غور و فکر کرلوں۔ پس اس نے سوچ و بچار کی۔ پھر جب غور و فکر کر چکا تو اس نے کہا: یہ تو سحر (جادو) ہے جو پہلوں سے چلا آرہا ہے اور یہ اسے دوسروں سے نقل کر رہے ہیں۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ ۔(1)

امام ابن جریر، ابونعیم نے حلیہ میں عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اس روایت کو حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے، تو ولید بن مغیرہ نے قریش کو جمع کیا اور کہا: تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہو گے۔ تو بعض نے کہا: وہ شاعر ہے اور بعض نے کہا: وہ کاہن ہے۔ تو ولید نے کہا: میں نے شاعر کا قول بھی سنا ہوا ہے اور کاہنوں کا کلام بھی سنا ہے۔ یہ اس کی مثل نہیں ہے۔ تو لوگوں نے کہا پھر تو کیا کہتا ہے؟ راوی نے کہا: پس وہ کچھ وقت غور و فکر اور سوچ بچار کرتا رہا۔ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ ۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ولید بن مغیرہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے قرآن کریم کے بارے میں کچھ پوچھا۔ جب آپ نے اسے بتایا تو پھر وہ قریش کے پاس گیا اور کہا: باعث تعجب ہے وہ کلام جو ابن ابی کبشہ کہتا ہے۔ قسم بخدا! نہ وہ شعر ہے اور نہ سحر اور نہ ہی وہ کسی مجنون کی ہذیات ہیں۔ بے شک ان کی گفتگو اس کے بارے ہے جو کلام الٰہی ہے۔ جب قریش کی جماعت نے اس سے یہ گفتگو سنی۔ تو وہ اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے قسم بخدا! اگر ولید صابی ہو گیا، تو قریش یقیناً صابی ہو جائیں گے (یعنی اپنا دین بدل لیں گے) جب یہ بات ابو جہل نے سنی تو اس نے کہا: قسم بخدا! میں اس کے بارے تم تمام کی جانب سے کافی ہوں۔ چنانچہ وہ اٹھا اور ولید کے گھر چلا گیا۔ اس نے ولید سے کہا: کیا تو نے اپنی قوم کو نہیں دیکھا، انہوں نے تیرے لیے صدقہ جمع کیا

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3872)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے؟ تو اس نے جواب دیا: کیا میں ان سے زیادہ مال واولاد والا نہیں ہوں؟ تو ابوجہل نے اسے کہا: وہ باتیں کر رہے ہیں کہ تو علی ابن ابی قحافہ کے پاس جاتا ہے۔ تاکہ اس کے کھانے میں تو بھی شامل ہو جائے۔ تو پھر ولید نے کہا: میرا خاندان اس طرح کی باتیں کرتا ہے۔ تو قسم بخدا! میں ابن ابی قحافہ، عمر اور ابن ابی کبشہ میں سے کسی کے بھی قریب تک نہ جاؤں گا۔ اس کا قول نہیں ہے مگر ایسا سحر (جادو) جو پہلوں سے آرہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿۱۱﴾ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ﴿۱۲﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿۱۳﴾ وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿۱۶﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿۱۷﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ ۔(1)

امام ابن جریر اور ہناد بن سری نے الزہد میں اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عَنِيدًا ﴿۱۶﴾ کا معنی جَحُودًا ہے۔ یعنی بہت زیادہ انکار کرنے والا۔(2)

امام احمد، ابن منذر، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَعُودًا جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر ستر خریف تک چڑھتا رہے گا اور پھر گر جائے گا اور ہمیشہ اسی کیفیت سے دوچار رہے گا۔(3)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ صَعُودًا جہنم میں ایک چٹان ہے کہ جب وہ اپنے ہاتھ اس پر رکھیں گے تو وہ پگھل جائے گی۔ اور جب وہ انہیں اٹھالیں گے تو وہ لوٹ آئے گی اور اس کی مشقت سے چھٹکارا اس میں ہے: فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ (البلد)(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ صَعُودًا جہنم میں ایک چٹان ہے جس پر کافر کو اس کے چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ کہ صَعُودًا جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ صَعُودًا جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87-186، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 184
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 185
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 366، (3398)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَعُوْدًا جہنم میں ایک چکنی اور ملائم چٹان ہے جس پر چڑھنے کا اہل جہنم کو مکلف بنایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ صَعُوْدًا سے مراد عذاب کی مشقت ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَبَسَ وَبَسَرَ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں کے درمیان سلوٹیں بنائیں اور منہ بسورا، تیوری چڑھائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یُّؤْثَرُ﴿۲۴﴾ کا مفہوم ہے کہ آپ اسے دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سَقَرَ﴿۲۶﴾ جہنم کا سب سے نیچے والا درجہ ہے، اس میں آگ ہے جس میں زقوم کا درخت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ﴿۲۸﴾ کا معنی ہے نہ وہ زندہ رکھے گی اور نہ ہی مارے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَا تُبْقِیْ کا مفہوم ہے کہ جب وہ انہیں پکڑے گی تو ان میں سے کوئی شے باقی نہیں رہنے دے گی۔ اور جب انہیں نئی جلد سے بدل دیا جائے گا تو وہ نہیں چھوڑے گی پہلا عذاب ان کی طرف پھر جلدی سے بڑھ جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ﴿۲۸﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ اسے مکمل طور پر کھا جائے گی۔ اور جب اس کی خلقت ظاہر ہوگی تو وہ اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ اس پر واقع ہو جائے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم گوشت، ہڈی، رگ اور مغز سبھی کچھ کھا جائے گی اور اس پر کچھ بھی نہیں چھوڑے گی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ﴿۲۹﴾ کا معنی ہے جلد کو جلانے والی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے وہ جلد کو جھلسا دے گی اور اسے جلا دے گی۔ پس اس کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور رات سے بھی زیادہ سیاہ ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کی جلد کو جھلسا دے گی یہاں تک کہ اسے رات سے بھی زیادہ سیاہ کر چھوڑے گی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَوَّاحَةٌ کا معنی ہے جلا دینے والی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 154 (34922)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ایک سے جہنم کے داروغوں کے بارے پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا۔ اللہ ورسولہ اعلم۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اسی کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو اس وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝۳۰۔

امام ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے کچھ اصحاب سے کہا: کیا تمہارے نبی جہنم کے داروغوں کی تعداد جانتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اتنے اور اتنے۔ اور ایک بار اشارہ دس سے کیا اور دوسری بار نو سے (یعنی جہنم کے داروغوں کی تعداد انیس ہے)۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ تو قریش میں سے ایک آدمی جسے ابوالاشدین کہا جاتا ہے۔ اس نے کہا: اے گروہ قریش! تمہیں انیس خوفزدہ نہیں کر سکیں گے۔ میں ان میں سے دس کو اپنے دائیں کندھے کے ساتھ دور ہٹا دوں گا اور نو کو اپنے بائیں کندھے کے ساتھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب ابوجہل نے یہ سنا عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ تو اس نے قریش سے کہا: تمہاری مائیں تمہیں روئیں۔ میں نے ابن ابی کبشہ کو تمہیں یہ خبر دیتے ہوئے سنا ہے کہ جہنم کے داروغے انیس ہیں اور تم کثیر تعداد میں ہو۔ کیا تم میں سے دس دس مل کر جہنم کے داروغوں میں سے ایک آدمی کو پکڑنے سے عاجز ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی مکرم ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ وہ ابوجہل کو لے آئیں۔ سو آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے بطحا مکہ میں پکڑ لیا اور اسے کہا۔ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (القیامۃ)۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ابوجہل نے کہا: اے گروہ قریش! کیا تم میں سے دس افراد یہ طاقت نہیں رکھیں گے کہ وہ جہنم کے داروغوں میں سے ایک پر غالب آجائیں حالانکہ تم کثیر تعداد میں ہو؟(3)

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ازرق بن قیس رحمہ اللہ کی سند سے بنی تمیم کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم ابوعوام کے پاس تھے۔ تو اس نے یہ آیت پڑھی عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ اور کہا: تم کیا کہتے ہو کیا انیس فرشتے یا انیس ہزار؟ میں نے کہا نہیں بلکہ انیس فرشتے۔ تو انہوں نے کہا: تجھے یہ علم کہاں سے آیا؟ ہم نے کہا: اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ تو انہوں نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ وہ انیس فرشتے ہیں، ان میں سے ہر فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے۔ اس کی دو شاخیں ہیں۔ پس وہ

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 400 (3328)، دارالحدیث قاہرہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

اس کے ساتھ ایک ضرب لگائے گا تو اس کے ساتھ ستر ہزار جہنم میں گر جائیں گے اور ان میں سے ہر فرشتے کے دو کندھوں کے درمیان اتنی اتنی مسافت (فاصلہ) ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے عَلَیْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ کے تحت کہا: انہیں فتنہ اور آزمائش بنایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ابوالاشدین جمحی نے کہا: وہ میرے قدم کو بھی نہیں پہنچ سکیں گے یہاں تک کہ میں انہیں جہنم سے دور ہٹا دوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَّ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا کے تحت فرمایا کہ ابوالاشدین نے کہا: تم میرے اور جہنم کے داروغوں کے درمیان سے ہٹ جانا میں تمہاری جانب سے ان کی مشقت کے لیے کافی ہوں۔ فرمایا: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنم کے داروغوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان کی آنکھوں (کی چمک) بجلی کی طرح ہے اور ان کے مونہوں کے دانت مرغ کی خاروں کی طرح ہے۔ وہ انہیں پلکوں سے کھینچ لائیں گے اور ان کی قوت ثقلین (جن وانس) کی مثل ہے۔ ان میں سے لوگوں کے ایک گروہ کو ہانک کر لے آئے گا اور اس کی گردن پر پہاڑ ہوگا حتی کہ وہ انہیں جہنم میں پھینک کر ان کے اوپر پہاڑ پھینک دے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِیَسْتَیْقِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ کا مفہوم یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں بھی ان کی تعداد انیس ہی پاتے ہیں۔ وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِیْمَانًا کہ وہ اس کے ساتھ ایمان لائے جو تعداد ان کی کتابوں میں ہے۔ پس اس سے ان کے ایمان بھی بڑھ جائیں گے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اہل کتاب اس وقت یقین کرلیں گے جب کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد اس کے موافق ہے جو ان کی کتابوں میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب اپنے پاس ہی جہنم کے داروغوں کی تعداد اتنی ہی لکھی ہوئی پاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم نے ان کی کتابوں کی تصدیق کردی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں مثلاً تورات وانجیل وغیرہ کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد انیس ہے۔ وَلِیَقُوْلَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ تاکہ وہ کہیں جن کے دلوں میں نفاق ہے۔ واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ کے تحت کہا: تیرے رب کے لشکروں کی کثرت تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 57 (34183)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 364 (3386)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے ایک آدمی سے اور اس نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کون سی مخلوق اعظم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: فرشتے۔ پھر پوچھا: وہ کس سے پیدا کیے گئے ہیں؟ فرمایا بازوؤں اور سینے کے نور سے۔ فرمایا پھر اس نے دونوں بازو پھیلا دیئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم الفی الفین ہو جاؤ۔ تو ابن جریج سے پوچھا گیا۔ الفی الفین کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ تعداد جس کی کثرت کو شمار نہ کیا جا سکے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شب اسراء کے بارے بتایا اور فرمایا میں اور جبرائیل علیہ السلام آسمان دنیا کی طرف بلند ہوئے تو میں ایک فرشتے کے پاس پہنچا جسے اسماعیل کہا جاتا ہے اور وہی آسمان دنیا کا حاکم ہے۔ اس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں اور ان میں سے ہر فرشتے کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ۝ کا مفہوم ہے کہ یہ آتش جہنم انسان کے لیے نصیحت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ۝ میں اِذْ کو الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ۝ پڑھتے تھے۔

امام ابو عبیدہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کی طرح دبر پڑھا ہے۔

امام ابو عبید، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اذ بغیر الف کے اور ادبر الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ دونوں لفظ حضرت ابی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرأت میں اذا ادبر یعنی دونوں الف کے ساتھ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دبور اللیل سے مراد رات کی تاریکی ہے۔

امام مسدد نے مسند میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ۝ کے بارے پوچھا۔ تو آپ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آیا۔ آپ نے پہلی اذان سنی تو مجھے آواز دی: اے مجاہد! یہ وقت دبر اللیل ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالصُّبْحِ اِذَآ

اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ کا معنی ہے قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو جائے اور اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ فرمایا: بے شک یہ جہنم (بڑی بڑی آزمائشوں میں سے ایک ہے)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهَا میں ھا ضمیر سے مراد جہنم ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهَا میں ھا ضمیر سے مراد جہنم ہے یعنی یہ جہنم بڑی آزمائشوں میں سے ایک ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الامل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہر صبح اور ہر شام ندا دینے والا ندا دیتا ہے: اے لوگو! کوچ کرو کوچ کرو۔ بے شک اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے۔ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ فرمایا: تم میں سے جس کے لیے چاہے موت پہلے آئے۔ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ یا موت مؤخر ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ کے تحت فرمایا ہے کہ تم میں سے جو چاہے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اتباع کرے اور جو چاہے اس سے پیچھے رہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ تم میں سے جو چاہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت میں آگے بڑھے یا اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی میں پیچھے رہے۔

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ
يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ
مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ
الْخَآىِٕضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾
فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾
كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ
مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ
اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَ مَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ
اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 364 (3390)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت

''ہر نفس اپنے عملوں میں گروی ہے۔ سوائے اصحاب یمین کے۔ جو جنتوں میں ہوں گے۔ اہل جنت پوچھیں گے مجرموں سے کہ کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا۔ وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلایا کرتے تھے۔ اور ہم ہرزہ سرائی کرنیوالوں کے ساتھ ہرزہ سرائی میں لگے رہتے۔ اور ہم جھٹلایا کرتے تھے روز جزا کو۔ یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔ پس انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی شفاعت کرنے والوں کی شفاعت۔ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس نصیحت سے روگرداں ہیں۔ گویا وہ بھڑکے ہوئے جنگلی گدھے ہیں۔ جو بھاگے جا رہے ہیں شیر سے۔ بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ ان کو کھلے ہوئے صحیفے دیئے جائیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ دراصل وہ آخرت سے ڈرتے ہی نہیں۔ ہاں ہاں یہ قرآن تو نصیحت ہے۔ پس جس کا جی چاہے نصیحت حاصل کرے۔ اور وہ نصیحت قبول نہیں کریں گے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے، وہی اس قابل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی بخشنے کے لائق ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ کا معنی ہے کہ ہر نفس اپنے عملوں کے سبب پکڑا گیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اصحاب یمین کے سوا تمام کے تمام لوگ معلق ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے (کہ ہر نفس اپنے عملوں میں گروی ہے سوائے اصحاب یمین کے) کہ ان کا محاسبہ نہیں کیا جائے گا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمان ہیں۔

امام عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمانوں کے بچے ہیں (3)۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمانوں کے بچے ہیں۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری دونوں نے مصاحف میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ پڑھتے سنا: فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (کہ جنت میں وہ سوال کریں گے) اے فلاں! مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ (کہ کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا ہے) حضرت عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مجھے لقیط

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 196، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 197

4۔ [illegible] صفحہ 117 (34626) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نے خبر دی ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو سنا۔ انہوں نے بتایا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ یہ آیت اسی طرح پڑھتے تھے۔(1)

امام ابوعبید نے فضائل میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح قرأت کی: "یَا اَیُّهَا الْكُفَّارُ مَاسَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ۝"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَ ۝ فرمایا وہ کہیں گے: جب بھی کوئی گمراہ ہونے والا گمراہ ہوا تو ہم بھی ان کے ساتھ گمراہ ہو گئے اور فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ۝ کے تحت فرمایا: تم جان لو! کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنین کی آپس میں بعض کی بعض کے لیے شفاعت قبول فرمائے گا۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک میری امت میں کچھ لوگ ہیں جن کی شفاعت کے سبب بنی تمیم سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور حسن نے کہا ہے: ربیعہ اور مضر سے زیادہ لوگوں کو یہ فرمایا اور ہم یہ بیان کرتے تھے کہ شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ ۝ یہاں تک ہمیں موت آ گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ۝ کا معنی ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں نہیں پائے گی (یعنی انہیں نفع نہیں پہنچائے گی)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری شفاعت کے ساتھ اہل ایمان جہنم سے نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ اس میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سوائے ان کے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ۝ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَ ۝ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ ۝۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن میمون رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے اس کے بارے بتاؤ جہاں قیامت کے دن حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ختم ہو جائے گی؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو خبر دی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ۝ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِیْنَ ۝ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ ۝ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے یہاں تک ان تک پہنچ جائیں گی جنہوں نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور نہ کبھی کسی مسکین کو کھانا کھلایا۔ اور نہ ہی دوبارہ اٹھائے جانے پر کبھی ایمان لایا۔ پس جب شفاعت ان تک پہنچے گی تو پھر کوئی ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں خیر اور نیکی ہو۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 366 (3399)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 365 (3391-92)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اہل نار میں سے کم درجے والے کو لایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو فرمائے گا: کیا تو سونے چاندی سے بھری ہوئی زمین بطور فدیہ دے سکتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں! اگر میں اس پر قادر ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ میں تجھے اس کی رغبت دلاتا تھا جو تجھ پر انتہائی آسان تھا کہ تو مجھ سے سوال کر، میں تجھے عطا کروں گا۔ تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تیری مغفرت فرما دوں گا اور تو مجھ سے دعا مانگ تو میں تیری دعا قبول کروں گا۔ لیکن تو دن اور رات میں سے ایک ساعت بھی مجھ سے کبھی نہیں ڈرا اور کبھی مجھ سے کوئی امید اور آرزو وابستہ نہیں کی اور نہ ہی کبھی میری سزا سے خوفزدہ ہوا۔ تو اس کے سوا اور کچھ نہیں مگر وہی جو اس سے بڑھ کر مشقت آمیز اور تکلیف دہ ہے۔ تو پھر اسے کہا جائے گا: مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾۔

امام ابن مردویہ نے حضرت صہیب الفقیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم مکہ مکرمہ میں تھے اور میرے ساتھ طلق بن حبیب بھی تھے۔ ہم خوارج کی رائے رکھتے تھے۔ تو ہم تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ شفاعت کے بارے میں کچھ کہتے ہیں۔ پس ہم ان کے پاس آئے اور ان سے کہا: آپ کی جانب سے ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ شفاعت کے بارے میں آپ کا نظریہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف ہے جو کتاب اللہ میں ہے۔ تو انہوں نے ہمارے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تم اہل عراق میں سے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں۔ تو انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمایا: تم کتاب اللہ میں کہاں پاتے ہو؟ میں نے کہا: جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ (ال عمران: 192) (اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں تو رسوا کر دیا تو نے اسے) اور يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا (المائدہ: 37) (بہت چاہیں گے کہ نکلیں اس آگ سے اور وہ نہیں نکل سکیں گے اس سے) مزید فرمایا: كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا (السجدہ: 20) (جتنی مرتبہ وہ ارادہ کریں گے کہ (کسی طرح) یہاں سے نکل جائیں تو (ہر بار) انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں) اور انہیں کے مشابہ قرآن کریم کی دیگر آیات۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم کتاب اللہ کو زیادہ جانتے ہو یا ہم؟ ہم نے کہا: نہیں بلکہ تم ہم سے زیادہ جانتے ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں قرآن کریم کے نازل ہونے کے وقت اور شفاعۃ الشافعین کے نزول کے وقت حاضر تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی تاویل سنی ہے اور بلاشبہ نبی مکرم ﷺ کے لیے کتاب اللہ میں شفاعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں جس میں مدثر کا ذکر کیا گیا ہے فرمایا ہے: مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ الآیہ۔ کیا تم جانتے نہیں کہ شفاعت ان کے لیے حلال ہے جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا اور اس کے لیے اس نے کسی سے مدد نہیں لی اور اس بارے میں کسی سے اس نے مشاورت نہیں کی۔ پس وہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہے جنت میں داخل کرے اور

جسے چاہے جہنم میں داخل کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ موحدین پر رحم اور مہربانی فرمائے گا کہ اپنی جانب سے ایک فرشتہ پانی اور نور کے ساتھ بھیجے گا اور وہ جہنم میں داخل ہوگا اور وہ چھڑکاؤ کرے گا اور جنہیں وہ چاہے گا ان تک اسے پہنچا دے گا۔ اور اسی تک پہنچے گا جو دنیا سے اس حال میں نکلا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا اور وہ انہیں نکال لائے گا، یہاں تک کہ انہیں جنت کے قریب سرزمین میں ڈال دے گا۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے گا۔ وہ اسے مزید پانی اور روشنی کی مہلت عطا فرمائے گا۔ پھر وہ داخل ہوگا اور چھڑکاؤ کرے گا۔ وہ انہیں پالے گا جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر بھی وہ انہیں ہی پائے گا جو دنیا سے اس حال میں نکلے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ وہ انہیں نکال لائے گا یہاں تک کہ انہیں جنت کے قریب میں ڈال دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والوں کو اجازت عطا فرمائے گا اور وہ ان کے لیے شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کے سبب جنت میں داخل فرما دے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو عذاب دے گا، پھر انہیں حضور نبی رحمت ﷺ کی شفاعت کے سبب اس سے نکالے گا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾ میں التَّذْكِرَةِ سے مراد قرآن کریم ہے۔ (یعنی انہیں کیا ہوا ہے کہ وہ قرآن سے اعراض کر رہے ہیں)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ میں کان کو مثقلہ اور مُّسْتَنفِرَةٌ میں فاء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

ابو عبید اور ابن منذر نے حضرت حسن اور ابو رجاء سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے اسے فاء کی زبر کے ساتھ مُسْتَنْفَرَةٌ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ کا معنی تیر مارنے والے شکاری لوگ ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ سے مراد تیر مارنے والا آدمی اور شکار کرنے والے آدمی ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو جمرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ سے مراد شیر ہے۔ اور فرمایا: عربوں میں سے میں کسی کی لغت میں یہ نہیں جانتا کہ اسد (شیر) سے مراد آدمیوں کی جماعت اور گروہ ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 552 (3875)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ کا مفہوم ہے کہ گویا وہ جنگلی جانور ہیں جو اپنے تیر اندازوں سے بھاگ پڑے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ کا معنی ہے شکار کرنے والا۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی شکار کرنے والا اور تیر پھینکنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد تیر انداز ہے۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد تیر ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شکاریوں کی رسیاں ہیں۔

امام سفیان بن عیینہ نے تفسیر میں، عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد لوگوں کی آوازیں ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شیر ہے۔ عرب زبان میں اسے اسد کہا جاتا ہے اور حبشی زبان میں قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شیر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: انہوں (قریش مکہ) نے کہا: اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں تو صبح کے وقت ہم میں سے ہر آدمی سر کے نیچے ایک صحیفہ (خط) ہونا چاہیے جس میں آتش جہنم سے ان کی برأت اور پر امن ہونے کا ذکر ہو۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: صبح کے وقت ہر آدمی کے سر کے نیچے ایک صحیفہ رکھا ہوا ہو جسے وہ پڑھ لیں گے۔ اور اس میں آغاز اس طرح ہو رب العالمین کی جانب سے فلاں بن فلاں کے نام۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں سے کچھ کہنے والوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اگر آپ کے لیے یہ بات باعث مسرت ہے کہ ہم آپ کی اتباع اور پیروی کریں۔ تو پھر خالص ہمارے لیے ایک خط لایئے جس میں وہ ہمیں آپ کی اتباع کا حکم دے اور آپ نے كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ کے تحت کہا کہ وہ شے جس نے قوم کو ہنسایا اور انہیں خراب کیا وہ یہ ہے کہ وہ آخرت سے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 367 (3401)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (3400)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 202، دار احیاء التراث العربی بیروت

ڈرتے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور مزید فرمایا: كَلَّآ إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ہاں ہاں بلاشبہ یہ قرآن نصیحت ہے۔ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ فرمایا: بے شک ہمارا رب یہ حق رکھتا ہے کہ ہم اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچیں اور وہی اس اہل ہے کہ وہ اپنے بندوں کے کثیر اور بے شمار گناہ بخش دے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے كَلَّا ۖ بَل لَّا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ کے بارے کہا کہ (آخرت کا خوف نہ ہونا) ہی وہ شے ہے جس نے انہیں ذلیل ورسوا کردیا۔(1)

امام احمد، دارمی، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ اور فرمایا تحقیق تمہارے رب نے کہا: میں اس اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور جس کسی نے میرے ساتھ کسی کو الٰہ نہ بنایا تو میں اس اہل ہوں کہ میں اس کی مغفرت فرمادوں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ارشاد ربانی کے بارے پوچھا گیا هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ پس میرے ساتھ کوئی شریک نہ بنایا جائے۔ سو جب مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ بنایا جائے تو میں اس اہل ہوں کہ اس کے سوا جو گناہ ہوں انہیں بخش دوں۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انتہائی کریم اور سخی ہوں اور میں عفو و درگزر کے لحاظ سے اس سے کہیں عظیم اور بلند شان والا ہوں کہ میں دنیا میں اپنے بندے پر پردہ ڈالے رکھوں اور اسے مستور رکھنے کے بعد پھر اسے رسوا کردوں۔ اور میں اپنے بندے کی مسلسل مغفرت فرماتا رہتا ہوں جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک میں اپنے بندے سے حیا کرتا ہوں کہ وہ میری بارگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھائے پھر میں انہیں لوٹا دوں۔ "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّىْ لَاَجِدُنِىْ اَسْتَحْىِ مِنْ عَبْدِىْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَىَّ ثُمَّ اَرُدُّهُمَا" فرشتوں نے کہا: ہمارا الٰہ اس کے اہل نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیکن میں اہل التقویٰ اور اہل المغفرۃ ہوں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کی مغفرت فرمادی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک میں اپنے بندے اور اپنی باندی سے حیاء محسوس کرتا ہوں کہ وہ دونوں حالت اسلام میں بوڑھے ہو جائیں پھر اس کے بعد میں انہیں جہنم میں عذاب دوں "اِنِّىْ لَاَسْتَحْيِىْ مِنْ عَبْدِىْ وَاَمَتِىْ يَشِيْبَانِ فِى الْاِسْلَامِ ثُمَّ اُعَذِّبُهُمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فِى النَّارِ"(3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 234 (35616)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 552 (3876)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ نوادر الاصول، باب ان العقوبۃ لا تثنی فی الآخرۃ۔ جلد 1، صفحہ 138، دار صادر بیروت

ایاتھا ۴۰ سُوْرَۃُ الْقِیٰمَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۷۵ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ﴿۱﴾ وَ لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾ اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ بَلٰى قٰدِرِیْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ﴿۹﴾ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَىِٕذِ ا۟لْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ یُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ یَوْمَىِٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَ اَخَّرَ ﴿۱۳﴾

”میں قسم کھاتا ہوں روز قیامت کی۔ اور میں قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ کی (کہ حشر ضرور ہوگا)۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم ہرگز جمع نہ کریں گے اس کی ہڈیوں کو۔ کیوں نہیں ہم اس پر بھی قادر ہیں کہ ہم اس کی انگلیوں کی پور پور درست کردیں۔ بلکہ انسان کی خواہش تو یہ ہے کہ آئندہ بھی بدکاریاں کرتا رہے۔ (ازراہ تمسخر) وہ پوچھتا ہے قیامت کب آئے گی۔ پھر جب آنکھ خیرہ ہو جائے گی۔ اور چاند بے نور ہو جائے گا۔ اور (بے نوری میں) سورج اور چاند یکساں ہو جائیں گے۔ (اس روز) انسان کہے گا کہ بھاگنے کی جگہ کہاں ہے۔ ہرگز نہیں وہاں کوئی پناہ گاہ نہیں۔ صرف آپ کے رب کے پاس ہی اس روز ٹھکانہ ہوگا۔ آگاہ کر دیا جائے گا انسان کو اس روز جو عمل اس نے پہلے بھیجے اور جو (اثرات) وہ پیچھے چھوڑ آیا“۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ القیامۃ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اور ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں کہ سورہ لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ لَآ اُقْسِمُ ' مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں بیان کرتے ہوئے فرمایا: جو کوئی یوم قیامت کے بارے میں سوال کرے۔ تو اسے چاہیے کہ یہ سورت پڑھے۔ واللہ اعلم۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ کا معنی ہے میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: تیرا رب اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے اس کے ساتھ قسم کھاتا ہے۔ میں نے کہا وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۙ فرمایا: اس سے مراد ملامت کیا گیا نفس ہے۔ میں نے کہا اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۙ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۙ فرمایا: اگر وہ چاہتا تو وہ اسے پاؤں کا تلوا یا (جانور) کا کھر بنا دیتا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ کے تحت فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے اس کے ساتھ قسم کھاتا ہے۔ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۙ لوامہ سے مراد گناہ کرنے والا نفس ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ قسم کھا رہا ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۙ سے مراد نفس مذمومہ ہے۔ یعنی ایسا نفس جس کی مذمت کی جائے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۙ سے مراد ایسا نفس ہے جو خیر اور شر دونوں پر ملامت کرتا ہے وہ کہتا ہے اگر تو اس کو اس طرح کرتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ نفس ہے کہ جو اس پر نادم ہوتا ہے جو اس سے فوت ہو جائے اور اس پر ملامت کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نفس جو اس پر اظہار ندامت کرتا ہے جو اس سے فوت ہو جائے اور اس پر ملامت کرتا ہو۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی الدنیا نے محاسبۃ النفس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک بندۂ مومن کو تو نہیں دیکھے گا مگر یہ کہ وہ اپنے نفس کو ملامت کرتا رہتا ہے کہ میں نے اپنی گفتگو سے یہ ارادہ نہیں کیا۔ میں نے کھانے سے یہ ارادہ نہیں کیا اور میں نے اپنے نفس سے باتیں کرنے سے یہ ارادہ نہیں کیا اور نہ ہی میں نے مومن کو دیکھا ہے مگر اس طرح کہ وہ اسے جھڑکتا رہتا ہے اور عتاب کرتا رہتا ہے۔ اور فاجر انسان مسلسل اپنا وقت گزارتا رہتا ہے مگر اپنے نفس کو عتاب نہیں کرتا۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۙ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم پوروں سے ایسی ہتھیلی بنا دیں جس میں انگلیاں نہ ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 205، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 08-206
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 08-206 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 208 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 207

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں یا گدھے کے کھر کی طرح بنا دیتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی خلقت کو معتدل اور انتہائی حسین و جمیل بنایا۔ اے ابن آدم! تجھے اس کے ساتھ قبض بھی کیا جاسکتا ہے اور تجھے اس کے ساتھ پھیلایا بھی جاسکتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ کے تحت حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی طرح بنا دے اور وہ ان کے ساتھ کوئی کام بھی نہیں کر سکے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں کی مثل موڑ دے یہاں تک کہ وہ ان سے کوئی نفع حاصل نہ کر سکے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی طرح بنا دے اور وہ ان کے ساتھ کوئی کام نہیں کر سکے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو وہ اسے اونٹ کے پاؤں کی صورت میں لوٹا دے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے کچھ نفع حاصل نہ کر سکے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے ہم اس پر بھی قدرت رکھتے ہیں کہ ہم اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو اونٹ کے پاؤں کی مثل بنا دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝ اور پھر فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کے کھانے کو پاک کر دیا ہے اور انسان کے لیے اونٹ اور گدھے کی طرح کے پاؤں اور کھر نہیں بنائے۔ پس وہ اپنے ہاتھوں سے کھاتا ہے اور وہ ان کے سبب بچ جاتا ہے اور بقیہ تمام کے تمام حیوانات زمین سے اپنے منہ کے ساتھ چرتے اور کھاتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان مسلسل برائی کو جاری رکھنا چاہتا ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ کافر ہے جو (یوم) حساب کو جھٹلاتا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسی آیت کے ضمن میں فرمایا۔ اس سے مراد آرزو اور امید ہے کہ انسان کہتا ہے: میں عمل کروں گا اور پھر توبہ کرلوں گا۔(6)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 368 (3404)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 209، داراحیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 210

5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 211　6۔ ایضاً، جلد 20، صفحہ 210

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الامل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان گناہ کو مقدم کرتا ہے اور توبہ کو مؤخر کرتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انسان تو چاہتا ہے کہ وہ آئندہ بھی (گناہوں پر) سوار رہے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مسلسل چلتا رہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ تو جس انسان کو بھی ملے گا اس کا نفس اسے قدم بقدم اللہ تعالیٰ کی معصیت اور گناہ کی طرف کھینچ رہا ہوگا۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ اور یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ۝ انسان پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے (بلکہ انسان کی خواہش تو یہ ہے کہ وہ آئندہ بھی بدکاریاں کرتا رہے) اور کہتا ہے کہ بعد میں میں توبہ کرلوں گا۔ یَسْـَٔلُ اَیَّانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ۝ پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بیان فرمایا فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۝ اس سے مراد موت ہے۔(5)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۝ اس سے مراد موت ہے۔(6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بَرِقَ الْبَصَرُ۝ سے مراد آنکھ کا چمک اٹھنا، خیرہ ہو جانا ہے۔ اور وَ خَسَفَ الْقَمَرُ۝ سے مراد اس کی روشنی کا ختم ہو جانا ہے۔(7)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۝ سے مراد موت کے وقت آنکھ کا خیرہ ہو جانا ہے اور وَ خَسَفَ الْقَمَرُ۝ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ۝ کے بارے کہا: کہ سورج اور چاند دونوں قیامت کے دن لپیٹ دیئے جائیں گے۔(8)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں لپیٹ دیئے جائیں گے۔(9)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سورج اور چاند دونوں جمع

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد، جلد 7، صفحہ 384 (10673)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 210، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 211 4۔ ایضاً

5۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 448 (7232)، دارالکتب العلمیہ بیروت 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 213

7۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 214 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً

کیے جائیں گے اور پھر سمندر میں پھینک دیئے جائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے بہت بڑی آگ میں بدل جائے گا۔(1)

امام ابوعبید، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن خالد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اَیْنَ الْمَفَرُّ میں میم کو نصب اور فاء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور یحییٰ بن وثاب نے میم اور فاء دونوں کو نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاہوال میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے لَا وَزَرَ کے تحت کہا: یہاں کوئی قلعہ اور پناہ گاہ نہیں ہے(2) اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی حرز (محفوظ جگہ) نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ کوئی پہاڑ نہیں ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے لَا وَزَرَ کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے پناہ گاہ۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عمرو بن کلثوم کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

لَعَمْرُکَ مَا اِنْ لَهٗ صَخْرَةٌ   لَعَمْرُکَ مَا اِنْ لَهٗ مِنْ وَزَرِ

”تیری عمر کی قسم! بے شک اس کے لیے کوئی چٹان نہیں۔ اور تیری عمر کی قسم! بے شک اس کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں“۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَا وَزَرَ کا معنی ہے کوئی قلعہ نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، عطیہ اور ابوقلابہ رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کَلَّا لَا وَزَرَ کے ضمن میں انہوں نے کہا کہ جب عربوں کو انتہائی شدید معاملہ پیش آتا تھا تو وہ کہتے الوزر الوزیر۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے دین اسلام بھیجا تو فرمایا کَلَّا لَا وَزَرَ فرمایا کوئی پہاڑ نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کوئی آدمی اپنے جانوروں میں ہوتا تھا تو اچانک گھوڑا اس کے پاس آتا۔ تو اس کا مالک اسے کہتا: الوزر الوزیر یعنی پہاڑ کا قصد کر اور وہاں محفوظ ہو جا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔(4)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے: نہ کوئی غار ہے اور نہ ہی کوئی پناہ گاہ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی بچانے والا پہاڑ نہیں ہے۔

ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَا وَزَرَ کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔ یہ بنی حمیر کی لغت ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 215، دار احیاء التراث العربی بیروت   2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 216

3۔ ایضاً   4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 217   5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مطرف رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کوئی پہاڑ نہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لَا وَزَرَ ⑪ کا مفہوم ہے نہ کوئی پہاڑ نہ کوئی حرز، نہ کوئی پناہ ہے اور نہ کوئی نجات دلانے والا۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ الْمُسْتَقَرُّ ⑫ کہ آج کے دن تیرے رب کی طرف ہی انتہا ہے۔ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍۭ بِمَا قَدَّمَ فرمایا: اس دن انسان کو آگاہ کیا جائے گا جو کچھ اس نے اطاعت الٰہی میں سے آگے بھیجا۔ واخر فرمایا اور جو کچھ اس نے اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے ضائع کیے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انسان کو اپنے عمل کی ابتداء اور اس کی انتہاء سے آگاہ کیا جائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ انسان نے جو کچھ گناہوں، شر اور خطاؤں سے آگے بھیجا اور جو کچھ خیر اور نیکی میں سے پیچھے چھوڑا اسے آگاہ کیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انسان نے اپنے اعمال میں سے جو آگے بھیجے اور جو اچھا یا برا طریقہ چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا گیا سب کے بارے اسے آگاہ کیا جائے گا۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ انسان کو ان اعمال کے بارے آگاہ کیا جائے گا جو اس نے اپنی موت سے پہلے کیے۔ اور جو سنت اور طریقہ اس نے چھوڑا اور اس کے مطابق عمل اس کی موت کے بعد کیا گیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو نیکی اس نے آگے بھیجی یا جو اچھا راستہ پیچھے چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا گیا یعنی عمل جو اس نے کسی کو سکھایا یا صدقہ جس کے بارے اس نے حکم دیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انسان کو آگاہ کیا جائے گا اس معصیت اور گناہ کے بارے جو اس نے آگے بھیجے اور جو اطاعت و نیکی اس نے پیچھے چھوڑی۔(5)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب المحتضرین میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ السلام کراماً کاتبین کے ساتھ انسان کے پاس آتے ہیں اور اس پر خیر و شر سب پیش کرتے ہیں۔ پس جب وہ نیکی دیکھتا ہے تو وہ خوش ہو جاتا ہے اور چمک اٹھتا ہے۔ اور جب وہ برائی دیکھتا ہے تو ذلت سے جھک جاتا ہے اور غصے ہو جاتا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ مومن کی جان نہیں نکلتی یہاں تک کہ اس پر اس کا عمل خیر ہو نا یا شر سب پیش کر دیا جاتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 216، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 19-217
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 219 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 218 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 219

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾

"بلکہ انسان خود بھی اپنے نفس کے احوال پر نظر رکھتا ہے۔ خواہ وہ (زبان سے ہزار) بہانے بناتا ہے۔ (اے حبیب!) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ جلدی یاد کرلیں اس کو۔ ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارک میں) جمع کرنا اور اس کو پڑھانا۔ پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں اسی پڑھنے کا۔ پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا"۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا کہ انسان اپنے نفس پر بذات خود شاہد ہے۔ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ فرمایا اگرچہ وہ عذر پیش کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ کہ انسان نفس کے اعمال کے سبب اس پر شاہد ہے۔ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ اگر اس دن جھوٹے اور باطل عذر پیش کیے۔ تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے کچھ بھی قبول نہیں کرے گا۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے: اگر نفس سے وہ جھگڑ پڑے تو وہ اس پر نظر رکھے ہوئے ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ سے بیان کیا ہے کہ مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ سے مراد حجت اور دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّ لَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ وہ خاموش رہے اور وہ مسواک کر رہے تھے۔ پھر میں نے کہا: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا ہے: اے ابن آدم! تیرا عمل تیرے ساتھ زیادہ حق رکھتا ہے۔ تو حضرت عکرمہ نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 203 (35353)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 370 (3411)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 221
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے اسی آیت کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جب تو چاہے کہ تو لوگوں کے عیوب دیکھنے لگے تو تو اپنے عیب سے غافل ہو جائے گا۔ فرمایا: کہا جاتا ہے کہ انجیل میں لکھا ہوا ہے۔ اے ابن آدم! کیا تو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا دیکھ لیتا ہے اور اپنی آنکھ میں پڑنے والا شہتیر بھی نہیں دیکھ سکتا؟

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان اپنی کان، اپنے آنکھ، اپنے ہاتھ، اپنے پاؤں اور دیگر جوارح پر نظر رکھتا ہے۔ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ۝ خواہ وہ اپنے کپڑوں سے ننگا ہو۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَعَاذِيْرَهٗ۝ سے مراد اہل یمن کی لغت میں اس کا پردہ اور ستر ہے۔

امام طیالسی، امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزول قرآن کے وقت اس کی بڑی شدت کے ساتھ مشق کرتے تھے اور اپنی زبان اور ہونٹوں کو اس خوف سے تیزی سے حرکت دیتے تھے کہ کوئی لفظ اس سے چھوٹ نہ جائے۔ تو آپ ﷺ اسے حفظ اور یاد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ۝ فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے کہ اسے آپ کے سینے میں راسخ کرنا ہمارے ذمے ہے۔ ہم اسے جمع کر دیں گے پھر اسے پڑھنا۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ جب ہم اسے آپ پر نازل کریں۔ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۝ تو اسے کان لگا کر سنیں اور خاموش رہیں۔ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۝ آپ اسے اپنی زبان کے ساتھ بیان کریں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اس کی قرأت کریں۔ پھر اس کے بعد جب بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تو رسول اللہ ﷺ سر جھکا دیتے تھے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: آپ غور سے سنتے۔ اور جب وہ چلے جاتے تو آپ ﷺ پڑھتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے وعدہ فرمایا ہے۔ (2)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ پر جب قرآن کریم نازل ہوتا تھا۔ تو آپ اس کی قرأت میں جلدی کرتے، تاکہ آپ اسے یاد کرلیں۔ تو پھر آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ اور رسول اللہ ﷺ ختم سورت کے بارے نہیں جانتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کے بارے اس کے بھول جانے کے خوف سے قطعاً کوتاہی اور سستی نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ بے شک ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کے لیے جمع کر دیں۔ وَقُرْاٰنَهٗ۝ اور آپ کو پڑھانا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 21-220، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب بدء الوحی، جلد 1، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت

(ہمارے ذمہ ہے) سو آپ نہیں بھولیں گے۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پس جب ہم آپ پر اسے پڑھیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ جب آپ پر تلاوت کی جائے تو آپ قرأت میں اس کی اتباع کیجئے ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ پھر اس کے حلال وحرام کو بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے اور یہی اس کا بیان ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جب قرآن کریم نازل ہوتا تھا تو آپ اس کی قرأت میں تیزی کرتے تاکہ آپ اسے یاد کرلیں، تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ اور رسول اللہ ﷺ سورۃ کے ختم ہونے کو نہیں جانتے تھے یہاں تک کہ آپ پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نازل ہوئی۔(2)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قرآن کریم سے کوتاہی نہ فرماتے تھے اس خوف سے کہ آپ اسے بھول جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ اپنی زبان کو اس کے ساتھ حرکت نہ دیں اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ اسے آپ کے لیے جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ وَقُرْاٰنَهٗ اور یہ کہ آپ اسے پڑھیں گے تو آپ بھولیں گے نہیں فَاِذَا قَرَاْنٰهُ پس جب ہم اسے آپ پر پڑھیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب یہ آپ پر تلاوت کیا جائے تو آپ اس میں جو کچھ موجود ہے اس کا اتباع کریں ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ۔ فرماتا ہے: پھر اس کے حلال وحرام کو بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے اور یہی اس کا بیان ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ذکر کی ہے: فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فرمایا جب ہم اسے بیان کردیں فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ تو آپ اس کے مطابق عمل کیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ کے تحت کہا ہے کہ آپ ﷺ نسیان کے خوف سے قرآن کو یاد کرتے رہتے تھے تو آپ کو کہا گیا: اے محمد! ﷺ اس کے لیے ہم آپ کو کافی ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح تفسیر بیان کی ہے: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ کہ حضور نبی اکرم ﷺ بھول جانے کے خوف سے قرآن کریم یاد کرنے کے لیے اپنی زبان اقدس کو تیزی سے حرکت دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی جو آپ سن رہے ہیں: اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ بے شک اسے یاد کرانا اور اسے مرتب کرانا ہمارے ذمہ ہے۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ آپ اس کے حلال کی اتباع کریں اور اس کے حرام سے اجتناب کریں ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ فرمایا: اس کے حلال وحرام اور اس کی طاعت و معصیت کا بیان ہمارے ذمہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 26-223، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 222
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 26-223 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 226 5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 224

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَ تَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾

''ہرگز نہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تم محبت کرتے ہو جلدی ملنے والی (نعمت) سے۔ اور چھوڑ رکھا ہے تم نے آخرت کو۔ کئی چہرے اس روز تر و تازہ ہوں گے۔ اور اپنے رب کے (انوار جمال) کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ اور کئی چہرے اس دن اداس ہوں گے۔ خیال کرتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ سلوک ہوگا''۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت اس طرح پڑھتے تھے: كَلَّا بَلْ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ۔

امام عبد بن حمید نے بیان کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے تُحِبُّوْنَ اور تَذَرُوْنَ دونوں کو تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اکثر لوگوں نے عجلت کو پسند کیا ہے۔ سوائے ان کے جن پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور انہیں محفوظ رکھا۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ کے تحت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیا نے اپنی چمک اور منافع ان کے لیے جلدی پیش کر دیئے اور آخرت ان سے غائب ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس دن کئی چہرے نرم و ملائم اور تر و تازہ ہوں گے۔

امام ابن منذر، آجری نے الشریعہ میں، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی نے الرؤیۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن کئی چہرے انتہائی حسین ہوں گے۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ فرمایا: وہ اپنے خالق کا دیدار کریں گے۔

امام ابن منذر اور آجری رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی سے اسی آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دیدار کے لیے ان چہروں کو حسین و جمیل اور تر و تازہ کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور لالکائی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے انتہائی مسرور اور خوش ہوں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے اپنے اندر پائی جانے والی نعمت کے سبب پر رونق ہوں گے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کا معنی سفید اور صاف ہونا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

اور اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

امام ابن منذر، آجری، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے نعمتوں کے سبب کھلے ہوں گے اور تروتازہ ہوں گے اور وہ اللہ کی طرف پورے انہماک سے دیکھ رہے ہوں گے۔

امام دارقطنی، آجری، لالکائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ نَاظِرَةٌ سے مراد حسن ہے، یعنی وہ چہرے اپنے رب کی طرف دیکھیں گے تو اس کے نور سے تروتازہ ہو جائیں گے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن کچھ چہرے انتہائی حسین ہوں گے اور وہ خالق کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے اس دن کچھ چہرے انتہائی مسرور اور خوش ہوں گے۔ اور اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کے تحت فرمایا: تو اس نور کی طرف دیکھ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی آنکھوں میں عطا فرمایا کہ اگر جن وانس، چوپائے اور ہر وہ شے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا، تمام مخلوق خدا کی آنکھوں کا نور رکھا جائے اور وہ ان کی آنکھوں کا نور اپنے بندوں میں سے کسی بندے کی دونوں آنکھوں میں رکھ دے اور پھر سورج سے ایک پردہ اٹھا دیا جائے حالانکہ اس کے ستر پردے ہیں تو وہ انسان سورج کی طرف دیکھنے پر قادر نہ ہوگا اور سورج کرسی کے نور کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے اور کرسی نور عرش کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ اور عرش نور الستر کے ستر اجزاء میں سے ایک جز ہے۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیکھو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کی آنکھ میں کتنا نور عطا فرمایا ہے کہ وہ رب کریم کے چہرۂ قدرت کا ظاہراً دیدار کرے گا۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس دن بعض چہرے اپنے رب کا دیدار کر رہے ہوں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے رب کی طرف دیکھیں گے لیکن یہ دیدار بلا کیف، بلا حد محدود اور بغیر کسی معین اور معلوم صفت کے ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، آجری نے الشریعہ میں دارقطنی نے الرؤیہ میں، حاکم، ابن مردویہ، لالکائی نے السنۃ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: بیشک اہل جنت میں سے ادنی درجہ اس کے لیے ہوگا جو اپنے باغات' ازواج' نعمتوں' خدام' اور اپنے بچھے ہوئے پلنگوں کی جانب ہزار برس کی مسافت سے دیکھے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان میں سے سب سے زیادہ مکرم اور مقرب وہ ہوگا جو اس کے چہرہ قدرت کا صبح وشام دیدار کرے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ فرمایا: نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ مراد سفید اور صاف شفاف ہے۔ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وہ ہر روز اپنے رب کے چہرۂ قدرت کی طرف دیکھیں گے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 402 (3330)، دار الحدیث قاہرہ

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، نسائی، دارقطنی نے الرؤیۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں سورج کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے جس کے آگے بادل نہ ہو؟ انہوں نے عرض کی: نہیں یا رسول اللہ! ﷺ تو آپ نے فرمایا: بے شک تم قیامت کے دن پروردگار عالم کو اسی طرح دیکھو گے۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع فرمائے گا اور کہے گا جو کوئی کسی کی عبادت کرتا تھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسی کی اتباع کرے۔ پس جو سورج کی عبادت کرتے تھے وہ سورج کی اتباع کریں گے جو چاند کی پوجا کرتے تھے وہ چاند کے پیچھے ہو جائیں گے اور جو بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ ان کے پیچھے ہو جائیں گے۔ پس یہ امت باقی رہ جائے گی، اس میں منافقین بھی ہوں گے۔ سو اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس صورت کے سوا جسے وہ پہچانتے ہیں ایک دوسری صورت میں آئے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے: ہم تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ہم اسی مکان پر ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب آئے گا۔ پس جب ہمارا رب تشریف لائے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس صورت میں ان کے پاس آئے گا جسے وہ پہچانتے ہیں اور فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے۔ پس وہ اس کی اتباع کریں گے اور جہنم پر پل بچھائی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلا میں ہوں گا جو اسے عبور کروں گا۔ اور اس دن رسل علیہم السلام یہ دعا کر رہے ہوں گے اللھم سلم سلم۔ (اے اللہ! سلامتی کے ساتھ گزار دے، سلامتی کے ساتھ گزار دے) اور اس میں سعدان کے کانٹوں کی طرح کنڈے ہوں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اس کی عظمت کی مقدار کو نہیں جانتا۔ پس وہ لوگوں کو ان کے اعمال کے سبب کھینچ لے گی۔ ان میں سے کوئی اپنے عمل کے سبب ہلاک ہو جائے گا اور کوئی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دوزخ میں گر جائے گا۔ پھر وہ نجات پا جائے گا یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا۔ اور جہنم سے اسے نکالنا چاہے گا جسے اس نے نکالنے کا ارادہ کیا، ان میں سے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتے تھے۔ تو وہ ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ وہ انہیں نکال لائیں۔ پس وہ انہیں سجدوں کے نشان سے پہچان لیں گے اور وہ انہیں نکال لائیں گے۔ حالانکہ وہ جل چکے ہوں گے، پھر ان پر پانی انڈیلا جائے گا اسے ماء الحیاۃ کہا جاتا ہے۔ پس وہ حسین و جمیل صورت میں دانے کے اگنے کی طرح نکل آئیں گے۔ ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو جہنم کی طرف اپنا منہ کیے ہوگا۔ تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! اس کی بو نے مجھے تکلیف اور مشقت میں ڈال رکھا ہے اور اس کی حرارت نے مجھے جلا دیا ہے۔ تو میرا چہرہ آگ سے پھیر دے۔ وہ مسلسل اللہ تعالیٰ سے التجاء کرتا رہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں نے تجھے یہ عطا کر دیا تو تو مجھ سے کوئی اور سوال کرنے لگے گا۔ تو وہ عرض کرے گا تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس کا چہرہ آگ سے پھیر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد وہ کہے گا: اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے۔ تو رب کریم فرمائے گا کیا تو نے یہ یقین نہیں دلایا تھا کہ تو اس کے سوا کچھ نہیں مانگے گا؟ اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو۔ تو کتنا عہد توڑنے والا ہے۔ وہ مسلسل التجا کرتا رہے گا۔ پھر رب کریم فرمائے گا مجھے یقین ہے اگر میں نے

تیری یہ خواہش پوری کردی تو تو مجھ سے اس کے سوا کوئی اور مانگنے لگے گا۔ تو وہ کہے گا تیری عزت کی قسم! میں اس کے سوا کوئی سوال نہیں کروں گا۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے اس پر عہد و پیمان لے لے گا کہ وہ اس کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا اور پھر اسے جنت کے دروازے کے قریب کردے گا اور جب تک وہ مناسب خیال کرے گا وہ خاموش رہے گا اور جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ خاموش رہے گا۔ اور پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت میں داخل کردے۔ تو رب کریم فرمائے گا کیا تو نے یقین نہیں دلایا تھا کہ اس کے سوا کوئی سوال نہیں کرے گا۔ اے ابن آدم! تیری ہلاکت ہو تو کتنا دھوکے باز ہے۔ پھر وہ کہے گا: اے میرے رب! تو مجھے اپنی مخلوق سے بدبخت اور شقی نہ بنادے۔ وہ مسلسل دعا مانگتا رہے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی شان قدرت کے مطابق مسکرادے گا۔ پس جب وہ مسکرائے گا تو ساتھ ہی اسے جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دے گا۔ جب وہ داخل ہوجائے گا تو اسے کہا جائے گا تو کسی خواہش کا اظہار کر۔ چنانچہ وہ آرزو پیش کرے گا۔ پھر اسے کہا جائے گا تو کوئی آرزو کر۔ وہ پھر اپنی خواہش کا اظہار کرے گا (یہ سلسلہ چلتا رہے گا) یہاں تک کہ آرزوئیں ختم ہوجائیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ تیرے لیے ہے اور اس کی مثل اس کے ساتھ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ آدمی جنت میں داخل ہونے کے اعتبار سے اہل جنت میں سے آخری ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اس حدیث میں سے کوئی شے تبدیل نہیں کی یہاں تک کہ وہ اس قول تک پہنچ گئے ''هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ'' اس پر حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے ''هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ'' یہ تیرے لیے ہے اور اس کی مثل دس اور بھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے تو یہ لفظ یاد کیے ہیں ''وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ'' (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الرؤیۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا چودھویں چاند کی رات تمہیں چاند دیکھنے میں کوئی مشکل اور تکلیف پیش آتی ہے جب کہ وہ بادل میں نہ ہو؟ لوگوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں کوئی مشکل پیش آتی ہے جب کہ وہ بادل میں نہ ہو؟ تو لوگوں نے کہا: نہیں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تمہیں اپنے رب کریم کی رؤیت میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ سو اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات فرمائے گا اور فرمائے گا اے میرے بندے! کیا میں نے تجھے عزت و احترام نہیں دیا؟ کیا میں نے تجھے سرداری نہیں دی؟ کیا میں نے تجھے جوڑا نہیں بنایا؟ کیا میں نے تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے؟ اور کیا میں نے تجھے رئیس اور سردار نہیں کر چھوڑا ہے؟ تو بندہ عرض کرے گا ہاں اے میرے رب! پھر فرمائے گا آج کے دن میں تجھے بھلا دوں گا جیسے تو نے مجھے بھلا دیا پھر وہ دوسرے سے ملاقات فرمائے گا اور اسے کہے گا کیا میں نے تجھے سردار نہیں بنایا؟ کیا میں نے تجھے جوڑا نہیں بنا

1۔ صحیح مسلم، باب الرؤیۃ، جلد 1، صفحہ 100، وزارت تعلیم اسلام آباد

دیا؟ کیا میں نے تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے؟ اور تجھے رئیس اور سردار نہیں کر چھوڑا؟ تو وہ عرض کرے گا: ہاں (یہ درست ہے) اے میرے رب! رب کریم فرمائے گا: کیا تیرا گمان تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ کہے گا: نہیں اے میرے رب! تو رب کریم فرمائے گا: آج کے دن میں تجھے اسطرح بھلا دوں گا جیسے تو نے مجھے بھلائے رکھا۔ فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ تیسرے آدمی سے ملاقات فرمائے گا اور اسے کہے گا: تو کون ہے؟ تو وہ عرض کرے گا میں تیرا بندہ ہوں۔ میں تجھ پر اور تیرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اور تیری کتاب پر ایمان لایا۔ میں نے روزے رکھے، نماز پڑھی اور صدقہ کرتا رہا۔ وہ استطاعت کے مطابق احسن انداز میں حمد وثنا بیان کرے گا۔ تو اسے کہا جائے گا: کیا ہم تیرے خلاف گواہ نہ لے آئیں۔ تو وہ دل میں سوچنے لگے کہ کون ہے جو میرے خلاف شہادت دے گا؟ فرمایا: پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا: تو بول۔ چنانچہ اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈی اعمال کے بارے گفتگو کریں گے جو اعمال وہ منافق کرتا رہا۔ وہ اپنی جانب سے عذر پیش کرے گا۔ اسی کے سبب اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جائے گا۔ پھر ایک ندا دینے والا ندا دے گا: سنو! ہر جماعت اس کی اتباع کرے جس کی وہ عبادت کرتی رہی۔ پس شیطان کے دوست شیطان کے پیچھے ہو جائیں گے اور یہودی اور عیسائی اپنے دوستوں کے پیچھے جہنم کی طرف چلیں گے۔ پھر اے مومنو! ہم باقی رہ جائیں گے۔ پھر ہمارا رب اپنی شان کے مطابق تشریف لائے گا۔ اور وہ ہمارا رب ہے۔ وہ فرمائے گا: یہ لوگ کیوں کھڑے ہیں؟ تو وہ عرض کریں گے ہم اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں۔ ہم نے اس کی عبادت کی اور وہ ہمارا رب ہے۔ وہی ہمارے پاس آئے گا اور ہمیں چلائے گا اور ہمارا مقام تو یہی ہے۔ تو اللہ عزوجل ارشاد فرمائے گا: میں ہی تمہارا رب ہوں۔ پس تم چلو۔ پھر پل صراط بچھائی جائے گی۔ اس پر آگ کے کنڈے ہوں گے جو لوگوں کو کھینچ لیں گے اور پکڑ لیں گے۔ تو اس وقت شفاعت کی اجازت ہوگی۔ اے اللہ! سلامتی کے ساتھ گزار دے۔ پس جب وہ پل کو عبور کرلے گا اور جس نے اس مال میں سے جس کا وہ مالک ہے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کیا ہوگا جنت کا ہر خازن اسے پکارے گا۔ اے اللہ کے بندے! اے مسلم! یہ خیر اور نیکی ہے۔ تو آگے آجا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس بندے کے بارے جانتے ہیں جسے ایک دروازے سے بلایا جائے گا اور وہ دوسرے سے داخل ہوگا؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! میں امید کرتا ہوں کہ تو ان میں سے ہے۔ ''فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَیْهِ وَقَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ'' (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے الرؤیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو جمع فرمائے گا تو رب کریم اپنی شان کے مطابق مومنین کے پاس آئے گا اور ان پر وقوف فرمائے گا، مومنین ایک ٹیلے (بلند مقام) پر ہوں گے۔ تو رب کریم فرمائے گا: کیا تم اپنے رب عزوجل کو پہچانتے ہو؟ تو وہ عرض کریں گے: اگر ہم نے اس کی ذات کو جان لیا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ دوبارہ انہیں فرمائے گا کیا

1۔ جامع التفسیر ابن اثیر، جلد 8، صفحہ 3669، دار ابن حزم دمشق

تم اپنے رب کو پہچانتے ہو؟ تو وہ کہیں گے: اگر ہم نے اس کی ذات کو جان لیا تو ہم اسے پہچان لیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لیے تجلی فرمائے گا اور ان کے سامنے اپنی شان قدرت کے مطابق مسکرائے گا۔ وہ اس کے لیے سجدے میں گر پڑیں گے۔

امام نسائی اور دارقطنی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور دارقطنی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس دن سورج کو دیکھتے ہو جس میں بادل نہ ہو اور تم ایسی رات میں چاند کو دیکھتے ہو جس میں بادل نہ ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ عنقریب تم اپنے رب کا دیدار کرو گے۔ یہاں تک کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کے ساتھ سوال و جواب کرے گا اور وہ فرمائے گا: اے میرے بندے! کیا تو فلاں فلاں گناہ کو پہچانتا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا کیا تم نے میری مغفرت نہیں فرمادی؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میری مغفرت کے سبب ہی تو اس مقام تک پہنچا ہے۔ (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قیامت کے دن اللہ عزوجل کو اس طرح دیکھو گے جس طرح تم لیلۃ البدر کو چاند دیکھتے ہو یا جس طرح تم سورج کو دیکھتے ہو جب کہ اس کے سامنے بادل نہ ہو۔

امام احمد، عبد بن حمید اور دارقطنی رحمہم اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم دارقطنی، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہم نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا صاف دن میں دوپہر کے وقت سورج دیکھنے میں تمہیں کوئی مشکل پیش آتی ہے جس دن بادل نہ ہوں؟ ہم نے عرض کی۔ نہیں یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی صاف لیلۃ البدر میں چاند دیکھنے میں کوئی دقت ہوتی ہے جس میں بادل نہ ہوں۔ تمام نے عرض کی: نہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیدار میں تمہیں مشکل پیش نہیں آئے گی۔ جیسا کہ ان دو میں سے کسی کو دیکھنے میں کوئی مشکل لاحق نہیں ہوتی۔ (2)

امام عبد بن حمید، دارقطنی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام امتوں کو ایک سرزمین میں جمع فرمائے گا۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان تفریق ڈالنے کا ارادہ فرمائے گا تو وہ ہر قوم کے لیے اس شے کا نمونہ بنائے گا جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ پس وہ ان کی اتباع کریں گے یہاں تک کہ وہ انہیں جہنم میں پھینک دیں گے۔ پھر ہمارا رب ہماری طرف متوجہ ہوگا اور اس وقت ہم ایک بلند جگہ پر ہوں گے اور فرمائے گا: تم کون ہو؟ سب جواباً عرض کریں گے: ہم مسلمان ہیں۔ پھر وہ فرمائے گا:

1۔ کنزالعمال، جلد 14، صفحہ 450 (39217)، مکتبۃ التراث حلب

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 626 (8736)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تم کیا انتظار کر رہے ہو؟ تو وہ عرض کریں گے ہم اپنے رب عزوجل کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا: کیا تم اسے پہچانتے ہو کہ تم اسے دیکھ لو گے؟ تو وہ عرض کریں گے: ہاں۔ تو پھر رب کریم فرمائے گا: تم اسے کیسے پہچانو گے حالانکہ تم نے اسے دیکھا نہیں؟ تو وہ عرض کریں گے: ہم اسے پہچان لیں گے کیونکہ اس کی کوئی نظیر و مثیل نہیں۔ تو الله تعالیٰ مسکراتے ہوئے ہمارے لیے ظاہر ہو جائے گا اور پھر فرمائے گا: اے مسلمانوں کے گروہ! تم خوش ہو جاؤ۔ کیونکہ تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہے مگر میں نے اس کی جگہ کوئی یہودی یا عیسائی جہنم میں ڈال دیا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ الله نے حضرت ابوموسیٰ رضی الله عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر قوم کے لیے اس شے کا مجسمہ بنایا جائے گا جس کی دنیا میں وہ عبادت کرتے رہے تھے اور صرف اہل توحید (ایک خدا کو ماننے والے) باقی رہ جائیں گے۔ تو ان سے کہا جائے گا: تم کیا انتظار کر رہے ہو حالانکہ لوگ چلے گئے ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے: بے شک ہمارا ایک رب ہے۔ ہم دنیا میں اس کی عبادت کرتے رہے ہیں، ہم نے اسے دیکھا نہیں، وہ فرمائے گا کیا تم اسے پہچان لو گے جب تم اسے دیکھ لو؟ تو وہ جواب دیں گے ہاں۔ تو پھر ان سے پوچھا جائے گا: تم اسے کیسے پہچانو گے حالانکہ تم نے اسے دیکھا تک نہیں؟ تو وہ کہیں گے: بلاشبہ اس کی کوئی شبیہ و مثیل نہیں ہے۔ فرمایا پس ان کے لیے حجاب اٹھا دیا جائے گا اور وہ الله تبارک وتعالیٰ کی طرف دیکھیں گے اور اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے۔ اور وہ قومیں باقی رہ جائیں گی ان کی پیٹھیں گائے کے سینگوں کی مثل ہوں گی۔ وہ سجدہ کا ارادہ کریں گے مگر استطاعت نہیں رکھیں گے۔ پس اسی کے بارے الله تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: **يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝** (القلم) اور الله تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندو! اپنے سروں کو اٹھاؤ، میں نے تم میں سے ہر آدمی کے بدلے یا اس کے فدیہ کے طور پر یہودیوں یا عیسائیوں میں سے ایک آدمی جہنم میں ڈال دیا ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت بریدہ رضی الله عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایک بھی نہیں ہے مگر وہ الله تعالیٰ کا دیدار علیحدہ اور تنہا کرے گا۔ جیسا کہ تم میں سے ہر ایک لیلۃ البدر کو علیحدہ علیحدہ چاند کا مشاہدہ کرتا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ الله نے حضرت عبدالله بن عمرو رضی الله عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن تم میں سے ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ سوال و جواب کرے گا۔ یہاں تک کہ تم اس سے بھی زیادہ اس کے قریب ہو جاؤ گے۔ اس وقت انہوں نے ایک قریب شے کی طرف اشارہ کیا۔

امام دارقطنی رحمہ الله نے حضرت ابن عمر رضی الله عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کا دن وہ پہلا دن ہوگا جس میں کوئی آنکھ الله تبارک وتعالیٰ کا دیدار کرے گی۔

امام احمد، مسلم اور دارقطنی رحمہم الله نے حضرت ابوالزبیر رحمہ الله کی سند سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت جابر بن عبدالله رضی الله عنہ کو ورود کے متعلق سوال کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے کہا: ہم قیامت کے دن لوگوں کے اوپر ایک بلند جگہ پر ہوں گے۔ تو امتوں کو ان کے بتوں اور جن کی وہ عبادت کرتے تھے ان کے سمیت بلایا جائے گا۔ پس بالترتیب یکے بعد

دیگرے وہ بلائی جائیں گی۔ پھر اس کے بعد ہمارا رب ہماری طرف متوجہ ہوگا اور فرمائے گا تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ تو وہ کہیں گے ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں۔ تو وہ فرمائے گا: میں تمہارا رب ہوں۔ تو وہ کہیں گے: یہاں تک کہ ہم تیرا دیدار کر لیں۔ تو رب کریم ان کے لیے تجلی فرمائے گا، مسکرائے گا اور ان کے ساتھ چلے گا اور وہ اس کی اتباع اور پیروی کریں گے اور ان میں سے ہر انسان کو نور عطا فرمائے گا۔ (1)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمارا رب ہمارے سامنے ظہور فرمائے گا اور لوگ اس کے چہرۂ قدرت کا نظارہ کریں گے اور اس کے لیے سجدہ میں گر جائیں گے۔ تو وہ فرمائے گا: تم اپنے سروں کو اٹھالو۔ کیونکہ یہ دن عبادت کا دن نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے عام تجلی فرمائے گا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خاص تجلی فرمائے گا۔

امام دارقطنی اور خطیب رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ آیت پڑھائی وُجُوۡهٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰی رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ اور فرمایا قسم بخدا! جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے نازل فرمایا ہے میں نے اسے منسوخ نہیں کیا۔ وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے۔ انہیں کھلایا پلایا جائے گا، وہ خوشبو لگائیں گے اور انہیں حلے پہنائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اور ان کے درمیان سے حجاب اٹھا دیا جائے گا، پھر وہ اس کا دیدار کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر التفات فرمائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے لَهُمۡ رِزۡقُهُمۡ فِیۡهَا بُکۡرَةً وَّ عَشِیًّا ﴿۶۲﴾ (مریم) (2)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو مومنین اپنے رب کو دیکھیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ ہر جمعہ اپنے دیدار کا وعدہ کر رکھا ہے اور اہل ایمان عید الفطر اور قربانی کے دن بھی اس کا دیدار کریں گے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور ان کے ہاتھ میں سفید شیشے کی مانند کوئی شے تھی۔ اس کے درمیان میں سیاہ نقطے کی مثل کوئی شے تھی۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یہ جمعہ کا دن، ہے آپ کا رب آپ کو دیدار سے مشرف فرمائے گا۔ تاکہ یہ دن آپ کے لیے اور آپ کے بعد آپ کی امت کے لیے عید بن جائے۔ پھر میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: یہ قیامت ہے جو اسی جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ یہ دن ایام دنیا کا سردار ہے اور ہم اسی دن جنت میں یوم المزید کی دعا مانگتے ہیں۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! تم اس دن یوم المزید کی دعا کیوں مانگتے ہو؟ انہوں نے کہا: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے جو سفید کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو ہمارا رب اپنی شان کے مطابق کرسی پر اس وادی کی طرف نزول فرماتا ہے اور عرش کو سونے

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 345، دار صادر بیروت
2۔ تاریخ بغداد، جلد 3، صفحہ 200 (1244)، مکتبۃ العربیہ بغداد

کے منبروں کے ساتھ گھیرا گیا ہے جو کہ جواہر سے مرصع چادروں سے مزین کیے گئے ہیں۔ اور وہ منبر نور کی کرسیوں کے ساتھ گھرے ہوئے ہیں۔ پھر وہ محلات کے باسیوں کو بلائے گا اور وہ آ جائیں گے اور گھٹنوں تک مشک کے ٹیلوں میں دھنس جائیں گے۔ وہ سونے چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہوں گے۔ ان کے کپڑے ریشم واطلس کے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ اس وادی تک پہنچ جائیں گے۔ جب وہ اس میں اطمینان سے بیٹھ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک ہوا بھیجے گا جسے مثیرہ کہا جاتا ہے۔ تو ان کے مونہوں اور کپڑوں میں سفید کستوری کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ وہ اس دن جرد مرد ہوں گے۔ اور تینتیس برس کی عمر کے پستہ قد ہوں گے۔ اور ان میں سے کثیر تعداد کو پلنگوں اور تختوں پر بٹھایا جائے گا، حضرت آدم علیہ السلام کی اس دن کی صورت پر جس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیدا فرمایا تھا۔ پھر رب العزت رضوان کو بلائیں گے۔ یہ جنت کا خازن ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے رضوان! میرے اور میرے بندوں اور میرے ملاقاتیوں کے درمیان سے حجاب اٹھادے۔ پس جونہی درمیان سے حجاب اٹھایا جائے گا اور وہ اس کے حسن مطلق کی چمک اور اس کے نور کو دیکھیں گے۔ تو وہ اس کے لیے سجدے میں گر جائیں گے۔ تو رب کریم آواز کے ساتھ انہیں ندا دے گا: اپنے سروں کو اٹھالو کیونکہ عبادت دنیا میں تھی۔ اور آج تم دار الجزاء میں ہو۔ تم جو چاہو مجھ سے مانگو۔ میں تمہارا وہ رب ہوں جس نے تمہارے ساتھ اپنے وعدے سچ کر دکھائے اور میں نے تم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرمادی اور یہ میری عزت وکرامت کا محل ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو جو تم چاہو۔ تو وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! کون سی وہ بھلائی ہے جو تو نے ہمارے ساتھ نہیں کی۔ کیا تو وہی نہیں ہے جس نے سکرات الموت کی حالت میں ہماری مدد فرمائی اور قبروں کی تاریکیوں میں ہم سے وحشت کو دور فرمایا۔ اور صور میں پھونکے جانے کے وقت ہمیں خوف اور گھبراہٹ سے محفوظ و مامون رکھا؟ کیا تو نے ہماری لغزشوں کو کم نہیں کر دیا۔ ہمارے قبیح اور برے افعال کو ڈھانپ دیا۔ ہمیں جہنم کے پل پر ثابت قدم رکھا؟ کیا تو وہی نہیں جس نے ہمیں اپنے جوار میں قریب کیا ہے اور اپنی گفتگو کی لذت سے ہماری کانوں کو لطف اندوز کیا ہے اور اپنی نورانی تجلیات سے ہمیں سعادت اندوز کیا ہے؟ پس کون سی بھلائی ہے جو تو نے ہمارے ساتھ نہیں کی؟ پس رب کریم لوٹ جائے گا اور پھر انہیں اپنی آواز قدرت سے ندا دے گا اور فرمائے گا: میں تمہارا وہ رب ہوں۔ میں نے تمہارے ساتھ اپنے وعدے کو پورا کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے۔ پس تم مجھ سے مانگو۔ تو وہ عرض کریں گے ہم تجھ سے تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔ تو رب کریم فرمائے گا: میری رضا تمہیں حاصل ہے۔ میں نے تمہاری لغزشوں اور غلطیوں کو کم کر دیا ہے، تمہارے قبیح امور پر پردہ ڈال دیا ہے، تمہیں اپنے جوار میں قریب کیا ہے اور اپنی لذت بھری گفتگو تمہیں سنوائی ہے۔ اور تمہارے لیے اپنی نورانی تجلیات کو ظاہر کیا ہے۔ پس یہ میری عزت وکرامت کا محل ہے۔ تم مجھ سے مانگو۔ پس وہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کے مسائل ختم ہو جائیں گے۔ پھر رب کریم فرمائے گا تم مجھ سے سوال کرو۔ چنانچہ وہ اس سے سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کی رغبت ختم ہو جائے گی۔ پھر رب کریم ارشاد فرمائے گا: تم مجھ سے سوال کرو۔ تو وہ عرض کریں گے: ہم اپنے رب سے راضی ہیں اور اپنے آپ کو اس کے سپرد کرتے ہیں۔ پس وہ انہیں اپنے مزید فضل وکرامت میں سے اور زیادہ عطا فرمائے گا اور جنت کی نعمتوں میں ایسا اضافہ فرمائے گا جنہیں نہ

کسی آنکھ نے دیکھا، نہ اس کے بارے کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا تصور تک آیا۔ اور اسی طرح ہو گا۔ یہاں تک کہ ان کے متفرق ہونے کی مقدار جمعہ تک ہو گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! ان کے متفرق رہنے کی مقدار کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کی مقدار۔ فرمایا: ہمارے رب کا عرش علیون اٹھائیں گے اور ان کے ساتھ ملائکہ اور انبیاء بھی ہوں گے۔ پھر محلات کے مکینوں کو اجازت دے دی جائے گی اور وہ اپنے محلات کی طرف لوٹ جائیں گے اور وہ سبز زمرد کے دو محلوں میں ہوں گے اور جمعہ کے دن تک ان کا کسی شے کی طرف بھی اس سے زیادہ شوق نہیں ہو گا کہ وہ اپنے رب کی طرف دیکھیں گے اور وہ انہیں اپنے مزید فضل و کرامت سے نوازے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی نہیں ہو گا۔ (1)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت لقیط بن عامر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ ایک وفد کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلا۔ اور ایک ساتھی جسے نہیک بن عاصم کہا جاتا ہے وہ بھی ساتھ تھا۔ لقیط کا بیان ہے میں اپنے ساتھی کے ہمراہ نکلا۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ صبح کی نماز سے فارغ ہوئے اور لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے۔ فرمایا: اے لوگو! سنو! میں چار دن سے تم سے اپنی آواز کو چھپائے ہوئے ہوں۔ یقیناً آج میں تمہیں سناؤں گا۔ سنو! کیا کوئی ایسا آدمی ہے جسے اس کی قوم نے بھیجا ہو؟ تو لوگوں نے کہا: آپ ہمارے لیے وہ مکمل طور پر جان لیجئے جو رسول اللہ ﷺ فرمائیں گے۔ شاید اسے اپنے دل کی بات یا اپنے ساتھی کی بات غافل کر رہی ہے۔ یا پھر گمراہی اسے غافل کر رہی ہے۔ خبردار سنو! مجھ سے پوچھا جائے گا: کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا ہے، خبردار! سنو تم زندہ رہو گے۔ خبردار! تم بیٹھ جاؤ۔ خبردار! بیٹھ جاؤ، راوی کا بیان ہے کہ لوگ بیٹھ گئے اور میں اور میرا ساتھی کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ جب آپ ﷺ قلب و بصر سے ہمارے لیے فارغ ہو گئے۔ تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ کے پاس علم غیب میں سے کچھ ہے؟ تو آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اور ساتھ اپنا سر مبارک ہلا دیا اور جان لیا کہ میں ایک نوجوان ہوں۔ پھر فرمایا: تیرے رب نے پانچ غیوب کی چابیوں کو اپنے لیے خاص کیا ہے کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ بھی کیا۔ میں نے عرض کی: وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: موت کا علم، تحقیق وہ جانتا ہے کہ تم میں سے کسی کی موت کب آئے گی اور تم اسے نہیں جانتے۔ اور اس کا علم رکھتا ہے جو کچھ کل ہو گا اور جو تو آنے والے کل کھائے گا۔ لیکن تو اسے نہیں جانتا ہے۔ بارش کے دن کا علم، بادل تم پر جھانکنے لگتے ہیں جب تم خوفزدہ ہو کر مایوس اور ناامید ہو جاتے ہو۔ پس وہ اپنی شان کے مطابق مسکرانے لگتا ہے۔ تحقیق وہ جانتا ہے کہ تمہارے سوا کوئی اس کے قریب ہے۔ لقیط نے کہا: میں نے کہا ہم ہرگز رب سے ناامید نہیں ہوں گے کہ وہ خیر اور یوم قیامت کے علم پر مسکراتا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم وہ جانتے ہیں جو کچھ لوگ جانتے ہیں اور جو کچھ میرا ساتھی جانتا ہے۔

1۔ مجمع الزوائد، کتاب اہل الجنۃ، جلد 10، صفحہ 779 (18771) متفرقاً، دارالفکر بیروت

بے شک ہم ایسے قبائل میں رہتے ہیں جن میں سے کوئی آدمی ہماری تصدیق نہیں کرے گا یعنی قبیلہ مذحج سے جو کہ ہمارے قریبی ہیں۔ اور خثعم سے جو کہ ہمارے دوست ہیں اور ہمارا وہ خاندان جس سے ہم خود متعلق ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ٹھہرے رہو گے جتنا تم ٹھہرے رہے پھر تمہارا نبی فوت ہو جائے گا۔ پھر تم زندہ باقی رہو گے جتنا باقی رہے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم پھر ایک چیز بھیجی جائے گی جو کہ اس (زمین) کی پشت پر کوئی شے نہیں چھوڑے گی مگر وہ مر جائے گی اور وہ ملائکہ جو تیرے رب کے ساتھ ہیں۔ پس تیرا رب شہروں میں چکر لگائے گا اور شہر اپنے باسیوں سے خالی ہو جائیں گے (یعنی وہ سب مر جائیں گے) پھر تیرا رب عرش کے پاس سے بارش برسانے والا بادل بھیجے گا۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! وہ اس کی پشت پر نہ کوئی مقتول کا گڑھا چھوڑے گی اور نہ کسی میت کا مدفن مگر زمین اس سے شق ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ اسے سر کی جانب سے اٹھائے گی اور وہ سیدھا بیٹھ جائے گا۔ تیرا رب کہے گا: کیا حال ہے، کتنی دیر تک اس حال میں رہا؟ وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! کل، آج (یعنی دو دن) زندگی کے ساتھ اپنے خصوصی لگاؤ کی وجہ سے وہ گمان کرے گا کہ اس کا اپنے اہل کے ساتھ زمانہ قریب ہی رہا ہے۔ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ ہمیں کیسے جمع کرلے گا حالانکہ ہوائیں، بلائیں اور درندے وغیرہ ہمیں پھاڑ دیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اس قسم کی مثال سے آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک زمین ہے۔ تو اس پر گیا اور وہ پرانی فاسد خراب ہو چکی تھی تو نے کہا: یہ کبھی زندہ (قابل کاشت) نہیں ہوگی۔ پھر تیرے رب نے اس پر بارش برسائی اور چند دن تو نے توقف کیا اور پھر وہاں گیا تو دیکھا وہ ایک چھوٹی نہر بنی ہوئی ہے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! وہ بالیقین زیادہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ انہیں پانی سے جمع کرلے اور انہیں زمین کی نباتات سے بھی جمع کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ سو وہ قبروں سے نکلیں گے یا اپنے گرنے کی جگہوں سے پس وہ اس کی طرف دیکھیں گے اور وہ ان کی طرف دیکھے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ کیسے ہو سکے گا حالانکہ ہم زمین کو بھرے ہوئے ہوں گے اور وہ ایک شخص ہے۔ وہ ہماری طرف دیکھے گا اور وہ اس کی طرف دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اس کی مثال سے تجھے آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے سورج اور چاند ہیں۔ یہ اس کی ایک چھوٹی سی علامت اور نشانی ہے۔ تم ان دونوں کو دیکھتے ہو۔ اور اسی ایک ساعت میں وہ دونوں تمہیں دیکھتے ہیں۔ اور تم انہیں دیکھتے ہو حالانکہ ان کی رویت میں تمہیں کوئی دشواری اور مشقت نہیں ہوتی۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! یقیناً وہ اس پر زیادہ قدرت رکھتا ہے کہ وہ تمہیں دیکھے اور تم اسے دیکھو۔ یا تم ان دونوں کو دیکھتے ہو اور وہ تمہیں دیکھتے ہیں۔ اور ان کی رؤیت میں تمہیں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہمارا رب ہمارے ساتھ کیا کرے گا جب ہم اس سے ملیں گے؟ آپ نے فرمایا۔ تم ظاہراً اس پر پیش کیے جاؤ گے اور تمہارے سینے اس کے سامنے ہوں گے۔ تم میں سے کوئی بھی اس پر مخفی اور چھپا ہوا نہیں ہوگا پس تیرا رب اپنے دست قدرت میں پانی کا ایک چلو اٹھائے گا اور وہ تمہارے سامنے چھڑک دے گا اور تیرے الٰہ کی قسم! اس کا کوئی قطرہ کسی چہرے سے خطا نہیں جائے گا۔ پس رہا مسلمان! تو وہ اس کے چہرے کو مضبوط اور سفید کر دے گا اور وہ کافر کی ناک پر لگے گا اور اسے سیاہ کالے کی طرح کر دے گا۔ خبردار سنو! پھر تمہارے نبی مکرم ﷺ واپس پھریں گے اور ان کے نشانات قدم پر صالحین بھی

لوٹ پڑیں گے۔ اور جہنم پر بچھائی گئی پل صراط پر سے گزریں گے۔ تو ان میں سے ایک کہے گا: کوئی حیلہ بنا دے۔ تیرا رب فرماتا ہے کہ وہ تمہیں پیاس کی صورت میں حوض الرسول پر مطلع فرمائے گا۔ قسم بخدا! تو اسے دیکھے گا تو سیراب ہو جائے گا۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! تم میں سے کوئی بھی اپنا ہاتھ نہیں پھیلائے گا مگر اس پر ایسا خالص پانی پڑے گا جو تنکوں، پیشاب اور اذیت کی آمیزش سے بالکل پاک ہوگا اور وہ سورج اور چاند کو روک لے گا اور تم ان میں سے کسی کو نہیں دیکھ سکو گے۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیسے دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: اسی طرح کی آنکھ کے ساتھ جیسی آج موجود ہے۔ اور وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے ایسے دن میں ہوگا جو زمین کو روشن کر دے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہماری نیکیوں اور ہماری برائیوں کی کیا جزا دی جائے گی؟ تو آپ نے فرمایا: ایک نیکی کا بدلہ اس جیسی دس نیکیوں کے ساتھ اور برائی کا بدلہ اس جیسی ایک برائی کے ساتھ ہوگا مگر یہ کہ تیرا رب معاف فرما دے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت کیا ہے اور جہنم کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے معبود کی قسم! جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازے میں ایک گھڑ سوار ستر سال تک چلتا رہے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں سے ہم کس پر وارد ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہد کی صاف شفاف نہروں پر اور شراب سے بھری ہوئی نہروں پر جس کے سبب نہ سرور ہوگی اور نہ ہی کوئی شرمندگی اور نہ ہی ندامت اور دودھ کی نہروں پر جس کا ذائقہ متغیر نہیں ہوگا اور خالص میٹھے پانی پر اور دیگر پھلوں پر وارد ہوں گے۔ اور تیرے الٰہ کی قسم! جیسا کہ تم جانتے ہو نیکی کے ساتھ اس کی مثل ہوتی ہے اور پاکیزہ اور وہاں حسن و جمیل بیویاں ہوں گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہمارے لیے ان میں بیویاں بھی ہوں گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکیزہ اور صالحہ بیویاں صالحین کے لیے ہوں گی۔ تم ان سے اسی طرح لطف اندوز ہو گے جس طرح دنیا میں لذت حاصل کرتے ہو۔ اور وہ بھی تم سے لذت حاصل کریں گے مگر وہاں اولاد نہیں ہوگی۔ لقیط نے کہا: تو میں نے کہا: وہ انتہا کیا ہے جہاں پر پہنچیں گے اور وہاں رک جائیں گے؟ مزید عرض کی: کس پر میں آپ کی بیعت کروں؟ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور فرمایا نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور شرک کو اس طرح زائل کرنے کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے سوا کسی غیر کو شریک نہیں ٹھہرائے گا۔ میں نے عرض کی: بے شک ہمارے لیے وہ ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ پھر اپنی انگلیاں پھیلا دیں۔ اور یہ گمان کیا کہ میں کسی شے کی شرط لگانے والا ہوں اور آپ وہ عطا نہیں کریں گے۔ میں نے عرض کی: ہم جہاں چاہیں وہیں اتر پڑتے ہیں اور کوئی بھی اپنے نفس کے سوا کسی کے خلاف کوئی جرم نہیں کرتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک بڑھایا اور فرمایا: یہ تیرے لیے مباح ہے کہ جہاں تو ہے وہاں پڑاؤ ڈال لے اور یہ تیرے نفس کے سوا کسی کے خلاف جرم نہیں ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم واپس لوٹ آئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تیرے الٰہ کی قسم! بے شک یہ دونوں آدمی دنیا اور آخرت میں لوگوں کی نسبت زیادہ متقی ہیں۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: یہ کون ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنو منتفق اس کے اہل ہیں۔ پس ہم پھر آئے اور میں آپ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! کیا کسی کے لیے اس خیر اور نیکی کا بدلہ بھی ہے جو نیکی انہوں نے

اپنے دور جاہلیت میں کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قریش کی جماعت میں سے ایک آدمی نے کہا ہے: قسم بخدا! تیرا باپ منتفق جہنم میں ہے۔ اس نے کہا: جو کچھ آپ نے میرے باپ کے بارے عام لوگوں کے سامنے بات کی وہ سینے اور چہرے کے درمیان لگی۔ اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں یہ کہوں: اور آپ کا باپ کہاں ہے یارسول اللہ! ﷺ۔ پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ اور آپ کے اہل کہاں ہیں؟ آپ نے فرمایا اور میرے اہل اللہ تعالیٰ کی بقا اور دوام کی قسم! تو عامری یا قریشی مشرک کی قبر سے جس پر آئے تو اسے کہنا مجھے محمد ﷺ نے تیری طرف بھیجا ہے کہ جو برائیاں تو کرتا رہا ہے ان کے عوض میں تجھے بشارت دیتا ہوں کہ تجھے اپنے چہرے اور اپنے پیٹ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ میں نے کہا یارسول اللہ! ﷺ ان کے ساتھ کیا گیا جنہوں نے ایسا عمل کیا جس کے سوا وہ مزید اچھا نہیں کر سکتے تھے۔ حالانکہ وہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ مصلحین ہیں؟ آپ نے فرمایا: ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سات امتوں کے آخر میں ایک نبی بھیجا۔ پس جس نے اس کے نبی کی نافرمانی کی وہ ضالین اور گمراہوں میں سے ہوگا اور جس نے اس کے نبی کی اطاعت و پیروی کی وہ ہدایت پانے والوں میں سے ہوا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم تمام اپنے رب کو قیامت کے دن علیحدہ علیحدہ دیکھیں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: اس کی علامت اور دلیل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم تمام کے تمام چودھویں رات کو چاند علیحدہ علیحدہ نہیں دیکھتے؟ میں نے عرض کی: ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ اس سے عظیم تر ہے۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: جو سب سے اول اللہ تبارک و تعالیٰ کا دیدار کرے گا وہ اندھا (نابینا) ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت موسیٰ بن صالح بن صباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اہل ولایت کو اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تین قسموں میں کھڑے ہوں گے۔ پھر صنف اول سے ایک آدمی لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے! تو نے کس لیے عمل کیا ہے؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! تو نے جنت، اس کے درخت، اس کے پھل، اس کی نہریں اور حوریں اور اس کی دیگر نعمتیں تخلیق فرمائیں اور میں تیری اطاعت کرنے والوں کو اس میں شمار نہیں کر سکا۔ چنانچہ میں بھی اپنی راتوں کو جاگا اور اسی شوق میں اپنے دن کو بھی پیاسا رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے تو نے جنت کے لیے عمل کیا ہے سو تو اس میں داخل ہو جا۔ اور میرے فضل میں سے جو تجھ پر ہوا وہ یہ ہے کہ میں نے تجھے آتش جہنم سے آزاد کر دیا۔ پس وہ اور اس کے ساتھی سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر دوسرے گروہ سے ایک آدمی لایا جائے گا۔ رب کریم اس سے پوچھے گا: میرے بندے تو

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 605 (8683)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابوداؤد مع شرح، باب الرؤیۃ، جلد 4، صفحہ 375، دارالکتاب العربی بیروت

نے کس لیے عمل کیا؟ تو وہ عرض کرے گا: اے میرے رب! تو نے جہنم کو پیدا کیا اور اس کے طوق، اس کی بھڑکتی آگ، اس کی زہر اور اس کے کھولتے ہوئے پانی کو تخلیق فرمایا۔ اور میں تجھ سے عداوت رکھنے والوں اور گناہوں کا ارتکاب کرنے والوں کو اس میں شمار نہیں کر سکا۔ چنانچہ میں اپنی رات کو جاگتا رہا اور اس کے خوف سے اپنے دن کو پیاسا رکھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے تو نے جہنم کے خوف سے عمل کیا ہے۔ پس میں نے تجھے جہنم سے آزاد کر دیا اور تجھ پر میرا فضل یہ ہوا کہ میں نے تجھے اپنی جنت میں داخل کر دیا۔ پس وہ اور اس کے ساتھی سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرا گروہ سے ایک آدمی لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! تو کس لیے عمل کرتا رہا؟ تو وہ جواب دے گا: اے میرے رب! صرف تیری محبت کے لیے اور تیرے شوق کے لیے۔ تیری عزت کی قسم! صرف تیرے شوق اور تیری محبت میں میں اپنی راتوں کو جاگتا رہا اور میں نے اپنے دنوں کو پیاسا رکھا (یعنی روزے رکھتا رہا) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! تو نے میرے (دیدار کے) شوق اور میری محبت کے لیے عمل کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لیے تجلی فرمائے گا۔ میرے بندے! تو نے میرے (دیدار کے) شوق اور میری محبت کے لیے عمل کیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے لیے تجلی فرمائے گا اور ارشاد فرمائے گا: میں یہ ہوں میرا دیدار کر لے۔ پھر فرمائے گا: تجھ پر میرا فضل یہ ہے کہ میں نے تجھے جہنم سے آزاد کر دیا ہے اور اپنی جنت کو تیرے لیے مباح کر دیا ہے۔ میں نے تیری اپنے ملائکہ سے ملاقات کرائی اور تجھے بذات خود سلام کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا: پس وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت جنت میں داخل ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاعمال والصفات میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ یہ دعائیں مانگا کرتے تھے ”اے اللہ! بوسیلہ اپنے علم غیب اور مخلوق پر قدرت کے جب تک تو میرے لیے زندہ رہنا باعث خیر جانتا ہے مجھے زندہ رکھ۔ اور جب میرے لیے وفات بہتر ہو تو مجھے موت عطا فرما دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے غیب و شہادت کی حالت میں تیری خشیت کی التجاء کرتا ہوں اور میں غضب و رضا کی حالت میں حکمت و دانائی کے کلمہ کی درخواست کرتا ہوں اور میں تجھ سے فقر و غنا میں میانہ روی اختیار کرنے کا سوال کرتا ہوں۔ میں تجھ سے ایسی نعمت کی التجا کرتا ہوں جو ضائع نہ ہو اور ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک اور راحت مانگتا ہوں جو کبھی منقطع نہ ہو۔ اور میں تجھ سے قضاء کے بعد رضا کا سوال کرتا ہوں اور موت کے بعد زندگی کی راحت و سکون کی التجاء کرتا ہوں۔ اور میں تجھ سے تیرے چہرۂ قدرت کے دیدار کی لذت کا سوال کرتا ہوں اور تیری ملاقات کے شوق کی درخواست کرتا ہوں۔ کسی تکلیف دہ شے کے نقصان پہنچائے بغیر اور بغیر گمراہ کن فتنہ کے۔ اے اللہ! تو ہمیں زینت ایمان سے مزین فرما اور ہمیں ہدایت یافتہ لوگوں کی ہدایت عطا فرما“۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دعا سکھائی ہے اور حکم فرمایا ہے کہ وہ خود اور اس کے گھر والے ہر روز اسے مانگا کریں (اور رب کریم کی بارگاہ میں التجا کیا کریں جب تو صبح

1۔ سنن نسائی، باب الدعاء بعد الذکر، جلد 3، صفحہ 54، دار الریان القاہرہ

کرے تو اس طرح کہا کر" لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَمِنْكَ وَبِكَ وَاِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ مَاقُلْتُ مِنْ قَوْلٍ اَوْ حَلَفْتُ مِنْ حَلْفٍ اَوْ نَذَرْتُ مِنْ نَذْرٍ فَمَشِيْئَتُكَ بَيْنَ يَدَيْ ذٰلِكَ مَاشِئْتَ كَانَ وَمَالَمْ تَشَأْلَمْ يَكُنْ، لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ مَاصَلَّيْتُ مِنْ صَلَاةٍ فَعَلٰى مَنْ صَلَّيْتَ وَمَا لَعَنْتُ مِنْ لَعْنٍ فَعَلٰى مَنْ لَعَنْتَ۔ اَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَالْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ۔ اَسْاَلُكَ اَللّٰهُمَّ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ، وَبَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ، وَشَوْقًا اِلٰى لِقَائِكَ مِنْ غَيْرِ ضَرَّاءِ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُضِلَّةٍ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَعْتَدِيَ اَوْ يُعْتَدٰى عَلَيَّ، اَوْاَكْسِبَ خَطِيْئَةً اَوْ ذَنْبًا لَا تَغْفِرُهٗ، اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فَاِنِّيْ اَعْهَدُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَاُشْهِدُكَ وَكَفٰى بِكَ شَهِيْدًا اِنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْمُلْكُ، وَلَكَ الْحَمْدُ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاَشْهَدُ اَنَّ وَعْدَكَ حَقٌّ، وَلِقَاءَكَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَارَيْبَ فِيْهَا، وَاَنْتَ تَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ، وَاَشْهَدُ اَنَّكَ اِنْ تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ تَكِلْنِيْ اِلٰى وَهْنٍ وَعَوْرَةٍ وَذَنْبٍ وَخَطِيْئَةٍ وَاِنِّيْ لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِكَ فَاغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ،اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ (اَنْتَ) التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ "

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابوصالح رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے کہ بعض چہرے اس دن حسین ہوں گے۔ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وہ اپنے رب کی جانب سے ثواب کا انتظار کر رہے ہوں گے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ثواب منتظر ہوں گے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ کا معنی بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: اس دن بعض چہرے پیشانی پر بل ڈالے ہوئے اور تیوری چڑھائے ہوئے ہوں گے۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کی پہچان رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عبید بن ازرق کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

صَبَّحْنَا تَمِيْمًا غَدَاةَ النِّسَارِ شَهْبَاءَ مَلْمُوْمَةً بَاسِرَةً

"ہم نے تمیم کو گدھوں کا کھانا، قحط زدہ، ملامت زدہ اور تیوری چڑھانے اور منہ بسورنے والا کر دیا"۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ کا معنی تیوری چڑھانا ہے۔ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ وہ گمان کرنے لگتے ہیں کہ ان کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا جائے گا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 229، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 230

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے اس دن بعض چہرے دانت نکالے ہوئے ہوں گے اور گمان کریں گے کہ ان کے ساتھ انتہائی وحشت ناک سلوک کیا جائے گا۔(1)

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَ قِيْلَ مَنْ ٚ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَ الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ﹰالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَ لَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَ لٰكِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ الْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

"ہاں ہاں جب جان پہنچے گی ہنسلی تک۔ اور کہا جائے گا ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا۔ اور (مرنے والا) سمجھ لیتا ہے کہ جدائی کی گھڑی آ پہنچی۔ اور لپٹ جاتی ہے ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے۔ اس دن آپ کے رب کی طرف کوچ ہوتا ہے۔ (اتنی فہمائش کے باوجود) نہ اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ بلکہ اس نے (حق کو) جھٹلایا اور اس سے منہ پھیر لیا۔ پھر گیا گھر کی طرف نخرے کرتا ہوا۔ تیری خرابی آ لگی اب آ لگی۔ پھر تیری خرابی آ لگی اب آ لگی۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ (ابتدا میں) منی کا ایک قطرہ نہ تھا جو (رحم مادر میں) ٹپکایا جاتا ہے۔ پھر اس سے وہ لوتھڑا بنا پھر اللہ نے اسے بنایا اور اعضاء درست کیے۔ پھر اس سے دو قسمیں بنائیں، مرد اور عورت۔ کیا وہ (اتنی قدرت والا) اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو پھر زندہ کر دے"۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ سے بیان کیا ہے کہ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ کا معنی حلقوم ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مَنْ ٚ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ کا معنی ہے کون شفا دینے والا طبیب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے اسی کے ضمن میں یہ قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اطباء تلاش کیے۔ لیکن انہوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور فیصلے کے خلاف کسی قسم کا فائدہ نہیں پہنچایا۔ وَّ ظَنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 371 (3418)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ فرمایا اسے یقین ہو جائے گا کہ یہ فراق اور جدائی کی گھڑی ہے۔ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ فرمایا: اس کی دونوں پنڈلیاں بے جان ہو گئیں اور وہ اسے اٹھا نہیں سکتیں، حالانکہ وہ انہیں پر بہت گھومتا پھرتا تھا۔(1)

سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ سے مراد طبیب ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کون دم کرنے والا ہے جو اسے دم کرے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا نے ذکر الموت میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مَنْ ٜ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی روح نکلتی آتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کی ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے تو اس وقت کہا جاتا ہے کون اس کی روح لے کر بلندی کی جانب چڑھے گا؟ ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب۔ اور وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کا معنی ہے کہ اس پر دنیا اور آخرت باہم مل گئیں۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب اس کے بارے میں جھگڑ پڑتے ہیں کہ ان میں سے کون اسے لے کر بلندی کی جانب چڑھتے گئے؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الجوزاء رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ ملائکہ آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں کون اسے لے کر اوپر چڑھے گا کیا ملائکہ رحمت یا ملائکہ عذاب؟(5)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے "وَاَيْقَنَ اَنَّهُ الْفِرَاقُ" (اور اسے یقین ہو جاتا ہے کہ یہ فراق کی گھڑی ہے)(6)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ ایام دنیا میں سے آخری دن اور ایام آخرت میں سے پہلا دن ہے۔ پس ایک شدت دوسری شدت کے ساتھ مل جاتی ہے۔ سوائے ان کے جن پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔(7)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ موت کے وقت امر دنیا امر آخرت کے ساتھ مل گیا۔(8)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ساق آخرت ساق دنیا کے ساتھ مل گئی اور آپ نے شاعر کا یہ قول بھی ذکر کیا "وَقَامَتِ الْحَرْبُ بِنَا عَلٰى سَاقٍ" (ہمارے ساتھ جنگ ساق پر کھڑی ہو گئی یعنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 35-32-231، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 231　3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 33-232　5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 232　6۔ ایضاً

7۔ ایضاً　8۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 233

پوری شدت اور تیزی کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی)۔

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت ربیع، حضرت عطیہ اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ساق سے مراد بلاء اور آزمائش ہے۔ یعنی ایک آزمائش دوسری آزمائش کے ساتھ مل گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ اس میں زندگی اور موت جمع ہوگئیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ موت کے قریب نزع کی حالت میں اس کی دونوں پنڈلیاں تلف ہوگئیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ موت کے وقت اس کی دونوں پنڈلیاں مل گئیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب اس پر موت آتی ہے تو وہ اپنا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے ساتھ مارتا ہے (یعنی دونوں ٹانگوں کو آپس میں جوڑ لیتا ہے)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ لوگ اس کے بدن کو تیار کرتے ہیں (یعنی اس کے کفن دفن کا سامان مہیا کرتے ہیں) اور فرشتے اس کی روح کو تیار کرتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: وہ اس کی دونوں پنڈلیاں ہیں جب کہ وہ دونوں کفن میں جڑ جاتی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَىِٕذِ الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ کہ آخرت میں آپ کے رب کی طرف ہی کوچ ہوتا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَا صَدَّقَ کہ اس نے کتاب اللہ کی تصدیق نہیں کی اور نہ نماز پڑھی وَ لٰكِنْ كَذَّبَ بلکہ اس نے کتاب اللہ کو جھٹلایا۔ وَ تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے منہ پھیر لیا۔ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ پھر گھر کی طرف گیا نخرے (اور تکبر) کرتے ہوئے اور وہ ابوجہل بن ہشام ہے۔ یہ اس کی چال تھی۔ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کپڑے کے پلو کو پکڑا اور فرمایا اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ یعنی تیرے لیے وعید پر وعید ہے۔ تو اس نے کہا: میرے لیے تم اور تمہارا رب کچھ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور ان دو پہاڑوں کے درمیان بسنے والوں میں سب سے زیادہ عزت والا میں ہوں اور ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: بے شک ہر امت کے لیے ایک فرعون ہے اور اس امت کا فرعون ابوجہل ہے۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ کا معنی ہے اکڑنا، تکبر کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 233، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 371 (3416)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ساتھ چلنا اور مراد ابو جہل ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے غرور اور نخرہ کرنا۔ یعنی وہ غرور اور تکبر کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے قول باری تعالیٰ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کو اپنی جانب سے کہے تھے یا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا تھا؟ تو آپ نے جواباً فرمایا: بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے یہ کلمات اپنی جانب سے اسے کہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمائے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ کا معنی ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا (یعنی اس پر کوئی نگرانی اور پابندی نہیں ہوگی)(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اسے باطل چھوڑ دیا جائیگا نہ اسے کوئی حکم دیا جائے گا اور نہ اسے منع کیا جائے گا۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اسے مہمل چھوڑ دیا جائے گا اور آپ نے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ کے ضمن میں کہا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت پڑھتے۔ تو یہ کہا کرتے تھے۔ سبحانہ وبلی (ہاں کیوں نہیں وہ مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے اس کی ذات پاک ہے)(3)

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت صالح بن خلیل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ آیت پڑھتے تھے تو فرماتے ''سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبَلٰی''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ آیت پڑھی اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ تو فرمایا ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبَلٰی''۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے حج کے بعد نماز پڑھی۔ تو آپ اکثر لَاۤ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ کی قرأت کرتے۔ اور جب آپ یہ پڑھتے اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ تو میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ'' (ہاں اور میں اس پر شہادت دینے والوں میں سے ہوں)

امام عبد بن حمید، ابوداؤد اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 338، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 72-371 (18-3415)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آدمی اپنے گھر کے اوپر نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے مذکورہ آیت پڑھی: تو اس نے کہا۔ ''سُبْحَانَكَ فَبَلٰی'' تو لوگوں نے اس سے اس کے بارے پوچھا۔ تو اس نے کہا: میں نے یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔(1)

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جو یہ پڑھے وَالتِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ ۙ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ ۙ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۙ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۚ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ فَمَا یُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّیْنِ ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ۠ (التین) تو اسے یہ کہنا چاہیے۔ ''بَلٰی، وَاَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ'' اور جو لَاۤ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۙ آخر تک پڑھے: اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی ۠ تو اسے کہنا چاہیے: ''بَلٰی'' اور جو سورہ وَالْمُرْسَلٰتِ پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچے۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ (المرسلات:50) تو اسے کہنا چاہیے ''اٰمَنَّا بِاللّٰهِ''

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تو لَاۤ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ ۙ پڑھے اور اس آیت پر پہنچے: اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی ۠ تو تو کہے: ''بَلٰی''

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ جب تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی (الاعلیٰ:1) پڑھے تو کہہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' اور جب اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی ۠ پڑھے تو کہا کر ''سُبْحَانَكَ وَبَلٰی''

1۔ سنن ابوداؤد، باب الدعاء فی الصلوٰۃ، جلد 1، صفحہ 330، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۳۱ سورۃ الدھر مدنیۃ ۷۶ رکوعاتہا ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ہَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّہۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡـًٔا مَّذۡکُوۡرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَۃٍ اَمۡشَاجٍ ٭ۖ نَّبۡتَلِیۡہِ فَجَعَلۡنٰہُ سَمِیۡعًۢا بَصِیۡرًا ﴿۲﴾ اِنَّا ہَدَیۡنٰہُ السَّبِیۡلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوۡرًا ﴿۳﴾ اِنَّاۤ اَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ سَلٰسِلَا۠ وَ اَغۡلٰلًا وَّ سَعِیۡرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ یَشۡرَبُوۡنَ مِنۡ کَاۡسٍ کَانَ مِزَاجُہَا کَافُوۡرًا ﴿۵﴾ۚ عَیۡنًا یَّشۡرَبُ بِہَا عِبَادُ اللّٰہِ یُفَجِّرُوۡنَہَا تَفۡجِیۡرًا ﴿۶﴾ یُوۡفُوۡنَ بِالنَّذۡرِ وَ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسۡتَطِیۡرًا ﴿۷﴾

”بیشک گزرا ہے انسان پر زمانہ میں ایک ایسا وقت جبکہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا۔ بلاشبہ ہم ہی نے انسان کو پیدا فرمایا ایک مخلوط نطفہ سے تاکہ ہم اس کو آزمائیں پس (اس غرض سے) ہم نے بنادیا ہے اسکو سننے والا، دیکھنے والا۔ ہم نے اسے دکھایا ہے (اپنا) راستہ اب چاہے شکر گزار بنے چاہے احسان فراموش۔ بیشک ہم نے بالکل تیار کر رکھی ہے کفار کے لیے زنجیریں، طوق اور بھڑکتی آگ۔ بیشک نیک لوگ پئیں گے (شراب کے) ایسے جام جن میں آب کافور کی آمیزش ہوگی۔ (کافور) ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے (وہ) خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کر لے جائیں گے۔ جو پوری کرتے ہیں اپنی منتیں اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر ہر سو پھیلا ہوگا“۔

امام نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ الانسان مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۃ ہَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الۡاِنۡسَانِ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حبشہ کا رہنے والا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو پوچھ اور سوال کر۔ تو اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں رنگ، شکل اور نبوت میں ہم پر فضیلت دی گئی ہے، آپ کا کیا خیال ہے اگر میں اس (اللہ) کے ساتھ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

ن الیٰ ایمان لے آؤں اور میں بھی اس طرح عمل کروں جیسے آپ کرتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں۔ قسم ہے اس ذات اقدس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک جنت میں سیاہ آدمی کی سفیدی ہزار سال کی مسافت سے دکھائی دے گی۔ پھر ارشاد فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے لیے عہد (کی پاسداری) ہے۔ اور جس نے کہا: سبحان اللہ وبحمدہ اس کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اور پھر آپ پر یہ سورت نازل ہوئی: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ۝ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ۝ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا ۝ اِنَّاۤ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَاۡ وَ اَغْلٰلًا وَّ سَعِيْرًا ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ۝ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِيْرًا ۝ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا ۝ وَ دَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝ وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا ۝ قَوَارِيْرَا مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ وَ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ۝ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۝ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا ۝ تو حبشی نے عرض کی: کیا جنت میں میری آنکھیں اسے دیکھ سکیں گی جیسے آپ کی آنکھیں دیکھیں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پس وہ بیمار ہوا یہاں تک کہ اس کی روح پرواز کرگئی۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تحقیق میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دست مبارک سے اسے قبر میں اتارتے ہوئے دیکھا ہے۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت محمد بن مطرف رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھے ایک ثقہ آدمی نے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک سیاہ رنگ والا آدمی تسبیح وتہلیل کے بارے حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھ رہا تھا۔ تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: ٹھہر جاؤ تو نے رسول اللہ ﷺ پر کثیر سوالات کردیئے ہیں۔ تو اس نے جواب دیا: اے عمر! رک جا۔ تو اس وقت رسول اللہ ﷺ پر یہ آیات نازل ہوئیں: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ یہاں تک کہ جب آپ جنت کے ذکر پر پہنچے تو اس سیاہ رنگ والے آدمی نے ایک لمبی سانس نکالی اور اس کے ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ جنت کے شوق میں مر گیا۔

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سورت پڑھی هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ حالانکہ آپ ﷺ پر یہ سورت نازل ہوئی، اس وقت آپ کے پاس ایک سیاہ رنگ والا آدمی موجود تھا۔ پس جب جنت کی صفات پر پہنچے تو اس نے ایک طویل سانس لی اور ساتھ ہی اس کی جان نکل گئی۔ تو رسول اللہ

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 436 (13595)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ﷺ نے فرمایا: جنت کے شوق نے تمہارے ساتھی کی جان نکال لی۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ آخر تک پڑھی۔ پھر ارشاد فرمایا: بلاشبہ میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان چر چرایا اور اس کے لیے لازم ہے کہ وہ چر چرائے۔ اس میں چار انگلیوں کی مقدار بھی ایسی جگہ نہیں مگر وہاں کوئی فرشتہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی پیشانی سجدے میں رکھے ہوئے ہے۔ قسم بخدا! اگر تم وہ جان لیتے جو میں جانتا ہوں تو یقیناً تم تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے۔ اور نہ ہی تم بستر پر اپنی عورتوں سے لطف اندوز ہوتے۔ اور یقیناً تم پہاڑوں کی جانب پناہ لینے کے لیے نکل جاتے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا کہ ہر انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت آیا ہے جب کہ یہ کوئی قابل ذکر شے نہ تھا۔ فرمایا انسان کو یہاں نیا پیدا کیا گیا۔ اور اس انسان کے سوا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے مخلوق کے بارے معلوم نہیں جس کی تخلیق اس کے بعد ہو۔

امام ابن مبارک، ابو عبید نے فضائل میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو مذکورہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش یہ مکمل ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے کسی آدمی کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ...... الآیہ" تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے کاش! یہ مکمل ہوتی۔ پھر آپ کو اس قول کے بارے میں عتاب کیا گیا۔ تو آپ نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور فرمایا: اے کاش! میں اس کی مثل ہوتا۔ (2)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مخلوق میں سے سب سے آخر آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْاِنْسَانِ سے مراد ہر انسان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: بے شک زمانے میں سے ایک ایسا وقت تھا جس کا ادراک نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا۝ قسم بخدا! وہ نہیں جانتا کہ اس پر کتنا وقت گزرا یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے تخلیق فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہی مذکورہ آیت

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 554 (3883)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 107 (34556)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 373 (3420)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پڑھی اور فرمایا: اے میرے پروردگار! تیری عزت کی قسم! تو نے ہی انسان کو سمیع وبصیر بنایا اور اسے زندگی اور موت عطا فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب ہم تمہارے پاس کوئی حدیث لائیں گے تو ساتھ ہی اس کی تصدیق کتاب اللہ سے بھی لائیں گے۔ بے شک رحم میں چالیس دن تک نطفہ قرار پذیر رہتا ہے۔ پھر وہ چالیس دن تک علقہ (جما ہوا خون) کی صورت میں رہتا ہے۔ پھر وہ چالیس دن تک مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) کی حالت میں رہتا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو پیدا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس فرشتے کو حکم ارشاد فرماتا ہے۔ تو لکھ تو وہ عرض کرتا ہے: میں کیا لکھوں؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا شقی ہونا یا سعید ہونا اور اس کا مذکر ہونا یا مؤنث ہونا لکھ دے۔ اس کا رزق کیا ہوگا اس کی مدت عمر کتنی ہوگی اور اس کی موت کب آئے گی۔ پس اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ وحی فرما دیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے۔ پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ پھر آپ نے فرمایا اَمْشَاجٍ سے مراد اس کی رگیں ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَمْشَاجٍ سے مراد رگیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کا معنی ہے مرد اور عورت کے پانی کا باہم ملنا اور مخلوط ہونا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ اس سے مراد مرد اور عورت کے پانی کا نکلنا اور ایک دوسرے کے ساتھ اس کا ملنا اور خلط ملط ہونا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے کہا مجھے مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کا معنی بتایئے تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد مرد اور عورت کے پانی کا ملنا ہے جب کہ وہ رحم میں واقع ہو۔ تو نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی عربوں میں معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابو ذؤیب کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

كَاَنَّ الرِّيْشَ وَالْفُوْقَيْنِ مِنْهُ ۔۔۔ خِلَالَ النَّصْلِ خَالَطَهُ مَشِيْجُ

”گویا کہ تیر اور اس کے دونوں کنارے اور نیزے کا سوراخ سب (خون سے) لت پت ہیں“۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آدمی کا پانی عورت کے پانی کے ساتھ ملا تو وہ باعث خلقت ہو گیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مرد اور عورت کا پانی ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہو جائے تو وہی اَمْشَاجٍ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب پانی اور خون مل جائیں تو وہ اَمْشَاجٍ ہے۔ پھر علقہ اور پھر مضغہ بنتا ہے۔ (1)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 373 (3421)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عبد بن حمید اور ابن منذر نے اس آیت کے ضمن میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اسے نطفہ سے پیدا کیا گیا ہے جسے خون کے ساتھ ملایا گیا۔ اور وہ خون خون حیض ہے۔ جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو حیض ختم ہو جاتا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کا معنی ہے مختلف رنگوں والا (نطفہ)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مرد کے نطفہ کا رنگ سفید اور سرخ اور عورت کے نطفہ کا رنگ سبز اور سرخ ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَمْشَاجٍ وہ ہے جو پیشاب کے فوراً بعد خارج ہوتا ہے۔ جیسا کہ کمان کی تانت کا تنا وغیرہ اور اسی سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ اَمْشَاجٍ سے مراد وہ رگیں ہیں جو نطفہ میں ہوتی ہیں۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مخلوق کے رنگ ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ بے شک ہم نے انسان کو مختلف مراحل میں پیدا فرمایا۔ ایک مرحلہ میں یہ نطفہ تھا، ایک میں علقہ، ایک میں مضغہ اور ایک مرحلہ میں عظما (ہڈیاں) تھا۔ "ثُمَّ كَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا" پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ جب گوشت چڑھایا جاتا ہے تو وہ زیادہ قوت والا ہو جاتا ہے۔ "ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ" فرمایا اس کے لیے بال اگائے۔ "تَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ" پس اللہ تعالیٰ نے اسے ان چیزوں سے باخبر کیا جو اس نے اس کے لیے پیدا فرمائیں۔ اور جو کچھ اس کے مابین تھا اس سے بھی باخبر کیا کہ وہ اسے اس کے ذریعہ آزمائے گا۔ تاکہ وہ جان لے کہ کس طرح اس نے اس کا شکر ادا کیا اور اس کے حق کی کس طرح معرفت حاصل کی۔ پس اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے وہ سب کچھ بیان فرما دیا جو اس نے اس کے لیے حلال قرار دیا اور جو اس پر حرام قرار دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا (الدھر:3) بے شک ہم نے دکھایا ہے اسے اپنا راستہ اب چاہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار بنے وَّ اِمَّا كَفُوْرًا (الدھر:3) اور چاہے تو ان کی ناشکری کرے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَمْشَاجٍ کا مفہوم یہ ہے کہ ہڈیاں، پٹھے اور رگیں مرد سے ہوتی ہیں اور گوشت، خون اور بال عورت سے ہوتے ہیں۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ناخن، ہڈی اور پٹھے مرد سے اور گوشت اور بال عورت (کے پانی) سے بنتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ السَّبِيْلَ سے مراد ہدایت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ السَّبِيْلَ سے مراد

شقاوت اور سعادت ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ العوفی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ السَّبِيْلَ سے مراد خیر اور شر ہے۔

امام احمد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچے کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کے بارے اپنی زبان کھول لیتا ہے۔ اور جب وہ اس کے بارے اپنی زبان کھولتا ہے تو چاہے وہ شکر گزار بنے اور چاہے تو کفران نعمت کرے(2)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۞ کا معنی ہے کہ وہ ایسی شراب کا جام پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۞ کہ کافور ایک چشمہ ہے جس سے (وہ) اللہ کے خاص بندے پئیں گے اور جہاں چاہیں گے اسے بہا کر لے جائیں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے: یہ وہ قوم ہے جن کے لیے کافور ملایا جائے گا اور ان کے لیے کستوری کی مہر لگائی جائے گی۔ اور عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۞ کے تحت فرمایا: کہ ان کا پانی انتہائی مفید اور نفع بخش ہوگا وہ اسے جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَانَ مِزَاجُهَا کا مفہوم ہے اس کا ذائقہ (کافور کی طرح ہوگا) يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۞ فرمایا وہ نہریں ہیں جنہیں وہ جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ کی قرأت میں اس طرح ہے "كَاْسًا صُفْرًا كَانَ مِزَاجُهَا"۔

امام عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں ابن شوذب سے يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۞ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کے پاس سونے کی چھڑیاں ہوں گی وہ ان کے ساتھ اسے بہائیں گے تو وہ ان کی چھڑیوں کے پیچھے پیچھے چلتا جائے گا۔

عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت و عبادت، نماز، زکوۃ، حج، عمرہ اور ہر وہ عمل جو ان پر فرض ہے کو پوری طرح ادا کرتے ہیں۔ پس اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ابرار رکھا ہے۔ اور فرمایا: يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۞ فرمایا اس دن کا شر اللہ تعالیٰ (کی اجازت سے) پھیل جائے گا یہاں تک آسمانوں اور زمین کو بھر دے گا۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے نذر مانیں تو وہ ایسی منتوں کو پورا کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ نذر جو شکر کے لیے ہو اسے وہ پورا کرتے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 245، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 353، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 47-246 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 48-247

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کی نذر مانی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ مشغول ہو گئے (اور اس سے اعراض کرلیا) تو وہ آدمی چلا گیا اور تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کرنے کا ارادہ کرلیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے ہیں جو منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کا شر ہر سو پھیلا ہوگا۔ تو سو اونٹیاں قربان کردے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ بدر سے قیدی لائے تو مہاجرین میں سے سات افراد نے مشرکین بدر کے قیدیوں پر اخراجات کیے۔ ان میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن، حضرت سعد اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم تھے۔ تو انصار نے کہا: ہم نے انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لیے قتل کیا ہے اور تم انہیں نفقہ اور خرچہ دے رہے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں انیس آیتیں نازل فرمائیں۔ یعنی اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًاۚ﴿۵﴾ عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِیْرًا﴿۶﴾ یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا﴿۷﴾ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًاۚ﴿۱۱﴾ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًاۙ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِۚ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًاۚ﴿۱۳﴾ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا﴿۱۴﴾ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِیْرَاۡ﴿۱۵﴾ قَوَارِیْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِیْرًا﴿۱۶﴾ وَ یُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًاۚ﴿۱۷﴾ عَیْنًا فِیْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِیْلًا﴿۱۸﴾۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُسْتَطِیْرًا کا معنی ہے پھیلنے والا۔

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا﴿۸﴾ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُكُوْرًا﴿۹﴾ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا﴿۱۰﴾ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْیَوْمِ وَ لَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًاۚ﴿۱۱﴾ وَ جَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًاۙ﴿۱۲﴾ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِۚ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّ لَا زَمْهَرِیْرًاۚ﴿۱۳﴾ وَ دَانِیَةً عَلَیْهِمْ ظِلٰلُهَا وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِیْلًا﴿۱۴﴾ وَ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِاٰنِیَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّ

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب من نذر لنحر ان نفسہ، جلد 8، صفحہ 402 (16194)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَاۡ ﴿۱۵﴾ قَوَارِيْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾
وَ يُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى
سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ
لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَ اِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّ مُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾
عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّ اِسْتَبْرَقٌ ٘ وَّ حُلُّوْۤا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَ
سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّ كَانَ
سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾

''اور جو کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں کھلاتے ہیں اللہ کی رضا کے لیے نہ ہم تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکریہ کے۔ ہم ڈرتے ہیں اپنے رب سے اس دن کے لیے جو بڑا ترش (اور) سخت ہے۔ پس بچالے گا انہیں اللہ تعالیٰ اس دن کے شر سے۔ اور بخش دے گا انہیں چہروں کی تازگی اور دلوں کا سرور۔ اور مرحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس۔ وہاں پلنگوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ نظر آئے گی انہیں وہاں سورج کی تپش اور نہ ٹھرن۔ اور قریب ہوں گے ان سے اس کے درختوں کے سائے اور میووں کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ اور گردش میں ہوں گے ان کے سامنے چاندی کے ظروف اور شیشہ کے چمکدار گلاس۔ (اور) شیشے بھی وہ جو چاندی کی قسم کے ہوں گے، ساقیوں نے انہیں پورے اندازہ سے بھرا ہوگا۔ اور انہیں پلائے جائیں گے وہاں (ایسی شراب کے) جام جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی۔ (یہ زنجبیل) جنت میں ایک چشمہ ہے جس کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ اور چکر لگاتے رہیں گے ان کی خدمت میں ایسے بچے جو ایک ہی حالت پر رہیں گے۔ جب تو انہیں دیکھے تو یوں سمجھے گویا یہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔ اور جدھر بھی تم وہاں دیکھو گے تمہیں نعمتیں ہی نعمتیں اور وسیع مملکت نظر آئے گی۔ ان کے اوپر لباس ہوگا باریک سبز ریشم کا (بنا ہوا) اور اطلس کا اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور پلائے گا انہیں ان کا پروردگار نہایت پاکیزہ شراب۔ (انہیں کہا جائے گا) یہ تمہارا صلہ ہے اور (مبارک ہو) تمہاری کوششیں مقبول ہوئیں۔ ہم نے ہی (اے حبیب!) آپ پر تھوڑا تھوڑا کر کے کلام نازل کیا''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ اور جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں حالانکہ وہ خود اس کی

چاہت رکھتے ہیں۔ وَّاَسِیۡرًا۝ فرمایا اس سے مراد قیدی ہے۔ اِنَّمَا نُطۡعِمُکُمۡ لِوَجۡہِ اللّٰہِ الآیہ۔ فرمایا: یہ جملہ قوم نے انہیں کھانا کھلاتے وقت نہیں کہا۔ بلکہ ان کے دلوں کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔ اور اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی۔ تاکہ اس میں رغبت رکھنے والا مزید رغبت رکھے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت قیدی مشرکین تھے۔ وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسۡکِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا۝۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قیدیوں کے بارے حکم ارشاد فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اس وقت وہ مشرکین تھے۔ قسم بخدا! تیرے مسلمان بھائی کی حرمت اور اس کا حق تجھ پر اس سے کہیں زیادہ ہے۔

امام ابوعبید نے غریب الحدیث میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں اَسِيۡرًا۝ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں مشرکین کے سوا کوئی قیدی نہ تھا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اہل اسلام کو قید نہیں کرتے تھے۔ لیکن یہ آیت مشرک قیدیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ انہیں فدیہ کے لیے قید کر لیتے تھے، تو انہیں کے بارے مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ اور حضور نبی کریم ﷺ ان کی اصلاح کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔

عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَسِيۡرًا۝ سے مراد مشرک قیدی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عربوں نے ہند اور دوسرے علاقوں سے قیدی نہیں بنائے اور جب وہ روک لیے جائیں، قید کر لیے جائیں تو تم پر لازم ہے کہ تم انہیں کھانا کھلاؤ اور خوب سیراب کراؤ۔ یہاں تک کہ وہ قتل کر دیئے جائیں یا فدیہ ادا کر دیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابورزین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں شقیق بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا تو ان کے پاس سے مشرک قیدی گزرے۔ تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں ان پر صدقہ کروں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَيُطۡعِمُوۡنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسۡکِيۡنًا وَّيَتِيۡمًا وَّاَسِيۡرًا۝۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عطاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کے مطابق فرمایا: چاہے وہ قیدی اہل قبلہ میں سے ہوں یا ان کے علاوہ (مشرکین ہوں)۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 50-249، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ شعب الایمان، باب فی رد السلام، جلد 6، صفحہ 526 (9157)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3426)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ارشاد ربانی کی اس طرح تفسیر بیان کی ہے: مِسْكِيْنًا، فرمایا: مراد فقیر ہے۔ وَّ يَتِيْمًا، فرمایا: جس کا کوئی باپ نہ ہو۔ وَّ اَسِيْرًا۝ فرمایا: مراد مملوک (غلام) اور قیدی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت خاتون جنت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہما کے بارے نازل ہوئی۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت ام الاسود سریۃ الربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ربیع شکر پسند کرتے تھے اور اسے کھاتے تھے اور جب سائل آیا تو آپ نے وہ اسے دے دی۔ تو میں نے کہا: وہ شکر کو کیا کرے گا، اس کے لیے روٹی بہتر ہے۔ انہوں نے جواب دیا: بلاشبہ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ يَوْمًا عَبُوْسًا کا معنی ہے تنگ اور (سخت) دن اور قَمْطَرِيْرًا۝ کا معنی ہے طویل اور لمبا (یعنی وہ دن جو انتہائی سخت اور طویل ہوگا)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا۝ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ جو اپنی آنکھوں کے درمیان شکنیں بنالیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ قَمْطَرِيْرًا سے مراد ایسا آدمی ہے جو اپنی آنکھوں کے درمیان اور اپنے چہرے پر بل ڈال کر شکنیں بنالیتا ہے۔(1)

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے ان سے کہا: مجھے يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا۝ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے جواباً فرمایا: اس کا مفہوم ہے درد کی شدت کے سبب جس کا چہرہ منقبض ہو۔ نافع نے عرض کی: کیا عرب بھی اس معنی سے واقف ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَلَا يَوْمُ الْحِسَارِ وَكَانَ يَوْماً عَبُوْساً فِي الشَّدَائِدِ قَمْطَرِيْرًا

"وہ دن حسرت کا دن نہ تھا۔ وہ دن ترش رو اور سختیوں میں حد درجہ سخت تھا"۔

پھر نافع نے کہا: مجھے ارشاد ربانی وَّ لَا زَمْهَرِيْرًا۝ کے بارے بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اہل جنت کو نہ تو سورج کی گرمی پہنچے گی کہ وہ ان کے لیے باعث اذیت ہو اور نہ ہی انہیں کوئی ٹھنڈک لگے گی۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے اعشیٰ کو نہیں سنا: وہ کہتا ہے:

بُرَهُوْهَةُ الْخَلْقِ مِثْلُ الْعَتِيْقِ لَمْ تَرَ شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا

"مخلوق کا تھوڑا سا وقت عتیق (انتہائی عمدہ) کی مثل ہے کہ نہ اسے گرمی کا احساس ہوتا ہے اور نہ ہی سردی کا"۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ دن جس کی شدت کے سبب اس میں زندگی تنگ ہو جائے گی۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 251، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3427)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یَوْمًا سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور عَبُوْسًا سے مراد جس کے دونوں ہونٹ خشک ہو جائیں۔ اور قَمْطَرِیْرًا فرمایا: چہرے تنگی اور تکلیف کے سبب سکڑ جائیں گے۔ اور ایک روایت میں الفاظ کا مفہوم ہے: آنکھوں کی درمیانی جگہ اور چہرے کا سکڑ جانا یعنی چہرے اور پیشانی پر بل ڈال لینا۔ تیوری چڑھانا وغیرہ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان کے چہروں میں تازگی اور رونق ہوگی اور ان کے سینوں میں خوشی اور سرور ہوگا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس طرح مفہوم بیان کیا ہے کہ لَقّٰهُمْ نَضْرَةً اور اللہ تعالیٰ ان کے چہروں میں تازگی عطا فرمادے گا۔ وَّسُرُوْرًا فرمایا: اور ان کے سینوں اور دلوں میں سرور اور خوشی ڈال دے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا کا مفہوم ہے اللہ تعالیٰ انہیں ان کے چہروں میں تازگی اور ان کے دلوں میں سرور عطا فرمادے گا۔ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِیْرًا فرمایا: صبر دو قسم کا ہے۔ ایک صبر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے صبر (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری پر ہر مشکل اور تکلیف کا مقابلہ کرتے ہوئے ڈٹے رہنا اور اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی سے اجتناب کرنے میں ہر قسم کی لذت و شہوت کے مقابلے میں ڈٹ جانا) مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىِٕكِ فرمایا: ہم بیان کرتے ہیں کہ وہ ایسے پلنگوں پر ہوں گے جو کہ دلہن کے لیے آراستہ کیے گئے کمرے میں بچھائے جاتے ہیں۔ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ جانتا ہے کہ شدید گرمی اذیت ناک ہوتی ہے اور سخت سردی بھی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں ان دونوں کے اجتماعی عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ جہنم نے اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت پیش کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر سال میں دو بار سانس نکالنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ پس یہ گرمی کی شدت اسی گرمی کی سبب ہے اور سردی کی شدت بھی جہنم کی ٹھنڈک میں سے ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا کے تحت فرمایا: کہ حضرت ابو سلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جہنم نے رب کریم کی بارگاہ میں شکایت کی اور عرض کی: اے میرے پروردگار! میرا بعض حصہ بعض کو کھائے جا رہا ہے۔ پس تو مجھے سانس نکالنے کی اجازت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر سال میں دو مرتبہ سانس نکالنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ایک سانس موسم سرما میں اور ایک سانس موسم گرما میں۔ پس سردی کی وہ شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی ٹھنڈک کے سبب ہے۔ اور گرمی کی وہ شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی گرمی میں سے ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنم نے رب کریم کی بارگاہ میں شکایت کی اور عرض کی: اے میرے رب! میرا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 375 (3429)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو بار سانس نکالنے کی اجازت دے دی۔ ایک سانس سردیوں کے موسم میں اور ایک سانس موسم گرما میں۔ پس سردی کی شدت جو تم پاتے ہو وہ جہنم کی ٹھنڈک میں سے ہے۔ اسی طرح موسم گرما میں گرمی کی جو شدت تم پاتے ہو وہ جہنم کی گرمی میں سے ہے۔(1)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زَمْهَرِيْرًا سے مراد قطع کر دینے والی سردی ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ سے مراد انتہائی شدید سردی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زَمْهَرِيْرًا ﴿۱۳﴾ عذاب کی ایک قسم ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا (النباء: 24)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سخت گرم دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی سمع و بصر کو آسمان اور زمین میں بسنے والوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور جب کوئی بندہ یہ کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، آج کے دن کی گرمی کتنی شدید ہے، اے اللہ! مجھے جہنم کی گرمی سے پناہ عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ جہنم کو فرماتا ہے۔ میرے بندوں میں سے ایک بندے نے تیری گرمی سے میری پناہ طلب کی ہے۔ اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے پناہ عطا فرما دی ہے۔ اور جب سخت سرد دن ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی سمع و بصر کو زمین و آسمان کے باسیوں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور جب کوئی بندہ یہ کہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ آج کے دن کی سردی کتنی شدید ہے۔ اے اللہ! مجھے جہنم کی سردی سے پناہ عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ جہنم کو فرماتا ہے۔ بے شک میرے بندوں میں سے ایک بندے نے تیری سردی سے میری پناہ طلب کی ہے۔ اور میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے پناہ عطا فرما دی ہے۔ تو لوگوں نے عرض کی: جہنم کی ٹھنڈک کیا ہے؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ایک بیت (مکان) ہے جس میں کافر کو پھینکا جائے گا۔ تو وہاں کی سخت سردی کے سبب اس کے بعض (اعضاء) بعض سے جدا اور الگ ہو جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جنت معتدل ہے نہ اس میں سخت سردی ہو گی اور نہ سخت گرمی۔(2)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا اور ان پر جنت کے درختوں کے سائے قریب ہوں گے۔ وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ فرمایا: بے شک اہل جنت جنت کے پھل اور میوے کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، لیٹے ہوئے اور جس حال پر وہ چاہیں گے کھا سکیں گے اور ایک روایت میں ہے ان کے لیے ان کے گچھے جھکے ہوئے لٹک رہے ہوں گے۔ پس وہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 4، صفحہ 612 (2592)، دار الحدیث قاہرہ

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 30 (33970)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ان سے تناول فرمائیں گے جس کیفیت میں چاہیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝ کے تحت کہا: کہ اگر اہل جنت بیٹھے ہوں گے تب بھی وہ پھلوں کو پالیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پھلوں کے گچھے ان کے قریب کر دیئے جائیں گے۔ وہ انہیں حاصل کر سکیں گے حالانکہ تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ ان کے قریب کر دیئے جائیں گے اور وہ انہیں حاصل کر سکیں گے۔ اگر اہل جنت میں سے کوئی کھڑا ہوا تو اس کی مقدار وہ گچھا بھی بلند ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی بیٹھا ہوا ہوگا تو وہ نیچے لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے پالے گا اور اگر کوئی لیٹا ہوا ہوگا تو وہ مزید نیچے لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچ جائے گا۔ اور ان کے جھکے ہونے سے مراد یہی ہے: وَ ذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے غلمان کہیں گے ہم کہاں سے تیرے لیے توڑ کر لائیں؟ ہم کہاں سے تجھے سیراب کریں؟(2)

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنت کی زمین چاندی ہے، اس کی مٹی مشک (کستوری) ہے، اس کے درختوں کے تنے سونے اور چاندی کے ہیں اور ان کی شاخیں، موتیوں، زبرجد اور چاندی کی ہیں اور ان کے درمیان پھل ہے۔ پس جس کسی نے کھڑے ہو کر کھایا اسے کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ جس نے لیٹنے کی حالت میں کھایا اس کے لیے بھی باعث اذیت نہیں۔ اور جس نے بیٹھنے کی حالت میں کھایا اسکے لیے بھی کوئی دقت نہیں ہوگی ایک روایت میں الفاظ ہیں، اگر کوئی کھڑا ہو گیا تو یہ پھل بلند ہو جائے گا اور اگر کوئی بیٹھا ہوا ہوگا تو لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اسے پالے گا اور اگر وہ لیٹا ہوا ہوگا تو یہ مزید لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ اس تک پہنچ جائے گا۔ اور یہی اس کے گچھے جھکے ہونے کا مفہوم ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے وَ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے (کہ ان پر گردش کناں ہونگے چاندی کے ظروف) جن کی چاندی کی سفیدی میں شیشے کی صفائی ہوگی قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ۝ فرمایا وہ اسی اندازے کے مطابق بھرے جائیں گے جو قوم کی رائے ہوگی

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت شعبی قَدَّرُوْهَا میں قاف کو رفع (پیش) کے ساتھ پڑھتے تھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے قاف کو نصب (زبر) کے ساتھ پڑھا ہے

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3889)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 35 (34007)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 28 (33954)

سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ برتن چاندی کے ہونگے اور انکی صفائی اور چمک شیشے کی صفائی کی طرح ہوگی اور قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ⑯ کے تحت فرمایا کہ انہیں بھرنے کے لیے اندازہ لگایا گیا۔(1)

امام عبدالرزاق سعید بن منصور اور بیہقی نے البعث میں حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: اگر تو دنیا کی چاندی میں سے کچھ چاندی لے اور تو اسے کوٹتا رہے یہاں تک کہ تو اسے مکھی کے پیر کی مثل کردے پھر بھی اس کے اندر سے پانی دکھائی نہیں دیتا لیکن جنت کے شیشے چاندی کی مثل سفید ہونگے جس میں شیشے کی طرح صفائی ہوگی۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنت میں کوئی شے نہیں ہے مگر سوائے چاندی کی قسم کے شیشوں کے ہر شے کے مشابہ تمہیں وہ شے دنیا میں عطا کی گئی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان ہے کہ اگر اہل دنیا اس پر جمع ہو جائیں کہ وہ چاندی کا ایسا برتن بنائیں کہ جو شے اس میں ہو وہ باہر سے دکھائی دے جیسا شیشے کے برتن میں دکھائی دیتی ہے تو وہ اس پر قادر نہ ہونگے۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد ربانی قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ⑯ کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے کہ وہ ان کے اندازے اور چاہت کے مطابق بھر کر وہ برتن لائیں گے کہ نہ اہل جنت کسی شے کو فالتو قرار دیکر چھوڑ دیں گے اور نہ ان میں اس کے بعد مزید کسی شے کی خواہش باقی رہے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہاں کے برتن پیالے، گلاس اور بغیر دستے کے کوزے ہوں گے۔ اور ان کا اندازہ یہ ہوگا کہ نہ تو اس طرح بھرے ہوں گے کہ وہ بہنے لگیں اور نہ ہی خاص اندازے سے کم ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ⑯ کا مفہوم ہے ان برتنوں کو اہل جنت کو سیراب کرنے کے لیے مشروبات سے اندازے کے ساتھ بھرنا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے قَوَارِيْرَاۡ مِنْ فِضَّةٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کی صفائی شیشے کی صفائی کی مثل ہوگی حالانکہ وہ چاندی کے بنے ہوں گے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ⑰ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ان کے لیے زنجبیل کی آمیزش کی جائے گی۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا یہ مفہوم نقل کیا ہے وہ ان کے لیے وہ شے زیادہ پسند کرے گا جو وہ دنیا میں پیا کرتے تھے اس لیے ان کی طرف اسی طرح کی شے لائے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 58-255، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376 (3432)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 216 (35462)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376 (3431)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جنت میں چار چشمے ہیں۔ دو چشمے عرش کے نیچے سے بہتے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا یُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا (الدھر:6) اور دوسرا زنجبیل ہے۔ اور دو کے بارے فرمایا۔ عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ (الرحمٰن:66) ان میں سے ایک کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سلسبیل کے نام سے کیا ہے اور دوسرا تسنیم ہے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ چشمہ سلسبیل کا بہاؤ انتہائی تیز ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سلسبیل شراب کا چشمہ ہے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ سلسبیل بڑی نرمی اور روانی کے ساتھ بہتا ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ۞ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں اتنی نرمی اور روانی ہے کہ وہ اسے جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے اور ارشاد ربانی حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۞ کے تحت فرمایا: کہ تو انہیں (ان کے حسن کے سبب) یوں سمجھے گا گویا یہ موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ مومن اپنے بستر پر جب کوئی شے دیکھے گا تو وہ اس کی طرف چل پڑے گا اور کہنے لگے یہ موتی ہے جب کہ وہ ایک ہی حالت پر رہنے والے بچے ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان کیا ہے۔ اور وہ یہی آیت ہے: اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۞۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں میں سب سے پہلے نکلنے والا ہوں جب وہ نکلیں گے اور میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ چلیں گے۔ اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے اور میں ان کے لیے شفاعت طلب کروں گا جب وہ بیٹھے ہوں گے۔ اور میں انہیں بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ مایوس اور ناامید ہو جائیں گے۔ عزت و کرامت اور مفاتیح (چابیاں) میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ لواء الحمد میرے پاس ہوگا، حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور میں فخر سے یہ نہیں کہہ رہا اور ان میں ہزار خادم گردش کریں گے گویا کہ وہ انڈے ہیں جو چھپا رکھے ہیں یا موتی ہیں جو بکھر گئے ہیں۔

امام ابن مبارک، ہناد، عبد بن حمید اور بیہقی رحہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ اہل جنت میں سے رتبہ کے اعتبار سے ادنیٰ وہ ہے جس کے سامنے ہزار خادم دوڑیں گے، ہر ایک ایسے عمل پر ہوگا جس پر اس کا ساتھی نہیں ہوگا۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اہل جنت کی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 377 (3433)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 259، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 62-259

سواریوں کا ذکر کیا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ملائکہ کا اجازت طلب کرنا ہے کہ تو ان پر بغیر اجازت کے داخل نہ ہو۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے مُلْكًا كَبِیْرًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ روایت پہنچی ہے کہ یہ ان کی اس شان کا ذکر ہے کہ ملائکہ اجازت لے کر ان پر داخل ہوں گے۔ (3)

امام ابن وہب نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے رتبہ کے لحاظ سے ادنیٰ وہ ہے جو ہزاروں ایک ہی حالت پر رہنے والے بچوں میں سے خدام کے جلو میں سوار ہوگا۔ ایسے گھوڑے پر جو یاقوت احمر کا ہوگا اور اس کے پر سونے کے ہوں گے۔ فرمایا: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت ہوئے۔ درآنحالیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ننگی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے اور اس کے نشانات آپ کے پہلو میں ظاہر تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے کون سی شے رلا رہی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: مجھے کسریٰ اور اس کی بادشاہی، قیصر اور اس کی بادشاہی اور فرمانروائے حبشہ اور اس کی بادشاہی یاد آ گئی ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ایک ننگی چٹائی پر ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہے کہ ان کے لیے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے؟ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّ مُلْكًا كَبِیْرًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے شَرَابًا طَهُوْرًا کے بارے فرمایا کہ یہ شراب طہور ان اشربہ میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شَرَابًا طَهُوْرًا ان اشربہ میں سے ہے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ (4)

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ سَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا کے ضمن میں فرمایا: جب اہل جنت طعام اور شراب میں سے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا کھا یا پی چکے ہوں گے۔ تو انہیں شراب طہور کی طرف بلایا جائے گا اور وہ اسے پئیں گے تو وہ انہیں پاک کر دے گی اور جو کچھ انہوں نے کھایا اور پیا ہوگا وہ کستوری (مشک) کی ہوا کے ساتھ ان کے جسموں سے نکل جائے گا اور اس کے سبب ان کے پیٹ چھوٹے اور کمزور ہو جائیں گے۔ (5)

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3885)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 264
5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 265

کیا ہے کہ ان کے اعضاء سے مشک کی خوشبو کی مثل پسینہ بہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اہل جنت میں سے ہر آدمی کے لیے اہل دنیا میں سے سو آدمیوں کے برابر شہوت تقسیم کی جائے گی۔ اور اتنے ہی افراد کے برابر کھانا اور حرص بھی ان کے لیے ہوگی۔ جب وہ کھالے گا تو شراب طہور سے خوب سیراب ہو گا۔ تو اس کے جسم سے پسینہ خارج ہوگا جو مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ پھر اس کی شہوت اور خواہش لوٹ آئے گی۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وَّ كَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا کے تحت کہا: کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے قلیل سی کاوش و محنت کی قدر افزائی فرمائی۔(2)

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ وَ مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَ سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَ يَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ ۚ وَ اِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَاۤ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَ الظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

"اور اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے اور نہ کہنا مانیے ان میں سے کسی بدکار یا احسان فراموش کا۔ اور یاد کرتے رہا کرو اپنے رب کے نام کو صبح بھی اور شام بھی۔ اور رات (کی تنہائیوں میں) بھی اس کو سجدہ کیا کیجئے۔ اور رات کافی وقت اس کی تسبیح کیا کیجئے۔ بے شک یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے ہیں اور پس پشت ڈال رکھا ہے انہوں نے بڑے سخت دن کو۔ ہم نے ہی ان کو پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑ، بند مضبوط کیے ہیں۔ اور جب ہم چاہیں تو ان کی شکلوں کو بدل کر رکھ دیں۔ بے شک یہ ایک نصیحت ہے، پس جس کا جی چاہے اختیار کر لے اپنے رب کے قرب کا راستہ۔ اور (اے لوگو!) تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ خود چاہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ علیم ہے، حکیم ہے۔ جس کو چاہتا ہے اپنے (دامن) رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اور ظالموں کے لیے تو اس نے تیار کر رکھا ہے دردناک عذاب"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 264، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 (3438)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت دشمن خدا ابوجہل کے بارے نازل ہوئی۔(1)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ابوجہل نے کہا: جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز فرض ہوئی تو اس وقت آپ مکہ مکرمہ میں تھے کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ضرور بضرور آپ کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَ لَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ابوجہل کہا کرتا تھا کہ اگر میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نماز پڑھتے دیکھ لیا تو میں یقیناً ان کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی بات ماننے سے منع فرما دیا۔ انہوں نے يَوْمًا ثَقِيْلًا کے بارے فرمایا: مراد انتہائی مشکل اور شدید دن ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت العوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ کے تحت فرمایا: اور ہم نے ان کی خلقت کو مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا۔(3)

امام ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا وَ شَدَدْنَاۤ اَسْرَهُمْ سے مراد ان کے جوڑ ہیں۔(4)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی نقل کیا ہے: اور ہم نے ان کے جوڑ مضبوط کر دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: اور ہم نے انکی خلقت کو مضبوط کر دیا اور اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فرمایا یہ سورت نصیحت ہے۔(5) واللہ اعلم۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے کی ہے اور تحقیق اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے ان پر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قدریہ پر لعنت کرے حالانکہ اس نے کی ہے، نہ انہوں نے ایسے کیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہ انہوں نے اس طرح قبول کیا جس طرح ملائکہ نے کہا اور نہ اس طرح کیا جس طرح انبیاء علیہم السلام نے کہا اور نہ ہی ایسے کہا جیسے اہل جنت نے کہا اور نہ ایسا قول کیا جس طرح اہل جہنم نے کیا اور نہ ہی اسطرح کیا جیسے شیطان نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ اور ملائکہ نے کہا لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرہ: 32) اور حضرات انبیاء علیہم السلام نے حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں کہا وَ لَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْۤ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ (ہود: 34) (اور نہیں فائدہ پہنچائے گی تمہیں میری خیر خواہی اگرچہ میرا ارادہ ہو کہ میں تمہاری خیر خواہی کروں اگر اللہ تعالیٰ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 266، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 268 4۔ ایضاً
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 (41-3440)، دار الکتب العلمیہ بیروت

مرضی یہ ہو کہ وہ تمہیں گمراہ کردے) اور اہل جنت نے کہا: وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ أَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الاعراف:43)(اور ہم ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے تھے اگر نہ ہدایت دیتا ہمیں اللہ تعالیٰ) اور اہل جہنم کہیں گے: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا (المومنون:106) (اے ہمارے رب! غالب آ گئی تھی ہم پر ہماری بدبختی) اور شیطان نے کہا رَبِّ بِمَآ أَغْوَيْتَنِي (الحجر:39) (اے رب! اس وجہ سے کہ تو نے مجھے بھٹکا دیا)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کی سند سے حضرت سالم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے جب آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے کہ ہر وہ شے جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ اس کے لیے کوئی بعید نہیں جو آنے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی کی عجلت کے پیش نظر جلدی نہیں کرتا۔ (وہ ہوتا ہے) جو اللہ تعالیٰ چاہے نہ کہ وہ جو لوگ چاہیں۔ لوگ ایک امر (کام) کا ارادہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایک امر کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لوگ ناپسند کریں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے قریب کیا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ نے دور فرما دیا اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اذن کے بغیر کوئی شے نہیں ہو سکتی۔

اٰیاتھا ۵۰ سُوْرَۃُ الْمُرْسَلٰتِ مَکِّیَّۃٌ ۷۷ رکوعاتھا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿۳﴾
فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِیٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا
تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَ
اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾
لِیَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ
لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۷﴾ كَذٰلِكَ
نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ﴿۱۸﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۹﴾

"(ان ہواؤں کی) قسم جو پے در پے بھیجی جاتی ہیں۔ پھران کی (قسم) جو تندو تیز ہیں۔ اور ان کی قسم جو بادلوں کو پھیلانے والی ہیں۔ پھران کی جو بادلوں کو پارہ پارہ کرنے والی ہیں۔ پھران کی جو (دلوں میں) ذکر کا القاء کرنے والی ہیں۔ حجت تمام کرنے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ بے شک جس بات کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی۔ پس اس وقت جب ستارے بےنور کر دیئے جائیں گے۔ اور جب آسمان میں شگاف پڑ جائیں گے۔ اور جب پہاڑ (خاک بنا کر) اڑا دیئے جائیں گے۔ اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر اکٹھا کیا جائے گا۔ (تمہیں علم ہے) کس دن کے لیے یہ ملتوی کیا گیا ہے فیصلہ کے دن کے لیے۔ (اے مخاطب!) تجھے کیا علم کہ فیصلے کا دن کیسا ہے۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ کیا ہم نے ہلاک نہیں کر دیا جو ان سے پہلے تھے۔ پھر ہم ان کے پیچھے پیچھے بھیج دیں گے بعد میں آنے والوں کو۔ گناہ گاروں کے ساتھ ہم ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے"۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ مرسلات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام بخاری، مسلم، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت

نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کے مقام پر ایک غار میں تھے کہ اس وقت آپ پر سورۂ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ نازل ہوئی۔ پس آپ ﷺ اس کی تلاوت فرمانے لگے اور میں اسے آپ کے دہن مبارک سے توجہ کے ساتھ سننے لگا۔ ابھی آپ ﷺ کا منہ اس سے تر تھا کہ اچانک آپ پر ایک سانپ جھپٹ پڑا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے ماردو۔ تو ہم جلدی سے اس کی طرف بڑھے لیکن وہ دوڑ گیا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اسے تمہارے شر سے بچالیا گیا ہے جیسا کہ تمہیں اس کے شر سے بچالیا گیا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ والمرسلات عرفا لیلۃ الحیۃ کو نازل ہوئی۔ لوگوں نے پوچھا: لیلۃ الحیۃ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک سانپ نکلا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے قتل کردو۔ تو وہ بل میں چھپ گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے تمہاری تکلیف سے بچالیا جیسے اس نے تمہیں اس کے شر سے بچالیا ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ غار میں تھے۔ تو آپ پر سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔ سو میں نے آپ ﷺ کے دہن مبارک سے اسے حاصل کیا ہے۔ ابھی آپ ﷺ کا منہ مبارک اس سے تر تھا۔ اور میں یہ نہیں جانتا کہ کون سی آیت پر اس کا اختتام ہوا۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۢ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ ۝ پر یا کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ ۝ پر۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ام فضل نے انہیں وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ پڑھتے ہوئے سنا۔ تو انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! تو نے مجھے اپنی قرأت کے ساتھ یہ سورت یاد دلا دی ہے۔ بے شک یہ وہ آخری سورت ہے جو میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز مغرب میں پڑھتے ہوئے سنی۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت عبدالعزیز ابی سکین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے بتایئے۔ تو انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی۔ او، آہستہ قرأت کے ساتھ سورۂ مرسلات، نازعات، عم یتساءلون اور ان جیسی سورتیں پڑھیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد وہ ملائکہ ہیں جو نیکی اور معروف کے ساتھ بھیجے گئے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت مسروق رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ ملائکہ کی صفت ہے۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 4، صفحہ 1879 (4647)، دار ابن کثیر دمشق
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 150 (462/173)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 362 (2776)، مکتبۃ المعارف الریاض
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3886)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہوائیں آٹھ ہیں۔ ان میں چار عذاب کی ہیں اور چار رحمت کی ہیں۔ جو ہوائیں عذاب سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں: عاصف، صرصر، عقیم اور قاصف۔ اور جو رحمت سے متعلق ہیں وہ یہ ہیں: ناشرات، مبشرات، مرسلات اور ذاریات۔ پس اللہ تعالیٰ مرسلات کو بھیجتا ہے۔ وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ پھر مبشرات کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں۔ پھر ذاریات کو بھیجتا ہے اور وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں۔ اور وہ اس طرح بھرے ہوتے ہیں جس طرح دودھ دینے والی اونٹنی کا ہوانہ (کھیری) بھرا ہوتا ہے۔ پھر وہ بارش برساتی ہیں۔ اور یہی لواقح ہیں۔ پھر وہ ناشرات کو بھیجتا ہے اور وہ اسے وہاں تک پھیلا دیتی ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو العبیدین رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ کیا ہے وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر پوچھا فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ کیا ہے؟ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر سوال کیا وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۝ کیا ہے؟ فرمایا یہ ہوا ہے۔ پھر پڑھا فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ تو آپ نے فرمایا (یہ) تجھے کافی ہے۔(1)

امام ابن راہویہ، ابن منذر، عبد بن حمید، بیہقی نے الشعب میں اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت خالد بن عرعرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا ہوا اور عرض کی فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ ہوائیں ہیں۔ حاکم نے کہا ہے یہ صحیح ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ سے مراد ملائکہ ہیں۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ فرمایا یہ بھی ملائکہ کی صفت ہے کہ انہوں نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ اور فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا۝ فرمایا۔ ملائکہ اتر کر (دلوں میں ذکر کا القا کرتے ہیں)۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا فرمایا: یہ فرشتے ہیں۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا فرمایا: یہ بھی فرشتے ہیں جنہوں نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا اور فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا فرمایا: یہ ملائکہ بالتنزیل ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا۝ یہ تینوں ہوا کی صفات ہیں۔(4)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا۝ یہ ہوا ہے۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا۝ فرمایا یہ بھی ہوا ہے۔ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا۝ فرمایا اس سے مراد قرآن کریم ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 74-73-271، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 555 (3887)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 76-75-73-271 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 74-73-271

جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝ فرمایا: یہ ملائکہ ہیں جو رسولوں پر ذکر القا کرتے ہیں۔ اور پھر رسول یہی ذکر بنی آدم پر القا کرتے ہیں حجت تمام کرنے کے لیے یا ڈرانے کے لیے۔ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی مخلوق کے لیے اتمام حجت اور ڈراوا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ تمام کی تمام پانچوں صفات ملائکہ کی ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ میں مراد ملائکہ ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن شیخ نے العظمہ میں اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ سے مراد رسول ہیں جنہیں معروف اور نیکی کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ فرمایا: یہ ہوا کی صفت ہے۔ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ فرمایا: مراد بارش ہے۔ اور فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۝ فرمایا: مراد رسل علیہم السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۝ فرمایا: یہ ملائکہ ہیں جو بھلائیوں اور احسانوں کے ساتھ آتے ہیں۔ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۝ فرمایا: مراد تیز چلنے والی ہوا ہے۔ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۝ فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو کتب پھیلاتے ہیں۔ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۝ فرمایا: مراد ملائکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حجت تمام کرنے کے لیے قرآن کریم اور کتاب لے کر آتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ڈرانے کے لیے لوگوں کی طرف آتے ہیں اور لوگوں سے مراد وہ رسول ہیں جو اتمام حجت بھی کرتے ہیں اور ڈراتے بھی ہیں۔

امام ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ قرآن تخیم کے ساتھ نازل کیا گیا ہے۔ عمار بن عبد الملک نے کہا: كَهَيْئَتِهِ، عُذْرًا وَّنُذْرًا، الصَّدَفَيْنِ، اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ اور انہیں کے مشابہ الفاظ قرآن میں ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۝ کا معنی ہے کہ ستارے مٹ جائیں گے اور ان کا نور جاتا رہے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اُقِّتَتْ ۝ کا معنی ہے وعدت یعنی جب کہ رسولوں سے وعدہ لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اُقِّتَتْ ۝ کا معنی ہے اُجِّلَتْ۔ یعنی جب کہ رسولوں کے لیے وقت مقرر کیا جائے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 379 (3442-43)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے کہ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ کا معنی ہے جمعت۔ یعنی جب کہ رسولوں کو جمع کیا جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان ان کے اعمال کے مطابق انہیں جنت اور جہنم کی طرف بھیجنے کا فیصلہ فرمائے گا۔ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ﴿۱۴﴾ فرمایا: اس کے ساتھ وہ انہیں نصیحت فرما رہا ہے۔ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۵﴾ فرمایا ان کے لیے ہلاکت ہے۔ قسم بخدا! جھٹلانے والوں کے لیے طویل ہلاکت ہے۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ویل جہنم میں ایک وادی ہے جس میں اہل جہنم کی پیپ بہے گی۔ پس جھٹلانے والوں کے لیے وہ جائے قرار بنائی گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ اِلٰى قَدَرٍ
مَّعْلُوْمٍ ﴿۲۲﴾ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۴﴾
اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ
شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۸﴾
اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْۤا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ
شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ
كَالْقَصْرِ ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا
يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ
لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ
ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 277، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 278

لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

''کیا ہم نے تمہیں حقیر پانی سے پیدا نہیں فرمایا۔ پھر ہم نے رکھ دیا اسے ایک محفوظ جگہ (رحم مادر) میں۔ ایک معین مدت تک۔ پھر ہم نے ایک اندازہ ٹھہرایا، پس ہم کتنے بہتر اندازہ ٹھہرانے والے ہیں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ کیا ہم نے نہیں بنایا زمین کو سمیٹنے والی۔ (تمہارے) زندوں اور مردوں کو۔ اور ہم نے ہی بنادیئے اس میں خوب جمے ہوئے اونچے اونچے پہاڑ اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ (انہیں حکم ملے گا) چلو اس (آگ) کی طرف جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ چلو اس سایہ کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔ نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ وہ بچاتا ہے آگ کی لپٹ سے۔ وہ جہنم پھینک رہی ہوگی بڑے بڑے انگارے جیسے محل۔ گویا وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں نہ وہ بول سکیں گے۔ اور نہ انہیں اجازت ملے گی کہ وہ کچھ عذر پیش کریں۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ (اے کافرو!) یہ فیصلے کا دن ہے، (جس میں) ہم نے تمہیں اور اگلوں کو جمع کر دیا ہے۔ پس اگر تمہارے پاس کوئی چال ہے تو میرے خلاف استعمال کرو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ بے شک پرہیز گار (اللہ کی رحمت کے) سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے۔ اور (ان) پھلوں میں ہوں گے جن کو وہ پسند کریں گے۔ (انہیں کہا جائے گا) مزے سے کھاؤ اور پیو ان اعمال کے صلہ میں جو تم کیا کرتے تھے۔ ہم یونہی صلہ دیا کرتے ہیں نیکو کاروں کو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ (اے منکرو!) اب کھالو اور عیش کرلو تھوڑا سا وقت، بے شک تم مجرم ہو۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ اور (آج) جب ان سے کہا جاتا ہے اپنے رب کے سامنے جھکو تو نہیں جھکتے۔ تباہی ہوگی اس روز جھٹلانے والوں کے لیے۔ آخر کس بات پر وہ اس کتاب کے بعد ایمان لائیں گے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ کا معنی ضعیف اور کمزور ہے۔ یعنی کیا ہم نے تمہیں ضعیف اور حقیر پانی سے پیدا نہیں فرمایا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے یعنی اس پانی سے جو محل محفوظ میں ضعیف اور کمزور ہے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ﴿۲۳﴾ کے تحت فرمایا: پس ہم مالک ہیں اور ہم کتنے اچھے مالک ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 279، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے پس ہم نے پیدا کیا اور ہم کتنے اچھے مالک ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کِفَاتًا کا معنی ہے چھپانا، حفاظت کرنا۔(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ زمین انہیں چھپاتی ہے درآنحالیکہ وہ مردہ ہوں اور حفاظت کرتی ہے جب وہ زندہ ہوں۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جوں پکڑی اور اسے مسجد میں دفن کر دیا اور پھر مذکورہ آیت پڑھی۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ زمین مردے کو چھپا لیتی ہے اور اس کی کوئی شے دکھائی نہیں دیتی۔ اور اَحْيَآءً کے تحت کہا ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر میں ہوتا ہے اور اس کے اعمال میں سے کچھ دکھائی نہیں دیتا (تو اس طرح زمین گھر میں زندوں کی حفاظت کرتی ہے)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رَوَاسِيَ کا معنی ہے پہاڑ اور شٰمِخٰتٍ کا معنی ہے بلند و بالا، اونچے اونچے۔ اور فُرَاتًا کا معنی ہے میٹھا، شیریں اور بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ کے بارے فرمایا: ایسے انگارے جو عظیم محل کی طرح ہوں گے۔ اور جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کا مفہوم ہے (ایسے اونٹ) جو رنگ میں خاص تانبے کی طرح ہوں گے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ظِلٍّ ذِي ثَلٰثِ شُعَبٍ سے مراد جہنم کا دھواں ہے۔(6)

عبد الرزاق نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ ظِلٍّ ذِي ثَلٰثِ شُعَبٍ اس ارشاد کی طرح ہے نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا (الکہف: 29) اور سرادق سے مراد دھواں ہے، یعنی آگ کا دھواں۔ پس اس کے دھویں نے انہیں گھیر لیا پھر وہ متفرق ہوا، اس کی تین شاخیں ہو گئیں۔ ایک شاخ یہاں، ایک شاخ وہاں اور ایک اور شاخ وہاں۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(8)

امام عبد الرزاق، فریابی، بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت عبد الرحمٰن بن عابس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 281 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 88-84-282 6۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 283
7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 380 (3445)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 283

کی سند سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا ان سے اس ارشاد گرامی کے بارے سوال کیا جا رہا تھا: اِنَّهَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ تو انہوں نے فرمایا: ہم محل (خیمے) کی لکڑیوں کو تین ذراع یا اس سے کم بلند کرتے تھے۔ پس ہم موسم سرما کے لیے اسے اٹھا دیتے اور اسے قصر کا نام دیتے تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے سنا۔ آپ سے قول باری تعالیٰ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کشتیوں کی رسیاں ہیں کہ انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جمع کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اوساط الرجال (طاقت ور اور شریف لوگوں) کی طرح (مضبوط) ہو جاتی ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے كَالْقَصَرِ میں قاف اور صاد کو فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ فرمایا: اس سے مراد کھجور کے تنے ہیں۔ اور آپ جِمٰلَتٌ میں جیم کو ضمہ (پیش) کے ساتھ پڑھتے تھے۔(2)

سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَالْقَصْرِ کا معنی ہے درختوں کی جڑوں کی طرح۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عرب زمانہ جاہلیت میں کہا کرتے تھے ''اُقْصُرُوْا لَنَا الْحَطَبَ'' ہمارے لیے لکڑیاں کاٹ لاؤ۔ تو وہ ایک اور دو ہاتھ کی مقدار پر کاٹی جاتی تھیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے الاوسط میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے تَرْمِیْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ کے تحت فرمایا کہ یہ (انگارے) درختوں اور پہاڑوں کی طرح نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ شہروں اور قلعوں کی طرح ہوں گے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قصر سے مراد محل ہے۔ اور جمالات صفر سے مراد زرد رنگ کے اونٹ ہیں۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے کتاب الاضداد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ صفر سے مراد سیاہ ہے۔ اور جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے تحت انہوں نے کہا: کہ وہ پل ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پہاڑ ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے كَالْقَصَرِ کا معنی ہے کھجور کے تنے کی مثل۔(4)

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا، انہوں نے فرمایا: كَالْقَصَرِ سے مراد بڑے بڑے درختوں کی جڑیں ہیں، گویا کہ وہ زرد اونٹوں کے اجواز ہیں۔ ابن جریر نے فرمایا ہر شے کا وسط جوزہ کہلاتا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے كَالْقَصْرِ کو صاد کی جزم کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور فرمایا اس سے مراد موٹی لکڑی ہے۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87-284، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 88-285
3۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 280 (11459)، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 285
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ گویا کہ وہ سیاہ اونٹوں کی طرح ہیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ آپ کہتے ہیں گویا وہ تانبے کے ٹکڑے ہیں۔(2)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَالْقَصْرِ سے مراد درختوں کا گٹھا (جھنڈ) اور کھجور کے درخت کے (تنے کے) ٹکڑے ہیں۔ اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے بارے کہا کہ مراد پلوں کے پہاڑ ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ كَالْقَصْرِ سے مراد درختوں کے تنے اور کھجور کے تنے ہیں اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے تحت فرمایا: گویا وہ سیاہ اونٹوں کی طرح ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ یہ پڑھتے تھے كَالْقَصَرِ اور فرماتے: جیسا کہ پھوٹنے والی کھجور کا ٹکڑا اور كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ کے بارے کہا: گویا وہ لمبی ٹانگوں والے جوان اونٹ ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ نے اس ارشاد ربانی میں غور فرمایا: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ تو انہوں نے فرمایا: بے شک قیامت کا دن وہ دن ہے جس میں کئی حالات ہوں گے۔ کسی حال میں وہ نہیں بول سکیں گے اور کسی حالت میں گفتگو پر قادر ہوں گے اور کسی حال میں وہ عذر پیش کریں گے۔ میں بالیقین تمہیں وہی کچھ بتاؤں گا جو کچھ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے۔ آپ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو بادل کے سائے میں جبار مطلق نزول فرمائے گا اور ہر امت تین حجابوں میں دوزانو بیٹھی ہوگی اور ہر حجاب کی مسافت پچاس ہزار برس ہوگی۔ ایک حجاب نور کا ہوگا، ایک حجاب ظلمت کا اور ایک حجاب پانی کا ہوگا۔ اس وجہ سے وہ دکھائی نہیں دے گا۔ تو اس کے سبب وہ پانی کو حکم دے گا تو وہ اس ظلمت میں لوٹ جائے گا۔ اور کوئی نفس اس قول کو نہیں سن سکے گا مگر یہ کہ وہ مٹ جائے گا۔ لہٰذا اس وقت وہ نہیں بول سکیں گے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے بیان کیا ہے اور اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان ارشادات ربانیہ کے بارے پوچھا: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ۔ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا (طٰہٰ) وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (الصافات) هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ (الحاقہ) یہ سب کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو! کیا مجھ سے پہلے بھی اس کے بارے کسی سے سوال کیا؟ نافع نے کہا: نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ اگر تو کسی سے سوال کرتا تو تو ہلاک ہو جاتا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں فرمایا: وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (الحج) حضرت نافع نے کہا: ہاں ٹھیک ہے۔ تو آپ نے فرمایا: دنوں میں سے ہر دن کی مقدار کے لیے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 286، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 288
3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 87-285 4۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 86-285

مختلف احوال میں سے ایک حالت اور ایک رنگ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج:4) کے بارے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: جس کے بارے تم سوال کر رہے ہو کیا میں تمہیں اس سے بھی سخت اور شدید کے بارے خبر نہ دوں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اور ذکر کیا لَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ (الرحمٰن) فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ (الحجر) اور هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک ایک دن میں بہت سے ایام ہیں اور اللہ ان میں سے جو چاہے گا وہ کرے گا۔ اور انہی میں سے ایک دن وہ ہے جس میں وہ بول نہیں سکیں گے۔ يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ اور انہی میں سے ایک دن عبوسا قمطریرا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ نافع بن ازرق اور عطیہ دونوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اور کہا: اے ابن عباس! رضی اللہ عنہما ہمیں ان ارشادات ربانیہ کے متعلق کچھ بتائیے: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ اور ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر) وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام:23) اور وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا (النساء) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے ابن ازرق! تیری ہلاکت ہو! بے شک وہ دن بہت طویل ہے اور اس میں کئی مواقف ہیں جن پر تو آئے گا۔ ان میں ایک ساعت ہے جس میں وہ نہیں بول سکیں گے۔ پھر انہیں اجازت دی جائے گی اور وہ جھگڑنے لگیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا وہ ٹھہرے رہیں گے۔ وہ قسمیں اٹھائیں گے اور خوب کوشش کریں گے۔ اور جب وہ اس طرح کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے اعضاء کو (بولنے) کا حکم دے گا۔ چنانچہ وہ ان کے ان اعمال پر شہادت دیں گے جو ان کے ساتھ انہوں نے کیے ہوں گے۔ پھر ان کی زبانیں بولیں گی اور ان کی ذاتوں کے خلاف ان اعمال کی شہادت دیں گی جو اعمال انہوں نے کیے۔ فرمایا: اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابو عبداللہ جدلی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں بیت المقدس آیا۔ وہاں حضرت عبادہ بن صامت، حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہم بیت المقدس میں بیٹھے گفتگو کر رہے تھے۔ تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب قیامت کا دن ہوگا، لوگ ایک میدان میں جمع ہوں گے۔ اور نظر ان سے پار گزر جائے گی (یعنی ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگ دیکھے جا سکیں گے) اور بلانے والا انہیں اپنی آواز سنا سکے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ آج کے دن کوئی جبر و ظلم کرنے والا مجھ سے نجات نہیں پا سکے گا اور نہ ہی سرکش شیطان بچ سکے گا اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک ہم کتاب میں پاتے ہیں کہ اس دن آگ سے ایک رئیس نکلے گا اور وہ بڑی تیز رفتاری سے چلے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگوں کے درمیان پہنچے گا اور کہے گا: اے لوگو! مجھے تین کی طرف بھیجا گیا میں انہیں پہچان لوں گا۔ والد کو اس کے بیٹے کے سبب اور بھائی کو اس کے بھائی کے سبب۔ انہیں مجھ سے کوئی پناہ گاہ فائدہ نہیں پہنچا سکے گی اور

نہ ہی کوئی چھپانے والی شے انہیں مجھ سے چھپا سکے گی۔ یعنی وہ جسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا الٰہ بنایا جاتا ہے۔ اور ہر ظلم و ستم کرنے والا جابر اور سرکش شیطان (یعنی کوئی بھی انہیں نہیں بچا سکے گا) فرمایا: وہ ان پر لپیٹ جائے گا اور انہیں حساب سے چالیس دن یا چالیس برس پہلے جہنم میں پھینک دے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک قوم تیزی کے ساتھ جنت کی طرف بڑھے گی۔ تو ملائکہ ان سے کہیں گے تم حساب کے لیے ٹھہر جاؤ۔ تو وہ کہیں گے: قسم بخدا! نہ ہمارے پاس کوئی مال ہیں اور نہ ہی ہم عمال ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے نے سچ کہا ہے اور میں یہ زیادہ حق رکھتا ہوں کہ میں اس کے عہد کو پورا کروں۔ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پس وہ حساب سے چالیس دن یا چالیس برس پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا (مزے سے کھاؤ اور پیو) کیونکہ موت نہیں آئے گی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ كُلُوْا وَ تَمَتَّعُوْا قَلِیْلًا سے مراد اہل کفر ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ۝ ثقیف کے بارے نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْكَعُوْا کا معنی ہے تم نماز پڑھو۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم پر اچھے طریقہ سے رکوع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نماز کا ایک خاص مرتبہ اور درجہ ہے۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ رکوع نہیں کرتا۔ گویا کہ وہ بدکنے والا اونٹ ہے۔ تو فرمایا: اگر یہ آدمی اسی حالت میں فوت ہو گیا تو یہ اسلام کے طریقوں میں سے کسی پر نہیں مرے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور رکوع نہیں کرتا اور دوسرا اس کی چادر کھینچ رہا ہے۔ تو آپ مسکرا دیئے۔ لوگوں نے کہا اے ابن مسعود! رضی اللہ عنہ کون سی چیز آپ کو ہنسا رہی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے دو آدمیوں نے ہنسایا ہے۔ ان میں سے ایک وہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ نہیں دیکھے گا اور دوسرا وہ جس کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ (4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا یَرْكَعُوْنَ۝ کے بارے کہتے تھے کہ قیامت کے دن انہیں سجود کی طرف بلایا جائے گا اور وہ سجود کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔ اس لیے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو سجدے نہیں کرتے تھے۔ (5) واللہ اعلم۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 56 (23176)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 290، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 291 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

اٰیاتھا ۴۰ — سُوْرَۃُ النَّبَاِ مَکِّیَّۃٌ ۸۰ — رکوعاتھا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ۝ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۂ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ۝ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عبد العزیز بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی نماز کی مقدار کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو حکم فرمایا اور انہوں نے ہمیں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ اور ان میں سورۃ المرسلات اور عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ۝ پڑھیں۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ ﴿۲﴾ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ؕ ﴿۳﴾ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۙ ﴿۴﴾ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ﴿۵﴾ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ ﴿۶﴾ وَّ الْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ ﴿۷﴾ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۙ ﴿۸﴾ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ ﴿۹﴾ وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ ﴿۱۰﴾ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۪ ﴿۱۱﴾ وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۙ ﴿۱۲﴾ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۙ ﴿۱۳﴾ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۙ ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۙ ﴿۱۵﴾ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ؕ ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۙ ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾

"وہ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہیں۔ کیا وہ اس بڑی اور اہم خبر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ جس میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اسے جان لیں گے۔ پھر یقیناً وہ اسے جان لیں گے (کہ قیامت برحق ہے)۔ کیا ہم نے نہیں بنادیا زمین کو بچھونا۔ اور پہاڑوں کو میخیں۔ اور ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں جوڑا جوڑا۔ اور ہم نے بنادیا ہے تمہاری نیند کو باعث آرام۔ نیز ہم نے بنادیا رات کو پردہ پوش۔ اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لیے بنایا۔ اور ہم نے بنائے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان)۔ اور ہم نے ہی ایک نہایت

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن الکبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 19-118، دار الفکر بیروت

روشن چراغ بنایا۔ اور ہم نے برسایا بادلوں سے موسلا دھار پانی۔ تا کہ ہم اگائیں اس کے ذریعے اناج اور سبزی۔ نیز گھنے باغات۔ بے شک فیصلہ کا دن ایک معین وقت ہے۔ جس روز صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوج درفوج''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ تب یہ آیت عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۚ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ سے مراد قرآن کریم ہے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ سے مراد قرآن کریم ہے۔ اور الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۙ کا معنی ہے کہ بعض اس کی تصدیق کرتے ہیں اور بعض تکذیب۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے انہی آیات کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ سے مراد بعث بعد الموت ہے۔ اس بارے میں لوگوں کے دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ اس کی تصدیق کرتا اور دوسرا اس کی تکذیب۔ سو موت کا تو تمام کے تمام نے اقرار کیا۔ اس لیے کہ وہ موت کا آنکھوں سے مشاہدہ اور معائنہ کرتے تھے۔ البتہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۙ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ یکے بعد دیگرے وعید ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۙ کا مفہوم ہے یقیناً کفار اسے جان لیں گے۔ اور ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ کا مفہوم ہے پھر یقیناً مومنین اسے جان لیں گے۔ اور وہ اسے اسی طرح پڑھتے تھے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ کا مفہوم ہے کہ زمین تمہارے لیے بچھائی گئی۔ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا اور پہاڑ تمہارے لیے گاڑھے گئے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۙ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۙ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۙ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۙ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۙ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتیں ہیں جنہیں تجھ پر اللہ تعالیٰ گنوا رہا ہے اے ابن آدم تا کہ تو ان کا شکر ادا کرنے کے اعمال کر سکے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو ہوا کو بھیجا اور اس نے پانی کو اڑا دیا، یہاں تک کہ ایک جزیرہ سا ظاہر کر دیا اور یہی جزیرہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 6 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 7 5۔ ایضاً

کعبہ معظمہ کے نیچے ہے۔ پھر زمین کو پھیلایا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ طول وعرض میں پہنچ گئی۔ اور یہ اسی طرح پھیلتی رہی اور فرمایا یہ اس کے دست قدرت میں ہے، یہ اسی طرح پھیلتی رہی اور اسی طرح پھیلتی رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو میخیں بنا کر اس میں گاڑ دیا اور جبل ابی قبیس پہلا پہاڑ ہے جو زمین میں پیوست کیا گیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پہلے پہل جو زمین تخلیق کی گی، وہ بیت المقدس کے پاس سے تخلیق کی گئی، وہاں مٹی رکھی گئی اور اسے کہا گیا تو اس طرف، اس طرف اور اس طرف چلی جا۔ اسے ایک چٹان پر تخلیق کیا گیا اور چٹان کو مچھلی پر اور مچھلی کو پانی پر۔ پس اس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ پانی میں بہہ رہی تھی۔ تو ملائکہ نے کہا: اے ہمارے پروردگار! اسے ساکن کون کرے گا؟ تو پہاڑوں کی اس میں میخیں لگ گئیں۔ پھر ملائکہ نے کہا: اے ہمارے رب! کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو ان سے زیادہ سخت اور طاقتور ہو؟ فرمایا ہاں وہ لوہا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے جو لوہے سے زیادہ سخت اور طاقت ور ہو؟ فرمایا: ہاں وہ آگ ہے۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا تو نے آگ سے زیادہ سخت اور طاقت ور کوئی مخلوق پیدا کی ہے؟ فرمایا: ہاں وہ پانی ہے۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو پانی پر غالب ہو؟ فرمایا: ہاں وہ ہوا ہے۔ پھر عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے جو ہوا سے بھی سخت اور اس پر غالب ہو؟ فرمایا: ہاں عمارت۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا ایسی تخلیق بھی ہے جو اس بنا اور عمارت پر بھی غالب ہو؟ فرمایا ہاں! وہ آدم ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا کا معنی ہے اور ہم نے تمہیں دو دو پیدا کیا ہے۔ اور وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا کے بارے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے ہیں۔ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا اور ہم نے ہی ایک چراغ بنایا جو چمکتا ہے۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ اور ہم نے ہوا سے نازل کیا مَآءً ثَجَّاجًا فرمایا: ایسا پانی جسے انڈیلا جائے اور وہ موسلا دھار برس پڑے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے۔ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا کے الوہاج سے مراد روشن کرنے والا ہے۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ اور ہم نے آسمان سے نازل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں: کہ ہم نے ہوا سے نازل کیا۔ مَآءً ثَجَّاجًا ایسا پانی جو انڈیلا جائے یعنی موسلا دھار پانی۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کے بارے میں روایت کیا ہے: وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا فرمایا: روشن کرنے والا سورج۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ۔ فرمایا: بادل، مَآءً ثَجَّاجًا، فرمایا: موسلا دھار گرایا ہوا پانی۔(4)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 556 (3889)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 11-9-8-7، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 11-10-9

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 10-8

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سِرَاجًا وَّهَّاجًا کا معنی ہے ایسا چراغ جو چمکتا ہے روشن ہوتا ہے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: ایسا بادل جس کے بعض حصے بعض کو نچوڑ دیتے ہیں۔ اور دو بادلوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ کا قول نہیں سنا:

تَجْرِیْ بِهَاالْاَرْوَاحُ مِنْ بَيْنِ شِمَالٍ   وَبَيْنَ صَبَاهَا الْمُعْصِرَاتِ الدَّوَامِسُ

"شمال کی جانب سے ہوائیں چل رہی ہیں اور اس کی پروائی ہوا کے درمیان وافر پانی والے سیاہ بادل ہیں"۔

پھر نافع نے کہا مجھے ثجاجا کا مفہوم بتایئے تو آپ نے فرمایا ایسا کثیر اور وافر پانی جس کے سبب کھیتی اگتی ہے۔ پھر نافع نے عرض کیا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابوذ ویب کو یہ کہتے نہیں سنا:

سَقٰى اُمَّ عَمْرٍو كُلَّ آخِرِ لَيْلَةٍ   غَمَائِمُ سُوْدٌ مَاؤُهُنَّ ثَجِيْجُ

"ہررات کے آخر میں ام عمرو کو کالے سیاہ بادلوں نے سیراب کیا جن کا پانی وافر اور کثیر تھا"۔

امام عبد بن حمید، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور خرائطی رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ **معصرات** سے مراد ہوائیں ہیں اور مَآءً ثَجَّاجًا سے مراد موسلا دھار برسایا جانے والا پانی ہے۔ (1)

امام شافعی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ، خرائطی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا کے ضمن میں فرمایا: اللہ تعالیٰ بادل بھیجتا ہے اور وہ آسمان سے پانی لیتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ بادل چل پڑتا ہے اور اس طرح برستا ہے جس طرح دودھ دینے والی اونٹنی (اپنا دودھ) بہا دیتی ہے۔ اور ثجاج سے مراد یہ ہے کہ آسمان اس طرح پانی بہاتا ہے گویا کہ مشکوں کے منہ کھول دیئے گئے ہیں ہوائیں اسے پھیرتی رہتی ہیں اور وہ متفرق مقامات پر برستا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُعْصِرٰتِ سے مراد بادل ہے اور مَآءً ثَجَّاجًا کا معنی ہے وہ پانی جو گرایا جائے یا اس سے کثیر پانی مراد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُعْصِرٰتِ سے مراد آسمان ہے یعنی ہم نے آسمان سے نازل کیا۔ اور مَآءً ثَجَّاجًا سے مراد ایسا پانی ہے جو کثرت سے گرایا جائے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مصحف فضل بن عباس رضی اللہ عنہم میں ہے: وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 10-9، دار احیاء التراث العربی بیروت

عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ہے: وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ اور اس میں الْمُعْصِرٰتِ سے مراد ہوائیں ہیں۔(1)

امام خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُعْصِرٰتِ سے مراد ہوا ہے۔ اسی لیے وہ اس طرح پڑھا کرتے تھے: وَّ اَنْزَلْنَا بِالْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا۔ مَآءً ثَجَّاجًا سے مراد موسلا دھار گرایا گیا پانی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا کا معنی ہے گھنے باغات۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے جڑے ہوئے باغات۔(3)

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسے باغات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ مراد ایسا کھیت ہے جس کا بعض حصہ بعض کے ساتھ ملا ہوا اور جمع شدہ ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسے باغات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں اور جڑ جائیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِیْقَاتًا کا مفہوم ہے کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کا اظہار ہوگا۔ اور اسی دن وہ اولین و آخرین کے درمیان فیصلہ کرے گا۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَفْوَاجًا کا مطلب ہے گروہ در گروہ، جماعت در جماعت۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کیا ہے: یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تو نے ایک امر عظیم کے بارے سوال کیا ہے۔ پھر آپ نے اپنی آنکھیں جھکا دیں۔ پھر فرمایا: دس قسمیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جماعت سے الگ کر دیا ہے اور ان کی صورتوں کو بدل دیا ہے۔ بعض کو بندروں کی صورت پر، بعض کو خنزیروں کی شکل پر، بعض کی ٹانگیں ان کے کندھوں کے اوپر ہوں گے اور ان کے چہرے نیچے کی جانب ہوں گے جن پر وہ اپنے آپ کو گھسیٹ رہے ہوں گے۔ ان میں سے بعض اندھے ہوں گے وہ لڑکھڑاتے رہیں گے۔ ان میں سے بعض بہرے اور گونگے ہوں گے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 12 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 12 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 13

عقل نہیں رکھتے ہوں گے۔ ان میں سے بعض اپنی زبانیں کاٹ رہے ہوں گے درآنحالیکہ وہ ان کے سینوں پر ہوگی۔ ان کے مونہوں سے لعاب کے طور پر پیپ بہہ رہی ہوں گی۔ اہل جمع انہیں پلید اور غلیظ جانیں گے اور ان سے نفرت کریں گے۔ ان میں سے بعض کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے اور بعض کو آگ کے تنوں پر سولی دی جائے گی۔ بعض کی بدبو مردار سے زیادہ نفرت آمیز ہوگی اور ان میں سے بعض تارکول کے جبے پہنے ہوں گے جو ان کے سارے جسم کو ڈھانپے ہوں گے اور اس پر چمٹے ہوئے ہوں گے۔ پس وہ جو بندروں کی صورت میں ہوں گے وہ چغل خور آدمی ہیں۔ اور جو خنزیروں کی شکل پر ہوں گے وہ حرام کھانے والے لوگ ہیں۔ جنہیں چہروں کے بل الٹا کیا جائے گا وہ سود کھانے والے لوگ ہیں اور اندھے وہ ہوں گے جو فیصلہ کرنے میں ظالم اور ناانصافی کرتے ہیں اور بہرے اور گونگے وہ ہوں گے جو اپنے اعمال پر اتراتے اور فخر کرتے ہیں۔ اور جو اپنی زبانوں کو چبا رہے ہوں گے وہ ایسے علماء اور قضاۃ ہیں جو اپنے قول اور عمل میں تضاد اور اختلاف رکھتے ہیں۔ جن کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوں گے وہ ایسے لوگ ہیں جو پڑوسیوں کو ستاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہیں آگ کے تنوں پر سولی دی جائے گی وہ ہیں جو بادشاہ اور حاکم کے پاس لوگوں کی شکایات کر کے انہیں وہاں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کی بدبو مردار سے زیادہ ناپسندیدہ ہوگی وہ ایسے لوگ ہیں جو شہوات ولذت سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے اللہ تعالیٰ کا حق اور فقراء کا حق روک لیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو تارکول کے جبے پہنے ہوں گے وہ تکبر کرنے والے، غرور کرنے والے اور فخر کرنے والے لوگ ہیں۔

وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّ سُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّ لَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَ كُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

"اور کھول دیا جائے گا آسمان تو وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔ اور حرکت دی جائے گی پہاڑوں کو تو وہ سراب بن جائیں گے۔ درحقیقت جہنم ایک گھات ہے۔ (یہ) سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔ پڑے رہیں گے اس میں عرصۂ دراز۔ وہ نہیں چکھیں گے اس میں کوئی ٹھنڈی چیز اور نہ پانی۔ بجز کھولتے پانی اور گرم پیپ کے۔ (ان کے گناہوں کی) پوری سزا۔ یہ لوگ (روز) حساب کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔ اور انہوں نے ہماری آیتوں کو سختی سے جھٹلایا۔ حالانکہ ہر چیز کو ہم نے گن گن کر لکھ لیا تھا۔ پس (اے منکرو! اپنے کیے کا) مزا چکھو اب ہم نہیں زیادہ کریں گے تم پر مگر عذاب"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے فُتِحَتْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا میں کَانَتْ بمعنی صارت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا کے تحت کہا ہے کہ کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جہنم کو چل کر عبور کرے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان پر تین پل ہوں گے، کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جہنم سے گزرے گا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم جان لو کہ جنت کی طرف کوئی راستہ نہیں یہاں تک کہ جہنم کو عبور کیا جائے۔ اور ایک دوسری آیت میں فرمایا: وَ اِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم: 71) لِّلطّٰغِیْنَ مَاٰبًا فرمایا اس سے مراد ہے کہ یہ سرکشوں کی پناہ گاہ اور ان کا ٹھکانا ہے۔ لّٰبِثِیْنَ فِیْهَاۤ اَحْقَابًا فرمایا: احقاب سے مراد وہ عرصہ ہے جس کے لیے انقطاع اور ختم ہونا نہ ہو۔ جب بھی ایک حقب گزرے گا اس کے بعد دوسرا حقب آجائے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک حقب یوم قیامت کے سالوں میں سے اسی سال کا ہوگا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَحْقَابًا سے مراد سال ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لّٰبِثِیْنَ فِیْهَاۤ اَحْقَابًا کا مفہوم ہے کہ اس کی کوئی مقررہ مدت نہیں، جب بھی ایک حقب گزر جائے گا تو ہم دوسرے میں داخل ہو جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب ستر برس کا ہوگا جس کا ہر دن ہزار برس کا ہوگا۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ان احقاب کو نہیں جان سکتا مگر یہ کہ ایک حقب اسی برس کا ہوگا اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا۔ اور ایک دن کی مقدار ہزار برس ہوگی۔ اور ایک حقب اٹھارہ ہزار برس کا ہوگا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت بشیر بن کعب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک حقب تین سو سال کا ہوگا اور ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا اور ہر دن ہزار برس کا ہوگا۔(6)

عبدالرزاق، فریابی، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سالم بن ابی الجعد سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہلال الفجری سے پوچھا: کیا تم کتاب اللہ میں موجود الحقب کو جانتے ہو؟ اس نے جواباً کہا: ہم اسے اسی سال کا پاتے ہیں جس میں ہر سال بارہ مہینوں کا ہے۔ ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ہزار برس کا ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 14، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17-14
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 18
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 16
7۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17

امام سعید بن منصور اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔(2)

امام ہناد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور ایک دن ایک ہزار کی طرح ہوگا جنہیں تم شمار کرتے ہو۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔ ان میں سے ایک دن دنیا کے سدس (چھٹے حصے) کی طرح ہے۔

امام ابن عمر العدنی نے مسند میں، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک حقب ہزار مہینے کا ہے اور ایک مہینہ تیس دن کا، ایک سال بارہ مہینے کا، اور ایک مہینہ تین سو ساٹھ دن کا، اور ان میں سے ہر دن تم ہزار برس کا شمار کروں گے۔ پس ایک حقب اسی ہزار برس کا ہوا۔

امام بزار، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: قسم بخدا! کوئی بھی جہنم سے نہیں نکلے گا، یہاں تک کہ وہ اس میں کئی حقب ٹھہرے گا اور ایک حقب اسی سے زائد برس کا ہے۔ ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور ایک دن تم ہزار برس کا شمار کرو گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کسی کو اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ جہنم سے نکلے گا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حقب چالیس برس کا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَحْقَابًا کی قرأت الف کے ساتھ کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ نے اسے بغیر الف کے پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا اور مَاشَآءَ رَبُّكَ (ہود: 107) یہ دونوں اہل جنت کے بارے ہیں اور اہل قبلہ میں سے توحید کو ماننے والوں کے لیے ہیں۔(7)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 556 (3890)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 281 (11461)، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 17، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً
5۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 358 (7029)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 17
7۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 18

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمہریر جہنم ہے۔ اہل جہنم کے لیے اس میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا۔

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اس میں شراب سے حَمِيمًا کی استثناء ہے اور بَرْدًا سے غَسَّاقًا کی استثناء ہے۔ اور یہ زمہریر ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حَمِيمًا سے مراد وہ گرم (عذاب) ہے جو جلا دے گا۔ اور غَسَّاقًا سے مراد زمہریر یعنی ٹھنڈا اور سردی کا عذاب ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ (اہل جہنم) عذاب کی سردی اور ٹھنڈک کو برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۝ إِلَّا حَمِيمًا کے تحت فرمایا: کہ اس عذاب کی گرمی انتہا کو پہنچی ہوگی۔ اور وَّ غَسَّاقًا کے تحت فرمایا: اس عذاب کی سردی اپنی انتہا کو پہنچی ہوگی۔ جب برتن اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اتر جائے گی یہاں تک کہ صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں گے اور وہ تڑپتا رہے گا۔

ابن منذر نے حضرت مرہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَرْدًا سے مراد نیند ہے (2) جو کہ ہر طرف سے چھائی ہوئی ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جَزَآءً وِّفَاقًا معنی ہے کہ جزا ان کے اعمال کے موافق ہوگی۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جزاء قوم کے برے اعمال کے موافق ہوگی۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ جَزَآءً وِّفَاقًا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ جزا عمل کے موافق ہوگی اور إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا کے تحت کہا کہ وہ اس سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور ایک روایت کے لفظ ہیں وہ پرواہ نہیں کرتے کہ وہ دوبارہ زندہ کیے جانے کی تصدیق کریں۔(5)

ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ نہ ثواب کی امید رکھتے ہیں اور نہ سزا سے ڈرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے شدید تر کوئی آیت اہل جہنم کے لیے نازل نہیں ہوئی: فَذُوقُوا فَلَنْ نَّزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مزید عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 20، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ عربی متن میں یہاں پر اسی طرح خالی جگہ ہے۔
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 22 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کتاب اللہ میں کون سی آیت اہل نار کے لیے سب سے زیادہ سخت اور تکلیف دہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم میں شدید ترین آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا فرمایا: پس یہ ساعت کے عوض ساعت کی مقدار، دن کے عوض دن کی مقدار، مہینے کے عوض مہینے کی مقدار اور سال کے عوض سال کی مقدار شدید ترین عذاب ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر اہل جہنم میں سے کوئی آدمی مشرق سے نکالا جائے گا تو اس کی بدبو سے اہل مغرب مر جائیں گے۔ اور اگر کوئی آدمی مغرب سے نکالا جائے گا تو اس کی بدبو سے اہل مشرق مر جائیں گے۔ حضرت ابو برزہ نے فرمایا: اس وقت میں حاضر تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ تو آپ نے فرمایا: قوم کو ان کے گناہوں کے عوض ان کے رب نے ہلاک کر دیا اور ان پر غضب کا اظہار کیا۔ اور جب وہ ان پر اظہار غضب کرے گا تو بالیقین ان سے انتقام لے گا۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙۗ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚۖ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

"بلاشبہ پرہیز گاروں کے لیے کامیابی (ہی کامیابی) ہے۔ (ان کے لیے) باغات اور انگوروں (کی بیلیں) ہیں۔ اور جواں سال ہم عمر لڑکیاں۔ اور چھلکتا ہوا جام۔ نہ سنیں گے وہاں کوئی بیہودہ بات اور نہ جھوٹ۔ یہ بدلہ ہے آپ کے رب کی طرف سے بڑا کافی انعام۔ جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، بے حد مہربان، انہیں طاقت نہ ہوگی کہ (بغیر اجازت) اس سے بات بھی کر سکیں۔ جس روز روح اور فرشتے پرے باندھ کر کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بول سکے گا بجز اس کے جس کو رحمٰن اذن دے اور وہ ٹھیک بات کرے۔ یہ دن برحق ہے سو جس کا جی چاہے بنا لے اپنے رب کے جوار رحمت میں اپنا ٹھکانا۔ بے شک ہم نے ڈرا دیا ہے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 281 (11463)، دار الفکر بیروت

تمہیں جلد آنے والے عذاب سے، اس دن دیکھ لے گا ہر شخص (ان عملوں کو) جو اس نے آگے بھیجے تھے اور کافر (بصد حسرت) کہے گا کاش! میں خاک ہوتا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا کے تحت کہا ہے کہ بلاشبہ متقین کامیاب ہیں کیونکہ انہوں نے آتش جہنم سے نجات پالی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے بے شک متقین کے لیے جہنم سے (نکل کر) جنت کی طرف (جانے میں) کامیابی (ہی کامیابی) ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَفَازًا سے مراد ہے محفوظ ہونا، نجات پانا (بے شک متقین کے لیے ہی نجات اور محفوظ ہونا ہے) اور كَوَاعِبَ کا معنی ہے ایسی لڑکیاں جن کے پستان ابھرے ہوئے ہوں یعنی جواں سال لڑکیاں۔ اَتْرَابًا سے مراد ہے ہم عمر اور كَاْسًا دِهَاقًا کا مفہوم ہے بھرے ہوئے، چھلکتے ہوئے جام۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا کی تفسیر بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد باغیچے اور باغات ہیں۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

بِلَادٌ سَقَاهَا اللّٰهُ اَمَّا سُهُوْلُهَا فَقَضْبٌ وَدُرٌّ مُغْدَقٌ وَّ حَدَائِقُ

"اللہ تعالیٰ نے شہروں کو خوب سیراب کیا۔ رہے ان کے میدان تو وہاں لمبی لمبی شاخوں والے درخت ہیں، انتہائی سرسبز و شاداب نباتات اور باغات ہیں"۔

پھر کہا: مجھے وَّ كَاْسًا دِهَاقًا کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: كَاْسًا سے مراد شراب اور دِهَاقًا سے مراد بھرا ہوا ہے (یعنی شراب سے بھرا ہوا جام) تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اَتَانَا عَامِرٌ يَّرْجُوْ قِرَانَا فَاَتْرَعْنَا لَهٗ كَاْسًا دِهَاقًا

"عامر ہمارے پاس آیا، وہ ہم سے مہمان نوازی کی امید کرنے لگا۔ تو ہم نے اس کے لیے جام شراب خوب بھر کر دیا"۔

ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَوَاعِبَ سے مراد کنواری لڑکیاں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَوَاعِبَ سے مراد ایسی لڑکیاں ہیں جن کے پستان ابھرے ہوئے ہوں۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 24، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26-25-24
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 25

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَأْسًا دِهَاقًا کا مفہوم ہے ایسا جام جو لبالب بھرا ہوا ہو اور اوپر چھلک رہا ہو (1)۔ اور بسا اوقات میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ "یَا غُلَامُ اَسْقِنَا وَادْهِقْ لَنَا" اے غلام ہمیں پلاؤ اور جام بھر کر پلاؤ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كَأْسًا دِهَاقًا کا معنی ہے بھرا ہوا جام۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حضرت قتادہ، حضرت مجاہد، حضرت ضحاک اور حضرت حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جس میں تسلسل اور باہمی متابعت پائی جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہے جو جام شراب پے در پے اور تسلسل کے ساتھ ہو۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ہناد نے حضرت عطیہ سے بیان کیا ہے کہ كَأْسًا دِهَاقًا سے مراد ہے ایسا جام جو لگاتار اور تسلسل کے ساتھ بھرا ہوا ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ كَأْسًا دِهَاقًا کا معنی ہے جو بہنے میں ریت کے ٹیلوں کی طرح ہو۔ اور مؤلف فارسی نے کہا ہے کہ لگاتار اور تسلسل کے ساتھ بہنے والی شراب۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے لگاتار بہنے والی صاف شراب۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب جام میں شراب ہو تو وہ کاس ہے اور جب اس میں شراب نہ ہو تو وہ کاس نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا نہ سنیں گے وہاں کوئی باطل بات اور نہ ہی گناہ کی بات۔ اور عَطَآءً حِسَابًا کے بارے فرمایا: یہ کثیر عطا ہے۔ اور لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا کے تحت فرمایا کہ (بغیر اجازت) اس سے کلام کرنے کی انہیں طاقت نہ ہوگی۔ (6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ کا معنی ہے کہ یہ آپ کے رب کی جانب سے عطا ہے۔ حِسَابًا (یہ بڑا کافی انعام ہے) ان اعمال کا جو انہوں نے کیے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 27
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 27
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 28-29

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا فرمایا: انہیں طاقت نہ ہوگی کہ وہ (بغیر اجازت) اس سے کلام بھی کر سکیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روح اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ وہ ملائکہ نہیں ہیں۔ ان کے سر، ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا فرمایا وہ (روح) بھی لشکر ہیں اور وہ (ملائکہ) بھی لشکر ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ روح بنی آدم کی شکل پر ایک مخلوق ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: روح کھاتے ہیں اور ان کے ہاتھ، پاؤں اور سر بھی ہیں اور وہ فرشتے نہیں ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ روح لوگوں کی طرح کی ایک مخلوق ہے۔ لیکن وہ انسان نہیں ہیں۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں رب العالمین کے پاس قیامت کے دن صف بستہ ہوں گے۔ ایک صف روح کی اور ایک صف ملائکہ کی ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جن وانس، ملائکہ اور شیاطین روح کا دسواں حصہ بھی نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا اور آپ روح کے بارے نہیں جانتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا کے تحت کہا ہے کہ روح ملائکہ سے عظیم تر مخلوق ہے اور کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوتا مگر روح اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ روح فرشتہ ہے جو عام ملائکہ سے خلقت میں اعظم اور بڑا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ روح چوتھے آسمان میں ہے اور وہ آسمانوں، پہاڑوں اور ملائکہ سے بہت بڑا ہے۔ وہ ہر روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیحات کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن تنہا اور انفرادی صف کی صورت میں آئے گا۔(5)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح اللہ (کی جانب سے)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 29-28، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 30
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 385 (3469)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 30
5۔ ایضاً

حاجب ہے۔ جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ وہ ملائکہ سے بڑا ہے، اگر وہ منہ کھولے تو وہ تمام ملائکہ کی وسعت رکھے۔ اور مخلوق اس کی طرف دیکھے گی۔ اور اس کے ڈر کی وجہ سے وہ اپنی آنکھیں اوپر نہیں اٹھائیں گے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل بن حبان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح ملائکہ سے اشرف ہے اور ان کی نسبت رب کریم کے زیادہ قریب ہے۔ اور وہی صاحب وحی ہے (یعنی وحی لانے والا ہے)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح بھی ملائکہ میں سے ہی ایک فرشتہ ہے اس کے دس ہزار پر ہیں اور ہر دو پروں کے مابین مشرق ومغرب کا فاصلہ ہے، اس کے ہزار چہرے ہیں۔ ہر چہرے کی ہزار زبانیں ہیں۔ دو ہونٹ اور دو آنکھیں ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا رہتا ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع وسجود میں کہا کرتے تھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الرُّوْحُ سے مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام جبار کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ان کے اعضاء بدن اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے کانپ رہے ہوں گے اور کہیں گے "سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ" (تیری ذات پاک ہے، تیرے سوا کوئی الہ نہیں، ہم نے اس طرح تیری عبادت نہیں کی جس طرح تیری عبادت کا حق ہے)۔ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ کا مفہوم ہے جس وقت لوگوں کی ارواح ملائکہ کے ساتھ کھڑی ہوں گی۔ اور یہ دو نفخوں کے درمیان ارواح کو جسموں کی طرف لوٹائے جانے سے پہلے ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَقَالَ صَوَابًا سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ شہادت دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 171 (487/223)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 32، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَقَالَ صَوَابًا کا مفہوم ہے اور جس نے دنیا میں حق بات کہی اور اس کے مطابق عمل کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! جمال (حسن) کیا ہے؟ فرمایا: حق کے ساتھ صحیح اور درست بات کہنا۔ پھر عرض کی: کمال کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: سچائی کے ساتھ افعال کو مزین اور آراستہ کرنا۔ واللہ اعلم۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری میں مَاٰبًا سے مراد سبیل اور راستہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ کے تحت بیان کیا ہے کہ الْمَرْءُ سے مراد مومن ہے (یعنی اس دن ہر مومن دیکھ لے گا)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ اور فرمایا: مراد وہ مومن ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے مطابق عمل کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: قیامت کے دن تمام مخلوقات کو اٹھایا جائے گا۔ یعنی چوپائے، جانور، پرندے اور دیگر ہر شے۔ پس اللہ تعالیٰ کا عدل ان تک پہنچے گا اور ایسا جانور جس کے سینگ نہیں اس کے لیے وہ سینگ والے جانور سے انتقام لے گا۔ پھر فرمائے گا: تو مٹی ہو جا۔ تو اس وقت کافر کہیں گے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا (کاش میں بھی مٹی ہوتا)(2)

امام دینوری رحمہ اللہ نے المجالسہ میں حضرت یحییٰ بن جعدر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سب سے اول جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کا حساب لیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ کوئی شے بھی اپنی زیادتیوں اور ظلم کے ساتھ ختم نہیں ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں مٹی بنا دے گا۔ پھر ثقلین یعنی جن وانس کو دوبارہ زندہ کرے گا اور ان کا محاسبہ کرے گا۔ تو اس دن کافر یہ آرزو کرے گا۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جس جانور کو چونچ لگائی گی ہو چونچ مارنے والے سے اس کا قصاص لیا جائے گا اور دھکا دینے والے جانور سے اس کا قصاص لیا جائے گا جسے اس نے دھکا لگایا ہوگا۔ اور بے سینگ کے جانور کا قصاص سینگ والے جانور سے لیا جائے گا اور لوگ دیکھ رہے ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا مٹی ہو جاؤ۔ نہ کوئی جنت ہے اور نہ ہی جہنم۔ تو اس وقت کافر کہے گا يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن شاہین رحمہم اللہ نے کتاب العجائب والغرائب میں حضرت ابو الزناد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 386 (3472)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور اہل جنت کو جنت کا اور اہل جہنم کو جہنم کا حکم دے گا تو تمام احمرا اور ایمان لانے والے جنوں سے کہا جائے گا تم مٹی ہو جاؤ۔ پس وہ مٹی سے بدل جائیں گے تو جب کافر انہیں مٹی کی طرف لوٹتے دیکھے گا تو اس وقت کہے گا: یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے جب جانوروں کا حساب لے لیا جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں مٹی بنا دے گا۔ تو اس وقت کافر یہ کہے گا: یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جنات مٹی بن جائیں گے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنات کے لیے ثواب یہ ہے کہ وہ جہنم سے بچا لیے جائیں گے۔ پھر انہیں کہا جائے گا: تم مٹی ہو جاؤ۔

آیاتہا ۴۶ ۞ سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ ۷۹ ۞ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ النازعات مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴿۵﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ﴿۶﴾ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ﴿۷﴾ قُلُوْبٌ يَّوْمَىٕذٍ وَّاجِفَةٌ ﴿۸﴾ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ﴿۹﴾ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ﴿۱۰﴾ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ﴿۱۱﴾ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾

"قسم ہے (فرشتوں کی) جو غوطہ لگا کر (جان) کھینچنے والے ہیں۔ اور بند آسانی سے کھولنے والے ہیں۔ اور تیزی سے تیرنے والے ہیں۔ پھر (تعمیل ارشاد میں) جو دوڑ کر سبقت لے جانے والے ہیں۔ پھر (حسب حکم) ہر کام کا انتظام کرنے والے ہیں۔ جس روز تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی۔ اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا ہوگا۔ کتنے دل اس روز (خوف سے) کانپ رہے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں (ڈر سے) جھکی ہوں گی۔ کافر کہتے ہیں کیا ہم پلٹائے جائیں گے الٹے پاؤں۔ (یعنی) جب ہم بوسیدہ ہڈیاں بن چکے ہوں گے۔ بولے یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی ہوگی۔ (پس اس واپسی کے لیے) تو فقط ایک جھڑک کافی ہے۔ پھر وہ فوراً کھلے میدان میں جمع ہو جائیں گے"۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا فرمایا یہ ملائکہ ہیں جو کفار کی روحیں کھینچتے ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو کفار کی ارواح کو ناخنوں اور جلد کے درمیان میں سے نکالتے ہیں یہاں تک کہ انہیں باہر نکال لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو مومنین کی ارواح کے ساتھ زمین و آسمان کے درمیان پیرتے ہیں۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا یہ وہ ملائکہ ہیں جو مومنین کی ارواح کو لے کر اللہ تعالیٰ کی طرف ایک دوسرے سے سبقت لیجاتے ہیں۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا، فرمایا: یہ وہ ملائکہ ہیں جو ایک سال سے دوسرے سال تک بندوں کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

معاملات کی تدبیر کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کفار کی ارواح ہیں جنہیں کھینچا جاتا ہے، پھر بند کھولے جاتے ہیں پھر انہیں آگ میں غرق کر دیا جاتا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا یہ موت (کی کیفیت) کا بیان ہے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا سے مراد موت (کی کیفیت) ہے۔

امام جویبر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا فرمایا کہ کفار کی ارواح جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کو دیکھتی ہیں اور وہ انہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے آگاہ کرتے ہیں۔ تو وہ غرق ہو جاتی ہیں۔ پس حضرت ملک الموت علیہ السلام غوطہ زن ہو کر پٹھوں اور گوشت کے بند کھولتے ہوئے وہاں سے انہیں کھینچ لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، فرمایا: مومنین کی ارواح جب حضرت ملک الموت علیہ السلام کا نظارہ کرتی ہیں اور وہ فرماتے ہیں: اے نفس مطمئنہ! روح و ریحان کی طرف نکل آ اور رب کی طرف جو کہ غضب میں اور ناراض نہیں ہے۔ تو وہ فرحت و مسرت اور جنت کے شوق میں اس طرح تیرنے لگتی ہیں جیسا کہ پانی میں غواصی کرنے والا تیرتا ہے۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی عزت و کرامت کی جانب تیزی سے چلتی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا فرمایا: یہ دونوں آیتیں کفار کے لیے ہیں۔ جب کہ ان کی روح کھینچی جاتی ہے کہ اسے بڑی شدت اور سختی کے ساتھ اس طرح کھینچا جاتا ہے جیسا کہ اون میں سیخوں (کو کھینچا جاتا ہے)۔ پس اس کا خروج انتہائی سخت اور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا، فرمایا: یہ دونوں آیتیں مومنین کے لیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا فرمایا: اس وقت ارواح سینوں میں گھس جاتی ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا، فرمایا: (یہ وہ کیفیت ہے) جب کہ ملائکہ روح کو انگلیوں اور قدموں سے نکال کر لاتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا جب کہ روح پیٹ میں تیرتی ہے، وہ موت کے وقت مضطرب ہو جاتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کا مفہوم ہے کہ وہ فرشتے جو کفار کی ارواح کو کھینچتے ہیں۔ تا قولہ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، فرمایا: یہ ملائکہ کی صفات ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو انسان کی روح کو کھینچ کر نکالتے ہیں۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو آدمی کی روح کے بند کھولتے ہیں۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا مراد وہ ملائکہ ہیں جب کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوتے ہیں۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا، فرمایا: یہ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 557 (3893)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بھی ملائکہ کی صفت ہے۔ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا، فرمایا: مراد وہ ملائکہ ہیں جو ان امور کی تدبیر کرتے ہیں جن کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا یہ موت کے وقت کی کیفیات ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ سب ملائکہ کی صفات ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا کے بارے فرمایا: یہ کافر کی صفت ہے۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا، فرمایا یہ ستاروں کی صفت ہے۔ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا، فرمایا یہ بھی ستاروں کی صفت ہے۔ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا یہ بھی ستاروں کی صفت ہے۔ اور فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا یہ ملائکہ کا وصف ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا، فرمایا: قسم ہے سختی کے ساتھ کھینچنے والوں کی۔ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا اور گلے میں رسی ڈال کر نکالنے والوں کی فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا، فرمایا اور گھوڑ دوڑ میں سبقت لے جانے والوں کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو لوگوں کو نہ پھاڑ ورنہ تجھے جہنم کے کتے پھاڑ ڈالیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا کیا تو جانتا ہے وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی یا نبی اللہ! ﷺ وہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ جہنم میں کتے ہیں جو ہڈیوں اور گوشت کو چیر ڈالیں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا یہ سب ستاروں کی صفت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابن الکواء نے آپ سے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ فرشتے ہیں جو رحمٰن کے ذکر اور اس کے امر کی تدبیر کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بن سابط سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دنیوی امور کی تدبیر چار فرشتے کرتے ہیں: حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت ملک الموت اور حضرت اسرافیل علیہم السلام۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام ہواؤں اور لشکروں پر مقرر ہیں، حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نباتات پر مقرر کیے گئے ہیں، حضرت ملک الموت علیہ السلام کے سپرد ارواح کو قبض کرنا ہے اور حضرت اسرافیل علیہ السلام ان پر احکام لے کر نزول فرماتے ہیں۔ (1)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے ذکر الموت میں حضرت ابو المتوکل الناجی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا کے تحت فرمایا: حضرت ملک الموت علیہ السلام کے ساتھ فرشتے ہوتے ہیں جو ارواح کو قبض کرنے کے وقت مرنے والوں کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ روح لے کر آسمان کی جانب چڑھ جاتے ہیں اور کچھ دعا پر امین کہتے ہیں اور کچھ میت کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اس پر نماز جنازہ پڑھ

1۔ شعب الایمان، باب الایمان بالملائکۃ، جلد 1، صفحہ 177 (158)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دی جاتی ہے اور اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ میں الرَّاجِفَةُ سے مراد نفخہ اولیٰ ہے۔ اور تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ سے مراد نفخہ ثانیہ ہے۔ اور یَوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ میں مراد ڈرنے والے دل ہیں۔ اور اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کے تحت فرمایا کہ اس کا مفہوم ہے کیا ہم دوبارہ زندہ کر دیئے جائیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ سے مراد ہے۔ اس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے۔ اور وہی زلزلہ ہے۔ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ کے تحت فرمایا: وہ دونوں ایک جھٹکے کے ساتھ ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رات کا چوتھائی حصہ گزر جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ تھرتھرانے والی آ گئی، اس کے پیچھے ایک اور جھٹکا ہوگا، موت اپنے جمیع مقدمات کے ساتھ آ گئی" كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ذَهَبَ رُبُعُ اللَّيْلِ قَامَ فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذْ جَاءَ الْمَوْتُ أُذْكُرُوا اللّٰهَ، أُذْكُرُوا اللّٰهَ، جَاءَتِ الرَّاجِفَةُ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ، جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِيْهِ "(2)

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تھرتھرانے والی شدت کے ساتھ تھرتھرائے گی اور اپنے باسیوں پر زلزلہ طاری کر دے گی۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ فرماتے ہیں: جیسا کہ کشتی سمندر میں اپنے سواروں کے ساتھ الٹتی (ڈولتی) رہتی ہے اور اس قندیل کی مثل جسے اطراف میں لٹکایا ہوا ہو (یعنی جس طرح یہ حرکت کرتی ہیں اسی طرح اس دن زمین اور پہاڑ بھی حرکت کرنے لگیں گے اور دن میں سکون باقی نہیں رہے گا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الرَّاجِفَةُ سے مراد نفخہ اولیٰ اور الرادفة سے مراد نفخہ ثانیہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ دونوں شدید قسم کی چیخیں ہیں۔ سو پہلی چیخ اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہر شے کو مار دے گی اور دوسری اللہ تعالیٰ کے اذن سے ہر شے کو زندہ کر دے گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 45-41، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 558 (3894)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے پوچھا گیا یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۙ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ تو آپ نے فرمایا: یہ دونوں نفخے ہیں۔ پس پہلا نفخہ زندوں کو مار دے گا اور دوسرا نفخہ مردوں کو زندہ کر دے گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (الزمر) (اور پھونکا جائے گا صور، پس غش کھا کر گر پڑے گا جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے بجز ان کے جنہیں اللہ چاہے گا (کہ بیہوش نہ ہوں) پھر دوبارہ (جب) اس میں پھونکا جائے گا تو اچانک وہ کھڑے ہو کر (حیرت سے) دیکھنے لگ جائیں گے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ کا مفہوم ہے کہ اس دن دل خوفزدہ اور مضطرب ہوں گے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دن دل خوفزدہ اور ڈرانے والے ہوں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن دل غمزدہ پریشان حال ہوں گے اور اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کے تحت کہا کہ کیا ہم زمین میں الٹے پاؤں پلٹائے جائیں گے اور ہم نئی تخلیق کے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً فرمایا: جب کہ ہم بوسیدہ (کوٹی ہوئی) ہڈیاں ہو چکے ہوں گے۔

امام عبد بن حمید اور ان منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ جن حالات کا وہ مشاہدہ کریں گے ان کے سبب اس دن دل خوفزدہ ہوں گے۔ يَوْمَئِذٍ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ اس دن ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی۔ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ کیا ہم نئی تخلیق کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جب کہ ہم دوبارہ زندہ کیے جانے کو جھٹلاتے ہوئے مریں گے۔ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً یعنی جب کہ ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو چکے ہوں۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ سے مراد خلق جدید ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد زندگی ہے یعنی کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو کفار قریش نے کہا: اگر ہمیں موت کے بعد زندہ کیا گیا تو ہمیں یقیناً اٹھایا جائے گا۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ (یہ واپسی تو بڑے گھاٹے کی ہوگی)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نَّخِرَةً کو الف کے ساتھ "نَاخِرَةً" پڑھتے تھے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 387 (3477)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ الف کے ساتھ "ناخرۃ" پڑھتے تھے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی "نَاخِرَۃً" پڑھتے تھے۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو عِظَامًا نَّاخِرَۃً پڑھتے ہوئے سنا۔ تو میں نے اس کا ذکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا اس طرح نہیں ہے؟

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سورۃ النازعات میں "نَاخِرَۃً" الف کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے: اس کا معنی ہے بوسیدہ ہو جانا،

عبد بن حمید نے محمد بن کعب القرظی، عکرمہ اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ یہ سب نَاخِرَۃً پڑھتے تھے۔

امام فراء رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے منبر پر فرمایا: ان بچوں کا کیا حال ہے جو نَّخِرَۃً پڑھتے ہیں حالانکہ یہ "نَاخِرَۃً" ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عِظَامًا نَّخِرَۃً کا معنی ہے بوسیدہ ہڈیاں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ناخرہ سے مراد ایسی ہڈی ہے جو بوسیدہ ہو جائے اور اس میں ہوا داخل ہو جائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر ہمیں تخلیق جدید کے ساتھ پیدا کر دیا گیا تو ہم بالیقین خسارے اور نقصان کی طرف راجع ہوں گے۔ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ کے بارے فرمایا: بے شک یہ تو ایک چیخ ہے۔ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ، فرمایا ساہرہ سے مراد زمین کا ہموار میدان ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ بولے یہ رجوع اور واپسی تو بڑے خسارے اور گھاٹے کی ہے۔ فرمایا: جب قوم کے نفسوں میں دوبارہ اٹھایا جانا بعید از امکان ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ فرمایا: تو وہ تمام کے تمام زمین کی ظاہر سطح پر ہوں گے جب کہ اس سے قبل وہ اس کے اندر تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پہلے زمین کے بطن میں تھے۔ پھر وہ اس کے ظاہر پر (زندہ ہو کر) آ جائیں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن اور حضرت شعبی رحمہم اللہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابو عبید نے فضائل میں، ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ سے فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 268 (1376)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

ساری کی ساری زمین ساھرہ (ہموار میدان) ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: امیہ بن ابی صلت نے کہا ہے: ''وَفِيهَا لَحْمُ سَاهِرَةٌ وَبَحْرٌ'' اوراس میں زمین اور سمندری (جانوروں کا) گوشت ہے)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ الساھرہ سے مراد وجہ الارض ہے۔اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ ساری کی ساری زمین ساھرہ ہے۔کیا تو جانتا نہیں شاعر کہتا ہے: ''صَيْدُ بَحْرٍ وَصَيْدُ سَاهِرَةٍ'' (سمندر کا شکار اور زمین کا شکار)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: پس وہ سب زمین پر جمع ہو جائیں گے۔پھر بطور تمثیل امیہ بن ابی صلت کا شعر بیان کیا:

وَفِيهَا لَحْمُ سَاهِرَةٍ وَبَحْرٍ ۔۔۔ وَمَا فَاهُوا بِهِ اَبَدًا مُقِيمُ

''اور اس میں زمین اور سمندری (جانوروں کا) گوشت موجود ہے اور وہ کبھی بھی اسے نہیں بھولے''۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الساھرہ سے مراد زمین ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ساھرہ سے مراد زمین ہے کہ وہ زمین کے نیچے (اندر) تھے اور پھر وہ اس کی اوپر والی سطح پر نکال دیئے جائیں گے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ زمین کا نام ہے اور کہا جاتا ہے ساهرة بنی فلاں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ساھرہ سے مراد ہے سفید وسیع زمین جیسا کہ صاف ستھری روٹی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ سے بیان کیا ہے کہ الساهرة بیت المقدس کے پہلو میں ایک پہاڑ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ساھرہ جہنم میں ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ اَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿۲۶﴾

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الرخصۃ فی الشعر، جلد 5، صفحہ 276 (26046)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

"(اے حبیب!) کیا پہنچی ہے آپ کو موسیٰ کی خبر؟ جب ان کے رب نے انہیں طویٰ کی مقدس وادی میں پکارا تھا۔ (کہ) جاؤ فرعون کے پاس وہ سرکش بن گیا ہے۔ پس (اس سے) دریافت کرو کیا تیری خواہش ہے کہ تو پاک ہو جائے۔ اور (کیا تو چاہتا ہے کہ) میں تیری رہبری کروں تیرے رب کی طرف تاکہ تو (اس سے) ڈرنے لگے۔ پس آپ نے (جا کر) اسے بڑی نشانی دکھائی۔ پس اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر رو گرداں ہو کر فتنہ انگیزی میں کوشاں ہو گیا۔ پھر (لوگوں کو) جمع کیا پس پکارا۔ اور کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ آخر کار بتلا کر دیا اسے اللہ نے آخرت اور دنیا کے (دوہرے) عذاب میں۔ بے شک اس میں بڑی عبرت ہے اس کے لیے جو اللہ سے ڈرتا ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اِنَّهٗ طَغٰى کا معنی ہے: بے شک وہ نافرمان اور سرکش ہو گیا ہے۔ اور فَاَرٰىهُ الْاٰیَةَ الْكُبْرٰى کے تحت انہوں نے کہا کہ آیت کبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کا دست مبارک ہے۔ اور ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى کے بارے فرمایا کہ پھر وہ فساد اور فتنہ انگیزی کے اعمال کرنے لگا۔ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى فرمایا: اولیٰ سے مراد اس کا یہ قول ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص:38) (میں اپنے سوا تمہارے لیے کوئی الٰہ نہیں پاتا) اور آخرہ سے مراد اس کا یہ قول ہے۔ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعات:24) (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) (1)

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیۃ کبریٰ سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور آپ کا ید بیضا ہے۔ اور فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى کے بارے فرمایا: اسے دنیا اور آخرت کے عذاب نے پکڑ لیا۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت صخر بن جویریہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو فرمایا اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَ اَهْدِیَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰیَةَ الْكُبْرٰى ﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَ عَصٰى ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى ﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى ﴿۲۶﴾ اور وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے رب! میں اس کی طرف کیسے جاؤں گا۔ حالانکہ تو یہ جانتا ہے کہ وہ نہیں مانے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ آپ وہ کریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ آسمان میں بارہ ہزار فرشتے ہیں جو تقدیر کا علم طلب کر رہے ہیں۔ لیکن وہ نہ اس تک پہنچے اور نہ اس کا ادارک کر سکے۔ (3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 53-52، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 389 (3484)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 390 (3485)

تَزَکّٰی' کے بارے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ کیا تیری خواہش ہے کہ تو کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کیا تو چاہتا ہے کہ تو کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى کیا تیری خواہش ہے کہ تو خالص ہو جائے۔ ثُمَّ اَدْبَرَ یَسْعٰى فرمایا وہ قوت اور طاقت میں نہیں رہا (پس) وہ فساد اور گناہوں کے اعمال کرنے لگا۔

امام ابن منذر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ حق سے پھر گیا اور فتنہ انگیزی میں کوشاں ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے فرعون! کیا تیری خواہش ہے کہ میں تجھے جوانی اور شباب عطا کر دوں کہ تو بوڑھا نہ ہو۔ تجھے ملک اور بادشاہی عطا کروں کہ وہ تجھ سے چھینی نہ جائے اور نکاح، شراب اور سواری کی لذت تیری طرف لوٹائی جاتی رہے۔ اور جب تو مرے تو تو جنت میں داخل ہو تو میرے ساتھ ایمان لے آ۔ پس یہ کلمات اور یہ لذتیں اور راحتیں اس کے دل میں واقع ہو گئیں۔ اس نے کہا: ایسا ہی ہوگا جیسا آپ نے کہا ہے یہاں تک کہ ہامان آجائے۔ پس جب ہامان آیا تو اس نے اسے آگاہ کیا۔ تو ہامان نے اسے عاجز قرار دیا اور کہا: تو عبادت کرنے لگا جب کہ تو رب ہے اور تیری عبادت کی جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ لوگوں پر نکلا اور اس نے اپنی قوم کو جمع کر کے کہا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى، میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى فرمایا: الْاٰخِرَةِ سے مراد اس کا یہ قول ہے: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور الْاُوْلٰى سے اس کا یہ قول مراد ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص:38)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى کے بارے کہا: کہ یہ دونوں اس کے دو کلمے ہیں۔ پہلا کلمہ یہ ہے: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص:38) اور دوسرا کلمہ یہ ہے: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى اور ان دونوں کلموں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کے دونوں کلموں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فرعون کے قول مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ (القصص:38) اور اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہے۔(2)

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 390 (3486)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَغْطَشَ لَيْلَهَا وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا ﴿۲۹﴾ وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا ﴿۳۰﴾
اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰهَا ﴿۳۱﴾ وَ الْجِبَالَ اَرْسٰهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ
لِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ
الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَ بُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَ
اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَافَ
مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰهَا ﴿۴۲﴾ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾
اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ
يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

"کیا تمہیں پیدا کرنا مشکل ہے یا آسمان کا، اس نے اسے بنایا۔ اس کی چھت کو خوب اونچا کیا پھر اس کو درست کیا۔ اور تاریک کیا اس کی رات کو اور ظاہر کیا اس کے دن کو۔ اور زمین کو بعد ازاں بچھا دیا۔ نکالا اس سے اس کا پانی اور اس کا سبزہ۔ اور پہاڑ (اس میں) گاڑ دیئے۔ سامان زیست ہے تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔ پھر جب آئے گی سب سے بڑی آفت۔ اس دن انسان یاد کرے گا جو دوڑ دھوپ اس نے کی تھی۔ اور ظاہر کر دی جائے گی جہنم ہر دیکھنے والے کے لیے۔ پس جس نے سرکشی کی ہوگی۔ اور ترجیح دی ہوگی دنیوی زندگی کو۔ تو دوزخ ہی (اس کا) ٹھکانا ہوگا۔ اور جو ڈرتا رہا ہوگا اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے اور (اپنے) نفس کو روکتا رہا ہوگا (ہر بری) خواہش سے۔ یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہوگا۔ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کب قائم ہوگی۔ اس کے بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق۔ آپ کے رب تک اس کی انتہا ہے۔ آپ ضرور خبردار کرنے والے ہیں ہر اس شخص کو جو اس سے ڈرتا ہو۔ گویا وہ جس روز اس کو دیکھیں گے (انہیں یوں محسوس ہوگا) کہ وہ (دنیا میں) نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام یا ایک صبح"۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا اس نے اس کو چھت بنایا۔ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا اور اس کی رات کو خوب تاریک کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَفَعَ سَمْكَهَا کا معنی

ہے: اس نے اس کی بناوٹ (چھت) کو بغیر ستون کے خوب اونچا کیا۔ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا اور اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا اور اس کے دن کو ظاہر کیا(1)۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: رَفَعَ سَمْكَهَا اس نے اس کی عمارت کو خوب اونچا کیا۔ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا اور اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا اور اس کے دن کی روشنی کو خوب منور کیا۔ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا اور بعد ازاں زمین کو بچھا دیا۔ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا فرمایا: اور پہاڑوں کو زمین میں گاڑ دیا کیونکہ وہ اپنے باسیوں کے ساتھ گھومنے لگی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا کا مفہوم ہے کہ اس نے اس کی شام کو تاریک کیا وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا﴿۲۹﴾ اور اس کے سورج کو ظاہر کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اَغْطَشَ لَيْلَهَا کا معنی ہے: اس نے اس کی رات کو تاریک کیا۔ وَ اَخْرَجَ ضُحٰهَا﴿۲۹﴾ اور اس کے دن کو ظاہر کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا﴿۳۰﴾ کے تحت یہ بیان کیا ہے اور اس کے ساتھ ہی زمین کو بچھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے انہیں کہا: کتاب اللہ میں دو آیتیں ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد اور مخالف ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: یہ تو نے اپنی رائے سے کہا ہے۔ پڑھ قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ (فصلت:9) یہاں تک کہ اس آیت تک پڑھا۔ ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِيَ دُخَانٌ (فصلت:11) اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا آسمان کو تخلیق کرنے سے پہلے پھر آسمان کو تخلیق کیا پھر آسمان کو تخلیق کرنے کے بعد زمین کو بچھا دیا۔ اسی کے مطابق اللہ کا ارشاد ہے: دَحٰهَا یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو بچھا دیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰهَا کہ زمین مکہ مکرمہ سے بچھائی گئی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا اور اس سے نہریں اور دریا جاری کر دیئے۔ مَرْعٰهَا فرمایا: اس سے مراد نباتات یا ہر وہ شے ہے جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دَحٰهَا کا مفہوم ہے کہ زمین بچھانے کا مفہوم یہ ہے کہ اس سے پانی اور نباتات (سبزہ) نکالے اور دریاؤں کو جاری کر دیا اور اس میں پہاڑ، صحرا، راستے اور ٹیلے اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے سب دونوں میں بنا دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 59-57-56، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مَتَاعًا لَّكُمْ کا معنی ہے تمہارے لیے منفعت ہے۔
امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ زمین کو بچھانے (کا آغاز) کعبہ معظمہ کے نیچے سے کیا گیا۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو اپنا سر اوپر اٹھایا اور کہا: سراپا یمن و برکت ہے وہ ذات جو اسے (آسمان کو) اونچا کرنے والی ہے اور اس کی تدبیر کرنے والی ہے۔ پھر اپنی نگاہ زمین پر رکھی اور فرمایا: سراپا یمن و برکت ہے وہ ذات جو اسے (زمین کو) بچھانے والی اور اس کی خالق ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الطَّآمَّةُ یوم قیامت کے ناموں میں سے ایک ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت قاسم بن ولید ہمدانی رحمہ اللہ تعالیٰ سے فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اہل جنت کو جنت کی طرف اور اہل جہنم کو جہنم کی طرف بھیجا جائے گا۔(1)
امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عمرو بن قیس کندی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب کہا جائے گا کہ تم اس کے سبب جہنم کی طرف چلے جاؤ۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى کا معنی ہے ہر دیکھنے والے کے لیے جہنم ظاہر کر دی جائے گی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ کے تحت کہا کہ جب انہیں خازن جہنم مالک کے حوالے کیا جائے گا۔ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى پس جس نے نافرمانی اور سرکشی کی ہو گی۔ يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا یہ لوگ آپ سے قیامت کے وقت کے بارے سوال کرتے ہیں۔ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا یعنی قیامت کے ذکر سے آپ کا کیا تعلق (مراد یہ ہے کہ ھا ضمیر سے مراد قیامت ہے)
امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ قیامت کے بارے سوال کرتے تھے۔ تو جواب میں یہ آیت نازل ہوئی: فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا۔
امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اہل مکہ میں سے مشرکین نے حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا اور کہا: قیامت کب آئے گی اور ان کا یہ سوال استہزاء ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا یعنی وہ قیامت کے بارے آپ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کب آئے گی؟ فِيْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا اے محمد! ﷺ آپ اس کا علم نہیں رکھتے۔ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا یعنی اس کے علم کی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 211 (35418)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 193 (35252)

انتہا تیرے رب کے پاس ہے۔ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا آپ خبردار کرنے والے ہیں ہر اس کو جو قیامت سے ڈرتا ہو گا۔ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا گویا وہ جس دن قیامت کو دیکھیں گے (انہیں یوں محسوس ہوگا)۔ لَمْ یَلْبَثُوْۤا کہ وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے اور اس کی نعمتوں میں سے کسی شے سے وہ لطف اندوز نہیں ہوئے۔ اِلَّا عَشِیَّةً مگر اتنا وقت جو ظہر اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔ اَوْ ضُحٰىهَا یا اتنا وقت جو سورج طلوع ہونے سے لے کر نصف النہار تک ہے۔

امام بزار، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے بارے مسلسل سوال کرتے رہے یہاں تک کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا (1) پھر اس کے بعد اس کے بارے سوال نہیں کیا۔

سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس روایت کو مرسلاً ذکر کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کا ذکر کثرت سے کرتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا پھر آپ اس سے رک گئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اعرابی آتے تھے تو وہ آپ سے قیامت کے بارے پوچھتے تھے۔ تو آپ غور و فکر کرتے ایسے انسان میں جوان میں نیا پیدا کیا گیا اور فرماتے: اگر یہ صدی تک زندہ رہا تو قیامت تم پر قائم ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جنت میں داخل ہوگا جو اس کا امیدوار ہے اور وہ جہنم سے محفوظ رہے گا جو اس سے ڈرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا جو خود رحم کرتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس (قیامت) کے علم کی انتہا تیرے رب تک ہے۔ اور اِلَّا عَشِیَّةً کے بارے کہا کہ وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے تھے مگر ایک شام اَوْ ضُحٰىهَا یا ایک عشیۃ (یعنی اتنا وقت جو ظہر اور غروب آفتاب کے درمیان ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا الآیہ، فرمایا: قوم کے لوگوں میں دنیا ریزہ ریزہ ہو جائے گی، اس وقت وہ امر آخرت کا مشاہدہ کرلیں گے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 558 (3895)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۴۲ | سورۃ عبس مکیۃ ۸۰ | رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ عبس مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤىۙ ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰىؕ ﴿۲﴾ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰۤىۙ ﴿۳﴾ اَوْ
يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰىؕ ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰىۙ ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰىؕ ﴿۶﴾ وَ
مَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰىؕ ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰىۙ ﴿۸﴾ وَ هُوَ يَخْشٰىۙ ﴿۹﴾ فَاَنْتَ
عَنْهُ تَلَهّٰىۚ ﴿۱۰﴾ كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌۚ ﴿۱۱﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗۘ ﴿۱۲﴾ فِيْ صُحُفٍ
مُّكَرَّمَةٍۙ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭۙ ﴿۱۴﴾ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍۙ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍؕ ﴿۱۶﴾

''چیں بہ جبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا۔ (اس وجہ سے کہ) ان کے پاس ایک نابینا آتا۔ اور آپ کیا جانیں شاید وہ پاکیزہ تر ہو جاتا۔ یا وہ غور و فکر کرتا تو نفع پہنچاتی اسے یہ نصیحت۔ لیکن وہ جو پرواہ نہیں کرتا، آپ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور آپ پر کوئی ضرر نہیں اگر وہ نہ سدھرے۔ اور جو آپ کے پاس آیا ہے دوڑتا ہوا۔ اور وہ ڈر بھی رہا ہے۔ تو آپ اس سے بے رخی برتتے ہیں۔ ایسا نہ چاہیے یہ تو نصیحت ہے۔ سو جس کا جی چاہے اسے قبول کرلے۔ یہ ایسے صحیفوں میں (ثبت) ہے جو معزز ہے۔ جو بلند مرتبہ پاکیزہ ہیں۔ ایسے کاتبوں کے ہاتھوں سے لکھے ہیں۔ جو بڑے بزرگ اور نیکوکار ہیں''۔

امام ابن ضریس نے ابو وائل سے بیان کیا ہے کہ بنی اسد کا ایک وفد حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے پوچھا تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم بنو زبنیۃ احلاس الخیل (ہمیشہ گھوڑوں پر سوار رہنے والے) ہیں۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تم بنو رشدہ ہو۔ تو حضرمی بن عامر نے کہا: قسم بخدا! ہم بنی محوسلہ کی طرح نہیں ہوں گے اور ان سے مراد بنو عبد اللہ بن غطفان ہیں۔ انہیں بنو عبد العزی بن غطفان کہا جاتا تھا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرمی سے فرمایا: کیا تو قرآن میں سے کچھ پڑھ سکتا ہے؟ اس نے عرض کی: ہاں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے پڑھ۔ چنانچہ اس نے عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى پڑھی جہاں تک اللہ تعالیٰ نے اس کو پڑھنا چاہا۔ پھر اس نے کہا: ''وَهُوَ الَّذِىْ مَنَّ عَلَى الْحَبْلٰى فَاَخْرَجَ مِنْهَا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

نَسَمَةً تَسْعٰی بَیْنَ شَرَاسِیْفَ وَحَشًا'' تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس میں اضافہ نہ کر کیونکہ یہی کافی ہے (اور وہ وہ ہے جس نے حاملہ پر احسان فرمایا اور اس سے ایک روح کو نکالا جو وحشت ناک تکالیف کے درمیان دوڑ دھوپ کرتی ہے)

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علاء بن یزید حضرمی نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت مرحمت فرمائی۔ دونوں کے درمیان طویل گفتگو جاری رہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: اے علاء! کیا تو قرآن کریم میں سے کچھ حسین انداز میں پڑھ سکتا ہے؟ آپ نے عرض کی: ہاں۔ پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سورۂ عبس پڑھی، یہاں تک کہ اسے ختم کردیا اور اس کے آخر تک انتہا کردی۔ اور اپنی جانب سے اس کے آخر میں یہ اضافہ کردیا: ''وَهُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ مِنَ الْحُبْلٰی نَسَمَةً تَسْعٰی مِنْ بَیْنِ شَرَاسِیْفَ وَحَشًا'' تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی زوردار انداز میں فرمایا: اے علاء! رک جا۔ تحقیق سورت مکمل ہو چکی ہے۔ واللہ اعلم۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ سورۂ عبس وتولی حضرت ابن ام مکتوم اعمٰی رضی اللہ عنہ (جو کہ نابینے تھے) کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اور یہ کہنا شروع کردیا۔ ''یا رسول اللہ ﷺ ارشدنی'' ''اے رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری راہنمائی فرمایئے۔ اور اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشرکین کے سرداروں میں سے کوئی آدمی موجود تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ (حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ) سے اعراض کرنے لگے اور دوسرے کی جانب توجہ دینے لگے اور فرمانے لگے: کیا جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس میں تو کوئی حرج دیکھتا ہے؟ تو وہ کہنے لگا: نہیں۔ تو اسی کے بارے یہ سورت نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرداران قریش میں سے کچھ لوگوں کی مجلس میں تھے۔ ان میں ابوجہل بن ہشام اور عتبہ بن ربیعہ بھی تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں فرمانے لگے کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ میں اس اس طرح کے ساتھ آیا؟ تو وہ کہنے لگے: درست ہے۔ قسم بخدا! پھر حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ پوچھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض برت لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۙ﴿۵﴾ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَیْكَ اَلَّا یَزَّكّٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ یَسْعٰی ۙ﴿۸﴾ وَهُوَ یَخْشٰی ۙ﴿۹﴾ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰی ۚ یعنی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابو یعلی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابی بن خلف سے گفتگو فرما رہے تھے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا: عَبَسَ وَتَوَلّٰی ۙ﴿۱﴾ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی پھر اس کے بعد حضور

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 558 (3896)، دارالکتب العلمیہ بیروت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عزت و تکریم کرتے تھے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبد المطلب اور ابو جہل بن ہشام سے گفتگو فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف بہت زیادہ توجہ دے رہے تھے اور آپ یہ چاہتے تھے کہ وہ ایمان لے آئیں۔ اتنے میں ایک نابینا آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا۔ اسے حضرت عبداللہ ام مکتوم کہا جاتا ہے۔ وہ چلا آرہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آہستہ آہستہ گفتگو فرما رہے ہیں۔ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ آتے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کریم کی کسی آیت کا مطالبہ کرنے لگے اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اس میں سے کچھ سکھایئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض فرمالیا اور اپنے چہرے میں تیوری چڑھالی اور منہ پھیر لیا۔ اور اس کی گفتگو پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی طرف ہی متوجہ رہے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی گفتگو مکمل فرمالی اور اپنے اہل کی طرف لوٹنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کچھ بصارت کو روک لیا۔ پھر اونگھ کے سبب آپ کا سر حرکت کرنے لگا اور پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی۔ پس جب اس میں جو نازل ہوا سو نازل ہوا۔ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تکریم کرتے۔ اور ان سے گفتگو فرماتے اور انہیں فرماتے تمہاری کیا حاجت ہے؟ کیا تم کسی شے کا ارادہ رکھتے ہو؟(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے میں تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا اور امیہ بن خلف کی طرف توجہ دینے لگے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰی ۙ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس آیت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دولت مند کی طرف توجہ کرتے ہوئے اور کسی فقیر سے اعراض کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی میں سے کوئی شے چھپاتے تو اسے اپنے بارے میں ضرور چھپاتے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو کہ نابینا تھے آئے اور انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤی ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں، میری ہڈیاں کمزور ہو چکی ہیں، میری بصارت چلی گئی ہے، اور میرا ایک قائد ہے کہ اس کا میری راہنمائی کرنا مناسب نہیں لگے گا۔ کیا آپ میرے لیے یہ رخصت دیتے ہیں کہ میں پانچوں نمازیں اپنے گھر میں ادا کر لوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو مؤذن کی آواز سنتا ہے؟ عرض کی: ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 (3493)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 64، دار احیاء التراث العربی بیروت

فرمایا میں تیرے لیے کوئی رخصت نہیں پاتا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک وہ نابینا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى نازل فرمائی وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلاشبہ میں اذان کی آواز سنتا ہوں۔ لیکن میں کوئی قائد (راہنمائی کرنے والا) نہیں پاتا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تو اذان سنے تو اللہ تعالیٰ کی دعوت کو قبول کر۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ بنی فہر سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی تھا جس کا نام حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھا۔ اور اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى سے مراد عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف ہیں۔

امام ابن سعد اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے قول باری تعالیٰ عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ آپ نے سرداران قریش میں سے کسی آدمی سے ملاقات فرمائی اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ پھر حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور احکام اسلام کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنے لگے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چہرے میں تیوری چڑھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عتاب فرمایا اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی عزت و تکریم فرمائی۔ اور دو بار انہیں مدینہ طیبہ میں اپنا نائب بنایا۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے پاس ایک نابینا آدمی تھا۔ آپ نے اس کے لیے لیموں کاٹا اور شہد کے ساتھ اسے کھلانے لگیں۔ تو میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے اے امیر المومنین! تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عتاب فرمایا۔ انہوں نے فرمایا: یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس عتبہ اور ربیعہ بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں کی طرف متوجہ تھے۔ چنانچہ عَبَسَ وَ تَوَلّٰۤى ۙ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى نازل ہوئی۔ مراد حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صنادید قریش میں سے ایک سردار کے ساتھ تنہائی میں گفتگو فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے رہے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے اسلام قبول کرنے کی آرزو مند تھے کہ اچانک حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم الاعمی رضی اللہ عنہ آگئے۔ تو جب حضور

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 224 (7886)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 209، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 735 (6671)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو اس کے آنے کو ناپسند کیا اور اپنے دل میں کہا: یہ قریشی کہے گا کہ ان کی اتباع کرنے والے اندھے، پست گھٹیا اور غلامی کی زندگی گزارنے والے لوگ ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم چیں بہ جبیں ہوئے تو وحی نازل ہوئی عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی الی آخرالآیہ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ﴿۱۳﴾ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ فرمایا یہ قرآن ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ فرمایا: مراد لکھنے والے کتابت کرنے والے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ سے مراد حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَسْفَرَةٍ سے مراد ملائکہ میں سے لکھنے والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِاَیْدِیْ سَفَرَةٍ سے مراد کاتب (لکھنے والے) ہیں۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَفَرَةٍ سے مراد نبطی زبان میں قراء (قرأت کرنے والے) ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ سے مراد ملائکہ ہیں۔(2)

امام احمد اور ائمہ ستہ رحمہما اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قرآن کریم پڑھتا ہے اور وہ اس میں ماہر ہو تو وہ ایسے کاتبوں کے ساتھ ہوگا جو بڑے معزز اور نیکوکار ہیں۔ اور جو اسے پڑھتا ہے اور اس پر شاق اور مشکل ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں(3)۔ واللہ اعلم۔

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا یَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾ فَلْیَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖۤ ﴿۲۴﴾ اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 (3495)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 48، دار صادر بیروت

حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

''غارت ہو (منکر) انسان! وہ کتنا احسان فراموش ہے۔ کس چیز سے اللہ نے اسے پیدا کیا۔ ایک بوند سے۔ اسے پیدا کیا پھر اس کی ہر چیز اندازہ سے بنائی۔ پھر (زندگی کی) راہ اس پر آسان کر دی۔ پھر اسے موت دی اور اسے قبر میں پہنچا دیا۔ پھر جب چاہے گا اسے دوبارہ زندہ کر دے گا۔ یقیناً وہ بجا نہ لایا جو اللہ نے اسے حکم دیا تھا۔ پھر ذرا انسان غور سے دیکھے اپنی غذا کو۔ بے شک ہم نے زور سے پانی برسایا۔ پھر اچھی طرح پھاڑا زمین کو۔ پھر ہم نے اگایا اس میں غلہ۔ اور انگور اور ترکاریاں۔ اور زیتون اور کھجوریں۔ اور گھنے باغات۔ اور (طرح طرح کے) پھل اور گھاس۔ سامان زیست تمہارے لیے اور تمہارے مویشیوں کے لیے''۔

ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَاۤ اَكْفَرَهٗ عتبہ بن ابی جہل کے بارے نازل ہوئی جب کہ اس نے یہ کہا ''كَفَرْتُ بِرَبِّ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى'' میں نے ستارے کے رب سے کفر کیا جب کہ وہ اوپر سے نیچے گرتا ہے۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کے لیے بددعا فرمائی۔ نتیجۂ شام کے راستے میں شیر اس پر حملہ آور ہوا اور اسے نگل لیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں جہاں بھی قُتِلَ الْاِنْسَانُ ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد کافر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَاۤ اَكْفَرَهٗ کا معنی ہے اس کا کفر کتنا شدید ہے۔ اور فَقَدَّرَهٗ کے تحت فرمایا اور اس کا انداز مقرر فرمایا: نطفہ سے، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر اس طرح مختلف مراحل سے گزار کر اس کی تخلیق مکمل فرمائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ کے تحت فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی ہر شے اس کی ماں کے رحم میں اندازہ سے بنائی جیسے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ سے مراد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنی ماں کے پیٹ سے نکلنے کی راہ آسان کر دی ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ سے مراد اس کا رحم سے نکلنا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے اس سے مراد اس کا اپنی ماں کے پیٹ سے خارج ہونا ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 393 (3496)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اس کا رحم سے باہر نکلنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ اس ارشاد کی طرح ہے: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا۝ (الانسان) یعنی شقاوت اور سعادت کی راہ۔

امام ابونعیم نے الحلیہ میں حضرت محمد بن کعب القرظی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا ہے یا صحف ابراہیم علیہ السلام میں اور میں نے اس میں یہ پایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ میں نے تجھے پیدا کیا حالانکہ تو کوئی شے نہ تھا۔ اور میں نے تجھے انتہائی مناسب اور موزوں انسان بنایا۔ اور میں نے تجھے مٹی کے کیچڑ سے پیدا کیا۔ پھر میں نے تجھے نطفہ کی صورت میں ایک محفوظ جگہ (رحم) میں رکھا۔ پھر نطفہ کو علقہ بنایا۔ پھر علقہ کو مضغہ بنایا۔ پھر اس مضغہ میں ہڈیاں تخلیق فرمائیں۔ اور پھر ہڈیوں پر گوشت پیدا فرمایا۔ پھر ہم نے تجھے ایک دوسری تخلیق کے ساتھ پیدا فرمایا: اے ابن آدم! کیا میرے سوا کوئی دوسرا اس پر قدرت رکھتا ہے؟ پھر میں نے تیرا بوجھ تیری ماں پہ ہلکا کر دیا۔ یہاں تک کہ نہ وہ تیرے سبب بیمار ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی اذیت اٹھاتی ہے۔ پھر میں نے انتڑیوں کو حکم دیا کہ وہ وسیع ہو جائیں اور جوارح کو حکم دیا کہ وہ متفرق ہو جائیں۔ چنانچہ انتڑیاں وسیع ہو گئیں حالانکہ اس سے پہلے وہ تنگ تھیں۔ اور اعضاء علیحدہ علیحدہ ہو گئے حالانکہ اس سے قبل وہ جڑے ہوئے تھے۔ پھر میں نے اس فرشتے کو القا کیا جو کہ رحموں پر مقرر ہے کہ وہ تجھے تیری ماں کے پیٹ سے باہر نکالے۔ اور اس نے اپنے پر کے ایک بال کے ساتھ تجھے نجات دلا دی۔ اور اس نے تجھ پر واضح کر دیا کہ جب تو کمزور مخلوق ہے، تیرے پاس نہ کاٹنے والے دانت ہیں اور نہ ہی چبانے والی داڑھ ہے۔ پھر اس نے تیرے لیے تیری ماں کے سینے میں ایسی رگ رکھ دی ہے جو تیرے لیے گرمی کے موسم میں ٹھنڈا اور سردی کے موسم میں گرم دودھ مہیا کرتی ہے۔ اور اس نے اسے جلد، گوشت، خون اور رگوں کے درمیان سے تیرے لیے چن رکھا ہے۔ پھر تیرے لیے تیری ماں کے دل میں رحمت و محبت ڈال دی ہے اور تیرے باپ کے دل میں شفقت و پیار ڈال دیا ہے۔ پس یہ دونوں تیرے لیے سرتوڑ کوشش کرتے ہیں، مشقت اٹھاتے ہیں، تیری تربیت کرتے ہیں اور تجھے غذا باہم پہنچاتے ہیں اور خود نہیں سوتے یہاں تک کہ تجھے سلا دیں۔ اے ابن آدم! میں نے تیرے ساتھ اس طرح کیا ہے کسی خاص مقصد اور شے کے لیے نہیں کہ میں نے اسے پورا کرنے کے لیے اس سے مدد لی ہو۔ اے ابن آدم! جب تیرے دانت کاٹنے کے قابل ہوئے اور تیری داڑھیں چبانے کے قابل ہوئیں تو میں نے تجھے موسم گرما میں گرمی کے پھل اور موسم سرما میں اس کے مناسب پھل کھلائے۔ اور جب تو نے پہچان لیا کہ میں تیرا رب ہوں تو تو نے میری نافرمانی کی۔ اور جب تو نے میری نافرمانی کی ہے تو تو مجھ سے دعا مانگ۔ کیونکہ میں قریب ہوں، دعا کو قبول فرمانے والا ہوں اور مجھے پکار کیونکہ میں غفور رحیم ہوں۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لَمَّا يَقْضِ مَاۤ اَمَرَهٗ کے تحت کہا: کوئی بھی ہمیشہ ہر اس عمل کو (کما حقہ) بجا نہیں لا سکے گا جو اس پر فرض کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ کے تحت فرمایا کہ انسان کو اپنے داخل ہونے اور نکلنے کی جگہ کے بارے غور وفکر کرنا چاہیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے کتاب التواضع میں کلبی کی سند سے حضرت ابوصالح سے اورانہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انسان کو اپنے پاخانہ کے بارے غور وفکر کرنا چاہیے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب انسان بیت الخلا میں بیٹھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کی گردن کو موڑ کر کہتا ہے جو خارج ہو رہا ہے اسے دیکھ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے: اے ابن آدم! اس کی طرف دیکھ جس کے بارے تو نے بخل کیا وہ کیا ہو گیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت بشیر بن کعب رحمہ اللہ اپنے ساتھیوں سے کہا کرتے تھے۔ جب وہ اپنی بات سے فارغ ہوتے، تم چلو تا کہ میں تمہیں دنیا دکھاؤں پھر وہ آتے، اور کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس ٹھہر جاتے اور کہتے: دیکھو اپنے شہد کی طرف، اپنے گھر کی طرف، اپنی بطخوں اور اپنی مرغیوں کی طرف کہ وہ کیا ہو گئی ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا سے مراد ہے کہ بے شک ہم نے خوب بارش برسائی۔ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا پھر ہم نے نباتات کے ساتھ زمین کو پھاڑا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَضْبًا سے مراد سبز گھاس ہے۔ یعنی گھاس اگائی۔ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا اور طویل وکثیر باغات۔ وَّفَاكِهَةً وَّأَبًّا اور تازہ پھل اگائے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد گھنے اور جڑے ہوئے باغات ہیں۔ اور غلب سے مراد خوب موٹے (تنوں والے درخت) اور الاب سے مراد زمین سے اگنے والی وہ گھاس اور نباتات ہے جسے جانور کھاتے ہیں اور اسے انسان نہیں کھاتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد جڑے ہوئے (گھنے) باغات ہیں۔ اور فَاكِهَةً سے مراد لوگوں کے کھانے کے پھل ہیں۔ اور أَبًّا سے مراد جانوروں کا چارہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الغلب سے مراد کھجور کی بیلیں ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غُلْبًا سے مراد موٹے تنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد جنت میں ایسے درخت ہیں جن سے سایہ تو حاصل کیا جائے گا۔ لیکن وہ کسی شے سے بار آور نہیں ہوں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 76-73-72، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الاب سے مراد چوپاؤں کے لیے گھاس ہے۔

ابن جریر نے العوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الاب سے مراد گھاس اور چارہ ہے۔(1)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے وَّ اَبًّا کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: الاب سے مراد ہروہ شے ہے جو چوپائے چرتے ہیں۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَرٰى بِهِ الْاَبَّ وَالْيَقْطِيْنَ مُخْتَلِطًا عَلَى الشَّرِيْعَةِ يَجْرِيْ تَحْتَهَا الْعَذَبُ

"تو اس کے سبب ایک گھاٹ پر چارہ اور بیلوں کو ملا جلا دیکھتا ہے جس کے نیچے میٹھا پانی جاری رہتا ہے"۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ابا کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کون سا آسمان مجھے سایہ مہیا کرے گا اور کون سی زمین مجھے اٹھائے گی جب کہ میں کتاب اللہ کے بارے ایسی بات کہوں جو میں نہیں جانتا۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں خطیب اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر یہ آیت پڑھی: فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ۙ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ۙ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ۙ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ۙ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا اور فرمایا یہ سب وہ ہے جسے ہم پہچانتے ہیں تو اب کیا ہے؟ پھر آپ نے وہ عصا مبارک بلند کیا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قسم یہ تکلف ہے اور تجھ پر یہ لازم نہیں کہ تو جانے اب کیا ہے؟ کتاب اللہ کی جو ہدایت تمہارے لیے واضح ہو اس کی اتباع کرو (2) اور اس کے مطابق عمل کرو اور جسے تم نہ جان سکو تو اسے اس کے رب کے سپرد کر دو۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حَدَآئِقَ سے مراد باغات ہیں۔ اور غُلْبًا سے مراد موٹے تنوں والے درخت ہیں۔ اور الاب سے مراد گھاس ہے۔ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَ لِاَنْعَامِكُمْ فرمایا: پھل تمہارے لیے ہے اور گھاس تمہارے چوپاؤں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَّ قَضْبًا سے مراد سبز گھاس وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا سے مراد گھنی کھجوریں ہیں۔ وَّ فَاكِهَةً سے مراد ہے کہ پھل تمہارے لیے ہے۔ وَّ اَبًّا اور گھاس تمہارے جانوروں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ غُلْبًا سے مراد مشقت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ فَاكِهَةً سے مراد وہ پھل ہیں جنہیں انسان کھاتے ہیں اور اب سے مراد چارہ (چراگاہ) ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 75، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 559 (3897)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّفَاكِهَةً وہ پھل ہیں جنہیں لوگ کھاتے ہیں۔ اور اَبًّا سے مراد وہ چارہ ہے جو جانور کھاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے جو شے اچھی اور میٹھی ہے وہ تمہارے لیے ہے۔ اور اب (گھاس) یہ تمہارے چوپاؤں کے لیے ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَبًّا سے مراد گھاس ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابورزین رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا سے مراد نباتات ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الأب سے مراد بھوسہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ شے جو زمین پر اگتی ہے وہی اَبًّا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وَّاَبًّا کے بارے پوچھا۔ تو جب آپ نے انہیں یہ کہتے ہوئے دیکھا تو آپ درہ لے کر ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے مصاحف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا پڑھا اور فرمایا: اس فَاكِهَةً (پھل) کو تو ہم نے پہچان لیا ہے۔ تو یہ اَبًّا کیا ہے؟ پھر فرمایا: ٹھہر جاؤ۔ ہمیں تکلف سے منع کیا گیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وَّاَبًّا کے بارے پوچھا گیا: اب کیا ہے؟ پھر آپ نے فرمایا: ہمیں اس کا مکلف نہیں بنایا گیا، یا فرمایا: ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيهِ ﴿۳۶﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيهِ ﴿۳۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

''پھر جب کان بہرا کرنے والا شور اٹھے گا۔ اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے۔ اور اپنی بیوی سے اور اپنے بچوں سے۔ ہر شخص کو ان میں سے اس دن ایسی فکر لاحق ہو گی جو اسے (سب سے) بے پرواہ کر دے گی۔ کتنے ہی چہرے اس دن (نور ایمان سے) چمک رہے ہوں گے۔ ہنستے ہوئے خوش و خرم۔ اور کئی منہ اس دن غبار آلود ہوں گے۔ ان پر کالک لگی ہو گی۔ یہی وہ کافر (و) فاجر لوگ ہوں گے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

ہے کہ الصَّآخَّۃُ یوم قیامت کا ایک نام ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ترمذی، حاکم اوران دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم ننگے پاؤں، ننگے بدن او غیر مختون اٹھائے جاؤ گے۔ تو آپ کو زوجہ محترمہ نے عرض کی: کیا ہم میں سے بعض بعض کی شرم گاہ کی طرف دیکھیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے فلانہ! لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ (کہ اس دن ان میں سے ہر شخص کو ایسی فکر لاحق ہوگی جو اسے سب سے بے پرواہ کر دے گی)۔(2)

امام طبرانی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھائے جائیں گے، پسینے نے انہیں لگامیں دے رکھی ہوں گی اور وہ کانوں کی چربی تک پہنچ رہا ہوگا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہائے شرمگاہ! ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے۔ فرمایا: لوگ اس طرف سے غافل ہوں گے۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيْهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهٖ وَأَبِيْهِ ﴿٣٥﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ (عبس)(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو قیامت کے دن پیدل، ننگے پاؤں اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔ عرض کی گئی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا مرد عورتوں کی دیکھیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ۔(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ننگے بدن اور ننگے پاؤں اٹھایا جائے گا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہائے اتنی بے حیائی! کیا ہم میں سے بعض بعض کی طرف دیکھ رہے ہوں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ مشغول ہوں گے۔ میں نے عرض کی: ان کا شغل کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ان میں صحائف (اعمالنامے) چیونٹیوں اور رائی کے دانوں کی طرح بکھرے ہوں گے۔(5)

حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں کو پا برہنہ، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ شرم گاہوں کی کیا حالت ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيْهِ۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 77، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 276 (2995)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 559 (3898)

4۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 167 (5876)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

5۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 462 (837)، مکتبۃ المعارف الریاض

6۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 559 (3898)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن جو سب سے پہلے اپنے باپ سے فرار اختیار کرے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور جو سب سے پہلے اپنی ماں سے بھاگے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ جو سب سے اول اپنے بیٹے سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ جو سب سے اول اپنے بھائی سے بھاگے گا وہ ہابیل ہے۔ جو سب سے پہلے اپنی بیوی سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام ہیں۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ پس وہ جانتے ہیں کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن انسان پر اس سے شدید اور سخت کوئی شے نہیں ہوگی کہ وہ اسے دیکھے جسے وہ پہچانتا ہے۔ اس ڈر سے کہ وہ اس سے ظلم کا بدلہ طلب کرے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ الآیہ۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُّسْفِرَةٌ کا معنی ہے اس کے چہرے روشن ہوں گے۔ اور تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ کے بارے کہا: ان پر شدت اور ذلت چھا رہی ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء الخراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَتَرَةٌ کا معنی ہے چہروں کا سیاہ ہونا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر کو پسینے کی لگام دی جائے گی، پھر ان کے چہروں پر غبار چھا جائے گا۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ۔

آیاتھا ۲۹ سُوْرَۃُ التَّکْوِیْرِ مَکِّیَّۃٌ ۸۱ رکوعھا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿۶﴾ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ﴿۸﴾ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ وَ الَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَ الصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَ مَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

"(یاد کرو) جب سورج لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔ اور جب پہاڑوں کو اکھیڑ دیا جائے گا۔ اور جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں چھٹی پھریں گی۔ اور جب وحشی جانور یکجا کر دیئے جائیں گے۔ اور جب سمندر بھڑ کا دیئے جائیں گے۔ اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑی جائیں گی۔ اور جب زندہ درگور کی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہوئی (بچی) سے پوچھا جائے گا۔ کہ وہ کس گناہ کے باعث ماری گئی۔ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے۔ اور جب آسمان کی کھال ادھیڑ لی جائے گی۔ اور جب جہنم دہکائی جائے گی۔ اور جب جنت قریب کردی جائے گی۔ (تو اس دن) ہر شخص جان لے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ پھر میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے تاروں کی۔ (اور قسم کھاتا ہوں) سیدھے چلنے والے، رک کے رہنے والے تاروں کی۔ اور رات کی جب وہ رخصت ہونے لگے۔ اور صبح کی جب وہ سانس لے۔ کہ یہ (قرآن) ایک معزز قاصد کا (لایا ہوا) قول ہے۔ جو قوت والا ہے مالک عرش کے ہاں عزت والا ہے۔ (سب فرشتوں کا) سردار اور وہاں کا امین ہے۔ اور تمہارا یہ ساتھی کوئی مجنون تو نہیں۔ اور بلاشبہ اس نے اس قاصد کو دیکھا ہے روشن کنارے پر۔ اور یہ نبی غیب بتانے میں ذرا بخیل نہیں۔ اور یہ (قرآن) کسی شیطان مردود کا قول نہیں۔ پھر تم (منہ اٹھائے) کدھر چلے جا رہے ہو۔ نہیں ہے یہ مگر نصیحت سب اہل جہان کے لیے۔ (لیکن ہدایت وہی پاتا ہے) جو قوم میں سے سیدھی راہ چلنا چاہے۔ اور تم نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ چاہے جو رب العالمین ہے"۔

امام احمد، ترمذی، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جسے یوم قیامت کی طرف اس طرح دیکھنا خوش کرتا ہے گویا کہ وہ اسے سامنے دیکھ رہا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ سورتیں پڑھے: اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ۔ اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ (انفطار: 1) اور اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ (انشقاق: 1) (1)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام مسلم، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن حوشب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (نماز) فجر میں وَالَّيۡلِ اِذَا عَسۡعَسَ کی قرأت فرمائی۔ (2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ جب سورج تاریک کر دیا جائے گا۔ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ اور جب ستارے متغیر ہو جائیں گے۔ وَاِذَا الۡمَوۡءٗدَةُ سُئِلَتۡ اور جب زندہ درگور کی گئی بچی سوال کرے گی۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ جب سورج کو لوٹ لیا جائے گا (یعنی لپیٹ لیا جائے گا)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔ وَاِذَا النُّجُوۡمُ انۡكَدَرَتۡ جب ستارے بکھر جائیں گے۔ وَاِذَا الۡجِبَالُ سُيِّرَتۡ اور جب پہاڑ ختم کر

1۔ سنن ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 12-11، صفحہ 167 (3333)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب القراءۃ فی الصبح، جلد 2، صفحہ 149 (456/164)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 83-80، دار احیاء التراث العربی بیروت

دیئے جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیاں بغیر چرواہے کے چھوڑ دی جائیں گی۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: یہ مثالیں ہیں ان لوگوں کی جنہیں آپس میں جوڑا اور جمع کیا جائے گا۔ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ اور جب کہ آسمان کو کھینچ لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كُوِّرَتْ فارسی میں لپیٹنے کو کہا جاتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ كُوِّرَتْ کا معنی ہے لوٹ لیا گیا۔

اور یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ یہ فارسی زبان میں کو ر یھو د ہے۔ یعنی یہود نے لپیٹا۔

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابومریم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کا معنی ہے جب سورج کو جہنم میں لپیٹ دیا جائے گا۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ فرمایا: جب ستارے جہنم میں بکھر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی عبادت کی گئی وہ جہنم میں ہوگا۔ سوائے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام اور آپ کی ماں کے۔ اور اگر یہ دونوں بھی اس پر راضی ہوتے کہ ان کی عبادت کی جائے۔ تو یقیناً وہ بھی جہنم میں داخل ہوتے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سورج، چاند اور ستاروں کو لپیٹ کر جہنم میں پھینک دے گا اور دبور ہوا بھیجے گا۔ تو وہ اسے بھڑکائے گی یہاں تک کہ سمندر بہت بڑی آگ بن جائیں گی۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج اور چاند قیامت کے دن لپیٹ دیئے جایں گے (1)۔ اور بزار نے مسند میں یہ اضافہ کیا ہے (کہ انہیں جہنم میں لپیٹ دیا جائے گا)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سورت میں چھ علامات دنیا سے متعلق ہیں جن کی طرف لوگ دیکھتے ہیں۔ اور چھ آخرت سے متعلق اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿۳﴾ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿۵﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ یہ علامات دنیا میں ظاہر ہوں گی، لوگ ان کی طرف دیکھیں گے۔ اور وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿۷﴾ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿۸﴾ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿۹﴾ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ یہ علامات آخرت میں پائی جائیں گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے الاہوال میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے چھ آیات یوم قیامت سے پہلے کی ہیں۔ اس اثناء میں کہ لوگ اپنے بازاروں میں ہوں گے کہ اچانک سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ لوگ اپنی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اچانک پہاڑ زمین پر گر جائیں گے۔ وہ متحرک ہو کر مضطرب ہو جائے گی اور ایک دوسرے سے مل جائے گی۔ جن انسانوں کی طرف اور انسان جنات کی طرف گھبرا کر جائیں گے۔ چوپائے پرندے اور وحشی جانور مل جائیں گے اور مضطرب ہو کر بھاگنے لگیں گے۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ اور جب کہ وحشی مل

1۔ صحیح بخاری، باب صفۃ الشمس والقمر، جلد 1، صفحہ 454، قدیمی کتب خانہ کراچی

جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ اور جب کہ دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کو ان کے مالک چھوڑ دیں گے۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: جنات انسانوں کو کہیں گے ہم تمہارے پاس ایک خبر لائے ہیں سوتم سمندر کی طرف چلو۔ وہاں ایک آگ بھڑک رہی ہے۔ پس لوگ ابھی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ زمین ایک زوردار دھماکے کے ساتھ ساتویں زمین تک اور ساتوں آسمان تک پھٹ جائے گی۔ وہ ابھی اسی کیفیت میں ہوں گے کہ اچانک ان پر ایک ہوا آئے گی اور انہیں مار دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ کا معنی ہے جب سورج الٹا کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے: جب سورج کو ختم کر دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ جب ستارے گر جائیں گے۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ جب وحشی جانوروں کو موت آ جائے گی۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: جب سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا۔ ان کا پانی تہ میں چلا جائے گا۔ فرمایا: سُجِّرَتْ اور فجرت دونوں معنی کے اعتبار سے برابر ہیں (یعنی بھڑکنا)۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ جب ارواح کو جسموں کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ جب سورج کی روشنی ختم ہو جائے گی اور اس کے لیے کوئی روشنی باقی نہیں رہے گی۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ فرمایا: جب ستارے گر جائیں گے اور بالکل بوسیدہ ہو جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ فرمایا: جب دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کو ان کے مالک چھوڑ دیں گے کہ ان پر ایسی کیفیت طاری ہوگی جو انہیں ان سے غافل کر دے گی۔ کہ نہ ان تک پہنچا جائے گا اور نہ انہیں دوہیا جائے گا۔ حالانکہ دنیا میں ان کے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی پسندیدہ مال نہیں۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: بے شک قیامت کے دن یہ ساری مخلوق اکٹھی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ان میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ فرمایا: سمندروں کا پانی ختم ہو جائے گا اور ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ہر انسان کو اس کے گروہ کے ساتھ ملا دیا جائے گا یعنی یہودی کو یہودیوں کے ساتھ عیسائی کو عیسائیوں کے ساتھ۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: ایک قرأت میں ہے۔ ''سَالَتْ'' بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ فرمایا: زندہ درگور کی جانے والی بچی کو کسی گناہ کے سبب قتل نہیں کیا گیا۔ زمانہ جاہلیت کا کوئی آدمی اپنی بچی کو قتل کر دیا کرتا تھا اور اپنے کتے کو غذا مہیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے عیب کے طور پر بیان فرمایا۔ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ فرمایا: اے ابن آدم! تیرے نامہ عمل میں جو کچھ ہے وہ اس میں املاء کرایا جاتا ہے۔ پھر اسے لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر اسے قیامت کے دن تجھ پر کھولا جائے گا اور وہ آدمی وہ سب کچھ دیکھ لے گا جو کچھ اپنے نامہ عمل میں لکھواتا رہتا ہے۔ وَ اِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ فرمایا: جب جہنم کی آگ جلائی جائے گی۔ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ اور جب جنت قریب کی جائے گی۔ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّاۤ اَحْضَرَتْ (تو اس دن) ہر شخص جان لے گا جو عمل وہ لے کر آیا ہے۔ حضرت قتادہ رحمۃ

اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہاں تک حدیث بیان فرمائی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ فرمایا: عشار سے مراد اونٹ ہیں۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: وحشی جانوروں کے حشر سے مراد ان کی موت ہے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ارواح کو ان کے جسموں کی طرف لوٹایا جائے گا۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: مراد مشرکین کے بچے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَلْمَوْءٗدَةُ سے مراد دفن کی گئی بچی ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی عورت حاملہ ہوتی تھی اور اس کی ولادت کا وقت آپہنچتا تو وہ ایک گڑھا کھودتی اور اس کے کنارے پر دردزہ میں مبتلا ہوتی۔ پس اگر وہ بچی جنتی تو وہ اسے اس گڑھے میں پھینک دیتی۔ اور اگر بچے کو جنم دیتی تو اسے روک لیتی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس جس نے گمان کیا کہ وہ جہنم میں ہیں تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ بلکہ وہ تو جنت میں ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ فرمایا: جب سورج کو پھینک دیا جائے گا۔ وَ اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ فرمایا: جب ستارے بکھر جائیں گے۔ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ اور جب پہاڑ اڑ جائیں گے۔ وَ اِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ جب اونٹنیاں نہ دوہی جائیں گی اور نہ ان کے تھن باندھے جائیں گے بلکہ ان کے مالک انہیں چھوڑ دیں گے۔ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ فرمایا: جب وحشی جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا۔ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ جب سمندر بہہ جائیں گے۔ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: ہر آدمی اپنے صاحب عمل کے ساتھ ہوگا۔ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ فرمایا: بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا عمل سب لوگوں سے بڑھ کر عرب کرنے والے تھے۔ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ اور جب جہنم کی آگ روشن کی جائے گی۔ وَ اِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ اور جب جنت قریب کی جائے گی۔ یہاں تک حدیث اختتام پذیر ہوئی۔ ایک فریق جنت میں ہوگا اور ایک فریق جہنم میں ہوگا۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کا مفہوم ہے کہ چوپاؤں کے حشر سے مراد ان کی موت ہے اور جن وانس کے سوا ہر شے کے حشر سے مراد اس کی موت ہے۔ کیونکہ جن وانس کو قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شے کو اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ مکھیوں کو بھی اٹھایا جائے گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے ان سے وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ سمندروں کا پانی زمین کے پانی کے ساتھ مل جائے گا۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے زہیر بن ابی سلمی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا:

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 560 (3901)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لَقَدْ نَازَعْتُهُمْ حَسْبًا قَدِيمًا وَقَدْ سُجِّرَتْ بِحَارُهُمْ بِحَارِيُ

"تحقیق میں نے پرانے طریقہ پر ان سے تنازع کیا۔ حالانکہ ان کے سمندر میرے سمندر کے ساتھ مل گئے"۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ کا یہ مفہوم ہے: اور جب سمندر کھول دیئے جائیں گے اور چلائے جائیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ آگ بن جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ معنی ہے: جب سمندروں کا پانی نیچے اتر جائے گا اور وہ ختم ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: جب سمندروں کو اس طرح بھڑکایا جائے گا جیسے تنور بھڑکائے جاتے ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، بیہقی نے البعث میں اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: صالح اور نیک بندے کو جنت میں نیک اور صالح آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور برے اور گناہگار آدمی کو جہنم میں گناہ گار کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ یہی تزویج الانفس ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے تحت فرمایا: مراد وہ آدمی ہے جسے قیامت کے دن اہل جہنم میں سے اپنے جیسے آدمی کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ پھر یہ آیت پڑھی: اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ (الصافات:22)

امام ابن مردویہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: یہ دو آدمی ہیں، دونوں ایک عمل کرتے ہیں اور دونوں جنت اور جہنم میں داخل ہوں گے۔

امام ابن منیع رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے تحت بیان کیا ہے کہ تزویج النفوس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر قوم کو ان کے مشابہ (قوم) کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور پھر یہ آیت پڑھی: اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ (الصافات:22)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عرش کے دامن سے پانی کی ایک

1۔ مجمع الزوائد، کتاب المناقب، جلد 9، صفحہ 59-458 (15525)، دار الفکر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 560 (3902)، بمفہوم، دار الکتب العلمیہ بیروت

وادی بہتی ہے ایسے وقت میں جو دو صبحوں کے درمیان ہے اور وہ مقدار جوان دونوں کے درمیان ہے وہ چالیس برس ہے، ہر مخلوق اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ انسان، یا پرندے یا جانور میں سے اگر کوئی گزرنے والا ان پر گزرے گا اور وہ اس سے قبل انہیں پہچانتا ہوگا تو وہ بالیقین انہیں سطح زمین پر پہچان لے گا، تحقیق وہ پیدا کیے گئے۔ پھر ارواح کو بھیجا جائے گا۔ وہ جسموں کے ساتھ مل جائیں گی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ فرمایا: روح کو جسم کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ روح کو جسم کے ساتھ ملایا جائے گا اور ارواح کو جسموں میں لوٹایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مومنین کو حور عین کے ساتھ اور کفار کو شیاطین کے ساتھ ملایا جائے گا۔

امام فراء رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آدمی کو جنت میں اپنے دنیا کے نیک ساتھی سے ساتھ ملا دیا جائے گا اور وہ آدمی جو دنیا میں برے اعمال کیا کرتا تھا اسے جہنم میں اپنے اس ساتھی کے ساتھ ملایا جائے گا جو اس کا معاون و مددگار تھا۔

امام احمد، نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سلمہ بن زید الجعفی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زندہ درگور کرنے والا اور جسے زندہ درگور کیا گیا جہنم میں ہیں۔ مگر یہ کہ اس نے اسلام کا زمانہ پالیا اور اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الضحیٰ مسلم بن صبیح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىٕلَتْ فرمایا: کہ وہ بچی اپنا خون بہانے والے قاتل کا مطالبہ کرے گی۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حذامہ بنت وہب رحمہا اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ الوأد الخفی ہے یعنی خفیہ زندہ کو درگور کر دینا۔ اور یہی الموءودۃ ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت صعصعہ بن ناجیہ مجاشعی رحمہ اللہ سے جو کہ فرزدق کا دادا تھے، سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں نے زمانہ جاہلیت میں کئی اعمال کیے ہیں، کیا میرے لیے ان کا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے کیا عمل کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی: میں نے تین سو ساٹھ زندہ درگور کی جانے والی بچیوں کو زندہ کیا۔ میں نے ان میں سے ہر ایک کو دو دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں اور ایک اونٹ کے عوض خریدا۔ تو کیا میرے لیے اس میں اجر ہے؟

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 478، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم، باب جواز الغیلۃ وکراہۃ العزل، جلد 5، صفحہ 15 (141)، دار الکتب العلمیہ بیروت

تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے اس میں اجر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرمادی۔(1)

امام بزار، حاکم نے الکنی میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قیس بن عاصم تمیمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی میں نے دور جاہلیت میں آٹھ بیٹیوں کو زندہ دفن کیا ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کی جانب سے ایک غلام آزاد کر۔ اس نے عرض کی: میرے پاس تو اونٹ ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک کی جانب سے ایک اونٹ قربان کردے۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ فرمایا: جب انسان مرتا ہے تو اس کا نامہ عمل بھی لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر قیامت کے دن اسے کھولا جائے گا اور جو کچھ اس میں ہوگا اسی کے مطابق اس سے حساب لیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کی سند سے ان کے باپ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب وہ اس آیت پر پہنچے تو فرمایا اسی لیے گفتگو چلائی گئی۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ کا مفہوم ہے کہ یہ وہ ستارے ہیں جو رات کے وقت پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور دن کے وقت چھپ جاتے ہیں۔ پس وہ دکھائی نہیں دیتے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اصبغ بن نباتہ کی سند سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ خنس سے مراد پانچ ستارے ہیں: زحل، عطارد، مشتری، بہرام اور زہرہ۔ ان کے سوا ستاروں میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو کہکشاں کو کاٹ سکتا ہو۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خنس وہ ستارے ہیں جو چلتے چلتے کہکشاں کو بھی کاٹ جاتے ہیں جیسا کہ گھوڑا کاٹتا چلا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور خطیب رحمہما اللہ نے کتاب النجوم میں حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ خنس سے مراد سات ستارے ہیں: زحل، بہرام، عطارد، مشتری، زہرہ، شمس اور قمر۔ اور خنوس سے مراد ان کا لوٹنا ہے اور کنوس سے مراد دن کے وقت ان کا غائب ہونا ہے۔

عبد الرزاق، سعید بن منصور، فریابی، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی اور حاکم نے کئی طرق کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد وحشی بیل ہے۔(4)

1۔ تفسیر طبری، جلد 8، صفحہ 76 (7412)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد   2۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 337 (863)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 94، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 398 (3513)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے الْجَوَارِ الْكُنَّسِ کے تحت فرمایا: مراد وہ بیل ہے جو سائے کی طرف پیچھے ہٹتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے خصیف کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ وحشی ہے جو درخت کی جڑوں میں اپنے لیے پناہ گاہ بنالیتا ہے اور اس میں چھپ جاتا ہے۔

ابن جریر نے العوفی کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ خنس سے مراد ہرن ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن راہویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد ستارے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہ ستارے ہیں جو رات کے وقت ظاہر ہوتے ہیں اور دن کے وقت چھپ جاتے ہیں، پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ یہ ستارے ہیں جو دن کے وقت چھپ جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس ارشاد باری تعالیٰ کے بارے پوچھا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نہیں جانتا۔ تو ابراہیم نے کہا: آپ کیوں نہیں جانتے؟ انہوں نے فرمایا: بے شک تم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرکے کہتے ہو کہ یہ ستارے ہیں۔ اور انہوں نے فرمایا: انہوں نے جھوٹ کہا۔ تو حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ وحشی بیل ہیں اور الخنس الجواری سے مراد ان کی بلیں ہیں۔ تو ابراہیم نے کہا: ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ یہ وہ چلنے والے روشن ستارے ہیں جو مشرق کی طرف متوجہ ہوکر چلتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو میسرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد وحشی بیل ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ سے مراد ہرن ہیں جب کہ وہ اپنی پناہ گاہ میں چھپ جائیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہرن ہیں۔ کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا کہ جب وہ سائے میں ہوں تو وہ کس طرح اپنی گردنوں کو چھپا کر پناہ لیتے ہیں اور اپنی نظر کو پھیلا لیتے ہیں؟

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد بیل ہیں۔

امام حاکم اور ابو احمد رحمہما اللہ نے الکنی میں حضرت عدبس رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! الْجَوَارِ الْكُنَّسِ کیا ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس پڑے نیزہ کی انی سے اس آدمی کی پگڑی میں کچوکا لگایا اور اس کے سر سے اسے پرے پھینک دیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تو حروری ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں عمر بن خطاب کی جان ہے اگر میں تیرے سر کو مونڈا ہوا پاتا تو میں تیرے سر سے جوؤں کو دور ہٹا دیتا (یعنی میں تیرا سر قلم کر دیتا)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب وہ رخصت ہونے لگی۔ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ (اور صبح کی) جب کہ طلوع فجر کے وقت دن ظاہر ہوتا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ قسم ہے رات کی جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے۔ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ اور قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہوا اور آنے لگے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ قسم ہے رات کی جب وہ تاریک ہو جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بھی نقل کیا ہے کہ قسم ہے رات کی جب وہ آنے لگے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب وہ رخصت ہونے لگے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: مراد رات کی سیاہی اور ظلمت کا آنا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے نابغہ کا یہ قول نہیں سنا:

كَأَنَّمَا خدما قَالُوْا وَمَاوَعَدُوْا ال تضمنه من () عسعس

امام طحاوی، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ اس وقت نکلے جب فجر طلوع ہوئی۔ اور فرمایا: یہ ساعۃ الوتر کتنی اچھی ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رَسُولٍ كَرِيمٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رَسُولٍ كَرِيمٍ سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ اور وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ کے تحت انہوں نے فرمایا کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ اس آیت میں مراد وہ افق ہے جس سے دن آتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ کا مفہوم ہے کہ افق سے مراد وہ مقام ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 399 (3516)، دار الکتب العلمیہ بیروت

جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ بن قرۃ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے فرمایا: وہ تعریف جو تیرے رب نے تیرے لیے فرمائی ہے وہ کتنی خوبصورت اور حسین ہے۔ ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَكِیْنٍ ۙ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ پس تیری قوت کیا ہے اور تیری امانت کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میری قوت یہ ہے کہ مجھے حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں کی طرف بھیجا گیا۔ یہ چار بستیاں تھیں اور ہر بستی میں بچوں کے علاوہ چار لاکھ جنگجو تھے۔ میں نے انہیں زمین کی پستی سے اٹھایا، یہاں تک کہ آسمان کے باسیوں نے مرغوں کی آواز اور کتوں کے بھونکنے کی آواز سنی۔ پھر میں نے انہیں نیچے گرایا اور انہیں تباہ کر دیا۔ اور میری امانت کی کیفیت یہ ہے مجھے کسی بھی شے کا حکم نہیں دیا گیا کہ میں اسے چھوڑ کر غیر کی طرف تجاوز کیا ہو (یعنی مجھے جو بھی حکم دیا گیا میں نے بلاکم وکاست اسے پورا کیا)۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب معراج حضرت جبرائیل امین سے فرمایا: دوزخ سے پردہ ہٹاؤ۔ چنانچہ انہوں نے اسے کھولا اور آپ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا۔ پس اس کے بارے یہ ارشاد ہے: مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ یعنی وحی پر امین ہے۔ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مجنون نہیں ہیں۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ سے مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ستر حجابات پر امین ہیں وہ بغیر اجازت کے وہاں داخل ہوتے ہیں۔ وَ مَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ فرمایا یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مجنون نہیں ہیں۔ اور وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ کے تحت فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ بے شک افق وہی ہے جس سے دن ظاہر ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: بے شک افق وہ ہے جہاں سے سورج طلوع ہوتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ کے تحت فرمایا کہ آپ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو سبز رفرف پر دیکھا جنہوں نے افق کو بند کر رکھا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو دیکھا کہ ان کے چھ سو پر ہیں اور ساری افق کو گھیر رکھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں مراد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے انہیں اپنی اصلی صورت میں سدرۃ المنتہیٰ کے پاس دیکھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آیت میں دیکھنے والے رسول اللہ ﷺ ہیں فرمایا: کہ آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کو افق میں دیکھا اور افق سے مراد صبح ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بِالْاُفُقِ الْمُبِیْنِ سے مراد ساتواں آسمان ہے۔

امام دارقطنی نے الافراد میں، خطیب نے تاریخ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 399 (21-3519)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس طرح قرأت کرتے تھے: وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِظَنِيْنٍ یعنی ظاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔(1)

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مذکورہ آیت میں بظنین پڑھتے تھے۔ اور ایک روایت میں لفظ بِضَنِيْنٍ ہے۔ یعنی ضاد کے ساتھ یہ لفظ پڑھا گیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن عروہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت میں بظنین پڑھتے تھے۔ تو آپ کو اس کے بارے کچھ کہا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک لکھنے والے کاتب مصاحف میں خطا کر جاتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ اسے بظنین ہی پڑھتے تھے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بِضَنِيْنٍ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے اس سے مراد بخیل (بخل کرنے والا) ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ان کا گمان یہ ہے کہ مصاحف میں بلکہ مصحف عثمان میں بھی بِضَنِيْنٍ ہے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد اور حضرت ہارون رحمہم اللہ تعالیٰ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں یہ لفظ بِضَنِيْنٍ ضاد کے ساتھ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَمَاهُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ کا مفہوم ہے کہ جو کچھ وہ جانتے ہیں اس کے بارے وہ تم پر بخل کا اظہار نہیں کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے آپ نے اس کے بارے کوئی بخل نہیں کیا۔

عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یہ قرآن غیب تھا، اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو یہ عطا فرمایا آپ نے اس کے ساتھ پوری کوشش فرمائی اور اس کی تعلیم دی، اس کی طرف دعوت دی اور اس میں کوئی بخل نہیں کیا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی جانب جو وحی کی گئی ہے آپ اس کے بارے کوئی بخل نہیں کرتے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 276 (2996)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 401 (3524)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 103، داراحیاء التراث العربی بیروت

یہ آیت پڑھی: وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ اور فرمایا: آپ ﷺ قرآن کریم کے بارے متہم نہیں ہیں۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ مَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ کہ آپ ﷺ جو لے کر آئے اس پر متہم نہیں ہیں اور جو کچھ آپ کو عطا کیا گیا ہے آپ اس پر بخل کرنے والے نہیں ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ الظنین کا معنی متہم اور بِضَنِيْنٍ کا معنی بخیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْغَيْبِ سے مراد قرآن ہے۔ اور ہماری قرأت میں بظنین بمعنی متہم اور تمہاری قرأت کے مطابق بِضَنِيْنٍ بمعنی بخیل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت زر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْغَيْبِ سے مراد قرآن کریم ہے اور ہماری قرأت میں بظنین بمعنی متہم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ کے تحت فرمایا (ہدایت اسی کے لیے ہے) جو تم میں سے حق کی تلاش کرنا چاہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو انہوں نے کہا: اختیار ان کے پاس ہے اگر ہم چاہیں تو ہم سیدھی راہ اختیار کرلیں اور اگر چاہیں تو ہدایت حاصل نہ کریں۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد ﷺ انہوں نے جھوٹ بولا ہے۔ وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (اور تم نہیں چاہ سکتے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے جو رب العالمین ہے) تو رسول اللہ ﷺ اس سے خوش ہو گئے۔

امام ابن سعد اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے بانوے کتابیں پڑھی ہیں جو تمام کی تمام آسمان سے نازل ہوئیں۔ میں نے ان تمام میں یہ پایا ہے کہ جس کسی نے مشیت کی نسبت اپنی ذات کی طرف کی سو اس نے کفر کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو ابو جہل نے کہا اختیار ہمیں دے دیا گیا ہے اگر ہم چاہیں تو ہم سیدھی راہ چلیں اور اگر چاہیں تو نہ چلیں۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔(1)

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ تو ابو جہل نے کہا: امر ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے۔ تو پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَ مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 105۔ 2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 401 (3525)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتھا ۱۹ | سُوْرَۃُ الْاِنْفِطَارِ مَکِّیَّۃٌ ۸۲ | رکوعھا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عشاء کی نماز پڑھائی اور نماز طویل کردی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تو نے آزمائش میں ڈال دیا ہے۔ تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1) وَالضُّحٰى (الضحیٰ:1) اور اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ سے کہاں تھا (یعنی تجھے ان سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیے تھی)(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾ وَ اِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْبِحَارُ
فُجِّرَتْ ﴿۳﴾ وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ
اَخَّرَتْ ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾ الَّذِيْ خَلَقَكَ
فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ﴿۷﴾ فِيْۤ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ﴿۸﴾ كَلَّا بَلْ
تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ وَ اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ ﴿۱۰﴾ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾
يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۱۳﴾ وَ اِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ
جَحِيْمٍ ﴿۱۴﴾ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۱۵﴾ وَ مَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَ مَاۤ
اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۱۸﴾ يَوْمَ لَا
تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ؕ وَ الْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾

"جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور جب ستارے بکھر جائیں گے۔ اور جب سمندر بہنے لگیں گے۔ اور جب قبریں زیروزبر کردی جائیں گی۔ (اس وقت) جان لے گا ہر شخص جو (اعمال) اس نے آگے بھیجے تھے اور جو (اثرات)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی العشاء، جلد 2، صفحہ 172، دار الحدیث القاہرہ

وہ پیچھے چھوڑ آیا تھا۔ اے انسان! کس چیز نے تجھے دھوکے میں رکھا اپنے رب کریم کے بارے میں۔ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تیرے (اعضاء کو) درست کیا پھر تیرے (عناصر کو) معتدل بنایا۔ (الغرض) جس شکل میں چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔ یہ سچ ہے بلکہ تم جھٹلاتے ہو روز جزا کو۔ حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں۔ جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں۔ جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔ بے شک نیک لوگ عیش و آرام میں ہوں گے۔ اور یقیناً بدکار جہنم میں ہوں گے۔ داخل ہوں گے اس میں قیامت کے روز۔ اور وہ اس سے غائب نہ ہو سکیں گے۔ اور آپ کو کیا علم کہ روز جزا کیا ہے۔ پھر آپ کو کیا علم کہ روز جزا کیا ہے۔ (یہ وہ دن ہوگا) جس روز کسی کے لیے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا اور سارا حکم اس روز اللہ ہی کا ہوگا''۔

ابن منذر نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ کا معنی ہے جب آسمان پھٹ جائے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ کا مفہوم ہے جب بعض سمندر بعض میں بہہ جائیں گے۔ اور وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ کا معنی ہے جب قبریں زیروزبر کر دی جائیں گی۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے وَ اِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بعض سمندر بعض میں بہہ جائیں گے اور ان کا پانی ختم ہو جائے گا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے: وَ اِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ جب وہ مردے جو قبروں میں ہیں وہ نکالیں جائیں گے۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ کا مفہوم ہے اور ہر شخص جان لے گا جو خیر اور نیکی کے اعمال اس نے آگے بھیجے تھے۔ اور جو اچھا طریقہ اس نے پیچھے چھوڑا کہ اس کے بعد اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ بے شک اس کے لیے اس آدمی کی مثل اجر ہوگا جس نے اس کے مطابق عمل کیا اور ان کے اجروں میں سے کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ یا جو بری سنت اس نے پیچھے چھوڑی جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا جائے گا۔ تو جنہوں نے اس کے مطابق عمل کیا ان کے بوجھ کی مثل بوجھ اس پر بھی ہوگا اور ان کے بوجھوں میں سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شخص جان لے گا جو خیر یا شر اس نے آگے بھیجا اور جو سنت یا طریقہ اس نے پیچھے چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا جائے گا۔

امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے خیر اور نیکی کی راہ واضح کی اور اس کی پیروی کی گئی، تو اس کے لیے اپنا اجر بھی ہے اور اس کی اتباع اور پیروی کرنے والوں کے اجروں کی مثل بھی اجر ہے مگر ان کے اجروں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اور جس نے بری راہ اختیار کی اور اس کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت

پیروی کی گئی۔ تو اس پر اپنا بوجھ بھی ہے اور ان کے بوجھ کی مثل بھی جنہوں نے اس کی اتباع کی۔ اور ان کے بوجھوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی۔ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَ اَخَّرَتْ۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہر شخص ان امور کو دیکھ لے گا جن کا اسے حکم دیا گیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ادا کیے اور وہ بھی جو اس نے ضائع کر دیئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: مَّا قَدَّمَتْ جو خیر اور نیکی اس نے آگے بھیجی۔ وَ اَخَّرَتْ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے جو اس نے پیچھے چھوڑے اور ان کے مطابق عمل نہیں کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: مَّا قَدَّمَتْ جو خیر اور نیکی اس نے آگے بھیجی وَ اَخَّرَتْ اور وہ امور جن کے بارے اس کے نفس میں کچھ پیدا ہوا اور ان کے مطابق عمل نہ کیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جو خیر اور نیکی اس نے آگے بھیجی اور جن امور کے بارے اسے عمل کرنے کا حکم دیا گیا لیکن اس نے وہ چھوڑ دیئے (ہر شخص ان تمام کو دیکھ لے گا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّا قَدَّمَتْ جو اس نے اپنے سامنے کیے وَ اَخَّرَتْ اور جو طریقہ اس نے پیچھے چھوڑا جس کے مطابق اس کے بعد عمل کیا جائے گا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ اور فرمایا: قسم بخدا! غرہ کا معنی ہے کس نے اسے جاہل رکھا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ میں الْاِنْسَانُ سے مراد ابی بن خلف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت صالح بن مسمار سے یہ قول بیان کیا ہے مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ اور فرمایا کس چیز نے اسے (انسان کو) جاہل بنا رکھا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے ربیع بن خثیم سے یہ بیان کیا ہے کہ مَا غَرَّكَ سے مراد جہل ہے (یعنی کس نے تجھے جہالت میں رکھا ہے)(2)

امام ابن منذر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ یہ الفاظ مشدد پڑھتے تھے: فَسَوّٰىكَ فَعَدَّلَكَ۔ اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن شاہین، ابن قانع، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت موسیٰ بن علی بن رباح رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 561 (3906)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب کلام الربیع، جلد 7، صفحہ 148 (34864)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 276 (2997)

اسے کہا: کیا تیرا بچہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہے کہ میرے ہاں بچہ پیدا ہو چاہے وہ بچہ ہو یا بچی ہو۔ آپ نے فرمایا: وہ کس کے مشابہ ہوگا؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہے کہ وہ اپنے باپ کے مشابہ ہو یا اپنی ماں کے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی موت کے وقت تو یہ نہیں کہے گا کہ یہ نطفہ جب رحم میں قرار پذیر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے اور آدم کے درمیان تمام نسبتیں حاضر کر دیتا ہے۔ اور ان صورتوں میں سے کسی صورت میں اس کی تخلیق کو مرکب کرتا ہے۔ کیا تو نے کتاب اللہ میں یہ آیت نہیں پڑھی: فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ تیری اس نسل اور تعلق سے جو تیرے اور آدم علیہ السلام کے درمیان ہے (جس شکل پر چاہا ہے تجھے ترتیب دے دیا)۔(1)

حکیم ترمذی، طبرانی، ابن مردویہ نے سند جید کے ساتھ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مالک بن حویرث سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی روح کو تخلیق کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو مرد اور عورت دونوں اکھٹے ہوتے ہیں تو مرد کا پانی عورت کی ہر رگ اور پٹھے میں جا پہنچتا ہے۔ اور جب ساتواں دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ہر رگ کو حاضر کر دیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ۔(2)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی کے پاس اس کی عورت نے ایک سیاہ رنگ کے بچے کو جنم دیا تو اس نے اپنی عورت کا ہاتھ پکڑا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ اور اس عورت نے عرض کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے تحقیق آپ نے میری شادی کی اس حال میں کہ میں باکرہ تھی۔ اور میں نے اس کے بیٹھنے کی جگہ کسی کو بیٹھنے نہیں دیا (یعنی میں نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے، بے شک تیری ننانوے رگیں ہیں اور اس (بچے) کی بھی اتنی ہی ہیں۔ اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو تمام رگیں مضطرب ہوتی ہیں اور ہر رگ اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرتی ہے کہ وہ اسے اس کے مشابہ بنائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے جس صورت میں چاہا، قبیح یا حسین، باپ کے مشابہ یا ماں کے، ماموں کے مشابہ یا چچا کے اس نے تجھے ترکیب دے دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور رامہرمزی رحمہم اللہ نے الامثال میں حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو گدھا بنا دے، اگر چاہے تو خنزیر، اگر چاہے تو گھوڑا اور اگر چاہے تو انسان بنا دے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فِيْٓ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ کے تحت کہا: اگر وہ چاہے تو بندر بنا دے اور اگر خنزیر کی صورت چاہے تو وہی بنا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ یہ سچ ہے بلکہ تم یوم حساب کو جھٹلاتے ہو (حالانکہ تم پر نگران فرشتے مقرر ہیں جو معزز ہیں (حرف بحرف) لکھنے والے ہیں)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 110، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 284 (11472)، دار الفکر بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر رات کے وقت بھی اور دن کے وقت بھی نگران فرشتے مقرر کر رکھے ہیں۔ وہ اس کے عمل کی نگرانی بھی کرتے ہیں اور اس کا اثر (انجام) بھی لکھتے ہیں۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں ننگا ہونے سے منع فرماتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے ان فرشتوں سے حیا کرو جو تمہارے ساتھ ہیں معزز ہیں اور (سب کچھ) لکھنے والے ہیں۔ وہ تین حاجات میں سے کسی ایک کے سوا کبھی تم سے جدا نہیں ہوتے۔ یعنی قضائے حاجت کے وقت، جنابت کی حالت میں اور غسل کے وقت۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت نکلے تو آپ ﷺ نے ایک آدمی کو کھلی زمین پر غسل کرتے دیکھا۔ تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ پھر ارشاد فرمایا: اما بعد! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کراماً کاتبین (فرشتوں) کی عزت و تکریم کرو جو تمہارے ساتھ ہیں۔ وہ دو حالتوں میں سے ایک کے سوا تم سے جدا نہیں ہوتے۔ ایک وہ حالت جب آدمی بیت الخلاء میں ہوتا ہے۔ اور دوسری جب بندہ اپنی اہلیہ کے پاس ہوتا ہے (یعنی فریضہ ازدواج کی حالت) کیونکہ وہ معزز ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام رکھا ہے۔ پس تم میں سے ہر کوئی دیوار یا اپنے اونٹ کے وجود کے ساتھ بھی ایسی صورت میں پردہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی طرف نہیں دیکھ رہے ہوتے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں نگرانی کرنے والے فرشتے جب وہ لے کر رب کریم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں جو کچھ انہوں نے دن کے وقت لکھا ہوتا ہے۔ اور رب کریم صحیفہ کی ابتدا اور آخر میں استغفار کو دیکھتا ہے۔ تو ارشاد فرماتا ہے "قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ مَا بَيْنَ طَرَفَيِ الصَّحِيْفَةِ" اس صحیفہ کی دونوں طرفوں (اول و آخر) کے درمیان جو کچھ ہے وہ میں نے اپنے بندے کے لیے بخش دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ثُمَّ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ یہ یوم قیامت کی تعظیم کے لیے ہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ اس دن سوائے رب العالمین کے کوئی بھی نہ کسی شے کا فیصلہ کر سکے گا اور نہ کچھ بنا سکے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 111، دار احیاء التراث العربی بیروت

ایاتہا ۳۶ سُورَۃُ الْمُطَفِّفِیْنَ مَکِّیَّۃٌ ۸۳ رکوعہا ۱

نحاس اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ المطففین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں سب سے آخر سورۃ المطففین نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ﴿۳﴾ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ﴿۴﴾ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۵﴾ یَّوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۶﴾ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ﴿۷﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّیْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَیْلٌ یَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیْنَ یُكَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ﴿۱۱﴾ وَ مَا یُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۳﴾

"بربادی ہے (ناپ تول میں) کمی کرنے والوں کے لیے۔ جب وہ لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔ اور جب لوگوں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو (ان کو) نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیا وہ (اتنا) خیال بھی نہیں کرتے کہ انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ جس دن لوگ (جواب دہی کے لیے) کھڑے ہوں گے پروردگار عالم کے سامنے۔ یہ حق ہے کہ بدکاروں کا نامۂ عمل سجین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر کہ سجین کیا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔ تباہی ہوگی اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔ جو جھٹلاتے ہیں روز جزا کو۔ اور نہیں جھٹلایا کرتا اسے مگر وہی جو حد سے گزرنے والا گنہگار ہے۔ جب پڑھی جاتی ہیں اس کے سامنے ہماری آیتیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں"۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ مدینہ طیبہ میں سب سے اول وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ نازل ہوئی۔(1)

امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی رحمت ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے، تو وہاں کے لوگ ناپ تول (میں کمی کرنے) کے اعتبار سے خبیث ترین لوگ تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ نازل فرمائی۔ تو اس کے بعد انہوں نے اپنے پیمانوں کو بہتر اور درست کرلیا۔(1)

ابن سعد، بزار اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سباع بن عرفطہ کو مدینہ طیبہ پر عامل مقرر فرمایا۔ جب وہ خیبر کی طرف گئے اور یہ آیت پڑھی وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ تو میں نے کہا: فلاں ہلاک اور برباد ہوگیا جس کا ایک صاع وہ ہے جس کے ساتھ وہ دیتا ہے۔ اور ایک صاع وہ ہے جس کے ساتھ وہ لیتا ہے۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ اور رونے لگے۔ فرمایا: وہ آدمی جو کسی آدمی کو یا کیال (ماپ کرنے والا) کو اجرت پر لیتا ہے۔ اور یہ جانتا ہے کہ یہ اپنے کیل (ماپنے) میں کمی کرتا ہے تو اس کا بوجھ (گناہ) اس پر ہوگا۔(3)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس قوم نے عہد توڑا (یعنی وعدہ خلافی جس کی عادت بن جائے) اللہ تعالیٰ اس کے دشمنوں کو اس پر مسلط اور غالب کردے گا۔ اور جنہوں نے ناپ تول میں کمی کی ان سے نباتات (اناج اور پھل وغیرہ) کو روک لیا جائے گا اور انہیں قحط سالی کے ساتھ پکڑ لیا جائے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ نماز ایک پیمانہ ہے، پس جس نے اسے پورا کیا۔ اسے پورا پورا (اجر) دیا جائے گا۔ اور جس نے کمی کی تو تم نے سن رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کمی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ تیر امداد اور نگرانی کو ترک کرنا بھی تطفیف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ بربادی ہے کمی کرنے والوں کے لیے۔(5)

امام مالک، ہناد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے) یہاں تک کہ ان میں سے کئی ایک اپنے کانوں کے نصف تک اپنے پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔(6)

امام طبرانی، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب اللہ تعالیٰ تمہیں اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 198، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 562 (3907)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی الرجل ینقص صلاتہ، جلد 1، صفحہ 259 (2979)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ شعب الایمان، باب فی المکافاۃ بالصنائع، جلد 6، صفحہ 526 (9158)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 206 (3336)، دار الفکر بیروت

طرح جمع فرمائے گا جیسے ترکش میں تیر جمع کیے جاتے ہیں۔ پچاس ہزار سال تک وہ تمہاری طرف نظر نہیں فرمائے گا۔(1)

امام حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو وہ چالیس برس تک کھڑے رہیں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت قاسم بن ابی بزہ رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا مجھے اس نے بیان کیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے یہ آیات پڑھیں: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرمایا: وہ دن جو پچاس ہزار سال کا ہوگا لوگ اس کے نصف دن کی مقدار (رب العالمین کے سامنے کھڑے رہیں گے) اور وہ دن بندۂ مومن پر انتہائی آسان ہوگا (یعنی اتنا) جیسا کہ سورج غروب ہونے کے لیے جھکے اور غروب ہو جائے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن لوگ کتنی دیر تک رب العالمین کے سامنے کھڑے رہیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہزار برس انہیں اجازت نہیں دی جائے گی۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تین سو سال تک کھڑے رہیں گے، انہیں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ لیکن بندۂ مومن پر یہ دن آسان ہوگا جیسا کہ فرض نماز (یعنی اتنی دیر میں وہ دن گزر جائے گا)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تین سو (برس) کی مقدار کھڑے رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین کے لیے اس دن کو نصف دن کی مقدار یا فرض نماز کی مقدار آسان اور چھوٹا کر دے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لوگ قیامت کے دن تین سو برس تک اپنے پاؤں پر کھڑے رہیں گے۔ اور مومنین پر وہ دن فرض نماز کی مقدار آسان ہو جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بشیر الغفاری کو فرمایا: تو اس دن کیا کرے گا جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے دنیوی ایام میں سے تین سو برس کی مقدار کھڑے رہیں گے۔ آسمان سے کوئی خبر ان کے پاس نہیں آئے گی اور نہ ہی ان میں کسی قسم کا کوئی حکم دیا جائے گا؟ تو بشیر نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کی جائے گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے بستر کی طرف (سونے کے لیے) جائے تو قیامت کے دن کے شر اور حساب کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی کی بیٹھک رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی اسے بشیر کہا جاتا تھا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے تین دن تک مفقود (غیر حاضر) پایا اور پھر آپ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 616 (8707)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، باب خفۃ یوم القیامۃ علی المومنین، جلد 10، صفحہ 610 (18349)، دار الفکر بیروت

نے اسے بدلی ہوئی رنگت میں دیکھا۔ تو فرمایا: اے بشیر! کس شے نے تیری رنگت کو بدل دیا ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے ایک اونٹ خریدا۔ وہ مجھ سے بھاگ گیا۔ میں اس کی تلاش میں لگا رہا۔ میں نے اس کے لیے کوئی شرط بھی نہیں رکھی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک بھاگا ہوا اونٹ تو واپس لوٹایا جا سکتا ہے۔ اس کے سوا کسی شے نے تیری رنگت کو بدل دیا ہے۔ اس نے عرض کی: نہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس دن کیا حال ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔ اور اس دن لوگ (جوابدہی کے لیے) رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شمر بن عطیہ رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے پوچھا: كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ تو انہوں نے فرمایا: بے شک گناہ گار اور فاجر کی روح کو لے کر (فرشتہ) آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے۔ لیکن آسمان اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتا ہے۔ پھر وہ اسے لے کر زمین کی طرف اترتا ہے اور زمین بھی اسے قبول کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر ساتویں زمینوں کے نیچے داخل ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے سجین تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی ابلیس کا گڑھا ہے۔ پس اس کے لیے ابلیس کے گڑھے کے نیچے سے ایک کتاب نکلتی ہے۔ اس پر مہر لگائی جاتی ہے اور اسے ابلیس کے گڑھے کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ حساب کے سبب یہ ہلاک ہو چکا ہے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌؕ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ اور ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ (المطففین: 18) کے بارے فرمایا: جب مومن کی روح لے کر (فرشتہ) آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور فرشتے انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں یہاں تک کہ اسے عرش تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور فرشتے بلندی کے زینے چڑھتے جاتے ہیں اور پھر عرش کے نیچے سے اس کے لیے ایک سفید کاغذ نکلتا ہے۔ اس پر لکھ دیا جاتا ہے اور مہر لگا دی جاتی ہے۔ اور قیامت کے دن حساب سے نجات کی پہچان کے لیے اسے عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے۔ اور ملائکہ مقربین حاضر رہتے ہیں۔ سو اسی کے بارے یہ ارشاد ربانی ہے: وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌؕ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فجار کے بارے جو وہ عمل کرتے ہیں سب سجین میں لکھ دیا ہے اور وہ اسفل اور سب سے نیچے ہے اور فجار کی انتہا اس پر ہوگی جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے لکھ دیا ہے۔ اور ابرار اور نیکوکاروں کے بارے جو وہ عمل کرتے ہیں سب علیین میں لکھ دیا ہے اور وہ اوپر اور بلندی میں ہے۔ اور ان کی انتہا اس پر ہوگی جو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٌ سب زمینوں سے نیچے ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ الفلق جہنم میں ڈھانپا ہوا ایک گڑھا ہے۔ لیکن سِجِّيْنٌ کھلا ہے۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 119، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ کے تحت فرمایا: کہ ان کا عمل ساتویں زمین میں ہے وہ بلندی کی جانب نہیں چڑھ سکتا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سب سے نیچے والی زمین کے نیچے کفار کی ارواح ہیں۔ اور ان کے اعمال انتہائی گناہ اور برائی کے اعمال ہیں۔

امام ابو الشیخ نے العظمہ میں اور محاملی رحمہما اللہ نے امالیہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٍ ساتویں زمین کے نیچے جہنم میں ایک چٹان ہے۔ اسے الٹایا جاتا ہے اور فجار کا نامہ عمل اس کے نیچے رکھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٍ سب سے نیچے والی زمین کے نیچے ہے۔

امام عبد بن حمید اور عبد الرزاق رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ سِجِّيْنٍ ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ اور كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ کے تحت فرمایا: یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ سب سے نیچے والی زمین میں کفار کی ارواح اور ان کے برے اعمال ہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سِجِّيْنٌ سے مراد سب سے نیچے والی ساتویں زمین ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ نیچے والی زمین میں کفار کی ارواح اور ان کے برے اعمال ہیں۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ سِجِّيْنٌ سے مراد نیچے والی زمین ہے۔ اور مَّرْقُوْمٌ کا معنی لکھا ہوا ہے (یعنی کتاب مرقوم سے مراد لکھی ہوئی کتاب ہے)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ کے تحت کہا ہے کہ ان کے لیے شر لکھ دیا گیا ہے۔

ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ لَفِيْ سِجِّيْنٍ کا معنی ہے لفی خسار یعنی وہ خسارے میں ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کا عمل لے کر بلندی کی جانب چڑھتا ہے۔ وہ دکھائی دیتا ہے کہ اس کے ہاتھوں میں انتہائی سرور اور فرحت ہے یہاں تک کہ وہ اس مقررہ مقام تک پہنچ کر رک جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے مقرر فرمایا ہے وہ وہاں اس عمل کو رکھ دیتا ہے۔ پھر جبار مطلق اسے اوپر سے ندا دے کر فرماتا ہے۔ جو کچھ تیرے ساتھ ہے اسے سجین میں پھینک دے۔ اور سجین ساتویں زمین ہے۔ پھر وہ فرشتہ عرض کرتا ہے: میں صرف اور صرف اس کی طرف حق اٹھا

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 402 (3535)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کرلایا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو نے سچ کہا ہے جو کچھ تیرے ساتھ ہے اسے سجین میں پھینک دے۔

امام عبد بن حمید، ابن ماجہ، طبرانی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ قریب الموت ہوئے۔ تو ام بشر بنت براء ان کے پاس آئی اور کہا: اگر آپ کی ملاقات میرے بیٹے سے ہو، تو اسے میری طرف سے سلام کہنا۔ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اے ام بشر! اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے۔ ہم تو اس سے کہیں نیچے ہوں گے۔ تو اس نے کہا: کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح فرماتے نہیں سنا ہے کہ مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے گھومتی پھرتی رہتی ہے۔ اور کافر کی روح سجین میں ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اسی طرح ہے۔ (1)

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت سلمان اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہما آپس میں ملے، تو ان میں سے ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: اگر تو مجھ سے پہلے مرجائے تو مجھ سے ملاقات کرنا۔ اور جو کچھ تیرا رب تجھ سے کرے اس کے بارے مجھے خبر دینا۔ اور اگر میں تجھ سے پہلے فوت ہو گیا تو میں تجھ سے ملوں گا اور تجھے آگاہ کروں گا۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیسے ہوگا؟ تو دوسرے ساتھی نے جواباً کہا: ہاں۔ یہ درست ہے۔ بے شک مومنین کی ارواح عالم برزخ میں زمین میں جہاں چاہیں جاسکتی ہیں اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

كَلَّا بَلْ ٝ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٧﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿١٨﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿٢٠﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿٢١﴾

''نہیں نہیں در حقیقت زنگ چڑھ گیا ہے ان کے دلوں پر ان کرتوتوں کے باعث جو وہ کیا کرتے تھے۔ یقیناً انہیں اپنے رب (کے دیدار) سے اس دن روک دیا جائے گا۔ پھر وہ ضرور جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر (ان سے) کہا جائے گا یہی وہ (جہنم) ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہ حق ہے نیکوکاروں کا صحیفہ عمل علیین میں ہوگا۔ اور تمہیں کیا خبر کہ علیون کیا ہے۔ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ (حفاظت کے لیے) دیکھتے رہتے ہیں اسے مقربین''۔

امام احمد، عبد بن حمید، حاکم، ترمذی اور ان دونوں نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن حبان، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نکتہ سا بن جاتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کر

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 209 (1449)، دار الکتب العلمیہ بیروت

لے، باز آجائے اور استغفار کر لے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ دوبارہ گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ نکتہ بڑھ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آ جاتا ہے۔ پس یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے: كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے بعض صحابہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو کسی مومن کو قتل کرے اس کے دل کا چھٹا حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور جس نے دو کو قتل کیا اس کے دل کا تیسرا حصہ سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے تین کو قتل کیا تو اس کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے۔ اور پھر اسے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی جو اس نے قتل کیا۔ پس اسی کے بارے رب کریم کا مذکورہ ارشاد ہے۔

امام فریابی اور بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ دل اس طرح ہتھیلی کی مثل ہے۔ پس وہ گناہ کرتا ہے اور دل اس کے سبب سکڑ جاتا ہے، پھر وہ گناہ کرتا ہے اور دل مزید سکڑ جاتا ہے یہاں تک کہ اس پر مہر لگ جاتی ہے۔ پھر وہ خیر کی بات سنتا ہے اور اس کا کوئی خوشگوار اثر نہیں پاتا۔ وہ جمع اور اکٹھا ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب جمع ہو جاتا ہے تو اس پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ پھر جب وہ کوئی کلمہ خیر سنے، وہ اس کے کانوں میں داخل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ دل کے پاس پہنچتا ہے۔ تو وہ اس میں داخل ہونے کی کوئی جگہ نہیں پاتا۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ الآیہ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ دل ہتھیلی کی مثل ہے۔ پھر مذکورہ روایت کی مثل انہوں نے بھی بیان فرمائی۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آدمی گناہ کا عمل کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نکتہ بن جاتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ گناہ کا عمل کرتا ہے۔ تو پھر اس کے دل میں سیاہ نکتہ لگ جاتا ہے۔ پھر اسی طرح ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور جب بندہ گناہ چھوڑ دیتا ہے تو اس کے لیے نیک اور صالح عمل آسان ہو جاتا ہے اور اس طرح دل کی کچھ سیاہی دور ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے لیے نیک عمل مزید آسان ہو جاتا ہے۔ اور اس سے کچھ سیاہی مزید ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اس کے لیے نیک عمل اور بھی آسان ہو جاتا ہے اور اس سے کچھ سیاہی مزید ختم ہو جاتی ہے۔ پھر اسی طرح ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کی ساری سیاہی ختم ہو جاتی ہے۔

امام نعیم بن حماد نے الفتن میں، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ان کے بعد حضرت ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے: تم اس خیر اور خوشحالی کے بارے ہرگز فکر نہ کیا کرو جس نے تمہارے دیہات میں رہنے والوں کو تمہارے شہر میں رہنے والوں سے مستغنی کر دیا ہے۔ یقیناً قحط سالی اور افلاس انہیں کھینچ کر لے آئے گا یہاں تک کہ وہ گھروں میں تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اور ان

1۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلب، جلد 5، صفحہ 440 (7203)، دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 441 (7206)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 122، دار احیاء التراث العربی بیروت

کے مقابلے میں تمہیں جو وافر سہولتیں میسر ہیں ان سے تم انہیں نہ روکو۔ آپ نے فرمایا: کبھی وہ کہیں گے ہم بھوکے ہیں اور تم سیر ہو اور کبھی کہیں گے ہم بد بخت ہیں، مشقت میں ہیں اور تم نعمتوں میں ہو، خوشحال ہو۔ پس تم آج ہمارے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کرو اور زمین تم پر تنگ ہونے لگے گی۔ یہاں تک کہ اہل شہر اہل دیہات پر غصے اور ناراض ہو جائیں گے اور زمین تم پر انتہائی غالب آ جائے گی، ہم میں سے جو ہلاک ہوا سو ہلاک ہو جائے گا اور جو باقی رہا سو وہ باقی رہے گا۔ یہاں تک کہ غلاموں کو آزاد کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد زمین پر امن اور پر سکون ہو جائے گی اور آزاد کرنے والے نادم اور شرمندہ ہوں گے۔ پھر دوسری بار زمین تم پر غالب آ جائے گی اور اس میں وہ ہلاک ہو جائے گا جو ہلاک ہوا۔ اور وہ باقی رہے گا جو باقی رہا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم آزاد کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب کرتے ہوئے فرمائے گا تم نے جھوٹ بولا ہے، تم نے جھوٹ بولا ہے، میں آزاد کرنے والا ہوں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت میں سے آخر میں رہنے والوں کو زلزلہ کے ساتھ آزمائے گا، پس اگر انہوں نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی طرف رجوع فرمائے گا اور ان کی توبہ قبول کر لے گا۔ اور اگر انہوں نے دوبارہ گناہوں کا ارتکاب کیا تو اللہ تعالیٰ بھی دوبارہ ان پر زلزلہ، پتھر اور کنکر برسانا، صورتوں کو مسخ کرنا، زمین میں دھنسا دینا اور کڑک و چیخ کو مسلط کر دے گا۔ اور جب کہا جائے گا: لوگ ہلاک ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے۔ تو تحقیق وہ بھی ہلاک ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کسی امت کو ہرگز عذاب نہیں دے گا۔ یہاں تک کہ وہ عذر پیش کر لے۔ لوگوں نے عرض کی: اس کا عذر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ گناہوں کا اعتراف کریں گے اور توبہ نہیں کریں گے۔ اور دل اس میں ہونے والی نیکی اور فسق و فجور کے ساتھ اسی طرح مطمئن ہوں گے جیسا کہ درخت اس کے ساتھ مطمئن ہوتا ہے جو کچھ اس میں ہو۔ یہاں تک کہ کوئی نیکی کرنے والا نیکی میں اضافہ کی استطاعت نہیں رکھے گا اور نہ کوئی گناہ کرنے والا رضامندی طلب کرنے کی استطاعت رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے فرمایا كَلَّا بَلْ ٚ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ برے اعمال یعنی گناہ پر گناہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے دل مر گئے اور سیاہ ہو گئے۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ گناہ اس کے دل پر جم گئے یہاں تک کہ انہوں نے اسے متغیر کر دیا۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رَانَ کا معنی زنگ اور میل ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رَانَ سے مراد الطابع، زنگ آلود کرنے والا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ رین سے مراد زنگ اور میل ہے۔ (3)

1۔ متدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 553 (8548)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 122، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ شعب الایمان، باب فی الطبع علی القلوب، جلد 5، صفحہ 442 (7209)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ دل ہتھیلی کی مثل ہے۔ پس بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو وہ اس کے سبب تھوڑا اسکڑ جاتا ہے۔ پھر وہ دوسرا گناہ کرتا ہے اور دل بھی مزید سکڑ اور سمٹ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس پر مہر لگادی جاتی ہے۔ پھر وہ خیر کا کلمہ سنتا ہے لیکن وہ اس کا اچھا اور خوشگوار اثر نہیں پاتا۔(1)

امام ابن جریر اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الران الطبع (زنگ، میل، مہر) سے آسان ہے۔ اور الطبع الاقفال (تالا لگا نا دینا) سے آسان ہے۔ گویا تالا لگا دینا ان سب سے زیادہ شدید اور سخت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کا مفہوم ہے کہ آدمی گناہ کا عمل کرتا رہتا ہے اور وہ اس کے دل کو گھیر لیتا ہے۔ اور جب بھی وہ عمل کرتا ہے وہ (زنگ) بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سارے دل پر چھا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فرمایا: اس سے مراد ہے۔ گناہ پر گناہ کرنا، پھر گناہ پر گناہ کرنا۔ یہاں تک کہ وہ دل کو ڈھانپ لے اور وہ مر جائے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت خلیہ بن حکم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوالخیر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں ہیں جو دل کو فاسد اور خراب کر دیتی ہیں احمق اور بے وقوف کی سنگت اختیار کرنا۔ کیونکہ اس کی سنگت تجھے اسی جیسا بنا دیگی۔ اور اگر وہ اس سے خاموش رہا تو اس سے محفوظ رہے گا۔ اور کثرت سے گناہ کرنا بھی دلوں کو فاسد کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اور عورتوں سے خلوت اختیار کرنا اور ان سے استمتاع کرنا اور ان کی رائے کے مطابق عمل کرنا۔ اور مردوں کی مجالست اختیار کرنا، عرض کی گئی: مردے کون ہیں؟ فرمایا ہر وہ دولت مند جسے اس کی دولت نے غرور اور تکبر میں ڈال دیا ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابوملیکہ زیادی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ کہ انہوں نے كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ کے تحت کہا: احسان جتلانے والوں، تکبر اور غرور کرنے والوں اور وہ جو لوگوں کا مال کھانے کے لیے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں (انہیں اس دن اپنے رب کے دیدار سے روک دیا جائے گا) واللہ اعلم۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ کے تحت فرمایا: علیون ساتویں آسمان سے اوپر ہے اور عرش کے دائیں پائے کے پاس ہے۔ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ فرمایا: اس کے لیے خیر لکھ دی گئی ہے۔ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ملائکہ میں سے مقربین اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عِلِّيُّوْنَ عرش کا دائیاں پایا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ عِلِّيُّوْنَ ساتواں آسمان ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 123، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 28-126

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اجلع کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب بندۂ مومن کی روح قبض کر کے آسمان دنیا کی طرف بلندی پر لے جائی جاتی ہے۔ تو دوسرے آسمان تک مقربین اس کے ساتھ چلتے ہیں۔ اجلع نے کہا۔ تو میں نے پوچھا: مقربین کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: جو زیادہ قریب ہیں دوسرے آسمان کے، پھر تیسرے کے، پھر چوتھے کے، پھر پانچویں کے، پھر چھٹے کے، پھر ساتویں کے، یہاں تک کہ اس کی انتہا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوتی ہے۔ اجلع نے کہا: پھر میں نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: سدرۃ المنتہیٰ کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: کیونکہ اللہ تعالیٰ کے امر سے اس کے پاس ہر شے کی انتہا ہو جاتی ہے۔ کوئی شے اس سے تجاوز نہیں کر سکتی۔ پس وہ کہتے ہیں اے میرے رب! تیرا فلاں بندہ حالانکہ وہ اس کے بارے ان سے زیادہ جانتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف مہر شدہ تحریر بھیجتا ہے اور اسے عذاب سے امان دے دیتا ہے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عِلِّيِّيْنَ سے مراد جنت ہے۔ اور انہوں نے يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ کے تحت فرمایا: کہ تمام اہل آسمان اسے دیکھتے ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ان سے مراد تمام آسمانوں کے باسیوں کے مقربین ہیں۔ جب ان کے پاس سے مومن کا عمل گزرتا ہے تو ہر آسمان کے مقربین اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ عمل ساتویں آسمان تک پہنچ کر رک جاتا ہے اور وہ اس کی نگرانی کرتے ہیں دیکھتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ ساتویں آسمان میں ثابت ہو جاتا ہے ٹھہر جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز کے پیچھے نماز جن دونوں کے درمیان کوئی لغو کام نہ ہو ایسی کتاب ہے جو علیین میں لکھی ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے خالد بن عرعرۃ اور ابو عجیل کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے قول باری تعالیٰ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ الآیہ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: بے شک بندۂ مومن کی موت آتی ہے۔ اور اس کے رب کے پیغامبر اس کے پاس آتے ہیں۔ اور وہ اسے ایک لحظہ بھی مؤخر کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اور نہ ہی اسے پہلے لا سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ مقررہ ساعت آ جاتی ہے۔ پس جب وہ ساعت آ جاتی ہے تو وہ اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور اسے ملائکہ رحمت کے سپرد کر دیتے ہیں۔ پس وہ اسے دکھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اسے خیر اور بھلائی میں سے دکھائیں۔ پھر وہ اس کی روح کے ساتھ آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور ہر آسمان کے مقربین اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچا دیتے ہیں اور وہاں اسے اپنے سامنے رکھتے ہیں اور وہ تمہارے اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا انتظار نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں: اے اللہ! یہ تیرا فلاں بندہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 28-126، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہم نے اس کی جان کو قبض کیا ہے۔ پھر وہ اس کے لیے ایسی دعائیں مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اس کے لیے دعا مانگیں۔ اور ہم پسند کرتے ہیں کہ وہ ہمیں آج کے دن اس کا نامہ عمل دکھائے۔ پس عرش کے نیچے سے اس کا نامہ عمل کھل جاتا ہے اور وہ اس کا نام اس میں لکھ دیتے ہیں اور وہی اس کے شاہد ہیں۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ اور انہوں نے اس ارشاد کے بارے پوچھا۔ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ الآیہ۔ تو آپ نے فرمایا: بے شک بندہ کافر کے پاس موت حاضر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیغامبر (فرشتے) اس کے پاس آتے ہیں۔ اور جب اس کی مقررہ ساعت آتی ہے تو وہ اس کی جان کو قبض کرتے ہیں اور اسے عذاب کے ملائکہ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اور اسے وہ اور عذاب میں سے اتنا کچھ دکھاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ اسے دکھائیں۔ پھر وہ اسے لے کر نیچے والی زمین کی طرف اتر جاتے ہیں اور یہی سجین ہے۔ یہی سلطان (اقتدا) ابلیس کی انتہا ہے۔ وہ اس کا نامہ عمل اس میں رکھ دیتے ہیں۔ اور پھر آپ نے ''سدرۃ المنتھی'' کے بارے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ سدرہ (بیری کا درخت) ہے۔ اور یہ اپنے سوا ساری مخلوق پہ بلند ہے۔ اور عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ (النجم) کے بارے فرمایا: یہ شہداء کی جنت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں تمیم کے ایک آدمی سے ملا۔ وہ علامہ تھا، کتابیں پڑھتا تھا۔ تو میں نے اسے کہا: وہ زمین جس پر ہم ہیں اس کا پتوار کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ ایک بڑی چٹان پر ہے۔ وہ چٹان فرشتے کی ہتھیلی پر ہے، وہ فرشتہ مچھلی کی پشت پر کھڑا ہے جو عرش کے نیچے سے آسمانوں اور زمین کے ساتھ بنی ہوئی ہے۔ پھر میں نے پوچھا: دوسری زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے کہا: اس میں تباہ و برباد کر دینے والی ہوا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کو ہلاک اور تباہ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو اس پر مقرر فرشتوں کو حکم دیا کہ ان پر اس میں سے ایک دروازہ کھول دو۔ انہوں نے عرض کی اے ہمارے پروردگار! کیا بیل کے نتھنے کی مثل؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تب یہ زمین اور اس پر جو ہے اسے الٹ دے گی۔ سو اسے مزید تنگ کیا۔ یہاں تک کہ اسے انگوٹھی کے حلقے کی مثل کر دیا۔ پھر وہ چلتی ہوا جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ پھر میں نے پوچھا: تیسری زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے پتھر ہیں۔ پھر میں نے کہا: چوتھی زمین کے ساکن کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کی گندھک ہے۔ میں نے پھر پوچھا: پانچویں زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے بچھو ہیں۔ پھر میں نے چھٹی زمین کے بارے پوچھا؟ تو اس نے جواب دیا: اس میں جہنم کے سانپ ہیں۔ میں نے پھر پوچھا ساتویں زمین میں رہنے والے کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: وہ سجین ہے اس میں ابلیس ہے۔ اس کا ایک ہاتھ سامنے اور ایک ہاتھ پیچھے بندھا ہوا ہے۔ اور ایک پاؤں اس کے پیچھے ہیں اور ایک پاؤں اس کے سامنے ہے۔ وہ ملائکہ کو ستاتا تھا۔ پس سجین اس کے لیے تیار کی گئی اور وہاں اسے قید کر دیا گیا۔ اور اس کے لیے کچھ وقت ہے جس میں اسے کھولا جاتا ہے۔ اور جب اسے چھوڑا جاتا ہے تو پھر لوگوں کا کوئی فتنہ اس پر اس سے بڑھ کر اذیت ناک نہیں ہوتا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت ضمرہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندے کے اعمال لے کر فرشتے اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے کثیر سمجھ رہے ہوتے ہیں اور اسے پاکیزہ اور متقی خیال کر رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر وہاں تک پہنچ جاتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں سے چاہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے محافظ اور نگران ہو۔ اور میں اسے تاک رہا ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ بے شک میرا یہ بندہ اپنے عمل میں میرے لیے مخلص نہیں۔ پس تم اسے سجین میں رکھ دو۔ اور وہ ایک بندے کا عمل لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اسے قلیل اور حقیر سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسے لے کر وہاں تک پہنچ جاتے ہیں جہاں تک اللہ تعالیٰ اپنی سلطنت میں سے چاہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی بھیجتا ہے، بلاشبہ تم میرے بندے کے عمل پر نگران ہو اور میں اسے دیکھ رہا ہوں جو اس کے دل میں ہے۔ بے شک میرے اس بندے نے اپنا عمل خالص میرے لیے کیا۔ پس تم اسے علیین میں رکھ دو۔

امام ابن ضریس نے حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے بے شک جنت کے زینے قرآن کریم کی آیات کی تعداد کے برابر ہیں۔ حافظ قرآن کو کہا جائے گا: قرآن پڑھ اور اوپر چڑھتا جا۔ پس اگر اس نے تہائی قرآن پڑھا تو وہ جنت کے زینوں میں سے تہائی پر ہوگا۔ اور اگر اس نے نصف قرآن کریم پڑھا تو وہ جنت کے زینوں میں سے نصف پر ہوگا۔ اور اگر اس نے مکمل قرآن کریم پڑھا تو وہ اعلیٰ علیین میں ہوگا اور اس سے اوپر صدیقین اور شہداء میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ علیین کے باسیوں کے لیے روشن دان ہوں گے جن سے وہ جھانکیں گے۔ اور جب ان میں سے کوئی جھانکے گا تو جنت روشن ہو جائے گی۔ اور اہل جنت کہیں گے تحقیق علیین کے باسیوں میں سے کسی آدمی نے اوپر سے جھانکا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: جنت میں بجلی کی چمک کی طرح کوئی دکھائی دے گا تو پوچھا جائے گا یہ کیا ہے؟ تو کہا جائے گا: یہ اہل علیین میں سے کوئی آدمی ہے جو ایک کمرے سے دوسرے کمرے کی طرف گیا ہے۔(2)

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انقَلَبُوا إِلَىٰ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 37 (34019)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 39 (34030)

اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ﴿٣١﴾ وَ اِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ﴿٣٢﴾ وَ مَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٣٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ ۙ يَنْظُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾

"بے شک نیکوکار راحت و آرام میں ہوں گے۔ پلنگوں پر بیٹھے (مناظر جنت کا) نظارہ کر رہے ہوں گے۔ آپ پہچان لیں گے ان کے چہروں پر راحتوں کی شگفتگی۔ انہیں پلائی جائے گی سربمہر خالص شراب۔ اس کی مہر کستوری کی ہوگی، اس کے لیے سبقت لے جانے کی کوشش کریں سبقت لے جانے والے۔ اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ وہ چشمہ ہے جس سے صرف مقربین پئیں گے۔ جو لوگ جرم کیا کرتے تھے وہ اہل ایمان پر ہنسا کرتے تھے۔ اور جب ان کے قریب سے گزرتے تو آپس میں آنکھیں مارا کرتے۔ اور جب اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹتے تو دل لگیاں کرتے واپس آتے۔ اور جب وہ مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ حالانکہ وہ اہل ایمان پر محافظ بنا کر تو نہیں بھیجے گئے تھے۔ پس آج مومنین کفار پر ہنس رہے ہیں۔ (عروسی) پلنگوں پر بیٹھے (کفار کی خستہ حالی کو) دیکھ رہے ہیں۔ کیوں کچھ بدلا ملا کفار کو (اپنے کرتوتوں کا) جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے **يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿٢٥﴾ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ** کی تفسیر میں کہا ہے کہ انہیں سربمہر خالص شراب پلائی جائے گی۔ اس کا اختتام کستوری پر ہوگا، قوم کے لیے اسے کافور کے ساتھ ملایا جائے گا اور ان کے لیے کستوری کی مہر لگائی جائے گی۔ **وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ** کے تحت فرمایا: یہ ایسی شراب ہے جو تمام شرابوں سے اشرف و اعلیٰ ہے۔ تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین ہی پئیں گے اور تمام اہل جنت کے لیے اس کی آمیزش کی جائے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **رَّحِيْقٍ** سے مراد شراب ہے اور **خِتٰمُهٗ مِسْكٌ** کے بارے کہا: اس کی مٹی کستوری کی ہوگی۔ اور **وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ** کے تحت کہا: کہ ان کے گھروں کی اوپر کی جانب سے ان پر تسنیم ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے **يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ** کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ شراب ہے (جو سربمہر ہوگی اور انہیں پلائی جائے گی) اور **وَ مِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ** کے تحت فرمایا کہ یہ مخفی شے

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3540)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لیے مخفی رکھا ہوا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رَّحِيْقٍ سے مراد شراب ہے۔ اور خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا مفہوم ہے کہ اس کا آخری ذائقہ کستوری کی طرح ہوگا۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت علقمہ سے بیان کیا ہے کہ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا مفہوم ہے اس کی آمیزش کستوری کے ساتھ ہوگی۔

ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت مالک بن حارث رحمۃ اللہ علیہ سے وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ تسنیم جنت میں ایک چشمہ ہے، جس سے صرف مقربین پئیں گے اور تمام اہل جنت کے لیے اس کی آمیزش کی جائے گی۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تسنیم اہل جنت کی افضل ترین شراب ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا آدمی سے کہا جاتا ہے: بے شک یہ اپنے قول کے سبب بلند مرتبہ ہے۔ ''اِنَّهٗ لَفِي السَّنَامِ مِنْ قَوْلِهٖ''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ یہ جنت میں چشمہ ہے جس سے اہل جنت وضو کریں گے اور غسل کریں گے۔ پس ان پر راحتوں کی شگفتگی آجائے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ مَّخْتُوْمٍ کا معنی ہے ملی ہوئی۔ اور خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کا معنی ہے اس کا ذائقہ اور اس کی خوشبو کستوری کی مثل ہوگی۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن ابی حاتم، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ کے تحت فرمایا: کہ رَّحِيْقٍ سے مراد شراب ہے۔ اور مَّخْتُوْمٍ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے آخر میں کستوری کا ذائقہ پائیں گے۔(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ کا مفہوم ہے کہ وہ شراب جس پر کستوری کی مہر لگی ہوگی۔(5)

امام فریابی، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے وہاں مہر نہیں ہوگی جو اس پر لگائی جائے گی۔ بلکہ اس کی آمیزش کستوری کے ساتھ ہوگی۔ کیا تو نے اپنی عورتوں میں سے کسی عورت کی طرف نہیں دیکھا جو یہ کہتی ہے کہ اس کی ملی جلی خوشبو اس طرح ہے۔(6)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والابتداء میں حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے خِتٰمُهٗ مِسْكٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ چاندی کی مثل سفید رنگ کی شراب ہوگی، وہ اپنی شراب کے آخر میں اختتام اس کے ساتھ کریں گے۔ اگر اہل دنیا میں

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 44 (34089)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (34094)
3۔ ایضاً (34092)
4۔ ایضاً (34090)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 218 (9062)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

سے کوئی آدمی اس میں اپنی انگلی داخل کرے پھر اسے نکال لے تو کوئی ذی روح اس کی خوشبو پائے بغیر باقی نہ رہے (یعنی ہر ذی روح اس کی خوشبو پائے)(1)

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ جس کسی مومن نے دوسرے مومن کو پیاس کی حالت میں کسی مشروب سے سیراب کیا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ سے سیراب فرمائے گا۔(2)

امام بیہقی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ اس چشمے کا نام ہے جس کے ساتھ شراب ملائی جائے گی۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ اہل جنت کی اشرف ترین شراب ہے۔ اور یہ صرف مقربین کے لیے ہے اور اصحاب یمین کے لیے اسی کی آمیزش کی جائے گی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن مبارک، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ جنت میں ایک چشمہ ہے جس کی اصحاب یمین کے لیے آمیزش کی جائے گی اور اس سے صرف مقربین کو پلایا جائے گا۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت یوسف بن مہران رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہی ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ (السجدہ:17) ''کوئی نفس اس کے بارے نہیں جانتا جو آنکھوں کی ٹھنڈک (وراحت) ان کے لیے چھپا رکھی ہے''۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ جنت عدن میں ایک چشمہ ہے جس سے صرف مقربین ہی پئیں گے۔ اور وہ ان کے نیچے سے اصحاب یمین کی طرف بہے گا۔ اور ان کے تمام مشروبات پانی، شراب، دودھ اور شہد میں مل جائے گا۔ اور اس کے سبب وہ تمام خوشبودار ہو جائیں گے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تَسْنِيمٍ ایک چشمہ ہے جسے ان پر اوپر کی جانب سے جاری کیا جائے گا اور یہ مقربین کی شراب ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ کے تحت کہا ہے کہ اس نے دنیا میں کہا اور وہ کہتے ہیں: قسم بخدا! بے شک یہ جھوٹے ہیں۔ اور یہ کسی شے پر بھی نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 131، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 13، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3542)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 44 (34091)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3541)

ہیں (یعنی ان کا کوئی مدعیٰ اور مقصد نہیں ہے) (اوران کا یہ قول) اہل ایمان کے ساتھ استہزاء اور تمسخر کے سبب ہوتا تھا۔

امام احمد نے الزہد میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں لوگوں کے ساتھ استہزاء کرنے والوں میں سے کسی کے لیے قیامت کے دن جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ قریب آؤ۔ پس وہ بڑی مشقت اور غم کے ساتھ آئے گا۔ جب وہ اس کے قریب آئے گا تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ پھر اس کے لیے دوسرا دروازہ کھولا جائے گا۔ اور کہا جائے گا آؤ قریب آجاؤ۔ پس وہ بڑی مشقت اور تکلیف کے ساتھ وہاں آئے گا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے گا تو وہ دروازہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ پس اسی طرح ہوتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اس کے لیے دروازہ کھولا جائے گا اور کہا جائے گا: آؤ قریب آؤ۔ لیکن وہ مایوس ہونے کے سبب نہیں آئے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ کے تحت کہا کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اہل جنت اور اہل جہنم کے درمیان روشن دان ہیں جب اہل جنت میں سے کوئی آدمی اہل جہنم میں سے اپنے دشمن کو دیکھنا چاہے گا تو وہ ایسا کرے گا۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ هَلْ ثُوِّبَ کا معنی ہے کیا کچھ بدلہ دیا گیا۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 406 (3543)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۲۵ ۔ سُورَۃُ الْاِنْشِقَاقِ مَکِّیَّۃٌ ۸۴ ۔ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۙ﴿۱﴾ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا الْاَرْضُ
مُدَّتْ ۙ﴿۳﴾ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ ۙ﴿۴﴾ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ؕ﴿۵﴾ يٰۤاَيُّهَا
الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ
بِيَمِيْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّ يَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ
مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ يَدْعُوْا
ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّ يَصْلٰى سَعِيْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ
يَّحُوْرَ ۚ﴿۱۴﴾ بَلٰۤى ۚۛ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ وَ الَّيْلِ وَ
مَا وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ وَ الْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا
يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ؕ۩﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۫ۖ﴿۲۲﴾ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۫ۖ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۲۴﴾
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۲۵﴾

" (یاد کرو) جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور کان لگا کر سنے گا اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی ہے۔ اور جب زمین پھیلا دی جائے گی۔ اور باہر پھینک دے گی جو کچھ اس کے اندر ہے اور خالی ہو جائے گی۔ اور کان لگا کر سنے گی اپنے رب کا فرمان اور اس پر فرض بھی یہی ہے۔ اے انسان! تو محنت سے کوشاں رہتا ہے اپنے رب کے پاس پہنچنے تک پس تیری اس سے ملاقات ہو کر رہتی ہے۔ پس جس کو دیا گیا اس کا نامۂ عمل اس کے دائیں ہاتھ میں۔ تو اس سے حساب آسانی سے لیا جائے گا۔ اور وہ واپس لوٹے گا اپنے گھر والوں کی طرف شاداں و فرحاں۔ اور جس (بدنصیب) کو اس کا نامۂ عمل پس پشت دیا گیا۔ تو وہ چلائے گا ہائے موت! ہائے موت!۔ اور داخل ہو گا بھڑکتی آگ میں۔ بے شک وہ (دنیا میں) اپنے اہل و عیال میں خوش و خرم رہا کرتا تھا۔ وہ خیال کرتا تھا کہ وہ (اللہ کے حضور) لوٹ کر نہیں جائے گا۔ کیوں نہیں۔ اس کا رب اسے خوب دیکھ رہا تھا۔ پس میں قسم کھاتا

ہوں شفق کی۔ اور رات کی اور جن کو وہ سمیٹے ہوئے ہے۔ اور چاند کی جب وہ ماہ کامل بن جائے۔ تمہیں (بتدریج) زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے۔ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے۔ اور جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے۔ بلکہ یہ کفار اسے (الٹا) جھٹلاتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو ان (کے دلوں) میں بھرا ہوا ہے۔ پس آپ انہیں خوشخبری سنائیں دردناک عذاب کی۔ البتہ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو منقطع نہ ہوگا"۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ تو انہوں نے سورہَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ پڑھی اور سجدہ کیا۔ تو میں نے ان سے اس کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا ہے۔ پس میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں آپ سے جا ملوں گا۔(2)

ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (العلق:1) میں سجدہ کیا ہے۔(3)

امام بغوی نے معجم میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورہَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ میں سجدہ کیا۔

امام ابن خزیمہ، رویانی نے مسند میں اور ضیا مقدسی رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز میں اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اور اس جیسی سورتوں کی قرأت فرماتے تھے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: آسمان کہکشاں سے پھٹے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے: وَ اَذِنَتْ اور اس نے اطاعت کی۔ وَ حُقَّتْ اور یہ اطاعت و فرمانبرداری اس پر فرض اور لازم ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا: وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ فرمایا: اس نے اپنے رب کے فرمان کی اطاعت کی۔ اور اطاعت کرنا اس کے لیے فرض بھی ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما کان یسجد فی المفصل، جلد 1، صفحہ 369 (4236)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، کتاب اقامۃ الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 562 (1058)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا اس نے کلام سنا جو بھی اللہ ... اللہ تعالیٰ نے اس سے کلام فرمایا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ... اور اس نے اپنے رب کا فرمان سنا اور اس کی اطاعت کی۔ وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ فرمایا جب قیامت کے دن زمین پھیلا دی ... جائے گی۔ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا تو وہ اپنے اندر موجود مردوں کو باہر نکال دے گی۔ وَ تَخَلَّتْ اور ان سے خالی ہو جائے گی۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وہ سونے کے ٹکڑوں کو نکال ... گی۔

امام فریابی، عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبد اللہ ... بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بیت اللہ شریف زمین سے دو ہزار برس پہلے موجود تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ... فرمایا: وَ اِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ کہ زمین بیت اللہ شریف کے نیچے سے مکمل طور پر پھیلا دی گئی۔ (2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین ظاہر سطح کے ... پھیلانے کی طرح پھیلا دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوقات، انسان، جنات، چوپائے اور وحشی جانور سب کو اٹھائے گا۔ اور ... اس دن اللہ تعالیٰ چوپاؤں کے درمیان قصاص کا حکم نافذ فرمائے گا۔ یہاں تک کہ ایسی بکری جس کے پیدائشی سینگ نہیں وہ ... سینگوں والی بکری سے قصاص لے گی۔ اور جب اللہ تعالیٰ چوپاؤں کے درمیان قصاص سے فارغ ہوگا تو انہیں فرمائے گا تم مٹی ... ہو جاؤ۔ پس کافر انہیں دیکھے گا تو کہے گا: یٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ تُرٰبًا (النبأ: 40) اے کاش! میں مٹی ہوتا۔

حاکم نے سند جید کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت ... کے دن زمین کی ظاہر سطح کو پھیلا دیا جائے گا۔ پھر اس میں سے انسان کے لیے اپنے قدم رکھنے کی جگہ کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

ابو القاسم ختلی نے الدیباج میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ الآیہ کے تحت فرمایا: میں وہ پہلا شخص ہوں جس سے قیامت کے دن سب سے پہلے زمین پھٹے گی اور اپنی قبر ... میں سیدھا بیٹھ جاؤں گا۔ پھر زمین حرکت کرنے لگے گی۔ اور میں اسے کہوں گا: تجھے کیا ہوا ہے؟ تو وہ جواب دے گی: بے شک ... میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو کچھ میرے اندر ہے میں اسے باہر نکال دوں اور میں خالی ہو جاؤں۔ پھر اسی طرح ہو جاؤں ... جس طرح پہلے تھی۔ جب کہ مجھ میں کوئی شے نہ تھی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے: وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ فرمایا اس نے اپنے رب کا فرمان سنا اور اطاعت کی۔ وَ اَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَ تَخَلَّتْ فرمایا: وہ زمین اپنے بوجھوں اور جو اس ... کے خزانے اور لوگ (مدفون) ہیں سب کو نکال دے گی۔ یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فرمایا: اے انسان!

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 563 (3910)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (3911)

تو اس کے لیے مسلسل اور سخت کوشش کرتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: اے انسان! تو اپنے رب کی طرف مسلسل کوشش اور محنت کرتا رہتا ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا کے تحت یہ بیان کیا ہے: بے شک تو سخت محنت کرتا رہتا ہے۔ فَمُلٰقِيْهِ (انشقاق:6) فرمایا: تیری اپنے عمل سے ملاقات ہو کر رہے گی۔(3)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی کا محاسبہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ تو میں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا ہے: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا تو آپ نے فرمایا: یہ حساب کے بارے نہیں۔ بلکہ یہ تو عرض (پیشی) ہے اور جس کے حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔(4)

امام احمد، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے کسی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے (کہ آپ نے اس طرح کہا) "اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنِيْ حِسَابًا يَّسِيْرًا" اے اللہ! میرا حساب آسان فرما دینا۔ جب آپ فارغ ہو کر واپس آئے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حساب یسیر کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ نامۂ اعمال میں دیکھے اور اس سے چشم پوشی فرمالے۔ کیونکہ جس کے حساب میں مناقشہ ہو گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔(5)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ حساب یسیر یہ ہے کہ وہ اس کے گناہوں کو جانتا ہے اور پھر اس کے لیے چشم پوشی فرمالیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے: قیامت کے دن جس کا حساب لیا جائے گا اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اور فرمایا فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ (الرحمٰن)

بزار، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے: تین خصلتیں جس میں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس پر حساب آسان فرما دے گا اور اسے اپنی رحمت کے سبب جنت میں داخل فرمائے گا۔ تو اسے عطا کرے جو تجھے محروم رکھتا ہے، تو اسے معاف کر دے جو تیرے ساتھ ظلم کرے اور تو اس سے صلہ رحمی کرے جو تیرے ساتھ قطع تعلقی کرے۔(6)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 09-407 (3544,53)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 220 (35498)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 142، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب اثبات الحساب، جلد 18-17، صفحہ 171 (2876)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 48، دار صادر بیروت 6۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 563 (3912)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا کہ وہ جنت میں اپنے گھر والوں کی طرف شاداں وفرحاں لوٹے گا۔ اور قول باری تعالیٰ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ کے تحت فرمایا: اس کے ہاتھ کو اپنی جگہ سے ہٹا کر اس کی پشت کے پیچھے رکھ دیا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی کو قیامت کے دن حساب کی طرف بلایا جائے گا اور کہا جائے گا: اے فلاں! آ جا حساب کی طرف۔ فرمایا: یہاں تک کہ وہ کہے گا میرے سوا کوئی اور مراد ہے جسے حساب کے لیے حاضر کیا جا رہا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ثُبُوْرًا سے مراد ویل اور ہلاکت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: اِنَّهٗ كَانَ فِیْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا بے شک وہ دنیا میں اپنے اہل وعیال میں خوش وخرم رہا کرتا تھا۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے البعث میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ اس کی پشت کے پیچھے رکھا جائے گا اور وہ اسی کے ساتھ اپنا نامہ عمل پکڑے گا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے: اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ بے شک وہ یہ گمان کرتا تھا کہ وہ ہرگز دوبارہ نہیں اٹھایا جائے گا۔(1)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ کا معنی ہے کہ وہ ہرگز لوٹ کر نہیں جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ ہرگز ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئے گا۔

امام طستی نے مسائل میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی ہے کہ وہ ہرگز نہیں لوٹے گا۔ اس کا تعلق لغت حبشہ سے ہے۔ یعنی وہ کہتا ہے کہ وہ ہرگز آخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر نہیں جائے گا۔ نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید کا قول نہیں سنا:

وَمَا الْمَرْءُ اِلَّا کَالشِّهَابِ وَضَوْءُهُ   یَحُوْرُ رَمَاداً بَعْدَ اِذْ هُوَ سَاطِعٌ

"آدمی نہیں مگر شہاب کی طرح کہ اس کے پھیلنے اور چمکنے کے بعد اس کی روشنی راکھ بن جاتی ہے"۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 145، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 408 (3547)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 251، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ کے تحت کہا: کیا تو نے حبشی کو نہیں سنا جب اسے کہا جائے: ''حُرْ اِلٰی اَهْلِكَ'' یعنی تو اپنے گھر والوں کی طرف چلا جا؟

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا بِالشَّفَقِ (کیا ہے) تو انہوں نے فرمایا: بے شک شفق سورج سے ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بِالشَّفَقِ سے مراد سرخی ہے۔(2)

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ کا معنی ہے قسم ہے رات کی اور ان کی جو اس میں داخل ہیں۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قسم ہے رات کی اور ان کی جنہیں وہ جمع کیے ہوئے ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ آپ وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ کی تفسیر میں کہتے ہیں قسم ہے رات اور ان کی جو اس میں پناہ لیتی ہیں اور جنہیں وہ جمع کیے ہوتی ہے یعنی سانپ، بچھو اور کیڑے مکوڑے وغیرہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَمَا وَسَقَ کے بارے بیان کیا۔ ہے کہ قسم ہے رات کی اور اس عمل کی جو اس میں کیا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ کا معنی ہے قسم ہے چاند کی جب وہ مکمل ہو جائے۔(4)

امام طستی نے مسائل میں، طبرانی اور ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی ہے ان کا جمع ہونا، مکمل ہونا۔ نافع نے عرض کی: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابن صرمہ کا قول نہیں سنا:

اِنَّ لَنَا قَلَائِصًا نَقَانِقًا مُسْتَوْ سِقَاتٍ لَوْیَجِدْنَ سَائِقًا

''بے شک ہمارے پاس شتر مرغ (کی مثل) لمبی ٹانگوں والی اونٹنیاں ہیں وہ جمع ہو جاتی ہیں اگر کسی سائق کو پالیں''۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ کا مفہوم ہے قسم ہے چاند کی جب وہ گول ہو جائے۔(5)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الشفق ما ھو، جلد 1، صفحہ 293 (3364)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً (3362)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 147، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 49-147
5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 408 (3549)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن الانباری نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: معنی ہے قسم ہے رات کی اور جن کو وہ سمیٹے ہوئے ہے۔ کیا تو نے یہ قول نہیں سنا ہے:

اِنَّ لَنَا قَلَائِصًا نَقَانِقَا مُسْتَوْسِقَاتٍ لَوْيجدن سائقا

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ سے مراد تیرہویں رات کا چاند ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کا معنی ہے کہ تمہیں بتدریج ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تمہیں بتدریج ایک امر کے بعد دوسرے امر کی طرف بڑھنا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں بتدریج ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔ فرمایا: یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے بارے) ہے۔(1)

امام ابوعبید نے القراءات میں، سعید بن منصور، ابن منیع، ابن جریر، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ یعنی باء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتدریج ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔(2)

امام طیالسی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے آسمان کی طرف زینہ بہ زینہ چڑھنا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم نے الکنی میں، ابن مندہ نے غرائب شعبہ میں، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے لَتَرْكَبُنَّ کو نصب کے ساتھ "لترکبن" پڑھا ہے اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایک آسمان کے بعد دوسرے آسمان کی طرف چڑھنا ہے۔(4)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایک حال کے بعد دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔

1۔ صحیح بخاری، باب السور، جلد 3، صفحہ 303 (4839)، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 151، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 101 (11173)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 95 (10068)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آسمان پھٹ جائے گا، پھر شق ہو جائے گا پھر وہ سرخ ہو جائے گا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آسمان پگھلی ہوئی دھات کی طرح رنگ برنگا ہو جائے گا گلاب کے پھول کے رنگ کی طرح ہو جائے گا، ڈھیلا اور کمزور ہو جائے گا اور پھٹ جائے گا۔ پس اس طرح وہ مختلف حالات سے گزرے گا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ کے تحت قول بیان کیا ہے کہ تم ہر بیس سال میں ایسے نئے امر پر ہو گے جس پر تم پہلے نہ تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک قوم جس کے معاملات دنیا میں انتہائی خسیس اور گھٹیا تھے وہ آخرت میں بلند ہو جائیں گے۔ اور ایک قوم جو دنیا میں بڑے معزز و محترم تھی وہ آخرت میں پست ہو جائے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ تم نے ایک حال سے دوسرے حال کی طرف چڑھنا ہے۔ ایک دنیا دار انسان خوشحالی میں تھا جب کہ پھر وہ آزمائش اور ابتلاء میں پڑ گیا۔ اور ایک انسان آزمائش میں تھا جب کہ وہ پھر خوشحال ہو گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: تم ہر بیس سال میں ایک ایسے حال پر ہوتے ہو جس کی مثل حالت پر پہلے تم نہ تھے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوالعالیہ نے نصب کے ساتھ لَتَرْكَبَنَّ پڑھا ہے۔

عبد بن حمید نے ابوعمرو بن العلاء سے روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی لَتَرْكَبَنَّ نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے صیغہ جمع کی صورت میں لَتَرْكَبُنَّ یعنی تاء کے ساتھ اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بِمَا يُوْعُوْنَ کا معنی ہے جسے وہ چھپاتے ہیں(3) اور لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ کے بارے فرمایا ان کے لیے بے حساب اجر ہے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 409 (3556)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 6، 5، صفحہ 184، مطبعۃ السعادۃ مصر

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 410 (3559)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے غیر منقوص یعنی ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کم نہیں ہوگا۔ تو نافع نے پوچھا: کیا عرب اس معنی سے آگاہ ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے زہیر کا یہ قول نہیں سنا ہے:

فُضِّلَ الْجَوَادُ عَلَى الْخَيْلِ الْبِطَاءِ فَلَا يُعْطِي بِذٰلِكَ مَمْنُوْنًا وَلَا تَرَفَا

''جواد (تیز رفتار گھوڑا) کو سست رفتار گھوڑے پر فضیلت حاصل ہے۔ پس اس کے سبب نہ کوئی اجر دیا جاتا ہے اور نہ ہی خوشحالی (لائی جاتی ہے)''۔

آیاتہا ۲۲ ﴿ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ ۸۵ ﴾ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، بیہقی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز میں سورۃ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ اور وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (الطارق:1) پڑھتے تھے۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد فرمایا کہ وہ عشاء کی نماز میں سماوات یعنی وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (الطارق:1) اور وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھا کریں۔ (3)

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد، دارمی، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی نماز میں وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ (الطارق:1) اور وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھتے تھے۔ (4)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تم ان کے ساتھ عشاء کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1) وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (اللیل:1) اور وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ پڑھا کرو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ﴿۱﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ﴿۲﴾ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴿۸﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 326، دار صادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 327

4۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، باب القراءۃ فی الظہر والعصر، جلد 2، صفحہ 193 (307)، دار الفکر بیروت

عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝۱۰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝۱۱

''قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے۔ اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور حاضر ہونے والے دن کی اور اس کی جس کے پاس حاضر ہوں گے۔ مارے گئے کھائی کھودنے والے۔ (جس میں) آگ تھی بڑے ایندھن والی۔ جب وہ اس (کے کنارہ) پر بیٹھے تھے۔ اور وہ جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور نہیں ناپسند کیا تھا انہوں نے مسلمانوں سے بجز اس کے کہ وہ ایمان لائے تھے اللہ پر جو سب پر غالب، سب خوبیوں سراہا ہے۔ جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔ بے شک جن لوگوں نے ایذا دی مومن مردوں اور مومن عورتوں کو پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے۔ اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے''۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الْبُرُوْجِ سے مراد آسمان میں موجود محلات ہیں۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے تحت کہا کرتے تھے: قسم ہے آسمان کی جو محلات والا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْبُرُوْجِ سے مراد بڑے بڑے ستارے ہیں (یعنی قسم ہے آسمان کی جو بڑے بڑے ستاروں والا ہے)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ سے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے بارے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: بروج سے مراد ستارے ہیں (یعنی قسم ہے آسمان کی جو ستاروں والا ہے) اور آپ ﷺ سے الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا (الفرقان: 61) کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا اس میں بھی بروج سے مراد ستارے ہیں۔ کہا گیا: بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ (النساء: 78) کا کیا مفہوم ہے؟ تو فرمایا: یہاں مراد محل ہیں (یعنی مضبوط اور پختہ محلات)۔

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آسمان کے بروج سے مراد اس کے ستارے ہیں۔

الیوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ سے مراد دو عظیم دن ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایام دنیا میں سے عظمت و شان عطا فرمائی ہے۔ اور ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ شاہد سے مراد قیامت کا دن ہے اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ (نویں ذوالحجہ کا دن) ہے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 411 (3560-61-62)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ کے تحت ارشاد فرمایا کہ آسمان کو خوبصورت اور عمدہ تخلیق کے ساتھ مضبوط کیا گیا اور پھر ستاروں کو (اس میں گاڑ کر اسے) مضبوط کیا گیا اور وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے اور فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد جمعۃ المبارک کا دن اور مَشْهُوْدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَاتِ الْبُرُوْجِ سے مراد ستاروں والا ہے۔ یعنی قسم ہے ستاروں والے آسمان کی۔ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد ابن آدم (انسان) اور مَشْهُوْدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد ربانی: وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ وَ شَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ کے بارے قول نقل کیا ہے کہ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد یوم قیامت ہے۔ شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ ہے۔ اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ ہے اور وہی حج اکبر ہے۔ پس جمعہ کا دن اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے لیے عید کا دن بنا دیا ہے۔ اور تمام مخلوق پر اس کے ذریعہ انہیں فضیلت عطا فرمائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سید الایام ہے۔ اس میں کیے جانے والے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی محبوب اور پسندیدہ ہیں اور اس میں ایک ساعت ہے۔ جس میں جو بندہ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جس خیر اور بھلائی کی بھی التجاء کر رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے وہ عطا فرما دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ قیامت کا دن ہے اور الیوم المشهود عرفہ کا دن ہے اور شاہد جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ کسی ایسے دن پر نہ سورج طلوع ہوتا ہے اور نہ غروب جو کہ اس دن (یوم جمعہ) سے افضل ہو۔ اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں کوئی بندۂ مومن اللہ تعالیٰ سے جو بھی خیر اور نیکی کی دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے حق میں قبول فرما لیتا ہے اور جس شے سے بھی پناہ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور پناہ عطا فرما دیتا ہے۔(2)

حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ شَاهِدٍ سے مراد یوم عرفہ اور یوم جمعہ ہے اور مَشْهُوْدٍ ہی الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے۔(3)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے، شَاهِدٍ سے مراد جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ مَشْهُوْدٍ سے مراد عرفہ کا دن ہے۔ یوم جمعہ کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے ذلیل وخوار کر دیا ہے۔ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 60-156، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 159
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 564 (3915)، دارالکتب العلمیہ بیروت

الصلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے۔(1)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت شریح بن عبید رحمہ اللہ سے اسے مرسل روایت کیا ہے۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے اسی طرح موقوف روایت بیان کی ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سید الایام جمعہ کا دن ہے۔ اور شَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ عرفہ کا دن ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر جمعہ کے دن کثرت سے درود پاک پڑھو کیونکہ یہی دن یوم مَشْهُوْدٍ ہے، فرشتے اس دن میں حاضر ہوتے ہیں۔(3)

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ شَاهِدٍ سے مراد یوم الجمعہ اور مَشْهُوْدٍ سے مراد یوم عرفہ ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کسی آدمی نے ان سے وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ کے بارے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی کسی سے یہ سوال کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ میں نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے بھی سوال کیا ہے اور ان دونوں نے فرمایا ہے: اس سے مراد یوم الذبح اور یوم الجمعہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ شَاهِدٍ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیات پڑھیں: اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۴۵﴾ (الاحزاب) وَ جِئْنَا بِكَ شَهِیْدًا عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ (النحل:89) اور مَشْهُوْدٍ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ پھر یہ آیات پڑھیں: ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ (ہود)(5)

امام طبرانی نے الاوسط میں، عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْیَوْمِ الْمَوْعُوْدِ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ اور شَاهِدٍ سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ پھر یہ آیات تلاوت فرمائیں: ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ (ہود)(6)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شَاهِدٍ اللہ تعالیٰ ہے اور مَشْهُوْدٍ یوم قیامت ہے۔(7)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 286، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 159، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 161
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 412 (3564)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 159
6۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 287 (11482)، دارالفکر بیروت
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 161

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شَاهِدٍ وہ ہے جو انسان پر اس کے عمل کے بارے شہادت دے گا۔ اور مَشْهُوْدٍ یوم قیامت ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن نجی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود (کھائی والوں) کے نبی حبشی تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ کی سند سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود حبشہ کے رہنے والے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب اخدود نبطی تھے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ بنی اسرائیل میں سے لوگ تھے جنہوں نے زمین میں کھائیاں کھودیں۔ پھر اس میں آگ جلائی۔ پھر ان کھائیوں پر مردوں اور عورتوں کو کھڑا کیا اور انہیں آگ میں ڈال دیا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْاُخْدُوْدِ سے مراد نجران میں وہ کھائیاں ہیں جن میں وہ لوگوں کو عذاب دیتے تھے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نفیر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کھائیاں تبع کے زمانہ میں تھیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جنہوں نے زمین میں کھائیاں کھودیں۔ پھر ان میں آگ جلائی۔ پھر اہل اسلام کو لے کر آئے اور کہا: تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرو اور ہمارے دین کی اتباع کرو۔ ورنہ ہم تمہیں اس آگ میں پھینک دیں گے۔ لیکن انہوں نے آگ کو کفر پر ترجیح دی اور پسند کیا۔ چنانچہ انہیں آگ میں پھینک دیا گیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ کے بارے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ یہ یمن کے آس پاس کے رہنے والے لوگ تھے۔ ان میں سے مومن اور کفار آپس میں لڑ پڑے۔ پھر مومن کفار پر غالب آ گئے۔ پھر انہوں نے آپس میں ایک دوسرے سے عہد و پیمان لے لیے۔ کہ کوئی بھی نہ وعدہ خلافی کرے گا نہ معاہدہ کو توڑے گا۔ لیکن کفار نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور انہیں پکڑ لیا۔ پھر مومنین میں سے ایک آدمی نے کہا کیا تمہارے لیے کوئی خیر اور نیکی ہے تم آگ جلاؤ گے۔ پھر تم ہمیں اس پر پیش کرو گے۔ پس جو کوئی تمہارے دین پر تم سے بیعت اور عہد و پیمان کر لے گا۔ تو وہی تم چاہتے ہو۔ اور جو نہیں کرے گا وہ آگ میں کود جائے گا۔ تو تم اس سے راحت اور سکون پا جاؤ گے۔ سو انہوں نے ان کے لیے آگ بھڑکائی اور انہیں اس پر پیش

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 412 (3563)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 162

کیا۔ تو وہ اس میں کودنے لگے یہاں تک کہ ایک بڑھیا باقی رہ گئی۔ گویا اس نے تھوڑی سی دیر کی۔ تو اس کی گود میں شیر خوار بچے نے کہا: تو جلدی کر دیر نہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے تمہیں خبر دیتے ہوئے اور ان کے بارے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَیْهَا قُعُوْدٌ یعنی یہ مومنین کے بارے ہے۔ اور وَّ هُمْ عَلٰى مَا یَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ یعنی وہ کفار (جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ میں مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو جلایا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ جن لوگوں نے عذاب دیا۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک ظالم اور جابر حکمران تھا۔ اس نے زمین میں کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی۔ پھر مومنین کو ان پر پیش کیا۔ پس جس کسی نے کفر میں اس کی اتباع کی تو اسے چھوڑ دیا گیا۔ اور جس نے انکار کیا تو اس نے اسے آگ میں پھینک دیا۔ پس وہ آگ میں ڈالتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ ایک عورت کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ایک شیر خوار بچہ بھی تھا۔ تو اس عورت نے آگ میں کودنے سے تاخیر کی۔ تو اس بچے نے بول کر اسے کہا: اے اماں! آگ میں کود جا اور تاخیر نہ کر۔ چنانچہ اسے آگ میں پھینک دیا گیا۔ قسم بخدا! یہ آگ کا تو فقط ایک نقطہ تھا، وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچا دیئے گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جب بھی اصحاب اخدود کا ذکر کرتا ہوں تو بالیقین اللہ تعالیٰ سے آزمائش کی مشقت سے پناہ مانگتا ہوں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن نجی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر تھا۔ آپ کے پاس نجران کا ایک بشپ آیا۔ تو آپ نے اس سے اصحاب اخدود کے بارے پوچھا۔ تو اس نے ایک واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان کے بارے تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ حبشہ سے ایک نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ (غافر:78) (اور ہم نے بھیجے تھے پیغمبر آپ سے پہلے بھی ان میں سے بعض کا ذکر ہم نے آپ سے کر دیا اور ان میں سے بعض کا ذکر (قرآن کریم میں) آپ سے نہیں کیا) پس اس نبی نے انہیں دعوت دی اور لوگوں نے اس کی اتباع قبول کی۔ پھر لوگوں کے ساتھ اس کی جنگ ہوئی اور اس کے اصحاب کو قتل کر دیا گیا۔ اور اسے پکڑ کر بیڑیاں پہنا دی گئیں۔ پھر وہ رہا ہوا اور لوگ اس کے ساتھ پیار و محبت کرنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے پاس بہت سے لوگ جمع ہو گئے۔ پھر جنگ شروع ہو گئی اور وہ لوگ قتل کر دیئے گئے اور اسے پکڑ کر قید میں ڈال دیا گیا۔ ان لوگوں (کفار) نے زمین میں کھائیاں کھودیں اور ان میں آگ بھڑکا دی اور پھر لوگوں اس پر پیش کرنے لگے۔ پس جس کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے اس نبی علیہ السلام کی اتباع کی، اسے آگ میں پھینک دیا گیا اور جس نے ان (کفار) کی پیروی کی، اسے چھوڑ دیا گیا۔ آخر میں ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کا شیر خوار بچہ بھی تھا۔ وہ عورت تھوڑا سا گھبرائی، خوفزدہ ہوئی، تو اس بچے نے کہا: اے میری ماں! کھائی کو بھر دے اور اس میں ذرا تردد نہ کر۔ پس وہ اس میں کود گئی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصحاب اخدود کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم میں ان کی مثل ہیں اور تم کسی قوم سے عاجز و کمزور نہیں ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجوسی (آتش پرست) اہل کتاب تھے۔ وہ اپنی کتاب کے ساتھ چمٹے پڑے تھے اور ان کے لیے شراب حلال تھی۔ پس ان کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے شراب پی اور وہ اس کی عقل پر غالب آ گئی۔ پس اس حال میں اس نے اپنی بہن یا اپنی بیٹی کو پکڑا اور اس کے ساتھ بدکاری کا ارتکاب کر لیا۔ اور جب اس کا نشہ اترا تو بہت نادم اور شرمندہ ہوا اور اس نے اسے کہا: تیری ہلاکت اور بربادی ہو! تو نے یہ کیا کر لیا ہے؟ اور اس سے نکلنے کا ذریعہ کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: اس سے نکلنے کا ذریعہ یہ ہے کہ تو لوگوں کو خطبہ دے اور کہے: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح حلال قرار دیا ہے۔ جب وہ اس حال میں لوگوں کے جائے گا۔ تو (کچھ مدت بعد) وہ لوگ اس کے خطبہ کو بھول جائیں گے۔ تو پھر تو اسے حرام قرار دے دینا۔ تو وہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا۔ اور کہا: اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بہنوں یا بیٹیوں کے ساتھ نکاح حلال قرار دیئے ہیں۔ تو لوگوں کی ایک جماعت نے کہا: معاذ اللہ! ہم اس کے ساتھ ایمان لائیں یا اس کا اقرار کریں۔ یہاں تک کہ نبی یہ پیغام لے کر ہمارے پاس آئے یا ہم پر کسی کتاب میں یہ حکم نازل ہو۔ پس پھر وہ اپنی بیوی کی طرف لوٹا اور کہا: تیری ہلاکت ہو! لوگوں نے تو میرا یہ حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس نے کہا: جب انہوں نے انکار کیا ہے تو ان پر کوڑے برسا۔ پس اس نے ان میں کوڑا برسانا شروع کر دیا۔ لیکن لوگوں نے اس اقرار سے بھی انکار ہی کیا۔ پھر وہ اس کی طرف لوٹ کر آیا اور کہا: میں نے ان میں کوڑا بھی برسایا ہے۔ لیکن انہوں نے میرے حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ تو اس نے یہ مشورہ دیا، تو ان میں تلوار چلا (یعنی انہیں قتل کر دے)۔ پس اس نے تلوار بھی چلائی لیکن لوگوں نے اقرار سے انکار ہی کیا۔ پھر اس نے مشورہ دیا: ان کے لیے کھائیاں کھود۔ پھر ان میں آگ جلا دے۔ پس جو تیری پیروی کرے اسے چھوڑ دے۔ چنانچہ اس نے کھائیاں کھدوائیں اور ان میں آگ جلائی اور اپنی رعایا کو اس پر پیش کیا۔ پس جس کسی نے انکار کیا اسے آگ میں پھینک دیا۔ اور جس نے انکار نہیں کیا اسے چھوڑ دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌۙ وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌؕ وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌؕ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَ لَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عوف رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اصحاب اخدود کا ذکر

کرتے تھے تو آزمائش وابتلاء کی مشقت سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، مسلم، نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت صہیب رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عصر کی نماز پڑھی تو آہستہ آہستہ گفتگو فرمائی۔ تو آپ سے عرض کی گئی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک جب آپ نے عصر کی نماز پڑھی تو آپ نے آہستہ آہستہ گفتگو فرمائی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے۔ انہوں نے امت کے ساتھ اظہار فخر کیا اور کہا: کون ان کے مقابلہ میں کھڑا ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ آپ انہیں اختیار دے دیں یا انہیں سزا دی جائے گی یا پھر ان کے دشمن کو ان پر مسلط کر دیا جائے گا۔ پس انہوں نے اپنے لیے سزا اور عذاب کو اختیار کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موت مسلط کر دی اور ایک دن میں ان کے ستر ہزار افراد فوت ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ایک دوسری حدیث میں اس طرح بیان ہوتی ہے کہ ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک کاہن تھا جو اسے خبریں دیتا رہتا تھا۔ تو اس کاہن نے اسے کہا: میرے لیے ایک سمجھ دار بچہ تلاش کرو۔ یا کہا: ایک ذہین اور تیز فہم بچہ میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اسے اپنا یہ علم سکھا دوں۔ کیونکہ مجھے یہ خوف لاحق ہونے لگا ہے کہ میں مر جاؤں گا اور یہ علم تم سے منقطع ہو جائے گا اور اسے جاننے والا تم میں کوئی نہیں ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اس کاہن کے لیے مذکورہ اوصاف کا حامل بچہ تلاش کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کاہن کے پاس حاضر ہوا کرے اور اس کے پاس آتا جاتا رہے۔ چنانچہ وہ بچہ اس کے پاس آنے جانے لگا۔ اس بچے کے راستے میں ایک راہب بھی اپنے گرجے میں رہتا تھا۔ وہ بچہ جب بھی وہاں سے گزرتا تھا تو اس راہب سے بھی کچھ پوچھتا رہتا تھا۔ پس یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ راہب نے اسے بتایا اور کہا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ پس وہ بچہ اس راہب کے پاس ٹھہرنے لگا اور کاہن کے پاس جانے میں دیر کرنے لگا۔ چنانچہ کاہن نے بچے کے گھر والوں کی طرف پیغام بھیجا کہ قریب ہی یہ بچہ میرے پاس حاضر نہیں ہوگا۔ تو بچے نے اس کے بارے راہب کو خبر دی۔ تو راہب نے اسے کہا: جب کاہن تجھ سے کہے تو کہاں تھا؟ تو اسے کہا: کہ اپنے گھر والوں کے پاس تھا۔ اور جب گھر والے تجھے کہیں تو کہاں تھا؟ تو کہنا: کاہن کے پاس تھا۔ وہ بچہ اسی کیفیت میں تھا کہ ایک دن اس کا گزر کثیر لوگوں کی ایک جماعت کے پاس ہوا جنہیں ایک جانور نے روک رکھا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ شیر تھا۔ پس اس بچے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! جو کچھ راہب کہتا ہے اگر وہ حق ہے تو میں تجھ سے التجاء کرتا ہوں کہ تو اس جانور کو ہلاک کر دے۔ اور اگر وہ حق ہے جو کچھ کاہن کہتا ہے تو پھر اسے ہلاک نہ کر۔ پھر اس نے وہ پتھر مارا اور اس جانور کو ہلاک کر دیا۔ تو لوگوں نے پوچھا: اسے کس نے مارا ہے؟ تو ان لوگوں نے بتایا اس بچے نے۔ پس لوگ گھبرا گئے اور انہوں نے کہا: یہ بچہ ایسا علم جانتا ہے جو کوئی اور نہیں جانتا۔ پس اندھے نے یہ سنا۔ تو وہ اس کے پاس آیا اور اسے کہا: اگر تو میری بصارت واپس لوٹا دے تو تیرے لیے اتنا اور اتنا ہوگا۔ تو اس بچے نے کہا۔ میں تجھ سے اس طرح کی کوئی خواہش نہیں کروں گا۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ اگر تیری بصارت واپس لوٹ آئے تو کیا تو اس کے ساتھ ایمان لے آئے گا جو اسے واپس لوٹانے والا ہے۔ اس نے جواب دیا: ہاں۔ چنانچہ اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بصارت عطا فرما دی۔ پس وہ نابینا ایمان لے آیا۔ پھر ان کی خبر بادشاہ

تک پہنچی اوراس نے انہیں بلا بھیجا۔ چنانچہ انہیں اس کے پاس لایا گیا۔ تو بادشاہ نے کہا: میں تم میں سے ہر ایک کو ایک ہی بار قتل کر دوں گا۔ لیکن اس کے ساتھ میں اس علم کو جاننے والے کو قتل نہیں کروں گا۔ چنانچہ اس نے راہب اور اس آدمی کے بارے جو اندھا تھا حکم دیا۔ اوران میں سے ایک کے سر پر آرا رکھ دیا گیا اور اسے قتل کر دیا۔ اور دوسرے کو دوسرے طریقہ سے قتل کر دیا۔ پھر اس بچے کے بارے فیصلہ دیا اور کہا: اسے فلاں پہاڑ کی فلاں جگہ پر لے جاؤ۔ اور وہاں سے اسے سر کے بل پھینک دو۔ چنانچہ وہ اسے اس پہاڑ پر لے گئے۔ جب اس معین جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے وہ اسے گرانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تو وہ مسلسل اس پہاڑ سے گرنے لگے اور لڑھکنے لگے یہاں تک کہ اس بچے کے سوا کوئی بھی زندہ باقی نہ رہا۔ پھر وہ بچہ لوٹ کر آ گیا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ اسے سمندر کی طرف لے چلیں اور اس میں اسے پھینک دیں۔ چنانچہ بچے کو سمندر کی طرف لے جایا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان تمام کو غرق کر دیا جو اس کے ساتھ تھے۔ اسے محفوظ رکھا۔ پھر اس بچے نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا۔ مگر اس طرح کہ تو مجھے سولی دے اور یہ کہہ کر میرے اوپر تیر پھینکے "بسم الله رب الغلام" (اللہ کے نام سے جو اس بچے کا رب ہے)۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کا حکم دے دیا، اسے سولی دی گئی۔ پھر اس نے بچے کو تیر مارا اور یہی الفاظ زبان سے کہے "بسم الله رب الغلام" پس اس بچے نے اپنا ہاتھ اس وقت اپنی کنپٹی پر رکھا جب اس نے تیر پھینکا۔ پھر مر گیا۔ تو لوگوں نے کہا: تحقیق اس بچے نے ایسا علم حاصل کیا، جو کسی اور نے حاصل نہیں کیا۔ بلاشبہ ہم اس بچے کے رب کے ساتھ ایمان لاتے ہیں۔ بادشاہ کو بتایا گیا۔ تین نے میری مخالفت کی تھی تو تو گھبرا گیا تھا۔ اب یہ سارا عالم تیرے خلاف ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ اس نے کھائیاں کھدوائیں۔ پھر ان میں لکڑیاں ڈالی گئیں اور آگ جلائی گئی۔ پھر لوگوں کو جمع کیا اور کہا: جو اپنے دین سے رجوع کرے گا ہم اسے چھوڑ دیں گے۔ اور جس نے دین سے رجوع نہ کیا۔ ہم اسے اس آگ میں پھینک دیں گے۔ پس اس نے انہیں ان کھائیوں میں پھینکنا شروع کر دیا۔ پس کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۙ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۙ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۙ وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ؕ وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ پس رہا بچہ تو اسے دفن کر دیا گیا، پھر اسے نکالا گیا۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نکالا گیا۔ تو اس کی انگلی اسی طرح کنپٹی پر تھی جیسا کہ قتل کے وقت اس نے رکھی تھی۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا۔ اس کا ایک جادوگر تھا۔ جب وہ ساحر عمر رسیدہ ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ میں عمر رسیدہ ہو چکا ہوں اور قریب الموت ہوں۔ لہٰذا تو ایک بچہ میرے حوالے کر دے۔ میں اسے سحر سکھا دوں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے ایک بچہ اس کے سپرد کیا اور وہ اسے سحر کی تعلیم دینے لگا۔ ساحر اور بادشاہ کے درمیان ایک راہب بھی رہتا تھا۔ پس وہ بچہ اس راہب کے پاس آیا اور اس کا کلام سنا۔ تو اس نے اس راہب اور اس کے کلام کو زیادہ پسند کیا۔ پھر جب وہ ساحر کے پاس آیا تو اس نے اسے سزا دی اور کہا تجھے کس نے روکے رکھا ہے؟ اور پھر جب وہ اپنے گھر کی طرف آیا، تو راستے میں راہب کے پاس

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 413 (3568)، دار الکتب العلمیہ بیروت

بیٹھ گیا اور آنے میں دیر کر دی۔ چنانچہ جب وہ گھر پہنچا تو انہوں نے پیٹا اور کہا: تجھے کس نے روکے رکھا ہے؟ تو بچے نے اس کی شکایت راہب کے پاس کی۔ تو اس نے اسے کہا: جب ساحر تجھے مارنے کا ارادہ کرے تو تو کہہ دیا کر: میرے گھر والوں نے مجھے روکے رکھا ہے۔ اور جب گھر والے سزا دینے کا ارادہ کریں تو کہہ دیا کر مجھے ساحر نے روک لیا تھا۔ پس صورت حال اسی طرح تھی کہ ایک دن وہ انتہائی خوفناک بڑے جانور کے پاس آیا، اس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا۔ اور وہ اس سے آگے گزرنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ پس اس بچے نے کہا: آج مجھے معلوم ہو جائے گا کہ راہب کا امر اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے یا ساحر کا امر۔ چنانچہ اس نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! اگر راہب کا حکم تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اور ساحر کے امر سے زیادہ باعث رضامندی ہے، تو تو اس جانور کو قتل کر دے تاکہ لوگ گزر جائیں۔ پھر اسے نے وہ پتھر پھینکا اور اسے قتل کر دیا۔ اور لوگ گزر گئے۔ پھر اس نے راہب کو اس کے بارے بتایا تو اس نے کہا: اے بیٹے! تو مجھ سے افضل ہے۔ اور بلاشبہ تجھے آزمائش میں مبتلا کیا جائے گا۔ پس اگر تجھے ابتلاء میں ڈالا جائے۔ تو میرے بارے میں کسی کو نہ بتانا۔ وہ بچہ، بہروں، برص کے مریضوں اور دیگر تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا اور لوگوں کو شفایاب کرتا تھا۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا تھا۔ اس نے جب اس کے بارے سنا تو وہ بہت سے تحائف اور ہدایا لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہا: مجھے شفا عطا کر دے تو جو کچھ میں نے یہاں جمع کیا ہے سب تیرا ہے۔ تو بچے نے جواب دیا میں خود کسی کو شفا نہیں دیتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرماتا ہے۔ پس اگر تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لے آئے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا وہ تجھے شفا عطا فرمائے گا۔ چنانچہ وہ ایمان لے آیا۔ تو اس بچے نے اس کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نیا سے شفا عطا فرما دی۔ پھر وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے قریب وہاں آکر بیٹھ گیا جو وہ بیٹھا کرتا تھا۔ تو بادشاہ نے اس سے پوچھا: اے فلاں! تیری بصارت تجھے کس نے لوٹا دی ہے؟ اس نے جواب دیا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے کہا: کیا میں نے؟ اس نے جواب دیا: نہیں بادشاہ نے پوچھا: کیا تیرا میرے بغیر بھی کوئی رب ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ پس بادشاہ اسے مسلسل اذیتیں اور سزا دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے بچے کے بارے میں بتا دیا۔ پھر بادشاہ نے اس بچے کو بلا بھیجا اور پوچھا: اے بچے! تیرے جادو کی خبر مجھ تک پہنچی ہے۔ کیا تو بہروں، برص کے مریضوں اور دیگر بیماریوں کا شافی علاج کرتا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا، نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور شفا دے سکتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: کیا میں؟ اس نے جواب دیا: نہیں، پھر بادشاہ نے کہا: کیا تیرا میرے سوا بھی کوئی رب ہے؟ بچے نے کہا: ہاں میرا اور تیرا رب صرف اللہ ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے اسے بھی اذیتیں دینی شروع کر دیں۔ پس وہ اسے مسلسل عذاب دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے بتا دیا۔ پھر بادشاہ نے اسے کہا: تو اپنے دین سے رجوع کر لے۔ تو راہب نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر اس نے آرا اس کے سر میں رکھا۔ یہاں تک کہ وہ دو حصوں میں کٹ کر زمین پر جا گرا۔ پھر اس نے اس بچے سے کہا: تو اپنے دین سے رجوع کر لے لیکن اس نے انکار کر دیا۔ تو بادشاہ نے اسے ایک جماعت کے ساتھ فلاں پہاڑ کی فلاں جگہ کی طرف بھیج دیا اور کہا: جب تم اس کی چوٹی پر پہنچو اگر یہ اپنے دین سے رجوع کر لے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ اسے اوپر سے نیچے گرا دو۔ چنانچہ وہ اسے لے گئے۔ جب وہ اسے لے کر پہاڑ پر چڑھ گئے تو اس نے دعا مانگی: اے

اللہ! تو انہیں میری طرف سے کافی ہو جا اس طرح جیسے تو چاہے۔ چنانچہ پہاڑ لرزنے لگا اور وہ سب کے سب گر پڑے۔ اور بچہ تلاش کرتے کرتے آ گیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ تو اس نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ میری جانب سے انہیں کافی ہوا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں مار دیا ہے)۔ پھر بادشاہ نے اسے ایک جماعت کے ہمراہ ایک لمبی کشتی میں بھیج دیا اور ساتھ کہہ دیا: جب تم اسے سمندر کی گہرائی میں لیجاؤ اگر یہ اپنے دین سے رجوع کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ اسے غرق کر دینا۔ چنانچہ وہ اسے لے کر گہرے سمندر میں پہنچے۔ تو بچے نے دعا مانگی: اے اللہ! جیسے تو چاہے انہیں میری طرف سے کافی ہو جا۔ چنانچہ وہ سب کے سب غرق ہو گئے اور بچہ تلاش کرتے کرتے آ گیا اور بادشاہ کے پاس جا داخل ہوا۔ تو بادشاہ نے پوچھا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا میرا اللہ انہیں کافی ہوا۔ پھر اس نے بادشاہ سے کہا: بلاشبہ تو مجھے قتل نہیں کر سکتا یہاں تک کہ تو وہ کرے جو میں تجھے کہوں۔ پس اگر تو وہ کرے گا جس کے بارے میں نے تجھے حکم دیا تو تو مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہوگا۔ ورنہ تو ہرگز مجھے قتل کرنے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔ بادشاہ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: تو لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے۔ پھر تو مجھے ایک خشک تنے پر سولی دے اور میرے ترکش سے تیر لے۔ پھر یہ کہے "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ" بے شک جب تو اس طرح کرے گا تو تو مجھے قتل کر دے گا۔ چنانچہ اس نے اس طرح کیا اور تیر قوس کے چلے میں رکھا اور پھر پھینکا۔ اور کہا "بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ" پس وہ تیر اس کی کنپٹی پر جا لگا اور بچے نے اپنا ہاتھ تیر لگنے کی جگہ پر رکھا اور مر گیا۔ تو لوگوں نے کہا: ہم اس بچے کے رب کے ساتھ ایمان لائے۔ تو بادشاہ سے کہا گیا: تیرا کیا خیال ہے تو ڈر رہا تھا۔ قسم بخدا! یہ تمام کے تمام لوگ تیرے خلاف اتر آئے ہیں۔ چنانچہ اس نے تنگ مونہوں والے کنوؤں کے بارے حکم دیا۔ چنانچہ وہاں کھائیاں کھود دی گئیں۔ پھر ان میں آگ بھڑکا دی گئی۔ اور اس نے کہا: جو اپنے دین سے رجوع کر لے اسے چھوڑ دینا ورنہ انہیں ان کھائیوں میں ڈال دو۔ پس وہ ان میں باہم جنگ لڑ رہے تھے اور ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے کہ ایک عورت اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ آئی۔ وہ آگ میں کودنے سے تھوڑا سا خوفزدہ ہوئی۔ تو بچے نے کہا "يَا أُمَّهْ اصْبِرِي فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ" (اے میری ماں! تو صبر کر بلاشبہ تو ہی حق پر ہے)۔

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ﴿١٢﴾ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ﴿١٤﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ﴿١٥﴾ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ﴿١٦﴾ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ﴿١٧﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ ﴿١٨﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ مِن وَرَائِهِم مُّحِيطٌ ﴿٢٠﴾ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ﴿٢١﴾ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ﴿٢٢﴾

"بے شک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔ بے شک وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہی بہت بخشنے والا، بہت محبت کرنے والا ہے۔ عرش کا مالک ہے، بڑی شان والا۔ کرتا ہے جو کچھ چاہتا

ہے۔کیا پہنچی ہے آپ کے پاس لشکروں کی خبر۔(یعنی) فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی۔ بلکہ یہ کفار جھٹلانے میں مصروف ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ بلکہ وہ کمال شرف والا قرآن ہے۔ ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے''۔

امام ابن منذر، حاکم رحمہما اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۙ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۙ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ یہ اس بات پر قسم ہے کہ آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ کے ضمن میں کہا ہے کہ یہاں تک قسم ہے۔ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ فرمایا: بے شک وہی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا۔ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ وہ اپنی اطاعت پر اسے بہت پسند کرتا ہے جو بھی اس کی اطاعت کرے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ کا مفہوم یہ ہے کہ وہی پہلے عذاب لانے والا ہے اور وہی اسے دوبارہ لائے گا۔(2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت حسین بن واقد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ کے تحت انہوں نے کہا: اور وہی مومنین کو بخشنے والا ہے اور اپنے اولیاء کے ساتھ بہت محبت کرنے والا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْوَدُوْدُ کا معنی ہے بہت محبت کرنے والا ہے۔ اور ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ کے تحت فرمایا: وہ صاحب عرش ہے کریم ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: بے شک وہ لوح محفوظ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کی پیشانی میں ہے۔ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ۔(4)

عبد بن حمید اور ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ سے مراد ام الکتاب ہے۔

ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ لوح الذکر ایک لوح ہے جس میں ذکر (قرآن مجید) ہے اور لوح نور کی ہے اور (اس کی طوالت) تین سو سال کی مسافت کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ ایسی لوح میں ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وہ (قرآن) ایسی لوح میں ہے جو محفوظ ہے یعنی مومنین کے سینوں میں ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 564 (3916)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 168، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 169　4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 171

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قرآن ایک لوح میں لکھا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور وہی ام الکتاب ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں سند جید کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ کو پیدا فرمایا اور (اس کی لمبائی) ایک سو سال کی مسافت کی مثل تھی۔ پھر اس نے قلم کو مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے فرمایا تو میری مخلوق کے بارے میں میرا علم لکھ دے۔ پس اس نے قیامت تک ہونے والا سب کچھ لکھ دیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکارم الاخلاق میں، بیہقی نے الشعب میں، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حلال تسلی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی لوح سبز زبرجد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے عرش کے نیچے رکھا ہے۔ اور اس میں لکھا ہے۔ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا (طہ:14) بلاشبہ میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ میں نے تین سو دس سے کچھ زائد (قسموں کی) مخلوق پیدا فرمائی ان میں سے جس مخلوق نے بھی یہ شہادت دی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (1)

امام عبد بن حمید نے مسند میں اور ابو یعلی رحمہما اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک رحمٰن تبارک وتعالیٰ کے سامنے ایک لوح ہے جس میں تین سو پندرہ شریعتیں ہیں۔ وہ رحمٰن فرماتا ہے: مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی میرے پاس آئے گا وہ میرے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں ٹھہراتا ہوگا اور تم میں سے کوئی ایک اس میں سے ہوگی تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا۔ (2)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک انتہائی خوبصورت لوح ہے۔ اس کا ایک جانب یاقوت کی ہے اور دوسری سبز زبرجد کی ہے، اس کا قلم نور کا ہے، اس میں وہ پیدا کرتا ہے، اس میں وہ رزق دیتا ہے، اس میں وہ زندہ کرتا ہے، اس میں وہ مارتا ہے، اس میں عزت اور غلبہ دیتا ہے اور اس میں وہ جو چاہتا ہے ہر دن اور رات میں کرتا ہے۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک سفید موتی سے لوح پیدا کی ہے۔ اس کی دونوں طرفیں سبز زبرجد کی ہیں۔ اس کی کتابت نور سے ہے۔ وہ ہر روز تین سو ساٹھ مرتبہ اس کی طرف دیکھتا ہے، زندہ کرتا ہے، مارتا ہے، پیدا کرتا ہے، عزت دیتا ہے، ذلت دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الدعاء والمسئلۃ، جلد 6، صفحہ 365 (8547)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند ابو یعلی، جلد 1، صفحہ 554 (1309)، دارالکتب العلمیہ بیروت

اٰیاتھا ۱۷ سُوْرَۃُ الطَّارِقِ مَکِّیَّۃٌ ۸۶ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۝۱ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝۳ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝۵ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآئِبِ ۝۷ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّ لَا نَاصِرٍ ۝۱۰

’’قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی۔ اور آپ کو کیا معلوم یہ رات کو آنے والا کیا ہے۔ ایک تارا نہایت تاباں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ نہ ہو۔ سو انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔ اسے پیدا کیا گیا ہے اچھلتے پانی سے۔ جو (مرد و زن کی) پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ بے شک وہ اس کو پھر واپس لانے پر قادر ہے۔ یاد کرو اس دن کو جب سب راز فاش کر دیئے جائیں گے۔ پس نہ خود اس میں زور ہوگا اور نہ کوئی (دوسرا) مددگار ہوگا‘‘۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن مردویہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے خالد العدوانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ثقیف کے بازار میں دیکھا۔ آپ ﷺ قوس یا عصا مبارک پر ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ اس وقت آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور آپ ان کے پاس مدد نصرت کی خواہش کرنے لگے۔ پس اس نے آپ ﷺ کو سورۃ وَالسَّماءِ وَالطَّارِقِ پوری سورت پڑھتے ہوئے سنا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں یہ سورۃ یاد کر لی۔ پھر زمانہ اسلام میں یہ سورت پڑھی۔ (2)

امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور سورۃ بقرہ اور سورۃ نساء کی قرأت کی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنہ برپا کرتا ہے؟ کیا تیرے لیے یہ کافی نہیں کہ تو وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (الشمس: 1) اور ان جیسی سورتیں پڑھے۔ (3)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 197 (4126)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی المغرب، جلد 2-1، صفحہ 168، دار الریان القاہرہ

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کے بارے کہا کہ تیرے رب نے رات کو نمودار ہونے کی قسم کھائی ہے۔ اور ہر وہ شے جو رات کے وقت تیرے پاس آئے، نمودار ہو وہی طارق ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ تو انہوں نے کہا: وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ۔ پھر میں نے کہا: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿ (التکویر) تو انہوں نے کہا: الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿ (التکویر) پھر میں نے کہا۔ وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: 24) تو انہوں نے کہا اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ (النساء: 24) پھر میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس سے زیادہ نہیں جانتا مگر وہی جو تو سن رہا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کے تحت فرمایا ہر وہ شے جو رات کے وقت نمودار ہوتی ہے۔ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا: ہر نفس پر محافظ فرشتے ہیں۔ (1)

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد روشن ستارہ ہے۔ اور اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا کوئی نفس نہیں ہے مگر اس پر محافظ ہے۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ کا مفہوم ہے کہ الطَّارِقِ سے مراد ستارہ ہے جو دن کو چھپ جاتا ہے اور رات کو ظاہر ہوتا ہے۔ اور اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ کے تحت فرمایا: کہ ہر نفس کی اس کے عمل، اس کی مدت عمر اور اس کے رزق نے حفاظت کی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ فرمایا: طارق سے مراد رات کے وقت ستارے کا ظاہر ہونا ہے۔ وہ کہتے ہیں: يَطْرُقُكَ بِاللَّيْلِ (یعنی وہ جو رات کے وقت تیرے پاس آئے) النَّجْمُ الثَّاقِبُ فرمایا: مراد چمکنے والا روشن ستارہ ہے۔ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ فرمایا: کوئی نفس نہیں ہے مگر اس پر نگران اور محافظ ہے۔ فرمایا: وہ کراماً کاتبین ہیں جو تیرے عمل، تیرے رزق اور تیری موت کے وقت کی حفاظت کرتے ہیں اور ابن آدم! جب تجھے موت آتی ہے تو تیری روح کو تیرے رب کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد وہ ستارہ ہے جو شعلے مارتا ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ سے مراد ثریا ہے۔ (4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت خصیف رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ان میں سے ہے جو چوری چھپے گفتگو سننے والے (شیاطین) کو جلا دیتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے لَّمَّا میں لام کو مشدد اور منصوب پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ کے ضمن میں یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 74-172، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 416 (3569)، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 173

بیان کیا ہے کہ الْاِنْسَانُ سے مراد ابوالاشدین ہے وہ چمڑے پر کھڑے ہوتا تھا۔ اور کہتا تھا: اے گروہ قریش! جو مجھے اس سے ہٹا دے گا اس کے لیے اتنا اتنا (انعام) ہوگا اور وہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ جہنم پر مقرر فرشتوں کی تعداد انیس ہے۔ پس میں اکیلا تم دس کو کافی ہوں اور تم نو مجھے کافی ہوتے ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ وہ خارج ہوتا ہے آدمی کی پیٹھ سے اور عورت کے سینہ کی ہڈیوں سے اور ہر بچہ انہی دو سے ہوتا ہے۔

عبد بن حمید نے ابن ابزی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الصُّلْبِ سے مراد مرد کی پیٹھ اور التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کا سینہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ پانی گردن اور سینے کے درمیان سے خارج ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: التَّرَآىِٕبِ ہنسلی سے نیچے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کا سینہ ہے اور یہی ہار پہننے کی جگہ ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے ارشاد ربانی يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد عورت کے ہار پہننے کی جگہ ہے (یعنی سینے کی وہ جگہ جہاں تک عورت ہار پہنا کرتی ہے)۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

وَالزَّعْفَرَانَ عَلٰی تَرَائِبِهَا شَرَقًا بِهِ اللَّبَّاتُ وَالنَّحْرُ

"اور زعفران اس کے سینہ پر ہے۔ اس کے سبب لبہ اور نحر (سینے کا اوپر والا حصہ) دونوں کو شرف حاصل ہے"۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے بارے ان سے سوال کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ پانی نکلتا ہے آدمی کی پیٹھ سے اور عورت کے سینے کی ہڈیوں سے۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

نِظَامُ ( ) اللُّؤْلُؤِ عَلٰی تَرَائِبِهَا شَرَقًا بِهِ اللَّبَّاتُ وَالنَّحْرُ

"موتیوں کا ہار اس کے سینے پر ہے۔ اس کے سبب لبہ اور نحر دونوں کو شرف حاصل ہے"۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد سینہ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت عطیہ اور حضرت ابوعیاض رحمہم اللہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور اس صحیح قرار دیا ہے کہ التَّرَآىِٕبِ سے مراد ہر جانب سے نیچے والی پسلیوں میں سے چار پسلیاں ہیں۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 174 2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 565 (3918)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہڈیاں اور پٹھے آدمی کے پانی سے پیدا ہوتے ہیں اور گوشت اور خون عورت کے پانی سے پیدا ہوتے ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح تفسیر بیان کی ہے کہ یَخْرُجُ مِنْۢ بَیْنِ الصُّلْبِ وَ التَّرَآىِٕبِ کے بارے فرمایا: وہ پانی آدمی کی پیٹھ اور اس کے سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے خارج ہوتا ہے۔ اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ زندہ کرنے اور لوٹانے پر قادر ہے۔ یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآىِٕرُ فرمایا: بے شک یہ اسرار اور راز آزمائش اور امتحان ہیں۔ پس تم چھپ کر اور سرا بھی نیکی کرو اور اعلانیہ بھی نیکی اور خیر کا عمل بجالاؤ۔ فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ پس نہ خود اس میں ایسی قوۃ ہوگی جس کے سبب وہ بچ سکتا ہو۔ وَّ لَا نَاصِرٍ اور نہ ہی کوئی مددگار ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے خلاف اس کی مدد کرے گا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ بوڑھے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بنادے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نطفہ کو احلیل میں واپس لوٹانے پر قادر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ اسے (نطفہ) کو صلب میں واپس لوٹادے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ وہ اسے (انسان کو) نطفہ کی صورت میں اپنے باپ کی صلب میں واپس لوٹادے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرنے پر قادر ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ سے یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآىِٕرُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ السَّرَآىِٕرُ سے مراد وہ اعمال ہیں جو لوگوں سے مخفی ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک وادی میں ہیں۔ تم ان کا ان کی دوا کے ساتھ علاج کرو۔ عرض کی گئی: ان کی دوا کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: دوا یہ ہے کہ تو توبہ کرے اور ان کا اعادہ نہ کرے۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ السَّرَآىِٕرُ سے مراد روزہ، نماز اور غسل جنابت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو چار چیزوں کا ضامن بنایا ہے: نماز، زکوۃ، رمضان المبارک کے روزے اور غسل جنابت۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 417، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 177، داراحیاء التراث العربی بیروت

یہی وہ اسرار ہیں جن کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ (1)

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾

''قسم ہے آسمان کی جس سے بارش برستی ہے۔ اور زمین کی جو (بارش سے) پھٹ جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ قرآن قول فیصل ہے۔ اور یہ ہنسی مذاق نہیں ہے۔ یہ لوگ طرح طرح کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ اور میں بھی تدبیر فرما رہا ہوں۔ پس آپ کفار کو (تھوڑی سی) مہلت اور دے دیں، کچھ وقت انہیں کچھ نہ کہیں''۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کی تفسیر میں فرمایا: قسم ہے آسمان کی جو بارش کے بعد بارش (مسلسل بارش) برسانے والا ہے اور وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ کے تحت فرمایا: اس میں مراد نباتات سے زمین کا پھٹنا ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حضرت عکرمہ، حضرت ابو مالک، حضرت ابن ابزی اور حضرت ربیع بن انس رحمہم اللہ تعالیٰ تمام سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بادل بارش برساتا ہے پھر بارش کے ساتھ لوٹ کر آتا ہے۔ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ فرمایا وادیوں کے سوا تنگ مقامات اور کھو کھلے کنارے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کا معنی یہ ہے قسم ہے آسمان کی جو ہر سال بارش کے ساتھ لوٹتا ہے۔ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ اور زمین کی جو ہر سال نباتات کے ساتھ پھٹتی ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ سے مراد وادیوں کا پھٹنا ہے۔

امام ابن منده اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ کا مفہوم ہے کہ زمین اللہ تعالیٰ کے اذن سے اموال و نباتات کے ساتھ پھٹ جاتی ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ کہ قسم ہے آسمان کی جو ہر سال بندوں کی طرف ان کے رزق کے ساتھ رجوع کرتا ہے (یعنی بارش برساتا ہے جو ان کے رزق کا سبب بنتی ہے) اگر

1۔ بحوالہ کنز العمال، جلد 2، صفحہ 13 (2942)، مؤسسۃ الرسالہ بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 416 (3571)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 412 (7197)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ایسا نہ ہو تو لوگ بھی ہلاک ہو جائیں اور ان کے مویشی بھی مرجائیں۔ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ فرمایا: اور زمین کی جو کہ نباتات اور پھلوں کے ساتھ پھٹ جاتی ہے جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ بے شک یہ قرآن قول فیصل ہے۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ فرمایا: اور یہ کوئی کھیل تماشا نہیں۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا فرمایا: اس میں رُوَيْدًا کا معنی قلیل ہے (یعنی آپ کفار کو تھوڑی سی مہلت اور دے دیں، کچھ وقت انہیں کچھ نہ کہیں)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے ارشاد ربانی وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے قرآن محض باطل اور کھیل نہیں ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے قیس بن رفاعہ کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَمَا اَدْرِیْ وَسَوْفَ اُخَالُ اُدْرِیْ اَهَزْلٌ ذَاكُمْ اَمْ قَوْلُ جِدِّ

''اور میں نہیں جانتا اور میں فراست سے جان لوں گا کہ کیا یہ تمہارا کھیل اور مزاق ہے یا عمدہ اور اچھا قول ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ کا مفہوم یہی بیان کیا ہے کہ قرآن کوئی کھیل نہیں ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ آپ کے بعد آپ کی امت میں اختلاف پڑ جائے گا۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: کتاب اللہ کے ساتھ ہر جابر کو توڑا جا سکتا ہے۔ پس جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا وہ نجات پا گیا اور جس نے اسے چھوڑ دیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ قرآن قول فیصل ہے، یہ تمسخر اور مذاق نہیں ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ کے تحت کہا: بلاشبہ یہ قول حق ہے۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ اور یہ باطل نہیں ہے۔ اور اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا کے تحت فرمایا: آپ انہیں قریب کی مہلت دے دیجئے (یعنی تھوڑی سی مہلت دے دیجئے)۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ان کفار کو مہلت دیجئے۔ یہاں تک کہ میں جنگ کا حکم دے دوں۔

امام ابن ابی شیبہ، دارمی، ترمذی، محمد بن نصر اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت حارث الاعور رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ تو لوگ احادیث کے بارے میں عیب اور نقائص بیان کرنے لگے۔ تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور انہیں اس کے بارے اطلاع دی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا انہوں نے ایسا کیا ہے؟

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 203 (35348)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 83-182، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ عنقریب فتنہ برپا ہوگا۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ اس سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں بھی ہیں اور تمہارے بعد آنے والوں کے بارے بھی اور تمہارے لیے بھی حکم ہے، یہ قول فیصل ہے تمسخر و مذاق نہیں ہے۔ پس جب جبر و قہر کرنے والے نے اسے چھوڑا، اللہ تعالیٰ اسے توڑ دے گا اور جو اس کے سوا کسی اور سے ہدایت چاہے گا، اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے۔ یہی ذکر حکیم ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ یہ وہ ہے جس کے سبب خواہشات (صراط مستقیم) ٹیڑھی نہیں ہوں گی۔ علماء اس سے سیر نہیں ہوں گے اور نہ زبانیں اس سے ملتبس ہوں گی اور نہ بار بار پڑھنے سے یہ اکتاہٹ کا سبب ہوگا اور اس کے عجائبات ختم نہیں ہوں گے۔ یہ وہی ہے جسے جونہی جنات نے سنا تو وہ رک گئے یہاں تک کہ انہوں نے کہہ دیا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًاۙ یَّهۡدِیۡۤ اِلَى الرُّشۡدِ (الجن) جس نے اس کے ساتھ گفتگو کی اس نے سچ کہا۔ جس نے اس کے ساتھ فیصلہ کیا اس نے عدل کیا۔ جس نے اس کے مطابق عمل کیا اس نے اجر پایا۔ اور جس نے اس کی طرف دعوت دی اس نے صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کی۔

امام محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں انتہائی عظیم اور شدید قرار دیا۔ تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ان سے نکلنے کی راہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ اس میں نکلنے کی راہ ہے۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کا ذکر بھی ہے اور تم سے بعد والوں کی خبر بھی اور اس میں تمہارے بارے میں فیصلے بھی ہیں۔ پس جس جبر و ظلم کرنے والے نے اسے چھوڑا اللہ تعالیٰ اس کی کمر توڑ دے گا، اور جو اس کے سوا کسی اور سے ہدایت کا خواہش مند ہوگا اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دیگا۔ وہی اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، وہی ذکر حکیم ہے اور وہی صراط مستقیم ہے۔ اور وہی ہے جسے جنات نے جب سنا تو رکے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ کہہ دیا: اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًاۙ یَّهۡدِیۡۤ اِلَى الرُّشۡدِ (الجن) اور یہی وہ ہے جس کے ساتھ زبانیں تھکتی نہیں اور نہ ہی بار بار کثرت سے پڑھنا باعث اکتاہٹ ہوتا ہے۔ (1)

1۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 84 (160)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

آیاتها ۱۹ سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ ۸۷ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝۱ الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ وَ الَّذِيْ قَدَّرَ
فَهَدٰى ۝۳ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝۴ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝۵ سَنُقْرِئُكَ
فَلَا تَنْسٰٓى ۝۶ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝۷ وَنُيَسِّرُكَ
لِلْيُسْرٰى ۝۸ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝۹ سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝۱۰ وَ
يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝۱۱ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝۱۲ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَ
لَا يَحْيٰى ۝۱۳ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝۱۴ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝۱۵ بَلْ
تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝۱۶ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ۝۱۷ اِنَّ هٰذَا لَفِي
الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝۱۸ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝۱۹

''(اے حبیب!) آپ پاکی بیان کریں اپنے رب کے نام کی جو سب سے برتر ہے۔ جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا پھر (ظاہری اور باطنی قوتیں دے کر) درست کیا۔ اور جس نے (ہر چیز کا) اندازہ مقرر کیا۔ پھر اسے راہ دکھائی۔ اور جس نے زمین سے چارا نکالا۔ پھر اسے بنا دیا کوڑا سیاہی مائل۔ ہم خود آپ کو پڑھائیں گے پس آپ (اسے) نہ بھولیں گے۔ بجز اس کے جو اللہ چاہے۔ بے شک وہ جانتا ہے ظاہر کو اور جو چھپی ہوتی ہے۔ اور ہم سہل بنا دیں گے آپ کے لیے اس آسان (شریعت) پر عمل۔ پس آپ نصیحت کرتے رہیے اگر نصیحت فائدہ مند ہو۔ سمجھ جائے گا جس کے دل میں (خدا کا) خوف ہوگا۔ اور دور رہے گا اس سے بدبخت۔ جو (بالآخر) بڑی آگ میں داخل ہوگا۔ پھر نہ وہ وہاں مرے گا اور نہ جیے گا۔ بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا۔ وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ البتہ تم لوگ دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں بہتر ہے اس سے اور باقی رہنے والی ہے۔ یقیناً یہ (سب کچھ) اگلے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے۔ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ (علیہما السلام) کے صحیفوں میں''۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ سَبِّحِ

مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ اور امام بخاری رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سب سے اول ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ یہ دونوں ہمیں قرآن کریم پڑھانے لگے۔ پھر حضرت عمار، حضرت بلال اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم تشریف لائے۔ پھر بیسویں نمبر پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ اور پھر ان کے بعد حضور نبی کریم ﷺ قدم رنجہ فرما ہوئے۔ اور میں نے اہل مدینہ کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس سے بڑھ کر کسی شے سے خوشی کا اظہار کیا ہو، یہاں تک کہ میں نے بچیوں اور بچوں کو بھی دیکھا وہ کہہ رہے تھے: یہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں: ''هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ قَدْ جَآءَ'' اور آپ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور اس جیسی کچھ سورتیں پڑھ چکا تھا۔(2)

امام احمد، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورۃ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پسند فرماتے تھے۔(3)

ابو عبید نے حضرت تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں افضل المسبحات بھول گیا ہوں۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: شاید وہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ عیدین اور یوم جمعہ کو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ:1) پڑھا کرتے تھے۔ اور اگر عید جمعہ کے دن آجاتی تو پھر دونوں نمازوں میں یہی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو عتبہ خولانی سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ:1) پڑھتے تھے۔(5)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عید کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ:1) پڑھتے تھے۔(6)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 303 (4840)، دار الفکر بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 96، دار صادر بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما یقرأ فی صلوۃ الجمعۃ، جلد 1، صفحہ 471 (5452)　5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 472 (5455)

6۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب القرآءۃ فی صلوۃ العیدین، جلد 2، صفحہ 122 (1283)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، ابن ماجہ اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ عیدین میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ:1) کی قرأت فرماتے تھے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور هَلْ أَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ (الغاشیہ:1) پڑھتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ظہر کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھتے تھے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑھی ہے؟ تو ایک آدمی نے عرض کی: میں نے (پڑھی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے جان لیا ہے کہ تم میں سے کسی نے اس کے ذریعے مجھے فکروسوچ میں مبتلا کر دیا ہے۔(3)

ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، دارقطنی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون:1) کی قرأت کرتے تھے۔(4)

امام ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر کی پہلی رکعت میں سورۂ سَبِّحِ اور دوسری میں قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون:1) اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (اخلاص:1) اور معوذتین پڑھتے تھے۔(5)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی معظم ﷺ نماز وتر میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ قُلْ يٰٓأَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون:1) اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ (اخلاص:1) پڑھا کرتے تھے۔

امام محمد بن نصر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو مغرب کی نماز پڑھائی۔ تو وہاں سے انصار کا ایک غلام گزرا۔ وہ اونٹ تلاش کر رہا تھا۔ تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز طویل کر دی۔ جب اس غلام نے یہ دیکھا تو نماز چھوڑ دی اور اپنے اونٹ کی تلاش میں چلا گیا۔ پھر اس نے یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچائی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو آزمائش میں ڈالتا ہے؟ کیا تم میں سے کوئی مغرب کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى اور وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا (شمس:1) جیسی سورتیں نہیں پڑھے گا؟(6)

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب القراءة فی صلوٰة العیدین، جلد 2، صفحہ 122 (1283)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 312 (3569)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 313 (3582)
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 282 (3016)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 566 (3921)
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ما یقرأ به فی المغرب، جلد 1، صفحہ 315 (3606)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور ان پر نماز طویل کر دی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نماز میں) وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (شمس: 1) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (لیل: 1) اور اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ (العلق: 1) پڑھا کرو۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے سجد میں کیا کہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى نازل فرمائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: کہ ہم اپنے سجدوں میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہیں۔

امام ابن سعد نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرمی بن عامر کا وفد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: کیا تو قرآن مجید میں سے کوئی شے پڑھتا ہے؟ تو اس نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝ وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى وَالَّذِیْ اَمْتَنَ عَلَى الْحُبْلٰى، فَاَخْرَجَ مِنْهَا نَسْمَةً تَسْعٰى بَيْنَ شَغَافٍ وَحَشَا" پڑھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس میں قطعاً اضافہ اور زیادتی نہ کر۔ کیونکہ یہ بذات خود شافی اور کافی ہے۔

امام احمد، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝ (الواقعہ: 74) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا: تم اسے اپنے رکوع میں رکھ لو (یعنی اپنے رکوع میں یہ پڑھا کرو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ) اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى نازل ہوئی، تو فرمایا: اسے اپنے سجود میں رکھ لو (یعنی اپنے سجود میں کہا کرو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ (2)

امام احمد، ابو داؤد، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تو کہتے۔ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" (3)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تو فرماتے: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب تو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھے تو یہ کہا کر: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی"

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی اور کہا سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی حالانکہ وہ نماز میں تھے۔ تو آپ نے عرض کی گئی کیا آپ قرآن میں اضافہ کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ بے شک ہمیں اس کا حکم دیا گیا

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب القراءۃ فی صلوۃ العشاء، جلد 1، صفحہ 453 (836)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب التسبیح فی الرکوع، جلد 1، صفحہ 479 (887)

3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 232، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 418 (3578)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے۔ لہٰذا میں نے یہ کہا ہے۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے نماز جمعہ میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی۔ تو کہا۔ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ''(2)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے سنا تو انہوں نے کہا ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى '' اور فرمایا: اسی طرح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی اور کہا۔ ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى '' جب کہ وہ نماز کی حالت میں تھے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اسی طرح پڑھتے تھے اور کہتے تھے: جو کوئی اسے پڑھے تو اسے چاہیے کہ یہ کہے: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ''

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ذکر کیا گیا ہے جب حضور نبی کریم ﷺ یہ پڑھتے تھے تو کہتے ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ''

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھتے تھے تو کہتے: ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ''(5)

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى کے تحت فرمایا: اس نے انسان کو شقاوت اور سعادت کی راہ دکھائی اور چوپاؤں کو ان کی چراگاہوں کی راہ دکھائی۔(6)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالَّذِيْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى میں الْمَرْعٰى سے مراد نباتات اور چارہ ہے یعنی وہ جس نے زمین سے چارہ نکالا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً کا معنی ہے۔ پھر اس ٹوٹی ہوئی خشک گھاس بنا دیا۔ اَحْوٰى جس کی رنگت متغیر اور بدلی ہوئی ہو۔(7)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى کے تحت فرمایا کہ غُثَآءً سے مارد پرانی بوسیدہ شے ہے۔ اَحْوٰى فرمایا: زرد، سبز اور سفید رنگ ہوتا ہے پھر وہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب من کان اذا قرأ، جلد 2، صفحہ 247 (8641)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، (8640)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 184، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب القراءۃ، جلد 2، صفحہ 248 (8642)
5۔ ایضاً (8647)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 185
7۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 186

خشک ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ سبزی کے بعد خشک ہو جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی کا مفہوم ہے پھر اسے سیلاب کے بہائے ہوئے (کوڑے) کی طرح بنا دیا۔ سیاہی مائل یعنی اَحْوٰی سے مراد سیاہ رنگ ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى کے تحت فرمایا: کہ آپ ﷺ بھول جانے کے ڈر سے دل میں قرآن کریم یاد کرتے تھے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جب حضرت جبرائیل امین علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے تو ابھی تک حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی سے فارغ نہ ہوتے کہ آپ وحی کے بوجھ سے دب جاتے اور آپ ﷺ اس خوف سے اسے شروع سے پڑھنے لگتے کہ وہ آپ کے دل کو ڈھانپ لے گی اور آپ کو بھول جائے گی۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ سے کہا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بھولنے کے خوف سے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ قرآن کریم کی کئی آیات بھولے جو حلال و حرام سے متعلق نہیں۔ پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ سے کہا: کہ آپ سے قبل کسی نبی پر کچھ نازل نہیں ہوا مگر یہ کہ وہ اسے بھول گیا اور کچھ اٹھا لیا گیا۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر (تورات کے) تیرہ اجزا نازل ہوئے۔ جب اس نے تختیاں (الواح) پھینکی تو وہ ٹوٹ گئیں وہ زمرد کی تھیں۔ پس ان میں سے چار اجزاء ختم ہو گئے اور نو باقی رہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم اس خوف سے قرآن کریم یاد کرتے تھے کہ وہ آپ کو بھول جائے گا۔ تو آپ کو کہا گیا اس بارے میں ہم آپ کے لیے کافی ہیں اور یہ آیت نازل ہوئی: سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یعنی ہم خود آپ کو پڑھائیں گے۔ پس آپ اسے نہ بھولیں گے بجز اس کے جو میں نے چاہا۔ پس وہ میں آپ کو بھلا دوں گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۙ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کوئی شے نہیں بھولیں گے بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا يَخْفٰى فرمایا: اس میں وَ مَا يَخْفٰى سے مراد وسوسہ ہے۔ یعنی بے شک وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور وسوسہ کو بھی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَ مَا يَخْفٰى کے تحت

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 30 صفحہ 418 (3576)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 567 (3924)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 418 (3577)

یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اسے بھی جو آپ دل میں چھپائے ہوئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرٰى کا مفہوم ہے ہم آپ کے لیے خیر اور نیکی کو آسان بنادیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۙ وَ يَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ قسم بخدا! جو بندہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرا اس نے اس کا ذکر کیا اور جو بندہ اس ذکر سے بے رغبتی کے سبب اور ذکر اور اہل ذکر سے بغض رکھنے کے سبب دور ہٹتا ہے وہ اشقیاء (بدبخت لوگوں) میں سے ایک شقی ہے۔(1)

امام بزار اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس ارشاد ربانی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى کے تحت فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دی اور انداد (شرکاء یعنی وہ جنہیں الوہیت میں اللہ تعالیٰ کا شریک جانا جائے) کو چھوڑ دیا اور یہ شہادت دی کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى فرمایا: مراد پانچ نمازیں ہیں، ان پر دوام اختیار کرنا ہے اور انہیں اپنے اوقات میں ادا کرنے کا اہتمام کرنا ہے (یعنی اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور پانچ وقت کی نمازیں پابندی کے ساتھ ہمیشہ ادا کیں)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى فرمایا: بے شک اس نے فلاح پائی جس نے شرک سے اپنے آپ کو پاک کیا۔ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتا رہا۔ فَصَلّٰى اور پانچ نمازیں پڑھتا رہا۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى بے شک وہ فلاں پا گیا جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى فرمایا: جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا (وہ فلاح پا گیا)۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جو ایمان لے آیا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے کثرت سے استغفار کیا۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ بے شک وہ عمل صالح کے سبب فلاح پا گیا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 189، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 91-190 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 190
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 419 (3579)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 288، دار الفکر بیروت

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم نے الکنی میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز ادا کرنے سے قبل صدقہ فطر ادا کرنے کا حکم دیتے تھے اور یہ آیت تلاوت کرتے تھے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور ایک روایت کے الفاظ میں ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صدقہ الفطر کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى اور فرمایا یہی صدقۃ الفطر ہے۔

ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى پھر آپ عید الفطر کے دن عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے صدقہ فطر تقسیم کرتے تھے۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے عید گاہ کی طرف نکلنے سے پہلے صدقہ ادا کیا۔ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى فرمایا: اور عید کی طرف نکلا اور نماز ادا کی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت میں مراد صدقہ الفطر ہے۔ یعنی بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے صدقۃ الفطر ادا کیا۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (عید گاہ کی طرف) جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرتے تھے اور وہ یہ آیت تلاوت کرتے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ یہ مذکورہ آیت عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کرنے کے بارے میں نازل کی گئی۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد عید الفطر کے دن نماز سے پہلے عید گاہ میں گندم ڈالنا ہے۔(3)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى صدقہ فطر کے بارے میں نازل ہوئی یعنی تو صدقہ فطر ادا کرے اور پھر تو نماز پڑھے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو خلدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں ابو العالیہ کے پاس داخل ہوا۔ تو انہوں نے مجھے کہا جب تو صبح عید گاہ کی طرف جائے تو میرے پاس سے گزرنا۔ ابو خلدہ نے کہا: میں ان کے پاس سے گزرا۔ تو انہوں نے کہا: کیا تم نے کوئی شے کھائی ہے۔ میں نے جواب دیا: ہاں۔ پھر انہوں نے کہا: مجھے بتاؤ تم نے اپنے صدقہ فطر کا کیا کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہ بھیج دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں نے اسی لیے تمہیں طلب کیا۔ پھر

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 419 (3579)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، ابواب زکوۃ الفطر، جلد 4، صفحہ 159 (مفہوم)، دار الفکر بیروت

3۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 288 (1148)، دار الفکر بیروت 4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 159

انہوں نے یہ آیت پڑھی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور فرمایا: بے شک اہل مدینہ تو کسی بھی صدقہ کو صدقہ فطر اور پانی پلانے سے افضل نہیں دیکھتے۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے صدقہ فطر ادا کیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے صدقہ فطر ادا کیا پھر (عیدگاہ کی طرف) نکلا اور صدقہ ادا کرنے کے بعد نماز پڑھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عید الفطر کے دن اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ پہلے ادا کرے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ کا اس ارشاد ربانی قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى کے بارے کیا خیال ہے کیا یہ صدقہ فطر کے لیے ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے اس کے بارے نہیں سنا۔ بلکہ یہ ہر قسم کی زکوٰۃ کے لیے ہے۔ پھر میں نے اس کے بارے آپ کی طرف رجوع کیا۔ تو آپ نے مجھے فرمایا: یہ تمام صدقات کے لیے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے مال سے زکوٰۃ ادا کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے خالق کو اپنے مال سے راضی کیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے مال کو پاک کیا اور اپنے اخلاق کو پاک کیا۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی پر رحم فرمایا جس نے صدقہ کیا اور پھر نماز پڑھی۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى الآیہ۔ اور ابن ابی شیبہ کے الفاظ ہیں جو اپنی نماز ادا کرنے سے پہلے صدقہ کرنے کی استطاعت رکھے۔ تو اسے ایسا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور پھر مذکورہ آیت ذکر کی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر کوئی کسی قسم کا صدقہ کرے تو وہ دو رکعتیں پڑھے۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى الآیہ۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکاۃ، جلد 2، صفحہ 352 (9825)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 190 (مفہوم)

مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تم میں سے کوئی نماز کے ارادہ سے نکلے تو اس پر کوئی شے صدقہ کرنا واجب نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۔(1)

ابن ابی شیبہ نے ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ بے شک وہ فلاح پا گیا جس نے تھوڑا سا مال دیا۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے: بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عرفجہ تقفی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى پڑھی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا تو انہوں نے قرأت چھوڑ دی اور اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہے۔ پس ساری قوم خاموش ہوگئی۔ تو پھر فرمایا: ہم نے دنیا کو ترجیح دی ہے کیونکہ ہم نے اس کی زینت، اس کی عورتوں اور اس کے طعام و شراب کو دیکھا ہے اور آخرت ہم سے پوشیدہ اور مخفی ہے۔ لہٰذا ہم نے اس عاجل (یعنی دنیا) کو اختیار کر لیا ہے۔ اور آجل (یعنی آخرت) کو چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا: الفاظ اس طرح ہیں: بَلْ يُؤْثِرُوْنَ یعنی یہ لفظ یاء کے ساتھ ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بلکہ لوگوں نے اس جلدی ملنے والی (دنیا) کو اختیار کر لیا ہے۔ بجز ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ حالانکہ آخرت بھلائی میں وَّ اَبْقٰى اور باقی رہنے میں (اس سے کہیں بہتر ہے)(4)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں مراد یہ امت ہے بے شک تم دنیوی زندگی کو ترجیح دو گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے روکتا ہے جب تک وہ اپنے دنیوی معاملات کو اپنے دین پر ترجیح نہ دیں اور جب وہ اپنی دنیا کے معاملات کو ترجیح دینے لگیں اور پھر کہیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ تو اسے ان پر لوٹا دیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے جھوٹ بولا ہے۔(5)

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو بھی لا الٰه الا الله وحدهٗ لا شريك له کی شہادت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا جب تک کہ وہ اس کے ساتھ کسی غیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزکاۃ، جلد 2، صفحہ 352 (9819)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 192 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 92-191

5۔ شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، جلد 7، صفحہ 337 (10497)، دار الکتب العلمیہ بیروت

کو شریک نہ کرے۔ آپ ﷺ نے یہ ارشاد تین بار فرمایا۔ دور سے آنے والے لوگوں میں سے کسی نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ! ﷺ کون سی شے کوئی اس کے ساتھ شریک کرسکتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت اور دنیا کو اس کا ترجیح دینا۔ دنیا کے لیے جمع ہونا، دنیا کے ساتھ راضی اور خوش ہونا اور ظلم اور جبر کرنے والوں کا عمل کرنا۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی دنیا سے محبت کی، اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا۔ پس تم باقی رہنے والی کو فناہ ہونے والی پر ترجیح دو۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا اس کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اس کا مال ہے جس کے لیے کوئی مال نہیں اور اسے وہی جمع کرتا ہے جس کی عقل نہ ہو۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت موسیٰ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ان تک خبر پہنچی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جل ثناء نے کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں فرمائی جو اس کے نزدیک دنیا سے زیادہ مبغوض ہو اور بے شک جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے اس کی طرف دیکھا تک نہیں۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے۔(5)

امام بزار، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سب حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف میں ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ سورت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف سے لکھی گئی ہے۔ اور حضرت سعید کے الفاظ ہیں: یہ سورت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحف میں ہے اور ابن مردویہ کے الفاظ ہیں کہ یہ سورت اور یہ ارشاد وَ اِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤى ﴿۳۷﴾ (النجم: 37) تا آخر سورت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحائف میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یہ سورت حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف میں اسی طرح ہے جیسے حضور نبی رحمت ﷺ پر نازل ہوئی۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، جلد 7، صفحہ 338 (10499)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 412، دار صادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 71

4۔ شعب الایمان، باب فی الزہد وقصر الامل، جلد 7، صفحہ 338 (10500)

5۔ ایضاً (10501)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی کی تفسیر میں وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس سورت کا قصہ پہلے صحف میں ہے۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتب میں تسلسل کے ساتھ یہ موجود ہے جیسا کہ تم سنتے ہو کہ بے شک آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔(2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ سابقہ صحف میں یہ موجود ہے: بے شک آخرت دنیا سے بہتر ہے۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک یہ آیات پہلے صحف میں ہیں۔(4)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے بے شک یہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک سو چار کتابیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل فرمائے۔ حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحائف اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات سے پہلے دس صحائف نازل فرمائے۔ اور (علاوہ ازیں) اللہ تعالیٰ نے تورات، انجیل، زبور اور قرآن مجید کتب نازل فرمائیں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحف کیا تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تمام میں اس طرح ہے کہ اے جابر، غالب، آزمائش میں مبتلا کرنے والے اور مغرور بادشاہ! میں نے تجھے نہیں بھیجا کہ تو دنیا کو ایک دوسرے پر جمع کرتا رہے۔ بلکہ تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تو مظلوم کی دعا کو مجھ سے واپس لوٹائے۔ کیونکہ میں اسے رد نہیں کرتا اگرچہ وہ کافر کی طرف سے ہو۔ اور عاقل پر لازم ہے جب تک اس کی عقل مغلوب نہ ہو۔ اس کے لیے تین ساعتیں ہوں (یعنی اس کا وقت تین حصوں میں منقسم ہو)۔ ایک ساعت میں وہ اپنے رب کی مناجات کرتا ہو۔ اور ایک ساعت میں وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہو اور جو کچھ اس نے عمل کیا اس میں غور و فکر کرتا ہو۔ اور ایک ساعت اس کی حلال حاجات کے لیے خالی ہو۔ کیونکہ یہ ساعت ان پہلی ساعتوں کے لیے معاون ہو گی، دلوں کو اطمینان پہنچائے گی اور ان کو (غفلت سے) خالی اور فارغ رکھے گی۔ اور صاحب عقل پر لازم ہے کہ وہ آنے والے وقت میں پیش آنے والے کاموں پر نظر رکھے اور اپنی زبان کی حفاظت رکھے۔ کیونکہ جو اپنے عمل سے اپنی کلام کا محاسبہ کرتا ہے۔ اس کی گفتگو کم ہو جاتی ہے بجز ایسے امور کا جو بامقصد اور نفع بخش ہوتے ہیں۔ اور صاحب عقل پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ تین چیزوں کی تلاش کرے۔ ذریعہ معاش، توشۂ آخرت اور غیر محرم میں تلذذ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم صحف موسیٰ علیہ السلام کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 192، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 193
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 192

ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: وہ تمام کے تمام عبرت ہیں۔ مجھے اس پر تعجب ہے جو دنیا کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے چاہنے والوں کو الٹتی رہتی ہے۔ پھر وہ اس کے ساتھ مطمئن رہتا ہے اور اس کے لیے جو تقدیر کا یقین رکھتا ہے پھر تھکتا رہتا ہے اور اس کے لیے تعجب ہے جو حساب کا یقین رکھتا ہے پھر وہ عمل نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا اس میں سے آپ پر بھی کوئی شے نازل ہوئی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحف میں ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! ہاں قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى ﴿١٩﴾۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے معجم میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی شبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کئی چیزوں کے بارے میں آپ سے کچھ دریافت کیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وتر کتنی رکعتیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تین رکعتیں۔ ان میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1)۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون:1) اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (اخلاص:1) پڑھی جاتی ہیں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے مغرب کی نماز پڑھائی اور پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور دوسری رکعت میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ (کافرون:1) کی قرأت فرمائی۔(1)

1۔ مجمع الزوائد، کتاب الصلوٰۃ، جلد 2، صفحہ 298 (2705)، دار الفکر بیروت

آیاتہا ۲۶ | سُوْرَۃُ الْغَاشِیَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۸۸ | رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الغاشیہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝۱ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝۵ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝۶ لَّا يُسْمِنُ وَ لَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝۷ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝۸ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝۹ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝۱۰ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝۱۱ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝۱۲ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝۱۳ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝۱۴ وَّ نَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝۱۵ وَّ زَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝۱۶ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝۱۷ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝۱۸ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝۱۹ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝۲۰ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝۲۱ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝۲۲ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ ۝۲۳ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝۲۴ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝۲۵ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝۲۶

"کیا پہنچی آپ کو چھا جانے والی آفت کی خبر۔ کتنے ہی چہرے اس دن ذلیل و خوار ہوں گے۔ مشقت میں مبتلا، تھکے ماندے۔ داخل ہوں گے دہکتی ہوئی آگ میں۔ انہیں پلایا جائیگا کھولتے ہوئے چشمہ سے۔ انہیں کوئی کھانا نہ ملے گا بجز خاردار جھاڑ کے۔ جو نہ فربہ کرے گا اور نہ بھوک دور کرے گا۔ کتنے ہی چہرے اس دن بارونق ہوں گے۔ اپنی کاوشوں پر خوش ہوں گے۔ عالی شان جنت میں۔ نہ سنیں گے وہاں کوئی لغو بات۔ اس میں چشمہ جاری ہوگا۔ اس میں اونچے اونچے تخت (بچھے) ہوں گے۔ اور ساغر (قرینے سے) رکھے ہوں گے۔ اور گاؤ تکیے قطار

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت

18

درقطار لگے ہوں گے۔ اور قیمتی قالین بچھے ہوں گے۔ کیا یہ لوگ (غور سے) اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے (عجیب طرح) پیدا کیا گیا ہے۔ اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتے کہ اسے کیسے بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ انہیں کیسے نصب کیا گیا ہے۔ اور زمین کی طرف کہ اسے کیسے بچھایا گیا ہے۔ پس آپ انہیں سمجھاتے رہا کریں۔ آپ کا کام تو سمجھانا ہی ہے۔ آپ ان کو جبر سے منوانے والے تو نہیں ہیں۔ مگر جس نے روگردانی کی اور کفر کیا۔ تو اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ بے شک انہیں (آخر) ہمارے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر یقیناً ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب لینا ہے''۔

امام مالک، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ کے ساتھ اور کون سی سورت پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْغَاشِیَةِ سے مراد قیامت ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے: هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ کیا آپ کو قیامت کی خبر پہنچی ہے۔ وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۙ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ (کتنے ہی چہرے اس دن ذلیل و خوار ہوں گے) مشقت میں مبتلا ہوں گے اور آگ میں پڑے ہوں گے۔ تُسْقٰى مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ فرمایا: یہ وہ چشمہ ہے جس کا ابلنا اور کھولنا سخت اور شدید ہوگا (یعنی اس چشمے سے انہیں پلایا جائے گا)۔ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ فرمایا: ضَرِیْعٍ سے مراد شبرق ہے یعنی کانٹے دار بوٹی جو جب سبز رہے اونٹ کھاتے ہیں اور خشک ہونے کے بعد وہ بھی کھانا چھوڑ دیتے ہیں)(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے: هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ کیا آپ کو قیامت کی خبر پہنچی ہے۔ وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ فرمایا: کتنے ہی چہرے اس دن آگ میں ذلیل و خوار ہوں گے۔ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ فرمایا: انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے تکبر اور رعونت اختیار کی۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں مشقت میں مبتلا کرے گا اور انہیں آگ میں ڈال دے گا۔ تُسْقٰى مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ فرمایا: یہ اتنا گرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس وقت سے پکا رکھا ہے جب سے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے۔ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ فرمایا: ضَرِیْعٍ سے مراد شبرق ہے جو انتہائی تکلیف دہ کھانا ہے اور انتہائی بدمزہ اور پلید ہوگا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ کا مفہوم ہے یعنی آخرت میں کتنے چہرے (ذلیل و خوار ہوں گے)۔

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، باب القراءۃ فی صلوٰۃ الجمعۃ، جلد 2، صفحہ 34 (1119)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 194، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 96-95-194 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ کے تحت فرمایا کہ یہود و نصاریٰ ڈریں گے اور ان کی مشقت انہیں نفع نہیں دے گی۔ تُسْقٰى مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ فرمایا: پلایا جائے گا ایسے چشمہ سے جو شدت سے کھول رہا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور حاکم رحمہم اللہ نے ابو عمران الجونی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک راہب کے پاس سے گزرے اور ٹھہر گئے اور راہب کو بلایا گیا۔ پھر اسے بتایا گیا: یہ امیر المومنین ہیں۔ پس وہ ظاہر ہوا تو وہ ایک انتہائی تکلیف اور مشقت میں مبتلا انسان تھا اور اس نے دنیا کو چھوڑ رکھا تھا۔ تو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو آپ رونے لگے اور آپ کو بتایا گیا یہ تو نصرانی ہے۔ تو آپ نے فرمایا: میں جانتا ہوں لیکن مجھے اس پر رحم آ گیا ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد آیا: عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِیَةً پس مجھے اس کی تھکاوٹ اور مشقت پر ترس آیا ہے حالانکہ یہ آتش جہنم میں ہوگا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: وہ دنیا میں گناہوں کے سبب تھکنے والے ہیں انہیں قیامت کے دن جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ فرمایا: ضَرِیْعٍ سے مراد خار دار جھاڑ (شبرق) ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ تَصْلٰى نَارًا حَامِیَةً کا معنی ہے وہ داخل ہوں گے انتہائی گرم (دہکتی ہوئی) آگ میں۔ تُسْقٰى مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ فرمایا: پلایا جائے گا چشمہ سے جو اپنی گرمائش کی انتہا تک پہنچا ہوگا۔ لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ فرمایا: ان کے لیے کوئی کھانا نہیں ہوگا بجز جہنم کے ایک درخت کے (یعنی ضریع جہنم میں ایک درخت ہے)(2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ کے تحت کہا کہ اس کا پکنا اور کھولنا اس وقت سے ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو تخلیق فرمایا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ کے تحت کہا کہ اس کی حرارت اور گرمی حد کو پہنچی ہوئی ہے اور وہ اس کے پینے کا وقت ہے۔ اور اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ کے تحت کہا کہ ضَرِیْعٍ سے مراد خشک شبرق ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مِنْ عَیْنٍ اٰنِیَةٍ کی تفسیر میں کہا اس کی گرمی انتہاء کو پہنچی ہوگی اور اس سے اوپر کوئی گرمی اور حرارت نہیں ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ابن زید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اٰنِیَةٍ کا معنی حاضرۃ (موجود) ہے۔(4)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 420 (3584)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 196، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 97-196 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 196

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ سے مراد خشک شبرق ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے کہ لغت قریش کے مطابق ضریع کو موسم بہار میں شبرق اور موسم گرما میں ضَرِیْعٍ کہا جاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ الشبرق زمین پر بچھی ہوئی کانٹے دار بوٹی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابوالجوزاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ سے مراد سلم ہے اور یہ کانٹے ہیں اور وہ کیسے فربہ ہوگا جس کا کھانا کانٹے ہوں؟

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ سے مراد پتھر ہیں۔(2)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ضَرِیْعٍ سے مراد زقوم (تھور) ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جہنم پر بھوک مسلط کردی جائے گی یہاں تک کہ وہ اس عذاب کے مشابہ ہو جائے گی جس میں وہ مبتلا ہوں گے اور وہ کھانا طلب کرنے لگیں گے۔ تو انہیں جو کھانا دیا جائے گا وہ ضَرِیْعٍ (شبرق) ہے جو نہ فربہ کرے گا اور نہ ہی بھوک دور کر سکے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک کمزور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَیْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِیْعٍ کے تحت یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میں کانٹوں کی طرح ایک شے ہوگی وہ مصبر سے زیادہ کڑوی ہوگی، مردار سے زیادہ بدبودار ہوگی اور آگ سے زیادہ گرم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ضَرِیْعٍ کا نام دیا ہے کہ جب اسے کھانے والا کھائے گا وہ پیٹ میں داخل نہیں ہوگی اور نہ ہی منہ کی طرف اوپر آئے گی اور درمیان میں ہی باقی رہ جائے گی اور وہ بھوک کو بھی دور نہیں کر سکے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے سورۂ غاشیہ میں پڑھا وُجُوْهٌ یَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ یعنی اس دن کتنے ہی چہرے بارونق ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے لِّسَعْیِهَا رَاضِیَةٌ کے تحت یہ معنی بیان کیا کہ وہ اپنے عمل اور کاوش پر خوش اور راضی ہوں گے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا میں تاء کو منصوب اور لَاغِیَةً کو منصوب اور تنوین کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً میں فرماتے ہیں کہ وہ کوئی اذیت ناک اور باطل گفتگو نہیں سنیں گے اور فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ میں فرمایا: اس میں ایک دوسرے کے اوپر تخت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 197، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

بچھے ہوں گے۔ وَّ نَمَارِقُ اور مجالس (انتہائی سجی ہوں گی) (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَاغِیَةً سے مراد گالی گلوچ ہیں۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَاغِیَةً سے مراد اذیت ناک گفتگو ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے لَّا تَسْمَعُ فِیْهَا لَاغِیَةً کی تفسیر میں کہا کہ تو جنت میں کوئی باطل اور گناہ کی گفتگو نہیں سنے گا۔ اور نَمَارِقُ سے مراد تکیے ہیں اور مَبْثُوْثَةٌ کا معنی ہے بچھائے ہوئے۔ (3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ کا معنی ہے اس میں اونچے اونچے پلنگ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَمَارِقُ کا معنی گاؤ تکیے ہیں۔ اور زَرَابِیُّ سے مراد قالین ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ نَمَارِقُ سے مراد تکیے اور تکیہ لگانے کی جگہیں ہیں۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ زَرَابِیُّ سے مراد قالین ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ کا معنی ہے کہ قالینیں ایک دوسرے کے اوپر بچھی ہوں گی۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت عمار بن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے منصور بن معتمر کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو انہوں نے نماز میں هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھی اور اس میں یہ آیت بھی پڑھی: وَّ زَرَابِیُّ مَبْثُوْثَةٌ اور وہ نرم و گداز اور قالینوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن ابی ہذیل سے بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی اور نبی نے کہا: اے رب! یہ تیری طرف سے کیسے ہو سکتا ہے؟ تیرے دوست زمین میں ڈرتے ہیں اور قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ دامن طلب پھیلاتے ہیں لیکن انہیں عطا نہیں کیا جاتا۔ اور تیرے دشمن جو چاہیں کھاتے ہیں، جو چاہیں پیتے ہیں اور اسی طرح کی اور چیزیں بھی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں بندے کو جنت کی طرف لے چلوں گا۔ پس وہ وہاں ایسی نعمتیں دیکھے گا جو اس نے کبھی نہیں دیکھیں۔ مثلاً وہاں ساغر قرینے سے رکھے ہوں گے، گاؤ تکیے قطار در قطار لگے ہوں گے اور قیمتی قالین بچھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 199، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 200-199
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 200

ہوں گے۔ علاوہ ازیں یہ خوبصورت آنکھوں والی حوریں، پھلوں، میووں اور ان خدام کی طرف دیکھے گا جو ایسے سچے موتیوں کی طرح ہوں گے جو چھپا رکھے ہوں۔ مزید فرمایا: کیا وہ مشقت جو دنیا میں میرے دوستوں کو پہنچی اس نے انہیں کوئی نقصان دیا، جب کہ ان کا انجام یہ ہے؟ پھر فرمایا: میرے اس بندے کو لے چلو۔ پس اسے جہنم کی طرف لے جائے گا۔ تو وہاں سے بلی کی طرح کا ایک جانور نکلا۔ تو وہ بندہ غش کھا کر گر پڑا۔ پھر اسے افاقہ ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے دشمن کو اس نے کیا نفع دیا ہے جو میں نے انہیں دنیا میں عطا کیا جب کہ ان کا انجام اور ٹھکانا یہ ہے؟ تو اس نے جواب عرض کیا: کوئی شے نہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ! تیرے بندوں میں سے ایک بندہ تیری عبادت کرتا ہے، تیری اطاعت کرتا ہے اور تیری ناراضگی سے بچتا ہے تو اس سے دنیا کو دور رکھتا ہے اور اسے طرح طرح کی آزمائشوں میں مبتلا رکھتا ہے۔ اور ایک بندہ تیرے سوا غیر کی پوجا کرتا ہے اور تیری نافرمانی کے اعمال کرتا ہے تو اس کے لیے دنیا کو قریب کرتا ہے اور اس سے آزمائشوں کو دور ہٹاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ بندے اور شہر (زمین) میرے ہیں۔ ہر کوئی میری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے۔ پس میرے بندۂ مومن کے کچھ گناہ ہوتے ہیں تو میں اس کے لیے آزمائشوں اور مصیبتوں کو لاتا ہوں اور اس سے دنیا کو دور رکھتا ہوں۔ نتیجۃً وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں اور میں اسے جزا عطا فرماؤں گا جب وہ مجھ سے آملے گا۔ اور رہا کافر بندہ تو اس کی کچھ نیکیاں ہوتی ہیں تو میں اس سے مصیبتوں اور آزمائشوں کو دور کر دیتا ہوں اور اسے دنیا وافر عطا کرتا ہوں۔ پس یہ اس کی نیکیوں کی جزا ہو جاتی ہے اور میں اس کے گناہوں کی سزا اس وقت دوں گا جب وہ میرے پاس آئے گا۔ (2) واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: جب اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا بیان فرمایا جو جنت میں ہیں تو اس سے گمراہ ہونے والوں نے تعجب کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: **اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَیْفَ خُلِقَتْ** اور اونٹ عربوں کے کھانوں میں سے ایک کھانا اور ان کے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ **وَ اِلَى السَّمَآءِ كَیْفَ رُفِعَتْ﴿۱۸﴾ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَیْفَ نُصِبَتْ** فرمایا: تو اپنی زندگی کی عام دنوں میں بڑی چٹانوں والے پہاڑ کی طرف چڑھتا رہتا ہے۔ اور جب تو اس کی بلندی پر پہنچتا ہے تو وہاں پھوٹنے والے چشموں اور لٹکے ہوئے پھلوں کو دیکھتا ہے۔ اسے ہاتھوں نے گاڑا نہیں اور نہ ہی لوگوں نے اس پر کام کیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص مدت تک انعام ہے۔ **وَ اِلَى الْاَرْضِ كَیْفَ سُطِحَتْ** یعنی (کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے) زمین کی طرف اسے کیسے بچھایا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: بے شک جو انہیں تخلیق کرنے پر قادر ہے وہ جنت میں جو چاہے اسے تخلیق کرنے کی بھی قدرت رکھتا ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت شریح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کو کہا کرتے تھے ہمارے ساتھ بازار کی طرف نکلو کہ ہم اونٹ کی طرف دیکھیں اسے کیسے تخلیق فرمایا گیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنۃ، جلد 7، صفحہ 35 (34008)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 46 (34108)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 201، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ قتال کروں یہاں تک کہ وہ کہنے لگیں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ۔ پس جب انہوں نے یہ کہا: تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور اموال محفوظ کر لیے بجز اس کے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَذَكِّرْ ۗ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۞ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے بِمُصَيْطِرٍ کی قرأت صاد کے ساتھ فرمائی۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: آپ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہیں۔ پس آپ انہیں معاف فرما دیجئے اور ان سے درگزر کیجئے۔(3)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بِمُصَيْطِرٍ کا معنی قاصر، جبر کرنے والا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے میرے بندوں کو میرے سپرد کر دیجئے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِمُصَيْطِرٍ کا معنی مسلط ہے یعنی کوئی شے مسلط کرنے والا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِمُصَيْطِرٍ کا معنی جبار، جبر کرنے والا ہے اور انہوں نے اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَ كَفَرَ کے تحت فرمایا: اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔(6)

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور فرمایا: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) تو قتل کرو مشرکین کو جہاں بھی تم انہیں پاؤ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ کا مفہوم ہے بے شک انہیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 568 (3926)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 279 (3007)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 202، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 421 (3588)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 202
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 202-203

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَهُمۡ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: الایاب کا معنی مرجع (لوٹنا) ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے عبید بن ابرص کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

وَكُلُّ ذِیْ غَیْبَةٍ یَؤُوْبُ وَغَائِبُ الْمَوْتِ لَایَؤُوْبُ

"ہر غیب ہونے والا لوٹ آتا ہے لیکن موت کے سبب غیب ہونے والا لوٹ کر نہیں آتا"۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

فَاَلْقَتْ عَصَاهَا وَاسْتَقَرَّ بِهَاالنَّوٰی كَمَا قَرَعَيْنًا بِالْاِيَابِ الْمُسَافِرُ

"پس اس نے اپنا عصا ڈال دیا اور اس کے ساتھ اقامت اختیار کر لی۔ جیسا کہ مسافر کے لوٹنے کے سبب آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں (اور انہوں نے سکون پالیا)"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ اِلَیۡنَاۤ اِیَابَهُمۡ کا معنی ہے بے شک وہ ہماری طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ان کا لوٹنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہی ان کا حساب ہے۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 203، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۳۰ ｜ سُوْرَۃُ الْفَجْرِ مَکِّیَّۃٌ ۸۹ ｜ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالْفَجْرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۭ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۽﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۽﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۽﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۽﴿۹﴾ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۽﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۽﴿۱۱﴾ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۽﴿۱۲﴾ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ﴿۱۳﴾

’’قسم ہے اس صبح کی۔ اور ان (مقدس) دس راتوں کی۔ اور قسم ہے جفت اور طاق (راتوں) کی۔ اور رات کی جب گزرنے لگے۔ یقیناً اس میں قسم ہے عقل مند کے لیے۔ کیا آپ نے ملاحظہ نہ کیا کہ آپ کے رب نے کیا کیا عاد۔ ارم کے ساتھ جو اونچے ستونوں والے تھے۔ نہیں پیدا کیا گیا جن کا مثل (دنیا کے) ملکوں میں۔ اور ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جنہوں نے کاٹا تھا چٹانوں کو وادی میں۔ اور (کیا کیا) فرعون کے ساتھ جو میخوں والا تھا۔ جنہوں نے سرکشی کی تھی (اپنے اپنے) ملکوں میں۔ پھر ان میں بکثرت فساد برپا کر دیا تھا۔ پس آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا‘‘۔

امام ابن ضریس، نحاس نے ناسخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ وَالْفَجْرِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ وَالْفَجْرِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی ہے۔

ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۂ وَالْفَجْرِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام نسائی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے: اے معاذ! آپ نے فتنہ میں ڈالا ہے۔ تم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى (الاعلیٰ:1) وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا (الشمس:1)۔ وَالْفَجْرِ اور وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى (الیل:1) سے کہاں تھے؟ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے وَالْفَجْرِ کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ قسم ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ (3)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن نسائی، باب القراءۃ فی العشاء، جلد 1، صفحہ 172، دارالحدیث القاہرہ　3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 204

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کے ساتھ چاہتا ہے قسم کھاتا ہے۔ لیکن کسی اور کے لیے درست نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی غیر کی قسم کھائے۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد دن کا پھوٹنا ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا الْفَجْرِ سے مراد صبح ہے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد جمعہ کا دن فجر کا طلوع ہونا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد یوم نحر (قربانی کے دن) کی فجر ہے ہر فجر مراد نہیں ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وَالْفَجْرِ سے مراد فجر کی نماز ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، بیہقی نے الشعب میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ماہ محرم میں سال کی پہلی فجر ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل ترین روزے ماہ محرم الحرام کے ہیں اور فرض نماز کے بعد افضل ترین رات کی نماز ہے۔(5)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: اے امیر المومنین! مجھے اس مہینے کے بارے بتایئے رمضان المبارک کے بعد جس کے میں روزے رکھا کروں۔ آپ نے فرمایا: تو نے ایسی شے کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے اس آدمی کے بعد کسی کو سوال کرتے ہوئے نہیں سنا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے دریافت کیا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو رمضان المبارک کے بعد کسی مہینے کے روزے رکھے، تو پھر محرم الحرام کے روزے رکھ۔ کیونکہ یہ شہر اللہ ہے۔ اس میں ایک دن ہے جس میں ایک قوم کی توبہ قبول ہوئی اور اس میں دوسروں کی توبہ بھی قبول فرمائے گا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 204، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ شعب الایمان، باب تخصیص شہر المحرم بالذکر، جلد 3، صفحہ 359 (3771)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 8-7، صفحہ 44 (1163/202)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب ذکر صوم المحرم، جلد 2، صفحہ 300 (9223)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

مکرم ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے۔ وہاں یہودی یوم عاشوراء (دسویں محرم) کا روزہ رکھتے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس دن کیا ہوا ہے کہ تم اس دن روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: یہ بہت عظیم دن ہے اللہ تعالیٰ نے اس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات عطا فرمائی اور آل فرعون کو اسی دن غرق کیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن روزہ رکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم تمہاری نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زیادہ حق رکھتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔(1)

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ربیع بنت مسعود بن عفراء رضی اللہ عنہما سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشوراء کی صبح کو انصار کی ان بستیوں کی طرف پیغام بھیجا جو مدینہ طیبہ کے نواح میں تھیں کہ جس کسی نے صبح روزے کی حالت میں کی ہے اسے اپنا روزہ مکمل کرنا چاہیے۔ اور جس نے روزے کی بغیر صبح کی ہے اسے چاہیے کہ وہ بقیہ دن روزہ رکھے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ اس کے بعد ہم اس دن کا روزہ رکھتے تھے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے تھے اور ہم انہیں مسجد کی طرف لے جاتے تھے اور ہم ان کے لیے اون کی ایک کھیل بناتے تھے۔ پس جب ان میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تو اسے وہ دے دیتے۔ یہاں تک کہ افطار کے وقت تک وہ کھیلتا رہتا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کسی دن کو دوسروں پر فضیلت دیتے ہوئے اس کے روزوں کا اہتمام کرتے ہوں بجز اس دن کے، یعنی یوم عاشوراء یا رمضان المبارک کے مہینے کے۔(3)

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان المبارک کے مہینے اور یوم عاشوراء کے سوا کسی دن کو دوسرے دن پر روزے کے اعتبار سے فضیلت حاصل نہیں۔(4)

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے اسود بن یزید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر جو اصحاب رسول اللہ ﷺ کوفہ میں رہا کرتے تھے میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے یوم عاشوراء کے روزے کا حکم دیا ہو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ نے خود یوم عاشوراء کا روزہ رکھا اور اس کے روزے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اس دن کی تعظیم تو یہودی کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب آئندہ سال یہ دن آئے گا تو ہم ان شاء اللہ نویں کے دن کا روزہ بھی رکھیں گے۔ لیکن آئندہ سال ابھی نہیں آیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا۔(6)

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 8 (1130/127)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 12 (1136/136)
3۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 9 (1132/131)
4۔ شعب الایمان، باب فی الصیام، جلد 3، صفحہ 363 (3784)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً (3784)
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 8 (1134/133)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم یوم عاشوراء کا روزہ رکھو اور اس میں یہود کی مخالفت کرو۔ تم اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد روزہ رکھو۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں زندہ ہوا تو میں ضرور بضرور یوم عاشوراء سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد کا روزہ رکھنے کا حکم دوں گا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تم یہود کی مخالفت کرو اور نویں اور دسویں (دو دن) کا روزہ رکھو۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو جبلہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا۔ تو انہوں نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا۔ تو ان سے کہا گیا: آپ سفر میں یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے ہیں حالانکہ آپ رمضان المبارک کا روزہ نہیں رکھتے؟ تو انہوں نے فرمایا: بے شک رمضان المبارک کا روزہ دوسرے دن تک مؤخر ہو سکتا ہے لیکن یوم عاشوراء کا روزہ فوت ہو جاتا ہے (مؤخر نہیں ہو سکتا)۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یوم عاشوراء ایسا دن ہے جس کی تعظیم یہودی کرتے ہیں اور وہ اسے عید کا دن بناتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس تم بھی اس دن کا روزہ رکھو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم عاشوراء وہ دن ہے جس کا روزہ انبیاء علیہم السلام رکھا کرتے تھے۔ پس تم بھی اس کا روزہ رکھا کرو۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو وسعت اور سہولت باہم پہنچائی اللہ تعالیٰ اسے پورا سال سہولت اور خوشحالی عطا فرمائے گا۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو آسانی اور خوشحالی عطا کی اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسعت و خوشحالی عطا فرمائے گا۔(8)

ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو سہولت اور وسعت عطا کی اللہ تعالیٰ سارا سال اسے خوشحالی اور وسعت عطا فرمائے گا۔(9)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے اہل و عیال کو عاشوراء کے دن وسعت دی اللہ تعالیٰ اسے سارا سال وسعت اور سہولت عطا فرمائے گا۔ بیہقی نے کہا ہے:

1۔ شعب الایمان، باب الصیام، جلد 3، صفحہ 365 (3790)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 364 (3789)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 287
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 367 (3798)
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 311 (9353)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً (9355)
7۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 365 (3791)
8۔ ایضاً، (3792)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 366 (3794)

اس روایت کی اسانید اگرچہ ضعیف ہیں۔ لیکن ان کے ایک دوسرے کے ساتھ ملنے کے سبب یہ قوی ہو چکی ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم بن محمد بن منتشر رحمہ اللہ نے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جنہوں نے عاشوراء کے دن اپنے گھر والوں کو راحت اور خوشحالی فراہم کی وہ سارا سال اپنے رزق میں برکت اور وسعت پائیں گے۔(2)

امام بیہقی نے حضرت عروہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف بھی قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عاشوراء کے دن آنکھوں میں سرمہ لگائے گا وہ کبھی آشوب چشم میں مبتلا نہیں ہوگا۔(3)

امام احمد، نسائی، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الشعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ فرمایا: دس راتوں سے مراد (ذوالحجہ) اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ الْوَتْرِ سے مراد یوم عرفہ اور الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر ہے۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ دس راتوں سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں (5)۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: کہ یہ ماہ ذی الحجہ کی پہلی دس راتیں ہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد ذوالحجہ کی پہلی رات سے لے کر یوم نحر (دسویں ذی الحجہ) تک ہیں۔(6)

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں اور یہی سال کے افضل دن ہیں۔(7)

عبد الرزاق، فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ذوالحجہ کی دس راتیں ہیں۔(8)

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔(9)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ بن مزاحم سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام ایام پر ان کی فضیلت کی وجہ سے ان کی قسم کھائی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ اور یہ وہی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ فرمایا: وَاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ (الاعراف:142)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 366 (3795)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً (3796)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 367 (3797)
4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 327، دار صادر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً
7۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 353 (3748)، دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 422 (3591)، دار الکتب العلمیہ بیروت
9۔ ایضاً (3589)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور میرے ساتھ حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ پس حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں یوم عرفہ کو صبح کے کھانے پر دعوت دی۔ حضرت ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا یہ دس راتیں وہی ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کون سی شے تجھے بتاتی ہے؟ ابوسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: میں شک میں مبتلا نہیں ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں بلکہ میں تجھے شک میں ڈال رہا ہوں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا وَالْفَجْرِ اس کے بارے تم جانتے ہو۔ وَلَيَالٍ عَشْرٍ فرمایا۔ یہ اضحیٰ کی دس راتیں ہیں۔ وَّالشَّفْعِ فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا (النباء:8) وَالْوَتْرِ فرمایا: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی سے یہ مروی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں یہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی اور ایام نہیں ہیں جن میں کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں کی نسبت زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ بجز اس آدمی کے جس نے اپنے مال و جان سے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کیا اور اس سے کوئی شے لے کر واپس نہیں لوٹا (یعنی سب کچھ قربان کر دیا) (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دس دنوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی افضل ایام نہیں اور ان دس دنوں میں کیے جانے والے عمل سے بڑھ کر کسی دن کیا جانے والا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ نہیں۔ پس تم ان دنوں میں تہلیل و تکبیر اور تحمید کثرت سے بیان کیا کرو۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ان دس دنوں میں سے کسی دن کا عمل اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے کی طرح ہے۔ ان دنوں کو روزہ رکھا جائے گا اور راتوں کو بیدار رہا جائے گا۔ بجز اس کے کہ کوئی آدمی (جام) شہادت کے ساتھ خاص ہو جائے۔ حضرت امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مجھے یہ حدیث بنی مخزوم کے ایک آدمی نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ہنیدہ بن خالد رحمہ اللہ کی سند سے اپنی بیوی سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے کسی زوجہ محترمہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کی نو تاریخ، یوم عاشوراء اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے اور ان تین دنوں سے مراد مہینے کا پہلا پیر اور دو جمعراتیں ہیں۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام دنیا میں

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 353 (3749)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (3750)

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 355 (3753) 4۔ ایضاً، (3754)

سے کوئی دن بھی نہیں جن میں کیا جانے والے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس عبادت سے زیادہ محبوب ہو جو اس کے لیے ان دس دنوں میں کی جاتی ہے۔ ان میں سے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں کے مساوی ہوتا ہے اور ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہوتا ہے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے افضل کوئی دن نہیں اور کسی دن کا عمل اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں۔ پس تم ان میں تہلیل وتکبیر زیادہ کیا کرو۔ کیونکہ یہ تہلیل وتکبیر کے دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے دن ہیں۔ بے شک ان میں سے ایک دن کا روزہ سال کے روزوں کے مساوی ہوتا ہے اور ان میں کیا جانے والا عمل سات سو گناہ بڑھا دیا جاتا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے مراد رمضان المبارک کی آخری دس راتیں ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ تین دس (ایام) کی تعظیم کرتے تھے: محرم الحرام کے پہلے دس، ذوالحجہ کے پہلے دس اور رمضان المبارک کے آخری دس ایام کی۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سے الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان سے مراد نمازیں ہیں، ان میں سے بعض شفع اور بعض وتر ہیں۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ سے مراد فرض نماز ہے، ان میں سے کچھ شفع اور کچھ وتر ہیں۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نمازوں میں کچھ شفع ہیں اور کچھ وتر۔ فرمایا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مراد عدد ہے، اسی میں جفت بھی ہے اور طاق بھی۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ سے مراد نماز مغرب ہے، شفع دو رکعتیں ہیں اور وتر ایک رکعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ہمارے رب نے کل عدد کے ساتھ قسم کھائی ہے۔ شفع (جفت) بھی اسی سے ہے اور وتر (طاق) بھی اسی سے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 355 (3757)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 356 (3758)
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 170، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3593)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد جوڑا اور وتر سے مراد فرد ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہر شے کے الشَّفْعِ سے مراد دو ہونا اور الْوَتْرِ سے مراد ایک ہونا ہے۔

امام عبد الرزاق رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ساری کی ساری مخلوق جفت اور طاق ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کی قسم کھائی۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور تم شفع ہو۔ (2)

امام فریابی، سعید بن جبیر، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق شفع ہے: آسمان اور زمین، خشکی وتری، انسان اور جنات اور چاندی اور دیگر اس قسم کی سب مخلوق شفع ہے اور وتر صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ (3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور اس کی مخلوق شفع ہے یعنی مذکر اور مؤنث۔ (4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ شفع سے مراد حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت مائی حوا علیہا السلام ہیں اور وتر سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل کی سند سے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے سے جوڑا جوڑا یعنی دو دو پیدا کیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اپنی ذات وتر، واحد اور صمد ہے۔ حضرت اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے اس کا ذکر حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا۔ تو انہوں نے کہا: حضرت مسروق اسی طرح کہا کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کسی نے ہر نماز کے بعد اور جب اپنے بستر پر سونے کے لیے جائے یہ کلمات تین بار کہے "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الطَّيِّبَاتِ الْمُبَارَكَاتِ" اور پھر لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اسی طرح کہا۔ تو یہ کلمات اس کے لیے قبر میں نور ہوں گے، پل پر نور ہوں گے اور صراط پر نور ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ (5)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفع اور وتر کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: ان سے مراد دو دن اور ایک رات ہے اور وہ یوم

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3592)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 207، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً (مفہوم)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 32 (29256)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

عرفہ اور یوم نحر ہیں اور وتر سے مراد لیلۃ النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کی رات ہے اور یہی لیلۃ الجمع ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد قربانی کے ایام ہیں یعنی یوم عرفہ اور یوم اضحیٰ یہ دونوں شفع ہیں اور قربانی کی رات الْوَتْرِ ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ الشَّفْعِ سے مراد (پہلے) دو دن ہیں اور الْوَتْرِ سے مراد تیسرا دن ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان سے الشَّفْعِ اور الْوَتْرِ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: شفع کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ (البقرہ: 203) اور الْوَتْرِ سے مراد تیسرا دن ہے۔ ایک روایت میں الفاظ اس طرح ہیں۔ کہ الشَّفْعِ سے مراد درمیان ایام تشریق ہیں اور الْوَتْرِ سے مراد ایام تشریق میں سے آخری دن ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر اور الْوَتْرِ سے مراد یوم عرفہ ہے۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عرفہ الْوَتْرِ ہے اور یوم نحر الشَّفْعِ ہے عرفہ نویں ذوالحجہ کا دن ہے اور نحر دسویں کا دن ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الشَّفْعِ سے مراد یوم نحر ہے اور وتر سے مراد یوم عرفہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دس دنوں پر ان دونوں کی فضیلت کی وجہ سے ان کی قسم کھائی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب وہ گزر جائے۔(5)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب گزرنے لگے۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی معنی بیان کیا ہے کہ جب رات گزرنے لگے۔(7)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس رات سے مراد لیلۃ الجمع ہے۔(8)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 290 (11491)، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 206

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 423 (3595)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 210

6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 210 (عن قتادہ)

7۔ ایضاً

8۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ کون سی رات ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: یہ عرفات سے واپسی کی رات ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اسے مزدلفہ میں گزارا جائے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیات وَالۡفَجۡرِ ۙ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ ۙ وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ تک پڑھیں اور فرمایا: یہ اس پر قسم ہے کہ آپ کا رب تاک میں ہے۔

فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِّذِیۡ حِجۡرٍ سے مراد صاحب عقل، دانا اور ذی فہم ہے۔ یعنی قسم ہے صاحب عقل کے لیے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِیۡ حِجۡرٍ سے مراد صاحب حلم ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِیۡ حِجۡرٍ سے مراد آتش جہنم سے چھپانا اور ڈھانکنا ہے (یعنی کیا اس میں آتش جہنم سے چھپانے کی قسم ہے)۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے الوقف والا بتداء میں حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِّذِیۡ حِجۡرٍ سے مراد صاحب عقل ہے۔ حارث بن ثعلبہ نے کہا:

وَكَيْفَ رِجَائِيْ اَنْ اَتُوْبَ وَاِنَّمَا يُرَجِّيْ مِنَ الْفِتْيَانِ مَنْ كَانَ ذَاحِجْرِ

''میں کیسے آرزو کروں کہ میں توبہ کروں۔ اس کی امید اور آرزو تو وہ نوجوان کرتا ہے جو صاحب عقل ہو''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِعَادٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ اِرَمَ سے مراد ہلاک ہونے والے (ہالک) ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ آپ کہتے ہیں: ''ارم بنو فلاں'' کہ بنی فلاں ہلاک ہو گئے۔ اور ذَاتِ الۡعِمَادِ سے مراد یہ ہے کہ وہ ستونوں کی مثل لمبے تھے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ عاد ارم سے مراد قدیمی عاد ہیں اور ذَاتِ الۡعِمَادِ کے بارے کہا: اہل عمود قائم نہیں رہیں گے (اونچی اونچی عمارتوں والے باقی نہیں رہیں گے)(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِرَمَ کا معنی امت (گروہ) ہے اور ذَاتِ الۡعِمَادِ کے بارے کہا: اس کا جسم آسمان میں تھا۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے ''عاد ارم'' کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ عاد بن ارم ہیں ان کی نسبت ان کے جد اعلیٰ کی طرف ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 211، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 14-213
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 214

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ ارم عاد کا ایک قبیلہ ہے۔ انہیں ذَاتِ الْعِمَادِ کہا جاتا تھا وہی اہل عمود تھے۔ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی بلندی بارہ ذراع تھی۔(1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مقدام بن معد یکرب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک آدمی تھا جو کسی چٹان کے پاس آتا اور اسے اپنے کندھے پر اٹھا لیتا تھا اور جس قبیلے پر چاہتا اسے پھینک دیتا اور انہیں ہلاک کر دیتا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِرَمَ ہی دمشق ہے۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت سعید المقبری رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(2)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت خالد الربعی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِرَمَ سے مراد یہی اسکندریہ ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کہ اِرَمَ کا معنی ہے ہلاک ہونے والے کیا تم نہیں جانتے کہ کہا جاتا ہے۔ ارم بنو فلان یعنی بنی فلاں ہلاک ہو گئے۔ ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ تفسیر قرأت شاذہ کے مطابق ہے یعنی اِرَمَ اس بنا پر فعل ماضی ہے۔ اور '' ذات '' تاء کے فتحہ کے ساتھ اس کا مفعول ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اونچے ستونوں والوں کو ہلاک کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے) انہیں بوسیدہ کر دیا اور انہیں بوسیدہ (ہڈیوں کی طرح) بنا دیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ذَاتِ الْعِمَادِ سے مراد شدت (مضبوطی) اور قوت ہے۔(4)

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ کا مفہوم ہے کہ وہ پہاڑوں میں چٹانوں کو کاٹ کر گھر بناتے تھے۔ وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ فرمایا: الْاَوْتَادِ وہ لشکر ہیں جو اس کے حکم کو مضبوط اور پختہ کرتے تھے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 216، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 213
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 212 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 215
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17-216

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے ان سے جَابُوا الصَّخْرَ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ پہاڑوں میں پتھروں کو کاٹتے اور وہاں گھر بناتے تھے۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ کا قول نہیں سنا:

وَشَقَّ اَبْصَارَنَا کَیْمَا نَعِیْشُ بِهَا وَجَابَ لِلسَّمْعِ اَصْمَاخاً وَ آذَاناً

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے جَابُوا الصَّخْرَ کے بارے کہا: وہ پہاڑوں کو کاٹتے اور وہاں گھر بنا لیتے۔ وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ کے بارے کہا: کہ وہ (فرعون) لوگوں کو کیل لگا دیتا تھا۔ فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ فرمایا: سَوْطَ عَذَابٍ سے مراد وہ شے ہے جس کے ساتھ انہیں عذاب دیا گیا۔ (1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذِی الْاَوْتَادِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ فرعون نے اپنی بیوی کو چار کیل لگائے۔ پھر اس کی پشت پر ایک بڑی چکی رکھ دی۔ یہاں تک کہ وہ مرگئی۔ (2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَ فِرْعَوْنَ ذِی الْاَوْتَادِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ فرعون کسی آدمی کو یہاں، کسی آدمی کو وہاں کوئی ہاتھ یہاں اور کوئی ہاتھ وہاں میخوں کے ساتھ باندھ دیتا تھا۔ (3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اسے فرعون ذوالاوتاد کہا گیا ہے کیونکہ وہ منبر بناتا تھا اور ان پر لوگوں کو ذبح کرتا تھا۔ (4)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ میخوں کے ساتھ (لوگوں کو) عذاب اور اذیت دیتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ فرعون جب کسی آدمی کو قتل کرنے کا ارادہ کرتا تو اسے کسی چٹان پر چار کیلوں کے ساتھ باندھ دیتا۔ پھر اوپر سے اس پر ایک اور چٹان لڑھکا دیتا اور وہ اسے کچل دیتی اور وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہوتا اور اس کے ہاتھ کھڑی چٹان کے ساتھ بندھے ہوتے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ذِی الْاَوْتَادِ کا معنی اونچی عمارتوں والا ہے۔ مزید فرمایا: کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہمیں یہ بیان کیا ہے کہ فرعون کے خیمے تھے جن کے نیچے وہ کھیلتا تھا اور الْاَوْتَادِ سے مراد وہ میخیں ہیں جو اس کے لیے گاڑھی جاتی تھیں۔ (5)

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَاَكْثَرُوْا فِیْهَا الْفَسَادَ میں الْفَسَادَ سے مراد معاصی اور گناہ ہیں۔ اور فَصَبَّ عَلَیْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ کا معنی ہے پس تیرے رب نے ان پر عذاب بارش کی طرح برسایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 18-217، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 568 (3929)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 218 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 25-424 (03-3602)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہر وہ شے جس کے ساتھ عذاب دیا گیا وہی سوط عذاب ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَ
نَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ
رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ﴿١٦﴾ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿١٧﴾ وَلَا
تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿١٨﴾ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ﴿١٩﴾ وَ
تُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ﴿٢٠﴾ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ وَجَاءَ
رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ
الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ﴿٢٤﴾
فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيَّتُهَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي
عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

"بے شک آپ کا رب (سرکشوں اور مفسدوں کی) تاک میں ہے۔ مگر انسان (بھی عجب شے ہے) کہ جب آزماتا ہے اسے اس کا رب یعنی اس کو عزت دیتا ہے اور اس پر انعام فرماتا ہے، تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت بخشی۔ اور جب اس کو (یوں) آزماتا ہے کہ اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) تم یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور نہ تم ترغیب دیتے ہو مسکین کو کھانا کھلانے کی۔ اور چٹ کر جاتے ہو میراث کا سارا مال۔ اور دولت سے حد درجہ محبت کرتے ہو۔ یقیناً جب زمین کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر دیا جائے گا۔ اور جب آپ کا رب جلوہ فرما ہوگا اور فرشتے قطار در قطار حاضر ہوں گے۔ اور (سامنے) لائی جائے گی اس دن جہنم۔ اس روز انسان کو سمجھ آئے گی لیکن اس سمجھنے کا کیا فائدہ؟ (اس دن) کہے گا کاش! میں نے (کچھ) آگے بھیجا ہوتا اپنی (اس) زندگی کے لیے۔ پس اس دن اللہ کے عذاب کی طرح نہ کوئی عذاب دے سکے گا۔ اور نہ اس کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا۔ اے نفس مطمئن! واپس چلو اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی (اور) وہ تجھ سے راضی۔ پس شامل ہو جاؤ میرے (خاص) بندوں میں اور داخل ہو جاؤ میری جنت میں"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ذکر کیا ہے کہ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک آپ کا رب سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ بے شک آپ کا رب بنی آدم کے اعمال کی تاک میں ہے۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ "والفجر" قسم ہے۔ اور انہوں نے اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ کے تحت فرمایا: صراط کے پیچھے کئی پل ہیں۔ ایک پل ہے اس پر امانت ہے۔ ایک پل پر رحم ہے اور ایک پل پر خود رب عزوجل ہے۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابونصر سجزی رحمہم اللہ نے الابانہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو رب کریم اپنی کرسی کے بارے حکم ارشاد فرمائے گا اور اسے جہنم پر رکھ دیا جائے گا۔ پھر وہ اپنی شان قدرت کے مطابق اس پر جلوہ افروز ہوگا۔ پھر فرمائے گا: میں ملک دیان ہوں مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! آج کے دن کوئی ظلم کرنے والا اپنے مظالم کے ساتھ آگے نہیں گزر سکے گا، اگر چہ وہ ہاتھ کے ساتھ ایک ضرب ہی ہو۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سالم بن ابی الجعد سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم کے تین پل ہیں۔ ایک پل پر امانت ہے، ایک پل پر رحم ہے اور ایک پل پر خود رب کریم ہوگا اور یہی مرصاد ہے۔ بجز نجات پانے والے کے کوئی بھی اس سے نہیں گزر سکے گا۔ اور جو کوئی اس سے نجات پا گیا وہ اس سے نجات نہیں پا سکے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ جہنم پر تین پل ہیں ایک پل پر امانت ہوگی جب وہ اس کے پاس سے گزریں گے تو وہ کہے گی اے میرے رب! یہ امین ہے اور یہ خائن ہے، ایک پل پر رحم ہوگا۔ جب وہ اس کے پاس سے گزریں گے تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! یہ صلہ رحمی کرنے والا ہے اور یہ قطع تعلقی کرنے والا ہے۔ اور ایک پل پر خود پروردگار عالم ہوگا۔ اسی کے بارے ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ایفع بن عبدالکلاعی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جہنم پر سات پل ہیں اور صراط ان کے اوپر ہوگی۔ پس مخلوق کو پہلے پل کے پاس روک لیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: انہیں ٹھہرا لو۔ بے شک ان سے پوچھ گچھ کی جائیگی۔ نماز کے بارے میں ان کا محاسبہ کیا جائے گا اور اس کے متعلق ان سے سوالات کیے جائیں گے۔ پس جو اس میں ہلاک ہو گیا تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو اس میں نجات پا گیا تو وہ نجات پا جائے گا۔ اور جب وہ دوسرے پل کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 220، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 425 (3605)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 569 (3930)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 220 5۔ ایضاً

پاس پہنچیں گے تو وہاں امانت کے بارے میں ان کا حساب لیا جائے گا کہ انہوں نے اسے کیسے ادا کیا اور کس طرح انہوں نے اس میں خیانت کی۔ پس جو ہلاک ہو گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو نجات پا گیا وہ نجات پا جائے گا۔ اور جب وہ تیسرے پل پر پہنچیں گے تو رحم کے متعلق ان سے باز پرس کی جائے گی کہ انہوں نے اسے کیسے جوڑ کر رکھا اور کس طرح اسے قطع کیا۔ پس جو ہلاک ہو گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اور جو نجات پا گیا تو وہ نجات پا جائے گا۔ اس دن رحم جہنم میں ہوا (خواہش) کے ساتھ لٹکا ہو گا اور کہے گا: اے اللہ! جس نے میرے ساتھ صلہ رحمی کی تو بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی کر اور جس نے میرے ساتھ قطع تعلقی کی تو بھی اس سے قطع تعلقی کر لے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جہنم میں ایک بڑا پل ہے اور پھر اس پر آگے سات پل ہیں اور ان کے درمیان میں قضاء ہے۔ پس ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ درمیان والے پل پر پہنچے گا۔ تو اسے کہا جائے گا کیا تیرے اوپر قرضے بھی ہیں؟ آپ نے ساتھ یہ آیت تلاوت فرمائی: وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ۝ (النساء) تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! مجھ پر اتنا اتنا قرضہ ہے۔ تو اسے کہا جائے گا: اپنا قرض ادا کر۔ تو وہ عرض کرے گا: میرے پاس کوئی شے نہیں ہے۔ تو کہا جائے گا: اس کی نیکیوں میں سے لے لو۔ پس مسلسل اس کی نیکیاں لی جاتی رہیں گی یہاں تک کہ اس کی کوئی نیکی بھی باقی نہیں رہے گی۔ تو پھر کہا جائے گا کہ جو قرض کا مطالبہ کرتا ہے اس کے گناہ لے کر اس کے اوپر ڈالتے جاؤ۔(1)

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ یعنی بے شک آپ کا رب پل صراط پر ہو گا۔ وہ اس طرح کہ جہنم پر ایک بڑا پل ہے، اس پر مزید سات پل ہیں۔ ہر پل کے اوپر فرشتے کھڑے ہیں۔ ان کے چہرے انگاروں کی مثل ہیں اور ان کی آنکھیں بجلی کی طرح۔ وہ لوگوں سے پہلے پل کے اوپر ایمان کے بارے سوال کریں گے، دوسرے پل کے اوپر وہ پانچ نمازوں کے بارے پوچھیں گے، تیسرے پر وہ ان سے زکوٰۃ کے متعلق سوالات کریں گے، چوتھے پر رمضان المبارک کے بارے پوچھ گچھ کریں گے، پانچویں پر ان سے حج کے بارے پوچھیں گے، چھٹے پر عمرہ کے بارے استفسار کریں گے اور ساتویں پر مظالم کے بارے پوچھیں گے۔ پس جس کے متعلق جس سے سوال کیا جائے گا اگر اس نے اسے اسی طرح ادا کیا ہو گا جیسے اسے ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو وہ پل صراط سے گزر جائے گا۔ ورنہ اسے روک لیا جائے گا۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ارشاد باری تعالیٰ فَاَمَّا الْاِنْسَانُ الآیہ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے ہرگز نہیں بلکہ تو نے دونوں کو اکٹھا جھٹلا دیا ہے۔ نہ دولت وغنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت بخشی ہے اور نہ ہی فقر و افلاس کے ساتھ اس نے تجھے ذلیل و رسوا کیا ہے۔ پھر اس عمل کے بارے انہیں بتایا جو انہیں ذلیل و رسوا کر رہا ہے اور فرمایا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ الآیہ۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 641 (18416)، دار الفکر بیروت

ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ گمان یہ کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عزت وکرامت مال میں ہے۔ حالانکہ وہ انتہائی قلیل اور حقیر ہے اور یہ جھوٹ ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ عزت وتکریم عطا کرتا ہے اور اپنی نافرمانی اور معصیت کے سبب ذلیل ورسوا کر دیتا ہے جسے رسوا کرنا چاہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے حُبًّا جَمًّا کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے بہت زیادہ۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے امیہ بن خلف کا یہ قول نہیں سنا:

اَنْ تَغْفِرَ اَللّٰھُمَّ تَغْفِرُ جَمًّا　　وَاَیُّ عَبْدٍ لَّکَ اِلَّا اَلَمَّا

''کہ تو مغفرت فرمادے اے اللہ! کثیر تعداد (تمام) کو معاف فرمادے۔ کیونکہ تیرا ہر بندہ ہی گناہ گار ہے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَقَدَرَ عَلَیْهِ رِزْقَهٗ کا معنی ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے۔

امام ابن مردویہ اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس طرح قرأت فرمائی: كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿١٧﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ یعنی دونوں لفظوں کو یاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ کا معنی ہے: اور وہ کھا جاتے ہیں میراث۔ اَكْلًا لَّمًّا فرمایا: اپنا حصہ بھی اور اپنے دوسرے شریک کا حصہ بھی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے، پھانکنا (چٹ کر جانا) اور ''حبا جما'' کا مفہوم ہے: شدید محبت۔ (2)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے اکلا شدیدا یعنی چٹ کر جانا۔ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ بن عبداللہ مزنی سے وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے میراث میں حد سے تجاوز کر جانا یعنی وہ اپنی میراث بھی کھا جاتا ہے اور دوسرے کی میراث بھی۔ (4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ التُّرَاثَ سے مراد میراث ہے ''اکلا لما'' کا معنی ہے شدید کھانا، یعنی چٹ کر جانا۔ اور وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کا معنی ہے اور وہ مال سے انتہائی شدید محبت کرتے ہیں۔ (5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 23-222، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 24-223
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 222　4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 223
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 222,23,24

اَكْلًا لَّمًّا کا مفہوم ہے: ہر شے ہڑپ کر جانا۔ اور حُبًّا جَمًّا کا معنی ہے: بہت زیادہ محبت۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَكْلًا لَّمًّا کا معنی ہے: ہر شے کھا جانا چاہے وہ پاک ہو یا ناپاک اور حُبًّا جَمًّا کا مفہوم ہے: فحش حد تک چاہنا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ الآیہ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ میرا حصہ اور تیرا حصہ سب کھا جاتے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ الآیہ کا یہ مفہوم ہے کہ وہ نہ عورتوں کو وارث بناتے ہیں اور نہ ہی بچوں کو وارث بناتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے یہ قول بیان کیا ہے کہ الاکل اللم وہ ہوتا ہے کہ وہ جو شے پاتا ہے اسے اکٹھا کر لیتا ہے اور اس کے بارے وہ کچھ نہیں پوچھتا وہ اسے بھی کھا جاتا ہے جو اس کی اپنی ہو اور اسے بھی جو اس کے دوسرے شریک کی ہو۔ وہ یہ نہیں جانتا کہ آیا یہ حلال ہے یا حرام؟

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے ارشاد باری تعالیٰ وَّ تُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا کے تحت کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے۔ مگر یہ کہ اس کے نزدیک اپنے مال سے زیادہ پسندیدہ مال اپنے وارث کا مال ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر اس کا اپنا مال اس کے نزدیک اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے لیے کوئی مال نہیں ہے بجز اس کے کہ جو تو نے کھا لیا اور ختم کر دیا یا تو نے پہن لیا اور پرانا کر دیا یا کسی کو دے دیا اور اسے ختم کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح قرأت کی ہے۔ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ یعنی ''تکرمون'' کو تاء مرفوع کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور وَ لَا تَحٰٓضُّوْنَ کو مد کے ساتھ اور تاء منصوبہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور بغیر ہمزہ کے الف کے ساتھ اور وَ تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ کو تاء کے ساتھ اور اَكْلًا لَّمًّا میں لما کو مشدد پڑھا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح پڑھتے سنا ہے: كَلَّا بَلْ لَّا يُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ۝ وَ لَا يَحٰضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ۝ وَ يَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا۝ وَّ يُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا یعنی چار مقامات پر یاء ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ''كَلَّا بَلْ لَا يُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ وَلَا يَحُضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ'' سے ''وَيُحِبُّوْنَ الْمَالَ'' تک سب یاء کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا کا مفہوم ہے: زمین کو حرکت دینا۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 224، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 223　3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 224

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ زمین اور پہاڑوں کو اٹھایا جائے گا اور پھر انہیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرا دیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا سے مراد ملائکہ کی صفیں ہیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آسمان کے باسی ہر آسمان پر صف بناتے آئیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ کے چہرۂ اقدس سے (اضطراب) پہچان لیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام پر وہ حالت انتہائی شدید اور گراں گزری جو انہوں نے دیکھی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے وجہ دریافت کی۔ تو آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین آئے ہیں اور انہوں نے مجھے یہ آیت پڑھ کر سنائی ہے: كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ تو عرض کی گئی: اسے کیسے لایا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ستر ہزار فرشتے اسے لائیں گے وہ اسے ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچیں گے اور وہ سخت بدکنے لگے گی۔ اگر اسے چھوڑ دیا گیا تو وہ تمام جمع ہونے والوں کو جلا کر راکھ کر دے گی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا، تو جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جائے گا، ستر ہزار فرشتوں کے ہاتھوں کے ساتھ اور وہ سخت بدکنے لگے گی اگر اللہ تعالیٰ اسے نہ روکے تو وہ آسمانوں اور زمین سب کو جلا دے۔

امام ابن وہب رحمہ اللہ نے کتاب الاہوال میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ سرگوشی کی۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ اٹھے تو آپ کی ایک جانب جھکی ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے سبب دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں اور انہوں نے مجھے کہا ہے۔ كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَ الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾ وَ جِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر جہنم لائی جائے گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے کھینچ رہے ہوں گے۔ پس وہ اسی کیفیت پر ہوں گے کہ اچانک وہ بدکنے لگے گی اور ان کے ہاتھوں سے چھوٹ جائے گی۔ اور اگر وہ اسے نہ پا سکے تو وہ ان تمام کو جلا دے گی جو بھی میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ لیکن وہ اسے پکڑ لیں گے۔

امام مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 227، دار احیاء التراث العربی بیروت

روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس دن جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ لایا جائے گا اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہوں گے جو اسے کھینچ رہے ہوں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد ربانی وَجِایْٓءَ یَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ جہنم ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچ کر لائی جائے گی اور ہر لگام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اسے کھینچ رہے ہوں گے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ کا معنی ہے کہ (اس دن) انسان توبہ کا ارادہ کرے گا۔ اور آپ نے یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ کے تحت فرمایا کہ انسان کہے گا میں نے اپنی آخرت کی زندگی کے لیے دنیا میں کچھ عمل کیا ہوتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَ اَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: وہ جان لے گا، قسم بخدا! وہ سچا ہے، وہاں ایک طویل زندگی ہے جس میں موت نہیں ہے اور وہ اس زندگی سے اچھی اور بہتر ہے جو زندگی وہ اب گزار رہا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِحَیَاتِیْ سے مراد آخرت ہے۔(3)

امام احمد، بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور آپ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا: اگر کوئی بندہ اپنی ولادت کے دن سے لے کر بوڑھا ہو کر اپنے مرنے کے دن تک اپنا چہرہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رگڑتا رہے تو قیامت کے دن وہ بھی یہی پسند کرے گا کہ اسے دنیا کی طرف لوٹا دیا جائے تاکہ وہ اجر و ثواب میں اضافہ کر سکے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح نہ کوئی عذاب دے سکے گا اور نہ کوئی اللہ تعالیٰ کے باندھنے کی طرح کوئی باندھ سکے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن مردویہ، ابن جریر، بغوی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اس سے جسے حضور نبی کریم ﷺ نے پڑھایا اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے پڑھایا۔ ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے یوں پڑھایا: فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذَّبُ عَذَابَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّ لَا یُوْثَقُ وَثَاقَهٗۤ اَحَدٌ اس قرأت میں لا یعذب اور لا یوثق یعنی ذال اور یاء کو منصوب پڑھا گیا ہے۔(5)

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 81، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 227، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 228
4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 211 (155)، دار الفکر بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 229

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیا رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ سے مراد النفس المؤمنۃ ہے۔ اور ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ کے بارے آپ فرماتے ہیں کہ اسے کہا جائے گا تو لوٹ آ اپنے جسم کی طرف۔ آپ نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی تو اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ یہ کتنی خوبصورت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عنقریب تجھے یہ ندا دی جائے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس یہ آیت پڑھی گی: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: بلاشبہ یہ انتہائی حسین ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک عنقریب موت کے وقت فرشتہ تیرے لیے یہ الفاظ کہے گا۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں ثابت بن عجلان کی سند سے حضرت سلیم بن ابی عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مذکورہ آیت پڑھی گئی۔ تو میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ یہ کتنی حسین اور خوبصورت ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! بلاشبہ عنقریب موت کے وقت فرشتہ تیرے لیے یہی الفاظ کہے گا: "یَا اَبَابَکْرٍ اَمَا اِنَّ الْمَلَکَ سَیَقُوْلُهَا لَكَ عِنْدَ الْمَوْتِ"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو بئر رومہ خریدے گا، ہم اس کے ذریعہ میٹھا اور خوشگوار پانی پائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے خرید لیا۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو اسے لوگوں کے پینے کے لیے وقف کر دے؟ انہوں نے عرض کی جی ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ آیت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس سے مراد حضور نبی مکرم ﷺ کا نفس ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا نفس ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ سے مرا تصدیق کرنے والا نفس ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 231، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 230

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسا نفس ہے جس نے یہ یقین کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کا رب ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو الشیخ الہنائی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے ''یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْاٰمِنَةُ الْمُطْمَئِنَّةُ فَادْخُلِیْ فِیْ عَبْدِیْ''(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس طرح پڑھا ''فَادْخُلِیْ فِیْ عَبْدِیْ عَلَی التَّوْحِیْدِ''۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ کا مفہوم ہے قیامت کے دن ارواح کو جسموں میں لوٹایا جائے گا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصل عرش سے ایک وادی بہے گی اور اس میں سطح زمین پر تمام کے تمام چوپائے ظاہر ہو جائیں گے۔ پھر ارواح اڑنے لگیں گی اور انہیں جسموں میں داخل ہونے کا حکم دیا جائے گا اور اسی کے متعلق یہ ارشاد ہے: ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً کا مفہوم ہے تو اپنے رب کی طرف لوٹ آ اس اجر و ثواب پر راضی اور خوش ہوتے ہوئے جو تجھے عطا کیا گیا۔ مَّرْضِیَّةً اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ بھی تیرے عمل سے راضی اور خوش ہے۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ اور تو میرے مومن بندوں میں داخل ہو جا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے مومن بندے کی روح قبض کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو نفس اس کی طرف جانے سے مطمئن ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر اطمینان کا اظہار فرماتا ہے۔ وہ نفس اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے قبض کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے اور اسے اپنے صالحین بندوں میں شامل کر لیتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ یہ ندا موت کے وقت ہوگی کیونکہ اس وقت اس کا اپنے رب کی طرف رجوع اور دنیا سے خروج ہوتا ہے اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اسے کہا جائے گا: فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَ ادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔(5)

امام طبرانی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا: اس طرح دعا مانگ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ نَفْسًا مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ وَتَرْضٰی بِقَضَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ'' اے اللہ! میں تجھ سے نفس مطمئنہ کا سوال کرتا ہوں جو تیری ملاقات پر ایمان رکھتا ہو تیرے فیصلے پر راضی اور تیری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 230، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 33-231
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 233 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 231 5۔ ایضاً

عطا پر قناعت کرنے والا ہو۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ سے مراد اللہ تعالیٰ کے لیے عجز و انکساری کرنے والا نفس ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا نفس ہے جو اس کی تصدیق کرنے والا ہو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا مومن ہے جو اس پر مطمئن ہے جو اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور فَادْخُلِي فِي عِبٰدِي کی تفسیر میں فرمایا: تو صالحین میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔(3)

عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ارْجِعِي إِلٰى رَبِّكِ کا مفہوم ہے تو اپنے جسم کی طرف لوٹ آ۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول بیان کیا ہے کہ مومن جب فوت ہوتا ہے تو وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لیتا ہے۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيٓ اے نفس مطمئن! تو اپنے اس جسم کی طرف لوٹ آ جس سے تو نکلا ہے۔ رَاضِيَةً میرے اس ثواب پر راضی ہوتے ہوئے جو تو نے دیکھ لیا ہے۔ مَّرْضِيَّةً اور میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ یہاں تک کہ تجھ سے منکر اور نکیر سوال کرنے لگیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَادْخُلِي فِي عِبٰدِي کا معنی ہے تو میرے بندوں کے ساتھ داخل ہو جا (یعنی اس میں فی بمعنی مع ہے)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اس میں اس کے لیے جنت کی بشارت ہے موت کے وقت، دوبارہ زندہ کیے جانے کا وقت اور میدان حشر میں جمع ہونے کے دن۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا طائف میں وصال ہوا۔ تو ایک پرندہ آیا جس کی طرح کا کوئی پرندہ کسی آنکھ نے نہیں دیکھا تھا اور وہ آپ کی نعش میں داخل ہو گیا۔ پھر اسے نکلتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا۔ جب آپ کو دفن کیا گیا تو قبر کے دہانے پر یہ آیت تلاوت کی گئی۔ یہ معلوم نہیں کہ یہ تلاوت کس نے کی تھی: يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبٰدِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي۔(4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 287 (17406)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 426 (3610)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 32-230، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 465 (15535)

ایاتہا ۲۰ ﴿ سُوْرَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۹۰ ﴾ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورہ لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ ﴿۳﴾
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ﴿۵﴾
يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ﴿۶﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ
عَيْنَيْنِ ﴿۸﴾ وَ لِسَانًا وَّ شَفَتَيْنِ ﴿۹﴾ وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾

"میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔ درآنحالیکہ آپ بس رہے ہیں اس شہر میں۔ اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں (زندگی بسر کرنے کے لیے) پیدا کیا ہے۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہیں چلے گا۔ کہتا ہے میں نے ڈھیروں مال فنا کر دیا۔ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے نہیں بنائیں اس کے لیے دو آنکھیں۔ اور ایک زبان اور دو ہونٹ۔ اور ہم نے دکھا دیں اسے دو نمایاں راہیں"۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ارشاد ربانی لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں مراد مکۃ المکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں اَنْتَ سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ حلال قرار دیا جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم (فاتحانہ انداز میں) مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ آپ جسے چاہیں قتل کریں اور جسے چاہیں زندہ چھوڑ دیں۔ پس اس دن ابن خطل کو بند کر کے قتل کیا گیا، حالانکہ وہ غلاف کعبہ کو پکڑے ہوئے تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سے کسی کے لیے بھی یہ حلال نہیں کہ اس میں کسی کو قتل کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کے سبب ایسا کرنا حرام ہے۔ اور جو سلوک اہل مکہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اسے حلال قرار دیا۔ (1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ آیت میں بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کا مفہوم ہے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لیے حلال ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 35-234، داراحیاء التراث العربی بیروت

کہ آپ اس میں قتال کریں۔لیکن آپ کے سوا کسی کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: کہ یہ آیت میری موجودگی میں نازل ہوئی: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ میں نکلا اور میں نے عبداللہ بن خطل کو غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹے ہوئے پایا۔تو میں نے رکن اور مقام (ابراہیم) کے درمیان اسے قتل کر دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ نے کعبہ معظمہ کو فتح کیا تو حضرت ابو برزہ اسلمی یعنی حضرت سعید بن حرب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن خطل کو پکڑ لیا۔اور یہ وہ ہے جسے قریش ذوقلبین (دودلوں والا) کہا کرتے تھے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ (الاحزاب:4) (نہیں بنائے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کے لیے دودل اس کے شکم میں) تو حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اس کی گردن ماردی حالانکہ وہ غلاف کعبہ کے ساتھ چمٹا پڑا تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ بے شک یہ اس لیے ہوا۔کہ اس نے قریش سے کہا تھا: میں تمہیں محمد ﷺ کا علم سکھاؤں گا۔چنانچہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میں میں پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے کچھ لکھوائیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو لکھ۔پس آپ ﷺ نے جب اسے قرآن کریم املاء کرایا ''وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا'' تو اس نے لکھا۔''وَكَانَ اللّٰهُ حَكِيْمًا عَلِيْمًا'' اور اسے املاء کرایا ''وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا'' تو اس نے لکھا ''وَكَانَ اللّٰهُ رَحِيْمًا غَفُوْرًا'' پھر کہنے لگا: یارسول اللہ! ﷺ جو کچھ میں نے لکھا ہے میں آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (ٹھیک ہے) تو جب اس نے آپ پر پڑھا: ''وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا یا رَحِيْمًا غَفُوْرًا'' تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا: میں نے اس طرح تو تجھے نہیں لکھوایا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اَنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ'' تو اس نے لکھا۔''وَاِنَّهٗ لَرَحِيْمٌ غَفُوْرٌ'' پھر وہ قریش کی طرف لوٹ کر گیا اور کہنے لگا جو کچھ میں ان سے لیتا رہا ہوں، کسی شے میں بھی میں نے ان کی پیروی نہیں کی۔چنانچہ وہ پھر گیا اور آپ نے اسے امان نہ دی۔پس یہ ان چار افراد میں سے ایک ہے جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے امان نہیں دی۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَآ اُقْسِمُ میں لَآ ان کے نظریہ کے رد کے لیے ہے اور کلام اس طرح ہے: اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی۔

امام فریابی اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں مراد رسول اللہ ﷺ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو کچھ آپ نے اس میں کیا ہے وہ آپ کے لیے حلال ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جو عمل آپ نے اس میں کیا ہے آپ سے اس کا مواخذہ نہیں لیا جائے گا اور اس میں آپ پر وہ

(پابندی) نہیں ہے جو لوگوں پر ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے سوال کیا: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ۔ تو آپ نے فرمایا: میں نہیں جانتا پھر آپ نے مجھے اس کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی: کہ میں قسم کھاتا ہوں اس بلد حرام کی۔ درآنحالیکہ آپ بس رہے ہیں اس شہر حرام میں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے دن کی ایک ساعت حلال فرمائی۔ اور آپ ﷺ سے یہ فرمایا گیا کہ آپ نے اس میں جو کچھ بھی کیا، تو آپ کے لیے وہی حلال ہے۔

سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کی تفسیر میں فرمایا: کہ آپ ﷺ کے لیے دن کی ایک ساعت حلال کی گئی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِهٰذَا الْبَلَدِ سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ اور وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے تحت فرمایا: آپ کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی آپ گناہ گار ہیں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے لیے دن کی ایک ساعت میں مکہ مکرمہ حلال قرار دیا گیا اور پھر قیامت تک کے لیے اسے حرام کر دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے لیے فتح مکہ کے دن یہ شہر دن کی ایک ساعت میں حلال کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آیت میں اَنْتَ سے مراد حضور نبی رحمت ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ آپ حرم پاک میں اترے ہیں۔ پس اگر آپ چاہیں تو (انہیں) قتل کیجئے یا چھوڑ دیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیات کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو اس دن سے حرام قرار دیا ہے جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اور یہ قیام قیامت تک حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لیے دن کی ایک ساعت کے بغیر کسی انسان کے لیے یہ حلال نہیں ہوا(3) اس کی تر گھاس کو نہیں کاٹا جائے گا، اس کے کانٹے دار درختوں کو درانتی سے نہیں کاٹا جائے گا نہ اس کے شکار کو پکڑا جائے گا اور اعلان اور اطلاع کی غرض کے سوا وہاں گری پڑی شے کو نہیں اٹھایا جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے سوا کسی کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 235 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 36-234 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 236

لیے بھی یہ شہر حلال نہیں ہوا۔ جو بھی اس میں داخل ہو گیا وہ حرام ہے۔ ان کے لیے یہ حلال نہیں کہ وہ اس میں قتال کریں اور نہ یہ حلال ہے کہ وہ اس کی حرام کو حلال سمجھیں۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت شرحبیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کے شکار کو قتل کرنا اور اس کے درختوں کو کاٹنا تو حرام جانتے ہیں۔ لیکن آپ کو یہاں سے نکالنا اور (نعوذ باللہ) آپ کا قتل حلال سمجھتے ہیں۔

امام حاکم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کر دیا ہے کہ آپ اس میں جو چاہیں کریں۔ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ یعنی قسم ہے باپ کی یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اور آپ کی اولاد کی۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ والد وہ ہے جو پیدا کر سکتا ہے۔ اور مَا وَلَدَ وہ بانجھ مرد و عورت ہیں جو پیدا نہیں کر سکتے (یعنی قسم ہے ان کی جو جنم کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ان کی جو جنم کی صلاحیت نہیں رکھتے)۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو عمران الجونی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد ہے۔(4)

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ میں قسم کھاتا ہوں اس شہر مکہ کی۔ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ درآنحالیکہ آپ اس شہر مکہ میں بس رہے ہیں۔ وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ اور قسم کھاتا ہوں آدم کی۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ فرمایا: ہم نے انسان کو انتہائی معتدل اور سیدھا پیدا کیا ہے۔(5)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ قسم کھاتا ہوں آدم علیہ السلام کی اور ان کی اولاد کی۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فرمایا: یہاں قسم واقع ہوئی ہے۔ فِیْ كَبَدٍ فرمایا (ہم نے انسان کو تخلیق فرمایا) مشقت میں۔ وہ دنیا اور آخرت کے امور کی مشقت برداشت کرتا ہے۔ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا فرمایا: کہتا ہے میں نے کثیر مال فنا کر دیا ہے۔(6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالِدٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور وَّ مَا وَلَدَ سے مراد اولاد آدم ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ ہم نے انسان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 236، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 569 (32-3931)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 236

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 237 5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 290 (11492)، دار الفکر بیروت

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 38-237

کو انتہائی شدت سے پیدا کیا۔ یَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کہتا ہے میں نے کثیر مال فنا کر دیا ہے۔ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی قدرت نہیں رکھے گا۔(1)

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالِدٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور وَّمَا وَلَدَ سے مراد اولاد آدم ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فِيْ كَبَدٍ کا معنی ہے شدت میں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم رحمہم اللہ نے (اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ کے تحت بیان کیا ہے بے شک ہم نے انسان کو شدت میں پیدا کیا اور یہ شدت اس کی ولادت، اس کے دانت اگنے، اس کے جوش (غصہ) میں آنے، اس کی معیشت اور اس کے ختنہ کے وقت میں ہوتی ہے۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مقسم سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سیدھا پیدا فرمایا اور بقیہ ہر شے کو اس طرح پیدا فرمایا کہ وہ چار پاؤں پر چلتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اس طرح کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں سیدھا ہوتا ہے۔

امام ابو الشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو پیدا فرمایا اس حال میں کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں سیدھا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے جب ماں سوتی ہے یا لیٹ جاتی ہے تو وہ اس کا سر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اگر وہ اس طرح نہ کرے تو وہ خون میں غرق ہو جائے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: معنی یہ ہے کہ ہم نے انسان کو معتدل اور سیدھا پیدا کیا: تو نافع نے کہا۔ کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا قول نہیں سنا:

يَا عَيْنُ هَلَّا بَكَيْتِ ارْبَدَاِذْ　　قُمْنَا وَقَامَ الْخُصُوْمُ فِيْ كَبَدِ

"اے آنکھ! تو کیوں نہیں روئی۔ رنگ خاکستر ہو گیا جب کہ ہم کھڑے ہوئے اور خصم مقابلے اور سیدھ میں آ کھڑا ہوا"۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میرا گمان ہے حضرت عبد اللہ سے مروی ہے کہ فِيْ كَبَدٍ سے مراد سیدھا ہے۔ یعنی ہم نے انسان کو سیدھا پیدا کیا۔

امام ابن مبارک نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 40-39-237، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 238
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 570 (3933)، دارالکتب العلمیہ بیروت

تحت یہ قول بیان کیا ہے: ہم نے انسان کو پیدا کیا درآنحالیکہ وہ دنیا کی تنگیاں اور آخرت کی تکلیفیں برداشت کرے گا۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ اور فرمایا: میں نہیں جانتا کہ ولادت کتنا تکلیف دہ مرحلہ ہوتا ہے جسے یہ انسان برداشت کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ دنیا اور آخرت کے امور کی مشقت برداشت کرے گا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِيْ كَبَدٍ سے مراد شدت اور طول ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ فِيْ كَبَدٍ کا مفہوم ہے: آسمان میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔(1)

امام ابو یعلی، بغوی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بنی عامر کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس نے کہا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی۔ میں نے آپ کو اس طرح پڑھتے ہوئے سنا: اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ یعنی يَحْسَبُ میں سین مفتوح ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ الآیہ کا معنی ہے: کافر یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرگز اس پر قدرت نہیں پا سکے گا اور نہ اس نے اسے دیکھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَالًا لُّبَدًا کا معنی مال کثیر ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ کہے گا میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ بند کرنے میں مال خرچ کیا ہے۔ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ فرمایا: احد سے مراد اللہ تعالیٰ عز وجل ہے (یعنی کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دیکھا نہیں)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے اس نے ہم پر احسان فرمایا لیکن ہم نے اس کی بہتر قدر نہیں کی۔ اسے کوئی ترجیح نہیں دی۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ کیا ہم نے اس کے لیے اس اس طرح دو آنکھیں نہیں بنائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتیں بالکل ظاہر ہیں۔ وہ ان کے ذریعے ہمیں مزید پختہ اور مضبوط کرتا ہے تاکہ ہم شکر ادا کریں۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! تحقیق میں نے تجھ پر بڑی بڑی نعمتیں فرمائی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور نہ تو ان کا شکر ادا کر سکتا ہے۔ اور بے شک جو نعمتیں میں نے تجھ پر فرمائی ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ میں نے تیرے لیے دو آنکھیں بنائی ہیں جن کے ساتھ تو دیکھتا ہے اور میں نے ان کے لیے ایک پردہ بنایا ہے۔ پس تو اپنی آنکھوں کے ساتھ انہیں چیزوں کی طرف دیکھ جو میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 240، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضا

نے تیرے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اور اگر تو نے ان کو دیکھا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دی ہیں تو میں ان پر ان کا پردہ ڈال دوں گا۔ اور میں نے تیرے لیے ایک زبان بنائی ہے اور اس کے لیے ایک غلاف بنایا ہے۔ پس تو انہی چیزوں کے بارے گفتگو کر جن کے بارے میں نے تجھے حکم دیا ہے۔ اور میں نے تیرے لیے حلال قرار دی ہیں۔ اور اگر ان کے لیے زبان کو استعمال کیا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دی ہیں۔ تو میں تجھ پر تیری زبان کو بند کر دوں گا۔ اور میں نے تیرے لیے شرم گاہ بنائی ہے اور اس کے لیے ستر (پردہ) بھی بنایا ہے۔ پس تو اپنی شرم گاہ کو اسی کے لیے استعمال کر جو میں نے تیرے لیے حلال قرار دی ہے اور اگر تجھے وہ کچھ پیش آیا جو میں نے تجھ پر حرام قرار دیا ہے تو میں تجھ پر تیرے ستر کو ڈھیلا کر دوں گا۔ اے ابن آدم! بلاشبہ تو میری ناراضگی کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی تو میرے انتقام کی استطاعت رکھتا ہے۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ سے مراد خیر و شر کا راستہ ہے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہم نے اسے خیر و شر کے راستے کی پہچان کرا دی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْدَيْنِ سے مراد ہدایت اور گمراہی ہے۔(2)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے کہا گیا: بے شک لوگ کہتے ہیں کہ نجدین سے مراد دو پستان ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد خیر اور شر ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے سنان بن سعید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ دو راستے ہیں۔ پس تمہارے لیے شر کے راستے کو خیر کے راستے سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: وَ هَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے تھے: اے لوگو! بے شک یہ دو راستے ہیں، ایک خیر کا راستہ ہے اور ایک شر کا راستہ ہے۔ پس شر کا راستہ تمہارے نزدیک خیر کے راستہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے لوگو!

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 429 (3620)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 242، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 243

بلکہ یہ دوراستے ہیں خیر کا راستہ اور شر کا راستہ۔ پس شر کا راستہ خیر کے راستے سے زیادہ پسندیدہ نہیں بنایا گیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور پھر آگے مذکورہ بالا روایت ذکر کی۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ یہ دوراستے ہیں، خیر کا راستہ اور شر کا راستہ۔ پس تم میں سے کسی کے نزدیک شر کا راستہ خیر کے راستہ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہونا چاہیے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ النَّجْدَيْنِ سے مراد دو پستان ہیں (یعنی ہم نے انسان کی دو پستانوں کی طرف راہنمائی کر دی)۔(3)

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

"پھر وہ داخل ہی نہیں ہوا (عمل خیر کی دشوار) گھاٹی میں۔ کیا آپ سمجھے کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ (غلامی سے) گردن چھڑانا ہے۔ یا کھانا کھلانا ہے بھوک کے دن (قحط سالی) میں۔ یتیم کو جو رشتہ دار ہے۔ یا خاک نشین مسکین کو۔ پھر وہ ایمان والوں سے ہو جو ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں صبر کی اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں رحمت کی۔ یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں۔ اور جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا وہ لوگ بائیں ہاتھ والے ہیں۔ ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 262 (8020)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 243، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 429 (3619)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 244
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کے لیے جنت کے قریب ایک گھاٹی ہے اور اس میں داخل ہونا غلامی سے گردن کو چھڑانا ہے۔ الآیہ۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رجاء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ گھاٹی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے اس کی چڑھائی سات ہزار برس کی ہے اور اس کی اترائی بھی سات ہزار برس کی ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہ عقبہ (گھاٹی) جنت اور دوزخ کے درمیان ہے۔

ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی بیان کیا ہے کہ یہ جنت اور دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم میں ستر درجے (سیڑھیاں) ہیں۔ (1)

ابن جریر نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: خبردار! اس راستے پر چل جس میں نجات اور خیر ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ آیت میں الْعَقَبَةَ سے مراد جہنم ہے اور وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ کے تحت فرمایا: کہ ہمارے لیے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جو مسلمان آدمی کسی مسلمان کی گردن (غلامی سے) آزاد کرائے گا۔ تو وہ آتش جہنم سے بچنے کے لیے اس کا فدیہ بن جائے گا۔ (3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ پہلے فرمایا: کیا آپ سمجھے وہ گھاٹی کیا ہے؟ پھر اس میں داخل ہونے کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: کہ وہ غلامی سے گردن کو چھڑانا ہے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: کون سی گردن اجر کے اعتبار سے عظیم ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ تمہارے سامنے ایک مشقت آمیز گھاٹی ہے، بوجھل لوگ اسے عبور نہیں کر سکیں گے۔ سو میں چاہتا ہوں کہ میں اس گھاٹی کو آسان بنا دوں۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ تو عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے کسی کے پاس ایسا کوئی نہیں ہے جسے وہ آزاد کر سکتا ہو۔ بجز اس کے کہ ہم میں سے کسی کے پاس سیاہ رنگ کی لونڈی ہے جو اس کی خدمت کرتی ہے اور اس پر طرح طرح کی مشقت اٹھاتی ہے۔ پس اگر ہم انہیں زنا کا حکم دیں، تو وہ زنا کریں پھر وہ اولاد لے کر آئیں اور ہم انہیں آزاد کر دیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کے راستے میں درے (کی شدت اور سختی) سے لے جانا زنا کا حکم دینے اور پھر بچے کو آزاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 244، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 245 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 45-244
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 245 5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 58، دار الفکر بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہنچا ''اللہ تعالیٰ کے راستے میں درہ لگانا اجر کے اعتبار سے زانیہ کے بچے کی آزادی سے زیادہ عظیم اور ارفع ہے'' تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے۔ یہ اس طرح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ آیت نازل فرمائی: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ تو بعض مسلمانوں نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک ہمارے پاس کوئی ایسا غلام نہیں ہے جسے ہم آزاد کر سکیں۔ البتہ ہم میں سے بعض کے پاس خادمائیں ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ پس ہم انہیں زنا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور جب انہوں نے زنا کیا تو وہ بچے جنیں گی اور ہم ان کے بچوں کو آزاد کر دیں گے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں زنا کا حکم نہ دو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شدت اور سختی برداشت کرنا اجر کے لحاظ سے اس سے اعظم اور زیادہ بہتر ہے۔

ابن مردویہ نے ابو نجیح سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن غلام کو آزاد کیا تو اس کی ہڈیوں میں سے ہر ہڈی کے بدلے آزاد کرنے والے کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی کو جہنم سے نکلنے کی جزا دی جائے گی۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان یا مومن آدمی کو آزاد کیا، اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو جہنم سے بچا لے گا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون سی گردنیں (آزاد کرنا) افضل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ثمن کے اعتبار سے مہنگی اور قیمتی ہوں اور ان کے نفس ان کے گھر والوں کے پاس ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مومن غلام کو آزاد کیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے اس کے عضو کو جہنم سے آزاد فرمائے گا یہاں تک کہ شرمگاہ کو شرمگاہ کے بدلے۔(1)

امام احمد، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی: مجھے کوئی ایسا عمل سکھا دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غلام کو آزاد کر اور گردن کو (غلامی سے) چھڑا دے۔ تو اس نے عرض کیا یہ دونوں ایک نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔ بے شک عتق رقبہ یہ ہے کہ تو اسے آزاد کرنے میں منفرد ہو۔ اور فک رقبہ یہ ہے کہ تو اس کی آزادی میں معاون و مددگار ہو۔ اور ذی رحم کو دودھ دینے والا جانور دے اور اس پر احسان کر، اور اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھے تو پھر بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کر اور اگر تو اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو پھر خیر اور نیکی کے سوا اپنی زبان کو بند رکھ۔(2)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 495، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 66 (4335)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے مراد بھوک کا دن ہے (یعنی قحط سالی کی حالت)(1)

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی معنی بیان کیا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَسْغَبَةٍ کا معنی بھوک ہے۔(2)

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے مفہوم نقل کیا ہے کہ مراد وہ دن ہے جس میں کھانا کم ہو۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن اور حضرت ابو رجاء عطاردی رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں نے اس طرح قرأت کی ہے۔ اَوْ اِطْعَمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے: موجبات مغفرت میں سے بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا بھی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ذَا مَقْرَبَةٍ کا معنی ہے ذاقربہ یعنی رشتہ دار۔ اور ذَا مَتْرَبَةٍ سے مراد ہے بعید التربہ یعنی جو اپنے وطن سے دور ہو۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ کا مفہوم ہے ایسا حقیر اور چھوڑا ہوا انسان جس کے لیے گھر نہ ہو اور حاکم کے الفاظ میں ہے ایسا خاک نشین جسے مٹی سے کوئی شے نہ بچا سکتی ہو(4)۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: وہ جو شدت فقر و افلاس کے سبب مٹی سے چپک جائے۔

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ سے مراد انتہائی محتاج اور سخت ضرورت مند آدمی ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یہاں مراد ایسا مسکین ہے جو صاحب اہل و عیال ہو اور تیرے اور اس کے درمیان قرابت و رشتہ داری نہ ہو۔(6)

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے ذَا مَتْرَبَةٍ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: مشقت اٹھانے والا اور حاجت مند۔ نافع نے کہا: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَرِبَتْ يَدَاكَ ثُمَّ قَلَّ نَوَالُهَا   وَتَرَفَّعَتْ عَنْكَ السَّمَاءُ سَحَابَهَا

''تیرے ہاتھ خاک آلود ہوئے پھر ان کی بخشش اور عطا کم ہوئی۔ اور (اسی کے ساتھ) تجھ سے آسمان نے اپنے بادل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 247، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 217 (3366)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 570 (3936)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 249 6۔ ایضاً

بلند کر لیے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ وہ ہے جس کا ٹھکانہ اور پناہ گاہ کوڑے کے ڈھیر ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ذَا مَتْرَبَةٍ کے بارے کہا: کہ ہم یہ گفتگو کرتے ہیں کہ متربہ سے مراد وہ صاحب اہل وعیال ہے جس کے پاس کوئی شے نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت کیا ہے کہ فرائض کے بعد لوگوں کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسکین کو کھانا کھلانے سے زیادہ پسندیدہ نہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ہشام بن حسان رضی اللہ عنہ سے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے وہ اس پر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو رحمت کی نصیحت کرتے ہیں۔ اس طرح وہ تمام لوگوں کے لیے رحمت بن جاتے ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُّؤْصَدَةٌ کا مفہوم ہے دروازوں کا بند کر دیا جانا (یعنی انہیں آگ میں ڈال کر دروازے بند کر دیئے جائیں گے)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مُّؤْصَدَةٌ کا معنی ہے مطبقہ یعنی ان پر آگ چھائی ہوئی ہوگی۔ ہر طرف سے انہیں ڈھانپے ہوئے ہوگی۔

سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد، حضرت عکرمہ، حضرت عطیہ، حضرت ضحاک، حضرت سعید بن جبیر، حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ارشاد باری تعالیٰ مُّؤْصَدَةٌ کے بارے ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا معنی ہے چھایا ہوا ہونا، ہر جانب سے گھیرے ہوئے ہونا۔ تو نافع نے عرض کی: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

تَحِنُّ اِلٰى اَجْبَالِ مَكَّةَ نَاقَتِىْ وَمِنْ دُوْنِنَا اَبْوَابُ صَنْعَا مُؤْصَدَةً

"میری اونٹنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی مشتاق رہتی ہے اور ہمارے سامنے صنعا کے بند دروازے ہیں"۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مُّؤْصَدَةٌ کی تفسیر میں کہا ہے: یہ لغت قریش کے مطابق ہے کہا جاتا ہے او صد الباب اس نے دروازہ بند کر دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 250، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

اٰیاتھا ۱۵ سُوْرَۃُ الشَّمْسِ مَکِّیَّۃٌ ۹۱ رکوعھا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز میں وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا اور اس کی مشابہ سورتیں پڑھتے تھے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کو حکم دیا کہ وہ صبح کی نماز میں وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۙ اور وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا پڑھا کریں۔(3)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا کہ ہم چاشت کی دو رکعتیں ان دو سورتوں یعنی وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا اور وَ الضُّحٰی (الضحیٰ:1) کے ساتھ پڑھا کریں۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدین کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (الاعلیٰ:1) اور وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰهَا پڑھا کرتے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا ۪ۙ﴿۱﴾ وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۪ۙ﴿۲﴾ وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۪ۙ﴿۳﴾ وَ الَّیْلِ
اِذَا یَغْشٰىهَا ۪ۙ﴿۴﴾ وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا ۪ۙ﴿۵﴾ وَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَا ۪ۙ﴿۶﴾ وَ نَفْسٍ وَّ مَا
سَوّٰىهَا ۪ۙ﴿۷﴾ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا ۪ۙ﴿۸﴾ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۪ۙ﴿۹﴾ وَ
قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ؕ﴿۱۰﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَاۤ ۪ۙ﴿۱۱﴾ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۪ۙ﴿۱۲﴾
فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْیٰهَا ؕ﴿۱۳﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۪ۙ
فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۪ۙ﴿۱۴﴾ وَ لَا یَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾

”قسم ہے آفتاب کی اور اس کی دھوپ کی۔ اور قسم ہے مہتاب کی جب وہ (غروب) آفتاب کے بعد آوے۔ اور قسم ہے دن کی جب آفتاب کو روشن کر دے۔ اور رات کی جب وہ اسے چھپا لے۔ اور قسم ہے آسمان کی اور اسے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن نسائی، جلد 1، صفحہ 155، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 299 (299)، دارالفکر بیروت

بنانے والے کی۔ اور زمین کی اور اس کو بچھانے والے کی۔ قسم ہے نفس کی اور اس کو درست کرنے والے کی۔ پھر اس کے دل میں ڈال دیا اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی کو۔ یقیناً فلاح پا گیا جس نے (اپنے نفس) کو پاک کر لیا۔ اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں دبا دیا۔ جھٹلایا قوم ثمود نے (اپنے پیغمبر کو) اپنی سرکشی کے باعث۔ جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں سے ایک بڑا بدبخت۔ تو کہا انہیں اللہ کے رسول نے کہ (خبردار رہنا) اللہ کی اونٹنی اور اس کی پانی کی باری سے۔ پھر بھی انہوں نے جھٹلایا رسول کو اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ پس ہلاک کر دیا انہیں ان کے رب نے ان کے گناہ عظیم کے باعث اور سب کو پیوند خاک کر دیا۔ اور کوئی ڈر نہیں اللہ کو ان کے (تباہ کن) انجام کا"۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح تفسیر بیان فرمائی: وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا قسم ہے آفتاب کی اور اس کی روشنی کی۔ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا اور مہتاب کی جب کہ وہ آفتاب کے پیچھے آئے۔ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا اور قسم ہے دن کی جب وہ آفتاب کو روشن کر دے۔ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا اور قسم ہے آسمان کی اور اسے بنانے والے کی۔ اور وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمان کو بنایا ہے۔ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا اور قسم ہے زمین کی اور اس کو بچھانے والے کی۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا فرمایا پھر اسے پہچان کرا دی اس کی شقاوت اور اس کی سعادت کی۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اسے گمراہ کر دیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا اور قسم ہے مہتاب کی جب وہ دن کے پیچھے آتا ہے۔ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا اور قسم ہے زمین کی اور اس کی جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پیدا فرمائی۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا اور اسے طاعت و معصیت پر مطلع کر دیا۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تَلٰهَا کا معنی پیچھے آنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن ذی حمامہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے میری عظیم مخلوق (رات کی تاریکی) میں ڈھک چکے ہیں اور رات کا خوف اور ڈر ہے۔ حالانکہ جس نے رات کو پیدا کیا ہے وہ یہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا میں اللہ تعالیٰ نے زمین کی قسم کھائی ہے۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا پھر خیر اور شر کو بیان فرما دیا۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 571 (3938)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 55-54-250، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 255

فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰىهَا کا معنی ہے پھر اسے آگاہ کر دیا اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی کے بارے۔(1)

امام احمد، مسلم، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے کہ جو عمل لوگ آج کرتے ہیں اور اس میں خوب محنت کرتے ہیں یہ وہ شے ہے جس کا ان کے بارے فیصلہ کیا جا چکا ہے اور وہ ان پر اتنی مقدار میں ہی پورا ہوتا ہے جتنا پہلے فیصلہ ہو چکا ہے۔ یا دونوں میں وہ اس عمل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو ان کا نبی علیہ السلام ان پر لے کر آیا اور اس کو ان پر حجت بنایا گیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلکہ یہ وہ شے ہے جس کا ان کے بارے فیصلہ کیا گیا ہے۔ تو اس نے عرض کی: پھر وہ عمل کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن دو منزلوں میں سے ایک کے لیے اسے پیدا کیا ہے اسے اس کے عمل کے لیے بھی تیار کیا ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰىهَا (2)

امام طبرانی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت فرماتے تھے تو آپ توقف فرماتے۔ پھر یہ کہتے۔ ''اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا وَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا'' (اے اللہ! مجھے نفس کا تقویٰ اور پارسائی عطا فرما۔ تو ہی اس کا کارساز اور اس کا مولیٰ ہے اور بہتر وہ ہے جس نے اس کا تزکیہ کیا)(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا۔ آپ نے یہ آیت پڑھی فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوٰىهَا اور پھر یہ کہا۔ ''اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا'' فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نماز میں تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا مانگا کرتے تھے۔ ''اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوَاهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا''(4)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سورج ڈھلنے کے فوراً بعد نماز پڑھائی اور بلند آواز سے قرأت کی اور اس میں وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا اور وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى پڑھیں۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس نماز میں آپ کو کسی شے کا حکم دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ میں نے یہ چاہا کہ میں تمہیں وقت سے آگاہ کر دوں۔(5)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا قسم ہے آفتاب کی اور اس کی روشنی کی وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا اور مہتاب کی جب وہ اس کے پیچھے آئے۔ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا اور دن کی جب وہ اسے روشن کر دے۔ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا اور رات کی قسم جب وہ اسے ڈھانپ لے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 571 (3939)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 256، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 291 (11495)، دار الفکر بیروت

4۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 350، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 294 (2688)

وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا اور قسم ہے آسمان کی اور اسے بنانے والے کی۔ فرمایا اللہ نے آسمان وزمین کو بنایا ہے۔ وَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَا اور قسم ہے زمین کی اور اسے پھیلانے والے کی۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا فرمایا: پھر اسے اس کی شقاوت اور پارسائی کے بارے آگاہ کردیا۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے اپنے نفس کو شریف بنالیا۔ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا اور یقیناً نامراد ہوا جس نے اسے گمراہ کردیا۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَاۤ جھٹلایا قوم ثمود نے (اپنے پیغمبر کو) اپنی معصیت ونافرمانی کے سبب۔ وَ لَا یَخَافُ عُقْبٰهَا فرمایا: اللہ تعالیٰ کو ان کے انجام کا کوئی خوف نہیں۔ (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا قسم ہے آفتاب کی اور اس کے روشن کرنے کی۔ وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا اور مہتاب کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔ وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جاتا ہے۔ وَ نَفْسٍ وَّ مَا سَوّٰىهَا فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نفس کی خلقت کو درست کیا اور اس میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں چھوڑا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا فرمایا: اس سے مراد دن ہے (یعنی قسم ہے آفتاب کی اور اس کے دن کی) وَ الْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا فرمایا: چاند کا ظہور آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہوتا ہے اور اس کے غروب کے بعد ہی مہتاب دکھائی دیتا ہے (یعنی قسم ہے مہتاب کی جب وہ غروب آفتاب کے بعد آوے) وَ النَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا اور قسم ہے دن کی جب وہ آفتاب پر چھا جاے۔ وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰىهَا اور قسم ہے رات کی جب وہ اسے چھپالے۔ وَ السَّمَآءِ وَ مَا بَنٰىهَا اور قسم ہے آسمان کی اور جس نے اسے پیدا کیا۔ وَ الْاَرْضِ وَ مَا طَحٰىهَا قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے بچھایا۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰىهَا فرمایا: اس کے لیے نافرمانی کو پارسائی سے علیحدہ کا عمل کیا۔ قَدْ اَفْلَحَ اس آیت تک قسم واقع ہوئی۔ مَنْ زَكّٰىهَا فرمایا: جس نے خیر اور نیکی اور جدا کر کے بیان کیا۔ پس اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کے سبب نفس کو پاک کرلیا۔ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا فرمایا: یقیناً وہ نامراد ہوا جس نے گناہ اور فجور کے سبب اس کو خاک میں دبا دیا۔ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَاۤ فرمایا: جھٹلایا قوم ثمود نے سرکشی کے باعث۔ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا فرمایا: جب اٹھ کھڑا ہوا ان میں سے ایک بڑا بدبخت (امیر ثمود) فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَ سُقْیٰهَا فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم اس اونٹنی اور اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم کے درمیان سے ہٹ جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس پانی کی تقسیم کی ہے۔ فَدَمْدَمَ عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فرمایا: ہمارے لیے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹنے سے انکار کیا۔ یہاں تک کہ ان کے چھوٹوں اور بڑوں، ان کے مردوں اور عورتوں سب نے اس کا پیچھا کیا۔ پس جب قوم اس کی کونچیں کاٹنے میں شریک ہوگئی۔ تو ان کے گناہ عظیم کے باعث ان کے رب نے انہیں ہلاک کردیا اور سب کو پیوند خاک کردیا اور اللہ تعالیٰ کو ان کے اس انجام کا کوئی خوف نہیں۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 252,53,54,55,57,58,59,61، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 252,53,54,57,58,59,60

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَالْقَمَرِ إِذَا تَلٰهَا قسم ہے چاند کی جب وہ اس کے بعد آئے۔

ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: قسم ہے چاند کی جب وہ غروب آفتاب کے بعد آئے۔

عبد بن حمید نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے وَالْأَرْضِ وَمَا طَحٰهَا قسم ہے زمین کی اور اسے بچھانے والے کی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا قسم ہے نفس کی اور اس کی جس نے اس کی خلقت کو درست کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَأَلْهَمَهَا کا معنی ہے: اور اس نے اس کے لیے لازم کی۔ اس کی نافرمانی اور اس کی پارسائی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا سے مراد اس کی نافرمانی اور طاعت ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ نفس فاجرہ کے دل میں نافرمانی کو ڈال دیا اور نفس متقیہ کے دل میں تقویٰ اور پارسائی کو ڈال دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ اسی آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے گمراہی سے رشد و ہدایت کو علیحدہ اور واضح کر دیا اور ہر نفس کے دل میں وہ ڈال دیا جس کے لیے اسے تخلیق فرمایا اور اس کے بارے جو لکھا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا الآیہ کے تحت حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یقیناً وہ فلاح پا گیا جسے اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا اور وہ نامراد ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے خاک میں دبا دیا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے تحت یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور اس کی اصلاح کر لی اور وہ نامراد ہوا جس نے اسے ہلاک کیا اور اسے گمراہ کر دیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ یقیناً وہ فلاح پا گیا جس نے عمل صالح کے ساتھ اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ نامراد ہوا جس نے برے عمل کے ذریعے اپنے نفس کو خاک میں دبا دیا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مَنْ دَسّٰىهَا کا یہ معنی ذکر کیا ہے (یقیناً وہ نامراد ہوا) جس نے اپنے نفس کو گمراہ کر دیا۔

امام حسین نے الاستقامہ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا یقیناً وہ فلاح پا گیا جس کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا۔ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا یقیناً وہ نامراد ہوا جس کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے خاک میں دبا دیا اور اسے گمراہ کر دیا۔ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا فرمایا: کسی کے پیچھے آنے والے (انجام) کا اللہ تعالیٰ کو کوئی خوف نہیں۔(2)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 431 (3628)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 61-58-257

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ یقیناً وہ نامراد ہوا جس نے نفس کے ساتھ مکر کیا۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی نے جویبر کی سند سے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا الآیہ، وہ نفس فلاح پا گیا جسے اللہ تعالیٰ نے پاک کر دیا اور وہ نامراد ہوا جسے اللہ تعالیٰ نے ہر خیر سے محروم کر دیا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ عذاب جو قوم ثمود پر آیا اس کا نام طغویٰ ہے۔ اور آپ نے مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ قوم ثمود نے اپنے عذاب کو جھٹلایا۔(2)

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا: اور آپ نے اونٹنی کا ذکر کیا اور اس کا ذکر بھی کیا جس نے اس کی کونچیں کاٹی تھیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لیے ایک بدخلق آدمی اٹھا جو اپنی جماعت میں ابوزمعہ کی مثل قوی اور طاقت ور تھا۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بغوی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تجھے لوگوں میں سے بڑے بدبخت کے بارے نہ بتاؤں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو آدمی۔ ایک ثمود کا وہ احیمر جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں اور دوسرا وہ جو تجھے اس مقام یعنی ہنسلی پر مارے گا۔ یہاں تک کہ اس سے یہ یعنی داڑھی جدا ہو جائیگی۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے اسی طرح کی حدیث حضرت صہیب اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا فرمایا: وہ ہمارا رب ہے جسے ان کے اس انجام کا کوئی خوف نہیں جو کچھ اس نے ان کے ساتھ کیا ہے۔(4)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں وہ اس کے انجام سے خوفزدہ نہیں ہوا جو کچھ اس نے کیا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹیں وہ اس کے انجام سے خوفزدہ نہیں ہوا۔(6)

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 211 (6400)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 259، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 261 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

آیاتہا ۲۱ سورۃ اللیل مکیۃ ۹۲ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ﴿۱﴾ وَالنَّہَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرَ وَالۡاُنۡثٰۤی ۙ﴿۳﴾
اِنَّ سَعۡیَکُمۡ لَشَتّٰی ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰی وَاتَّقٰی ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۶﴾
فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡیُسۡرٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَاسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۸﴾ وَکَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰی ۙ﴿۹﴾
فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلۡعُسۡرٰی ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا یُغۡنِیۡ عَنۡہُ مَالُہٗۤ اِذَا تَرَدّٰی ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَیۡنَا
لَلۡہُدٰی ﴿۫ۖ۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلۡاٰخِرَۃَ وَالۡاُوۡلٰی ﴿۱۳﴾ فَاَنۡذَرۡتُکُمۡ نَارًا تَلَظّٰی ﴿ۚ۱۴﴾ لَا
یَصۡلٰىہَاۤ اِلَّا الۡاَشۡقَی ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِیۡ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی ؕ﴿۱۶﴾ وَسَیُجَنَّبُہَا الۡاَتۡقَی ۙ﴿۱۷﴾
الَّذِیۡ یُؤۡتِیۡ مَالَہٗ یَتَزَکّٰی ﴿ۚ۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَہٗ مِنۡ نِّعۡمَۃٍ تُجۡزٰۤی ۙ﴿۱۹﴾ اِلَّا
ابۡتِغَآءَ وَجۡہِ رَبِّہِ الۡاَعۡلٰی ﴿ۚ۲۰﴾ وَلَسَوۡفَ یَرۡضٰی ﴿۲۱﴾

’’قسم ہے رات کی جب وہ (ہر چیز پر) چھا جائے۔ اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب چمک اٹھے۔ اور اس کی جس نے پیدا کیا نر اور مادہ کو۔ بے شک تمہاری کوششیں مختلف نوعیت کی ہیں۔ پھر جس نے (راہ خدا میں اپنا) مال دیا اور (اس سے) ڈرتا رہا۔ اور (جس نے) اچھی بات کی تصدیق کی۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے آسان راہ۔ اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ بنا رہا۔ اور اچھی بات کو جھٹلایا۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لیے مشکل راہ۔ اور اس کے کسی کام نہ آئے گا اس کا مال جب وہ ہلاکت (کے گڑھے) میں گرے گا۔ بے شک ہمارے ذمہ (کرم پر) ہے رہنمائی کرنا۔ یقیناً آخرت اور دنیا کے ہم ہی مالک ہیں۔ پس میں نے خبردار کر دیا ہے تمہیں ایک بھڑکتی آگ سے۔ اس میں نہیں جلے گا مگر وہ انتہائی بدبخت۔ جس نے (نبی کریم کو) جھٹلایا اور (آپ سے) روگردانی کی۔ اور دور رکھا جائے گا اس سے وہ نہایت پرہیزگار۔ جو دیتا ہے اپنا مال اپنے (دل) کو پاک کرنے کے لیے۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ بجز اس کے کہ وہ اپنے برتر پروردگار کی خوشنودی کا طلب گار ہے۔ اور وہ ضرور (اس سے) خوش ہوگا‘‘۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ وَ

اَلَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر کی نمازوں میں وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی کا کھجور کا درخت تھا، اس کی شاخیں ساتھ والے آدمی کے گھر میں تھیں، جو فقیر بھی تھا اور صاحب عیال بھی۔ وہ آدمی جب آتا اور گھر میں داخل ہوتا تو درخت پر چڑھتا تا کہ اس سے پھل توڑ لے۔ اور بسا اوقات کوئی پھل نیچے گرتا اور اسے اس فقیر کے بچے اٹھا لیتے۔ تو وہ درخت سے نیچے اترتا اور ان کے ہاتھوں سے پھل لے لیتا۔ اور اگر ان میں سے کسی کے منہ میں پاتا تو اپنی انگلی اس کے منہ میں داخل کر کے پھل نکال لیتا۔ پس اس آدمی نے حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں شکایت پیش کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو چلا جا۔ پھر آپ ﷺ اس درخت کے مالک سے ملے اور اسے فرمایا: تو اپنا وہ درخت مجھے دے دے جس کی شاخیں فلاں کے گھر میں جھکی ہوئی ہیں۔ تو اس کے بدلے تیرے لیے جنت میں درخت ہوگا۔ تو اس آدمی نے آپ ﷺ سے عرض کی: میں یقیناً دے دیتا۔ میرے بہت سے درخت ہیں لیکن ان میں کوئی بھی ایسا درخت نہیں جس کا پھل اس سے زیادہ لذیذ اور اچھا ہو۔ پھر وہ آدمی چلا گیا اور وہ اس آدمی سے ملا جو درخت والے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سن رہا تھا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: اگر میں وہ درخت لے لوں تو کیا آپ مجھے وہی عطا کریں گے جو آپ نے اس آدمی کو دیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پس وہ آدمی چلا گیا اور اس درخت کے مالک سے جاملا۔ ان دونوں کے درخت تھے۔ اس کو درخت والے نے کہا: کیا تجھے معلوم ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے میرے اس درخت کے بدلے جس کی شاخیں فلاں کے گھر جھکی ہوئی ہیں جنت میں ایک درخت عطا فرمایا ہے۔ تو میں نے عرض کی: میں یقیناً دے دیتا۔ لیکن اس کا پھل مجھے بڑا پسند اور اچھا لگتا ہے حالانکہ میرے بہت سے درخت ہیں لیکن میرے لیے ایسا کوئی درخت نہیں جس کا پھل اس سے اچھا اور بہتر ہو۔ یہ سن کر دوسرے آدمی نے اسے کہا: کیا تو اسے بیچنے کا ارادہ رکھتا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں مگر اس طرح کہ کوئی اس کے بدلے اتنا دے جو میں چاہتا ہوں۔ اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ کوئی اتنا دے گا۔ تو اس آدمی نے پوچھا: تو اس کے عوض کتنے کی امید رکھتا ہے؟ اس نے کہا: چالیس درخت۔ تو اس آدمی نے اسے کہا: تو نے ایک بھاری قیمت رکھی ہے کہ تو اپنے جھکے ہوئے ایک درخت کے بدلے چالیس درختوں کا مطالبہ کر رہا ہے۔ پھر وہ خاموش ہو گیا۔ تو اس آدمی نے کہا: میں تجھے چالیس درخت ہی دوں گا۔ تو اس نے اسے جواب دیا: میں حاضر ہوں اگر تو سچ کہہ رہا ہے۔ سو اس نے اس کے لیے ایک جھکے ہوئے درخت کے عوض چالیس درخت پیش کر دیئے۔ پھر وہ ایک ساعت کے لیے ٹھہرا۔ پھر وہ بولا: میرے اور تیرے درمیان بیع نہیں ہوئی۔ کیونکہ ابھی تک ہم مجلس سے جدا نہیں ہوئے۔ تو اس آدمی نے اسے کہا: اس سے زیادہ تیرا کوئی

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 391، دار الفکر بیروت

حق نہیں ہے کہ میں نے تجھے ایک جھکے ہوئے درخت کے عوض چالیس درخت دے دیئے ہیں۔ تو اس نے اسے جواب دیا: میں تجھے اس شرط پر وہ درخت دوں گا کہ تو مجھے اپنے درخت دے اس طرح جیسے میں چاہتا ہوں۔ یعنی تو مجھے ایک تسلسل کے ساتھ لگے ہوئے درخت دے گا۔ اس نے تھوڑی سی خاموشی اختیار کی۔ پھر کہا ایک لائن پر لگے ہوئے درخت تیرے لیے ہوں گے۔ راوی کا بیان ہے: پھر وہ آدمی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک وہ درخت میرا ہو گیا ہے۔ اب وہ آپ کا ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ اس گھر والے کے پاس تشریف لے گئے اور اسے ارشاد فرمایا: یہ درخت تیرے اور تیرے بچوں کے لیے ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ بلاشبہ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سورت سخاوت اور بخل کے بارے میں نازل ہوئی: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے قسم ہے رات کی جب وہ تاریک ہو جائے (یعنی اس کی تاریکی ہر شے پر چھا جائے)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ قسم ہے رات کی جب وہ آئے اور ہر شے کو ڈھانپ لے۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ شام آئے اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے۔ تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا آپ کن میں سے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: میں اہل کوفہ میں سے ہوں (1)۔ تو آپ نے پوچھا: تم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کس طرح پڑھتے سنا ہے؟ تو حضرت علقمہ نے کہا۔ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى تو حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پڑھتے سنا ہے اور یہ مجھ سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ میں اس طرح پڑھوں: خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى لیکن قسم بخدا! میں ان کی پیروی نہیں کروں گا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ قرآن کریم حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑھتے تھے۔ بجز اٹھارہ حروف کے۔ آپ نے وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سے لیے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان حروف کو چھوڑنا میرے لیے باعث مسرت و فرحت نہیں ہے اگرچہ میرے لیے دنیا سرخ سونے سے بھر دی جائے۔ ان میں سے ایک حرف سورۂ بقرہ میں ہے: من بقلها و قثائها و ثومها یعنی اس میں فومها کی بجائے ثومها ثاء کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ ایک سورۂ اعراف میں ہے: فلنسألن الذين ارسل اليهم قبلك من رسلنا ولنسألن المرسلين ایک سورۂ براۃ میں ہے: يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وكونوا ( ) مع الصادقين سورۂ ابراہیم میں ہے: وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 929-737، قدیمی کتب خانہ کراچی

الْجِبَالُ۞ اور ایک سورۂ انبیاء میں ہے: وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِیْنَ۞ اور اسی میں یہ بھی ہے: وھم من کل حلث ینسلون اور سورۂ حج میں ہے۔ یاتون من کل فج سحیق سورۂ شعراء میں ہے: فعلتھا اذا وانا من الجاھلین سورۂ نحل میں ہے "اعبد رب ھذہ البلد التی حرمھا" سورۂ صافات میں ہے: "فلما سلما وتلہ للجبین" سورۂ فتح میں ہے: "وتعزروہ وتوقروہ و تسبحوہ" یعنی تاء کے ساتھ۔ سورۂ نجم میں ہے: "ولقد جاء من ربکم الھدیٰ" اور اسی سورت میں ہے۔ "ان تتبعون الاالظن" سورۂ حدید میں ہے "لکی یعلم اھل الکتاب ان لا یقدرون علی شیء" سورۂ ن میں ہے "لولا ان تدارکتہ نعمۃ من ربہ" یعنی تدارك کو مونث ذکر کیا ہے۔ اور سورہء اذا الشمس کورت میں ہے۔ "واذا السوء ودۃ سألت بأی ذنب قتلت" اس میں مزید ہے۔ "وما ھو علی الغیب بضنین" اور سورۂ اللیل میں ہے: الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى فرمایا یہ قسم ہے تم اسے نہ توڑو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے: وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰى۞ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى۞ وَالذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے: وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى یعنی وہ جس نے مذکر اور مؤنث کو پیدا کیا۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اِنَّ سَعْیَكُمْ کے تحت نقل کیا ہے کہ سعی سے مراد عمل ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہاں قسم واقع ہوئی ہے اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰى فرماتے ہیں: شتی کا معنی مختلف ہے یعنی (بے شک تمہاری کوششیں مختلف ہیں) (3)

امام ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو امیہ بن خلف اور ابی بن خلف سے دھاری دار کپڑے اور دس اوقیہ کے عوض خریدا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہنے کے لیے انہیں آزاد کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰى۞ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى۞ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى۞ اِنَّ سَعْیَكُمْ لَشَتّٰى۞ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى۞ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى۞ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى۞ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى۞ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى تک آیات نازل فرمائیں۔ کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، امیہ اور ابی کی کوششوں کی نوعیت مختلف ہے۔ اور حسنی سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔ اور اس قول تک فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى فرمایا: یہاں عسری سے مراد جہنم ہے (یعنی ہم اس کے لیے جہنم کی راہ آسان کر دیں گے) (4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بیان کی ہے: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى پس جس نے فالتو مال میں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 265

3۔ ایضاً 4۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 30، صفحہ 69، دار الفکر بیروت

(راہ خدا) میں دیا۔ وَ اتَّقٰى اور اپنے رب سے ڈرتا رہا۔ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلیفہ ہونے کی تصدیق کی۔ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى تو ہم اس کے لیے خیر کی راہ آسان کر دیں گے۔ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى اور جس نے اپنے مال کے ساتھ بخل کیا اور اپنے رب سے بے پرواہ بنا رہا۔ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے خلیفہ ہونے کو جھٹلایا۔ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى تو ہم اس کے لیے شر کی راہ آسان کر دیں گے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى جس نے اپنے اوپر لازم ہونے والا اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا۔ وَ اتَّقٰى اور محارم اللہ سے بچتا رہا۔ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور ان وعدوں کی تصدیق کی جو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے فرمائے۔ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ فرمایا: اور جس نے اللہ تعالیٰ کے حق کو ادا کرنے میں بخل کیا۔ وَ اسْتَغْنٰى اور اپنی ذات میں اپنے رب سے بے پرواہ رہا۔ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى اور ان وعدوں کو جھٹلایا جو اللہ تعالیٰ نے فرمائے۔

ابن جریر نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور خلیفہ ہونے کا یقین کیا۔(2)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بھی بیان کی ہے: وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى اور لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تصدیق کی۔ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى فرماتے ہیں: جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا اور اس نے زکوۃ دینے سے بخل کیا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْحُسْنٰى سے مراد لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بِالْحُسْنٰى سے مراد جنت ہے۔ یعنی اس نے جنت کی تصدیق کی۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لِلْیُسْرٰى سے مراد جنت ہے۔ یعنی ہم اس کے لیے جنت کی راہ آسان کر دیں گے۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے نام پر مکہ مکرمہ میں (غلاموں کو) آزاد کرتے تھے۔ پس بوڑھی اور دیگر عورتیں جب اسلام لاتی تھیں، انہیں آپ آزاد کر دیتے تھے۔ تو ان کے والد نے انہیں کہا: اے بیٹے! میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو کمزور اور ضعیف لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ پس اگر تو طاقتور اور مضبوط لوگوں کو آزاد کرے تو وہ تیرے ساتھ کھڑے ہوں گے، تیری حفاظت کریں گے اور تجھ سے (دشمنوں کو) دور ہٹائیں گے۔ تو آپ نے جواب دیا: اے والد محترم! میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی چاہتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ میرے اہل بیت میں سے کسی نے مجھے بتایا ہے کہ یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰى۔(6)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 72-69-266
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 266
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 69-267
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 267
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 268

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت کلبیر رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى الآیہ میں مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ الآیہ میں مراد ابوسفیان بن حرب ہے۔(1)

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن مردویہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شامل ہوئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی نہیں ہے مگر جنت اور دوزخ میں اس کا ٹھکانا لکھ دیا گیا ہے۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم عمل نہ کریں؟ فرمایا: عمل کرو پس ہر ایک کے لیے وہ آسان بنا دیا گیا ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا ہے۔ پس جو اہل سعادت میں سے ہو تو اس کے لیے اہل سعادت کا عمل آسان بنا دیا جاتا ہے۔ اور جو اہل شقاوت میں سے ہو تو اس کے لیے اہل شقاوت کا عمل آسان بنا دیا جاتا ہے۔ پھر یہ آیات پڑھیں: فَاَمَّا مَنۡ اَعۡطٰى وَ اتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَ صَدَّقَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡيُسۡرٰى۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد الرحمٰن سلمی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّا كُلَّ شَیۡءٍ خَلَقۡنٰهُ بِقَدَرٍ ﴿۴۹﴾ (القمر) (ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے)۔ تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ تو پھر عمل میں کیا ہے کیا کسی شے میں ہم نئے سرے سے شروع ہو سکتے ہیں یا ہم ہر شے سے فارغ کر دیئے گئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم عمل کرو پس ہر عمل آسان بنا دیا گیا ہے۔ پس ہم اس کے لیے آسان راہ آسان کر دیں گے اور ہم اس کے لیے مشکل راہ آسان کر دیں گے۔(3)

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نافع بن ازرق رحمۃ اللہ علیہ نے اِذَا تَرَدّٰى کے بارے ان سے سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا: جب وہ گرے گا اور جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ آیت ابوجہل کے بارے نازل ہوئی۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے عدی بن زید کا یہ قول نہیں سنا:

خَطِفَتۡهُ مَنِيَّةٌ فَتَرَدّٰى وَهُوَ فِي الۡمُلۡكِ يَاۡمَلُ التَّعۡمِيۡرَا

''موت نے اسے اچک لیا، پس وہ گر پڑا۔ حالانکہ وہ ملک میں تعمیر اور آبادی کی آرزو اور امید رکھتا تھا''۔

عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اِذَا تَرَدّٰى جب وہ آگ میں گرے گا۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے کہ اس کا مال اس کے کام نہ آئے گا جب وہ جہنم میں گرے گا۔(5)

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 30، صفحہ 70، دار الفکر بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 738، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 271، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 433 (3632)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 55 (34171)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے اِذَا تَرَدّٰی جب وہ مرے گا اور نَارًا تَلَظّٰی میں فرمایا: اس سے مراد بھڑکتی آگ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى بے شک بیان، وضاحت اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے یعنی اپنی حلال وحرام اور طاعت ومعصیت کا بیان (اسی کے ذمہ ہے)(2)

امام سعید بن منصور، فراء اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عبید بن عمیر نے یہ آیت اس طرح پڑھی فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَتَلَظّٰى یعنی دو تاء کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ فرمایا: تم جنت میں داخل ہو گے بجز اس کے جو انکار کرے گا۔ لوگوں نے کہا: جنت میں داخل ہونے سے کون انکار کرے گا؟ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: الَّذِیْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى وہ جس نے (نبی کریم) کو جھٹلایا اور (آپ سے) روگردانی کی۔(3)

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس امت میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس طرح نکل گیا۔ جس طرح شریر اونٹ اپنے مالک کی اطاعت سے بھاگ جاتا ہے۔ اور وہ وہ (آدمی) ہے جس نے میری تصدیق نہ کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ۝ الَّذِیْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل نہیں کرے گا مگر اس بڑے بدبخت کو جس نے اس دین کو جھٹلایا جو حضرت محمد ﷺ لے کر آئے اور آپ سے روگردانی کی۔(4)

امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے اس نرم (اور حسین) ترین کلمہ کے بارے پوچھا گیا جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے تم تمام کے تمام جنت میں داخل ہو گے بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اس طرح نکل گیا جس طرح شریر اونٹ اپنے مالک سے بھاگ جاتا ہے۔(5)

امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جس نے انکار کیا، صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون انکار کرتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تحقیق اس نے انکار کیا۔(6)

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 74-273، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 273

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 274 4۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 62 (16729)، دار الفکر بیروت

5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 123 (184)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 1081، قدیمی کتب خانہ کراچی

شقی (بدبخت) کے سوا کوئی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ عرض کی گئی: شقی کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق عمل نہیں کرتا اور نہ ہی وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو چھوڑتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سات کو آزاد کیا۔ ان میں سے ہر کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں ستایا جاتا اور عذاب دیا جاتا تھا۔ یعنی حضرت بلال، عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما، نہدیہ اور ان کی بیٹی، زنیرہ، ام عیسیٰ اور بنی مومل کی کنیز رضی اللہ عنہن۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى آخر سورت تک نازل ہوئی۔

امام احمد، مسلم، ابن حبان، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کون سی شے میں ہم عمل کر سکتے ہیں؟ کیا کسی شے کے بارے میں تقدیر ثابت ہو چکی ہے اور اس میں قلم چل چکے ہیں یا کسی شے کے بارے میں ہم عمل کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ ہر شے میں تقدیر کا حکم ثابت ہو چکا ہے اور اس میں قلم چل چکے ہیں۔ تو حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ پھر عمل کس لیے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم عمل کرو۔ پس ہر آدمی کے لیے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا۔ اور آپ ﷺ نے یہ آیات پڑھیں: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى۔

ابن قانع، ابن شاہین اور عبد، ان تمام نے الصحابہ میں حضرت بشیر بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: عمل کس شے میں ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس میں جس کے بارے قلم خشک ہو چکے ہیں اور تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ پس تم عمل کرو۔ پس ہر ایک کے لیے وہ عمل آسان بنا دیا گیا ہے جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے کہ ابوقحافہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا: میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم کمزور غلاموں کو آزاد کرتے ہو۔ اگر تم اس طرح کرتے کہ قوی اور طاقت ور لوگوں کو آزاد کرتے تو وہ تمہاری حفاظت کرتے اور تمہارے ساتھ کھڑے ہوتے۔ تو آپ نے کہا: ابا جان! میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں۔ پس اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَ مَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۫ۖ﴿۱۲﴾ وَ اِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَ الْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ﴿۱۵﴾ الَّذِيْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ؕ﴿۱۶﴾ وَ سَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ﴿۱۸﴾ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ۙ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ يَرْضٰى۔(2)

1۔ معجم الصحابہ لابن قانع، جلد 2، صفحہ 749 (159)، مکتبہ مصطفی الباز الریاض 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 572 (3942)، بیروت

امام بزار، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن عدی، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ایک دوسری سند سے حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی: وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَ لَسَوْفَ یَرْضٰى ۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ نے ایسے لوگوں کو آزاد کیا جن سے نہ کسی جزا اور بدلے کی طلب کی اور نہ شکر کی امید رکھی، وہ چھ یا سات افراد ہیں۔ انہیں میں سے حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما ہیں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَ سَیُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى میں الْاَتْقَى سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ وَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى کے تحت کہتے ہیں: اس پر لوگوں کا بدلہ اور جزا دینا نہیں ہے بلکہ اس کا یہ عطیہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہے۔(3)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 291 (11496)، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 276، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

آیاتھا ۱۱ ﴿ سُوْرَۃُ الضُّحٰی مَکِّیَّۃٌ ۹۳ ﴾ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ وَ لَلْاٰخِرَۃُ
خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ؕ﴿۴﴾ وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ؕ﴿۵﴾ اَلَمْ یَجِدْکَ
یَتِیْمًا فَاٰوٰی ۪﴿۶﴾ وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَهَدٰی ۪﴿۷﴾ وَ وَجَدَکَ عَآئِلًا
فَاَغْنٰی ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ﴿۹﴾ وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ﴿۱۰﴾ وَ اَمَّا
بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

”قسم ہے روز روشن کی۔ اور رات کی جب وہ سکون کے ساتھ چھا جائے۔ نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔ اور یقیناً ہر آنے والی گھڑی آپ کے لیے پہلی سے (بدرجہا) بہتر ہے۔ اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ کیا اس نے نہیں پایا آپ کو یتیم پھر (اپنی آغوش رحمت میں) جگہ دی۔ اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اور اس نے آپ کو حاجت مند پایا تو غنی کر دیا۔ پس کسی یتیم پر سختی نہ کیجئے۔ اور جو مانگنے آئے اس کو مت جھڑکیے۔ اور اپنے رب (کریم) کی نعمتوں کا ذکر فرمایا کیجئے“۔

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ وَ الضُّحٰی مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابوالحسن البزی المقری رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ میں نے عکرمہ بن سلیمان کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے اسماعیل بن قسطنطین پر قرآن کریم پڑھا۔ جب میں وَ الضُّحٰی پر پہنچا تو انہوں نے کہا: ہر سورت کے خاتمہ پر تکبیر کہنا یہاں تک کہ تو ختم کر لے۔ کیونکہ میں حضرت عبداللہ بن کثیر کے پاس قرآن کریم پڑھا۔ جب میں وَ الضُّحٰی پر پہنچا تو انہوں نے کہا تکبیر کہو۔ یہاں تک کہ تو ختم کرتے اور عبداللہ بن کثیر نے انہیں یہ بتایا کہ انہوں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس قرآن کریم پڑھا تو انہوں نے بھی انہیں اسی طرح کا حکم دیا۔ اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں یہ بتایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی انہیں یہی حکم دیا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ اطلاع دی کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی طرح کا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الفکر بیروت

حکم دیا تھا۔ اور انہوں نے انہیں یہ بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اسی طرح فرمایا تھا۔

امام احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، طبرانی، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو دو یا تین راتیں آپ نے قیام نہ فرمایا۔ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے محمد! (ﷺ) میں تیرے شیطان کے بارے یہ خیال کرتی ہوں کہ اس نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ ہم نے اسے دو یا تین راتوں سے آپ کے قریب نہیں دیکھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:
وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔(1)

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے میں دیر کر دی تو مشرکین نے کہا: یقیناً محمد (ﷺ) کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔(2)

امام طبرانی نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے سے رک گئے۔ تو آپ ﷺ کے چچا کی بیٹیوں میں سے کسی نے کہا: میں خیال کرتی ہوں کہ آپ کے صاحب آپ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ تب یہ آیات نازل ہوئیں: وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن ابی حاتم رحمہما اللہ اور آپ کے یہ الفاظ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی انگلی مبارک پر پتھر لگا۔ تو فرمایا: تو انگلی ہی تو ہے جو خون آلود ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہی تجھے یہ تکلیف پہنچی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دو یا تین راتیں قیام نہ فرمایا۔ تو ایک عورت نے آپ سے کہا: میں یہ خیال کرتی ہوں کہ تیرے شیطان نے تجھے چھوڑ دیا ہے۔ تب وَالضُّحٰى ۙ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى تک آیات نازل ہوئیں۔(3)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: جب سورۂ لہب کی یہ آیات نازل ہوئیں تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ تو ابولہب کی بیوی کو بتایا گیا کہ محمد (ﷺ) نے تیری ہجو کی ہے۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ ﷺ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اس نے کہا اے محمد (ﷺ) تم کس بناء پر میری ہجو کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: قسم بخدا! بلاشبہ میں نے تیری ہجو نہیں کی۔ بلکہ تیری ہجو تو اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ تو اس نے کہا: کیا تم نے مجھے لکڑیاں اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے یا تم نے میری گردن میں بندھی ہوئی رسی دیکھی ہے؟ پھر وہ چلی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے چند دن گزارے۔ آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ پھر وہ آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی میرا تو خیال ہے تیرے صاحب نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور وہ تجھ سے ناراض

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 738، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 279، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 170، وزارت تعلیم اسلام آباد

ہو گیا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: میرا یہ گمان ہے کہ آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات نازل فرمائیں۔(2)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آنے میں کچھ دیر کر دی۔ تو آپ ﷺ بہت زیادہ مضطرب اور پریشان ہو گئے۔ تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: میرا گمان ہے آپ کا رب آپ سے ناراض ہے۔ اسی وجہ سے وہ آپ کا اضطراب دیکھ رہا ہے۔ تب سورۂ والضحیٰ آخر تک نازل ہوئی۔(3)

امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سے وحی مؤخر ہوئی تو اس سبب سے آپ گھبرا گئے۔ تو میں نے جب آپ ﷺ کے اضطراب اور پریشانی کو دیکھا تو میں نے کہا: آپ کا رب آپ سے ناراض ہے، اس وجہ سے وہ آپ کے اضطراب کو دیکھ رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔(4)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عوفی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم نازل ہو رہا تھا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کچھ دنوں کے لیے آپ سے رک گئے۔ تو اس سبب سے آپ کو عار دلائی گئی اور مشرکین نے کہا: ان کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور وہ ان سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى قسم ہے روز روشن کی اور رات کی جب وہ آ جائے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہوا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اسی طرح مرسل روایت حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کی ہے۔(6)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: وَالضُّحٰى فرمایا: مراد دن کی ساعتوں میں سے ایک ساعت ہے (یعنی چاشت کے وقت کی قسم) وَالَّيْلِ إِذَا سَجٰى اور رات کی قسم جب وہ لوگوں کے ساتھ پرسکون ہو جائے (یعنی وہ سکون کے ساتھ چھا جائے)۔(7)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 573 (3945)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 280، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 667 (4214)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 280 6۔ ایضاً

7۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 435 (3634)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اِذَا سَجٰی کا معنی ہے اذا استوی۔ جب وہ چھا جائے۔(1)

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے جب وہ لوگوں کو چھپا لے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِذَا سَجٰی کا معنی ہے جب وہ آ جائے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی کا معنی ہے: قسم ہے رات کی جب وہ آ جائے اور ہر شے کو ڈھانپ لے۔

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے کہ اِذَا سَجٰی جب وہ چلی جائے۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ تیرے رب نے تجھے نہیں چھوڑا۔ وَ مَا قَلٰی اور نہ ہی اس نے آپ کو مبغوض قرار دیا ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، طبرانی اور ابن مردویہ نے ام حفص سے اور انہوں نے اپنی ماں سے روایت کیا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ اقدس میں کتے کا چھوٹا سا بچہ داخل ہوا اور چار پائی کے نیچے چلا گیا اور وہیں مر گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار دن تک انتظار کرتے رہے، آپ پر وحی نازل نہ ہوئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خولہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کیا ہوا؟ جبرائیل امین علیہ السلام میرے پاس نہیں آ رہے۔ تو میں نے عرض کی۔ یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کوئی دن ہم پر ایسا نہیں آیا جو ہمارے لیے آج کے دن سے بہتر ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کمبلی اٹھائی، اسے پہنا اور باہر تشریف لے گئے۔ تو میں نے دل میں سوچا (کتنا اچھا ہے) اگر میں گھر کو تیار کر دوں اور اس سے جھاڑو پھیر لوں۔ چنانچہ میں جھاڑو لے کر چار پائی کے نیچے داخل ہو گئی۔ اچانک ثقیل اور بھاری شے محسوس ہوئی۔ میں جھاڑو پھیرتی رہی یہاں تک کہ کتے کا مردہ بچہ مجھے مل گیا۔ پس میں نے اسے اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور گھر کے پیچھے پھینک دیا۔ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ کی ریش مبارک کانپنے لگی۔ جب آپ پر وحی کا نزول ہوتا تھا تو آپ پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: اے خولہ! مجھے چادر اوڑھا دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر سورہ والضحیٰ آخر تک نازل فرمائی۔(5)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر وہ پیش کیا گیا ہے جو میرے بعد میری امت کے لیے کھولا گیا ہے اور اس نے مجھے خوش کر دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی۔(6)

امام ابن ابی حاتم، عبد بن حمید، ابن جریر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی اور ابو نعیم دونوں نے دلائل میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 278، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 435 (3635)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 277

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 79-278

5۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 92 (11497)، دار الفکر بیروت

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 293 (11499)

سب کچھ دکھلا دیا گیا جو مشقتیں اور تکالیف آپ کے بعد آپ کی امت سے دور کی جائیں گی۔ تو آپ ﷺ اس سے انتہائی خوش ہوئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جنت میں موتیوں کے ہزار محل عطا فرمائے گا جن کی مٹی کستوری کی ہوگی اور ہر محل میں آپ ﷺ کی خواہش اور چاہت کے مطابق ازواج اور خدام ہوں گے۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رضا تو یہ ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہ ہو۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کی رضا یہ ہے کہ آپ کی ساری امت جنت میں داخل ہو۔(3)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تلخیص المتشابہ میں ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیۃ والثناء راضی نہ ہوں گے، جب تک کہ آپ کی امت کا ایک فرد بھی جہنم میں ہوگا۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بارے میں ارشاد ربانی تلاوت کیا۔ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (ابراہیم:36)

اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ (المائدہ 118) الآیہ۔ اور پھر اپنے دست مبارک اٹھائے۔ اور عرض کی ''اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ وَبَكٰى '' (اے اللہ! میری امت، میری امت (تو اس کی مغفرت فرمادے) اور پھر آپ رونے لگے تو یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! میرے محبوب محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جا اور انہیں کہہ دے: بلاشبہ ہم تمہیں آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے۔ آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت حرب رحمۃ اللہ علیہ بن شریح کی سند سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ شفاعت جس کے بارے گفتگو ہو رہی ہے اہل عراق بھی اس کا حق رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں قسم بخدا! میرے چچا حضرت محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' میں اپنی امت کے لیے شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھے ندا دے گا اے محمد! (ﷺ) کیا آپ راضی ہیں؟ تو میں عرض کروں گا: ہاں اے میرے پروردگار! میں راضی ہوں'' ''اَشْفَعُ لِاُمَّتِيْ حَتّٰى يُنَادِيْنِيْ رَبِّيْ اَرَضِيْتَ يَا مُحَمَّدُ؟ فَاَقُوْلُ: نَعَمْ يَا رَبِّ رَضِيْتُ'' پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے گروہ اہل عراق! بے شک تم کہتے ہو کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ امید افزاء یہ آیت ہے: يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر:

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 292 (11498)، دار الفکر بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 281، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 164 (1445)، دار الکتب العلمیہ بیروت

53) میں نے کہا: بلاشبہ ہم یہی کہتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: ہم تمام کے تمام اہل بیت یہ کہتے ہیں: کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ امید افزا آیت یہ ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ اور یہ شفاعت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے ارشاد ربانی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اس سے مراد شفاعت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک ہم اہل بیت ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دنیا پر آخرت کو پسند فرمایا ہے اور چن لیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔

امام عسکری نے مواعظ میں، ابن مردویہ، ابن لال اور ابن نجار رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ چکی پیس رہی تھیں اور آپ پر اونٹ کی اون کی چادر تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو فرمایا: اے فاطمہ! (رضی اللہ عنہا) جلدی کرو اور دنیا کی مشقت اور تکلیف کو کل آخرت کی نعمتوں کے لیے برداشت کرو۔ سو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ السلام کو تمہارے درمیان نہیں رہنے دے گا مگر تھوڑا سا وقت اس لیے کہ وہ وہی ان کے لیے بہتر اور خیر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں مراد قیامت کا دن ہے (یعنی قیامت کے دن آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے) اور وہ جنت ہے۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت موسیٰ بن علی بن رباح رضی اللہ عنہ اور اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ان کے پاس حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بھی تشریف فرما تھے۔ تو حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طالب کے اشعار میں سے ایک شعر بیان کیا اور کہا: اگر حضرت ابو طالب اس کیفیت کو ملاحظہ فرماتے جتنی آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعمتیں اور عزتیں عطا فرمائیں ہیں تو وہ یقیناً جان لیتے کہ ان کا بھتیجا سردار ہے اور خیر کثیر لے کر آیا ہے۔ تو اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن بھی سردار اور کریم تھے یقیناً آپ خیر کثیر لے کر آئے۔ تو حضرت مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۝ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یتیم اس لیے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے والدین کی نسبت سے یتیم تھے۔ اور عائل (حاجت مند) اس لیے کہا کہ جو کچھ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 281، داراحیاء التراث العربی بیروت

(ظاہری سامان) عربوں کے پاس تھا اس کی نسبت سے آپ تنگ دست تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالمطلب نے اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ کو یثرب سے کھجوریں لانے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ فوت ہو گئے اور حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو جنم دیا اور آپ ﷺ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے زیر پرورش رہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے میں نے اپنے رب سے ایک سوال عرض کیا اور میں نے پسند یہ کیا کہ میں اس سے سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: مجھ سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام ہوئے ہیں ان میں سے وہ بھی ہے جس کے لیے ہوا مسخر کی گئی اور وہ بھی جو مردوں کو زندہ کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! ﷺ کیا میں نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور پھر آپ کو اپنی آغوش رحمت میں جگہ دی؟ کیا میں نے آپ کو حاجت مند نہیں پایا۔ پھر میں نے آپ کو غنی کر دیا؟ کیا میں نے آپ کے لیے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟ کیا میں نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار نہیں دیا؟ کیا میں نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند نہیں کیا؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں اے میرے پروردگار! یہ درست ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے کچھ سوال کیے حالانکہ میری پسند یہ ہے کہ میں اس سے سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تمام انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر تو نے سلیمان علیہ السلام کا ہوا کی نسبت سے ذکر کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر بھی کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورت وَالضُّحٰی نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا رب مجھ پر احسان فرما رہا ہے اور میں اس اہل ہوں کہ میرا رب مجھ پر احسان فرمائے (3)۔ واللہ اعلم۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰی کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو گمراہوں کے درمیان پایا اور آپ کو ان کی گمراہی سے بچا لیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَوَجَدَكَ عَآىِٕلًا کا معنی ہے: اور اس نے آپ کو فقیر پایا۔ اور انہوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اس طرح ہے "وَوَجَدَكَ عَدِیْمًا فَاٰوٰی" اور آپ کو فقیر پایا تو اپنی پناہ میں لے لیا۔(4)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 187، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 455 (13921)، دار الفکر بیروت
3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 264 (8135)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے المصاحف میں حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرات میں ہے: ''وَوَجَدَكَ عَدِيمًا فَاغْنَىٰ'' اور آپ کو فقیر پایا تو آپ کو غنی کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ فرمایا: پس کسی یتیم کو حقیر نہ جانیے۔ یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یہ لفظ اس طرح ہے'' فَلَا تَكْهَرْ'' پس کسی یتیم کو حقیر جان کر اس پر سختی نہ کیجئے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی بیان کیا ہے: آپ کسی یتیم پر ظلم وزیادتی نہ کیجئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کسی یتیم پر ظلم نہ کیجئے۔(2)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ فرمایا: آپ یتیم کے لیے رحیم وشفیق باپ کی طرح ہو جائیے۔ وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ اور سائل کا جواب رحمت ونرمی کے ساتھ دیجئے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے وَ اَمَّا السَّآىِٕلَ فَلَا تَنْهَرْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جو اپنے دین کے بارے سوال کرنے کے لیے آپ کے پاس حاضر ہو آپ اسے نہ جھڑکیے۔ واللہ اعلم۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرمایا: آپ کے رب نے نبوت کی صورت میں جو نعمت آپ کو عطا فرمائی ہے اس کا ذکر فرمایا کیجئے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ہی یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ کے رب نے آپ کو قرآن کریم کی صورت میں جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کا ذکر فرمایا کیجئے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں حضرت حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے ملا اور آپ سے مصافحہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا: ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہونا مومن کا مصافحہ ہے۔ میں نے عرض کی: مجھے ارشاد باری تعالیٰ وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ کے بارے بتایئے۔ تو انہوں نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے ایک مومن آدمی نیک عمل کرتا ہے اور اس کے بارے اپنے گھر والوں کو بتاتا ہے۔ میں نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی پہلی یا دوسری؟ تو انہوں نے فرمایا: دوسری۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو کوئی اچھا کام کرے تو اپنے بھائیوں کے سامنے اس کا تذکرہ کر۔

ابن جریر نے ابونضرہ سے یہ بیان کیا ہے کہ مسلمان یہ جانتے ہیں کہ نعمت کا شکر یہ ہے کہ اس کا تذکرہ کیا جائے۔(4)

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں ضعیف سند کیساتھ حضرت انس بن بشیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 282، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 283 4۔ ایضاً

رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: جس نے قلیل شے کا شکر ادا نہ کیا وہ کثیر نعمت کا شکر ادا نہیں کر سکتا۔ اور جس نے لوگوں کا شکر ادا نہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا تذکرہ کرنا شکر ہے اور اسے چھوڑ دینا ناشکری ہے اور جماعت رحمت ہے۔(1)

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جس نے (کپڑا پہن کر) بوسیدہ کر دیا، پھر اس کا ذکر کیا تو یقیناً اس نے شکر ادا کیا اور اگر اس نے اسے چھپایا تو یقیناً اس نے ناشکری کی۔ اور جس نے اپنے آپ کو ایسی چیزوں کے ساتھ آراستہ کیا جو اسے عطا نہیں کی گئیں تو وہ جھوٹا لباس پہننے والے کی طرح ہے۔

امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جسے کچھ عطیہ دیا گیا اور اس نے اسے پالیا تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے بارے آگاہ کرے۔ اور اگر وہ نہ پائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کے بارے تعریف کرے اور جس نے اس کی تعریف کی تحقیق اس نے اس کا شکر ادا کیا اور جس نے اسے چھپایا یقیناً اس نے ناشکری کی۔

امام احمد، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر احسان کیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا بدلہ دے۔ اور اگر وہ اس کی استطاعت نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا ذکر کرے۔ کیونکہ جس نے اس کا ذکر کیا یقیناً اس نے شکر ادا کیا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر احسان کیا جائے تو اسے اس کا بدلہ دینا چاہیے۔ اور اگر وہ استطاعت نہ رکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کا ذکر کرے۔ کیونکہ جس نے اس کا ذکر کیا یقیناً اس نے اس کا شکر ادا کیا۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے۔

بیہقی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کثرت سے اس نعمت کا ذکر کر کیونکہ نعمت کا ذکر کرنا شکر ہے۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت الجریری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بے شک نعمتوں کو شمار کرنا، گننا بھی شکر میں سے ہے۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن سعید سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ کہا جاتا ہے نعمتوں کا شمار کرنا شکر ہے۔(6)

عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نعمت کے شکر میں سے اسے عام کرنا بھی ہے۔(7)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے: نعمت کا شکر یہ ہے کہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 516 (9119)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 515 (9113)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 515 (9111)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 102 (4421)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 110 (4453)
6۔ ایضاً (4454)
7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136 (4572)

اس کا تذکرہ کیا جائے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن ابی الحواری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان بن عیینہ رحمہما اللہ تعالیٰ دونوں ایک رات صبح تک بیٹھے نعمتوں کا تذکرہ کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان بھی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نعمت سے بھی نوازا ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو الاسود دؤلی اور زاذان کندی رحمہما اللہ دونوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمیں اپنے اصحاب کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے ان کی مناقب بیان کیں۔ ہم نے عرض کی: آپ اپنے بارے میں بھی کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: رک جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تزکیہ (اپنی برأت اور پاکیزگی بیان کرنے) سے منع فرمایا ہے۔ تو کسی آدمی نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ فرمایا: میں اپنے رب کی نعمت کا ذکر کرتا ہوں۔ قسم بخدا! جب بھی میں مانگتا ہوں مجھے عطا کر دیا جاتا ہے اور جب میں خاموش ہو جاتا ہوں تو مجھے پہلے عطا کیا جاتا ہے۔(3)

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 127 (4534)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 110 (4452)

3۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 248 (14941)، دار الفکر بیروت

آیاتہا ۸ ﴿ سُوْرَةُ اَلَمْ نَشْرَحْ مَكِّيَّةٌ ۹۴ ﴾ رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ بعض نے یہ اضافہ کیا ہے کہ سورۃ وَالضُّحٰى کے بعد نازل ہوئی۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سورۃ اَلَمْ نَشْرَحْ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ﴿۳﴾ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾

"کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کر دیا۔ اور ہم نے اتار دیا ہے آپ سے آپ کا بوجھ۔ جس نے بوجھل کر دیا تھا آپ کی پیٹھ کو۔ اور ہم نے بلند کر دیا ہے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو۔ پس یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب آپ (فرائض نبوت سے) فارغ ہوں۔ تو (حسب معمول) ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں"۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لیے آپ کا سینہ کھول دیا۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ہم نے آپ کا سینہ حلم و علم سے بھر دیا۔ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ فرمایا: اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا ہے جس نے بوجھ کو انتہائی بوجھل اور بھاری کر دیا تھا۔ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ فرمایا: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

امام بیہقی نے دلائل میں ابراہیم بن طہمان سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بطن اقدس آپ کے سینے سے لے کر پیٹ کے نیچے والے حصہ تک شق کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل باہر نکالا گیا اور اسے سونے کے طشت میں دھویا گیا۔ پھر اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا گیا اور پھر واپس اپنے محل میں رکھ دیا گیا۔(2)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 6

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی شے ہے جو آپ نے نبوت کی علامات میں سے سب سے اول دیکھی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: اے ابو ہریرہ! تو نے سوال کیا ہے۔ میں بیس سال اور کچھ ماہ کی عمر میں صحرا میں تھا۔ تو اچانک میں نے اپنے سر کے اوپر کچھ گفتگو کی آواز سنی۔ ایک آدمی دوسرے آدمی سے کہہ رہا تھا: کیا یہ وہی ہیں؟ پھر وہ دونوں میری طرف آئے۔ ان کے چہرے ایسے تھے کہ میں نے مخلوق میں کبھی ان جیسا چہرہ نہیں دیکھا، ارواح ایسی تھیں کہ میں نے مخلوق میں کبھی ان جیسی روح نہیں پائی اور ان پر لباس ایسے تھے کہ میں نے مخلوق میں سے کسی کو ایسے کپڑے پہنے نہیں پایا۔ وہ دونوں میری طرف چلتے آئے یہاں تک کہ ان میں سے ہر ایک نے میرا بازو پکڑ لیا اور مجھے ان کے پکڑنے سے مس کا احساس بھی نہ ہوا۔ پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اسے لٹا دو۔ پس اس نے مجھے بغیر کوئی تکلیف اور درد پہنچائے لٹا دیا۔ پھر ایک نے کہا: ان کا سینہ شق کر دے۔ چنانچہ ان میں سے ایک میرے سینے کی طرف جھکا اور اسے شق کر دیا۔ میں یہ سب دیکھتا رہا۔ نہ اس سے خون نکلا اور نہ ہی کوئی درد ہوا۔ تو دوسرے نے اسے کہا: کینہ اور حسد کو باہر نکال دو۔ چنانچہ اس نے جمے ہوئے خون کی طرح کوئی شے باہر نکالی اور اسے کھینچ کر دور پھینک دیا۔ پھر دوسرے نے اسے کہا: اس میں رافت و رحمت داخل کر دو۔ چنانچہ جو کچھ نکالا گیا تھا اسی کے برابر یہ چاندی کے مشابہ تھی پھر میرے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کو ہلایا اور کہا: چلو اور سلامت رہو۔ چنانچہ میں اس حال میں لوٹا کہ اس کے سبب مجھ میں چھوٹوں کے لیے نرمی اور بڑوں کے لیے رحمت کے جذبات تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عتبہ بن عبد السلمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پہلی حالت کیا تھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنت سعد بن بکر نے میری پرورش کی ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ اور ہم نے آپ سے آپ کے ذنب کو دور کر دیا ہے (یعنی ہم نے آپ کو گناہوں سے پاک رکھا ہے) الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ جس نے آپ کی پیٹھ کو بوجھل کر دیا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت شریح بن عبید حضرمی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ کا مفہوم ہے اور ہم نے آپ کے لیے آپ کے ذنب کی مغفرت فرما دی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے: "وَحَلَلْنَا عَنْكَ وِقْرَكَ" (اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا ہے)۔

امام شافعی نے الرسالہ میں، عبد الرزاق، فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا: کہ میرا ذکر نہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 284، دار احیاء التراث العربی بیروت

کیا جائے گا مگر میرے ساتھ تیرا بھی ذکر کیا جائے گا۔ یعنی "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں اسی آیت کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند فرما دیا ہے۔ کوئی خطیب، کوئی تشہد پڑھنے والا نہیں اور کوئی نماز پڑھنے والا نہیں مگر وہ یہ اعلان کرتا ہے: "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"(2)

امام سعید بن منصور، ابن عساکر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا تو اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ یعنی "اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ میرے ساتھ تیرے ذکر کے بغیر کوئی خطبہ اور نکاح جائز نہیں ہوگا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے: جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا تو ساتھ اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابن مردویہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور کہا: آپ کا رب کریم ارشاد فرما رہا ہے: کیا آپ جانتے ہیں میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند فرمایا ہے؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو اس نے فرمایا: جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کریم سے ایک سوال کیا۔ میری پسند تو یہ تھی کہ میں اس سے سوال نہ کرتا۔ میں نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہم کلامی سے نوازا۔ تو رب کریم نے فرمایا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں نے آپ کو یتیم نہیں پایا اور اپنی آغوش رحمت میں لے لیا۔ اور آپ کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ اور آپ کو حاجت مند پایا تو میں نے غنی کر دیا۔ میں نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ کشادہ کر دیا، آپ سے آپ کا بوجھ اتار دیا اور میں نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا اور میرا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا اور میں نے آپ کو خلیل بنایا ہے۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 3، صفحہ 437 (3691)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 285، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب میں آسمانوں اور زمین کے امور سے فارغ ہوا، تو میں نے کہا: اے میرے پروردگار! مجھ سے پہلے کوئی نبی نہیں ہوا۔ مگر اگر تو نے اسے عزت و تکریم عطا فرمائی ہے تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لیے پہاڑوں کو مسخر کیا ہے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوا اور شیاطین کو اور تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مردوں کو زندہ فرمایا تو میرے لیے تو نے کیا بنایا؟ تو رب کریم نے فرمایا: کیا میں نے تجھے وہ عطا نہیں فرمایا جو ان تمام سے افضل و اعلیٰ ہے؟ کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ ضرور تیرا ذکر بھی کیا جائے گا۔ میں نے تیری امت کے سینوں کو اتنا وسیع اور کشادہ بنایا ہے کہ وہ قرآن کریم یاد پڑھتے ہیں۔ حالانکہ میں نے کسی امت کو یہ نہیں عطا فرمایا۔ اور میں نے آپ کو اپنے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" عطا فرمایا ہے۔

امام ابن عساکر نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا جائے گا مگر آپ کا ذکر اس کے ساتھ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مشکل، تنگی آسانی کے ساتھ ساتھ ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت کے تحت یہ روایت بیان کی ہے کہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے ساتھ صحابہ کرام کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ایک مشکل دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مذکورہ آیت سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں بشارت ہو تمہارے پاس آسانی آ گئی۔ ایک مشکل دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھیجا اور ہم تین سو سے کچھ زائد تھے اور ہمارے قائد حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے۔ ہمارے ساتھ ہماری سواری کے اونٹوں کے سوا کوئی ہودج والا اونٹ نہیں تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کے دو تھیلے بطور زاد راہ عطا فرمائے۔ تو ہم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا: یقیناً رسول اللہ ﷺ جانتے ہیں تم کہاں کا ارادہ رکھتے ہو۔ اور تم بھی جانتے ہو کہ تمہارے پاس زاد راہ کتنا ہے۔ سو اگر تم رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ چلو۔ اور آپ ﷺ سے مزید زاد راہ عطا فرمانے کی التجا کرو۔ چنانچہ ہم آپ کی طرف لوٹ کر آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے اس امر کو جان لیا ہے، جس کے لیے تم آئے ہو۔ جو زاد راہ میں نے تمہیں دیا ہے اگر اس کے سوا میرے پاس کچھ اور ہوتا تو میں ضرور تمہیں وہ عطا فرما دیتا۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 286، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

ہم واپس آ گئے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ پس اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ نے ہم میں سے بعض کو بلا بھیجا اور فرمایا: تمہیں بشارت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اور ہرگز ایک مشکل دو آسانیوں پر غالب نہیں آئے گی۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے سامنے ایک پتھر پڑا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر مشکل اور تنگی آ جائے اور وہ اس پتھر میں داخل ہو جائے تو یقیناً آسانی آئے گی اور وہ اس میں داخل ہو کر اسے باہر نکال لائے گی۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (1) اور طبرانی کے الفاظ ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔

امام ابن نجار رحمہ اللہ نے حضرت حمید بن حماد رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عائذ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بقیع الغرقد میں تشریف فرما تھے۔ پھر آپ ﷺ ایک باغ میں اترے اور فرمایا: اے وہ لوگو جو یہاں حاضر ہو! قسم بخدا! اگر تنگی آ کر اس پتھر میں بھی داخل ہو جائے تو یقیناً آسانی آ کر اسے باہر نکال دے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تنگی اس پتھر میں بھی ہو تو یقیناً اس پر آسانی داخل ہو گی اور اسے باہر نکال دے گی۔ پھر آپ ﷺ نے مذکورہ آیت تلاوت فرمائی۔ (2)

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے الصبر میں، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اگر تنگی پتھر میں بھی ہو تو یقیناً اس کے پیچھے آسانی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس پر داخل ہو کر اسے نکال دے گی اور ایک تنگی ہرگز دو آسانیوں پر غالب نہیں آئے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ (3)

امام عبد الرزاق، ابن جریر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ایک دن انتہائی شاداں وفرحاں باہر تشریف لائے اور آپ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے: ایک تنگی دو آسانیوں پر ہرگز غالب نہیں آئے گی: فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ (4)

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 206 (10012)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 293 (11500)، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 438 (3644)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 206 (10013)

ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آئے گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ الآیہ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوں تو دعا میں مشغول ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں اور اس کی طرف راغب ہو جائیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر بھی بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا: جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوں اور تشہد پڑھ لیں تو اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور اسی سے اپنی حاجت کا سوال کریں۔

امام ابن ابی الدنیا نے الذکر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ پس جب آپ فارغ ہو جائیں تو دعا میں مشغول ہو جائیں۔ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اور سوال کے لیے اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے: کہ جس آدمی نے اپنی نماز کے آخر میں حدث لاحق کر لیا۔ تو اس کی نماز مکمل ہو گئی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ، یعنی جب آپ رکوع و سجود سے فارغ ہو جائیں۔ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ تو سوال کرنے میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور راغب ہو جائیں۔ حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے ہوں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جب آپ فرائض سے فارغ ہو جائیں تو رات کے قیام (ریاضت) میں لگ جائیں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ جب آپ بیٹھیں تو دعا اور سوال میں خوب کوشش اور اصرار کریں۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن نصر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ جب آپ اپنے ذاتی معاملات و اسباب سے فارغ ہو جائیں تو نماز میں مشغول ہو جائیں۔ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ اور اپنی ساری رغبت اپنے رب کی طرف کر لو۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا میں مشغول ہو جائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ جب آپ فرض نماز سے فارغ ہو جائیں۔ تو سوال اور دعا کے لیے اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جائیں اور راغب ہو جائیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 287، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان آیات میں یہ حکم دیا ہے کہ جب آپ نماز سے فارغ ہو جائیں تو دعا کے لیے اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا: کہ جب آپ غزوہ سے فارغ ہو جائیں تو عبادت وریاضت میں مشغول ہو جائیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ جب آپ جہاد سے فارغ ہو جائیں تو عبادت وریاضت میں لگ جائیں۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 439 (3645)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۸　سورۃ التین مکیۃ ۹۵　رکوعہا ۱

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ وَالتِّيْنِ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ وَالتِّيْنِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۶ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝۷ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝۸

"قسم ہے انجیر اور زیتون کی۔ اور قسم ہے طور سینا کی۔ اور اس امن والے شہر (مکہ مکرمہ) کی۔ بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے (عقل و شکل کے اعتبار سے) بہترین اعتدال پر۔ پھر ہم نے لوٹا دیا اس کو پست ترین حالت کی طرف۔ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ پس کون جھٹلا سکتا ہے آپ کو اس کے بعد جزا و سزا کے معاملہ میں۔ کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم"؟

امام مالک، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور ایک رکعت میں سورۂ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھی اور میں نے کسی سے اس سے زیادہ خوب صورت اور حسین آواز یا قرأت نہیں سنی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید نے مسند میں اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے مغرب کی نماز میں سورۂ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ پڑھی۔(3)

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے اس میں وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ کی قرأت کی۔

امام ابن قانع، ابن سکن اور شیرازی رحمہم اللہ نے الالقاب میں حضرت زرعہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کیا ہے کہ میں یمامہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے ہم کو اسلام پیش فرمایا۔ تو ہم نے اسلام

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 06-105، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 297 (2704)، دارالفکر بیروت

قبول کرلیا۔ پھر جب دوسرے دن ہم نے نماز پڑھی۔ تو آپ ﷺ نے اس میں وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (القدر:1) کی قرأت فرمائی۔(1)

خطیب اور ابن عساکر نے ایک ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب سورہ وَالتِّيْنِ نازل ہوئی تو حضور نبی مکرم ﷺ اس سے انتہائی مسرور اور خوش ہوئے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ہمارے لیے انتہائی فرحت وانبساط کا اظہار فرمایا۔ پھر ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: وَالتِّيْنِ سے مراد بلاد شام اور الزَّيْتُوْنِ سے مراد بلاد فلسطین ہیں۔ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ اس میں بلد امین سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ اس میں الْاِنْسَانَ سے مراد حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ پھر ہم نے لات وعزیٰ کے پجاریوں کو پست ترین حالت کی طرف لوٹا دیا۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ فرمایا: اس آیت میں مراد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں۔ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ اے محمد! ﷺ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور آپ کو تقویٰ پر جمع فرمایا ہے (پس اس کے بعد آپ کو کون جھٹلا سکتا ہے جزا وسزا کے معاملہ میں، کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالتِّيْنِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام کی وہ مسجد ہے جو آپ نے جودی پہاڑ پر بنائی۔ الزَّيْتُوْنِ سے مراد بیت المقدس ہے اور سِيْنِيْنَ سے مراد مسجد طور ہے۔ اور هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے مراد مکہ المکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ فرمایا: ہم نے انسان کو بہترین اعتدال پر پیدا کیا ہے۔ پھر اسے ارذل العمر (پیر فرتوت شیخوخۃ) کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ یہ اتنا بوڑھا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کی عقل زائل ہو جاتی ہے۔ مراد وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں تھے۔ جب ان کی عقلیں زائل ہوئیں تو آپ ﷺ سے ان کے بارے پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی معذوری کا حکم نازل فرمایا کہ ان کے لیے ان کے ان اعمال کا اجر ہے جو اپنی عقلیں زائل ہونے سے پہلے انہوں نے کیے۔ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ فرمایا: اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم کو کون جھٹلائے گا۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ فرمایا: یہ دو مسجدیں ہیں یعنی مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ۔ جہاں سے حضور نبی کریم ﷺ کو (شب معراج) سیر کرائی گئی۔ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ فرمایا: اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ فرمایا:

1۔ معجم الصحابہ لابن قانع، جلد 5، صفحہ 1795 (495)، مکتبۃ مصطفیٰ الباز الریاض

2۔ تفسیر طبری، زیرآیت ہذا، جلد 30، صفحہ 303-96-93-291، داراحیاء التراث العربی بیروت

بلد امین سے مراد مکہ المکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ تحقیق ہم نے انسان کو سیدھا پیدا کیا ہے اسے اپنے چہرے پر اوندھا اور الٹا پیدا نہیں کیا گیا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ پھر ہم نے اسے ارذل العمر کی طرف لوٹا دیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے۔ وَالتِّيْنِ فرمایا یہ وہ پہاڑ ہے جس پر دمشق ہے۔ وَالزَّيْتُوْنِ یہ وہ پہاڑ ہے جس پر بیت المقدس ہے۔ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ فرمایا یہ شام کا ایک پہاڑ ہے جو انتہائی متبرک، حسین اور درختوں والا ہے۔ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ فرمایا: بلد امین شہر مکہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ فرمایا اس پر قسم واقع ہوئی ہے۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ فرمایا پھر ہم نے اسے جہنم میں لوٹا دیا ہے۔ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ اس یقین کے بعد کہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیان آگیا ہے آپ کو کون جھٹلا سکتا ہے؟(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو عبد اللہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَالتِّيْنِ سے مراد دمشق کی مسجد ہے۔ الزَّيْتُوْنِ سے مراد بیت المقدس ہے۔ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے رب کے ساتھ شرف ہمکلامی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے مراد بلد حرام (مکہ) ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَالتِّيْنِ سے مراد اصحاب کہف کی مسجد ہے۔ الزَّيْتُوْنِ سے مراد مسجد ایلیا ہے۔ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ فرمایا اس سے مراد کوہ طور کی مسجد ہے۔ اور وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے مراد مکۃ المکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ یہ دونوں شام کی مسجدیں ہیں۔ اور وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ کے بارے فرمایا: کہ طور پہاڑ ہے اور سینین حسن اور خوب صورتی ہے۔

امام ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالتِّيْنِ سے مراد دمشق اور وَالزَّيْتُوْنِ سے مراد بیت المقدس ہے۔ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی عطا فرمایا۔ اور الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ سے مراد مکۃ المکرمہ ہے۔(2)

امام سعید بن منصور نے حضرت ابو حبیب حارث بن محمد سے یہ قول بیان کیا ہے: چار پہاڑ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقدس ہیں یعنی طور زیتا، طور سینا، طور تینا اور طور تیما۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَ طُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ پس طور زیتا بیت المقدس ہے، طور سینا طور ہے، طور تینا دمشق ہے اور طور تیما مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ طور سینا وہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہمکلامی عطا فرمایا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حکم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالتِّيْنِ سے مراد دمشق ہے۔ وَالزَّيْتُوْنِ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 290,93,94,97,302، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 290

مراد فلسطین اور وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ سے مراد مکہ المکرمہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ سے مراد وہ پھل انجیر اور زیتون ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔ اور وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا طور تو پہاڑ ہے اور سِیْنِیْنَ سے مراد مبارک ہے یعنی متبرک پہاڑ۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ یہ وہ پھل ہے جسے لوگ کھاتے ہیں۔ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا: طور سے مراد پہاڑ ہے۔ اور سِیْنِیْنَ سے مراد مبارک ہے۔ یعنی متبرک پہاڑ۔ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ فرمایا بلد امین سے مراد مکۃ المکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ فرمایا ہم نے انسان کو انتہائی حسین صورت میں پیدا فرمایا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ فرمایا پھر ہم نے اسے جہنم میں لوٹا دیا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا: بجز ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ فرمایا: ان کے لیے بلا حساب اجر ہے۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ نقل کیا ہے کہ سِیْنِیْنَ سے مراد حسن اور خوب صورتی ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: سِیْنِیْنَ کا مفہوم حبشی زبان میں حسن اور خوب صورت ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے: وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ ۙ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا طور سینین وہ پہاڑ ہے جس پر تین (انجیر) اور زیتون ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حذیفہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلد امین کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ مکۃ المکرمہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن انباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت عمرو بن میمون سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ آپ نے پہلی رکعت میں وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ ۙ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ پڑھی۔ یہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں بھی اسی طرح ہے۔ اور دوسری رکعت میں اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ (الفیل: 1) اور لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ (قریش: 1) دونوں کو اکٹھا پڑھا اور بلند آواز کے ساتھ قرأت کی۔ میں نے اندازہ لگایا کہ آپ نے بیت اللہ کی تعظیم کے لیے اپنی آواز بلند کی۔

امام سعید بن منصور، ابن منصور، ابن جریر، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 576 (3951)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 300-97-95-94-92-290، دار احیاء التراث العربی بیروت　　3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 292

عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ہم نے انسان کو بہترین اعتدال پر پیدا کیا ہے۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ پھر ہم نے اسے ارذل العمر (شیخوخۃ) کی طرف لوٹا دیا (1) اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ مگر وہ جو ایمان لائے اور انہوں نیا عمال صالحہ کیے ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کم نہیں ہو گا۔ جب بندہ مومن ارذل عمر تک پہنچتا ہے اور وہ حالت شباب میں عمل صالح کرتا رہا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ان اعمال کی مثل اجر لکھتا ہے جو وہ اپنی صحت اور عالم شباب میں عمل کرتا رہا۔ اور جو اعمال اس نے شیخوخۃ اور بڑھاپے میں کیے وہ اس کے لیے نقصان دہ نہیں۔ اور جو اعمال اس نے ارذل العمر تک پہنچنے کے بعد کیے اس پر اس کے گناہ اور خطائیں نہیں لکھی جاتیں۔

ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انسان کے سوا ہر شے کو اس کے چہرے کے بل الٹا اور اوندھا پیدا کیا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ پھر ہم نے اسے ارذل العمر کی طرف لوٹا دیا۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الآیہ۔ فرمایا: جو آدمی بھی اپنی قوت اور شباب کی حالت میں عمل صالح کرتا ہے۔ پھر وہ اس سے عاجز آ جائے تو اس کے لیے اس عمل کا اجر جاری رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالتِّیْنِ سے مراد یہی انجیر ہے۔ وَالزَّیْتُوْنِ سے مراد یہی زیتون ہے۔ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ فرمایا طور تو پہاڑ ہے۔ اور سِیْنِیْنَ حبشی زبان میں حسن اور خوبصورتی کو کہتے ہیں یعنی خوب صورت پہاڑ۔ وَ هٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ فرمایا مراد مکۃ المکرمہ ہے۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ یعنی ہم نے انسان کو پیدا فرمایا انتہائی جوان اور قوت والا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ فرمایا پھر ہم نے اسے لوٹا دیا ارذل العمر (شیخوخۃ) کی طرف۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ فرمایا: اللہ تعالیٰ (اہل ایمان اور عمل صالح کرنے والے) کے اجر اور اس کے عمل کو پورا فرما دیتا ہے۔ اور وہ اس کا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا جب وہ ارذل العمر کی طرف لوٹ جائے۔ ایک روایت میں الفاظ ہیں ان میں سے جو ارذل العمر کی طرف لوٹ جائے اس کے لیے اس عمل کی مثل اجر جاری رہتا ہے جو وہ حالت صحت و شباب میں کیا کرتا تھا۔ پس وہ اجر ختم ہونے والا نہیں اور نہ اس کے ساتھ ان پر احسان جتلایا جائے گا۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ فرمایا تین (انجیر) یہ وہی ہے جو تم کھاتے ہو اور زیتون بھی وہی ہے جس کو تم نچوڑتے ہو (یعنی جس سے تم تیل نکالتے ہو) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ تحقیق ہم نے انسان کو انتہائی خوب صورت اور حسین شکل میں پیدا فرمایا۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ فرمایا: پھر ہم نے اسے آتش جہنم میں لوٹا دیا۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 96-294، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 99-296
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 300-96-95-94-92-289

کا معنی ہے حسین صورت وشکل میں۔ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ پھر ہم نے اسے انتہائی بری شکل میں جہنم میں لوٹا دیا۔(1)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان کو انتہائی حسین شکل میں پیدا فرمایا: اور پھر ہم نے اسے ارذل العمر کی طرف لوٹا دیا اور جب وہ اس عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے لیے اس عمل کی مثل اجر لکھا جاتا ہے جو وہ حالت صحت میں کرتے تھے۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے ارشاد باری تعالیٰ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد کافر ہے جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اور بڑھاپے سے لے کر جہنم تک۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا؟ آپ کہتے ہیں:

فَأَضْحَوُا الَّذِى دَارِ الْجَحِيمِ بِمَعْزَلٍ عَنِ الشَّغْبِ وَالْعُدْوَانِ فِيْ اَسْفَلِ السُّفُلِ

''پس وہ پراگندگی اور عداوت کے سبب دار جہنم کے سب سے اسفل درکہ میں علیحدہ ہو گئے''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ سے مراد ارذل العمر ہے۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے جس نے قرآن کریم پڑھا اسے ارذل العمر کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ اسی لیے ارشاد گرامی ہے: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۞ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا: یعنی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے قرآن کریم پڑھا۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جس نے قرآن کریم پڑھا اسے ارذل العمر کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا۔ پھر یہ آیت تلاوت کی: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْۤ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۞ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۞ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فرمایا: ایسا نہیں ہو گا یہاں تک کہ وہ جاننے کے بعد کسی شے کا علم نہ رکھے گا۔(3)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ سے مراد ایسا بڑھاپا ہے جس میں اس کے لیے کوئی قوت وطاقت باقی نہیں رہتی۔ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا (الحج:5) (تاکہ وہ ہر چیز کو جاننے کے بعد کچھ نہ جانے) فرمایا: جو قرآن کریم پڑھتا رہا وہ اس منزل تک نہیں پہنچے گا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد ہے۔ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ۔ فرمایا: مراد اصحاب قرآن ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ یعنی پھر ہم نے اسے بڑھاپے اور ضعف کی طرف لوٹا دیا ہے۔ اور جب وہ کام سے ضعیف اور بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کے لیے اس عمل کا اجر لکھا جاتا ہے جو وہ حالت شباب میں کیا کرتا تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 97-295، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 556 (2706)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، صفحہ 30، جلد 298

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ خیر اور نیکی کے راستے پر گامزن ہو۔ پھر بیمار ہو جائے یا مسافر ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس عمل کی مثل لکھ دیتا ہے جو وہ کیا کرتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ۔

امام بخاری نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار ہو جائے اور سفر پر نکلے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے عمل کی مثل اجر لکھ دیتا ہے جو عمل حالت صحت کے اوقات میں وہ کیا کرتا تھا۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ کے تحت فرمایا: وہ اجر منقطع نہیں ہوتا جو دائیں جانب والا فرشتہ لکھتا ہے۔ اگر وہ نیک عمل کرے تو اسے دائیں جانب والا فرشتہ لکھتا ہے۔ اور اگر وہ ضعف اور کمزوری کے سبب وہ عمل نہ کر سکے تو بھی دائیں جانب والا لکھ دیتا ہے۔ اور بائیں جانب والا فرشتہ رک جاتا ہے اور وہ برائی نہیں لکھتا۔ اور جس نے قرآن کریم پڑھا اسے ارذل العمر کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا تاکہ وہ ہر چیز کو جاننے کے بعد کچھ نہ جانے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ بیمار ہو جائے تو بائیں جانب والے فرشتے سے کہا جاتا ہے اس سے قلم اٹھا لو اور دائیں جانب والے سے کہا جاتا ہے تم اس کے لیے وہ نیکی لکھتے رہو جو یہ عمل کیا کرتا تھا۔ کیونکہ میں اس کے بارے بہتر جانتا ہوں اور میں نے ہی اسے قید کر رکھا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندوں میں سے کسی بندۂ مومن کو آزمائش میں ڈالتا ہوں اور وہ اس ابتلاء پر میری حمد و ثناء بیان کرے تو وہ اپنے بستر سے اٹھے گا اور اسی دن کی طرح گناہوں سے پاک ہوگا جس دن اس کی ماں نے اسے جنم دیا تھا۔ اور رب کریم فرماتا ہے: بلاشبہ میں نے ہی اسے روک رکھا ہے اور اسے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ پس تم اس کے لیے وہ لکھتے رہو جو تم اس سے قبل اس کی حالت صحت میں لکھا کرتے تھے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے منصور رحمہم اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ اور اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ؁ (الماعون) کیا اس سے مراد حضور نبی کریم ﷺ لیے گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: معاذ اللہ! بلاشبہ اس سے مراد انسان ہے۔(3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم فرماتے ہیں: کیوں نہیں۔ میں یقیناً اس پر شہادت والوں میں سے ہوں "بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ"

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 420، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 33 (3811)، دارالفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 302، دار احیاء التراث العربی بیروت

6B

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت صالح ابو الخلیل رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب اس آیت پر پہنچے: اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ تو آپ کہتے "سُبْحَانَكَ فَبَلٰی"

ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: کہ جو وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ پڑھے اور اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ پڑھے تو اسے یہ کہنا چاہیے: "بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ" (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تو وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ پڑھے اور اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ پڑھے۔ تو پھر کہا کر بَلٰی ہاں (یہ درست ہے)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ جب اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ پڑھتے تو کہتے: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ فَبَلٰی"۔(2)

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 170، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 300، دار احیاء التراث العربی بیروت

آیاتہا ۱۹ | سورۃ العلق مکیۃ ۹۶ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ
رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴿۵﴾
كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ
الرُّجْعٰى ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ
كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ﴿۱۲﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ
تَوَلّٰى ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ لَنَسْفَعًۢا
بِالنَّاصِیَةِ ﴿۱۵﴾ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ﴿۱۶﴾ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ
الزَّبَانِیَةَ ﴿۱۸﴾ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ ﴿۱۹﴾

"آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے۔ اسی نے سکھایا انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا۔ ہاں ہاں! بے شک انسان سرکشی کرنے لگتا ہے۔ اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔ (اے غافل!) تجھے اپنے رب کی طرف یقیناً پلٹنا ہے۔ (اے حبیب!) آپ نے دیکھا اسے جو منع کرتا ہے۔ ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ بھلا دیکھئے تو اگر وہ ہدایت پر ہوتا۔ یا پرہیز گاری کا حکم دیتا (تو اس کے لیے کتنا بہتر ہوتا) آپ نے دیکھ لیا اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔ کیا نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ (اسے) دیکھ رہا ہے۔ خبردار! اگر وہ (اپنی روش سے) باز نہ آیا، تو ہم ضرور (اسے) گھسیٹیں گے اس کی پیشانی کے بالوں سے۔ وہ پیشانی جو جھوٹی (اور) خطاکار ہے۔ پس وہ بلا لے اپنے ہم نشینوں کو (اپنی مدد کے لیے) ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلائیں گے۔ ہاں ہاں! اس کی ایک نہ سنیے (اے حبیب!) سجدہ کیجئے اور (ہم سے اور) قریب ہو جائیے"۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں قرآن کریم میں سے جو سب سے پہلے نازل ہوا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ضریس، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے،

ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ پہلی سورت ہے جو حضور نبی رحمت ﷺ پر نازل کی گئی۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ مجھے محمد بن عباد بن جعفر مخزومی نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے بعض علماء کو یہ کہتے ہوئے سنا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو سب سے اول اپنے نبی مکرم ﷺ پر نازل فرمایا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ تک ہے۔ سو انہوں نے کہا: یہ اس کا آغاز ہے جو حراء کے دن نازل کیا گیا۔ پھر اس کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے اس کے آخر کو نازل فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے چاہا۔(2)

امام ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے اور اسے صحیح بھی قرار دیا ہے کہ قرآن کریم میں سے سب سے اول اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ نازل ہوا۔(3)

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن الانباری نے المصاحف میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے: آپ جو خواب بھی دیکھتے تھے وہ صبح کے نور کی طرح صاف ظاہر ہو جاتا۔ پھر آپ کے نزدیک خلوت نشینی پسندیدہ بنادی گئی۔ چنانچہ آپ غار حراء میں خلوت اختیار کرنے لگے۔ آپ اس میں تحنث فرماتے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے گھر والوں کی طرف آنے سے پہلے کئی کئی راتیں وہاں عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ اس کے لیے زادراہ ساتھ لے جاتے تھے۔ پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی طرف واپس لوٹ آتے۔ پھر اسی طرح توشہ ساتھ لے کر وہاں چلے جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے پاس حق آگیا اور آپ اس وقت غار حراء میں ہی تشریف فرما تھے۔ پس آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس نے کہا۔ اِقْرَاْ آپ پڑھیے۔ تو آپ نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پس اس نے مجھے پکڑا اور مجھے خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی مشقت اور تکلیف ہوئی۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اِقْرَاْ آپ پڑھیے۔ تو میں نے جواب دیا میں پڑھنے والا نہیں۔ فرمایا: اس نے دوبارہ مجھے پکڑا اور خوب بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی تکلیف پہنچی۔ پھر اس نے مجھے پکڑا اور تیسری بار پھر بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے خاصی تکلیف پہنچی اور پھر اس نے مجھے چھوڑا اور کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ الآیہ۔ پس رسول اللہ ﷺ اس کے ساتھ راجعت فرما ہوئے آپ کا دل کانپ رہا تھا۔ اور آپ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو، پس انہوں نے آپ پر چادر اوڑھا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 293 (11502)، دار الفکر بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 157، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 576 (3953)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دی۔ یہاں تک کہ آپ سے خوف اورڈر ختم ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سارے واقعہ سے آگاہ فرمایا اور فرمایا مجھے اپنے بارے میں خوف ہے۔ تو رفیقۂ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ بلاشبہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، یتیموں کا بوجھ برداشت کرتے ہیں، ناداروں اور فقیروں کو عطا فرماتے ہیں، مہمانوں کی عزت و تکریم کرتے ہیں اور آفات حق کے خلاف معاون و مددگار بنتے ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ساتھ لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ کے پاس آئیں۔ ورقہ بن نوفل نے زمانۂ جاہلیت میں عیسائیت کو قبول کیا تھا وہ عبرانی (لغت میں) کتاب لکھتا تھا اور وہ انجیل سے عبرانی زبان میں لکھتا رہا۔ جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ لکھے وہ بہت بوڑھا تھا اور نابینا آدمی تھا۔ تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے کی بات سن۔ تو ورقہ نے آپ سے کہا: اے میرے بھتیجے! تو نے کیا دیکھا ہے؟ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے وہ سب کچھ بتایا جو دیکھا تھا۔ تو سن کر ورقہ نے کہا: یہ وہی ناموس ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اتارا تھا۔ اے کاش! میں خوف اور گھبراہٹ کے وقت موجود رہوں، اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوں جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: کیا وہ مجھے نکال دیں گے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ جو بھی ایسا پیغام لے کر آیا جس کے ساتھ آپ تشریف لائے اس کے ساتھ عداوت اور دشمنی رکھی گئی۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو میں آپ کی انتہائی قوی اور طاقت ور مدد کروں گا۔ پھر ورقہ زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا اور مر گیا اور وحی رک گئی۔ حضرت ابن شہاب نے کہا ہے: مجھے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے خبر دی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ اور وہ فترۃ الوحی کے بارے گفتگو کر رہے تھے۔ تو انہوں نے اپنی گفتگو میں فرمایا: ”اس اثناء میں کہ میں (حضور نبی کریم ﷺ) چل رہا تھا اچانک آسمان کی جانب سے میں نے ایک آواز سنی۔ تو میں نے اپنی آنکھ اوپر اٹھائی۔ تو وہی فرشتہ دیکھا جو غار میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر جلوہ فرما ہے۔ تو میں اس سے مرعوب ہو گیا اور میں لوٹ آیا اور گھر پہنچ کر کہا: مجھے چادر اوڑھا دو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُۙ قُمْ فَاَنْذِرْ۪ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ۪ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ۪ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ۪ۙ (المدثر) پھر وحی رک گئی اور مسلسل رکی رہی۔ (1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ پر جو سورت سب سے پہلے نازل ہوئی: وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو سب سے اول نازل ہوا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ ہے اور پھر نٓ وَ الْقَلَمِ (القلم:1) نازل ہوا۔ (2)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو شے سب سے اول نازل کی گئی وہ پانچ آیات ہیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍۚ اِقْرَاْ وَ

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 2، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 306، داراحیاء التراث العربی بیروت

رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے جو سب سے اول نازل ہوا وہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے اور پھر سورۂ نون ہے۔(1)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے مصاحف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ کے بعد جو سب سے اول نازل ہوا وہ نٓ وَالْقَلَمِ۔ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ اور سورۂ وَالضُّحٰى ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت عمرو بن دینار سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم حراء میں تھے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ ریشم کا کپڑا لے کر آیا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عمرو کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں تھے کہ آپ کے پاس ایک فرشتہ آیا۔ اس کے پاس ریشم کا کپڑا تھا جس میں یہ لکھا ہوا تھا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے۔ تو آپ نے کہا: میں کیا پڑھوں گا؟ تو انہوں نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا اور خوب بھینچا پھر کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے۔ تو آپ نے کہا: میں کیا پڑھوں؟ تو انہوں نے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ یہاں تک کہ وہ اس آیت تک پہنچے: مَا لَمْ یَعْلَمْ پھر آپ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: میں اسے دیکھ رہا ہوں جو مجھے پیش آیا ہے۔ تو رفیقہ حیات نے عرض کی: ہرگز نہیں۔ قسم بخدا! آپ کا رب آپ کے ساتھ اس طرح نہیں کرے گا اور کبھی آپ کو کوئی تکلیف دہ اور اذیت ناک امر پیش نہیں آئے گا۔ پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ورقہ کے پاس آئیں اور اسے سارے واقعہ کی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا: اگر تو سچ کہہ رہی ہے تو یقیناً تیرا خاوند نبی ہے اور اسے اپنی امت کی جانب سے انتہائی شدت اور تکلیف کا سامنا ہوگا۔ اگر میں نے اسے پالیا تو میں یقیناً اس کے ساتھ ایمان لاؤں گا۔ راوی کا بیان ہے پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کے پاس آنے میں دیر کر دی۔ تو حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا خیال ہے آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَالضُّحٰى ۙ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰى ۙ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۞ ۔(4)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 147 (30219)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 444 (3659)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 577 (3955)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 305، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن مردویہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ رفیقہ حیات ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک مہینے کا اعتکاف کیا اور وہ مہینہ رمضان کے موافق تھا۔ رسول اللہ ﷺ باہر نکلے اور یہ آواز سنی: السلام علیکم۔ تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میرا گمان ہے یہ کوئی جن ہے۔ تو اس نے کہا: تمہیں بشارت ہو کیونکہ یہ سلام خیر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک دوسرے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام کو سورج پر دیکھا۔ اس کا ایک پر مشرق میں تھا اور ایک پر مغرب میں تھا۔ فرمایا تو میں پس اس سے خوفزدہ ہو گیا۔ چنانچہ آپ اپنے گھر والوں کے ارادہ سے چل پڑے۔ تو آپ نے اچانک اپنے اور دروازے کے درمیان حضرت جبرائیل علیہ السلام کو پایا۔ فرمایا: پس اس نے مجھ سے گفتگو کی۔ یہاں تک کہ میں اس سے مانوس ہو گیا۔ پھر اس نے ایک خاص جگہ کا مجھ سے وعدہ کیا۔ تو میں اس کے محل وعدہ پر آیا اور جبرائیل علیہ السلام نے مجھے روک لیا۔ اور جب واپس لوٹنے کا ارادہ کیا تو وہ اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام زمین پر اترے اور میکائیل علیہ السلام زمین و آسمان کے درمیان رہے۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑ لیا اور گدی کے درمیان سے مجھے زور سے پکڑا اور میرے پیٹ کو شق کر دیا اور اس سے جو اللہ تعالیٰ چاہا اسے نکال لیا۔ پھر اسے سونے کے ایک ٹب میں دویا۔ پھر اسے پیٹ میں واپس رکھ دیا۔ پھر مجھے الٹا کیا جیسے برتن کو الٹا کیا جاتا ہے۔ پھر میری پیٹھ پر مہر لگائی۔ یہاں تک کہ میں نے مہر کے چھونے کو محسوس کیا۔ پھر مجھے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ اور میں نے کبھی کتاب نہیں پڑھی تھی۔ تو اس نے مجھے حلق سے پکڑا یہاں تک کہ مجھے رونے کے قریب کر دیا۔ پھر مجھے کہا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ فرمایا: اس کے بعد میں کوئی شے نہیں بھولا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے میرا وزن ایک آدمی کے ساتھ کیا اور میں اس کے برابر رہا۔ پھر اس نے ایک دوسرے کے ساتھ میرا وزن کیا اور میں اس کے برابر ہو گیا۔ پھر اس نے میرا وزن سو آدمی کے ساتھ کیا۔ تو حضرت میکائیل علیہ السلام نے کہا: رب کعبہ کی قسم! ان کی امت ان کی مطیع و فرمانبردار ہے۔ فرمایا: پھر میں اپنے گھر کی طرف آیا۔ تو مجھے کوئی پتھر اور درخت نہیں ملا۔ مگر اس نے کہا: السلام علیك یا رسول اللہ۔ یہاں تک کہ جب میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو انہوں نے بھی کہا۔ السلام علیك یا رسول اللہ۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی: اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ذریعہ غلبہ عطا فرما۔ انہوں نے پہلی رات اپنی بہن کو مارا۔ وہ یہ پڑھ رہی تھیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ یہاں تک کہ انہیں یہ گمان ہوا کہ اسے قتل کر دیا ہے۔ پھر سحری کے وقت اٹھے۔ تو ان کی آواز سنی، وہ پڑھ رہی تھیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ تو کہا: قسم بخدا! یہ شعر نہیں ہے اور نہ ہی یہ آہستہ گنگنانے کی آواز ہے۔ پھر چل پڑے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آگئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر پایا اور دروازے کو دھکیلا۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کون ہے؟ جواب دیا: عمر بن خطاب۔ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تیرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اجازت لے لوں۔ تو آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ دروازے پر عمر ہے۔ تو رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے عمر کے لیے خیر کا ارادہ فرمایا ہے تو وہ اسے دین میں داخل فرما دے گا۔ سو آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: دروازہ کھول دو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنے دونوں بازوؤں کے ساتھ پکڑا اور جھنجوڑا۔ فرمایا: تو کس کا ارادہ رکھتا ہے؟ اور کس کام کے لیے تو آیا ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: آپ مجھ پر وہ (دین) پیش فرمایئے جس کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہٗ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ''اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ'' پس عمر رضی اللہ عنہ اسی جگہ اسلام لے آئے اور کہا: اب باہر نکلو (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت کھلے عام اعلانیہ کرتے رہو) (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ قلم اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک عظیم نعمت ہے۔ اگر قلم نہ ہوتا تو دین قائم نہ رہتا اور نہ زندگی کی اصلاح ہوتی۔ اور عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ کے تحت فرمایا: اس سے مراد لکھنا ہے یعنی انسان کو لکھنا سکھایا) (2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: دو پیٹو ہیں جو سیر نہیں ہوتے ایک صاحب علم اور ایک صاحب دنیا۔ یہ دونوں برابر نہیں ہوتے۔ پس صاحب علم رب کریم کی رضا میں اضافہ کرتا رہتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (فاطر: 28) اور صاحب دنیا غرور اور سرکشی میں بڑھتا جاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى۔ واللہ اعلم۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن منذر، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، تو میں اس کی گردن روند ڈالوں گا۔ پس یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے ایسا کیا تو بالیقین ملائکہ اسے ظاہرا پکڑ لیں گے۔ (3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن منذر، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو ابوجہل آیا اور اس نے کہا: کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا ہے؟ کیا میں نے آپ کو اس سے منع نہیں کیا ہے؟ تو حضور نبی کریم ﷺ اس کی طرف پھرے اور اسے خوب ڈانٹا۔ تو ابوجہل نے کہا: یقیناً آپ جانتے ہیں کہ کوئی آدمی نہیں ہے جس کے معاون اور ہم نشین مجھ سے زیادہ ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۙ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم بخدا! اگر وہ اپنے ہم نشینوں کو بلاتا تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کے جہنم کے داروغے پکڑ لیتے۔ (4)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 56 (14408)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 304، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 740، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن جریر، طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے کہا: کہ اگر محمد (ﷺ) مقام (ابراہیم) کے پاس نماز پڑھنے کے لیے لوٹے تو میں یقیناً انہیں قتل کر دوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى ؕ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ﴿۱۲﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى ؕ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰى ؕ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ﴿۱۵﴾ نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ﴿۱۶﴾ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۙ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے۔ تو کہا گیا: کیا وہ آپ کو روک سکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جو میرے اور اس کے درمیان ہے وہ سیاہ ہو گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم بخدا! اگر وہ حرکت کرتا تو یقیناً ملائکہ اسے پکڑ لیتے اور لوگ اس کی طرف دیکھ رہے ہوتے۔(1)

امام بزار، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک دن مسجد میں تھا۔ تو ابوجہل آیا اور اس نے کہا: مجھے اللہ کی قسم! اگر میں نے محمد! ﷺ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو میں یقیناً اس کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف نکلا یہاں تک کہ میں آپ کے پاس پہنچ گیا اور آپ کو ابوجہل کے قول سے مطلع کیا۔ تو آپ ﷺ غضب ناک ہو کر نکلے یہاں تک کہ آپ مسجد پہنچ گئے اور بڑی عجلت کے ساتھ دروازے سے داخل ہوئے تو دیوار کے ساتھ جا لگے۔ تو میں نے کہا: آج یوم شر ہے۔ چنانچہ میں نے کمبل لپیٹا اور پھر آپ کے پیچھے چل پڑا۔ پس رسول اللہ ﷺ یہ پڑھتے ہوئے داخل ہوئے: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ پس جب ابوجہل کی حالت پر پہنچے تو کہا: كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى کسی انسان سے ابوجہل سے کہا: اے ابوالحکم! یہ محمد ﷺ ہیں تو ابوجہل نے جواب دیا: کیا تم وہ نہیں دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ قسم بخدا! مجھ پر آسمان کے افق کو بند کر دیا گیا ہے۔ اور جب رسول اللہ ﷺ سورۃ کے آخر میں پہنچے تو آپ نے سجدہ کیا۔(2)

امام احمد، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ابوجہل نے کہا: کیا محمد (ﷺ) تمہارے درمیان کے سوا کہیں سجدہ کر سکتا ہے۔ تمام نے جواب دیا: ہاں۔ تو ابوجہل نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے اسے اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا۔ تو میں یقیناً آپ کی گردن روند ڈالوں گا اور ان کے چہرے کو خاک آلود کروں گا۔ چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے تا کہ وہ آپ کی گردن کو روند ڈالے۔ لیکن جلد ہی انہوں نے اسے دیکھا کہ وہ الٹے پاؤں واپس لوٹ رہا ہے اور اپنے ہاتھوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 416 (13871)، دار الفکر بیروت

کے ساتھ اپنا بچاؤ کر رہا ہے۔ تو اس سے پوچھا گیا: تجھے کیا ہوا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میرے اور آپ ﷺ کے درمیان آگ سے بھری ہوئی ایک خندق ہے اور یہ بہت سے پر (یعنی فرشتے) ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ میرے قریب آتا۔ تو ملائکہ ایک ایک عضو کر کے اسے کھینچ لیتے۔ فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات آخر سورت تک نازل فرمائیں: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی مراد ابوجہل ہے۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ یعنی وہ اپنی قوم کو بلا لائے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی ملائکہ کو بلائیں گے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى یہ اس وقت نازل ہوئی جب ابوجہل بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر اوجھ پھینک دی تھی اور آپ ﷺ رب کریم کی بارگاہ میں سجدہ ریز تھے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى فرمایا: یہ آیت اللہ تعالیٰ کے دشمن ابوجہل کے بارے نازل ہوئی۔ اس لیے کہ اس نے کہا تھا: اگر میں نے محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو روند ڈالوں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرمایا: اور ارشاد فرمایا: اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰۤى ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى فرمایا: اس میں عبد سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰى یعنی آپ نے دیکھ لیا ابوجہل کو اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ فرمایا: وہ بلا لے اپنی قوم اور اپنے قبیلے کو سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے زبانیہ عرب کلام میں پولیس کو کہا جاتا ہے۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى کے تحت یہ نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو منع کیا جب کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ پس وہ اپنے خاندان کو بلا لے۔ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ اور ہم بھی ملائکہ کو بلا لیں گے۔(3)

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَنَسْفَعًا کا معنی ہے ہم اسے پکڑ لیں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زبانیہ وہ فرشتے ہیں جن کے پاؤں زمین اور سر آسمان میں ہیں۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَاسْجُدْ اے محمد! ﷺ آپ سجدہ کیجئے۔ واقترب اور اے ابوجہل! تو قریب ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے وعید فرما رہا ہے دھمکی دے رہا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 300
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 44-443، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 311

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی بیان کیا ہے: بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ کر رہا ہو۔ کیا تم سنتے نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ سجدہ کیجئے اور (ہم سے اور) قریب ہو جایئے۔(1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آخری کلام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمائی کہ جب آپ نے مجھے طائف پر عامل مقرر فرمایا۔ تو ارشاد فرمایا: لوگوں کے لیے نماز کو خفیف اور آسان کرو یہاں تک قرأت کے وقت میں اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ اور قرآن کریم میں اس کے مشابہ سورتوں کی قرأت کرو۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 444 (3661)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۵ | سُوْرَۃُ الْقَدْرِ مَکِّیَّۃٌ ۹۷ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ ﴿۱﴾ وَمَآ أَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ﴿۲﴾ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم ۚ مِّن كُلِّ أَمْرٍ ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ﴿۵﴾

”بے شک ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے شب قدر میں۔ اور آپ کچھ جانتے ہیں کہ شب قدر کیا ہے۔ شب قدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔ اترتے ہیں فرشتے اور روح (القدس) اس میں اپنے رب کے حکم سے ہر امر (خیر) کے لیے۔ یہ سراسر (امن و) سلامتی ہے۔ یہ رہتی ہے طلوع فجر تک“۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

امام ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے إِنَّآ أَنزَلْنٰهُ فِى لَيْلَةِ الْقَدْرِ کی تفسیر میں کہا ہے کہ سارا قرآن کریم ایک ہی بار شب قدر میں اس ذکر سے نازل کیا گیا ہے جو رب العزت کے پاس ہے اور اسے آسمان دنیا میں بیت العزۃ میں رکھ دیا گیا۔ پھر بندوں کے کلام اور ان کے اعمال کے جواب میں جبرائیل امین علیہ السلام اسے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حراء میں نازل ہونا شروع ہوئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارا قرآن کریم ہر لیلۃ القدر میں نازل فرمایا۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ فرمایا: شب قدر ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے۔

امام عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ سے مراد لیلۃ الحکم (فیصلے کی رات) ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ میں عمل، صدقہ، نماز اور زکوۃ ہزار مہینوں کے اعمال سے افضل و بہتر ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن قیس الملائی رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ لَيْلَةُ الْقَدْرِ میں کیا جانے والا عمل ہزار مہینے میں کیے جانے والے عمل سے بہتر ہے۔(2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 313، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 314

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، محمد بن نصر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ فرمایا: شب قدر ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ اور تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ الرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ فرمایا: اس رات وہ سارے فیصلے کیے جاتے ہیں جو کام پھر اس رات کے آنے تک سال بھر میں ہوتے ہیں(1)۔ سَلٰمٌ ۛ هِیَ فرمایا: یہ ساری کی ساری برکت اور خیر ہے۔ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ طلوع فجر تک ایسا ہوتا رہتا ہے۔

امام مالک نے الموطا میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے سے پہلے لوگوں کے اعمال دکھائے گئے یا ان میں سے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ تو آپ ﷺ نے اپنی امت کی عمروں کو بہت کم محسوس کیا کہ وہ عمل کے لحاظ سے وہاں تک نہیں پہنچ سکیں گے جہاں تک دوسرے لوگ اپنی طویل عمروں کے سبب پہنچے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک آدمی تھا جو رات کو قیام کرتا تھا یہاں تک کہ صبح ہو جاتی۔ پھر وہ دن کے وقت دشمنوں کے خلاف مشغول جہاد رہتا یہاں تک کہ شام ہو جاتی اور اس نے یہ عمل ہزار مہینے تک کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ کہ اس ایک رات کا قیام اس آدمی کے ہزار مہینے کے عمل سے بہتر ہے۔(3)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے بنی اسرائیل کے ایک آدمی کا ذکر فرمایا: جس نے ایک ہزار مہینے تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہتھیار پہنے رکھے۔ تو مسلمان یہ سن کر انتہائی متعجب ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ ایک شب قدر کا عمل ان ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں اس آدمی نے فی سبیل اللہ ہتھیار اٹھائے رکھے۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے بنی اسرائیل کے چار آدمیوں کا تذکرہ کیا جنہوں نے اسی برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور آنکھ جھپکنے کی دیر بھی اس کی نافرمانی نہیں کی۔ اور وہ حضرت ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل بن عجوز اور حضرت یوشع بن نون علیہم السلام ہیں۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام اس پر انتہائی متعجب ہوئے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور کہا: اے محمد! ﷺ آپ کی امت نے اسی برس تک ان لوگوں کے عبادت کرنے پر انتہائی تعجب کیا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اس سے بہتر اور افضل شے نازل فرمادی ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیات پڑھیں: اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۚۖ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ؕ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ یہ اس سے بھی افضل ہے جس پر آپ نے اور آپ کی امت نے اظہار تعجب کیا ہے۔ تو رسول

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 46-445 (66-3662) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ موطا امام مالک، صفحہ 260، نور محمد اصح المطابع کراچی

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 314، داراحیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 306، دارالفکر بیروت

اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ لوگ بھی انتہائی خوش ہوئے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے منبر پر بنی امیہ کو دیکھا۔ تو اس نے آپ کو غمگین کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ یہی وہ بادشاہ ہے جسے وہ درست پائیں گے اور پھر ساتھ ہی مذکورہ سورت نازل ہوئی۔

امام خطیب نے حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے بنی امیہ دکھائے گئے جو میرے منبر پر چڑھ رہے ہیں۔ تو یہ منظر مجھ پر انتہائی شاق اور گراں گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر نازل فرمائی۔

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں یوسف بن مازن روَاسی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لینے کے بعد ایک آدمی اٹھا اور اس نے کہا تو نے مومنوں کے چہرے سیاہ کر دیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: تو مجھے نہ جھڑک، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے بنی امیہ کو دیکھا کہ وہ آپ کے منبر پر خطبہ دے رہے ہیں۔ تو آپ کو یہ انتہائی ناگوار گزرا۔ تو اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ نازل ہوئی۔ یعنی اے محمد! ﷺ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔ اور یہ جنت میں ایک نہر ہے۔ اور ساتھ ہی سورۃ القدر نازل ہوئی۔ اے محمد! ﷺ بنو امیہ آپ کے بعد اس کے مالک بنیں گے۔ حضرت قاسم نے کہا: پھر ہم نے شمار کیا تو ان کی حکومت ہزار مہینے تک رہی نہ ان میں ایک دن زائد بنتا ہے اور نہ ہی ایک دن کم۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ سے مراد لیلۃ الحکم ہے۔ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ اور آپ کچھ جانتے ہیں لیلۃ الحکم کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، محمد بن نصر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ شب قدر کا عمل یا اس کے روزے اور اس کا قیام ایسے ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل ہے جن میں شب قدر نہیں۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں کسی دن کو کسی دن پر اور کسی رات کو کسی رات پر افضل نہیں جانتا۔ بجز لیلۃ القدر کے کیونکہ یہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الرُّوْحُ سے مراد حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ہیں۔ اور مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ کی تفسیر میں فرمایا: کسی ستارے کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ اس کے ساتھ اس رات میں رجم کیا جائے یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، محمد بن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سَلٰمٌ ھِیَ کا معنی ہے کہ یہ محفوظ اور سلامتی والی ہے۔ کوئی شیطان یہ طاقت نہیں رکھتا کہ وہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 446 (3665)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اس میں کوئی برا عمل کرے یا اس میں کوئی تکلیف دہ عمل کرے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس طرح پڑھتے تھے: مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ۔(1)

امام سعید بن منصور اور ابن المنذر رحمہما اللہ نے حضرت منصور بن زاذان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورج کے غروب ہونے کے وقت سے لے کر فجر طلوع ہونے تک فرشتے اترتے رہتے ہیں۔ وہ ہر مومن کے پاس سے گزرتے ہیں اور کہتے ہیں "السلام علیك یا مومن" اے مومن! تجھ پر سلام ہو۔

امام ابن منذر نیز رحمہ اللہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے سَلٰمٌ کے تحت فرمایا: جب شب قدر آتی ہے تو ملائکہ اپنے پروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت وسلامتی لے کر نماز مغرب کے وقت سے لے کر طلوع فجر تک مسلسل اڑتے رہتے ہیں۔

امام محمد بن نصر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس رات سرکش جن اور شیاطین اور جنات میں سے عفاریت اوپر کی جانب چڑھتے ہیں اور اس میں تمام آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور اس رات اللہ تعالیٰ ہر توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے۔ تو اسی لیے فرمایا: سَلٰمٌ ۚ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ فرمایا: یہ سلسلہ غروب آفتاب سے لے کر طلوع فجر تک جاری رہتا ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے شب قدر کے بارے سوال کیا گیا کیا یہ کوئی ایسی شے ہے جو تھی اور چلی گئی ہے یا ہر سال میں ہوتی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بلکہ یہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے ہے جب تک ان میں سے دو بھی باقی رہیں گے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کو شب قدر عطا فرمائی ہے اور ان سے پہلے کسی کو یہ عطا نہیں فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید نے عبد اللہ بن مکانس مولی معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ان کا گمان ہے کہ لیلۃ القدر اٹھالی گئی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: جس نے یہ کہا اس نے جھوٹ بولا۔ میں نے پوچھا: کیا ہر رمضان المبارک میں اسے تلاش کروں؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے کہا: لوگوں کا گمان ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن آنے والی وہ ساعت جس میں مسلمان جو بھی دعا مانگتا ہے وہ قبول کرلی جاتی ہے وہ ساعت اٹھالی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا: جس نے یہ کہا اس نے جھوٹ بولا۔ پھر میں نے پوچھا کیا ہر جمعہ کے دن میں اس ساعت کو تلاش کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ان سے شب قدر کے بارے پوچھا گیا کیا وہ ہر رمضان میں آتی ہے؟(3) اور ابن مردویہ کے الفاظ ہیں: کیا یہ رمضان میں ہوتی ہے؟ تو آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 315، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 1، صفحہ 173 (647)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 313

نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات نہیں سنے: اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ اور شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرہ:185) (رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا)

امام ابوداؤد اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کے بارے استفسار کیا گیا اور میں سن رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، محمد بن نصر اور ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ تم شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت الفلتان بن عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے لیلۃ القدر کو دیکھا پھر اسے بھول گیا۔ پس تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوظبیان رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ بڑی تیزی کے ساتھ ان کی طرف تشریف لائے۔ یہاں تک کہ آپ کی سرعت کے سبب ہم گھبرا گئے۔ تو جب آپ ہمارے پاس آ کر رکے پھر سلام فرمایا اور کہا: میں تمہاری جانب انتہائی تیز رفتاری سے آیا، تاکہ تمہیں شب قدر کے بارے اطلاع کروں۔ لیکن میرے اور تمہارے درمیان جو فاصلہ تھا اس دوران میں اسے بھول گیا۔ البتہ تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔

امام احمد، ابن جریر، محمد بن نصر، بیہقی اور ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ذکر کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کے بارے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں ہے۔ وہ کسی طاق رات میں ہوتی ہے، اکیسویں رات یا تئیسویں رات یا پچیسویں رات یا ستائیسویں رات یا انتیسویں رات یا پھر رمضان المبارک کی آخری رات میں۔ جس نے ایمان و اخلاص کے ساتھ اس رات قیام کیا اس کے سابقہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اور اس کی علامات میں سے یہ ہے کہ یہ رات انتہائی راحت بخش، صاف، پرسکون اور خاموش ہوتی ہے، نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی۔ اس میں چاند روشن ہوتا ہے۔ اس رات صبح تک کسی ستارے کے لیے ٹوٹنے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعائیں نہیں ہوتیں۔ وہ بالکل برابر ہوتا ہے گویا کہ وہ چودھویں رات کا چاند ہے اور اللہ تعالیٰ نے شیطان پر حرام قرار دیا ہے کہ اس دن وہ اس کے ساتھ نکلے۔

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 197، نور محمد اصح المطابع کراچی
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 327 (9542)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 325 (9525)
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 324 (9510)
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 325 (9527)

امام ابن جریر نے تہذیب میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے اس رات کو دیکھا ہے۔ یہ آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں ہے اور یہ رات انتہائی پرسکون اور راحت بخش ہے۔ نہ گرم ہے اور نہ ہی سرد۔ اس میں چاند روشن ہوتا ہے اور اس میں شیطان ظاہر نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ فجر روشن ہو جاتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے شب قدر کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں اسے جانتا تھا۔ لیکن پھر یہ میرے (ذہن) سے نکل گئی۔ بلاشبہ یہ رمضان المبارک میں ہے۔ سو تم اسے تلاش کرو اس رات میں جب کہ ابھی نو باقی ہوں یا سات باقی رہتی ہوں یا تین باقی رہتی ہوں (یعنی اکیسویں، تیسویں اور ستائیسویں رات) اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کی صبح سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ اور جس نے سال بھر قیام کیا، اس نے اسے پالیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن زنجویہ اور ابن نصر رحمہما اللہ نے حضرت ابوعقرب الاسدی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے گھر میں آئے۔ اور ہم نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ نے سچ فرمایا ہے، پس میں نے ان سے سوال کیا۔ تو آپ نے ہمیں یہ بتایا کہ شب قدر نصف آخیر کی سات (راتوں) میں ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس دن سورج بالکل سفید طلوع ہوتا ہے، اس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی۔ پھر میں نے آسمان کی طرف دیکھا۔ تو وہ اسی طرح تھا جیسے مجھے بتایا گیا اور میں نے تکبیر بلند کی (یعنی اللہ اکبر کہا) (1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت اسود رحمہ اللہ کی سند سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم شب قدر کو اس رات میں تلاش کرو جب کہ سات راتیں ابھی باقی ہوں (یعنی تیئیسویں رات)۔ تم اسے تلاش کرو جب کہ نو ابھی باقی ہوں (یعنی اکیسویں رات) اور تم اسے تلاش کرو جب کہ ابھی گیارہ باقی ہوں (یعنی انیسویں رات)۔ چاند روشن ہوتا ہے۔ ہر دن کا سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے سوائے لیلۃ القدر کی صبح کے۔ کہ اس دن سفید طلوع ہوتا ہے اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ (2)

امام ابن زنجویہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس شب قدر کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مہینہ کتنا باقی ہے؟ ہم نے عرض کی بائیس دن گزر چکے ہیں اور آٹھ دن باقی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بائیس دن گزر چکے ہیں اور سات باقی ہیں۔ تم شب قدر کو آج کی رات تلاش کرو۔ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی پہلی رات میں، نویں میں، گیارہویں میں، اکیسویں میں اور رمضان المبارک کی آخری رات میں۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 324 (9509)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 326 (9529)

7B

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کے بارے فرمایا: بلاشبہ یہ آخری رات ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کی آخری رات میں تلاش کرو۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے لیلۃ القدر کے بارے بتایئے۔ انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں کون سی شے ہوتی ہے جس میں ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور جب ان کا وصال ہوا تو وہ اٹھالی گئی ہے یا وہ قیامت تک کے لیے ہے؟ تو آپ نے فرمایا: بلکہ وہ قیامت کے دن تک کے لیے ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ وہ رمضان المبارک کے کون سے ایام میں ہے؟ آپ نے فرمایا: تم اسے پہلے عشرے میں اور آخری عشرے میں تلاش کرو۔ فرمایا: پھر رسول اللہ ﷺ نے کچھ بیان فرمایا اور میں نے آپ کی عدم توجہی (غفلت) غنیمت سمجھی اور کہا: یارسول اللہ! ﷺ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ مجھے خبر دیں گے یا جب تک آپ مجھے خبر نہ دیں کہ وہ کون سے عشرے میں ہے۔ تو آپ ﷺ مجھ پر اتنا شدید غصے ہوئے کہ اس کی مثل مجھے کبھی غصے نہیں ہوئے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد۔ اور فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ تمہیں اس پر مطلع فرما دیتا۔ تم اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرو۔ اس کے بعد کسی شے کے بارے مجھ سے سوال نہ کرنا۔

امام بخاری، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق رات میں شب قدر کو تلاش کرو۔ (1)

امام مالک، ابن ابی شیبہ، طیالسی، احمد، بخاری، مسلم، ابن ماجہ، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے درمیان والے عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ پس آپ ﷺ نے ایک سال اعتکاف کیا یہاں تک کہ جب اکیسویں رات تھی اور یہ وہی رات ہے جس میں آپ اپنے اعتکاف سے نکلتے تھے تو آپ نے فرمایا: جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ آخری عشرہ میں اعتکاف کرے۔ میں نے اس رات کو دیکھا ہے پھر مجھے وہ بھلا دی گئی ہے اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اس کی صبح پانی اور مٹی (تر مٹی) میں سجدہ کر رہا ہوں۔ پس تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو اور تم اسے ہر طاق رات میں تلاش کرو۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس رات آسمان نے بارش برسائی۔ مسجد پر کھجور کی چھال پڑی ہوئی تھی اور مسجد ٹپک پڑی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ اکیسویں کی صبح کو آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر پانی اور مٹی کا اثر تھا۔ (2)

امام مالک، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابن زنجویہ، طحاوی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رحمہ اللہ

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 270، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 271

سے روایت کیا ہے کہ ان سے شب قدر کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے: تم اسے آج کی رات تلاش کرو اور وہ رات تیئیسویں کی رات تھی۔ (1)

امام مالک اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو النضر مولی عمر بن عبد اللہ بن انیس جہنی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میرا گھر خاصا دور ہے۔ اس لیے مجھے ایک رات کے بارے حکم فرمائیے کہ میں اس میں حاضر ہو سکوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو رمضان المبارک کی تیئیسویں رات حاضر ہو۔ (2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ضمرہ بن عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے کہا: حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کے بارے تیرے باپ کو کیا فرمایا؟ انہوں نے جواب دیا: میرے والد بادیہ نشین تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ مجھے ایک رات کے بارے حکم فرمائیں جس میں میں حاضر ہو سکوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو تیئیسویں رات حاضر ہو۔ فرمایا: جب وہ وہ واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ (3)

امام مالک، امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے شب قدر کو آخری سات راتوں میں دیکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے خوابوں کو دیکھ رہا ہوں وہ آخری سات راتوں میں باہم موافق ہیں۔ پس جو شب قدر کو تلاش کرنا چاہے تو وہ اسے آخری سات میں تلاش کرے۔ (4)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، بخاری اور بیہقی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔ آپ ہمیں شب قدر کے بارے کچھ خبر دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن مسلمانوں میں سے فلاں فلاں دو آدمی آپس میں جھگڑنے لگے تو اسے اٹھا لیا گیا۔ اور امید ہے کہ وہی تمہارے لیے بہتر ہو۔ پس تم اسے نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو (اس سے مراد انتیسویں، ستائیسویں اور پچیسویں کی رات ہے) (5)

امام طیالسی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ یہ چاہتے تھے کہ اپنے صحابہ کرام کو لیلۃ القدر کے بارے بتائیں۔ لیکن دو آدمی باہم جھگڑنے لگے، اور آپ یہ چاہتے تھے کہ اپنے صحابہ کرام کو لیلۃ القدر کے بارے بتائیں۔ لیکن دو آدمی باہم جھگڑنے لگے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس ارادہ کے ساتھ نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر کے بارے اطلاع دوں۔ تو دو آدمی آپس میں لڑ پڑے۔ تو وہ مجھ سے نکل گئی۔ پس تم اسے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ یعنی اس رات میں جب کہ ابھی نو باقی ہوں یا اس میں جب کہ ابھی سات باقی ہوں یا

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 370، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 326 (3675)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، (3675)
4۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 270، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 271

اس میں جب کہ ابھی پانچ باقی ہوں (مراد اکیسویں، تیسویں اور پچیسویں کی رات ہے)(1)

امام بخاری، ابوداؤد، ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ اس رات میں جب کہ ابھی نو باقی ہوں اور اس میں جب کہ سات باقی ہوں اور اس میں جب کہ پانچ باقی ہوں۔(2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم اسے آخری عشرہ کی نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔

طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے عبدالرحمن بن جوشن سے یہ نقل کیا ہے کہ میں نے ابوبکرہ کے پاس لیلۃ القدر کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا: ہاں میں تو وہ ہوں جو اس حدیث کے بعد جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، شب قدر کو صرف آخری عشرہ میں تلاش کرتا ہوں۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں: تم اسے آخری عشرہ میں تلاش کرو جب کہ ابھی نو باقی ہوں یا سات باقی ہوں یا تین باقی ہوں یا پھر آخری رات ہو۔ حضرت ابوبکر رمضان المبارک میں بیس رکعتیں اسی طرح پڑھتے تھے جس طرح سارے سال میں نماز پڑھاتے تھے۔ اور جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو پھر خوب مجاہدہ اور ریاضت کرتے تھے۔(3)

امام احمد، مسلم، ابوداؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پس تم اسے نویں، ساتویں اور پانچویں رات میں تلاش کرو۔ میں نے کہا: اے ابوسعید! بلاشبہ تم ہم سے زیادہ عدد کا علم رکھتے ہو۔ انہوں نے فرمایا: ہاں درست ہے۔ تو میں نے کہا: یہ نویں، ساتویں اور پانچویں کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب اکیسویں گزر جائے تو وہی وہ رات ہے جس کے پیچھے نو راتیں آتی ہیں۔ اور جب تیئس گزر جائیں تو وہی وہ رات ہے جس کے پیچھے سات آتی ہیں اور جب پچیس گزر جائیں تو وہی وہ رات ہے جس کے پیچھے پانچ آتی ہیں (یعنی تاسعہ، سابعہ اور خامسہ سے مراد بالترتیب اکیسویں، تیئسویں اور پچیسویں کی راتیں ہیں)۔(4)

امام طیالسی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر چوبیس (رمضان المبارک) کی رات ہے۔

امام احمد، طحاوی، محمد بن نصر، ابن جریر، طبرانی، ابوداؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شب قدر چوبیس کی رات ہے۔(5)

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 327 (3679)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 271، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ سنن ترمذی، جلد 1، صفحہ 98، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 370، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 409 (5044)، دارالفکر بیروت

امام محمد بن نصر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عسلہ الصنابحی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے آنے سے پانچ راتیں قبل وصال فرما گئے۔ آپ ﷺ کا وصال ہوا اور اس وقت میں جحفہ میں تھا۔ اور میں آپ کے بہت سے صحابہ کرام کے پاس حاضر ہوا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ تیسویں کی رات ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب قدر کو چوبیسویں کی رات میں تلاش کرو۔

امام طیالسی، ابن زنجویہ، ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزہ رکھا۔ تو آپ نے مہینے میں کسی رات ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ جب چوبیسویں کی رات آئی۔ جو باقی رہنے والی سات راتوں میں سے تھی تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ رات کا تہائی حصہ گزرنے کے قریب ہو گیا۔ اور جب پچیسویں کی رات آئی تو آپ نے ہمیں کوئی نماز نہ پڑھائی۔ اور جب چھبیسویں کی رات آئی جو باقی رہنے والی سات راتوں میں سے تھی تو آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ رات نصف سے زائد گزرنے کے قریب ہو گئی۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ ہمیں رات کے بقیہ حصہ میں نفل پڑھا دیں؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں۔ بلاشبہ جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھ کر واپس لوٹتا ہے تو اس کے لیے رات کا قیام لکھ دیا جاتا ہے۔ پھر جب ستائیسویں کی رات آئی تو آپ نے ہمیں نماز نہ پڑھائی۔ پھر جب اٹھائیسویں کی رات آئی تو رسول اللہ ﷺ اور لوگ اکٹھے ہوئے اور آپ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ ہمارا سحری کا کھانا رہ جاتا۔ پھر مہینے کے کسی دن آپ نے ہمیں نماز (تراویح) نہیں پڑھائی۔ اس روایت میں الفلاح سے مراد سحور (سحری کا کھانا) ہے۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابن زنجویہ، عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت زر بن حبیش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے پوچھا۔ میں نے کہا: بے شک آپ کے بھائی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جو سال بھر قیام کرے گا وہ شب قدر کو پالے گا۔ پس انہوں نے قسم کھائی ہے کہ یہ استثناء نہیں کی جائے گی کہ شب قدر ستائیسویں کی رات ہے۔ میں نے کہا ابو منذر! آپ یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اس نشانی اور علامت کے سبب جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے کہ اس دن صبح سورج طلوع ہوگا اور اس کی شعاعیں نہیں ہوں گی۔ اور ابن حبان کے الفاظ ہیں: وہ سفید ہوگا۔ اس کی شعاعیں نہیں ہوں گی۔ گویا کہ وہ ایک طشت ہے۔ (2)

امام محمد بن نصر، ابن جریر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عاصم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 329 (3683)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 370، قدیمی کتب خانہ کراچی

کے (کبار) صحابہ کرام کے ساتھ بلاتے تھے اور فرماتے: ان کی گفتگو سے پہلے کلام نہ کرنا۔ پس آپ نے ایک بار انہیں دعوت دی اور ان سے پوچھا: شب قدر کے بارے رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بارے تمہاری کیا رائے ہے" تم اسے آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں تلاش کرو" وہ کون سی رات ہو سکتی ہے؟ تو ان میں سے بعض نے کہا: وہ اکیسویں کی رات ہے۔ بعض نے کہا: وہ تیئسویں کی رات ہے۔ بعض نے کہا: پچیسویں کی رات ہے۔ اور بعض نے خیال ظاہر کیا کہ وہ ستائیسویں کی رات ہے۔ سو وہ کہتے رہے اور میں خاموش بیٹھا رہا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھے کیا ہے۔ تو گفتگو نہیں کر رہا؟ تو میں نے جواباً عرض کی: آپ ہی نے تو مجھے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے گفتگو کرنے سے پہلے میں کلام نہ کروں۔ تو پھر انہوں نے فرمایا: تجھے گفتگو کے لیے ہی تو بلا بھیجا ہے۔ تو پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ سات کا ذکر فرماتا ہے۔ پس اس نے سات آسمانوں اور انہی کی مثل سات زمینوں کا ذکر کیا ہے۔ اس نے انسان کو سات سے تخلیق فرمایا ہے اور زمین سے اگنے والی سات ہیں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو ان کے بارے خبر ہے جنہیں میں جانتا ہوں، ان کے بارے کیا خیال ہے جنہیں میں نہیں جانتا؟ اور وہ زمین سے اگنے والی سات ہیں؟ تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَّ زَيْتُوْنًا وَّ نَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَّ حَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿٣١﴾ (عبس) (پھر اچھی طرح پھاڑا زمین کو، پھر ہم نے اگایا اس میں غلہ اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغات اور (طرح طرح کے) پھل اور گھاس) پس "حدائق غلبا" (گھنے باغات) یہ کھجوروں اور دیگر درختوں کے باغات ہیں۔ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّا ﴿٣١﴾ (عبس) پس اب سے مراد وہ چارہ ہے جسے زمین اگاتی ہے اور جانور اور مویشی کھاتے ہیں۔ لیکن انسان اسے نہیں کھاتے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم ایسا کہنے سے عاجز ہو جس طرح اس بچے نے کہا ہے جس کی رائے ابھی مجتمع اور مضبوط نہیں۔ قسم بخدا! میں بھی وہی رائے رکھتا ہوں جو تو نے کہا ہے (یعنی ستائیسویں کی رات) حالانکہ میں نے خود تجھے حکم دیا ہے کہ ان کے ساتھ گفتگو نہ کرنا۔(1)

امام عبد الرزاق، ابن راہویہ، محمد بن نصر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اصحاب النبی ﷺ کو بلایا اور ان سے لیلۃ القدر کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے اس پر اتفاق کیا کہ شب قدر آخری عشرہ میں ہے۔ تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں یقیناً جانتا ہوں اور میرا غالب گمان ہے کہ وہ وہی رات ہے۔ تو انہوں نے کہا: وہ کون سی رات ہے؟ میں نے کہا: ساتویں رات جو آخری عشرہ سے باقی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے یہ کہاں سے جانا؟ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے سات آسمان، سات زمینیں اور سات دن تخلیق فرمائے۔ بے شک زمانہ سات میں گردش کرتا ہے، انسان سات سے پیدا ہوا ہے اور سات سے کھاتا ہے اور سات اعضاء پر سجدہ کرتا ہے، بیت اللہ شریف کا طواف سات چکر ہیں اور رمی جمار بھی سات کنکریوں سے ہوتا ہے۔ اسی طرح کی کئی چیزوں کو ذکر کیا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بالیقین تو نے اس معاملے کو سمجھ لیا ہے جسے ہم

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 330 (3686)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نے نہیں سمجھا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول میں " اور وہ سات سے کھاتا ہے" میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّاۙ۝ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًاۙ (عبس) الآیہ۔(1)

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو قریب بٹھاتے تھے۔ اور صحابہ کرام میں سے بعض لوگ ایسے تھے جو اپنے دلوں میں اسے محسوس فرماتے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج میں تمہیں ایک ایسی شے دکھاؤں گا جس سے تمہیں اس کی فضیلت کا علم ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ نے صحابہ کرام سے سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواباً کہا: یہ ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے جب وہ لوگوں کو اسلام کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے اور اس میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں تو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کریں اور اس سے استغفار کریں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تجھے کیا ہے کہ تم گفتگو نہیں کر رہے؟ تو انہوں نے کہا: میں تو اس سے یہ جانتا ہوں کہ آپ کا وصال کب ہوگا۔ فرمایا اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُۙ۝ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا۔ پس یہی آپ کے وصال کی علامت ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں عمر کی جان ہے میں بھی اس سے وہی سمجھتا ہوں جو تو سمجھا ہے۔ فرمایا: پھر آپ نے ان سے شب قدر کے بارے پوچھا تو ان میں سے اکثر نے اس کے بارے یہ کہا: ہم یہ خیال کرتے تھے کہ وہ درمیان والے عشرہ میں ہے۔ پھر ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ آخری عشرہ میں ہے۔ ان میں سے اکثر نے یہی کہا۔ تو ان میں سے بعض نے کہا: اکیسویں کی رات۔ بعض نے کہا تیئسویں کی رات اور بعض نے کہا ستائیسویں کی رات۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تجھے کیا ہے تو گفتگو نہیں کر رہا؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تحقیق ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ لیکن میں تجھ سے تیرے علم کے بارے سوال کر رہا ہوں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وہ وتر کو پسند کرتا ہے۔ اس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اور دنوں کی تعداد کو سات بنایا اور بیت اللہ شریف کے طواف کے سات چکر بنائے۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کے چکر بھی سات ہیں اور رمی جمار بھی سات ہیں۔ انسان کو سات سے پیدا کیا اور اس کا رزق بھی سات سے بنایا۔ تو انہوں نے کہا: انسان کیسے سات سے پیدا کیا گیا اور کس طرح اس کا رزق سات سے بنایا گیا تو نے اس سے ایسی شے کو سمجھا ہے جسے میں نہیں سمجھ سکا؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍۚ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِیْنٍ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًاۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ۝ (المومنون) پھر اس کے رزق کا ذکر کیا اور فرمایا ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّاۙ۝ فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا حَبًّاۙ۝ وَّ عِنَبًا وَّ قَضْبًاۙ۝ وَّ زَیْتُوْنًا وَّ نَخْلًاۙ۝ وَّ حَدَآىٕقَ غُلْبًاۙ۝ وَّ فَاكِهَةً وَّ اَبًّاۙ۝ (عبس) پس اب سے مراد وہ چارہ ہے جو زمین نے

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 331 (87-3686)، دارالکتب العلمیہ بیروت

چوپاؤں کے لیے اگایا ہے۔ اور سات چیزیں بنی آدم کے لیے رزق ہیں۔ کہا واللہ اعلم۔ البتہ شب قدر کے بارے میں یہ رائے رکھتا ہوں کہ تین راتیں گزر چکی ہوں اور سات ابھی باقی ہوں (اس سے مراد تیئسویں کی رات ہے)۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مہاجرین صحابہ کرام کی جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے شب قدر کا ذکر کیا۔ تو ان میں سے بعض نے اس کے بارے گفتگو کی جو اس کے متعلق سن رکھی تھی اور ان میں اس کے بارے باہم گفتگو ہوتی رہی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تجھے کیا ہوا ہے کہ تو خاموش ہے اور گفتگو نہیں کر رہا؟ تو بھی کلام کر۔ کوئی شے تیرے لیے گفتگو سے مانع نہیں ہوگی۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو میں نے کہا اے امیر المومنین! بلاشبہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وہ وتر (طاق) کو ہی پسند فرماتا ہے۔ پس ایام دنیا کو بنایا کہ وہ سات کے عدد پر ہی گھومتے رہتے ہیں۔ اور انسان کو سات سے پیدا فرمایا۔ ہمارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہمارے نیچے سات زمینیں تخلیق فرمائیں اور سبع مثانی (سورۃ الفاتحہ کی سات آیات) عطا فرمائی۔ اور اپنی کتاب میں سات قرابت داروں کے ساتھ نکاح کرنے سے منع فرمایا۔ اور اپنی کتاب میں میراث کو سات (حصص) پر تقسیم فرمایا۔ اور ہم اپنے جسم کے سات اعضاء پر سجدہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ معظمہ کا طواف سات بار کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سات بار سعی کی۔ اور جمرات پر سات کنکریوں کے ساتھ رمی کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ میں شب قدر کو رمضان المبارک کی آخری سات راتوں میں دیکھتا ہوں۔ واللہ اعلم۔ فرمایا: پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھک گئے اور فرمایا: اس مسئلہ میں میرے ساتھ کسی نے موافقت نہیں کی بجز اس غلام (بچے) کے جس کے سر کی کھوپڑی کا جوڑا ابھی مکمل نہیں ہوا۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو۔ پھر فرمایا: اے لوگو! ابن عباس کے بیان کرنے کی طرح کون اسے بیان کر سکتا ہے (یعنی کون اس گہرائی تک پہنچ سکتا ہے)۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم شب قدر کو ستائیسویں کی رات کو تلاش کرو''۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت زر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے لیلۃ القدر کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما اور رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے کئی لوگ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ شب قدر ستائیسویں کی رات ہے۔(2)

امام ابن نصر اور ابن جریر رحمہما اللہ نے تہذیب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم شب قدر کو رات کے آخر میں تلاش کرو''۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 317، مطبعۃ السعادۃ مصر

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 324 (9514)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں آیا اور میں رمضان میں سو گیا۔ تو مجھے کہا گیا: بے شک آج کی رات تو شب قدر ہے۔ پس میں اٹھ کھڑا ہوا اور اونگھنے لگا۔ سو میں نے رسول اللہ ﷺ کے خیمے کی رسی کو پکڑا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے اس رات میں غور کیا تو وہ ستائیسویں کی رات تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بے شک ہر روز شیطان سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ نکلتا ہے بجز شب قدر کے۔ اس دن سورج بالکل سفید طلوع ہوتا ہے اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔(1)

امام محمد بن نصر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے رمضان المبارک کی تیئیسویں رات کے تیسرے حصہ تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قیام کیا۔ پھر پچیسویں رات کو نصف رات تک آپ کے ساتھ قیام کیا۔ پھر ہم نے ستائیسویں رات آپ ﷺ کے ساتھ قیام کیا۔ یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ ہم فلاح نہیں پا سکتے اور فلاح سے مراد سحری کا کھانا ہے۔ اور تم لیلۃ سابعہ تیرہویں رات کو کہتے ہو اور ہم لیلۃ سابعہ ستائیسویں رات کو کہتے ہیں۔ کیا ہم زیادہ صحیح اور درست ہیں یا تم؟(2)

محمد بن نصر نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم شب قدر کو رمضان المبارک کے مہینے میں سے باقی رہنے والے دس دنوں میں تلاش کرو یعنی پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے شب قدر کے بارے پوچھا۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلا شبہ میرا رب سات کو پسند کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا وَ لَقَدْ اٰتَیْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِیْ (الحجر: 87) امام بخاری نے فرمایا: اس کی سند محل نظر ہے۔

امام طیالسی، احمد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے شب قدر کے بارے فرمایا: بے شک یہ ستائیسویں یا انتیسویں کی رات ہے۔ اس رات زمین پر فرشتے سنگریزوں کی تعداد سے زیادہ ہوتے ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابو میمون رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ شب قدر ستائیسویں یا انتیسویں کی رات ہے اور اس میں فرشتے آسمان کے ستاروں کی تعداد سے زیادہ اترتے ہیں۔ اور یہ وہم ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول میں یہ ہے کہ چوبیسویں کی رات شب قدر ہے۔

امام محمد بن نصر، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ میں بہت بوڑھا آدمی ہوں مجھ پر قیام کرنا مشکل ہوتا ہے۔ پس

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 325(9523)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 607(1608)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آپ مجھے ایک رات کے بارے میں فرمادیجئے تا کہ اللہ تعالیٰ میرے اس رات کے قیام کو لیلۃ القدر کے موافق کر دے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تجھ پر ستائیسویں رات کا قیام لازم ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، بخاری نے تاریخ میں، طبرانی، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت حوہ العبدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے شب قدر کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ سترہویں رات ہے۔ نہ تو اس میں شک کرے اور نہ کوئی استثناء کرے اور فرمایا: اسی رات قرآن کریم نازل ہوا اور اسی کا دن یوم الفرقان ہے جس دن دو لشکر باہم دست بگریبان ہوئے۔ حرث بن ابی اسامہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شب قدر وہ رات ہے، جس کے دن میں رسول اللہ ﷺ اہل بدر سے ملے (یعنی میدان بدر میں جنگ ہوئی)۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ (الانفال: 41) (اور اس پر جسے ہم نے اتارا اپنے (محبوب) بندہ پر فیصلہ کے دن جس روز آمنے سامنے ہوئے تھے دونوں لشکر)۔(2)

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ سولہ یا سترہ کی رات ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم شب قدر کو رمضان المبارک کے سترہ دن گزرنے کے بعد تلاش کرو۔ کیونکہ اسی رات کی صبح یوم بدر ہے، جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ (الانفال: 41) یعنی وہ اکیسویں رات میں ہے یا تیئیسویں رات میں ہے کیونکہ وہ طاق رات میں ہی ہوگی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ارشاد فرمایا: تم شب قدر کو سترہ رمضان المبارک کی رات، اکیس کی رات اور تیئیسویں کی رات میں تلاش کرو۔ پھر آپ نے سکوت فرمایا۔

امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے دریافت کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے نصف آخیر میں تلاش کرو۔ پھر لوٹ کر دوبارہ پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ تیئیسویں تک تلاش کرو۔

امام احمد اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے بارے دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ آخری دس راتوں میں ہے، یا تیئیسویں میں یا پچیسویں میں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر کو آخری عشرہ میں تلاش کرو یعنی اکیسویں رات میں جب کہ ابھی نو باقی ہوتی ہیں اور تیئیسویں میں جب کہ ابھی سات باقی ہوتی ہیں، پچیسویں میں جب کہ ابھی پانچ باقی ہوتی ہیں اور ستائیسویں میں جب کہ ابھی تین راتیں باقی ہوتی ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لیلۃ القدر آخری عشرے کی

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 332 (3688)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 333 (3692)

ہر طاق رات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لیلۃ القدر سترہ رمضان المبارک کے جمعہ کی رات ہے۔(2)

ابوالشیخ نے حضرت عمرو بن حویرث سے بیان کیا ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ لیلۃ القدر سترہ رمضان کی لیلۃ الفرقان ہے۔

امام محمد بن نصر اور طبرانی رحمہما اللہ نے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ بن ثابت سے اور انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا ہے کہ وہ رمضان المبارک کی تیئیسویں رات اور ستائیسویں رات شب بیداری کرتے تھے۔ لیکن وہ سترہ رمضان کی شب بیداری کی طرح نہ تھی۔ تو ان سے پوچھا گیا تم سترہ رمضان کی رات کیسے شب بیداری کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: بلاشبہ یہ وہ رات ہے، جس میں قرآن نازل ہوا اور اس کی صبح حق اور باطل کے درمیان فرق کیا گیا۔(3)

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے لیلۃ القدر کے بارے یہ روایت بیان کی ہے کہ تم لیلۃ القدر کو اس رات میں تلاش کرو جب کہ ابھی گیارہ راتیں باقی ہوتی ہیں اور اسی کی صبح یوم بدر ہے (اور اس رات میں تلاش کرو) جب کہ ابھی نو باقی ہوتی ہیں اور اس میں جب کہ ابھی سات باقی ہوتی ہیں۔ بے شک ہر روز شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے سورج طلوع ہوتا ہے سوائے شب قدر کی صبح کے۔ اس دن سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔

امام طیالسی، محمد بن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے اور بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لیلۃ القدر کے بارے فرمایا: یہ رات انتہائی نفع بخش اور خوشگوار ہوتی ہے نہ گرم ہوتی ہے اور نہ ہی سرد۔ اس کی صبح سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی روشنی کمزور سرخ ہوتی ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیلۃ القدر انتہائی اطمینان بخش اور فیاض رات ہے۔ اس کا سورج طلوع ہوتا ہے اور اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے تہذیب میں حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شب قدر تمام کی تمام دس راتوں میں گھومتی رہتی ہے۔

امام بخاری، مسلم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ایمان کی حالت میں شب قدر کو قیام کیا اس کے سابقہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا تو رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے اور اپنی چادر اٹھا لیتے تھے۔(7)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 445 (3663)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 251 (8679)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 413 (5058)، دارالفکر بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 334 (3693)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 327 (9543)

6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 270، قدیمی کتب خانہ کراچی

7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 327 (9594)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آخری عشرہ میں انتہائی ریاضت اور محنت کرتے تھے کسی دوسرے عشرے میں آپ اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قسم بخدا! میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رمضان کے مہینہ میں قیام پر برانگیختہ کیا۔ تو کہا گیا: اے امیر المومنین! یہ کیسے ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے انہیں یہ بتایا کہ ساتویں آسمان میں حظیرہ ہے۔ اسے حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے۔ اس میں ملائکہ ہیں۔ انہیں روح کہا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ''روحانیون'' کے الفاظ ہیں۔ اور جب شب قدر آتی ہے تو وہ اپنے رب سے دنیا کی طرف نزول کی اجازت لیتے ہیں اور رب کریم انہیں اجازت عطا فرما دیتا ہے۔ تو وہ ہر اس مسجد کے پاس سے گزرتے ہیں جس میں نماز پڑھی جاتی ہے اور راستے میں جس کسی کی طرف توجہ کرتے ہیں، اس کے لیے دعا مانگتے ہیں اور ان کی جانب سے اسے برکت حاصل ہوتی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابوالحسن! پس ہم لوگوں کو نماز پر برانگیختہ کریں گے تاکہ انہیں برکت حاصل ہو۔ سو آپ نے لوگوں کو قیام کا حکم فرمایا۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے مغرب اور عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی، یہاں تک کہ رمضان المبارک کا مہینہ اسی طرح گزر گیا تو اس نے لیلۃ القدر سے حظ وافر پالیا۔(3)

امام ابن خزیمہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رمضان المبارک میں عشاء کی نماز با جماعت پڑھی، تحقیق اس نے لیلۃ القدر کو پا لیا۔(4)

امام ابن زنجویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر و رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کسی نے عشاء کی نماز رمضان المبارک میں جماعت کے ساتھ ادا کی۔ اس نے شب قدر کو پالیا۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابن زنجویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا ہے جو آدمی شب قدر کو عشاء کی جماعت میں حاضر ہوا۔ تو اس نے اس سے اپنا حصہ لے لیا۔(5)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس کسی نے رمضان المبارک کے مہینے میں ہر رات عشاء کی نماز پڑھی یہاں تک کہ مہینہ گزر گیا۔ تو تحقیق اس نے اس کا قیام کیا۔(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شب قدر کا دن اس کی رات کی طرح ہے اور اس کی رات اس کے دن کی مثل ہے۔(7)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 327 (9548)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 337 (3697)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 340 (3707)
4۔ ایضاً (3706)
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 339 (3704)
6۔ ایضاً، (3705)
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 252 (8693)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن الحر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ شب قدر کے دن کا عمل (درجہ میں) اس کی رات میں عمل کرنے کی طرح ہے۔

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، محمد بن نصر اور بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے لیلۃ القدر کا اتفاق ہو جائے تو میں کیا کہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اس طرح کہہ ''اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ''(1)

امام ابن ابی شیبہ، محمد بن نصر اور بیہقی رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر میں لیلۃ القدر کو پہچان لوں تو میں اس میں اللہ تعالیٰ سے سوائے عافیت کے کچھ نہ مانگوں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر میں جانتی کہ لیلۃ القدر کون سی ہے تو اس میں میری اکثر دعا یہ ہوتی۔ میں اللہ تعالیٰ سے عفو اور عافیت کی التجا کرتی ہوں ''اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ''

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابو یحییٰ بن ابی مرہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات طواف کیا۔ تو میں نے ملائکہ کو دیکھا: وہ بڑی شدید گرمی میں تیزی کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔(3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے عبدہ بن ابی لبابہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رمضان المبارک کی ستائیسویں رات سمندر کا پانی چکھا، تو وہ انتہائی شیریں اور میٹھا تھا۔(4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ایوب بن خالد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں سمندر میں تھا اور میں رمضان المبارک کی تیئیسویں رات جنبی ہو گیا۔ تو میں نے سمندر کے پانی سے غسل کیا تو میں نے اسے انتہائی میٹھا اور خوشگوار پایا۔(5)

امام ابن زنجویہ اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: ہم اس رات کو کتابوں میں حطوط (انتہائی زیادہ گرانے والی) پاتے ہیں کیونکہ یہ گناہوں کو گرا دیتی ہے۔ ان کی اس سے مراد لیلۃ القدر ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب لیلۃ القدر آتی ہے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ملائکہ کی ایک جماعت کے ہمراہ نزول فرماتے ہیں اور ہر اس بندے کے لیے دعا کرتے ہیں جو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو۔ اور جب ان کی عید کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ملائکہ پر اظہار فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! کسی مزدور کی اجرت اور اس کے عمل کی جزاء کیا ہے؟ تو وہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! اس کی جزا یہ ہے کہ اس کی اجرت ادا کر دی جائے۔ تو رب کریم فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میرے بندوں اور کنیزوں نے وہ فریضہ پورا کر دیا ہے جو میری طرف سے ان پر لازم تھا۔ پھر وہ چلا چلا کر میری بارگاہ سے دعا مانگنے کے لیے نکلے ہیں۔ میری عزت و جلال، میرے فضل و کرم اور میری رفعت و بلند مکانی کی قسم! میں ضرور بضرور ان کی دعا قبول

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 190، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 339 (3702)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 332 (3689)　4۔ ایضاً (3690)　5۔ ایضاً (3691)

فرماؤں گا۔ تو وہ فرماتا ہے: تم واپس لوٹ جاؤ۔ میں نے تمہاری مغفرت فرمادی ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ پس وہ واپس لوٹتے ہیں اس حال میں کہ ان کی مغفرت ہو چکی ہوتی ہے۔ (1)

امام زجاجی رحمہ اللہ نے امالیہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جب تم میں سے کسی کو کوئی حاجت پیش آجائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس کی تلاش میں جمعرات کے دن صبح سویرے نکلے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی ''اے اللہ! جمعرات کے دن کی صبح میں میری امت کے لیے برکت رکھ دے'' ''اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِاُمَّتِيْ فِيْ بُكُوْرِهَا يَوْمَ الْخَمِيْسِ'' جب وہ اپنے گھر سے نکلے، تو اسے چاہیے کہ وہ سورہ العمران کی آخری آیات، سورۃ القدر اور ام الکتاب (سورۃ فاتحہ) پڑھ لے۔ کیونکہ ان میں دنیا اور آخرت کی تمام حوائج کی تکمیل ہے۔

امام احمد، ترمذی، محمد بن نصر اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی تین رکعتوں میں نو سورتیں پڑھتے تھے۔ ایک رکعت میں اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ، اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اور اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ دوسری رکعت میں وَالْعَصْرِ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ اور اِنَّاۤ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور تیسری رکعت میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ تَبَّتْ يَدَاۤ اَبِيْ لَهَبٍ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔ (2)

حضرت محمد بن نصر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جس نے اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ پڑھی۔ تو یہ قرآن کریم کے چوتھائی کے برابر ہے۔ اور جس نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی تو یہ نصف قرآن کریم کے برابر ہے۔ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہوتی ہے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کریم کے برابر ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 343 (3717)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 1، صفحہ 61، وزارت تعلیم اسلام آباد

آیاتہا ۸ ﴿ سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ ۹۸ ﴾ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ
حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ فِيْهَا
كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ
الدِّيْنَ ۙ۬ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ
الْقَيِّمَةِ ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ
جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿۷﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ
جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ﴿۸﴾

"جن لوگوں نے اہل کتاب میں سے کفر کیا (وہ) اور مشرکین (کفر سے) الگ ہونے والے نہ تھے جب تک کہ نہ آجائے ان کے پاس ایک روشن دلیل۔ (یعنی) ایک رسول اللہ کی طرف سے جو انہیں پڑھ کر سنائے پاک صحیفے۔ جن میں لکھی ہوں سچی اور درست باتیں۔ اور نہیں بٹے فرقوں میں اہل کتاب مگر اس کے بعد کہ آگئی ان کے پاس روشن دلیل۔ حالانکہ نہیں حکم دیا گیا تھا انہیں مگر یہ کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی، دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ بالکل یکسو ہو کر اور قائم کرتے رہیں نماز، ادا کرتے رہیں زکوٰۃ اور یہی نہایت سچا دین ہے۔ بے شک جنہوں نے کفر کیا اہل کتاب سے (وہ) اور مشرکین آتش جہنم میں ہوں گے (اور) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ (اور) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، وہی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان کی جزا ان کے پروردگار کے ہاں ہمیشگی کی جنتیں ہیں رواں ہوں گی جن کے نیچے نہریں وہ ان میں تا ابد رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی۔ یہ (سعادت) اس کو ملتی ہے جو اپنے

رب سے ڈرتا ہے"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ لَمۡ یَکُنِ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ سورۃ لَمۡ یَکُنِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابونعیم نے المعرفہ میں حضرت اسماعیل بن ابی الحکیم مزنی سے روایت کیا ہے اور یہ بنی فضیل کے ایک فرد ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ سورۃ لَمۡ یَکُنِ کی قرأت سنتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندے کو بشارت دے دو۔ مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں یقیناً تجھے جنت میں اتنا اختیار دوں گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

امام ابوموسیٰ رحمہ اللہ مدینی نے المعرفہ میں حضرت اسماعیل بن ابی الحکیم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عطر مزنی رحمہ اللہ یا مدنی سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا کی قرأت سنتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بندے کو خوشخبری دے دو کہ مجھے میری عزت وجلال کی قسم! میں تجھے دنیا اور آخرت کے احوال میں سے کسی حال میں بھی نہیں بھولوں گا اور تجھے جنت میں اتنا اختیار دوں گا کہ تو راضی ہو جائیگا۔

امام احمد، ابن قانع نے معجم الصحابہ میں، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو جنۃ البدری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۃ لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ آخر تک نازل ہوئی تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے تم یہ سورت ابی کو پڑھاؤ۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بے شک جبرائیل امین نے مجھے کہا ہے کہ میں یہ سورت تجھے پڑھاؤں۔ تو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا میرا وہاں ذکر کیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو وہ رونے لگے۔ (1)

امام ابن سعد، احمد، بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تجھ پر لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا پڑھوں۔ انہوں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سامنے میرا نام لیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تو وہ رونے لگے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا: اور ان پر یہ سورۃ پڑھی۔ پھر فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تجھ پر یہ سورۃ پڑھوں۔ (2)

امام احمد، ترمذی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تجھ پر قرآن لَمۡ یَکُنِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ پڑھوں۔ پس آپ نے اس میں پڑھا کہ اگر ابن آدم (انسان) مال کی ایک وادی کا سوال کرے اور میں اسے عطا کر دوں۔ تو یقیناً وہ دوسری کا مطالبہ کر دے گا اور اگر وہ دوسری مانگے اور میں اسے عطا کر دوں تو وہ تیسری کا سوال کرنے لگے گا۔ ابن آدم کا پیٹ مٹی کے سوا کوئی شے نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمالے گا جنہوں نے توبہ کی۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 515 (15717)، دارالفکر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 537، قدیمی کتب خانہ کراچی

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین والا تو وہی ہے جس کی کامل توجہ اسی کی جانب ہو نہ وہ مشرکہ ہو نہ یہودیہ ہو اور نہ ہی نصرانیہ اور جو اس طرح کرے گا وہ ہرگز اسے کافر نہیں قرار دے گا۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ میں تجھ پر پڑھوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے مجھ پر یہ سورت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین تو صرف حنیفیت ہے، جس میں نہ شرک ہو نہ یہودیت اور نہ ہی نصرانیت ہو۔ اور جو بھی نیک عمل کرے گا وہ ہرگز اسے کافر نہیں قرار دے گا۔ حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پھر آپ نے ان کے بعد والی آیات پڑھیں اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ (سے بعد کی آیات) اور پھر یہ پڑھا: ''لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِیًا مِّنْ مَالٍ لَسَاَلَ وَادِیًا ثَانِیًا وَّلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ'' فرمایا: پھر ماقبی کے ساتھ سورت کا اختتام کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابی! بے شک مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تجھے یہ سورت پڑھاؤں۔ چنانچہ آپ نے مجھے یہ سورت پڑھائی: لَمۡ يَكُنِ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ وَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ مُنۡفَكِّيۡنَ حَتّٰى تَاۡتِيَهُمُ الۡبَيِّنَةُ ۙ رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ یعنی اے یہودیت ونصرانیت کو اختیار کرنے والو! بے شک صحیح ترین دین حنیفیت مسلمہ ہے جس میں شرک کی آمیزش نہ ہو۔ اور جو عمل صالح کرے گا وہ ہرگز اسے کافر نہیں قرار دے گا۔'' وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَتۡهُمُ الۡبَيِّنَةُ (البینۃ:4) بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکتے رہے اور انہوں نے اس کتاب سے اختلاف کیا اور علیحدگی اختیار کی جو کتاب آپ لے کر ان کے پاس آئے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔ لوگ صرف اور صرف ایک امت تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مبشر اور نذیر بنا کر انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے۔ وہ لوگوں کو حکم دیتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔ وہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ساری مخلوق سے بہتر ہیں جَزَآؤُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ‌ؕ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ‌ؕ ذٰلِكَ لِمَنۡ خَشِىَ رَبَّهٗ (البینۃ:8)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے کچھ سوال کرنے لگا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار اس کے سر کی طرف دیکھتے اور دوسری بار اس کے پاؤں کی طرف۔ آپ اس پر بھوک اور یبوست کے آثار دیکھ رہے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تیرا مال کتنا ہے؟ اس نے کہا: چالیس اونٹ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ یقیناً تیسری کی خواہش کرے گا اور مٹی کے سوا کوئی شے ابن آدم کے پیٹ کو نہیں بھر سکتی اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جو توبہ کرے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 229، وزارت تعلیم اسلام آباد

8B

تو میں نے کہا: حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے مجھے اسی طرح پڑھایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: تم ہمیں ان کی طرف لے چلو۔ چنانچہ آپ حضرت ابی کے پاس آئے اور فرمایا: کیا تم اس طرح کہتے ہو؟ تو حضرت ابی نے کہا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اسی پڑھایا ہے۔ آپ نے پوچھا: تب تم نے اسے مصحف میں لکھا ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ ''یَعْنِیْ لَوْ کَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِیَانِ مِنْ ذَھَبٍ لَا بْتَغٰی الثَّالِثَ، وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ، وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ''

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے کہا: اے امیر المومنین! حضرت ابی رضی اللہ عنہ گمان کرتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے کوئی آیت چھوڑ دی ہے۔ آپ نے اسے نہیں لکھا۔ انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! میں ابی سے پوچھوں گا۔ اگر انہوں نے انکار کیا تو تمہیں جھٹلایا جائے گا۔ پس جب آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔ تو آپ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو انہوں نے آپ کو اجازت دی اور آپ کو تکیہ پیش کیا۔ آپ نے کہا: یہ گمان کیا جا رہا ہے کہ تم یہ وہم رکھتے ہو کہ میں نے کتاب اللہ کی کوئی آیت چھوڑ دی ہے۔ میں نے وہ نہیں لکھی۔ تو حضرت ابی نے کہا۔ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔ ''لَوْ اَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِیَیْنِ مِنْ مَّالٍ لَا بْتَغٰی اِلَیْھِمَا وَادِیًا ثَالِثًا، وَلَا یَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ، وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ'' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں اسے لکھ سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا: میں آپ کو نہیں روکتا۔ راوی کا بیان ہے گویا حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے شک کیا کہ آیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے یا قرآن منزل ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا: اے ابی! بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک سورت نازل فرمائی ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں وہ سورت تجھے پڑھاؤں۔ تو انہوں نے عرض کی: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ تو انہوں نے عرض کی پھر آپ ایسا کیجئے۔ فرمایا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یہ سورت پڑھائی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ کہ اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کیا (وہ) اور مشرکین اپنے کفریہ نظریات سے باز آنے والے نہیں تھے۔ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ یہاں تک کہ یہ قرآن ان کے پاس آ گیا۔ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فرمایا (ایسا رسول جو) قرآن کا انتہائی خوب صورت اور حسین انداز میں ذکر کرتا ہے اور خوب صورت الفاظ میں اس کی تعریف کرتا ہے۔ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ حُنَفَآءَ۔ حُنَفَآءَ سے مراد یہ ہے کہ مہر دین کی ہو (یعنی دین کی طرف رغبت اور میلان ہو) ماؤں، بیٹیوں، بہنوں، پھوپھیوں اور خالاؤں کو حرام قرار دیتے ہوئے اور دیگر مناسک پر عمل کرتے ہوئے۔ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ فرمایا: یہ وہ دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا اور اسے اپنی ذات کے قرب کا راستہ قرار دیا اور اسے پسند فرمایا۔(1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 19-18-317، دار احیاء التراث العربی بیروت

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مُنْفَكِّیْنَ کا معنی ہے جدا ہونے والے، چھوڑنے والے۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مُنْفَكِّیْنَ کا معنی ہے باز آنے والے۔ یعنی وہ کفر سے باز آنے والے نہ تھے کہ وہ ایمان لاتے۔ یہاں تک کہ ان کے لیے حق ظاہر ہو جائے۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے: حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ کہ اس میں بینہ سے مراد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یہاں تک کہ ان کے پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے) اور وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ سے مراد دین القیم ہے (یعنی یہی دین انتہائی پختہ اور سچا دین ہے)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ میں الْبَیِّنَةُ سے مراد حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ابن ابی حاتم نے حضرت عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: تم یہ گمان کرتے ہو کہ نماز اور زکوٰۃ ایمان میں سے نہیں ہیں۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ﳔ حُنَفَآءَ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ آپ دیکھ لیں یہ ایمان میں سے ہے یا نہیں؟

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہیں بتایا گیا۔ ایک قوم نے کہا ہے: نماز اور زکوٰۃ دین میں سے (یعنی دین کا جز) نہیں ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرما رہا: وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ﳔ حُنَفَآءَ وَ یُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ سو معلوم ہوا کہ نماز اور زکوٰۃ دین میں سے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ابو وائل سے جب ایمان سے متعلق سوال کیا جاتا تو وہ یہی آیات پڑھتے: لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ حَتّٰى تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِیْهَا كُتُبٌ قَیِّمَةٌ ؕ وَ مَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ ؕ وَ مَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کے پاس ملائکہ کے رتبہ اور درجہ پر تعجب کرتے ہو؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! قیامت کے دن بندہ مومن کا رتبہ اللہ تعالیٰ کے پاس فرشتے کے رتبہ سے کہیں اعلیٰ اور عظیم ہوگا۔ اگر تم چاہو تو یہ پڑھ لو: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا: میں نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مخلوق میں سے معزز و محترم کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تو یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 317، دار احیاء التراث العربی بیروت

نہیں پڑھتی: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس موجود تھے کہ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک یہ اور اس کا گروہ قیامت کے دن یقیناً کامیاب ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو صحابہ کرام کہا کرتے: "جَآءَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ" ساری مخلوق سے بہتر آ گیا۔(1)

امام ابن عدی اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ہیں۔(2)

امام ابن عدی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان سے مراد تو اور تیرا گروہ ہے قیامت کے دن یہ (اللہ سے) راضی ہوں گے اور (اللہ) ان سے راضی ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ یہ تو اور تیرا گروہ ہے۔ میرے اور تمہارے وعدہ کی جگہ حوض ہے۔ جب امم کو حساب کے لیے لایا جائے گا تو تمہیں غر محجلین پکارا جائے گا۔

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 42، صفحہ 371، دارالفکر بیروت 2۔ ایضاً

آیاتہا ۸ سُوْرَۃُ الزَّلْزَالِ مَدَنِیَّۃٌ ۹۹ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۙ﴿۲﴾ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿۳﴾ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ﴿۵﴾ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ؕ﴿۶﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ﴿۸﴾

''جب تھرتھرانے لگے گی زمین پوری شدت سے۔ اور باہر پھینک دے گی زمین اپنے بوجھوں (یعنی دفینوں) کو۔ اور انسان (حیران ہوکر) کہے گا اسے کیا ہوگیا۔ اس روز وہ بیان کردے گی اپنے سارے حالات۔ کیونکہ آپ کے رب نے اسے (یونہی) حکم بھیجا ہے۔ اس روز پلٹ کر آئیں گے لوگ گروہ در گروہ تاکہ انہیں دکھا دیئے جائیں ان کے اعمال۔ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ (بھی) اسے دیکھ لے گا''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِذَا زُلْزِلَتِ مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ مجھے پڑھایئے۔ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: راء والی سورتوں یعنی (الٓر) میں سے تین پڑھ۔ تو اس آدمی نے عرض کی: میری عمر بڑھ گئی ہے، دل سخت ہو چکا ہے اور زبان موٹی ہوگئی ہے (یعنی سخت کلامی پر اتر آئی ہے) تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: حٰم والی سورتوں میں سے تین پڑھ۔ تو اس نے پھر پہلے جیسی گفتگو کی۔ تو پھر آپ نے فرمایا مسبحات (مثلاً سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى) میں سے تین پڑھ۔ تو اس نے پھر پہلے کی طرح کلام کی یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے کوئی جامع سی سورت پڑھایئے۔ تو آپ ﷺ نے اسے اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا پڑھائی۔ یہاں تک کہ آپ نے مکمل سورت پڑھادی۔ فارغ ہونے کے بعد اس آدمی نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس پر اضافہ نہیں کروں گا۔ پھر وہ واپس لوٹ گیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ''اَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ اَفْلَحَ الرُّوَيْجِلُ'' یہ آدمی فلاح پاگیا یہ آدمی فلاح پاگیا۔ (1)

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 199، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ترمذی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی، تو یہ اس کے لیے نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی یہ اس کے لیے ثلث قرآن کے مساوی ہے اور جس نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی تو یہ اس کے لیے چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔(1)

امام ترمذی، ابن ضریس، محمد بن نصر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا زُلْزِلَتْ نصف قرآن کے برابر ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن کے مساوی ہے اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے مساوی ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس کسی نے رات کے وقت اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی تو یہ اس کے لیے نصف قرآن کے مساوی ہے۔

امام ابو داؤد اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں بنی جہینہ کے ایک آدمی سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ کو سنا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صبح کی دونوں رکعتوں میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھی۔ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے بھول کر ایسا کیا یا بالارادہ پڑھی۔(3)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو فجر کی نماز پڑھائی اور آپ نے پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ پڑھی۔ پھر دوسری رکعت میں یہی سورت دوبارہ پڑھی۔

امام احمد، محمد بن نصر، طبرانی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضور نبی مکرم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے۔ اور آپ ان میں اِذَا زُلْزِلَتِ اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتے تھے۔(4)

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ اِذَا زُلْزِلَتِ اور دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتے تھے۔(5)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جس نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی تو یہ قرآن کریم کے سدس (چھٹے حصے) کے برابر ہوتی ہے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہا جاتا ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قرآن کریم کا تیسرا حصہ ہے۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ نصف قرآن ہے۔ اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ قرآن کا چوتھائی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا جب زمین اپنے نیچے کی جانب سے حرکت کرے گی۔ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا اور زمین اپنے مردوں کو باہر نکال دے گی۔ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا فرمایا: کافر کہے گا اسے کیا ہو گیا ہے۔

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 113، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ ایضاً
3۔ سنن ابو داؤد، جلد 17، صفحہ 118، نور محمد اصح المطابع کراچی
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 33، دار الفکر بیروت
5۔ ایضاً

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا تیرا رب اسے فرمائے گا تو بول۔ تو وہ کہے گی بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا فرمایا: کہ آپ کے رب نے اسے یونہی حکم بھیجا ہے۔ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا فرمایا: اس روز لوگ ہر طرف سے گروہ در گروہ پلٹ کر آئیں گے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا فرمایا اور زمین انہیں باہر نکال دے گی جو قبروں میں ہیں۔ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا فرمایا: اس دن زمین لوگوں کو ان اعمال کے بارے خبردار کرے گی جو اعمال وہ اس پر کرتے رہے۔ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا فرمایا: کیونکہ آپ کے رب نے یونہی اسے حکم فرمایا ہے تو وہ اپنے اندر جو کچھ ہے اسے باہر پھینک دے گی۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ أَثْقَالَهَا سے مراد زمین میں مخفی خزانے اور مردے ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمین اپنے جگر پاروں کو سونے اور چاندی کے ستونوں کی مثل اگل دے گی پس قاتل آئے گا اور وہ کہے گا میں نے اس میں قتل کیا ہے، قطع تعلقی کرنے والا آئے گا اور کہے گا: میں نے اس میں قطع رحمی کی اور چور آئے گا اور کہے گا اس میں میرا ہاتھ کاٹا گیا۔ پھر وہ اسے بلائیں گے لیکن اس سے کوئی شے نہیں لے سکیں گے۔(2)

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ لوگوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک زمین کی خبریں یہ ہیں کہ یہ ہر اس عمل کے بارے شہادت دے گی جو کسی بندے یا کنیز نے اس کی پشت پر کیا ہوگا۔ زمین کہے گی: اس بندے نے یہ یہ عمل فلاں فلاں دن کیا۔ اور یہی اس کا اپنے حالات سے آگاہ کرنے اور ان کی خبر دینے کا مفہوم ہے۔(3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک زمین قیامت کے دن ہر اس عمل کے بارے آگاہ کرے گی جو اس کی پشت پر کیا گیا۔ اور آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا یہاں پہنچ کر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس کے خبر دینے کا مفہوم کیا ہے؟ پھر فرمایا: میرے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے بتایا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین اپنی پشت پر کیے گئے ہر عمل کے بارے آگاہ کر دے گی۔(4)

طبرانی نے حضرت ربیعہ جرشی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم زمین سے بچو، اپنی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 23-322
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 326، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 463 (7296)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حفاظت کرو کیونکہ یہ تمہاری اصل ہے اور اس پر اچھا یا برا عمل کرنے والا کوئی بھی نہیں ہے مگر یہ اس کے بارے آگاہ کر دے گی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حکم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے ابوامیہ کو دیکھا، اس نے مسجد حرام میں فرض نماز پڑھی۔ پھر آگے بڑھا اور متفرق مقامات پر جگہ جگہ نمازیں پڑھنے لگا۔ جب فارغ ہوا تو میں نے پوچھا: یہ کیا ہے جو میں نے تجھے کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے یہ آیت پڑھی ہے: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَ قَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا تو میں نے یہ چاہا کہ یہ زمین میرے لیے قیامت کے دن گواہ ہو جائے۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن الانباری نے المصاحف میں حضرت اسماعیل بن عبداللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق یہ آیت اس طرح پڑھتے سنا ہے: یَوْمَئِذٍ تُنَبِّئُ اَخْبَارَهَا اور انہوں نے ایک بار اس طرح پڑھی: یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا۔(1)

ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ کا معنی ہے اس دن لوگ متفرق ہو جائیں گے۔ اَشْتَاتًا اور اس کے بعد آخر تک جوان پر ہوگا وہ جمع نہیں ہوں گے۔ اور اس سورت کو الفاذۃ الجامعۃ کہا جاتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، حاکم نے تاریخ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: اس اثناء میں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں دیکھ رہا ہوں جو ذرہ برابر برائی میں نے کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا کیا خیال ہے کہ دنیا میں جن چیزوں کو ناپسندگی کی نظر سے تو دیکھ رہا ہے کہ وہ برائی کے ذرات ہیں۔ تیرے لیے خیر اور نیکی کے ذرات جمع کیے جاتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن تو اس خیر کو پوری طرح پا لے گا۔(2)

امام اسحاق بن راہویہ، عبد بن حمید، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی دوران یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ روک لیا: اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھانا ہمارا وہ برا عمل ہے جسے ہم دیکھ لیں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں کو تم ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہو یہ وہ چیزیں ہیں جن کے عوض تمہیں جزا دی جائے گی اور آخرت میں ایسا کرنے والوں کے لیے خیر اور نیکی جمع کی جائے گی۔(3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 322، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 324
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 580 (3966)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابن ابی الدنیا نے کتاب البکاء میں، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا نازل ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ رونے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر! تجھے کون سی شے رلا رہی ہے؟ تو آپ نے عرض کی: مجھے یہ سورت رلا رہی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم خطائیں اور گناہ نہ کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ ایک اور امت پیدا فرما دے جو گناہ اور خطائیں کرے اور وہ ان کی مغفرت فرمائے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی دوران آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک کھانے سے روک لیا۔ پھر فرمایا: تم میں سے جس نے نیکی اور خیر کا عمل کیا تو اس کی جزا آخرت میں ہے اور تم میں سے جس نے برائی کا عمل کیا تو وہ اسے دنیا میں مصیبتوں اور بیماریوں کی صورت میں دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر بھی خیر اور نیکی کی ہوگی وہ جنت میں داخل ہوگا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ادریس خولانی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ کھانا تناول فرما رہے تھے کہ آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ہم ان اعمال کو دیکھیں گے جو ہم نے نیکی یا برائی کے عمل کیے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا ان کے بارے کیا خیال ہے جنہیں تو ناپسند کرتا ہے اور وہ شر کی مقادیر میں سے ہیں۔ وہ تیرے لیے خیر اور نیکی کی مقادیر کو جمع کر رہا ہے یہاں تک کہ تو اسے قیامت کے دن پالے گا اور اس کی تصدیق کتاب اللہ میں بھی ہے: وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝ (الشوریٰ)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کیا میں اپنے عمل کو دیکھوں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کی: کیا وہ بڑے بڑے عمل؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے عرض کی: کیا چھوٹے چھوٹے عمل بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: اے افسوس میری ماں مجھے روئے! تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو سعید! خوش رہو کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہے۔ بلکہ سات سو گناہ تک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کئی گنا کر دے گا جس کے لیے چاہے گا اور برائی کا بدلہ اسی کی مثل ہوگا یا اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ اور تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کے سبب ہرگز کامیاب نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ کیا آپ بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں بھی نہیں مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے رحمت کے ساتھ ہر جانب سے ڈھانپ رکھا ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 410 (7103)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ (الانسان:8) تو مسلمان یہ گمان کرتے تھے کہ جب وہ کسی کو تھوڑی شے دیں گے تو اس قلیل شے پر انہیں کوئی اجر نہیں دیا جائے گا۔ پس سائل ان کے دروازے پر آتا۔ تو وہ اسے پوری کھجور یا توڑ کر کھجور دینے کو قلیل اور تھوڑا سمجھتے تھے۔ لہٰذا وہ اسے واپس لوٹا دیتے اور کہتے: یہ کوئی ایسی شے نہیں ہے کہ ہم اسے دے دیں تو ہمیں کوئی اجر دیا جائے گا۔ حالانکہ ہم تو اسے پسند کرتے ہیں اور کچھ دوسرے لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ تھوڑے گناہ پر انہیں کوئی ملامت نہیں کی جائے گی جیسا کہ جھوٹ بولنا، نظر بازی، غیبت اور دیگر اس طرح کے گناہ اور کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہ کرنے پر جہنم کی وعید فرمائی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خیر قلیل میں رغبت دلائی کہ وہ یہ عمل کیا کریں کیونکہ وہی بڑھنے کے قریب ہے۔ اور تھوڑی برائی سے انہیں ڈرایا کیونکہ قریب ہے کہ وہی بڑھ جائے۔ لہٰذا فرمایا: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ یعنی چھوٹی سی چیونٹی کے وزن کے برابر جس نے خیر اور نیکی کا عمل کیا۔ خَیْرًا یَّرَهٗ وہ اسے اپنے نامہ عمل میں دیکھ لے گا۔ اور وہ اس کے لیے باعث فرحت وسرور ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے ضمن میں فرمایا: کوئی بھی مومن ہو یا کافر۔ جس نے دنیا میں کوئی بھی نیکی اور برائی کا عمل کیا اللہ تعالیٰ ضرور بضرور اسے وہ عمل دکھائے گا۔ پس مومن کو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیاں اور برائیاں دکھائے گا۔ پھر اس کے گناہوں اور برائیوں کو بخش دے گا اور اس کی نیکیوں پر اسے ثواب عطا فرمائے گا۔ اور رہا کافر تو اسے اس کی نیکیاں اور اس کی برائیاں دکھائے گا اور اس کی نیکیوں کو رد کر دے گا اور اس کی برائیوں کے عوض اسے عذاب دے گا۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ جو کافر ذرہ بھر بھی نیکی اور خیر کا عمل کرے گا تو وہ اس کا ثواب دنیا میں ہی اپنی ذات، اپنے اہل، اپنے مال اور اولاد کے ضمن میں پالے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے جائے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہیں ہوگی۔ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ اور جو مومن ذرہ بھر برائی کا عمل کرے گا۔ وہ اس کی سزا دنیا میں ہی اپنی ذات، اپنے اہل اور اپنے مال و اولاد کے ضمن میں دیکھ لے گا۔ یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ (2)

امام ابن مبارک نے الزہد میں، احمد، عبد بن حمید، نسائی، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے فرزدق کے چچا حضرت صعصعہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ تو انہوں نے عرض کی: میرے لیے کافی ہے۔ مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میں اس کے سوا قرآن کریم نہ سنوں۔ (3)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 324، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 297 (11513)، دار الفکر بیروت

ایک مجلس میں مذکورہ آیت پڑھی اور ان کے ساتھ ایک اعرابی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ تو اس اعرابی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا ایک ذرہ کی مقدار بھی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ تو اعرابی نے کہا: ہائے افسوس! پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور یہی کلمہ کہنے لگا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اعرابی کے دل میں ایمان داخل ہو چکا ہے۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الآیہ۔ تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر یہ کہنے لگا: ہائے افسوس! تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ یہ آدمی ایمان لے آیا۔(1)

ابن مبارک نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا کوئی بھی نہیں جو ذرہ بھر نیکی کرے گا مگر اسے دیکھ لے گا اور ذرہ بھر برائی نہیں کرے گا مگر اسے دیکھ لے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پس وہ آدمی چل پڑا اور یہ کہنے لگا: ہائے افسوس! تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی ایمان لے آیا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو ایک آدمی کی طرف بھیجا کہ وہ اسے کچھ تعلیم دے۔ پس اس نے اسے تعلیم دی۔ یہاں تک کہ وہ اس آیت تک پہنچا۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ تو اس آدمی نے کہا: میرے لیے کافی ہے۔ تو اس دوسرے آدمی نے بارگاہ نبوت میں عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کا اس آدمی کے بارے کیا خیال ہے جسے تعلیم دینے کے لیے آپ نے مجھے حکم ارشاد فرمایا ہے کہ جب وہ اس آیت پر پہنچا: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ تو اس نے کہا: میرے لیے کافی ہے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو بالیقین وہ سمجھ گیا ہے۔(2)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی ایک بار گیا اور پڑھنے کی خواہش کرنے لگا۔ پس جب اس نے یہ آیت سنی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ الآیہ۔ تو اس نے کہا میرے لیے کافی ہے میرے لیے کافی ہے اگر میں نے ذرہ بھر نیکی کا عمل کیا تو میں دیکھ لوں گا اور میں نے ذرہ بھر برائی کا عمل کیا تو میں اسے بھی دیکھ لوں گا۔ راوی کا بیان ہے اور یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرمانے لگے: یہ "الجامعة الفاذة" ہے۔

امام ابن مبارک اور عبدالرزاق رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا: میرے لیے کافی ہے، میرے لیے کافی ہے۔ اگر میں نے ذرہ بھر نیکی یا برائی کا عمل کیا تو میں اسے دیکھ لوں گا۔ نصیحت مکمل ہوگئی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حارث بن سوید سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِذَا زُلْزِلَتِ پڑھی یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ تو کہا: بلاشبہ یہ شمار اور گنتی تو بہت سخت ہے (یعنی یہ معاملہ تو بہت شدید ہے)۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 449 (3671)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 448 (3670) 3۔ ایضاً، (3669)

عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ کافر کو قیامت کے دن نامہ عمل دیا جائے گا اور وہ اس میں غور وفکر کرے گا۔ تو وہ اس میں دنیا میں کی ہوئی اپنی ہر نیکی کو دیکھ لے گا اور اس کی نیکیاں اس پر لوٹا دی جائیں گی۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا (الفرقان) (اور ہم متوجہ ہوں گے ان کے کاموں کی طرف اور انہیں گردوغبار بنا کر اڑا دیں گے)۔ پس وہ غمگین ہو جائے گا اور اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ اور رہا مومن! تو اسے قیامت کے دن نامہ عمل دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اور وہ اس میں ہر وہ خطا دیکھ لے گا جو اس نے دار دنیا میں کی۔ پھر اس کے لیے اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان:70) پس اس کا چہرہ چمک اٹھے گا اور فرحت وانبساط سے اس کا چہرہ کھل جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا۔ ذمہ داری کو ادا کرتا تھا اور مہمان کی تکریم کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ اسلام سے پہلے ہی مر گیا ہے؟ انہوں نے عرض کی: ہاں۔ آپ نے فرمایا: یہ اعمال اسے ہرگز نفع نہیں دیں گے۔ لیکن یہ اس کے پیچھے باقی رہیں گے کہ تم کبھی رسوا نہیں ہو گے۔ تم ہرگز ذلیل نہیں ہو گے اور تم ہرگز محتاج نہیں ہو گے۔ (1)

امام احمد نے الزہد میں اور ابن منذر نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اگر تین نہ ہوتیں تو میں یہ پسند کرتا کہ میں دنیا میں باقی نہ رہوں۔ میں رات دن کے اختلاف میں اپنا چہرہ اپنے خالق کی رضا کے لیے سجدے میں رکھ کر اسے اپنی زندگی کے لیے آگے بھیجتا ہوں اور دوپہر کے وقت کی پیاس اور ایسی اقوام کی صحبت جو کلام اور گفتگو سے اس طرح محفوظ رہتے ہیں جس طرح پھل کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اور تقویٰ کی تکمیل اس میں ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے یہاں تک کہ ذرہ بھر کی مقدار میں بھی اس سے ڈرے حتی کہ بعض ایسی چیزوں کو جنہیں وہ حلال خیال کرتا ہے اس خوف سے چھوڑ دے کہ کہیں وہ حرام نہ ہوں۔ تاکہ وہ اس کے اور حرام کے درمیان رکاوٹ بن جائیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے وہ سب کچھ بیان کر دیا ہے جو کچھ ان کے ساتھ ہو گا۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۞ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ پس تو برائی میں سے کسی شے کو حقیر نہ جان تاکہ تو اس سے بچتا رہے اور نہ کسی برائی کے ارتکاب کو حقیر سمجھ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جان لو کہ جنت اور دوزخ تم میں سے ہر ایک کے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے۔ جو کوئی ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے "آتش جہنم سے بچو اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ساتھ ہی ہو"۔ پھر ام المومنین نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 326، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا اور اس نے سوال کیا۔ تو آپ نے اس کے لیے ایک کھجور کا حکم دیا۔ تو کہنے والے نے آپ سے کہا: اے ام المومنین! کیا تم ایک کھجور صدقہ کروں گی؟ آپ نے جواب دیا: ہاں۔ قسم بخدا! مخلوق تو کثیر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سیر نہیں کر سکتا۔ کیا اس میں ذرات کی کثیر مقدار نہیں ہے؟

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ ایک سائل حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا۔ تو آپ نے اپنی کنیز کو فرمایا: اسے کچھ عطا کیجئے۔ تو اس نے صرف ایک کھجور پائی۔ تو آپ نے فرمایا اسے یہی کھجور دے دیجئے۔ کیونکہ اس میں کئی ذرات ہیں اگر یہ قبول ہوگئی۔ (1)

امام مالک، ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ ایک سائل آپ کے پاس آیا اور آپ کے پاس انگوروں کی ایک ٹوکری پڑی تھی۔ تو آپ نے انگور کا ایک دانہ اٹھایا اور اسے دے دیا۔ تو اس کے بارے آپ سے کچھ بات کی گئی۔ تو آپ نے فرمایا: یہ کثیر ذرات سے بہت بھاری ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۔ (2)

امام عبد بن حمید نے حضرت جعفر بن برقان سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسکین آیا۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں انگور کا ایک گچھا تھا۔ تو آپ نے ایک دانہ اسے عطا فرمایا۔ تو لوگوں نے آپ کے اس عمل پر انکار کے انداز میں اظہار تعجب کیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس میں ذرات کی کثیر مقدار ہے۔

امام حضرت سعد رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن فروخ رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت سعد بن مالک کے پاس ایک سائل آیا اور آپ کے پاس کھجوروں کی ایک ٹرے موجود تھی۔ تو آپ نے اسے ایک کھجور دی۔ تو سائل نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا، تو حضرت سعد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تیری ہلاکت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ایک ذرہ اور رائی کے دانے کی مقدار کو قبول فرما لیا ہے اور اس میں تو کتنے ذروں کی مقدار ہے؟

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر کے فرمایا: اے لوگو! آگاہ رہو۔ بے شک دنیا موجودہ زمانہ ہے اس سے نیک اور فاجر سب کھا رہے ہیں اور آخرت اس کے بعد آنے والا زمانہ ہے اس میں شہنشاہ قادر مطلق فیصلہ فرمائے گا۔ آگاہ رہو بے شک خیر اور نیکی سب کی سب جنت میں ہے اور برائی سب کی سب جہنم میں ہے۔ خبردار! جان لو۔ رب کریم نے ارشاد فرمایا: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

امام زجاجی رحمہ اللہ نے امالیہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک سائل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 254 (3465)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ موطا امام مالک، صفحہ 734 (مفہوم) نور محمد اصح المطابع کراچی

کے پاس آیا۔ تو آپ ﷺ نے اسے ایک کھجور عطا فرمائی۔ تو سائل نے عرض کی: نبی الانبیاء ﷺ ایک کھجور صدقہ کر رہے ہیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو جانتا نہیں کہ اس میں کثیر ذرات موجود ہیں۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنا ہاتھ مٹی میں داخل کیا پھر اسے اٹھایا۔ پھر اس میں پھونک ماری اور فرمایا ان میں سے ہر کوئی ذرہ کے برابر ہے۔

امام حسین بن سفیان نے مسند میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اے لوگو! بے شک دنیا حاضر سامان ہے، اس میں سے نیک اور بدسب کھا رہے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں شہنشاہ قادر مطلق ہی فیصلہ فرمائے گا۔ اس میں حق ثابت رہے گا اور باطل باطل ہو جائے گا۔ اے لوگو! آخرت کے بیٹے بن جاؤ۔ دنیا کے بیٹے نہ بنو۔ کیونکہ ہر ماں کے تابع اس کی اولاد ہوتی ہے۔ تم عمل کرو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقین کر لو تم اپنے اعمال پر پیش کیے جاؤ گے اور تم بالیقین اللہ تعالیٰ سے جا ملو گے (کیونکہ اس نے فرمایا ہے) فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

امام مالک، امام بخاری، امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھوڑا تین آدمیوں کے لیے ہے۔ ایک آدمی کے لیے اجر ہے۔ ایک کے لیے ستر (پردہ) ہے۔ اور ایک آدمی پر بوجھ ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ سے گدھے کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر اس آیۃ الجامعۃ الفاذہ کے بغیر اس کے بارے کچھ نازل نہیں ہوا یعنی فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔(1)

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 741، قدیمی کتب خانہ کراچی

ایاتھا ۱۱ سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۰ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ؕ﴿۸﴾ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَ حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾ اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

”قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب وہ سینہ سے آواز نکالتے ہیں۔ پھر پتھروں سے آگ نکالتے ہیں سم مار کر۔ پھر اچانک حملہ کرتے ہیں صبح کے وقت۔ پھر اس سے گردوغبار اڑاتے ہیں۔ پھر اس وقت (دشمن کے) لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔ اور وہ اس پر (خود) گواہ ہے۔ اور بلاشبہ وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب نکال لیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے۔ اور ظاہر کر دیا جائے گا جو سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔ یقیناً ان کا رب ان سے اس روز خوب باخبر ہوگا“۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ وَالْعٰدِيٰتِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَازُلْزِلَتِ نصف قرآن کے برابر ہے۔ اور وَالْعٰدِيٰتِ بھی نصف قرآن کے مساوی ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَازُلْزِلَتِ نصف قرآن کے برابر ہے۔ وَالْعٰدِيٰتِ بھی نصف قرآن کے برابر ہے۔ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے الافراد میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑسواروں کو بھیجا۔ انہوں نے مہینہ گزار دیا۔ ان کے بارے کوئی خبر موصول نہ ہوئی۔ تو یہ سورت نازل ہوئی وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا قسم ہے تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جنہوں نے اپنے پاؤں سے آواز نکالی۔ اور ابن مردویہ کے الفاظ میں ہے جنہوں نے اپنے نتھوں سے آواز نکالی۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا جنہوں نے قوم پر صبح کے وقت حملہ کیا۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا پھر اپنے کھروں کے ساتھ گردوغبار اڑایا۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور انہوں نے قوم (دشمن) کے ساتھ

اکٹھی صبح کی (یعنی ان میں گھس گئے)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کی طرف ایک دستہ بھیجا اور اس کی واپسی کی اطلاع میں دیر ہوگئی۔ تو آپ ﷺ پر یہ شاق گزرا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ ﷺ کو پہنچائی اور جو ان کے معاملات تھے ان سے آگاہ کیا اور فرمایا: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا فرمایا: الْعٰدِيٰتِ سے مراد گھوڑے ہیں۔ اور ضَبْحًا سے مراد گھوڑے کے خراٹے لینے کی آواز ہے (یعنی وہ آواز جو وہ سینے سے نکالتا ہے) فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: جس وقت گھوڑے چلتے ہیں تو اپنے سموں کو پتھروں کے ساتھ مار کر آگ روشن کرتے ہیں۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: یہ وہ گھوڑے ہیں جنہوں نے صبح کے وقت دشمن پر حملہ کیا ہے۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: یہ وہ گھوڑے ہیں جنہوں نے اپنے کھروں کے ساتھ گرد و غبار اڑایا ہے۔ یعنی گھوڑے تیز دوڑتے ہیں اور النقع کا معنی غبار ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اس میں جَمْعًا سے مراد دشمن ہے (یعنی پھر وہ اس وقت دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے الْعٰدِيٰتِ کی شان میں باہم گفتگو کی۔ تو انہوں نے کہا: کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ میدان جنگ کے گھوڑے ہیں اور ان کی آواز اس وقت نکلتی ہے جب انہیں تیار کر کے ان کی لگامیں (آگے بڑھنے کے لیے) ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہیں۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: انہوں نے مشرکین کو ان کے مکر و فریب دکھائے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: جب کہ وہ صبح کے وقت دشمن پر حملہ آور ہوں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: جب کہ وہ دشمنوں کے اندر گھس جائیں۔ ابو صالح نے کہا: میں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ صفات حج کے اونٹوں کی ہیں اور میرا آقا تمہارے آقا سے بڑھ کر عالم تھا۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے المصاحف میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے اس اثناء میں کہ میں حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے بارے سوال کیا۔ تو میں نے کہا کہ گھوڑے (گھڑ سوار) جس وقت اللہ تعالیٰ کے راستے میں حملہ آور ہوتے ہیں۔ پھر وہ رات کے وقت پناہ لیتے ہیں تو وہ اپنے لیے کھانے کا اہتمام کرتے ہیں اور اپنے لیے آگ روشن کرتے ہیں۔ تو وہ مجھ سے دور ہٹ گیا اور میرے پاس سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس اٹھ کر چلا گیا۔ اس وقت آپ بئر زمزم کے قریب تشریف فرما تھے۔ اور وہاں آپ سے وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی اس کے بارے کسی سے پوچھا ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد گھوڑے ہیں جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں حملہ آور ہوتے ہیں۔ تو آپ نے اسے فرمایا: جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ۔ پس جب میں آپ کے قریب جا کر کھڑا ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: تو لوگوں کو ایسی شے کے بارے فتویٰ دیتا ہے جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور ایک حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ تو وہ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کیسے ہو سکتے ہیں۔

بلاشبہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا (تیز چال) عرفات سے مزدلفہ تک ہے۔ اور جب وہ مزدلفہ میں پہنچے تو انہوں نے آگ روشن کی۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا اور وہ صبح کے وقت مزدلفہ سے منیٰ کی طرف جاتا ہے۔ پس وہی جمع ہے۔ اور رہا یہ ارشاد فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا تو اس سے مراد زمین کا غبار ہے جو اس وقت اڑتا ہے جب وہ اپنے پاؤں اور کھروں کے ساتھ زمین کو روندتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تو میں نے اپنے قول کو چھوڑ دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت اعمش کی سند سے ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بن عبداللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا۝ فرمایا: اس سے مراد اونٹ ہیں۔ ابراہیم نے کہا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اونٹوں کی صفات ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ گھوڑوں کی صفات ہیں۔ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا علم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: غزوہ بدر کے دن ہمارے پاس گھوڑے نہیں تھے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلاشبہ یہ ان گھوڑوں کی صفات ہیں جو ایک سریہ میں بھیجے گئے تھے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مابین وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا۝ کے بارے اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مراد گھوڑے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن فلانہ! تو نے جھوٹ کہا ہے، قسم بخدا! غزوۂ بدر کے دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے سوا ہمارے ساتھ کوئی گھڑ سوار نہ تھا۔ وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ان سے مراد اونٹ ہیں۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تو دیکھتا نہیں کہ وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں۔ پس وہ ہر شے کو اپنے کھروں کے ساتھ اڑاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا۝ فرمایا: مراد گھوڑے ہیں۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا فرمایا: مراد وہ آدمی ہے جب وہ چقماق کو جلائے۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے جو صبح کے وقت دشمن پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: نَقْعًا سے مراد مٹی، گرد و غبار ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: جَمْعًا سے مراد دشمن کا لشکر ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ فرمایا: بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قسم ہے جنگ میں تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی جب کہ وہ سینے سے آواز نکالتے ہیں اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے حج کے دوران تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار کی سند سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34-330، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 581 (3967)، دار الکتب العلمیہ بیروت

حضرت عطاء سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: کتے اور گھوڑے کے سوا چوپاؤں میں سے کوئی بھی سینے سے آواز نہیں نکالتا۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا: آدمی کا مکر چقماق ہے۔ پس اس نے آگ سلگا دی۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: گھوڑوں نے صبح سویرے حملہ کر دیا۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا مراد وہ غبار ہے جو گھوڑوں کے سموں کے ساتھ اڑتا ہے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اور وہ دشمن کے لشکر میں گھس جانے والے ہیں۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ حضرت عبید بن عمیر کہا کرتے تھے کہ یہ اونٹوں کی صفات ہیں۔(1)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَ الْعٰدِیٰتِ سے مراد تیز دوڑنے والے گھوڑے ہیں۔ اور ضَبْحًا سے مراد اس کا ہکلا کر آواز نکالنا ہے۔ کیا تو نے دیکھا نہیں کہ گھوڑا جب دوڑتا ہے تو وہ اح اح کی آواز نکالتا ہے اسی کو ضَبْحًا کہتے ہیں۔(2)

ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ضَبْحًا کا معنی گھوڑے کا ہنہنانا اور اونٹ کا سانس نکالنا ہے۔(3)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ قسم ہے ایسے گھوڑوں کی جو تیز دوڑتے ہیں یہاں تک کہ سینے سے آواز نکالنے لگتے ہیں۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا: اور وہ اپنے سموں کے ساتھ آگ روشن کرتے ہیں۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا اور وہ صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اور وہ گرد و غبار اڑاتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور وہ قوم (دشمن) کے لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔(4)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح نقل کیا ہے: وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ تیز دوڑنے والے گھوڑوں کی قسم ہے کیا تو نے گھوڑے کی طرف دیکھا نہیں کہ جب وہ تیز دوڑتا ہے تو کس طرح آواز نکالتا ہے۔ اونٹ نے کبھی اس طرح کی آواز نہیں نکالی۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا: اس سے مراد مکر ہے۔ جب کوئی آدمی اپنے ساتھی کے ساتھ مکر و فریب کرنے کا ارادہ کرے تو عرب کہتے ہیں: "اَمَا وَاللّٰهِ لَاَ قْدَ حَنَّ لَكَ ثُمَّ لَاُوْرِیَنَّ" قسم بخدا میں تیرے لیے چقماق لاؤں گا پھر آگ لگا دوں گا۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے صبح کے وقت حملہ کرنے والے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اور وہ اپنے پاؤں کے ساتھ گرد و غبار اڑانے والے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور وہ دشمن کے لشکر میں گھس جانے والے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح بیان کیا ہے: وَ الْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: یہ گھوڑوں کی قسم ہے۔ کیا تو نے گھوڑے کو دیکھا نہیں کہ جب وہ دوڑتا ہے تو وہ اپنے نتھنے سے آواز نکالتا ہے۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا فرمایا:

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 452 (3678)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 331، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 330

4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 52-451

اس سے مراد مکر ہے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ گھوڑے صبح کے وقت حملہ کرتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: اس میں نَقْعًا سے مراد غبار ہے فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا فرمایا: اس میں جَمْعًا سے مراد مشرکین کا لشکر ہے۔ (یعنی وہ مشرکین کے لشکر میں گھس جاتے ہیں) اور لَكَنُوْدٌ کا معنی بہت زیادہ ناشکر گزار ہونا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا میں مراد مشرکین کا مکر اور دھوکہ ہے کہ جب وہ مکر کرتے تو وہ آگ روشن کرتے تا کہ یہ دکھائی دے کہ وہ بہت زیادہ ہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا کا مفہوم بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ نَقْعًا سے مراد وہ غبار ہے جو گھوڑوں کے سموں کے ساتھ اڑتا ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا یہ معنی اہل عرب میں معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا۔ وہ فرماتے ہیں:

عَدَ مْنَا خَيْلَنَا اِنْ لَمْ تَرَوْهَا تُثِيْرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ

''ہم اپنے گھوڑے گم کر دیں گے اگر تو نے انہیں سیراب نہ کیا۔ غبار اڑنے لگے گا اور ان کا ٹھکانا ویران ہو جائے گا''۔

پھر نافع نے کہا: مجھے اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ کا معنی بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: کنود سے مراد نعمت کی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے۔ اور یہ وہ آدمی ہے جو صرف اکیلا کھاتا ہے۔ اپنے ساتھیوں کو روکتا ہے اور اپنے غلام کو بھوکا رکھتا ہے۔ نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

شَكَرْتُ لَهٗ يَوْمَ الْعُكَاظِ نَوَالَهٗ وَلَمْ اَكُ لِلْمَعْرُوْفِ ثُمَّ كَنُوْدَا

''میں نے عکاظ کے دن اس کی عطا کا شکریہ ادا کیا اور میں نہیں ہوں کہ نیکی اور احسان کی پھر ناشکری کرنے لگوں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا یہ حج کے دوران تیز چلنے والے اونٹوں کی قسم ہے۔ فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا جب سنگریزے ان کے پاؤں کے تلووں کے نیچے آتے ہیں تو وہ سنگریزے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہیں اور اس طرح ان سے آگ نکلتی ہے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا جس وقت وہ لشکر کے ساتھ (دشمن پر) غلبے کا ارادہ کرتے ہیں تو صبح کے وقت حملہ آور ہوتے ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا فرمایا: تب وہ گرد وغبار اڑانے لگتے ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: تیز چلنے والے اونٹوں کی قسم فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا اور ان گھوڑوں کی جو پتھروں کے ساتھ سم مار کر آگ نکالتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور ان کی جو دشمن کے لشکر میں گھس جاتے ہیں۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ بے شک انسان اپنے رب کا بڑا ناشکر گزار ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا فرمایا: مراد وہ آگ ہے (جو مزدلفہ میں) جلائی جاتی ہے۔ فَالْمُغِیْرٰتِ صُبْحًا فرمایا: وہ مزدلفہ سے صبح سویرے (منیٰ کی طرف) لوٹتے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34-33-32-330، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہیں۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا اور وہ بطن وادی میں غبار اڑاتے ہیں۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا اور وہ منیٰ کی بھیڑ میں گھس جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ہم اہل بلد کی زبان میں لَكَنُوْدٌ سے مراد الکفو د یعنی بہت زیادہ ناشکری کرنے والا ہے۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَكَنُوْدٌ کا معنی ناشکر گزار ہے۔

امام عبد بن حمید، بخاری نے الادب میں، حکیم ترمذی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لَكَنُوْدٌ وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کو روکتا ہے، اکیلا کھاتا ہے اور اپنے غلام کو مارتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو لَكَنُوْدٌ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے مراد وہ ناشکر گزار ہے جو اپنے غلام کو مارتا ہے، اپنے دوستوں کو روکتا ہے اور اکیلا کھاتا ہے۔(2)

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت قتادہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ کا مفہوم ہے بے شک انسان اپنے رب کی نعمتوں کا بڑا ناشکر گزار ہے اور اس پر بخیل ہے جو اسے عطا کیا جائے۔ فرمایا: یہ وہ آدمی ہے جو اپنے دوستوں کو روکتا ہے اپنے غلاموں کو بھوکا رکھتا ہے اور اکیلا کھاتا ہے۔ اور جو آفت اور مصیبت اس کی قوم میں آتی ہے وہ کچھ نہیں دیتا۔ فرمایا: کوئی بھی اس وقت تک لَكَنُوْدٌ نہیں ہوتا جب تک اس میں مذکورہ خصلتیں نہ پائی جائیں۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ کنود وہ ناشکرا آدمی ہے جو مصائب کو گنتا رہتا ہے اور اپنے رب کی نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔(4)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے: وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ اور بے شک انسان اس پر خود گواہ ہے۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ اور بے شک یہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ فرمایا: یہ مقادیم کلام میں سے ہے۔ وہ فرما رہا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے اور بے شک انسان مال کی محبت میں بڑا سخت ہے۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 336، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 337
3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 153 (4628)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 336
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 339

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آیت میں الْخَيْرِ سے مراد مال ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ بے شک انسان خود اپنی ذات پر گواہ ہے۔ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب انہیں قبروں سے اٹھایا جائے گا۔ وَ حُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ اور اسے ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں (پوشیدہ) ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت بختری بن عبید رحمہ اللہ کی سند سے اپنے باپ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان فرمایا: ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَ الْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اعراض فرما لیا۔ پھر وہ دوسری صبح آپ کی طرف لوٹ کر آیا اور عرض کی فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے اعراض فرما لیا۔ پھر وہ تیسرے دن لوٹ کر آیا اور کہنے لگا فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مجلس میں پگڑی اور ٹوپی اس کے سر سے اٹھائی تو اس کے سر کو چٹیا پایا۔ اور فرمایا اگر میں تجھے اس حال میں پاتا کہ تو سر مونڈنے والا ہے۔ تو میں اسے ذلیل و رسوا کر دیتا جس میں تیری آنکھیں ہیں۔ اس قول سے اہل مجلس گھبرا گئے۔ انہوں نے عرض کی یا نبی اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک عنقریب میری امت میں سے کچھ لوگ ہوں گے جو قرآن کا بعض حصہ بعض کے مقابلہ میں پڑھیں گے تا کہ وہ اسے باطل قرار دیں اور وہ متشابہات کی پیروی کریں گے اور یہ گمان کریں گے کہ انہیں اپنے رب کے حکم کا علم ہے۔ ہر دین میں مجوسی ہے اور وہ میری امت کے مجوس اور جہنم کے کتے ہیں۔ گویا کہ وہ کہہ رہے ہیں: وہ قدریہ ہیں۔ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے میزان میں کہا ہے: بختری کو ابو حاتم نے ضعیف قرار دیا ہے اور کئی دوسروں نے اسے معلل قرار دیا ہے۔ ابو نعیم نے کہا ہے کہ بختری نے اپنے باپ سے موضوع روایات نقل کی ہیں۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 453 (3681)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۱۱ | سُوْرَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۱ | رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾

"(دل ہلا دینے والی) کڑک۔ یہ (زہرہ گداز) کڑک کیا ہے؟ اور آپ کو کیا معلوم کہ یہ کڑک کیا ہے۔ جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔ اور پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی اون کی مانند ہوں گے۔ پھر جس کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوں گے۔ تو وہ دل پسند عیش (ومسرت) میں ہوگا۔ اور جس کے (نیکیوں کے) پلڑے ہلکے ہوں گے۔ تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ ہاویہ کیا ہے؟ ایک دہکتی ہوئی آگ"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ اَلْقَارِعَةُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلْقَارِعَةُ یوم قیامت کے اسماء میں سے ایک نام ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے، فرمایا: يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ یہ وہی پروانے ہیں جنہیں تم آگ میں گرتے ہوئے دیکھتے ہو۔ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ فرمایا: عهن سے مراد اون ہے۔ یعنی پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی اون کی مانند ہوں گے۔ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ فرمایا: عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ سے مراد جنت ہے۔ یعنی جس کے نیکیوں کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ جنت میں ہوگا۔ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ فرمایا: ہاویہ یہ جہنم ہے۔ یعنی جہنم ان کی پناہ گاہ، ان کا ٹھکانہ، ان کے لوٹنے کی جگہ اور اس کی مددگار اور دوست ہے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ کا معنی ہے اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ ہاویہ ہے۔(3)

ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ تیرے اس قول کی طرح ہے: هَوَيَتْ اُمُّهٗ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 340، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 42-341 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 342

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ ایک عربی کلمہ ہے جب کوئی آدمی کسی انتہائی تکلیف دہ امر میں مبتلا ہو جائے۔ تو وہ کہتے ہیں: ''هَوِيَتْ أُمُّهُ''

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابو خالد رحمۃ اللہ علیہ والبی سے بیان کیا ہے کہ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ کا مفہوم ہے۔ ام راسبہ۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ام رأسہ جہنم میں ہاویہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جہنم میں اپنے سروں کے بل گریں گے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ الہاویہ جہنم ہے، یہی اس کا ٹھکانہ ہے اور یہی اس کی وہ پناہ گاہ ہے جس کی طرف وہ لوٹے گا اور پناہ لے گا۔ (2)

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے اشعث بن عبد اللہ الاعمی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت بیان کی ہے کہ جب بندۂ مومن مرتا ہے تو اس کی روح مومنین کی ارواح کے پاس لے جائی جاتی ہے تو وہ کہتی ہیں: تم اپنے بھائی کو راحت پہنچاؤ۔ کیونکہ یہ دنیا کے غم اور اضطراب میں تھا۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: فلاں کا کیا حال ہے؟ فلاں کا کیا حال ہے؟ وہ انہیں حالات سے آگاہ کرتا ہے اور کہتا ہے: وہ صالح اور نیک ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے پوچھتے ہیں فلاں کا کیا ہے؟ تو وہ جواب دیتا ہے: وہ تو فوت ہو گیا ہے۔ کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ تو وہ (ارواح) جواب دیتے ہیں یقیناً اسے اس کے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے۔ (3)

امام حاکم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بندہ مرتا ہے تو اس کی روح مومنین کی ارواح سے ملاقات کرتی ہے۔ تو وہ اسے کہتی ہیں: فلاں کا کیا حال ہے؟ اور جب وہ جواب دے کہ وہ تو مر گیا ہے۔ تو وہ کہتی ہیں اسے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے۔ وہ بہت برا ٹھکانا ہے اور بہت بری رہائش گاہ ہے۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک مومن فوت ہوتا ہے تو اس سے مومنین کی ارواح ملتی ہیں۔ وہ اس سے سوال کرتے ہیں فلاں آدمی کا کیا حال ہے؟ فلاں عورت کی کیا حالت ہے؟ اور اگر وہ مر چکا ہو اور ان کے پاس نہ پہنچا ہو تو وہ کہتے ہیں اسے اس کے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے۔ وہ بہت برا ٹھکانا ہے اور بری رہائش گاہ ہے۔ یہاں تک کہ وہ یہ بھی پوچھتے ہیں: فلاں کا کیا بنا ہے، کیا اس نے شادی کی ہے؟ فلاں عورت کا کیا بنا، کیا اس نے شادی کی ہے؟ پھر آخر میں وہ کہتے ہیں اسے چھوڑ دو تا کہ یہ آرام کر لے۔ کیونکہ دنیا کے مصائب و آلام سے نکل کر آیا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک بندۂ مومن کی روح جب قبض کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اہل رحمت اسے ملتے ہیں جیسا کہ وہ اہل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 342، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 454 (3685)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 581 (3968)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دنیامیں سے کسی کومبارک باد دینے کے لیے ملتے ہیں اور کہتے ہیں اپنے ساتھی کا خیال رکھو تا کہ یہ راحت و آرام پالے۔ کیونکہ شدید مصائب و آلام میں مبتلا تھا۔ پھر وہ اس سے پوچھتے ہیں: فلاں آدمی کا کیا حال ہے؟ فلاں عورت کا کیا حال ہے؟ کیا اس نے شادی کی ہے؟ اور جب وہ کسی آدمی کے بارے میں پوچھتے ہیں حالانکہ وہ اس سے پہلے مرچکا ہوتا ہے۔ تو وہ جواب دیتا ہے کافی زمانہ گزر گیا وہ تو مجھ سے پہلے مر گیا تھا۔ تو وہ کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اسے اس کے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا۔ وہ کتنا برا ٹھکانا ہے اور کتنی بری رہائش گاہ ہے۔

امام ابن مبارک نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے: جب کسی بندے کی روح قبض کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اہل رحمت اس سے ملتے ہیں جس طرح کہ وہ دنیا میں مبارک باد کے لیے ملتے ہیں اور اس کے پاس آتے ہیں۔ تا کہ اس کے احوال پوچھیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کو کہتے ہیں: اپنے بھائی کا خیال رکھنا تا کہ یہ راحت وسکون پائے۔ کیونکہ یہ انتہائی کرب میں مبتلا تھا۔ پس وہ اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس سے دریافت کرتے ہیں: فلاں آدمی کا کیا حال تھا اور فلاں عورت کیسی تھی، کیا اس نے شادی کی ہے؟ سو جب وہ کسی ایسے آدمی کے بارے پوچھیں جو اس سے پہلے فوت ہو چکا ہو اور وہ انہیں اس کے بارے بتائے کہ وہ تو فوت ہو گیا ہے، تو وہ کہتے ہیں: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ، اسے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا وہ برا ٹھکانا ہے اور کتنی بری رہائش گاہ ہے۔ پھر ان پر ان کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ جب وہ نیکیاں دیکھتے ہیں تو انتہائی مسرور اور خوش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تیرا اپنے بندے پر احسان ہے۔ پس اسے کامل بنانا اور قائم رکھنا۔ اور اگر کسی برائی اور گناہ کو دیکھیں تو کہتے ہیں اے اللہ! اپنے بندے پر رجوع فرما (اس کی طرف نظر رحمت فرما) ابن مبارک نے کہا ہے اسے سلام الطّویل نے ثور سے روایت کیا ہے اور انہوں نے اسے مرفوع قرار دیا ہے۔

امام ابن مبارک رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا مردے زندوں کی خبریں لاتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں۔ جس کا بھی کوئی دوست ہو وہ یقیناً اس کے اقارب اور رشتہ داروں کی خبریں لاتا ہے۔ پس اگر وہ اچھی اور خیر کی خبر ہو تو وہ اس سے مسرور اور خوش ہوتا ہے۔ اور اگر وہ بری خبر ہو تو وہ اس کے سبب پریشان اور غمزدہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک آدمی کے بارے پوچھتے ہیں جو مر چکا ہوتا ہے۔ تو انہیں کہا جاتا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا ہے؟ تو وہ جواب دیتے ہیں یقیناً اسے اپنے ٹھکانے ہاویہ کی طرف لے جایا گیا ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی کے پاس سے گزرے جس کے باسی جن وانس، کیڑے مکوڑے، چوپائے اور پرندے سب مر چکے تھے۔ آپ وہاں ٹھہرے اور تھوڑی دیر اس کی طرف دیکھ کر غور وفکر کرتے رہے۔ پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ سب اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مرے ہیں۔ اگر یہ اس کے بغیر مرتے تو بالیقین انہیں علیحدہ علیحدہ موت آتی اور متفرق طور پر مرتے۔ پھر آپ نے انہیں آواز دی: اے بستی والو! تو جواب دینے والے جواب دیا: لبیک یا روح اللہ! آپ علیہ السلام نے فرمایا: تم نے کون سا جرم کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بتوں کی عبادت اور دنیا کی محبت۔ آپ نے پوچھا: تمہاری طاغوت کی عبادت کیا

تھی؟ اس نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی طاعت و پیروی آپ نے پھر پوچھا۔ تمہاری دنیا کی محبت کیا تھی؟ انہوں نے کہا جیسے بچے کی محبت اپنی ماں سے ہوتی ہے۔ جب وہ آتی ہم خوش ہوتے اور جب پیٹھ پھیرتی تو ہم غم زدہ ہو جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ دور کی امیدیں رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت و پیروی سے منہ پھیرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کی طرف متوجہ تھے۔ آپ نے فرمایا: تم کس حال میں ہو؟ انہوں نے جواب دیا: ہم نے عافیت میں رات گزاری اور ہم نے صبح ہاویہ میں کی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ہاویہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ ایک جیل اور قید خانہ ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ سجین (قید خانہ) کیا ہے؟ اس نے جواباً کہا: دنیا کی طشتریوں کی طرح یہ آگ کا ایک انگارہ ہے جس میں ہم تمام کی ارواح رکھ دی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا ہے، کیا وہ گفتگو نہیں کرتے ہیں؟ اس نے جواب دیا: وہ گفتگو کی قدرت نہیں رکھتے، انہیں آگ کی لگامیں پہنا دی گئی ہیں۔ آپ نے فرمایا: تو نے ان میں سے کس طرح باتیں کی ہیں؟ اس نے عرض کی: بلاشبہ میں ان میں تھا لیکن میں ان کی حالت پر نہیں تھا اور جب عذاب آیا تو وہ ان کے ساتھ مجھے بھی آ پہنچا۔ اور اب میں ایک بال کے ساتھ ہاویہ میں معلق ہوں۔ میں نہیں جانتا مجھے جہنم میں جکڑ دیا جائے گا یا میں نجات پا جاؤں گا۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: حق کی قسم کھا کر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کی روٹی کھانے، خالص پانی پینے اور کتوں کے ساتھ کوڑے کے ڈھیروں پر سونے کے سبب بہت سے لوگ دنیا اور آخرت میں عافیت کے ساتھ ہیں۔ (1)

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب آپ کے اصحاب میں سے کوئی آدمی تین دن تک مفقود رہتا (یعنی آپ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوتا) تو آپ اس کے بارے دریافت کرتے۔ پس اگر وہ غائب ہوتا، تو اس کے لیے دعا فرماتے۔ اگر وہ حاضر ہوتا تو اس سے ملاقات فرمائے۔ اور اگر وہ مریض ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے۔ ایک دفعہ انصار میں سے ایک آدمی تین دن تک حاضر نہ ہوا، تو آپ ﷺ نے اس کے بارے پوچھا: صحابہ کرام نے عرض کی: ہم نے اسے اس حال میں چھوڑا ہے کہ چوزے کی مثل ہو گیا ہے۔ وہ جو شے بھی منہ کے راستے سے کھاتا ہے وہ دبر کے راستے سے خارج ہو جاتی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کی عیادت کے لیے چلو۔ چنانچہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اس کی عیادت کے لیے چلے۔ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا تو اپنے آپ کو کیسے پاتا ہے؟ اس نے عرض کی: میں جو شے بھی منہ میں داخل کرتا ہوں وہ دبر سے نکل جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ایسا کیوں ہوا؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں آپ کے پاس سے گزرا اور آپ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ تو میں نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے یہ سورت آخر تک پڑھی: اَلْقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۙ﴿۴﴾ وَ تَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِیَةٌ ﴿۱۱﴾ تو میں نے یہ دعا مانگی: اے اللہ! جس گناہ پر مجھے آخرت میں عذاب دینے والا ہے اس کی سزا مجھے دنیا میں پہلے دے دے۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 4، صفحہ 61، مطبعۃ السعادۃ مصر

پس اس وقت سے میری یہ حالت ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے بہت برا کیا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ سے یہ نہیں سوال کیا کہ وہ تجھے دنیا اور آخرت دونوں میں نیکی اور بھلائی عطا فرمائے اور تجھے جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے اسے حکم فرمایا: تو اس نے اس طرح دعا مانگی اور آپ ﷺ نے بھی اس کے لیے دعا فرمائی۔ تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ گویا کہ وہ بیڑیوں سے آزاد ہو گیا ہو۔(1)

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 217 (3416)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ایاتھا ۸ سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۲ رکوعھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

"غافل رکھا تمہیں زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی ہوس نے۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے۔ ہاں ہاں! تم جلد جان لو گے۔ پھر ہاں ہاں! تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا۔ ہاں ہاں! اگر تم (اس انجام کو) یقینی طور سے جانتے (تو ایسا ہرگز نہ کرتے)۔ تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو۔ پھر آخرت میں تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔ پھر ضرور پوچھا جائے گا تم سے اس دن جملہ نعمتوں کے بارے میں"۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ طاقت رکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھتا؟ (1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن ابی ہلال رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ کو المغیرہ کا نام دیتے تھے۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن الشخیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ تو آپ ﷺ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ رہے تھے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: آپ پر اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔ اور آپ ﷺ فرمانے لگے: ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، تیرے لیے تیرا مال صرف وہ ہے جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا، یا صدقہ کیا اور اسے باقی رکھا۔ (2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے مطرف سے اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورہ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال۔ تیرے لیے تیرا مال صرف وہ ہے جو تو نے کھالیا اور فنا کر دیا یا پہن لیا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا یا کسی کو دے دیا اور اسے پورا کر دیا۔

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 498 (2518)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام طبرانی رحمہ اللہ نے مطرف سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: جب سورۂ تکاثر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال۔ کیا اس کے سوا بھی کوئی تیرا مال ہے جو تو نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا یا عطا کیا اور پورا کر دیا۔

امام عبد بن حمید، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ کہتا ہے: میرا مال، میرا مال۔ اس کا مال صرف تین قسم کا ہے، جو اس نے کھایا اور فنا کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کیا اور باقی رکھا اور جو اس کے سوا ہے تو وہ خود جانے والا ہے اور اسے لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔(1)

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: میں تم پر ایک سورت پڑھنے والا ہوں (یعنی سورۃ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ) پس جو کوئی رو پڑا تحقیق وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ سورت پڑھی۔ تو ہم میں سے بعض رائے اور بعض نہ روئے۔ تو وہ لوگ جو نہ روئے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ ہم نے رونے کی خوب کوشش کی ہے لیکن ہم اس پر قادر نہ ہو سکے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تم پر دوبارہ پڑھوں گا۔ جو کوئی رو پڑا اس کے لیے جنت ہے۔ اور جو رونے پر قادر نہ ہو سکے تو اسے چاہیے کہ رونے کی طرح منہ بنا لے(2)۔ بیہقی نے کہا ہے: یہ روایت ضعیف ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے اس میں آخر تک سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھی۔

امام بخاری اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم قرآن کریم میں ہم قرآن کریم سے یہ جانتے تھے کہ اگر ابن آدم کے لیے مال کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسری وادی کی تمنا اور آرزو کرے گا اور مٹی کے سوا ابن آدم کے پیٹ کو کوئی شے نہیں بھر سکے گی پھر جس نے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا یہاں تک کہ سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ آخر تک نازل ہوئی۔(3)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی سورت کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہم بنی فلاں سے زیادہ ہیں اور بنو فلاں بنی فلاں سے زیادہ ہیں۔ پس اسی شے نے انہیں غافل کر دیا یہاں تک کہ وہ گمراہ ہو کر مرے۔(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ یہود کے بارے نازل ہوئی۔

امام ترمذی، حنیش بن اصرم نے الاستقامۃ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی

1۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 407، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 193، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 344، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 456 (3687)، دار الکتب العلمیہ بیروت

طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ پڑھی۔ پھر فرمایا: میں قبروں کو سوائے زیارت کے کچھ نہیں خیال کرتا اور زائر کے لیے اپنے گھر کی طرف لوٹنے سے کوئی چارہ نہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ کا مفہوم ہے: مال واولاد میں کثرت کی ہوس نے تمہیں غافل کر دیا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں فقر وافلاس کا کوئی خدشہ اور خطرہ نہیں ہے۔ البتہ کثرت کی ہوس کا تمہارے بارے میں خوف ہے۔ اور مجھے تم پر خطا کا کوئی خوف نہیں ہے۔ بلکہ تم پر عمداً اور دانستہ (کچھ کرنے) کا خوف ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائی: اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ فرمایا کثرت کی ہوس نے تمہیں اطاعت سے غافل کر دیا حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ فرمایا: یہاں تک کہ تمہیں موت نے آلیا۔ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ یعنی اگر تم قبروں میں داخل ہوئے (تو تو جلد جان لو گے) ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ فرماتے ہیں: اگر تم اپنی قبروں سے محشر کی طرف نکلے (تو تمہیں) اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا) كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ فرمایا: اگر تم اپنے رب کی سامنے اپنے اعمال پر کھڑے ہوئے۔ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ (تم دیکھ کر رہو گے دوزخ کو) اور صراط (پل) کو جہنم کے وسط میں رکھا جائے گا۔ پس مسلم نجات پا جائے گا۔ (جسے) خراش لگی وہ مسلمان ہے اور (جو) کٹ گیا وہ جہنم کی آگ میں ہوگا۔ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ یعنی اس دن تم سے جملہ نعمتوں مثلاً پیٹوں کے بھرنے، ٹھنڈے مشروبات، رہائش کی سہولتیں، معتدل تخلیق اور نیند لذت وغیرہ کے بارے ضرور پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ کو سنا: آپ نے یہ تلاوت فرمائی: اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ آپ فرماتے ہیں: اگر تم قبروں میں داخل ہوئے۔ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ اور تم اپنی قبروں سے نکلے۔ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ہاں ہاں اگر تم اپنے رب کی طرف اپنے اٹھائے جانے کے دن کے بارے یقینی طور پر جانتے لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ تو تمہیں آخرت کے بارے حق الیقین ہو جاتا آنکھوں کے ساتھ دیکھ لینے کی طرح۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ پھر قیامت کے دن تم دوزخ کو یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ پھر اس دن تم سے اپنے رب کے سامنے جملہ نعمتوں کے بارے پوچھا جائے گا مثلاً ٹھنڈے مشروبات، خوب صورت رہائش گاہوں کے سائے، پیٹوں کو سیر کرنے کا سامان، معتدل تخلیق اور نیند کی لذتیں یہاں تک کہ تم میں سے کسی کا کسی عورت سے منگنی کرنا اس کے باوجود کہ اسے پیغام نکاح کسی اور نے دیا ہو۔ پھر اس غیر نے اس

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 582 (3970)، دارالکتب العلمیہ بیروت

عورت سے شادی کر لی اور اسے روک دیا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یہ کفار کے بارے ہے۔ اور ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یہ مومنین کے بارے ہے (یعنی ہاں ہاں (اے کفار!) تم جلد جان لو گے۔ پھر ہاں ہاں (اے مومنین!) تمہیں (اپنی کوششوں کا انجام) جلد معلوم ہو جائے گا) وہ اسی طرح اسے پڑھا کرتے تھے۔(1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ علم یقین یہ ہے کہ یہ جان لیا جائے اللہ تعالیٰ اسے موت کے بعد ضرور اٹھائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ فرمایا: ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ علم الیقین موت ہے۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر صاحب نعمت سے ان نعمتوں کے بارے پوچھے گا جو نعمتیں اسے عطا فرمائیں۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کا مفہوم ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد بدنوں، کانوں اور آنکھوں کا صحیح اور تندرست ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دن بندوں سے ان امور کے بارے پوچھے گا جن میں انہوں نے ان نعمتوں کو استعمال کیا۔ حالانکہ اس کے بارے وہ ان سے بہتر اور زیادہ جانتا ہے۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝ (الاسراء) (بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے متعلق (تم سے) پوچھا جائے گا)(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس دن لذات دنیا میں سے ہر شے کے متعلق تم سے سوال کیا جائے گا۔(4)

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ روایت کیا ہے کہ پھر تم سے اس دن امن وصحت کے بارے پوچھا جائے گا۔(5)

امام ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد امن اور صحت ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ النَّعِيْمِ سے مراد عافیت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے قول باری تعالیٰ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: مثلاً گندم کی روٹی کھانا، میٹھا اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 345، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 456 (3688-89)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 347 4۔ ایضاً 5۔ کتاب الزہد، صفحہ 467، دار الکتب العلمیہ بیروت

ٹھنڈا پانی پینا اور آدمی کا وہ گھر جس میں وہ رہائش پذیر تھا۔ یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے اس دن اس سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ خالص گھی اور شہد جمع رکھتے ہیں اور وہی کھاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حمران بن ابان رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اہل کتاب میں سے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین سے اوپر کسی بندے کو جو بھی عطا فرمائے گا قیامت کے دن وہ ان کے بارے اس سے باز پرس کرے گا۔ اتنی مقدار روٹی جس کے سبب وہ اپنی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکے، وہ چھت جس کے نیچے وہ سر چھپاتا ہے اور وہ (کپڑا) جس کے سبب وہ لوگوں سے اپنی شرم گاہ کو چھپاتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ تو صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ہم کون سی نعمتوں میں ہیں؟ ہم تو جو کی روٹی سے بھی اپنے پیٹ نہیں بھرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ ان سے کہا کیا تم جوتے نہیں پہنتے ہو اور ٹھنڈا پانی نہیں پیتے ہو؟ سو یہ بھی نعمتوں میں سے ہی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، احمد، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں محمود بن لبید سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورۂ اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ نازل ہوئی۔ اور آپ ﷺ نے ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ تک یہ پڑھی۔ تو صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سی نعمتوں کے بارے ہم سے سوال کیا جائے گا؟ بے شک یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں یعنی پانی اور کھجور۔ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں اور دشمن سامنے حاضر ہے۔ تو پھر کون سی نعمتوں کے بارے باز پرس کی جائے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ عنقریب وہ میسر آئیں گی۔ (1)

عبد بن حمید، ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سی نعمتوں کے بارے ہم سے باز پرس کی جائے گی۔ بلاشبہ یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں۔ دشمن سامنے حاضر ہے اور تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ عنقریب ہوگی۔ (2)

امام احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون سی نعمتیں ہیں جن کے بارے ہم سے باز پرس کی جائے گی۔ بلاشبہ یہ دو سیاہ چیزیں یعنی کھجوریں اور پانی ہی تو ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ عنقریب تمہیں حاصل ہو جائیں گی۔ (3)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ ایضاً

مذکورہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کون سی وہ نعمت ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا؟ بے شک یہ دو سیاہ چیزیں ہی تو ہیں یعنی پانی اور کھجور۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جان لو! بلاشبہ وہ عنقریب تمہیں میسر آجائیں گی۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب سورۂ اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ آخر تک نازل ہوئی۔ تو حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام نے عرض کی کون سی نعمت کے بارے ہم سے باز پرس کی جائے گی؟ بے شک ہمارے پاس پانی اور کھجوریں ہی تو ہیں اور ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ وہ عنقریب حاصل ہو جائیں گی۔

امام ابو یعلی رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ کون سی نعمت ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا حالانکہ ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں؟ اور پھر آگے مذکورہ بالا حدیث ذکر کی۔(2)

امام احمد نے زوائد الزہد میں، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے اول جن نعمتوں کے بارے بندے سے پوچھا جائے گا۔ وہ یہ کہ اسے کہا جائے گا: کیا ہم نے تجھے صحت مند جسم نہیں عطا فرمایا اور ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا؟(3)

امام ہناد، عبد بن حمید، بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو نعمتیں ہیں جن میں اکثر لوگ غلطی اور خسارے میں رہ جاتے ہیں اور وہ صحت اور فراغت ہیں۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جن نعمتوں کے بارے پوچھا جائے گا (وہ یہ ہیں) گوشت سمیت ہڈی جو آدمی کے لیے باعث قوت وطاقت ہوتی ہے، وہ پانی جو اسے سیراب کرتا ہے اور وہ کپڑا جو اسے ڈھانپتا ہے۔(5)

امام احمد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہمارے ہاں قدم رنجہ فرما ہوئے۔ تو ہم نے کھجوروں کے ساتھ ان کی تواضع کی اور پانی کے ساتھ سیراب کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔(6)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 298 (11518)، دار الفکر بیروت
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 5، صفحہ 507 (6604)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 171، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 949، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 348

امام عبد بن حمید، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میرے باپ کے ذمہ ایک یہودی کی کچھ کھجوریں بطور قرض واجب الادا تھیں۔ میرے والد محترم غزوۂ احد میں شہید ہو گئے اور دو باغ ترکہ میں چھوڑ گئے اور یہودی کی کھجوریں مقدار کے لحاظ سے دونوں باغوں میں موجود کھجوروں کو محیط تھیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو کچھ کھجوریں اس سال لے لے اور کچھ آئندہ سال کے لیے مؤخر کر دے۔ لیکن یہودی نے اس کا انکار کر دیا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب کھجوریں توڑنے کا وقت آئے تو مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو اطلاع دی۔ تو رسول اللہ ﷺ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تشریف لائے۔ تو ہم نے کھجوریں توڑنا شروع کر دیں اور کھجور کے درخت کے نیچے یہودی کو وزن کر کے دینے لگے اور رسول اللہ ﷺ برکت کی دعا فرمانے لگے۔ یہاں تک کہ دونوں میں سے چھوٹے باغ سے ہی یہودی کا سارے کا سارا حق ادا کر دیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ اور ان کے رفقاء کے پاس کھجوریں اور پانی لے کر حاضر ہوا اور انہوں نے ان سے کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہی وہ نعمت ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔(1)

مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے۔ تو وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون سی شے ہے جس نے تم دونوں کو اس وقت گھر سے نکالا ہے؟ دونوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ "بھوک ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی اس شے نے نکلنے پر مجبور کیا ہے جس نے تمہیں نکالا ہے۔ پس اٹھو۔ تو وہ دونوں آپ ﷺ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ انصار میں سے آدمی کے گھر تشریف لائے۔ لیکن وہ گھر پر نہیں تھا۔ جب اس کی عورت نے آپ ﷺ کو دیکھا، تو انتہائی مسرت اور خوشی اظہار کرتے ہوئے عرض کی مرحبا واھلا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا: فلاں کہاں ہے؟ اس نے جواباً عرض کی ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گیا ہے۔ اتنے میں وہ انصاری آ گیا۔ جونہی اس کی نظر حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں پر پڑی تو اس نے کہا الحمد للہ آج مجھ سے بڑھ کر عزت و تکریم والے مہمان کسی کے پاس نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ گیا اور کھجوروں کا خوشہ لے آیا جس میں خشک اور پکی ہوئی کھجوریں تھیں اور عرض کی اس سے تناول فرمایئے۔ اور اس نے چھری اٹھائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دودھ والے جانور کو ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے ان کے لیے ایک بکری ذبح کی اور تمام مہمان گرامی نے اس کا گوشت اور کھجوریں تناول فرمائیں اور پانی نوش فرمایا۔ جب تمام سیر ہو کر کھا چکے اور پانی سے خوب سیراب ہو گئے تو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دونوں کو ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! قیامت کے دن تم سے اس نعمت کے بارے پوچھا جائے گا۔(2)

امام بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردودیہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 143 (4599)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح مسلم، جلد 2، صفحہ 176، قدیمی کتب خانہ کراچی

70B

ہے کہ انھوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن دوپہر کے وقت باہر تشریف لائے اور آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مسجد میں بیٹھے پایا۔ تو ارشاد فرمایا اس وقت تجھے کس شے نے باہر نکالا ہے؟ انھوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے وہی شے باہر لائی ہے جس نے آپ ﷺ کو باہر آنے پر مجبور کیا ہے۔ پھر اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا: اے ابن خطاب کونسی شے ہے، جس نے اس وقت تجھے باہر نکالا ہے؟ تو انھوں نے عرض کی مجھے اسی شے نے باہر نکالا ہے جو آپ دونوں کو باہر لائی ہے۔ تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں میں قوت ہے کہ تم اس درخت تک چل سکو۔ تو وہاں تم کھانا اور پانی پا لو گے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ چنانچہ ہم چل پڑے یہاں تک کہ ہم مالک بن تیہان ابی الہیثم انصاری کے گھر آ گئے۔

امام ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوپہر کے وقت مسجد کی طرف نکلے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا، تو وہ بھی نکلے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اس وقت کس شے نے آپ کو باہر نکالا ہے؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے اندر بھوک کی تلخی پا رہا ہوں، اسی نے مجھے گھر سے باہر نکالا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی فقط بھوک ہی نے باہر نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ ابھی دونوں اسی حالت میں تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی باہر تشریف لائے اور فرمایا: کون سی شے ہے، جس نے تم دونوں کو اس وقت گھر سے باہر نکالا ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: قسم بخدا! ہمیں کسی شے نے باہر نہیں نکالا مگر بھوک کی اس تلخی نے جو ہم اپنے پیٹوں میں پا رہے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! مجھے بھی یہی شے گھر سے باہر لائی ہے۔ پس تھوڑی دیر کھڑے رہے اور پھر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف چل پڑے۔ جب ان کے گھر کے پاس جا کر رکے تو ان کی زوجہ محترمہ نے کہا: مرحبا، خوش آمدید۔ اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم ﷺ اور ان کے ساتھ آنے والوں کو۔ پھر حضور نبی رحمت ﷺ نے پوچھا ابوایوب کہاں ہیں؟ اس نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ اس وقت آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ پھر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے کھجور کا ایک خوشہ توڑا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے ہمارے لیے اسے کاٹنے کا ارادہ کیا ہے کیا تو نے پھل چن نہیں لیا؟ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں نے پسند کیا ہے کہ آپ اس کی خشک وتر اور پکی کھجوریں تناول فرمائیں۔ پھر انہوں نے بھیڑ کا ایک بچہ ذبح کیا۔ اس میں سے نصف بھونا، اور نصف پکایا اور جب حضور نبی مکرم ﷺ کے سامنے رکھا۔ تو آپ ﷺ نے کچھ گوشت اٹھا کر روٹی میں رکھا اور فرمایا: اے ابوایوب! اسے فاطمہ کے پاس پہنچا دو۔ کیونکہ کئی دنوں سے اس نے اس طرح کا گوشت حاصل نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ وہ لے کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دینے چلے گئے۔ جب آپ ﷺ اپنے اصحاب سمیت کھانا تناول فرما چکے اور خوب سیر ہو گئے تو پھر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: روٹی، گوشت، کھجور، خشک وتر اور ساتھ ہی آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی جھڑنے لگے۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں

میری جان ہے! بے شک یہی وہ نعمتیں ہیں جن کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ یَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِیۡمِ پس یہی وہ نعمت ہے جس کے متعلق قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے اصحاب پر بڑا بھاری اور بڑا اقرار دیا اور فرمایا: ہاں جب تمہیں اس قسم کی شے حاصل ہو اور تم اس کی طرف اپنے ہاتھ بڑھاؤ۔ تو کہا کرو: بسم اللہ۔ اور جب تم خوب سیر ہو جاؤ تو یہ کہا کرو: "اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ هُوَ اَشۡبَعَنَا وَاَنۡعَمَ عَلَیۡنَا وَاَفۡضَلَنَا" (یعنی سب تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے ہمیں سیر کیا۔ ہم پر یہ انعام فرمایا اور ہمیں یہ فضیلت عطا فرمائی) کیونکہ یہ اس کا کنارہ اور انتہا ہے۔

امام احمد، ابن جریر، ابن عدی، بغوی نے معجم میں، ابن مندہ نے المعرفہ میں، ابن عساکر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ابوعسیب مولی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رائے سے نکلے۔ میرے پاس سے گزرے اور مجھے بلایا۔ میں آپ کی طرف گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور انہیں بلایا اور وہ بھی آپ کی طرف نکلے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو انہیں بھی بلایا اور وہ بھی حاضر خدمت ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چل پڑے۔ یہاں تک کہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہو گئے۔ اور باغ کے مالک کو فرمایا: ہمیں کچھ کھلاؤ۔ وہ ایک خوشہ لے آیا اور آپ کے سامنے رکھ دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے اسے تناول فرمایا۔ پھر ٹھنڈا پانی منگایا اور اسے نوش فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا ان نعمتوں کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ خوشہ اٹھایا اور اسے زمین پر دے مارا۔ حتی کھجوریں بکھر گئیں۔ پھر عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں سوائے تین کے۔ اتنا ٹکڑا جس کے ساتھ بندہ اپنی بھوک بند کرتا ہے یا اتنا کپڑا جس کے ساتھ اپنا ستر ڈھانپتا ہے یا وہ گھر جس میں وہ سردی گرمی سے بچنے کے لیے رہتا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھائی (کھال) پر تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجوریں اور ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا۔ تو آپ نے وہ کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ پھر فرمایا: یہی وہ نعمت ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔

امام ابویعلی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا اور ہمارے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ہم ایک آدمی کے پاس گئے جسے واقفی کہا جاتا ہے۔ تو اس نے ہمارے لیے بکری ذبح کی۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دودھ والی سے بچنا (یعنی دودھ والی بکری کو ذبح نہ کرنا) پھر ہم نے ثرید اور گوشت کھایا اور پانی پیا۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے تم سے باز پرس کی جائے گی۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 143 (4601)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایسے وقت باہر تشریف لائے جس میں آپ باہر نہ آتے تھے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نکلے۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے فرمایا: اے ابوبکر! کون سی شے تجھے اس وقت باہر لائی ہے؟ انہوں نے عرض کی: بھوک مجھے باہر لے آئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا میرے باہر نکلنے کے سبب بھی وہی ہے جو تیرے لیے ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نکلے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے بھی دریافت فرمایا: اے عمر! کون سی شے تجھے باہر نکال لائی ہے؟ تو انہوں نے عرض کی: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! مجھے بھوک نے باہر نکالا ہے۔ پھر آپ ﷺ کے صحابہ کرام میں سے کچھ اور لوگ آئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہمارے ساتھ ابوالہیثم کے گھر کی طرف چلو۔ جب وہاں پہنچے تو ان کی زوجہ نے کہا: وہ تو ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ پس تم باغ کی طرف چلو۔ چنانچہ اس نے باغ کا دروازہ کھولا۔ تمام اس میں داخل ہوئے اور بیٹھ گئے۔ پھر ابوالہیثم آئے۔ تو ان کی بیوی نے انہیں کہا: کیا تم جانتے ہو تمہارے پاس کون آیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو اس نے انہیں بتایا: تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تشریف لائے ہیں۔ پس وہ اندر حاضر ہوئے، اپنا مشکیزہ ایک درخت کے ساتھ لٹکایا۔ پھر چھوٹی سی ٹوکری اٹھائی اور آپ ﷺ کے لیے کھجوروں کا خوشہ لائے اور ان کے لیے تر کھجوریں چنیں۔ اور ان کے سامنے لا کر انڈیل دیں۔ تمام نے وہ کھجوریں کھائیں۔ پھر وہ ان کے لیے ٹھنڈا پانی لائے اور انہوں نے وہ پانی پیا۔ تو پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: یہ ان نعمتوں میں سے ہے جس کے بارے تم سے پوچھا جائے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، تو دیکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا قصد کیا، پاس جا کر ٹھہرے اور سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی سلام کا جواب دیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: اس وقت کون سی شے تمہیں باہر لائی ہے؟ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے آپ سے آپ کے سوال سے پہلے سوال کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے بھوک باہر نکال لائی ہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا: مجھے بھی اسی نے باہر نکالا ہے جس نے آپ کو مجبور کر دیا ہے۔ پس دونوں وہاں بیٹھے ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔ اتنے میں حضور نبی مکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے نکلے اور آپ بھی ان دونوں کی طرف آئے۔ پاس آ کر ٹھہرے اور سلام فرمایا۔ انہوں نے سلام کا جواب عرض کیا۔ تو کریم آقا ﷺ نے دریافت فرمایا: اس وقت تمہیں کس نے باہر نکالا ہے؟ پس دونوں میں ہر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگا اور ہر ایک کی خواہش تھی کہ دوسرا ہی آپ ﷺ کو باہر آنے کے بارے مطلع کرے۔ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ یہ مجھ سے پہلے باہر آئے ہیں اور میں ان کے بعد نکلا ہوں۔ تو میں نے ان سے پوچھا: تمہیں اس وقت کون سی شے باہر نکال لائی ہے۔ تو انہوں نے جواباً کہا: بلکہ تم بتاؤ اس وقت تمہارے باہر نکلنے کا سبب کیا ہے؟ تو میں نے کہا: میں نے تمہارے سوال سے پہلے تم سے پوچھ لیا ہے۔ تو پھر انہوں نے کہا: مجھے تو بھوک باہر نکال لائی ہے۔ تو میں نے بھی انہیں بتایا کہ مجھے بھی اسی نے نکالا ہے جس نے تمہیں

نکلا ہے۔تو حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: مجھے بھی وہی شے باہر لے آئی ہے جو تم دونوں کے نکلنے کا سبب بنی ہے۔ تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا: کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے ہم کس کے مہمان ہوں گے۔انہوں نے عرض کی: ہاں ابوالہیثم بن التیہان۔ان کے پاس (کھجوروں) کے خوشے بھی ہیں اور بھیڑ کے بچے بھی ہیں۔اگر ہم ان کے پاس گئے تو یقیناً ہم ان کے پاس اچھی اور وافر کھجوریں پائیں گے۔چنانچہ حضور نبی مکرم ﷺ اپنے دونوں ساتھیوں سمیت باغ میں تشریف لائے اور آپ ﷺ نے سلام فرمایا ام ہیثم نے آپ کا سلام سنا اور جواباً عرض کی: میرے ماں باپ قربان ہوں۔اور اس نے بالوں (اون) سے بنا ہوا ایک ٹاٹ بچھایا۔وہ اس پر تشریف فرما ہوئے۔تو اسی اثناء میں ابوالہیثم بھی دکھائی دیئے۔ مشکیزہ ان کے کندھے پر تھا۔پس جونہی انہوں نے کھجوروں کے درمیان حضور نبی کریم ﷺ کو ظاہر دیکھا تو مشکیزہ ایک تنے کے ساتھ ٹیک دیا اور آپ کے پاس حاضر ہو کر آداب پیش کیے اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔تو جونہی انہوں نے اپنے تمام مہمانوں کو دیکھا تو مدعیٰ سمجھ گئے اور ام ہیثم سے پوچھا۔کیا تو نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو کوئی شے کھلائی ہے؟ تو اس نے بتایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ابھی تشریف فرما ہوئے ہیں۔پھر پوچھا: تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے بتایا: میرے پاس جو کے کچھ دانے ہیں۔تو انہوں نے فرمایا: انہیں پیس، آٹا تیار کر اور روٹی پکا۔کیونکہ یہ خمیر کو نہیں جانتے (پسند نہیں کرتے) اور خود چھری اٹھائی۔تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں پھرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا دودھ والی بکری ذبح کرنے سے اجتناب کرنا۔تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ میں بکری کے بچہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔چنانچہ انہوں نے اسے ذبح کر دیا اور پار کر دیا۔زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس (کھانا تیار کر کے) لے آئے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے دونوں اصحاب نے کھانا تناول فرمایا اور خوب سیر ہوئے۔ان کے لیے ان جیسے کھانے کے عوض کوئی ضمانت نہ تھی۔ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس یمن سے کچھ قیدی لائے گئے۔تو آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور اپنے کام کی کثرت اور ہاتھوں کے زخمی ہونے کی شکایت کی اور آپ ﷺ سے کسی خادم کے بارے التجاء کی۔لیکن آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔بلکہ میں تو ابوالہیثم کو دوں گا کیونکہ میں نے اس کی وہ حالت اور مشقت دیکھی ہوئی ہے جس سے وہ اور ان کی بیوی اس دن دوچار ہوئے تھے جس دن ہم ان کے پاس مہمان بنے تھے۔چنانچہ آپ ﷺ نے ابوالہیثم کو بلا بھیجا اور وہ خادم اس کے حوالے کر دیا اور فرمایا: یہ غلام لے لو۔تمہارے باغ کے کام میں یہ تمہارا معاون ہوگا اور اسے خیر اور نیکی کی نصیحت و تلقین کرتے رہنا۔چنانچہ وہ حضرت ابوالہیثم رضی اللہ عنہ کے پاس جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا ٹھہرا رہا۔پھر آپ نے اسے کہا: میں اور میری بیوی تو اپنے باغ کے معاملات میں مستقل لگے ہوئے ہیں۔تو چلا جا۔پس اللہ تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی مالک نہیں ہے (یعنی آپ نے اسے آزاد کر دیا۔) پس وہ غلام شام کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور اس کا سبب فقط بھوک تھا۔پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی باہر آئے اور ان کے نکلنے کے سبب بھی صرف اور صرف بھوک تھا۔پھر

حضور نبی اکرم ﷺ ان دونوں کے پاس تشریف لائے اور ان دونوں نے آپ ﷺ کو عرض کی کہ انہیں بھوک گھر سے باہر لے آئی ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: انصار کا ایک آدمی ہے جس کو ابوالہیثم بن التیہان کہا جاتا ہے، ہمارے ساتھ اس کے گھر چلو۔ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ گھر پر نہ تھے۔ پانی لینے گئے ہوئے تھے۔ ان کی زوجہ محترمہ نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا اور ان کے لیے کوئی بچھونا بچھا دیا جس پر وہ تشریف فرما ہوئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا: ابوالہیثم کہاں گئے ہیں؟ انہوں نے عرض کی: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ آ گئے اور وہ پانی کا مشکیزہ اٹھائے ہوئے تھے۔ پس انہوں نے اسے لٹکا دیا اور مہمانان گرامی کی تواضع کے لیے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسے اتنا اچھا نہ سمجھا۔ چنانچہ انہوں نے بھیڑ کا ایک بچہ ذبح کر دیا۔ پھر گئے اور کھجوروں کے گچھے لے آئے۔ پس تمام نے گوشت اور خشک وتر کھجوریں کھائیں اور پانی پیا۔ تو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک نے عرض کی: کیا یہ ان نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے قیامت کے دن ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن پر کوئی شے قبیح نہیں ہوگی جو بھی اسے دنیا میں پہنچی۔ بلاشبہ یہ کافر پر ثقیل اور قبیح ہوگی۔ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے پوچھا گیا: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ یہ کفار کے لیے ہے۔ اور اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا (الاحقاف: 20) یہ بھی کفار کے لیے ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ، اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تمام کے تمام باہر آئے اور کہنے لگے: مجھے تو بھوک نے باہر نکالا ہے۔ پس حضور نبی مکرم ﷺ ان دونوں کو لے کر ایک انصاری کی طرف گئے جسے ابوالہیثم کہا جاتا ہے۔ تو آپ نے اسے اپنے گھر پر نہ پایا۔ اس کی بیوی نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو مرحبا اور خوش آمدید کہا اور ایک قالین نکالا اور یہ اس پر تشریف فرما ہوئے۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے پوچھا: ابوالہیثم کہاں گئے ہیں؟ تو اس نے عرض کی: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہیں۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ آ گئے اور پانی کا مشکیزہ بھی ساتھ تھا۔ آپ نے اسے لٹکا دیا اور مہمان گرامی کے لیے بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی اجازت نہ عطا فرمائی۔ پھر انہوں نے بھیڑ کا بچہ ذبح کیا۔ پھر گئے اور کھجوروں کے گچھے لے کر آئے۔ پس تمام نے گوشت اور خشک وتر کھجوریں کھائیں اور پانی بھی پیا۔ پھر حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما میں سے کسی ایک نے کہا: کیا یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا؟ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ کفار سے باز پرس کی جائے گی اور مومن کے لیے کوئی شے بھی قبیح نہیں ہوگی جو اسے دنیا میں ملی۔ البتہ کافر کے لیے قبیح اور اس پر بوجھ بھی ہوگی۔ ان سے پوچھا گیا تجھے یہ حدیث کس نے بتائی ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ حدیث حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حارث کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں، حضرت عامر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ اور حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے گوشت، جو، کھجوریں اور ٹھنڈا پانی کھایا پیا اور فرمایا: تمہارے رب کی قسم! یہ اس نعمت میں سے ہے جس کے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 574 (18263)، دار الفکر بیروت

بارے قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔

امام ابن مردو یہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ یَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِیْمِ تو صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ کون سی وہ نعمت ہے جس کے بارے ہم سے پوچھا جائے گا حالانکہ تلواریں ہمارے کندھوں پر ہیں۔ اور ساری زمین ہمارے لیے میدان جنگ ہے ہم میں سے ہر کوئی اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے پاس صبح کا کھانا نہیں ہوتا۔ اور اس حال میں شام کرتا ہے کہ اس کے پاس شام کا کھانا نہیں ہوتا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ تمہارے بعد قوم ہوگی، تم ان سے بہتر ہو۔ ان کے پاس صبح کے وقت بھی کھانے کے بڑے بڑے پیالے ہوں گے اور شام کے وقت بھی۔ وہ صبح بھی حلوں میں کریں گے اور شام کے وقت بھی حلوں میں واپس لوٹیں گے اور اپنے گھروں میں روپوش ہو جائیں گے جیسا کہ کعبہ کو ڈھانپا جاتا ہے اور ان میں گھی عام ہوگا۔

امام ابن مردو یہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو ایک محتاج آدمی اٹھا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا میرے پاس بھی کوئی نعمت ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں سایہ (مکان) جوتے اور ٹھنڈا پانی۔

امام خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ چمڑا، ٹھنڈا پانی اور روٹی کے ٹکڑے (ان نعمتوں میں سے ہیں)۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خصاف سے مراد جوتوں کا چمڑا ہے۔

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کچھ لباس سے زائد ہے، دیوار کا سایہ اور روٹی ان سب کے باریق یامت کے دن بندے سے حساب لیا جائے گا۔

امام عبداللہ بن احمد رحمہ اللہ نے زوائد الزہد میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جن کے بارے بندے سے حساب نہیں لیا جائے گا۔ ایک وہ خاص سایہ (چھت) جس سے وہ سایہ حاصل کرتا ہے، وہ ٹکڑا جس کے ساتھ وہ اپنی کمر کو باندھتا ہے اور وہ کپڑا جس کے ساتھ وہ اپنی شرم گاہ کو ڈھانپتا ہے۔

آپ ہی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ تورات میں لکھا ہوا ہے اے ابن آدم! روٹی کا ٹکڑا تیرے لیے کافی ہے۔ کپڑے کا ایک ٹکڑا تجھے ڈھانپ سکتا ہے اور ایک گھر تجھے پناہ دے سکتا ہے۔

امام احمد نے الزہد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک آدمی سے مہاجرین فقراء میں سے کسی نے سوال کیا۔ تو اس نے کہا: کیا تیری بیوی ہے جس کے پاس تو پناہ لیتا ہے اور وہ تیرے پاس پناہ لیتی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا تیرا گھر ہے جس میں تو رہتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو پھر اس نے کہا۔ تو مہاجرین فقرا میں سے نہیں ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھر کی چھت، روٹی کے ٹکڑے، ایسا کپڑا جو شرم گاہ کو ڈھانپ سکتا جز اور پانی کے سوا ہر شے اور جو بھی اس سے زائد ہے

ان میں ابن آدم (انسان) کا کوئی حق نہیں۔

امام احمد، ابن ماجہ، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت معاذ بن عبد اللہ جہنی رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اپنے چچا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر تشریف لائے، آپ ﷺ پر غسل کے آثار تھے اور آپ انتہائی خوش دکھائی دے رہے تھے۔ سو ہمیں گمان ہوا کہ آپ ﷺ اپنے اہل کے پاس اترے اور ٹھہرے ہیں۔ تو ہم نے عرض کی یارسول اللہ! ہم آپ کو انتہائی فرحت وانبساط میں دیکھ رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں الحمد للہ!۔ پھر آپ ﷺ نے غنا کا ذکر کیا اور فرمایا: اس آدمی کے لیے دولت وغنا کا کوئی حرج نہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا۔ ڈرنے والے کے لیے صحت غنی سے بہتر اور افضل ہے اور طیب النفس بھی نعمت ہے۔(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے وہ جذام میں مبتلا تھا، اندھا تھا، بہرہ تھا اور گونگا تھا۔ تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا تم اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت اس میں دیکھ رہے ہو؟ ساتھیوں نے جواب دیا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ کیا تم اسے دیکھ نہیں رہے کہ وہ پیشاب کرتا ہے۔ نہ تو پیشاب اس کے اختیار کے بغیر خود بخود نکلنا شروع ہوتا ہے اور نہ ہی پیشاب کے وقت اسے کوئی زیادہ تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ بلکہ وہ بڑی آسانی اور سہولت کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ پس یہی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اے نعمت سے غافل ہونے والے! تو لذت سے کھاتا ہے اور آسانی سے نکال دیتا ہے۔ تحقیق اس گاؤں کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا وہ اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو دیکھتا کہ وہ باغ میں آتا ہے اور غمزدہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کھڑے کھڑے (اونٹ کی طرح) بلبلانے لگتا ہے اور وہ کہتا ہے: اے کاش! مجھ سے تیری مثل نہیں پیا جائے گا۔ یہاں تک کہ پیاس اس کی گردن کو کاٹ دے گی۔ اور جب وہ پیئے گا تو اس پینے میں اس کے لیے کئی موتیں ہیں۔ اے نعمت سے غافل رہنے والے! تو لذت سے کھاتا ہے اور آسانی سے نکال دیتا ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو تین دیوانوں (نامۂ اعمال) کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔ ایک دیوان میں نیکیاں ہوں گی، ایک دیوان میں نعمتوں کا ذکر ہوگا اور ایک دیوان میں گناہوں کا ذکر ہوگا۔ پس نعمتوں کے دیوان کے مقابل نیکیوں کے دیوان کو رکھا جائے گا۔ نتیجۃً نعمتیں نیکیوں کو ختم کر دیں گی اور گناہ باقی رہ جائیں گے۔ ان کی مشیت اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ اگر وہ چاہے تو عذاب دے اور اگر چاہے تو معاف فرما دے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ہناد نے بکیر بن عتیق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ایک پیالے میں شہد کا مشروب پلایا۔ تو انہوں نے پی لیا۔ پھر فرمایا قسم بخدا! اس کے بارے مجھ سے پوچھا جائے گا۔ تو میں نے ان سے کہا: کیا اس کے بارے پوچھا جائے گا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے اسے پیا ہے اور میں اس سے لطف اندوز ہو رہا ہوں۔(3)

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 3، صفحہ 5 (2141)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 105 (34546)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 202 (35344)

آیاتہا ۳ سُوْرَۃُ الْعَصْرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۳ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ الْعَصْرِۙ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ۝۲ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۠۝۳

''قسم ہے زمانہ کی۔ یقیناً ہر انسان خسارہ میں ہے۔ بجز ان (خوش نصیبوں) کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے نیز ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ الْعَصْرِ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو ملیکہ دارمی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے اور ان کا صحابی ہونا ثابت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو آدمی تھے کہ وہ جب بھی ملتے تھے۔ تو جدا ہونے سے پہلے ان میں سے ایک دوسرے پر سورۃ الْعَصْرِ پڑھتا۔ بعد ازاں ایک دوسرے کو سلام کہتے۔ (1)

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت میمون رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں اس وقت حاضر تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر نیزہ سے حملہ کیا گیا تو ہم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنایا۔ تو انہوں نے صبح کی نماز میں قرآن کریم کی دو چھوٹی سورتیں تلاوت فرمائیں یعنی سورۃ الْعَصْرِ اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔

فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن الانباری نے المصاحف میں اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ اس طرح قرأت کرتے تھے۔ وَالْعَصْرِ (وَنَوَائِبِ الدَّهْرِ) اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ (وَاِنَّهٗ لَفِيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الدَّهْرِ) ''یعنی قسم ہے زمانہ کی اور حوادثات زمانہ کی بے شک انسان خسارہ میں ہے اور آخر زمانہ تک خسارہ میں ہے۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل بن عبدالملک رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پر اس طرح پڑھتے تھے۔ وَ الْعَصْرِۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الدَّهْرِ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم نے یہ سورت پڑھی: وَ الْعَصْرِۙ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍۙ۝ وَاِنَّهٗ لَفِيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الدَّهْرِ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ تو بتایا گیا کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 501 (9057)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 351، داراحیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حضرت حوشب رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت بشر بن مروان رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود کی طرف پیغام بھیجا اور پوچھا: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سورۂ وَالْعَصْرِ کس طرح پڑھتے تھے۔ تو انہوں نے کہا: وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ وَهُوَ فِيهِ إِلَى آخِرِ الدَّهْرِ" تو بشر نے انہیں کہا وہ اس کے ساتھ کفر کرتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ نے کہا: لیکن میں تو اس کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْعَصْرِ سے مراد دن کی ساعتوں میں سے ایک ساعت ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْعَصْرِ سے مراد وہ وقت ہے جو شام کے وقت سورج غروب ہونے سے پہلے ہوتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ وَالْعَصْرِ سے مراد دن کی ساعتوں میں سے ایک ساعت ہے۔ اور وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ کا مفہوم ہے وہ کتاب اللہ کی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہے۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی ایک دوسرے کو تلقین کرتے رہے۔(1)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے: وَالْعَصْرِ فرمایا: یہ قسم ہے ہمارے رب تبارک و تعالیٰ نے اس کے ساتھ قسم کھائی ہے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ فرمایا: ۔بے شک تمام کے تمام انسان خسارے میں ہیں۔ پھر استثناء کی اور فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پھر انہیں اسی حالت پر چھوڑ نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ پھر انہیں (حق کی تلقین کرنے کی) حالت پر بھی نہیں چھوڑا۔ بلکہ فرمایا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ یہ سب ان کے لیے شرائط ہیں (یعنی یہ شرائط پائی جائیں گی تو وہ خسارے سے محفوظ رہیں گے)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ میں الْاِنْسَانَ سے مراد ابو جہل بن ہشام ہے۔ اور اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ میں حضرت علی اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہما کا ذکر فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 458 (93-3692)، دار الکتب العلمیہ بیروت (محن الحسن)

آیاتہا ۹ — سورۃ الھمزۃ مکیۃ ۱۰۴ — رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّ عَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۖ﴿۴﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾

''ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو (روبرو) طعنے دیتا ہے (پیٹھ پیچھے) عیب جوئی کرتا ہے۔ جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھتا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے مال نے اسے لافانی بنا دیا ہے۔ ہرگز نہیں وہ یقیناً حطمہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ حطمہ کیا ہے وہ اللہ کی آگ ہے خوب بھڑکائی ہوئی۔ جو دلوں تک جا پہنچے گی۔ بے شک وہ (آگ) ان پر بند کر دی جائے گی۔ (اس کے شعلے) لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں ہوں گے''۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ان سے کہا گیا: (کیا) یہ آیت وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی؟ تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نہ اس کے بارے فکرمند ہیں اور نہ ہی قرآن کریم کی دس سورتوں کے بارے فکرمند ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن اسحاق کی سند سے حضرت عثمان بن عمر سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم ہمیشہ سنتے رہے ہیں کہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ کسی کے لیے رکاوٹ نہیں ہے۔ یہ جمیل بن عامر کے بارے نازل ہوئی ہے۔ رقاشی نے یہی خیال کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت اخنس بن شریق کے بارے نازل ہوئی ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت راشد بن سعد مقدامی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میں کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا کہ ان کے جسموں پر کھال کو آگ کی قینچیوں کے ساتھ کاٹا جا رہا ہے۔ تو میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ تو (جبرائیل امین نے) بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو زیب و زینت کرتے رہتے تھے اور میں نے اس میں سخت قسم کی آوازیں سنیں۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے بتایا: یہ تمہاری وہ عورتیں ہیں جو بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور وہ کچھ کرتی رہتی ہیں جو ان کے لیے حلال نہیں۔ پھر میں کچھ عورتوں اور مردوں کے پاس سے گزرا جو ان کے پستانوں سے

معلق تھے۔ تو میں نے پوچھا: اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ تو اس نے بتایا: یہ طعنے دینے والے مرد اور طعنے دینے والی عورتیں ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے کئی طرق سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: یہ وہ چغل خور لوگ ہیں جو بھائیوں کے درمیان پسندیدہ، اتفاق اور جمعیت کے درمیان تفرقہ پیدا کر دیتے ہیں۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ هُمَزَةٍ کا معنی ہے طعنے والا اور لُّمَزَةٍ کا معنی ہے غیبت کرنے والا۔(3)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ هُمَزَةٍ کا معنی ہے لوگوں میں طعنہ زنی کرنے والا۔ اور لُّمَزَةٍ وہ ہوتا ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے (یعنی غیبت کرنے والا)(4)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت اس کے بارے ہے جو لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور ان پر طعنہ زنی کرتا ہے۔(5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ کا معنی ہے ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو روبرو طعنے دیتا ہے اور پیٹھ پیچھے عیب جوئی کرتا ہے۔

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ ہلاکت ہے ہر اس شخص کے لیے جو اپنی زبان اور اپنی آنکھوں کے ساتھ طعنے دیتا ہے اور عیب جوئی کرتا ہے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور ان پر طعنہ زنی کرتا ہے۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ هُمَزَةٍ (طعنہ زنی) آنکھوں، باچھوں اور ہاتھوں کے ساتھ ہوتا ہے اور لُّمَزَةٍ زبان کے ساتھ ہوتا ہے۔(7)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ کا معنی ہے جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔

امام ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور خطیب نے تاریخ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے يَحْسَبُ کو سین کے کسرہ کے ساتھ يحسِب پڑھا ہے۔(8)

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 309 (6750)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 354، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 355 4۔ ایضاً

5۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 459 (3695)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً، (3695)

7۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 309 (6752) 8۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 281 (3013)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ نے یَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ کے تحت یہ قول ذکر کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی عمر میں اضافہ کردے گا۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کَلَّا لَیُنۡۢبَذَنَّ کا معنی ہے ہرگز نہیں وہ یقیناً پھینک دیا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسین بن واقد سے نقل کیا ہے کہ الۡحُطَمَةُ جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَةِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کی ہر شے کو کھا جائے گی یہاں تک کہ اس کے دل کے پاس پہنچ کر رک جائے گی اور جس اس کے دل کے پاس پہنچے گی تو اس کی خلقت کو پھر مکمل کر دیا جائے گا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آگ اسے کھاتی رہے گی یہاں تک کہ اس کے دل کے پاس پہنچ جائے گی اور وہ زندہ ہوگا۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهَا عَلَیۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ کا معنی ہے: بے شک (آگ) ان پر بند کردی جائے گی۔ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ آگ کے ستونوں میں۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فِیۡ عُمُدٍ پڑھا۔

ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے "بعمد ممددة" پڑھا: اور فرمایا یہ سیاہ رنگ کے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عَمَدٍ سے مراد دروازے ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے انہیں ستونوں میں داخل کر کے ان کی گردنوں میں زنجیریں ڈال دی جائیں گی اور ان کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔(3)

ابن ابی حاتم نے فِیۡ عَمَدٍ کے بارے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ جہنم میں لوہے کے ستون ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے ہیں کہ یہ وہ ستون ہیں جن کے ذریعہ جہنم میں اہل جہنم کو عذاب دیا جائے گا۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ فِیۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ سے مراد طویل اور لمبی بیڑیاں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جنہوں نے فِیۡ عَمَدٍ پڑھا ہے تو ان کے نزدیک یہ آگ ستون ہیں اور جنہوں نے فِیۡ عُمُدٍ پڑھا ہے تو ان کے قریب اس سے مراد لمبی رسی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم کی گھاٹیوں میں

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 56، صفحہ 50، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 358، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 359 4۔ ایضاً

سے ایک گھاٹی میں ایک آدمی ہوگا جو ہزار برس تک یا حنان یا منان پکارے گا۔ پھر رب العزت حضرت جبرائیل امین کو فرمائیں گے: میرے بندے کو جہنم سے نکال لا۔ چنانچہ وہ اس کے پاس آئے گا اور اسے بند پائے گا تو واپس لوٹ جائے گا اور عرض کرے گا اے میرے پروردگار! اِنَّهَا عَلَیْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ بے شک وہ تو ان پر بند کر دی گئی ہے۔ تو رب کریم فرمائے گا: اے جبرائیل! اسے کھول دے اور میرے بندے کو آگ سے باہر نکال۔ چنانچہ وہ اسے کھولے گا اور اسے کوئلے کی مثل نکال کر جنت کے ساحل پر ڈال دے گا۔ یہاں تک کہ پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے بال، گوشت اور خون سب پیدا فرما دے گا۔(1)

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ قیامت کے دن میری امت میں سے ان لوگوں کے لیے شفاعت ہے جنہوں نے کبیرہ گناہ کیے پھر اسی حال میں فوت ہو گئے۔ پس وہ جہنم کے پہلے دروازے میں ہوں گے، ان کے چہرے سیاہ نہیں ہوں گے اور نہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی، نہ انہیں طوق پہنائے جائیں گے، نہ وہ شیاطین کے ساتھ ملائے جائیں گے اور نہ انہیں گرزوں کے ساتھ مارا جائے گا، اور نہ وہ ادراک میں پھینکیں جائیں گے۔ ان میں کچھ وہ ہیں جو ایک ساعت اس میں ٹھہریں گے اور کچھ ایک دن ٹھہریں گے پھر نکال لیے جائیں گے۔ ان میں کوئی ایک مہینہ ٹھہرے گا پھر اسے نکال دیا جائے گا۔ کوئی اس میں ایک سال تک رہے گا اور پھر اسے نکال لیا جائے گا۔ اور ان میں سے زیادہ دیر تک اس میں ٹھہرنے والا دنیا کی مثل ٹھہرے گا یعنی دنیا کے پیدا کیے جانے کے دن سے لے کر اسے فناہ کیے جانے کے دن تک اور وہ (مدت) سات ہزار برس ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ جب موحدین کو اس سے نکالنے کا ارادہ فرمائے گا تو دیگر دین داروں کے دلوں میں ڈال دے گا۔ تو وہ انہیں کہیں گے: ہم اور تم دنیا میں اکھٹے رہا کرتے تھے۔ سو تم ایمان لائے اور ہم نے کفر کیا۔ تم نے تصدیق کی اور ہم نے تکذیب کی اور تم نے اقرار کیا اور ہم نے انکار کیا۔ پس اس نے تمہیں کوئی نفع نہیں دیا کہ ہم اور تم سب اس میں اکھٹے ہیں۔ تم بھی اسی طرح عذاب دیئے جا رہے ہو جیسا ہم عذاب میں مبتلا ہیں اور تم بھی اسی طرح ہمیشہ یہاں رہو گے جیسا کہ ہم رہ رہے ہیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ اتنا شدید اظہار غضب فرمائے گا کہ اس سے قبل کبھی کسی شے سے اتنا غضب ناک نہیں ہوا اور نہ اس کے بعد کسی شے پر اتنا غضب فرمائے گا۔ چنانچہ وہ اہل توحید کو جہنم سے جنت کے چشمے اور پل صراط کے طرف نکال لائے گا اسے نہر حیات کہا جاتا ہے۔ وہاں ان پر اس کا پانی چھڑکا جائے گا۔ تو وہ اس طرح زندہ ہو کر اٹھیں گے جس طرح کہ سیلاب کے لائے ہوئے کوڑے کرکٹ میں دانے اگتے ہیں۔ وہاں جو سائے کے قریب ہوگا وہ سبز ہوگا اور جو دھوپ کے قریب ہوگا وہ زرد ہوگا۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی پیشانیوں پر لکھا ہوگا ''عُتَقَاءُ اللّٰهِ عَنِ النَّارِ'' کہ یہ وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہنم سے آزاد کیا ہے۔ سوائے ایک آدمی کے کہ وہ ان کے بعد بھی ہزار برس تک جہنم میں رہے گا۔ پھر وہ پکارے گا ''یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ'' اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا تا کہ وہ اسے نکال لائے۔ وہ جہنم میں ستر برس تک اس کی تلاش میں ادھر ادھر گھومتا پھرے گا مگر اسے نہ پا سکے گا اور واپس لوٹ کر عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! بلاشبہ تو نے مجھے اپنے فلاں بندے کو جہنم سے نکالنے کا حکم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 385، دار احیاء التراث العربی بیروت

ارشادفرمایا تھا۔ میں ستر برس تک اسے وہاں تلاش کرتا رہا، لیکن اسے نہیں پا سکا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ عزوجل ارشاد فرمائے گا: تو جا، اس اس طرح کی وادی میں ایک چٹان کے نیچے ہے اور اسے نکال کر لے آ۔ پس وہ جائے گا اور اسے نکال لائے گا۔ پھر اسے جنت میں داخل کر دے گا۔ پھر وہ جہنم میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کریں گے کہ وہ ان سے نام کو مٹا دے۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا اور وہ ان کی پیشانیوں سے اسے مٹا دے گا۔ پھر اہل جنت کو کہا جائے گا اور انہیں جو جہنیوں میں سے جنت میں داخل ہوئے، کہ تم اہل جہنم پر جھانک کر دیکھو۔ پس وہ ان پر جھانکیں گے تو کوئی آدمی اپنے باپ کو دیکھے گا، کوئی اپنے بھائی کو دیکھے گا، کوئی اپنے پڑوسی کو اور کوئی اپنے دوست کو دیکھے گا اور کوئی غلام اپنے آقا کو دیکھے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کی طرف ملائکہ کو بھیجے گا جن کے پاس آگ کی بڑی بڑی پلیٹیں (ڈھکن) ہوں گی، آگ کے کیل ہوں گے اور آگ کے ستون ہوں گے۔ پس وہ اہل جہنم پر ان ڈھکنوں کو رکھ دیں گے اور وہ کیل ان میں لگا دیں گے۔ اور اوپر وہ ستون پھیلا دیں گے۔ جہنم میں کوئی سوراخ باقی نہیں رہے گا کہ اس میں کوئی روح (راحت) داخل ہو سکتی ہو۔ اور نہ ہی ان سے کوئی غم باہر نکل سکے گا۔ اور جبار مطلق اپنے عرش پر انہیں بھلا دے گا اور اہل جنت اپنی نعمتوں میں مشغول ہو جائیں گے۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لیے وہ استغاثہ نہیں کریں گے۔ کلام ختم ہو جائے گی اور ان کی آواز گدھے کی آوازوں کی مثل ہو جائے گی۔ پس اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۙ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ فرماتے ہیں (ان پر جہنم کی آگ بند کر دی جائے گی۔ اس کے شعلے لمبے لمبے ستونوں کی صورت میں ہوں گے)(1) واللہ اعلم۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 139، دار صادر بیروت

آیاتہا ۵ سُوْرَۃُ الْفِیْلِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۵ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ۝۱ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۝۲ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۝۳ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۝۴ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ۝۵

”کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے مکروفریب کو ناکام نہیں بنا دیا۔ اور (وہ یوں کہ) بھیج دیئے ان پر ہر سمت سے پرندے ڈاروں کے ڈار۔ جو برساتے تھے ان پر کنکر کی پتھریاں۔ پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ“۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت عثمان بن مغیرہ بن اخنس سے یہ روایت بیان کی ہے کہ اصحاب فیل کے قصہ میں سے یہ ہے کہ ابراہیم اشرم حبشی یمن کا بادشاہ تھا۔ اس کا نواسہ اکسوم بن صباح حمیری حج کے لیے نکلا۔ جب وہ مکہ مکرمہ سے واپس مڑا تو وہ نجران کے عیسائیوں کی عبادت گاہ میں اترا۔ پس اہل مکہ میں سے کچھ لوگ وہاں گئے اور اس میں زیب وآرائش کا جو سامان پڑا تھا وہ اٹھالیا۔ اور ساتھ ہی اکسوم کا ساز وسامان بھی اٹھالیا۔ تو وہ انتہائی غصے اور ناراضگی کی حالت میں اپنے نانا کے پاس واپس پہنچا۔ تو اس نے اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کو بیس ہزار خولانیوں اور اشعریوں کے ساتھ بھیجا۔ اسے شہر بن معقود کہا جاتا ہے۔ وہ چلتے رہے یہاں تک کہ خثعم کی سرزمین میں جا اترے۔ پس خثعم ان کے راستے سے ہٹ گیا۔ پھر جب وہ طائف کے قریب پہنچا تو بنی خثعم، نصر اور ثقیف کے کچھ لوگ اس کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: تجھے ہمارے طائف کے ساتھ کوئی غرض اور حاجت نہیں۔ کیونکہ یہ ایک چھوٹا سا قریہ ہے۔ البتہ ہم تیری راہنمائی مکہ مکرمہ کے ایک گھر کے بارے کرتے ہیں۔ اس کی عبادت کی جاتی ہے اور اس میں پناہ لے۔ وہ اپنے بادشاہ کے تسلط سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور اس کے لیے ملکیت عرب مکمل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا تجھ پر یہ لازم ہے تو ہمیں چھوڑ دے کوئی تعرض نہ کرے۔ پس وہ چل پڑا یہاں تک کہ جب وہ وادی مغمس میں پہنچا۔ تو اس نے وہاں حضرت عبدالمطلب کے اونٹ پائے۔ سو اونٹنیاں قلادہ پہنائی گئی تھیں۔ پس اس نے انہیں اپنے ساتھیوں کے درمیان ہبہ کر دیا۔ پھر جب یہ خبر حضرت عبدالمطلب کے پاس پہنچی تو آپ اس کے پاس آئے۔ آپ انتہائی خوبصورت اور حسین تھے۔ اہل یمن میں اس کا ایک دوست تھا۔ اسے ذوعمرو کہا جاتا ہے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا: کہ وہ آپ کے اونٹ واپس لوٹا دے۔ تو اس نے جواب دیا: میں یہ طاقت نہیں رکھتا۔ لیکن اگر تم چاہو تو میں تجھے بادشاہ کے پاس لے جا سکتا ہوں تو حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: تو ایسا ہی کر دے۔ چنانچہ وہ آپ کو اس کے پاس لے

گیا۔ تو آپ نے اسے کہا: بے شک مجھے تجھ سے ایک حاجت اور کام ہے تو بادشاہ نے جواب دیا: تم جو چاہو گے میں ہر حاجت کو پورا کر دوں گا جو بھی آپ چاہیں گے۔ آپ نے فرمایا: بے شک ہم شہر حرام میں اور سرزمین عرب و عجم کے درمیان راستے میں سکونت پذیر ہیں۔ میرے سو اونٹ ہیں جو قلادہ پہنائے ہوئے ہیں۔ وہ مکہ مکرمہ اور تہامہ کے درمیان اس وادی میں چرتے ہیں۔ انہیں چرانے والے لوگ بھی ان پر مقرر ہیں۔ وہ ہماری تجارت کے کام بھی آتے ہیں اور دشمنوں سے ہماری حفاظت بھی کرتے ہیں۔ مگر تیرے لشکریوں نے ان پر غلبہ پا کر انہیں پکڑ لیا ہے اور تیری مثل لوگ اپنے پڑوسیوں پر ظلم نہیں کرتے۔ وہ ذی عمرو کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر اس نے تعجب سے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہا اگر یہ مجھ سے ہر شے مانگ لیتے جسے انہوں نے اکٹھا کیا ہوا تھا۔ تو میں وہ انہیں دے دیتا۔ رہے اونٹ! تو وہ بھی ہم نے آپ کو لوٹا دیے اور ان کی تعداد کے برابر مزید بھی۔ لیکن آپ کو کون سی شے روک رہی ہے کہ آپ مجھ سے اپنی اس عمارت (کعبۃ اللہ) اور اپنے شہر کے بارے گفتگو کریں۔ تو حضرت عبدالمطلب نے اسے فرمایا: بلاشبہ یہ ہماری عبادت گاہ ہے اور یہ ہمارا شہر ہے۔ لیکن ان دونوں کا ایک مالک اور رب ہے۔ اگر وہ چاہے گا کہ ان دونوں کی حفاظت فرمائے تو وہ ضرور حفاظت فرمائے گا۔ البتہ میں تو اپنے مال کے بارے تجھ سے گفتگو کر رہا ہوں۔ چنانچہ اس وقت اس نے اپنے لشکر کو وہاں سے کوچ کرنے کا فیصلہ کیا کہ کعبہ کو ضرور بضرور منہدم کیا جائے گا اور مکہ مکرمہ کو لوٹا جائے گا۔ اور حضرت عبدالمطلب واپس لوٹے اور آپ یہ اشعار کہہ رہے تھے:

لَاهُمَّ اِنَّ الْمَرْءَ يَمْنَعُ رَحْلَهٗ فَامْنَعْ رِحَالَكَ ۔۔۔ لَا يَغْلِبَنَّ صَلِيْبُهُمْ وَمِحَالُهُمْ عَدْوًا مِحَالَكَ

''اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت فرما۔ عداوت میں ان کی صلیب اور ان کی قوت تیری قوت پر غالب نہ آجائے''۔

فَاِذَا فَعَلْتَ فَرُبَّمَا تَحْمِيْ فَاَمْرٌ مَابَدَالَكَ ۔۔۔ فَاِذَا فَعَلْتَ فَاِنَّهٗ اَمْرٌ تَتِمُّ بِهٖ فَعَالُكَ

''پس جب تو کرے گا تو تو بچالے گا۔ اور یہ ایسا امر ہے جو تیرے لیے ظاہر ہو چکا ہے۔ اور جب تو ایسا کرے گا تو یہ ایسا امر ہے جس کے ساتھ تیرے کام مکمل ہو جائیں گے''۔

وَغَدَوْا غَدًا بِجُمُوْعِهِمْ وَالْفِيْلِ كَيْ يَسْبُوْا عِيَالَكَ ۔۔۔ فَاِذَا تَرَكْتَهُمْ وَكَعْبَتَا فَوَاحَزَ بَاهُنَالِكَ

''وہ صبح سویرے اپنے لشکروں اور ہاتھیوں کے ساتھ چلے تا کہ تیرے عیال کو قیدی بنائیں۔ پس جب تو نے انہیں اور کعبہ کو چھوڑ دیا تو وہاں افسوسناک جنگ ہوگی''۔

جب شہر اور اصحاب فیل متوجہ ہوئے اور ایک فیصلے پر وہ سب متفق ہو گئے تو جب بھی وہ مکہ کا قصد کرتے تو ان کا (بڑا ہاتھی) بیٹھ جاتا۔ اور جب اس کا رخ پھیر دیتے تو وہ تیزی سے چلنے لگتا۔ پس اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ ان پر رات چھا گئی۔ پھر سمندر کی جانب سے ان پر پرندے ظاہر ہوئے، ان کی سونڈیں تھیں اور وہ زرزور (ایک چڑیا ہے) کی طرح چمگادڑ کے مشابہ سرخ و سیاہ رنگ میں تھے۔ جب انہوں نے ان پرندوں کو دیکھا، تو وہ خوفزدہ ہو گئے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں میں تھا وہ گر پڑا۔ پس انہوں نے ان پر لڑھکنے والے پتھر بندوق کی گولی کی طرح پھینکے۔ وہ پتھر آدمی کے سر پر لگتا اور اس کے پیٹ سے

71B

نکل جاتا۔ جب انہوں نے دوسرے دن کی صبح کی اور حضرت عبدالمطلب نے اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں پر صبح کی تو انہوں نے کسی کو ان پر غالب آتے ہوئے نہ دیکھا۔ تو آپ نے اپنے بیٹے کو تیز رفتار گھوڑے پر بھیجا تا کہ وہ ان کے ساتھ پیش آنے والے حالات دیکھ کر آئے۔ تو اس نے دیکھا کہ وہ سارے سارے سارے تباہ ہو کر گرے پڑے ہیں۔ تو وہ اپنے سر کو بلند کر کے اور اپنی ران ننگا کر کے فوراً واپس لوٹا۔ پس جونہی اس کے باپ نے اسے دیکھا تو کہا: بلاشبہ میرا بیٹا عرب کا بہترین شہسوار ہے اور وہ بشارت یا ڈراوے کے سوا اپنی ران سے کپڑا نہیں اٹھاتا۔ پس جب وہ ان کی مجلس کے قریب پہنچا۔ تو انہوں نے پکار کر کہا: تیرے پیچھے کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ سب ہلاک ہو گئے۔ پس حضرت عبدالمطلب اور ان کے ساتھی نکلے اور اپنے مال اٹھائے۔ اس وقت حضرت عبدالمطلب نے اس تناظر میں یہ اشعار کہے:

اَنْتَ مَنَعْتَ الْجَیْشَ وَالْاَ فْیَالَا　وَقَدْ رَعَوْا بِمَکَّۃَ الْاَفْیَالَا

"تو نے حبشی لشکر اور ہاتھیوں سے ہماری حفاظت کی۔ درآنحالیکہ وہ مکہ مکرمہ پر ہاتھیوں (کے لشکر) سے حملہ آور ہوئے"۔

وَقَدْ خَشِیْنَا مِنْھُمُ الْقِتَالَا　وَکُلُّ اَمْرٍ مِنْھُمُ مُعْضَالَا

"ہمیں یہ اندیشہ تھا کہ وہ ہم سے برسر پیکار ہوں گے اور ان کی جانب سے ہر امر انتہائی تکلیف دہ اور پیچیدہ ہوگا"۔

شُکْرًا وَّحَمْدً لَّکَ ذَاالْجَلَالَا　"اے خداوند ذوالجلال ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں اور ہم تیری ثناء کرتے ہیں"۔

پس شہر اکیلا بھاگتے ہوئے واپس لوٹ گیا۔ لیکن پہلی منزل پر جہاں وہ اترا۔ اس کا دایاں ہاتھ جسم سے گر گیا۔ پھر جب دوسری منزل پر اترا۔ تو وہاں دایاں پاؤں جسم سے الگ ہو گیا۔ پس جب وہ اپنے گھر اور اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ تو وہ فقط ایسا جسم تھا جس کے اعضاء نہیں تھے۔ پس اس نے صورت حال سے قوم کو آگاہ کیا۔ پھر اس کی جان نکل گئی اور وہ دیکھتے ہی رہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے اور وہ صفاح میں آکر فروکش ہوئے۔ تو حضرت عبدالمطلب وہاں ان کے پاس آئے اور فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے کوئی اس پر غالب نہیں آسکتا۔ تو اصحاب فیل نے جواب دیا: ہم اسے گرائے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ وہ اپنے ہاتھیوں کو آگے چلاتے تھے مگر وہ پیچھے ہٹتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بلائے اور انہیں سیاہ رنگ کے ایسے پتھر دیئے جن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ پس جب وہ ان کے بالمقابل اوپر آئے تو ان پر پتھر برسائے۔ اور ان میں سے جو بھی باقی بچا اسے خارش نے آلیا۔ اور ان میں سے جو بھی اپنی جلد کو کھجلاتا تھا اس کا گوشت گر پڑتا تھا۔(2)

امام ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابونعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے۔ یہاں تک کہ جب وہ مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے۔ تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس آئے اور ان کے حاکم سے کہا: کون سی شے تجھے ہمارے پاس لائی ہے؟ کیا میں نے پیغام نہیں بھیجا تھا کہ جو تو چاہتا ہے ہم وہ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 43، عالم الکتب بیروت　2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 124، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہر شے تیرے پاس لے آئیں گے؟ تو اس نے جواب دیا: مجھے اس گھر (کعبہ معظمہ) کے بارے میں یہ خبر دی گئی ہے کہ جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس میں اس کے باسیوں اور مکینوں کو ڈرانے کے لیے آیا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ ہم تیرے پاس وہ ہر شے لے آئیں گے جو تو چاہے گا۔ تو واپس لوٹ جا۔ لیکن اس نے بیت اللہ میں داخل ہوئے بغیر واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ وہ اس کی طرف چل پڑا۔ حضرت عبدالمطلب پیچھے رہ گئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ فرمایا: میں اس گھر اور اس کے مکینوں کی ہلاکت نہیں دیکھ سکتا۔ پھر کہا ''اَللّٰهُمَّ اِنَّ لِكُلِّ اِلٰهٍ حَلَالًا فَامْنَعْ حَلَالَكَ، لَا يَغْلِبَنَّ مُحَالُهُمْ اَبَدًا مُحَالَكَ اَللّٰهُمَّ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاَمْرٌ مَّابَدَالَكَ'' (اے اللہ! بے شک ہر الٰہ کا گھر ہے پس تو اپنے گھر کی حفاظت فرما تاکہ کبھی ان کی قوت تیری قوت پر غالب نہ آ جائے۔ اے اللہ! اگر تو نے ایسا کر دیا تو پھر جو تو چاہے حکم ارشاد فرما) پس سمندر کی جانب سے بادل کی مثل ان پر پرندوں کے غول آئے اور ان پر چھا گئے انہیں ہی اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی ہے۔

تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ پس ہاتھی سخت آواز نکالنے لگے اور انہوں نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی مانند بنا دیا۔ (1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابرہہ الاشرم حبشہ سے آیا اور اس کے ساتھ اہل یمن میں گمراہ اور باغی لوگ بھی تھے۔ تاکہ وہ بیت اللہ شریف کو گرا دیں کیونکہ عرب لوگوں نے سرزمین یمن میں ان کی معبد کو نقصان پہنچایا تھا۔ پس وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہاتھیوں کو لائے۔ یہاں تک کہ جب وہ صفاح کے مقام پر تھے تو پھر جب وہ بیت اللہ شریف کی طرف منہ کرتے تو (بڑا ہاتھ) لگام کھینچ کر زمین پر بیٹھ جاتا۔ اور جب وہ اس کا رخ اپنے شہروں کی طرف پھیرتے تو وہ چل پڑتا اور اس کی رفتار تیز ہو جاتی۔ یہاں تک کہ جب وہ نجلہ یمانیہ کے پاس تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سفید رنگ کے پرندوں کے ڈار بھیجے۔ یہ بڑے بڑے تھے۔ وہ ان پر پتھر پھینکنے لگے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔ ابو یکسوم بچ نکلا۔ لیکن وہ راستے میں جب بھی کسی مقام پر اترا، اس کے جسم کا کچھ گوشت گر جاتا۔ حتیٰ کہ جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو انہیں صورت حال سے آگاہ کیا اور پھر ہلاک ہو گیا۔

ابن منذر نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ ابو یکسوم جابر حکمرانوں میں سے ایک انتہائی جابر اور ظالم حکمران تھا وہ اپنے لشکر جرار میں ہاتھیوں کو ہانک کر ساتھ لایا۔ تاکہ وہ بیت اللہ شریف کو منہدم کر دے کیونکہ یمن میں ان کی عبادت گاہ کو گرا دیا گیا تھا۔ پس جب ہاتھی حرم شریف کے قریب پہنچا تو وہ اپنے ہانکنے والے کو مارتا۔ اور جب وہ حرم سے واپس لوٹنے کا ارادہ کرتے تو وہ تیزی سے دوڑنے لگتا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو یکسوم حاکم حبشہ آیا اور اس کے ساتھ ہاتھی بھی تھے۔ پس جب وہ حرم کے پاس پہنچا تو ہاتھی بیٹھ گیا اور اس نے حرم میں داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ اور جب وہ اسے واپس لوٹنے کے لیے پھیرتے تو وہ بڑی تیزی سے واپس مڑتا۔ پھر جب وہ حرم پاک کی طرف لوٹتے تو وہ بیٹھ جاتا اور چلنے سے انکار کر دیتا۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر چھوٹے چھوٹے سفید رنگ کے پرندے بھیجے۔ ان کے مونہوں میں پتھر تھے جو چنے کے دانے کی طرح تھے لیکن وہ جس پر بھی گرتا تھا وہ ہلاک ہو جاتا تھا۔ (2)

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 583 (3974)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 326 (36535)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اصحاب فیل آئے اور وادی صفاح میں فروکش ہوئے تو حضرت عبدالمطلب ان کے پاس آئے اور فرمایا: یہ وہ گھر ہے جس پر کوئی غالب نہیں آسکا۔ انہوں نے جواب دیا: ہم تو اسے گرائے بغیر واپس نہیں لوٹیں گے۔ وہ اپنے ہاتھیوں کو آگے کی جانب چلاتے مگر وہ پیچھے کی جانب چلتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کے غول بلائے اور انہیں سیاہ رنگ کے پتھر دیئے جن پر مٹی لگی ہوئی تھی۔ پس جب وہ ان کے بالمقابل پہنچے اور بالکل صاف ان کے اوپر آگئے تو وہ پتھر ان پر برسائے۔ تو ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ بچا جسے خارش نہ لگی ہو۔ اور ان میں سے جو انسان بھی اپنے جسم کو کھجلاتا تھا اس کا گوشت اس سے گرنے لگتا تھا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں پر پتھر برسائے۔ تو جسے بھی وہ پتھر لگتا تھا وہ گر جاتا اور وہی چیچک کی ابتدا تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سیلاب بھیجا اور وہ ان تمام کو بہا کر لے گیا اور انہیں سمندر میں پھینک دیا۔ پوچھا گیا: ابابیل کیا ہے؟ تو فرمایا: اس سے مراد ڈار اور غول ہیں۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ طَيْرًا أَبَابِيلَ سے مراد پرندوں کے ڈار ہیں۔(2)

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے: گروہ در گروہ یعنی وہ سمندر سے ان پر ڈاروں کے ڈار نکلتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں طَيْرًا أَبَابِيلَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سبز رنگ کے پرندے تھے۔ ان کی سونڈیں اونٹ کی سونڈ کی طرح تھیں اور ناک کتے کی ناک کی تھی۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بھی بیان کیا ہے کہ ان کے پنجے آدمی کی ہتھیلیوں کی طرح تھے اور ان کی کچلیاں درندوں کی کچلیوں کی طرح تھیں۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے اکٹھے دلائل میں حضرت عبید بن عمیر لیثی رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اصحاب فیل کو ہلاک کرنا چاہا۔ تو ان پر پرندے بھیجے جو سمندر سے اٹھے۔ وہ چمگادڑوں کی طرح تھے۔ ہر پرندے کے پاس تین سیاہ پتھر تھے۔ ایک پتھر اس کی چونچ میں تھا اور دو پتھر اس کے پاؤں میں۔ پھر وہ آئے اور ان کے سروں پر آکر منڈلائے۔ پھر چلائے اور پھر ان پر وہ پتھر پھینکے جو وہ اپنی چونچ اور پاؤں میں لیے ہوئے تھے۔ پس جو پتھر بھی جس آدمی پر گرا وہ دوسری جانب سے پار نکل گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سخت اور شدید ہوا بھیجی اس کے سبب ان کی ٹانگیں ٹکرائیں۔ اور شدت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ نتیجۃً وہ تمام کے تمام ہلاک ہو گئے۔(3)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 361 (3702)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 360، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 123، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ سفید رنگ کے پرندے تھے۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں کہ وہ سبز رنگ کے تھے۔ وہ سمندر کی جانب سے آئے۔ اور ان کے منہ درندوں کے مونہوں کی طرح تھے۔ اس سے قبل اور نہ ہی اس کے بعد ایسے پرندے دیکھے گئے۔ انہوں نے ان کے جسموں پر چیچک کی مثل نشانات لگا دیئے۔ اور اسی وقت پہلی مرتبہ چیچک دکھائی دیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اصحاب فیل مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے ارادہ سے آئے تو ان کا سردار ابو یکسوم حبشی تھا۔ یہاں تک کہ وہ وادیٔ مغمس تک آ گئے۔ تو وہاں ان پر پرندے آ گئے۔ ہر پرندے کی چونچ میں ایک پتھر تھا اور پاؤں میں دو پتھر تھے۔ انہوں نے وہ پتھر ان پر برسائے۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ فرمایا: وہ غول در غول ایک دوسرے کے پیچھے تھے۔ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ فرماتے ہیں: وہ پتھر مٹی کے بنے ہوئے تھے۔ فرمایا وہ چھوٹے ستاروں کے ٹکڑے تھے ریوڑ کے مینگنیوں کی مثل۔ پس پرندوں نے وہ پتھر ان پر برسائے۔ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ اور انہیں اس طرح بنا دیا جیسا کھائی ہوئی کھیتی کے بوسیدہ اور گلے سڑے پتے ہوتے ہیں۔ فرمایا: پتھروں نے انہیں اس طرح پھاڑ دیا، تباہ کر دیا جیسا کہ اس کھیتی کے پتے پھٹے اور گلے سڑے ہوتے ہیں جو کھائی ہوئی ہو اور بوسیدہ ہو۔ فرمایا: اصحاب فیل حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے تیئیس برس قبل مکہ مکرمہ کی طرف آئے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو الکنود سے بیان کیا ہے کہ وہ پتھر چنے سے ذرا کم اور مسور کے دانے سے تھوڑا بڑے تھے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت عمران رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ بہت سے پرندے بہت سے پتھروں کے ساتھ آئے۔ ان میں سے بڑے پتھر چنے کے دانے کے برابر تھے اور چھوٹے مسور کی مثل تھے۔ (1)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پتھر بندوق کی گولی کی مثل تھے۔ وہ برسائے گئے درآنحالیکہ ان پر سرخ مہر لگی ہوئی تھی۔ ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے۔ دو پتھر اس کے پاؤں میں اور ایک پتھر اس کی چونچ میں تھا۔ ان پرندوں نے آسمان سے آ کر ان پر حلقہ بنایا پھر ان پر پتھر برسائے اور ان کا لشکر بھاگ نہ سکا۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت نوفل بن معاویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ان کنکروں کو دیکھا ہے جو اصحاب فیل پر برسائے گئے۔ وہ کنکر چنے کے دانے کی مثل تھے اور مسور سے تھوڑا بڑے تھے۔ وہ سرخ مہر زدہ تھے گویا کہ وہ چھوٹے ستاروں کے ٹکڑے ہیں۔ (2)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے حضرت حکیم بن حزام رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ پتھر مقدار میں چنے اور مسور کی طرح تھے۔ وہ برسائے گئے۔ ان پر سرخ مہر لگی ہوئی تھی جیسا کہ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اگر قوم ان کے ساتھ عذاب نہ دیا گیا ہوتا۔ تو

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 460 (3698)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، جلد 1، صفحہ 45، عالم الکتب بیروت

میں ان سے اتنے اٹھالیتا کہ میں ان سے اپنے لیے مسجد بنالیتا۔ یہ (پتھر) مکہ مکرمہ میں کثیر ہیں۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت ام کرز الخزاعیہ رحمہا اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے ان پتھروں کو دیکھا ہے جو اصحاب فیل پر پھینکے گئے۔ ان کے رنگ سرخ ہیں اوران پر مہر لگی ہوئی ہے۔ گویا کہ وہ ستاروں کے ٹکڑے ہیں۔ پس جس نے اس کے سوا کچھ کہا اس نے انہیں دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی وہ ان تمام تک پہنچا۔ وہ (پتھر) ان سے غائب ہو گئے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے وہ دو ہاتھیوں کو لے کر آئے۔ ان میں سے ایک محمود تھا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اور دوسرا لشجع تھا۔ اسے پتھر سے مارا گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھے اس نے بتایا ہے جس نے ہاتھی کے قائد اور اس کے سائس (چلانے والا) سے گفتگو کی۔ اس نے ان دونوں سے کہا: مجھے اس ہاتھی کے بارے کچھ بتاؤ۔ تو ان دونوں نے کہا: ہم وہ لے کر آئے۔ وہ نجاشی اکبر بادشاہ کا ہاتھی تھا۔ وہ اسے لے کر جس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا، اس نے انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔ لیکن جب حرم پاک کے قریب پہنچا۔ تو جب بھی ہم اس کا منہ حرم پاک کی طرف کرتے تھے تو وہ بیٹھ جاتا تھا۔ پس کبھی ہم اسے مارتے تو وہ گر جاتا اور کبھی ہم اسے مارتے مارتے اکتا جاتے تھے، تھک جاتے تھے اور ہم اسے چھوڑ دیتے۔ پس جب وہ وادئ مغمس میں پہنچا تو وہاں وہ بیٹھ گیا۔ اور پھر نہ اٹھا۔ اتنے میں عذاب آ گیا۔ تو ہم نے پوچھا: کیا تم دو کے سوا اور بھی کوئی بچا؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں ابھی ان تمام کو یہ عذاب نہیں آیا تھا۔ تو ابرہہ واپس پھرا اور کچھ نے اس کی اتباع کی۔ وہ اپنے شہروں کی طرف جانے لگے۔ لیکن جب بھی وہ کسی زمین پر ٹھہرتے تو ان کا کوئی عضو جسم سے کٹ کر الگ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ جب وہ بلاد خشعم تک پہنچے۔ تو سر کے سوا اس پر کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر وہ مر گیا۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء اور حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہما کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ابرہہ اشرم یمن سے کعبہ معظمہ کو گرانے کے ارادے سے آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر پرندوں کے ڈار بھیج دیئے۔ ان کی سونڈ ہیں اکٹھی تھیں۔ وہ ایک کنکر اپنی چونچ میں اور دو کنکر اپنے پاؤں میں اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ آدمی کے سر پر ایک پتھر مارتے تھے۔ تو اس کا گوشت جھڑنے لگتا اور خون اس سے بہنے لگتا اور ایسی کھوکھلی اور خالی ہڈیاں باقی رہ جاتیں، تاکہ نہ ان پر کوئی گوشت ہے، نہ جلد ہے اور نہ ہی خون ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے خود بنی ہذیل کے ایک آدمی سے پوچھا: کہ یوم فیل کے بارے مجھے کچھ بتاؤ۔ تو اس نے کہا: یوم الفیل کو گھڑ سواروں کا ایک دستہ بھیجا گیا۔ میں بھی ایک گھوڑی پر سوار تھا۔ تو میں نے پرندے دیکھے جو حرم پاک سے نکلے، ہر پرندے کی چونچ میں ایک پتھر تھا اور اس کے پاؤں میں بھی ایک پتھر تھا۔ پھر تیز ہوا چلی اور تاریکی چھا گئی یہاں تک کہ میری گھوڑی میرے سمیت دو مرتبہ بیٹھی۔ سو اس ہوا نے انہیں یکبارگی کے ساتھ کاٹ دیا۔ پھر تاریکی دور ہوئی اور ہوا ساکن ہو گئی۔ تو میں نے قوم کو اس میں دیکھا کہ مرے پڑے تھے۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ام ہانی بنت ابی طالب کے پاس تقریباً ایک قفیز کے برابر وہ پتھر دیکھے۔ ان پر سرخ خط کھینچے ہوئے تھے۔ گویا کہ وہ ظفار کے نگینے ہیں۔ ہر پتھر پر آدمی کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھا ہوا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: **فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ** کا معنی ہے: اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوسے کی مانند بنا دیا۔ (1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گندم کے پتوں کی طرح کر دیا (یعنی بھوسے کی طرح کر دیا)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ العصف سے مراد گندم کے کھائے ہوئے پتے ہیں۔ یعنی بھوسہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ **كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ** کا معنی ہے کہ گندم کے وہ پتے جن میں سوراخ ہو چکے ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اسے (گندم کو) کھایا جائے اور وہ اندر سے خالی اور کھوکھلی ہو جائے تو اسے **كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ** سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں اسی کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کھیتی کے اڑنے والے پتے اور تنکے ہیں (یعنی انہیں ان کی طرح بنا دیا)۔

امام ابن اسحاق نے السیرۃ میں، واقدی، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: کہ میں نے مکہ مکرمہ میں ہاتھی کے سائس اور اس کے قائد دونوں کو دیکھا ہے۔ وہ دونوں اندھے اور اپاہج تھے اور کھانا مانگتے تھے۔ (2)

امام عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ہوئی۔ (3)

ابن اسحاق، ابونعیم اور بیہقی نے قیس بن مخرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل کو ہوئی۔ عکاظ (ایک میلہ منڈی) عام الفیل کے پندرہ برس بعد شروع ہوا۔ بیت اللہ شریف عام الفیل سے پچیسویں سال کے شروع میں تعمیر کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے عام الفیل سے چالیس برس بعد اعلان نبوت فرمایا۔ (5)

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 123، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 125
3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 79
4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 76
5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 78

ایاتها ۴　سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ ١٠٦　رکوعها ١

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ① اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ② فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ③ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ④

''اس لیے کہ اللہ نے قریش کے دلوں میں الفت پیدا کر دی۔ الفت تجارتی سفر کی جاڑے اور گرمی (کے موسم) میں۔ پس چاہیے کہ وہ عبادت کیا کریں اس خانہ (کعبہ) کے رب کی۔ جس نے انہیں رزق دے کر فاقہ سے نجات بخشی اور امن عطا فرمایا انہیں (فتنہ و) خوف سے''۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری نے تاریخ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الخلافیات میں حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قریش کو سات خصلتوں کے سبب فضیلت عطا فرمائی ہے جو نہ ان سے قبل کسی کو عطا فرمائیں۔ اور نہ ہی ان کے بعد کسی کو عطا فرمائے گا (وہ یہ ہیں) بلاشبہ میں ان میں سے ہوں۔ اور ایک روایت میں الفاظ ہیں: نبوت ان میں ہے، خلافت ان میں ہے (کعبہ معظمہ کی) دربان ان میں ہے۔ سقایۃ (حاجیوں کو پانی پلانا) ان میں ہے، ہاتھیوں کے لشکر کے مقابلہ میں ان کی مدد کی گئی، انہوں سات برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور ایک روایت میں دس سال کا ذکر ہے کہ اس عرصہ میں ان کے سوا کسی نے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی۔ اور ان کے بارے قرآن کریم میں ایک ایسی سورت نازل فرمائی جس میں ان کے سوا کسی کا ذکر نہیں۔ یعنی سورہ لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ۔(1)

امام طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سات خصائل کے سبب قریش کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت عطا فرمائی کہ انہوں نے دس برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اس وقت قریش کے سوا کوئی اس کی عبادت نہیں کرتے تھا۔ انہیں یہ فضیلت عطا فرمائی کہ ہاتھیوں کے لشکر کے دن ان کی مدد فرمائی حالانکہ وہ مشرک تھے۔ اور انہیں یہ بھی فضیلت عطا فرمائی کہ ان کے بارے میں قرآن کریم میں ایک سورت نازل فرمائی جس میں عالمین میں سے ان کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا، اور وہ یہی سورت قریش ہے۔ اور انہیں یہ بھی فضیلت عطا فرمائی کہ ان میں نبوت، خلافت، دربانی اور سقایۃ کے اعزازت بھی ہیں۔(2)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 753 (16446)، دار الفکر بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 754 (16447)

نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے سات خصائل کے سبب قریش کو فضیلت عطا فرمائی۔ وہ یہ ہیں: میں ان میں سے ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کے بارے ایک مکمل سورت نازل فرمائی ہے جس میں ان کے سوا کسی اور کا ذکر نہیں فرمایا، انہوں نے دس برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب کہ اس وقت اس کے سوا کسی نے عبادت نہیں کی اللہ تعالیٰ نے ہاتھیوں کے لشکر کے خلاف ان کی مدد فرمائی اور خلافت، سقایہ اور دربانی بھی انہیں میں ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف کے پاس لوگوں کو نماز پڑھائی اور سورۃ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھی اور راوی نے کہا جب انہوں نے فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ کی تلاوت کی۔ تو آپ حالت نماز میں ہی اپنی انگلی کے ساتھ کعبہ کی طرف اشارہ کرنے لگے۔

امام فریابی، ابن جریر، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: (بطور اظہار تعجب فرمایا) تمہاری ماں ہلاک ہو، اے قریش! لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ۔(1)

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ اے قریش! حکم دیا جارہا ہے کہ تم اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت کرو جس نے انہیں رزق عطا فرما کر فاقہ سے نجات بخشی اور انہیں (فتنہ و) خوف سے امن عطا فرمایا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرح پڑھتے تھے: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کو عیب قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قریش میں الفت پیدا کرنے کے لیے ہے۔ وہ موسم سرما اور موسم گرما میں روم اور شام کی طرف سفر کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت کی الفت و محبت پیدا کریں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور الضیاء نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے۔ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ فرمایا قریش میرا انعام ہے۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ فرمایا: وہ سردیوں کے موسم میں مکہ مکرمہ میں رہا کرتے تھے اور گرمیوں کے موسم میں طائف میں سکونت اختیار کرتے تھے۔ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ فرمایا: انہیں چاہیے کہ وہ اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت کیا کریں۔ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ فرمایا: خوف سے مراد جذام ہے۔ یعنی جس نے انہیں رزق دے کر فاقہ سے نجات بخشی اور انہیں جذام سے امن عطا فرمایا۔(3)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 299 (11520)، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 371، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 76-74-372

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ فرمایا: قریش پر میرا انعام (اور احسان) ہے۔ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ فرمایا: ان کی الفت (اور محبت) یہ ہے کہ ان پر موسم سرما کا تجارتی سفر اور نہ ہی موسم گرما کا سفر ان پر تکلیف دہ اور گراں ثابت نہیں ہوتا۔ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ فرمایا: اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے حرم میں ہر دشمن سے امن عطا فرمایا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کا مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کے دلوں میں الفت پیدا کر دی ہے اور وہ انہیں لازم ہے۔ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ یعنی وہ جس نے قریش مکہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے سبب رزق عطا فرما کر فاقہ سے نجات بخشی۔ کیونکہ آپ نے یہ دعا کی تھی: وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ (ابراہیم: 37) اور انہیں ہر قسم کے فتنہ وخوف سے امن عطا فرمایا۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا (ابراہیم: 35)(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہے کہ ان سے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ آخر تک پڑھی اور فرمایا: یہی لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ہے کہ قریش کی محبت والفت کے سبب ہی اصحاب فیل کے ساتھ یہ سبب کیا گیا، تاکہ ان کی باہمی محبت والفت اور ان کی اجتماعیت منتشر اور مفترق نہ ہو جائے۔ ہاتھیوں کا لشکر لے کر آنے والا تو ان کے حرم میں ظلم وزیادتی کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا (جس کا ذکر سورۂ فیل میں ہے)(3)

امام زبیر بن بکار رحمہ اللہ نے الموفقیات میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں قریش خدمت سرانجام دیتے تھے۔ اور ان کی یہ خدمت تھی کہ جب اس کے سبب ان کے گھر والے ہلاک ہو جاتے یعنی ان کے مال ہلاک ہو جاتے تو وہ کھلی زمین کی طرف نکل جاتے، اور وہاں خیمے لگا کر رہنے لگتے اور ان میں طرح طرح کی مصیبتیں اور تکالیف برداشت کرتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خلت اور دوستی کا علم ہونے سے پہلے ہی مر جاتے (یہ سلسلہ چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت ہاشم بن عبدمناف جوان ہوئے۔ اور جب انہوں نے اپنی قوم میں شرافت ونجابت اور قدر و عظمت کو پالیا تو فرمایا: اے گروہ قریش! بے شک عزت اور غلبہ کثرت کے ساتھ ہے۔ تم سارے عرب میں سب سے بڑھ کر مال دار ہو، اور افراد کے اعتبار سے ان پر غالب ہو۔ اور یہ خدمت کا جذبہ تم میں سے بہت سے لوگوں کو حاصل ہے میری ایک رائے ہے۔ سب نے کہا۔ یقیناً آپ کی رائے صائب اور مفید ہوگی۔ سو آپ ہمیں حکم دیں، ہم اطاعت کریں گے۔ آپ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ میں تم میں سے فقراء اور مفلس لوگوں کو اغنیاء اور خوشحال لوگوں کے ساتھ ملا دوں۔ پس آپ نے ایک دولت مند اور غنی آدمی کا سہارا اپنایا اور اس کے ساتھ اس کے گھر والوں کی تعداد کے مطابق ایک فقیر اور مفلس آدمی کو عیال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 75-372، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 75-373

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 372

سمیت ملا دیا کہ وہ دونوں سفروں یعنی موسم گرما میں شام کی طرف اور موسم سرما میں یمن کی طرف اس کا معاون و مددگار ہوگا۔ اور غنی کے مال میں جو منافع اور بچت ہوگی فقیر اور اس کے گھر والے اس کے سائے میں زندگی گزاریں گے۔ اور یہ چیز ان کی باہمی لڑائی جھگڑے کو ختم کر دے گی۔ تمام نے کہا: ہاں یہ رائے درست ہے۔ پس اس طرح آپ نے لوگوں کے درمیان الفت اور محبت پیدا کر دی۔ پھر جب اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا، اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو (عذاب) نازل فرمایا۔ سو فرمایا: یہی نبوت کی مفتاح تھی اور قریش کا پہلا غلبہ تھا یہاں تک کہ تمام کے تمام لوگ ان سے خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے: یہ اہل اللہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہے۔ اسی سال حضور نبی رحمت ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا: تو اس کے بارے میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نازل فرمایا اسے آپ کی قوم جانتی ہے۔ اور اصحاب فیل کا جو انجام ہوا اور جتنی ہاتھی والوں نے ہاتھیوں کے ساتھ ان کی مدد کی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے ساتھ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کا ذکر سورۂ فیل میں فرما دیا ہے۔ پھر فرمایا: اے محمد! ﷺ میں نے آپ کی قوم کے ساتھ ایسا کیوں کیا، حالانکہ ان دنوں وہ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ پھر خود ہی ان کے لیے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ آخر سورت تک فرما دیا (یعنی قریش کی یہ مدد اس لیے کی گئی) کیونکہ وہ باہم ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا سلوک کرتے تھے اور آپس میں صلہ رحمی کرتے تھے حالانکہ وہ مشرک تھے۔ پس یہی وہ سبب ہے جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے انہیں ہاتھیوں اور ان کے لشکریوں پر پرامن کر دیا۔ اور ان میں جلد بازی اور خدمت کے سبب جو بھوک تھی اس سے انہیں کھانا عطا فرما کر نجات عطا فرما دی۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ الآیہ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سفر کرنے سے منع فرمایا اور انہیں حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت کریں۔ اور ان کے لیے مشقت کافی ہے۔ ان کا یہ سفر تجارت سردیوں اور گرمیوں کے موسم میں ہوتا تھا۔ ان کے لیے نہ کوئی سردیوں میں راحت تھی اور نہ ہی گرمیوں میں کوئی سکون تھا۔ پس اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں فاقہ سے نجات عطا فرمائی۔ اور انہیں خوف سے امن عطا فرما دیا۔ نتیجۃً وہ سفر سے الفت کرنے لگے۔ یہ بھی ان پر اللہ تعالیٰ کا احسان اور انعام تھا۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قریش سردیوں اور گرمیوں کے سفر تجارت سے الفت اور محبت کرنے لگے اور وہ ان پر شاق نہ گزرتا۔

عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ سردیوں اور گرمیوں کے موسم میں (تجارت کے لیے) سفر کرنا قریش کی عادت تھی۔ اور ارشاد باری تعالیٰ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ کے ضمن میں فرمایا: کہ وہ کہا کرتے تھے: ہم اللہ تعالیٰ کے حرم کے باسی ہیں۔ پس زمانہ جاہلیت میں کوئی بھی ان سے تعرض نہیں کرتا تھا اور وہ اس سے پرامن رہتے تھے۔ جب کہ ان کے سوا دیگر قبائل عرب جب باہر سفر پر نکلتے تو ان پر لوٹ مار کی جاتی تھی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 373، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 462 (06-3704)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ موسم سرما اور موسم گرما میں باری باری تجارت کی غرض سے بیت اللہ شریف آتے تھے اور وہ بالکل پرامن ہوتے تھے، اپنے حرم کے سبب وہ کسی شے کا کوئی خوف نہیں رکھتے تھے۔ جب کہ دیگر عرب اس پر قادر نہیں تھے اور نہ ہی وہ کسی قسم کا خوف (برداشت کرنے) کی استطاعت رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسی امن کا ذکر فرمایا جو انہیں حاصل تھا۔ یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی آدمی کو قبائل عرب میں سے کسی قبیلہ میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی تھی، تو کہا جاتا تھا۔ یہ حرمی ہے (یعنی حرم کا رہنے والا ہے) راوی نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے قریش کو ذلیل و رسوا کیا، اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا'' مزید فرمایا: ''تم میرا اور قریش کا انتظار کرو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف میری مدد فرمائی تو لوگ ان کے تابع ہوں گے''۔ پس جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو بڑی تیزی سے اسلام میں داخل ہوئے۔ تو ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ خیر اور شر میں قریش کے تابع ہیں، ان میں سے کفار ان کے کفار کے تابع ہیں اور ان کے مومنین ان کے مومنین کے تابع ہیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ الآیہ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس خانہ (کعبہ) کے رب کی عبادت سے اسی طرح الفت و محبت کریں جیسا کہ سردیوں اور گرمیوں کے سفر تجارت سے لفت و محبت کرتے ہیں۔ (1)

امام فریابی، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ شام سے قریش کی محبت کو جانتا ہے تو انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے رب کی عبادت سے اسی طرح الفت و محبت کریں، جس طرح سردیوں اور گرمیوں کے سفر سے الفت و محبت کرتے ہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قریش موسم سرما اور موسم گرما میں تجارت کی غرض سے سفر کرتے تھے تو اس نے ان میں باہمی الفت و محبت پیدا کر دی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ قریش سردیوں اور گرمیوں کے موسم میں تجارت کرتے تھے اور وہ سردیوں کے موسم میں سمندر اور ایلہ کے راستے فلسطین کی طرف جاتے تھے اور حرارت و گرمی تلاش کرتے تھے۔ اور گرمیوں کے موسم میں بصریٰ اور اذرعات کی طرف جاتے تھے اور ٹھنڈک حاصل کرتے تھے۔ پس اسی کے بارے یہ ارشاد ہے: اٖلٰفِهِمْ الآیہ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش کے تجارت کی غرض سے دو سفر ہوتے تھے۔ ایک گرمیوں کے موسم میں شام کی طرف اور ایک سردیوں کے موسم میں یمن کی طرف۔ (2)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ کا مفہوم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 375، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 374

ہے: ان سے (مال) چھینا نہیں جاتا تھا (یعنی وہ لوٹ مار سے محفوظ تھے)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ یعنی اللہ تعالیٰ نے انہیں حبشہ کے خوف سے امن عطا فرما دیا۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ نے انہیں جذام سے محفوظ رکھا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں ابو ریحانہ العامری سے بیان کیا ہے کہ معاویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا قریش کا نام قریش کیوں رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ایک جانور کی وجہ سے جو سمندر میں ہوتا ہے اور سمندری جانوروں میں سب سے بڑا ہے۔ اسے قریش کہا جاتا ہے۔ اس کے پاس سے لاغر اور موٹی کوئی شے بھی گزرتی ہے وہ اسے کھا جاتا ہے۔ تو معاویہ نے عرض کی: اس کے بارے مجھے کوئی شے سنائیے۔ تو آپ نے اسے جمح کے شعر سنائے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

وَ قُرَيْشٌ هِيَ الَّتِيْ سَكَنَ الْبَحْرَ بِهَا سُمِّيَتْ قُرَيْشٌ قُرَيْشَا

''قریش وہ ہے جو سمندر میں رہتا ہے، اسی کے سبب قریش کا نام قریش رکھا گیا ہے''۔

تَاْكُلُ الْغَثَّ وَالسَّمِيْنَ وَلَا تَتْرُكُ مِنْهَا لِذِي الْجَنَاحَيْنِ رِيْشَا

''وہ کمزور اور موٹے (ہر جانور) کو کھا جاتا ہے۔ اور وہ ان میں سے پروں والے جانوروں کے پر کو بھی نہیں چھوڑتا''۔

هٰكَذَا فِي الْبِلَادِ حَتّٰى قُرَيْشٌ يَاْكُلُوْنَ الْبِلَادَ اَكْلًا كَمِيْشَا

''اسی طرح شہروں میں ہے کہ قریش شہروں کو انتہائی مضبوطی اور جرأت کے ساتھ نگل جاتے ہیں''۔

وَلَهُمْ آخِرَ الزَّمَانِ نَبِيٌّ يُكْثِرُ الْقَتْلَ فِيْهِمْ وَالْخُمُوْشَا

''اور انہیں میں نبی آخر الزمان ﷺ ہیں، ان میں قتل و زخم کثرت سے ہوتا ہے''۔

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن محمد بن جبیر بن مطعم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان نے حضرت محمد بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا: قریش کا نام قریش کب رکھا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جس وقت وہ اپنے افتراق و انتشار کے بعد حرم پاک میں جمع ہوئے۔ پس اسی اجتماع کے سبب وہ قریش بنے۔ تو عبدالملک نے کہا: میں نے اس طرح نہیں سنا۔ بلکہ میں نے تو یہ سنا ہے کہ قصی کو قرشی کہا جاتا تھا۔ اس سے قبل قریش نام نہیں رکھا گیا۔

ابن سعد نے حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب قصی حرم میں اترے۔ اور اس پر غالب آئے اور بہت خوب صورت افعال کیے۔ تو اسی سبب سے قرشی کہلائے۔ پس سب سے اول ان ہی کا یہ نام رکھا گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ قریش کے پاس گئے اور ان سے بہت فیاضانہ سلوک کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قتادہ! قریش کو گالی گلوچ نہ دینا۔ کیونکہ شاید تو ان میں سے بعض کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 376، دار احیاء التراث العربی بیروت

مقابلے میں حقیر جانتے ہوں۔ اور جب تو انہیں دیکھے تو تو ان پر رشک اور غبطہ کرنے لگے۔ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ قریش سرکش ہو جائیں گے تو میں انہیں اس رتبہ اور مقام سے آگاہ کرتا جو انہیں رب کریم کے پاس حاصل ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس امر میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں جو ان کے اچھے لوگ تھے وہ زمانہ اسلام میں بھی ان سے اچھے اور بہترین ہیں۔ بشرطیکہ وہ سمجھیں۔ قسم بخدا! اگر قریش کے مغرور ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا، تو میں انہیں اس مقام و مرتبہ سے آگاہ کرتا جو ان کے اچھے اور نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس حاصل ہے۔ راوی کا بیان ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: اچھی اور بہترین عورتیں وہ ہیں کہ وہ اونٹ پر سوار ہوئیں۔ قریش کی عورتیں کتنی اچھی اور صالح ہیں کہ خاوند کا خیال رکھتی ہیں اس اعتبار سے کہ وہ (گھر کا) مالک ہے اور بچوں کی عمر چھوٹی ہونے کی صورت میں ان سے اظہار محبت و شفقت کرتی ہیں۔(1)

امام احمد، ابن ابی شیبہ اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم انصار کے ایک آدمی کے گھر میں تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ یہاں تک کہ آپ ٹھہر گئے اور دروازے کی دونوں اطراف کو پکڑ لیا۔ پھر فرمایا: ائمہ قریش میں سے ہوں گے اور ان کا تم پر حق ہے۔ اور تمہارے لیے بھی اسی طرح (حق) ہے۔ اگر انہیں حکم بنایا جائے تو وہ عدل کریں، اگر ان سے رحم طلب کی جائے تو وہ رحم کریں۔ اور جب وہ کوئی معاہدہ کریں تو اسے پورا کریں۔ پس ان میں سے جو اس طرح نہ کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

ابن ابی شیبہ اور امام احمد رحمہما اللہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک ایک قرشی کے لیے غیر قریشی آدمی کی قوت کا دوگنا ہے۔ حضرت زہری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: اس سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: اس سے مراد رائے کا عمدہ اور پختہ ہونا ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سہل بن ابی خثمہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قریش سے کچھ سیکھو اور انہیں نہ سکھاؤ۔ قریش کو آگے کرو انہیں پیچھے نہ رکھو۔ کیونکہ قریش کے پاس غیر قریشی دو آدمیوں کے برابر قوت ہے۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم قریش سے آگے نہ بڑھو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور نہ ان سے پیچھے رہو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ قریش کے نیک اور اچھے لوگ تمام لوگوں سے اچھے اور بہترین ہیں۔ اور قریش کے شریر اور برے لوگ تمام لوگوں سے زیادہ شریر اور برے ہیں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اگر قریش کے مغرور اور متکبر ہونے کا خدشہ نہ ہوا، تو میں انہیں اس رتبہ سے آگاہ کرتا جو انہیں رب کریم کے پاس حاصل ہے۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 03-402 (32403-32387)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 402 (32385)
3۔ ایضاً (32386)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 401 (32381)

لوگ خیر اور شر میں قریش کے تابع ہوں گے۔(1)

ابن ابی شیبہ نے اسماعیل بن عبداللہ بن رفاعہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کو جمع کیا اور فرمایا: کیا تم میں کوئی تمہارے سوا بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نہیں بجز ہمارے بھانجوں، غلاموں اور حلیفوں کے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بھانجے تم میں سے ہیں۔ اور تمہارے غلام بھی تم میں سے ہیں۔ بلاشبہ قریش اہل صدق وامانت ہیں۔ اور جس کسی نے گمراہی کے سبب ان کے ساتھ ظلم وزیادتی کی، تو اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل گرائے گا۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس امارت میں لوگ قریش کے تابع ہیں۔ پس ان میں سے اچھے اور نیک ان کے اچھے اور نیک لوگوں کے تابع ہیں اور ان کے شریر لوگ ان کے شریر لوگوں کے تابع ہیں۔(3)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دروازے پر کھڑے ہوئے۔ وہاں قریش کے لوگ بھی تھے۔ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ یہ امارت قریش میں رہے گی۔(4)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کو فرمایا: بے شک یہ امارت تم میں رہے گی اور تم اس کے والی ہو۔(5)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری اور مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ امارت قریش میں رہے گی جب تک دو آدمی بھی باقی رہے اور آپ نے اپنی دو انگلیوں کو حرکت دی (یعنی اشارہ کیا)(6)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بادشاہی قریش میں ہے، قضاء انصار میں ہے اور اذان حبشہ میں ہے۔(7)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبید بن عمیر سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قریش کے لیے دعا فرمائی اے اللہ! جس طرح تو نے ان کے پہلوں کو عذاب چکھایا ہے اسی طرح ان کے آخر والوں کو بخشش ونوال کا مزا چکھا۔(8)

ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی قتل ہوا۔ تو حضور نبی کریم ﷺ کو بتایا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسے دور فرمائے، وہ قریش سے بغض رکھتا تھا (یعنی اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرمائے)(9)

ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح دعا کی: اے اللہ! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو عذاب دیا ہے۔ پس تو ان کے آخر والوں کو نوال اور بخشش عطا فرما۔ ترمذی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(10)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 402 (32382)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (32383) 3۔ ایضاً (32384)
4۔ ایضاً (32389) 5۔ ایضاً (32390)
6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 497، قدیمی کتب خانہ کراچی 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 403 (32395)
8۔ ایضاً (32396) 9۔ ایضاً (32399)
10۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 230، وزارت تعلیم اسلام آباد

اٰیاتها ۷ سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ ۱۰۷ رکوعها ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝۱ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝۲ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝۳ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝۴ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝۵ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝۶ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝۷

''کیا آپ نے دیکھا ہے اس کو جو جھٹلاتا ہے (روز) جزا کو۔ پس یہی وہ (بدبخت) ہے جو دھکے دے کر نکالتا ہے یتیم کو۔ اور نہ ہی برانگیختہ کرتا ہے (دوسروں کو) کہ غریب کو کھانا کھلائیں۔ پس خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لیے۔ جو اپنی نماز (کی ادائیگی) سے غافل ہیں۔ وہ جو ریاکاری کرتے ہیں۔ اور (مانگے بھی) نہیں دیتے روز مرہ استعمال کی چیز''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ میں جھٹلانے والے سے مراد کافر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ آیت میں بِالدِّيْنِ سے مراد حساب ہے۔(1)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کیا آپ نے دیکھا ہے اس کو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو جھٹلاتا ہے۔ اور فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرمایا: پس یہی وہ (بدبخت) ہے جو یتیم کو اس کے حق سے دھکیل دیتا ہے۔(2)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا معنی ہے وہ یتیم کو اس کے حق سے دور رکھتا ہے، پیچھے ہٹا دیتا ہے۔ تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے حضرت ابو طالب کو نہیں سنا، وہ کہتے ہیں:

يُقْسِمُ حَقًّا لِلْيَتِيْمِ وَلَمْ يَكُنْ ... يَدُعُّ لِذِيْ يَسَارِهِنَّ الْأَصَاغِرُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 377، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

امام سعید بن منصور نے حضرت محمد بن کعب سے بیان کیا ہے کہ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ کا معنی ہے: وہ اسے پیچھے ہٹا دیتا ہے۔

عبد الرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ یتیم کے ساتھ ظلم کرتا ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے کہ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۙ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ منافقین ہیں جو لوگوں کے دکھاوے کے لیے اپنی نمازیں پڑھتے ہیں جب حاضر ہوں اور جب غائب ہوں تو انہیں ترک کر دیتے ہیں اور لوگوں سے بغض رکھتے ہوئے انہیں ادھار کوئی شے نہیں دیتے۔ اور یہی الماعون ہے۔(2)

ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ منافقین ہیں جو سرے سے نماز چھوڑ دیتے ہیں اور علانیہ نمازیں پڑھتے ہیں (یعنی ریاکاری کرتے ہیں)(3)

فریابی، ابن جریر اور ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مذکورہ آیت میں مراد منافقین ہیں۔(4)

امام فریابی، سعید بن منصور، ابو یعلی، ابن منذر، ابن جریر، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت مصعب بن سعد سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے باپ سے کہا: کیا آپ نے دیکھا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ہم میں سے کون غافل نہیں ہوتا ہے اور ہم میں سے کون ہے جس کے دل میں طرح طرح خیال نہیں آتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: بے شک یہ وہ نہیں ہے بلکہ اس سے مراد وقت ضائع کرنا ہے۔(5)

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ ارشاد باری تعالیٰ کے بارے پوچھا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مراد وہ لوگ ہیں جو نماز کو اپنے وقت سے مؤخر کر دیتے ہیں۔ حاکم اور بیہقی نے کہا ہے کہ موقوف روایت زیادہ صحیح ہے، یعنی اصح ہے۔(6)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر یہ آیت تمہارے لیے اس سے بہتر ہے کہ تم میں سے ہر آدمی کو ساری دنیا دے دی جائے۔ یہ وہ آدمی ہے کہ اگر وہ نماز پڑھے تو اسے اپنی نماز کی بہتری اور خیر کی فکر اور خواہش نہ ہو۔ اور اگر وہ نماز ترک کرے تو اسے اپنے رب کا خوف نہ ہو۔(7)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کو ان کے اوقات سے مؤخر کر دیتے ہیں۔(8)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 463 (3707)، دار الکتب العلمیہ 2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 340 (6853)، بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 379، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 381 5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 378
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 380 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 379

72B

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مراد وہ لوگ ہیں جو نمازوں کے اوقات ضائع کر دیتے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوالعالیہ سے مذکورہ آیت کے بارے سوال کیا کہ وہ کیا ہے؟ تو حضرت ابوالعالیہ نے فرمایا: مراد وہ آدمی ہے جو یہ نہیں جانتا کہ کتنی رکعتیں گزر چکی ہیں دو یا تین (یعنی جفت یا طاق)۔ تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رک جاؤ۔ مراد وہ آدمی ہے جو نماز کے اوقات سے غافل ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو جاتی ہے۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ سَاهُوْنَ بمعنی لاھون ہے۔ یعنی غافل ہونے والا۔(2)

امام ابن الانباری نے المصاحف میں بیہقی نے سنن میں اور خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس طرح قرأت کی ہے: الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ کہا ہے۔ اور "فِيْ صَلَاتِهِمْ" نہیں کہا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد وہ آدمی ہے جو نماز پڑھتا ہے اور اس طرح کرتا ہے یعنی اپنے دائیں بائیں متوجہ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ وہ ریاکاری کے لیے نماز پڑھتے ہیں۔ حالانکہ نماز ان کا مقصود نہیں ہوتی۔(3)

امام عبدالرزاق اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ نماز کے بارے کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ کیا اس نے پڑھی ہے یا نہیں (یعنی وہ نماز کے بارے فکرمند نہیں رہتا)(4)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ کا مفہوم ہے: وہ اپنی نمازوں کے ساتھ ریاکاری کرتے ہیں۔(5)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، نسائی، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے الاوسط میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں کئی طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں ماعون ان چیزوں کو شمار کرتے تھے ڈول، ہنڈیا، کلہاڑی اور وہ چیزیں جن سے مستغنی نہیں ہوا جا سکتا۔(6)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 464 (3713)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 380، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 463 (3708)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 381
6۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 234، نور اصح المطابع کراچی

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: ہم اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ بیان کیا کرتے تھے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد ڈول، ہنڈیا، کلہاڑا اور دیگر ضروریات کی اشیاء ہیں۔(1)

امام فریابی اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد کلہاڑی، ہنڈیا، ڈول اور اس طرح کی دیگر اشیاء ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: مسلمان منافقین سے ڈول، ہنڈیا، کلہاڑی اور اس طرح کی اور چیزیں عاریۃً مانگتے تھے اور انہیں نہ دیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ۔(2)

امام ابونعیم، دیلمی اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مذکورہ آیت کے تحت فرمایا: اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ساتھ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ مثلاً کلہاڑی، ہنڈیا، ڈول اور ان کے مشابہ اور چیزیں۔(3)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت قرۃ بن دعموص نمیری رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ وفد بن کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کیا آپ ہمیں کوئی وصیت فرمائیں گے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم روزمرہ استعمال کی چیزیں نہ روکنا۔ وفد نے عرض کی: الْمَاعُوْنَ (روزمرہ استعمال کی چیزیں) کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پتھر، لوہا اور پانی۔ عرض کی: لوہے سے کیا مراد ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری تانبے کی دیگیں اور لوگوں کے لوہے سے مراد وہ اوزار ہیں جن کے ساتھ وہ پیشے کا کام کاج کرتے ہیں۔ پھر وفد نے عرض کی: پتھر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد پتھر کی بنی ہوی تمہاری ہانڈی ہیں۔

امام الماوردی رحمہ اللہ نے حضرت حدث بن شریح رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ وہ اس سے روزہ مرہ استعمال کی چیزیں نہیں روکتا۔ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ ماعون کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا اطلاق پتھر، پانی اور لوہے پر ہے۔ انہوں نے عرض کی کون سا لوہا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تانبے کی دیگیں اور کلہاڑی کا وہ لوہا جس کے ساتھ تم پیشے کا عمل کرتے ہو۔ لوگوں نے عرض کی: یہ پتھر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: مراد وہ ہنڈی ہے جو پتھر کی بنی ہوئی ہے۔

امام ابن قانع رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے جب وہ اس سے ملے تو وہ اسے السلام علیکم کہے اور وہ اسے اس سے بہتر الفاظ کے ساتھ جواب لوٹائے (یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ) اور وہ اس سے روزمرہ استعمال کی چیزیں (الماعون) نہ روکے۔

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 299 (11521)، دار الفکر بیروت 2۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 2، صفحہ 310 (2117)، جامعہ دراسات اسلامیہ کراچی

3۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 407 (7182)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ماعون کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پتھر، لوہا، پانی اور ان کے مشابہ اشیاء۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حفصہ بنت سیرین سے روایت کیا ہے کہ ہمیں ام عطیہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم ارشاد فرمایا: کہ ہم روزمرہ استعمال کی چیزیں دینے سے انکار نہ کریں۔ میں نے عرض کی: ماعون کیا ہیں؟ تو انہوں نے کہا: اس سے مراد وہی چیزیں ہیں جو لوگ آپس میں ایک دوسرے کو دیتے رہتے ہیں۔(1)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن عیاض رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے یہ بیان کیا ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد کلہاڑی، ہنڈیا اور ڈول ہیں۔(2)

امام آدم، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بیہقی اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد گھر کا وہ سامان ہے جو عاریۃً دیا جاسکتا ہو۔(3)

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی الْمَاعُوْنَ سے مراد عاریہ ہی ذکر کیا ہے۔

امام فریابی، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ان سے الْمَاعُوْنَ کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد عاریۃ ہے۔ تو کہا گیا: کیا جو اپنے گھر کا سامان نہیں دیتا اس کے لیے ہلاکت ہے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ جب کوئی تین چیزیں جمع کرلے، تو اس کے لیے ہلاکت ہے۔ جب وہ نماز سے غافل ہو، ریاکاری کرے اور روزمرہ استعمال کی چیز (مانگنے پر بھی) نہ دے۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد زکوٰۃ مفروضہ ہے یعنی وہ اپنی نماز کے ساتھ ریاکاری کرتے ہیں اور اپنی زکوٰۃ نہیں دیتے۔(4)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ منافقین ہیں، نماز ظاہر عمل ہے پس وہ اسے پڑھ لیتے۔ اور زکوٰۃ خفیہ عمل ہے پس وہ اسے روک لیتے تھے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد زکوٰۃ ہے۔(5)

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالمغیرہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس (الْمَاعُوْنَ) سے مراد وہ مال ہے جس کا حق ادا نہ کیا جائے۔ میں نے ان

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 300 (11522)، دارالفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 387، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 585 (3977)، دارالکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 4، صفحہ 184، دارالفکر بیروت

سے کہا: بے شک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا ہے: اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو لوگ بطور نیکی آپس میں ایک دوسرے کو دیتے رہتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا: جو میں تجھے کہہ رہا ہوں اس سے مراد وہی ہے۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ رأس الماعون مال کی زکوٰۃ ہے اور اس کے ادنی درجے میں چھلنی، ڈول اور سوئی وغیرہ ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لغت قریش کے مطابق الْمَاعُوْنَ سے مراد مال ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابن الحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے کہا: الْمَاعُوْنَ سے مراد زکوٰۃ ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمَاعُوْنَ سے مراد المعروف (نیکی) ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے العوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ الْمَاعُوْنَ کے مفہوم کے بارے لوگوں کے مابین اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے: وہ زکوٰۃ نہیں دیتے۔ بعض نے یہ قول کیا ہے کہ وہ طاعت سے انکار کرتے ہیں۔ اور بعض نے یہ خیال کیا ہے کہ وہ عاریۃً کوئی شے نہیں دیتے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ نے وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ کے تحت یہ قول فرمایا ہے کہ انہوں نے اس کے بعد اس طرح نہیں کیا۔(5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 383، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 389
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 421 (10634)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 389
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 388

آیاتہا ۳ سُوْرَۃُ الْکَوْثَرِ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۸ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳

''بے شک ہم نے آپ کو (جو کچھ عطا کیا) بے حد وحساب عطا کیا۔ پس آپ نماز پڑھا کریں اپنے رب کے لیے اور قربانی دیں (اسی کی خاطر)۔ یقیناً آپ کا جو دشمن ہے وہی بے نام (ونشان) ہوگا''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۃ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ لگا۔ اور لوگ مضطرب اور غیر مرتب ہوگئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ (نماز پڑھانے کے لیے) آگے بڑھے اور قرآن کریم میں سے دو انتہائی چھوٹی سورتوں کی قرأت کے ساتھ نماز مکمل کی۔ یعنی اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ اور اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن شبرمہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں تین آیات سے کم کوئی سورت نہیں۔

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے ارشاد باری تعالیٰ اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ کے بارے کچھ بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: یہ جنت کے اندر ایک نہر ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر موتیوں اور یاقوت کے گنبد ہیں۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج اور خدام ہیں۔ حضرت نافع نے کہا: کون سی شے ہے جس کے سبب اس کا ذکر کیا گیا؟ تو آپ نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب صفا میں داخل ہوئے اور باب مروہ سے باہر نکلے۔ تو عاص بن وائل سہمی آپ کے سامنے آ گیا۔ پھر عاص قریش کی طرف لوٹ کر گیا۔ تو قریش نے اسے کہا: اے ابو عمرو! ابھی تیرا واسطہ کس سے پڑا ہے؟ اس نے جواب دیا: وہ ابتر تھا۔ اور اس سے اس کی مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت (الکوثر) نازل فرمائی۔ یعنی آپ کا دشمن عاص بن وائل ہی خیر سے خالی (اور بے نام و نشان) ہے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم جہاں میرا ذکر کیا جائے گا میرے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔ اور جس نے میرا ذکر کیا اور آپ کا ذکر نہ کیا تو اس کے لیے جنت میں کوئی حصہ نہیں۔ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: کیا عرب میں یہ معنی معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں سنا۔؟ وہ کہتے ہیں:

وَحَبَاہُ الْاِلٰہُ بِالْکَوْثَرِ الْاَکْبَرِ فِیْہِ النَّعِیْمُ وَالْخَیْرَاتُ

"اللہ تعالیٰ (جو عظمت و کبریائی میں سب سے بڑا ہے) نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ اس میں (بے شمار) نعمتیں اور خیرات و برکات ہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہلکی سی نیند کی۔ اور پھر تبسم فرماتے ہوئے اپنا سر اٹھایا اور ارشاد فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر آپ نے مکمل سورۃ الکوثر پڑھی۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک نہر ہے جو میرے رب نے جنت میں مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس میں خیر کثیر ہے، قیامت کے دن میری امت اس پر آئے گی (اور اس سے سیراب ہوگی) اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔ ان میں سے ایک بندے کو کھینچ کر نکال لیا جائے گا۔ تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار! یہ بھی میری امت میں سے ہے۔ تو کہا جائے گا بلاشبہ آپ وہ نہیں جانتے ہیں جو کچھ اس نے آپ کے بعد کیا ہے۔(1)

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے ایک دوسری سند سے اس طرح بیان کیا ہے کہ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور آخر سورت تک یہ سورۃ الکوثر پڑھی۔ علامہ بیہقی نے کہا ہے کہ اہل التفاسیر والمغازی کے درمیان یہ مشہور ہے کہ یہ سورت مکی ہے اور یہ الفاظ اس کے مخالف نہیں ہیں۔ پس مشابہ ہونا اولیٰ ہے۔

امام طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ آیت اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ پڑھی۔(2)

امام احمد، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ پڑھی اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی۔ پس یہ جنت میں ایک نہر ہے جو جاری ہے اور اس میں کوئی شگاف نہیں۔ اس کے دونوں کناروں پر موتوں کے گنبد ہیں۔ میں نے اپنا ہاتھ اس کی مٹی تک مارا۔ تو وہ انتہائی خوشبودار کستوری تھی اور اس کے سنگریزے موتی ہیں۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا۔ تو اچانک میں ایک ایسی نہر پر پہنچا۔ جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔ تو میں نے اپنا ہاتھ وہاں تک مارا جہاں پانی چل رہا تھا۔ تو وہ انتہائی خوشبودار کستوری تھی۔ میں نے پوچھا: اے جبرائیل! علیہ السلام یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔(3)

امام احمد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کوثر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے جو میرے

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 172، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 281 (3015)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 103، دار صادر بیروت

رب نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ یقیناً وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس میں پرندے ہیں جن کی گردنیں اونٹ کی طرح ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ بے شک وہ بڑے آسودہ حال اور موٹے ہوں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! اس کے پھل اس سے بھی بڑھ کر ملائم، لذیذ اور راحت بخش ہیں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی ہے۔ تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کوثر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے اس کا طول و عرض اتنا ہے جتنا مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔ جو کوئی اس سے پیے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور جو کوئی وضو کرے گا وہ کبھی پراگندہ اور غبار آلود نہیں ہوگا۔ اس سے وہ نہیں پیئے گا جس نے میرے عہد کو توڑ دیا اور نہ ہی وہ جس نے میرے اہل بیت کو قتل کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عطاء بن السائب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ محارب بن دثار نے مجھے کہا: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کوثر کے بارے کیا فرمایا؟ تو میں نے کہا انہوں نے ہمیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے مراد خیر کثیر ہے۔ تو انہوں نے کہا۔ تو نے سچ کہا ہے قسم بخدا! بلاشبہ یہ خیر کثیر کے لیے ہے۔ لیکن حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ہمیں یہ حدیث بیان کی ہے کہ اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوثر جنت میں ایک نہر ہے اس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، وہ موتیوں اور یاقوت پر جاری ہے، اس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کوثر کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ نہر ہے جو تمہارے نبی مکرم ﷺ کو جنت کے اندر عطا کی گئی ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر موتی ہیں جو اندر سے خالی ہیں اور اس پر ستاروں کی تعداد کے برابر برتن اور لوٹے پڑے ہوئے ہیں۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابن ابی نجیح کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: الکوثر سے مراد خیر کثیر ہے۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ جنت میں ایک نہر ہے۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ جنت میں ایک نہر ہے جو کوئی اپنے کانوں میں انگلیاں داخل کرے گا وہ اس نہر کے چلنے کی آواز سنے گا۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کوثر عطا کی گئی۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کی طرح ہیں۔

ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اور آپ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 394، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 172، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742، قدیمی کتب خانہ کراچی　　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 93-91-390

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: کوثر ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنت میں عطا فرمائی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے، جس کے دونوں کنارے سونے اور چاندی کے ہیں۔ وہ یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کی گہرائی ستر ہزار فرسخ ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے اس کے دونوں کنارے موتیوں، یاقوت اور زبرجد کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے تمام انبیاء علیہم السلام میں سے صرف اور صرف حضور نبی رحمت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے خاص کیا ہے۔

امام بخاری، ابن جریر اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابو بشر کی سند سے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا: کہ کوثر سے مراد وہ خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔ ابو البشر نے کہا: میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کوثر جنت کی ایک نہر ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: وہ نہر جو جنت میں ہے وہ بھی اسی خیر میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ کوثر جنت میں ایک وسیع نہر ہے۔ اس پر سونے اور چاندی کے برتن ہیں جن کی تعداد کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور آپ کو گھر پر نہ پایا۔ تو آپ ﷺ نے ان کی زوجہ محترمہ سے ان کے بارے پوچھا؟ تو اس نے عرض کی: ابھی باہر گئے ہیں۔ کیا آپ اندر تشریف نہیں لائے گے، یا رسول اللہ! ﷺ چنانچہ آپ اندر داخل ہوئے۔ تو اس نے آپ کو حلوہ پیش کیا تو آپ نے وہ تناول فرمایا۔ پھر اس نے کہا: یا رسول اللہ! ﷺ آپ کو مبارک باد! آپ تشریف لاتے میں آپ کے پاس حاضر ہونے کا ارادہ رکھتی تھی تا کہ آپ کو مبارک باد پیش کروں، کیونکہ ابو عمارہ نے مجھے بتایا ہے کہ آپ کو جنت میں ایک نہر عطا کی گئی ہے جسے کوثر کہا جاتا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، اس کی زمین یاقوت، مرجان، زبرجد اور موتیوں کی ہے۔(4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن شعیب اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ کوثر کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ اس کا عرض اتنا ہے جتنا ایلہ اور عدن کے درمیان فاصلہ ہے۔ اس نے عرض کی:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 390، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 301 (11526)، دارالفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 395

یارسول اللہ! ﷺ کیا اس کی مٹی یا کیچڑ بھی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں وہ سفید کستوری ہے۔ پھر اس نے عرض کی: کیا اس کے سنگریزے اور کنکریاں بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس کی کنکریاں ہیرے، جواہر ہیں اور اس کے سنگریزے موتی ہیں۔ اس نے پھر عرض کی: کیا اس کے درخت بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس کے دونوں کناروں پر سونے کے تازہ درخت ہیں جن کی شاخیں لمبی اس پر جھکی ہوئی ہیں۔ اس نے عرض کی: کیا ان شاخوں کے ساتھ پھل بھی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ وہاں سرخ یاقوت اور سبز زبرجد کی کئی اقسام اگتی ہیں۔ اس میں کپ، برتن اور پیالے بھی ہیں۔ جو کوئی ان سے پینے کا ارادہ کرے گا وہ اس کی طرف دوڑ کر آئیں گے۔ وہ اس کے وسط میں بکھرے ہوئے ہیں گویا کہ وہ چمکتے دمکتے ستارے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ اس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے گنبد ہیں جن میں حضور نبی رحمت ﷺ کی ازواج مطہرات ہوں گی۔

امام ہناد اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے: جو یہ پسند کرے کہ وہ کوثر کے چلنے کی آواز سنے، تو اسے چاہیے وہ اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھے۔ (1)

ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ کوثر سے مراد دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔ (2)

امام ہناد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوثر سے مراد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی رحمت ﷺ کو نبوت، خیر اور قرآن عطا فرمایا ہے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کوثر سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ پر یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے کہا: یہ قربانی کیا ہے جس کا حکم میرے رب نے مجھے دیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: وانحر سے مراد ذبح کرنا نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم ارشاد فرما رہا ہے کہ جب آپ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہیں تو آپ اپنے ہاتھوں کو اٹھائیں (یعنی رفع یدین کریں) جب آپ تکبیر کہیں، جب رکوع کریں اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھائیں۔ کیونکہ یہ ہماری نماز ہے اور ان ملائکہ کی نماز ہے جو سات آسمانوں میں مقیم ہیں۔ بے شک ہر شے کے لیے کوئی زینت اور خوبصورتی ہوتی ہے اور نماز کی زینت ہر تکبیر کے وقت رفع یدین کرنا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رفع یدین اسی اطاعت و عاجزی میں سے ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا: فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿٧٦﴾ (المومنون) (4) (مسئلہ:5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 391، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 393 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 586 (3981)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مسئلہ زیر غور: نماز میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا کیا حکم ہے؟ مختصر وضاحت فرما دیں۔

احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ، حضرت فاروق اعظم، حضرت عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابوجعفر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ کا معنی ہے اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے وَانْحَرْ فرمایا: آپ تکبیر افتتاح کہتے وقت رفع یدین کریں۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کی تفسیر اس طرح بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ جب آپ نماز کے لیے تکبیر کہیں تو اپنے ہاتھ اپنے سینے تک بلند کریں۔ پس یہی نحر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، بخاری نے تاریخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے الافراد میں، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کے تحت فرمایا: کہ آپ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کلائی کے درمیان رکھا اور پھر دونوں کو اپنے سینے پر رکھا۔(2)

امام ابوالشیخ اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔(3)

امام ابن ابی حاتم، ابن شاہین نے السنۃ میں، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کے تحت یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ نے نماز میں تکبیر تحریمہ کہہ کر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب آپ نماز پڑھیں اور اپنا سر رکوع سے اٹھائیں تو سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ آپ اپنے سینہ

(بقیہ پچھلا صفحہ) صرف تکبیر تحریمہ کہتے وقت رفع یدین کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے " قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی فلم یرفع یدیہ الافی اول مرۃ " قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن و بہ یقول غیر واحد من اھل العلم من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم التابعین " کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہارے سامنے رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ پڑھوں؟ پھر آپ نے نماز پڑھی اور صرف شروع نماز میں رفع یدین کیا۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے فرمایا حضرت ابن مسعود کی حدیث حسن ہے اور بہت سے علماء صحابہ کرام اور تابعین بھی یہی فرماتے ہیں۔(ترمذی، جلد 1، صفحہ 30)

اور بعض روایات میں جو رکوع سے پہلے اور بعد رفع یدین کرنا ثابت ہے تو وہ حکم پہلے تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔ جیسا کہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ " ہذانہ رای رجلا یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ عند الرکوع وعند رفع راسہ من الرکوع فقال لہ لا تفعل فانہ شی فعلہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم ترکہ " یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو رکوع کرتے اور رکوع سے اپنا سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے دیکھا تو آپ نے اسے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ کیونکہ یہ ایسا عمل ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے پہلے کیا اور پھر چھوڑ دیا۔ مختصراً معلوم یہ ہوا کہ رفع یدین فقط تکبیر تحریمہ کے وقت کرنا چاہیے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 397، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 396
3۔ معرفۃ السنن والآثار، جلد 14، صفحہ 19 (2979)، دار قتیبہ دمشق
4۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 19 (18909)

کے ساتھ قبلہ شریف کی طرف متوجہ ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ آپ اپنے رب کے لیے فرض نماز پڑھیے اور (اسی کے بارگاہ میں) سوال کیجئے۔(1)

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ کا معنی ہے: اپنے رب کا شکر ادا کیجئے۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کے دن نازل ہوئی حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور کہا: آپ قربانی کے جانور ذبح کر دیجئے اور واپس تشریف لے جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور قربانی کے متعلق خطبہ ارشاد فرمایا۔ پھر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ پھر قربانی کے اونٹوں کی جانب متوجہ ہوئے اور انہیں نحر کیا۔ پس اسی کے بارے اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد، حضرت عطاء اور حضرت عکرمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ صبح کی نماز مزدلفہ میں ادا کیجئے اور قربانی کا جانور منیٰ میں ذبح کیجئے۔(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ سے مراد فرض نماز ہے اور وَانْحَرْ سے مراد عید الاضحیٰ کے دن جانور ذبح کرنا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَانْحَرْ سے مراد ہے: آپ اضحیٰ کے دن قربانی دیجئے اور النحر کا معنی اونٹ کو نحر کرنا (اور جانور کو ذبح کرنا) ہے۔(5)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیت میں نماز سے مراد عید کی نماز ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: وَانْحَرْ کا معنی ہے آپ جانور ذبح کیجئے۔

ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ (عید کی) نماز سے پہلے قربانی کے جانور ذبح کرتے تھے۔ تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ پہلے نماز پڑھیں اور پھر قربانی کریں۔(6)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے: پس آپ قربانی کے دن دعا کیجئے۔(7)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف وحی فرمائی تو قریش نے کہا: ہم میں سے محمد (ﷺ) بے نام ونشان ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔(8)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 399، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 397 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 398 6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 397
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 259، دار الفکر بیروت 8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 401

امام بزار، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کعب بن اشرف مکہ مکرمہ میں آیا۔ تو قریش نے اسے کہا: تو اہل مدینہ میں سے بہتر وافضل ہے اور اس کا سردار ہے۔ کیا تو اس صابی کی طرف دیکھتا نہیں جو اپنی قوم میں ابتر ہے اور گمان یہ کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے۔ اور ہم حاجیوں کے میزبان ہیں، پانی پلانے کا انتظام کرنے والے ہیں اور کعبہ معظمہ کے خدمت گار ہیں؟ تو کعب نے کہا: تم اس سے بہتر اور افضل ہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اور یہ آیت بھی نازل ہوئی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۭ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ۝ (النساء) (1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا وصال ہوا تو مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے پاس چل کر گئے اور کہنے لگے: بے شک یہ صابی آج کی رات بے نام ونشان ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مکمل سورۃ الکوثر نازل فرمائی۔ (2)

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت کلبی کی سند سے حضرت ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بڑے صاحبزادے حضرت قاسم تھے، پھر حضرت زینب، پھر حضرت عبداللہ، پھر حضرت ام کلثوم، پھر حضرت فاطمہ اور پھر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہن تھیں۔ پس حضرت قاسم فوت ہوئے۔ آپ کی اولاد میں سے مکہ مکرمہ میں سب سے اول فوت ہونے والے یہی تھے۔ پھر حضرت عبداللہ کا وصال ہوا۔ تو عاص بن وائل سہمی نے کہا: تحقیق ان کی تو نسل کٹ گئی اور یہ ابتر ہو گیا۔ تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ نازل فرمائی۔ (3)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی وساطت سے حضرت عبداللہ کو جنم دیا۔ پھر ان کے بعد بچے کی ولادت میں تاخیر ہو گئی (یعنی وقفہ زیادہ ہو گیا)۔ پس اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ کسی آدمی سے گفتگو فرما رہے تھے۔ اور عاص بن وائل آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ جب اآدمی نے اس سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: یہ ابتر ہے یعنی نبی مکرم ﷺ۔ کیونکہ قریش میں جس آدمی کے گھر بچہ پیدا ہوتا۔ پھر اس کے بعد دوسرے بچے کی ولادت میں تاخیر ہو جاتی تو وہ کہتے: یہ ابتر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ یعنی آپ کے ساتھ بغض وعداوت رکھنے والا یہی وہ ابتر ہے جو ہر خیر سے خالی ہے۔ (4)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم اس عمر کو پہنچے کہ وہ گھوڑے پر سوار ہو سکیں اور سرعت رفتاری کے ساتھ چلیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 401، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 300 (11525)، دار الفکر بیروت　3۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 3، صفحہ 126، دار الفکر بیروت　4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 128

جان قبض کر لی۔ تو اس وقت عمرو بن عاص نے کہا: محمد (ﷺ) اپنے بیٹے کے وصال کے سبب ابتر ہو گئے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الکوثر نازل فرمائی اور فرمایا: اے محمد! ﷺ ہم نے آپ کو آپ کے صاحبزادے حضرت قاسم کے وصال کی مصیبت اور سلخی کے عوض بے حد و حساب عطا فرمایا: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ راوی نے کہا: بیہقی نے اسی طرح اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور یہ ضعیف ہے۔ اور مشہور ہے کہ یہ عاص بن وائل کے متعلق نازل ہوئی۔

امام زبیر بن بکار اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ ان کے جنازے سے آ رہے تھے کہ آپ ﷺ کا گزر عاص بن عائل اور اس کے بیٹے عمرو کے پاس سے ہوا۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ تو اس نے کہا بلا شبہ میں اس سے عداوت و بغض رکھتا ہوں۔ تو عاص بن وائل نے کہا: اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ابتر ہو گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ نازل فرمائی۔ (1)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ عاص بن وائل کے بارے نازل ہوئی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے۔ کہ جب کسی آدمی کا بیٹا فوت ہو جاتا، تو قریش کہا کرتے تھے "بُتِرَ فُلَانٌ" کہ فلاں بے نام و نشان ہو گیا۔ پس جب حضور نبی کریم ﷺ کے صاحبزادے وصال فرما گئے تو عاص بن وائل نے کہا: آپ تو ابتر ہو گئے۔ اور الْاَبْتَرُ سے مراد منفرد ہونا اور اکیلا و تنہا رہ جانا ہے۔

امام ابن منذر، ابن جریر، عبد الرزاق، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ کا معنی ہے: بے شک آپ کے دشمن۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ شَانِئَكَ میں ابو جہل مراد ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت شہر بن عطیہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے عقبہ بن ابی معیط کہتا تھا: کہ اس نبی (ﷺ) کے لیے کوئی بیٹا باقی نہیں رہے گا اور یہ ابتر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ نازل فرمائی۔ (4)

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 3، صفحہ 125، دار الفکر بیروت

تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 400، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 401

آیاتہا ۶ سُوْرَۃُ الْکٰفِرُوْنَ مَکِّیَّۃٌ ۱۰۹ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ(۱) لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ(۲) وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ(۳) وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ(۴) وَ لَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ(۵) لَكُمْ دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ۠(۶)

''آپ فرما دیجیے اے کافرو!۔ میں پرستش نہیں کیا کرتا (ان بتوں کی) جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ اور نہ ہی تم عبادت کرنے والے ہو اس (خدا) کی جس کی میں عبادت کیا کرتا ہوں۔ اور نہ ہی میں کبھی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم پوجا کیا کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کیا کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ مدینہ منورہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول بیان کیا ہے کہ قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرف دعوت دی کہ وہ آپ کو اتنا مال دیں گے کہ آپ مکہ مکرمہ میں انتہائی دولت مند اور خوشحال آدمی بن جائیں گے۔ اور عورتوں میں سے جس کے ساتھ آپ پسند کریں گے وہ آپ کی شادی کر دیں گے۔ اور انہوں نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سب آپ کے لیے ہے۔ آپ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے باز آ جائیں اور آپ ہمارے معبودوں کا برائی کے ساتھ ذکر نہ کریں۔ اور اگر آپ اس طرح نہ کریں تو پھر ہم آپ پر ایک مشورہ پیش کرتے ہیں۔ یقیناً اس میں آپ کا فائدہ اور نفع ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ ایک برس تک ہمارے معبودوں کی پرستش کریں اور پھر ایک برس آپ ہم کے معبود کی پرستش کریں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنے رب کی طرف سے آنے والے حکم کا انتظار کروں گا۔ چنانچہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل ہوئی: قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ(۱) لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ الآیہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی: قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْۤ اَعْبُدُ اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ(۶۴) وَ لَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَ اِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَىٕنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ(۶۵) بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَ كُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ(۶۶)۔ (1)

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت وہب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قریش نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 403، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے کہا: اگر آپ خوش ہوں کہ ہم ایک برس آپ کی اتباع کریں تو پھر آپ ایک برس کے لیے ہمارے دین کی طرف لوٹ آئیں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ سورۃ الکافرون مکمل نازل فرمائی۔(1)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت سعید بن میناء مولی ابی البختری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب اور امیہ بن خلف حضور نبی رحمت ﷺ سے ملے اور کہا: اے محمد! (ﷺ) آؤ آپ اس کی عبادت کریں جس کی ہم عبادت کرتے ہیں اور ہم اس کی پرستش کریں گے جس کی پرستش آپ کرتے ہیں۔ تاکہ ہم اور آپ تمام امور میں باہم شریک ہو جائیں۔ پس اگر وہ دین زیادہ صحیح ہے جس پر ہم ہیں اس دین سے جس پر آپ ہیں تو آپ اس سے حصہ لے لیں گے۔ اور اگر وہ دین جس پر آپ ہیں وہ اس سے زیادہ صحیح ہے جس پر ہم ہیں تو ہم اس سے حصہ لے لیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں مکمل سورۃ الکافرون نازل فرمائی۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قریش نے کہا اگر آپ ہمارے معبودوں (بتوں) کو چوم لیں تو ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ نے قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ مکمل سورت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زرارہ بن اوفی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سورت کو مقشقشہ کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر آپ مقام ابراہیم کے پاس آئے اور یہ آیت پڑھی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرہ: 125) پھر آپ نے نماز پڑھی اور فاتحۃ الکتاب (سورۂ فاتحہ) پڑھی۔ اور ساتھ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ پڑھی۔ اور فرمایا: اللہ تعالیٰ اسی طرح ہے۔ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ فرمایا: وہ اللہ ہے۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ فرمایا: اللہ تعالیٰ اسی طرح ہے۔ پھر آپ نے رکوع اور سجدہ کیا۔ پھر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اس کے ساتھ سورۂ کافرون پڑھی: قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ اور فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ پھر آپ نے رکوع اور سجدہ کیا۔

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔(3)

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ مغرب کی نماز کے بعد دو رکعتوں میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔(4)

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 469 (3722)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 404
3۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 1، صفحہ 451 (833)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 58 (1166)

بیہقی نے سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت فرمائی۔(1)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سورتوں کی تلاوت کے ساتھ وتر پڑھتے تھے۔ یعنی ''سبحٰ، قل للذین کفروا اور اللہ الواحد الصمد'' حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔(2)

امام مسلم اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت فرمائی۔(3)

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو پچیس مرتبہ دیکھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مہینہ تک دیکھا کہ آپ ﷺ دو رکعتیں فجر سے پہلے اور دو رکعتیں مغرب کے بعد پڑھتے تھے اور ان میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت فرمائی۔(4)

امام ابن ضریس، حاکم نے الکنی میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو غزوۂ تبوک کے دوران چالیس صبحوں کو دیکھا۔ اور میں نے آپ کو فجر کی دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے سنا۔ اور آپ فرماتے: دونوں سورتیں کتنی اچھی ہیں کہ ایک قرآن کریم کے چوتھائی اور دوسری قرآن کریم کے تہائی کے برابر ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ مغرب کے بعد دو رکعتوں میں اور نماز فجر سے پہلے دو رکعتوں میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔(5)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی تو یہ اس کے لیے چوتھائی قرآن کریم کے برابر ہے۔

امام طبرانی نے صغیر میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت سعید بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی تو گویا اس نے چوتھائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے قرآن کریم کا تیسرا حصہ پڑھا۔(6)

حضرت مسدد رحمہ اللہ نے صحابہ کرام میں سے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے بیس سے زائد مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: یہ دونوں سورتیں کتنی اچھی ہیں جنہیں دو رکعتوں میں پڑھا جاتا ہے یعنی ''الاحد الصمد'' اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔

1۔ معرفۃ السنن والآثار، جلد 7، صفحہ 243 (35-9934)، دار قتیبہ دمشق 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 282 (3016)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 251، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 2، صفحہ 49 (1149)، دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 499 (2523)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 500 (2527)

73B

امام احمد، ابن الضریس، بغوی اور حمید بن زنجویہ رحمہم اللہ نے ترغیب میں ایک شیخ (بوڑھا آدمی) سے جس نے حضور نبی کریم ﷺ کو پایا سے روایت بیان کی ہے کہ اس نے کہا: میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ تو آپ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ وہ قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھ رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آدمی شرک سے بری ہو چکا ہے۔ اور ایک دوسرا آدمی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ رہا تھا۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اس کے سبب اس آدمی کے لیے جنت واجب ہوگئی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بے شک اس آدمی کی مغفرت فرمادی گئی۔

امام ابن ابی شیبہ، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن الانباری نے المصاحف میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت فروہ بن نوفل بن معاویہ اشجعی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے وہ بتایئے جو میں اپنے بستر پر سوتے وقت پڑھا کروں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کر۔ راوی کا بیان ہے۔ پھر میرے باپ نے دنیا سے جدا ہوتے وقت تک (مرنے کے وقت تک) کسی دن اور رات اسے پڑھنے میں خطا نہیں کی۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن نوفل اشجعی سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ﷺ بلاشبہ میں شرک کے ساتھ قریب زمانے والا آدمی ہوں۔ مجھے ایسی آیت کا حکم فرمایئے جو مجھے شرک سے بری کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کرو۔ راوی نے فرمایا: اس کے بعد میرے باپ نے دنیا سے رخصت ہونے تک کسی دن اور رات میں اس سورت کو ناغہ نہیں کیا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت نوفل بن معاویہ اشجعی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: جب تو سونے کے لیے اپنے بستر پر آئے تو قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کر۔ کیونکہ جب تو یہ پڑھے گا تو تو شرک سے بری اور محفوظ رہے گا۔

امام احمد اور طبرانی رحمہما اللہ نے الاوسط میں حضرت حارث بن جبلہ رحمہ اللہ سے اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے کہا حضرت جبلہ بن حارثہ رحمہ اللہ سے جو کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں سے یہ مروی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ آپ مجھے کوئی ایسی شے بتایئے جو میں سوتے وقت پڑھا کروں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: رات کے وقت جب تو اپنے بستر پر جائے تو قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ آخر تک پڑھا کر۔ کیونکہ یہ شرک سے برأت کا اظہار ہے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: سونے کے وقت قُلْ يَاۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کر۔ کیونکہ یہ شرک سے برأت کا اظہار ہے۔(3)

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن جراد سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ منافق نہ صلوٰۃ

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 176، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 166 (17033)، دارالفکر بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 499 (2522)، دارالکتب العلمیہ بیروت

الضحیٰ (چاشت کی نماز) پڑھتا ہے اور نہ ہی قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتا ہے۔(1)

امام ابو یعلی اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں تمہاری ایک ایسے کلمہ پر راہنمائی کروں جو تمہیں اشراک باللہ (اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا) سے نجات دلا دے۔ تم سونے کے وقت قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کرو۔(2)

امام بزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تو اپنے بستر پر جائے تو قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھا کر۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کبھی بھی بستر پر تشریف نہیں لے گئے مگر آپ نے قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی یہاں تک کہ اسے ختم کیا۔(3)

ابن مردویہ نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو سورتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تو اس کا حساب نہیں ہوگا۔ اور وہ قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہیں۔

امام ابو عبید نے فضائل میں اور ابن ضریس نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جس نے رات کے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھیں اس کے (مال میں) اضافہ اور وہ خوشحال ہوگا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الصغیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے بچھو نے ڈس لیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے! یہ نہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ دوسرے کو۔ پھر آپ ﷺ نے پانی اور نمک منگایا اور اس پر ملنے لگے۔ اور ساتھ قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے رہے۔(4)

امام ابو یعلی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے جبیر! کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ جب تو سفر پر نکلے تو تو ہیئت میں اپنے ساتھیوں کی مثل ہو اور زادراہ کے اعتبار سے تو ان سے زیادہ ہو؟ میں نے عرض کی: ہاں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! یا رسول اللہ! ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ پانچ سورتیں پڑھا کر قُلْ يَاۤ اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور ہر سورت کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے شروع کر۔ حضرت جبیر رضی اللہ عنہ نے بتایا: پس میں غنی اور انتہائی دولت مند بن گیا۔ میں پہلے سفر پر نکلتا تھا میری ہیئت کمزور اور زاد کم ہوتا تھا۔ اور جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ سورتیں بتائیں اور میں نے یہ پڑھیں میری ہیئت سب سے اچھی ہوگئی اور زادراہ ساتھیوں سے بڑھ گیا یہاں تک کہ میں اپنے سفر سے واپس لوٹ آتا۔(5)

ابن ضریس نے عمرو بن مالک سے بیان کیا ہے کہ ابو الجوزاء کہتے ہیں سورۃ الکافرون کثرت سے پڑھو اور ان سے اظہار برأت کرو۔

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 203 (6621)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 10، صفحہ 166 (17035)، دار الفکر بیروت 3۔ ایضاً، (34-17031)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 191 (4845) 5۔ مسند ابو یعلی، جلد 6، صفحہ 265 (7382)، دار الکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۳ ﴿ سُوْرَۃُ النَّصْرِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۱۰ ﴾ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ﴿۱﴾ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

''جب اللہ کی مدد آپہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے)۔ اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج درفوج۔ تو (اس وقت) اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لیے) اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے''۔

ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ساری کی ساری فتح مکہ اور لوگوں کے دین میں داخل ہونے کے بعد مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال کی خبر دی جارہی ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، بزار، ابو یعلی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ سورت ایام تشریق کے دوران منیٰ کے مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع فرمارہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہچان لیا کہ یہ حجۃ الوداع ہے۔(2)

امام ابو عبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس طرح قرأت کی ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آیت میں الْفَتْحُ سے مراد فتح مکہ ہے اور وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا کے تحت کہا: کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا: میں جانتا ہوں کہ عنقریب اس وقت آپ کا وصال ہو جائے گا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اَفْوَاجًا سے مراد لوگوں کے گروہ ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 408، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 447، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 09-405

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ یہ سورت حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کی علامت ونشانی ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ سورت علم اور حد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے حد مقرر فرمائی ہے اور آپ کے وصال کی خبر دی ہے۔ یعنی اس کے بعد آپ تھوڑا ہی زندہ رہیں گے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم بخدا! اس کے بعد رسول اللہ ﷺ قلیل عرصہ یعنی صرف دو سال تک زندہ رہیں پھر آپ وصال فرما گئے۔(2)

امام احمد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے بارے میں وصال کی خبر دی گئی ہے کہ اس سال میری جان قبض کر لی جائے گی۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے اور میری موت قریب ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ پر سورۃ نصر نازل ہوئی تو آپ نے یہ جان لیا کہ یہ آپ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، احمد، طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب یہ سورۃ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے آخر تک یہ پڑھی۔ پھر ارشاد فرمایا: میں اور میرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہتر ہیں اور لوگ بہتر ہیں۔ فتح (مکہ) کے بعد کوئی ہجرت نہیں البتہ جہاد اور نیت (باقی) ہے۔(4)

امام نسائی، عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل ہوئی تو یہ رسول اللہ ﷺ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی۔ جس وقت یہ نازل کی گئی تو آخرت کی تیاری کے لیے تمام تر صلاحیتیں صرف کرنے کے امر نے مجھے آلیا۔(5)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۃ نصر نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھی مبعوث فرمایا امت میں اس کی عمر کو اس سے پہلے گزرنے والے نبی کی امت کا نصف بنا دیا۔ بے شک حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بنی اسرائیل میں چالیس برس تک رہے اور میرے لیے یہ عمر بیس برس ہے اور میرا اس سال میں وصال ہے۔ یہ سن کر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا رونے لگیں۔ پھر حضور نبی کریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 408، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 407

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 282 (3017)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 591 (13241)، دار الفکر بیروت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو مجھ سے ملنے والی ہے۔ تو یہ سن کر وہ تبسم کرنے لگیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ حنین سے واپس تشریف لائے تو آپ پر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل کی گئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) اے فاطمہ بنت محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور فتح آ گئی اور میں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوتے دیکھ لیا۔ سبحان ربی و بحمدہ۔ اور میں اس سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے وصال کی خبر دی جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل فرمائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت فرما ہونے کے بعد آٹھویں سال (مکہ مکرمہ) فتح ہوا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ہجرت کے بعد ناویں سال میں قدم رکھا تو لگاتار آپ کے پاس قبائل اور وفود آنے لگے۔ اور آپ نہیں جانتے تھے کہ کب پیغام اجل آ جائے گا رات کو یا دن کو۔ پس آپ اسی مقدار عمل کرتے رہے اور آپ نے سالوں کو وسیع کر دیا اور فرائض کی پابندی کی اور رخصتوں کو ظاہر فرما دیا۔ بہت سی احادیث کو منسوخ کیا، غزوۂ تبوک پر تشریف لے گئے اور الوداع کہنے والے کے افعال کی طرح افعال کیے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ حنین سے آئے تو آپ پر اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ آخر تک نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور اے فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور فتح آخر قصہ تک آ گئی۔ سبحان ربی وبحمدہ۔ اور میں اس سے (امت کے لیے) مغفرت طلب کرتا ہوں بے شک وہ توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ اے علی! بے شک میرے بعد مومنین میں جہاد ہوگا۔ آپ نے عرض کی: ہم ان مومنین سے کس بنا پر جہاد کریں گے جو کہیں گے ہم ایمان لے آئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دین میں بدعات داخل کرنے پر، جب کہ وہ رائے کے مطابق عمل کریں گے اور دین میں کوئی رائے نہیں ہے۔ بلاشبہ دین میں امر و نہی رب کریم کی جانب سے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا کیا خیال ہے؟ اگر ہمیں کوئی ایسا معاملہ پیش آ جائے جس کے بارے میں قرآن کریم نازل نہیں ہوا اور نہ ہی اس کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی سنت قائم ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اسے مومنین میں سے عبادت گزاروں کی شوریٰ میں رکھو۔ اور صرف رائے سے اس کا فیصلہ نہ کرو۔ اگر میں کسی کو خلیفہ بناتا تو تم سے زیادہ کوئی حقدار نہ ہوتا۔ اس لیے کہ تمہیں اسلام میں قرب حاصل ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قرابت داری کا تعلق ہے، تم داماد رسول ہو اور سیدۃ نساء المومنین تمہارے پاس ہیں۔ اور اس سے قبل حضرت ابو طالب کی آزمائشیں اور مشقتیں بھی میرے سبب ہیں۔ اور قرآن نازل ہوا اور میں اس پر حریص ہوں کہ میں اس کے لیے ان کی اولاد میں نظر رکھوں۔ (1)

1۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 431 (844)، دار الفکر بیروت

امام احمد، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: بلاشبہ مجھے اپنے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، ابن سعد، بخاری، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ، بیہقی اور ابونعیم رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اکابر بدری کو ہمارے ساتھ شامل کرتے اور بٹھاتے تھے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ شامل کرتے ہیں، حالانکہ اسی کی مثل ہمارے بیٹے بھی ہیں؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک یہ ان میں سے ہے کہ تم بھی جانتے ہو۔ چنانچہ آپ نے ایک دن انہیں بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ بلایا اور میں یہ نہیں جانتا تھا کہ آپ نے اس دن مجھے اس لیے بلایا تاکہ میرے بارے میں آپ انہیں آگاہ کریں اور کچھ دکھائیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: تو اس ارشاد ربانی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ آخر سورت تک کے بارے کیا کہتے ہو؟ اور اس سے مغفرت طلب کریں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت اور فتح ہم پر آجائے اور بعض نے کہا: ہم نہیں جانتے اور بعض نے کچھ بھی نہ کہا۔ تو پھر آپ نے مجھے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تو بھی اسی طرح کہتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ تو پھر پوچھا: پھر تو کیا کہتا ہے؟ میں نے جواب دیا: یہ رسول اللہ ﷺ کے لیے پیغام اجل ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ نے آپ کو آگاہ کیا ہے۔ اور آیت میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے۔ اور وہی آپ کے وصال کی علامت ہے۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بارے میں بھی اس سے زیادہ نہیں جانتا جو تو جانتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے قول باری تعالیٰ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے جواب دیا: اس سے مراد مدائن وقصور کی فتح ہے (یعنی شہروں اور محلات کی فتح) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! تو اس کے بارے کیا کہتا ہے؟ تو میں نے کہا: یہ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے ایک مثال بیان کی گئی ہے اور آپ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے۔

امام ابن مردویہ، ابونعیم نے فضائل الصحابہ میں اور خطیب رحمہم اللہ نے تالی التلخیص میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول روایت کیا ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ نازل ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا: ہمارے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلو تاکہ اگر آپ کے بعد یہ امارت ہمارے لیے ہے تو قریش اس بارے میں ہم سے کوئی عداوت و دشمنی نہ رکھیں۔ اور اگر ہمارے سوا کسی اور کے لیے ہے۔ تو ہم اپنے لیے آپ سے کچھ وصایا کی التجا کریں۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آیا اور اس کا تذکرہ آپ ﷺ کے سامنے کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے دین پر اور اپنی وحی پر حضرت ابوبکر صدیق رضی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 301 (11528)، دارالفکر بیروت 2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 743، قدیمی کتب خانہ کراچی

اللہ عنہ کو میرا خلیفہ بنایا ہے اور انہی سے وصیت طلب کی جاسکتی ہے۔ پس تم ان کی نصیحت کو سنو اور اطاعت و پیروی کرو۔ تو ہدایت پا جاؤ گے اور کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور ان کی اقتداء کرو، راہنمائی حاصل کرلو گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: فتنۂ ارتداد عرب میں جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے آپ کی مخالفت کی تو سوائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کسی نے آپ کی رائے کے ساتھ اتفاق نہیں کیا، آپ کے معاملہ پر آپ کو مضبوط نہیں کیا اور آپ کے معاملہ پر آپ کی مدد نہیں کی۔ آپ نے کہا: قسم بخدا! ان دونوں کی رائے نہیں بدلی اور ان دونوں کی مستقبل مزاجی کو تمام اہل زمین نے دیکھا۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے بارے کہا: اس وقت ان کو آپ ﷺ کے وصال کی خبر دی گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب آپ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ گروہ در گروہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ یعنی جب آپ لوگوں کو اسلام قبول کرتے ہوئے دیکھیں۔ وہ فرماتا ہے کہ جس وقت آپ کی موت حاضر ہو تو اس وقت اپنے رب کی حمد بیان کرتے ہوئے پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لیے) (اس سے مغفرت طلب کیجئے۔ بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کے تحت یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یہ علم اور حد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کے لیے اس کی حد بیان کی ہے اور آپ کو اپنے وصال کی خبر دی ہے کہ بے شک آپ فتح مکہ کے بعد باقی نہیں رہیں گے مگر تھوڑا سا وقت۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سارے قرآن کریم میں جو سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی وہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سہل بن سعد الساعدی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابو بکر سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر سورۃ النصر نازل کی گئی۔ تو آپ نے جان لیا کہ یہ آپ کو اپنے وصال کی خبر دی گئی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ فتح مکہ کا ارادہ فرمایا: تو آپ مدینہ طیبہ سے رمضان المبارک میں روانہ ہوئے اور آپ کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کو مدینہ طیبہ آئے ہوئے آٹھواں سال نصف گزر چکا تھا اور ابھی رمضان المبارک کے تیرہ دن باقی تھے کہ آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کثرت سے یہ پڑھتے تھے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ'' تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ کثرت سے یہ پڑھتے ہیں: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 323، دار الکتب العلمیہ بیروت

وَبِحَمْدِہٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ عنقریب میں اپنی امت سے ایک علامت دیکھوں گا۔ اور جب میں اسے دیکھوں تو کثرت سے یہ کلمات پڑھوں ''سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ'' اور تحقیق میں نے وہ دیکھ لی ہے۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ سے مراد فتح مکہ ہے۔ وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔(1)

امام عبد الرزاق، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع وسجود میں کثرت سے یہ کہا کرتے تھے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ'' اور آپ قرآن کریم کی یہ تفسیر کرتے تھے: یعنی اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل کی گئی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر انہی دو کی مثل کلمات کہتے سنا: ''سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ''(3)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں اٹھتے بیٹھتے اور آتے جاتے یہی کلمات کہتے تھے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَیْكَ'' تو میں نے (ان کے بارے) آپ سے عرض کی۔ تو آپ نے فرمایا: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر آپ نے سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ آخر تک پڑھی۔(4)

امام عبد الرزاق، محمد بن نصر، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جب سورہ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ پڑھا کرتے تھے: ''سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ''(5)

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے یہ پڑھا کرتے تھے: ''سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ'' اور جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو پھر اس طرح کہتے: ''سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ''(6)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ جب اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اہل یمن آئے ہیں ان کے دل انتہائی نرم ہیں ایمان یمانی ہے، فقہ یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 192، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 407، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 408
5۔ ایضاً
6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 587 (3983)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا اور فرمایا یقیناً لوگ گروہ در گروہ دین سے نکلیں گے جیسا کہ وہ گروہ در گروہ اس میں داخل ہوئے۔(1)

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے حلیہ میں حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب سورۃ النصر نازل ہوئی تو حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! علیہ السلام مجھے میرے وصال کی خبر دی گئی ہے۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ کے لیے ہر آنے والی ساعت پہلی سے بہتر ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ بے شک لوگ گروہ در گروہ اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہوئے ہیں۔ اور عنقریب وہ گروہ در گروہ اس سے نکلیں گے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ اور اہل یمن آئے، ان کے دل انتہائی نرم ہیں، ان کی طبعی خصائل اور دلوں کی عظمت نے انہیں انتہائی حسین بنا دیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوئے ہیں۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 541 (8518)، دارالکتب العلمیہ بیروت

آیاتہا ۵ ﴿ سورۃ اللھب مکیۃ ۱۱۱ ﴾ رکوعہا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ وَّ تَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ ۚ﴿۳﴾ وَّ امۡرَاَتُہٗ ؕ حَمَّالَۃَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِہَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ﴿۵﴾

''ٹوٹ جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ و برباد ہو گیا۔ کوئی فائدہ نہ پہنچایا اسے اس کے مال نے اور جو اس نے کمایا۔ عنقریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں۔ اور اس کی جورو بھی، بدبخت ایندھن اٹھانے والی۔ اس کے گلے میں مونج کی رسی ہوگی''۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ سورۂ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ابولہب کفار قریش میں سے تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس وقت شعب (ابی طالب) سے نکل آیا۔ جب قریش نے آپس میں ایک دوسرے کی معاونت کی، یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں شعب میں محصور کر دیا اور اس نے ان کی مدد کی۔ جب ابولہب شعب سے باہر آیا اور ان کی مدد کی۔ تو جب وہ اپنی قوم سے علیحدہ ہوا تو وہ ہند ابنت عتبہ بن ربیعہ سے ملا اور کہا: اے عتبہ کی بیٹی! کیا لات اور عزیٰ نے تیری مدد کی ہے؟ اس نے جواب دیا: ہاں۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر دے اے ابوعتبہ! اس نے کہا: بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں ایسی چیزوں کے بارے ڈراتے ہیں جنہیں ہوتا دیکھتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ موت کے بعد ہوں گی۔ وہ کیا ہے۔ اس کے باوجود کہ کام میرے ہاتھ میں ہے۔ پھر اس نے اپنے ہاتھوں میں پھونکا۔ پھر اس نے کہا: تم دونوں کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے۔ میں تم دونوں میں وہ شے دیکھ رہا ہوں جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔ پس تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَہَبٍ نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم تین سال تک گھاٹی میں محصور رہے اور ہم سے خوراک کا ساز و سامان روک لیا گیا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے کوئی آدمی خرچہ لے کر نکلتا تھا، تو کوئی اس سے چیز بیچتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آتا۔ یہاں تک کہ ہم میں سے کئی ہلاک ہوں گئے۔(1)

امام سعید بن منصور، بخاری، مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 95، عالم الکتب بیروت

وَ رَھْطَكَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِيْنَ تو حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور صفا پہاڑی پر چڑھے اور ندا دی: یا صباحاہ۔ پس سارے لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ اس پہاڑی کے پیچھے سے گھڑ سواروں کا ایک دستہ آ رہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا: ہمیں آپ کے بارے جھوٹ کا تجربہ نہیں ہے۔ تو پھر آپ نے فرمایا: بے شک میں تمہیں آگاہ کر رہا ہوں کہ میرے سامنے شدید عذاب ہے۔ تو ابو لہب نے کہا: تیرے لیے بربادی ہو کیا تو نے اس لیے ہمیں جمع کیا ہے؟ پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ تو یہ سورت نازل ہوئی۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔(1)

امام ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ تَبَّتْ کا معنی ہے خسرت یعنی ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک اور برباد ہو جائیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی بیان کیا ہے کہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہو جائیں۔ وَّتَبَّ اور وہ ہلاک ہو گیا۔(2)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی بیان کیے ہیں کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ برباد ہو جائیں اور وہ ہلاک ہو گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ ابولہب کو اس کے حسن کے سبب ابولہب کہا جاتا تھا۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بلاشبہ اچھی اور پاکیزہ ترین وہ خوراک ہے جو آدمی اپنی کمائی سے کھائے اور بلاشبہ اس کا بیٹا بھی اس کمائی میں سے ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی: مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ اور فرمایا: وَ مَا كَسَبَ سے مراد اس کی اولاد ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اس کے مال نے اسے کوئی فائدہ نہ پہنچایا اور جو اس نے کمایا اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی ہے۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دونوں نے اسی طرح کہا ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا ابولہب کے بیٹے عتبہ کے نکاح میں تھیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ نازل فرمائی۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی طلاق کے بارے اسے کہا۔ تو اس نے طلاق دے دی۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کی۔(3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 743، قدیمی کتب خانہ کراچی 2۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 473 (3731)، بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 9، صفحہ 342 (5238)، دار الفکر بیروت

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی عتیبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوئی تھی اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی اس کے بھائی عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوئی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ لہب نازل فرمائی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں عتیبہ اور عتبہ کو کہا: تم دونوں کے سر کے لیے میرا سر حرام ہے اگر تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی۔ اور ان دونوں کی ماں بنت حرب بن امیہ نے کہا: اور یہی ایندھن اٹھانے والی تھی کہ تم دونوں انہیں طلاق دے دو۔ کیونکہ وہ دونوں صابی ہیں (یعنی انہوں نے دین بدلا ہوا ہے) چنانچہ ان دونوں نے انہیں طلاق دے دی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ابولہب کی بیوی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں کانٹے پھینکتی تھی۔ پس یہ سورت نازل ہوئی۔ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی اور ابولہب کی بیوی کو یہ خبر پہنچی کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیری ہجو کرتے ہیں۔ تو اس نے کہا: وہ کیونکہ میری ہجو کرتے ہیں؟ کیا تم نے مجھے اس حال میں دیکھا ہے جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا ہے کہ میں ایندھن اٹھاؤں گا اور میری گردن میں مونج کی رسی ہوگی پھر وہ کچھ وقت ٹھہر گئی۔ اور پھر آپ کے پاس آئی اور کہا: بے شک آپ کا رب آپ سے ناراض ہو گیا ہے اور اس نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ (الضحیٰ) تک نازل فرمائی۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ کانٹے دار ٹہنیاں لاتی تھی اور رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں پھینک دیتی تھی۔(2)

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغیبۃ میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ ابولہب کی بیوی چغل خوری کرتی تھی۔ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ اس کی گردن میں آگ کی رسی ہوگی۔(3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَّامْرَاَتُهٗ ۭ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ بعض لوگوں کی باتیں دوسرے بعض کی طرف منتقل کرتی تھی۔ اور فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ کے بارے فرمایا: کہ اس کی گردن میں رسی ہوگی۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ چغلی اٹھاتی ہے اور قریش کے خاندانوں میں اسے لائی ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں بیان کیا ہے کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ کے تحت کہا ہے کہ اس حَبْلٌ سے مراد جہنم میں لوہے کی زنجیر ہے جو ستر گز لمبی ہے۔(5)

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ اس کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 14-413، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 414 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 15-413

گردن میں کوڑی کی رسی ہوگی۔

امام ابن جریر، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کے تحت یہ بیان کیا ہے کہ وہ کانٹے دار لکڑیاں اٹھاتی تھی۔ اور حضور نبی کریم ﷺ کے راستے میں پھینک دیتی تھی تا کہ وہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو زخمی کر دے۔ کہا جاتا ہے کہ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ کا معنی ہے بات ادھر ادھر منتقل کرنے والی حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ فرمایا: یہ رسیاں مکہ مکرمہ میں ہوتی ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ مَّسَدٍ سے مراد وہ ڈنڈا ہے جو چرخی میں ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مَّسَدٍ سے مراد کوڑی کی وہ رسی ہے جو گلے میں ڈالی جائے۔(1)

امام ابن عساکر نے ایک سند کے ساتھ جس میں کدیمی ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے مبعوث کیا گیا اور میرے چار چچے ہیں۔ پس ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوالفضل ہے اور ان کی اولاد کے لیے یوم قیامت تک فضل رہے گا۔ اور ایک حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کی کنیت ابو یعلی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں ان کی قدر و منزلت کو بلند فرما دیا ہے۔ اور ایک عبدالعزیٰ ہے۔ اس کی کنیت ابولہب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے جہنم میں داخل کر دیا ہے اور اس پر اسے خوب بھڑکایا ہے۔ اور ایک عبد مناف ہیں اور ان کی کنیت ابو طالب ہے۔ پس ان کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے قیامت کے دن تک فضل و احسان اور رفعت و بلندی ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا اور ابن عساکر نے حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابولہب کی بیٹی درہ ایک آدمی کے پاس سے گزری۔ تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میرے باپ کا ذکر اس کے نسب اور شرف کی وجہ سے کیا ہے اور تیرے باپ کو اس کی جہالت کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے۔ پھر اس نے حضور نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: کہ کوئی مسلمان کسی کافر کو اذیت نہ پہنچائے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ درہ بنت ابی لہب ہجرت کر کے آئی۔ تو عورتوں نے اسے کہا: تو اس ابولہب کی بیٹی درہ ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ تو اس نے اس کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! مجھے میرے اہل کے بارے میں اذیت نہ دی جائے قسم بخدا! میری شفاعت میری قرابت کے سبب پائی جائے گی یہاں تک کہ حکم، حاء، صدا اور سلہب (قبائل بھی) قیامت کے دن میری قرابت کے سبب اسے پائیں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 15-413، (مفہوم) دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 66، صفحہ 312، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 67، صفحہ 172

آیاتہا ۴ سُوْرَۃُ الْاِخْلَاصِ مَکِّیَّۃٌ ۱۱۲ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

"(اے حبیب!) فرما دیجئے وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ صمد ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے"۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ میں، ترمذی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن ابی حاتم نے السنہ میں، بغوی نے معجم میں، ابن منذر نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ مشرکین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ کیونکہ کوئی شے پیدا نہیں کی جائے گی مگر وہ عنقریب مرجائے گی اور کوئی شے نہیں مرے گی مگر اس کا وارث بنایا جائے گا۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو نہ موت آئے گی اور نہ اس کا وارث بنایا جائے گا۔ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اس کا کوئی شبیہ نہیں اور نہ کوئی ہمسر ہے۔ اور اس کی طرح کوئی شے نہیں۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مشرکین نے کہا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے رب کے بارے بتائیے۔ اپنے رب کے اوصاف بیان کیجئے۔ وہ کیا ہے؟ اور وہ کون سی شے سے ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (2)

امام ابن ضریس اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہمارے لیے اپنے رب کا سب بیان کیجئے۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام مذکورہ سورت لے کر حاضر ہوئے۔ (3)

امام ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی نے الاوسط میں، ابو نعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک اعرابی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور عرض کی: اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ (4)

امام طبرانی اور ابو الشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قریش نے کہا

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 172، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 418، داراحیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً
4۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 287 (2040)، دارالکتب العلمیہ بیروت

یارسول اللہ! ﷺ ہمارے لیے اپنے رب کا سب بیان کیجئے۔تو اللہ تعالیٰ نے سورت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ نازل فرمائی۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں ابوبکر سمرقندی نے فضائل میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ خیبر کے یہودی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کی: اے ابوالقاسم! اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نور حجاب سے آدم علیہ السلام کو گوندھی ہوئی مٹی سے۔ابلیس کو آگ کے شعلے سے، آسمان کو دھوئیں سے اور زمین کو پانی کی جھاگ سے تخلیق فرمایا ہے۔تو آپ ہمیں اپنے رب کے بارے بتایئے۔تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لے کر حاضر ہوئے۔فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس کی رگیں نہیں ہیں جو متفرق اور بکھری ہوئی ہوں۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ وہ پیٹ والی نہیں۔نہ وہ کھاتا ہے اور نہ ہی وہ پیتا ہے۔لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ نہ اس کا باپ ہے اور نہ ہی بیٹا جس کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہو۔وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اس کی مخلوق میں سے کوئی شے نہیں جو اس کے مکاں کی برابری کر سکے اور وہ آسمانوں کو روک سکے اگر وہ زائل ہونے لگیں۔اس سورت میں جنت اور دوزخ کا ذکر نہیں ہے۔نہ اس میں دنیا اور آخرت کا اور نہ ہی حلال وحرام کا تذکرہ ہے۔اللہ تعالیٰ اس کی طرف منسوب ہے اور یہ خالص اسی کے لیے ہے۔جس نے اسے تین بار پڑھا تو یہ مکمل وحی (قرآن) کی قرأت کے برابر ہے، اور جس نے اسے تیس مرتبہ پڑھا تو اہل دنیا میں سے کوئی اس دن اس سے افضل نہیں بجز اس کے جس ن اس سے زائد مرتبہ اس کی قرأت کی۔اور جس نے دو سو مرتبہ اسے پڑھا تو اس نے جنت الفردوس میں ایسا عالیشان مسکن بنالیا کہ وہ اس سے راضی اور خوش ہو جائے گا۔اور جس نے اسے اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت تین بار پڑھا تو یہ اس سے فقر و افلاس کو دور کر دے گی اور اس کے پڑوسی کے لیے بھی نفع بخش ہوگی۔ایک آدمی اسے ہر نماز میں پڑھتا تھا۔لولوگوں نے اس کے سبب اس سے تمسخر کیا اور اس پر عیب لگانے لگے۔اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کی شکایت کی۔تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: تجھے کس شے نے اس پر برانگیختہ کیا ہے؟ تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ بلاشبہ میں اسے پسند کرتا ہوں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا۔راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھتے ہوئے رات بسر کی اور آپ اسے بار بار دہراتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابونعیم نے حلیہ میں محمد بن حمزہ بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے احبار یہود سے کہا: کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسجد کے بارے تجدید عہد کروں۔چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے۔آپ مکہ میں تھے۔پس انہوں نے آپ ﷺ کو منیٰ میں پایا اور لوگ آپ کے ارد گرد تھے۔وہ بھی لوگوں کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کیا تو عبداللہ بن سلام ہے۔عرض کی: ہاں۔آپ ﷺ نے فرمایا: قریب ہو۔وہ آپ کے قریب ہوئے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا تو تورات میں میرے رسول اللہ ہونے کا ذکر نہیں پاتا ہے؟ تو آپ سے عرض کی: آپ ہمارے لیے اپنے رب کی صفات بیان کیجئے۔تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ

اَحَدٌ آخر تک یہ سورت آپ تک پہنچادی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے پڑھا۔ تو اس وقت عبداللہ بن سلام نے کہا: ''اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ'' پھر وہ مدینہ طیبہ کی طرف واپس لوٹ گئے اور اپنے اسلام کو مخفی رکھا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم، ابن عدی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ کچھ یہودی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں کعب بن اشرف اور حی بن اخطب بھی تھے۔ انہوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) ہمارے لیے اپنے اس رب کے اوصاف بیان کیجئے جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ اس نے کسی کو نہیں جنا کہ اس سے کوئی بچہ نکلے۔ وَلَمْ يُوْلَدْ اور نہ وہ جنا گیا کہ وہ کسی شے سے نکلے۔

طبرانی نے السنہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا: اے محمد! (ﷺ) اپنے رب کی صفات بیان کیجئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ تو انہوں نے کہا اللہ احد (یکتا) ہے۔ تحقیق ہم نے اسے تو پہچان لیا ہے لیکن صمد کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد وہ ہے جس کا پیٹ نہ ہو۔ (2)

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس آیا اور انہوں نے آپ سے کہا: یا محمد! (ﷺ) یہ اللہ ہے جس نے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ لیکن اسے کس نے پیدا کیا ہے؟ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ غضب ناک ہو گئے، یہاں تک کہ آپ کا رنگ بدل گیا۔ پھر آپ نے حالت غضب میں اپنے رب کے لیے ان پر حملہ کر دیا۔ تو اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کو سکون دلایا اور کہا اپنے پر بچھا دیجئے (یعنی نرم ہو جائیے) اور وہ آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کا جواب لائے جس کے بارے انہوں نے سوال کیا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ جب آپ نے ان پر یہ سورت تلاوت کی۔ تو انہوں نے کہا: ہمارے لیے اپنے رب کا وصف بیان کیجئے۔ اس کی خلقت اور شکل وصورت کیسی ہے، اس کے بازو کیسے ہیں، اس کے ہاتھ کیسے ہیں۔ یہ سن کر حضور نبی کریم ﷺ پہلے سے زیادہ انتہائی شدید غصے ہو گئے اور آپ ان پر حالت غضب میں حملہ آور ہو گئے۔ تو آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے اور آپ سے پہلے کی طرح گفتگو کی۔ اور جس کے بارے انہوں نے آپ سے سوال کیا وہ اس کا جواب لے کر آئے۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (الزمر) (3)

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں کے کچھ لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا: ہمارے لیے اپنے رب کا نسب بیان کیجئے۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں، آپ ہمارے لیے اپنے رب کا وصف بیان کیجئے۔ اور آپ نہیں جانتے تھے کہ آپ ان پر کیا جواب لوٹائیں۔ تو

1۔ مجمع الزوائد، جلد 8، صفحہ 438 (13905)، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 303 (11530)، مفہوم
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 418، دار احیاء التراث العربی بیروت

74B

اس وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مکمل سورت نازل ہوئی۔(1)

امام ابوعبید، احمد نے فضائل میں، نسائی نے الیوم واللیلہ میں، ابن منیع، محمد بن نصر، ابن مردویہ اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی تو گویا اس نے ایک تہائی قرآن کریم کی تلاوت کی۔

ابن ضریس، بزار، سمویہ نے فوائد میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دوسو مرتبہ پڑھی۔ اس کے دوسو سال کے گناہ بخش دیئے گئے۔(2)

امام احمد، ترمذی، ابن الضریس اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: میں اس سورۃ (اخلاص) سے محبت کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے ساتھ تیری محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔(3)

امام ابن ضریس، ابویعلی اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے سنا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رات کے وقت تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کی استطاعت نہیں رکھے گا۔ بے شک یہ سورت ثلث قرآن کے برابر ہے۔(4)

امام ابویعلی اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے کتاب الصلوٰۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پچاس مرتبہ پڑھی۔ اس کے پاس سال کے گناہ بخش دیئے گئے۔

امام ترمذی، ابویعلی، محمد بن نصر، ابن عدی اور بیہقی نے الشعب رحمہم اللہ میں اور یہ الفاظ انہی کے ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر روز دو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے پندرہ سو نیکیاں لکھتا ہے اور اس سے پچاس سال کے گناہ مٹا دیتا ہے بجز اس کے اس پر کوئی دین اور قرض ہو۔(5)

ترمذی، ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات کے وقت اپنے بستر پر سونے کا ارادہ کرے، تو وہ اپنے دائیں پہلو پر سوئے اور سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ تو جب قیامت کا دن ہوگا تو رب کریم اسے فرمائے گا: اے میرے بندے! تو اپنے دائیں (پہلو) پر جنت میں داخل ہو جا۔(6)

امام ابن سعد، ابن ضریس، ابویعلی اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ شام میں تھے کہ آپ پر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا: اے محمد! (ﷺ) حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی فوت ہو گئے ہیں۔ کیا آپ پسند فرماتے ہیں کہ ان پر نماز جنازہ پڑھ لیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 419، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 507 (2546)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 114، وزارت تعلیم اسلام آباد

4۔ مسند ابویعلی، جلد 3، صفحہ 401 (4104)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 113

6۔ ایضاً

ہاں۔ چنانچہ انہوں نے زمین پر اپنا پر مارا تو آپ کے نیلے ہر شے گرگئی اور زمین کے ساتھ چپک گئی (یعنی تمام زمین ہموار ہو گئی) اور پھر ان کی چارپائی آپ ﷺ کے لیے اٹھائی گئی اور آپ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے پوچھا: کون سی شے کے سبب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت عطا ہوئی ہے؟ ان پر ملائکہ کی دو صفوں نے نماز جنازہ پڑھی ہے اور ہر صف میں چھ لاکھ فرشتے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کے سبب (انہیں یہ فضیلت اور اعزاز حاصل ہوا) وہ اٹھتے، بیٹھتے، آتے، جاتے اور سوتے وقت یہ پڑھتے رہتے تھے۔(1)

امام ابن سعد، ابن ضریس، بیہقی نے دلائل میں اور الشعب میں ایک دوسری سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تبوک کے مقام پر تھے کہ ایک دن ایسی روشنی، شعاؤں اور نور کے ساتھ سورج طلوع ہوا کہ اس سے قبل گزشتہ دنوں میں ہم اس طرح نہیں دیکھا تھا۔ پس رسول اللہ ﷺ اس کی روشنی اور نور پر تعجب فرمانے لگے کہ اچانک حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس آگئے۔ تو آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے پوچھا سورج کو کیا ہے کہ یہ ایسے نور، روشنی اور شعاؤں کے ساتھ طلوع ہوا ہے کہ میں نے گزشتہ دنوں میں اسے اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: اس کا سبب یہ ہے کہ آج مدینہ طیبہ میں حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار ملائکہ ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے بھیجے ہیں۔ تو حضور نبی مکرم ﷺ نے پھر دریافت فرمایا: اے جبرائیل! ایسا کس سبب ہوا؟ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: وہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کھڑے، بیٹھتے، چلتے ہوئے اور رات اور دن کے وقت کثرت سے پڑھتے تھے۔ آپ بھی اسے کثرت سے پڑھیے کیونکہ اس میں تمہارے رب کا سب ہے۔ اور جس نے اسے پچاس مرتبہ پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے پچاس ہزار درجات بلند فرما دیتا ہے اس سے پچاس ہزار گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے لیے پچاس ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ اور جس نے اس مقدار میں اضافہ کیا، اللہ تعالیٰ بھی اس کے لیے اضافہ فرما دے گا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں زمین کو سمیٹ لوں اور آپ ان پر نماز جنازہ پڑھ لیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔(2)

امام ابن عدی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی اس کے پچاس برس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ بشرطیکہ وہ چار کاموں سے اجتناب کرے خون (قتل) اموال (چوری) زنا اور شراب نوشی۔(3)

ابن عدی اور بیہقی نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس نے نماز کی طہارت کی طرح باوضو ہو کر سو بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی وہ فاتحۃ الکتاب (سورۂ فاتحہ) سے ابتدا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر حرف کے عوض دس نیکیاں لکھتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند کر دیتا ہے اور اس کے لیے جنت میں سو محل بنا

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 5، صفحہ 296، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 245
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 508 (2551)، دار الکتب العلمیہ بیروت

دیتا ہے (اور یہ ایسا ہے) گویا کہ اس نے تینتیس مرتبہ قرآن کریم پڑھا ہے۔ یہ سورت شرک سے اظہار برأت ہے ملائکہ کو حاضر کرنے والی اور شیطان کو دور بھگانے والی ہے۔ اس کی گونج عرش کے اردگرد ہوتی ہے۔ یہ اپنے قاری کا ذکر کرتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب وہ اس کی طرف نظر فرماتا ہے تو پھر وہ کبھی بھی اس عذاب نہیں دیتا۔(1)

امام ابویعلی رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اعمال ہیں جس نے بھی انہیں حالت ایمان میں کیا وہ جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے اور بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے جس سے چاہے شادی کر لے۔ وہ آدمی جس نے قاتل کو معاف کیا۔ جس نے مخفی دین (قرض) ادا کیا اور جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا ان میں سے ایک عمل بھی جس نے کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ان میں سے ایک عمل کا اجر بھی یہی ہے۔(2)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں ایسی سند کے ساتھ جس میں مجہول راوی ہے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر روز پچاس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی قیامت کے دن اسے قبر سے اس طرح بلائے جائے گا: اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والے اٹھ اور جنت میں داخل ہو جا۔(3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کھانا کھاتے وقت بسم اللہ شریف بھول جائے تو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لینی چاہیے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے گھر داخل ہوتے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی تو یہ اس گھر والوں اور پڑوسیوں سے فقر وافلاس کو دور کر دے گی۔(4)

امام بزار اور طبرانی رحمہما اللہ نے الصغیر میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے تہائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی تو گویا اس نے چوتھائی قرآن کریم پڑھا۔(5)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنی اس بیماری کے دوران نماز پڑھی جس میں وہ فوت ہو جاتا ہے تو اسے اپنی قبر میں فتنے میں مبتلا نہیں کیا جاتا اور وہ فتنہ قبر سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے اور قیامت کے دن ملائکہ اسے اپنی ہتھیلیوں پر اٹھائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ اسے پل صراط سے گزار کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔(6)

1۔شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 508 (2550)، دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 196 (1788)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 305 (11541)، دارالفکر بیروت
4۔ایضاً، جلد 10، صفحہ 179 (17075)
5۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 305 (11540)
6۔ایضاً (11538)

امام ابوعبید رحمہ اللہ نے فضائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن ہے۔

ابن ضریس، طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک دن دوران سفر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی۔ تو آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور دوسری میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھی۔ اور جب سلام پھیرا تو فرمایا میں نے تمہارے ساتھ ثلث قرآن اور ربع قرآن کی قرأت کی ہے۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ تبوک میں تھے کہ آپ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد! ﷺ حضرت معاویہ بن معاویہ کے جنازہ میں حاضر ہو جائیے۔ پس رسول اللہ ﷺ نکلے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ اترے۔ تو انہوں نے اپنا دایاں پر پہاڑوں پر رکھا تو وہ ہموار ہو گئے جھک گئے اور اپنا بایاں پر زمین پر رکھا یہاں تک کہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کو دیکھنے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ، حضرت جبرائیل امین اور دیگر ملائکہ نے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے جبرائیل! حضرت معاویہ بن معاویہ مزنی رضی اللہ عنہ اس مقام تک کیسے پہنچے؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ اس لیے کہ وہ اٹھتے، بیٹھتے اور سواری اور پیدل چلتے ہوئے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی تھے جنہیں معاویہ بن معاویہ کہا جاتا تھا۔ جب حضور نبی مکرم ﷺ غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے تو اس وہ شدید بیمار تھے۔ رسول اللہ ﷺ دس دن تک سفر کر چکے تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور بتایا کہ حضرت معاویہ بن معاویہ کا وصال ہو چکا ہے۔ یہ خبر سن کر آپ ﷺ غمزدہ ہو گئے۔ پھر انہوں نے عرض کی کیا آپ کو اس سے خوشی ہوگی کہ میں آپ کو ان کی قبر دکھا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ چنانچہ انہوں نے اپنا پر زمین پر مارا۔ تو کوئی پہاڑ باقی نہ رہا مگر وہ پست ہو گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر ظاہر فرما دی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے دائیں جانب تھے اور ملائکہ کی صفیں ستر ہزار پر مشتمل تھیں۔ یہاں تک کہ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے جبرائیل! حضرت معاویہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس مرتبہ پر کس ذریعہ سے پہنچے؟ تو انہون نے جواب دیا: وہ اٹھتے، بیٹھتے، چلتے اور سوتے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے تھے اور میں آپ کی امت کے بارے ڈرتا تھا یہاں تک کہ اس میں یہ سورت نازل ہو گئی۔

طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھیں تو اسے موت کے سوا کوئی شے جنت میں داخل ہونے سے نہیں روک سکتی۔(2)

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے تاریخ بغداد میں مجاشع بن عمرو جو کہ کذاب راویوں میں سے ایک ہے کی سند سے یزید الرقاشی

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 300 (2718)، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 128 (23-16922)

سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرت جبرائیل امین علیہ السلام انتہائی حسین صورت میں مسکراتے اور اظہار مسرت کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم العلی الاعلیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرمارہا ہے کہ ہر شے کا نسب نامہ ہے اور میرا نسب نامہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہے۔ آپ کی امت میں سے جو بھی اپنی زندگی میں ہزار مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے میرے پاس آیا، میرا دار اور میرے عرش کی اقامت اسے لازم رہے گی اور میں ان ستر میں سے اس کی شفاعت کروں گا جن پر سزا واجب ہو چکی ہوگی۔ اگر میں نے بذات خود یہ قسم نہ کھائی ہوئی کہ ہر نفس کے لیے موت کا ذائقہ ہے تو میں اس کی روح قبض نہ کرتا۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جس نے سفر کا ارادہ کیا اور اپنے گھر کی چوکھٹ کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر گیارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے واپس لوٹنے تک اس کا محافظ و نگہبان ہوگا۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مغرب کی نماز کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے قبل دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سے پہلی رکعت میں الحمد للہ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھتا ہے۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتا ہے۔ تو وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح سانپ اپنی کینچلی سے نکل جاتا ہے۔

امام ابن السنی رحمہ اللہ نے عمل الیوم واللیلہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے جمعہ کی نماز کے بعد قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سات مرتبہ پڑھیں تو اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک ہر برائی اور مصیبت سے پناہ عطا فرمائے گا۔

امام حافظ ابو محمد حسن بن احمد سمرقندی رحمہ اللہ نے فضائل قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں اسحاق بن عبد اللہ بن فروہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا کہ اس نے ایک تہائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے دس مرتبہ اسے پڑھا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت میں ایک محل بنا دیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تب ہم اس کی کثرت کریں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ اکبر واطیب، آپ نے یہی الفاظ دوبارہ دہرائے۔

آپ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے تہائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے دو بار پڑھی تو گویا اس نے دو تہائی قرآن پڑھا۔ اور جس نے تین بار پڑھی تو گویا اس نے وہ سب پڑھا جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

امام سمرقندی نے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی اس پر برکتیں نازل کی گئیں۔ اور جس نے دو بار پڑھی اس پر بھی برکتیں نازل کی گئیں اور اس کے گھر

والوں پر بھی۔ اور جس نے تین مرتبہ پڑھی اس پر، اس کے گھر والوں پر اور اس کے پڑوسیوں پر بھی برکتیں نازل کی گئیں۔ جس نے بارہ مرتبہ اسے پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جنت میں بارہ محل بنا دیئے۔ اور جس نے بیس مرتبہ پڑھی وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اس طرح ہو گیا۔ اور آپ ﷺ نے اس ارشاد کے وقت اپنی درمیان اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی کو آپس میں ملا دیا۔ اور جس نے سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی تو اللہ تعالیٰ نیاس کے لیے قرض اور قتل کے سوا پچیس برس کے گناہ بخش دیئے۔ اور جس نے دو سو مرتبہ پڑھا اس کے پاس برس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ اور جس نے چار سو مرتبہ یہ سورت پڑھی۔ تو اس کے لیے چار سو ایسے شہیدوں کا اجر ہے جن میں سے ہر ایک کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی گئیں اور اسے شہید کر دیا گیا۔ اور جس نے ہزار مرتبہ یہ سورۂ پڑھی تو وہ نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنا ٹھکانا دیکھ لے گا یا اسے دکھا دیا جائے گا۔

انہوں نے ہی حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ایک بار قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے ایک تہائی قرآن کریم پڑھا۔ اور جس نے دو بار پڑھی گویا اس نے دو تہائی قرآن پڑھا۔ اور جس نے تین بار یہ سورت پڑھی۔ تو گویا اس نے ٹھہر ٹھہر کر پورا قرآن کریم پڑھا۔

امام سمرقندی رحمہ اللہ نے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہزار مرتبہ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی تو یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے ہزار (جانوروں) سے زیادہ پسندیدہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں لگام دی گئی ہو اور زین پہنائی گئی ہو۔

آپ ہی نے حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تین (قسم کے لوگ) جنت میں جہاں چاہیں گے اتریں گے۔ شہید اور وہ آدمی جس نے ہر روز دو سو مرتبہ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی۔

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ ہی سے یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جس نے دن یا رات میں دس مرتبہ قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور آیت الکرسی پڑھنے پر مواظبت اختیار کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی واجب کر لی۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہو گیا اور شیطان سے محفوظ ہو گیا۔

آپ ہی نے حضرت نعیم رحمہ اللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ جس نے سورہ اخلاص تیس مرتبہ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے برأت، عذاب سے امان اور فزع اکبر کے دن (مراد یوم قیامت) کی امان لکھ دے گا۔

اور سمرقندی رحمہ اللہ نے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اپنے گھر داخل ہوا۔ اور اس نے سورۂ فاتحہ اور قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس سے فقر و افلاس کو دور فرما دے گا۔ اور اس کے گھر کی خیر و برکت میں اضافہ فرما دے گا یہاں تک کہ اس کا فیضان اس کے پڑوسیوں کو بھی پہنچے گا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے بھی حضرت ابو بکر بردعی رحمہ اللہ کی سند سے بیان کیا ہے کہ ہمیں ابو زرعہ اور ابو حاتم دونوں نے بتایا کہ ہمیں ثقہ راوی عیسیٰ بن ابی فاطمہ نے بتایا کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جب

صور میں پھونکا جائے گا، تو رحمٰن کا غصہ شدید ہو جائے گا اور ملائکہ اتر کر زمین کے اطراف کو پکڑ لیں گے اور وہ مسلسل قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا غضب پرسکون ہو جائے گا۔

امام ابراہیم بن محمد الخیارجی رحمہ اللہ نے فوائد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہزار مرتبہ پڑھی۔ تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنے آپ کو خرید لیا۔

امام ابن النجار رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جس نے رات یا دن کے وقت تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ تو یہ قرآن کریم کی مقدار ہے۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے گیارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنا دے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: قسم بخدا! یا رسول اللہ! ﷺ تب ہم کثیر محل بنا لیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ ہی امن دینے والا اور فضیلت عطا فرمانے والا ہے۔ یا فرمایا: وہی امن دینے والا اور بہت زیادہ وسیع ہے۔

امام بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ایک آدمی کو سریہ پر بھیجا۔ تو وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے وقت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتا تھا اور ختم کرتا تھا۔ پس جب وہ لوگ واپس لوٹ کر آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ نے اس کا تذکرہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس سے پوچھو۔ کسی شے کے سبب وہ اس طرح کرتا رہا ہے؟ چنانچہ انہوں نے اس سے پوچھا۔ تو اس نے کہا: اس لیے کہ یہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ وہ لوگ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اطلاع کر دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ ''اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّهٗ'' (1)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کتاب اللہ میں ایک سورت ہے۔ لوگ اسے چھوٹا گمان کرتے ہیں اور میں اسے انتہائی عظیم وطویل دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ محبت کرنے والے سے محبت کرتا ہے۔ اس میں (توحید کے ساتھ) اور کسی شے کی آمیزش نہیں۔ میں تم میں سے جو بھی اس کی قرأت کرے۔ تو وہ اسے قلیل سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ کسی اور شے کو جمع نہ کرے۔ کیونکہ یہ (سورت) اسے جزا اور بدلہ دے گی۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: میرا ایک بھائی ہے۔ اس کے نزدیک قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی قرأت انتہائی پسندیدہ ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اپنے بھائی کو جنت کی بشارت دے دو۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 271، قدیمی کتب خانہ کراچی

کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا اور میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ اچانک دیکھا کہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے۔ ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۙ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تحقیق اس نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے اسم اعظم کے ساتھ دعا مانگی ہیکہ جب اس کے وسیلہ سے کوئی سوال کیا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے اور جب اس کے سبب دعا مانگی جائے تو وہ شرف قبول عطا فرماتا ہے۔(1)

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ دو سو مرتبہ پڑھی تو اس کے لیے پانچ سو سال کی عبادت کا اجر ہے۔

امام دارقطنی نے الافراد میں اور خطیب رحمہما اللہ نے تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب کبھی بیمار ہوتے تھے۔ تو قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ کر اپنے آپ پر (پھونکتے) تھے۔

ابن النجار نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر فرض نماز کے بعد دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنی رضا اور مغفرت واجب کر دی۔

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے الحلیہ میں حضرت ابو غالب مولی خالد بن عبداللہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک رات صبح سے تھوڑا پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو غالب! یاد رکھو: اٹھو اور نماز پڑھو۔ اگر چہ ثلث قرآن ہی کی قرأت کرو۔ تو میں نے عرض کی: اب تو صبح قریب ہے۔ میں قرآن کریم کا تہائی کیسے پڑھ سکتا ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا: بلاشبہ حضور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا: سورۂ اخلاص تہائی قرآن کے برابر ہوتی ہے۔

امام عقیلی رحمہ اللہ نے حضرت رجاء الغنوی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تین بار پڑھی۔ تو گویا اس نے سارا قرآن کریم پڑھا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر کوئی گفتگو نہ کی۔ یہاں تک کہ دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھ لی۔ تو اس دن اسے کوئی گناہ اور شیطان کی جانب سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے کمزور سند کے ساتھ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جس نے صبح کی نماز کے بعد کسی سے گفتگو کرنے سے پہلے سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی۔ تو اس دن اسے پچاس صدیقوں کے عمل کے برابر اسے بلند کر دیا جاتا ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے جب ان کی شادی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ کی۔ تو آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور اس پانی سے تھوڑا سا منہ میں لے کر اس پانی

1۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 316 (3857)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں کلی کردی۔ پھر وہ پانی ان کے گریبان اور کندھوں پر چھڑکا۔ پھر انہیں قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین تعویذ پہنایا۔(1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس نے دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ تیس مرتبہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سو محل بنائے گا۔ اور جس نے نماز میں پڑھی تو وہ اس سے افضل ہے۔ اور جس نے اپنے گھر والوں اور اپنے پڑوسیوں کے پاس داخل ہوتے وقت یہ سورت پڑھی۔ تو اس کے سبب اس کے اہل اور پڑوسیوں کو خیر اور برکت پہنچے گی۔(2)

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ ایک مجلس میں تھے اور وہ کہنے لگے: کیا تم میں سے کوئی یہ استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ ہر رات ثلث قرآن کے ساتھ قیام کرے؟ لوگوں نے کہا: کیا کوئی اس کی طاقت رکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: بے شک قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن ہے۔ اتنے میں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی گفتگو ساعت فرمانے لگے۔ پھر فرمایا: ابوایوب نے سچ کہا ہے۔

ابن ضریس، بزار، محمد بن نصر اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر رات ایک تہائی قرآن کریم پڑھنے سے عاجز ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کریم کے برابر ہوتی ہے۔(3)

امام احمد، طبرانی اور ابن السنی رحمہم اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے دس مرتبہ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ آخر تک پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں محل بنا دے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تب ہم کثرت کریں گے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہی اکثر واطیب ہے۔(4)

امام سعید بن منصور اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ تو ایک منزل پر آپ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ اور دوسری رکعت میں قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قرأت فرمائی۔ اور جب آپ نے سلام پھیرا، تو فرمایا: کسی آدمی نے نماز میں ان دو سورتوں سے زیادہ بلیغ اور افضل سورتوں کی قرأت نہیں کی۔

امام محمد بن نصر اور طبرانی رحمہما اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کریم کے برابر ہے۔(5)

امام ابوعبید، احمد، بخاری نے تاریخ میں، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن ضریس اور بیہقی

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 41، صفحہ 125، دارالفکر بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 510 (2557)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 308 (11552)، دارالفکر بیروت
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 304 (11535)
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 309 (11553)

رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اورانہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رات کے وقت تہائی قرآن کریم پڑھنے سے عاجز ہوتا ہے؟ جب آپ ﷺ نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ یہ قول ان پر گراں گزرا ہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے رات کے وقت سورۂ اخلاص پڑھی۔ تحقیق اس نے اس رات تہائی قرآن کریم پڑھ لیا۔(1)

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے، وہ سورۂ اخلاص پڑھ رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ نے) اس کے لیے جنت واجب کردی۔(2)

امام ابوعبید، احمد، مسلم، ابن ضریس اور نسائی رحمہم اللہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہر روز تہائی قرآن کریم پڑھنے سے عاجز ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: ہم تو اس سے بہت کمزور ہیں اور بہت عاجز ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو تین اجزاء میں تقسیم فرما دیا ہے اور فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن ہے۔(3)

امام مالک، احمد، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابن ضریس اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو سورۂ اخلاص پڑھتے سنا کہ وہ اسے بار بار دہرا رہا ہے پس جب صبح ہوئی تو وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! یہ ثلث قرآن کے برابر ہوتی ہے۔(4)

امام احمد، بخاری اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رات کے وقت ایک تہائی قرآن کریم پڑھنے سے عاجز ہوتا ہے؟ تو یہ قول ان پر گراں گزرا۔ انہوں نے عرض کی: ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ الواحد الصمد ثلث قرآن ہے۔(5)

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے ساری رات قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے ہوئے بسر کی اور اس کا ذکر حضور نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! بے شک یہ سورت نصف قرآن یا ثلث قرآن کے برابر ہوتی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ مقدس میں قیام کیا اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ مکمل سورت پڑھی۔ پھر اسے ہی بار بار پڑھتا رہا۔ اس پر کچھ زائدہ نہ کیا۔ جب ہم نے صبح کی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے آگاہ

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 113، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 303 (11532)، دارالفکر بیروت
3۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 271، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 750، قدیمی کتب خانہ کراچی
5۔ ایضاً

کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ یہ ایک تہائی قرآن کریم کے برابر ہے۔(1)

امام احمد، ابوعبید، نسائی، ابن ماجہ اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن کے برابر ہوتی ہے۔(2)

امام طبرانی نے الصغیر میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے الشعب میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کسی نے صبح کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی گویا اس نے چار مرتبہ قرآن کریم پڑھا اور اس دن اس کا یہ عمل تمام اہل زمین سے افضل ہے۔ بشرطیکہ وہ متقی رہے۔(3)

امام احمد، ابن ضریس، نسائی، طبرانی نے الاوسط میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ثلث قرآن ہے یا اس کے برابر ہے۔(4)

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو سورۂ اخلاص پڑھتے سنا، کہ وہ ترتیل کے ساتھ پڑھ رہا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا: سوال کر، تجھے عطا کیا جائے گا۔

امام سعید بن منصور اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے فجر کے بعد دس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اور ایک روایت میں صبح کے بعد کے الفاظ ہیں: تو اس دن اسے کوئی گناہ لاحق نہیں ہوگا۔ اگرچہ شیطان کوشش کرتا بھی رہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جس نے عشا کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ پندرہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں دو محل بنائے گا جنہیں اہل جنت دیکھ رہے ہوں گے۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ بیس مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں دو محل بنا دیتا ہے جنہیں اہل جنت دیکھیں گے۔

امام سعید بن منصور اور ابن ضریس رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جس نے چار رکعتوں میں سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی اور ہر رکعت میں پچاس مرتبہ۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے سو برس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ پچاس

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 502 (2532)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ مع شرح، جلد 4، صفحہ 278 (3789)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 305 (11539)، دار الفکر بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 507 (2544)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سال آنے والے اور پچاس سال جو گزر چکے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر میں آرام فرمانے کے لیے تشریف لے جاتے۔ تو آپ اپنی ہتھیلیوں کو جمع کرتے اور پھر ان میں پھونکتے۔ تو آپ ﷺ ان میں سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھتے تھے۔ پھر ان دونوں کو اپنے جسم پر پھیر دیتے تھے جہاں تک ہاتھ پہنچتے۔ آپ اس کا آغاز سر سے کرتے پھر چہرہ اور اپنے جسم کے سامنے والے حصہ پر پھیرتے تھے۔ آپ ﷺ یہ عمل تین بار کرتے تھے۔ (1)

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نسائی، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اور طبرانی رحمہم اللہ نے حضرت عبداللہ بن حبیب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا صبح و شام تین مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھا کر یہ تجھے ہر شے کے لیے کافی ہیں۔ (2)

امام احمد رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ بن عامر! کیا میں تجھے وہ افضل ترین تین سورتیں نہ سکھا دوں جو تورات، انجیل، زبور اور فرقان عظیم سب میں نازل کی گئی ہیں؟ میں نے عرض کی: ہاں کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کر دے۔ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: کہ پھر آپ ﷺ نے مجھے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھائیں اور فرمایا: اے عقبہ! ان سورتوں کو نہ بھولنا اور انہیں پڑھے بغیر کوئی رات نہ گزارنا۔

امام نسائی، ابن مردویہ اور بزار رحمہم اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن انیس اسلمی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پر رکھا۔ پھر ان سے فرمایا: کہو۔ اور میں نہیں جانتا تھا کہ میں کیا کہوں۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یہاں تک کہ میں اس سے فارغ ہو گیا۔ پھر آپ نے مجھے کہا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ یہاں تک میں اس سے فارغ ہو گیا (یعنی میں نے یہ سورتیں مکمل پڑھیں) تو پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پس اس طرح پناہ طلب کرو۔ پناہ مانگنے والوں نے ان کی مثل کے ساتھ کبھی پناہ طلب نہیں کی۔ (3)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الشعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ایک رات نماز پڑھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک زمین پر رکھا۔ تو بچھو نے آپ کو ڈس لیا۔ آپ ﷺ نے اپنے نعلین کے پاس سے پالیا اور اسے مار ڈالا۔ پھر جب پیچھے مڑے تو فرمایا: اللہ تعالیٰ بچھو پر لعنت کرے نہ یہ نماز کو چھوڑتا ہے اور نہ ہی دوسرے کو۔ یا فرمایا: نہ یہ نبی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نبی کو۔ پھر آپ ﷺ نے نمک اور پانی طلب فرمایا اور اسے ایک برتن میں ڈالا۔ پھر

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 750، قدیمی کتب خانہ کراچی
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 693، نور محمد اصح المطابع کراچی
3۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 311، وزارت تعلیم اسلام آباد

آپ ﷺ اپنی انگلی کی اس جگہ پر اسے انڈیلنے لگے جہاں بچھو نے ڈسا تھا اور اسے ملنے لگے اور ساتھ معوذ تین پڑھتے رہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس پر ہاتھ پھیرنے لگے اور ساتھ ساتھ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے رہے۔(1)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ الصمد وہ سردار ہے جو اپنی سیادت وسرداری میں مکمل ہو۔ اور وہ شریف ہے جو اپنے شرف میں کامل ہو۔ اور وہ عظیم ہے جو اپنی عظمت میں مکمل ہو۔ وہ حلیم ہے جو اپنے حلم میں کامل ہو۔ وہ غنی ہے جو اپنے غنا میں کامل ہو۔ اور وہ جبار ہے جو اپنے جبروت میں مکمل ہو۔ وہ عالم ہے جو اپنے علم میں کامل ہو۔ اور وہ حکیم ہے جو اپنی حکمت ودانائی میں کامل ہو۔ اور وہ ذات جو سیادت وشرف کی تمام انواع میں کامل واکمل ہے وہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ یہ اسی کی صفت ہے۔ یہ اس کے سوا کسی کو سزاوار نہیں۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں اور نہ ہی اس کی مثل کوئی شے ہے۔

امام ابن ضریس، ابوالشیخ نے العظمہ میں اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: بے شک اس سورت کی بنا پر سات آسمانوں اور سات زمینوں کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے کوئی بھی برابری کرنے والا اور کوئی بھی اس کا معاون ومددگار نہیں۔(2)

1۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 518 (2575)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 424، داراحیاء التراث العربی بیروت

آیاتھا ۵ سُوْرَۃُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ ۱۱۳ رکوعھا ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَ مِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَ مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾

'' آپ عرض کیجئے میں پناہ لیتا ہوں صبح کے پروردگار کی۔ ہر اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا۔ اور (خصوصاً) رات کی تاریکی کے شر سے جب وہ چھا جائے۔ اور ان کے شر سے جو پھونکے مارتی ہیں گرہوں میں۔ اور (میں پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے''۔

امام احمد، بزار، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے طرق صحیحہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مصحف سے معوذتین کو مٹا دیتے تھے اور کہتے تھے: تم قرآن میں ایسی شے کی آمیزش نہ کرو جو اس میں سے نہیں ہے۔ بے شک یہ دونوں کتاب اللہ میں سے نہیں ہیں۔ صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کی قرأت نہیں کرتے تھے۔ بزار نے کہا ہے: صحابہ کرام میں سے کسی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی اتباع و پیروی نہیں کی۔ حالانکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت کے ساتھ مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں ان دونوں کی قرأت کی ہے اور ان دونوں کو مصحف میں ثابت رکھا گیا ہے۔(1)

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دونوں سورتوں کے متعلق پوچھا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کہا گیا ہے تو میں نے کہا: پس تم بھی اسی طرح کہو جیسے میں نے کہا ہے۔(2)

امام احمد، بخاری، نسائی، ابن ضریس، ابن الانباری، ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں آیا اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: اے ابوالمنذر! میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے مصحف میں معوذتین نہیں لکھتے۔ تو انہوں نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں نے ان دونوں کے بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا اور جب سے میں نے پوچھا ہے اس وقت سے تیرے سوا کسی نے بھی ان کے بارے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کہا گیا ہے کہو۔ سو میں نے کہا: پس تم بھی کہو۔ چنانچہ ہم اسی طرح کہتے ہیں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔

امام مسدد اور ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حنظلہ سدوسی رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا: میں قوم کو نماز پڑھتا ہوں۔ اور میں قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ اور قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتا ہوں۔ تو انہوں نے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 12-311 (63-11562)، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 312 (11564)

فرمایا: ان دونوں کو پڑھا کر۔ کیونکہ یہ دونوں قرآن میں سے ہیں۔

امام احمد اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابو العلاء یزید بن عبد اللہ بن الشخیر رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا: ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور لوگ پیچھے پیچھے آ رہے تھے اور سواریوں کی قلت تھی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور میرے اترنے کا مقام آ گیا۔ چنانچہ آپ مجھے ملے اور میرے کندھے پر ضرب لگائی اور فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ تو میں نے کہا اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت پڑھی۔ اور میں نے بھی آپ کے ساتھ ساتھ اسے پڑھا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت پڑھی۔ اور میں نے بھی آپ کے ساتھ اس کی قرأت کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تو نماز پڑھے تو ان کی قرأت کیا کر۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر کچھ آیات نازل کی گئی ہیں کہ ان کی مثل مجھ پر نازل نہیں کی گئیں اور وہ معوذتین ہیں۔(1)

امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ضریس، ابن الانباری نے المصاحف میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آج کی رات مجھ پر کچھ آیات نازل کی گئی ہیں۔ جن کی مثل میں نے کبھی نہیں دیکھیں (یعنی) قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔(2)

امام ابن ضریس، ابن الانباری، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے الشعب میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ اور ہم جحفہ اور ابواء کے درمیان تھے کہ اچانک شدید ہوا اور تاریکی نے ہمیں ڈھانپ لیا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! تو بھی ان دونوں کے ساتھ پناہ طلب کر۔ پس ان دونوں کی مثل کے ساتھ پناہ طلب کرنے والا کوئی نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں ان دونوں کے ساتھ امامت کراتے بھی سنا ہے۔(3)

امام ابن سعد، نسائی، بغوی اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو حابس جہنی رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابو حابس! رضی اللہ عنہ۔ کیا میں تجھے وہ افضل ترین شی نہ بتاؤں جس کے ساتھ پناہ مانگنے والے پناہ طلب کریں؟ انہوں نے عرض کی: ہاں! کیوں نہیں۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ یہ دونوں معوذتین ہیں۔(4)

امام ترمذی اور آپ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابو سعید الخدری

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 310(11558)، دار الفکر بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 272، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 511(2563)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 311، وزارت تعلیم اسلام آباد

رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنات اور انسانوں کی نظر سے پناہ مانگتے تھے اور جب معوذتین کی سورتیں نازل ہوئیں، تو آپ ﷺ ان دونوں کے ساتھ پناہ طلب کرنے لگے اور ان کے سوا ہر شے کو چھوڑ دیا۔(1)

امام ابوداؤد، نسائی، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دس خصلتوں کو ناپسند کرتے تھے۔ زعفران ملی خوشبو لگانا یعنی الخلوق، بڑھاپے کو چھپانا، تبدیل کرنا، چادر کو زمین پر گھسیٹنا، سونے کی انگوٹھی پہننا، تعویذ باندھنا اور معوذات کے سوا دم کرنا، ٹخنوں پر مارنا، خاوند کے علاوہ کسی غیر کے لیے زیب وزینت کا اظہار کرنا۔ ایسے مقام پر پانی ڈالنا جو حلال نہ ہو (مراد زنا کرنا ہے) اور بچے کو خراب کرنا اسے غیر محرم کے حوالے کر کے۔(2)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ معوذات کے سوا دم کرنا ناپسند فرماتے تھے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد معوذات پڑھا کرو۔

ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں (یعنی موذتین) کی مثل کے ساتھ نہ کسی سائل نے سوال کیا اور نہ کسی پناہ طلب کرنے والے نے پناہ طلب کی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے عقبہ! قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ۔ کیونکہ تو ان سے زیادہ بلیغ ہرگز نہیں پڑھے گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین سورتوں میں سے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس بھی ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور اس میں معوذتین کی قرأت کی۔ پھر فرمایا: اے معاذ! کیا تو نے سنا ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں نے ان کی مثل نہیں پڑھیں۔

امام نسائی، ابن ضریس، ابن الانباری اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے کندھے کو پکڑا اور فرمایا: پڑھ۔ میں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پھر فرمایا: تو پڑھ میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں کیا پڑھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تو ان دو کی مثل ہرگز نہیں پڑھے گا۔(4)

1۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 27، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 580، نور محمد اصح المطابع کراچی
3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 517 (2578)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن نسائی، جلد 2، صفحہ 312، وزارت تعلیم اسلام آباد

امام ابن سعد رحمہ اللہ نے حضرت یوسف بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ثابت بن قیس بیمار ہوئے۔ اور رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے اور یہ مریض تھے۔ تو آپ ﷺ نے معوذات پڑھ کر انہیں دم کیا اور پھونک ماری۔ اور فرمایا ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اکْشِفِ الْبَاسَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ قَیْسِ بْنِ شِمَاسٍ'' (اے اللہ! جو سارے لوگوں کا رب ہے۔ ثابت بن قیس بن شماس سے بیماری دور فرمادے) پھر آپ نے ان کی اس وادی (طحان) سے کچھ مٹی لی اور اسے پانی میں ڈالا اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو پلا دیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس رحمہما اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ جب فجر طلوع ہوئی آپ ﷺ نے اذان کہی اور اقامت کہی۔ پھر مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا۔ پھر آپ نے معوذتین کے ساتھ قرأت کی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: تو نے کیسے دیکھا؟ میں نے عرض کی: تحقیق میں نے دیکھ لیا ہے یا رسول اللہ! ﷺ۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو یہ دونوں پڑھا کر جب بھی تو سوئے اور جب بھی تو اٹھے۔(1)

امام ابن الانباری نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عقبہ بن عامر کو فرمایا: سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھا کر۔ کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کی پسندیدہ سورتوں میں سے ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑے چل رہا تھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تجھے ایسی دو سورتیں نہ لکھا دوں جن کی قرأت انتہائی بہتر اور نفع بخش ہے؟ میں نے عرض کی: ہاں کیوں نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ اور جب آپ نے نزول فرمایا تو آپ نے صبح کی نماز میں ان ہی کی قرأت کی۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عقبہ! تو کیسے دیکھتا ہے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خچر پر سوار تھے۔ تو وہ بدکنے لگی۔ تو آپ ﷺ نے اسے روک دیا اور ایک آدمی کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس پر یہ پڑھے: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ پس وہ پرسکون ہوگئی اور چل پڑی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کو سیاہی مائل سفید رنگ کی ایک خچر بطور ہدیہ و تحفہ پیش کی۔ تو اس میں بڑی مشقت اور مشکل پیش آئی۔ تو آپ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اس پر سوار ہو اور اسے مطیع بناؤ۔ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نسبتاً زیادہ ڈرنے لگے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: اس پر سوار ہو اور قرآن کریم پڑھو۔ انہوں نے عرض کی: میں کیا پڑھوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! تو نے اس کی مثل سورت کے ساتھ نماز نہیں پڑھی ہوگی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 146 (30211)، دار التاج بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 366 (877)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار تھے تو آپ اپنے اوپر معوذتین پڑھتے اور تھوکتے یا پھونک مارتے تھے۔

امام ابن الانباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب تو قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھے تو کہا کر اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور جب قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے۔ تو کہا کر۔ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

امام محمد بن نصر نے حضرت ابوضمرہ سے اور انہوں نے اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اس دوسری رکعت میں جس کے ساتھ آپ وتر بناتے تھے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے تھے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اپنے اہل خانہ میں سے ایک عورت کے گلے میں ایک تسمہ دیکھا جس میں تعویذ تھے۔ تو آپ نے اسے کاٹ دیا اور فرمایا: آل عبداللہ شرک سے غنی اور بری ہے۔ پھر فرمایا: مصیبت، تعویذ اور منتر شرک میں سے ہیں۔ تو اس عورت نے کہا: بلاشبہ ہم میں سے کوئی اپنے سر میں تکلیف کی شکایت کرتی ہے تو وہ منتر گنڈے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اور جب وہ منتر کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ یہ گمان کرتی ہے کہ تحقیق اس نے اسے نفع اور فائدہ دیا ہے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک شیطان تم میں سے کسی کے پاس آتا ہے اور وہ اس کے سر میں آکر کیل چبھو دیتا ہے۔ اور جب وہ منتر کراتی ہے تو وہ رک جاتا ہے۔ اور جب منتر نہ کرائے تو وہ اسے اور مضبوط اور پختہ کرتا ہے۔ پس اگر تم میں سے کسی کو تکلیف ہو۔ تو وہ پانی لے کر اسے اپنے سر اور منہ پر چھڑکے۔ پھر یہ کہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پھر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھے۔ ان شاء اللہ اس کے لیے نفع بخش ہوگا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے مسند میں حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک آدمی نے حضور نبی مکرم ﷺ پر جادو کیا اور آپ بیمار ہو گئے۔ پھر حضرت جبرائیل امین حاضر خدمت ہوئے اور آپ ﷺ پر معوذتین نازل ہوئیں۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کہا۔ بے شک یہود میں سے ایک آدمی نے آپ پر جادو کیا ہے۔ اور وہ سحر فلاں کنوئیں میں ہے۔ پس آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور وہ اسے لے کر حاضر خدمت ہو گئے۔ چنانچہ وہ آیت پڑھتے رہے اور گرہ کھولتے رہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے۔ گویا کہ آپ ﷺ بندھی ہوئی رسی (بیڑی) سے آزاد ہو گئے (اور ہشاش بشاش ہو گئے)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک یہودی غلام تھا جو آپ کی خدمت کرتا تھا۔ اسے لبید بن اعصم کہا جاتا تھا۔ وہ یہودی آپ کے ساتھ مسلسل رہا یہاں تک کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر جادو کر دیا۔ اور حضور نبی کریم ﷺ گھلتے رہے، کمزور ہوتے رہے اور یہ معلوم نہ تھا۔ آپ کو تکلیف کیا ہے۔ پس اسی دوران ایک رات رسول اللہ ﷺ آرام فرما تھے کہ اچانک آپ کے پاس دو فرشتے آئے، ان میں سے ایک آپ کے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا پاؤں کی جانب۔ پس وہ فرشتہ جو سر کی جانب تھا اس نے پاؤں کی جانب بیٹھنے والے فرشتے سے کہا: انہیں کیا تکلیف ہے؟ تو اس نے جواب دیا: ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پھر پوچھا: ان پر کس

نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: لبید بن اعصم نے۔ اس نے پوچھا: کس کے ساتھ اس نے جادو کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: کنگھی کے بالوں اور تر کھجوروں کے خشک گابے کے ساتھ۔ وہ ذی اروان میں ہے اور وہ کنوئیں کے اس پتھر کے نیچے ہے جس پر کھڑے ہو کر پانی نکالا جاتا ہے۔ پس جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی معیت میں کنوئیں کی طرف چلے اور ایک آدمی اس میں اترا۔ وہ پتھر کے نیچے سے گابے کو نکال لایا۔ تو دیکھا اس میں رسول اللہ ﷺ کی کنگھی اور آپ کے سر مبارک کے بال تھے۔ اور اس میں موم کا مجسمہ بنا ہوا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی تصویر کے مشابہ تھا۔ اور اس میں سوئی گاڑھی ہوئی تھی۔ جب کہ ایک تسمے میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ پس حضرت جبرائیل علیہ السلام موذتین لے کر آئے اور کہا: اے محمد! ﷺ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور گرہ کھل گئی۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اور دوسری گرہ کھل گئی۔ حتی کہ آپ سورت سے فارغ ہوئے اور تمام کی تمام گرہیں کھل گئیں اور سوئی کو نکالتے وقت تو آپ ﷺ نے اس کا درد محسوس کیا۔ پھر اس کے بعد آپ راحت وسکون پانے لگے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! ﷺ اگر آپ یہودی کو قتل کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت وعافیت عطا فرمائی ہے اور اس کے پیچھے اللہ تعالیٰ کا عذاب انتہائی شدید ہے۔ چنانچہ آپ نے اسے نکال دیا۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے حضور نبی کریم ﷺ پر جادو کیا۔ اس نے اس میں مجسمہ بنایا اور اس میں گیارہ گرہیں لگائیں۔ اس کے سبب آپ ﷺ شدید بیمار ہو گئے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کو معوذتین پیش کیے۔ تو حضرت میکائیل علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا: اے جبرائیل! آپ کے صاحب تو تکلیف میں ہیں۔ اس نے جواب دیا: ہاں۔ تو انہوں نے کہا: لبید بن اعصم یہودی نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہے اور وہ بئر میمون میں پانی کے پتھر کے نیچے سخت زمین میں ہے۔ انہوں نے پوچھا: اس کا علاج کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: کنوئیں کا پانی نکالا جائے پھر اس پتھر کو الٹا جائے اور وہاں سے غلاف کو اٹھا لیں۔ اس میں ایک تصویر ہے۔ اس میں گیارہ گرہیں ہیں۔ پس اسے جلا دیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت یاب ہو جائیں گے۔ پس آپ ﷺ نے ایک جماعت بھیجی۔ ان میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ پانی نکالا گیا تو انہوں اسے اس طرح پایا گویا کہ وہ مہندی کا پانی ہے۔ پھر چٹان کو الٹایا گیا۔ تو اس کے نیچے وہ غلاف تھا جس میں ایک مجسمہ تھا۔ اس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: اے محمد! ﷺ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اس میں خلق سے مراد صبح ہے۔ تو ایک گرہ کھل گئی۔ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ یعنی جن وانس کے شر سے۔ تو دوسری گرہ کھل گئیں۔ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ اور رات کی تاریکی کے شر سے جس کے ساتھ رات آتی ہے۔ وَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ اور تکلیف دہ جادو کرنے والیوں کے شر سے۔ پس گرہیں کھل گئیں۔ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ اور میں حسد کرنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جب وہ حسد کرے)

امام ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ یہودیوں نے حضونی کریم ﷺ کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 92، دارالکتب العلمیہ بیروت

ساتھ کچھ عمل کیا جس کے سبب آپ کو شدید درد ہونے لگا۔ آپ کے صحابہ کرام آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ پھر آپ کے پاس سے باہر نکل گئے۔ وہ خیال کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو درد ہے۔ پھر حضرت جبرائیل امین علیہ السلام معوذتین لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ آپ کو تعویذ کیا۔ پھر کہا" بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ وَّنَفْسٍ حَاسِدٍ اللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِاسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ "(میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو اذیت دے اور ہر حسد کرنے والے کی نظر اور نفس سے۔ اللہ آپ کو شفا دے۔ میں اللہ کا نام لے کر آپ کو دم کرتا ہوں)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھی اور فرمایا: اے ابن عبسہ! کیا تو جانتا ہے فلق کیا ہے؟ تو میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلق جہنم میں ایک کنواں ہے۔ جب جہنم بھڑکتی ہے تو اس کے سبب بھڑکتی ہے اور جہنم اس سے اسی طرح اذیت پاتی ہے جس طرح بنو آدم جہنم سے اذیت پائیں گے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کیا تو جانتا ہے فلق کیا ہے؟ یہ جہنم کا ایک دروازہ ہے جب اسے کھولا جائے گا تو جہنم بھڑک اٹھے گی۔

ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد باری تعالیٰ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کے بارے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ جہنم میں قید خانہ ہے جس میں ظلم کرنے والے جابر (حکمرانوں) اور تکبر کرنے والوں کو قید کیا جائے گا۔ بے شک جہنم بھی اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتی ہے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الْفَلَقِ جہنم میں ایک گڑھا ہے جو اوپر سے ڈھانپا ہوا ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت زید بن علی اور ان کے آباء سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الْفَلَقِ جہنم کی گہرائی میں ایک گڑھا ہے اس کے اوپر سے ڈھانپا ہوا ہے۔ جب اسے کھولا جائے گا تو اس سے آگ نکلے گی تو اس گرمی کی شدت سے جہنم چیخنے چلانے لگے گی جو اس گڑھے سے خارج ہوگی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ الْفَلَقِ سے مراد صبح ہے۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: مجھے قول باری تعالیٰ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ کے بارے بتائیے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں جب کہ وہ رات کی تاریکی سے پھوٹتی ہے۔ تو نافع نے عرض کی: کیا اہل عرب بھی اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے زہیر بن ابی اسلمی کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

1۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 3، صفحہ 217 (6427)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 427، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً

اَلْفَارِجُ الْهَمِّ مَسْدُوْلًا عَسَاكِرُهُ كَمَا يَفْرُجُ غَمَّ الظُّلْمَةِ الْفَلَقُ

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَلْفَلَقِ کا معنی الخلق یعنی پیدا کرنا ہے۔(1)

امام احمد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ نے العظمہ میں، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن چاند کی طرف دیکھا جب کہ وہ طلوع ہوا اور فرمایا: اے عائشہ! (رضی اللہ عنہا) اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کر۔ کیونکہ یہی غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ہے۔(2)

ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ سے مراد تاریک ہونے والے ستارے کے شر سے پناہ طلب کرنا ہے اور وہ ستارہ ثریا ہے۔(3)

امام ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ عرب کہتے ہیں غاسق سے مراد ثریا کا گرنا ہے۔ اس کے گرنے کے وقت بیماریوں اور طاعون کی کثرت ہو جاتی ہے اور اس کے طلوع کے وقت (یعنی بلند ہونے کے وقت) وہ اٹھ جاتی ہیں۔(4)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب ستارے بلند ہوں گے تو ہر شہر سے آفات اٹھا دی جائیں گی۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمۃ اللہ علیہ سے وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ رات کے شر سے جب وہ جانے لگے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ غَاسِقٍ سے مراد ثریا کا گرنا ہے۔ اور غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کا مفہوم ہے۔ سورج جب غروب ہو جائے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ رات کے شر سے جب وہ آنے لگے۔(5)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ آپ مجھے وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کے بارے بتایئے۔ تو آپ نے فرمایا: کہ غَاسِقٍ سے مراد ظلمت اور تاریکی ہے۔ اور وَقَبَ سے مراد اس کی شدید سیاہی اور انتہائی تاریکی ہے۔ جب کہ وہ ہر شے میں داخل ہو جائے۔ یہ سن کر نافع نے کہا: کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 428، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن ترمذی، جلد 2، صفحہ 172، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 430 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 429

عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے زہیر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

ظَلَّتْ تَجُوْبُ يَدَاهَا وَهِيَ لَاهِيَةٌ حَتّٰى اِذَا جَنَحَ الْاَظْلَامُ وَالْغَسَقُ

اور اس نے وقب کے بارے کہا

وَقَبَ الْعَذَابُ عَلَيْهِمْ فَكَاَنَّهُمْ لَحِقَتْهُمْ نَارُ السَّمَاءِ فَاُخْمِدُوْا

''ان پر عذاب چھا گیا گویا کہ آسمان کی آگ ان میں داخل ہوگئی اور وہ ٹھنڈے کر دیئے گئے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کا یہ معنی ذکر کیا ہے کہ رات جب کہ داخل ہو جائے۔(1)

امام ابن منذر نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا النَّفّٰثٰتِ کا معنی ہے جادو کرنے والی عورتیں۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم ذکر کیا ہے کہ اس سے مراد جادو کو جھاڑ پھونک سے ملانے والے ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّفّٰثٰتِ سے مراد جادو کرنے والے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ کا معنی ہے۔ دھاگے کی گرہ میں پھونک لگانے والیاں۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے گرہ لگائی۔ پھر اس میں پھونک ماری۔ تو اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا تحقیق اس نے شرک کیا۔

امام حاکم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: کیا میں تجھے وہ دم نہ کردوں جو دم مجھے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے کیا تھا؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں ضرور۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ تو آپ ﷺ نے اس طرح دم فرمایا: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ وَاللّٰهِ يُشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ فِيْكَ مِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ'' تو آپ ﷺ نے یہی پڑھ کر تین بار دم فرمایا۔(4)

ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے سر میں درد محسوس کیا۔ اور آپ نے صحابہ کرام کے پاس جانے میں دیر کردی۔ پھر آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی: کون سی شے ہے جس نے آپ کو ہمارے پاس آنے سے لیٹ کر دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ درد ہے جسے میں نے اپنے سر میں محسوس کیا ہے۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ میرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 429، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 431 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 590 (3990)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سر پر رکھا ہے۔ پھر یہ پڑھا ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُّؤْذِيْكَ اَوْ يُصِيْبُكَ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ مُعْلِنٍ اَوْ مُسِرٍّ وَّمِنْ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ آپ نے فرمایا: پھر میں صحت یاب ہو گیا۔

امام ابن عدی نے الکامل میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے شعب الایمان میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ حسد وہ پہلا گناہ ہے جو آسمان میں ہوا تھا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ مراد یہودی ہیں جو کہ اسلام سے حسد کرتے تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ سے مراد ابن آدم کا نفس اور اس کی نظر ہے (یعنی ابن آدم کی ذات اور اس کی نظر کے سے شر سے میں پناہ مانگتا ہوں)۔

ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ حاسد کی نظر اور اس کے نفس کے شر سے۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا ہے کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام ان کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو تکلیف ہو رہی تھی۔ تو انہوں نے یہ پڑھا: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ حَسَدِ حَاسِدٍ وَّكُلِّ عَيْنٍ، اسْمِ اللّٰهِ يَشْفِيْكَ''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے۔ تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور یہ پڑھ کر دم کیا: ''بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ كُلِّ كَاهِنٍ وَّحَاسِدٍ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ''

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم حسد سے بچو۔ کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلند درجات لعنت کرنے والے، احسان جتلانے والے، بخیل، باغی اور حسد کرنے والے کے لیے نہیں کھلیں گے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ہم حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر ابھی اہل جنت میں سے ایک آدمی اس راستے سے آئے گا۔ پس اتنے میں انصار میں سے ایک آدمی آیا، اس کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور وہ اپنے بائیں ہاتھ میں جوتے اٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے سلام عرض کیا۔ پھر جب دوسرا دن تھا تو حضور نبی کریم ﷺ نے اسی طرح فرمایا۔ تو پھر پہلی بار کی طرح ایک

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 273 (6633)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 432، دار احیاء التراث العربی بیروت

آدمی آیا۔ اور جب تیسرا دن ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ نے پہلے کی طرح گفتگو فرمائی۔ تو وہی آدمی اپنی پہلی حالت کی طرح پر آیا۔ اور جب حضور نبی کریم ﷺ اٹھے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے ہو لیے اور کہنے لگے: میرا اپنے باپ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں تین دن تک اس کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں تو آپ مجھے اپنے پاس پناہ عطا فرمائیں۔ یہاں تک کہ وہ تین دن گزر جائیں۔ جن کی میں نے قسم کھائی ہے۔ اس نے کہا: ہاں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ انہوں نے تین راتیں اس کے ساتھ گزاریں اور اسے دیکھا کہ وہ صرف فجر کی نماز کے لیے اٹھتا ہے۔ اور جب وہ اپنے بستر پر کروٹ بدلتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی کبریائی بیان کرتا ہے اور وہ خیر کے سوا کوئی بات نہیں کرتا۔ جب تین راتیں گزر گئیں اور میں اس کے عمل کو حقیر جاننے کے قریب ہو گیا۔ تو میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان نہ کوئی ناراضگی ہے اور نہ کوئی اختلاف۔ لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ابھی تم پر اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا۔ پھر تم ہی تین مرتبہ آئے۔ تو میں نے چاہا کہ میں تمہارے پاس رہوں اور تمہارے عمل کو دیکھوں لیکن میں نے نہیں دیکھا کہ تم کوئی زیادہ عمل کرتے ہو۔ جب میں واپس مڑنے لگا تو اس نے مجھے بلایا اور کہا: عمل نہیں ہے مگر وہی جو تم نے دیکھ لیا ہے۔ مگر میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے خلاف کوئی کھوٹ نہیں پاتا اور نہ میں کسی سے اس کی عزت و اکرام اور بھلائی پر حسد کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا فرمائی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پس یہی وہ وصف ہے جس نے تجھے اس مقام پر پہنچا دیا ہے اور یہی وہ عمل ہے جس کی طاقت نہیں رکھی جاتی۔ (1)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز نور ہے، روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطاؤں کو اس طرح ختم کر دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (2)

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قریب ہے کہ فقر کفر ہو جائے اور قریب ہے کہ حسد تقدیر پر غالب آ جائے۔ (3)

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الشعب میں حضرت اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حسد کرنے والا میری نعمت کا دشمن ہے، وہ میرے فیصلے کو ناپسند کرنے والا ہے اور میری اس تقسیم پر راضی نہیں جو میں نے اپنے بندوں کے درمیان کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (4)

1۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 264 (6605)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 267 (6610) 3۔ ایضاً (6612)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 336 (26599)، دار التاج بیروت

آیاتہا ۶ ﴿ سُوْرَۃُ النَّاسِ مَکِّیَّۃٌ ۱۱۴ ﴾ رکوعہا ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِکِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰہِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۬ۙ الْخَنَّاسِ ۙ﴿۴﴾ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ﴿۶﴾

''(اے حبیب!) عرض کیجئے میں پناہ لیتا ہوں سب انسانوں کے پروردگار کی۔ سب انسانوں کے بادشاہ کی۔ سب انسانوں کے معبود کی۔ بار بار وسوسہ ڈالنے والے، بار بار پسپا ہونے والے کے شر سے۔ جو وسوسہ ڈالتا رہتا ہے لوگوں کے دلوں میں۔ خواہ وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مدینہ طیبہ میں نازل کی گئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت حکم بن عمیر ثمالی رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! بچو اور بار بار وسوسہ اندازی کرنے والے اور بار بار پسپا ہونے والے سے بچو۔ بلاشبہ وہ (اللہ تعالیٰ) تمہیں آزماتا ہے کہ تم میں سے عمل کے اعتبار سے اچھا کون ہے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مغفل سے بیان کیا ہے کہ غسل خانہ میں پیشاب کرنے سے وسوسہ اندازی کرنے والا پکڑ لیتا ہے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مرہ رضی اللہ عنہ نے یہ قول بیان کیا ہے اس آدمی کے وسوسہ سے بڑھ کر کسی کا وسوسہ بھکانے والا نہیں جو یہ خیال کرتا ہے کہ وسوسہ اس میں کارگر ہے۔

امام ابوبکر بن داؤد رحمہ اللہ نے کتاب ذم الوسوسہ میں حضرت معاویہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا میں سے یہ بھی ہے: ''اَللّٰھُمَّ اعْمُرْ قَلْبِیْ مِنْ وَسْوَاسِ ذِکْرِكَ وَاطْرِدْ عَنِّیْ وَسْوَاسَ الشَّیْطَانِ'' (اے اللہ! میرے دل کو اپنے ذکر کے الہام سے آباد رکھ اور شیطان کے وساوس مجھ سے دور بھگا دے)۔

امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے کتاب ذم الوسوسہ میں مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۬ۙ الْخَنَّاسِ کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول ذکر کیا ہے کہ شیطان کی مثال لومڑی کی طرح ہے کہ وہ اپنا منہ دل کے منہ پر رکھتا ہے اور اس میں وساوس ڈال دیتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 106 (1201)، دارالتاج بیروت

ہے۔ اور جب (بندہ) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اگر خاموش ہو جائے تو اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔ پس یہی اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کا مفہوم ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے مکاید الشیطان میں، ابو یعلی، ابن شاہین نے الترغیب فی الذکر میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ شیطان اپنی چونچ انسان کے دل پر رکھ دیتا ہے۔ پس اگر وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور اگر وہ بھول جائے تو وہ اس کے دل کو لقمہ بنالیتا ہے (یعنی اپنی چونچ مضبوطی سے گاڑ لیتا ہے)۔ پس یہی اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کا مفہوم ہے۔(1)

امام ابن شاہین رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ وسوسہ اندازی کرنے والے کی پرندے کی چونچ کی طرح ایک چونچ ہے۔ جب آدمی غافل ہو جائے تو وہ اس چونچ کی نوک کو دل کے کان میں پیوست کر دیتا ہے اور وسوسہ اندازی کرنے لگتا ہے۔ اور اگر آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو وہ باز آجاتا ہے اور پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اسی کو اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ کہا گیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے اسی آیت کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان آدمی کے دل پر ڈیرہ ڈالے ہوئے ہے۔ جب وہ بھول جاتا ہے اور غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ اندازی کرتا ہے۔ اور جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اس سے پیچھے ہٹ جاتا ہے۔(2)

امام ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، بیہقی اور الضیاء رحمہم اللہ نے المختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر اس کے دل پر بار بار وسوسہ اندازی کرنے والا (شیطان) قابض ہوتا ہے۔ پس جب وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو یہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ غافل ہو جاتا ہے تو یہ وساوس ڈالتا ہے۔ پس اسی کے متعلق یہ ارشاد ربانی ہے: اَلْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ خناس وہ ہے جو ایک بار وسوسہ اندازی کرتا ہے اور ایک بار پیچھے ہٹ جاتا ہے چاہے وہ جنات میں سے ہو یا انسانوں سے۔ اور کہا جاتا ہے کہ شیطان الانس لوگوں پر شیطان الجن سے زیادہ سخت (اور خطرناک) ہوتا ہے۔ شیطان الجن وسوسہ اندازی کرتا ہے اور تو اسے دیکھتا نہیں اور یہ (شیطان الجن) تجھے بالکل ظاہر دیکھ رہا ہوتا ہے۔(4)

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے بے شک شیطان کے لیے انسان کے سینے میں ایک دروازہ ہے جس سے وہ وساوس ڈالتا رہتا ہے۔

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 453 (4285)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 433، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 434

امام سعید بن منصور، ابن ابی الدنیا اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت عروہ بن رویم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ آپ کو شیطان کی وہ جگہ دکھائے جو ابن آدم (انسان) کے اندر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ پر وہ جگہ ظاہر فرمادی۔ تو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر سانپ کے سر کی طرح ہے اور وہ دل کے منہ پر اپنا سر رکھے ہوئے ہے۔ پس جب آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو وہ پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ اور جب وہ اس کا ذکر نہ کرے تو وہ پھر اپنا سر دل کے منہ پر رکھ لیتا ہے اور اسی طرح کے وساوس ڈالتا رہتا ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ شیطان کا محل انسان کے دل پر ہے، اس کی آنکھوں میں ہے اور اس کے ذکر (شرم گاہ) میں ہے اور عورت میں اس کا محل اس کی آنکھیں اور اس کی شرم گاہ ہے جب وہ سامنے سے آئے اور اس کی دبر میں ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر چلے۔ یہی شیطان کی مجالس (بیٹھنے کی جگہیں) ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے **مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے: دونوں وسوسہ اندازی کرنے والے ہیں۔ پس جنات میں وسوسہ اندازی کرنے والا جن ہے اور انسان کے نفس کی وسوسہ اندازی کو **وَ النَّاسِ** سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے **مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ** کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ بلاشبہ لوگوں میں سے بھی شیاطین ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں شیطانوں (کے شر) سے چاہے وہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے۔(1)

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 478 (3748)، دارالکتب العلمیہ بیروت

سورۃ الخلع اور سورۃ الحفد سے متعلقہ روایات کا ذکر

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے فضائل میں ذکر کیا ہے کہ موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں خبر دی، کہ حماد نے ہمیں بتایا اس نے کہا ہم نے مصحف ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں پڑھا ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ" حماد نے کہا: یہ اب ایک سورت ہے۔ اور اسی طرح میرا خیال اس کے بارے میں بھی ہے "اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ، وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ، وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ، اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ"

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے اپنے باپ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ تو جب آپ دوسری سورت سے فارغ ہوئے تو آپ نے اس طرح پڑھا: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ، وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ، وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَ نَحْفِدُ، نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ" اور مصحف ابن عباس رضی اللہ عنہما میں حضرت ابی اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کی قرأت اس طرح ہے: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير ولا نكفرك ونخلع و نترك من يفجرك" اور مصحف حجر میں ہے: "اللهم انا نستعينك" اور مصحف ابن عباس رضی اللہ عنہما میں حضرت ابی اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ہے۔ "اللهم اياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك نسعي ونحفد، نخشي عذابك ونرجو رحمتك، ان عذابك بالكفار ملحق"۔

امام ابوالحسن القطان رحمہ اللہ نے مطولات میں حضرت ابان بن ابی عیاش رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں کلام سے متعلق سوال کیا۔ تو انہوں نے کہا: "اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير ولا نكفرك، ونومن بك ونترك من يفجرك، اللهم اياك نعبد ولك نصلي ونسجد واليك ونسعي ونحفد، نرجو رحمتك ونخشي عذابك الجد ان عذابك بالكفار ملحق"۔ حضرت انس نے فرمایا: قسم بخدا! یہ دونوں آسمان سے نازل کیے گئے ہیں۔

امام محمد بن نصر اور طحاوی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ دونوں سورتوں کے ساتھ خشوع و خضوع کا اظہار کرتے۔ یعنی "اللهم اياك نعبد" اور "اللهم ان نستعينك"۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دونوں سورتوں کے ساتھ اظہار خشوع و خضوع کیا۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان دو سورتوں کے ساتھ اظہار اطاعت کرتے۔ یعنی ''اللھم انا نستعینك'' اور ''اللھم ایاك نعبد''۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن ابی عمران رحمہ اللہ سے یہ قول ذکر کیا ہے: اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ مضر کے خلاف دعا کرنے لگے۔ آپ کے پاس حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آئے۔ تو انہوں نے آپ کو اشارہ کیا کہ آپ خاموش رہیں۔ پس آپ خاموش ہو گئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کو گالی گلوچ دینے اور لعنت کرنے کے لیے مبعوث نہیں فرمایا: بلکہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اس نے آپ کو عذاب دینے کے لیے نہیں بھیجا۔ ان امور میں سے آپ کے ذمہ کوئی شے نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف رجوع فرمائے تو بہ قبول کرے یا انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ پھر انہوں نے آپ کو یہ دعا قنوت سکھائی: ''اللھم انا نستعینك ونستغفرك ونؤمن بك و نخضع لك ونخلع ونترك من یفجرك، اللھم ایاك نعبد، ولك نصلی و نسجد، الیك نسعی ونحفد، نرجو رحمتك ونخفی عذابك، ان عذابك الجد بالکفار ملحق''۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے مصنف میں محمد بن نصر اور بیہقی نے سنن میں عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رکوع کے بعد دعائے قنوت پڑھی اور کہا: ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اللھم انا نستعینك ونستغفرك ونثنی علیك ولا نکفرك، ونخلع ونترك من یفجرك، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اللھم ایاك نعبد ولك نصلی و نسجد ولك نسعی و نحفد، نرجو رحمتك ونخشی عذابك، ان عذابك بالکفار ملحق'' اور عبید نے یہ گمان کیا ہے کہ ان تک یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ دونوں مصحف ابن مسعود میں قرآن کریم کی سورتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالملک بن سوید الکاہلی رحمہ اللہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں ان دو سورتوں کے ساتھ خشوع وخضوع کا اظہار کرتے تھے: ''اللھم انا نستعینك و نستغفرك، ونثنی علیك ولا نکفرك، ونخلع ونترك من یفجرك، اللھم ایاك نعبد، ولك نصلی ونسجد، والیك نسعی ونحفد، نرجو رحمتك ونخشی عذابك، ان عذابك بالکفار ملحق''۔

امام ابن ابی شیبہ اور محمد بن نصر رحمہما اللہ نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے ''اللھم انا نستعینك و نستغفرك، ونثنی علیك ولا نکفرك، ونخلع ونترك من یفجرك، اللھم ایاك نعبد ولك نصلی و نسجد، والیك نسعی و نحفد، نرجو رحمتك ونخشی عذابك، ان عذابك بالکفار ملحق''۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے مصحف ابی بن کعب میں کتاب الاول العتیق کے بارے پڑھا ہے۔ ''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تا آخر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ۔ تا آخر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تا آخر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ''اللهم ان نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير ولا نكفرك ونخلع ونترك من يفجرك، بسم الله الرحمن اللهم اياك نعبد، ولك نصلي ونسجد،۔ واليك نسعي ونحفد، نرجو رحمتك ونخشي عذابك، ان عذابك بالكفار ملحق۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: اَللّٰهُمَّ لَا تَنْزَعْ مَا تُعْطِيْ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجِدِّ مِنْكَ الْجِدُّ، سُبْحَانَكَ وَ غُفْرَانَكَ وَحَنَانَيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ''۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن حبیب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ عبدالعزیز بن مروان نے عبداللہ بن رزین عافقی کو بلا بھیجا اور انہیں کہا: قسم بخدا! میں تجھے بدسلوکی کرنے والا گمان کرتا ہوں اور میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو قرآن نہیں پڑھتا؟ اس نے جواب دیا: کیوں نہیں۔ قسم بخدا! میں بالیقین قرآن پڑھتا ہوں اور میں اس سے وہ بھی پڑھتا ہوں جو تم نہیں پڑھتے۔ تو عبدالعزیز نے اسے کہا: وہ کیا ہے میں قرآن کریم میں سے نہیں پڑھتا؟ اس نے کہا: قنوت۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ قرآن میں سے ہے۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ابوعبدالرحمٰن ہمیں پڑھاتے تھے: ''اللهم انا نستعينك ونستغفرك ونثني عليك الخير، ولا نكفرك ونؤمن بك ونخلع ونترك من يفجرك۔ اللهم اياك نعبد ولك نصلي و نسجد، واليك نسعي و نحفد، نرجو رحمتك ونخشي عذابك الجد، ان عذابك بالكفار ملحق''۔ ابوعبدالرحمٰن کا خیال ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہیں یہ پڑھاتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یہ پڑھاتے تھے۔

امام محمد بن نصر نے حضرت شعبی سے بیان کیا ہے کہ میں نے پڑھا، یا اس نے مجھے بیان کیا جس نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے کسی مصحف میں یہ سورتیں پڑھیں اللهم انا نستعينك اور دوسری ان دونوں کے درمیان بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے۔ ان دونوں سے پہلے مفصل میں سے دو سورتیں ہیں اور ان دونوں کے بعد بھی مفصل میں سے کچھ سورتیں ہیں۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ وتر کے قنوت میں ان دو سورتوں کو پڑھنا مستحب قرار دیتے ہیں یعنی ''اللهم انا نستعينك'' اور ''اللهم اياك نعبد''۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ وتر میں دو سورتیں پڑھتے ہیں: ''اللهم اياك نعبد'' اور ''اللهم نستعينك و نستغفرك''

محمد بن نصر نے خصیف سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح سے پوچھا: میں قنوت میں کون سی شے پڑھا کروں؟ تو انہوں نے کہا: یہ دو سورتیں جو کہ قرأت ابی میں ہیں۔ یعنی ''اللهم انا نستعينك'' اور ''اللهم اياك نعبد''۔

امام محمد بن نصر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے: ہم قنوت میں دو سورتوں سے ابتدا کرتے ہیں۔ پھر کفار کے خلاف دعا کرتے ہیں۔ پھر مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت حارث بن معاقب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کسی نماز میں اس طرح کہا: "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ غفار غفر الله لها، واسلم سالمها الله، وشیء من جهينة و شیء من مزينة عصية عصت الله ورسوله، ورعل وذكوان ما انا قلته الله قاله"۔ حارث نے کہا: بنی اسلم اور بنی غفار کے لوگ آپس میں جھگڑ پڑے۔ بنی اسلم کے لوگوں نے کہا: اسلم کا ذکر پہلے ہوا اور بنی غفار کے لوگوں نے کہا: غفار کے ذکر سے آغاز ہوا۔ حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: تو میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے پہلے غفار کا ذکر کیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور مسلم رحمہما اللہ نے حضرت خفاف بن ایماء بن رحضۃ الغفاری رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔ اور جب دوسری رکعت کے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو کہا: "لعن الله لحيانا ورعلا وذكوان وعصية عصت الله ورسوله اسلم سالمها الله، غفار غفر الله لها" (کہ اللہ تعالیٰ بنی لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت کرے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ بنی اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت و محفوظ رکھے اور بنی غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے) پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔ جب آپ نماز مکمل کر چکے تو اپنا رخ زیبا لوگوں کی طرف کیا اور فرمایا: اے لوگو! بلاشبہ میں نے یہ نہیں کہا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے: "اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ لَسْتُ قُلْتُ هٰذَا، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَالَهٗ" (1)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 108 (7052)، دار التاج بیروت

تذکرہ دعاء ختم قرآن

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب قرآن کریم ختم کرتے تو کھڑے ہو کر دعا فرماتے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں یہ روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن کریم پڑھا، رب کریم کی حمد بیان کی حضور نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھا اور اپنے رب سے مغفرت طلب کی۔ تو اس نے تمام خیر (اور برکات) کو طلب کر لیا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ سے ذکر کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ قرآن کریم ختم کرتے تو آپ کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی محامد بیان کرتے۔ پھر کہتے: ''الحمد لله رب العالمين، الحمد لله الذى خلق السموات والارض ''سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا ہے اندھیروں اور نور کو پیدا کیا ہے، پھر وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا ہے وہ شرک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ تعالیٰ سے شرک کرنے والے جھوٹے ہیں اور وہ انتہائی بری طرح گمراہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ عرب، مجوس، یہود و نصاریٰ اور صابیوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے جھوٹے ہیں۔ اور انہوں نے بھی جھوٹ کہا ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا، یا بیوی یا مد مقابل یا شبیہ، یا مثیل، یا ہمسر یا کسی کے عدیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پس تو ہمارا رب ہے تو اس سے برتر اور عظیم ہے کہ تیری مخلوق میں سے کسی کو تیرا شریک بنایا جائے۔ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ ہی بیٹا۔ بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور نہ ہی تابعداروں میں سے اس کا کوئی ولی ہے۔'' وكبره تكبيرا ''اور تو اسی کی عظمت و کبریائی بیان کر الله الله الله اكبر كبيرا۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے'' والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة واصيلا، والحمد لله الذى انزل على عبده الكتاب '' تا قولہ ''الا كذبا، الحمد لله الذى له ما فى السموات وما فى الارض '' تا دو آیات۔'' الحمد لله فاطر السموات والارض '' الا آخر الا یتیں۔'' الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، الله خير اما يشركون، بل الله خير وابقى واحكم واكرم واعظم مما يشركون، فالحمد لله بل اكثرهم لا يعلمون، صدق الله وبلغت رسله، وانا على ذلك من الشاهدين، اللهم صل على جميع الملائكة والمرسلين وارحم عبادك المومنين من اهل السموات والارضين، واختم لنا بخير، وافتح لنا بخير، وبارك لنا فى القرآن العظيم، وانفعنا بالآيات والذكر الحكيم ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم''۔

امام ابن ضریس رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جس نے قرآن کریم ختم کیا تو اس کی دعا مقبول ہوتی ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم کی مجموعی سورتیں ایک سو تیرہ ہیں، پچاسی سورتیں مکی ہیں اور اٹھائیس سورتیں مدنی ہیں۔ قرآن کی کل آیات چھ ہزار سولہ ہیں۔ اور حروف قرآن کی مجموعی تعداد تین لاکھ، تیئس ہزار، چھ سو اکہتر حروف ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کے حروف کی تعداد دس لاکھ ستائیس ہزار ہے۔ پس جس نے ٹھہر ٹھہر کر اخلاص اور ثواب کی نیت سے اسے پڑھا۔ تو اس کے لیے ہر حرف کے عوض حور عین میں سے ایک زوجہ ہوگی۔" بعض علماء نے کہا ہے: حروف کی یہ تعداد اس اعتبار سے ہے کہ کچھ حروف پہلے قرآن میں تھے اور پھر انہیں لکھنا منسوخ کر دیا گیا (جب انہیں اس میں شامل کیا جائے) ورنہ اب موجودہ حروف اس تعداد کو نہیں پہنچتے۔

علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کی ابتداء میں اسباب نزول ذکر کیے ہیں اور ان کا نام رکھا ہے" العجاب فی بیان الاسباب" چھ ائمہ کے طبقہ میں سے جنہوں نے التفسیر المسند جمع کرنے کا اہتمام کیا ہے وہ یہ ہیں: ابوجعفر محمد بن جریر طبری، ان کے ساتھ ملنے والوں میں سے ابوبکر محمد بن ابراہیم بن منذر نیشاپوری، اور ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم بن ادریس الرازی ہیں۔ اور ان کے شیوخ کے طبقہ میں سے عبد بن حمید نصر الکشی ہے۔ پس یہ چار تفاسیر ہیں۔ کم ہی کوئی شے ہوگی جو مرفوع، موقوف علی الصحابہ اور مقطوع عن التابعین تفسیر میں سے ان میں ذکر نہ ہو۔ اور علامہ طبری رحمۃ اللہ علیہ نے تو بہت سی ایسی اشیاء کو اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے جن میں دوسرے ان کے ساتھ شریک نہیں مثلاً تمام قرأتوں کا ذکر، اعراب (ترکیب) اور اکثر آیات پر گفتگو معانی اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دینے کے لیے چیلنج کے انداز میں ہے۔ ان کے بعد جس کسی نے بھی تفسیر لکھی ہے اتنی اشیاء کو کسی نے بھی جمع نہیں کیا۔ کیونکہ آپ ان تمام امور میں قریب ترین مراتب میں تھے۔ جب کہ کسی اور پر کوئی دوسرا فن غالب ہوتا ہے اور وہ اس میں ممتاز ہو جاتا ہے اور اس کے سوا دوسرے فن میں کمزور ہوتا ہے۔ اور تابعین میں سے تفسیر کے بارے کلام کرنے میں جو مشہور ہوئے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اصحاب ہیں۔ ان میں سے کچھ ثقہ ہیں اور کچھ ضعیف۔ ثقات میں سے حضرت مجاہد اور حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہما ہیں اور آپ سے ابن ابی نجیح مجاہد رضی اللہ عنہ کی تفسیر روایت کی جاتی ہے اور ابن ابی نجیح تک سند قوی ہے۔ ان میں سے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان سے حسن بن واقد عن یزید النحوی کی سند سے تفسیر روایت کی جاتی ہے۔ ایک سند یہ ہے اور محمد بن اسحاق عن محمد بن ابی محمد مولی زید بن ثابت عن عکرمہ یا سعید بن جبیر۔ اس سند کے اس مقام پر شک ہے۔ لیکن یہ ضرر رساں نہیں کیونکہ یہ روایت ثقہ سے ہے۔ اور معاویہ بن صالح عن علی بن ابی طلحہ عن ابی عباس رضی اللہ عنہما کی سند سے بھی تفسیر مروی ہے۔ اس سند میں علی صدوق راوی ہیں۔ ان کی ملاقات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نہیں ہوئی۔ لیکن انہوں نے آپ کے ثقہ اصحاب سے روایات جمع کی ہیں۔ یہی وجہ

ہے کہ امام بخاری اور ابو حاتم وغیرھما اس نسخہ پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور ایک سند اس طرح ہے: ابن جریج عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ لیکن ان روایات میں جو سورۃ البقرۃ اور آل عمران سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور جو ان کے سوا ہیں وہ عطاء خراسانی ہوں گے۔ اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔ لہٰذا وہ سند منقطع ہے۔ بجز اس سند کے جس میں ابن جریج یہ تصریح کر دیں کہ اس میں عطاء بن ابی رباح مراد ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والے ضعیف راوؤں کی روایات میں سے وہ تفسیر ہے جو ابو نصر محمد بن سائب کلبی کی طرف منسوب ہو۔ کیونکہ وہ ابو صالح سے روایت کرتے ہیں۔ اور وہ ام ہانی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ اور پھر وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ اور کلبی کو (علما جرح وتعدیل نے) کذب سے متہم کیا ہے۔ وہ بیمار ہوئے۔ تو انہوں نے اپنی حالت مرض میں اپنے اصحاب کو بتایا۔ جو کچھ بھی میں نے تمہیں ابو صالح سے بیان کیا ہے وہ سب جھوٹ ہے۔ اور کلبی کی ضعف کے سبب جو تفسیر ان سے مروی ہو گی وہ بھی اسی طرح ضعیف ہو گی۔ اور ان سے بھی بڑھ کر ضعیف راوی محمد بن مروان سدی الصغیر ہے۔ اس نے اپنے ہی مثل محمد بن مروان سے تفسیر روایت کی ہے۔ اور ایک انتہائی ضعیف راوی صالح بن محمد ترمذی ہے۔ اور راویوں میں سے جنہوں نے کلبی سے تفسیر روایت کی ہے۔ ان میں سے حضرت سفیان ثوری اور محمد بن فضیل بن غزوان ہیں۔ اور (سوء) حفظ سے پہلے کے ضعیف راویوں میں سے حضرت حبان ہیں۔ اور یہی ابن علی العنزی ہیں۔ اور ان میں سے ایک جویبر بن سعید ہیں۔ یہ کمزور راوی ہے۔ اس نے ضحاک بن مزاحم سے تفسیر بیان کی ہے۔ اور حضرت ضحاک صدوق ہیں۔ اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہوں نے آپ سے کچھ نہیں سنا۔ اور جنہوں نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر بیان کی ہے ان میں علی بن الحکم ہیں۔ یہ ثقہ راوی ہے اور علی بن سلیمان ہیں۔ یہ صدوق راوی ہے اور ابو روق عطیہ بن الحرث ہیں۔ ان پر کوئی اعتراض نہیں اور ان میں سے عثمان بن عطاء خراسانی ہیں۔ یہ اپنے باپ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر روایت کرتے ہیں اور ان کے باپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سماع نہیں کیا۔ ان میں سے ایک حضرت اسماعیل بن عبد الرحمٰن السدی ہیں۔ یہ کوفہ کے رہنے والے صدوق راوی ہیں۔ لیکن انہوں نے کئی طرق سے تفسیر جمع کی ہے۔ مثلاً عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما، عن مرہ بن شراحیل عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ اور کئی دیگر لوگوں کے واسطہ سے مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اور دیگر افراد سے بھی۔ اور انہوں نے تمام روایات کو خلط ملط کر دیا۔ لہٰذا ثقہ راویوں کی روایات ضعیف راویوں کی روایات سے ممتاز نہیں کی گئیں۔ اور نہ ہی سدی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی سے ملاقات کی ہے۔ اور بسا اوقات ان کا سدی صغیر سے التباس بھی لازم آ جاتا ہے۔ ان میں سے ایک ابراہیم بن حکم بن ابان العدنی ہیں اور یہ ضعیف ہے۔ یہ اپنے باپ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے تفسیر بیان کرتا ہے۔ اور علماء نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ حضرت ابن عباس کے ذکر کے ساتھ بہت سی احادیث کو اس نے متصل کر دیا ہے اور اس راوی سے آپ کی تفسیر عبد بن حمید نے روایت کی ہے ان میں سے ایک اسماعیل بن ابی زیاد شامی ہیں یہ بھی ضعیف راوی ہے۔ اس نے بہت سی تفاسیر جمع کی ہیں۔ ان میں صحیح بھی ہیں اور

کمزور بھی۔ یہ تبع تابعین کے دور میں تھے۔ ان میں سے ایک حضرت عطاء بن دینار ہیں۔ یہ لین اور نرم راوی ہیں۔ یہ حضرت سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر روایت کرتے ہیں اور ان سے آگے ابن لہیعہ نے تفسیر روایت کی ہے اور یہ ضعیف راویت ہے۔

تابعین کی تفاسیر میں سے جو قتادہ رحمہ اللہ سے روایت کی جاتی ہے اس کے بھی کئی طرق ہیں۔ ان میں ایک روایت عبدالرزاق عن معمر عن قتادہ ہے۔ اور آدم بن ابی ایاس وغیرہ عن شیبان عن قتادہ کی روایت ہے۔ اور ایک یزید بن زریع عن سعید بن ابی عروبہ کی روایت ہے۔ اور ان کی تفاسیر میں سے تفسیر الربیع بن انس عن ابی العالیہ ہے۔ ابوالعالیہ کا نام رفیع الریاحی ہے۔ اور بعض نے ربیع کے اوپر کسی کا نام ذکر نہیں کیا اور ان سے کئی طرق سے روایت کی جاتی ہے ان میں سے ایک ابوعبیداللہ بن ابی جعفر الرازی عن ابیہ ربیع بن انس کی روایت ہے۔ ان کی تفاسیر میں ایک مقاتل بن حیان کی تفسیر ہے۔ ان کی سند یہ ہے محمد بن مزاحم بن بکیر بن معروف عن مقاتل بن حیان۔ یہ مقاتل صدوق راوی ہے اور ایک ان کے سوا مقاتل بن سلیمان ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ ضعفاء تابعین اور ان کے بعد آنے والوں کی تفاسیر میں سے زید بن اسلم کی تفسیر ہے کہ ان کے بیٹے عبدالرحمٰن ان سے روایت کرتے ہیں اور یہ بہت بڑا نسخہ ہے جس کو ابن وہب اور کئی دوسروں نے عبدالرحمٰن سے اور انہوں نے اپنے باپ اور دوسروں سے روایت کیا ہے۔ اور اس میں بہت سی ایسی اشیاء ہیں کہ کوئی بھی انہیں کسی کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ عبدالرحمٰن ضعیف راویوں میں سے ہے اور ان کا باپ ثقہ راویوں میں سے اور ان میں مقاتل بن سلیمان کی تفسیر بھی ہے۔ علماء نے اس کی نسبت کذب کی طرف کی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ مقاتل، اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے یہ قول اس لیے کہا کیونکہ وہ بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے میں مشہور تھا۔ اور اس مقاتل کی تفسیر ابوعصمہ نوح بن ابی مریم الجامع سے مروی ہے۔ علماء نے اسے بھی کذب کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور مقاتل سے حکم بن ہذیل نے بھی روایت کیا ہے اور یہ ضعیف راوی ہے۔ لیکن اس کی حالت ابوعصمہ سے بہتر ہے۔ اور ان میں سے یحییٰ بن سلام مغربی کی تفسیر ہے۔ یہ بہت بڑی تفسیر ہے۔ تقریباً چھ اجزاء میں ہے۔ اس کی اکثر روایات تابعین اور دوسروں سے منقول ہیں۔ یہ لین الحدیث راوی ہے۔ اور اس میں بہت منکر روایات بھی ہیں اور اس کے شیوخ میں سعید بن ابی عروبہ، مالک اور ثوری رحمہم اللہ تعالیٰ جیسے افراد ہیں۔ اور اس کے قریب ہی سنید کی تفسیر ہے اس کا نام حسین بن داؤد ہے اور ائمہ ستہ کے شیوخ کے طبقہ سے ہیں۔ اور یہ اکثر حجاج بن محمد مصیصی اور ان جیسے افراد سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان میں کچھ نرمی پائی جاتی ہے۔ ان کی تفسیر یحییٰ بن سلام کی تفسیر کی طرح ہے۔ اور ان سے زیادہ روایات ابن جریج نے لی ہیں۔ راویوں کی کمزوری کے سبب کمزور تفاسیر میں سے وہ ہے جسے موسیٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی صنعانی نے جمع کیا ہے۔ یہ دو جلدوں کی مقدار ہے۔ اور وہ اسے ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ابن حبان نے موسیٰ کی نسبت وضع الحدیث کی طرف کی ہے۔ اور اس نے موسیٰ عبدالغنی بن سعید ثقفی سے اسے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ اسباب نزول میں بہت سی چیزیں کتب مغازی میں پائی

جاتی ہیں۔ اوران میں سے کچھ معتمر بن سلیمان بن عن ابیہ کی روایت سے ہیں یا اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ عن عمہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت سے ہیں وہ واقدی کی روایات کے برابر ہیں۔ انتہی

تمت بالخیر

اللہ تعالیٰ کے لاتعداد فضل وکرم اوراس کے پیارے محبوب سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر التفات سے آج مورخہ یکم فرروی 2004ء بمطابق 9 ذی الحجہ 1423ھ بروز اتوار بوقت ساڑھے گیارہ بجے دن یہ ترجمہ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ میرے پروردگار جو ہوا تیری توفیق سے ہوا، ورنہ میں تو کمزور اور ناتواں ہوں۔ اس حقیر کاوش کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے اپنی بارگاہ میں شرف قبول عطا فرما۔ اسے بندہ پر تقصیر کے گناہوں کی مغفرت کا سبب بنا، میرے والدین کے درجات کی بلندی وشرف کا وسیلہ بنا۔ اوراسے قارئین کے لیے نفع بخش بنا۔ اے میرے پروردگار! تیری اس نعمت عظمیٰ پر جتنا شکرادا کیا جائے کم ہے۔ اسے شرف قبول عطا فرمااور ہماری نجات کا ذریعہ بنا۔

امین بجاہ نبیك الكريم عليه افضل الصلوٰة والتسليم۔ وصلى الله على خير خلقه سيدنا و مولانا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

اہل علم کیلئے ضیاء القرآن پبلی کیشنز کی ایک اور عظیم علمی پیشکش

قرآن حکیم ہی نظریاتی خلفشار کے موجودہ تاریک دور میں بنی نوع انسان کو ایک باوقار مستقبل کی راہ دکھاتا ہے

قرآنی علوم کا بیش بہا خزینہ

تفسیر الحسنات

مفسر

علامہ ابوالحسنات سید **محمد احمد قادری** رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کلام مجید کو سمجھنے میں تفسیر الحسنات آپ کی صحیح رہنمائی کرے گی

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، کراچی

خوشخبری

مشہور و معروف محدث و مفسر حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

کا عظیم شاہکار

تفسیر ابن کثیر 4 جلد

جس کا جدید اور مکمل اردو ترجمہ ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف نے اپنے نامور فضلاء

مولانا محمد اکرم الازہری، مولانا محمد سعید الازہری اور

مولانا محمد الطاف حسین الازہری سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان

خوشخبری

معروف محدث ومفسر حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم شاہکار

تفسیر مظہری 10 جلد

جس کا جدید، عام فہم سلیس اور مکمل اردو ترجمہ "ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف"

نے اپنے نامور فضلاء جناب الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان صاحب

جناب الاستاذ سید محمد اقبال شاہ صاحب اور جناب الاستاذ محمد انور مگھالوی صاحب

سے اپنی نگرانی میں کروایا ہے۔ چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی۔ پاکستان